پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی کُل تصنیفات کو ایک جگہ جمع کرکے شایع کرنیکا جو شرمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے مطبع ست دھرم پرچارک فتا ہے وہ عین مناسب ہے کیونکہ اس مطبع کے ساتھ آریہ مسافر کا بڑا تعلق رہا ہے نہ صرف اپنی زندگی میں ہی پنڈت لیکھرام جی نے اپنی تصنیفات کام کا بڑا حصہ جالندھر میں طیار کیا تھا بلکہ اُن کے ویدک دھرم پر جان نثار یکے بعد بھی اُن کا آخری تحفہ اسی مطبع سے شایع کیا گیا اور جس قدر کتب بیکٹ مکمل یا نامکمل حالت میں وہ طیار کر گئے تھے وہ سب بھی چھپکر اسی بع سے متلاشیان حق کے ہاتھوں میں پہنچتے رہے ہیں۔

آریہ سماج کے لٹریچر میں سے شری سوامی دیانند جی کی تصانیف کے بعد اگر ی لٹریچر کی زیادہ مانگ ہے تو وہ آریہ مسافر کی تصانیف ہیں یہ محض اتفاق ہی ہیں ہے کہ بیسیوں آریہ مصنفوں میں سے محض پنڈت لیکھرام جی کی تحریروں اشوق ہی اردو دان پبلک میں زیادہ نظر آتا ہے۔ جس شوق سے کسی زمانہ ل منشی کنہیا لعل الکھ دھاری جی کی تصانیف کو ملک کے ذی فہم آدمی پڑھا تے تھے اسی شوق سے اب عوام اہل ہنود تک پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف ے دلدادہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ صدہا بے تعصب مسلمان بھی اُن کے مطالعہ میں چے دل سے مصروف ہوتے ہیں۔ اس کا باعث یہ ہے کہ پنڈت لیکھرام کا صرف طرز تحریر ہی عام پسند ہے بلکہ اُن کا ایک ایک لفظ سچے دل سے نکلا ہوا ہے اور اس لئے پڑھنے والے پر بے نظیر تاثیر پیدا کرتا ہے۔

ویدک دھرم کے مخالفوں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے کہ پنڈت لیکھرام جی کا طرز بیان بہت ہی سخت اور اُن کی نکتہ چینیاں حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہوا کرتی تھیں۔ لیکن جب کبھی صبر و تحمل سے تحقیقات کا موقع ملا تو ہر ایک مخالف کو اس قسم کے دعوے سے شرمندہ ہونا پڑا جس وقت دہلی کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے دعوے دایر ہوا تھا اُس وقت صاحب موصوف نے اپنے سررشتہ دار کو گھر پر بُلاکر بڑی سنجیدگی اور غور سے پنڈت جی کی کتابوں کے وہ وہ حصے سنے تھے جنہیں کہ محمدیوں کے ڈیپوٹیشن نے سخت بتلایا تھا اور آخرکار فتویٰ یہ دیا تھا کہ باوجود ظاہرا سخت معلوم ہونے کے اس شخص کا طرز بیان ایسا نادر ہے کہ کبھی بھی خود بخود دوسرے پر حملہ نہیں کرتا اور جواب بھی ایسی معقولیت سے دیتا ہے کہ قانونی نتیجہ میں آنا تو درکنار ہر ایک انصاف پسند آدمی کو اُس کی داد دینی پڑتی ہے مرحوم مسٹر کرسٹی صاحب پنجاب پولیس کے مشہور رکن سے جب آریہ مسافر کے قاتل کی تلاش کے بارے میں بات چیت کرنے کے لئے میں دوبارہ ملا تو انہوں نے بتلایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دو تین بار مسلمانوں کی شکایت پر پنڈت لیکھرام کی تصانیف کی پڑتال کرائی گئی۔ لیکن ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکالا گیا کہ ان تحریروں میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے ہاں ان کتب کا مصنف اپنے دھرم کا کسی قدر پرجوش محافظ نظر آتا ہے مسٹر کرسٹی نے یہ بھی بتلایا تھا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس لئے پولیس کو خفیہ ہدایت رہتی تھی کہ ہر جگہ اُن کی
ح نہا س۔

تا ہے کہ کیوں جملہ مخالفین عموماً اور ہمارے محمدی بھائی
ح ا جی کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہے اور اُن محمدی
بھایہ علام احمد قادیانی نے کیوں اُن کی مخالفت میں مذموم سے
مذموم نیا؟ اس سوال کے جواب میں مرزا صاحب کی نسبت تو وہ
خط وکتابت ی کافی ہے جو کہ آریہ مسافر نے اُن سے کی تھی اور جو تکذیب براہین احمدیہ" ہر دو جلدوں کے خاتمہ پر چھپی ہوئی ہے۔ اور عام طور پر محمدی بھائیوں کی مخالفت کا باعث یہ ہے کہ اُن کے مذہب کو موجودہ زمانہ میں پنڈت لیکھرام سے بڑھکر کسی شخص نے بھی دھکا نہیں لگایا۔ منشی اندرمن صاحب مرادآبادی گو بڑے زبردست منشی تھے اور اُنکے قلم میں مخالف کو پیس پاکرنیکی بڑی بھاری طاقت تھی لیکن اُنکی تحریریں مخالفوں کے عقاید کو ہلانے کا کام نہیں دے سکتی تھیں۔ برخلاف اسکے آریہ مسافر کا طرز تحریر ہی نرالا ہے اُنہوں نے اپنے ایک ایک دعوے کیلئے بیسیوں امور واقع کے دیئے ہیں اور محققانہ طور پر اپنے نکالے ہوئے نتائج کے لئے تواریخی ثبوت پیش کئے ہیں۔ پس اُنکی تحریریں واقعی جو زور ہے اسکا اندازہ وہی انصاف پسند ہی لگا سکتے ہیں جن کے عقاید کو اُن تحریروں نے جڑ سے ہلا دیا تھا۔

پنڈت لیکھرام جی کی تصانیف کی مفصل پڑتال کا یہ موقع نہیں ہے کیونکہ اُن کا جیون برتانت (سوانح عمری) کچھ عرصہ سے ترتیب میں آرہا ہے جو گو بہ باعث عدیم الفرصتی اب تک مکمل نہیں ہوا تاہم اُسکی تکمیل تک پہنچنے میں بہت زیادہ عرصہ نہیں لگیگا۔ اُس کتاب میں آریہ مسافر کے دیگر کارناموں پر بے لاگ رائے ظاہر کرتے ہوئے اُنکے طرز تحریر اور اُسکے حسن و قبح پر بھی مفصل بحث کیجاویگی اسجگہ صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام مسافرانہ زندگی بسر کرتے ہوئے بھی ہر ایک طرح کی دقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کسقدر ذخیرہ معلومات کا حق پسندوں کے لئے جمع کر دیا اور سچے دھرم کے متلاشیوں کیلئے کسقدر آسانی کسی نیک نتیجہ پر پہنچنے کیلئے پیدا کر دی۔

اس کلیات میں گو آریہ مسافر کی تصانیف کو بلحاظ اختلاف مضامین تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے تاہم یہ تقسیم بلحاظ زمانہ نہیں کی گئی۔ جسقدر کتابیں یا مختصر رسالے پنڈت لیکھرام جی نے محض ویدک تعلیم کی سچائی کو ظاہر کرنیکے لئے لکھے تھے اُنکو حصہ اول میں رکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں وہ کل تصانیف شامل ہیں جو کہ مختلف مذاہب کے ویدک دھرم پر کئے ہوئے اعتراضوں کے جواب میں لکھی گئی تھیں اور حصہ سوم کو محمدی مذہب کے پیروؤں کے کئے ہوئے اعتراضوں کے جوابی رسالوں کیلئے مخصوص کیا گیا ہے ان کتب اور رسالہ جات میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی خاص سوانح عمری نہو۔ جہانتک پتہ لگا ہے پنڈت لیکھرام جی کو اوایل عمر سے ہی خامہ فرسائی کا شوق تھا لیکن سب سے پہلا نسخہ جو کتاب کی شکل میں انہوں نے پیش کیا شری ششکشا ہے جو حصہ اول میں نمبر ۲ پر درج ہے۔ اس مختصر سے نسخہ کی عبارت ہی ظاہر کر رہی ہے کہ اُس وقت پنڈت لیکھرام کے قلم میں وہ خوبصورتی موجود نہ تھی جسکو تحت الاسلام میں دیکھکر لوگ حیران ہوگئے تھے تاہم عقیدوں کی مضبوطی اور ارادہ کی طاقت اُس وقت کی تحریر سے صاف ٹپکتی ہے۔ اُسکے بعد پنڈت لیکھرام جی پشاور سے لاہور کی طرف چلے آئے اور فیروزپور میں آریہ گزٹ کی ایڈیٹری کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اسی عرصہ میں

مرزا غلام احمد کی تصانیف کو ملاحظہ کرنیکا انہیں موقع ملا اور سچے دھرم کی عظمت کو ظاہر کرنیکے جوش نے انہیں مرزا صاحب سے وہ خط و کتابت کرنیکے لئے مجبور کیا جو کہ تکذیب براہین احمدیہ کی جلد اول کے خاتمہ پر درج ہے اسکے بعد جس طرح پر کہ پنڈت لیکھرام نے مرزا صاحب کو نقولیکہ۔—

”دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید“

عاجز کر کے اُنکی قلعی کھولی وہ پنڈت جی کی کتب کے ناظرین کو بخوبی معلوم ہے اسی عرصہ میں پنڈت لیکھرام جی نے نسخہ خبط احمدیہ کو طیار کیا جسکی نسبت بعض مسلمان صاحبان کی رائے میں نے یہ سُنی ہے کہ اُسکے مقابلہ کی کتاب پنڈت لیکھرام نے اُس کے بعد کوئی نہیں لکھی بلکہ جب ”حجت الاسلام“ کی طیاری کے وقت محمدی دنیا نے بے اختیار ہو کر پنڈت لیکھرام کو قتل کی دھمکیاں دینی شروع کر دی تھیں اُس پر بھی احمدیہ خبط کے نسخہ کو بعض بھائی اب تک ترجیح دیتے ہیں تکذیب براہین احمدیہ کے ہر دو جلدوں کی سوانح عمری اُنکے اندر ہی صاف طور پر درج ہے۔ تکذیب جلد دوم جس بے ترتیب حالت میں مجھے ملی تھی اور جن مشکلات کا مقابلہ اُسکی چھپوائی میں مجھے کرنا پڑا اُنکا ذکر اُسی کتاب کے دیباچہ میں درج کر دیا گیا ہے تاریخ دنیا اور ثبوت تناسخ کی تیاری میں جسقدر محنت پنڈت لیکھرام جی نے کی اُس سے میں بخوبی واقف ہوں۔ ان کتابوں کے پڑھنے والے یہ سُنکر حیران ہونگے کہ پنڈت لیکھرام انگریزی زبان کا ایک لفظ نہیں جانتے تھے اور باوجود اسکے جس خوبی سے انہوں نے جگہ بہ جگہ انگریزی کتابوں کے حوالہ جات ان دونوں نسخوں میں دئے ہیں اُسسے ایک ناواقف شخص سوائے اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ زبان انگریزی کے بھی وہ استاد تھے۔ لیکن پنڈت لیکھرام کا کام کرنیکا ڈھنگ ہندوستان کے موجودہ سُست الوجود باشندوں سے بالکل نرالا تھا۔ انگریزی تعلیم یافتہ لائق اصحاب سے گفتگو میں برابر اُن مسئلوں پر بات چیت کیا کرتے تھے جنکی نسبت کہ انہیں روئے زمین کے عالموں کی رائے کی تلاش ہوا کرتی تھی اور جہاں کسی انگریز یا یورپین مصنف کی رائے کا اُس مضمون کی نسبت پتہ لگا فوراً اُس کتاب کی تلاش میں مصروف ہوئے اور پھر اُسے ڈھونڈھ کر تین چار مختلف گریجویٹوں سے ترجمہ کرا کر بعد مقابلہ کے اُسے درج کتاب کر دیا اس قسم کی تفتیش کے لئے جس صبر اور استقلال کی ضرورت ہے وہ باریک بین اصحاب سے چھپی ہوئی ہے لیکن پنڈت لیکھرام جی جہاں بولنے کے وقت بڑے بے صبر نظر آتے تھے وہاں تحقیقات کے وقت ایسے صبر سے کام لیتے تھے کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے تھے۔ باہر سے چکر لگا کر جب وہ مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر میں پہنچتے تو پہلا حکم یہ ہوتا تھا کہ گذشتہ ماہ کے کل اخبار اور رسالے پیش کرو۔ ان اخباروں اور رسالوں کا سامنے آنا ہی تھا کہ بھوکھ پیاس سب دور ہو جاتی تھی اور جب تک اُن کے ایک ایک لفظ کو نہ پڑھ لیں اور اُنمیں سے خاص خاص مطلب کی باتیں نہ نکال لیں تب تک انہیں چین نہیں آتا تھا۔ اکثر اوقات پنڈت جی کی اس غیر معمولی محنت کا نتیجہ میں یہ دیکھا کرتا تھا کہ جن مضامین پر میں نے محض سرسری نظر ڈالی تھی پنڈت لیکھرام جی نے انکی وقعت کو ظاہر کر کے مجھے شرمندہ کیا اور اپنے عمل سے سکھایا کہ دنیا میں کوئی چھوٹا سے چھوٹا واقع ایسا نہیں ہے جس سے کہ کچھ نہ کچھ سبق حاصل نہ کیا جا سکے +

جسقدر کتابیں اس کلیات کے اندر درج کی گئی ہیں۔ ایک آدمی کی زندگی کے لئے اُنکا لکھا جانا ہی اُسکی ہمت اور لیاقت کا کافی ثبوت ہو سکتا ہے لیکن پنڈت لیکھرام نے ان سب نسخوں کو طیار کرتے ہوئے بھی ساتھ ساتھ اپنے سچے رہبر سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کے جیون چرتر کا مصالحہ اکٹھا کرنیکے لئے ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں مسافت کی اور آخر کار نہ صرف مصالحہ ہی جمع کیا بلکہ تقریباً پانچ سو بڑے صفحوں کا مضمون اپنے سامنے کاتب کے ہاتھ میں دے گئے۔ لیکن اُنکی کوششوں کا یہاں ہی خاتمہ نہ تھا بلکہ انہوں نے اپنے خیال میں ابھی تحریر کے کام کا آغاز ہی کیا تھا چنانچہ اپنی موت کے بہت عرصہ پہلے سے وہ ہندوستان کی ایک مستند تواریخ کے لئے مصالحہ جمع کر رہے تھے جسکا حال میں نے اُنکے قتل کے بعد ۲۲ اپریل ۱۸۹۷ء اخبار ”ست دھرم پرچارک“ میں حسب ذیل لکھا تھا۔—

”جب کبھی کسی ہندوستانی کے کسی یورپین علمی سوسائٹی کا ممبر ہونے کی خبر سننے میں آتی ہے۔ اُسی وقت یہ سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب تک فیلسوفی غور کا مادہ آریہ سنتان میں موجود ہے۔ حتٰی کہ ڈاکٹر جوگیندر چندر بوس کی برقی معلومات سے آگاہی نہ ہوئی تھی کون کہ سکتا تھا کہ آریہ سنتان پدارتھ ودیا کی ماہیت سمجھنے کے لئے دماغ رکھتی ہے۔ اسی طرح پر اور چھوٹے بڑے علمی تحقیقاتوں کے میدان ہیں جن میں کہ جبتک کوئی ہندوستانی قدم نہیں رکھتا تب تک یقین نہیں آتا کہ آریہ رشیوں کی سنتان میں تحقیقات اور ذہانت کا مادہ باقی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہماری اس ظاہری ناقابلیت کا باعث صرف ہم ہی نہیں ہیں بلکہ ہماری مفتوح حالت اور ہمارے حکمرانوں کے برتاؤ کا بڑا بھاری حصہ بھی اس میں کام کرتا ہے لیکن پھر بھی بہت کچھ ہمارے اختیار میں ہے۔ بھارت ورش ایک آدرش دیش اس لئے ہے کہ تمام روئے زمین کے موسم۔ آب و ہوا۔ نباتات۔ چرند۔ پرند اور انسان اس میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے وسیع ملک میں جس کو ایک علیحدہ براعظم کہ سکتے ہیں اور جسکی تاریخ کا سلسلہ صرف پندرہ بیس یا پچیس صدیوں تک ہی ختم نہیں ہوتا بلکہ جس ملک میں دُنیا میں پہلی کتاب میراث میں ملنے کا فخر ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وسیع ملک میں جسقدر وسیع تحقیقات کی گنجایش ہے وہ کس آدمی کے خیال کی حد میں آسکتی ہے! لیکن افسوس اسقدر نادر موقعہ ہاتھ میں رکھتے ہوئے بھی ہم لوگوں کی طبیعتیں سچائی کی تحقیقات کی طرف راغب نہیں ہوتیں۔ اگر ہمالہ کی بے معلوم گپھاؤں اور گوری شنکر کی چوٹیوں کا پتہ لگانا ہے تو اُسکے لئے کمپنی ولایت سے بکر آتی ہے اگر جالندھر کی تاریخ دیکھنے کی ضرورت ہے تو پرسر صاحب کی رپورٹ بندوبست کی طرف رجوع لانا پڑتا ہے کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ اپنی رسوم کی تحقیقات کے لئے بھی ہمیں بدیشیوں کی ہی شرن لینی پڑتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ باوجود انگریزوں کی قابل تعریف اور حیرت انگیز تحقیقاتوں کے اب تک ہمارے ملک کی مستند تاریخ کوئی بھی موجود نہیں ہے اس میں شبہ نہیں کہ ہمیں اُن پردیسیوں (اپنی حاکم قوم) کا شکر ادا کرنا چاہئے جنہوں نے کہ اپنے اتہاس کے لئے ہماری آنکھیں کھولدیں لیکن کیا کوئی آدمی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے دیش کی کوئی مستند تواریخ ایسی موجود ہے جس پر اعتبار کیا جا سکے؟ اور جو گذشتہ صحیح حالات بتلاتی ہوئی ہماری طبیعتوں کو ہمارے گزشتہ عروج سے آگاہ کر کے سچی ترقی کی طرف ہمیں مایل کر دیوے۔ بدیشیوں نے جسقدر اتہاس لکھے اُن میں اُنکے اپنے خیالات اپنے توہمات اور اپنے تعصبات شامل تھے ان سب میں سے ہمیں کرنل ٹاڈ صاحب کا نام بڑے شکریہ سے لینا چاہئے جنہوں نے کہ پریم بھری تحقیقات سے راجپوت جاتی کی بہادری کو سارے عالم میں مشہور کر دیا۔ لیکن کیا راجپوتانہ کے کرنل ٹاڈ کا دوسرا ساتھی پیدا ہوا؟ ہرگز نہیں۔ ہم نہایت افسوس سے دیکھتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اُمرا کے لڑکے اسطرف بالکل متوجہ نہیں ہوتے۔ اور محققوں کی قدردانی کا خیال اب تک ہمارے سودیش نواسیوں میں پیدا نہیں ہوا۔ یوروپین لگ

اپنی گورنمنٹوں اور اپنے دیگر ہمقوم بھائیوں کی مدد سے کیا کچھ نہیں کر دکھاتے بدقسمتی سے گورنمنٹ ملک سے ہمیں مدد کی امید نہیں اور اپنے بھائیوں کو ایسی قیقاتوں کا مذاق نہیں ۔

یہ بڑی بھاری مشکلات ہیں جنکا مقابلہ ایک معمولی آدمی کر نہیں سکتا لیکن پھر بھی ع ہمت مردان مدد خدا ۔ پورشارتھ کے مقابل کونسی مشکل ٹھہر سکتی ہے ۔

ہماری نظروں میں بہت کم ہندوستانی ایسے گذرے ہیں جنہیں راستی کی تحقیقات کا وہ جوش کام کرتا ہو جو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی طبیعت کو حرکت دیتا تھا ۔ پنڈت لیکھرام نے بھارت ورش کی مسلسل لیکن مستند تاریخ کی ضرورت کو بڑے زور سے محسوس کیا تھا اور اُنکا ارادہ تھا کہ مہرشی دیانند کا جیون چرتر طیار کرنیکے بعد اس مجوزہ تاریخ کے لئے حالات دریافت کرنیکے لئے نکلیں ۔ اس بڑے ضخیم کام کے لئے اُنہوں نے ہندوستان کی کل تواریخ جمع کرنی شروع کر دی تھیں افسوس کہ متعصب اور بیرحم قاتل نے ان سب خیالات کا خونخوار خنجر سے خاتمہ کر دیا ۔ لیکن کیا ہمارے لئے یہ بھی آریہ مسافر کی ایک آخری وصیت نہیں ہے ۔ ہمارے دھرم کی بنیاد چونکہ سرستی [illegible] رکھی گئی تھی اور چونکہ ویدوں کا گمبھیر ناد پہلے پہل ہمالئے کی چوٹی پر سے اُترکر آریہ ورت میں ہی پھیلا تھا اسلئے آریہ ورت کی مکمل اور مستند تاریخ طیار کرنا آریہ پرشوں کا ہی فرض ہونا چاہیئے ۔ اسوقت آریہ سماج میں سیکڑوں گریجویٹ موجود ہیں ۔ انمیں سے بیسیوں سنسکرت زباں میں اعلےٰ درجہ کی مہارت پیدا کر سکتے ہیں اور شاید دو چار ایسے بھی ہوں جنہیں روزی کا زیادہ فکر نہیں ہے ۔ کچھ ایسے تجربہ کار عالم بھی ہیں جو روزی سے بیفکر ہونیکے علاوہ کافی وقت اور روپیہ اس کام پر خرچ کر سکتے ہیں کیا انمیں سے ایک بھی آریہ مسافر کی اس وصیت کو پورا کرنیکے لئے کھڑا ہوگا؟ اس میں شبہ نہیں کہ اس کام کیلئے صبر ۔ استقلال اور ہمت کی ضرورت ہوگی اسمیں سندیہ نہیں کہ برسوں تک ایسے محقق کو گوشۂ تنہائی اور کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہنا ہوگا ۔ لیکن اگر یہ کام پورا ہو گیا تو آریہ ورت کی مکمل تاریخ شائع کرنیوالا اپنے بھائیوں کے لئے ایک بے بہا خزانہ چھوڑ جائیگا اور جس وقت کہ رشی سنتان اپنی پورانی عظمت سے واقف ہو کر اپنی موجودہ حالت پر غور کریگی اور پھر مرض کی تشخیص کرکے اپنی حالت کو درست کرنا شروع کریگی اُسوقت کیا ایسے بہادر کا منت پورا نہ ہوگا؟ ہم ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ کسی یوگیہ پرش کے ہردے کو وہ پریرت کرے تاکہ ویدک دھرم کی اسی میں ایک بڑی مشکل منزل طے ہو جاوے ۔

اس پرارتھنا کو اپنے اندر سے نکالے ہوئے سات برس پورے ہونے کو آئے ہیں ۔ دیالو پرماتما ایسے شبھ کاموں کی پریرنا بھی برابر کرتے رہتے ہیں ۔ لیکن آجتک اس مشکل میدان میں قدم رکھنے کے لئے ایک بھی آریہ ویر آگے نہ بڑھا پھر ایسی حالت میں اگر دھرم ویر لیکھرام آریہ مسافر کو کسی قدر بیقراری کے ساتھ یاد کیا جاوے تو کون سخت دل ہوگا جو اس میں شریک نہ ہو ۔

آریہ مسافر کی تصانیف کو اسقدر ارزاں قیمت پر صرف اسی خیال سے شائع کیا گیا ہے کہ ہر ایک دھرم کے پیاسے کے ہاتھ میں اسکی ایک جلد ضرور پہنچ جاوے جن کو اسپر بھی کتاب خرید کرنیکا مقدور نہیں ہے اُن تک اس کتاب کی علم فہم تعلیم کا پہنچنا صاحب ثروت ویدک دھرمیوں کا کام ہے جو لوگ آریہ سنتان کو محمدی اور عیسائی وغیرہ متوں کے پھندوں سے چھڑا کر اُنہیں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنا چاہتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ اس کی سیکڑوں جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں ۔

شری پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مختصر جیون برتانت

دنیا کی ترقی کی تاریخ ہمیشہ بڑے آدمیوں کی زندگیوں کے خوں سے طیار ہوتی رہی ہے اور اُنمیں سے بھی جن بہادر نیر مردوں نے کہ دھرم کے میدان میں کام کیا ہے اور اپنے مانے ہوئے دھارمک سدھانتوں پر اپنی پیاری جان تک نیوچھاور کرنے میں دریغ نہیں کیا ۔ اُنکی دھرم پرائنتا نے اُنکے خیالات کے پھیلانیمیں مقناطیسی طاقت کا کام دیا ہے یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ایک جماعت کی زندگی کا اندازہ صرف اُن قربانیوں سے ہی ہو سکتا ہے جو کہ اُس جماعت کے ممبر اپنے عقیدونکی حفاظت میں کرنے کے لئے طیار رہوں ہر ایک زندہ سماج یا جماعت اپنی زندگی کا اظہار اس قسم کی قربانیوں سے کرتی رہی ہے اور جسقدر زیادہ متعصب صعوبتیں کہ کسی سچائی کے ہادی کو مخالفین کے ہاتھوں سے برداشت کرنی پڑی ہیں دوسرے الفاظ میں جسقدر زبردست شہادت کہ کسی سچے دھرم سیوک نے کسی خاص سچائی پر دی ہے اُسیقدر زیادہ اشاعت اُس سچائی کی دنیا میں ہوتی رہی ہے ۔ اس لئے وہ جماعت مبارک ہے جسکے رہبروں کو کہ اپنے لہو کی شہادت سے اپنی مانی ہوئی سچائیوں کو ثابت کرنیکا موقع ملے ۔ ابھی پورے پچیس برس نہیں گزرے کہ آریہ سماج ویدک سچائی کی مشعل ہاتھ میں لیکر بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے مستعد ہوا ۔ سوامی دیانند کی گمبھیر آواز نے کمبھ کرن کی نیند سوئی ہوئی بھارت سنتان کو جگا دیا ۔ آلس کی جگہ پرشارتھ کا ظہور ہوا ۔ سچے دھرم کی پیاس ہر ایک دل میں بھڑک اٹھی ۔ ویدک روشنی نے اندھیرے کو کاٹنا شروع کیا ۔ دیش میں زبردست حرکت پھیل گئی ۔ مخالف سخت سے سخت حملوں کو شانتی اور مستقل مزاجی سے برداشت کرتے ہوئے سوامی دیانند نے اپنے عقیدوں کا پرچار کیا ۔ لیکن محدود انسان کے کام آخر محدود ہوتے ہیں ۔ اگر آخری شہادت سوامی دیانند اپنی زندگی سے نہ دیتے تو وہ ہل چل جو اُن کے بعد بھارت ورش میں مچ گئی دکھائی نہ دیتی ۔ ایک موت نے ہزاروں کیا لاکھوں زندگیوں کا کام کیا اور ویدک دھرم کی اگنی زیادہ سے زیادہ پرچنڈ ہوتی گئی +

جہاں ہر ایک سچی تحریک کو ایک بڑے آدمی کی شہادت سے زبردست حرکت پہنچتی ہے وہاں اُس زبردست حرکت کے راستے میں چھوٹی بڑی روکاوٹیں بھی موجود ہوتی ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے کہ دیگر دھرم ویروں کی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے ۔ آریہ سماج کی تحریک کے راستے میں بھی اس قسم کی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں اور پرماتما کے انتظام اور ہمارے کرموں کے مطابق اُن روکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے تازہ شہادتوں کی ضرورت پڑتی رہی ۔ اسی قسم کی ضرورت کو پورا کرنیکے لئے گورودت ودیارتھی نے ویدک دھرم کی عظمت پر اپنے جسم کو سوامی دیانند کی شہادت کے ٹھیک چھ سال بعد ارپن کرکے سواہا کر دیا ۔ چھ سالوں کا عرصہ اور گذر گیا ۔ اس عرصے میں اور رکاوٹیں جمع ہوتی گئیں ان سب کو کاٹنے کے لئے لیکھرام آریہ مسافر نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو سچ سچ لہو کے لفظوں میں ویدک دھرم کی بزرگی کی شہادت دی ۔

پنڈت لیکھرام کا شمار گو اُس جماعت میں نہیں ہو سکتا جسمیں کہ بُدھ اور شنکر نانک اور دیانند وغیرہ اپنے چندر روپ سے سنسار کو روشن کرتے ہوئے سانتی کی ورشا کر رہے ہیں ۔ لیکن اس میں سندیہ نہیں کہ وہ اُن چمکتے ہوئے ستاروں میں سے ایک تھے جو کہ ایسے چندر ماؤں کی شوبھا کو دوبالا کر رہے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ پنڈت لیکھرام کا مختصر جیون برتانت ناظرین کتاب کے روبرو پیش کیا جاوے تاکہ جہاں ایکطرف وے مصنف سے ایک قسم کی ذاتی واقفیت حاصل کر سکیں وہاں دوسری طرف اُس سپرٹ سے بھی واقفیت کر سکیں جو کہ اُنکی تصانیف کی محرک تھی ۔

تحصیل چکوال ضلع جہلم کے ایک گمنام موضع میں جس کا نام کہ سیدپور ہے ۱۔ چیت سمت ۱۹۱۵ بکرمی سکروار کے دن ایک موہیال براہمن کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اُس وقت کون کہہ سکتا تھا کہ اُس ننھے چھوٹے سے جاندار کے اندر کس کس قسم کی شکتیاں موجود ہیں۔ پانچویں سال فارسی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے یہ لڑکا بٹھایا گیا۔ ماں باپ نے اس کا نام لیکھرام رکھا۔ پندرہ برس کی عمر تک سوائے اس کے اور لڑکوں سے کوئی تمیز نہ تھی کہ لیکھرام نہایت ہوشیار اور ہونہار طالب العلم تھا ہاں ایک خصوصیت ایسی تھی جس پر کہ اُس وقت کے بزرگ بھی حیران تھے۔ لیکھرام کی طبیعت میں ایک خاص مستقل مزاجی تھی جو ہٹھ کی حد تک پہنچی ہوئی سمجھی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ سات آٹھ برس کی عمر میں مکتب میں پیاس لگی۔ گھر جانے کی رخصت مانگی معلم نے کہا کہ یہیں پانی پی لو۔ لیکھرام نے پانی نہ پیا یہاں تک کہ گھر پہنچ لیا۔ سترہ سال کی عمر کے بعد پنڈت لیکھرام اپنے چچا گنڈا رام جی کے پاس پولیس کا کام سیکھنے کے لئے چلے گئے (گنڈا رام جی اس وقت ضلع پشاور میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں) اسی عرصے میں ایک بڑے بھائی سکھ کی صحبت میں جو کہ اُن کے چچا کا ماتحت تھا پراتہ کال اُٹھ سنان کر کے گورمکھی اکشروں میں گیتا کا پاٹھ کیا کرتے۔ اُس سکھ عابد کی صحبت میں اُنہوں نے سمادھی لگانی شروع کر دی۔ ایک دن کا ذکر کرتے ہوئے اُنکے چچا فرماتے ہیں کہ سمادھی کی حالت میں ایسے محو ہو گئے کہ چارپائی سے گر پڑے اور حرکت نہ کی۔ سنہ ۱۸۷۶ء کے قریب پولیس میں نوکر ہو کر رفتہ رفتہ اول سارجنٹ ہو گئے دھرم کے لئے پیاس شروع سے ہی محسوس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ پشاور میں سنہ ۱۸۸ء کے لگ بھگ انہوں نے کاشی سے گیتا ٹیکا منگائی تھی اور اُس کو پڑھنا اور شلوکوں کے ارتھوں کا وچار کرنا اپنا دستور العمل ٹھہرایا ہوا تھا۔ روٹی ایک وقت اپنے ہاتھ سے بنا کر کھاتے اور کرشن کرشن کا جاپ کیا کرتے اسی سنہ میں جبکہ اُنکی عمر ۲۰ یا ۲۲ سال کی تھی۔ ماتا پتا نے بیاہ کے لئے زور دیا۔ سمبندھ پہلے سے ہو چکا تھا لیکن پنڈت لیکھرام کی دُھن کسی اور طرف لگی ہوئی تھی۔ بیاہ کا ذکر درمیان آتے ہی نوکری ترک کر کے متھرا بندرابن کی طرف جانیکے لئے طیار ہو گئے۔ خطوط کے ذریعہ رشتہ داروں نے بہتیرا سمجھایا لیکن آتش اشتیاق موکش زیادہ بڑھتی گئی۔ آخرکار پنڈت لیکھرام کے چچا اپنے ٹھکانے سے زبانی سمجھانے کے لئے آئے۔ اُنہیں وہ درشٹانت ابتک یاد ہے جو پنڈت لیکھرام نے اُنہیں سنایا تھا۔ درشٹانت حسب ذیل تھا جو اکثر یوگ کی تصانیف میں مشہور ہے "ایک راجہ کے پاس نٹ تماشہ کرنے آئے راجہ نے حکم دیا کہ یوگی کی نقل اُتارو۔ پانسو روپیہ انعام ملیگا۔ نٹ نے ہو بہو یوگی بن کر دکھا دیا لیکن جسوقت سمادھی چھوڑی فوراً بامید انعام ہاتھ پسارا"۔ یہ درشٹانت سُنا کر پنڈت لیکھرام نے کہا کہ گرہست میں پھنس کر میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اُنکی درخواست کے آگے گھر والوں کو سر جھکانا پڑا اور اُن کی منسوبہ کو اُنکے چھوٹے بھائی سے بیاہ دیا۔*

اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد ہی کنہیا لعل الکھ دھاری کی کتابوں کا شوق ہوا اندر من مراد آبادی کی تصانیف سے پہلے واقفیت رکھتے تھے اور محمدی مسلمانوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر چکے تھے۔ الکھ دھاری کے ایک رسالے میں سوامی دیانند سرسوتی کی تعریف دیکھ کر دیگر اخبار وکتب معرفت اُنکی تحریر کی تصدیق کی اور اسیوقت سوامی جی کی تصانیف منگوا کر مطالعہ کرنی شروع کیں۔ جیوں جیوں دھرم کو مرم زیادہ معلوم ہونے لگے تیوں تیوں سری سوامی جی مہاراج کے درشنوں کیلئے دل بے قابو ہوتا گیا۔ آخرکار سنہ ۱۸۸۱ء میں آریہ سماج پشاور قائم کر کے بحصول رخصت ایکماہ سوامی جی مہاراج کی ملاقات کیلئے چل دئے اور لاہور۔ امرتسر۔ میرٹھ وغیرہ آریہ سماجوں میں ہوتے ہوئے اجمیر پہنچے جہاں کہ سوامی دیانند جی سے بات چیت کر کے انہوں نے اپنے کل شبہے نوارن کرائے۔ واپس آتے ہی رسالہ دھرم اپدیش ویدک دھرم کی سچائیوں کو پھیلانیکے لئے جاری کیا اور آریہ سماج پشاور کی ترقی کیلئے تن من دھن سے کوشش کرنے لگے۔ ایام ملازمت میں بھی راست گوئی کے لئے مشہور تھے اور مذہبی مباحثات میں کسی شخص کا بھی پوچھ اُس کے عہدے یا دنیاوی عزت کے لحاظ نہیں کرتے تھے۔ شراب کی برائیوں کو روکنے کے لئے بڑا عالیشان جلسہ بلایا جس میں سب حکام ضلع معہ کمانڈنگ افسر فوج شریک ہوئے۔ پنڈت لیکھرام کی تقریر اس جلسہ میں سب کو حیرت میں ڈالنے والی تھی۔ اس تقریر کا فوجیوں پر بہت اچھا اثر پڑا تھا۔

پنڈت لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی حد درجہ کی آزاد تھی اور اسی لئے متعصب افسران سے اُن کی نہیں بنتی تھی۔ سنہ ۱۸۸۲ء کے شروع میں اُنکی تبدیلی پشاور سے مقام ایبٹ آباد ہو گئی۔ لیکن تاہم مضامین بھیج کر رسالہ دھرم اپدیش کو پھر بھی جاری رکھا۔ [illegible] کے آریہ سماج نے رسالہ مذکور کے اخراجات کا بوجھ اٹھانیکی طاقت نہ دیکھ کر اُسے بند کرنیکی تجویز کی۔ اس کے متعلق جو خط کہ پنڈت لیکھرام جی نے ۱۲۔ مارچ سنہ ۱۸۸۳ء کو اپنے چچا کے نام لکھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود قلیل آمدنی کے پنڈت لیکھرام جی کسی قدر مالی مدد کے لئے بھی طیار تھے۔ آخرکار اُسی سال رسالہ بند کرنا پڑا۔

سنہ ۱۸۸۴ء کے شروع میں ہی دھرم کی روشنی نے پنڈت لیکھرام کے ہردے کو زیادہ تر منور کر دیا تھا اور ملازمت سے اُنہیں سخت نفرت ہو گئی تھی۔ رشتہ داروں دوستوں اور سرکاری افسروں نے ہرچند سمجھایا لیکن پنڈت جی اپنے ارادہ پر ڈٹے رہے اور [illegible] سنہ ۱۸۸۴ء میں استعفا دیکر انسانوں کی تابعداری سے آزادی حاصل کی۔

لاہور آریہ سماج میں پہنچ کر کچھ عرصہ تک سنسکرت ویاکرن میں پریشرم کرتے رہے جسکے بعد آریہ گزٹ فیروزپور کے ایڈیٹر ہو گئے اُردو کا اُسوقت یہی ایک ہفتہ وار اخبار تھا جس خوبی سے پنڈت لیکھرام نے اسکو چلایا اُسوقت کے فائل اُنکی لیاقت کے شاہد ہیں اُنکی قلم سچائی کی تائید میں اُسی وقت سے کام کرنے لگ گئی تھی جب کہ وے آریہ سماج کے ممبر تھے چنانچہ نوید ہوگان سنہ ۱۸۸۳ء کے پیشتر لکھ چکے تھے۔ اُس وقت سے تحریر کا کام برابر جاری رکھا سب سے پہلی تصنیف جس نے کہ پنڈت لیکھرام کو کل آریہ ورت میں مشہور کر دیا اور آریہ سنتان کے مرجھائے ہوئے دلوں کو تازگی بخشی وہ تکذیب براہین احمدیہ تھی جس میں کہ پنڈت جی نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیہودہ دعاوی کی تردید کرتے ہوئے مقابل میں ویدک دھرم کی بزرگی کو بھارت نواسیوں کے دلوں پر نقش کر دیا اسکے بعد نسخہ خبط احمدیہ کرسچن مت درپن۔ ثبوت تناسخ وغیرہ بڑی بڑی ضخیم کتابیں شائع کرنے کے علاوہ بیسیوں رسالے لکھے جن میں عیسائی۔ محمدی۔ پورانی وغیرہ ہر ایک معترض کے اعتراضوں کا دنداں شکن جواب دیا۔ لیکن اُس عرصے میں کیا پنڈت لیکھرام کہیں جم کر بیٹھے ہوئے کسی کتب خانہ کی مدد سے تصنیف کا کام کرتے رہے تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ مدت سے مسافر بنے ہوئے آریہ ورت کے شہروں۔ قصبوں اور بعض اوقات جنگلوں میں سوامی دیانند کے جیون چرتر کی تحقیقات کرتے پھرتے تھے اور اسی لئے انہوں نے اپنا نام آریہ مسافر رکھ چھوڑا تھا غرضیکہ [illegible] اور ضروری سامانوں سے دور گھومتے ہوئے بھی آریہ مسافر نے وہ کام کر دکھایا جو کہ بڑے بڑے سامان والوں سے نہ بن پڑا۔ تحقیقات کا شوق پنڈت لیکھرام کو اُس وقت سے ہی تھا جب سے کہ انہوں نے ہوش سنبھالا چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جب مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے

---

* اپنی عمر کے چھبیسویں سال میں پنڈت جی نے شریمتی لکشمی دیوی جی کے ساتھ وواہ کیا جن کی زندگی کی عظمت علیحدہ دکھلائی گئی ہے (دیکھو مضمون "ستی کا جیون کیا سکشا دیتا ہے")۔

مواقعات کے جمع کرنیکی ضرورت پڑی تو سوائے پنڈت لیکھرام کے اور کوئی شخص اس کام کے ئق نہ سمجھا گیا۔ اُسوقت سے برابر دیش دیشانتروں میں ویدک دھرم کا پرچار کرتے ہوئے یہ مسافر نے وہ شہرت حاصل کی جو شاید ہی کسی موجودہ مذہبی واعظ کے نصیب ہوئی ہوگی۔ ویدک دھرم کی سچائیوں کو گرہن کرنے کے بعد پنڈت لیکھرام جی کی زندگی ایک پبلک زندگی ہوگئی تھی اور اس لیئے ان کی اس زمانے کی سوانح عمری اس مختصر سے مضمون میں سما ممکن نہیں ہے ہمیں اسجگہ صرف یہ دکھلانا مقصود ہے کہ پنڈت لیکھرام کا جیون اس قسم کا تھا کہ ہر ایک مذہب اور ملت کے طالبانِ حق اور بے تعصب آدمیوں کو اُنکی نہ صرف عزت ہی کرنی چاہیئے۔ بلکہ اُن کے جیون سے خاص سبق بھی لینا چاہیئے ٭

مذہب محمدی اسلام کی تحقیقات آریہ مسافر نے خاص طور پر کی تھی اور اسی لیئے اُنکی تصانیف بیشتر اسی مذہب کے متعلق موجود ہیں۔ پنڈت لیکھرام کی کوئی تحریر بھی بذات خود کسی مذہب یا ملت پر کوئی خاص حملہ نہیں ہے۔ اُن کی ہر ایک تصنیف مخالفوں کے نہایت سے سخت بیجا حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہے اور اس لیئے کوئی اہل انصاف بھی تعصب کا الزام نہیں لگا سکتا لیکن بعض محمدی واعظان نے یا عموماً اور مرزا غلام احمد قادیانی نے خصوصاً پنڈت جی کی زبردست تحریروں سے گھبرا کر ایسے جاہل بھائیوں کو آپکے برخلاف اُکسانا اور خود محمدی مسیح سے انہیں دھمکانا شروع کیا پنڈت لیکھرام کی قلم کو ہر طریقے پر غرضیکہ عدالت تک پہنچکر روکنے کی کوشش کیگئی۔ آخرکار جب یہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں تو ایک موذی۔ دھوکہ باز مسلمان کے ہاتھ سے اُنہیں چھری کھاکر جان دینی پڑی اور اس طرح پر آتما کو مادا کے ذریعے سے دبانے کی کوشش کیگئی۔ ہاں۔ جسم سرد ہوگیا اور وہ ہاتھ جنہوں نے کہ دلائل کی زبردست چوٹوں سے متعصبوں کے دل اچھو کردیئے تھے ہمیشہ کے لیئے مادی قلم پکڑنے سے لاچار ہوگئے۔ لیکن سچائی کے لگے ہوئے تیر کو روکنے کی کس کو مجال ہے۔

پنڈت لیکھرام کمال جفاکش تھے جس کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ قریباً بارہ برس کے عرصہ میں علاوہ متواتر پرچار کرنے اور سوامی دیانند کے جیون چرتر کے متعلق ۲ یا ۳ ہزار صفحوں سے زیادہ کا مصالحہ اکٹھا کرنیکے اُنھوں نے بہت سی کتابیں چھپوائیں جو کل ملاکر ۲۰۰۰ صفحوں کے قریب ہونگی اور انکے علاوہ آٹھ یا نو سو صفحوں کے قریب لکھکر چھوڑ گئے۔ دھن میں لگے ہوئے دن رات ایک کردیتے تھے اُن کی آزادی طبع کا ذکر ہم پہلے کرچکے ہیں۔ لیکن باوجود دھرم وشے میں کمال سخت مزاج رکھنے کے اُنکا دل بڑا ہی نرم تھا کسی بھائی کی تکلیف بھی بلا محسوس کیئے دیکھ نہیں سکتے تھے جگہ تنگ اور لکھنا بہت کچھ ہے۔ پنڈت لیکھرام کے کیریکٹر کا پورا خاکہ پیش کرنے کے لیئے اُنکی کمزوریوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے اور ساتھ اس کے اُن کا ہر ممتاز وصف بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لازمی ہے اُنکی دلیری۔ انکے اندربہ دمن۔ اُن کے سچے وشواس علمی لیاقت اور سچی تحقیقات کے ساتھ ساتھ ویدک دھرم کے ساتھ جو پریم نے انہیں ویدک دھرم کے حق میں کسیقدر متعصب بنادیا تھا اور ایسے وقت میں وے دوسروں کی کمزوری کے لیئے انہیں معاف کرنیکے قابل نہیں رہتے تھے اور ویدک مسئلوں کی تعریف سنکر وے خاموش نہیں رہ سکتے تھے بلکہ بلالحاظ اُسکے رتبہ وغیرہ کے فریق مخالف پر بعض اوقات سخت سے سخت حملے کردیا کرتے تھے۔ اسی لیئے لالہ لکشمی رام صاحب برہمو نے جو کہ پنڈت جی کے دوست اور عزت کرنے والے بھی ہیں پنڈت جی کو آریہ سماج کے علی کا خطاب دے رکھا تھا۔ لیکن یہ کمزوری پنڈت جی کی تحریروں میں ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کا خاتمہ تقریر کے ساتھ ہی ہو جاتا تھا ٭

وید۔ ویدک سماج۔ ویدسد بھاشت اور وید آچاریہ مہرشی دیانند کی جانب اُن کے دل میں اس قدر عزت تھی جسے کہ لوگ پاگلپن کی حد تک پہنچا ہوا بتلاتے تھے لیکن دھرم کے راستے میں اگر کام کیا ہے تو دیوانوں نے! اس لیئے یہ دیوانگی مبارک تھی !۔

۶ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء کی شام کو ایک شقی القلب مسلمان جو شدھی کے بہانہ کرکے آیا تھا اُنکی جائے رہائش میں دھوکے سے چھری اُن کے پیٹ میں گھسیر کر بھاگ گیا۔ ۲ بجے رات کے باوجود عمدہ سے عمدہ علاج کے گایتری منتر کا جاپ کرتے ہوئے اس فانی جسم کو چھوڑ کر اپنے پیچھے دیش کو پدھار گئے اور چلتے ہوئے آریہ سماج کے ممبروں کو وصیت کرگئے کہ **تحریر کا کام بند نہ ہونے پاوے** ٭

آریہ پرشو! ویدک دھرم کے مخالف حملوں سے حفاظت کرنیکا بوجھ اب ہم سب کی گردنوں پر ہے۔ پرمیشور سے پرارتھنا ہے کہ ہمیں بل اور اتساہ پردان کریں تاکہ ہم اس بارِ ذمہ واری کو دھرم انوسار ادا کرسکیں ٭

ستی کا جیون کیا شکشا دیتا ہے؟

دیوی لکشمی کا بھوتک شریر اب کہاں ہے؟ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے پرچارک سے ناظرین معلوم کرچکے ہونگے کہ دھرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی دھرم پتنی لکشمی دیوی جی دیہانت ۳ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کے دن کو جالندھر شہر میں ہوگیا۔ گویا دھرم ویر کے ساتھ میرا آخری ظاہری سمبندھ دور ہوگیا۔ جالندھر سے خبر آئی ہے کہ دیوی کی ارتھی کے ساتھ آریہ پرشوں کا بڑا بھاری ہجوم تھا۔ جالندھر کے آریہ پرشوں نے انتیشٹی سنسکار میں ہی شریک ہوکر جسقدر کرتویہ پالن کی طرف رچی ظاہر کی ہے۔ اسکے لیئے بھی میں پرماتما کا دھنیہ واد کرتا ہوں۔

لکشمی دیوی کا جیون سُورویر کا جیون نہ تھا۔ ایسی عورتیں موجود ہیں جنہوں نے سنسار کے اندر بہت کچھ شورمچا رکھا ہے اور ایسی عورتیں بھی موجود ہیں جنکو مختصر عمر نمائشی آدمیوں نے ہی مشہور کر رکھا ہے۔ اس قسم کی ستریوں نے اب تک سنساری کہانی میں کچھ دیرپا کام نہیں کیا۔ لیکن اسی دیش کے اندر اس قسم کی ستی ستریئیں ہوچکی ہیں اور باوجود سخت گری حالت کے اسوقت بھی کبھی کبھی ایسا چمتکار دکھلاجاتی ہیں۔ جنکے جیون ہی دیش کو رساتل میں جانے سے بچا رہے ہیں۔ ایسی ستی ستریوں میں سے لکشمی دیوی کو میں

ایک سریشٹھ ستی

سمجھتا ہوں۔ لکشمی دیوی کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟ اُن کے والدین کے نام کیا تھے؟ انہوں نے بچپن میں کس طرح پرورش پائی؟ وغیرہ وغیرہ سوالات ہیں جن کے جواب ڈھونڈھنے سے ہمیں کچھ بھی فائدہ نہیں ہوسکتا گو اسقدر معلوم ہے کہ اُن کا جنم کوہ مری کی جانب ایک پہاڑی گاؤں میں ہوا تھا اور گو اُنکے والدین اور بھائیوں کے نام بھی دریافت کرکے درج کیئے جاسکتے ہیں تاہم اُس سے صرف یہی معلوم ہوگا کہ ہماری عزت کے قابل دیوی دیہاتی براہمنوں کے یہاں مثل دیگر لڑکیوں کے پلتی رہی۔ دھرم ویر کے جیون ورتانت سے جن سجنوں کو کچھ بھی واقفیت ہے اُنہیں معلوم ہے کہ اس دیوی کا وواہ اُسوقت ہوا جبکہ اُسکی عمر تقریباً ۱۶ برس کی تھی۔ اپنے وواہ سے شاید دو یا تین سال کے بعد ہی پنڈت لیکھرام جی نے جالندھر میں اپنی دھرم پتنی کو لے آنا شروع کیا تھا اور جو سمبندھ سورگباشی پنڈت جی کا میرے ساتھ تھا اُسکے باعث اُسی وقت سے میں لکشمی دیوی کے سوبھاؤ تتھا آچرنوں کو جانتا ہوں یہ شروع سے ہی بہت کم گو تھیں سوبھاؤ میں سُشیل حد درجہ کا تھا اُنکی تکلیف کو دوسرا معلوم کرکے اُسکا علاج کردے تو خیر۔ ورنہ خود شکایت کرکے کسی کو تکلیف دینیکا نام نہیں جانتی تھیں ہوا

کے سمہ سے ہی آریہ مسافر نے اپنے منتویہ کو عمل میں لانا شروع کر دیا یعنی جس جوش کیساتھ گرو دیوانی ستری شکشا کا وچار کرتے تھے اُسی جوش کیساتھ انہوں نے اپنی دھرم پتنی جی کو پڑھانا شروع کیا۔ جالندھر میں ستری سماج اور آریہ سماج کے سپتاہک و دیگر کل جلسوں میں لکشمی دیوی ہمیشہ شریک ہوا کرتی تھیں۔ سوُرگباشی آریہ مسافر اپنی دھرم پتنی کو ستری جاتی کی سیوا کے لئے اسطرح پر طیار کرنا چاہتے تھے جسطرح پر کہ خود پرش جاتی کی سیوا کیلئے اُدیت تھے۔ مجھ سے دھرم ویر نے بارہا ایسا آئندہ جیون کا سوچی پتر دیر وگرام بیان کیا تھا۔ جسمیں لکشمی دیوی کا ذکر اکثر آتا تھا۔ ودیا دان پر سب کا خیال تھا۔ واُس میں بھی لکشمی دیوی کے کام کا ذکر ہوا کرتا تھا۔ دھرم ویر لکشمی دیوی کو کیا بنانا چاہتے تھے وہ اُس تقسیم اوقات کے کاغذ سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ ملفوظات آریہ مسافر کے سلسلے کے اندراش ضمیمہ کے نمبر ۳ میں شائع ہوا تھا جو کہ آریہ مسافر کے نام سے ست دھرم پرچارک کے ساتھ نکلا کرتا تھا۔ اُسمیں براہم کال کے کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "اگنی ہوتر کو لکشمی تک کیائے آکیلے اگرہا"۔ یہ بیٹ اگنی کی رکشا کا کام گرہ پتی کے سپرد کر کے انہیں آریا پد کی ادھکارنی سمجھ لیا تھا۔ تیسرے نمبر پر حسب ذیل عبارت درج ہے "۱۱ بجے سے ۲ بجے تک بھوجن۔ آرام۔ امور خانہ داری وغیرہ اور پیاری لکشمی کو پڑھایا جاوے"۔ حال ہی میں سریمتی لکشمی دیوی کی گود ہری بھری ہوئی اور اُسی جگہ اُنکو اپنے پیارے پتر کے ویوگ کا دکھ ملا۔ دیوی کا پُتر بھی اُس طیاری میں بیمار ہوا جو کہ وہ پرچار کیلئے کر رہی تھیں۔ لکشمی دیوی کی مزاج میں اسقدر مسکینی تھی کہ وہ سوائے اُن ایک دو عورتوں کے جن کے اُنکی طبیعت ملی ہوئی تھی اجنبی عورتوں سے عموماً شرمایا کرتی تھیں۔ پنڈت لیکھرام جی چاہتے تھے کہ اُنکی دھرم پتنی اُس دھرم رتشنیک طیاری میں مدد لیکر اپنی بہنوں اور ہم نشینوں کی طبیعتوں کو ویدک دھرم کی طرف پریرت کیا کرے۔ انہوں نے مجھ سے صلاح پوچھی کہ کس طرح پر لکشمی دیوی کا حوصلہ بڑھایا جاوے۔ میں نے صلاح دی تھی کہ آریہ سماجوں کے سالانہ جلسوں پر انکو پنڈت جی ساتھ لیجایا کریں۔ چنانچہ اسی صلاح پر عمل کر کے وہ پنڈت جی کو انبالہ چھاؤنی اور متھرا آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر لیگئے۔ جہاں سے سخت بیماری کی حالت میں لڑکے کو واپس لانا پڑا۔ یہ شاید ۱۸۹۶ء موسم برسات کا ذکر ہے اسکے بعد چونکہ رشی دیانند کے جیون چرتر کی چھپائی کا کام شروع ہونیوالا تھا اسلئے لکشمی دیوی کو اپنے پتی کے ہمراہ لاہور جانا پڑا۔ ایک صدمہ سے ابھی تک پورا چھٹکارا نہیں ہوا تھا اور پیارے پُتر کی یاد ابھی بھولی نہیں تھی کہ دیوی کے دیکھتے دیکھتے ایک شیطان نے ہوکر اُنکے پیارے پتی کے پیٹ میں چھری بھونک کر چلنے لگا کس بہادری سے ویرانگنا نے قاتل کے ہاتھ سے چھری چھیننے کی کوشش کی اور کس طرح سے ہاتھوں پر زخم کھایا۔ یہ واقعات ہیں جنہیں وے سجن بخوبی جانتے ہیں جو مارچ ۱۸۹۷ء کا پرجوش اخباری لٹریچر پڑھتے رہے ہیں۔ پتر اور پتی دونوں کو ویدک دھرم کی سیوا کی بھینٹ چڑھا دینے کے بعد لکشمی دیوی اپنی ساس کے ہمراہ گھر کو چلی گئیں جہاں سے کچھ عرصہ کے بعد دونوں دیویاں جالندھر میرے مکان پر آئیں۔ اُسوقت اہل اسلام کے مفسد حصہ کے اندر مخالفت کی آگ بہت بھڑک رہی تھی اور آریہ سماجیوں کو عموماً ایسے برگزیدہ آدمیوں کی جانوں کا خوف رہتا تھا۔ چونکہ جالندھر آریہ سماج کے ممبر بارُعب سمجھے جاتے تھے اور اس شہر کے مسلمانوں کے اندر تعصب کا نام و نشان نہ تھا۔ اسلئے میں نے دھرم ویر کی ماتا جی کو صلاح دی تھی کہ اپنی پُتر بدھو کے ساتھ ملکر جالندھر میں ہی بود و باش اختیار کریں لیکن ماتا جی کو اُن کے سمبندھیوں کا پریم راولپنڈی کی طرف کھینچتا تھا اور لکشمی دیوی اکیلی رہنا مناسب نہیں سمجھتی تھی اسلئے دونو دیویاں پھر رخصت ہو کر چلی گئیں۔ راولپنڈی میں پہنچتے ہی دیوی کی ساریرک اوستھا گرنی شروع ہوئی۔ معمولی تپ کا سدا کے لئے ویوگ معمولی عورتوں تک کو غم والم کے سمندر میں ڈبو دیتا ہے پھر ایک غیر معمولی محسوس کرنیوالی طبیعت کے اندر ایسے غیر معمولی بہادر پتی کی موت کا اثر کیا ہوا ہوگا۔ بڑی آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے دن رات کا بیج کھانے پینے کے قابل انسان کو نہیں چھوڑتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہاضمہ کی طاقت بالکل جاتی رہی ستریر کمزور ہو چلا اور دن بدن حالت بگڑتی گئی مجھے اس تبدیلی کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ لیکن جب گوروکل کے لئے بھکشا مانگتا ہوا ۱۸۹۹ء میں راولپنڈی پہنچا تو دیوی کے درشن کرتے ہی مجھ پر سخت صدمہ ہوا۔ اسدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ اور معمولی سامان رہائش میں بھی صفائی کا خیال تک نہیں رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ سوا غم اور فکر کے انکا کوئی بھی ساتھی نہیں۔ اُسوقت میں نے پھر زور دیا کہ ماتا جی ان کو لیکر جالندھر میں آجاویں پنڈت لیکھرام جی کے خاندان میں سب سے بڑھکر عزت میں اُن کے چچا پنڈت گنڈا رام جی کی کرتا ہوں جو کہ لنا ور کے ضلع میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہیں جب انہیں دنوں پشاور جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں سے گنڈا رام جی نے مجھ سے ملکر ایسی باتیں کہیں جن سے اُنکی عزت میری نظروں میں دوبالا کر دی انہوں نے مجھے پریرت کیا کہ میں دیوی کو جالندھر لیجاؤں اور وہاں کنیا ودیالے میں اُنکے پڑھنے کا انتظام کر دوں لیکن ساتھ ہی کہا کہ اگر لکشمی دیوی ایسا سب کچھ آریہ سماج کے ارپن کر دیوے تو خوش ہونگا کیونکہ ایشور نے اُنکو سب کچھ دے رکھا ہے۔ راولپنڈی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۱۷-۱۸ دسمبر ۱۸۹۹ء کا مقرر تھا اس موقعہ پر میں پھر راولپنڈی گیا اور ماتا جی کو پریرت کیا اسوقت شاید چچا گنڈا رام جی کام کر چکے تھے اور اس لئے ماتا جی نے خود سمبندھیوں کے پریم کے باعث راولپنڈی چھوڑنے سے انکار کرتے ہوئے بی بی لکشمی جی کو جالندھر میں جاکر رہنے کی آگیا دی۔ اُسی جلسہ کے موقعہ پر سکندر آباد کی جو بھجن منڈلی آئی ہوئی تھی اُسنے دھرم ویر کی مرتیو کی بابت سخت پرجوش بھجن گائے۔ ان بھجنوں کے سنانے کے لئے وے لکشمی دیوی کے مکان کے پاس گئے اور گلی میں ایسے پرجوش ویر رس میں سے ہوئے کرونا رس سے گلی کے مردوں اور عورتوں تک کو آٹھ آٹھ آنسو رلایا۔ پیچھے معلوم ہوا کہ اس بھجن کو سنکر دیوی لکشمی بیہوش ہو گئیں۔ مجھے افسوس ہے کہ جو کام دیوی کی خوشنودی سمجھکر آریہ پرش کرتے رہے اُسنے دیوی کی بیماری کو اور بھی زیادہ بڑھایا۔ آریہ مسافر کی موت کے دن سے ہی برابر ایسے پرجوش بھجن اُن جلسوں میں گائے جاتے رہے ہیں جنمیں دیوی لکشمی شریک ہوتی رہیں ہر ایک میں وہ بیہوش ہو جایا کرتی تھیں مجھے پہلے یہ راز تب معلوم ہوا جبکہ ۶ مارچ ۱۹۰۱ء کے دن جالندھر کے خاص جلسہ میں دھرم ویر کے جیون کے متعلق پُرسوز تقریروں کو سنکر اُنپر غشی کی حالت طاری ہو گئی تھی اس وقت سے میں ہمیشہ کوشش کرتا تھا کہ اُنکی موجودگی میں آریہ مسافر کے قتل کی بابت کوئی نظم نہ گائی جاوے۔ لاہور آریہ سماج کے سالانہ جلسہ ۲۶ نومبر ۱۹۰۱ء کو ہوا تھا۔ دیوی کیشر بیہوش ہو گئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب گوروکل کے افتتاحی جلسہ پر کچھ بھائیوں کے دھرم ویر کے بلیدان کی نسبت بھجن سننے کی فرمائش کی تھی تو میں نے اُسی وقت منع کر دیا تھا۔ کیونکہ دیوی لکشمی جی اُس جگہ موجود تھیں۔ ہاں میں راولپنڈی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کا ذکر کر رہا تھا۔ آخری دن جب ویدپرچار فنڈ کے لئے اپیل ہوئی تو لیکچرار نے بڑی دقت سے بھرے ہوئے الفاظ میں وید پرچار پر آریہ مسافر کے جان دینے کا ذکر کیا۔ اُسی وقت لکشمی دیوی نے اپنے کان سے سونے کی بالیاں اوتار کر وید پرچار فنڈ کے لئے دان کر دیں۔ اس دان پر دیوی کے سمبندھیوں نے اُسوقت بڑا شور مچایا تھا۔ اور انہیں سخت تکلیف دی تھی۔ لیکن دیوی نے اپنے ابھی تک تیول

اُس کشٹ کو سہن کیا۔ ایسے وقت میں جبکہ اس دان کی وجہ سے ساس کی طرف سے بھی سختی ہوئی امید نہیں ہو سکتی تھی کہ لکشمی دیوی کی طبیعت اُس سے متنفر نہ ہو گئی ہو۔ لیکن میں نے جب اُس وقت بھی آزمایا تو عملاً انہیں ایسی تنگ دلی سے بالکل بری پایا۔ لکشمی جی کی جالندھر آنیکی طیاری پر ضروری ہوا کہ جو گذارہ دونوں کے لئے اکٹھا دیا جاتا تھا اُسکی تقسیم کا خیال شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کو پیدا ہوا۔ چنانچہ انترنگ سبھا کے ممبروں نے مجھے اسکام کے لئے نیت کیا کہ میں آریہ مسافر کی ماتا اور بدھوا دونوں کے گذارہ کا تناسب مقرر کروں۔ سبھا کے ممبر جانتے تھے کہ گذارہ کا حق دھرم ویر کی بیوہ کا ہی تھا۔ لیکن چونکہ اُنکی ماتا ساتھ تھیں اسلئے اُنکا بھی گذارہ اس میں سے ملنا مناسب سمجھا گیا تھا۔ سبھا کے ممبروں کا خیال تھا کہ لکشمی دیوی شاید اپنی ساس کیلئے پانچ روپیہ ماہوار سے زیادہ منظور نہ کرینگی اور اس لئے مجھے ہدایت ہوئی تھی کہ میں انہیں اپنی ساس کے لئے آٹھ روپیہ ماہوار منظور کرنے کے لئے پریرت کروں لیکن ہم سب کیسے حیران ہوئے جبکہ دیوی نے خود بخود ماتا کے لئے دس روپیہ ماہوار منظور کر لئے میں پھر سفر میں رہا اور سفر سے ہی شریمتی جی کو جلد جالندھر جانے کے لئے پریرت کرتا رہا۔ آخرکار جب گورو کل کے لئے بھکشا کا کام پورا کر کے بس جالندھر اپنے گھر ۸۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو واپس آیا تو لکشمی دیوی پہلے سے ہی اُس جگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ لالہ نگینا مل کے مکان میں اُن کے لئے جگہ دلائی گئی۔ اور کنیا مہا ودیالہ میں انہوں نے باقاعدہ پڑھائی شروع کر دی۔ اسوقت سے لکشمی دیوی نے پڑھنے کا درڑھ ارادہ کر لیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اچھی اُنتی کی۔ لیکن بیماری پھر اُنکی پڑھائی میں ہارج ہوتی رہی۔ ان دنوں میری بھرجائی اور میری لڑکیاں اکثر بی بی لکشمی جی کو اپنے ہمراہ سیر کے لئے لیجاتی رہیں اور اس طرح اُنکی قوت ہاضمہ اور طاقت جسمانی کے درست کرنے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن چونکہ اکیلی ہونے کے باعث بعض اوقات وہ ایک وقت روٹی بنا کر ہی دونوں وقت کھاتی ہیں اس لئے طبیعت بالکل درست نہ ہوئی۔ تقریباً ہر ہفتہ سخت درد پیٹ ہو کر نفخ ہو جاتا اور بعض اوقات بغیر پچکاری کے طبیعت صاف نہ ہوتی۔ لیکن اس حالت میں بھی علاوہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا اور ستیارتھ پرکاش کے کچھ حصوں کے پڑھنے کے لکشمی دیوی نے حساب اور عام پڑھائی کے ساتھ چکتسا کی پڑھائی بھی جاری رکھی چکتسا دیوی نے اس خاص جماعت میں پڑھی تھی۔ جو کنیا مہا ودیالہ کے متعلق پنڈت وستو ناتھ سے لالہ دیوراج جی نے کھلوائی تھی۔ جسقدر پڑھنے والی تھیں اُن میں سے اگر کچھ لابھ اٹھایا تھا تو بی بی لکشمی دیوی نے۔ نبض دیکھنا انہیں اچھی طرح آ گیا تھا اور اکثر اوشدھیوں کے گن بھی جان گئی تھیں لیکن پھر بھی پڑھائی میں بڑا وگھن پڑتا تھا۔ روزمرہ کی بیماری کچھ کرنے نہیں دیتی تھی۔ صحت کی ایسی حالت دیکھکر میں نے اپنی لڑکیوں کے ساتھ بی بی لکشمی دیوی جی کو اپنے گھر میں رہنے کے لئے جگہ دی میری بڑی لڑکی شریمتی ویدکماری دیوی کے ساتھ ان کا بڑا پریم تھا تب مجھے معلوم ہوا کہ لکشمی دیوی کے خیالات بڑے اعلےٰ ہیں میں نے بھی اُنکے خیالات کو پشٹی دی اور اُن کا باقاعدہ علاج ڈاکٹر گنگا رام جی سے شروع کرایا۔ اب صحت دن بدن درست ہونی شروع ہوئی اور لکشمی دیوی نے میری لڑکیوں کے ساتھ ہی ستیارتھ پرکاش کے مشکل مضامین مجھ سے پڑھنے شروع کئے۔ سنسکرت بھی شروع کر دی اور پاٹھاولیکا رک کو ختم کر کے رجو پاٹھ کے ساتھ لگو کومدی شروع کرنیکا ارادہ کر لیا۔ لیکن ایک طرف میں پنڈت گوپی ناتھ والے مقدمہ میں مبتلا ہوا اور دوسری طرف میری لڑکی کے وواہ کا انتظام شروع ہوا۔ ان سب سے مجھے کم فرصت ملتی تھی۔ لیکن دیوی نے پھر بھی اُنتی جاری رکھی۔ نومبر ۱۹۰۱ء میں اُنکی صحت بہت اچھی ہو گئی تھی۔ اور اثنائے گفتگو میں انہوں نے مجھ سے ایسے ہردے کا بھاؤ پرگٹ کیا تھا کہ اگر دو برس تک سنسکرت ویاکرن اور دھرم گرنتھوں کی پڑھائی جاری رہی تو وہ کنیا آشرم جالندھر کا چارج لینے کے علاوہ کنیا مہا ودیالہ میں پڑھانے کا کام کرنے کے لئے بھی طیار ہو جاوینگی لیکن اسی مہینہ میں مجھے گروکل کی خدمات سپرد ہوئیں اور مجھے قبل از وقت اُسے کنیا آشرم کی سیوا کیلئے اپیل کرنی پڑی۔ بغیر حیل و حجت کے دیوی نے میری درخواست کو قبول کیا اور کنیا آشرم کا کام کرنا دسمبر ۱۹۰۱ء کے درمیانی حصہ میں ہی شروع کر دیا۔ کنیا آشرم میں اُنکے انتظامی مادہ سے مجھے واقفیت ہوئی۔ مجھے امید نہ تھی کہ لکشمی دیوی سی چپ چاپ ستری کے اندر کبھی لڑکیوں پر دباؤ رکھکر اُنسے پریم کرنیکی ایسی طاقت موجود ہو۔ دن اب تب باقاعدہ کام کرتے ہوئے زکام کا آغاز میرے روبرو ہی ہو گیا تھا۔ ۷ جنوری ۱۹۰۲ء کو میں جالندھر سے چلا آیا۔ اسوقت سے دیوی لکشمی لالہ سومناتھ جی مینیجر کنیا آشرم کے ساتھ آشرم کا کام کرتی رہیں سومناتھ جی کو بخوبی معلوم نہ تھا۔ کہ اپنی بیماری کا حال لکشمی دیوی بتلایا ہی نہیں کرتیں جب جنوری کے خاتمہ پر میں پھر جالندھر گیا تو مجھے لکشمی جی کی بیماری کا حال معلوم ہوا۔ میں نے سومناتھ جی کو توجہ دلائی اور اُسدن سے لالہ سومناتھ جی اور اُنکی دھرم پتنی نے خبر لینی شروع کی۔ جس پریم اور سردھا سے ان دونوں نے لکشمی کی سیوا کی ہے آریہ پبلک کو اسکے لئے اُنکا مشکور ہونا چاہیئے۔ لالہ سومناتھ جی نے سیوا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن بیماری بڑھتی گئی اب یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض اوقات دن میں تین تین مرتبہ بیہوش ہو جاتیں۔ فروری کے اخیر میں گھر میں گیا تھا۔ اُسوقت انہیں اور بھی کمزور پایا۔ لیکن اُسوقت تک کچھ نہ کچھ پڑھنے کا شغل جاری تھا اسکے بعد باوجود کمزوری کے دیوی نے گروکل کے افتتاحی جلسہ پر شامل ہونیکا ارادہ مصمم کر لیا۔ اس سے پہلے جب میں فروری کے خاتمہ پر گیا تھا تو انہوں نے ایسی رائے ظاہر کی تھی کہ منجملہ تین ہزار روپیوں کے جو اُن کے پاس جمع تھے وہ دو ہزار روپیہ دھرم ارتھ دینا چاہتی ہیں۔ گروکل بھومی میں وہ میری چھوٹی لڑکی ساتھ لیکر آئی تھیں آتے ہی کنکھل میں بیمار ہو گئیں اُس جگہ پہنچکر گنگا سنان سے انہیں فائدہ ہوا سا جاتا رہا۔ لیکن وہی پرانا درد سخت شروع ہوا جب ڈاکٹری دوا نے فائدہ نہ کیا۔ تو شریمان پنڈت گنگا دت جی کی دوائی دی گئی۔ اُس دوا نے دو دن میں ہی اچھا فائدہ کیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ گنگا جل اور اوشدھی سیون سے شاید اُنکی طبیعت ٹھیک ہو جاوے اُس جگہ اُسوقت بالکل بے سروسامانی تھی۔ سب کا خیموں میں ڈیرہ تھا لیکن باوجود اسکے بی بی لکشمی کی صحت کے لئے میں نے اُن سے رہنے کی درخواست کی۔ بی بی لکشمی جی کو خود بڑا فائدہ معلوم ہوتا تھا اور اُن کو یقین تھا کہ اس اوشدھی سے اُنکا روگ کم ہو جاویگا۔ لیکن ساتھ ہی گروکل کے کام اور میری مشکلات کا خیال آیا اور باوجود ہماری درخواستوں کے انہوں نے یہاں سے جانا ہی مناسب سمجھا۔ میں اُنکے اُس وقت کے اعلےٰ بھاؤ کو نہیں بھول سکتا اُنکے الفاظ تقریباً یہ تھے۔ "بھائی جی! ایشور کو مجھے راضی کرنا اور مجھے اپنی بہنوں کی سیوا کے یوگیہ بنانا منظور ہے تو وہاں بھی ایسے کرموں کے پھل بھوگ کے بعد راضی ہو جاؤنگی۔ لیکن آپکا سارا دھیان جو اسوقت گروکل کی اُنتی میں لگنا چاہیئے بنٹ جاویگا۔"

اسی جلسہ پر شریمتی جی نے دو ہزار روپیہ ایک وظیفہ کے لئے گروکل میں دان دیا جب اس دان کا ذکر لکشمی دیوی نے مجھ سے کیا تو میں نے انہیں پھر سوچنے کے لئے پریرنا کی اور ساتھ ہی یہ جتلایا کہ شاید لوگ یہ کہیں کہ چونکہ آپ جالندھر میں رہتی تھیں اسلئے میں نے اس امر کا فائدہ اٹھا کر دو ہزار روپیہ اُس انسٹیٹیوشن کے لئے دان کرا لیا۔ جس کے ساتھ کہ میرا تعلق ہے دیوی نے ایک نہ مانی میں نے پھر پنڈت رام بھج دت جی پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب سے جو اُس جلسہ میں شریک تھے ذکر کیا۔ انہوں نے بھی مجھے صلاح دی کہ میں پھر شریمتی جی کو دوبارہ غور کرنے کے لئے پریرت کروں۔ میرے دوبارہ تکرار پر شریمتی جی نے کہا "بھراتا جی! زندگی کا

بھروسہ نہیں۔ نہ معلوم کب پران نکل جائیں۔ یدی دنیا کے کہنے کا خیال کیا جاوے تو کوئی کام ہی نہ ہو سکے"۔ اس دان کو پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے پنڈت رام بھجدت جی نے وعدہ کیا تھا کہ وہ شرومنی آریہ پرتی ندھی سبھا کو پریرت کرینگے کہ دو ہزار روپیہ میں ہی ایک دائمی وظیفہ آریہ مسافر کے نام کا گرُوکل میں دیا جاوے۔

گروکل کے افتتاحی جلسہ سے واپس ہو کر جب لکشمی جی جالندھر آئیں تو یہاں طاعون چمک اُٹھا تھا۔ دوسرے دن ہی لاہور کو چلی گئیں اور وہاں سے سیدھی راولپنڈی کو روانہ ہوئیں۔ اُس جگہ جا کر طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی ایک طرف بیماری کا زور اور دوسری طرف سمبندھیوں کی طرف سے دو ہزار کے دان پر طعنوں کی بوچھاڑ۔ دن بدن حالت خراب ہو چلی۔ دست اور بخار نے گھیر لیا۔ لکشمی جی جانتی تھیں کہ میں گروکل کے کام میں مصروف ہوں اسلئے مجھے تو اپنی حالت سے مطلع نہ کیا۔ لیکن لالہ سومناتھ جی کو لکھ بھیجا کہ اگر انکی زندگی بچانا منظور ہے تو انہیں راولپنڈی سے منگا لیویں اس جگہ ایک اور مشکل پیش آئی۔ سومناتھ جی کنیا آشرم سے علیحدگی اختیار کر کے روپڑ کو چلے گئے تھے اُنہوں نے لکھ بھیجا کہ اگر لکشمی جی روپڑ اُن کے ساتھ جانا منظور کریں تو جنم بھر اُسجگہ اُنکی سیوا ہو سکیگی۔ لکشمی جی نے اس بات کو منظور کیا اور لالہ بستی رام اسسٹنٹ مینجر ستیہ دھرم پرچارک پریس کو بلوایا تاکہ اُنکے ہمراہ جالندھر چلی آویں۔ میں یہ لکھنا بھول گیا ہوں کہ پنڈت لیکھرام جی کی زندگی سے ہی لالہ بستی رام کے خاندان پر پنڈت جی تتھا لکشمی جی کو بڑا وشواس تھا اسی عرصہ میں لاہور جاتے ہوئے ۷۔ جون کو لالہ بستی رام مجھے جالندھر کے ریلوے سٹیشن پر ملے اور میرے ساتھ لاہور تک سفر کر کے راولپنڈی چلے گئے ۹۔ جون کو میں لاہور سے جالندھر آیا تو بی بی لکشمی جی اُسجگہ پہنچی ہوئی تھیں۔ میں پہنچتے ہی دیوی کے درشن کے لئے اندر گیا۔ کمزوری کو دیکھکر جھجک گیا چہرہ پر تپ دق کے آثار صاف نمایاں تھے اسی وقت ڈاکٹر گنگا رام جی کو بلوایا۔ علاج باقاعدہ شروع ہوا ۱۵۔ جون کو لالہ سومناتھ جی پریوار سمیت روپڑ کے لئے طیار تھے۔ لیکن ڈاکٹر کی رائے میں لکشمی دیوی سفر کشتی کی تکالیف برداشت کرنیکے قابل نہ تھیں۔ ڈاکٹر گنگا رام جی نے سٹیتھسکوپ سے مشاہدہ کر کے شک ظاہر کیا کہ شاید پھیپھڑے پر اثر پہنچ چکا ہے پھر ڈاکٹر سمتھ صاحب سول سرجن کو بلایا گیا انہوں نے ہر طرح سے دیکھ بھال کر جگر کی سخت بیماری بتلائی اور اب کی جگہ پاس کا راجیہ قایم کر گئے ڈاکٹر سمتھ کی صلاح کے مطابق جگر کے موقعہ پر لیپ وغیرہ کئے گئے اور ادویات اور غذایات کا استعمال شروع ہوا۔ لیکن زندگی کے دن قریب الاختتام تھے جب جیون ختم ختم ہو چکا تھا تو انسانی تدابیر کیا کر سکتی تھیں۔ مجھے گو فوراً گروکل بھومی میں واپس آنا چاہئے تھا لیکن جہاں دیگر بواعث مجھے روک رہے تھے وہاں اُن میں سے ایک بی بی لکشمی جی کی بیماری تھی۔ انہیں مجھ پر بہت وشواس تھا اور اُن کا خیال تھا کہ میری موجودگی میں ہی اُن کا علاج ٹھیک ہو سکیگا میں نے بھی اُنکی خدمت کو اپنا دھرم سمجھا ہوا تھا۔ کیونکہ علاوہ پنڈت لیکھرام کی بدھوا ہونے کے اُنکا پروپکار کا بھاؤ اور اُن کے اعلےٰ خیالات اُنکی سوتنتر عزت میرے ہردے میں پیدا کر چکے تھے۔ شریر دن بدن کمزور ہو گیا۔ آخرکار مجھے بھی ادھر آنے کی اشد ضرورت تھی۔ علاج اسلئے لالہ ویر چند جی کے سپرد کر کے میں نے ۲۶ کی رات کو ادھر کی طیاری کی لیکن جب میں ریلوے سٹیشن پر جانیکو طیار ہونے لگا تو لکشمی دیوی کی طبیعت سخت بگڑی میں فوراً اندر گیا اور اسی وقت طیاری ملتوی کر دی۔ طبیعت رات کو کچھ ٹھیر گئی تھی اور اس لئے صبح میں پھر طیار ہوا۔ پاس والوں نے رائے دی کہ میں اُنکو ملکر نہ جاؤں مبادا اُن کو صدمہ پہنچے۔ لیکن پھر رائے ہوئی کہ ملکر جانا اچھا ہے۔ چنانچہ آخری وقت رخصت کے لئے گیا۔ نمستے کا جواب دیکر قبل اس کے کہ میں کچھ بولوں دیوی نے پوچھا کہ میں گروکل کو کب جاؤنگا میں نے جواب دیا کہ طیار ہوں۔ لیکن اگر میری ضرورت ہو تو ٹھہر جاؤں دیوی نے جواب دیا "آپکی وہاں بہت ضرورت ہے آپ جائیے۔ آج ہی جائیے"۔ میں آخری نمستے کہکر رخصت ہوا +

میرے چلے آنے کے بعد دن بدن طبیعت بگڑتی گئی پہلے تو لکشمی جی کو اپنے رہنے کی کچھ امید تھی کیونکہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ جب ڈاکٹر گنگا رام جی نے دوائی سے کچھ فائدہ نہ سمجھکر دوائی بند کرا دی تو ڈاکٹر کے لئے کہا اور یہ بھی کہا کہ "اگر بابو جی موجود ہوتے تو ضرور بڑے ڈاکٹر کو بلا دیتے"۔ لیکن ۲ جولائی کو انہیں بھی یقین ہو گیا کہ اب آخری دم ہے چنانچہ لالہ بستی رام کو بلا کر چند بھدر پرشوں کے روبرو اپنی جائداد کی نسبت وصیت کی جو حرف بحرف لالہ امر سنگھ بی۔ اے وکیل نے لکھ لی۔ اُس وصیت کے مطابق دو ہزار تو پہلے ہی گروکل کو دیدینا بیان کیا ایسے کل زیور جو قیمت میں تقریباً سات آٹھ سو روپے کے ہونگے معہ چار سو روپیہ نقد اپنی ساس کو دیا جو کہ پہلے سے ہی یہاں پہنچ گئی تھیں ایک بکس جس میں بہت سے ریشمی پارچات اور مبلغ [illegible] روپیہ کے دو کرنسی نوٹ اور آٹھ روپیہ نقد برآمد ہوئے ایک اناتھ لڑکی کے لئے ارپن کر دئے جس کا وواہ ہونیوالا تھا اور باقی کل روپیہ جو سرتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے پاس جمع تھا اور جو شاید چھ سو کے قریب ہوگا لیکھرام میموریل فنڈ کو دیدیا اس وصیت کے بعد دوسرے دن زبان بند ہو گئی اور ۳ جولائی کی دوپہر کو پران نکل گئے۔ آریہ پرشوں نے انتیشٹی ویدک ریتی سے کر دیا اور لکشمی دیوی کا شریر بھسمی بھوت ہو گیا۔ لکشمی دیوی کا جیون سچ مچ ستی کا جیون تھا اپنے ہردے کے اندر ہی محدود رکھتے ہوئے جسقدر کشٹ اس دیوی نے برداشت کئے اُنکا آریہ مسافر کے پڑھنے والے پرش کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ستی نے اپنا کام پورا کیا اور جلدی۔ ہمارے افسوس اور ہمدردی کی اُسکو کیا پرواہ ہے۔ اس میں سندیہ نہیں کہ لکشمی دیوی پورن مکت اوستھا کو نہیں پہنچ سکیں لیکن اس میں کس کو سندیہ ہے کہ وہ آیندہ جنم میں گذشتہ اُتم سنسکاروں کے لئے اعلےٰ جنم دھارن کریگی۔ اور جو کام ادھورا چھوڑ گئی ہیں اُسے پورن کرنیکا یتن کریں گی۔

دیوی! تمہارے سب سنکلپ تو ایسے نہ تھے کہ پورن نہ ہوتے۔ لیکن اس ابھاگی دیش کے کرم ایسے کب تھے کہ تمہاری سہایتا اُسے پہنچ سکتی۔ ہے پریہ پاٹھک گن! ستی کا جیون چرتر آجکل کی بھڑکدار سوانح عمریوں کی طرح جوش اور خروش پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ لیکن کیا اس سے تمہیں کچھ شکشا نہیں ملسکتی؟ کیا تم نہیں سوچ سکتے کہ اُس دیش کی سماجک دشا بہت ہی خراب ہوگی جسکے اندر پروپکار کا زبردست بھاؤ اپنے اندر رکھتے ہوئے بھی ایک دیوی اپنی شبھ اچھیا کو پورن نہ کر سکی۔ سچی ہمدردی اُس دیش میں کہاں ہے باوجود ویدک دھرم کی برتری کے ڈنکا بجانے کے بھی ہم سے پتت آریہ جیو کے اندر ویدک دھرم کے گورو کو انوبھو کرنیکا بھاؤ کہاں ہے۔ اس سماجک اوستھا میں کون کام کرنیکا ساہس کر سکتا ہے اور کون ویر پرش ہے جو کہ ساری دُنیا کے طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہوئے دھرم پالن پر درڑھ رہ سکتا ہے؟ اس سارے اندھکار کے اندر مجھے صرف ایک ہی پرکاش کا چمتکار نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ لکشمی دیوی سی ستیوں کی سہن شیلتا کا پربھاؤ اُن کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ایسا اثر آنے والی نسلوں پر چھوڑ جاتا ہے۔ ہے دیالو! ایسی ناری کی اچھیا پورن ہو سکتی ہے اور اس دیش کے دُشکرموں کا ڈنڈ اسے کافی مل چکا ہے تو مرحومہ کو ایسی اوستھا میں پیدا کر دے کہ وہ اس جنم سے جو کچھ طیاری کر کے ایسے ادیشیہ کو پورن کر سکے ؎

منشی رام

(مالک مطبع ست دھرم پرچارک)

حصہ اول

تاریخ دنیا

جلد اول

ضرورت آریہ ورت کے اندر یا دیگر ممالک میں اکثر رسالے جاری ہیں۔ مگر کسی میں سناتن رشیوں کی عظمت اور ان کی تحقیقات حقہ کی فضیلت یا قدیم علوم کی صداقت کما حقہ شائع نہیں ہوتی۔ علم جوتش میں جس کا تمامتر علم تاریخ کو سہارا ہے عرصہ سے ایک اور شاخ بھی پھوٹ نکلی ہے۔ جس کا نام پھلت ہے۔ گویا اب عام لوگ دو چیزوں کے مجموعے کو جیوتش جانتے ہیں۔ ایک گنت دوم پھلت +

جس طرح دوا اور درد کا چارہ ہونا ہر طرح صحیح اور مسلم ہے۔ اسی طرح گنت کو جو کہ اصل جیوتش ہے۔ سب تسلیم کرتے ہیں۔ کسی کو اس کی صداقت سے انکار نہیں۔ مگر پھلت سے سوائے خود غرضوں کے اور سب کو انکار ہے۔ یورپ اور امریکہ کے تمام مشہور نامی گرامی۔ جیوتسی (اسٹرانومر) پھلت سے انکاری ہیں۔ آریہ ورت کے فاضل اجل جیوتشی شری باپو دیو شاستری جی پھلت سے انکاری ہیں۔ پرانے زمانہ کے جیوتشی پھلت سے انکاری تھے۔ جس طرح باوجود کہیں نہ ہونے پارس پتھر۔ موہنی منتر۔ پنتاسن مہرہ۔ ہما کے پھر بھی لاکھوں گھر بار برباد کر ان کی تلاش میں مصروف ہیں۔ اسی طرح پر پھلت کے ماننے والوں کا حال ہے۔ یہ رنگ رتاروں کی طرح بڑے چالاک ہوتے اور قیافہ۔ سامدریک وغیرہ کی میں میکھ کر سادہ لوحوں کو سبز باغ دکھا دیتے ہیں۔ جوا کھیلنے۔ ختنہ کرانے۔ چوری کرنے۔ زنا کرنے۔ شراب پینے۔ ذبح کرنے وغیرہ جس چیز کا مہورت چاہو۔ موجودہ پھلت والوں سے پوچھ لو۔ جب دوربین (دیرگھ درشٹو یا دور درشتی) خوردبین (سوکشم درشک یتر) کے معاملات میں یورپین فضلا روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ تو کیا ایسے زمانہ میں صرف آنکھیں بند کر کے اور سارے بھارت ورش کو کوئی ودیا بکنے والے مہنت۔ ابھیا۔ وحشی پن کا ٹھنگ بھیڑنے والے بغیر ست ودیا کے عرصہ کرنے کے کچھ ترقی کر سکتے ہیں! ہرگز نہیں +

کہاں وہ پرانے زمانہ کے آریہ پرشوں کی علمی تحقیقاتیں؟ اور کہاں موجودہ زمانہ کی توہمات بھری باتیں ع چہ نسبت بادشلی را بہ گلبانگ و رودابی + چہ ماند کلبہ تیرہ و بہشتہائے سلطانی +

پھلت کے ماننے والوں نے ترقی تحقیقات کا راستہ بند کر دیا۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم خود بھی محروم ہو گئے + موجودہ دنیا کب بنی؟ کتنے برس ہوئے اس کا حساب کس طرح پر ہے۔ اور کب تک قایم رہیگی۔ اس کے کیا کیا ثبوت ہیں۔ وید مقدس کا اس بارہ میں کیا ارشاد ہے؟ فاضل رشیوں کو علمی تحقیقات سے کہاں تک استفادہ ہے۔ غیر مذاہب والوں نے اس پر کیا کیا اعتراض کئے ہیں۔ اور ان اعتراضوں کا جواب فضلاء یورپ کی تحقیقات ابھی کہاں تک پہنچی ہے؟ اس ضمن میں ہم تمام موجودہ مشتوں کی ماہیت بھی عرض کرینگے۔ اس واسطے ہم چاہتے ہیں۔ کہ ایک تاریخی تحقیقات شروع کریں۔ اک جو حاضر ہے اس کو بھائیوں کے روبرو دھروں +

تاریخی تحقیقات۔ حصہ اول۔ ہر ایک ملک میں جدا جدا سموت (سنہ) جاری ہیں۔ اور ان کی وجہ تسمیہ یا سبب اجراء بھی ہر جگہ مختلف ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ مشہور سموت حسب ذیل ہیں +

(۱) آریہ سموت (۲) کلی گت ودیا یا کلی جگی سموت (۳) یدھشٹر سموت یا پانڈوابد (۴) بدھ سموت (۵) بکرم سموت (۶) شالباہن سموت (۷) عیسوی سموت (۸) چینی سموت (۹) خطائی سموت (۱۰) کالدیا سموت (۱۱) فارسی سموت (۱۲) مصری سموت (۱۳) عبری سموت (۱۴) ابراہیمی سموت (۱۵) سپارٹا سموت (۱۶) موسوی سموت (۱۷) داؤدی سموت (۱۸) یونانی سموت (۱۹) رومی سموت (۲۰) نابوصاری سموت (۲۱) سکندری سموت (۲۲) محمدی سموت +

(۱) آریہ سموت۔ حکمائے آریہ ورت جس طرح پر ہر ایک علمی فضیلت میں برابر مددگار رہے۔ اسی طرح سموت کے مقرر کرنے اور تاریخی واقعات کی پڑتال میں بھی سب سے زیادہ قدر و منزلت کے لائق ہیں۔ ان کی ساری تحقیقاتیں بہ سبب علمی اصولوں پر قایم ہونے کے پتھر کی لکیر ہوا کرتی تھیں۔ جن کی سچائی سے کسی عقلمند کو انکار کی گنجایش نہ تھی۔ اس تمام فضیلت کی بنیاد ان کے پاس ایک فضل کا چشمہ تھا۔ جس سے ان کے دل کی زراعت ہمیشہ سرسبز و سیراب رہا کرتی تھی۔ اور اس مقدس فضیلت کے چشمہ کا نام وید تھا +

ہم سلسلہ وار تاریخی طور پر ہر ایک سموت کی باب تحقیقات کرنا چاہتے ہیں

وید مقدس میں جگت کرتا پرمیشور نے اس بات کو بااحسن الوجوہ فرمایا ہے۔ کہ میں بموجب انصاف قدیم کے اس دنیا کو بار بار پیدا کرتا ہوں اور اپنی لاتغیر شکتی سے مادی سرشٹی رچتا ہوں۔ سوریہ۔ چندر۔ ستارے۔ سیارے۔ سمندر۔ میگھ وغیرہ سب میں نے پرکرتی سے بنائے ہیں۔ اور اپنے تام و کمال سے آکرشن شکتی (قوت کشش) سے معلق ٹھہرائے ہیں۔ اس زمانہ کا نام (جب تک کہ دنیا قایم رہتی ہے) ایک کلپ ہے جس کی دوسری سنگیا سرمایگ ہے۔ اور وہ چار ارب بتیس کروڑ سال کا ہوتا ہے۔ چنانچہ پرماتما کا وہ مبارک ارشاد یہ ہے (دیکھو اتھروید پرپاٹھک ۱۰۔ انوواک ۱ منتر ۲۱)

शतं तेऽयुतं हायनान्द्वे युगे त्रीणि चत्वारि कृण्मः अथर्व
कां० ८ अनु० १ मं० २१ ॥

ترجمہ۔ اس سے پہلے سرشٹی اتپتی کا ذکر کرتے ہوئے پربرہم ہدایت دیتے ہیں کہ سرشٹی قیام کا حساب لکھنے کے واسطے اس طرح جانو۔ کہ دو برس۔ دس ہزار سیکڑہ یعنی دس لاکھ تک شونیہ دینے کے بعد ۲-۳-۴ جوڑنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۴۳۲.....۰) اس سے صاف ثابت ہے کہ دنیا (سرشٹی) چار ارب بتیس کروڑ سال تک قایم رہیگی جب وید نے یہ بتلایا۔ تب وید کے منتر رشیوں نے اس کو اس طرح پر عمل کیا۔ اور اس پر عملدرآمد جاری ہوا چنانچہ سوریہ سدھانت میں یہ لکھا کہ

युगानां सप्ततिः सैका मन्वन्तरमिहोच्यते । कृताब्दसंख्यस्तस्यान्ते सन्धिः प्रोक्तो जलप्लवः ॥ ससन्धयस्ते मनवः कल्पे ज्ञेयाश्चतुर्दश । कृतप्रमाणः कल्पादौ सन्धिः पञ्चदश स्मृतः ॥ इत्थं युगसहस्रेण भूतसंहारकारकः । कल्पो ब्राह्ममहः प्रोक्तं शर्वरी तस्य तावती ॥

(دیکھو سوریہ سدھانت مدھیہ ادھیائے شلوک ۱۸ و ۱۹ و ۲۰)

ترجمہ: اکہتر چتر یگیوں کا منونتر ہوتا ہے اور ایک ست یگ کے سمان اسکی سندھی (انت میں) بیان کی ہے۔ معہ سندھی کے ایسے ہی منونتر ۱۴ ہوتے ہیں اور ست یگ کے مساوی کلپ کے آغاز میں ۱۵ سندھی ہوتی ہیں۔ سہسر مہایگ تک پرماتما سرشٹی کے پیدا کرنیوالا دنیا کو قایم رکھتا ہے اور اسی کا نام برہم دن یا کلپ ہے اور اتنی ہی اسکی رات ہوتی ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ رشیوں نے اول اس کے ۱۴ حصے کئے یعنے چودہ منونتر پھر ان چودہ منونتروں سے ہر ایک کے اکہتر حصے کئے یعنے اکہتر چتر یگی +

اب اس کی حسابی تقسیم اس طرح ہے (نقشہ نمبر ۱ قاعدہ اول)

نام یگ		تعداد سال مقررہ
ست یگ یا کرت یگ		۱۷۲۸۰۰۰ سال
ترتیا یگ		۱۲۹۶۰۰۰ سال
دواپر یگ		۸۶۴۰۰۰ سال
کلی یگ		۴۳۲۰۰۰ سال
ایک چتر یگی یا مہایگ کی میزان		۴۳۲۰۰۰۰ سال

دیکھو قاعدہ اول کا نقشہ نمبر اول

واضح ہو کہ کلی یگ کا دوگنا دواپر اور تگنا ترتیا اور چوگنا ست یگ یا کرت یگ ہوتا ہے یعنے کلی یگ × ۲ = دواپر

» × ۳ = ترتیا

» × ۴ = کرت یگ

نقشہ نمبر ۲ قاعدہ اول

۷۱ چتر یگی یا ایک منونتر	۳۰۶۷۲۰۰۰۰ سال
۱۴ منونتر یا ۹۹۴ مہایگ	۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ سال
منونتروں کے درمیان جو سندھی ہوتی ہے مہایگ کے مساوی	۲۵۹۲۰۰۰۰ سال
میزان کل ایک کلپ یا سہسر مہایگ یا ایک برہم دن	۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ سال

یہ حساب بروئے سوورج سدھانت کے ہے۔ جس نے ویدک قاعدہ کو مفصل ظاہر کر دیا ہے

مہامنی ویاس جی نے بھی اپنی مشہور کتاب بھارت میں اس امر کا ذکر کیا ہے۔

सहस्रयुगपर्यन्तमहर्यद्ब्रह्मणो विदुः । रात्रिं युगसहस्रान्तां तेऽहोरात्रविदो जनाः ॥ अ० ८ श्लो० १७ ॥

ترجمہ: ہزار چتر یگی تک برہم دن ہوتا ہے۔ یا یہ کہ برہم دن کی ہزار چتر یگی ہے اور اتنی ہی اسکی راتری۔ اسکو برہم دن اور برہم راتری کہتے ہیں یعنے بڑا دن اور بڑی رات۔

اس قاعدہ کو جیوتش کے قدیم جاننے والوں نے ایک طرح پر استعمال کیا ہے یعنی اس آیندہ کے اس زمانہ کو ایک بڑا دن تصور کر کے مسمے برہم دن کے نام سے منسوب کر کے اسکے چار پہر مقرر کئے جیسے کہ اس برہم دن کے زمانہ کو چار پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

$$\frac{۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰}{۴} = ۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰ -$$

آریہ لوگ سرشٹی کی ابتدا اور ویدوں کے پرکاش سے آج تک علمی طور پر برابر حساب کرتے کراتے لکھتے لکھاتے چلے آئے ہیں۔ جو آریہ ورت میں بدستور جاری ہے۔ کسی طرح کا اس میں اختلاف نہیں۔ اس کی تصدیق مفصل حوالوں سے میڈم بلیوٹسکی صاحبہ مشہور و معروف نے اپنی کتاب سیکرٹ ڈاکٹرن میں کی ہے (دیکھو صفحہ ۶۹ جلد ۲) راؤ بہادر پنڈت شری نواس جی نے بھی اس کو نہایت واضح طور پر شایع کیا ہے۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ نومبر ۱۸۸۵ء)

اب ہم ناظرین کو یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا کو پیدا ہوئے کتنے سال ہوئے؟ واضح ہو کہ اس وقت تک چھ منونتر گذر چکے ہیں اور ساتواں منونتر گذر رہا ہے۔ پس بحساب مندرجہ بالا اس کی تقسیم اس طرح ہوئی +

چھ منونتروں کی میعاد ہوئی	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اس کے ۲۷ چتر یگیوں کی	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں چتر یگی جو گذر رہی اس کے تین یگوں کی	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ جو چوتھا یگ گذر رہا ہے اس کا اس وقت سموت ہے	۴۹۹۰ سال
میزان کل	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اور ایسا ہی شریمان فاضل اکمل آریہ ریفارمر سوامی دیانند جی مہاراج نے اپنی مشہور و معروف کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں لکھا ہے جس کی نظیر تحقیقاتی دنیا میں نہیں ہے۔ مہاتما نے اپنی اس ویدک تفسیر (بھاشیہ) میں خداداد لیاقت و علمیت سے کمال کر دیا ہے اور سچ پوچھو تو طالبان حق کے دامن آرزو کو جواہر گیان اور عرفان سے بھر دیا ہے۔ بیشک

دلے دریا بد اسرار معانی — کہ گردش شد بجور جاودانی

ہمارے بیان کی تصدیق مندرجہ ذیل شہادتوں سے بھی ہوتی ہے +

شہادت (۱) ہمارے آریہ ورت کے اندر جو سنکلپ پاٹھ ہے اور جو آریہ ورت کے دویجوں کے بچے بچے کے ورد زبان ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے "ویوسوت منونترے۔ اشٹاونشتمے کلی یگے۔ کلی پرتھم چرنے۔ آریہ ورت انترگتے" الخ یعنی ملک آریہ ورت کے اندر یہ ساتواں ویوسوت منونتر ہے جس کا یہ اٹھائیسواں کلی یگ ہے اور کلی یگ کے جو چار چرن یعنے حصے ہیں۔ اُن سے پہلا حصہ گذر رہا ہے کلی یگ کی تعداد ۴۳۲۰۰۰ سال اس کو ۴ پر تقسیم کرنے سے ۱۰۸۰۰۰ سال ہوئے بنا بران چار مساوی حصوں سے یہ پہلا حصہ گذر رہا ہے جس کے ۴۹۹۰ سال گذر چکے ہیں۔ ۱۰۳۰۱۰ سال پہلے حصہ کے گذرنے باقی ہیں جن کے بھگتنے کے بعد دوسرا چرن شروع ہوگا +

شہادت (۲) کوی کالیداس مشہور سنسکرت کا شاعر اپنی جیوتر ودابھرن (جو بکرم کے سمت ۲۴ میں تصنیف ہوئی تھی) کے شیش ادھیائے میں فرماتے ہیں +

वर्षैः सिन्धुरदर्शनाम्बरगुणैर्याते कलौ सम्मिते मासे माधवसंज्ञिते च विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः ॥

ترجمہ: ۳۰۶۸ برس کلی یگ کے گذر گئے تب میں نے ماہ بیساکھ میں یہ گرنتھ ختم کیا۔ اسی کتاب کے دوسرے مقاموں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا

پس ۳۰۶۸ + ۱۹۲۲ = ۴۹۹۰ -

شہادت (۳) سدھانت شرومنی میں لکھا ہے +

याताः षण्मनवो युगानि भमितान्यन्यद्युगाङ्घ्रित्रयं नन्दाद्रीन्दुगुणास्तथा शकनृपस्यान्ते कलेर्वत्सराः ॥

ترجمہ: چھ منونتر گذر گئے اور ساتواں منونتر جو گذر رہا ہے اس کی ستائیس چتر یگی گذر گئیں۔ اٹھائیسویں چتر یگی جو موجود ہے اس کے تین یگ گذر گئے اور چوتھا جو کلی

ہے اُس کی شالباہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہو گئے ہیں۔ ۳۱۷۹ + ۱۸۱۱ = ۴۹۹۰

شہادت (۴) آریہ ورت کے پرسدھ جیوتشی شری باپو دیو شاستری مہر گیاشی اپنی پچانگ سمت ۱۹۴۶ میں فرماتے ہیں۔ کہ برہم دن کے دوسرے پہر کا آدھا اور ویوسوت منتر کا چاتھا اٹھائیسواں ہوا ہے اُس کے کلی یگ کو شاکا شالباہن کے آغاز تک ۳۱۷۹ سال ہوتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:-

नन्दा द्रिन्दुगुणः मितानि सौरवर्षाण्य वृ तीतानि ॥

ترجمہ۔ نند کے حرف ۹۔ ادری کے ۷۔ اور چاند کا ۱۔ اور گن کے ۳ کل ہوئے ۳۱۷۹ برس سورج یعنے سال شمسی ابتدائے کلی یگ سے شاکا شالباہن کے آغاز تک گذرے ہیں اور اب شاکا شالباہن ۱۸۱۱ ہے۔ پس ۱۸۱۱+۳۱۷۹=۴۹۹۰ سال (دیکھو ان کا پنچانگ سمت ۱۹۴۶ بکرم صفحہ ۳)

نقشہ نمبر ۱ بحساب برہم دن اور شاکا شالباہن

برہم دن کا ایک پہر	۱۰۸۰۰۰۰۰۰۰ سال
دوسرے پہر کا اردھ (آدھا)	۵۴۰۰۰۰۰۰۰ سال
اور اس کلی یگ کے شروع تک آدھے پہر کے اوپر گذرے ہیں	۳۴۰۸۴۸۰۰۰ سال
کلی یگ کے آغاز سے شالباہن تک	۳۱۷۹ سال
شالباہن سے آج تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنے آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ "

نقشہ نمبر ۲ بحساب منونتر اور شاکا شالباہن

چھ منونتر	۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ سال
ویوسوت کے ۲۷ چترجگ	۱۱۶۶۴۰۰۰۰ سال
اٹھائیسویں کے ۳ جگ	۳۸۸۸۰۰۰ سال
کلی یگ کے شالباہن تک	۳۱۷۹ سال
شالباہن سے آج تک	۱۸۱۱ سال
میزان کل یعنی آریہ سموت	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰ سال

اب ہم اعتراض کا جواب عرض کرتے ہیں:-

نمبر ۱) جناب پادری ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ "کلی یگ کا شروع مسیح سے ۳۲۰۱ سال پہلے ہوا (دیکھو تاریخ عالم ۱۸۵۹ء۔ نور الابصار حصہ اول صفحہ ۱۱)

نمبر ۲) پادری آرمسکنس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ کلی یگ جو چوتھا زمانہ ۴۳۲۰۰۰ برس کا ہے۔ جو سنہ عیسوی سے ۳۰۰۰ سال پہلے شروع ہوا (دیکھو متوسط الغایت ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۴۳ کالم ۲ بداون)

واضح ہو کہ پہلے پادری صاحب نے ۱۰۱ سال بڑھا دئے۔ اور دوسرے نے ۱۰۰ سال کم کر دئے۔ مگر دونوں کی غلطی ہے تاریخ بدیع ہندوستان کے لائق مصنف نے صحیح لکھا ہے کہ درحقیقت ۳۱۰۰ سال مسیح سے پہلے کلی یگ شروع ہوا۔ (دیکھو صفحہ ۷) ۱۸۹۰ + ۳۱۰۰ = ۴۹۹۰ سال +

تحقیقات ۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتال اور اس کو ۳۶۰ دن میں تقسیم کیا اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا۔ تا کہ فی سال ۵¼ کے مشکل دن کا حساب صحیح بیٹھ جاوے۔ برہمن چاند کی ہیئتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنے مسیح سے ۱۲۰۰ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی" (دیکھو تاریخ ہند صفحہ [illegible]) +

۳۰۰۰ - ڈیرہ دون کی سرکاری میوزیم میں تلوا جین سے نکلی ہوئی ایک ساگون کی لکڑی ہے جو زیادہ زمانہ گذرنے کے سبب سے پتھر ہو گئی ہے۔ اُس کی بابت ماہران علم جیالوجی نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ وہ تین ہزار سال سے بہت پرانی ہے (دیکھو فہرست عجائب خانہ مذکور کی)

۴۰۰۰ - بیں۔ سی۔ ایس کے بیان سے ثابت ہے کہ "مصری بارھویں خاندان کا خاتمہ ۴ ہزار برس گذرے کہ ہو گیا" +

۴۰۰۰ - در تواریخ ایشیائی نوشتہ کہ پیش از چہار ہزار سال بسیار علمائے نیک شائستہ قدمائے ایشیاں بجائے آوردند (دیکھو تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۰۰ - لنڈن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں جو چار ہزار تین سال سے زیادہ قدیم ہیں۔ جن کا سال مرحوم ہیرل جس صاحب بہادر وغیرہ فضلاء چار ہزار پانچ سو سال بتلاتے ہیں +

۴۵۲۶ - در تواریخ چین مسطور است کہ صنعت وعمل ابریشم دو ہزار و شش صد و شش سال قبل از تولد عیسیٰ در چین متعارف بود (دیکھو تاریخ چین فارسی مولفہ پادری ایکسوس صاحب کلکتہ ۱۸۴۶ء صفحہ ۲-۴)

۴۹۳۰ - ذکر محمود در فتح سومنات۔ دراں اثناء چشم او بر بتے در چند افتاد کہ باعتقاد ہنود از تاریخ عمارت آنہا چار ہزار سال گذشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۰)

۴۹۷۹ - تین ہزار اسّی برس مسیح سے پہلے بہت قدیم بادشاہت سیتن کی تھی جس کو یوسیبیس مورخ نے ۳۲۱ء میں اول اولمپیڈ سے پہلے قرار دیا ہے۔ اور یہ امر یقینی ہے کہ یہ سلطنت ہزار ہا برس تک رہی ہے (دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۰ و ۱۹ ۱۸۹۵ء)

۵۰۰۰ - قاہرہ سے دامیل جو بنام وشورو واقع ہے وہاں کے عجائب خانہ کے ایک افسر نے ۵۰۰۰ ہزار سال کی مدفون خواتین زمانہ قدیم کی شہزادیوں کی برآمد کی ہیں جو بالکل ایسی ہیں گویا ابھی دم آخر ہوا ہے۔ سروں پر ان کے تاج مکلل بہ ستور اور زیورات وغیرہ ہر ایک شے اپنی اصلی ہیئت پر ہے (انیس ہند ۱۲ اپریل ۱۸۹۵ء جلد ۲ نمبر ۲) اور اسی قسم کی دو پوجاریوں کی لاشیں جو یورپ کے میوزیم میں موجود ہیں جو مصر سے بصرف زر کثیر منگائی گئی ہیں۔ وہ بھی مسیح سے تین چار ہزار سال پہلے کی ہیں (از مولف)

۵۰۰۰ - ایک فاضل و مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بت تین ہزار سال کے بنے ہوئے مل سکتا ہے جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں یہ بت ۵۰۰۰ برس کے پرانے ہیں اور زمانہ حال کے فیاد (کساتوں) کے بالکل مشابہ ہیں یعنی نے ابھی رنگت رکھتا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کو زمانہ قائم کرتا ہے یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پیشتر کا ہے اور ہم کو اس زمانہ کا حال بتلاتے ہیں (دیکھو مسٹر ریلیش صاحب آئی کنوگریفی انگریزی صفحہ ۱۱۱)

۵۲۴۵ - مصر کے مورخوں کا بالاتفاق بیان ہے کہ "مصر کے مینار مسیح سے ۳۲۵۰ سال پہلے بنے تھے (دیکھو براکرز تاریخ جلد ۱ صفحہ ۲۴۴ و ۴۰۰)

۶۱۳۵ - مصری چوتھے خاندان میں بھی مینار تعمیر اور بت بنائے گئے تھے اور لیپسی ایس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۴۲۴۴ سال پیشتر شروع ہوا تھا

۵۹۹۰ - مینیس اور اُس کا خاندان ۷۵۰ سال قبل چوتھے خاندان کے ہوا تھا جس کو کہتے ہیں کہ مینار بنائے اس حساب سے ۴۱۰۰ سال مسیح سے پہلے وہ بنائے گئے (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن صفحہ ۴۳۲)

۶۰۰۰ کالتن صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) فرماتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک کل طوفان کا ہونا ناممکن ہے +

۷۸۰۰ ایک لایق محقق نجومی نے علم اسٹرانومی سے ثبوت دیکر کہا ہے کہ مصر کا سب سے اول مینار پیرامڈ سات ہزار آٹھ سو سال گذرے کہ بنا تھا +
(دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم مطبوعہ لنڈن صفحہ ۲۳۴)

۱۰۰۰۰ مسٹر النسٹیڈ مشہور نجومی لکھتا ہے کہ دس ہزار سال پہلے گریٹ ریس یورپ اور جاڑے میں دور رہتا تھا (دیکھو ہیو تویر دیپ ۱۸۸۷ء صفحہ ۵۲)

۱۳۰۰۰ سر چارلس لایل صاحب بہادر کی رائے کے موافق ۱۳ ہزار سال کے اندر اٹنا کے جنگلی منقطع پر کوئی غارتگر طوفان واقع نہیں ہوا (جیسا کہ بقول بائبل کے نوح کا) اور آدرنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کے استخوان ہیں اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں +

۱۲۳۱۷ - مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یونان کا نامور اور مشہور حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گزرا ہے وہ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے کہ "مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گذرے کہ عمدہ رونق پر تھی"

۱۱۵۹۴ - کرنیل الکاٹ صاحب امریکن فرماتے ہیں کہ بائبل کے لکھے جانے یہودیوں کی جاتی اتپن ہونے یسوعین کی بنیاد پڑنے مصر کے سمادھی استھان اور مہا استمبہ یعنی عالیشان مینار کے بننے - بلکہ اس سمت سے ۵۷۰۰ سال پہلے (جبکہ عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ لوگ اعلےٰ ترقی و تہذیب پر تھے اور اپنی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھے - کہ ان کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے (دیکھو بھارت رکال وشا انگریزی صفحہ ۶۷ سے ۸۱ تک مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء)

۱۸۰۰۰ - فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۷ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سب کی ریاستوں کا قریب اٹھارہ ہزار سال کے تھا (دیکھو تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ سنہ ۱۸۳۵ء)

۲۴۰۰۰ مورخ ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے) کے واسطے ہم اپنے ناظرین کو مرحوم بیرن بنسن صاحب کی کرونالوجی کا حوالہ دیتے ہیں۔ صاحب موصوف انسان کی ہستی - دنیا میں قبل از ۲۴ ہزار سال فرض کرنے کے بعد اور نیولوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے - وہ زمانہ جب کہ مصر میں سلطنت جمہوری رہی - مسیح سے پہلے دس ہزار سال - بائی ٹس جو کہ پہلا پریسٹ کنگ کا تھا - اسکی تخت نشینی مسیح سے پہلے ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے ۳۴۱۵ سال
(دیکھو انڈین وحنس ایلیٹر کا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۲۰ منیتان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی فنوں کے نہایت ماہر نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے - اُس میں درج ہے کہ اول دیوتوں پیچھے فاضلوں بعد اس کے دلاوروں نے ۲۰ ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی - دلاوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے جن کی منیتان مؤرخ نے ۳۰ پشتیں بیان کی ہیں مرکیوئس کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے قدیم مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں اس تاریخ کی ماخذ ہیں - اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا ہوتا ہے (تاریخ مصر سنہ صفحہ ۶ سے ۷ تک)

۳۰۰۰۰ - ایک فاضل ہیئت داں نے نہایت فاضلانہ دلائل سے چھ ہزار سال سے دنیا کی پیدائش ماننے والوں کی تردید میں علم جیالوجی و اسٹرانومی سے بہت عمدہ و معتبر و مستند دلیلیں پیش کرکے اور سلسلہ تحقیقات ۳۰ ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے کہ اگر کوئی ان کی تردید کر دے تو میں اور ثبوت دونگا (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ماہ اگست سنہ سے فروری سنہ ۱۸۸۲ء صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۱۵۰۰۰۰ - اہل کالدیا ادعاء کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ڈیڑھ لاکھ سال سے آگے کا نوشتہ موجود ہے (تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۷)

۱۵۰۰۰۰ - قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں دم بھرتے بلکہ قدیم قوموں میں سے ایتھنی شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے - اور بابل والے قصدی ڈیڑھ لاکھ برس بیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے ہیں - چین والے بھی اسی قدامت کا ادعا کرتے ہیں (دیکھو تواریخ ہندوستان ۱۸۵۲ء - کلکتہ - صفحہ ۲)

۱۵۸۰۰۰ - نیو آیرلینڈ زمین جو کھدایاں چھ فٹ گہری ہوئی ہیں اور ریلوے سڑکیں کی جو کھدایاں ہوئی ہیں اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں - جہاں پر نیو آرلینڈ کی نسبت پانی کا گہراؤ زیادہ ہے - کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے آبی لکڑیوں کے ستون سے منقسم ہیں دریافت ہوئے ہیں - جو ایک دوسرے کے اوپر بسمت الراس پر واقع ہیں - ان سے اور دیگر شہادتوں سے جناب ڈاکٹر ڈونٹ ووٹر صاحب بہادر نے یہ اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ایک لاکھ اٹھاون ہزار سال کی ہے اور مذکورہ بالا کھدائیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہے - جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسی سیپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ یہاں نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائپیس صفحہ ۳۲۶ سے ۳۶۹ تک)

۲۴۰۰۰۰ - علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ سکاٹلنڈ کے پرانے برفانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے فاضل ملتی ہیں - جن کی نسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے اُن کی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قایم ہوتا ہے - جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قایم کر سکتے ہیں +
(رسالہ تھیوسافسٹ اکتوبر ۱۸۸۱ء صفحہ ۹ کالم ۱)

۳۰۰۰۰۰۰ - جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں جس میں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں - اور اُس میں جن جن حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں اور آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں اور پھر اُس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے - کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برسوں کا عرصہ گذرا ہوگا (رسالہ باغبان پنجاب جنوری ۱۸۸۷ء صفحہ ۳۲)

۴۰۰۰۰۰۰ - بہت کم اشخاص ہیں جو کہ اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں کہ کل پیدائش چھ ہزار برس گذرے کو ہوئی تھی - اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن - تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی یہ بیان کرنا کہ دنیا کو چھ ہزار برس ہوئے کہ بنایا تھا بالکل لغو ہے - جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف زمینی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ برس کا عرصہ چاہیئے"

۱۵۰۰۰۰۰۰ - اور ایک کروڑ پچاس لاکھ سال دنیا کی قدامت کے لئے بطور تخمینہ بیان کئے گئے ہیں - ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادہ کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑے مقدار میں بن گیا ہے جو کہ اسی طرح سے اب تک یہ بھی جاتا ہے - اور جمع بھی ہوتا جاتا ہے - پچھلے تین ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا -

فیروز شاہ کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر کثرت آبادی کے ساتھ آباد تھے جن کی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہئے جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدایش کو منسوب کیا گیا ہے (دیکھو ٹائیمس آف مین کائینڈ مولفہ مسٹر گلیڈسٹون صاحب صفحہ ۳۲۵)

۱۰۰۰۰۰۰۰-پروفیسر ایس نیوکومب صاحب فرماتے ہیں کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات کے اُگانے کے قابل ہوئی۔ اُس زمانہ سے اب تک ایک کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو پاپولر اسٹرانومی صفحہ ۵۰۹) +

۲۰۰۰۰۰۰۰-پروفیسر ہل نار صاحب فرماتے ہیں کہ جب سے زمین سرد ہو کر نباتات کے قابل ہوئی۔ اب تک دو کروڑ سال گذرے ہونگے۔ (دیکھو سیکرٹ ڈاکٹرن جلد دوم صفحہ ۶۹۴)

۷۰۰۰۰۰۰۰-پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہونے سے اس حالت تک پہنچنے کے واسطے ۷ کروڑ سال ہونے چاہئیں (دیکھو کلائمٹ ان ٹائیم صفحہ ۳۳۵)

۹۶۰۰۲۳۹۰-اہل چین خیال کرتے ہیں کہ دنیا کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفوشس ان کے مقنن تک جو مسیح سے پانچسو سال پیشتر گذرا ہے ۹ کروڑ ۶۰ لاکھ سال گذرے ہونگے (بدلیع ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۸۸۸۴۰۰۶۰ تاریخ خطائی سر آغاز گیہان آفرینش بر سازند و بزعم ایشان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار روز و شصت سال سپری شد و ہر روزے دہ ہزار سال پندارند۔ پایندگی عالم صد ہزار روز بود (آئین اکبری صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء و بدلیع ہندوستان صفحہ ۷ سے ۱۲ تک)

۱۰۰۰۰۰۰۰۰ سر ولیم ٹامس صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات کے قابل ہونے اور اس وقت سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہونگے (سیکرٹ ڈاکٹرن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴)

۳۰۰۰۰۰۰۰۰-ایک اور لایق مؤرخ فرماتے ہیں کہ ابتداء سے جبتک کہ نباتات وغیرہ بنتی رہیں اور اس وقت سے آدمیوں کے پیدا ہونے تک ۳۰ کروڑ سال ہونے چاہئیں (سیکرٹ ڈاکٹرن ۱۸۸۸ء مطبوعہ لندن صفحہ ۶۹)

۳۵۰۰۰۰۰۰۰-پروفیسر لیجاف صاحب فرماتے ہیں کہ زمین کو دو ہزار ڈگری کی گرمی سے دو سو ڈگری کی گرمی تک پہنچنے کے واسطے پینتیس کروڑ سال گذرے ہونگے۔ اس سے کم میں نہیں ہوسکتا (سیکرٹ ڈاکٹرن مطبوعہ لندن جلد ۲ صفحہ ۶۹۴ سطر ۲۲)

۵۰۰۰۰۰۰۰۰-پروفیسر ریڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ۵۰ کروڑ سال گذرے ہونگے جب سے یورپ میں نباتات وغیرہ پیدا ہونا شروع ہوگی (دیکھو مسٹر ریڈ صاحب کا لیکچر جو انہوں نے ۱۸۷۶ء میں جیولوجیکل سوسایٹی میں دیا تھا)

۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰-پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر مشہور و معروف جیالوجسٹ نے آخرکار نہایت عمدہ تحقیقات سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچایا ہے کہ جب سے دنیا میں نباتات اُگنی شروع ہوئیں اُس سے آج تک ایک ارب برس گذرے ہونگے +

(دیکھو ورلڈ لایف صفحہ ۱۸۰)

مورخ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے یہ علم ہیئت کے اصول پر قایم ہوئی ہے نوڈز اور ایپسائیڈز کی کامل گردش جو بحساب علم ہیئت ہنود کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں پوری ہوتی ہے ایک دن برہما کا ہے (یعنے برہم دن ہے) نوڈز طریق الشمس کے دایرے کے ان نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں جہاں کسی سیارہ کی گردش کا محیط تقاطع کرتا ہے۔ یعنی راس و ذنب۔ ایپسائیڈز شیا کے ان دو مقاموں کو کہتے ہیں کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں۔ یعنے اوج و حضیض + (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۶- باب تیسرا ۱۸۹۶ء مطبوعہ علیگڈھ)

مورخ ابوالقاسم فرشتہ لکھتا ہے "مانند کفار خطا و ختن و چین۔ کفار ہند نیز میگویند کہ طوفان بہلاکت ما نرسیدہ۔ بلکہ بطوفان نوح در اصل اعتقاد ندارند" (تاریخ فرشتہ مقدمہ صفحہ ۹ سنہ ۱۲۸۱ھ نولکشور)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے "در یکے از کتب معتبرہ و متطر در آمدہ کہ شخصے از صحابہ سادہ فی ما دون العرش و فوق العرش پرسید کہ یا امیر المومنین پیشین از آدم بسہ ہزار سال کہ بود آنحضرت جواب دادند کہ آدم چون این معنے سہ مرتبہ تکرار یافت آن شخص ساکت شد سر پیش افگند۔ شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند۔ اگر سی ہزار بار مے پرسیدی کہ پیش از آدم کہ بود میگفتم آدم اینجا پیر کہنگی عالم استنباط میتوان کرد و اقوال ہندیان را محض ترہات نمیتوان شمرد"۔ (تاریخ فرشتہ جلد اول مقدمہ صفحہ ۵ سنہ ۱۲۸۱ء)

ڈاکٹر بینٹ ڈار صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو انسانی ہڈیاں سنٹاز کے پاس برازیل کے کنارے پر اور جھیل لیگوا سنٹا کے کنارے پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں۔ وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں اور ہر ایک ان میں سے پتھر بن گئی ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں انسان سیبی کے الودیال سے پہلے تھا۔ اور اُن انسانوں کی بھی تاریخیں تھیں۔ کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کے امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیمس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۷ تک)

یدھشٹر کی سموت اس کو پانڈوابد بھی کہتے ہیں اسکی بابت مورخوں کی مختلف رائیں ہیں۔ انگلینڈ کے پرانے جوتشی بنٹلی صاحب نے اپنے خیال سے لکھا ہے کہ عیسٰے مسیح کے جنم سے ۱۱۷۹ سال پہلے یہ شروع ہؤا ہے اور ایسا ہی کرنل ٹاڈ صاحب بہادر نے اپنی تاریخ راجستھان میں درج کیا ہے (۱۸۹۰+۴+۱۱۷۹=۳۰۷۳)

(۲) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر تاریخ ہندوستان میں ایکہزار چار سو پچاس سال سنہ عیسوی سے پہلے یدھشٹر کا ہونا بتلاتے ہیں (۱۴۵۰+۱۸۹۰=۳۳۴۰)

(۳) مورخ راج ترنگنی لکھتا ہے کہ جب کلجگ کے ۶۵۳ سال گذر گئے۔ اُس وقت کورو پانڈو کی باہمی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ گرنتھ کلہن پنڈت نے بعہد راجہ جے سنگھ سمت شالباہن مطابق ۹۴ سنہ میں تالیف کیا (۴۹۹۰-۶۵۳=۴۳۳۷) ڈاکٹر ہنٹر صاحب یدھشٹر کا ہونا مسیح سے ۱۲۰۰ سال پہلے قرار دیتے ہیں۔ (۱۹۹۰+۱۲۰۰)=۳۱۹۰ +

مگر ان سب کی باہمی بہت مخالفت ہے کیونکہ سنہ ۳۰۷۳ و سنہ ۳۳۴۰ و سنہ ۴۳۳۷ و سنہ ۳۱۹۰ ان کے مقابلہ سے ۱۲۶۴ سالوں کا فرق ہوتا ہے۔ پس ہم کسی کو بھی ترجیح دینا نہیں چاہتے بلکہ ہماری رائے میں چاروں صاحبان غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ہم بہت مضبوط اسناد سے کہتے ہیں۔ کہ اس وقت یدھشٹر کا سمت ۴۹۹۰ ہے +

سند اول اکبر بادشاہ کے وقت (جبکہ ہر طرح کے علماء و فضلاء جمع رہتے تھے اور خصوصاً سنسکرت کے پنڈتوں کی بہت زیادہ قدر ہوتی تھی) جو نتیجہ کہ سنسکرت کے بڑے بڑے ودوانوں اور مستند سدھانتوں سے تحقیقات ہو کر لکھا گیا ہے اور جس کا لکھنے والا خود بھی ایک عظیم الشان سلطنت کا وزیر اعظم تھا۔ وہ یہ ہے "در سر آغاز این کلجگ راجہ یدھشٹر ہمگی جہاں را بر کشادہ دبسر آپاپے تاریخ فرا رسید فرمانروائے خویش را سر آغاز گردانید و در یکسال جیلم آلہی چہار ہزار و ششصد و نود و شش سال از وگذشتہ و سہ ہزار و چہل و چہار سال روائے داشت بس بکرماجیت از اندرونگ تسبیحی خویش برگرفت و زر سخنی بر مردم آسان ساختہ و در ہر سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۶۹)

(۴۶۹۶+۲۹۴=۴۹۹۰) یا (۱۶۵۲+۳۰۴۴-۴۶۹۶+۲۹۴=۴۹۹۰) یا (۱۹۴۶+۳۰۴۴=۴۹۹۰)

سند دوم راجاولی ترنگنی میں پنڈت مادھو اچاریہ جی جوتشی کی فاضلانہ تحقیقات سے (جو سنہ ۱۸۹۲ء میں تصنیف ہوا ہے) درج ہے کہ کلی جگ کے آغاز سے بکرم تک ۳۰۴۴ سال ہوتے ہیں۔ کلی جگی سموت ۳۰۴۴ میں بکرم کا رواج ہوا اور سمت ۱۳۵ میں شالباہن کا رواج آغاز ہوا (دیکھو ہریشچندر کا اگست سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۸۷ سے ۹۰ تک) (۳۰۴۴+۱۹۴۶=۴۹۹۰) اسی کتاب میں مصنف نے مفصل سموار فہرست سب بادشاہوں کی لکھی دی ہے۔

سند سوم سورت کے مندر میں دو دیگر آچاریوں کے درمیان وہی مباحثہ ہوا۔ جس کی اثناء میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا۔ جس کی تاریخ سموت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی یہ پتر مسیح سے ۴۳۷ سال پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند سے بھی پیشتر ہوتا ہے یعنے ۱۰۰ سال پیشتر (۲۶۶۳+۴۳۷+۱۸۹۰ = ۴۹۹۰)

سند چہارم سر ولیم میور صاحب نے جو ریاست بوندی کے قصبہ بوبکد باستور میں پرانے پتھروں کے کتبوں کی نسبت تحقیقات کرائی ہے تو اس سے بھی یہی سمت ثابت ہوا ہے (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ۱ نمبر ۴ سنہ ۱۸۶۳ء صفحہ ۲۸ و ۲۹)

سند پنجم وراہی مہر نے برہت سنگتا میں لکھا ہے۔ دیکھو ادھیا ۱۳ اشلوک ۳،

आसन्मघासु मुनयः शासति पृथ्वीं युधिष्ठिरे नृपतौ।
षड्द्विकपञ्चद्वियुतः शककालस्तस्य राज्ञश्च॥

ترجمہ مہاراج یدھشٹر جی کا جب پرتھوی پر راج ہو رہا تھا اس وقت سپت رشی مگھا میں تھے اور سمت ۲۵۲۶ سال ہوتے ہیں۔ اس کو یعنے راجہ یدھشٹر کو شاک منی بدھ کی سمت تک شاک بودھ مسیح سے ۶۲۳ برس پہلے پیدا ہوا اور ۵۴۳ برس پہلے فوت ہوا پس بدھ کا سمت اس کی ۸۰ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے (۲۵۲۶+۱۸۹۰+۵۷۴=۴۹۹۰)

سند ششم بدانکہ پیشتر در ہندیاں سمت راجہ یدھشٹر رواج داشت راجہ مذکور نزد ایشاں در آغاز کلجگ حال بودہ و تمام جہاں را بر کشادہ۔ تا ایں زماں از سمت ایالت او چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال شمسی گذشتہ (غیاث اللغات ردیف ف صفحہ ۳۲۵ سنہ ۱۸۷۱ء) (۴۹۲۸+۶۲=۴۹۹۰)

بودھ سموت۔ اس سموت کی بابت بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ جن میں سے چند کی رائے تین ہم بتلاتے ہیں +

(۱) گوتم عرف بدھ ۶۲۳ برس قبل جیسے کے پیدا ہوا اور بدھ بعمر ۸۰ سالی ۵۴۳ برس قبل جیسے کے درخت انجیر کے نیچے مر گیا (دیکھو مصباح التواریخ ہنٹر حصہ اول باب پنجم صفحہ ۲۲ و ۲۳ سنہ ۱۸۸۶ء)

(۲) تاریخ ہندوستان میں لکھا ہے کہ شاک منی بودھ حضرت جیسے سے قریب ۵۰۰ برس پہلے ہوا ہے (دیکھو تاریخ ہندوستان میں صفحہ ۲۶)

(۳) بدھ کی پیدائش کی تاریخ صحیح نہیں ہے (دیکھو صفحہ ۴۲ مصباح التواریخ) مگر صحیح بات یہ ہے۔ کہ بدھ کا جنم شالباہن کے سال سے ۷۰۱ سال پہلے ہوا تھا۔ ۸۰ سال کی اوستھا میں ان کا دیہانت ہوا۔ جس کو آج ۲۳-۴۴ سال ہوتے ہیں لیکن سمت ان کی عمر کے پچاسویں برس سے شروع ہوا تھا۔ جو اس وقت ۲۴۴-۲۶ ہے +

بکرمی سموت تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ تا حالت تحریر ایں سطور کہ سن خمس و عشرہ بعد الف است از ہجرت بحساب ہنود و ششصد و شصت و سہ سال سپری شد۔ (صفحہ ۱۴ مقالہ اول ۱۶۶۳+۲۸۴=۱۹۴۷ یا ۱۶۶۳+۲۹۲=۱۹۵۵-۸ = ۱۹۴۷)

کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سومنات میں ایک پتھر پر سمت ۱۳۲۰ بکرم لکھا ہوا ہے جو مطابق ہے سنہ ۶۶۲ھ کے پس اس سے مطابقت وقت اچھی طرح ہو سکتی ہے۔ (اتہاس تمرناشک حصہ سوم صفحہ ۵ سنہ ۱۸۷۳ء بار اول ۱۳۰۷-۶۶۲=۶۴۵ - اور ۱۳۲۰+۶۴۵ = ۱۹۶۵-۱۸ = ۱۹۴۷ +

تاریخ عالم میں لکھا ہے کہ بکرم مسیح سے ۵۷ سال پہلے ہوا (دیکھو صفحہ ۱۱ سنہ ۱۸۵۹ء حصہ اول) مورخ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سن آغاز ۵۷ برس قبل مسیح سے ہوا اور تمام خاص ہندوستان میں اس کا رواج آج تک برابر ہے +

(تاریخ ہندوستان باب ۳ صفحہ ۱۷۲ سنہ ۱۸۶۶ء)

پس بکرم سموت اس وقت ۱۹۴۷ ہے اور یہ چیت شدی پڑوا سے شروع ہوتا ہے اگرچہ سال اس کا قمری ہے لیکن تیسرے سال ایک مہینہ لوند کا اضافہ ہو کر سال شمسی سے مطابق ہوتا ہے +

شالواہن سموت راجہ شالواہن کا سنہ جو سنہ ۷۸ء سے شروع ہوا تمام دکھن میں رائج ہے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۷۲ سنہ ۱۸۶۶ء) (۱۸۹۰-۷۸=۱۸۱۲) پس شالواہن کا سمت اس وقت ۱۸۱۲ ہے +

سنہ عیسوی جیسے مسیح کے تولد سے ۴ برس بعد شروع ہوا (دیکھو بائبل مطبوعہ مرزاپور سنہ ۱۸۷۰ء) تاریخ عیسوی کو ڈیونیس اکسیگس اطالوی نے باستصواب پانڈروس راہب مصری کے سنہ ۵۳۲ء میں حسب اقوال مختلفہ وضع کیا اور مبداء تاریخ بعد ۴ برس ولادت حضرت جیسے سے قرار دیا۔ مقدار سال کی موافق ارصاد ازمنہ مختلفہ کے مختلف رہی۔ جیسا کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہے

نقشہ دریافت مقدار یوم سال موافق رصد حکماء مختلف

نمبر شمار	نام حکیم	یوم	ساعت	دقیقہ	ثانیہ	ثالثہ
۱	طیمو خارس	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۲	حکیم ابرخس	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۳	حکیم جولیوس قیصر	۳۶۵	۵	۵۰	۰	۰
۴	خواجہ نصیر الدین طوسی	۳۶۵	۵	۴۹	۰	۰
۵	حکیم کاسی کی ۴ ارصدوں کے موافق	۳۵۵	۵	۴۸	۵۲	۰
۶	حکیم دیلی لنڈ	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۷	حکیم ولس	۳۶۵	۵	۴۸	۴۸	۳۹
۸	حکماء مصر	۳۶۵	کسور کو گرا دیتے تھے			

جولیس قیصر نے باستصواب حکیم سوسی جنیس سنہ ۴۵ قبل مسیح میں اس لئے کہ دائرہ ہونا مبادی فصول کا سال کے ہر مہینے میں رفع ہو جائے اور نوروز ایک ہی تاریخ ایک ہی مہینہ میں مشہور روم میں واقع ہو بعوض سال قمری کے سال شمسی کو رائج کیا اور یہ قرار دیا کہ ہمیشہ تین سال تک پیہم ہر سال ۳۶۵ دن کا لیا جاوے اور ہر چوتھے سال آخر ماہ فروری میں ایک روز کبیسی کا زیادہ کر کے وہ سال ۳۶۶ یوم پر تمام کیا جاوے چونکہ مقدار کسر ہر سال میں ۶ ساعتوں سے کم تھی اور جولیوس قیصر نے پوری چھ ساعتیں لیکر ایک دن چوتھے برس بڑھایا تھا۔ لہذا بسبب جمع ہونے کسور روز زائد کے سنہ ۱۵۵۵ء میں گیارھویں مارچ کو تحویل آفتاب حمل میں ہوئی۔ تب تیرھویں پوپ گریگری نے سنہ مذکور میں دس روز اس سال کی تقویم سے خارج کر دئے اور گیارھویں مارچ کو اکیسویں تاریخ قرار دیکر اس سال کو ۳۵۵ پر ختم کیا اور آیندہ کیواسطے یہ معین کیا کہ ہر سنکڑے کے سال آخر کو جو بموجب قاعدہ جولیوسی سال کبیسہ ہے تین سو برس تک ۳۶۵ دل کیا جاوے اور ہر چوتھے سیکڑے کے سال آخر میں تین کم کر دینے کا حکم کیا۔ اس لئے اس قاعدہ کی عملدرآمد کے خیال سے ہر سال لیپ کا جو صدی کے آخر میں اور چار سو پر پورا

تقسیم نہ ہوسکے سال لیپ نہ ہوگا مثلاً ۱۷۰۰ - ۱۸۰۰ - ۱۹۰۰ اور نہ ان میں ماہ فروری ۲۹ کا ہوگا۔ مگر ۱۶۰۰ - ۲۰۰۰ - ۲۴۰۰ - ۲۸۰۰ - ۳۲۰۰ لیپ کے سال حسب قاعدہ مقرر کئے ہوئے اور ان میں فروری ۲۹ روز کا ہوگا۔ مختلف ملکوں کے عیسائیوں میں اس کے ماننے میں تکرار رہی۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے کیتھولک نے سنہ ۱۵۸۳ء میں قبول کیا دیگر کیتھولک نے جلد قبول کیا مگر پروٹسٹنٹوں نے ۱۶۹۹ء تک قبول نہ کیا۔ سویڈن میں سنہ ۱۷۵۳ء میں رواج پایا اور سنہ ۱۷۵۲ء میں انگلینڈ میں روس اور پیروان گریک چرچ نے ابھی تک قبول نہیں کیا

چینی سموت چین کے پہلے بادشاہ سے حکیم کنفیوشس اُن کے متعلم تک جو مسیح سے پانچ سو سال پہلے ہوا ہے ۹ کروڑ ساٹھ لاکھ برس گذرے ہیں (تاریخ بدائع ہندوستان صفحہ ۹ سنہ ۱۸۶۷ء) ۹۶۰۰۰۰۰۰+۱۸۹۰+۵۰۰=۹۶۰۰۲۳۹۰ سال ہوئے۔

خطائی سموت ابتدائی انسانی سرشٹی سے سال ۱۵۷۴ء تک آٹھ ہزار آٹھ سو تراسی دن اور نو ہزار سات سو نوے سال ہوئے اور مدت دن کی دس ہزار سال ہے + (قاموس القانون تاریخ خطائی و آئین اکبری صفحہ ۲۷۴ کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء بدائع ہندوستان صفحہ ۱۰ سنہ ۱۸۶۷ء) (۸۸۸۳×۱۰۰۰۰=۸۸۸۳۰۰۰۰+۹۷۹۰+۵۷۲ = ۸۸۸۴۰۳۶۲ سال ہوئے +

کالڈیا سموت وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ سے مسیح تک ڈیڑھ لاکھ برس ہوتے ہیں۔ بدائع ہندوستان صفحہ ۹ (۱۸۶۷ء) ۱۵۰۰۰۰+۱۸۹۰=۱۵۱۸۹۰ سال ہوگئے)

عبرانی سموت۔ بقول اُن کے دنیا کی پیدائش سے مسیح ۴۰۰۴ سال بعد ہوئے ہیں) پس آج تک ۴۰۰۴+۱۸۹۰=۵۸۹۴ سال ہوئے۔

فارسی سموت فارس والے اپنے پہلے بادشاہ سے زردشت تک جو مسیح سے ۳۰۰۰ سال پہلے ہوا۔ ایک لاکھ چوراسی ہزار نو سو ستر بتلاتے ہیں۔ پس آج تک ۱۸۴۹۷۰+۳۰۰۰+۱۸۹۰=۱۸۹۸۶۰ سال ہوئے +

سپارٹا کی تاریخ یہ سموت شہر سپارٹا کی بنیاد سے شروع ہوتی ہے جو مسیح سے ۱۷۰۴ سال پہلے ہوا۔ پس ۱۷۰۴+۱۸۹۰=۳۵۹۴ سال ہوئے +

یونانی سموت یہ اولمپیا کے اکھاڑے کے پہلے تماشے سے شروع ہوا۔ یہ تماشا مسیح سے ۷۷۶ سال پہلے شروع ہوا۔ پس ۷۷۶+۱۸۹۰=۲۶۶۶ سال ہوئے +

رومی سموت شہر روما کی بنیاد سے جو مسیح سے ۷۵۳ سال پہلے آباد ہوا ہے۔ پس ۷۵۳+۱۸۹۰=۲۶۴۳ سال ہوئے +

نابوناصری سموت یہ بابل کے پہلے بادشاہ کے جلوس سے جو مسیح سے ۷۴۷ سال پہلے ہوا شروع ہوتا ہے ۷۴۷+۱۸۹۰=۲۶۳۷ سال ہوئے +

سکندری سموت پیدائش سکندر سے شروع ہوتا ہے سکندر مسیح سے ۳۵۴ سال پہلے ماہ جولائی میں تولد ہوا تھا۔ پس کل آج تک ۳۵۴+۱۸۹۰=۲۲۴۴ سال ہوئے

مصری سموت اس کا آغاز منیس بادشاہ اول مصر سے شروع کرتے ہیں جس کو سکندر اعظم کے وقت تک ۲۵۳۰۰ سال ہوتے ہیں۔ پس ۲۵۳۰۰+۲۲۴۴ = ۲۷۵۴۴ سال ہوتے ہیں +

موسوی سموت۔ اس کو عیسائی و موسائی و محمدی پیغمبر مانتے ہیں عیسیٰ سے ۱۵۷۳ سال پہلے پیدا ہوا۔ پس اس کے ۱۵۷۳+۱۸۹۰=۳۴۶۳ سال ہوتے ہیں۔ (دیکھو دسنے کی کتاب سفر الوداع خروج کا تیئیسواں)

داؤدی سموت یہ بادشاہ بھی عیسائی و موسائی و محمدی صاحبان کا پیغمبر ہے اس کا سال جلوس مسیح سے ۱۰۳۵ سال پہلے ہوا۔ پس ۱۰۳۵+۱۸۹۰=۲۹۲۵ سال ہوئے

ابراہیمی سموت۔ ابراہیم مسیح ۱۹۲۱ سال پہلے پیدا ہوا۔ دیکھو توریت پیدائش باب ۱۲ آیت ۱۹۲۱+۱۸۹۰=۳۸۱۱ سال ہوئے +

نقشہ ترتیب وار کل سموتوں کا

نمبر شمار	نام سموت	کب سے جاری ہے	تعداد سموت کہ اس وقت کتنا ہے
۱	آریہ سموت	سرشٹی کی ابتدا سے	۱۹۶۰۸۵۲۹۹۰
۲	چینی سموت	چین کے پہلے بادشاہ سے	۹۶۰۰۲۳۹۰
۳	خطائی سموت	خطا کے پہلے آباد کنندہ سے	۸۸۸۴۰۳۶۲
۴	پارسی سموت	ایران کے پہلے بادشاہ سے	۱۸۹۸۶۰
۵	کالڈیا سموت	مورث اعلیٰ سے	۱۵۱۸۹۰
۶	مصری سموت	مینس بادشاہ سے	۲۷۵۴۴
۷	عبرانی سموت	آدم اور دنیا کی پیدائش سے	۵۸۹۴
۸	کلیگی سموت	زمانہ کلی یگ کے آد سے	۴۹۹۰
۹	یدھشٹری سموت	جلوس راجہ یدھشٹر سے	۴۹۹۰
۱۰	نوح کا سموت	نوح کے وقت سے	۴۹۹۰
۱۱	ابراہیمی سموت	ابراہیم سے	۳۸۱۱
۱۲	سپارٹا کا سموت	شہر سپارٹا کی بنیاد سے	۳۵۹۴
۱۳	موسوی سموت	موسیٰ کے وقت سے	۳۴۶۳
۱۴	داؤدی سموت	داؤد کے وقت سے	۲۹۲۵
۱۵	یونانی سموت	اولمپیا کے اکھاڑے سے	۲۶۶۶
۱۶	رومی سموت	شہر روم کی بنیاد سے	۲۶۴۳
۱۷	نابوناصری سموت	بابل کے پہلے بادشاہ سے	۲۶۳۷
۱۸	بدھ شاکیہ منی کا سموت	بدھ کے پچاسویں سال سے	۲۴۶۴
۱۹	سکندری سموت	سلطان سکندر سے	۲۲۴۴
۲۰	بکرمی سموت	بکرم کے جلوس سے	۱۹۴۷
۲۱	عیسوی سموت	عیسیٰ کی پیدائش سے ۴ برس بعد	۱۸۹۰
۲۲	شالباہن سموت	راجہ شالباہن سے	۱۸۱۲
۲۳	محمدی سموت	جب مکہ سے مدینے کو گئے ہجرت سے	۱۳۰۸

لوند کا مہینہ دریافت کرنے کا قاعدہ

جس قدر اعداد سموت کے ہوں اُن پر چار اعداد ایزاد کرے اور انیس پر تقسیم کرے جو عدد خارج قسمت رہے اس سے بموجب تفصیل لوند کا مہینہ معلوم کرلیں یعنی اگر ۲ باقی رہیں تو کنوار اگر ۳ باقی رہیں تو جیٹھ اگر ۵ باقی رہیں تو ساون اور اگر ۸ باقی رہیں تو چیت۔ اگر ۱۱ باقی رہیں تو بیساکھ۔ اگر ۱۳ باقی رہیں تو بھادوں اور اگر ۱۶ باقی رہیں تو اساڑھ لوند کا مہینہ ہوگا۔ اگر کوئی عدد خارج قسمت نہ ہو یا مندرجہ بالا اعداد کے علاوہ ہو تو جاننا چاہئے کہ اس سال میں لوند کا مہینہ نہیں ہوگا۔ مثلاً سموت ۱۹۴۷+۴=۱۹۵۱÷۱۹ خارج قسمت ۱۳ رہے تو اس سموت میں لوند کا مہینہ بھادوں ہوگا۔

یکم جنوری کا دن معلوم کرنے کی ریت

کسی بھاشا کے کوی کا وچن

(چوپائی) جو لاگے عیسے کو سموت + تا سے تی کاڑھو ایہ انومت
اشٹ دس اور اُن بیچا + شیش سپتا اور دو اکا داسا
تا پورتی چوتھائی تا میں + جوڑ وپن ددھو ادا میں

کشٹ سات سو رہے جو ستیتا   لکھوتا ہیں انگلش برستبا

مثلاً ۱۸۹۰ء سال ہے اس کا دن نکالنا ہو تو ۱۸۹۰-۱۸۴۹=۴۱+۱۰=۵۱+۲ =۵۳÷۷=۴ بچیں چوتھا روز ہفتہ میں بدھ ہے اور یہی یکم جنوری کا روز ہے۔

نوٹ۔ ابتدائی انگریزی مورخوں نے اکثر تحقیقات میں غلطیاں کی ہیں خصوصاً جبکہ وہ کسی بھاشا کی کتاب یا کتبہ کی بابت رائے دینے لگے وجہ سب سے زیادہ اس غلطی کی یہ ہوئی کہ وہ اکثر اس باطل خیال کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے کہ دنیا مسیح سے چار ہزار چار سو سال پہلے ہوئی چنانچہ اس کا خود بعض غیر متعصب فاضلوں نے اقبال کیا ہے +

ٹام کاریٹ نے ایل وکنر کو چٹھی میں لکھا ہے (بابت فیروز شاہ کی لاٹھ کی) "میں ایسے شہر دہلی میں ہوں جہاں کہ سکندر اعظم کی ہندوستان کے راجہ پورس سے لڑائی ہوئی اور اس کی فوج نے جہاں اُسے شکست دی۔ سکندر نے یہاں اس فتح کی یادگار میں ایک پیتل کا ستون بنایا۔ جو اب تک یادگار ہے (آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا جلد ۱ صفحہ ۱۶۲) اسی حوالہ کو لیکر ایک پادری ایڈورڈ ٹری صاحب کہتے ہیں "مجھ کو ٹام کاریٹ نے بتلایا ہے جس نے شہر دہلی کے خاص حالات لکھے ہیں کہ میں نے بحالت قیام دہلی میں سنگ مرمر کا ایک بھاری ستون دیکھا جس کے اوپر یونانی زبان میں ایک کتبہ کندہ تھا جس کو زمانہ نے بوسیدہ کر دیا تھا"۔

اسی کاریٹ کی غلط رائے کو ابتدائی انگریزی مسافروں نے اختیار کیا تھا جیسا کہ پرچس بیان کرتا ہے کہ یہ کتبہ یونانی و عربی زبان میں ہے اور بعض یہ تصدیق کرتے ہیں کہ اس کو سکندر اعظم نے تعمیر کرایا"۔

یہی خیال جیمس پرنسپ کا تھا اور اسی قسم کی غلطی بشپ ہیبر سے ہوئی ہے جو اس کو دہلی دیوتا کا ایک کالا ستون بیان کرتا ہے کاریٹ کی غلطی کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ پالی زبان کے حروف تھا۔ چھا۔ تا۔ گا۔ را۔ یا۔ جا۔ آئی۔ آن کو یونانی کا خیال کیا۔ (دیکھو صفحہ ۱۶۴)

آخر کو لکھا ہے کہ یہ رائے ٹھورا کی لاٹھ سے اور اگر یہ ڈھلی ہوئی ہوتی تو مسلمان فاتح کب کے اس کو لیجاتے۔ صرف لوہے کی ڈھلی ہونے سے مسلمانوں نے اس کو نہیں توڑا مورخ لکھتا ہے کہ میں نے اس کے ایک ٹکڑے کا ٹکڑا ڈاکٹر میری ٹامسن کے پاس رڑکی بھیجا جس نے مجھ کو اطلاع دی کہ وہ ملیبیل لوہے کی ہے۔ جس کی ثقالت ۷۶۶ درجہ کی ہے یعنی پانی سے اتنے گنا بھاری ہے (آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا صفحہ ۱۷۰ جلد ۱)۔

حصہ دوم

آریہ گرنتھوں کی بابت تحقیقات

عرصہ تک اودیا اندھکار پھیلنے کے سبب ست ودیا کا پرچار بہت کم ہو چلا تھا۔ آرش گرنتھوں کی جگہ پرانوں نے سنبھال لی تھی۔ گھر گھر میں پرانوں کے اپدیش پرلیش کر چکے تھے۔ آریہ ورت اور برہم آورت کے اندر انیک مت متانتر پھیل گئے تھے علمی مسائل کی منزلت فسانوں کو مل چکی تھی ایک جگت کرتا کو چھوڑ انیک پرمیشور مانے گئے تھے۔ معقولیت سے نفرت اور منقولیت سے الفت ہو چکی تھی۔ ہر ایک کے بغض و کینہ میں بھرے ہوئے دلوں میں کھوٹ ظاہر داری میں مکاری کی اوٹ ہو رہی تھی۔ خود غرضوں بوالہوسوں نے اپنی مطلب سدھی کے واسطے فرضی و بناوٹی شلوک بنا جاہلوں کو سبز باغ دکھلا قید کر رکھا تھا۔ جس طرف سے موقع ملتا لوگ است کے پھیلانے میں دلداد تھے۔ بھارت کے یدھ اور مہاراجہ یدھشٹر کی وفات کے بعد جس کو ابھی صرف ۴۹۹۰ سال ہوئے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں گرنتھ بنا شاعری کی چاشنی چکھا سارے آریہ ورت کو دام تزویر میں پھنسا لیا۔ اپنی غرض نفسانی کے واسطے بزرگوں۔ رشیوں کے نام سے شلوک بنا بنا کر مہا اُتم سریشٹھ دھرم کو ادھوگتی میں گرا دیا۔ ویدوں اور ست شاستروں کے سوا کوئی ایسا گرنتھ نہیں دیکھ پڑتا۔ جن میں پوپ لیلا کے آثار موجود نہ ہوں۔ علم و عقل کے خلاف فساد و بے سروپا اور بے ٹھکانہ باتیں اس قدر بھری ہیں۔ کہ جن کا حد و حساب نہیں۔ ہائے غضب! اس قدر خاموشی کا برتاؤ کیا گیا۔ کہ دس ہزار یا چوبیس ہزار شلوک کے بدلے ایک لاکھ شلوک بنائے گئے اور مصنف کی صداقت پہ انصاف کے دشمنوں نے خاک ڈالی۔

"ہم دور کیوں جائیں اور کیوں ناظرین کو طول طویل تحصیل لاحاصل میں پھنسائیں ابھی سمت ۱۶۸۰ کی بات ہے کہ گسائیں تلسی داس جی نے بھاشا رامائن بنائی۔ وہ روز بروز بڑھتے بڑھتے یہاں تک بڑھ گئی۔ کہ تین سو سال کے اندر صدہا چوپائیوں کا فرق ہو گیا مگر اب اصل پستک نکل آنے پر بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اصل مصنف کیا کہتا ہے۔ اور موجودہ مطبوعہ رامائن کیا گاتی ہے +

مہابھارت کے کوئی دو نسخے آریہ ورت کے اندر ایسے نہیں ملتے جن میں صدہا شلوکوں کا تفاوت نہ ہو۔ جب یہاں تک نوبت عمل ہونے لگا تو آخر کار خود پنڈتوں کو دست حسرت ملکر کہنا پڑا کہ بھارت میں ضرور گڑبڑ ہو گئی ہے۔

پس اے ناظرین! یہی حال اور گرنتھوں کا ہے منو سمرتی میں بھی تخمیناً دو ہزار شلوک کے قریب نابود کئے گئے ہیں۔ اُس کے بجائے وہ پرانے منقول نسخے نہیں ملتے۔ اور یہی حال بالمیکی رامائن کا ہے۔ اس جگہ ہم صرف تاریخی تحقیقات کر کے گرنتھوں کا زمانہ تصنیف قائم کرتے ہیں اور اسی طرح آیندہ بھی کرینگے کیونکہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ آریوں کے علمی خزانہ کے گرد جتنے خس و خاشاک ہیں اُن کو یک لخت صاف کر دیں +

منوسمرتی۔ ڈاکٹر ہنٹر صاحب فرماتے ہیں۔ پانچ سو برس قبل مسیح کے منو نے ایک شاستر شمالی ہند کے برہمنوں کی رسم و قواعد کے لئے بنایا"۔ (صفحہ ۱۹۔ مصباح التواریخ ہنٹر ۱۸۸۶ء)

اور ڈاکٹر ورلیٹن فاضل کہتے ہیں۔ کہ "یہ کتاب ۹ سو برس قبل مسیح کے لکھی گئی ہے" (دیکھو تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۶) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ اس مجموعہ کا مصنف نو سو برس قبل مسیح ہوا ہوگا (تاریخ ہندوستان مترجمہ صفحہ ۲۲۵ سنہ ۱۸۶۶ء) تردید ڈاکٹر ہنٹر صاحب منو کو تو مسیح سے پانچ سو برس پہلے بتلاتے ہیں۔ لیکن مہابھارت کی بابت فرماتے ہیں کہ بیاس جنہوں نے بھارت چوبیس ہزار شلوکوں میں ختم کیا مسیح سے پانچ برس پہلے ہوئے ہیں (مختصر تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۸۶ء) اور بیاس جی خود بھارت میں لکھتے ہیں کہ

पुराणोमानवोधर्म = साङ्गोवेद श्चिकित्सजम ॥ आज्ञा
सिद्धानि चत्वारिन हन्तव्यानि हेतुभि: ॥ महाभा

ترجمہ۔ پران گرنتھ۔ منو سمرتی۔ وید معہ ویدانگ آیور وید ان چاروں کی آگیا فرمودنی چاہئے۔ کبھی ان کے ارشاد سے انکار نہ کرے" اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کو ہنوز ۴۹۹۰ سال ہو چکے ہیں مگر صرف بھارت پر ہی کیا موقوف ہے چھاندوگ برہمن میں بھی منو کا ذکر ہے +

मनुर्वै यत्किंचिदवदत्तद् भेषजं भेषजतायाः ॥

ترجمہ جو کچھ منو نے کہا ہے وہ ادشدہوں کی بھی اوشدھ ہے۔ اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔ مہاتما برہسپتی جی نے کہا ہے۔

वदाद्यो पविवन्धत्वाप्राधान्यंहिमनो स्मृतम् मन्वर्थ
विपरीता तु या स्मृतिः सनशस्यते ॥ तावच्छास्त्राणि

घोभं तेतर्कव्याकरणानिच। धर्मौ धर्मो दोषपदे व्वा मनुं
पांवलटप्रयते॥

ترجمہ وید مطول ہونے سے منوسمرتی ہی سمرتیوں میں پردھان ہے۔ پس جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ خود بنا دی گئی ۔

اُس وقت دلیل کے شاستر اور ویاکرن کے گرنتھ شوبھائمان ہوتے رہیں جب تک کہ دھرم اور موکش کا اُپدیش کرنے والا منو نظر نہیں آتا۔

پراشر جیسے یورپین فاضل مورخ قدیم زمانہ کا اول ہیئت دان جانتے ہیں اور جسکا ہونا مسیح سے پہلے (۲۸) اور ۱۳۹۱ سال قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی اپنی سمرتی میں منو کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اُسے اپنے سے قدیم بہت بتلاتا ہے ۔

اب دیکھنا چاہئے۔ کہ سب گرنتھ اس کی بابت قدیم ہونے کے قابل ہیں تو خود منو میں اس کی بابت ذکر کیا ہے۔ اور خود منو میں کس بات کا حوالہ پایا جاتا ہے ۔ واضح ہو کہ جہاں تک منوسمرتی کو دیکھا گیا ہے۔ ویدوں کے سوا اور کسی گرنتھ کا نام و نشان اس میں نہیں ہے۔ اور اگر کہیں کسی کا نشان پایا جاتا ہے تو صرف برہمن اور اُپنشد اور وید انگ ہیں ۔

جہاں منو نے کسی کا حوالہ دیا ہے وہ بہت زیادہ تو خود وید سمجھا ہے۔ ورنہ باقی انہیں رشی کرت برہمن گرنتھوں کا شاذو نادر حوالہ ہے۔ رام۔ کرشن۔ دیوی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ۔ اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ منو نے اپنی تاریخ تصنیف کی بابت کیا ذکر کیا ہے۔ آیا خاموشی کا برتاؤ ہے۔ یا صاف الفاظ میں کہا ہے۔ چنانچہ منو ادھیائے ۱۔ شلوک ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ میں لکھا ہے ۔

स्वायम्भुवस्यास्य मनोः षड्वंश्या मनवोऽपरे। सृ
ष्टवन्तः प्रजाः स्वाः स्वा महात्मानो महौजसः॥६१॥
स्वारोचिषश्चोत्तमश्च तामसो रैवतस्तथा॥ चाक्षुष
श्च महातेजा विवस्वत्सुत एव च॥ ६२॥ स्वायम्भुवा
द्याः सप्तैते मनवो भूरितेजसः॥ स्वे स्वेऽन्तरे सर्वमि
दमुत्पाद्यापुश्चराचरम्॥ ६३॥

ترجمہ۔ سوایمبھو منو سے آگے لیکر چھ منونتر اس سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اور ان کے دور میں بھی سرشٹی جدا جدا سبھاؤ کے مطابق پیدا ہوئی ۔ جو منونتر گذر چکے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں سوایمبھو۔ سوا روچش۔ اُتم۔ تامس۔ ریوت۔ چاکشش۔ اب موجودہ منونتر ویوسوت ہے۔

" سوایمبھو سے لیکر اب جو ساتواں ہے ان سب منونتروں میں چراچر جگت مختلف سبھاؤ والا ایشوری قانون کے مطابق پیدا ہوتا ہے "

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت چھ منونتر گذر چکے تھے۔ ساتویں ویوسوت منونتر میں انہوں نے سمرتی بنائی جس کے آگے کی تشریح شلوک ذیل سے ظاہر ہوتی ہے

अब्दानांदशकंसहस्रदशकंयातंचसत्ययुगे भाद्रेमा
तेकृतामपा हि ननु नां ब्रह्मात्मजया पूर्णमासन्यः

ترجمہ۔ ویوسوت منونتر کے پہلے ست جگ کے دس ہزار دس سال گذر جانے پر بھادوں سُدی کی ۵ (یعنی پورنماشی) کو یہ گرنتھ ختم وسماپت ہوا ۔

ہر ایک منونتر ۷۱ ہوتے ہیں۔ اور منو نے ان باقیوں کا نام بھی نہیں لیا۔ اس لئے صاف تو ظاہر ہے کہ صرف اپنے زمانے کی تاریخ لکھی۔ پس اس کی کل یہ ہوئی۔ جو

نقشہ ذیل سے ظاہر ہے ۔

۲۷ چترجگی جو گذر چکی ہیں	۱۱۶۶۴۰۰۰۰
۲۸ ویں کے تین جُگ گذر گئے	۳۸۸۸۰۰۰
کلی یگ جو گذر رہا ہے۔ اس کے	۴۹۹۰
میزان	۱۲۰۵۳۲۹۹۰

اور ۱۲۰۵۳۲۹۹۰ - ۱۰۰۱۰ = ۱۲۰۵۲۲۹۸۰ یہ کل سال منوسمرتی کی تصنیف کو گذرے ۔

" مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں کہ" منو کے قوانین کی تاریخ کو جو اصل میں نو سو برس قبل مسیح کے لکھے گئے ہیں۔ تاریخی واقعات کے لکھنے والے ہندو ان چار جگوں میں سے گذر کر قریب سات منونتروں کے پہلے قرار دیتے ہیں۔ جو کہ ایک ایسی مدت ہے کہ ۴۳۲۰۰۰۰ کو ۷۱ چترجگی سے ضرب کرنے سے حاصل ہوتی ہے " (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سنہ ۶)

تردید۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ یہ سمرتی سوایمبھو منونتر میں نہیں ہوئی۔ بلکہ ساتویں موجودہ ویوسوت منونتر میں تصنیف ہوئی ہے۔ جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے۔ پس منوسمرتی کو بنے ہوئے ۱۲۰۵۲۹۸۰ سال گذرے ہیں جیسا کہ شلوک ہائے مندرجہ بالا سے ثابت کیا گیا ۔

منو کے قانون سے موسیٰ کے دس احکام نقل کئے گئے (دیکھو موسیٰ کے دس احکام۔ سر ولیم جونس صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ منوسمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر دبستن تک بھی رائج تھی۔ اور اسی پر عملدرآمد ہوتا تھا (دیکھو منوسمرتی انگریزی کا دیباچہ) منو کا قانون موسیٰ کے قانون سے بہت پہلے کا ہے (دیکھو بائیبل ان انڈیا مطبوعہ نیویارک)

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ باقی سات منونتروں کے نام بھی ناظرین کو بتلا دیں۔ کیونکہ اکثر لوگ پوچھا کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ چھ منونتر جو گذر چکے ہیں اُن کے نام اور ساتواں جو گذر رہا ہے۔ اُس کا نام ہم لکھ چکے ہیں۔ اب آئندہ آنیوالے منونتروں کے یہ نام ہیں ۔

सावर्णिर्दक्षसावर्णिर्ब्रह्मसावर्णिकस्ततः धर्म
सावर्णिको रुद्रपुत्रो रौच्यश्च भौतकः॥

ترجمہ۔ ساورنیہ۔ دکش ساورنیہ۔ برہم ساورنیہ۔ دھرم ساورنیہ۔ رودر پتر۔ روچیہ۔ اور بھوتک ۔

سوریہ سدھانت ۔ اس کتاب کی بابت یورپین مورخ بائیبل کے زمانہ کے پابند ہو کر بے سروپا بکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ سوریہ سدھانت سنہ ۶ء میں لکھی گئی ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۷ سنہ ۶)

پھر ایک اور مورخ فرماتے ہیں " مورخ سوریہ سدھانت پانچویں یا چھٹی صدی کے ایک بڑے ہیئت داں کی کتاب ہے (تحقیقات حالات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۹ و جلد ۲ صفحہ ۹۲) **پھر لکھا ہے** " علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی آریوں نے کی ہے وہ علم ہیئت کی نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل ہے چنانچہ سوریہ سدھانت میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے کہ اس سے ان کا یہ علم بہ نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں ایسے ایسے سوالات پائے جاتے ہیں جن کا علم کہ یورپ والوں کو سولھویں صدی تک نہیں ہوا تھا (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۴ صفحہ [illegible])

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ "سوریہ سدھانت کے لکھے جانے کے ایک مدت پہلے سے علم ہندسہ سے لوگ ماہر ہو گئے۔ اس میں دائروں کی مقدار معلوم کرنے کا السّاعدہ قاعدہ موجود ہے۔ جس کا استعمال پہلے پہل برگز صاحب نے سترھویں صدی میں کیا" (دیکھو برٹش انڈیا جلد ۲ ۴)

"محیط اور قطر کی مناسبت کا بیان بھی سوریہ سدھانت میں ہے (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۵۹)

(اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ آریوں کے علم ہیئت وغیرہ کی بابت خصوصاً یورپ والوں کی کیا رائے ہے)

پادری بنٹلی صاحب بھی جو آریوں کے دعوے کے بالکل خلاف اپنی آخری چھاپی ہوئی کتاب میں لکھتا ہے "آریوں نے جو طریق الشمس کو ۲۷ منازل قمر (نچھتر) میں تقسیم کیا ہے جس سے وہ اس زمانہ میں بہت بڑے عالم علم کے معلوم ہوتے ہیں وہ تقسیم مسیح سے ۱۴۲۴ سال پہلے ہوئی تھی" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۲ سنہ ۶۶ء و تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

کاسینی۔ بیلی۔ پلیفیر صاحبان کا قول ہے کہ آریوں کی کتابوں میں ایسی تحقیقیں جو حضرت عیسیٰ سے تین ہزار برس پہلے ہوئی تھیں۔ اب بھی موجود ہیں اور ان سے بہت بڑی ترقی جو اس زمانہ سے پہلے ہو چکی تھی ثابت ہوتی ہے" (تاریخ ہندوستان باب پہلا حصہ تیسرا صفحہ ۲۳۹)

اور اس سے ایک بہت عمدہ دلیل اس بات کی نکالی گئی ہے۔ کہ زمانہ قدیم میں ہی نہایت عمدہ عمدہ تحقیقات ہو چکی ہونگی (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۴) تمام ہیئت دان آریوں کی تحقیقوں کے نہایت قدیم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس بات میں کچھ حجت نہیں معلوم ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے جو ٹھیک اور صحیح حرکت وسطی سوریہ اور چاند کی قرار دی ہے۔ وہ ان کو قدیم زمانہ کی تحقیقوں کے ساتھ ان تحقیقوں کا مقابلہ کرنے سے ہوئی ہوگی۔ جو اس زمانہ کے لوگوں کی ہے" (دیکھو پونڈ صاحب کی لاپلیس والی کتاب انتظام دنیا)

"اور جس قاعدہ پر بیتر اسنا ہے (جس کا ذکر وید میں موجود ہے) اس کے لکھے جانے کا زمانہ حضرت مسیح سے چودہ سو برس پہلے قرار دیا گیا ہے" (دیکھو تحقیقات حالات ایشیا صفحہ ۱۹۳ جلد ۲ و صفحہ ۲۸۳ جلد ۷)

بنٹلی صاحب نے جس طرح یہ غلطی کی ہے۔ اسی طرح سدھانت شرومنی کا زمانہ قائم کرنے میں بھی کی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی آخری کتاب میں ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ بھاسکر اچاریہ نے اکبر کی سلطنت میں ۱۵۶۰ء میں سدھانت شرومنی تصنیف کی۔ دیکھئے ناظرین! یہ کتنی بڑی بھاری غلطی ہے۔ اسی واسطے مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس مصنف "بھاسکر اچاریہ" کی ایک کتاب کے واسطے اصلی متن کے لکھے جانے کی تاریخ ایک مشہور شخص فیضی نے اپنے فارسی ترجمہ میں جو اس نے مرتب کر کے اکبر کے حضور میں پیش کیا تھا۔ بیان کر دی ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پہلے گذرے ہیں۔ بھاسکر اچاریہ کا حوالہ اپنی تصنیفوں میں دیا ہے جن کی صداقت کا بنٹلی صاحب کو انکار کرنا پڑا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۴ حاشیہ)

پس یہ وہم کردہ تاریخیں جو بائبل کے زمانہ کے پابند ہو کر صداقت کے چہرہ پر نقاب ڈال رہی ہیں اعتبار کے لائق نہیں۔ یہاں پر ہم چاہتے ہیں کہ آریوں کے علم ہندسہ اور ہیئت کی بابت کچھ اور شہادت پیش کریں۔

پروفیسر ولسن صاحب نے لکھا "ہیئت کی تحقیقوں اور علم ہندسہ کے ثبوتوں میں جبر و مقابلہ کا استعمال جنہوں نے کیا ہے وہ بھی ان کی ہی ایجاد ہے اور جس طریق سے وہ اب بھی یہ کام کرتے ہیں۔ تعریف کے قابل ہے" (کالبروک کا انڈین الجبرا صفحہ ۱۰۴ و ۹۹ و ۴۰ و اڈنبرا ریویو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸)

علم حساب میں آریہ کسور عشاریہ کی ایجاد کے باعث (جس کا موجد سب انگریز تسلیم کرتے ہیں) معزز اور ممتاز ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اسی تحقیق کے موجد ہونے کے سبب سے علم حساب میں آریہ یونانیوں پر بہت بڑا فخر اور فوق رکھتے تھے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۶)

جبر و مقابلہ میں اہل عرب کا دعویٰ آریوں کے مقابلہ میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن کالبروک صاحب نے بخوبی اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اہل عرب کو جبر و مقابلہ کا علم حاصل ہونے اور ان میں دقیق علموں کی ابتدا سے پہلے ہندوستان میں یہ علم کمال کو پہنچ چکا تھا (اڈنبرا ریویو صفحہ ۱۵ اور تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۲ و ۲۵۱ سنہ ۶۶ء)

پھر وہی مورخ فرماتے ہیں "آریوں کی ترقی کے زمانہ کی ابتدا میں تمام اور قوموں سے بہت زیادہ حاصل تھیں۔ اور بادہ ترقی کے زمانہ میں جبکہ غالباً یہ بات ممکن تھی کہ وہ کسی غیر سے کچھ حاصل کرتے تو اس کا حال یہ ہے کہ اس زمانہ میں جو طریق علمی تحقیقاتوں وغیرہ میں آریوں کا تھا وہ صرف ان کی ذات پر مخصوص اور منحصر ہی نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے جس سے اور کوئی قدیم قوم مطلق واقف نہ تھی اور اس سے ایسی تحقیقات کا علم ظاہر ہوتا ہے جس سے اب سے دو سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی واقف نہ تھے۔ الغرض ان کی ہیئت کے بیچ جس قدر مذکورہ تحقیقوں پر منحصر رکھتے ہیں۔ ان کی نسبت اسی قدر صاف عیاں ہے کہ ان کا کسی غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا اور اپنے نتیجوں کی نسبت بھی تحقیقوں پر منحصر نہیں ہے انصاف سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جن لوگوں میں ایسا کچھ استعداد اور فہم اور فراست کا مادہ ہو ان کو اور غیر قوموں سے سہارا لینے کی حاجت پڑی ہو" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۴۹ سنہ ۶۶ء)

اور آخر کار یہی آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں "ہندوستان کے علم ہیئت کی قدامت اور اصلیت نہایت دلچسپ مضمون ہے ان میں سے قدامت پر یورپ کے نہایت بڑے درجے کے ہیئت دانوں نے گفتگو کی ہے تس پر بھی اب تک اس کا تصفیہ نہیں ہوا" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۵۰ سنہ ۶۶ء)

جب سوریہ سدھانت کی بات ہم خیال کرتے ہیں تو بہت کچھ عیاں معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس کا مصنف سوائے ویدادک سناتن شاستروں کے اور گرنتھوں کے حوالے نہیں دیتا اور یہی فاضل نجومی (راستہ) خود اپنی کتاب کی تصنیف کا زمانہ مندرجہ ذیل شلوک میں بتلاتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کب ہوا۔ اور کس وقت میں اس نے یہ مستند گرنتھ بنایا۔ چنانچہ لکھا ہے (دیکھو سوریہ سدھانت ادھیائے ۱ شلوک ۲۲ و ۲۳)۔

कल्पादस्माच्च मनवः षड्व्यतीताः ससन्धयः वैव-
स्वतस्य च मनोर्युगानां त्रिघनो गतः ॥ २२ ॥
अष्टाविंशाद्युगादस्माद्यातमेतत्कृतं युगम्। अतः
कालं प्रसंख्याय संख्यामेकत्र पिण्डयेत ॥ २३ ॥

ترجمہ۔ اس کلپ کے پر آرمبھ سے چھ منونتر گذر چکے ہیں مع سندھیا کے اور ویوسوت منونتر اس کے مہایگ ستائیس گذر گئے ہیں اور اب جو اٹھائیسواں چترجگی ہے اس کا ست یگ گذر گیا ہے۔ پس یہ گرنتھ بھی اسی وقت بنایا۔ اس سب کال کو گن کر

"تاریخ الفنسٹن حصہ سوم"

ترتیا یگ پورا گذرا	۱۲۹۶۰۰۰
دواپر یگ پورا گذرا	۸۶۴۰۰۰
کلی یگ کے اس وقت تک گذرے	۴۹۹۰
میزان کل سالوں کی جو سوریہ سدھانت سے ہوئے	۲۱۶۴۹۹۰

ویدانت شاستر۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ویاس جی کو ہوئے ۴۹۹۰ سال گذرتے ہیں کیونکہ وہ کلی یگ کے آد میں موجود تھے اور انہوں نے یہ گرنتھ بنایا۔ پس اس کو بنے بھی آج تک ۴۹۹۰ سال ہوتے ہیں۔ اس سے کم کسی حالت میں نہیں۔ ویاس جی نے اس کے علاوہ جیمنی منی کرت مہا انسا پر وا کھیا بنائی۔ پتنجلی منی کرت یوگ سوتر بھاشیہ بنایا۔ اور بھارت گرنتھ بنایا ✦

اشٹادھیائی ۔ لکھا ہے "۳۵۰ برس قبل عیسے کے زبان سنسکرت کی اور مہا بھاشیہ قواعد۔ پانینی برہمن نے بنائے جو اب تک رائج ہیں۔ پیشتر عام لوگ پراکرت یعنی بھاشا بولتے تھے۔ مگر برہمن (ودوان) ہمیشہ سنسکرت بولتے اور لکھتے تھے (صفحہ ۱۸ مفتاح التواریخ ہنٹر)

سنسکرت زبان کی نسبت سر ولیم جونس صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

اور آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں "اس زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہو گئی ہے کہ انسان کی کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر عالم بھی ہوئے ہیں۔ تو ان سے زیادہ نہیں ہوئے" (تاریخ ہندوستان پانچواں باب صفحہ ۲۷۷ سطر ۱۶)

اب ہم اس کے متعلق جو مخالفوں کے اعتراض ہیں وہ لکھ کر ان پر غور کرتے ہیں ✦

راجہ شیو پرساد جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ تاریخ اپنی میں لکھتے ہیں۔ "کاتیاین کی پتنجلی نے ٹیکا لکھی اور پتنجلی کی ویاس نے۔ اب ہیم چندر اپنے کوش میں لکھتا ہے کہ کاتیاین کا نام ورروچی ہے اور کشمیر کا سوم دیو بھٹ اپنے کتھا سرت ساگر میں لکھتا ہے۔ کہ کاتیاین ورروچی کوشامبی میں پیدا ہوا ✦

پانینی نے اس سے ویاکرن میں شاستر ارتھ کیا اور راجہ نند کا منتری ہوا مدرا راکشس وغیرہ بہت سے گرنتھوں سے ثابت ہے کہ نند کے بعد ہی چندر گپت راج سنگھاسن پر بیٹھا۔ اور چندر گپت کا زمانہ ظاہر ہے اب کہو کہ تم پانینی کا زمانہ اڑھائی ہزار برس کے ادھر نہیں یا آٹھ سو برس سے ادھر پتنجلی چندر گپت کے پیچھے ہوا۔ اس میں کسی طرح کا سندیہ نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے بھاشیہ میں سبھا راجہ منش پوروا اس سوتر پر چندر گپت سبھم ایسا اداہرن دیا ہے (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۸)

تردید۔ واضح ہو کہ سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مہا بھاشیہ میں یہ ادھارن ہے یا نہیں۔ ہم نے اس کے واسطے بہت سی تلاش کی اور اکثر مستند کاپیوں کو دیکھا جہاں تک ہماری تحقیقات سے ظاہر ہوا وہ یہی ہے کہ ادھارن مہا بھاشیہ میں نہیں اور ہم صرف اپنی تحقیقات پر ہی خاتمہ نہیں کرتے بلکہ دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کیل ہارن صاحب نے جو کامل تحقیقات کے بعد مہا بھاشیہ چھپوایا ہے وہ بھی لکھتے ہیں کہ صحیح نسخوں میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے دیکھو مہا بھاشیہ ویاکرن پہلا ادھیائے چوتھا پاد کے ۲۶ سوتر کے ضمن میں پتنجلی جی مہاراج فرماتے ہیں

सभाराजा मनुष्य पूर्वा। नित्ययाँ य वचन स्येयराजा।
द्यर्थम्॥ ७ जिन्नि दैं घ्रः क तैव्यः ततोव त्काव्यं पाँय
वचन स्यैव ग्रहणंभ वकिं प्रयोजनम॥

राजावर्यन॥ इन सभम॥ ईश्वर सभम॥ त स्येव
नभवति॥ राज सभा तद्विशेषणानाश्चनभव
ति पुष्य मित्र सभम॥

ترجمہ۔ جب سبھا لفظ کا نش اور راجہ پد کو چھوڑ کر اور کے ساتھ سماس ہو تو ایسی صورت ہوگی جیسے इन सभम (اِن سبھم) اور ईश्वर सभम (ایشور سبھم) لیکن راجہ کے ساتھ سمبندھ ہو جیسے یہ صورت نہیں ہوگی مثلاً (راج سبھا) राज सभा اور جو لفظ ان کی صفت واقع ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبھم نہیں ہوتا مثلاً पुषपमित्रसभा (پشپ متر سبھا)

(دیکھو مہا بھاشیہ مطبوعہ سنہ ۸۲ بمبئی صفحہ ۷۷ سطر ۱۰)

اب بتلائیے کہ چندر گپت سبھا کہاں لکھا ہے اور فرمائیے کہ اس جیسی سبھا بنانے کا کہاں حکم ہے اس موقع پر ہم ایسے غلط اعتراضوں کی وجہ بھی بتلاتے ہیں۔ دیکھو اسی مہا بھاشیہ کے چھپوانے والے مسٹر کیل ہارن صاحب پرنسپل اورینٹل کالج دکھن فرماتے ہیں کہ "پتنجلی ک میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے۔ لیکن اس ٹیکسٹ میں مہا بھاشیہ کا مول چھٹے ادھیائے کی آدی تک ہے اس ٹیکسٹ کے دو بھاگ ہیں پہلا تقریباً ۱۲۰ برس کا پرانا ہے اور دوسرا ۸۰ برس یا ۱۰۰ برس تک کا ہوگا۔ پہلا بھاگ ۲ ورق سے ۱۲۰ ورق تک کا ہے اور مول پہلی جلد کے ایڈیشن کے ۱۳ سے لیکر ۱۹۶ صفحہ تک کا ہے دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۲۹۴ ورق تک کا اور مول پہلی جلد کا ۱۹۶ صفحہ سطر ۲۰ تک کا۔ یہ ٹیکسٹ سارے کا سارا ہی بڑی بے پروائی سے لکھا ہوا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکثر اس میں حذف ہو جاتے ہیں۔ دوسرے حصہ میں صفحات ذیل خالی ہیں ۲۲۶۔ الف ۱۸ سے لیکر ۲۲۱۔ الف تک ایڈیشن۔ پہلا صفحہ ۲۴۶-۱ سے لیکر ۴۴۶ سطر ۲۶ تک ۲۴۶ الف ۴۲ سے لیکر ۲۴۷۔ الف تک ایڈیشن۔ دوسرا صفحہ ۱۶-۱۲ سے لیکر صفحہ ۱۱-۱۰ تک علیٰ ہذا القیاس میں یقین کرتا ہوں کہ یہ دونوں کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کی گئی ہیں اور وہ اصل کاپی پوری محفوظ حالت میں ہے جبکہ کاپی بنزرک کی نقل ہوئی تھی بہت کچھ خراب اور معیوب ہو گئی۔ یہ کشمیر کی کاپی ہے۔ اس کاپی ک میں بعض اوقات صفحوں کے صفحے چھوڑ دئے ہیں۔ دل میں یاد رکھ کر کہ کاپی ک اکثر غلط ہے۔ پاٹھ کا اختلاف یا بالکل نہ ہونا کئی حالتوں میں حادثاً سمجھا جا سکتا ہے اور ہماری آشا ہے کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے"

(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک)

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "میں اپنی کتاب کے ۷۷ صفحہ کی ۱۰ سطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھاپتا ہوں۔ اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے بعد دو کاپیوں میں درج ہے نہیں چھاپتا میری دلیل محض پشپ متر سبھا کے چھاپنے کی یہ ہے کہ اصلی معتبر کاپیاں جی۔ ڈی اور اے میں جن کا پاٹھ اور سب کاپیوں پر افضل ہے صرف یہی لفظ ہے (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۸ سطر ۱۰ سے آگے)

پس یہ تو بالکل باطل ہو گیا۔ کہ پتنجلی جی چندر گپت کے بعد ہوئے یا مہا بھاشیہ میں ان کا نام ہے۔ باقی جو آپ نے بیان دئے ہیں وہ کتھا سرت ساگر اور مدرا راکشس کی ہیں۔ جن میں سے کوئی بھی مستند نہیں ہے۔ جیسا کہ الف لیلہ و فسانہ عجائب اور الہ دین اور عجیب و غریب چراغ یا امیر حمزہ کی داستان۔ بھلا ان کتابوں کا تاریخ یا مذاہب یا صحیح واقعات سے کیا تعلق ہے کیونکہ یہ سب نقل قصوں کی کتابیں ہیں اور بہت ہی بیہودہ۔ یہ تو قصوں کی ہی کتابیں ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بعض مذہبی کتابیں بھی تاریخی واقعات کو غلط بتلاتی ہیں۔ جیسے یوگ وسشٹ بھی ہیں

کے بعد سیوکش بادشاہ ہوا۔ اس واسطے ہر طرح سے ثابت ہے کہ چندرگپت کی تخت نشینی ۳۲۶ یا ۳۲۲ برس قبل مسیح کے ہوئی۔ پس یہ گرنتھ (۳۲۵ + ۱۸۹۰ = ۲۲۱۵) سال ہوئے کہ تصنیف ہوا ؎

یورپ کے عیسائی یا پادری مورخوں کی تردید میں (جو کسی چیز کے وقت مقرر کرتے ہیں غلطی کرتے ہیں) ایک فاضل نے کیا ہی اچھا لکھا ہے "مورخان اہل یورپ کا عام دستور ہے کہ بوجہ اس خیال کے کہ اُن کے خیال میں خلقت انسان بعد طوفان جس کو ۴ ہزار برس قرار دیئے ہیں لمحقق کا نتیجہ ہو رہی ہے پیرانے نسب ناموں کے تحریر کرتے وقت ایک اوسط ۲۵ یا ۳۰ برس کا نکال کر ایک لمبی فرضی مدت قائم کر لیتے ہیں۔ جو مدت مفروضہ طوفان نوح سے ٹھیک وزن کرنے پاوے (دیکھو صفحہ ۵ تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۱۸۸۲ء)

تاریخ دنیا

جلد دوم

سوامی شنکر آچاریہ۔

اس کا زمانہ بھی کسی مورخ کے نزدیک جھگڑے سے خالی نہیں۔ نہ انگریزی تاریخ دان آپس میں اتفاق کرتے ہیں اور نہ ہی سنسکرت کے پنڈت۔ ہم حیران ہیں کہ ایک ایسے مشہور انقلاب کرنے والے واقعہ کی نسبت اتنا مغالطہ کیوں ہے۔ سال ۱۸۸۳ء کے تھیوسافسٹ میں لکھا ہے "نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہم کو ان مہاتما (شنکر آچاریہ) کی ٹھیک تاریخ نہیں ملی کہ یہ کس زمانہ میں گذرے۔ بعض تو ان کو دو سو برس قبل مسیح ہوا بتلاتے ہیں اور بعض ۸۰۰ء میں اور اکثر حال کے علماء ان کو مسیح کے بعد آٹھویں صدی یعنی ۷۸۸ء میں مانتے ہیں اس بارہ میں ولسن۔ کولبروک۔ رام موہن رائے۔ یاج نیتر شاستری اور ڈیرو جے رائین ترک۔ یہ تمام ان سب کی یہی رائے ہے کہ شنکر آچاریہ جی اسی آٹھویں صدی میں ہوئے ہیں۔ بعض ان سے کبھی بڑھ کر ۸۰۰ء یا ۸۲۲ء سے آگے نہیں بڑھتے۔ مسٹر آر سی دت نے بھی عموماً انہیں کی تقلید پر ۸۰۰ء قایم کیا ہے +

آنریبل ڈاکٹر ہنٹر صاحب لکھتے ہیں" اس زمانہ میں جو ہادی پیدا ہوئے ان میں اول نکیرل ملک مالابار کا ایک برہمن تھا اس کا زیادہ مشہور چیلا[1] شنکر آچاریہ تھا جس کے زمانہ سے معتبر تاریخ شروع ہوتی ہے۔ شنکر مالابار میں پیدا ہوا اور کل ہند میں وعظ کرتا پھرا۔ کشمیر تک گیا اور کوہ ہمالیہ پر ایک مقام کدارناتھ میں بتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

ویدانتیوں کے فلسفہ کو عمل کی صورت میں لا کر قومی دین میں داخل کرنا اُسی کا کام تھا اور یکبارگی سے بعید نہیں کہ اُس کے زمانہ کے بعد حال تک یا نو صدیاں گذری ہیں ان میں جو فرقہ ہندوؤں میں پیدا ہوا اُس کا بانی ایک شخص تھا اسکے عقیدے پر بڑی سختی شنکر ہمہ اوست کی تعلیم دیتا تھا اور وہ بڑی ذات کے برہمنوں نے ذلیل عوام الناس سے مول لیا ایک قومی دین اور یہی فرقہ اسکی عمر کی محنت کا نتیجہ ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۵۳)

اصل حال یہ ہے کہ سوامی شنکر آچاریہ درشودیشی ملیبار میں پیدا ہو کر گوبند گوڑپاد آچارج کے شیش (شاگرد) ہوئے۔ ان کا سیاحت پیشتر بدھ مذہب والوں سے ہوا۔ اور تمام عمر اس مت کے کھنڈن میں مصروف رہے۔ اُن کے اُپدیش سے بدھ مت کا آخر ہوا۔ وہ بدھ مذہب کا زوال۔ تمام ہندوستان میں وہ اپنے مت کا اُپدیش کرتے رہے جنوبی ہند کے علاوہ ملیبار سے کشمیر و نیپال تک دھرم اُپدیش کے واسطے دورہ کیا۔ بودھوں سے اُن کے پرچار سے بہت کھلبلی مچ گیا اور جوق در جوق لوگ ان کے مت میں آنے شروع ہو گئے۔ بالآخر بہت سے راجاؤں کو ویدک مت کا حامی بنا کر آریہ ورت کے چہار گوشہ میں چار مٹھ قایم کئے۔ شمال میں جوشی مٹھ۔ جنوب میں شرنگیری مٹھ۔ مشرق میں بھوگوردھن مٹھ۔ مغرب میں شاردا مٹھ۔ اور آخری عمر کے بتیس سال کی اوستھا میں مقام کدارناتھ (د) بودھوں نے جن میں ابھی وگپت اور ابھی نولیش سے (جو اسی عرصہ سے کچھ مدت پہلے مرید ہو گئے تھے) کسی قسم کا زہر دیدیا جس سے ان کی بھوک بند ہو گئی اور چھ ماہ بیمار رہ کر وہاں اس قالب عنصری کا تیاگ کر دیا جس طرح بدھ کو سکندر۔ نپولین۔ اپالونس اور عیسے کے مورخوں نے اُن کو خدا قرار دیا ہے۔ ان کی جائے پیدائش کی بابت بھی کچھ تنازعہ ہے۔

آنند گری جی امبر پور اور مادھو اچاریہ جی کیرلے اور بھٹ نیتر شاستری جی کالپی میں بتلاتے ہیں اور بعض لوگ ملیالم نام ضلع کیرال ظاہر کرتے ہیں مگر اصل وہی ہے جو مادھو جی لکھتے ہیں۔ کہ شنکر آچاریہ کیرلا کے باشندے تھے۔ کیونکہ باقی محقق بالکل سہو ہیں۔ صرف ذہنی خیال دوڑاتے ہیں۔ اب ہم مندرجہ ذیل وجوہات پر شنکر سوامی کے زمانہ کی بابت تحقیقات کر کے ایک تاریخی مدت قدیم کرتے ہیں +

درجہ اول۔ بدھ مذہب مسیح سے ۵۵۰ سال پہلے شروع ہوا اور مسیح سے ۲۰۰ سال پہلے مر گیا جاہ ان کے زوال کے ساتھ اُس کا زوال ہونے لگا جیسا کہ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں " بدھ مذہب ہند میں یوں تو بارھویں صدی تک یعنی سترہ سو برس سے زیادہ رہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسیح سے دو سو برس پیشتر اس میں زوال شروع ہو گیا اور موریا خاندان پر زوال آتے ہی سارے ہند کے اندر برہمنوں کے مذہب میں دوبارہ جان پڑنے لگی۔ قنوج کے بڑے مشہور شہر نے تو برہمنوں کی عقیدت سے قدم باہر دھرا ہی نہ تھا مگر اب اور دیار و امصار بھی ایک ایک کر کے اپنے پہلے دھرم کی طرف جس کی شکل اب کسی قدر بدل گئی تھی۔ پھر رجوع کرنے لگے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۷)

پس یہی یا اس کے قریب شنکر آچاریہ جی کا زمانہ ہے کیونکہ سارے ہند میں یہ بات زبان زد خلائق ہے کہ بودھوں کے مذہب کو زوال پہنچانے والے سب سے پہلے شنکر سوامی ہوئے۔

وجہ دوم۔ سوامی شنکر آچاریہ کی مصنفہ تیس پستکوں (دس اُپنشد بھاشیہ۔ شاریرک بھاشیہ اور گیتا بھاشیہ) میں مسلمانوں اور ان کے مت کا نام و نشان مذکور نہیں ہے۔ حالانکہ سنہ ۷۱۲ء مطابق سنہ ۷۶۹ بکرمی اور سنہ ۹۳ ہجری سے ہی مسلمانوں کے حملے ہندوستان پر ہونے لگ گئے تھے اور راجہ داہر کا تختہ الٹ دیا گیا تھا۔ پس کوئی شک نہیں کہ شنکر آچاریہ مسلمانوں کے حملہ سے بہت پہلے گذرے ہیں۔ کیونکہ ان کے وقتوں میں سراپا ناممکن تھا کہ کوئی برہمن ریفارمر اتنی آزادی سے ویدک دھرم کا پرچار کرے +

وجہ سوم۔ آٹھویں یا نویں گیارھویں یا چودھویں صدیوں میں مندرجہ ذیل تاریخی اشخاص گذرے ہیں ا۔ محمود غزنوی۔ ابوریحان۔ کیاسکر آچاریہ۔ ترلوچن پال۔ راجا ہرش۔ سابن۔ پرتھی راج کوی چندر بردائی۔ جے دیو۔ روپ دیو۔ راماننج۔ شمر۔ کلہن پنڈت وغیرہ مگر ان میں سے کسی نے شنکر سوامی کو اپنا ہم عہد نہیں لکھا۔ اور نہ ہی خود شنکر سوامی نے ان میں سے کسی کو بھی اپنا ہم عصر تسلیم کیا ہے۔ پس وہ ان صدیوں میں ہرگز نہیں ہوئے۔ بلکہ اُن سے بہت پہلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان میں سے کل ہندو مورخ اُن کو قدیم مت و ناستک اور اپنے

---

[1] ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ شنکر آچاریہ نکیرل کا چیلا تھا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ شنکر آچاریہ گوند گوڑپاد آچاریہ کا چیلا تھا۔ جیسا کہ وہ خود اپنے گرنتھوں میں سنا بتلاتے ہیں۔ کہ ہمارے گرو گوند گوڑپاد آچارج کی تد [illegible] اور ان کا اعتقاد بھی شنکر کے مخالف تھا۔ لیکن گوند گوڑپاد بالکل ان کے مطابق تھا جیسا کہ ان کی شاگردی ہونے کا ثبوت ہے

زمانہ سے بہت پہلے ہوئے بتلاتے ہیں +

وجہ چہارم - پارسیوں کی مذہبی کتاب میں سکندر یونانی کے حالات میں (جو ان کا پیغمبر گذرا ہے) لکھا ہے کہ جب وہ ہندوستان میں آیا تو اس وقت تنگ آچارج نامی ایک سادھو آریہ مت کا پریتکسو یہاں اپنی مذہبی وعظ میں سرگرم تھا اور سکندر کا زمانہ [illegible] ہے

وجہ پنجم - ایسورتی میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دیبی مباحثہ ہوا - جس کی اثنا میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا - جس کی تاریخ سمت ۲۶۶۳ کلی یگی تھی - یعنی یہ مسیح سے ۴۴۳ برس پہلے تحریر ہوا جس کا زمانہ سکندر کے یورش ہند کے زمانہ سے کچھ پیشتر ہوتا ہے (امریکن مشن کی نور افشاں اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ ۵ مئی ۱۸۸۴ء)

۱۸۹۴+۴۴۳ = ۲۳۳۷ سال - ۴۹۹۴ - ۲۶۶۳ = ۲۳۳۱ -

وجہ ششم - شنکر آچاریہ کے زمانہ کو ان کے ایک شاگرد رشید نے اس طرح پر شلوکوں میں لکھا ہے

ऋषि वीरास्तथा भूमिर्मर्स्याँ द्वौ वाममेलानत्।
एकत्वेनलभेदंकस्ताम्राक्षस्तत्रवत्सरः॥ १॥
विश्वजिन्नृपितायस्यविश्याताश्चन्विदं वरे।
तस्यभायौविकादेवीशंकरेलोकशकर॥ २॥
प्रसूतवासुर्वैलोकस्यतारणायजगद्गुरुं॥

ترجمہ ۲۱۵۷ سمت یودھشٹری میں وشو جیت راجا اور امبکا دیوی ماتا کے گھر دنیا کے کلیان دینے والے شنکر سوامی پیدا ہوئے جو کہ بعد ازاں جگت گورو کہلائے -

چونکہ اس وقت یودھشٹری سمت ۴۳۳۱ ہے اس سے ۲۱۵۷ منفی کرنے سے ۲۱۴۷ باقی رہتے ہیں پس شنکر آچاریہ سمت ۲۱۵۷ میں پیدا ہوئے اور ۳۲ برس زندہ رہ کر سمت ۲۱۸۹ میں فوت ہوئے اسی کے مطابق زمانہ حال کے مشہور محقق سوامی دیانند جی سرسوتی فرماتے ہیں "بائیس سو برس ہوئے کہ ایک شنکر آچاریہ دراوڑ دیش میں برہمن برہمچریہ سے ویاکرن آدی ست شاستروں کو پڑھ کر سوچنے لگے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۸)

پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں - "شنکر آچاریہ کے تین سو برس کے پیچھے اجین نگری میں وکرم آدیتیہ راجا کچھ پرتاپی ہوا جس نے سب راجاؤں کے درمیان پرتشٹھا ہوئی - لڑائی کو مٹا کر شانتی ستھاپن کی - - مہاراجہ وکرم آدتیہ سے لیکر شیوؤں کا بل بڑھتا آیا لوگوں نے شنکر آچاریہ کو شیو کا اوتار ٹھیرا لیا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۸)

یاد رکھنے کے لائق نکتہ - شنکر آچاریہ کے چار مٹھ قائم کرنے کے بعد جو ان گدیوں پر بیٹھا وہ بھی شنکر آچاریہ کہلایا - اور یہی سبب ہے کہ اُسی سلسلہ سے اب بھی شنکر آچاریہ موجود ہیں - جس طرح بابا نانک کے گدی نشین آج تک اپنے بھجنوں میں نانک جی کا نام ڈالتے رہے ایسا ہی مگر محقق مزاج جانتے ہیں کہ کوئی ایسا نانک جی کا ہے - اور ان کے بعد جانشین نکلا - اسی طرح آدی شنکر آچاریہ کے بعد جو گدی نشین ہوا وہ شنکر آچاریہ کہلایا - ان سجادہ نشینوں میں سے مختلف زمانہ میں مختلف شنکر آچاریہ بودھ مذہب کے خلاف کام کرتے رہے - اور آخری وہ ہوا جس نے مسلمانوں کے آنے سے ایک سو برس پہلے بدھ مذہب والوں کو بالکل ہندوستان سے خارج کر دیا - ہم ناظرین کے یاد رکھنے کے واسطے عرض کرتے ہیں کہ پہلا شنکر آچاریہ مسیح سے تقریباً بائیس سو برس پہلے ہوا - یعنے بکرم سے ۲۱۴۳ برس پہلے -

دوسرا شنکر آچاریہ مسیح سے ۷۵ سال پہلے ہوا - جس کا چیلا بھرتری ہری تھا یعنی برادر بکرم آدیتیہ مصنف تین شتک (ویراگ - شرنگار - اور نیتی) اور یہ بکرم آدیتیہ کے سمت ۲۴ تک زندہ رہا -

تیسرا شنکر آچاریہ سمت ۵۵۷ بکرم میں ہوا یعنی ۵۰۰ عیسوی میں

چوتھا شنکر آچاریہ سمت ۵۷۵ بکرم میں ہوا یہ مطابق ۵۱۸ء کے جو سمت ۸۹۰ بکرمی مطابق ۸۳۳ء میں فوت ہوا -

غلطی کی اصلاح - تاریخ دنیا حصہ اول میں یودھشٹری سمت کی تحقیقات کے متعلق ہم سے ایک غلطی ہوئی - یعنی ہم نے کلی یگ کے سمت کو ہی یودھشٹر کا زمانہ تسلیم کر لیا مگر ایسا نہیں ہے - پنڈت کلہن مصنف راج ترنگی وغیرہ سنسکرت کے لائق مورخوں نے لکھا ہے کہ کلی یگ ۶۶۳ برس گذر چکے تھے - تب یودھشٹر جی گدی نشین ہوئے اور اس وقت سپت رشی مگھا نکھشتر میں تھے - پس ۴۹۹۴ - ۶۶۳ = سمت ۴۳۳۱ اس وقت یودھشٹری سمت ہے - اور یودھشٹر کے ۲۱۵۷ - اور کلی یگ کے ۲۸۲۰ میں شنکر آچاریہ ہوئے -

وجہ ہفتم - مشہور فاضل سمتھ صاحب اپنی کامل تحقیقات کے بعد فرماتے ہیں کہ شنکر آچاریہ سوامی - گوتم بدھ کی موت کے ساٹھ برس بعد انڈیا (آریہ ورت) میں پیدا ہوئے

(اے - سی - دت صاحب کی ایسو مٹرک ہند جلد دوم صفحہ ۱۴۹)

بدھ مذہب مسیح سے ۵۰۰ سال پہلے ۲۴۱۵ = ۱۸۹۵+۵۲۰ = ۶۰ = ۵۸۰ = ۷۸

مہاراجہ وکرم آدیتہ کے سمت کی تحقیقات

مہاراجہ بکرم یا وکرم یا وکرم آدیتہ یا بکرماجیت ایک مشہور و معروف شہنشاہ آریہ ورت میں ہوا جس کی دارالسلطنت اُجین نگری اور چھ سو چھیاسٹھ راجہ اور رئیس جس کے ماتحت تھے وہ درحقیقت سارے ہندوستان کا مہاراجہ اور اعلیٰ درجہ کا کریم النفس اور عادل تھا اور اسی واسطے بہت مشہور تھا - اُس نے ایک وقت سب قرضداروں کے قرض ادا کر کے اپنا سمت جاری کیا - جو اس وقت ۱۹۵۲ ہے - وہ باوجود اتنا بڑا شہنشاہ ہونے کے چٹائی پر سوتا اور مزدوری سے اپنے واسطے خود جل بھرتا تھا - شاہی خزانے سے اپنے عیش و عشرت کے لئے ایک کوڑی بھی نہ لیتا اور شب و روز رعایا پروری اور مظلوموں کی دادرسی میں مصروف رہتا تھا +

آج کل کے بعض مورخ اپنی الٹی تحقیقات سے اس کی ہستی اور سمت دونوں سے انکاری ہیں - اور کہتے ہیں کہ چھ سو برس گذرنے کے بعد کسی نے یونہی یہ سمت جاری کر دیا - اور ایک کی بجائے ۶۰۰ لکھنا شروع کر دیا -

بعض کہتے ہیں کہ بھوج ہی راجہ بکرم تھا جو سمت ۱۰۴۰ میں ہوا - اور اس کا جھوٹ موٹ سمت کو ۱۰۴۰ سال پہلے لکھنا آرمبھ کر دیا

بعض کہتے ہیں کہ کالیداس کی نظم کی طرز تحریر کا زمانہ تھا سنہ ۵۰۰ء سے پہلے کا نہیں ہے - ان لوگوں کے تبادلہ کے موجب بکرماجیت نے جس کے زیر سایہ کالیداس اور شنکر جیسے علامہ لوگ موجود تھے چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا - مسٹر رمیش چندر دت بھی ان لوگوں کے پیرو ہیں - کیونکہ وہ بھی کہتے ہیں کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ میں رائج ہوا

مگر مسٹری دیوکرت وکرم چرت میں لکھا ہے - کہ وکرم آدیتیہ تیرتھنکر وردھمان کے مرنے سے ۴۷۰ برس پیچھے اجین میں راج کرتے تھے - اور انہوں نے ہی سمت ستھاپن کیا -

پروفیسر گرفتھ صاحب کہتے ہیں "مسیح سے ستاون سال پیشتر بکرم کے سمت کا آغاز ہوا"

(دیکھو دیباچہ رامائن)

مورخ التصریح صاحب فرماتے ہیں - بکرماجیت کا سمت جس کا آغاز سنہ عیسوی کے ستاون سال پیشتر سے ہے ہندوستان میں اب تک بھی بہت دور دور تک مروج ہے - (تاریخ ہند صفحہ ۱۴۲) مورخ مارش میں لکھتے ہیں کہ راجہ بکرم والئی اُجین کا سمت سنہ مسیح سے ۵۷ سال پہلے آغاز ہوا (مارشمین ہسٹری صفحہ ۲۰)

آنریبل ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں - "بکرماجیت اُجین کا راجہ جو ملک مالوہ میں واقع ہے - بہت مشہور و معروف ہے - اور اس کی فتوحات کی یادگار میں ہندی تاریخ شمار کرنے کا

طریقہ قایم ہوا جس کو سمت کہتے ہیں اور سنہ عیسوی سے ستاون سال قبل شروع ہوتا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲) اب ہم اپنی تازہ تحقیقات بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ کہنا سراپا باطل ہے کہ بکرماجیت کا سمت چار یا پانچ سو برس مقررہ تاریخ سے بعد جاری ہوا۔

ثبوت اول۔ کالیداس مشہور جوتشی اپنے گرنتھ جیوتر ودابھرن میں لکھتا ہے۔ ادھیاء ۲۲ شلوک ۲۱ مطبوعہ بنارس

वर्षेसिन्धुरदर्शनाम्बरगुणौ यातेकलौ संमित।मासे
माधवसंमितेऽत्र विहितो ग्रन्थक्रियोपक्रमः ॥

یعنی کلی یگ کی سمت ۳۰۶۸ میں بعہد راجہ بکرماجیت میں نے یہ گرنتھ تصنیف کیا اور اسی کتاب کے دیگر مقام سے ظاہر ہے کہ اُس وقت بکرم کا سمت ۲۴ تھا اور ۴۹۹۵ سے ۳۰۶۸ منفی کرنے پر ۱۹۲۷ رہ جاتے ہیں اور آج تک اتنے سال اس کی تصنیف کو ہوتے ہیں

پنڈت تارا ناتھ ترک واچسپتی نے بھی لکھا ہے کہ کل یگی سمت ۳۰۴۴ میں بکرم کا سمت شروع ہوا اور اس کتاب کی تصنیف کو آج تک ۱۹۲۷ سال ہوتے ہیں +

ثبوت دوم۔ متصل جوناگڑھ ملک کاٹھیاوار میں ایک پرانے تالاب کی کھدائی میں ایک کتبہ ملا ہے۔ جس کو راجہ رُدرداما نے سودرشن نام تالاب کی تقریب پر لگایا تھا اُس میں سمت ۷۲ بکرمی کھدا ہوا ہے یہ کتبہ چھاؤنی راجکوٹ کے میوزیم (عجائب گھر) میں موجود ہے)

ثبوت سوم۔ اسی بکرم نے روم کے قدیم بادشاہ اغوسطس کو ایک دوستانہ مراسلہ لکھا تھا۔ بدیں مضمون کہ "اگرچہ میں چھ سو صوبوں کا شہنشاہ ہوں پر یہ تمنا ہے۔ کہ آپ سے ملاقات حاصل کروں۔ آپ کوئی جگہ مقرر کیجئے۔ تو میں ملاقات سے مستفیض ہوں اور جو کام جس میں میری سعی مفید ہو ارشاد فرماویں۔ تاکہ بجا لاؤں۔ لفافہ پر اپنا نام پروس شہنشاہ ہندوستان لکھا ہوا ہے"۔

دی اینول مورخ لکھتا ہے کہ یہ چٹھی یونانی حروف میں لکھی ہوئی تھی ان کو اُس دمشقی نے اُس چٹھی کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ اُس میں مہاراجہ موصوف کے تخت گاہ کا نام اُدرینا لکھا ہوا ہے جو اجین کا معرب ہے اور بالضرور بکرم کے ماتحت ۶ سو راجے تھے اور لفظ پروش اُس کی قوم پنوار یا پرمارا یا پورا یا پوراس کا یونانی بنایا ہوا ہے اور سال کی مطابقت بھی ہے کیونکہ اغوسطس اگسٹس سنہ ۲۳ء میں حکمران تھا (از سیر المتقدمین و جہل جواب تاریخی صفحہ ۹۳)

اور ایسا ہی کالیداس کے جیوتر ودابھرن میں لکھا ہے (دیکھو ادھیاء ۲۲ شلوک ۱۸)

योमूमदेशाधिपतिंशकेश्वरंजित्वा गृहीत्वोज्जयि
नीसमायां। सर्वप्रजामंगलसौख्यसंपद्भूवसवत्र
चवेदकर्म ॥

یعنی جو روم دیس کے شکون کے راجہ کو جیت کر سندر اجین پوری کا مالک تھا سب پرجا کو منگل اور سکھ اور خوشحالی تھی۔ اور سب جگہ ویدک کرم ہوتا تھا۔ اور بکرم آدیتہ کا دوسرا نام شکاری بھی مشہور ہے۔ یعنی شکون کا دشمن

ثبوت چہارم۔ ایک اور پتھر گوندا نام گاؤں متصل کھمالیا راج جام نگر ملک کاٹھیاوار سے نکلا ہے۔ جس کو راجہ رودر سنگھ نے ایک تالاب کے بنانے کی تقریب پر لگایا تھا۔ اُس میں سمت ۱۰۲ بکرمی کھدا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ اسی طرح ایک اور پتھر جس رن گاؤں علاقہ راج کوٹ میں سے نکلا ہے یہ کاٹھیاوار کا گاؤں ہے ستان سے دو کوس دور ایک دھرا ہے اس پر ایک بڑی شلا پڑی ہے جو ایک تالاب یا چاہ کی تقریب پر کھدائی گئی تھی۔ اُس میں لکھا ہے کہ بعہد راجا رُدر سین سمت ۱۲۶ بکرم میں کھدوایا تھا۔

ثبوت ششم۔ خاص دوارکا میں لائبریری کے پاس ایک پتھر کی سلا ہے جس پر سمت ۲۲ بکرمی اور نام راجہ رودر سین کا کندہ ہے۔ یہ بھی کسی ایسی ہی تقریب پر کھدائی گئی ہے۔

ثبوت ہفتم۔ راجہ بکرم سے ۱۳۵ برس بعد شالباہن ہوا جس نے اپنا سکہ چلایا۔

ثبوت ہشتم۔ موضع باکوڑی ریاست جام نگر کے پاس سے ایک اور پتھر کی شلا کھدی ہوئی نکلی ہے۔ جس پر سمت ۲۶۱ بکرمی کندہ ہے۔ یہ کتبہ بھی کسی دھرمارتھ کام کے واسطے لگایا گیا تھا۔ یہ تمام کتبے۔ اور ان کے اصلی چھاپ مقام راجکوٹ چھاؤنی ملک کاٹھیاوار گجرات کی سرکاری لائبریری میں موجود ہیں۔ جس کا جی چاہے تحقیقات کرلے۔

ثبوت نہم۔ ایک اور کتبہ جسے سر ولیم جونس اپنے ورکس جلد ۲ مطبوعہ لندن [illegible] صفحہ ۲۵۰ میں نقل کرتے ہیں۔ اور جو دہلی کی لاٹھ پر لکھا ہوا موجود ہے۔ اُسے ہم یہاں بعینہ نقل کرتے ہیں۔

आविंध्यादहिमाद्रि र्विष्वविन विजय आ यावत्त
यथार्थ पुनरपिकृतवा स्पृतिं संप्रतिं वाहमान
तिलकः शाकं भरिभिकरदं व्यधायि हिमवद्वि
आसंवत श्रीविक्रमादित्या २२ वैशाखसुदि न्न-
मायमहामंत्रीराजपुत्र श्रीसलंक ।

یہ بسالکہ شدھی سمت ۱۲۲۰ بکرمی کا ہے۔ محقق کہتے ہیں کہ یہ کتبہ راجہ دستال دیو اور راجہ اجمیر شاہ کمبری کے راجہ کا ہے جو سالک نسل یکس شخص کو لکھا گیا۔

ترجمہ۔ وندھیا اور ہمادری تک۔ وہ مشہوری میں کم نہیں تھا۔ آریہ ورت کو ویسا ہی اس نے بنایا۔ جیسا کہ اُس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے مرنے کے بعد ہری۔ ایک ملک شاہ کمبری کا راجہ ہے۔ ہم سے ہمالیہ اور وندھیا کا علاقہ راجگذار مانا گیا ہے۔ اور شری وکرم آدتیہ سمت میں وساکھ کی شکل پکش میں مہامنتری راج پتر شری سلک

ثبوت دہم۔ شاہجہانپور سے ۲۵ میل پر قصبہ ماتس کھیڑا میں ایک کسان کو اُس کے کھیت میں ایک تانبے کی تختی ملی ہے جس پر سنسکرت حروف میں ایک مہر لگی ہوئی ہے۔ جو مہاراجہ ہرشو دیکھ (جس کی راجدھانی تھانیسر تھی) کی عطا کردہ ہے جس نے سمت ۶۶۱ بکرمی سے ۶۹۷ بکرمی تک راج کیا۔ اس تختی پر سند عطائے جاگیر رام نگر جو قریب آنولہ علاقہ روہیلکھنڈ میں واقع ہے سام دو عالم برہمنوں کے اپنے مرنے سے دو سو برس پہلے یعنی سمت ۶۹۵ بکرمی میں لکھی ہوئی ہے

پنڈت جوالا سہائے صاحب ایم۔ اے۔ لدھیانہ علاقہ پنجاب نے جو مضمون سنہ ۱۸۹۱ء کے نویں کانگرس میں بمقام لنڈن ارسال کیا تھا۔ بعنوان سمت۔ اُس میں بھی انہوں نے اُس کو نہایت عمدگی سے پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ اور مخالفوں کے دعاوی کی بڑی عمدگی سے تردید کی ہے۔ بنا بر آں ہم وہ مضمون بجنسہٖ ترجمہ کرتے ہیں

اول کانگرس مذکور کے سیکرٹری اُس مضمون پر اپنی طرف سے ایک ریمارک دیتے ہیں۔ "دو کاغذ جو مشرقی زباندانوں کی قوموں کی نویں کانگرس میں جو بمقام لنڈن سنہ ۱۸۹۱ء میں ہوئی پڑھے گئے

(۱) اصل سمت مرتبہ پنڈت جوالا سہائے ساکن لدھیانہ۔ (۲) بھارت ناٹک شاستر یعنی انڈین ڈراماٹکس مصنفہ پنڈت ایچ ایچ دھرو ساکن بڑودا۔

یہ دو کاغذ جو ہندوستان کے مشہور فاضلوں کی قلم سے نکلے ہیں۔ ہندوستان کے تاریخی معاملات کے بارہ میں ایک اور زمانہ بتلاتے ہیں۔ ان ہر دو علیحدہ دلیلی کے کلام کا تازہ ثبوت دیتے ہیں۔ کہ جو تاریخیں ہندوستان کی علمی تاریخ کی نسبت یورپ کے دستور کے مطابق قائم کی گئی ہیں سو دوبارہ غور کرنے کے قابل ہیں۔

بکرماجیت کی تاریخ کی بابت مشہور عام روایت یہ ہے کہ بکرماجیت اور اُس کے ورتن جن میں سے کالیداس مصنف شکنتلا نہایت مشہور ہوا ہے۔ سنہ عیسوی سے پہلے اول صدی میں ہوئے ہیں اور اس سمت کا پہلا سال جولیئس قیصر کے ملک برطانیہ پر حملہ آور ہونے سے قریباً مطابقت رکھتا ہے۔

کچھ سال گذرے کہ یورپ کے مشرقی زبان دانوں کی ایک جماعت نے عام روایت کو علیحدہ رکھ کر عقلی نتائج اور گمان کے ذریعہ سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ بکرماجیت درحقیقت چھ صدی بعد میں ہوا ہے اور اس نتیجے پر پہنچنے کی دلیل جو دی گئی ہے وہ کبھی زیادہ یقین دلانے والی نہیں ہوئی اور اس خوفناک اصول پر مبنی ہے کہ کسی کتاب کی تاریخ اُس کے مضامین سے کہ آیا اُس میں نئے یا پرانے خیالات درج ہیں معلوم ہو سکتی ہے۔ پروفیسر میکس مولر نے اُپنشدوں کی تاریخ لکھنے کے وقت ظاہر کیا تھا۔ کہ یہ ایک بڑا احمقانہ اصول ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ جب تک ہم کو پہلی اور آخری جلد کی بابت کچھ زیادہ معلوم نہ ہو۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُن کے مصنف یا مولفوں کے کیا خیالات تھے۔ ناممکنات کے لئے کوشش کرنا ایک دلیری کا کام تو ہے۔ لیکن [illegible] اصلیوں کا کام نہیں ہے۔

وہ دلیل جو کہ بکرم کے مسیح سے ۶۰۰ برس بعد ہونے کی بابت دی گئی ہے۔ یہ ہے کہ چونکہ کالیداس بکرماجیت کا ہمعصر تھا اور اس کی طرز تحریر [illegible] ہے اس لئے کچھ حال کی ہے اور سنہ عیسوی کی ساتویں صدی چنداں پرانی نہیں اس لئے کالیداس اور معہ اُس کے بکرماجیت قریباً ساتویں صدی میں ہوئے ہیں +

اس دلیل کی غلطی ظاہر کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ گمان جس پر کہ مبنی ہے اب اُٹھتا جاتا ہے اور فضلا کی یہ رائے ہوتی جاتی ہے۔ جیسا کہ پہلے ڈاکٹر بوہلر اور ڈاکٹر پیٹرسن نے ظاہر کی تھی کہ ہندوستان کی عام روایت بکرماجیت کی سمت کی نسبت قریباً صحیح ہے

دوم یہ رائے ظاہر کی گئی ہے اور پروفیسر ویبر صاحب نے تائید کی ہے کہ سمت کے سال کا ٹھیک وہی حال ہے جو جولئس اور گریگری جنتری کے حساب کا۔ بکرماجیت کا اُس کے سمت کے پہلے سال میں ہونا ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ جولئس قیصر اور پوپ گریگری کا اُن کے جنتری کے پہلے سال میں ہونا +

لیکن یہ رائے درست نہیں ہے۔ کیونکہ سمت کے سال کی حالت جولئس اور گریگری کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کی حالت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ گریگری کا سنہ یا بکرماجیت کی جنتری کوئی نہیں کہتا۔ اس لئے یہ مقابلہ شروع سے ہی غلط ہے پس تمام دلیل جو اس پر مبنی ہے ضروری غلط ہے +

پروفیسر ویبر نے ظاہر کیا ہے کہ ہم کو معلوم نہیں ہے کہ سمت کے سال کے شروع ہونے کا کیا باعث ہے۔ اور اُس کی غرض ہندوستان کی روایتوں کو غیر معتبر ٹھیرانا ہے۔ لیکن ٹھیک وہی حال سنہ عیسوی کا ہے۔ کیونکہ پادریوں نے یسوع کی پیدائش سنہ عیسوی سے چار برس پہلے قرار دی ہے۔ لیکن اس بنا پر کوئی یہ نہیں کہتا کہ جولیس قیصر اگسٹس یا تابیریس کا ہمعصر تھا اور بکرماجیت کا یسوع سے پہلے اول صدی سے اٹھا کر چھٹی صدی میں تبادلہ ٹھیک ویسا ہی ہے +

اب ہم اصل مضمون پنڈت جوالا سہائے جی کا جو انہوں نے لنڈن کی کانگرس میں ارسال کیا تھا درج کرتے ہیں

سمت گذشتہ چند سالوں میں مشرقی عالموں نے بکرماجیت اعظم بادشاہ ذکر جس کی دیسی شاعروں نے تعلیم کو مدد دینے کی وجہ سے بڑی بھاری تعریف کی ہے اور جس کا دربار مشہور نورتنوں سے سجا رہتا تھا کی نسبت بہت کچھ تحریر کیا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اُس نے مسیح سے ۵۷ برس پیشتر راج کیا۔ دوسرے اس کو نہ مانتے ہوئے یہ دعوے کرتے ہیں۔ کہ کالیداس کے نظم کی تحریر کا زمانہ چھٹی صدی مسیح ہے۔ جبکہ سنسکرت زبان کے دوبارہ سرسبز ہونے کا زمانہ ہے۔ پہلے کا نہیں ہو سکتا +

ان لوگوں کے خیال کے بموجب بکرماجیت نے کہ جس کے زیر سایہ کالیداس اور شنکر جیسے شاعر تھے چھٹی صدی عیسوی میں عروج پایا۔ اس رائے کے قائم کرنے والی پارٹی کے سردار ڈاکٹر فرگوسن ہیں اُن کا دعوے ہے کہ بکرماجیت کا سمت ۵۴۴ء سے شروع ہوا۔ حالانکہ وہ اہل ہنود کے جیوتش کے بموجب سنہ مسیح سے ۵۷ برس پیشتر ہوا +

پروفیسر میکس مولر پہلی رائے کی تائید کرتا ہوا یوں رقمطراز ہے کہ اگر ایک پتھر یا سکہ بھی ہمیں ایسا دستیاب ہو جاوے کہ جس پر ۵۴۴ء سے پیشتر بکرماجیت کا سمت درج ہو تو یہ سب قیاس رد ہو جاوینگا

ڈاکٹر ویبر۔ ہولٹزمن کی رائے سے جو مندرجہ ذیل ہے متفق ہے "بکرماجیت کے عروج کو سمت کے پہلے سال سے منسوب کرنے میں ہم اس قدر غلطی کے مرتکب ہونگے جس قدر کہ پوپ گریگری تیرھویں کو گریگورین سمت یا جنتری کے پہلے سال سے یا جولیس سیزر کو جولین تاریخ کے پہلے سال سے جو کہ اُس کے نام سے مشہور ہے۔ یعنے مسیح سے ۴۶ برس پیشتر منسوب کرتے ہیں"

پروفیسر پیٹرسن کا قول ہے کہ یہ رائے اب قائم نہیں رہ سکتی ہے اور ایک پرچہ میں جو اُس نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی میں پڑھا تھا کہ جس قسم کی نظم کالیداس کی کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ سنہ عیسوی کی پہلی صدی میں بھی پرانا ہنر سمجھا جاتا تھا۔ نظم کا رواج کم سے کم ۸۰ تک جبکہ کنشک کے زمانہ میں اشوگھوش نامی برہمن نے بدھ مذہب اختیار کر کے بدھ کی زندگی لکھی۔ جاری تھا۔ پروفیسر پیٹرسن پتنجلی سب کے سب شاعر بھی تھے۔ اور اسی واسطے اس کا خیال ہے کہ ان کہاوتوں کو جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ بکرماجیت اور اس کا دربار مسیح سے ۵۷ برس پیشتر تھا اور اس وقت مشہور شاعر بھی تھے بے اعتباری کی نظر سے دیکھنا بالکل نامناسب ہے

ڈاکٹر بوہلر اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ سمت ۴۷۲ء تاریخ تھا اور ڈاکٹر کیل ہارن بھی اس سے متفق ہے۔ مجھ کو بھی ان آخری تین مورخوں کی رائے سے اتفاق کرنے میں ذرا بھی اعتراض نہیں اور مندرجہ ذیل چند نوٹ اس رائے کو اور زیادہ مضبوط کرنے کے لئے لکھتا ہوں

جیوتر ودابھرن کی ایک مشہور روایت سے کالیداس بکرماجیت کے دربار کا ایک مشہور شاعر پایا جاتا ہے اس کی نظم اور ڈراما سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنسکرت زبان کے ہر ایک علم سے بخوبی واقف تھا۔ اُس کی تصنیفات میں ویدک توحید۔ ہندو فلاسفی۔ پُرانک کہانیاں۔ علم ستاروں کا اس قدر درج ہے کہ اس کا ضرورت سے زیادہ علم جیوتش میں لکھنا اور علم جیوتش پر جیوتر ودابھرن کا لکھنا کچھ بھی تعجب انگیز نہیں ہے۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے۔

शंकवादिपंडितवराः कवयस्त्वनेके। ज्योतिर्वि
दाःसभावना श्चवराहपूर्वाः॥ श्रीविक्रमस्यबुधः
ससदि प्राज्ञवुद्धौ तैरप्यहंनयो सखाकिल का
लिदासः॥

مندرجہ بالا شلوکوں میں سے آخری شلوک سے بخوبی ظاہر ہے کہ کلیگ کے ۳۰۶۸ برس میں یہ کتاب لکھی گئی۔ کلیگ کی سمت کی رو سے اب ۴۹۹۳ برس ہیں۔ اس حساب سے کتاب کو لکھے ہوئے ۱۹۲۵ برس گذرے۔ علم جیوتش کے متعلق بہت سی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بکرماجیت کلیگ کی سمت ۳۰۴۴ میں تخت پر بیٹھا۔ اور کالیداس کے جیوتر ودابھرن تالیف کرنے سے ۲۴ برس پہلے راج شروع کیا۔

متذکرہ بالا واقعات سے علم حساب کے رو سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ بکرماجیت کا سمت اُس کے تخت نشینی ہی سے شروع ہوتا ہے +

علاوہ بریں تھوڑا عرصہ گزرا کہ مجھ کو دستی لکھی ہوئی ایک سنسکرت کی کتاب جسکا نام گورجر गुजरदेशभू ہے ملی ہے جس کے مضامین اس قسم کے شلوک نقل کرنے کے بہت مدد دیتے ہیں اس کتاب میں ایک سو شلوک ہیں اور سمت ۱۸۶۵ میں ایک جینی رتن چند نام نے اس کو تحریر کیا تھا +

سنسکرت زبان کا اس قدر کم خزانہ ہمارے تک پہنچا ہے کہ ایک چھوٹا سا تواریخی ریکارڈ کی تحقیقات کرنے والوں کے لئے ایک بڑی بھاری نعمت ہے۔

اس کتاب کا مصنف گجرات دیش کے بادشاہوں کا مہابیر جین مت کے گورو کی وفات سے لیکر ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال تک سب تفصیل وار حال بیان کرتا ہے۔

جو کچھ وہ ہندو راجاؤں کی بابت تحریر کرتا اس کا مختصر خاکہ میں یہاں درج کرتا ہوں جس رات کو مہابیر تیرتھنکر نے انتقال کیا۔ اُسی رات پالک تخت پر بیٹھا اور ساٹھ برس تک راج لیا۔ اس کے جانشین نو نند ہوئے جن کی حکومت ۱۵۰ برس تک رہی اس کے بعد چندر گپت کے موریہ خاندان کا دور شروع ہوا۔ جس کے قبضہ میں گجرات کا تخت ۱۰۸ برس۔ اس کے بعد پشپ متر۔ بال متر۔ نبھواہن کے نام پائے جاتے ہیں جن کا زمانہ سلطنت تقریباً ۱۳۰ برس کا ہوتا ہے۔

گردبھیل جس نے صرف ۱۳ برس تک راج کیا ستا جاری سرسوتی کی سازش سے راج کھو دیے والا ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ملک ۴ برس شکون (شاک لوگوں) کے قبضہ میں رہا جن کو بعد ازاں بکرماجیت والئے اُجین نے وہاں سے نکال کر خود مہابیر کی موت سے ۴۷۰ برس بعد تخت نشین ہوا۔ اُس کی آزادی اور سخاوت کی بہت ہی تعریف کی گئی ہے اُس نے ایک نیا سمت جاری کیا اور ۸۶ برس سلطنت کی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ مگر اس کے سمت کے ۱۳۵ برس بعد ایک اور راجہ شالباہن نامی نے زور پکڑا اور نیا سمت جاری کیا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ مصنف کی رائے بکرماجیت اور شالباہن کی بابت ہے اُس کو یہاں درج کر دوں

वीरमोतात्त्वमसत्या युते वर्षचंतु:शते। व्यतीते विक्रमा
दित्यड ज्जयिन्यामभूदितः॥ सत्वसित:॥ स्त्वसिध्य
ग्निवेताल प्रमुखानेकदेवता। विद्यासिद्धो मंत्रसिद्धः सौ
वर्णं पुरुषः॥ थैर्यादि गुणविख्यातः स्थाने स्थाने नरा
परे। परीक्षकत्त्वपाषाणानिघ्नस्सत्वकोञ्चनः॥
ससन्मावाइहश्रीयाम् दानायन्त्रणमखिलाम्॥
कृत्वामम्वत्सराणांसः आसीत् कर्तामहीतले॥
षडशीतिमितमराज्यम् वर्षाणाम् तस्यभूपते।
विक्रमादित्य पुत्रस्य नतो राज्यम् प्रवर्त्तिमम्॥
पंचत्रिंशद्युतेभूपा द्वत्सराणाम्शतेगते।
शालिवाहनभूपोभूद्वत्सरेशककारक:॥

شالباہن کے عہد حکومت کے ۵۰ برس بعد بال متر یا رسا تخت نشین ہوا اور ایکسٹھ برس تک راج کیا۔ سمت ۲۸۰ سے مصنف بادشاہ ہتری متر۔ بریہ متر۔ بھانو متر کا نام لکھتا ہے۔ جنہوں نے سمت [illegible] تک راج کیا۔ اس کے بعد آبھیر جاتی کا دور دورہ رہا اور اُن کے بعد پانچ اور جنہوں نے ۲۴۵ برس حکومت کی۔ چور خاندان میں سے بن راج پہلا شخص اٹھا ہے جو گجرات پر ساٹھ برس تک حکمران رہا ہے۔ جس اثناء میں اُس نے پٹن شہر آباد کیا۔ چور خاندان کے باقی راجہ مفصلہ ذیل ہوئے ہیں۔

یوگ راج ۳۵ سال۔ کھیم راج ۲۶ سال۔ بھوڈ راج ۲۹ سال۔ بیجے سنگھ راجہ ۲۵ سال رتن آدتیہ راجہ ۱۵ سال۔ سامنت سنگھ ۷ سال +

چور کے خاندان نے ۱۹۶ سال حکومت کی۔

اب اس کے بعد سمت ۹۹۸ میں آتے ہی جبکہ مولراج نے گجرات کا راج لیا اور ۵۵ برس تک حکمرانی کی وہ بلا شبہ چالک خاندان میں سے پہلا بادشاہ تھا اس کے بعد اسی خاندان کا عہد حکومت رہا۔ اس خاندان نے کل ۲۴۵ سال تک حکومت کی۔

اس خاندان میں بہت سا مشہور راجا کمار پال تھا جو سمت ۱۱۹۹ سے ۱۲۳۰ تک گدی پر رہا اس کے ہوشیار وزیر آبہڑ نے بھرگوپور میں جیناتی کا مندر بنایا سمت ۱۲۹۸ میں ویردھول تخت پر بیٹھا اور دس برس بعد مر گیا۔ اس کے بعد چار راجوں نے گجرات پر ۶۳ برس حکومت کی ان میں سب سے آخری کرن دیو تھا جس نے سمت ۱۳۶۰ تک راج کیا اس کا جانشین خضر خاں خلجی ہوا۔ اس وقت سے گجرات مسلمان بادشاہوں کے قبضہ میں آگیا اور پھر مصنف مغلیہ بادشاہ شاہ عالم کے زمانہ تک پہنچتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے کل واقعات تواریخ سے منتخب کر کے تحریر کئے ہیں۔ اگرچہ برہمنوں کی کتابوں میں بہت تھوڑا علم تواریخ باقی رہ گیا ہے تاہم چند سال کی کوششوں سے معلوم ہوا ہے کہ جین لائبریری میں بہت کچھ پرانی تاریخ موجود ہے۔ موجودہ تحقیقات کرنیوالوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ بدھ مذہب اور جین مذہب کے شروع ہونے کا زمانہ بھی ایک ہی ہے اور جین اور بدھ مذہب دونوں بذات خود علیحدہ علیحدہ ایک مشترکہ فقیرانہ طریق سے جاری رہے اور یہ فقیرانہ طریق مسیح سے چھ سو برس پہلے تھا +

گورجر دیش بھوپالی کے مطابق مہابیر ۲۴ واں تیرتھنکر جین مذہب کا مسیح سے ۵۲۷ برس پہلے ہوا تھا۔ مجھ کو جین دھرم کے ایک گورو نے بتلایا تھا کہ مہابیر کی موت بدھ مذہب کے بانی سے ۱۶ برس بعد وقوع میں آئی۔ اگر بدھ مذہب کی اس تاریخ کا جو اس وقت بھی بدھ مذہب والوں میں رائج ہے کچھ اعتبار کیا جاوے تو بدھ مذہب کے بانی کو مرے ۲۴۴۲ برس گزرے ہیں۔

پالک راجا جس کا اس کتاب میں ذکر ہے غالباً وہی راجہ ہے کہ جس کا ذکر شودرک کے تحقیقات نامی ڈراما میں ہے یہ مسیح سے ۴۶۷ برس پہلے مرا تھا نو نندوں نے مسیح سے ۳۲۲ برس پہلے حکومت کی۔ گجرات موریا خاندان کے قبضہ میں مسیح سے پیشتر ۲۱۲ سے ۱۵۴ تک رہا۔ اس کے بعد پشپ متر کا عہد حکومت شروع ہوا اور غالباً وہ یہی ہے کہ جس کا ذکر[1] پتنجلی رشی کے مہا بھاشیہ میں ہے اس کے کچھ عرصہ بعد بکرماجیت راجہ کے باپ کا پتہ ملتا ہے جس مہاراجہ کے قبضہ میں کہ ملک ۴ برس رہا۔ جبکہ بکرماجیت (جس کو بعض وقت شک آری۔ یعنی شکون کا دشمن بھی کہتے ہیں) اُس کو نکال کر مالوہ اور اُس کے گرد و نواح بمعہ گجرات ملک کے تخت پر بیٹھا۔ غالباً اس بڑی فتح کی یادگار میں ہوگا۔ کہ اس نے اپنی تخت نشینی کے دن سے نیا سمت جاری کیا۔ بکرماجیت کے تخت پر بیٹھنے کے سمت سے ۱۳۵ برس بعد شالباہن ایک زبردست حکمران ہوا۔ اپنا نیا شک جاری کیا۔ یہ نوٹ کرنے کے لائق واقعہ ہے کہ سمت اور شکا دونوں سنہ یا یعنی شکوں کے بکرماجیت اور شالباہن کے ہاتھوں سے شکست کھانے کے سلسلہ میں جاری کئے گئے۔

گورجر دیش بھوپالی کے مصنف نے اپنا مفصل اور ترتیب وار حال ہندو بادشاہوں کا جنہوں نے بکرماجیت سے پہلے اور بعد حکومت کی بیان کیا ہے کہ ناظرین ضرور اسکو قابل

---

[1] یہاں غلطی ہے۔ یہ پتنجلی کے بھاشیہ والا نہیں ہے کیونکہ مہا بھاشیہ بھارت سے پہلے کتاب ہے (مفصل دیکھو تاریخ دنیا جلد اول)

اعتبار خیال فرماتو پنگے۔ اگر ڈاکٹر فرگیوسن کی رائے کے مطابق مان لیا جاوے کہ بکرماجیت سنہ عیسوی کی چھٹی صدی میں ہوا ہے تو وہ بادشاہ کہاں سے آئینگے جنہوں نے مسیح سے ۵۷ برس پیشتر سے لیکر ۷۰ سال تک راج کیا اور شکوں پر ایک بڑی بھاری فتح حاصل کی۔ البتہ مورخ فرض کرلینگے کہ شاید ایک سے زیادہ بکرماجیت ہوئے ہوں اور زبردست حکمراں بھی ہوئے ہوں۔ مگر اس دستی لکھی ہوئی کتاب میں صرف ایک ہی بکرماجیت جس کا دوسرا نام شکاری تھا پایا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی اب پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ شالباہن کا شک سنہ ۷۸ عیسوی میں شروع ہوا۔ اور رانگاوجیا بیان کرتا ہے کہ بکرماجیت کے سمت سے ۱۳۵ برس بعد یہ شروع ہوا یہ واقع صرف اس دستی لکھی ہوئی کتاب سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا۔ بلکہ ان چند پرانی سطروں سے بھی جو کہ ہر ایک جیوتش کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور سنسکرت جنتریوں کے شروع میں عموماً درج ہوتی ہیں۔ ثابت ہوتا ہے میں اس جیوتش کی روایت سے سمت اور رتا کا کے متعلق جس کی جینیوں کے گرنتھ سے بھی تائید ہوتی ہے۔ درگذر کرنے کے لئے کوئی وجہ نہیں دیکھتا +

سماشیہ کے لئے کرسٹ کا آغاز بھی گریگوری اور جولین سمت کے مطابق ہوا ہے۔ کوئی ثبوت ہندوستان کی پرانی تاریخوں میں نہیں ملتا اور یہ صرف ایک زبانی دعوے ہے اس کے علاوہ اس کا مصنف آنا۔ بجیو جیا اور پانچ بادشاہوں کا جنہوں نے سمت ۵۵ سے ۸۰۲ تک حکومت کی ذکر کرتا ہے۔ اگر آنا کے عہد حکومت کو ۱۵ برس بھی فرض کر لیا جاوے تو بھوجا سنہ سمت ۳۴۲ میں تخت نشین ہوا ہوگا اور یہ تاریخ بھوج کے تخت نشین ہونے سے بین مطابق ہے جو ایک اور ہندو مورخ بیان کرتا ہے جس کا دعوے ہے کہ بھوج بکرماجیت سے ۲۴۵ برس بعد ہوا ہے یہ ہندو مورخ جس کا اوپر ذکر ہوا ہے ضرور اسی بھوج کا ذکر کرتا ہے کہ جس نے چھٹی صدی کے شروع میں راج کیا اور مسیح سے ۵۷ برس پیشتر سے لیکر اس وقت ۔ ۲۷۵ برس گنتا ہے +

آخر الامر ان مندرجہ بالا واقعات کی موجودگی میں جرات سے کہہ سکتا ہوں کہ بکرماجیت کے ثبوت کرنے کے واسطے کسی سکہ یا تحریر کی ضرورت نہیں مگر اتنا ذکر کر دیتا ہوں کہ ڈاکٹر وہیٹی صفحہ ۳۱ سے ۳۹ تک ایک ایسے کتبے کا ذکر کرتا ہے کہ جس میں کہ سمت بالمقابل ۵۷ء مسیح سے پیشتر درج ہے پھر ایک اور واقعہ لکھتا ہے کہ اجین بہت پرانا شہر ہے۔ شاستر میں اس کا نام اجینی اور اونتی لکھا ہے بمقام سمندر سے ایک ہزار ساٹھ فٹ اونچا ۲۳ درجہ ۱۱ دقیقہ عرض اور ۷۶ درجہ ۴۷ دقیقہ طول کے سیپرا ندی کے داہنے کنارے پر آباد ہے۔ ۲۰ میل گوشہ جنوب مغرب کی طرف دکھن کو جھکتا ہوا بسا ہے۔ وہاں کی زمین کھودنے سے دور دور تک اگلے زمانہ کی آبادی کے نشان ملتے ہیں یہ شہر مہاراجہ بکرم کے وقت نہایت رونق پر تھا۔ پنڈت جوتشی شاستر کے مطابق اپنے طول کا حساب اسی شہر سے کرتے ہیں ایک مکان یہاں راجہ بھرتری کا گوشہ عبادت مشہور ہے وہ کسی پرانی حویلی کا ایک حصہ جو مٹی کے تلے دب گئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے مہاکال مہادیو کا مندر یہاں بہت نامی اور مشہور ہے لیکن جو مندر راجہ بکرماجیت کے وقت کا بنا تھا وہ سلطان شمس الدین التمش نے جو ۱۲۳۱ء میں تخت پر بیٹھا تھا توڑ ڈالا اور یہ سنہ عیسوی سے ۵۷ برس پیشتر پرمار یعنی پوار نسل میں اجین کے تخت پر بیٹھا تھا (جام جہاں نما جلد ۲ صفحہ ۴۲۸ و ۴۲۹ سنہ ۱۸۶۲ء لاہور)

چونکہ شنکر آچاریہ شیو کے اوتار اور شیومت پر بہت مشہور ہوئے بار ان کے زمانے سے شیومت کا آغاز ہو کر روز بروز بڑھنا شروع ہوا ان کے زمانے سے راجا بکرم کے سمت تک عموماً شیومت کا زور رہا اور جو راجہ ہوئے وہ بھی اسی مت کے حامی تھے مہاراجہ بکرم اور ان کے بڑے بھائی بھرتری بھی اسی مت کے حامی تھے بلکہ یہ ایک مشہور بات ہے کہ شنکر آچاریہ کی کوشش سے بھرتری نے اپدیش لیا اور سنیاسی ہوگئے چونکہ انہوں نے بدھ مت کو ایک زبردست دھکا لگایا۔ بنا بر ان لوگوں نے انہیں شنکر کا اوتار ٹھیرایا بھرتری جی کے شتک سے بھی یہ بات صاف جھلک رہی ہے

بعض لوگ علم سنسکرت سے ناواقف کہتے ہیں کہ بھرتری سنہ ۶۵۱ء میں فوت ہوئے اس لئے بکرماجیت بھی سنہ ۶۵۱ء کے بعد ہوئے۔ مگر یہ مغالطہ ہے جیسے کوئی گوتم نیا ساستر کے کرتا گوتم بدھ فرض کرے اور دھوکا کھاوے۔ بعینہ یہی حال اس کے مطابق ہے۔ کیونکہ جو بھرتری سنہ ۶۵۱ء میں فوت ہوئے وہ بدھ مت کے ماننے والے ناستک تھے اور اول الذکر ویدمت کے ماننے والے آستک۔ پس درمیان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

नतानेहस्युज्जयिन्यां श्रीमान हर्षपराभिधः एक
च्छत्रचक्रवर्ती विक्रमादित्य इत्यभूत् ।
म्लेच्छोच्छेदाय वसुधां हरेरवतरिष्यतः ।
शकान् विनाश्य येनादौ कार्यभारो लघूः कृत

ترجمہ۔ وہاں اجینی نگری میں شریمان خوشی کے دینے والے ایک صاحب چتر لاثانی عالمگیر راجہ چکرورتی بکرمادتیہ تھا۔ ملیچھوں کے نشٹ کرنے کے واسطے گویا اوتار دھارن کر کے جس نے شروع میں شکوں کو ناش کر کے پرتھوی پر جو حقا کار راجاؤں کے سبب خراج کا بوجھ ہوتا ہے اسے ہلکا کیا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ کشمیر کی ریاست پر بکرمادیتہ نے اپنے شرن آگت ماترگپت کو گدی نشین کیا۔

پنتھوں کی بابت تحقیقات

ویدوں کی بابت

وید چار ہیں یعنی رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو کہتے ہیں جیسے بیج۔ درخت۔ پھول اور پھل یا کرم۔ اپاسنا۔ گیان۔ وگیان۔ بیج اور گیان کی چار منزلیں ہیں۔ جیسے شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت یا برہمچریہ۔ گرہست۔ بان پرست اور سنیاس۔ انسان کے مدارج کی چار حدیں ہیں۔ اسی طرح وید چار ہیں بلحاظ گیان کے تو وید ایک ہے۔ یعنی چاروں کا نام صرف وید ہے مگر علم اور مراتب کی ترتیب کے خیال سے ایک وید کے چار بھاگ ہیں وید دنیا میں سب سے پرانی کتاب ہے کیا بلحاظ گیان اور کیا بلحاظ تحریر۔ ویدوں سے پرانی کتاب دنیا میں نہیں اور یہی وید آریوں کی مذہبی کتابیں ہیں اور یہی مذہب (دھرم) دنیا کے تمام مذاہب سے قدیم اور معقول ہے۔ سائنس سے اس مذہب کو خاص محبت ہے باالاتفاق تمام مورخوں کا بیان ہے کہ آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے ہیں۔ اور علوم فلاسفی اور الہیات کے استاد اول یہی ہیں۔

وید میں ایشور کی توحید کی بابت نہایت ہی اعلے بیان ہے۔ بت پرستی یا مخلوق پرستی۔ یا عناصر پرستی کا مطلق اس میں ذکر نہیں۔ تیر میں اعلے درجہ کے اخلاق کی ہدایت ہے۔ وید کی ہدایت سب دنیا کے واسطے مساوی اثر رکھتی ہے اوتار یا دیوتا کے پوجنے کا وید میں کوئی اشارہ نہیں۔ رام۔ کرشن۔ باون۔ پرسرام۔ سویاس۔ نرسنگ یا کسی اور اوتار یا راجا کی پرستش کی کوئی کہانی وید میں نہیں پائی جاتی۔ جیو اوست یعنی نوین ویدانت یا جیو برہم کی ایکتا کا مسئلہ بھی وید کے مخالف ہے۔ ستی ہونے کے بھی وہ مخالف ہیں۔ مانس بھکشن شراب خوری اور قمار بازی کو ویدوں نے ایک بڑا گناہ بتلایا ہے۔ سوم مارگ بھی وید مت ورتی ہیں۔ برہما۔ وشنو اور مہادیو کو وید نے تین دیوتا نہیں تسلیم کر کے صفات لکھا ہے۔ یہ تینوں ایک پرماتما کے بلحاظ گن کے تین نام ہیں۔ برہم یعنی سب سے بڑا۔ وشنو یعنی سرو ویاپک

مہادیو یعنی سب کا رکھشک ایسے ہی پرماتما کے اور ہزاروں نام ہیں -

آریہ لوگ - ویدوں کو الہامی یا ایسوری گیان مانتے ہیں - جو انسانی سرشٹی کے آغاز میں چار رشیوں (اگنی - وایو - آدت - انگرا) کے دلوں میں الہام دیا گیا - بیاس - جیمنی گوتم - کناد - پاتنجل - کپل چھ بڑے مشہور فلاسفروں نے جو جو مختلف وقتوں میں ظہور پذیر ہوئے ویدوں کو الہامی مانا ہے - اور اس پر بڑی مدلل بحث کی ہے - منو پاتنجل شنکر سوامی - کرشن - رام - بالمیک وغیرہ تمامی رشی منیوں نے ویدوں کو الہامی مانا ہے وید خود بھی الہام کے مدعی ہیں - اُپ نشدوں کے متوگمانی مصنفوں نے بھی ویدوں کو ایشوری ودیا مانا ہے

یعنی سب سے بڑا مالک کل جو پرماتما ہے

اُسی سے چاروں ویدوں کا الہام ہوا - اور چاروں ویدوں کا اصلی مطلب برہم کی پراپتی ہے +

مؤرخ مارشمین صاحب فرماتے ہیں "ویدوں کا خاص منشا خدا کی وحدانیت ہے اور عناصر اور چھوٹے دیوتاؤں کو صرف بطور استعارہ کے خدا کی قدرت کے ظہور کے واسطے ملایا ہے - تو سچ ہے کہ دیوتاؤں کے نام اس میں ہیں - لیکن کسی دیوتا کو صفات نہیں دی گئی - اور کبھی یہ بھی نہیں کہا گیا کہ اُن کی تم پوجا کرو - کرشن اور شیو کی کہانیوں کا اُس میں کہیں پتہ نہیں لگتا ہے - درحقیقت اُس شروع زمانہ میں کوئی مورتی معلوم ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی چیز یا مندر ہے جس سے وہ پوجا کریں (یعنی مورتی پوجا کسی طرح کی بھی بالکل نہیں تھی) اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندو اپنی رسومات اور اطوار کو بہت کم بدلتے ہیں تو بھی بڑی تعجب کی بات ہے کہ اس ملک میں جو ویدوں کو بڑی عزت سے مذہب کا چشمہ مانتے ہیں - اُن کی بھی مذہبی رسمیں اس قدر دور ہو گئی ہیں - کہ اگر کوئی وید وکت طریقہ سے بھکتی کرنا چاہے تو وہ آج کل کے لوگوں کے مطابق ایک کافر خیال کیا جاویگا (ہسٹری مارشمین فصل ا صفحہ ۲ سنہ ۱۸۶۲ء)

محقق کولبروک صاحب فرماتے ہیں - "کہ شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جن کا ویدوں میں تو ذکر نہیں مگر آج کل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ حاصل ہے مثلاً راما اور کرشنا وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا (وید میں) بیان نہیں کیا گیا - بلکہ اُن دیوتاؤں کا بھی جن کے یہ اوتار ہیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے (کتاب تحقیقات مالرت ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں - ویدوں سے بتوں کا رواج اور پرستش کی بیرون کے تیرتھ [illegible] اور مقامات کا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ اکسفورڈ صفحہ ۱۲)

اسی طرح آنریبل الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں اور مولوی ذکاءاللہ صاحب نے بھی اپنی اپنی تواریخوں میں اس کا ذکر کیا ہے - اور تمام مورخان جن کی اس وقت آریہ سماج تردید کرتا ہے وہ سماست کے سامنے حق بیان کر چکے ہیں کہ ویدوں میں ہرگز نہیں چاروں وید چھندوں میں ہیں جو نہایت موثر طور پر گائے جاسکتے ہیں وید کی سنسکرت نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے کسی رشی کی تصنیف اُن کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتی ہے - سام وید خاصکر راگ ودیا کی کان ہے - ویدوں میں مختلف علوم و فنون کا بھی ذکر - اصول کے بیان ہے تمام فاضل رشی تمام علوم کا منبع وید کو مانتے ہیں ویدوں کی تقسیم بلحاظ منڈلوں یا ادھیاؤں کا کانڈوں کی اس طرح پر ہے +

رگ وید

نمبر شمار منڈل		انوواک	سکت	منتر
۱		۲۴	۱۹۱	۱۹۷۶
۲		۴	۴۳	۴۲۹
۳		۵	۶۲	۶۱۷
۴		۹	۵۸	۵۸۹
۵		۶	۸۷	۷۲۶
۶		۶	۷۵	۷۶۵
۷		۶	۱۰۴	۸۴۱
۸		۱۰	۱۰۳	۱۷۲۳
۹		۷	۱۱۴	۱۱۰۸
۱۰		۸۵	۱۰۱	۱۰۵۱۱

دوسری تقسیم

نمبر اشٹک	ادھیا	ورگ	منتر
۱	۸	۲۶۵	۱۳۰۵
۲	۸	۲۲۱	۱۱۷۲
۳	۸	۲۲۵	۱۲۰۵
۴		۲۵	۱۲۸۸
۵	۸	۲۳۸	۱۲۶۳
۶	۸	۳۳۱	۱۷۴۴
۷	۸	۲۴۸	۱۲۵۶
۱	۸	۲۴۶	۱۲۸۱
میزان کل ۸	۶۴	۲۰۲۴	۱۰۵۱۸

رگ وید میں کل دس منڈل - آٹھ اشٹک - چونسٹھ ادھیاے - پچاسی انوواک ایک ہزار اٹھائیس سوکت - دو ہزار چوبیس ورگ - دس ہزار پانچ سو ۱۸ منتر ایک لاکھ ترپن ہزار سات سو بانوے شبد اور چار لاکھ بتیس ہزار اکشر ہیں -

اس کے علاوہ رگ وید میں چھندوں کی تقسیم حسب ذیل ہے

۱	ترشٹپ	۴۳۰۳	۱۲	شکوری	۲۶
۲	گایتری	۲۵۰۱	۱۳	اتی جگتی	۱۷
۳	جگتی	۱۳۶۳	۱۴	دو پدا	۱۷
۴	انوشٹپ	۸۵۵	۱۵	ازوہفتت	۸
۵	اُشنک	۳۴۱	۱۶	اتی شکوری	۸
۶	پنکتی	۳۱۲	۱۷	ایک پدا	۶
۷	مہا برہتی	۲۵۱	۱۸	اشٹی	۶
۸	برگا تخند مارد	۱۸۴	۱۹	دھرتی	۲
۹	برہتی	۱۸۱	۲۰	اتی دھرتی	۲
۱۰	اتی اشٹی	۸۴	میزان کل قسم چھند	۲۰	
۱۱	ککوبھا	۵۵	میزان کل منتر	۱۰۵۲۳	

نوٹ - یہ چھندوں کی گنتی ابھی غور طلب ہے - تاریخ دنیا نمبر ۳ میں ہم اس کی بابت کافی ثبوت عرض کرینگے +

یجروید

ادھیا-	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر	ادھیاء	منتر
۱	۳۱	۱۱	۸۳	۲۱	۶۱	۳۱	۲۲
۲	۳۴	۱۲	۱۱۷	۲۲	۳۴	۳۲	۱۶
۳	۶۳	۱۳	۵۸	۲۳	۶۵	۳۳	۹۷
۴	۳۷	۱۴	۳۱	۲۴	۴۰	۳۴	۵۸
۵	۴۳	۱۵	۶۵	۲۵	۴۷	۳۵	۲۲
۶	۳۷	۱۶	۶۶	۲۶	۲۶	۳۶	۲۴
۷	۴۸	۱۷	۹۹	۲۷	۴۵	۳۷	۲۱
۸	۶۳	۱۸	۷۷	۲۸	۴۶	۳۸	۲۸
۹	۴۰	۱۹	۹۵	۲۹	۶۰	۳۹	۱۳
۱۰	۳۴	۲۰	۹۰	۳۰	۲۲	۴۰	۱۷
میزان	۴۳۰	میزان	۷۸۱	میزان	۴۴۶	میزان	۳۱۸

یجروید میں کل ادھیا چالیس ۴۰ - کانڈ ۱۴ - منتر ۱۹۷۵ جن میں ۹۰۵۲۵ شبد ۳۰۱۲ گونگ ہیں۔

सन्मूलोयजुराखावेदविट पीजी यात्समाध्यान्दिनिः
शाखा पत्र युगेदकाराड१४ सहिता पत्रास्ति स संहि
ता। यत्राभाअ४०ल ताविभान्ति शरशीला ङ्के-ङ्
१९७५
ऋग्दलैपञ्चा द्वीषुनभो ङ्कवर्णांमध्युपैरवा ऽन्य
कंगुङ्गिन्तै:१२३० ॥

سام وید

پورب آرده

ادھیا	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱	۱۲	۱۱۴	۵	۱۱	۱۱۹
۲	۱۲	۱۱۸	۶	۵	۵۵
۳	۱۲	۱۱۹	میزان کل ۶	۶۴	۶۴۰
۴	۱۲	۱۱۵			

سام وید

اُتر آرده

ادھیا	سام	منتر	ادھیا	سام	منتر
۱ ۲۲	۱ ۲۲	۱۰ ۴۱۴	میزان ۲۳	۲۳	۴۲۴

میزان کل ۲۹ - ادھیاء ۸۷ - سام - منتر ۱۰۶۴

पूर्वोत्तरौविभजन्तेऽखिलसामभागौ सामानि यच्चन
गनागरु७मितानि सन्ति। अध्यायकाववकरा२९
असामायकास्ते गायन्ति वेदरस यङ्क१०६४ मिता
अमन त्राः ॥

ترجمہ سام وید کے پورب آرچہ اور اُتر آرچہ کر کے اول دو بھاگ ہیں جن میں ۸۷ سام ہیں اور جس میں ۲۹ - ادھیاء ہیں اور منتر ۱۰۶۴ ہیں۔

اتھروید کے منتروں کی فہرست

نمبر کانڈ	پرپاٹھک	انوواک	ورگ	منتر
۱	۲	۶	۳۵	۱۵۳
۲	۲	۶	۳۶	۲۰۷
۳	۲	۶	۳۱	۲۳۱
۴	۳	۸	۴۰	۳۲۳
۵	۲	۶	۳۱	۳۷۶
۶	۳	۱۳	۱۴۲	۴۵۴
۷	۲	۱۰	۱۱۸	۲۸۶
۸	۲	۵	۱۰	۲۵۹
۹	۲	۵	۱۰	۳۰۳
۱۰	۲	۵	۱۰	۳۵۰
۱۱	۲	۵	۱۰	۳۱۳
۱۲	۲	۵	۵	۳۰۴
۱۳	۱	۴	۴	۱۸۸
۱۴	۱	۲	۲	۱۳۹
۱۵	۱	۲	۱۸	۱۴۱
۱۶	۱	۲	۹	۹۳
۱۷	۱	۱	۱	۳۰
۱۸	۲	۴	۴	۲۸۳
۱۹	۰	۷	۷۲	۴۵۶
۲۰	۰	۹	۱۴۳	۹۶۰
میزان کل ۲۰	۳۴	۱۱۱	۷۳۱	۵۸۴۷

अथनखर०मितकाण्डेराजतेद वेसंदयु गगुणा४३
विततः साप्राङका स्थानुवाकाः॥ अथनिविधुपर
णायो११ भूगुणागास्त ७३१ वर्गानगयुगवसुवा
णा५८४७ स्तत्र मन्त्रानमन्ते ॥

ترجمہ اتھروید کے سبھا کے بیس کانڈ یعنی ستوں چونتیس پرپاٹھک یعنی فاضل ہیں۔ ایک سو گیارہ انوواک یعنی دھارنا والے سات سو اکتیس ورگ یعنی حصوں میں کام ۵۸ منتروں کا بھجن کرتے ہیں۔

کل چاروید وں کے منتروں کا مجموعہ

رگوید جو اگنی رشی کو الہام ہوا - اُس کے ۱۰۵۱۸ منتر ہیں۔

یجروید جو وایو رشی پر الہام ہؤا اُس کے ۱۹۷۵ منتر ہیں۔
ساموید جو آدیتہ رشی پر الہام ہؤا اس کے ۱۰۶۴ منتر ہیں۔
اتھرووید جو انگرہ رشی پر الہام ہؤا اس کے ۵۸۴۷ منتر ہیں۔
میزان کل ۱۹۴۰۴

وید صرف منتر سنگتا کا نام ہے اور کسی گرنتھ کا نام نہیں۔ سنسکرت میں وید کے مترادف یہ الفاظ ہیں۔ شرتی۔ منتر۔ ایشوری گیان۔ چھند۔ رچا۔ نگم۔ یجو۔ سام۔ اتھرو۔ برہم۔ آگم۔ آمنائے۔ ترئے ودیا۔ شاستر +

ویدوں کو شروع دنیا سے آریہ لوگ کنٹھستھ یعنی حفظ یاد رکھتے رہے اور ایسے حفاظ وید کو سنسکرت میں شروتری۔ وید پاٹھی کہتے ہیں۔ ہر زمانہ میں ایسے لوگ لاکھوں ہوتے ہیں اور ہوتے رہینگے۔ اسی لحاظ سے وید ہر قسم کے تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہیں۔ یگیہ آدک کرموں میں ایسے لوگوں کی بڑی عزت و توقیر ہوتی ہے اور اُنکی آجیوکا کے واسطے سناتن سے دکشنا کا مبارک قاعدہ جاری ہے۔ سولہ سنسکار جو ہر ایک آریہ ودیج کو خصوصاً اور بعضے شودر تک کو بھی عموماً کرنے پڑتے ہیں اُن میں ایسے پرودوان حافظان وید کی نہایت ضرورت ہوتی ہے۔ گربھادان سے مرتک تک ہوئے سولہ سنسکار ودھی نام مشہور پستک میں مندرج ہیں جس پر ودوان لوگ خصوصاً عمل درآمد کرتے ہیں +

آریہ ورت میں لکھنا کب چلا

یہ ایک علمی اور تاریخی سوال ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہؤا اس سوال کے کرنیوالے پروفیسر میکس مولر صاحب ہیں وہ ایشیاٹک ریسرچیز میں فرماتے ہیں " ویدک زمانہ میں کوئی لکھنا نہیں جانتا تھا۔ بلکہ پانینی کے زمانہ میں بھی لوگ اس ودیا سے محروم تھے" انہوں نے اس زمانہ یعنی ویدک سمے کو چار حصوں پر تقسیم کیا ہے + -

(اوّل) ویدوں کی رچاؤں کے رچنے کا زمانہ یعنی چھند یگ

(دوم) رچاؤں کے باقاعدہ منتر سوروپ میں ظاہر ہونے کا زمانہ یعنی منتر یگ

(سوم) برہمنوں کا یعنی ویدکی ٹیکا روپ برہمن گرنتھ رچنے کا زمانہ یعنی براہمن یگ۔

(چہارم) کاتیاین وغیرہ رشیوں کے سوتر رچنے کا زمانہ یعنی سوتر یگ۔ پھر وہ فرماتے ہیں عبرانی بائیبل کی تصنیف کے وقت یہودیوں میں لکھنے کا علم رائج تھا"

اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پروفیسر صاحب موصوف کا فرمانا کہاں تک صحیح ہے اور اُنکی تحقیقات کہاں تک حق پر ہے۔

واضح ہو کہ پانینی کا زمانہ مسیح سے ۳۵۰ سال پہلے پروفیسر صاحب مانتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے بلکہ اس سے بہت پہلے ہے کیونکہ پانینی نے اشٹادھیائی بنائی جس پر پتنجلی نے مہابھاشیہ تصنیف کیا اور اسی مہاتما نے یوگ شاستر بنایا جس پر ویاس جی نے یوگ بھاشیہ لکھا۔ پس پانینی ضرور ویاس سے بہت پہلے ہوئے۔

ہم نے صحیح اور مفصل تحقیقات سے تاریخ دنیا جلد اول اور صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۲ میں اس کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ پانینی اور پتنجلی ویاس جی سے بہت پہلے ہوئے اور ویاس جی یدھشٹر کے ہمعصر تھے۔ جنہوں نے ویدانت شاستر اور بھارت بنایا۔ جس کو آج تک ۴۴۰۰ سال ہوتے ہیں۔ ویاس جی کے وقت لکھنے کے طریقہ سے لوگ واقف تھے۔ اس کا عام رواج تھا۔ پاٹھ شالائیں جاری تھیں شاہی درباروں میں عرائض اور احکام لکھے جاتے تھے۔ بادشاہوں کے نام باہمی تعلقات قائم رکھنے اور محبت بڑھانے کیواسطے خطوط و مراسلات کا رواج تھا۔ کتبے وغیرہ کھدوائے جاتے تھے۔ جب ان سب باتوں کے ثبوت ملتے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ لکھت ودیا لوگ نہیں جانتے تھے۔ مہابھارت کے شروع میں ہی لکھا ہے۔ کہ جب ویاس جی بھارت تصنیف کرنے لگے تو انہوں نے ایک خوشخط اور صحیح جلد لکھنے والے کی تلاش کی۔ چنانچہ گنیش نامی ایک برہمن ملا۔ جو اس صفت سے موصوف تھا۔ ویاس جی شلوک فرماتے جاتے تھے اور وہ لکھتا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

काव्यस्य लेखनार्थाय गणेशः स्मर्यतां मुने ।
एवमाभाष्य तं ब्रह्मा जगाम स्वं निवेशनम् ॥ ७४ ॥
ततः स स्मार हेरम्बं व्यासः सत्यवतीसुतः ।
स्मृतमात्रो गणेशानो भक्तचिन्तितपूरकः ॥ ७५ ॥
तत्राजगाम विघ्नेशो वेदव्यासो यतः स्थितः ।
पूजितश्चोपविष्टश्च व्यासेनोक्तस्तदानघ ॥ ७६ ॥
लेखको भारतस्यास्य भव त्वं गणनायक ।
मयैव प्रोच्यमानस्य मनसा कल्पितस्य च ॥ ७७ ॥
श्रुत्वैतत्प्राह विघ्नेशो यदि मे लेखनी क्षणम् ।
लिखतो नावतिष्ठेत तदा स्यां लेखको ह्यहम् ॥ ७८ ॥
व्यासोऽप्युवाच तं देवमबुद्ध्वा मा लिख क्वचित् ।
ओमित्युक्त्वा गणेशोऽपि बभूव किल लेखकः ॥
७९ ॥ ग्रन्थग्रन्थिं तदा चक्रे मुनिर्गूढं कुतूहलात् यस्मि
न् प्रतिज्ञया प्राह मुनिर्द्वैपायनस्त्विदम् ॥
८ ॥ आदिपर्व अध्याय १ ॥

اس کے سوا بھارت میں اور بھی صدہا مقام پر لکھ دھاتو کا پریوگ ہوتا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ ویاس جی کے وقت لوگ لکھنا جانتے تھے اور اسکا عام پرچار تھا کاتیاین مہاتما کے سمے میں بھی لکھنے کا رواج تھا چنانچہ وہ فرماتے ہیں +

यत्रपवत्वमपत्रो लेखकः सहसाहिमि

ترجمہ جہاں لکھنے والا معہ گواہوں کے مر گیا ہو۔

پانینی جی مہاراج اپنے دھاتو پاٹھ میں صاف طور پر فرماتے ہیں۔

लिख अक्षरविन्यासे॥ लिप उपदेहे॥
कृतु ग्रन्थे॥ अष्टाध्याई अ०४ पाद३ सू२१६

اسی طرح ادھیائے ۴ پاد ۱ سوتر ۴۹ میں یونانیوں کے اکھشروں اور لکھنے کا بیان کیا ہے۔ لیکن میکس مولر صاحب کو جب ۴۔ ادھیائے ۳ پاد ۲ سوتر ۲۱ کے رو سے صاف نتیجہ ہو گیا کہ پانینی کے زمانہ میں لکھنے کا علم سدھ ہوتا ہے تو کیسی کمزور دلیل دیتے ہیں کہ یہ سوتر ہی پانینی کا نہیں ہے مگر اُن کو یہ معلوم نہیں کہ اس سے انکار کرنا گویا پانینی اور پتنجلی کے وجود سے انکار کرنا ہے وجہ یہ کہ پتنجلی مہاراج نے اپنے بھاشیہ میں اس سوتر پر ورتک اور بھاشیہ لکھا ہے۔ پھر سلسلہ وار تواتر میں جتنے آج تک ویاکرن سمبدھی لکھنے والے ہوئے ہیں سب نے یہ سوتر تسلیم کیا ہے۔ اس کے نہ ہونے سے اس کا آگے کا سمبندھ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جب سوائے میکس میولر صاحب کے اور سب کا اتفاق ہے تو ہم ان کی رائے کی کوئی وقعت نہیں مان سکتے اور پھر پتنجلی کے مقابلہ میں؟

پانینی ویاکرن میں ایک اور بھی سوتر ہے

प्रासन्नकर्षंसह्नि

جس کا ارتھ یہ ہے کہ بھلے پرکار ورنوں یعنی اکھشروں کی سمیپتا۔ یعنی نزدیکی یا ملاپ

جس میں ہر واس کو سگتا کہتے ہیں اور جب تک د-ن یعنی حروف لکھے نہ جاویں۔ وہ نہ تو ملتے اور سگتی کہا سکتے ہیں۔

न धातुलोप आर्धधातुके ॥ अ० अ० १ पा० १ सू० ४
अदर्शनं लोपः अ० अ० १ पा० १ सू० ६०
सिद्धश्चोऽग्रन्थान्ते मे हुला घे ॥

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لوپ ہونا نظر نہ آنے کا نام ہے یعنی کہ نہ دکھے جانے کا۔ اور دونوں کا وہاں نام بھی اسی واسطے ہے کہ وہ نظر آتے ہیں اور گرنتھ کے خاتمہ رسیدہ شبد ایسا لکھو کیونکہ یہ مشکل ہے۔

منوسمرتی میں لکھا ہے

बलाद्दत्तं बलाद्भुक्तं बलाद्य
च्चापि लेखितम् । सर्वान्बलकृतानर्थान्
कृतान्मनुरब्रवीत् ॥ म० अ० ८ श्लो० १६८

ترجمہ جبراً پالیا یا جبراً کہلایا گیا اور جبراً لکھایا گیا ہو غرض ایسے سب جبراً کئے ہوئے کام معاملہ درآمد کے لائق نہیں۔ اس کے لفظ لेखनम् پر گور کیجئے فرماتے ہیں۔

پھر لکھا ہے

वलेखितं चक्रुर्हि पत्रादिष्वज्ञे
भ्यो ग्रन्थिनः श्रेष्ठाः ग्रन्थिभ्यो धारिणो
वराः । धारिभ्यो ज्ञानिनः श्रेष्ठा ज्ञानिभ्यो व्यव
सायिनः ॥ म० अ० १२ श्लो० १०३

ترجمہ۔ جاہل سے کتابوں کا رکھنے والا اچھا ہے اور اس سے تعلیم پانے والا اچھا ہے اور اس سے تعلیم پا کر سمجھنے والا سرشیٹ ہے اور سمجھ بوجھ والے سے نہ بجا ہوا انسان بہتر ہے کلوک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور وہاں تمام برہسپتی جی نے لکھنے کا علم ایجاد ہونے کا سبب یہی بتلایا ہے

षण्मासिके तु समये भ्रान्तिः संजायते नृणाम् ।
धात्राक्षराणि सृष्टानि पत्रारूढान्यतः पुरा ॥

ترجمہ چھ مہینے میں ہی پہلی باتیں جو کہ یاد نہیں رہتی ہیں اس کا خیال کر کے برہما نے درختوں پر حروف لکھنے کے طریقہ کو ایجاد کیا

بالمیکی راماین میں بھی لکھنے کا ذکر موجود ہے۔

येलिखन्तीह चनरा स्तेषावासस्त्रिविष्टपे ।
रा० यु० स० १३० श्लो० १२०

یعنی جو اس کو پڑھتا ہے اور جو سنتا ہے اور جو لکھتا ہے ان سب کی اچھی گتی ہوتی ہے یعنی عمدہ نصیحتوں اور اقتباسوں کے سبب سے ان کا چال چلن ٹھیک ہو جاتا ہے اور چال چلن کے سدھارنے سے پرماتما اچھا پھل دیتا ہے مہاتماؤں کو اس کے گرنتھ میں لکھنے کا ذکر ہے

प्रमाणं लिखितं भुक्तिः साक्षिणश्चेति कीर्ति
तं एषामन्यतमाभावे दिव्यान्यतममुच्यते ॥ याज्ञ० २

ترجمہ لکھت پتر۔ بھوگ۔ ساکشی یہ تین پرمان ہیں ان تینوں میں اگر ایک کا بھی ابھاو ہو تو قسم کھا کر کہنا بھی پرمان ہے۔ بدھ کے زمانہ میں بھی لوگ لکھنا جانتے تھے چنانچہ للت وستر میں لکھا ہے کہ بدھ دیو نے چندن کی قلم سے آچاریہ کے اپدیش کے مطابق۔ آٹھ حروف تہجی (دس مالا) لکھنا شروع کیا۔

فاضل پنڈت شام جی کرشن ورما ایم اے بیرسٹر ایٹ لا نے بھی ایک فاضلانہ لیکچر اسی مضمون پر ولایت میں دیا تھا جو ۱۸۸۰ء میں بمقام لیڈن طبع ہوا اور ہر طرح قابل دید ہے اس میں وید سے لے کر سمرتی پرمان پیش کئے گئے ہیں کہ ویدوں میں لکھنے کی ہدایت ہے۔

رق ع۔ جلد رقیق یکتب فیہ (قاموس) رق بالفتح پوست آہو کہ بروے نویسند (از منتخب و غیاث)

ورق ع۔ برگ درخت و کاغذ برید۔ (از غیاث)

وراق ع۔ سبزی زمین کی بسبب گھاس اور نباتات کے (از کریم اللغات)

قرطاس و کاغذ بھی اسی معنی میں آئے ہیں۔ اعالی میں کاغذ اور ورق کو پاتڑی کہتے ہیں اور درخت کے پتے کو بھی پاتڑی کہتے ہیں۔

ولایتی نوٹوں کا کاغذ بھی بڑا ہی مضبوط ہوتا ہے یہ تازی روئی اور تیسی (السی) کی چھال سے بنتا ہے۔ یدی اس کے پورے تختہ کو تان کر کوئی آدمی کتب سمیت اس پر بیٹھ جائے تو بھی۔ پھٹے (دار ہندوستان ۷ ستمبر ۱۸۹۴ء)

سفید کپڑے پر موم روغن سرخ یا کسی اور رنگ کا چڑھا کر پیپر ٹرانے زمانہ میں کتابیں لکھی جاتی تھیں ہونے کے واسطے ابھی تک بکا بیر کے پتے اسی پر لکھے جاتے ہیں۔

قدیم کتابیں۔ برٹش میوزیم انگلستان کے کتب خانے میں اس وقت اینٹوں کھپریلوں۔ کچھوے کی کھال۔ ہڈیوں۔ چپٹے پتھروں۔ درختوں کی چھال۔ پتوں۔ ہاتھی دانت۔ چمڑے۔ جھلی۔ بھوج پتر۔ جست۔ لوہے۔ تانبے کے پتروں اور لکڑی کے تختوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں۔ یہاں تک کہ نسخہ بائیبل کے ماربل کے پتوں پر لکھے ہوئے موجود ہیں (پیسہ اخبار یکم جون ۱۸۹۶ء)

قدیم زمانہ میں مصریوں نے کتابت کے واسطے پیپرس کا کاغذ ایجاد کیا تھا۔ اصل میں اس کاغذ کو جو ایک درخت کے پتوں سے بنایا جاتا تھا۔ پاپرس کہتے تھے۔ وہیں سے اہل یونان نے پیپروس کہنا شروع کیا۔

عربی زبان میں اسے قرطس کہتے تھے۔ شاید یہ لفظ قسطی زبان سے لیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کتاب کی جلد کو کرم کہتے ہیں اور عربی جدید میں اس کا نام بردی ہے۔ پہلے تمام ممالک میں اسی کاغذ پر کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ مگر جب یومینوس دوسرے مصر کے بادشاہ نے پیپرس کا کاغذ غیر ملک کو جانا بند کر دیا۔ تب شہر پرگموس متعلق ایشیاء کوچک میں چمڑے کا کاغذ بننا شروع ہوا اور اسی شہر کے نام سے معروف ہوا۔

اسی پرگموس کو بگاڑ کر انگریزی میں پارچمنٹ کہتے ہیں۔ سنہ عیسوی سے ایک صدی پیشتر اس چمڑے کے کاغذ کا خوب رواج ہو گیا تھا۔

ہیروڈوٹس نے اپنے زمانہ میں چمڑے کے کاغذ کی کتابوں کا ذکر کیا ہے یہ مورخ تو حضرت عیسیٰ سے پانچ سو برس پیشتر ہوا ہے مگر پلینی نے اس کے ایجاد کی تاریخ ۱۹۱ سال قبل مسیح لکھی ہے۔ (صفحہ ۱۹۳ تہذیب جلد ۱ نمبر ۴ ۱۸۹۲ء)

علم تحریر کے لحاظ سے بھی وید سب سے پرانی کتاب ہے۔ جن دنوں کہ یونان۔ ایران۔ عرب۔ روم۔ مصر۔ چین۔ ملک سارا یورپ اور امریکہ کوائف عالم سے بالکل ناواقف اور محض جاہل تھا۔ ان دنوں آفتاب علم یہاں اپنا جلوہ نورانی دکھلا رہا تھا گویا نصف النہار پر تھا۔ عبرانیوں میں کوئی کتاب بائیبل سے قدیم نہیں ہے مگر وہ موسیٰ اور یسوع کے زمانہ میں لکھی گئی۔ یعنی مسیح سے ۱۴۰۰ برس یا ایک ہزار برس پہلے۔ مگر اس وقت پوری بائیبل نہیں بلکہ صرف دس احکام بموجب قول خود بائیبل کے کوہ طور پر لکھے گئے۔ قلم یا پیرے نہیں اور نہ سیاہی سے محض خدا کی انگلیوں سے پتھر کی تختیوں پر۔ جن کو ایک بار موسیٰ نے بھی توڑ دیا۔ دوبارہ خدا نے پھر اپنی انگلیوں سے اسی طرح پتھر کی لوحوں پر لکھا۔ اس کے بعد ہرن یا بکری کے چمڑوں پر لکھنے کا ذکر کہیں کہیں پایا جاتا ہے۔ مگر کاغذ کا کہیں ذکر نہیں۔ وانجیل نبی کی کتاب جو مسیح سے ۵۰۰ برس پہلے لکھی گئی۔ اس میں بھی لکھنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ غالباً وہی چمڑے یا دیوار پر۔

انجیل میں بھی لکھنے کا ذکر ملتا ہے مگر کسی خاص قسم کے کاغذ کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ غالباً اسی چمڑے وغیرہ پر (دیکھو مرقس کی انجیل کا کاغذ اور یوحنا کی انجیل کا چمڑا) مگر اہل یونانی و مصری پیپرس درخت کی چھال پر لکھا کرتے تھے پھر اسی درخت کے پتوں اور چھال سے کاغذ بنا جس کو اب تک اسی کے نام سے پیپرس کہتے ہیں۔ مصر کے میناروں پر بھی پرانے حروف میں کچھ لکھا ہوا ہے اور یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مینار یسوع مسیح کے سمت سے چار یا چھ ہزار برس بھی پہلے کی ہیں +

کرنیل الکاٹ صاحب نے اپنے مشہور لیکچروں میں واضح دلایل سے ثابت کر دیا ہے کہ مصر کے آباد کرنیوالے لوگ آریہ ورت سے جا کر وہاں آباد ہوئے تھے۔

انگریزی میں پیپر۔ پارچ منٹ۔ شیٹ۔ بورڈ۔ بک۔ لیٹر۔ رائیٹ۔ پین۔ اِنک نام ال معنوں میں آتے ہیں۔ مگر ان سب کے معنے وہی درختوں کی چھال۔ ہرنوں کی چھال۔ لکڑی کے تختے ہیں۔ چنانچہ ہر ایک کی بابت ہم مفصل تحقیقات کر کے نذر ناظرین کرتے ہیں

پیپر۔ فرنچ پیپیر۔ اٹلی زبان میں پےپیرو۔ لاطینی میں پےپیرس برابر ہے۔ یونانی کے پےپیرس کے معنی ایک مصری درخت جس کے چھلکے سے ایک قسم کے لکھنے کا کاغذ بنایا جاتا تھا۔ عبرانی میں پیرا۔ کے معنے ہو کے ہیں ایک تنی جو باریک تختوں میں بنی ہے جس پر حروف اور عدد لکھے جاتے ہیں یا چھاپے جاتے ہیں۔ پیپر کا ٹکڑا بھی پیپر کہلاتا ہے کوئی تختہ چھپا ہوا یا لکھا ہوا۔ کوئی لکھی ہوئی چیز۔ کمروں کی دیواروں کو ڈھاکنے کی چیز مثلاً۔ بلکہ۔ (شکر و الرڈ ڈکشنری بتصنیف جان اگلی وی۔ ایل ایل ڈی صفحہ ۴۹۲ مطبوعہ لندن)

پارچمنٹ یہ لاطینی لفظ پرگے منا جو کہ پرگے میں مقام ترُوم کے نام سے کہا جاتا ہے کہ وہاں پر اس کی ایجاد ہوئی۔ بھیڑی یا بکری کا چمڑہ صاف کیا ہوا۔ طیار کیا ہوا اور لکھنے کے قابل کیا ہوا (صفحہ ۴۹۵)

پارچ بالکل خشک کر دینا۔ جلا دینا۔ کر چھا پورا خشک ہو جانا۔ اسکا مادہ سنسکرت لفظ پری شُشک سے نکلا ہے جس کے معنی بہت خشک پری کے معنے گرد کے ہیں لیکن حسب ساتھ عبارت میں بہت کے معنی آتا ہے اور شُشک ہی لفظ ہے جو کہ لاطینی میں سِسکس ہے جس کے معنے بھی خشک ہیں اور اسکا مادہ بھی سِسس ہے جس کے معنے خشک ہونا (صفحہ ۴۱)

شیٹ یہ پہلے سکسن زبان میں سیٹ سے نکلا ہے جس کے معنے ڈھکنے کے ہیں پھر یہ سایٹ ہو گیا۔ سویڈن والوں نے اس کو اسکوٹ کر لیا اور ڈینش لوگوں نے اس کو اسکیاڈ بنایا ہے۔ اور آئیس لینڈ والوں نے اسکات بنا لیا۔ بابل میں اسکالش جس کے معنے کنارے کے ہیں سنسکرت میں اسکے معنے ڈھکنے کے ہیں۔ یعنی پھیلی ہوئی لکڑی ڈھکنے کے چوڑا لمبا ٹکڑا ردی کے کپڑے کا جو کہ بستر پر پھیلایا جاتا ہے یعنی چادر اور جوڑا میر کا شیٹ جو دستکاروں کے ہاں سے آتا ہے۔ کاغذ کا ٹکڑا چھپا ہوا۔ تہ کیا ہوا۔ بندھا ہوا یا کتاب کی شکل میں بنا ہوا۔ کتاب۔ پمفلٹ۔ چوڑی نیلی چیز (صفحہ ۶۳۸)

بورڈ سکسن میں بورڈ پھر بارڈ ہو گیا جس کے معنی چوڑائی یا منبر جیسے کہ چوڑی سوئی یا پھیلی ہوئی ایک لکڑی کا چوڑا یا پتلا ٹکڑا۔ میز مورا ک۔ ضیافت۔ سوگ میز کے گرد بیٹھے ہوئے کونسل کورٹ۔ جہاز کا تختہ پھیلانا۔ تختوں سے ڈھکنا (صفحہ ۶۰)

بک۔ اس کا مادہ سکسن زبان میں بک ہے جو ڈالے بوگیں سے نکلا ہے۔ جس کے معنے جھکنا سرکنا کے ہیں جو کہ قدیم زمانہ میں بھیڑ کی یا بکری کے چمڑے کے ورق بنا کر لکھنے تھے کوئی چھپی ہوئی یا لکھی ہوئی علمی کتابوں یا ورقوں کا مجموعہ ایک جلد حصہ جلد یا کتاب کا کلیات کے حصوں کی جلد (صفحہ ۶)

لیٹر۔ فرنچ لیٹر۔ لیٹن لیٹرا اس سے نکلا ہے۔ لیٹرا درجم جس کے معنی ہیں نشان کرنا۔ لگانا۔ چونکہ پرانے زمانے میں لکھنے کا قاعدہ حرفوں کو تختی پر موم لگا کر کے تھا۔ سنسکرت میں لیپ کہتے ہیں جس کے معنے ہیں ملنا۔ ایک نشان لکھا ہوا۔ چھپا ہوا۔ لکھا ہوا یا تصویر کی طرح کھینچا ہوا کہ انسانی کلام کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لکھی ہوئی یا چھپی ہوئی چیز۔ ٹائپ یعنی ہاتھی دانت یا لکڑی کے نشانات جو کتابوں وغیرہ کے چھاپنے میں کام آتے ہیں (صفحہ ۴۱۲)

رائیٹ یہ لفظ اصل میں سکسن میں رِیٹن تھا۔ گاتھک میں رِیتلس ... کے معنے سنسکرت میں یہ بھی کاٹنا یا کھودنا۔ قلم سے کاغذ پر یا دوسری چیزوں پر بنانا یا لکڑی یا پتھر پر کھودنا حرفوں یا لفظوں کا کاغذ یا پتھر پر بنا کر ظاہر کرنا۔ پیدا کرنا۔ لکھنا بطور مصنف کے نقل کرنا (صفحہ ۸۱۲)

پین۔ سکسن پین۔ ڈچ پین۔ آئیس لنڈ پینی۔ اسلین برابر ہے۔ لیٹن پینا کے جس کی پرانی شکل ہے پیٹنا۔ یونانی میں پٹیو سے سنسکرت میں پتھ بھی اڑنا اور پتر یا پارد کے ہوا میں) اصل میں معنی ہیں پر۔ بازو۔ ایک پر یا کوئیل لکھنے کے واسطے بطور اوزار کے بنائے جاتے ہیں۔ لوہے یا سونے کے بھی ہوتے ہیں (صفحہ ۵۰۴)

اِنک ڈچ لوگوں میں اِنکٹ۔ جرمن لوگوں میں کا ٹنٹ۔ پرانے جرمنوں میں اسپین والوں میں کا اِنٹا لیٹن کی زبان میں انٹا سے بنا ہوا ہے۔ جو نکلا ہے ٹنگو سے جس کے معنے رنگنے کے ہیں۔ جس سے ٹنکچر ٹنکچر نکلے ہیں۔ کالا عرق یا پتلی رس جو لکھنے یا چھاپنے کے کام آتی ہے اول صرف کالی کے معنے تھے اب دوسری قسم کی سیاہی کو بھی کہتے ہیں (صفحہ ۳۷۰) چین کے ملک میں کاغذ ردی سے بنتا ہے بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ کاغذ سب سے پہلے چین میں ایجاد ہوا۔ چمڑے کا کاغذ پانچ چھ سو برس تک رہ سکتا ہے۔

عربی میں رق۔ ورق۔ اوراق۔ قرطاس۔ کتاب۔ کتب۔ مکتوب۔ لوح۔ اساطیر۔ تسطیر۔ مراسلہ۔ رقعہ۔ تحریر۔ خط۔ جلد۔ صحیفہ انہیں معنوں میں آتے ہیں۔ فارسی میں تہ۔ کاغذ۔ نامہ۔ دستا۔ دستاویز۔ پوست۔ چرم بھی انہیں معنوں کے واسطے وضع کئے گئے ہیں۔

اب ہم آریہ ورت کی بابت تحقیقات کرتے ہیں یہاں کے لوگ شروع الہام وید سے یا اس کے کئی سال بعد لکھنے پڑھنے کو جانتے تھے مگر جب دیکھا جاتا ہے تو یہاں بھی اسی قسم کی چیزوں پر لکھنے کا آغاز ہوا ... ممالک کی نسبت یہاں قدرتی سامان بہت عمدہ موجود تھے۔

بھوج پتر۔ تاڑپتر۔ پید پترک۔ پتر۔ ورک۔ پلاش۔ چھدک۔ دک۔ پترٹ۔ پلو۔ کسل۔ دستار۔ دک ٹی یہ سب نام پتر اور شاخ اور چھال کے ہیں، اور پتی کے پر کا بھی نام ہے (دیکھو سیتی کوش اور ہیم چندر کوش، امر کوش کانڈ ۲ شلوک ۱۴)

۱۔ میں پتر۔ ریشلا لیکہ۔ کرگل۔ چرم۔ کرپاس۔ وستر۔ پستک۔ گرنتھ۔ یہ سب نام مختلف اشیاء کے ہیں جن پر لکھا جاتا ہے

کھال۔ سن۔ السی۔ توت کی چھال۔ ریشم۔ سُوت۔ پرانے کپڑوں کے چیتھڑے۔ ٹاٹ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن سے کاغذ قدیم زمانہ سے اس دیش میں بنتے ہیں۔

سیالکوٹی کشمیری کاغذ تو مشہور ہی ہیں ان کے سوا اس ہندوستان کے اور بھی بہت شہروں میں قدیم زمانے سے کاغذ بنتا ہے جن میں سیالکوٹی۔ کشمیری۔ کلکتہ کا کاغذ بہت ہی دیرپا ہوتے ہیں اور آج تک بھوج پتر اور تاڑپتر پر لکھی ہوئی پستکیں ملتی ہیں +

لفظ ورگ رگوید کی تقسیم میں موجود ہے اسی ورگ سے فارسی میں برگ بنا اور چونکہ پرانی فارسی میں ب اور و کی ایک ہی شکل ہے اس واسطے اسی ورگ یا برگ سے عربی کا ورق ہو گیا ہے جب کہ رُتی پتروں سے کاغذ بنایا گیا تب اسکا نام قرطاس ہوا یہ لفظ سنسکرت کرپاس یا کرپاسی بنا ہوا ہے سنسکرت میں کاغذ کو کرگل کہتے ہیں اسی سے فارسی کا کاغذ بنا فارسی کے دستہ اور دستاویز سے عربی کا تسطیر اور اساطیر بنا اور اسی کے ساتھ فارسی کی بھی اوستا بھی سنسکرت کی اوستھا اور پستھا سے بن گئے جز نتر نے کے معنے ہیں سنسکرت کی کنتھا یکتا۔ تحقیقات سے مصر کی تبتی اور عربی کا کتب بنا ہوا صاف معلوم ہوتا ہے +

راماین کسکندھا کانڈ سرگ ۳۰ اشلوک ۲۲ میں قلم اور دوات - جو تندھری کے کھیت کا بیان ہے اور کورش میں लेखनी कलमस्त्वपि لکھا ہے اس پر گرنٹ ہے کہ قلم لکھنے کی چیز کا نام سنسکرت میں ہے اور وہ اور چیزوں کے ساتھ جو تندھری کا بھی ہوتا ہے علاوہ بر اس سے یہ بھی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ناڑ کے سوا کاغذ پر بھی اُس سمے لکھتے تھے +

ہم اس موقع پر بائیبل کے ایک خاص فقرہ کی طرف بھی ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں - لکھا ہے کہ جب آدم اور حوا کو عقل آئی کہ ہم ننگے ہیں اور برہنگی سے شرمائے تو انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں (پیدایش ۳ ۷) آجکل کے تعلیم یافتہ آدمی یہ سنکر ہنسینگے کہ انجیر کے پتوں کی لنگیاں مگر بہا یہ ہے آغاز میں درختوں کے پتوں سے ایجاد ہوئی اور اب بھی گیر و سے کی کھو یا درختوں کے پتوں سے لنگیاں بنتی ہیں +

ویدک زمانہ کی تحقیقات

ایک ہزار برس رامانج جو بیراگیوں کے آد گرو ہیں وہ چیت شدھی ۵ سمت ۱۳۵۶ بکرمی میں پیدا ہوئے اور انہوں نے وید اور شاستر کو اُس وقت کے طریقہ انوسار گرو سے پڑھا اور پھر اپنے چند گیتا اور سعد یہ انت ورشن پر ٹیکا کی اپنی تصنیفات میں جا بجا ویدوں کا پرمان دیا پس وید ایک ہزار برس سے پرانے ہیں +

دو ہزار برس مہاراجہ بکرماجیت ویدک دھرم کے ماننے والے تھے - اُنکے زمانہ کی پستکوں میں وید منتروں کا حالہ موجود ہے بلکہ اُس وقت آیوروید یعنی چرک و ویدک شاستر کے گرنتھ بھی موجود تھے جیوتش ودیا بھی جو ویدوں کا انگ ہے رونق پر تھی جنکو ہوئے دو ہزار برس کے قریب گذرے ہیں - انکا سمت ۱۹۵۱ اب چل رہا ہے +

راجہ شالباہن کا شاکا جو اس وقت ۱۸۱۵ ہے اُن کے عہد میں بھی ویدوں کا خوب پرچار تھا وہ خود ویدک دھرم کے پیرو تھے -

راجہ چندر گپت اور اُن کے وزیر چانک رشی ویدوں کے ماننے والے تھے جن کو ہوئے آج ۲۲۰۰ برس ہوتے ہیں (مفصل دیکھو چانک نیتی)

تین ہزار برس بدھ جو مسیح سے ۶۰۰ برس پہلے پیدا ہوا اُس نے بھی اپنے سوتروں میں ویدوں کا ذکر کیا ہے (دیکھو بودھ سوتر ادھیائے اول)

اُس وقت وام مارگ یعنی ماس - شراب - بیبچار شروع ہو گیا تھا لوگ دیوتاؤں پر بقول شخصے جیسی روح ویسے فرشتے - اِن اشیاء کو چڑھاتے اور ان کے ذریعہ سے خود ان ممنوعات کے مرتکب ہوتے تھے - چنانچہ لکھا ہے

مہاتما بدھ نے جب براہمنوں کو پشوؤں کے ماس سے ہون کرتے دیکھا تب کہا کہ تم یہ دُشٹ کام کیوں کرتے ہو اسے چھوڑ دو براہمنوں نے کہا ہمارے بڑے کرتے تھے اور شاستر انکول ہے تب بدھ نے فرمایا کہ ویدوں میں جیو ہنسا کی ممانعت ہے پرانے آریہ برہمن کشتری وغیرہ لوگ ماس نہیں کھاتے تھے جب سے چھتری راجہ لوگ عیاش ہو گئے تب سے ماس کھانا اور ماس کا ہون کرانا رائج ہوا (دیکھو بدھ کی لائف انگریزی)

راجہ دھاوا ایک مشہور ویدوں کا پیرو گذرا ہے جو سناتن دھرم کا تھا اور اگنی ہوتری تھا اس نے مسیح سے ۹۹۵ سال پہلے لوہے کا ایک ستون ڈھالکر بطور کیرتی ستمبھ کے کھڑا کیا تھا جو راجہ پتھورا کے تیج واقع دہلی میں موجود ہے (دیکھو بنگال ایشیاٹک جرنل نمبر ۷ صفحہ ۶۳۰)

مہاراجہ کنشک بھی جو بدھ سے ۵-۶ سو برس پہلے ہوا (یعنی بکرماجیت کے بھائی بھرتری جی سے ایک ہزار سال پہلے) ویدوں کو الہامی مانتا تھا اور ویدک دھرم کا پیرو تھا -

سومترا جس کو بقول جونس صاحب کے ۲۹۰۶ سال ہوتے ہیں) کے عہد میں بھی وید مقدس پر

اُن کا عملدرآمد جاری تھا -

موسیٰ نبی سے پہلے ہندوستان میں ویدک دھرم موجود تھا اور لوگ تمام اُس پر عملدرآمد کرتے تھے (دیکھو منو سمرتی کا انگریزی دیباچہ)

چار ہزار برس ژند اوستا میں جو پارسیوں کی چار ہزار برس سے پرانی کتاب ہے حسب ذیل ویدوں کا ذکر موجود ہے +

ہوم یشت کے باب میں اتھرو وید کا نام آیا ہے اور ایسا ہی بہت جگہ انگرہ رشی کا چنانچہ اُس کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ کرسنانو نے حکومت کے غرور میں اتھرو وید جس کے شروع کا منتر

शन्नोदेवीरभिष्टय आपोभवंतु पीतये शंयोर भिस्रवंतु नः ॥

ہے اپنے راج میں بند کر دیا اس واسطے ہوم یشت نے اس کو تخت سے اُتار دیا (دیکھو ژند اوستا ہوم یشت کی ۱۸ - آیت)

اس کی پروفیسر ہاگ صاحب نے بھی وید کی تصدیق کر کے لکھا ہے کہ کرسنانو کا ایسا ہی بیان ہندوستان کی پرانی کتابوں میں آیا ہے (دیکھو ایتری برہمن ۳ - ۲۰) اور ایتری برہمن کی بابت مارٹن ہاگ کہتا ہے کہ وہ غالباً قبل از مسیح ۲۰۰۰ - اور ۲۴۰۰ سالوں کے درمیان موجود تھا (دیکھو جیمز ملیڈیلکی صاحب کی تحقیقات عام جنگل ہندوستان صفحہ ۲۱۴)

ویاس اور جیمنی بھی جن کو ہوئے کسی طرح بھی چار ہزار برس سے کم عرصہ نہیں گذرا (بلکہ زیادہ) اپنے شاستروں میں ویدوں کے الہام کے قایل ہیں - چنانچہ ویاس جی اپنے ویدانت کے سوتر ۳ میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کا آدی کارن ہونا بھی برہم کی ہستی کا ثبوت ہے کیونکہ ایسا جامع علوم باطنی و ظاہری گیان کسی انسان سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ الہامیہ ہے اس پر تفسیر کرتے ہوئے عرصہ ۲۴۰۰ برس کا گذرا ہے کہ شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں "جو انیک ودیا کے مخزن اور پرکاش یکت سب ارتھوں کے پرکاش کرنیوالے سرگیہ ایشور کے گیان رگ یجر - سام اور اتھرو - وید ہیں - اُن کا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سرب گنوں (جامع جمیع صفات کاملہ) سے یکت ویدوں کا بنیم سرگیہ (عقل کل) ایشور کے اور کسی سے ہونا ناممکن ہے کیونکہ وید سب پدارتھوں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں"

مہابھارت میں بھی ویدوں اور راماین اور منو سمرتی کا ذکر ہے لیکن منو اور راماین اور ویدوں میں بھارت کا ذکر نہیں اور نہ منو میں راماین کا (دیکھو بھارت آدی پرب ادھیائے ۱ اشلوک ۶۲) راماین جو مہابھارت سے بہت پہلے کی کتاب ہے اُس میں بھی ویدوں کا ذکر ہے (بال کانڈ سرگ پہلا اشلوک ۱۴)

ہم واضح شہادتوں سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ آٹھ لاکھ برس سے پرانی ہے - پس وید راماین سے بہت ہی پرانی ہے (بال کانڈ سرگ ۵ اشلوک ۲)

منو سمرتی (جو راماین سے بہت ہی پرانی ہے کیونکہ منو کا راماین میں ذکر ہے) - (دیکھو کسکندھا کانڈ سرگ ۱۷) میں ویدوں کے سوا کسی گرنتھ کا ذکر نہیں ہے ایک دو جگہ کیا بلکہ تمام منو سمرتی اُسی سے بھری ہوئی ہے اور منو کا زمانہ ہم تاریخ دنیا حصہ اول میں ثابت کر چکے ہیں - پس وید منو سے پرانے ہیں -

اور سوریہ سدھانت میں جو منو کا نام ہے اور نہ راماین وغیرہ کا ذکر کسی اور کا اپنا سمرت اُس نے لکھا ہے لیکن ویدوں کو سوریہ سدھانت نے بہت قدیم مانا ہے یہاں تک تو ہم نے کتابی شہادتیں دیں کہ وید کیا بلحاظ تحریر اور کیا بلحاظ تعلیم اور مذہب کے سب سے پرانے ہیں اور جہاں تک شہادت مل سکتی ہے اُس سے پرانی ہے -

یادداشت

وراہ مہر وراہمی سنگتا میں اور کالی داس جیوتر ودا بھرن میں اور کلہن راج ترنگنی میں

لکھتے ہیں کہ ہر نکشتر کے سمے میں سپت رشی منڈل ٹھہرا نکشتر میں تھا ہم نے وہ شلوک جلد اول میں لکھ دیا ہے)۔

سپت رشیوں کے حساب سمجھنے کے واسطے یہ قاعدہ ہے۔

सप्तर्षीणां च यौ दृश्यते उदितौ दिवि। तथास्तु
मथुनक्षत्रे दृश्यते यत् सम मनिशि। तेन सप्तर्ष
यो युक्तास्ति ष्ठन्त्यब्दशतं नृणां। हे तु परिक्षितेका
ले मघास्वासन् द्विजोत्तम॥

ترجمہ سپت رشی منڈل کے پورب طرف میں جو دو نکشتر دیکھے پڑتے ہیں ان کو پلہ اور اُترو کہتے ہیں ان دو نکشتروں میں آتو فی ادمی جو نکشتر دیکھ پڑتے ہیں اُس نکشتر میں سپت رشی منڈل سو سال رہتے ہیں)۔ +

رامائن

یہ سنسکرت نظم کا ایک نامی گرامی تاریخی پستک ہے اس کے مصنف بالمیک جی نے مہاراجا رامچندر راجہ اجودھیا کی ایک ضخیم اور مفصل تاریخ لکھی ہے یہ بہت جگہ طبع ہوئی۔ اور اس کے قلمی نسخے بھی اکثر ملتے ہیں مگر اس میں شلوکوں کا بہت اختلاف ہے۔ جو ایک قلمی کا دوسرے سے اور ایک مطبوعہ کا دوسرے سے بہت فرق ہے شیومت اور ویشنومت کے جھگڑے نے اس میں بہت کچھ گڑبڑ کر دی۔ مگر جہاں تک اس سے اصلی تاریخ کا تعلق ہے کوئی گڑبڑ معلوم نہیں دیتی رامائن اس وقت بہ تفصیل ذیل ملتے ہیں۔

بالمیکی رامائن۔ آدی رامائن۔ مول رامائن۔ ہنومان ناٹک۔ تلسی رامائن۔ ادبھت رامائن۔ یوگ وشیشٹ مہا رامائن۔ مگر سب کی اصل بالمیکی رامائن ہے کوئی اس سے پہلے کے نہیں سب سے اول بالمیکیہ اور آخری تلسی کرت ہے جو اکبر شاہ کے عہد میں بنائی گئی جو رامچندر بالمیک کے وقت تھے وہ ایک بہادر راجہ اور مشہور عالی الشان تھے اور تلسی داس کے وقت وہ تمام دنیا کے پرمیشر ٹھیرائے گئے۔

ادبھت رامائن تو فی الحقیقت فسانہ عجائب ہے اس کا نام ادبھت خود ہی ادبھت ہے یوگ وشیشٹ تو ۷۰۰ سال سے پرانی ہرگز نہیں یہ کسی شنکر آچاریہ کے چیلے کی تصنیف ہے جیسا کہ رام تاپنی و گوپال تاپنی اُپنشد اور داراشکوہ نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔ +

رامائن موجودہ میں ۷ کانڈ ہیں حالانکہ اس کے دیباچہ میں صاف لکھا ہے کہ اس کے چھ کانڈ ہیں ساتواں اُتر کانڈ کسی نے پیچھے سے بطور ضمیمہ کے لگا دیا بقول ایک لائق مورخ کے اُتر کانڈ تو فی الحقیقت اُتر کانڈ ہی ہے رامائن سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بابو ہریش چندر مرحوم بنارسی بھی لکھتے ہیں "اتر کانڈ کے ۹۴ سرگ میں یہ لکھا ہے کہ یہ کانڈ مہا رگھو رشی نے بنایا ہے یہ بھی ایک اچنبھے کی بات ہے اس واکیہ سے تو انگریزی دو اول کا سندیہ سدھ ہوتا ہے (صفحہ ۱ مطبوعہ بانکی پور)۔

رامائن چھ کانڈ میں بالکل سماپت ہو گئی ہے۔ آدی کانڈ میں رامچندر جی کا جنم اور انت کے یدھ کانڈ میں اُن کی مرتیو لکھی ہے اور بڑی عمدگی سے مضمون کو ختم کیا ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ اُتر کانڈ کی کیا ضرورت ہے اور وہ کیوں مانا جاوے۔

پروفیسر گریفتھ صاحب فرماتے ہیں۔ "رامائن ۷ کانڈوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ لیکن شاعری کا وہ ڈھنگ چھٹے کانڈ میں تقسیم ہوتا ہے اور یہ دستور اس کرنے کی بڑی دلیل ہے کہ ساتواں کانڈ پیچھے کسی کی ملاوٹ ہے دیکھو ان کی انگریزی رامائن کا دیباچہ) پس رامائن کل چھ کانڈ بہ تفصیل ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام کانڈ	تعداد سرگ	شلوک	پرکشیپت یعنے ملاوٹی
۱	بال کانڈ	[illegible]	۲۲۵۰	[illegible]
۲	اجودھیا کانڈ	۰	۴۲۵۰	۵۰
۳	آرنیہ کانڈ	۰	۲۳۵۰	۵۰
۴	کسکندھا کانڈ	[illegible]	۲۲۵۰	۵۰
۵	سندر کانڈ	۰	۲۷۵۰	۱۵۰
۶	یدھ کانڈ	۰	۵۷۳۲	۱۳۲
میزان	۶	۰	۱۹۷۸۲	۵۸۲

مشہور اور علامندوں کی مانی ہوئی بات ہے کہ رامائن کے کل ۱۸ ہزار شلوک ہیں اس حساب سے ایک ہزار سات سو بیاسی شلوک زیادہ ہیں اس کا تحقیق تصنیف رامائن میں اس کے سوا نہیں ہے کہ رامچندر جی چیت کے مہینہ۔ نومی کی تیتھ۔ شکل پکش پورن نکشتر پانچ گرہ اُچ استھان میں تھے۔ کرک کے لگن میں۔ برہسپت اور چندرما ان کے سنیوگ میں پیدا ہوئے۔ (دیکھو رامائن بال کانڈ سرگ ۱۸ شلوک ۷-۱۲)

چنانچہ ابھی تک آریہ ورت میں اُس روز یعنی رام نومی کو ہندو لوگ مقدس خیال کرتے ہیں مگر بھارت میں لکھا ہے۔ +

त्रेता द्वापरयोः सन्धौ रामः शस्त्रभृतां वरः।
असकृत पार्थिवं क्षत्रं जघानामर्षचोदितः॥
भा०आ० प० १ अ० २ श्लो० ३ ॥

ترجمہ ترتیا اور دواپر کی سندھی میں شستر دھاریوں میں سریشٹ رام ہوئے جنہوں نے ظالم راجاؤں اور دشٹوں کو مارا اور سب استھے کا پرچار کیا۔ +

رامائن کا زمانہ بعض انگریز مورخ یہاں تک کم کر دیتے ہیں کہ اس کو بھارت کے پیچھے کا بتلاتے ہیں مگر ہم اس کو تعصب کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں۔ خود مہابھارت میں ان کا ہونا دواپر اور ترتیا کی سندھی میں لکھا ہے اور بطور مثال اُن کی رامائن کا خلاصہ بھی لکھا ہے صرف اسی پر خاتمہ نہیں ہے بلکہ جہاں وہ پچھلے پیر ہن گذشتہ راجاؤں کی فہرست دی ہے۔ وہاں مہاراجہ رامچندر جی کا بھی نام مبارک موجود ہے پس کسی طرح دونو ہم عہد نہیں اور رامائن کا زمانہ الٹا بھارت کے بعد ہے۔ ناظرین آپ انگریزی مورخوں کے تعصب پر غور کریں +

پادری ہنٹلی صاحب فرماتے ہیں "رامائن اور رامچندر جی کا زمانہ ۹۵۰ برس قبل مسیح ہے +

کرنیل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۱۰۰ برس پہلے گذرے ہیں۔

مسٹر گریفتھ سابق مترجم رامائن لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں رامچندر جی مسیح سے ۱۲۰۰ برس پہلے ہوئے (جلد اول کا دیباچہ)

ولفرڈ صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ رامچندر جی مسیح سے ۱۴۰۰ برس پہلے ہوئے

ایک اور مورخ فرماتے ہیں کہ رامچندر جی کا زمانہ سنہ عیسوی سے ۱۸۰۰ برس پہلے تھا۔

سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ رامائن مسیح سے ۲۰۲۹ برس پہلے لکھی گئی۔

ہم تاریخ دنیا جلد اول میں ثابت کر چکے ہیں کہ بھارت کا زمانہ ۴۳۳۲ سال کے قریب ہے پس رامائن اُس سے بہت ہی زیادہ پہلے کی ہے یعنی رامچندر جی ترتیا اور دواپر کی سندھی میں ہوئے۔ اس حساب سے دواپر کے ۸۶۴۰۰۰ سال۔ کل یگ کے آج تک ۴۹۹۴ میزان کل ۸۶۸۹۹۴ سال +

آریہ ورت کے سارے جیوتشی بالاتفاق کہتے ہیں کہ رامچندر جی کو ہوئے ۸ لاکھ برس گذر چکے ہیں۔ یہ صرف جیوتشی لوگوں کا خیال ہی نہیں بلکہ زمانہ حال کے مشہور فاضل مسٹر گریفتھ صاحب پرنسپل بنارس کالج فرماتے ہیں "رامائن اور ایلیڈ جیسے

میں ہمیں اپنے خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ وے نہایت ہی پرانے زمانہ کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے کہ پمپئی شہر کے کسی گھر میں ہم گھسے ویسے ہی ہم اُن میں گھستے ہیں۔ گو بہت سے رنگ اب تک بھی تازہ معلوم ہوتے ہیں اور ایسا آبادی کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آتا جو اُس زمانہ کو یاد دلائے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو وے ہمارے عہد کے ہیں اور نہ ہمارے باپ داداؤں کے عہد کے۔ بلکہ ہمارے اور ہمارے مذکورہ بالا یعنی رامائن کے درمیان زمانوں کا سمندر یعنی نہایت ہی بیشمار زمانہ پڑا ہوا ہے (دیباچہ رامائن انگریزی)

اشٹادھیائی

یہ ویاکرن کا گرنتھ ایک مشہور و معروف فاضل پانینی منی کی تصنیف ہے۔ یہ تمام تر سوتروں میں ہے اس کا زمانہ بہت پرانا ہے۔ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ وہ آٹھ ادھیاؤں میں منقسم ہے +

	ادھیاء اول		ادھیاء دوم		ادھیاء سوم		ادھیاء چہارم		ادھیاء پنجم		ادھیاء ششم		ادھیاء ہفتم		ادھیاء ہشتم	
	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر	پاد	سوتر
	۱	۷۵	۱	۷۲	۱	۱۵۰	۱	۱۷۸	۱	۱۳۶	۱	۲۲۳	۱	۱۰۳	۱	۷۴
	۲	۷۳	۲	۳۸	۲	۱۸۸	۲	۱۴۵	۲	۱۴۰	۲	۱۹۹	۲	۱۱۸	۲	۱۰۸
	۳	۹۳	۳	۷۳	۳	۱۷۶	۳	۱۶۶	۳	۱۱۹	۳	۱۳۹	۳	۱۲۰	۳	۱۱۹
	۴	۱۱۰	۴	۸۵	۴	۱۱۷	۴	۱۴۴	۴	۱۶۰	۴	۱۷۵	۴	۹۷	۴	۶۸
میزان	۴	۳۵۱	۴	۲۶۸	۴	۶۳۱	۴	۶۳۳	۴	۵۵۵	۴	۷۳۶	۴	۴۳۸	۴	۳۶۹

اشٹادھیائی میں ادھیاء ۸ - پاد ۳۲ سوتر ۳۹۹۶ ہیں

तीणि सूत्रसहस्राणि तथा नवशतानि च ।
षण्णवति सूत्राणां पाणिनिः कृतवान्स्वयम् ॥

ترجمہ یعنی تین ہزار اور نو سو ۹۶ سوتر پانینی نے خود بنائے ہیں (دیکھو بوہٹلنگ کی پانینی ایڈیشن جلد ۲ صفحہ ۱۹)

لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں۔ "پانینی جو علم سنسکرت کے صرف و نحو میں ایک نہایت عالم و فاضل گذرا ہے اُس کا ویاکرن بڑا مشہور ہے۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پانینی بدھ مذہب کے بانی بدھ سے کچھ پیشتر گذرا ہے (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۷)

اسکی تردید ہم تاریخ دنیا جلد اول میں کر چکے ہیں یہ اعتراض سراپا بے اصول ہے +

حکیم بھاسکر آچاریہ کا زمانہ

اس مشہور فاضل حکیم کی بنائی ہوئی کتب حسب ذیل ہیں :-

سدھانت شرومنی - گول ادھیائی - بیج گنت - کرن کتوہل - لیلاوتی - یہ نامور حکیم سنہ ۱۰۳۶ شالباہن کے قریب ملک دکھن کے بیدر شہر میں بخانہ مہیشر برہمن کے متولد ہوا۔

اس کی بابت لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں۔ "نجوم کے علم میں ایک اور مصنف "بھاسکر آچاریہ" نام سنہ ۱۱۱۴ء کے قریب مقام بیدر علاقہ دکھن میں پیدا ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس نے علم ریاضی کا ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جو زمانہ حال کے ریاضی دانانِ یورپ کے مسئلہ جزئیات سے بہت مشابہ ہے" (تتمہ اول صفحہ ۲۳۴)

اس کی بنائی ہوئی کتاب لیلاوتی کا ترجمہ مشہور فاضل فیضی نے بعہد اکبر بادشاہ کے کیا ہے جس کے دیباچہ میں وہ لکھتا ہے "مولف این کتاب حکیم نامور بھاسکر آچاریہ است کہ در حکمت ریاضی نظیر عہد خود بود و مولد و موطنش شہر بیدر است از بلاد دکن و تاریخ تالیف این کتاب معلوم نیست اما کتابے دیگر دارد در اعمال استخراج تقویم و حقائق اسرار تنجیم موسوم بہ کرن کتوہل

करणकुतूहल

و آنجا تاریخ تالیف او نوشتہ کہ یکہزار و یک صد و پنج سال بعد از تاریخ شالباہن کہ در ہندوستان متعارف بود از آں سال تا امسال کہ سی و دوم سال از تاریخ الٰہی ست موافق بسال نہ صد و نود و پنجم از تاریخ قمری سہ صد و ہفتاد و سہ سال گذشتہ بود" (دیباچہ لیلاوتی صفحہ ۳ موجودہ لائبریری آریہ سماج مظفرگڈھ)

महेश्वरात्मजः

کرن کتوہل میں بھاسکر آچاریہ جی نے اپنے پتا کا نام لکھا ہے اور سال تصنیف سمت ۱۱۰۵ شالباہن مندرج ہے۔ لیلاوتی نام گرنتھ اُس نے اپنی پیاری بیٹی کے نام پر تصنیف کیا اور بعضوں کا خیال ہے کہ خود اُسکی بیٹی نے تصنیف کیا +

پنچ تنتر و ہتوپدیش یہ گرنتھ راج نیت کا ہے اس میں راجا نند (جس کا وزیر وررچی تھا) کا ذکر ہے۔ (دیکھو منتر ہم کتھا صفحہ ۲۹۴ مطبوعہ کلکتہ) مہاراجہ چندرگپت اور چانک رشی کی تعریف کا بھی اسمیں ذکر ہے (دیکھو کتھا کا آغاز صفحہ ۵) نند اور چندرگپت اور چانک کا زمانہ ظاہر ہے پس یہ گرنتھ اُن کے بعد بنایا گیا بکرم کا اس میں بالکل ذکر نہیں اور نہ اُس کے کسی فاضل نورتن کا۔ بنابراں معلوم ہوتا ہے کہ بکرم سے پہلے بنایا گیا +

نوشیرواں (کسرٰے) بادشاہ ایران کے حکم سے سنہ ۵۳۱ء و ۵۷۹ء مطابق سمت ۵۸۸ و سمت ۶۳۶ بکرمی میں برزویہ حکیم نے اس کا ترجمہ پہلوی میں کیا اور پھر دنیا کی تمام مشہور زبانوں میں ترجمہ ہوگیا اس کے مصنف کا نام وشنو شرما ہے جو بعہد راجا امر شکتی المعروف سودرشن کے گذرا ہے یہ مہلاپور نام نگر کا متعلقہ علاقہ دکھن کا راجہ تھا اسی کا خلاصہ ہتوپدیش ہے شاہنامہ میں بھی فردوسی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

مدرا راکشس ناٹک۔ اس میں اُس انقلاب سلطنت کا ذکر ہے جس میں مگدھ کے خاندان نند کی جگہ چندرگپت وہاں کا راجہ ہوگیا۔ پہلے وزیر کو جو نند کے ساتھ سازش کرکے خود راجہ بننا چاہتا تھا۔ پنڈت چانک جی کی حکمت عملیوں سے شکست فاش ہوئی اور چندرگپت گدی پر بیٹھا۔ مشہور فاضل بساکھ دت نے چانک جی کی خاطر کے واسطے اسے تصنیف کیا۔ اس کا زمانہ تصنیف مسیح سے تین سو برس پہلے ہے غرضیکہ چندرگپت کی سلطنت کا آغاز اور اس کی تصنیف کا زمانہ ایک ہی ہے (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۲۳ تتمہ اول) +

چندرگپت نے چوبیس برس یعنی ۳۱۵ سے ۲۹۱ برس قبل مسیح تک بڑی شان و شوکت سے سلطنت کی (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۲۳۶)

"گرہ لاگھو" یہ گرنتھ جیوتش کے متعلق ہے

द्वयक्ष्मानितु

۱۴۴۲ شالباہن میں یہ گرنتھ بنا ہے۔

शाकईश्वहस्कल

"تاجک" یہ گرنتھ پنڈت نیل کنٹھ جی جیوتشی کا مصنفہ ہے اور تہلت کے متعلق ہے اس کا سال تصنیف سمت ۱۵۰۹ شالباہن ہے +

"مہورت چنتامنی" یہ گرنتھ اور اسی کے مصنف پنڈت گنیش دیوجی کی اجیت جاتک النکار و جاتک بھرن باہمی قریب زمانہ کے ہیں اس کا مصنف پنڈت نیل کنٹھ کا چھوٹا بھائی تھا مہورت چنتامنی سمت ۱۵۲۲ شالباہن میں۔ اور جاتک النکار سمت ۱۵۳۵ شالباہن میں تصنیف ہوئے +

دن اور رات کا اندازہ جاننے کا صحیح قاعدہ

جس سمے سورج طلوع ہو۔ اس کو اگر دوگنا کیا جاوے تو حاصل ضرب راتری کا

پرمان ہے اور جس سمہ سورج غروب ہو اُس کو اگر دگنا کیا جاوے تو دن کا پرمان ہے مثلاً اگر سورج ۵ بجے طلوع ہو تو رات کا اندازہ دس گھنٹہ ہوگا اور اگر سورج ½۶ غروب ہو تو دن کا پرمان ۱۳ گھنٹہ ہوگا *

پوران کس نے بنائے

ہمارے بھولے بھالے ہندو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ پوران اور اٹھارہ اُپ پوران ویاس جی نے بنائے ہیں جو پراشر کے فرزند اور مہاراج یدھشٹر کے وقت میں موجود تھے جن کو آجتک ۴۲۲۱ سال ہوتے ہیں اس میں وہ پرمان دیا کرتے ہیں کہ

अष्टादश पुराणानां कर्ता सत्यवतीसुतः

یعنی اٹھارہ پورانوں کے مصنف ستوتی کے بیٹے ویاس جی ہیں مگر پورانوں کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ یہ خیال ان کا درست ہے اور نہ ہی یہ سنسکرت واک۔

یہ خیال درست کرنے کے واسطے ہم اپنی برسوں کے تحقیقات کردہ ذخیرہ سے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کرتے ہیں امید ہے کہ دھرم کے متلاشی اور تاریخ کے شائق پکشپات چھوڑ کر اسے مطالعہ فرماوینگے *

ثبوت اول۔ سارے ودوانوں کی اس بارے میں ایک رائے ہے کہ اٹھارہ پوران مہابھارت سے پیچھے تصنیف ہوئے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے بھاگوت راجا پریکشت کو سنایا تھا اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یدھ کے بعد جناب مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوئے انہوں نے ۳۶ سال اور ۲۵ دن راج کیا یدھشٹر کے وفات پانے پر راجہ پریکشت گدی نشین ہوئے۔ جنہوں نے ۶۰ برس راج کیا بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجہ پریکشت کے آخری دنوں میں جب اُسے سانپ نے کاٹنا تھا شکدیو نے بھاگوت سنایا۔ (دیکھو بھاگوت)

مگر مہابھارت کے شانتی پرب ادھیاء ۳۲۲ اور ۳۲۳ سے ثابت ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمہ یدھشٹر اُن سے اُپدیش سننے گئے۔ تب انہوں نے شکدیو جی کا اس طرح ذکر کیا کہ بہت برس گذرے شکدیو جی مر گئے وہ یوگی پُرش اور ویاس جی کے فرزند تھے اُن کے مرنے پر ویاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے

یدھشٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور اُس وقت راجہ پریکشت حمل میں تھے اب جائے غور ہے کہ جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی شکدیو جی مر گئے تھے تو اُن کا ۹۶ سال بعد آنکر بھاگوت سنانا کس قدر صریح جھوٹ ہے۔ اس جگہ دیوی بھاگوت مترجم کا لکھنا بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں یہ بھاگوت بوپ دیو برادر جے دیو نے بنائی ہے (دیکھو دیباچہ دیوی بھاگوت)

پس صاف ظاہر ہے کہ نہ پریکشت نے سنی اور نہ شکدیو نے سنائی اور نہ ویاس اس کے مصنف ہیں *

اور بوپ دیو مہاراجہ بھوج کے عہد میں یعنی سمت ۱۱۴۱ بکرمی میں ہوا جن آدمیوں نے بوپ دیو کرت مگدھ بودھ ویاکرن کا مطالعہ کیا ہے وہ صاف شہادت دیتے ہیں کہ مگدھ بودھ اور بھاگوت کا کرتا ایک ہی ہے *

ثبوت دوم۔ اٹھارہ پورانوں میں بدھ کو وشنو کا اوتار قبول کیا ہوا ہے اور جن عبارات میں یہ ذکر ہے اُس میں جیسے باتیں معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل اور جو بدھ کے اوضاع و اطوار بیان کئے ہیں۔ وہ زمانہ بدھ کے حالات سے ٹھیک ملتے ہیں *

(دیکھو شیو پوران پورب آردھ۔ کھنڈ پانچواں۔ ادھیاء ۲ سے ۹ تک اور بھاگوت) اور آرسی دت صاحب اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں "وشنو پوران کے تیسرے حصہ کے آخری ادھیائیں بدھوں اور جینیوں کے مذہب کی تردید ہے" (جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

اور پدم پوران میں بھی بدھ مذہب کا ذکر ہے *

दैत्यानां नाशनार्थाय विष्णुना बुद्धरूपिणा।
बौद्धशास्त्रमसत्प्रोक्तं नग्ननीलपटादिकम्॥

مگر مورخوں نے پرانے نشانات۔ یادگاروں۔ میناروں۔ بدھ مندروں کے کتبے اور آریہ ورت۔ لنکا۔ برہما۔ چین۔ تبت کی کتابوں عجائب گھر کے بتوں سے ثابت کیا ہے کہ بدھ بکرماجیت سے ۶۱۴ برس پہلے ہوا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مر گیا۔ جس کو آجتک دو ہزار پانچ سو برس ہوئے اور ویاس جی کو پانچ ہزار تین سو برس۔ اس حساب سے بدھ ویاس جی سے تقریباً دو ہزار برس پیچھے ہوئے۔ بنابراں ویاس پورانوں کے مصنف نہیں ہیں

ثبوت سوم۔ سوامی شنکر آچاریہ مشہور دکھنی برہمن رامانج سے بہت پہلے گذر چکے ہیں کیونکہ رامانج نے شنکر بھاشیہ اور شنکر مت کا اچھی طرح کھنڈن کیا ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اُن کو گذرے بہت کچھ مدت ہو چکی ہے اور اُن کا مت ادویت واد رو دستور سے پیدا ہوا ہے اور ہم اسی کتاب میں ثابت کر چکے ہیں کہ شنکر آچاریہ کو ہوئے دو ہزار دو سو برس کے قریب گذرے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عموماً ہندو شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں اور اُن کا ہونا بدھ مت سے کسی طرح بھی پہلے نہیں۔ کیونکہ اُنہوں نے بدھ مت کا کھنڈن کیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ کے مت میں سارا جگت مایا اور وہ اپنے آپکو برہم کہتے تھے۔ اب پدم پوران میں پاربتی کو مہادیو کہتے ہیں۔ (دیکھو سانکھیہ شاستر ٹیکا وگیان بھکشو کی بھومکا صفحہ ۷ و ۸)

मायावादमसच्छास्त्रं प्रच्छन्नं बौद्धमेव च। मयैव क
थितं देवि कलौ ब्राह्मणरूपिणा॥ अपार्थं श्रुति
वाक्यानां दर्शयँल्लोकगर्हितम्। कर्मस्वरूपत्याज्य
त्वमत्र च प्रतिपाद्यते॥ सर्वकर्मपरिभ्रंशान्नैष्
कर्म्यं तत्र चोच्यते। परात्मजीवयोरैक्यं मयात्र प्रति
पाद्यते॥ ब्रह्मणोऽस्य परं रूपं निर्गुणं दर्शितं मया।
सर्वस्य जगतोऽप्यस्य नाशनार्थं कलौ युगे॥ वेदा
न्तवन्महाशास्त्रं मायावादमवैदिकम्। मयैव क
थितं देवि। जगतां नाशकारणात्॥ पद्म॰ अ॰ २०९

ترجمہ جس میں مایا کا خاص مذکور ہے۔ ایسا جھوٹا شاستر در پردہ بدھ ہے وہ میں نے خود ہی کلجگ میں برہمن کا روپ دھار کر لکھا ہے جس میں ویدک شرتیوں کا اُلٹا ارتھ کیا گیا ہے تاکہ دنیا کی نندا ہو اور جس میں کرموں کو بالکل چھوڑ دینے کا ذکر ہے اور جس میں سرب کرموں سے رہت کو نیشکرم کہا ہے اور پرماتما اور جیو کی ایکتائی کر دی جس میں پربرہم کو بالکل گنوں سے رہت کہا ہے۔ وہ میں نے خود جگت کے ناش کے واسطے کلجگ میں ویدانت کی طرح پر ظاہر ہو۔ اس مخفی غرض کو پورا کرنے کے واسطے (مگر اصل میں ویدک نہیں) اے دیوی رچا ہے۔

---

۱ پورانوں کے نام۔ مارکنڈے پوران۔ بھوشت پران۔ بھاگوت پوران۔ برہم ویورت پران۔ برہمانڈ پوران۔ شیو پران۔ وشنو پران۔ وراہ پوران۔ لنگ پوران۔ پدم پوران۔ نارد پوران۔ کورم پوران۔ اگنی پوران۔ متسی پوران۔ برہم پوران۔ وامن پوران۔ سکند پوران۔ گرڑ پوران۔ اُپ پورانوں کے نام۔ سنتکمار۔ نرسنگھ۔ وایو۔ شیو دھرم۔ درباسا۔ کپل۔ نارد۔ نندکیشور۔ شکر۔ آدت۔ ورن۔ سانبو۔ کلکی۔ مہیشر۔ پدم۔ دیو۔ پراشر۔ مریچ۔ بھاسکر *

اس سے صاف ظاہر ہے کہ پدم پوران بدھ مت اور شنکر آچاریہ کے پیچھے بنا ہے دو ہزار برس سے پورانا نہیں پس کسی طرح ویاس کی تصنیف نہیں ہو سکتا کیونکہ شنکر آچاریہ کی تصنیفات میں ۱۸ پورانوں کا نام ہرگز مندرج نہیں اور اسی طرح کورم پوران ادھیائے ۳۰ میں شنکر سوامی کا ذکر ہے (دیکھو پرشست پاد بھاشیہ مطبوعہ بنارس سنہ ۱۹۰۵ع کا چاست یہ صفحہ ۲۲)

ثبوت چہارم۔ متسیہ پوران میں نرواہن دت یعنی مہاراجہ وکرماجیت جی کا نام موجود ہے اور ان کے ساتھ کالی داس کا بھی ذکر ہے پس یہ پوران ۱۹۵۰ برس سے اس طرف کا بنا ہوا ہے

ثبوت پنجم۔ رامانج ویشنوؤں کے آچاریہ ہوئے ہیں جنہوں نے ویشنو مت چلایا سمت ۱۰ بکرمی کی جیت پنڈی کو کیشو کے گھر پیدا ہوئے۔ انہوں نے شنکھ چکر گدا پدم کا داغ چیلے مریدوں کو لگانے کا حکم دیا۔ ان سے پہلے اس طرح کا کہیں ذکر نہیں۔ لیکن اس مت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے

शंखचक्रतापविंत्वाय स्यदेहः प्रदह्यते। स जी
वन्कुणपस्त्याज्यः सर्वधर्मविहिष्कृतः

ترجمہ جس کے جسم پر شنکھ چکر کے نشانات لگائے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ تمام دھرم کاموں سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لائق ہے

مسٹر آر سی دت اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ پدم پوران میں شنکھ چکر لگانے کا ذکر ہے یہ سب باتیں محمدیوں کے ہندوستان میں آنے کے پیچھے داخل ہوئیں ڈاکٹر ولسن صاحب کی یہ رائے ہے "اس پوران کے آخری حصے مسیح کی پندرھویں یا سولھویں صدی میں لکھے گئے" (جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

چونکہ لنگ پوران اور پدم پوران بھی اٹھارہ پورانوں میں ہیں بنا برآں یہ پوران گیارھویں صدی سے اس طرف کی تصنیف ہیں ویاس کے بنائے ہرگز نہیں ہو سکتے

ثبوت ششم۔ وایو پوران کے ایک لنگ مہاتم میں بابا رتن چور کا نام موجود ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بابا [illegible] میں تھا۔ یہ بابا پار مسلمان ہو گیا تھا پس وایو پوران [illegible] سے پہلے کا ہرگز نہیں

ثبوت ہفتم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۱ بکرمی میں اڑیسہ کے راجہ اننگ بھیم دیو نے بنایا تھا اس سے پہلے نہیں تھا اور مندر پر بھی یہ ثبوت لکھا ہوا ہے جس میں مورخین کی متفق ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکند پوران میں لکھا ہے (دیکھو اسکند پوران کا اتکل کھنڈ) اور آر سی دت لکھتے ہیں کہ برہم پوران میں بھی جگن ناتھ کے مندر کا ذکر ہے (آر سی دت کی ہسٹری آف انڈیا جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ و ۳۳۰) بنا برآں اسکند پوران اور برہم پوران سمت ۱۲۳۱ سے پیچھے بنائے گئے کسی طرح ویاس کے بنائے ثابت نہیں ہوتے

ثبوت ہشتم۔ تزک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتے ہیں کہ میرے باپ کے عہد میں ایک پادری آیا تو تمباکو کو بھی یہ چیزیں لایا تھا اس سے پہلے اس دیش میں نہیں تھیں (دیکھو تزک) اور تمام مورخ بھی اس بات پر متفق الرائے ہیں لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے

प्राप्ते कलियुगे घोरे सर्ववर्णाश्रमे नराः।
तमालं भक्षितं येन स गच्छेन्नरकार्णवे॥

(ترجمہ) اس گھور کلجگ کی پراپتی پر جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے اور پدم پوران ادھیائے ۲۲ میں لکھا ہے

धूम्रपानरतं विप्रं दानं कुर्वन्ति ये नराः।
दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः

ترجمہ۔ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے وہ داتا نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن گاؤں کے سور کا جنم لیتا ہے

واضح ہو کہ تمباکو امریکہ کی زبان کا لفظ ہے۔ ہندوؤں کے کسی دھرم شاستر میں تمباکو کا نشیدھ نہیں لکھا۔ اور بابا نانک سے لیکر ہر کشن جی آٹھویں بلکہ تیغ بہادر نویں گدی نشینوں تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا کیونکہ یہ اس زمانہ میں تازہ آیا اور ابھی اتنا پرچار بھی نہیں پایا تھا۔ مگر اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں دسویں گدی نشین گورو گوبند سنگھ جی نے اس کا تمام رواج ہوتا دیکھ کر اس کا نشیدھ کیا اور ان کے پیچھے جو جو مذہبی فرقہ ہوئے سب اس کا کھنڈن کرتے رہے جیسے دادو پنتھی وغیرہ

پس پدم پوران اور برہمانڈ پوران دونو جہانگیر کے والد اکبر بادشاہ کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور یہ تو ظاہر ہے کہ اکبر بادشاہ نے سمت ۱۶۱۳ بکرمی سے ۱۶۶۲ تک راج کیا۔ پس کسی طرح ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں بلکہ تین سو برس کے اندر کے بنائے ہوئے ہیں

ثبوت نہم۔ پدم پوران کے بھاگوت مہاتم میں لکھا ہے کہ تیار ہو دیا کل ہو کے کوٹ لے اور کہا کہ ملیچھوں نے سومنات۔ بنارس۔ ایودھیا متھرا وغیرہ تیرتھوں میں مندروں کو توڑ ڈالا اور شاستروں پر قبضہ کر لیا۔ برہمن اور پجاری لوگ بھاگتے دکھائی دیں (دیکھو اترکھنڈ ادھیائے ایک شلوک ۲۷ سے ۴۴ تک مطبوعہ بمبئی)

لیکن سب جانتے ہیں کہ ایسا حال مندروں کا محمود کے وقت سے اورنگزیب کے وقت تک ہوتا رہا یعنی سنہ ۱۰۰۰ع سے ۱۷۰۰ع تک۔ پس پدم پوران کسی طرح ویاس جی کی تصنیف نہیں

ثبوت دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک جیکالرا کسی ملیچھ طوائف پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمانی رنڈیاں بھی موجود نہیں تھیں اور جب مسلمانی طوائفیں نہیں تھیں تو ان پر کوئی فریفتہ ہوتا تھا اور نہ لوگوں کے دین و ایمان غارت ہوتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے حملہ سے پیچھے بنا ہے۔ ویاس جی سے اس کا کوئی تعلق نہیں

ثبوت یازدہم۔ ویاس جی کے مصنف ویدانت سوتر میمانسا کی دنیا کیا۔ یوگ بھاشیہ دنیا میں ظاہر ہیں۔ ان کا دھرم بھی کسی وید سے مختلف نہیں مگر یہ اٹھارہ پوران ان مذکورہ کے بالکل مخالف ہیں۔ ان کا منشا ویاس جی کے تصنیف کردہ ہرگز نہیں ہو سکتا جس سے ثابت ہے کہ یہ پوران ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں

ثبوت دوازدہم۔ اشٹادش پورانوں میں رشی منی اور دیوتا لوگوں کی نندا لکھی ہے اور انہیں کو کلنک لگائے گئے ہیں جیسے برہما جی پر بیٹی سے ہمبستری کا کلنک۔ برہسپتی جی کو بھی اپنے بھائی کی استری سے زنا کا کلنک۔ وشنو کو جالندھر کی استری برندا سے۔ اندر کو گوتم کی استری اہلیا سے۔ سورج کو کنتی سے۔ چندرما کو اپنے گورو برہسپتی کی استری تارا سے۔ وایو اور مہادیو کو کیسری کی استری انجنی سے۔ ورن کو اگستی کی ماتا اروشی سے۔ برہسپتی کو اپنی بھاوج ممتا سے۔ وشوامتر کو اروشی سے۔ پراشر کو مچھودری سے۔ ویاس کو داسی سے۔ وردیو جی کو پانچ جا بیدوں کا۔ دیوتوں کو ناچنے اور شراب پینے کا۔ رامچندر کو ناری کے شکار سے بیاہ ہونے اور سیتا کو گھر سے نکالنے کا وغیرہ وغیرہ۔ کلنک سیکڑوں منی دیوتاؤں پر لگائے گئے مگر بدھ پر کوئی کلنک نہیں لگایا جس نے ناستک مت کا ویشاپن پرچار کیا اور پورانوں کی تعلیم کا آخری نتیجہ بھی ناستک بنانا ہے اور یہی سبب ہے کہ صد ہا برہمن اس وقت تک بھی جینیوں کے مندروں کے پجاری بنے ہوئے ہیں۔ بنا برآں ظاہر ہے۔ اور عقل

شہادت دیتی ہے۔ کہ پورانوں کے تصنیف کرنے والے بدھ مت کے ماننے والے تھے یہ کہ مہاتما ویاس جی نے سمرتی میں لکھا ہے۔

यो ऽनधीत्य द्विजो वेदमन्यत्र कुरुते श्रमम् । सजीवन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः ॥ मं० अ० २ श्लो० १६८

ترجمہ۔ جو برہمن کشتری و ویشیہ۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا بلکہ دیگر گرنتھوں کی تعلیم میں مصروف رہتا ہے۔ وہ زندگی میں ہی قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے اور جب بدھوں نے پوران بنائے اور ابھی تک ہندوؤں نے انہیں اپنے مذہبی پستک نہیں تسلیم کیا تھا تب اتری سمرتی میں اس میں لکھا ہے +

वेदैर्विहीनाश्च पठन्ति शास्त्रं शास्त्रेण हीनाश्च पुराणपाठाः । पुराणहीनाः कृषिणो भवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवता भवन्ति ॥ अत्रिस्मृतिः ३८२

ترجمہ۔ وید سے ہینت لوگ شاستر پڑھتے ہیں اور شاستر سے ہینت پوران پڑھتے ہیں پر ان سے ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے بھرشٹ بھاگوت پڑھتے ہیں +

اس کے ساتھ ہی پورانوں کا سبب تصنیف بھی ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ ہم پورانوں کی تعلیم سے پرہیز کریں +

स्त्रीशूद्रद्विजबन्धूनां त्रयी न श्रुतिगोचरा कर्मश्रेयसि मूढानां श्रेय एवं भवेदिह इति भारतमाख्यानं कृपया मुनिना कृतम् ॥
भागवत स्कं० १ अ० ४ श्लो० २५

ترجمہ۔ استری شودر اور دوجوں کے نوکروں کو ویدوں کا ادھکار نہیں۔ سو ان کے واسطے پوران بنائے گئے ہیں +

پورانوں کی بابت دیگر فضلا کی عمومار اے ہم یہاں درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں پورانوں میں خود غرضوں کی طرف سے یہاں تک تحریف ہوئی ہے کہ وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں ہے چنانچہ بھوشٹ پوران کے آٹھویں ادھیائے پورب بھاگ کے شلوک ۳۲ و ۳۳ میں نانک جی کا اوتار ہونا بھی لکھ مارا ہے جو راجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت کی کارستانی ہے +

مورخ مارشمین۔ اپنی ہسٹری میں لکھتے ہیں کہ ۳۳ کروڑ دیوتا بدھ مذہب کے خارج ہو جانے کے بعد پوروہتوں کے حکم کے موجب ہندوؤں کی پرستش میں داخل ہوئے اور ان پورانوں میں پرانے سے پرانے ایک ہزار برس اور نئے سے نئے ساڑھے چار سو برس کے ہیں (صفحہ ۲۳ حصہ اول)

چونکہ پورانوں میں مسلمانوں کی فتح کے بعد بہت ساری تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ اس لئے وہ اسلامی فتح سے پہلے ہندوؤں کی زندگی اور حالات کی تصویر کے لئے ایک غیر محفوظ اور ناقابل اعتبار ہیں (ایشنٹ ہسٹری آف انڈیا جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

پھر وہی مورخ پورانوں اور اپ پورانوں کا ذکر کر کے نہایت افسوس سے لکھتا ہے کہ ان شخصوں کی سنتان جو کہ ویدوں کی رچاؤں کو گاتے تھے اور اپنشدوں کے حق اور سنجیدہ اور اعلیٰ تحقیقات کے موجد تھے۔ اس وقت ایسی بیہودہ گوئیوں میں اعتبار کرتے ہیں۔ اور ایسی مذہبی رسومات کو ادا کرتے ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

بادشاہوں اور راجاؤں کے کئی قسم کے حالات پہلے موجود تھے جن کو انہیں پوران کہتے تھے اگر یہ ہم گرنتھوں کے علاوہ تھے تو وہ کھوئے گئے ہیں۔ غالباً یہ لوگوں کی زبانوں میں موجود رہے۔ اور ان میں بہت سی تبدیلیاں کی گئیں۔ اور وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ جھوٹے قصے ملا دیئے گئے اور غالباً دو ہزار برس پیچھے ان کی اخیر میں شکل ہوئی جن میں کہ ہم اب ان کو پاتے ہیں یعنی نویں پوران کیونکہ یہ اب تحقیق ہو چکی ہے کہ وہ پوران جو اب موجود ہیں یہ پورانک زمانہ میں بنائے گئے ہیں۔ اور مسلمانوں کے ہندوستان فتح کرنے کے بعد کی صدیوں میں ان میں تبدیلیاں کی گئیں اور زیادتیاں بھی کی گئی ہیں (جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

پھر وہی مورخ اول پوران اور تنتروں کا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ جب قومی زندگی ایک بات پر انتہا کو پہنچتی ہے۔ اور کمزوری طاقت کی خواہش کرتی ہے اور جب ایک غیر قوم کی صدیوں کے ماتحتی نے ایسی جہالت اور انتہا درجہ کی کمزوری پیدا کر دی تھی۔ تب آدمیوں نے خراب اور ابتر (ناپاک) طریقوں سے اس طاقت کو حاصل کرنا چاہا جو موزوں اشوریہ یمیوں کے مطابق صرف ہماری اخلاقی عقلی اور جسمانی طاقتوں کے آزادانہ کھلے طور اور صحیح استعمال سے حاصل ہو سکتی تھی۔ مورخ کے واسطے تنتروں کا لٹریچر بیوقوفیوں کی کچھ بھی خاص شکل ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ انسانی دل کی ایک مریض حالت بیان کرتا ہے جو کہ صرف ایسے وقت ممکن ہے جبکہ قومی زندگی کوچ کر چکی ہو اور رسوم پولٹیکل گیان گم ہو چکا ہو۔ اور علم کا چراغ گل ہو گیا ہو + (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶)

"سب سے پہلے مورخ ابوریحان یعنی البرونی نے جو محمود کے وقت ۱۰۳۰ء میں آریہ ورت میں آیا۔ اس نے اپنی کتاب میں ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے۔ (آر سی دت کی ہسٹری آف اینشنٹ انڈیا)

پرتھوی راج راسہ کے پنجابی مصنف و مورخ کوی چاند بردائی نے (چاند بردائی) نے جو ۱۱۹۳ء میں ہوا ہے۔ ابھی ۱۸ پورانوں کا نام لکھا ہے۔

بابا نانک جی نے بھی ۱۸ پورانوں کا ذکر کیا ہے جو [illegible] میں بعہد بابر بادشاہ کے گذرے ہیں۔

پس صاف ظاہر ہے کہ موجودہ پوران کم و بیش کسی نہ کسی شکل میں [illegible] مطابق سمت [illegible] بکرمی سے پہلے موجود تھے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کی فہرست میں دیدانت گرنتھوں میں ایک آتم پوران بھی لکھا ہے جس کا کرتا شنکر آچاریہ مدرسی ہے (صفحہ ۱۰۵) مگر یہ ۱۸ پورانوں میں شمار نہیں ہوتا

منشی اندرمن صاحب مرحوم مراد آبادی بھی اٹھارہ پورانوں کا مصنف ویاس کو نہیں تسلیم کرتے تھے بلکہ بہت سے لوگوں کی تصنیف بتلاتے تھے چنانچہ چار پانچ کے نام بھی درج کئے ہیں راجہ بھوج جو سمت ۱۰۸۵ بکرم میں ایک بڑا نامور اور سنسکرت کا قدردان راجہ گذرا ہے۔ (ایسا سنسکرت کا قدردان اس کے بعد کوئی نہیں ہوا) اس نے پنڈتوں کو ایک ایک شلوک پر لاکھ لاکھ روپے دئے ہیں۔ بہت سی پوتھیاں اس کے وقت کی بنائی ہوئی اب تک موجود ہیں۔ ان کی قدر السیدلیست دیکھا (اگرچہ ایسے لوگ بہت کم تھے جو سنسکرت زبان نہ جانتے ہوں)۔ (دیکھو جام جہاں نما جلد ۲ سنہ ۱۸۶۰ء صفحہ ۹۸)

اسی راجہ بھوج کے عہد کے بنے ہوئے سنجیونی گرنتھ میں لکھا ہے کہ راجہ بھوج کے راج میں ویاس جی کے نام سے کسی نے مارکنڈے اور شیو پران بنایا تھا۔ جس کا سماچار راجہ بھوج کو معلوم ہونے سے ان پنڈتوں کو سخت سزا دی (قطع ید) اور یہی دنڈ دیا اور ان سے کہا جو کوئی کاویہ آدی گرنتھ بناوے تو اپنے نام سے بناوے۔ رشی منیوں کے نام سے نہیں۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۹)

اصل میں اس کی ایسی قدردانی کے سبب سے جعلساز لوگوں نے جھوٹے گرنتھ بنا کر رشی منیوں کے نام سے پیش کئے جیسا کہ پوران ساشتر میں صرف خود غرض عیاش پنڈتوں کا قصور ہے۔ راجہ صاحب کا نہیں +

مختلف تاریخی واقعات کا سلسلہ زمانہ بکرمی سموت سے

	نمبر شمار	نام تاریخی یا مذہبی یا علمی واقعہ کا	سموت بکرم سے پہلے	کیفیت
	١	مہاسٹر سوتر کا زمانہ	٢٣٥٠	بکرم سے پہلے
	٢	مہاراجہ یدھشٹر کا زمانہ	٢٣٨٠	•
	٣	منی ویاس جی کا زمانہ	٢٣٨٠	•
	٤	سری کرشن جی کا زمانہ	٢٣٨	•
	٥	مہاراجہ جنمیجہ فرزند مہاراجہ پرکشت کا زمانہ	٢٣٣٣	•
2397B	٦	زردشت نبی کا زمانہ	٢٣٤٤	•
	٧	گونرد پہلا کشمیر کا راجہ ہوا	٢٣٢٠	اس سے کرشن جی کا [illegible] ہوا
	٨	ملکہ ایران الاقدس زوجہ بادشاہ [illegible] نے ہند پر حملہ کیا	٢٠٠٠	•
	٩	شاہ ترس ستادہ معرف نے حملہ کیا اور گنگ تک آیا	١٢٠٨	•
	١٠	چاندوں کا بزرگ راجہ پسل پیدا ہوا	٦٥٠	•
705B	١١	[illegible] حالات لکھا گیا +	٦٥٢	•
	١٢	دارا کی جنگ	٥٠٠	•
	١٣	بودھ یعنی شاکی سنگھ پیدا ہوا	٥٠٠	•
	١٤	نند راجاؤں کے زمانہ کا آغاز	٤٧٥	•
	١٥	مہاراجہ [illegible] کی شادی	٤٧٥	•
	١٦	شاہ سکندر کی چڑھائی	٢٧٥	•
	١٧	مہاراجہ چندر گپت	٢٦٨	•
	١٨	مہاراجہ اشوک	[1] ٢٤٣	•
276B	١٩	شنکر آچاریہ کا ظہور و بودھ مذہب کا زوال ✓	٢٢٣	•
	٢٠	بھرتری ہری	٥٠	•

[1] راجہ اشوک کا مینار جو کرنال کے پتھر کے ڈھلا ہوا ہے۔ اور اب جو فیروز شاہ کی لاٹھ کے نام سے مشہور ہے وہ مسیح سے ٢٥٠ سال پیشتر راجہ اشوک نے بنوایا تھا (بنگال ایشیاٹک جرنل نمبری صفحہ ٦٣٠)

وکرم سے مابعد کے حالات

	نمبر شمار	نام راجگان و فرمانروایان	تعداد سال	کیفیت
	١	بکرم تخت نشین ہوا	١ سال	[illegible]
31B	٢	دوسرا شنکر آچاریہ ہوا ✓	٢٢ سال	میں اس سے پہلے ہوا
	٣	یسوع مسیح یروشلم میں ہوئے	٥٣ سال	•
	٤	شالباہن نے شک چلایا	١٣٥ سال	•
	٥	بلبھ راج کا آغاز	٢٠١ سال	•
	٦	اردشیر ایرانی تخت نشین ایران ہوا	٢٨٣ سال	-
	٧	اندھروں کا راج	٣٣٩ سال	•
	٨	راجہ وکرم پال	٤٣١ سال	•
	٩	تیسرا شنکر آچاریہ ✓	٤٥٧ سال	•
	١٠	آریہ بھٹ	٥٠٠ سال	•
	١١	راجہ ملکیہ چند	٥١٩ سال	
	١٢	راجہ بھوج	٥٤١ سال	•
	١٣	بلبھی راجاؤں کا خاتمہ	٥٧١ سال	•
	١٤	چوتھا شنکر آچاریہ ✓	٥٨٢ سال	•
	١٥	نوشیرواں جس کے عہد میں [illegible] کا ترجمہ ہوا	٥٨٨ سال	•
	١٦	برہم گپت	٦٠٧ سال	•
	١٧	پانچواں شنکر آچاریہ ✓	٦٤٧ سال	
	١٨	اندھروں کا خاتمہ	٦٨٩ سال	•
	١٩	چاوڑ راجاؤں کا زمانہ	٨٠١ سال	
	٢٠	چھٹا شنکر آچاریہ ✓	٨٤٥ سال	•
	٢١	کھٹ ربیل	٨٤٧ سال	•
	٢٢	جی پال	٩٠٧ سال	•
	٢٣	سولنکیوں کا عمل	٩٨٨ سال	•
	٢٤	رامانج جی کا زمانہ	١٠٤ سال	•
	٢٥	آنند پال	١٠٦٥ سال	•
	٢٦	محمود غزنوی نے ہند پر حملہ کیا	١٠٥٦ سال	•
	٢٧	محمود فوت ہوا	١٠٨٧ سال	•
	٢٨	البیرونی یا ابوریحان	١١٠٠ سال	•
	٢٩	بھاسکر آچاریہ	١١٠٠ سال	
	٣٠	راجہ ہرش والی کشمیر	١١١٣ سال	•
	٣١	مہاراجہ پرتھی راج کا زمانہ	١١٤١ سال	-
	٣٢	راجہ ہری ہر	١٤٠٠ سال	•
	٣٣	چیتن کا زمانہ	١٥٣٥ سال	•
	٣٤	رامانند سوامی [illegible] کے آچاریہ کا زمانہ	١٥٠٠ سال	•
	٣٥	کبیر جی کا زمانہ	١٥٤٠ سال	•
	٣٦	بلبھ سوامی کا زمانہ	١٥٤٠ سال	•
	٣٧	بابا نانک کا زمانہ	١٥٤٠ سال	•
	٣٨	دادو جی کا زمانہ	١٦٥٧ سال	•
	٣٩	گوسائیں تلسی داس مصنف رامائن کا زمانہ	١٦٨٠ سال	•
	٤٠	اورنگزیب سنہ [illegible] سے سنہ [illegible] تک	سنہ [illegible] ء	•
	٤١	گوبند سنگھ جی کا زمانہ		•
	٤٢	مہاراجہ چھترپتی شیواجی کا زمانہ	سنہ [illegible] میں پیدا ہوا	•
	٤٣	مہاراجہ رنجیت سنگھ	سنہ ١٧٨٠ ع	٢ نومبر [illegible] کو پیدا ہوا
	٤٤	راجہ رام موہن رائے بانی برہمو سماج	١٨ سال	•
	٤٥	سوامی نارائن یا سہجانند جی کا زمانہ	١٨٨٧ سال	•
	٤٦	برہمچاری بابا کا زمانہ	١٩٠٠ سال	•
	٤٧	سوامی دیانند جی کا زمانہ اور آریہ سماج کی بنیاد	١٩٢٢ سال	

ثبوت تناسخ

ओ३म्

नतस्यकार्य्यं करणं च विद्यते नतत् समश्चाभ्याधिकश्चदृश्यते । परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वभाविकी ज्ञानवलक्रियाच ॥

اے نام تو آرائش عنوان کلام   وے یاد تو آسائش ہر بے آرام
در حیز امکاں تصور ہرگز   بے نام تو آغاز نگیرد انجام

جگت آدھار سوامی! آپ کی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ کی تو بیان انسانی طاقت سے بہت ہی بالاتر ہیں آپ کا اٹل نیاؤ اور لاتغیر انصاف آپ کی ذات مقدس کی طرح اوپم اور بے نظیر ہے۔ نظام عالم کا سلسلہ اور ترتیب کونین کا مرحلہ قدم قدم پر زبان حال سے پکار رہا ہے۔ بقول شخصے ؎

ہمہ ذرات از ماہ تا ماہی   وحدانیتش دادہ گواہی
ہمہ اجزائے کون از مغز تا پوست   چو وا بینی دلیل وحدت اوست

بڑے بڑے لائق حکماء اور مشہور فضلاء فلسفہ کی باریک تحقیقات اور سائنس کے اعلٰے خیالات سے جس منزل پر پہنچے ہیں وہ تیری نام کا پہلا زینہ ہے زمین اور آسمان کے قلابے ملانے والے مہندس اور منجم بھی جتنا زیادہ غور کرتے ہیں تیری قدرت کی باریکیاں اتنا ہی زیادہ لطیف نظر آتی ہیں۔ اسی واسطے فلسفہ کے پہلے معلم یعنی آریہ ورت کے رشیوں نے اپنی یادداشت کے دفاتر میں آپ کی معرفت کی بابت لکھا ہے سوکشمیا سوکشم ورشمی ار सूक्ष्मया सूक्ष्मतोग्राभि۔ سمندر کی لہروں۔ پہاڑ کی گپھاؤں۔ ہوا کے جھونکوں اور سیاروں کی گردشوں میں جدھر ہم نگاہ کرتے ہیں تیری پاک صنعت کی خوبصورتی میں محو ہی ہو کر مفتون کر لیتی ہے ہم حیران ہیں کہ کس کس چیز کا بیان کریں۔ حق بات یہ ہے کہ حیران ہی ہوں۔ چاہیئے کیونکہ محدود غیر محدود کا اندازہ الپگیہ وگیہ کا خیال۔ پران دھاری جیو پاربرہم اور مہدیش کا وچار اپنی بساط سے زیادہ کیا کر سکتا ہے۔

جائے غور ہے کہ سورج ہماری زمین سے کروڑوں درجہ بڑا اور صرف ایک سورج ہی نہیں بلکہ موجودہ علم اور قدیمی ہدایت نامہ وید سے ثابت ہے رگ ۹/۱۱ ۴-۳ वहवो सूर्या کہ سورج بہت ہیں۔ پس اتنا بڑا جہاں اور اس میں ہزاروں نظام شمسی اور قمری پھر لاکھوں طرح کے ستر پردھاری جیو اور ان کے کرتیبہ میلوں گہرے سمندر اور کوسوں اونچے پہاڑ اور سب کا مالک اور صانع حقیقی آپ کی مقدس اور پوتر ذات ویدکے عالم رشیوں نے جب مراقبہ اور سمادھی میں مستحکر یوگ کی زبردست دہارنا سے آپ کا دھیان کیا تو لاریب ان کے اندر سے ان کی آتما نے آواز دی तमीश्वराणां परमं महेश्वरं तं देवतानां परमंच दैवतम । पतिं पतानां परमं परस्तात् विदाम देवं भुवनेश मीड्यम् ॥ جب بڑے بڑے سورج و چاند وغیرہ کرّے دن رات چکر کھاتے ہوئے آپ کا انت نہیں پا سکتے جب بحر الکاہل جیسے سمندر آپ کی صنعت کے آگے ایک قطرہ سے کم ہیں جب ہمالہ جیسے ہمارے سلسلہ کے علم میں کھڑے ہیں کپل اور کناد جیسے رشی منیوں نے بھی [illegible] ہو رہے گئے سو جب کوئی بات [illegible] آپ کی مدح کیا بیان کرینگے۔

اے گرہ کشائے ہرچہ بستند   نام تو کلید ہرچہ بستند
اے ہیچ خطے نگشتہ اول   بے حمد [illegible] تو مستقل
اے محرم عالم تحیر   عالم ز تو ہم تہی و ہم پر
اے مقصد ہمت بلنداں   مقصود دل نیازمنداں
اے سرمہ کش بلند بیناں   در بارکش درون نشیناں
صاحب توئی آں دگر کدام اند   سلطان توئی آں دگر غلام اند
راہ تو بنور لایزالے   از شرک و شریک ہر دو خالی
در راہ تو ہرکرا وجود است   مشغول پرستش و سجود است
اے واہب عقل و صاحب جاں   حکم تو دو جہاں ست یکساں
حرفے بہ غلط رہا نکردی   یک نقطہ در و خطا نکردی
در عالم عالم آفریدن   بہ زیں نتواں قلم کشیدن
اے عقل مرا کفایت از تو   جستن ز من و ہدایت از تو
وانگہ کہ نفس بہ آخر آید   ہم خطبۂ نام تو سر آید
آں لحظہ کہ مرگ را بسیچم   ہم نام تو در حنوط پیچم
چوں گرد شود وجود پستم   ہر جا کہ روم ترا پرستم
از ظلمت خود رہائیم دہ   با نور خود آشنائیم دہ
بے یاد توام نفس نیاید   با یاد تو یاد کس نیاید

پربھو! ہم بار بار آپ سے یہی استدعا کرتے ہیں کہ ہماری آتما اَست سے ست اور اگیان سے گیان اور ظلمت سے نور کی طرف متوجہ ہو۔ اور مکار سے نکلکر حق کے چمتکار کو دیکھے اور آپ کے پوتر وید مارگ پر درڑھ ہتا اور استقامت سے شانتی دہام کی بھاگی ہو۔ پربھو! ہماری آنکھیں آپ کی قدرت کے مطالعہ کو اور ہمارے کان آپ کے نام کی مہما کی دھنوی کو اور ہماری زبان آپ کے پوتر رشی اور قدرت کے رازوں سے بھرے ہوئے انادی علمی خزانہ کی حصول معرفت کو ہمارا من آپ کے ست سناتن دھرم کے ملن میں مصروف رہکر پرم آنند کے اُپیوگی ہوں تاکہ ہم آپ کے ست دھرم کے پرچار میں تتپر ہو سکیں۔

جگت سوامی! ہم جو کچھ مانگیں گے وہ آپ ہی سے طلب کریں گے۔ کون ہے اس تمام برہمانڈ میں جس سے ہم آپ کے سوائے پرارتھنا کر سکیں۔ ایک میواد وتیم برہم۔ एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म آپ ہی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ہم سب کو چھوڑ کر آپ کا آشرا لیتے ہیں۔ اوم شم۔ شانتی شانتی شانتی ✦

سبب تصنیف

دنیا کا تغیر و تبدل۔ سمندروں کا مد و جزر۔ درختوں کا نشو و نما۔ ستاروں کی گردشیں۔ اس و ذنب کا اُدے اور است۔ شمس و قمر کا طلوع و غروب زمین کا دورہ۔ بخارات کا صعود و نزول دیکھ کر جب ہم انسانی حالت پر غور کرتے ہیں تو یہ عالم صغیر کا نقشہ بھی اپنی تار و پود کے ساتھ وہی کیفیتیں عالم کبیر کی دکھلاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی ایک صورت دوسری سے نرالی اور تیسری چوتھی سے جدا ہے اس کی رگ رگ میں خون کی گردش کی طرح کمی بیشی یا ترقی و تنزل کا چکر

لگ رہا ہے۔ اس کے من کی کیفیت اور دل کی حالت گرگٹ کی طرح دم بدم بدل رہی ہے۔ نظامی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

گرونده رہیست دین و دین براه   گہ بر سر نجیب و گہ در چاه
گہ پیر شدم و گہ جوانم   رہ مختلف سبب ہمیں بمانم
از حال بحال اگر بگردم   ہم بر ورق اولین نوردم
این مرگ نہ باغ بوستانست   کین راه سرائے دوستانست
گر بنگرم آنچہ مرگ نامیست   آن مرگ نہ مرگ نقل جائیست
از خوردگہے بخوابگاہے   وز خوابگہے بہ بزم شاہے

جب ایسا حال دیکھا تو طبیعت گھبرانے لگی اور دماغ میں یہ خیال سمایا کہ ست ودّیا کی تحقیقات کی جائے۔ فارسی تعلیم کے سبب مدت تک یہی مسئلہ صحیح معلوم ہوتا رہا کہ المجاز قنطرۃ الحقیقت۔ مگر مدت کے غور و فکر سے اس میں بہت ہی خرابیاں معلوم ہوئیں اور خرابیاں بھی اس قسم کی جن سے بچنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ طبیعت ورطۂ حیرانی میں پھنسی رہی۔ اور انہی ایام میں تناسخ کی سوجھی۔ پربھو کرشن جی اور مہادیو کی پوجا سے سروکار تھا اور انہیں کو اپنا مالک اور پروردگار جان کر جبہ سائی ہوتی رہتی۔ بیماری کے دنوں میں کئی بار خانقاہوں سے مرادیں مانگنی پڑیں اور بارہا دیوتاؤں سے ملتجی ہوا مگر وہاں سنتا کون۔ کس مپرسی کے عالم میں دعائے سریانی کا بھی ورد کیا۔ اور کئی آیات قرآنی کا بھی جاپ کرتا رہا مگر طبیعت کو شانتی کہاں۔ حسن اتفاق سے انہیں ایام میں بائیبل کی زیارت ہوئی اور اول سے اخیر تک سیر کی۔ ایشور سے دعا بھی مانگتا رہا کہ جو راہ حق ہو اس پر استقامت بخش۔ مگر پرماتما ساکشی ہے کہ کہیں سے بھی تسلی نہ ہوئی۔ ناستک پن سے جی گھبراتا تھا اور توہین و ملامت سے دل کو نفرت ہو گئی تھی۔ آخر بقول جوئندہ یابندہ تلاش کرتے کرتے ایک دن رسالہ ودّیا پرکاشک کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک مہاتما سنیاسی سوامی دیانند نامی ست دھرم کا اپدیش کر رہے ہیں اور وہ مذہبی مسائل کو علمی اور عقلی دلائل سے ستدہ کر ذہن نشین کراتے ہیں جو طبیعت بے چین ہو۔ انہیں خط لکھا اور ان کی کل تصانیف منگائیں اور ساتھ ہی رسالہ مذکور کی خریداری شروع کی۔ بس پھر کیا تھا۔ ان کی کتابوں کے مطالعہ اور زبردست دلائل کے حوالے سے اندھکار کی جگہ من میں اجالا آ گیا۔ توہمات باطل دور ہو گئے۔ گھبراہٹ مٹ گئی۔ ست مارگ سوجھ پڑا اور ان کی سب کتابوں کے مطالعہ سے ان کے مبارک اپدیش یعنے ویدک دھرم کو خیر مقدم کہا۔

۱۱۔ اپریل ۱۸۸۱ء ہے۔ اور آج کا دن کہ طبیعت پھر کبھی ان توہمات میں نہ پھنسی اور نہ ست دھرم سے ڈانواں ڈول ہوئی۔ جون ۱۸۸۱ء میں سوامی جی مہاراج کے اجمیر جا کر درشن کئے۔ ایک ہفتہ ان کی خدمت میں بھی رہا۔ اور شکوک رفع کئے۔ بعد ازاں دل ہمیشہ یہی چاہتا رہا کہ ست دھرم کا منڈن اور است دھرم کا کھنڈن جہاں تک ہو سکے کرتا رہوں۔ اور تادم زیست ست کا اپدیش کروں۔ مسئلہ تناسخ یا آواگون۔ ان مشہور مسائل میں سے ہے جن میں آریہ سماج کا عدید مذاہب سے اختلاف ہے ؎

جس قدر کتابیں آج تک اس مسئلہ کی تردید میں تصنیف ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری جہاں تک مل سکیں مطالعہ کیں اور جن کتابوں کو غیر زبان ہونے کے سبب جو نہ پڑھ سکا ایسے دھارمک بھائیوں سے امداد لے کر ترجمہ کیں۔ مگر حاشا کہ باوجود اس قدر زور و شور کے کسی صاحب نے اس مشہور و معروف مسئلہ پر ایسا زبردست اعتراض کیا ہو۔ جس کا کوئی معقول جواب نہ بن سکے اور مخالف کو لاجواب نہ ہونا پڑے ؎

ہمارے ہندو (آریہ) بھائی غفلت کی نیند میں ایک عرصہ دراز سے سو جانے کے سبب حالت و مقام کی تمیز بھول گئے۔ دھرم اور ادھرم کی تفریق چھوڑ بیٹھے۔ اور ایسی گئی گذری حالت میں ہو گئے کہ اپنے پوتر ویدوں کا آشرا اور انہیں درس و تدریس میں مطالعہ کرتے رہنا اور ان سے ہدایت حاصل کرنا یک لخت ترک کر دیا۔ مخالف لوگ بیہودہ اعتراض گھڑ کر ان کی اولاد کو ست دھرم سے بیزار کرتے ہیں اور کرتے جاتے ہیں۔ مگر یہ گویا پتر کو دان دینے کے عادی اپنی بربادی کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی مون سادھے بیٹھے ہیں۔ اور ذرا آنکھیں نہیں کھولتے اور نہ دماغ کو کام میں لاتے ہیں بایں لحاظ فروری ۱۸۸۸ء میں ہم نے آریہ گزٹ میں اشتہار دیا۔ بدیں مضمون ؎

عیسائیوں۔ محمدیوں اور براہمو بھائیوں سے التماس

ہمارا مصمم ارادہ مسئلہ تناسخ پر ایک کتاب تحریر کرنے کا ہے جس میں حصہ جات ہونگے۔ دیباچہ۔ تشریح تناسخ۔ عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب محمدیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ براہموؤں کے تمام اعتراضوں کا جواب۔ دیگر اہل مذاہب کی تناسخ پر رائے۔ حکمائے و فضلائے کی رائے۔ ویدوں اور شاستروں کی رائے

جتنے اعتراض آپ لوگوں نے آج تک متفرق طور پر کئے ہیں وہ سب ہم نے جمع کر لئے۔ کسی اور صاحب کے دل میں ارمان نہ رہ جائے۔ بدیں منشا یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ آخر جولائی ۱۸۸۸ء تک جن اصحاب کو جس قدر اعتراض اس مسئلہ پر ہوں وہ خوش خط صفا تحریر میں لا کر ٹکٹ لگا۔ یا بیرنگ جیسی توفیق ہو ہمارے پاس ارسال فرماویں۔ معمولی محصول سے انکار نہ ہوگا تمام ہمعصروں سے گذارش ہے کہ وہ بھی ایک ایک بار اس اشتہار کو اپنے اخبار میں لفظ بلفظ اندراج فرماویں ؎

المشتہر پنڈت لیکھرام ایڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور۔

ان دنوں نامہ نگار آریہ گزٹ کا ایڈیٹر تھا۔ اس واسطے گزٹ مذکور میں تو یہ کئی مہینوں تک شائع ہوتا رہا۔ اور کئی ہمعصروں نے بھی بہ نظر مہربانی اس کی اشاعت فرمائی تو بھی بہت کم صاحبوں نے اس پر شکوک ارسال کر ہمیں اعتبار بخشا۔ بعد ازیں کچھ مدت تک ہمیں اس کتاب کے لئے بالکل فرصت نہ ملی مگر تو بھی ارادہ وہی رہا۔ اس میں کسی طرح کمی نہیں ہوئی آخر الکریم اذا وعد وفا کے بموجب ہم نے ماہ جنوری ۱۸۹۲ء سے تھوڑی تھوڑی فرصت اس کے واسطے نکالنی شروع کی بس یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ثبوت تناسخ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول مخالفین کے اعتراضوں کے جواب جس کے تین باب ہیں ؎

باب اول۔ تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق۔
باب دوم۔ عیسائیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب سوم۔ مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب۔
باب چہارم۔ برہم سماجیوں کے اعتراضوں کا جواب۔
حصہ دوم۔ مسئلہ تناسخ کی بابت ایک وسیع تحقیقات اس میں ۹ باب ہیں۔

باب اول۔ مکتی اور وید شاستروں سے تناسخ کا ثبوت۔ باب دوم۔ پارسی مذہب اور تناسخ۔ باب سوم۔ بدھ مذہب اور تناسخ۔ باب چہارم مختلف ممالک کے حکما کی رائے۔ باب پنجم۔ بائبل سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ششم قرآن سے تناسخ کا ثبوت۔ باب ہفتم۔ دیگر علمائے اسلام کی رائے باب ہشتم کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ اور نانک صاحب بانی سکھ مذہب کی رائے۔ باب نہم شری سوامی دیانند جی کی رائے۔ ✦

اس کے علاوہ دو مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مضمون کو ختم کیا گیا ہے ست دھرم کے متلاشیوں سے امید ہے کہ وہ اس کے مطالعہ سے ضرور ہی ست دھرم پر قائم ہوں گے اور ناواقفوں کے سمجھانے پر دل و جان سے کوشش کریں گے۔ کیونکہ اسی پاک مسئلہ کی نافہمی کے سبب لوگوں نے پرمیشور پر بے شمار الزام لگائے اور اسی مسئلہ سے ناواقفی کے کارن ناستک لوگ گناہ کرنے پر زیادہ دلیر ہو گئے اگر انصافانہ طریقہ پر ذرا زیادہ توجہ کر کے سوچیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا کی ہستی کے ثبوت میں تناسخ بھی ایک برہان قاطع ہے۔ ہماری رائے میں تناسخ سے انکار دوسرے پہلو میں پرماتما کی ذات اقدس سے انکار ہے یا اس کی ذات کو تمام ذمائم کا انبار ماننے کے برابر ہے ✦ العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لاینفعہ الف عبارۃ ✦

لیکھرام آریہ مسافر
از مقام جالندھر شہر (آریہ سماج)

حصہ اول

ایہاالناظرین! علم حکمت اور فلسفہ ہمیں بتلاتا ہے کہ دنیا میں اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ کی ترتیب سے انسانی حالت تین طرح پر ہے۔ سب سے اعلیٰ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے بشریت کا جامہ پہن حق و باطل کی تمیز پر کمر باندھی اور دل و جان سے صداقت کے متلاشی رہے جب کبھی اپنی کوئی رائے ان کو غلط معلوم ہوئی فی الفور اسے تیاگ دیا ہمیشہ لوگوں کے توہمات باطلہ کے ترک کرانے پر کوشاں رہے۔ جس بات کو انہوں نے صحیح سمجھا ہزار تکلیف کے آنے پر بھی اس کو نہ چھوڑا۔ صداقت کو اغراض کا مطیع و منقاد نہ ہونے دیا۔ بلکہ اغراض کو صداقت کا غلام بنایا۔ انہوں نے دنیاوی عزت و رفعت کی بمقابلہ صداقت ذرا پرواہ نہ کی۔ پروپکار کے سوائے سنسار سے کسی ذاتی غرض کے پورا ہونے کی امید نہ رکھی۔ جہاں تک ہو سکا جگت کو سدھارا۔ اور توہمات کے پردوں کو اٹھایا۔ علم و عقل کا پرچار کیا۔ اور راستی کا اظہار۔ ایسے آدمی اگرچہ بہت زیادہ نہیں ہوتے مگر تاہم جتنے ہوئے ہیں حقانیت کے آکاش میں ان کے نام نامی ہمیشہ چمکتے۔ اور حق پسندوں کے دلوں اور کتب الٰہیات کے مطالعہ کرنے والوں کی آنکھوں کے سامنے تازہ اور خوشبودار پھولوں کی طرح مہکتے رہیں گے ✦

دوسرے قبیل میں وہ لوگ ہیں جو صداقت کا اپدیش سنکر اپنے توہمات باطلہ کو مٹا کر حق پر مستعد ہو جاتے ہیں ان کا اصول ہوتا ہے کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہیئے۔ وہ کسی کی اندھا دھند تقلید نہیں کرتے اور نہ بعید از قیاس باتوں پر وشواس دھرتے ہیں علم معقول سے سوچتے اور دلائل سے غور کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو سچے وشواسی ستیہ مانی کہہ سکتے ہیں اور جس دھرم میں ایسے لوگ کثرت سے ہوں وہی عزت کے لایق ہیں ✦

تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو در حقیقت مقلد کہلاتے ہیں جنہیں بد یا نیک کی تمیز نہیں یا کرنی نہیں چاہتے۔ وہ کسی بات کے ماننے سے پہلے ہی علم و عقل و تمیز کے سارے سرمایہ کو فروخت یا نیلام بلکہ خیرات کر کے من دھن گورو و مرشد کے ارپن اور دل و دماغ کو علم و عقل یا سوچ سمجھ سے بالکل خالی کر دیتے ہیں۔ ان کا نیم ہے۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است۔ وہ اس کے اگلے مصرعہ کو بالکل فراموش کر دیتے ہیں ولیکن بوقت ضرورت روا است۔ مرشد کی خرابی کو عمدگی۔ اس کی بدچلنی کو نیک چلنی اس کی بدعادت کو نیک عادت۔ اس کی گنہگاری کو پرہیزگاری خیال کرتے ہیں۔ وہ اسے زنا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور اسے شراب وغیرہ منشی چیزوں میں متوالا پاتے ہیں وہ اس کے منہ سے بدبو بھی سونگھتے ہیں۔ مگر اسے ہرگز مجرم نہیں جانتے بلکہ اپنی آنکھ۔ ناک۔ کان کی غلطی یا قصور گردان کر اسے بالکل پاک سمجھتے جاتے ہیں۔ بیہودہ وشواس کرانے اور اعتقاد جمانے اور فنا فی المرشد ہو جانے سے ان کے حواس خمسہ اپنے کاموں سے بالکل معطل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ جب کسی معقول پسند کے اعتراض سنتے ہیں تو جواب دیا کرتے ہیں۔

سامرتھ کو نہیں دوش گسائیں   روی۔ پاوک سرسری کی مائیں

مگر ان اندھے مقلدوں سے بھی زیادہ گمراہی میں وہ ہیں جو ان کے لیڈر یا ہادی ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم صداقت پر نہیں۔ انہیں خبر ہے کہ وہ راستی سے دور ہیں۔ وہ آگاہ ہیں کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ سچی نہیں۔ مگر حکمت عملی یا مکاری سے پھر بھی سچ کو باطل اور باطل کو حق بتلا رہے ہیں وہ لوگوں کے خیالات کو سنکر اور داناؤں کی کتب کو مطالعہ فرما کر کتابیں لکھتے ہیں۔ مگر باایں ہمہ تا دانی الہام کا دعویٰ ہے۔ ان کے اندر ارادہ کی مضبوطی تو ہے مگر جہالت کے پکشپات سے وہ سوائے دنیا کو بگاڑنے کے کسی طرح کا سدھار نہیں کر سکتے۔ راہ راست کو جانتے ہیں مگر نہ خود چلتے اور نہ اپنے دوستوں کو چلنے دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دوبارہ تو ناراستی میں ہی ہیں ایسے لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے اور آئندہ بھی جب تک جہالت موجود ہی ہوتے رہیں گے۔ اس وقت بھی دنیا ان کے وجود سے خالی نہیں۔ ایسے لوگ اب بھی موجود ہیں جو خود دل میں کئی مسائل مذہبی کو نہیں مانتے مگر اندھے مقلدوں کو اس کی تلقین کرتے ہیں تاکہ ان کی مانتا بنی رہے وہ دوسروں کا سوانگ اتارتے ہیں۔ سیاپے کی نائن کا حال لوگوں نے دیکھا ہو گا کہ اس کے دل میں نہ رنج ہے نہ درد۔ مگر پیٹتی اور بلاتی ہے۔ خود نہیں روتی مگر لوگوں کو رلاتی ہے اسی طرح اکثر شہروں میں محرم کے دنوں میں اجرتا ایسے لوگ مل جاتے ہیں۔ جو مزدوری لیکر پیٹتے اور لوگوں کو رلاتے ہیں۔ ایسے لوگ مالک کے سوانگ سے بڑھ کر نہ کوئی وقعت رکھتے اور نہ رکھنے کے لایق ہیں۔

پیارے دوستو! جو لوگ اپنے خانگی امورات اور کیول کلپت الفاظ کو الہام ایزدی کہکر جاہلوں کو بہکاتے اور اپنا کام سدھ کر لیتے ہیں۔ کیا ایسے ناستک دہریے نہیں ہیں اور کیا ایسے لوگ ایشور کو کلنک نہیں لگاتے۔ لوگوں کو ترک دنیا و لذات دنیا کا اپدیش دیتے ہیں اور خود آئے دن شادی پر شادی کراتے اور بنک و صنادیق میں مبلغ علیہ السلام جمع کرتے جاتے ہیں۔

ترک دنیا بمردم آموزند   خویشتن سیم و غلہ اندوزند

پس بیہودہ تقلید پرستی سے باز آ کر اور جہالت کے تاریک گڑھے سے نکلکر صداقت و تحقیقات کے میدان میں قدم رکھیئے۔ حق کی تلاش کیجیئے۔ ضرور بضرور آپ فایز المرام

ہوں گے۔ کتب الہیات کا مطالعہ کیجئے۔ اور اس ہماری کتاب کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ تعمق و تفکر کی توجہ سے مطالعہ میں لائیے شروع سے اخیر تک پڑھئے جو حوالے ہم نے دئے ہیں انہیں مقابلہ کیجئے۔ اپنے کانشنس سے ذرا ایکانت بیٹھ کر بار بار سوال کیجئے۔ اپنی روزمرہ کی حالت کو مد نظر رکھ کر مسئلہ آواگون پر خیال کیجئے کسی بیہودہ ول کو سماجے کی ہٹ کو دل سے ترک کر محققیں کی رائے کی پڑتال کیجئے۔ اور ذرا گہری نگاہ سے روح کی اصلیت و مادہ کے استحالہ پر قواعد منطق استعمال کیجئے۔ اور کچھ قدرتی اشیاء کا مطالعہ کرتے رہئے۔ پھر دیکھئے کہ آیا آپ کا محقق مزاج دل اور راستی پسند طبیعت اس پوتر اور پاک مگر معقول مسئلہ آواگون کو قبول کرتی ہے یا نہیں؟

ہر گناہ رنگیست بر مرآت دل — دل شود زیں رنگہا خوار و خجل
چوں زیادت گشت دل را تیرگی — نفس دوں را بیش گردد خیرگی

باب اول

تحقیق روح اور اس کا جسم سے تعلق

روح ایک غیر مادی۔ مجرد چیتن ہے اور ایک ایسی پریتی اچھیا سکھ دکھ کا گیان رکھنے والی وستو ہے ہم دوسرے الفاظ میں مدرک بالذات و متصرف بالآلات کہہ سکتے ہیں جسم میں ان میں سے ایک گن بھی نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے مادی۔ مرکب اور طول و عرض و عمق رکھنے والا۔ روح کو سنسکرت میں جیو اور انگریزی میں سول کہتے ہیں مگر روح کا لفظ جیو وغیرہ کے معنے ہر جگہ صحیح نہیں دیتا کیونکہ جسمانی حکیموں نے اسے بالکل نہیں سمجھا۔ اسی واسطے اس کے معنے ویسے ہی لایعنی بیان کر دئے اور یہی سبب ہے کہ وہ روح کی ہستی سے ہی منکر ہو گئے۔

فارسی اور عربی لغات میں روح سے حسنت کا مزہ و شراب و آرام اور خوشی و تازگی و خنکی نسیم و بوئے خوش و رحمت مراد ہے۔ اور اس روح سے بھی مراد ہے جس سے جسم انسان و حیوان زندہ رہتے اور کام کرتے ہیں۔ رواں۔ جاں اور نفس بھی جیو کے معنوں میں اکثر آئے ہیں جس کی تحقیق اس رسالہ میں کرتے ہیں وہ اولین اشیاء میں سے نہیں ہے اور نہ اُن سے اُس کا تعلق ہے بلکہ ہماری مراد لفظ روح سے جان۔ رواں اور جیو ہے جس کی تعریف میں مہاتما کرشن چندر جی نے دیا ہے کہ اُس کو آگ نہیں جلا سکتی اور نہ اسلاح کاٹ سکتے ہیں نہ ہوا خشک کر سکتی ہے اور نہ پانی گلا سکتا ہے وہ پیدا نہیں ہوا۔ قدیم اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے اس کے ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ جس[1] طرح انسان پرانے کپڑے اُتار کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے اُسی طرح یہ جیو پرانا جسم ترک کر کے نیا قالب اختیار کر لیتا ہے۔ یجروید کے کٹھ اپنشد میں ولی ۳ - ۱۲ تک روح و جسم کی جدائی کو اس طرح رشیوں نے بیان کیا ہے:-

۱- آتما سوار ہے جسم رتھ ہے۔ بدھی کوچوان ہے اور من عناں یا باگ ڈور ہے۔

۲- اندریاں یعنی حواس عشرہ یا خمسہ اس کے گھوڑے اور اندریوں کے وشے گھوڑوں کی چال یا رفتار ہے اگر آتما اور اندریہ بدھی اور من باہم موافق ہیں تو آتما سے سوار ہو کر جاتے اور سکھ پاتے ہیں۔

۳- اگر بدھی وگیان رہت ہوئی تو من یعنی عناں کو اپنے قبضہ میں نہ رکھے گی۔ پس گھوڑوں کی سرکشی سے رتھ ایک سخت گڑھے میں گریگا اور معہ سوار کے چکنا چور یا تحلیل ہو جائے گا۔

۴- اگر وگیان والی بدھی ہوئی تو من یعنی باگوں کو اپنے قبضہ میں رکھیگی جس سے گھوڑوں کی سرکشی بھی سدھر جائیگی اور سب آنند پائیں گے۔

۵- یہ ظاہر ہی ہے کہ اگر من ہمیشہ قبضہ میں رہے تو سنسار کے دکھ سے انسان تر جاتا ہے

۶- اور ایسا ہی انسان پرم پد یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے۔

۷- جس کا من اور کوچوان عمدہ ہے وہی عمدہ سواری کریگا۔ اور مصائب سفر سے بھی اُسے آرام ہوگا۔ اور سرب ویاپک پرماتما کے آنند میں مگن ہوگا۔

۸- اندریوں سے خواہش لطیف ہے۔ اور خواہشوں سے من لطیف ہے مگر من سے بدھی سوکشم اور بدھی سے جیو لطیف ہے۔

۹- جیو سے ابیکت اور ابیکت سے پرماتما لطیف ہے۔ مگر پرماتما سے لطیف یا پرے کوئی نہیں۔ وہی سب کا آشرا کنوت اور سب کا سوامی ہے۔

۱۰- جس طرح یہ سب ایک دوسرے سے لطیف یا ایک کا جاننا دوسرے سے کٹھن ہے اسی طرح ان کے وچار کرنے سے حسب مراتب سب سے سوکشم اور پرے جو پرماتما ہے وہاں تک آتما کی بدھی پہنچتی ہے اور یہی جاننا سب کی اصل ہے +

دعوےٰ روح جسم سے جدا غیر مادی اور ممیّز بذات خود ایک ہستی ہے وہ عناصر کا خلاصہ یا عطر نہیں اور نہ عنصروں کی ملاوٹ سے پیدا شدہ چیز ہے +

پہلی دلیل

مثلاً جب کبھی شراب وغیرہ نشئی چیزوں کو استعمال کرتا ہے پینے وقت بھی جانتا ہے کہ میں نے یہ نشہ پیا۔ اور جب مست اور مدہوش ہو کر متوالا ہو جاتا ہے تو بھی گواہی دیتا

---

[1] مولانا رومی اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔ درمیاں آمد تن روح را چوں لباسیست و ایں دست آستین دست روح است و ایں پائے موزہ پائے روح (از دفتر سوم صفحہ ۲۰۵)

تا بدانی کہ تن آمد چوں لبیس	رو بجو لبس لباسے ابلیس	روح را توحید اللہ خوشتر ست
غیر ظاہر دست و پائے دیگر ست	دست و پا در خواب بینی ائتلاف	آں حقیقت داں مدنیں از کرب
آں توئی کہ در بدن اندر نہاں	پس مترس از جسم جاں بیروں شدن	موج وارد [illegible]
مغز باشد در قفس بس بے قرار	باش تا مرغ از قفس آید بروں	تا بہ بینی ہست چرخ [illegible]

بقیہ حاشیہ لہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ دانم گر شود لباس تن۔ صاحب آں لباس [illegible]

آنریبل سر سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔ اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے۔ مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے یہ محض بے علاقہ ہے آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا۔ اسی خیال سے ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست ہو جاوے مگر وہ چیز جو اس میں ہے جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔

پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو نیست ہونے والی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اس ذات پاک دائم الوجود خدا نے یہ تمام تجاذبات ایک ایسی فانی اور ناپائیدار چیز کے لئے بنائے ہوں؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دائم الوجود ہے نیست ہونے والی نہیں۔

(تصانیف احمدیہ حصہ اول تبیین الکلام صفحہ ۱۵ ۱۸۶۲ء)

ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ نشہ کا اثر اُس کے شریر کو ہوتا ہے۔ اگر روح مستی ہوتا۔ تو وہ بے ہوش ہو جاتا اور جب ایسا ہوتا۔ تو نہ کوئی پھر نشہ کی شہادت دیتا اور نہ سمجھ سکتا۔ کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے۔ پس وہ چیز جو سمجھتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہو رہا ہے بلکہ نشہ ہونے کی شہادت دیتی ہے وہ روح ہے۔

ہاں اس پر ایک اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر وہ روح ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ کہتی ہے کہ مجھ کو نشہ ہوا۔ حالانکہ نشہ روح کو نہیں ہوتا۔ بلکہ جسم کو ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح نے بسبب اگیان اور زیادہ سمبندھ اور محبت جسمانی کے اپنے کو جسم جان لیا ہے ورنہ اصل میں وہ جسم نہیں بلکہ جسم سے جدا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے زیادہ تعلق کے سبب آدمی کہتا ہے میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے میرا کتا پاگل ہو گیا۔ میرا بوٹ پھٹ گیا۔ میری لاٹھی ٹوٹ گئی۔ اسی طرح کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کٹ گیا۔ میری آنکھ دکھتی ہے۔ میرا کان درد کرتا ہے۔ میرا پاؤں شل ہو گیا۔ میرے ناخن بڑھ گئے۔ ورنہ اصل میں وہ آلات خود یعنی جسم کی بابت کہتا ہے نہ کہ اپنی ذات کی بابت ٭

ابھی چند ماہ کا ذکر ہے کہ ایک کانٹے والا جمعدار انجن کے نیچے آ کر ناف کے پاس سے اُس کا نیچے کا حصہ بالکل جدا ہو کر ۱۰۰ گز کے فاصلہ پر جا پڑا وہ بے ہوش ہو گیا لوگ بھی پہنچ گئے۔ جب اُس کو ذرا ہوش آیا تو لوگ اسے زندہ دیکھ کر اُسے تسلی دینے لگے اُس نے کہا کہ اور تو خیر مگر میرے پاؤں شل ہو رہے ہیں انہیں گرم کرو لوگ تسلی دیتے رہے۔ اتنے میں جب اُس نے ہاتھ لمبا کر کے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ ٹانگیں ندارد ہیں۔ فی الفور آہ سرد بھری اور فوت ہو گیا۔

یہ بات زیادہ غور کرنے سے اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ وے اشخاص جنہوں نے سمجھا ہوا ہے کہ ہم جسم نہیں ہیں بلکہ روح ہیں۔ تو اُن کو خواہ کس قدر نشہ پلایا جاوے اُن سے کوئی ناشائستہ حرکت یا نامناسب فعل صادر نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اُن کے جسم کے اعضا پر نشہ کا زیادہ غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے پرماتما کا دھیان دل میں دھار لیتے اور من میں یقین رکھتے بلکہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا شریر نشہ کی وجہ سے لاچار ہو رہا ہے کام نہیں دے سکتا وہ بات کرنی چاہتے ہیں مگر زبان کام نہیں دیتی۔ اسی واسطے نہیں بولتے اُٹھ کر بھی اسی واسطے نہیں چلتے ایسا نہ ہو گر پڑیں۔ اور لوگ ہنسیں یا چوٹ لگے اور علاج کرنا پڑے سابراں وہ چیز جو نشہ کی حالت میں بھی اپنی حالت پر قائم رہتی اور منفعل نہیں ہوتی بلکہ نشہ کے سب اثروں سے پاک رہ کر بدستور سابق سوچتی اور بچارتی اور دیکھتی ہے جس کا ذاتی اور اصلی کام غور و فکر اور گیان کسی حالت میں اور کبھی کسی وقت اور کسی طرح بھی معطل یا بے کار نہیں ہوتا۔ اُسی کو ہم لوگ روح یا جیو کہتے ہیں +

دوسری دلیل

ایسے آدمی دیکھے گئے ہیں۔ جن کے کسی مرض کی وجہ سے یا حکماً دونوں پاؤں کاٹے گئے اور بلکہ ایسے بھی جن کی پوری ٹانگیں جدا ہو گئیں مگر پھر بھی وہ برابر زندہ اور اُن کی جگہ لکڑی کے قائم مقام بنا کر کام کرتے ہیں۔ اور جس طرح اُن کی موجودگی میں اُن سے کام لیتے تھے۔ اُسی طرح اُن جگہ والی لکڑیوں سے کام لیتے ہیں۔ اور جس طرح بحالت موجودگی اصلی ٹانگوں کے اُن کے سو جانے یا شل ہو جانے کی حالت میں اُن کو جانتا اور اُن کو جگانے کی کوشش کرتا یا علاج کرتا تھا۔ اور ایک علاج کی ناکامی میں دوسرے کی تجویز سوچتا تھا۔ ویسا ہی اُن کے کٹ جانے کی حالت میں بھی تجویز سوچتا اور اُن قائم مقام پاؤں یعنی لکڑی یا لوہے کے پاؤں کے ٹوٹ جانے یا ہلکا بھاری ہو جانے کی صورت میں اُن کی درستی کی تجویز کرتا ہے اور جو پاؤں کہ کٹ گیا ہے وہ نہ جسم کے باقی حصہ کو جانتا اور نہ اُس کو جسم کا قطع شدہ حصہ جانتا ہے جانا تو درکنار اُس کو گیان ہی نہیں کہ میں کہاں تھا اور کہاں آ گیا۔ نہ اپنے اصل کو جانتا اور نہ کسی دوسری چیز کو بلکہ محض لاعلمی و جڑھتا کی حالت میں رہ کر خاک میں مل جاتا ہے آدمی اپنے دوسرے اعضائے جسم سے کام لیتا اور بدستور سابق کام کرتا۔ بلکہ اُس قائم مقام سے کام کرواتا ہے اور جو مطلب اُس کا ہوتا ہے اُس کے حاصل کرنے کے واسطے کوشش کرتا اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس مثال سے یہ بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے **مثال** ایک آدمی سفر کرتا ہے چلتے چلتے جب خود تھک جاتا ہے تو رات کو مقوی اشیاء و دودھ وغیرہ سے پرورش پاتا اور اُسی طرح ایک مزدور بلا کر اپنے جسم کو مالش کراتا ہے اور اُسے کچھ دیتا ہے۔ آگے چل کر جہاں کہیں اس کو مزدور نہیں ملتا بالکل تھک جاتا ہے تو وہاں سے ایک گھوڑا مول لیتا ہے۔ پھر اُس پر سوار ہو کر سفر کرتا ہے۔ تمام دن چلتے چلتے وہ بھی تھک جاتا ہے منزل پر آن کر اُس کو دانہ دیتا اور چارہ کھلاتا اور مالش کراتا ہے کہ اس کا تکان دور ہو۔ اسی طرح اگر آہنی گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو اُس کو سوچ سمجھ کر چلاتا۔ اور جہاں وہ گر پڑتا اور ٹوٹ جاتا ہے وہاں اُٹھاتا۔ مرمت کراتا۔ درست کر کے پھر سوار ہوتا ہے جس طرح کہ آہنی گھوڑے سے اُس کا سوار جدا۔ اور جس طرح اصلی گھوڑے سے اُس کا سوار دوسرا ہے۔ گھوڑا سوار کی مرضی کے مطابق چلتا اور اپنی مرضی کے مطابق سوار اُس کو چلاتا ہے اُس کے تھک یا ٹوٹ جانے سے سوار سفر نہیں کر سکتا۔ بلکہ لاچار ہو کر بیٹھ جاتا ہے بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے۔ روح بمنزلہ راکب اور جسم بمنزلہ مرکب ہے؟ جس طرح گھوڑا اور آہنی گھوڑا دونوں ہم سے جدا ہیں اسی طرح یہ جسمی گھوڑا بھی ہمارے اصلی سوار یعنی روح سے جدا ہے۔ بسبب ممتا اور ابھیمان کے اصلی ٹوٹنے یا مجروح ہونے یا مستی ہونے سے روح آسیب مانتا ہے۔ لیکن اگر بدیدہ غور دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روح جسم سے جدا اور جسم روح سے جدا ہے۔ جس طرح سوار گھوڑے سے کام لیتا ہے یا جس طرح ڈرائیور یا گارڈ ریلوے کو چلاتا ہے اُسی طرح روح اس جسم کو چلاتا ہے ریلوے کو ڈرائیور یا گارڈ کا علم نہیں مگر اُن کو ضرور ریلوے کا گیان ہے۔ بنا براں اس جسمانی ٹرین کا جو اصلی ڈرائیور ہے وہی روح ہے +

تیسری دلیل

منش جب کسی باریک بات کو سوچنے لگتا ہے اور سوچتا سوچتا اس میں زیادہ مصروف ہو جاتا ہے تو باوجود آنکھوں کے کھلا رہنے اور گوش وا ہونے کے نہ دیکھتا ہے۔ نہ سنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اُس کے اور حواس بھی باوجود موجودگی کے کچھ احساس نہیں کرتے دنیا میں ہر ایک آدمی کچھ نہ کچھ اس کی شہادت دے سکتا ہے اور خصوصاً زیادہ سوچنے والے آدمیوں پر ایسے واقعات بکثرت وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ مہاتما گوتم آچاریہ جی ایسے منطقی مسائل میں یہاں تک مصروف رہتے تھے کہ بیسیوں واقعات بیرونی کے ہو جانے پر بھی خبردار نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے فلسفی مسائل کو سوچتے سوچتے راستہ طے کرتے ہوئے کوئیں میں گر پڑے اور اہل محلہ نے گرنے کی آواز سن کر نکالا۔ ایک اور مہاتما کی بابت ذکر ہے

کہ کسی مہاراجہ کا توپ خانہ پریڈ کرنے گیا تھا راستہ میں۔ عین سڑک پر اُن کا مکان تھا مگر وہ کسی مسائل مذہبی کے حل میں لگے ہوئے تھے چاند ماری ہوتے ہی قواعد ہوئی۔ توپیں چلتی رہیں شام کو کسی نے اُن سے پوچھا تب لاعلمی ظاہر کی +

مہاتما نیوٹن کی بابت ذکر ہے کہ جب وہ علم طبعی کے مسائل حل کیا کرتے یہاں تک یکسوئی ہو جاتی تھی کہ اُن کی لڑکی آن کر کھانا کھلاتی اور وہ بےخبر دار رہ ہوتے۔ قطع نظر اُن سب کے اتنا تو ہر ایک جانتا ہے کہ بعضے وقت جب یکطرفہ خیال ہوتا ہے سامنے سے دیوار یا درخت یا آدمی سے ٹھوکر جا لگتی ہے۔ تب دھیان بٹتا ہے

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ حواس ظاہری صرف آلات کے طور پر ہیں ان کی معرفت یا ان کے راستہ سے انسان دیکھتا۔ سنتا۔ سونگھتا۔ پکڑتا ہے ورنہ ان بیچاروں کو بذاتہ قوت بینائی یا شنوائی وغیرہ نہیں ہے اگر یہ خود بخود دیکھتے اور سننے والے ہوتے تو بحالت غور و فکر کرنے کے بھی انسان شکلوں کو دیکھتا۔ آوازوں کو سنتا۔ خوشبو کو سونگھتا۔ کیونکہ ان کو کسی نے نہیں روکا تھا نہ تو کان میں کسی نے روئی ڈالی تھی۔ نہ آنکھ پر پردہ نہ ناک میں بتی چڑھائی تھی اور نہ زبان پر مہر لگا دی تھی یہ تو سارے کے سارے اعتدال کی حالت میں بغیر کسی روگ کے موجود تھے۔ پھر انسان نے دیکھنے کے لائق چیزوں کو کیوں نہ دیکھا۔ سننے کے لائق آوازوں کو کیوں نہ سنا۔ سونگھنے کے لائق بو کو کیوں نہ سونگھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جسم میں کوئی چیز ایسی موجود ہے جس کو ان حواسوں کے علاوہ بالذات یہ قوا حاصل ہیں۔ یہ گن حواس کے نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں اگر حواس کے گن ہوتے تو اُس کے یہ محتاج نہ ہوتے۔ ہم نے کئی ایک جنم کے اندھے دیکھے ہیں جن کے سامنے جب کوئی تصویر یا عمدہ دیکھنے کے لائق چیز اور لوگوں کو دکھلائی گئی تو وہ بے تحاشا اُٹھ کھڑے ہوئے اور آنکھ کھولنے لگے اور چاہتے تھے کہ دیکھیں پلکیں لٹکاتے اور آنکھیں پھاڑتے تھے +

بیچارنے سے واضح ہے کہ اُن کے اندر کوئی چیز ایسی موجود ہے جو دیکھنے کی خواہش کرتی ہے اور باوجود نہ موجود ہونے حواس کے بھی اُن میں دیکھنے کی خواہش موجود ہے اسی طرح بغیر موجودگی ان حواس کے بھی وہ قوا اس کے اندر موجود ہیں۔

جنم کے بہروں پر جب اس بات کا امتحان کیا گیا کہ سننا صرف کان کا گن ہے یا کسی اور چیز کا۔ تب باوجود نہ ہونے کان کے اُن کے منہ میں جب گھڑی رکھی گئی۔ فی الفور ہنس پڑے۔ آواز سن لی اور چاقو وغیرہ کوئی سخت چیز دینے سے بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سننے والا سونگھنے والا دیکھنے والا روح ہے۔ نہ کہ جسم +

چوتھی دلیل

دماغ جس کو تمام جسم میں فضیلت حاصل ہے۔ اُس کی حالت بھی بچپن۔ جوانی۔ بڑھاپے میں جدا جدا ہوتی ہے۔ اور بدن کے ضعف و نحافت میں علی ہذا القیاس ضعیف اور نحیف ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی روح کی حالت خراب نہیں ہوتی۔ اُس کا علم اور خواہشیں کم نہیں ہوتیں۔ کثرت جماع وغیرہ سے جب دماغ کمزور ہو جاتا ہے تب بھی روحانی حالت وہی رہتی ہے۔ بعض مرضوں میں جب جسم بہت ہی دبلا ہو جاتا ہے۔ بستر سے بھی اُٹھ نہیں سکتا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اب اس کے تمام اعضا کمزور ہو گئے اور دماغ بھی اُس حیثیت سے کمزور ہو گیا۔ کیونکہ وہ بھی اسی جسم کا ایک حصہ ہے بیمار کو مہیب آواز تو درکنار معمولی اونچی آواز بھی ناگوار معلوم ہوتی ہے جس سے کسی عقلمند حکیم کو انکار نہیں۔ لیکن ان سب حالتوں میں بھی مریض کا علم اور گیان کم نہیں ہوتا۔ اور نہ ضعف پکڑتا ہے پس یہ بات بدرجہ حق الیقین ہے کہ جس کو علم و گیان اور سب کی کمزوری کا بھان ہے وہ روح ہے۔

اس پر دوبارہ زیادہ غور کرو کہ جب پڑھتے پڑھتے یا سوچتے سوچتے دماغ تھک جاتا ہے بلکہ گھومنے لگتا ہے تو آدمی کتاب رکھ دیتا اور سوچنا چھوڑ دیتا ہے کہتا ہے کہ میرا دماغ تھک گیا۔ سر چکراتا ہے۔ اب زیادہ محنت نہیں کر سکتا اور نہیں پڑھ سکتا بلکہ کہتا ہے کہ ہرچند میں چاہتا ہوں کہ اور پڑھوں۔ ہرچند کہ اس مضمون پر سوچنا چاہتا ہوں مگر دماغ تھک گیا اس وقت نہیں سوچ سکتا۔ حالانکہ ایسے عمدہ مضمونوں کے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ لیکن بوجہ تھک جانے دماغ اور گھومنے سر کے اس وقت کتاب رکھ دیتا ہوں۔ پس وہ چیز جو اس قدر پڑھنے سے نہیں گھبراتی اس قدر سوچنے سے نہیں رکتی ہے جس کے اندر ابھی تک شوق موجود ہے۔ جو دماغ کے تھکنے جو سر کے پھرنے اور آنکھوں کے کمزور ہو جانے کی شکایت کر رہا ہے۔ مگر خود ویسا ہی تندرست صحیح و سالم موجود ہے وہ روح ہے اگر دماغ مدرک ہوتا تو جس چیز کے دیکھنے سے اُسے صدمہ پہنچا تھا۔ کبھی اُس کے دیکھنے کی خواہش نہ کرتا۔

اگر سر بہ حیثیت مجموعی مدرک ہوتا تو بھی وہ جس سے پھر رہا تھا انکار کر رہا تھا کبھی اس کا شائق نہ ہوتا۔

مگر تکان رفع ہونے کے بعد اور درد دور ہونے کے پشیمات جب آرام کرنے سے وہ بحال ہو جاتا ہے تو پھر اُس سے وہی کام شروع کرایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی پیاس ابھی تک نہیں بجھی۔ بدستور سابق شوق سے اس کام کو شروع کر دیتا ہے جب تک وہ شوق یا خواہش یا مطلب پورا نہ ہو۔ اس مثال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے

آدمی لکھتا ہے۔ اگر قلم درست نہ ہو یا سیاہی اور کاغذ خراب ہو۔ تو اُن کے درست کرنے کے واسطے کوشش کرتا درست بناتا ہے۔ اگر قلم ٹوٹ جائے۔ یا مرضی کے مطابق نہ ہو۔ تو حسب مرضی بنائی جاتی بعد ازاں اُس سے لکھا جاتا اور لکھتے لکھتے جب ہاتھ تھک جاتا ہے تو آدمی اس کی مالش کراتا ہے تاکہ اُس کا تکان دور ہو اور کام کرے۔ جب اس کا تکان دور ہو جاتا ہے پھر وہی کام لیا جاتا ہے حتیٰ کہ کام کرتے ہوئے اور زیادہ کام کرتے ہوئے ہاتھ بالکل بے کار ہو جاتا ہے۔ قائم نہیں رہتا جس کا ڈاکٹروں سے علاج کراتا ہے۔ بعضوں کا رامنی اور بعضوں کا بالکل معطل ہو جاتا ہے۔ ہاتھ کی اس قدر سختیاں اُٹھانے سے لکھنے کی طاقت کم نہیں ہوئی اور نہ وہ شوق کم ہوا۔

اس کو اس مثال سے اور زیادہ سمجھو۔

ایک ٹھگ تھا گورنمنٹ کے راج میں جعلسازی کے نوٹ بنایا کرتا تھا۔ آخرکار پکڑا گیا۔ گورنمنٹ نے اس کا دائیاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اب اُس نے بائیں سے مشق شروع کی اس سے بھی آخرکار وہی کمال حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک بناتا رہا اس سے بھی ایک بار پکڑا گیا گورنمنٹ نے اُس کا بائیاں ہاتھ بھی کاٹ ڈالا +

وہ اس پر بھی نہ سمجھا اور پاؤں کی انگلیوں سے مشق شروع کی یہاں تک کہ اس میں بھی وہی ملکہ حاصل کیا۔ اور کئی مدت تک اُسی بُرے کام سے روپیہ کما کر خود ہی چھوڑ دیا۔ اب قابل غور ہے کہ وہ چیز جو اس قدر سزا پانے کے بعد بھی ہاتھوں اور پاؤں سے کام کراتی ہے اور جو یکے بعد دیگرے ان اعضاؤں کی متوطن یعنی رہائش کنندہ رہتی ہے اُسی کا نام روح ہے +

ایڈنبرگ کے مدرسہ فنون میں ایک ایسا طالب علم جس کا نام الگزینڈر ہے جو ماں کے پیٹ سے بے دست پیدا ہوا تھا۔ نقشہ کشی اور مصوری میں دوسرے درجہ کا امتحان پاس کر چکا ہے۔ جس میں اس نے انعام حاصل کیا۔ اس نے ۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۴ء کی نمائش گاہ میں اپنا کام دکھلایا تھا۔ یہ نقشہ کشی اور روغن کاری پاؤں سے کرتا ہے۔

ایک اور مثال بھی اپنی چشم دیدہ عرض کر دیتا ہوں۔ ایک ہمارے دوست اور ہم جماعتی تھے۔ ایک دن لکھتے لکھتے اُن کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایسی سخت چوٹ لگی کہ وہ ہاتھ لکھنے کے کام کا نہ رہا۔ چند مدت تک علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اُن کو علم کا شوق اور ماں باپ کا اصرار بھی تھا۔ بدستور پڑھا۔ اور بائیں ہاتھ سے لکھنے کا ابھیاس کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ بائیں ہاتھ سے بھی نہایت عمدہ بدستور سابق لکھنے لگا بس جو سب سے کام کرانے والا اور سب کو حکم میں چلانے والا سب کے تھک جانے سے نہ تھکنے والا ہے۔ وہی روح ہے۔

پانچویں دلیل

آدمی جب ریلوے میں سوار ہوتا یا ہنڈولے میں بیٹھتا یا چلا کر گھماتا یا خود گھومتا ہے تو قوت باصرہ کے قائم رہنے کے سبب اُسے جہان گھومتا نظر آتا ہے یا مرہٹی سے جب آگ گھمانے یا مرہٹی پھرتی ہے تو آگ کا ایک دائرہ بن جاتا ہے۔ آنکھیں جن پر دیکھنے کا تمام دارومدار ہے وہ فتوے دیتی ہیں کہ درحقیقت آگ کا دائرہ ہے۔ دنیا گھوم رہی ہے۔ مگر ایک اور چیز اس کا فیصلہ کرتی ہے کہ ایسا ہرگز نہیں یہ آنکھ کا قصور یا پاؤں کا قصور دماغ کا قصور ہے اصل میں وہ اشیاء گھوم رہی ہیں جن پر جسم سوار ہے یا جو جسم کے ہاتھ میں ہیں۔ ایسا ہی اور بھی صدہا مرتبہ جو غلطیاں دماغ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ کی معلومات سے ہوتی ہیں جو اُن کو سمجھتا اور اُن کے برخلاف کو بھی جانتا اور جاننے کے بعد اُن کی صحت پر حکم کرتا ہے وہ روح ہے۔

مثلاً بخار کی بیماری میں میٹھا پانی پھیکا معلوم دیتا ہے۔ احول ایک شے کو دو دیکھتا ہے۔ ہزار بین سے ایک چیز کو ہزار دیکھتا ہے۔ مختلف رنگ کی عینک سے ایک ہی چیز سفید۔ سرخ۔ سبز۔ سیاہ۔ زرد۔ نیلی وغیرہ رنگوں کی معلوم ہوتی ہے خوردبین سے چھوٹی چیز بڑی اور معکوس کرنے سے بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے مگر وہ جانتا ہے کہ فی الاصل شے مرئی کی کیا حقیقت ہے اور بوجہ نقص فلاں چیز یا عکس یا فلاں سبب کے دو یا ہزار دکھلائی دیتی ہے۔ یا دور و نزدیک نظر آتی ہے وہ حواس نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کی غلطی پر حکم کرتا ہے۔ اور پھر اصلاح بھی کرتا اور عمدہ راستہ بتلاتا ہے۔ صحت اور غلطی میں امتیاز کرتا ہے۔ وہ روح ہے ✦

چھٹی دلیل

ہر ملک کے حکما نے دماغ کو جسے انگریزی میں برین اور سنسکرت میں کھشبج اور ہندی میں بھیجا کہتے ہیں۔ تین حصوں پر تقسیم کیا ہے اول سریبرم یعنے دماغ کلاں دوئم سریبلم یعنی دماغ خورد۔ سوئم میڈلا ابلانگیٹا یا سپائنل کارڈ یعنی مغز حرام۔ ان میں سے بہ ہیئت مجموعی اور جدا جدا تینوں کی حالت اور وں کو حکماء حاذق نے اپنی تصنیفات میں مفصل بیان کیا ہے۔ اعصاب یعنی پٹھے جو ایک سفید رنگ کی باریک ڈوریاں تمام جسم میں پھیلی ہوئی ہیں وہ بھی تین قسم کی ہو کر اُنہیں تین میں ملی ہوئی ہیں۔ اگرچہ ماہران علوم روحانی نے دماغ کو روح سے جدا اچھی طرح ثابت کر دیا ہے لیکن فرض محال اگر کوئی دماغ کو ہی روح مانے تو وہ بھی غلطی پر ہے کیونکہ غم و سرور (آسد) آشا اور پیار اور خیال اور وچار وحیا وشرم۔ عزت اور بے عزتی۔ جوش اور بزدلی کے الفاظ جس منشا اور آستا کو پرگٹ کرتے ہیں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کوئی محض اگیانی آدمی بھی یہ کہہ دے کہ ان شبدوں کا مفہوم کوئی ایسی چیز ہے جو مادی یا جسمانی ہو۔ لیکن یہ بالکل ہویدا ہے کہ اُن کا اثر جسم پر بہت ہوتا ہے یہاں تک کہ دن رات کے رنج و فکر سے توانا آدمی لاغر ہو جاتے اور بعض آدمی مر بھی جاتے ہیں اور یہی حالت دوسرے پہلو میں بے حد خوشی سے ہوتی ہے جس کا نام شادی مرگ مشہور ہے اور شرم یا لحیا کے مارے انسان کے چہرہ کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور جوش و غیرت سے آنکھوں میں خون اتر آنا یا پسینہ پسینہ ہو جانا یا قبا کے بند ٹوٹ جانا یا کسی خوف میں آکر بے آب ہو جانا۔ خون خشک ہو جانا۔ بخار وغیرہ کا دورہ ہو جانا بے ہوشی یا سکتہ کی حالت کا واقعہ ہو جانا یا پران نکل جانا تو اکثر دیکھا گیا ہے اور ہزاروں لاکھوں اس کے شاہد ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسان میں کوئی اور شے غیر مادی موجود ہے جس کی وجہ سے یہ سب الفاظ جسم پر ایسے ماثور ہوتے ہیں اور جن کی تاثیر سے تمام نشہ کافور ہو جاتے ہیں نہ صرف انسان بلکہ حیوان پر بھی بکری کو اگر شیر کے سامنے کھڑا کر دیا جاوے تو اس کے دیکھتے ہی اُس کا خون خشک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وزن کر دیکھا گیا تو وزن کم نکلا۔ پس معلوم کرنا چاہیئے کہ یہ وزن کا کم ہو جانا محض ڈر یا خیال سے کیسے واقع ہوا۔ کسی محض مادی چیز پر ہرگز ان الفاظ کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ انجن یا جوہرہ ثقیل کو اگر ہاتھی کے سامنے رکھ دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور یہی حالت جسم مردہ کی ہے ✦

بنابراں ان سب کی جس پر تاثیر ہوتی ہے اور جو ان سب سے موثر ہو کر جسم پر بھی اثر ڈالتا ہے حالانکہ جسم جڑھ ہے اُسی کا نام روح ہے یہ کام دماغ کا ہرگز نہیں ہے۔ اصل میں اگر غور کی جاوے تو دماغ بمنزلہ ٹیلیگراف آفس کے ہے اور روح بمنزلہ ٹیلیگراف کلرک کے۔ اعصاب بمنزلہ تار برقیوں اور باقی تمام اعضاء بمنزلہ تار کے کھموں یا ستونوں کے ہیں خود دماغ مدرک بالذات اور ارادہ رکھنے والی چیز نہیں ہے ان صفات سے موصوف صرف روح ہے جو دماغ بلکہ سارے جسم پر حاکم ہے اور دماغ معہ تمام اعضاؤں کے اُس کا محکوم ✦

اس کو ایک اور طرح بھی سمجھو فرض کرو کہ ایک جگہ من بھر بوجھ پڑا ہوا ہے ایک افسر نے اپنے ملازم کو اُس کے اٹھانے کا حکم دیا۔ جس پر وہ اُسے ہاتھ سے اُٹھانا چاہتا ہے اور اُٹھا لیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کہا زباں نے اور سنا کان نے مگر تعمیل کے واسطے ہاتھ کیوں ہلا۔ جس سے اُس نے بوجھ اُٹھایا۔ آپ جواب دیں گے کہ پٹھوں کے سکڑنے کے باعث ہاتھ ہلا۔ پھر سوال ہے کہ پٹھے کیسے سکڑے اور کیونکر سکڑ گئے اس کا جواب یہ دو گے کہ دماغ سے بجلی گئی اُس نے سکڑا دیئے اس پر پھر سوال ہے کہ بجلی کو وہاں کس نے بھیجا اور کیوں بھیجا۔ اس کا جواب کوئی روح کا منکر نہیں دے سکتا۔ اور درحقیقت اس کا کوئی جواب نہیں سوائے اس کے کہ روح کی مرضی نے جو اس جسم سے جدا دماغ کی انتر گفا میں موجود ہے ✦

ساتویں دلیل

اگر علیم یا چیتنتا یا مدرک بالذات ہونا دماغ یا قوت حافظہ یا باصرہ کا کام ہوتا تو

تو چاہیئے تھا کہ ایک عرصہ کے بعد بالکل نہ رہتا حالانکہ ایسا نہیں +

کیونکہ علم حکمت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ۷ برس میں خصوصاً تمام جسمانی حصہ بدل جاتا ہے اور پھر ایک پرمانو یا ذرہ کی جگہ دوسرے پرمانو آجاتے ہیں گویا اسی برس کی عمر تک گیارہ دفعہ جسم بدل گیا۔ پس وہ اجزا جن کو یاد تھا تحلیل ہو گئے ایک دفعہ نہیں بلکہ گیارہ مرتبہ تو بتلائیے کہ کس طرح اور کس کو یاد رہا اور جب یاد رکھنے کا ظرف ہی نہ رہا تو مظروف کیسے رہ سکتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو حالت محل کی ہوتی ہے وہی حالت حال کی جب محل ہی نہ رہا تو حال کا رہنا سراپا محال ہے چہ جائیکہ دماغ اور قوت حافظہ کیونکہ یہاں اس سے بھی زیادہ تعلق ہے مگر ایسا نہیں ہوتا اور عام تجربہ اس کے خلاف ہے یعنی جب آدمی نے ۱۵ برس کی عمر میں یا اس سے بھی کم ۷۔۸ برس کی عمر میں جس آدمی اور مکان کو دیکھا ہو اور پھر دور دراز مسافرت کے بعد عمر کا ایک بڑا حصہ گذار کر ۶۰۔۷۰ سال کی اوستھا میں آکر اُن چیزوں کو پہچان لیتا ہے۔ ذرات کے اس قدر بار بار تغیر و تبدل پر کس چیز نے یاد رکھا؟ اگر کہو پرمانو اپنا اثر دوسرے پرمانوؤں کے سپرد کرتے رہتے ہیں تو یہ کہنا کئی وجہ سے باطل ہے اول تو پرمانو بے جان ہیں وہ اثر سپرد نہیں کر سکتے۔ دویم اگر بفرض محال ایسا ہم ایک سیکنڈ کے واسطے مان بھی لیں تو پھر کسی بیمار کو کبھی تندرست نہ رہنا چاہیئے اور نہ کسی جاہل کو عالم حالانکہ یہ مشاہدہ روزمرہ کے رو سے غلط ہے۔

اگر کہو دماغ میں عکس رہتا ہے تو بھی باطل ہے کیونکہ جب آلات سرجری سے چیڑ پھاڑ کر دیکھا گیا تو کسی عکس کا کوئی نشان نہ ملا حالانکہ منکر روح کے عقاید کے مطابق ملنا چاہیئے۔ کئی اور وجوہ سے بھی اس کا بطلان ظاہر ہے۔ نیز صفات نہ تو پرمانوؤں کی ہیں اور نہ دماغ کی کیونکہ یہ بالکل بیجان اور جڑ ہیں ان کا صفات مذکورہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو سب صفات روح کے ہیں +

آٹھویں دلیل

اگر اس جسم کے اندر کوئی چیتن روح کام کرانے والا نہ ہوتا مادہ ہی مادہ کو کام کراتا تو بحالت ہونے اعتدال کے اندریاں اپنے کام سے معطل نہ ہوتیں جس طرح ایک کلا چلتے چلتے اُس وقت تک نہیں رک سکتی جب تک کہ اُس کی بھاپ وغیرہ کی طاقت گھٹ نہ جائے یا کوئی آدمی روکنے والا نہ ہو یا نہ بگڑے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں اندریاں ہمیشہ کام کرتی رہتیں کبھی نہ رکتیں اور اگر رک جاتیں پھر چل نہ سکتیں۔ کیونکہ مادہ میں ترتیب و انتظام نہیں اور پھر ظاہر ہے کہ آدمی کا حال ایسا نہ ہوتا۔ اس کی مثال ریلوے کا انجن ہے اگر انجن کو کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو تو کبھی نہیں رک سکتا بشرطیکہ اُس کے اندر بھاپ کی طاقت اور سٹرک موجود ہو۔ اور جب رکے گا پھر چلے گا نہیں۔ لیکن وہ ڈرائیور کے ماتحت ہے جو اُسے جب چاہتا ہے چلاتا ہے جہاں چاہتا ہے اور کھڑا کر دیتا ہے اگر ارادہ ہو کہ تیز چلاوے تو اُسی طرح چلاتا ہے اور اگر آہستہ چلانا مقصود ہو تو بھی حسب المراد چلاتا ہے انجن اُس سے انکار نہیں کرتا اور نہ کرنے کی اُسے طاقت ہے۔ کیونکہ وہ چیتن نہیں۔ جس طرح چڑھائی یا اترائی میں آہستہ اور تیز چلانا انجن کا ڈرائیور کے اختیار ہے۔ اور ٹھیک وقت پر منزل مقصود پہنچانا بھی اُسی کے علم و عقل کے متعلق ہے۔ جس مسٹر ڈرائیور نے ٹھیک اسٹیشن پر پہنچانا ہوتا ہے اُس کو اسے مدنظر رکھ کر انجن کو تیز چلا اُس سے کام نکالتا ہے۔ انجن کو ان باتوں سے سروکار نہیں۔ ڈرائیور ہی اس کا مختار ہے۔ بعینہ یہی حال جسم اور روح کا ہے یعنی کو جب منزل مقصود پر پہنچنے کا خیال ہوتا ہے جسم سست ہو کمزور ہو بیمار ہو اس کے شکست ریخت کی پرواہ نہ کر روح اُسے کشاں کشاں لیجاتا ہے اور اپنے ارادہ دلی و حسب منشاء اس سے کام کراتا ہے۔ لیکن اس میں نہ ممتا ہے نہ ارادہ بنا برآں ایسا زبردست اور جسم سے کام کرانے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے +

نویں دلیل

بعض ناستک خیال کے حکیم کہتے ہیں کہ خون جسے عربی میں دم انگریزی میں بلڈ اور سنسکرت میں رودھر اور ہندی میں لہو کہتے ہیں وہی روح ہے اور اُسی لہو کی جسم میں حکومت ہے۔ مگر یہ کہنا بھی سخت غلطی پر مبنی ہے کیونکہ اگر خون روح ہوتا یعنی چیتن تو جب آدمی کو زخم لگتا اور خون باہر نکل جاتا ہے تو اتنا روح کم ہو جانا چاہیئے بعض آدمی خصوصاً کابل۔ پشاور۔ ایران۔ عرب۔ افریقہ کے رہنے والے برابر ہر سال بلکہ بعض سال میں دو تین مرتبہ فصد کھلواتے ہیں اور ایسے آدمی تو نامہ نگار نے بچشم خود دیکھے ہیں جو دو دو سیر تک خون نکلوا دیتے ہیں تو خون کو روح ماننے والوں کے خیال کے مطابق کیا اتنا روح کم ہو گیا۔ اور روح کے نکل جانے کے ساتھ ہی چیتنتا۔ عقل علم بھی نہ رہنا چاہیئے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔

بلکہ ایک چیز پھر بھی اندر سے حکم دیتی ہے کہ میرا اور خون نکالو یا اتنا خون کم ہو گیا خون نہیں کہتا بلکہ کوئی اور چیز کہہ رہی ہے کہ میرا خون نکل گیا۔ جس طرح میری آنکھ میرا ہاتھ اُسی طرح میرا خون استعمال کرتا ہے۔ اور مشاہدہ بھی ہمیں بتلاتا ہے کہ خون اُسی کا ہے۔ اور وہ اُس سے کام لیتا ہے پس خون روح نہیں ہے۔

خون دوائیوں سے اور خاص خاص امراض میں بڑھ جاتا ہے۔ لیکن چیتنتا نہیں بڑھتی بعض آدمی انسان کا اور بعض جانوروں کا خون دو تین سیر تک پی جاتے ہیں۔ جیسے وام مارگی یا اگھوری یا حبشی یا اور وحشی لوگ مگر اُن کی چیتنتا عقل یا علم زیادہ نہیں ہوتا۔

بعض بیراگی یا ننگے فقیر اپنے ہاتھوں کو کھڑا رکھ کر سکھا دیتے ہیں۔ جس سے وہ مطلق حرکت کے لایق نہیں رہتے مگر اُن کی چیتنتا میں فرق نہیں آتا۔

کسی مرض میں خون خراب ہو کر انسان سخت بیمار ہو جاتا ہے مگر اس پر بھی چیتنتا برابر بنی رہتی ہے۔ انسان کے مرجانے کے ۲۴ گھنٹہ بعد تک بھی تازہ خون اُس بدن سے نکلا ہے۔ علاوہ برآں خون ایک مادی اور گیان سے رہت چیز ہے ہرگز روح نہیں۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے وقت میں جو ایک دکھنی یوگی کا واقعہ ہوا اُس سے بھی ظاہر ہے کہ خون روح نہیں ہے +

ایک سادھو کا عجیب و غریب حال

(جو چالیس روز تک زمین میں دفن رہا۔)

اس سادھو کا عجیب و غریب ماجرا کہ جس کو بہت سے یورپ و امریکہ کے مصنفوں نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ذیل کی چٹھی سے جو بابو جوالا پرشاد صاحب سابق کلرک کرنیل واڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ دربار مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب بہادر

حال پنشن یافتہ نے بنام لالہ برج لال صاحب کے لاہور روانہ کی تھی اور جس کا ترجمہ رسالہ تھیوسافسٹ میں درج ہو چکا ہے وہو ہذا :-

میرے پیارے دوست لالہ برج لال صاحب۔ جس سادھو کا حال آپ نے دریافت فرمایا وہ دکھن سے معہ اپنے مریدوں کے لاہور آیا تھا اور سمادھی لگانے میں کامل تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس کو آزمانا چاہا۔ اول اس کو ایک لکڑی کے صندوق میں کہ جو پنجابی روش کا بنا ہوا تھا۔ بجبی بند کر دیا۔ اور اس میں قفل لگا کر اُس کو سردار کولا سنگھ کھورانیا والے باغ کی بارہ دری میں (جو دریائے راوی کے کنارے پر واقعہ ہے) رکھ دیا اور اُس بارہ دری کے دروازے پختہ اینٹوں سے بند کر دیئے گئے) اور تا اختتام میعاد معینہ ایک رسالہ باڈی گارڈ چھت اور سب دروازوں کی حفاظت کے لئے تعین کیا گیا۔ یہ اقرار ہو گیا تھا کہ چالیسویں روز اس کو نکالا جائیگا۔ جبکہ یہ میعاد ختم ہونے کو ہوئی کرنیل واڈ صاحب پولیٹکل ایجنٹ معہ ڈاکٹر مرے و ڈاکٹر میگ گرےگر و دیگر صاحبان اراکین کے بمقام لاہور تشریف فرما ہوئے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے زبانی فقیر عزیز الدین صاحب کے کہ جو مہاراجہ صاحب کے درباریوں میں سے تھے کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ ایک جوگی کہ جو ۴۰ روز سے سمادھی چڑھائے ہوئے زمین میں دفن ہے کل صبح کو نکالا جائیگا۔ اگر آپ بھی معہ ڈاکٹر صاحبان و دیگر اہل یورپ کے بر سر موقعہ تشریف لاویں تو عین مصلحت ہے۔ چنانچہ دوسرے روز کرنیل واڈ صاحب معہ دیگر اراکین بر سر موقعہ تشریف لائے اور چند منٹ بعد مہاراجہ صاحب بھی معہ راجہ شام سنگھ و راجہ ہیرا سنگھ و دیگر صاحبان تشریف فرما ہوئے مہاراجہ صاحب نے مصر بیلی رام خزانچی کو حکم واسطے لانے کنجیاں بند مکانات کے اور ان کو کھولنے کے دیا۔ دروازہ سے اینٹیں اکھاڑ دی گئیں۔ تب مہاراجہ صاحب نے اُس لکڑی کے صندوق کو کھولنے کا حکم دیا صندوق کھولا گیا تب اُس سادھو کے شاگردوں نے اُسے صندوق سے باہر نکالا اور بارہ دری کے دروازے کے سامنے رکھ دیا۔ سادھو کو دیکھا بھگوے رنگ کے کپڑے میں کہ جو چاروں طرف سے اُس کے گرد مثل تھیلہ کے سلا ہوا تھا لپٹا ہوا ہے۔ جس وقت کہ کپڑا اُتارا گیا مہاراجہ صاحب نے کرنیل واڈ صاحب سے کہہ کر ڈاکٹر سے اُس کے جسم کا امتحان کرایا چنانچہ ڈاکٹر نے اس کی نبض دیکھی اور کہا کہ نبض بالکل بند ہے اور جسم میں جان کا نشان تک نہیں۔ اُسی وقت سادھو کے شاگردوں نے سادھو کا منہ کان نتھنے اور آنکھیں کھولیں کہ جن میں روئی اور موم کی ڈاٹیں لگا دی گئی تھیں۔ اور ان میں روغن بادام ملا ہوا تھا اس کے بعد سادھو کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے بڑے زور سے چلا کر سانس لیا۔ اور مثل ایک بڑے سیاہ سانپ کے آواز کے ہس ہایا اس کے بعد سادھو کے جسم میں جان آ گئی اور اُس نے خود اپنے آپ گنگا جل میں اسنان کیا کہ جو اس کے شاگردوں نے لا رکھا تھا۔ تب مہاراجہ صاحب نے اُس کو کچھ دودھ پینے کو دیا اور بعد ازاں ایک خلعت قیمتی دو ہزار روپیہ سے سرفراز فرمایا۔ پھر سب لوگ اپنے اپنے دولتخانوں کو تشریف لے گئے۔ یہ سادھو بمقام لاہور اُس زمانہ میں آیا تھا جب کنور نونہال سنگھ کی شادی تھی۔ وہ کہتا تھا کہ میں ایک سال کی سمادھی چڑھا سکتا ہوں اگر انگریز لوگ آزمانا چاہیں تو آزماویں مگر بصورت کامیابی میری محنت کے صلہ میں مجھ کو شہر کلکتہ بخشنا پڑے گا۔ اب جو کچھ میں نے اسی آنکھوں سے دیکھا تھا عرض کر دیا۔ آپ مہربانی کر کے یہ چٹھی کرنیل الکاٹ صاحب کو میری طرف سے سنا دیجئے +

من مقام لدھیانہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۰ء۔ آپ کا دوست جوالا پرساد پنشن یافتہ

(از آریہ درپن فروری ۱۸۹۱ء صفحہ ۴۸)۔

اسی طرح چکاگو کی نمائش میں ایک آدمی کا حبس دم اور کھیتی جانے کا واقعہ اور حال میں بمقام انبالہ ایک یوگی کی حالت اور ڈاکٹروں کا تعجب اور حرکت کا بند ہو جانا جیسا کہ رائے بشمبر ناتھ بی۔ اے۔ اپنے گلدستہ خیال کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔—

"حال میں ایک سادھو انبالہ چھاؤنی میں آیا تھا وہ آدھ گھنٹہ تک بالکل مردہ کی مانند بے حس و حرکت ہو جاتا تھا۔ سانس بھی بند کر لیتا تھا۔ دل کی حرکت بھی بالکل محسوس نہیں ہوتی تھی نبض بالکل نہیں چلتی تھی۔ یورپین ڈاکٹروں نے بھی اس کا ملاحظہ کیا مگر ان کی بھی سمجھ میں نہیں کہ یہ شخص کس طرح ایسا کر سکتا ہے یوگیوں کو سانس اور ناڑیوں کے قاعدے ایسے ایسے معلوم ہیں کہ ابھی تک میڈیکل سائنس نے معلوم نہیں کئے ہیں اندنوں پیسہ اخبار میں بھی لکھا تھا۔ "انبالہ میں ایک جوگی آیا ہے جو سمادھ لگا کر بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ انگریز ڈاکٹروں نے تجربہ کیا وہ حیران ہیں کچھ پتہ نہیں لگا اس کے چیلے پسلیوں میں مالش کر کے ہوش میں لاتے ہیں۔ حیرت کی گئی ہے کہ کیا اسرار ہے" (۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء) +

پس خون روح نہیں بلکہ جو خون کے کم ہو جانے وغیرہ سب حالتوں میں چیتن اور مدرک بالذات ہے وہی روح ہے +

دسویں دلیل

انسان جب بدی کرنے پر متوجہ ہوتا ہے یا جھوٹ بولنے کا ارادہ کرتا ہے یا اور کسی قسم کی برائی پر مائل ہوتا ہے تو ایک چیز اُس کو اندر سے بدی سے باز رہنے کی نصیحت کرتی ہے اور سادھارن آدمی کو نہیں بلکہ بڑے بڑے ڈاکو اور لٹیروں کو بھی (مفصل پڑھو ہسٹری آف دی ٹھگز) نہ کرنے تک تو سمجھاتی رہتی ہے۔ کہ ایسا مت کر اور جب بُرا فعل کر لیتا ہے تب ندامت و ملامت و پشیمانی دلاتی ہے اور خلاف اس کے اچھا کام کرنے پر خوشی اور آنند بڑھاتی اور پھلت کرتی ہے خواہ اُس میں تکلیف کتنی بھی اٹھانی پڑے جس کا دوسرا نام کانشنس یا ضمیر یا ابھو ہے۔ آپ سوچ لیں اور غور کریں کہ کانشنس یا انبھو کسی مادے کی آواز نہیں ہے۔ بلکہ چیتن کی ہے اور وہی روح ہے +

گیارھویں دلیل

ہزاروں باریک مسائل اور سوکشم باتیں انسان اپنے فکر اور عقل سے حل کرتا ہے بلکہ تھوڑا سا علم پڑھ کر نئی نئی چیزیں ایجاد کرتا ہے مگر یہ ساری باتیں تب ہوتی ہیں جب دنیاوی تفکرات سے کنارہ کش ہو ایکانت ستھان میں بیٹھ اپنے من میں بچارتا ہے ورنہ نہیں۔ دنیا کے تمام فضلاء و موجدان ماہران علوم و فنون کی مثالیں اس کی گواہ ہیں اگر یہ دماغ یا جسم کا کام ہوتا تو چونکہ وہ مادی ہیں گوشہ تنہائی کی ضرورت نہ ہوتی کیونکہ مادی کو مادی سے جنس کا تعلق ہے مگر مادہ پرست نہ تو زیادہ نکتہ دان ہوتا ہے اور اسی طرح دن رات بیہودہ ضائع کرنے اور ایکانت بیٹھ کر نہ سوچنے والا آدمی علم و عقل سے محروم رہتا ہے چہ جائیکہ غور و فکر کی دولت سے مالا مال ہو

ارادہ۔ وچار۔ علم و عقل۔ ایکانت میں بیٹھ کر سوچنے اور وچارنے سے ترقی پاتے ہیں اور ایسا ہی کرنے والا آدمی تمام باریک و دقیق نکات بھی دریافت کر لیتا ہے حالانکہ اُس وقت کوئی معلم پاس نہیں ہوتا۔ پس مادہ سے جدا ہو کر سوچنے والا اور مادی لطیف اشیاء کو سوچنے والا مادہ نہیں ہے بلکہ روح ہے +

بارھویں دلیل

جسمانی ذرات تغیر سورج۔ چاند۔ آگ۔ بجلی سیارہ۔ و ستارہ کی روشنی کے کچھ کام نہیں کر سکتے اور کر ہی کس طرح سکتے ہیں۔ وہ ان کی کشش سے وابستہ اور اُن کی حرکت سے متحرک ہیں۔ لیکن ایک اور چیز انسان کے اندر معلوم ہوتی ہے جو صرف اپنی ہی روشنی سے روشن اور ایسے ہی گیان سے گیانی ان سب کی امداد کے بغیر بذاتہٖ قائم ہے اُس کے قیام سے جسم کا قیام اور اُس کی تحریک سے جسمانی حرکت ہے ہاتھی کا جسم جسے مرنے کے بعد تین چار ہاتھی مشکل سے کھینچتے ہیں اور یہ ہاتھی بھی جسے زندگی کی حالت کی طرح کھڑا نہیں کر سکتے اور اسی طرح اور بڑے اجسام جن کی طاقت سے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے حرکت کرتے اور اپنے جسم کے سوائے صدہا من بوجھ اٹھا کر دور دراز ملکوں میں لے جاتے ہیں۔ نہ تو جسم ہے اور نہ جسمانی طاقت بلکہ اس سے بالکل جدا اور فرق رکھنے والی ہے۔ اسی کو حکمائے ہند جیو اور فضلائے یونان روح کہتے ہیں ✣

تیرھویں دلیل

جب انسان کبھی اچانک سویا ہوا جگایا جاتا ہے تو سراسیمگی کی حالت اُس پر طاری ہو جاتی ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر ادھر اُدھر دیکھتا اور جگانے والے کے منہ کی طرف تاکتا اور پہچاننے کی کوشش کرتا ہے کہ یہ کون ہے اور مجھے کیا ہوا۔ اگر وہ کچھ پوچھتا ہے تو یہ دیکھا ہوا کچھ نہیں بولتا۔ اور اگر بولتا ہے تو محض بڑبڑاتا ہے جواب نہیں بن آتا اور اکثر محض بے تکی سہروپا سناتا ہے اُس وقت بہت سے سوال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں وہ باوجود ہمیشہ دیکھنے کے بھی جگانے والے کو نہیں پہچانتا۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ مگر جب کامل ہوش میں آجاتا ہے جواب دیتا اور اُس کو صحیح پہچانتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ بیشک صحیح ہے چونکہ خواب میں روح اپنی قوا کو اپنی ذات میں محو کر لیا کرتا ہے۔ مادی حواس جن کے وہ حواس نہیں سمجھے وہ نرے خواص رہ جاتے ہیں بدیں لحاظ اپنے افعال پر توانا نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ خواص دراصل روح کے ہیں نہ کہ شریر کے اور یہی سبب ہے کہ جب روح بوجہ حکم اپنے مالک کے اس مکان کو چھوڑ جاتی ہے اور اپنے خواص یعنی قوا کو بھی ساتھ لے جاتی ہے تو سب حواس کی قوتیں ماری جاتی ہیں یہ ساری اندریاں جو عارضی طور پر اُن کی مالک نظر آتی تھیں۔ اصلی مالک مکان کی رحلت یعنے کوچ کر جانے سے محض معرا و خالی رہ جاتی ہیں جو حالت مکیں کے انتقال سے مکان کی ہوتی ہے بعینہ ویسی ہی نوبت اس چند روزہ مکان کی ہو جاتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ زبان وغیرہ دریچہ کھلے یا بند رہ جاتے ہیں اور کسی کام نہیں آتے نہ کان سنتے۔ نہ زبان بولتی۔ نہ ناک سونگھتا اور نہ ہاتھ پکڑتے اور نہ پاؤں چلتے ہیں۔ بلکہ یہ سارے روح کے نکلتے ہی سڑنے شروع ہو جاتے ہیں اور ان میں بدبو آنے لگتی ہے۔ پس جن کے سبب کے یہ سارے کام جاری اور جس کے چلے جانے سے سب اُن خواص سے عاری ہو جاتے ہیں وہی روح ہے

چودھویں دلیل

سب چیزیں جو پرمانوں (ذرات) سے مِلی وہ جسمانی ہیں اور ہر ایک جسمانی سے طول عرض عمق و مقدار رکھتی ہے مگر گیان کا جوہر جو آدمی کے اندر ہے اُس کا طول و عرض و عمق و مقدار نہیں۔ پس وہ کسی حالت میں مادی نہیں۔ اگرچہ سب مادی مرکبات جدا جدا اور منقسم ہو سکتے ہیں مگر گیان کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ وہ مادی نہیں ورنہ اس کے بھی ٹکڑے ہو جاتے۔ اگر کوئی غیر مادی چیز آدمی کے اندر نہیں تو غیر مادی علم بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر یہ ضرور ہے پس وہ چیز جسے غیر مادی علم ہے بلکہ مجسم علم ہے یعنی چیتن وہ روح ہے۔

اور جب وہ اس سے جدا ہے اور مسافرانہ اس میں وارد ہو کر اس پر حکم رکھتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس کے نہ ہونے پر بھی وہ موجود رہے گا۔ اور جب علم سائنس اور ہندی فلاسفی نے یہاں تک ثابت کر دیا ہے اور دنیا کے علما نے مان لیا کہ مادہ جسمانی کو کلی فنا نہیں بلکہ اُس کا بھی صرف استحالہ ہی ہے تو کسی طرح بھی ممکن نہیں کہ جسم کے افتراق پر روح کو فنا ہو یا جسم کے نہ ہونے پر روح نہ ہو نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ روح ازلی و ابدی ہے اور جسم آغاز و انجام والا یعنی روح باقی ہے اور جسم فانی ✣

پندرھویں دلیل

اگر کوئی غور سے دیکھے تو اُسے ظاہر ہوگا کہ فنا کسی مادی شے میں کبھی نہیں پائی جاتی البتہ یہ تو سچ ہے کہ سرشٹی کی مادی اشیاء یعنی مرکبات مثلاً پہاڑ درخت اور تمام اجسام عناصروں میں بدل جاتے ہیں۔ لیکن عناصر ہر حال میں ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔ بلکہ وہ اُسی کام کے پورا کرنے کے لئے ویسے ہی موجود رہتے ہیں جس کو وہ آگے سماپت کر چکے۔ اصل یہ ہے کہ سرشٹی کی کوئی ایک طاقت بھی فنا یا معدوم نہیں ہوتی جس شے کو ہمارے ناخواندہ یا علم معقول سے ناآشنا بھائی فنا یا معدوم یا دوسرے لفظوں میں عدم خانہ یا نیست آباد کہتے ہیں اگر علم کی آنکھوں سے دیکھا جاوے تو محض باطل ہے۔ کیونکہ ہر ایک جسم کے استحالہ کے بعد اُس کے پرماتو یعنی ذرے نئے نئے بہت زیادہ عمدہ اور خوبصورت مفید اجناس میں مجسم ہو کر نباتات کے اجسام میں آ جاتے ہیں۔ پس جب کہ مادہ ہی کو فنا نہیں اور نہ ہو سکتی ہے اور نہ نیستی کوئی چیز ہے تو پھر اس جسم کے اندر جو چیز مدرک بالذات و متصرف بالآلات ہے جس کا نام شاستر کاروں نے روح لکھا ہے اور جو درحقیقت جیو یعنی ہمیشہ زندہ ہے وہ کیا کبھی نیست ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ثابت کیا گیا ہے کہ ناممکن ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ جسم سے ماقبل و مابعد موجود اور ہمیشہ رہیگی ✣

سولھویں دلیل

جب ہم کسی ذی عقل اور فہیم انسان کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں یہ خیال ہرگز پیدا نہیں ہوتا کہ یہ آدمی اب اپنی ترقی کے معراج پر پہنچ گیا یا اس نے اب زندگی کا مقصد پورا حاصل کر لیا۔ اور اس سے اعلےٰ خیالات و خواہشات کو وہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ہمارا سارا معاملہ اس کے برعکس ہے ہم روزمرہ کے تجربے اور گذشتہ حکما کی تحریروں کو پڑھ کر معلوم کرتے ہیں۔ کہ جہاں تک انسان اپنے معلومات اور خیالات کو جانتا جاتا ہے وہاں تک ہی اُس کی طاقتوں کا پُرجوش چشمہ زیادہ جوش مارتا جاتا ہے اور اُس کا ہر ایک قدم میدان صداقت میں زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ سقراط نے علوم میں ترقی کرتے کرتے فلاسفر ہو کر بھی جب وچار کیا تو ہار کر یہی کہا کہ ابھی میرا علم اُس سمندر ناپیدا کنار کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے ✣

جب اُس پر بے گناہ موت کا فتوا لے جاری ہوا تو پھانسی کے عوض جام زہر قبول کیا۔ اور اُس پر ہیبت ناک موقعہ پر جب کہ بڑے بڑے پہلوانوں کے زہرہ پانی ہو جاتے ہیں۔ نہایت ہی استقلال و انشاہ سے مرتے دم تک نصیحت کرتا اور

ٹہلتا رہا۔ ذرا نہیں گھبراتا کیا روح کے سوا کوئی مادی چیز یہ فیصلہ یا ہمت کر سکتی ہے؟

اسی طرح لاکھوں کروڑوں مہاتما لوگ گذرے ہیں جنہوں نے سچائی اور فرائض انسانی کے کما حقہ پورا کرنے میں بے شمار دنیاوی تکالیف کو اٹھایا مگر ایشور بھگتی اور پرماتما کی طرف سے اپنی ثابت قدمی کو ذرا بھی کم نہ ہونے دیا۔ جانوں کو خطرہ میں ڈالا مگر مصیبت کا مضبوطی سے مقابلہ کیا۔ نہ تو لالچ سے ست دھرم کو چھوڑا اور نہ جھوٹے دوستوں کی جھوٹی محبت کی پرواہ کی۔ اس کے برخلاف لاکھوں طرح کے طوفان بے تمیزی اٹھائے گئے مگر وہ کوہ ہمالہ کی طرح ست پر قائم رہے جنبش نہ کھائی یہاں تک کہ یا تو کامیاب ہوئے اور زندہ رہے ورنہ جان عزیز کو دیدیا۔ مارے گئے۔ مگر نیائے کے پتھ سے وہ دھیر پرش چلایمان نہ ہوئے۔ کیا کوئی موٹی عقل والا بھی کہہ سکتا ہے کہ اُنکی ہستیں ختم ہو گئیں اُن کے خیالات رک گئے اور انہوں نے اس مادی جسم کے واسطے تمام حیرانی و سرگردانی اُٹھائی یا اُن کا خاتمہ ہو گیا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!! اُن کے خیال کا خاتمہ نہیں ہوا اور نہ اُن کی کوششیں ختم ہوئیں بلکہ وہ آیندہ کو بار بار انہیں معلومات اور خیالات کے جسمانی چکروں میں گھومتے ہوئے ترقی یا تنزل کرتے رہینگے پس جس میں اس قدر استقلال و ہمت ہے وہ روح ہے نہ کہ بیجان مادہ +

سترھویں دلیل

مادی اشیاء کے اندر کوئی خواہش نہیں اور نہ کچھ ذاتی مطلب ہے۔ نہ اپنے نیست و نابود ہونے یعنی تبدیل ہو جانے کا کوئی اندیشہ ہے اور نہ رہنے کی کوئی توقع یا تمنا کیونکہ اُن کے اندر وہ قوا نہیں۔ غلطیوں۔ تجربوں۔ تکلیفوں سے سبق لینا بھی غیر مادی کا کام ہے۔ غیر مادی کی مرضی کی حکومت حال پر اور حال کی استقبال پر ہوتی ہے نہ صرف مرضی بلکہ دور اندیشی اور مآل کے خیال کے باعث اُس کے حال کے سارے کاموں کی بنیاد موسم پر تخم بونے اور آیندہ حفاظت کرنے اور مقررہ میعاد اور پک جانے کے بعد یا جب ضرورت ہو اُسے کاٹ کر فائدہ اٹھانے سے ہوتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ اُس کو اپنی ہستی ازبس عزیز ہے اور صرف عزیز ہی نہیں بلکہ اُس کے بچاؤ کے لئے وہ مقابلہ کرنے کو طیار ہے مگر یہ بات مادی اشیاء میں نہیں ہے وہ صرف چیتن کے فائدہ اور بہتری بلکہ بھگتن کے لئے بنائے گئے ہیں نہ اپنی ذات کے لئے اور نہ رہنے کے لئے نہ اپنے ضائع ہونے کا اُسے رنج ہے نہ درد۔ اُس کا اگر کوئی دردمند بھی ہے تو وہ بھی غیر مادی یعنی چیتن ہے نہ کہ جڑھ۔ انسان سے لیکر چیونٹی تک سب میں اس کی شہادت ہے :-

مور گرد آورد بتابستاں   تا فراغت بود زمستانش
میازار مورے کہ دانہ کش ست   کہ جان دارد و جان شیریں خوش ست

تربیت و تعلیم کا قبول کرنا بھی غیر مادی کا ہی کام ہے نہ کہ مادہ کا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ غیر مادی جس قدر اپنے مالک کی مرضی کے مطابق چلتی ہے وہ اُسی قدر اپنے مسلسل اور لگاتار۔ علے ہستی اور زندگی کی خواہشمند ہے اور اُس کی مرضی کے خلاف چلنے سے وہ اُسی طرح نے ہستی کی طرف راجع معلوم ہوتی ہے۔ پس یہ صریح ثبوت مادہ اور روح کی جدائی کا ہے +

اٹھارھویں دلیل

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی چیز تحلیل ہو کر دوسری چیزیں بن جاتی ہیں مثلاً سبزی مٹی میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ پانی بخارات بن کر ہوا میں چلا جاتا ہے برف پانی اور پانی برف بن جاتی ہے۔ درخت زمین میں اور اسی طرح انسانی جسم میں جسم انسانی مادہ حیوانی اور مادہ حیوانی انسانی میں تحلیل ہو جاتا ہے مگر ایک آدمی کا تجربہ واقفیت تاریخ۔ علم۔ فہم۔ توجہ۔ افعال۔ حرکات۔ اشارات۔ محبت۔ اخلاق۔ شجاعت۔ ہمت۔ استقلال۔ خوف۔ شہوت۔ غضب۔ نخوت۔ تکبر۔ نیکی۔ صداقت وغیرہ اوصاف دوسرے میں نہیں بدل سکتے۔ گو سیکھ کر لوگ حاصل کر لیتے ہیں مگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ بعد دینے کے اُس میں بالکل نہ رہیں۔ اور اسی واسطے شاستر کاروں نے لکھا ہے کہ ودیا اور سچائی ایک ایسا دھن ہے کہ جتنا اس کو خرچ کرو اتنا بڑھتا ہے۔ برخلاف مادی چیزوں کے کہ وہ خرچ کرنے سے کم ہوتی ہیں۔ پس یہ جس چیز کے گن ہیں وہ ہرگز مادی نہیں ہے بلکہ غیر مادی روح ہے +

انیسویں دلیل

انسان نیکی کیوں کرتا ہے اس واسطے کہ میرا بھلا ہو اور اسی طرح گناہ کیوں کرتا ہے صرف اس واسطے کہ وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہو۔ غرضمند آدمی محسوس ہو کر بھلائی اور برائی کو نہیں دیکھتا مگر مادے میں یہ صفت نہیں جتنی چیزیں غیر مادی ہیں اور جہاں جہاں روح کا تعلق ہے وہاں وہاں امید زیست آیندہ برابر لگی ہوئی ہے چیونٹی مچھر کھٹمل۔ مکھی سے لیکر سانپ۔ بچھو۔ چھپکلی۔ نیول۔ بیل۔ مگرمچھ۔ شتر مرغ۔ فیل مع کتا۔ بلی۔ شیر۔ بھیڑیا۔ گینڈا۔ ارنہ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی اور مہذب انسان اور رشی دیوتا تک برابر سلسلہ وار اس کی شہادت ملتی ہے۔ گناہ سے نفرت یا گناہ کو برا جاننا ایک قدرتی بات ہے سگ کو بھی جب خوشی اور اپنے ہاتھ سے روٹی دی جاوے تو آرام سے لیتا اور بے فکر ہو کر کھاتا ہے مگر جب گھر والوں کی غیر حاضری اور مالک مکان کی عدم موجودگی میں وہ روٹی اٹھا لیجاتا ہے تو اول لیکر بھاگتا اور اگر کوئی دیکھ لے تو دور لیجا کر کہیں بھوسہ یا مٹی میں دفن کر دیتا ہے خود چور بھی حالانکہ وہ چوری کرتا ہے مگر جب اُس کے گھر سے کوئی چور لیجاوے تو اُسے ناراضگی ہو جاتی ہے۔ گائے۔ بکری وغیرہ پر بھی یہی حالت طاری ہوتی ہے۔ پس گناہ سے دلی نفرت یہ گن مادی اشیا کے سوا کسی اور کا ہے جس کا نام روح ہے +

بیسویں دلیل

اگر کوئی کہے کہ جیسے چند چیزوں کے ملاپ سے نشہ اُتپن ہو گیا ویسے ہی اس شریر میں چاروں عنصروں کے سنیوگ سے جیو آتما اُتپن ہوتا اور اُن کی جدائی سے نشٹ ہو جاتا ہے کیونکہ مرنے پیچھے کوئی بھی جیو پرتیکش نہیں ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پرتھوی یعنی زمین وغیرہ چار عنصر جڑھ اور غیر مدرک ہیں اُن سے چیتن جیو کی اُتپتی کبھی نہیں ہو سکتی۔ یہ تتو و عناصر جڑھ ہیں خود اس ترتیب و انتظام و خوبی سے مل نہیں سکتے بغیر کرتار پرماتما کے گیان اور وچار کے۔ نشہ کی مانند روح کی اُتپتی اور فنا نہیں ہوتا کیونکہ نشہ یا خمار خود شراب کو نہیں ہوتا اور نہ کسی اور جڑھ کو بلکہ اُس کا اثر جو کچھ ہوتا ہے صرف چیتن کو۔ کثیف اشیائے لطیف ہو کر غیر محسوس ہو جاتی ہیں مگر عدم کسی کے واسطے نہیں چہ جائیکہ اس سے لطیف جیو کے واسطے جو نہ تو سنجوگ جن ہے اور نہ دھاتوں سے اُتپن ہوتا ہے کیونکہ دھاتوں میں گیان ہی نہیں اور جو جس میں نہیں ہوتا اُس سے اُتپن بھی نہیں ہو سکتا۔

جب جیو جسم دھارتا ہے تبھی اُس کا ظہور ہوتا ہے ورنہ نظر نہیں ہوتا لیکن اس کی ہستی جسم سے پہلے اور پیچھے ضرور رہتی ہے۔ جب شریر کو جیو چھوڑ جاتا ہے تب وہ شریر

جس سے جیو نکل گیا جیسا عمدہ اور کام کرتا تھا پہلے تھا پھر نہیں سنتا یہی بات پاکورک رشی نے بھی بیان کی ہے کہ آتما یعنی جیو فنا سے رہت ہے جس کی موجودگی سے شریر چیشٹا کرتا ہے اور جس کی عدم موجودگی سے نہ شریر میں گیان نہ چیشٹا رہتی ہے وہ آتما ہے جیسے آنکھ سب کو دیکھتی ہے پرنتو اپنے کو نہیں اسی پرکار پریکشن کا کرنے والا اپنے آپ کو اندریہ پریکش نہیں کر سکتا۔ جیسے اپنی آنکھ سے سب مادی اشیاء کو دیکھ لیتے ویسے ہی آنکھ کو اپنے گیان سے دیکھتا ہے درشٹا یعنی دیکھنے والا ہے وہ دیکھنے والا رہتا ہے درشیہ (وہ چیز جس کو دیکھا جاوے) نہیں ہو سکتا۔ جیسے بنا آدھار کے آدھے۔ کارن کے بنا کاریہ ادیوی کرینا ادیوا اور کرتا کے بنا کرم نہیں ہو سکتے ویسے ہی کرتا کے ساپریکش کیسی ہو سکتا ہے

اکیسویں دلیل

انت لا تغفل عن ذاتک ابدا وما من جزء من اجزاء بدنک الا تنساه احیانا ویدرک الکل الا اجزاء فلو کنت انت هذه الجملة ما کان تستمر تشعر بک بل انک مع نسیانها فاسد ونرى هذا البدن واجزاء ۔

ترجمہ تو اسی ذات سے کسی وقت میں بھی غافل نہیں ہوتا ہے اور کوئی جزو تیرے بدن کے اجزا سے ایسا نہیں ہے کہ تو کسی وقت اس سے غافل نہ ہووے اور جب کل معلوم ہووے تمام اجزا بھی معلوم نہیں ہوتے ہیں پس ثابت ہوا کہ تو اس تن اور اسکے اجزا سے جدا ہے

بائیسویں دلیل

بدنک ابدا فی التحلل والسیلان واذا انت الغاذیته بما تاتی فان لم یتحلل من بدنک العتیق عند ورود الجدید لعظم بدنک جدا ولو کنت انت هذا البدن او جزء منه لتبدلت انانیتک کل حین ولما دام انجوهر المدرک منک فانت لا بدنک انتهی۔

ترجمہ تیرا بدن ہمیشہ بسبب تصرف حرارت غریزیہ وغریبہ کے بدنی رطوبات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے کیونکہ اگر باوجود وارد ہونے نئی چیز کے اگر کوئی چیز پہلے بدن سے تحلیل نہ ہووے تو لازم آویگا کہ بدن بے نہایت فربہ اور بزرگ ہو جاوے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بعد وارد ہوتے غذا کے کوئی چیز بدن کے اجزا میں سے تحلیل ہو جاتی ہے اگر تو یہ بدن ہووے تو لازم آوے کہ ذات و ہستی تیری بدن کے تبدیل ہونے سے بدل جائے (حالانکہ ایسا نہیں)۔ پس متحقق ہوا کہ تو اپنے بدن سے غیر (جدا) ہے۔ (نمبر ۱ و ۲ شیخ الاشراقیین نے هیاکل میں لکھیں ہیں)

تیئسویں دلیل

شیخ المشائین نے مباحث میں فرمایا ہے۔ ان القوی القائمة بالآلات تکل بتکرار الافاعیل لاسیما القویة وخصوصا اذا انبعث فعلا علی الفور وکان الضعیف فی مثل تلک الحالة غیر مشعور به کالرائحة الضعیفة بعد القویة واحوال القوة العاقلة تکون کثیرا بخلاف ما وصف

ترجمہ تمام قوتیں بدن کی کثرت اور بار بار کام کرنے سے سست اور نفرت کرنے والی ہوتی ہیں اور جیو کبھی مثل نفس ناطقہ ایسے فعل سے کہ سب کا جانا ہے ہرگز سست نہیں ہوتا ہے بلکہ قوت پاتا ہے پس ثابت ہوا کہ روح جسمانی قوتوں میں سے نہیں ہے بلکہ مجرد ہے۔

چوبیسویں دلیل

شیخ المتاخرین نے اشارات کے نمط سابع میں فرمایا ہے۔ بل کثیرا ما یکون القوی الحسیة والحرکیة فی طریق الانحلال والقوة العقلیة اما ثابتة واما فی طریق النمو والازدیاد انتهی کلامه۔

ترجمہ۔ بدنی قوتیں بڑھاپے میں حل ہو جاتی ہیں اور قوت عقل یعنی روح انسانی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ معلومات میں زیادہ عالم ہو جاتا اور تجربہ جمع کرتا ہے ؛

پچیسویں دلیل

اکثرے نفوس کاملہ بریاضت شاقہ کہ موجب خلال بلکہ افنائے قوائے جسمانی ست بعالم علوی پیوندند و اشیائیکہ ہزارہا فرسخ دور ست بینند و شنوند حالانکہ بدن شان ہمانجا ست۔

ترجمہ۔ اکثر یوگی لوگ جو تپ اور یوگ میں کامل ہو جاتے ہیں جن میں ان کی جسمانی طاقتیں بالکل کمزور ہو جاتی ہیں جب ان کی ارواح بلند مراتب پر پہنچتی ہے تو ان چیزوں کو جو ہزاروں کوسوں پر ہوتی ہیں دیکھتے اور سنتے ہیں حالانکہ بدن ان کا اسی جگہ ہے۔

چھبیسویں دلیل

کوکین ہائیڈرو کلوراس نامی ایک انگریزی دوائی ہے جس سے اکثر آنکھ کا علاج کرتے ہیں اور آنکھ کو بے حس کرکے اس کے اندر نشتر مار کر تیسرے چھوٹے پردہ سے موتیا بند یا مال نکالتے ہیں۔ اسی طرح دوائی کا اثر زبان چمڑا وغیرہ ہر ایک اعضا پر ہوتا ہے کہ جس مقام پر لگے اس کو بے حس کر دیتی ہے۔ اس کا اثر زائل ہونے کے بعد پھر اندریاں اپنی لذات کو محسوس کرتی ہیں ورنہ نہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ وشیوں کو جاننا اور حسوں کو محسوس کرنا اندریوں کا کام نہیں بلکہ روح ہے جو ہمیشہ مدرک بالذات ہے۔ پس وہ کسی طرح جسم کا حصہ یا مادی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے جدا اور الگ شے ہے ؛

انسان کے سوا اور جانوروں میں بھی روح ہے

تمام منطق والے اس بات پر متفق البیان ہیں کہ انسان بھی ایک حیوان ہے مگر تحصیل علم الٰہی و مسائل فلسفہ کی آگاہی کے سبب سے اسے زیادہ عزت دیتے اور اشرف المخلوقات بیان کرتے ہیں۔ سنسکرت کی نیتی جاننے والے لکھتے ہیں۔ کہ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا۔ خوف ودرجا۔ مجامعت یہ باتیں انسان و حیوان میں برابر ہیں۔ صرف دھرم ہی ہے جو اس میں زیادہ ہے جس انسان میں دھرم بھاؤ نہیں وہ پشو حیوان مطلق ہے۔ (چانک)

ایک اور حکیم حاذق فرماتا ہے۔ جیسے گدھے پر چندن لادنے سے وہ صرف بوجھ کو جانتا ہے نہ کہ چندن کو ایسے ہی کتابیں زیادہ پڑھ لینے سے جب تک عامل نہ ہو وہ کتابوں کا حمال ہے (دھنونتر وید)

راج رشی۔ بھرتری جی فرماتے ہیں "جو آدمی علم اخلاق۔ موسیقی۔ اور کلا کوشل سے محروم ہے۔ وہ محض حیوان ہے اس میں اور حیوان میں دم سینگ کا فرق ہے اور نہ وہ گھاس کھاتا ہے"۔

پھر ایک اور رشی کا قول ہے جس کے پاس ودیا۔ دھرم۔ تپ۔ دان۔ اخلاق اور نہ کوئی ان کے علاوہ گن ہے وہ محض زمین کا بوجھ ہے وہ آدمی کی شکل کا پشو ہے"۔

مصنف قرآن بھی ایسے آدمیوں کو اولئک کالانعام بتلاتا ہے کہ وہ مانند چوپاؤں کے ہیں ان سے سوائے حرکات حیوانی کے کوئی اچھا فعل صادر نہیں ہوتا۔

ایران کے شاعر سعدی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

زنان باردار اے مرد ہشیار　　اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بنزدیک خردمند　　کہ فرزندان ناہموار زایند

بسلمن آدمی بہترست ازدواب   دواب از تو بہ گر نہ گوئی صواب

جب یہ حال ہے یعنی انسان کو چند باتوں کے سبب ہی حیوانوں سے تفوق ہے ورنہ خواہ مخواہ اُسے کوئی شرف حاصل نہیں جس کے روح کے گن جسم انسان میں ظاہر ہیں اُسی طرح قالب حیوانی میں بھی نمودار ہیں۔ سب شاستروں میں عموماً جیو کے یہ گن بیان کئے گئے ہیں دھرم۔ سچائی۔ مترتا۔ پیار۔ تیاگ۔ غیرت۔ بریرتا۔ ویراگ۔ پرسوارتھ۔ بیرتا۔ درڑھتا (استقلال) دیا۔ دھارن کرنا۔ کھشما۔ دم۔ استی۔ شوچ۔ دھیر۔ چیتنا۔ غصہ خواہش۔ ودیش نفرت۔ کوشش۔ سکھ۔ دکھ ان میں سے اگر بنظر غور دیکھا جائے تو یہ سارے کے سارے کم و بیش حیوانات میں پائے جاتے ہیں۔

بیل اور کتے کی وفاداری۔ مترتا۔ پیار۔ نمک حلالی۔ حفاظت۔ قناعت اور شہد کی مکھی کا انتظام و تمیز۔ بندر کی پردہ داری۔ عقلمندی۔ الو۔ زاغ۔ کرگس۔ چیل و بندروں کا اتفاق اور اولاد سے محبت۔ شیر۔ گینڈا۔ گرڑ۔ ارنا بھینسا۔ سور۔ فیل کی بھاری حکومت۔ غرور۔ محبت اولاد۔ استغنا۔ رعب اور انتظام حفاظت۔ کلنگ زنبور۔ چیونٹی کی دوراندیشی۔ قواعد دانی۔ تمیز و توقف انتخاب وغیرہ غور کے لائق ہیں۔

شکاری لوگ جب جانوروں کا شکار کرتے ہیں تو جس قدر مکاری سے کام لیتے اور دام فریب بچھاتے ہیں۔ اگر وہ سب آپ سنیں تو بے اختیار آپ کے منہ سے نکلے الانسان خیر الماکرین یعنی آدمی بڑا مکار ہے مچھلی پکڑنے کی غرض سے لوہے کی ٹیڑھی سیخ کے ساتھ آٹا لگانا۔ کیچوے یا صدف کے کیڑے پھنسانا اور جال بچھانا رات کو چراغ جلاکر پکڑنا۔ پھٹنے والا گولا پانی میں پھینکنا اور طوفان برپا کرنا برقی جال بناکر اپنی عقل کی روشنی دکھانا۔ پانی میں آگ جلانا اور جال کو پانی میں ڈال اُس میں تار کے ذریعہ برقی روشنی پہنچانا اور مچھلیوں کا اس انوکھی روشنی کو دیکھ جال کے اندر آنا اور پھنس جانا۔ علی ہذالقیاس جن حیلوں حوالوں سے انسان خشکی و تری و ہوا کے جانوروں کو پکڑتا ہے روباہ کی مکاری اور گربہ کی عیاری اس کے سامنے بالکل ہیچ ہے اور ہم کو ایسی حالتوں میں صاف طور پر کہنا پڑتا ہے کہ جو جانور حضرت انسان کی اس قدر عظیم الشان علمی شرارتوں سے بچ جاتے ہیں بلکہ شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا۔ تیندوا۔ مگرمچھ اور ویل مچھلی کی طرح اس بڑے مکار کی تمام پالیسیوں پر غلبہ پاکر الٹا اسے شکار کر لیتے ہیں یا بعض رحمدل لیکن دوراندیش جانور صرف اسے مار ڈالتے ہیں مگر کھاتے نہیں جیسے ریچھ اور بن مانس چمپانزی قسم کے بندر وغیرہ اُن میں ضرور بالضرور ہی روح ہے جیسی کہ انسان میں کسی طرح کی کوئی کمی نہیں۔ (دیکھو ڈاکٹر بیل صاحب کا مضمون ایشیاٹک ریسرچیز جلد ۱۵)

جرمنی کے مشہور عالم پاپ صاحب فرماتے ہیں کہ "جملہ خراب و فاسد خیالات کہ جن کی وجہ سے آدمی کے دل میں غصہ کی آگ بھڑک جاتی ہے اور جو اُسکو اقسام اقسام کے بیہودہ مسخرافات کاموں کی طرف رجوع کر دیتے ہیں کہ جن کی وجہ سے بہت سے امراض ظاہری اور باطنی انسان کی تندرستی میں حارج ہوتے ہیں صرف جانوروں کے گوشت پر زندگی بسر کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا وحشت انگیز اور مکروہ بات ہو سکتی ہے کہ ہم لوگوں کے باورچی خانے جانوروں کے خون سے تربتر ہوتے رہتے ہیں۔

ایک طرف جانوروں کے کٹے ہوئے اعضاء بکھرے ہوئے پڑے ہیں دیواروں پر لٹک رہے ہیں دوسری طرف بیچارے جانور تڑپ تڑپ کر پاؤں مار رہے ہیں! گویا انکے دیکھنے سے ہم کو وہ عجیب و غریب فسانجات یاد آجاتے ہیں کہ جن میں دیو اور جنوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں کہ وہاں ہر چہار طرف اُن جانوروں کے جو اُن کی بے رحمی اور ظلم کے نشانہ ہوتے تھے اعضاء ہی اعضاء بکھرے ہوئے پڑے رہتے تھے اور کہیں اُن کے سروں کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔

اے بی کیلگی صاحب تمام دنیا کے گناہوں کو جانوروں کے شکار اور ذبح کرنے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ صاحب موصوف کا بیان ہے "کہ دیکھو عام طور پر ہم پالیسی لگانے اور جال پھیلانے سے ہو جاتے ہیں اور جانوروں کے شکار اور اُن کو ذبح کرنے سے ہم پرلے درجہ کے بیرحم ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اکثر بے گناہوں کا خون دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھوں سے کر بیٹھتے ہیں جو شخص کسی بے گناہ جانور مثل بھیڑ بکری۔ گائے وغیرہ کو ہلاک کرتا ہے گویا وہ اپنے ہمسایہ کے خون میں اپنے ہاتھ رنگتا ہے" (از آریہ درپن ماہ مئی [illegible]

اب ہم چند بڑے جانوروں کی عقلمندی کی کچھ واقعات سناتے ہیں

۱۔ گھوڑے کی عقلمندی رستم پہلوان زابلستان کے گھوڑے رخش نام کی بابت شاہنامہ میں بہت سے عجیب و غریب حالات لکھے ہیں ہفت خوان کی منزل میں اُس نے شیر کا شکار کیا۔ اور رستم کو زخمی ہونے سے بچایا۔ اور وہ رستم کے بغیر کسی کو اپنے پر سوار نہیں ہونے دیتا تھا" اور محمد امین خان برادر امیر شیر علی خان قندھار کے قریب زخمی ہوکر گھوڑے سے گر پڑے تو گھوڑے نے اُس کے گرد چکر باندھ دیا جس سے کوئی اُس کے قریب نہ آسکا" سوار کے زخمی ہو جانے کی حالت میں دانا گھوڑے عموماً ایسا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ بعضے گھوڑے مالک کے مر جانے پر زار زار آنسو بہاتے اور کئی روز تک دانہ گھاس نہیں کھاتے صدہا بزرگ گھوڑے رکھنے کے عادی اس بات کی شہادت دیتے ہیں ۔

"۸؍ مارچ سنہ ۱۸۹۲ء دوپہر کے وقت لفٹننٹ ہابرٹس صاحب رائل انجنیر گلستان علاقہ بلوچستان سے چمن کو گھوڑے پر سوار جا رہے تھے راستہ میں اُن کو ایک افغان بعمر ۱۷ سالہ گھوڑے پر سوار ملا وہ بھی چمن کی طرف چل پڑا۔ صاحب کی راستہ چلتے ہوئے اس سے بات چیت ہوئی۔ اور اُس نے فوراً پیچھے ہٹ کر تلوار کھینچ لی اور صاحب کو گردن پر زخمی کیا۔ اور نیز بائیں ہاتھ کو بھی۔ جب صاحب بہادر زخمی ہوکر گھوڑے سے گرے تو گھوڑے نے اُس افغان پر حملہ کیا"

رسالہ کے عمدہ گھوڑے اور خصوصاً عرب کے گھوڑے اپنی محبت اور پیار سے صاف بتلاتے ہیں کہ وہ ایک زندہ روح رکھتے ہیں ۔

۲۔ ہاتھی کی عقلمندی اخبار صبح صادق مدراس نمبر ۱۳ مورخہ ۲۰؍ اکتوبر سنہ ۱۸۹۵ء میں لکھا ہے کہ مابین حیدرآباد اور کرنول کے ایک مقام فرخ نگر ہے سنا گیا کہ وہاں ایک فیل ہے جو آدمی کی طرح باتیں کرتا ہے جب جاکر دیکھا گیا تو وہ ایک بچہ کی طرح حیات حیات پکارتا ہے۔ اسی حالت میں ایک شخص آیا اور اُسے کہا کہ کیوں پکارتا ہے ہاتھی نے کہا کہ پولا ڈال دے۔ چنانچہ اُس نے پولا ڈالا میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو اور یہ ہاتھی حیات حیات کیا کہتا تھا۔ اُس نے کہا کہ میں فیلبان ہوں اور حیات میرا نام ہے مجھے پکارتا تھا پھر میں نے اُس سے دریافت کیا کہ اس گفتگو کے سوا یہ کچھ اور بھی باتیں کرتا ہے یا نہیں۔ اُس نے کہا کہ اکثر ضروری باتیں جو ہم کہتے ہیں اُس کو یہ سمجھتا ہے اور بخوبی اس کا جواب دیتا ہے اور یہ خیال کرنا بیجا ہے کہ باتیں بے محل بھی کرتا ہو بلکہ حسب موقعہ بمضمون مناسب گفتگو کرتا ہے اس پر صاحب مہتمم اخبار صبح صادق تحریر فرماتے ہیں کہ مہاراجہ کودنرام والئے ملک ملیبار علاقہ احاطہ مدراس کی سرکار میں ایک ہاتھی ہے جو حکم مہاراجہ صاحب کی مہر و دستخط سے لکھا ہوا۔ اُس ہاتھی کے نام جاتا ہے وہ بموجب اس کے بہمہ وجوہ تعمیل کرتا ہے اور یہاں تک اس کو ادراک اور عقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہر اور دستخط جعلی بشکل مہر

دستخط مہاراجہ کے ایک کاغذ پر کرکے ایک حکمنامہ اُس ہاتھی کے نام لکھا۔ اور اُس نے اس پر مطلق عمل نہ کیا۔ اور جان لیا کہ یہ فریب اور دھوکھا ہے۔

ایک دن مہاراجہ صاحب کے گوروجی نے ایک لٹھ بڑے درخت کا پہاڑ سے کٹوایا اور کسی ہاتھی سے نہ ہو سکا کہ اُسے نیچے اُتارے ناچار گوروجی نے التجا مہاراجہ صاحب کے حضور میں کی کہ آپ اُس ہاتھی کے نام حکم صادر فرمائے۔ کیونکہ وہ اُس لٹھ کو نیچے اُتار سکتا ہے۔ بموجب اس استدعا کے مہاراجہ صاحب نے حکمنامہ تحریری اس کے نام جاری کیا اُس کا مضمون یہ تھا کہ لٹھ پہاڑ سے نیچے اُتار دے۔ جب ہاتھی کو وہاں لے گئے اُس نے اُس لٹھے کو نیچے اُتار دیا بعد ازاں گوروجی اور دیگر آدمیوں نے اُس کی طاقت عقل کی بہت تعریف کرکے کہا کہ اِس کو اور تھوڑی دور پیچل اُس نے پچاس فٹ لیجا کر رکھ دیا۔ جب مکان تک لیجانے کے واسطے کہا تو اُس نے عمل نہ کیا۔ اور مہاراجہ صاحب کے در دولت پر جاکر کھڑا ہوگیا۔ مہاراجہ صاحب نے قرینہ سے سمجھ لیا کہ یہ فریاد کرنے کو آیا ہے اور گوروجی نے کہا کہ جس قدر حکم تھا اُس نے اُس کی بخوبی تعمیل کی اب زیادہ ہرگز نہیں کر سکتا۔ اس بات میں ہاتھی کا کچھ قصور نہیں تمہارا قصور ہے۔ اللہ تعالے جل شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے حیوانات کو انسان کی گفتگو سمجھنے کا ادراک عطا کیا ہے مگر انسان کو عموماً حیوانات کی گفتگو سمجھنے کا فہم نہیں عطا کیا ہے مثلاً بندر۔ لنگور۔ ریچھ۔ طوطا۔ مینا۔ شاہین۔ جُرہ۔ وغیرہ بہ نسبت اور حیوانات کے زیادہ تر سمجھتے ہیں۔ اغلب ہے کہ اگر ڈاکٹران انگریزی متعلق صیغہ تحقیقات حیوانات اس طرف توجہ کریں تو وہ حیوانات کی اکثر گفتگو کو سمجھ لیں"۔ (پنجاب اخبار لاہور یکم دسمبر ۱۸۶۵ء جلد ۱ نمبر ۴۸ صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵) + ابھی چند سال ہوئے بحالت گرفتاری شاہ تھیبا والئے برہما ایک سفید ہاتھی گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا مگر جب سے گرفتار ہوا ہاتھی کو اس قید کا اتنا رنج ہوا کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا آخر اسی صدمہ سے مر گیا۔ سیکھے ہوئے دانا گھوڑے اور سیانے بیل مالک کی آواز سننے پر خود بخود گاڑی۔ بگھی۔ مہلی۔ ہل کے نیچے گردن رکھ دیتے ہیں اور جس طرح وہ گاڑیاں ہانکنے اور بوجھ اُٹھاتے ہیں اسی طرح حضرت انسان بھی ٹم ٹم کو جلاتے اور بار اُٹھاتے بلکہ حیوانوں کا بوجھ بٹانے یا دوسرے لفظوں میں اُنکے بھائی بند کہلاتے ہیں۔

کتے کی عقلمندی + ایک انگریز سیر کو نکلا کتا ہمراہ تھا جب واپس آیا تو کتے کو نہ پایا۔ کپڑے اُتارے تو جیب سے کچھ کاغذ کم تھے۔ وہ نہایت ضروری تھے اُن کی تلاش کی مگر نہ ملے۔ دوسرے یا تیسرے روز پھر اُسی راہ سے اتفاق پڑا دیکھا کہ کتا مردہ پڑا ہے جب اُس کی لاش اُٹھائی تو کاغذات اس کے نیچے پائے گئے گویا مالک کے کاغذات کے واسطے کتے نے جان عزیز دے دی +

سید نادر علی شاہ سیفی مالک و مہتمم اخبار رہبر ہند لاہور لکھتے ہیں۔ ہمارے محلہ میں بوچا نام کتا تھا اُس میں اتنے وصف تھے کہ ہم کو ایک نظم لکھنی پڑی تھی وہ تمام محلے کی نگہبانی کرتا تھا۔ محلے کے حیوانوں کو باہر جانے سے روکتا اور باہر کے حیوانوں کو اندر نہ آنے دیتا وہ نہایت بارعب جرنیل تھا۔ اور خود لنگر تھا اُس کے ایک آواز پر تمام کتے جمع ہو جاتے تھے اور ہر ایک مہم خواہ کتنی ہی کچھ سنگین کیوں نہ ہو بغیر کسی انسان کی مدد کے سر ہو جاتی تھی۔ اُس نے ایک دفعہ روز روشن دغا کھائی۔ ایک شخص غیر حاضر تھا اُس کا بیل ایک چور کھول کر لے گیا۔ بوچا رات کو پہرے پر رہتا تھا تاہم اُس نے اُس وقت چور کو دیکھا جب محلے سے گذر جانے والا تھا لاچار اُس کا تعاقب کیا اور ضلع سیالکوٹ میں اُس کا گھر دیکھ کر آیا۔ اور بیل کے مالک کو تقاضا کرکے ہمراہ لے گیا۔ اور بیل کے پاس پہنچا دیا۔ بوچا ہر جنازے کے ہمراہ جاتا تھا وغیرہ وغیرہ۔

بے شبہ حیوانوں میں عجیب عجیب خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور کیا ایسا ہے کہ انسان کو شرما دیتا ہے۔ کتے میں وفاداری ہے۔ اور شب بیداری اور نگہبانی کتے میں قناعت ہے اور محبت و جاں نثاری۔ انسان کو سو برس ملازم رکھو۔ ہمیشہ تنخواہ ادا کرو اور ایک مہینے کی تنخواہ کسی مجبوری سے رُک جائے۔ جھٹ عدالت خفیفہ کی راہ لیتا ہے۔ لیکن کتا نیم نان بلکہ استخوان پر قناعت کرتا ہے کسی دن نہ دو تب بھی مالک کی چوکٹ نہ چھوڑے گا کتا مالک کے رقیب پر حملہ کریگا۔ گو وہ مسلح ہو۔ انسان اکثر فرار ہو جاتا ہے۔ ایک آدمی کو نوکر رکھو اور روز سمجھاؤ۔ کہ رات کو بیدار رہے اور گھر کی حفاظت کرے۔ وہ ضرور سوے گا اور غافل ہو جائیگا۔ کتے کو ٹکڑا دو۔ بس وہ خود بخود بیدار رہے گا اور پاسبانی کریگا اکثر انسان خودکشی کرتے ہیں۔ کوئی زر کے ضائع ہو جانے سے اور کوئی عورت کی بدکاری سے اور کوئی کسی بے عزتی سے لیکن وہ خودکشیاں فضول ہیں۔ البتہ اگر آدمی کتے سے شرما کر دم بخود ہو کر مر جائے تو ہم اس انسان کے فہم اور غیرت کی تعریف کریں گے +

بوچے کی ایک عادت یہ تھی کہ میلا پوش پر بہت حملہ کرتا تھا۔ شاید صفائی اُسے پسند ہوگی۔ نیز پولس کے کانسٹبلوں پر نہایت سختی سے حملہ آور ہوتا تھا۔ اس کی بنیاد غالباً یہ ہوگی کہ اِن کو اُس نے پہرہ کی حالت میں خواب میں دیکھا ہوگا یا چوروں سے اُن کی سازش ہوئی ہوگی۔ اور عجب نہیں کہ خود کانسٹبل کو چوری کے گناہ میں مبتلا پایا ہوگا۔ (از رہبر ہند ۱۴ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کھوٹہ کے علاقہ میں ایک فقیر تھا اُسکے پاس ایک کتا تھا بڑا بہادر اُس فقیر نے ایک شخص کے کچھ مبلغان دینے تھے اُسکو وہ کتا بدلے میں دیدیا۔ چنانچہ کتا اُس کے ہاں رہتا رہا۔ ایک دن اُس کے چوری ہوئی محرموں نے جہاں مال لیجا کر گاڑا کتا دور سے دیکھتا رہا۔ اور نشان کرکے چلا آیا۔ آکر مالک کو اطلاع دی اور اُس کا دامن کشاں کشاں وہاں لے گیا۔ اور مال نکال دیا۔ جس پر اس نے خوشنود ہو کر اُس کے گلے میں پٹہ آزادی لکھکر ڈال دیا اور اُسے آزاد کر دیا۔ چنانچہ کتا واپس اپنے اصلی مالک فقیر کے پاس آیا فقیر نے جب دیکھا کہ کتا واپس آیا ہے بہت خفا ہوا اور غصہ میں آکر اُسے مار ڈالا مگر جب کتا مر گیا تو اُس کے گلے میں ایک کاغذ دیکھا کھولکر پڑھا تو نہایت رنج ہوا اور اُس مظلوم شہید کی قبر بنا دی اور اپنی نادانی پر افسوس کرتا رہا +

کتے مشعل لیکر چلتے ہیں۔ گیند دریا سے پکڑ لاتے ہیں۔ شکار کھیلتے ہیں قواعد کرتے ہیں چوری ہونے سے بچاتے اور مالک کی جان کی حفاظت کرتے مالک کو پہچانتے اور اُس کے بال بچوں کی رکھوالی کرتے راستہ پہچانتے غمی و شادی رضامندگی اور ناراضگی کو جانتے مالک سے پیار کرتے ہیں۔ افسوس کہ باوجود ان صفات کے نادان لوگ اُسے ناپاک کہتے ہیں اور حرام خور زناکار۔ غافل۔ رشوت خور۔ مالک کو نہ پہچاننے والے اور محسن کش انسان کو پاک جانتے ہیں۔ الحذر

ناطق حیوان + ونزل بیان کرتا ہے کہ یوریا کا ایک کتا اس بات کو سخت ناپسند کرتا تھا کہ کوئی شخص کمرے کے اندر ٹوپی پہنکر آئے۔ چنانچہ ایک دفعہ جب ایک آدمی ٹوپی پہنے ہوئے اندر آیا تو اُس نے اچھل کر اُس کی ٹوپی کو اُتار ڈالا۔ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ایک کتا تھا جسے اُس کا آقا گوشت خریدنے کے لئے بھیجا کرتا

تھا۔ چنانچہ وہ قصاب کی دوکان پر جاتا اور جس قسم کا ٹکڑا اسے خریدنا ہوتا اس کے سامنے جا کھڑا ہوتا۔ اور جتنے پونڈ گوشت اسے لینا ہوتا اتنی دفعہ بھونکتا۔

(ازسیہ اخبار مورخہ ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۳ء) +

ٹریر کتا اور ٹرین پولینڈ کے ایک کاریگر کے پاس جو روم میں رہتا تھا ایک نہایت وفادار ٹیریر کتا تھا چونکہ ایک مرتبہ وہ سفر کرنے کے لئے مجبور ہوا۔ اس لئے وہ اپنے کتے کو اپنے ایک دوست کے پاس جس سے وہ محبت رکھتا تھا چھوڑ گیا۔ رات دن میں جب کبھی ٹرین آتی تھی کتا سٹیشن پر جایا کرتا تھا۔ اور ٹرینوں کی آمد کا وقت نہایت ہوشیاری سے یاد رکھتا تھا۔ گو وہ روز وہاں جاتا تھا لیکن کسی دن ایسا نہیں ہوا کہ وہ دیر میں پہنچا ہو۔ اور ٹرین چلی گئی ہو۔ مالک کی تلاش کی۔ اسی ادھیڑ بن میں وہ اس قدر افسردہ خاطر ہو گیا کہ اُس نے کھانا چھوڑ دیا۔ اور اگر مالک کے پاس یکبارگی چلے آنے کا تار نہ بھیجا جاتا تو وہ فاقہ کشی کر کے مر جاتا"۔

۴۔ وفادار گائے کے حالات + اخبار سوبودہ سندھو۔ کھنڈوا راوی ہے کہ ضلع نرسنگپور کے نزدیک گاؤں میں ایک سادھو کے ہاں ایک عجیب وفادار گائے ہے جسکی گردن میں ہر روز سادھو مہاراج اپنی بھیکھ مانگنے کی جھولی باندھ دیتے ہیں اور وہ بیچاری برہمنوں کے گھر جا کر بھیک مانگ لاتی ہے اور دیگر قوم کے یہاں نہیں جاتی جبکہ گائے کی جھولی پر ہو جاتی ہے تب وہ اپنے مکان کو واپس آ کر اپنے مالک کو دیتی ہے۔ واہ کیا ہی یہ مالک کی وفادار ہے۔ (وزیر ہند جلد ۱۱ نمبر ۲) +

فردوسی نے شاہنامہ میں بذکر فریدوں ایک گاؤ پرمایہ کا حال لکھا ہے۔

دانا نے ضحاک سے کہا۔—

یکے گاؤ پرمایہ خواہد بدن   جہاں جوی را دایہ خواہد بدن
تبہ گردد آں ہم بدست تو بر   بریں کیں کشد گرزۂ گاؤ سر

فریدوں کی پرورش کی حالت۔—

ہماں گاؤ کت نام پرمایہ بود   زگاواں ورا برتریں پایہ بود
کہ بس درجہاں گاؤ چوناں ندید   نہ از پیر سرکار داناں شنید
چہ سالش بپروار زاں گاؤ شیر   ہمیداد ہشیار زنہار گیر
بسد سیر ضحاک زاں جستجو   سداز گاؤ گیتی پر از گفتگو

فریدوں کی والدہ کے سدا قصہ اس طرح بیان کیا:—

سرمایت از مغز پرداختند   ہماں اژدہا را خورش ساختند
سرانجام رفتم سوے بیشہ   کہ کس را بہ ہیچ اندیشۂ
یکے گاؤ دیدم چو خرم بہار   سراپائے نیرنگ رنگ و نگار
نگہبان او پائے کردہ بکش   نشستہ بہ پیش اندروں شاہ وش
بپروادست روزگار دراز۔   ببر بر ہمے پروریدت بناز
زپستان آں گاؤ طاؤس رنگ   برافراختی چوں دلاور نہنگ
سرانجام زانگاؤ و آں مرغزار   خبر شد یکایک بر شہریار
زبیشہ ببردم ترا ناگہاں   بریدم ز ایران وار خانماں
بیامد بکشت آں گرانمایہ را   چناں بیزباں مہرباں دایہ را

خود فریدون بادشاہ نے شاہ جمشید کی لڑکیوں سے کہا:—

ہماں گاؤ پرمایہ کم دایہ بود   زپیکر تنش ہمچو پیرایہ بود
زخون چناں بیزباں چارپائے   چہ آمد براں مرد ناپاک رائے
کمر بستہ ام لاجرم جنگ جوئے   از ایران بکیں اندر آوردہ روئے
سرش را بکیں گرزۂ گاؤ چہر   بکوبم نہ بخشایدش آزرم و مہر

(دیکھو شاہنامہ مطبع نول کشور کلاں صفحہ ۱۳ جلد اول)۔

پرندوں کی شادی + مسٹر ایونس لکھتے ہیں کہ جانوروں کی نفس کشی بزائیں کا خیال

الف۔ خدمت اور محبت کی شہادتیں موجود ہیں اور خودکشی کی قابل اعتبار مثالیں پائی جاتی ہیں بہت سے جانور اور چڑیاں یا دہ ایک ہی شادی کی پابندی کرتے ہیں۔

رچوپائیوں میں آدمی کی طرح نر کی نسبت مادہ میں حسن سلوک کا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے ان میں کثیر الازدواجی کو جرم تصور کرتے ہیں۔

جنگلی اور پہاڑی کوے سارس یا تعلق اور فلیمنگو (ایک قسم کی سرخ چڑیاں) عدالتیں قائم کر کے اپنے مجرموں کو سزا دیتے ہیں۔

جزائر شٹلینڈ کے کوے اوقات مقررہ پر اور عموماً ایک ہی جگہ پر باقاعدہ وجداری کی عدالتیں قائم کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایک ہی مقدمہ کی تحقیقات میں ایک ہفتہ سے زیادہ صرف ہو جاتا ہے۔ جب عدالت برخاست ہوتی ہے تو ملزم کو اُسی جگہ پر مار ڈالتے ہیں۔

تعلق کے بارے میں بہت سی وہ مثالیں پائی جاتی ہیں جن میں مادہ اپنی بے عصمتی کے باعث پڑوس کی کل تعلقوں کے ایک بڑے جلسے میں مار ڈالی گئی ہے جس طرح اکثر عورتیں اپنے عاشق کو اپنے شوہر کے قتل کر ڈالنے کی رغبت دلاتی ہیں۔ اسی طرح مادہ تعلق بھی اپنے جوان چاہنے والے کو اپنے نر کے مار ڈالنے پر آمادہ کرتی ہے۔ کئی مثالوں میں یہ پایا گیا ہے کہ مرغ اُن مرغیوں کو مار ڈالتے ہیں جو کبوتر یا مرغابی کے انڈوں کو سیتی ہیں لیکن یہ بات یقیناً بہت شاذ و نادر ہوتی ہے"۔

(جلد ۶ نمبر ۲۵۱۶۔ اپریل ۱۸۹۲ء)۔

پروفیسر ای۔ پی۔ ایونز نے حال میں ایک لیکچر اسی مضمون پر دیا ہے اُس میں انہوں نے ایک طوطے کی نسبت بیان کیا ہے۔ جو سالزبرگ کے گرجا کے پادری کے پاس تھا اور بعض وقت عام بول چال میں شریک ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُس نے ایک پادری کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ حضور بے ادبی معاف میں نے سمجھا تھا کہ کوئی جانور آیا۔ یہ عام گیت گایا کرتا تھا بلکہ یہاں تک کہ فلاٹو کی ماتک مرتہا کے سُر میں گایا کرتا تھا۔ حال میں مسٹر میکالین پیرس کے علم موجودات کی انجمن کے ممبر کے پاس ایک بھوسلی رنگت اور سُرخ دُم والا طوطا ہے اُس کی عمر پچاس برس کی ہے اور ۱۸۷۰ء میں پیرس کے محاصرہ سے بچنے کے لئے اُسے یہاں بھیجا جہاں اُس نے بہت اہلی اور جنگلی حیوانوں کی بولیاں بولنا سیکھ لیں۔ وہ ایک جانور کی جسے پچیس سال ہوئے اُس نے ذبح ہوتے دیکھا تھا۔ ایسی ہو بہو نقل اتارتا ہے کہ جو آدمی اُسے بولتا سنتے ہیں ٹھہر جاتے ہیں بات چیت ہو رہی ہو تو کان لگا کر سنتا رہتا ہے۔ اور وقت بوقت آواز کرتا جاتا ہے اور ہنسنے کے موقعہ پر ہنستا ہے صرف گیت ہی نہیں گاتا۔ بلکہ ایسی سریں نکالتا ہے کہ مطربوں پر سبقت لیجاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے علم موسیقی میں کسی قدر دسترس ہے۔

(ازسیہ اخبار ۲۹ دسمبر ۱۸۹۳ء)۔

بھینسوں کا چروال کی آواز پہچاننا اور اُس کے پیچھے چلنا آواز کا جواب دینا۔ نام پر بولنا یا کھڑا ہونا اور شیر ببر کا بالاتفاق مقابلہ کرنا اور بسا اوقات اُسے مار ڈالنا یا بھگا دینا اظہر من الشمس ہے۔ (دیکھو سیر المتاخرین جلد اول)۔

تمام سائنس دان بندر اور انسان میں بہت ہی تھوڑا فرق مانتے ہیں۔ ڈاروِن جیسے محققوں کی کتابیں پڑھنے والے حیوانوں میں روح کے منکر کبھی ہو

نہیں سکتے۔ حال میں پروفیسر گارنر صاحب جو عرصہ ۱۴ ماہ کا ہوا کہ بندروں کی زبان سیکھنے گئے تھے کامیاب ہو کر واپس آ گئے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ بندروں کی ایک باقاعدہ زبان ہے جسے مطالعہ کر کے انسان سیکھ سکتا ہے پروفیسر صاحب اپنے ہمراہ دو بن مانس (جنگلی آدمی) لائے ہیں جو آواز کے ذریعہ پروفیسر صاحب کو اپنی خواہش اور خیالات سے آگاہ کر سکتے ہیں "علامہ شیرازی نے شرح حکمۃ الاشراق میں لکھا ہے کہ بندر شطرنج کھیلتا ہے۔ میں نے بندر کو بچشم خود شطرنج کھیلتے دیکھا ہے۔

امریکہ کے ایک صاحب نے دو ویل مچھلیوں کو ایسی تعلیم دی کہ جس وقت وہ چاہئے اُس کے آواز دینے پر وہ سمندر سے نکل آتی ہیں اُن کے گلے میں دو لوہے کے حلقے ڈالے ہوئے ہیں یہ تین کشتیوں کو مضبوط باندھ دیتا ہے اور ایک ایک مچھلی اُن کشتیوں کی ایک ایک طرف باندھ دیتا ہے پھر یہ آواز دیتا ہے اور وہ لیجاتی ہیں۔ اور بہت تیز کشتیوں کو لیجاتی ہیں۔ اُس کی دو بیٹیاں بھی اس کے ساتھ کام کرتی ہیں مچھلیاں اُس سے پیار کرتی ہیں اور وہ مچھلیوں سے۔ اسی طرح تماشا کر کے اپنا گذارہ کرتا ہے اور بعد تماشا کے مچھلیوں سے پیار کر کے اور انہیں خوراک کھلا کر چھوڑ دیتا ہے"۔

سرکس کے تماشوں میں گھوڑوں۔ ریچھوں۔ بندروں۔ فیلوں شیروں کے کرتب جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ کبھی اور کسی طرح بھی حیوانوں میں روح کے منکر نہیں ہو سکتے۔

ایک صاحب اپنے سفر کے حالات میں لکھتے ہیں کہ بحالت سفر ہمارا گذر ایک جنگل میں ہوا۔ اکیلی جان کوئی ساتھی نہ تھا۔ اتفاقاً بندروں کا ایک گروہ آیا اور ایک جگہ پنچایت لگا کر بیٹھا۔ ہم ان کا تماشہ دیکھنے کے واسطے اُن سے ذرا دور ٹھہر گئے۔ جو جنگلی پھل پھول وہ لائے تھے اُن سب کو کوٹکر اُنہوں نے لڈو بنائے اور سب بندروں کو چار چار لڈو بانٹے۔ بعد ازاں اُن میں سے حسب اجازت ایک بڑے بندر کے سدر ہم لڈو ہمارے پاس لایا ہم نے لے لئے جب کھائے تو وہ ایسے لذیذ اور مزے دار معلوم ہوئے کہ شہروں کی عمدہ مٹھائی بھی ایسی لذیذ نہیں ہوتی"۔

اسی طرح ایک جگہ بندروں کے مارنے کے لئے نخود بریاں پر زہر لگا کر ڈالے گئے مگر جو بندر آتا انہیں سونگھ کر کھڑا ہو جاتا تھا ہرگز نہ کھاتا تھا۔ سب کے بعد ایک بڑا بندر آیا اور اُس نے بھی سونگھا اور سونگھ کر سب کو واپس لے گیا۔ سب جنگل سے گھاس توڑ لائے اور آتے ہی گھاس کو چنوں پر ملکر کھا گئے۔ زہر نے کوئی اثر نہ کیا۔ بعد التحقیقات معلوم ہوا کہ وہ گھاس فی الحقیقت زہر کے دفع کرنے والی تھی۔

نیولا (راسو) جانور جب سانپ سے جنگ کرتا ہے تو اتفاقاً اگر کہیں سانپ کے دانت اُسے لگ جائیں تو فی الفور سداب نام گھاس جو قاطع زہر مار ہے کھا کر راضی ہو جاتا ہے اور عموماً نیولا رہتا بھی ایسی جگہ ہے جہاں سداب موجود ہو"۔

مرغی۔ بھٹر۔ چڑیا کا بچوں کے ساتھ ہوتے ہوئے حملہ کی حالت میں چیل۔ کتا۔ سانپ سے مقابلہ کرنا تو سب لوگ عموماً جانتے ہیں۔

جس طرح انسانوں کی تربیت ہوتی اور وہ اُس سے سدھر جاتے ہیں اور بُری صحبت سے بگڑ جاتے بعینہٖ یہی حال حیوانوں کا ہے۔ چابک سوار گھوڑوں کو درست کرتے اور چالیں سکھاتے اور اسی طرح بگاڑ بھی دیتے ہیں اور یہی حال فیلوں اور اونٹوں وغیرہ کا ہے جس طرح شریر لڑکوں اور بُرے انسانوں کو اُستاد سزا دیتے والدین تنبیہ کرتے یا حکام جیل میں بھیجتے ہیں۔ اور وہ کچھ مدت اس طرح کی زجر و توبیخ سے درست ہو جاتے یا بُرے چلنوں سے باز آ جاتے ہیں۔ اسی طریقہ پر شریر جانوروں کو مارتے۔ کوٹتے۔ باندھتے۔ کم خوراک دینے سے سُدھارتے ہیں۔ جو بیماریاں آدمیوں کو ہوتی ہیں حیوانوں کے بھی وہی عارض حال ہیں۔ اور جس طرح انسان دوائی سے صحت پاتے اور تندرست ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حیوانوں کے بھی علاج کئے جاتے اور انہیں دوائی کھلاتے ہیں۔ جس طرح شریر انسان باوجود پاؤں میں جولاں ہونے کے جیل خانوں سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور جرائم عمل میں لاتے ہیں اسی طرح شریر جانور بھی باوجود باندھنے اور زنجیر ڈالنے کے بھی نکل جاتے اور بار بار سزا پاتے ہیں۔ سعدی نے اس موقعہ پر حیوانوں اور انسانوں کو برابر گنا ہے۔

جو از قومے یکے بے دانشی کرد — نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمے بینی کہ گاوے در علف زار — بیالاید ہمہ گاواں دہ را

جس طرح بعض انسان حلیم۔ کوئی شریر اور ظالم کوئی سادہ لوح ہوتے ہیں اسی طرح بعض حیوان ملنسار نہ دکھ دینے والے کوئی شریر کاٹنے سینگ مارنے والے۔ اور کئی بھولے ہر ایک کے ساتھ ہل مل جاتے ہیں۔ جس طرح گھوڑا کتا مالک کی زیر حفاظت رہ کر بہادر ہوتا اور شیر سے مقابلہ کرتا ہوا نہیں ڈرتا۔ اسی طرح انسان بھی اپنے مالک پرمیشور کی تابعداری کرنے سے سخت ترین مقابلہ کرتے اور کامیاب ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں گھبراتے۔ المختصر تمام باتیں بد یا نیک جو انسان کرتا یا کر سکتا ہے وہی حیوان کرتے اور کر سکتے ہیں۔ بندر۔ اونٹ اور ہاتھی حقہ پیتے اور چرس کا دم لگاتے تو کئی بار دیکھے گئے ہیں۔ کتوں اور گھوڑوں نے بارہا آدمیوں کی جان بچائی جس طرح گوشت خور حیوان ضرورت پر اپنے بچے مار ڈالتے اور کھا جاتے ہیں اسی طرح گوشت خور انسان بھی دختر کشی کرتے اور قحط کے دنوں میں برابر اپنے بچے مار کر کھا جاتے ہیں۔

حیوانات کے حال تو آپ نے سن لئے اب ذرا ایک خدا رسیدہ اور حق پرست اشرف المخلوقات پادری صاحب کا بھی حال سن لیجئے۔

ایک پروٹسٹنٹ پادری۔

آٹھویں دسمبر ۱۸۹۳ء کو مسٹر کی عدالت سمن سے پادری جارج گریسٹہ صاحب پر سزائے موت کا فیصلہ دیا گیا۔

ریورنڈ جارج گریفہ پروٹسٹنٹ پادری تھا اس کو روپیہ کی تنگی تھی۔ ایک روز اُس نے اپنی ماں کو گولی سے مار ڈالا اور اُس کا روپیہ لیکر فرار ہو گیا۔ چلتا ہوا خادمہ سے یہ کہا کہ تیری مالکہ دل کی مرض سے فوت ہو گئی۔ لیکن دوسرے دن پولیس نے گرفتار کیا عدالت کے روبرو مجرم نے اپنے جرم سے انکار کیا اور کہا کہ آپ کے اور خدا کے روبرو قسمیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنی ماں کو ہرگز عمداً قتل نہیں کیا۔ ۹ جنوری ۱۸۹۴ء کو قاتل کو پھانسی دی گئی۔ (از قاسم الاخبار)۔

اورنگ زیب نے باپ کو جیل میں ڈال دیا۔ اور کنس نے اگرسین کو حضرت لوط کے حالات سے آپ واقف ہیں خلیفہ ہارون رشید کا واقعہ تاریخ خلفاء میں مطالعہ فرمائیے حضرت یوسف کو اُس کے بھائیوں نے چاہ میں ڈالا۔ اور امام حسن و امام حسین کو ایماندار یزید نے قتل کیا اور شمس تبریز و منصور و سرمد و زکریا و دارا شکوہ و مسیح و یوحنا کو مذہبی ملاؤں نے اور دیندار یہودیوں نے قتل کیا ان سب باتوں کو مد نظر رکھکر آپ سوچیں کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں۔ اس کے سوائے حضرت انسان کو ہزاروں خلاف فطرت جرائم کا مرتکب ہوتا خیال کر کے پھر فرمائیے کہ حیوانوں میں روح ہے یا نہیں۔

باب دوم

عیسائیوں کے اعتراضوں کے جواب

پادری پہلا اعتراض[1]:۔ آواگون پرتکش پرمانوں کی وردھ ہے یعنی کرم جو آواگون کا مول ہے بیوہارک پدارتھ ٹھیرا تب آواگون تو آوشیہ ہی بیوہارک ہوگا آواگون اور کرم کا کچھ پرتکش پرمان نہیں ہے یعنی کوئی کہے کہ دیکھو وہ لنگڑا ہے وہ کوڑھی ہے وہ گونگا اور بہرہ ہے یہی کرم کا پرتکش پرمان ہے۔ تو ہم اتر دے سکتے ہیں کہ یہ کرم کا پرتکش پرمان نہیں۔ کنتو انومان پرمان ہو سکتا ہے۔ کرم کے پھل کا اداہرن ہو سکے گا پرنتو۔ کرم کچھ پرتکش پدارتھ ہے۔ آواگون۔ نہیں تو انگریز۔ عرب۔ آدک لوگ اس کو مانتے۔ تم کرم اور آواگون کا انومان پرمان لیتے ہو پرنتو ہم آدھنیا کا پرتکش پرمان دے چکے ہیں۔ کیونکہ کسی سے پوچھو کہ تم بیوہارک ریتی سے اپنے کو سو آدھین جانتے ہو تو کہیگا۔ ہاں پرتکش پرمان کے وردھ کوئی نہیں انومان پرمان قبول کریگا۔ اس کارن بیوہارک ریتی سے آواگون کا ہونا اسمبھو ہے۔

جواب:۔ آپنے یہ کیسے فرض کر لیا۔ کہ آواگون پرتکش پرمانوں کی وردھ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ جہاں تک خیال ہو سکتا ہے اور عقل کام کرتی ہے۔ آواگون پرتکش پرمان کے خلاف تو کیا بلکہ مطابق ہے پرتکش کی نیائے (منطق) شاستر میں یہ تعریف کی گئی ہے:۔

इन्द्रियार्थ सन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यभिचारिव्यव
सायात्मकं प्रत्यक्षम्॥ न्याय० अ०१ सू०४॥

ترجمہ۔ حواسوں سے بغیر کسی طرح کے بھرم اور وہم اور خبط کے جو گیان حاصل ہو۔ وہ پرتکش ہے۔

کرم یعنی فعل وہ ہے جو کیا جاوے جسکے دو بھید ہیں شاریرک و مانسک (ظاہری و باطنی) کرم کے سمجھنے کے واسطے کرتا یعنی فاعل کے لئے کسی انومان کی ضرورت نہیں ہے ہر طرح ہویدا ہے اور نہ کسی دوسرے کے واسطے مانسک کرموں کے سوائے شاریرک کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔ پس کرم کرنے میں سو آدھین ہے۔ اسمیں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے۔ مگر پھل بھوگنے میں آزاد نہیں۔ بلکہ ایشور آدھین ہے ورنہ کوئی دکھ میں مبتلا نہ ہوتا۔ جس طرح کہ نیک و بد ہوتے ہیں۔ اسی طرح روگ۔ دکھ۔ تنگدستی۔ مشکل بھوگنے پڑتے ہیں۔ کیا مہذب اور کیا وحشی اسے سب مانتے ہیں۔ اور نیکی و بدی کا پھل راحت و رنج جانتے ہیں۔ شاریرک کرموں کا پھل شاریرک اور مانسک کا مرد آتمک طریقے سے ملتا ہے۔ ظاہری حکیموں کو جسمانی راحت اور حق پرستوں کو روحانی مسرت ملیگی۔ اگر کوئی علم حکمت و حق پرستی دونوں سے آراستہ ہے تو اسے دونوں عطا ہوتے ہیں۔ اور معرفت الٰہی یعنی پرماتما کے گیان کا درجہ ان دو سے اعلیٰ و برتر ہے جس کا پھل نجات یعنی موکش ہے۔ اور اسی طرح روحانی و جسمانی بدی کی انسان حسب اعمال برے نتائج بھوگنے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پس کرم پرتکش ہے۔ اور اس کا نتیجہ یعنی جسکا دوسرا نام آواگون ہے یا آواگون کی پہلی منزل جس طرح قدرت کو دیکھکر قادر کا اور عمل کو دیکھکر اولاد کا اور دُق حکما نزد مادہ کا اور جسطرح ہوا اور ابر کو دیکھکر بارش کا انومان کرتے ہیں۔ اسی طرح پیدائشی بیماریوں سے دانا لوگ آواگون کا انومان کرتے ہیں اور یہ آواگون کی دوسری منزل ہے۔ ورنہ ذات باری کے عدل و انصاف پر دھبہ لگتا ہے۔ یا اُس کی ذات سے ہی منکر ہونا پڑتا ہے۔

باقی رہا انگریز اور عرب لوگوں کا اُسے نہ ماننا۔ یہ بھی آپکی ناواقفی کی شہادت ہے عرب لوگ قبل از اسلام اسے مانتے تھے اور محمدی ہونے پر بھی اسلام کے کئی فرقے اسے اب تک مانتے ہیں۔ انگریزی عیسائی ہونے سے پہلے بالعموم اس مبارک مسئلہ پر یقین رکھتے تھے اور اب بھی جنہوں نے عیسائی دین کو باطل سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ وہ تمام انگریز اس ہونہار اور صحیح مسئلہ پر وشواس رکھتے ہیں۔ یورپ کے تمام ممالک میں خصوصاً فضلا و فلسفہ دانوں میں یہ مسئلہ پھیل رہا ہے۔ سویڈن اور روس سے جرمنی اور اٹلی تک آج کل اس کا چرچا ہے حال میں ہی مشہور فاضل میکس میولر صاحب نے اسے گرہن کیا ہے (دیکھو رسالہ انڈیا انگریزی مطبوعہ لنڈن بابت سنہ ۹۴ء)

تھیوسافیکل سوسائٹی کے ممبران عموماً اس کے قائل ہیں پس بیوہارک ریتی سے آواگون ہر طرح سدھ ہے۔ جیسے کہ فعل اور اُس کا نتیجہ جس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔

اعتراض دوسرا پادری۔ پرمارتھک ریتی سے بھی وہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کیول برہم کو چھوڑ کر اور کچھ بھی پرمارتھ نہیں ہے۔ اسکارن کرم پراتی بھاسک ریتی سے ہے ارتھات جو اس کو ماتا ہے سو مانو (گویا) رجو دیکھکر سانپ کے بھرم سے بھاگتا ہے۔

جواب۔ یہ مثال آپکی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ شبھ کرم ہی پرمارتھ کے سادھن ہیں۔ اور انہیں کا نتیجہ گیان اور مکتی ہے۔ اعمال حسنہ کے بغیر کوئی آدمی نجات نہیں پا سکتا۔ پس کرم یتھارتھ چیز ہے نہ کہ پراتی بھاسک یعنی وہم و خیال وہ پرمارتھ کے حصول کے وسائل ہیں جو سرپ کے باطل خیال سے اس یعنی اور صحیح اعمال و افعال کا کوئی تعلق نہیں آپ بائیبل سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں وہاں صاف لکھا ہے۔ ہر ایک کو وہی پھل ملتا ہے جو اس نے کمایا یاد رکھو کہ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ پس کرم متھیا کرنا۔ اصل میں خدا کی ہستی سے منکر ہونا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کرم کا پھل داتا نہیں اور نہ اُس نے نیک و بد کی آگیا دی ہے۔ تو کچھ معلوم نہیں۔ کہ ہمارا اُس سے کیا تعلق ہے اور کسطرح ہم اُسکی معرفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اعتراض تیسرا پادری۔ تمہارے شاستر برہم نہیں ہیں اس کارن وے بھی پرمانک نہیں ہیں کنتو بیوہارک ماتر ہیں۔ ان شاستروں کو تو ہم بے ٹھکانا اور نرمان ٹھیرا سکتے ہیں۔ کیونکہ اُس کی سکھیا و دیا۔ ستّ اتہاس اور یکتی شاستر کے وردھ ہے جسکو سندیہ ہو وہ مت پریکشا اور ستّ مت نروپن گرنتھوں کو دیکھے اس واسطے تمہارے شاستر کا پرمان نہیں۔ ہاں ستّ شاستر بائیبل کا پرمان ہو سکتا ہے۔

جواب وید آدک ستّ شاستر پرمارتھ کا رستہ دکھلانے والے کارگ سے سچائی کے ہادی ہیں۔ وہ برہم گیان کے وسائل اور ایشور پراپتی کے مکتی سادھن بلکہ ایشوری گیان ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے

بآغاز جہاں از لطف کرتار ہوئے پیدا یہ چاروں نیک کردار
شری اگنی و وایو سب کے سرتاج شری آدیتہ شری انگرہ مہاراج
ہوئے چاروں سے ظاہر مثل خورشید اتھرو سام رگ وید یجر وید
کئے عالم میں چاروں وید ظاہر کیا ہر وید سے عالم کو ماہر

---

[1] یہ اعتراض کتاب آواگون درپن مطبوعہ نارتھ انڈیا سوسائٹی سے نقل کئے گئے ہیں جو الہ آباد مشن پریس میں ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۴ سے ۲۲ تک)

کیا اُن سے کس و ناکس کو غفلت　　دکھے تھے نور عرفاں سے جو دین
لگایا سب کو راہ نیسکوں پر　　کئے افعال بد دنیا سے باہر
دل و جان و جگر سے سب کیا پار　　ہوئے معبود مطلق کے پرستار

یہ تو وید مقدس کا حال ہے باقی رہا بائبل کا قصہ۔ وہ ہم کئی بار سنا چکے ہیں۔ اور دس گیارہ کتابیں اُسکے ردّ میں چھپوا چکے ہیں۔ جن کا آج تک پادری صاحبان سے جواب بن سکا اُنہیں میں سے ایک کتاب سچے دہرم کی شہادت ہے جس میں ست مت دین کی اچھی طرح اصلیت ظاہر کی گئی ہے یورپ کے محقق لگا تار بائیبل کی غلطیاں دکھلاتے ہیں اور اس وقت تک دو سو کے قریب کتابیں بائیبل کی بداخلاقی اور غلط واقعات سے بھری ہوئی تعلیم کی بابت انگلستان میں شائع ہو چکی ہیں اور انہیں کا نتیجہ ہے کہ ایک چھوٹے سے ملک فرانس میں ۹۰۶۴۸۶۷۶ آدمی ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں بائیبل کی تعلیم سے ہاتھ دھو۔ لامذہب ہوگئے۔ دیکھو مسٹر گلیڈسٹون صاحب بہادر کی (صدیوں کا مضبوط چٹان صفحہ ۲۱) ایک اور کتاب میں کیوں بائیبل کو نہیں مانتا۔ نامی تو غالباً آپنے ضرور مطالعہ کی ہوگی آپ اگر انصاف کو کام فرماویں تو ضرور آپ کو یقین ہو جاویگا۔ کہ دنیا میں صرف وید مقدس ہی ہے جو ست ودیا اور علم معقول کے انوکول ہے۔ اور یہی آریہ سماج کا تیسرا اصول ہے

اعتراض چوتھا۔ پادری۔ سمرن کے انوسار کی کچھ ساکھشی نہیں ہے۔ اس لوک میں جو کچھ سکھ دکھ کسی کو ہوتا ہے۔ تو یہی لوگ کہتے ہیں کہ وہ پورب جنم کے کرم پھل ہے پرنتو کیا تم کو پورب جنم کا سمرن ہے یدی سمرن نہیں ہے۔ تو اس کو پرمان کہنا اسمبھو ہے اور جب تک اس کا پرمان تم نہیں دے سکتے اس کو پھر دوسرے کہنا تم کو اتیمنت انوچت ہے ✣

جواب۔ یہ دلیل نہایت ہی کمزور ہے۔ نو ماہ حمل میں رہنے کا حال کسی کو یاد نہیں تو کیا کوئی انسان اُس تاریک حجرہ میں نہیں رہا؟ یا پانچ برس کی عمر تک کا حال بڑھاپے میں یاد نہیں رہتا۔ تو کوئی طفولیت میں گذرا ہی نہیں؟

زیادہ شراب پی کر انسان کو جورو اور دختر کی تمیز نہیں رہتی۔ کیا اس سے انکار کرنا ٹھیک ہے۔ کلوروفارم کے سونگھنے سے سب ہوش و حواس کافور ہو جاتے ہیں کیا آپ کو اعتبار نہیں۔ نسیان وغیرہ کئی ایسے امراض ہیں جن سے انسان بیہوش ہو جاتا ہے اور اُسے کچھ یاد نہیں رہتا جس طرح چھوٹی عمر کی باتوں کی یادداشت جوانی اور پیری میں نہیں رہتی۔ اسی طرح پورب جنم کے واقعات کی یادداشت اس جنم میں نہیں رہتی بنابراں یادداشت (سمرن) کے نہ ہونے سے بھی یہ معقول مسئلہ رد نہیں ہو سکتا۔

پادری یہ سدھانت پرمیشور کی نندا ہے کیونکہ ایشر نیائی ہے۔ اور اسمبھو ہے کہ وہ کسی کے پاپ کا ڈنڈ کسی دوسرے پر جو اس کو نہیں بھگتنے چاہتا ہے لگاوے یدی وہ ایسا کرتا ہے تو اُس کا نیائے سنگھاسن سون ہو جاتا ہے۔ جس کو پورب جنم کی وستاؤں اور کریاؤں کا سمرن نہ رہے اور نہ ہو سکتا ہے اُس کو ڈنڈ دینا اتی انیائی ہے۔

جواب اس سدھانت کے ماننے سے پرمیشور کی نندا نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس کے عدل و انصاف پر بٹہ لگتا ہے۔ بلکہ نہ ماننے سے۔ کیونکہ ہم نے کوئی پاپ تو نہیں کیا مگر وہ سزا دیتا ہے۔ ہم نے چوری تو نہیں کی۔ لیکن قید کرتا ہے۔ ہم بلا قصور مقہور ہوتے ہیں۔ اور بلا وجہ آنکھوں سے معذور۔ ہاں تناسخ کے مانتے ہی ان سب اعتراضات کا خود بخود سوجھ جاتا ہے۔ اور ہر ایک روح شانتی پاتا ہے۔ ورنہ جو لوگ تناسخ سے انکاری ہیں۔ ان کی زبان خدا کی نندا پر جاری ہے۔ کیونکہ نہ کسی کے پاپ کا ڈنڈ کسی دوسرے کو جو بھگتنا نہیں چاہتا دینا ہے یا بلاوجہ موجب کے بدوں کے بدلے نیکوں کو شکنجوں میں کستا ہے۔ جیسے آدم کے گناہوں کے عوض سارے انسانوں کو جو بھگتنے سے ناراض ہیں گنہگار بنا دیا اور اس پر بے بنیاد کفارہ کی عمارت کھڑی کی۔ یا اسرائیلی نبی مسیح پر جو چھپا پھرا۔ اور رو رو کر مرا اور آخری وقت یعنی نزع رواں کی حالت میں بھی ایسے خدا کی غفلت و لاپرواہی کی شکایت کرتے ہوئے۔ ایلی۔ ایلی لما سبقتنی۔ اے خدا۔ اے خدا۔ تو نے مجھے کیوں بھلا دیا یا چھوڑ دیا۔ نہایت بے کسی میں جان دی جو بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے۔ اگر بائیبل سچ ہے۔ تو ایسے خدا کو جس نے لوگوں کے گناہوں کے بدلے بیگناہ مسیح کو پھانسی دی۔ بقول آپ کے عدالت کی کرسی یعنی نیائے سنگھاسن سے اُتار دینا چاہیئے۔ کیونکہ ان کو آدم کے گناہوں کا نہ سمرن ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اُسکی گناہ آلودہ حالت کا خیال ہے پس ان کو بلاسبب ڈنڈ دینا یا آدم کے بدلے ڈنڈ دینا مسیح کو اُن کے بدلے ڈنڈ دینا اور مجرم و گنہگار ٹھیرانا سراسر ظلم ہے ✣

پادری یہ نیتی شاستر کی ورودہ ہے اس سدھانت کے انوسار جو پاپ دان کرتا ہے وے دونوں ایک جیسے ہیں۔ ہائے ہائے یہ آواگون سنتوں کا نہیں۔ کنتوں دُشٹوں کا مت ہے ✣

جواب۔ افسوس کہ آپ حق کو چھپا ناحق کو ہویدا کرنا چاہتے ہیں۔ نیتی شاستر یہ کہتا ہے کہ جو کرے وہی بھرے۔ نہ کہ گناہ تو کرے دیودت و [illegible]۔ پس یہ نیتی شاستر اور اُس پر پورا عملدرآمد صرف تناسخ کے ماننے سے ہی ہو سکتا ہے ورنہ ہرگز نہیں۔ نیتی شاستر کے خلاف تعلیم بائیبل کی ہے۔ جس نے بلاسبب اور بلاوجہ تمام دنیا کو گنہگار ٹھیرایا۔ اور بلا ضرورت غریب مسیح کو صلیب پر چڑھایا۔ کرے موسے اور مارا جاوے ابراہیم۔ زنا کرے داؤد اور قتل کیا جاوے عاجز اور معصوم بچہ چوری کرے بنی اسرائیل اور طوفان میں برباد ہوں مصر کے باشندے جہاں خدا کے ہاں بھی دھوکا اور فریب چل سکتا ہے (دیکھو عیسو کا قصہ) وہاں عدالت کا کیا ٹھکانا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ انجیلی تعلیم کے سبب دنیا میں گناہ کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ خواہ کتنا ہی بدچلن ہو صرف مسیح پر وشواس لانے سے بہشت کا سارٹیفکٹ مل جاتا ہے اور اپنے آپکو ناجی یقین کر لیتا ہے۔ کیونکہ اُس کو میٹھی پڑھائی جاتی ہے۔ کہ تمہارے گناہوں کے بدلے وہ (مسیح) قربانی ہو گیا۔ نجات اعمال سے نہیں۔ بلکہ کفارہ سے ہے ہائے ہائے ایسا اندھیر اور ظلم جسکے ماننے سے سادہ اور چور ایک ہی لاٹھی ہانکے جاتے ہیں جسکے ماننے سے سنت اور دشٹ میں کوئی تمیز نہیں رہتی نیک و بد ایک ہی صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں بقول آپکے سنتوں کا نہیں کنتوں دشٹوں کا مت ہے۔

پادری یدی جنم مرن شوک آنند سکھ دکھ سب کے سب کرم سے ہیں تو کیا کرم انادی ہیں اتھوا اسکا کبھی آرمبھ ہوا پہلے [illegible] ملتا ہے۔ کچھ بھی نہیں سو آواگون سروتھا مول رہت اور بے ٹھکانا ٹھیرتا ہے ✣

جواب جنم مرن اور شوک وغیرہ بیشک کرم سے ہیں اور کرم سروپ سے انادی نہیں ہے بلکہ پرواہ سے انادی ہے۔ کیونکہ انادی چیتن روح کا کام ہے اور جب کرم پرواہ سے انادی ہے تو آواگون نرمول نہ رہا نہایت مضبوط اور پختہ بنیاد کا مسئلہ ہو گیا۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کسی کو شوک ہونا یا خوشی۔ دکھ ہونا یا سکھ اگر یہ کرم سے نہیں تو کیا اندھا دھند اور بلاسبب ہیں الٰہی انصاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور سزا و جزا میں خدا کا کوئی واسطہ ہے۔ اور کیا اس بیہودہ مسئلہ پر آپ کا اعتقاد ہے کہ ایک آدم کے گناہ سے سب دنیا گنہگار ہو گئی یا شیطان کے بہکانے سے اہل عالم بلا میں مبتلا ہو گئے جیا

پادری ـ جب اس بے بنیاد اعتقاد سے ایک تو کفر و الحاد کی بو آتی ہے ـ دوم خدا کے ظلم کا الزام عائد ہوتا ہے ـ سوم گناہ سے نفرت پیدا نہیں ہوتی اور نہ مورد گناہ کا کوئی علاج ملتا ہے بجز اسکے کہ دلیر ہو کر گناہ کریں اور عاقبت کا خوف دل سے بھلا دیں ـ پس ایسی مہمل اور بے ٹھکانا بات پر کون عقلمند اعتبار کر سکتا ہے ؛

پادری ـ وہ ودیا کے ورودھ ہے ـ جب دیکھتے ہیں کہ فلاں آدمی کوڑھی ہے ـ دوسرا لنگڑا ہے تب ہندو لوگ کہتے ہیں کہ پورب جنم اور آواگون کی سدھانت کے بنا اسکا کوئی کارن نہیں اور یہ تت ودیا کی بھی ورودھ ہے ـ تم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں ملا دیا ـ

جواب ـ جناب پادری صاحب ہم نے آتما کو جڑ پدارتھوں میں نہیں ملایا ـ یہ نئے اعتقاد کا پودا آپ نے لگایا ہے اور غالباً بائبل کی نیکی و بدی کے وہمی درخت سے پھل کھایا ـ آپ کوئی انادی آتما نہیں مانتے اور نہ تین ہم جنس اور ہم پلہ خداؤں کے سوا کسی اور چیز کو موجود جانتے ہیں ـ میں بھول گیا ـ ایک چوتھا شیطان بھی ساتھ رقیب یا حریف گردانتے ہو اور اُسے ایک خدا کا ہم رتبہ اور دوسروں کا اُستاد پہچانتے ہو گویا تمام نیکی و بدی کا منبع و مخرج انہیں چار خداؤں کو یقین کرکے اور ہر قسم کی شفاعت کا جوا انہیں چار حیوان کی گردن پر دھرتے ہو ـ آپ لوگ نطفہ سے روح کی پیدائش مانتے ہیں یعنی روح کو خاک وغیرہ عناصر سے پیدا شدہ جانتے ہیں ـ جیسے اینٹ ـ پتھر مٹکا وغیرہ یا جیسے پتھر سے سلاجیت ـ بائبل نے روح کو جڑ پدارتھوں میں ملا دیا ـ بلکہ اُس نے لوط کی جورو تمک کو کھمبا بنا دیا ـ یہ بائبل کی علمی غلطی ہے آپ لوگ تت ودیا کو کیسا جانیں جب کہ آپکو جڑ و چیتن کی تمیز نہیں ـ آپ لوگ تعصب ابدی کے سبب انسان کے سوا کسی میں روح نہیں مانتے ـ سب کو بے روح یقین کرتے ہیں اور یہی باعث ہے کہ سب کو قتل کر ظالم پیٹ کے مطبخ میں جھونکتے ہو ـ اور آپ میں سے جو زیادہ حلیم ہیں ـ وہ یورپین عیسائیوں کے سوا غریب ہندوؤں میں روح کے قائل نہیں یہی سبب ہے کہ آئے دن صدہا ہندوستانی سکیں یورپین صاحب لوگوں کے ہاتھ سے مارے جاتے ہیں اور کسی کو سزا نہیں ملتی مطلب ہم جانتے ہیں جیسا کہ مسیح خود کہتا ہے کہ آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے مت ڈال یہاں آدمیوں سے مراد صرف یورپین ہیں باقی تمام دنیا کے انسان بعض وحشی تصور کئے گئے ہیں ـ پس بائبل کی تعلیم تت ودیا اور ست ودیا دونوں کے مخالف ہے اندھا وغیرہ ہونا بیشک پورب جنم کا باعث ہے نہ کہ اندھا دھند اتفاقیہ وقوعات اور ایسے پرمیشور کی ذات عادل ثابت ہوتی ہے ـ نہ کہ خود کشی کرنے یا پھانسی پا جانے سے جس کا نہ عدل سے تعلق ہے نہ رحم سے بلکہ سراپا ظلم ہے ـ

پادری ـ یہ سدھانت سب پراچین شاستروں کے ورودھ ہے وہ ویدوں کے سنگھتا منت کے وپریت ہے ـ یہ کیول دسیو اور ناستکوں کا رستا ہے ـ اور آریہ لوگوں کی پنڈتائی کو اس سے سمبندھ رکھنا لجا کی بات ہے ـ

جواب ـ ویدک سکشاؤں کے یہ سدھانت مخالف نہیں بلکہ وید مقدس کے اپدیشوں کے مطابق ہے اور سب پراچین شاستروں میں صاف لکھا ہے کہ بار بار جیو کا جنم کرم انوسار ہوتا ہے مفصل دیکھو اسی کتاب میں (باب وید و شاستر سے تناسخ کا ثبوت) آپکے پادری سمتھ صاحب و پادری لیوپولٹ صاحب نے جو کتاب ست مت پرکھشا لکھی ہے اُس میں بھی وید کا ایک منتر دیا ہے

कर्मणा ब्रह्तलोकत्त स्याना वृती

یعنی کرم کر کے جو برہم لوک کو گیا اُس کا پھر آنا (آواگون) نہیں ہوتا" (دیکھو فصل ۵ صفحہ ۹۴ نسخہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجات کے سوا باقی حالت میں آواگون ضرور ہے پس آپکا کہنا باطل ہے ـ یہ ناستکوں اور دسیوں کا مت نہیں بلکہ پرم آستکوں کا مت ہے ـ ناستکوں کا مت ہے تین خدا اور چوتھا شیطان ماننا ـ ناستکوں کا مت ہے آدمی کی قربانی کرنا ـ ناستکوں کا مت ہے آدمی کو خدا ماننا اور خدا کو بری باتوں سے کلنکت کرنا جیسا کہ عیسائی کرتے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کو شاستر میں دسیو کہا ہے (مفصل دیکھو کرسچن مت درپن کا باب عیسائی دین دنیا میں کسطرح پھیلا)

پادری کرم کے جیسے پھل کی اپیکشا اس مت میں ہے ـ سو بالکل نرمول اور برعکس ہے کہ اچیت مدپی (شرابی) مرے تو سور کا جنم لیگا ـ یہ کیسا مذہب ہے کہ منش کو لجا اور چیتا سے کچھ سمبندھ نہیں ـ بلکہ کے اُس کا سور ہونا پورن ہوگا ـ اس پرکار چوراسی لاکھوں کا جنم بس نہ ہوگا کیونکہ سب گتی نیچی ہوتی ہوگی ـ اور کچھ اُتمتا پانے کی آشا نہ ہوگی ـ

جواب افسوس آپنے بائبل کو کبھی نہیں پڑھا وہاں صاف طور پر بڑے آدمیوں کو کتے اور سوروں سے نسبت دی ہے اور شرابیوں کے واسطے کا جہنم لکھا ہے شرابی کی حالت آپ جانتے ہیں ایک نقل ہے مگر بالکل صحیح کہ ایک شرابی شراب میں چور رات کے وقت ایک گندی نالی میں پڑا ہوا خشش اندرونی سے پانی مانگ رہا تھا اتنے میں ایک کتے نے ٹانگ اُٹھا کر اُسکے منہ میں موت دیا ـ شرابی بولا واہ یار واہ ـ گرم پانی پلایا ٹھنڈا چاہیئے تھا ـ اُسنے اپنے خمار میں ایسا سمجھا کہ اُس کا کوئی دوست اُس کے واسطے پانی لایا ہے ـ جسے پیشاب اور آب اور شراب کی تمیز نہیں کی ایسے آدمی اگر مرنے کے بعد کتا یا سور کا جنم لیں تو اُن پر کوئی ظلم نہیں بلکہ عین عدل ہے ـ جنہوں نے انسانی جامہ پہن کر خدا کی یاد نہیں کی اُسکے حکموں پر عمل نہ کیا نیک اعمال نہ کئے ـ ذرات بد چلنی ـ زنا شراب نوشی ـ گوشت خوری ـ اغلام ـ چوری قتل وغیرہ جرایم میں مبتلا رہا ـ وہ ضرور بالضرور ادنیٰ جونوں میں جائیگا ـ بائبل نے بھی اُن کے واسطے ابدی جہنم تجویز کیا ہے ـ ذرا خدا کیواسطے انصاف کیجئے کہ ابدی جہنم ہے تو چوراسی لاکھ جونیں زیادہ سخت نہیں وہاں سے کبھی چھٹکارا نہیں اور یہاں سزا بھگتنے کے بعد جسطرح مجرم جیل سے رہا ہوتا ہے ـ اسی طرح بدیوں کی سزا بھگتنے کے بعد بری جونوں سے خلاصی ملتی ہے اور روح انسانی قالب میں آکر معراج پر جانیکے واسطے مختار ہو جاتی ہے ؛

پادری وہ شرادھوں کی ریتی کے خلاف ہے اگر تناسخ ست ہے تو شرادھ متھیا ہیں اور اگر شرادھ ست ہیں تو وہ متھیا ہے ؛

جواب مُردوں کا شرادھ متھیا ہے اور تناسخ ست ہے ـ شرادھوں کے متھیا ہونے کی بابت صدہا دلائل ہیں ـ اصل مرتک شرادھ پرانک زمانہ میں چلا ہے ـ ویدک زمانہ میں بالکل نہ تھا ـ شاستر کے مطابق زندہ ماتا پتا کی خدمت و سیوا کا نام شرادھ ہے اور یہ صحیح ہے ـ زندوں کی جگہ غلطی یا نادانی سے مُردوں کا رواج ہو گیا ـ جس طرح تعلیم پانے اور ست سنگ اور ست شاستر پڑھنے کا نام تیرتھ ہے آج کل پتھروں اور ندیوں کا نام تیرتھ ہو گیا ـ اسیطرح یہ غلط رواج چل گیا ہے کسی نے سچ کہا ہے ست کیا شرادھ مردوں کا اگیان چھائیوں مردوں کو کھلا کس نے بھوجن جمایو مرتک شرادھ راج کرن کیونکہ تب سے چلے ہیں خود لفظ کا گت ذکرن آگت) اس کا شاہد ہے

پادری لیوپولٹ صاحب و پادری سمتھ صاحب کے اعتراضوں کا جواب

از کتاب تحقیق دین حق فصل پنجم صفحہ ۹۵ و ۹۶)

پادری ـ ہندو تناسخ کے سبب سے اپنے پڑوسی کے دکھ درد بیماری رنج و آفت کو دیکھ کر دل سخت کرتے ہیں بلکہ وے سمجھتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں کہ بیماری ایسی حالت میں

اگلے جنم کے گناہ کے سبب ہوئی اسلئے ناامید ہوکر اپنے اوپر اور ماتا پتا پر کرم اور دیوتاؤں پر لعنت بھیجتے ہیں ۔

جواب۔ یہ بالکل غلط ہے آپ نے جان بوجھکر پولس نبی کی کاروائی کی کہ اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اسکے جلال کے لئے زیادہ ہوئی تو ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے ۔

آریہ لوگ تناسخ ماننے کے سبب ہی زیادہ رحم دل دیا دان ہوتے ہیں۔ ایک مہاتما کا قول ہی دیا دھرم کا مول ہے نرک مول ابھمان تلسی دیا نہ چھوڑیئے جب تک گھٹ میں پران آریہ لوگ جتنا ہمسایوں۔ غریبوں بیکسوں کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں اور مذہب والے کیا مقابلہ کرینگے؟ آریوں نے اسی کام کیواسطے سدابرت لگائے ہیں جہاں بلاتمیز مذہب سب آدمیوں کو روٹی۔ پیسہ۔ کمبل۔ بستر۔ آٹا۔ دال وغیرہ دھرم ارتھ ملتا ہے صدہا جگہ نسلاً بعد نسلاً یہ طریقہ خیرات کا جاری ہے۔ ہزاروں دکان دھرمسالہ سرائے ایسے ہی دکھیوں کے واسطے بنوائی ہیں پنجاب کی ایک مثال ہے ہمسائے ماں پیو جائے یعنی ہمسایوں سے بھائیوں کی برابر محبت ہوتی ہے ہزاروں ویدک جاننے والے حکیم لاچاروں کا مفت علاج کرتے ہیں ہندو راجاؤں کے ہاں عموماً مفت دوائی تقسیم ہوتی ہے اور اوشدھالے جاری ہیں سنکھیپ کہ جو کچھ ملتا ہے اُسے ہر ایک اپنے اعمال کا پھل جانتا ہے کوئی اور بیہودہ باعث نہیں نظر آتا۔ اور ہر ایک ویدک دھرم کا پیرو گناہ سے نفرت اور آئندہ گناہ سے بچنے کی نیت سے اور رحم وغیرہ عمدہ صفات کے حاصل کرنے کے خیال سے دان دیتا اور لوگوں پر رحم کرتا ہے عیسائیوں کی طرح عیسائی بنانے کے واسطے نہیں ۔ ورنہ کسی پولیٹیکل مصلحت سے ورنہ عیسائی سلطنتیں اپنی ہمسایہ بادشاہتوں سے جو سلوک کرتی ہیں وہ کس پر مخفی ہے۔ اور ایسا کون عیسائی ہے۔ جو اپنے ہمسایہ ہنود سے رحم یا دیا یا دان کرتا ہے یا کسی طرح کی مدد کرتا ہے اگر کوئی ہے تو آپ نشان دیں ورنہ اتنا تو سچ ہے کہ یہ حکم بائبل میں موجود ہے مگر عملدرآمد اس کا آج تک کسی عیسائی نے کیا اور نہ آگے امید ہے باقی رہا دیوتاؤں پر ہندوؤں کا لعنت کرنا یہ بھی عیسائیوں کا ہی شیوہ ہے ہندو غریب اس سے بری ہیں مسیح کے شاگرد رشید آسمانی کلید بردار بلکہ خزانچی یہودا اسکریوطی کا قصہ آپکو یاد ہوگا۔ جس نے مسیح پر لعنت بھیجی اور اسے ملعون ٹھہرایا۔ انجیل بھی اپنے دیوتا یعنی خدا مسیح کو لعنتی بتلاتی ہے اور تمام دنیا آدم کے سبب لعنتی ہوئی اور آدم نافرمانی کے سبب لعنتی ہوا لعنت کی تعلیم بائبل میں بھری ہے ہندو شاستر اس سے بری ہے ۔

پادری مگر یہ بات انکے دلمیں ہرگز نہیں سماتی کہ توبہ کرکے بیٹھیں اور خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں۔ کہ وہ اُن کی سنے اور انپر رحم کرکے اُن کی بہتری کرے اسکو تو وہ بے فائدہ سمجھتے ہیں ۔ جواب۔ بیشک توبہ کرنیکی ہندو لوگ بہت پرواہ نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں گناہ کی سزا ضرور ملیگی کسی طرح ایک شوشہ نہیں ٹلیگا پس نیکی پر رغبت اور بدی سے نفرت کرنی چاہئے عیسائیوں کی توبہ سے خدا کی پناہ ع زیں توبہ ہزار توبہ۔ کروڑوں عیسائی شرابی اور زناکار ہیں۔ مگر گرجاؤں میں برابر توبہ میں مشغول ہیں گویا گناہ سے توبہ نہیں بلکہ زبان حال سے خدا سے توبہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ؎ از عدل تو صد ہزار توبہ۔ وز رحم تو بار بار توبہ پیشش روز گناہ کنیم و عصیاں در پیش تو ہم زار زار توبہ اس توبہ کی تعلیم نے لوگوں کو گناہ پر بہت دلیر بنا دیا۔ یاد رہے کہ توبہ سے گناہ ہرگز معاف نہیں ہوتا ہے۔ سراپا دھوکا ہے ۔

پادری کیونکہ کرم اور بار بار جنم لینے کے معتقد ہوکر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ آگے کیا اب کا بھگتنا ضرور ہے اور جو کچھ اب کرتے ہیں سو اسکے موافق دوسرے جنم میں بھگتنا ہوگا پس کرم اور بار بار جنم لینے کی بات میں ایسے پھنسے کہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے۔ اور جو کچھ دل میں آتا جھٹ کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا کیا اختیار ہے جو کچھ کرم میں لکھا وہی ہونا ضرور ہے۔ جس کی ایسی سمجھ ہے وہ گناہ سے بھلا کب بچ سکتا اور کیونکر پاک ہوکر خدا کے حضور جا سکتا ہے ۔

جواب۔ کرم اور بار بار جنم حق ہے مگر یہ الزام سراپا باطل ہے کہ وہ اُس سے آزاد ہونے کی امید چھوڑ کر شیطان کے ہاتھ بک گئے۔ شیطان کے ہاتھ بک گئے خداوند مسیح جنہیں یہودا نے تیس کے عوض پکڑوایا یا جنہوں نے چالیس روز تک اُسکی شاگردی کی یا اُس کے ماننے والے لوگ ہندو بیچارے تو شیطان کے وجود سے ہی انکاری ہیں۔ وہ شیطان یا اُسکے کسی بھائی بند کو نہیں پہچانتے اور نہ اُن سے کوئی غرض رکھتے ہیں انہوں نے تو اس کا نام بھی ہولی بائبل اور قرآن شریف کے سوا کہیں نہیں پڑھا۔ شیطان کے حامی و مددگار جو کچھ ہیں یہی دونوں قومیں ہیں جو توریت ایوب وغیرہ کی کتابیں کروڑوں چھپوا کر مفت بانٹتے ہیں گویا شیطان کا راج پھیلاتے جاتے ہیں۔ ایشور جانتا ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے آنے سے پہلے کسی ہندو نے شیطان کا نام بھی نہ سنا تھا اور نہ کسی سنسکرت لغات میں عزازیل ابلیس شیطان معلم الملکوت حارث وغیرہ نام سے کوئی نام ہے پس یہ ساری خرابی ان دونوں حضرات کی تعلیم کا نتیجہ ہے انہیں کی جدامجد یا آدم کو شیطان نے بہکا کر بہشت سے نکلوا دیا۔ یہ سارے آدم کی اولاد اسی خاندانی کے سبب پشت در پشت مرض عصیاں میں مبتلا ہوگئے اور یہ ابھی موروثی گناہ یعنی تقدیر کے قائل ہیں کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو کر بھی اپنے آپکو مجرم نہیں مانتے بلکہ شیطانکو ہاضمہ کی گولی سمجھ اور پھر توبہ کو سوڈاواٹر کی بوتل جان پینے سے نوش کر جاتے ہیں اور یقین کر لیتے ہیں کہ گناہوں کی حساب ختم ہوگئی اور عیسائی تو گناہ کی گرد اپنے دامن پر پڑنے ہی نہیں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے بیٹے نے ہمارے لیے قربانی ہو کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا اور اب خدا نے تمام اختیار بیٹے کے سپرد کر دیا ہے اور آپ گوشہ نشین ہے گناہ کی سیاہی کالے لوگوں پر اثر کرتی ہے ہم ولایتی تو بے حساب کر دینگے بلکہ کر چکے ہیں اور یہی حال مسلمانوں کا ہے وہ تو گناہ کر کے سزا سے بیخوف ہوکر دلکو اسطرح تسلی دیا کرتے ہیں ؎ شکوہ نہ یار سے ہے نہ شکایت رقیب سے ۔ جو کچھ کیا خدا نے کیا یا نصیب نے ۔ پادری انکی پران میں لکھا ہے کہ جس نے آدمی کے جنم سے خارج ہوکر ادنیٰ چیزوں میں جنم لیا تو وہ آٹھ لاکھ جنم پانے کے بعد آدمی کا جنم پا سکتا ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے آدمی کب پاک ہو سکتا ہے بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک ہو جاتا ہے ۔

جواب یہ بات اگرچہ پرانوں کی ہے اور پوران مذہبی کتب نہیں اور نہ ٹھیک ٹھیک راست دھرم کی اشاعت کی غرض سے تصنیف ہوئیں مگر مسئلہ تناسخ میں ان کا وہی مت ہے جو وید و شاستر کا ہے۔ بنابراں اس معقول مسئلہ میں ہمارا پورانوں سے کوئی اختلاف نہیں بلکہ اتفاق ہے آپ ایسے الزام لگانے سے پہلے کیا اچھا ہوتا اگر بائبل کو پڑھ لیتے تب امید تھی کہ ایسا ہرگز نہ کہتے سنئے بائبل میں لکھا ہے کہ چند آدمیوں میں بدروحیں گھس گئی تھیں جس سے وہ پاگل ہو رہے تھے۔ تب مسیح نے اُن بدروحوں کو ان سے نکالنا چاہا۔ بدروحوں نے کہا کہ اگر تو ہم کو یہاں سے نکالتا ہے۔ تو سوروں کے غول میں جانے دے۔ چنانچہ بموجب کہنے مسیح کے وہ بدارواح وہاں سے نکلکر سوروں میں گئے اور دو ہزار کے قریب سور اُن کے آسیب کے سبب دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ اب ہم بقول آپ کے کہہ سکتے ہیں کہ افسوس صد ہزار افسوس ایسی باتوں سے جو سراپا عقل کے مخالف ہیں مسیح نے اُن بدروحوں کو کیا خاک پاک کیا۔ بلکہ اور بھی گندہ اور ناپاک کر دیا۔ بائبل کے دائمی جہنم اور ابدی دوزخ تو آٹھ لاکھ جنم پا کر پھر انسان بننا بہترہا

قریں انصاف ہے۔ اور روحوں کو پاک بننے اور ترقی کرنے کا بار بار موقعہ ملتا ہے ؀

پادری پی سی اُوپل صاحب کے اعتراضوں کا جواب

اعتراض اول۔ ہم برہمن سے پوچھتے ہیں؟ بھائی تو بتا کہ تو برہمن کیوں بنا اور تیرے کون سے کاموں کا پھل تجھ کو ملا تو اپنے پچھلے جنم کی خبر دے سکتا ہے؟ وہ کچھ جواب نہیں دے سکتا۔

جواب یہ سوال آپ کا یادداشت کی بابت ہے اور یاد رکھنا قوت حافظہ کا کام ہے جو مرض نسیان میں برباد ہو جاتی ہے۔ پس یہ اعتراض کسی طرح صحیح نہیں۔ انسان تو انسان ہے خود خدا کو بھی آدم کو بناتے ہوئے اُس کے گناہ کا خیال نہ تھا۔ اسی واسطے پچھتایا اور دلگیر ہوا اور اقرار کیا کہ پھر ایسا کام نہ کرونگا (دیکھو توریت پیدائش)

پہلے خدا کا تو یہ حال ہے اب دوسرے کا سنیئے اُسے یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت یہ یاد نہ رہا کہ شیطان اسکے اندر گھسا ہوا ہے مسمریزم اور کلوروفارم میں تمام باتیں بھولجاتی ہیں پس یہ اعتراض سراپا باطل ہے ؀

اعتراض دوم۔ اگر نیکو مرکر برہمن یا چھتری یا کوئی پاکیزہ جانور بنا تو جزا کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہے کہ برہمن اور چھتری اور لوگوں کی نسبت نیکی اور پاکیزگی میں زیادہ ترقی نہیں کرتے۔ بلکہ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ مہتر لوگ زیادہ خدا ترس اور عاجز اور فروتن ہوتے ہیں ؀

جواب۔ نیکو مرکر کبھی پاکیزہ جانور نہیں بنتا بلکہ وہ پھر نیک لوگوں کے ہاں جنم لے کر اعمال حسنہ بجا لاتا۔ اور مکمل ڈگری پالینے پر نجات پاتا ہے۔ افسوس کہ آپ نے برہمن اور چھتری لفظ کے معنے نہیں جانے اور اپنی عیسائیت کے مطابق مغالطہ کیا۔ ہم ورن بیوستھا جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے۔ اور یہی سبب ہے کہ برہمن اور چھتری بننا ہم نہایت مشکل اور دشوار جانتے ہیں۔ برہمن اور چھتری بننا لاریب پورا ایک مرد اور اعلےٰ درجہ کا پاکیزہ خیال ہونا ہے۔ اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اُن سے کوئی بھی بڑھکر پاکیزہ خیالات اور ذہنی کمالات رکھنے والا آدمی نہیں ہو سکتا۔ مہتر تو مہتر ہیں بڑے بڑے ریورنڈ اور پادری صاحبان بھی اس مراتب کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر انصاف کیا جاوے تو ان میں سے بعضوں کے اعمال نہایت ہی ہیچ ہیں جیسا کہ اخبار لورپول کریر مظہر ہے کہ وہاں کے رومن کیتھلک جماعت کے ایک بڑے نامی گرامی پادری نے ایک بہت بڑے فریب کا ارتکاب کیا اور ایک کم سن لڑکی کو لیکر بھاگ گیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بدقسمتی سے یہ خبر صحیح بھی ہے۔ بیان کیا گیا کہ اس پادری نے لیتے اور ملی سے ایک چیک [illegible] پونڈ کی جو ایک بنک کے نام تھی لکھوائی اور اُس کا روپیہ بنک مذکور سے جاکر وصول کیا۔ مگر بالعوض اسکے کہ وہ روپیہ خیر کے کاموں میں جسکے واسطے چیک لکھی گئی تھی صرف کیا جاتا۔ اسکو لیکر پادری مفرور ہو گیا اور جو عورت پادری کیساتھ بھاگ نکلی ہے۔ اس کا سن صرف اٹھارہ برس کا ہے۔ اور پادری کی عمر ۵۴ سال کی پادری کی گرفتاری کے لیئے وارنٹ جاری ہوا ہے۔ اس کا اسم شریف ریورنڈ جان بکنس ہے (دیکھو انجمن پنجاب جلد ۳۴ نمبر ۸۳ - مورخہ ۲۷ - اکتوبر ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۲)

جس آدمی میں کوئی اچھے گن ہیں اُسے ضرور اُسکے مطابق جزا ملے گی۔ اور اسیطرح بُرے کو ویسی سزا کوئی بری نہیں۔ پس یہ آپ کا اعتراض بے بنیاد ہے ؀

اعتراض سوم۔ تناسخ سے کبھی رہائی نہیں اور اس تسلسل کا آخر نہیں کیونکہ تجربہ ہم کو قائل کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ یا یوں کہیں کہ جب انسان پیدا ہوا۔ تو ضرور گناہ کرے گا۔ پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا تسلسل تا ابد جاری رہے گا۔ ورنہ قانون ٹوٹتا ہے ؀

تردید جسطرح روح کبھی جڑ نہیں۔ جسطرح روح کبھی خدا کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ایشری قانون سے خارج ہو سکتی ہے۔ اس سے وہ کبھی نیست و نابود بھی نہیں ہوتی۔ تناسخ سے رہائی ہوتی ہے۔ اور اس کا نام مکتی ہے۔ مگر ایشور کے نظم سے وہ قدم باہر نہیں دھر سکتی۔ کیونکہ جس طرح کارخانہ خدائی کا اخیر نہیں۔ جسطرح قدرت ایزدی کا خاتمہ نہیں اسیطرح ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کہ خدا کی صفات میں تعطل لازم آئے اور وہ عنان سلطنت بیٹے کے سپرد کرکے خود پنشن خوار ہو جاوے ؀

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ کوئی انسان گناہ سے خالی نہیں۔ مگر یہ صحیح ہے کہ تھوڑے ہیں جو گناہ سے خالی ہیں اس کو آپ کس طرح غور کریں کہ دنیا کی ڈیڑھ ارب آبادی میں کروڑوں آدمی گناہ صغیرہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور لاکھوں صرف صغیرہ کے اور ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو شاذ و نادر کبھی گناہ صغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں اور اُن سے آگے چلکر صدہا اہل حق اور عابد اور یوگی رشی ایسے ہیں جو دن رات عبادت الٰہی اور تصور ذات باری ہی میں لگے رہتے ہیں۔ وہ ہرگز گناہ نہیں کرتے اور نہ گناہ اُن کے آئینہ دل پر کچھ اثر ڈال سکتے ہیں اور ایسے ہی لوگ اس دنیا میں جیون مکت اور مرکر نجات ابد پاتے ہیں۔ البتہ ابدی جہنم کا مسئلہ بائبل کے گناہ کی تعلیم کی برکت سے خوب پھیلتا ہے کیونکہ انسان تو درکنار ابن آدم یعنی مسیح بھی گناہ سے خالی نہیں پس لازمی دلیل ہے کہ یہ تناسخ کا سلسلہ تا ابد جاری رہے ورنہ قانون ٹوٹتا ہے۔ بھائی صاحب اگر یہ صحیح ہے تو تناسخ کے مسئلہ پر تو کوئی شک نہ رہا۔ کیونکہ وہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور جب وہ قانون ایزدی کے مطابق ہے تو اس سے انکار الٰہی عدول حکمی ہے۔ جس سے معافی تو نہیں مگر دگنی سزا کا شک ضرور پڑتا ہے۔ غالباً اسی تناسخ سے ڈر کر عیسائیوں نے ہمیشہ کے دور تسلسل کے بدلے ابدی جہنم پسند کیا ہے۔ پادری صاحب! ابدی جہنم کوئی نہیں۔ جب تک نیکی نہ کرو۔ نیک نہیں بن سکتے۔ یہی قانون الٰہی ہے خواہ اس جنم میں یا دوسرے جنم میں اگر مانو گے تو بھی جزا اور سزا ملے گی۔ اور اگر نہ مانو گے تو بھی سزا و جزا سے رہائی نہیں۔ لیکن دل میں غور کرو کہ انجیل کے احکام ماننے سے الٰہی قانون ٹوٹتا ہے۔ پس وہی طریقہ صحیح ہے۔ جس سے نہ قانون ٹوٹے اور نہ دھوکا ہو۔ جس کا نام ویدک اصطلاح میں آواگون ہے ؀

اعتراض چہارم۔ جب اس تسلسل کا شروع اور اخیر نہیں اور سرشٹی انادی ہے تو پرمیشور یعنی خدا کون ہے۔ خالق اور خلقت اور مخلوق کیا چیزیں ہیں مخلوق کا تو شروع ہوتا ہے۔ اور اس سرشٹی کا شروع نہیں۔ پس یہ مخلوق نہیں پھر خالق کون اور اُس کی ضرورت کہاں؟ جب مخلوق نہیں ویدوں سے تو خالق کی نیستی پائی گئی۔ پس کوئی خدا نہیں ؀

جواب یہ غلط ہے کہ سرشٹی کا اول و آخر نہیں اول و آخر ضرور ہے۔ اور اسی واسطے ہم علم ہیئت کے رو سے سرشٹی سموت بتلاتے ہیں کہ ایک ارب ۹۶ کروڑ برس سے یہ موجودہ سرشٹی ہے۔ کل ۴ ارب برس گذرنے پر اُس کا اخیر ہوگا۔ پس پرمیشور اس کا کرتا اور بنانے والا ہے دنیا مخلوق ہے اور خدا کی صنعت۔ اس کے واسطے اس صانع حقیقی و مالک تحقیقی ایک سچدانند پاربرہم کی ضرورت ہے اور یہی مقدس ویدوں کا ارشاد ہے۔ کہ وہ تمام خلقت کا پیدا کرنے والا اور تمام بھوتوں کا مالک اور نیتا ہے۔ اور وہی اپاسنا کے یوگ ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱۰) پس یہ اعتراض آپ کا سراپا بے بنیاد ہے ؀

بابو پی سی بنرجی ایڈیٹر سوفیا ماہواری انگریزی رسالہ حیدرآباد سندھ

(جو پہلے ہندو پھر برہم سماجی پھر رومن کیتھولک عیسائی ہوئی ہیں)

کے اعتراضوں کا جواب

(یہ اعتراض انہوں نے اپنے رسالہ میں شائع کئے اور بمقام لاہور بماہ نومبر ۱۸۹۳ء عام پبلک کے سامنے آئیں اور ہندوؤں پر کئے جنکے جواب آریہ سماج کی طرف سے منشی درگا پرشاد صاحب پردھان آریہ سماج لاہور و ایڈیٹر ہاربنجر آف ہیلتھ نے مندر آریہ سماج میں بابو صاحب موصوف اور عام پبلک کو سنائے۔

اعتراض اول جانوروں کی جون میں انسان کی روح کا جانا چرپایوں کے بدلے مانا جاتا ہے یہ غلط ہے کیونکہ جانور اپنی اپنی جون میں خوش ہیں۔ پس سزا کے طور پر اس جون کا ملنا صحیح نہیں۔ یہی اعتراض پی سی آدیل صاحب نے کیا تھا۔

جواب جانوروں کا خوشی سے زندگی گذارنا یا خوش رہنا ایشور کے رحم کا تقاضا ہے تاکہ زندگی مرگ نہ ہو۔ بلکہ زندگی ہو دنیا کے بادشاہ بھی قیدیوں پر تشدد کرنا جائز نہیں جانتے۔ اور مہذب قانون کے ماننے والے اور اسی واسطے ایکٹ تشدد قیدیاں جاری کیا گیا۔ مشہور امریکن ریفارمر لنکن نے غلاموں کی آزادی کے واسطے کتنا زور دیا اور کس قدر سفر دور و دراز گوارا فرمایا۔ مگر غلاموں کو اپنی آزادی کا ذرہ بھی دھیان نہ آیا اور نہ اُن کے دل میں کوئی خیال سمایا۔ صدہا برس سے جابر قومیں انہیں گرفتار کرتی اور خدمات جبر و قہر لیتی رہیں [illegible] الہامی (توریت و انجیل و قرآن) کتابیں سب ہی کی سب ہی غلامی کی ہدایات سے بھری پڑی ہیں۔ سوائے وید مقدس کے جو گن کرم انوسار ویوستھا رکھنے کی ہدایت دیتا اور جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ورن قائم کرتا ہے۔

ہزاروں کتابیں موجود ہیں جنکے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غلام فرمان برداری میں خوش ہیں اور لونڈیاں خدمت گذاری ہیں۔ عادت طبیعت ثانی ہو جاتی ہے اور پیدائش سے ہی غلاموں کے ہاں جنم لینا آزادی کا خیال پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ دیکھئے کہ قاہرہ میں ایک غلاموں کا سوداگر پکڑا گیا۔ اُسکے پاس ایک لونڈی تھی جو آزاد نہیں ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ وہ کہتی تھی کہ میری آرزو ہے کہ میں مصر کے کسی دولتمند یا پاشا کی لونڈی ہوں (دیکھو [illegible] ۱ نومبر سنہ ۱۸۹۳ء)

ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ نے بیگار موقوف کی اور اجرت دینے کا ارشاد فرمایا۔ مگر بیگار اور غلامی کی عادی قومیں ناراض ہیں وہ نوکری کو خراب اور بیگار کو ثواب جانتے ہیں۔ جو قیدی مدت سے جزیرہ انڈمان میں رہے اور جشن جوبلی پر آزاد ہو کر آئے۔ وہ عادی قید ہو جانے کے سبب ہندوستان کی سیر کرکے پھر واپس انڈمان میں چلے گئے۔ آزاد مرغ قفس میں آجانے سے گھبراتا ہے مگر عادی ہو جانے سے خوش گذران ہو جاتا۔ بلکہ لوگوں کی خوشی کا موجب کہلاتا ہے۔

جانوروں کو سزا صرف یہ ہے کہ وہ ترقی کے مدارج و منازل سے گرائے جاتے ہیں وہ روحانی آنند و سرور کو حاصل نہیں کرتے اور نہ کرنے کے انہیں سادھن و سامان دئے گئے۔ پاگل پاگلخانہ میں خوب راگ گاتا اور اچھلتا کودتا اور برتن مانجنے کا کام کرتا ہے مگر تندرست ہو جانے پر اسے وہ سب باتیں بھول جاتی ہیں۔ اُس بڑے اور بے انت بادشاہ حقیقی سے روحیں اسی قسم کی سزا پاتی ہیں اور مدارج سے گرائی جاتی ہیں۔ تاکہ سزا کی سزا اور سدھار کا سدھار ہو جاتا ہے۔

تناسخ کے ذریعہ سے مجرم کا سدھار اس طرح سے ہوتا ہے کہ وہ مجبوراً بُرے اعمال کے مطابق سدھار کی نیت سے درجہ ترقی سے ہٹا ایک یاد نہ رہنے والے قالب میں ڈالا جاتا ہے اور وہاں اُس کو وہ چیز نہیں دی جاتی جس سے پہلے بگڑا تھا ایک قالب [illegible] یا کئی قالب گذر جانے کے بعد جب وہ پھر انسانی قالب میں آتا ہے۔ تو اُسے اُن گذشتہ قالبوں کی یاد نہیں رہتی۔ اور جس وجہ سے گرنا شروع ہوا تھا۔ اُسی پر قائم کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ پھر اپنا سدھار کرے۔ غور سے سوچئے اس سے بڑھکر عادل حقیقی کی طرف سے اور کیا وسائل ہو سکتے ہیں۔

اعتراض دوم دکھ سکھ جو پہلے جنموں کے کرموں کا پھل مانا جاتا ہے۔ یہ غلط ہے کیونکہ پہلے جنموں کے کرموں کی کوئی یادداشت نہیں رہتی۔ جبکہ روح جسم سے ایک علیحدہ شے ہے اور چند سال میں جسم کے اجزا بالکل تبدیل ہو جاتے ہیں۔ گویا ایک نیا جسم بن جاتا ہے۔ اور اس سے پہلے جسم کے بدلجانے کی حالت میں بھی پہلے کئے ہوئے اعمال یاد رہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد نہیں رہتا۔

جواب یہ اعتراض مسئلہ یادداشت پر ہے کہ پچھلے جنم کی یادداشت کیوں نہیں رہتی۔ اس کا جواب ہم کئی بار دے چکے ہیں۔ اکثر بچہ کی باتیں پیدا ہوتے ہی بھول جاتی ہیں اور پیدا ہونے کے زمانہ سے تین چار سال تک کی باتیں بھول جاتی ہیں۔ اور اسیطرح عالم جوانی کی ہزاروں ہزار باتیں تمام دنیا لگاتار بھول رہی ہے۔ باوجود اس قدر غلبہ نسیان کے آپ پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ پچھلا جنم اگر تھا تو ہم کو یاد کیوں نہیں رہتا؟

پادری صاحب یاد نہیں رہتا مرض نسیان کے باعث۔ یاد نہیں رہتا دماغ کے پرانا ہو بدلجانے کے سبب۔ نہ صرف ملکہ یاد نہیں رہتا دماغ اور کل جسم کے دوسرے جسم میں تبدیل ہو جانے کے وجہ سے مگر یاد نہ رہنے سے کوئی واقعہ غلط نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ سزائیں کم ہوا کرتی ہیں۔ دیکھئے آدم کو خدا کی ممانعت بابت پھل کھانے نیکی و بدی کی پہچان کے درخت کی یاد نہ رہی۔ گو پھل کھا کے خود بھی لعنتی ہوئے اور تمام زمین کو اپنے فعل سے لعنتی بنایا۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اگر خداوند خدا نے فی الحقیقت آدم کو منع کر دیا تھا تو اُسے یاد کیوں نہ رہا؟ جس طرح آدم کو خدا کی ممانعت یاد نہ رہی۔ حالانکہ اسی جنم کی بات تھی۔ اسی طرح دوسرے جنم کی بات بھی یاد نہیں رہتی۔

اعتراض سوم یہ جو کہا جاتا ہے کہ کرموں کے بنا کوئی سکھ دکھ نہیں ملتا۔ پس اگر یہ سچ ہے تو انسان کو کسی قسم کا پروپکار کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

جواب یہ اعتراض تب صحیح ہوتا ہے جب آپ پہلے یہ بتلا دیتے ہیں کہ فلاں سکھ یا دکھ کرموں کے بنا ہوا ہے اور ہم کرم نہ بتلا سکتے۔ بنیادی بات اگر صحیح ہے یعنی کرموں کے بنا کوئی پھل نہیں ملتا تو کسی کی بیہودہ دلیل یا بے بنیاد اعتراض یا مغالطہ کارگر نہیں ہو سکتا ہے۔ بے شک کرم کے بغیر سکھ دکھ نہیں ملتا۔ اور اس میں مصنف انجیل بھی اکثر جگہ وید کے احکام کا نقل نویس ہے دیکھو متی کی انجیل میں لکھا ہے۔

ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آوے گا۔ تب ہر ایک کو اُسکے اعمال کے موافق بدلا دے گا۔ $\frac{۱۶}{۲۷}$

تم دھوکے میں نہ پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹے گا (نامہ گلتیوں $\frac{۶}{۷}$) کیونکہ تو اپنی باتوں ہی سے بے گناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرایا جاویگا (متی $\frac{۱۲}{۳۷}$)

وہ ہر ایک کو اُسکے کاموں کے موافق بدلا دے گا (رومیوں کا خط باب $\frac{۲}{۶}$)

کیونکہ خدا کے حضور کسی کی طرفداری نہیں ہوتی (رومیوں کا خط $\frac{۲}{۱۱}$)

پھر آیت ۲۴ میں کہا کہ ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو۔ جس ماپ سے تم ماپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا (متی ۴-۲۴)

باقی رہا پروپکار کرنا یہ ایک نیا فعل ہے۔ اور اس کا پھل ایشور عنایت کریگا ایشور کی سزا کو تو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ البتہ اُسکے احکام کی تعمیل کو تاکہ مجرم جلدی نرجائے اور ہمارا دل بھی سزا سے خوف کھائے اور دیاوان ہو جائے سعادت قلبی سے رحمت کی طرف رجوع لائے۔ پروپکار کرنا ضروری ہے۔ اور اسی اسلئے وید کے ہم جو سب سے پراچین اور نہایت معقول دھرم ہے فرماتا ہے

परोपकारायसत्तादिभूतय کہ ست پرشوں کی زندگی کی ساری لکچھمی (دسرایہ) پروپکار ہی ہے۔ عیسائیوں کی طرح خودغرضی یا عیسائی بنانے کے واسطے اُپکار نہیں کیا جاتا بلکہ ایشوری حکم کی تعمیل اور ست پُرشوں کی غرض سے اور یہی سبب ہے کہ آریہ ورت میں بمقابلہ تمام دنیا کے رحم دلی اور دان پن زیادہ ہے اور راجہ بکرماجیت جیسے پرسوارتھی یعنی اسی دیش کے چھتری راجا تھے۔ اور مہاراجہ ہریش چندر جیسے آریہ قوم کے ماہتاب بھی اسی دیش کے نور تھے جسطرح ویدنے سیلف ہلپ یعنی کرم کی کھیتی کو پرچار کیا۔ اُسی طرح اُسنے اپنی عالم الغیب طاقت سے آئندہ ترقی کا راستہ پروپکار کے طریقہ سے بتلایا اور ساتھ ہی ناستک پن کی مہلک مرض سے بچنے کیواسطے ایشور پرماتما کی مقدس ہدایت سے پرارتھنا اور اپاسنا کی تعلیم دی پس کسیطرح بھی باہمی مخالفت نہیں معاف کیجئے آپکی سمجھ کا مغالطہ ہے۔

اعتراض چہارم: پچھلے گناہوں کے عوض میں ایک معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے بلکہ ظلم ہے۔

جواب اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے تو کیا آدم کے معمولی گناہ کے بدلے تمام دنیا کو لعنتی بنانا اور زنادبستہ ٹھیرانا اور بغیر شرکت کامل کے مجرم بتلانا انصاف ہے

اگر پچھلے گناہوں کے بدلے معصوم بچہ کو بخار وغیرہ کی سزا دینا بعید از انصاف ہے، تو کیا بلا سبب اُسے اندھا لولا لنگڑا بنانا رحم و انصاف ہے

اگر ایک معصوم بچہ کو بخار کی سزا دینا ظلم ہے تو کیا اُسے چیچک و خسرہ وغیرہ میں مبتلا کرنا اور قتل کے برابر تکلیف دینا عدل ہے؟

اگر بخار وغیرہ کی سزا بعید از انصاف ہے تو شاید آپ دق کوڑھ نالے۔ آتشک کی سزا مطابق قانون کے ہوگی۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپنے کس دانش اور دانائی کو مدنظر رکھکر ایسا اعتراض کیا

ریورنڈ ڈاکٹر ہوپر صاحب کے اعتراضوں کا جواب

(جو انہوں نے ۱۵ فروری ۱۸۹۵ء شکروار جشن کو بیچ لاہور میں آپنے لیکچر میں کئے)

(اول) پادری صاحب نے تناسخ پر یقین کرنیکے فائدہ بتلائے۔

پہلا فائدہ یہ مسئلہ سب نیچری یا مادہ پرستی یا دہریت کے اچھی طرح خلاف ہے۔ جو اسمیں یقین کرتے ہیں وہ کبھی ناستک یا نیچری نہیں ہو سکتے وہ یہ نہیں کہ سکتے کہ جسم ہی جسم ہے۔ آتما کچھ چیز نہیں۔ اہل ہنود کا ہم عیسائی شکریہ ادا کرتے ہیں اور یہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ دنیا ہے مسرطیٹ یعنی مذہب نیچری کو دور کرنے میں وہ ہمارے بڑے معین ہیں

دوسرا فائدہ جیسا ہم عیسائی مانتے ہیں کہ ضرور آتما ایک جسم دھارن کریگی جو ترقی یا بھی حاصل کریگی۔ ویسا ہی اس مسئلہ کے ماننے والے بھی کہتے ہیں۔ کہ آتما ایک زندگی کے کئے ہوئے پاپ پن کا پھل دوسرے کسی جسم میں ضرور کوئی شریر دھارن کرکے پاویگا۔

تیسرا فائدہ یہ مسئلہ اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ انصاف کا سارے دنیا میں راج ہے گو بہت سی بے انصافی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اصل میں یہ بے انصافی ظاہری ہے۔

نوٹ از طرف مولف ناظرین ناستکتا یا دہریت سے بچایا پاپ کے پھل بھوگنے کا نتیجہ دلانا اور ہمیشہ نیک بننے کی تحریک دینا اور ایشور کی پوتر ذات کو نیا کاری سے مبرا از ہمہ دائم نتیجہ کرانا۔ جس مسئلہ کے ایسے مسلمہ فوائد ہیں جسے پادری صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں تو آپ سوچ لیں کہ اس سے عمدہ مسئلہ دنیا میں اور کیا ہو سکتا ہے۔

اب ہم پادری صاحب کے وہ اعتراض لکھتے ہیں جو کہ انہوں نے ہنود کے مسئلہ تناسخ پر کئے۔

اعتراض اول حالانکہ اہل ہنود یہ بھی مانتے ہیں کہ سب میں صرف ایک ہی آتما کا مختلف طور پر اظہار ہے اور یہ جتنے اختلاف ہمیں روحوں میں یا اور چیزوں میں معلوم ہوتے ہیں یہ سب اگیان کے سبب سے ہیں۔ جب گیان ہوتا ہے تو ایک ہی آتما معلوم ہوتا ہے۔ دیگر کوئی شے نہیں اور اصل میں روحیں سب یکساں ہیں نہ کوئی پاپ کرنیوالا آتما ہے نہ کوئی پن کرنے والا۔ یہ صرف ہمارے خیالات ہیں۔ اسلئے ویدانت کے ماننے والے تناسخ کیونکر مان سکتے ہیں۔ یہ بڑا اعتراض اہل ہنود پر یہ ہے۔ گو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تناسخ کا مسئلہ تب ہی سکھایا جاتا ہے۔ جب سیکھنے والا ابھی مبتدی ہو مگر ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اگر اس شخص کو ساتھ ہی یہ بھی بتایا جاوے۔ کہ اصل میں کوئی پاپ کرتا ہے۔ پس تو وہ تناسخ میں یقین کیونکر رکھ سکتا ہے۔

جواب یہ آپ کا اعتراض ویدانت شاستر پر نہیں بلکہ نویں ویدانتیوں یعنی ہمہ اوست کے ماننے والوں پر ہے حالانکہ شاستر یا اُپنشدوں کا یہ مذہب نہیں ہے یہ مسئلہ وید و شاستر کے خلاف ہے کوئی شاستر ایسا نہیں مانتا۔ البتہ یہی اعتراض عیسائی دین پر عائد ہے کیونکہ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا کلام خدا تھا کوئی چیز نہیں جو بغیر اُسکے موجود ہوئی (باب ۱-۱۰)

اور یہی سبب ہے کہ ایسا گناہ عظیم جسکے ارتکاب سے تمام زمین لعنتی ہوئی آپنے اُسکے واسطے ایک گنہگار انسان جبراً مصلوب کو کفارہ مان لیا۔ اور اب جو ۱۸۹۵ سالسے برہ معصوم آنصاحباں کا تمام دنیا کے گناہ کے بدلے خون بہایا گیا۔ تو اب گویا گناہ دنیا میں رہا ہی نہیں اور بھلائی کیونکہ حساب تو فیصلہ ہو گیا۔ افسوس کہ باوجود یہ ہی مان لینے کے گناہ پر اسقدر دلیری!!

دوسرا اعتراض اہل ہنود مانتے ہیں کہ اگر چند سوبات ایک شخص کی موت کے بعد کیجاویں تو وہ پتری لوک पितृलोक میں جاتا ہے اسپر یہ اعتراض ہے کہ جو ہندو تناسخ بھی مانتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے والد کی وفات پر کریا کرم بھی کرتے ہیں اُن سے یہ پوچھنا چاہئے۔ کہ تم تو مانتے ہو کہ ایک آتما کا دوسرے کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ صرف ہمارا چند روزہ تعلق ہے غرضیکہ تناسخ کے ماننے سے کریا کرم فضول ہو جاتے ہیں۔

جواب: بیشک کریا کرم فضول ہیں۔ اور اسی طرح مُردوں کا شرادھ اور ترپن بھی یہ راجا کرن والے کہ جو اس ضلع بلندشہر کے رہنے کی اختراع ہیں۔ اور اسی واسطے شرادھ کے ایام کو کنا گت (کرن آگت) کہتے ہیں۔ ست شاستروں میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ پس یہ اعتراض بھی نہایت کمزور ہے۔ جو ناواقف ہندو جہالت سے کریا کرم

کرتے یا شرادھ کی رسوم بجالاتے ہیں۔ وہ بھی دل میں یقین کرتے ہیں کہ اسطرح پتروں کے بہانہ سے اپنا ہی ہوتا ہے ❊

تیسرا اعتراض ذات کے ماننے والے یہ بات مانتے ہیں کہ انسان اپنے والدین سے صفات نیک و بد حاصل کرتا ہے۔ گویا یہ بھی ایک طرح کی وراثت ہے۔ تو پھر ہر بچے کا آتما باپ کے آتما سے استعداد مختلف نہ ہوا۔ جسقدر کہ مسئلہ تناسخ کے مطابق ہونا لازم ہے۔ مگر ذات کے مطابق جسم کی روح پر فضیلت ہے ❊

جواب۔ ہندوؤں کی ذات کا مسئلہ تمام تر جسمانی ہے۔ روحانی نہیں مگر ست شاستر کے مطابق ذات کا مسئلہ گن کرم کے انوسار ہے۔ جنم انوسار نہیں۔ گیتا میں مہاتما کرشن جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے کہ چاروں ورن پیدا کئے گئے ہیں۔ گن کرم کے مطابق جو جو جس گن کو حاصل کرتا ہے وہ اسی ورن میں گنا جاتا ہے۔ بجز سوچی غور سے ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ پرانے زمانہ میں کبھی بھی جنم سے نہیں مانا گیا صرف اودیا کے زمانہ میں گوں نے ایسا ماننا شروع کر دیا۔ پس یہ اعتراض قابل قدر نہیں ❊

پادری صاحب کے مسئلہ تناسخ پر اعتراض

اعتراض اول۔ ہمارا کچھ علم نہیں کہ پچھلے جنم میں کون سے پن پاپ کئے تھے جنکے بتے سکھ یا دکھ ہم پا رہے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ چونکہ ہمیں پہلے جنم کے کرموں کا علم نہیں۔ اسلئے یہ مسئلہ غلط ہے۔ مگر یہ کہ چونکہ دیگر کوئی بات اس مسئلہ کے حق میں نہیں ہے۔ اسلئے یہ بھی ایک نقص اس مسئلہ میں ہے ❊

جواب۔ اس معمولی نقص کا ہم نے بارہا جواب دیدیا ہے۔ یہاں ہم صرف وہ باتیں ذکر کرتے ہیں۔ جو اس مسئلہ کے حق میں ہیں ❊

اول دنیا میں دکھ سکھ ہے اور وہ بلا وجہ نہیں بلکہ کرم کے اٹل اور صحیح سدھانت کے مطابق ہے ❊

دوم دنیا کا انتظام اندھا دھند نہیں بلکہ ایک زبردست حکیم اور منصف خدا کے قاعدہ قدرت کے انوسار ہیں ❊

سوم۔ انتظام عالم میں ہمیں کوئی چیز بھی نہیں معلوم نہیں ہوتی - اور یہ ہستی کوئی چیز ہے ❊

چہارم۔ جیو یا روح فانی چیز نہیں اور نہ حادث یعنی نو پید ہے۔ بلکہ پرمانو کی طرح انادی وستو ہے ❊

پس ان امور پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کوئی خواہ کتنے ہی ہاتھ پاؤں مارے تناسخ کے مضبوط سلسلہ سے انکار کرنا سراپا محال ہے اور انصاف کی بات یہ ہے کہ عملی طور پر اس سے انکار کرنا ہی ناممکن ہے ❊

اعتراض دوم اس مسئلہ کے مطابق روح اور جسم میں جھوٹا تعلق مانا جاتا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ والے یہ مانتے ہیں کہ ۸۴ لاکھ مختلف قسم کے جسم ہیں اور روح ہر زندگی میں ان میں سے کوئی جسم چن لیتا ہے گویا روح پھرتی رہتی ہے۔ اور جسم ۸۴ لاکھ مقرر ہیں ان کی تعداد اتنی ہی ہے کم نہیں ہو سکتی اور نہ زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر سائنس کے علما کہتے ہیں کہ ہمارا جسم تبدیل ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جو ذرے ہمارے جسم میں ہیں۔ ان میں سے سات سال کے بعد کوئی بھی نہ رہیگا۔ گویا جسم برابر تبدیل ہوتا جا رہا ہے

جواب کون نہیں جانتا کہ جسم اور روح میں ایک عارضی تعلق ہے۔ خود سائنس اور ڈاکٹر کی شہادت سے آپ بھی مانتے ہیں کہ سات برس میں سارا جسم بدل جاتا ہے تو کیا اب بھی آپکو عارضی اور چند روزہ تعلق میں شک باقی ہے؟ متغیر کا لاتغیر سے سچا تعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ پس روح کا ایک جسم سے دائمی تعلق کیسے ہو سکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک پرندہ درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اڑ جاتا ہے۔ اور اس سے تیسری پر اسی طرح جیو اس جسم سے پرواز کر اور جسم میں قاعدہ قدرت کے مطابق چلا جاتا ہے جیسا کہ ایک مہاتما نے کہا ہے ع اس عرصے میں آ کے جیکا بیٹھ کر خدا کی طرف دل لگانا چاہئے اور اپنے روح کے نکلنے کو ایسا سمجھنا چاہئے۔ جیسے کہ ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اڑ جاتا ہے" ❊

جن مختلف قالبوں میں روحوں کا گذر کرم انوسار ہوتا ہے۔ پرانے آریہ محققوں نے ان کی تعداد ۸۴ لاکھ بتلائی ہے اور یہ انکی تحقیقات علمی کی اعلےٰ شہادت ہے۔ خشکی کے جانوروں کے اقسام۔ پانی کے جانوروں کے اقسام۔ ہوا کے جانوروں کے اقسام کل کی میزان ۸۴ لاکھ ہے۔ مگر روح ان سے کوئی قالب خود نہیں چن سکتا۔ بلکہ اس کے کرم انوسار ایشور پرماتما اسے جون میں بھیجتا ہے۔ اور یہ عین علم و عقل کے مطابق ہے کہ جو جیسا کرم کرے ایسے ویسا ہی پھل ہے۔ سب کو چوراسی میں جانا ضروری نہیں ❊

اعتراض سوم اس مسئلہ کی رغبت انسان کے اخلاقی خیالات کو بگاڑنے کیطرف ہے وجہ یہ ہے کہ مسئلہ تناسخ میں لاعلمی سے کچھ ہوئے کاموں کا اجر نیک و بد ملنا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا سوچ سمجھ کر کئے ہوئے کرموں کا۔ یہانتک کہ کھانا یا ہضم کرنا وغیرہ جو بجود بخود بغیر ہماری مرضی کے ہو رہا ہے۔ وہ بھی مسئلہ تناسخ میں ایسے کام ہیں جیسے دیگر اخلاقی کام ❊

جواب۔ اگر ایک نادان بچہ بھی قانون قدرت کے خلاف کرنیسے سزا پاتا ہے تو نہیں معلوم کہ ایسا اعتراض کیوں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں تو یہ نہایت ضروری ہے کہ تمام کرموں کا پھل ملے آپ شاید گورنمنٹ کے اس قانون کو پسند کرتے ہونگے جو تین چار سال کی میعاد تک اسٹامپ نہ بدلا دے تو قرضخواہ کو کوڑی بھی عدالت نہیں دلاتی یا کچھ سال تک اگر مقروض انگریزی راج سے باہر چلا جاوے تو قرضہ خورد برد ہو گیا۔ پادری صاحب کرم ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ اور نہ پھل دینے کے بغیر رہ سکتا ہے "دھوکے میں نہ پڑو خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا ہے وہ ہر ایک کو اسکے اعمال کا پھل دے گا"۔ اگر کھانا فعل ہے اور ہضم کرنا فعل ہے تو بد پرہیزی یا خراب اشیا کے کھانے کا برا پھل کیوں نہ ہوگا۔ کیا کھانا ہی تمام تندرستی کی جان نہیں اگر ہے تو اس میں خرابی آنا سب خرابیوں کی بنیاد کیوں نہیں آپ کے اس بیان پر تو تمام ڈاکٹر حیران ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹری کی کل بنیاد حفظ صحت اور خوراک اور اس کی پڑتال پر ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ❊

اعتراض چہارم۔ انسانوں میں یہ مسئلہ رحم کو قطع کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندو رحم دل نہیں۔ مگر یہ ہے کہ یہ مسئلہ رحم کو خارج کرتا ہے۔ چنانچہ اس کی اعلیٰ مثالیں ہیں تو ایک جذامیوں اور دوسرے بیوگان کی۔ ہندو ان کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انکو پچھلے جنم کے گناہوں بلکہ گھور پاپ کا سبب بتلاتے ہیں جن سے ان کو ایسے دوزخ میں ڈالا گیا ہے ❊

جواب جب ہنود باوجود ماننے تناسخ کے دنیا کی تمام اقوام سے رحمدل ہیں اور بیرحمی سے نفرت کرنے والے تو یہ کہنا کہ تناسخ پر ایمان رکھنا رحم کو خارج کرتا ہے سراسر غلط ہے لاکھوں ہندو آریہ حکیم ہزاروں امراض کی دوائی مفت تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح بے شمار آریہ وید اور سنیاسی ایشور آسرے کے دوائی دیتے اور امراض کو کھوتے ہیں۔ جذامیوں اور دیگر متعدی امراض کے بیماروں سے نفرت کرنا اصول حکمت کے مطابق

ہے۔ اور تمام ڈاکٹر اُس سے نفرت کرتے ہیں ؛

مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگ دنیا کی تمام تکالیف اور جذام جیسے دُکھ کو بھی شاید اپنی عقل کے مطابق خدا کی رحمت ہی مانتے ہیں ہم اُس حکیم مطلق کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں جانتے اور نہ اُسے ظالم گردانتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ اُسے عادل و منصف یقین کر صدق دل سے تناسخ کو مانتے ہیں ؛

بیوگان کے پنرواہ کی شاستر میں اجازت ہے اور صدہا شادیاں شاستر ریتی سے ہو چکی ہیں۔ مگر یہ پرانی بُری تعلیم کا قصور ہے۔ مسئلہ تناسخ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اس مسئلہ کے جواز میں تو بیوگان بیواہ پرچار۔ مسئلہ نیوگ بدھوا بواہ۔ بیوستھا وغیرہ بیسیوں ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں جنمیں شاستر کے حوالوں سے بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ یہ جائز ہے ؛

اعتراض ہفتم۔ مسئلہ تناسخ انسان کو بالکل دُنیادار بناتا ہے۔ بڑی سی بڑی خواہش جو تناسخ ماننے والوں کی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اُسکو اندر کی پدوی ملے۔ جو بالکل نفسانی خواہشوں کے بھوگنے والا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہندو زیادہ دنیاوی خواہشوں والے ہوتے ہیں۔ مگر صرف یہ کہ اس پر یقین رکھنے سے رغبت اس طرف ہوتی ہے ؛

جواب جیساکہ آپ خود مانتے ہیں کہ ہندو زیادہ دُنیاوی خواہشوں والے نہیں ہوتے بلکہ زیادہ ویراگ وان اور پرمیشور پرائن ہوتے ہیں تو پھر آپ کا وہ خیال کیسے صحیح ہو سکتا ہے آپکو شاید یہ معلوم نہیں کہ اہل ہنود باوجود ماننے پرانوں کے بھی اندر وغیرہ کے درجہ سے اوپر برہم لوک مانتے ہیں۔ مگر وہ ایسا برہم لوک نہیں مانتے جہاں پر کوئی عورت یہ مرد [illegible] سے جدائی اور جفت کو ترستی ہو (یوحنا ۱۲/۲) آریہ لوگ جسے برہم لوک مانتے ہیں وہاں سوائے برہم گیانی کے میل کرنیکے کوئی نہیں جا سکتا۔ اور یہی کشش کا ہیتو ہے دنیا داری سب سے زیادہ عیسائیوں میں ہے اور اس کا باعث بھی یہ جانتے ہیں کیونکہ انکو یقین ہے کہ ایک بڑا مرتبہ جیتے کا ہو گیا اب وہ موج کرتے اور عیش اُڑاتے ہیں یورپ کا حال اس کا شاہد ہے ؛

لیکچر کے اخیر میں پادری صاحب نے فرمایا اگر عیسائی تناسخ کے قواعد اپنے مذہب میں ملتے ہیں اور وہ اعتراض بھی نہیں واقع ہوتے ہیں جو تناسخ پر عائد ہوتے ہیں عیسائی لوگ اپنی عقل کو ایسے سوالوں سے حیران نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کوئی تکلیف دی ہے تو اسمیں پرمیشور کی بڑائی ہے ؛

آریہ عیسائی دین کی جیسی مذبذب حالت ہے اُس سے ایک دنیا آگاہ ہے اور جتنے اُس پر اعتراض ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے لاجواب ہیں عیسائی لوگ تثلیث، کفارہ، تناسخ غرضیکہ کسی مشکل سوال کے حل کرنے میں عقل کو حیران نہیں کرتے تو ہمیں نہیں جانتا کہ اندھی تقلید کے کیا معنے ہیں۔ اگر ایشور کی بڑائی مخلوقات کو دُکھ دینے سے ہے۔ تو اس کو ظلم سکھ دینے پر ہوگا۔ سچ ہے بتاں کی باتیں بُتے ہی جانتے ہیں ؛

مسئلہ تثلیث پر اگر آپ عیسائی فاضلوں کی مفصل رائے دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کرسچن مت درپن کا مطالعہ فرمائیے ؛

باب سوم

مسلمانوں کے اعتراضوں کا جواب

مولوی نورالدین کے رسالہ ردّ تناسخ کا جواب

مولوی جی جہانتک تناسخ کے ماننے والوں سے دریافت کیا۔ اور اُن کے رسائل میں دیکھا۔ اثبات تناسخ میں ان کی یہ ایک دلیل سر دفتران کی دلائل کا ہے ؛ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی آدمی جنم کے اندھے لنگڑے۔ لولے۔ کانے۔ بہرے کنگال ہوتے ہیں۔ اور کئی راجہ ہشکر دولتمند۔ امیر جو یہ کہو کہ پرمیشور کی مرضی ہے تو کیا پرمیشور منصف و عادل نہیں جو بلا قصور ایکدوسرے میں فرق کرتا ہے۔ پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ خدا ایسی طرفداری و نا منصفی نہیں کرسکتا ؛

پہلا جواب۔ قائلین تناسخ کی اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں بلکہ صرف اسلئے کہ کسی آسودہ اور آرام والے کے سکھ آسودگی اور آرام کی وجہ اور دکھی بیمار رنج والے کے دکھ بیماری رنج کے وجوہ اور اُن لوگوں کے باہمی تفرقہ کے اسباب تناسخ ماننے والوں کو معلوم نہیں ہوئے۔ اس واسطے ان لوگوں نے یقین کر لیا کہ سابقہ اعمال ہی اس تفرقہ کا باعث ہیں پر شکر ہے اُس رب العالمین کا جس نے اسلامیوں کو ایسے دلائل سے بچنے کے واسطے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک عنہ مسئولا (سورہ بنی اسرائیل) ؛

ترجمہ اور جس چیز کا تجھے علم نہیں اُسکے پیچھے مت لگ کیونکہ کان آنکھ دل سب سے سوال کیا جائیگا ؛

آریہ رد جواب اول۔ تناسخ ماننے والوں کے پاس اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنے دلائل ہیں کہ جنکے سامنے کسی عاقل بالغ کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ دلیل بھی اُن دلائل میں سے ایک ہے۔ مگر وہ ساری کی ساری ہی اس جواب میں جو مفصل طور پر اس کتاب میں موجود ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف آپکے جواب پر غور کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دلیل سے صاف واضح ہے کہ تناسخ ماننے کا کوئی ثبوت تناسخ ماننے والوں کے پاس نہیں ؛ مولوی صاحب! آپکی اس تحریر سے تو ہمیں ایک اور بات ظاہر ہو گئی۔ کہ آپ ثبوت کے معنے بھی نہیں جانتے یا تجاہل عارفانہ سے حق بات کو چھپاتے ہیں پہلے ہم آپ کو سمجھاتے ہیں ؛

ایک شخص ایک مجلس میں آیا جسکے منہ میں شراب کی بو آتی ہے۔ اہل مجلس نے بو سونگھتے ہی جان لیا۔ کہ اس نے شراب پی ہے۔ حالانکہ ان کے سامنے نہیں پی۔ اور وہ خود بھی انکاری ہے ؛

اسی طرح ایک دوسرا شخص آیا جسکو باد فرنگ کی مرض ہے اور [illegible] رہتا ہے نیز اسکی [illegible] ہاتھ میں ہے۔ بحکم آتشک سے یاد رکھنا یہ مصیبت کچھ ہنسی ہوگی ؛ ثابت ہوگا تیر اور تیغ کی پھنسی ہوگی ؛ انہوں نے فی الفور جان لیا کہ اُسنے کسی طوائف سے بد فعلی کی ہے ؛

اسی طرح ایک تیسرا شخص آیا جس کا آواز بیٹھا ہوا کھانسی جاری اور کھانسنے وقت خون بھی آتا ہے۔ اُنہوں نے اُس کی آواز سن کر حالت کو سمجھ لیا۔ کہ اس کو تپ دق ہے۔ حالانکہ اُن کے سامنے اُس نے نہ پی نہ زنا کیا اور نہ کسی قسم کی بد پرہیزی کی۔ حکیم جی! کیا جنہوں نے اِن تینوں کی نسبت رائے قائم کی وہ بلا ثبوت ہے یا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اُن کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ سوائے اُن مرضوں کے۔ حضرت منہ سے بو آنا۔ اور پاؤں میں استقلال نہ ہونا علامت ہے شراب

قرآنی جو ذیل میں ہے کہتے ہیں۔ کوئی علمی دلیل لاؤ۔ ڈھکونسلوں اور گمانوں سے کام نہ لو کیونکہ سچ ہے جیسا کہ کہا ہے قل ہل عندکم من علم فتخرجوہ لنا۔ ترجمہ کہ تمہارے پاس کوئی علم ہے تو ہمارے پاس نکال لاؤ۔ تم تو ظن کی پیروی کرتے ہو اور اٹکلیں دوڑاتے ہو (سورۃ انعام)

آریہ رد جواب چہارم۔ یہ تو ایسا شک ہے جیسے کوئی کہے کہ ممکن ہے اس دنیا کا بنانے والا خدا کے سوا کوئی اور ہو کیونکہ اس کو ایسے دھندوں سے کیا کام جو حیران و سرگردان ہو وہ تو لطیف و قدوس ہے مولوی صاحب یہ تو نہایت ہی بودی کا جواب ہے ہم لوگ تو دلائل عقلی سے اعمال و جزا و سزا کا نقشہ آنکھوں کے سامنے رکھ کر عدل خداوندی کے محکمہ پر ثبوت دیتے ہیں اور بتلاتے ہیں۔ کہ اس کا یہی سبب ہے اور کوئی نہیں یہ کہنا آپ کا ایسا ہے جیسے کسی کو مرض جنون ہو۔ عام جاہل اور خصوصاً محمدی لوگ یہ کہیں کہ اسکو جن یا دیو ہے اور اسکے ملا لوگ ایک اعرابیت سے سورہ جن پڑھ پڑھ کر اسپر پھونکیں اور کوئی ڈاکٹری یا بید یونانی طبیب آکر اسکا دوائی سے علاج کرے اور وہ شفایاب ہو جاوے تب ناواقف لوگ یا کوئی آپ جیسا راجہ شاہی حکیم کہے جایز ہے کہ جسکے سوا اور وجہ ہو شاید جادو ہو سحر نظر لگ گئی ہو یا کسی ڈائن نے کلیجہ نکال لیا ہو۔ اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ ڈاکٹر صاحب کوئی ایسی عقلی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو جائے کہ ایسی حالت مرض کے سوا جن بھوت جادو سحر اور ڈائن چڑیل یا ان کی پکڑ سے نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ تعمیل ارشاد قرآنی جلاب اور فصد سے کام نہ لو اور نہ علم حکمت کو دخل دو۔ کیونکہ قرآن سچ ہے (دیکھو سورہ بقرہ سورۃ جن وغیرہ) مولوی صاحب ہم ڈھکونسلوں اور گمانوں سے کام نہیں لیتے بلکہ دلائل و اثبات سے اٹکلیں تو آپ دوڑاتے ہیں جبکہ فرماتے ہیں۔ جائز ہے اعمال کے سوا کسی اور وجہ سے ہو۔ یا یہ احتمال پیش کرتے ہیں یہ تفرقہ بیوجہ و بے حکمت نہ ہوگا۔ مگر یہ کیا ضروری ہے کہ اس غیر محدود کی کل باریک حکمتیں اور بیشمار تدبیریں ایسی ہوں کہ انسانی محدود عقل اور سمجھ انپر حاوی ہو جاوے۔ اسلامیوں کو ایسی دلائل سے بچنے کا رستہ دکھایا۔ پس یہ قرآنی آیت آپ جیسے شکی لوگوں کیواسطے ہے اہل حق اور پیروان وید کیواسطے نہیں ہے کیونکہ ہم نہ ظن کرتے ہیں اور نہ شک بلکہ دلیل لاتے ہیں اور ثبوت پہنچاتے ہیں جس طرح خدا کی ہستی کا ثبوت۔

مولوی پانچواں جواب۔ اگر آریہ اس پر از راہ عنایت انصاف کریں تو کچھ قدر لطیف اور داد کے قابل ہے موجودہ اشیا میں اس تفرقہ سے بڑھکر ایک بڑا تفرقہ ہم دیکھتے ہیں۔ اور اس بڑے تفرقہ کا باعث پہلے جنم کی جزا و سزا نہیں اور اس امر کو آریہ صاحبان آپ بھی تسلیم کریں گے۔ وہ ایک ارواح یعنی چیتن و سیتو یعنی عالم ہوشیار چیز ہے اور پرکرتی بلکہ پرمانو یعنی اجسام صغیرہ اور نہایت باریک ذرات جسکو عربی علوم طبعیہ کے عالم اجسام ذیمقراطیسی کہتے ہیں۔ ایک جڑھ اور غیر ذی شعور چیز ہے اور پرماتما کے علیم و خبیر عزیز و مالک القدوس السلام ایک تیسری چیز ہے جو ان دونوں اول الذکر ارواح و اجسام بلکہ کال یعنی زمانہ پر حکمران ہے

آریہ صاحبان! بلکہ تناسخ کے ماننے والو! ان تین اشیا موجودہ میں اول جیو جنم سے کیا ازل سے بقول آریہ اللہ تعالیٰ کے ماتحت اور اسکی صفت عدل کے باعث جزا و سزا میں گرفتار ہیں اور بقول تناسخ ماننے والوں کے بلکہ آریہ کے ابد الآباد تک اسی طرح گرفتار رہیں گی اگر مہاپرلے کے وقت یا اس سے کبھی قید پہلے اور پیچھے اجسام سے الگ ارواح آرام و راحت میں بھی رہے تو اس وقت بھی تخم کی طرح برائی ان میں بنی رہتی ہے۔ جس کے باعث ارواح کو پھر جنم لینا پڑتا ہے اور دوم پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک بھی بقول آریہ کے محروم ہی رہتے ہیں۔ اور سوم اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہمیشہ انپر حکمران رہا اور ہمیشہ انپر حکمران رہیگا۔

اب ہم تناسخ ماننے والوں کی دلیل کی طرف توجہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم دیکھتے ہیں ان تینوں میں بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ سے لنگڑے اور بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ سے سزا و جزا میں گرفتار اور مالک الغنی اور ان دونوں پر حکمران جل شانہ۔ اب آپ کی دلیل تناسخ کو بعینہ لیکر کہتے ہیں دیکھو اثبات تناسخ بحث کی ابتدا میں جو کہو کہ پرمیشر کی مرضی تو کیا وہ عادل نہیں پس بجز نتیجہ سابقہ جنم کے اور کیا کہ سکتے ہو۔ لیکن تم آریہ اور تمام قومیں اللہ تعالیٰ کو ماننے والی اللہ تعالیٰ اور پرمانوؤں میں تو جنم کے قایل نہیں۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں۔ جو ہم تناسخ کے قایل ہو جاویں بلکہ تفرقہ کے اور اسباب بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ ایزدی مخلوق میں ہم دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں اور الکٹرسٹی کے ذرات اور کچھ پہلے درجہ کی کثیف اشیا کاربن وغیرہ تھا تو کیا اس تفرقہ کا باعث پوربلے جنم کے اعمال ہیں انکے کس کام کی جزا و سزا؟ معلوم ہوا کہ تفرقہ کا باعث فقط اعمال ہی نہیں بلکہ اس القادر کی باریک حکمتیں ہیں جیسے ہم کو بتایا اور خبر دی لقد خلقکم اطوارا و خلق لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعا۔ ترجمہ یقیناً اس نے تم کو مختلف طور پر بنایا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ اور سب اشیا ہماری ہیں۔

آریہ رد جواب پنجم۔ آپکے اس جواب سے تو درحقیقت تسلی ہو گئی۔ اور کیوں نہ ہو جب آپ خود ہی اسے لطیف اور قابل داد بتلاتے ہیں دریں چہ شک مگر مولوی صاحب اپنی تعریف عقلا کو پسند نہیں بقول صائب ع ثناے خود بخود گفتن نہ زیبد مرد دانا را۔ کیا اچھا ہو کہ مسلمان اور خصوصاً پیروان مسیح موعود آپ کو معلم اول کا خطاب دیدیں کیونکہ حواریان مسیح میں ایسی لطیف اور قابل داد جواب دینے کی کسے طاقت ہے۔

جناب آپ روح مادہ اور خدا ان تینوں کے بلا تناسخ و بے اعمال تفرقہ کو پیش کر اس سے تناسخ جیسے معقول مسئلہ پر اعتراض لاتے اور شک دوڑاتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ آپ نے تناسخ یا اعمال یا سزا و جزا کو بالکل نہیں سمجھا اور یہی وجہ ہے کہ ایسے سوال باطل پیدا کر با وجود بنیاد فاسد علیٰ فاسد کے اس کو لطیف اور قابل داد سمجھے بیٹھے ہو آپ کو سمجھاتے ہیں غور کرو اول سزا و جزا کسی کی ہستی پر نہیں بلکہ گیان فعل اور روح پر ہے۔ چونکہ گیان تمیز ارادہ واک پرمانوؤں میں بالکل نہیں تو پھر ان سزا و جزا سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ باقی رہا خدا چونکہ اپنی غرض نفسانی کیواسطے وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ چونکہ وہ بغیر حواس کام کرتا ہے چونکہ اسکا جسم نہیں علیم کل سرو بیاپک ہے۔ اسمیں احتیاج و اگیان نہیں بنابر آں نہ سزا پر دکھ پاتا ہے نہ پھل بھوگتا ہے نہ تناسخ میں آتا اور نہ آسکتا اور نہ سزا و جزا کا مستحق ہے مگر

روحیں مدرک بالذات اور متصرف بالآلات ہیں۔ بدیں سبب وہ عمل کرتی اور پھل کی خواہشمند ہیں احتیاج و اگیان و الپگیتا وغیرہ صفات سے موصوف ہیں پس وہ نیک یا بد پھل کی مستحق اور تناسخ میں آنیکے یوگ ہیں۔

آپ کے یہ الفاظ کہ ”پرمانو بیچارے تو ازل سے ابد تک کبھی بقول آریہ کے محروم ہی رہیں گے“۔ ”بعض اشیا جنم سے کیا ہمیشہ لنگڑے“ اور ”پرمانو میں تو جنم کے قایل ہی نہیں“ ”کوئی چیز پتھر کہلاتی ہے اور کوئی پانی کچھ روشنی کی کرنیں وغیرہ کیا اس تفرقہ کا باعث پوربلے جنم کے اعمال ہیں؟ اُن کے کسی کام کی سزا و جزا؟“۔

اسلام میں فرماتے ہیں ؎

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود   گرچہ مثل ماتند و یا بوعلی سینا بود

اور آپ اس چھٹے جواب میں فلاسفی پر چلے۔ مولوی صاحب قرآن اور فلاسفی مذہب معقول اور فلاسفی کا خیال ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ تمہارا رومی علم طبعی کے جاننے والوں اور دلیل کرنے والوں سے کہتا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود   پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود
گر باستدلال کار دیں بُدے   فخر رازی رازدار دیں بُدے
اول آنکس کہ قیاسک ہا نمود   نزد انوار خدا ابلیس بود

علم طبعی سے استدلال کرنا اور سائنس کا حوالہ دینا اہل وید یعنی پیروان وید کا کام ہے نہ کہ اعرابیوں اور مسلمانوں کا ؎

اہل قرآن را بہ طبعی دم کجا   زانکہ دخل عقل در دیں ناروا
چون نہم بر قول قرآن اعتبار   ور پس جبر و پیشش ذوالفقار
اہل قرآن را بہ دانش کار نے   مرد اُمی را بہ حکمت بار نے

علم سائنس اور طبعی کا تو اہل آریہ کو افتخار ہے جنکا وید ابر نیساں کیطرح گہر بار ہے یہ ہمارا ہی احتمال نہیں بلکہ آج کل کے علما یورپ اور سائنس کے ماہروں کا بھی یہی خیال ہے۔ مورخ لیتھبرج صاحب فرماتے ہیں ؛

آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول یہی ہیں۔ چھ مختلف وقتوں میں چھ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں ؛

مقام شکر ہے کہ آپ سائنس کی طرف چلے اور اعرابیت سے تہذیب کی طرف ڈھلے جو تفرقہ اور تباین سائنس والوں نے جمادات اور نباتات و حیوانات کے درمیان بتلایا ہے۔ اسکو بھی آج سے لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے حل فرمایا ہے۔ وہ تفرقہ ہمیں منظور ہے۔ اور اس تباین سے ہم ناواقف نہیں ہم جمادات اور نباتات کو جڑھ غیر مدرک مانتے ہیں اور انمیں روح کا پرویش جائز نہیں جانتے۔ حیوانات نباتات جمادات کو باہمی سخت متبائن گردانتے ہیں کیونکہ انمیں جڑھ چیتن کا فرق ہے سائنس والے تو مادہ اور روح کے انادی ہونے کے قائل ہیں وہ کسی چیز کو سوائے مرکبات کے جدید نہیں جانتے وہ تو بندر سے بطور تناسخ یا ہمشکل تناسخ انسان کے پیدائش مانتے ہیں جو بہت کچھ ہمارے مطابق ہے پس سائنس اور آریہ دہرم یعنی علم اور وید او وید توام یا یک جان دو قالب ہیں علت و معلول کے سلسلہ پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ ضرور انسان ناقص اعمال سے حیوان اور حیوان بعد بھگتنے سزا کے انسان بنتے ہیں ہر ایک سلیم مزاج آدمی جسے منطق سے ذرا بھی مس ہے وہ جانتا ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے ورنہ لفظ حیوان دونوں پر صادق ہے اگر انسان عقل سے درگذر یا محروم رہ کر حیوانی کام کرتا ہے تو لابد ہے کہ وہ حیوان جو انسان ہو کر (معاذ اللہ) گدھیوں کتیوں۔ گھوڑیوں یا بھیڑ بکریوں سے خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے ہیں گیا وہ درجہ انسانیت سے گرتے ہوئے نہیں ہوتے؟

جو انسان ہو کر ماں بہن سے زنا کرے خلاف وضع فطرت کا مرتکب ہو فرقہ اسماعیل کی طرح یا [illegible] کی طرح۔ کیا وہ حیوانی قالب میں نہیں جائیگا۔ بالضرور جائیگا۔ اور بعینہ ضرور جائیگا ؛

انسان ایسے بُرے کاموں سے تمام متحرک بالارادہ قالبوں میں جاتا ہے۔ مگر کبھی وہ اُن قالبوں میں تناسخ نہیں ہوتا۔ جہاں ارادہ بالکل نہیں وید مقدس اسکے خلاف ہے مسئلہ تناسخ اسکے خلاف ہے روح کی ہستی اسکے خلاف ہے پس آپکا جواب سراپا ناصواب ہے ؛

مولوی کا ساتواں جواب ؛ تناسخ کے ماننے میں سچے علم طب کا وہ بڑا بھاری خزانہ جسکی نسبت کو ہم رات دن بچشم خود دیکھتے ہیں لغو ہوگا۔ حالانکہ بداہت مشاہدہ اسکو لغو نہیں ٹھیرا سکتا۔ اور کیوں لغو ٹھیرا اسکے خالق فطرت اور نیچر کا پیدا کرنے والا جو قرآن میں ہے یخلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ سب جو زمین پر ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔ تناسخ ماننے میں علم طب کا معاون ہونا۔ اسلئے ثابت ہوتا ہے کہ جب ہم نے مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوان کو لاحق ہوتی ہیں۔ وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے اور بد اعمالی کی سزا ہے۔ تو طبیب اور نیچرل فلاسفی جاننے والے نیچرل اسباب کو کیوں ڈھونڈھنے لگے۔ اور جب حسب الاعتقاد تناسخ کے مانا گیا۔ کہ سزاؤں کا بھگتنا ضروری ہے۔ اور کسیطرح بھی ممکن نہیں۔ کہ اللہ تعالے کی عدالت سے وہ سزا ٹلجاوے تو علاج سے کیا فائدہ اور اسکے باعث کو بغیر فضل اور کرم الٰہی ہمکو الٰہی عدالت سے چھڑا سکتا ہے۔ اور اسباب الامراض اور معالجۃ الامراض سے کیا نفع ہوگا ؛

آریہ ساتویں جواب کا۔ تو۔ مولوی صاحب آپکو ایسی ہی قسم کی باتیں کیوں اور کہاں سے الہام ہوتی ہیں۔ کیا اسی روح القدس سے جو فاختہ بنکر کسیوقت آسمان سے اترتی تھی یا اس سے جو کبوتری بنکر چار تور پر اڑتے دے گئی تھی کسی گنوار آدمی کو آپ ایسا مغالطہ دیں تو شاید وہ آپ کے دام تزویر میں آجائے۔ مگر ہم لوگوں کو ہادی حق نے ایسے وسوسات باطلہ سے خبردار کر دیا ہے۔ جس سے ہم آپکو ڈنکے کی چوٹ سمجھاتے ہیں علم طب یعنی آیور وید تو یجر وید مقدس کا اپ وید ہے جسمیں یجر وید کے اُن منتروں کی جنمیں علم طب کا ارشاد ہے رشیوں نے تفسیر کی ہے۔ پس اسپر عمل کرنا خالق نیچر یعنی واضع قانون قدرت کی تعمیل ارشاد ہے اسمیں ہمارا اور آپ کا اتحاد ہے ؛

جس طرح بد پرہیزی یا بد استعمال سے روگ ضرور ہوتا ہے۔ اسی طرح دوائی کے کھانے سے روگ دور ہوتا ہے۔ بد پرہیزی بُرا کام ہے اسکا پھل دکھ ایشور دیتا ہے۔ اسیطرح دوائیوں میں ایشور نے اپنی دیا لتا سے روگ دور کرنے کی تاثیر رکھی ہے اور وید میں اُنکی کھانیکا ارشاد کیا ہے۔ پس بتعمیل حکم ربانی دوائی کا کھانا اچھا کام ہے اُسکا پھل سکھ ہوتا ہے اور روگ کو کھوتا ہے۔ جب سب دوائیوں میں تاثیر ایشور کیطرف سے ہے اُن کا تلاش کرنا اسکے حکم کی تعمیل ہے پس ضرور ہے کہ فائدہ حاصل ہو۔ اگر بد پرہیزی کرنا فعل ہے تو دوائی کھانا فعل نہیں؟ جو اس کا پھل نہ ملے ضرور ہر ایک کام کا پھل ہے ع گر دہد خویش [illegible] ہست کرے آید پیش۔

ہم آپ کو ایک نکتہ اور بھی سمجھائے دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب تک دکھ کی میعاد پوری نہیں ہوتی۔ دکھ دور نہیں ہوتا ہے سلطان سکندر کیسا تھا ارسطو و افلاطون جیسے معلم حکمت موجود تھے۔ مگر جب شراب نے جگر جلا دیا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا ؛ خود محمد صاحب کو جب یہودیوں نے زہر دیا۔ ایک سال تک اُسکے سبب رنجور رہے۔ جبرائیل جیسے خدائی حکیم موجود تھے شفا نہ ملی اور نہ ٹوٹے ہوئے دانت پھر پیدا ہوئے ؛

موسیٰ پیغمبر کی زبان میں لکنت تھی۔ لوگوں کو ہزاروں معجزے بقول بائیبل کے بتلاتے رہے مگر اپنی زبان بھی درست نہ کر سکے کسی نے سچ کہا ہے ع رنگریز برتیں خود ماندہ ابھی تھوڑے دن ہوئے شاہ جرمنی بیمار رہے کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی۔ حالانکہ حکمائے حاذق و نامی ڈاکٹر موجود تھے۔ اگر سچا علم طب جسکی صداقت کو آپ جیسے حواری [illegible] بچشم خود دیکھتے ہیں درحقیقت سچا ہے تو آپکے مولانا و مرشدنا حضرت نبی قادیان کے مرزا جی [illegible] کیوں مرگئے۔ حالانکہ جبرائیل نے بھی پیشگوئی کی تھی۔ آپکے باطل خیال کی توجیہ میں سعدی نے اچھا کہا ہے ؎ چون بد شد اعتدال المزاج ؛ نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

تناسخ کے ماننے سے ہی علم طب کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے آریوں نے اس علم میں [illegible] اگرچہ ویدک علاج یعنی

ثبوت تناسخ

پیکے سنگدلی نیست درانست خاص پشت نشانیں یاد وہ تقدیر عظیم ہیں ۔ نیست بپرسائی دست
در القش و نقش و دید و دیوار شکستہ   آں رسید دست عنبر و جسم تا

ایک ہی ڈاکٹر اپنے ایک سالہ بچہ کے ہاں آپ ہی کے جیسے نسخے سخت سخت اودیات سے دیتے گے اب بھی طبابت کے ذخیرے میں ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی دیونی دونوں کا تعلق اُسکے مقابلہ سے ظاہر ہیں ۔"
(مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب سوم صفحہ ۹۰ سے ۹۳)

اور سنا ہے آپ کے کئی دوستوں سے سنا ہے کہ آپ بھی بعوض یونانی کے ویدک حکمت کو پسند کرتے ہیں ۔ بلکہ اُسکے مطابق علاج فرمایا کرتے ہیں ۔

ہاں اگر تناسخ ۔ مانیں تو پھر علم حکمت کو نیستی ۔ آگ میں جب پیچھے ۔ نق رہ جاتا ہے اور کوشش رائیگاں ہوجاتی ہے ۔ کیونکہ دکھ لگا یا خدا نے ۔ خدا کے ارشاد کے مخالفت دوائی کھانا ڈاکٹروں کے پاس جانا صداقت سے دل حکمی ہے ۔ اور پہلا عدول حکمی کا مجرم شیطان تھا ۔ اور یہی سبب ہے کہ دین اسلام کے ماننے والے طبیب اکثر ناستک ہوتے ہیں مسلمان فلاسفروں کا قول ہے ۔ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ۔ چاک تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو ۔ سوزن تدبیر گو ساری عمر سیتی رہے ۔ اسکے ساتھ ہی دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان بالقدر فصل اصفحہ ۹۴ سے ۹۰ تک جلد اول) جسمیں صاف طور پر لکھا ہے کہ تمام برائی بھلائی یہ ماستی زنا ۔ جو کچھ آدمی نے کرنا ہے خدا پہلے ہی لکھ دیتا ہے اور وہ پہلے سے قبل داخل ہونے روح کے جسم میں شقی و سعید مقرر ہو جاتے ہیں جیسا کہ کہتا ہے "ظاہر ایں حدیث آنست کہ در آمدن بہشت و دوزخ منوط و مربوط بعمل نیک و بد نیست بلکہ بعض تقدیر و قضاء الٰہی است و دیگر تعالیٰ بعضے از خلق خود را برائے بہشت آفریدہ خواہ عمل نیک کند یا ۔ و بعض را برائے دوزخ پیدا کردہ کارہائے بد کند یا نہ" (صفحہ ۹۹ ۔ جلد اول مشکوٰۃ شریف مولوی صاحب ! جب یہ حال ہے تو بتلائیے ۔ علم طب یا علم حکمت و الٰہیات کس کام لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ) بے رضائے خدا تو یکے برگ نجنبد ز درخت ۔

باقی رہا آپ کا یہ کہنا ۔ کہ جب ہم نے یہ مانا کہ تمام بیماریاں جو انسان اور حیوانات کو لاحق ہوتی ہیں وہ سب بیماروں کے سابقہ اعمال کا نتیجہ اور ثمرہ ہے یا ان بداعمالی کی سزا ہے ۔ اس سے علم طب بیفائدہ ہو جاتا ہے" مولوی صاحب ! یہ ماننا صحیح ہے اور نہ اسکا نتیجہ صحیح ۔ یہ تمام بیماریاں دوسرے جنم کے اعمال کا ثمرہ نہیں ۔ بلکہ سوائے پیدائشی اور قدرتی بیماریوں کے اور تمام بیماریاں موجودہ بداعمالی کا نتیجہ اور جس طرح غلہ بونے کے واسطے علم زراعت سے آگاہی ضروری ہے ۔ اسیطرح اعمالوں کے سلسلہ پر دھیان دھر کرنے کیلئے نیچرل اسباب کی تلاش کرنی لابدی ہے ۔ چونکہ بیماریاں پرہیزی یا بداعمالی کا پھل ہے اسواسطے اُنسے بچنے کی غرض سے ہمیں چاہیئے کہ پرہیز یا نیک افعالی کو سیکھیں اور جب اسطرح قدرتی طریقوں پر غور کرنا سیکھ جائینگے ۔ تو بالیقین ہمکو تناسخ تسلیم کرنا پڑیگا ۔ اسکی قوی وجہ یہ ہے کہ امراض یا دکھ کے نیچرل اسباب تجویز کون سے ہیں ۔ صاف ظاہر ہے کہ بدپرہیزیاں اور بے اعتدالیاں کہاں سے آئیں یا کیا ہیں تو جواب سیدھا ہے کہ وہ کرم ہیں جنسے دکھ حاصل ہوتا ہے ۔ اور جو اُسکے خلاف اعتدال اور پرہیز ہے وہ کیا ہے ہمارے کرم ۔ اُس کا نتیجہ سکھ اور آرام بھی ٹھیک رہی ہے اور یہی تناسخ کی بنیاد ۔ اسیواسطے ہمیں بتلایا گیا ہے کہ مردہ ضرور جلاؤ مگر متعفن ہوا کے صاف اور شدہ کرنے کے لئے سنگندھت پیدا رکھنوں سے اُسجگہ ہون کرو ۔ مکان بناؤ ۔ لیکن مکان کی ہوا کو تازہ رکھنے کے لئے روز ہون کرو ۔ کپڑے پہنو ۔ لیکن اُن کی میل کو صابون سے صاف کرو ۔ دررش کرو ۔ گمرستان بھی کرو ۔ تا زمسام صاف

ہیں ۔ ورنہ بیماری نہ ہوتی ۔ [illegible] نہ ہوتی ۔ [illegible] مرد ول نہ بستی ہوئے چین پوشی اور [illegible] ۔ [illegible] مسلم کریں اُسکی عدول اُس سے کریں ۔ [illegible] قیمتی ایلیا بلے [illegible] کر سکتے ہیں

مولوی کا آٹھواں جواب ۔ [illegible] کے بعد یعنی ذات آریوں کے نزدیک ازلی [illegible] ہیں اور آریہ کے نزدیک یہ صفت ازلی ہیں ۔ یعنی کوئی بنائی ہوئی نہیں ۔ اب دیکھو کہ مسئلہ اگر یوں کہے کہ بعض ارواح و بعد ذرات مل کے کرتے ہیں ایسے ہیں کہ بالفعل ذرات کا جسم لیا کریں اور دکھ دوا ایک جسم میں زمین پر سیر کریں آسودگی میں رہنے والوں کے گھر جنم لیں اور یہ امر انکے پورے ہی بیٹے [illegible] رہو ۔ پس اسی طرح کی سعادت ازلی [illegible] جو ثابت کرتے ہیں آریہ آخری جواب کو دو ۔ یہاں آپ تناسخ سے نہیں بلکہ خدا سے منکر ہو کر آریہ سے مقابلہ کیا جاتا ہے ۔ مگر محال ہے ۔ سنئے ہم آپکو اس دہریت کی دلیل کو بھی روسیاہ ہیں مشک روحیں نہ تو خدا کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں ۔ اور نہ انکی جیسا خدا کی دی ہوئی ہے ۔ مگر روح کرم کرنے میں ستنتر اور پھل بھگتنے میں پرتنتر ہیں جس طرح کوئی مجرم جیل میں خود نہیں جانا چاہتا ۔ اور [illegible] جاتا ہے ۔ مگر گورنمنٹ کا حکم اُسے جبراً لیجاتا ہے ۔ یہی حال روحوں کا ہے کوئی دکھ نہیں چاہتا ۔ اور نہ دکھ کو پسند کرتا ہے اور نہ اپنے واسطے دکھ تجویز کرتا ہے ۔ اور اگر ایسا ہوتا تو سب سے پہلے ہر کی یاد بھی انسان کو نہیں رہ سکتی ۔ سنا کر ان پھل دینے والا خدا ہے ۔ خود روح نہیں اور قرآن میں ایک جگہ ایسا ہی کہا ہے "وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ما اصابہم سیئات ما عملوا" یعنی جو کچھ تم کو مصیبت پہنچتی ہے سب تمہارے کسب و اعمال کا نتیجہ ہے" ۔ اور اگر بفرض محال کوئی آپکے جواب کو (جو سراپا غلط اور ناصواب ہے) صحیح بھی مان لے اور شقاوت اور سعادت کو تو بھی ازلی جان لے ۔ تو خدا کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ کسی مالک کی حاجت رہتی ہے ۔

خود بخود ہوتے ہیں سب یک مدہاں   پھر کہاں اور کون ہے جہاں

اور جو قرآنی آیت یا محمدی حدیث آپ نے کہی وہ اور بھی خدا سے منکر کرانی ہے اور ناستک بنانی ۔ بایں صورت اگر سب خود بخود ازلی شقی و سعید ہیں ۔ پاک و پلید ہیں ۔ تو بھی قیامت کے مواخذہ کو دیکھ کر اگر کوئی خدا ہے ۔ تو اُسے ہر ایک روح کر سکتے ہیں ۔

چو ایں مے دیدہ را خود فشتہ دی   گناہ خویش را بر ما چہ بندی

مولوی کا نواں جواب ۔ آریہ کا اعتقاد ہے کہ ارواح اور مادہ غیر مخلوق ہیں ہمیشہ آواگون یعنی جنم مرن میں مبتلا رہے اور ہمیشہ رہینگی ۔ اگر کچھ دنوں آرام دیتی ہے تو بھی انمیں بیج اثر ۔ تر یعنی تخم کیطرح انمیں برائی موجود رہتی ہے جس کے باعث پھر ارواح کو جسم لینا پڑتا ہے اور جو لوگ ارواح کو مخلوق مانکر تناسخ کو مانتے ہیں ان کو بھی ماننا پڑتا ہے کہ ارواح غیر مخلوق اور قدیم ہیں ۔ کیونکہ ہر ایک جنم کے اعمال افعال اور اقوال جب پہلے جنم کے پھل اور ثمرات ٹھہرے ۔ تو بصورت مخلوق ہونے ارواح کے پہلے جنم کے اعمال افعال اقوال اور ارواح کا باہمی تعرف کس جنم کا ثمرہ ہوگا ۔ اسلئے بر تقدیر تسلیم مسئلہ تناسخ کے ارواح کو غیر مخلوق اور ہمیشہ سے جنم اور مرن میں رہنا پڑا ۔ جب تناسخ ارادی غیر مخلوق ٹھہری اور روح کا وجود

یعنی دوزخ ہونا [illegible] ۔ [illegible] ناعدل اگر کچھ ملے ہو آپ [illegible] تو [illegible] شقی و سعید ان میں کیا سعید ۔ اور ازلی شقی ہو

اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ٹھیرا۔ اور یہ روح ازلی اور ابدی ہونی چاہیئے کہ روح اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج نہ ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جیسے ہمارا بدن کھانے پینے پہننے وغیرہ کا محتاج ہے۔ روح بھی بدن سے کم محتاج نہیں ہے اور احتیاجوں سے قطع نظر کر کے اس امر کا خیال کرو۔ کہ روح علوم کے حاصل کرنے میں کتنی محتاج ہے۔ اسی دلیل کی طرف قرآن کریم کا اشارہ ہے یاایھا الناس انتم الفقراء الی اللّٰہ واللّٰہ ھو الغنی الحمید اللّٰہ الغنی وانتم الفقراء ترجمہ لوگو تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے اور اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔

آریہ نویں جواب کا رد:۔ اس آپکے طول طویل اور تکرار الفاظ کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ روح چونکہ محتاج ہیں اور قطع النظر اور احتیاجوں کے علوم کے کسقدر محتاج ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ مخلوق اور تناسخ باطل ہے۔

یہ دلیل آپ کی طبعزاد نہیں ہے۔ بلکہ نبی قادیانی کے اُس ارشاد کی نقل ہے۔ جو انہوں نے سرمہ چشم کے صفحہ ۱۱۹ میں مجملہ دلائل کے درج فرمائی ہے۔ اور جس کا رد ہم مستند حوالوں اور دلائل سے نسخہ خبط احمدیہ کے باب دوم صفحہ ۱۵۱-۱۴۰ میں کر چکے ہیں اور ثابت کر چکے ہیں کہ روح اپنی بقا میں محتاج نہیں ہے بلکہ وہ انادی ستمتر ہے مگر قرآن و حدیث کے رو سے خدا بھی اپنی بقا میں محتاج نظر آتا ہے دیکھو لکھا ہے عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کتب اللّٰہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنۃ قال وکان عرشہ علی الماء ترجمہ گفت عبداللّٰہ بن عمر کہ گفت پیغمبر خدا نوشت خدا تعالیٰ اقدار و احکام خلق خلائق را پیش از پیدا کردن آسمانہا و زمینہا بہ مدت پنجاہ ہزار سال۔ گفت آنحضرت و بود عرش وے سبحانہ بر آب (مشکوٰۃ جلد اول باب الایمان بالقدر صفحہ ۹۵) اسکے ساتھ ہی دیکھو قرآن * وھو الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء و شیخ ابن حجر گفتہ کہ مراد از آب آب دریا نیست بلکہ ایں آبے است زیر عرش چنانکہ خواستہ سبحانہ۔ تعالیٰ خواست و تحمل کہ مراد آب دریا باشد یعنی آنکہ حاملان عرش در دریا اند صفحہ ۹۵

پس صاف ظاہر ہے کہ خدا عرش (یعنی تخت) اور حاملان عرش اور دریا کا محتاج ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ یعنی رد سرمہ چشم آریہ باب دوم صفحہ ۱۴۵ سے ۱۴۶ تک) باقی رہی قرآن کی آیت۔ یہ کوئی نئی ہدایت نہیں اور نہ خرائیلی روایت ہے بلکہ وید میں الٰہی اور اس سے ہزار درجہ بڑھکر ہدایتیں موجود ہیں دیکھو

सर्वमूय स्थिति। प्रजापते न त्वदे तान्यन्यो विश्वाक्रा
ता निषरिताबभूव॥

یعنی سب جڑ اور چیتن اسکے آسرا اور ماتحت ہیں۔ وہی سب دنیا کا پالن کرنیوالا اور پتی ہے۔ مگر اس سے روحوں کے احداث کا کوئی تعلق نہیں۔

مولوی جی کا دسواں جواب:۔ اگر ارواح الٰہی مخلوق نہیں تو ہم پوچھتے ہیں بدی اور بدکاری ارواح کا ذاتی تقاضا اور جبلی منشا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ذاتی تقاضوں اور جبلی منشاؤں کے پورا ہونے کا نام راحت و آرام ہے۔ نہ رنج و تکلیف اور اگر بدی اور بدکاری کوئی عارضی امر ہے جو ارواح کو لاحق ہوا کیا ہے کبھی وہ عرض دور ہو جاوے۔ جب عرض دور ہو گئی تو روح پاک اور پوتر ہو کر آئندہ ہمیشہ اعمال نیک کی طرف متوجہ رہے۔ بلکہ یقین ہے کہ وہ اب ہی کرے کیونکہ روح کو آریہ نے چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ آریہ صاحبان! اگر اتنے تجربہ پر روح نے اب تک نہیں سمجھا۔ تو وہ چیتن نہیں یا کسی زوردار الہامی کو الہاماً پتہ لگ جاوے کہ الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض کے دوام لحوق کا ہو چکا ہے؟

آریہ دسویں جواب کا رد:۔ اس جواب میں بھی آپکا ارادہ ہمکو مغالطہ دینے کا ہے جو اہل حق کا ہرگز کام نہیں خیر حق میں [illegible]۔ حضرت آپ نے آج تک روح کو نہیں سمجھا اور سمجھیں کس طرح جب کہ قرآن ہی قاصر البیان ہے اور وہی اعرابیت کا خون آپکے رگ و ریشہ میں دوڑ رہا ہے [illegible] دھرم میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور حق یہ ہے کہ صرف آپکی خاطر اتنی بڑی ضخیم کتاب لکھنے کے واسطے اس بیارمند کو ہمت دی۔ آپ کی دعا نے تاثیر مجھ پر کی یعنی

اللھم اھدنی بروح القدس

جناب مولوی صاحب! بدی روح کا فطری تقاضا نہیں ہے۔ یہ جبلی ذاتی و فطری صفات تو صرف چیتنا ہے مگر وہ چونکہ الپگیہ ہے۔ اس واسطے اسکو ایک وقت میں دو گیان نہیں ہو سکتے۔ مشاہدہ و تجربہ سے ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک روح سکھ چاہتا ہے۔ راحت کا طالب ہے۔ نہ کہ رنج و تکلیف کا۔ بلکہ روح ان سے گھبراتا ہے۔ ان کے دفع کرنے کا حتی الوسع علاج سوچتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ دکھ روح کا فطری تقاضا اور ذاتی منشا نہیں ہے۔ یہ عارضی، اور یہی سبب ہے کہ وہ نجات میں دور ہو جاتا ہے۔ اگر ذاتی ہوتا۔ تو کبھی دور نہ ہوتا۔

بیشک آریہ نے بتعمیل حکم وید و عقل سلیم روح کو چیتن اور سمجھدار مانا ہے۔ اور اسی واسطے اس کو بدی و نیکی کرنے پر آزاد جانا ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں۔ ع

آنرا کہ عقل نیست ہمہ روزگار نیست

البتہ قرآن نے اسے جڑ اور بے سمجھ پتھر کی طرح مانا ہے۔ بلکہ بالکل مجبور و معذور گردانا ہے۔ ورنہ کوئی سمجھدار و چیتن چیز فطرتاً مجبور نہیں ہو سکتی ہے *

رہ حکایت تجربہ پر سمجھنا اس کی الپگتا کی دلیل ہے اگر روح بار بار جسم لیتا تو بھی اکثر ایسے حادثات ہونے ممکن ہیں جنکے سبب اُسے گیان نہ ہو۔ تجربہ بھول جائے کیونکہ ہم اسی جسم میں دیکھتے ہیں کہ باوجود تجربہ علم کے حمل کی باتیں بچپن میں اور بچپن کی جوانی میں اور جوانی کی پیرانہ سالی میں اور ساری کی ساری مرض نسیاں میں بھول جاتی ہیں ہم آپکو مشکوٰۃ کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں کہ باوجود اتنے دلائل اور خدا جیسے ثبوت کی موجودگی کے بھی آدم کو داؤد کے ساتھ کا اقرار بھول گیا۔ ملک الموت نے یاد کرایا تو بھی یاد نہ آیا۔ اُسی کے حق میں محمد صاحب نے فرمایا ہے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان (دیکھو مشکوٰۃ جلد اول کتاب القدر فصل ۳ صفحہ ۱۰۱) جہاں صاف لکھا ہے "پس آنگاہ کہ گذشت عمر آدم مگر چہل سال کہ باقی ماند و عمر آدم در آنچہ مشہور است ہزار سال بود آمد آدم را ملک الموت تا روح پاک او را قبض کند۔ پس گفت آدم آیا باقی نماندہ است از عمر من چہل سال پس گفت ملک الموت یا آدم آیا ندادی تو آن چہل سال را کہ بقیہ عمر تست پسر خود داؤد را است۔ پس منکر شد آدم۔ پس منکر شدند اولاد او و بے اشتباہ ایشان نیز انکار کردند فراموش کرد آدم نہی اللہ تعالیٰ مر او را از اکل شجرہ۔ پس خورد از آں شجرہ پس فراموش کردند اولاد او و پیدا شد در ایشان نیز فراموشی و خطا کرد آدم و خطا کردند ذریت او" (رواہ الترمذی)۔ پس یہ آپ کا جواب سراپا ناصواب ہے *

الٰہی ارادہ بعض کے حق میں اس عرض دوام کے لحوق کا ہو چکا تو بھی خدا کے ذمہ ظلم و جبر کا الزام ہے۔ عادل خدا کا کوئی ارادہ ہمارے حق میں بلا سبب نہیں اور اعمال کے

سوا کوئی اَور سبب نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کے ماننے سے اُس کی ذات پاک کلنک نہ ہو۔ بس یہی راہِ صواب اور مسئلہ لاجواب ہے۔

مولوی گیارہواں جواب لڑکوں کی پرورش کی جاتی ہے اور اُن کو تعلیم کے واسطے تکلیف اور سرزنش کی جاتی ہے۔ اس تکلیف کو سزا یا جزا نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس کا نام تربیت رکھتے ہیں۔ پس ایسی ہی وہ تکالیف جو دنیا میں عارضی ہوتی ہیں اُن کی نسبت کیوں نہیں کہا جاتا کہ وہ تربیت الٰہی میں داخل ہیں۔ نہ سزا اور جزا میں ہمارے لئے نہ ہی مجموعہ عالم کے واسطے ہی اس جواب کو بارہواں جواب اور واضح کرتا ہے +

آریہ گیارہویں جواب کا رد۔ پرورش کرنا یہ بھی اعمالوں کے متعلق ہے ورنہ بہت سے ایسے لڑکے بھی پیدا ہوتے ہیں جن کی پرورش نہیں ہوتی۔ یا اگر ہوتی ہے تو نہایت بُری حالت میں رہتے ہیں۔ بعضے پیدا ہوتے ہی تکلیف پانے لگتے ہیں ؎

چو زاید مبتلا زاید چو میرد مبتلا میرد + بدرد و رنج و غم زاید بماند و بلا میرد۔

تعلیم کے واسطے سرزنش یا تکلیف سزا تو ہے۔ مگر آپ نے تناسخ کے مسئلے کو آپ نے تعصب چھوڑ کر کبھی نہیں سوچا۔ ورنہ آپ کو ضرور معلوم ہوتا کہ سارے کام پچھلے جنم کے متعلق نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے نئے ہوتے ہیں۔ اور ان کی سزا و جزا آئندہ ملتی ہے۔ جو لوگ سکولوں کے ماسٹر ہیں وہ جانتے ہیں۔ کہ تر بر لڑکوں کو سکولوں میں سزا ملا کرتی ہے اور یہ سزا شرارت کی ہے۔ بغیر شرارت و قصور کے وہاں سزا نہیں ملتی۔ وہاں بہت سے لڑکے ایسے ہیں جن کے پوربلی جنم کے عملکار عمدہ ہوتے ہیں۔ اور وہ ایک تو شوق سے پڑھتے اور دوم ذہن رسا رکھتے ہیں۔ سوم شرارت نہیں کرتے۔ چہارم عمدہ یاد رکھنے سے اُستاد اُن پر بنظر مہربانی کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ بعض کودن کندہ ناتراش بھی ایسے ہوتے ہیں کہ ساری عمر مدرسہ کی خاک چھان اوستادوں کی زجر و تنبیہ اُٹھا اُٹھا یہ بھی نہیں جانتے کہ زلیخا زن بود یا مرد۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ چھ چھ سات سات برس تک سکولوں اور مدرسوں میں پڑھتے رہے مگر جب نکلے ویسے ہی جاہل مطلق نکلے۔ ؏

تربیت نااہل را چوں گردگاں برگنبد ست۔

آپ تو اس کے جواب میں خدا کے ذمہ الزام لگائیں گے۔ قضا و قدر کو ملزم ٹھہرائیں گے۔ تقدیر کو کانکت بنائیں گے یا اگر ناستک ہوں گے تو معاملہ اتفاقیہ بتائیں گے۔ لیکن یہ ساری باتیں باطل ہیں۔ اصل سبب یہی ہے کہ تربیت یکساں مت و طبائع بسبب اعمال سابقہ مختلف افسوس کہ لوگ خدا کو کلنک لگاتے ہیں مگر تناسخ جیسے معقول مسئلہ سے جی چراتے ہیں۔ پس تکالیف دُنیاوی ضرور سابقہ اعمالوں کا پھل ہے۔ نہ کہ الٰہی تربیت ورنہ بیوجہ سزا و جزا کا ماننا خدا کو جابر و ظالم یا مجرم گردانتا ہے۔ معلوم نہیں ایسا مذہب جس سے خدا کی ہتک ہے آپ نے کیوں جان سے زیادہ عزیز کر رکھا ہے۔ جس کے رو سے کسی مسئلہ کا معقول جواب آپ لوگ نہیں دے سکتے۔

مولوی کا بارہواں جواب۔ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر جب ایک جنم کا اندھا اچھا ہوا تو حضور علیہ السلام کے حواریوں نے عرض کیا۔ یہ لڑکا کیوں نابینا تھا۔ کیا اپنے گناہ کے باعث یا اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث ہوا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جواب دیا۔ نہ اپنے گناہ کے باعث نہ اپنے ماں باپ کے گناہ کے باعث بلکہ یہ لڑکا اس لئے نابینا تھا کہ الٰہی جلال ظاہر ہو۔ کیا معنے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور نبی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء نبی حضرت مسیح کی بزرگی اور صداقت ظاہر ہو۔ پس اس قصہ کے بیان سے غرض یہ مطلب ہے کہ دکھ اور سکھ کے اعمال کی جزا و سزا کے ماسوا اور بھی بہت اسباب ہیں۔ آواگون ماننے والوں کے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ پوربلی جنم کے اعمال ہی اس کا باعث ہیں؟

آریہ بارہویں جواب کا رد۔ آپ نے اس انجیلی بے بنیاد قصہ کو بھی بلا ثبوت قرینہ کے لکھ دیا یہ نہ سوچا کہ حضرت مسیح اس معجزہ کے لکھنے سے محمد صاحب سے بڑھ جائیں گے۔ کیونکہ اُن کے پاس تو بروئے قرآن ایک آدھ معجزہ بھی نہیں ہے۔ خیر ہم اس سے قطع نظر کر اس کا بھی رد آپ کو انجیل سے بتلاتے ہیں۔ اس بے بنیاد واقعہ کو بھی ہم نہیں بلکہ انجیل ہی رد کرتی ہے۔

مرقس حواری لکھتا ہے اُس یسوع نام اندھے نے اُس سے کہا کہ اے ولی میں چاہتا ہوں کہ اپنی آنکھیں پاؤں۔ یسوع نے اُسے کہا کہ جا تیرے ایمان نے تجھے بچایا اور اُس نے وہیں آنکھیں پائیں۔ (مرقس باب ۱۰۔ آیت ۵۱ و ۵۲)

مگر یوحنا اس تحریر کے بالکل برخلاف بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یسوع نے زمین پر تھوکا۔ اور تھوک سے مٹی گوندھی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لیپ کی اور اُس سے کہا کہ جا اور سلوام کے حوض پر نہا تب وہ جا کے نہایا اور بینا ہو کے آیا۔ (یوحنا ۹ باب ۶ و ۷۔ آیت)

علاوہ براں خود انجیل یوحنا سے ثابت ہے کہ اُن دنوں وہاں ایک حوض میں ایسی ہی تاثیر موجود تھی۔ یعنی اس کے نہانے سے بہت سی بیماریاں دور ہوتی تھیں (دیکھو یوحنا ۵۔۱۔۹)

پس یہ کسی طرح معجزہ نہیں۔ ہاں ہزاروں فریب اسی قسم کے آج کل ہوتے ہیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں مفصل حال ایسے فریبوں کا لکھا ہے (دیکھو باب معجزات)

پس خدا کے پیارے رسول و بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء کی کوئی بزرگی ظاہر نہ ہوئی بلکہ ایک اور اعتراض واقع ہو گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایسی ہی حکمت عملیوں سے بھرے ہوئے مسیح کے معجزہ تھے اصل بات یہی ہے۔ جو یوحنا نے لکھی۔ غالباً معلوم ہوتا ہے کہ اس کی آنکھیں دکھتی ہوں گی مسیح نے مٹی میں دوائی ملا کر اور تھوک میں گوندہ کر لگائی جس سے وہ صحیح ہو گئی۔ اور علاوہ براں کچھ تاثیر حوض نے کی۔ غرض معجزہ ہر طرح باطل ہے لیکن اس سے یہ صاف ثابت ہے کہ اُس وقت تمام لوگ تناسخ کو مانتے تھے اور ایسے دکھوں کو باعث اعمال گذشتہ جانتے تھے۔ اور یہی حق ہے مسیح سے اس کا کوئی جواب نہ بن آیا۔ بلکہ عام لوگوں ناواقفوں کی طرح خدا کو ملزم ٹھہرایا۔ سچ ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں کسی نے کہا ہے ؏ ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔ آپ کا باوجود ان مغالطوں کے بھی کامیاب نہ ہونا پچھلے اعمالوں کا ہی سبب ہے۔

مولوی کا تیرھواں جواب قانون قدرت اور اللہ تعالیٰ کے بے انت کارخانہ میں ہزاروں ہزار اسباب ہیں۔ مثلاً غور کر ان اسباب پر جو علم طب میں بیان ہوتے ہیں۔ اور ان علامات و معالجات پر جن کے ذریعہ ہم اسباب کا پتہ لگاتے ہیں اور ان کے دفعیہ کی صائب تدبیر کر سکتے ہیں۔ بیماریوں کے اسباب جاننے سے ہم افلاس اور غریبی دولتمندی اور حکومت کے ا

کا اجمالی علم حاصل کر سکتے ہیں۔

اس مختصر تمہید کے بعد گذارش ہے۔ اس تفرقہ کا باعث جس سے ایک لڑکا بیمار اور دوسرا تندرست ہے۔ نامعلوم عناصر ہیں۔ اس لئے کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے یا فرض کر لیجئے کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ پہلی صورت میں ظاہر ہے کہ جیسے عناصر ہونگے ویسی ہی روح ہوگی اور دوسری صورت میں جیسے عناصر کے ساتھ روح کا تعلق ہوگا ویسے تندرستی اور بیماری کے ثمرات روح کو لینے پڑیں گے۔ اور جیسی جگہ ارواح جمع ہونگے۔ ویسا ہی سکھ دکھ بھوگیں گے۔ پہلی صورت میں روح کا وجود ہی عناصر سے ہوا جزا و سزا سابقہ جنم کی کہاں؟ اور دوسری صورت پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ ارواح نے ایسی جگہ کیوں تعلق پیدا کیا۔ جہاں انکو آخر تکلیف اٹھانی پڑی۔ تو اس کا جواب بالکل ظاہر ہے۔ کیونکہ روح بقول آریہ کے سُتنتر اور آزاد ہے! ارواح کو کوئی روک نہیں اور یہ بھی ہے کہ اس روح کو حسب ملا یا دوسری کی راہ کھول دی گئی تو اس پر کوئی ظلم نہ ہوا۔ بلکہ اس پر رحم ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ اگرچہ آج روح کو بظاہر تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ ماقبل اور وہ بھی قالب سے اسکا تعلق ہے۔ مگر اسی عنصری قالب میں اُسے بڑی بڑی نیکیوں کے لئے کا موقع دیا گیا ہے۔ اسلئے اس پر رحم ہے ظلم نہیں۔ ہاں یہ موقع ملتے ہیں۔ اگر روح نے نافرمانی کی۔ تو فرد سزا کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ رحیم کریم اور عادل ہے چاہے پکڑ لے چاہے عفو کرے اور وہ فعال لما یرید ہے

آریہ تیرہویں جواب کا رد۔ آپ نے جو علم طب کا حوالہ دیا کہ اس میں مرض کے واسطے اسباب کاتہ لگاتے ہیں۔ یہ خود ہی ذرا غور کرنے سے تناسخ کا ثبوت نظر آتا ہے۔ بلاشک سب مرضوں کے کوئی نہ کوئی اسباب ضرور ہیں۔ کیونکہ بغیر سبب کے مرض نہیں ہوتی۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ امراض آدمی کی بد پرہیزی اور بد استعمال سے واقع ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ محتاط آدمی مرض کا شکار کم بنتا ہے۔ پرہیزیاں بھی ہمارے ہی اعمال ہیں نہ کسی اور کے۔ جسطرح یہاں عالم ظاہری میں جو کہ عالم اسباب ہے۔ ہمارے بد اعمالوں سے آتشک وغیرہ بیماریاں یا سزائیں ہوتی ہیں جس سے نادان شخص کے سوا کسی کو بھی انکار نہیں۔ اسیطرح جسم سے اندھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ اپاہج وغیرہ ہونا بھی ہمارے ہی اعمال سے ہے۔ چونکہ اس کا سبب ہمیں یاد نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ ہمیں بھول گیا جیسا کہ آدم کو اپنا اقرار بھول گیا۔ بس وہ گذشتہ جنم کے کرم ہیں۔

آگے اس کے آپ دو حصے کرتے ہیں اول تو یہ کہ انسانی اور حیوانی روح یا تو عناصر کا خلاصہ ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگر روح عناصر کا خلاصہ ہے تو روح جیسی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ آپکے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ روح حادث ہے۔ اگر روح کا وجود ہی عناصر سے ہوا جیسے کہ آپ مانتے ہیں تو پھر جزا و سزا کہاں بہشت دوزخ کہاں قیامت کہاں پل صراط کہاں۔ اور کیسی میزان کیسی شفاعت اور کسکا ایمان مولوی صاحب خلاصہ اصل کے خلاف نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے شراب کا خلاصہ خمار ہے۔ جیسے وہ جز ویسے وہ جز و کل ہے اور کل جز کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے آپ نے ہمارے مباحثہ میں اوسان باختہ ہو کر بلکہ گھبرا کر ایسا راستہ اختیار کیا۔ کہ خود قرآن اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے سچ ہے معمولی دین والوں کا معقول بندوں کے سامنے یہی حال ہوا ہو۔ مولوی صاحب کیا سوچ کر مسلمانوں کی امداد کرنے لگے تھے۔ کیا ان کو بھی ناستکوں کی طرح روح کو عناصر سے ساختہ اور تفریق عناصر کے بعد فنا ہونے والا اسلام کا ناستک بنانا چاہتے ہو مبارک باد

مرگ نو باشد

دوم آپ فرض کر لیتے ہیں کہ روح کو عناصر کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ فرض آپ کا فرض محال ہے کیونکہ اس کا بھی سارا کارخانہ دہریت پر دال ہے۔ جیسے روح کا عناصر کیساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ ایشور کے ازلی قاعدہ یا قانون کے مطابق اس کا تعلق ہے ہم کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ روح پھل بھوگنے میں سُتنتر نہیں بلکہ پرتنتر ہے اور اس کے ہزاروں بدیہی ثبوت ہیں۔ جیسے گونگے۔ بولے۔ بہرے۔ کوڑہی وغیرہ بلا امراض کے مریض کو کونسی مصلحت لینے کا موقع تجویز ہے بیدردی اور سراسر بیرحمی تجویز ہے خدا کی پناہ۔ ایسے دکھیوں کو خدا کی رحمت نا مہربان اور آپ کی عقلمندی کی دلیل ہے۔ جزاک اللہ۔ بعض لوگوں کا ایسا ہی حکم ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں لکھا ہے کہ مرکافر را و گناہگاران مومن عذاب کنند گویا مسلمان در آتش دوزخ در مدکرد بود۔ و این بود یا بعمرانی را صدی و سے با آتش نرسانند" در باب الحساب فصل اول صفحہ ۴۹ مطبوعہ نولکشور۔

اور اسطرح اگر حق یعنی تناسخ سے چشم پوشی کر آپ نے بھی اس کا اقبال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم کریم اور عادل ہے چاہے پکڑ لے چاہے عفو کرے اور وہ ہر امر پر غالب ہے۔ اگر در حقیقت یہ تحریر آپ نے صدق رکھی ہے تو ہمیں معلوم کہ ظالم کے اور کیا معنے ہوں گے۔ یہ سب ساری چال بازیاں ہیں اور راستی کی کار سازیاں اصل یہی ہے کہ روحیں بموجب حکم الٰہی اپنے اعمالوں کے مطابق عنصری جسموں سے تعلق پیدا کرتی ہیں اور کرم انوسار پھل پاتی ہیں۔ اگر بقول آپ کے بسمانہ الغانمی ظلم پر مجبور روح بھی جزا و سزا کی مستحق ہے۔ سب تو ہر ایک روح ایسی ظالم نہیں نہیں قرآنی دینی قاعدہ بانی کے محاورہ کے مطابق رحیم کریم اور عادل کو کہہ سکتے ہیں کہ ؎

در میان قعر دریا تختہ بندم کردۂ ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

مولوی چودہواں جواب۔ مختلف ملکوں کی آب و ہوا سے ارواح کی مختلف صفات ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ مثلاً مختلف پیشوں مختلف قسم کے مکانوں جن میں روشنی اور ہوا کی آمد و رفت اور صفائی کے لحاظ سے اختلاف ہو۔ مختلف اشیاء کے کھانے اور مختلف چیزوں کے جیسے پہننے اور استعمال میں لانے سے اور انواع اقسام کی عادتوں سے روح کے حالات۔ صفات۔ اور معاملات میں اختلاف نظر آتا ہے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ بگڑے ہوئے حالات کی اصلاح اُن مختلف تدابیر سے ہو جاتی ہے۔ جن کو اطباء طب میں اور طبعی حکما علوم طبیعات میں بیان کرتے ہیں۔

جن لوگوں کے لڑکے بیمار ہوتے ہیں۔ اُن کے علاج و معالجہ و حفظ صحت تبدیلی آب و ہوا و کچھ مدت کے ترک جماع سے تندرست بچوں کا پیدا ہونا اور خراب بگڑی ہوئی کلوں کی اُس حالت کا جس سے تکلیف ہو تبدیل اسباب سے درست ہو جانا وغیرہ وغیرہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ یا تو ارواح انہیں عناصر کا لطیف جوہر ہے یا ان عناصر سے ارواح کا تعلق ہے جو مختلف اسباب ہے جن میں بعض خاص حالتوں میں ہم اعمال کو داخل کر سکتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہتے کہ پہلی جنم کے اعمال ہوں کیونکہ اس دعوے کی دلیل کوئی نہیں اور دعوے بلا دلیل عقلاء کا کام نہیں۔

آریہ چودہویں جواب کا رد جتنے اختلافات اور معاملات آپ نے بیان کئے ہیں اور ایسے ہی امر ہزاروں یہاں تک کہ یعنی حیوانات کا تعلق ہے۔ تمام تناسخ پر منحصر ہیں بلکہ تناسخ ہی ان کا اصل ہیں کیونکہ ارواح کا تعلق مختلف عناصر کے قالبوں میں جن مختلف قسم یا اسباب سے ہے۔ وہ سارے کے سارے ایک عقل کل و سرب بیاپک سرو گیہ و عادل کامل کی طاقت سے ہیں۔ پس کہیں بھی اعمال سے لاتعلق ہونا ممکن نہیں۔ یہ کوئی بیوقوف سے بیوقوف بھی تناسخ ماننے والا نہیں کہتا کہ سارے کام پورب جنم سے ہیں۔ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ بہت سے کرم انسان نئے بھی کرتا ہے اور ان نئے کرموں کا پھل بھی ملتا ہے مگر بات تو یہ ہے کہ کونسا پھل اس جنم کے کرموں کا ہے اور کونسا سابقہ جنموں کے کرموں کا اور یہ عقدہ اس طرح حل ہوتا ہے کہ جو کرم اور اس کا پھل دونو ظاہر ہیں یعنی جس معلول کی علت ظاہر ہے وہ اس جنم کا اور جس معلول کی علت ظاہر نہیں مخفی ہے وہ پچھلے جنموں کا اور یہ ایسا صاف علمی و عقلی میدان ہے جس میں کوئی اندیشہ یا خدشہ باقی نہیں رہتا اس کا بہت سارا وہم تیرہویں نمبر میں کر چکے ہیں۔ مگر اتنا یہاں بھی کہتے ہیں کہ جناب کریگا۔ جسطرح خاص حالتوں میں آپ نے اعمال کو داخل کیا ہے ویسے ہی عام حالتوں میں بھی منظور کرو گے۔ کیونکہ خدا نے علم دیا ہے۔ لیکن ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہزاروں نامعقول باتیں دن ہی دن بلکل بحران لیتے ہو۔ مگر تناسخ جیسے مدلل مسئلہ کے ماننے سے جھجکتے ہو مولوی صاحب! ایسا ہٹ آپ بیٹھے تو کیوں

مولوی پندرہواں جواب۔ پہلے جنم کے اعمال ہرگز ہرگز اس تفرقہ کا باعث نہیں جس تفرقہ کو دیکھ کر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ پر اعتقاد کیا کیونکہ ہم تلدی سطار دیں کہ

ہیں تمام اشیاء انسانی آرام اور راحت کا سامان روشنی پانی مٹی ہوا یعنی نباتات حیوانات سب کچھ اس کے کام میں لگ رہا ہے۔ مگر یہ مثلاً ان اشیاء میں سے کسی کے مصرف کا نہیں تو پھر کیا یہ قدرت بالکل لغو اور اتنی بڑی مخلوق پر منکرین معطل لگاتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ جیسے طبیب کو بذریعہ علم اور سلیم العقلوں کو بوساطت فطرۃ معلوم ہوا ہے کہ یہ بلینہ عبادت اللہ کے واسطے پیدا ہوا تو ظاہر ہے کہ جب تک انسان کے پاس یہ چیزیں موجود نہ ہوں۔ انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا پس ثابت ہوا یہ تمام سامان انسان کو عبادت کے لئے دئے گئے ہیں اور یہ کل اسباب مقصد عبادت کے آلات اور متعلقات ہیں یہ مضمون قرآن میں یوں ادا ہوا یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا و السماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا للہ انداداً۔ اور فرمایا کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ترجمہ اور گو فرمایا سردار نے ربوبیت اس رب کی جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا اسی عبادت کا یہ فائدہ ہوگا کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے اس رب نے زمین کو تمہارے لئے فرش (آرام گاہ) اور گول اور آسمان کو بنا بنایا۔ اور بادلوں سے پانی اتارا اور اس سے نکالے کئی قسم کے پھل رزق تمہارے لئے پس اللہ کا کسی کو کسی امر میں شریک مت بناؤ اور جن و انس تو صرف اس لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے [illegible] جب عبادت کسی انسان پر واجب ہوئی اور یہ سامان اس لئے عطا ہوا کہ انسان اپنے فرائض بھی ادا کر سکے۔ پس یہ سامان جزا و سزا میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اگر جزا و سزا کے اعمال میں سے داخل کیا جاوے۔ تو اللہ تعالیٰ پر ظلم کا الزام ہوگا اس لئے کہ یہ چیزیں [illegible] کا حکم رکھتی ہیں بھی فرضی نہیں ہیں اور یہ اشیاء موجود [illegible] میں بھی داخل ہو گئیں۔ ان کا وجود انسان کی ہستی سے پیشتر ہوا یا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا ہو تو قدیم نہیں۔

آریہ صاحب یوں جواب کا رد [illegible] آپ [illegible] سے باز نہ رہے [illegible] آپ کی اس قاعدہ کلیہ میں عقل دوڑانے پر ہمیں [illegible] آتا ہے۔

مولوی صاحب! [illegible] تناسخ اور بہشت [illegible] قدرۃ باعث ہیں [illegible] کے سامان روشنی [illegible] پانی [illegible] سب کے واسطے میسر نہیں [illegible] کوئی [illegible] پہنچایا جاتا ہے [illegible] نہیں [illegible] نہیں [illegible] اور [illegible] مشکور [illegible] بہشت میں [illegible] شک [illegible] سب [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] میں [illegible] ہیں

[illegible] ہیں [illegible]

[illegible] ہیں [illegible] تمام [illegible] قدرت [illegible] انسان [illegible] ہیں [illegible] کے مطابق [illegible]

[illegible]

[illegible]

حواری صاحب اب سمجھ جانا ہے کہ یہ ساری چیزیں اعمالوں پر ملی ہیں۔ ہاں چند ایسے بھی ہیں جو سب کو اس واسطے ملی ہیں کہ وہ اپنی زندگی گذار سکیں۔ مثلاً سورج چاند۔ ہوا۔ آگ۔ زمین آکاش پانی۔ پس یہ سامان جزا و سزا میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ صرف اسی واسطے ہیں کہ وہ زندگی قائم رکھ سکیں۔ مگر وہ بانی کے جلنے ہیں سب اعمالوں پر ہیں جس کا ایک حیرانی میں دبی اور ناست آمیز زبان سے آپ نے بھی سوال کیا ہے +

ہاں ان کا وجود انسان کی ہستی سے پیشتر ہوا یا بعض وقت اعمال کے بعد ہوتا تو بعد میں اب ایک شخص کو جنم سے یہ اشیاء روز اول زندگی سے میسر ہیں۔ بتلائیے اس کے کون سے اعمال کیا تناسخ کے سوائے کوئی اور بھی جواب ہے؟ ہرگز ہرگز تناسخ یا پہلے جنم کے اعمالوں کے سوا اس تفرقہ کا کوئی بھی باعث نہیں۔

باقی رہی قرآنی آیت اور آپ کا نتیجہ۔ سو اگر اس کا یہی مطلب ہے تو دونوں کی غلطی ہے۔ جب وہ عبادت الٰہی کے واسطے پیدا ہوئے تھے یعنی علت غائی ان کے پیدا کرنے کی یہی تھی تو کیوں وہ پوری نہیں ہوتی۔ یہاں شیطانی ڈھکوسلا سامنے کرو گے پس معلوم ہوا کہ آپ اور قرآن دونوں کا دعویٰ غلط ہے۔

اب آپ کی بیجا تاویلوں کی بھی رجس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن کو معقول بنانا چاہتے ہیں۔ اصلیت ظاہر کرتا ہوں آپ الارض فراشا کے معنے کرتے ہیں اس زمین کو تمہارے لئے فرش آرامگاہ اور گول حضرت گول کس لفظ کے معنے کئے۔ اس اس چودھویں صدی میں یہ الہام بھی خوب سوجھا۔ آپ بہت بڑھ گئے۔ کیا یہی ایمان محمدی کی صداقت کا نمونہ ہے۔

آپ انزل من السماء کے معنے کرتے ہیں اور بادلوں سے پانی اتارا کیا عرش بھیجنے والا بھی بھول گیا یا اس حدیث کو یا قرآنی آیت کو منسوخ جانتے ہو پس صریح آپ کی دھوکہ دہی ہے۔ اتفاق حق سے آپ کو ابھی سروکار نہیں۔

اب معلوم ہے کہ جن چیزوں کو آپ مرودی جانتے ہیں یہ مرودی نہیں بلکہ ذریعے منجی کے سامان ہیں۔ اعمالوں کی مرودی تو جسمانی بناوٹ اور اسکا اندھا لولا۔ لنگڑا وغیرہ ہونا اور غریب ہونا ایسی جگہ پیدا ہونا جہاں ایک پل بھی آرام نہ ہو۔ یا ایسی جگہ جہاں سب آرام کے سامان مہیا ہوں یہ متعلق اعمال ہیں اور نہیں اعمال سے یہ تمام تفرقہ موجود ہے اور اسی تفرقہ سے ہی تناسخ ثابت ہے اسکے مسئلہ [illegible] میں بھی دے چکے ہیں۔

مولوی سولہواں جواب۔ اگر یہ تفرقہ جس کے باعث تناسخ کے ماننے والوں کو تسلیم پڑا۔ [illegible] اعمال کی [illegible] تو [illegible] کتنی مدت کی بات بلکہ یوں کہئے کہ [illegible] کی باتیں [illegible] بار ہو تیں باتیں لمبی مدت کی ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں [illegible] گئے؟ اب انتظام [illegible] کے بہت [illegible] کو خبر نہیں کس کس نیک عمل پر [illegible] اور [illegible] کر اطلاع [illegible] کس [illegible] کے [illegible] میں ناخوردوں [illegible] کے حالات [illegible] پر قیاس نہیں ہو سکتا اول تو اس [illegible] اس وقت انسانی عقل نا [illegible] بالکل [illegible] ہے دوم [illegible] آریہ [illegible] ہیں کہ سب آدمی شعور [illegible] ہوتے ہیں قرآن کریم یوں [illegible] واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا۔ سوم وہ حالت بھی مختصر وقت کی ہے۔ اور [illegible] سے اس کا تعلق نہیں البتہ اہل اسلام اس [illegible] پر [illegible] کا زمانہ تجویز کرتے ہیں اور اس زمانہ کو مانتے ہیں کہ اول تو وہ ایک عالم مثال کے [illegible] اور اس کی [illegible] کی ایک بات ہے۔ دوم اس وقت کو بہت [illegible] سا وقت سمجھا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی غور کرو تا جنگ اس کا کتنا اثر باقی ہے کہ تمام ارواح کی [illegible] اس اثر کے باعث باہم اختلاف ادیان وازمان و تباعد [illegible] کے ہیں [illegible] پر قریباً اتفاق ہے کہ ہمارا کوئی رب ہے پہلے کوئی آمنا اللہ کہہ کو [illegible]

جو کوئی مثال کچھ کوئی نظیر کسی کی زبان پر دو کے بعد سے موسوم ہوا کسی کے ذہن پر نہیں گذرا ہے۔

انبیا علیہم السلام کو حیات سے دیکھا ان کے اثبات حیات کو ثابت کیا کہ ان کے منکر رہے۔ یا ہی تعالیٰ کو بھی دیکھتے ہیں یوں ان پاکر گویا دھیان ہے دلائل سے یہ تعلق بغیر ست کہ کیونکہ ہم بد مرد کی سبب ہیں۔ مباحث و دلائل سے تھا مسئین میں جھگڑا اور عالم ہوتا ہے۔ نہ انسان ہی ہے کہ کسی کا دل ہے سے خالق دنیا طرکی آواز سن لی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ کیسی کیسی پُر تکلیف عبادات کی طرف اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے متوجہ ہیں۔ کیا ایسی جانکاہی اور اس طرح کی محنت بدون کسی تجلی دیکھنے کے بے شنیدہ ہے؟ ایسا ہوتا تو نادیدہ حسینوں کے حسن کو سنکر لوگ ایسے ہی عشق میں مبتلا ہوتے جیسے حسینوں کو دیکھ کر۔ یا عاشقوں کا حال ہو رہا ہے ولیس الخبر کالمعاینہ ایک سلیم الفطرت ہمارے سید وحی کا عقود بالکل صحیح ہے اس تحقیق پر یقین لائق ہے کہ بیشک ہمیں روح کو تجلی الٰہی کی سعادت حاصل ہو چکی ہے گو اس عالم میں نہیں عالم مثال میں ہی۔ اگر اس وقت ہمارے جسمانی ذات اس قدر عظیم و کبیرہ ہوں جیسے اس وقت ہیں۔ بلکہ اس کے وقت نہایت ہی چھوٹے اجسام ہوں یہی مضمون مولوی نورالدین نے صفحہ ۵۰ سے ۶۲ تک لکھا ہے۔

آریہ سولھویں جواب کا رد۔ اس جواب سے خلاصہ مطلب آپ کا یہ ہے کہ اگر یہ امر تناسخ کے باعث سے ہوا۔ تو ضرور تھا کہ ازلی مدت کی بات بلکہ یوں کہیں کہ لاانتہا زمانہ کی باتیں ہمیں یاد ہوتیں۔ ہم ہزاروں ہزار باتیں اور کام یک قلم کیوں بھول گئے۔ حکیم جی! بیشک تمہارا کا باعث تناسخ ہے اور وہی ہمارے جنم سابقہ کے اعمال کی سزا ہے۔ مگر یاد نہ رہنے کے وجوہات ذیل ہیں۔

وجہ اول۔ حیوانیت ہے۔ ایک دیتی ہے سرد گیہ نہیں۔

وجہ دوم۔ اس کو ایک وقت میں دو چیزوں کا گیان نہیں ہوتا۔

وجہ سوم۔ مرض نسیان کے سبب بھی اس کو یک لخت بھول جاتا ہے۔

وجہ چہارم۔ حمل کی آتش ماہر۔ بچپن میں اور بچپن کی سن بلوغ اور بعض کی جوانی میں اور جوانی کی بڑھاپے میں بھول جاتی ہیں۔

وجہ پنجم۔ وجود دیکھنے اور یاد رکھنے کے اوزار کے وہ نہیں رہتے۔

وجہ ششم۔ اگر ایک نقش کے اوپر دوسرا اور اسی طرح پے در پے ہزاروں ہزار نقش کھینچے جاویں تو کوئی نقش بھی قائم نہ رہے گا اور اس کی یادداشت محدود روح کبھی نہیں کر سکے گا بغیر خدا کے۔

میں نے ایک دفعہ ایک جوان آدمی کو جو ایک توت کے درخت پر چڑھا ہوا توت کھا رہا تھا۔ دیکھا کہ وہ پانچ گز کی بلندی پر سے گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی میں اس کے پاس گیا۔ کہ اس کو چوٹ لگی ہوگی مگر وہ ایک دو منٹ کے بعد ہوش میں آیا۔ تب پوچھا کہ تو کیسے گرا۔ اس نے کہا کہ مجھے مرگی ہوتی ہے۔ مگر وہ مرگی نہیں کوئی خماری ہو جاتی ہے نہ اسے کسی چوٹ کے لگنے کا خیال اور نہ گرنے کا حال معلوم بلکہ وہ میرے جتانے سے آگاہ ہوا۔ کہ وہ گرا ہے ایک عورت کا بیہوشی میں بچہ پیدا ہو کر مر گیا اور اسے اس امر کی یاد بالکل نہیں رہی۔ آپکا اسلام یا اہل اسلام کا ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔ واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئاً اور اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے تم کچھ نہیں جانتے تھے اگر اس آیت کو منسوخ نہ مانو گے تو عہد الست ردی ہو جاوے گا۔ یا اسکی یادگاری کا بھول جانا ماننا پڑے گا پس یہ الست کا قبال ایک وہمی خیال ہے سوم جو دہر کو مانے سو وہ اس میں گمان نہیں ملتے۔ اور خدا اور روح مانتے ہیں پس وہ ناستک ہیں

اسیطرح تمام بودھ اور جینی بھی کیونکہ وہ ایشور کی ذات سے منکر ہیں۔

انبیاء کے معجزات یہاں ہی کے تماشے ہیں۔ اس روشنی کے زمانہ میں کہ کوئی عقلمند ایسی باتوں کو منکر ایمان لا سکتا ہے۔ سید احمد خاں بہادر نے اچھا کیا جو کہہ دیا کہ ہمارے نبی کے پاس معجزے وغیرہ کچھ نہیں تھے۔ اور جب ایسے سردار کے پاس نہیں تھے تو بلا شک سب انبیاء سابقہ کے پاس بھی نہیں تھے۔

جن لوگوں نے ایشور کو بھاشا علم یا عقل تعلیم یا ادریش نے یا کوئی ایسے مہاتما جو پچھلے جنم کے یوگی ہیں۔ ورنہ کوئی بھی ان ذریعے کے سوائے خدا کو نہیں سمجھتا ہے قرآنی خدا عقل کے معیار پر ایک سکنڈ بھر کبھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی حال انجیل کا ہے لیکن مبارک ہے وہ ارشاد جس میں لکھا ہے کہ جس مذہب سے تمام عاقل اور عالم آپکی کنہ معرفت کو جانتے ہیں اور جس دلائل سے تمام رشی منی کو ایک معرفت کو پہچانتے ہیں۔ اے پرماتما ہم کو بھی عقل وہی علم وہی بدھی عنایت کیجئے ۔۔

याने थादेवगणापितरश्चेपासते। तयामामद्यमेधयाग्ने
मेधाविनकुरु॥

جن لوگوں کو تعلیم تدریس یا اُپدیش سے ایشور پر وشواس نہیں ہوا۔ اُنہوں نے کبھی اُس کے واسطے تکلیف اُٹھائی دُنیا میں اس کی ایک مثال بھی نہیں۔ پس دعوے باطل ہے۔ آپکے نبی صاحب سے تو جامی صاحب نے اچھا کہا ہے۔ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کیں دولت از گفتار خیزد

مہاتماؤں سے اس کے کمال قدرت و جلال حاکم کو سنکر ہزاروں لوگ اس پر دلدادہ ہیں مگر عہد الست کی عالم تمثیل سے نہیں اور نہ قالو بلیٰ کے اقرار نامہ سے کیونکہ وہ دیکھنے کی چیز نہیں محسوس نہیں۔ جسمانی نہیں۔ بس دیکھنے کا خیال ہر طرح لایق ابطال اور فضول لن ترانی ہے۔ اور اگر بقول آپکے روح عناصر کا خلاصہ ہو تو یہ اقرار نامہ اور بھی بے معنی ہوتا ہے۔

مولوی سترھواں جواب۔ تناسخ کے قایل ابدی آرام کے منکر آریہ ابدی آرام ابدالاباد نجات سے محروم رہ جاویں تو شاید رہ جاویں اس لئے کہ ان کی فطرت اور جبلت میں یہ طلب ہی نہیں رہی۔ ان کی روح نے ابدی آرام کا سوال ہی چھوڑ دیا۔ اس اعتقاد نے ان کی فطرت کو اگر مسخ کر دیا۔ تو ممکن ہے۔ ان پر نہ وہ رحم ہو اور نہ عدل انکی سپارش کرے۔ المختصر۔

آریہ سترھویں جواب کا رد۔ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں آپ ہم کو کم نصیب اور بد نصیب جو چاہو کہو۔ یہ تعصب کا جھوٹھا ڈھکوسلا مسلمانوں کا تراشا ہوا ہے اور اس کا سارا اثر باوجود تناسخ نہ ماننے کے اسلامیوں کی جان کا وبال ہو رہا ہے حافظ کہتا ہے۔ ؎

در کوئی نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغیر کن قضا را

جس طرح موجودہ سائنس و کیمسٹری نے جھوٹی کیمیا گری اور معجزوں کا نام و نشان مٹا دیا۔ اسی طرح وید مقدس کے مبارک ارشادوں نے جسمانی شہوی اور فانی بہشت کی حور و غلمان کا خاتمہ کر کے صاف دکھلا دیا ہے کہ نجات اعمالوں کا پھل ہے اعمال محدود ہیں پس نجات کتنی ہی محدود ہوگی۔ لیکن تم محمدی قرآن اور انجیل کے خدا کی عمر سے بھی کروڑ گنا بڑھ کر ہے۔ مولوی صاحب کیا آپ کی فطرت بالکل مسخ ہو گئی ہے جو باوجود کل شیئ ھالک الا وجہہ اللہ ماننے کے بھی بہشت دوزخ اور [illegible] مان رہے ہو۔ کیا جس بہشت کے داخل ہونے بلکہ اس کے بننے کی بھی ابتدا ہی ہے اور جس سے آگے بھی آدم جیسے نبی اور معلم الملکوت سے فرشتہ پھر نکالے گئے ہیں!

آپ دائمی بہشت اور ابدی سورگ بھوگ سکتے ہیں خدا کے واسطے غور کیجئے۔

مولوی اٹھارہواں جواب۔ آریہ کے نزدیک آواگون ہی ایک جہنم اور یہی ہے سوا کچھ دن کے اس آزادی کے جس میں روح جسم سے الگ رہے گی۔ بہشت ہے والا کوئی بہشت نہ سورگ۔ جہنم اور نہ نرک، اور تمام ارواح ازل سے ابد تک ہمیشہ گرفتار رہے اور ہمیشہ گرفتار رہیں گے۔ پس ہم کو سخت حیرانی ہے کہ اگر تمام ارواح ہمیشہ ایسے گرفتار رہے یا انہیں آریہ مانتے ہیں۔ کہ ارواح اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں اور نہ اس کے پرتی سب یعنی ظل ہیں۔ پس آریہ صاحبان بتلائیں ایسی سخت گیری کسی رحیم یا عادل کا کام ہے۔ قرآن کریم کیسے لطف سے فرماتا ہے ولا یظلم ربک احدًا۔

ترجمہ۔ تیرا رب تو کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

آریہ اٹھارہویں جواب کا رد۔ ایسی فضول باتوں سے کوئی حق بات پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔ سنئے ہم آپ کو اس کا الزامی و تحقیقی دو طرح کا جواب سناتے ہیں۔

اول تحقیقی۔ آواگون ایک بڑا وسیع لفظ ہے جس میں تمام طرح کی سزائیں اور تمام طرح کی جزائیں شامل ہیں پس ہم نرگ اور سورگ کو ضرور مانتے ہیں سورگ کے معنے سُکھ و عشرت کے اور نرک کے معنے دُکھ و تکلیف کے ہیں۔ اور اسی کے حسب حال کسی ایماندار کا قول ہے۔ ع

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

ہندوستان جنت نشان اور کشمیر جنت نظیر مشہور ہے۔ مگر عربستان دوزخ نشان اور افریقہ کا صحرائے کلاں جہنم مکان ہے اور قرآنی بہشت کی بابت خود قرآن کی زبان سے ایک دانا نے کہا ہے ؎

گویند بہشت حوض و کوثر باشد وانجا جوئے ماء و شہد و شکر باشد
پُرکن قدح زبادہ و بردستم نہ نقدے ز ہزار نسیہ بہتر باشد

دوسرا تحقیقی جواب۔ بدون جسم کے سزا و جزا انسان بھوگ نہیں سکتا۔ پس جہاں و جس جگہ جا کر انسان اپنے کرموں کا سارا سُکھ دُکھ پاتا ہے وہی دوزخ و جنت ہے کسی خاص مکان کا نام سورگ و نرک نہیں۔

تیسرا الزامی جواب۔ بہشت میں چھوٹے بڑے مدارج ہیں۔ دنیاوی لوگوں کی طرح رشک اور بغض ہے۔ لوگ جماع کرتے ہیں ماس نہیں کھاتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں بایں لحاظ بسند صاحب نے سچ کہا ہے۔ کہ اس بہشت سے تو ہمارے خرابات ہزار درجہ بہتر ہیں۔

چوتھا الزامی جواب۔ ایک مولوی ایماندار کا قول ہے ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

ہم نے اس مضمون پر ایک جُداگانہ رسالہ رہ نجات لکھا ہے جس میں قرآن اور وید کی نجات کا مقابلہ بڑے واضح طور پر کیا ہے۔ قرآن نے بہشت کا نام ہی شداد کی کہانی سے سُنا اور اُس کی اصلی بہشت کے مقابلہ میں ایک خیالی بہشت کا نقشہ بنایا۔ قرآنی نجات یا بہشت کی بابت ایماندار محمدیوں نے خود بھی ایسا ہی اندازہ لگایا ہے۔

ساقی بہشت اینہمہ مشتاقی چیست جنت می و ساقی بود باقی چیست
اینجاست مے و ساقی آنجاست ہمیں پس در دو جہاں تلخی و ساقی چیست
ساقی قدحے بدہ کہ این خاک سرشت خط بر سر از مستی و عشق تو نوشت
معمور بود بشاہد و می و بادہ جہاں موعود بود بکوثر و حور بہشت۔

پانچواں جواب۔ قرآن کی جنت و دوزخ صرف بیم و رجا ہے۔ ورنہ اصل میں باطل ہے کیونکہ وہی الف لیلا کی کہانیوں کی طرح دودھ کی نہریں شراب کی نہریں شہد کی نہریں خود بخود منہ میں آجانے والے پھل ساری کی ساری عجائب کی کہانیاں ہیں۔ (دیکھو طوطے اور چڑی کا قصہ) پس ایسے بہشتوں اور دوزخوں کو یہ پاکیزہ عقل نہیں مانتا جس میں شہد کی شراب کوثر کی شراب۔ انگور کی شراب جو نشہ میں بہتر۔ رم۔ برانڈی وسکی۔ اکتیا نمبر او غیرہ وغیرہ موجود ہیں۔

پس ایسی جنت سے سو میں باز آیا مجھ سے اُٹھا لو پاندان اپنا اب۔ [illegible] اور دل لگ کے سُنو۔

مولوی صاحب چونکہ روح ہمیشہ کام کرتے ہیں۔ اور وہ کام بد یا نیک ہوتے ہیں جن کے عوض ان کو جزا و سزا بدستور دیتا ہے۔ سو اُسکو معطل ہے اور نہ معزول۔ پھر دائمی دوزخ سے انکار معقول ہے۔ مگر یہ سارا انکا سارا الزام قرآنی خدا پر آتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یہ بات ایسی ہے جیسے رب الملکہ کو سر دیا ایک مارا۔ اور کعبہ کو سجدہ کرایا یہ اُس شرابی کی مثال ہے جو شراب پی کر کہتا ہے کہ میں نے کوئی شراب نہیں پی میرے منہ سے بو تو نہیں آتی تو قرآنی خدا یا تو لوگوں سے تمسخر کرتا ہے جعفر زٹلی کی طرح یا [illegible] کی طرح ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ فی الحقیقت ظالم و جبار و قہار۔ مکار۔ خیر الماکرین۔ یعنی ٹھگ ہے۔

مولوی انیسواں جواب۔ بر تقدیر تسلیم اعتقاد آواگون کے وہ رحیم و کریم محسن یعنی دیالو کرپالو بھی نہیں کیونکہ اُس کے ہزار ہا احسان کے بدلے میں آریہ لوگ کہہ دیں گے کہ ان کو اپنے اعمال کی مزدوری مل رہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل انسان پر نہیں۔ مگر سچ ہے وہی کتاب جس میں لکھا ہے۔ نجات اُس کے فضل سے ہو گی اور بچا لیا ان کو دوزخ کے عذاب سے یہ فضل ہوا تیرے رب کا۔ (سورۃ دخان)

آریہ انیسویں جواب کا رد۔ اس میں آپ نے چند باتوں میں وہی [illegible] جواب کو دہرایا ہے۔ اگر نجات اعمال سے ہے تو فضل فضول اگر فضل سے ہے تو اعمال فضول ہیں۔ اس قرآنی آیت کا جواب ہم قرآن سے ہی دیتے ہیں۔ قرآن سورۃ جاثیہ وخلق اللہ السمٰوات والارض بالحق ولتجزی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون۔

ترجمہ حسینی۔ و بیافرید خدا آسمانہا و زمینہا را براستی و عدل و مقتضائے عدالت آنست کہ میان محسن و مسی و موحد و مشرک تفاوت باشد و دیگر برائے آنکہ پاداش دادہ شود ہر نفسے بآنچہ کسب کردہ از خیر و شر و ایشاں یعنی عمل کنندگان ستم دیدہ نشوند یعنی نقصان ثواب ایشاں و در بیان عقاب ایشاں وقوع نیابد بلکہ ہر کس را جزا خود عمل او جزا خواہد داد (جلد دوم صفحہ [illegible])

پس صاف ظاہر ہے کہ آیت قرآنی وید مقدس کے ارشاد کی نقل ہے بیشک عدل کے مطابق دنیا رچی گئی۔ عدل کیا جاوے گا۔ سب کو اعمال کا پھل ملے گا۔ سزا و جزا انہی اعمالوں کے مطابق ہو گی زیادہ کچھ نہیں ہو گا۔

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست
ہر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت دانہ نکردہ ابلہ و دخل انتظار کرد
مار و دو بیخ گہہ میسر نے شود۔ مزد آں گرفت جان برادر کہ کار کرد

ایک حکیم کا قول ہے سلطان بلا عدل کنہر بلا ماء ع یعنی بادشاہ بغیر عدل کے ایسا ہے جیسے نہر بے پانی کے۔

مولوی بیسواں جواب۔ آریہ صاحبان باری تعالیٰ کو فضل و کرم سے کس نے روکا اس پر کون غالب اس پر کون حکمران۔ اس نے کب وعدہ نہیں کیا۔ وعید کر دیا ہے کہ کسی پر محض فضل کر کے بہشت دے گا۔ ہم تو کہتے ہیں۔ اگر ایسا سمجھتے ہو تو ذرا [illegible] بھی ہے تو بھی وہ نجات دے سکتا ہے کیونکہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک جانتا ہے کہ وعدوں کے خلاف کا نام اگر کذب ہے تو وعید کا خلاف کذب نہیں۔ بلکہ کرم اور فضل ہے لا یسأل عما یفعل وھم یسألون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس پر کسی کو نکتہ چینی اور سوال

233764

نہیں۔ اور جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ اُس پر تو نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔

آریہ بیسویں جواب کا رد۔ یہ جواب آپ کا باطل ناصواب ہے کیا اسی منطق دانی پر تناسخ جیسے اہم مسئلہ کا رد لکھنے بیٹھے تھے۔ یہ آپ کی لیاقت سے سب بڑھ کر ہے اس سے ایک اور بات بھی ہم پر منکشف ہو گئی کہ آپ نے اپنے زعم فاسد میں ایک فرضی اور موہومی عالم کے حاکم یا دیگر دنیوی بادشاہ جیسا خدا مانا ہوا ہے۔ تبھی جو چاہتے ہیں عیب اور کلنک اُس کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔ خدا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا ہے جس کو اپنی سچائی کا پاس نہیں۔ جو حق پر قائم نہیں۔ سفارشوں اور شفاعتوں یا رشوتوں کے لالچ سے جس کے انصاف کے ترازو کو دنیا ساز قاضی ردی راشی آدمی کی طرح، جدھر چاہا ہو دیا اُس مکار بیسوا کے چوہوں کی طرح پالنے کا پلڑا، جھکا دیتے ہیں۔ تو ایسا آدمی ہرگز ہرگز خدائی کے لائق نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔

اگر خدا کی غلطی پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے کعبہ کے بُت پرستوں سے کیوں محاربے و مقاتلے کئے۔

اگر خدا کی باتوں پر نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو محمد صاحب نے مسیح کے ابن اللہ ہونے پر کیوں جہاد کر عیسائیوں کو قتل کیا۔

اگر خدا کی باتوں پر سوال یا نکتہ چینی نہیں ہو سکتی تو تم لوگ یا تمام خدا پرست کیوں کرشن اور رام کے خدا ماننے سے انکاری ہو۔

اگر خدا جو چاہے کر سکتا ہے تو سب صفات حسنہ کا خاتمہ گناہ کی ترقی اور بدچلنیوں کا گرم بازار ہو کر خود ایسے خدا ہی کی جان پر وبال آئیگا۔

نہ سگ دامن کاروانے درید کہ دہقان ناداں کہ سگ پرورید

آپ نے سُنا نہیں شاید۔ خطائے بزرگاں گرفتن خطاست * ولیکن بجائے مناسب رواست آپ نے وعدے اور وعید دونوں کے معنے نہیں سمجھے۔ یا جان بوجھ کر لوگوں کو گنہگار بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ **وعدہ** یعنی اقرار کسی نیکی کرنے کا **وعید** بد وعدہ سزا دینے کا وعدہ۔ یہ دونوں باہمی لازم و ملزوم ہیں۔ ایک جگہ آپ نے خدا جانے کس طرح حق بات کو لکھ دیا ہے "بعض اوقات چشم پوشی۔ صبر درگذر نقصان عظیم کا موجب ہوتے ہیں۔ چور باغی اور راہ میں لوٹنے والے کو اگر سزا نہ دی جاوے اور صرف رحم ہی اس پر کیا جاوے تو کتنا نقصان ہوتا ہے" (تصدیق صفحہ ۳۰) پس دونوں کے خلاف کا نام کذب ہے۔ اور ان کا مرتکب کاذب۔ اس کا ارشاد ڈراوا نہیں ہے بلکہ یقینی ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ ہاں قرآنی دوزخ اور بہشت کی باتیں البتہ ڈراوا اور بہلاوا ہیں۔ طفل تسلی کے درجے سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی ہیں جیسے عام بولی میں ہاؤا۔ کہہ سکتے ہیں۔ اسی واسطے ایسی باتیں معتبر اور مستند نہیں ہیں کیونکہ ان کی بنیاد صداقت پر نہیں۔ بلکہ ڈراوے اور بہلاوے پر ہے۔ تبھی غالب نے لکھا ہے

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن * دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

مولوی اکیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ جیسے توحید کے خلاف ہے۔ اور شرک کا باعث ویسے ہی اخلاق اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے توحید کے خلاف تو اس لئے ہے کہ تناسخ ماننے والوں پر لازم ہے جیسے دیانندیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ارواح اللہ تعالےٰ کے بنائے ہوئے نہیں۔ پرمانو اس کے مخلوق نہیں۔ زمانہ اس کے کرت نہیں۔ جس طرح اللہ تعالےٰ غیر مخلوق ہے۔ ارواح اور میٹر بھی غیر مخلوق ہے یہ لوگ وحدت وجود کے بھی قائل نہیں جیسے ان کے ویدانتیوں کا خیال ہے تو کیا کیا جاوے کہ اصل واحد کے معتقد ہو کر توحید کے مدعی ہیں۔

کوئی شخص اپنے کسی محسن بہی خواہ۔ الٰہی محبت۔ انسانی ہمدردی کی نسبت اعتقاد و یقین نہیں کر سکتا کہ اُس شخص نے مجھ پر احسان کیا۔ یا رحم کیا یا بلکہ تناسخ کا معتقد محسن کے ہر ایک احسان کے بدلے میں کہہ سکتا ہے کہ اس محسن نے کوئی احسان نہیں کیا۔ ممکن ہے کہ اس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔

مجھے یاد ہے کہ ایک راجہ کو بچھو نے کاٹا۔ شدید درد میں ایک مسمریزم کرنیوالے نے جن کو اُس ملک کی زبان میں منتر جھاڑنے والا کہتے ہیں۔ جھاڑا کیا۔ جب اس غبی المزاج راجہ کو آرام ہوا اور جھاڑا کرنے والے کو انعام دیا۔ اُس کا پہرہ معاف کیا۔ تو تناسخ والے خوش اعتقاد بول اُٹھے۔ دیکھو کس طرح اس بچھو نے سپاہی کا قرض اتارا۔

آریہ اکیسویں جواب کا رد۔ نہ تو تناسخ توحید کے خلاف اور نہ شرک کا باعث نہ اخلاق اور مارل فلاسفی کا خطرناک دشمن ہے جیسا کہ وجوہات ظاہر ہیں چونکہ تناسخ سے اس بات کا پورا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ سب دنیا کو کرم انوسار پھل دینے والا ایک وہی پرماتما ہے۔ وہ ایک ہی پرماتما ہے۔ جس نے اپنی انادی مادہ انوسار مختلف طرح کی سرشٹی پیدا کی ہے اُسی ایک پرماتما پر کامل یقین یہی اصل توحید ہے۔ ورنہ بلا چیزوں کے بنانے یعنی خدا بجائے نیستی سے ہستی میں لانے سے تو خدا قائم نہیں رہتا بلکہ معدوم ثابت ہوتا ہے۔

شرک۔ اس واسطے نہیں کہ کسی اور سے مراد مانگنا کسی اور کا ورد کرنا۔ کسی اور پر بھروسہ کرنا۔ شفیع المذنبین جاننا کسی کی خاطر کیواسطے دنیا کا پیدا ہونا ماننا چاہئے کہ مسلمان کلمہ میں بھی محمد صاحب کو شریک کرتے ہیں۔ اس کی شفاعت بغیر نجات محال جانتے ہیں اسکو باعث ایجاد عالم مانتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ ترجمہ یعنی اے محمد اگر تو نہ ہوتا تو زمین و آسمان کو میں پیدا نہ کرتا۔ اور تو نہیں بھیجا گیا۔ مگر دنیا میں رحمت کے واسطے۔ یہ باتیں صریحاً شرک ہیں۔ محمدی مسلمان بھی ایسی باتوں کے قائل ہیں۔ پس وہ مشرک ہیں۔

جبرائیل۔ و میکائیل و عزرائیل وغیرہ سب خدا کے شریک ہیں۔ اور خدا اُن کا محتاج اور عرش پر مستکن کرسی اور سب سے بڑا شریک اور سچ پوچھو تو بقول قرآن باعث ایجاد عالم حضرت عزازیل علیہ السلام ہے **خدا کا گھر** ملتے ہیں جیسے بیت اللہ (کعبہ) خدا کے دیدار کو حضرت براق پر سوار ہو کر یہ لگا شب معراج کو آسمانوں پر گئے۔ یہ باتیں صاف کفر و شرک کے پھیلانے والی اور صداقت و توحید کے مٹانے والی ہیں۔ اور بت پرستی کے پھیلانے والی ہیں۔ آریہ لوگ یا تناسخ کے ماننے والے لوگ سب سے زیادہ اخلاق کے حامی ہیں۔ کیونکہ اِن کا مدار تمام تر نیک کرموں پر ہے۔ یہ غلط ہے کہ کسی احسان کے بدلے وہ یہ کہیں کہ اِس نے ہمارے پہلے احسانوں کا بدلہ دیا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ نئے کام بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ سب سے زیادہ اخلاق انہیں لوگوں میں ہے۔ آپ نے جو کسی مہاراجہ کی کہانی سُنائی وہ آپ کی فلسفہ دانی کا ثبوت ہے۔ حضور راجا لوگ بھولے ہوتے ہیں۔ ان کو آپ جیسے واہی تباہی حکیموں نے جنتر منتر تعویذ گنڈے قبروں پر یقین کرا دیا ہوا ہے وہ تمام بھوت پریت کے قائل اور جن و پری کے گھائل ہیں۔ یہ سارا قصور آپ جیسے سورہ جن پڑھنے والے ملانوں کا ہے ورنہ تمام عقلا و فضلا اور خصوصاً آریہ لوگ ایسے فضول اور نامعقول باتوں پر ہرگز یقین نہیں لاتے اور نہ بھولے راجاؤں کو ایسی باتیں سُناتے ہیں۔ ایسی ہی بے بنیاد کہانیاں ہیں جیسے کہ حضرت محمد صاحب کی پیمبری پر گوہ۔ گدھے۔ ہرنی۔ شتر نے گواہی دی اور آپ جیسے مقلدوں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ یہی حکایت موسیٰ۔ نبی کے حسب حال ہے۔ لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک چشمہ پر پہنچے جو مُن کوہ میں جاری تھا۔ وضو کیا اور نماز پڑھی۔ تھوڑی دیر تک ٹھہرے

ـــ اخلاق۔ مارل فلاسفی کا اس واسطے دشمن ہے۔ کہ بشرط اعتقاد مسئلہ تناسخ

ناگاہ ایک سوار آیا۔ اور پانی پیا اور چلا گیا۔ اُس کا کیسہ زر رہ گیا بعد اس کے ایک چرواہا آیا اُس نے وہ کیسہ اُٹھا لیا۔ اور چلا گیا۔ بعد اس کے ایک پیر مرد آیا نہایت عاجز اور ضعیف جو سر پر گٹھا لکڑیوں کا لادے ہوئے اس نے گٹھا رکھ دیا اور پانی پی کے اس چشمہ پر لیٹ رہا۔ ناگاہ وہی سوار اپنا کیسہ ڈھونڈتا ہوا آیا پیر مرد سے دیکھا تھا کہ اس نے لیا ہوگا۔ اُس سے مانگا پیر مرد نے انکار کیا سوار نے اُسے ایسا مارا کہ وہ مر گیا۔ موسیٰ متحیر ہوئے اور کہا یا الٰہی اس میں کیا حکمت ہے۔ اور یہ کیا عدل ہے۔ حکم ہوا کہ یہ پیر مرد اس سوار کے باپ کا قاتل تھا اور چرواہے کے باپ کا اسی قدر قرض سوار کے باپ کے ذمہ تھا۔ اس وقت حکم ہمارا قصاص اور ادائے دین پر ہوا ہے۔ اے موسیٰ میں حکیم عادل ہوں۔"

مولوی بائیسواں جواب۔ تناسخ کا مسئلہ ماننے سے ثابت ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ سخت خودغرض ہے۔ کہ بے مزدوری کسی پر رحم۔ احسان اور فضل نہیں فرماتے۔

آریہ بائیسویں جواب کا رد۔ ایسا ہرگز مت کہو اس مبارک مسئلہ کی تسلیم سے ہی اُس مالک کی سچی تعظیم ہوتی ہے۔ وہ خودغرض ثابت نہیں ہوتے بلکہ عادل منصف جج۔ غیر متعصب۔ مایہ الاحتظاظ یعنی رشوت سے نفرت کرنیوالے شفاعت کے نہ سُننے والے۔ مالک اور پرم نیائے کار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بے مزدوری بغیر فعل نیک یا اچھے اعمالوں کے کسی کو جزا اور بلا بد افعالی کے سزا نہیں دیتے مگر بوجہ ذیل خدائے قرآنی خودغرض پایا جاتا ہے۔

وجہ اوّل۔ بلا ہمارے افعال کے ہم کو مختلف طور پر بنایا۔ عاجز اور محتاج کیا اور دُکھ دیا۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لقد خلقکم اطوارا ترجمہ یقیناً اس نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ پس خدا یا تو خودغرض ہے یا پاگل یا ظالم۔

وجہ دوم۔ بعضوں کو افریقہ کے جنگل میں پیدا کیا۔ جن کو کسی طرح کا آرام نہیں گرمی کے مارے جل بھن کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور بعضوں کو کشمیر جنت نظیر و کابل سنت تقابل میں جو عمدہ عمدہ میوہ کھاتے اور لطف اُٹھاتے ہیں۔ اگر یہ سب بلا سبب ہے جیسا قرآن میں لکھا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ترجمہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ اس پر کسی کو نکتہ چینی اور سوال نہیں مگر لوگوں کے کئے پر نکتہ چینی اور سوال ہو سکتا ہے۔ تو درحقیقت وہ خودغرض اور نادان ہے اور اس کے علاوہ قرآن ایک اور اندھا مغالطہ دیتا ہے۔ جب باوجود اس اندھیر کے کہتا ہے۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔

وجہ سوئم۔ جب کوئی اعمال نہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ اور نہ کوئی معقول سبب ہے اور پھر بھی قرآنی خدا نے کسی کو نیک بخت و بدبخت یعنی بہشتی اور دوزخی بنا دیا۔ جیسا کہ قرآن میں لکھا ہے منھم شقی و سعید یعنی ان میں سے کوئی سعید ہے کوئی شقی ہے۔ یہ سراسر ظلم اور اندھیر ہے۔ اور خودغرضی میں تو کسی کو انکار نہیں۔ پس مصنف قرآن ضرور ظالم اور خودغرض ہے۔

وجہ چہارم۔ بہ خیال خود تمہاری اور تمہارے بھائی ہندوں حواریوں بلکہ تمام محمدیوں کی جان کا وبال ہے۔ کیونکہ قرآن میں لکھا ہے یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم من قبلکم لعلکم تتقون ط ترجمہ اے لوگو فرماں بردار بنے رہو اپنے اس رب کے جس نے تمکو اور تم سے پہلوں کو بنایا اور فرماں برداری کا یہ فائدہ ہوگا۔ کہ تم دکھوں سے بچے رہو گے اور دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن اور انس اس واسطے پیدا کئے گئے کہ خدا کے فرمان بردار ہیں۔ اب یہاں اپنا وہ فقرہ پھر پڑھو کہ باری تعالیٰ سخت خودغرض ہے کہ بے مزدوری کسی پر رحم احسان وفضل نہیں فرماتے۔"

وجہ پنجم۔ قرآن کہتا ہے۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم سورۃ بقر۔ قرآن کی ایسی ایسی تعلیموں سے شیطان اور رحمن میں کوئی بھید نہیں معلوم ہوتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۰۱ سے ۲۰۵) مگر آپ خود بھی اس کا اقبال کیا ہے تو تقیہ میں لیتا یعنی دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (صفحہ ۱۹ جواب ۱۹) پس یہ صاف خودغرضی اور ظلم اور جہل ہے۔ جس سے انصاف کا سر بسر خون ہوتا ہے۔

مولوی تئیسواں جواب۔ ہم لوگ بعض وقت بے وجہ احسان کرتے اور پھر دوسرے وقت احسان کے خلاف کرتے یا احسان نہیں کرتے۔ ان دو قسم کی مختلف کارروائی سے معلوم ہوتا ہے کہ احسان کرنا ہمارا ذاتی اور خانہ زاد وصف نہیں۔ جس کو بالعرض ہم کو یہ صفت لاحق ہوتی ہے۔ اور بالعرض کے واسطے ما بالذات ضرور ہے۔ پس لازم آیا کسی جگہ احسان بالذات موجود ہے۔ تو کیوں آریہ اس جگہ کا نام باری تعالیٰ کی پاک ذات نہیں جانتے؟

آریہ تئیسویں جواب کا رد۔ بے شک یہ تمہید آپ کی قلم سے صحیح نکلی۔ لیکن تعصب اندرونی کے سبب اس کا بھی آپنے نتیجہ غلط نکالا یا نتیجہ نکالنا نہیں آتا۔ سُنئے بے شک ہمارے میں احسان عارضی موجود ہے اور ہم اُس کے مخالف بھی کرتے ہیں لہٰذا اسی واسطے احسان بالذات ایشور میں موجود ہے۔ مگر احسان بالعرض و بالذات دونوں کے معنے آپنے نہیں سمجھے۔

احسان کے معنے نیکی یا کام بعوض کرنے کے ہیں۔ پس خدا نے ہمارے واسطے زمین چاند سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ وید وغیرہ چیزیں دیں ہمنے اس کا معاوضہ ایشور کو کچھ نہیں دیا۔ اور نہ دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے اعمالوں سے انکا تعلق ہے۔ مگر سلسلہ اعمال اور چیز ہے۔ اُس سے احسان اور رحم کا واسطہ نہیں بلکہ عدل وانصاف کا۔ شمس تبریز فرماتے ہیں۔

درحق وکشت برآید زخاک آں کوشد + کہ خواجہ ہرچہ بکاری ترا ہماں روئید

جس طرح اب بُرے کرم کرنے کا نتیجہ سب مذاہب والے آئندہ جنم یا دکھ مانتے ہیں اسی طرح موجودہ جسم یا دُکھ کن کرموں کا نتیجہ ہے؟ الحذر لئے تیغ ماداں الحذر۔

مولوی چوبیسواں جواب۔ تناسخ کے اعتقاد پر ضرور ہے کہ کسی شخص کو جناب باری تعالیٰ کی پاک ذات سے محبت نہ رہے۔ حالانکہ نص سے اور آپ مانتے ہیں والذین آمنوا اشد حبا للہ یعنی ایمان لانے والے تو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھا کرتے ہیں اور یہ بات کہ تناسخ کے ماننے پر باری تعالیٰ سے محبت نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہے کہ جس طرح کی سبب مجرم کو اعتقاد ہو جاوے کہ ممکن نہیں کہ میرے خلاف ورزی قانون اور جرم کے بعد یہ حاکم مجھ قصوروار پر رحم کرے گا تو حاکم مجرم کو کیوں پیارا ہونے لگا ہاں جس مجرم کا یہ ایمان ہو۔ کہ شاید حاکم سے درگذر ہو جائے۔ آج نہ سہی کل البتہ وہاں محبت ممکن ہے۔

آریہ چوبیسویں جواب کا رد۔ یہ جواب آپ کا ایک اعلیٰ درجہ کی مغالطہ دہی پر مبنی ہے کیونکہ جس قسم کی رضامندی یا محبت آپ خدا سے چاہتے ہیں اسی قسم کی رشوت دینے والے لوگ رشوت خور حاکموں سے چاہتے ہیں۔ اور موجودہ سرکاری قانون کے مطابق دونو مجرم ہیں (دیکھو دفعہ تعزیرات ہند) اور قرآنی اعتقاد کے مطابق قرآنی خدا رشوت خور حاکم سے کسی طرح کم نہیں۔ پس بموجب اعتقاد وید مقدس دیکھ خدا سرود یا یک۔ پرماتما یعنی احکم الحاکمین کے روبرو محمدیوں اور خدا

دونوں کی تمامت ہے جس طرح قرآنی اعتقاد کے مطابق بت اور بت پرست دونوں جہنم میں جاویں گے۔ بس انصاف کرو۔ ایسے منقول اور نامعقول اعتقاد سے مجرم پر خلاف مدعی جاوں اور ثبوت جرم کے بعد رحم کیا ہے باُس کی اصلاح کے واسطے آپ کا کوئی سزا دینا افسوس کہ قرآنی خدا کو سعدی علیہ الرحمۃ جیسی بھی عقل نہیں ؎

نکوئی با بداں کردن چناں ست ÷ کہ بد کردن بجائے نیکمرداں

آپ کا خدا ہے اسی بیہودہ امید میں رکھا دُنیا کو گمراہی کی رغبت اور تعلیم دُنیا ہے غافل ہو جئے اور کانوں سے پنبہ غفلت نکالئے اور یاد رکھئے کہ جرم کا اقبال جرم کو کافی سزا دلانا ہے نہ کہ رہائی۔ آنکھوں سے غفلت کی پٹی اُتارو اور دل سے ایسے باطل خیالات کو دور کرو۔ کیونکہ۔

اے نیکی۔ کردہ و بدیہا کردہ ÷ درحق لعفو خود تمنا کردہ۔
ہشدار کہ این وہم تو ہرگز بود ÷ ناکردہ چو کردہ و کردہ ناکردہ

اصل میں ایماندار لوگ اس رحم کو پسند کرتے ہیں۔ اور اُسی سے محبت رکھتے ہیں جو عادل اور منصف ہو اور بدمعاش لوگ اُس سے خوش ہیں۔ جو سفارش یا رشوت خور ہو۔ مصنف قرآن نے جہاں عقل سے کام لیا تو بیراں عادل کا خیال آگیا تو وہاں صاف لکھا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ عدل کنید کہ عدل نزدیک تراست بہ پرہیزگاری۔ اس پر مولوی حسین واعظ نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؎

عدل کن زانکہ در ولایت دل ÷ در پیغمبری زند عادل۔ عدل مشاطہ ایست ملک آرائے۔ دین و دولت زعدل ماند بجائے (صفحہ ۹۳ سورۃ مائدہ) مولوی صاحب آپ کا یہ لکھنا کہ جس مجرم کا یہ ایماں ہو کہ تا مدعا لکم سے درگذر ہو جاوے۔ آج نہیں کل نہیں اللہ وہاں محبت ممکن نہیں ہے نہایت ہی افسوس پڑنے والا ہے۔ علاوہ ازیں درگذر خدا کا آج نہیں کل یہ سلوکی اور سستی اور کاہلی انسان سے ہے نہ کہ ذوالجلال رحمٰن سے۔ پاکاری ایشور سے پیار کے سبب سے ہی دھرماتما لوگ محبت رکھتے ہیں۔ اور حق محبت کا عدل ہی سب سے بڑا باعث ہے۔ ورنہ جہاں اندھیرے وہاں انصاف و محبت کا کیا کام۔ دیکھئے صحیفہ قدرت میں کیا بتلاتا ہے۔

शन्नो मित्रः शं वरुणः शन्नो भवत्वर्यमा । शन्न इन्द्रो
बृहस्पतिः शन्नो विष्णुरुरुक्रमः । ऋगवेद

اس منتر میں پرمیشور کا نام ہی مخدوب یعنی مترا اور اسی کا پیارا نام اریما یعنی عادل ہے وہی ورن یعنی رحیم اور اندر یعنی سب سے بالا ہے۔ اسی کا نام برہسپتی یعنی مالک کل اور وشنو یعنی سرو دیاپک ہے۔ مولوی صاحب ایمان سے کہنا کیا قرآن میں ایسی مثالیں موجود ہے؟ قرآنی ایمان جس کا آپ نے حوالہ دیا۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ اس کی وجہ وہی قرآنی حور و غلمان اور اُن کے انار پستان اور چاہ زنخدان ہیں یا میب رضوان اور انگور حسان اسی کے حسب حال ایک اہل دار محمدی نے کیا عمدہ کہا ہے کہ

تلاش حور کی ہے کعبس پارسائی کا ÷ بنا ہوا ہے یہ زاہد بھی اک خدائی کا

اور یہی سوال آپ نے اٹھائیسویں جواب میں لکھا ہے۔ پس یہ ہماری تردید اُس سے بھی تعلق رکھتی ہے۔

مولوی کا چھبیسواں جواب۔ حسب الاعتقاد اسلامیہ عدل ایسا ہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم عطا اور احسان کی امید رہے۔ بدکار کو اس کی جناب میں دعا پیار رہنا لغو اور بیہودہ ہو جاوے گی معاذ اللہ یہ کیا بار کلمہ قرآن مجید میں موجود ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ وغیرہ

تردید چھبیسویں جواب کا رد۔ مولوی صاحب عدل اور رحم مخالف نہیں ہیں رحم اُس کا سورج چاند وغیرہ کے پیدا کرنے اور ہدایت دینے یعنی وید مقدس کے پرکاش کرنے سے ہے جیسا کہ وید میں ہے۔

तस्मात् यज्ञात सर्व्व हुत ऋचः सामानि जज्ञिरे । छ
न्दांसि जज्ञिरे तस्माद् यजुस्तस्मादजायत ॥

یہ ماتما سرو انتریامی اور دیالک نے تمام خلق پر مہربانی کر کے سنسار کی بھلائی کے لئے ویدوں کا پرکاش کیا تاکہ انسان گمراہی سے نکل کر گیان کی طرف متوجہ ہوں اور نور معرفت سے دل کی آنکھیں منور کریں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند ÷ تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ایں ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ÷ شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

ہاں قرآن کے اس کلمہ سے جو آپ نے درج کیا یعنی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنی خبردار اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ تو تمام گناہوں کو عفو کرتا ہے مولوی صاحب میں حیران ہوں کہ آپ کیسے اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ آیت خدا کی طرف سے ہے کیونکہ جب آپ مانتے ہیں کہ خدا نیاکاری ہے۔ نیا یعنی عدل اُسی کو کہتے ہیں کہ جو جیسا اور جتنا کرے اُس کو ویسا اور اتنا ہی پھل دینا تو پھر معافی کیسی۔ حضرت معافی اور سفارش اور رشوت ایسے عقاید ہیں کہ جن سے رب العالمین و سومیبر پرماتما پر انیا یعنی ظلم کا عیب لگتا ہے اور یہی تعلیم آیت مرا لی دنیا میں گناہوں کے بڑھانے والی اور برہم نل الاخلاق ہے ÷

غور سے پڑھئے۔ سورۃ الزمر سیپارہ ۲۴ میں قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من الرحمۃ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم

در معالم مذکور است کہ قومے از اہل شرک ارتکاب قتل و زنا بسیار نمودہ بودند و ابواب معاصی و ملاہی بکلید ہوائے نفس بر روئے روزگار خود کشودہ بحضرت رسالت پناہ عرض کردید کہ آنچہ مارا بداں دعوت میکنی نیکوست و باشرطے قبول میکنیم کہ مارا خبر دہی گناہان ما آمرزیدہ میشود یا نے۔ ایں آیت فرود آمد کہ بگو اے محمد اے بندگان من آنانکہ اسراف کردند بر نفسہائے خود یعنی افراط نمودند در گناہان وا مید بر دو امید نومید مشوید از بخشش خدائے بدرستیکہ خدائے بیامرزد گناہان میعاہم آں راگرچہ بسیار باشد و بدرستیکہ او آمرزندہ گناہانست مہربان ÷

در معالم از ابن مسعود نقل میکنند کہ عباس بمسجد درآمد دید کہ واعظے ذکر آتش دوزخ و سلاسل و اغلال می کند فرمود کہ اے مذکر چرا ناامید میگردانی مردمان را مگر نخواندۂ آں را کہ فرمود قل یا عبادی الآیۃ و خبرے کہ گفت دوست نمیدارم کہ دنیا و مافیہا مرا باشد بعوض این آیت از دنیا و ہرچہ در دنیا باشد بہتر است (تفسیر حسینی صفحہ ۲۶۶۔ اور معالم جلد ۴ صفحہ ۲۱) اسی کے حسب حال چند شاعر کہتا ہے ÷

گن سے راکہ از دشمن آید خطا کردم ÷ بسیط رحمت او دامن آلودہ میخواہد

حاشیہ۔ اے دریائے رحمت او سحاب طالب گنہگار ست بس ہر گناہ کہ کنی الخ تمنوے بیکنم چیا از ظہور ستان غفاری موقوف بآں ست ایضاً (صفحہ ۷۰) ÷

ایک اور فاضل مولوی کہتا ہے ÷

اے آنکہ بدید گشتم از قدرت تو ÷ پروردہ شدم بناز و نعمت تو
صد سال بامتحان گناہ خواہم کرد ÷ یا جرم من ست بیش یا رحمت تو

ایک اور فاضل فرماتے ہیں ÷

خواہ از شراب خانہ خود را تباہ کن ÷ خواہ از زنا نامۂ خود را سیاہ کن
ور دی کن و فساد و فریب و دغا باز ÷ اے طالب بہشت خدا را گواہ کن

کن قتل خلق عالم وعذرا ز صلوۃ وصوم ۔ زنانہ زہی ومیتِ صنم سجدہ گاہ کن
گر اشتباہ ہست کہ چوں گشتہ اند مباح ۔ مصحف بخوان دور ز دل اشتباہ کن
آوردہ است مژدۂ لاتقنطوا شفیع ۔ من ضامنم ہر آنچہ توانی گناہ کن

مولوی حسین واعظ کہتے ہیں +

چوں تو دادی مژدۂ لاتقنطوا ۔ من چرا ترسم ز عصیاں وعتوا
چوں تو مہر شکستہ را سازی درست ۔ پس خطا ہا بر امید عفو تست

قرآن سورۃ انفطار یا ایہا الانسان ما غرک اے آدمی چہ چیز ترا بفریفت تا کافر شدی وعاصی شدی در خدائی و دلیر گشتی در نافرمانی شیخ مسعود فرمودہ کہ اگر خدائے از من بن سوال کند گویم غرنی کرمک در رسالہ آوردہ کہ گوید بندہ فریفتہ شدم بکرمی تو (۲۱۵۴ جلد ثانی تفسیر حسینی) +

ایک اور مولوی فرماتے ہیں +

مائیم پر گناہ تو دریائے رحمتی ۔ جائیکہ فضل تست چہ باشد گناہِ ما
گناہِ من از نامدے در شمار ۔ ترا نام کے بودے آمرزگار

ناسخ کہتا ہے +

بخشش کی ہے امید علی کبیر سے ۔ ہوتا ہوں مرتکب جو گناہِ کبیر کا

حافظ

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ ۔ اگرچہ غرق گناہ است می رود بہشت

اے قادیانی پیغمبر کے حواریو اور محمدی مسلمانو یہی ایسا اعتقاد سراسر فساد و الحاد ہے اور یہی سبب ہے کہ عرب روم ایران افغانستان وبلوچستان میں جہاں جہاں مسلمانوں کی زیادہ آبادی اور قرآن کا چرچا ہے کثرت ازدواج امرد بازی قبر پرستی پیر پرستی قتل جانور کشی جہالت تعصب ۔ بردہ فروشی کا بھی زیادہ رواج ہے ۔ مولوی صاحب جہاں عدل سے آباد تھا بجز ذکر فضول الحکام ہے ۔ ذرا مہربانی کر کے شاہ نامہ میں ذکر عدل نوشیروان مطالعہ فرمائیے +

جہاں چوں بہشتے شد آراستہ ۔ ز داد و ز خوبی و زر خواستہ
بر آسود گیتی ز آویختن ۔ بہر جائے بیداد خوں ریختن
جہاں نو شد از فرۂ ایزدی ۔ ببستند گیتی دو دستِ بدی
ندانست کس غارت و تاختن ۔ دگر دست سوئے بدی آختن
جہانے بفرمان شاہ آمدند ۔ ز کشتی و تازی براہ آمدند
کسے کو برہ بر درم ریختے ۔ ازاں خواستہ کو زد بگریختے

اور قرآنی خدا کے حق میں سعدی کہتا ہے +

ہر آنگہ کہ بروز در رحمت کشی ۔ بماندی خود کارواں میزنی

مولوی چھبیسواں جواب بدکاری اور نافرمانی کے بعد تناسخ ماننے والے کو نافرمانی سے نکلنے کے واسطے تناسخ کا اعتقاد پر چاہیئے ۔ کوئی مددگار نہ رہے ۔ اس لئے کہ جناب باری تعالیٰ سے کسی عطیہ کی امید نہیں اس واسطے کہ عدالت سے سزا ہی سزا بھگتنے کا فتویٰ لگ چکا ۔ وہاں سے عفو کی امید نہیں ۔ مگر کیسی لطیف بشارت ہے ۔ اُس کتاب میں جس میں آیا ہے ۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء +

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کے اضطراب کیوقت اسکی دعا پر قبولیت عطا کرے اور دکھی کے دکھ کو دور کرے +

آریہ چھبیسویں جواب کا رد ۔ آپکا یہ خیال بھی بالکل لایق ابطال ہے جس طرح ایک مجرم کو حاکم عادل کے انصاف پر بھروسہ ہے سزا کے بعد یا جیل بھگتنے کے بعد آزاد ہے اور اسکے عدل پر کامل اعتقاد ہے کہ وہ بیگناہ پھر عذاب میں نہ ڈالیگا نیک چلنی کا ہادی بھی یہی اصول ہے نہ کہ وہ آپکا ڈھکوسلا فضول ۔ پس آنرا کہ حساب پاک ست از محا

چہ باک ۔ ہاں قرآن سے سوائے تمدن کے کوئی بہتری کا سامان نہیں ملتا ہے ۔ اگر ملتا ہے تو بچوں کے بہلانے سے زیادہ قابل اطمینان نہیں یعنی وہ دودھ کی نہریں شہد کی نہریں اور مشک کے برابر سیر ۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے میں نے بہتوں کو جن اور آدمیوں کے واسطے جہنم کے پیدا کیا ہے اور میں نے اُن سے دوزخ بھرے ہیں دیکھو سورۃ اعراف ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس ترجمہ بدرستیکہ آفریدیم برائے دوزخ بسیارے از پریان و آدمیان حکم ازلی بشقاوت ایشاں صادر شدہ بر علم قدیم باصرار ایشاں بکفر و موت ایشاں برآں یعنی بتقدیر ۔ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۰) مشکوۃ شریف میں ہے ۔ ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للجنۃ وبعمل اہل الجنۃ یعملون ثم مسح ظہرہ فاستخرج منہ ذریۃ فقال خلقت ہؤلاء للنار وبعمل اہل النار یعملون فقال رجل ففیم العمل یا رسول اللہ فقال رسول اللہ ان اللہ اذا خلق العبد للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ حتی یموت علی عمل من اعمال اہل الجنۃ فیدخلہ بہ الجنۃ و اذا خلق العبد للنار استعملہ بعمل اہل النار حتی یموت علی اعمال اہل النار فیدخلہ النار

ترجمہ ۔ بدرستیکہ خدا تعالیٰ پیدا کرد آدم را پس از آں بسود بدست قدرت پشت آدم را بدست راست خود پس بیروں آورد حق تعالیٰ از پشت آدم بر وجہے کہ گفتہ شد ذریت را پس گفت خدا تعالیٰ در شان ایشاں پیدا کردم ایں جمع را برائے بہشت و بعمل اہل بہشت عمل میکنند پستر باز بمالید پشت آدم را پس بیروں آورد ازاں جماعۂ دیگر را از ذریت پس گفت پیدا کردم ایں ہارا برائے آتش و بعمل اہل آتش عمل میکنند پس گفت مردے از صحابہ ۔ پس بجہت چیست عمل و تکلیف بداں دو در چہ چیز فائدہ میکند عمل ۔ پس گفت پیغمبر خدا ۔ بدرستیکہ خدائے تعالیٰ چوں پیدا کند بندہ را برائے بہشت در کار میدارد او را بکار بہشتیاں تا آنکہ میمیرد او بر کارے از کارہائے بہشتیاں ۔ پس می آرد آں بندہ را بآں عمل در بہشت و چوں پیدا کند بندہ را برائے آتش در کار میدارد او را بکار دوزخیاں تا آنکہ میمیرد بر کارے از کارہائے دوزخیاں پس می درآرد خدائے آں بندہ را بآں عمل در دوزخ (صفحہ ۱۰۷ جلد اول) +

اور حدیث میں ہے کہ اگر شما گناہ نکنید حق تعالیٰ طائفہ دیگر بیافرید کہ گناہ کنند ۔ تا رحمت بے علت او در مرات عفو تجلی نماید (اخلاق جلالی صفحہ ۹۷) +

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت گھر سے نکلے اور انکے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں پوچھنے پر کہا کہ یہ جو میرے داہنے ہاتھ میں ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام لکھے ہیں اور یہ جو میرے بائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل دوزخ کے نام ہیں مع ولدیت و قومیت کے اسکے بعد لکھا ہے وان صاحب الجنۃ یختم لہ بعمل اہل الجنۃ وان صاحب النار یختم لہ بعمل اہل النار وان عمل ای عمل ثم قال رسول اللہ بیدیہ فنبذہما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر ترجمہ پس بدرستی کہ بہشتی ختم کردہ میشود مر او را بعمل بہشتیاں اگرچہ عمل کند در مدت عمر ہر عملے کہ باشد نیک یا بد آخر ختم کار او بعمل نیک بود و دوزخی ختم کردہ میشود مر او را بعمل دوزخیاں اگرچہ عمل کند ہر عمل کہ باشد پستر اشارت کرد پیغمبر خدا بہر دو دست خود ۔ پس انداخت ہر دو کتاب را از ہر دو دست پس پشت خود ۔ پستر گفت آنحضرت پرداخت پروردگار شما از کار بندگاں یعنی تمام کرد حکم ایشاں کہ گروہے در بہشت و گروہے در دوزخ (مشکوۃ جلد اول صفحہ ۱۰۹) رواہ الترمذی

مولوی کا انتیسواں اور تیسواں جواب محسن مربی ۔ مخدوم ۔ مصلح ہادی مکرم کو برا کہنا فطرت کی گواہی ہے کہ بہت بڑا ظلم ہے ۔ مگر تناسخ ماننے والے اپنے

نوٹ ۔ مولوی صاحب کے ستائیسویں جواب کا رد ہم صحیفۂ احمدیہ صفحہ ۲۸۲ میں کر چکے ہیں ۔ اور اٹھائیسویں جواب کا رد تیسویں میں ہو چکا ہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہیں +

محسنوں کو بدکار اور برا جانتے ہیں بلکہ ان پر سوار ہوتے اور ان سے زنا و لواطت کے واقع ہونیکے مجوز ہیں کیونکہ اگر انکے محسن برائیوں کے مرتکب نہ ہوا تو وہ آواگون (جنم مرن) میں کیونکر آویں مگر جنم مرن میں آنا تو ضرور ہے اسلئے ثابت ہوا کہ وہ بدی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں +

ہم دیانندی آریہ سے پوچھتے ہیں انکے بزرگ مہاتما نیک خستہ کردار تھے اور ہیں یا پاپی اور بدکار؟ اگر نیک اور بھلے تھے اور ہیں برائی اُن میں نہیں تو چاہیئے وہ ابدی نجات پا جاویں اور آیندہ آواگون میں جو جہنم اور سزا کا گھر ہے نہ آویں پھر اور لوگ آپکے محسن مربی اور بزرگ بن جاویں اور وہ بھی اس طرح نجات پالیں یہانتک کہ محدود ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جاوے پھر سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ہی خدا کے یہاں نہ رہے معاذ اللہ اور بصورت ثانیہ اگر نیک نہیں اور بھلے نہیں تو اُن میں کوئی بھی قابل اعتبار نہ رہے بھلا بدکار کا اعتبار کیا مسلمان انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت کے قایل ہیں اور جو اعتراض عیسائیوں یہودیوں کی تاریخ سے اہل اسلام پر کئے جاتے ہیں اُن میں معترضوں کا دھوکا ہے یا وہ دھوکا دیا چاہتے ہیں یہی اعتراض مولوی فیروز الدین نے صفحہ ۲۸۰ و ۲۸۱ پر کیا ہے +

آریہ رد جواب ۲۹ و ۳۰ - افسوس کہ آپکو باوجود اتنے بیہودہ الفاظ کی بھرمار کے نہ جواب دینے کا طریقہ آتا ہے اور نہ عزیز وقت کا خیال ہے یہ دو تو جواب ایک ہی ہیں پس دو نمبر نہیں - بلکہ ایک ہے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپنے اتنے نمبر کیوں دیئے؟ صرف اس واسطے کہ حواریان مسیح قادیانی میں نام ہو اور ناواقف مسلمانوں میں شہرت عام مگر یہ سودائے خام ہے ہم آپکے جواب کے تین حصے کرکے تینوں کا جواب دیتے ہیں +

حصہ اول ہمارے بزرگوں کی نسبت اعتراضوں کا جواب - ہمارے بزرگ وہی ہیں جنہوں نے وید دھرم انوسار جگت کرتا پرماتما کی اُپاسنا کی - جگت کے اودھار اور پراوپکار کے لئے کمر ہمت باندھی - جنہوں نے جامہ انسانی حاصل کر انسانیت میں کمالیت کی داد دی جنکے اخلاق حسنہ دنیا میں ابتک ضرب المثل ہیں ان کی پیروی سے ہمارے چال چلن سدھر سکتے ہیں اور اخلاق بھی درست ہو سکتے ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ نجات ابدی ہو - کیونکہ ابدی راحت اور سرور سوائے پرماتما کے اور کسی کے یوگ نہیں - ہر ایک روح اپنے کرم انوسار پھل پاتا اور رنج و راحت اٹھاتا ہے؟

کردۂ خویش مثل است کہ نے آید پیش

میں اس موقع پر اپنے دو بزرگوں کے قول اُن کی زبانی درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں رامچندر جی رامائن آرنیہ کانڈ سرگ ۶۳ شلوک ۴ و ۵ میں فرماتے ہیں +

نمبر ۴ (ترجمہ) لکشمن سے رام جی کہتے ہیں کہ پورب جنم میں نشچے بار بار میرے سے ایسے پاپ ہوئے کہ جنکے کارن آج میں دکھ میں گرا +

نمبر ۵ راج سے بھرشٹ ہوا - اشٹ متروں سے بچھڑنا ہوا پتا کا ناش ہوا ماتا سے ویوگ ہوا اے لچھمن یہ سب شوک ہم کو پورب جنم کے پاپوں کے پھل سے پراپت ہوئے ہیں" اور کرشن جی مہاراج نے لکھا ہے گیتا میں - اے ارجن میرے اور تیرے انیک جنم ہو چکے ہیں - میں یوگ کے سبب ان کو جانتا ہوں مگر تو نہیں جانتا ضرور ہی انسان کو اپنے شبھ اشبھ کرموں کا پھل بھوگنا پڑتا ہے +

حصہ دوم محمدی مذہب کے بزرگوں کی بابت - چور کی داڑھی میں تنکا کی مثال کو مدنظر رکھکر جواب دیتے وقت آپ کو اپنے گھر کی خرابی و تباہی کا خیال آ گیا خیر ہم بتلاتے ہیں کہ وہ کیسے لوگ تھے - بقول +

اگر تو کہیگا ایک تو ہم اب کہینگے سو　　ہر چند اہل ضبط ہیں پر بے زبان نہیں

- ۱- آدم - دیکھو توریت پیدایش باب ۳ - آیت ۹ - ۱۷ +
- ۲- قابیل و ہابیل فرزندان آدم - دیکھو توریت باب ۴ - آیت ۱ سے ۱۶ +
- ۳- نوح نبی - توریت ۹ باب - آیت ۲۱ سے ۲۷ +
- ۴- لوط نبی - توریت پیدایش باب ۱۹ - آیت ۳۰ سے ۳۸ تک +
- ۵- ابراہیم خلیل اللہ - توریت باب ۱۲ - آیت ۱۳ - ۱۹ تک و ۲۰ - آیت ۲ سے ۱۲ تک مشکوٰۃ باب شفاعت +
- ۶- اسحاق نبی - توریت - پیدایش باب ۲۶ - آیت ۶ و ۷ و ۹ +
- ۷- یعقوب نبی - توریت پیدایش باب ۲۷ - آیت ۱ سے ۲۳ تک +
- ۸- موسیٰ نبی - توریت - خروج باب ۳۲ - آیت ۱۹ و ۲۶ سے ۳۱ تک و گنتی باب ۳۱ - آیت ۱۷ سے ۱۸ تک و ۳۵ - استثنا باب ۲۱ - آیت ۱ سے ۱۴ تک مشکوٰۃ باب شفاعت و قرآن +
- ۹- ہارون نبی - توریت خروج باب ۳۲ - آیت ۱ سے ۶ و ۲۴ تک +
- ۱۰- داؤد نبی - سموئیل ۲ - باب ۱۱ - آیت ۲ - ۲۷ و باب ۱۲ آیت ۱ سے ۲۳ تک و قرآن سورۂ ص
- ۱۱- سلیمان نبی - سلاطین ۱ - باب ۱۱ - آیت ۱ سے ۱۱ تک +
- ۱۲- آمنون - فرزند داؤد نبی - سموئیل ۲ - باب ۱۳ - آیت ۱ سے ۱۸ تک +
- ۱۳- عیسیٰ نبی - متی باب ۱۰ - آیت ۳۴ و ۳۵ و یوحنا باب ۷ - آیت ۵ - ۱۱ - و متی باب ۱۲ - آیت ۱۴ و ۱۵ و $\frac{۱۶}{۲۰}$ و مرقس $\frac{۱۴}{۵۰}$ و متی $\frac{۲۶}{۵۶}$ و $\frac{۱۲}{۴۶}$ و $\frac{۲۱}{۱۸ و ۱۹}$ و یوحنا $\frac{۱۱}{۲۰}$ [illegible] و $\frac{۱۲}{۱۴}$ و $\frac{۱۲}{۱۳ و ۱۴}$ و لوقا ۱۲ +
- ۱۴- محمد صاحب قرآن سورۂ احزاب و انفال و انعام و نجم و حج و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ سورۂ نسا و کیمیائے سعادت صفحہ ۲۸۷ و شفائے قاضی عیاض صفحہ ۲۱۲ عربی و روضۃ الاحباب مقصد اول باب دوم و تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک +

مسلمانوں نے انبیا کا حال توریت و زبور و انجیل و تواریخ یہود سے لیا اور وہ کتابیں قرآن کے رو سے الہامی ہیں ہر ایک مومن انکے الہامی ہونے پر ایمان رکھتا ہے پس انکی شہادت جو قبل از محمد ہو چکے ہیں اور جن سے محمد نے نقل کیا قرآن سے ہزار درجہ بڑھکر لائق اعتبار ہے جبتک محمدی ان نبیوں کی کوئی تواریخ پرانے وقت کی بنی ہوئی ان کتابوں کے علاوہ پیش نکریں یا کوئی آیت ایسی توریت و انجیل سے پیدا نکریں کہ وہ بدچلن نہ تھے تبتک انکے نبی اور بزرگ پاپی ہونے سے بچ نہیں سکتے مولوی صاحب آپ مسلمانوں کو دھوکا مت دیجئے منہ سے عصمت کا قایل ہونا امر دیگر ہے اور چالچلن دکھانا امر دیگر +

حصہ سوم تناسخ والے اپنے تمام محسنوں کو بدکار اور برا جانتے ہیں الخ - یہ سراپا غلط ہے اور آپکی دھوکا دہی ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے - بلکہ اس کے خلاف جانتے ہیں - سنو اور کان کھولکر سنو +

روح اور جسم کا قاعدہ قدرت اور شکل و صورت خاص سے ماں باپ ہونا اور اس سے اولاد ہونا اسکے معنے والد و والدہ کے ہیں - بدن کے نیک اور نیکوں کے بد بھی دنیا میں ہوتے ہیں - جیسے پرماتما کے انصاف کے آگے نخواہند پرسید پدرت کیست بلکہ خواہند پرسید کہ اعمالت چیست - روح اور جسم کی جدائی کے بعد یہ سارے تعلق ٹوٹ جاتے ہیں - روح کے ساتھ رشتہ داری نہیں جاتی - بلکہ اعمال جاتے ہیں - ہم آپ کو سمجھاتے ہیں کہ روح ہمارا ماں باپ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا پس ہمارے ماں باپ روح کے ماں باپ نہیں ہیں - ان کا جسم ہی ہمارا ماں باپ ہے جب جسم یہاں جل گیا یا خاک در خاک ہوا - تو وہ سلسلہ بھی ٹوٹ گیا +

کیا جب آپکے بڑے مر گئے اور وہ گور میں خاک در خاک ہو گئے اور مدت کے بعد گورستان کھیت ہو گئے اُنکے جسم کے ذرات کھیت کے ڈھیلے بن گئے اور آپ اُس سے استنجا کرنے لگے تو بتلایئے آپنے اپنے بزرگوں اور محسنوں کیساتھ کیسی عزت کی -

چوں رفت تن و رواں پاک من و تو — خشتے دو نہند بر مغاک من و تو
وانگہ ز برائے خشت گورِ دگران — در کالبدے کشند خاک من و تو

پیش از من و تو لیل و نہارے بودہ است — گردندہ فلک ز بہر کارے بودہ است
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی — کاں مردمکِ چشم نگارے بودہ است

آپ جس خاک پر ہر روز بول و براز کرتے ہیں وہ وہی تمہارے بزرگوں کی خاک ہے یا تمہارے بزرگ ہیں کیونکہ ان کا جسم اسی خاک میں ہے یا یہی خاک ہے گو زمیں ان کی خاک کو کیڑے اور بچھو کھاتے ہیں اور خلق عالم جوتے پہنے انکے سر پر سے گذرتی ہے اور اصحاب کہف کا ساتواں دوست جو قبر سے سلوک کرتا ہے تو کسی سے مخفی نہیں ہے

بقہر خدا ہر کسے اوفتاد — ہمہ عالمش پائے بر سر نہند

ہمارے بزرگوں کا جسم خاک ہوا۔ اس سے کھیت میں غلہ ہوا اور غلہ کیا ہے اصل میں خاک ہے وہ خاک تم نے کھائی۔ اور اس سے پاخانے گئے وہ سوروں نے کھایا یا کتے نے پس تمہارے بزرگوں نے کتوں کے قالبوں میں حلول کیا +

لواطت لوط علیہ السلام کی امت کا دستور ہے علت المشائخ یعنی شیخوں کی بیماری اسکا نام حکمت میں ہے اور یہ خاصکر سب سے زیادہ مولویوں ملانوں شیخوں مسجد نشینوں نائبوں کو ہوتی ہے اور اس کے مرتکب بھی ملانے اور مولوی ہوتے ہیں کیونکہ فاعل مفعول دونوں کی گردان انہیں ازبر ہوتی ہے۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن۔ مولوی امام الدین احمد صاحب کیوریٹر میوزیم آگرہ میڈیکل سکول نے لکھا ہے "ملانوں میں یہ مرض اس وجہ سے کہ ان کو عورت تو نصیب نہیں ہوتی یا ظاہرا پارسائی کی وجہ سے اندیشہ تولد کی طرح عورتوں سے ارتباط نہیں رکھتے۔ اور فقہ کا سبق الامرد کالنساء محبوب یاد ہی ہوتا ہے نفس امارہ کے اتباع اور جوش شہوت سے مغلوب ہو کر لڑکوں (یعنی مسجد کے طالب علموں) سے کاربراری کرتے ہیں" (دیکھو رسالہ اعجالہ جریان صفحہ ۲۴)

اور اسلامی ملکوں اور اسلامی سلطنتوں میں اسکا بہت زیادہ رواج ہے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی اغلام و لواطت رائج ہے اور قول قرآن کو سند پکڑتے ہیں +

بخارا شریف۔ ایران شریف۔ افغانستان۔ کابل شریف و بلوچستان روم۔ لکھنؤ شریف۔ اور اس کا فرنگی محل۔ حیدرآباد دکن۔ بھوپال۔ بہاولپور۔ جہاں جہاں ان کا قدم مبارک ہے وہاں وہاں اس شرمناک فعل کی منڈی گرم ہے۔ بخارا شریف میں تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنی اولاد خوبصورت کو درشنی ہنڈی چاکر جلاتے ہیں۔ غلام اور غلمان اور اغلام ایک ہی مصدر سے نکلے ہیں اور یہ بہشت میں بھی موجود ہیں اب اس فقرہ کا جواب کہ محدود ارواح نجات پا کر ارواح کا سلسلہ آخر محدود زمانہ میں ختم ہو جاوے اور پھر سرشٹی کے پیدا کرنیکا سامان ہی خدا کے پاس نہ رہیگا۔ واضح ہو کہ ہم ارواح کو محدود نہیں جانتے ہاں خدا اپنے محدود علم سے ان کو جانتا ہے نہ کبھی روح کا خاتمہ اور نہ مادہ کا خاتمہ اور نہ سامان کا خاتمہ ہوگا۔ اور نہ سلسلہ ختم ہوگا۔ ہمیشہ اسی طرح انادی پرماتما انادی رعیت کا راجہ اور مالک رہیگا۔ مگر یہ سارا اعتراض قرآنی خدا پر عاید ہے۔ کیونکہ اسکی بساط محدود ہے آدم سے پہلے سرشٹی کے پیدا ہونیکا سامان ازل سے غریب خدا کے پاس نہ تھا ہاتھ پر ہاتھ بے بضاعت بنیا کی طرح رکھے اور تول رکھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ حیران تھا کہ کیا کروں بڑی مشکل سے غریب نے خودکشی کی۔ اور اپنے ٹکڑے کر کے پھیلا دیئے ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ہو گیا تب خدا کہلانے لگا۔ افسوس ایسا بے بضاعت خدا جھٹ پٹ بنجا خدا ہے

چو نیکو بنگری آئینہ ہم اوست — نہ تنہا گنج بل گنجینہ ہم اوست

قیامت کے بعد بھی وہ سامان نہ رہیگا۔ روحیں ختم ہو جاوینگی مادہ ختم ہو جاویگا خدائی کارخانہ درہم برہم ہو جاویگا کیونکہ کل شیء ھالک الا وجہ اللہ بہشت و دوزخ اور سب نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں کی روحیں اور بھلوں کی روح سب فنا ہو جاوینگی تب غریب اور بے بضاعت خدا عرش کے بالاخانہ پر ہنوز چشمانش نگران ہست کہ ملکش بادگران ہست کی طرح اوساں باختہ بیٹھا رہیگا معاذ اللہ چند دنوں سے غریب اور بے بضاعت خدا نقش موہوم و مخیل کی طرح مداری بن اپنے پیٹ سے انتڑیاں نکال تماشا دکھلا خدا بن بیٹھا مگر جونہی تماشے کا ہاتھی آیا تو ع نہ تازریچا نہ ڈفلے بادری۔ گدھا بنا سو کتا۔ غرض سیاپا خانہ خدا کو خود دینا پڑا۔ کیونکہ ہمہ اوست یا ہمہ از وست کے سوا غریب کا چھٹکارا نہیں تھا معاذ اللہ مولوی صاحب ایسے مداری تماشہ گر چھلیا۔ نقش موہوم۔ بہروپیا بلکہ مخیل کا کیا اعتبار معاذ اللہ

مولوی صاحب اکتیسواں جواب میں نے اپنے کانوں سے بڑے بڑے راجاؤں مہاراجوں سے سنا اور یہ تقدیر ماننے مسئلہ تناسخ کے نیچ بھی ہو وہ لوگ کہا کرتے تھے تپیوں راج اور راجوں نرک کیا معنے تپ یعنی ریاضتوں اور سخت سخت اور مشکل مشکل عبادتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ریاضت کنندہ ریاضت کے بعد راجا ہو جاتا ہے۔ پھر راج کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ انسان یعنی راجہ دوزخی ہو جاتا ہے اس کلام کا دوسرا جملہ یعنی راجوں نرک اس لئے بھی سچ ہے کہ راجوں اور مہاراجوں سے اکثر ظلم و تعدی ہو جاتی ہے۔ ان سے پورا پورا انصاف محال ہے پھر عیاشی اور فضولی وغیرہ وغیرہ آفات میں مبتلا رہتے ہیں بلکہ میرے جیسا تجربہ کار تو شہادت بھی دے سکتا ہے کہ علی العموم یہ دوسرا جملہ سچ ہے کیونکہ دوزخ کا نمونہ ان میں مجھے دکھائی دیتا ہے۔ جیسے سفلس (آتشک) پہاڑی روگ گرمی بادشجر۔ مبارک کہتے ہیں۔ اہل مصر نے نائیٹریٹ آف سلور کا کیا خوبصورت نام رکھا ہے۔ الحجر الجہنمی۔ میں جب کبھی آتشک کے زخموں پر اس کا استعمال کرتا ہوں۔ اس وقت اس مصری نام کی خوبی جیسی مجھے معلوم ہوتی ہے شاید ایک ناتجربہ کار یا شرایع سے ناواقف کو ہرگز معلوم نہ ہوتی ہوگی +

آریہ۔ آپکے اس جواب کا ہم کیا رد کریں اسکا ایک ایک لفظ تسلیم کے قابل ہے اور جب ساتھ اسکے آپکا تجربہ بھی شامل ہے کہ ضرور راجاؤں کو ایسا ہوتا ہے کیونکہ آپ راجہ شاہی حکیم تھے۔ الحمد للہ کہ آپکے منہ سے بھی کلمہ حق نکل گیا بیشک راجاؤں اور بادشاہوں کو جو کہ ظالم اور عیاش ہوتے ہیں جہنم ملتا ہے بمقولہ راج اور راجوں نرک۔ پس محمود۔ تیمور۔ اورنگ زیب۔ نادر۔ غیاث الدین علاؤالدین سکندر لودھی۔ احمد شاہ ابدالی وغیرہ جیسے ظالموں اور سفاکوں اور عیاشوں کو ضرور نرک (جہنم) ملتا ہے یعنی برے کرموں کے بدلے میں اس جنم اور دوسرے جنم میں دکھ الحجر جہنمی وغیرہ روگوں میں مبتلا ہوتے ہیں مگر جس قدر آپنے یہ تسلیم کیا اور سمجھ لیا۔ کہ ضرور ظلم و عیاشی کا پھل دکھ ہے اب انکو راج کیوں ملا صاف ظاہر ہے ع

زگرمے کہ نیکی پسند د خدائے — دہد خسروے عادل و نیک رائے

اور اس کے خلاف ع

چو قومے بعصیاں شود مبتلا — جفا کار شاہے فرستد خدائے

اور یہ تو صاف ظاہر ہے ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت پس ظالم و عادل بادشاہ دونوں ہی اپنے سابقہ اعمالوں کے سبب بادشاہ ہوتے ہیں مگر چونکہ اختیار بلکہ دونوں سُتنتر (آزاد) ہیں اسی واسطے حسب منشاء آزادی کوئی عدل کرتا ہے کوئی ظلم اور انکے معاوضہ میں درگاہ الٰہی سے سزایاب ہوتے ہیں پس یہ سارے کے سارے بہ تعلق اعمال سابقہ اور نیز جنم سے ہیں نہ کہ اتفاقیہ یا خودبخود +

مولوی بتیسواں جواب ہم نے مانا آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں مگر یہ لیل

نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ اعمال دُنیوی اور اِسی جنم کے ہیں ہاں ثمرات کہتے ہیں فائدہ بھی ہے کہ جزا و سزا ایں باعث انعام اور موجب سزا کا علم اور اِسکا یاد ہونا ضرور ہی ثمرات ہیں علم اور یادداشت ضروری نہیں غایۃ مافی الباب یہ ہیں وہ اسباب موجبات یاد نہ ہوں سو ایسی یادداشت تو تناسخ ماننے والوں کے نزدیک ضرور نہیں رہتی یہ بات کہ بچہ میں ایسے کونسے اعمال ہیں جنکے باعث بچے نے سزا بھگتی یا جسکا ثمرہ اُٹھایا سو اسکے دو جواب ہیں +

اول یہ کہ اعمال دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ اعمال ہیں جسکا ثمرہ یا جزا لینے میں عامل اور فاعل یا مرتکب کا عاقل و بالغ اور سمجھدار ہونا جان بوجھ کر قانون قدرت کے خلاف ورزی کا مرتکب ہونا ضرور نہیں مثلاً ایک نادان لڑکا آگ میں ہاتھ ڈالدے یا زہر یا دودھ پلایا جاوے اور ایسی خلاف ورزی میں سزا جزا اور ثمرہ کا اُٹھانا ضروری ہے۔ بہت نہ ہو تھوڑا ہی سہی مگر ایسی صورت میں اگر قدرے قلیل دُکھ و الم اور رنج رساں ہو تو انکی تلافی اس اجر عظیم سے ہو جاتی ہے جسے شہادت کا مرتبہ کہتے ہیں +

دوسرے وہ اعمال ہیں جن میں قانون کی خلاف ورزی مرتکب جرایم کا عاقل بالغ جان بوجھکر جرم کا مرتکب ہونا ضروری ہے ایسے قوانین کو قانون شریعت قانون حکما۔ قانون حکام کہتے ہیں۔ پس لڑکے قانون قدرت کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں۔ اُنہوں نے خود کئے یا اُن کے والدین اور مربیوں نے +

دوم۔ لڑکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ جان بوجھکر کسی بُرائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں اور اِسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں یا تو اِس لئے کہ بُرائی کی مرتکب اُن کی روح ہے اور اُن کی روح جیتن ہشیار اور ان کی کمزوری کیوقت ایسے گُن کرم اور سبھاؤ کے ساتھ ہے جیسے جوانی کے وقت +

اور یا اِس لئے کہ جسقدر کے وہ لڑکے ہیں اور جسقدر اُنکے جسم اور عناصر کی استعداد ہے اسقدر کی سمجھ والی اُنکی روح بھی ہے پھر جیسے چھوٹی سی چیونٹی بھی روح اور سمجھ کا ایک مقدار رکھتی ہے اور سمجھ کے خلاف مرتکب بھی ہوتی ہے اسی طرح وہ لڑکے بھی جنکو بیمار دیکھتے ہیں اپنی وسعت اور سمجھ کے موافق کسی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے ہونگے

جب ہم عقلا و حکما اور بڑے بڑے سمجھ والوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بھی عقل اور سمجھ کے خلاف کرتے ہیں اور اِس کی سزا پاتے ہیں بھلا چھوٹی سی عقل کے بچے ایسا کیوں نہ کرتے ہیں بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ لڑکوں کو تو کچھ بڑی تکلیف نہیں ہوتی اور اِسکے والدین مثلی اپنے اِسی جنم کے اعمال کی سزا بھگتتے ہیں اور [illegible] ہے کہ ایسے لڑکوں کو آیندہ اعلا اور زندگی میں ترقی کا سامان ملجاوے +

آریہ تیئیسویں جواب کا رد۔ اِس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں مان لیا کہ "آرام و تکلیف اعمال کے ثمرات ہیں" "پس لڑکے قانون قدرت کے خلاف ورزی میں گرفتار ہیں" "لڑکے بھی ہم کہتے ہیں جان بوجھکر بُرائی کے مرتکب ہوا کرتے ہیں" اور اسی کی سزا میں گرفتار ہوتے ہیں" وغیرہ پس آپکے پچھلے سارے انکار آپکو شرمسار کر رہے ہیں درحقیقت سلسلہ اعمال اور سزا سے سوائے اقرار کے کوئی چارہ نہیں ہے ثمرہ کہئے جزا کہئے سزا کہئے۔ ہمارا مطلب ہر طرح حاصل ہے کہ یہ سب تفرقہ دُکھ اور راحت کے متعلق اعمال سے وابستہ ہے پس اس مسئلہ کو تو آپنے مان لیا۔ اب دیکھئے تناسخ سے کیا انکار ہے +

ہم نے مولوی صاحب کے جواب میں نمبر لگا دیئے تاکہ رد اچھی طرح سے سمجھ میں آسکے اور طول فضول عبارت ہم کو بار بار نہ لکھنی پڑے کیونکہ ہم کو تحقیق حق سے غرض ہے کاغذ سیاہ کرنیکی مرض نہیں +

آپکے اعتراض نمبر ۱ کا جواب یہ ہے کہ وہ اعمال دُنیوی اور اِسی جنم کے اِسواسطے نہیں کہ وہ اس سے پہلے کے ہیں یہاں صرف اُسکا پھل ظاہر ہے بیج ظاہر نہیں پس بیج اِسکا دوسرے جنم کے اعمال ہیں حصہ نمبر ۲ کا یہ رد ہے کہ بچہ نے قبل از پیدایش حمل میں کس طرح انگلی مار کر اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالیں کس طرح اپنے پاؤں توڑ ڈالے کس طرح حمل میں بہرہ اور گونگا ہو گیا۔ کیوں غریب اور کنگال کے گھر میں آیا کیا وہ درحقیقت چاہتا تھا اِسکا ثبوت قیامت تک آپ سوائے اقرار تناسخ کے نہیں دے سکتے کیوں جنم سے دُکھ میں پڑا۔ اور کیوں سُکھ میں آیا۔ یہ سارے اسباب ہیں جسکا سبب قبل از پیدایش بچہ کے اپنے حمل میں کوئی فعل ہونا چاہیئے اگر یہیں ہے تو تناسخ بدیہہ دلایل سے ثابت ہے آگ سے یا زہر سے مرے ہوئے بچہ کو آپ شہید سمجھتے ہیں مگر کیا بغیر ارادہ و نیت و خبر کے ثواب یا عذاب ہو سکتا ہے ہرگز نہیں پس وہ کسی طرح نہ عذاب و ثواب کے مستحق ہیں اور جو حمل میں مر جاتے ہیں یا اسقاط ہو جاتے ہیں ان کو تو آپ شاید بہشت سے بھی اوپر قرب الٰہی کا درجہ دیتے ہونگے آپکے خیال اور قرآنی آیات کے مطابق اچھا ہوتا ہے جو لڑکے یا زہر سے مرتے ہیں کیونکہ شہید ہوتے ہیں آفرین آپکی عقل پر اور تحسین دانائی پر۔ برین عقل و دانش بباید گریست بیزبان لڑکوں کے جلنے اور زہر کی تکلیف کو آپ قدرے قلیل دکھ و الم و رنج رساں سمجھتے ہیں کسی نے آپکے حق میں اچھا کہا ہے + ؎

کبھی بیدؔ و طاؤس گلستان ذبح کروائے　　بلا سے تیری گر اک بیزباں کی جان پہ بن آئے
تیری تفریح طبع کو عجب اچھا تماشا ہے　　وہ تڑپے ہے تیرے لب پر اہو ہو ہوا ہا ہا

جب یہ صاف ثابت ہے کہ لڑکے قانون قدرت یا کسی قانون کی خلاف ورزی میں گرفتار ہیں پس حمل میں یا پیدا ہوتے ہیں خلاف ورزی اُنہوں نے کیا کی؟ مولوی صاحب! ایمان سے کہنا سوائے تناسخ کے اِسکا کوئی جواب ہے +

مولوی تینتیسواں جواب۔ نیکی کا اثر اگرچہ عمدہ ہوتا ہے مگر نیک اپنی نیکی پر کبھی تکبر کرتا یا نیکی کو ریا۔ اور لوگوں کو دکھلانیکے واسطے بجالاتا ہے کمزور لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور بدی کا اثر اگرچہ بُرا ہونا چاہیئے مگر بدکار اپنی بدی کا تذکرہ کرتا ہے تو بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار اضطراب شرمندگی ظاہر کرتا اور دعا خیر مانگتا ہے اِس لئے نیک اپنی نیکی کو تباہ کر دیتا ہے اور بدکار بدی کے بعد مقرب بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے تب جسکو ہم اور تم عام نگاہ کے لوگ نیک سمجھتے تھے دکھی دیکھتے ہیں اور بدکار کو سکھی اور اپنے غلط توہمات سے اگر کہدیں کہ یہ تکلیف نیک پر اسکے پوربلی جنم کا پھل ہیں اور یہ آسایش بدکار کو اسکے پوربلی جنم کا پھل ہیں تو ہمارا یہ وہم غلط ہوگا۔ کیونکہ ممکن ہے ہماری تشخیص نے غلطی کھائی ہو +

آریہ تینتیسویں جواب کا رد۔ یہ جو آپنے نیک و بد کی مثال دی ہم مان لیتے ہیں مگر جو اس میں آپنے مغالطہ دیا ہے اُسکا پہلے کھنڈن کرینگے بھائی پوربلی جنم کرم نہ سہی سابقہ اعمال سہی جب اس نے نیکی کی اِسکے بعد غرور کیا یا پہلے غرور کیا پیچھے نیکی کی انصاف تو یہ ہے کہ غرور کا بُرا پھل اور نیکی کا نیک پھل ملے ایسے ہی بُرائی کا بُرا پھل اور پرارتھنا کا عمدہ پھل ملنا چاہیئے پس اول عمل ہوتے ہیں پیچھے پھل ملتا ہے اِسمیں بھی آپنے اپنے منہ سے نہیں قلم سے بلکہ دل سے سابقہ اعمال کو پھل دکھ اور سکھ مان لیا ہے اور یہی اس سے ظاہر ہوتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ اس نے اس جنم میں غرور نہ کیا ہو۔ اور نہ اِس نے اس جنم میں پرارتھنا۔ پس اِس جنم سے تعلق نہ ہوگا سبب غرور و اعمال جنم سابقہ اسکا باعث ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ آپنے تشخیص میں غلطی کھائی ہو جیسا کہ اکثر کیا کرتے ہیں۔ الانسان مرکب من الخطا والنسیان +

مولوی چونتیسواں جواب نیکیوں کے بہت اقسام ہیں جیسے نیکیوں کے انواع و اقسام ہیں ایسے ہی نیکیوں کے ثمرات و نتایج کے بھی اقسام ہیں اکثر لوگ

کی حالت یہ ہے ایک قسم یا سو ہزار قسم کی نیکی کرتے ہیں اور جس جس قسم کی نیکی کرتے ہیں اسکو انواع و اقسام کی برکات و ثمرات کو حاصل کرتے ہیں مگر وہی نیک ایک قسم کی نیکی کرنیوالے اور طرح کی بدی بھی کرتے ہیں اور ان بدیوں کی سزا بھگتتے ہیں پھر یہ بھی ہے کہ بعض نیکیاں اس قسم کی ہیں کہ جلد اپنا پھل دیتی ہیں اور بعض نیکیاں اپنا ثمرہ مدت کے بعد ظاہر کرتی ہیں ایسی حالت میں نظارہ کنندہ کبھی غلطی میں پھنسکر کسی قسم کی بدی کے مرتکب کو مطلق نیک اور کسی قسم کی نیکی کرنیوالے کو بدکار کہہ بیٹھتا ہے اس جواب کو بہ قصد واضح کرتا ہے ✤

خاکسار ایکبار مجلس میں انا لنعصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیاۃ الدنیا پر احباب کو کچھ سنا رہا تھا ایک شخص نے اس پر ربافت کیا کہ جب تمام آرام ایمان سے حاصل ہوسکتے ہیں اور انواع و اقسام آلام کفر و نافرمانی سے تو انگریز کیوں حیوٰۃ الدنیا میں منصور و دولتمند ہیں تب خاکسار نے اسکے روبرو تمام اہل مجلس سے عرض کیا کہ ایمان کے ادنیٰ ترین شعبوں میں سے اماطتہ الاذیٰ عن الطریق ہے یعنی رستوں کو صاف کرنا رستوں میں سے دکھ دینے والی اشیاء کو دور کرنا اور مومنوں کی تعریف میں آیا ہے وامرھم شوریٰ بینھم مومن ہیں جنکی حکومت جنکے کام مشورہ سے ہوں اور مومنوں کو کہا گیا ہے۔ وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ترجمہ آدمی کو اپنی سعی و کوشش کا نتیجہ ملا کرتا ہے اور اپنی کوشش کے نتائج کو دیکھیگا ✤

میرے پیارے مخاطبو! ان چند ایمانی احکام پر انگریزوں نے عمل کیا اور تم نے ان احکام پر عملدرآمد سے منہ موڑا جن لوگوں نے ان احکام اسلام کو لیا وہ ان احکام کے پھل بھی اٹھا رہے ہیں تم نے نافرمانی کی اسکا بدلہ بھی بھگت رہے ہو۔ یہ تو امر کی تمثیل ہے ایسا ہی الٰہی نواہی پر نظر کرو۔ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم ترجمہ آپس میں مت جھگڑا کرو باہمی اختلافات سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت و ہوا اکھڑ جاویگی۔ آیت شریف بالا میں تم کو حکم ہے باہمی جنگ و جدل چھوڑ دو۔ والا بودے ہوجاؤگے تمہاری ہوا اکھڑ جاویگی۔ اس نہی کی تم نے پرواہ نہ کی اللہ کے فضل سے تم بھائی بھائی بنے مگر باہم اعدا ہو گئے غرض تم لوگ اپنی خرابیوں کے وبالوں میں گرفتار ہو۔ ہاں نمازیں پڑھتے ہو روزے رکھتے ہو زکاتیں دیتے ہو۔ حج ادا کرتے ہو۔ اور ان سب سے مقدم توحید پر ایمان لائے ہو اور انگریز منشاء ان احکام کے منکر ہیں تو ان اعمال کے ثمرات تم ہی اٹھاؤگے انگریز انکا پھل نہ پینگے غرض جو شخص جس قسم کا بیج بوئیگا اسی قسم کا پھل اٹھائیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ ترجمہ تو کہ تم دنیا اور آخرت میں فکر کرو۔ کی صد اصحابہ کرام اور انکا اتباع عظام نے دین اور دنیا دونوں حسنات کا بیج بویا تھا۔ دونوں کا پھل اٹھایا ✤

آریہ چونتیسویں جواب کا رد

میں حیران ہوں کہ آپنے اس آخری جواب کو تناسخ کے رسالہ میں کیوں لکھا اور آخر میں اگر وہ سارے پچھلے فضول جواب آپ کیوں بھول گئے۔ اسکے جواب میں کرموں کا پھل ملنا تو آپنے ضرور مان لیا۔ وہ پھل کا ڈھکوسلا آپکا کہاں گیا؟ بیشک نیکی اور بدی کا بالضرور اور یقینی طور پر پھل ملتا ہے آپنے جو قصہ لکھا وہ بھی درحقیقت ع سلام روستائی بیغرض نیست۔ کی مثال ہے۔ ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ اس میں آپنے کہاں کہاں غلطی کی۔ اماطۃ الاذیٰ عن الطریق کی آیت پر کبھی اسلام والوں نے عمل نہیں کیا۔ خود خدا کے گھر میں یعنی عرب میں عمل نہیں ہوتا تھا۔ جیسا عرب کا نام محمد صاحب سے پہلے قطاع الطریق اور رہزنی یعنی لوٹیرا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اور جب تک ویدک دھرم پر نہ آویں ایسا ہی رہیگا بتلایئے اس آیت پر عمل ہوتا ہے یا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی کام نکالتے ہو ✤

افغانستان۔ روم۔ ایران۔ بلوچستان۔ تاتار۔ مصر وغیرہ جہاں جہاں اسلامیوں کا راج ہے یا تھا۔ کبھی اس آیت کے ان معنوں پر عمل نہیں ہوا۔ پھر فضول اسلام کی بے میاد تعریفوں سے کیا فائدہ۔ دوسری آیت بھی آپنے بے فائدہ درج کی کیونکہ اس پر کبھی عمل نہیں ہوا یعنی وامرھم شوریٰ بینھم۔ اگر اسلامی بادشاہ مشورہ کرنے تو استقدر ظلم و ستم دنیا میں کبھی ہوتے یا اتنی خونریزی ہوتی ہرگز نہیں اور تو اور خود حضرت ہی کے جہاد اسکے شاہد ہیں بھلا عقل کو اسلام سے کیا نسبت۔ تیسری آیت اور بھی بیفائدہ ہے یعنی ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم یعنی آپس میں مت جھگڑو باہمی اختلاف سے بودے ہو جاؤگے اور تمہاری عزت اٹھ جائیگی حضرت کے مرجانے پر کتنا جھگڑا ہوا۔ خلافت کی بابت کیا کچھ گل کھلے حضرت علی اور معاویہ اور عائشہ اور طلحہ و زبیر و عثمان وغیرہ صحابیوں نے اس آیت پر کتنا عمل کیا۔ کیا ان کو آپ جیسی عقل نہ تھی مولوی صاحب ع شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر ست۔ جو دو آیات آپنے درج کی ہیں وہ علاوہ تناسخ اور مسئلہ اعمال کی مددگار و حامی ہیں یعنی وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ترجمہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کیا اور اپنی کوشش کے ہی نتائج کو دیکھیگا۔ لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ۔ تو کہ دنیا اور آخرت کا فکر کرو۔ جبکہ آدمی کو اپنی کوشش اور سعی کا نتیجہ ملتا ہے اور آیندہ بھی ایسا ہی دیکھیگا۔ اور جیسا کسی نے بیج بویا تھا ویسا ہی پھل اٹھایا۔ پس جنم کے دکھ سکھ یا بلا سبب دکھ سکھ ضرور بالضرور اعمال جنم سابقہ کی سزا و جزا ہے ✤

مولوی پینتیسواں جواب

نیک شخص کے دو پہلو ہیں ایک جہت میں وہ اللہ تعالیٰ کا محب اور ایک جہت میں بباعث اپنی نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے نیک پر تکالیف کا آنا ممکن ہے کہ محبت کی جہت سے ہو۔ نہ محبوبیت کی جہت سے اور انعامات محبوبیت کی جہت سے ہوں نہ محب ہونیکی وجہ سے ✤

آریہ پینتیسویں جواب کا رد

خدا کسی کو نہیں آزمایا۔ کیونکہ آزمانا جاہل ناواقف کا کام ہے عالم الغیب کا نہیں۔ پس نیک یا بد کو جو تکالیف و رنج ہوتے ہیں وہ برائی کے سبب سے اور جو آرام و راحت ملتی ہے وہ بھلائی کے سبب سے اگرچہ اس جواب کا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں مگر آپکا فرضی ممکن و حقیقت ناممکن ہے ہم اسی قاعدہ سے فرض کر سکتے ہیں۔ کہ شیطان پر لعنت اور رحم محبت کی جہت سے ہو نہ کہ عداوت اور کفر کی وجہ سے اور نبیوں کو بہشت گناہ کے سبب سے ہو نہ کہ محبت اور پیار کی وجہ سے کیونکہ دونوں باتیں اسی کی رضا اور خوشنودی میں معلوم ہوتی ہیں۔ ابن عباس فرمودہ کہ امر بعبی اجبار ست یعنی ہر کرا خواہد ایمان آرد ہر آئینہ ایمان آرد و ہر کرا خواہد کہ کافر شود بیشک کافر گردد۔ ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ آنچہ مشیت ازلی بداں متعلق شدہ از سمت تغیر مبرا و از صفت تبدیل معراست ع

ہر کرا خواہی بران و ہر کرا خواہی بخواں حکم حکم تست و کس را چارہ جز تسلیم نیست

(دیکھو تفسیر حسینی سورۃ کہف صفحہ ۹ سنہ ۱۲۸۷ء نولکشور) ✤

جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآنی اعتقاد کے مطابق ان تمام شرارتوں کے بانیوں و کفر و شرک کا موجد بلکہ بانی مبانی خدائے قرآنی ہے ع زینہار از قرین بد زینہار ✤

شیخ عبید اللہ مصنف تحفۃ الہند کا اعتراض صفحہ ۲۷۵ و ۲۷۶

مولوی۔ ہندوؤں کے دین میں قیامت کا ہونا کہیں نہیں لکھا ✤

آریہ۔ قیامت کا مسئلہ جس طرح قرآن میں لکھا ہے اور جو آپکا منشا ہے بیشک ہنود اسکے قائل نہیں اور نہ وہ تسلیم کے قابل ہے قیامت کے روز خدا تعالیٰ کا حساب کتاب کرنا اور ایسی عقل یا علم کل سے نہیں بلکہ منکر نکیر و کراماً کاتبین کے عرض معروض کرنیکے مطابق اسکے ہر فیصلہ عادل و حاکم و منصف ہونیکی صفات کا ابطال ہے اور اسکے کسی گن کا کسی وقت معطل ماننا مرتا اس کی ذات سے انکار ہے پس قیامت کے روز حساب و کتاب خدا کا اجلاس تخت خداوندی پر پیغمبر صاحب کا پیشی کرنا ملائک کا فوجی سلامی

أنا ربنا فرجنت آرمس) اور بعد ازاں رب العرش کا آٹھ فرشتوں کے سر پر رکھی ہوئی پالکی پر سوار یا تخت رواں یا بوڑھے بادشاہوں کی طرح پھر کر کے پاس سے گزرنا۔ علی ہذا القیاس محض باطل اور سراپا غلط ہے +

مولوی کہتے ہیں کہ جب کوئی گنہگار مرتا ہے تو یم راج جسکو ہنود دھرم رائے بھی کہتے ہیں اُسکے رقعہ دار گنہگار کی روح یم راج کے پاس لیجاتے ہیں اور وہ جیسے لائق ہوتا ہے اُس کو ویسا ہی جسم دیتا ہے اس جسم میں اپنے اعمال کی سزا پاکر اس جسم سے نکلکر پھر کسی اور جسم میں داخل کیا جاتا ہے (از سوط اللہ الجبار جلد ۱ صفحہ ۱۳) +

آریہ۔ آپنے اسکا کوئی ثبوت نہیں دیا صرف عوام کے کہنے سے اعتبار کر لیا مگر اصل میں ایسا نہیں بلکہ سرو دیا پک پرماتما کو کسی برقنداز یا چپڑاسی یا اردلی کی ضرورت نہیں البتہ عزرائیل و میکائیل و جبرائیل وغیرہ برقندازوں کا صوبہ دار قرآنی خدا ہے اور وہی بالائے سبع سموات کبھی عرش کبھی کرسی پر جلوہ فرما ہے۔ پرماتما کا نام دھرم راج دھرم رائے اور یم راج یا جمراج ہے اور یم وایو کا بھی نام ہے پس وایو منڈل کے ذریعہ روح دوسرے قالب میں جاتا ہے اور وایو کو اس احکم الحاکمین کا برقنداز (بطور) استعارہ کہیں تو کوئی ہرج نہیں وہی پرماتما ہر جا موجود ہونیکے سبب سب کا ہمیشہ ہر جگہ انصاف کرتا ہے ہر ایک روح کے حق میں بموجب اعمال وہی دھرم رائے یا دھرم راج (حاکم عادل) ہے وہی آپ سچ انتریامتا سے سب کا یم راج (دلوں کا مالک اور عالم) ہے مہرشی سمجھتے بھی کاشف القلوب اور محرم اسرار نہانی سے پرماتما کو انہیں ناموں سے پکارتا ہے اور اُسکے شارح کلوک نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (منو ادھیاء ۸ شلوک ۹۲) پرماتما کے انصاف میں کسی شفیع یا وکیل یا سفارشی کی رسائی نہیں اور نہ کسی ولی یا نبی یا رشی مہرشی کو طاقت گویائی +

ہمہ گشتہ بود خواہ نبی خواہ ولی۔ در وادی ما ارنی یا بقعل بلی

مولوی۔ اسی طرح لکھا جنم لیتا ہے یہاں تک کہ کبھی اژدھا اور چیونٹی سوا اور کتا وغیرہ ہر طرح کے حیوان بلکہ درخت اور گھاس پوٹی بھی اور بعضوں کے نزدیک پتھر بھی ہو جاتا ہے اور بہت سے جنم لیکر جب گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے تو اُسکی مکت یعنی نجات ہو جاتی ہے یعنی نیست و نابود ہو کر خدا کی ذات میں ملجاتا ہے +

آریہ۔ بیشک ہر ایک کرم انوسار سزا و جزا پاتا ہے اور بیچ و میں راحت آرام بھوگنے کو مختلف قالبوں میں جاتا ہے مگر ہر ایک کیواسطے خواہ مخواہ لاکھوں جنم بغیر کرم کے ضروری نہیں ویدک دھرم کی تمام بنیاد انسانی اعمال اور انصاف ذوالجلال پر ہے کسی بیہودہ خیال پر نہیں مگر دین اسلام اس نیک اصول کو قبول نہیں کرتا اور کہتا ہے ؎

با آب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد — گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

مختلف جونوں میں جانا ہرج کی بات نہیں اور نہ علم معقول کے خلاف ہے سارے جسم ایک ہی قسم کے عناصر کم و بیش سے مرکب ہیں اور سب روحیں بھی غیر مادی یک بالذات ہیں مکھی۔ مچھر۔ چیونٹی۔ سور۔ کتا۔ سب کو جان عزیز اور سکھ دکھ کی تمیز ہے اپنی اولاد سے محبت۔ دشمن سے نفرت۔ رزق کی ضرورت۔ شہوت غالب اور انسان کی طرح حرص طالب ہے۔ شہد کی مکھی کے حالات یا خود مشاہدہ کرو ورنہ نگارستان دانش کو مطالعہ کرو تاکہ عقل آوے اور کام کرنا سیکھو اور ایسا ہی دوسری مکھی کی دانائی اور ہوشیاری اور مکڑی چیونٹی کا شہد جمع کرنا اور سب ملکوں میں سردی کیواسطے غلہ یکجا کرنا کون ہے جسکو انکی واقفیت سے انکار ہو۔ اندھیرے میں لگاتار کام کرنا اور ایک شاہی شرک بنانا مستقل مزاجی سے بار بار کوشش کرنا اور کامیاب ہونا اس لایق تو ہے کہ تیمور جیسے شہنشاہ انکی شاگردی کریں لوگ کہتے ہیں کہ چیونٹیاں باتیں کرتی ہیں و حفاظت خود اختیاری ہیں یہ ہوشیار ہیں اور عادی بھی ایسا ہے جس سے آپکا انکار رد ہوگا یعنی قرآن اور محمد صاحب سورۃ نمل میں لکھتے ہے +

قالت نملة يا ايها النمل ادخلوا مساكنكم لا يحطمنكم سليمن وجنوده وهم لا يشعرون فتبسم ضاحكا من قولها ترجمہ گفت مورچہ اے مورچگان در آئید بخانہائے خود تا در ہم نشکنند شما را سلیمان و لشکرہائے او و ندانستہ پس سلیمان تبسم کرد از گفتار مورچہ +

تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ چیونٹیاں خدا کی عبادت کرتی ہیں تسبیح دن رات یاد خدا میں مشغول ہیں پس یہ سب جو ہمیں مسلمانوں سے زیادہ نیک عابد ہیں۔ آدمی فنا فی اللہ نہیں اس سے چیونٹی اچھی ہے ؎ مور گرد آورد بتابستان تا فراغت بود زمستانش۔ پھر اُسی سورۃ نمل میں لکھا ہے فقال احطت بما لم تحط به وجئتك من سبا بنبا يقين ترجمہ پس گفت (ہدہد) جانور در گرفتم بچیزے کہ در نگرفتہ آں را تو و آوردم ترا از قبیلہ سبا خبرے تحقیق را۔ اور اس سے پہلے لکھا ہے کہ سلیمان نے غول جن اور آدمیوں کی بولی بتاتا تھا اور قرآن میں لکھا ہے کہ جانور۔ درخت۔ پہاڑ۔ ستارے۔ شمس و قمر سب خدا کی عبادت اور اُس کو سجدہ کرتے ہیں سورۃ حج الم تر ان اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وكثير من الناس ترجمہ۔ آیا نہ دیدی کہ سجدہ میکنند خدا تعالیٰ را آنانکہ در آسمانہا باشند و آنانکہ در زمین اند۔ و آفتاب و ماہ و ستارہا و کوہہا و درختان و چارپایان و بسیارے از مردمان۔ اسی کے متعلق ایک فاضل کہتا ہے ؎ وا نگر تا بینی از عین شہود جملہ ذرات جہاں را در سجود۔ سعدی کہتا ہے یاد دارم کہ شبے در کاروانی ہمہ شب رفتہ بودم و سحر در کنار بیشہ خفتہ۔ شوریدہ کہ دراں سفر ہمراہ ما بود نعرہ برآورد و راہ بیاباں گرفت و یک نفس آرام نیافت چوں روز شد گفتمش آنچہ حالت بود گفت بلبلان را دیدم کہ بنالش درآمدہ بودند از درخت و کبکان از کوہ و غوکان از آب و بہائم از بیشہ اندیشہ کردم کہ مروت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ کجا روا باشد +

بیل اور گدھے بھی آدمیوں سے اچھے ہیں۔ گاواں و خراں بار بردار بہ
از آدمیان مردم آزار بہ

عموماً درندے اور چارپائے اچھے ہیں بدخلق آدمی بہتر است از دواب ودد
از تو بہ گر نگوئی صواب +

غافل آدمی سے سانپ اچھا ہے۔ انسان تا ز بر پائے زاغی زند کہ ترسد
سرش را بکوبد بسنگ +

اگرچہ پتھر وغیرہ جونوں میں جانا ہم مانتے اور نہ انہیں صاحب ادراک جانتے ہیں کیونکہ اول تو انکے قالبوں میں جانا وید مقدس کے خلاف ہے دوم وہ بیجان لیا سوم جہاں اچھا۔ دویش۔ پریتن۔ سکھ۔ دکھ۔ تمیز نہیں پائی جاتی یا جان کوئی چیز نہیں۔ بنا بریں ان میں روح کا تناسخ ہونا ہم نہیں مانتے +

مگر کتب اسلامیہ کے رو سے آدمی۔ اونٹ۔ سور۔ بندر۔ گوہ۔ چیونٹی۔ گدھا۔ بلی۔ کتا۔ فیل۔ درخت۔ پہاڑ۔ نمک۔ سنگریزہ تک سب جگہ ارواح معلوم ہیں وہ سب مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے عربی جانتے اور بولتے ثبوت کے قابل سجدہ کرتے۔ گویا سب مسلمان اور مسلمانیاں ہیں مفتی شاہ دین صاحب نے حقیقت روح انسانی میں لکھا ہے شریعت میں حد تواتر کو پہنچ گیا ہے کہ درختوں اور پتھروں وغیرہ نے نبیوں کے ساتھ کلام اور اُنکے حکموں کی فرمانبرداری کی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی روح اور شعور رکھتے ہیں۔ (صفحہ ۳۲) +

ہمارا اعتقاد ہے سنّاتنی بنیاد عدل الٰہی اور صداقت پر ہے کہ جہاں جہاں تمیز اور خواہش ہے اُن تمام اجسام میں روح جنم لیتا ہے اُنکی حالتوں کے اختلاف سے اعمال اعمال سے جسم اور جسمی اختلاف سے خدا کا انصاف ثابت ہوتا ہے ورنہ خدا کی

ماننے تناسخ کے نعوذ باللہ ظالم مکار اور دھوکا باز ثابت ہوتی ہے یا نپٹ ناستک ہونا پڑتا ہے جیسا کہ منکران تناسخ کا حال ہے یا پہلے الہام وید سے منکروں کا وہم و خیال جس نے تناسخ کی اصلیت کو نہ سمجھا اور نہ روح کی حقیقت کو جانا اُسے منزہ ہی عدل الٰہی سے ہاتھ دھو ہمہ اوستی یا ملحد ہونا پڑیگا ✦

مولوی۔ اور یہ مسئلہ تناسخ کا بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے کہ اب تمام ہندوؤں کا مذہب ٹھہر گیا ہے اور محض بے اصل ہے ✦

آریہ۔ آپنے صفحہ ۱۱۴ پر تو یہ لکھا ہے کہ بعضے حکما کی خیال بندی اور قیاس ہے۔ اور صفحہ ۱۱۴ پر فرماتے ہیں "اکثر حکما کہتے ہیں کہ نفس قدیم ہے" اور پھر لکھتے ہیں "بعضے حکما تناسخ کے قایل ہیں"۔ اور ایسا ہی اشاعت السنۃ جلد دوم صفحہ ۲۸ پر بھی لکھا ہے مگر مولوی صاحب کیا شکر کا مقام نہیں کہ یہ مسئلہ حکما کا قیاس ہے اور حکما ہی اسکے قایل ہیں اور اکثر حکما نفس کو قدیم مانتے ہیں۔ نہ کہ امی اور جہلا لوگ اور ہندوؤں نے بقول آپکے اگر تقلید کی تو بھی علما اور حکما اور فضلا کی نہ کہ جہلا کی۔ مگر یہ مسئلہ اصل میں نہ تو حکما کا ایجاد ہے اور نہ کسی انسان کا طبعزاد۔ بلکہ یہ قدرتی قانون کی جان اور وید مقدس کا ارشاد ہے جن حکما نے ایشوری قانون اور وید کی تعلیم پر غور کی یا رشیوں کا اپدیش سنا وہ اس مبارک مسئلہ کے قایل ہوئے باقی جاہل رہے اور اصل بات یہ ہے کہ روح اور اعمال کو مانکر بغیر تناسخ کے کوئی چارہ نہیں ہو سکتا بشرطیکہ کوئی عقل سلیم سے کام لے محض بے اصل تو پل صراط۔ شفاعت۔ جہاد۔ حور و غلمان اور بہشت اور دوزخ کے مسایل ہیں۔ اور اسی طرح حلالہ۔ متعہ اور تقیہ جو محمدیوں کی خیال بندی اور قیاسی وہمی وسواس کے باعث ہیں نہ کہ ایسا معقول اور علمی مسئلہ جیسا کہ تناسخ ہے ہر آنکس کہ رو از تناسخ بتافت ✦ بدر جاکہ شیخ عزت نیافت ✦ تناسخ زبس راہ عقل و صواب ✦ اگر عاقلی رو ازیں در متاب ✦ بنقل است کاے تناسخ براست ✦ کہ کیں شناسد جدا راشاعت ✦

آنریبل سید احمد خان صاحب کے اعتراضوں کا جواب

تہذیب الاخلاق جلد اول نمبر ۸ مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۲۸۷ھ صفحہ ۱۱۱-۱۲۳ میں سید صاحب نے اگرچہ اپنے ایک مسلمان دوست کی درخواست پر جسکے دل میں تناسخ کی بابت چند شبہات تھے ایک آرٹیکل لکھا ہے اور اپنے خیال میں تمام زور سے اس مسئلہ کی تردید کر دی تھی۔ مگر حاشا کہ کوئی اعتراض بھی وقعت کے قابل نہیں ✦

قولہ روح کے ایک جسم سے تعلق چھوڑ کر دوسرے جسم سے تعلق کر لینے کو تناسخ کہتے ہیں جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جس طرح جونک اپنی دم کو ایک جگہ جما لیتی ہے پھر جونک اپنے منہ کو دوسری جگہ نہ جمانے دم کو نہیں ہٹاتی۔ اور جگہ نہیں چھوڑتی اسی طرح روح جس جسم سے اس کو تعلق ہو گیا ہے جب تک وہ دوسرے جسم سے تعلق نہیں کر لیتی پہلے جسم سے تعلق نہیں چھوڑتی اور جس جسم سے تعلق چھوڑا ہے وہ ہی اس جسم کی موت ہے اس سے لازم آتا ہے کہ وہ ایسے جسم سے تعلق کرتی ہے کہ اس سے پہلے کسی اور روح نے اُس جسم سے تعلق نہ کر لیا ہو ورنہ ایک جسم میں دو اور تین اور اس سے بھی زیادہ روحوں کا تعلق ہونا لازم آویگا اور یہ منافی اُس وجہ کی ہے جس کی بنا پر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ کو مانا ہے ✦

اقول۔ یہ تو پرانا ردی اعتراض ہے جس کی صدہا مرتبہ تردید ہو چکی روح کا جسم سے تعلق پیدا کر لینا بارادۂ خود نہیں۔ بلکہ قانون الٰہی کے مطابق ہے اور اسی سزا و یا ایک سے نیاز پرور کی ہر ایک روح کو کرم انوسار مختلف قالبوں میں سزا و جزا حاصل کرتی ہے

حکم اپنے اعتبار سے اور بھی سبب ہے کہ اسلامی سلطنتوں میں جیسے اندھیر ہوتا رہا جس جز خراد مراد اپنے جوش جہالت کے ورد کرنیکی غرض سے لاکھوں ہندوؤں کے سر قلم کرا دیں جیسا کہ تعصب کے شعلہ سے بھڑکتا ہوا مولوی رومی قرآنی آیت کا ترجمہ کرتا ہے ~ لاجرم کفار را خون شد مباح ✦ ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح ✦ جفت و فرزندان شان جملہ سبیل ✦ آنکہ ہستند مطرود و ذلیل ✦ پس ایک سے زیادہ ارواح کا کسی جسم سے تعلق نہیں ہو سکتا ✦

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں اور اس میں انکے دو فرقے ہو گئے ہیں۔ ایک فرقہ وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ جب روح ایک جسم سے مفارقت کرتی ہے۔ تو دوسرے جسم میں چلی جاتی ہے گو کہ وہ جسم اُس جسم کی نوع ہو جس سے اس نے مفارقت کی ہے یعنی یہ بات ممکن ہے کہ گدھے کی روح جب وہ مرنے لگے۔ انسان کی جون میں چلی آوے۔ اور انسان کی روح جب وہ مرنے لگے۔ گدھے کی جون میں چلی جاوے احمد ابن حابط اور احمد ابن بابوس جو اس کا شاگرد تھا۔ اور ابو مسلم خراسانی اور محمد ابن ذکریا رازی طبیب اور قرامطہ کا یہی مذہب تھا۔ اور ظاہرا یہی مذہب ہندوؤں کا بھی ہے محمد رازی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب جانور مار ڈالے جاتے ہیں تو ان کی روح انسان کی جون میں چلی جاتی ہے ✦

دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایک قسم کی روح دوسرے قسم کے جانور میں نہیں جاتی بلکہ ہم قسم جانوروں میں جاتی ہے یعنی انسان کی انسان میں گدھے کی گدھے میں شیر کی شیر میں وعلیٰ ہذا القیاس ✦

پس اگر تناسخ کو مانا جاوے تو ایک قسم کی روح کا دوسرے جسم سے اُس وقت تعلق ہوگا۔ جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ یا انڈے کے اندر یا سڑے ہوئے مادہ میں جس سے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اور کسی اور روح نے اُس سے تعلق نہ کر لیا ہو

اقول۔ بیشک قایلین تناسخ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں وہ خود غرض مذاہب کی طرح اپنے دین والوں کے سوا غیروں کو واجب القتل و الصلیب نہیں جانتے جنہیں علم معقول سے کبھی مس نہیں۔ اور جو ہمیشہ تقلید پرستی کے سبب جادۂ راستی و تحقیق کیطرف قدم نہیں اُٹھاتے جن کو شروع سے نمک اور کافور کی تمیز نہیں جیسا کہ روضۃ الصفا میں بذکر خلافت عمر لکھا ہے اکثر مورخین گفتہ اند کہ در قادسیہ و مداین خرد اربابے کافور بدست عربان افتاد و آنرا نمک پنداشتند و ہمت بر مبادلہ صفایح طلا بصفایح نقرہ گماشتند — روضۃ الاصفا جلد ۲ ص ۴۰۲ مطبوعہ نولکشور ✦

ایسے اسلامیوں میں اگر دو فرقہ ہو گئے ہوں تو کچھ شک نہیں اور اگر زیادہ فرقہ ہونا کسی مذہب کے بطلان کی دلیل ہے تو بھی سب سے پہلی اسلام کی سلامتی نہیں۔ مگر دونوں طرح ماننے سے اصول میں کوئی فرق نہ آیا۔ اور نہ تناسخ کے ثبوت میں کوئی دقیقہ باقی رہ جاتا ہے قطع نظر اس کے دیگر تمام تناسخ ماننے والوں میں کوئی ایسا اختلاف نہیں جس سے اصول میں لغزش ہو جیسا اسلام میں بہشت، دوزخ، قیامت، معراج اور شفاعت کے مسایل جن میں اسلامیوں کا سخت اختلاف ہے

قولہ۔ یہودی اور عیسائی اور جمہور مسلمان تناسخ سے منکر ہیں اور مسلمان تو ان لوگوں کو جو تناسخ کے قایل ہیں کافر قرار دیتے ہیں ✦

اقول۔ مسلمانوں کا کسی کو کافر قرار دینا ایسا لایعنی اور بیہودہ ہے جیسا کہ اور مذاہب والے مسلمانوں کو کافر کہیں۔ آپ کس منہ سے بجز مسلمانوں کے مددگار رہتے ہیں جبکہ مسلمانوں نے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے۔ سنی مسلمان شیعوں کو قطعی کافر کہتے ہیں اور اسی طرح شیعہ لوگ سنیوں کو اور یہ دونوں وہابیوں کو ہم مسلمانوں کے کافر کہنے کو فقیر بھلا اشیاء کے ہمصفیر ہیں ✦

بھلیا تینوں کافر کافر کہندے سے توں آہو آہو کہندا رہو۔

محقق نصیر الدین طوسی کو نظام معتزلہ نے کافر کہا۔ اُنہوں نے اِس کے جواب میں یہ شعر تحریر فرمایا +

نظام بے نظام ار کافرم خواند   چراغ کذب را نبود فروغے
مسلمان خوانمش زیرا کہ نبود   سزاوارِ دروغے جز دروغے

تمام عقلمندوں کو اعرابی مسلمان اپنی اعرابیت سے کافر کہتے ہیں اور عقلمند انہیں تازی اعرابی اور بردہ فروش اور طائفہ دزدان قرار دیتے ہیں۔ ہم بقول امیر خسرو +

کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست

قولہ۔ بہر حال جو لوگ تناسخ کے ہونیکا دعوے کرتے ہیں ان پر بار ثبوت ہے کہ وہ اپنے اس دعوے کو ثابت کریں۔ اس دعوے کے اثبات کے لئے دو قسم کی دلیلیں ہو سکتی ہیں عقلی و نقلی۔ نقلی دلیلیں تو محض بیکار ہیں اس لئے وہ دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتیں بلکہ خود اُس مذہب کے پیرو بھی اِن نقلی دلیلوں پر بحث کر سکتے ہیں کہ آیا اُن سے وہ دعوے ثابت ہوتا ہے یا نہیں +

باقی رہی عقلی دلیل اگر دلیل عقلی یقینی سے ثابت ہو تو بلا شبہ اُس کو ماننا پڑیگا۔ دلیل عقلی دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ ایک محسوسات محققہ پر مثلاً زید ہمارے سامنے کھڑا ہے تو ہم کو یقین ہے کہ زید موجود ہے دوسری عقلیات پر جو اولیات پر مبنی ہوں اولیات سے ایسے امور مراد ہیں جن میں غور و فکر کی حاجت نہ ہو۔ جیسے ہمارا یہ کہنا کہ دس زیادہ ہیں تین سے یا یہ کہ ہونا اور نہ ہونا یا حادث و قدیم یا موجود و معدوم یا واجب و ممتنع ایک جگہ اور ایک چیز میں جمع نہیں ہو سکتے +

پس تناسخ کے اثبات کے لئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے جبکہ انسان کے یا حیوان کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو کوئی حسی دلیل اس پر نہیں ہوتی۔ کہ اُس میں کسی دوسرے جسم کی روح آگئی ہے وہ پیدا ہونے پر یا چھینکنے میں یا بڑا ہو کر یا مرتے وقت یہ نہیں کہتا اور نہ بتاتا ہے۔ اور نہ یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح آئی تھی۔ اور نہ دیکھنے والے کسی حالت میں جان سکتے ہیں۔ کہ اِس میں دوسرے جسم کی روح تشریف فرما ہوئی ہے +

عقلیات اولیات میں سے بھی کوئی دلیل اِس بات پر کہ اِس آدمی کے یا گدھے کے بچہ میں دوسرے جسم سے روح آئی ہے موجود نہیں ہے پس دلائل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے +

اقول بیشک تناسخ کے ماننے والوں پر بار ثبوت ہے اور انکا فرض ہے کہ وہ اس دعوے کو ثابت کریں اور اِس میں بھی شک نہیں کہ نقلی دلیلیں دوسرے مذہب والوں پر حجت نہیں ہو سکتی ہیں مگر گستاخی معاف آپ منقولی دین سے ڈرے ہوئے ایسی باتیں کہتے ہیں وید مقدس کی ہدایت منقولی دین نہیں ہے بلکہ سراپا معقول ہے اُس میں کوئی ایسی بات ہی نہیں جو کہنے سے مان لینی پڑے بلکہ تمام امور کو دلائل معقول سے سمجھایا اور ذہن نشین کرایا ہے +

ہمیں افسوس ہے کہ ملا سوچے سمجھے معقول دلائل سے نہیں بلکہ بے ثبوت مغالطوں سے دھوکا میں پڑ کر کہدیا کہ دلائل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہے +

عقلی دلیل کی پہلی بنیاد محسوسات محققہ پر رکھکر آپ کہتے ہیں کہ تناسخ کے اثبات کیلئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہے۔ "حضرت! روح کے جسم میں آنے میں حسی دلیل کا نہ ہونا روح کے غیر مادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ تناسخ سے انکار کا کیونکہ روح کا جسم میں آنا اور نکلنا دونوں حسی دلیل سے ثابت نہیں ہیں لیکن جسم میں بغیر روح کے کام کرنیکی طاقت نہیں نظر آتی۔ یعنی مردہ جسم علم سے خالی دیکھتا ہے اور روح کا فعل یا وصف صرف علم ہے۔ باقی رہا اُسکا نہ بتانا یہ بھی انکار کیلئے کافی دلیل نہیں کیونکہ جب روح دنیا میں آتی تب ہم اُس میں طاقت گویائی نہیں دیکھتے اور دماغ کیساتھ رہنے سے سب معلومات بھی نہیں بھول جاتے ہیں نو مہینہ حمل میں اور دو تین سال بلکہ دس سال طفولیت میں موجودہ جسم کے تعلقات کے سبب رہنے سے خیالات بھی منتشر ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ ہمیشہ اکیلے بیٹھکر اپنے خیالات کو منتشر نہیں ہونے دیتے وہ اپنا پڑھا ہوا کبھی نہیں بھولتے اور جن کے خیال دنیادی خیال سے منتشر رہتے ہیں انہیں ایک گذشتہ کی بات بھی یاد نہیں رہتی دوسرے چونکہ انسان کبھی اس بات کی کوشش نہیں کرتا کہ ہر ایک جاندار کی نیچر معلوم کرے۔ نہ روح کے جسم میں آنے کے چند روز بعد تک بھی اُسکی عادت سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتا ہے کہ روح فلاں جسم سے آئی ہے +

مثلاً تین آدمی ہیں ایک پہلے امیر تھا۔ اب بھی امیر ہے دوسرا پہلے غریب تھا اب امیر ہے تیسرا پہلے امیر تھا اب غریب ہو گیا ہے اگر وہ تینوں کسی منجم کے سامنے ایک سا لباس پہنکر چلے جائیں وہ اُنکی ظاہری صورت سے تو پہچان نہیں سکتا۔ لیکن جس وقت اُن کی نشست و برخاست اور کلام وغیرہ سے تحقیق کرنا چاہیگا۔ تو بخوبی جان لیگا۔ بشرطیکہ اُس کو اس بات کا علم ہو۔ حکیم سقراط کا ایک غلام سے اشکال اقلیدس حل کرانا۔ کیا آپنے نہیں پڑھا یا اُس اندھے فقیر کی نقل آپکو معلوم نہیں جس نے بادشاہ وزیر غلام کو معلوم کرکے بادشاہ کے دریافت کرنے پر کہا تھا کہ حضور آدمی بات سے پہچانا جاتا ہے +

پس حسی دلیل تناسخ پر کیا بلکہ روح کی ہستی اور تمام روحانی قوائے پر نہیں ہے کیونکہ حسی دلیل کا مرکبات کے سوا کسی لطیف چیز کیساتھ تعلق نہیں ہے روحانی قوائے کے علاوہ حرارت کا سب جگہ موجود ہونا۔ قوت مقناطیسی۔ قوت کشش درمیان سورج و زمین وغیرہ پر کوئی حسی دلیل قائم نہیں ہو سکتی اور اصل میں حسی دلیل تمام الہیات کے ماننے والوں کے سامنے بازیچہ طفلاں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی +

باقی رہے دلائل عقلی وہ سارے کے سارے تناسخ کے حامی ہیں مثلاً عقل سے ثابت ہے کہ جسم میں روح موجود ہے اور کام کر رہی ہے اِس پر مندرجہ ذیل سوال پیدا ہوتے ہیں +

- اول۔ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی یا اِس سے پہلے تھی +
- دوم۔ جسم سے پہلے ہونے کی حالت میں کہاں تھی +
- سوم۔ روح جسم کے بغیر ہمیشہ رہ سکتی ہے یا کچھ دیر تک +
- چہارم۔ جسم سے روح الگ ہو کر کہاں جاتی ہے +

اگر مان لیا جاوے کہ روح جسم کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور بے تعلق مادہ کے کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی تو اِس صورت میں وہ خواص مادہ سے ایک خاصہ ہو جاتا ہے۔ اور سرے سے روح کا وجود ہی باطل ہو جاتا ہے جس طرح وہ جسم کے پیدا ہونے سے پیدا ہوئی ہے روح جسم کے فنا ہونے سے فنا ہو جاویگی اور اِس حالت میں جزا و سزا۔ بہشت و دوزخ حور و غلمان ثواب و عذاب و نجات و دیدار الٰہی کے سب گاؤ خورد ہو جاتے ہیں اور عاقبت کے تمام کارخانے دریا برد۔ اور یہ مسئلہ اول درجہ کی گمراہی اور الحاد کا بانی ہے۔ اگر مان لیں کہ روح جسم سے پہلے موجود تھی تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ کہاں تھی اور کس حالت میں تھی۔ روح کی موجودہ حالت کا اندازہ لگانے اور اُس کے جسمانی تعلقات پر خیال دوڑانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چین سے بیکار رہنے والی چیز نہیں اور تمام مادی جگت میں نظر دوڑانے سے جہاں تک عقل کی رسائی ہے پرتیت ہوتا ہے۔ کہ وہ بغیر جسم دھارنے کے بُرا بھلا کام نہیں کر سکتی۔ اور سادہ پرست اسلام نے تو نجات میں بھی بغیر جسم کے۔ رہنے دیا کیونکہ حور و غلمان وغیرہ تمام جسمانی خوشیوں کو بغیر جسم نہیں بھوگ سکتی۔ پس ضرور ہے کہ وہ پہلے بھی جسم دھارن کرتی رہی ہو۔ کیونکہ اِس کے بغیر انتظام عالم چلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یا چلنا محال ہے اور اِس صورت میں وہ جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی قائم بالذات رہیگی۔ اور روح قدیم ثابت ہو جاوے گی کیونکہ

تناسخ

وہ قائل نہیں اور نہ علمی اور عقلی اصول مانتے ہیں مگر ان تناسخ کے تمام اصول ناکارہ و فضول ہو جاوینگے +

اور ساتھ ہی یہ ثابت ہو جاویگا۔ کہ روح اپنے مالک کی طاقت سے تو کچھ دیر تک بغیر جسم رہ سکتی ہے لیکن ہمیشہ نہیں مثلاً گیند یا توپ کا گولہ یا کوئی اور وزنی چیز بغیر آدھار کے نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ گیند کو اوپر کی طرف پھینکیں تو اتنی دیر تک کہ جس قدر پھینکنے والے کی طاقت سے اُسے بل ملا وہ بلا آدھار کے رہی۔ مگر پھر اُسکے بل کے دور ہوتے ہی زمین پر آگریگی۔ اور یہ وقت ہمیشہ طاقت کے فرق سے مختلف ہو سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عارضی طاقت ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ روح معطل یا بیکار رہ سکتی ہے۔ ان سب عقلی دلایل پر غور کرنے سے تناسخ صاف طور پر ظاہر ہے۔ اور جب کہ تمام منطق جاننے والے متفق البیان ہیں کہ (۱) انسان حیوان یعنی انسان حیوان ہے جیسی انسان میں روح ہے ویسی تمام حیوانوں میں روح ہے عقل کا فرق یا دماغی قصور امر دیگر ہے جیسے چھوٹا بچہ مجذوب یا شاہ دولہ کے چوہے یا مخبوط الحواس انسان اور ایک حبشی بھیل گونڈ اور پتہ پوش اور عرب کے بدو اور ایک علی گڈھ کا نیچری یا کسی اور ولایت کا مہذب تعلیم یافتہ اسی طرح تمام حیوان علی القدر مراتب انسان کے ساتھ ملتے ہیں اور سب میں کام کرنیوالی روح موجود ہے +

قولہ۔ جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں۔ اُن کی اول دلیل یہ ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی اول تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی دوسری یہ کہ کبھی روح مادہ سے علیحدہ بھی تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو یہ قول کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی۔ غلط ہو جاتا ہے۔ معہذا کسی جاندار کے مرجانے سے اسکا مادہ کسی حالت میں معدوم نہیں ہوتا۔ پس روح کو اس مادہ کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں +

اقول۔ آپنے غلط سمجھا۔ اُن کی دلیل ایسی نہیں بلکہ اس طرح پر ہے کہ روح بے تعلق مادہ کے کام نہیں کرتی۔ یعنی نیک و بد افعال نہیں کر سکتی ہے اور روح کا معطل رہنا عقلاً محال ہے۔ پس ضرور وہ تا حصول نجات مختلف اجسام سے بموجب انصاف خداوندی کے تعلق پیدا کرتی۔ اور سرمایۂ حسنات جمع کرتی رہتی ہے بتلایئے اسکا آپ کیا رد کر سکتے ہیں اور جبکہ آپ مادہ کو کسی حالت میں معدوم نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ قدامت مادہ کے آپ قائل ہیں۔ شکر پرماتما کا کہ آپ نے وید مقدس کا ایک اصول قبول کیا۔ اور ایشور کریگا کہ آہستہ آہستہ تمام مسایل کا اقبال کریں گے +

قولہ۔ دوسری دلیل اُن کی یہ ہے کہ روح غیر متناہی ہے اور عالم بھی غیر متناہی ہے اور اس لیئے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے +

اس سے زیادہ کوئی پوچ دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عالم اور روح کے غیر متناہی ہونے سے روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا لازم نہیں آتا اور بالفرض اگر روح بھی غیر متناہی ہے تو روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکی کیا ضرورت ہے اگر یہ کہا جاتا کہ روح متناہی ہے اور عالم غیر متناہی ہے تو روح کے ایک جسم سے دوسرے میں جانیکے لیئے کوئی وجہ ہو سکتی تھی مگر ان لوگوں کو یہ ثابت کرنا کہ روح متناہی ہے۔ اُن کے اصول کے موافق ناممکن ہے +

اقول۔ یہ کسی تناسخ ماننے والے کی دلیل نہیں ہے۔ آپنے گستاخی معاف دھوکا کھایا یا خواہ مخواہ علم روح و تناسخ سے ناواقف ہونے کے سبب مغالطہ دیا +

اُن کی دلیل یہ ہے +

روح کبھی ناش نہیں ہوتی اور نہ عدم سے وجود میں آئی کیونکہ عدم کوئی چیز نہیں اور و نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے پس روح ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اور ساتھ ہی روح معطل یا جڑ نہیں بلکہ چیتن اور کام کرنیوالی ہے اور بغیر جسم کے روح صرف آنند تو بھوگ سکتی ہے مگر کوئی کام نہیں کر سکتی اور چونکہ مادہ بھی قدیم ہے۔ جیسا کہ تمام بدھی مان قائیل ہیں اور اسکی صفت خالقیت بھی قدیم ہے۔ خدا ہمیشہ پرواہ روپ سے دنیا کو پیدا کرتا اور مہاکلپ تک قایم رکھتا اور پھر اُس کے اصلی کارن یعنی مادہ میں پرلے کر دیتا ہے چونکہ کبھی روح یا پرکرتی نیستی سے ہستی میں نہیں آتے پس وہی ارواح (اور وہی پرمانو) بار بار مختلف قالبوں میں تشریف لاتے اور سزا و جزا اُٹھاتے ہیں۔ اب بتلایئے کہ آپ کیا عذر کر سکتے ہیں۔ اور کس طرح تناسخ سے انکار کر سکتے ہیں +

قولہ۔ تیسری دلیل اُن لوگوں کے ثواب و عذاب پر اور انسانوں کے مختلف طبایع پیدا ہونے پر مبنی ہے وہ کہتے کہ انسانوں کی طبایع مختلف ہیں کوئی سلیم الطبع ہے اور کوئی اس کے برخلاف۔ کوئی امراض میں مبتلا ہے۔ اور کوئی صحیح تندرست و خوشحال کوئی مفلس ہے اور نہایت مصیبت میں بسر کرتا ہے اور کوئی متمول ہے اور عیش و آرام سے زندگی کاٹتا ہے۔ اور انسانوں کو بلا کسی وجہ کے ایسی مختلف حالت میں پیدا کیا ہو تو خدا عادل نہیں رہتا اس لیئے وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اولاً انسانوں کو ایک حال میں پیدا کیا تھا۔ اور اُن کو اپنے افعال کا اختیار دیا تھا۔ مگر جب اس نے اچھے یا بُرے کام کئے تو اُسکے افعال کی جزا اور سزا میں اُس کی روح کو دوسری جون میں بدل دیا تاکہ وہ اپنے افعال کی جزا یا سزا پاوے اور دوسری جون میں جیسے وہ افعال کرتا ہے نیک یا بد ان کی جزا یا سزا میں تیسری جون میں بدل دیتا ہے۔ اچھی ہیں یا بُری ہیں تاکہ ان اعمال کی جزا یا سزا پاوے و ہکذا ثم ہکذا۔ اس بیان سے ان لوگوں کا مذہب جو یہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح حیوان میں اور حیوان کی روح انسان کی جون میں آتی ہے بالکل باطل ہو جاتا ہے کیونکہ خداتعالیٰ نے تمام حیوانوں کو اُس خصلت پر جو اُن کو دی ہے پیدا کیا ہے۔ نہ وہ کوئی افعال نیک کر سکتے ہیں جو اُن کے نیچر میں نہیں ہیں۔ اور نہ افعال بد کر سکتے ہیں۔ جو اُن کے نیچر میں نہیں ہے اور اس لیئے وہ جزا یا سزا پانیکے قابل نہیں ہیں پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کسی حیوان کی روح بعوض ثواب اعمال کے انسان کی جون میں آسکے اور اگر کسی انسان کی روح کسی حیوان میں چلی گئی۔ تو ممکن نہیں۔ کہ اُس سے وہی افعال صادر نہ ہوں جو اُس حیوان کے لیئے مخصوص ہیں اور اس لیئے وہ کسی حیوانی جون سے چھٹکارا نہیں پاسکتے اور پھر انسان کی جون میں نہیں آسکتے +

نقل مشہور ہے کہ ایک راجہ کی سلطنت کے قریب ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ جب وہ راجہ مرا تو برہمنوں نے اس کے بیٹے سے کہا کہ مہاراج نے مچھلی کی جون میں جنم لیا ہے اور اسی تالاب میں وہ مچھلی رہتی۔ پھر جب تک کہ وہ دوسری جون میں نہ جاویں۔ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے۔ راجہ نے حکم دیا۔ کہ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے ایک شخص نے پنڈت جی سے پوچھا۔ کہ اچھے اور بُرے کاموں کے لحاظ سے جون بدلا جاتا ہے۔ مچھلیاں تو سب ایک ہی سا کام کرتی ہیں نہ بھلا کریں نہ بُرا کریں۔ پھر مہاراج مچھلی کی جون سے دوسری جون میں کیونکر جاوینگے۔ مگر پنڈت جی کے شاستر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا +

اب باقی رہی یہ بات کہ انسان کی روح دوسرے انسان کی جون میں جاتی ہے اور بلحاظ اعمال کے مختلف حالتیں انسان کی پیدا ہوتی ہیں تو اول ہم یہ پوچھینگے۔ کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونیکے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں۔ اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں اور کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور جو نیچر حیوانات کے ازروئے خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں۔ شیر ہمیشہ انسان کو پھاڑتا رہتا ہے بلی ہمیشہ چوہے کو کھاتی رہتی ہے حیوانات کے اُن افعال میں جو ازروئے خلقت کے اُن میں ہیں کچھ تغیر و تبدیل نہیں ہوتی۔ نہ وہ کچھ ثواب کما سکتے

عذاب سے پھر حیوانات کے حالات میں کیوں تغیر ہوتا ہے ✦

علاوہ اس کے انسان ہو یا حیوان۔ اس سے جو افعال صادر ہوتے ہیں۔ وہ بمقتضائے اس ترکیب جسمانی کے صادر ہوتے ہیں جس کو صورت نوعی کہتے ہیں اور وہ کسی طرح تبدیل نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید بھی اسی کی گواہی دیتا ہے۔ جہاں خدا نے فرمایا ہے لا تبدیل لخلق اللہ پس بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ اس سے وہی افعال صادر ہونگے جو مقتضا اسکے ترکیب اعضا کے ہیں۔ اور افعال کہ انسان سے بمقتضائے اسکے نیچر یعنی ترکیب اعضا کے صادر ہوتے ہیں اور جسکی تبدیل پر اس قدرت نہیں رکھی گئی۔ اس پر گناہ و ثواب مرتب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا مثلاً عنین مخنث سے نہ ارتکاب زنا واقع ہوتا ہے اور نہ زنا کرنے سے اسکو کچھ ثواب ملتا ہے پس یہ ایک محض غلط خیال ہے کہ انسان کا تغیر حال اُس کی پہلی جون کے اعمال کے سبب سے ہوتا ہے ✦

خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے اس نے اپنی تمام مخلوقات میں بلحاظ ان حالتوں اور ضرورتوں کے جو اُن میں پیدا کی ہیں سامان مہیا کر دیئے ہیں۔ اگر کوئی شخص ایک ادنیٰ سے ادنیٰ پشہ کو غور کرے یا ایک بڑے سے بڑے جسم مخلوق پر غور کرے یا انسان پر جس کو اشرف المخلوقات کہتے غور کرے تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں چیز کی اس میں ضرورت تھی اور اس میں پیدا نہیں کی گئی۔ تغیر حالات انسان کے ہوں یا حیوان کے وہ اس نیچر کے تابع ہیں جس پر خدا نے اس دُنیا کو پیدا کیا ہے۔ ان تغیرات کے سبب خدا کو عادل یا غیر عادل تصور کرنا محض نادانی اور نیچر کے انتظام سے محض تجاہل ہے ✦

اقول۔ حضرات! تناسخ کے ماننے والے اس طرح نہیں مانتے اور نہ اس عقیدہ کو صحیح جانتے ہیں۔ مسئلہ آواگون کے رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہیں ایک کرم جونی دوسری بھوگ جونی۔ کرم جونی میں کام کئے جاتے ہیں۔ بھوگ جونی میں کرموں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ جس جسم میں سمجھنے کی طاقت اور نیک و بد کرنے کی تمیز دی گئی ہو وہ کرم جونی اور جس جسم میں نہیں دی گئی۔ وہ بھوگ جونی ہے اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی بھوگ جونی ہیں ✦

چونکہ حیوان بھوگ جونی ہیں وہ نیک یا بد کام نہیں کر سکتے جس طرح جیلخانہ کے قیدی سزا کی میعاد گذرنے کے بعد جیل سے رہائی ہوتی ہے نہ کسی اچھے کرم سے اسی طرح سزا کی میعاد گذرنے کے بعد حیوانی قالب سے رہائی ہو جاتی ہے اور وہ پھر جس درجہ جسمانی سے نزول ہوا تھا۔ اُسی درجہ میں انتقال کیا جاتا ہے حیوانی قالب کے ثواب اعمال سے نہیں ✦

راجہ کی نقل۔ جاہلوں کی تراشیدہ ہے ورنہ اصل صرف اسی قدر ہے کہ راجہ صاحب نے اپنے والد کی وفات پر شوک (ماتم) میں رہنے کے سبب بہ نیت ثواب ہر طرح کا شکار بری و بحری بند کر دیا تھا۔ مہاراجہ کی جون بدلنے کے خیال سے نہیں بلکہ جیو رکشا کے خیال سے پنڈت جی کے شاستروں میں تو صاف لکھا ہے کہ سزا بھگتنے کے بعد پھر روح انسانی قالب میں جنم لیتا ہے مگر افسوس کہ کسی نادان نے آپ کو مغالطہ دیا آگے چلکر آپ فرماتے ہیں کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونے کے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتی ہیں اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں کوئی عیش و آرام میں رہتا ہے وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور نیچر حیوانات کے اور مخلوقات کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں وغیرہ۔ جب یہ حال ہے تو معلوم نہیں کہ آپ حیوانات کے روح کے کیوں قائل نہیں پھر آپ جو قرآن کی لا تبدیل الخلق اللہ آیت پیش کرکے کہتے بالفرض اگر کسی انسان کی روح کسی دوسرے انسان میں آ بھی گئی ہو تو اس سے کچھ فائدہ نہیں وغیرہ۔ تو پھر انسان بھی بموجب حیوانات کے نہ ثواب کما سکتے ہیں نہ عذاب اور نہ نیکی کر سکتے ہیں اور نہ بدی حالانکہ ہر دو باطل ہیں پس آپکا دعویٰ سراپا باطل ہے ✦

ترکیب اعضاء کا فاعل کون۔ اور کس نے انسان کو اندھا۔ لولا۔ کوڑھی۔ لنجا۔ مخبوط الحواس پیدا کیا اگر ان سب کا پیدا کرنیوالا خدا ہے۔ اور بضرور خدا ہے۔ تو باوجود منصف اور عادل ہونے کے اگر وہ بلا کسی اعمال یا سبب تو یہ کہ جو افعال ارواح کے سوا اور کوئی نہیں۔ تو نہ وہ عادل ہے اور نہ کبھی کوئی اُسے عادل کہہ سکتا ہے کیا آپ نیچر کو خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا سمجھتے ہیں۔ اگر نیچر خدا کی صفت کا نام ہے۔ تو ہرگز اس الزام سے آپکا نیچری خدا بری نہیں ہو سکتا اور نہ کسی کو سزا و جزا دے سکتا ہے ✦

بیشک خدا کا عدل اُس کی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے مگر آپکی دلیل سے تو عدل نہیں بلکہ ظلم ثابت ہوتا ہے۔ کیا عنین مخنث میں رجولیت کا نہ ہونا کمی نہیں کیا اندھے میں آنکھ کا نہ ہونا کمی نہیں کیا لنگڑے یا لولے یا پیدائشی بیماریوں کے مریضوں میں کوئی کمی نہیں اگر کمی ہے جو کہ بالکل ظاہر ہے تو خود آپکے قول سے ہی ثابت ہے کہ خدا ظالم ہے ورنہ اس کمی کی وجہ ہونی چاہیئے اور وہ پنر جنم کے سوا جو ہے یکے بعد دیگرے سراپا باطل ہے خدا کی نیچر یعنی عادت خداوندی کہو خدا کی مرضی کہو مشیت ایزدی کہو قضا الٰہی کہو۔ نصیب ازلی کہو کسی طرح ظلم کے الزام سے چھٹکارا نہیں سوائے پنر جنم کے پس نیچر وغیرہ کے پردہ میں اس ظلم کو چھپانا ناممکن ہے بلکہ ایسے لفظ اُس عادل حقیقی کی نسبت منہ سے نکالنا ہی محض نادانی اور تجاہل ہے ✦

باب چہارم

براہمو صاحبان کے اعتراضوں کا جواب

براہمو تناسخ کے ماننے والے قبول کرتے ہیں کہ خدا روحوں کا خالق نہیں ہے اور وہ مثل خدا کے قدیم یعنی انادی اور خود بخود ہیں اور یہ ماننا ان کے لئے اس مسئلہ کی بنا پر ضروری بھی ہے کیونکہ اگر اس جنم میں روح جو کچھ کرتی ہیں اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا نتیجہ تھا تو اس طور پر دور تسلسل قایم ہو جاتا ہے اور روح کی پیدائش کی ابتدا نہیں ہوتی اور وہ خود بخود انادی یا قدیم ثابت ہوتا ہے ✦

تردید۔ خالق کے معنی آپنے غلط سمجھے اور یہی سبب ہے کہ دھوکا کھایا۔ روحوں کے حق میں تخلیق کا لفظ کسی طرح عاید نہیں۔ کیونکہ وہ غیر فانی ہیں۔ ہاں وہ قدیم یعنی انادی ضرور ہیں مگر خدا کی خداوندی میں کسی طرح شریک نہیں۔ جس طرح ابدی وجود اور دائمی زندگی رکھنے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں جس طرح بالفعل موجود ہونے پر وہ خدا کی شریک نہیں جس طرح دیکھنے سننے سمجھنے اور بوجھنے پر بھی یا کرم و رحم وغیرہ صفات رکھنے پر وہ

حاشیہ:- چونکہ دو چھوٹے رسالے یعنی رد تناسخ کی اصلیت برہم سماج کی طرف سے شایع ہوئے پہلا سنہ ۱۸۸۰ء اور دوسرا سنہ ۱۸۸۳ء میں پہلے کے مصنف مسٹر اگنی ہوتری صاحب تھے اور دوسرے کے ایک پنجابی براہمو۔ چونکہ دوسرے نے تمام اعتراض رد تناسخ سے لے لئے ہیں کوئی نیا اعتراض نہیں کیا ماسوا ہم الذکر کا رد کرتے ہیں کیونکہ دوسرے کا رد اسی میں شامل ہے ✦

خدا کے شریک نہیں۔ اسی طرح انادی یا قدیم ہونے پر بھی روحیں خدا کی شریک نہیں ہیں ہاں اس کی انادی پرجا ہیں اور وہ انکا انادی مہاراجہ ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کہ اس جنم میں جو کچھ روحیں کرتی اور بھوگتی ہیں وہ پچھلے جنم کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جنم کے دکھ سکھ یا جسمانی بناوٹ کی متعلقہ حرکت یا قدرتی تفاوت تبتک پچھلے جنم کا نتیجہ ہے مگر فی الحال جو روح کرتی ہے وہ نئے کرم ہیں۔ پورانے نہیں۔ پس کچھ پورانے کرموں کا اور بہت کچھ نئے کرموں کا پھل ہو سکتی ہے مذہبی کتابوں کا محاورہ بھی شاید آپ نہیں جانتے ورنہ ایسا ہرگز نہ لکھتے دیکھو توریت میں لکھا ہے خدا نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خدا کی صورت پر بنایا خدا نے کہا کہ دیکھو اب ہم میں سے آدم ایک کی مانند ہو گیا۔ حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ مگر پھر بھی کسی طرح آدم خدا کا شریک نہیں +

برہمو۔ جو چیز خود بخود ہو اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی اور اُسکے لئے اپنی فطرت میں کامل اور قائم بالذات ہونا لازمی ہے جو چیز خود بخود نہیں وہ اپنے وجود کے قیام کیلئے کسی اور کی ہمیشہ محتاج ہے۔ مثلاً زمین کا سورج و چاند وغیرہ سے تعلق ہے اگر وہ نہ ہوں تو زمین قائم نہیں رہ سکتی بادلوں کا وجود بھی پانی اور حرارت وغیرہ سے قائم ہے اسی طرح جاندار چیزیں ہیں نباتات کا وجود زمین رطوبت اور ہوا وغیرہ کے موجود ہونے پر موقوف ہے حیوانوں کا وجود زمین۔ نباتات اور ہوا وغیرہ پر موقوف ہے ایک وجود کے قیام کیلئے بعض اور وجودوں کا ساتھ رہنا لازمی ہے اور ان میں سے کوئی وجود بغیر اوروں کے خود بخود نہیں۔ مگر زنجیر کی کڑیوں کی طرح ایک ایک وجود اپنے قیام کیلئے دوسروں کیساتھ بندھا ہوا ہے اور خود بخود اور محض اپنے وجود میں قائم الوجود نہیں ہے بلکہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج ہے کہ جس پر اسکا کچھ اختیار نہیں ہے اس طور پر سوائے خدا کے اور کوئی خود بخود اور قائم بالذات نہیں ہے اور خود بخود ہونے سے اس ایک کامل ذات کا نام خدا ہے کیونکہ وہ اپنے وجود کیلئے کسی اور کا محتاج نہیں بلکہ اور ہر ایک وجود کیلئے جن وجودوں کی ضرورت ہے وہ ان کو اپنی حکمت کے موافق پیدا کرتا ہے اور انہیں اپنی قدرت سے اس ضروری تعلق میں قائم رکھتا ہے اب اگر تمہاری روح مثل خدا کے خود بخود ہو تو وہ خدا کی پیدا کی ہوئی دیگر مخلوق چیزوں کی محتاج کیوں ہو بلکہ مثل خدا کے آزاد کامل اور اپنے وجود میں کسی اور وجود کی طرف سے قطعی غیر محتاج ہو گی اصل حال کیا ہے روح تو آپکی غیر محتاج نہیں بلکہ جیسے جسم آپکا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات وغیرہ کا محتاج ہے ویسی ہی آپکی روح۔ گیان۔ علم یا معلومات طاقت ہمت وغیرہ کیلئے اوروں کا محتاج۔ پھر فرمایئے وہ خود بخود اور قدیم کیونکر ٹھہر سکتے ہیں +

تردید۔ بیشک یہ کہنا آپکا ٹھیک ہے کہ جو چیز خود بخود ہے وہ اپنے وجود کے لئے کسی اور چیز کی محتاج نہیں ہوتی۔ وہ اپنی فطرت میں کامل اور قائم بالذات بھی ہوتی ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ خدا مادہ اور روحیں اپنے وجود کے لئے کسی کی محتاج نہیں اور اسی واسطے انادی ہیں۔ ہاں اوروں کے علم حاصل کرنے یا اوروں کیساتھ تعلق پیدا کرنیکے واسطے وہ بیشک کسی اور کی محتاج ہیں۔ آپنے اس صریح مغالطہ سے نہ معلوم کیوں ناواقفوں کو دھوکا دینا چاہا۔ سنئے تمام ماہران سائنس مشاہدہ و تجربہ بلکہ دلیل عقلی سے ثابت کرتے ہیں کہ مادہ انادی ہے اور وہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں چنانچہ یورپ کے مشہور و معروف فاضل اور علم سائنس کے کامل ماہر پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں۔ موجودات مثل مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار بڑھتی ہے۔ مفرد جسم کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اس سے ثابت ہے کہ قطعاً قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ اسکی مقدار جتنی ہے اتنی قدرت میں نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اور صفحہ ۷۲ پر آپنے بھی نہ معلوم کیوں یا کسی وجہ نہ کو لکھ دیا ہے۔ صداقتہ آپ سے بالکل امید نہیں تھی۔ اس زمانہ میں جو سائنس کی ترقی سے جو تحقیقات ہوئی ہے اُسکے موافق اس دنیا کے پہلے دو حصوں میں تقسیم کیگئی یعنی مفرد بسیط چیزیں و مرکب ساخت یافتہ چیزیں حضرت! آنکھیں کھولئے اور سمجھئے کہ یہی مفرد چیزیں انادی ہیں جناب! جب کسی چیز کی نیستی نہیں ہو سکتی بلکہ مرکبات کی صرف شکل تبدیل ہوتی ہے تو یہ کتنا تعجب ہے کہ آپ باوجود دعوئ الہام و مہارت علم سائنس سے قطعی ناواقف ہیں آپکے حق میں سعدی نے سچ کہا ہے۔ تو بر اوج فلک چہ دانی چیست + چون ندانی کہ در سرائے تو کیست فاضل محقق طوسی نے کیا اچھا کہا ہے (چوں صورت جسمانی قابل فنائیست۔ جواہر مجردہ از جنس معنی مقدس بود اولیٰ باشد بعدم قبول فنا (دیکھو اخلاق ناصری) پس صاف ظاہر ہے کہ روح و مادہ اپنی ذات میں کسی کا محتاج نہیں ہے اور جسم اسواسطے محتاج ہے کہ وہ مرکب ہے اور اسکی ترکیب دینے والا پیدا ہوتا ہے اسواسطے زمین۔ سورج۔ چاند۔ بادل۔ نباتات۔ حیوانات وغیرہ سب محتاج ہیں بیشک انکو بھی وجود کیلئے دوسرے وجودوں کی ضرورت ہے مگر روح اور مادہ کیلئے نہیں کیونکہ وہ مرکب نہیں بلکہ مفرد ہیں اور اسی واسطے وہ ترکیب جسمانی سے مبرا ہیں مگر تمام مادی چیزیں اپنے زبردست صانع کی صنعت ہونیکے سبب زنجیر کی کڑیوں کی طرح باہم مل رہی ہیں۔ خدا لفظ اگر اسی معنے کیواسطے ہے جو آپنے سمجھا ہے تو خداوند۔ خاوند اور کدخدا۔ دیہ خدا اور ناخدا کے کیا معنے کروگے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانوں نے بہت سے نام خدا کے اپنے خیال کے مطابق رکھ لئے ہیں جیسے جبار۔ قہار۔ خیر الماکرین رب الافواج۔ ویسے ہی خدا۔ اہرمن۔ یزدان۔ گردھاری۔ ماکھن چور۔ چھلیا۔ مراری۔ رام کرشن۔ کرائسٹ۔ مسیح۔ اسکا باعث یہ ہے کہ پورانے ایرانی تناسخ کے قائل تھے انہوں نے جب دیکھا کہ سب ارواح کرموں کے مطابق پرمیشور کے حکم سے اس جہان میں آتے ہیں اور پرمیشور خود بخود بغیر کسی کی آگیا کے اپنے اختیار سے آتا ہے کسی کے حکم سے نہیں تو اُس خود آیندہ طاقت کا نام خدا ہے اور وہ لوگ خدا میں بھی بعض ویدانتیوں کی طرح آواگون کے قائل تھے یا اوتار مانتے تھے پس یہ مسئلہ اُنکا غلط ہے اور جس طرح آپ خدا کو بتلا رہے ہیں تو کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا بغیر ماں باپ کے بیٹا نہیں پیدا کر سکتا۔ پس ماں باپ کا محتاج ہوا۔ خدا بغیر سورج کے زمین اور زمین وغیرہ کے بغیر سورج و چاند اور ہوا و حرارت و پانی کے بغیر بادل نہیں پیدا کر سکتا پس سورج چاند زمین۔ ہوا۔ حرارت سب کا محتاج ہوا۔ ان سب کے سوائے اس دستی کے نا۔ میں بھی آپ جیسے سائنس کے ناواقف نیستی سے ہستی ماننے والے پیغمبروں کا محتاج کیونکہ تمام تعلیم یافتوں کو چھوڑ کر آپکو پیغمبر بنایا۔ غرضیکہ ذرا ذرا بات کا محتاج ثابت ہوتا ہے پس وہ بھی خدا نہیں رہتا کیونکہ بموجب مثال آپکے جیسے جسم ہمارا زمین آفتاب ہوا پانی اور نباتات کا اور روح گیان علم یا معلومات۔ ہمہ اوست۔ طاقت و ہمت وغیرہ کا محتاج ہے اسی طرح خدا ذرہ ذرہ کا محتاج۔ زمین و سورج کا محتاج۔ چاند اور ستاروں اور سیاروں کا محتاج۔ خلا اور حرارت کا محتاج۔ پیغمبروں کا محتاج۔ والدین کا محتاج مادہ کا محتاج۔ لیکن یہ احتیاج نہیں۔ نہ خدا اپنی ذات میں اور اپنی ذات کی ہستی میں کسی کا محتاج ہے۔ نہ روح اور مادہ۔ بلکہ خدا اپنی انادی صفات کے مطابق مادہ سے جگت کو پیدا کرتا ہے اور روحوں کے کرموں کا پھل دیتا ہے مادہ اپنی ترتیب اور انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جڑھ ہے۔ روح خدا کو نہیں جان سکتا کیونکہ وہ الپگیہ ہے۔ خدا سب کو جانتا ہے کیونکہ وہ سروگیہ ہے اور اسی واسطے سبھ کل ہونے سے وہ سب کا مالک اور منتظم ہے اور روحوں کو حصول سعادت ابدی کیواسطے اسکی عبادت ضروری ہے بغیر عبادت کے کسی طرح نرباہ نہیں ہو سکتا نیز وہ اپنی ہستی کیلئے خود بخود اور قدیم ہے نہ کہ بنایا ہوا اور با آغاز والا اور جب ہر آغاز والی چیز کا انجام ضروری ہے تو پھر بموجب عقیدہ تراشیدہ آپکی حیات ابدی محض بے ثمر ہوتی ہے چہ جائیکہ ا

-اور حافظ شیرازی نے روح کے انادی ہونیکو کیسی اچھی طرح سے بیان کیا ہے سہ ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست + آنچہ آغاز ندارد نہ پذیرد انجام - اور جب منطق سے بھی جہالت کی تعلیم ثابت ہو چکی ہے اور علم نے ایسی بے بنیاد تعلیم کی دھجیاں اڑا دی ہیں تو اور بھی مضبوطی سے ثابت ہو گیا کہ روح ضرور انادی اور قدیم ہے نہ کہ مصنوعی و فانی ÷

براہمو - تناسخ کے ماننے سے روح کے لئے ابد الآباد یعنی اسکے کامل جنم میں رہنا اور ہمیشہ کے لئے پاپ سے مکتی نہ پانا لازم آتا ہے ÷

آریہ - یہ خیال آپکا بالکل غلط ہے - تناسخ کے ماننے سے ہی روح کے لئے ترقی و تنزل کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے تناسخ کے ماننے سے ہی خدا کا انصاف قائم رہتا ہے تناسخ تمام قوانین قدرت سے ثابت ہے تمام قدرتی کاموں میں تناسخ موجود ہے بادلوں کی حالت تناسخ کو ثابت کر رہی ہے زمین کی بناوٹ اور بگاڑ سے تناسخ ثابت ہے سمندروں کے مدوجزر تناسخ کے گواہ ہیں آفتاب کا تغیر و تبدل - کرہ چاند کا آباد ہونے ویراں ہونا تناسخ کا شاہد ہے دنیا کی پیدائش و اموات تناسخ کی زندہ مثال ہے بیج کا بونا اور درخت کا ہونا اور پھر بیج کا ہونا تناسخ کی تعلیم ہے - وہاں سب اشیا کا تناسخ خدا کی ہستی کی دلیل ہے مگر تناسخ کا منکر مندرجہ ذیل تاریک خیالات سے کبھی نہیں نکل سکتا - اول خدا کو اپنی طبیعت کے موافق ظالم و بیکار نامہربان مانتا ہے دوم خدا کی ہستی کی بابت اسکے پاس کوئی دلیل نہیں سوم وہ نیا اعتقاد خود اس کے دل کے وسواس کے سوا کوئی تسلی نہیں دیتا - قادر کی ساری قدرت اسکے ابطال پر مبنی ہے چہارم وہ پاپ کا بڑھانیوالا اور نیکی کی بنیاد اکھاڑنیوالا ہے کیونکہ روح کو مادے کی وجہ سے پیدا ہونا اور مادے کے فنا ہونے سے فانی مانتا ہے کسی طرح کی جزا و سزا کا قائل نہیں اگر ہے تو علم و عقل کے خلاف مکاری کا بانی ہے کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ جسکا سب سے آغاز ہے اسکے فنا کے بعد وہ فنا ہو جاویگا - جب مادہ فنا پذیر ہے تو مادی ارواح کسی طرح بھی اسکے بعد نہیں رہ سکتے پس نہ کوئی پاپ اور نہ پن کا بھوگنے والا اور نہ سزا اور جزا کا مستحق پنجم وہ علم و عقل کا نادان دوست ہے کیونکہ اس کی سچی تعلیم سے منکر ہے یعنی نیستی سے ہستی مانتا اور ہستی سے نیستی - ششم وہ روحوں کے حق میں ہمیشہ کا جہنم تجویز کرتا ہے کیونکہ دوبارہ امتحان کا کوئی موقع نہیں بتلاتا - چونکہ لوگ دنیا میں گنہگار مت زیادہ ہیں اور انکا دوبارہ جنم نہ ہوگا - اور نہ پاپ یا بدی سے نفرت کرنیکا کوئی موقع بتلاتا ہے پس تمام جہان کو کھلم کھلا ابدی جہنم کا راستہ بتلا رہا ہے جیسا کہ خود برہمو سماج کی تعلیم سے ظاہر ہے - انسان کو دائمی زندگی دیگئی ہے جس میں سے یہ دنیاوی زندگی ایک جزو اور حصہ ہے وہ اپنے افعال کا عقلاً جوابدہ ہے زمانہ حال کے افعال کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے - بس سماج برہمو سماج تمام دنیا کو جہنم پہنچانیکے واسطے ریل بنا رہا ہے پس آپکے باطل خیال سے (کہ روح اننت کال تک نئے جسم میں ترقی کرتی جاویگی) تو وہ عیسائیوں کا پاپی کیواسطے ابد الآباد جہنم تجویز کرنا پایا جاتا ہے ÷

آپ نے طبعزاد وہم کے گھمنڈ میں یہ بیہودہ ہوس پکائی ہے بلکہ ناواقف لوگوں کو اپدیش دیتے ہیں - کہ انسان خواہ بد یا نیک پاپی ہو یا دھرماتما ہمیشہ کی ترقی کرتا رہیگا - مگر تو آپکا خیال بھی عیسائیوں کی ذہنی غلطی کی نقل معلوم ہوتی ہے ہر ایک پاپی گنہگار مرنیکے بعد بے انتہا ترقی کرتا جائیگا - اب اس پر سوال یہ ہے کہ کس میں جیسا کہ ظاہر ہے کہ اسی میں جو اسکے پاس ہے - یعنی گناہ میں پس گنہگار گناہ میں بے انتہا زمانہ تک ترقی کرتا گیا - ابد الآباد جہنم میں جانا نہیں ہے؟ درحقیقت تو برہمو دھرم نے کھلم کھلا گنہگار کیواسطے مسیح والا ابد الآباد کا جہنم تجویز کیا - اور ہر ایک ادنیٰ کو یہ اپدیش دیا - یعنی دھرماتما بھی ابد الآباد ترقی کرتے جاوینگے - ہم آپسے اس امر کو بھی [illegible] کرنا چاہتے ہیں جناب پیغمبر صاحب یا خدا ایک کامل مکمل اور پورا ہے یعنی کامل گیان سروپ ہے - اب مہربانی کی روحیں بھی کاملیت اور گیان میں ترقی کرتی جاوینگی - آپ سکول میں ماسٹر رہے ہیں ذرا جذر المکعب کا قاعدہ استعمال کر دیکھئے تو عقل آجاویگی کہ روحیں تو لا انتہا زمانہ تک ترقی کرتی جاوینگی اور خدا ترقی یافتہ ہے پس ایک وقت ایسا آئیگا کہ تمہارے خیال میں خدا سے لاکھوں درجہ آگے بڑھ جاوینگی دیکھئے ان باطل اعتقاد اور خوفناک الحاد سے کیسے کیسے کفر کے خیال پیدا ہوتے ہیں - بقول شخصے این خیال است و محال است و جنوں جس طرح عیسائی بیچارے ہمیشہ کا جہنم صرف خیال سے تجویز کرتے ہیں اسی طرح آپ ہمیشہ گنہگاروں کیواسطے ترقی اور دھرماتماؤں کیواسطے ترقی بنا کر ایک طرف تو ابد الآباد کا جہنم طیار کر رہے ہیں - اور دوسری طرف ہمہ اوست کی مکروہ تعلیم دیکر دنیا کو ناستک بنا رہے ہیں ÷

۸ و ۹ براہمو - ایک اور دلیل جو تناسخ کی لغویت کو ظاہر کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ماننے والے کے نزدیک خدا کا کل انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے جسکے موافق ہر ایک کو اپنے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اسکے سوائے پریم یا اپکار کچھ نہیں ملتا - کیونکہ جس صورت میں ہر ایک آدمی اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اسکا حق ہے تو پھر اس میں احسان اور پریم کچھ بھی باقی نہیں رہتا چنانچہ میں اگر کسی بھوکے کو کھانا کھلاؤں اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دوں اور کسی جاہل کو علم سکھلاؤں تو وہ اس مسئلہ کے موافق یہ خیال کریگا کہ جو کچھ اسے ملا ہے وہ اسکے پچھلے کرموں کا پھل یعنی معاوضہ ہے - حالانکہ یہ سمجھنا اسکا بالکل لغو ہے - کیونکہ پچھلے جنم میں اگر وہ جاہل تھا تو اس نے مجھے علم نہیں سکھلایا جسکا میں نے اس جنم میں عوض دیا - اور اگر یہ کہا جاوے کہ یہ اسکے کسی اور کام کا عوض ہو سکتا ہے کہ جو اس نے میرے لئے کیا ہو تو پھر عوض ہی رہتا ہے پریم اپکار اور احسان مندی کا کچھ تعلق نہیں رہتا - پس یہ خیال انسان کی اس روحانی پاک فطرت کی جڑ کاٹتا ہے کہ جسکی جڑ اس خالص ایشوری پریم پر مبنی ہے کہ جو ہر قسم کی خودی اور معاوضہ کے خیال سے مبرا ہے ÷

آریہ - اب ہم آپکی اس دلیل پر بھی غور کرنے اور اس کی اصلیت ظاہر کرتے ہیں کہ آیا اس دلیل سے تناسخ کا ماننا خود غرضی کی بنیاد ہے یا آپکا مذہبی اعتقاد - واضح ہو کہ اگر روحیں انادی نہیں تو ضرور پیدا شدہ ہیں اور اس صورت میں کبھی نہ کبھی انکی ابتدا ضرور ہے اس سے پہلے بالکل نہ تھیں پس خدا نے ان کو پیدا کیا - مگر سوال یہ ہے کہ کیوں اور کس لئے اور کس چیز سے پیدا کیا - روحوں کی اپنی غرض تو کوئی نہیں تھی - کیونکہ خود روحیں ہی نہ تھیں - باقی جو کہوگے خدا کی غرض ہوگی - قدرت کا اظہار کہو پریم کا اظہار کہو اپنا دکھلاوا کہو جو کہو اور جس طرح کہو وہ خود غرضی سے خالی نہیں ہو سکتا اور خود غرضی سے پیدا کرنا لغویت ہے پس کسی طرح آپکا مذہبی اعتقاد خود غرضی سے خالی نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں آپکا طبعزاد اور بناوٹی خدا اور اس کا کل انتظام خود غرضی پر مبنی ہو جاتا ہے اب فرمائیے سہ مرا خواندی و خود بدام آمدی + نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی - ہر ایک کو اپنے کرموں کا پھل یعنی عوض ملتا ہے اور ہر ایک آدمی اس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے جو اسکا حق ہے اس ویدک اعتقاد پر آپ کہتے ہیں کہ اس سے احسان پریم یا اپکار کچھ بھی باقی نہیں رہتا آپنے تمام دنیا سے خدا کو موصوف کر دیا اور اسکی سروگیان اور وسیع صفات کو ملکی حد بندی دی اور یہی سبب ہے کہ آپ دنیا کی خندق میں گرے - خدا کی صرف پریم اور احسان ہی صفات نہیں ہیں بلکہ عادل اور مالک - دیالو - انوپم - سرو آدھار - سروانترجامی - اجر - امر - ابھے - نت - پوتر - نروکار - سروشکتیمان وغیرہ بھی اسکی صفات ہیں اور صرف پریم تو غرض کے بغیر ہو سکتا ہی نہیں - جسکے ساتھ پریم کیا جاوے وہ غرض سے خالی نہیں ہو سکتا ہاں یہ دوسرا امر ہے کہ وہ پریم نیک ہے یا بد - مگر غرض سے خالی کوئی نہیں - آپنے جب شادی کی گو پریم

سے کی۔ مگر جبر بھی غرض تھی۔ اولاد کی غرض اسکے علاوہ سے دیگر کاروبار دنیاوی کی غرض اسکے علاوہ ہے پس اسی طرح خدا میں اگر صرف پریم ہی مانا جاوے تو بھی غرض سے خالی نہیں۔ اور ہاں مخبوط الحواس اور نوین ویدانتیوں یا صوفیوں کی طرح اگر یہ کہ ے نولے دلبری باخویش مساحت۔ غمار عاشقی باخویش میاخت۔ تو محض باطل ہے کیونکہ انہیں کا خیال ہے۔ چونکہ نیکی و بدی آئینہ ہمہ اوست۔ نہ تنہا گنج بل گیبنہ ہمہ اوست۔ من تو در میاں کا ہمے نداریم۔ بجز بیہودہ پنداری نداریم۔ اِس صورت میں ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ آپکو ماننا پڑیگا۔ پس ایسا بیہودہ پریم آپکو ہی مبارک رہے علاوہ بریں جو چیز کچھ نہیں ہے اس پر پریم محض بیہودگی ہے چونکہ شرح پہلے نہیں تھی صرف مرکبات کا جوہر بنایا۔ اور اُسکے ساتھ پریم کیا۔ باقی کا فانی کیساتھ اور قدیم کا حادث کیساتھ پریم اور احسان سراپا جہالت وبطالت ہے کیونکہ شمار زناہل دین ایں مکنہ راراست۔ کہ گنج بانگ گر آید راست مارا است اور یہی حال احسان کا ہے مگر جب نیستی سے ہستی کرنا (جو علم و عقل کے خلاف جہالت کے زمانہ کا مسئلہ ہے) آپکا مذہبی اصول ہے تو احسان خود فضول ہے کیونکہ احسان کس پر؟ نیست پر جو خود نفی کا حکم رکھتا ہے۔ مگر یہ دونوں الفاظ ایک طرح یعنی آپکے طریقہ مسلہ کے مطابق سراپا غلط ہیں کیونکہ دنیا کی مخالف حالت سے دُکھی زیادہ سکھی کم رنج میں زیادہ راحت میں تھوڑے بلکہ بالکل راحت میں بہت ہی کم پائے جاتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ۔ پریم ہے نہ احسان ہے بلکہ ظلم اور اندھیر اور تناسخ کو نہ ماننا نہایت ہی کمینہ پن بلکہ سفاکی اور بیباکی کیونکہ بلا وجہ بلا قصور بلا جرم بعضوں کو جنم کا اندھا کو ڑھی لنگڑا اور لنجا اور گنجا بنادیا بعضوں کو افریقہ کے صحرا میں پیدا کر دیا۔ اور بعضوں کو ہندوستان میں جنت نشان میں پس اپنے تمام حالات پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ پریم اور احسان نہیں۔ بلکہ بے رحمی۔ بیدردی۔ سفاکی اور جلادی ہے ہاں دیگر صفات کا ہر جگہ ظہور ہے مثلاً سب دنیا جانتی ہے کہ ہر ایک کو یہاں اسکے کرموں کا پھل ملتا ہے اور اپنے کئے کا بدلہ پاتا ہے ہر ایک اِس دنیا میں وہی حاصل کرتا ہے ہوتا ہے۔ الیدرم کرتا ہے جس نے کھیت نہیں بویا اُس نے فصل کبھی نہیں کاٹا جس نے تیر نہیں پی اُس کو نشہ نہیں ہوا جس نے رہا نہیں کیا اسکو (بادرنگ) نہیں ہوتا جس نے جرم نہیں کیا وہ جیلخانہ میں نہیں جاتا اور جس نے عبادت نہیں کی اسکا دل صاف نہیں ہوا۔ جو نہیں نہایا اُس سے بدبو دور نہیں ہوئی اور جس نے تعلیم نہیں پائی وہ عالم نہیں ہوا غرضیکہ جس نے اپنی عورت سے جماع نہیں کیا اولاد سے محروم رہا۔ پس ظاہر ہے کہ ہر ایک کو کرموں کا پھل ملتا ہے جب تک اسکے خلاف مثال نہ ملے۔ تب تک یہ ڈھکوسلا اور جاہلانہ مسئلہ کہ بغیر کرموں کے پھل۔ بغیر محنت کے اجر۔ بغیر تخم کے کھیت ہو گیا۔ کوئی عقلمند کبھی اور کسی طرح قبول نہیں کرسکتا۔ ہاں ان لوگوں کا جنکے دل و دماغ میں شاہ دولہ کے چوہوں کی طرح علم و عقل نہیں اضیاء ہے کہ ایسے بے بنیاد مسئلہ مانیں۔ ورنہ سب مذاہب کے علما کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ

(۱) "انسان اپنے افعال کا عملاً جوابدہ ہے۔ ماہ حال کے فعلوں کے نتیجہ سے زمانہ آیندہ میں کوئی بچاؤ نہیں ہے گناہ کی سزا یقینی اور ضروری ہے" (از رسالہ برہم سماج)۔

+ (۲) وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ترجمہ اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے۔ جو کمایا۔ (از قرآن)۔

+ (۳) انما تجزون ما کنتم تعملون وہی بدلہ پاؤ گے جو کرتے تھے (از قرآن)

+ (۴) عرب کا عام عقیدہ محمدؐ صاحب کے پہلے ہی تھا۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ دنیا کھیتی ہے آخرت کی۔

+ (۵) سعدی کہتا ہے۔ ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست + بہر گ عیشے بگور خویش فرست + کس نیا رد ز پس تو پیش فرست۔

(۶) اورنگ زیب جیسا ظالم بادشاہ بھی اعتقاد رکھتا تھا۔ "گندم از گندم بروید جو ز جو (از مکافاتِ عمل ایمن مشو" (از رقعاتِ عالمگیری)+

+ (۷) انجیل متی میں ہے "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کیساتھ آویگا۔ تب ہر ایک کو اُس کے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی $\frac{16}{27}$) تم دوسروں کے عیب مت پڑھو خدا شبدوں میں نہیں اُڑایا جاتا کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا (گلتیوں $\frac{6}{7}$)

- (۸) بابا نانک جی فرماتے ہیں۔ جیسے سرشٹ اُپائی دیکھاں۔ بن کرماں کے ملے نہیں +

- ایک بات آپکی اور مغالطہ پر مبنی ہے جس کو آپنے اتنی مدت پر ہمن رہے اور برہمنوں کے گھر جنم لینے پر بھی رہا ہے۔ افسوس اگر بھوکے کو کوئی کھانا دے اور کسی مفلس کو روپیہ سے مدد دے یا کسی جاہل کو علم سکھلادے تو یہ سب پڑیگی کار عمدہ بات ہے اور یہ پچھلے کرموں کا پھل نہیں۔ بلکہ نیا کرم ہے۔ بس اس کا پھل مدد پکار کرنے والے کو پر میشر دیگا۔ اِس کا یہ خیال جہالت ہے کہ یہ اس کے پچھلے کرموں کا معاوضہ ہے۔ مگر افسوس کہ آپ ناواقفی سے یا دھوکہ دہی سے کرم اور پھل یا فعل اور نتیجہ کو خلط ملط کر دیتے ہیں یہ فہم کا قصور ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ آپکے ایسے خیال اور اعتقاد سے ویدانی پاک فطرت کی جڑ آپکے دل سے کٹی جاتی ہے۔ اور آپ علم و عقل کے مخالف ہو کر لوگوں کو تعلیم سے روک کر جاہل بنا رہے ہو۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے علم کا نقارہ بجا رہا ہے اور درحقیقت علم کی زیادہ اشاعت آریہ دھرم کی اشاعت ہے اور آریہ سماج کا اصول ہی ہے کہ ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا چاہیئے +

برامھو۔ تناسخ کے اعتقاد سے جو ایشر پریم مئے نہیں رہتے اور یہ جھوٹا خیال ہی خودغرضی کی بنا پر قایم ہے کیا ہم جو سچ بولتے ہیں۔ یا جھوٹ اور چوری وغیرہ کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اس سے کچھ خدا کا ذاتی بھلا ہوتا ہے کہ جسکے عوض میں وہ ہمارے اِن نیکی کے کاموں کے عوض بقول تناسخ کے سبب کہ پیدا ہونے کے ہم کو اس دنیا میں دولتمند بنادیتا ہے یا کسی ڈیوڑھی بڑے منصب پر پہنچا دیتا ہے۔ یا جائداد اور سواریاں نذر کرتا ہے۔ ہرگز نہیں +

ہم شراب کے پینے سے اور زنا کے نہ کرنے اور چوری اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں خدا کی کسی ذاتی ضرورت کو پورا نہیں کرتے کہ جس کے عوض وہ ہم کو گھوڑے اور سواریاں دے یا روپیہ اور اسباب بطور معاوضہ یا شکرانہ کے ہماری نذر کرے پس ان لوگوں کا یہ ماننا کہ ہم جو کچھ اچھے کرم کرتے ہیں اُنکا پھل یعنی عوض خدا سے حاصل کرتے ہیں ایک ایسا لغو خیال ہے جو ایشر کو مثل ایک خودغرض دوکاندار کے بنادیتا ہے حالانکہ خدا ایسا نہیں ہے +

آریہ۔ ایشور صرف پریم مئے نہیں ہے بلکہ نیاکاری بھی ہے اور سچ یہی ہے کہ اچھے نوکر پر مالک کا پریم ہوتا ہے اور وہ اصل میں اسکے اچھے اعمال کا نتیجہ ہے ورنہ "نکوئی با بداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیک مرداں"۔ اگر ایشور صرف پریم مئے ہوتا۔ تو سنسار میں دُکھ۔ درد۔ رنج و مصیبت کا نام نشان نہ ہو کیونکہ کون نہیں۔ سب چاہتا ہے کہ میری اولاد دکھی ہو۔ پس یہ مسئلہ سراپا بیہودہ ہے کہ ایشر صرف پریم مئے ہے اور کوئی صفات اس میں نہیں۔ آپکا اسا قول تو سچ ہے کہ ہمارے اچھے کرموں سے خدا کا کوئی ذاتی بھلا نہیں ہوتا۔ یہ تو عین آریہ دھرم کا اصول ہے۔ مگر یہ محض ناسک پن کا خیال ہے کہ خدا ہمارے نیک کاموں کا پھل نہیں دیتا۔ اور اگر دیتا ہے تو خودغرض ہے۔ بھائی اگر نیک کو نہیں دیتا تو بُرے کو دینے لگا۔ کیونکہ وہ مدد سے ہے۔ یونہی ہے۔ تو نیک و بد دونوں کام کرنیکے پھلوں سے

ہاتھ دھو بیٹھیے۔ دنیا صرف پھل ملنے کے خیال سے ہی نیکی کرتی ہے ورنہ اگر انجام نیکی و بدی کا برابر ہے تو فعل عبث ٹھہرتا ہے پس اس کا یعنی آپکے مذہب کا نتیجہ صاف ہے کہ خدا نہ نیکی کرنیکی ہدایت کرتا ہے اور نہ بدی سے نفرت کرنیکا ارشاد فرماتا ہے اب بتلائیے خدا کیا رہا۔ کیا وہی جینیوں کا معطل محض ہو گیا۔ اور یہی ناستکوں کا اعتقاد نہیں اور کیا اس اعتقاد کے رکھنے سے آپ ناستک نہ ہوئے؟ پنڈت جی نہیں نہیں پیغمبر جی آپ بتلائیے کہ ایسے ایشور سے جو نہ بدی کی سزا اور نہ نیکی کی جزا دیسکتا ہے اور نہ دیتا ہے کسی کو کیا فائدہ اور کیا تعلق پس ایسے معطل اور بیکار معنی اور فرضی خدا سے جس کو آپ نے پریمی یا جرنی فرض کر رکھا ہے۔ کون پریم کر سکتا ہے۔ ہمارا تو صاف یہ اعتقاد ہے کہ پرمیشور ہمارا سچا حاکم اور مالک ہے برے کاموں کی سزا اور تمام نیک کاموں کی جزا دیتا ہے اگر وہ پھل دینے والا نہیں تو کیا کوئی دنیا میں سزائیں پسند کرتا ہے؟ اگر نہیں کرتا تو برے کاموں کی سزا کیوں ملتی ہے افسوس کہ آپ جان بوجھ کر حق بات سے روپوشی کرتے ہیں ✣

برہمو۔ پہلے بہت سے بھگت لوگ جو ایشور کو پریم مئے جانکر ان سے پریم کرتے رہے ہیں۔ وہ آریہ سماج کے موافق اس مسئلہ کا اقرار کرتے رہے ہیں مگر اس کی اصلیت پر توجہ کرنیکا انہیں موقع نہیں ملا ورنہ ممکن تھا کہ اس کی لغویت ان پر ظاہر ہو جاتی ✣

آریہ۔ جانی صاحب! تناسخ کے ماننے سے ہی ایشور کے ساتھ سچا پریم ہو سکتا ہے ورنہ بالکل نہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شروع دنیا سے لیکر آج تک تمام جگت جن اس مبارک اور پوتر مسئلہ کو مانتے اور اسکا اپدیش کرتے رہے ہیں اگنی۔ وایو۔ برہما۔ نارد۔ شنک۔ سنندن۔ یعنی سنکادک۔ مہادیو۔ جنک۔ کپل۔ یاگوولک۔ ویاس۔ سکدیو۔ رام چندر۔ کرشن۔ اور زرتشت وغیرہ۔ پورانے زمانے کی ہستی اور بھگت اس کلیگ کے فیثاغورث و افلاطون و سقراط اور خاص آریہ ورت کے رامانند رامانج شنکر۔ کبیر۔ دادو۔ نانک۔ چیتن۔ سدنا۔ بلیہ۔ تیجو۔ میراں بائی۔ انگد امرداس۔ رام داس۔ ارجن داس۔ ہرگوبند۔ ہر رائے۔ تیغ بہادر۔ گوبند سنگھ۔ بندا سنگھ۔ مولوی رومی۔ فرید الدین عطار۔ شمس تبریز۔ منصور۔ وغیرہ سب اس مسئلہ مبارک کو مانتے۔ سوچتے۔ اور ماننے اور اپدیش کرتے رہے ہیں ان سب کو موقع نہیں ملا یہ سب رواج کے موافق اقرار کرتے رہے مگر آپ پر اس کی لغویت ظاہر ہو گئی۔ یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو پیغمبری کے الہامی فرشتہ نے کان میں علم اور عقل کے حالات پھونک دیا۔ کیونکہ تم سنسکرت نہیں جانتے صرف اردو اور کچھ قدرے انگریزی پڑھکر انجیل کی تعلیم پائی ہے۔ پس مسیح کی تعلیم کے مطابق تناسخ نہ ماننا لیکن افسوس کہ فرشتہ گویا نہ رہا۔ کہ جب خود خدا کو بقول بائیبل کے انسان بن گناہ کے بدلے صلیب دی گئی۔ تو ناخدائی کیا گئی۔ جب خدا تناسخ میں آیا۔ گناہ کئے صلیب دیا گیا۔ تو پیغمبروں کی کیا حالت۔ جناب پیغمبر صاحب اسائے بھکت اپنی بھگتی بہاؤ میں بیٹھے تھے اور اسکی اصل بنیاد وہی تناسخ کی پاک تعلیم تھی۔ مگر آپکی تعلیم کا قصور ہے وہ لوگ رواج کے موافق اقرار نہیں کرتے رہے بلکہ دل سے اقرار کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض کو کمال بھگتی سے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ وہ پچھلے جنم کے کون تھے مگر ضدی آدمی کو ہم کیا کہیں ✣

برہمو۔ اگر خدا پریم مئے نہو۔ تو اس سے آدمی کا درجہ کہیں بڑھکر ہے کیونکہ اس کی جماعت میں ایسے لوگ ملتے ہیں۔ کہ جن میں پریم یا منگل کا خاصہ پایا جاتا ہے ✣

آریہ۔ یوں تو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر پرماتما نیائکاری یعنی عادل نہیں تو ایسے خدا سے انسان کئی درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ نوشیروان۔ یدھشٹر۔ ہریش چندر۔ بکرماجیت وغیرہ مہاراجے بڑے عادل مشہور ہیں۔ اگر بقول آپکے صرف پریمی ہی خدا ہے۔ تو نہایت افسوس ہے کہ اس صفت کا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں ✣

✣ کیا کروڑوں آدمی جو ہیضہ سے مرتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے ✣

کیا لاکھوں جو تپ دق وغیرہ سے مرجاتے ہیں یہ خدا کا پریم ہے ✣

✣ کیا لاکھوں جنم کے اندھے لولے لنگڑے پیدا کرتا ہے یہ خدا کا پریم ہے ✣

کیا ملکوں کے ملک رنج و تکلیف میں مبتلا ہیں یہ خدا کا پریم ہے ✣

✣ کیا طوائفوں کے گھر میں لڑکیاں پیدا کرنا خدا کا پریم ہے ✣

لاکھوں چور بدمعاش۔ زناکار۔ حرامزادے۔ غریبوں کو تاراج کر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم ✣

لاکھوں بدمعاش بگلے بھگت فقیرانہ لباس میں شریف آدمیوں کی عصمت بگاڑ رہے ہیں۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے ✣

✣ موسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ نوح۔ جنہوں نے لاکھوں آدمی اور عورتیں اور بچے تباہ کرائے۔ کیا یہ خدا کا پریم ہے ✣

✣ محمد صاحب اور انکے جانشینوں نے جو دنیا میں تیغ کے طوفان برپا کئے۔ لاکھوں کے سر تن سے جدا کئے کیا یہ خدا کا پریم ہے ✣

چنگیز خان۔ ہلاکو خان۔ تیمور۔ محمود۔ اورنگ زیب۔ احمد شاہ و نادر شاہ۔ سکندر وغیرہ کو قتل عام کی طاقت دی کیا یہ خدا کا پریم ہے ✣

سب کے علاوہ آپ اسی پریمی خدا کے پیغمبر آئے دن تمام دنیا کو گالیاں اور خصوصاً آریہ سماج کے لوگوں کو بدزبانی سے یاد کر رہے ہیں کیا یہ خدا کا پریم ہے۔ بھائی ایسے محض پریمی دیالو منگل دیو خدا کا دنیا میں تو کہیں پتہ نہیں۔ اگر آپکے پاس یا کسی اور کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے ✣

برہمو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تناسخ کا مسئلہ اس وقت نکلا ہو گا۔ جبکہ لوگوں پر ایشور کے پریم مئے ہونے کی خوبی کا معراج اچھی طرح یا بالکل ظاہر نہ ہوا ہو گا۔ ہاں یہ ایسی بات کا بیہودہ ڈھکوسلہ ہے جبکہ ہمارے بزرگ ایشور کو صرف سچدانند جانکر اور صرف یہی یعنی جوگ اور سمادھی کے ذریعہ انکے آنند کو حاصل کرنیکی کوشش کرتے تھے اور اسے اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف رچنے والا نہ کہ پیدا کرنیوالا یا خالق خیال کرتے اور جس وقت تک بھگتی اور پرانوں کا زمانہ نہیں آیا تھا۔ اور جبکہ پورا ایک جوگ یا سمادھی کے طریق میں ایشور کو دیا مئے یا پریم مئے جان پرارتھنا کرنیکا بھاؤ مروج نہیں ہوا تھا۔ ہاں اس وقت بھی پرانے یوگ اور سمادھی کے پیرو ایشور کو مثل بھگتوں کے دیا مئے یا پریم مئے نہیں مانتے۔ صرف نرانی جوگ و سمادھی میں پرارتھنا کے اصول کی پیروی کرتے ہیں ✣

آریہ۔ یہ آپکا خیال سراپا باطل اور ست شاستروں سے ناواقفی کا باعث ہے۔ ورنہ ایشور کی تمام صفات کا خیال اور یقین جیسا ویدک زمانہ سے شاستری زمانہ تک تھا۔ ویسا پورانک زمانہ میں بالکل نہیں۔ اور نہ پورانوں میں ایشور کی صفات کاملہ موجود ہیں۔ ذرا آنکھیں کھولکر دیکھئے۔ یجروید ادھیائے ۴۰ ✣

मू॰ स्तृ॰ स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रणमस्नाविरꣳ शुद्धमपा
पविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधा
च्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥८॥ यजु॰॥ अ॰ ४०॥ ८॥ मू॰ पा॰ तेजोऽसि
तेजो मयि धेहि। वीर्यमसि वीर्यं मयि धेहि। बलमसि बलं मयि धेहि।
ओजोऽस्योजो मयि धेहि। मन्युरसि मन्युं मयि धेहि। सहोऽसि सहो
मयि धेहि॥९॥ य॰ १९॥ ९॥

اور شاستروں میں سے خاصکر یوگ شاستر جس میں تناسخ کے مسئلہ پر بہت بڑے مستند ثبوت دئے ہیں اس میں اپاسنا پرارتھنا کو بڑا واضح بیان کیا ہے ویسا یعنی برہم یگ میں کس خوبی سے پرارتھنا میں بھگتی اور پرارتھنا کا بیان ہے (دیکھو رگوید بھاشیہ بھومکا)

نمبر ۱۔ پس یوگ اور سمادھی کو تو جا مگر سنسکرت ودیا سے محض ناواقف ہونے پر بھی بیہودہ گپ ہانکنا آپکے ناقص خیالات کا انتہا غبار ہے بیشک تمام سابق بھگت جو سنسکرت پڑھے ہوئے تھے۔ وہ ایشور کو اپنے جسم اور خارجی دنیا کا صرف رچنے والا جانتے تھے۔ کیونکہ وہ ویدک فلاسفی سے واقف تھے۔ آپکی طرح علم و عقل اور موجودہ سائنس سے بھی امی نہیں تھے۔ اور نہ گالی گلوچ سے کام نکالتے تھے +

آپ بہ سبب ناواقفی سنسکرت زبان کے پورانوں سے بھی ناواقف ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ جھوٹی تعریف سے لوگوں کو گمراہ کرتے۔ اور اپنا دام تزویر پھیلا کر نیا ناستک بدھ مذہب پھیلانا چاہتے ہو۔ آپ جیسے دام ریا بچھانیوالے فقیروں کے حق میں سعدی کہتا ہے۔ ترک دنیا بمردم آموزند + خویشتن سیم و غلہ اندوزند +

پورانوں کے پریم نے ایشور کو مچھ کچھ۔ ویراہ۔ نرسنگ۔ گھوڑا۔ کتا بھینس وغیرہ اوتار دھارن کرائے +

پورانوں کے پریم نے گوپیوں کے ساتھ کرشن کو کلول کرائے پرانوں کے پریم نے خدا کو موہنی روپ دھارن کرا شیوجی کی بےعزتی کروائی پرانوں کے پریم نے برہماجی پر زناکاری کے الزام لگائے پرانوں کے پریم نے کبجا کی کہانی سنا کرشن جی کو کلنک لگائے پورانوں کے پریم نے باون اوتار دھر جھوٹ بلوایا چھل اور فریب کرایا۔ اور سارے جہان کو بت پرست اور جاہل بنایا۔ کوئی بدمعاشی کوئی خرابی کوئی بدچلنی ایسی نہیں جو پرانوں کی خاطر اُنکے اور آپکے پریمی خدا نے نہیں کی۔ ایسا بھاؤ ست یگ وغیرہ میں نہ مروج ہوا۔ اور نہ اب ہوگا۔ ہاں آپکا طبعزاد اور ہر ایک پریمی بھاؤ فرانس میں یا اکبر کے مینا بازار میں یا ناچ گھر میں یا راس لیلا میں ہوتا ہے یا کسی وقت لکھنؤ کے فرنگی محل یا واجد علی شاہ کے موتی باغ میں ہوتا تھا۔ یا کبھی کبھی محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں ہوتا تھا۔ یا گوکلیا گوسائیوں کے ہاں یا بہت زیادہ پریم اور وہ آپکا پریمی بھاؤ وام مارگیوں میں بہت ہوتا ہے۔ ایسی پرارتھنا۔ ایسی بھگتی ایسے پریم سے ہم کو اور تمام اہل حق کو نفرت ہے +

براھمو۔ ایسی صورت میں تو گنہگار کو ایسے خدا سے اودھار کے لئے کسی قسم کی امید نہیں رہ سکتی +

آریہ۔ عادل جج سے بعد ثبوت جرم کے مجرم کو کیا امید رہ سکتی ہے صرف یہی کہ کافی سزا پا دے تو رہائی۔ ہاں رشوت خور۔ ظالم۔ خودغرض۔ آنکھ کے اندھے سے رہائی کی امید رکھ سکتے ہیں۔ مجرم کی اصلاح اور جرم کی سزا دونوں مدنظر رکھنا جج کا فرض ہے۔ مگر پاپی اور گنہگار کو سزا نہ دینا صاف صاف اوروں کو گناہ کرنے کے واسطے دلیر بنانا ہے چنانچہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے سیاست بادشاہ کے راج میں واردات بہت بڑھ جاتی ہے داناؤں کا قول ہے۔ ہر آنکہ کہ بر دزد رحمت کنی + بہ بازوئے خود کاروان می زنی + نکوئی با بداں کردن چنانست + کہ بد کردن بجائے نیکمرداں۔ ندانست آنکہ کہ رحمت کرد بر ماراں جور ست بر فرزند آدم۔ گنہگار و بدکار و زناکار ہو کر خدا سے اودھار کی امید رکھنا ایک بام مارگی کی مثال کے حسب حال ہے +

مثال۔ ایک وام مارگی برہمن سے کسی نے پوچھا۔ کہ گروجی صاحب۔ مدہ (شراب) مانس (گوشت) مین (مچھلی) مدرا۔ میتھن (زنا) ان پانچ مکاروں سے کبھی مکتی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ بدچلنی کی بنیاد ہیں۔ پھر یہ مت کیا سچا مذہب ہو سکتا ہے جواب دیا۔ کہ خدا کو بدچلنوں شرابیوں زناکاروں کی نجات منظور ہے۔ بھلا ان کی مکتی کا کوئی سامان نہ ہونا چاہئے تھا۔ صرف ان کی مکتی کے واسطے یہ مذہب ایجاد ہوا ہے کہ بدی ہی سے نرباں بالش۔ گرہن کریں اور نجات پاویں۔ حضرت گنہگاروں کا ایسے عادل خدا سے اودھار بغیر سزا بھگتنے کے نہیں ہو سکتا۔ خدا تو خدا ہی ہے اسکے عدل اور دنیا میں تو کوئی

شفاعت یا سفارش یا رشوت کارگر نہیں ہو سکتی۔ آپ باد فرنگ (آتشک) بواسیر وغیرہ کے مریض کو دوائی کے بغیر دعا یعنی رو رو کر پرارتھنا کرنے سے شفا تو دلائیے تاکہ کسی کو ذرا یقین ہو ورنہ یوں بیہودہ بکواس اور سیاپے کی نائن بن لوگوں کو رلانے اور خود عیش و آرام کرنے سے کیا حاصل۔ یاد رکھو دھوکھے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاویگا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے۔ وہی کاٹیگا +

براھمو۔ جب خدا سے کسی مدد کی امید نہ ہو تو اُس سے کسی مدد کے لئے پرارتھنا کرنی یعنی دعا مانگنا واقعی ایک نادانہ حرکت ہے اور جو لوگ جان بوجھکر پُرش کہلاوے کے لئے اوپاسنا یا پرارتھنا کرتے ہیں۔ وہ شریر اور مکار ہیں اور خدا کی توہین کرتے ہیں +

آریہ۔ پرماتما سے ہر انسان اور خصوصاً سچے اُپاسک کو بہت امیدیں ہیں۔ مگر ناامیدی صرف مکاروں کے واسطے ہے جب ہم اندریوں سے کام کرنے اور من سے سچے پرماتما کی اُپاسنا و پرارتھنا کرتے ہیں۔ تو ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ دل کو شانتی ملتی ہے۔ گیان کی پراپتی ہوتی ہے۔ اندھکار کم ہوتا ہے۔ ست دھرم میں خواہش اور ایشور میں پریتی ہوتی ہے۔ ہاں جھوٹھی پرارتھنا۔ ریاکاری کی اُپاسنا اور مکاری کی دعا مانگنے والوں کی باتیں ضرور ناجائز حرکت سے نسبت رکھتی ہیں۔ جو لوگ سیاپے کی نائن کی طرح لوگوں کو رلاتے اور خود مزہ اُڑاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اس روشنی کے زمانہ میں پیغمبر بن سادہ لوح چھوکروں کو گمراہ کر رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ گزشتہ بزرگوں کی کتابوں سے اچھی باتوں کا انتخاب کر اس سے اپنے الہام کا ثبوت دے اور سچے خدا اور ایشور کے بھگتوں کو گالیاں دے رہے ہیں کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جتنے ہوشیار اور دانا مگر غلطی سے اُنکے جال میں پھنسے ہوئے چیلے خود یا کسی عقلمند کے سمجھانے سے اُنکے جال سے نکلکر آریہ سماج میں شامل ہو گئے۔ اور پھر اُن کی اچھی طرح قلعی کھولتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ اور لوگوں کے سادہ لوح لڑکوں کو تعلیم سے نفرت دلا کر فقیر بناتے اور اپنے بچوں کو بدستور کالجوں میں پڑھاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ غیروں کے بچوں سے بھیکھ منگواتے اور خود بنکوں میں روپیہ جمع کراتے اور مزہ اُڑاتے ہیں۔ اور اُنکے چیلے بھیکھ مانگ کر لاتے اور خود گورو بنکر چین کرتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

جو لوگ ایک وقت منہ پھاڑ پھاڑ کر بھگوے کپڑے کی بُرائی کرتے تھے! اور آخر جب بغیر اسکے کام نہیں چل سکا تو خود پہننے لگے کیا وہ مکار اور شریر نہیں ہیں +

جو لوگ پہلے گورو پن کے خلاف آخرکار خود گورو بن بیٹھے اور بیوقوف سادہ لوگوں کو اپنے پائوں کا ناپاک دھوون پلاتے ہیں۔ کیا وہ ناپاک و شریر نہیں۔ جو ہندوؤں کو جال میں پھنسانے کے واسطے جینو پہنتے چوٹی رکھتے اور اکادشی کو چاول نہیں کھاتے ہیں۔ کیا وہ مکار اور شریر نہیں +

حضرت یاد رکھئے۔ کہ لوگوں کو دکھلاوے کے واسطے اوپاسنا میں رونا پیٹنا سراپا مکاری اور شرارت ہے کلید در دوزخ آن نماز + کہ بر روئے عالم گذاری دراز + اور یہی سبب ہے کہ اس اُنیسویں صدی میں آپکو نئے الہام اور نئے مذہب اور نیا پیغمبر بننے اور برہمو سماج چھوڑ کر دیو سماج بنانیکی ضرورت پڑی یا ترکیب سوجھی۔ افسوس کہ سنیاسی کہلا کر آپ کو گیان پراپت نہ ہوا اور سچے علم سے آپکے آنکھ ہی اندھی رہی +

براھمو۔ جب ایشور پریم سے نہیں اور سوائے ہمارے کرموں کے پھل کے اپنی

طرف سے کچھ نہیں دے سکتے - تو پھر تناسخ کے ذریعہ جو گیا نہیں تو وہ بے ہودے ہیں وہ تو ایسے ایشور کو سخت نفرت کرتے ہونگے +

آریہ - تناسخ کے ماننے والے کبھی خدا کو برا نہیں کہتے اور نہ اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کو منصف عادل دیا کا سی مانتے ہیں - ہاں تناسخ کو نہ ماننے کی حالت ضرور ہوتی ہے نمونہ کے واسطے (دیکھو تناسخ - ماننے کی حالت میں مولوی لوگوں کے اقوال) اور اسی سے برہموؤں اور عیسائیوں کا حال قیاس کر لو۔ اور یہی سبب ہے کہ منصف اور عادل سے کوئی ناراض نہیں ہوتا - ہاں جس طرح گورنمنٹ انگلشیہ کے عدل کے زمانہ میں جب کوئی خون کرتا ہے تو پکڑے جانے اور پھانسی ملنے کے خوف سے گورنمنٹ کو عادل نہ بموجب آپکے خیال کے ضرور برا کہتا ہوگا - کہ کاش کہ انگریزی راج نہ ہوتا تو خوب ہوتا مگر یاد رکھئے کہ اگر دعائے طفلاں مستجاب بودی - یک معلم در عالم زندہ نماندے عدل کے ساتھ رحم مزہ کرتا ہے بغیر عدل کے رحم سراپا ظلم اور اندھیر ہے آپ نے سنا نہیں - آں پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک + خاکش چناں بخورد کزو استخواں نماند + زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل + گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند +

براہمو - ۲٦ - علمی تحقیقات کے موافق جس حالت میں صرف آدمی کے جسم میں روح ہے - اور اس کا حیوانات اور نباتات کے جسم میں کہیں نام و نشان تک نہیں - تو پھر تناسخ کو ماننا کہ یہ کہنا کہ آدمی کی روح اپنے برے کرموں کے پھل سے کتو - بیل - گدھے - گھوڑے اور سور اور گھاس اور پودوں اور درختوں کے جسم میں داخل ہوتی ہے - ایک ایسا خیال ہے کہ جو واقعات اور تجربہ اور حقیقت کے بالکل برخلاف ہے - اس لئے جھوٹا اور بیہودہ ہے +

آریہ - آپکی اس تحریر سے تو ہم کو آپکی رہی سہی علمیت کا حال بھی معلوم ہوگیا آپنے صرف تناسخ سے ہی اختلاف نہیں کیا - بلکہ علم سائنس سے بھی انکار کر دیا اور علاوہ بریں آں ساتھ کی سچی تعلیم سے بھی ناواقفی آپ کی ظاہر ہے علمی تحقیقات کے موافق صرف آدمی کے جسم میں روح نہیں بلکہ حیوانوں میں بھی روح ہے - شاید انگریزی سائنس کے موجد یا معلم کامل ڈارون کا نام بھی آپنے نہ سنا ہوگا - وہ صاف طور پر آدمی کے تمام مشابہت بندر کے ساتھ بتلاتے ہیں - اور ایسے ہی اور تمام محقق بھی - کسی نے سچ کہا ہے کہ علم کے بغیر آدمی بیدم کا بندر ہے ہم نے حصہ اول میں یہ مضمون انسان کے اور حیوانوں میں بھی روح ہے بتلا دیا ہے کہ حیوانوں میں روح نہ ماننا کمال غلطی ہے +

منطق کے مطابق روح کی یہ تعریف ہے - اچھا - دویش - پریتن - سکھ - دکھ - گیان - یہ ساری تعریف انسان اور حیوان دونوں پر صادق ہے - بلکہ آدمی سے زیادہ حیوان اچھے ہیں منطق نے صاف بتلا دیا ہے - کہ انسان حیوان ناطق ہے اور دیگر حیوان مطلق - مگر حیوان دونوں ہیں - پس روح اپنے برے کرموں کے مطابق جانوروں کے قالب میں [illegible] جاتی ہے - اس میں کوئی شک نہیں - مگر جہاں روح کا ثبوت نہیں وہاں تناسخ کا تعلق نہیں (دیکھو باب اول) کیونکہ یہ بات علم عقل - تجربہ اور حقیقت اور سچے دھرم وید کے بالکل خلاف ہے (محقق ڈارون نے جب یہ راز ظاہر کیا تب عام لوگوں نے اسے بندر کی اولاد کہنا شروع کیا - مگر وہ اصل زمانہ گھبرایا تھا -) پس آپکا خیال نہ تو سائنس نہ منطق نہ فلاسفی کے مطابق ہے اس لئے یہ جھوٹا اور بیہودہ ہے +

براہمو - سچ مچ آدمی کے لئے اپنے بزرگوں اور ہمجنسوں کو واقعات اور تجربہ کے خلاف برا ماننے اور جھوٹے دقیانوسی خیال کی بابت کتا اور بلی گدھا اور گھوڑا اور سانپ وغیرہ قرار دیا - اور ان پر سوار ہونا - سر کچلنا نہایت شرمناک حرکت ہے

آریہ - یہ اعتراض آپ کا علم سے نہیں بلکہ جہالت سے ہے لیکن ہم آپ کو پھر بھی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں +

سنئے - انسان کی پیدایش روح سے ہے یا جسم سے تمام دنیا کے علما کا اس پر اعتقاد ہے کہ مرد و عورت کے ملاپ سے نطفہ رحم عورت میں جاتا ہے - اور وہاں خون حیض کی آلایش پر پرورش پاتا ہے - اور روح اس میں داخل ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کہ جماع کے بعد مرد کا جسم کمزور ہوتا ہے نہ کہ روح - اس سے صاف ثابت ہے کہ اصل میں وہ چیز جس سے انسان پیدا ہوتا ہے - وہ مرد عورت کا جسم ہے نہ کہ روح ہاں ترکیب اس فعل کا بموجب قانون قدرت کے روح اور آلہ ارتکاب جسم پس جس جسم سے پیدایش تھی - وہ تو یہاں جلایا گیا - اسکا گدھا گھوڑا بننا اور مارا جانا سراپا باطل ہے اور یہ تو تمام عقلا کا مسلمہ ہے کہ روح میں تذکیر اور تانیث بالکل نہیں ہے یہ خاصہ جسم کا ہے پس روح اور جسم کی ترکیب ہر ایک جسم میں اسکا نام بزرگ ہے - ترکیب کے ٹوٹ جانے سے وہ نام بھی ٹوٹ گیا - وہ پوران جنکو آپ بھگتی کی کان مانتے ہیں انکا بھی یہی اصول ہے مگر آپ فضول طرف جا رہے ہیں پس بزرگوں پر کوئی سوار ہوتا نہ انکا کوئی سر کچلتا ہے ہاں یہ سارے اعتراض آپکے دھرم پر عاید ہیں - سنئے نہایت شرمناک حرکت یہ ہے کہ ماں کا خون پیتے ہو - کیونکہ بموجب آپکے اصول کے دودھ اصل میں خون ہے - دوم شرمناک حرکت یہ ہے کہ باپ اور بزرگوں کے سر پر موتتے ہو کیونکہ یہ زمین کے عناصر تمام بزرگوں کے جسم ہیں بلکہ بموجب آپکے مذہب کے وہی ہیں - کیونکہ آپکے مذہب کے مطابق روح انہیں مادی چیزوں کا عطر ہے +

سوم شرمناک حرکت یہ ہے - کہ ماں باپ اور بزرگوں کے سر پر جوتے پہنکر چلتے ہو +

چہارم شرمناک حرکت یہ ہے کہ انکے چمڑے کے جوتے پہنتے ہو - کیونکہ حیوانوں نے سبزی کھائی - اور وہ اصل میں آپکے بزرگوں کی خاک ہے - اور اس سے چمڑا بنا اور اس کے آپنے جوتے پہنے +

پنجم - اسی مادہ سے تمام بڑے لوگوں اور عورتوں کے جسم بنے اور اسی مادہ سے سور اور سوری اور کتے وغیرہ کا جسم بنا - پس بتلاؤ کہ یہ کیسی شرمناک حرکت کرتے ہو جبتک بیدھا راستہ وید مقدس کا اختیار نہ کروگے - اس گرداب سے آپ کی خلاصی ہرگز نہیں ہوسکتی ہے - اسی پر مولوی نظامیؒ نے کہا ہے - ؎

کہ داند کہ ایں خاک انگیختہ + بخون دل ماست آمیختہ

ایک دفعہ بحالت سفر جب میں نے زمین کا سورج کے گرد پھرنے کا ذکر کیا - تو ایک مولوی صاحب برانگیختہ ہوکر اول تو مجھے گالی دینے لگے کہ یہ کافر ہے - قرآن کے خلاف تعلیم دیتا ہے - آخرکار جب میں نے اُن کو دلایل سے ثابت کیا تب دل میں تو قایل ہوگئے - مگر قرآن کی تعلیم کے سبب حق کے قبول کرنے سے جھجکتے رہے وہی حال برہمو لوگوں کا ہے - یہ لوگ اگر ذرا سائنس یا فلاسفی یا منطق سے غور کریں - تو حق کو حاصل کرلیں یہ لوگ اپنے باطل اور من مانے خیال کے خلاف کسی علمی تحقیقات کے قایل نہیں ہوتے - یہی سبب ہے کہ علم پڑھنے سے چیلوں کو روکتے ہیں - تناسخ کو نہ مانکر اور برہمو یا دیو دھرم کو مانکر موجودہ سخت خرابیوں کا منہ دیکھنا اور شرمناک حرکت کا مرتکب ہونا پڑتا ہے +

اول تو روح حادث اور فانی چیز ماننی پڑتی ہے - کیونکہ جس کا آدی اُس کا انت بھی ضرور ہے +

دوم - ہمیشہ کی زندگی اور نجات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے - بلکہ نیکی کوئی چیز ہی نہیں رہتی

سوم۔ خدا کو ایک رشوت خور یا بھولا بھالا دیوتا ماننا پڑتا ہے +

چہارم۔ اسکی سخت بیعزتی بھی کرنی پڑتی ہے یعنی اُسے عادل اور نیایکاری نہ مانکر صرف ظالم اور جاہل ماننا پڑتا ہے کیونکہ وہ کسی کو اُسکے کرموں کا پھل نہیں دیتا +

پنجم۔ تمام بزرگوں کی بیعزتی کرنی پڑتی ہے۔ بلکہ ان کو خاک سمجھکر اور نباتات کی طرح کہا ہی نہیں۔ بلکہ ان کیساتھ تمام خرابیوں کا مرتکب ہونا پڑتا ہے جو نہایت شرمناک حرکت ہے +

ششم۔ خدا کو بھی جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ اس کو عدم کا ہے ایک معدوم خدا اور چند روزہ خدا یا وہمی اور خیالی خدا ماننا پڑتا ہے جب وہم دور ہوا خدا بھی دور ہوا +

ہفتم۔ سائنس اور سچا فلسفہ اور علم و عقل اور منطق کے خلاف ہو کر جہالت کا آسرا لینا پڑتا ہے +

ہشتم۔ وہ سچا اخلاق جو مسئلہ سیلف ہلپ سے حاصل ہوتا ہے اس کا خون کرنا پڑتا ہے +

نہم۔ جانوروں میں روح نہ مانکر ان بیگناہوں کے سر پر قصابوں اور جلادوں کی طرح چھری چلانی پڑتی ہے +

دہم۔ سب سے زیادہ یہ ہے کہ گناہ اور خرابی اور بے ایمانی اور بدچلنی کو ناچیز جانکر اُسکے ارتکاب پر مخلوق کو دلیر بناتا ہے +

پس ایسے علم اور معقولیت کے خلاف مذہب کے بانی اور اس کے پیرو بلکہ گناہ کرنے پر دلیری دینے والے ہادی اور انکی تعلیم بتلایئے۔ دنیا کو کتنا سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ ایسے لوگوں کی تعلیم سے جتنا جلد کوئی نفرت کرتا ہے اتنا ہی نہایت ضروری ہے۔ اے پرماتما تو ایسے لوگوں کے دام تزویر سے انکے بھولے بھالے ناواقف چیلوں کو جلد نکال اور ست دھرم کے انصاف گستر اور شانتی دایک سایہ میں ان نونہالوں کی پرورش فرما تو ہی ست کا محافظ ہے تو ہی حق کا حافظ +

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

براہمو مذہب کے ایک پرانے واقفکار کی رائے

تناسخ کا مسئلہ بہت پرانا ہے قدیم ہندو و قدیم مصری اور قدیم یونانی اسکو مانتے تھے لیکن اس وقت کے بڑے مذہب اس مسئلہ سے بچتے ہوتے ہیں۔ ہندو اور بدھ اسکو مانتے ہیں اور عیسائی اور مسلمان نہیں تو بھی دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ اب بھی اُس کے موافق ہے اُسکے ماننے والوں کا یہ خیال ہے کہ روح غیر فانی ہے اور اپنے ایک جسم چھوڑنے کے بعد اپنے نیک یا بد اعمال کے موافق اچھا یا برا جسم اختیار کرتی ہے اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے جبتک کہ مکتی یا نجات نہ ملے موجودہ مذاہب میں سے پہلے پہل عیسوی مذہب نے اسکو ترک کیا اور اپنی سزا و جزا کیواسطے ابدی دوزخ و بہشت بنائے پھر اسلام نے بھی اس امر میں عیسائی مذہب کی پیروی کی۔ لیکن ابدی دوزخ کا مسئلہ ایسا خوفناک ہے کہ دنیا میں روشن ضمیر آدمی اسکو تسلیم نہیں کر سکتا تھا اور اس لیئے لازم تھا کہ تناسخ ایک نئے تشکل میں تسلیم کرنا پڑیگا یورپ کے سپر چوالسٹ لوگوں نے اپنے لیئے اور اپنے خیالات کے موافق اُسکی ایک تشکل بنائی ہے یہاں برہم سماج کے لوگ بھی ابدی جہنم سے گھبراتے ہیں اور حیوانی جسموں میں جانے سے بھی ڈرتے ہیں وہ کیا مانتے ہیں؟ یہ ہمیں ٹھیک معلوم نہیں ہو سکا۔ جہانتک پتہ مل سکا ہے۔ اُنکا خیال یہ ہے کہ مرنیکے بعد روح بغیر جسم کے رہتی ہے لیکن اس خیال میں کوئی خاص سفارش نہیں کیونکہ اُسکا جسم کے ساتھ رہنا زیادہ نہیں تو کم سے کم ایسا ہی معقول ہے جیسا جسم کے بغیر رہنا (انڈین ناٹک چرتر صفحہ ۲۱ سے ۲۲ تک) +

حصہ دوم

مسئلہ تناسخ کی بابت توسیع تحقیقات

مقدمہ اول

در دیدۂ تنگ مور نورست از تو — دریائے ضعیف پشہ زورست از تو
ذات تو سزاست مر خداوندی را — ہر وصف کہ ناسزاست دورست از تو

تواریخ حکمت اور فلسفہ الہیات کے مطالعہ سے بخوبی ہویدا ہے کہ مسئلہ تناسخ یا پنر جنم جسے آواگون بھی کہتے ہیں نہایت ہی قدیم مسئلہ اور ہر طرح کے لاینحل اسرار قدرتی کے حل کرنیوالا ہے آریہ ورت کے رشی منیوں سے یونان اور مصر کے فلاسفروں تک جتنے پرانے دانا لوگ ان قوائے فطری کی طرف غور فرماتے رہے تھے جو حواس خمسہ کی حد سے باہر ہیں بغیر اعتراض کئے اور سمجھنے کے نہ ماننا جنکی عادت تھی جنہیں لیل و نہار یہی دھن لگ رہی تھی کہ ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ तर्क एव ऋषि جن کا خطاب اور صداقت کی تلاش جن کی زندگی کا لب لباب تھا +

آریہ ورت کے سب سے پرانے مفسر نے جنکی دھارمک تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ منو ۱۲/۱۰۶ +

आर्षन्च धर्मोपदेशञ्च वेदशास्त्रविरोधिना। यस्तर्केणानुसन्धत्ते स धर्मं वेद नेतरः॥

جن کی تمام تر بناتیں یہ تھی کہ جگت میں جو کچھ انقلاب دن رات دکھائی دیتے ہیں۔ انکا سدھانت کیا ہے یہ کیوں پیدا ہوتے ہیں اور انکا پھل کیا ہے اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ ان سب کے اس واسطہ مشترکہ کا سبب اول (نمت کارن) کون ہے اور صرف آدمی مول نہیں بلکہ اُس کا ہم سے کیا سمبندھ ہے اور وہ کہاں ہے اور ہم اُسے کیسے پراپت کر سکتے ہیں آدی صحیفہ قدرت (وید) کے مطالعہ سے وہ سارے اس بارہ میں متفق تھے کہ ایک ذات باری ساری دنیا کی منتظم و نیایکاری ہے سبکو بل اور پرکاش اسی نے دیا ہے۔ اور وہ سرودیاپک اور گیان کے سروشکتی مان اور اجنما نراکار ہے ستچدانند سروپ۔ اجر۔ امر۔ لایتناف۔ بے عیب نروکار اور پروردگار ہے جسے کوئی اوم۔ برہم۔ کوئی یزدان اور ایزد۔ کوئی اللہ اور رب کوئی گاڈ۔ ایل اور جہوواکے نام سے پکارتے تھے وہ اس مسئلہ پر بھی ایک سمتی رکھتے تھے کہ روح جسم مادی سے کوئی جدا اور بالاتر ہستی ہے وہ قائم بالذات یعنی فی الحقیقت مشخص ہستی ہے محض کوئی صفت یا کیفیت یا نسبت نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ فنا پذیر نہیں۔ اور نہ حادث ہے یہ اُس اعلیٰ ہستی (پرماتما) کے خلاف ایک دیشی ہونے کے باعث کرموں کو کرتی اور نتائج کو بھوگتی۔ اور سیکڑوں رنگ بدلتی۔ ہزاروں نئے تعلق پیدا کرتی ہوئی لاکھوں منزل کی سیر کرتی ہے وہ کبھی اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج پر پہنچتی۔ اور کبھی تنزل بر تنزل کی سزا بھوگتی ہوئی اسفل السافلین کو چلی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ الپگیہ اور اگیانی ہونے کے سبب سے

گہے بر طارم اعلیٰ نشینند — گہے بر پشت پائے خود نبینند

ان سارے چکروں اور مدارج کا جن میں ارواح کو کرم انوسار گزرنا پڑتا ہے یعنی ایک سرائے سے انتقال کر دوسری منزل پر ڈیرہ جمانا ہوتا ہے۔ اُسے اُن سب حکماء کی اصطلاح میں آواگون یا آمد و شد کہتے تھے ان سب باتوں کو وہ کلیات

ہستی سمجھتے تھے۔ جزئیات میں کہیں کہیں کم و بیش فرق تھا۔ مگر وہ ایسا نہ تھا جو اصول پر کمزوری ڈالے وہ دلائل اور طریق استدلال کا ڈھنگ تھا۔ اور بدیں لحاظ نفس اصول سے محض بے تعلق تھا +

حکمائے آریہ ورت۔ یونان۔ فنیشیا۔ روم۔ اجی پٹ (مصر) فارس چلیڈین کارتھیج وغیرہ اس معاملہ میں بجزوی تحقیقات کر کے اپنے اپنے دماغی سیر اور عقلی سفر کے بعد سب نے ایک ہی منزل پر مقام کیا تھا +

فیرہی سائی ڈیس وغیرہ فضلا ویشیشک شاستر سے متفق تھے۔ اپی کیورس کے مسایل ویدانت شاستر کیساتھ ملتے تھے۔ کنفوشس وغیرہ مہاتما بدھ اور مہاتما [illegible] کے ہم خیال تھے فیثاغورث کی تحقیقات حقہ سانکھ شاستر سے متعلق تھی۔ سقراط۔ فلاطون۔ ارسطو وغیرہ کی رائیں نیائے شاستروں سے میل کھاتی تھیں۔ گو کسی جزوی بات میں انکا قدرے اختلاف بھی ہو تو بھی تناسخ ارواح۱؎ کی نسبت جہانتک ہمکو دخل ہے ان سب فلاسفروں کا قول ایک ہی تھا زمانوں تک یہی عقیدہ دلوں کو نورانی کرتا رہا۔ اُس وقت لوگ زمانہ گرہست کے سوا دنیا میں ایسے مبتلا نہ ہوتے تھے انکا قول تھا

چندیں غم ما بحسرت بیا چیست — ہرگز دیدی کسے کہ جاوید بزیست
این یک نفسے کہ در تن عاریتیست — با عاریتے عاریتے باید زیست

اعمال اور اُس کا اٹل نتیجہ ایسا زبردست تیر تھا۔ کہ جس سے انکار کرنیکی دنیا میں کوئی ذی عقل جرات نہ کر سکا۔ اور نہ اسکی تحقیقات کر سکتا بھی نہیں تھا۔ کیونکہ

अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभं

کی لاتغیر اور لازوال تاثیر سے باوجود ناتور ہونیکے کس کی طاقت ہے کہ انکار کرے یہی تو وجہ تھی کہ خدا پرست تو خدا پرست ملحد و مرتد تک بھی اس کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے تھے اور گو اسکے نتیجہ پر پہنچنے کیواسطے انکا طریق استدلال رشیوں اور منیوں کی طرف سے مختلف تھا۔ اور انکے تعارفات میں کہیں کہیں صریح غلطی بھی تھی مگر تاہم اُن کا نتیجہ بالکل صحیح تھا کیونکہ کسی ناقص یا بیجا تعارف کا اثر اس تک نہ پہنچتا تھا وجہ یہ کہ اگر وہ پرمیشور کے قایل نہ تھے اور کسی شے یا امر کے وجود کو اس پر منحصر سمجھتے تھے تو اسکے بجائے اُنہیں قوانین قدرت (وجود اصل وجود ذات باری کے نتیجے ہیں) کا سہارا لینا پڑا تھا غرضیکہ تناسخ ارواح کی حقیقت سب پر روشن تھی۔ کوئی اسے ایک ضرورت کا مقتضی سمجھتا تھا کوئی دوسرے کا۔ کسی کے نزدیک اس معلول کی علت ایک امر خاص تھا اور کسی کے نزدیک کوئی دوسرا امر +

آج سے ڈھائی ہزار برس تک تمام دنیا میں فلسفہ کی ہوا چل رہی تھی اور زمانہ کے رُخ کا وہ رنگ تھا۔ جسے حکما تعمیم کہتے ہیں۔ اُس وقت تک مسئلہ تناسخ ارواح ایسا مسلّم امر تھا۔ جیسا پیدا ہونیکے بعد مرنا +

اسکے بعد تاریک زمانہ آیا۔ علم معقولات نے کوچ کیا۔ معقولات کے معانی پر غور کرنا موقوف ہوا۔ تقلید بجا اور بیجا دونوں کا نام ایک ساتھ دینداری رکھا گیا اور عجائب پرستی کی ابتداء ہوئی۔ عقل معزول ہوئی۔ نقل و جہل کو سلطنت ملی۔ قصے کہانیاں متبرک کتابیں تسلیم ہوئیں خدا کی الوہیت انسان میں آملی۔ ایک پرمیشور سے ہزار پرمیشور بن بیٹھے۔ خدا کی اولاد ہونے لگی خدا نے مخلوقات سے آشنائی پیدا کی اور مشورہ کا محتاج ہوا۔ خود خدا خدائی کا کام کرتے کرتے تھک گیا۔ اُسے آرام کرنے اور اپنا کام دوسروں کو سپرد کرنیکی ضرورت پڑی۔ خدا بوڑھا ہو گیا اور اُس کی بصارت میں فرق آگیا۔ وہ اپنے بندوں کی نیکی کو خود نہ دیکھ سکا۔ وہ اوروں کی شفاعت کے بغیر اعمال حسنہ کی جزا۔ افعال قبیحہ کی سزا دینے میں قاصر رہا۔ خدا کی عادت و صورت ٹھیک آدمی کی سی ہو گئی۔ وہ کبھی راجہ بکرماجیت اور راجہ بھوج اور کہیں علاء الدین غوری اور محمود غزنوی کی شکل کا نظر آیا اور کہیں اُس کی روحانیت کبوتر کی صورت میں اُڑتی دکھائی دی۔ خدا کیواسطے مکان بنائے گئے۔ اور اُس پر چڑھنے کیواسطے زینے لگائے گئے وہ عادل نہ رہا۔ بلکہ رشوت خور ہو گیا۔ اور شاید بوڑھا ہو جانیکے سبب اُس کی کمزوری کرنے لگی اُسے شفاعت اور بخشش کی ضرورت ہوئی۔ گناہ سے بچنے اور نجات پانیکے واسطے انسان قربان ہونے لگے تناسخ کو خیرباد کہا توبہ اور قربانی نے آلایش گناہ کی صفائی کا ٹھیکہ لے لیا نجات میں بھی حقیقی آنند اور راحت کامل کی ضرورت نہ رہی بلکہ وہاں بھی شراب و کباب کی دیگیں کھل گئیں اکبر و شداد کے مینا بازار کی طرح وہاں بھی حور و غلمان رہنے لگے معقول مسایل سے نفرت اور منقول فسانوں سے الفت ہو گئی۔ فلسفہ کا چراغ گل ہونے کے قریب ہو گیا۔ مذہب کی عقل سے دشمنی ہو گئی۔ کافور کے انبار نمک کے بھاؤ فروخت ہونے لگے۔ زمانہ روز نئی کروٹیں بدلنے لگا۔ اور ایسے ایسے رنگ بدلے کہ چشم حیرت دیکھنے کی تاب نہ لا سکی۔ ڈاکٹروں نے جب چیر پھاڑ کر دیکھا۔ اور جسم انسانی یا حیوانی میں کوئی روح پرندہ نہ ملا۔ تو جھٹ روح کی ہستی سے انکار کر دیا۔ انسان صرف ایک اسطوانہ گوشت کا نام رہ گیا۔ پرمیشور کی ہستی۔ روح کا وجود۔ اور پرلوک توہمات میں داخل ہوئے اور اگر کسی نے ان حقایق کو مانا بھی تو صرف برائے نام انکے صفات سے آنکھ بند کی ان کے تعلقات کو مطلق نہ سوچا۔ پڑھتے ہیں تو پیٹ کے دھندے کو اور تنہائی میں بیٹھکر سوچتے ہیں تو آرایش بستر و تکلفات خواب کو حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں ہم انسانیت سے حیوانیت کی طرف تنزل کرتے آتے ہیں۔ اور روحانیت کی بجائے صرف جسمانیت دیکھنا چاہتے ہیں۔ پس یہ دل ہماری حقیقت کو بگاڑنیوالا۔ ہمارے شرافت کو مٹانے والا اور ہماری زندگی کو خواب سے بدتر بنانیوالا ہے۔ اگر اس کا کچھ علاج ہو سکتا ہے تو یہ ہے کہ ہم اپنی روح کو جو غنودگی کی حالت میں ہے۔ جگانے کی کوشش کریں اور اس کوشش کے اسباب یہ ہیں کہ اُن ہستیوں اور اُن حقایق کو جو ہمارے حواسوں کی رسائی سے باہر ہیں اپنی طبیعت پر ایسا منکشف کریں۔ جیسے سفیدی اور سیاہی کا علم ہماری آنکھوں پر ظاہر ہے۔ ایسے ہی ارادہ والے حکیم کہلاتے ہیں اور اسی قسم کی کوشش کرنیوالے کبھی نہ کبھی گرتے پڑتے اُس راستہ پر پہنچ جاتے ہیں جو شاہی خزانہ کی سڑک سے ملا ہوا ہے امن کی سلطنت کے بغیر لوگ ایسے دقیق مسایل پر غور نہیں کر سکتے کیونکہ جن دنوں جان کے ہی لالے پڑ رہے ہوں۔ ان دنوں علمی مسایل پر کون بچار سکتا ہے اور یہی سبب ہوا۔ کہ اس مبارک صدی میں پھر دانا لوگوں نے سائنس اور الہیات کیطرف توجہ شروع کی۔ حکیم لوئی فی گوئیر باشندہ ملک فرانس نے ایک ضخیم کتاب ڈی آفٹر ڈیتھ یعنی حیات بعد الموت یا معراج الارواح نام سے

۱؎ تناسخ لفظ عربی کا ہے انگریزی میں اسے ٹرنس میگریشن آف سول کہتے ہیں عربی میں اور بھی کئی لفظ اسی مدعا کو ظاہر کرتے ہیں اسی واسطے ہم سب کے معانی یہاں درج کر دیتے ہیں۔ تناسخ بمعنی [illegible] درآمدن روح از قالبے در قالبے دیگر آمدن آں بقالبے دیگر (از منتخب غیاث) مسخ ایک صورت سے دوسری صورت میں بدلنا دوسری صورت [illegible] (کریم اللغات) تناسخ برگردیدن صورت کسے بصورت دیگرے کہ بدتر از صورت نخستین باشد (از غیاث) تماسخ مسخ کردہ بمعنی برگردانیدہ صورت اعلی را بصورت زشت (از غیاث) خلع [illegible] (از غیاث) [illegible] (از غیاث) +

مسئلہ تناسخ ارواح پر اسی صدی میں شایع کی جس سے مغربی دنیا میں ایک ہلچل مچ گئی۔ ادھر تھیاسوفیکل سوسائٹی نے امریکہ سے اِس کی اشاعت شروع کی۔ اِس ملک آریہ ورت میں سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے ویدک دھرم کے پرچار کے ذریعہ آواگون کی بابت تمام مذہب کے عالموں کو چیلنج دیا۔ دہریت کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور منقولیت بھی بدل رہی ہے اُس کے خرق عادات خرقہ پارینہ کی طرح پرزہ پرزہ ہو رہے ہیں۔ سائنس جدا منقولیت کی اصلیت ظاہر کر رہی ہے۔ خود غرضی دور ہو رہی ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ حیوانوں میں روح کے قایل ہو رہے ہیں عنقریب زمانہ آنیوالا ہے بلکہ علمی طور پر آچکا۔ کہ تناسخ کا مسئلہ پھر بدستور سابق عالمگیر ہو اور وہی مذہب علماء و فضلاء اختیار کریں جس میں علمی نور کا ظہور ہو +

غرضیکہ جس حق طبیعت نے اپنا دل و دماغ خرچ کر کے حتی المقدور تحقیقات میں مصروف رہکر ذرا بھی علم و عقل سے کام لیا اُسے فی الفور کچھ نہ کچھ صداقت اِس مبارک مسئلہ کی معلوم ہو گئی اور اگر کسی نے عقل کل پرماتما کی ہدایت وید مقدس کے ذریعہ سوچا تو پھر کسی حالت میں بھی منزل مقصود پر پہنچنے سے باز نہیں رہ سکا۔ جن رشیوں نے وید مقدس کی ہدایت کو سنکر سوچا اور جنہوں نے دلی توجہ سے علم معقول کی کتابیں پڑھکر گوشۂ تنہائی اور فرصت کے اوقات میں اکثر اپنی آخری سفری ضرورت پر غور کیا جنکے دل دنیا کی آلایش سے زیادہ آلودہ نہیں ہوئے اُنکی صدہا مثالیں آریہ قوم میں موجود ہیں کہ ایسے ست پرشوں نے مرنے سے کئی برس یا مہینہ یا دن پہلے بتلا دیا ہے کہ ہم فلانے سال یا دن مر جاوینگے اور اسی خوبی سے اُنکے روح اِس قالب عنصری سے پرواز کی کہ دیکھنے والے حیران ہو گئے جس طرح ایک پرندہ کسی درخت پر سے اپنی خوشی اُڑ جاتا ہے بعینہ وہی حال اُنکے روح کا ہوا کسی قسم کی تکلیف جسمانی سے اُنہوں نے اُف تک نہیں کی

(۱) مہاتما بھیشم پتامہ جی چھ ماہ تک سورج دکھشائن ہونے کے خیال سے زخمی یوگ ابھیاس کرتے ہوئے میدان جنگ میں پڑے رہے اور جب سورج اترائن ہوا۔ تب پران تیاگ دیئے +

(۲) اُودے پور کے مشہور بہادر راجہ پرتاب کی بابت ذکر ہے کہ جبتک اُسکی تسلی نہ ہوئی۔ کہ اُس کا بیٹا دشمنوں سے بدلا لیگا تب تک اُس کی روح نہ نکلی

(۳) سوامی دیانند جی مہاراج نے بہت سے لوگوں کے سامنے ایک مہاتما یوگی کے پوچھنے پر سمت ۱۹۳۶ میں ہردوار کے کنبھ پر جواب دیا تھا۔ کہ میں اگلے کنبھ یعنی سمت ۱۹۴۸ کو نہیں دیکھونگا۔ اور پھر سنہ ۱۸۷۹ء میں بمقام میرٹھ کرنیل الکاٹ صاحب کو کئی آدمیوں کے روبرو بیان کیا تھا۔ کہ میں سنہ ۱۸۸۴ء نہیں دیکھونگا۔ چنانچہ کرنیل صاحب نے اِس بات کو اپنے رسالہ تھیوسافسٹ میں اس طرح تحریر کیا ہے +

کہ سوامی جی یوگی پرش تھے۔ ہمیں اُن کے یوگی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں اُنہوں نے اپنی وفات سے کئی سال پہلے بمقام میرٹھ ہمیں کہا تھا۔ کہ میں سنہ ۱۸۸۴ء ہرگز نہیں دیکھونگا +

(۴) سری گوبند پور ضلع گورداسپور کے ایک معزز آریہ نے ہم سے بیان کیا۔ کہ اُس کے بھائی نے اُسے کئی گھنٹہ پہلے بتلا یا تھا۔ کہ آفتاب غروب ہوتے وقت مر جاؤنگا۔ اور جب دو گھنٹہ باقی رہے تب بھی سب گھر والوں کو کہہ دیا۔ کہ ابھی دو گھنٹہ باقی ہیں۔ اس کی تھوڑی دیر بعد زمین صاف کرا کر اُس پر آسن لگا۔ ایشور کے دھیان میں مگن ہوا۔ اور ہم کو کہا کہ تم شور و شر مت کرو۔ چنانچہ جب دو سوانس باقی رہے تب آنکھ کھولی۔ اور کہا۔ کہ اب میرے دو سوانس باقی ہیں تم میرے پیچھے مت رونا۔ یہ کہا اور دو سوانس لئے اور روح پرواز کر گئی۔ بعد ازاں ہم نے اُسے چت لٹا دیا +

ایسے واقعات ایک جگہ نہیں۔ بلکہ کئی مقامات پر ہوئے ہیں۔ اور ہزاروں کی دیکھا کی شہادت ہے۔ پس روح اور اُس کی اصلیت اُس کی ہستی اور جسم سے تعلق کرم۔ جیو اور ایشور کا سمبندھ و سروپ سارے کے سارے سوچنے کے لایق مسایل ہیں۔ اور جس طرح اِن کا صحیح اور تسلی بخش حل ہوتا ہے۔ یا معقول جواب ملتا ہے وہ مسئلہ تناسخ سے آتا ہے۔ کہ ناظرین اِسکے سمجھنے میں دل و جان سے کوشش کر کے پرمانند کے حصول میں مصروف ہوجئے +

چند واضح دلایل سے تناسخ کا ثبوت

دلیل اول۔ آواگون دنیا کی تمام چیزوں میں فطرتی ہے کیونکہ تمام چیزیں آواگون کے چکر میں ہیں۔ اور یہ قاعدہ قدرتی ہے۔ پس روح قانون قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی +

دلیل دوم۔ ہزاروں جاتے ہیں۔ اور ہزاروں آتے ہیں۔ اگر ایک دفعہ پیدا ہوتا۔ اور مرتا ہوتا تو ہر ایک روح عالم انسانی میں بقول قیامت ماننے والوں کے قیامت تک موجود رہتی۔ مگر ایسا نہیں اور اگر تناسخ نہ مانیں تو اور مخلوق آیندہ نہ پیدا ہونی چاہیئے۔ جو کہتے ہیں کہ نئے ارواح آتے ہیں تو یہ علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ بوجوہات ذیل +

(۱) جتنے جسم بنے ہیں۔ اُسی مادہ سے بنتے ہیں۔ جو زمین پر پہلے موجود ہے کوئی نیا مادہ نہیں آتا +

(۲) جتنی بارش ہوتی ہے۔ اُنہیں بخارات سے جو زمین سے اُٹھتے ہیں جو قبل ازیں خود پانی تھے۔ کہیں سے نئی پیدا نہیں ہوتی +

(۳) جتنے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی موجودہ مادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آتے +

(۴) جتنے دریا بنتے ہیں اُسی پانی سے جو پہلے دریا سے سمندر میں گیا۔ کہیں عدم سے وجود پذیر نہیں ہوتے +

(۵) جتنے مکان بنتے ہیں وہ سب اُسی مٹی اور اُسی اینٹ اُسی پتھر سے جو پہلے زمین پر کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں۔ کن کہنے سے پیدا نہیں ہوتے +

جب تمام جسم اُسی مادہ سے بنتے ہیں جس سے پہلے ہزاروں بن چکے ہیں پس صاف ظاہر ہے کہ روح بھی وہی آتی ہے جو پہلے کسی جسم سے قطع تعلق کر چکی ہے جس طرح خدا اور نیا مادہ نہیں بناتا (بقول قائلین احداث) بلکہ اُسی قدیم مادہ سے مکرر بناتا ہے۔ اسی طرح وہی قدیم ارواح بار بار آتے ہیں۔ نہ نئے پیدا ہوتے ہیں۔ اور نہ ایک ہی بار آتے ہیں +

دلیل سوم۔ جس طرح چاند۔ سورج۔ سیارے۔ راس۔ ذنب مختلف بُرجوں میں ہوتے ہوئے۔ بار بار چکر کھاتے آواگون کر رہے ہیں کبھی غروب ہوتے کبھی طلوع کوئی ۲۴ گھنٹے کوئی ۱۵ دن کوئی مہینہ کوئی چھ مہینہ کوئی سال کوئی ڈھائی سال کوئی ۱۲ سال کوئی ہزار سال کوئی لاکھ سال کے بعد نظر آتے ہیں نادان جانتے کہ یہ نئے آتے ہیں۔ مگر حکما بالغ نظر کے علم و عقل کے بموجب وہی سیارے بار بار آتے ہیں۔ ایسا ہی حال روحوں کا ہے۔ وہ بھی تناسخ میں بار بار آتے ہیں۔ مگر علم سائنس سے محروم لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ارواح نئے آتے ہیں +

دلیل چہارم۔ جو چیز انادی ہے۔ اُس کے گن کرم سوبھاؤ بھی انادی ہیں۔ روح

چیتن ہونے کے سبب جڑ۔ معطل نہیں۔ بلکہ کرم کرنیکا سوبھاؤ رکھتے ہیں اور جسم دھارن کرنا بھی اُن کی عادت ہے۔ بنا برآں صاف ظاہر ہے کہ روح اور جسم کا ملاپ اور جدائی یعنی تناسخ بھی اُس کے واسطے ضروری ہے +

دلیل پنجم۔ روحوں کا جسم میں آکر مختلف قسم کے سکھوں اور دُکھوں کا بھوگنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُنکے پہلے ہی مختلف کرموں کا نتیجہ ہے ورنہ سب روحوں کو ایک قسم کے نتائج ملتے۔ کیونکہ پرمیشور منصف ہے جو بے سبب اور بیوجہ کسی کو سکھ دُکھ نہیں دیتا۔ ایک لڑکے کا تندرست پیدا ہونا اور دوسرے کا اندھا۔ لولا۔ لنگڑا۔ کوڑہی پیدا ہونا تناسخ کو ثابت کرتا ہے +

دلیل ششم۔ تناسخ سے منکر مذاہب والے یہ مانتے ہیں کہ اس جنم کے کرموں کے مطابق ہی بہشت و دوزخ ملجاویگا +

مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ کیونکہ پرمیشور نیاوکاری ہے محدود فعلوں کے لئے ہمیشہ کا دوزخ و بہشت دیدینا اُسکے عدل و انصاف کے خلاف ہے کیونکہ انصاف یہ کہتا ہے کہ محدود کرموں کا پھل محدود ہونا چاہیئے پس جبتک پُنر جنم۔ مانا جاوے۔ خدا کے ذمہ سے یہ الزام دور نہیں ہوسکتا۔ اور ظالم یعنی محدود کرموں کے بدلے ہمیشہ کے جہنم میں ڈالنے والا کبھی خدائی کے سزاوار نہیں +

دلیل ہفتم۔ جبتک گنہگار کو موقعہ نہ دیا جاوے۔ کہ وہ پھر اچھے کام کرے تب تک ایشور کی اُپکار و بالتا کا ظہور نہیں ہوسکتا۔ ایک بار جنم ماننے سے اُسکی ذات صفات رحم و فضل سے شون ہوجاتی ہے۔ پُنر جنم مانتے ہی یہ الزام اٹھجاتا ہے۔ اور انسان کو ہمیشہ نیک بننے کا موقع دیا جاتا ہے +

دلیل ہشتم۔ تناسخ نہ ماننے سے ایک الزام خدا پہ یہ آتا ہے کہ اگر روح کو اعمال کے بدلے نہیں تو پھر کیوں دیا گیا۔ جو اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ روح کے آزمانے کیواسطے وہ ایک اور الزام خدا پر لگاتے ہیں کیونکہ آزمانا وہ ہے جو جاہل ہو جسے معلوم نہ ہو جو انتریامی نہ ہو مگر خدا تو سرو گیہ ہے۔ پس آزمانا سراپا غلط ہے اِس الزام سے بریت سوائے تسلیم تناسخ ناممکن ہے +

دلیل نہم۔ تمام ارواح مرنے (یعنی قطع تعلق جسم) سے ڈرتے ہیں۔ انسان سے حشرات الارض تک اِس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ پہلے اُنہوں نے کبھی موت یعنی جسم سے جدائی حاصل کی ہے ورنہ جس سے تعلق نہ رہا ہو۔ اُس سے انسان نہیں ڈرتا +

دلیل دہم۔ روح اب جسم میں آئی۔ اُس کا آنا خواہ اعمال سے مانو یا یوں ہی اندھا دھند خدا کے حکم سے جانو جس طرح مانو اِس پر سوال ہوتا ہے کہ جس خدا نے اب اُس کو جسم سے ملحق کیا کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ اِس جسم سے پہلے اور پیچھے اُس کا حکم ایسا لغو و بذیرہ نہ ہوسکے۔ حالانکہ تمام قاعدہ قدرت اِس کا مددگار ہے پس تناسخ سے انکار گویا انتظام نیچر سے انکار ہے +

دلیل یازدہم۔ دنیا کے دُکھ سُکھ اور رنج و آرام کے نقشہ کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر (جس سے حق پرست تو درکنار ناستک بھی انکار نہیں کرسکتا)۔ نہایت مشکل نظر آتا ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ خدا کی مرضی یا ارادہ یا مصلحت یا اتفاق یا حکومت طلبی یا جبر یا قہر یا بیخبری سے ایسا ہوگیا یا بعضی ناحق بیشدوں کی طرح اسے خدا کا رحم ہی کہدیں مگر طبیعت کسی طرح شانتی نہیں پاتی۔ اور نہ سوال کرنیوالے آتما کو تسلی بخش جواب ملتا ہے مگر یہ سارے جھگڑے اور شکوک سلسلہ اعمال کے ماننے سے خود بخود فیصل و رفع ہوجاتے ہیں۔ غرضیکہ تناسخ کی تعلیم کے بغیر کوئی صراط المستقیم نہیں +

دلیل دوازدہم۔ ارواح کو جسم میں ڈالنا خدا کی صفات میں سے ہے اور یہ بھی مسلمات میں سے ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں اور جب قدیم ہیں تو کسی صورت میں ممکن نہیں کہ صفات خداوندی اتفاقیہ کبھی جوش زن ہوں جس سے ناگہ پن ظاہر ہو۔ پس نہ تو اتفاقی بات ہے اور نہ بلا وجہ ہے بلکہ قدرتی منشا کے مطابق کرموں کے سلسلہ سے اپنی قدیم صفات سے خدا روحوں کو بذریعہ اجسام جزا و سزا دیتا ہے +

دلیل سیزدہم۔ بد اور نیک ارواح جسم ترک کرنے کے بعد تا ہونے قیامت ایک جگہ رکھے جائیں گے۔ یا حسب اعمال مختلف مقاموں یا اجسام میں۔ اگر مطابق اعمال جُدا جُدا رہتے ہیں تو پھل مل چکا قیامت کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہی کھانہ میں بھرے جاتے ہیں تو کمال ظلم اندھیر نگری چوپٹ راجا اور ایسا ہی اندھیر قیامت میں ہوگا۔ پس یہ سیدھا طریقہ ہے کہ اُن کو اعمالوں کے مطابق پھل ملیگا۔ قیامت کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ خدا کے کوئی صفات کبھی معطل نہیں حالانکہ قیامت کے ماننے سے خدا کے صفت عدل و رحم دونوں اس وقت ناکارہ ثابت ہوتے ہیں پس تناسخ ہی ایسا مضبوط اور صحیح اور سچا راستہ ہے کہ جسکے ماننے سے اُس کی ذات تمام نقائص سے بری ہوجاتی ہے۔ وھذا طریق الصواب و مسئلہ لاجواب +

باب اوّل

ویدوشاستر سے تناسخ کا ثبوت

ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ پرماتما یا پربرہم ایک ادویتہ لاشریک ہے اور وہی تمام مادی جگت کا صانع اور غیر مادی کا انادی سوامی ہے نیک و بد کی ذات جیو ہیں اور وہ کرم کرنے میں آزاد پرماتما جگت کا نیاوکاری مہاراجہ اور روحیں اُسکی پرجا ہیں بنا برآں وہ سلسلۂ اعمال کے مطابق ہر ایک روح کو نیک و بد پھل دیتا اور جزا و سزا پہنچاتا ہے چونکہ کرم کا سلسلہ جسم کیسا تھ ہی منقطع نہیں ہوجاتا بلکہ اُس کا محرک روح ہے اور روح فانی نہیں بلکہ جاودانی ہے پس وہ اِس جسم کے برباد ہوجانے پر الٰہی معدلت کے مطابق دوسرے جسم سے تعلق پیدا کرتا۔ اور سزا و جزا کو بھوگتا اور نیئے افعال کا مرتکب ہوتا ہوا مختلف ستاروں و سیاروں میں انتظام مشیت ایزدی کے مطابق سیر کرتا رہتا ہے گویا اُسے نیک بننے اور عمل کمانیکا باربار بلکہ لاکھوں بار موقع دیا جاتا ہے جب ہمہ تن نیک ہوگیا اُسے نجات یعنی موکش ملجاتی ہے اور پرم آنند پراپت ہوکر ایشوریہ نیم کے مطابق پرانت کال یعنی ۳۶۰۰۰ × ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰ سال تک موکش میں وہ پرم آنند کو بھوگتا ہے اور اسی کا نام آواگون یا تناسخ ہے +

ویدک محاورہ میں اِس تمام جہان کو ایک چرخ دولاب سے نسبت دی ہے اِس دولاب کا منتظم و مالک پرمیشور ہے ہر ایک دولاب۔ یعنی لوٹا مختلف اجسام

ہیں اور اُن کے اندر پانی بمنزلہ ارواح کے ہے ڈولاب کی ریسمان یا زنجیر بمنزلہ سلسلہ اعمال اور چاہ بمنزلہ سنسار کے ہے جس طرح ڈولاب خالی ہوتے اور پھر بھرے جاتے ہیں۔ اسی طرح روحیں ایک جسم کو چھوڑتی اور پھر دوسرا جسم اختیار کرتی جاتی ہے اور حسب ایشوری نیم کے مطابق گھوم رہا ہے جس طرح کوئی ڈولاب بسبب ٹوٹ جانے ریسمان کے یا قطع تعلق ہو جانے کے چاہ میں گر پڑتی ہے اور جب تک پھر مالک چاہ کو ضرورت نہ پڑے یا چاہ کو صاف کرنا منظور خاطر نہ ہو تب تک لوٹا اُس کے اندر پڑا رہتا ہے مگر مالک چاہ کی مرضی ہونے کے سبب وہ پھر چاہ سے نکالا جا سکتا ہے اور اسی سلسلہ میں جہاں مالک کی مرضی ہو باندھا جاتا ہے۔ اسی طرح ارواح اعمال سے لاتعلق ہو کر بہت بڑی میعاد تک الٰہی نیم کے مطابق یعنی آواگون سے چھوٹ کر موکش دھام میں برہمانند بھوگتے ہیں۔ اور پرانت کال کے بعد پھر سنسار میں آنے۔ اور ایشور آگیا انوسار جگت کے کاروبار میں تشریر ہو جاتی ہیں ✤

رگوید منڈل ۱۔ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ ✤

द्वा सुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परि षस्वजाते। तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभिचाकशीति॥

ترجمہ۔ برہم جیو اور پرکرتی تین انادی پدارتھ ہیں پرکرتی۔ اِن میں سے جو جڑ ہے۔ اِس انادی پرکرتی سے پرماتما تمام مادی دنیا کو بناتا ہے اور پھر اُسی میں لَی کر دیتا ہے جیو اس باغ دنیا میں پاپ پن روپ پھلوں کو اچھی پرکار کھاتا ہے تیسرا پرماتما کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ پھنستا ہوا گیان کرتا سروتر پرکاش مان ہو رہا ہے جیو سے برہم اور برہم سے جیو اور دونوں سے پرکرتی قطعی جدا ہے نہ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں نہ ہوں گے۔ تینوں سروپ سے انادی ہیں ✤

اسی منتر پر شویتاشوتراپ نشد کے رشی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ✤

अजामेकां लोहितशुक्लकृष्णां बह्वीः प्रजाः सृजमानां सरूपाः। अजो ह्येको जुषमाणोऽनुशेते जहात्येनां भुक्तभोगामजोऽन्यः। अ० ४ श्लो० ५ — ६

ترجمہ۔ ایک انادی اور پیدا نہ ہونے والی جڑ چیز پرکرتی ہے جس میں سے تمام رنگ اور شکلیں اور سروپ ظاہر ہوتے ہیں ✤

دوسرا انادی اور پرکرتی کے پدارتھوں کو بھوگنے والا جیو ہے اور وہی اُسے بھوگتا ہوا اس کے جال میں پھنستا ہوا جنم مرن کے چکر میں آتا ہے ✤

تیسرا انادی پرماتما ہے وہ نہ پرکرتی کے جال میں پھنستا اور نہ اُسکا بھوگیہ کرم کرتا ہے بلکہ تمام جیوؤں کے کرموں کا پھل داتا۔ اور سب کا سوامی اور مالک ہے ✤

بھارت کے ۱۴ پرب کے ادھیائے ۲ میں بیاس جی نے بھی ایسا ہی مانا ہے ✤

اتھرو وید کانڈ ۵۔ انوواک ۱ ورگ ۱۔ منتر ۲ ✤

आ यो धर्माणि प्रथमः ससाद ततो वपूंषि कृणुषे पुरूणि। धास्युर्योनिं प्रथम आ विवेशा यो वाचमनुदितां चिकेत॥ अ० ५ — १ — २॥

ترجمہ۔ جو جیو پورب جنموں میں جیسے دھرم کاریوں کو کرتا ہے وہ اُنکے پھل سے انیک اُتم شریروں کو جنم جنمانتر میں دھارتا ہے۔ اور ادھرم آتما منشیہ پشو آدی کے شریر کو دھارن کرتا اور دکھوں کو بھوگتا ہے۔ جو پورب جنم کے کئے ہوئے پھلوں کو بھوگ کرنیکا سوبھاؤ رکھنے والا جیو آتما ہے وہ پورب شریر کو چھوڑ وایو کے ساتھ گمن کرتے کرتا [illegible] ن قدرت کے طریقہ سے جاتا ہے جو جیو پچھلی پرکار ویدک دھرم [illegible] ن کو نہ پہونچا ہوا شریر تیاگتا ہے وہ پھر منش شریر کو دھارکر [illegible] دھرم کرتا ہے اور جو ادھرم اچرن کرتا ہے اور دُوراچاری ہے وہ دکھی جسموں میں تر دیش ہو کر ادھوگتی کو پراپت ہوتا جاتا ہے اور انیک دُکھوں کو بھوگتا ہے ✤

یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۳۶ ✤

अप्स्वग्ने सधिष्टव सौषधीरनु रुध्यसे। गर्भे सन् जायसे पुनः॥ यजुर्वेद अ० १२ मं० ३६

ترجمہ۔ جو جیو شریر کو چھوڑتے ہیں وہ وایو اور اوشدھیوں کے دوارا گربھ آشی کو پراپت ہو کر شریر دھارن کر پھر جنم لیتے ہیں ✤

یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۴۷ ✤

द्वे सृती अशृणवं पितॄणामहं देवानामुत मर्त्यानाम्। ताभ्यामिदं विश्वमेजत्समेति यदन्तरा पितरं मातरं च॥ य० अ० १९ मं० ४७॥

ترجمہ۔ اِس سنسار میں پاپ پن بھوگنے کے واسطے دو مارگ ہیں ایک پتری گیانی ودوانوں کا دوسرا اگیان اور ودیارہت منشیوں یعنی آدمیوں وغیرہ کا۔ ایک سے موکش ہو جاتا ہے اور دوسرے سے بار بار جنم مرن کے چکر میں آتا ہے۔ اِن دو مارگوں میں تمام سنسار کا چکر گھوم رہا ہے۔ اور آگمن یعنی آواگون ہو رہا ہے ✤

رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۱۹۔ ۴۔ ۵۔ اور اسی طرح رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۲۱۔ ۲۳۔ ۴ ✤

असुनीते पुनरस्मासु चक्षुः पुनः प्राणमिह नो धेहि भोगम्। ज्योक् पश्येम सूर्यमुच्चरन्तमनुमते मृडया नः स्वस्ति॥

ترجمہ۔ ہے سکھ دایک پرمیشور! آپ کرپا کر کے پنر جنم میں ہمارے بیچ اُتم نیتری آدی اندریاں ستھاپن کیجئے اور اسی طرح اچھے پران یعنی شریر دان دیجئے۔ اس جنم میں اور پنر جنم میں ہم لوگ اُتم اُتم بھوگیہ پدارتھوں کو پراپت ہوں اور سوریہ لوک اور پران اور آپ کی مہان کو دیکھیں یعنی شاستر و دوارا اور پریم بھاؤ سے ہمیشہ دیکھتے رہیں ہے سب کا مان دینے والے یعنی انند دینے والے اس جنم اور جنمانتر میں ہم کو سکھی رکھئے جس سے ہم لوگ کلیان کو پراپت ہوں ✤

رگوید اشٹک ۸۔ ۱۔ ۲۳۔ ۷ ✤

पुनर्नो असुं पृथिवी ददातु पुनर्द्यौर्देवी पुनरन्तरिक्षम्। पुनर्नः सोमस्तन्वं ददातु पुनः पूषा पथ्यां या स्वस्तिः॥ ऋ० ८ — १ — २२ — ७

ترجمہ۔ ہے سرب شکتی مان! آپکی انوگرہ سے پرتھوی پران کو۔ پرکاش چکشو اور انترکش (خلا) کو دیتے ہیں۔ پنر جنم میں سوم یعنی اوشدھیوں کا رس ہم کو اُتم شریر دیتے ہیں اور کول سے اور ہمارے بل کو پشٹی کرنیوالا ہو۔ ہے پرمیشور کرپا کر کے سب جنموں میں ہم کو سب دکھ نوارن کرنیوالی پتھیہ روپ سوستی یعنی کلیان عنایت کیجئے ✤

یجروید ادھیائے ۴ منتر ۱۵ ✤

पुनर्मनः पुनरायुर्म आगन् पुनः प्राणः पुनरात्मा म आगन् पुनश्चक्षुः पुनः श्रोत्रं म आगन्। वैश्वानरो अदब्धस्तनूपा अग्निर्नः पातु दुरितादवद्यात्॥ यजु० ४ — १५

ترجمہ۔ ہے جگدیشور! آپکی انوگرہ سے ودیا آدی سرشٹ گن یکت من اور آیو مجھ کو اگلے جنم میں پراپت ہوں۔ پنر جنم میں میرا آتما وچار سے شدھ آتما کو پراپت ہو اور اُتم دیکھنے کی طاقت اور سننے کی طاقتیں حاصل ہوں۔ آپ ہی ہم کو ہمارے کرموں انوسار اپنی

پوتر بنا۔ برے کرموں سے بچا کر ہم کو ست مارگ میں چلنے کا بل دیجئے۔ جس سے ہم پاپ سے بچکر پرم آنند اور پرم سکھ کو پراپت ہوں +

पुनर्मैत्विन्द्रिय पुनरात्मा + اتھرو وید کانڈ ۷-۶-۶۷۔

द्र वि णं ब्रा ह्म णंच। पुनरग्न यो धिश्न्या यथा स्थाम
कल्पन्तामि हैव॥ अथर्व काण्ड ७ — अ — ६

ترجمہ۔ ہے بھگون! آپکی کرپا سے پنر جنم میں اندریاں اور من ہم کو پراپت ہوں یعنی پرانوں کو دھارن کرنے ہارا آتما پرتھک پراپت ہوتا رہے اور ست ودیا آدی دھن ہم کو حاصل ہوتا رہے اور آپ میں نستھا ہماری بنی رہے اور ہم لوگ سب جگت کے اپکار کی اگنی ہوتر آدی یوگ کرم کرتے رہیں جہاں جائیں ہم آپ کو ہی یوبنیں اور سرود او سرو دھا شدہ رہیں۔ سام وید کے کھنڈ پہلے ادھیائے ۷ صفحہ ۵۷۲ سے ۲۶۱ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ستاین نے بھی پنر جنم سیدہ کیا ہے +

وید کے پرانے مفسر یاسک منی جی مہاراج نردکت ادھیائے ۱۳ کھنڈ ۱۹ میں یوگ میں ارودھ ہونیکے سبب اپنی ذات کی بابت بیان کرتے ہیں +

मृतश्चाह पुनर्जातो जातश्चाहं पुनर्मृतः। नानायो
नि सहस्राणि मयोषितानि यानि वै॥ आहारा विवि
धा भुक्ता पीता नाना विधाः स्तनाः। मातरो विविधा
दृष्टाः पितरः सुहृदस्तथा॥ अवाङ्‌ निरुक्त अ० १३ ख० ११

ترجمہ۔ میں نے اینک بار جنم مرن کو پراپت ہو کر ہزاروں گربھ آشے یعنی ارحام کا سیون کیا ہے اینک پرکار کے بھوجن کئے۔ بہت ماتاؤں کے لیستانوں کا دودھ پیا بہت پتا اور رشتہ داروں کو دیکھا پیٹ کے رحم میں نیچے منہ اور پاؤں وغیرہ کئی طرح کی تکالیف کو اٹھا کر بہت جنم دھارن کئے پھر اسکے بعد فرماتے ہیں کہ ان مہا دکھوں سے تتمان تبھی چھوٹیگا جب پرمیشور میں پورن پریم رکھکر اسکی آگیا کا یتھارتھ پالن کریگا۔ اور تمام مایم سے بری اسکی نو پر ذات کو پہنچے کریگا نہیں تو اس جنم مرن روپ دکھ ساگر سے پار اترنا کبھی نہیں ہو سکتا +

چرک شاستر میں پنر جنم کی بابت اسی طرح لکھا ہے +

اب ہم تیسری پر لوک ایشنا کی تشریح کرتے ہیں۔ اس میں شبہ ہے کہ ہم پھر ہونگے یا نہیں ہونگے (۱) بعض پرتکش وادی یعنی ظاہر بین پنر جنم کے مخفی یعنی پروکش ہونیسے ناستک ہو جاتے ہیں اور دوسرے آدمی وید پر ایمان لانیسے پنر جنم میں شانتی پاتے ہیں (۲) بعض آدمی مختلف طرح کی باتیں سننے سے (۳) کوئی کہتے ہیں کہ ماتا پتا ہی جنم کے کارن ہیں (۴) بعض کہتے ہیں کہ خود بخود ہوتا ہے یعنی نیچرل (۵) بعض کہتے ہیں کہ دنیا میں ہر ایک بات پرمیشور کی مرضی سے (۶) بعض کہتے ہیں کہ آلعاقبہ جنم ہو جاتے ہیں +

اب ہم تحقیق کرتے ہیں کہ پنر جنم ہے یا نہیں +

محقق کو چاہیئے کہ بدھی ہی کو کام میں لا کر کمائینبغی تحقیقات کرے کیونکہ پرتکش تھوڑا اور غایب بہت ہے جیسا کہ وید کے پرمان انومان اور یکتی بتاتا ہے ہوتا ہے کیونکہ جن حواس خمسہ کے ذریعہ ہم محسوس کرتے ہیں وہ غیر محسوس ہیں موجودہ چیزوں کے غیر محسوس ہونیمیں یہ دلایل ہیں + بہت نزدیکی۔ بہت دوری۔ دوسری چیز سے مخفی ہو جانا بحواس کے کمزور ہونیسے من کی بیوستھا خراب ہونیسے ہمشکل میں شامل ہو جانیسے دوسرے کے تیج میں آنیسے بہت باریک ہونیسے ان تمام مندرجہ بالا باتوں سے پرتکش میں پروکش ہو جاتا ہے اسلئے صرف پرتکش ہی کا صحیح ماننا نہ چاہیئے ہے اور ہم یہ بھی کہدیتے ہیں کہ نسبتوں میں کسی قسم کا دورہ نہیں اگر ماتا پتا جنم کا سبب ہوں تو دو پرکار سے ہو سکتا ہے یا ماتا پتا کی روح کا کلیتاً یا جزواً اولاد میں آجائے اگر تمام روح آجائے تو انہیں فوراً مر جانا چاہیئے اور اگر روح کا جزواً آجانا کہو تو روح خود جو ہر ہے۔ جو کبھی تقسیم نہیں ہو سکتا اور جو

یہ کہیں کہ ماتا پتا کی بدھی اور من سنتان میں آجاتے ہیں تو یہ بھی مسلم الثبوت سو گھشم ہیں پر چکی ہے وہ اس بات کی بھی تشریح نہیں کر سکتے کہ پھر چار پرکار کی اُتپتی کیوں ہوتی ہے +

اس لئے جاننا چاہیئے کہ چھ پرکار کی وہ باتوں کی خاصیتیں انکے سنیوگ اور ویوگ میں رہتی ہیں اور سنیوگ ویوگ کا کارن کرم ہے جیتن جو اس میں ہے وہ اناوی ہونیسے کسی کی دوسرے کی نرشت اندازہ کی ہوئی نہیں ہے اور یہ اگر کوئی دوسری آتما ہے تو یہی ہمارا مدعا ہے اور اس جسم میں پرمیشور نے بھیجی ہے۔ اور یہاں ہمہ اوست کا بھی کھنڈن ہے کہ جیو برہم سے پیدا نہیں ہوا۔ اگر جیو برہم سے پیدا شدہ نکلا ہوا مان لیا جاوے تو برہما بھی پیدا شدہ ماننا پڑیگا اور دھرم بھی سب نشٹ ہو جاوینگے اگر اتفاق کی بات ہو تو یہ سخن اور نہ امتحان نہ علت اور معلول دیوتا رشی سدھ نہ کوئی عمل اور نہ اسکی جزا و سزا اور نہ کسی کی آتما ان سب میں گربڑ ہوگی پھر کوئی سو ستھا قایم نہ ہوگی اسواسطے شاستر کے مطابق ناستکتا سب پاپوں سے بڑا پاپ ہے کھوٹا مذہب ترک کرنا چاہیئے۔ اس پر عقلمند لوگ یہ سچ جانیں ودوان لوگوں کی بدھی کی روشنی میں سب پدارتھوں کو جیسا ہے ویسا ہی دیکھ لے یہ جو کچھ دکھائی دیتا ہے دو پرکار کا ہے یعنی ست اور است اور اسکی پریکشا چار پرکار کی ہے وید۔ پرتکش۔ انومان۔ دلیل +

وید کس کو کہتے ہیں رج اور تم سے رہت تپ اور گیان سے پریکشا کیا ہوا تینوں زمانوں میں نسدہ اور باہمی نقیض نہ ہو۔ سب سے قدیم اور گو وید ہے کت بیشک دبنبہ اور سب کچھ اب پرتکش کی تعریف کرتے ہیں۔ روح کو من اور اندری اور ارتھ کے سنیوگ سے جو ست گیان بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کو پرتکش کہتے ہیں +

انومان پرتکش پورب ہونیسے تین پرکار کا ہے تین کال کی اپیکشا سے جیسے حمل دیکھنے سے زمانہ ماضی میں جماع کا خیال۔ اور دھواں دیکھنے سے حال میں اگنی کا گیان اور درخت پھل دیکھنے میں اگلے زمانہ میں بیج بو کر ویسا ہی پراپت ہونیکی امید اور اسی طرح جل کھیتی بیج اور موسم کے سنیوگ سے سبزی کے پیدا ہونیکا امکان۔ علی ہذالقیاس چھ دھاتو کے سنیوگ سے حمل کا ہونا اور مماس اور ممسوس اور مماسہ سے حرارت کا پیدا ہونا اسی طرح حکیم مریض اور دوائی اور تیمار دار سے علاج۔ بلکہ جن اسباب کثیر کے معلول کو دیکھتی ہے اُس کو تینوں زمانوں میں یکساں سمجھنا چاہیئے۔ دھن۔ دھرم۔ سکھ کی پراپتی کے لئے پریکشا کے سوا اور کوئی پریکشا نہیں ہے جس سے سب چیزوں کی پریکشا ہو۔ اور آزمودہ چیزیں دو پرکار کی ہیں یعنی ست اور است یا جنم اور مرن یعنی پنر جنم +

آپت اپدیش وید ہے وید کے سوا اور جو کوئی شاستر کے بچن و بدھ کے انوکول اور پریکشا سے پرکشت کئے ہوئے اور رشی منیوں کے پسند کئے ہوئے لوک ہتکاری ہیں وہ بھی آپت اگم ہیں آپت اگم سے مقصد ذیل پراپت ہوتا ہے کہ دان تپ۔ یگ۔ ست۔ اہنسا۔ برہمچریہ۔ دھرم اور موکش کے دینے والے ہیں۔ یہ دھرم اور موکش انکو پراپت نہیں ہوتا۔ جنکے دلوں میں حرص بھرا ہوا ہے تمام لوگوں یعنی سنوگن والوں نے دھرم کے دروازہ پر لکھدیا ہے۔ کہ پنر جنم ہے قدیم سے قدیم مہارشیوں نے برہم پراپت ہو کر ست اپدیش وار ہا ایسا سنا کہ خوف محبت دشمنی سے رہت ہیں اور نیک کرموں کے جاننے والوں نے معرفت کی آنکھوں سے پرکھشف کر کے اپدیش کیا کہ بیشک پنر جنم پرتکش ہے۔ نیز سنتان اپنے ماتا پتا کے ہمشکل نہیں ہوتی اور ہم شکل بھائیوں کے رنگ۔ آواز۔ سبھاؤ۔ سن بدھی نصیب میں فرق ہوتا ہے اور اعلیٰ ادنیٰ کل اپنی خادم و مخدوم ہونا رنج و راحت کی زندگی۔ عمر کا کم و بیش ہونا۔ یہاں پر کرم کئے ہوئے کے پھل کی اپراپتی یا بغیر کئے کرم کے کسی پھل کی اپتی بغیر سکھلائے کے پیدا ہوتے ہی بچے پستان کو چوسنے ہنسنے اور ڈرنے افعال بالعموم سے نتیجہ بالخصوص کوئی بدبھی ان اور کوئی اجڑ۔ کسی کو اپنی پورب جاتی (پہلے جنم) کا اور اس جنم میں آپکا سمرن ہوتا ہے۔ اور پرتھوی کے پدارتھوں کے ہر نگ ہوتے پر بھی الفت اور نفرت۔ ان تمام سے ہم انومان

کرتے ہیں کہ اپنے کیے ہوئے افعال جو لازوال اور لاتبدل ہیں اور پورب جنم میں کیے ہیں اور جنکا نام حسنت یا پرآربدھ ہے اور جو اس جیو کو جنم میں ڈالتے ہیں اسکا پھل ہم اور یہاں کا آگے ہوگا پھل سے بیج اور بیج سے پھل یہ پراپت ہوگیا اور یہ دلیل کہ جیسے دہاتوں سے گریہ حم ہوتا ہے اور جنم کے معنے ہیں روح اور جسم کے سنیوگ کے اور سنیوگ میں کرم ہوتا ہے اسواسطے مگر یہ جسم بغیر فاعل اور وسایل کے ملاپ کے نہیں ہو سکتا یعنی جنم دینے والا پرمیشور اور جنم میں آنیوالا روح اور جس میں جنم دھارن کرے وہ مادہ ہو کریا سے کیے ہوئے کرم کا پھل ہوتا ہے اور نہ کیے ہوئے کا نہیں ہوتا انکو بغیر بیج کے نہیں ہو سکتا۔ اس لیے پھل کرم سدرش ہیں۔ کیونکہ ایک بیج سے اور قسم کا درخت نہیں ہو سکتا۔ یہ دلیل ہے اس واسطے ان چار پرمانوں سے ثبوت کرکے رشیوں نے دہرم کے دروازہ پر پیر جنم لکھدیا۔ اور اسی لیے دہرم کی پراپتی کے لیے گورو کی خدمت کرنی ودیا پڑھنی۔ برہم چاری ہونا۔ بیاہ کرنا۔ سنتان اتپتی۔ لواحقین کی پرورش۔ مہمان نوازی۔ دان۔ اوروں کی چیزوں کا خیال بھی نہ کرنا۔ ریاضت جسد جسم۔ من۔ اور بانی سے اچھے کرم کرنے یعنی افعال۔ اقوال۔ خیال شدہ رکھنے جسم من وغیرہ۔ بدہی۔ جیو پریکشا۔ اور پرانایام۔ سمادہی۔ غیر اور کرم بھی جن کو ودوانو نے تدت نہیں کیا۔ شکھ دایک اور سریر کو نروگ رکھنے والے ہیں ان کو بھی کرے۔ ایسا کرتے ہوئے یہاں لیس ملتا ہے اور مرکر سورگ ملتا ہے +

سوترا تھان ۱۱۔ ادہیا +

نیائے شاستر کے مصنف گوتم مہامنی کی رائے +

पुनरुत्पत्ति "प्रेत्यभाव"॥ मा० अ १ सू० १४

ترجمہ۔ جو اتپن ہوتا یعنی کسی جسم کو دھارن کرتا ہے وہ مرن ارتقات ترک قالب کے بعد پھر اتپن یعنی دوسرے بدن کو بھی اوشیہ (ضرور) پراپت ہوتا ہے اس پرکار کے پھر جنم لینے کو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اس پر منی واتسایان جی بھاشیہ یعنی تفسیر کرتے ہیں +

उत्पन्नस्य क्वचित् सत्वनिकाये मृत्वाया पुनरुत्पत्तिः
सप्रेत्यभाव । उत्पन्नस्य सम्बद्धस्य सम्बद्धस्तु देहेन्द्रिय
ननो बुद्धि वेदनाभिः पुनरुत्पत्तिः पुनर्देहादिभिः सम्ब
न्धः पुनरित्यभ्यासाभिधानम् । यत्र क्वचित प्राणनिक
येवर्तमानः पूर्वोपात्तान् देहादीन् जहाति तत्प्रैति य
त तत्रान्यत्र वा देहादीनन्यानुपादत्ते तद्भवति प्रेत्यभा
वो मृत्वा पुनर्जन्म सोऽयं जन्ममरणप्रबन्धाभ्यासोऽना
दिरपवर्गान्तः प्रेत्यभावो वेदितव्य इति ॥

ترجمہ۔ اتپن جو ممبندھ ہے اسکا کسی وقت الگ ہوکر پھر ممبندھ ہونیکو پریت بھاو کہتے ہیں۔ اتپن ممبندھ کس کا ہے یعنی جیو آتما کا جسم حواس۔ دل۔ اور عقل کیساتھ ممبندھ ٹوٹنے کو پریت کہتے ہیں اور اسکے پھر ممبندھ ہونے کا نام پریت بھاو کہلاتا ہے سو یہ پریت بھاو انادی جنم سے لیکر موکش تک ہر ایک جیو کے لیے لازمی ہے +

प्रेत्याहाराभ्यासकृतात् स्तन्याभिलाषात् ॥ ३-१-२२

ترجمہ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب ہی بھوک مٹانے کے واسطے گئو کے پستان پینے لگتا ہے جس سے پچھلے جنم کا ابھیاس معلوم ہوتا ہے اسکا دودھ پینے کی خواہش کرنا گزشتہ جنموں کی عادت سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ آتما ہر ایک شریر میں جن جن سے اسکا گزر ہوتا ہے ایک ہی تھا اور وہ جن کرموں کو ہر ایک جسم میں کیا کرتا ہے وہ اسکی عادت ہو جاتی ہے۔ اور جو فعل ہر ایک جسم میں علیحدہ علیحدہ ہیں وہ اسکو یعنی چھٹے ہیں +

आत्म नित्यत्वे प्रेत्यभावसिद्धिः ४।१-१०

ترجمہ۔ آتما کے نت یعنی انادی ہونے اور قایم رہنے والا ہونے سے پریت بھاو ہوتی پھر جنم کی سدہی ہوتی ہے کیونکہ یہ آتما جو ہمیشہ رہنے والا ہے جب پہلے شریر کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ شریر مردہ ہو جاتا ہے اور پورب شریر کے ہو چکنے کے بعد وہ دوسرے جسم کو حاصل کرتا ہے اور اسکا یہ شریر کا چھوڑنا اور گرہن کرنا پریت بھاو ہے یا تناسخ کہلاتا ہے وہ آتما کے خلاف ہونے سے نہیں ہو سکتا ہے +

مہاتما پتنجلی بھی اپنے یوگ شاستر میں فرماتے ہیں +

स्वरसवाही विदषोऽपि तथाऽभिरूढोऽभिनिवेशः ।
योग दर्शन, पा० २ सू० ९ ॥

ترجمہ۔ تمام جانداروں کی یہ خواہش ہمیشہ دیکھنے میں آتی ہے کہ میں سدا سکھی بنا رہوں مروں نہیں۔ یہ تمنا کوئی بھی نہیں کرتا کہ میں نہ ہوؤں۔ ایسی اچھا پورب جنم کے ابھاو سے کبھی نہیں ہو سکتی یہ ابھی نویش کلیش کہلاتا ہے جو کہ چیونٹی تک کو مرن کا خوف برابر ہوتا ہے یہ بیوہار (طریقہ) پورب جنم کی سدہی کو جتاتا ہے +

اس پر پراشر رسی کے فرزند مہاتما ویاس جی تفسیر کرتے ہیں +

सर्वस्य प्राणिन इयमात्माशीर्नित्या भवति मा न भूमम्
भूयासमिति न चाननुभूतमरणधर्मकस्यैषा भवत्या
त्माशीः एतया च पूर्वजन्मानुभवः प्रतीयते स चायमभि
निवेशः क्लेशः स्वरसवाही कृमेरपि जातमात्रस्य प्र
त्यक्षानुमानागमैरसंभावितो मरणत्रास उच्छेददृष्ट्या
त्मकः पूर्वजन्मानुभूतं मरणदुःखमनुमापयति ।
यथा चायमत्यन्तमूढेषु दृश्यते क्लेशस्तथा विदुषोऽपि
विज्ञात पूर्वापरान्तस्य रूढ । कस्मात् समाना हितयोः कुशलाकुशलयोः मर
गड़् स्वानुभवादियेवासवेति ॥

ترجمہ۔ سب پرانیوں کو اسکا انبھو ہوتا ہے کہ آتما انیا نتی ہے پورب جنم کی موت کا دکھ خیال کرنے سے جیو آتما موت سے ڈرتا ہے یہ جو ترتیب ہوتا ہے اسی کا نام ابھی نویش ہے چھوٹے سے چھوٹے کیڑے یا ہر ایک جنم دھاری کو پرتیکش انومان اور شاستراں سے بتلائی جو موت ہے اسکا ڈر دیکھنے سے آتما کا پورب جنم میں بھوگا ہوا موت کا دکھ اور یہ کلیش نہایت بیوقوف اور اعلیٰ درجہ کے عقلمند میں برابر پایا جاتا ہے اسواسطے دانا اور بیوقوف کو ہو چکا ہوا الاموت کا دکھ اور خوف پورب باسنا کو بتلاتا ہے

क्लेशमूलः कर्माशयो दृष्टादृष्टजन्मवेदनीयः ॥
योग पा० २ सू० १२

ترجمہ۔ مع تفسیر۔ دہان پن۔ پاپ روپ کرموں کا ذخیرہ کام۔ لوبھ۔ موہ۔ کرودھ سے اتپن ہوا۔ موجودہ یا گزشتہ جنم سے جاننا چاہیے زبردست کرم کے پھل یعنی جو آپس تپ سمادہی وغیرہ کرنے سے۔ ایشور کی اپاسنا۔ دیوتا۔ رمہرشی آدک مہان انوبھاؤں کی سنگت سے اتپن ہوا ہوں انکن کرم کے پھل کو پیدا کرتا ہے اور گناہ کبیرہ ہمیشہ کرتے ہوئے کنجوس وشواس گھاتی یا تپسوی مہانو بھاؤں کے نقصان کرنے سے اس سے پاپ کرموں کا پھل اتپن ہوتا ہے جیسے نند یشور کی منش پن سے دیوتا ہو گیا اسلیے وہاں نرک میں جانیوالوں کا اور دکھوں سے رہت ان جیووں کا کرم آشی پوربلی جنم سے جاننا +

सति मूले तद्विपाको जात्यायुर्भोगा ॥ योग: अ०२ सू०१२
तेह्लादपरितापफलाः पुण्यापुण्यहेतुत्वात ॥ पो० १४

ترجمہ مع تفسیر۔ مول کے ہونے سے اسکے ویاک یعنی پھل ہوتا ہے سنسار میں جاتی یعنی زیست۔ آیو یعنی عمر۔ بھوگ یعنی ان سکھ دکھوں کا بھوگنا جنکا یہاں کوئی کارن نہ پایا جائے ان پھلوں کے دیکھنے سے انکی اصل یعنی کرموں کا انومان ہوتا ہے اور کرم شریر دھارن کیے

سے ہوتے ہیں۔ اس سے بوجہ تیسری کا الوہان ہوتا ہے +

وہ پورب کرم (اعمال) یعنی خوشی اور رنج یا یعنی غم کے پھل کے دینے والے ہوتے ہیں کیونکہ وہ پُن اور پاپ دو کارنوں سے اُتپن ہوتے ہیں یعنی وہ جنم آیو اور بھوگ پُن کرموں کے پھل سے سُکھ دینے والی اور پاپ کرموں کے پھل سے دُکھ دینے والی ہوتی ہیں جیسے دکھ کے مخالف شوشی سکھ کیونکہ بھی دونوں ہوگی اسکو آتما کی پیتی کیول (محالات) دکھ ہی مانتے ہیں

اُپنشدوں کے مصنفوں کی رایئں +

شویتا شوتر اُپنشد +

वाला ग्रश तभा गस्य श तधाक
ल्पि तस्य च। भा गो जीवः सवि ज्ञेयः सचा नन्त्याय
कल्प्यते ॥ अ-५ श-९ नैव स्त्री न पुमा नेष- न चै वा
ऽयन पुं सकः। यद्य-च्छरी रेमा दत्ते तेने स युज्य ते
॥१०

ترجمہ۔ سر کے بال کا سوواں حصہ کریں اور پھر اس سوویں حصہ کا سواں حصہ کریں یہ جیو کا اندازہ ہے ایسے جیو انت ہیں۔ جیو نہ عورت ہے نہ مرد ہے اور نہ مخنث ہے اپنے کرموں سے جیسے جیسے اجسام کو پراپت ہوتا ہے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے +

کٹھ اُپنشد میں ہے ادھیا اول حصہ دوم +

नजायते म्रियते वा वि.प. स्थि न्नायं भविता वा नभूयः
अज्रो नित्यः शाश्वतो ऽयम्पुराणो न हन्यते हन्यमा नेशरी
रे ॥१८॥

ترجمہ۔ جیو نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرتا ہے اور نہ وہ کسی چیز سے پیدا ہوا ہے وہ جنم رہت اور ہمیشہ ہے اور ہمیشہ تک رہیگا۔ کیونکہ وہ شریر کے ٹکڑے ہونے سے ٹکڑے نہیں ہوتا

منو جی پنر جنم کے بارہ میں ایسا کہتے ہیں +

(۱) یہ جیو جیسا اچھے یا برے کام کو من سے کرتا ہے اُسکے پھل کو اُسی طرح من بھوگتا ہے زبان سے کئے ہوئے کا پھل زبان سے اور شریر سے کئے ہوئے کا پھل شریر سے

(۲) جو آدمی چوری زنا نیک لوگوں کا قتل وغیرہ جیسے کرم کرتا ہے وہ استھاور یعنی چیزہ و بڑی ہو جاتا ہے بانی سے کئے کاموں کے بدلے پرندوں اور ہرن وغیرہ میں اور من سے کئے فعلوں کا پھل چنڈال وغیرہ میں جنم دھارن کرکے بھوگتا ہے +

(۳) جو گُن اُن جیووں کے جسم میں زیادہ بڑھتا ہے وہ گُن جیو کو اپنے جیسا کر دیتا ہے

(۴) اس کا فیصلہ اس طرح کرنا چاہئے کہ جب آتما میں پرسنتا اور شانتی معلوم ہو تب ستوگن پردھان اور رجو اور تموگن اپردھان ہے +

(۵) جب آتما اور من دکھی رنجیدہ اور وشیوں میں اِدھر اُدھر ڈولتا ہے تب سمجھنا کہ رجوگن پردھان اور تمو و ستو اپردھان ہے +

(۶) جب دنیاوی وشیا میں آتما پھنسا ہوا ہو اور کچھ بھلائی اور برائی کا بچار نہ ہو حق و باطل کی تمیز نہ کرے تب بالیقین سمجھنا کہ تموگن پردھان رجو اور ستوگن اپردھان ہے +

(۷) اب تینوں گنوں کا اعلیٰ اوسط اور ادنیٰ نتیجہ لکھتے ہیں +

(۸) جو ویدوں کا ابھیاس دھرم کی طرف توجہ گیان کی ترقی پاکیزگی خواہش حواس کو روکنا دھرم کریا اور آتما کا چنتن کرنا ہے یہ ستوگن کا لکشن ہے +

(۹) جب رجوگن کا ظہور اور ستو اور تموگن بالقوہ ہوتے ہیں تب آغاز میں ہیچ کا تیاگنا چھوٹے کرموں میں مصروف ہونا اور دل سے بچار کی سبھا میں پرتیتی ہوتی ہے تب سمجھنا کہ رجوگن زور سے ورت رہا ہے +

(۱۰) جب تموگن کا بالفعل اور باقی دونوں مخفی ہوتے ہیں تب زیادہ لالچ یعنی سب پاپوں کا مول بڑھتا اور نہایت سستی اور سونا اور استقلال کا نہ ہونا کرورتا کا ہونا ناستکپن یعنی وید اور ایشور میں تمرد کا نہ رہنا دل کا ایک طرف نہ لگنا اور خاص خاص کاموں میں مبتلا ہونا تب تموگن کا ظہور جاننا۔ یعنی جب برے کاموں کو جیسے شرم خوف اور احتراز پیدا نہ ہو تب سمجھنا کہ تموگن کا مجھ پر پڑ زور غلبہ ہے +

اب بتلاتے ہیں کہ کس کس گن سے کون کون گتی (حالت) کو پراپت ہوتا ہے +

نمبر ۱۔ جو شش ساتوک ہیں وہ دیوتا جو رجوگن والے ہوتے ہیں وہ منش اور جو تموگن والے ہوتے ہیں وہ نیچ گتی کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۲۔ جو نہایت تموگن والے ہوتے ہیں وہ درختوں کے متعلق جاندار کیڑوں اور دوسرے کیڑوں اور چیونٹیوں اور مچھلیوں سانپ کچھوا مرگ کے جنم کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۳۔ جو متوسط تموگن والے ہوتے ہیں۔ وہ ہاتھی گھوڑا۔ گرگ۔ شیر۔ مور۔ اور جنگلی جنم میں جاتے ہیں +

نمبر ۴۔ جو اعلیٰ تموگن والے ہیں وہ خوبصورت پرند راکشس پشاچ۔ چارن اور ٹھگ ہوتے ہیں +

نمبر ۵۔ جو نہایت رجوگن والے ہیں وہ کانیں کھودنیوالے ملاح۔ نٹ اور ہتھیار بنانیوالے قاصد وکیل اور بہادروں کا جنم پاتے ہیں +

نمبر ۶۔ راجہ کھتری اور راجہ کا پروہت جھگڑا اور مباحثہ کرنیوالے پولیٹکل چالوں میں ہوشیار یہ متوسط رجوگن والے ہیں +

نمبر ۷۔ گندھرب۔ گانیوالے باجہ بجانیوالے عالموں کی خدمت کرنیوالے وغیرہ یہ اعلیٰ رجوگن والے ہیں +

نمبر ۸۔ تپسویں۔ جتی۔ سنیاسی۔ وید پاٹھی۔ اور بانوں کے موجد اور بنانیوالے جوتشی اور جسمانی حکیم یہ ادنےٰ ستوگن کے کرموں کا پھل ہے +

نمبر ۹۔ یگیہ کرتا ویدوں کے ارتھوں کے جاننے والا ودوان ویدوں اور دیگر عمدہ علوم کے ناسٹر کال ودیا کے جاننے والے رکھشک گیانی اور کام سدھ کرنیکے لائق ادھیپک یہ متوسط ستوگن کی نشانی ہے +

نمبر ۱۰۔ سب ویدوں کے جاننے والے برہما سب علوم کے کمال اور مختلف فنون کے موجد اور مختلف کلا کوشل بنانیوالے دھارمک سر اتم بدھی گیت اور مہا تما رشی اتم ستوگن والے ہیں

چانک۔ رشی فرماتے ہیں +

(۷/۲۱) جیسے پھول میں بو۔ کنجد میں تیل۔ لکڑی میں آگ۔ دودھ میں گھی۔ گنے میں مصری۔ ایسے ہی سوکشم طور پر جسم میں روح رہتی ہے +

(۵/۱۲) منش جنم مرن کے بندھن میں آتا ہے۔ شبھ اشبھ کرموں کا پھل بھوگتا ہے۔ نرک (دکھ) میں پڑتا ہے اور موکش پاتا ہے +

(۶/۹) آتما (جیو) آپ ہی کرم کرتا ہے آپ ہی اسکا پھل بھوگتا ہے خود ہی دنیا میں پھنستا ہے اور وہی کرموں کے اُتم پھل سے جگت سے مکت ہو جاتا ہے یعنی یہ سب باتیں جیو پر ہی موثر ہوتی ہیں +

(۱۳/۱۴) آیو کرم۔ دھن۔ ودیا۔ نردھن۔ یہ پانچ گربھ میں ہی مقرر ہو جاتی ہیں +

(۱۴/۱۹) دان ودیا۔ تپ کا بہت جنموں میں ابھیاس کرنے سے آدمی پورا دانی پورن ودوان اور پورن تپی ہوتا ہے +

سنسکرت کے اور اتہاس کے گرنتھوں سے تناسخ کی بابت تحقیقات مہابھارت کے چودھویں پرب کے ادھیا ۱۴ میں لکھا ہے +

पुनः पुन श्च मर णंज-
न्म चैव पुनः पुनः। आहा रा वि विध्याभु क्ताः पीता ना
ना विध्यास्त नाः ॥३२॥ मात रौविविध्या दृष्टाः

पितरश्चाथ विविधाः । सुखानि च विचित्राणि दुःखानि च मयानघ ॥ ३३ ॥

ترجمہ۔ بار بار مرنا اور بار بار جنم لینا اور بہت قسم کے آہار کھانا اور بہت ماؤں کے پستانوں سے دودھ پینا۔ بہت قسم کی ماؤں کو دیکھا اور جدا جدا باپ کا میسر ہونا اور سکھوں کا بھوگنا اور اسی طرح دکھوں کا بھی یہ سب کرموں کا پھل ہے۔

कर्मणैव समुत्पत्तिः सर्वेषां नात्र संशयः । अनादि
निधना जीवाः कर्मबीजसमुद्भवाः ॥
स्कन्ध ४ अध्याय ४२ ॥

ترجمہ۔ کرموں کر کے تمام جیووں کی اتپتی ہوتی ہیں۔ بیج روپی کرم ازلی و ابدی جیو کو شریر میں لاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔

नानायोनिषु जायंत म्रियंते च पुनः पुनः । कर्मणा रहि
तो देहसंयोगो न कदाचन ॥ ५ ॥

ترجمہ۔ مختلف جونیوں یعنے قالبوں میں پیدا ہوتے اور مرتے ہیں۔ کرموں کے بغیر جیو کسی شریر میں نہیں جاتا۔

शुभाशुभैस्तथामिश्रैः कर्मभिर्वेष्टितं त्विदम् ।
त्रिविधानि हि तान्याहुर्बुधास्तत्त्वविदश्च ये ॥ ६ ॥

ترجمہ۔ اچھے اور برے اور ملے ہوئے اعمالوں سے یہ تمام تین طرح کے انڈج۔ جیرج سویدج کے ستوگن رجوگن تموگن کر کے یکت شریردھاری ہوتے ہیں۔ ایسا ہی مہاتماؤں کا اعتقاد ہے۔

सञ्चितानि भविष्याणि प्रारब्धानि तथा पुनः ।
वर्तमानानि देहेऽस्मिंस्त्रैविध्यं कर्मणां किल ॥ ७ ॥

ترجمہ۔ جو گزشتہ جنموں میں اعمال کئے ہیں جن کا نام سنچت و پراربدھ ہے اور جو آگے کرینگے۔ اور جو اب کر رہے ہیں تین طرح پر کرموں کی تقسیم یا حساب ہے۔

ब्रह्मादीनां च सर्वेषां तद्वशत्वं नराधिप । सुखदुःखज
रामृत्युहर्षशोकादयस्तथा ॥ ८ ॥

ترجمہ۔ برہما سے آدی لیکر تمام جیو ان کرموں کے بس میں ہیں اور کرموں ہی کے سبب سے سکھ دکھ۔ جرا۔ مرتیو۔ ہرش یعنے شادی اور غمی کو پراپت ہوتے ہیں۔

कामक्रोधौ च लोभश्च सर्वे देहगता गुणाः ।
देवादीनां च सर्वेषां प्रभवंति नराधिप ॥ ९ ॥

ترجمہ۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ جو دیہ انترگت گن ہیں کرموں کے مطابق ایشور کے حکم سے اے راجا سب کو ملتے ہیں۔

रागद्वेषादयो भावाः स्वर्गेऽपि भवन्ति हि ।
देवानां मानवानां च तिरश्चां च तथा पुनः ॥ १० ॥

ترجمہ۔ راگ دویش وغیرہ کا ظہور بہشت لوکوں کے وقت میں بھی ہوتا ہے جیسے ودوان اور معمولی انسان اور ان کے علاوہ اور شریر دھاریوں میں بھی۔

कपाली च तथा रुद्रः कर्मणैव न संशयः ।
अनादिनिधनं चैतत्कारणं कर्मसम्भवे ॥ १३ ॥

ترجمہ۔ بلاشک کپالی۔ یا مہادیو وغیرہ بھی انہی کرموں سے جیو ہوئے ہیں۔ یہ سب ازلی و ابدی زمانہ سے کرموں او سارکتی چلی آئی ہے۔

तेनेह शाश्वतं सर्वं जगत्स्थावरजंगमम् । नित्यानि
त्यविचारेऽत्र निमग्ना मुनयः सदा ॥ १४ ॥

ترجمہ۔ اس سلسلہ پر جگت دو پرکار کا یعنے متحرک و غیر متحرک یا جڑھ و چیتن پرواہ سے انادی ہے۔ منی لوگ اِن نت یعنے جیو اور برہم اور انت یعنے سنسار کے بچار میں لگے رہتے ہیں۔

न जानंति किमेतद्धि नित्यं वाऽनित्यमेव च ।
मायया च विमानायां जगन्नित्यं प्रतीयते ॥ १५ ॥

ترجمہ۔ آدمی کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جگت ہمیشہ رہیگا۔ پس اس کی بحث سے کنارہ کر کے نت اور انت کو جانتا چاہیئے۔ یعنے پرکرتی کو نتیہ اور جگت کو انتیہ ماننا چاہیئے۔

कृतकर्मविपाकेन प्राप्नुवंति सुखासुखे ।
अवश्यमेव भोक्तव्यं कृतं कर्म शुभाशुभम् ॥ ३४ ॥

ترجمہ۔ جیو کرم کے وپاک سے ہی سکھ اور دکھ کو پاتا ہے اور ضرور پاتا ہے۔ ان کرموں کا پھل جو شبھ یا اشبھ ہوں۔

तपसा दानयज्ञैश्च मानवः श्रेष्ठतां व्रजेत् । दौरा
परायेऽथ शक्रोऽपि पतत्येव न संशयः ॥ ३५ ॥

ترجمہ۔ تپ۔ دان۔ اور یگیہ سے انسان راجا وغیرہ یا شہنشاہ وغیرہ درجہ کو پا سکتا ہے اور اسی طرح بڑے بڑے راجہ بھی ان کے ناش ہونے سے پتت ہو جاتے ہیں۔

پُنر جنم کی یاد۔ سمت ۱۹۳۳ میں گرام کندھا میں موہن لال ٹھاکر بندوق سے مارا گیا۔ اور اُسی سال موضع غریب پورہ میں جو کندھا سے ۴ کوس ہے کاشی رام کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ تین برس کا ہوا۔ ایک دن بندوق کی آواز سنکر رونے لگا۔ اور بہت ڈرا۔ عند الاستفسار کہا کہ میں تو موہن کندھا والا ہوں۔ مجھ کو ہر بلبہ نے مارا تھا۔ جب یہ بات حاکم ضلع تک پہنچی تب اُس کے اظہار لئے گئے اُس نے ہر بلبہ کو پہچان لیا۔ اور جب فروری سنہ ۱۸۸۱ء میں مقدمہ گوالیار میں آیا تو وہاں بھی یہی لکھوایا۔ اور موہن کے بھائی کو دیکھکر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور کہا کہ میں سب کچھ پہچانتا ہوں۔ اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے۔

(آریہ درپن اپریل ۱۸۸۱ء جلد ۴ نمبر ۲۰)

آواگون کا ایک عجیب نظارہ ۔ فلاسفیکل انکوئرر میں جس کی ہر ایک کاپی میں مذہب عام۔ تصوف اور عقلی باتوں پر بہت سے آرٹیکل درج ہوتے ہیں۔ ایک عجیب واقعہ جو پہلے پہل سینٹ پیٹرز برگ ویکلی میڈیکل جنرل میں شایع ہوا تھا درج ہے اورن برگ نوریلی روس کا ایک شہر ہے جو کہ حد ایشیا کے نزدیک کوہ یورال پر واقع ہے۔ قریباً ایک سال کا عرصہ گذرا ہے کہ ابراہیم چارکو ایک دولتمند یہودی اُس شہر کا باشندہ برنفس بخار سخت بیمار تھا۔ ۲۲ ستمبر آدھی رات کو اسے ایک وحشتناک خیال معلوم ہوا۔ اُس آدمی کو سخت تکلیف ہوئی اور وہ اُس وقت بڑی جد و جہد کرتا تھا اور اُس کے حکیموں نے اُس کی حالت کو نزع رواں سے منسوب کیا چند یہودی بلائے گئے۔ دعائیں کی گئیں۔ بتیاں جلائی گئیں اور دیکھو وہ مریض جو پہلے قریب المرگ معلوم ہوتا تھا اب اچھی طرح سے سانس لینے لگا۔ اور اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور تعجب سے ادھر اودھر دیکھنے لگا۔ پھر وہ آدمی جلدی سو گیا۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اس کا سونا صحت کے واسطے اچھا ہے۔ صبح کے وقت جاگا۔ اپنے بال بچوں کو ارد گرد دیکھا۔ جو کہ کچھ افسوس اور کچھ خوشی میں اُس کے

ثبوت تناسخ

جاگنے کی انتظاری کر رہے تھے- اُس کی عورت نے نہایت خوشی سے بڑھکر اُسے گلے لگا لیا چاہا لیکن اُس شخص نے اشاروں سے اُسے ہٹا دیا- اور ایک ایسی زبان میں چند چیزیں طلب کیں جس کو وہاں کسی نے نہ سمجھا- یہاں یہ بات بیان کر دینی چاہئے کہ ابراہیم چارکو سیاہ رنگ لمبا اور کوز پشت اور لمبی اور سیاہ داڑھی اور سیاہ آنکھیں اور لمبی ناک رکھتا تھا- اور اپنی بیماری کے پیشتر وہ سوائے عبرانی کے اور تھوڑی سی روسی زبان کے کچھ نہ جانتا تھا جو کہ ان کم خواندہ یہودیوں کی زبان ہے- اب وہ آدمی ایسی زبان میں بولنے لگا جس کو اُس کے گرد و نواح کا کوئی آدمی نہ سمجھ سکا- ڈاکٹر بھی جو بلایا گیا تھا وہ اُس زبان کو نہ سمجھ سکا- جب کبھی اُس کی عورت اور بچے اُس کے پاس آنے کی کوشش کرے وہ حقارت سے اُنہیں دھکیل دیتا- ڈاکٹر نے یہ رائے دی کہ باعث بخار کے سخت ہونے کے یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے خاندان کی نا اُمیدی بہت دنوں تک رہی- اسی اثنا میں اُس کی عورت نے اپنے ماں باپ کو بلا لیا لیکن اُن کے آنے پر ابراہیم نے اُن کو نہ پہچانا اور نہ اُن کی زبان کو سمجھا- اور اس بات پر غصہ بھی ہوتا تھا کہ میری زبان کو کوئی کیوں نہیں سمجھتا- ایک ہفتہ کے بعد وہ بستر سے اُٹھا اور اُس کی عورت نے اُسے پہننے کے لئے وہ کپڑے دئے جو وہ بیماری سے پہلے پہنا کرتا تھا- جو کہ روسیوں کی معمولی عادت تھی وہ اُن کو دیکھکر اور اچھی طرح پڑتال کرنے کے بعد بہت ہنسا اور باہر دوڑنا چاہتا تھا لیکن لوگ جلدی سے دروازہ بند کر دیتے تھے تاکہ اُسے سردی نہ لگ جائے وہ کمرے میں چلتا لیکن قدم بڑا آہستہ آہستہ سوچتا ہوا رکھتا تھا- ایک آئینہ کے پاس پہنچکر اُس نے اپنی شکل دیکھی اور وہاں ٹھہر گیا اور بڑا حیران ہوا اپنی بڑی ناک اور لمبی داڑھی کو چھوتا تھا اور یکا یک ہنس پڑتا تھا اور اچانک ایک گہری سوچ میں پڑ جاتا تھا لوگ اس بات سے نہایت سخت تعجب کرتے تھے اُس کی عورت اور والدین جنہوں نے یہ عجیب واقعہ دیکھا تھا ایک دوسرے پر تعجب سے دیکھتے تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ اب یہ آدمی ابراہیم چارکو نہیں ہے- بلکہ ایک اجنبی شخص ہے- لیکن ابراہیم کے ماتھے پر دو کالی لکیریں تھیں- جن کے ساتھ وہ پیدا ہوا تھا- یہاں تک کہ ڈاکٹر جو کہ دو ماہ تک اُس کا معالجہ کرتا رہا- اِس خیال پر ہنس پڑتا تھا- ابراہیم چارکو اکثر دریچے سے دیکھتا تھا اور بار بار گرجے کے لئے بڑا تعجب کرتا تھا ایک دن اُس نے باہر بھاگ جانے کی بڑی کوشش کی اُس کے خاندان نے گورنمنٹ ڈاکٹر اور دیگر ڈاکٹروں کو بلانے کی صلاح کی جنہوں نے بڑے امتحان کے بعد بیان کیا کہ یہی شخص ہے اگرچہ اُنہوں نے وہ زبان نہ سمجھی جس میں وہ بولتا تھا- لیکن وہ ڈاکٹر وغیرہ اس کو ایک باقاعدہ زبان جانتے تھے اُنہوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ شخص ہم کو لکھنے میں سمجھا دیگا- ابراہیم نے کاغذ کے ٹکڑے پر چند سطور لکھے جنکو ڈاکٹر نے پڑھا لیکن اُن کے معنے نہ سمجھے خط صاف عمدہ تھا بحروف لیٹن لیکن زبان ناقابل فہم تھی اور کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا کہ کس طرح ابراہیم نے ان لاٹن حروف کو سیکھا- اسی طریقہ پر کچھ مدت گذر گئی حتٰی کہ وہ ابراہیم کو سینٹ پیٹرز برگ کی میڈیکل یونیورسٹی میں لے جانے کے لئے متفق ہوئے تاکہ وہاں کے لائق ڈاکٹروں کی رائے معلوم کریں جونہیں کہ پروفیسر آرلو نے ابراہیم کی زبان کو سنا اُس نے پہچان لیا کہ یہ انگریزی ہے ابراہیم نے بہت خوشی ظاہر کی کہ اس ڈاکٹر نے میری زبان سمجھ لی اور کچھ گفتگو کے بعد پروفیسر آرلو نے کہا کہ ابراہیم ایک بڑا ذہین انگلش مین ہے- لیکن اُس کی عورت نے کہا کہ ہائے خدا کس طرح میرا خاوند انگریز ہو گیا- اور کس طرح اُس نے اپنی زبان بھلا دی- ابراہیم کی زندگی کی کہانی کو پروفیسر نے نہایت تعجب سے سنا- اور یقین نہ کیا کہ وہ ایک عام اَن پڑھ روسی یہودی ہے- اُس نے ابراہیم سے انگریزی میں پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اُس نے مفصلہ ذیل جواب دیا میں برٹش کولمبیا سے جو شمالی امریکہ میں ہے آیا ہوں اور میرا اصلی وطن نیو وسٹ منسٹر ہے میری ایک عورت اور ایک لڑکا زندہ ہے- لیکن یہ بھید خدا جانتا ہے کہ میں کس طرح اِس عورت کے پاس آ گیا- پروفیسر نے فریقین کو دھوکا باز بیان کیا اور یہ کہا کہ تم یہ آدمی دغا سے لائے ہو اُس نے گورنمنٹ کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے توجہ دلائی اور ابراہیم کے خاندان کا ڈاکٹر اور اُس کے پڑوسی ہمسائے وغیرہ لوگوں سے سرکاری طور پر دریافت کیا گیا اور یہ دریافت ہفتوں تک جاری رہی لیکن اُس امتحان سے کچھ معلوم نہ ہوا اور وہ معاملہ ایسی طرح مخفی کا مخفی رہا- ڈاکٹروں نے بیان کیا کہ یہ ایک سائی کالوجیکل حیرت ہے اور انسانی روح کا الہام ہے جو بیان نہیں کیا جا سکتا- ابراہیم نے کہا کہ اگرچہ میرا نام ابراہیم ہے- مگر میرا نام ابراہیم چارکو نہیں بلکہ ابراہیم درہم ہے اور میری یہی خواہش ہے کہ میں خاندان کو جاؤں صبح جب اُس کی عورت اٹھی تو اُس نے اُس کی جگہ کو خالی پایا وہ غائب ہو گیا تھا- مگر یہ عجیب واقعہ آخر کار شاہ روس کے کانوں تک پہنچا جس نے اچھی طرح اُس کے دریافت کا حکم دیا- لیکن یہ سب بے فائدہ تھا وہ آدمی کسی طرح نہ مل سکا اور آخر کار یہ یقین کیا گیا کہ چونکہ وہ آدمی پاگل تھا- بنا بر آں بحالت پاگل پن دریائے نیوا میں ڈوب مرا +

سنہ ۱۸۷۵ء کے موسم بہار میں سینٹ پیٹرز برگ کے پروفیسر آرلو نے اپنی گورنمنٹ کے حکم پر فلاڈلفیا کا ملاحظہ کیا ایک دن جبکہ وہ اخبار پڑھ رہا تھا تو اس ایک مفصلہ ذیل واقعہ نے اُس کی توجہ کھینچی کہ نیو وسٹ منسٹر میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے جس نے برٹش کولمبیا کی تمام حدود میں ہلچل ڈال دی ہے- ۲۲ ستمبر ۱۸۷۴ء کے دن اُس شہر کا مشہور تاجر سخت بخار کے سبب قریب المرگ حالت میں تھا اور کسی شخص کو اُس کے بچنے کی امید نہ تھی حتٰی کہ ڈاکٹر کو بھی نہ تھی تاہم مریض بچ گیا اور اچھی طرح صحت یاب ہو گیا- لیکن یہ معاملہ حیرت انگیز ہے کہ مریض نے جو کہ ایک فہیم انگریز تھا- اپنی مادری زبان بھلا دی اور ایسی زبان بولتا تھا جس کو کوئی شخص نہ سمجھ سکتا تھا- آخر کار اُس شہر کے ایک آدمی نے کہا کہ یہ ایک یہودیوں کی گنواری زبان ہے وہ مریض جو بیماری سے پیشتر ایک مضبوط آدمی تھا- اب بہت دبلا اور کبڑا ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اپنی عورت اور بچہ کو شناخت سے انکار کرتا ہے- لیکن یہ ضد کرتا ہے کہ میری ایک عورت اور چند لڑکے کسی اور جگہ ہیں- اُس آدمی کو پاگل خیال کیا جاتا ہے- پھر اتفاقاً عرصہ کے بعد ایک یہودی مسافر آیا جس کا چہرہ ٹھیک عبرانیوں کی طرح معلوم ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ اس سمور بیچنے والی عورت کا خاوند میں ہوں وہ اُس عورت سے اُس زبان میں بولتا تھا جس میں کہ اُس کا خاوند اُس سے بولا کرتا تھا لیکن اُس مرد کے والدین جو کہ اُسی شہر میں رہتے ہیں اُسے نہیں پہچانتے لیکن وہ بار بار یہی ذکر کرتا ہے کہ میں اِس عورت کا خاوند اور اپنے والدین کا بیٹا ہوں وہ بیچاری عورت ایک سخت خطرہ میں ہے کہ میں کیا کروں وہ بار بار یہی پوچھتی ہے کہ یہ کون ہے اور یہ کس طرح میرا خاوند ہونے کا دعوے کرتا ہے جبکہ وہ اُسے بولتا سنتی ہے- لیکن اُس کی شکل نہیں دیکھتی ہے کہ یہ یہودی چہرہ والا میرا خاوند نہیں ہو سکتا- لیکن وہ آدمی باوجود اس کے برابر دعویدار ہے- اور اُس کی پوشیدہ باتیں کہتا ہے- جو صرف خاوند اور عورت کو معلوم ہوتی ہیں ؎

پروفیسر آرلو نے تمام اگلے واقعہ کو یاد کیا اور اِس سائی کالوجیکل تھیوری کو حل کرنے کے لئے اُس نے نیو وسٹ منسٹر میں جانے کا ارادہ کیا- وہ بڑا حیران ہوا جبکہ اُس نے وہاں جا کر درحقیقت وہی سیاہ رنگ کا ابراہیم پایا جس کو اُس نے چھ ماہ گذرے کہ سینٹ پیٹرز برگ میں دیکھا تھا- اُس نے اُس سمور کے تاجر سے روسی زبان میں پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں اصلی برگ سے آیا ہوں- اور جبکہ اُس نے اُس کی عورت کا نام لیا جس نے اُسے اپنا خاوند کہا تھا جو کہ اُس وقت سینٹ پیٹرز برگ میں تھی- تب اُس نے اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میرا نام ابراہیم درہم کہتے ہیں لیکن اصلی میرا نام ابراہیم چارکو ہے-

پروفیسر آرلو اس عجیب خیال سے حیران ہو گیا اُس نے دلیل کی اور سوچا کہ جسم تو نہیں ملا ہے کیونکہ ایک تو چھوٹا اور مضبوط ہے اور دوسرا پتلا لمبا اور کالے رنگ کا ہے اور پھر نیو وسٹ منسٹر اوجین برگ سے دو ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اُس نے کہا کہ ضرور تناسخ ہوا۔ روحیں بدل گئیں یعنے (میٹم سائی کاس) واقعہ ہوا ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ۲۲- ستمبر ۱۸۸۴ء کو آدھی رات کے وقت دونوں زندگی اور موت کے درمیان تھے ایک آدمی کا روح ضرور دوسرے آدمی کے جسم میں پرواز کر گیا۔ اور اسی طرح ایک پورا تناسخ واقعہ ہوا۔ اور یہ دونوں شہر ایک دوسرے کے ٹھیک مقابل ہیں۔ اگر ایک میخ زمین میں ٹھوکی جاوے تو وہ ٹھیک وسٹ منسٹر میں نکلے گی اور دونوں شہروں کے درمیان ٹھیک ہی ۱۲ بجے کا وقت ہے۔ اور جبکہ اوران برگ میں آدھی رات کے ۱۲ بجے ہیں تو نیو وسٹ منسٹر میں دن کے ۱۲ بجتے ہیں۔

(آریہ میگزین ماہ اکتوبر ۱۸۸۴ء صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۲ تک جلد ۲ نمبر ۱)

مشاہدات تناسخ

برین منوال قصبہ مکند برہمہ جاری ہست کہ تا امروز ذکر او بر زبان ہندوان وبرہمنان آن شہر (پریاگ) جاری است وچون این قصہ عجیب وغریب ست وخالی از لطف نیست بنا بر غرابت درین مقام نوشتہ می شود + نقلے ست کہ برہمن مکند برہمہ چاری درایام سلطنت ہمایون بادشاہ بطریق مذہب خود مدتے بریاضت وقناعت اشتغال داشت در اواخر سال یکہزار وپانصد نود وہشت سمت (۱۵۹۸) راجہ بکرماجیت کہ مطابق سال نہصد وچہل وہشت ہجری بود در شہر پریاگ کہ حالا مشہور بالہ آباد است وارد گشتہ بر کنار تربینی یعنے در مقامیکہ دریائے گنگ یا دریائے جمن ملحق شدہ ست۔ آتشے افروختہ موافق دین وآئین خود تمام اندام خود را پارہ پارہ بریدہ در آن آتش افگند۔ بعد از ان خود را نیز در آتش زدہ خاکستر شد۔ باین نیت کہ تا نیاز او بدرگاہ قادر بیچون مدرجہ قبول رسیدہ بار دیگر درین جہان بقالب انسان پیدا شود و بادشاہی ہفت اقلیم یابد۔ چنانچہ از اشلوکے کہ دران وقت خود بزبان سنسکرت گفتہ بر ورق مس کندانیدہ گذاشتہ بود حالا آن اشلوک اکثر مردمان آن شہر را یاد ست مستفاد میگردد وآن اشلوک این ست +

बत्तॆ इन्द्रॆ बाणॊ चन्द्रॆ तीर्थराजे प्रयागे । तपस फूल
पदे द्वादशी पूर्व यामे सगल तन्त्र ज होमय सर्व भू
माधपति सगल इन्द्र धारी ब्रह्मचारी मुकन्दः ॥

۱-۵-۹-۸

بسوا اندریان چندرے تیرتھ راجے پریاگے۔ تپس پھول پکشیو دوادشی پورب یامے سگل تنتر جو ہوسبہ سرب بھوم آدھیپتی۔ سگل وگدا دھاری برہم چاری مکندہ۔

درین اشلوک کہ تاریخ است معنے اش این است کہ در سمت یکہزار وپانصد ونود وہشت در شہر پریاگ کہ از بزرگ معبدہا است بتاریخ دوازدہم از نصف آخر ماہ ماگھ در اول پاس از روز تمام اندام خود را ہوم کردم۔ یعنے قربانی نمودم بہ نیت بادشاہی مافتن بر تمام روئے زمین من مکند برہم چاری کہ مدام شیرے نوشیدم۔

وچون جلال الدین محمد اکبر شاہ ہمان ایام متولد شدہ بود۔ میگویند بلکہ بعضے را اعتقاد ہست کہ روح ہمین مکند برہم چاری در قالب اکبر بادشاہ نقل کردہ بار دیگر بجہان آمدہ بود وموافق نیت خود بادشاہی ہندوستان یافتہ۔ راقم الحروف از روئے حساب دریافت نمودہ کہ روزیکہ آن برہمن خود را ہوم ساختہ آن روز مطابق بود با تاریخ بست وہفتم ماہ جنوری ۱۵۴۲ء موافق دہم ماہ شوال ۹۴۸ ہجری وولادت اکبر شاہ کہ بتاریخ پنجم ماہ رجب ۹۴۹ ہجری بوقوع آمدہ است ہشت ماہ وبست وشش روز بعد از ان واقعہ روئے دادہ پس اگر ہندوان کہ بہ نقل روح معتقد اند این واقعہ را راست پندارند جائے تعجب نیست۔ زیرا کہ طفل در رحم مادر نہ ماہ ملکہ گاہے کمتر از ان نیز مے ماند واین ہشت چار روز کم از مدت معہودہ است واللہ اعلم بالصواب"

(مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸)

جس لفظ کے معنے ہفت اقلیم کیا گیا ہے وہ لفظ سرب بھوم یعنے تمام زمین ہے مگر ایسے زمانہ میں جو کہ اسلامی سلطنت کا زمانہ تھا ایسے نقشہ اور جغرافیہ نہیں تھے بلکہ سفر وسیاحت کم ہوتی تھی۔ اور مدت کی پورانک تعلیم نے خیالات بھی محدود کر دیے تھے۔ اور جبکہ اٹک کے پار جانے کو یا جہاز پر چڑھنے کو لوگ بُرا سمجھتے تھے ایک برہم چاری برہمن خصوصاً ممالک مغربی وشمالی کا رہنے والا ہفت اقلیم کی آرزو نہیں کر سکتا تھا پس سرب بھوم مراد صرف ہندوستان سے ہے نہ کہ ہفت اقلیم سے۔

اِس کا ایک صریح اثر یہ ہوا کہ اکبر دین اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ نماز کو چھوڑ سندھیا گایتری کرنے لگا۔ محمد اکبر نام کی جگہ مہابلی نام رکھا گیا۔ گاؤ کشی کی ممانعت گوشت خوری سے نفرت ہو گئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ تناسخ کا قائل ہوا۔ جگیوپوت پہن لیا۔ پیشانی پر چندن کا ٹیکا لگایا۔ جزیہ بند کر دیا۔ جو ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ اگر وہ واپس آنا چاہتے تو پرائشچت اور واپسی کا دروازہ کھول دیا حکم دیا کہ شیر اور سور بہادر جانور ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کر دے۔ والدہ کی ممکت پر پندرہ ہزار اہل دربار سمیت بھدرا کرایا (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۲۵- ۳۲۸ تعلیم دہم نولکشور، وقصص الہند حصہ دوم لاہور- ذکر اکبر بادشاہ) +

در موضع بکسر راوت ٹیکا نام مقدم بود شخصے کہ با او عداوت داشت قابو یافتہ زخمے بر پشت وزخمے دیگر بر بناگوش او زد وبہمان زخمہا راوت مذکور قالب تہی کرد بعد چند گاہ رام داس خویش او را پسرے بوجود آمد کہ بر پشت وبناگوش او نشان ہمان زخمہا بود وشہرت شد کہ راوت ٹیکا از زخمہا مُردہ بود باز بطریق تناسخ درین عالم بوجود آمد وآن پسر چون بعد رسیدن بحد وشعور میگفت کہ من راوت ٹیکا ام۔ ونشانہائے صحیح مے داد وچون این سانحہ غریبہ بعرض اکبر رسید او را بحضور خود طلبیدہ باحوال او وقوف یافت وگویند تصدیق اظہار او نمود" (سیر المتاخرین مصنفہ سید غلام حسین صاحب جلد اول ذکر اکبر صفحہ ۱۸۷ نولکشور) +

آدمی کا طوطا اور طوطے کا آدمی

ہزار بار خم وکوزہ کردہ اند مرا + ہنوز تلخ مزاجم زمرگ شیرین کامم

مسمی پیارے لال ساکن موئی ضلع بریلی جس کا چچا ۱۸۵۷ء میں مارا گیا۔ جب چند روز گذرے تو اُس نے طوطے کا جنم لیا اور شیوہ اختیار کیا کہ ہر شام کو اپنے گھر آتا اور ایک پنجرہ آہنی میں جو اُس کے گھر رکھا ہوا تھا بسیرا لیتا اور صبح کو اُڑ جاتا چندے یہی کیفیت رہی۔ غرضیکہ ایک دن جو وہ طوطا گیا تو پھر نہ آیا۔ لوگوں کو اُس کا بڑا خیال رہا۔ اُن دنوں کا ذکر سُننے کہ ایک گوسائیں کی عورت ساکن موضع سدھون اپنے کام کو کسی

گانوں میں جاتی تھی۔ راستہ میں بوجہ غلبۂ تشنگی موضع موئی میں اپنے کسی جان پہچان کے گھر آئی۔ اُس کا طفل بخیال پیتے رام کے گھر آیا اور مستورات سے کہا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں۔ کہا کہ فلاں مر گئے اور فلاں کام کو فلاں جگہ گئے ہیں۔ پھر لڑکے نے بیان کیا کہ پہلا میرا نام پیارے لال ہے اور یہ گھر میرا ہے یہاں ایک نیم کا درخت تھا۔ وہ کیا ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے کاٹ ڈالا۔ پھر اُس لڑکے نے اپنے مارے جانے اور مر کر طوطا بننے اور پھر ایک صیاد کے پنجہ میں پھنس کر مرنے اور پھر گوسائیں کے گھر میں پیدا ہونے کا ماجرا بیان کیا اور اپنے ماں باپ نانی چچی کو پہچان کر اپنی ٹوپی اور کتابیں مانگیں۔ اُس کی والدہ سابقہ نے عذر کیا کہ یہ اشیا تمہارے بھتیجے کے استعمال میں آ گئیں۔ ہم تم کو اور دینگے۔ حاضرین اُس لڑکے کی ایسی باتوں پر کمال متعجب ہوئے۔ بعدہٗ وہ اپنی والدہ جدیدہ کے ساتھ چلا گیا + صاحب خبر فرماتے ہیں کہ وہ لڑکا موضع بسندھری میں بخانہ گوسائیں موجود ہے جسکو اس کے معائنہ کا شوق ہو موضع بسندھری میں جا کر دیکھے (لارنس گزٹ و پنجابی اخبار نمبر ۱۶ جلد دوم بہ ۲۰-اپریل سنہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶) +

کیڑوں میں تناسخ کا ایک اور نظارہ

ریشم کا کیڑا۔ اُن کیڑوں سے ہے جو تین دفعہ اپنا جسم بدلتے ہیں۔ اس کے انڈے رائی کے دانے جیسے چھوٹے ہوتے ہیں ہر ایک انڈے میں سے ایک چھوٹا سا کرم نکلتا ہے پہلے کوئی پاؤ انچ سے زیادہ نہیں ہوتا مگر کھاتا بہت ہے اور جلدی جلدی بڑھ جاتا ہے تھوڑے عرصے میں اتنا ہو جاتا ہے کہ پوست میں نہیں سماتا اُسے سر کی طرف سے چیرتا ہے۔ اور کینچلی کی طرح اُتار کر پھینک دیتا ہے نیا پوست اول اول خوب ڈھیلا ڈھالا اور نرم نرم ہوتا ہے اُس میں جلدی بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چار یا پانچ پوست اُتارتا ہے جب پورا بدن نکال چکتا ہے تو لمبائی میں کوئی ۳ انچ کا ہو جاتا ہے۔ زردی لئے خاکستری رنگ ہوتا ہے جسم کے گرد بارہ چھلے دونوں کروٹوں میں نو نو چھید جن سے دم لیتا ہے۔ سولہ ٹانگیں۔ دونوں کنپٹیوں میں سات سات آنکھیں دو پتلی پتلی نلیاں جسم سے دور تک پھیلی ہوئی۔ نلیوں کے منہ ٹھیک جبڑے کے نیچے اُن میں ایک لیسدار چیز۔ ریشم انہیں نلیوں سے بنتا ہے اسے اکثر شہتوت کے پتے کھایا کرتے ہیں کہ یہ اور درختوں کے پتوں سے زیادہ موافق ہیں۔ جتنا بڑھنا ہوتا ہے کوئی چھ ہفتے میں بڑھ چکتا ہے اب کھانا چھوڑ دیتا ہے اور ریشم نکالنا شروع کر دیتا ہے بیٹھا بیٹھا اِدھر اُدھر سر کو موڑتا ہے یہانتک کہ ریشم کا کویا اپنے اوپر بنا لیتا ہے اِس ریشم کا ہر تار دُہرا ہوتا ہے کیونکہ انہی دو چھوٹی چھوٹی نلیوں سے نکلتا ہے۔ اور یہ تار لمبا بھی بہت ہوتا ہے +

یہ کویا تین چار دن میں بنتا ہے کبھی پانچ دن میں بھی۔ یہ اتنا بڑا ہوتا ہے جتنا کبوتر کا انڈا اور رنگ میں ہلکا سنہری۔ ان دنوں میں یہ گھٹتے گھٹتے پہلے سے آدھا رہ جاتا ہے اِس لئے کہ ریشم اپنے اوپر تنتا ہے اور کھانا بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ اب ایک پوست پھر اُتارتا ہے اس وقت وہ مردہ سا ہو جاتا ہے چکنا چکنا پوست ہوتا ہے بھورا رنگ۔ ایک طرف سے نکیلا جسم۔ جب کوئی کیڑا اس حالت میں ہوتا ہے تو انگریزی میں اُسے کرسلس کہتے ہیں۔ دو تین ہفتے تک کویئے کے اندر یہ اُسی طرح پڑا رہتا ہے اور اِس عرصہ میں اندر ہی اندر بڑھ کر پروانہ بنجاتا ہے۔ پہلے تو پوست کو پھاڑتا ہے پھر کویئے سے نکلنے کی یہ ترکیب کرتا ہے کہ اُس کی تار و پود جو جیسے چپکی ہوتی ہیں منہ کے لعاب سے تر کرتا ہے اور انہیں ہٹا کر باہر آنے کا رستہ اپنے لئے بنا لیتا ہے۔ انڈوں سے جب پروانے بنکر نکلتے ہیں تو اُڑ جانے کا ارادہ نہیں کرتے وہیں پڑے رہتے ہیں۔ اور مادہ وہیں انڈے دیتی ہیں پروانے اِس حالت میں کچھ کھاتے نہیں چند روز میں مر جاتے ہیں +

تخمیناً کوئی ۱۲ ہزار قسم کے پروانے اور تیتریاں ہیں۔ سب ریشم کے کیڑے کی طرح تین جامے بدلتے ہیں مکھیاں پودوں پر انڈے دیتی ہیں پودوں والے کرم جڑوں میں پیدا ہو کر کھا ڈالتے ہیں یا پودوں کو بہت خراب کرتے ہیں جب بڑے ہوتے ہیں تو اکثر اپنی خوراک چھوڑ دیتے ہیں اور زمین پر گر پڑتے ہیں کبھی زمین کے اندر بیٹھ جاتے ہیں کبھی الگ بچاؤ کی جگہ ڈھونڈ لیتے ہیں۔ وہاں پوست اُتارتے ہیں۔ اب اندر ہی شکل بن جاتے ہیں۔ گول مول اور لمبوترے اور نکیلے سے دونوں طرف سے ہیں۔ سر دھڑ یا پاؤں ذرا معلوم نہیں ہوتا۔ اِس حالت میں نہ ہلتے جلتے ہیں نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ بعد اندر ہی اندر مکھی بنجاتے ہیں پوست پھاڑ کر نکل آتے ہیں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہی حال مچھر کا ہے + **مینڈک**۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ مینڈک کی صورت میں پیدا نہیں ہوتا۔ انڈے سے مچھلی کی صورت نکلتا ہے۔ مینڈکی انڈے دیتی ہے تو ایک نرم نرم لعابدار شفاف چیز میں لپٹے ہوتے ہیں۔ پانی کی تہ میں کہیں رکھکر چلی جاتی ہے۔ چند روز کے بعد بچے نکل آتے ہیں مگر اُن کی ٹانگیں نہیں ہوتیں۔ بڑا سر پتلی سی دم معلوم ہوتی ہے گلپھڑا ہوتا ہے جس سے دم لیتے ہیں۔ جب تک یہ ان کی شکل رہتی ہے پانی سے نہیں نکلتے اِس صورت کے جانور ہر تالاب میں ہوتے ہیں۔ پانی کے کنارے پر اکثر دیکھا ہوگا کہ تمہارے آتے ہی چھوٹی چھوٹی سیاہ رنگ کی مچھلیاں جھلک دکھا کر پانی کی طرف چلی جاتی ہیں وہ اصل میں مینڈکوں کے بچے ہوتے ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کی شکل بدلنے لگتی ہے پہلے تو اُن کا دھڑ موٹا ہوتا جاتا ہے پھر آہستہ آہستہ پچھلی ٹانگیں نظر آنے لگتی ہیں یا کہ چمڑے کے نیچے سے بنجاتے ہیں پہلے پہل وہ ایسے ہوتے ہیں کہ مینڈک اُنہیں باہر نکالکر استعمال نہیں کر سکتا ہے۔ جب ۲ ہفتے کے ہوتے ہیں تو خاصے مینڈک بنجاتے ہیں دُم گھٹتے گھٹتے بالکل غائب ہو جاتی ہے۔ اب گلپھڑے کی جگہ پھیپھڑا ہو جاتا ہے۔ مینڈک اُسی سے دم لیتا ہے۔ یہ تمام اِس قسم کے حالات اور واقعات ہیں جنہیں صدہا آدمیوں نے دیکھا اور تصدیق کی ہے۔ تبت کے مشہور شہر لاسا کے لامہ گورو کا بھی یہی حال ہے۔ کئی انگریز ڈاکٹروں نے بطور سیاحت وہاں جا کر اُس سے ملاقات کر کے اُس کے بیان کردہ واقعات کی تصدیق کی +

باب دوم

پارسی مذہب اور تناسخ۔ اِس مذہب کو مہرشی وپاس کی زندگی میں مقام بلخ زردشت پیغمبر نے جاری کیا۔ یہ لوگ بھی ویدک دھرم والوں کی طرح چار وید مانتے۔ [illegible] گئو رکشا کرتے۔ گوشت کھانے کو گناہ جانتے خدا کی ہستی کے قائل اگنی ہوتر کے فوائد سے آگاہ اور روح کو انادی مانتے اور تناسخ کے قائل ہیں۔ (دیکھو دساتیر فرزآباد وخشور آیت ۱۲۶ و ۱۲۰) صدہا مسلمان بھی زردشت کو نبی جانتے اور اُس کے معجزات کے قائل ہیں +

ان کا پیغمبر **ساسان اوّل** اپنے نامہ کی آیت ۱۹ میں فرماتا ہے "روان از تنے بتنے رود است" یعنے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانیوالا ہے۔ اس کی شرح میں ساسان پنجم نے بہت تحدی سے اس عقیدہ کا ثبوت دیا ہے۔ اور نامہ اوّل آیت ۲۰ و ۲۷ میں بھی اس کا ذکر ہے کہ اِس عالم میں انسان اپنے پہلے بدن کے اعمال کا نتیجہ شادی و رنج و خوشی رکھتا ہے۔ دساتیر فرزآباد وخشور آیت ۶۷ و ۶۸ میں ہے۔ "ہست روان گوہرے ہست [illegible] سیامک کاموس وجنبانندہ و او را مردم نامند و من و تو او را خوانند و آن فرشتہ ایست

یہ تن پیوند یا یہ تن ہے آنکہ دعا مدہ باشد یہ تن یا آمیختہ بود الخ ترجمہ۔ روح ایک جوہر ہے مجرد و بسیط حرکت میں لانے والا اور اسی کو انسان کہتے ہیں۔ اور ہم اور تم اسی سے مراد ہے اور وہ بدن کی تدبیر کرتا ہے۔ بدن میں روح حلول نہیں ہے اور نہ اس میں ملا ہوا ہے۔

پس روح مانند ایک فتیلہ کے ہے اور جسم کو روشن کرتا ہے فی الحقیقت جسم سے جدا ہے [illegible] جائز است کہ یکے قبل از دیگرے موجود باشد از اینجاست کہ حکما گفتہ اند کہ وجود نفس قبل از بدن واجب خواہد بود ورنہ ایک بدن شرط او باشد" (تحقیق التناسخ صفحہ ۱۱) +

ترجمہ۔ ممکن ہے کہ ایک دوسرے سے پہلے موجود ہو یہی سبب ہے کہ حکیموں نے کہا ہے روح کا جسم سے پہلے ہونا واجب ہے نہ کہ جسم کا یعنی جسم سے روح موجود نہیں ہوا بلکہ جسم سے پہلے واجب الوجود تھا +

۱۲ - و آں کس کہ فرد دریں جہاں خواہد نیکوکار باشد و داد خود [illegible] دوستوں [illegible] درخواستی [illegible] بخشد۔ یعنے جو کوئی اپنی [illegible] اور حسن عمل کے [illegible] دنیاوی [illegible] طالب ہو [illegible] دوبارہ اسکو جب کہ وہ دوسرے جسم میں آوے مطابق [illegible] اس کے فعلوں اور عقل [illegible] دنیوی عزت اور رتبہ پہنچاتا ہے بادشاہی اور قدرت اور حکومت اور دولت مندی کے +

۱۳ - [illegible] ترجمہ۔ [illegible] جیسا عمل کیا ہے اس کا نتیجہ [illegible] سلطنت [illegible] اس کو [illegible] +

[illegible]

ترجمہ۔ [illegible] بادشاہوں [illegible]

[illegible]

ترجمہ [illegible] +

[illegible]

ترجمہ۔ جو آدمی بدکردار ہوتا ہے اس کو اول قالب انسانی میں سزا دی جاتی ہے مانند بیماری اور شکم مادر میں رنج اٹھانا اور پیدا ہو کر تکالیف اٹھانا اور خود کشی کرنا اور موذی جانوروں سے آزار رسیدہ ہونا اور بیمار رہنا اور موت کی تکالیف اور جنم سے مرن تک بیمار رہنا یہ سب اس کے پچھلے کرموں کی سزا ہے اور اس کے خلاف کی

این قسم را در اصطلاح ناسخ [illegible] نامند و تناسخ [illegible] است از در آمدن روح از کالبد بکالبد دیگر [illegible] زبان [illegible] نامند [illegible] تفسیر آں می آید باید دریافت کہ از ہنگام زادن تا مردن ہر چہ از خورمی و خوشی پیش [illegible] آید [illegible] ہمہ کیفر کردار گذشتہ است کہ این بار مے باید [illegible] این ہمہ نتائج اعمال ما [illegible] است۔

ترجمہ۔ تناسخ کی اصطلاح میں اس کو [illegible] کہتے ہیں تناسخ سے یہ مراد ہے کہ آنا روح کا ایک کالبد سے دوسرے بدن میں واسطے کچھ [illegible] کے اس کو [illegible] آواگون بھی کہتے ہیں۔ [illegible] نے ایسی ہی تشریح کی ہے۔

۱۷ - [illegible] و پلنگ [illegible] و گرگ و [illegible] جانوران آزار [illegible] مانند [illegible] داشتند [illegible] کسی [illegible] ایشان بودہ [illegible] این گروہ [illegible] جانوراں [illegible] مطلب یہ ہے کہ یہ جانوران [illegible] جسم میں [illegible] اور زبردست لوگ اور جانوراں [illegible] جاتے ہیں ان [illegible] اور [illegible] کی [illegible] زخمی کئے جاتے ہیں۔

۱۸ - [illegible] نتائج اعمال [illegible] معین نیست +

ترجمہ۔ [illegible] مناسب [illegible] اگر سزا [illegible] طرح [illegible] اگر [illegible] کی [illegible] جانور [illegible] آزار [illegible] جانوران [illegible] تعالیٰ [illegible] مقرر کردہ است [illegible] +

۱۹ - [illegible] سزا [illegible] ترجمہ [illegible] آزار [illegible] اور [illegible] کاموں کی سزا اور [illegible] جانور [illegible] جسم [illegible] ان کی سزا [illegible]

ان کو مت مارو گے کوئی آدمی جان بوجھ کر بے آزار جانوروں کو مارے اور اس وقت سزا نہ پاوے تو ضرور خدائے عالم الغیب سے دوبارہ جنم لیکر سزا پاویگا۔

۷۶۔ کشتن زندبار برابر کشتن مرد بے آزار است یعنی بے قتل حیوان غیر موذی سزا سخت عقوبت است

۷۷۔ دانید کہ کشندہ زندبار بارکش سخت تر یزداں والا گرفتار آید زیرا کہ خلاف فرمانش کرد۔

۷۸۔ بترسید از خشم خدائے والا کہ گرفتش سخت است۔ ترجمہ۔ مارنا غیر موذی جانور کا مثلاً گائے گھوڑا گدھا۔ اونٹ بکری وغیرہ گویا انسان کا قتل ہے۔ مطلب یہ کہ اُسکی سزا سخت مقرر ہے۔ اچھی طرح جانو کہ اُس کے مارنے والا خدا کے غضب میں گرفتار ہے۔ کیونکہ اُس نے خدا کے حکم کے برخلاف کیا ڈرو خدا تعالیٰ کے غضب سے کیونکہ دیر گیر و سخت گیر و برترا۔

۷۹۔ بنام یزدان اگر تندبار کہ جانور جاندار آزار و جاندار کشندہ است۔ زندبار را کشد سزائے کشتہ شدہ کیفر کردار خون ریختہ و پاداش کنش پیجان کشتہ باشد چہ تندباران برائے سزا و کیفر داول اندلیئے قتل حیوانات موذیہ نسبت جانداران بے آزار نتیجہ اعمال مقتولان است کہ ایزد تعالیٰ تندباراں را بہر جزا دادن ایشان آفریدہ۔ ترجمہ۔ اگر موذی جانور غیر موذی جانور کو مار ڈالے تو یہ غیر موذی کے اعمال کی سزا ہے کیونکہ تمام درندہ جانور صرف اُن کے اعمالوں کی سزا کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔

۸۰۔ کشتن تندباراں را شائستہ و ستودہ درخواست چہ آنہا بازرفتہ و گذشتہ خون ریز و کشندہ بودہ اند و بے گناہاں را مے کشتند سزادہندہ اینہا را بہرہ باشد ساسان پنجم از خود سرخش جی فزاید و میگوید چہ سزا دادن با آنہا نیکی کردن و بہرماں والا ہمداں رہ سپردن است این دانستہ شدہ بہرماں داد تا تندباران را بکشند چہ سزائے تندباران ست کہ اورا بکشند یعنی حصول قتل سباع موذیہ از بہر آنست کہ ایزد تعالیٰ بقتل شان فرماں دادہ پس ہر کس کہ سباع را بکشد بفرمان خدا کار کردہ باشد۔ ترجمہ۔ تندباروں یعنی موذیوں کو مارنا اچھی بات ہے۔ کیونکہ وہ پچھلے جنم میں بے گناہوں کو مارتے تھے۔ اِن کے سزا دینے والے کو پُن ہوگا۔ اِس آیت کی تشریح ساسان پنجم کرتا ہے کہ اِن کو سزا دینا گویا خدا کے حکم کی تعمیل کرنا۔ (دخشوران دخشور فرازآباد آیت ۷۶ سے ۸۰ تک)

۸۱۔ و روان ہمیشہ نستود پایندگان تنانی برائے آنکہ ایشان جز تن و تنانی نمے یابند و روان نہ تن است و نہ تنانی۔ یعنی نفس ناطقہ جو قوت باصرہ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس کا یہ سبب ہے کہ جسمانی چیزوں کو دیکھنے والی طاقت و توانائی نہیں رکھتے۔ سوائے دیکھنے جسم کے اور جسمانی چیزوں کے لیکن روح نہ جسم ہے اور نہ جسمانی پس اُس کو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

و پروارش رواں بمیانجی افرانہا روشن است چہ دریابد پایندگان و جنبایندہ بدرگ و پے مانند و دخشور ہزارآگو بد سہرام یعنی فرشتہ موکل نام گفت۔

۱۹۔ رواں ازتنے بہ تنے روندہ است از ہمہ چیز آزادان خضاد بدر آنکہ بدو زین فرو تران بآسمانہا ماتند و زین زیر دستاں ازتنے بتنے اختیجانی روند و بتوضیح این فقرہ بر باید پس وخشور ہزدیرا گوید کہ خوشی دریافت پسند ہست و درد دریافت ناپسند یعنی خوشی۔ کہ بعربی آن را سرور گویند عبارت است از ادراک ملایم و مناسب و درد کہ الم گویند ادراک نامرضی و ناپسندیدہ۔

ترجمہ۔ روح کا حال خدا پر بالکل ظاہر ہے کیونکہ وہ تمام حالات کو جانتا ہے پیغمبر کشت کو مجھے بہرام فرشتہ نے کہا کہ روح ایک تن سے دوسرے تن میں تناسخ ہوتا ہے۔ دورے تیاگی لوگ یعنی سنیاسی لوگ ایشور کا درشن پاتے ہیں اور اُس سے نیچے درجہ کے لوگ آسمانی کُردوں میں رہتے ہیں اور اُن سے نیچے کے درجہ والے مختلف قالبوں میں کرم کے موافق جنم لیتے ہیں۔ اور پسند کے مطابق چیز کا حاصل ہونا خوشی ہے اور دُکھ مرضی کے مطابق چیز کا نہ پراپت ہونا۔

و دریافت گوہراں فروزہ ہائے روانی ہست و ادراک بذات خود از صفات نفسانی است دیگر قوائے جسمانی را در آن مداخلت نیست۔ پس پس جدائے تن خوشی و درد و فراہم تواند شد زیرا کہ نفس ناطقہ نمے میرد بذات خود ادراک پسندیدہ و ناپسندیدہ مے کند پس اگر پسندیدہ رامے دریافت او را سرور حاصل مے شود ور نہ الم درمیان شدن و تباہ گشتن قوائے جسمانی ادراک نفس را ضرر نمے رساند زیرا کہ ادراک نفس بذات خود است نہ بوساطت قوائے جسمانی چنانکہ پیش ازیں مرقوم شد۔ تن و یزدہائے او اگرچہ دریافت بودہا را باز دہندہ درون مہادیان گریت۔ و ہم از آنہا اندبا این پا پائیدار نباشند۔ یعنی جسم و قوائے جسمانی اگرچہ در ادراک محسوسات و جزئیات متصرف کلیات والا و واسطہ شدن از بہر نفس مدرکہ اند لیکن پائدار نمے باشند و خوشی و درد و خردی استوار باشد۔ خوشی و درد روانی بویژہ پس از گسستہ شدن پیوندین زیرا کہ ہر چند استوار تر دریافت باشد تر بود و گوہر روان از یزدہائے تنانی استوار تر است پس دریافت او را دریافت تنانی استوار تر بود چہ یزدہائے تنانی جز بیرون دیدار نہ بینند و بداسند و یزدہائے خردی فرو رود در درون و یافتہائے او نیز از یافتہائے مستر سائی رساتر باشند۔ یعنی مدرکات و دریافت کردہ ہائے عقل کامل تر باشند از مدرکات حواس۔ چہ یافتہائے خرد سے آراران انرچوں بمادیان و خرداں و یزداں و یافتہائے یابندگان تن چوں رنگہائے و برتہا رو بوئیہا و در تراشیدہ است کہ آزادگان ستودہ تر اند چوں دانستہ گشت کہ دریافتہ وہم دریافتن وہم دریابند۔ دریافتہائے خردے رساتر باید کہ خوشی روانی رساتر از خوشی تنانی بود و این خوشی را مانند بخوشی تنانی را نتواند کرد۔ چہ ستر سائیہا را چہ خوشی بازادہائے بویژہ بار دہیئے یعنی محسوسات را نسبتے نیست با مجردات خصوصاً بذات یزدان پاک۔ پس گروہے کہ برترین پیوندیزان اند کہ در گفتار و کردار بپایہ رسائی رسیدہ باشند برآئینہ بگیتی شیداں رسند۔ و زین فرو تر گروہے نیک بخت کار حکمت یک تیغی بیرون آمدہ باشند و بگشادگاہ سپاہائے آزادان نرسیدہ بودند۔ بہر یک از آسمانہا کہ خواہش پیدا کردہ باشند پیوندند۔ و خوشی بیکر نیکو و زینہائے ناپسندیدہ کہ در روان ہمراہ است ہے پایندہ آگر شنداں منش ہر دو نیامدہ اند و نیکوئی ایشان فرودن ست از تنے بہ تنے ہمے روند۔ بہ راہ فرایش تا برفرو رستگاری بند و این گردش را فرہنگسار گویند۔ و از بدی در تن جانوران تا گویا در خور خوئے و ما آیند و آن را ننگسار گویند۔ (نامہ مشت ساسان نخست آیت ۱۸ و ۱۹ اسفرنگ و ساتیر سنہ ۱۲۸۰ ہجری) +

ترجمہ۔ روحانیات کا جاننا اور اپنے آپ کا جاننا روح کا کام ہے اور کسی قوت جسمانی کو اس میں دخل نہیں۔ پس بعد جدائی تن کے خوشی اور درد جمع ہوتے ہیں کیونکہ نفس ناطقہ نہیں مرتا قدرت خود سے اچھی اور بُری باتوں کو جانتا ہے۔ پس اگر وہ اچھی باتوں کو جانتا ہے اُس کو ضرور حاصل ہوتا ہے نہیں تو رنج جسمانی طاقتوں کے مخفی یا گم ہو جانے سے نفس کے علم کو ضرر نہیں پہنچتا زیرا کہ ادراک نفس کو خود بخود ہے۔ نہ کہ قوائے جسمانی کے ذریعہ سے جیسا کہ پہلے ظاہر کیا گیا۔ اور تن اور بدنی قوتیں اگرچہ روح کو محسوسات کے جاننے کے لئے واسطہ ہیں۔ لیکن پائدار نہیں رہتے۔ اور عقل کے مدرکات خود زیادہ کامل ہوتے ہیں حواس کے مدرکات سے۔ اور محسوسات کو کوئی نسبت نہیں ہے تمام مجردات کے ساتھ اور خاص کر خدائے تعالیٰ کے ساتھ پس وہ گروہ کہ جو سب سے اعلیٰ تر ہے وہ ضرور موکش پا جاتے ہیں۔ اور اس سے نیچے گروہ جو جسمانی آلائشوں سے بری ہو گئے ہیں وہ دیوتا ہوتے ہیں اور جو جسم کے میلخانے سے نہیں نکلے ہیں اور زیادہ نیکی کرتے ہیں وہ ایک انسانی قالب سے دوسرے انسانی قالب میں جاتے ہیں تاکہ نجات پا جاویں اس چکر کا نام فرہنگسار ہے۔ اور جو بدی کرتے ہیں وہ حیوان مطلق کے بدن میں جنم لیتے ہیں اس کا نام ننگسار ہے۔ حکیم الٰہی جمشید فرماتے ہیں۔ رواں پایندہ و باستانی ست تا کوشد و نیستا چہ پرورشدہ و ابد بیشتر مایہ ہمی باشد پس اگر رواں باستانی نہ بود سماکی (مادی) بود حکیم الٰہی جی ازام فارسی فرماتے ہیں پایندہ در فرودین جہان رواں است۔ دیگر چیز از ہم گردد یعنی روح ہمیشہ رہنے والی اور قدیم ہے جدید یا نو پیدا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر نو پیدا چیز پیدا ہونے سے پیشتر مادہ ہوتا ہے۔ پس اگر روح قدیم نہ ہو تو مادی ہوگی نہ کہ جوہر مجرد + ہمیشہ رہنے والی جہان میں روح ہے۔ اور سب چیزیں درہم برہم ہو جاتی ہیں +

فاضل عبدالکریم شہرستانی لکھتا ہے بذکر فرقہ مجوس منہم قالوا بتناسخ الارواح

فی الاجساد والانتقال من شخص الی شخص و ما یلقی من الراحۃ والتعب والدعۃ والنصب فمرتب علی ما اسلفہ قبل وھو فی بدن آخر جزاء علی ذلک والانسان ابداً فی احد امرین وما فی فعل واما فی جزاء وما ھو فیہ فاما مکافاۃ علی عمل قدمہ واما ینتظر والمکافاۃ علیہ والجنۃ والنار فی ھذہ الابدان واعلی علیین درجۃ النبوۃ واسفل السافلین درجۃ الحیۃ فلا وجود اعلیٰ من درجۃ الرسالۃ ولا وجود اسفل من درجۃ الحیۃ ومنھم من یقول المدارج الاعلیٰ درجۃ الملئکۃ واسفل درکۃ الشیطانۃ ویخالفون بھذا المذھب سائر الثنویۃ (یعنی قائلین ظلمت و نور) فانھم یعتقدون بایام الخلاص رجوع اجزاء النور الی عالم الشریف الحمید وبقاء اجزاء الظلام فی عالم الخسیس الذمیم (از ملل والنحل عربی) + ترجمہ۔ (ذکر کرتا ہے فرقہ مجوس کا) اُن میں سے تناسخ ارواح کو جسموں میں اور انتقال ایک وجود سے طرف دوسرے وجود کے مانتے ہیں۔ اور جو اس کو ملتا ہے خوشی اور رنج سے اور مراتب کا انحصار ہے اور پہلے افعال کے اور وہی ہے مابعد کے بدن پر اور اسی طرح انسان ہمیشہ اُن اعمال کی کیفیت پر ہے نہ افعال ہیں بلکہ جزائیں۔ اور اس کا جسم نہیں ہے الا اپنے کرموں کے بدلے بھگتنے کے واسطے لیکن کرم منتظر بدلے کا۔ و بہشت و دوزخ انہیں اجسام میں ہے۔ اور سب سے بڑا درجہ نبوۃ کا ہے اور سب سے نیچا درجہ جیوں کا ہے۔ پس نہیں ہے وجود درجہ رسالت سے اعلیٰ اور نہ کوئی درجہ ہے اسفل درجہ جیئی سے۔ اور اُن میں سے ایک فرقہ کہتا ہے کہ سب سے بڑا درجہ ملائکہ ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطانوں کا ہے۔ اور مخالفت کرتے ہیں اس فرقہ کے تمام ثنوی لوگ۔ اور وہ اس طرح خیال کرتے ہیں کہ نجات کیا ہے۔ کہ رجوع ہے طرف بڑے عالم نور کے اور پیچھے چھوٹ جانا اجزا کا طرف اندھیرے عالم کے +

باب سوم

بُدھ مذہب اور تناسخ۔ یہ مذہب مسیح سے ۶۲۰ برس پہلے آریہ ورت میں جاری ہوا۔ اس کے بانی مبانی ساکھی سنگھ گوتم بُدھ قوم راجپوت تھے اس قوم کے نشانات افریقہ۔ ایشیا۔ یوروپ و امریکہ بلکہ جزائر میں بھی ملتے ہیں فی الحال چین۔ جاپان۔ برہما۔ سیام۔ انام۔ تبت لنکا۔ چینی تاتار وغیرہ جگہوں میں اس مذہب کا بڑا زور شور ہے۔ تقریباً۔ کروڑ لوگ اس مذہب کے پیرو اور بُدھ کہلاتے ہیں اِن کا اعتقاد ہے۔ کہ کرم کے مارے بار بار جنم لینا پڑتا ہے جو جیو آتما کہلاتا ہے سو کوش خزانہ میں نہیں کنتو پانچ سکندھوں میں شامل ہے اُن کے یہ نام ہیں۔ روپ۔ ویدنا۔ سنگیا۔ سنسکار۔ وگیان۔ مرتیو کے سمے یہ سب سکندھ نشٹ ہو جاتے ہیں" (آواگون وچار صفحہ ۷) +

بُدھ مذہب کے مقلدوں کا بڑا مقصد یہ ہے کہ نروان (مکتی) حاصل کریں یعنے فنا ہو جاویں کیونکہ بُدھ کی تعلیم کے بموجب انسان نفسانی شہوتوں اور رغبتوں اور آتما دائمی و آواگون یعنے تناسخ سے اسی طرح نجات پا سکتا ہے (صفحہ ۱۰۳ مختصر تاریخ ہند تصنیف [illegible]) بدھ نے یہ تعلیم دی کہ انسان کی موجودہ اور گذشتہ اور آئندہ جنموں کی کیفیت محض اُنہی کے اعمال (کرم) کا نتیجہ ہے۔ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ اور چونکہ ہر بدی کی سزا اور ہر عمل نیک کی جزا لابد ہے۔ لہٰذا جس فعل کے لئے جو نتیجہ لازم ہے وہ تو ہو جاوی اور نہ دیوتے اُسے روک سکتے ہیں۔ راحت و رنج جو اس دنیا میں لاحق ہوتے ہیں اُن کو ہمارے گذشتہ جنم کے اعمال کا نتیجہ لازمی تصور کرنا چاہیئے۔ اور اس جنم کے اعمال پر ہمارے آئندہ کے جنم کی راحت و رنج منحصر ہو گی جب کوئی ذی حیات فوت ہوتا ہے تو اپنے اعمال کے مواقف ادنے یا اعلیٰ حالت حیات آئندہ میں پھر جنم لیتا ہے اور اُس کا واجب الجزا اور واجب التعزیر ہونا اُن افعال کی میزان کُل پر جو اُس سے پہلے جنموں میں سرزد ہوئی موقوف ہے" (صفحہ ۱۰۸ مختصر تاریخ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب ۱۸۸۷ء) +

یہ قدرتی بات ہے کہ دل ہمارا اُن مسائل کی تردید کا مقابلہ دیر تک کریگا جن سے عقدہ مالاینحل حل ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ تناسخ خواہ بروئے عقائد برہمنان مانیں خواہ بروئے مسائل مذہب بُدھ۔ یہ کسی طرح قابل تردید نہیں ہے۔ بلکہ اس کمی بیشی رنج و راحت کی جو دُنیا میں ہم دیکھتے ہیں اُس کا پُورا تسلی بخش جواب ہمیں اس مسئلہ سے مل جاتا ہے مثلاً ایک بچہ اندھا ہے یہ اس کا اندھاپن پچھلے جنم میں آنکھ کے بُرے استعمال کا نتیجہ ہے مگر وہی اندھا جو طاقت شنوائی اعلےٰ درجہ کی رکھتا ہے اُس کا یہ سبب ہے کہ وہ پچھلے جنم میں دھرم شاستر کے سُننے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ اسی طرح ہر ایک کی وجہ قوی اور تسلی بخش مل سکتی ہے۔ اِن واقعات کے تسلی بخش جواب کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُن امور کی دریافت انسانی طاقت سے باہر ہے +

(بُدھ مذہب مصنفہ ٹی۔ ڈبلیو۔ ڈیوڈ صاحب صفحہ ۹۹) +

مذہب دوم۔ مردم چین را شکیا۔ (یعنے ساکرہ شک منی) وا منوت مے نامند و ایں مذہب از رنگ یتانسو آوردند کہ اکنوں آں را ہندوستان مے نامند و مردم چین پنج عنصر قایل اند اہل مذہب شکیا مے گویند کہ جمیع موالید عالم سفلی ازیں عنصر مرکب اند و عالم ہائے بسیار اند و بر تناسخ قایل اند۔ و مطلقاً گوشت خوردن جائز ندارند نفس را لا یموت میدانند۔ (از تاریخ چین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱) +

باب چہارم

مختلف ممالک کے حکماء و فلسفہ دانوں کی رائیں

طالیس الملیطی یونان کے سب سے پہلے فیلسوف کا اعتقاد

قال من الروح ان الارواح غیر فانیۃ بل ھی ازلیۃ۔ ابدیۃ۔ جمیع الاسرار الخفیۃ لا تخفی علی الالھیہ علیھم۔ وکان اول الیونانین الذین عرفوا علم الطبیعۃ وعلم الھیئۃ وکان یزعم ان الماء ھو الاصل الاول۔ وان جمیع الاشیاء تتغیر دائماً من حالۃ الی حالۃ الی ان یؤل امرھا الی رجوعھا ماء و ان سائر ما فی الکون لا یخلو من احساس ما فانہ مملوء مما لا یدرکہ الطرف من المخلوقات وکلھا متحرکۃ ذات ارواح وان الارض فی وسط العالم تتحرک علی مرکزھا الاصلی۔ (تاریخ الفلاسفۃ صفحہ ۶ و ۷) +

ترجمہ۔ ارواح غیر فانی اور ازلی و ابدی ہیں۔ اور کوئی اسرار مستور سے مخفی نہیں ہیں۔ یونانیوں سے یہ پہلا تھا۔ جنہوں نے علم طبیعات والہیات کو جانا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اصل اول جو ہے وہ پانی ہے۔ اور تمام چیزیں ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتی رہتی ہیں۔ اور آخر رجوع کرتی ہیں طرف پانی کی اور وہ تمام

حشرین جو کائنات میں ہیں محسوسات سے ہیں۔ اور وہ تحقیق بھرا ہوا ہے ان چیزوں سے جو نہیں جانی جاتی ہیں۔ بعض کل کائنات میں دو قسم کی چیزیں ایک محسوس دوسری غیر محسوس جو غیر محسوس ہیں۔ وہ بھی مخلوق کا ایک جز ہے۔ اور ہر ایک چیز جو ارادہ سے حرکت کرتی ہے وہ روح رکھتی ہے۔ اور زمین وسط عالم میں اپنے اصل مرکز میں حرکت کرتی ہے۔

سیولون فیلسوف طالیس کا شاگرد تھا اور وہ بھی اسی طرح سے قدامت روح اور مسئلہ تناسخ کا قائل تھا + اسی طرح انکسوراس فیلسوف بھی جو انکسمینس حکیم کا شاگرد تھا اور یہ انکسیمندر نامی ایک حکیم کا شاگرد تھا۔ جو کہ طالس کے شاگردوں میں سے تھا یہ بھی سارے کے سارے تناسخ کے ماننے والے اور ارواح کی قدامت کے ماننے والے تھے۔ اور فیثاولیوس وارضی غاس الطارنتی اور بیوس وغیرہ مشہور فیلسوف تناسخ پر یقین رکھتے تھے +

حکیم دیموقریطس تاریخ فلاسفہ میں لکھا ہے۔ ان سافر بلاد الہند لیتعلم علم ما ورا فلاسفتہم" وزعم دیموقریطس کمعلمہ "لوسیس" ان اصول الاشیاء الذرات والفراغ وانہ لا یتکون شیٔ من العدم کما لا یؤول موجود الی العدم ان الذرات لا یعتریہا فساد ولا تغیر لان صلابتہا التی تماوہ کل شیٔ حفظتہا من سائر التغیرات وکان یزعم ان تلک الذرات تکون منہا ما لا یحصی من العوالم التی کل عالم منہا یہلک من زمن معلوم و یتکون من آثارہ عالم آخر وھکذا۔

وکان لوسیس الارواح الانسان التی ھی نفس العقل علی رایہ مرکبۃ من جملۃ ذرات وکذالک الشمس والقمر وغیرھما من الکواکب وان ھذہ الذرات لہا حرکۃ دوارۃ تتولد منہا جمیع الموجودات ومن حیث ان ھذہ الحرکۃ الدوریۃ مستویۃ فی جمیعہا کان سببا لقولہ بوجود القضاء وان سائر الاشیاء تتکون قہراً وجبراً و "ابیسیقورس" سلک فی مذہب دیموقریطس لکن لما لم یقل بالقسر والجبر کما سیاتی توضیحہ فی ترجمتہ لزمہ ان یقول بالمیل الاختیاری ودیموقریطس کان یزعم ان الروح منتشرۃ فی اجزاء الجسم والسبب فی وجود الاحساس فی سائر اجزاء الجسم ان کل ذرۃ منہ قائم بہا جزء ما من ذرات الروح"۔ صفحہ۔ تاریخ فلاسفہ۔

ترجمہ۔ اس نے ملک ہند کا سفر کیا تاکہ وہاں کے قدیم فلاسفروں کی تعلیم کو حاصل کرے اس نے اپنے استاد لوسیس کی طرح خیال کیا کہ کل دنیا کی اصل ذرات ہے اور یہ کہ کوئی چیز عدم محض سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ موجود چیز نیست نہیں ہو سکتی اور یہ کہ ذرات میں کسی قسم کا فساد نہیں ہو سکتا اور نہ تغیر۔ کیونکہ وہ صلابت جو ہر ایک چیز کا قیام رکھتی ہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔ کل تغیرات سے اور وہ اس بات کا خیال کرتا ہے۔ کہ یہ کل بیشمار عالم ذروں سے بنے ہیں۔ پس ہر ایک عالم ان میں سے ہلاک ہوتا ہے ایک عرصہ معلوم کے بعد پھر ہو جاتا ہے اس کے آثار پر دوسرا عالم اور اسی طرح + اور کہتا تھا کہ انسانوں کی انتشکر ذرات سے مرکب ہیں۔ اور ایسا ہی سورج چاند اور دیگر ستارے اور ان تمام ذرات کے لئے دائرہ کی طرح حرکت ہے۔ جس سے کہ تمام موجودات پیدا ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ حرکت دوارہ مستوی سب تمام میں ہے۔ سو یہ دلیل ہے۔ اس کے قول پر کہ قضا کا وجود ہے اور وہ کہتا ہے کہ کل چیزیں جبر اور قہر سے پیدا کی گئی ہیں۔ نہ کہ اپنی مرضی سے ایپیقورس حکیم اس کے مذہب پر چلا لیکن چونکہ اس نے قہر اور جبر سے جیسا کہ اس کی توضیح ہے۔ ترجمہ میں پس اسے لازم ہوا کہ کہے میل اختیاری سے دنیا پیدا ہوتی ہے اور یہ حکیم دیمقراطیس خیال کرتا ہے کہ روح اجزاء جسم میں دیاپک ہے اور یہی سبب ہے کہ کل اجزاء جسم میں روح محسوس کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ کیونکہ جسم کا ہر ایک ذرہ اس سے قائم ہے اور روح ان کل ذرات میں مشارکت حاصل کئے ہوئے ہے +

فیثاغورث حکیم نے جب **بہائیرسیس فی ری سائی ڈس** ایک نامی فلاسفر سے تعلیم پائی جس کی وہ زیادہ تعظیم کرتا تھا۔ خدا کے بعد وہ عزت کے لائق والدین اور دھرم شاستر کے مضمونوں کو یقین کرتا تھا۔ خدا کی بابت فیثاغورث کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ عالمگیر چیتنا اور تمام چیزوں میں دیاپک اور محیط۔ تمام حیوانی زندگی کا منبع۔ تمام حرکتوں کا اصلی باعث۔ پرکاش سروپ ستیہ انند اور دنیا کا نمت کارن سرو وہ مطلق۔ لا شکل۔ لا تغیر۔ جس کا گیان صرف روح اور دل سے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ ظاہری حواسوں سے۔ فیثاغورث کے اس بیان کی ستیہ تائید کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ خدا کو سرو دیاپک تمام چیزوں میں موجود بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے خدا ایک ہے وہ ایسا نہیں ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ دنیا سے باہر ہے وہ تو سب میں موجود ہے وہ تمام عالم میں دیاپک ہے وہ منتظم ہے۔ تمام پیدائش کا اور نیچر کا وہ پیتت پتا ہے۔ وہ ازلی اور تمام شکتیوں کا منبع ہے۔ تمام چیزوں کا چیتنیا اصول اور راستی کا چشمہ ہے۔ تمام دنیا کا پتا اور یونی ورس کا روح اور جان ڈالنے والا اصول۔ تمام گرموں کا پہلا حرکت دینے والا۔ اس تمام بیان کو پہلے کے ساتھ ملانے سے وہ کہتا ہے کہ جس طرح انسانی روح اس جسم کو زندہ کرتی ہے۔ اسی طرح وہ تمام جہان کو زندہ کر رہا ہے مادے کے تمام خواص سے بری اور چیتنا اور گیان سروپ اگنی ہے۔ وہ یونی ورس کے بنانے اور اس کے قائم رکھنے میں کسی اور کا محتاج نہیں۔ (ہسٹری آف فلاسفرس صفحہ ۳ و ۲۲ و ۴۳ و ۳) +

کتاب جیمس پرس ان ہمیشن فاردی ڈیل میں لکھا ہے کہ فیثاغورث جو مشہور حکیم بلدۂ سی ماس کا تھا وہ لوگوں کو مسئلہ تناسخ کی ہدایت کرتا۔ اور کہتا تھا۔ کہ میں خبردار ہوں کہ میرا پہلا جنم کیا تھا۔

اماس بادشاہ کے وقت میں فیثاغورث حکیم مصر میں آیا اور پولی کراٹس بادشاہ ساماس کے وسیلہ سے جو اماس کا بہت بڑا دوست تھا۔ بادشاہ تک اس کی رسائی ہوئی۔ اس نے چند مدت وہاں قیام کر کے پوجاریوں سے بڑے بڑے باریک مسئلے حاصل کئے اور ان کے مذہب کی دقیق دقیق باتیں سیکھیں یہاں تک کہ تناسخ کا مسئلہ بھی وہیں سے اڑایا۔ (تاریخ مصر صفحہ ۱۱) +

فیثاغورث حکیم نے تناسخ کا مسئلہ مصریوں سے لیا تھا۔ مصریوں کو یہ یقین تھا کہ مرنے کے بعد انسانوں کی جانیں پھر انسانی اجسام میں انتقال کرتی ہیں۔ اور اگر وہ بدکار ہوتی ہیں تو وہ ناپاک اور برے حیوانوں کی جون میں آ جاتی ہیں۔ تا کہ اپنے فعلوں کی سزا پائیں۔ اور کئی صدیوں کے بعد ان کو پھر آدمی کی جون میں جنم لینا نصیب ہوتا ہے۔ (تاریخ مصر صفحہ ۴۴) +

تاریخ الفلاسفہ میں لکھا ہے۔ وکان یزعم ان العالم لہ روح وادراک وان روح ھذا العالم العظیم ھو الاثیر ومنہ جمیع الارواح الجزئیۃ للآدمیین وسائر الحیوانات وکان یقول ان الارواح لا تفنی غیر انہا تسرح فی الہواء من جسم الی اخری الی ان تصادف جسما بالکاد فتدخل فیہ مثلا اذا خرجت الروح من جسد الانسان فلینتقل تتکرر فی جسم فرس او ذئب او حمار او ثور او طائر او سمکۃ او غیر ذالک من باقی انواع الحیوانات کما یتفق انہا تدخل فی جسد الانسان ایضاً

من غیر فرق کما انها اذا خرجت من جسم ای حیوان تدخل فی جسم انسان او فی جسم حیوان فلذلك كان فیثاغورث یشدد فی منع اکل الحیوانات وکان یزعم ایضاً ان ذنب من یقتل الذبابة او الزنبور او غیرهما من الهوام مثل ذنب الذی یقتل انساناً بشراً لان سائر الارواح واحدة مستقلة فی جمیع الحیوانات واراد فیثاغورث ان یثبت الجماعة مذهبه فی تناسخ الارواح فاخبرهم انه کان سابقاً فی جسد اسمه اثالیدس وادعی کان ابن عطارد من الهة الیونان - وکان عطارد یقول له اطلب منی ما تحب تعطه ما عدا البقاء والدوام حتی یتم غرضك و مقصودك فطلب منه ان یعطیه قوة تذکر جمیع الاشیاء التی تحصل له فی الدنیا فی حیاته وبعد مماته ومن ذالك الوقت صار عالماً بجمیع ما یقع فی الدنیا واخبرهم ایضاً بانه لما خرج من جسم اثالیدس انتقل الی جسم اوفوربه وکان حاضراً فی حصار مدینة ترواده وجرحه شخص یسمی منیلاس جرحاً شدیداً وبعد ذلك خرج الی جسم هرموتیموس وفی هذا الزمن اراد ان یثبت للناس بما وهبه له عطارد فذهب الی بلاد البرانجیدس ودخل هیکل ابولون واراهم ترسه درقته البالیة التی کان سلبها منیلاس حین جرحه ونذرها الی ذالك الهیکل بلا علی معرفة ثم انتقل الی جسم صیاد یسمی بیروس ثم الی ذالك الجسم الذی هو فیثاغورث وانه لم یعد انتقاله الی جسم دیك کذا او طاوس کذا او غیر ذالك وقال انه حین سفره فی اودیة جهنم رأی روح الشاعر **هزیودس** مسلسلة فی الاغلال ومصلوبة بعمود وقاسی الشدائد جداً - ورأی ایضاً روح هومرس معلقة فی شجرة واحاطت بها الافاعی من کل جانب وذلك عقاب له علی اکاذیبه التی کان ینسبها للالهة ورأی ارواح الرجال الذین کانوا لا یحسنون العشرة مع نسائهم ویسیئون فی غایة العذاب فی تلك الاودیة والقفار فیثاغورث بنی له تحت الارض حجرة صغیرة وعندما اراد النزول فیها شاهد امه ان تکتب مع التحقیق سائر ما یحصل فی مدة غیبته وسجن نفسه فیها سنة کاملة ثم خرج منها نحیفاً اشعث اغبر فی صورة مهولة وجمع الناس واخبرهم انه کان فی جهنم ولاجل ان یحملهم علی تصدیقه فی ذالك شرع یذکر لهم ما حصل فی مدة غیبته فظنوا انه فوق سائر البشر ورثوا لحاله و بکوا وتضرع الرجال الیه ان یعلم نساءهم - کان یقول ان الالهة تکره القربان من ذوی الارواح وانها تغضب علی من یزعم تشریفها بقربان

ترجمہ - یہ خیال کرتا ہے کہ حیوان کے روح ہے اور ادراک - اور اس روح کے لئے لمبا دورہ ہے - یہ حیوان کی روح تمام آدمیوں اور حیوانات کی روح کو پھراتی ہے بلا تامل ہے - اور وہ کہتا ہے کہ روحیں کم و بیش یعنی فنا نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ وہ اکثر میں پھرتی ہیں - ایک طرف سے دوسری طرف اور جس وقت کوئی جسم ملتا ہے پس اُس میں داخل ہو جاتی ہیں مثلاً جس وقت ایک روح انسان کے جسم سے نکلتی ہے - اور ان کا اتفاق پڑے گھوڑے اور بھیڑ گدھے - موش یا پرند اور ماہی وغیرہ حیوانات کے جسم سے جیسا کہ ہو - پس وہ داخل ہوتی ہے - ایسا ہی انسان کے جسم میں بغیر کسی فرق کے جیسا کہ نکلتی ہے کسی اور حیوان کے جسم سے اور داخل ہوتی ہے - انسان کے جسم میں یا کسی حیوان کے جسم میں - پس اسی واسطے فیثاغورث حیوانات کے کھانے کی ممانعت میں سختی کرتا تھا - وہ خیال کرتا تھا کہ ایسا ہی گناہ ہے - مکھی - زنبور اور ایسے اور گزندہ کے مارنے کا جیسا کہ انسان کے قتل کا - اس لئے کہ تمام روحیں ایک جیسی ہیں - انتقال کرنے والے تمام حیوانوں میں اور ارادہ کیا ہے فیثاغورث نے ایک جماعت کے روبرو - روحوں کے تناسخ کے ثابت کرنے کا - اور اُس نے اُن کو خبر دی ہے کہ میں پہلے اثیالدس کے جسم میں تھا - جو ابن عطارد کے نام سے یونان کے دیوتاؤں میں موسوم ہے - اُس سے میں نے دعا مانگی - عطارد نے میرے تئیں کہا تھا کہ تو مانگ جو کچھ کہ مانگتا ہے - تاکہ میں تجھے دوں - جو کہ تیرے لئے لازوال زندگی کو مہیا کرے - یہاں تک کہ تیری غرض اور مقصود پوری ہو دے - پس میں نے مانگا کہ وہ دیوے قوت یادداشت تمام اُن اسرار کی جو حاصل ہونگی مجھ کو دُنیا میں میری زندگی میں اور بعد موت کے اور اُس وقت سے مجھے تمام چیزوں کی سرگذشت یاد ہے اور پھر بتلایا کہ ایسا ہی جب اثیالدیس کے جسم سے انتقال کر آوفوربہ کے جسم میں آیا اور وہ ایک شہر کے قلعہ میں بحالت محاصرہ اور مجھے زخم پہنچا تھا ایک آدمی سے جس کا نام منیلاس تھا - یہ زخم بڑا سخت تھا - پھر وہاں سے نکل کر ہرموتیموس کے جسم میں گیا اور اُس زمانہ میں یہ ارادہ کیا کہ میں لوگوں پر ثابت کروں کہ جو کچھ کہ مجھے عطارد نے بخشا تھا - پس گیا میں طرف شہر برانجیدس کے اور داخل ہوا اپولو کے عبادت خانہ میں اور پھر جا کر اُن کو دکھلائے وہ پورانے پھٹے ہوئے کپڑے جو بحالت زخمی ہونے منیلاس کے چھینے گئے تھے - اور بعد ازاں اُسی عبادت خانہ کی نذر کر دیئے بطور اعتقاد کے پھر میں نے انتقال کیا طرف جسم صیاد کے جس کا نام پوروس ہے بعد ازاں یہ جسم لیا جس کا نام فیثاغورث ہے اور بہ تحقیق اس کے سوائے میں نے خروس اور طاؤس کے جسم میں بھی اوتار دھارے تھے ٭

اور بیان کیا گیا کہ جس وقت میں سفر کرتا تھا دُکھ کے مقاموں کا - دیکھا میں نے ہزیودس شاعر کی روح کہ وہاں زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی - اور ستونوں کے بیچ میں تھا - اور سخت تکالیف جھیل رہا تھا - اور پھر میں نے دیکھا ہومر کی روح کو کہ وہ درخت سے لٹکایا ہوا تھا - اور اُس کے گرداگرد سانپ تھے - یہ عذاب اُس کو اُن بطالتوں کے بدلے میں تھا - جو اُس نے دیوتاؤں کے بدلے میں بولا تھا - پھر اُس نے دیکھا اُن آدمیوں کی روحوں کو جو اپنی عورتوں سے خوش گذران نہیں کرتے اور اُن کو سخت تکالیف دیتے ہیں - انہیں دُکھ کے مقامات ہیں ٭

پھر اتفاق ہوا فیثاغورث کے واسطے کہ اُس نے بنایا زمین کے نیچے ایک چھوٹا سا حجرہ اور جس وقت وہ اُس میں اُترنے لگا تب اپنے پیروؤں کو کہا کہ جو کچھ اُن کو حاصل ہووے اُس کے غیب میں اُسے بالتحقیق لکھیں اور خود حجرہ میں ایک برس بند رہا - بعد ازاں اُس میں سے نکلا - نحیف البدن - پراگندہ موئے - غبار آلودہ - خوفناک صورت میں اور سب کو اکٹھا کیا - اور کہا کہ میں دُکھ میں تھا - اور اُن کو پورا تصدیق کرنے کے لئے اپنے بیانات مذہب کے لئے اُس نے اُن کو سال بھر کی غیب کی باتیں دس جس سے اُنہوں نے یقین کر لیا کہ وہ سب آدمیوں سے بڑا ہے - اور اس کے حال پر گریہ و زاری کی - یہاں تک کہ اُن کی عورتوں نے جان لیا کہ وہ کہتا تھا کہ دیوتے جانوروں کی قربانیوں سے کراہت کرتے ہیں - اور جو قربانی سے اُن تک پہنچا چاہتے ہیں اُن پر غضب کرتے ہیں (از تاریخ الفلاسفہ)

ایڈورڈ ٹیلر صاحب ڈی - سی - ایل - ایل - ڈی - کہتے ہیں - کہ جسم روح کے رہنے کی جگہ ہے - جو کہ مرنے پر نکل جاتی ہے - جیسے کہ آدمی چلتے ہوئے گھر کو چھوڑ دیتا ہے - ترقی کے زینہ پر ایک روح بہت اجسام میں جا سکتی ہے

یعنے ایک کے بعد دوسرے میں۔ زوفٹ سے آئسٹر میں۔ اور اُس سے ٹڈے میں اور اُس سے عقاب میں۔ اور پھر اُس سے مگرمچھ میں۔ اور اُس سے گینڈے میں حتّٰی کہ آدمی میں آجاتی ہے اور پھر انسان سے بڑھکر ہیراتسول یا فرشتوں میں جو عالم بالا میں رہتے ہیں اور اُس سے اعلیٰ حالت میں جس کے اصل ارادوں کو مسٹر فوجی آر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیونکہ ہماری تحقیقات کے قرائن یہاں تک بس ہو جاتے ہیں۔ سب سے بڑھکر آدمی کی آخری جگہ سوریج لوک ہے۔ پاک روحیں جو کہ اِس کے نورانی کیسوں کا مجموعہ ہیں۔ وہی نظام شمس کے قیام کا باعث ہیں۔ ابرمے ڈولکچر جلد ۲ صفحہ ۱۶

زمانہ حال کے جرمن فلاسفر جی۔ ای۔ لیسنگ صاحب روح کی بابت لکھتے ہیں روح مفرد ہے اور بیحد خیالات کو رکھ سکتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ خود حد والا ہے اِس واسطے ایک ہی وقت بیحد خیالات رکھنے کے ناقابل ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ آہستہ آہستہ اُن خیالات کو حاصل کرتا ہے تو ضرور ہے کہ اِن خیالات کے حاصل کرنے کے واسطے ایک ترتیب وار سلسلہ ہو۔ تاحال روح پانچ حواس رکھتا ہے لیکن نہ تو کوئی ایسی دلیل ہے کہ جس سے ہم مانیں کہ وہ پانچ حواس کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ اور نہ یہ کہ وہ پانچ ہی کے ساتھ ختم ہو جاویگا۔ مگر چونکہ قدرت چھلانگیں نہیں مارتی اس واسطے روح تمام چھوٹے درجوں سے گذر کر اُس حالت میں جا پہنچا ہے۔ اور چونکہ قدرت میں بہت سے مادے اور طاقتیں اِس قسم کی موجود ہیں۔ جن کو حواس محسوس نہیں کر سکتے۔ اسواسطے یہ ضرور مان لینا چاہئے۔ کہ قدرت میں آئندہ ایسے مدارج ہونگے جن میں کہ روح اِس قسم کے حواس پیدا کریگا۔ جو قدرت کی طاقتوں کے مطابق ہوں۔ (چیمبرس ان سائیکلوپیڈیا) +

حکیم سقراط کا مذہب۔ یہ حکیم عام طور پر تناسخ کی تعلیم دیتا اور بازاروں میں اِس مسئلہ کی وعظ کرتا تھا۔ یہ یونان کے نامی حکیم افلاطون کا اُستاد تھا۔ وہ روح کے انادی اور غیرفانی ہونے کا قائل اور بڑے مضبوط دلائل سے اُس کے وجود پر بحث کیا کرتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سقراط سے اُس کا شاگرد سی بیز سوال کرتا ہے کہ اے سقراط اگر علاوہ اِس کے تمہارا یہ اصول جس کے بیان کرنے کے تم اکثر مشتاق ہو۔ کہ ہمارا علم صرف ایک یاد داشت کے طور پر ہے سچ ہو تو میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اِس کو جس کو کہ اب ہم اپنی یاد داشت میں لے آتے ہیں کسی پہلے وقت میں پڑھ چکے ہونگے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ سوائے اُس حالت کے کہ ہماری روحیں پیشتر اِس کے وہ اِس انسانی جسم میں آئیں موجود رہ چکی ہوں۔ اِس طرح یہ روح کو انادی ماننے کے لئے اور ایک دلیل ہو سکتی ہے۔ اِس پر سمیس دوسرے شاگرد نے کہا کہ اے سی بی از اِس کا کیا ثبوت وہ دلائل مجھ کو یاد دلا۔ کیونکہ اِس وقت وہ مجھ کو صاف طور پر یاد نہیں ہیں سی بی از نے جواب دیا کہ ایک دلیل اور جو کہ وہ سب سے زبردست ہے۔ یہ ہے کہ اگر تم آدمیوں کو سیدھی طرح سے کسی بات کی بابت سوال کرو تو وہ تم کو صحیح صحیح خود بخود جواب دینگے۔ لیکن وہ اس کے جواب دینے کے قابل نہ ہوتے اگر اُن میں علم اور سچی عقل نہ ہوتی۔ اِس کے علاوہ تم اُن کو ایسی چیزیں جیسی اقلیدس کی شکلیں دکھلاؤ۔ تب اِس مسئلہ کا ثبوت تم کو پورا پورا مل جائیگا (دیکھو ٹرائیل اینڈ ڈیتھ آف ساقراطیز مترجمہ چرچ صاحب ایم۔ اے سنہ ۱۸۹۰ء صفحہ ۱۳۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۰۰ پر وہ بحث ہے جو روح کے انادی ہونے پر ہے اور میموریبیلیا آف ساقراطیز میں ایسا ہی ہے۔ (مصنفہ زینوفن مترجمہ ایڈورڈ پی۔ سی) +

جب سقراط نے اپنی آیندہ زندگی اور فلاسفروں کا موت پر خوشحالی کا ذکر کیا۔ کہ وہ لوگ موت سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ خوش ہوتے ہیں۔ تب سی بی از نے پوچھا کہ اے سقراط جو تو کہتا ہے اُس کا بہت سا حصہ ٹھیک ہے۔ لیکن بعض اشخاص روح کے بیان پر جو تم نے کیا ہے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بدن سے نکلنے کے بعد نہیں رہتی بلکہ موت کے دن ہی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اُسی لحظہ جب کہ وہ بدن سے جدا کی جاتی ہے وہ سانس یا دھواں کی طرح پراگندہ ہو جائیگی اور اِس لئے وہ نابود ہو جاتی ہے۔ اگر وہ جسمانی برائیوں سے کسی خاص جگہ پر رہتی تو بیشک ہم مان لیتے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اِس بات کے واسطے کافی وجوہات اور دلائل ہونی چاہئیں کہ وہ موت کے بعد رہتی ہے۔ اور اُس وقت اُس کو دانائی کی طاقت رہتی ہے۔ سقراط نے کہا کہ اے سی بی از یہ ٹھیک ہے۔ لیکن کیا اب تمہاری مرضی ہے کہ ہم اِن مسائل پر گفتگو کریں اور پھر دیکھیں کہ آیا جو کچھ میں کہتا ہوں ممکن ہے +

سی بی از نے کہا کہ میں بیشک ان مسائل پر آپ کی مفصل رائے یعنی بحث خوشی سے سُنونگا۔ سقراط نے کہا کہ پس اگر تم چاہتے ہو تو آؤ ہم اِس سوال کی پڑتال کریں۔ ہمیں یہ بات کہ آیا آدمیوں کی روحیں موت کے بعد دوسری دنیا میں رہتی ہیں یا نہیں۔ اِس طرح سوچنا چاہئے۔ یہ ایک پرانا اعتقاد ہے جو کہ ہم بھی جانتے ہیں۔ کہ روحیں اِس دنیا کو چھوڑنے کے بعد وہاں دوسری دنیا میں رہتی ہیں اور یہ بھی کہ وہ یہاں یعنی اِس دنیا میں واپس آتی ہیں۔ اور پھر مُردوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی پنر جنم لیتی ہیں +

لیکن اگر یہ ٹھیک ہے۔ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو یہ ضروری ہے کہ ہماری روحیں دوسری دنیا میں رہیں۔ کیونکہ بغیر اِس کے وہ پنر جنم نہیں لے سکتیں۔ یہ ایک کافی ثبوت ہوگا۔ اور ٹھیک ہے کہ اگر ہم سچ مچ یہ ثابت کر دیں کہ زندہ صرف مُردوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر ہمیں ضرور کوئی دلیل ڈھونڈھنی پڑیگی +

سی بی از نے کہا کہ بس ٹھیک اِسی طرح ہے۔ سقراط نے کہا کہ سب سے آسان طریق اِس سوال کے جواب دینے کا یہ ہوگا کہ ہم نہ صرف آدمی کی بابت سوچیں بلکہ تمام حیوانات اور بوٹوں بلکہ تمام چیزوں کی بابت جو پیدا ہوتی ہیں۔ کیا ہر ایک چیز جس کا کوئی متضاد ہے صرف اپنے متضاد سے ہی پیدا ہوتی ہے؟ ضدین سے میری مراد یہ ہے شریف و کمینہ۔ انصاف و ظلم اور اسی طرح اور ہزاروں مثالیں ہیں +

ہمیں اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ہر ایک چیز کے واسطے کہ جس کا کوئی متضاد ہے ضروری ہے کہ وہ صرف اپنے متضاد سے پیدا ہو۔ مثلاً جب کوئی چیز کسی دوسرے سے بڑی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ پہلے ضرور چھوٹی ہوگی۔ تب پھر بڑی ہوگی

سی بی از نے کہا کہ ہاں۔

سقراط۔ اور اگر کوئی چیز چھوٹی ہوتی ہے تو ضرور وہ پہلے بڑی ہوگی۔ اور پھر بعد ازاں چھوٹی ہوئی ہوگی +

سی بی از۔ بیشک ایسا ہی ہے۔

ثبوت تناسخ

اِس پر مصنف نوٹ دیتا ہے۔ کہ اِس کی مثال کے لئے صفحہ ۸۲-الف کا ضمیمہ جہاں کہ اِس جگہ کی طرح سقراط دوبارہ یاد آجانے کے مسئلہ کو ثبوت کرتا ہے اور وہ ایک غلام کو جبکہ اقلیدس کا بالکل ناواقف تھا۔ اقلیدس کی بابت معقول سوال کرنے سے روح کے انادی ہونے کو ثابت کرتا ہے اور شکلوں کی مدد سے اس سے ٹھیک جواب حاصل کرتا ہے"

سقراط۔ اور پھر کمزور چیز طاقتور سے پیدا ہوتی ہے اور طاقتور کمزور سے۔

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ اور بدتر پیدا ہوتا ہے۔ خوب تر سے اور زیادہ منصف زیادہ ظالم سے

سی بی از۔ بے شک

سقراط۔ تو اب کافی طور پر ہم کو ظاہر ہو گیا کہ تمام چیزیں اسی طرح پیدا ہوتی ہیں۔ یعنے متضاد چیز اپنے متضاد کو پیدا کرتی ہے۔ **سی بی از۔** ایسا ہی ہے +

سقراط۔ اور کیا متضاد کی ہر ایک جوڑی میں جوڑی کی دو چیزوں کے درمیان دو تبدیلیاں نہیں رہتیں۔ یعنے ایک سے دوسرے میں اور پھر دوسرے سے پہلے میں بڑی اور چھوٹی کے درمیان بڑھنا اور کم ہوتا۔ اور کیا ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ ایک بڑھتا ہے تو دوسرا کم ہوتا ہے + **سی بی از۔** ہاں۔

سقراط۔ پھر اسی طرح جُدائی ہے۔ اور ملاپ ہے۔ اور سردی ہے اور گرمی وغیرہ کیا یہ عام قاعدہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہم اس کو ہمیشہ انتے الفاظ میں نہیں بیان کرتے کہ متضاد ہمیشہ ایک دوسرے کو پیدا کرتے ہیں اور یہ کہ اُن کے درمیان ایک شے کے دوسرے میں تبدیل ہونے کا عمل ہے۔

سی بی از۔ ضرور یہ ہے۔

سقراط۔ تو اچھا بتاؤ کہ زندگی کا کوئی متضاد ہے؟ اسیطرح کہ جسطرح نیند جاگنے کی متضاد ہے

سی بی از۔ بے شک ہے۔

سقراط۔ وہ کیا چیز ہے

سی بی از۔ نے کہا کہ موت۔

سقراط۔ تو اگر زندگی اور موت متضاد ہیں تو کیا وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ دو ہیں اور اُن کی دو تبدیلیاں ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں؟

سی بی از بے شک۔

سقراط۔ نے کہا کہ اب میں تم سے ان دو باہمی متضاد جوڑوں میں سے جنکا ابھی ذکر ہوا ہے۔ ایک کا ذکر کرونگا۔ اور دوسرے کا بیان تم نے کرنا۔ نیند جاگنے کی متضاد ہے۔ نیند سے جاگنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جاگنے کی حالت سے نیند پیدا ہوتی ہے۔ ان کی دو تبدیلیاں پہلے سونا ہے اور دوسری جاگنا۔ کیا یہ ظاہر ہے۔

سی بی از۔ ہاں یہ بالکل ظاہر ہے۔

سقراط۔ اور تم مجھے اب زندگی اور موت کی بابت بتلاؤ۔ کیا موت زندگی کی متضاد ہے یا نہیں

سی بی از نے کہا کہ ہاں یہ باہمی ضدیں ہیں +

سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہیں یا نہیں +

سی بی از نے کہا کہ ہاں پیدا ہوتی ہیں +

سقراط نے کہا تو پھر وہ کیا چیز ہے جو زندہ سے پیدا ہوتی ہے اُس نے جواب دیا کہ موت اور مُردوں سے کیا پیدا ہوتی ہے اُس نے کہا کہ مجھے کہنا چاہئے کہ زندہ۔ تو پھر اے سی بی از زندہ چیزیں اور زندہ آدمی مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں اُس نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے۔ پھر **سقراط** نے کہا کہ ہماری روحیں اگلی دُنیا میں رہتی ہیں۔ سی بی از نے کہا کہ یہ تو صاف ظاہر ہے

سقراط۔ اب ان دو تبدیلیوں میں سے ایک تو بالکل ٹھیک ہے۔ یعنے میں خیال کرتا ہوں کہ موت ٹھیک ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے۔ سی بی از بولا کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے +

سقراط۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے کیا ہمیں اس کے مخالف ایک اور تبدیلی نہیں ماننی چاہئے۔ کیا قدرت اس جگہ پر نامکمل ہے؟ کیا یہ ضرور نہیں کہ ہمیں مرنے کے بعد بھی کوئی مخالف تبدیلی ماننی چاہئے +

سی بی از بولا کہ میں بیشک ایسا ہی خیال کرتا ہوں +

سقراط۔ اور وہ کیا ہونا چاہئے۔

سی بی از۔ دوبارہ جنم لینا۔

سقراط۔ اور اگر پھر زندگی میں واپس آنا ٹھیک ہو تو یہ ایک تبدیلی مُردوں سے زندہ میں نہیں ہوگی۔

سی بی از ہاں یہ ضرور ہوگی۔

سقراط۔ تب ہمارا اس بات پر اتفاق ہے کہ زندہ مُردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح جیسے کہ مُردہ زندوں سے۔ لیکن ہم نے یہ بھی مانا تھا کہ اگر یہ ایسا ہو تو یہ کافی وجہ ہوگی۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کہ مُردوں کی روحیں ضرور کسی نہ کسی جگہ رہتی ہیں۔ جہاں سے کہ وہ دُنیا میں آکر جنم لیتے ہیں +

سی بی از بولا۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ ہماری بحث کا یہ ضروری نتیجہ ہے۔

سقر بولا۔ اے سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ ہمارا یہ نتیجہ غلط نہیں۔ کیونکہ اگر متضاد ہمیشہ متضاد کی مطابقت نہ کریں جیسا کہ وہ پیدا ہوتے ہیں اور اس طرح جیسا ایک دائرہ میں پھرتے ہوئے اور اگر یہ تبدیلیاں صرف خط مستقیم میں ہوتیں صرف ایک متضاد سے بغیر دوسرے متضاد میں واپس آنے کے۔ تب تم جانتے ہو کہ آخرکار تمام چیزیں ایک ہی شکل اور ایک ہی حالت میں آجاویگی۔ اور پیدا ہونی بالکل بند ہو جاویگی +

سی بی از نے پوچھا کہ تمہاری مراد کیا ہے۔

سقراط۔ نے جواب دیا کہ میری مراد سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ اگر ایک ہی متضاد ہوتا۔ مثلاً سونا بغیر دوسرے متضاد یعنے جاگنے کے جو کہ پہلے سے پیدا ہوتا ہے۔ تو تمام قدرت آخرکار انڈی می اَن کے قصہ کو بے معنے کر دیگی۔ اور پھر وہ بالکل مشہور نہ ہوگا۔ کیونکہ اور ہر ایک دوسری چیز بھی اُسی نیند کی حالت میں ہوگی جس میں کہ وہ تھا۔ اور اگر تمام چیزیں آپس میں ایک ہوتیں اور کبھی جُدا نہ ہوتیں تو انکساغورث کا قیاس جلد سمجھ میں آجاویگا۔ اسی طرح اے میرے پیارے سی بی از اگرچہ تمام چیزیں کہ جن میں زندگی ہے مریں اور پھر مرنے کے بعد اُسی حالت میں رہیں۔ اور پھر زندگی میں نہ آویں تو ایک ضروری اور لابدی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہر ایک شے آخرکار مرجائیگی۔ اور کوئی چیز زندہ نہ رہیگی۔ کیونکہ اگر زندہ چیزیں موت کے سوا کسی اور ولادت سے پیدا ہوں اور پھر مرجائیں تو یہ نتیجہ لابدی ہے کہ تمام چیزیں مرجائینگی کیا یہ ایسا نہیں ہے۔

سی بی از نے اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کہتے ہو بالکل ٹھیک ہے +

سقراط۔ ہاں سی بی از میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سچ مچ ایسا ہی ہے اور ہم نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ مرے ہوئے پھر جنم لیتے ہیں۔ اور زندہ مردوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور مردوں کی روحیں باقی رہتی ہیں۔ جن میں سے نیک آدمیوں کی روحوں کی حالت اچھی اور بد آدمیوں کی روحوں کی حالت بُری +

سی بی از نے کہا کہ اے سقراط اس کے علاوہ اگر وہ مسئلہ جو کہ تم اکثر بیان کرتے ہو کہ ہمارا علم صرف یادداشت کا عمل ہے ٹھیک ہو تب میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ وہ چیز جو اب ہم یاد کرتے ہیں ضرور کسی پہلے وقت سیکھی ہوگی۔ اور یہ ناممکن ہوگا۔ جب تک کہ ہماری روحیں پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آویں موجود ہوں۔ بس یہ ایک اور دلیل ہے اس بات کے ماننے کے لئے کہ روح انادی ہے لیکن درمیان میں سمیّس بولا اے سی بی از اس دعوے کا ثبوت کیا ہے۔ مجھے یاد دلاؤ اس وقت مجھے پورے طور پر یاد نہیں +

سقراط۔ نے کہا اے سمیّس اگر یہ دلیل تمہیں قائل نہیں کرتی تو اس پر

ایک اور طرح سے غور کرو۔ اور پھر دیکھو کہ تم ہم اتفاق کرتے ہو یا نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ تمہارے شکوک یہ ہیں۔ کہ کس طرح وہ جسے ہم علم کہتے ہیں یادداشت ہو سکتی ہے

سمیس۔ نے جواب دیا کہ نہیں میں شک نہیں کرتا۔ لیکن یادداشت کے بارے میں دلیل کو پھر یاد کرنا چاہتا ہوں۔ جس بات کی سی بی از نے تشریح کرنے کا ذمہ لیا تھا وہ تمہارے مسئلہ کے قریباً مطابق ہے۔ اور مجھے قایل کر دیا ہے لیکن تاہم میں سننے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم اسے کس طرح بیان فرماتے ہو +

سقراط نے کہا کہ اس طرح۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم اس بات میں متفق ہیں کہ اگر کوئی بات ایک آدمی یاد کرتا ہے تو یہ ضرور ہے کہ وہ بات اُس نے کسی پہلے وقت میں سیکھی

سمیس نے کہا بے شک۔

سقراط۔ اور کیا ہم اس باب پر بھی متفق ہیں کہ جو کوئی علم مفصلہ ذیل طریقہ پر آتا ہے تو ہم اُسے یادداشت کہتے ہیں۔ جب ایک آدمی کوئی چیز دیکھتا یا سنتا ہے یا کسی اور حس سے محسوس کرتا ہے تب نہ صرف اُس چیز کو جانتا ہے بلکہ اپنے دل میں کسی اور چیز کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جس کا علم اُس سے بالکل مختلف ہے کیا ہم اس بات کے کہنے میں ٹھیک نہیں ہیں۔ کہ وہ اُس چیز کو یاد کرتا ہے جس کا کہ خیال اُس کے دل میں موجود تھا +

سمیس۔ تمہاری مُراد کیا ہے۔

سقراط۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ایک انسان کا علم ایک سارنگی کے علم سے علیحدہ ہے کیا یہ نہیں + سمیس۔ بے شک۔

سقراط۔ اور تم جانتے ہو کہ جب عاشق ایک سارنگی یا ایک کپڑا یا کسی اور چیز کو جس کہ اُن کے معشوق دیکھنے کے عادی ہیں تو اُس وقت اُن کے دل میں اُس معشوق کی تصویر نقش ہو جاتی ہے جس کی کہ وہ سارنگی ہے۔ یہ یادداشت ہے۔ مثلاً کوئی شخص سمیس کو دیکھ کر اکثر سی بی از کا خیال کر لیتا ہے۔ اور اس بات کی بے شمار مثالیں ہیں +

سمیس نے کہا کہ بیشک ہاں۔

سقراط۔ نے کہا کہ کیا یہ ایک قسم کی یادداشت نہیں اور خاصکر ایک آدمی جب یہ خیال اُن اشیائے کی بابت کرتا ہے جنکو کہ زمانے اور عدم توجہی نے بھلا دیا ہے

سمیس نے جواب دیا کہ بیشک اسی طرح ہے۔

سقراط۔ اچھا کیا یہ ممکن ہے ایک آدمی کو یاد کرنا ایک گھوڑے کی تصویر یا ایک سارنگی کی تصویر کے دیکھنے سے یا سی بی از کی تصویر دیکھکر سمیس کو یاد کرنا

سمیس۔ بے شک ممکن ہے۔

سقراط۔ اور کیا یہ بھی ممکن ہے کہ خود سمیس کو یاد کرنا سمیس کی تصویر دیکھنے سے

سمیس۔ بے شک۔

سقراط۔ تب ان تمام حالتوں میں یادداشت متشابہ اشیاء اور غیر متشابہ اشیاء سے بھی پیدا ہوتی ہے +

سمیس۔ ہاں پیدا ہوتی ہے۔

سقراط۔ لیکن جبکہ ایک آدمی ایک متشابہ چیزوں سے پیدا شدہ یادداشت رکھتا ہے۔ کیا اُس کو اس سے آگے اور خیال نہ آئیگا اور نہ سوچیگا کہ آیا وہ مشابہت جو کہ اُسے یاد ہے کسی طرح سے نامکمل ہے یا نہیں؟

سمیس۔ ہاں وہ سوچیگا +

سقراط۔ اب دیکھو کیا یہ ٹھیک ہے کہ ہم برابری کی ہستی کو نہیں مانتے (میری مُراد لکڑی کے ٹکڑوں یا پتھروں کی برابری سے نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ) یعنے خاص صفت مساوات کو۔ کیا ہم کہیں کہ ایسی چیز کوئی ہے یا نہیں +

سمیس۔ ہاں بے شک ہم کو ضرور ماننا پڑیگا۔

سقراط۔ اور کیا ہم جانتے ہیں کہ یہ مساوات کیا ہے۔

سمیس۔ بیشک ہم جانتے ہیں۔

سقراط۔ ہم نے اس کا علم کہاں سے حاصل کیا۔ کیا یہ لکڑی کے ٹکڑوں و پتھروں اور دیگر اشیاء (جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے) کے دیکھنے سے نہیں حاصل ہوتی۔ کیا ہم نے اس صفت برابری کا خیال اُن چیزوں سے حاصل نہیں کیا جو کہ اُس سے مختلف ہیں اور کیا تم اختلاف کرتے ہو کہ یہ مختلف نہیں۔ اس سوال کو اس پہلو سے سوچو کیا ہم کو لکڑی اور پتھر کے برابر ٹکڑے بعض وقت برابر اور بعض وقت نابرابر معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ ہمیشہ ویسے ہی ہوتے ہیں۔

سمیس۔ ہاں بیشک ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ لیکن کیا مطلق برابر تمہیں کبھی نابرابر معلوم ہوئے ہیں یا مطلق برابری کبھی نابرابری معلوم ہوئی۔

سمیس۔ نہیں کبھی نہیں اے سقراط۔

سقراط۔ لیکن یہ ان چیزوں سے ہی تھا جو مطلق برابری سے مختلف ہیں۔ کہ تم نے مطلق برابری کا علم یا گیان پایا۔

سمیس نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔

سقراط۔ اور یہ بھی کہ یہ اُن کے متشابہ ہیں یا غیر متشابہ۔

سمیس۔ بے شک۔

سقراط۔ لیکن اس سے کچھ فرق نہیں ہوتا جب تک کہ ایک چیز کا دیکھنا ایک دوسری چیز کو تمہارے دل میں لاتا ہے ضرور ہے کہ وہاں یادداشت ہو۔ خواہ وہ دونوں چیزیں متشابہ ہوں یا نہ ہوں۔

سمیس نے کہا یہ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اچھا کیا لکڑی کے ٹکڑے اور اسی طرح اور برابر چیزیں جن کا ہم ابھی ذکر کر رہے تھے۔ ہم پر اسی طرح تاثیر کرتے ہیں۔ کیا وہ ہمیں اسی طرح برابر معلوم ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ مطلق برابری برابر معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وہ مطلق برابری سے کچھ کم ہوتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا ہمارا اس بات پر اتفاق ہے۔ ایک آدمی ایک چیز دیکھتا ہے اور اپنے دل میں کہتا ہے یہ چیزیں جو میں دیکھتا ہوں ایک دوسری چیز کے متشابہ معلوم ہوتی ہیں لیکن یہ اُس سے کچھ ناکمل ہے اور اُس چیز کے متشابہ نہیں ہو سکتی۔ یا اُس سے نکمی ہے۔ کیا یہ ضرور نہیں کہ وہ آدمی جو کہ یہ خیال کرتا ہے اس چیز کو کسی پہلے وقت میں جانتا ہو جسکو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ متشابہ ہے اور جس سے کہ یہ نکمی ہے +

سمیس۔ ہاں یہ ضرور ہے۔

سقراط۔ کیا برابر چیزوں کے بارے میں بھی اور مطلق برابری کے بارے میں ہمارا خیال اسی طرح تھا +

سمیس۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تب یہ ضروری ہے کہ برابری کا علم ہمارے پاس پہلے موجود تھا۔ پیشتر اس کے کہ ہم نے اوّل دفعہ برابر چیزوں کو دیکھا اور معلوم کر لیا کہ وہ تمام برابری کے متشابہ ہونے کے کوئی کام کرتی ہیں اور تمام اُس سے ادنےٰ ہیں +

سمم لیس ۔ یہہ لابدا ہی ہے ۔

سقراط ۔ اور اس پر بھی ہم متفق ہیں ۔ کہ ہم نے برابری کا خیال نہ حاصل کیا ۔ اور نہ کر سکتے تھے بغیر قوت باصرہ اور مس کرنے کے دیگر حسوں کا بھی یہی حال ہے ۔

سمم لیس ۔ ہاں اے سقراط دلیل کے واسطے یہ ایسا ہی ہے ۔

سقراط ۔ خواہ کسی طرح ہو یہ حسوں کا ہی ذریعہ ہے کہ ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ تمام محسوسات مطلق برابری کے متشابہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور اس سے نکمی ہیں یعنے برابر نہیں بلکہ کم ہیں کیا یہ ایسا نہیں ۔

سمم لیس ۔ ہاں اسی طرح ہے ۔

سقراط ۔ تب پیشتر اسکے کہ ہم نے دیکھنا سننا اور دیگر حواسوں کا استعمال کرنا شروع کیا ۔ ضروری ہے کہ ہم نے حقیقی اور مطلق برابری کا گیان حاصل کیا ہوگا ۔ ورنہ یہ ممکن نہ تھا کہ ہم برابر محسوس چیزوں کو مطلق برابری کے ساتھ مقابلہ کر سکتے اور نہ یہ دیکھ سکتے کہ اول الذکر یعنے محسوس اشیاء تمام حالتوں میں مؤخر الذکر کے ساتھ متشابہ کی کوشش کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ اس سے ادنے ہی ہیں ۔

سمم لیس ۔ اے سقراط جو کچھ کہ ہم کہہ چکے ہیں یہ اُس کا لازمی نتیجہ ہے ۔

سقراط ۔ کیا ہم نہ دیکھتے اور نہ سنتے اور نہ دیگر حواسوں کو رکھتے تھے جب ہم پیدا ہوئے ۔

سمم لیس ۔ ہاں بے شک یعنے ضرور رکھتے تھے ۔

سقراط ۔ اور یہ ضرور ہے کہ ہمنے مطلق برابری کا گیان پیشتر ان حواسوں کو حاصل کرنیکے پایا ہوگا

سمم لیس ۔ ہاں بے شک

سقراط ۔ تو پھر یہ ظاہر ہے کہ ہمنے وہ گیان پیشتر پیدا ہونے کے پایا ہے ۔

سمم لیس ۔ ہاں پہلے ہی پایا ہوگا ۔

سقراط ۔ اب اگر ہمنے اس گیان کو پیدائش کے پہلے حاصل کیا اور اس گیان کو رکھتے ہوئے پیدا ہوئے تو ہم پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے وقت نہ صرف برابر بڑے اور کم کو جانتے تھے ۔ بلکہ اس قسم کی ہر چیز کو جانتے تھے ۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے اور ہماری یہ دلیل نہ صرف برابری ہی کے واسطے ہے ۔ بلکہ اُسی طرح مطلق نیکی اور مطلق خوبصورتی اور مطلق انصاف اور مطلق پاکیزگی کے واسطے بھی ہے ۔ ماحصل کلام میں پھر دہرا کر کہتا ہوں کہ یہ دلیل ہر ایک چیز پر عاید ہو سکتی ہے ۔ جس کو ہم اپنے مباحثہ کے سوال و جواب میں حقیقی کے نام سے نامزد کرتے ہیں ۔ پس یہ ضرور ہے کہ ہم نے اپنا تمام حقیقی چیزوں کا گیان پیدائش سے پہلے حاصل کیا ہو ۔

سمم لیس ۔ یہ ایسا ہی ہے ۔

سقراط ۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ اس گیان کے ساتھ ہی پیدا ہوں ۔ اور ضرور ہے کہ اپنی ساری زندگی میں ہمیشہ اس گیان کو ساتھ رکھیں [illegible] گیان کو [illegible] جاننے کے بعد بھول نہیں جاتے [illegible] حاصل کرنا [illegible] اُسے رکھنا ہے ۔ [illegible] کھو دینا ۔ اے سمم لیس کیا [illegible] کسی چیز کو [illegible] اس گیان کو کھو دینا نہیں ہے ۔

سمم لیس ۔ اے سقراط بیشک ۔

سقراط ۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں اگر یہ ایسا ہو کہ ہم نے پیدائش کے وقت اُس علم کو کھو دیا جو کہ پیدائش سے پہلے حاصل کیا تھا ۔ اور پھر بعد اس کے اپنے حواسوں کو محسوسات پر استعمال کرنے سے اس گیان کو جو ہمارے پاس پہلے تھا پھر حاصل کیا ۔ تو علم اُس گیان کا حاصل کرنا ہے جو پہلے ہی ہمارا ہے تو کیا اُسے ہم یادداشت کہیں تو یہ ٹھیک نہیں ۔

سمم لیس ۔ ہاں یہ ٹھیک ہے ۔

سقراط ۔ کیونکہ ہم اُسے ممکن ثابت کر چکے ہیں کہ ایک چیز کو قوت باصرہ یا سامعہ یا کسی اور حواس سے معلوم کرنا اور پھر اُس سے کسی اور متشابہ یا غیر متشابہ چیز کا خیال کرنا جو کہ ہمیں بھول گئی تھی لیکن جس چیز سے یہ چیز متعلق تھی اور اس لئے میں کہتا ہوں کہ دو باتوں سے ایک بات ٹھیک ہونی چاہئے ۔

(۱) یا تو ہم تمام گیان کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں ۔ اور اپنی تمام زندگی میں اُسے ہمراہ رکھتے ہیں ۔ (۲) یا پیدائش کے بعد وہ شخص کہ جن کو ہم کہتے ہیں کہ سیکھتے ہیں ۔ صرف یاد کرتے ہیں اور ہمارا گیان صرف یادداشت ہے ۔

سمم لیس ۔ اے سقراط یہ بلاشبہ ٹھیک ہے ۔

سقراط ۔ اے سمم لیس ۔ ان دونوں میں سے تم کسے پسند کرتے ہو ۔ کیا ہم پیدائش کے ساتھ ہی پیدا ہوتے ہیں ۔ یا اُن چیزوں کو ہم یاد کرتے ہیں ۔ جن کا گیان ہم نے پیدائش کے پہلے حاصل کیا ہے ۔

سمم لیس ۔ اے سقراط میں فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

سقراط ۔ کیا اس سوال کی بابت میں تمہاری کچھ رائے نہیں ہے کیا ایک آدمی جو کچھ جانتا ہے اُس کا جو کچھ کہ وہ جانتا ہے کچھ حال بیان کر سکتا ہے یا نہیں ۔ تمہاری اس کی بابت کیا رائے ہے ۔ اور تمہارا اس پر کیا خیال ہے ۔

سمم لیس ۔ اے سقراط البتہ وہ اُس کا بیان کر سکتا ہے ۔

سقراط ۔ اور کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہر ایک شخص ان خیالات کا جن کا کہ ہم ذکر کر رہے ہیں بیان کر سکتا ہے ۔

سمم لیس نے کہا کہ بیشک میں چاہتا ہوں کہ یہ کر سکتا لیکن میں بہت ڈرتا ہوں کہ کل اس وقت کوئی بھی آدمی موجود نہ ہوگا ۔ جو کہ ایسا مباحثہ کر سکے جیسا کہ ہونا چاہئے ۔

سقراط ۔ اے سمم لیس کیا تم یہ نہیں خیال کرتے کہ ہر ایک آدمی ان باتوں کو جانتا ہے ۔

سمم لیس ۔ ہر ایک نہیں جانتا ۔

سقراط ۔ تو کیا وہ یاد کرتے ہیں جو کچھ کہ اُنہوں نے پہلے سیکھا ۔

سمم لیس ۔ بے شک ضروری ہے ۔

سقراط ۔ اور ہماری روحوں نے اس گیان کو کب حاصل کیا ۔ وہ ہماری شکل انسانی میں پیدا ہونے کے بعد نہیں ہو سکتا ۔

سمم لیس ۔ بے شک نہیں ہو سکتا ۔

سقراط ۔ تو کیا یہ پیشتر تھا ۔

سمم لیس ۔ ہاں ۔

سقراط ۔ تو اے سمم لیس ہماری [illegible] پہلے موجود تھیں ہمارے جسموں سے [illegible] پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آئیں وہ عقل رکھتی تھیں ۔

سمم لیس ۔ اے سقراط جب تک کہ ہم اس گیان کو پیدائش کے وقت حاصل کریں وہ وقت سے تک باقی رہتا ہے ۔

سقراط ۔ اچھا اے میرے دوست اور وہ کونسا دوسرا وقت ہے جبکہ ہم اُسے کھوتے ہیں ۔ ہم نے ابھی اتفاق کیا تھا کہ ہم اس کے ساتھ نہیں پیدا ہوئے کہ ہم اُسی وقت کھو دیتے ہیں ۔ جس وقت کہ ہم اُسے حاصل کرتے ہیں

یا تم کوئی اور وقت بتلا سکتے ہو۔

سمیس۔ اے سقراط میں نہیں بتلا سکتا مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں فضول بول رہا ہوں۔

سقراط۔ نے کہا کہ اے سمیس تو کیا سچائی یہ نہیں ہے؟ اگر جیسا کہ ہم بار بار کہتے ہیں۔ خوبصورتی اور نیکی اور دوسرے خیالات حقیقت میں موجود ہیں۔ اور اگر تمام محسوس چیزوں کو ان خیالات سے نسبت دیں جو کہ پہلے ہمارے تھے اور اب تک ہمارے ہیں اور محسوس چیزوں کا ان سے مقابلہ کریں۔ تو ٹھیک اُسی طرح جس طرح کہ وہ موجود ہیں۔ ضرور ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے۔ لیکن اگر وہ موجود نہیں تو ہماری دلیل ردّی ہو جائیگی کیا یہ ایسا ہے؟ اگر یہ خیالات موجود ہیں تو کیا اُس سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم کبھی پیدا ہوئے اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر ہماری روحیں بھی موجود نہیں۔

سمیس نے کہا کہ اے سقراط تو نے اسے بہت ہی عمدہ طرح پر ادا کیا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ ضرورت ایک کے لئے بھی ویسی ہی ہے جیسی کہ دوسرے کے لئے (یعنے خیالات کے لئے اور روحوں کے لئے) ہماری روحوں کی ہستی پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے اور ان خیالات کی ہستی کہ جن کا آپ نے ذکر کیا۔ ان کے تمام ثبوت کی دلیلیں اب ایک محفوظ جگہ میں پہنچ گئی ہیں۔ مجھ کو اس سے زیادہ اور کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی کہ خوبصورتی اور نیکی اور دیگر خیالات کہ جن کا تو نے ابھی ذکر کیا ہے۔

سقراط۔ بولا لیکن سی بی از کا کیا حال ہے۔ ضروری ہے کہ میں اُسے بھی قائل کر لوں۔

سمیس نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اُس کی پوری تسلی ہو گئی ہے۔ اگرچہ وہ دلیل میں سب سے زیادہ متشکّی آدمی ہے۔ لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا پورا قائل ہو گیا ہے کہ ہماری روحیں موجود تھیں پیشتر اس کے کہ ہم پیدا ہوئے۔ لیکن اے سقراط میں خود بھی نہیں خیال کرتا کہ تم نے ثابت کر دیا ہے کہ روح زندہ رہیگی۔ جبکہ ہم مر جائینگے۔ عام خطرہ جس کا کہ سی بی از نے ذکر کیا یعنے یہ کہ روح موت کے وقت ہوا میں تتر بتر ہو جاوے اور موت اُس کی ہستی کا خاتمہ کر دے ابھی تک دور نہیں ہوا۔ یہ فرض کر کے کہ روح چند دیگر مفردات سے پہنچی اور زندہ رہتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ انسانی قالب میں آوے۔ تو کیوں یہ ممکن نہیں ہے کہ اُس کا خاتمہ ہو جاوے اور وہ فنا ہو جائے بعد اس کے کہ وہ جسم میں داخل ہووے۔ جبکہ وہ اس جسم سے آزادی پا جاوے۔

سی بی از نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی صرف آدھا ثبوت ہی دیا گیا ہے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہماری روحیں ہمارے پیدا ہونے سے پیشتر موجود تھیں۔ لیکن یہ بھی بتلایا جانا چاہئے۔ کہ ہماری روحیں ہمارے مرجانے کے بعد موجود رہینگی۔ اُسی طرح کہ جسطرح وہ ہماری پیدائش سے پہلے موجود تھیں تا کہ ثبوت مکمل ہو جاوے۔

سقراط نے کہا کہ اے سمیس اور سی بی از یہ بتلایا جا چکا ہے۔ کہ اگر تم اس دلیل کو ہمارے پہلے نتیجہ (یعنے تمام زندگی موت سے پیدا ہوتی ہے) کے ساتھ ملاؤ گے۔ کیونکہ اگر روح اس سے پہلے کسی حالت میں موجود تھی۔ جس حالت سے وہ قالب انسانی میں آئی تو وہ صرف موت سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اگر موت کی حالت سے ہی پیدا ہوتی ہے تو کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ موت کے بعد بھی زندہ رہے کیونکہ اُس نے پھر جنم لینا ہے۔ پس وہ امر جس کا تم ذکر کرتے ہو وہ پہلے ہی ثابت کیا جا چکا ہے۔ تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ تم دونوں اس سوال پر مباحثہ کرنا چاہتے ہو۔ تم بچوں کی طرح ڈرتے ہو۔ کہ سچ مچ ہوا روح کو اُڑا دیگی اور تتر بتر کر دیگی۔ جب وہ قالب سے جُدا ہو گئی اور خاص کر اُس حالت میں جب کہ آدمی کسی طوفان وغیرہ میں مرے۔

سی بی از ہنس پڑا۔ اور کہا کہ اے سقراط کوشش کرو اور ہمیں قائل کرو اگر ہم سچ مچ ڈرتے ہیں ورنہ یہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم ڈرتے ہیں۔ شاید ہمارے اندر ایک بچہ ہے۔ جس کو یہ ڈر ہے ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اور اُسے ترغیب دینی چاہئے۔ کہ موت سے نہ ڈرے جس طرح کہ بچے بھوت سے ڈرتے ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کہ تمہیں اُس پر روز منتر مارنا چاہئے۔ یہاں تک کہ اُس کا خوف بالکل دفعہ ہو جاوے۔

سی بی از نے کہا اے سقراط اب ہم ایسا اچھا منتری کہاں پائینگے۔ جب کہ تم بھی ہم سے جُدا ہونے لگے ہو۔

سقراط۔ نے جواب دیا کہ ہیلاس ایک بڑا بھاری ملک ہے اور عموماً بہت سے اچھے آدمی اُس میں پائے جا سکتے ہیں۔ اور وحشیوں کی قومیں بہت ساری ہیں (یہاں وحشیوں سے مُراد یونانیوں کے سوا غیر مُلک کے باشندوں سے ہے) تمہیں ایسے منتری کو ان تمام جگہوں میں کوشش سے تلاش کرنا چاہئے۔ خواہ کتنی ہی محنت یا روپیہ خرچ ہو کیونکہ ایسی اور کوئی چیز مفید نہیں جس پر تم روپیہ خرچ کر سکو اور تمہیں اُس کو اپنے آپ میں بھی ڈھونڈھنا چاہئے۔ کیونکہ تم اپنے آپ سے اچھا منتری مشکل سے پا سکو گے۔

سی بی از نے کہا کہ خیر وہ دیکھا جاویگا لیکن اب اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم پھر مضمون مباحثہ کو آگے سے شروع کریں۔

سقراط۔ ہاں بیشک کیوں نہیں۔ ہمیں اپنے آپ کو یہ سوال پوچھنا چاہئے وہ کس قسم کی شے ہے۔ جو کہ تتر بتر ہونے کے قابل ہے اور کس قسم کی شے سے ہمیں تتر بتر ہو جانے کے خطرہ میں رہنا چاہئے۔ تب پھر ہمیں دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا روح اُس قسم سے ہے یا نہیں اور پھر اُس کے مطابق اپنے ارواح کے واسطے متفکر یا متیقن ہونا چاہئے۔

سی بی از نے جواب دیا کہ یہ ٹھیک ہے۔

سقراط نے کہا کیا وہ مرکب اور مصنوعی نہیں ہے جو کہ قدرتاً تتر بتر ہو جانے کے قابل ہے اُسی طرح کہ اُسکو ترکیب دی گئی تھی اور کیا وہ غیر مرکب نہیں ہے۔ جو کہ صرف تتر بتر ہو جانے کے قابل نہیں اگر کوئی چیز ایسی ہے۔

سی بی از نے کہا میں خیال کرتا ہوں ایسی ہی ہے۔

سقراط نے کہا اور وہ چیز جو ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ اور لاتبدیل ہے بسا اغلب ہے کہ غیر مرکب یعنی مفرد ہو اور وہ جو ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ اور ایک جیسی کبھی نہیں رہتی بسا اغلب ہے کہ مرکب ہو۔

سی بی از۔ ہاں میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

سقراط۔ نے کہا کہ اب ہم اپنے پہلے مضمون پر پھر واپس آویں کیا وہ موجودہ چیز جس کو ہم اپنی بحث میں ہستی مطلق کہتے آئے ہیں۔ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہتی ہے۔ یا بدل جاتی ہے۔ کیا مطلق برابری مطلق خوبصورتی اور علاوہ اس کے دوسری مطلق ہستی پر کیا یہ تبدیلی آ سکتی ہے یا کیا مطلق ہستی ہر ایک حالت بالکل ایک ہی اوستھا میں رہتی ہے اور تبدیل نہیں ہوتی۔ اور کبھی کسی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی اُس پر حاوی ہوتی ہے۔

سی بی از نے کہا اے سقراط ضرور ہے کہ وہ تبدیلی سے رہت ایک جیسی رہے۔

سقراط نے کہا اور خوبصورت چیزوں مثلاً آدمی۔ گھوڑے۔ کپڑے وغیرہ اور تمام چیزوں کی جو کہ کسی خیال کے نام سے نامزد ہیں خواہ برابر ہوں یا خوبصورت وغیرہ کی بابت کیا رائے ہے کیا وہ کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں خواہ اپنے آپ میں خواہ اپنے رشتوں میں

سی بی از۔ یہ چیزیں کبھی ایک جیسی نہیں رہتی ہیں۔

سقراط۔ تم انہیں چھو سکتے ہو۔ دیکھ سکتے اور دیگر حواسوں سے معلوم کر سکتے ہو۔ مگر لاتبدیل چیزوں کو تم صرف دلیل اور ادراک سے ہی جان سکتے ہو۔ یہ مؤخر الذکر دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ کیا یہ ایسا نہیں ہے

سی بی از نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے۔

سقراط۔ نے کہا اگر تمہاری مرضی ہو تو ہم فرض کر لیں کہ موجودات کی ہستی دو قسم کی ہے ایک قابل دید۔ دوسری ناقابل دید۔

سی بی از نے کہا اچھا۔

سقراط نے کہا اور ناقابل دید چیزیں لاتبدیل ہوتی ہیں۔ مگر قابل دید چیزیں ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

سی بی از نے کہا اچھا۔

سقراط۔ کیا ہم انسان جسم اور روح کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔

سی بی از نے کہا کہ ہم ان کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

سقراط۔ ان دو ہستیوں میں بسا اغلب جسم کس میں سے ہے۔

سی بی از نے جواب دیا یہ تو صاف ظاہر ہے کہ قابل دید ہے۔

سقراط۔ اور ارواح کس میں سے کیا وہ قابل دید یا ناقابل دید۔

سی بی از۔ اے سقراط روح تو انسان کو دکھائی نہیں دیتا۔

سقراط۔ لیکن ہماری مراد بھی تو قابل دید اور ناقابل دید سے وہی ہے۔ جو انسان کے قابل دید اور ناقابل دید ہو۔ کیا یہ نہیں۔

سی بی از۔ بے شک ہماری یہ مراد ہے۔

سقراط۔ تو ہم روح کی بابت کیا کہیں آیا قابل دید ہے یا ناقابل دید۔

سی بی از۔ یہ قابل دید تو نہیں ہے۔

سقراط۔ تو پھر کیا یہ ناقابل دید ہے۔

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ تو روح جسم کی نسبت زیادہ ناقابل دید ہے اور جسم قابل دید ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط بالضرور ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ کیا ہم نے یہ نہیں کہا کہ جب روح جسم کو اس کی کسی تحقیق یا تشخیص کے واسطے کام میں لاتی ہے اور قوت باصرہ۔ سامعہ یا کسی اور حواس کو استعمال کرتی ہے۔ کیونکہ جسم کے ساتھ کسی چیز کی تحقیقات کرنے سے حواسوں کی تحقیقات سے مراد ہے۔ اس تحقیقات سے وہ ان چیزوں کی طرف سے کھچی جاتی ہے جو کبھی ایک حالت میں نہیں رہتی۔ اور اندھوں کی طرح ادھر ادھر پھرتی ہے اور تبدیلی ہونے والی چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے سے وہ شرابی کی طرح گڑبڑا جاتی ہے اور مخبوط الحواس ہو جاتی ہے۔

سی بی از۔ بے شک۔

سقراط۔ لیکن جب وہ خود بخود کسی سوال کی تحقیقات کرتی ہے تو وہ پاک اور ابدی اور لافانی اور لاتبدیل کے پاس جاتی ہے۔ جن کے ساتھ وہ تعلق رکھتی وہ ان کے ساتھ اس طرح رہتی جیسے کہ اپنے ساتھ۔ اور تب وہ اپنی آوارہ گردی سے آرام پاتی ہے اور اس میں لاتبدیل طور پر رہتی ہے۔ کیونکہ اس وقت اس کا تعلق لاتبدیل سے ہوتا ہے اور کیا روح کی اس حالت کا نام ہی عقل نہیں ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط بیشک تم سچ اور خوب کہتے ہو۔

سقراط۔ ہماری پہلی او حال کی دلائل سے تم کیا خیال کرتے ہو کہ روح کس قسم کی ہستی کے متشابہ اور متعلق ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط میں خیال کرتا ہوں کہ اس تحقیقات کے بعد ایک بیوقوف سے بیوقوف آدمی بھی مانیگا کہ روح تبدیل کی نسبت لاتبدیل سے بہت ہی متشابہ ہے

سقراط۔ اور جسم کس کی مانند ہے۔

سی بی از۔ وہ تبدیل ہونے والوں کی قسم میں سے ہے۔

سقراط۔ خیر اب اس کو ایک اور پہلو سے سوچو۔ جب اور جسم ملائے جاتے ہیں تو قدرت ایک کو غلام اور محکوم اور دوسرے کو مالک اور حاکم بناتی ہے، تو تم مجھے پھر بتلاؤ کہ ان میں سے کونسی چیز الٰہی کی مانند اور کونسی فانی کی مانند ہے اور کیا تم نہیں خیال کرتے کہ الٰہی شے قدرتاً حکم کرتی اور اختیار رکھتی ہے۔ اور فانی شے قدرتاً محکوم اور غلام ہوتی ہے۔

سی بی از۔ اے سقراط یہ صاف ظاہر ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے جسم فانی کی مانند

سقراط۔ اے سی بی از اب بتلاؤ کہ کیا اس تمام کا جو کچھ کہ ہم نے کہا یہ نتیجہ ہے کہ روح الٰہی کی مانند ہے اور لافانی اور ذہین اور مجرد اور لاتبدیل اور لاتغیر ہستی۔ اور جسم انسانی ہے۔ فانی۔ انجان اور تبدیل اور ترکیب رکھنے والا۔ اے میرے بھائی سی بی از کیا ہمارے پاس کوئی دلیل ہے۔ جس سے ہم ثابت کریں کہ یہ ایسا نہیں ہے

سی بی از۔ بیشک ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔

سقراط۔ اگر یہ ایسا ہی ہے۔ تو کیا جسم کی خاصیت فوراً جدائی اور تتر بتر ہو جانا نہیں ہے۔ اور روح[1] خلاف اس کے لاتغیر اور تتر بتر ہونے سے رہت ہے اور تم جانتے ہو کہ آدمی کے مر جانے کے بعد اس کا قابل دید حصہ یعنی اس کا جسم جو کہ اس قابل دید دنیا میں ہوتا ہے اور جس کو کہ ہم مردہ کہتے ہیں اور جو کہ تتر بتر ہو جانے اور سڑ جانے والا اسی وقت تتر بتر نہیں ہو جاتا۔ اور نہ اسی وقت سڑ جاتا ہے بلکہ یہ ایک معقول عرصہ تک اسی طرح رہتا ہے۔ جس طرح کہ ہوتا ہے۔ اور بہت دیر تک بھی اگر کوئی عمدہ صحت میں اور عالم شباب میں مرے اور جب کہ جسم رکھا جاتا ہے اور مصالح اس کو لگائے جاتے ہیں مصر کی ممی کی طرح۔ تو یہ ایک بہت ہی دیر تک قریباً ویسا کا ویسا ہی رہتا ہے۔ اور اگر سڑ بھی جائے تو اس کے بعض حصے مثلاً ہڈیاں اور پٹھے عموماً دیر تک رہنے والے کہے جا سکتے ہیں کیا یہ ایسا نہیں +

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ اور کیا ہم یہ مان سکتے ہیں کہ روح جو ناقابل دید ہے۔ اور جو یہاں سے ایک ایسی جگہ پر جاتی ہے نیک اور دانا خدا کے پاس رہنے کے لئے جو کہ اس کی مانند پاک ناقابل دید اور جلال والی ہے یعنے ہیڈیز کو جس کا

---

[1] بتسب شبلر صاحب کی ایالوجی حصہ اول باب اول کا اس سے مقابلہ کرو جہاں پر کہ ایسی ہی دلیل کا استعمال کیا گیا ہے کہ روح لاتغیر ہونیکے باعث لافانی ہے اور روح کی الٰہی خاصیت رکھنے کی دلیل الستہ زمانہ حال میں بھی دیجاتی ہے مثلاً دیکھو لارڈ ٹینی سن کی کتاب (ان میموریم صفحہ ۵۴-۵۶) تمت +

نام اُن دیکھی دُنیا کہا ہے۔ جہاں پر اگر خدا کی مرضی ہو تو میری روح بھی تھوڑی دیر کے بعد جاویگی کیا ہم مان سکتے ہیں کہ روح جس کا سوبھاؤ پُرجلال۔ پاک اور خود ناقابل دید ہے۔ وہ ہواؤں سے تتر بتر اور تباہ ہو جاتی ہے۔ جیوں ہی کہ وہ جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہتے ہیں؟ نہیں پیارے سی بی از و سمّیس یہ ایسا نہیں ہے۔ میں تمہیں بتلاؤنگا کہ اُس روح کا کیا حال ہوتا ہے۔ جو کہ اس جسم سے جُدائی کے وقت پاک ہوتی ہے اور جس نے اپنی زندگی میں بھی جسم سے کوئی ایسا گہرا تعلق نہیں رکھا۔ جس سے کہ وہ بچ سکتی تھی۔ اور جب کہ وہ جسم کو چھوڑتی ہے تو بھی جسم کا کوئی داغ اُس پر نہیں لگ جاتا۔ یا وہ اُس کے داغ سے داغدار نہیں ہوتی۔ بلکہ اُس سے علیحدہ رہتی ہے۔ اور اپنے آپ کو اپنے آپ میں جمع کیا ہے۔ کیونکہ یہی اُس کا دائمی مطالعہ رہا ہے اور اِس کے صرف یہ معنے ہیں کہ اُس نے دانائی کو ٹھیک طور پر پیار کیا ہے اور اِس بات پر پورا عمل کیا ہے۔ کہ کس طرح مرنا چاہیئے کیا یہ موت کا عمل نہیں ہے۔

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ تو کیا پھر وہ روح جو کہ اِس حالت میں ہے ناقابل دید میں جو کہ اُس کی مانند الٰہی دانا اور لافانی ہے نہیں جاتی جہاں کہ وہ خطا۔ بیوقوفی۔ خطرہ۔ اور تُند شہوتوں سے بری کی جاتی ہے۔ اور اُن تمام بُرائیوں سے جو کہ انسان پر عائد ہوتی ہیں۔ اور خوش ہے اور باقی وقت کے لئے سچ مچ دیوتاؤں کے ساتھ رہتی ہے۔ اے سی بی از! کیا ہم اس بات کو مان لیں؟

سی بی از۔ ہاں بے شک۔

سقراط۔ لیکن اگر جسم کو چھوڑتے پر اُس کے ساتھ ہمیشہ رہنے سے اور اُس کی خدمت کرنے اور پیار کرنے سے اُس سے اور اُس کی خواہشوں۔ اور خوشیوں سے ناپاک اور گندی ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی بات کو سچ نہیں مانتی سوائے اِس کے جو جسمانی ہے اور محسوس اور کھایا پیا جا سکتا ہے اور انسانی شہوتوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر اُس نے اِس بات سے جو کہ آنکھ کے واسطے ناقابل دید اور اندھیرے میں ہے اور صرف فلاسفی سے ہی جانی جا سکتی ہے۔ حقارت کرنا اور ڈرنا اور دور بھاگنا سیکھا ہے۔ تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک ایسی روح موت یا جسم سے جُدائی کے وقت پاک اور صفا ہوگی

سی بی از۔ نہیں۔

سقراط۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ جسمانیت اُس میں گھس جاتی ہے جو کہ جسم کے دائمی تعلق اور گہری دوستی وغیرہ سے اُس کے سوبھاؤ میں ہی داخل ہو جاتی ہے +

سی بی از۔ ہاں۔

سقراط۔ اور اے میرے عزیز دوست! ضرور ہے کہ جسمانی بوجھل دُنیاوی اور قابل دید ہو۔ اور یہ اسی کا ذریعہ ہے کہ روح اِس قابل دید دُنیا میں پھر کھینچ کر لائی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ہیڈز کی ناقابل دید دُنیا سے ڈرتی ہے۔ اور یہ سبب لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ قبروں اور مزاروں پر پھرتی رہتی ہیں۔ جہاں پر کہ روحیں [illegible] دیکھی گئی ہیں۔ اور جو کہ اُن روحوں کے سایہ ہیں جو جسم سے جُدائی کے وقت ناپاک تھیں۔ اور ابتک قابل دید دُنیا میں پھرتی ہیں اور یہی باعث ہے کہ دکھائی دیتی ہیں۔

سی بی از۔ نے کہا کہ اے سقراط یہ اغلب ہے۔

سقراط۔ اے سی بی از! نیک آدمیوں کی روحیں نہیں ہیں بلکہ بُرے اور بدچلن آدمیوں کی اور جو کہ ایسی جگہ پر پھرنے کے لئے مجبور کی جاتی ہیں اپنی بُرائی اور شرانگیز زندگیوں کی سزائیں اور وہ اسی طرح پھرتی رہتی ہیں جب تک کہ وہ اس جسمانی خواہش کے سبب پھر کسی قالب میں قید نہ کی جاویں اور وہ اغلباً اُن حیوانات کے قالبوں میں قید کی جاتی ہیں۔ جن کے عادات اِن آدمیوں کی اپنی زندگی کے عادات سے متشابہ ہوتے ہیں۔

سی بی از۔ اے سقراط اِس سے تمہاری کیا مُراد ہے۔

سقراط۔ میری یہ مراد ہے کہ وہ آدمی جو بیحد حرص اور کاہلی اور نشہ بازی میں رہے ہیں وہ اغلباً گدھوں اور ایسے ہی حیوانوں کے اجسام میں داخل ہوتے ہیں تمہارا اِس سے اتفاق

سی بی از۔ بے شک یہ ممکن ہے۔

سقراط۔ اور وہ جو اپنی زندگی میں ظالم۔ بے انصاف اور چور وغیرہ رہے ہیں وہ بھیڑیوں۔ بازوں۔ چیلوں کے جسموں میں داخل ہوتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اور ہم کس جگہ کہہ سکتے ہیں کہ ایسی روحیں جاتی ہیں۔

سی بی از نے کہا کہ وہ ایسی ہی حیوانوں کے جسموں میں داخل ہوتی ہیں۔

سقراط۔ نے کہا حاصل کلام یہ ہے کہ ہر ایک روح کہاں جاتی ہے صاف ظاہر کہ اُن حیوانوں کے قالب میں داخل ہوتی ہے جن کی عادات کہ اُسکے اپنے مطابق ہوتی ہیں۔

سی بی از۔ نے جواب دیا کہ سچ مچ ایسا ہی ہے۔

سقراط۔ اور اُن میں سب سے خوش جو کہ سب سے عمدہ جگہ پر جاتی ہیں وہ ہیں جنہوں نے کہ مجلسی اخلاقی اور ہر دلعزیزی کے صفات کو اپنا پیشوا بنایا تھا اور وہ صفات پرہیزگاری اور انصاف وغیرہ ہیں۔ اور یہ صرف عادات اور مشق سے حاصل ہوتے ہیں۔ بغیر کسی دلیل یا فلاسفی کے۔

سی بی از نے کہا اور وہ روحیں سب سے زیادہ خوش کیوں ہیں۔

سقراط۔ نے کہا کیونکہ یہ اغلب ہے کہ وہ ایک حلیم اور سوشیل طبیعت میں جو کہ اُن کی اپنی طبیعت کے موافق ہوتی ہیں۔ مثلاً شہد کی مکھی یا بھڑوں یا چیونٹیوں کے قالبوں میں واپس آتی ہیں۔ یا آدمیوں کے اجسام میں واپس آتی ہیں اور یہ وہی ہیں جو کہ یہاں اکثر لائق اور معزز باشندے بنتے ہیں۔

سی بی از نے کہا یہ عموماً صحیح ہے اور یقین ہے کہ ایسا ہی ہو۔

سقراط لیکن صرف فلاسفر یا علم کے عاشق جو کہ اِس دُنیا سے جاتے وقت بالکل پاک ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کے گروہ میں جا سکتے ہیں۔ اور اِس واسطے اے میرے دوستان سی بی از و سمّیس ایک سچا فلاسفر پرہیزگار ہوتا ہے اور تمام جسمانی خوشیوں سے دور رہتا ہے اور نہ اپنے آپ کو ان کا مغلوب بناتا ہے۔ وہ اپنی حیثیت کے خراب ہو جانے اور مفلسی سے نہیں ڈرتا۔ جیسا کہ عام لوگ اور خصوصاً دولت کے بندے کرتے ہیں اور نہ وہ بدمعاشی کی ذلت اور بے شرمی۔ اور بے حیائی کا خوف کھاتا جیسا کہ طاقت اور عزت کے پیارے کرتے ہیں۔ وہ اِن باعث کے سبب پرہیزگار نہیں ہوتے۔ (ٹرائیل اینڈ ڈیتھ آف سقراطیس صفحہ ۱۰۱-۱۲۲ تک مترجمہ چرچ صاحب) +

حکیم افلاطون کا مذہب - قد دون ما صح عنده من تلاوته من آراء الفلاسفه فتبع هرقليطس في الطبيعيات والمحسوسات وتبع فيثاغورس فيما وراء الطبيعيات وفي العقليات - وتبع سقراط في السياسات والآداب وفضله على الاستاذ فاقتدى به وحمل كان ذلك ذكر فرفوريوس في المقالة الأولى من كتابه المسمى آراء الفلاسفه في الفصل الثالث ان افلاطون

قال بثلاثة اصول الاله والمادة والادراك فالاله يشبه عقل العقول والمادة تشبه السبب الاول للتولد والفساد والادراك كجوهر روحانی قائم بذات الاله نعم عرف ان العالم خلقة الله ولكنه لم يعين انه مخلوق من عدم محض بل عنى ان الاله انما نظم من تلك المادة القديمة هذا العالم وشكله بالاشكال المتنوعة بمعنى ان الاله اخرج المادة من حيز العمى الى حيز الظهور و ميزها من بعضها حتى صارت هذا العالم الشبيه بمعمار يصور البيت بالالات الحاضرة كالحجر وغيرها"۔ صفحہ ۷۸ تاریخ الفلاسفہ۔ "كان افلاطون يعلم تناسخ الارواح بالطريقة التي تعلمها من فيثاغورث ثم اتخذ ذلك طريقة له وسلك فيها مسلك الاختصاص به غير متوال فيثاغورث كما يوجد في محاوراته ومع طرافته بمخاطبة المتعلقة ببقاء الروح"۔ صفحہ ۸۸ تاریخ الفلاسفہ

ترجمہ قدیموں نے فلسفہ کے طریقوں کے تین نوع بیان کئے ہیں۔ اُس نے ہرقلیدس کی طبعیات اور محسوسات میں پیروی کی ہے۔ اور فیثاغورث کی مابعد الطبیعات اور عقلیات میں اور سقراط کے قوانین اور آداب میں اور اُس پر زیادہ کیا ویلیس اسی ایک خیال کا۔ لوطراقس نے اپنی کتاب آراء الفلاسفہ کے مقابلہ اول کی فصل تیسری میں بیان کیا ہے کہ افلاطون تین چیزوں کو انادی مانتا ہے۔ خدا۔ پرکرتی۔ روح۔ پس خدا بطور عقل العقول یعنے نمت کارن کے ہے۔ اور مادہ بطور اپادان کارن کے ہے۔ اور ادراک جوہر روحانی ہے۔ قائم بالذات اور یہ بات بہت عمدہ ہے کہ خدا عالم کا صانع ہے۔ لیکن یہ بات بہت پوچ ہے کہ خدا نے عدم محض سے دنیا کو مخلوق کیا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا نے پرکرتی کی صورت سے اس قدیم پرکرتی سے اس عالم کو نظام دیا اور رنگا رنگ کی شکلوں میں مختلف قسم کے متشکل کیا۔ اس طرح پر کہ خدا احاطہ اور شبیہ سے اس پرکرتی کو احاطہ ظہور میں لایا ہے۔ اور اُس کے بعض سے اُس کو تمیز دی یہاں تک کہ اس دنیا کو معمار کی طرح جو گھر کو موجودہ مصالح پتھر وغیرہ سے بناتا ہے۔ **افلاطون** تناسخ ارواح کو اس طرح جانتا ہے۔ جس طرح پر کہ اُس نے فیثاغورث سے سیکھا۔ پھر اُس نے اُسے اپنا طریقہ بنایا اور پیچھے قاعدے بھی داخل کئے۔ فیثاغورث کے طریقوں کے سوا جیسا کہ اُس کے مخاطبات میں پائے جاتے ہیں۔ باب بقائے روح میں

حکماء متقدمین مثل افلاطون الٰہی نفس ناطقہ را قدیم می شمارند کہ علت تامہ وجود نفس ناطقہ اگر قبل از بدن موجود باشد۔ لامحالہ نفس قبل از بدن موجود خواہد بود و اگر قبل از بدن موجود نباشد بلکہ بدن ہم شرط یا جزء علت تامہ نفس باشد۔ پس وجود نفس موقوف خواہد شد بر وجود بدن۔ و وجود بدن از شرائط و علل وجود نفس خواہد بود۔ لیکن ما میدانیم کہ وجود بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ نیست چہ بدن فاسد و منفسخ میگردد و نفس ناطقہ تا ابد باقی مے ماند۔ پس اگر بدن از شرائط و علل نفس ناطقہ باشد فساد بدن موجب فساد نفس شود حالانکہ چنین نیست پس ثابت شد کہ نفس موجود قبل از بدن است نہ حادث بحدوث بدن بنا برین بدن شرط وجود نفس نمے تواند بود بلکہ شرط تصرف او خواہد بود و این عقیدہ موافق است با حکمائے ہند کہ نفس را قدیم مے شمارند" (تحقیق التناسخ صفحہ ۲۷)

ارسطاطالیس کا مذہب

ولیم آلفیلڈ ایل ایل ڈی لکھتے ہیں۔ کہ ارسطو کی تحریرات یا کتابوں میں کوئی ایک قسم کا نوشتہ نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ روح کو فانی مانتا تھا۔ یا غیر فانی لیکن پہلا یعنے فانی ہونا اغلب ہے اور وجہ اِس کی یہ ہے کہ روح کی بابت اُس کا یہ خیال تھا کہ اُس کو ایک ہمیشہ رہنے والی چیتن طاقت نے انسان کے جسم میں ڈالا ہے۔

تمام چیزیں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ جس کا وجود قدرت میں ہے۔ یعنے فسٹ میٹر سے نہ کہ اُس سے کہ جس کا ظاہر میں وجود ہے اور نہ ہستی سے مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ وہ ہیولی غیر محدود چیز ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں کہ جس میں وہ سب آخر مل جائینگی ہر ایک چیز کی شکل اُس کی طبیعت اور جوہر ہے یا وہ جو کہ بناتی ہے اُس کو جو کچھ کہ وہ ہے۔ مادہ علیحدہ نہیں کیا جا سکتا شکل و ر اصل وجود سے"

"خدا اس طرح کام کرتا ہے بالائی گردن میں اُن کو حرکت دینے کے لئے جس طرح انسان کی روح انسان کے بدن میں کام کرتی ہے"

یہ تحقیق ہے کہ جب اِس پیوسی پس اپنے چچا فلاطون کی رحلت پر دار العلوم میں اُس کا جانشین ہوا تب ارسطو اس بات سے اتنا ناخوش ہوا کہ وہ اتھنس چھوڑ کر چلا گیا۔ اور پھر جب مدت کے بعد ارسطو اتھینس میں واپس آیا اور معلوم کیا کہ وہ دار العلوم جس میں اُسے گدی نشین ہونے کی ہوس یا خواہش تھی۔ اُس میں زینو کریٹس گدی نشین ہے۔ تب اُس نے فلاسفی کا پیشوا ہونے کا ارادہ کیا۔ اور اسی ارادہ سے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی یہ فرقہ اس دار العلوم کا مخالف تھا اور ایسے علوم کی تعلیم دیتا تھا کہ جو فلاطون کے مخالف تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے آپ کو تمام فلاسفروں سے زیادہ مشہور کرنے کی خواہش نے ارسطو کو اس بات پر آمادہ کیا۔ کہ وہ ایک فرقہ کی بنیاد ڈالے۔ یعنے ایک نئے فرقہ کا بانی ہو۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اپنے اصول کو زیادہ رونق دینے کے واسطے اُس نے حتی الوسع ہر ایک طرح کی کوششیں کیں۔ کہ دوسروں کے اصول کی وقعت کم کرے اُس کا مقصد یہ تھا کہ اپنا عالیشان مکان دوسروں کے مکان تباہ کرکے بنائے۔ چنانچہ لارڈ بیکن نے اس بات کو اچھی طرح ظاہر کیا ہے "جیسا روم کے ایک ظالم بادشاہ کے اُس نے خیال کیا کہ وہ امن سے حکومت نہیں کر سکتا کہ جب تک اُس کے تمام خویش و اقارب نہ مارے جائیں۔

آلسمس کی لیس بیان کرتا ہے کہ جب سکندر نے ارسطو سے شکایت کی کہ اُس نے اپنی تحریرات میں ظاہر کر دیا ہے اپنے دقیق پوشیدہ اصول کو۔ تب ارسطو نے جواب دیا کہ یہ اصول عوام پر ظاہر کر دئے گئے اور نہیں بھی ظاہر کئے گئے۔ کیونکہ جو کچھ میں نے ان مضامین پر لکھا ہے۔ اُسے صرف وہی اشخاص سمجھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے کہ مجھے لیکچر دیتے سنا ہے"

ارسطو اپنی تصنیف کردہ کتابیں اور اپنا کتب خانہ مرتے وقت اپنے جانشین تھیوفریسٹس کو دے گیا جو کہ بلاشبہ اُن کی قدر جانتا تھا۔ اُس نے

اپنی موت پر وہ کتابیں نی لیس کو دیں۔ کچھ اُن سے ٹالیمی فلیڈ لفس کے پاس فروخت کی گئیں۔ جنہوں نے حصہ لیا۔ سکندریہ کی لائبریری کی قسمت کا لیتے جلائی گئیں۔ (دیکھو ہسٹری آف فلاسفرس جلد اوّل صفحہ ۱۲۶ سے ۲۸ تک ۱۸۶۱ء موجودہ لائبریری جے پور مطبوعہ لنڈن۔) +

نامی گرامی حکیم فےرسی سائیڈیس کا اعتقاد

ولیم ان فیلڈ۔ ایل ایل ڈی اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں "ایک مسئلہ جو عام طور پر معلوم ہے کہ وہ مشرقی اور مصر کے حکیموں کے درمیان رائج تھا وہ فےرسی سائیڈیس مانتا تھا۔ یعنی تین چیزوں کا انادی ہونا۔ جوپیٹر ڈیو ریتن کے اُس اور یہ بھی وہ مانتا ہے کہ تمام چیزوں کا جو پہلا باعث ہے۔ وہ نہایت عجیب ہے۔ یہ ارسطو لکھتا ہے کہ فےرسی سائیڈیس ایسا مانتا ہے اور سب حکما نے اُس کی بابت بالاتفاق یہ رائے لکھی ہے کہ وہ روح کو انادی مانتا تھا۔ جس کو غالباً اُس نے مصر کے حکما سے سیکھا تھا سیسرو کہتا ہے کہ یہ پہلا فلاسفر تھا جس نے علمی تجربہ کر کے کتابوں میں اس مسئلہ کو ظاہر کیا۔ اس میں بھی شک نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ مسئلہ تناسخ کو مانتا۔ بلکہ سکھلاتا تھا۔ کیونکہ یہ مسئلہ تمام پُرانے مصر کے حکما میں عام طور پر رائج تھا۔ اور یہی فاضل اور محقق حکیم فیثاغورث کا اُستاد تھا۔ (دیکھو صفحہ ۶۲ و ۶۳ جلد اوّل لنڈن موجودہ لائبریری اجمیر) ——

فیلسوف امبیدوقلیس کا مذہب

"وکان امبیدقلیس متعلقا بمذہب معلمہ فیثاغورث موالعابد سبق من اصحاب فیثاغورث"، وکان امبیدقلیس یزعم ان الاصل الاول لجمیع الاشیاء ہو العناصر الاربعۃ التی ہی التراب والماء والہوا والنار وکان یقول ان بین تلک العناصر وبعضہا علاقۃ التالیف تارۃ والتنافر اخری وانہا دائما تنقلب وتتغیر وانہا لاتفنی ابدا وان ترتیبہا بتلک الحالۃ قدیم باقی"
وکان مذہبہ تناسخ الارواح فلان یزعم انہا تنتقل فی الاجسام وکان ان فی حفظی ان کنت نبتا صغیرۃ ثم طائرا بل اتذکر انی کنت نباتا" صفحہ ۳۷ و ۴۷ تاریخ الفلاسفہ۔
ترجمہ۔ امبیدوقلیس کا مذہب اپنے معلم فیثاغورث کے مذہب کی طرف راغب تھا۔ اور وہ اصحاب فیثاغورث سے بھی سبقت لے گیا۔ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ سب کے اصل الاصول خاک باد۔ آب و آتش ہیں۔ اور یہ بھی کہتا تھا۔ کہ ان عناصر میں الفت اور نفرت کا علاقہ پایا جاتا ہے اور یہ عناصر ہمیشہ ہی پلٹتے اور تغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور کبھی معدوم نہیں ہوتے اور وہ اپنی حالت میں ہمیشہ قائم ہیں۔ اس کا مذہب تناسخ ارواح تھا۔ جو کہ اجسام میں نقل مکان کرتی رہتی ہیں۔ اور وہ کہتا تھا کہ مجھے یاد ہے کہ پہلے میں ایک چھوٹی سی لڑکی ہوتی تھی۔ پھر میں مچھلی بن گیا۔ پھر میں پرند بن گیا۔ بلکہ مجھے یہ بات یاد ہے کہ میں نباتات میں تھا" (تاریخ فلاسفہ صفحہ ۳۷ و ۴۷) +

فیلسوف ابیقور کا مذہب

یہ فاضل لوگوں کو منع کرتا تھا۔ اُن چیزوں کے کھانے سے جس سے وہ شہوی خیالات کی طرف زیادہ متوجہ ہوں۔ گویا وحشی خیالات کو دور کرا عمدہ صفات سکھلاتا تھا۔ اور تھوڑی چیز پر صبر کرنا سکھلاتا تھا۔ لالچ کی خرابیوں کو بھی سمجھایا کرتا تھا چنانچہ اس کے شاگرد ایسے ہی ہوئے۔ دودھ اور میوہ جات کے کھانے کے فوائد بتلاتا تھا۔ یہ فیثاغورث کے طریقہ کا قائل تھا۔ نیکی اور اچھے عمل اور غم سے بچنے کی ہدایت دیتا تھا۔ وہ صبر کی بہت مدح کرتا تھا۔ اور نفس کو خیالات شہوی کی تباہی سے روکتا تھا۔ یہ آخری صفت ہی اُس کی عقل کی صفائی کا سبب اور حفظ عافیت کا موجب ہوئی۔ اور اسی سبب سے اُس کی عقل اور بدن میں کوئی خلل واقع نہ ہوا۔ ہمیشہ حقائق الموجودات کی بابت بحث کرتا اور سوچتا تھا۔ روح کو جسم کا حرکت دینے والا مانتا تھا اور روح کو دائم زندہ اور موجود مانتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ موافق طبیعت کے (اعمالوں کے) اور اعلےٰ اور ادنےٰ درجہ حاصل کرتی ہے۔ عقل کو خدا کے تصور کا ذریعہ مانتا تھا۔ نیستی سے یعنی عدم سے وجود نہیں مانتا تھا۔ اور گردش ستاروں کی مُہبت پُرانی مانتا تھا۔ مادہ کی بابت اُس کی یہ رائے ہے مادۂ اول ایک اجسام رقیق اور بسیط ہیں۔ اُنہیں سے سائر اجسام ترکیب پاتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب متحرک ہیں۔ یہ ذرات قدیم ہیں۔ اور عقل ان کی عدد اور صورتوں کو نہیں جانتی اور نہ یہ کہہ سکتی ہے کہ سب ذرات کی ایسی اشکال ہیں سب چیزیں انہیں ذرات سے بنی ہیں مگر تقدیم و تاخیر میں فرق ہے جیسے ایک ہی مقررہ حرکات سے سب کلمات بنتے ہیں مگر تقدم و تاخر کا فرق ہے۔ مثلاً کبر۔ رکب۔ کربو۔ ربک۔ کبر وغیرہ۔ یہ بیشمار چھوٹے ذرہ دائم الحرکت ہیں۔ اور ان کی حرکت دُنیا کی اُنتی پیدائش کا سبب ہے۔ اگر یہ کسی جسم کے ساتھ ہمیشہ ایک ہی جگہ رہتے تو ترقی و تنزل بالکل نہ ہوتا۔ اور یوں ما فیہ ما موت کا بڑھنا گھٹنا نہ ہوتا۔ بس کوئی چیز کبھی فساد پذیر نہ ہوتی۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتی۔ ذرات کی حرکات کا ہی سبب ہے کہ ہم کسی چیز کو ایک حال پر قائم نہیں دیکھتے۔ اور نہ کسی مصنوعی چیز کو باقی دیکھتے ہیں مگر وہ ذرات کبھی معدوم نہیں ہونگے۔ کیونکہ وہ سب اشیاء کا اصل ہیں اور عالم بے شمار ہیں تناسخ کو مانتا تھا۔ گویا مذہب فیثاغورث کا رکھتا تھا۔ اور کئی امورات میں زیادہ بھی ترقی کی تھی۔ (تاریخ فلاسفہ۔ صفحہ ۱۳۹ سے ۱۵۱ تک) +

امام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل تہافتہ میں لکھا ہے کہ فلاسفہ کے افضل متاخرین یعنے حکیم بو علی سینا نے اپنی کتاب نجات اور شفا میں جسم کی طرف اعادہ روح کا نہ محال ہونا ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ بعید نہیں ہے کہ بعضے اجسام مساوی اس لئے بنائے گئے ہوں کہ (روح) موت کے بعد ان میں حلول کرے۔ اور اس نے اسی کی ایک حکایت اپنے بڑے سے یوں بیان کی ہے۔ کہ اس عدم استحالہ کے قائل بعض اہل علم ہوئے ہیں جو بیہودہ گو نہیں۔ اِس سے معلوم نہیں ہوا۔ کہ بو علی کو اس قاعدہ میں شک ہے اور اس کے محال ہونے پر کوئی دلیل اس کے نزدیک قائم نہیں ہوئی۔ اگر یہ محال ہوتا تو اُس کے قائل کو یوں نہ کہتا کہ وہ بیہودہ گو یا دروغ گو نہیں۔ محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا ہے۔ کہ بو علی سینا کی اس سے مراد یہ

فارابی سے ہے۔ جس نے لکھا ہے۔ کہ نفوس جس وقت اپنے بدن سے الگ ہوتی وہ متعلق دوسرے اجسام سے ہو جاتی ہیں۔"

اعمال و تناسخ

انگریزی عملداری کے اوائل میں کہ سچائی ہند میں پھیلی۔ جس میں ہر طرح کے وہمی خیالات ملے ہوئے تھے۔ اور یہی سب باعث ہر ایک اشیاء میں جو کہ انگلستان سے آئیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ہمارے اکثر ہم وطنوں کی آنکھیں اس جھوٹی چکاچوند سے ایسی بے نور ہو گئیں کہ جس سے وہ لوگ ہند کے رواج کو سراسر تعصب کہنے لگے۔ لیکن جب کہ ہند کے لوگوں نے اس جھوٹی جھلک سے باہر آنے کا موقع پایا۔ اور خود قابل استعمال اپنی قوت مدرکہ کے ہوئے۔ تب سے اپنی ہند کی چیزیں اُن کو ٹھیک اور مناسب اور اصلی حالت میں ظاہر ہونے لگیں۔ ترقی تعلیم سے خیالات بالکل تبدیل ہو گئے اب تعلیم یافتہ لوگوں نے اسی طرح کہ جن لوگوں کے جہل و تعصب کو ثابت کر دیا ہے۔ جس طرح قبل از تعلیم کہ جن ہندوؤں کی نسبت کہتے تھے۔ یہ دھوکہ اب بالکل رفع کر دیا گیا ہے۔ مغربی مذہب اب ہمارے روبرو اپنی بدشکل حالت میں اسی طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسا کہ ہے۔ پادری لوگ ہند کے مذہب کی اُن باتوں کو جن کو وہ ناممکن جانتے ہیں۔ اور نیز ایسی باتوں کے اظہار میں جو قابل اظہار نہیں ہیں نہایت کوشش کرتے ہیں اور اپنے دلائل کے استحکام کے واسطے اُن کو ہمارے روبرو پیش کرتے ہیں وہ لوگ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند کے لوگوں میں چند مراسم کس قدر خلاف ہیں مثلاً لوہا۔ تانبا۔ پتھر یا عمدہ دھاتوں کی مورت کے آگے پرستش کرنا کس قدر مخالف منطق اور عام فہم کے خلاف ہے۔ ایسے مذہبی کاموں اور مراسم کا بجا لانا برخلاف حال کی تربیت کے کس قدر نادانی اور ناسمجھی کا کام ہے ہم ایسی حقارت آمیز باتیں پادریوں سے سنکر اپنے مذہب سے برگشتہ ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن آدمی صرف ان باتوں کے انکار سے تسلی نہیں پاتا ہم لوگوں نے بے فائدہ مذہبی امور میں ایسے لوگوں سے مدد لینی چاہی جن لوگوں نے اپنے ہی یہاں کے ایک عیسائی شاعر کی صلاح کا فائدہ اٹھایا جس کا قول یہ ہے۔ کہ "اوروں کو وہی تعلیم دے سکتا ہے جو اُن سے فائق ہو" نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ آسمان سے گر کے کھجور میں اٹکے۔ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہم بسبب اس خداشناس سوسائٹی کے اس زبردست گرداب سے محفوظ ہوئے۔ اس مفید انجمن کے اثر سے ہمارے ہم وطن لوگ جو چند روز سے بہکے ہوئے تھے۔ پھر اپنی اصلی اور عمدہ حالت پر آ گئے۔ اور اپنی پرانی راہ راست (آریہ دھرم) پر آتے جاتے ہیں۔ جس کو اب تک وہ نظر حقارت سے بسبب پادریوں کے دھوکہ دہی کے دیکھتے تھے۔ اب ہمارے لوگوں کو ان کی مشکلات کے حل کرنے کا طریقہ ہاتھ آ گیا ہے۔ اب اُن کو تحقیق ہو گیا ہے کہ آریوں کا مذہب صداقت سے بھرا ہوا ہے۔ و سچ ہے کہ بیان تناسخ اور اعمال کا بالکل حکمت منطق اور بڑے بڑے علوم پر مبنی ہے بہ نسبت پادریوں کے اُس مسئلہ دوزخ و بہشت جس کا وعظ وہ دیا کرتے ہیں۔ اس مقام پر عمدہ ترین الفاظ مسٹر سنٹ کے درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں

"یہ عام خیال کہ جن لوگوں کا مبنی بر غلطی ہے۔ کہ انسان کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ اول دنیوی دوم روحانی۔ اول یعنی دنیوی فقط ساٹھ یا ستر برس تک قائم رہتی ہے۔ اور دوم یعنے روحانی ہمیشہ۔ اور یہ بیان اور بھی ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ یہی کہ جن لوگو کا بیان ہے کہ ہماری روحانی زندگی جو غیر محدود ہے۔ ہمارے اس ساٹھ یا ستر برس کے محدود اعمال کے موافق ہوگی۔ اور یہ کہنا کہ جن لوگوں کا کچھ کم بیجا نہیں ہے کہ ایک دفعہ مر جانے کے بعد پھر تغیر و ترقی کے قانون قدرت کا عمل نہ ہوگا"

مسئلہ اعمال سے خواہ مخواہ اعتقاد تناسخ میں ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ جو ناممکنات سے نہیں ہے۔ ایک بڑی بھاری مثال قاعدہ علت و معلول کی ہے اور اسی بڑے قاعدہ علت و معلول کو جس طرح جان اسٹوارٹ مل صاحب نے بیان کیا ہے۔ اس سے یہ بالکل قیاس میں آتا ہے۔ اسی قاعدہ پر زمانہ حال کے بڑے علوم مبنی ہیں۔ اور بغیر اس قاعدہ کے کسی بات کی اصلیت قیاس میں نہیں آ سکتی۔ بڑے بڑے علماء کا اسی قاعدہ پر دار و مدار ہے۔ اب اگر ہم اُن شہادات کی جانچ کریں۔ جن پر یہ قاعدہ مبنی ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ خاص ثبوت اُس کا یہی ہے کہ اسی قاعدہ پر سب کا عمل درآمد ہے۔ قاعدہ علت و معلول کا اچھی طرح قیاس میں آ سکتا ہے۔ اور اس قاعدے سے مستثنے کوئی بات اس وقت تک انسان کے تجربہ میں نہیں آئی ہے۔ اگر مستثنے ہوتی تو ضرور انسان کے تجربہ میں آتی۔ پس یہ قاعدہ درست مانا جاویگا۔ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے۔ کہ آدمی کے تجربہ کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ اس دنیا میں سب پر حاوی ہے۔ تو کیا ہم ایک قدم اور آگے بڑھنے کے مجاز نہیں ہیں جو بالکل جائز ہے۔ بموجب اُس تناسب اور تشابہ اور تطابق کے جو ایک شے دوسری شے سے رکھتی ہے۔ تب اس لئے کہ انسان اُس عملی ترین قوت یعنے گیان یا روشن ضمیری کو حاصل کرے۔ جس کے ذریعہ سے روحانی اصلیت نہایت صداقت کے ساتھ بدیہی طور سے دریافت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی قاعدہ انسان کے سمجھنے کے لئے ہے۔ تو یہی ہے۔ لائق حکیموں (فلاسفروں) کی رائے ہے کہ قانون علت و معلول کا ایک امر بدیہی ہے۔ جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے اور ہم لوگ اس قانون کے جان لینے کے واسطے اپنی خلقی قوت متخیلہ کے قاعدہ سے مجبور ہیں۔ اگر یہ رائے حکماء کی عالم مادی میں صحیح مان لی جاوے تو دیگر لطیف تر عالموں میں ہمارا رہنما بجز ایسے قدرتی قانون علت و معلول کے جو ہماری خلقت میں داخل ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے *

میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے بموجب اصول فلاسفی کے کافی بیان کیا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ قاعدہ علت و معلول کا کچھ قدرت کے مادی اشیاء پر محدود نہیں ہے۔ ایک اور بھی وجہ ہے۔ کہ جس سے اس سوال کے حل کرنے میں ہم کوشش کر سکتے ہیں *

کوئی قوت زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ یا تو وہ فوراً کسی نہ کسی قوت کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یا وہ خود بجنسہ قائم رہ کر اپنے موقع پر اُس قوت کو ظاہر کرتی ہے۔ کسی چھت یا دیوار پر ڈھیلہ پھینکنے میں جو قوت صرف کی جاتی ہے وہ ضائع نہیں۔ بلکہ ڈھیلے میں اپنی اصلی حالت میں رہتی ہے۔ اور اُس چھت یا دیوار سے جب ڈھیلہ علیحدہ ہو جاتا ہے تو پھر زور اُس کا ظاہر ہوتا ہے۔ جو قوت کہ ایک شیشہ ظرف میں برق ڈالنے کے وقت صرف کی جاتی ہے وہ اپنی اصلی حالت میں

رہتی ہے۔ لیکن وہ برق شعلہ بن کر اُس وقت نکل جاتی ہے۔ جب اُس ظرف کا بیرونی واندرونی حصہ اُس آلہ سے جس کے ذریعہ سے برق نکل جاتی ہے لگایا جاتا ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہے۔ تو کیا یہ بات صحیح نہیں ہے کہ جو قوت ہماری عادات اور خیالات وحرکات سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ زائل نہیں ہوتی ہے جب ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ قوانین اپنا اثر ضرور پیدا کرینگے تو پھر ہم کو مسئلہ تناسخ بھی ضرور ماننا پڑیگا۔ اور ان ظاہری قوتوں کے لئے ظاہری عالم کا ہونا بھی ضرور ہے تناسخ کا مسئلہ جس سے پادری لوگ مخالفت کرتے ہیں۔ علم حکمت کے رو سے نہایت ضروری پایا جاتا ہے۔ اب تک میں نے علم حکمت کے رو سے بیان کیا اب ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ علم مابعد الطبیعات کی رو سے بھی مسئلہ اعمال اور تناسخ کا جس سے ابھی تک اہل یورپ ناواقف تھے بخوبی حل ہو گیا۔ میرا منشا ان مختلف حالتوں سے ہے۔ جن میں کہ لوگ پیدا ہوتے ہیں اور وہ مختلف قوتیں اور باتیں جو اُن میں خلقی ہوتی ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنی پہلی زندگی میں چند باتیں اور چند قوتیں حاصل کیں۔ جو کہ اُس کے روح کے ساتھ بطور جزو لاتجزی کے بحیثیت خود موجود ہیں۔ اور جبکہ روح پھر جسم میں آتی ہے تو وہ قوتیں پھر آسانی کے ساتھ کام کر سکتی ہیں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ بہت مسئلوں میں سے ہے۔ جس سے کہ اُن امور کا ثبوت جو کہ ہم دیکھتے ہیں بہت عمدہ طور سے ملتا ہے۔ اس لئے میں یہ خیال کرتا ہوں اور اصول حکمت سے بھی درست ہے کہ ہم کو اور کسی مسئلہ پر فی الحال خیال نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اسی مسئلہ پر مضبوط رہنا چاہئے۔ اور جب تک پورا پورا گیان اس کا ہم کو نہ ہو لیوے۔ اُس وقت تک اور کسی طرف نہ بھٹکنا چاہئے۔

اب اخلاقی مسئلہ پر نظر کریں تو ہم کو معلوم ہوگا کہ اخلاق کا مسئلہ علم مابعد الطبیعات والٰہیات سے بھی مفید ہے۔ جسقدر لوگوں کے اخلاق ترقی پاتے جاوینگے۔ اُسیقدر اُن کے مذہب کے بھی ترقی ہوتی جاویگی۔ انسان کے لئے سوائے مسئلہ علت و معلول اور کوئی مسئلہ نہیں ہے کہ اُس کو تھوڑا یا بہت اس قابل کرے کہ اُس میں جرأت پیدا ہو اور اپنی آپ مدد کرنی اور اپنی کوشش پر بھروسہ کرنے کی ہمت بندھے۔ جب انسان چاروں طرف سے مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اُس وقت وہ نہایت مایوسی کے ساتھ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ سب مصیبتیں نتائج ہیں میرے گذشتہ جنم کے اعمال بد کے گو وہ اپنے اُن گذشتہ اعمال سے واقف نہیں ہوتا ہے اور ایسی حالت میں اُس کو اور کسی بات سے تسلی نہیں ہو سکتی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ یقین کرے کہ اُس کی زندگی آئندہ کی عمدگی اُسی کے اس جنم کی عمدہ کوشش اور نیک اعمال اور نیک چلن پر منحصر ہے ہند کے لوگ کبھی ایسی حالت میں نہ ہوتے اگر وہ اپنے دل کے نگین پر اس بات کو بخوبی ہمیشہ نقش رکھتے کہ اُن کی حالت کا اچھا و بُرا ہونا خود انہیں کے اختیار میں ہے یعنے ہم اگر نیک اعمال کرینگے تو اچھی حالت اور اگر بد اعمال کرینگے تو خراب حالت میں رہینگے۔ ہر گونہ ترقی ہند کی اُسی حالت میں ہو سکتی ہے۔ جب اہل ہند اس سچے اور پاک مسئلہ کی دل و جان سے پوری پوری قدر کریں۔ اور پورے پورے اعتماد کے ساتھ ہمہ تن اُس پر کاربند ہو کر خیر مجسم بنیں" (از رسالہ تھیوسافسٹ ماہ مئی ۱۸۸۵ء)

امارٹیلیٹی آف دی سول (بقائے روح) میں فلاسفر ہیوم صاحب فرماتے ہیں "نیچر کے عام قاعدہ کے موافق اگر دلیل کیجائے اور سبب اعلےٰ کے کوئی نئے دخل فرض کر لیے گئے بغیر جس کو فلسفہ سے ہمیشہ علیحدہ کرنا چاہئے تو جو کچھ بگڑ نہیں سکتا ہے وہ ضرور ناقابل پیدا ہونیکے ہے اسلئے اگر روح غیر فانی ہے تو ضرور ہماری پیدائش کے پہلے بھی موجود ہوگی۔ اور اگر پہلی زندگانی سے ہمارا کچھ سمبندھ نہیں ہے تو پچھلی سے بھی کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے

پُنر جنم (تناسخ) ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کی طرف فلسفہ توجہ کر سکتا ہے"

پروفیسر میکس میولر صاحب نے لنڈن میں ۱۰ اگست ۱۸۹۴ء کو ایک لیکچر دیا جس میں بیان کیا کہ کرم کا مسئلہ دھرم کو مذہب اور فلسفہ کی پکی بنیاد پر قائم کرتا ہے ہم اس اصول کی بابت چاہے جو کچھ خیال کریں مگر اس نے آدمیوں کے چال چلن پر نہایت ہی عجیب اثر ڈالا ہے۔ اگر ایک آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ کہ وہ اپنی اس زندگی میں مصیبت (بغیر قصور کے) بھوگتا ہے یہ تمام اُس کے پہلے جنم کے بُرے کاموں کا نتیجہ ہے۔ تو وہ اپنے مصائب کو بڑے صبر و استقلال سے برداشت کرتا ہے جس طرح کہ ایک مقروض اپنے پہلے قرض کو ادا کرتا ہے۔ ماسوائے اس کے اگر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ اس زندگی میں نہ صرف پورا قرض ادا کرنے کے لئے مصیبت بھوگتا ہے بلکہ علاوہ برآں وہ اخلاقی سرمایہ آیندہ کے واسطے بھی جمع کرتا ہے۔ اور اس میں اس کا نیک ارادہ ہے۔ جو کہ اگر غور کیا جاوے تو خود غرضی پر مبنی نہیں ہے۔ جیسا کہ چاہئے۔ یہ اعتقاد کہ کوئی کام خواہ وہ نیک ہو یا بد فنا نہیں ہو سکتا۔ مذہبی دُنیا کا یہ اصول کہ کرم کا ناش نہیں ہوتا علمی دُنیا کے اس اصول کے برابر ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ طاقت کا ناش نہیں ہوتا۔ یعنے کوئی چیز دُنیا میں معدوم نہیں ہو سکتی۔ یہ آخری دلیل یوروپین سائنس دانوں کے واسطے ایک پُر زور اپیل ہے جن کی تازہ دریافتیں (ڈسکوریز) یہ ثابت کرتی ہیں۔ کہ دُنیا میں طاقت ہمیشہ قائم رہتی ہے +

ان لیکچروں میں یہ ایسے الفاظ ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آواگون کا مسئلہ ایسا ہے جس پر مغرب کے بہت سے لوگوں کا اعتقاد ہے۔ جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ آدمیوں کو وہ باتیں یاد نہیں جو کہ انہوں نے پہلے جنم میں کی تھیں۔ تو پروفیسر صاحب موصوف اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم کس طرح سے اپنی پہلی زندگی کے کاموں کو یاد رکھیں جبکہ ہم موجودہ زندگی میں دو تین یا چار برس کے پہلے زندگی کی باتیں یاد نہیں رکھ سکتے"

ورڈس ورتھ۔ انگلستان کے بڑے مشہور شاعر نے (جو ۱۷۷۰ء-۱۸۵۰ء میں ہوا ہے) اس اعتقاد کو اس طرح بیان کیا ہے کہ "ہماری روح کے ستارہ کا جو اب یہاں طلوع ہوا ہے۔ اس کا کسی اور جگہ پر پہلے غروب ہو چکا ہے جس کی شعاعیں بہت دور سے یہاں آ رہی ہیں" اس زمانہ تک یہ عام اعتقاد ہے۔ لیکن یہ اعتقاد جو کہ اس مبنی ہے کہ ہمارا اس زندگی کا ستارہ جو ہم نے پہلے زندگی میں بنایا تھا بہت سے کانوں میں یہ الفاظ عجیب سنائی دیتے ہیں۔ لیکن انگلستان میں مسئلہ تناسخ کی سچائی کے پھیل جانے کے امکان کو دیکھنا چاہئے۔ مگر ابھی تک کرم کے فلسفہ کی تشریح اُن کو اچھی طرح سے معلوم نہیں" (ویدانت فلاسفی پر لیکچر صفحہ ۱۶۵ رسالہ انڈیا لنڈن) +

(از انڈین امرت بازار پترکا) کرم کے مسئلہ پر یہ رائے فاضل پروفیسر کی ہے ان دو مسئلوں یعنے کرم اور تناسخ کو ایک بڑے فاضل نے ایک پکی بنیاد پر قائم کیا ہے۔ ہندوستان کے باشندوں کے لئے ایک نہایت ہی تسلی بخش ہے" (امرت بازار پترکا ۱۹ اگست ۱۸۹۴ء کلکتہ) +

"سیون پرنسپل آف مین" میں مسز اینی بیسنٹ صاحبہ فرماتی ہیں "یہاں سے پھر تناسخ یعنے بار بار جنم لینے یعنے جسم انسانی اختیار کرنے کے ذریعہ سے کمال کو پہنچنے کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ اور انسان کا پہلا جنم اس موقع سے شروع ہو کر تیسرے چکر کو طے کرکے جب چوتھے چکر کے وسط میں پہنچتا ہے تو اس عرصہ میں درجات لانے سے جتنے حیوان انسان بن سکتے ہیں بنجاتے ہیں اس کے بعد انسان کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی اور یہاں تک جسقدر انسان بن چکتے ہیں۔ انہیں میں آواگون یعنے آنے جانے کا سلسلہ جاری رہکر بار بار انسان کے جسم میں داخل ہو کر انسان مکمل بنتا ہے جب جیو جسم انسان میں داخل ہوتا ہے تب سے اُس کی ترقی کا طریق بدل جاتا ہے یعنے اُس کی آیندہ ترقی اپنے اعمال کے موافق بار بار جنم لینے سے ہوتی ہے۔ اور یہ طریق اس سے پہلے کے درجا سا ادنے

میں جیوکے مجموعی بہاؤ کے ذریعہ سے ہوتا چلا آتا ہے وہ طریق ختم ہو جاتا ہے"

ھیدوساتی کے روسے انسان اب پانچویں چکر میں پہنچا ہے اور چونکہ ہر ایک چکر کے سات سات حصے ہوتے ہیں اس لئے جو نسل انسان اس کرۂ زمین پر موجود ہیں اُنہوں نے ان سات حصوں میں سے چار حصے طے کر لئے ہیں اور اب پانچویں میں ہیں جب پانچواں حصہ پورا ہو جائیگا تو پھر اسی طرح چھٹا اور ساتواں بھی پورا کرنا پڑیگا تب انسان مکمل ہوگا۔ چنانچہ جب سے انسان نسل اس کرۂ پر نمودار ہوئی ہے۔ تب سے بار بار جنم لینے والی روحوں کی تعداد میں کچھ بیشی نہیں ہوئی۔ اور اُسی تعداد مقررہ میں سے کسی خاص وقت کسی قدر جامۂ انسانی میں موجود ہوتے ہیں کہ جو دُنیا کی آبادی کہلاتی ہے اور باقی روحیں حالت روحانی میں رہتی ہیں۔ اسی طرح کچھ حالت روحانی سے جسمانی میں اور کچھ حالت جسمانی سے حالت روحانی میں آتی جاتی ہیں جو باعث کمی بیشی آبادی کا دُنیا میں ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی خاص سبب سے کسی جگہ تعداد اموات کی کثرت غیر معمولی ہوتی ہے تو وہاں بعد میں پیدائش کی کثرت ہو جاتی ہے ایسے کو بظاہر کسی جگہ دُنیا کی آبادی بڑھتی ہوئی نظر آتی ہو تو اُسکا سبب یہ نہیں ہے کہ نئی نئی روحیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ کسی وقت کسی خاص مقام پر زیادہ روحیں حالت روحانی سے حالت جسمانی میں لوٹ کر آتی ہیں" (۸۲-۸۷ تک) +

حکیم مولوی قلندر علی صاحب پانی پتی مرحوم اپنی کتاب خلاق دلپذیر میں لکھتے ہیں کہ "واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو ہرگز کسی وجہ سے قسمت۔ ہو سکے۔ اور نفس ناطقہ واحد حقیقی کو تصور کرتا ہے اور معنے اس واحد کا اُس میں منقش ہوتا ہے۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے جسم قابل قسمت کے ہے۔ اور ہر دانا کو ظاہر ہے کہ محل کا تقسیم ہونا سبب ہے حال کی تقسیم ہونے کا یعنے جب محل منقسم ہوا جو چیز کہ اس محل میں ہے وہ بھی منقسم ہوگی۔ پس اگر نفس ناطقہ جسم ہووے قابل قسمت کے ہوگا۔ اُسکے انقسام سے لازم آتا ہے کہ جو چیز اُس میں منقش و حلول کی ہوئی ہے بھی منقسم ہووے اور ناطقہ میں معنے واحد حقیقی کا منقش ہوتا ہے۔ واحد حقیقی اُس کو کہتے ہیں کہ جو کسی وجہ سے قابل قسمت نہووے۔ پس جسمیت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت کو اور قسمت نفس ناطقہ کی چاہتی ہے قسمت معنے واحد حقیقی کو اور یہ بالکل باطل ہے ورنہ واحد حقیقی نہ ہوگا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ ہرگز جسم نہیں ہو سکتا"

تفسیر میں ہے کہ خاصہ جسم کا یہ ہے کہ جو صورت اُس کو بالفعل حاصل ہے یہ صورت جب تک زائل نہ ہو دوسری صورت اُس میں حاصل نہیں ہوگی۔ مثلاً ایک جسم کی شکل مثلث ہے جب تک کہ شکل مثلث اُس سے زائل نہ ہوگی دوسری شکل کہ مربع و کروی و اسطوانہ و مخروطی وغیرہ ہیں ہرگز ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک ٹکڑا موم کا اگر اول اُس کو مربع یا کروی شکل بنا دیں جب تک اُس میں یہ شکل خاص ہے۔ دوسری شکل مثلث و اسطوانہ و مخروطی ہرگز اُس میں حاصل نہیں ہو سکتی اور ایسا ہی ہم نے اس پارہ موم پر مہر زید کی لگا دی جب تک نام زید کا اس پارہ موم میں منقش ہے۔ دوسرا نام خالد و ولید کا اُس میں منقش نہیں ہو سکتا۔ جب نام اول زید کا اُس سے زائل ہووے تب دوسرا نام خالد کا اُس میں منقش ہووے۔ اور ہر جسم کا ایسا ہی خاصہ ہے۔ خاصہ نفس ناطقہ کا اس جسم کے خاصہ سے برخلاف ہے۔ اور اُس میں یکبارگی صورتیں بہت منقش ہوتی ہیں۔ جس وقت ایک لشکر کو دیکھا صورتیں اشخاص لشکر کی اُس میں مرتسم ہوئیں اور جس وقت شب کو آسمان کی طرف دیکھا صورتیں ستاروں کی جیسے ستارے ہیں اُس میں مرتسم ہوئیں۔ بلکہ زیادتی صورت علمیہ کی نفس ناطقہ میں مدد دیتی ہے۔ اُس کو اور صورتیں حاصل ہونے پر۔ پس خاصہ نفس ناطقہ کا برخلاف خاصہ جسم کے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ جسم نہیں ہے"

حکیم ارسطو طالیس نے نمبر چہارم کتاب اتولوجیا میں لکھا ہے۔ من قدر علیٰ خلع بدنہ والصعود الی العالم العقلی فانہ ھو قوی علی ان تعرف نور العقل وان تعرف نوراً کالانوار۔ ترجمہ۔ جس نفس ناطقہ کو یہ قدرت ہے کہ اپنے بدن کو ترک کر کے عالم مجردات و اقلیم ملکوت کی سیر کرے۔ تحقیق اُس میں طاقت ہے کہ ملائکہ کے نور کو دیکھے۔ بلکہ پروردگار کو دیکھتے۔

حکیم افلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ اگر علت تامہ وجود نفس کی قبل بدن موجود ہے تو نفس ناطقہ بھی ضرور قبل بدن کے موجود ہوگا۔ اسی واسطے کہ مختلف و جدائی معلول کی علت تامہ سے محال ہے۔ و اگر علت تامہ نفس ناطقہ کی قبل بدن کے موجود نہووے بلکہ علت ناقصہ قبل بدن کے موجود ہووے اور علت تامہ اُسکے بعد بدن کی ہوتی ہے تو اب بدن بھی نفس کی علت ناقصہ ہوگا۔ یا جزو علت تامہ کا ہوگا۔ یا شرط اُس کی اور ظاہر ہے کہ جس چیز کا وجود کسی چیز کے وجود پر موقوف ہے تو اُس چیز کے عدم سے اُس کا عدم ضرور لازم آتا ہے۔ پس جب وجود نفس ناطقہ کا وجود بدن پر موقوف ہوا تو لازم آتا ہے کہ فساد و ہلاکت جسم سے نفس ناطقہ بھی فساد و فنا ہووے اور اس کا کوئی قائل نہیں سب کا اتفاق ہے کہ نفس ناطقہ فساد و فنا بدن سے ہرگز فاسد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن فاسد و ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور نفس ناطقہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نفس ناطقہ حادث بحدوث بدن نہیں۔ بدن سے نفس پیشتر ہے اور قدیم ہے۔ البتہ نفس ناطقہ حادث بالذات ہے یعنے اپنی علت سے اُس کو فقط تاخر عقلی ہے۔ حادث بالزمان ہرگز نہیں +

اور بعض حکماء نے نفس ناطقہ کے ازلی ہونے پر یہ دلیل لکھی ہے کہ اگر نفس ناطقہ حادث زمانی ہووے۔ ہرگز مجرد نہ ہوگا۔ بلکہ وہ صرف مادی ہوگا۔ اس واسطے کہ جملہ حکماء اس کے قائل ہیں کہ حادث زمانی کا وجود موقوف ہے مادہ پر اور مدت پر" پس نفس ناطقہ بھی قدیم اور ازلی ہے البتہ بدن انسانی شرط و علت ناقصہ تعلق نفس ناطقہ کی ہے ساتھ بدن کے نہ شرط وجود نفس ناطقہ کی۔ یہ فرق دقیق و تمیز ہیں۔ اکثر فضلا کو جو شتبہ رہے اس غلطی سے وہ قائل اس کے ہوئے۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن۔ یہ سب غلط ہے۔ نفس ناطقہ قدیم ہے البتہ تعلق بدنی اُس کا حادث بحدوث بدن ہے۔ اس طائفہ نے وجود و تعلق میں فرق نہ کیا۔ اس واسطے یہ خبط و غلط اُن سے صادر ہوا"

علمائے متاخرین سے جو اس کے قائل ہیں۔ کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن اپنے اس دعوے پر اُنہوں نے چند دلائل واہیات قائم کی ہیں۔ درست تر اُن سب دلائل سے یہ دلیل ہے۔ اگر نفوس ناطقہ قبل ابدان کے موجود ہوویں یا یہ سب نفوس ایک ہونگے۔ یا بہت۔ اور یہ ہر دو قسم باطل ہیں۔ اور بطلان ثانی کا دلیل ہے بطلان مقدم کی جیسا کہ کتب منطقیہ میں مذکور ہے۔ نفوس ناطقہ قبل بدن کے اس وجہ سے واحد نہیں ہو سکتے۔ اگر جملہ نفوس قبل از تعلق با بدان واحد عدد نہیں ہو سکتے۔ اس واسطے کہ عالم و مدرک نفس ناطقہ ہے جب نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہی ہو لازم آتا ہے کہ جس قدر علم زید کو ہے وہی علم سب کو ہووے پس اشخاص انسانیہ جملہ برابر ہوں علم میں نہ کوئی اُستاد ہوا اور نہ کوئی شاگرد اور نہ کوئی ذکی ہوا اور نہ کوئی غبی اور یہ امر بدیہہ باطل ہے۔ و اگر قبل از تعلق با بدان نفوس انسانیہ کثیر ہوویں۔ بالضرور متمائز ہونگے یعنے ایک دوسرے سے جدا ہوگا۔ تمائز لوازم کثرت سے ہے۔ اور یہ تمائز نفوس کا از تعلق با بدان بالماہیت ہے یا بلوازم ماہیت ہے۔ یا بعوارض مادہ کے ہے۔ اور یہ ہر سہ شقوق باطل ہیں۔ تمائز اُن کا بماہیت اس واسطے نہیں ہو سکتا۔ کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی یعنے جملہ نفوس انسانیہ کا ماہیت ایک ہے۔ جب اُن سب کی ماہیت

ایک ہوئی۔ اب تمایز ان میں بہ سبب ماہیت کے نہیں ہوسکتا۔ اور اسی وجہ سے تمایز ان میں بہ سبب لوازم ماہیت کے بھی نہیں ہوسکتا۔ اور تمایز ان میں قبل از تعلق بابدان بہ سبب عوارض محل کے اس واسطے نہیں ہوسکتا کہ نفوس ناطقہ مجرد و بسیط ہیں۔ پاک ہیں محل سے اور مادہ سے اور قبل از تعلق بابدان کسی طرح سے مادہ ان کے واسطے نہیں متصور ہوسکتا۔ یہ دلیل ان کی جملہ دلائل سے بہتر ہے

اس میں چند وجوہ نظر ہے

اوّل یہ کہ علامہ شیرازی نے شرح حکمت اشراق میں لکھا ہے کہ قول مستدل کا اگر نفس ناطقہ زید و بکر و خالد کا ایک ہووے لازم آوے کہ جس جس چیز کو زید ادراک کرے بکر و خالد وغیرہ بھی ان سب چیزوں کو ادراک کریں ہم تسلیم نہیں کرتے۔ کہ اگر مراد ادراکات سے وہ ہے جو ادراکات موقوف ہیں آلات پر اس واسطے کہ ادراکات موقوفہ بالآلات مشروط ہیں۔ ساتھ انہیں آلات کے پس وہ نہیں معلوم ہوسکتے۔ مگر ساتھ انہیں آلات کے اور اگر مراد وہ ادراکات ہیں۔ جو غیر موقوف ہیں آلات پر پس جملہ نفوس انسانیہ کا ان میں مشترک ہونا ہم تسلیم نہیں کرتے آیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ جملہ نفوس انسانیہ مشترک ہیں اس میں کہ اپنی ذات کو بلا واسطہ جانتے ہیں یعنی ان کو اپنی ذات کا علم حضوری ہے +

دوئم۔ یہ قول اس کا کہ جملہ نفوس انسانیہ ایک نوع حقیقی ہیں۔ ہم تسلیم نہیں کرتے۔ ایک گروہ قدمائے الٰہی سے یہ کہتے ہیں کہ نفوس ناطقہ انسانیہ تین نوع ہیں نوع اوّل وہ ہے جو نہایت درجہ کے ذکی و سعید۔ نوع ثانی وہ اوسط وہ نفوس ہیں کہ جو اوسط درجہ کے ذکی و سعید ہیں۔ گاہ گاہ ان کے فکر میں خطا واقع ہوتی ہے اور گاہ گاہ ان سے کوئی امر قبیح بھی ظہور میں آتے ہیں۔ نوع سوم وہ ادنےٰ درجہ کے نفوس ہیں۔ جو غبی محض و شقی مطلق ہیں۔ ہرگز ہرگز علم و حکمت کے کلام نہیں سمجھتے اور اعمال صالحہ ان سے کبھی صادر نہیں ہوتے ہیں +

نفوس انسانیہ جملہ ان ہر سہ انواع میں منحصر ہیں۔ انسان نوع واحد حقیقی نہیں اور اس کی وحدت حقیقی پر کوئی برہان قوی ہنوز قائم نہیں ہوئی۔ کلام ربانی بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہا خدا تعالےٰ نے فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات۔ معنے اس آیہ شریفہ کے یہ ہیں۔ کہ نفوس انسانیہ میں تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں کہ بہ سبب جہل و بدکاری کے اپنی ذات پر آپ ظلم کرتے ہیں۔ دوسری قسم وہ ہیں کہ ان سے اعمال صالحہ و قبیحہ ہر دو صادر ہوتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہیں کہ ان سے سراسر نیکی و بہتری ظاہر ہوتی ہے +

وجہ سوم۔ یہ کہ جملہ متاخرین ملائکہ کے تجرد کے قائل ہیں۔ اور اس کے بھی قائل ہیں۔ کہ ملائکہ کثیر ہیں۔ اور اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ وہ کثیر نہ ہوویں۔ اس واسطے کہ ہم کہتے ہیں کہ کثرت ملائکہ کو تمایز ضرور ہے۔ اور یہ تمایز یا بالماہیتہ ہے یا بلوازم ماہیتہ یا بالعوارض مادی ہے۔ نوع ملائکہ کی واحد حقیقی ہے تمایز بماہیتہ و لوازم ماہیتہ نہیں ہوسکتا۔ اور ملائکہ مجرد ہیں۔ پاک ہیں۔ مادہ سے پس بعوارض مادی بھی تمایز نہ ہوئی۔ اس سے لازم آیا کہ ملائکہ ہرگز کثیر نہ ہوویں۔ حالانکہ جملہ حکما و انبیا علیہم السلام ملائکہ کی کثرت کے قائل ہیں۔ حکمائے فارس کا بھی یہی ایمان ہے حکیم الٰہی پارسی فرزآباد کہ جس کو پارسی لوگ پیغمبر اوّل کہتے ہیں۔ اور اس کی کتاب کو آسمانی وہ کہتا ہے کہ سروشان بسیار اند و شمارہ آنہا را یزدان پاک داند“

وجہ چہارم۔ یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ نفوس انسانیہ کو ہم نے نوع واحد حقیقی تسلیم کیا اور یہ جملہ قبل از تعلق بابدان عالم بالا میں موجود تھے۔ تمایز اس کا بہ سبب علوم و صفات کے تھا۔ جیسا کہ ملائکہ مجردات ہیں تمایز بہ سبب ادراکات و صفات نفسانیہ کے ہے

وجہ پنجم۔ یہ کہ جملہ علمائے متاخرین اس کے قائل ہیں کہ نفس ناطقہ بہ سبب فساد بدنی کے فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اب اس میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ جن نفوس ناطقہ نے بدن کو ترک کیا ان میں تمایز کس طرح سے ہے۔ یا بماہیتہ یا بلوازم ماہیتہ یا بعوارض مادیہ :-

ماہیتہ نفوس انسانیہ کی واحد ہے۔ تمایز بماہیتہ و بلوازم ماہیتہ نہیں ہوسکتا۔ اور بعد ترک بدن نفوس عوارض مادیہ سے بھی پاک ہیں۔ بہ سبب عوارض مادیہ کے بھی بعد مفارقت بدن کے تمایز ممکن نہیں۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ نفوس ناطقہ کثیرہ بعد مفارقت ابدان کے متحد ہو جاویں۔ اور یہ امر شرعاً و عقلاً بالکل باطل ہے البتہ جو قوم تناسخ کی قائل ہیں ان پر یہ اعتراض وارد نہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو نفس ایک بدن خاص کو ترک کرتا ہے۔ بعد اس کے دوسرے بدن کے متعلق ہو جاتا ہے تمایز ان نفوس میں بہ سبب عوارض مادیہ بدنیہ کے ہے اور یہ علمائے متاخرین ہرگز تناسخ کے قائل نہیں۔ ان پر یہ اعتراض سخت وارد ہوتا ہے۔ ہرگز دفع نہیں ہوسکتا بعض علمائے متاخرین کہ جن کو علم حکمیت سے نصیب کامل و رفن فلسفہ سے بہرہ وافر حاصل نہیں۔ کہتے ہیں کہ حکمائے اشراقین کا یہ مذہب ہے کہ نفس ناطقہ انسانی ازلی و ابدی ہے۔ اور حکمائے مشائین کا یہ مسلک ہے کہ نفس ناطقہ انسانی ابدی ہے۔ ازلی نہیں۔ بحدوث بدن نفس ناطقہ حادث ہو جاتا ہے“ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قول ان کا سراسر افترا و بہتان ہے۔ استاد جملہ مشائین کا حکیم ارسطو طالیس ہے۔ اس نے کسی اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ نفس ناطقہ حادث ہے بحدوث بدن بلکہ اس نے یہ لکھا ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بدن عالم اعلےٰ ملکوت میں موجود تھا۔ اس نے میمر ثالث اثولوجیا میں لکھا ہے۔ ان النفس کانت وہی فی عالمہا قبل تخطاء الکون حساسۃ الا ان حسا کان حسا عقلیاً فلما حدث فی الکون ومع الاجسام حادث ہی الشیئ حسا جسمیاً۔ ترجمہ۔ نفوس ناطقہ ما قبل از تعلق بابدان عالم اعلےٰ میں موجود تھے۔ اور اس عالم میں بھی ان کو حواس تھے۔ مگر وہاں حواس ان کے عقلیہ تھے۔ جب یہ نفوس اس عالم دنیا میں متعلق باجسام ہوئے۔ یہاں بھی ان کے ساتھ حواس ہیں۔ ان کے حواس سے حس جسمی ان کو ہوتی ہے“ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ارسطو اس کا قائل ہے کہ نفس ناطقہ قبل از تعلق بہ بدن عالم اعلےٰ میں موجود تھا۔ وجود اس کا قبل وجود بدن کے ہے۔ کوئی حکمائے مشائین و اشراقین سے حدوث زمانی نفس ناطقہ کا قائل نہیں (از کتاب اخلاق دلپذیر) +

ڈاکٹر لوئیس فگینر صاحب فرانسیسی ان لوگوں سے یہ سوالات پوچھتے ہیں۔ جو کہ پنر جنم کو نہیں مانتے +

۱۔ ہم دنیا میں کیوں آئے۔ ہم نے یہاں آنے کی کوئی درخواست نہیں کی تھی ہم نے پیدا ہونے کی خواہش نہیں کی تھی۔ اگر ہم سے پوچھا جاتا تو ہم دنیا میں آنے سے انکار کرتے۔ یا کسی اور زمانہ میں پیدا ہونے کی خواہش کرتے۔ ہم اس زمین کے سوا کسی اور سیارہ میں زندگی بسر کرنے کی اجازت مانگتے۔ ہماری زمین فی الحقیقت رہنے کے لئے خراب ہے۔ ہمیں اچھی نہیں لگتی۔ زمین کی محوری حرکت سے موسم

کی تقسیم خوش گوار نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کو گرم کپڑوں سے نہ ڈھانپیں تو ہم سردی سے مر جائیں یا ہم کو سخت گرمی جلا دے۔ اخلاق کے لحاظ سے بھی انسانوں کی حالت بہت خراب ہے۔ دُنیا میں بدی زیادہ ہے۔ بدی کی ہر جگہ عزت ہوتی ہے نیکی کی ہر جگہ اِس قدر بدسلوکی ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی دیانت دار بنکر رہنا چاہے تو اُس پر ضرور مصیبت پڑنے کی اُمید ہے۔ ہماری محبت سے غم اور رنج پیدا ہوتا ہے اگر کچھ زمانہ کے واسطے ماں باپ ہونے کی خوشی اور محبت کی خوشی اور دوستی کی خوشی کو بھوگتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ محبت کی چیزیں موت کے باعث ہم سے جُدا ہو جاتی ہیں۔ یا بُری زندگی کے حادثوں کے سبب وہ ہم سے الگ ہو جاتی ہیں۔ جو لوگ کہ ہم کو اپنی زندگی میں کام کے لئے دئے جاتے ہیں۔ وہ بھاری بیڑ جھگے۔ اور بیماریوں کے تابع ہوتے ہیں۔ ہم زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ اور ہمارا بیڑا بھاری جنجھاڑی جھکاوٹ کے بعد ہل سکتا ہے۔ اگر بڑے اچھے جسم والے آدمی ہیں جن کو اچھی صحت بخشی گئی ہے تو دُنیا میں ایسے کتنے ہیں جو کہ بالکل کمزور مخبوط الحواس۔ گونگے اور بہرے اور اپنی زندگی سے اندھے دیوانے اور مخنثے۔ میرا بھائی بہت خوبصورت جوان ہے۔ میں بدصورت کمزور نحیف البدن اور کوژ پشت ہوں اور پھر ہم ایک ہی ماں کے لڑکے ہیں۔ بعضے بڑی دولتمندی کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں اور بعضے نہایت مفلسی کی حالت میں ناشکری اور سرکش زمین پر ایک غریب مزدور کی بجائے میں جلیل القدر شہزادہ اور لارڈ کیوں نہیں ہوں۔ میں یوروپ یا فرانس میں کیوں پیدا ہوا ہوں۔ جہاں کہ حرفت۔ تہذیب سے زندگی آرام سے کٹتی ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ اور منطقہ حارہ کے جلتے ہوئے آسمان کے نیچے کیوں میں پیدا ہوا جہاں کہ میرا حیوانوں کا سا منہ۔ کالا اور روغنی چمڑا۔ اور پشم کی طرح بال ہوتے اور میں بڑی سخت آب و ہوا اور سوسائٹی کے وحشیانہ سلوک کی سخت تکالیف میں بُری زندگی گنواتا۔ افریقہ کا کوئی بدبخت حبشی میری جگہ کیوں پیدا نہیں ہوا۔ جو کہ اچھی طرح زندگی گذارتا اور خوش گذران ہوتا۔ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی کہ جس سے ہم دونوں کو زمین پر مختلف جگہ ملتی۔ میرا کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ سے رعایت کی جاتی۔ اور نہ اُس کا کچھ گناہ کہ اُسے بُری حالت میں رکھا گیا۔

اِن سب ہولناک بدیوں کی کم و بیش تقسیم کا کیا باعث ہے۔ جو کسی پر بہت ہیں اور کسی پر تھوڑی۔ جو کہ اچھے مُلکوں میں رہتے ہیں۔ وہ اِس رعایت کے کیوں مستحق ہوئے جبکہ اُن کے اور بھائی دُنیا کے اور حصص پر گریہ و زاری کر رہے ہیں۔ بعضوں کی عقل بڑی تیز ہوتی ہے اور انہیں ہر قسم کی عقل بخشی گئی ہے اور بعض برخلاف اِن کے ہیں عقل سمجھ اور قوت حافظہ سے بالکل بے بہرہ ہیں زندگی کے مشکل سفروں میں وہ قدم قدم پر گرتے ہیں اُن کی تنگ ظرفی اُن کے ناقص قوا اُن پر ہر قسم کی مصیبت اور دُکھ لاتے ہیں۔ وہ کسی چیز میں کامیاب نہیں ہوتے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسمت اُنکو اپنے بڑے زبردست صدمات کی برداشت کے واسطے منتخب کرتی ہے۔ ایسے بھی جیو ہیں جن کی ساری زندگی پیدا ہونے سے موت تک دُکھوں اور مایوسیوں کی ایک لمبی اور دردانگیز کہانی ہے اُنہوں نے کیا گناہ کیا ہے۔ وہ سطح زمین پر کیوں ہیں۔ اُنہوں نے پیدا ہونے کی درخواست نہیں کی۔ اور اگر وہ آزاد ہوتے تو وہ التجا کرتے۔ یہ کڑوا پیالہ اُن کے مُنہ سے ہٹایا جاتا وہ یہاں اپنے ارادہ کے خلاف جبر نیچے پڑے ہوئے ہیں۔ اتنا تو ٹھیک ہے کہ بعض سخت مایوسی کے عالم میں اپنی رشتہ حیات کو قطع کر ڈالتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں سے اُس زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔ جس کو کہ سخت تکلیفوں نے اُن کے لئے ناقابل برداشت بنا چھوڑا ہے ✣

اِن جیئوں کو (جنہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے وہ مستحق ہیں) اور جنہوں نے اِس کی خواہش نہیں کی۔ خدا کا بے گناہ سخت تکلیف دینے والی زندگی بنانا بے انصافی اور شرارت ہے۔ لیکن خدا نہ بے انصاف ہے اور شریر ہے۔ اور اِس کے بالکل برخلاف صفات اِس کے ہیں۔ یعنے عادل وغیرہ بنا بریں آدمی کی زمین کے مختلف حصوں میں موجودگی اور زمین پر بدی کی کمی بیشی کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر میرے ناظرین میں سے کوئی بھی ایسا مسئلہ یا ایسا فلسفہ یا ایسا مذہب جس سے کہ یہ تمام دقتیں رفع ہو سکیں بتا سکتا ہے تو میں اِس کتاب کو پھاڑ ڈالونگا۔ کہ میں مغلوب ہو گیا ✣

اگر برخلاف اِس کے آپ آدمیوں کی بہت سی زندگیاں اور بار بار جنم کو یعنے ایک ہی روح کا بہت سے قالبوں میں آواگون مانیں تو ہر ایک چیز بڑی خوبی اور صفائی سے بیان ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے جنم کا دُنیا کے خاص خاص حصوں میں ہونا اندھا دھند قسمت یا اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے۔ یہ صرف اُس بڑے سفر کا ایک سٹیشن ہے جو کہ ہم دُنیا میں کر رہے ہیں (از کتاب دی آف ڈیتھ باب ۱۵ صفحہ ۲۰۲ سے ۲۰۵ تک) ✣

پھر وہی ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں "اگر بار بار جنم لینا نہیں ہے۔ اگر ہماری زندگی الگ تھلگ واقعہ ہے جو پھر دوبارہ نہیں ہوگا جیسا کہ زمانہ حال کی فلاسفی اور معمولی مذاہب کا اعتقاد ہے تو اِس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جب جسم بنتا ہے اُسکے ساتھ ہی روح بنتا ہے۔ اور ہر ایک آدمی کے پیدا ہونے پر اُس کے جسم کو رونق دینے کے لئے ایک روح کا بننا ضروری ہے۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ سب روحیں ایک ہی قسم کی کیوں نہیں اور جب کہ انسان کے جسم یکساں ہیں تو روحوں میں اس قدر کیوں فرق ہیں یعنے قوائے عقلیہ اور اخلاقیہ میں ہم پوچھتے ہیں کہ قدرتی جھکاؤ ایسے کیوں مختلف اور زبردست ہوتے ہیں کہ بہت دفعہ تعلیم۔ تہذیب اور ضبط کی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتے۔ بچوں میں جو بھاؤ نیکی بدی کے ہیں وہ کہاں سے آتے ہیں۔ اور وہ بھاؤ غرور اور کمینگی کے جو اُن کے خاندان اور سوسائٹی کے درجہ کے مطابق نہیں ہیں۔ کس طرح پیدا ہو جاتے ہیں بعض لڑکے تکلیف کی یاد سے کیوں خوش ہوتے ہیں۔ اور حیوانوں کو دُکھ دیکر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ جبکہ اوروں کو دوسرے حیوانوں کی تکلیف دیکھتے ہی پہلے درجہ کا رحم آجاتا ہے اور زرد رنگ ہو جاتا ہے۔ اور کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اگر سب آدمیوں کا روح اُس ایک ہی ڈھانچہ کا ڈھلا ہوا ہو تو تعلیم اُن پر وہی بنا یکساں اثر کیوں نہیں کرتی۔ دو بھائی ایک ہی کلاس اور ایک ہی سکول میں پڑھتے ہیں۔ اُن کے ایک ہی اُستاد ہیں۔ اور اُن کے سامنے ایک ہی سی مثالیں ہیں۔ باوجود اس کے اُن سبقوں سے ایک کو اعلےٰ فائدہ پہنچتا ہے اور وہ حرکات و تعلیم و چال چلن میں لاثانی بن جاتا ہے اسکے برخلاف اِس کا بھائی کودن محض اور اکھڑ رہ جاتا ہے۔ اگر اِن دونوں زمینوں میں وہی بیج بوئے جانے پر مختلف پھل پیدا ہوتا ہے کیا اِس کا یہ باعث نہیں ہے کہ وہ زمین جس میں کہ بیج بویا گیا یعنے روح ہر ایک اپنی حالت میں جُدا جُدا ہے۔ قدرتی طبیعتیں اور بھاؤ اپنے آپ کو ابتدائے عمر سے ہی ظاہر کر دیتے ہیں۔ قدرتی بھاؤ میں یہ اختلاف نہ ہوتا۔ اگر روحوں کی ایک ہی بناوٹ ہوتی۔ حیوانوں کے جسم آدمیوں کے جسم اور درختوں کے پتے ایک ہی طرز پر بنائے جاتے ہیں۔ کیونکہ ہم کو اُن میں بہت ہی کم فرق معلوم ہوتے ہیں ایک آدمی کا پنجر ہمیشہ دوسرے آدمی کے پنجر کی طرح ہوتا ہے۔ دل معدہ۔ پسلیاں اور انتڑیاں ہر ایک آدمی میں ویسی ہی ہوتی ہیں۔ روحوں میں اور ہی بات ہے اُن کا ہر ایک آدمی میں بڑا اختلاف ہے۔ ہم روزمرہ سنتے ہیں کہ فلانے لڑکے کی حساب کی طرف طبیعت راغب ہے۔ فلانے کی راگ کی طرف۔ اور فلانے کی نقشہ کشی کی طرف اور بعض میں بدی ظلم اور جرائم کرنے کے مادے بہت زبردست ہوتے ہیں اور یہ بھاؤ ابتدائی زندگی میں ظاہر ہونے لگتے ہیں

یہ قدرتی بہاؤ بڑے بڑے درجے تک ترقی پا جاتے ہیں۔ اس کے ہمارے پاس بہت بڑے تاریخی ثبوت موجود ہیں۔ اور وہ بہت دفعہ پیش کئے جاتے ہیں۔ ۱۲ برس کی عمر میں ہم دیکھتے ہیں کہ پیسکل بلیز جامیٹری کے بڑے حصہ کو دریافت کر رہا ہے۔ اور جب کہ اُس کو علم حساب کا کچھ علم نہیں ہے وہ اپنے کمرے کے فرش پر اقلیدس کے پہلے مقالہ کی شکلیں کھینچ رہا ہے اور اُن کے باہم تعلق کو ٹھیک ٹھیک جانچ رہا ہے یعنے اپنے واسطے ڈس کریٹو جامیٹری تیار رہا ہے۔ ہمارے پاس مینگ یا میلو چیدا ہے کی ایک اور مثال موجود ہے جو کہ پانچ برس کی عمر میں ایک حساب کی مشین کی طرح حساب لگا رہا ہے اور اسی طرح موزرٹ کی ایک اور مثال ہے جو چار برس کی عمر میں انگلیوں سے ایک آگ کا باجا بنا رہا تھا۔ اور رات کے وقت سُروں کو بنایا کرتا تھا۔ یعنے راگ کا ڈرانا اور ستری سا ولنو بڑی عقل اور کاریگری سے وائیولن نام باجا بجاتی تھی جس پر بیلیٹے کہتا تھا کہ اُس نے پیدا ہونے سے بیشتر ضرور باجا بجایا ہوگا۔ ریتم یا رڈٹ کی ہمارے ایک اور مثال موجود ہے۔ جو کہ اُس سے بیشتر کہ وہ کچھ لکھ پڑھ سکتا تھا ماسٹر کی طرح نقشہ کھینچا کرتا تھا ✦ پھر ایک آدمی ان مثالوں کو جانتا ہے ایک عام بات کو ن خیال رکھنا چاہئے۔ کہ یہ مستثنیات میں سے نہیں تھے وہ ایک یہ میں۔ جو کہ ان میں اس قدر بڑھ کر تھی کہ جس سبب لوگوں کی توجہ ان کی طرف کھینچی گئی ✦ بعض لڑکوں میں خاص بہاؤ کے بڑھ کر ہونے کا مسئلہ عام فلاسفی سے جو کہ یہ بتلاتی ہے کہ ہر ایک بچہ میں نئی روح پیدا ہوتی ہے حل نہیں ہو سکتا۔ برخلاف اس کے عقیدہ آواگون سے بہت آسانی سے حل ہو جاتا ہے اور در حقیقت یہ ایک قسم کا اس مسئلہ کی کورالری یعنے دوسرا نتیجہ ہے ہر ایک بات سمجھ میں آ سکتی ہے بشرطیکہ اس زندگی سے ایک پہلی زندگی مانی جاوے۔ آدمی اس زندگی میں اُن سنسکاروں کو لاتا ہے جو کہ پچھلے جنم میں اُس نے حاصل کئے ہیں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ ایک عجیب بات ہے کہ یہ بہاؤ اور موقعہ یا پچھلی زندگی کا نتیجہ ہوں جس کی کہ ہم کو کوئی یاد نہیں ہے ہم اُس اعتراض کا یوں جواب دیتے ہیں کہ بالکل ممکن ہے کہ ہمیں سب واقعات جو کہ ہوئے ہیں بھول جائیں اور پھر ہماری روح میں ایسے قوا باقی رہیں جو کہ خاص اور بڑی باتوں پر منحصر نہیں ہے اور خاص کر جب کہ یہ قوا بہت مضبوط ہوں۔ ہم ہمیشہ ان بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے ہیں جنکو اپنی زندگی کے تمام واقعات بھول گئے ہیں اور جنکو اپنے زمانہ کی تاریخ کی کچھ یاد نہیں ہے۔ اور نہ اُن کو اپنی ہی ہسٹری معلوم ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے قوا یا بہاؤ بالکل زائل نہیں ہوتے ✦ لینیس اپنی بوڑھی عمر میں اپنی کتابوں کو پڑھ کر خوش ہوا کرتا تھا اور بھول گیا تھا کہ میں ہی ان کا مصنف ہوں اور بار بار کہا کرتا تھا کیا دلچسپ ہیں کیا خوبصورت مضمون ہیں کاشکے میں ایسا لکھتا۔ (القصہ) آدمی کے مختلف بہاؤ قدرتی قوا اور روز مرہ کے پیشے مسئلہ تناسخ سے آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ اگر ہم اس مسئلہ کو ترک کر دیں تو ہم کو خدا پر بے انصافی کا الزام لگانا پڑیگا کیونکہ ہم کو ماننا پڑیگا کہ اُس نے بعض آدمیوں کو اچھے قوا بخشے ہیں جو کہ اوروں کو نہیں دیئے اور سمجھ اور تہذیب کی کم بیش تقسیم کی ہے۔ جو کہ چال چلن اور روش زندگی کی بنیاد ہیں ✦ ہمیں یہ دلیل حملہ کی زد سے پار معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہ فرضی بات نہیں بلکہ واقعات پر مبنی ہے۔ یعنے آدمیوں کے قوا اور اُن کی عقل اور تہذیب کی کمی بیشی پر یہ بات جو کہ موجود ہے فلاسفی کے خیال کے مطابق حل نہیں ہو سکتی صرف مسئلہ تناسخ سے حل ہو سکتی ہے اور یہی

ہماری بحث کی بنیاد ہے۔“ (۲۱۲-۲۱۸ تک) ✦

ایم اینڈریلی ربنتی صاحب ”پہلے حاصل کئے ہوئے تجربے اور وہ طاقتیں جو کہ اسی طرح حاصل کی ہیں اُسے نئی جد و جہد میں مدد دیتی ہیں۔ لیکن ایسے [illegible] طور پر جس کی انسان کو کچھ خبر نہیں رہتی کیونکہ دا اِن پرفیکٹ (نامکمل روح) اُن بھولی ہیں جاتا ہے تا کہ پہلی پیدا کی ہوئی صفات کو تکمیل کرے اور اُن گناہوں اور غلطیوں کو دور کرے۔ جو کہ اعلیٰ مدارج پر عروج کرنے کے لئے رکاوٹ ہیں۔ (از کتاب پیلوریلٹی ڈس اینگ زیس ٹنسز ڈی لیمے صفحہ ۲۰۵) ✦

” اخلاقی دنیا کے درست رہنے کے لئے اس مسئلہ تناسخ کا ہونا ضروری ہے۔ دنیا زندگی کی فزیکل حالتیں قابل نفرت ہیں۔ آدمی شہید ہے ہر قسم کی تکلیف کے لئے بے بس ہے بیرونی اسباب کے خوف سے ہر وقت ہراساں ہے۔ سردی و گرمی کی زیادتیوں سے ڈرتا ہے کمزور اور بیمار۔ دنیا میں ننگا آتا ہے۔ اور آب و ہوا کے اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے قدرتی ہتھیاروں سے بے پناہ ہے۔ اگر یوروپ و امریکہ کے ایک حصہ میں تہذیب کی ترقی کی لہر نے دولتمندوں کے لئے آسائش و آرام پیدا کر دئے ہیں۔ تو انہیں ملکوں میں غریبوں کی تکالیف کی ناخوشگوار حقیقت ہے۔ ایک بڑے بھاری مجمع کے لئے جو کہ ایشیا۔ افریقہ۔ اوشینیا کے ناخوشگوار خطہ میں سہتے ہیں۔ زندگی پے درپے وبال ہے۔ انسان کے جینے کی حالت اخلاقی طور پر بھی ایسی ہی خراب ہے جیسے کہ جسمانی طور پر۔ اس بات کو مان لیا گیا ہے کہ خوشی اس دنیا میں ناممکن ہے۔ زمین ایک آنسوؤں کی (ویلی) وادی ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ آدمی کی قسمت سوائے تکلیفات کے اور کچھ نہیں ہے اُسکو اپنی محبتوں اور اپنی روح کی ترقی کی خواہشات میں صدمہ نا پوری ہوئی خواہشوں میں پیچ ہوتا ہے۔ اپنی بیشمار رکاوٹوں اور کاوشوں سے گرایا دھکیلا جا رہا ہے۔ حیران کیا جا رہا ہے۔ بہت تھوڑی خوشی کے لمحہ جو کبھی کبھی آتے ہیں وہ بھی سخت رنج سے بدلائے جاتے ہیں۔ ہم اُن کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں جن سے ہم محبت کرتے ہیں۔ ہمارے ماں باپ۔ اولاد۔ رفیق سب مفارقت کر جاتے ہیں۔ ناممکن ہے کہ ایسی نادرست حالت ٹھیک ہو۔ اور یہ ضروری ہے کہ وہ اخلاقی دنیا میں بھی پائے جاویں ✦

ڈی سی کریٹس اور آئنٹس نے ان باتوں کو ثابت کیا ہے کہ انسان کی سمجھ ان خیالات کو رکھتی ہے جو کہ اندرونی ہیں یعنے وہ خیالات جو کہ ہم اپنی پیدائش کے وقت ساتھ لاتے ہیں۔ یہ بات سچ ہے ہمارے اپنے وقت میں سکاٹلینڈ کے ایک فلاسفر ڈوگلڈ سٹوورٹ نامی نے ڈی سی کریٹس کی تھیوری کو ایک اچھے پیرایہ میں ظاہر کیا ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ایک ہی اندرونی خیال جو کہ آدمیوں کی ضمیر میں ہوتا ہے وہ علت و معلول کا اصول ہے۔ وہ اصول جو کہ ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ بغیر کارن کے کارج نہیں ہو سکتا۔ جس سے دلیل کا آغاز ہوتا ہے۔ علت و معلول کے اندرونی اصول بار بار جنموں کے مسئلہ سے بڑی اچھی طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ در حقیقت وہ اس مسئلہ کے نتائج ہیں۔ آدمی کی روح جو کہ پہلے ہی سے آدمی کے یا حیوانوں کے جسم میں موجود ہے۔ اُن سنسکاروں کو جو کہ پہلے جنموں سے پیدا ہوتے ہیں قائم رکھتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کرم جس نے پہلی زندگی میں کئے تھے۔ وہ بھول جاتے ہیں۔ لیکن علت و معلول کا سلسلہ جو کہ خاص خاص اعمال پر موقوف نہیں ہے زندگی کے تجربہ کا عام نتیجہ ہے۔ اور وہ روح میں ہر وقت ملتے دوسرے جسم کے رہتا ہے۔ (ڈی آفٹر ڈیتھ صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴) ✦

باب پنجم

بائبل سے تناسخ کا ثبوت

نمبر ۱۔ بی لوط کی عورت کا ذکر۔ و زنش بعقب خود نگریستہ ستونے از نمک شد۔ ترجمہ اور جورو اُس کی نے پیچھے پھر کر دیکھا جس سے وہ نمک کا کھمبا بن گئی۔ (مفصل دیکھو توریت پیدائش فصل ۱۹۔ آیت ۲۶۔ اور اُس کے ما قبل و ما بعد کی آیات)

نمبر ۲۔ سو گدھی نے پرمیشور کے دوت کو اپنے ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے مارگ میں کھڑا دیکھا۔ تب گدھی مارگ سے الگ کھیت میں پھر گئی۔ اُس مارگ سے پھیرنے کے لئے بلعام نے گدھی کو لاٹھی سے مارا۔ تب پرمیشور نے گدھی کا منہ کھولا اور اُس نے بلعام سے کہا کہ میں نے تیرا کیا کیا ہے کہ تو نے مجھے اب تین بار مارا" (توریت گنتی کی کتاب باب ۲۲۔ آیت ۲۳ سے ۳۰) +

نمبر ۳۔ خداوند تعالےٰ نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی (پیدائش توریت باب ۳۔ آیت ۱۴ و ۱۵) +

نمبر ۴۔ طوفان نوح کا ذکر کرتے ہوئے ایک فاضل عیسائی لکھتے ہیں کہ علمائے یہود یہ بات کہتے ہیں کہ اُس زمانہ کے حیوانات بھی بدکار تھے۔ یعنی اپنی غیر جنس کے ساتھ نر و مادہ کی طرح بہتے تھے اس لئے خدا نے اُن پر عذاب کیا۔ (تفسیر ایسمیس بر کتاب پیدائش صفحہ ۴۹۹) +

بادشاہ بنوکد نضر کے واقعات میں لکھا ہے کہ "این ہمہ بر بنوکد نضر ملک رسید و بعد از انقضائے دوازدہ ماہ در قصر مملکت بابل گردش می نمود۔ ملک متکلم شدہ گفت کہ آیا این بابل بزرگ نیست کہ آن را من بقوت اقتدارم جہت قصر مملکت و جاہ و جلالم بنا نمودم۔ ہنوز کہ این سخن در دہان ملک بود آوازے از آسمان نازل گردید کہ اے بنوکد نضر ملک برایت گفتہ شدہ است کہ مملکت از تو رفت و ترا از انسانیان راندہ خواہند گردانید و مسکنت با حیوانات صحرا خواہد بود و ترا مثل گاوان علف خواہند چرانید و ہفت زمان از تو خواہد گذشت تا بدانی کہ متعال بر ممالک انسانیان مسلط است و آن را بہر کس کہ میخواہد میدہد ہمان ساعت این حادثہ بر بنوکد نضر واقع شد و از انسانیان راندہ شد علف را مانند گاوان میخورد و جسدش بہ شبنم آسمان تر میگردید تا وقتیکہ مویہایش مثل پرہائے عقاب روئید و ناخن ہایش مانند چنگال مرغان گردید۔ و بعد از انقضائے آن روزہا منکہ بنوکد نضرم چشمان خود را بآسمان برداشتم و عقل من عود نمود و متعال را تبارک نمودم و آنکہ ابداً حی است تسبیح و تمجید نمودم کہ سلطنتش سلطنت ابدی ست۔ و مملکت او دور بدور است" (کتاب دانیل فصل چہارم از آیہ ۲۸ تا ۳۴ مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ع)

اردو ترجمہ۔ یہ سارا حادثہ بادشاہ بنوکد نضر پر پڑا۔ جب ایک برس گذر گیا تو وہ بابل کی مملکت کے قصر میں ٹہلتا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا اور کہا کیا یہ وہ بڑی بابل نہیں ہے جسے میں نے اپنی توانائی کی شدت سے بنایا تھا تاکہ وہ دار السلطنت ہو اور اُس سے میری شان و شوکت جلوہ گر ہووے۔ بادشاہ کے منہ سے جیوں یہ کلام نکلا آسمان سے ایک آواز آئی کہ اے بادشاہ بنوکد نضر تجھے کہا جاتا ہے کہ سلطنت تجھ سے جاتی رہی اور تجھے آدمیوں میں سے ہانک کے نکال دینگے۔ اور میدان کے حیوانوں کے ساتھ تیری سکونت ہوگی اور تجھے بیل کی طرح گھاس کھلاوینگے اور سات دور تجھ پر گذرینگے تا کہ تو جانے کہ خدا تعالےٰ آدمیوں کی مملکت میں حکمرانی کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے اُسے بخشتا ہے۔ اُسی گھڑی بنوکد نضر بادشاہ پر یہ بات انجام کو پہنچی اور وہ آدمیوں میں سے نکالا گیا۔ اور بیلوں کی طرح گھاس کھاتا رہا اور اُس کا بدن آسمان کی شبنم سے تر تھا یہاں تک کہ اُس کے بال عقابوں کے پروں کی مانند اور اُس کے ناخن پرندوں کے چنگل کے سے بڑھے۔ اور ان ایام کے گذرنے کے بعد میں بنوکد نضر نے آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھائیں۔ اور میری عقل پھر مجھ میں آئی۔ اور میں نے حق تعالےٰ کا شکر کیا اور اُس کی حمد و ثنا کی جس کی حیات ابدی ہے اور اُس کی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور اُس کی مملکت پشت در پشت" اسی طرح زبور نمبر ۱۲۱ میں

عربی۔ الرب یحفظ خروجک و دخولک من الآن الی الدہر (از کتاب المقدس عربی مطبوعہ نیویارک) +

فارسی۔ خداوند خروج و دخول ترا از حال تا ابد الآباد حراست خواہد کرد (از زبور مطبوعہ ۱۸۴۳ع کلکتہ مشن پریس صفحہ ۲۰۰) +

دوسرا فارسی ترجمہ۔ خداوند خروج و دخولت را از حال تا ابد الآباد در نگاہ خواہد داشت (از کتاب المقدس فارسی ۱۸۴۵ع مطبوعہ اڈنبرا جلد اول صفحہ ۱۶۹) +

اردو۔ خداوند تیرے جانے آنے میں اس وقت سے لیکے ابد تک تیرا حافظ رہیگا" (از زبور ۱۸۷۶ع مطبوعہ مرزا پور صفحہ ۷۶۴) +

حنوک یعنی ایلیاہ تسبی کا کئی بار دنیا میں آنا۔ بار اول۔ بقالب حنوک۔ حنوک کی عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لئے کہ خدا نے اُسے لے لیا" (پیدائش توریت ۵/۲۲ و ۲۴) مسیح سے ۳۰۱۷ سال پیشتر +

بار دوم۔ قالب ایلیاہ تسبی۔ تب ایلیاہ تسبی نے جو جلعاد کے باشندوں میں سے تھا اخی اب سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا جس کے سامنے میں کھڑا ہوں۔ زندہ ہے ان برسوں میں نہ اوس پڑیگی نہ مینہ برسیگا۔ مگر میرے کلام کے مطابق" (۱ سلاطین باب ۱۷۔ آیت ۱) مسیح سے ۹۱۰ سال پیشتر +

بار سوم۔ اُس دم خدا کے فرشتہ نے تسبی ایلیاہ کو حکم کیا کہ اُٹھ اور شاہ سمرون کے قاصدوں سے ملنے جا۔ پھر اُسی سال ایک رتھ اور آتشی گھوڑے نے درمیان آکر (الیسع اور ایلیاہ) ان دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ بگولے میں ہو کے آسمان پر جاتا رہا۔ (۲ سلاطین ۲/۱۱) مسیح سے ۸۹۶ سال پیشتر +

بار چہارم۔ بقالب یحییٰ نبی المعروف یوحنا ابن ذکریا کے پیدا ہونا۔ دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجونگا۔ (ملاکی کتاب ۴/۵) مسیح سے پیشتر ۳۹۷ سال +

مسیح کہتا ہے کہ الیاس (ایلیاہ) جو آنے والا تھا یہی ہے (یوحنا) چاہو تو قبول کرو جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ (متی ۱۱/۱۴) +

تب اُس کے شاگردوں نے اُس سے پوچھا پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے ایلیاہ کا آنا فرض ہے یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ ایلیاہ البتہ پہلے آویگا۔ اور سب چیزوں کا بندوبست کریگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا۔ لیکن اُنہوں نے اُس کو نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اُس کے ساتھ کیا۔ اسی طرح ابن آدم بھی دُکھ اُٹھاویگا تب شاگرد دل میں سمجھے۔ اُس نے اُن سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا" (متی ۱۷/۱۰-۱۳ اور بھی دیکھو مرقس ۹/۱۳)

انسان تو انسان ہی ہے اُسے تناسخ سے کب گریز ہے جبکہ خود خدا کو بھی تناسخ کے چکر میں آنا پڑا +

یسوع نے ناصرت گلیل سے آکر یردن میں یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا اور جونہیں وہ پانی سے باہر آیا اُس نے آسمان کو کھلا اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا"

مرقس ۱/۱۰ + یوحنا نے یہ کہہ کے گواہی دی کہ میں نے روح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا اور وہ اُس پر ٹھیری (یوحنا ۱/۳۲) اور ایسا ہوا کہ جب سب لوگ بپتسما پا چکے اور یسوع بھی بپتسما پا کر دعا مانگ رہا تھا۔ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُس پر اُتری۔ (لوقا ۳/۲۲)۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا اور یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں۔ (یوحنا ۱/۱-۳)۔ عیسائی کہتے ہیں کہ کلام سے مراد یہاں خداوند یسوع مسیح ہے۔ کلام مجسم ہوا اور وہ فضل اور راستی سے بھرپور ہو کے ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال۔ یوحنا نے اُس کی بابت گواہی دی (یوحنا ۱/۱۴) + عیسائی دلی اعتقاد سے باپ بیٹا اور روح القدس کو جُدا جُدا اور واحد خدا سمجھتے ہیں یعنی اُن کا اعتقاد ہے باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق اُن کے مسئلہ تثلیث کے یہ تین اقنوم ہیں۔ دوسرا خدا یعنے مسیح جو ازل سے خدا کے ساتھ تھا بلکہ خدا تھا گنہگاروں کی نجات دینے کے واسطے پاک مالک کنواری مریم زوجہ یوسف کے حمل میں آیا اور پورے نو ماہ حمل میں رہ کر پیدا ہوا۔ اور ۳۳ سال کی عمر میں وعظ کرتا ہوا اپنے اعمال کے مطابق یا ہیرودیس کے ظلم کے سبب یا شمس تبریز و منصور کی طرح دعوے خدائی کرتا ہوا صلیب پر لٹکایا گیا۔ جیسا مفصل اناجیل اربعہ میں مذکور ہے پس عیسائی اور یہودی عملی طور پر تناسخ ارواح کے قائل ہیں۔ بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ مسیح ایکدفعہ پھر دنیا میں آویگا اور وعظ کریگا۔ کئی آدمی اصلی مسیح یا مثیل مسیح بننے کے دعویدار ہیں اور ہو چکے ہیں۔ پس جتنے آدمی اس مسئلہ کو اس طرح مانا خواہ لفظی ہو وہ صدق دل سے مسئلہ تناسخ کی صداقت کا قائل ہے اور جبکہ ایسی بے بنیاد اور بے ثبوت مذہبی روایات کو مانتے ہیں تو پھر وہ اس مقدس مسئلہ سے جس سے خدا کے عدل و انصاف کی زبردست شہادت ملتی ہے کسی طرح اور کبھی انکار نہیں کر سکتے +

مورخ ایڈورڈ گبن صاحب بیان فرماتے ہیں جیسے فلسفہ یونان یا کالدیان نے رواج پایا تھا یہودیوں نے روح کے تناسخ اور غیر فانی اور پہلے سے موجودگی کے مسئلہ کو تسلیم کر لیا (از تاریخ [illegible] باب ۲۱)

باب ششم

قرآن سے تناسخ کا ثبوت

اب ہم اس مضمون کی قرآن سے تحقیقات کرتے ہیں۔ نمبر ۱۔ قرآن سورۃ بقر۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ و ہر آئینہ دانستہ آید آنکسان را کہ از حد در گذشتند از شما در شنبہ پس گفتیم ایشانرا بوزنہ شوید خوار شدہ تفسیر و ہر آئینہ بیکو دانستہ آمد شما آنرا کہ در زمان داؤد از حد فرمان گذشتند از قوم شما در شہر ایلیاہ در حکم روز شنبہ کہ منع کردہ بود ایشان را از صید ماہی و ایشان مخالفت نمودہ در آن روز بحیلہ ماہی را مے گرفتند پس گفتیم ما مر ایشان را کہ چون خلاف امر کردید باشید بوزنگان خوار شدگان" (از تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۲ نولکشوری) اسی کا مفصل ذکر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے (صفحہ ۵۹ جلد اول نولکشوری)

نمبر ۲۔ قرآن سورۃ اعراف۔ فلما عتوا عن ما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ پس چونکہ تکبر کردند از ترک آنچہ منع کردہ شد ایشانرا از آن گفتیم ایشانرا شوید بوزنگان خوار رانده شدگان تفسیر۔ پس ہنگامیکہ گردن کشیدند از آن چیزیکہ نہی کردہ شدہ بودند از ان یعنے صید ماہی گفتیم مر ایشانرا کہ گردید بوزنگان دور شدگان و ناامیدان از رحمت آوردہ اند کہ ناصحان بعد از آنکہ از پند پذیرفتن ایشان ناامید شدند ترک ایشان نمودہ میان خانہائے خود و ایشان دیوارے کشیدند و دری بجانب نشاندہ راہ آمد و شد ساکن ایشان در بستند روزے از محلہ خود بیروں آمدند و کسے از محلہ اصحاب بیروں نیامدہ بود در تفحص ایشان شدند ہمہ را بوزنہ مسخ شدہ دیدند ہر بوزنہ کہ خویشان خود کہ ایشان را شناخت و روئے در جامہائے ایشان بمالید۔ سہ روز زندہ بودند۔ در روز چہارم مردند و اہل آن دہ ایلیہ بودہ است میان مدین و طور بر ساحل بحر طبریہ گفتہ اند۔ نام آن دہ مقنا بودہ در میان مدین و عینونا و بر تقدیر مردم آن دہ متشرع بہ شریعت تورات بودند۔" (صفحہ ۲۲۴ جلد اول) حاشیہ پر عبد القادر دہلوی فرماتے ہیں "محمد صاحب نے یہ احوال اس امت کو سنایا ہے کہ یہ ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے۔ اللہ گمراہی سے بچاتا ہے" صفحہ ۲۰ نولکشوری) +

تفسیر علامہ ابی سعود عربی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور زیادہ صرف یہ ہے کہ کل آدمی ۷۰ ہزار تھے جس میں سے تیسرا حصہ بندر اور سور ہو گئے۔ (دیکھو صفحہ ۵۸ مطبوعہ قسطنطنیہ) اور تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی صاحب فرماتے ہیں ونقل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان شباب القوم صاروا قردۃ والشیوخ خنازیر (صفحہ ۳۸۵ جلد ۳) اور معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۲۳ میں بھی ایسا ہی درج ہے +

نمبر ۳۔ سورۃ مائدہ۔ قل ہل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل۔ ترجمہ کہہ کیا خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے ان پر اور غضب کیا اوپر انکے اور کئے ان میں بندر اور سور اور جنہوں نے پوجا طاغوت (بت یا دیو یا شیطان) کو یہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھے سے + تفسیر حسینی۔ بگوئے محمد آیا خبر دہیم شمارا بدتر از آنچہ گفتید کہ دین شما بدترین ادیانست اہل این دین کم بہرہ ترند یعنی شمارا آگاہ گردانیم و خبر دہیم از دین قومی کہ بدتر اند از جہت جزا کہ ثابت است ایشانرا نزدیک خدائے پس بیان میکند کہ بدترین آنکہ لعنت کرد خدا او را و خشم گرفت خدائے بروے و آن یہود اند کہ خدائے تعالیٰ ایشان را از رحمت خود دور ساخت بمعرض غضب خود در آوردہ و ساخت از ایشان بوزنگان مسخ کرد ایشان را بدان جہت کہ اصحاب السبت را و خوکان چنانچہ منکران مائدہ عیسیٰ را و کسی کہ پرستید طاغوت را یا آنرا کہ در معصیت فرمانبرداری او کردند آن گروہ جماعت بدتر از جہت منصرف خود روز قیامت یعنے بازگشت ایشان بترین مکانے باشد و گمراہ تر اند از میان راہ راست (صفحہ ۱۵۱ جلد اول) ایسا ہی معالم التنزیل صفحہ ۲۰۲ جلد اول میں ہے۔ مولوی محمد طاہر صاحب لکھتے ہیں (ذکر عیسیٰؑ) حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں اُن کا اور کفران نعمت پر موجب اعتقاد کے عذاب نازل کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اُن لوگوں کو خبر دی۔ صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چار سو یا سات سو آدمی سور کی شکل ہو گئے۔ گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور گو کھاتے تھے حضرت عیسیٰؑ کے روبرو آن کر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے لیکن وقت علاج گذر چکا تھا اس پشیمانی نے فائدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی نعوذ باللہ من غضب اللہ (صفحہ ۱۴۰ روضۃ الاصفیا ۱۸۹۰ء) +

دوسری جگہ تفسیر حسینی میں بھی اس آیت پر قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا وآخرنا وآیۃ منک وارزقنا وانت خیر الرازقین۔ قال اللہ تعالیٰ انی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ عذابا لا اعذبہ احدا من العالمین۔ پس حواریان از تشدید ربانی ترسان شدہ از ان مائدہ نخوردند و عیسیٰ فرمود تا درویشان و بیماران و معلولان را طلبیدند و گفت بخورید کہ شمارا عطا است و دیگرانرا ابتلا است ہزار و سہ صد تن از ان طعام بخوردند و ہیچ چیز از ان خوان کم نیامد [illegible] ہیچ فقیرے از ان طعام نخورد الا کہ توانگر شد و ہیچ بیمارے نخورد الا کہ شفا یافت پس مائدہ بآسمان رفت دیگر روز چاشت گاہ باز آمد و اغنیا و فقرا ہم از ان تناول نمودند بعد از چہل روز غائب شد و روزی مے آمد و روزے نمے آمد بحکم ناقہ صالح

پس وحی آمد کہ اے عیسٰے مائدہ را بفقراء دہ نہ باغنیاں توانگراں ازیں حکم مضطرب شدہ در مائدہ شک آوردند و آنرا برجا درسے حمل کردند ہشتاد و تن و بقول صاحب معالم سی صد و سی تن مسخ شدند بصورت خوک بعد از سہ روز بمردند۔ (صفحہ ۱۶۳ تفسیر حسینی) +

تفسیر بیضاوی میں ہے۔ وانہماکم فی المعاصی بعد وضوح الآیات ومسخ بعضہم قردة وھم اصحاب السبت وبعضہم خنازیر وھم کفار اھل مائدہ عیسٰی علیہ السلام وقیل کلا المسخین فی اصحاب السبت مسخت شبانھم قردة ومشایخھم خنازیر۔ صفحہ ۲۳۲ ۱۸۸۲ء جلد ۱ + اسی تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔ ۱ھ جعل منھم القردة والخنازیر وعبد الطاغوت قال اھل التفسیر عنی بالقردة اصحاب السبت وبالخنازیر کفار مائدة عیسٰی وروی الضبا ان المسخین کانا فی اصحاب السبت لان شبانھم مسخوا قردة ومشایخھم مسخوا خنازیر۔ (جلد ۳ صفحہ ۶۲۶)

تاریخ طبری[سلہ] میں ہے بدانکہ خدائے تبارک تعالٰی دو گروہ را از خلق مسخ گردانید از بنی اسرائیل یکے اصحاب المائدہ را کہ ایشاں را خوکاں گردانید و گروہے پیشتر از ایشان از قوم داؤد علیہ السلام بود کہ پیش از سلیمان علیہ السلام قومے مردم اندر دیہ روز شنبہ ماہی گرفتند و حق روز شنبہ نگاہ نداشتند خدائے عز و جل ایشاں را مسخ کرد۔"

نمبر ۴۔ سورۃ اعراف۔ واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علٰی انفسھم الست بربکم قالوا بلٰی شھدنا ان یقولوا یوم القیٰمۃ انا کنا عن ھذا غافلین۔ اُن کی اولاد کو اور گواہ کیا اُن کو اوپر جانوں اُن کی کے۔ کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا۔ کہا انہوں نے البتہ تو ہے شاہد ہوتے ہیں ہم۔ ایسا نہ ہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل + تفسیر میں ہے۔ و یاد کن اے محمدؐ چوں فراگرفت از فرزندان آدم از پشتہائے ایشاں فرزندان ایشاں را و گواہ گردانید ایشاں را بر نفسہائے ایشاں باقرارے کہ کردند بعضے بر بعضے گواہ ساختند و گفت آیا نیستم پروردگار شما۔ حق سبحانہ تعالٰے ذریت آدم را بیروں آوردہ بعضے از اصلاب بعضے بحول توالد انبیاء از آبا و ذکر آدم نکرد چہ ہمہ کس را معلوم است کہ بدایت ایشاں از وے است و ہمہ از صلب وے بیروں آیند۔ حاکم ابو عبد اللہ در صحیح خود از ابن عباس نقل میکند کہ حضرت رسالت پناہ فرمود کہ خدائے فراگرفت میثاق از ذریت آدم بہ نعمان و آن وادی است نزدیک عرفات و آنرا نعمان سحاب گویند و بقولے بطن نعمان خوانند۔ در لباب آمدہ کہ اخذ میثاق در سرندیپ بودہ و آن زمینے ست در ولایت ہند و بعد از خروج آدم بود از بہشت و در مدارک میگوید کہ جمہور مفسران برآنند کہ بعد از خلق آدم و قبل از دخول جنت بودہ بر فنائیکہ بر در بہشت است و عرض آن سی ہزار سالہ راہ است۔ حق تعالٰی ذریت آدم را از صلب وے بیروں آورد بر مثال مورچہ ہائے خرد و زرد و بعضے میگویند کہ سفید یا سرخ و گروہے برآنند کہ از جانب راست مورچہ سفید از جانب چپ مورچہ سیاہ و بعضے برآنند کہ تولد و تناسل از پشت آدم یکبارگی بودہ نہ بر وجہ تولد و تناسل بعد از آن ہمہ را حیات و عقل و نطق داد ایشاں را پس ربوبیت خود را بر ایشاں عرض کرد و ایشاں قبول کردہ گفتند گواہ شدیم ما بر اقرار خود و گفتہ اند چون ذریت آدم بلٰی گفتند حق سبحانہ تعالٰی از خود و فرشتگان خبر سیدہ کہ بر اقرار ذریت آدم گواہ شدیم"۔ (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۶) +

از حسین بن منصور قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ اند نہایت از حقائق سوال الست چگونہ جواب دہد پس سر مخاطب مجیب نہایت نازک است۔ بیت تو در میان ہیچ نہ ہر چہ ہست اوست۔ ہمہ خود الست گوید و خود بلٰی کند" (تفسیر حسینی ۲۲۶) +

اور حدیث میں لکھا ہے۔ وعن ابی الدرداء عن النبی قال خلق اللہ آدم حین خلقہ فضرب کتفہ الیمنٰی فاخرج ذریۃ بیضاء کانھم الذر وضرب کتفہ الیسرٰی فاخرج ذریۃ سوداء کانھم الحمم فقال للذی فی یمینہ الی الجنۃ ولا ابالی وقال للذی فی یسراہ الی النار ولا ابالی۔ ترجمہ۔ روایت است از ابی الدرداء کہ پیغمبرؐ گفت آن حضرت کہ پیدا کرد خدا تعالٰے آدم را ہنگامیکہ پیدا کرد او را پس زد حق تعالٰی بدست قدرت خود یا امر کرد فرشتہ را کہ بزند شانہ راست آدم را پس بیروں آورد ذریت سفید را گویا کہ ایشان مورچہائے خورد اند و زد بر شانہ چپ او را پس بیروں آورد ذریت سیاہ گویا کہ ایشان انگشتاں اند در سیاہی پس گفت مر آن گروہ را کہ در جانب راست بودند بروید بسوئے بہشت و باک ندارم کہ ایشاں را حکم جنت کردہ ام پیش از صدور عمل۔ مالک متصرف مطلق ام ہر چہ میخواہم میکنم و گفت مر آن گروہ را کہ در کتف چپ بودند بروید بسوئے آتش دوزخ و باک ندارم از آنکہ ایشان را حکم دوزخ کردم پیش از صدور عمل مالک متصرف مطلق ام ہر چہ میخواہم میکنم پروردگار تعالٰی بے نیاز است و قادر مطلق ہر چہ خواہد میکند و گفتہ مے در آرم در بہشت ہر کرا خواہم و مے افگنم در دوزخ ہر کرا خواہم و باک ندارم ہیچکس را نمی رسد کہ بگوید کہ چرا کردی" (مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹)

ابن عباسؓ نے پیغمبرؐ سے روایت کی ہے۔ اخذ اللہ المیثاق من ظھر آدم بنعمان فاخرج من صلبہ کل ذریۃ ذراھا فنثرھم بین یدیہ کالذر ثم کلمھم قبلا قال الست بربکم قالوا بلٰی شھدنا وھو علٰی کل شیء قدیر +

ترجمہ۔ گرفت خدائے تعالٰے عہد را از ذریت کہ بیروں آورد از پشت آدمؑ بنعمان پس بیروں آورد حق تعالٰے از استخوان پشت آدم ہر ذریتی را کہ پیدا کرد آن را پس پراگندہ کرد ایشاں را در پیش آدم مانند مورچہائے خورد۔ پس تر کلام کرد با ایشاں روبرو گفت پروردگار تعالٰی آیا نیستم پروردگار شما گفتند آرے ہستی تو پروردگار ما گواہی دادیم بر ربوبیت تو و این سخن کردن و ایں بود از پی اصل سخن کردن بلا لسان ہست و او بہمہ چیز تواناست (صفحہ ۱۲ جلد اول)۔

مولوی محمد طاہر صاحب اپنی کتاب روضۃ الاصفیا میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت آدمؑ بہشت سے کعبے کو واسطے حج کے جایا کرتے تھے۔ ایکبار کوہ عرفات پر سوئے اور اللہ تعالٰے نے اُن کی پشت سے تمام اولاد کو جو روز قیامت تک پیدا ہوگی نیک بختوں کو سیدھی طرف اور بدبختوں کو اُلٹی طرف کیا اور ان سب کو حکم الٰہی ہوا الست بربکم آیا میں ہوں پروردگار تمہارا قالوا بلٰی کہا سب نے ہاں تو رب ہمارا ہے۔ حق تعالٰی نے اُن کے اقرار پر گواہی فرشتوں سے لکھوا کر حجر الاسود میں امانت رکھی اسی واسطے حضرت مرتضٰیؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی حج کریگا تو حجر الاسود اُس کی گواہی دیگا" (مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۲۹۰ء) اسی طرح اخذ میثاق کا مسئلہ تفسیر ملا ابی مسعود میں بھی لکھا ہے۔ اور امام فخر الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر کبیر میں ایسا ہی لکھا ہے۔ (جلد ۴ صفحہ ۱۶۴) +

نمبر ۵۔ سورۃ واقعہ۔ ما نحن بمسبوقین علٰی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشأۃ الاولٰی فلولا تذکرون۔ ترجمہ۔ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تمکو مانند تمہارے اور پیدا کریں تم کو دوبارہ اس صورت اور شکل میں کہ جس کو اب تک نہیں جانتے ہو۔ اور تحقیق جان لی تم نے پیدائش پہلی۔ پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ و نیستم ما پیش گرفتہ یعنی کسی بر ما پیشی نتواند گرفت برائے آنکہ تبدیل کنیم از شما کساں را کہ مانند شما اند یعنی شما را بمیرانیم و دیگراں را بیافرینیم و بیافرینیم دیگر بار شما را در صورتے و ہیکلے کہ نمیدانید امروز یعنی کافراں را در زشت ترین صورتے مومناں را در بہترین ہیاتے و بدرستیکہ دانستہ آید شما آفرینش نخستین پس چرا یاد نمے کنید" (صفحہ ۴۷۳ جلد ثانی) +

محمد صاحب نے اپنی ایک حدیث میں جو تفسیر عزیزی میں درج ہے۔ ہمیشہ کے تناسخ کا اقرار کیا ہے۔ انکم خلقتم للابد وانکم تنتقلون من دار الی دار +

[سلہ] تاریخ طبری صفحہ ۲۴۵ جلد دوم ۱۲۹۲ء نولکشور۔

ترجمہ - تحقیق تم انتظار کئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے اور تحقیق تم انتقال یعنے کوچ کرتے ہو ایک دُنیا سے دوسری دنیا کی طرف یعنے ہمیشہ تم اسی حالت میں رہوگے اور کوچ کیا کروگے +

نمبر ۶ - سورۃ النساء - ان الذین کفروا بآیٰتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب ان اللہ کان عزیزا حکیما

ترجمہ - جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے اُن کو ہم آگ میں ڈالینگے اور وہاں پر جس وقت گل جاوینگے بدن اُن کے - ہم اُنکے جسموں کے بدلے میں دوسرے بدن اُن کو دیوینگے تاکہ چکھتے رہیں عذاب تحقیقاً خدا عزیز اور حکیم ہے +

تفسیر حسینی میں ہے - چہ ہستیکہ آں کسانیکہ حق را بپوشیدند و نگرویدند - بدلائل و حدیث یا آیات قرآن یا معجزات پیغمبر زود باشد کہ درآریم ایشان را در آتشی و حرارتی ہرگاہ پختہ شود یا بسوزد پوستہائے بآتش بدل کنیم برایشان بجائے ایشان پوستہائے غیر آنکہ پختہ و سوختہ شدہ و این تبدیل ہر ساعتے صد بار باشد از حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ منقول است کہ در شبانروزے ہفتاد ہزار بار تبدیل جلود باید" (صفحہ ۱۱۱) +

نمبر ۷ - سورۃ انعام - وما من دابۃ فی الارض ولا طیر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربھم یحشرون - ترجمہ - اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرند کہ اُڑتا ہے ساتھ دو بازوں اپنے کے اگر امتیں تھیں مانند تمہارے نہیں کم کیا ہم نے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے جاوینگے +

تفسیر حسینی میں ہے کہ نیست ہیچ جنبندہ در زمین الا کہ ایشان امتاند مثل شما در آفرینش و مردن و زندہ شدن یا در ادراک منافع الٰہی چہ ہیچکدام از تسبیح حق سبحانہ تعالیٰ غافل و ذاہل نیست و ان من شیء الا یسبح بحمدہ فروگذاشتم در لوح محفوظ ہیچ چیزے را بلکہ او مشتمل است بر دلائل و حقائق امور علوی و سفلی پس بسوئے پروردگار خود حشر کردہ خواہند شد ازین امم تا انصاف بعضے از بعضے بستانند +

اس سے اگلی آیت میں مفسر آیت کے مطابق صاف لکھا ہے کہ جو امتیں حق سے منہ چھپاتی تھیں اور جو قومیں بہت عرصہ سے غافل ہیں صراط المستقیم پر نہیں آئیں اُن کو ہم نے اس طرح یعنے مختلف قالبوں میں ڈالکر ظلمت یعنے اندھیرے میں رکھا ہے وہ آیت یہ ہے -

والذین کذبوا بآیٰتنا صم وبکم فی الظلمٰت من یشاء اللہ یضللہ ومن یشاء یجعلہ علی صراط المستقیم ترجمہ - اور جن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو جھوٹ سمجھا وہ بہرے اور گونگے ہیں اور جہل کی تاریکی میں ہیں - خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے راہ راست پر لاتا ہے

تفسیر کبیر میں اول تو امام فخر الدین نے بحوالہ اکثر تفاسیر و احادیث کے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ حیوانات خدا کی معرفت اور تسبیح اور حمد میں اسی طرح مشہور و منسوب ہیں جس طرح انسان - یعنے وہ بخوبی وحدانیت الٰہی کے قائل ہیں اُس کی تسبیح کرتے ہیں - اور قیامت کے دن اُن کو بھی اعمال کا بدلہ ملیگا - انسانوں کی طرح ان کا حشر ہوگا اُن کی طرف بھی رسول بھیجے گئے ہیں - جیسے انسانوں کی طرف پس وہ رسولوں کی اُمتیں ہیں - انسانوں کی طرح بھیڑیا ، ریچھ ، خنزیر ، ہُدہُد اور چیونٹی وغیرہ کی بہت سی مثالیں دی ہیں" (جلد ۴ صفحہ ۵ مفصل دیکھو تفسیر کبیر مطبوعہ قسطنطنیہ سنہ ۱۳۰۷ھ) +

اور تفسیر حسینی میں سورۃ الانبیاء وکلا آتینا پر ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے - مومن موقن باید کہ اعتقاد برین وجہ کرد کہ کوہ ہا و مرغان بموافقت داؤد بر وجہے تسبیح می کنند کہ ہمہ سامعان از ترکیب حروف وکلمات آن مفہوم می شد و درین معنے از قدرت الٰہی غریب نیست (جلد ۲ صفحہ ۵۸) +

نمبر ۸ - سورۃ اعراف - فاخرج انک من الصٰغرین - ترجمہ پس باہر جا تحقیق تو خواروں سے ہے - تفسیر حسینی میں ہے کہ بیروں رو از صورت فرشتگی و مباہات بسیار فرشتگان پس حق تعالیٰ تبدیل کرد صورت او را بزشت ترین صورتہا (صفحہ ۹ جلد ۱) لجعلنٰہ رجلاً ہر آئینہ متمثل گردانیدیم جبرئیل را بصورت آدمی یعنی بصورت دحیہ الکلبی متمثل مے ساختیم (انعام صفحہ ۱۶۵) + تفسیر کبیر میں ہے - ان رسول اللہ کان یری جبرائیل فی صورۃ دحیۃ الکلبی وکان یری الابلیس فی صورۃ الشیخ النجدی (جلد ۴ صفحہ [illegible])

ترجمہ - رسول نے جبرئیل کو دحیہ الکلبی کی شکل میں اور شیطان کو شیخ نجدی کی شکل میں دیکھا

نمبر ۹ - سورۃ کہف - ویقولون سبعۃ وثامنھم کلبھم اور کہیں وہ سات ہیں - اور آٹھواں اُن کا کتا ہے - اس پر مترجم قرآن سعدی کہتا ہے -

سگ اصحاب کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شد

اس پر فاضل مولوی محمد ہادی علی صاحب فرماتے ہیں ہفت تن اصحاب کہف و ہشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غارے پنہان شدند - حق تعالیٰ روز قیامت سگ را از پیروی ایشان در بہشت بشکل بلعم باعور کہ بزبان معنے مرد کامل بود بسبب شرارت نفسانی خود آخر کافر و مرتد شد) در بہشت خواہد برد و بلعم را بقالب سگ در دوزخ (حاشیہ گلستان صفحہ ۹۸ مطبوعہ ۱۸۸۶ء) +

سورت اعراف کی آیت میں مصنف قرآن نے بھی بلعم باعور کو فمثلہ کمثل الکلب کہکر کُتے کی مثال مانند کہتے کے ہے - لکھا ہے مفصل دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۲۲۷ جلد اول) +

نمبر ۱۰ - سورۃ بقرہ - علی الملکین ببابل ھاروت وماروت تفسیر حسینی میں ہے - نام دو فرشتہ است ایشان بر آدمیان گنہگار طعنہ مے زدند حق تعالیٰ فرمود کہ ایشان بستہ نفس و ہوا اند اگر شما نیز بدان حالت کہ ایشان رابست بودے صدور گناہ ہائے ایشان از شما امکان داشتے ایشان استبعاد کردند و حق تعالیٰ نفس بشری را بر ایشان [illegible] برائے حکومت خلق بر زمین فرستاد و ایشان بر زمین آمدہ بزنے زہرہ نام عاشق شدند و بسبب شرب خمر بقتل ناحق و سجدہ صنم اقدام نمودند و حق تعالیٰ ایشان را از صعود آسمان منع کرد و عذاب بر ایشان درین جہان مقرر شدہ و حالا در چاہ بابل بر سوئے سر آویختہ معذب اند (صفحہ ۱۷) اس پر مولوی رومی لکھتا ہے :-

چون زنے از کار بد شد روئے زرد + مسخ کرد اورا خدا و زہرہ کرد
عورتے را زہرہ کردن مسخ بود + خاک و گل گشتن نہ مسخ است اے عنود

نمبر ۱۱ - سورۃ بقرہ - کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون - ترجمہ کس طرح کافر ہوتے ہو خدا سے جس نے حالانکہ تم مرے ہوئے تھے پھر زندہ کیا تم کو پھر ماریگا تم کو پھر زندہ کریگا - پھر اُسکی طرف پھیر لئے جاؤگے

اس سے ظاہر ہے کہ اول زندہ تھے پھر موت آئی پھر دوبارہ خدا نے زندہ کیا یعنے روح کو قالب میں ڈالا - پھر ماریگا اور پھر زندہ کریگا - یہاں تک کہ اُس کی طرف پھیر لئے جاؤگے یعنے مکتی پاؤگے اس سے بخوبی سلسلہ جنم مرن یعنی تناسخ صاف ثابت ہے +

نمبر ۱۲ - سورۃ بقرہ - ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما - ترجمہ - صفا اور مروہ نشان ہیں خدا کے جو کوئی حج کرے خدا کے گھر کا یا زیارت کرے تو اُس کو گناہ نہیں ان دونوں کے طواف میں تاریخ انبیاء میں ہے - منجملہ بتان کعبہ کے ایک بت نائلہ اور دوسرا اساف تھا - حضرت نے فرمایا کہ اساف بن عمرو ایک مرد تھا قبیلہ جرہم سے اور بنت سہیل ایک عورت تھی اُسی قبیلہ کی اُن ہر دو فریب خوردہ شیطان نے خانہ کعبہ میں زنا کیا تھا - اور خداوند کریم مطلق نے اُنکو اس گناہ کے بدلے پتھر کے بتوں سے بدلکر بے حس و حرکت بنا دیا تھا - (تاریخ انبیاء صفحہ ۲۰) وکشف اللغات میں ہے - میگویند کہ ایشان ہر دو در کعبہ زنا کردہ بودند - حق تعالیٰ ایشان را مسخ کرد (صفحہ ۵۷۵) + اور ملل و نحل شہرستانی صفحہ ۱۱ میں بھی ایسا ہی بیان ہے - تفسیر مواہب میں لکھا ہے کہ یہ دونوں بت قریش کے دو برگزیدہ شخص تھے - ایک کا نام اساف

بن عمرو دوسرے کا نام نائلہ بنت سہیل تھا۔ جب اُنہوں نے کعبہ میں زنا کیا تو پتھر بن گئے عمرو بن اسحاق نے اُن کو اٹھا کر صفا پر رکھدیا تھا۔ (از حاشیہ بیضاوی) +

اعظم التفاسیر میں ہے ابن کثیر ابن اسحاق سے ذکر کرتے ہیں کہ اساف و نائلہ دو آدمی تھے۔ جنہوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا بعضوں نے کہا ہے کہ عین طواف میں زنا کا ارادہ کیا تھا۔ اور جبھی سے اُن کی صورتیں مسخ ہو کر پتھر بن گئی تھیں۔ قریش نے ان دونوں کو وہاں سے اُٹھا کر کعبہ کے سامنے لوگوں کی عبرت کے لئے رکھ دیا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک عرصہ کے بعد لوگ انہیں معبود سمجھ کر پوجنے لگے اور اُس مقام سے اُٹھا کر صفا و مروہ پر لیجا کر رکھ دیا اب جو کوئی حج کے موسم میں حج یا عمرہ کا طواف کرتا اُن کا بھی استلام[1] ضرور کرتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر) +

نمبر ۱۳۔ سورۂ عمران میں ہے۔ لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ترجمہ۔ مت گمان کر اُن کو مرا ہوا جو کہ خدا کے راستہ میں قتل ہوتے ہیں +

تفسیر حسینی میں ہے۔ حضرت رسالت پناہ صحابہ را گفت چوں برادران شما در روز احد شہید شدند حق سبحانہٗ جانہائے ایشان را در اجواف[2] مرغان سبز بال جائے داد کہ در ہوائے بہشت طواف کنند و بر شاخہائے طوبیٰ آشیانہ سازند و از جویبار فردوس آب خورند و بوقت استراحت خوابگاہ ایشان قنادیل زرین در سایۂ پایۂ عرش آویختہ (جلد اول صفحہ ۹۸)

نمبر ۱۴۔ سورۃ الدہر۔ نحن خلقنٰھم و شددنا اسرھم و اذا شئنا بدلنا امثالھم تبدیلا۔ ترجمہ۔ ہم نے پیدا کیا اُن کو اور محکم کیا اُن کی پیدایش کو اور جب چاہیں بدل کریں اُن کو اُن کی مانند تبدیلی + تفسیر حسینی میں ہے۔ یعنی ایشان را بمیرانیم و در نشاءۂ ثانیہ بامثل ہمیں صورت و ہیئات باز آریم (صفحہ ۴۴۲) +

در جلد اول روضۃ الصفا مرقوم است کہ الیاس ادریس بودہ است کہ صورت شخصیہ او در سابق ایام از نظر خلائق غائب شد و حقیقت روحیہ او بر آسمان رفت نوبت دیگر درین اوقات بجہت تکمیل نقصان بصورت شخصیہ الیاسیہ معاودت کرد تا غافلان بدانند کہ اگر فنا و بصورت حسیہ او میباید موجب فنائے حقیقی نمے شود و حقیقت روحیہ کہ تکلیف معرفت و طاعت بر آنست ہمچنان باقی می ماند خدا تعالیٰ قادر است کہ آن حقیقت روحیہ را کسوۂ دیگر پوشانیدہ بار دیگر بمیان خلق فرستد۔ (از تحفہ صفحہ ۲۶) +

نمبر ۱۵۔ سورۃ النبا۔ یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا۔ ترجمہ جس روز پھونکا جائے نرسنگا پس آؤ فوج فوج +

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے بحوالہ تفسیر کشاف کے بیان کیا ہے۔

عن معاذ انہ سال رسول اللہ عنہ فقال علیہ السلام یا معاذ سالت عن امر عظیم من الامور ثم ارسل عینیہ وقال تحشر عشرۃ اصناف من امتی بعضہم علی صورۃ القردۃ وبعضہم علی صورۃ الخنازیر وبعضہم منکسون ارجلھم فوق وجوھھم یسحبون علیہا وبعضہم عمی وبعضہم صم بکم وبعضہم یمضغون السنتہم وھی مدلاۃ علی صدورھم یسیل القیح من افواھھم یتقذرھم اھل الجمع وبعضہم مقطعۃ ایدیہم وارجلہم وبعضہم مصلبون علی جذوع من نار وبعضہم اشد نتنا من الجیف وبعضہم ملبسون جبابا سابغۃ من قطران لازقۃ بجلودھم فاما الذین علی صورۃ القردۃ فالقتات من الناس واما الذین علی صورۃ الخنازیر فاھل السحت واما المنکسون علی وجوھھم فاکلۃ الربٰو واما العمی فالذین یجورون فی الحکم واما الصم والبکم فالمعجبون باعمالھم واما الذین یمضغون السنتھم فالعلماء والقصاص الذین یخالف قولھم واما الذین قطعت ایدیھم وارجلھم فھم الذین یؤذون الجیران واما المصلبون علی الجذوع فی النار فالسعاۃ بالناس الی السلطان واما الذین ھم اشد نتنا من الجیف فالذین یتبعون الشہوات واللذات ومنعوا حق اللہ تعالیٰ من اموالھم واما الذین یلبسون الجباب فاھل الکبر والفخر والخیلاء۔ (صفحہ ۴۳۴ جلد ۸ تفسیر کبیر سنہ ۱۳۰۷ھ قسطنطنیہ) +

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ آوردہ کہ حضرت پناہ را از افواج پرسیدند فرمود کہ حشر کردہ شوند دہ صنف از امت من اول بر صفت بوزنگان دوم بر ہیئات خوکان و سوم نگون ساران کہ ایشان را بروئے در دوزخ مے کشند۔ و چہارم نابینایان و پنجم کران و گنگان و ششم میخایند زبانہائے خود را و آن بر سینہائے ایشان افتادہ باشد و ریم از دہنہائے ایشان سیلان میکند و اہل محشر را از آن کراہیت باشد۔ و ہفتم دست و پا بریدہ باشند و ہشتم از دارہائے آتشیں آویختہ و نہم را نتنی[1] تمام باشد بدتر از مردار و دہم را جبہائے آتشین بر تن باشد و از قطران[2] چسپیدہ بپوستہائے ایشان اما بوزنگان سخن چینان باشند و خوکان حرام خوران و نگون ساران خورندگان ربوا و کوران جور کنندگان در حکم و گنگان و کران آنہا کہ با عمل خود معجب بودہ اند و زبان خایندگان علما کہ گفتار ایشان مخالف کردار ایشان بودہ است و دست و پا بریدگان رنجانندگان ہمسایگان بغیر حق۔ و آویختگان بر دار غمازان و سعایت کنندگان بسلاطین و حکام و آنہا کہ نتن عظیم دارند تابعان شہوات و باز دارندگان حق خدائے و پوشندگان بلباس قطران اہل تکبیر و نازش[3] (صفحہ ۴۴۵ جلد ثانی تفسیر حسینی) +

مشکوٰۃ میں ہے۔ فقال ابن عمر فانی سمعت رسول اللہ علیہ وسلم یقول یکون فی امتی او فی ھذہ الامۃ خسف و مسخ او قذف فی اھل القدر۔ پس گفت ابن عمر پس شنیدہ ام پیغمبر خدا را مے گفت میباشد در امت من یا گفت میباشد درین امت خسف یعنے بزمین فرو بردن و مسخ یعنے تبدیل صورت کردن یا قذف یعنے سنگ از آسمان باریدن۔ در اہل قدر یعنے آنہا کہ منکر اند۔ آن را۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ جلد اول فصل ۲ صفحہ ۱۱۷) +

زواجر ہندی میں بحوالہ کتاب الحدیث لکھا ہے کہ محمد صاحب نے فرمایا ہے جو شخص لڑکے سے لواطت کریگا۔ قبر میں خنزیر بن جائیگا۔ (صفحہ ۸۴ مطبوعہ علوی بمبئی) +

حدیث جامع ترمذی میں ہے۔ ابن مالک ابی عامر اشعری سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میری امت سے ایک قوم حلال کریگی۔ فرجیں عورتوں کی۔ یعنے زنا اور ریشمی کپڑے اور شراب یعنی اس طرح استعمال کریگی۔ جیسے حلال اور اترینگے۔ ان میں سے کچھ قومیں نزدیک ایک علم کے شام کو آئیگا اُنکے پاس کوئی آنیوالا کسی حاجت کو۔ وہ کہینگے آج لوٹ جا کل ہمارے پاس آنا۔ پھر مسخ کردیگا۔ اللہ تعالیٰ اُن میں سے کچھ لوگوں کو سؤر اور بندر۔ (مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱۴)

و در احادیث دیگر آمدہ کہ فرمود ہمیشہ بود خدا تعالیٰ کہ نقل میکرد مرا از اصلاب طیبہ بارحام طاہرہ مصفا مہذب منشعب نمی شد دو شعبہ مگر آنکہ بودم من در بہترین دو شعبہ و گفت ابن عباس رضی در تفسیر قول وے سبحانہٗ وتقلبک فی الساجدین یعنی من نبی الی نبی و ہمیشہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ تقلیب کردہ در اصلاب انبیا تا آنکہ برآمید۔ از مادر وے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳۱۸ سنہ ۱۲۷۸ھ) اور روضۃ الاحباب +

---

[1] استلام ہاتھ یا منہ سے چومنا پتھر کا۔ (از کریم اللغات) +

[2] اجوف شکم خالی مراد قالب مرتمان است +

[1] نتنے یعنے بدبو۔ [2] قطران روغن بدبو۔ درخت عرعر یعنے صنوبر۔ [3] نازش شیخی کرنا +

مقصد اول میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ نقلت من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاہرۃ ترجمہ محمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں میں پڑتا ہوا چلا آیا ہوں اور مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ باب الحشر۔ وعن ابی ہریرۃ عن النبی قال یلقی ابراہیم اباہ آزر یوم القیمۃ۔ گفت آنحضرت کہ پیش مے آید ابراہیم پدر خود را کہ نام آزر ست روز قیامت حال آنکہ بر روئے آزر سیاہی و غبار است پس میگوید ابراہیم مر آزر را۔ آیا نگفتیم من ترا کہ بے فرمانی مکن مرا و اطاعت کن مرا در آنچہ از جانب حق گویم و خبر دہم پس میگوید مر ابراہیم را پدر وے کہ آزر ست پس امروز بے فرمانی نے کنم ترا پس میگوید ابراہیم اے پروردگار من بدرستیکہ تو وعدہ کردہ مرا و اجابت کردہ دعائے مرا کہ رسوا نگردانی مرا روزیکہ برانگیختہ شوند مردم و حشر کردہ شوند پس کدام رسوائے سخت تر و افزون تر از رسوائی پدر من کہ ہالک ست و دور تر است از رحمت تو پس میگوید حق تعالیٰ بدرستیکہ من حرام گردانیدہ ام بہشت را بر کافران و دعائے کہ امروز حق وے کنی و التماس کردہ مغفرت وے داری سود مند نیفتد۔ پس گفتہ مے شود۔ مر ابراہیم را نگاہ کن کہ چہ چیز است در زیر ہر دو پائے تو و بہ بین پس نگاہ میکند ابراہیم زیر پائے خود پس نگاہ وے ناگاہ و مقرون است۔ یعنی بیضے گرگ و کفتار نر کہ حیوانے ہست آلودہ بگل و سرگین پس گرفتہ مے شود و کشیدہ مے شود بپائے آن ذبح را پس انداختہ مے شود در آتش دوزخ و این آزر ست کہ مسخ گردانیدہ و خوار ساختہ شدہ در چشم ابراہیم چون مسخ شدہ دید نا امید شد و تبرای اید نمود"

(جلد رابع صفحہ ۳۹۱ لکھنؤ فارسی) ✦

باب ہفتم

تناسخ کی بابت اولیاء و علماء اسلام کی رائیں

ابی الفتح الامام محمد بن عبد الکریم الشہرستانی اپنی کتاب الملل والنحل میں اسلام کے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ فرقہ کیسانیہ۔ اصحاب کیسان مولی امیر المومنین علی رض وقیل تلمیذ السید محمد بن حنفیہ وحمل بعضہم علی القول بالتناسخ والحلول والرجعۃ بعد الموت (صفحہ ۸۳) ✦ ترجمہ۔ کیسان حضرت علی کا غلام تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محمد بن حنفیہ کا شاگرد تھا۔ اس کے شاگرد کہتے تھے کہ وہ تناسخ و حلول و رجعت بعد موت مانتا تھا۔ فرقہ ہاشمیہ۔ اتباع ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ وکان من مذہب عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ جعفر بن ابی طالب۔ ان الارواح تتناسخ من شخص الی شخص وان الثواب والعقاب فی ہذہ الاشخاص اما اشخاص بنی آدم واما اشخاص الحیوانات وقال روح اللہ تناسخت حتی وصلت الیہ وحلت فیہ وکفروا بالقیامۃ لاعتقادہم ان التناسخ یکون فی الدنیا والثواب والعقاب فی ہذہ الاشخاص وتاول قولہ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الآیہ (صفحہ ۸۵ و ۸۶) ✦ ترجمہ۔ اس فرقہ والے ابی ہاشم بن محمد ابن الحنفیہ کے تابع ہیں جو عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ جعفر بن ابی طالب کے مذہب کا تھا۔ ان کا اعتقاد ہے کہ روحیں ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف متناسخ ہوتی ہیں۔ اور سزا و جزا ان اجسام کے بیچ ہے۔ چاہے آدمیوں کے جسموں میں یا حیوانات کے جسموں میں۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کی روح بھی منتقل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچتی ہے۔ اور انہوں نے انکار کیا ہے قیامت کے اعتقاد کا بہ سبب اپنے اعتقاد کے مسئلہ تناسخ پر کیونکہ یہ دنیا میں ہوتا ہے یہ بعینہ ثواب و عذاب کے ان جسموں میں اس مذہب والے قرآن کی اس کلام الٰہی سے بھی اپنے قول کی تاویل کرتے ہیں لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الآیۃ

فرقۃ البیانیۃ۔ اتباع بیان بن سمعان الہندی ثم ادعی بیان انہ قد انتقل الیہ الجزء الالٰہی بنوع من التناسخ" (صفحہ ۸۶) ✦

فرقۃ الرزامیۃ" وقالوا بتناسخ الارواح۔ (صفحہ ۸۷)

الغلاۃ۔ علی اصنافہا کلہم متفقون علی التناسخ والحلول ولقد کان التناسخ مقالۃ لفرقۃ فی کل ملۃ تلقوہا من المجوس والمزدکیۃ والہند والبراہمۃ ومن الفلاسفۃ والصابئۃ ومذہبہم ان اللہ تعالیٰ قائم بکل مکان ناطق بکل لسان ظاہر فی کل شخص من اشخاص البشر وذلک معنی الحلول وقد یکون الحلول بجزء وقد یکون بکل اما الحلول بجزء ہو کاشراق الشمس فی کوۃ او کاشراقہا علی البلور واما الحلول بالکل فہو کظہور ملک بشخص او کشیطان بحیوان ومراتب التناسخ اربعۃ النسخ والمسخ والفسخ والرسخ وسیاتی شرح ذلک عند ذکر فرقہم من المجوس علی التفصیل واعلی المراتب مرتبۃ الملکیۃ او النبوۃ واسفل المراتب الشیطنۃ او الجنیۃ وہذا الکامل کان یقول بالتناسخ ظاہرا من غیر تفصیل مذہبہم" ترجمہ۔ غلاۃ کے تمام فرقے تناسخ و حلول پر متفق ہیں۔ تناسخ اس کے ہر ایک امت میں تعلق رکھتا ہے۔ یہ تناسخ ان کو ملا ہے۔ مجوس سے مزدکیہ سے۔ ہندوستان اور برہمنوں سے اور فیلسوفوں سے اور صابئین سے ان کا مذہب ہے کہ خدا ہر مکان میں رہتا ہے اور ہر ایک زبان میں بولتا ہے اور ہر ایک انسانی جسم میں ظاہر ہے اور یہی معنے حلول کے ہیں۔ ہوتا ہے حلول خدا کی جزو سے جیسا شمس کا طلوع جھروکہ میں یا ماسوا اس کے چمکنے کے بلور میں اور اس کا کامل ظہور ایسا ہے جیسا کہ ظہور فرشتہ کا جسم میں یا شیطان کا حیوان میں مراتب تناسخ کے چار ہیں۔ نسخ۔ مسخ۔ فسخ۔ رسخ۔ ان تمام کی تفصیل مجوس کے بیان میں ہوگی۔ ان کے مذہب میں اعلیٰ مرتبہ فرشتہ کا نبوت کا ہے اور سب سے نیچا درجہ شیطان اور جنون کا۔

"بغیر کسی تفصیل کے ہم نے یہاں تناسخ کے متعلق بات ظاہر کر دی ہے۔"

فرقۃ الکاملیۃ" وکان یقول الامامۃ نور یتناسخ من شخص الی شخص وذلک النور فی شخص یکون نبوۃ وفی شخص یکون امامۃ وربما یتناسخ الامامۃ فتصیر نبوۃ وقال بتناسخ الارواح وقت الموت"

تحفہ اثنا عشریہ میں غلات کا حال اس طرح لکھا ہے۔ فرقہ پنجم از غلات کاملیہ اند اصحاب کامل میگویند کہ ارواح تناسخ مے شود یعنی انتقال میکند از بدنے بہ بدنے و روح الٰہی اول در بدن آدم بود بعد ازان در شیث درآمد و ہم چنیں بانکشیدہ در سائر انبیاء و ائمہ نقل نمود و ارواح بنی آدم نیز در میان خودہا تناسخ میکنند" (صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی فرقہ ہفتم کا حال لکھا ہے۔

فرقۃ السبائیۃ اصحاب عبد اللہ ابن سبا وقالت بتناسخ الجزء الالٰہی فی الائمۃ بعد علی" (صفحہ ۱۰۱) ✦ فرقۃ الغالیۃ۔ وبدع الغلاۃ محصورۃ فی اربع التشبیہ والبداء والرجعۃ والتناسخ ولہم القاب بکل بلد لقب یقال لہم باصفہان الخرمیۃ والکودیۃ وبالری۔ المزدکیۃ والسنباذیۃ وباذربیجان الذقولیۃ وبموضع المحمرۃ وبما وراء النہر المبیضۃ" (صفحہ ۱۰۰) مفصل دیکھو صفحہ ۸۰ سے ۱۰۱ تک جزو اول مطبوعہ ۱۲۶۳

اصحاب التناسخ قد ذکرنا مذاہب التناسخیۃ وما من ملۃ من الملل الا وللتناسخ فیہا قدم راسخ وانما تختلف طرقہم فی تقریرہا فاما تناسخیۃ الہند ابلغ اعتقادا فی ذلک۔ (الملل والنحل جزو ثانی صفحہ ۱۱۸ موجودہ لائبریری جے پور)

ملا محمد علی شہدی نے شرح باب البدایہ النہایۃ میں اور سید عبد الاول حاشیہ شرح حکمۃ العین میں اور فاضل صدر الدین شیرازی شواہد ربوبیہ میں لکھتے ہیں۔ ما من مذہب

الا و للتناسخ منه قدم واسع یعنے تناسخ در ہر مذہب قدم محکم افشردہ است“ + شیخ الاشراقیین در حکمة الاشراق و نیز علامہ شیرازی بشرح آن میگوید تمسک بعض الاسلامیین لصحة التناسخ بایات من الوحی الی آخرہ۔ یعنے بعض اسلامیین بصحت تناسخ تمسک بایات وحی نمودہ و قایل شدند۔ (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۲) +

قاضی عضد الدین جو اہل سنت جماعت میں سے معزز فاضل گذرا ہے۔ اپنی کتاب مواقف میں تناسخ کے برخلاف دلایل لکھکر کہتا ہے۔ ولیس شیٔ منها بالتعویل۔ یعنے ہیچ دلیل از دلایل بطلان تناسخ قابل اعتماد نیست“ (صفحہ ۴۴ تحقیق التناسخ) +

تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی عبد العزیز صاحب دہلوی فرماتے ہیں کہ اکثر فرقہ اہل شیعہ امامیہ و کاملیہ و منصوریہ و ہیریہ یا باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن را معاد نیست نہ روح را غیر این عالم مقر نیست بلکہ ہمیں عالم متناسخ میشود و انتقال میکند از بدنے بہ بدنے دیگر و آخر ہمان کتاب منسوب بجماعہ امامیہ و دیگر اہل تشیع قایل رجعت بودہ اند و آن اُم تناسخ است + تناسخیہ گویند۔ چون جان از قالب بر آید روا ست کہ در قالبے دیگرے در آید۔ (غیاث اللغات ردیف ت صفحہ ۵۰۰) + میر سید شریف شرح مواقف در مبطلین تناسخ میگوید کہ از بعضے اشخاص مروی است کہ میگفت کہ من یاد دارم زمانہ را کہ در بدن شتر بودم و حتیٰ آن گفتہ کہ آن شخص شیخ مبارک شاہ سلجوقی بود کہ میگفت گفتے بود کہ من در بدن شتر بودم“ (تحقیق التناسخ صفحہ ۵۰) +

علامہ اثیر الدین نے زبدۃ الاسرار میں لکھا ہے۔ ان النفس الانسانیة ان لم تستکمل و بقیت محتاجة الی بدن فان لم تکن هیئة ردیة یحتمل ان تبقی قائمة بنفسها بعد البدن و یحصل لها الخلاص عن العذاب هو الجهل بما یجب ان یعلم و یحتمل ان یعذ بها العاقبة الی الکمال الی التعلق ببدن آخر انسانی وان کان فیها هیأت ردیة یحتمل ان تبقی معذبة بتلک الهیأت دائما و یحتمل ان یعذ بها تلک الهیأت الی التعلق ببدن آخر حیوانی ،،

ترجمہ روح انسانی کامل نہیں ہوا اور محتاج رہتی ہے بدن کی اگر وہ ردّی حالت میں ہو تو بذاتہ قائم رہتی ہے ترک بدن کے بعد اور حاصل ہو جاتی ہے اُسے خلاصی عذاب سے وہ محض لاعلمی ہے نا کہ واجب ہووے علم دکھان، اور احتمال کہ اُس روح کو کھینچے آخر طرف کمال کے واسطے دوسرے قالب انسانی کے اور اگر ہو ویں اُس میں حیات ردیہ۔ پس اُٹھا ئینگے عذاب اسی طرح ہمیشہ تک اور رہ عذاب پا دیگی تعلق میں دوسرے حیوانوں کے +

مفتاح التواریخ میں ہے ”در نفحات از مولوی رومی نقل کردہ کہ او در کلام خود فرمودہ کہ نور منصور بعد از صد و پنجاہ سال بروح فرید الدین عطار تجلی کردہ مربی او گشت“ (باب ہفتم صفحہ ۵۸ نولکشور ۱۸۶۶ء) + ہمیں طریق در یزد شاعرے بود متخلص بنامی یزدی۔ و علت این تخلص آن بود کہ مذہب تناسخ داشت و خود را شیخ نظامی گنجوی می پنداشت و این خیال را در عالم قال آوردہ چنین گفتہ۔ بیت

در گنجہ فرو شدم سپیدے دید + از یزد بر آمدم چو خورشید ۔
ہر کس کہ چو مہر بر سر آید + ہر چند فرو رود بر آید

وفات او در سنہ یک ہزار و ہفدہ ہجری واقعہ شدہ شیخ فرید الدین عطار می فرماید

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام + ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

(از مفتاح التواریخ باب یازدہم صفحہ ۱۹۸) +

حضرت محمد بن ملک داد ملقب بہ شیخ شمس الدین تبریزی المشہور شمس تبریز ولی مادرزاد جنہوں نے سنہ ۶۴۵ہجری میں وفات پائی تناسخ کے قایل ہیں۔ اور ایسا ہی اُن کے دوست مولانا جلال الدین رومی بھی اسی مذہب کے تھے۔ (از دیوان شمس تبریز) +

ردیف الف	روزی محمد یک شود روزی پلنگ و سگ شود	گر اشتر بیند گشود گہ نفی جالدین قمر را
ردیف دال	فرو شدن چو بدیدی بر آمدن بنگر	غروب شمس و قمر را چرا زیان باشد
	ترا غروب نماید ولے شروق بود	لحد مضیق نماید خلاص جان باشد
	کدام دانہ فرو رفت در زمین کہ نرست	چرا بدانۂ انسانت این گمان باشد
	کدام دلو فرو شد کہ آب در نامد	ز چاہ یوسف جان را چرا زیان باشد
	دہان چو بستی ازین سو بدان طرف بگشا	کہ ہائے و ہوئے تو در جہان لا مکان باشد
//	آن سبز قبائے کہ چو مہ یار بر آمد	امروز درین خرقہ گلنار بر آمد
	دان ترک کہ می روز بیغماش پذیری	آنست کہ امروز بدین دار بر آمد
	آن بادہ ہمانست کہ زان شیشہ دگر شد	بنگر کہ چہ خوش بر سر اغیار بر آمد
	آن شمع بصورت مثل مشعلہ گر شد	وان مشعلہ زین روزن اسرار بر آمد
	گر شمس فرو شد بغروب او نہ فرو شد	از برج دگر آن سرہ انوار بر آمد

	زانسو کہ برکت شادی و ہندوی غم رسد	آمد شد نیست دائم در راہیست نا پدید
	زان راہ ناپدید ہما کہ بوئے برد۔	آن گز شراب عشق او زان خورد یا چشید
//	شب مردو زندہ گشت حیات است بعد مرگ	اے غم بکش مرا کہ حیاتم توئی بدید۔
	پیش ازین کاندر جہان باغ و می و انگور بود	از شراب لایزالی جان ما مخمور بود
	پیش از آنکہ نقش ما بر آب و گل معمار بود	در خرابات حقایق جان ما مامور بود
	ما بہ بغداد جہان فنالات انا الحق مے زدیم	پیش از آن کین دار و گیر نکتہ منصور بود
	شمس تبریز از خبرداری بگو آن عہد را	آن زمان کان شمس بے دور فلک مشہور بود

	ولیک خون و فتح از نتیجہ روح است	کرامن و خوف ندارد درخت و سنگ و جماد
	گہے گہے اگر آئی شوم بالا تر + + +	ز بیش حمل بہ پستی کہ ہر چہ باد اماد
//	نشستہ جان بیکے شو کہ ہر کرا ست ظفر	کہ دار ہم رکشا کش شوم خوش معتاد
	ہزار ہا قرن بیاید کہ این دولت بیش آید	کجا یابم دگر بارش اگر این بار بگریزم
ردیف	در دین سر بود عشق تو مقدم	کہ نہ آدم بد و آگاہ و نہ عالم
میم	نہ این تن بود نہ این دل نہ این نفس	کہ بودم حامل از عشقت چو مریم
	چون ماہ پے آفتاب رفتم	گہہ کاستم و گہے فزودم
	بارِ گر از چاہ سوئے جاہ رسیدم	در غربت اجسام باللہ رسیدم

من از برائے مصلحت در حبس دنیا ماندہ ام	من از کجا سخن از کجا مال کرا و زد بدہ ام
شکل نبات اندر زمین ز آب گندم دارم غذا	یک بار مے بالیدگہا من بارہا بالیدہ ام
چند آنکہ خواہی در نگر در من کہ شناسی مرا	بد تر از آن کم دیدہ من صد صفت گردیدہ ام
مانند طفل اندر شکم من پرورش دارم بخون	یک بار زاید آدمی من بارہا زائیدہ ام
من طرفہ مرغم کز چمن با اجتہاد خویشتن	بے دام و بے گیرندہ اندر قفس غریدہ ام
اے ابر قصص با دوستان بہتر ز باغ و بوستان	بہر خلاصی یوسفے در چاہ آرا میدہ ام
پر ز غم او زاری مکن دعوے بیماری مکن	صد جان شیرین دادہ ام تا این بلا بخریدہ ام

ہر کجا باشیم و ہر جا کہ روم	حاضران کاسہ و خون تو ام
آزمودم زندگانی بیشمار	در بقا و در فنا شگیفتم +
گر تو چیبے جبلگی گشتم زبان	گاہ لب خاموش چون مریم شدم
آنچہ از جیب مریم فوت شد	گر مرا یا در کنی آن ہم شدم
باز آمدم باز آمدم از پیش آن یار آمدم	در من نگر در من نگر بہر تو غمخوار آمدم

شاد آمدم شاد آمدم وز جملہ آزاد آمدم	چندین ہزاراں سال شد تا من بگفتار آمدم
بالا روم بالا روم آنجا شوم آنجا شوم	باز آمدم بازم رہاں کاینجا بزنہار آمدم
من مرغ لاہوتی بدم دیدم کہ ناسوتی شدم	دامش بدیدم ناگہی در وے گرفتار آمدم
ما را بچشم سر مبین ما را بچشم سر نگر	آخر صدف من نیستم چون در شاہوار آمدم
از چار مادر برترم بہ ہفت آبا یا نہم	من گوہر کانی بدم کاینجا بدیدار آمدم

باز آمدم باز آمدم تا وقت را میموں کنم	باز آمدم باز آمدم تا درد عشق افزوں کنم
باز آمدم باز آمدم تا بہر بیماراں دل	از اشک چشم و آہ تپے از خون دل جیحون کنم
باز آمدم باز آمدم تا سوز و درد عشق را	در گوشہائے دل نہم در گنج سرمد خون کنم
باز آمدم باز آمدم تا لعل بریان دلبر شہم	وز ہر چہ جز دلبر بود از شہر دل بیروں کنم
باز آمدم باز آمدم کز جسم جاں دل بر کنم	چون مرغ دل عرش آشیاں در حضرت بیچون کنم
باز آمدم باز آمدم دل دادۂ شوریدہ -	خود را اگر لیلی کہاں در عشق او مجنوں کنم
باز آمدم باز آمدم چیزے ندارم چون الف	قد الف را ہر شبے در خدمتت چون نون کنم

انگند در سر من آنچہ از دہن بر آید-	ذکر و عشق کشتہ از شش ہزار سالہ

زآنچہ کردم کنوں پشیمانم	دل امسال یار بایستی
تا بدانستی ز دشمن و دوست	زندگانی دو بار بایستی
چون رضائے تو در غم دل ماست	وہ چہ باشد ہزار بایستی
صد ہزاراں سخن نہاں دارم	گوش را گوشوا بایستی

دیواں مغربی میں ہے

صد بار جستہ ام بروں از حصار تن تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں

ہزار بار گل و کوزہ کردہ اند مرا + ہنوز تا نہ فراہم ز عیش شیریں کام

مولوی جلال الدین رومی سوارم البیات میں فرماتے ہیں مستزاد

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار بر آمد	دل برد و نہاں شد	خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ	خود رند سبو کش
ہر دم بلباس دگر آں یار بر آمد	گہ پیر و جواں شد	خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد	بشکست [illegible] شد
گاہے بدل طینت صلصال فرو شد	غواص معانی	خود گشت صراحی و مے و ساغر و ساقی	خود بزم نشیں شد
گاہے ز بن کہگل فخار بر آمد	زاں پس بجہاں شد	خود زان ہمہ مست [illegible]	[illegible] جاں شد
خود نوح شد و کرد جہاں را بدعا غرق	خود رفت بکشتی	ایں جملہ ہماں بود کہ می آمد و می رفت	ہر قرن کہ دیدی
گہ گشت خلیل و بدل نار بر آمد	آتش چو جناں شد	تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد	دارائے جہاں شد
یوسف شد و از مصر فرستاد قمیصے	روشن کن عالم	منسوخ نباشد چہ تناسخ بحقیقت	آں دلبر زیبا
از دیدۂ یعقوب چو انوار بر آمد	تا دیدہ عیاں شد	شمشیر شد و در کف کرار بر آمد	قتال زماں شد
حقا کہ ہم آں بود کہ اندر ید بیضا	مے کرد شبانی	نہ نہ کہ ہموں بود کہ می گفت انا الحق	در صورت [illegible]
در چوب شد و بر صفت مار بر آمد	زاں فخر کناں شد	منصور نبود آنکہ بر آں دار بر آمد	نادان بگماں شد
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا	از بہر طہارت	رومی سخن کفر نگفتست و نگوید	منکر مشویدش
موسیٰ شد و چوں زندہ و آواز بر آمد	بر طور بیاں شد	کافر شود آنکس کہ بانکار بر آمد	از دوزخیاں شد
می گشت دمی چند بر این روی زمین او	از بہر تفرج		
عیسیٰ شد و بر گنبد دوار بر آمد	تسبیح کناں شد		

مولوی رومی نے ایک دوسرے مستزاد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے

خود نقد شد از مخزن اسرار بر آمد	خود گنج عیاں شد	خود بود کہ خود را بسر دار بر آمد	بر خود نگراں شد
در کسوت ابریشم آمد بسینہ	تا خلق بپوشد	خود در صفت جبہ و دستار بر آمد	پس ہمگاں شد
در عین تجلی خود است و خود لب بست	خود دایہ پستید	خود گشت بجے کار و پرستار بر آمد	خود عین عیاں شد
در موج نہاں ساخت شد خود دریا	در ہیئت قطرہ	در حجرۂ لیلی ز در شہوار بر آمد	در گوش شہاں شد
خود بزم شد و خود مے و خود ساغر و ساقی	خود پیر خرابات	خود مے شد و خود در خم خمار بر آمد	خود کوزہ کشاں شد
خود بر تن خود تیغ جفا زد و سپر شد	خود مرہم او گشت	خود در صفت مردم بیمار بر آمد	خود فاتحہ خواں شد

ایسا ہی مولوی قاسم صاحب اپنے مستزاد میں لکھتے ہیں

چو خسرو خوباں سوئے بازار بر آمد	انوار دو کاں شد	بر سر صراف خریدار بر آمد	نقد نگیں شد
با ناز و نزاکت بجہاں گرد تجلے	از دیدۂ جادو +	تسخیر جہاں کرد بانکار بر آمد	با ناز رواں شد
خود خواست کہ سیر باغ گلزار شود بیں	از بہر تماشا	خود گل شد و بلبل شد گلزار بر آمد	خود باد خزاں شد
خود کرد بنا مسجد و بہر عبادت	خود گشت مؤذن	خود صورت میخانہ و خمار بر آمد	خود جام کشاں شد
از بہر نفع خواست سفر کردن دریا	کشتی طلب ساخت	خود در کشتی شد و نجار بر آمد	خود باد و طوفاں شد
خود بود کہ می آمد و می رفت بہر آں	در پردہ مخفی	گاہے بجہاں محرم اسرار بر آمد	بنگر کہ عیاں شد
خود خواست کہ از درد شفا خلق بیابد	خود گشت طبیبے	خود گشت سقیم و تن بیمار بر آمد	خود دایہ کماں شد
خود روح شد و جانان تن خاک نمود	خود قابض آں گشت	خود دار و رسن [illegible] بر آمد	خود گور کشاں شد
ز بہر خود آراست شد یوسف کنعاں	محبوب دو عالم	خود گشت زلیخا و طلبگار بر آمد	خود طعنہ زناں شد
خود مے شد و خود ساغر و خود قاضی مفتی	خود پیر خرابات	خود مست شد از ساغر سرشار بر آمد	خود ورد زباں شد
فی ذاتہ سخن گفت قاسم ز مجاز ست	از دیدہ عیاں بین	منصور چساں عشق سر دار بر آمد	[illegible] شد

ایک دوسرا فاضل کہتا ہے +

در عشق بیا در نگنجد	خود بود کہ خود ہمسری کرد

ایک اور ولی کا قول ہے +

خود بہ تغیر شد و پیام آورد	گشت خود کافر و نمود انکار
خود کند ساز ہر گناہ و کرست	خود کند باز توبہ استغفار

مولوی عبد الرحمن جامی کہتے ہیں +

نے بود از سپہر آستانی	از کون و مکاں دلہر نشانی
مقدس بودے از قید چہ و چون	سر از جلباب بیچون آوردہ بیرون
چراں بیچون دریں چون کرد آرام	بے روپوش کردہ [illegible] نام

ظہیر فاریابی اپنے بادشاہ کی بابت ذکر کرتا ہے

خدایگانا زہے روشنی رائے افلاطون	ق	ترا چہ داعیہ زیر مسلم جمہور
بیا ورید اقبال صورتے [illegible]		حلول کردہ در جاں [illegible]

مشہور ولی عمر خیام اپنی رباعیات میں لکھتے ہیں +

چوں رفت ز جسم جوہر روشن تو	یا جسم دگر گزین کند کس تو
آئینہ [illegible] شد	تا زیر زمین [illegible]
خیام تنت بخیمہ آید راست	جان سلطان [illegible]
فراش اجل ز بہر دیگر منزل	[illegible]

جنگ نامہ حاملی میں لکھا ہے کہ جب امام حسین نے یزید کو [illegible] امام حنیفہ [illegible] اس کو ایک مکان کے اندر گھیر لیا - تب اندر سے ایک [illegible] یزید تھا

امام حنیف نے اُس کو تیر مارا اور مار کر آگ میں جلا دیا ✣

پیر شاہ مخدوم جہانیاں۔ اپنے مناقب میں فرماتے ہیں۔ کہ میں حج کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہوا۔ راستے میں جہاز بہ سبب طوفان کے ٹوٹ گیا۔ اور میں ایک تختہ پر بیٹھا ہوا رہ گیا۔ وہ تختہ بہتا ہوا ایک جگہ خشکی پر جا لگا۔ تب میں اُتر کر خشکی پر پہنچا۔ وہ مجھے دھوپ لگی۔ تو میں ریت میں ایک گڑھا کھود کر اُس میں بیٹھ رہا۔ وہاں جنگل سے ایک ہاتھی آیا۔ اور میرے سے ایک تیر کے فاصلہ پر جنگل میں لید کی۔ لید کرنے کے بعد وہ پانی پینے چلا گیا۔ پیچھے اُس لید سے ایک آدمی پیدا ہوا۔ اور اپنا بدن جھاڑنے۔ اور رونے لگا بعد ازاں ہاتھی آیا اور اُس کو پیچھے سے پکڑ کر اُس کا بند بند جُدا کرنے لگا۔ وہ آہ و زاری کرتا ہوا روتا ہوا بعد مارنے کے ہاتھی اُسے اُٹھا کر چلا گیا۔ ایسا ہی چالیس روز تک میں برابر دیکھتا رہا۔ کہ ہر روز ہاتھی آتا اور اسی طرح کرتا۔ اور مار کر اُٹھا لے جاتا۔ آخرکار چالیسویں روز میں نے اُس سے سوال کیا۔ اُس نے کہا کہ میں بدبخت یزید ہوں۔ مجھے یہہ عذاب قیامت کے روز تک ہوتا رہیگا۔ (صفحہ ۲۱۷-۲۱۸) ✣

قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں لکھا ہے

روح پُر فتوح حضرت **محمد صاحب** کا ہزار برس تک بصورت طاؤس رحمت کے دریا میں غریق رہا ✣

روایت ہے کہ صورت سانپ کی ایسی پاکیزہ اور مطبوع تھی کہ کوئی جانور بہشت میں ایسا نہ تھا۔ حق تعالے نے اس گناہ کے سبب اُس کی صورت کو مسخ کیا۔ اور خاک اُس کی خوراک ٹھیرائی اور پیٹ اور سینہ کے بل زمین کو رگڑتا اور چھاتی کو چھیلتا رہے۔ اور صورت طاؤس کی بھی بدل گئی۔ چنانچہ پاؤں اُس کے بد صورتی میں ضرب المثل ہیں" (روضۃ الاصفیا و قصص الانبیا صفحہ ۷ ذکر آدم ؑ مطبوعہ مصطفائی لاہور ۱۸۹۰ء) ✣

غیاث اللغات میں لکھا ہے۔ "مسخ بالفتح و خاے منجمہ بہ گردانیدن صورت بصورت دیگر کہ بدتر از صورت نخستین باشد و سیزدہ چیز است کہ حق تعالے بہ سبب افعال بد ممسوخ گردانیدہ۔ اول فیل کہ مرد لوطی بود۔ دوم خرس کہ کودکان را محبت مے کرد۔ سوم خرگوش کہ زنے بود از حیض غسل نہ کردی۔ چہارم کژدم کہ غماز بود۔ پنجم سوسمار کہ غارتگر۔ ششم خوک کہ خلاف امر پیغمبر کارہائے بد مے کردے۔ ہفتم روباہ کہ دزد بود۔ ہشتم باخہ کہ زانی بود۔ نہم ذرنج کہ متکبر بود۔ دہم فاختہ کہ سوگند دروغ خوردی۔ یازدہم گنجشک کہ مال حرام مے خورد۔ دوازدہم موش کہ زنے بود باجرت نوحہ کردی۔ سیزدہم بوم کہ تغیر مذہب خود کردہ و بعضے بست و دو نوشتہ" (از غیاث و منتخب ردیف میم صفحہ ۳۴۵) ✣

اب ہم آخیر میں اسلامیوں کے کتب احادیث سے چند واقعات ناظرین کی تفریح طبع کے واسطے۔ جن کی صحت میں کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ درج کرتے ہیں۔

مدارج النبوۃ و معارج الفتوۃ۔ میں ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی اور کہا لبیک و سعدیک۔ حضرت نے فرمایا تو کس کی بندگی کرتی ہے بولی کہ اُس اللہ کی بندگی کرتی ہوں کہ جس کا عرش ہے آسمان میں اور اُس کی حکومت ہے زمین میں۔ اور بہشت میں اُس کی رحمت ہے۔ اور دوزخ میں اُس کا عذاب ہے حضرت نے فرمایا میں کون ہوں۔ بولی تو رسول ہے رب العالمین کا اور خاتم ہے پیغمبروں کا۔ جو کوئی تجھ پر ایمان لاوے۔ نجات پاوے۔ اور جو کوئی تجھ کو جھٹلاوے دوزخ میں مبتلا ہو۔ (حجتہ الہند صفحہ ۱۱۲) ✣

معلوم ہوتا ہے کہ گوہ پچھلے جنم میں کوئی مسلمانی تھی۔ جو شامت اعمال سے اُس قالب میں آئی ✣

روضۃ الاحباب میں ہے زبانی عقیل کی کہ ایک مقام پر پہنچے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا۔ اور حضرت کے آگے دو زانو ہو کر کہنے لگا۔ کہ الامان الامان اور اُس کے پیچھے ایک اعرابی تلوار کھینچے ہوئے آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی تو اس سے کیا چاہتا ہے۔ عرض کیا کہ اے خدا کے رسول میں نے اس اونٹ کو اس لئے خریدا ہے کہ میرا کام کرے اور مجھ کو اس سے نفع ہو اب یہ نافرمانی کرتا ہے میں نے یہہ قصد کیا ہے کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت سے نفع پکڑوں۔ حضرت نے اونٹ سے فرمایا تو کیوں باغی ہوا۔ اونٹ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا میں اس واسطے اس سے نافرمانی نہیں کرتا کہ اس کا کام نہ کروں۔ بلکہ میں نے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی عشاء کی نماز نہ پڑھے اللہ کا اُس کو عذاب پہنچے گا۔ اور یہ اعرابی اپنی قوم کے ساتھ عشا کی نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ میں اس واسطے بھاگتا ہوں کہ مبادا ان کی شامت سے مجھے بھی عذاب پہونچے۔ آپ نے اُس کو نماز کی تاکید کی پھر اونٹ اسکا فرمانبردار ہوا۔ (حجتہ الہند ۱۲۴) اس سے صاف ظاہر ہے کہ اونٹ یا تو پچھلے جنم کا کوئی مولوی اور یا کوئی اعرابی مسلمان ہے جو کہ نماز کا اتنا مددگار ہے اور بہشت قرآنی کا خواستگار ہے یعفور نام ایک گدھا تھا جس پر حضرت اکثر سوار ہوا کرتے تھے۔ وہ گدھا بھی عربی بولتا تھا۔ اور سوال و جواب کیا کرتا تھا۔ اور جب حضرت سواری کی نیت سے گدھے کے پاس آتے تو وہ السلام علیکم بولتا تھا۔ (دیکھو کشف اللغات) معلوم ہوتا ہے کہ یعفور کبھی مسلمان ہو چکا تھا اور دین اسلام سے اُسے اُلفت تھی ✣

روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ عقیل نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت کے ساتھ تھا۔ حضرت سے میں نے اپنی پیاس کا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جا اور اس پہاڑ سے کہہ کہ رسول خدا کہتا ہے کہ مجھ کو پانی دے۔ میں نے بموجب فرمانے حضرت کے عمل کیا۔ پہاڑ مجھ سے باتیں کرنے لگا اور کہا کہ حضرت کی خدمت میں عرض کر کہ مجھ کو جب سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ڈرو اور بچو دوزخ کی آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر میں اتنا رویا ہوں کہ مجھ میں پانی باقی نہیں رہا (حجتہ الہند صفحہ ۱۲۳) ✣

معارج النبوۃ میں بریدہ سے روایت ہے کہ ایک درخت حضرت کے پاس آیا

اور السلام علیکم یا رسول اللہ کہا۔ (حجۃ الہند صفحہ ۱۲۴) ✣

حدیث ترمذی اور دارمی میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نواح مکہ میں میں حضرت کے ساتھ تھا جو پتھر درخت سامنے آتا اسلام علیکم یا رسول اللہ کہتا۔ (حجۃ الہند صفحہ ۲۵) ✣

حدیث ترمذی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک کھجور کے درخت نے بھی حضرت کی پیغمبری پر گواہی دی۔ (صفحہ ۱۲۵) ✣

صحیح بخاری میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ مسجد کے ایک ستون سے جو کھجور کی لکڑی کا تھا تکیہ لگا کر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر تیار کیا گیا حضرت ممبر پر تشریف لائے۔ وہ ستون ایسا رونے اور چلانے لگا گویا ابھی پھٹ جاتا ہے۔ حضرت ممبر سے اُترے اور اُس ستون کو اپنے بدن مبارک سے لگایا۔ تب وہ ستون اس طرح سے رونے لگا جیسے کوئی چھوٹا لڑکا روتا ہے۔ اور کوئی اُسے پیار کرکے رونے سے چُپ کراوے اور وہ رو رہا ہے۔ آخر وہ ستون خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ستون اللہ کا ذکر سُنا کرتا تھا اس لئے غم سے رونے لگا تھا۔ (صفحہ ۱۲۳) ✣

حکیم آدم سنائی فرماتے ہیں ؎ کردہ از ہجری شش ممبر۔ گریۂ راہنی پیشے را ہر۔ اس پر حکیم علامی حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ وگریہ راہنی اشارتست بہ گریہ شیخ اخی فرخ زنجانی رحمۃ اللہ کہ او را گریہ بود خانہ پرورد کہ چون عابدان نماز گذاردے — او را گریہ عابد ہم میگویند چنانکہ جائے حافظ شیراز ذکر آن مے فرماید اما این گریہ روزے بجائے خود کارے کرد کہ چون گروہے از آشنایان بخانقاہ شیخ آمدند جامہ ہر یکے بکرد تا آنکہ ہر یکے زانہا بایستاد و بول انداخت چون تفحص کردند آن شخص از دین بیگانہ بود۔ و مراد از سگ پیر مشاید سگ شیخ سعدالدین جمہوری باشد کہ مرتبہ منظور نظر شیخ گشت و از شہر بایستاد و از شہر روئے تافت و بگورستان رفت (حدیث سنائی مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۴۳ سنہ ۱۲۹۰ھ) ✣

اگر یہ واقعات بڑے صدق رکھتے ہیں جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ان صحت پر ایمان ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ تمام حیوانات و جمادات مذکورہ بالا پچھلے جنم کے ضرور مسلمان ہیں اور شامت اعمال سابقہ سے ایسان قالبوں میں متناسخ ہوئے ہیں ہر کہ شک آرد کافر گردد ✣

قرآن و حدیث و تفاسیر و دیگر اولیاء اللہ کے کلام سے ہم نے تناسخ کی بہت سی شہادتیں پیش کر دی ہیں۔ جہاں تک کہ ہم نے کتب اسلامیہ کا مطالعہ کیا ہے اُسکا خلاصہ صرف یہی ہے کہ محمدیوں میں سے جو خدا رسیدہ ہوئے ہیں جنہیں اُن کے محاورہ میں اولیاء اللہ۔ قطب یا غوث پکارتے ہیں وہ سارے کے سارے تناسخ کے قائل تھے۔ اسلام کے ۳، فرقوں میں سے کئی فرقے تناسخ کو مانتے ہیں خود ایک فرقہ کا نام ہی تناسخیہ ہے۔ اعمال اور سزا و جزا نتیجہ بغیر تناسخ کے ملنا سراپا ناممکن ہے۔ مگر پھر بھی عموماً اولیاء اللہ اور خاص خاص فضلاء کے سوائے دیگر محمدی دین کے پیرو تناسخ کو کھلے طور پر نہیں مانتے مگر ان بزرگواروں کی کلام کی عزت کرتے ہیں۔ اور انہیں فارسی زبان کے قرآن کا درجہ دیکر کہتے ہیں ؎

مثنوی مولوی معنوی ✣ ہست قرآن در زبان پہلوی
من چہ گویم وصف آں عالیجناب ✣ نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے جو جو حکما ہوئے یا جنہوں نے حکیمانہ طور پر مذہب کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا فیصلہ کیا ہے وہ سارے کے سارے تناسخ کے قائل ہیں جیسے اسبہ و کاتیہ و منصوریہ و ہمیریہ و تناسخیہ و کاملیہ وغیرہ ان کے علاوہ خاص علما میں سے جو تزکیہ نفس کے سبب درجہ معرفت پر پہنچ گئے۔ وہ چونکہ کن فیکون سے جگت کی اُتپتی مانتے تھے۔ انہوں نے جہانتک غور کی عام ارواح تو کیا خود خدا کو تناسخ کے چکر میں ڈال دیا۔ اور ہمہ اوست کے قائل ہو گئے۔ یہاں تک کہ قتل کئے گئے۔ تو بھی اپنے ارادوں سے باز نہ آئے۔ اور اپنے یقین پر قائم رہے جیسے منصور حلاج شمس تبریز بایزید وغیرہ باقی رہے متعصب مُلاں اور حلوے مانڈے کے دلدادہ مولوی وہ فقر کے درجہ میں ہمہ اوست اور مسجد کے اندر ہمہ از اوست کے قائل ہیں۔ مگر دانا جانتے ہیں کہ مطلب دونوں کا ایک ہے۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ جو جو تناسخ کو نہیں مانتے اور ذرا گھر کی بھی رکھتے ہیں۔ انہیں جب وہ سوچتے ہیں اپنے فرضی خدا اور جابر کبریا کو گالیاں دینی پڑتی ہیں۔ نمونہ کے واسطے ہم چند ایسے لوگوں کے قول پیش کرتے ہیں ✣

عرفی

اے بخت چنان مکن کہ آخر
ممنونِ اثر کنیم دعا را
یا دستِ دعائے چرخ بربند
یا بخل عطائے مدعا را
یارب چہ عداوت ست بامن
این کار کشائی کبریا را
تا کے شکیب در پذیرم
آفاتِ نجوم فتنہ زا را

عرفی بتعریف علی رضا

گر بعصیان درنے آمد ز انبے توقیست
دیں بعینہ چون حریفش سوخت و منفعتاہ
تاب مہر تو نیستم گناہ ناسخ خویش
چہ غم کاتب اعمال دارد اختصار
دیگر نہ در پناہ دُعائے تو ام چہ غم بود
معاصیم نہ باندازۂ قیاس و شمار
گر نام مختار فاعل ہر چہ ہست از حکم تست
پس بیادائش گناہم این ہمہ تعزیر چیست

چو این بنیاد دیدار خود افگندی
گناہ خویش را بر ما چہ بندی
قضا مے افگند از راہ ما را
خدا را از خدا درخواہ ما را
در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند
گر تو نمے پسندی تغیر کن قضا را
گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گو گناہ من است
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام
کہ بد را حوالت بخود کردہ ام
من میخورم و ہر کہ چو من اہل بود
میخوردن من نزد او سہل بود
مے خوردن من حق بازل مے دانست
گر مے نخورم علم خدا جہل بود
مے خور کہ ہزار بار بیشت گفتم
بازآمدنت نیست چو رفتی رفتی
ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو
آنکس کہ گناہ نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میان من و تو چیست بگو
مشنو سخن بہشت و دوزخ از کس
کہ رفت بدوزخ و کہ آمد ز بہشت
اے آمدہ از عالم روحانی تفت
حیران شدہ در پنج و چار و شش و ہفت
مے خور چو ندانی ز کجا آمدہ
خوش باش کہ ندانی بکجا خواہی رفت

تناسخ کے حکیمانہ مسئلہ سے ناواقف امیر خسرو نے جب قرآن کی پیدائش پر غور کیا اور اُسے ہر طرح انصاف و راستی کے خلاف سمجھا تو قرآنی خدا کی نسبت بے اختیار اُس کے مُنہ سے نکلا۔

نیائے نہ کین بن ٹھکرائی
ین کینے لکھہ دین بُرائی

یعنے خدانے انصاف نہیں کیا۔ بلکہ مکر اور دھوکہ کیا جبکہ بغیر کرنے گناہوں کے اُن کی قسمت میں بدی لکھہ دی ✣

باب ہشتم

مسئلہ تناسخ پر کبیر صاحب و بابا نانک جی کی رائے

پیدائش سنہ ۱۴۶۹ء۔ وفات سنہ ۱۵۳۹ء

بابا نانک جی بعہد بہلول لودی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اور دور دراز دیسوں میں جاکر ہندو مسلمان دونوں کو ویدک دھرم کا اُپدیش دیا اور اکثر مسلمانوں کو اپنے توحید بھرے اُپدیش سے راہ راست دکھایا اور توہمات سے ہٹایا۔ اور مسئلہ پنرجنم کا قایل کرایا۔ ہندوستان کے سوا وہ عرب دیش میں فقیرانہ لباس میں گئے۔ علی مردان ایک جنم کا مسلمان (جو باباجی کے اُپدیش سے ہندو دھرم کا ولی قایل تھا) بھی اُس سفر میں ہمراہ تھا۔ مکہ کی سیر کرنے کے بعد وہ مدینہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں کہ محمد صاحب کا مزار ہے۔ وہاں اُنہوں نے علی مردان کو جسے وہ پنجابی محاورے کے مطابق مردانہ کہا کرتے تھے۔ یہ اُپدیش دیا۔

"مردانیا۔ ایہہ محمد وی جنم آوِیا ہے۔ پر گیا وچ آہے پر گیا وچوں نکلیا نائیں اُس پھیر ہندو دے گھر جنم آونا ہی۔ پندرہ سو برس اُسکی بہشت وچ اربلا ہے پندرہ سے ورہا پورا ہوسی تاں پھر اوہ ہندو دے گھر جنم کیسی پرشو دروے گھر اُس تائیں پورن ستگور لوکی ملے گا تاں اُس دا جنم مرن رہت ہووے گا۔ اُس وچ جرات بہت آہی اک جنم اُس دا رہندا ہے" (دیکھو جنم ساکھی نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۴ مطبوعہ سلطانی لاہور حسب فرمائش چراغدین کتب فروش گورمکھی باہتمام منشی قادر بخش۔

بابا نانک کی بابت دبستان مذاہب میں لکھا ہے۔ نانک قایل بتوحید باری بود و بہ تناسخ نیز ایماں داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمردہ ترک حیوانی کردہ باجتناب آزار حیوان امر میفرمود و گوشت خوردن بعد از دور مریدانش شہرت یافت و ارجن مل کہ از خلفائے بواسطہ اوست چوں قبح آن را دریافت مردم را از اکل حیوانی مانع آمد وگفت این عمل مرضی نانک نیست (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳۔ مطبوعہ نولکشور)۔

بابا نانک کی تناسخ کی بابت رائے۔

نمبر ۱۔ آپے بیج آپے ہی کھا۔ نانک حکمی آوے جاہ۔ (جپ جی)

نمبر ۲۔ کٹیاں اندر کیٹ کر دوسیں دوس دھرے۔ نانک نرگن گن کرے گن دتیاں گن دے۔ (جپ جی)

نمبر ۳۔ تیرتھ نہاواں جے تس بھاواں بن بھانے کے ماہیں کرے۔ جتنی سرشٹ اوپائی دیکھاں بن کرماں کے ملتے نہیں۔ (جپ جی)۔

نمبر ۴۔ جے دڑا آپ جانے آپ آپ۔ نانک ندریں کرمی دات (جپ جی)

نمبر ۵۔ چنگیاں برائیاں واچے دھرم حضور۔ کرمی آپو آپنی کیا نیڑے کیا دور ″

نمبر ۶۔ گورمکھ چوکے آون جاو۔ نانک پائی درگاہ ماں۔ (سدھ گوسٹ)۔

نمبر ۷۔ جن ہر ہر نام نہ جپیو۔ سو اوگن آوے جائے (راگ سری محلہ پہلا)۔

نمبر ۸۔ آواگون مٹی گور سبدین آپے کرنے بخش لیا۔ (سدھ گوشٹ)

نمبر ۹۔ بن گور پھر مے آوے جاوے بن گور گھال نہ پاوے تہائے ″ ″ نمبر ۲)

نمبر ۱۰۔ توٹے مندھن تنہ مل سادھ ریو سکھ پائے۔ نانک موہ دسرے گن گوبند رائے۔ (باون اکھری سلوک ۳۶)۔

نمبر ۱۱۔ اکھیں اندھیں رس ناہیں رہے نہ اکرم ناما۔ گن اشٹ راہیں کیوں سکھ پاوے۔ سن آون جاما (سری راگ محلہ پہلا)

نمبر ۱۲۔ جیوں مچھی پھاتی جم جال۔ بن گور داتے مکت نہ بھال۔ پھر پھر آوے پھر پھر جاوے ایک رنگ راچے رہے لولائے (دکھنی اونکار)

نمبر ۱۳۔ جو آوے سو جائے مریں آگے گئے پچتائے۔ لکھ چوراسی میدنی سود دوتا نائیں (دکھنی اونکار)۔

نمبر ۱۴۔ ہوویں ایسے بتندہ پھیر پھیر جوئیں پائیں (آسا دی وار)۔

نمبر ۱۵۔ سبہو سوتک بھرم ہے۔ دوجے لگے نہ آوے۔ جمن مرن حکم ہے بھانے آوے جائے (آسا دی وار)۔

نمبر ۱۶۔ جس کے اندر لج ابھمان۔ سو نرک پاتے ہوتے سوان۔ جو جانے میں جوبن ونت۔ سو ہووے وشٹا کا جنت۔ آپس کو کرم ونت کہاوے۔ جنم مریں بہو جون بھرماوے (سکھمنی محلہ ۵)

نمبر ۱۷۔ ایہو جنم نہیں پھر مت ہاریو۔ اس تہرمت نہیں پائے مانس دیہہ پائے بدہر بیج نانک باپ بتائیے (محلہ ۹ راگ سورٹھ)۔

نمبر ۱۸۔ کئی جنم بھئی کیٹ پتنگا۔ کئی جنم گج مین کرنگا۔ کئی جنم پنکھی سرپ ہیو۔ کئی جنم ہیور برکھ جیو۔ مل جگدیس ملن کی بریا۔ چرنک کال ایہہ دیہہ سنجریا۔ (راگ سورٹھ محلہ ۹)

نمبر ۱۹۔ کئی جنم سیل گر کریا۔ کئی جنم گربھ ہرے رہیا۔ کئی جنم ساکھ کرایایا۔ لکھ چوراسی جون بھرمایا۔ سادھ سنگ بھئو جنم پرایت۔ کر سیوا بھج ہر ہر گورمت۔

نمبر ۲۰۔ تد بن سدھی کنے نہ پایاں۔ کرمی ملیں نہیں ٹھاک رہایاں (ردم محلہ پہلا)

نمبر ۲۱۔ تدہ ڈڈھیاں سچے بادشاہ مل جنم جنم دی کٹیئے۔

نمبر ۲۲۔ پھرت پھرت میں ہاریو پھر یو شرنائی۔ نانک کی پربھ بنتی اپنی بھگتی لائی

ترجمہ نمبر ۱۔ انسان خود اعمالوں کا تخم بوتا ہے اور خود ہی اس کا پھل کھاتا ہے ایشر کے حکم کے اندر اس کا مختلف جونوں (قالبوں) میں تناسخ ہوتا ہے۔

″ نمبر ۲۔ برے اعمال جو ہیں وہ جیوتی کے پیٹ میں چیونٹے بناتے ہیں خطاکاروں سے اور خطاکار کر دیتے ہیں اور اسی طرح اچھے اعمال نرگن سے گن والا اور گن والوں کو زیادہ گن والا کر دیتے ہیں۔

″ نمبر ۳۔ جو تیرتھ اللہ کے حکم اور منشا کے مطابق ہیں ایسے تیرتھ میں غسل کرنا چاہئے۔ کیونکہ اچھے اور واجبی کرموں کا ہی پھل ملتا ہے جتنی مخلوقات نظر آتی ہے سب کو اعمال کے مطابق پھل مل رہا ہے۔

″ نمبر ۴۔ ایشور کی مہماں یا عظمت کا پورا حال وہ خود ہی جانتا ہے مگر نانک اتنا جانتا ہے کہ اُس کی عنایت اور انعام کرموں پر ہوتا ہے۔

″ نمبر ۵۔ اعمال حسنہ اور افعال قبیحہ اُس دھرم راے پرمیشور کے آگے ظاہر ہیں اس لوک میں سبکو اپنے ہی اعمالونکا پھل ملتا ہے اور کا نہیں۔

″ نمبر ۶۔ جو پرمیشور کے مقبول ہوتے ہیں وہ آواگون سے رہت ہو کر اُس کے پرم پد میں موکش پاتے ہیں۔

″ نمبر ۷۔ جو پرماتما کی بھگتی نہیں کرتے اور اُس کا ورد نہیں کرتے وہ پاپی ضرور مبتلائے تناسخ رہا کرتے ہیں۔

″ نمبر ۸۔ اوم جو گور پرمیشور کا شبد ہے اُس کی دھارنا سے انسان آواگون

سے رہائی پاتا ہے۔

ترجمہ نمبر ۹۔ جو لوگ ایشور سے ہٹ کر اور سے مراد مانگتے ہیں اور سیدھے ایشور ہی آ گیا کو پالن نہیں کرتے ہیں ایسے لوگ صراط المستقیم سے بھرے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی لوگ آواگون میں آتے ہیں۔ اُن کو دار بقا یعنی مکتی نہیں ملتی ہے کیونکہ سچائی کو انہوں نے بھلایا اور گمراہ ہو گئے ہیں۔

نمبر ۱۰۔ سادھو جنوں یعنی مہاتماؤں کی صحبت سے جو کہ اُتم کرم ہے۔ اُس کے سبب سے جنم مرن یعنی آواگون کی زنجیر ٹوٹتی ہے وہ فیض صحبت کیا ہے۔ ایشور کا بھجن پس ایسا عمدہ بھجن کبھی دل سے فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

نمبر ۱۱۔ اگیانی آدمی کی حالت بیان کرتے ہیں یعنی قریب المرگ ہے۔ آنکھ بے بصارت ہو گئی۔ زبان لذت سے بہت ہو گئی تو بھی مکھ یعنی دل کا غلام النسیان گرہست کے دھندے کر رہا ہے۔ ایسے آدمی کا جنم مرن چھوٹنا بہت مشکل ہے ایسا آدمی مکتی کیسے پا سکتا ہے۔ کیونکہ اعمال حسنہ کا کوئی گن اُس کے پاس نہیں۔

نمبر ۱۲۔ جس طرح مچھلی صیاد کے دام میں پھنسکر گرفتار ہو جاتی ہے اس طرح بد انسان بھی لوبھ کے بندھن میں پھنسا ہوا آواگون کے جال میں آ جاتا ہے۔ جب تک مرشد کامل نہیں ملتا۔ خلاصی محال ہے ایک جال یعنی قالب سے نکلتا ہے دوسرے قالب میں پڑ جاتا ہے۔ اے انسان اگر تو نجات کا طالب ہے تو ایک پرمیشور کے رنگ سے رنگین ہو تب خلاصی پاوے گا۔

نمبر ۱۳۔ آواگون میں روحیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ بار بار مر کر بھی وہ دکھ سے نہیں چھوٹتیں۔ یہاں تک کہ ۸۴ لاکھ جونوں یعنی قالبوں کے اقسام ہیں۔ اُن میں وہ پھرتی رہتی ہیں۔

نمبر ۱۴۔ اہنکار بہت بری بلا ہے دنیاوی کاموں اور چیزوں پر مغرور آدمی آواگون کے بندھن سے نہیں چھوٹتے۔ یہاں بار بار جنم لیوینگے۔

نمبر ۱۵۔ ستوتک کا ماننا بالکل بھرم یعنی خیال باطل ہے۔ کیونکہ وہ سوتک کوئی چیز نہیں۔ جو ایک آدمی سے دوسرے پر اثر کر سکے۔ البتہ پیدا ہونا اور مرنا ایشور کا حکم ہے۔ اور اسی مبارک ارشاد سے آواگون جیودن کو ہوتا ہے۔ اس سے کوئی بری نہیں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے سوتک نہ کرنا چاہیئے۔

نمبر ۱۶۔ جو لوگ راج اور سلطنت پر مغرور ہوتے ہیں وہ کتے کے قالب میں جنم لیں گے۔ اور اس نرک کو بھوگیں گے۔ جو حسن پر غرور کرے وہ نیز جنم میں پاخانہ کا کیڑا بنے گا۔ جو دکھلاوے کے واسطے اور دنیا میں جھوٹی مشہوری چاہتا ہے وہ اور بہت جونوں میں جاتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ انیک جونوں میں پھرتے ہوئے میں تھک گیا۔ مگر مجھے وہ عقل جس سے مجھے کامل یقین ہو جائے نہ ملی۔ انسانی قالب پا کر ایشور کی بھگتی کر۔ یہ بات مہاراج تیغ بہادر کہتے ہیں کہ مجھے نانک جی کے اپدیش سے معلوم ہوئی۔

نمبر ۱۸۔ کئی جنم میں ہم چیونٹی اور پتنگوں کے شریروں میں گئے۔ کئی جنموں میں ہم ہاتھی۔ مچھلی اور گھوڑے ہوئے اور کئی جنم پرندوں اور سرپوں میں ہوئے اور کئی جنموں میں بناسپتی کے جیووں کے قالب میں گئے اب ایشور کی کرپا سے مدت مدید کے بعد انسانی قالب ملا ہے۔

نمبر ۱۹۔ کئی جنم ہم کو پتھر وغیرہ دھاتوں کے قالب میں جانا پڑا اور کئی دفعہ ہمارا استر رحمل ہی میں سے اسقاط ہو گیا یا اندر ہی حمل سوکھ گیا۔ کئی دفعہ درختوں کے قالب میں آنا پڑا۔ اسی طرح ہم چوراسی لاکھ جونوں میں پھرتے رہے۔ مگر اب اس انسانی قالب میں سادھوؤں کی سنگت حاصل ہوئی اب گورو نے یہ مت دی۔ کہ سنتوں کی سیوا کرو اور ایشور کا بھجن کرو۔

ترجمہ نمبر ۲۰۔ طاقت اور فضیلت جس کو تو دیتا ہے ملتی ہے اور اسکو بھی تو اعمال کے مطابق دیتا ہے۔ انصاف کے رو سے نہ کہ بے وجہ۔ جب تک انسان مختلف جنموں میں اچھے کام نہ کرے تب تک مکتی خالہ جی کا گھر نہیں۔

نمبر ۲۱۔ اے بادشاہ حقیقی پرماتما جب گیان نیتروں سے آپ کا دیدار ہوتا ہے۔ تب جنم جنم کی میل کٹ جاتی ہے۔

نمبر ۲۲۔ اے پرماتما جنموں میں پھرتا ہوا میں ہار گیا اب آخر لاچار ہو کر تیری پناہ میں آیا ہوں۔ نانک کی اے ایشور پرارتھنا ہے کہ آپ کی عبادت کے سوائے میرا من کہیں نہ جائے۔

نانک چرتر کے مصنف نے لکھا ہے کہ گورو نانک صاحب نے تناسخ کا مسئلہ بتلایا ہے۔ کہ برے کرم کرنے اور برہم کو نہ سمجھنے سے آواگون ہوتا ہے اس آواگون سے چھوٹ جانا اور پرمیشور سے مل جانا مکتی یا نجات ہے۔ اور اُس کا ذریعہ ایشور کی بھگتی اور گورو کی سیوا ہے اُن کی تعلیم کے موافق جس نے جنم لیا وہ مریض ہے اور اُس کو اگیان اور خودی کی مرض دکھ دیتی ہے۔ اس مرض سے وہ شخص بچ سکتا ہے جس پر ایشور کی مہربانی ایسی ہو کہ وہ گورو کی خدمت کر کے اُس پرمیشور کے نام کا آب حیات حاصل کر سکے۔ باہر کے اڈمبر جاپ کرنے اور کوئی ہوں نجات نہیں دے سکتے۔ بلکہ الٹے خود بندھن بن جاتے ہیں۔ جو شخص گورو کو ملکر ایشور کی رضا میں رہے۔ سب کچھ اُسی کا تصور کرے اور اُس کو اپنا تن من نذر کر دے۔ وہ جنم مرن سے چھوٹ جاویگا۔ اور ملجاویگا۔

گورو نانک صاحب کے تناسخ اور مکتی کا اسلام کے ساتھ دور سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ تناسخ کے مسئلہ ماننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھ مذہب کا علم الٰہی وہی رہا۔ جو ہندو مذہب کا تھا۔ (صفحہ ۲۲۲)۔

کبیر صاحب بانی کبیر پنتھ کی رائے

کبیر جی کا اصلی نام عبد الکبیر اور باپ کا نام نورا یا نور علی تھا کبیر جی الگھن سدی اکادشی سمت ۱۵۰۵ بکرمی میں پرلوک سدھارے۔ یہ مشہور سادھو رامانند جی کے چیلے ہوئے اور دین اسلام سے تایب ہو کر ویشنو مت سویکار کیا۔ انہوں نے مورتی پوجا کی تردید کی اور ویدک مذہب کا بھی اچھی طرح اپنی حسب لیاقت خاکہ اڑایا اپنا مذہب ہندو اور مسلمان دونوں کو بتلایا اور قرآن اور محمدی مسائل کی بخوبی تردید کی۔ یہ بنارس میں پیدا ہوئے اور مگہر میں پران تیاگے ان کے مرنے پر بھی ہندو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا۔ لاش کسی طرح غائب کر دی گئی راجہ بیر سنگھ نے بنارس میں اُنکی سمادھی بنائی۔ اور بجلی خان پٹھان نے مگہر میں قبر تیار کی۔ اور اس زیارت پر منصور علی خاں نے جاگیر لگا دی جس کی نصف آمدنی بنارس کے کبیر چورے والے بانٹ لیتے ہیں۔

کبیر جی نے جس طرح دین اسلام سے تایب ہو کر ویدک دہرم یعنی ویشنو مت قبول کیا۔ اسی طرح مسئلہ تناسخ کو بھی سویکار کیا اور یہی حال تمام کبیر پنتھیوں کا ہے وہ کہتے ہیں کہ جیو مطابق اپنے اعمال کے جسم پاتا اور یہ سلسلہ برابر لگا رہتا ہے تاوقتیکہ شبہ کرم انوسار اپنے آتما کی شدھی نہ کرے اور برماتما کو جان کر پاپ سے نہ بچے آواگون سے بری نہیں ہو سکتا وہ ہندوؤں کے سورگ اور نرک اور مسلمانوں کے بہشت

ودوزخ کو دھوکھے کی ٹٹی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِس دنیا میں جو راحت و آرام ہے یہی سورگ اور جو تکلیف ورنج ہے یہ نرک ہے وہ گوشت خوری اور جاندار کے قتل کو گناہ عظیم جانتے اور مسئلہ حلال وحرام کو انسانی ایجاد اور اُس پر ذات پر الزام مانتے ہیں۔ ہندوؤں کی اعلیٰ ذاتوں میں سے سوائے ویش اور کایستھوں کے اور لوگ اُن کے پیرو نہیں اس مت نے اپنے کام کا میدان زیادہ تر شودر قوموں میں رکھا ہے اور یہی سبب ہے کہ لاکھوں کوری۔ چھینبے۔ چمار۔ دھنے۔ بادھے۔ لوہار۔ بڑھئی۔ سائیس۔ گھسیارے وغیرہ محنت کرنے والے گرویدہ اور ماننے والے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ صرف ہندو بلکہ ہزاروں مسلمان صاحبان بھی محمدی طریقہ کی عبادت ترک کر کبیر جی کی مالا پھیرتے اور اُن کا وِرد کرتے ہیں۔

اب ہم چند بھجن اُن کے معہ ترجمہ نذر ناظرین کرتے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ تناسخ کے قائل تھے۔ **نمبر ۱۸**۔ لکھ چوراسی دھار میں تہاں جیو دیا باسا چودہ یم رکھوار دیا وید وشواس۔ ترجمہ چوراسی لاکھ کی لہر میں جیو کا واس ہے چودہ یم کی حفاظت میں اور چار ویدوں پر وشواس کرنے سے اسکا نستارا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ **نمبر ۱۹**۔ آپ آپ سکھ سب ہے ایک انڈ کے ماہیں۔ اپنی ارسے دکھ سکھ پھر آویں پھر جائیں ترجمہ سب جاندار اپنے آرام میں مصروف ہیں اس ایک نظام شمسی کے اندر پیدائش اور موت کے دکھ اور سکھ میں بار بار پیدا ہو کر جسم دھارتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں **نمبر ۲۴**۔ گھر گھر ہم سب سوں کہی شبد نہ سنو ہمار۔ تے بھو ساگر ڈوبتے ہیں لاکھ چوراسی دھار۔ ترجمہ ہم نے سب لوگوں سے دھرم کا اپدیش کیا گھر گھر جا کر پر انہوں نے ہماری بات نہ سنی پس یہ سب لوگ دنیا کے سمندر کی چوراسی لاکھ لہروں اور موجوں میں ڈوب کر ہمیشہ تک کبھی ظاہر ہوں گے اور کبھی غائب ہو جائیں گے **نمبر** گورو دروہی اور من تاہی ماری پرش جگا نے تر چوراسی پھرے ہیں جب تک ستی دن کا۔ ترجمہ اُستاد کے ساتھ دھوکا کرنیوالا اور من کے پیچھے چلنے والا اور بیگانی استری یا بیگانے مرد سے دل لگانیوالا جو انسان ہے وہ جب تک سورج چاند ہیں وہ چوراسی کے چکر میں مبتلا رہے گا۔ لکھ چوراسی یونی جیو پر بھٹکے بھٹکت دکھ پانے۔ کہے کبیر جو رام جانے سو موتے پکی ہووے۔ ترجمہ۔ چوراسی لاکھ قسم کی جونیوں میں یہ جیو سرگردان اور پھرتا رہتا ہے ان میں سے جو سرب بیاپک پرمیشور کا بھجن کرتا ہے وہ مکتی کو پا لیتا ہے۔ فقط

پادری غلام مسیح صاحب ہیڈ مدرسہ علم آلہی سہارنپور کے رسالہ رد تناسخ کی تنقیح

انہوں نے رسالہ مذکورہ عنوان کو تین فصل میں تقسیم کر کے پہلے خداوند کا جلال ظاہر کرنیکی غرض سے زخم خود تثلیث کی مشکل حل کر دی ہے ہمیں دو تین بار اس کے مطالعہ سے سوائے اس کے اور کچھ معلوم نہ ہوا کہ انہوں نے مولوی نوردین صاحب کی تصدیق اور رد تناسخ اور مرزا صاحب کے سرمہ چشم اسلام و براہین اور پادری رحیم سنگھ کے رسالہ سوفی سے اور زیادہ حصہ پنڈت شیو رام کے رسالہ سے ماخوذ کر کے ایک نئی ترتیب سے بھرتی کر دی ہے جن سب کا جواب ہم مفصل طور پر دے چکے اس پر بھی ہم آپ کی کسی قدر خدمت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ **پادری**۔ جو چیز تغیر پذیر ہے وہ قدیم نہیں اور چونکہ دنیا اور اجسام انسانی متغیر ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی بھی مانتے ہیں کہ دنیا ہزاروں لاکھوں دفعہ بنائی گئی اور پھر بگاڑی گئی اور جسم انسانی پیدا ہوتے اور پھر مٹ جاتے ہیں پس جو چیز قدیم نہیں اُس کا شروع بھی کسی وقت ہوا ہی دوسری دلیل یہ ہے کہ ہر شئے میں جس میں ترکیب پائی جاتی ہے اُس کے اجزا کا جن سے اس چیز نے ترکیب پائی ہے وجود مقدم ہے دنیا اور اجسام انسانی ترکیب شدہ چیزیں ہیں پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسم انسانی سے پہلے اور دنیا کی ترکیب موجودہ سے پہلے جسم اور دنیا کا مادہ مقدم ہے لہذا اجسام انسانی اور دنیا موجد ہوئی اور جس سلسلہ کا ہر جز اپنی ابتدا اور انتہا میں متناہی ہے تو وہ سلسلہ بھی غیر متناہی نہیں ہو سکتا پس جب خدا نے دنیا کو ابتدا میں پیدا کیا تو انسانوں کے کون سے اعمال تھے جن سے اُن کو خلق کیا۔ **آریہ** بیشک یہ دنیا لاکھوں دفعہ بنائی گئی۔ اور اسی طرح بگاڑی گئی اور یہی سبب ہے کہ اُس کا آغاز و انجام ہے اور اسی کا نام آریہ سمیت یا سرشٹی سمت ہے اور اسی کو برہم دن کہتے ہیں مگر اُن کی تخلیق کے پہلے آغاز اور انجام میں وہ پرکرتی یا مادہ موجود رہتا ہے جس سے وہ خلق ہوتے ہیں ورنہ اُن کا بننا ناممکن ہے اور وہ مادہ صرف مقدم ہی نہیں بلکہ انادی بھی ضرور ہے کیونکہ وہ پیدا شدہ چیز نہیں ہے اور یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ تمام دنیا کے علمائے سائنس داں ویدک دھرم کے اس علمی اصول کی تائید کرتے ہوئے اُس کی صداقت کے شاہد ہیں مگر ایسا ماننا عیسائی دین سے بہت بعید ہے کیونکہ علمی باتوں سے اُسے نفرت ہے دیکھو کانفلکٹ بیٹوین ریلیجن اینڈ سائنس) آپ نے باوجود ہندو اور محمدی مذہب کا پیرو ہونے سے آج تک یہ بھی نہیں سمجھا کہ مادہ کیا چیز ہے کیونکہ آپ اُسے آب و آتش و خاک سمجھ رہے ہیں جیسا کہ صفحہ ۲۱ سے ظاہر ہے مگر یہ بالکل غلط ہے آپ مادہ کی تعریف علم طبعی کی کتابوں میں مطالعہ فرمائیے یا ستیارتھ پرکاش کے حصہ سرشٹی اتپتی پر دل لگائیے ورنہ سمجھنا دشوار ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ سوال کرتے وقت انادی کے معنے بھول گئے یا تجاہل عارفانہ کو کام میں لائے ورنہ ایشر جیو اور مادہ کو سروپ سے اور سرشٹی کو پرواہ سے انادی مانتے ہوئے یہ سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا یہ اعتراض اس قبیل سے ہے جیسے کوئی متوازی کے معنے جانتے ہوئے بھی سوال کرے کہ دو خط متوازی کبھی ضرور ملنے چاہئیں ایسے اعتراض وہی کرتے ہیں جو ایک طرف خدا کو اجنما مانتے ہیں اور دوسری طرف قادر مطلق کے بیٹے کو جانتے ہوئے اُسکا مریم کے حمل میں آکر اوتار لینا مسلم جانتے۔ براہ مہربانی آپ لفظ انادی اور پرواہ روپ سے انادی کے معنے کوش میں مطالعہ فرمائیے اور پھر اعتراض کے لئے میدان میں آئیے انادی کی تعریف ایک فاضل نے اچھی کی ہے

؎ اول او اول بے ابتدا سب ۔ آخر او آخر بے انتہا سب

دوری انسانی خاصیت کو دیکھکر یہ نتیجہ نکالنا کہ خدا بھی بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتا غلط منطق و فلسفہ پر مبنی ہے **آریہ** ہم نے انسان کی طاقت نہیں بلکہ خدا کی طاقت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کیونکہ پرماتما بھی تمام دنیا کو مادہ سے بناتا ہے اور اُس کا ازل سے ابد تک یہی قاعدہ ہے بغیر مادہ کے اُس نے نہ آج تک کچھ بنایا اور نہ آئندہ امید ہے اور صرف یہی نہیں کہ یہ آلہی تجربہ ہے بلکہ عیسائی دین کے دوسرے خدا نے بھی بغیر مادہ کے کچھ بنا کر نہ بتلایا کہ اس طرح میرا آسمانی باپ بغیر مادہ کے بناتا ہے بلکہ یوں سمجھیے کہ اُس غریب میں یہ مادہ ہی نہیں تھا وہ ساری عمر تک گو کہ بہت تھوڑا جیا تو بھی مادہ کے مرکبات ہوا پانی اور روٹی اور شراب اور گوشت سے زندگی کے دن بسر کرتا رہا پھر ہم کسی اور کی شہادت پر کس طرح اعتبار کریں جب آپ کے خدا صاحب نے بھی یوسف کے نطفہ سے اُس کی شادی شدہ بیوی مریم کے حمل میں ٹھہر کر اسکا خون حیض نوش جان کرتے ہوئے پیدا ہوئے تو پھر ہم کس طرح تسلیم کریں کہ دنیا خدا نے بے مادہ پیدا کی اپنے خداوند کے واسطے کوئی ثبوت پیش کیجئے ہمیں سبق

ہی سہی اور اگر بوداہ سہی ادھورا ہی سہی ہم ماننے کو تیار ہیں ۔

۴۳- **پادری**۔ از روئے علم جیالوجی خلقت حیوان انسان سے قبل مخلوق ہوئی یا اگر قبل بہ مالو یسنا تحریر ہی ساتھ ہی مانو تو جی چاہیں کہ از روئے انصاف خدا کسی کو جانور اور کسی کو ذی عقل انسان نہیں بنا سکتا کیونکہ جانور انسان کی بہ نسبت بہت دکھ و تکلیف کی حالت میں رہتے ہیں تو تا وقتیکہ سینکڑوں ہزاروں برس انسان گناہ کرتے کرتے نہ گذر گئے ہوں حیوانات کی خلقت وہ پیدا نہیں کر سکتا یا تو علم جیالوجی باطل ہے یا مسئلہ تناسخ۔ پھر عورتیں جو از روئے شاستر وید وغیرہ کے بہ نسبت مرد کے کمتر درجہ کی ہیں تو اُن کی خلقت بھی مرد کے بعد ہونا ضروری ہے کیونکہ عورت پیدا ہونا بھی تو ایک طرح کی سزا ہے ۔

آریہ۔ یہ اعتراض بھی اگرچہ پرانا ہے اور اُس کا بھی کئی بار جواب دیا جا چکا ہے مگر آپ نے اُس کو نئے پیرایہ میں بیان کیا ہے بنا بریں ہم اس کا جواب عرض کرتے ہیں شکر ہے کہ آپ جیالوجی کی طرف متوجہ ہوئے شاید آپ کو معلوم نہیں کہ جیالوجی سے دین عیسوی کو کتنا صدمہ پہنچا اس علم نے بائیبل کی ساری تاریخ تاریکی میں ڈالدی۔ آدم کی ہستی سے انکار کر دیا اور اُس کے تمام نسب نامہ کی دھجیاں اڑا دیں اسی علم نے ثابت کیا ہے کہ ابھی آدم و نوح کتم عدم میں پڑے ہوئے تھے کہ اُن سے کروڑوں برس پہلے دنیا میں انسان زندہ موجود تھے (مفصل دیکھو پرائمس وارڈی ویوچر مصنفہ ایس لنگ صاحب) جیالوجی سے سب سے بڑا خطرہ عیسائی مت کو ہے ہمیں ذرا بھی نہیں بلکہ وہ تو ہمہ وجوہ ہماری ممد ہے سرشٹی کو پرواہ روپ انادی مانتی ہے یہ تمام عقدے حل ہو جاتے ہیں مگر بشرطیکہ کوئی انادی کے معنے جانتا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھتا ہو کہ لاکھوں نظام شمسی ہیں صرف یہی ایک دنیا نہیں جس کے واسطے خدا کا اکلوتا بیٹا مصلوب ہو گیا رہا شبہ ہست ہیں یہ وید میں بار بار ارشاد ہے اور سائنس پکار رہی ہے کہ سورجوں کی بیشمار تعداد ہے مگر بائیبل اس بات سے قطعی محروم ہے اور اس علم کا اس میں نشان تک بھی معدوم ہے اور سچ پوچھئے تو تینتیس خداؤں میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں تھی ورنہ ضرور لکھ دیتے بس سرشٹیوں کے بیشمار اور سلسلہ پیدائش عالم کے بار بار ہونے سے وہی حیوانی اجسام کی روحیں نئے قالبوں میں آتی ہیں اور یکے بعد دیگرے پر جنم کو پراپت ہو کر اعلے و ادنے مراتب کو حاصل کرتی جاتی ہیں اور یہ سلسلہ ہمیشہ غیر متناہی رہتا ہے کبھی متناہی نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے جیالوجی کے خلاف ہے۔ نوح کا عالمگیر طوفان اور آدم کا نسب نامہ۔ اور اُس کی اگیتی پیدائش اور میڈیکل سائنس کے خلاف ہے حوا کی آدم کی پسلی سے پیدائش اور مسیح کا بے باپ پیدا ہونا اور علم ہیئت کے خلاف ہے مسیح کے ستارہ کا نکلنا اور آگے آگے چلنا اور یسوع کے سورج و چاند کا دن بھر کھڑا رہنا اور پچھم کی طرف نہ ڈوبنا اور کشش ثقل کے خلاف ہے حنوک اور مسیح کا معراج آسمانی اور خود آسمانوں کا وجود۔ پس اب بتلائیے کہ ہم ان علوم کو غلط سمجھیں یا اُس کتاب کو جس میں علوم کے خلاف ان واقعات کا ذکر ہے ہم از روئے وید شاستر عورتوں کا درجہ کمتر نہیں سمجھتے بلکہ شاستر میں باپ سے زیادہ ماں کی تعظیم کرنے کا حکم ہے۔ ہاں بائیبل عورتوں کی بے عزتی کرتی ہے (دیکھو استثنا باب ۲۱ آیت ۱۰ سے ۱۴ تک) اور اسی طرح خدا کا آدم کو گنہگار بنانا وغیرہ ۔

باب نہم

شری سوامی دیانند جی کے مسئلہ تناسخ پر مباحثے

پیدائش سنہ ۱۸۸۱ بکرمی وفات سنہ ۱۹۴۰ بکرمی

مباحثہ اول٭ مولوی احمد حسن سے بمقام جالندھر

مولوی۔ وجود کا بغیر ملے صورت حال کے ممکن نہیں۔ جب وجود صورت کا حادث ہے تو ضرور مادہ بھی حادث ہونا چاہئے کیونکہ مادہ کو وجود بذریعہ صورت ملا۔ ذریعہ شے کا مقدم ہوتا ہے شے سے۔ تو اب قائل تناسخ پر لازم آتا ہے۔ کہ عالم حادث ہو حالانکہ اُنہوں نے مانا تھا کہ قدیم ہے۔

سوامی۔ صورت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک گیان سے گرہن ہوتی ہے ایک آنکھ آدی (وغیرہ) سے سو کارن میں صورت ہے۔ پرنتو وہ اندریوں سے یعنے حواس سے گرہن نہیں ہوتی کیونکہ جو (سوکھشم) باریک چیز ہوتی ہے۔ وہ جو ہی نہیں دکھائی دیتی تو اس کی صورت کیا دکھائی دیگی۔ اور جو اس کارن کی کسی طرح صورت نہ ہو تو کاریہ میں نہیں آسکتی، کیونکہ جو کارن کے گن ہیں وہی کاریہ میں آتے ہیں جیسے ایک تل کے دانہ میں تیل ہوتا ہے۔ وہ کروڑ دانہ میں بھی برابر ہوتا ہے۔ لوہے کے ایک ذرہ میں تیل نہیں ہوتا۔ من بھر میں بھی نہیں ہوتا۔ جو چیز نت یعنے قدیم ہیں۔ اُس کے گن بھی نت ہیں۔ کارن کا ہونا نہ ہونا نہیں کہا جاتا ہے۔ وہ تو قدیم ہے۔ اور جو چیز قدیم ہے جیسے صورت اُس کی کارن کی حالت میں قدیم ہے۔ صورت بغیر شے کے الگ رہ نہیں سکتی۔ وہ صورت اُسی شے کی ہے اس سے ثابت ہے کہ کارن ساتھ یعنی قدیم ہے ۔

مولوی۔ یہ نہیں جو چیز بدوں کسی چیز کے نہ پائی جاوے تو اُس کا عین یعنی وہی ہے مثلاً حرکت ہاتھ اور چابی کی۔ حرکت چابی کی بغیر حرکت ہاتھ کے نہیں پائی جاتی بلکہ جب حرکت چابی کی ہوگی۔ یعنی ان دونوں حرکتوں میں کوئی زمانہ کسی کے واسطے مقدم یا موخر نہیں نکلتا۔ اور بالیقین عقل سلیم جانتی ہے۔ کہ کنجی کی حرکت بغیر ہاتھ کے نہیں۔ یعنے حرکت کنجی کلید کی محتاج ہے۔ حرکت ہاتھ کی اگرچہ زمانہ موجودہ میں اکٹھی ہے۔ ایسی ہی مادہ عالم اور اُس کی صورت اگرچہ زمانہ میں اتحاد ہو۔ مگر عقل جانتی ہے اس بات کو مادہ مقدم ہے۔ اُس کی صورت سے کیونکہ موصوف اور قابل مقدم ہوتا ہے۔ وصف اور مقبول سے وجود مادہ کا تشخص اور تعین یعنے محسوس اور دکھائی دینا وہ کسی چیز کے لگنے سے ہوتا ہوگا یا تو شکل کے لگنے سے ہوتا ہوگا۔ یا کسی اور چیز کے لگنے سے بہر صورت جبکہ وہ شے جس کے لگنے سے وہ مادہ موجود عالم ہوا اس طرح کے ساتھ کہ

٭ یہ مباحثہ مابین سوامی دیانند جی سرسوتی و مولوی احمد حسن صاحب عرف ولی محمد تیادری کے ۲۴ ستمبر سنہ ۱۸۷۷ء بوقت ۷ بجے صبح کے سردار بکرما سنگھ صاحب بہادر اہلووالیہ کی کوٹھی پر شہر جلندھر میں ہوا اور اُسی وقت مولوی مرزا موحد جالندھری نے لکھکر حسب الارشاد سردار صاحب موصوف ماہ دسمبر سنہ ۱۸۷۷ء میں مطبع پنجابی اخبار میں طبع کرا دیا اُس رسالہ کے صفحہ ۹ سے ۱۵ تک یہ درج ہے ۔

محسوس اور دکھائی دے وہ کسی امر سے ہوا جو بعد اُس مادہ کو عارضی ہوا۔ اور یہ جو جواب میں لکھا گیا کہ کارن کا ہونا نہیں کہا جاتا ہے عجیب وہ شے ہے کہ جس کی علت مادے میں ہو یا یہ ہونا نہیں کہہ سکتے۔ وہ شے کہ جس کی علت مادی ایسی ہو۔ اُس کو ہونا کس طرح ہو سکتا ہے۔ یعنی شے موجود معدوم سے نہیں بن سکتی۔ اور اگر اُس کے قدیم ہونے سے کوئی شخص یہ کہے کہ وہ موجود ہی ہوگا تو یہ غلط ہے کس واسطے کہ عدم شے خاص کا مثلاً زید کا ہر مذہب کے مواقف قدیم ہے یعنی زید کے مادہ کو ایک شکل خاص اور وہ ہیئت خاص اسی ہیئت سے پہلے کبھی موجود نہ تھی۔ لہٰذا اُس کو یعنی اُس کے عدم کو قدیم کہا جاوے گا۔ صورت یعنی روپ کے جو دو قسم کئے۔ ایک وہ جس کو شکل کہتے ہیں۔ اور ایک ماسوائے اِس کے معلوم ہوا کہ صورت غیر مادہ ہے۔

سوامی۔ سبھاوک (ذاتی) گُن روپ یعنی شے کے پیچھے کبھی نہیں ہونے اور جو پیچھے ہو اُسے سبھاؤ نہیں کہتے۔ جیسے اگنی کے پرمانوں کا سبھاوک اگنی اندری روپ یعنی آنکھ سے ما محسوس سبھاوک سب دن اُس کے ساتھ ہے۔ جب نمت کارن کے سنجوگ کرنے سے استھول کارج (بڑا) ہونے سے اُس کا اندریہ گراہیہ یعنی محسوس بحواس ظاہر ہوا۔ جیسے جل کے پرمانوں اکاش میں اُڑ کر ٹھہرتے ہیں اور جب تک بادل نہیں ہوتے تب تک نہیں دیکھ پڑتے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ وہ مادی نہیں ہے یا مادہ کے سبھاوک گن مثلاً جیسا لڑکے کا ہونا اور لڑکے کا نہیں ہونا۔ جیسا کارج میں یہ ہونا یا نہ ہونا گن ہے ایسا ہی کارن میں نہیں ہے۔ جو کارن اور کارن کے سبھاوک گن ہیں وہ انادی یعنی قدیم۔ کارج جو ہے اُس کا سنیوگ سے ہونا اور ویوگ سے پیچھے نہ رہنا وہ ایک تشکل یعنی صورت سنیوگ جن جو ہے وہ کارج کی صورت کہاتی ہے۔ اُس کا پرواہ یعنی دور تسلسل سے انادی پن ہے۔ سروپ سے نہیں۔ اور ایشور کے (جو کہ سروگیہ ہے اور اُس کا نمت کارن (یعنی بنانے والا ہے) گیان میں سدا ہے اور رہیگی۔ (آخر کے فقرہ کا جواب اوپر آگیا) +

مولوی۔ تقدم یعنی اول ہونا دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ذاتی اور ایک زمانی مقدم ذاتی جیسا پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ جیسا کہ حرکت ہاتھ کی اور چابی کی۔ اور ایسا ہی تقدم ذات کا اپنی صفات اصلیہ پر مثلاً تقدم ذات پانی کا اپنی برودت پر عقل سلیم مانتی ہے کہ برودت کا قیام پانی کے ساتھ ہے اس تقدم کو تقدیم ذاتی کہا جاوے گا۔ الغرض تقدم ذات کا اُن صفات پر جو اُس کے صفات ذاتی ہے۔ کیونکہ موصوف اپنے صفات پر بالضرور مقدم ہوتا ہے۔ اور شبہات تب وارد ہوں جب تقدم زمانی ہو اور صرف تقدم زمانی جیسا کہ باپ کا تقدم اپنے بیٹے پر اب ذات کا خالی ہونا اسے صفات اصلیہ سے لازم آتا ہے اگر زمانی متقدم ہو۔ الغرض مادہ کا تقدم اپنی صورت پر وہ تقدم ذاتی ہے۔ کیونکہ قابل مقدم ہونا چاہیئے مقبول پر۔

سوامی۔ درب اُس کو کہتے ہیں کہ جس میں گُن۔ کریا۔ سنیوگ۔ ویوگ ہونے کا سبھاو ہے۔ پرنتو جو درب پرکچھ یعنی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اُن کا یہ لکھنا ہے جو وبھو یا ویاپک درب ہیں وے سنیوگ ویوگ سبھاو سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور کسی ویاپک میں گُن ہی رہتے ہیں کریا نہیں۔ جیسے کہ پرمیشور اُس میں سنیوگ ویوگ ہوتا نہیں۔ پرنتو کریا اور گن ہیں اور آکاش۔ دشا کال۔ یہ ویاپک ہیں۔ پرنتو ان میں کریا نہیں گُن تو ہیں۔

مولوی۔ الغرض یہ جواب پہلے سوال سے کچھ نسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ اُن جواب کے درمیان ذاتی اور زمانی فرق نہیں کیا گیا صورت علمیہ کی نسبت عدم خاص زید یعنی اُس کے جسم معین پر جو ایک زمانہ تعین حادث ہوا تھا وہ اُس کے جسم کے وجود سے پہلے وہ عدم قدیم تھا۔ اور یہ جو خیال کیا گیا کہ وہ عدم تقدم اس جسم خاص کا نہیں ہے۔ اُس کی صورت علمیہ علم واجب میں موجود ہے یہ محض غلط ہے۔ کیونکہ خدا کے علم میں یہ جسم خاص موجود نہیں ہے جس کا طول تین ہاتھ کا ہے قدامت شے سے وجود شے کا نہیں لازم آتا۔ باقی رہا صورت علمیہ کا خیال تو خدا کا علم صورت علمیہ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ صورت علمیہ وہ ہوتی ہے جو حاصل ہوتی ہے عالم کو شے خارج سے۔ جب کہ ہیئت خاص اور شکل خاص کو قدیم نہیں مانا جاتا۔ تو اب خدا کے درمیان صورت علمیہ کہاں سے حاصل ہوئی۔ اگر قدیم تھا تو مواقف مذہب آپ کے مادہ قدیم تھا۔ اور جو چیز کہ ممکنات سے محسوس ہو۔ جیسے کہ آپ مادہ اور صورت کے قایل ہیں۔ کہ پہلے شکل عارض کے محسوس تھا۔ تو اُس کا علم کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ طریقہ علم ہونے کا یہی ہے کہ بذریعہ کسی حس کے حس مشترک اور قاسمہ مدرکہ میں اس کی شکل حاصل ہووے۔ اور اسی کو صورت علمیہ کہا جاتا ہے اور باقی رہا حال ذرات پانی کا تحلیل ہو کر بخارات جانا ہے۔ گو وہ اُس کو سمجھ نہیں ہے تو کسی نہ کسی حس کے ساتھ وہ مدرک ہے ہر صورت وہ اور صورت جو اُس قسم کی مانی گئی کہ مدرک بحواس نہیں ہے تو اس کا وجود بھی نہیں ہے۔ جب قدامت باطل ہوئی۔ باقی تناسخ کی کیا صورت ہے اگر یوں کہا جاتا ہے کہ علت ایک بدن کو چھوڑ کر دوسرے بدن سے متعلق ہونے کی اُس کے افعال ہیں۔ جو بدن اول میں حاصل کئے تھے تو یہ ظاہر ہے کہ افعال حرکت سے صادر ہوتے ہیں اور حرکت مطلق زمانہ پر ہے۔ اور زمانہ کا اول و آخر اور اوسط جمع نہیں رہ سکتا۔ تو علیٰ ہذا القیاس افعال جو بذریعہ زمانہ کے صادر ہوتے ہیں۔ وہ کبھی معدوم ہوتے۔ یا تعلق بدن ثانی سے کسی مرجح کی جانب سے نہ ہوگا۔ جب نسبت نفس اول کی نسبت اجسام سے مساوی ہے تو اب تعلق خاص سے ترجیح بلا مرجح لازم آوے گی۔ نیز اس تعلق سے نقصان بہت پیدا ہوں گے۔ کیونکہ پہلے کمالات جو بدن میں حاصل کئے تھے۔ وہ دور ہو گئے۔ اور دوسرا تعلق فرض کرو کہ اگر مثلاً گدھے سے یا کتے سے ہوا تو اُس بدن گئے اور گدھے میں وہ کمال نہیں حاصل کر سکتا۔ جو بدن انسان میں حاصل کر سکتا تھا۔ اب آپ کو لازم ہے اول طریقہ حاصل کرنے علوم کا معین کیجئے۔ بعد اُس کے پھر علت تعلق کی قایم کی جاوے۔ تو اُس پر پھر اعتراض کیا جاوے +

سوامی۔ دس اندریاں یعنی دس حواس سے مولوی صاحب کا وہاں درست نہیں چنانچہ جیو آتما یعنی روح کسی اندری سے نہیں دیکھا جاتا۔ مگر وجود اُس کا ہے جو مولوی صاحب نے کہا کہ انادی وستو باطل ہے۔ یہ کس نے کہا۔ کیا یہ آپ نے اپنے دل سے جوڑ لی ہے۔ کیونکہ جب میں لکھوا چکا کہ پرمیشور جگت کا کارن اور جیو یہ تین سناتن ہیں۔ اس سے قدامت ثابت ہے اور ابھاو سے بھاؤ کبھی نہیں ہوتا اور جو کوئی کہے اُس کا کہنا پرمان رہت ہے۔ جو گدھے کے بدن میں منش کا جیو جانے سے مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بڑا نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ سب کمائی کی ہوئی چلی جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب ایسا مانتے تو مولوی صاحب کو سونا کبھی نہ چاہیئے۔ کیونکہ نیند میں جاگرت کی کمائی سب بھول جاتی ہے۔ جو مولوی صاحب کہیں کہ پھر جاگنے سے وہ علم آجاتا ہے تو سنئے

گدھے کے شریر (جسم) میں پاپ کا پھل بھوگ کے جب پاپ پن برابر ہوگا تب پھر بھی منش کے شریر میں آجائے گا۔ اور پھر علم حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے کہ آدمی سو گئے جاگ کر۔ اس سے میں جانتا ہوں کہ مولوی صاحب کی تقریر اور میری بدھی مان لوگ آپ ہی دیکھ لیں گے۔ پرنتو میری سمجھ میں ایک جنم ان باتوں سے سدھ نہیں ہوتا۔ کنتو پنر جنم (تناسخ دوبارہ جنم لینا) سدھ (ثابت) ہے ٭

مباحثہ دوم۔ درمیان پادری جی ٹی اسکاٹ صاحب وسوامی دیانند جی کے بمقام کتب خانہ بریلی۔

واقعہ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۷۹ء

ثبوت آواگون منجانب سوامی دیانند جی سرسوتی۔

جیو۔ جیو کے سبھاوک گن کرم اور سبھاؤ انادی ہیں۔ اور پرمیشور کے نیائے کرنا آدی گن بھی انادی ہیں جو کوئی ایسا نہیں مانتا کہ جیو کے اور اُس کے گن آدی کی اُتپتی ہوتی ہے۔ اُس کو اس کا ناش (نانا) بھی اوشیہ ہوگا اور تس کے کارن آد کا بھی نتیجہ نہ ہوگا۔ کیونکہ کارن کے بنا کارج کی اُتپتی سروتھا اسمبھو ہے۔ جو جیو کے پاپ پن آدی کرم پرواہ سے انادی چلے آتے ہیں اُن کا ٹھیک ٹھیک پھل پہنچانا پرمیشور کا کام ہے۔ کیونکہ جیووں کا بنا استھول سوکشم اور کارن شریر کے رہنے کا بھوگنا اسمبھو ہے جب یہ بات ہوئی تب بار بار شریر کا دھارن کرنا بھی جیو کو اوشیہ ہے۔ کیونکہ کریہ مان کرم نئے نئے کرما جاتا ہے ان کا سنچت اور پراربدھ بھی نیا نیا ہوتا چلا جاتا ہے۔ جب اس سرشٹی میں ودیا کی آنکھ سے ستش دیکھیں تو سرشٹی نیم (قانون قدرت) اور پرتیکش آدی پرمانوں سے ٹھیک ٹھیک سدھ ہوتا ہے کہ دیکھو جو آج سو موا ہے وہی پھر بھی آتا ہے۔ ہمیشہ رات دن آدمی جنتے پھر پھر آتے ہیں۔ اور گیہوں کا بیج بونے سے پھر وہی گیہوں آتے ہیں

(دستخط دیانند سرسوتی)

اعتراض منجانب پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب۔

اس آواگون کے بارہ میں صرف حق کے واسطے جستجو کرنا چاہیئے۔ ہار جیت کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ تعلیم پرانی تو ہے لیکن دنیا میں سے مٹی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسی روحیں ہیں ہمیشہ جنم لیتی رہتی ہیں۔ کبھی انسان کے بدن میں کبھی بیل کے بدن میں۔ کبھی بندر کے کبھی کیڑے مکوڑہ کے بدن میں پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ایسی تعلیم ہے کہ تعلیم یافتہ قومیں اس کو چھوڑتی جاتی ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مان لیا۔ پھر چھوڑ دیا۔ ہمارے پرانے اسی طرح پر یونان اور روموں نے اور انگریزوں نے بھی چھوڑ دیا۔ ڈرووڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے یہی سکھلاتے تھے۔ اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے۔ لیکن روشنی کے پھیلنے اور تعلیم حاصل کرنے سے اس پرانی اور بے بنیاد تعلیم کو چھوڑ دیا سو ہمارا سوال پنڈت جی سے یہ ہے کہ آیا اس مسئلہ کے لئے کونسی دلیلیں ہیں جب کچھ خاص ثبوت دیا جاوے تو ہم اُن کے رد کے لئے اعتراض کریں گے۔ بالفعل میرے دو چار سوالات یہاں یہ ہیں۔

۱۔ آیا علاوہ ایشور کی روح کے اور ارواح اناد سے یعنی ازل سے ہیں یا نہیں۔

۲۔ اس جنم لینے سے کبھی فراغت ہوگی یا نہیں۔

۳۔ آپ کا یہ دعوے کہ کل تکلیف جو دنیا میں ہوتی ہے سزا کے واسطے ہے پنر جنم فقط سزا کے واسطے ہے یا اور کوئی سبب ہے۔

۴۔ یہ بھی ایک سوال ہے کہ آیا پرمیشور ہر وقت سگن ہے یا کبھی نرگن بھی ہوتا ہے۔

۵۔ جنم لینا اُسی کی خاص قدرت سے ہر دم ہوتا ہے یا کسی قدرت قانون سے ہوتا ہے۔ جیسے بیج کا اُگنا۔ پھل کا پکنا۔ پانی کا برسنا وغیرہ ۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔

تین پدارتھ انادی ہیں۔ ایک ایشور۔ ایک جیو۔ ایک جگت کا کارن اور سب جیو۔ جنم سے کبھی فراغت نہ ہوگی۔ پنر جنم فقط سزا جزا دونوں کے لئے ہے پرمیشور سگن اور نرگن ہمیشہ رہتا ہے۔ قدرتی قانون اُس کا یہ ہے کہ جیسا جس نے پاپ پن کیا۔ اس کو ایسا ہی اپنے ست نیائے سے پھل دیتا ہے اب پادری صاحب نے جو کہا تھا کہ پرانی تعلیم بھی پنر جنم کی ہمارے بیچ میں تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ سب ولایتوں میں پنر جنم مانا جاتا تھا اور یہ جو کہا کہ جو قوم سدھرتی جاتی ہے وہ پنر جنم کے مسئلہ کو چھوڑتی جاتی ہے اب اس میں یہ ایک سوال ہے کہ پرانی باتیں ہی بالکل جھوٹھ یا کچھ سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور نئی تعلیم سب سچی یا اس میں کچھ جھوٹھ بھی ہے جو پادری صاحب کہیں کہ پرانی ماننے کے لائق نہیں تو توریت۔ زبور۔ اور انجیل کی تعلیم آج ہی کی اپیکشا سے پرانی ہے یہ بھی نہ ماننی چاہیئے یہ کوئی بات ہوتی نہیں کہ پہلے مانتے تھے۔ اب نہیں مانتے۔ اس لئے سچی یا جھوٹھی ہے یا پہلے نہیں مانتے تھے اور اب مانتے ہیں اس لئے جھوٹھی یا سچی ہے۔ اب پادری صاحب نے کہا کہ کچھ ثبوت ہو تو ہم اس پر کچھ اعتراض کریں اس کے ثبوت کے لئے میں نے پرتھم لکھ دیا کہ جیو کے کرم آدی انادی اور ایشور کا نیائے آدی بھی انادی ہیں جو کرم کی بات نہ مانی جائے تو سرشٹی میں بدھ وان۔ نربدھی۔ دریدر اور راجہ اور کنگال کی اوستھا ایشور کس طرح سے کر سکے۔ کیونکہ اُس میں طرفداری آتی ہے۔ اور پکش پات سے اُس کا نیائے ہی نشٹ ہو جاتا ہے۔ جب کرم کے پھل ہیں تو پرمیشور برابر نیاکاری رہتا ہے۔ انیائی نہیں اور ایشور انیائے کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔

پنڈت جی کے کہنے سے تمام جیو یعنی ارواح ازل سے ہیں تو اس حساب سے ہماری اور اُس کی ازلیت میں کچھ فرق نہیں یعنے دونے ازل سے ہیں۔ ایک طرح سے دو پرمیشور ہوئے۔ میرا یہ اعتراض ہے کہ توریت اور زبور اور انجیل کے بالکل خلاف یہ ہے اور میں دریافت کرتا ہوں کہ کس تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ یعنے ہمارے روح ہمیشہ تک چکر اور حیرانی میں پھرتے رہیں گے کبھی بیل کے بدن میں۔ کبھی بندر کے بدن میں۔ کبھی کیڑے مکوڑہ کے بدن میں اور کبھی کسی اچھی دیہہ میں۔ ایسے ازلی دور میں زیادہ تسلی ہے۔ یا توریت، زبور، انجیل کی تعلیم میں کہ آخر کار جو لوگ نیکی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور نیک بنتے ہیں ایک ایسی آرامگاہ میں پہنچیں گے کہ پھر جنم لینا نہ ہوگا۔ نہ کسی طرح کی تکلیف ہوگی۔ غور کیجئے کہ کس کتاب کی تعلیم میں زیادہ تسلی ہے۔ علاوہ اس کے پرمیشور کس طرح نرگن اور سگن دونو ہو سکتا ہے کہ اس میں صفت بھی ہے اور وہ بلا صفت بھی ہے وہ کیا شے ہے کہ جس میں کوئی صفت نہیں ہے۔ کہئے اُس میں نیاری کی صفت نہیں تو نیا کیونکر کرے اور پنر جنم کے راہ سے لوگوں کو سزا کیونکر دیوے۔ ایسے بے بنیاد خیالات کے سبب سے تعلیم یافتہ قومیں اس مسئلہ کو چھوڑتی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پنر جنم سزا کے واسطے ہے تو اس میں کیا سزا ہوئی۔ مثلاً جب بندر جانا ہی

نہیں کہ میں نے کیا قصور کیا یا کوئی پادری صاحب یا پنڈت صاحب مثلاً گھوڑا کیڑا کے بدل میں پیدا ہوئے تو اُن کو سزا کیسے ہوئی وہ جانتے ہی نہیں کہ ہم نے کیا قصور کیا۔ آیا کبھی کسی کو یاد ہے کہ میں فلاں زمانہ میں بندر تھا یا میں کسی زمانہ میں گیدڑ تھا۔ اور جب کل دنیا میں کسی کو یاد نہیں ہے تو ایسے پھر جنم میں کسی کو کیا سزا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تکلیف کبھی کبھی سزا کے واسطے ہوتی ہے اور کبھی نہیں بھی۔

(دستخط ٹی۔ جی اسکاٹ)

سوامی دیانند سرسوتی جیو۔ دونوں انادی ہونے سے برابر نہیں ہوتے۔ کہ جب تک اُن کے سب گن برابر نہ ہوں پرمیشور اننت جیو سانت پرمیشور سروگیہ جیو الپگیہ۔ پرمیشور سدا پوتر اور مکت۔ تنہا جیو کبھی بدھ کبھی مکت اس لئے دونو برابر نہیں ہوسکتے۔

توریت۔ انجیل۔ زبور کے خلاف ہونے سے سچی بات جھوٹھ نہیں ہوسکتی کیونکہ توریت آدی میں بھی بھرم سے سچ کو جھوٹھ جھوٹھ کو سچ بہت جگہ لکھا ہے۔ سچی تو اُس کتاب کی بات ہوسکتی ہے کہ جس میں شروع سے اخیر تک ایک بھی جھوٹھ نہ ہو ایسی کتاب سوائے ویدوں کے بھوگول میں ایشور کرت کتاب کوئی بھی نہیں کیونکہ ایشور کے گن کرم سوبھاؤ کے انوکول وید ہی پستک ہے دوسری نہیں سوائے وید کے اپدیش کے کسی کتاب میں ٹھیک ٹھیک سب باتوں کا نتیجہ نہیں نظر آتا اس لئے سب سے اُتم ویدک تعلیم ہے۔ دوسرے کی نہیں۔

پرمیشور اپنے گنوں سے سگن ہے یعنی سروگیہ آدی گنوں سے اور کاس کے جڑتا آدی گن اور جیو کے اگیان۔ جنم۔ مرن۔ بھرم آدی گنوں سے رہت ہونے سے پرماتما نرگن ہے اس لئے یہ نتیجہ جاننا چاہئے کہ کوئی پدارتھ اس ریت سے سگنتا اور نرگنتا سے رہت نہیں۔

جب جیو کا پاپ زیادہ اور پن کم ہوتا ہے۔ تب بندر وغیرہ کا شریر لینا پڑتا ہے اور جب پاپ پن برابر ہوتے ہیں تب آدمی اور پن ادھک اور پاپ کم ہوتا ہے تب ددوان وغیرہ کے شریر پاتا ہے۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ سب پرانی تعلیم جھوٹی نہیں اور نہ سب نئی تعلیم سچی ہے۔ لیکن جب تعلیم یافتہ قومیں سوچتے سوچتے کسی بات کو باطل ٹھہرا دیں۔ تو قومی دلیل ہے کہ وہ باطل تو ہے اور ایک ہی دفعہ جنم لینے کے بارہ میں سوچ لیجئے کہ یہ نئی نہیں ہے یہ بہت پرانی ہے توریت وید سے نئی نہیں ہے اُس میں پنر جنم مطلق نہیں۔ توریت اور انجیل کے جھوٹھے ہونے کے بارہ میں اب مقدمہ نہیں ہے نہیں تو اس فضول دعوے کو رد کرتے کہ یہ جھوٹھی نہیں وید کے بارہ میں کچھ نہیں کہتا اُس کا بھی مقدمہ نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر غور کیجئے کہ تعلیم یافتہ قومیں توریت اور انجیل پر قائم رہتی ہیں۔ لیکن ہندو لوگ خود جو تعلیمیافتہ ہیں اور جس قدر تعلیمیافتہ ہیں اور جس قدر تعلیمیافتہ ہوتے جاتے ہیں وید کو چھوڑتے جاتے ہیں ضرورت ہو تو سو دلیلیں دے سکتا ہوں۔ اور یہ کہنا کہ کرم ازل سے ہیں اس لئے پنر جنم ہوتا ہے تو پرمیشور کو بھی پنر جنم لینا چاہئے اور اگر کوئی کہے کہ اُس کے کرم سب اچھے ہیں تو کیا مشکل ہے کہ اُس کے کرم و فضل سے ہم بھی ایسے پکے ہو جاویں کہ پھر بندر یا گیدڑ بننا نہ پڑے جیسے ہماری کتاب مقدس میں لکھا ہے ایک دفعہ انسان کے لئے مرنا ہے بعد اُس کے نیار۔ نرگن سگن کے بارہ میں سوامی جی کے ارتھ کو میں نہیں مانتا۔ نرگن کے معنے یہ نہیں ہیں کہ کچھ گن نہ ہو جب اُس میں گن نہیں ہے سگن تو اُس وقت جسم لینے کا بندوبست کون کرتا ہے اب پھر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سزا کے واسطے جنم لینا ہے تو یہ بھی چاہئے۔ سزا میں کہ سزا اٹھانے والا یاد کرے کہ مجھے سزا کیوں ملتی ہے۔ نہیں تو سزا عبث ہے میں پھر پوچھتا ہوں کہ کسی کو یاد کیوں نہیں رہتا کہ ہم بندر گیدڑ پچھلے جنم میں تھے۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ پہلے پرشن کے وشے میں اتر جیو الپگیہ ہے اس لئے پورب جنم کی بات کو یاد نہیں رکھ سکتا ہے۔ پادری صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ ایسی بات کیوں پوچھتے ہیں۔ کیونکہ اسی جسم میں جنم سے پانچ برس تک کی بات کیوں یاد نہیں رہتی اور سستوپتی ارتھات بہت نیند میں جب سو جاتا ہے۔ تب جاگرت کی بات ایک بھی یاد نہیں رہتی ہے اور کارج کارن کے انومان سے ارتھات کارج کو دیکھ کارن کا نشچے کر لینا سب ودوان لوگ مانتے ہیں۔ جب پاپ پن کا پھل سکھ دکھ نیچ اونچ جگت میں دیکھتا ہے تو کارن جو پورب جنم کا کرم ہے سو کیوں نہیں۔ پرانی نئی تعلیم درشٹانت کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ بالکل سچ نہیں۔ اور جن کو تعلیم یافتہ مانتے ہیں۔ اُن قوموں میں کوئی آدمی ارتھات فلاسفر بندر سے انسان کا جنم ہونا مانتا ہے۔ کیا یہ بالکل جھوٹھ ہے۔ یہ وید کی باتیں ہیں کہ بیدی کا بنانا کہ ابراہیم کو خدا نے کہا کہ اس سے میں خوش ہوتا ہوں۔ تم جگ کیا کرو۔ اتیادی وید کی بات بائبل میں موجود ہے اور عیسے نے بھی شاکھشی دی ہے کہ اُس کا لفظ بھی جھوٹھ نہیں ہے اس لئے اور دوسری دلیل دیتا ہوں کہ آج کل میکس مولر آدمی لیکچرار اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ رگ وید سے پہلے کی کتاب بھوگول میں کوئی نہیں اب میں سینکڑوں گواہی دے سکتا ہوں کہ میل ان انڈیا کے بنانے والے وغیرہ اور آج کل کے فلاسفر سینکڑوں کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ ہم بیبل اور انجیل کو نہیں مانتے۔ اور کرنیل الکاٹ وغیرہ نے بھی بیبل کی ہدایت کو بالکل چھوڑ دیا ہے۔ اور ہمارے آریہ لوگ ایل۔ اے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل ڈی وغیرہ لاکھوں لوگ بیبل کو نہیں مانتے اور تعلیمیافتہ ہیں۔ سو یہ نظیر پادری صاحب کی کافی نہیں۔ پرم ایشور کا پنر جنم نہیں ہوتا کیونکہ اننت اور سرب بیاپک ہے شریر میں نہیں آنے کا اور ست مکت ہے بدھن کا کام کبھی نہیں کرتا۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب پنڈت جی کا دعوے کہ بچہ کی مثال سے کہ وہ کسی بات کو یاد نہیں کرتا۔ جو لڑکپن میں ہوئی سو یہاں باطل ٹھہرتی ہے۔ کس واسطے کہ بچے کچھ تو یاد بھی کرتے ہیں اور یہ سوال لازم آتا ہے کہ جب ہماری ارواح ازل سے ہیں تو اب تک سمجھ میں چاہئے کہ کچھ بڑھ گئے ہوں تو اس جنم کی کوئی بات کیوں یاد نہیں رہتی۔ اس دلیل پر غور فرمائیے۔ ممکن معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم ازل سے چلے آتے ہیں اور جنم میں آکر سب بات بھول گئے۔ اور پھر جنم لینے کی سزا کا کچھ مطلب بھی نہ نکلا اور نیند کا جو ذکر ہوا سو جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند کی بات بھی یاد رہتی ہے۔ بعض آدمی نیند کے وقت بڑے خیالات نکالتے ہیں۔ یہاں پر ایک پختہ اعتراض کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس تعلیم سے دنیا میں گناہ کا بہت سہارا ہوتا ہے کیونکہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ جو چاہیں

سو کریں بھوگیں گے پھر کسی وقت میں اچھا جنم بھی ہوگا۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دور ہمیشہ رہے گا۔ کیا کریں ہم مانتے ہیں کہ جو تکلیف وغیرہ دنیا میں ہیں اُن کا کوئی سبب ضرور ہوگا۔ کبھی سزا کے واسطے کبھی نیکوں کو کہ اُن کو تعلیم طرح طرح کی ملی ہے۔

کہانی ہے کہ بادشاہ کا لڑکا تھا۔ پنڈت کے ہاں تعلیم کے لئے رکھا۔ پنڈت نے اُس کو سب طرح ہوشیار کیا پھر بادشاہ کے پاس لایا اور اُس سے کہا کہ فقط ایک ہی کام باقی ہے۔ اُس نے پوچھا کہ اُس نے کچھ قصور کیا۔ کہا کہ نہیں۔ کہا کہ مجھے چابک دینا اور خود سوار ہو کر لڑکے سے کہا کہ دوڑو اور اُس کو خوب مارتا گیا۔ پھر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیوں کیا۔ پنڈت نے کہا کہ اوروں کی ہمدردی کو سیکھے رحم دل ہو جائے۔ سو ممکن ہے کہ نیکوں کو بھی تکلیف ملے کسی اچھے مطلب کے واسطے کچھ ضرورت نہیں کہ پرانے جنم کے سبب سے۔ ڈارون صاحب آواگون نہیں مانتے صرف یہی کہتے ہیں کہ دنیا میں نسل بہ نسل نیچ جانور اونچ نسل میں ہو گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی جانور اب اور پیشتر بھی تھا۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ذکر ہوا۔ سو اُس کا دعوے سن لیجئے تو معلوم ہوگا کہ کیسے آدمی ہیں۔

(دستخط دیانند سرستی)

سوامی دیانند سرسوتی جی۔ لڑکے کی نظیر سے میرا یہ مطلب کہ وہ جو جو سکھ دکھ بھوگتا ہے اُس کی یادگیری اُس کو ایسے سے نہیں ہوتی۔ کہیں کسی کے کہنے سے ہوتی ہے اور جیو کا سبھاوک گن ایک سار تھا ہے لیکن نیمتک گن گھٹتے بڑھتے ہیں۔ اس لئے جیو ایک سا ہے۔ لیکن اس کے گیان کی سامگری پنچیات ملا پانچ برس کے بڑھتی جاتی ہے۔ اب پادری صاحب یا مجھ کو کوئی پوچھے کہ دس برس کے پہلے کسی سے ایک دن پھر بات چیت کی برابر اکثروں سے یاد ہے تو یہی کہنا پڑیگا کہ ٹھیک ٹھیک نہیں۔ جب سدا سے جو نہیں آتے تو کہاں سے ہوئے جیلخانہ کے قیدیوں کے گناہوں کو سب لوگ ٹھیک ٹھیک گن کے نہیں جانتے۔ لیکن انومان کرتے ہیں کہ کسی گناہ کے کرنے سے جیلخانہ میں پڑا ہے اس سے میں کبھی گناہ نہ کروں ورنہ میرا بھی یہی حال ہوگا۔ پادری صاحب میرے مطلب کو نہیں سمجھے وہ خواب کی بات نہیں ہے وہ سشوپتی کی ہے کہ جس نیند میں کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ اُس نیند میں ایک بھی خیال کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ جو سزا جنم نہیں مانتے اُن کی تعلیم سے دنیا میں پاپ بہت بڑھتے ہیں۔ کیونکہ آگے جنم ایسا ہی بس ہے۔ جو دل میں آوے سو کرتے رہو اور بے فائدہ دورہ سپرد ہوا یعنی آج مرا اور قیامت تک ویسا ہی حوالات میں پڑا رہا اور کچہری کا دروازہ بند اور خدا بیکار بیٹھا ہے۔ اور جو گیا دوزخ میں وہ وہاں کا ہی ہوا۔ اور جنت میں گیا وہ وہاں ہی کا ہوا۔ کرم تو حد والے کئے جاتے ہیں اور اُس کا نتیجہ بے حد ملتا ہے۔ افسوس یہ بہت انیائے آتا ہے اور امیدواری کی خوشی کے بغیر آدمی درست نہیں ہو سکتے۔ کیول رنج سے تکلیف کا کونسا سبب ہے اور جو نصیحت کے واسطے تکلیف ملتی ہے وہ سدھار کے لئے ہے لیکن اُس کا پھل دو یا آدھین۔ اور پادری صاحب نے کہا تھا کہ ایک مکان میں ہمیشہ سکھ بھوگیں گے وہ مکان کونسا ہے اور کہاں۔

(دستخط دیانند سرسوتی)

پادری اسکاٹ صاحب۔ کرنیل الکاٹ صاحب کا ایک کاغذ میرے پاس موجود ہے کہ جس میں عیسائیوں اور پادریوں کی اور دین عیسوی کے بارہ میں ایسی فضول اور سخت کلامی ہے کہ میں کبھی بازاری بدمعاش کے حق میں نہ کہتا۔ کہتے ہیں کہ یہ سخت دل بے رحم ہیں۔ دنیا میں یہ ساری خرابی کا بانی اور یہ دین عیسوی کی بُرائی کی جڑ ہے"۔ علاوہ اُس کے اور طرح کی بھی سخت کلامی ہے غور کیجئے کہ اس شخص کا دل اور عقل کیسی ہوگی۔ خود غور کیجئے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وید توریت سے پرانا ہے اس واسطے کہ توریت میں قربانی کا ذکر ہے ہم دعوے کر سکتے ہیں کہ اول اُس میں ہوا۔ وید والوں نے توریت سے لے لیا۔ دونوں بات کا دونوں میں ذکر ہے۔ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کس میں اول ہوا۔

اور یہ کہنا کہ بعض صفتیں قائم ہیں اور بعض نہیں ہیں اسلئے جنم کی نہیں یاد نہیں رہتی۔ بعض صفت تو قائم رہتی ہے اور چاہئے یہ بھی کہ کوئی بات یاد ہو پہلے جنم کی اگر ہماری اوسپٹ جی کی گفتگو دس برس ہوئے کہیں ہوئی ہو لیکن بات تو ضرور یاد رہتی ہیں۔ نیند کی مثال تو درست نہیں۔ کیونکہ اگر کبھی نیند میں بات یاد نہیں رہتی ہے تب بھی اکثر بات یاد رہتی ہے۔ سو پرانے جنم کی کوئی بات کہیں یاد نہیں رہتی ہے۔ جیلخانہ کی مثال ہے سو وہ بھی پوری نہیں۔ کیونکہ سزا کا فقط ایک مطلب اس میں ظاہر ہوا۔ سزا میں دو مطلب ہیں ایک تو سزا یافتہ کے سدھارنے کے واسطے دوسرا مطلب دیکھنے والوں کو نصیحت لیکن پنر جنم میں صرف دیکھنے والوں کو نصیحت ہے۔ یہ نہیں کہ اُس شخص کو سزا کا حال معلوم ہو کہ یہ سزا مجھے کیوں ملی۔ رہا یہ سوال کہ روحیں کہاں سے آئی ہیں تعلیمیافتہ قوموں میں آج کل یہ دعوے ہے کہ جیسا بیج سے بیج درخت سے درخت پیدا ہوتا ہے اور کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ درخت پیشتر ہوا اس طرح روح سے روح۔ بدن سے بدن پیدا ہوتا ہے تاہم یہ بات عقل سے بعید ہے کہ خاص کر بدن کس طرح پیدا ہوتا ہے اور روح کس طرح پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں کہ یہ روح جو اب موجود ہے سو پیشتر کسی بدن میں تھی۔ ابھی پیدا ہوئی اور جب یہاں سے جاوے اس کا نیا ٹھیک ٹھیک کرم اوپر ہوا تو پرمیشور دیائی نہیں اس سے بھی پرمیشر کا نیائے ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ہمیشہ روح کہاں رہتی ہے ہم دعوے نہیں کرتے ہیں کہ ہم عالم الغیب میں سکھ کی جگہ بتلا دیں کہ وہ کہاں ہے سرو شکتیمان خدا روح کو جگہ سکھ کی دے سکتا ہے۔ ہمارا جاننا نہ جاننا کیا ہوا۔

(دستخط اسکاٹ صاحب)

سوامی دیانند سرسوتی۔ جو کرنیل الکاٹ صاحب کے بارہ میں پادری صاحب نے کہا کہ وہ اچھا پرش نہیں یہ تو میں ٹھیک ٹھیک نہیں مان سکتا کیونکہ جس سے برودھ ہوتا ہے وہ دونوں پرسپر کے دشمن میں الٹا سو وہا کہتے ہیں سو وید توریت سے بہت پرانا ہے۔ کیونکہ جس کی بات پوری سے ادھوری دوسرے میں لکھی ہو وہ اُس سے پہلے ہوتا ہے۔ لڑکپن میں نیمتک گیان کم ہوتا ہے اور سبھاوک برابر سب وقت رہتا ہے اس بات کو پادری صاحب ٹھیک ٹھیک نہیں سمجھتے جو کہ آگ کے سنیوگ سے جل میں گرمی آتی ہے وہ نیمتک اور جو آگ میں گرمی ہے سو سوبھاوک ہے جو جو جیو کے سبھاوک گن ہیں وہ کم و بیش نہیں ہوتے۔ کسو نیمتک کم و بیش ہوتے ہیں اور جو پادری صاحب نے کہا کہ جیلخانہ کے قیدیوں کو دیکھ کر دیکھنے والوں کو خوف ہوتا ہے کہ میں ایسا کرم نہ کروں لیکن جس کو سزا پنر جنم کے کرم سے ملتی ہے اُسکو یاد ہی نہیں جیسے دانا لوگ کارج سے کارن کو مانتے ہیں کیا وہ جانیگا ایک حکیم کو تپ آیا اور ایک جاہل کو دیا۔ طبیب علم سے اُس کا کارن جان لیا کہ فلاں سبب سے مجھ کو بخار ہے لیکن اُس گنوار نے نہیں جانا پرنتو دونوں کی تکلیف دونوں کے علم میں۔ مگر گنوار یہ جانتا ہے کہ کسی بدپرہیزی سے مجھ کو بخار آیا ہے۔ اسلئے اُسکی سزا سے سدھار کا پھل پراپت ہوتا ہے کہ جو میں بُرا کام کرونگا تو بُرا پھل ملیگا

کہ اُس کو ہے وہ مجھ کو ملیگا۔ جب جو سے جیو اور لتریر سے ستر پیدا ہوتے ہیں تو آپ کا بنانے والا پرمیشور نہیں۔ اس لئے آپکا قول ٹھیک نہیں رہا اور پرتھم پرتھم آپ کے قول کے مواقع جو جو جیو ہوئے وے کن کن جیوؤں اور شریروں سے ہوتے۔ جو کہیں کہ پرمیشور سے تو پرمیشور بھی آدمی گھوڑے اور درخت اور پتھر کے موافق ہوا۔ کیونکہ جس کا کارج جیسا ہوتا ہے اُس کا کارن ویسا ہی ہوتا ہے اور درمیان میں دودھ پیتر دکرنا ہت دن تک کہ جو سرا سے بھی بھاری ہے پھر اس کو سرگ یا نرگ کن کرموں سے مل سکتا ہے۔ کوئی بھی نہیں۔ جب آپ سرو گیہ نہیں تو کیوں دعوے کرتے ہیں کہ پنر جنم نہیں اس سے آپ کا ایک جنم سدھ نہیں ہوتا۔ اور پنر جنم سدھ ہو گیا۔ (دستخط دیا نند سرسوتی جیو)

تیسرا مباحثہ۔ بمقام چاندا پور ضلع شاہجہانپور

بتاریخ ۲ مارچ سنہ ۱۸۷۷ء

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب معہ دو پادری صاحبوں کے ۲ مارچ ۱۸۷۷ء کی شب کو سوامی جی کے ڈیرہ پر تشریف لائے۔ سوامی صاحب (سائبان) کے نیچے کرسئیں بچھوا کر بڑی خاطر داری سے پادری صاحبوں کو بٹھلایا اور آپ بھی بیٹھ گئے پھر آپس میں بات چیت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ مسئلہ تناسخ یعنے آواگون کی نسبت پادری صاحبان نے پوچھا کہ آواگون سچا ہے یا جھوٹھا۔ اور اس کا کیا ثبوت ہے؟

سوامی جی نے فرمایا آواگون سچا ہے اور جو جیسے کرم کرتا ہے ویسا ہی شریر پاتا ہے اگر عمدہ کرم کرتا ہے تو آدمی کا جسم پاتا ہے اور خراب کرم کرنے سے جانور وغیرہ کا جسم ہوتا ہے اور جو سب اچھے کرم کرتا ہے تو وہ دیو یعنی ودوان (ودوان) ہوتا ہے دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تب اسی وقت اپنی ماں کا دودھ پینے لگتا ہے سبب یہ ہے کہ اس کو پہلے جنم کا ابھیاس بنا رہتا ہے یہ بھی ایک ثبوت تناسخ کا ہے۔ نیک بخت اور بد بخت اور قسم قسم کے درجہ (مرتبہ) اور سکھ دکھ دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جیو انادی ہے کہ جس کا آدا (ابتدا) نہیں اور جس جون سے جیو جنم لیتا ہے اُس جون کا کسی قدر سبھاؤ یعنی عادت وغیرہ بھی بنی رہتی ہے۔ اسی سبب سے انسان وغیرہ مختلف طبیعتوں اور عادتوں وغیرہ کے ہوتے ہیں یہ بھی ایک ثبوت آواگون کا ہے اور اور بہت سے ثبوت آواگون کے ہیں۔ لیکن ایک بار ہی روح کا پیدا ہونا اور پھر کبھی نہ پیدا ہونا اس کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ جو جس نے جہان کیا اُس کے برخلاف ہونا چاہیئے سو ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ اور پھر یہ بات کہ مرا اور حوالات ہو گئے یعنے جب قیامت ہوگی تب اُس کا حساب کتاب ہوگا۔ جب تک بیچارہ حوالات میں رہا ایسی بیوستھا ماننا اچھا نہیں۔ بعد ازاں پادری صاحب تشریف لے گئے۔ (دیکھو صفحہ ۴۳ و ۴۴ مباحثہ مذکور اردو مطبوعہ لاہور)

منقول از ستیارتھ پرکاش

پرشن۔ جنم ایک ہے وا انیک۔

اتر۔ انیک۔

پرشن۔ جو انیک ہوں تو پہلے جنم اور موت کی باتوں کا "سمرن" یاد کیوں نہیں؟

اتر۔ جیو الپگیہ ہے ترکال درشی نہیں اسلئے سمرن نہیں رہتا۔ اور جس من سے دھیان کرتا ہے وہ بھی ایک سمے میں دو گیان نہیں کر سکتا۔ بھلا پورب جنم کی بات تو اور رہنے دیجئے اسی دیہہ میں جب گربھ میں جیو تھا شریر بنا پسچات جنما۔ پانچویں برس سے پہلے تک جو جو باتیں ہوئی ہیں اُن کا سمرن کیوں نہیں کر سکتا؟ اور جاگرت و سوپن میں بہت سا بیوہار پرتکش میں کر کے جب سو شوپت ارتھات گاڑھ ندرا ہوتی ہے تب جاگرت آدمی بیوہار کا سمرن کیوں نہیں کر سکتا؟ اور تم سے کوئی پوچھے کہ بارہ برس کے بعد تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ پر تم نے کیا کیا تھا تمہارا مکھ ہاتھ کان نیتر شریر کس کس پرکار کا تھا؟ اور من میں کیا وچار تھا؟ جب اسی شریر میں ایسا ہے تو پورب جنم کی باتوں کے سمرن میں اعتراض کرنا بالکل لڑکپن کی بات ہے اور جو سمرن نہیں ہوتا ہے اسی سے جیو سکھی ہے نہیں تو سب جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ دکھت ہو کر مر جاتا۔ جو کوئی پورب اور پیچھے جنم کے ورتمان کو جاننا چاہے تو بھی نہیں جان سکتا۔ کیونکہ جیو کا گیان اور سروپ الپ ہے یہ بات ایشور کے جاننے یوگیہ ہے جیو کے نہیں۔

پرشن۔ جب جیو کو پورب جنم کا گیان نہیں اور ایشور اس کو ڈنڈ (سزا) دیتا ہے تو جیو کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب اُس کا گیان ہو کہ ہم نے فلاں کام کیا تھا۔ اسی کا یہ پھل ہے۔ تبھی وے پاپ کرموں سے بچ سکیں؟

اتر۔ تم گیان کتنے پرکار کا مانتے ہو؟

پرشن۔ پرتیکش آدی پرمانوں سے آٹھ پرکار کا۔

اتر۔ تو پھر تم جنم سے لیکر سمے سمے میں راج۔ دھن۔ بدھ۔ ودیا۔ دلدر۔ نربدھ۔ مورکھتا آدی سب دکھ سنسار میں دیکھکر پورب جنم کا گیان کیوں نہیں کرتے۔ جیسے ایک حکیم اور ایک مورکھ کو کوئی روگ ہو اس کا ندان (علت یا سبب) یعنی کارن حکیم جان لیتا ہے۔ اور مورکھ نہیں جان سکتا۔ اُس نے علم حکمت کو پڑھا ہے۔ اور دوسرے نے نہیں۔ لیکن بخار وغیرہ مرض کے ہونے سے مورکھ بھی اتنا جان سکتا ہے کہ مجھ سے کچھ بد پرہیزی ہو گئی (کوپتھ ہو گیا) جس سے مجھے یہ روگ ہوا ویسے ہی جگت میں وچتر (عجیب) سکھ دکھ آدی کی گھٹتی بڑھتی دیکھ کے پورب جنم کا انومان کیوں نہیں جان لیتے؟ اور جو پورب جنم کو نہ مانوگے تو پرمیشور پکشپاتی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بنا پاپ کے دلدر آدی دکھ اور بنا پورب سنچت (پہلے جنم) اپن نیکیوں کے راج دھناڈھتا اور نربدھتا اُس کو کیوں دی؟ اور پورب جنم کے پاپ پن کے انوسار دکھ سکھ کے دینے سے پرمیشور نیاکاری یتھاوت رہتا ہے۔

پرشن۔ ایک جنم ہونے سے بھی پرمیشور نیاکاری ہو سکتا ہے جیسے سروپری راجا (شہنشاہ) جو کرے سو عدل۔ جیسے مالی اپنے اُپ بن (باغیچہ) میں چھوٹے اور بڑے برکھش لگاتا کسی کو کاٹتا کسی کو لگاتا اور کسی کو رکھیا کرتا بڑھاتا ہے جس کی جو وستو ہے اُس کو وہ چاہے جیسے رکھے اُس کے اوپر کوئی بھی دوسرا نیاؤ کرنے والا نہیں جو اُس کو ڈنڈ دے سکے یا ایشور کسی سے ڈرے۔

اتر۔ پرماتما چونکہ نیا (عدل) چاہتا۔ کرتا۔ انیائے (ظلم) کبھی نہیں کرتا اس لئے وہ پوجنے یوگیہ اور بڑا ہے جو نیائے یعنی انصاف کے برخلاف کرے وہ ایشور ہی نہیں جیسے مالی یکتی کے بنا مارگ (راستہ) وستھان میں برکھش لگانے نہ کٹانے یوگ کو کاٹنے۔ ایوگ کو بڑھانے۔ یوگ کو نہ بڑھانے سے دوکھت ہوتا ہے اسی پرکار بنا کارن کے کرنے سے ایشور کو دوش لگے پرمیشور کو اوپر نیائے یکت کام کرنا اوشیہ ہے۔ کیونکہ وہ سوبھاو سے پوتر اور نیاکاری (عادل) ہے۔ جو انمت (دیوانگی) کی طرح کام کرے تو جگت کے سریشٹ نیائے آدھیش سے بھی کم اور بے عزت ہووے کیا اس جگت میں بنا یوگتا کے اُتم کام کئے پرتشٹھا اور دشٹ کام کئے بنا ڈنڈ (سزا) دینے والا نندنیہ (مطعون) اور بے سروپ نہیں ہوتا اس لئے ایشور ظلم نہیں کرتا۔ اسی لئے کسی سے نہیں ڈرتا۔ **پرشن۔** پرماتمانے پرتھم ہی سے جس کے لئے جتنا دینا

وچارا ہے اتنا دیتا۔ اور جتنا کام کرتا ہے اتنا کرتا ہے۔ **اُتر**۔ سال کا وچار جیووں کے کرم انوسار ہوتا ہے برخلاف نہیں۔ جو الٹا ہو تو وہی ایراد ہی انیاکاری ہووے۔

پرشن۔ بڑے چھوٹوں کو ایک سا ہی دُکھ سُکھ ہے بڑوں کو بڑی چنتا اور چھوٹوں کو چھوٹی۔ جیسے کسی ساہوکار کا مقدمہ دراج گھر میں لاکھ روپیہ کا ہو تو وہ اپنے گھر سے پالکی میں بیٹھ کر کچہری میں گرمی کے موسم میں جاتا ہو۔ بازار میں ہو کر اُسے جاتا دیکھ کر اگیانی لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو پن پاپ کا پھل ایک پالکی میں آنند پوروک میٹھا ہے اور دوسرے بنا جوتی پہنے اوپر نیچے سے چلتے ہوئے پالکی کو اُٹھا کر لیجاتے ہیں۔ پرنتو بدھی مان لوگ اس میں یہ جانتے ہیں کہ جیسے جیسے کچہری نزدیک آتی جاتی ہے ویسے ویسے ساہوکار کو بڑا شوک اور سندیہہ بڑھتا جاتا ہے اور کہاروں کو آنند ہوتا جاتا ہے جب کچہری میں پہنچتے ہیں۔ تب سیٹھ جی ادھر ادھر جانے کا وچار کرتے ہیں کہ وکیل کے پاس جاؤں و سرشتہ دار کے پاس۔ آج ہارونگا یا جیتونگا۔ جانے کیا ہوگا اور کہار لوگ تمباکو پیتے پرسپر باتیں کرتے ہوئے پرسن ہو کر آنند میں سو جاتے ہیں۔ جو وہ جیت جائے تو کچھ سکھ اور ہار جائے تو سیٹھ جی دُکھ ساگر میں ڈوب جائیں اور وے کہار جیسے کے ویسے رہتے ہیں۔ اسی پرکار جب راجا سندر کومل بچھونے میں سوتا ہے تو بھی جلدی نیند نہیں آتی اور مزدور کنکر پتھر اور مٹی اونچے نیچے ستھل پر سوتا ہے اُس کو جھٹ ہی نیند آتی ہے ایسے سروتر سمجھو۔

اُتر۔ یہ سمجھ اگیانیوں کی ہے کیا کسی ساہوکار سے کہیں کہ تو کہار بن جا اور کہار سے کہیں کہ تو ساہوکار بن جا۔ تو ساہوکار کبھی کہار بنتا نہیں اور کہار ساہوکار بننا چاہتا ہے۔ جو سکھ دُکھ برابر ہوتا تو اپنی اپنی اوستھا چھوڑ کر نیچ سے اونچ بننا چاہتے۔ دیکھو ایک جیو ودوان (عالم) پن آتما (کریم النفس) شریمان راجا کی رانی کے گربھ میں آتا۔ اور دوسرا مہا دلدر گھسیاری کے گربھ میں آتا ہے ایک کو گربھ سے لیکر سرب تھا (ہر طرح) سکھ اور دوسرے کو سرب پرکار دُکھ ملتا ہے۔

ایک جب جنمتا ہے تب سندر سوگندھ یکت جل آدی سے سنان یکتی سے ناڑے چھیدن دُگدھ پان آدی یتھا یوگیہ پراپت ہوتے ہیں جب وہ دودھ پینا چاہتا ہے تو اُس کے ساتھ مصری آدی ملا کر مرضی کے مطابق ملتا ہے اُس کو پرسن رکھنے کے لئے نوکر چاکر کھلونا سواری اوتم ستھانوں میں لاڈ سے آسد ہوتا ہے دوسرے کا جنم جنگل میں ہوتا ہے۔ سنان کے لئے جل بھی نہیں ملتا جب دودھ پینا چاہتا تب دودھ کے بدلے میں گھونسا۔ تھپڑ آدی سے پیٹا جاتا ہے۔ نہایت عاجزانہ و بیکسانہ آواز سے روتا ہے۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا۔ ایسے ہی جیووں کو سا پن پاپ کے سکھ دکھ ہونے سے پرمیشور پر دوش آتا ہے۔

دوسرا۔ اگر بنا کئے کرموں کے سُکھ دُکھ ملتے ہیں تو آگے نرگ سورگ بھی نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسے پرمیشور نے اس جگہ بنا کرموں کے سکھ دکھ دیا ہے۔ ویسے ہی مرے پیچھے بھی جس کو چاہے گا اُس کو سورگ میں اور جس کو چاہے گا نرک میں بھیج دیگا۔ پھر جب جیو ادھرم یکت ہو جاویں گے دھرم کیوں کریں۔

کیونکہ دھرم کا پھل ملنے میں سندیہ ہے پرمیشور کے ہاتھ ہے جیسی اُس کی مرضی ہوگی ویسا کریگا تو پاپ کرموں میں بھی (حیف) ہو کر سنسار میں پاپ کی ترقی دھرم کی کمی یا معدومیت ہو جاویگی اس لئے پہلے جنم کے کئے ہوئے پن پاپ کے انوسار موجودہ جنم اور موجودہ اور پہلے کرموں انوسار آئیندہ جنم ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش (آدمی) اور دیگر پشو آدی (حیوانوں وغیرہ) کے جسم میں جیو ایک سا ہے یا جُدا جُدا قسم کے؟

اُتر۔ جیو ایک ہی طرح کے ہیں۔ الا پاپ پن کے یوگ سے ملین اور پوتر ہوتے ہیں۔

پرشن۔ منش کا جیو پشو آدی (حیوان۔ چرند۔ پرند۔ حشرات الارض۔ مچھلی) میں اور پشو آدی کا منش کے شریر میں اور استری کا پرش کے اور پرش کا استری کے شریر میں آتا جاتا ہے یا نہیں۔

اُتر۔ ہاں جاتا آتا ہے کیونکہ جب پاپ بڑھ جاتا ہے اور پن کم ہو جاتا ہے تب منش کا جیو پشو آدی نیچ شریر میں اور جب دھرم ادھک تھا ادھرم نیون ہوتا ہے تب دیو یعنی ودوانوں کا شریر ملتا ہے اور جب پن پاپ برابر ہوتا ہے تب سادھارن (معمولی) انسانی جنم ملتا ہے اس میں بھی پن پاپ کے اعلیٰ۔ اوسط۔ ادنیٰ ہونے سے انسانوں وغیرہ میں اعلیٰ۔ درمیانہ۔ ادنیٰ استری وغیرہ سامگری والے ہوتے ہیں اور جب زیادہ پاپ کا پھل پشو آدی کے شریر میں بھوگ لیا تب پھر پاپ پن کے برابر رہنے سے منش کے شریر میں آتا ہے جب شریر سے نکلتا ہے اُس کا نام موت اور شریر کے ساتھ ملاپ ہونیکا نام جنم ہے۔ جب شریر چھوڑتا ہے تب یم آلہ یعنی آکاش استھ وایو میں رہتا ہے کیونکہ یمین وایو نہ وید میں لکھا ہے کہ یم نام وایو کا ہے۔ گرڑ پران کا فرضی یم نہیں پھر دھرم راج یعنی پرمیشور اُس جیو کے پاپ پن انوسار جنم دیتا ہے وہ وایو ان۔ جل یا شریر کے چھدر کر داستہ دوسرے کے شریر میں ایشور کے حکم (پریرنا) سے داخل ہوتا ہے اور داخل کر با قاعدہ ویریہ حمل میں استھت ہو کر شریر دھارن کر باہر آتا ہے جو استری کے شریر دھارن کرنے یوگ کرم ہوں تو استری اور پرش کے شریر دھارن کرنے یوگ کرم ہوں تو منش کے شریر میں پرویش کرتا ہے اور نپنسک گربھ کی ستھتی سمے استری پرش کے شریر میں سمبندھ کرکے رج ویریہ کے برابر ہونے سے ہوتا ہے۔ اسی پرکار نانا پرکار کے جنم مرن میں تب تک جیو پڑا رہتا ہے کہ جب تک اوتم کرم اپاسنا۔ گیان کر کے مکتی کو نہیں پاتا کیونکہ اوتم کرم آدی کرنے سے منشوں میں اُتم جنم اور مکتی میں مہا کلپ پرینت جنم مرن دُکھوں سے رہت ہو کر آنند میں رہتا ہے۔

پرشن۔ مکتی ایک جنم میں ہوتی ہے۔ یا ایک جنموں میں۔

اُتر۔ انیک جنموں میں کیونکہ منڈک اُپنشد میں لکھا ہے۔

بھدیتے ہردے گرنتھی چھدیتے سرو سنشیا
کشی ینتے چاسیہ کرمانڑن تسمین درشٹے پراورے (۸-۲-۲)

ترجمہ۔ جب اس جیو کے ہردے کی اودیا۔ اگیان کی عقد (گانٹھ) کٹ جاتی سب شنکہ (بھرم) چھن بھن یعنی قطعی دور ہوتے اور بُرے کرم کشے ہو جاتے ہیں تب اس پرماتما میں (جو اس روح کو ہمیشہ اندر اور باہر محیط ہو رہا ہے یعنی ویاپک ہے) نواس کرتا ہے۔

پرشن۔ مکتی میں جیو پرمیشور میں ملجاتا ہے یا جُدا رہتا ہے۔

اُتر۔ جدا رہتا ہے کیونکہ اگر ملجائے تو مکتی کا سُکھ کون بھوگے اور مکتی کے جتنے سادھن ہیں وے سب نشپھل ہو جائیں وہ مکت تو نہیں کنتو جیو کا پرلے جاننا چاہئے جو جیو پرمیشور کی آگیا پالن اتم کرم ست سنگ یوگ ابھیاس وغیرہ سب سادھن کرتا ہے وہی مکتی کو پاتا ہے۔

ستیم گیانم اننتم برہم یو وید نہتم گوہا پرمے ویومن
سواشنتے سروان کامان سہ برہمنا وپسچتے
(تیتریہ آنند ولی۔ انوواک ۱)

ترجمہ۔ جو جیو آتما اپنی بدھی اور آتما میں استھت ست گیان اور اننت آنند سروپ پرماتما کو جانتا ہے وہ اُس ویاپک برہم میں استھت ہو کے اُس انت ودیا یکت

برہم کے ساتھ سب کاموں کو پراپت ہوتا ہے۔ ارتھات جس جس آنند کی کامنا کرتا ہے اُس اُس آنند کو پراپت ہوتا ہے یہی مکتی کہاتی ہے۔

پرشن: جیسے شریر کے بنا سنسارک سکھ نہیں بھوگ سکتا ویسے مکتی میں بنا شریر کیسے بھوگ سکیگا؟

اُتر: اس کا جواب مفصل ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ مگر علاوہ برکل کچھ خلاصاً یہاں بھی لکھتے ہیں۔ جیسے سنسارک سکھ شریر کے آدہار سے بھوگتا ہے ویسے پرمیشور کے آدہار مکتی کے آنند کو جیوآتما بھوگتا ہے وہ مکت جیو آنند دیاپک برہم میں حسب مرضی سوچھند گھومتا شدہ گیان سے سب سرشٹی کو دیکھتا اور مکتوں کے ساتھ ملتا ہے سرشٹی ودیا کو باقاعدہ دیکھتا ہوا سب لوک لوکانتروں میں (ارتھات جسے یہ کرتے دیکھتے ہیں اور جو نہیں بھی دیکھتے) اُن سب میں گھومتا ہے وہ سب پدارتھوں کو جو اُس کے گیان کے آگے ہیں دیکھتا ہے جتنا گیان ادہک ہوتا ہے اُس کو اتنا ہی آنند ادہک ہوتا ہے۔ مکتی میں جیوآتما نرمل ہونے سے پورن گیانی ہو کر اُس کو سب چیزوں کا گیان (علم) یتھارتھ ہوتا ہے یہی (افضل راحت) یعنی سکھ وشیش یا راحت کامل ہے۔ اسی کا نام سورگ ہے اور وشے ترشنا میں پھنس کر دکھ وشیش بھوگ کرنا نرک کہاتا ہے۔

سورگ لفظ اس طرح ویاکرن کی ریتی سے بنتا ہے (یعنی) سُوا سکھ کا نام ہے۔

سوا ہسو کھیم گچہتی لیسمن سے سورگا
اتو ورپریتو دکھ بھوگو نرک اتی

جو دنیاوی سکھ ہیں اُن کا بھوگنا معمولی سورگ ہے اور جو پرمیشور کی پراپتی سے آنند ہے وہ سب سے اعلےٰ و افضل ہونے سے وشیش سورگ کہاتا ہے سب جیو عادتاً سکھ پراپتی کی اچھا اور دکھ کا ویوگ ہونا چاہتے ہیں لیکن جب تک دہرم نہیں کرتے اور پاپ نہیں چھوڑتے۔ تب تک اُن کو سکھ کا ملنا اور دکھ کا چھوٹنا نہ ہوگا۔ جس کا کارن ارتھات مول ہوتا ہے وہ نشٹ کبھی نہیں ہوتا جیسے

چھنے مولے برکشو نشیتی تتھا پاپے کہشیڑیں دوکھم نشیتی

جسطرح مول کٹ جانے سے برکش نشٹ ہوتا ہے ویسے ہی پاپ کو چھوڑنے سے دکھ نشٹ ہوتا ہے (ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم صفحہ ۲۴۶ سے ۲۵۱ تک سمولاس ۹ ۸۴ء پریاگ)

منقول از وید بھاشیہ بھومکا

پرشن: ایک مستی ایسا پرشن کرتے ہیں کہ جو پورب جنم ہوتا ہے تو ہم کو اُس کا گیان اس جنم میں کیوں نہیں ہوتا۔

اُتر: عقل کی آنکھ کھول کر دیکھو کہ جب اسی جنم میں جو جو سکھ دکھ تم نے بال اوستھا میں یعنی جنم سے پانچ برس تک بھوگے ہیں۔ اُن کا گیان نہیں رہتا۔ اتھوا جو کہ روز نیتہ پاٹھن (درس تدریس) اور ویوہار کرتے ہیں اُن میں سے کتنی ہی باتیں بھول جاتے ہیں تتھا نندرا (یعنی خواب) میں بھی یہی حال ہو جاتا ہے کہ اب کے کئے ہوئے کا بھی گیان نہیں رہتا جب اس جنم کے ویوہاروں کو اسی شریر میں بھول جاتے ہیں تو پورب شریر (جسم سابقہ) کے ویوہاروں کا کب گیان رہ سکتا ہے۔

پرشن: جب ہم کو پورب جنم کے پاپ پن کا گیان نہیں ہوتا اور ایشور ان کا پھل سکھ دکھ دیتا ہے۔ اس سے ایشور کا نیائے (عدل) واجیوں کا سدہار کبھی نہیں ہو سکتا۔

اُتر: گیان دو پرکار کا ہوتا ہے ایک پرتیکش۔ دوسرا انومان آدی سے۔ جیسے ایک وید (حکیم) اور دوسرا اوید (حکمت سے محروم) ان دونوں کو جور (بخار) آنے سے وید تو اسکا پہلا ندان جان لیتا ہے اور دوسرا نہیں جان سکتا لیکن اُس پہلی بدپرہیزی کا نتیجہ جو بخار ہے وہ دونوں کو پرتیکش ہونے سے وے جان لیتے ہیں کہ کسی بدپرہیزی سے یہ بخار ہوا ہے انتہا یعنی اس کے سوا نہیں۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ وِدوان (یا عالم) ٹھیک ٹھیک روگ کے کارن اور کاریہ کو نسچے کر کے جانتا ہے پرنتو کارن میں اُس کو جیسا چاہئے پورا نسچے نہیں ہوتا۔ ویسے ہی ایشور نیائکاری ہونے سے کسی کو بنا کارن کے سکھ یا دکھ کبھی نہیں دیتا۔ جب ہم کو پن پاپ کا کاریہ سکھ اور دکھ پرتیکش ہے تب ہم کو ٹھیک نسچے ہوتا ہے کہ پورب جنم کے پاپ و پنوں کے سوا یعنی گناہ و صواب کے بغیر اُتم۔ مدہ اور نیچ شریر تتھا بدہی آدی پدارتھ کبھی نہیں مل سکتے اس سے ہم لوگ نسچے کر کے جانتے ہیں کہ ایشور کا نیائے (عدل) اور ہمارا سدہار یہ دونو کام یتھاوت (ٹھیک طور پر) بنتے ہیں (از صفحہ ۲۰ و ۲۰۸)۔

خاتمہ

تناسخ کا مسئلہ بہت قدیم ہے اور ایک وقت ساری آباد دنیا اس کو مانتی تھی تمام مہذب ممالک کے فضلا اور علما اس کے قایل تھے۔ یونان۔ مصر۔ روم۔ آریہ ورت۔ ایران۔ چین۔ میکسکو اور پیرو کے دانشمند لوگ جس طرح اس کے پیرو تھے۔ اسی طرح عرب۔ تاتار۔ روس۔ آسٹریلیا۔ حبش اور شمالی امریکہ کے باشندے بھی اس کے گرویدہ تھے۔ دنیا کی کوئی انسانی آبادی ایسی نہیں تھی جسے اس عملی مسئلہ سے کسی نہ کسی طرح گہرا تعلق نہ ہو۔ تمام پورانی تواریخ منبع آلبیاں ہیں۔ کہ جس وقت دنیا میں سچائی۔ شانتی اور امن کا راج تھا تمام دنیا میں ایک ہی ویدک دہرم پھیل رہا تھا اُس وقت بھی یہ مبارک مسئلہ سب پیاسے دلوں کی پیاس بجھانے والا تھا کتاب الملل والنحل شہرستانی میں ہے ومن العرب من یعتقد التناسخ صفحہ ۱۰۹ جلد دوم یعنی اہل عرب تناسخ پر اعتقاد رکھتے تھے۔

پادری۔ ایل۔ جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں۔ قدیم مصریوں نے اس کو مانا اسی طرح پر یونانیوں نے رومیوں نے اور انگریزوں نے ہمارے پورانے ڈروئڈ لوگ جو ہمارے گورو تھے یہی سکھلاتے تھے اور ہم لوگ سب کے سب مانتے تھے (مباحثہ بریلی صفحہ ۴)۔

بشپ واربرٹن صاحب لکھتے ہیں "پہلی زندگی کے خیالات بہت سے داناؤں اور عالموں سے ہر ایک زمانہ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ ہماری کئی قسم کی تکالیف کے دور کرنے کے واسطے

کالیر صاحب کہتے ہیں۔ قدیم مصری یونانی۔ رومی اور انگریز تناسخ یعنی آواگون کو مانتے تھے۔ (تاریخ انگلستان صفحہ ۱۱)۔

کیا ایشیا کے ایرانی آریہ چینی۔ جاپانی اور ترک لوگ اور کیا یورپ کے یونانی ڈروئڈ رومی اور جرمنی والے اور کیا افریقہ کے قبطی۔ پانٹر اور راج خاندان کے بزرگ اور کیا امریکہ کے تانبے رنگ والے ہیلی یعنی سورج منشی۔ پیرو۔ میکسیکو کے پروہت اور آچاریہ اور پارسیوں خاندان کے پیشوا سارے کے سارے دلایل و فروعات میں قدرے اختلاف اور جزوی تفریق ہونے پر بھی اعتقاد اور اصول میں سب بالاتفاق اس امر کے قایل تھے۔ کہ ارواح انادی ہیں ایسا وقت یا سمے کبھی نہیں تھا کہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ وہ نیست یا معدوم ہو سکتی ہیں ہر ایک کو اُنکے اعمال کا بدلہ ملتا ہے اور الٰہی عدالت میں یہ اٹل قانون ہے جیسے کوئی دریائی ٹاپو ٹلنے والا نہیں عرب کے ملک میں عام اعرابیوں سے ذرا مہذب اور قدرے پڑھے لکھے صابئینلہ لوگ تھے۔ جن کا اعتقاد تھا کہ تناسخ ارواح ضروری ہے اور جسم بالکل جانے

لہ اس مذہب کی بابت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام عبرانی لفظ سبا یا صبا سے جسکے معنے ستارہ کے ہیں مشتق ہے اور اس دین کی اصلیت کو اسیریا کے کلڈیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ مذہب صابی پسر سیت پیغمبر کا نکالا ہوا ہے جو اُنکے خیال میں اپنے بھائی ابونک اور باپ سمیت مصر کے میناروں میں مدفون ہیں بعض لوگ اس دین کا مخرج اس سے ملے تر ایک اور چشمہ سے بتلاتے اور بڑی پختہ سند سے دعوے کرتے ہیں کہ طوفان نوح سے پہلے تمام دنیا کا یہی مذہب تھا انکا بیان ہے کہ یہ مذہب طوفان کے بعد بھی رہا اور اجداد الاقوام یعنی تمام قوموں کے بزرگ اسی مذہب کے پیرو تھے ابراہیم بھی اسکا تتبع کرتے رہے اُنکی اولاد بنی اسرائیل نے بھی یہی مذہب اختیار کیا او

روح کے اپنے اصل مادہ میں جو قدیم ہے مل جاتا ہے اور پھر اُسی مادۂ ہیولائی سے بذریعہ خوراک بموجب مشیت ایزدی دوسرا جسم طیار ہوتا ہے۔

قرآن سورۃ جاثیہ میں عرب کے اُس فرقہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے وقالوا ما ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا۔ ترجمہ۔ گفتند منکران بعث یعنی قیامت نیست زندگانی مگر زندگانی دنیا کہ ما در او ایم مے میریم و زندہ مے شویم اس پر مُلا حسین واعظ تفسیر کرتے ہیں۔ احتمال دارد کہ قائلان این سخن مذہب تناسخ داشتہ باشند و نزدیک ایشان آنست کہ ہر کہ مے میرد روح او با جسم دیگرے تعلق گیرد و ہم در دنیا ظہور کند تا دیگر بار بمیرد و بار دیگر با دیگرے مے آید شاکمو کہ بزعم ایشان پیغمبر است نقل کردہ اند کہ میگفت من خود را

بقیہ حاشیہ۔ اور موسےٰ کو جو احکام ملے تھے وہ بھی اُسکی تصدیق و تقدیس کرتے تھے ابتدا سے یہ مذہب بالکل صاف اور محض روحانی تھا اسکی تعلیم یہ تھی کہ خدا کی وحدانیت کو ماننا اور تناسخ ارواح یعنی پنرجنم کا قایل ہونا کوئی خاص شہوت پرستی کا ماوا و ملجا بہشت نہیں اور نہ کوئی ابدی جہنم ہے بلکہ پنرجنم میں ہی دوزخ و بہشت یعنی سرگ و نرک ہے۔ حیات ابدی یعنی نجات کے لئے نیک کردار ہو کر بے لوث زندگی کی ضرورت جانتے تھے۔ اگنی ہوتر کے قایل اور سفر بحری اور بری کے نجوم کی ضرورت جانتے تھے اور قمری طریقہ کے مطابق اپنے برسوں کا حساب شمار کرتے تھے۔

مگر جب ہم زیادہ غور سے سوچتے ہیں تو یہ نام سنسکرت زبان کا **شیو** معلوم ہوتا ہے یعنے پیرواں شیو یا دوسرے معنوں میں پرماتما پاربرہم کو ماننے والے اور جب ہم توریت کو دیکھتے ہیں تو اُس میں صاف پایا جاتا ہے کہ پرانے نبی ایک پتھر کھڑا کر کے اُس پر تیل ڈالتے اور قربانگاہ بناتے اور اُس کے گرد طواف کرتے اور منت مانتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۲۸ آیت ۱۸ و ۱۹۔ اور پیدائش توریت باب ۳۱۔ آیت ۱۳ و ۴۵ و باب ۳۵۔ آیت ۱۴۔ احبار باب ۸ آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ اور اُسی توریت کے باب ۲۸۔ آیت ۲۲ میں لکھا ہے تب خداوند میرا خدا ہوگا اور یہ پتھر جو میں نے ستون کھڑا کیا۔ خدا کا گھر ہوگا" اور دبستان مذاہب میں موسےٰ و عیسےٰ و محمد صاحبان کی ستارہ پرستی کا ذکر موجود ہے (دیکھو تعلیم و ہم صفحہ ۳۲۹)۔

اسی کے مطابق آنریبل سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک ہی گھر یا پتھر کھڑا کر لیتے تھے۔ اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اس کے گرد ہوتی تھی۔ اسی لئے حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا ہونا بغیر اُس نشان کے جس کو وہ قایم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں ایسی لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا بنی اسمٰعیل میں اسی طرح شروع ہوا کہ جب اُن میں سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا لیتا تھا اور مکہ و کعبہ کے شوق میں جہاں اُترتے تو اُس پتھر کو رکھ لیتے اور اُسکے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے" (تفسیر احمدی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷)۔

شیو کی بابت تمام پرانے ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ مختلف جگہ شیو کی پوجا مختلف نام سے ہوتی تھی مکہ میں جو شیو کی مورتی تھی اُس کا نام مکیشر مہادیو تھا اور وہاں ایک اور بھی مورتی مہادیو کی تھی جس کا نام سومناتھ (سومنات) تھا۔ اور اس بات کی مسلمان مورخ بھی شہادت دیتے ہیں۔ چنانچہ ابوالقاسم فرشتہ لکھتا ہے کہ "راجہ ہندوستان پیش از ظہور اسلام بت ہا بجانب کعبہ برستش اصنام ہمیشہ آمد و شد مے کردند و آن موضع را بہترین معابد مے پنداشتند" (دفعہ دہم صفحہ ۱۳ سنہ ۱۸۸۱ء تاریخ فرشتہ) اور پھر تذکرہ فتح سومنات لکھتا ہے۔ "در تواریخ نوشتہ شد کہ در زمان بعثت ختمی پناہ بتی بزرگ را کہ سومنات نام داشت از خانہ کعبہ برآوردہ و بدانجا رسانیدہ در سومنات گجرات) آوردہ بنام آن شہر را بنا کردند" (مقالہ اول جلد ۱ صفحہ ۳۲)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مہادیو جی کا مندر تھا اور یہی سبب ہوا کہ سومنات میں کرر ایسے مورتی رکھنے لوگوں نے قایم کی اور پھر بدستور وہی پیرواں شیو اُس مکے یعنی حاجی بنے تعداد در قرآن و دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ ماہ کے ستے یعنی مہادیو کی جگہ یعنی جس مقام میں

دوبارہ روبہفت صد قالب دیدہ ام" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۱۷)

جب تک یورپ میں جہالت رہی تب تک عیسائی دین خوب زور سے پھیلتا رہا۔ علم کے دشمن پادریوں نے علم معقول کے علماء کو پھانسی دی شکنجہ میں کھینچا۔ قتل کیا سیپ کے تیز ٹکڑوں سے اُن کا تمام گوشت چھلوا دیا تیشوں سے اُن کا بیل چھیلا۔ کاٹا اور ٹکڑے کیا۔ کولھو میں پڑوا دیا اور مٹی کے تیل وغیرہ سے جلایا۔ اور بڑی بڑی اذیتوں سے مارا اور برباد کیا۔ (مفصل دیکھو فروٹ آف کرسچانٹی)۔

لیکن جب آفتاب علم کی روشنی یورپ میں پھیلنے لگی تو عیسائی دین میں تنزل شروع ہوا۔ لوگوں نے اُن کے بے بنیاد مسائل جیسے تثلیث فی التوحید۔ کفارہ۔ الوہیت مسیح۔ معجزات مسیح۔ بلکہ مسیح کی لائف سے ہی انکار کر دیا۔ سب سے زیادہ خوفناک صدمہ جو عیسائی دین کو پہنچا وہ بشپ کلولنسو صاحب کا کرسچن مذہب ترک کرنا تھا۔ یہ بزرگ کئی گرجاؤں کا مالک اور صدہا پادریوں کا گورو اور رہنما تھا جب اس نے اچھی طرح تسلیم کر لیا کہ عیسائی دین باطل ہے تو اُس نے کئی کتابیں اس کی تردید میں شایع کیں۔ ہادی حقیقت ایک برہمو اخبار میں لکھتا ہے کہ "چنانچہ بشپ کلونسو صاحب مذہب عیسائی کے برخلاف تھے۔ اس سبب سے ملکہ معظمہ نے باوجود سفارش جوڈیشل کمیٹی اور پریوی کونسل کے اُن کی جاگیر متعلقہ گرجا سال سے محروم رکھا" جلد اول نمبر ۱۳۔ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء اور یوں ہی علم پھیلنے لگا محقق لوگوں نے عیسائی دین سے نفرت شروع کر دی چنانچہ اُسی اخبار میں لکھا ہے کہ یورپ کے ملک میں عیسائی لوگوں میں سے اسی لاکھ عیسیٰ کو خدا نہیں مانتے اور ملک یونائیٹڈ سٹیٹ کے باشندوں کا ایک ثلث بھی عیسیٰ کی الوہیت کا قایل نہیں ہے۔ (جلد ۱ نمبر ۱۳ صفحہ ۳ یکم اکتوبر سنہ ۱۸۷۳ء)۔

اور صرف یہی نہیں بلکہ مسٹر ہوٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۷۴ء میں لکھتے ہیں کہ "قریب تمام جرمن۔ بلجیم۔ ہونگری کے مدارس میں ناستک پن غالب ہو گیا ہے۔ فلاسفہ نے ان ملکوں میں دین عیسوی کے بازو توڑ ڈالے۔ عہد عتیق و جدید کی پرانی باتوں کو لوگوں نے قصہ و کہانیاں جان لیا۔ طالب علموں کے گروہ سے بارہ آدمی بھی ایسے نہ نکلیں گے جو پکے ملحد نہ ہوں جن کو شبہ ہووے وہ آپ جائے اور دیکھ لیوے عیسائی دین کے آدمی اُن کو دیکھ کر رو دیتے ہیں اور پادری کمیک صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ملک فرانس اور اُس کے متعلقات کی بابت آندی دون لکھتا ہے کہ ہر سیلح کو معلوم ہے کہ زمانہ حال میں ملک فرانس کے اندر بیس ملحدوں کے مقابلہ میں ایک ایماندار پایا جانا دشوار ہے یہاں کے پادریوں نے خود اس الحاد کو پھیلایا ہے"

اور اسی طرح مسٹر گلیڈسٹون صاحب وزیر اعظم انگلستان اپنی کتاب صدیوں کے مخصوص بیان میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھتے ہیں کہ فرانس میں ۹۰۶۴۸۶ آدمی ہیں جنہوں نے سنہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری میں ایسا کوئی مذہب نہیں بتلایا (صفحہ ۱۲۱)

اور پروشیا کی بابت گگک صاحب فرماتے ہیں کہ "سارے سلطنت پروشیا میں سالہا سال سے اب تک بائیبل کا مذہب نہیں رہا سب لوگ ملحد ہیں اور الہام اور انبیا کی باتوں کو کہانیاں سمجھ کر ہنسا کرتے ہیں"۔

خاص بک انگلینڈ کا حال دین کے بارے میں اور بھی غور کے قابل ہے اس ملک میں جب لارڈ ہربرٹ اور مسٹر ماؤنٹ اور ہوبس اور ارل تساف لسٹیٹ بری اور

بقیہ حاشیہ۔ مہادیو کا بت ہے اور بت خانہ جو مہادیو کے شاستر پر مانتے ہیں وہ مہادیو کا ال داخت لے یہ سومنات کے بیان میں اس کا تعلق ہے کہ وہ فی الحقیقت مہادیو جی کا لنگ تھا پس اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ سب بیان ہے کہ خدا تعالیٰ شیو کے پجاری اور اگنی ہوتری زمانہ بت پرستی سے قبل و یکتا پرست آریہ قوم سے تھے اور یہ لوگ پرم گہستہ والے کہے

ولنڈ جو بکر ٹرکی یہودوں پر تھے پہلے پہل عیسائی دین سے منکر ہو گئے تو انہوں نے بہت کتابیں کرسچن مت کے خلاف تصنیف کیں اخبار موسومہ ٹائمس ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۵۳ء میں لکھا ہے۔ کہ خاص انگلینڈ میں انچاس مدرسہ ہیں جن میں عیسائی دین کے خلاف تعلیم ہوتی ہے۔ اور تین لاکھ آدمی ایسے ہیں جو کچھ مذہب نہیں رکھتے اور روز بروز الحاد ترقی پر ہے۔"

کفارہ مسیح نے عام لوگوں کو گناہ پر حد سے زیادہ دلیر بنا دیا اُن کی طبیعتیں راستی سے منحرف ہو کر شراب خوری۔ زنا۔ قمار بازی۔ دنیا پرستی۔ جھوٹھ۔ فریب۔ دہریت کی طرف کلیتاً راغب ہو گئیں اخبار ہمسر ہند لاہور یکم فروری سنہ ۱۸۷۳ء میں لکھا ہے۔ تیرہ کروڑ ساٹھ ہزار پونڈ ہر سال سلطنت برطانیہ میں شراب کشی اور شراب نوشی میں خرچ ہوتا ہے۔ اور خاص لنڈن میں شاید منجملہ تیس لاکھ آدمیوں کی آبادی کے دس ہزار ہونگے۔ جو شرابی نہ ہوں ورنہ سب مرد و عورت خوشی اور آزادی سے شراب پیتے اور پلاتے ہیں۔ اہل لنڈن کا کوئی ایسا جلسہ اور سوسائٹی اور محفل نہیں ہے کہ جس میں سب سے پہلے برانڈی اور شیری اور لال کا انتظام نہ کیا جاتا ہو۔ ہر ایک جلسہ کا جزو اعظم شراب کو قرار دیا جاتا ہے اور طرفہ بر آں یہ کہ لنڈن کے بڑے بڑے کشیش اور پادری صاحبان بھی باوجود دیندار کہلانے کے مے نوشی میں اول درجہ کے ہوتے ہیں۔" اور شراب نوشی کے طفیل اور برکت سے لنڈن میں اس قدر خودکشی کی وارداتیں واقعہ ہوتی رہتی ہیں کہ ہر ایک سال ان کا ایک مہلک وبا پڑتا ہے۔ زنا کاری و بدنظری شیر مادر سمجھی گئی۔ قمار بازی کی از حد ترقی ہو گئی۔" المختصر۔

اور یہی حال محمدی دین کا ہے۔ اس میں سوائے اُن لوگوں کے جو عابد و زاہد و خدا پرست گذرے ہیں۔ جو تمام ہی تناسخ ارواح کے قائل تھے۔ باقی عموماً خونخوار خلاف فطرت کے مرتکب۔ مردم کش۔ غازی و جہادی۔ کوڑی مرغی اور چہارم بکر مارنے و کئے یا مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں اپنے حلوے مانڈے سے غرض رکھنے والے جو سوائے معراج نامہ سنانے یا سنگ اسود چومنے یا ٹخنے سے اوپر پاجامہ پہننے یا ختنے کے پیسے وصول کرلے گئے اور کوئی روحانی بات نہیں جانتے۔ گور پرستی جن کا شیوہ اور مردہ پرستی جن کا وتیرہ ہے۔ دن رات قبروں سے مرادیں مانگ کر اُن کے آگے تمام مردہ ہو گئے وہ اگر روحانی علوم یا ابدیت روح کے مسائل پر غور کرنا نہیں جانتے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ جن کا خدا قتل خلائق سے شاد اور جن کے بہشت میں جانیکا مشہور مسئلہ جہاد ہے۔ عرب ایران۔ روم۔ افغانستان۔ تاتار۔ بلوچستان۔ مصر ہر ملک میں جہاں جاؤ دین کی بُری حالت بدچلنی کا زور شور مردہ پرستی کی گنگھور گھٹا چاروں طرف سے امنڈی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ عرب کے بدو محمد صاحب کے وجود سے پہلے جیسے ڈکیت تھے ویسے ہی اب مردم کش اور غارت گر ہیں۔ اور یہی حال تاتاری اور افغانوں کا ہے۔ پس ایسے آدمی تناسخ جیسے لطیف مسائل کے سمجھنے سے معذور ہیں اور کچھ تعصب اسلامیہ کے سبب وہ غیر مذہب کی بات پر تامل کرنا جائز بھی نہیں جانتے۔ مگر ایشور کی کرپا اور سائنس اور فلاسفی کی برکت سے یورپ و امریکہ میں اب کچھ روحانیت کا چرچا شروع ہے۔ ایک طرف تھیوسافیکل سوسائٹی کے محقق مزاج مسئلہ تناسخ ارواح کا پرچار کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سوامی شنکر اچاریہ کی فلاسفی لوگوں کو اپنے چرنوں میں جھکا رہی ہے۔ تیسری طرف عیسائی دین کی زبردست اور شدید زنجیر سے لوگوں نے پاؤں کو باہر نکالکر تحقیقات مستقلہ کے میدان میں قدم رکھا ہے اور اب سائنس اور مادہ کی قدامت مانتے ہوئے کسی ادنےٰ طاقت کا بھی زائل ہونا اسمبھو تسلیم ہو کر فاضل لوگ کثرت سے اسی قسم کے مبارک مسائل کی طرف جھک رہے ہیں (۱) پرکرتی کا انادی ہونا سائنس نے ملحدوں سے بھی منوا دیا اور بغیر ہماری کوشش کے خود علماء سائنس داں اُس کے ثبوت میں لاکھوں جلد چھپوا کر ممالک میں تقسیم کر رہے ہیں۔ بلکہ تمام کالجوں اور سکولوں میں اس کی علانیہ تعلیم جاری ہے۔ مادے کے انادی ہونے سے انکار کرنے والا خواہ وہ کوئی ہو جاہل شمار ہوتا ہے۔

(۲) مردوں کو جلانا جو آریوں کا آخری سنسکار ہے اور جس کی ہدایت وید مقدس میں موجود ہے تمام طور پر بدھی مانوں اور عالموں میں پرچار ہوتا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل ڈاکٹر اور سائنس دان بعوض دفن کرنے کے مردوں کو جلانے کی تحریر کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نعش کے گلنے سے اس میں ایک قسم کی ہوا پیدا ہو جاتی ہے جو کہ پانی کو خراب کرتی ہے اور موجب کئی ایک متعدی امراض کا ہوتی ہے۔" اور کئی ایک انجمن مقرر ہو رہی ہیں جنکا منشا ہے کہ بجائے دفن کرنے مردوں کے اُن کے جلانے کی رسم یورپ میں عام رائج کی جاوے۔ لوگ خوشی خوشی وصیت نامہ لکھکر ممبر ہوتے ہیں۔ کہ بعد مرنے کے میری نعش گاڑی نہ جاوے بلکہ جلائی جاوے۔ یورپ کے پڑھے لکھے لوگ تو رفتہ رفتہ بُرائی کی بات چھوڑ کر جو بات عقل کے نزدیک بہتر ہے اُس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ مگر متعصب پادری صاحبان اس بات سے بڑے ناراض ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے باعث سے آدمیوں کے دلوں سے قیامت کے روز اُٹھنے کا عقیدہ جاتا رہیگا اس پر اخبار ہادی حقیقت کہتا ہے کہ حقیقت میں پادری اور مُلّا نے ہر ایک بات میں ترقی کے مانع ہوتے ہیں۔" (جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۶۵)۔

(۳) تناسخ کا مسئلہ اور کرموں کا انوسار ارواح کا دوبارہ قالب میں آنا۔ ہر ایک زمانہ میں حکماء اسے مانتے رہے اور جہلا انکار کرتے رہے۔ چنانچہ اب بھی علماء کے گروہ در گروہ اس کی تصدیق پر کمربستہ ہیں۔

(۴)۔ زمین کا گول ہونا اور سورج کے گرد گھومنا جو سوائے وید مقدس کے کسی مذہبی کتاب میں مذکور نہیں اُس پر تمام بدھی مان متفق ہیں۔

(۵) آسمان باطل ہے وہ خلا کے سوا کچھ نہیں یہ کس نے بتلایا اور کس نے اس کا پرچار کیا۔ کہ نہ آسمان کے دروازے ہیں اور نہ وہاں برج اور قلعے ہیں اور نہ اُن پر کوئی محافظ ہیں اور صاف ظاہر ہے کہ آسمان کے باطل ہوتے ہی آسمانی خدا۔ آسمانی فرشتے اور آسمانی تخت بھی باقی نہیں رہتا

(۶) دنیا کا بار بار پیدا کرنا اور بگاڑنا اور خدا کا ہمیشہ سے اس کا مالک اور صانع ہونا اور اس نظام شمسی کی پرلے یعنی قیامت کی میعاد کس مذہب نے بتلائی۔ قرآن سورت اعراف۔ و ذاریات۔ و نازعات۔ و احزاب میں یہ سوال کہ قیامت یا اس دنیا کا خاتمہ یا جزا کا دن یا جزا کی گھڑی کب۔ اور کتنی مدت کے بعد ہوگی۔ اس کا جواب باوجود سائلوں کے بار بار پوچھنے کے یہی دیا کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے + اسی طرح خدا کے اکلوتے بیٹے یا دوسرے لفظوں میں خود خدا مسیح سے جب لوگوں نے یہی سوال کیا۔ تو مسیح جواب دیتے ہیں "لیکن اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا۔ کوئی نہیں جانتا ہے" مرقس ۱۳/۳۲۔

دوسری جگہ خود مسیح کہتا ہے لیکن اُس دن اور اُس گھڑی [illegible] کے

سوا آسمان کے فرشتوں تک کوئی نہیں جانتا متی ۲۴-۳۶- اور یہی حال توریت کا ہے۔

(۷) ہزاروں سورج ہیں اور نظام شمسی بھی ہزاروں ہیں ایک دو نہیں اور سب جگہ جاندار رہتے ہیں اور ایشور کی سرشٹی موجود ہے جو خدا ایک دنیا ہی بنا کر تھک گیا گھبرا گیا۔ اور آرام کرنے لگا۔ اور ایک دنیا کا ہی نہ اُسے پورا علم اور نہ گیان ہے جس غریب نے ایک ہی آدم پیدا کیا اور وہ بھی گنہگار نکلا اور جس خدا کو اُس ایک کے ہی سدھارنے کے واسطے خودکشی کرنی پڑی یا ظالم لوگوں جباروں نے مصلوب کر دیا اُسے ہزاروں نظام شمسیوں کا کب اور کس طرح علم ہو سکتا ہے۔

(۸) ایک مرد کے بیاہ کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک مرد اور عورت کو اردھنگی یعنی آدھا جسم کس نے ارشاد فرمایا۔

(۹) گوشت خوری وحشی اور جنگلی لوگوں سے چلی اور آہستہ آہستہ جوں جوں دنیا سے اودیا دور ہوتی گئی اُس کا بھی رواج مردم خوری سے حرام و حلال پڑا اور بغیر خاص خاص دنوں کو نہ کھانا وغیرہ وغیرہ طریقوں سے کم ہوتی رہی اب یورپ کے فاضل ڈاکٹروں نے دلائل قاطع سے تسجیت کر دیا ہے کہ یہ انسان کی خوراک نہیں۔

(۱۰) برہم چریہ آشرم یعنے سب سے پہلے علم اور پیچھے شادی سوئمبر کے طریقہ پر بالغ ہو کر کونسی مذہبی کتاب سکھاتی ہے۔ اور اسی طرح چار آشرموں کی تقسیم اور انسان کی زندگی کا دھاگ کسی فاضل نے پہلے بتلایا ہے۔ جس کی طرف اب یورپ والے متوجہ ہو رہے ہیں۔

(۱۱) سب دنیا کے انسان ایک آدم کی اولاد ہیں۔ یہ کس نے بتایا۔ جس کی سائینس نے اپنی زبردست دلائل سے دھجیاں اُڑا دیں۔

(۱۲) گربھ ہونے کی حالت میں اور جب تک بچہ گربھ میں رہے تب تک مرد اور استری کو برہم چریہ رکھنے اور بعد پیدا ہونے کے جب تک کہ بچہ کے دانت نہ نکلیں۔ یعنی دودھ پیتا رہے۔ جو کہ نہایت ضروری مسئلہ تھا اس کی بابت کس نے ارشاد فرمایا اور سنسکاروں کی مبارک ہدایت کس مذہب میں ہے۔

اسی طرح توحید کا پہلا معلم یا ہادی دنیا میں سوائے وید مقدس کے کون ہے اور آریہ دھرم کے سوائے کونسا مذہب ہے جو معقولیت کی کسوٹی پر رکھا جا سکتا ہے۔ جب خود خدا ہی کی کتابوں میں یہ نسخ و رد و بدل و تحریف کا ہاتھ صاف ہو تو ایسے ادیان کب کسی محقق کی تسلی کر سکتے ہیں۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ پادری صاحبان اناجیل کو ہاتھ میں لے کر سائنس اور فلاسفی کے بطلان کے واسطے دعا مانگ رہے ہیں مگر تو بھی مسیح کے پیدا ہونے پر جس ستارہ کے نکلنے کی خبر انجیل متی باب ۲ میں ہے اور جو مجوسیوں کے آگے چل رہا تھا اُس کا علم ہیئت سے کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ مسیح کا اوپر اٹھایا جانا علم سے سدھ ہوتا ہے اور نہ یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے کہ "اور بھی بہت کام ہیں جو یسوع نے کئے اور اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں تو دنیا میں سما سکتیں" یوحنا $\frac{21}{25}$ - تین سالہ زندگانی کے اتنے کام۔ مبالغہ کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

پرانے مولوی صاحبان تو منطق کی کتابوں سے استنجا کرنا جائز جانتے تھے۔ باقی بہر حال کے علماء صاف کہتے ہیں۔ کہ تناسخ کا مسئلہ حکماء کا ہے روح اور مادہ کے مسائل اور اسی طرح زمین چاند و سورج کے مسئلوں کو اسلام سے کیا تعلق ہے۔ منطق اور حجت کو دین سے کیا واسطہ۔ ایک دانا مولوی جن کے برابر فاضل اسلام میں اس وقت کوئی نہیں یعنی مولوی رومی صاحب فرماتے ہیں کہ کوہ قاف اپنی رگ ہلاتا ہے اُس سے تمام دنیا کے پہاڑوں میں جہاں اُس کی مرضی ہو زلزلہ ہوتا ہے اور جن کی عقل اس علم لدنی سے محروم ہے وہ جاہل ہیں۔ اور ایسے ہی جاہل کہتے ہیں ع

زلزلہ ہست از بخارات زمین

ایک اور عقل کا دوست مولوی فرماتا ہے۔ ؎

بہ متین مذہب حکمائے ناپاک — نہیں ہے التیام و خرق افلاک

اسی طرح آج کل کا ایک الہامی نبی کہتا ہے ؎

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود — گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود

جب یہ حال ہے تو ان سے کسی بہتری کی امید رکھنا اور کسی معقول و علمی مسئلے کے حل کرنے کی کوشش کرنا سراپا فعل عبث ہے۔ ایسے لوگ ہمیشہ دعا مانگتے ہیں۔ یا اُن کو ایسی خوابیں ہی آیا کرتی ہیں کہ فلاں ڈپٹی صاحب مر جائیں گے یا فلاں صاحب کے مر جانے پر اُن کی بیوی الہام ربانی کی برکت سے میرے نکاح میں آوے گی۔ یا ایک دوسرا کافر جو ہمارے باطل خیالات کی تردید کرتا رہتا ہے۔ اُس پر قہر الٰہی نازل ہوگا۔ ایسے ہی جب چاہتے ہیں و جس موقعہ جیسے مناسب سمجھتے ہیں طلاق دیدیتے ہیں۔ اور جو نہ مانے اسے عاق کر دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ عام جاہل و نادان لوگ ان مکروں کے قابو میں آتے اور دانا نکتہ دان ایسے ہتھکنڈوں سے پہلے ہی اپنی عقل خداداد کی برکت اور الٰہی روشنی کی ہدایت سے ایسے فریبوں میں نہیں پھنستے ایسے نبی ہمیشہ یہی دعا کرتے ہیں اور یہی وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں۔

عقلمنداں بمیرند و جاہلاں جائے ایشاں بگیرند

کسی نے سچ کہا ہے ؎

تو وقف کنی خود را بر گور یکے مرد — من وقف کسی باشم کو جان جہاں دارد

پس ہم نے ایسی ابلہ فریبیوں سے لوگوں کو بچانے اور ست ویدک دھرم کا راہ راست دکھلانے کے لئے یہ کتاب **ثبوت تناسخ** طیار کر کے محقق مزاجوں کی خدمت میں پیش کی ہے۔ کیونکہ دنیا میں سبز باغ دکھلانے والے ہزاروں ہیں۔ اور صراط المستقیم (ست مارگ) بتلانے والے بہت تھوڑے ہیں اور اُس پر بھی خود غرضی سے خالی نصیحت گو تلخ دارو معلوم ہوتی ہے مگر حق بات یہ ہے کہ وہ ہی دفعیہ امراض کے حق میں اکسیر ہے۔ آریہ سماج کا مبارک نیم ہے کہ سچ کو اختیار کرنے اور جھوٹھ کو چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے اسی کو مد نظر رکھ کر ہم نے برسوں اس مسئلہ پر غور کی اور جو کچھ راست معلوم ہوا اُسے بے کم و کاست ناظرین کی خدمت والا میں پیش کر دیا۔ اب اس پر وچار کرنا اور حق بات کی پریکشا کر کے باطل کو تیاگنا آپ صاحبان کا فرض ہے۔

آپ کا پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

سماپت

سری کرشن جی کا جیون چرتر

دنیا کی مذہبی تاریخ پر غور کرنے والے محقق اور مشہور کارناموں پر بیچار کرنیوالے مورخ ایسے بزرگ کے نام کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ خاص، آریہ ورت کے اتہاس ویتا تو کسی طرح ممکن نہیں کہ انہیں بھول جائیں۔ بھارت کا انقلاب عظیم خاص آپکی بدولت ہوا۔ مہابھارت کی مشہور تاریخ میں شاید کوئی پرب آپ کے نام سے خالی ہو۔ ورنہ اصل میں سچ پوچھو۔ تو بھارت کے ہیرو آپ ہی ہیں۔ جیلخانہ کی ذلت میں پیدا ہونا۔ بتانی کرنا۔ کرم انوسار کھتری سے گوال کہلانا۔ اور پھر اُس ویتں پن سے نکلکر کشتری بنجانا اور تمام عمدہ صفات سے موصوف ہونا مظلوم کی امداد اور بانی فساد کو سزا دینا بلکہ برباد کر ڈالنا۔ کشتریوں کے دھرم کا ہر طرح پورا پالن کرنا۔ وعدہ کا پکا اقرار کا پورا ہونا۔ باوجود موجودگی سلطنت کے بیوفائی نہ کرنا۔ ماباپ کو قید سے چھوڑانا۔ بہادری میں بینظیر ہونا۔ انسانیت کا کامل نمونہ دکھلانا یہ تمام اعلیٰ صفات ہیں جن کے سبب سے ہم اس نیک انسان فرشتہ خصلت اور شجاعت مجسم کی سوانح عمری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہم اس بزرگ کی سوانح عمری مورخانہ طور پر ناظرین کرینگے اور بتلائینگے کہ ان کی پاک اور شستہ زندگی سے انسان کیا کیا سبق سیکھ سکتا ہے۔ اُپنشد۔ مہابھارت۔ گیتا۔ بھاگوت۔ کرشن جنم کھنڈ۔ رکمنی منگل۔ پریم ساگر وغیرہ سنسکرت گرنتھ اور کرنل ٹاڈ صاحب وغیرہ انگریزی مورخوں کی تحقیقاتیں ہماری تحقیقات کے سامان ہونگے ✦

اکثر ہی مورخ کہتے ہیں کہ آریہ ورت کی تاریخ پر ایک ایسا تاریک پردہ پڑا ہوا ہے کہ کوئی حال صحیح طور پر معلوم نہیں ہوتا۔ اور نہ سنسکرت دان پنڈت متوجہ ہو کر اصلیت نکالنے کا خیال کرتے ہیں۔ توہمات اور تخیلات کی بھرمار جہاں تک مبالغہ سے ہو سکتا ہے وہ تو سب کچھ موجود ہے۔ لیکن صداقت شعاری اور دلایق انسان کا صحیح فوٹو جیسے کہ دیکھتے ہرگز نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے آدمیوں کو پر لگا کر ہوا میں اڑایا۔ بعضوں نے ان کی ہستی کو ہی موہوم و معدوم کر دیا۔ کسی نے جہاں تک ان سے بن پڑا تمام خوبیوں سے مزین کر دیا۔ اور بعض شپرہ مزاجوں کو کسی کی روشنی پسند نہ آئی انہوں نے سب کو کلنک لگا سیاہی پھیر دی۔ سچی تاریخیں اگر ہیں تو وہ بہت ہی تھوڑی ہیں اور مبالغہ پسند طبیعتیں انہیں پڑھکر ہرگز تسانت نہیں ہوتیں۔ پروفیسر میکس ملر صاحب ایک مضمون میں فرماتے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جائے۔ اگر پہلی شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی اور نہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں چھوٹی جگہیں ایسی موجود ہیں جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے داغ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہوتی ہے۔ جہاں اگر کوئی کہانی کا تخم پڑ جاوے۔ وہاں نہ در کچھ نہ کچھ یقیناً پھل لا دیگا۔ بغیر اس بات کے کہ ہماری صفائی یا سچائی کو اور معاملات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اس کے جیسا کہ اس نے خود کہا کہ جب تک میں اُن کو نئی ٹوپی اور نئی سوٹی نہ دیدوں۔ ہم سے بہتوں کا سر والٹر سے یہ فرق ہے کہ ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانیوالی طاقت بغیر ہمارے سامنے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے۔ کہ یہ قصہ۔ کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی۔ نہ ایک ہی دل کی ہر حالت اور ہر ایک حصوں میں ✦

ڈیوڈ ہوم درحقیقت اِس قصہ بنانیوالی طاقت کا اس قدر مغلوب نہ تھا جس قدر کہ وہ ہے سرے مل بیڈ پاکے چند ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جاتا ہے۔ (رسالہ نائینٹینتھ سینچری فروری ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۶۷ سے ۱۷۰ تک) ہی نہیں۔ بلکہ اس سے کچھ بڑھکر حال اپنے دلیشی مورخوں کا ہوا۔ افسوس کہ ہم ایسے ناضل اور عالمانہ لفظ مورخ کو ایسے لوگوں کے حق میں موزون کرتے ہیں مگر کیا کریں ع

باہمیں مردماں بباید ساخت ۔ چہ تواں کرد مردماں ایں اند

सर्वे नैव नियमानाः यथा न्धाः ॥ - سنسکرت میں ایک مثال ہے۔ "جیسے اندھے کے پیچھے دوسرا اندھا بغیر تحقیق کے چلتا ہے" اسیطرح بعضے لوگ حق ناحق خصوصاً تاریخ جیسے معزز کام میں بھی کارروائی کرتے ہیں۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ کیا وے دونو گڑھے میں نہ گرینگے ؟

ناظرین! جب مورخوں اور محققوں کا یہ حال ہو تو مقلدوں کی کیا دشا ہو گی یہی بڑا زبردست باعث ہے کہ جس کے سبب سے کئی صدیوں سے آریہ ورت کی صحیح تاریخ پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اکیلا چنا بھاڑ کو نہیں پھوڑ سکتا۔ پس ہم اکیلے ہی آریہ ورت کی مکمل اور صحیح تاریخ کس طرح جمع کر سکتے ہیں۔ ہاں یہ عظیم کام بہت سے ودوانوں کا ہے مگر ہمارے ودوان بالکل غافل اور بے پرواہ ہیں۔ وہ سراپا اُمید کے خرمن کو آگ لگا رہے ہیں۔ اُن کے دل سے دیش کی ہتیشتا۔ دھرم کی ہتشتا۔ قوم کی ہمدردی بالکل معدوم ہو گئی ہے۔ کاش کہ ہمارے دیش کے فاضل اور عالم لوگ دھیان دیتے اور ست کی سہائتا پر مستقل مزاجی سے کمر باندھتے !

پہلا باب

نسب نامہ اور پیدائش کے حالات میں

کرشن جی مہاراج مشہور و معروف شاہی خاندان چندربنسی میں سے تھے۔ اُن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے :-

چندر۔ بدھ۔ پرورُبا۔ آیو۔ نہوش۔ ججات۔ جدو۔ کروشٹ۔ برجنوان۔ سواہ
ادرسیک۔ چترتھ۔ ششت بند۔ پرتھوشروا۔ مروچک۔ جیامگہ۔ بدربھ۔ کرتھ
گنت۔ دھرشت۔ نربرت۔ دشارہ۔ بیوم۔ جیموت۔ بکرت۔ بھیم رتھ۔ نورتھ
دشرتھ۔ کرنبھ۔ دیورت۔ دیوکشتر۔ مدھو۔ آیو۔ پرہوتر۔ آیو۔ سانتیف۔ پرشن
چترتھ۔ بدورتھ۔ شورسین۔ بسدیو۔ کرشن ✦

یعنی چندر سے پرتھوشروا تک چودہ پشت اور مروچک سے دشرتھ تک چودہ پشت اور کرنبھ سے کرشن تک چودہ پشت۔

اِس نسب نامہ کو بجنسہ درج کرکے اب اُن کی پیدائش کا حال لکھا جاتا ہے۔ متھرا جو لب دریائے جمن ایک مشہور شہر ہے اُس میں پانچ ہزار سال گذرے کہ راجہ اگرسین جی راج کرتے تھے۔ علم و ہنر میں شہرۂ آفاق تھے اور نیکی سخاوت میں بھی بہت بڑھے ہوئے تھے۔ جہاں تک اُس زمانہ کے حالات کتابوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ رعیت آباد اور دلشاد تھی گویا گلشن دہر کو باد خزاں کی یاد نہ تھی۔ عرصہ تک سلطنت میں امن رہا۔ مگر جب سے اُن کی رانی پون ریکھ کے حمل سے کنس دیو نام فرزند تولد ہوا۔ تب سے خرابی کے آثار نظر آنے لگے۔ راجہ نے چند

اُس کی تعلیم تدریس کے واسطے کوشش کی۔ مگر وہ خرابی اور شرارت میں دلیر ہوتا گیا بدچلن اور بے دھرم سرداروں کی صلاح سے اُس نے پوری جوانی میں پہنچ کر اپنے باپ کو قید کر لیا۔ اور خود جور و ظلم سے سلطنت کرنے لگا۔ اس نے راجہ بردوان کے ساتھ مگدھ دیس سے جا کر جنگ کی اور اس کو شکست دیکر اس کی دو بیٹیوں سے بیاہ کر لیا مگر بیاہ کے بعد اس کا راج اُسے واپس دیدیا اور خود متھرا کو چلا آیا اس کے ظلم ستم کا شہرہ روز افزوں ہوتا رہا کسی اتیاچار کرنے میں اس نے کسر نہ چھوڑی۔ اسی اثناء میں اس کی ایک حسین بہن قابل شادی ہو گئی جس کا نام دیوکی تھا۔ اُسے اُس کی شادی کا فکر ہوا۔ آخرش بعد تلاش بسیار راجہ سورسین (جن کی راجدھانی وہ پہلے ہی برباد کر چکا تھا۔ اُن میں جو نامی گرامی خاندان تھا اُس نے جستجو کی راجہ سورسین اس وقت ضعیف ہو چکے تھے صرف اُن کا ایک نوجوان لڑکا بسدیو نامی موجود تھا۔ چونکہ لڑکی بھی ۱۶ سال کی اوستھا میں پہنچ گئی تھی۔ اور بسدیو کی عمر ۲۰ سے اوپر تھی۔ اس سے بڑھ کر شادی کا سماں اور کیا ہو سکتا ہے ٭

آخرکار ایک شبھ لگن مقرر کر کے بسدیو اور دیوکی کا ویدوکت طریقہ سے پانڑی گرہن سنسکار کیا گیا۔ اور جہیز میں بہت سا زر و مال دیا گیا۔ ایک شاعر نے اُس موقع کے حسب حال کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

بہن تھی جو اُس دیو کی دیوکی ہوئی بیاہ سے ہم عقد بسدیو کی

کہتے ہیں کہ جب برات رخصت ہونے لگی تو آکاش بانی ہوئی۔ بقول شاعر ؎

عیاں قدرت آسمانی ہوئی پئے کنس آکاش بانی ہوئی
فنا ہشتم اولادِ خواہر کرے سب اسرار مخفی کو ظاہر کرے
کرے یکقلم تاخت و تاراج راج ترا دم عدم سر ہو محتاج تاج

کنس نے اُس ہمشیرہ کے قتل کا ارادہ کیا مگر اُمراء و وزراء کے سمجھانے سے اپنے اس ارادہ سے تو باز آیا۔ لیکن دونو کو جیلخانہ شاہی میں قید کر دیا۔ آکاش بانی کا ہونا کچھ مہمل سا معلوم ہوتا ہے مگر بہت کتابوں میں اس کا ذکر پایا جاتا ہے۔ شاہ فریدوں کے طاق گرتے وقت آکاش بانی ہوئی تھی۔ مسیح کی تلاش کے واسطے ایران سے جوتشی یعنی پارسی نجومی گئے تھے۔ مسیح کی تلاش کے واسطے کئی مرتبہ آکاس بانی ہوئی۔ کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ ہیرودیس بادشاہ پر بھی جب اُس نے لڑکے مروانے کا حکم دیا تھا ایسی ہی آکاش بانی ہوئی تھی۔ ہم نے مصر کی تاریخ میں بھی ایک جگہ ایسی ہی آکاش بانی کا ذکر پڑھا ہے۔ سمرنہ میں رہنے والے بھی ایسی ہی آکاس بانی بذریعہ باجے وغیرہ کے کرتے ہیں جن کی بہت سی اصلیت مدراس کے ایک انگریزی اخبار نے ظاہر کی تھی۔ یہ سب فریب ہے۔ مسلمانوں کی کتابوں میں بھی ایسی بہت سی نِدائے غیبی کا ذکر پایا جاتا ہے۔ باعث اِس کا سب جگہ ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ یعنی کسی آدمی کو شہرت دینے کے واسطے ایک عجیب طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔ اور شاید کنس دیو کے اندر کے آکاش سے ہی یہ شبد نکلا ہو۔ غرض کچھ ہی ہو۔ کنس کو خیال گزرا کہ ایسا نہ ہو یہ بسدیو ہی۔ جس کے باپ کا میں نے راج بگاڑا ہے میری خرابی کا کارن ہو۔ ایسا کچھ سوچ کر اُس نے اُنہیں بند کر دیا اور لوگوں کے نوزاد لڑکوں کو مروانے کا حکم دیدیا ٭

ناظرین! جب برے دن آتے ہیں۔ یہ نامراد انسان ایسے ہی منصوبے باندھا کرتا ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے موت سے تو بچنا سراسر محال ہے۔ کیونکہ کال سے سوائے اکال پرماتما کے کسی کی رہائی نہیں ہے۔ مسیح کی پیدائش کے وقت بھی انجیل میں لکھا ہے کہ ہیرودیس نے ہزاروں لڑکے قتل کرائے۔ اگرچہ اس کا کسی تاریخ معتبرہ میں پتہ نہیں لگتا۔ اور نہ ہیرودیس کے زمانہ کے کسی مورخ کی شہادت ملتی ہے۔ مگر انجیل میں ضرور لکھا ہے۔ اور عیسائی پادری ضرور بصدق دل مانتے ہیں۔ اسی طرح شاہنامہ میں لکھا ہے کہ فریدوں کے پیدا ہوتے وقت ضحاک نے بہت لڑکے مروا دئے تھے۔ اور ایسا ہی موسے کی پیدائش کے وقت بھی ہوا۔ القصہ کئی سال تک بسدیو اور دیوکی قید خانہ میں رہے۔ اور اُسی قید خانہ کے اندر آٹھ لڑکے پیدا ہوئے۔ اول کے چھ لڑکے کنس نے اپنے ہاتھ سے مار ڈالے۔ اور ساتواں حمل پیدا ہونے کی خبر ظاہر ہونے سے پہلے ہی روہنی کے پہنچایا گیا۔ جو جدو بنسی خاندان کی ایک عفیفہ پارسا عورت کنس کے تشدد سے بھاگ کر گوکل میں بخانہ نند کے رہا کرتی تھی۔ اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام بل رام رکھا اور وہاں یہ مشہور کیا گیا کہ گربھ سوکھ گیا یا اسقاط ہو گیا۔ آٹھویں حمل میں مہاراج کرشن جی کی اُتپتی ہوئی۔ جس کو ایک نازک مزاج شاعر ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔ ؎

شمیم قدوم گل سے بیکبار ہوئے مادر پدر شاداب و سرشار
بروز اشٹمی و چار شنبہ بماہ نیک بھادوں سال زیبا
بوقت نیم شب سوئے روشن ہوا وہ غیرتِ مہ جلوہ افگن

ایک دوسرا شاعر اسی مطلب کو ان الفاظ میں ادا کرتا ہے۔

چلی بادہ ہشتم جو باد بہار تو پھر نخل امید میں آیا بار
عجب ماہ بھادوں کی تاریک شب عیاں جلوۂ برق تاباں غضب
وہ تاریخ ہشتم وہ ابر بہار وہ کیفیت موسم خوشگوار
گئی تا کمر زلف لیلائے شب ہوئے کرشن جی رونق افزائے شب

اُن کا چہرۂ زیبا اور روئے بیضا دیکھ کر ماں باپ دل و جان سے فدا ہوگئے اور اپنی تکلیف جیلخانہ کو بھول کر اُن کے بچانے کی تدبیر سوچنے لگے۔ آخر یہی ٹھیری کہ جمنا سے پار گوکل میں جا کر نند جی کے سپرد کریں۔ لڑکے نے بھی زبان حال سے اسی کی تائید کی۔ ؎

تو سوئے گوکل مجھے لے چل شتابی نہ دے کچھ اپنے دل کو پیچ و تابی

جس کو پرمیشور بچاتا ہے ہزاروں سامان اُس کے واسطے مہیا ہو جاتے ہیں خوبی قسمت سے محافظ دربان سو گئے اور بسدیو جی لڑکے کو لیکر روانہ ہوئے جمنا سے پار ہو کر نند جی کے گھر میں پہنچے۔ اتفاقاً اُسی رات نند جی کی رانی جسودھا کے بھی لڑکی پیدا ہوئی تھی بسدیو جی لڑکے کو اُس کی گود میں ڈال کر لڑکی لیکر متھرا میں پہنچ گئے۔ اُن کے اپنی آنے پر جب لڑکی روئی۔ تب دربانوں کی آنکھ کھلی اور کنس راجہ کو خبر کی گئی ٭

دربانوں کے سونے اور بسدیو کے جیلخانہ سے نکل جانے اور جمنا سے پار ہو چکنے بابت میں بہت سے لکھنے والوں نے معجزات کی رنگینیں چڑھا کر لکھا ہے کہ کرشن جی کی پابوسی کے واسطے دریائے جمن بڑھا اور ان کے قدموں کو چوم کر پھر پایاب ہو گیا۔ بقول شخصے ؎

جو چوما آب نے پائے گرامی ہوا پایاب وہ دریا تمامی

مگر یہ صرف ہمارے ہی لکھنے والوں کا قصور نہیں بلکہ ہر ملک میں بزرگوں کے حالات لکھنے والوں کا دستور ہے محمد صاحب کی شب معراج کی کہانی۔ موسے کے دریائے قلزم والی معجز بیانی۔ کیخسرو بادشاہ کا دریائے عمان سے پار گذر جانا۔ مہاراج رنجیت سنگھ کا اٹک سے پار ہونا۔ عیسے کی پیدائش کے وقت کی خوارق عادات ابراہیم۔ زردشت اور ایسے لوگوں کے حالات سارے کے سارے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں کس لئے کی کی جو ہم اپنے تاریخ نویسوں کو بُرا کہیں۔ نانک صاحب اور کبیر صاحب کے حالات میں بھی لوگوں نے ایسے ہی مبالغے چڑھائے ہیں۔ اور سوامی دیانند سنیاسی کے مت والوں نے بھی ایسے ہی کراماتی طوفان باندھے ہیں۔ جب کنس دیو کو خبر ہوئی تو ظالم جلاد نے اس پر بھی رحم نہ کیا۔ اور اُس معصوم بیکس کو پتھر کی سِلا پر اپنے ہاتھ سے پٹخا

اور مار ڈالا۔ اُدھر نند اور یشودھا کرشن دیو کی پرورش میں مصروف ہوئے۔ ادھر آئندہ اولاد نہ پیدا ہونے کے خیال سے یا یاوسی کا سامنا دیکھ کر کنس دیو نے ہر دو کو جیلخانہ یعنی کاراگار سے خلاص کر دیا +

اُدھر بلرام اور کرشن جی اکم کے چاند کی طرح بڑھنے لگے۔ اُن کے جمال ظاہری و کمال باطنی میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ کبھی کبھی بسدیو اور دیوکی بھی پوشیدہ طور پر آکر آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ مگر یہ بات مدت تک نہ چھپ سکی۔ کنس کو بھی لوگوں نے اِس کی خبر دینی شروع کی۔ جس پر اس نے چند شریر النفس عورتیں اور مرد ایسے پیدا کئے جو کسی حیلہ سے جا کر کرشن جی کا کام تمام کردیں۔ جن کے نام یہ ہیں مسماۃ پوتنا۔ بچھاسُر۔ تکاسُر۔ اگھاسُر۔ سرکیپ۔ کیشی۔ بوماسُر۔ دو بدمعاش گمنام سُریدھر براہمن۔ کاگاسُر۔ ترناورت۔ بلسا۔ دھینک۔ سکھ چوڑ۔ ان پندرہ میں سے صرف ایک عورت ہے اور چودہ مرد۔ جن کو مختلف اوقات میں راجہ کنس نے کرشن مہاراج کے قتل کے واسطے بھیجا۔ جو سب کے سب اعمال بد کی سزا پاتے رہے +

اگرچہ اِن سب کو راکھشش یا دیت لکھا ہے۔ مگر یہ سارے نہ تو راکھشش تھے اور نہ دیت بلکہ انسان تھے اور انہیں چار وَرنوں (یعنی براہمن۔ کھشتری۔ ویشیہ اور شودر) میں سے تھے صرف بُرے اعمالوں کے سبب سے لوگ اُنہیں راکھشش اور دیت پکارتے ہیں۔ راجہ کنس اصل میں کرشن دیو کا ماموں کا تھا۔ اُسے بھی دیت لکھا ہے۔ عقلمند بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ راکھشش یا دیوتا سے کیا مراد ہے۔ راکھشش وہی ہے جو بھلے لوگوں کو تکلیف دے۔ گوشت خوری کرے۔ شراب پئے۔ بدچلن ہو۔ دیوتا وہی ہے جو بھلے لوگوں کو سہایتا (مدد) کرے۔ ماس نہ کھاتا ہو۔ شراب نہ پیتا ہو۔ اور چال چلن اچھا رکھتا ہو۔

सत्येन पन्था विततो देवयानः

"دیوتے سچے سیدھے راستے پر چلا کرتے ہیں"

منو ۴/۱۱ میں ایک یعنی اگنی ہوتر کرنے والوں کا نام دیوتا لکھا ہے اور دوسرے لوگوں کا اُسر۔ مہابھاشیہ میں وِدوان (عالم) کا نام دیوتا لکھا ہے۔

देवा इति पण्डिता इत्यर्थः

کرشن جی کی اِن کہانیوں کے ساتھ بھی وہی دیو شکتی کا ذکر کیا گیا ہے ہمیں اس میں انکار نہیں کہ وہ ایک غیر معمولی آدمی تھے۔ وہ یادو بنش کے چاند کیا سورج تھے۔ وہ اپنے وقت کے بیشک دیوتا تھے۔ راج رشی تھے۔ لیکن یہ کہانیاں صداقت سے بہت دور ہیں۔ ضرور اُنہوں نے اپنے دشمنوں کو مار ڈالا اور بلرام جی نے بہتوں کو پچھاڑا۔ مگر صرف عقل و زور سے نہ کہ غیر معمولی کرامات سے +

کرشن جی کے گوکل اور بندرابن کے واقعات سے سمبندھ رکھنے والے امور بہت مشہور صرف تین ہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہم اُن کا صاف صاف بیان کریں +

اول۔ گوپیوں کے ساتھ بیبھچار (زنا) اور راس بلاس اور مکھن چرانا

کتاب مہابھارت (جو آریہ ورت باشیوں کی ایک معتبر تاریخ ہے) کے اٹھارہوں ۱۸ پرب میں جہاں تک ہم نے خود دیکھا اور لائق کتھا سننے والے وِدوان پنڈتوں سے پوچھا۔ کہیں بھی ان باتوں کا نام و نشان نہیں ہے اور نہ سُراغ ملتا ہے۔ بلکہ اس کے خلاف جتنی چاہیں شہادتیں مل سکتی ہیں۔ یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ خورد سالی میں بدچلن کرنے والے لوگ بہت جلدی کمزور ہو جاتے ہیں اور جاں تو مشہور نہیں ہوتے ہیں۔ وہ جنگ کے لائق ہرگز نہیں رہتے۔ اور نہ بہادر کہلا سکتے ہیں۔ اور چھوٹی عمر سے بیبھچار میں پھنس جانے والے آدمی نیروگ جاتے اور نہ کر سکتے ہیں۔ مگر کرشن جی کی مشہور کتاب گیتا میں بیسیوں جگہ اِس کی شہادت ملتی ہے۔ خود ویاس جی فرماتے ہیں اور ایک لائق فاضل بیان کرتا ہے۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ॥
गीता

اور سب سے بڑھ کر ایک اور شہادت ہے۔ یعنی اُپنشدوں کی معتبری کا اسناد کرنے کے واسطے بڑے عالم کی ضرورت ہے +

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُپنشد کرشن جی کے زمانہ میں اختتام کو پہنچے۔ جن میں نہایت عمدہ طور سے اُنکے برہمچریہ کی مثال دی ہے وہ اصل عبارت اُپنشد کی یہ ہے۔

सद्योपाङ्गिरसः कृष्णायदेवकीपुत्राय प्राहस अपी पासराव सभवत् ॥ (دیکھو چھاندوگیہ اُپنشد)

ترجمہ وہ گھور انگرس کی نسل کا رشی۔ کرشن دیوکی کے بیٹے کو بید ودیا پڑھاتا ہوا جس سے انہوں نے برہمچریہ آشرم پورا کر کے مکمل اور فاضل ہو کر سمانتی حاصل کی یعنی تحصیل علم سے فراغت پائی۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے برہمچریہ میں ودیا حاصل کی تھی +

پھر ہم صرف برج بلاس کے کہنے پر کس طرح اعتبار کر لیں۔ کہ وہ ضرور اِن باتوں کے مرتکب ہوتے تھے۔ برج بلاس صفحہ ۵۰۳ سے آگے راس لیلا اور مہا راس لیلا کا آغاز ہے۔ جس میں اخلاق۔ تہذیب اور وید مریادا کے خلاف بہت سی باتیں لکھی ہیں مگر یہ صرف مہاتما لوگوں کو کلنک لگانے کی نیت سے لکھی گئی ہیں۔ جب لوگوں کا دل بیبھچار کو چاہتا ہے۔ تو بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں۔ برج بلاس سمت ۱۸۲۷ ماگھ سکل پنچمی بروز دو شنبہ بننی شروع ہوئی۔ جیسے کہ اُس میں خود لکھا ہے +

سمت ستدھ یراں ست جالو   تابر اور تکھیشٹ ر آنو

یعنی اٹھارہ سو ستائیس میں یہ کتاب تصنیف ہونی شروع ہوئی۔ اِس کا حال کچھ بھگت مال کے اکیاسی ادھیائے میں بھی لکھا ہے۔ اصل نام نربر داس تھا۔ ایسے ہی خیالات پریم ساگر میں ہیں۔ مگر وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیونکہ بیتی مارگ کے چلنے کے بعد بہت سے ایسے کلنک مہاراج جی کی ذات پر لگائے گئے ہیں +

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ "چیتنیہ کی وفات کے بعد وشن کی روحانی پرستش کا زوال شروع ہوا۔ تخمیناً ۱۵۲۰ء میں بلبھ سوامی نے شمالی ہند میں درس دیا کہ رُوح کی آزادی جسم کی ایذا دہی پر موقوف نہیں ہے۔ اور خدا کی تلاش فاقہ کشی اور تنہائی میں نہیں بلکہ اس زندگی کی عیش و عشرت میں کرنی چاہئے ایک دولتمند فرقہ قدیم زمانہ سے کرشن اور رادھا اُس کی زوجہ کی پرستش کا گرویدہ تھا کرشن اور رادھا کے عشق مجازی کو حقیقت کے راز سے منسوب کرتے ہیں" (مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۶۵) پھر کہتے ہیں "بلبھ سوامی کو وشن کے عیش و عشرت کے دین کا پیشوا سمجھنا چاہئے وہ وشن کی پرستش خاص کر کرشن کے اوتار میں کرتا تھا۔ جبکہ اُس نے ایک نورانی اور حسین جوان کا روپ لیا اور جنگل اور دیہات میں عیش و آرام سے زندگی بسر کی۔ اُس کی پرستش کے ساتھ سایہ دار کنج اور نازنین عورتیں اور عمدہ کھانے غرض ہر شے جو گرم ملکوں کے رہنے والوں کی مرغوب الطبع ہوتی ہے۔ شامل ہے (صفحہ ۱۶۶)

بھگت مال میں بھی ایسی ہی بہت سی کہانیاں بھری پڑی ہیں عرصہ تین سو سال کا ہوا کہ اس کتاب کو نابھا جی نے تالیف کیا تھا (دیکھو مختصر تاریخ ہند صفحہ ۱۶۲)

یہ بھی ایک یاد رکھنے کی بات ہے کہ کرشن جی کا کنہیا نام بھاگوت میں نہیں۔ اور نہ رادھا کا اُس میں ذکر ہے۔ مگر ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ ماتو تیں اُن کا نام کنہیا

ذکر ہے۔ جو ان کتابوں میں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔ مگر بھاگوت نہ تو بیاس جی کی بنائی کتاب ہے۔ اور نہ اسی پرانی ہے جیسی کہ لوگ فرض کرتے ہیں۔ ہم نے جہاں تک تحقیقات کی ہے۔ سنہ [illegible] ع سے پہلی کتابوں میں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے۔ اور چودہ سو برس سے یعنی راجہ بھوج کے زمانہ سے پہلے کسی پران کا نام و نشان نہیں ملتا۔ خود دیوی بھاگوت کے سنسکرت کے دیباچہ میں لائق ٹیکا کار نے بر زور دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ کرشن بھاگوت بوپ دیو کا بنایا ہوا ہے۔ جس کے بھائی جیدیو نے گیت گوبند بنایا۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ بھاگوت کے بعد یعنی ایک ہزار برس سے اِدھر یہ سب کہانیاں کرشن جی کی نسبت گھڑی گئیں۔ اور راس لیلا کھیلنے والے لوگوں یعنی کتھک لوگوں کی معرفت اِن احوال کی بگاڑنے والی کہانیوں نے زیادہ رواج و فروغ پایا۔ جو اب تھیٹر کی صورت پکڑ گئی ہیں۔ ہم کو مہابھارت۔ گیتا اور اُپنشدوں سے کرشن جی کی زندگی ایک یوگیشر مہاتما یا اولوالعزم شہزادہ کی زندگی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن پریم ساگر بھاگوت۔ برج بلاس اور سور ساگر بالکل اُن تمام مذکورہ بالا کتابوں کے مخالف ہیں۔ ہمیں اخلاقی شہادت اور روحانی جوہر سکھلاتا ہے۔ کہ مہابھارت اور گیتا اور اُپنشدوں کی قدر کریں۔ جیسا کہ خود ایک فاضل نے لکھا ہے۔

सर्वोप निषदो गावो दोग्धा गोपाल नन्दनः ॥
पार्थो वत्सा सुधीर्भोक्ता दुग्धं गीतामृतं महत् ॥

یعنی سرب اُپنشدوں کو غور کر کے اور مطالعہ کر کے کرشن جی نے گیتا کو بنایا ہے۔ اُپنشد گائے ہیں۔ سری کرشن جی گوالے ہیں۔ اور ارجن بچھڑا ہے۔ گیتا دودھ ہے۔

پھر ہم گیتا کے اپنے پیچھے ارشاد کو چھوڑ کر کس طرح بے تمیز شاعروں کے قول پر اعتبار کر کے ایک بزرگ کی ذات پر کلنک لگا دیں۔ حق تو یہ ہے۔ کہ کرشن جی کی زندگی کا جتنوں جتنوں زمانہ گزرتا گیا۔ لوگوں نے نہایت خراب خاکے اُتارنے شروع کر دئے۔ بنا بریں ہر ایک آدمی خیر خواہ قوم اور ملک کا فرض ہے کہ ان کی زندگی پر جو خرافات اور فضول کتھاؤں کے ذریعہ یا بیہودہ قصوں کے حوالوں سے کلنک لگائے گئے ہیں اُن کو دور کر کے اُن کی اصل اور عمدہ زندگی جیسی کہ درحقیقت اُن کے کلام اور اُنکے ہمعصروں کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کریں۔ ہماری موجودہ تحقیقات سے جو ہمیں برسوں کرشن مت میں رہ کر اور مدتوں ویدانت کے مہاواک پڑھ کر اور گیتا کے پاٹھ کرنے سے ظاہر ہوا ہے وہ یہی ہے کہ مہاتما کرشن چندر سے اُس چال چلن کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے جو کہ بھاگوت وغیرہ میں لکھا ہے اور نہ پریم ساگر سے اُن کا کچھ سمبندھ ہے۔ مؤرخ آنریبل موٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تاریخ ہندوستان میں لکھتے ہیں "متھرا کے راج میں کرشن پیدا ہوئے۔ لیکن ایک گوالے نے جو اُسی شہر کے نواح میں رہتا تھا۔ ایک ظالم راجہ کنس کے پنجہ ظلم سے بچا کر اُن کی پرورش کی" (تاریخ ہندوستان چھپا اب موجودہ مذاہب صفحہ ۱۴۱ سنہ [illegible] ع) اور یہی ذکر کرنیل ٹاڈ صاحب نے اپنی کتاب راجستھان کی جلد اول صفحہ [illegible] میں لکھا ہے۔

پھر سر جونس صاحب ایشیا کے حالات کی کتاب جلد ایک میں لکھتے ہیں "کرشن کے اِس زمانہ یعنی بچپن کے وقت کا ہندوؤں کی طبیعتوں پر نہایت درجہ کا اثر ہوا ہے وہ کرشن کے بالے پن کی حرکات و سکنات مثل دودھ چرانے اور سانپوں کے مارنے کے ہموارہ چرچا سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھ کر بالے پن کی صورت میں ان کی پرستش کرتا ہے۔ اسی طرح کرشن کی جوانی کا عالم جو انہوں نے گوپیوں کے ساتھ ناچ رنگ کھیل کود و بانسری بجانے میں بسر کیا۔ اُن کی پرستش کرنے والی عورتوں میں ایک جوش و خروش پیدا کرتا ہے کرشن پر کچھ گوالنیں ہی فریفتہ نہ تھیں۔ بلکہ تمام ہندوستان کی امیرزادیاں اور رانیاں جو اُن کا حسن و جمال دیکھتی تھیں۔ مائل اور شیفتہ ہو جاتی تھیں" (دیکھو صفحہ ۲۵۹) اسی طرح جلد ۳ صفحہ ۱۸۵ میں بھی جو جیدیو کے راگ کے ترجمہ کے متعلق ہے۔ اسی قسم کے ذکر ہیں۔ اور تاریخ ہندوستان کے صفحہ ۲۷۳ پر اسی کا ذکر موجود ہے۔

گیت گوبند مصنفہ جیدیو کو اور اسی قسم کی اور نظموں کو یورپین مورخ اور فاضل سنسکرت دان دیہاتی نظم کے نام سے نامزد کرتے ہیں چنانچہ اسکی بابت کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں لکھا ہے۔ "دیہاتی نظم گوبند یا جیدیو کے گیت دیہاتی نظم کا وہ خالص نمونہ ہیں جن سے ہم واقف ہوں۔ اِن گیتوں میں اعلےٰ درجہ کی کیفیت اور نزاکت پائی جاتی ہے۔ مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں ہوتا۔ جو ہندو شاعروں کے عیب و ہنر سمجھے جاتے ہیں۔ اِن گیتوں میں جھگڑے اور لطیفے بھی ہیں۔ انکا مصنف چودھویں صدی عیسوی میں گزرا ہے۔ اِس لئے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لطیفہ آمیز کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا ہوگا"۔ (جلد ۳ صفحہ ۱۸۵) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۹۵ جلد اول)

مورخ لتھبرج صاحب فرماتے ہیں "گیت گوبند۔ ایسی نظم ہے۔ جو کسی قدر ناٹک کی قسم میں سے ہے۔ اِس میں کرشن۔ گوپیاں اور رادھکا اُس کی گوالن کے عشق کا قصہ ہے جو جیدیو نے بارھویں صدی میں تصنیف کیا تھا۔ اِس شاعری کی نظم نہایت رسیلی ہے" (صفحہ ۴۲ تاریخ ہند۔) بھاگوت بقول مترجم دیوی بھاگوت کے۔ اور نیز اُس کی طرز شاعری کے بوپ دیو جی کی تصنیف مسلّم ہو چکی ہے۔ اور جیدیو اور بوپ دیو دونو حقیقی بھائی تھے۔ مگر گیت گوبند کا بنا چند سال پیچھے معلوم ہوتا ہے۔ غرضیکہ ایسی ناروا باتیں کسی طرح بھی اُن کے شایان نہیں ہیں۔ بقول بھاگوت کے اُنکی عمر جب تک کہ وہ گوکل اور بندرابن میں رہے۔ صرف آٹھ یا دس سال کی معلوم ہوتی ہے۔ کسی طرح اس اندازہ سے زیادہ نہیں پائی جاتی۔ پس ایسی حالت میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا پھرنا۔ ہنسنا تو ممکن ہے۔ مگر ایسے اندھیر اور ظلمت کی پھیلانے والی باتیں کرنا سراپا ناممکن ہے۔ علاوہ بریں بیبھچار کا تو کسی طرح بھی خیال نہیں آسکتا۔ پھر ایسے دور از قیاس فسانے کبھی قبول کرنے کے لایق نہیں ہیں۔ بنا بریں ہم کو ان کے ماننے میں تامل ہی نہیں بلکہ سخت انکار ہے۔ پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر بھی ہمارے مدعا کی شاہد ہے۔ جنہوں نے اچھی طرح غور اور تجربہ کر کے لکھا ہے کہ ایسے خیالات اور ایسے شہوت انگیز مسامحات عیاش لوگوں کے خوش کرنے کے واسطے لکھے گئے ہیں (کرشن کی پوجا کرنے والوں کے فرقہ کی بابت)" اس فرقہ میں تمام دولتمند اور عیاش اور قریباً سب کی سب عورتوں کے اور ہر درجہ کے بہت سے آدمی شامل ہیں" (تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۶۵ و ۶۶) (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۷۵)

دوسرا باب

سری کرشن جی مہاراج کی بڑھ چڑھ اوستھا کا حال بہت سا ہم باب اول میں بیان کر چکے ہیں۔ علاوہ بریں ان کی اخلاقی دلیری کا بھی یہاں ذکر ضروری ہے اُس وقت کے اکثر لوگ بارش کا دیوتا راجہ اندر کو سمجھتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ بغیر اُسکی مہربانی کے بارش نہیں ہوتی۔ اِسی خیال کے مطابق گوالوں میں (جنھیں ہمیشہ گھاس و چارہ کا زیادہ فکر رہتا تھا) بماہ کارتک راجہ اندر کے نام پر کئی طرح کی پوجا ہوتی تھی۔ خواہ اُس کے نام پر برہمنوں کو کھلاتے تھے۔ خواہ گئوؤں کو کھلاتے تھے۔ اگرچہ

یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ کس طرح پوجا کرتے تھے مگر اس میں شک نہیں کہ کسی طرح ضرور کیا کرتے تھے۔ مطلب جس کا اُس سے صرف یہ تھا کہ بارش وقت پر برسے۔ اور سبزی بافراط ہو۔ گائیں بھینسیں خوب دودھ دیویں۔ اور بیل اور سانڈ مضبوط کام کا ہوں۔ اور اسی طرح کھیتی باڑی بھی اچھی طرح ہو۔ یہ اگرچہ قدرتی بات ہے اور ہر ایک مہذب یا غیر مہذب کا دلی شوق ہے کہ ایسا ہو کیونکہ ہم کو توریت سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے "تم خداوند اپنے خدا کی بندگی کرو۔ وہ تمہاری روٹی اور پانی میں برکت بخشیگا" خروج ۲۳ ۲۵ اور اچھی زمین کا صرف یہی پتہ دیا کہ اس میں دودھ اور شہد بہتا ہے یعنی بافراط ہے۔ پس دودھ کی افراط درحقیقت خدا کی رحمت کی نشانی ہے۔ اور یہی گوکل و نیز اس کے گرد کے لوگ بھی خدا سے مانگتے تھے۔ غلطی صرف یہ تھی۔ کہ وہ راجہ اندر کو اس کا داتا سمجھتے تھے۔ آخر کار جب سری کرشن جی نے ہوش سنبھالا۔ اور بلوغت کو پہنچے تو ایک بار ان کی موجودگی میں بماہ کارتک وہ دن آیا جب کہ سب گوکل واسیوں نے اندر کی پوجا کا ارادہ کیا۔ اُن کے حسب حال ایک شاعر کہتا ہے۔

سلف سے برج میں آیک اقبال   پرستش اندر کی ہوتی تھی ہر سال
مبارک ماہ کاتک روز پڑوا   ظہور نور ماہ عالم آرا
تمامی برج میں اُس روز تھا   سرود و رقص ہوتا تھا ہر اک جا
لباس تو بدل کر سب زن و مرد   ترانے ہیں کہ گاتے تھے پُر درد
جو آئی ماہ کاتک کی وہ پڑوا   ہوئے خوش مرد و زن اٹھ اٹھ کے
سبھوں نے اپنے اپنے قصر و ایواں   کئے آراستہ مانند بستاں
نکالے نقش سے ہر بام سنگیں   بنائے گلشن بہت سے رنگیں
ہر اک نے تو سو پوشاک بدلی   کہ ہو سرنگ کی جس طرح بدلی
طعام شکر و میوہ تر   معطر قند و حلوائے معطر
بنائے سب نے باوات اسماد   شہ روحانیاں تا ہووے دلشاد
تھے گوکل کے باشاں ماہی   کیا ترتیب جشن بادشاہی
مٹھی مٹھائی رنگ رنگ و [illegible]   [illegible] سب کیا جمع
جتنے میوہ وہ جتنے نعمت الوان   تھے [illegible] پائے جہاں میں
لباس فاخر و پشمینہ [illegible]   خوشی سے کرتی تھی سامان ہویا
[illegible]   [illegible]
کہا ایک بار دست رشک [illegible]   [illegible]
جو دیکھا کرشن نے [illegible]   [illegible]
[illegible]   یہ تقسیم [illegible]
[illegible]   یہ مسکہ مودہ [illegible]
[illegible]   [illegible]
مرتب کس لئے ہے [illegible]   کہا تیکو کوئی صاحب [illegible]
تو فسخ آج ہے کس بادشاہ کی   تو یہ جلوہ ہے کس ذیشان شاہ کی
[illegible] نے فرمایا فخر سے   کہ جب یہ گوکل ہیں سلف سے
[illegible] کی آج کے دن   پرستش ہوتی ہے بایں [illegible]
اُسی کے واسطے ہے سب سامان   [illegible] میں وہ جو آج یہاں
جو خوش پاتا ہے وہ شاہ [illegible]   تو رحمت خلق پر کرتا ہے ہر سال
[illegible] پانی   کہ جس سے خلق کی ہے زندگانی
کہ رحمت اُس کی [illegible]   درخت و کشت سب ہیں سیراب

کہا موہن نے میں آگہ ہوا آج   کہ راجہ اندر ہے کہا سب کو محتاج
جو رشوت خلق سے پاتا ہے ہر سال   تو برساتا ہے پانی ہو کے خوشحال
جہاں وہ حق نہ پاتا ہوگا اصلاً   وہاں بارش نہ ہوتی ہوگی مطلق
ولیکن بالیقیں ہے مجھ کو یہ بات   کہ ہووے اندر کے قابو میں برسات
فضا و باد و آب و آتش و خاک   کئے ہیں جس نے پیدا ہے وہی پاک
یہ پانچوں ہیں اُسی یکتا کے محکوم   کرے موجود پل میں چاہے معدوم
پرستش ناروا ہے اُس کی شاہا   نہ دنیا جس سے حاصل ہو نہ عقبےٰ
جو ہے یکتائے عالم وہ نرنکار   جسے کہتے ہیں چاروں وید کرتار
کرو اُس کی پرستش بادل و جاں   کھلا دو راہ میں اُس کے یہ سامان
جو مانگو گے ملیگا سب کو بے رنج   زن و فرزند و مال و دولت و گنج
فزوں ہر سال سے برسیگا پانی   زراعت ہوگی سب بے جانفشانی
یہ سنکر تھے جو دانشمند ذی ہوش   رہے وہ صورت تصویر خاموش
بزرگی سے کیا دل میں تامل   کیا اقبال بے عذر و تعلل
جو تھے دو چار گوالے گوپ ناداں   ہوئے وہ سنکے نادانی سے حیراں
کہا شاہا ملایک کی سلف سے   پرستش ہوتی ہے عز و شرف سے
اُسے موقوف کر کے پوجئے کو   نہیں کچھ اس میں حاصل غیر اندوہ
یہ دانائی نہیں اے شاہ ذی ہوش   کہ کیجے طفل ناداں کا سخن گوش
شہ روحانیاں کی قدرت اللہ   بھلا کیا جانے یہ نادان لڑکا
کرشن نے بیکہ دیکھا اے شہنشاہ   میرے کہنے سے ہیں سب بے گمراہ
بہ خوبی سے کی معقول تقریر   ہوئے قائل جوان و کودک و پیر

अन्नाद्भवन्ति भूतानी पर्जन्यादन्नसंभवः। यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भवः॥ कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम्॥ तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम्॥ अग्नौ प्रास्ताहुतिः सम्यगादित्यमुपतिष्ठते॥ आदित्याज्जायते वृष्टिर्वृष्टेरन्नं ततः प्रजाः॥ वेदप्रामाण्यात्कर्म पूर्वस्योत्पादकं भवेत्। न तु पापेऽसंसिद्धिर्धर्मस्या तादृक भवेत्॥

مطلب

"ناج کے کھانے سے سب مخلوق پیدا ہوتی ہے اور ناج بادلوں کے برسنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بادل یگیوں سے ہوتے ہیں اور یگیہ ہوتیوں سے سکرم ہوتی کرم سے اور کرم وید سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن وید پرماتما اوناشی سے پرگٹ ہوئے ہیں بنابریں سرب بیاپک برہم کے ست و یگیہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگنی میں آہوتی ڈالنے سے جو اندیہ شکتی اس کے سورج کو جاتی ہے اور سورج سے بارش ہوتی ہے۔ اُس سے اَن اور اَن سے پرجا کی پالنا ہوتی ہے۔ پس وید سے پرماتما کے ایسی وید کے مطابق بیاگنی ہوتر کرم ہے اس کے کرنے سے آنند اور بارش ہوتی ہے اور تب سکھ ملتی ہے۔ اِس اہم اوراً بیاک بخلاف جو اقرار چار وید پاکھنڈ ہے"

[illegible]

(مولف)

پرستش کیوں جیونا ہے

اُس سے دھرم کی کبھی بردھی نہیں ہو سکتی +

خلایق بہت گوکل کی تمامی ہوئی راہی بہو سے کو وہ تامی
تمامی عورتیں اتراتی وار زل کوئی چنڈول میں اور کوئی پیدل
چنے ہر طشت میں میوے تر و خشک کہ جن پر دزدہ جن کی نگہت مشک
سپاری ناریل برگ و تنبول لئے سب تھالیوں میں پھول و غول
گھرت لوبان اگر گوگل و عود شکر کافور و ماشی لیلئے زود
شہ گوکل ہوئے اسوار رتھ پر بٹھائے گود میں پور۔ و لادر
جسودھا پالکی میں تھی بصد شاں پرستاریں لئے پوجا کا ساماں

بمقام گوبردھن[1] جا کر سری کرشن چندر جی مہاراج نے معہ بلرام جی کے ہون کنڈ بنایا اور ایک عظیم الشان ہون یگیہ رچا۔ تمام گوکل و برندا بن کے لوگ جو ہون کی سامگری لائے تھے۔ اُس سے ہون کیا گیا۔ سب لوگوں نے باری باری آہوتیاں ڈالیں۔ تمام علاقہ اُس ہون کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ برہمنوں۔ سادھوؤں اور بھکتوں کے واسطے بھوجن یگیہ بھی کیا گیا۔ اور ان کی ہر طرح خاطر تواضع ہوئی۔ عالم بالا میں بخارات نے اپنا اجتماع کیا اور نہایت زور و شور سے بارش ہوئی۔ کرشن جی کی اس عمدہ اور نیک تجویز سے اندر کی پوجا گوکل سے بند ہو کر ویدوکت پوجا شروع ہوئی۔ برج بلاس میں ایک بات لکھی ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تو ناظرین خود سمجھ لینگے۔ ہم اُس کو کسی نتیجہ کے بغیر درج کرتے ہیں +

لطیفہ۔۱

سہ مابین درمیاں نند جی اور کرشن جی کے گزری ہیں۔

کر اِستنان نند گرہ آئے پوجا ہت جمنا جل لائے
تلسی دل اور کمل لو بینا پربھو نمت آسے ات پربتا
پانے دھوئے پربھو مندر آئے کرت ڈنڈوت پریم بڑھائے
استھل لیپ پانے سب دھوئے پوجا کو سب ساج سنجوئے
چھاپ تلک سب انگ سنواری پربھو پوجا بدھ کرت سنبھاری
ٹھکور کا سہہ کھیلت تھاں آئے دیکھت پوجا بدھ چین لائے
بدھ وت سد دبو انہوائے چندن تلسی پھول چڑھائے
بھوشن بسن انگیکرت کینے دھوپ دیپ ات ہت کر دینے
پیٹ استر دے بھوگ لگایو آرت کر چرنن سر نایو
تبہیں شیام ہنس ہنس بولے کہت تات سوں بچن امولے
بابا تم جو بھوگ لگایو سو تو دیو کچھو نہیں کھایو
سن ہر بچن سر دن سکھ دائی چتے رہے مکھ ہنس نند رائی

دوہا

کہت نند سکھ پائیکے یوں کہئے نہیں بات
دیون کو کر جوڑ کے سشل رہے جہہ گات

لطیفہ ۲

دیکھت چلی تہاں دور ٹھاڑھی تمس برہم اس آنند باڑھی
بیٹھے نند سمادھ لگائی تب یہ لیلا رچی کنہائی
سالگ رام میل مکھ ماہیں بیٹھ رہے ہر بولت ناہیں
دھیان بسرجن کر نند جاگے سالگ رام نہ دیکھے آگے
کھوجت چکیت چت نند رائی استٹ دیوکن لئے چورائی
ات اُت کھوجت پاوت ناہیں بھیو بڑو اچرج من ماہیں
دیکھت ہر کے مکھ ہیں جانے دیکھت مُہر مُہر مسکانے
سنو تات جننی بل جائی اُدگلو سالگ رام کنہائی
نکلے تب ہیں کاڑھ برج ناتھا دیو دیوتا نند کے ہاتھا

(برج بلاس صفحہ ۸۰ و ۸۱ نول کشور سمت ۱۹۲۳ بکرم)

اسی طرح اچھے اچھے اُپدیش گوکل و برندا بن والوں کو سری کرشن جی فرماتے رہے۔ اُن کے اُپدیشوں سے بڑا لابھ پہنچا۔ اور لوگوں کو اُن سے کمال محبت ہو گئی جب یہ جوانی کی اوستھا کو پہنچے۔ تو والدین کے دُکھ کا بدلہ لینے پر کمر باندھی۔ اتنے میں کنس نے صلاح کی کہ کسی بہانہ سے کرشن کو یہاں متھرا میں طلب کر کے قتل کرا دوں۔ چنانچہ اس کے واسطے ایک آدمی جو بڑا عقلمند اور فاضل تھا جس کی نند سے بھی کچھ رسائی تھی۔ اُس کو اپنے چار گھوڑوں کا رتھ دیکر گوکل کو روانہ کیا۔ کہ متھرا میں یگیہ ہے۔ نند راؤ جی کو معہ کرشن اور بلدیو کے اس بہانہ سے متھرا میں لے آؤ۔ اکرور اس راز سے ماہر تھا کہ وہ اِن کو مروا ڈالیگا۔ بنابراں وہ افسوس کرتا ہوا گوکل میں گیا۔ اور ایک یا دو دن ٹھیر کر سب کو متھرا جانے پر راضی کیا۔ متھرا اُس وقت بڑی شان و شوکت رکھتی اُس کی آبادی۔ اُس کی دولت۔ اُس کی حشمت اور اُس کی عمارتیں آنکھوں کو حیران کرتی تھیں۔ گولڈن انڈیا یعنی سنہری ہندوستان کے لوٹنے کے لالچ پر اسکندر آیا۔ دارا کو اِسی سنہری ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب کے چند اضلاعوں نے شہنشاہ دارا بنا دیا۔ محمود کے وقت جو متھرا کا حال تھا۔ اُس کا اندازہ ہم اسلامی تاریخوں کے سوا اور کسی طرح صحیح نہیں لگا سکتے۔ محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک شقہ لکھا تھا۔ کہ یہاں بیشمار مندروں کے سوا اور بھی ہزاروں عمارتیں ہیں۔ جو کہ اسلام کے موافق مضبوط بنی ہیں۔ جن میں اکثر سنگ مرمر کی ہیں۔ یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہو کر تیار ہوا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تاریخ ہند سنہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱) لوٹ میں پانچ سونے کی مورتیں آئیں جن کی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں بیش بہا یاقوت تھا۔ اِس کے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو کہ ایک سو اونٹوں پر لادی گئیں (تاریخ ہند صفحہ ۱۱۲ کلکتہ) "۲۰-۲۶ روز محمود متھرا میں رہکر اس کو تباہ کرتا رہا۔ اور مورتوں کو تڑوا کے مندروں میں بڑا بُرا کام کیا۔ ایک سو اونٹ نرے ٹوٹے ہوئے چاندی کی مورتوں سے بھر کے لے گیا۔ پانچ خالی سونے کی تھیں۔ اُن میں سے ایک کا وزن ہمارے اب کے ۱۳ من سے اوپر تھا" (اتہاس تمرناشک حصہ اول صفحہ ۱۴ سنہ ۱۸۸۳ء)

ناظرین! ہم آپ کو کہاں تک سنائیں۔ سومنات وغیرہ کی لوٹ کا حال اور

---

[1] گوبردھن لفظ دو شبدوں سے مرکب ہے۔ گو اور دھن۔ گوکل کے تمام زمیندار لوگ اُس ڈھیری پر گوبر کے ٹوپ لگایا کرتے تھے۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آوے۔ اِسی واسطے اِس ڈھیری کا نام گوبردھن ہوا۔ ورنہ اصل میں گوبردھن کوئی پربت نہیں ہے اور نہ پرانوں میں کہیں اسکا ذکر ہے یہ ایک ٹیلہ گوکل کے نزدیک ہے۔ جہاں آج کل بھی میلہ ہوتا ہے مگر یہ بہت تھوڑے سالوں سے رائج ہوا (مولف)

دہلی کی لوٹ اور کانگڑہ کی تباہی اور قنوج کا حال پڑھ کر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آریہ ورت عموماً اور متھرا خصوصاً اُس وقت کس عروج پر ہو گی۔ سری کرشن جی نے بڑے شوق سے متھرا کو دیکھا اور تمام بازار میں سیر کرتے ہوئے سنہری قلعہ راجہ کنس کے دروازہ پر پہنچے۔ گرداگرد اُس قلعہ کے ایک گہری خندق تھی۔ جب اُس سے پار ہو گئے۔ اوّل ایک پُر زور کمان راستہ میں اُن کو دی گئی۔ جس پر بہت لوگ زور کرتے تھے۔ مگر توڑ نہیں سکتے تھے سری کرشن جی نے جو نہایت پُر زور اور طاقتور جوانمرد تھے۔ اُس کمان کو توڑا اور سب پہلوانوں کو شرمندہ کیا۔ راجہ کنس نے جب کمان کا حال سُنا تو پُر ملال ہوا۔ پھر کنس نے سل۔ وتسل۔ چانڑور۔ مشٹک چار نامی پہلوانوں کو کشتی کے واسطے بھیجا۔ جس احاطے کے اندر یہ پہلوان کشتی کے لئے موجود تھے اُس کے دروازہ پر ایک مست ہاتھی بھی اُن کے مقابلہ کو چھوڑ رکھا تھا۔ ان بہادروں نے مثل سام و نریمان اُس کا بھی کام تمام کیا۔ اور اُس کے خوبصورت دانت اکھاڑ کر آگے چلے۔ جب پہلوانوں کے اکھاڑے میں پہنچے۔ تو اُن میں سے دو نامی گرامی یودھے مشٹک و چانڑور اِن دونو کے مقابل ہوئے۔ سری کرشن جی سے چانڑور کی کشتی ہوئی۔ اور بلدیو جی سے مشٹک مقابل ہوا۔ آخرکار دونو نے دونو کو مارا اور اکھاڑے میں پچھاڑا۔ سل اور وتسل نے جب یہ حال اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ موت کے مقابلہ سے بھاگے بقول شاعر ؎

اکھاڑا چھوڑ کے بیدین بھاگے ۔ دلیر و مرد کشتی گیر بھاگے
رہے اُسجا فقط دونو برادر ۔ نہ آیا سامنے کوئی دلاور

بعد ازاں راجہ کنس نے دیکھا کہ اب اِن سے مقابلہ کرنیوالا کوئی نہیں رہا۔ خود شمشیر لیکر اُٹھا۔ مگر کچھ نہ کر سکا۔ اُن کا رُعب اُس پر غالب ہو گیا۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ شری کرشن جی نے اس کی تلوار چھین لی۔ اور اُس کی چھاتی پر چڑھ کر اُسے مار ڈالا۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ محلوں میں گریہ و زاری کا شور بلند ہوا۔ راجہ کنس کی لاش لبِ جمنا جلائی گئی۔ اور شری کرشن جی نے سب اُس کے متعلقین کو تشفی دی۔ بعد ازاں جیلخانہ میں ماں باپ کے دیدار کو گئے۔ بقول شاعر ؎

عدو کو فتح کرکے کرشن بلدیو ۔ وہاں آئے جہاں تھے قید بستہ لو
جو دیکھا باپ ماں نے دونو فرزند ۔ ہوئے جان حزیں دونو کی خرسند
نظر آئے جو دونو نور دیدے ۔ ہوئے دیدار سے مسرور دیدے
کیا یکبار دونو کو ہم آغوش ۔ غم زنداں کیا دل سے فراموش
نکل کر خانۂ زنداں سے فی الحال ۔ سوئے کاشانہ آئے فارغ البال
سبستان بدیشاد و خوشتر ۔ ہوئے رونق فزا دونو برادر

نئے سرے سے خوشی کے ترانے اور مسرت کے شادیانے متھرا میں بجنے لگے۔ گھر گھر میں آنند اور بشاشت کا ظہور ہوا۔ ظالم کا دَور دُور ہوا۔ انصاف کا زمانہ آیا۔ اور گلستان متھرا نے اپنا پُرانا باغبان پایا۔ یعنی کرشن جی و بلرام جی نے دوسرے دن راجہ اُگرسین کی تلاش کی۔ معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک تاریک زندان میں قید ہے اور اپنی زیست سے نا امید ہے۔ دونو بھائی وہاں تشریف لے گئے۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کے بند توڑ کر سریر تخت شہنشاہی رونق افروز کرایا۔ اور تاج سلطنت اُن کے سر پر رکھا۔ اُن کے نام کی منادی ہوئی۔ گھر گھر میں آنند و شادی ہوئی۔ اسیران بالاتم کی قید سے آزاد ہوئے۔ سب بدکاروں کو سزا ملی۔ اور سب کرداروں کو جزا ملی۔ ملک میں امن قائم ہوا۔ نند جی گوکل کو تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اور فاضل پنڈت سندیپن جی سے دونوں بھائی مختلف علوم کی تعلیم پاتے رہے۔ اور کئی سال تک تعلیم پاکر شہرۂ آفاق ہوئے۔ جو کامیابی شری کرشن جی و بلدیو جی کو کنس کے مقابلہ اور پہلوانان جری سے جنگ کرنے میں ہوئی۔ اُس سے بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ بات سوائے کرامات کے کیسے ہو سکتی ہے۔ اِس لئے ہم اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ مہربانی کرکے رستم۔ تررو۔ سہراب۔ فریبرز اسفندیار۔ سام و نریمان کے واقعات کو پڑھیں۔ شاہ نپولین بوناپارٹ کی تاریخیں دیکھیں۔ سکندر اعظم کی کامیابی کا مطالعہ کریں۔ تب ہرگز ایسا باطل خیال اُن کے دل میں نہ آویگا۔ اِس میں کوئی شک نہیں۔ کہ وہ بڑے نامی گرامی ونیکے ٹیرین جودہا تھے۔ دودھ مکھن جو سب سے عمدہ اور مقوی غذا ہے وہ اُنہوں نے افراط سے کھایا۔ اور مردانہ ورزشیں کیں۔ شب و روز سوائے کھیل کود کے جو برہم چریہ کے واسطے لازمی ہے۔ اُن کا کوئی کام نہ تھا۔ ۴۸ برس تک اُنہوں نے پورا برہم چریہ کیا۔ اور سوائے تعلیم دھرم اور سیر آزادی کے فضولیات سے قطعی متنفر و مجتنب رہے۔ یہی سب سے اعلےٰ کارن اُن کی شہزوری اور بہادری کا ہے۔ ۲۴-۲۵ برس کی اوستھا میں وہ متھرا پہنچے۔ اور اس کے بعد مگدھ کے راجہ جراسندھ سے اٹھارہ مرتبہ جنگ ہوا۔ جس میں کہ کسی حالت میں بھی ۲۲ سال سے کم نہیں گزرے ہونگے۔ اُپ نشد سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم باب اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ کہ وہ پورے برہم چاری رہے۔ پس ضرور ۴۸ برس تک اُنہوں نے برہم چریہ کیا ؎

حصہ اول

شری کرشن جی کا جیون چرتر سماپت ہوا

نیاز مند
لیکھرام آریہ مسافر

ستری شکشا

یعنی

تعلیم النسوان

تمہید

شعر

نمسکار کرتا ہوں جگدیش کو ۔ نراکار داتا مہاں ایس کو
پڑھو منہ بھا باتوں سے چت کو ہٹا ۔ کہوں ستری شکشا کی پستک سنا

آج کل آریہ ورت میں جو دردناک حالت عورتوں کی ہو رہی ہے۔ اُس سے کوئی انسان بھی ناآشنا نہیں۔ وِدیا بِن حیوان مطلق کی مثال۔ نہ اُن کو گرہست آشرم کے دھرم کی خبر۔ اور نہ ہمارے ملکی بھائیوں کو اُن کے سکھلانے کا مطلب۔ خود غرضوں نے اُن کو فہرست شودروں میں شمار کر رکھا ہے۔ اُن کو اپنے حقوق سے آگاہی نہیں۔ کیونکہ تعلیم میں لاپرواہی ہے۔ اس واسطے بمنشاء عالی کھاتا سمبدھی سبھا منشی علی گڑھ بحوالہ آریہ درپن ۱۵۔ مئی ۱۸۸۲ء اِس کی ضرورت جان کر ارادہ ساری کا کیا +

اتھرووید کے گیارھویں کانڈ میں ایشور آگیا دیتا ہے۔ کہ جب کنیا برہمچریہ آشرم سے پورن وِدیا پڑھ چکے اور جوان اوستھا کو پراپت ہو تب اُس کا وِواہ کرنا چاہئے۔ اِس کے ۵۔ ادھیائے ہیں۔ پہلے میں وِدیادھین یعنی حصول علم پہلا ادھیائے پریوجن یہ ہے کہ سات آٹھ برس کی اوستھا میں کنیا کو پاٹھ شالا میں بھیج دینا چاہئے۔ پندرہ سولہ برس کی اوستھا تک وہاں عمدہ عمدہ وِدیاؤں کی ترقی کرکے وِدوشی ہو جاوے۔ سب سے بڑا کام استری کے واسطے تعلیم اور وِدیا کا ہونا ہے۔ کیونکہ اول تو مرد و عورت کا قدرتی تعلق ہی کچھ کم نہیں بہت زیادہ ہے۔ دوسرا متقضائے انصاف نہیں ہے کہ جس چیز سے ایک فائدہ اٹھائے اُس سے دوسرا محروم رہ جائے۔ تیسرا انواع مات انسانی کے لحاظ سے جو منصب مردوں کو حاصل ہے وہی عورتوں کو۔ وہی عقل کی وسعت اور وہی حواسوں کی طاقت وہی قوت حافظہ کی رسائی۔ وہی قوت باصرہ کی بینائی۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھائیوں کو طریقہ تعلیم یاد نہیں۔ ورنہ اور کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جو عورتوں کی تعلیم کی مانع ہو۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس مقام پر طریقہ تعلیم نسواں تحریر کروں۔ جس سے کل ستیہ وِدیا کی ظاہر ہو +

واضح ہو کہ ہر ایک ناری پاٹھ شالا میں چھ جماعتیں تقسیم کی جاویں۔ اور پستک مندرجہ ذیل پڑھائی جاویں +

جماعت اول۔ حروف تہجی اور بارہ کھڑی۔ استری سکشا حصہ اول ایضاً حصہ دوم و سوم۔ نام لکھنا۔ ایک سے سو تک گننا +

جماعت دوم۔ استری سکشا سبودھنی حصہ دوم۔ اُپدیش استری۔ تکسیا حصہ چہارم۔ پہاڑے یاد کرنا اور لکھنا۔ لودھ اور سے۔ مس بھلاوی۔ سنگیت مالا بعض حفظ یاد کرنا۔ چھٹی لکھنا سیکھنا۔

جماعت سوم۔ استری سکشا سبودھنی حصہ سوم۔ مالو دھرم سار۔ بھوگول درپن۔ بھارت بھوگول۔ گنت پرکاش حصہ اول۔ پتر کونتی۔ خطوط لکھنا۔ شستر رتناگر۔ لکشمی دیبلے +

جماعت چہارم۔ بھو چترکا۔ ماما سوبھگیا۔ استری گرہستھ چارتک۔ بھوگول چندریکا۔ گنت پرکاش حصہ دوم۔ آریہ اتہاس۔ بھوج سنالے کی کتھا۔ لکشمی چرتر۔ کماشا چندراودے۔ بیج ہمایک ودھی۔

جماعت پنجم۔ نیتی ودھی۔ کیمیائی سبک۔ گرہ پرکاش حصہ سوم و چہارم۔ استری سکشا سبودھنی حصہ چہارم۔ الوداد۔ سنسکرت واک پربودھ۔ سنسکار ودھی۔ ویدک سبک۔ تعلیم ترقی ملک +

جماعت ششم۔ آکرتی ودیا سبک۔ کتاب علم حیوانات۔ ریکھا گنت۔ کھتر جیوتکا۔ ریکھا بھاس۔ سلپ ودیا سبک۔ سنسکرت پاٹھ اُپکارک۔ کتاب علم منطق۔ ویاکھیان لکھنا +

پھول سبب ہے کہ اگر استریوں کو اس طریقہ کے انوسار پڑھایا جاوے تو مہا منگلتا سے پندرہ سولہ برسوں کی اوستھا تک لیلاوتی کے مثل ہو جاوینگی اور سرسوتی کا اوتار کہلاوینگی۔ ہمارے بزرگ ریشیوں کا قول کہ جب تک تعلیم یافتہ مادروں کے پیٹ سے آریہ ورت کو اسی پرورش نہ پاوینگے عقلمند نہ کہلاوینگے۔ پھر یہاں ہر شوبھ پہنچ جاویگا اور درجہ اثبات پاویگا +

آج کل جس قدر بحث تمام عورتوں کی حالت پر ہو رہی ہے۔ شاید کسی اور مضمون پر کم ہوگی۔ واضعان قانون کی کونسل۔ ملکی انجمنوں کے جلسے۔ دھرم کی سنہری دکھلائی بنائے ہوئے سماجوں میں۔ جہاں دیکھو یہی چرچا ہے۔ وِیاکھیان کہنے والے خلائق کے خیرخواہ بری رسموں اور خراب دستوروں کے مٹانے والے زور و شور سے اِس بارے میں تحریریں کرتے ہیں۔ ملکی اخبارات علیحدہ رو رو رہے ہیں۔ جس قدر آریہ ورت میں عورتوں کے حق میں ظلم ہو رہا ہے اُس کے کہنے کو زبان قلم میں طاقت نہیں۔ اول ستی ہونے کا ظلم جس کی تصریح سے بڑے بڑے بہادروں کے کلیجے پاش پاش ہوتے ہیں۔ یہ ظلم فرقہ عورتوں کے واسطے ایسا تھا کہ جس سے ہمیشہ ۱/۲ حصہ کا نذر النار ہونا پایہ ثبوت کو پہنچتا تھا۔ اُن دنوں میں تمام ملک ہند میں جہالت و بھرم کا اندھیرا بھرا ہوا تھا اور مخلوق پرستی بت پرستی یعنی مورتی پوجن گھر گھر پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں دنوں ایک قومی بہتری کے ریفارمر پورے ستی یعنی سچ پر جان قربان دینے والے ۱۷۷۴ء میں راجہ رام موہن رائے پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ابتدائی تعلیم میں ہی بقول شخصے (ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات) اگرچہ ذات سے برہمن تھے۔ لیکن وہ وہ جوہر دکھلائے کہ تھوڑے عرصہ میں معقول پنڈت کہلائے۔ ساتھ ہی حق شناسی و حق جوئی کی اُمنگ دل کو لگ رہی تھی۔ منصب سیاسیان سے بھی عبرانی حاصل کی۔ علاوہ ازیں علم عربی و فارسی میں بھی ملکہ حاصل کرکے دستار فضیلت باندھی۔ قومی بھلائی اور ملکی خیرخواہی اُن کے سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ عورات پرستی ہونے کا تعصب دیکھ کر قوم کی جہالت پر بہت افسوس آیا اور ارادہ کیا۔ کہ جب تک اس رسم کو بیخ و بنیاد سے نہ اکھاڑونگا تب تک آرام مجھ پر حرام ہے۔ اِسی اثنا میں تحصیل علم انگریزی کا ارادہ کیا۔ اور ملکی اخبارات و قومی جلسوں میں اس مضمون کے مباحثے و مضامین شروع کئے اور انگریزی میں بھی پورے مضامین ہمارے قومی خدمت میں صرف ہوئے۔ ہمت مردان مدد خدا۔ اُن کی کوشش کی تاثیر نے اِس بات کو گورنمنٹ تک پہنچایا۔ انہوں نے ساتھ اس کے مذہبی کتابوں جیسے وید مقدس وغیرہ سے ثبوت کر دکھایا۔ کہ آتم گھاتی جانا پاپی ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کی توجہ سے وہاں کونسل کی بھی مسودہ پیش ہوا۔ ان کے دلائل معقول و منقول نے ثابت کر دکھلایا کہ یہ ظلم ایسی عادل گورنمنٹ کے عہد میں فرقہ نسواں کے واسطے بالکل خلاف انصاف ہے۔ آخر الامر ممبران کونسل نے مسودہ قانون ایکٹ انسداد رسم ستی پاس کیا۔ جس سے لاکھوں بندگان ناکردہ گناہ کی جان بچ گئی اور خون ناحق کا دھبا آریہ ورت سے دھو ڈالا۔ دوم بال بدھوا۔ سوم یوگ کی شادی نہ کرنی۔ جس کا ذکر بہ تفصیل علیحدہ رسالہ نوید ہیوگان میں موجود ہے۔ اِس مقام پر یہ ذکر کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ ذکر ہے۔ کہ ویاس جی نے مہابھارت اِس لئے بنایا کہ عورتوں اور اُن لوگوں کو بھی جن کی رسائی وید مقدس تک کم ہوتی ہے۔ مذہبی علوم سے واقفیت ہو۔ جو لوگ عورتوں کے حق میں ناانصاف اور بے رحم مشہور ہو رہے ہیں۔ ہم اُن سے پوچھتے

استری سکشا

ہیں۔ کہ منوجی کی اس واک کا ذکر عورتوں کے نام پسندیدہ اور مرغوب اسم اور دل کے لبھانے والے رکھنے چاہئیں۔ کیا مطلب ہے +

چونکہ ستریوں کی خوب صورتی اور نزاکت پر عمدہ نام ایک اور بہار ہے اس لئے آریہ دھرم کا منوجی کا یہ مقولہ اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ وہ عورتوں پر نامہرباں نہیں ہے۔ بلکہ صرف غلط ترجمہ کرنے والے کا قصور ہے۔ ورنہ ایسے بزرگ سے یہ ناانصافی صداقت سے دور ہے۔ منوجی نے جس قدر تعلیم نسواں اور پاس ادب عورتوں کے واسطے ہدایتیں کی ہیں۔ وہ بالکل اُس کو عورتوں کا پورا درد خواہ ثابت کر رہے ہیں۔ جو ادب اور لحاظ منوجی نے والدین اور بوڑھوں اور فاضلوں اور نیک چلن اور عالموں اور ہوشمندوں کا مقرر کیا ہے۔ وہی پاس عورتوں کے واسطے بھی مرقوم ہے۔ ایک جگہ منوجی نے فرمایا ہے۔ کہ جس گھر میں عورت خاوند کی مرضی پر اور خاوند عورت کی مرضی پر اور عورت خاوند کی صلاح کار اور خاوند عورت کا صلاح کار رہے وہ گھر ہمیشہ آباد اور پائیدار ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ جب راستہ میں سے کوئی گاڑی یا نوّے برس کا بوڑھا یا بیمار۔ یا بوجھ والا۔ یا عورت یا برہمن یا راجہ یا دولہا آتا ہو تو ہٹ کر کنارہ ہو جانا چاہئے۔ اگلے زمانہ میں آریہ ورت کی عورتیں ہر جگہ آجا سکتی تھیں۔ اور اُن کی حفاظت کے واسطے اُن کی شرم اور اُن کے ہموطنوں کا پاس ادب کافی ہوتا تھا۔ چنانچہ دھرم شاستروں میں درج ہے کہ جو باپ پندرہ برس سے پہلے اپنی دختر کی شادی کردے۔ یا جو خاوند وقت مقررہ پر اپنی ستری کے پاس نہ جاوے۔ یا جو بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد بیوہ ماں کی حفاظت اور خبرگیری پر پرورش نہ کرے وہ پھٹکار کے لائق ہے۔ اور بیٹی کے عوض روپیہ لینے کی بھی سخت ممانعت ہے۔ منوجی فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی اپنے داماد سے ایک کوڑی بھی بطمع بیٹی کے لیتا ہے گویا وہ بیٹی کو بیچتا ہے۔ جملہ امورات خانگی و مذہبی میں خاوند اور بی بی یعنی بھرتا اور ستری کو دل و یکجاں رہنا چاہئے۔ یہ سچ ہے کہ عورت کو صرف اپنے مکان پر بیٹھ کر پرمیشور کا بھجن کرنا۔ اور خاوند کی خدمت کرنے میں مستعد رہنا۔ اور اولاد کی پرورش اور ان کو تعلیم دینا فرض ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ ٹھاکر دواروں۔ دھرم شالوں وغیرہ معبدوں میں نہیں جانا چاہئے۔ اور نہ دامن میں جھولی ڈال کر سیتلا ماتا کے واہن گدھے کی پوجا کرنی چاہئے۔ دل بہلانے کی باتیں مثلاً دستکاری و مطالعہ کتب وغیرہ مباح ہیں۔ جن میں کسی طرح کا گناہ نہیں۔ ایسی باتوں میں خاوند کو بھی اپنی بی بی سے تعرض نہ کرنا چاہئے۔ منو کے شاستر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آدمی سختی سے عورت کو باز نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اس کو چاہئے کہ بیوی کو امور خانگی۔ انتظام اور آمد و خرچ کے اہتمام اور اسباب دہیان میں مصروف رکھے۔ منو کے چند قول جو درج ہیں۔ وہ اس امر کے شاہد حال ہیں۔ کہ اگلے زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا بڑا پاس اور لحاظ تھا (نمبر۱) اگر بیاہتی ہوئی عورتوں کے باپ اور بھائی اور خاوند اپنا بھلا چاہیں۔ تو اُن کی زینت و عزت و علمیت کا خیال رکھیں (نمبر۲) جہاں عورتوں کی توقیر ہوتی ہے وہاں سامان خوشنودی مہیا رہتے ہیں۔ اور جہاں ان کی بے عزتی ہوتی ہے وہاں سارے صواب کے کام اکارت جاتے ہیں (نمبر۳) جو شخص اپنی رشتہ دار عورتوں کو تکلیف میں رکھتا ہے۔ اُس کا سارا خاندان اس طرح تباہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جس گھر میں عورتیں ناخوش نہیں رہتیں وہ خاندان ہمیشہ ترقی پذیر رہتا ہے (نمبر۴) پس جو لوگ دولت کے خواہاں ہیں۔ ان کو چاہئے۔ کہ اپنی عورتوں کو حسب الوسع خوراک و پوشاک اور زیور سے خوش رکھیں۔ لیکن عورت کو بھی چاہئے کہ خاوند کو اس معاملہ میں تنگ کر کے قرضدار نہ کردیوے۔ اور جیسی چادر دیکھے ویسے پاؤں پھیلاوے۔ یقیناً اگر بیوی کی پوشاک اچھی نہ ہوگی تو خاوند کا دل اُس سے خوش نہ ہوگا۔ اور جب دل ہی خوش نہ ہوگا۔ تو اولاد کیا ہوگی۔ ان اقوال سے صاف ہے۔ کہ ایسی ذلت اور سیاہ بختی کی حالت میں ہندوؤں کی عورتوں کو لوگ سمجھتے ہیں۔ ایسا ان کا حال نہیں ہے۔ جہاں باپ اپنی بیٹی کو نہایت عزیز سمجھتا ہو۔ اور اس کا پسندیدہ نام رکھنے کی اُس کو تاکید ہو۔ اور اُس کی تعلیم دینے کی اس کے واسطے از روئے دھرم شاستر خاص اجازت ہو جہاں عورت کے ساتھ بہت اخلاق سے گفتگو اور بڑھاپے اور دولت اور فضل کے برابر اُس کی توقیر کرنے کا حکم ہو۔ جہاں بغیر خرچ زر کے اچھے خاوند کے ساتھ اُس کی شادی کرنی پڑتی ہو اور مباح مشاغل میں اُس پر کچھ تعدی نہ کی جائے۔ جہاں یہ بات نہ ہو کہ خاوند بیوی کو اپنا جزو بدن سمجھے اور ہمیشہ اُس کو زیور اور خوراک و پوشاک سے حتی الوسع خوش رکھے اور آمد و خرچ کے بندوبست اور گھر کے انتظام میں اُسے مصروف رکھ کر محبت کے ساتھ پیش آوے۔ اور نہ اُس پر اعتبار کر کے کاروبار میں اُس سے مشورہ لے۔ جہاں یہ بات ہو۔ کہ عورت کا مال خاوند کے مال سے الگ گنا جاوے اور کسی رشتہ دار کو اُس پر تصرف نہ پہنچے وہاں عورت کی عزت ایسی ہی سمجھنی چاہئے جیسے اگلے زمانہ میں بوجب جہالت آریہ ورت کے روما اور یونان کی شائستہ قوموں میں تھی۔ یا آج کل تہذیب یافتہ قوموں میں ہوتی ہے۔ جو پاس اور لحاظ ہندوؤں کے ہاں عورتوں کا ہوتا ہے۔ وہ کسی راجپوت سے پوچھنا چاہئے۔ راجپوت کے نزدیک عورت اور تلوار اور گھوڑے سے عزیز چیز اور زیادہ دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جتنی عزت عورتوں کی راجپوتوں میں ہے۔ اُتنی ایشیا کی کسی قوم میں نہیں راجپوت کو اپنی عورت سے ایسی الفت ہوتی ہے کہ وہ اُس کی محبت کی ایک نظر کو بادشاہت سے بہتر سمجھتا ہے۔ ہند کی عورتوں کی پہلی اور حال کی حالت میں ایک بڑا فرق ہے جس کو لوگ خیال نہیں کرتے۔ بچپن میں عورت کی شادی نہ کرنا کئی عورتیں کرنا۔ بیوہ کا دوسرا بیاہ نہ کرنا۔ ستی ہونا۔ عورت کا جاہل رکھنا اور اس کو گھر سے باہر نہ نکلنے دینا اور سادھوؤں اور پوجاریوں اور بھاٹوں کی خدمت کی ہدایت کرنا۔ یہ ساری باتیں ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان میں سے ایک بھی نہ تھی۔ بہت سی عقل عورتوں کے احوال سے جن کا بیان آگے آئیگا۔ ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ کی عورتیں بہت سی پڑھی لکھی گذری ہیں۔ اُس دور میں لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد تین برس تک شادی کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد اپنا خاوند پسند کرتی تھی۔ اُس زمانہ میں عورتوں کو یہ بھی اجازت تھی۔ کہ اپنے خواستگاروں کی جماعت سے جس کو چاہیں پسند کرلیں۔ چنانچہ راماین میں سیتا کا سوئمبر۔ مہابھارت میں دروپدی کا سوئمبر رگھوونس کالیداس میں اندومتی کا سوئمبر۔ ارین نامی ایک یونان کا مورخ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ قدیم آریہ لوگ اپنی بیٹیاں اُن لوگوں کو دیتے تھے کہ جو زور اور قوت کی آزمائش میں پورے اُترتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی عمر کی شادی کا رواج اُن گرم ملکوں میں ہے۔ جہاں لڑکیاں جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔ مگر نہ ایسا جیسا کہ ہندوستان میں ہے۔ کہ ابھی لڑکی گڑیاں کھیلنا بھی نہیں چھوڑتی۔ کہ اُسکی شادی ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جن لڑکیوں نے اپنے خاوندوں کو آپ پسند کیا۔ وہ حد بلوغت کو پہنچ گئی ہونگی۔ جب دیویانی نے کچ کے آگے چند شلوک پڑھے۔ اور کنجوئے

اُس کو اگلے زمانہ کے قصّے اور اشعار سنائے تو ضرور ہے کہ ہر دو سن بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ سیتا نے جب رامچندر جی کو سوئمبر میں پسند کیا۔ اور گلے میں پھولوں کی مالا ڈالی تو صاف ظاہر ہے کہ سات آٹھ برس کی نہ تھی۔ دروپدی کو جب ارجن نے سوئمبر میں جیتا اور مالائے گل زیب گلو ہوئی۔ تو دونو کی خوب صورتی اور جوانی بہار پر تھی رکمنی نے جب کرشن جی کو اشتیاق نامہ کے ذریعہ سے اپنا حال جتلایا تھا۔ اور ششپال کے وصال سے گریزاں تھی۔ تو بخوبی واضح ہے۔ کہ دونو بالغ تھے۔ دمینتی کے ماں باپ نے جب اُس کے سوئمبر کا ارادہ کیا تھا۔ تو وہ جوان تھی۔ بکتیا نے جب باپ پر وِواہ کی خواہش ظاہر کی تھی۔ تو وہ عالم شباب میں تھی۔ آریوں میں کئی بیبیاں کرنے کا بھی اگلے زمانہ میں رواج نہ تھا۔ خاوند اور بی بی کو اس بات کی سخت تاکید تھی۔ کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کریں اور غیر کے ساتھ محبت نہ کریں۔ اور نہ نگاہ ڈالیں۔ بعض صورتوں میں جو خاوند کو دوسری شادی کرنے کی اجازت ہے وہ اُنہیں صورتوں میں ہے۔ جو واسطے امر مجبوری کے مخصوص ہیں۔ مقدس ویدوں اور قدیم سمرتیوں میں بیوگان کے واسطے بھی مکرر شادی کی اجازت ہے۔ منوجی کے دھرم شاستر میں بھی بیوہ کو مکرر شادی کرنے کی قطعی ممانعت نہیں ہے۔ بلکہ منوسمرتی میں ستی ہونیکا نام ونشان نہیں اور نہ بالمیکی کے وِواد کا نام و گمان اُس کو یہ ہرگز خیال ہی نہ تھا۔ کہ آیندہ لوگ ایسی قبیح رسومات میں مقید ہوجاوینگے۔ اس امر کا تحقیق کرنا مشکل ہے۔ کہ اس وحشیانہ خیال و جہالت خصال رسم کا آغاز کب اور کیونکر ہوا۔ اِس بات میں سب سے پہلی تحریر آرسٹوبیوس کی ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ رسم راجہ ٹکسلا کی عملداری میں جاری تھی اور ایک مورخ بھی اس قسم کی واردات کا ذکر لکھتا ہے۔ جس کو دو ہزار ایک سو چھیاسی برس ہوچکے ہیں جو یومینیہ کی فوج میں ہوئی تھی۔ یہ مصنف جس کا نام ڈایوڈورس ہے۔ اس رسم کے رواج پانے کا سبب بیوہ کی خستہ حالی خیال کرتا ہے۔ جس میں اُنہیں اپنی تمام عمر بسر کرنی پڑتی ہے۔ ایک مہاتما کا واک ہے۔ کہ ستی کی رسم انسان کے مکروہ خیالات سے پیدا ہوئی۔ خود غرضی سے اُس کا نشوونما اور جھوٹ سے اس کا فروغ اور بے رحمی پر اُس کا خاتمہ ہوا۔ جہالت جس سے ایسے مکروہ خیالات پیدا ہوئے۔ جب تک کہ عورتوں سے بالکل دور نہ کی جاوے۔ تب تک ناممکن ہے کہ ہندوستانی سچے مہذب کہلا سکیں۔ ودیا وہ گوہر بے بہا اور علم وہ لطیف غذا ہے جس کے ملنے اور کھانے کو ہر ایک نوع انسان محتاج ہے سوائے حصول ودیا انسان حیوان مطلق کے برابر ہے۔ نیکی اور بدی کی پوری تمیز سے آگاہ نہیں۔ اگرچہ روزانہ تجربہ سے کچھ کچھ کرسکتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ کرنا اُس کا غلط فہمی کے نہ کرنے کے مساوی ہو رہا ہے۔ اگلے زمانہ کی ساری تاریخیں یا اتہاس مردوں ہی کے نام سے نامزد ہیں۔ عورتیں بیچاری علم سے عاری اس بات سے بے نصیب ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندوستان کی بہت سی عورتیں لائق گذری ہیں یونانیوں کی ساری تاریخ میں پانچ چھ مشہور عورتوں سے زیادہ کا ذکر نہیں ہے۔ اہل روما کی کتابوں میں جن کا عروج پندرہ سو برس تک رہا۔ صرف پانچ ہی عورتوں کا ذکر آیا ہے۔ فرانس میں دو تین عورتوں کا ذکر زبان زد خلائق ہے۔ برٹش کی عورتوں کے نام انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔ آریہ قوم کی پرانی تواریخوں کے ملاحظہ سے علاوہ مردوں کی لیاقت علمی کے بہت سی ایسی عورتوں کے حالات درج ہیں جو کہ حصول ودیا سے جہالت کے کلنک کا ٹیکا مٹا کر کمالات ظاہری و باطنی سے آراستہ ہوئیں اور انہیں مہذب مادروں کے شکم سے تہذیب یافتہ ویدی آریہ پیدا ہوکر ملک کو علم و حکمت کی کان بنانے اور یونان وغیرہ کو خوشہ چین کرایا

بعض نادان بارح تعلیم نسواں فرماتے ہیں کہ ہم کو کچھ زیادہ فایدہ یا بہبودی قوم عورتوں کے پڑھانے میں نظر نہیں آتی۔ اُن شوروا سوں کے واسطے بھی مسٹر سلیمانی کافی ہے۔ کہ اگر عورتوں کو جاہل رکھنا ہی منظور ہے۔ اور جنگلی کا خطاب بھی بجنسہ لزوم لنگور ہے۔ ایک آنکھ میں سرمہ ڈالنا اور دوسری میں سفید لگانا شایان شان عقلمنداں نہیں ہے۔ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است ٭

دوسرا ادھیا

وِدوان عورتوں کے حالات میں

باوجودیکہ قدیم زمانہ کے حالات قلمبند کرنے کی طرف عرصہ سے آریہ لوگ لاپرواہ رہے۔ مگر اُن کی مشہور عورتوں کے نام یورپ کے کسی ملک کی مشہور عورتوں کے نام سے کم نہیں ہے۔ میتریی۔ گارگی۔ تارا۔ مندودری سیتا۔ کنتی۔ دروپدی گاندھاری۔ شکنتلا۔ علیٰ ہذا القیاس ان کے سوائے اور بہت سی عورتیں ایسی ہیں۔ جن کے نام یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ بعد امتیاز سچ اور جھوٹ کے ہر ایک کے حالات درج ہیں ٭

نمبر ۱ حال میتریئی

یہ عورت یاگولک رشی کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی۔ ویدوں کی ایک اُپنشد میں اِس کا حال یوں لکھا ہے کہ جب اُس نے دنیا چھوڑنیکا ارادہ کیا تو اول اپنی بی بی سے صلاح پوچھی اور کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں فقیر ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور جسقدر میرا مال و اسباب ہے وہ تم اور میری دوسری بی بی کاتیائنی آپس میں تقسیم کرلو۔ میتریئی نے کہا کہ اگر ساری زمین اور اُس کی دولت میرے قبضہ میں آجاوے تو کیا میں امر ہوسکتی ہوں۔ خاوند نے کہا کہ دولت سے زندگی البتہ بسر ہوسکتی ہے مگر وہ حیات ابدی کا ذریعہ نہیں۔ میتریئی نے کہا کہ ایسی دولت مجھے نہیں چاہئے مجھے وہ راستہ بتاؤ جس سے ہمیشہ کی زندگی اور عمر جاودانی حاصل ہو ٭ یاگولک۔ عورت کا یہ استفسار دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ اور اُس کو سامنے بٹھلا کر نجات کا راستہ اس طرح بتلانے لگا کہ انسان ہمیشہ کی زندگی اُس وقت حاصل کرسکتا ہے جس وقت سب چیزوں سے اپنا دل ہٹا کر پرماتما ادویتہ کا دھیان دھرے۔ خوشی اور رنج جو کچھ انسان پر گزرتا ہے۔ سب روح کے علاقہ سے ہے اِس لئے چیزوں کو ذی روح ہی کا دھیان کرنا چاہئے۔ کیونکہ جس ایک نے سب چیزیں پیدا کی ہیں۔ انجام کو سب کا خاتمہ اُسی کی عبادت پر ہے اور نجات اُسی کو ہوگی۔ جو پرماتما کو ایک جانے اور مانے۔ اپنے انتریامی پرماتما کا دھیان کرے۔ برہم کی معرفت اور گیان کے واسطے رہبر ودیا وید حاصل کیا ہے۔ کہ بعد اسی طرح کے اُپدیش کے وہ رشی مع عورت کے بن کو واسطے عبادت کے چلا گیا۔ اور دونو ایسے مہان رشی ہوئے کہ اُس وقت رشیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ اس فاضلۂ عصر نے کئی دفعہ پاکھنڈی پنڈتوں سے مباحثہ کرکے اُن کو پاکھنڈ سے بچنے کی ہدایت کی اور ہزاروں کو راہ راست پر لائے۔ ایک دفعہ پنڈتوں کا مباحثہ راجہ جنک کے حضور میں ہورہا تھا اور وہاں میتریئی جی مردانہ ہمت سے اُن کے ہمراہ مباحثہ کررہی تھی۔ یکایک یاگولک جی آگئے۔ میتریئی اُن کو دیکھ کر خاموش ہوگئی۔ راجہ جنک نے پوچھا کہ تو نے مردوں کے سامنے خاموش نہ ہوئی۔ لیکن افسوس کہ ایک رشی کے آنے سے تیری زبان بند ہوگئی میتریئی نے کہا کہ اے راجہ میدان معرفت کے مرد یہی ہیں۔ تو اور تیرے پنڈت واچک اور راہ راستی میں نامرد ہیں ٭

نتیجہ

یہ حکایت ایک ایسی عالی حوصلہ عورت کی ہے جو ایک بڑے رشی کی بی بی اور اُسکی بی بی ہونے کے لائق بھی اور اس بات کی نظیر ہے کہ اگلے زمانہ میں ایسی بیبیوں کی بڑی خاطر منظور تھی اور بغیر ان کے صلاح و مشورہ کے کسی بڑے کام کرنے کا ارادہ نہ کرتے تھے۔ اور حقیقتاً اُن کی دُنیوی بہبودی مدنظر نہ ہوتی تھی۔ بلکہ آخرت کا فکر بھی ہوتا تھا +

نمبر ۲۔ حال گارگی

اس مشہور عورت نے اپنے علم و فضل اور ذکا کے سبب سے بہت بڑی شہرت پائی۔ ویدوں کے ایک اُپنشد میں اُس کے اور یاگولک کے مباحثہ کا ذکر اس طرح لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ راجہ جنک دربار والے دوہاس کے ہاں بڑا یگیہ ہوا۔ اور کورو اور پنچال دیس کے بڑے بڑے مشہور اور فاضل پنڈت وہاں جمع ہوئے۔ راجہ نے اس خیال سے کہ دیکھیں اس مجلس میں کون سا برہمن بڑا فصیح اور علم والا ہے۔ ہزار گائیں خریدا کر اور اُن کے سینگوں پر سونے کے تول چڑھوا کر برہمنوں سے کہا۔ کہ تم میں سے جو شخص شاستر میں اعلےٰ لیاقت دکھاوے یہ دان انعام پاوے۔ یاگولک کے سوائے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ ان کو ہاتھ لگاوے۔ البتہ ان کے کہنے سے اُس کا ایک چیلا سب گائیں ہانک کر اُس کے گھر لے گیا۔ اِس بات پر تمام برہمن برہم ہوئے۔ اور راجہ کے پروہت نے اُس سے کہا کہ تم بغیر ثبوت لیاقت و فضل اسے کے کس طرح اِس دان کے مستحق ہو سکتے ہو۔ یاگولک نے اس مجلس کے تمام فاضلوں کو ڈنڈوت کر کے کہا۔ کہ میں اپنے ہی کو لے جانیکا مستحق سمجھتا ہوں جس کو کچھ دعوےٰ ہو مجھ سے بحث کر لے۔ اُس وقت مجلس میں چھ آدمی جن میں گارگی بھی تھی مباحثہ کے لئے مستعد ہوئے۔ پانچ برہمن تو تھوڑی دیر کے بعد ساقط ہو کر ہٹ گئے۔ اور گارگی بھی اگرچہ آخر کار ہار گئی۔ مگر اُس نے بڑی دیر تک ایسی فصاحت اور متانت سے گفتگو کی کہ اہل مجلس عش عش کرنے لگے اور مباحثہ ختم ہوا +

نتیجہ

گارگی کے مباحثہ سے اگلے ہندوؤں کے اطوار کی نسبت کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں اوّل یہ کہ جس زمانہ میں ہندوؤں کے ہاں علم ہی بڑی دولت سمجھی جاتی تھی۔ اُس وقت میں بھی عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں (دوم) یہ کہ اگلے وقتوں میں پردہ نہ تھا۔ اور عورتیں مکان کی چار دیواری کے اندر ہی بند نہ رہتی تھیں۔ بلکہ مجلسوں اور مباحثوں میں شریک ہوتی تھیں (سوم) یہ کہ جس طرح اس وقت لوگ اپنی رایوں کو اخباروں اور کتابوں میں چھاپ کر مشتہر کرتے ہیں۔ یا کسی مجلس میں کھڑے ہو کر سناتے ہیں اُس زمانہ میں یہ دستور تھا۔ اُن دنوں میں جو بات کسی کو لوگوں کے دلوں میں جمانی ہوتی تھی۔ وہ مباحثہ کی انجمن میں پیش کرتا تھا۔ اور ایسی انجمن کسی یگیہ یا تہوار کے موقع پر ہوتی تھی۔ ان انجمنوں میں برہمن اپنے کرتب دکھاتے تھے۔ اور اہل مجلس سے اپنی لیاقت کی داد پاتے تھے۔ اُسی کے قریب قریب یونان میں بھی دستور تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُس ملک کے مشہور و معروف مورخ ہیروڈوٹس نے اولمپیا کے اکھاڑے میں اپنی تاریخیں پڑھی تھیں۔ برہمنوں میں اب بھی دستور ہے کہ جو پنڈت اور پنڈتوں پر اپنا فضل ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ کسی عمدہ موقع پر اپنا کمال جوہر دکھاتا اور سب سے زیادہ دان لے جاتا ہے +

نمبر ۳۔ حال تارا رانی

اس کا ذکر بالمیکی رامائن میں ہے۔ یہ ملک تامل کے راجہ کی بیٹی تھی اور کرناٹک میں مہاں ملی پور کے راجہ بالی سے اُس کی شادی ہوئی تھی اور اُس کے حسن و لیاقت علمی اور خوبیوں کی تعریف اس قدر ہے کہ جس قدر ایک عقلمند دانا رانی عاقلہ میں چاہیئے چنانچہ مفصل حال اس کا رامائن میں درج ہے۔ راجہ بالی اور راجہ رام چندر جی کی لڑائی کا حال جو رامائن میں لکھا ہے۔ اُس سے یہ صاف پایا جاتا ہے۔ کہ راجہ بالی کے گھر تارا کے سوائے دوسری ساہتا سوی کوئی نہ تھی۔ جب راجہ بالی اس لڑائی میں مارا گیا تو تارا رانی اپنی سہیلیوں کے ساتھ اُس کی لاش پر آئی اور ایسے درد و غم کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ کہ دیکھنے والوں کو افسوس آتا تھا۔ اُس نے بموجب قاعدہ دھرم شاستر کے اُس کی لاش کو جلوا دیا۔ بالی کی وفات کے بعد رام چندر جی نے اپنے وعدہ کے موافق اُس کے بھائی سگریو کو راجہ بنایا اور سگریو نے فقط اپنے بھائی کا تخت ہی نہ پایا بلکہ موافق اُس دستور کے جو اب بھی اُڑیسہ میں جاری ہے۔ بموجب ہدایت رام چندر جی کے تارا سے مکرر شادی کر کے اُسے اپنی رانی بنایا +

نمبر ۴۔ حال مندودری

یہ عورت بھی ملک تامل کے راجہ کی بیٹی تھی اور اُسکا بیاہ لنکا کے راجہ راون سے ہوا تھا یہ لنکا ملک آریہ ورت کی دکن کی طرف سمندر کا ایک ٹاپو ہے اور اسی کو سراندیپ بھی کہتے سوائے حسن اور جمال ظاہری کے بہت سی لیاقتیں اور خوبیاں اس میں پائی جاتی تھیں۔ جن کا ہونا عاقل اور سنجیدہ آدمی اپنی بیویوں میں بدل چاہتے ہیں۔ یہ جو لکھا ہے۔ کہ راون کے گھر کئی ہزار رانیاں تھیں۔ یہ اگلے شاعروں کی گھڑت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس ملک کے کبیشروں کا قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی راجہ کی بڑائی اور مہماں شروع کرتے ہیں۔ تو پہلے اُس کی رانیوں کی کثرت بیان کرتے ہیں۔ کہ اگر مان لیا جائے کہ راون کی بہت سی عورتیں تھیں۔ تو بھی اس میں کلام نہیں کہ مندودری سب میں بڑی رانی تھی۔ اور اُس کے بطن سے راون کے ہاں کئی بہادر بیٹے پیدا ہوئے۔ جب راون نے سیتا کو جبر اور دغا سے لے جا کر اسوک بن میں قید کیا تھا۔ تو مندودری نے کئی بار اُس کی رہائی کی شفاعت کی تھی۔ مگر راون نے ایک نہ سنی۔ عورت کو عورت پر اکثر رحم آ جاتا ہے۔ اور اس رحم کا آ جانا داخل آدمیت ہے شطرنج کا مشہور کھیل جو کئی صدیوں سے چلا آتا ہے۔ اور دنیا بھر میں اُس کا اکثر رواج ہے۔ یہ بھی مندودری ہی کی عقل خداداد کا ثمرہ ہے۔ اِس کھیل کے نکالنے کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ راون کو جنگ اور خونریزی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے مندودری نے اپنی طبیعت سے شطرنج کا کھیل نکالا۔ مطلب یہ تھا کہ خاوند اُس کا اس کھیل میں شطرنج کے مہروں کی لڑائی سے اپنا دل بہلا کر خلق خدا کو تباہ نہ کرے۔ شطرنج کی ایجاد کا دعوےٰ بہت سی قومیں کرتی ہیں۔ مگر سر ولیم جونس اِس کا موجد ہندوؤں کو مانتے ہیں۔ اور ہندو اس کو مندودری سے منسوب ٹھہراتے ہیں۔ سنسکرت میں اس کھیل کو چترنگ کہتے ہیں اور شطرنج اس لفظ سے بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بعضے اِسکی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ سنسکرت میں شترو دشمن کو کہتے ہیں اور شتروں اُسکی جمع ہے۔ جب اُس کے ساتھ ہی لفظ جے آیا۔ تو اس کے معنی دشمنوں پر فتح پانے والے ہو گئے۔ چترنگ۔ فوج کے چار حصوں رتھ۔ ہاتھی۔ سوار۔ پیادہ کو کہتے ہیں۔ پہلے اِس کھیل کے جو مہرے اِن چار ناموں سے موسوم تھے۔ پیچھے رتھ کی جگہ کشتی مقرر ہو گئی۔ چنانچہ ہندوؤں کے ہاں رُخ کو نوکا کہتے ہیں۔ سر ولیم جونس صاحب لکھتے ہیں کہ گھوڑوں اور ہاتھیوں اور پیادوں کے ساتھ رُخ کا ہونا بے میل سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے۔ کہ کشتیوں سے یہاں بحری فوج مراد ہے اور رتھوں سے کشتیوں کا بدلنا اس بات

بردلالت کرتا ہے۔ کہ پچھلے زمانہ میں ہندو راجاؤں کے وقت حفاظت ملک کے لئے فوج بحری کا رکھنا بھی ضروری ہو گیا تھا۔ مندودری اپنے خاوند اور بیٹوں کے مارے جانے کے بعد باجازت و فرمودہ رامچندر جی کے اپنے دیور ببھیشن سے منسوب ہوئی۔ کیونکہ رامچندر جی نے لنکہ جیتنے اور راون کے مرنے کے بعد ملک لنکا اُس کے بھائی ببھیشن کو دے دیا تھا ٭

نتیجہ

جس طرح ملک پنجاب میں حامل عورات عموماً سوہاگ کا برت رکھتی ہیں۔ اور اُس سے دلی منشا یہی ہوتا ہے کہ خاوند درد و رنج جسمانی و بلائے ناگہانی سے محفوظ رہے۔ اگر ان کو ذرا بھی تمیز ہوتی تو مثل مندودری جی کے ایسے ناوقت برت سے بری ہو کر خاوند کو غم و الم سے سبکدوش کرنے کے واسطے دستکاری وغیرہ ایجاد سے مددگاری کرتیں ٭

نمبر ۵۔ حال رانی سیتا جی کا

جو شہرت آریوں میں رامچندر جی کی رانی سیتا نے پائی وہ کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔ طرح طرح کی مصیبتوں کا جھیلنا۔ اور عجیب عجیب قسم کے بپتوں کا دیکھنا خاندان و مرتبہ کی شرافت۔ حسن خداداد کی لطافت اور خصائل کی خوبی یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کے سبب سے ہر فریق اور ہر قوم کے ہندو اُس کے نام کو محبت سے یاد کرتے ہیں۔ ہندو سیتا کی ایسی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے عیسائی بی بی مریم کی اور مسلمان بی بی فاطمہ کی۔ سیتا کے باپ کا نام جنک تھا اور متھلا دیس کا جس کو آجکل ترہٹ کہتے ہیں۔ راجہ تھا۔ اس لڑکی کے سوائے اُس کے گھر اولاد نہ تھی۔ اِس لئے بڑی محبت اور نعمت سے اسے پالا تھا۔ حسن و جمال میں اس عورت کا اس وقت کوئی نظیر نہ تھا۔ اور خصائل برگزیدہ و صفات حمیدہ نے اُسے اور بھی چمکا رکھا تھا۔ ایک عقلمند آدمی کا قول ہے۔ کہ بہادر مرد کے سوا حسین عورت کا کوئی مستحق نہیں ہے۔ بموجب اس قول کے اُس کے باپ نے یہ عہد کر لیا۔ کہ جو کوئی ایک سخت کمان کو جو اس کے ہاں رکھی ہوئی تھی چلہ چڑھائیگا وہی سیتا کو پائیگا۔ اُس زمانہ میں بہادری بڑی لیاقت سمجھی جاتی تھی۔ تمام سرداران اور چھتری ایسی بیٹیاں انہیں لوگوں کو دیتے تھے جو لڑائی کے کرتبوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ یہ کمان کوئی آسمانی کمان نہ تھی اور نہ کوئی کرامات رکھتی تھی۔ بلکہ بڑی بھاری اور ایسی کڑی تھی کہ اُس کا کھینچنا دشوار تھا۔ ایرین نامی ایک مورخ تحریر فرماتا ہے کہ ہند کے لوگ کمانوں کو پاؤں سے کھینچتے تھے۔ اور ان کا تیر چھ فٹ لمبا ہوتا تھا۔ ایسی کمان اب بھی پہاڑی قوموں میں پائی جاتی ہے پس راجہ جنک کے پاس ایسی کمان کا ہونا تعجب سے نہیں ہے۔ جب سیتا کے حسن و جمال اور اُس کے باپ کے دولت و اقبال کا شہرہ آریہ ورت میں پھیل گیا۔ تو نزدیک و دور کے بہت سے راجے جنک کے دربار میں آنے لگے۔ اُس وقت رامچندر جی کی جوانی کا آغاز تھا۔ اور فن تیراندازی میں انہوں نے بڑا کمال پیدا کیا ہوا تھا۔ کوئی راجہ رامچندر کے سوائے اُس کمان کو نہ کھینچ سکا۔ اور انہوں نے فقط کھینچا ہی نہیں بلکہ دو ٹکڑے بھی کر دئے۔ اُن کی یہ شہزوری دیکھ کر سیتا کے باپ نے اُن سے اُس کی شادی کر دی اور وہ اُس کو لیکر اپنی اجودھیا میں جہاں اُن کے باپ کی دارالحکومت تھی چلے آئے۔ یہاں رہتے ہوئے رامچندر جی کو تھوڑے دن گذرے تھے۔ کہ ان کے پتا راجہ دسرتھ نے اپنی ایک چاہتی رانی کے بہکانے سے رامچندر کو چودہ برس کا بن باس دیدیا۔ رامچندر جی سیتا اور لچھمن کو ہمراہ لیکر وہاں سے روانہ ہوئے۔ الہ آباد سے ہوتے ہوئے چترکوٹ پہاڑ پر پہنچے۔ اور کئی برس تک اِدھر اُدھر پھر کر آخر پنچوٹی پر جو گوداوری ندی کے منبع کے قریب ہے مقام کیا جلاوطنی کے باقی دن وہاں گذارے۔ اُنکے چلے جانے کے بعد راجہ دسرتھ کو اس قدر رنج و پشیمانی ہوئی۔ کہ وہ جانبر نہ ہو سکا۔ اُسکی وفات کے بعد رامچندر کے لینے کے واسطے بھرت جی اُن کے پاس آیا۔ مگر انہوں نے بموجب اقرار کے تاانقضائے میعاد واپس جانے سے انکار کیا۔ حاصل یہ کہ رامچندر جی معہ عورت اور بھائی کے پنچوٹی میں رہتے اور جنگل کے پھل پھلاری سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے۔ اس عالم مسافرت میں جس خاطر اور تسلی کے ساتھ رامچندر لچھمن اور سیتا کے ساتھ پیش آتے تھے اور جس محبت سے اُسکی خبرگیری کرتے تھے۔ اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندو اپنی عورتوں سے بہت اُنس رکھتے تھے۔ رام اور لچھمن اور سیتا کو کبھی اکیلا چھوڑتے تھے۔ ایک دن اتفاقاً ہرن کا ایک خوب صورت بچہ اُس استھان پر گذرا سیتا کا دل اُس کی اُلفت میں مائل ہو کر رامچندر جی سے مستدعی ہوئی۔ کہ مہاراج اگر یہ زندہ مل جاوے۔ تو اس بن باس میں ایک گونہ دل تسلی پاوے۔ رامچندر جی اُس کے تعاقب میں گئے اور بچہ کو زندہ پکڑنے کے بہت دیر کی۔ لچھمن جی واسطے خبرگیری کے گئے۔ فیصلہ ان کا راج راون میدان خالی پا کر سیتا کو زبردستی سے لیگیا۔ باعث لیجانے کا صرف یہی تھا کہ سروپ نکھا ہمشیرہ راون رامچندر جی سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ وہ بولے۔ کہ میں اپنی عورت ہمراہ لایا ہوں۔ لچھمن نہیں لایا اُس سے کہو۔ جب اس کے پاس گئے۔ وہ انکاری ہوا۔ لیکن سروپ نکھا جبراً طور پر آ کر سیتا کو ڈرایا کرتی تھی۔ لچھمن نے اُس کی حرکات ناشایستہ سے تنگ ہو کر اُس کا ناک کاٹ ڈالا۔ ناچار مجبوری راون واسطے مدد کے آیا اور غیر حاضری میں سیتا کو لے گیا۔ لنکا میں لے جا کر ہر چند فتنہ کی راہ سے بہتیرے جال ڈالے۔ بلکہ سیتا کو قید بھی کر دیا۔ مگر سیتا کی عصمت اور پاکدامنی کے آگے اُس کی ایک پیش نہ گئی۔ رام اور لچھمن نے جب واپس آ کر سیتا کو گھر میں نہ پایا۔ نہایت بیقرار ہوئے۔ اور جنگل میں جا بجا تلاش کرنے لگے۔ آخر کو جب پتہ اُس کا مل گیا۔ تو کرناٹک کے راجہ بالی کے بھائی سگریو سے مل کر سیتا کو قید سے نکالنے اور راون سے لڑائی کی تیاریاں شروع کیں۔ لڑنے سے پہلے سگریو کے سپہ سالار اور وزیر اعظم ہنومان کو ایلچی بنا کر راون کو سمجھانے کو بھیجا مگر اُس نے نہ مانا۔ ہنومان سیتا کو تسلی دیکر واپس آ گیا اور رام چندر جی ہمراہی سگریو سمندر کی کھاری پر پل باندھ کر لنکا پر چڑھ گئے۔ جو معرکہ آرائیاں اور جو رزم یہاں اس موقع پر ہوئیں۔ اُس کے بیان میں بالمیک نے نہایت مفصل بیان کیا ہے۔ آخر رام اور راون کا مقابلہ ہوا۔ اور رام نے راون کو مار لیا۔ راون کے ہلاک ہونے کے بعد رامچندر جی سیتا کو قید سے چھوڑا کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس وطن کو پھرے اِلاّ قبل از روانگی سیتا کو ثبوت عصمت کے لئے آگ میں گرنا پڑا۔ اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زنا کا الزام لگایا جاتا تھا۔ اُس کو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال لاوے پر ننگے پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمائش سے کچھ ایذا نہ پہنچتی تھی۔ تو وہ بیگناہ سمجھی جاتی تھی۔ ورنہ آگ میں جل کر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی۔ سیتا کو آزمائش کے بعد سب اجودھیا کو واپس آئے۔ اور راجہ رامچند جی سیتا کے ساتھ بڑی خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے وہ جس قدر اپنے حسن و جمال سے اُن کے دل کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔ وہ اُس قدر اپنی فرمانبرداری اور نیکی سے اپنی محبت کا بیج اُس کے دل میں بوتی تھی۔ ان دونوں کی محبت کا حال جو بالمیک وغیرہ شاعروں نے لکھا ہے۔ وہ نری شاعری نہیں ہے۔ بلکہ عورت اور بنی کی محبت کی ایک مثل ہے۔ سیتا کا دل اکثر لذات دنیاوی سے برداشتہ رہتا تھا۔ آخر چند سال کے بعد تنہائی کی اجازت مانگی۔ اجودھیا کے پاس جہاں ایک سنسان جنگل ہے۔ حسب خواہش سیتا۔ لچھمن جی وہاں اُس کو چھوڑ آئے۔ اجودھیا کے روانہ ہونے سے پہلے سیتا کو ایک دو ماہ کا حمل تھا۔ لیکن ناتجربہ کاری خیال نہ کیا اور جنگل میں پہنچے

کے سات آٹھ ماہ بعد لتوا اور کشو توام دو لڑکے پیدا ہوئے۔ بالمیک منی جو اُس وقت کے رشیوں میں نہایت دھرماتما تھے ایسی حالت میں بسبب قریب ہونے کے سیتا اُن کی جھونپڑی میں چلی گئی۔ علیٰ ہذا القیاس بارہ برس تک اس عالم تنہائی میں لڑکوں کی پرورش اور رشی کی خدمت اور پرماتما کی عبادت میں مصروف رہی۔ جس وقت رامچندر جی نے اپنے ہاں ایک بڑا ایگیہ کیا۔ تو اُس وقت تک بالمیک جی رامائن تصنیف کر چکے تھے۔ اور لتوا اور کشو کو حفظ کرائی تھی۔ اِس یگ میں بہت سے رشی منی اور دونوں لڑکوں کے ساتھ بالمیک جی بھی اجودھیا کو آئے۔ اور لڑکوں نے کل رامائن ایسی خوش آوازی سے رامچندر کو سنائی۔ کہ اُس عالیشان جلسہ میں سب کو سیتا کی جدائی ناگوار گذری ہنومان وغیرہ سپہ سالاروں کو بھیج کر سیتا کو اجودھیا میں طلب کیا۔ جو مدت سے تکلیفیں اُٹھاتی اُٹھاتی نہایت نحیف اور کمزور ہو گئی تھی۔ اجودھیا میں پہنچتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ ہر چند اُس کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کی گئیں۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کی جان نکل گئی۔ رامچندر جی کو اُس کے مرنے کا اس قدر رنج ہوا۔ کہ انہوں نے اپنے تئیں دریائے سرجو کے حوالہ کیا۔ بعد رامچندر جی کی وفات کے چند روز ماتم کر کے لتوا راجہ گدی نشین ہوا +

نتیجہ

ستیا کی داستان سے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں:-

اول۔ یہ کہ لڑکی کی شادی دیکھ بھال کر کرنی چاہئے۔ دوم جوانی کی عمر میں جبکہ پوری زوجیت کے حقوق و فرائض سے آگاہی ہو۔ سوم جوانمرد کے ساتھ نہ کہ بطمع زیور۔ پیر نود سالہ کے ہاتھ بیچنا۔ چہارم۔ صبر اور استقلال اور اطاعت اور فرمانبرداری سے خاوند کی مصیبتوں میں شریک ہونا۔ پنجم مصیبت اور قید میں بھی خاوند کی طاعت اور فرمانبرداری کو یاد سے نہ بھولنا۔ ششم تعلیم یافتہ ہونا چاہئے۔ حمل کے قیام وغیرہ حالات سے آگاہی ہو۔ بلکہ ان معاملات کی جیسا کہ تیسرے ادھیاء میں ذکر ہو گا۔ عورت کو تعلیم یافتہ ہونا چاہئے۔ ہفتم۔ ایک ادنےٰ چیز پر مبتلا نہ ہونا چاہئے جس سے خاوند کی جان مصیبت میں پڑ جائے۔ اور خود بھی پشیمانی اٹھائے +

نمبر ۶۔ حال شکنتلا

یہ عورت ہندوستان میں ایسی ہوئی ہے جس کے احوال سے کالیداس ایک مشہور شاعر نے اپنے ناٹک کو زینت دی ہے۔ شکنتلا جی ایک رشی کنوا نام کی بیٹی تھی یہ رشی ہردوار کے قریب ایک چھوٹی ندی مالنی کے کنارے ایک ایکانت ستھان میں بود و باش رکھتا تھا۔ اُس کی جھونپڑی کے گرد سرو و صنوبر اور قسم قسم کے خود رو پھولوں کے درخت تھے۔ کنوا کے اولاد یہی ایک بیٹی تھی۔ اس لئے بڑے ناز و نعمت سے پالا تھا اور جو باتیں علم و اخلاق کی عورتوں کو سکھلانی چاہئیں وہ سب اسے تعلیم کی تھیں۔ جانوروں کی ٹہل کرنی اور پودوں کو پانی دینا اس لڑکی کا شغل تھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو اتفاق سے ایک روز راجہ دشینت شکار کرتا ہوا اُدھر آنکلا۔ کنوا اُس وقت جھونپڑی میں نہ تھا۔ دستور کے موافق شکنتلا نے اُس کا استقبال کیا نظروں کا چار ہونا تھا۔ کہ دونوں کا کام عشق کی شمشیر نے تمام کیا اور نگاہوں ہی میں ایک دوسرے کا راز سمجھ لیا۔ اُسی وقت راجہ نے اپنا حسب و نسب بتا کر اُسکے ساتھ گندھرب وواہ کر لیا۔ یہ وواہ طرفین کی رضامندی سے ہو جاتا ہے۔ اور کسی رسم و آئین کا اُس میں دخل نہیں ہے۔ اس طرح کی شادی اگلے زمانہ میں کود ممالک کے نزدیک ایک پرانی قوم گندھرب میں رائج تھی۔ منو نے بھی شادی کے اقسام میں اُس کا ذکر لکھا ہے۔ مگر اُس کو پسند نہیں کیا۔ بیاہ کے بعد راجہ دو چار دن وہاں رہا۔ اور پھر اپنے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ چلتے وقت شکنتلا کو انگوٹھی دیکر یہ کہا۔ کہ چند روز میں تجھ کو اپنے پاس بلا لونگا۔ تھوڑے عرصے کے بعد شکنتلا کو حمل کے آثار نمودار ہوئے۔ تو اپنے خاوند کی طرف ہستناپور کو روانہ ہوئی۔ مگر راستہ میں جو ایک تالاب کے اندر اُسے نہانے کا اتفاق ہوا تو وہ انگوٹھی اُس میں گر پڑی۔ مگر جب وہ اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور راجہ نے اپنی نشانی نہ دیکھی۔ تو اُس کی بات کو نہ مانا۔ اور جنگل میں جو قول و قرار کئے تھے سب دل سے بھلا دئے۔ یہاں ناظرین کو ایک بات جتلانی ضرور ہے۔ ایک زمانہ میں آریہ ورت میں دستور تھا کہ سردار کو مہارشی کہتے تھے اور حکومت اور سلطنت کی باگ بھی اُسی کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پچھلے راجاؤں نے لڑنے اور ملک گیری کا کام تو اپنے ہاتھ میں رکھا اور عبادت اور رہنمائی کا کام برہمنوں کے حوالہ کیا۔ اس زمانہ میں جب برہمن چھتریوں کے ہاتھ تکنے والے ہوئے تو چھتریوں کے دل سے اُن کی قدر و منزلت جاتی رہی بلکہ اُن سے رشتہ کرنا بھی بے عزتی سمجھنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دشینت راجہ بھی اُسی زمانہ میں گذرا ہے اور شکنتلا کو جب اُس نے غریب برہمن کی بیٹی دیکھا۔ تو اُس کو اپنے گھر میں رکھنا عار سمجھا۔ غرض کہ جب شکنتلا کو راجہ نے قبول نہ کیا۔ تو اُس کی ماں آنکر اُس کو اپنے ساتھ جنگل میں لے گئی۔ یہاں پہنچ کر شکنتلا کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور بھرت اُس کا نام رکھا۔ اِس لڑکے کی جرأت کا یہ حال لکھا ہے۔ کہ وہ جنگل میں شیر ببر سے نہ ڈرتا تھا۔ اور اُس کے سامنے اُس کے بچوں سے کھیلا کرتا تھا۔ آخر جب وہ انگوٹھی جو شکنتلا کے ہاتھ سے گر پڑی تھی کسی طرح راجہ کے پاس پہنچی۔ اور بھرت کی جوانمردی و بہادری کا شہرہ بھی اُس نے سنا۔ تو واسطے تفتیش حال کے جنگل میں آیا۔ اور اُس کو بیٹا مان کر شکنتلا کے ہمراہ لایا۔ اور پٹ رانی بنایا۔ چنانچہ بھرت بڑا بہادر اور جنگجو ہوا۔ اور ہندوستان کے بہت سے علاقہ اُس نے فتح کئے۔ اور اِسی بھرت کے نام سے آج تک ہندوستان بھارت ورش کہلاتا ہے +

نتیجہ

(نمبر ۱) لڑکیوں کو تعلیم دیکر جوہر علم سے آراستہ کرنا چاہئے۔ تاکہ زیور نہ ہونے یا پیسے کا دکھ دل سے دور ہو کر اپنی اخلاقی و روحی و راستی سے مسرور رہیں

(نمبر ۲) اپنے مساوی شخص سے شادی کرنی چاہئے جو علم و اخلاق میں مساوی ہو

(نمبر ۳) راجہ دشینت کی مانند عہد شکن نہ ہونا چاہئے۔ کہ آخر کو پچھتانا پڑے کیونکہ حسن اخلاق حسن اتفاق سے ہوتا ہے +

نمبر ۷۔ کنتی کا حال

کنتی کا نام آریوں کی تاریخ میں ایسا ہی مشہور عام ہے جیسا اہل روما کی تاریخ میں کورنیلیا کا اِس کورنیلیا کی بابت ذکر ہے۔ کہ اِس کے دو بڑے بیٹے جوانمرد اور بہادر اور محب وطن تھے۔ اور یہ خود نہایت نیک اور پارسا تھی۔ یہ عورت مسیح سے ۲۰۰ برس پہلے گذری ہے +

نقل ہے کہ ایک بار ایک عورت اپنا تمام زیور زیب بدن کر کے اُس کے پاس آئی اور اپنا زیور اُسے دکھا کر کہنے لگی۔ کہ تو بھی اپنا زیور مجھے دکھا۔ اُس نے اپنے دونوں بیٹوں کو اُس کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور کہا کہ ان دونوں زیوروں کے سوا میرے پاس اور گہنا نہیں ہے۔ مگر مجھ کو ان کے سبب سے کمال فخر ہے۔ کنتی راجہ سور کی بیٹی تھی۔ جو متھرا کا راجہ تھا۔ ان دنوں متھرا کی سلطنت بڑی سلطنتوں میں شمار ہوتی تھی۔ اِس لئے پانڈو جیسے راجہ کا جو چندر بنسی خاندان میں

آفتاب بھا متھرا کے راجہ کی بیٹی سے بیاہ کرنا دولو کے عمر کا باعث تھا۔ راجہ پانڈو کے ہاں دو رانیاں تھیں۔ ایک کنتی دوسری مادری۔ کنتی سے یدھشٹر۔ بھیم اور ارجن تین بیٹے اور مادری سے نکل اور سہدیو دو بیٹے پیدا ہوئے۔ ان پانچوں کو قدیمی تواریخ میں پانڈو کہتے ہیں۔ پانڈو زبردست راجہ تھا۔ کئی برس تک اس نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ لیکن انجام کار راج کاج چھوڑ کر کوہ ہمالیہ کو چلا گیا۔ کہ باقی عمر بیوی اور بچوں کے ساتھ وہاں گوشہ تنہائی میں بسر کرے۔ اور پہاڑ کی سیر سے اپنا دل بہلائے جب پانڈو نے انتقال کیا۔ تو کنتی پانچوں لڑکوں کو لیکر ہستنا پور کو ان کے چچا دھرتراشٹ کے پاس چلی گئی۔ راجہ دھرتراشٹ بڑی خاطرداری سے پیش آیا۔ محل میں اپنی بی بی گندھاری کے پاس اسے رہنے کو جگہ دی۔ اور اس کے بچوں کو اپنے بیٹوں کی طرح پرورش کرنے لگا۔ اور سب کو تعلیم کے لئے درونا چاریہ کے سپرد کیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان پانچوں بچوں کو درونا چاریہ استاد کامل ملا تھا۔ مگر ماں کی تعلیم بھی ان کے حق میں استاد کی تعلیم سے کم مفید نہ ہوئی۔ جب پانڈو اول مرتبہ جلا وطن ہوئے۔ تو کنتی ان کے ہمراہ جنگلوں اور بنوں میں پھرتی رہی۔ بنوں سے نکلنے کے بعد سب کے سب ورن وت یعنی الہ آباد میں پہنچے۔ یہاں ان کے دشمنوں نے ان کے مارنے کی ولیسی تدبیر کی تھی۔ کہ وہ سب جل کر راکھ ہو جاتے۔ مگر ان کا بال بیکا نہ ہوا۔ اور وہاں سے تھرا آرہ میں پہنچے۔ اور کچھ دن تک ایک برہمن کے مکان میں چھپے رہے۔ ایک دن انہوں نے اس گھر میں آہ و زاری کا شور سنا۔ جب دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ اس شہر کے قریب واک نام مردم خور وحشی رہتا ہے۔ اسکا معمول ہے کہ ہر روز ایک آدمی کھا کر اپنا پیٹ بھرتا ہے۔ اور نوبت بنوبت اس شہر سے ایک آدمی اور کچھ کھانے کا اسباب اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ آج اس کی معمولی خوراک اور آدمی بھیجنا ہمارا ذمہ ہے۔ اس پر کنتی نے کہا کہ تم کچھ فکر نہ کرو۔ کہ میں اپنے ایک بیٹے کو بھیج دونگی۔ جو وہ اس آدم خور کو مار ڈالیگا۔ چنانچہ بھیم سین اس کام کے لئے متعین ہوا۔ اور بڑ کے درخت کے نیچے جہاں وہ مردم خور آدمی کو آکر کھاتا تھا۔ جا بیٹھا۔ جس وقت وہ مردم خور آیا۔ اور چاہا کہ اس کا لقمہ کرے۔ یہ اس کے مقابل ہو گیا۔ اور بڑی دیر تک دونو میں سخت لڑائی رہی۔ آخر بھیم اس پر غالب آیا اور اس کا کام تمام کیا۔ الغرض آرہ سے نکل کر پانڈو پنچال کی سلطنت کمپلا کی طرف اس غرض سے روانہ ہوئے۔ کہ وہاں کے راجہ کی بیٹی دروپدی کے سوئمبر میں شامل ہوں اور اپنی ماں کو اس برہمن کے ہاں چھوڑ گئے۔ جب دروپدی اُنکے سوئمبر میں ہاتھ آئی۔ تو پانچوں بھائی معہ اپنی ماں کے چند روز کمپلا میں رہے۔ اس کے بعد راجہ دھرتراشٹ نے ہستنا پور میں اُنہیں بلوایا۔ جب پانڈو دوسری مرتبہ جلاوطن ہوئے تو کنتی اس وقت بہت ضعیف ہو گئی تھی۔ اور جنگل جنگل ساتھ پھرنے کی طاقت اس میں باقی نہ رہی تھی۔ اس لئے اس کو اپنے چچا ودر کے پاس چھوڑ گئے۔ اس جلاوطنی کے عرصہ کو پورا کرنے کے بعد پانڈو نے کرشن کو کوروں کے پاس بھیجا۔ کہ صلح اور آشتی سے ان کا راج ان کو مل جائے۔ اور فساد تک نوبت نہ آئے۔ جب کرشن ہستنا پور میں پہنچے تو کنتی کو نہایت حیران اور پریشان پایا۔ انہوں نے اس کی تشفی کی اور کہا کہ تھوڑے روز صبر کر۔ پانڈو کا راج عنقریب ان کو مل جاتا ہے۔ اس وقت جو پیغام کنتی نے ان کے ہاتھ اپنے بیٹوں کو بھیجا۔ وہ سننے کے قابل ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آریہ ورت کی عورتیں کس بلا کے دل و دماغ رکھتی تھیں +

پیغام مدلہ کو یہ تھے۔ اے بیٹو! موقع کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہئے۔ تم کو لازم ہے کہ اپنے باپ کی میراث پر لڑنے میں ذرا تساہل نہ کرو۔ دشمن کی منزلت اور اس کی فوج کی کثرت کا کچھ خوف دل میں نہ لاؤ۔ اور فوراً اُس سے راج چھین لو۔ جان لو کہ تم چھتری ہو۔ پیشہ کرنے یا ہل جوتنے یا بھیک مانگنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ ہتھیار باندھنا اور مرنا یا مارنا تمہارا کام ہے۔ بے عزتی کے ساتھ جینے سے مرنا لاکھ درجہ بہتر ہے۔ یہی وقت ہے کہ تم اپنے کو پانڈو کی اولاد کر دکھاؤ۔ اور لوگوں پر ثابت کر دو کہ کنتی بہادر و شریف بیٹوں کی ماں ہے تمہارے دشمنوں کے سبب سے جو مصیبتیں تمہارے خاندان پر پڑیں وہ کچھ کم نہیں ہیں۔ جب میں اس بات کا خیال کرتی ہوں۔ کہ تمہاری بی بی دروپدی کے بال پکڑ کر انہوں نے کس طرح گھسیٹا۔ تو سب مصیبتیں اس بے عزتی کے آگے ہیچ معلوم ہوتی ہیں۔ اگر تم نے کوروں سے اس بے عزتی کا انتقام نہ لیا تو دنیا میں تمہارا جینا عبث ہے تم کو لازم تھا کہ جس روز یہ ہتک ہوئی تھی۔ اُس روز اُس کا بدلا لیتے۔ یا وہیں مر کر ڈھیر ہو جاتے اب جو وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اس لئے اب اس میں تندھی کرنی زیادہ ضرور ہے اس پیغام کے سنتے ہی ہمیں سپارٹا کی عورتوں کا وہ مقولہ یاد پڑتا ہے کہ جب اُن کے لڑکے لڑائی پر جاتے تھے۔ تو اُن سے کہ دیتی تھیں کہ یا ڈھال لیکر آنا یا ڈھال کے اوپر آنا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں آریہ قوم کی سب عورتیں ایک ہی سی طبیعت رکھتی تھیں۔ خلاصہ یہ کہ مہابھارت کی لڑائی میں پانڈو فتحیاب ہوئے۔ اور کنتی اپنے بیٹوں سمیت پھر راج کی مالک ہوئی۔ اور پرمیشور نے اُس کو وہ راج اور اقبال دیا کہ اُس کے بیٹے اسومیدھ یگ کرنے کے قابل ہوئے۔ جب اُنکی ساری مرادیں پوری ہو چکیں تو وہ دھرتراشٹ اور گندھاری کے ساتھ ہستنا پور سے چلی گئی۔ اور گنگا کے کنارے ایک مقام تنہا میں رہنے لگی۔ جب عمر کے دن پورے ہوئے تو ناگہاں اُس بن میں آگ لگ گئی اور کنتی اور گندھاری اور دھرتراشٹ سب جل کر خاک ہو گئے +

نتیجہ

(اول) عورت کو نیک اولاد اور بہادر فرزندوں پر ناز کرنا چاہئے۔ نہ کہ زیورات پر۔
(دوم) ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بیٹوں کے واسطے حکم اکسیر اعظم ہے۔
(سوم) سوائے خانگی معاملات کے معاملاتِ ملکی میں بھی عورات مشاکار ہوتی تھیں
(چہارم) عورات میں بزدلی کے جذبات ہونے سے اولاد میں ڈرپوک عادت ہو جاتی ہے

نمبر ۸ حال گاندھاری

گاندھاری بڑی عقلمند اور نیک عورت تھی۔ یہ مہاراجہ گندھار کی بیٹی اور راجہ دھرتراشٹ والی ہستنا پور کی رانی تھی۔ باوجودیکہ اس کا خاوند نابینا تھا۔ مگر اُس نے اُس کی تعظیم و توقیر میں کبھی قصور نہیں کیا۔ گاندھاری سے راجہ دھرتراشٹ کے ہاں دو بیٹے دریودھن اور دوشاسن اور ایک لڑکی دشیلا پیدا ہوئی۔ اسکی عصمت اور پارسائی کا یہاں تک شہرہ تھا کہ تمثیلاً آج تک بھی اس کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔ جب دریودھن کا پانڈو کے ساتھ بگاڑ ہوا تو صرف اسی عورت کی عقلمندی کے سبب مہاراج نے اُس کو دربار میں دریودھن کے سمجھانے کے واسطے بلوایا تھا۔ مگر اُس ڈھیٹ نے جس طرح اور بزرگوں کی نصیحت کو نہ مانا۔ اِس کی بات پر بھی کان نہ دھرا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کورکشتر کے میدان میں دونو کی لڑائی ہوئی۔ اور تمام کورو اس لڑائی میں مارے گئے۔ اِس واقعہ کے بعد جب پانڈو کو دھرتراشٹ و گاندھاری کے قلق اور اُنکی بیقراری کا حال معلوم ہوا۔ تو اول انہوں نے اُن کی تشفی کے لئے کرشن جی کو ان کے پاس بھیجا۔ جب یہ وہاں پہنچا۔ تو اول انہوں نے رسم تعزیت

اداکر کے مہاراج کی تسلی کی۔ اُس کے بعد جلد اُٹھے کہ محل میں جاکر رانی کو خبر لائیں۔ مگر اُن کا آنا سنکر اُس سے رہا نہ گیا اور وہ ماتمی تصویر بنائے ہوئے وہیں آگئی اور کرشن کو دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑی۔ کرشن یہ حال دیکھ کر بہت گھبرا گئے۔ اور یہ سمجھ کر کہ گاندھاری مرگئی۔ بے اختیار رونے لگے۔ پھر کیوڑا و گلاب منگا کر اُس کے چہرہ پر چھڑکا دھرتراشٹ بھی جہاں وہ بیہوش پڑی تھی۔ آیا اور اُس کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بڑی دیر کے بعد جب اُس کو ہوش آیا۔ تو کرشن نے اسکی بہت تشفی کی۔ اِس عورت کو جس قدر اپنی اولاد کے مارے جانے کا غم تھا۔ اُسی قدر اپنے ضعیف اور شکستہ خاطر خاوند کا بھی فکر تھا۔ مہابھارت میں جس جگہ میدان جنگ میں عورتوں کے بھتیجے اور بیٹوں اور بھائیوں اور خاوندوں کی لاش کو دیکھ کر رونے اور آخری رسم کے ادا کرنے کا حال ہے وہ ایسا پُر تاثیر ہے کہ پتھر دل بھی اُس مقام پر پانی ہو کر موم ہو جاتا ہے جیسا یہ مقام مہابھارت میں درد انگیز ہے۔ شاید تمام مہابھارت میں دو چار ہی اور مقام ہونگے +

خلاصہ یہ کہ گاندھاری نے اپنی عقل اور دانش کے سبب زندگی بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ کاٹی اور آخری عمر میں اپنے خاوند کے ساتھ گنگا کے کنارے پر جا بسی اور وہاں جنگل میں آگ لگ جانے کے سبب وہ اور سب ساتھی معہ کنتی کے جل کر مر گئیں ۔۔

نتیجہ

اس حکایت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ میں دریائے اٹک سے اِس پار آنا جیسا کہ اب حسب قول اکثر گو برگزیدہ لوگوں کے پاپ ہوتا ہے گناہ نہیں گنا جاتا تھا بلکہ لوگ نہایت خوشی اور تمنا سے اِس طرف شادی کرتے تھے۔ سنسکرت میں قندھار شہر کا نام گندھار لکھا ہے۔ اور اِس داستان سے فرمانبرداری پتی کی سخت تمثیل اور ضروری معلوم ہوتی ہے +

نمبر ۹۔ دروپدی کا حال پُر ملال

دروپدی کی داستان لکھتے ہوئے زبانِ قلم میں آبلہ پڑتے ہیں۔ یہ راجہ پنچال کی لڑکی اور رستم وقت دروپد کی ہمشیرہ تھی حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ اور جوہر علمی و خلقی سے پیراستہ ہو کر جس قدر توصیف ایک نیک و بزرگ بی بی میں چاہیئے۔ اِس میں سب موجود تھیں۔ جب عالم شباب کو پہنچ کر اُس کی اِچھیا کے بموجب شادی کی تیاری کا آرمبھ ہونے لگا۔ سنسکرت کا عالم پنڈت دروپدی کے اسم مبارک کو سن کر جو ذرا ماکروں کی ترکیب پر توجہ کرتا ہے۔ تو اُس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دروپدی کس پایہ کی عورت تھی۔ متحمل و باحیا اور نخوت و غرور سے مبرا تھی۔ جس طرح سیتا کا سوئمبر دھوم دھام سے ہوا دروپدی کا سوئمبر اُس سے کچھ کم سرانجام میں نہ تھا۔ الغرض دروپدی کے سوئمبر کی خبر چاردانگ آریہ ورت میں پھیلی۔ بڑے بڑے راجا اور مہاراجہ اور ٹھاکر راجپوت سوئمبر میں رونق افروز ہوئے۔ یودھشٹر بھیم۔ ارجن۔ نکل۔ سہدیو پانڈو بحالت جلاوطنی اُن دنوں سہر آرید میں ایک برہمن کے گھر خفیہ طور پر مسکین تھے۔ سوئمبر کی خبر سنکر پانڈو شہر کمپلا دارالسلطنت شہر پنچال میں پہنچے اور بروز سوئمبر واسطے ادائے شرط کے بمصلحت برادران ارجن جی آگے بڑھے۔ شرط سوئمبر کی یہ تھی۔ کہ ایک سونے کی مچھلی بنا کر لٹکائی گئی تھی۔ اور گرد اُس مچھلی کے ایک چکر نہایت تیز گردش کرتا تھا۔ جس پر نظر پڑتی چکر سے پھرتی تھی۔ ادائے شرط اس طرح پر تھی کہ جس شخص کا تیر نیچے چکر میں سے گزر کر مچھلی کی آنکھ میں لگے وہی جوان مستحق بیاہنے دروپدی کا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دروپدی لباس مکلف پہنے ہوئے جلسہ سوئمبر میں آموجود ہوئی اور جب چند آدمی ناکامیاب ہو کر بیٹھ گئے۔ تو ارجن جی نے بڑھ کر اور پرمیشور کو یاد کر تیر و کمان اُٹھایا۔ ایسا تاک کر نشانہ لگایا کہ تیر نے چکر سے گزر کر مچھلی کو اُڑا دیا۔ دروپدی نے اُسی وقت مالائے گل کو زیب گلوئے ارجن فرمایا۔ راجہ نے نہایت جاہ و شان سے دروپدی کو بیاہا۔ اور کوئی دقیقہ کسی طرح کا نہ بھلایا اور وہاں کمپلا میں رہنے لگے

جب راجہ دھرتراشٹ کو یہ حال معلوم ہوا کہ دروپدی کا سوئمبر بھی پانڈوؤں نے جیتا ہے تو اُس نے اُن کو ہستناپور میں بلوایا۔ ہستناپور میں پہنچ کر پھر وہی آتش نفاق کوروں بھڑکنے لگی۔ جب بلیت قمار میں دربار پانڈوؤں نے اپنے مال و متاع چال و مکان کو کھیل دیا اور رسوم جہالت میں پابستہ ہو کر اس مظلوم بیگناہ دروپدی پر بھی داؤ لگایا تو خود غرضی کا دیوتا جس کے بار ور ہونے سے شاہی ملک متصور تھی جہالت کے دام میں پھنسکر [illegible] ہو گیا۔ اور تہیدست ہو کر جلاوطنی پر مستعد ہوگئے۔

خست اشارہ دریودھن کے دساسن بدباطن واسطے حاضری دروپدی کے محلوں میں گیا۔ اور اُس کے واویلا بر دھیان دیکر بالوں سے گھسیٹتا ہوا دربار میں لایا اور نہایت سخت جور ناگفتہ و ظلم ناشنفتہ لینے دربار میں برہنہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اُس وقت ہر پانچ برادر موجود تھے۔ لیکن نہیں معلوم کہ کس مصلحت سے جودھشٹر جیسے صف شکن اور ارجن جیسے پیلتن خاموشی کی پالیسی پر چلے۔ آخر بھیم سے نہ رہا گیا اور نہایت جوش میں آکر دساسن کے ہاتھ سے اُس کو چھین لیا۔ اور ایسے سخت کلمے زبان سے کہے جو قریب تھا کہ خون کے نالے بہ جاتے ہیں۔ اور سینکڑوں گرداب فنا میں تیرتے نظر آتے ہیں۔ مگر دریودھن و دساسن معہ اہل دربار کے بالکل حواس باختہ ہو گئے۔ اور ایک حرف بھی زباں سے نہ نکالا۔ آخرش پانڈو معہ دروپدی کے جلاوطنی کو بموجب شرط کے روانہ ہوئے۔ اور بعد گزارنے ایام بن باس کے ہمراہ کوروں کے نوبت جنگ و جدل پہنچ کر مقام تھانیسر جو متصل علاقہ ہردوار کے ہے محاربہ عظیم واقعہ ہوا۔ اور پانڈو فتحیاب اور کورو گرداب اجل میں غرقاب ہوئے۔ پھر دروپدی کا ستارہ اقبال چمکا۔ اور سلطنت ہستناپور پانڈو کو ملی۔ دروپدی سے ارجن کے ہاں بہمن بیٹا پیدا ہوا۔ دروپدی دستکاری میں عمدہ مہارت رکھتی تھی۔ ہنگام جلاوطنی ایسے ایسے جوہر دکھلائے کہ کُل مصائب سفر اُنکے دل سے بھلا دئے۔ آخرش شاد و خرم زندگی کے روز اختتام کو پہنچائے ٭

نتیجہ

اکثر عورات جو بروز دیوالی جوا کھیلتی ہیں۔ یا جن کے خاوند اِس علت بد کے عادی ہیں۔ اُن کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ اِس عادت بُری سے پرہیز کریں۔ ورنہ دروپدی کی مثال رنج و ملال میں دن گذارنے پڑینگے ٭

نمبر ۱۰۔ رانی سنکیتا کا حال

رانی سنکیتا قنوج کے مہاراجہ جے چند کی بیٹی پرم سندری اور روپ وتی تھی۔ اور اِس کے ساتھ گُن ونتی بھی بہت بڑھ کر تھی۔ اُن دنوں راٹھوروں کا راجہ جے چند اور چوہانوں کا پرتھوی راج تھا۔ اُن دونوں اقوام راجپوت میں مدت سے بغض و حسد چلا آتا تھا۔ جب پرتھوی راج نے دھوم دھام سے ایک یگیہ کیا تو جے چند کو اور بھی آتش حسد نے بھڑکایا۔ اُس نے اپنے دشمن سے زیادہ ناموری کی خواہش کر کے راجسو یگیہ کی تیاری کی۔ نہایت عمدہ تزک و احتشام سے یگیہ کا سرانجام ہونے لگا۔ بھارت ورش کے کل راجہ سوائے راجہ پرتھوی راج اور چتوڑ کے سوم راسی کے یگیہ شالا میں سوشوبھت تھے۔ کیونکہ اُن کو اُس سے بغض و حسد تھا۔ چونکہ ایسے موقع یگیہ پر سب کام راؤں کو کرنا پڑتا ہے۔ اس واسطے جے چند نے اُنکی

تحقیر کرنے کے واسطے اُن کی زر کی تصویریں بنا کر ایک کو دربان ایک کو جھوٹے برتن مانجھنے پر مقرر کر دیا۔ یگیہ سماپت ہونے پر جے چند راجہ نے راج کماری سنکیتا کا سوئمبر کرنے کا وچار کیا۔ راج کنیاں جے مال ہاتھ میں لیکر یگیہ ستھان میں آئی۔ یعنی ان مہاراجوں سے جس کو پسند کرے۔ اپنا پتی دھارن کرے۔ لیکن اُس نے جب سے پرتھوی راج کی بہادری و دلاوری سُن رکھی تھی۔ کسی پر اُسکی نظر نہیں پڑتی تھی۔ اور اُس نے بھی ارادہ ٹھان لیا تھا کہ سوائے پرتھوی راج کے اور سے شادی نہ کرے گی۔ باپ کے بغض و حسد کا کچھ خیال نہ کر کے بلا خوف سب کے سامنے پرتھوی راج کی مورتی کے گلے میں جیمال ڈالدی۔ پرتھوی راج نے یہ سماچار سُنکر وچار کیا۔ کہ کسی وسیلہ یا حیلہ سے اُس پیاری کو اُس کے پتا کے گھر سے لانا چاہئے۔ ایک دن اتفاقاً سب سوار و عہدہ دار فوج کے ہمراہ لیکر قنوج کے راج محلوں میں گھُس کر سب کے سب دیکھتے ہوئے پرتھوی راج اُسے نکال کر روانہ ہؤا۔ راستہ میں پانچ روز تک جنگ ہوتا رہا۔ راجہ کے بہت سردار و بہادر مارے گئے۔ لیکن اُس کی بہادری میں کسی طرح کا فرق نہ آیا۔ اور سنکیتا کو دہلی میں لایا۔ جب پرتھوی راج سنکیتا کو لیکر دہلی آیا۔ تب سے اُسے راج کاج کی کچھ پرواہ نہ رہی۔ عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ ایک برس کے بعد راجدوتوں نے آکر خبر دی۔ کہ مہاراج اسلامی فوجیں چڑھتی آتی ہیں۔ یہ سُنکر مہارانی صورت حال بدلکر اُپدیش کرنے لگی ہے پریتم اُٹھئے اب یہ بھوگ بلاس کا وقت نہیں۔ آپ کھشتری ہیں۔ استر شستر پہن لیجئے۔ سنگرام کی تیاری کیجئے۔ کھشتریوں کے لئے اپنے دیش دھرم اور ناموری کے واسطے پران دے دینا مرگ نہیں ہے۔ پس اُٹھئے اور دشمنوں کا سنگھار کیجئے۔ یہ فوج شہاب الدین غوری کی تھی۔ پہلے وہ تلوار کے میدان میں اسی راجہ سے ہار کھا کر چلا گیا تھا۔ اب فوج دوبارہ سنبھالکر ہندوستان پر چڑھ آیا اُدھر پرتھوی راج بھی کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ لیکن افسوس تھا۔ کہ جتنے بڑے بڑے بہادر سردار تھے۔ سب قنوج کی جنگ میں فوت ہو چکے تھے۔ سب متفق اور قریبی راجاؤں کو جمع کر جنگ پر مستعد ہؤا۔ جب پرتھوی راج اپنی پیاری رانی سنکیتا سے ملنے آیا۔ دونوں میں بولنے کی طاقت نہ رہی۔ آخر بہزار ضبط دم رانی سے جُدا ہو کر میدان میں آیا۔ اگرچہ اس جنگ میں راجپوتوں نے بہت جوہر دکھلائے۔ لیکن بہ سبب ناتجربہ کاری فوج کے پرتھوی راج مارا گیا۔ اور فوج کو شکست ہوئی۔ رانی سنکیتا اکیلی میدان میں پاس شہاب الدین کے گئی اور کہا کہ میرے راجہ کا سر دیدو میں ستی ہوتی ہوں۔ اُس نے اول بہت سمجھایا۔ لیکن جب اس کو مستعد پایا۔ تو سر راجہ کا حوالہ فرمایا۔ اُس کو لیکر رانی سنکیتا ستی ہو گئی۔ پورانی دہلی کے کھنڈروں میں اب تک سنکیتا کے محلوں کے نشان پائے جاتے ہیں۔ شہاب الدین سنکیتا کی دلیری و بہادری پر نہایت دلدادہ ہو کر بہت مدت تک افسوس کرتا رہا۔ اس کی جلی لیاقت و ذاتی جوہر کا ذکر جس قدر شاعر (کوی) چند نے اپنی ہندی کویتا میں لکھا ہے سنگدلوں کو بھی موم کرتا ہے +

تیسرا ادھیا

در باب پرورش اطفال چند ضروری امورات متعلقہ حمل جن سے آگاہ ستری کو ہونا لابدی ہے

— جوہر عقل کے نہ ہونے سے فرقہ نسواں کو ایام حمل و ہنگام ولادت میں جس قدر تکالیف عاید حال ہوتی ہیں۔ اُن کا مفصل بیان کرنا طاقت قلم سے باہر ہے۔ اس جگہ چند علامات درج کرنے واجب ہیں۔ جن سے بخوبی انقیام حمل کا حال معلوم ہو۔ اول معمولی وقت پر حیض کا نہ آنا۔ دوم صبح کے وقت جی کا متلانا۔ سوم کاہل و بیجود ہو کر سستی کا آجانا اور کام کرنے کو دلی رغبت نہ پانا۔ چہارم قبض ہو کر نفخ کا زیادہ آنا بھی اور بے خوابی میں نہ سونا۔ پنجم چہرہ پر مُردگی کے آثار۔ غذا سے نفرت گرانی ہونا۔ ششم شروع حمل میں پستانوں کے گرد ایک سیاہ حلقہ پڑ جاتا ہے۔ اور شکم بھی چپٹا جاتا ہے۔ اور تیسرے مہینے اُس کی اونچائی معلوم ہوتی ہے۔ اور پستان بھی دوسرے مہینے بڑھنے لگتے ہیں۔ اور تیسرے چوتھے مہینے دودھ کی مانند رطوبت نکلتی ہے۔ اور ترش اشیاء کے کھانے پر دل اکثر متوجہ رہتا ہے۔ غلیظ مزاج عورتوں کے دل اکثر ایام حمل میں مٹی کھانے یا کوئلہ چبانے پر بھٹکتے ہیں۔ اور جُہلا کہتے ہیں کہ بچہ کا دل مٹی کھانے کو چاہتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ عورتوں کی بعلت سوء اہتضام کوئی خواہش ایام حمل میں حد اعتدال سے بڑھ جاتی ہے اگرچہ زیادہ ترشی کھانا بھی اچھا نہیں۔ لیکن مٹی کھانا بہت ہی بُرا ہے۔ اور کوئلہ چبانا سب سے بدتر۔ عمدہ یہ ہے۔ کہ معمولی غذا جو طبیعت کے موافق ہو اُسے کھانا اور گھر کے کام دھندے میں مشغول رہنا چاہئے۔ جس وقت کسی عورت کو ایسے میں یہ علامات معلوم ہوں تو اُس کو غالب گمان گربھ کا کرنا چاہئے اور اُس وقت مندرجہ ذیل احتیاط کرنی چاہئے۔ اول ایسے دنوں میں غم و غصہ و رنج و فکر کرنا دوم وزنی یا گراں چیز اٹھانا۔ سوم سخت محنت کرنا۔ چہارم پیادہ پا چلنا۔ پنجم سخت بیمار کی عیادت کو جانا۔ ششم وحشت انگیز اور خوفناک و بھیانک صورتوں و تصاویر کو دیکھنا۔ ہفتم مسی چیز کا کھانا۔ ہشتم کسی عورت کے وضع حمل کے وقت جانا۔ نہم تیز جلاب کا لینا۔ دہم فصد کھلوانا۔ یازدہم بخار کے لئے زیادہ مقدار میں کونین یا کوئی اور گرم خشک دوائی کھانا۔ دوازدہم کمر کو کس کر باندھنا۔ ان بارہ امور کا کرنا ایام حمل میں منع ہے۔ اور ساتھ ہی بالکل بیٹھا رہنا یا کام کاج کو ہاتھ نہ لگانا بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اور واضح ہووے۔ کہ جن ایام میں عورتوں کو خون حیض آتا ہے۔ اُس کا ذکر کرنا بھی اس موقع پر ضروری جانا گیا +

حیض کیا ہے۔ ایک سُرخ سیاہی مائل پتلی رطوبت جو بالغ و تندرست و قوی عورتوں میں دو چھٹانک سے پانچ چھٹانک تک ہر مہینے بچہ دان سے خارج ہوتی ہے۔ گرم ملکوں میں ۱۰-۱۲ برس کی عمر میں اور سرد ملکوں میں ۱۸-۱۹ برس میں یہ سیاہی آنی شروع ہوتی ہے۔ جو لوگ اسکو خون سمجھتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ اگر یہ خون ہوتا تو بعد نفوذ کرنے کے جم جاتا۔ اور یہ منجمد نہیں ہوتا۔ اسی سے پایا جاتا ہے۔ کہ وہ خون نہیں ہے۔ اگر حیض نہ ہووے تو اولاد بھی نہیں ہوتی۔ کمزور عورتوں کو شروع حیض میں بخار آجایا کرتا ہے۔ اور اس کا زیادہ مدت تک آنا قوت پر منحصر ہے۔ غایت درجہ حد اس کی ۴۰ سے ۴۵ برس کی عمر تک ہے۔ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ ۶ روز میں عورت فارغ ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ روز ہوتا رہے تو مرض سمجھی جاتی ہے۔ ایام حیض میں سردی سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔ اور حتی الوسع ٹھنڈے پانی میں پاؤں نہ بھگونا چاہئے اور نہ ہولناک آواز یا تصویر یا گفتگو کا اثر دل پر پڑنا چاہئے۔ ورنہ حیض کے یک لخت بند ہو جانے سے اندیشہ مرگ ہولناک کا ہے۔ حیض ایسا ہے جیسا کہ درختوں میں پھول ہوتے ہیں۔ ایام حمل میں دانت اکھاڑنا نہایت بُرا ہے۔ کیونکہ اس سے اندیشہ اسقاط حمل کا ہے۔ اور وقت درد زہ کے کسی ہوشیار دائی

سے کام کرانا چاہئے۔ اور شہید دل کے جھاڑو یا باواجی کے جنتر منتر یا امرناتھ کی بھبوت لگانا۔ عبث بے فائدہ اور جہالت کی نشانی ہے۔ اکثر بچے بے وقوفی اور جہالت سے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کے ماں باپ کف افسوس مل کر روتے ہیں۔ چنانچہ ذکر ہے کہ ایک امیر کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ دائی ناتجربہ کار تھی۔ اُس نے جب جھلی میں لڑکے کا روپ رنگ نہ دیکھا۔ تو اُسکو مُردہ قرار دیا۔ اور گھر والوں نے جو قوم سے ہندو تھے۔ ساوٹی چھوت چھات کی پابندی کر کے اُس کو ہاتھ نہ لگایا۔ دایہ نے لڑکے کو لے جا کر کہیں باہر دفن کر دیا۔ پرماتما رکھشا کرے تو مارے کون۔ اتفاقاً دوسرے روز کوئی راہرو اُس طرف سے گذرا۔ اور لڑکے کے رونے کی آواز سُنی۔ جب آہستہ آہستہ اُس جگہ کو کھودا۔ تو لڑکا صحیح و سلامت موجود پایا۔ اُٹھا کر اُس کے والدین کے گھر لایا۔ نادان دائیوں کی جہالت سے اکثر ہندوستانی بچے اسی طرح ضائع ہو جاتے ہیں۔ اب اُن ضروری باتوں کا ذکر ہے۔ جو بچوں کے پالنے میں کام آویں +

جب لڑکا پیدا ہووے۔ جس قدر زیادہ سووے۔ اُسی قدر صحت بخش اور عمدہ ہے۔ کیونکہ پہلے دوسرے تیسرے مہینے میں پورا تندرست ہے۔ تو جلد جلد سو جایا کریگا۔ صرف اُس وقت جاگیگا۔ جس وقت اُس کو بھوک ہوگی۔ جتنی اوسکی بڑھتی جائیگی۔ اُسی قدر جاگنے کی اچھا ہونی جائیگی۔ اگر رات کو بچہ کو نیند نہ آوے۔ تو اُس کا علاج یہ ہے۔ کہ دن میں اُسے جگائے رکھیں۔ بعد دودھ پلانے کے اُسے فوراً نہ سُلائیں۔ کیونکہ ایسے سونے سے بعض وقت ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا اور سستی وغیرہ رہ جاتی ہے۔ اے اولاد والی عورتو اگر تم بچہ کو جان سے عزیز جانتی ہو۔ تو اُسے یا کسی بچہ کو پوست یا افیون یا کوئی منشّی چیز نہ دو +

افسوس کس طرح تمہارا ہاتھ جاہتا ہے۔ جبکہ تم ایسی خراب کرنے والی دوا بچہ کو دیتی ہو۔ تم یقین جانو۔ کہ اپنے پیارے بچہ کو دوائیں ملاتی ہو۔ بلکہ زہر کھلاتی ہو۔ اور غارت ملک موت کا شربت پلاتی ہو۔ تم ظاہر جانتی ہو کہ بچہ ہمارا خاموش ہو گیا۔ لیکن اگر غور سے دیکھو۔ تو موت سے زیادہ کوئی خاموشی نہیں۔ اِس ہمارے آریہ ورت دیش میں ہزاروں بچے اس تمہاری خاموش کرنے والی دواؤں سے نامراد و ناشاد چلے گئے۔ پھر تمہاری حالت اب تک خاموش نہ ہوئی۔ مجھے غالب گمان ہے کہ اگر تم کو یہ اعتبار ہو کہ اِس سے بچے مر جاتے ہیں۔ تو اُن کو کبھی زہریلی گھٹیوں کا استعمال نہ کراؤ۔ مگر یہ تمہارا اعتبار لانا سوائے تعلیم پانے کے نہیں ہو سکتا۔ جب کبھی تم اپنے بچوں کو زیادہ سُلانا بذریعہ سونے والے نسخوں کے چاہو۔ تو یہ ذرا سی بات یاد کر لیا کرو۔ کہ شاید تمہارا بچہ ایسا سوئے۔ کہ پھر نہ اُٹھے۔ بچوں کا مرنا یا قتل ہونا بذریعہ نشوں کے بہت کچھ ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ بہت سے لڑکے ان نسخوں سے ضائع ہوتے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں سے یہ خیالات ضائع نہیں ہوتے۔ بہ سبب اِس کے وہ لڑکے خون آلودہ زچہ کے یہ جگن ناتھ پر قربان ہوں۔ یا بچہ خوار جانور رکھا جاوے یا نذرانہ دست کے طور پر گنگا کے دریا میں بلدان کریں۔ یا دھوکا و غلطی میں آئی ہوئی غریب مائیں اِس مصنوعی نیند کو بہت مبارک سمجھتی ہیں۔ لیکن یہ نسخے جو علامت مغز کے خراب کرنے کے ہیں۔ اے نیک بخت عورت تو اِن افیونی قطروں کو قطرہ زہر ہلاہل جانو اور صدق دل سے مانو کہ بچہ مر جاویگا۔ جگن ناتھ کی رتھ یا مورتی سے بچہ مانگنا۔ اور پھر اُس پر قربان کرنا یا گنگا مائی کی بھینٹ دینا بالکمال جہالت کی نشانی اور پورے اوّل درجہ کی نادانی ہے۔ ہمارے ہندوستان میں ایک فرقہ نسوان جن کو جُہلا لوگ چوڑیلاں و ڈائیناں کہتے ہیں۔ سیال عورتوں کے موجود رہتی ہیں۔ سُنا جاتا ہے۔ کہ اُن کے پاس ڈھائی اکھر ہوتے ہیں۔ وُہ پڑھ کر بچوں کے کلیجے نکال کر کھا جاتی ہیں۔ چونکہ یہ پُستک موسوم بہ استری سکشا ہے۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ یہاں اُن کی پوری پوری تشریح کروں اور ایسا اٹل منتر بتا دوں۔ تاکہ آیندہ جو کوئی اس کتاب کو اپنے گھر رکھے۔ اور جو عورت اس کو من چت لگا کر پڑھے۔ اُس کے گھر بلکہ خاندان میں دخل نہ ہووے۔ واضح ہووے۔ کہ عام طور پر ڈائین و چڑیل کی اصطلاحی مراد عورت مہیب شکل سے ہے۔ چھوٹے و سیدھے بچے جب کسی مہیب و خوفناک صورت یا تصویر کو دیکھتے ہیں۔ تو دل میں مخوف ہو کر ڈر جاتے ہیں۔ اور خیالی وہم کی مورت اُن کے دل میں راستی کی صورت دکھائی دیتی ہیں۔ جس کے باعث رنگ زرد بدن لاغر۔ آنکھیں سمٹی ہوئی رہتی ہیں۔ لوگ سایہ۔ جن و پری کا یا درشٹ جوگنوں کی۔ نظر ڈائین و چڑیل کی سان کر لیتے ہیں۔ اور اُسی کے [illegible] میں مصروف رہ کر بسبب نہ ہونے علاج مرض کے بچے بہت مر جاتے ہیں۔ جاہل بچوں کے مرض سے بیخبر رہ کر اُنکی بیماری کو بیچاری چڑیلوں کی مکاری خیال کرتے ہیں +

حکیم حاذق دھنتر و مدھی فرماتے ہیں۔ کہ وہم کی بیماری کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن میرے خیال میں خیالی وہم۔ رلوں کے بھرم۔ چڑیلوں کے غلط گماں۔ ڈائینوں کے جھوٹے نسان سوائے مجنون علم کے سامنے کے محال و ناممکن ہیں۔ جیسے آفتاب کے نکلنے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اور رات کا نور۔ ویسے سورج دریا کے سامنے اودیا کے غلط گمان بھی یک لخت دور ہو جاتے ہیں۔ اے بچہ والی عورت تو اب تم کو واجب ہے۔ کہ اپنے نونہال فرزند کسی بے اولاد ڈائین کی گود میں مت دو اور نہ اُس کا دودھ پلاؤ۔ ورنہ ڈھائی اکھر جن کا زہر وِش یعنی زہر ہے۔ ملا کر تمہاری گود خالی کر دینگی۔ اگر بچہ تمہاری گود میں ہو اور دور سے کوئی لاکھ چھو چھا کرے بالکل بیمار یا بیقرار نہ ہوگا۔ تمہاری تسلّی کے واسطے ایک مثال بطور نصیحت کے لکھتا ہوں خوب غور سے سمجھو۔ کہ سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں شُکر ستارے کا بھرم نہیں ہے۔ تو پھر بچارنا چاہئے۔ کہ وہاں عورتوں کو کیوں تکلیف نہیں ہوتی۔ ہم نے کبھی اخبارات میں نہیں دیکھا کہ فلاں عورت کو ستارہ سامنے تھا۔ اِس باعث سے جہاز غرق ہو گیا۔ اگر ستر اب شراب ہے۔ تو جاہل و نادان دونوں کو نشہ ہوگا۔ ورنہ بمنزلہ آب ہے۔ اِس سے تمہاری سب تکلیفیں دور ہو جاویگی۔ اٹل منتر یہ ہے۔ اِس کو ہر صبح منہ ہاتھ دھو کر بچہ کے کان میں پھونک دیا کرو۔ اگر تمہارا بچہ نہ سووے بے چین ہووے۔ ضد کرے رووے۔ غالباً دودھ ہضم نہ ہونے کے سبب پیٹ میں درد ہوگا۔ کیونکہ بچے بغیر کسی سبب کے نہیں روتے۔ جبکہ بچہ بے چین ہو۔ تو ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ کے بعد ایک چمچہ چاء کا یا دو چمچہ ڈل واٹر کے دو۔ یا شام کے وقت تھوڑے پانی میں کولنگ پوڈر ایک دوائی ہے

جو ہسپتال میں ملتی ہے) دو یہ معدہ کی کل تکلیف و ہمدہ غذا کو ہضم کردیگا اور بہ نسبت اُن قطرات حماب کے زیادہ نیند لاویگا۔ جب مائیں دودھ پلائیں۔ تو اُس وقت کسی حالت میں کسی قسم کی منشی یا لال مرچ وغیرہ استعمال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے بچہ کا خون گرم ہو جائیگا۔ اور جوش کھا جاویگا۔ جس سے بچہ کو مسوڑوں کا درد یا بیماری دنداں یا اور بہت قسم کی تکلیف ہوا کریگی۔ یہ امر تصدیق ہو چکا ہے۔ کہ دو چند بچے ضائع ہوتے ہیں۔ جبکہ وہ دائی کو دئے جاتے ہیں۔ بہ نسبت اِس کے۔ کہ اُن کو خود دودھ پلاوے یا اپنے ہاتھ سے پرورش کرے۔ ہمیشہ بچوں کو بہت جلد جبکہ ماں اپنی تکلیف اور محنت سے جننے سے ہوش و حواس میں آوے۔ تو بچہ کو دودھ پلانا شروع کرے۔ یہ شروع کا دودھ بچہ کو بہت صاف کریگا۔ بہ نسبت کسی دوا کے یہ قدرتی جلاب ہے۔ علاوہ اِس کے شروع کے پلانے سے اور دودھ کی صورت درجہ بدرجہ قائم کرنے سے بھٹنیوں کے زخموں اور زیادہ تکلیف سے بچیگی۔ غالباً ناسور تھن اور سینہ کی بیماری سے جو اکثر پہلے زچا میں ہوا کرتی ہے۔ بری رہیگی۔ دودھ قدرتی غذا بچوں کے واسطے ہے۔ اِس لئے جب تک اُس کے دانت نہ نکلیں سوائے چھاتیوں کے دودھ پلانے کے اور خوراک نہ دی جاوے کیونکہ ایسی اور چیز میں اِس قدر پرورش نہیں۔ بچہ کے منہ میں جب تک دانت نہ نکلیں اُس کو کوئی غذا ملائم دینا اصلی غذا سے محروم رکھنا ہے۔ اگر اُس کا معدہ نرم غذا سے بھر جائیگا تو پھر دودھ کے لئے کوئی جگہ نہیں رہیگی۔ ہر چند کہ عقلمند سمجھاتے رہتے ہیں۔ لیکن اِس پر بھی اکثر جاہل مائیں بچوں کو اور کھانا کھلا دیتی ہیں۔ اِس بات سے نہ ڈرو کہ تمہارا بچہ صرف دودھ پینے کی وجہ سے بھوکا مریگا۔ دیکھو کس طرح سے جانوروں کے بچے پرورش پاتے اور موٹے تازے ہوتے جاتے ہیں۔ اگر تم کو عقل ہو تو سمجھو۔ کہ دودھ کل پرورش کنندہ اور قوت بخش چیزوں کا عطر ہے۔ البنور انت تکنی ماں کا دل سے دھنواد کرو۔ اُسکی کیا عمدہ شکتی ہے۔ کہ جملہ کھانوں سے جو ماں اُس کی کھاتی ہے۔ جن میں سے وہ سفید عطر جن کا نام مادر شیر ہے تکریستان میں آتا ہے۔ جو ہر بچہ کے بڑھنے کی خواہش کے لیئے کافی ہوتا ہے۔ گویا تا نکلنے دانتوں کے بعوض بچہ کے مائیں کھاتی ہیں۔ ہر بدر بروقت شروع دودھ پلانے کے سرپستان دھو ڈالنا واجب ہیں۔ اگر ماں کے کافی تیسر نہ ہووے یا وہ بیماری ناطاقتی کے سبب سے بچہ کو دودھ نہ پلا سکتی ہو۔ تو اُس کا عمدہ عوض تندرست گائے کا دودھ ہوگا۔ جس میں تیسرا حصہ گرم پانی ملا ہووے۔ اور کچھ سفید شکر بھی واسطے میٹھا کرنے کی ہو۔ اور یہ دودھ بچہ کو بذریعہ بوتل کے پلانا چاہئے۔ جس کی چاروں طرف ایک سفید چرخی کی چوسنی بنی ہووے۔ بچے کی خوراک ایسی تازہ ہونی چاہئے۔ جیسا کہ سینہ کا دودھ ہے۔ کھٹا اور باسا دودھ بچہ کے حق میں مضر ہے۔ ننھے بچے کو شروع ایام میں دو تین گھنٹہ کے بعد بار بار دودھ پلانا چاہئے۔ اور رات میں قریب تین دفعہ کے۔ لیکن چند ہفتہ گزرنے کے بعد صرف تمام روز میں تین مرتبہ دودھ دینا واجب ہے۔ یعنی چار چار گھنٹہ کے بعد۔ اور رات کو بالکل دودھ نہ دینا چاہئے۔ کیونکہ پھر رات کو دودھ پلانے سے کئی طرح کی بیماریاں بچہ کو ہو جاتی ہیں۔ اول معدہ میں فساد۔ دوم بدہضمی۔ سوم درد شکم۔ چہارم قے آنا۔ جس سے ماں باپ کا آرام بالکل دور ہو جاتا ہے اور بچہ بھی سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔ ہم بخوبی یقین کرو۔ کہ بچہ کو سوائے دودھ بہ تشریح بالا کے اور کسی قسم کی خوراک کی ضرورت نہیں۔ چونکہ بچہ کو پورا مادہ قوت ناطقہ کا نہیں ہوتا۔ اس واسطے اگر کوئی مایہ جاننا چاہے۔ کہ بچہ کی بدہضمی کی کیا علامات ہیں۔ اور وہ کس طرح پہچانی جاتی ہیں۔ کہ بچہ کو غذا ہضم نہیں ہوتی۔ تو ہم صرف اتنا بیان کرسکتے ہیں۔ کہ سوتے سوتے ایکدم جاگنا۔ ہلانا۔ چلانا۔ رات کو ڈرنا۔ ہاتھ پاؤں کا اینٹھنا۔ دفعتہً پسینہ پسینہ ہو جانا۔ یہ نکتا اُس کی علامات ہیں۔ اِس کے واسطے سہل اور آسان علاج یہ ہے۔ کہ ماں کو چاہئے۔ کہ پہلے روز بچہ کو انانہ کھلاوے۔ کہ جس سے وہ تکلیف اٹھائے ہر وقت جبکہ بچہ رووے تو اُسے دودھ نہ پلاوے۔ کیونکہ دودھ کا پلانا ہی اُس کے ضدی ہونے کا سبب جانا گیا ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دودھ زیادہ پلا دیا جاتا ہے۔ تو وہ معدہ میں جاکر اکٹھا ہو جاتا ہے۔ بچوں کی بیماریاں اکثر بہ سبب بھر جانے معدے کے ہوتی ہیں۔ اگر بچہ بالکل تندرست ہوگا۔ تو ہر چوبیس گھنٹے یعنی رات دن دو سے چار مرتبہ دست جائیگا۔ اور اس کا عام پاخانہ رقیق یا ہلکے زرد رنگ کا ہوگا۔ اور اُس میں کھٹی قسم کی بو نہ ہوگی۔ اگر پاخانہ دہی جیسا یا پھٹکی دار ہووے۔ تو بیماری کی علامات ہیں ۔

بچہ کے نہلانے کا بیان

بچہ کو صحت اور صحت سے رکھنے کے لئے دن میں دو مرتبہ غسل کرانا چاہئے ہر صبح کے وقت ملائم اسفنج سے سر اور گردن و چہرہ اور بول و براز کی جگہ کو اور ہر رات کو کل بدن دھونا چاہئے۔ صابون کا لگانا بچہ کے کل جسم پر منع ہے۔ یعنی اُس سے اُس کے جسم میں خشکی ہو جاتی ہے۔ البتہ ہاتھوں کو صابون سے دھو ڈالنا چاہئے۔ پانی نہلانے کے واسطے نیم گرم ہو۔ بعد نہلانے کے کسی ملائم کپڑا سے بچہ کو خشک کرنا یعنی پونچھنا چاہئے۔ اور اُس کی بغلوں اور گدی پر روغن بادام۔ یا روغن گاؤ کا ذرہ گرم کرکے آہستہ سے لگانا چاہئے۔ اور بہت تھوڑا سا نہ کہ زیادہ۔ اگر یہ باتیں نہ کروگے تو جوڑوں میں خراش یا زخم ہو جاوینگے۔ اور عورتیں ہم کو سستی اور غفلت شعار ٹھہرائینگی غرضیکہ بچہ کی حفظ صحت کا خیال رکھنے سے بچہ کی زندگی کا بڑا بھاری بھلا ہوتا ہے۔ اور عمر طبعی کو بڑے آرام سے پہنچتا ہے ۔

دانت نکلنے کا بیان

دانتوں کے نکلنے کا وقت معمولی تمام طور پر سات ماہ سے بارہ مہینے تک کا ہے اور اُن کا بہت مدار بچہ کی تندرستی پر منحصر ہے۔ علامات ذیل ہیں:۔ اول دانت کے نمودار ہونے سے پہلے کا ناٹا ماہ سے شروع ہونا چاہئے۔ اور اُن دنوں بچہ کے لئے بجائے صرف دودھ کے سادی روٹی دودھ میں دینا چاہئے کیونکہ یہ بہت ہی پرورش کنندہ اور قوت بخش غذا ہے۔ واجب ہے۔ کہ جب بچوں کے دانت نکلتے ہوں۔ اُن کو روٹی اور دودھ کی خوراک دو۔ جو لڑکے کہ اِس خوراک کو کھاتے ہیں۔ خوب موٹے اور تازے ہو جاتے ہیں اور ایک نمونہ بچپن کی طاقت اور خوبصورتی کا بتلاتے ہیں۔ اور بچپن کی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں۔ بچوں کو طاقت ور گوشت اور وہ خوراک کہ جس سے خون

چون حوش کھا جاوے۔ کھاتے سے حسرہ یعنی سوکڑہ کی بیماری ہو جاتی ہے۔ تم اپنے بچوں کو بھوری روئی دودھ میں آمیزش کرکے دو۔ سفید روئی میں اکثر پھٹکڑی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اور یہ پھٹکڑی اُس مادہ کو جس سے ہڈی بنتی ہے دُور کر دیتی ہے۔ اگر بچہ کو بھوری روئی کھلاؤگے۔ تو اُس کی ہڈیاں مضبوط اور ٹانگیں خوبصورت ہونگی۔ جب مسوڑہوں سے دانت نکلتے ہیں۔ تو شہد میں ذرا سا نمک ملاکر تین بار دن میں مسوڑھوں پر ملنا چاہئے۔

کپڑوں کے بیان میں

بچوں کے کپڑوں میں مضبوط بندشیں مت لگاؤ۔ کیونکہ اُس سے بچہ کا آدھا دم رُک جاتا ہے۔ ہر ایک کپڑا کشادہ اور ڈھیلا اور آسان پوش ہو۔ یہ بات یاد رکھو۔ کہ نئے بچوں کی ہڈیاں شروع میں حربی اور جھلی کے موافق ہوتی ہیں۔ اور وہ کسی شکل میں ڈھل سکتی ہیں۔ بہت سے بچے عمر بھر سینہ کی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ یا اُن کی پسلیاں دب جاتی ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ وہ شروع سے کپڑوں میں کستے جاتے ہیں۔ بچوں کو کپڑے پہنانے میں یہ یاد رکھنے کے قابل بات ہے۔ کہ بارہ مہینے میں بچہ کو سردی و کھانسی نہ ہو۔ ایک حکیم کا قول ہے۔ کہ بچوں اور بڈھوں کو فلالین کپڑے کے برابر پہنی چاہئے +

ٹیکا لگانے کے فائدے

یہ قول ایک حکیم حاذق کا ہے۔ کہ جب جنوبی ہوا کثرت سے چلتی ہے۔ اس کے بعد چیچک کی پیدائش ہوتی ہے۔ غذاؤں میں بھی ایسی چیزیں ہیں۔ جن کے کھانے سے چیچک جلد پیدا ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسی غذائیں۔ کہ جن کے کھانے کی عادت نہ ہو۔ اور اُن کے اوپر گرم غذائیں یا دوا اس کھائی جاویں۔ جیسے اونٹنی یا گھوڑی کا دودھ اول بکثرت پیا جاوے۔ اور بعد ازاں شراب یا اور کسی گرم چیز کا استعمال ہو۔ تو چیچک نکلیگی۔ چیچک کی بیماری گویا ایک مواد حار حبیبی ہے۔ یہ اکثر بچوں کو ہوتی ہے۔ اور جوان اور بوڑھوں کو کم۔ جس بدن میں رطوبت زیادہ ہو۔ اُس میں چیچک بہت نکلتی ہے۔ اور جس بدن میں خشکی بہت ہو اُس میں بہت کم۔ زمانہ فلاسفہ یعنے ست جُگ۔ دواپر و ترتیا میں اس مرض سے بہت کم بچے مرتے تھے۔ اور زمانہ جہالت یعنے کلجگ میں جبکہ وید مقدس و شاستر ہائے متبرک کی تعلیم چھوٹ گئی۔ تو اکثر جہلا عورتوں نے اس مرض کو سیتلا مائی دیوی کے نام سے تعبیر کیا۔ مقام افسوس ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ لاکھوں بچے ہماری قوم کے اس مرض دیوی کے بھینٹ ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی علاج کرانا یا کرنا گناہ سمجھ رہے ہیں۔ تجربات روزمرہ سے تحقیقی ثابت ہو چکا ہے کہ جن لوگوں کو ٹیکا لگایا جاتا ہے۔ وہ بہ نسبت اُن کے جن کو ٹیکا نہیں لگایا گیا بہت کم مرتے ہیں مثلاً

۔ ایک سو بچہ ایک محلہ میں ہے۔ جن کو ٹیکا لگایا گیا۔ اور دوسرے محلے کی بھولی مادروں نے جہالت کی مہربانی میں آکر ایسے ایک سو بچوں کو ٹیکا لگانے کے وقت چھپا دیا۔ تو میں اقرار کرتا ہوں کہ نمبر ۱ میں سے ۴۰ کو چیچک نکلیگی اور ۴۰ صحتیاب ہوتے اور ۶۰ کو بالکل نہ نکلیگی۔ اور نمبر ۲ میں ۱۰۰ کو نکلیگی ۵۰ مر جاوینگے اور ۲۰ اندھے کانے لُولے اور بدشکل ہو جائینگے۔ اور ۳۰ بفرض محال صحت یاب ہونگے۔ یہ مثال صرف من گھڑت نہیں۔ بلکہ تجربات سالانہ حکماء سے اثبات ہے۔ سفید رنگ کی چیچک سب سے بہتر ہے۔ اور خصوصاً چند دانے بڑے نکل آویں۔ اے عورتو! اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ ہمارے بچے خوبصورت ہوں۔ جو مثل بھوتنی سا نہ ہو۔ کالے سوکڑے کمزور نہ ہوں۔ تو راستی سے کہتا ہوں۔

شفا بایدت دارو ئے تلخ نوش

نمبر ۱۔ ترجمہ۔ صحت گر چاہئے تجھے تو کڑوا دارو نوش کر
عافیت درکار ہو۔ تو بہ نصیحت گوش کر × × ×
نمبر ۲۔ ہے اگر اولاد سے الفت تمہیں اور پیار کچھ
بچوں کو ٹیکا لگاؤ سمجھ کر اور ہوش کر × ×
نمبر ۳۔ جس طرح نکلا کرتی ہیں پھنسیاں ہر ایک کو
اس طرح چیچک نکلتی ہے مواد جوش کر ×
نمبر ۴۔ یہ نہیں ماتا نہ دیوی اور نہ ہے سیتلا
مرض ہے بیماری ہے روگ ہے جہالت پوش کر
نمبر ۵۔ سرد ملکوں میں بہت کم مرض چیچک ہو ظہور
تم بھی اے عورات بجا رت سمجھو اس کو گوش کر

جب لڑکا برس کا ہو جاوے۔ تو اُس کا دودھ چھوڑانے کی تجویز واجب ہے۔ آہستہ آہستہ دودھ چھوڑانا چاہئے۔ یہاں پہلے دن میں ۵ دفعہ دودھ پلایا جاتا تھا۔ پھر تین دفعہ پھر دو دفعہ پھر ایک مرتبہ۔ پھر بالکل بند۔ آخر الامر اس تدبیر سے بلا دقت بچہ دودھ چھوڑ دیگا۔ اور نہ کوئی عارضہ ہوگا۔ لیکن احتیاط بہتر ہے۔ اور اُس وقت بہ سبب دودھ نہ نکلنے کے ماں کو تکلیف ہوگی۔ سو یہ علاج کرنا چاہئے۔ کہ چھ ماشہ کھریا مٹی اور چار رتی کافور پانی میں گھسکر پستان پر لگانی چاہئے۔ اور غذا معمولی کو کم کر دینا واجب ہے۔ جس سے تکلیف رفع ہو جاویگی +

جس قدر تمہاری تعلیم بچوں کو فائدہ بخش ہوتی ہے۔ اور کسی گرو یا مرشد یا معلم یا اُستاد یا ماسٹر کا اُپدیش وغیرہ اُسی قدر مفید نہیں پڑتا۔ وہ جاہل مائیں جو بچوں کو دُشنام دہی وغیرہ بداخلاقی سکھلاتی ہیں وہ گویا یہ کوشش کر رہی ہیں کہ ہماری اولاد شجر آدمیت سے برخوردار نہ ہو۔ اول تم کو واجب ہے کہ تم خود تعلیم یافتہ ہو کر بچوں کو جب سے کہ وہ بات چیت کرنا شروع کریں۔ اُن کو ہر ایک بات ایسی سکھلاؤ۔ جس سے وہ گلزار ہستی میں ایک نمونہ دکھلائی دیں۔ دُشنام دہی بتانا۔ داڑھی پکڑنے کی عادت سکھانا۔ بگڑے الفاظ یاد کرانا۔ جن۔ بھوت۔ شیطان۔ ہوا۔ چڑیل۔ ڈائن۔ ملا سے ڈرانا۔ یا ایسی مہیب صورتوں کے نقش دکھانا۔ اولاد کو شروع ہی سے نادانی کا سبق پڑھانا ہے۔ تم کو واجب بلکہ فرض ہے۔ کہ آغاز بات چیت میں بچہ کو ایشور کے نام یاد کراؤ۔ اُس کو پرماتما کے اوصاف بتلاؤ۔ اُس کا حاضر و ناظر ہونا اچھی طرح اُن کے ذہن میں بٹھاؤ۔ ساتھ ہی ماتا پتا بزرگوں کی رواجی تعظیم اُسے بتاؤ۔ آگ میں ہاتھ ڈالنے سے اُسے ڈراؤ۔ اور نہ اُسے گہنے پہناؤ۔ بلکہ صاف کپڑے کشادہ وضع کے استعمال کراؤ۔ اور ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں کے نام سکھلاؤ۔ گویا ۵ برس کی عمر تک اُسے حرفوں کو شناخت ہو جائے۔ اور ہونہار کہلائے اُس کے بعد اُسے سنسکرت کی تعلیم باقاعدہ سکھلانی چاہئے۔ یہ نہیں کہ اُسے

مار مار کر ہوتڑا چکر - یا چند طی یا پہاڑا یاد کرایا جائے - یا مہمن رسنوتر طوطے کی طرح سکھلایا جائے - بلکہ طرز تعلیم ایسا ہونا چاہیئے - جس سے قوت حافظہ پر بوجھ نہ پڑے اور اچھی اچھی فایدہ مند باتیں ذہن نشین ہو جائیں - سندھیا اوپاسنا معہ ترجمہ دونو سکھلانے چاہیئیں - اور ضروری مسایل متعلق خوبی دھرم اُنہیں اچھی طرح سمجھانے چاہیئیں - تاکہ ایسا نہ ہو - کہ گرگان رو بہ لباس یعنے واعظان غیر مذہب تمہارے صاف دل لڑکے کو بناوٹی دام حوران زاہد فریب میں پھنسا کر گمراہ کریں - اور تم کو کف افسوس ملنا پڑے - میری یہ مراد نہیں - کہ تمہارے بچے راستی پسند نہ ہوں - بلکہ وہ مثال نہ ہو - کہ ایک کوہستانی آدمی بقدر ایک من سنگریزہ ہاے یاقوت و مرجان کوہستان سے لایا اور ایک بقال کو کہا - کہ ہمارے گھر میں نمک نہیں ہے - اگر ان پتھروں کے عوض کچھ نمک دیویں - تو کمال مہربانی ہے - اُس نے پانچ چھ سیر نمک دیدیا - اور وہ خوشی سے گھر لے گیا - لیکن بعد ازاں جب اُس کو کسی جوہری کی زبانی اُن کی قیمت معلوم ہوئی - تب رو رو کر جان ضائع کی - اور جوہری نے کہا - کہ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت - باقی خود سمجھ لو - اگر تمہارا لڑکا وید مقدس سے پورا پورا مدلل واقف ہوگا - تو بخوبی نسخہ رکھو کہ منزل راستی سے کبھی نہ پھسلے گا - بلکہ فلاسفر و پنڈت یا بہادر صف شکن کہلا کر قوم کے علاج تمہارے کاج سنواریگا ✤

چوتھا ادھیاء

متعلقہ انتظام و امور خانگی

ایک مہاتما رشی کا واک ہے - کہ کھانا طریقے سے اور پہننا بھی طریقے سے چاہیئے امور خانگی و کاروبار دنیاوی بھی یکت یعنے طریقے سے کرنے چاہئیں - کیونکہ گرہست آشرم کی تکلیف کے سواے انتظام کے سرانجام نہیں ہو سکتی ہے اب دیکھنا چاہیئے - کہ سوائے ودیا کے عورات ان امورات کو کیسے نبھاتی ہیں - نہ پکانے کا سلیقہ اور نہ کھانے کا شعور - ڈیڑھ پہر دن چڑھے سوتے سوتے بیدار ہوئیں - جی میں آیا - تو ایک آدھ چھینٹا پانی کا منہ پر ڈال لیا نہیں تو یوں ہی مکھیاں بھنک رہی ہیں - ہاتھوں سے آنکھوں کی غلاظت پونچھ پانچھ - چلے دل دو تکہ بکا چاول بال حوالہ کر دئے - دال پکائی تو ادھ کچی - دانہ الگ پانی الگ - کھانے والے کی بالکل رغبت نہ آئی - چاول پکا تو نیم پخت - مطلب کہ دلی توجہ سے بات پر نہیں - ہر کام کو سر سے ٹالنا ہی مطلب سمجھا - خاوند بیچارے نے کسی بات سے ڈانٹا تو قہر آگیا - جھٹ سقراط کی بیوی کی مثال دھوون برتنوں کا اُس کے سر پر ڈالا - نکرت بنیجے جھاڑ اُس کے پیچھے پڑ گئی - روس کر گھر کا کام کاج ترک کر دیا - وہ زن مرید جب روٹی کھانے سے لاچار و بیقرار ہوا - تو ناچار اُسے منتوں ترلوں سے منایا - بلکہ اُس کے نخوت و غرور کو اور بڑھایا - تمام دن کھاتے رہنا - یا ہمیشہ منہ ہاتھ دھوتے رہنا - اگر عمدہ کپڑا پہنا تو اُس کو سنبھالنے کا پیچ نہیں ایک دو دن میں گندہ کر دیا - ساس سے جھگڑا - نندوں سے لڑائی - دن رات چھری کٹاری کی تیاری - جونہی بیاہی ہوئی آئی - خاوند سے اول ہی یہ شرط ٹھیری - کہ اگر ماں باپ سے علیحدگی کر دو گے تو میں رہونگی - ورنہ مجھ سے کسی کے طعن و تشنیع نہیں اٹھائے جاتے - میں کسی کے برتن مانجھنے کو نہیں آئی - مجھے لوگوں کے سامنے کھایا پیا ہضم نہیں ہوتا - اُن کے زیور ہوں اور مجھے نہ ہو - یہ ظلم میرے سے سہا نہیں جاتا - تمام عمر میرا تمہارا گزارہ ہے - ماں باپ سے ہر کوئی الگ ہوتا آیا ہے - واجب ہے کہ الگ ہو جاؤ - گویا اُس کا مٹھ کے اُلو کو ایسا دنیا بال سنچایا - کہ نہ شُد نہ بُدھ کی لی اور نہ عقل کی لی - عقل ٹھہر سے راہ جنگل کی لی - جب ماں باپ کو معلوم ہوا کہ بیٹا ہاتھ سے جاتا ہے - تو اُنہوں نے بھی فی الفور جایداد منقولہ غیر منقولہ تقسیم کر اُس کو علیحدہ مکان تیار کر دیا - بھلا نفاق کا بیج بویا ہوا کیا زمین میں جل جاویگا - جو نتیجہ ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے - امورات خانگی میں سے اول نمبر اصراف بیجا ہے - جس کی بدولت سینکڑوں گھرانے ویران ہو گئے - قرضداری جو تپ دق کی بیماری سے بھی زیادہ مضر ہے - اسی اصراف بیجا کی برکت ہے - ایک دانا آدمی کا قول ہے - کہ ؎

باندازۂ بود باید نمود
خجالت نبرد آنکہ بنمود بود

مطلب یہ کہ جتنی چادر دیکھے اُتنا پاؤں پھیلائے - ورنہ شرمندہ و نادم و قرضدار ہونا پڑیگا اور سارے خوشامدی پینے کے یار ہیں - آن پڑے کوئی مددگار نہیں -

امورات خانگی کے انتظام کے لئے اگر عورات اس دستور العمل پر عملدرآمد کریں اور کراویں تو یقین واثق ہے کہ دنیا میں اول درجہ کی نیک عورتوں کا خطاب پاویں ✤

دو پیسے کے مزدور سے لیکر راجے مہاراجے تک دولت ہر ایک کو عزیز ہے کیونکہ امور دنیاوی میں یہ ایک بہت کار آمد چیز ہے - مگر یہ جاننا واجب ہے - کہ جب تم اسکی واجبی حالات پر دھیان دو گے یہ ہر دلعزیز چیز کوڑیوں کی مول بکتی زر کی اصل قدر قیمت اور واجبی حالت یہ ہے - اول کماؤ - دوم بچاؤ - سوم خرچو - یہ تین باتیں ایسی ضروری اور لازمی ہیں - کہ اگر ان میں سے کسی کی کمی ہو تو تمہارے حق میں متفرق خرابیوں کا باعث ہوگا - یعنی اگر بچاؤ اور خرچ نہ کرو - تو ممسک اور شوم کہلاؤ گے - اور یگانہ بیگانہ اہل محلہ ہمسایہ سے ناپاک خطاب اور دھتکار کا تمغہ پاؤ گے - رات دن حرص و ہوس کی مردار خواہشیں تمہارے دل کو بھڑکاتی رہیں گی - اور کنجوس مکھی چوس طمع زر میں سراپا محو تمنائیں تمہیں ترساتی پھریں گی - اور تمہاری کمائی میں ذرا بھی برکت نہ ہوگی - کیونکہ جو فایدہ چلتا پرزہ پہنچا سکتا ہے - وہ گڑے ہوئے خزانہ سے غیر ممکن ہے - کمانے کے ساتھ خرچنا ملزوم ہے اور بچانا لازم - جس طرح پڑی ہوئی غیر مستعمل تلوار کو مورچہ کھا جاتا ہے - اسی طرح ممسک کی جان کو فاقہ مستی و زر پرستی کا گھن لگ جاتا ہے - لہذا اگر تم کماؤ اور خرچ لینے باقی بچاؤ نہیں تو کسی نہ کسی وقت دھوکا کھاؤ گے - ممکن ہے - کہ کسی دن ایسے بواعث میں مبتلا ہو جاؤ - کہ کمائی کے دروازہ تک نہ پہنچ سکو - اُس وقت اگر تم کچھ مال گرہ میں نہ رکھو گے - تو تمہاری حاجت براری کی امید بالکل مفقود ہو جاویگی اور لوگوں کے ہاتھ تکتے رہ جاؤ گے - یا یہ کہ بچاؤ اور خرچو تو بھی تمہارے حق میں بھلائی نہیں ہے - کیونکہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی - آخر ایک دن گلا اور چھری ہوگی - اِدھر کمانے سے ہاتھ اور پاؤں تھکے ہوئے - ادھر آبائی کوڑیوں کا دیوالا نکلا - تو پھر نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے - اُس وقت ذلت و خواری کے سوا کچھ میسر نہیں ہوتا - بڑی دقتوں سے زندگی گذرا

پھٹتے ہونگے - ایک تجربہ کار ہوشیار فرماتے ہیں - کہ جس نے امور خانگی میں متذکرہ تجاویز کا لحاظ نہ رکھا - وہ ایک دن خطرہ میں پڑنے والا ہے - کیوں نہ ہو - بنظر انصاف اگر دیکھا جاوے - تو بڑے دور کے نکتے ہیں - ان تین باتوں میں ہی مبارک عادتوں کا سبق ملتا ہے - (اول) کمانے میں محنت (دوم) بچانے میں دور اندیشی (سوم) خرچنے میں کفایت شعاری - یہ تین عادتیں ایسی ہیں - کہ اگر کوئی ان کا پابند ہووے - تو تمام دنیاوی کوششیں اُس کی ہمیشہ عُمدہ پھل لاتی رہینگی - اور اُس کی اُمیدوں کے پودے خوشی و فارغ البالی سے بار آور ہؤا کرینگے - کیونکہ نونہال پودے جب تک باد صرصر لاپرواہی سے بچائے نہ جاویں - ممکن نہیں کہ گلزار ہستی میں خوش رنگی کے نمونے بنیں - اور اپنے بوجھ کو خود اٹھاویں - ایسے غلط و گمراہ کرنے والے اور سُستی کا سبق پڑھانے اور فقیری کا اُپدیش پھونکنے والے فقرے - بابا اٹل پکی پکائی گھل - یا اَن پُورنا بھورنا اور ریتی سے ہی ہمارے ہندوستانی حصہ میں فقیری دو ٹکڑے شکنی کی کثرت ہو گئی - اور برہمنوں نے ہمدردی کو ترک کر سادھوں کا بہت بڑا حصہ اپنی شکم پوری کے واسطے مقرر فرمایا - جو شخص محنت دور اندیشی و کفایت شعاری کو مدنظر رکھتا ہے - وہ دُنیا میں ایک ٹھوکر بھی کھاتا ہے - تو بھی تندرست نکلتا ہے - یہ تینوں منتریں ایسی ہی ہیں - کہ زندگی کا راہرو خُوش و خُرم دُنیا میں چلتا پھرتا نظر آویگا - ایک اور مہاتما کا قول ہے - کہ محنت و دور اندیشی و کفایت شعاری وہ بیش بہا تدبیریں ہیں - کہ مشکل وقتوں میں کام آتی ہیں - اور زمانہ کی جگر خراش مصیبتوں سے بچاتی ہیں - جو شخص ان تدابیر پر عملدرآمد کرتا ہے - اُس کو دنیا میں کوئی مصیبتیں جھیلنی نہیں پڑتی ہیں - وہ ایک تنگ و تاریک جھونپڑی میں رہ کر اپنا ایسا مناسب بندوبست کر سکتا ہے - جس کو شاید بڑے بڑے عقلا نہیں کر سکتے - جاننا چاہئے - کہ اگر سنسار میں سلامت روی و فارغ البالی چاہتے ہو - تو اوّل اودم یعنے محنت - دوم بچار یعنی دور اندیشی - سوم بگت یعنے کفایت شعاری سے برتو - سستی ایسی بڑی بلا یا زحمت ہے - جو محنت جیسے مجرّب و قوت بخش غذا سے نکما و محروم کر دیتی ہے - سوائے چند ٹکڑے بھن نابکے سادھوان کے تمام جانداروں کی امید و تن کا دار و مدار اسی پر منحصر ہے - بلا محنت کے کمانا بدرجہا غیر ممکن ہے - جانور و انسان سب اپنے چل پھر کر اور محنت سے پیٹ بھرتے ہیں - جو لوگ صرف پرسیدہ پرستا کر رہتے ہیں - اور محنت سے علیحدگی رکھتے ہیں - میری رائے میں ان کی زندگی کا جینا مثل حباب کے ہے - کیا کوئی بتا سکتا ہے - کہ دُنیا میں کسی نے بلا محنت کے بھی عروج پایا ہے - تو اس کا جواب سوائے نفی کے اور کیا ہو سکتا ہے - گر تم چاہتے ہو - کہ روپیہ جمع کرو تو کماؤ - اور اگر کمانا چاہتے ہو - تو محنت کرو ٭

امورات دُنیا میں گرہستی یا دنیادار آدمی کو بہت بہت رکاوٹیں پیش آتی ہیں - اگر عورت ہوشیار اور وِدیا دان ہو - تو ان رکاوٹوں کو طے کرنا کچھ مشکل نہیں پڑتا - مثل مشہور ہے - کہ اگر مرد ناتجربہ کار اور عورت واقف کار ہو - تو کاروبار خانہ داری میں خلل نہیں پڑتا - و لیکن اگر معاملہ برعکس ہو - تو تین کانے ہیں - خلاصہ یہ کہ عورت سو روش سے خانہ برباد کر سکتی ہیں - اور مرد بیلچہ سے بھی خراب نہیں کر سکتا - کُل امورات خانگی کی تجاویز عورتوں کے ہاتھ میں ہیں - بشرطیکہ عقلمند ہوں - قدرت کے نتائج پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے - کہ ستریوں کی درستی و تعلیم اولاد انسانی کے واسطے کمالیت روحانی و جسمانی کا سبق ہے - ایک دانا آدمی کا قول ہے -

زنان باردار اے مرد ہشیار   اگر وقت ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیک خردمند   کہ فرزندان ناہموار زایند

ترجمہ

بے علم عورات جو بچہ جنتے ہیں ناخلف   اُس سے ہوگی کیا بھلا دنیا کی اندر بہتری
ایسے لڑکوں سے تو اچھا ہے اگر کچھ غور ہو   وقت جننے کے شکم میں سانپ لاویں استری

ہمارے ملک کی عورات کو جس قدر گہنے پہننے کا شوق اور ٹھٹھنیاں اور سیاپا کرنے دوق ہے - اُس سے بڑھ کر اور کسی چیز کی تمنا نہیں - مردوں نے عورتوں کی نسبت کلمہ ناقص العقل کا ایسا مشہور کیا کہ اُنہیں خود اس بات کا معترف ہونا پڑا اور اس اقرار نے اُن کی زبان بالکل بند کر دی - افسوس اے اودّیا چڑیل تیرا ستیاناش ہو - تو نے کیسی کیسی غلط رسومات و توہمات ان بھولی بھالی وِدیا سے رہت ستریوں کے ہردے میں بطور زیور ہولدلی کے پہنا دی - جس کے باعث انہیں اپنے مدارج پر غور کرنا - اور باوجود مادہ قدرتی ہونے کے اُس کی ماہیت سے انکاری و بیخبر رہنا - بدھ یا ناگی تقریر و قلم قدرتی کی تحریر سمجھ بیٹھی ہیں - اے وِدّیا دیوی جلد تشریف لا - اور اس چڑیل کے جادو سے ہمیں بچا ٭

پانچواں ادھیاء

در باب طریقہ عبادت متعلقہ زنان

عبادت یا بھگتی وہ پاک جوہر ہے - کہ جن کے استعمال سے مثل بناوٹی ٹیم جا کو توڑ کر سچی شانتی کو پراپت ہوتا ہے - اِس پاک جوہر کو ہمارے گوبر گنیشوں نے اول تو صرف برہمنوں کے واسطے - دوم ہزار مشکل سے صرف مرد کو ادھکاری سمجھ کر رکھا ہے - ستری کو وِدیا کا گرہن داخل عیب سمجھ رہے ہیں - چونکہ آجکل وہ زمانہ نہیں رہا - کہ خود غرضی کے پودے پھل لاتے - اور اندھا دھند کاشی مرنات مکتی پر لوگ جہالت کی پٹی باندھ کر جگر پر جان گزرتے تھے - زمانہ نے بہت کروٹیں بدلیں - خود غرضیوں کے پودے چلے نہیں تو کملائے ضرور ہیں - علےٰ ہذا القیاس تعلیم نے ہماری آنکھیں کھول کر ہمیں بخوبی ذہن نشین کر دیا ہے - کہ بعلم نتواں خدا را شناخت - یعنے بناوِدیا ایشور نہیں جانے - کہ وِدیا نیسر اپنتر ہے - اور بغیر حصول وِدّیا عبادت یا بھگتی ناممکن بلکہ وہم و خیال ہے - کنبھ کے سنان کو گنگا کو جانا - یا علےٰ الصباح دھرم سالوں میں جا کر کوڑا اٹھانا - مہادیو جی پر جل چڑھانا - سالگرام پر تلسی ڈھال لانا - موہن بھوگ ٹھاکروں کا کانا - سنتوں کے چرنوں پر سیس نوانا یا اُن کی ٹہل کمانا - مندر کے گردا گرد سات سات پھیر دکشنا پھرانا - گھنٹہ گھڑیال بجانا - تلک چھاپ لگانا - بلند بلند آواز سے سیتا رام - رادھے کرشن - شیو مکتی ادا فرمانا وغیرہ جیا امورات کا عبادت میں کچھ ٹھکانا نہیں ہے - عبادت صرف دل کی صفائی و صداقت کی کارروائی پر منحصر ہے - ورنہ عبادت یا جماعت چہ تعلق - جس چیز کو مہاتما رکھیشوروں نے طریقہ عبادت قرار دیا ہے - وہ مندرجہ باتوں سے

حتی وجہ سے موجود رہتے ہیں۔ [illegible] زمین رانی سے دو اور ست جیوادھیات سے بھی [illegible] ہوتی ہے۔ جب یہ تینوں چیزیں شدھ ہو گئیں۔ تو اُسی وقت پچھلی پاپ سے جسم میں سے جو روگ تھی اُن سے دکھ یا [illegible] ہیں۔ ان کو دور کرے۔ [illegible] صرف [illegible] حقانی باشد معنی [illegible] والے ہیں۔ [illegible] باطن یا جسم سے اُس کو کچھ تعلق نہیں۔ وہ کسی اور ذات کے متعلق ہیں۔ دنیا میں یہی بات ہے۔ کہ کسی کو بھی اکثر شخص میں یہ خیال اور یہ [illegible] ہوتے ہیں۔ اور ریاست سواست [illegible] لیتے ہیں اور کچھ ستر سمجھ جاتے [illegible] راستی ہے۔ راست گفتاری و راست کرداری و راست رفتاری سے من کی صفائی منحصر ہے۔ ورنہ مگر مالا پھیرنی اور رام رام جپا پر ایا دل اپنا خیال کرنا ہے۔ اکثر مالا ریا کی نشانی ہے۔ نہیں تو شمار کرنے کی کوئی ضرورت آن پڑی ہے۔ کوئی سودا [illegible] ہے کسی سے لینا نہیں کہ حساب کرتے رہیں اور [illegible] کے تمام سے ایک گونہ تفاخر دل میں سما جاتا ہے۔ کہ [illegible] آج تک ہزار مرتبہ گو بتری جاپ کی ہے۔ بالاگو مرتبہ مالا پھیرنی من کی مالا پھیرنی چاہئے۔ نہ کہ چوب [illegible] دانوں کی +

اے بت پرستو [illegible] — گردن [illegible] تیرے [illegible]
[illegible] میں [illegible] — ایشر کا تمکو خوف نہیں [illegible]
جسم کو تو آپ سے [illegible] بنا دیا — پیدا ہوا ہے شکم سے [illegible]
من پھیر دام حق سے گر ہوش ہے تجھے — مالا [illegible] کو [illegible] تو بار بار

اور [illegible] سے جیو [illegible] راستی سے دور پڑا ہوا گیانی [illegible] یا [illegible] آشرم کی گیانی پر پڑھ کر کبھی ہوشمند ہوگا۔ کیونکہ اب تک جنم سے اس کو [illegible] کی تمنا و [illegible] و ہوس گھیرے ہوئے ہے۔ پس اس کا [illegible] پسند ہونا سوائے ودیادان اور عالم باعمل ہونے کے نہیں ہو سکتا۔ ودیا کہتے جاننا اور تپ کہتے تحمل کرنا۔ یہ دو ایسے اصول ہیں کہ جیو کی شدھی کے واسطے کافی سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔ ورنہ سوائے ان کے ناممکن بلکہ محال ہے۔ کہ جیو شدھ ہو۔ اس موقع پر یہ مناسب معلوم ہوا۔ کہ جہلا کے اس قول کو تردید کی جاوے۔ جو وہ کبھی کبھی [illegible] کہتے ہیں۔ کہ جیتا پڑھیا تینا [illegible] لیکن افسوس کہ [illegible] جہالت سے نہیں اس [illegible] سوال کے جواب دینے کی بھی ضرورت بیان کی خیر سائل کا سوال پورا کرنا واجب ہے کہ بھائی اس مثال میں آپ نے سخت غلطی کھائی۔ اصل اس طرح پر ہے۔

جتنا پڑھیا [illegible] بدھی عقل سوائی — [illegible] بھلانہ پایا [illegible] عمر گنوائی

(کیوں کہ بدھی شدھ ہوتی ہے) گیان [illegible] پار برہم پرماتما کا ہے۔ جسکی [illegible] میں گیان نہیں۔ وہ اگرچہ بدھی ہے۔ لیکن اشدھ ہے۔ جیسے [illegible] آئینہ پر [illegible] نہیں وہ آئینہ [illegible] ہے۔ لیکن اندھا ہے۔ اول جسم کا گیان چاہئے۔ کہ اس کی [illegible] و اصلیت و پرورش کس طرح پر ہے۔ دوم کرم اندریوں کا۔ سوم گیان اندریوں کا۔ چہارم جیو۔ پنجم پرماتما کا۔ جب پرماتما کا گیان من میں سمایا تو یقین کامل ہے کہ حقیقی سرور یا سچا آنند پراپت ہوگا۔ میری رائے میں [illegible] کے واسطے [illegible] اور عبادت یہی ہے۔ کہ اول علی الصباح اٹھ کر نہانا بعد اُس کے [illegible] کر لی جائے۔ اُس سے پیچھے تمام روز حسب موقع امورات خانگی میں سرانجام کریں۔ کھانا اور سندھیا کرنے۔ خاوند کی متابعت اور فرمانبرداری اور بال بچوں کی پرورش و تعلیم دینی اور کاروبار خانگی میں مصروف رہنا ستریوں کے دھرم کی درستی کے واسطے اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں۔ آجکل کے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] کے جیسے [illegible] خیال ہیں۔ وہ [illegible] پوشیدہ نہیں۔ [illegible] آجکل کے مندر اور [illegible] پرستش [illegible] بد چلنی [illegible] ہوتی ہیں۔ اگر ان [illegible] دکھا [illegible] ہیں۔ بعقل اخبار و [illegible] دوارکا و [illegible] کو دیکھا ہے۔ کہ جہاں اہل ہنود کی عورت کثرت سے [illegible] شاگرد [illegible] پر توجہ کرنی چاہئے۔ کہ اہل ہنود کی عورات ہر دو شہر کی اخلاقی زندگی پر [illegible] کا سخت بڑا اثر [illegible] جب [illegible] ان [illegible] سب اکٹھا کیا۔ تو [illegible] ہو جاویں۔ اگر عورات آریہ ورت حقیقی عبادت [illegible] مقدس جب [illegible] سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے [illegible] میں لکھ دیا ہے۔ [illegible] اور ہمیشہ راحت اور آرام میں [illegible] جھگڑوں [illegible] سامنے [illegible] اصل بنیاد [illegible] سے دور ہو جائیں [illegible] سبب [illegible] حسد و رذیل حالت میں ہیں۔ اگر اس کی تفصیل کیجاوے۔ تو [illegible] دفتر تیار ہونا ممکن ہے کہ اسی جہالت کی بدولت وہ فرقہ جہلا میں شمار ہو کر [illegible] سمجھے جاتے [illegible] میں کر سکتا ہوں۔ کہ [illegible] تعلیم کے اور عورات میں کچھ جہالت نہیں ہے۔ اور [illegible] اور قدرتی [illegible] دکھائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کی عورات [illegible] برت [illegible] کر [illegible] میں [illegible] کی [illegible] گئیں [illegible] آماوس وغیرہ دنوں کو [illegible] ہیں۔ اور [illegible] وغیرہ برتوں کی [illegible] وقت ضائع کرتی ہیں اور اگر کوئی [illegible] کل [illegible] پر جا کر [illegible] دولت برباد کر آوے یا جب کا کوئی [illegible] نہیں تو [illegible] والے کا فکر کرتی ہیں۔ یا اگر کوئی عورت مندرجہ بالا روزوں میں [illegible] ہوئی۔ تو [illegible] دھام کو پراپت ہو کر مکت شدھ سمجھی گئی۔ وائے جہالت اور افسوس نادانی۔ تو نے کیا کیا حال [illegible] دیویوں کو [illegible] چڑیلیں و ڈائنیں بنایا۔ اے پرماتما آریہ ورت [illegible] ستریوں کو [illegible] برتوں و روزوں سے چھڑا کر [illegible] پرستش سے بچا اور اپنی [illegible] پر [illegible] اپنی گیان [illegible] کے [illegible] تا کہ وہ [illegible] آگاہ ہو کر [illegible] کا سبق [illegible] اور نیکو کار [illegible] پیدا کریں +

آخری پرارتھنا

اے بال بچوں [illegible] پاک [illegible] جنم مرن سے مبارک! [illegible] رہنے والے [illegible] کرنے [illegible] آزاد [illegible] ہمیشہ شدھ بدھ مکت [illegible] حقیقی الہام [illegible] ستریوں [illegible] کو جہالت سے [illegible] تعلیم [illegible] زندگی۔ ایسے انتظام اور اپنی [illegible] کے زیوروں سے آراستہ کر [illegible] رہیں۔ [illegible] توہمات۔ فضول رسمیات۔ [illegible] اور لا یعنی [illegible] سے اُنہیں [illegible] تہذیب کی پالیسی پر چلا [illegible] پار برہم کو ہے جسکی کرپا سے آج [illegible] ہوئی اور جسقدر متعلق بہبودی عورات کے واجب جانا تحریر کر دیا مجھے اس سے شہرت منظور نہیں صرف ہمدردی انسان کی التجا ہے۔ زیادہ نیاز — اوم تت ست برہم

سماپت

ستری سکھشا

پر پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا مضمون

لیکھرام ورڈھ وتسوا ایسی پوشارٹھی لیکھرام۔ اُن پرسوں میں تھا جو ستری شکھشا کے مہت کو سمجھتے ہیں۔ اور جو اس کام کے لئے جہاں تک اُن سے بن پڑا ہے۔ کام کرتے ہیں اُس وقت جبکہ آریہ سماجوں میں سب پرکار سے شانتی تھی۔ حکمہ بادیؐ کا لفظ جو قسمتی سے سماج کے ممبران نے ابھی تک نہیں سیکھا تھا اور جبکہ ہر ایک آریہ کیول دھرم بھاؤ سے پریرا جاکر مضمون اور کتابیں لکھتا تھا اُس وقت جسے رچنا تک ہمیں معلوم ہے (قریباً دس سال ہوئے۔ پہلا رسالہ جو ستری شکھشا پر سماجوں میں نکلا پنڈت لیکھرام کی قلم سے نکلا اور شائع ہوا۔ اس رسالہ کا نام "کماری بھوسن" ہے اس میں پنڈت جی نے تمکی اور پرمان سے ثابت کیا ہے کہ ستری شکھشا نہایت ضروری ہے۔ وید اس کی آگیا دیتا ہے شاستروں کی اس کے لئے ہدایت ہے اور بدھی مان لوگ اس کے لئے سخت تاکید کرتے ہیں۔

پنڈت لیکھرام پہلا شخص تھا جس نے ساما جک دنیا کو ایک پراچین رسی کا یہ پرمان سُنایا کہ یگیوپویت سنسکار کا ادھکار جیسا بالکوں کو ہے ویسا ہی کنیاؤں کو ہے۔ اور مرحوم آریہ مسافر کی دلی خواہش تھی کہ کنیائیں بھی یگیوپویت سنسکار کریں۔ کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ جس طرح سے پراچین سمے میں یگیوپویت اور ویدآدھین سنسکار رسی منتر اور رشی کنیاؤں میں رائج تھا۔ اسی طرح سے اب بھی ستریوں میں ان سنسکاروں کا رواج دینا اتی اوچت ہے۔

لکچروں میں ذکر۔ ایسی زبردست تحریر کے سوائے پنڈت جی کے آریہ سماجوں میں ستری شکھشا پر بہت لکچر ہوئے ہیں۔ اور پنڈت جی کمارل آچاریہ کی اس گفتگو کو جو راج مندر میں بیٹھی ہوئی راج کنیا نے کی تھی۔ اکثر لکچروں میں ذکر کیا کرتے تھے پنڈت کمارل آچاریہ کا ورتانت یہ ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ویدک دھرم لوپ ہو گیا تھا۔ شاستروں کا پڑھنا پڑھانا چھوٹ گیا۔ اور سب لوگ ناستک ہوتے جاتے تھے۔ تو پنڈت کمارل آچاریہ ایک دن پھرتے پھرتے ایک راج مندر کے نیچے سے گزرے۔ ایک کنیا اوپر بیٹھی ہوئی ورلاپ کر رہی تھی۔ "ویدوں کا دھرم لوپ ہو گیا۔ ناستک پن پھیل رہا ہے۔ شاستروں کا نرادر ہو رہا ہے ہائے کیا کوئی اس کی رکھشا کرنے والا نہیں!" رشی نے نیچے سے سُنا۔ جھٹ کھڑے ہو گئے اور راج کنیا کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ "مت رو۔ میں ابھی جیتا ہوں میں ویدوں کی رکھشا کروں گا" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پنڈت جی ستری جاتی کے کہاں تک مشکور تھے اور انکے دل میں کہاں تک خیال تھا کہ بھارت ورش میں ایسی ستریاں ہو گذری ہیں جو دھرم ناؤ کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر ورلاپ کیا کرتی تھیں۔ اور رشی ان سے پریرے جاکر دھرم دھجا کو پھر سے اُڑانے کے لئے اُدیت ہوتے تھے۔

ستریوں کا سنسکار۔ مجھے اچھی طرح سے ایک دفعہ کی بات یاد ہے جبکہ ایک دھاؤنہ پُرش ایک ستری کی نسبت سخت سست الفاظ کہہ رہا تھا۔ تو پنڈت جی ان شبدوں کو نہ سہہ سکے اور اس پُرش کو بہت شرمندہ کیا کہ تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم اپنے آپ کو آریہ کہتے ہو۔ کیا تمہیں ویدوں کا کبھی کچھ خیال نہیں تم آریہ کہلانے کے مستحق نہیں اگر تم آریہ ہوتے تو ستریوں کے لئے ایسے سخت لفظ کبھی استعمال نہ کرتے۔

جالندھر میں جن لوگوں کو پنڈت جی کے گھر آنے جانے کا موقعہ ملتا تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ پنڈت جی سب ستریوں کو ماتا۔ مائی۔ دیوی۔ بہن۔ ایسے لفظوں سے پکارا کرتے تھے اپنی دھرم پتنی سے اُنکا بہت پریت تھا۔ اکثر جلسوں پر وہ اپنی دھرم پتنی کو ساتھ لیجاتے تھے۔ اور سشیل بیبیوں سے اسی سوشیلا بھاریا سے بات چیت کیا کرتے۔ گو ان کو وقت نہیں ملتا تاہم سری متی لکشمی جی ستری سماج میں جانے لگیں۔

پنڈت جی اُن آدمیوں میں سے نہ تھے جو ستریوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اور گرہست کی ضروریات کو لاپرواہی سے دیکھتے ہیں وہ ہمیشہ ہر ایک ضروری چیز کو موقعہ پر بہم پہنچاتے اور دھرم پتنی کی اچھیا کو پریتا سے پالن کرتے تھے در حقیقت یہ جوڑا خوشی سے زندگی کاٹ رہا تھا۔

اپنی دھرم پتنی کے ساتھ وایو سیون یعنی ہوا خوری۔ بہت سے لوگوں کو شاید یہ بات نئی معلوم ہو گی۔ کہ لیکھرام جی اپنی دھرم پتنی کی صحت درست رکھنے کے لئے ان کو شام کے وقت سورج غروب ہونے کے قریب۔ کھلے کھیتوں میں وایو سیون (ہوا خوری) کے لئے لیجاتے تھے۔

کنیا آشرم کی کنیاؤں کے ساتھ باہر جاتے ہوئے میں نے کئی بار اُن کو اپنی دھرم پتنی لکشمی جی کے ساتھ جاتے دیکھا۔ اور کئی بار اُس خوش نصیب جوڑے کو کسی کھیت کے کنارے پر بیٹھے اپنے پسر کو کھلاتے ہوئے ملاحظہ کیا۔

کنیا مہاودیالہ کے ساتھ پریم۔ پنڈت جی مہاودیالہ کے بڑے حامی تھے۔ جالندھر جب وہ آتے مہاودیالہ کی کُشل کھیم اوشیہ پوچھتے اور اُس کی ترقی کے وسائل پر غور کرتے۔ اپنے دوستوں سے جالندھر جانے اور مہاودیالہ کا معائنہ کرنے کی پریرنا کیا کرتے تھے۔ اُن کا آخری خط جو مہاودیالہ کے پردھان کے نام آیا تھا۔ قتل ہونے سے کچھ دن پہلے کا تھا اس میں انہوں نے لکھا تھا "لالہ باروبل رئیس جگادھری۔ جو کہ آریہ سماج کو دل سے چاہتے ہیں گو ممبر نہیں ہیں۔ وہ کسی کام کے لئے لاہور آئے تھے آج مجھے ملے۔ اُنکا مشتاق مہاودیالہ دیکھنے کا ہے وہ پرسوں وہاں آویں گے۔ آشا ہے کہ آپ اُن کے واسطے دو پہر کی گاڑی میں اگر آدمی یا گاڑی بھجوا دیں۔ تو مہربانی ہوگی انہیں اپنے مکان پر ٹھہراویں اور ودیالہ دکھلا دیجئے۔ نتیجہ نیک نکلیگا۔

لیکھرام از لاہور۔ ۴ فروری سنہ ۱۸۹۷ء

انعامی مضمون جس مضمون کی یہ بھومکا ہے اسکا اتہاس یہ ہے کہ اگست سنہ ۱۸۹۴ء میں کنیا مہاودیالہ کی ترقی کے لئے ایک چاندی کا تمغہ انعامی مضمون کے لئے رکھا گیا تھا۔ تمغہ پر "در ستری شکھشا" یہ الفاظ کھدے ہوئے تھے۔ مضامین کی جانچ پڑتال کے لئے تین صاحبان کی ایک کمیٹی نیت ہوئی تھی۔ مضمون میں حسب ذیل وشیوں پر وچار کرنا تھا:۔

اوّل۔ کیا ستریوں کو اعلٰے تعلیم کا ادھکار ہے؟ یُکتی اور پرمان سے۔

دوم۔ کیا ستریوں کو اعلٰے تعلیم کی ضرورت ہے؟

سوم۔ پرشوں کو ستری شکشا کی طرف رُچی دلانے کے کیا کیا اپاؤ ہیں؟

چہارم۔ ستری شکشا کو ترقی دینے کے کیا کیا وسائل ہیں؟
پنجم۔ ستریوں کو پورن ودوشی بنانے یعنی ان میں اعلےٰ تعلیم پھیلانے کے کیا کیا اپائے ہیں؟

اور گو تمغہ لالہ جمنا داس بی۔ اے کو پراپت ہوا۔ مگر پنڈت جی کا مضمون ایسا ہے۔ جس سے پبلک بہت لابھ اٹھا سکتی ہے۔ اور جو ستری شکشا کے پرچارک اور سہائکوں کو بہت مفید ہوگا۔

مضمون پر ایک سرسری نظر پنڈت جی یکتی اور پرماں سے ثابت کرتے ہیں کہ ودیا کا ادہکار ستریوں کو ہے۔

سب سے پہلے ودیا کا ستریوں کو ادھکار ہے۔ وہ یہاں تک زور دیتے ہیں۔ "علاوہ ریں ودیا خود ستری لنگ ہے اور اس کی دیوی سرسوتی بھی ستری ہے ودیا کے واسطے کوئی پُلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو ودیا کا ادہکار ہے بعد ازاں مردوں کو۔ افسوس! کہ ماتا یعنی سرسوتی کی جائداد سے بیٹیاں محروم ہوں"۔

ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی بہت ضرورت ہے کیونکہ جیسا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ "اگر ستریوں کو سبھیتا۔ سوشیلتا۔ کوملتا۔ شکشا۔ دہرم اور موکش کی ضرورت ہے تو بے شک انہیں ودیا کی ضرورت ہے اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے نہیں آسکتیں۔ اس لئے ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے"۔

ستری شکشا پر اپدیش پنڈت جی سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس مضمون کی اشاعت اور پرشوں کی رچی اس طرف بڑھانے کے لئے اور اپاؤں کے ساتھ کچھ لیکچرار ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو ملک میں اس وشے پر اپدیش کریں"۔ ایشور کرے کہ پنڈت جی کی اس سفارش پر ہمارے وہ بھائی جو اپدیش دے سکتے ہیں۔ زور دینے میں غور کریں۔ اور بھارت ورش میں ستری شکشا کی ضرورت کا ناد بجائیں۔ یہاں تک اور اس زور سے کہ بہرے ہیں جن کے کان وہ بھی سنیں۔ اور سننے کے لئے مجبور ہوں۔

ستریوں کو شکشا کی طرف رچی دلانے کے لئے وقت نکالو۔ ستری شکشا کے حامیاں کو پنڈت جی کے یہ الفاظ کبھی نہ بھولنے چاہئیں۔ "اُن پر عمل کرنا چاہئے۔ کہ کنیا پاٹھشالاؤں میں اپنی لڑکیاں داخل کریں اور اپنی ستریوں کو تعلیم دینے کے لئے گھر میں وقت نکالیں۔ تاکہ تعلیم حاصل کرکے انکی ستریاں ودیا کی قدردان ہونگی۔ اور پھر وہ ستریاں اولاد کو بے وقوف رکھنا ہرگز ہرگز گوارا نہ کرسکینگی۔

پرشو ہمت کرو۔ ہمت کرو۔ اور ہمت کرو۔ پنڈت جی سماجی پرشوں کو اس کام کیلئے اور پرشارتھ سے تن من۔ دھن لگانے کی پریرنا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ "ستریوں کو پورن ودوشی بنانے کے لئے ستری شکشا کی ضرورت جیسے ویتنے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہوکر اس مرض کے ناس کرنے کے لئے یتن کریں۔ بڑی ہمت اور یتن کرنے کی اوشکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمہ تن و ہمہ جاں اس کے واسطے معروف ہو جائیں"۔

ودیالہ قایم کرو۔ "اور سب مریضوں کو ایک شفاخانہ میں داخل کریں جسکا نام مہا ودیالہ ہوگا"۔

سک عورتوں کی۔ ملکی ودیا کھیاں۔ پنڈت جی کی تجویز نہایت عمدہ ہے [illegible] شکر اور خوشی کا مقام ہے کہ کنیا مہا ودیالہ جالندھر اس تجویز کو عمل میں لا رہا ہے یعنی سب کنیاؤں کو ہال میں جمع کرکے پربندھ کرتا دھرتا لوگوں کے جیون چرتر پر ویاکھیان دیتا ہے۔ اور ادھیاپک ادھیاپکائیں۔ کنیاؤں کو اچھی اچھی اور نیک ستری یا کنیاؤں کی کتھائیں یاد کراتی ہیں۔ ان پر رچی دلاتی ہیں۔ اور کنیاؤں کو شکشا دیتی ہیں۔ کہ تم بھی ایسی ہی بنو"۔ اسی تجویز سے وہ نیک عورتوں کی لائف پر سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد۔ وہاں ویاکھیان دیا کریں۔ اور دوسرا اپائے یہ ہے کہ انعام کسی اچھے موقعہ پر۔ لڑکیوں کو اُن کے ماباپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے دیا جاوے"۔

دیوراج

ستری شکھشا پر مضمون

بحوالہ اشتہار ست دہرم پرچارک ۴۔ اگست ۱۸۹۷ء

(۱) کیا ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادھکار ہے۔ یکتی اور پرماں سے؟

زمانہ کے انقلاب اور ست دہرم کی ناؤ کے گرداب میں آنے کے کارن ایسے ایسے سوال بھی آریہ ستان سے ہونیکا سمے آگیا۔ وہ لوگ کہ جن کی صداقت اور حق پسندی چار دانگ عالم میں مشہور تھی۔ آج اودیا کے زبردست دھکہ سے ایسے گر گئے کہ انہیں آتمک سچائی سے انصاف کا ذرا خیال نہ رہا۔ بیہودہ توہمات میں پھنس کر دیدیہ کے پوتر گن کو یک لخت ترک کر بیٹھے ہائے رے کال تیری لیلا کا جاننا سراسر محال ہے۔

اوشیہ ہی ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کا ادہکار ہے۔ اور یہ بات تمام دنیا کے ودوانوں کی سمتی انوسار سویکار کرنے کے یوگ ہے کہ جس ملک اور قوم میں ستری جاتی کے سدھار کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ وہ روز بروز ادہوگتی کو گرتی جاتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں ہم لوگ ستریوں کی تعلیم میں سب مہذب قوموں سے پیچھے ہیں۔ پر تو اب بھی دنیا کی قوموں سے گئے گزرے نہیں ہیں۔ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی کی بعض اقوام میں تعلیم نسواں کا بہت چرچہ ہے۔ راجپوت کا قصہ۔ کشمیری۔ اور سکھ خصوصاً عورتوں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن میں جاہل عورتیں بمقابلہ اور قوموں کے کم ہیں۔

ادھکار کا خیال بہت پرانا نہیں بلکہ نویں اور تھوڑی ہی مدت کا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اسکا ست شاستروں میں کہیں پتہ نہیں ملتا۔ چنانچہ ادھکار اور ان ادھکار کے محقق اور پورے فیصلہ کرنے والے مہرشی جیمنی جی نے فرمایا ہے۔ کہ ست شاستروں یعنی ویدوں کا سب منشیہ ماتر کو ادہکار ہے کسی کو ان ادہکار نہیں۔ جب سب کو ادہکار ہے تو کیا ستری جاتی سب میں نہیں یا وہ انسانی فہرست سے خارج ہے۔ اگر اس شاستر کے واکیہ سے سب کو ادہکار ہے تو پھر ویدوں سے بڑھ کر کون مشکل پستک ہے اور کونسی اعلےٰ تعلیم ہے۔ جس کا انہیں حق نہیں اور جب وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ تو سمست ودیاؤں کا تحصیل کرنا جو نہیں پڑھ سکیں کسی کے واسطے رکاوٹ نہیں شاستروں میں سے کرم کانڈ کا۔ یا وہ تعلق میمانسا سے ہے۔ اور وہ سب کو ادھکار بتلاتا ہے اسکا تحریر کرتا گیا۔ ویدانت شاستر ہے جو اپنشدوں اور ویدوں کی برہم ودیا کو

چہارم۔ ستری شکشا کو ترقی دینے کے کیا کیا وسائل ہیں؟
پنجم۔ ستریوں کو پورن ودوشی بنانے یعنی ان میں اعلےٰ تعلیم کیا کیا اپاؤ ہیں؟

اور گو تمغہ لالہ جمنا داس بی۔ اے کو پراپت ہوا۔ مگر پنڈت جی کا مضمون ایسا ہے۔ جس سے پبلک بہت لابھ اٹھا سکتی ہے۔ اور جو ستری سبھاؤں کو بہت مفید ہوگا۔

مضمون پر ایک سرسری نظر پنڈت جی یکتی اور پرمان سے ثابت کرتے ہیں کہ ودیا کا ادھیکار ستریوں کو ہے۔

سب سے پہلے ودیا کا ستریوں کو ادھکار ہے۔ وہ یہاں تک زور دیتے ہیں۔ "علاوہ بریں ودیا خود ستری لنگ ہے اور اس کی دیوی سرسوتی بھی ستری ہے ودیا کے واسطے کوئی پلنگ شبد نہیں۔ پس سب سے پہلے عورتوں کو ودیا کا ادھکار ہے۔ بعد ازاں مردوں کو۔ افسوس! کہ ماتا یعنی سرسوتی کی جائداد سے بیٹیاں محروم ہوں"۔

ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی بہت ضرورت ہے کیونکہ جیسا کہ پنڈت جی کہتے ہیں۔ "اگر ستریوں کو سبھیا۔ سوشیلتا۔ کوملتا۔ سکھ۔ دھرم اور موکھش کی ضرورت ہے تو بے شک انہیں ودیا کی ضرورت ہے اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلےٰ تعلیم کے نہیں آسکتیں۔ اس لئے ستریوں کو اعلےٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

ستری شکشا پر اپدیس پنڈت جی سفارش کرتے ہیں۔ کہ اس مضمون کی اشاعت اور رشیوں کی رچی اس طرف بڑھانے کے لئے اور اپاؤں کے ساتھ "کچھ لکچرار ایسے بھی ہونے چاہئیں۔ جو ملک میں اس وشے پر اپدیش کریں" ایشور کریں کہ پنڈت جی کی اس سفارش پر ہمارے وہ بھائی جو اپدیش دے سکتے ہیں۔ زور دینے میں غور کریں۔ اور بھارت ورش میں ستری شکشا کی ضرورت کا نادیجائیں۔ یہاں تک اور اس زور سے کہ بہرے ہیں جن کے کان وہ بھی سنیں۔ اور سننے کے لئے مجبور ہوں۔

ستریوں کو شکشا کی طرف رچی دلانے کے لئے وقت نکالو۔ ستری شکشا کے حامیاں کو پنڈت جی کے یہ الفاظ کبھی نہ بھولانے چاہئیں۔ بلکہ ان پر عمل کرنا چاہئے۔ کہ کنیا پاٹھشالاؤں میں اپنی لڑکیاں داخل کریں اور اپنی ستریوں کو تعلیم دینے کے لئے گھر میں وقت نکالیں۔ تاکہ تعلیم حاصل کرکے آپکی ستریاں ودیا کی قدردان ہونگی۔ اور پھر وہ ستریاں اولاد کو بے وقوف رکھنا ہرگز ہرگز گوارا نہ کر سکینگی۔

پرشو! ہمت کرو۔ ہمت کرو اور ہمت کرو۔ پنڈت جی سماپتی پر پرشوں کو اس کام کیلئے اور پورتارتھ سوتن من۔ دھن لگانے کی پریرنا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ "ستریوں کو پورن ودوشی بنانے کے لئے ستری شکشا کی ضرورت جاننے والے پرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن۔ مصروف ہوکر اس مرض کے ناس کرنے کے لئے یتن کریں۔ بڑی ہمت اور یتن کرنے کی اوشکتا ہے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمہ تن وہمہ جان اس کے واسطے معروف ہو جائیں"۔

ودیالہ قایم کرو۔ "اور سب مریضوں کو ایک شفاخانہ میں داخل کریں جسکا نام مہا ودیالہ ہوگا"۔

سکھ عورتوں کی زندگی بر ودیا کمال۔ سردار جی کی تجویز بہایت عمدہ ہے

صلاح کی جاوے۔ اور پھر لگاتار ہمت سے کام نہ کیا جاوے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمہ تن و ہمہ جان اس کے واسطے مصروف ہو جائیں۔ اور سب مریضوں کو ایک شفاخانہ میں داخل کر دیں۔ جن کا نام مہا ودیالہ ہوگا۔

مہا ودیالہ کی نگرانی کرنے والے ایسے پرش ہوں جو اعلیٰ منتظم ہونے کے علاوہ نہایت ہی نیک چال چلن ہوں۔ کیونکہ لوگوں کے ننگ و ناموس کا اس سے زیادہ تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی غلطی سے کلنکت ہو کر ساری محنت کو برباد کر دیں۔ اور پھر ہم کو مایوس ہونا پڑے۔

آپ خیال رکھیں کہ رایا مائی کے عیسائی ہو جانے سے تعلیم نسواں کو بہت سخت صدمہ پہنچا ہے اس قسم کی بیماری خرابیوں کو حتّے الوسع روک دیا جاوے البتہ تشخیص کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور اس کا اپائے و کتب تعلیم اور قاعدہ تعلیم کی اصلاح کرنا ہے ہمارے منتظموں کو چاہیے کہ وہ دیگر مہا ودیالوں کی نگرانی کرنے والے فاضلوں سے صلاح لیں۔ شاستر ریتی کے مطابق ۱۶ سے ۲۴ تک کنیا کے وواہ کا سمہ ہے اور ودیا آدھیہ کا سمہ ہشتمہ ہے ۸ سے ۲۴ تک۔ ۸ برس۔ ۸ سے ۱۹ تک ۱۱ برس اور ۸ سے ۱۶ تک ۸ اور ۸ سے ۲۴ تک ۱۶ برس ہوتے ہیں۔ اگر طریقہ تعلیم آسان ہو اور تاریخ و جغرافیہ و حساب کو بھی آسان کیا جاوے تو پڑھائی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اور کالیداس کا نیہ اگر منسوخ کئے جاویں اور ان کے بدلے بالمیکی یا منوسمرتی کے ادھیائے رکھے جاویں۔ تو کم سے کم دو گنا اور زیادہ سے زیادہ شاستری کے واسطے سمہ کافی ہے۔ اقلیدس عود تو ملکو سنسکاری ہیں زیادہ مددگی اور میرے خیال میں وہ ان کی طبیعت کے زیادہ انوکول ہے ویدک (طب) کی کتابیں شروع سے آخیر تک پڑھائی میں کسی نہ کسی طرح شامل رکھنی چاہئیں۔ اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کبھی کبھی امتحان لیا کرے۔ علاوہ ازاں نیک عورتوں کی لائف پر کبھی کبھی سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد وہاں ویاکھیان دیا کریں۔ اور دوسرا اپائے یہ ہے کہ انعام یا کسی اچھے موقعہ پر لڑکیوں کو ان کے ماں باپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے عزت دی جاوے۔

۳ ستمبر ۱۸۹۳ء لیکھرام آریہ مسافر از شہر جالندھر

آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آپہنچا ہے۔ اور اودیا نے وہ دن دکھلایا جبکہ لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کہلانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر عمدہ اور مہذب و حقیقی نام بھلا کر ایک گمنام۔ فرضی غیر مہذب اور ناموزوں کلنک لئے ہمارے بھائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور پیچھے وہ اصلی نام کی عزت اور واقفیت دور ہو کر اسکا جاننا و ماننا بھی ہٹ گیا۔ اور یہاں تک اودیا کا تسلط ہوا۔ کہ بجائے آریہ کے ہندو اور بجائے آریہ ورت کے ہندوستان کہلوانے اور کہنے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس!!!

نظر براں مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر ان کی تشریح کر کے حق و باطل کا پورا اظہار کیا جائے۔ تاکہ اہل خلاف کو موقعہ لاف و گزاف کا نہ رہے۔

واضح ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان اور ہندو نام کو کئی وجہ سے برا سمجھتے ہیں۔ وہو ہذا:

نمبر ۱- ہماری قوم کا ہندو نام کسی سنسکرت پستک میں درج نہیں ویدوں سے شاستروں بلکہ پرانوں سے لیکر ست نارائن کی کتھا (جو بہت تھوڑے عرصہ کی تصنیف ہے) تک بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں ملتا۔ اس واسطے ہمارا نام ہندو نہیں۔

نمبر ۲- کبھی کسی یادداشت روزمرہ۔ بہی پتر اور تامپتر بہی جنم پتری ٹیوا وغیرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام نہیں لکھے گئے جس سے بخوبی ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

نمبر ۳- ہمارے ہاں کی بھاشا کتابوں میں بھی جو زمانہ اسلام سے پہلے کی تصنیف ہیں۔ بلکہ زمانہ اسلام کی مصنفہ پستکوں میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ حتّے کہ کسی مذہبی یا قومی رسومات کے ادا کرتے وقت تا ہنوز بھی ہندو وغیرہ مستعمل نہیں ہیں۔ پس کسی طرح قابل قبول نہیں۔ کہ ہندو ہمارا نام ہو۔

پادری ٹامس ہاول (اپنی تشریح اسمائے ہنود آریہ میں) فرماتے ہیں کہ یہ ہندو لفظ اس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی میں آ گئے ہیں وہ اس طرح سے تبدیل شدہ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سپتہ سے ہفتہ۔ دسم سے دہم۔ سہسر سے ہزار۔ اسی طرح سندھ ہو ہندو ہو گیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے دریائے سندھ کے کنارے کے باشندے۔

جواب- پادری صاحب اتنا تو مانتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے مگر سنسکرت سے آیا ہوا۔ یعنی سنسکرت کے سندھ سے ہندو بنا ہے ایسا فرمانے میں واضح ہووے کہ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کیونکہ یونانی لوگ براہ روم۔ ایران۔ اور افغانستان کو آریہ ورت میں آئے۔ اور راستہ میں جیسا کسی ملک کا نام سنا وہی استعمال کیا۔ حرف س کا ہ سے بدل جانا ہم نے مانا۔ مگر فارسی میں سنسکرت کسی طرح نہیں۔ ہاں سنسکرت میں سندھ ہو اور سندھو ہوا (دیکھو نگھنٹو ا۔ ۳۔ اونادی کوش ۱-۱۱) دونوں ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھو کبھی باشندگاں آریہ ورت کی نسبت استعمال نہیں ہوا۔ اور نہ شایاں ہے۔ لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس لفظ کے معنے ہیں وہ البتہ مذمت معلوم ہوتے ہیں۔

سند در فارسی بکسر سین بمعنے حرام زادہ و بد و شریر و قافیہ مغیوسار کشف و شراح منتخب و غیاث و برہان و لطائف اللغات۔

چونکہ سرحد کے لوگ غیر ملک والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اسلئے ان کا نام غیر ملک والوں نے سندھو یا ہندو رکھا۔ اور دونوں لفظ فارسی زبان سے مترادف ہیں اور اس ملک کے محاورہ میں بھی نقب کو سیندھ کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان میں دریا کو سین کہتے ہیں جس سے نقب زن کا نام ہے۔ یہ سیندھ ہو یا ہندو نام ہوتا ہے۔ کسی بھلے مانس کا نہیں۔ چہ جائیکہ آریوں کا۔ پس آپ کا یہ قول بھی ہر طرح ناجائز ہے۔

پادری- ممکن ہے کہ یہ ہندو نام سنسکرت کے لفظوں سے بنا ہو یعنی ہیں اور دوش سے جن کے معنے نفی نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب ان میں سے چند الفاظ چھوٹ بھی گئے ہوں۔ جیسا کہ ہندو استھان کی بجائے ہندوستان بولا جاتا ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں نے

ہو بلکہ اس وقت دنیا کی کوئی سلطنت بھی امن و امان و وسعت میں بھارت سے مقابلہ نہیں کر سکتی

یکتی نمبر ۷۔ ست نارائن کتھا۔ منگل گنیش چوتھ واسنت کتھا۔ گورگیا۔ اندھے کے وہ بھائی تالو وغیرہ کی دور از قیاس باتیں سنا کر آج کل جو ٹھگ لوگ ستریوں کے تن من دھن ہر لیتے ہیں۔ یہ خرابی اُن کے تعلیمیافتہ ہونے سے نہ رہے گی کیونکہ وہ وِدیا پڑھکر ایسی کتھائیں بلکہ ان سے عمدہ عمدہ خود سنا سکیں گی اور ان فضولیات کی تردید بھی کر سکینگی۔

یکتی نمبر۔ مالوں۔ جوتشیوں۔ ڈکوتوں۔ کیمیاگروں۔ فال گیروں۔ گور پرستوں مسانٹروں سڑبیوں۔ مساڑوں کی رونق کم ہو جائے گی (عورتوں کی تعلیم سے آزردہ ہو جانا چاہئے انکو نہ کہ ہمارے تعلیمیافتہ ہندو بھائیوں یا آریہ بھائیوں کو۔

یکتی نمبر ۸۔ ستریوں کی بدچلنی کے ۷ اسباب ہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔ اکیلے باغوں کی سیر کرنا۔ شراب پینا۔ رات کو دوسرے کے گھر جانا اور وہاں رہنا۔ فحش گیت گانا۔ غیر مردوں کے سامنے بیحیائی سے ناچنا اور ہنسی ٹھٹھا کرنا۔ چلنا۔ زیادہ ڈلیح۔ زیادہ آرام طلب ہونا۔ زیادہ دکھی ہونا۔ اکیلے دیہات میں سفر کرنا۔ ناولوں کا سننا۔ خاوند کا بدمعاش ہو جانا۔ خورد سالی میں شادی اور پھر ماں باپ کے گھر ہمیشہ رہنا۔ خود رائی اور خود پسندی۔ اور مندروں میں جا کر جھگڑا کرنا یہ سولہ باتوں سے کیسی نیک اور خاندانی عورت ہو بیت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ساری خرابیاں بغیر تعلیم کے کسی طرح دور نہیں ہو سکتی ہیں۔ پس ان تعلیم کا انہیں ادھکار اور ضروری ادھکار ہے۔

۲۔ کیا ستریوں کو اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔

جن کو قدرت نے دل و دماغ دیا ہے انہیں اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے۔ اگر ستریوں کے پاس دل و دماغ زبان و آنکھ موجود ہیں تو ان کو ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو ان اعضاء کے ساتھ سمبندھ رکھنے والی ہیں۔ اگر ستریاں ماں کے پیٹ سے پڑھی لکھی پیدا ہوتی ہیں تو انہیں کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن جب معاملہ برعکس ہے۔ اور عرصہ سے مردوں کی تعلیم کا زیادہ پرچار ہونے کے کارن اور خود مردوں کی خود غرضی اور شرارت سے ستریوں کی حالت زیادہ گر گئی ہے۔ تو نہایت ہی زیادہ ضروری ہے کہ ان کی تعلیم کا بندوبست کیا جاوے۔ اور پھر آہستہ آہستہ اعلیٰ درجہ تک اُن کو تعلیم دی جاوے۔ انگریزی قاعدہ کے مطابق نہیں بلکہ سناتن رشیوں منیوں کے قاعدہ کے مطابق۔ لیکن سب سے زیادہ انہیں اخلاق۔ خانگی امور۔ دھرم۔ صحت وغیرہ مضامین پر اعلیٰ تعلیم ہونی چاہئے۔

وِدیا کا کام ہے سدھار کرنا۔ جو زیادہ بگڑا ہوا ہے اُس کو ہی زیادہ سدھار کی ضرورت ہے۔ زیادہ بیمار کو زیادہ اوشدھی کی ضرورت ہے نہ کہ تندرست کو امورات خانہ داری کا زیادہ تعلق عورتوں سے ہے۔ اس واسطے زیادہ ضرورت وِدیا کی خاص ان کے واسطے ہے۔ اگر ستریوں کو نمرتا۔ سبھیتا۔ سوشیلتا۔ کوملتا سکھ دھرم اور موکش کی ضرورت ہے۔ تو بے شک انہیں وِدیا کی بھی ضرورت ہے۔ اور چونکہ یہ چیزیں بغیر اعلیٰ تعلیم کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا ستریوں کو اعلیٰ تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔

بالمیکی رامائن ایودھیا کانڈ سرگ ۱۲ شلوک ۵ میں لکھا ہے۔ کہ رامچندر جی جب کوشلیا سے ملنے گئے تو اُس وقت وہ سب ریشمی بستر دھارن کئے پرارت رت کے برت میں لگی ہوئی منتر پڑھ پڑھ کر اگنی میں آہوتی دے رہی تھی۔ اور سیتا بھی دھرم شاستر وغیرہ پڑھی ہوئی تھی۔ (دیکھو سیتا اور راون کا مباحثہ) جس سے اعلیٰ تعلیم ویدک ہے۔ اور ویدوں پر فاضل قدیم زمانہ کی عورتوں کے مباحثہ موجود ہیں جنہیں آجکل کے شاستری اور عالم۔ بمشکل سمجھ سکتے ہیں اور آجکل عورتوں کی بہت دُردشا ہو رہی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہم اُن کی خبر لیں (دیکھو نیتی شتک شلوک نمبر ۱۴) یعنی اگر ہم چاہتے ہیں کہ عورتیں پشوؤں سے نکلکر تہذیب کے میدان میں آویں۔ اور ہمارے گرہست درحقیقت آرسہ گھر آتے بنیں تو انہیں اعلیٰ تعلیم کی بیشک ضرورت ہے۔

۳۔ پرشوں کو ستری شکشا کی طرف راغب کرنے کے کیا کیا اُپاؤ ہیں۔

پہلا اُپاؤ۔ چھوٹے ٹریکٹ عورتوں کی تعلیم کے متعلق فاضلوں کی قلم سے لکھوا کر اُن کو اس دیش میں پھیلایا جاوے۔

دوسرا اُپاؤ۔ عام اخباروں میں ہر روز آرٹیکل عورتوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت کے بارے میں دئے جاویں اور بغیر عورتوں کی تعلیم کے ہندوستان کی بُری حالت کا خاکہ کھینچا جاوے۔

تیسرا اُپاؤ۔ پڑھی ہوئی منتظم اور لایق ستریوں کی سوانح عمریاں شایع کیجاویں۔

چوتھا اُپاؤ۔ کچھ لکچرار بھی ایسے ہوں جو دیش میں اس مسئلہ پر اپدیش کریں۔

پانچواں اُپاؤ۔ جس بات پر بطور نقص کے عام خاص کو اعتراض ہو اُسے حتی الوسع رفع کیا جاوے۔ اور جہاں تک ہو سکے لڑکیوں کی نگرانی کے واسطے نیک چلن عورتیں (شادی شدہ) ملازم رکھی جاویں۔ اور بورڈنگ ہوس میں بھی ایسا ہی انتظام کیا جاوے

۴۔ ستریوں کو شکشا کی طرف راغب کرنے کے وسائل کیا ہو سکتے ہیں۔

وسیلہ اوّل۔ جو لوگ تعلیم نسواں کے حامی ہیں اُنہیں چاہئے کہ اپنی لڑکیاں پاٹھ شالاؤں میں داخل کریں۔ اور اپنی ستریوں کو پڑھانے کے واسطے گھر میں وقت نکالیں۔ جب وہ وِدیا کی قدرداں ہونگی تو اولاد کا بیوقوف رکھنا اُنہیں ہرگز گوارا نہ ہوگا۔

وسیلہ دوم۔ جو عورت سکول کی معلمہ ہوں چاہئے کہ وہ لڑکیوں کے سدھ سبھائے بنانے کے کام کریں۔

وسیلہ سوم۔ بڑے بڑے رئیسوں کی ستریاں لڑکیوں کو مختلف شبھ موقعوں پر انعام دیا کریں۔ اور کبھی کبھی دیسی اعلیٰ افسروں کی ستریاں بھی ایسا کریں۔

وسیلہ چہارم۔ لڑکیوں کو ماں باپ کی تعظیم اور عزت کرنا عملی سکھلایا جاوے۔ اور اُن کا وقت زیادہ دستکاری میں خرچ کیا جاوے۔ تاکہ شادی ہونے پر وہ خاوند کا ہاتھ بٹانیوالی ہو جاویں۔

وسیلہ پنجم۔ جب لڑکی کا بیاہ ہو تو پاٹھ شالا کی طرف سے کوئی عمدہ چیز بطور انعام دیجاوے۔

۵۔ استریوں کو پورن وِدوشی بنانے کے کیا کیا اُپاؤ ہیں۔

جس طرح بیمار کو تندرست بنانے کے لئے دوائی اور ڈاکٹر اور پرہیز کی ضرورت ہے اسی طرح ستریوں کو پورن وِدوشی بنانے کے لئے ستری شکشا کی ضرورت جاننے والے پُرش ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ ہمہ تن مصروف ہو کر اس مرض کے ناش کرنے کے لئے یتن کریں۔ ایک معمولی روگ کے ناش کے لئے بڑی ہمت اور یتن کرنے کی اوشیکتا ہے چہ جائیکہ ایک راج روگ کو دور کرنے کی

صلاح کی جاوے۔ اور پھر لگاتار ہمت سے کام نہ کیا جاوے۔ ایسے موقعہ پر حاذق حکیموں کی ضرورت ہے۔ جو جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پرواہ نہ کر ہمہ تن و ہمہ جان اس کے واسطے مصروف ہو جائیں۔ اور جب مریضوں کو ایک شفاخانہ میں داخل کر دیں۔ جن کا نام مہا ودیالہ ہوگا۔

مہا ودیالہ کی نگرانی کرنے والے ایسے پرش ہوں جو اعلےٰ منتظم ہونے کے علاوہ نہایت ہی نیک چال چلن ہوں۔ کیونکہ لوگوں کے ننگ و ناموس کا اس سے زیادہ تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی غلطی سے کلنکت ہو کر ساری محنت کو برباد کر دیں۔ اور پھر ہم کو مایوس ہونا پڑے۔

آپ خیال رکھیں کہ رایا بائی کے عیسائی ہو جانے سے تعلیم نسواں کو بہت سخت صدمہ پہنچا ہے اس قسم کی ساری خرابیوں کو حتے الوسع روک دیا جاوے البتہ تشخیص کی سب سے زیادہ ضرورت ہے اور اس کا اپاؤ کتب تعلیم اور قاعدہ تعلیم کی اصلاح کرنا ہے ہمارے منتظموں کو چاہیئے کہ وہ دیگر مہا ودیالہ کی نگرانی کرنیوالے فاضلوں سے صلاح لیں۔ شاستر ریتی کے مطابق ۱۶ سے ۲۴ تک کنیا کے بواہ کا سمہ ہے اور ودیا آرنبھ کا سمہ ہشٹ ہائے ۶ سے ۸ تک۔ ۸ برس۔ ۶ سے ۱۶ تک ۱۰ برس اور ۸ سے ۱۶ تک ۸ اور ۸ سے ۲۴ تک ۱۶ برس ہوتے ہیں۔ اگر طریقہ تعلیم آسان ہو اور تاریخ و جغرافیہ و حساب کو بھی آسان کیا جاوے تو پڑھائی میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اور کالیداس کا بیہ اگر منفی کئے جاویں اور ان کے بدلے بالمیکی یا منو سمرتی کے ادھیائے رکھے جاویں۔ تو کم سے کم ۴ گنا اور زیادہ سے زیادہ شاستری کے واسطے سمہ کافی ہے۔ اقلیدس عورتوں کو سنکاری میں زیادہ مددگی اور میرے خیال میں وہ ان کی طبیعت کے زیادہ انوکول ہے ویدک (طب) کی کتابیں شروع سے آخیر تک پڑھائی میں کسی نہ کسی طرح شامل رکھنی چاہیئیں۔ اور تجربہ کار لیڈی ڈاکٹر کبھی کبھی امتحان لیا کریں۔ علاوہ بریں نیک عورتوں کی لایف پر کبھی کبھی سکول کے ماسٹر عورت ہو یا مرد وہاں ویاکھیان دیا کریں۔ اور دوسرا اپاؤ یہ ہے کہ انعام یا کسی اچھے موقعہ پر لڑکیوں کو ان کے ماں باپ یا برادری کے لوگوں کے سامنے عزت دیجاوے۔

۳۰ ستمبر ۱۸۹۳ء لیکھرام آریہ مسافر اوستھر جالندھر

آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات

زمانہ کا انقلاب اس حد تک آپہنچا ہے۔ اور اودیا نے وہ دن دکھلایا ہے کہ لوگوں کو اپنے صحیح نام وغیرہ کہلانے کی تمیز نہیں رہی۔ عالمگیر عمدہ اور مہذب و حقیقی نام بھلا کر ایک گمنام۔ فرضی غیر مہذب اور ناموزوں کلنک سے ہمارے بھائیوں کو الفت اور محبت ہو گئی۔ اور سچے و اصلی نام کی عزت اور واقفیت دور ہو کر اسکا جاننا و ماننا بھی ہٹ گیا۔ اور یہاں تک اودیا کا غلبہ ہوا کہ بجائے آریہ کے ہندو اور بجائے آریہ ورت کے ہندوستان کہلوانے اور کہنے لگے۔ افسوس صد ہزار افسوس!!!

نظر بران مناسب معلوم ہوا کہ نہایت مفصل طور پر ان کی تشریح کر کے حق و باطل کا پورا اظہار کیا جائے۔ تاکہ اہل خلاف کو موقعہ لاف و گزاف کا نہ رہے۔

واضح ہو کہ ہم آریہ لوگ اس ہندوستان اور ہندو نام کو کئی وجہ سے برا سمجھتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

نمبر ۱۔ ہماری قوم کا ہندو نام کسی سنسکرت پستک میں درج نہیں ویدوں سے شاستروں بلکہ پرانوں سے لیکر ست نارائن کی کتھا (جو بہت تھوڑے عرصہ کی تصنیف ہے) تک بھی کہیں اس نام کا نشان نہیں ملتا۔ اس واسطے ہمارا نام ہندو نہیں۔

نمبر ۲۔ کبھی کسی یادداشت روزمرہ۔ جنم پتر روزنامچہ بہی جنم پتری ٹیوا وغیرہ میں بھی ہندو یا ہندی یا ہندوستان وغیرہ نام نہیں لکھے گئے جس سے بخوبی ثابت ہے کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔

نمبر ۳۔ ہمارے ہاں کی بھاشا کتابوں میں بھی جو زمانہ اسلام سے پہلے کی تصنیف ہیں۔ بلکہ زمانہ اسلام کی مصنفہ پستکوں میں بھی یہ الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ حتے کہ کسی مذہبی یا قومی رسوم کے ادا کرتے وقت تاہنوز بھی ہندو وغیرہ مستعمل نہیں ہیں۔ پس کسی طرح قابل قبول نہیں۔ کہ ہندو ہمارا نام ہو۔

پادری ٹامس ہادل (اپنی تشریح اسمائے ہنود آریہ میں) فرماتے ہیں کہ یہ ہندو لفظ اس دریا کے نام سے بنا ہے جو سندھ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اکثر الفاظ جو زبان سنسکرت سے زبان فارسی میں آ گئے ہیں وہ اس طرح سے تبدیل شدہ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سپتاہ سے ہفتہ۔ دسم سے دہم۔ سہسر سے ہزار۔ اسی طرح سندھ ہو ہندو ہو گیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جس سے مراد ہے دریائے سندھ کے کنارے کے باشندے۔

جواب۔ پادری صاحب اتنا تو مانتے ہیں کہ یہ لفظ فارسی کا ہے مگر سنسکرت سے آیا ہوا۔ یعنی سنسکرت کے سندھ سے ہندو بنا ہے ایسا فرمانے میں واضح ہووے کہ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یونانی لوگ براہ روم۔ ایران۔ اور افغانستان کو آریہ ورت میں آئے۔ اور راستہ میں جیسا کسی ملک کا نام سنا ویسا ہی استعمال کیا۔ حرف س کا ہ سے بدل جانا ہم نے مانا۔ مگر فارسی میں سنسکرت کسی طرح نہیں۔ ہاں سنسکرت میں سندھ ہوا اور سندھ ہوا (دیکھو نگھنٹو ۱۔ ۱۳۔ اونادی کوش ۱۔ ۱۱) دونوں ندی کو کہتے ہیں۔ مگر سندھ ہو کبھی باشندگاں آریہ ورت کی نسبت استعمال نہیں ہوا۔ اور نہ شایاں ہے۔ لیکن فارسی لغات کے رو سے جو اس لفظ کے معنے ہیں وہ البتہ معلوم ہوتے ہیں۔

سند در فارسی بکسر سین بمعنے حرامزادہ و بد و شریر و قافیہ مغیوسار کشف و شراح منتخب و غیاث و برہان و لطایف اللغات۔

چونکہ سرحد کے لوگ غیر ملک والوں کو لوٹ لیا کرتے تھے اسلئے ان کا نام غیر ملک والوں نے سند ہو یا ہندو رکھا۔ اور دونوں لفظ فارسی زبان سے مترادف ہیں اور اس ملک کے محاورہ میں بھی نقب کو سیندھ کہتے ہیں۔ اور افغانی زبان میں دریا کو سین کہتے ہیں جس سے نقب زن کا نام ہے۔ یہ سیندھو یا ہندو ثابت ہوتا ہے۔ کسی بھلے مانس کا نہیں۔ چہ جائیکہ آریوں کا۔ پس آپ کا یہ قول بھی ہر طرح ناجائز ہے۔

پادری۔ ممکن ہے کہ یہ ہندو نام سنسکرت کے لفظوں سے بنا ہو یعنی ہین اور دوش سے جن کے معنے نقص کے ہیں اور ممکن ہے کہ کثرت استعمال کے سبب ان میں سے چند الفاظ چھوٹ بھی گئے ہوں۔ جیسا کہ ہندواستھان کی بجائے ہندوستان بولا جاتا ہے اور عقل بھی قبول کرتی ہے کہ ہندوان کے بزرگوں نے

جو ہوشمند تھے۔ اسی نام کو جسکے معنے سیدوس کے ہیں اپنی قوم پر عاید کر لیا ہو۔

جواب۔ آپکا وضعی محض سنسکرت کے روسے بالکل ناممکن ہے کیونکہ سنسکرت کی کسی لغات یا انضباس میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندوؤں کے بزرگوں کا جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے اور یہ لفظ استہان بھی بالکل اسنبھوا اور بے محاورہ ہے۔ کیونکہ ایک فارسی۔ دوسرا سنسکرت ہے۔

البتہ اس کے تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے استھان سے فارسی کا ستان بنا ہے۔ مگر عربستان۔ افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ زابلستان۔ بلوچستان۔ ترکستان۔ گلستان۔ بوستان۔ دبستان۔ تاکستان۔ نخلستان۔ چمنستان کی امثال ہندستان بھی ہے۔ کوئی لفظ اس میں سے چھوٹا ہوا نہیں ہے۔ پس یہ فرمانا بھی آپ کا محض بے بنیاد ہے کہ یہ ہندوؤں کا ایجاد ہے۔ نہیں نہیں غیر ملک کے باشندوں کا الزام ہے اور سب سے زیادہ کثرت استعمال اس کا بدولت اسلام ہے۔ چنانچہ اس کے اثبات میں شہادتیں یہ ہیں:۔

(۱)۔ حضرت معاویہؓ کے والدہ کا نام ہندہ تھا۔ کیونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ مثالب
(۲)۔ ہند بالکسر نام زنے کہ قاتل امیر حمزہؓ بودہ است۔ منتخب۔
(۳)۔ ہندو در محاورہ فارسیان معنے دزد و رہزن۔ غلام مے آید۔ خیابان۔ غیاث
(۴)۔ ہندو زن۔ زن ساحرہ را گویند یعنی جادوگرنی عورت۔ غیاث۔ کریم۔
(۵)۔ ہندویا۔ یعنی ہندوستان یا دوات (سیاہی) کشف۔
(۶)۔ ہندوے پیر۔ زحل کہ در آسمان ہفتم است و پاسبان ملک است و رنگ سیاہ دارد۔ اگر پاسبان ہند کہ ایشاں را سادہی گوید۔ رنگ سیاہ مے باشد۔ کشف۔
(۷)۔ ہندوے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ نحس و سیاہ است۔ کشف برہان)
(۸)۔ ہندوے باریک بین و ہندوے سپہر ہفتمی۔ و ہندوئے کسد گردانہ۔ زحل کشف
(۹)۔ ہندوئے تو۔ بالکسر غلام و بندۂ تو۔ کشف۔
(۱۰)۔ ہندو بکسر غلام و بندہ۔ کارد و تیغ۔ کشف۔
(۱۱)۔ چار ہندو در یکے مسجد شدند + بہر طاعت راکع و ساجد شدند
(۱۲)۔ زلف دلبندش۔ صبا را بند در گردن نہد + با ہوا داراں رہرو حیلہ ہندو بین۔
(۱۳)۔ اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را
(۱۴)۔ خواجہ را بود ہندو بندۂ + پروریدہ کردہ او را زندۂ (مثنوی رومیؒ)
(۱۵)۔ دو ہندو در آمد رہ ہندوستاں + یکے درد پاشد یکے پاسباں (نظامیؒ)
(۱۶)۔ دو ہندوئے از پس سنگے سر بر آوردند۔ (گلستان)۔
(۱۷)۔ ہندوئے لفظ انداز می آموخت + حکیمی گفت ترا کہ خانہ نئین است بازی نہ این است گلستان۔
(۱۸)۔ چہ ہندو ہندوئے کافر چہ کافر کافرے رہزن + چہ رہزن رہزنے ایمان [illegible]
(۱۹)۔ خالے سر عارض آن شاہ پرست است + ہندو بچہ ایست کہ خورشید پرست است۔
(۲۰)۔ جہاں ہندوست تا رخست نہ گیرد۔ بگیرش سست تا سخت نگیرد شیریں خسرو
(۲۱)۔ دو گیسوئیت دو ہندوئے رسن باز + ز شمشاد سرا دارش رسن ساز (زلیخا)۔
(۲۲)۔ یکے خال سیاہ جا کرد بر کنج بر لب لعلش + تو گوئی بر لب آب بقا بنشست ہندوئے + ظہیر فاریابی۔
(۲۳)۔ بکند در پیش پائے آن نگارین سجدہ از نفس + ہیلے کافرے بہ اہر آتش پرستی [illegible] شیرین خسرو
(۲۴) مس[illegible]

اور یہی [illegible] باذوں میں قریب قریب انہیں معنوں میں استعمال ہوا ہے بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہوگی جس میں یہ لفظ ان معنوں میں نہ آیا ہو۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں۔ قطعی ترک کرنے کے لایق اور عداوت اور عناد سے موضوع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ان کے لئے یون ملیچھ وغیرہ۔

پادری۔ پھر زبان سنسکرت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی دونو ہی ایک مصدر یعنی ارہا تو ار سے نکلی ہیں۔ اور آریہ اور ایرانی کے اصل معنے ہل چلا کر کھیتی کرنے والے کے ہیں اور حقیقتاً یہ نام آریہ قوم کے لوگوں کا اس وقت تھا۔ جب یہ صرف کھیتی کر کے ہل واہی کرنے سے روٹی کماتے تھے۔

جواب۔ افسوس کہ جس کو مصدر ناد ہاتو کی بھی تمیز نہیں۔ وہ بھی اعتراض کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ حضرت آر دہاتو نہیں۔ بلکہ رتی دہاتو ہے جس سے سنسکرت میں آریہ اور آریہ نام بنے ہیں۔ اور اسی سے فارسی پہلوی میں ایرانی بنا ہے۔ مگر آریہ اور آریہ بھی ایک نہیں وہ رتی سے بنا ہے۔ یہ اور سے۔ پہلا تمام قوم (برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر) کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا چنانچہ ویشوں کے (منوسمرتی ادھیائے اشلوک ۹۰ ہیں) پشوؤں کی رکھشا۔ دان دینا۔ یگ کرنا۔ پڑھنا۔ بیوپار کرنا۔ بیاج لینا۔ [illegible] سات کام لکھے ہیں۔ اور پنجابی مثال ہے۔ اُتم کھیتی مدھ بیوپار۔ نکھد چاکری بھیکھ ندان۔ آریہ کے معنے سنسکرت کے رو سے فاضل۔ سرشٹ۔ ودوان۔ دھارمک۔ ایشور بھگت کے ہیں۔ اور یہی ذکر میکس میولر صاحب نے بھی کیا ہے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۷۵) آریہ کے معنے فاضل ودوان اور دیوتا اور خوش اخلاق دیوتوں تعظیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ دسیوں کی ضد ہے۔

اور کل آریہ کبھی کھیتی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتدا سے اس کی چار حصوں پر تقسیم ہے۔ جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے گویا اسی ہدایت پر اس تمدنی تقسیم کی بنیاد ہے۔ یعنی ودیا کا پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگ کرنا۔ کرانا۔ دان دینا۔ لینا۔ جو چھ کام ہیں اُن کا کرنیوالا برہمن۔ ودیا کا پڑھنا۔ یگ کرنا۔ دان دینا۔ ملک و قوم کی حفاظت کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اُس کا کرنیوالا کھشتری۔ اور بموجب تشریح بالا کے دیشاٹن کر کے تجارت کرنیوالا۔ ویش اور جاہل محض اور خدمتگذار کا نام شودر ہے لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے ویش کھیتی کرنیوالے رہے یا کھیتی کرنیوالے کا ویش لقب رہا۔ مگر تمام بنی نوع انسان کا کام بموجب قانون قدرت کے صرف کھیتی کرنا نہیں۔ ورنہ علم شجاعت۔ حفاظت ملک کی خدمت پر اونکا کون کرے اور یہی تقسیم ایرانی قوم میں بھی اسی طرح بلحاظ تمدن کے موجود ہے اور کتاب دبستان مذاہب اور استاد ژند اور آسمانیات سے واضح طور پر مشہود اور اسی کی تائید میکس میولر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے یعنی پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۸) اور تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ قدیم یونانی اور اہل روما اور اہل انگلش اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ (دیکھو تواریخ ہند) پس مناسب ہے کہ آپ اس غلطی کا بھی علاج فرما دیں۔ اور اس قسم کے وہمی و خیالی دعووں سے باز آویں۔

پادری۔ جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کھیتی کرنیوالے آرائیں کہلاتے ہیں۔

جواب۔ جناب آرائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ پنجابی ہے۔ جہاں تک بنظر تعمق و غور کیجاتی ہے۔ آرائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے۔ ہندو کوئی نہیں۔ جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نام انکا عربی کے راعی سے بگڑا ہوا ہے۔ اور بہت تھوڑے تغیر میں جسے عوام الناس کی طاقت میں بولنے کی دقت کے سبب اُسکا رائیں یا آرائیں بولنا ذرا بھی دشوار نہیں (راعی۔ چوپان۔ نگہبان یعنی چرانندہ چارپایاں رعیت) اور یہی آپ کا منشا ہے۔ پس یہ لفظ بھی عربی کے راعی سے بنا ہے سنسکرت کا نہیں۔

پادری۔ اگر اس پیشہ کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں پر ظلم کیا کرتے ہیں اور شریر جانوروں کو اپنی چھڑی سے جس کے سر پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے۔ چبھو چبھو کر ہانکا کرتے ہیں اور اس سبب سے وہ نوکدار کیل آر کہلاتی ہے۔

جواب۔ حضرت یہ اُن بیرحم جاہلوں کا کمال ظلم اور ادھرم ہے دھرم شاستر کے رو سے ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق ہیں۔ چنانچہ علاقہ مہاراجہ جموں و کشمیر پٹیالہ۔ نابھہ جیند یا جودھ پور وغیرہ میں کوئی اسکا استعمال نہیں کرتا۔ اور کرنیوالا سزا پاتا ہے (دیکھو رنبیر ڈنڈ وغیرہ) اور بٹالہ میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی صاحبان کی کوشش سے انجمن ہمدردی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون سرکاری بھی ایسے لوگوں کی تنبیہ کے واسطے جاری ہے (دیکھو ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۹ء دفعہ ۴ پیرا ۱) آر لفظ بھی سنسکرت کا نہیں بلکہ فارسی کا ہے۔ چنانچہ آرہ کابل و افغانستان و پشاور میں لکڑی چیرنے۔ جوتی سینے والے آہنی آلہ کو کہتے ہیں۔ غالباً فارسی کے ان الفاظ سے ہی یہ ان بیرحم جاہلوں نے لفظ آر بنا کر رائج کیا ہو تو تعجب نہیں بلکہ یقینی ہے۔

پادری۔ پس جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو جو صرف کھیتی کرنیوالے کو مخصوص تھا چھوڑ دیا اور بہ نسبت اس آریہ نام کے (اعلیٰ) ہیں۔ دوش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے۔ اپنی قوم پر عاید کر لیا ہے اور یہ ہندو بہ نسبت آریہ نام کے اس قوم میں زیادہ رونق پا گیا۔

جواب۔ آپ کا یہ الزام بھی بالکل خام ہے کبھی کسی فاضل سنسکرت یا پراکرت نے یہ نام (ہندو) اپنی قوم کی نسبت عاید نہیں کیا۔ مگر المجبوری و معذوری حکم حاکم مرگ مفاجات جانکر مسلمانوں کے وقت سے فارسی کا رواج ہو جانے سے دفتروں میں یہ نام تحریر ہونے لگا۔ اور آخر کار تمام ملک مسلمانوں کا ہندو (غلام) ہو گیا۔ آپکا یہ فرمانا کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو چھوڑ دیا بالکل فضول اور لغو ہے بلکہ دھوکھا دہی ہے جبتک علم و ہنر و سوداگری وغیرہ میں ترقی رہی تب تک آریہ نام رہا۔ اور جب سے سُستی اور کاہلی اور آرام طلبی نے گھر کر لیا۔ علم و ہنر و سوداگری و سفر و سیاحت سے دستکش ہو گئے۔ ہندو۔ کافر۔ غلام۔ سیہ وحشی بن گئے۔ چنانچہ تواریخ بھی بتلاتی ہے۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے فلاسفی کے شوقین رہے اور ہندسہ اور طبعیات کے اُستاد اول یہی ہیں۔ اسی سبب سے وہ آریہ یعنی سپرلینٹ کہلاتے تھے۔ ایران کا دارا بادشاہ بھی آریہ ہونیکا اقراری تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام اریارمنیا تھا (دیکھو سائنس آف لنگویج مصنفہ میکس میولر صفحہ ۲۸۰)

پادری۔ جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنوں یعنے محمدیوں نے رکھا ہے۔ وہ محض غلط نہیں بلکہ دھوکھا ہے۔

جواب۔ چونکہ یہ نام ہماری کسی مذہبی پستک یا تواریخی یا علمی کتب میں کسی جگہ مذکور نہیں ہے اور مخالفوں اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صدہا مقام پر موجود ہے۔ جس سے ثبوت کے واسطے چند مقام ہم نے پیش کر دیئے۔ پس اسی حالت میں انکار محض کو سوائے تجاہل عارفانہ کے ہم اور کیا کہیں۔ مگر غرض یہ تا کہ ہندو کہلانیوں کو ست ویدک دھرم سے محروم ترکہ کر خوشامدانہ چاپلوسی کر کے عیسائی بنا لیا کریں اور اُن کو آریہ نام سے نفرت ہو جائے۔ پادری صاحب نے ایک دام تزویر بچھا کر اُن کو گمراہ کرنا چاہا۔ ورنہ اور کچھ نہیں۔

پس ہر ایک دانا جان سکتا ہے۔ کہ یہ نام جب ہمارے مخالفوں کی کتابوں میں (خواہ وہ ایرانی ہوں یا افغانی یا یونانی یا اعرابی یا رومی) موجود ہے۔ تو اُن کا دعوے کسی قدر دروغ بے فروغ ہے جس پر ہمیں کہنا پڑا کہ پادری نے دھوکھا بازی کو کام فرمایا اور حق سے منہ چھپایا ہے۔ ہم اُن کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ یا اُنکا کوئی اور الہامی یار غار یا فضیلہ خوار (مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنسکرت کی کتاب میں بتلا دے اور ثبوت کرا دے ورنہ یہ دھوکھا بازی کا طوق مثل یہودا اسکریوطی یا یزید کے قیامت تک دغاباز کے گلے میں رہیگا۔

پادری۔ کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ جو محمد صاحب کی پیدایش سے بہت پہلے لکھی گئی تھیں (مثلاً استر کی کتاب جو حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے ایکہزار برس پیشتر لکھی گئی تھی) اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ہندوستان ہے اور اسی طرح فلاویس جوسفس یہودی مورخ بھی اپنی کتاب میں ہندوستان کا نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش سے ۶۰۰ برس پیشتر ہوا ہے (دیکھو اُس کتاب کی حصہ ۸ باب ۶) پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدایش سے بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور معروف تھا اور اعلاً اُسکے باشندے ہندو کہلاتے تھے۔

جواب۔ یہ ثبوت بھی آپ کے وسواس کی مضبوطی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہمارا دعوے یہ ہے۔ کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور نہ سنسکرت کا لفظ ہے۔ باقی رہا استر میں یا تواریخ یہودیہ میں ہونا۔ اول کتاب سکندر کے قریبی زمانہ کی ہی ہوئی ہے (دیکھو استر کی کتاب عبرانی بائیبل صفحہ ۱۱۸۷ مطبوعہ ۱۸۷۶ء لنڈن مسیح سے ۵۲۱ برس پہلے) اور دوسری مسیح کے بعد کی ہے۔ اور جہاں تک تحقیق ہو چکی ہے۔ غالباً یہی زمانہ ہے جب سے یہ بُرا نام ہمارے اور ملک کے واسطے غیر ملک والوں نے استعمال کرنا شروع کیا۔ چونکہ آپ کے بیان سے بھی ہمارے دعوے کا ثبوت ہے۔ اور آپکے حق میں مضر۔ کیونکہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ یہ نام یوں لوگوں نے موضوع کیا۔

عام اعتراض۔ ہندو نام اندو سے بنا ہے اور اندو کہتے ہیں چندرماں کو یعنی چندربنسی۔

جواب۔ ہم مانتے ہیں کہ اندو چندرماں کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں یہ کس طرح بن گیا۔ اور علاوہ بریں کیا تمام ہندو چندربنسی یا سورج بنسی ہیں۔ برہمن۔ ویش۔ شودر نہیں ہیں۔ اور اندو صرف چندرماں کو کہتے ہیں۔ بنسی کہاں سے آ گیا۔ اور کس کے معنے ہوئے اور کیوں یہ نام اس دہاتو سے بھی کسی سنسکرت پستک میں آج تک مندرج نہیں ہے۔ اور کیا سوائے چندربنسی کے اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلاتے یا سورج بنسی سے کوئی اور نام نکلا ہے اور کیا آپکے سوائے دنیا بھر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں۔ حالانکہ ان مندرجہ بالا باتوں سے کوئی بھی ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ لہذا یہ دعوے بھی محض بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اب تک چندربنسی سورج بنسی وغیرہ صدہا گوتروں کی قومیں آریہ ورت میں موجود ہیں۔ مگر ہندو کا نام و نشان ندارد۔

اب کچھ تھوڑا سا اس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا آریہ نام کن کن پستکوں میں مندرج ہے۔ زیادہ اسانت کے خیال سے اصل عبارت معہ حوالجات کے تحریر ہوگی۔

م یہ نام غیر ممالک کی کتابوں میں مندرج پایا جاتا ہے ہمارے ملک کی پستکوں میں نہیں پس یہ بھی

نہادر شاق گو ذبیحتی ہے آریہ قوم میں ہندوؤں کی مستند پستکوں کے رو سے ایک کتاب بنائی ہے جس کا نام تاریخ ہندوستان ہے۔ اس کے صفحہ ۷۹ میں منو کے مجموعہ کی نسبت مباحث موصوفہ لکھے ہیں کہ اس میں بڑے تہواروں میں بیل کا گوشت کھانے کی برہمنوں کو تاکید کی گئی ہے۔ یعنے اگر نہ کھاویں تو گنہگار ہوں ؛

اقول۔ جو شخص علم سنسکرت سے ناواقف ہو وہ اگر سنسکرت کی کتابوں کی تواریخ بنائے تو کوئی انصاف پسند کبھی مان سکتا ہے کہ وہ صحیح ہو گی۔ اسی طرح معترض نے بھی کوئی عبارت منوسمرتی کی درج نہیں کی۔ گو مرزا صاحب کبھی نے اگر لکھا ہے تو ناواقفیت زبان سنسکرت سے اسکا قول ہمارے واسطے آیت حدیث نہیں ہے۔ البتہ یہاں میں یہ تحریر کرتا ہوں کہ منوسمرتی میں اس معاملہ کی قطعی ممانعت ہے۔ جیسا کہ شلوک ہائے ذیل سے واضح ہے

गोवधोऽयाज्यसंयाज्यपारदार्यात्मविक्रया ।
गुरुमातृपितृत्यागः स्वाध्यायाग्न्योः सुतस्य च ।
उपपातकसंयुक्तो गोघ्नो मासं यवान्पिबेत् ।
कृतवापो वसेद्गोष्ठे चर्मणा तेन संवृतः ।
अनेन विधिना यस्तु गोघ्नो गामनुगच्छति ।
स गोहत्याकृतं पापं त्रिभिर्मासैर्व्यपोहति ।
मनुस्मृति अध्या ११ श्लो॰ ६० । १०८ । ११६

ترجمہ نمبر ۶۰۔ گائے کا مارنا۔ نگ کے یوگ سے یگ کروانا۔ پرائی استری گمن ہے کو بیچنا۔ گورو ماتا پتا پستکوں کا چھوڑنا۔ شرتی کا نت نہ پڑھنا۔ یہ سب اپ پاتک ہیں یعنے گناہ ہیں ؛

ترجمہ نمبر ۱۰۸۔ گائے مارنے والا گئو کا مہینہ بھر جو پیئے اور داڑھی۔ مونچھ کے سب بال منڈوا کر اس گائے کا چرم اوڑھ کر گوشالہ میں تین مہینہ بھر رہے۔

ترجمہ ۱۱۶۔ جو گائے کا مارنے والا اس ودہی سے گائے کی سیوا اور انو سرن کرتا ہے وہ تین مہینہ میں گئو ہتیا کے پاپ سے چھوٹ جاتا ہے۔

جب منوسمرتی میں معترض کے اس دعوے کا ذرا سا کہیں نشان نہیں ہے اور نہ مہادتا کوئی ثبوت کسی قسم کا وہ لکھتا ہے۔ پس اے ناظرین! انہیں کہنا پڑتا ہے

نہ بک اتعالعیں کوتا واندیش
کہ ہو گا چاہ کن را چاہ در پیش

ان تمام اعتراضات لایعنے سے آپ جان سکتے ہیں۔ کہ کس قدر ناسخ الہامی کے سینہ میں تعصب و جہالت و جھوٹھ نے جاگیر کر لی ہے۔ جس سے پرہیز کرنا اسے اعتبار زیست کی سعطی معلوم ہوتی ہے۔ مگر سوائے اس کے معترض منی سنائی باتوں اور بغضت محمدیہ کو اگر کنارہ کر کے غور کرے تو بھی اسے واضح ہو جاویگا۔ کہ گاؤکشی کیا ملحاظ صحت اور کیا ملحاظ گناہ اور کیا بلحاظ نقصان ملک و تنزل نسل کے خیال سے ہر طرح بری ہی بری ہے (دیکھو کتاب گئو رکھشا مصنفہ پنڈت حکمت نارائن صاحب شرما ساکن بنارس جس میں وید و قرآن اور انجیل و توریت و ڈاکٹروں اور حکیموں اور سنسکرت و فارسی کی اخلاقی کتابوں کے رو سے گاؤکشی کے نقصان اور گئو رکھشا کے فوائد بتلائے ہیں اور اسی طرح گوکرونا ندھی مصنفہ فاضل اجل سری سوامی دیانند جی مہاراج جس میں انہوں نے وید مقدس کی شرتیوں اور دلائل معقول سے اس کے مارنے نقصانات عمدگی سے بتلائے ہیں اور یہ دونوں کتابیں اس وقت تک لاثانی اور لاجواب ہیں اور ہر ایک آریہ سماج سے مل سکتی ہیں۔

قولہ۔ اوپنشد بھی ایک اور کتاب انہیں دنوں میں ایک پنڈت صاحب نے بمقام کلکتہ چھپوائی ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا کھانا ہندوؤں کے لئے دینی فرائض سے تھا ؛

اقول۔ چونکہ معترض نے کتاب کا نام اور کاتب کا نام و پتہ نہیں لکھا ہے نہ وہ مقام لکھا ہے جہاں سے ملتی ہے اور نہ کوئی اور نشان۔ اس واسطے جواب خشت سنگ آمد مناسب ہے مگر تہذیب مانع ہے۔ ہم مرزا صاحب کو یاد دلا دیتے ہیں کہ ان کے ایک سید صاحب فرماتے ہیں کہ عرب کے جنگلوں کا کالا سؤر حرام ہے اور ولایتی سفید سؤر حلال ہے خدا کی کتاب عرب کے وحشیوں کے ساتھ کی ہی ہوئی شراب حرام ہے۔ رم و برانڈی حلال و طیب۔ اور اس کے پینے کی شرع میں ممانعت نہیں۔ انکا خواجہ صاحب لسان الغیب فرماتا ہے۔

ببیں بہ ہلال محرم بخواہ ساغر راح — کہ ماہ امن و امان است سال صلح و صلاح
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند — چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
نگہ ہمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن — سہ ماہ مے بخور و نہ ماہ پارسا میباش
بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت — کنار آب رکناباد و گلگشت مصلےٰ را
آں تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند — اشہیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

علاوہ بریں انکے ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی فرماتے ہیں۔

نوروز و نوبہار و مے و دلبرا خوش است — بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

اسی طرح قصص الہند حصہ دوم بذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی کے صاف طور پر لکھا ہے کہ بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ "شیر اور سؤر بہادر ہوتے ہیں۔ ان کا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے۔ شراب اتنی پیو کہ بدمست نہ کردے" وغیرہ۔

ان کے علاوہ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں سے بھی ہمارے پاس بہت ثبوت موجود ہیں۔ مگر زیادہ ثبوت ہمیں اس وقت دینے کی ضرورت نہ ہو گی جبکہ معترض بھی کسی مذہبی کتاب کی عبارت اصلی تحریر نہ کریگا۔ معترض کہہ سکتا ہے کہ سؤر و شراب کے ثبوت ہمارے اور مذہبی کتابوں سے نہیں دئیے۔ ہماری طرف سے یہ صاف جواب ہے کہ آپ نے کونسی دھرم پستک سے اثبات پہنچایا۔ الغرض اور ایک گمنام پنڈت کے مقابلہ میں ایک گمنام سید اور ظہیر الدین و اکبر بادشاہ اور حافظ اور انجیل و توریت گواہ کافی ہیں۔ اے ناظرین! وید مقدس و شاستر شریف کے رو سے گوشت خوری عموماً۔ اور گاؤکشی خصوصاً ممنوع ہے جسکو کلام الہی علیحدہ ثابت کرے گو ہم موجود ہیں ؛

معجزات و کرامات و الہامات و خوارق عادات

براہین الاحمدیہ جلد سوم صفحہ ۲۵۵ سے ۲۷۸ تک

اور جلد چہارم صفحہ ۴۶۰ سے ۵۲۴ تک

معجزات و کرامات و الہامات و خوارق عادات ایسے الفاظ ہیں۔ کہ جن کے

دیکھو متعصب یاوہ گویوں کی نابینائی کا علاج مصنفہ نامہ نگار [illegible] مطبوعہ لاہور [illegible]

زام سے تمام ناظرین دانش و عام آگاہ ہوگئے اور بہتوں کی آنکھیں ان کی اصلیت کے ماہیت کے دریافت کی منتظر ہوگئی کہ یہ کتابیں کہاں تک درست ہیں۔ واضح رہے کہ باوجودیکہ تمام تعلیم یافتہ ان کی حقیقت سے منکر ہیں۔ اور علامات ان باتوں کو مکر و فریب جانتے بلکہ صدق دل سے مانتے ہیں کہ محض چالبازیاں اور دھوکے بازیاں ہیں۔ لالچ ان کا وجود ہے اور خود غرضی انکا بانی۔ مگر دوسرا گروہ جو عدم تعلیم اور غیر تجربہ کے سبب پرتان ویدیکتا کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔ وہ برخلاف ان دونوں اول عالموں کے ہر ایک فرضی و اختراعی بات کو (خواہ کس قدر دروغ بیفروغ ہو) نور ایمان جانتا۔ اور انکار کرنیکو کفر شرک سمجھتا ہے۔ باوصف اس کے وہ اول درجہ کا ضعیف الاعتقاد ہے اور دنیا میں کثرت سے آباد۔ دنیا کے پردہ میں ایسا کوئی ملک نہیں۔ جہاں ان کا بسیرا نہ ہو۔ تمام کیمیات کے مخزن یہی لوگ کہلاتے ہیں۔ اور کوئی پیر نہیں اور ڈھیٹ۔ مگر ایسے ہی مرید اور ملتے ہیں فیصدی ایک سو ان میں سے جاہل ہوتے ہیں۔ اور خواہ کیسی ہی دور از قیاس بات ہو اس کو یہ معتبر جانتے ہیں۔ میرے اقوال کی تصدیق مولانا دھونکل علیہ الرحمة فرماویں گے یا نگاڑھے والے پیر خانہ سے ہم شہادت لاویں گے۔ ساتھ ہی اس کے تمام دنیا کے جال پھیلانے والوں کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ تاک میں لگے رہتے ہیں اور کمین گاہ میں خیال رکھتے ہیں۔ جہاں موقعہ ملے شکار کھیلنے دانہ پھینکنے دام بچھانے سے تساہل نہیں کرتے۔ بیوقوفوں کے بہکانے پھسلانے کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا عجیب و غریب سوانگ دکھا کر سادہ لوحوں کو لوٹنا۔ دم جھانسے دینا انکی زندگی کا بڑا بھاری مقصد ہوتا ہے۔ شروع میں ان لوگوں کے بڑے طول طویل دعوے ہوتے اور نہایت شد و مد سے شرطیں لگاتے ہیں۔ کئی شاگرد اور دلال ہمیشہ بھی ان کے مددگار رہا کرتے۔ وہ سادہ لوحوں کو پھسلاتے اور مرشد جی سے اتنا خدمہ ٹھہرا کر ان کو عیش و عشرت کراتے اور خود بھی مزہ اڑاتے ہیں۔ مال مفت دل بیرحم۔ جان کے بتمالوں کی طرح بکری کی جان پر ذرہ رحم نہیں فرماتے۔ ہم اس مقام پر چند معجزاتی لوگوں کے حالات لکھنے ضروری خیال کرتے ہیں۔ تاکہ فریبیوں کا پول [illegible] کیا جائے۔

منقول از گیان پرکاش مصنفہ منشی گھنیا لال صاحب الکھ

دھاری صفحہ ۱۹۱ سال ۶۳

سید کے مردم بھی اب پرستش میں تو کوئی معجزہ اور کرامات دکھا۔ تب تیری عظمت ان کے دل پر اثر کرے۔ اور تیرا قول انکو باور ہو جائے۔ تب چند نادان تیرے فضل و کمال پر گواہی دیویں گے۔ تمام شعبے سیانہ جی پیر جی کہنے لگیں گے۔ تراب کو دو دیہ بنانا اور پارہ سے چاندی اور تانبے سے سونا۔ اور بھوت اور چڑیل جن اور دیو پری کو جنتر منتر تعویز و گنڈا سے اتارنا تو خوب جانتا ہے وہ عام کو بتا دے۔ اور دل کی منا ستانے کی ترکیب اور اندھے کو آنکھیں اور بہرے کو قوت سماعت دینے کی ترکیب میرے مجرب لکھ دے نامہ نگار نے جواب دیا کہ میں اس قسم کی واہیات کا قائل نہیں ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ عوام اپنے مبارزوں کے فریب میں نہ آویں۔ بھر یہ باتیں دغا بازوں کی میں جانتا ہوں اگر لکھوں تو دغابازوں کا نام ہی جاویں۔ لیکن آپ جو غیر پابند تھے وہ یہ قسم کر دینگا ۔

(۱) اس نے کہا کہ ایک شہر میں ایک بہت مشہور و معروف مہا رشی تھا۔ اور ہر قوم کی گمان میں بہمہ صفت موصوف تھا۔ علم غیب اگرچہ پیشتر سے تھا مگر یہ بیس ہزار سال پیشتر اس علم سے نہاں خانہ عدم میں موجود ہوا تھا جو طالب کسی چیز کا اس کے حضور میں حاضر ہوتا۔ نیہ صورت کو دیکھ اس کے دل کی بات بتا دیتا تھا پس وہ تن من اور دھن ان کے قربان کرتا تھا۔ اور جو کچھ اس پر گذرتا تھا۔ ان مہا رشی جی کی زبان کی تاثیر سے لکھو کرتا تھا۔ وہ کمال ان صاحب کمال کو اس دست غیب و چہل کاف سے حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں آٹھ دروازے آٹھ کراماتوں کے لگا رکھے تھے۔

(۱) دروازے سے بیٹا ملتا تھا۔ (۲) دروازہ سے بیاہ ہوتا تھا

(۳) دروازے سے نوکری ملتی تھی (۴) دروازہ سے دولت ملتی تھی

(۵) دروازہ سے بیماری اچھی ہوتی تھی (۶) دروازے سے قید اور مصیبت سے رہائی ہوتی تھی (۷) دروازے سے مہم مقدمہ یا اپیل وغیرہ فتح ہوتی تھی (۸) دروازے سے مفقود الخبر کی خبر ملتی تھی۔ اور احاطہ کے دروازہ پر ایک چیلہ حاضر رہتا تھا جب کوئی طالب کسی چیز کا آتا تھا چیلا بحکمت عملی اس کے دل کی بات دریافت کر لیتا پھر اس کو کہہ دیتا کہ باواجی سے تو اپنا بھید نہ کہنا۔ باواجی خود تیرے من کی بات بتا دیں گے۔ اگر من کی بات بتا دیں تو تو جاننا کہ تیرا کارج سدھ ہو گیا۔ وہ الغرض جوں ہی چیلے کی ہمراہ اس مکان میں جاتا چیلہ اسکو اس دروازے سے لیجاتا۔ جو جس مراد کے واسطے مقرر کر لیا تھا۔ باواجی فوراً پکارنے لگتے کہ تو بیٹا چاہتا ہے یا مفقود الخبر کا حال دریافت کرتا ہے۔ وہ کوتاہ عقل ان کو عالم الغیب تصور کر کے جو کچھ اپنے پاس نقد و جنس رکھتا ہے نذر کرتا ہے ہونے کو جو اس کی قسمت میں ہوتا۔ وہی ہوتا۔ غرضیکہ ایسے ہزاروں روپیہ ان حضرت نے کمائے۔ اور آخر لوٹ لاٹ کر رفو چکر ہوئے۔ (۲) ایک صاحب کمال چار یار ہمراہ لے دوسرے دیش میں گئے۔ وہ پیر جی ایک مسجد میں لے پیر وار ان کے پیچھے رہے۔ ایک چیلے نے اندھے کا سوانگ بھرا۔ اور شہر کے ایک سمت میں رہا دوسرے چیلے نے بہرہ کا سوانگ بنایا۔ اور دوسری سمت میں رہا تیسرا لنگڑا بنا۔ چوتھا یاروں کو کھانے پینے کا سامان مکانہ وار پہنچاتا گیا۔ ایک برس تک اس آئین سے عمل کیا کہ اس نقل کو اصل پر فوق دیا۔ اور ہر ایک رئیس شہر نے فقیر کو لا پروا اور لنگڑے کو لنگڑا۔ اور اندھے کو اندھا۔ اور بہرہ کو بہرہ یقین کر لیا۔ ایک روز فقیر صاحب واسطے زیارت کسی نمازی مرد کے جاتے تھے۔ لنگڑے نے حضرت کا پاؤں پکڑ لیا۔ اور کہا کہ مجھے شب کو خواب ہوا کہ تم میرے لنگ کو دور کرو گے۔ بس مجھ پر رحم کرو اور دعا کرو کہ مجھے صحت ہو۔ شاہ صاحب بہت خفا ہوئے۔ اور سخت گوئی کرنے لگے اور عاجزی جتانے لگے۔ لنگڑے نے ایک بات پر خیال نہ کیا۔ اور ان کے پاؤں کو نہ چھوڑا۔ فقیر صاحب نے خفا ہو کر لات ماری۔ اور کہا کہ خدا کرے تیری دوسری ٹانگ بھی ٹوٹے۔ بمجرد لات کے لگنے کے وہ لنگڑا مثل تندرست کی مانند کودنے لگا۔ یہ معجزہ صاحب کمال کا جب بازاریوں نے دیکھا ہر ایک شخص پیر پروانہ ہو گیا۔ اس ہی مسجد تک پہنچتے پہنچتے ہزار ہا روپیہ ان کی نذر چڑھ گئے۔ شاہ صاحب نے لا پروائی سے اس ہی [illegible] کو دلا دیئے۔ چند روز میں تمام شہر میں غل ہو گیا کہ آسمان سے فرشتہ اترا ہے یہ خبر سن اندھا اور بہرہ بھی آیا۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور فقیر صاحب کا کمال زیادہ ہوا۔ یہ سب اصحاب جمع ہو گئے۔ ہزاروں مرید بھی ہوئے اور لاکھوں روپیے کمائے جب خاطر خواہ آسودہ ہو گئے۔ اک شب بے خبر اطلاع چل دیئے ۔

(۳) اسی طرح ایک فقیر جو کچھ کسی سے نقد پاتا تھا۔ اس کو گلا چاندی کا کوئی ڈلا بنا محتاجوں کو دیتا تھا۔ چند روز میں مشہور ہو گیا۔ کہ یہ کیمیا ساز ہے۔ ہر ایک اس کی خاطر اور عزت کرنے لگا ﴿

اے کھنیا لال جب تک ایسے باکمال آدمی پیدا نہ کرے صاحب کمال کیونکر ہووے بیٹے جواب دیا۔ کہ جب تک ایسی حکایتوں سے آدمی واقف نہ ہووے۔ بدذاتوں کے فریب سے بچ نہیں رہتا ﴿

(۴) ضلع راولپنڈی میں ایک حافظ صاحب کراماتی مشہور ہوئے اور قریب و دور سے پانچ چار چیلے بھی اکٹھے ہو گئے۔ وظائف قرآن ورد زبان۔ اور رومال سے منہ ڈھانک رکھتے تھے۔ دعوے یہ تھا کہ جو جتنے روپیے خدا کے نام کے دیوے۔ بعد ایک میعاد مقررہ کے اس سے دوچند لیوے۔ صدہا پڑھے لکھے ہندو مسلمان ڈپٹی تحصیلدار وغیرہ تک اس پر ایمان لائے۔ بہت سے لوگ فائز المرام بھی ہوئے۔ اور دو دگنے چار گنے روپیہ تک لیئے۔ اور عرصہ تک اس کا دور دورہ رہا۔ خزانچی سررشتہ دار وغیرہ بھی ملازم ہو گئے۔ ہزاروں کا خزانہ جمع رہنے لگا۔ آخر الامر گورنمنٹ نے تحقیقات شروع کی تو تمام راز فاش ہو گیا۔ اور ثابت ہوا کہ ھذا اجعل المستمر ہے۔ ایک لاکھ کے قریب یا کچھ زیادہ لوگوں کے روپیے اُس کے ذمہ نکلے۔ آخر الامر چند سال قید کا سزایاب ہوا۔ اور کوئی وظیفہ یا کلام سہائتا نہ کر سکی۔ مسل اس کی محافظ خانہ راولپنڈی میں موجود ہے۔ اور ایک عالم پر ظاہر و مشہور ہے۔ بلکہ اب تک بہت سے آدمی لوگ اس کے مرید ہیں اور اسکی تیغ معجزہ کے شہید۔

(۵) یہ واقعہ میرے لائق آریہ برادر لالہ ہیرانند صاحب ڈاکٹر شفاخانہ ڈسکہ کا چشم دید ہے۔ اور گذشتہ کراماتوں کی شہادت مزید۔ کہ ایک سید کراماتی دعوے سے اُن کے پاس آیا۔ اور اثنائے گفتگو میں اظہار فرمایا۔ کہ اسلامی دین کی برکات و محمدی مذہب کی تجلیات اس حد تک ہیں کہ باوجود گذر جانے تیرہ سو سال کے اب بھی ان کے نام مبارک کی تاثیرات تیر بہدف ہیں۔ اور خاص بندوں پر جو کہ صدق دل سے نماز و تلاوت قرآن میں سرگردان رہتے ہیں ان خاص کرامات کا ظہور و حلول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ اگر کچھ صداقت موجود ہو تو بتلا دیں ورنہ لاف زنی نہ فرماویں۔ سید صاحب نے فرمایا کہ میں جو ایک احقر بندہ رب العالمین ہوں بطفیل و برکت مولانا و سیدنا پیغمبر صاحب کے مجھ پر بہت سی برکات کا ظہور ہے از انجملہ ایک میں اب بھی بتلا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات کسی قسم کی کسی زبان میں آپ اندر پوشیدہ جا کر اس مقدس قلم سے جس پر کلام کندہ ہے تحریر کریں اور وہ کاغذ بھی آپ اپنے پاس رکھیں۔ میں ہو بہو وہی بات بتلاؤنگا۔ مگر کچھ عرصہ مجھے اکیلا بیٹھنا پڑیگا۔ تمام حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ تو علانیہ کرامات ہے۔ آخر الامر سب نے دیکھنے پر اصرار کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے سید صاحب کی کتاب کی جلد پر رکھ کر ایک کاغذ پر ان کی قلم سے پوشیدہ جا کر کچھ حرف لکھے اور کاغذ اپنے پاس رکھ لیا۔ سید صاحب نے تھوڑے کنارہ بیٹھ کر سوچ کر بعد درود و وظائف کے فرمایا۔ کہ کرمچند آپنے نام تحریر کیا تھا۔ جب اصل کھلوایا گیا تو وہی نام تھا۔ سب حیران ہوئے۔ کہ مولوی صاحب نے معجزہ دکھلایا۔ مگر دانا دل کے آگے فریب چلنا دشوار ہے۔ یار تاڑ گئے کہ یہ کوئی مزور فریب ہے۔ آخر الامر سوچتے سوچتے معلوم کیا۔ کہ اس جلد کے اندر کی طرف ایک کاغذ سیاہ موجود ہے۔ جوں ہی کوئی جلد کے باہر کی طرف سے کسی کاغذ پر کسی زبان میں کوئی حرف تحریر کرتا ہے اُس کا زور اُس سیاہ کاغذ پر پڑتا ہے۔ اس کے روبرو ایک کاغذ سفید ہے اس کی حرکت و زور کے مطابق اس سیاہ کا نشان اس سفید کاغذ پر چھپا جاتا ہے۔ جب کنارہ میں لیجا کر دیکھتے ہیں تو اس سفید کو نکال کر یہ فریب کرتے ہیں۔ جب سید صاحب کو اس حال سے آگاہ کیا گیا کہ یہ تمہارا فریب ہے جس کو تم کرامات جتلاتے ہو۔ تب وہ خود بھی اقبالی ہوئے اور منت سماجت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ یہ بات ڈاکخانوں کے رسید بک کے کاغذ سے ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے زیادہ تشریح کی حاجت نہیں ﴿

اب مرزا غلام احمد کے الہاموں کی تردید کرتا ہوں اور ان کو پوست کندہ کر کے ناظرین کے روبرو دھرتا ہوں۔ اور قرآن سے **محمد صاحب** کا معجزات دکھلانے سے انکار بھی اس کے ذیل میں ہوگا۔ تاکہ اس قادیانی رسول کی ماہیت ظاہر ہووے ﴿

اول۔ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ مسمی جان محمد کشمیری جو مرزا صاحب کی مسجد کا امام ہے اس کا لڑکا جس کی عمر اس وقت قریباً پانچ سال ہوگی عارضہ بخار سے بیمار ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے مرض اس قدر بڑھ گئی کہ بخار کے ساتھ ہی اسہال آنے شروع ہو گئے۔ اور لڑکے کا خورد و نوش بالکل بند ہو گیا۔ اور ایسا کمزور نحیف اور ضعیف البدن ہو گیا کہ استخوان ہی استخوان معلوم ہوتے تھے۔ غرض ایک روز لڑکا عین نزع کی حالت میں تھا اور اس وقت اُس کی حالت کو دیکھ کر مجہول سے مجہول بھی یہی کہتا تھا کہ لڑکا کوئی دم کا مہمان ہے۔ غرض اس اضطرابی اور بیقراری کی حالت میں جان محمد مذکور مرزا صاحب کی خدمت میں گئے اور مرزا صاحب اس لڑکے کو دیکھ بھی چکے تھے۔ خیر امام صاحب نے کل احوال عرض کیا اور کہا کہ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس لڑکے کے لئے دعا کیجئے۔ ....

. . . . مرزا صاحب کو اس لڑکے کی طرف پہلے ہی خیال تھا۔ کیونکہ ان کی مسجد کا امام زادہ تھا۔ فرمایا کہ جان محمد آپ کے آنے سے اول ہی مجھ کو الہام ہوا ہے کہ اس لڑکے کے لئے قبر کھودو۔ مرزا صاحب کے منہ سے یہ کلمہ نکلنا تھا کہ امام صاحب کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اوسان خطا کیوں نہ ہوتے اور ہاتھ کے طوطے کیوں نہ اڑتے۔ کیونکہ اس کا یہی ایک بیٹا تھا وہ بھی پچھلی عمر کا۔ غرض امام صاحب نہایت یاس اور مایوسی کی صورت میں جو اپنے گھر کو واپس آئے۔ تو الہام کا اثر برعکس ظہور میں آیا۔ اور بجائے موت کے الٹا شفا دکھایا۔ یعنے لڑکے کے آثار صحت دیکھے مرزا صاحب کا الہام فرمانا ہی تھا کہ خداوند کریم کی قدرت کا تماشا دیکھئے۔ لڑکے کو دمبدم آرام ہونا شروع ہوا۔ اور ایک ہی ہفتہ میں لڑکا تندرست ہو گیا۔ اب مرزا صاحب اپنی دروغ بیانی و کذب لسانی و غلطی الہام کی یہ تاویل فرماتے ہیں۔ کہ ہمارا الہام تو ہرگز غلط نہیں ضرور کسی نہ کسی وقت پورا ہو جاویگا۔ ہم کہتے ہیں کہ کسی وقت بلکہ عنقریب ہی آپ کے واسطے قبر کھودینگے۔ الا اے [illegible] مکذب حرج ﴿ کہ پیش خرد ہست فعل قبیح ﴿

دوم۔ واقعہ ۲۔ دسمبر ۸۵ء کو مرزا غلام احمد نے مسمی بشنداس ساکن قادیان کو بلا کر کہا کہ مجھے تمہاری نسبت الہام ہوا ہے جبکہ میں انبالہ کے سفر میں تھا۔ کہ تو لڑکے پڑھاتا ہے۔ اور نام تیرا عزیز الدین ہے نتیجہ یہ ہے کہ تو ایک سال تک مسلمان ہو جاویگا۔ ورنہ مر جاویگا۔ بشنداس نے پوچھا کہ اگر

یہ ضروریات ہو ہوائی ہے تو میرا کیا چارہ ہے۔ مگر میں آپ سے صلاح پوچھتا ہوں کہ میرا مرنا اچھا ہے یا مسلمان ہونا۔ مرزا صاحب نے زبان الہام ترجمان سے فرمایا کہ مسلمان ہونا۔ پھر شنڈاس نے ایک دو روز بعد دریافت کیا تو کہا کہ مجھے خواب آئی تھی الہام نہ تھا۔ مگر میری خواب بھی الہام ہوتی ہے۔ اور اکثر الہام خوابوں میں ہوتا ہے۔ اور خواب نامہ بھی نکال کر دکھلایا۔ یا نتیجہ اس خواب کا لکھا تھا کہ زود بمیرد یا مسلمان شود۔ تم اپنا بندوبست کرو میری خواب ضرور سچی ہوگی۔ اگرچہ وہ شنڈاس سادہ لوح تھا بہت گھبرایا۔ مگر اس تاریخ نامہ نگار بھی وہاں تھا۔ جب اس کو کامل طور پر سمجھایا گیا۔ کہ یہ صرف فریب بازی اور چالاکی ہے۔ اور آریہ سماج کے اصول اس کو سمجھائے جس کو وہ سمجھ کر ممبر آریہ سماج ہوگیا۔ اس مبارک سوسائٹی کی برکت سے تمام کمزوریاں اس کے دل کی دور ہوگئیں۔ تب وہ علانیہ طور پر مرزا غلام احمد سے مقابلہ کرنے لگا۔ پھر مرزا صاحب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اور وہ سونے کا مرغ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ چونکہ ان عرصہ ایک سال کا گذر گیا ہے اور وہ بات بالکل واہیات اور مزخرفات سے بھی کمتر ثابت ہوئی جھوٹے کی پیشانی پر سیاہی کا داغ قائم رہا اور تا قیامت قائم رہیگا۔ انہیں دنوں میں مرزا صاحب کے کئی مجاوروں اور خوشامدیوں یا مریدوں نے گمنام خط بھی بنام شنڈاس بطور خیر خواہی کے ارسال کئے اور وہ تمام خطوط شنڈاس نے نامہ نگار کے پاس بھیج دیئے افسوس کہ مرزا صاحب دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے اور اپنا چالاکیوں سے نہیں ہٹتے حالانکہ بار بار زک اٹھاتے ہیں۔

سوم ڈھائی سال کا عرصہ گذرا کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا کہ ان کے گھر میں سے عنقریب ایک احمد مر جاویگا۔ کیونکہ تثلیث قائم ہونی ہے۔ مرزا صاحب کا نام **غلام احمد** ہے بڑے بیٹے کا نام **سلطان احمد** چھوٹے کا نام **فضل احمد** ہے۔ اور سادہ لوحی سے یہ بات مشہور بھی کردی مگر آج تک باوجود گذرنے دو ڈھائی سال کے ایک احمد بھی نہ مرا اور بدستور زندہ ہیں۔ سہ

دروغ آدمی را کند شرمسار۔ مگر جسکو ہو روسیاہی سے عار

چہارم محرم سنہ ۱۲۹۹ھ میں مرزا صاحب کو خواب میں خدا نے کہا۔ کہ کسی نے تحفے کتاب کے واسطے ۵۰ روپیہ روانہ کئے ہیں۔ اور ایک آریہ صاحب نے بھی وہی خواب دیکھا کہ ہزار روپیہ آیا ہے۔ چنانچہ جونا گڈھ سے مرزا صاحب کو ۵۰ روپیہ لے گیا۔ اور ہندو کی خواب میں ۹۱ حصہ جھوٹھ نکلا کیونکہ وہ دین اسلام سے خارج تھا۔ کئی لوگ اور کئی آریہ گواہ ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے اس دعوے بے معنی کی تصدیق کے واسطے کسی آریہ کا نام نہ لکھا۔ اور لکھتے کس طرح جب وجود ہی مفقود تھا۔ کئی آریہ لوگ تو ان دنوں قادیاں میں موجود نہ تھے۔ اور یہ ان کئی آریوں کے نام ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے صرف جعلسازی کی اور پہلے اندرونی طور پر بالفرض سچ ہونے کے مرزا صاحب کو خط آچکا تھا۔ چونکہ روپیہ کمانے کے لئے یہ سب چالاکیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے خواب میں بھی اگر دیکھا تو کیا عجب ہے۔ بمصداق اس قول کے ع

تشنہ آب و خواجہ زر سگ استخواں بیند بخواب

پنجم ایک مرتبہ خدا نے ایک راجہ کے مرجانے کی خبر دی۔ اور ہم نے ایک ہندو کو بتلائی جب وہ خبر پوری ہوئی تو ہندو نے کہا کہ کھلم کھلا عالم غیب حالانکہ ہمیں کیونکر معلوم ہوگیا؟ واہ رے قادیانی الہامی ہم تیری چالاکی کی کیا تعریف کریں نہ تو اس راجہ کا نام لکھا اور نہ اس ہندو کا۔ پس ہمیں کسی طرح اعتبار نہیں۔ اور علاوہ براں ایک گواہی مدعی کی تباہی ہے بلکہ روسیاہی ہے (دیکھو سورۃ نور قرآن)

ششم ایک مرتبہ ایک وکیل صاحب نے امتحان دیا۔ اور لوگوں نے بھی امتحان دیا۔ وہ پاس ہوگئے باقی اس ضلع سے کوئی پاس نہ ہوا۔ ہم نے ان کو پہلے کہہ دیا تھا۔ اور سنہ ۱۸۶۸ء میں اس وکیل نے اطلاع دی کہ میں پاس ہوگیا۔ اے ناظرین یہ نمبر ۳ سے بھی زیادہ فریب ہے۔ چالاک آدمی بہت سی ایسی باتیں کرکے اکثر لوگوں کو گرویدہ کرتے ہیں۔ افسوس کہ مرزا صاحب نے وکیل کا نام نہ لکھا۔ اور ساتھ ہی کوئی گواہ بھی نہ بتلائے۔ مرزا صاحب کے بڑے بھائی ضلع کے سررشتہ دار تھے۔ اور مرزا صاحب خود بھی عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور تجربہ کار ہوگئے۔ آج کل یہ بات تو کرامات نہیں کہلاتی بلکہ چالاکی اور واقفیت چاہتی ہے۔ لاہور میں بیسیوں آدمی ایسے ہیں جو اس قسم کی پیشگوئی تیر بہدف کرتے ہیں اور خطا نہیں ہوتی۔ پس یہ امر کسی طرح پیشگوئی کے [illegible] لئے۔ بلکہ یاوہ گوئی ہے۔

ہفتم ایک مجمل بات لکھی ہے کہ ہم نے ایک آریہ کو ایک پیشگوئی بتلائی۔ اور اس نے تعجب کیا۔ مگر ہم اس پیشگوئی کی اس جگہ تصریح نہیں کرتے۔ مرزا صاحب خدا کے پیارے کیوں بنتے ہو اور ظاہر نہیں کرتے۔ ذرہ محمد صاحب کے واسطے آریہ کا نام اور پیشگوئی کا الہام ظاہر کرو۔

ہشتم ۱۲ برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ہندو آریہ ممبر آریہ سماج قادیاں معجزات محمدیہ سے منکر تھا۔ اتفاقاً اس کا ایک عزیز قید ہوگیا۔ ایک ہندو اور بھی اس کے ہمراہ قید ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ اس مقدمہ کا کیا نتیجہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ غیب خدا کے پاس ہے اس کے اصرار کرنے پر میں نے دعا کی اور خواب میں مجھے خدا نے ظاہر کیا۔ کہ وہ نصف قید تخفیف ہو کر بعد بھگتنے نصف باقی کے رہا ہوگا اس میں پنڈت دیانند سرسوتی کے پیرو کی گواہی ہے۔ اسی طرح ہوا۔ اے چالاک نبی کیوں راست بیانی سے روگردانی کرتا ہے نہ تو اس ہندو کا نام لکھا اور نہ اس آریہ کا پتہ بتلایا۔ جن دنوں نامہ نگار قادیاں گیا تھا اس کی تحقیقات بھی کی۔ مگر کوئی گواہ اس قسم کا نہ ملا۔ جو آپ کی تائید کرتا ہو۔ البتہ یہ الہام کتاب میں درج پایا گیا۔ جو ہندو قید سے چھوٹا تھا وہ اس کی اصلیت سے انکاری ہے۔ پس یہ بھی آپ کی مکاری ہے۔ پنڈت صاحب کے کسی پیرو کا آپ نے نام نہ لکھا۔ اور نہ وہ آپ کے الہام کا مصداق ہے۔ وہ تو کوئی گمنام ہوگا۔ میں علانیہ معجزات محمدیہ و عیسویہ و غلام احمد کا انکاری ہوں۔ اور لاکھوں آریہ اور صدہا مسلمان بھی میرے شریک ہیں۔ یہ مقدمہ بازوں کی نشانیاں ہیں اور دلالوں کی دست گردانیاں۔ وکیل خصوصاً ان معاملوں پر چالاک ہوتے ہیں اور اس قسم کی پیشگوئیوں میں بیباک۔

نہم سردار محمد حیات خاں جب معطل ہوئے۔ تو ہم کو خواب میں خبر ملی۔ کہ کچھ خوف نہ کرو۔ خدا قادر ہے۔ وہ تمہیں نجات دیگا۔ چنانچہ حیات خاں بری ہوگئے۔ ساٹھ ستر آدمی گواہ ہیں جن سے دس بارہ آریہ ہندو ممبران آریہ سماج بھی ہیں۔

جن دنوں سردار **محمد حیات خاں** صاحب معطل ہوئے تھے۔ ان کے تمام خیر خواہ دریے چاہتے تھے۔ اور اکثر دست بدعا رہتے تھے۔ جس میں

اہل ہنود اور ہزاروں مسلمان ہیں۔ گو گورنمنٹ عادل نے جب بعد تحقیق کامل کے ان کے ذمہ کوئی قصور ثابت نہ پایا تو بری فرمایا۔ جس کا مفصل حال گورنمنٹ گزٹ میں مطبوع ہو گیا۔ آپ کا الہام تو سراسر غلط نکلا۔ الہام کے فقرے یہہ ہیں۔ "خدا قادر ہے تمہیں نجات دیگا" کیا اس سے کوئی ذی عقل حیات خاں کی بریت ظاہر کر سکتا ہے۔ جیسا اس طرح سردار صاحب بری ہوئے اور جو آپ کے ہزاروں روپے خرچ ہوئے تو آپ نے براہین الاحمدیہ کی امداد کے خیال سے خواہ مخواہ خیر خواہوں سے بنیا چاہا۔ مگر وہاں دال گلنی آپ کی نیلر پا وہم و خیال ہے اور آپکا گواہ آریہ بھی انکاری ہے۔ اور کوئی سید وغیرہ بھی شہادت نہیں دیتا خدا آپ کو شرمندہ کرے۔

دہم ایک دفعہ خواب میں الہامی صاحب نے مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی اور دونوں کی باہمی برادرانہ محبت ہوئی۔ یہہ خواب کیسی عظیم الشان ہے۔ اگرچہ اب تک پوری نہ ہوئی مگر پوری ہو جاویگی۔ مسیح کے ساتھ روٹی کھائی تو فخر کی اتنی نہیں ہے۔ اور وہ بھی خواب میں۔ مگر مسیح کی زندگی میں یہودا اسکریوطی وغیرہ تمام شاگرد اس کے ساتھ کھاتے رہے۔ اور آخر کار اس کو اسیر کرایا۔ اس سے اگر آپ عیسائیوں کو فریب میں لانا چاہیں تو دشوار ہے وہ آپ کے مکر و فریب سے از دست بیزار ہیں +

یازدہم میں نے براہین الاحمدیہ کے رسالے کی اجازت بھی خدا سے پائی اور دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا۔ سنہ ۱۸۶۵ء میں یہہ خواب میں نے دیکھا تھا۔ اور اسی روز محمد صاحب کی زیارت بھی ہوئی۔ اور بی بی فاطمہ نے یہ کتاب مجھے دی" مرزا صاحب یہ تو کوئی الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے۔ ؎ تشنہ را ہمی نماید اندر خواب ⁂ ہمہ عالم بچشم چشمہ آب۔ دس ہزار روپیہ کے اشتہار کی صلاح آپ کو خدا نے نہیں دی۔ آپ نے صریحاً جھوٹھ بولا۔ بلکہ یہہ صلاح تو مشفقم حکیم کشن سنگھ آریہ نے آپ کی جہالت و سفلہ پن کو تمام عالم میں مشتہر کرنے کے خیال سے دی تھی کیا وہ آپکا خدا ہے۔ یا خلیفہ ہوا۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔

دوازدہم ایک سید و آریہ باشندہ قادیان طالب العلم مدرسہ بیمار ہوا۔ عمر اس کی بیس سال کی تھی وہ مرض دق مبتلا تھا۔ اور میرے پاس آیا کرتا تھا کیونکہ آپ حکیم ابن الحکیم ہیں، خدا نے مجھے الہام دیا۔ کہ قلنا یا نار کونی بردا وسلاما یعنے ہم نے غیب کی آگ کو کہا تو سرد و سلامت ہو جا۔ چنانچہ کئی ہندوؤں کو اس کی بابت اطلاع دی۔ اوروں کو بھی۔ اور خدا کے بھروسے دعوے کیا گیا۔ کہ ضرور صحت یاب ہوگا۔ آخر وہ سید صحت یاب ہو گیا"

جہاں تک قادیاں کے باشندوں سے واضح ہوا وہ صرف اسی قدر ہے کہ مرزا صاحب کے مسہل دیئے اور نیز اپنے خانگی علاجوں سے اسے صحت ہوئی نہ کہ الہاموں سے۔ عربی عبارت مرزا صاحب بنا سکتے ہیں۔ پس صرف دعوے ہی دعوے ہے اگر آپ حکیم نہ ہوتے اور وہ آپ کی دوا اور اپنے خانگی علاج نہ کرتا۔ اور آپ میعاد مقرر کرتے۔ اور نگرانی کرنے والے نامہ نگار جیسے ہوتے۔ تب الہام کی حقیقت کی قلعی فاش ہوتی۔ بغیر ثبوت کے دعوے زبانی صرف لن ترانی ہے نہ کہ الہام آسمانی +

سیزدہم "مرزا صاحب کو ۱۰ دسمبر ۱۸۸۳ء کو خداوند کریم نے ایکصد روپیہ کا الہام بھیجا یا۔ اور بڑے تردد و تکلیف و امتحان سے دو روپیہ بھیجے۔ اور خدا کا الہام سچا نکلا۔ ایک آریہ اس کا گواہ ہے" اس کی بابت وہی آریہ کہتا تھا کہ ان دونوں قسم کو بسبب ضرورت کتاب کے روپیوں کی خوابیں آیا کرتی تھیں [illegible] مرزا صاحب کو لوگ خطوط ارسال کیا کرتے تھے بعد ازاں روپیہ لکھتے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کی خوابوں سے زیری اکثر راست ہوا کرتی تھیں۔ اور مرزا صاحب کی ترویج غرضیکہ قادیان [illegible] خود سے محمدیاں کی الہاموں کی خوانگاہ ہو رہی ہے مرزا صاحب کی ترقی دیکھکر بحیثیہ الہام کا مدعی [illegible]

مرزا صاحب کے الہاموں کے گواہ لالہ ملاوا مل صاحب و لالہ شرمپت [illegible] صاحب ہیں جنہوں نے آجکل اشتہار بھی مرزا صاحب کے برخلاف طبع کرا [illegible] ہے جو اسی کتاب کے آخر میں درج ہے۔ سال ۱۸۸۳ء میں جب مرزا صاحب کی اس قدر زبانی دروغ بیانی دیکھکر ایک خط بنام سکرٹری آریہ سماج قادیاں کے ارسال کیا۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی نے کتاب براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۳ میں لکھا ہے کہ بعضے آریہ سماج قادیان والوں کو کرامات وغیرہ خوارق عادات [illegible] انعامات کی لذتیں چکھائی ہیں اور ان کے دل کی باتیں بوجھی ہیں۔ آیا یہ سچ ہے یا نہ" اس کے جواب میں ایک خط قادیاں سے میرے نام آیا جس کی نقل لفظ بلفظ ذیل میں درج کی جاتی ہے +

جناب مکرم و معظم بندگان لیکھرام صاحب نمستے

نوازشنامہ در بارہ استفسار احوال کرامات وغیرہ کے جو مرزا غلام احمد صاحب نے قادیاں کی نسبت براہین الاحمدیہ میں لکھا ہوگا پہنچا کمال خوشی حاصل ہوئی جناب من یہاں پر سماج نہیں ہے۔ ہم صرف چار یا پانچ اشخاص آریہ مت والے یہاں قادیاں میں ہیں۔ سو ہم میں سے کوئی کسی قسم کی کرامات وغیرہ یا مصدقین ان کی کا قائل نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے جو اصول آریوں کے ہیں وہی ہیں۔ فقط نیاز

العبد

شرمپت رائے و اچھروں کشن سنگھ و دیا رام وغیرہ از مقام قادیاں ضلع گورداسپور

۱۵۔ مارچ ۱۸۸۳ء

اب بعد اس کے یہہ بھی بتلاتا ہوں کہ معجزات محمد صاحب سے بھی ظہور میں آئے ہیں یا نہ شہادت اس بارہ میں صرف قرآن سے لانی ضرور ہے۔ کہ کسی اور کتاب سے۔

(۱) سورۃ بنی اسرائیل

ما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بها الاولون۔ یعنے کوئی سبب ہم کو مانع نہ ہوا کہ تجھ کو ہم معجزات کے ساتھ بھیجتے۔ مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں کو جھٹلایا ساتھ ان کے یعنے ان کے معجزے لوگوں نے نہ مانے اس واسطے ہم نے تجھ کو معجزے نہیں دیئے)

(۲) سورۃ بنی اسرائیل

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا۔ او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانهر خلٰلها تفجیرا۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملٰئکۃ قبیلا۔ او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ۔ قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔ اور بولے بزرگان قریش کہ ہم نہ مانینگے تیرا کہا جب تک تو نہ نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیرے باغ کھجوروں اور انگوروں کا۔ پھر بہا لیوے

تو اس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن۔ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر ستھرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرا چڑھنا۔ جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا'' (افسوس کہ باوجود اس قدر اقراروں اور شرطوں اور وعدوں کے محمد صاحب نے معجزوں سے انکار کر کے لاچاری ظاہر کی کہ میں صرف آدمی بھیجا ہوا ہوں نہ کہ کراماتی یا معجزہ نما۔ تم میرے سے کیوں معجزے مانگتے ہو۔ میرے پاس معجزہ نہیں ہیں)

(۳) سورۃ انعام

واقسموا باللہ جہد ایمانہم لئن جاءتہم آیۃ لیومنن بہا قل انما الآیات عند اللہ وما یشعرکم انہا اذا جاءت لا یومنون یعنے قسم کھائی ہے انہوں نے (کافروں نے) ساتھ سخت قسم اللہ کے کہ اگر کوئی معجزہ دیکھیں تو ایمان لاویں گے۔ کہہ اے محمد کہ معجزات خدا کے پاس ہیں۔ اور تم نہیں جانتے ہو اگر معجزہ ہوگا تب بھی ایمان نہ لاوینگے'' (اے مومنو! انصاف سے غور کرو کہ یہ کیسا صاف معجزہ دکھلانے سے حیلہ بنایا گیا ہے ورنہ کافروں کا خدا کی قسم کھانا صریح التصدیق کرتا ہے کہ وہ ضرور ایمان لاتے)

(۴) سورہ انعام میں ہے۔

ماعندی ما تستعجلون بہ ان الحکم الا للہ یقص الحق وہو خیر الفاصلین قل لو ان عندی ما تستعجلون بہ لقضی الامر بینی وبینکم یعنے کہہ اے محمد وہ چیز یعنے معجزہ جس کے لئے تم جلدی کرتے ہو نہیں میرے پاس۔ کیونکہ خدا کی طرف سے ہے وہی حق کو ظاہر کر دیگا۔ اور وہ سب حاکموں سے بہتر اور برتر ہے۔ کہہ اے محمد وہ چیز یعنے معجزہ جسے تم چاہتے ہو کہ جلد ظہور میں آجائے اگر میرے پاس ہوتا تو میرا تمہارا جھگڑا فیصل ہو جاتا'' (یہاں سے صاف فیصلہ ہو گیا کہ حضرت کے پاس معجزے نہیں تھے بلکہ یہاں پر نہ ہونے معجزہ کا صاف اقبال کیا)۔

(۵) سورہ آل عمران

الذین قالوا ان اللہ عہد الینا الا نومن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل قد جاءکم رسل من قبلی بالبینت وبالذی قلتم فلم قتلتموہم ان کنتم صدقین وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کسی رسول کا جب تک نہ لاوے ہم پر ایک نیاز جس کو کھا جاوے آگ۔ تو کہہ تم میں آچکے کتنے رسول مجھ سے پہلے نشانیاں لیکر۔ اور یہ بھی جو تم نے کہا۔ پھر کیوں قتل کیا تم نے ان کو اگر تم سچے ہو۔ (معجزہ کے لغوی معنے عاجز کرنے کے ہیں افسوس کہ خدا نے محمد صاحب کو کوئی معجزہ نہ دیا۔ ورنہ اس قدر قتل عام اور ظلم و جور کی ضرورت نہ ہوتی۔ خدا کا نبیوں کو محمد صاحب سے پہلے معجزہ دیکر ارسال کرنا اور لوگوں کا قتل کر دینا ایک تماشہ معلوم ہوتا ہے)۔

(۶) سورۃ انعام۔

وان کان کبر علیک اعراضہم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیہم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدی اور اگر بھاری ہے ان کا تغافل کرنا۔ تو اگر تو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ زمین میں کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لا دے ان کو ایک نشانی اور اگر اللہ چاہتا جمع کر لاتا سبکو راہ پر (افسوس کہ محمد صاحب معجزہ دکھلانے سے گھبرا کر غاریں تلاش کرتے ہیں تا کہ بھاگ جاویں۔ یا آسمان پر زینہ لگاویں اور چڑھ جاویں۔ تا کہ معجزہ کے طالبوں کے ہاتھ سے نجات پاویں۔ جب جا کہ معجزہ دکھلاویں یا مومنیں!)

نہیں معجزہ حق کو منظور ہے ٭ زمیں سخت اور آسمان دور ہے

(۷) سورۃ رعد میں ہے۔

یقول الذین کفروا لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ قل ان اللہ یضل من یشاء ویہدی الیہ من اناب کہتے ہیں منکر کیوں نہ اترے اس پر (محمد صاحب پر) کوئی نشانی اس کے رب سے تو کہہ اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا۔ (اس جگہ معجزہ دکھلانے سے متنفر ہو کر گالیاں نکالنی شروع کر دیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ کیا ہی معجزہ نمائی ہے)

(۸) پھر سورۃ رعد میں ہے۔

لولا انزل علیہ آیۃ انما انت منذر ولکل قوم ہاد کہتے ہیں لوگ کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے (کہہ اے محمد) تو تو ڈر سنانے والا ہے۔ اور قوم کو ہوتا ہے راہ بتانے والا (یہاں پر معجزوں سے قطعی انکار بلکہ صرف ڈرانا ہی اپنا فرض کہہ کر مانند عام راہ نماؤں کے بن گئے سچ ہے معجزہ دکھانا خالا جی کا گھر نہیں ہے)۔

(۹) سورۃ عنکبوت میں ہے

وقالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین اور کہتے ہیں (کافر) کیوں نہ اتریں اس پر یہ آیات اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللہ کے۔ اور میں تو ڈر (با قران) سنانے والا ہوں کھول کر۔

اے ناظرین صداقت قرین! آپ مندرجہ بالا آیتوں سے بطور حق الیقین کے جان سکتے ہیں۔ کہ محمد صاحب کو معجزہ کا اختیار نہ تھا۔ اور جو لوگ معجزہ بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنی طبعزاد عبارتوں میں مضمون باندھتے ہیں۔ ورنہ قرآن میں کوئی ثبوت اس امر کا نہیں۔ کہ محمد صاحب نے معجزہ دکھلائے بلکہ یہ تو شہادتیں مندرجہ بالا نفی میں موجود ہیں جن سے کوئی محمدی انکار نہیں کر سکتا پس بعوض چار گواہوں کے ہم نے ۹ گواہ اس امر کے پیش کئے کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے۔ اور در حقیقت تمام فلسفی جاننے والے مولوی فاضل لوگ علانیہ انکاری ہیں کہ قرآن میں معجزہ نہیں ہیں۔ اب اس وقت تک کہ کوئی ان ۹ شہادتوں کو رد کر کے ۹ شہادتیں اور ثبوت معجزہ کی قرآن سے نہ نکالے تب تک ہمارا دعوے بدستور موجود رہیگا ٭

جب خدا نے محمد صاحب کو معجزہ نہیں دیا۔ اور نہ انہوں نے کوئی دکھایا اور نہ دعوے کیا تو غلام احمد کا دعوے نبوت و معجزہ و الہامات و کرامات وغیرہ کا علانیہ کرنا سر تا سر قران کے خلاف اور لاف گزاف ہے بلکہ اگر راست پوچھو تو دور از انصاف ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہ تمام چالاکیاں مرزا صاحب کی حضرت بطن علیہا السلام کے واسطے ہیں نہ کوئی کرامات ہے نہ خوارق عادات ہے نہ الہامات ہیں۔ نہ آسمانی نشانات۔ بلکہ کسی طرح کا عجوبہ دنیا بھی ان کے پاس نہیں ٭

ایک دفعہ مرزا صاحب کے مکان پر نامہ نگار کی ترجیح ہوئی تھی اور چند معزز آریہ صاحبان اور چند مسلمان بھی تشریف رکھتے تھے مرزا صاحب کی [illegible] مزاج بگڑنے لگے اور اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ دیکھو فرشتے کیسے تیز ہیں سب سے تیز چلتے تھا۔ کیا سچ کہتے ہو یہ جواب دیا گیا کہ ہاں میں نے ایک کاغذ کے پرچہ پر [illegible] سے حرف اوم کا لکھ دیئے اور مٹھی میں رکھ لیا۔ اور پوچھا کہ حضرت مرزا جی فرشتوں سے پوچھ کر بتاؤ کہ میں نے کون سا حرف لکھا ہے۔ ایک عرصہ تک کچھ سوچتے رہے اور کچھ گنگناتے رہے۔ تو [illegible] کہا کہ اس طرح نہیں کسی اور جگہ رکھو۔ میں نے بھی پاکٹ میں ڈال لیا۔ [illegible] تو بھی وہی خیالی اور وہمی ہوں پر بنا ہی فرشتوں سے پوچھتے رہے مگر کچھ نہ بتا سکے۔ اور شرمندہ ہو کر لاجواب ہو گئے۔ اس پر کئی وہاں [illegible] [illegible] گو اس پر مرزا صاحب بھی خفیف ہو گئے مگر انکار نہ کر سکے۔

لطیفہ [illegible]۔ ایک حافظ قرآن آنکھ سے اندھا تھا مگر [illegible] میں [illegible] دیکھا کرتا تھا۔ ایک دن کسی [illegible] کی دوکان میں [illegible] [illegible] جا میں گر پڑا۔ پس کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

دیدہ [illegible] [illegible] کی سوجھتی ہے [illegible] کی سوجھتی

نکتہ۔ صیاد جب بلبل کو دام میں [illegible] درخت پر [illegible] کرتا دیکھتا ہے تو [illegible] دانہ [illegible] رکھتا ہے تاکہ کسی طرح دانا دان بلبل میرے دام میں آ پھنسے اور میری روزی چلتی رہے۔ مگر بلبل [illegible] آزادی نعمت غیر مترقبہ کا خیال [illegible] اور قید کی تکلیف نہ سمجھا [illegible]۔ تو پھر وہ اڑ کے چلی گئی۔ ورنہ پھر وہی آب و دانہ نصیب ہوا۔ بعینہ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو [illegible] تعلیم کی حیثیت سے فلسفی دلائل پر متوجہ ہوا۔ اور زمانہ آزادی کا دیکھ کر [illegible] دینے کے قابل [illegible] جاتا تو [illegible] مرزا نے [illegible] دھکا تا شروع کیا۔ تو دوسرے تو بھی ملنے لگے۔ یہی حال ہمارے مرزا کا ہے کہ جب کوئی تعلیم یافتہ قرآن کے الہامی ہونے سے منکر معلوم ہوا تو نئے شور و [illegible] مچانے لگے۔ اور [illegible] سنانے لگے کہ اس تیرہ سو میں صدی میں ہم بھی [illegible] عیب ہیں۔ خدا تمہاری تعریف میں بھی اب تک عربی میں آیتیں نازل کرتا ہے۔ ہر وقت خدا و جبرئیل ہمارے کان میں [illegible] پھونکتے ہیں۔ ہم بھی [illegible] جاسوس کے [illegible] سوال بوجھنے میں ہمیں خدا نے [illegible] سے صحت بخشی۔ [illegible] مقدمہ میں [illegible] شخص کا خدا کی درگاہ میں [illegible] کے سفارش [illegible] مقدمہ جتایا۔ اور [illegible] اور [illegible] روز [illegible]۔ [illegible] خوش ہو کر [illegible] کے [illegible] دعووں نے [illegible] کے معجزوں کو بھی [illegible] کو ہدایت دیے۔ [illegible] کے قریب ایک عالم کو [illegible]۔

مصنف براہین الاحمدیہ جلد چہارم صفحہ [illegible] سے [illegible] تک کے اعتراضوں کا جواب

معترض نے کامل ۳۰ صفحوں کے مشتمل پر آریہ سماج والوں سے [illegible] اور نہایت تعصب سے [illegible] لکھے ہوئے ہیں۔ [illegible] تمام [illegible] نکال [illegible] کتاب کے [illegible] تمام دعووں کے بیان میں [illegible] خود [illegible] سے صفت [illegible]

کی ہے کہ کوئی تشریح وید مقدس کی درج نہیں کی۔ اور اس طرح [illegible] و ذہانت [illegible] کلمات بیہودہ وار سینہ سے نکلتے ہیں کہ جن [illegible] درج کرنا [illegible] رکھتے ہیں۔ [illegible] اس ترجمہ کے سب [illegible] ترتیب سے [illegible] سمجھتے ہیں۔ [illegible] کر کے مطلب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

معترض نے یہی تمام کتاب [illegible] وید مقدس کی نسبت [illegible] لکھا ہے وہ بھی [illegible] سے نہیں بلکہ [illegible] غلط و مہمل [illegible] ترتیب اردو ترجمہ ہے جو سال [illegible] میں [illegible] سے [illegible] داس مدرس سینٹ سٹیفنز کالج دہلی [illegible] پروفیسر ولسن صاحب کے انگریزی ترجمہ سے اردو میں کیا ہے جو تمام [illegible] ترجمہ رگ وید کے [illegible] ہوا ہے۔ اور پروفیسر ولسن صاحب نے وہ ترجمہ ساینا کے ترجمہ سے کیا ہے۔ اب مجھے سب سے پہلے [illegible] کا واضح کرنا ضروری ہے کہ اس خرابی کی بنیاد کہاں سے نکلی۔

چونکہ [illegible] جو دونوں [illegible] پھیلا ہوا تھا جن دونوں [illegible] لوگوں کا [illegible] اہل ہنود میں [illegible] فرقہ قائم ہوا [illegible] اصولات [illegible] سمجھے گئے۔ [illegible] پنڈت [illegible] تھے۔ [illegible] اس مذہب میں بڑے بڑے [illegible] ساینا چارج اور [illegible] اپنے [illegible] کے ثبوت [illegible] شروع کیا۔ [illegible] رعب [illegible] حکومت سے بھی بہت سی [illegible] صفحہ [illegible] سطر [illegible] تک۔

اب ساینا چارج کا ترجمہ [illegible] میکس مولر صاحب [illegible] صاحب [illegible] کے ترجمہ [illegible] صاحب نے [illegible] مترجموں [illegible] تمام شرحوں کے ترجمہ [illegible] کے متعلق شرحیں لغت اور [illegible]

ہیں تو بھی رگ وید میں اکثر ایسے ایسے منتر ہیں کہ جن کے معنے معلوم نہیں ہوتے۔ اس امر کا کہنا کہ جس کو میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ کچھ ضرورت نہیں کہ رگوید کے ایک منتر کا بھی ترجمہ کرنا غیر ممکن ہے۔ مادھیک سائن آچاریہ کا ترجمہ بہت ہی اٹینک۔ مرکھت۔ پدمنی اور سوتر وغیرہ اور بہت سے سنسکرت کے علم عروض و اختول قاموسیہ اور قانون وغیرہ کی کتابوں کو نہایت غور کے ساتھ نہ پڑھے۔ اور ڈاکٹر ولسن صاحب کا بھی قول یہ ہے کہ سائنا چارج کا ترجمہ انگریزی میں بخوبی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسی زبان ہے کہ جس میں نیز اصل شرح کے بہت سے لفظوں اور جملوں کا ترجمہ کرنا ہی ناممکن ہے۔ آج کل ملک یورپ میں سنسکرت کا ایسا شوق اور اس قدر ترقی ہے۔ کہ یقیناً پچاس برس کے اندر لوگ میرے ترجمہ کو بالکل بھول جاویں گے۔ جس کی برائیوں اور غلطیوں سے جس قدر میں واقف ہوں اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ البتہ اپنے ترجمہ کی نسبت اس قدر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ ان شخصوں کی ترقی کے کہ جو میرے بعد علم سنسکرت کے شائق ہوں اوپر جانے کے واسطے ایک چھوٹی سی سیڑھی ہو سکتی ہے اس کے ذریعہ سے وہ شخص ہمارے اپنے آبا و اجداد کے خیالات کو ان کی سبھا جن کی زبان ہماری زبان میں اب تک موجود ہے اور جنکی تصنیفات ہمارے واسطے اب تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ بخوبی دریافت کر سکیں گے۔

اسی طرح اس ترجمہ اردو کے دیباچہ میں بھی ماسٹر لچھمن داس صاحب بصفحہ نمبر ۲ لکھتے ہیں۔ اس حصہ میں بعض بعض رچائیں ایسی ہیں جن کے معنے بخوبی سمجھ میں نہیں آتے۔ ان کے ملاحظہ سے ناظرین یہ تصور نہ فرماویں۔ کہ قصور ترجمہ کا ہے بلکہ ان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس زمانہ میں بعض بعض خیالات ایسے بھی تھے جو اب بخوبی سمجھ میں نہیں آسکتے۔

پھر صفحہ ۳ میں کہتا ہے۔ اور نیز منتروں کے مصنفوں کے نام اور دیوتا جنکی مہما میں یہ منتر ہیں وید میں درج نہیں ہیں۔ یہ حال بہت کچھ اور پشتکوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جو وید سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں۔

پھر صفحہ ۹ میں تحریر کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہیں ہے بلکہ اب تک ہم قطعی نتیجہ نکالنے یعنے اپنی رائے لکھنے کے مستحق نہیں ہیں۔

پھر صفحہ ۱۱ میں تحریر کرتا ہے۔ بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے۔

پھر صفحہ ۱۳ میں تحریر کرتا ہے۔ کہ قدیم منتر اور قواعد مذہبی جمع کرنے میں اور ان کے ملحوظ رکھنے میں جو غرض ظاہر کی گئی ہے عجیب تر ہے کیونکہ جس قدر کہ ہم اب تک تمیز کر سکتے ہیں۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں مذہبی اور مجلسی قوانین کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ جو بلاشبہ ویدوں کے ترتیب کے زمانہ میں بخوبی مکمل ہو گئے تھے شاید ہم اب تک کوئی قطعی اقرار در باب مذہبی عقیدے اور طریقہ رواج کے جو رگوید میں پایا جاتا ہے اور مجلسی حالت کی نسبت جو ان منتروں کی تصنیف کے وقت تھی نہیں کر سکتے۔ اور یہ سراسر بیجا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے عقیدوں کی بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی جب تک ہم سارے رگوید کا مطالعہ نہ کریں۔ اور بخوبی تحقیق نہ کریں۔ کہ ایسی باتوں کا رگوید میں کچھ بھی ذکر نہیں ہے۔ لہذا یہ بات سمجھنی چاہئے۔ کہ ان معاملات میں رائے دینے میں جو کچھ چال ہمیں معلوم ہوا ہے وہ بذریعہ رگوید کی اول کتاب کے ہوا ہے جس کا اس ترجمہ دلایا ہے اور کوئی بات ہم کو زیادہ معلوم ہو۔ اور وہ اس کے خلاف ہو تو اس سے ہماری رائے بدل سکتی ہے۔ اور اگر موافق ہو تو نہیں"

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ لیکن غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیارویں کے کچھ اور معنی ہوں اور اب کوئی نہیں جانتا ہو۔

صفحہ ۲۷ میں تحریر کرتا ہے۔ اور ہم یہ بات نہیں خیال کر سکتے۔ کہ وہ ان دیوتاؤں کے ایسے معتقد تھے تاکہ وہ اسے صرف ظاہری عناصر کی پرستش ان کو کچھ اور تصور کر کے کرتے ہوں۔ سوائے اس کے کہ یہ عناصر پیدا کنندہ کی طاقت کی نشانیاں ہیں۔ گو ان دیوتاؤں کی توصیفوں میں کسی قدر مبالغہ ہو لیکن ہم یہ خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں۔ خصوصاً جبکہ ہم یہ بات دیکھتے ہیں کہ یہ منتر ان لوگوں کی تصنیف سے ہیں جن کی لیاقت اور غور میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا۔ اور جن کو علمی استعداد اور تیزی ادراک حاصل تھی*

صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے۔ کیونکہ اگرچہ سایانے جو معنے لگائے ہیں ان میں کہیں کہیں اعتراض ہو سکتا ہے۔ تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے*

مندرجہ بالا رائوں کا نتیجہ

جب مترجم خود ہی صفحہ ۶ میں تحریر کرتا ہے کہ اس حصہ میں بہت سی رچائیں ایسی ہیں جنکا مطلب بخوبی معلوم نہیں ہو سکتا" جن رچاؤں کے مطلب مترجم نہیں جانتا گیا وہ کسی طرح ممکن ہے کہ اس مترجم کا خوشہ چیں اس کے مطلب کو جان سکے۔ پس یقیناً معلوم ہوا کہ وید منتروں کے الفاظوں کا مطلب خود مترجم نے بہت مقاموں پر بالکل نہیں سمجھا اور نہ رچاؤں کے ٹھیک معنے سمجھ سکا۔ پس اس کی خوشہ چینی اور اس کی نقل نویسی اور اسکے ترجمہ یعنے نتوں سے راستی کی امید ناپید ہے

اے ناظرین پروفیسر ولسن کہتے ہیں صفحہ ۹ پر۔ کہ "ہم ابھی اس ترجمہ کی نسبت کسی طرح کا نتیجہ نکالنے یا رائے دینے کے مستحق نہیں ہیں" صاحب اس کا رہنما انگریز مترجم خود ہی نتیجہ نکالنے کا مستحق نہیں اور نہ رائے دینے کا مجاز ہے تو پھر مرزا صاحب کا اس ترجمہ مشکوک پر رائے دینا کس قدر جہالت کو ثابت کر رہا ہے۔ جبکہ وہ ترجمہ خود مترجم کے خیال میں بھی اعتبار کے درجہ سے منزلوں دور ہے۔

اے مطالعہ کرنیوالے سچا رکھو کہ صفحہ ۱۱ میں مترجم نے جب خود ہی کہہ دیا کہ "بہت سے وید کے فقرے ہنوز بغیر شارح کی مدد کے سمجھ میں نہیں آتے" تو پہلے مترجم کا نہ سمجھنا دوسرے کا غلطی کھانا۔ تیسرے کا دھوکا دینا یا دھوکہ دیے گئے خیال سے اس غلطی کو صحیح مان کر حق سے چشم پوشی کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا کس قدر ایمانداری ہے۔ بیشک سچ ہے کہ بہت سے فقرے وید کے بغیر فاضل سنسکرت کے امی محض کی سمجھ میں نہیں آتے اس واسطے مرزا صاحب کا اس غلط ترجمہ پر اندھا دھند تقلید پرستی کرنا سراپا فریب بازی اور جعلسازی ہے۔

صفحہ ۱۲ میں مترجم لوگوں کی ان رائیوں پر سخت تعجب کرتا ہے۔ کہ یہ وید علم کے

---

* دیکھو براہین احمدیہ حصہ اول۔

زمانہ کے برخلاف ہیں در مذہبی مجلسی قوانین ویدوں کے زمانہ میں کامل ہو چکے تھے۔ مگر آج کل کے ترجموں سے ہمیں وہ مطلب نہیں ملتا۔ اسی واسطے ہم ابھی تک کوئی اقرار قطعی درباب مذہبی عقیدے اور مجلسی قوانین کے جو وید میں ہے نہیں کر سکتے ہیں" اور یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ سراسر بیجا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ رگوید میں برہمنوں کے مذہب کے عقیدوں کی بڑی بڑی علامتوں کی منظوری نہیں پائی جاتی۔ جب تک کہ ہم کل وید کو مطالعہ نہ کریں" آگے ناظرین خدا کے واسطے فرمائیے کہ جس نے ترجمہ کرنے کے وقت چار وید پڑھے ہی نہیں بلکہ ایک رگوید بھی نہیں پڑھا۔ یا مطالعہ نہیں کیا۔ کیا وہ ترجمہ کرنے کی لیاقت رکھ سکتا ہے۔؟ کیا وید ایسی چیز ہے کہ معمولی سنسکرت کی چند کتابوں کا مطالعہ والا اس کا ترجمہ کرے؟ ہمیں نہایت افسوس ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اس کو سنسکرت کا ماہر و فیسر یا کوئی اور خطاب دیویں اور اس کے فرضی ترجمہ کو (جو سنسکرت سے انگریزی اور انگریزی سے اردو میں کیا گیا ہے) قابل قدر جانیں جو بالکل غلط اور نامکمل اور غیر قابل اعتبار ہے۔ بلکہ وہ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ "ہمکو کوئی بات آئندہ معلوم ہو اور وہ اس کے خلاف ہو۔ تو ہماری رائے بدل سکتی ہے" اب تو ان کے ترجموں کی علانیہ طور پر تردید ہو گئی ہے اور تمام دنیا میں نوٹس دیئے گئے ہیں جس سے غالباً پروفیسر کی رائے بھی بدل گئی ہوگی۔ علاوہ براں ان کی رائے بدلوانے کے واسطے ہمیں انگلینڈ سے خط و کتابت کرنی پڑتی ہے جو آریہ سماج لنڈن کے سکرٹری کا ذمہ ہے۔ مگر مرزا صاحب اگر حق پسند ہیں تو ان کے واسطے ہمیں قادیان سے رائے بدلوانی آسان ہے۔ کسی طرح دشوار نہیں اور سب سے زیادہ عمدگی یہ ہے کہ وہ سنسکرت سے محض ناآشنا ہیں اگرچہ اس حالت میں ان کی رائے کی پہلے ہی کچھ وقعت نہیں۔ مگر پھر بھی خدا کرے کہ اس غلط بنیادی کی پیروی سے مرزا صاحب اپنی غلط و بدگمان رائے کو واپس لے لیویں اور راہ راست پر آویں ۔

صفحہ ۷ میں لکھا ہے کہ "غالب یہ ہے کہ وید میں لفظ کیا رویں کے کچھ اور معنی ہوں گے اور وہ اب کوئی نہ جانتا ہو" خوب جب وید کے کسی لفظ کے معنے اور ہیں جو کوئی نہ جانتا ہو۔ تو لغات اور نروکت اور برہمن گرنتھ کس کام کے ہیں۔ وید میں ایسا لفظ کوئی نہیں جسکے معنے کتب قدیم سے دریافت نہ ہو سکتے ہوں وجہ بڑی بھاری یہ ہے کہ وید میں مہمل یا غیر معنی لفظ کوئی نہیں فاضلانہ لغات وید نے نہایت عمدگی سے اس خدمت کو سرانجام کیا ہے۔ مگر بغیر لیاقت اور لغات وغیرہ دیکھنے کے حاصل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر یہ خیال ہے کہ جس بات کو مترجم نہ سمجھے اسکے معنے کون جانتا ہوگا۔ بیشک یہ صرف دعوے تو ہے۔ مگر اسے کوئی امر باتفاق رائے نہیں کر سکتا۔ بلکہ ناواقفی کا ایک ثبوت ہے ۔

صفحہ ۲۷ میں لکھا ہے "لیکن ہم یہ نہیں خیال کر سکتے کہ ان کے مصنفوں نے یہ الفاظ بالیقین منہ سے نکالے ہوں" حضرت جب انہوں نے بالیقین منہ سے نہیں نکالے ہیں تو آپکا ترجمہ کرنا اور مرزا غلام احمد صاحب کا اسکے دیکر اور لوگوں ناواقفوں کو دھوکا دینا کس قدر دیانتداری ہے۔ صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے کہ سائینا چارج نے جو معنے لگائے ہیں انمیں کہیں کہیں اعتراض ہو سکتا ہے تاہم بلاشبہ کوئی فرنگستانی عالم ایسا نہ ہوگا جو اس کی لیاقت کو پہنچ سکے۔ جب سائینا چارج کے معنے پر مترجم کو خود اعتراض ہے تو مترجم کے معنوں پر کس قدر اعتراض کی گنجایش ہے۔ اس حالت میں صریحاً غلطی نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر ہم یا کوئی اور حق پسند آدمی کبھی ان پر اعتبار و بھروسہ کر سکتے ہیں جب سائنا کے ترجمہ پر اعتراض ہیں تو ان فرنگستانی عالموں کے ترجمہ میں (جن میں سے کوئی بھی اس کی لیاقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے) کس قدر اعتراض و اغلاط کے ہونے کا یقین ہے اسواسطے سائنا چارج کے ترجمہ کے ہونے سے فرنگستانی عالموں کا ترجمہ مکرر غلط سمجھتے ہیں غلط ہو گیا۔ اور ان ترجموں سے ماسٹر لچھمن داس کا ترجمہ سہ کرر غلط ہو کر مرزا غلام احمد کے اعتراض جو بنا فاسد بر فاسد و سقف فاسد و تعمیر فاسد کا حکم رکھتے ہیں وہ کسی طرح قابل اعتبار نہیں اور نہ وقار کے لائق ہیں اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔ جو بفضلہ کامل طور پر ادا ہوا۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۳۹۹ سے ۴۰۱ تک حاشیہ نمبر ۲

رگ وید ستھا اشٹک اول سکت ۶۱ کی یہ شرتی جس میں لکھا ہے۔ اے اندر در تر پر اپنا بجر چلا اور اسے ایسا ٹکڑے ٹکڑے کر جیسے بوچڑ گائے کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ ایک تو یہ تشبیہ غیر موزوں ہے اور ایک بزرگ کو بوچڑ سے تشبیہ دینا گویا اس کی ہجو ملیح کرنا ہے جو درجہ بلاغت اور شائستگی کلام سے بعید اور ایک طرح کی بے ادبی ہے وغیرہ

جواب نامہ نگار نے معترض کی صداقت کا متلاشی ہو کر کل اشٹک اول سکت ۶۱ پڑتال کیا مگر اس بات کا کہیں نام و نشان نہ پایا نہیں معلوم کہ حضرت کو یہ بات کہاں سے سوجھی لیکن ساتھ ہی جب دیدی الا ترجمہ اردو ملاحظہ کیا گیا تو الہامی کی لیاقت ظاہر ہو گئی ناظرین بیشک اس ترجمہ سے جس کی بابت ہم پہلے لکھ چکے ہیں مرزا جی کو بڑا دھوکا ہوا اسی نمبر ۱۲ کی نسبت جس کی مرزا صاحب نے نقل کی ہے۔ شارح حاشیہ پر نمبر ۲ کا نشان لگا کر تحریر کرتا ہے "وید کی رچا میں صرف اس قدر عبارت ہے در تر کے عضو گو کی مانند جدا جدا کر ڈالو (باقی عبارت شارح اپنی طرف سے زیادہ کرتا ہے) جیسے دنیا دار آدمی گوشت کاٹنے والے حیوانوں کے اعضاء الگ الگ کرتے ہیں۔ یہ بیان واجب الملاحظہ ہے۔ تو نہ بخوبی عیاں نہ ہو کہ شارح جو لفظ لکھتا ہے یعنے وکاتیا کاٹنے والے یا تراشنے والے اس کے کیا معنے ہیں شاید یہ لفظ وکرتیرا ہو۔ جس کے معنے گوشت بیچنے والوں یا قصابوں کے ہیں۔ کچھ ہی ہو۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ٹکڑے گوشت گائے سے زمانہ سلف کے ہنود متنفر نہ تھے"

مفسر نے اس جگہ جتنا زہر اگلا ہے اور جتنا جھوٹھ کہا ہے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے اور اسی طرح عقل کے اندھے مرزا صاحب نے اس کی تقلید کی۔ اپنی عقل کو ذرہ بھی دخل نہ دیا کہ آیا یہ بات کس قدر بناوٹی اور غلط ہے۔ غرضیکہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے ہم منتر بید کا معہ ٹھیک ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں تاکہ معترض کی اور غلطیوں کی بھی اسی سے اصلیت واضح ہو جاوے۔ اور آیندہ انکے دھوکے میں کوئی نہ آوے۔

अस्मा इदु प्र भरा तूतुजानो वृत्राय वज्रमीशानः
कियेधाः गोर्न पर्व विरदा तिरश्चेष्यन्नर्णांस्यपां
चरध्यै । ऋ॰ अ॰ १ अ॰ ४ स॰ ६१ म॰ १२

(اس سکت ۶۱ کے کل ۱۶ منتر ہیں اور یہ تمام سکت متعلق راج دھرم ور [illegible] دیا گیا ہے [illegible] عنوان منتر بھی سبھاپتی کے متعلق ہے

[illegible] دیکھو [illegible] کتنے گنوں کو دھارن کرنے والے [illegible] ایشور یہ

مکت (تو) تو جانا ہ) سیگھ کرنے ہارے آپ جیسے سورج (اپام) جلوں کے سندھ سے (ارلنی) جلوں کے پرواہوں کو (چیرودہی) بہانے کے ارتھ (ورترای) بادل کے واسطے درتا ہے۔ ویسے (اسمی) اس شترو کے واسطے (اترسیا جرم) اٹھی گئی والے ستیر کو (دبرہر) اچھے پرکار دھارن کرو۔ (گورن) بانڑیوں کے دبھاگ کے مانند (یرد) اس کے حصے جدا کر ٹیکو دابیں اچھیا کرتا ہوا (اود) ایسے ہی (وریدہ) اینک پرکار ہنن کیجئے۔

تشریح

اس منتر میں پرمیشر نے سبھا دیکش کے واسطے عمدہ ہدایتیں اپدیش کی ہیں (۱) سبھا دیکش گنوان اور ایشوریہ والا اور تیجسوی ہو۔ (۲) بشتر ودیا سے بھی اچھی طرح ماہر ہو اور موقع استعمال جیسے جس وقت آگاہ ہو۔ (۳) نشیب و فراز جو انیک پرکار کے معاملات سلطنت میں ہوتے ہیں ان سے بھی واقف رہنا سبھا دیکش کے واسطے ایک فرض اعلےٰ ہے (۴) ظالموں کو کیفر کردار کی جلدی سزا دینا بنا غفلت پکڑنا اور امن و امان کے قایم کرنے پر مستعد رہنا جو سلطنت کا اصل منشا ہے (۵) جیسے سورج کی کرنیں جلوں کے سندھ سے بارش کی پرواہ کو رواں کرنے کے واسطے بادل سے ورتتے ہیں (۶) جیسے بانڑیوں کے دبھاگ کو مختلف ستھانوں میں اس کے چھین بھن کرنے کی اچھیا کرتے ہیں (۷) ویسے ہی شتروں کے مقابلہ میں باقاعدہ فوج کو عمدہ شستروں سے مسلح کر کے نشیب و فراز سفر و میدان جنگ سے آگاہی حاصل کر کے کامیابی کرے۔

خلاصہ

اے سبھا پتی جیسے معاملات ودیا میں پران وایو سے تالو آدی ستھانوں میں زبان کو تاڑن کر چھن بھن اکھشر یا پدوں کے دبھاگ کرتے ہو ویسے شتروؤں کے بل کو اپنی سینا کی باقاعدہ لڑائی سے چھن بھن کرو۔

ریمارک

جبکہ بقول ولس صاحب کے وید میں صرف یہی عبارت ہے کہ "ورترا کے عضو گؤ کی مانند جدا جدا کر ڈالو"۔ ورترا میگھ یعنے بادل کو کہتے ہیں۔ اور گو نام بانڑی کا ہے یعنے بادل کے عضو کو بانڑی کی مانند جدا جدا کر ڈالو۔ افسوس کہ لوگ بغیر کسی قسم کی لیاقت کے بڑے بڑے دعوے کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں۔ شارح لکھتا ہے کہ وکاتیا کاٹنے والے کو کہتے ہیں۔ ہم جہاں تک وید مقدس کی اس شرتی کے حرف حرف پر نگاہ دوڑاتے ہیں وکاتیتا لفظ بالکل نہیں ملتا۔ جس سے ولسن صاحب اور رسالہ قصائی اور گوشت کاٹنے والے کے معنے نکالتے ہیں۔ اور ہمارے الہامی دوست ببغض باطنی و کدورت روحانی سے بوچڑ کے معنے لگاتے ہیں۔ جب یہ لفظ ہی اس منتر میں نہیں ہے پس اعتراض بھی محض جھوٹا اور بے بنیاد ہو گیا۔ ہم یہاں پر ولسن صاحب اور مرزا صاحب یا کسی اور ان کے خیر خواہ ملکہ الہام لانے والے کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ یا تو وید مقدس کی اس شرتی سے جو ہم نے اوپر درج کی ہے وکاتیا لفظ نکال کر بتلا دیں اور قصائی یا بوچڑ معنے کی تصدیق کرا دیں۔ ورنہ اس خونخواری اور بدکاری کا علاج فرما کر اس کی تکذیب چھپوا کر شایع فرما دیں۔ اور آئندہ ان اوباشانہ عادات سے باز آویں۔ ہم دوبارہ پھر اس بات کو دوہراتے ہیں اور ناظرین کو جتلاتے ہیں کہ اس کا ثبوت۔ جواب کوئی (ہم) کسی طرح مہاپرلے تک نہیں دے سکیگا کیونکہ نیستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اسی طرح جو ویدوں میں نہیں ہے اس کا ان سے نکالنا بھی محال بلکہ ناممکن ہے۔ مرزا صاحب کے تمام مغالطے دعادی اور ترجمہ اردو کی نسبت یہ ہماری طرف سے اتمام حجت ہے چونکہ ایسے ہی تمام خواص کے غوائے الہام کے ستیاناس کرنے کے واسطے ہل من معارض کی التماس ہے۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۲۴۳ حاشیہ ۳

قولہ ایک جگہ بھی منہ کھولکر وید نے بیان نہیں کیا کہ مخلوق پرستی سے باز آجاؤ۔ آگ وغیرہ کی پوجا مت کرو۔ بجز خدا کے اور کسی سے مرادیں مت مانگو۔

اقول۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ مرزا صاحب آئیے اور ان پوتر شرتیوں کو آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمائیے۔ جو وید مقدس مخلوق پرستی کی بڑی سخت تردید کر رہے ہیں۔

(۱) یہ منتر سام وید کا ہے

तत्वाव अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो न जनि
ष्यते अश्वायन्तो मघवन्निन्द्र वाजिनो गव्यन्त
स्त्वा हवामहे सा॰ उ॰ प्रप॰ प्र॰ १ अ॰ १ मं॰ १॥

ہے پرمیشور جگت کے پالک سب کے جیون مول پرماتما آپ جیسا دیولوک یا پرتھوی میں تینوں کالوں میں نہیں؟ نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ ہوگا۔ اور نہ ہے۔ آپ تمام چیزوں کی آمیزش سے پوتر ہو ہم گھوڑے وغیرہ آریش کے سامان مل کے بڑھانے والے آتمک اور شریرک کلیان اور ضروریات کی خواہش رکھنے والے آپ ہی کی شرن میں آتے ہیں آپ کے سوا ہمارا مالک کوئی نہیں۔

(۲) یہ رگ وید کا منتر ہے

य आत्मदा बलदा यस्य
विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवा यस्य छायामृ
तं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम।
ऋ॰ अ॰ ८ अ॰ ७ व॰ ३ मं॰ २

جو جگدیشور اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا وگیان دینے والا ہے۔ جو سب ودیا اور سب سکھوں کی پراپتی کا ہیتو ہے۔ جس کی اوپاسنا سب ودوان لوگ کرتے آئے ہیں۔ اور جس کے انوشاسن کو سب اتم لوگ کرتے ہیں۔ جس کا آشرا کرنا ہی موکش سکھ کا کارن ہے۔ اور جس سے غفلت میں رہنا ہی جنم مرن روپ دکھوں کا دینے والا ہے۔ جس کی اگیا کا پالن ہی سب سکھوں کا مول ہے جو سب سنسار کا پتی ہے اسی پرمیشور کی ہم اوپاسنا کریں۔

(۳) یہ یجروید کا منتر ہے۔

अन्धन्तमः प्रविशन्ति येऽस
म्भूतिमुपासते ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भू
त्यां रताः यजुर्वेद। अ॰ ४ मं॰ ९।

جو (اسنبھوتی) یعنی پرکرتی کی برہم کے ستھان میں اپاسنا کرتے ہیں وے اندھکار روپ اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور جو سمبھوتی یعنے پرتھوی آدی کاروں اور پاشان اور درخت اور انسان وغیرہ کے شریروں کی اپاسنا برہم کے ستھان میں کرتے ہیں وے اس اندھکار سے بھی زیادہ دکھ میں پڑتے ہیں

(۴) ایضاً

भयादस्याग्निस्तपति भयात्तपति
सूर्यः भयादिन्द्रश्च वायुश्च मृत्युर्धावति पञ्च
मः। क॰ उ॰ अ॰ २ व॰ ६ मं॰ ३।

پرماتما کی ربوبیت کے جلال سے ہی سورج چمکتا ہے اور اسی کے فیضان سے اگنی جلاتی ہے۔ اس کی برکت سے وایو چلتی ہے اور اسکی ہی کرپا سے بارش برق وغیرہ اپنے اپنے کام کرتے ہیں۔ مرتیو یعنے کال اسکے کامل گیان اور ارشاد سے تمام جگت کی فنا میں مصروف ہے ◆

(۵) یہ بھی یجروید کا منتر ہے

तदेजति तन्नैजति तद्दूरे तद्
न्तिके तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः
यज अ ४० मं ५ ।

پرمیشور سب جگت کو جیسا لوگ اپنی اپنی چال پر چلا رہا ہے مگر آپ نہیں چلتا۔ ایک رس ہر جگہ بیاپک ہے ادھرم سے وہ بہت دور اور دھرم سے بہت ہی قریب ہے یعنے ادھرم سے اس کا جاننا ناممکن ہے اور دھرم سے اس کی پراپتی سہل ہے) وہ سب کا انتریامی یعنے ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ اسی کے جاننے سے کلیان ہوتی ہے نہ کسی اور سے۔ وغیرہ صدہا منتر ویدوں میں پرماتما کی وحدانیت کے موجود ہیں ◆

اب مرزا صاحب خود ہی انصاف فرماویں کہ ویدوں نے مخلوق پرستی سے کس قدر ممانعت کی ہے۔ تمام وید ہائے مقدس میں کہیں فانی یا مخلوق چیز کی عبادت یا پرستش کا حکم نہیں ہے سوائے ادوتی پرمیشور کے۔ اور نہ کوئی آریہ کسی قسم کی مخلوق پرستی کرتا ہے ◆

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۴۸ سے ۲۴۴ تک حاشیہ در حاشیہ

(معترض نے ۹ ورقوں کے حاشیہ نمبر ۳ میں اسی غلط ترجمہ اردو دہلی والا سے جس کا ہم مفصل حال پہلے بیان کر آئے ہیں) اگنی۔ سورج۔ چاند۔ ستر۔ ورن۔ اندر وغیرہ کو کریوں کا پرمیشور جان کر یا دیوتا گردانکر اعتراض کئے ہیں کہ یہ مخلوق پرستی ہے۔ اس قدر سطروں سے جنکا ایک ذخیرہ کلاں بیان لکھ کر کئی صفحے ہم نے سیاہ کئے ہیں۔ کیا کچھ خدا کا بھی سنتا ہے۔

جواب باصواب

معترض نے اپنی تمام کتاب میں ہر جگہ بلا دلیل زبان درازی کی ہے۔ اور کہیں بھی ٹھیک حوالہ و پتہ نہیں بتلایا اس کو واجب تھا کہ اول وید منتر لکھتا۔ بعدہ اس کا ترجمہ کرتا اور مفصل حوالہ دیتا۔ تاکہ اس کی زبان درازی کی ماہیت معلوم ہوتی۔ اور اگر یہ لیاقت نہیں تھی اور نہ ہے تو عبث خامہ فرسائی کی۔ مگر خیال کیا ہوگا۔ کہ ان دنوں جو آفتاب وید اظہر من الافق ہو کر تمام دنیا پر روشنی پھیلا رہا ہے۔ اور ہر جگہ آریہ سماجیں ہوتی جاتی ہیں۔ جہاں پر اہل اسلام بدنام کنندہ نکونامے چند ہو کر شکست دکھا دکھا مباحثہ سے بھاگ رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے ایسے وقت میں محمود گردا ضروری جانا اور وضعداری سے بھی ضروریات کا ستہ دکھانا شروع کیا۔ ایسے موقع پر قرآنی خدا کو لیے تلوار ہی دین کے بچاؤ کی فرشتوں سے مشورت کرنی پڑی تھی اور اسی حالت میں مرزا نے سوچا کہ ہم بھی کچھ ہاتھ پاؤں ہلاویں۔ اور گپیات واہیات و کرشمات بعید از انسانیت گھر بیٹھے منادی کرادیں۔ تاکہ مشہور ہو وے یاروں میں۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ امام مناظرہ۔ مجدد وقت۔ ملہم کلام ربانی مسیح ثانی۔ محمدیوں کی زبان پر ہمارا نام بھی ورد ہو جاوے اور بیٹھے بٹھائے ایسے کارخانے میں عقل کے اندھوں اور نا عقلمندوں سے کچھ روپیہ بھی ہاتھ میں آوے نقد ول

سہ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
یکے حمایت تو ہم دگر حصول معاش

وید مقدس میں کسی مخلوق یا ملوک چیز کی پرستش قطعی منع ہے۔ اور نہ کسی صنوعی یا اختراعی کی پوجا درج ہے۔ بلکہ صاف و انکشاف طور پر معقولات و کمالیت کے ساتھ اس کی پرستش کی ممانعت موجود ہے۔ مگر کیا کیا جاوے آنکھ والا ہی کو آدمی دکھلا سکتا ہے اور کان والے کو سنوا سکتا ہے۔ جس کے دونوں نہیں وہ معذور ہے ◆

تو آنکہ نیاز ارم اندرون کسے ۔ حسود را چکنم کو ز خود برنج درست
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست ۔ کہ از مشقت آں جز بمرگ نتواں رست

سچ ہے جو آنکھ ظاہری (و ۱) نا بینا اور کان والے تو کروڑوں آدمی موجود ہیں۔ مگر ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کی آنکھیں تعصب نے اندھی کر دیں اور جن کے دل ہٹ دھرمی کی گرمی سے بہرے ہو گئے ان کے واسطے ہمارے پاس کوئی علاج نہیں وہی حال مرزا صاحب کا ہے۔ سنسکرت تو درکنار بلکہ اس کی حرف شناسی سے بھی محض عاری ہیں۔ وید مقدس کی آج تک زیر مشقور جاننا تو مشکل بھی ہے ہندی بھی آریہ سماج کی کتابیں مطالعہ فرمانے سے متعصباً نفرت ہے۔ کسی آریہ کی ملاقات کر کے اور اس کا اپدیش سننے سے وہ بالکل محروم ہیں۔ پس ایسی حالت میں ہر ایک بچہ بھی مان جان سکتا ہے کہ ان کے خیالی اعتراضات کس قدر درجہ اعتبار سے گرے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کسی واقف کار ممبر آریہ سماج سے ایک گھنٹہ بھی گفتگو کرتے۔ تو ان کے وسوسانہ باطلہ توہمات باطلہ یک لخت دور ہو جاتے مگر یہ بھی انہوں نے نہیں کیا اس واسطے بسبب محروم رہنے سنسکرت اور ویدک ودیا کے مرزا صاحب اندھے ہیں اور کسی آریہ کے اپدیش نہ سننے یا حالات نہ معلوم ہونے سے مرزا صاحب بہرے ہیں ورنہ ایسے سندھ اور ریوز دھرم اور عقائد کی نسبت ایسے منتکی اور پلید خیال دل سے نہ نکالتے جناب مرزا صاحب وید مقدس میں اگ دیوتا و پانی دیوتا و مقدسات وغیرہ جیسے اوپکار لینا تو ضروری لکھا ہے۔ جس سے ترویج انسانی کا رجوع کرنا۔ اور کلاؤں و حکمت و صنعت وغیرہ کی ایجادات کو عمل میں لانا مراد ہے۔ مگر ان فانی اور غیر مدرک چیزوں کو پرمیشور ماننے کی کہیں بھی آگیا نہیں ہے الفاظ سورج۔ چاند۔ آگ۔ پانی۔ دھرتی۔ منتر۔ اندر۔ باسو۔ اسولوں وغیرہ جن کو وید نے ہزاروں جگہ مخلوق بیان کیا ہے۔ اسپر معترض بھی جمتبل جاہل مسلمانوں کے اعتراض کر کے فخر حاصل کر رہا ہے۔ مگر آمرا کہ حساب پاک است از محاسبت چہ باک۔ ہم کو آپ کے اعتراضات سے کسی طرح کا خوف نہیں ہے اگر خطرہ ہے تو تلوار کے دینداروں کو جن کے قرآن میں ہو بہو یہی اعتراضات موجود ہیں جن کو ہم آگے اسی کتاب میں مشرح لکھیں گے۔ اور اپنے دعاوی کے آیات قرآنی سے شہادت لاوینگے آپ کی طرح مکرر اعطی کرنا ہمارا خیال نہیں اور نہ فرضی اور غیر مسلمہ باتوں پر قیل و قال۔ جس بات کا وید مخالف ہے لیے اس بات کی اس سے شہادت دلاتے ہیں۔ اور ثبوت کے واسطے صرف زبانی حدثوں سے کام چلاتے ہیں ◆

سہ اگر کوشش کنی تا حشر اے جاں ۔ نیابی زیں سخن ہرگز نشانے

ہاں بعض موقعہ پر اگنی وغیرہ نام پرمیشور کے بھی ہیں۔ جس کی تشریح ویدک کتب لغات میں مفصل موجود ہے۔ بلکہ خود وید مقدس میں اسکا فیصلہ کر دیا ہے۔ تاکہ بت پرستی یا آفتاب پرستی یا آتش پرستی وغیرہ کی طرف انسانوں کو خیال

... وہ سوائے سچدانند کے کسی کو اپنا معبود نہ جانیں۔ جسے ہر ایک طالب الحق کے لئے تحقیق ہو جائے۔ اور کسی طور کا شک نہ آنے پائے

علی الخصوص شری مان سوامی جی مہاراج نے ان باتوں کی اس قدر عمدہ طور سے چھان بین کر دی ہے کہ اب ادنے سے ادنے سنسکرت دان بھی انصافانہ طور پر دیکھنے سے سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ ان وہموں یعنے بھرانتیوں کو دور کرنے کے واسطے سوامی جی نے ایک پستک علیحدہ بھرم اچھیدن نام بنایا ہے جس سے ایک گمراہ عالم کو راہ راست دکھایا ہے۔ چنانچہ چند منتریاں بھی شہادتاً پیش کرتا ہوں تاکہ حق و باطل کا کامل اظہار ہو وے۔

इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यः स सु।
पर्णो गरुत्मान् एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं य
मं मातरिश्वानमाहुः। ऋ० मं० १ सू० १६४ मं० ४६॥

یہ رگ وید کا منتر ہے۔ وہ جو ایک ادوتی (لاشریک) ست برہم ہے اسی کے اندر۔ متر۔ ورن۔ اگنی۔ دویا۔ سپرنا۔ گورتمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں۔

منو جی بھی ادھیائے ۱۲ کے شلوک ۱۲۳ میں کہتے ہیں۔

एवमेते वदन्त्यग्निं मनुमेके प्रजापतिम्। इन्द्रमेकेऽ
परे प्राणमपरे ब्रह्म शाश्वतम्। म० अ० १२ श्लो० १२३

پر جو سب کا پرماتما ہے۔ اسی کے اگنی۔ منو۔ اندر۔ پران۔ پرجاپتی۔ برہم بھی نام ہیں۔

اور اسی طرح یجروید و سام وید و اتھروید سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اگنی وغیرہ نام بعض جگہوں پر ایشور کے بھی ہیں۔ مگر یہ بھوتک اگنی اور سورج وغیرہ ایشور نہیں ہیں بلکہ اس کی مخلوق ہیں۔

اگنی لفظ جو رگ وید میں اکثر جگہ آیا ہے اس سے کم فہم اور کم علم آدمیوں کو مغالطہ ہوتا ہے۔ اول تو خود ان لوگوں کو اتنا مادہ کہاں ہے کہ اس لفظ کے اصلی اور حقیقی معانی کو پورا پورا دریافت کر سکیں۔ اگرچہ رگ وید کے منتر اور منوسمرتی کے قول سے بھی ثابت کیا گیا ہے کہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے نام ہیں جس سے غالب یقین ہے کہ کسی حق پسند کو کلام نہیں ہے مگر وہ لوگ کہ جن کی چشم تمیز کو زمانہ موجودہ کے شعاع شمس العلم نے ایسا خیرہ کر دیا ہے کہ جہالت کے تاریک گوشہ کو اپنا مسکن خیال کرتے ہیں انہیں سچ کے قبول کرنے میں شرم معلوم ہوتی ہے اگر کبھی طوعاً و کرہاً سر اٹھاتے ہیں۔ تو برقعہ تعصب چہرہ حق پسندی پر ڈال لیتے ہیں پھر فرمائیے کہ وہ شاہد مراد جو نصف النہار انصاف میں عقل حق بین کے آئینہ حقیقت سے نظر آ سکتا ہے۔ وہ ان کے دل میں یا آنکھوں میں کیسے جلوہ گر ہو۔ ہم ناظرین کی خدمت میں لفظ اگنی کے معنے بطور التماس پیش کرتے ہیں کہ عنان انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں اور نتیجہ نیک استخراج فرماویں

अञ्चु गति पूजनयोः अञ्च्यते प्राप्यते सत्क्रियते वा
वेदादिभिः सत्यशास्त्रैर्विद्वद्भिः स अयमग्निः॥

[illegible] دہاتو سے اگنی لفظ ماخوذ ہے اور وید آدک ست شاستروں کے رو سے ودوان لوگ جس کا ستکار کرتے ہیں۔ اور گیان سروپ اور سرب ویاپک ہے وہ اگنی ہے اس کے علاوہ شت پتھ برہمن کے مندرجہ ذیل حوالوں سے یہ بات اور بھی زیادہ صاف ہو جاتی ہے کہ اگنی کا اطلاق ایشور پر کس طرح کی ناویل نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اور پچھلے تمام رشیوں نے ایسا ہی مانا ہے اور وید آدی ست شاستروں میں ایسا ہی ارشاد ہے جو بالکل ٹھیک اور نہایت درست اور صرف نحو اور لغات کے مطابق اور ہر طرح معقول ہے اس کو زیادہ واضح کرنے کے واسطے اصلی حوالوں کو نقل کرتے ہیں

ब्रह्माग्निः। श० १-४-२-११
आत्मा वाऽग्निः। श० १-२-६-२
अयं वा अग्निः प्रजाश्च प्रजापतिश्च। श० ९-१-२४-२

تحقیق ترجمہ آتما۔ پرجاپتی۔ اور آگ لفظ کے معانی و مفہوم میں داخل ہیں الغرض مندرجہ صدر حوالوں سے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ اگنی لفظ کثیر المعانی ہے اور اس کے بہت سے معانی میں منجملہ ایشور۔ آتما۔ پرجاپتی کے بھوتک اگنی یعنے آتش ہے۔ اگر اس قسم کے ثبوت موجود نہ ہوتے اور وید مقدس میں خود ہی اس کا کامل تصفیہ نہ ہوتا۔ اور رشیاں نہ ملتیں اور قطع النظر اس کے محض اصول علم معانی و بیان مد نظر رکھ کر اگنی شبد کا مفہوم بہ ما تمہا بیان کیا جاتا ہے تو بے شک کوئی دانشمند معترض نہ ہوتا۔ عموماً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنی میزان واقفیت میں دوسروں کے معلومات کو تولتا ہے۔ اور خواص حیوانیہ کے غلبہ سے اس کو یہی منظور ہوتا ہے کہ میرا ہی پلہ وزنی رہے۔ ایسے مہاتما بہت تھوڑے ہوتے ہیں کہ خواص حیوانیہ کو مغلوب کر کے ہر بات کو صداقت یا اصلیت سے نیاؤ کی کسوٹی پر جانچنے اور ٹھیک اور درست نکل آنے پر گو اس کے پہلے خیال کے کتنا ہی یا بالکل خلاف ہو بخوشی خاطر قبول کر لیتے ہیں۔ مرزا جی آفتاب خاک اوڑانے سے کچھ نہیں چھپتا۔ اور ماہتاب شب تاریک میں بھی چمکتا ہے۔ اسی طرح تاویلات اور توجیہات اور اعتراضات سے اصلی معانی مخفی نہیں رہ سکتے۔ چونکہ زر کامل عیار محک امتحان سے زیادہ پایہ اعتبار کو پہنچتی ہے اس لئے اگنی وغیرہ لفظوں کی بابت ہم نے اوپر مشرح لکھ دیا۔ ایشور کے بہت ناموں میں سے تقریباً ایک سو کا ارتھ واضح طور پر ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے جو بالکل ویاکرن یعنے گرامر کے مطابق سنسکرت وبھاشا دونوں میں درج ہے۔ جس سے کسی بدھی مان کو ذرہ اعتراض بھی نہیں ہو سکتا۔ اس مندرجہ بالا منتروں کے ترجمہ دیکھنے سے ہر ایک حق بین صداقت کی داد دے سکتا ہے اور اگر آتش پرستی ہوم یگ کا کرنا ہے۔ تو یہ محض انصاف و علمیت اور فلاسفی کے گلے پر چھری دھرنا ہے۔ پرانے نبیوں کا آگ کو جلا کر بارش کا کرنا قربانی کا جلانا۔ اور خدا کا خوشنود ہونا (جو توریت اور نبیوں کے صحیفوں میں درج ہے) اور براق پر چڑھ کر آسمانوں کی سیر کو جانا۔ گنہگار زانی قاتلوں۔ سفاکوں۔ ڈاکوؤں کا صرف شفاعت سے بخشا جانا (جو قرآن اور تفسیر و حدیث میں ہے) تو مرزا صاحب ضرور مانتے ہیں۔ اور ان کا ایمان باعث نجات جانتے ہیں۔ مگر ہوم سے بارش اور صحت کا ہونا نامعلوم دکھائی دیتا ہے۔ اور اس کو بزعم باطل۔ مخلوق پرستی گمان کیا جاتا ہے۔ بڑی بھاری وجہ اس تعصب اور حق پوشی کی یہ ہے کہ وہ باتیں پشت ہا پشت سے مانتے چلے آتے ہیں اور مصحف قرآن میں ہیں۔ بس انکار کرنے سے دنیا کے لعن و طعن کا اندیشہ ہے خیر کچھ ہو ہم اس مادہ میں تھوڑا سا تحریر کرنا مناسب جانتے ہیں۔ اگر مرزا صاحب ہمارے اس بیان کو فلسفہ محمدیہ سے رد کر دیویں تو اس وقت ہمیں اور دلیل دینے کی حاجت پڑیگی۔ مگر انشاء اللہ تعالےٰ اسی سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاویگا اور نہ زیادہ امتحان کی ضرورت نہ رہیگی۔

اس تحریر کے شروع کرنے سے پہلے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا بارش صرف مرضی خدا پر منحصر ہے یا اس کے وسایل بھی ایشور نے بنا چھوڑے ہیں۔ جن فلسفہ والوں اور حکیما خوانوں کو علم بارش سے آگاہی ہے انہیں کی اسمیں گواہی ہے کہ بارش کے ہونیکا یہی طریقہ مقرر ہے کہ زمین سے پانی کے بخارات اوپر چڑھ کر بارش ہو کر برستے ہیں چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے اکثر فلسفیوں نے بارش کا امتحان بھی کرا دیا ہے۔ بلکہ ایک فاضل فلسفی نے اشتہار بھی دیدیا تھا کہ جس کسی کو خواہش بارش دیکھنے کی ہو میں برکھا کر کے دکھلا سکتا ہوں۔ پس اس کل تحریر کا منشا یہہ ہے کہ جس طرح بذریعہ کوئین کے تپ کا افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور جلانے سے لکڑی راکھ ہو جاتی ہے۔ کھانے سے جسم کو تقویت ملتی ہے۔ اسی طرح اگر باقاعدہ بخارات چڑھائے جاویں تو بارش ہو سکتی ہے۔ یہہ تو صاف جہالت ہے کہ محض خدا کی مرضی سے بلا قاعدہ مقررہ کے بارش ہو جاوے۔ پس جبکہ بارش کا ایک خاص قاعدہ ہے۔ تو اب ہم کو غور کرنا چاہئے کہ کونسا قاعدہ بارش کا عمدہ ہے چونکہ محمدی لوگ بھی ہر ایک امر کو خدا کی مرضی پر اکتفا نہیں کرتے۔ روٹی کے واسطے تو محنت مزدوری کرتے ہیں۔ بیماری کے واسطے دوا دارو بھی کھاتے ہیں۔ نفسانیت کے خیال سے بیاہ شادی کی بھرمار کرتے ہیں۔ کسی امر میں محض خدا کی امید پر بیٹھے نہیں رہتے۔ ایسا ہی ہمکو بارش پر غور کرنا چاہئے۔ البتہ یہہ امر تو بہت معقول ہے کہ ہر ایک فعل کے ساتھ پرمیشور کی مدد کا خواہاں ہونا لیکن بلا افعال محض خدا کے بھروسہ پر بیکار رہنا کسی قاعدہ کے مطابق روا نہیں ہے اب ہمکو بارش کے اصول پر خیال کرنا چاہئے۔

محمدیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کے رو سے بارش کے لئے یہ قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ مسجدوں یا گرجا گھروں میں جمع ہو کر خدا کے آگے التجا کرنا + اور آریہ دھرم کے مطابق ہون یگ کے ذریعہ ایشور سے پرارتھنا کرنی کہ آپ دیامے ہیں دیالتا سے بارش کیجئے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ بارش کے لئے کونسا قاعدہ عمدہ ہے آیا محمدیوں کا یا عیسائیوں کا یا آریوں کا۔

اول سوچنا چاہئے کہ یہہ قاعدہ ہاتھ سے کاروبار کرنا اور دل سے ایشور کی مدد کا جان روزی کا خواہاں ہونا قاعدہ ہے یا یہہ قاعدہ کہ ہاتھ ماندہ کر بیٹھے رہنا اور ایشور سے روزی کا طلب کرنا بہتر ہے۔ یقین ناطق ہے کہ اخیر کے قاعدہ کو کوئی عقلمند پسند نہ کریگا۔ اور ہر طرح نحوست اور جہالت مانے گا۔ اس لئے قاعدہ اول کی صورت ہون کے ذریعہ ایشور کے آگے پرارتھنا کرنے کی ہے۔ کیونکہ ہون قاعدہ قدرت کے مطابق خاص ذریعہ بارش اور صحت جسمانی اور صفائی ہوا کا ہے۔ ہون کا یہہ قاعدہ ہے کہ روغن زرد اور معطر اور مقوی اشیا کو وید کے منتروں سے آگ میں باری باری آہوتی دینا۔ زمین سے پانی کے بخارات دو طریقوں سے میگھ منڈل میں چڑھ سکتے ہیں (۱) سورج کی گرمی سے (۲) آگ کی حرارت سے۔ پس جس وقت آگ جلا کر ہون کیا جاتا ہے تو اس کی حرارت سے گھی وغیرہ معطر و مقوی اشیا کے بخارات اوپر کو چڑھتے ہیں۔ یہ بات بھی معلوم سا ہے کہ بعض اشیا جو سورج کی گرمی حسب ضرورت اوپر نہیں اٹھا سکتی۔ اس لئے ہون کے ذریعہ چڑھائی جاتی ہے۔ یہ جو گھی آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اس سے یہہ فایدہ ہے کہ بارش کو بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جو بخارات پانی کے سورج کی حرارت سے اوپر چڑھتے ہیں۔ ان کو منجمد کرنے کے لئے گھی کے بخارات بطور جاگ کے ہیں جیسا کہ ہزار من دودھ میں ایک پاؤ دہی ڈالنے سے تمام کو دہی بنا دیتا ہے۔ ویسا ہی جس وقت گھی کے بخارات پانی کے بخارات سے ملتے ہیں ان کو منجمد کر دیتے ہیں اور وہی بخارات فوراً بارش کا ذریعہ ہو جاتے ہیں۔ اور گھی کی یہہ خاصیت ہے کہ وہ سورج کی گرمی سے اوپر نہیں چڑھ سکتا۔ تم غور کرو کہ ہر ایک شے کو سورج کی گرمی خشک کر دیتی ہے مگر گھی خشک نہیں ہوتا۔ گو کبھی ہزار برس پڑا رہے۔ تو ویسا کا ویسا ہی بنا رہتا ہے۔ اس لئے بذریعہ آگ کے اس کو اوپر چڑھایا جاتا ہے تاکہ بارش میں مدد کرے۔ اور ساتھ ہی اس کے مقوی و معطر اشیا جو ڈالی جاتی ہیں ان کا بھی یہی فائدہ ہے کہ پانی بعض اور جلدی منجمد ہوتے ہیں۔ لیکن جب پانی کے بخارات لطیف ہوتے ہیں اس وقت کم منجمد ہوتے ہیں۔ اب معترض یہہ کہینگے کہ جس جگہ ہون نہ ہوگا۔ وہاں بارش نہ ہوگی۔ یہہ خیال ان کا درست نہیں کیونکہ بارش کا ذریعہ محض ہون ہی نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی ایک ذریعہ بارش کا ہے۔ اور یہہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ سورج کی گرمی سے جو پانی کے بخارات چڑھتے ہیں وہ محض پانی کے نہیں ہوتے مثلاً درخت عمدہ ذریعہ بارش کا ہے بلکہ ان کے ساتھ لطیف بخارات اور مقوی اور معطر اشیا کے بھی چڑھتے جاتے ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ اور یہہ معاملہ دانائی اور معقولیت کا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ جنگل میں قدرتی میوے ہزارہا طرح کے پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیا درخت لگانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کوئی دانا اس امر کو پسند نہ کریگا۔ پس باغ وغیرہ لگانا کہ عمدہ طور سے میوہ جات بافراط پیدا کرنا قدرتی عطیہ کا باقاعدہ بڑھانا ہے۔ اسی طرح اگرچہ قدرتی طریقہ خاص بھی بارش کا ہو۔ لیکن تاہم انسان اس میں کئی طرح کے اعمال سے اپنی کوشش کا فایدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس لئے اگر ہم خاص قاعدہ بارش کے نازل ہونے کا مدنظر رکھ کر اس کے ساتھ ایشور کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں تو وہ اس نکمے اور بیہودے اور نامعقول طریقے سے ہزارہا درجہ اچھے تر ہیں۔

اب اگر محمدیوں کا بارش کیواسطے قاعدہ دیکھو گے۔ تو ہر نوع ناکارہ اور بیہودہ یعنے مسجد میں جا کر کچھ زبان سے کہنا بارش کو کیا مدد دیتا ہے بلکہ سستی و کم ہمتی کا مصداق ہے اور یہی حالت عیسائیوں کی ہے۔ یہ لوگ تعصب یا نامعقولیت بڑا افسوس ہے کہ جس طرح اور کاموں میں ہیں۔ اس بارش کے بارہ میں بھی وسیلہ روزی کو عمدہ ذریعہ خیال کرتے ہیں اور عقل و علم کو استعمال میں نہیں لاتے ہیں بالکل سب سے جاتے ہیں اور تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں۔ مگر بارش اگرچہ اکثر کاموں میں محمدی لوگ تدبیر کیا معاذ اللہ وہ نادان ہے جو تمام وسیلے کو صرف باری سے چاہتے ہیں۔ صحت مندی کے خواستگار ہو دھوکا میں آ جا بیگا۔ اگر بارش چاہتے ہو۔ تو ہون کی تعمیل کرو۔ بھائیو! کیا کبھی لا کام کرنے کے بھی معاوضہ مل سکتا ہے؟ جب اپنے ایشور کے حکم کی تعمیل کرنے اس کے مقررہ طریقہ ہون کی تعمیل کرو۔ تو وہ دنیا کا رب اپنی قدرت سے ہر ایک چیز کو دے سکتا ہے۔ جو مانگا کرشن جی کا قول ہے۔

अन्नाद्भवन्ति भूतानि पर्जन्यादन्नसम्भव । यज्ञाद्भवति

तिपर्जन्यो यज्ञकर्मसमुद्भव· कर्मब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् तस्मात्सर्वगत ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् - ॥

ترجمہ کہ جسم خوراک سے بنتا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے۔ ہون سے بارش ہوتی ہے۔ اور آہوتی وغیرہ کرم سے ہون ہوتا ہے۔ سو وید منتروں سے آہوتی دینے کرم پیدا ہوتا ہے۔ اور وید منتر برہم یعنی پرماتما سے پرکاشت ہوتے ہیں۔ اس واسطے سب کا مالک برہم ہے اور اس کی آگیا پالن کرنیکا نام ہون ہے۔ ایشور کو اپنا مالک اور ہون کو اس کا حکم اور جگت اوپکار کا سبب جان کر روز یگ کرنا چاہئے"۔ ان تمام مندرجہ بالا اثبات سے ہر ایک دانا جان سکتا ہے کہ جس طرح کونین کھانا کونین پرستی نہیں۔ آگ سے روٹی پکانا اور اس میں عمدہ خوشبودار چیزوں کا جلانا آتش پرستی نہیں۔ بلکہ صحت جسمانی کا سبب۔ درستی ہوا کا کارن اور بارش وغیرہ صدہا سکھدائک باتوں کا ذریعہ ہے۔ پس کوئی وید کا پیرو آتش پرست یا مخلوق پرست نہیں ہے۔ بلکہ ایشور بھگت اور برہم پرست ہیں۔

مجھ کو مصنف براہین الاحمدیہ کے ایسے خیالات پر کہ جن کی تائید کسی فلسفہ سے نہیں ہو سکتی۔ سخت تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ کیوں اس گرداب بلا سے خلاصی کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ هل من مزید کا دم بھرتے ہیں۔ حجر الاسود کی بت پرستی اور مکہ کے یاترا یا تیرتھ پرستی سے گناہوں کا دور ہونا اور کعبہ کو مکان خدا یعنے بیت اللہ سمجھنا۔ اور اس کے حج سے ثواب آخرت اور نکوئی جاوید ماننا۔ یہ دونو حاصلہ ایسے امر ہیں جن کے ماننے سے عقل و علم دونو رخصت ہوتے ہیں۔ بقول ایک فاضل کے۔ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبرست + از ہزاراں کعبہ یکدل بہترست
کعبہ بن گاہ خلیل آزرست ٭ دل گذرگاہ جلیل اکبرست

بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ جب مرزا صاحب کے ایسے خام خیالات ہیں تو ان کو آریہ لوگوں کی نسبت کسی طرح کا حرف بھی زبان سے نہ نکالنا چاہئے کیونکہ دانا بس کا قول ہے "اپنے سر پر صد من بوجھ نہ دیکھنا۔ اور دوسروں کے بال بھر بار کو باربرداری سمجھنا"

تو براوج فلک چہ دانی چیست
چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

میں یقیناً بیان کر سکتا ہوں کہ آریہ لوگ کبھی کسی نامعقول بات کو پسند نہ کریں گے خواہ آپ لوگ اپنے تعصبانہ خیال سے جان سے عزیز اور مقبول خیال کریں +

اگر وید میں مخلوق پرستی یا بت پرستی ہوتی تو صدہا پنڈت جن کا سوامی جی سے مقابلہ ہوا کوئی شرتی پیش کرتے۔ یا الحال اپنے دعوی کا ثبوت دیتے۔ اور روز بروز کثرت سے آریہ سماجوں میں داخل ہوتے۔ مزید براں واضح ہووے کہ ایک سیٹھ صاحب ساکن شہر بمبئی نے عرصہ چھ سال سے ایک اشتہار دیا ہوا ہے کہ جو پنڈت صاحب بمقابلہ آریوں کے وید سے بت پرستی یا مخلوق یا کسی قسم کی شرک پرستی کا نشان دیوے۔ بشرط ثبوت وہ پانچ ہزار روپیہ کا انعام پاوے۔ مگر آج تک باوجود ہونے لاکھوں ہزاروں ودوانوں کے (جو ابھی تک کسی خاص سبب سے) آریہ سماج میں شامل نہیں ہوئے) کوئی بھی اس بات کا ثبوت نہ کر سکا۔ اور وہی راستی کا بول بالا ہوتا رہا اور ہوتا رہیگا۔ انہیں دنوں میں جب وہ اشتہار طبع ہوا تھا۔ اخبار آفتاب پنجاب لاہور وغیرہ اخباروں میں بھی اس کی اشاعت ہوئی تھی +

اخبار وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ مطبوعہ ہفتہ دوم جولائی ۸۲ء

حصہ ۲ صفحہ بعنوان "بمبئی جانے چڑیوں کا دودھ" (میں یہ مضمون طبع ہوا تھا) یہ بقول آفتاب پنجاب لاہور بمبئی کے ایک متمول بھائی نے پانچ ہزار روپیہ اس پنڈت کو دینے کئے ہیں جو یہ ثابت کرے کہ وید و شاستر بت پرستی کی اجازت دیتا ہے وکٹوریہ پیپر رائے دیتا ہے کہ ہم ڈنکہ کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ شاستر وید خدا پرستی کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ بت پرستی کی۔ پنڈت جی کیوں جھگڑتے ہیں۔ مار آجاویں سچا اقرار سے۔

" ساینا اور مہیدھر وغیرہ کے ترجمہ برخلاف لعات (نگھنٹو) اور براہمن پستکوں کے وارد ہونے سے قابل پرمان نہیں ہیں اور انہیں کی شاگردی کرنے سے میکس مولر اور مونیر ولیم اور ولسن صاحبان کے ترجمہ بھی حق سے برگران ہیں اور انہیں ترجموں کو آپ نے (مرزا صاحب) آیت و حدیث مانا ہے جو بالکل غلطی اور جہالت کی بات ہے کیونکہ وید کا ترجمہ وہی صحیح اور درست ہے جو شتپتھ۔ ایتری۔ گوپتھ۔ سام ودھان۔ برہمنوں اور نروکت اور نگھنٹو لعات کے انوسار یعنے موافق ہو۔ اور انہیں کے رو سے اس کی پوری تائید ہو سکے۔ مہاراج سوامی دیانند جی نے عظیم الشان علمی عمارات سنسکرت کے ویرانہ میں مدتوں سرگردان اور پریشان رہکر بیش بہا خزاین اور دفاین دریافت کئے تھے۔ اور انہیں ساتن تفسیروں کے انوسار گلزار وحدت نگار وید کے ترجمہ میں وہ وہ توحید بیانی اور گلفشانی کی ہے جن کے خیالات حقانی اور فہمید سمائی اور عالی روانی کی مخالفان دھرم بھی داد دیتے ہیں۔ جب کہ آپ سنسکرت جانتے ہی نہیں تو مذاق سنسکرت سے آپ کا آگاہ ہونا معلوم۔ بھلا آپ کے ایسے اعتراضوں سے جن کی بنیاد ہی غلطی پر ہے۔ ہمارا کیا بگڑ سکتا ہے بقول شخصے کہ "چنا اگر کودیگا تو کیا بھاڑ گرا دیگا" مرزا صاحب آپ کی تحقیق کی سیڑھی درجہ صداقت سے چھوٹی ہونے کے سوائے نادرست اور کمزور بھی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہر ایک مقام سے پرے پرزے ہو کر ٹوٹ رہی ہے اور آپ کو منزل راستی سے پھرا کر سرگردان وادیہ جہالت کر رہی ہے۔

ہاں اگر کسی آریہ کی زبانی سنتے اور وہ مقابلہ میں ان کو یا ان میں سے کسی کو لائق پرستش کہتا یا حوالہ دیتا۔ تب جائے اعتراض ہوتی۔ آپ سے بڑھکر ہم اور ہمارے بھائی اس قسم کی روایت کی تردید کر رہے ہیں اور ہندو مسلمانوں کو بت پرستی۔ قبور پرستی۔ کعبہ پرستی۔ پیر پرستی سے ہٹا رہے ہیں جو خدا کے فضل سے روز بروز کامیابی ہے۔ آپ نے سخت دھوکہ کھایا اور بیفائدہ کاغذ سیاہ کئے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

گوسالۂ ما پیر شد و گاو نشد

کیا آپ کو پہلے کسی نے صلاح نہ دی تھی کہ اے غافل جس منزل کا راستہ نہیں جانتے جس سفر کے واسطے تمہارے پاس خرچ نہیں۔ جس علم سے امی محض ہو اس کی بابت لاف و گذاف مت مارو اور نہ اس کے دعویدار ہو ورنہ اول و دوم میں حیرانی و نادانی اور سوم میں پشیمانی و سرگردانی ہوگی +

براہین الاحمدیہ کے صفحہ ۴۰۹ حاشیہ نمبر ۳ کی عبارت

کہ اندر کوشیکا رشی کے بیر تھا آ۔۔ تجھ رشی کو بڑا مالدار کر دیسے۔ تمام وید ازل کے شروع میں لکھا ہے کو شیکا کا بیٹا وشوامتر تھا۔ اور سائناچاریہ آتشکاراتی کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہ اندر کوشیکا کا کیونکر پسر ہو گیا۔ یہ قصہ بیان کرتا ہے۔ جو کہ وید کے تتمہ انوکرمنیکا میں درج ہے کہ کوشکا آشرا تھا کہ ... نے یہ دل میں خواہش کرکے کہ اندر کی توجہ سے میرے بیٹا ہو تپ اختیار کیا۔ جس تپ کی جلد وہیں خود اندر ہی نے اس کے گھر میں جنم لیا اور تب ہی اس کا بیٹا ہو گیا۔

جواب باصواب

یہاں سے صاف واضح ہو گیا کہ معترض یا اس کے ہادی نے وید مقدس کی شکل بھی کبھی نہیں دیکھی۔ اور یہی سبب ہے کہ اس کی تحقیق خام ہے۔ افسوس باس بے علمی و ناحق دعوے الہام

کجا توحید خاص ایزد پاک — کجا افسانہ ہائے عشق مباک
کجا راز حقیقت معرفت خیز — کجا شرک و جہالت ظلمت انگیز
کجا علم الٰہی را خزینہ — کجا وہم و خیالے را دفینہ
کجا امی کجا آں نور ادراک — چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

کہاں وید اور کہاں پوران۔ کہاں وحدانیت اور کہاں افسانہ جات۔ مرزا صاحب وید قصہ جات نہیں اور نہ ان میں کسی راجہ اندر کی داستانیں بھری ہیں۔ اور نہ کوئی فسانہ جات اس میں۔ وہ تمام پورانوں کا ستیاناس کیا ہے کسی وید خواں کی تصنیف ہے۔ اور کہاں سے ہے۔ افسوس کہ جہالت و تعصب نے لوگوں کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔ جس سے واضح تو دیکھنا اور قبول کرنا گناہ تصور ہونے لگا۔ ویدوں میں ایسے نام کسی السیاق کے نہیں ہیں اور نہ کوئی بات ذہن کی کسی خاص شخص سے متعلق ہے۔ جس طرح ہمارے مرزا نے ویدوں کا کوئی منتر ثبوت کے واسطے پیش نہیں کیا۔ اسی طرح کوئی قوراں کا شلوک بھی مع حوالہ درج نہیں کیا۔ پس دعوے ہر طرح بلا دلیل ہے۔ کیونکہ یہ قصہ یا اور کوئی ویدوں میں بالکل نہیں ہے۔ ذات اس کا ... ترجمہ عرض کرتا ہوں۔

"یہ سب وہ دیوتا ... پرکاشک ... ان کے ارتقد ... کانس کر رہا ہے آنند سے پرمیشور سب استتی کے یوگ آتما ہیں۔ کیا ہم ... کو کرہیں کیجئے اور ہمیں تازہ رید کی دولت تاکہ ہم لوگوں میں انیک ودیا ذتی کے پرگٹ کرنے والے رسمی طہور یدیہ ہوں اور حکمت کا اوپکار کریں" رگ وید منڈل ا۔ انوواک ۲ سکت ۔ ا منترا۔ اس کا یہ ترجمہ ہے جس کو نادانی سے الہامی صاحب نے ایک پورانی فسانہ کرکے لکھا ہے۔ خدا انہیں راہ راست دکھلائے اور دروغگوئی کی عادت سے بچائے۔

اسی طرح تمام منتروں کے ترجموں کی نسبت خیال فرماویں کہ کس طرح جادۂ تسلیم سے پھرے ہوئے ہیں۔ وید بھاش میں سوامی جی نے ان انگریزوں کے ترجموں کی بہت سہولت سے تردید کی ہے۔ جس کسی کو مرزا صاحب کی تمام متشکی تحریرات کا جو متعلق وید منتروں کے ہیں صحیح ترجمہ دیکھنا ہو وہ وید بھاش ملاحظہ فرما کر تسلی پاوے۔

چونکہ مرزا صاحب کی غلطیاں حد سے افزوں ہیں اور ان کا اگر اسی طرح مشرح ہم جواب تحریر کریں تو کتاب کے بہت بڑھ جانے کا خوف ہے۔ اور جواب ان کا صحیح طور پر جو ہم کو وید بھاش میں تحقیق کیا ہے۔ بس دوہرانے کی کوئی ضرورت بھی نہیں معلوم ہوتی۔ ہر ایک طالب حق وید بھاش کو خرید کر یا سماج سے دیکھ سکتا ہے۔ اور حق و باطل میں تمیز فرما سکتا ہے۔

اعتراض مصنف براہین الاحمدیہ صفحہ ۴۰۲ حاشیہ نمبر ۳

لیکن وید کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اور کیا تحریر میں لاویں۔ بجا ہے بجائے حقائق و معارف کے طرح طرح کے گمراہ کرنے والے مضمون موجود ہیں۔ ... ہے کہ وہ نا سدکاں خدا کو مخلوق پرستی کی طرف کس نے جھکا دیا۔ وید نے آریوں کو صدہا دیوتوں کا پرستار کس نے بنایا وید نے۔

جواب باصواب

وید وحدانیت کی ہم مفصل تشریح پہلے کر آئے ہیں۔ اب قرآن کی تعلیمات رسالت تعلیم کا اظہار کرتے ہیں۔

منقول از غیاث اللغات ردیف (لا) صہ

باید دانست کہ ہمگی ملتہا اعتقاد و سہ اند یکے ازاں سنت و جماعت و مقبول در رسول اللہ است۔ بدانکہ در اصل شش گروہ اند۔ رافضیہ۔ خارجیہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ جہمیہ۔ مرجیہ و ہر گروہے از ینہا دوازدہ فرقہ دارند۔

بیان فرقہ ہائے رافضیہ و عقاید ایشاں

علویہ کہ حضرت علی را نبی گویند۔ ابدیہ علی را در نبوت شریک دانند۔ شیعیہ گویند ہر کہ حضرت علی را از جمیع صحابہ دوست تر ندارد کافر است۔ اسحاقیہ گویند کہ نبوت ختم نشدہ است۔ زیدیہ گویند در امامت نماز بجز اولاد علی دیگر را نشاید۔ عباسیہ بجز عباس ابن مطلب کسے را امام ندانند۔ امامیہ زمین را از امام غیب خالی ندانند و نماز نگذارند مگر پس بنی ہاشم۔ ناوشیہ گویند ہر کہ خود را بر دیگرے فاضل داند کافر است۔ تناسخیہ گویند چوں جان از قالب برآید روا است کہ در قالب دیگرے در آید۔ لاعنیہ طلحہ و زبیر و عائشہ را لعنت کنند۔ راجعیہ گویند کہ علی بار دگر بدنیا خواہد آمد۔ حال الا دنیا ہمے ماند۔ مرتضیہ گویند کہ جنگ پیش آمدن با بادشاہ مسلماں روا است۔

بیان فرقہ ہائے خارجیہ و عقاید ایشاں

ازرقیہ گویند کسے کہ در خواب نکوئی نبیند زیرا کہ وحی منقطع شدہ است۔ ریاضیہ گویند کہ ایمان قول صالح و عمل صالح و نیت سنت۔ ثعلبیہ گویند کہ کارہائے ما حاصل شدہ اند بخواب حق تعالیٰ نہ بقدرت و خواہش او۔ خازمیہ گویند کہ مرتبہ ایمان ناشناختہ شدہ است۔ خلفیہ گویند گریختن از مقابلہ کفار کردہ حید باشند کفر است۔ کوزیہ گویند کہ دل بدون بسیار مالش پاک نمیشود۔ کنزیہ گویند دادن زکوٰۃ فرض نیست۔ معتزلہ گویند کہ تقدیر الٰہی نیست و نماز با امام فاسق روا نیست و ایمان از کسب بندہ است و قرآن مخلوق است و مردگاں را از دعا و صدقہ نفع نمے رسد و معراج بیش از بیت المقدس نیست و کتاب و حساب و میزان ہیچ نیست و فرشتگان از مومنیں افضل اند و رویت حق در قیامت نخواہد شد و کرامت اولیا ہیچ نیست

واہل جنت را خفتن و مردن است و مقتول بموت خود نمی میرد و ملاقات قیامت نشر و جال وغیرہ ہیچ نیست۔ میمونیہ گویند ایمان بالغیب باطل است۔ محکمیہ گویند حق تعالیٰ را بر خلق حکم نیست۔ مبراحیہ گویند کہ احوال پیغمبراں ثابت است و انکار کردن ازاں واجب است۔ اخنسیہ گویند کہ نرسد چیزے ثواب عمل دیگراں نرسیدہ ؀

بیان فرقہ ہائے جبریہ وعقاید ایشاں مضطریہ گویند کہ خیر و شر ہمہ از خدا است و نیست بندہ را دراں شر و اختیار۔ افعالیہ گویند برائے بندہ فعل است ولیکن بدون قدرت و اختیار۔ معیّہ گویند برائے بندہ فعل و قدرت است بغیر طاقت دادن خدا تعالیٰ۔ تارکیہ گویند کہ بندہ از ایمان چیزے دیگر نسبت۔ بخیلیہ گویند ہر کہ ہست نصیب خود مے خورد ہیں چیزے دادن کسے را لازم نیست۔ متمنیہ گویند کہ خیر آں چیز است کہ نفس بداں تسلی یابد۔ کسبانیہ گویند ثواب وعقاب بر مادہ نیت و عمل۔ حبیبیہ گویند کہ دوست ہرگز عذاب نکند دوست خود را۔ خوفیہ گویند کہ دوست ہرگز نترساند دوست را۔ فکریہ گویند کہ فکر در معرفت حق از عبادت بہتر است۔ حسبیہ گویند کہ در عالم قسمت نیست۔ حجتیہ گویند کہ چوں کارہا بہ تقدیر خدا است بر بندہ ہیچ حجت نیست کہ بداں گرفتار شود

بیان فرقہ ہائے قدریہ وعقاید ایشاں احدیہ گویند کہ ما را بالفرض اقرار است بہ سنت انکار۔ ثنویہ گویند کہ نیکی از یزداں است و بدی از اہرمن۔ کیسانیہ گویند کہ افعال ما مخلوق است یا نہ۔ شیطانیہ گویند کہ شیطان را وجود نیست۔ شریکیہ گویند ایمان غیر مخلوق است۔ گاہ باشد و گاہ نباشد۔ وہمیہ گویند کہ فعلہائے ما را اسکانات نیست۔ ربدیہ گویند دنیا فانی نیست۔ ناکثیہ گویند۔ خروج بر امام جائز است۔ تبریہ گویند کہ توبہ گنہگار مقبول نیست۔ قاسطیہ گویند کہ کسب علم و مال و حکمت دریافت فرض است۔ نظامیہ گویند کہ حق تعالیٰ شے گفتن روا است۔ متوقفیہ گویند بخیر اثم کہ بشر مقدر است یا نہ۔

بیان فرقہ ہائے جہمیہ وعقاید ایشاں این دوازدہ فرقہ متفق اند بر اینکہ ایمان بالقلب است نہ بزبان و منکر عذاب قبر و سوال منکر و نکیر و حوض کوثر و ملک الموت و کلام حق بوسے اند اختلاف دارند درمیان خودہا۔ معطلیہ گویند کہ اسمائے حق تعالیٰ و صفات او مخلوق اند۔ متربصیہ گویند علم و قدرت و مشیت مخلوق اند و خلق غیر مخلوق است۔ معترفیہ گویند کہ حق تعالیٰ در مکان است۔ واردیہ گویند ہر کہ در دوزخ رود باز بیروں نخواہد آمد و مومن در دوزخ نخواہد رفت۔ حرقیہ گویند کہ اہل دوزخ چناں سوزند کہ از ایشاں یک اثر در دوزخ نماند۔ مخلوقیہ گویند کہ قرآن و توریت و انجیل و زبور مخلوق اند۔ عبریہ گویند کہ محمد رسول اللہ مردے بود عاقل و حکیم نہ رسول۔ فانیہ گویند کہ جنت و دوزخ ہر دو فنا خواہند شد۔ زنادقیہ گویند بود معراج بروح نہ بتن۔ و حق تعالیٰ مرئی نیست در دنیا۔ عالم را قدیم و قیامت را منکر اند۔ لفظیہ گویند قرآن کلام قاری است نہ کلام الٰہی مگر معنے کلام الٰہی است۔ قبریہ منکر عذاب قبر اند۔ واقفیہ گویند کہ در مخلوقیت قرآن ما را توقف است۔

بیان فرقہ ہائے مرجیہ وعقاید ایشاں ہمہ متفق اند کہ پیغمبراں برائے نظام کار عالم خوف و رجائے نمایند و کہ نہ حق تعالیٰ را ضرور است از عدالت کردن بر بندگان۔ تارکیہ گویند ہیچ چیز دیگر بعد ایمان فرض نیست۔ شائیہ گویند ہر کہ گفت لا الٰہ الا اللہ بکند ہر چہ خواہد ہیچ عذاب نشود۔ راجیہ گویند بندہ بطاعت مقبول بمعصیت عاصی نمیگردد۔ شاکیہ شک دارند در ایمان خود گویند کہ ایمان علم است ہر کہ خدا را بجمیع اوامر و نواہی نداند آں کافر است۔ عملیہ گویند ایمان عمل است ہر کہ نداند جمیع اوامر و نواہی پس آں کافر است۔ منقوصیہ گویند کہ ایمان گاہے زیادہ میشود و گاہے کم۔ مستثنیہ گویند ما مومناں ہستیم انشاء اللہ تعالیٰ۔ اثریہ گویند قیاس باطل است و عمل بحدیث و دلیل نزاردہ۔ بدعیہ گویند طاعت امیر واجب است اگرچہ امر کند بمعصیت۔ مشبہیہ گویند حق تعالیٰ آدم را بر صورت خود آفریدہ است۔ حشویہ گویند واجب و سنت و مستحب ہمہ واحد اند" والوالقاسم رازی ہفت فرقہ دیگر ہم از ایشاں بر آوردہ۔ کرامیہ۔ دہریہ۔ حالیہ۔ باطنیہ۔ اباحیہ۔ براحیہ۔ استدریہ و اسمائے بعضے از ایشاں سوفسطائیہ و فلاسفہ و سمیہ و مجوسیہ ہم یافتہ شدہ ؀

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی اپنی تصنیفوں میں فرماتے ہیں کہ بنیاد ان ستر فرقوں کی چھ مذہب میں۔ تشبیہ و تعطیل و جبر و قدر و رفض و نصب ؀

عمدۃ المتقدمین شہاب الحق فضل اللہ بن یوسف النوری نے لکھا ہے کہ تشبیہات خدا کو لائق صفتوں سے منسوب کرتے ہیں اور جسم اور عرض سے نسبت کرتے ہیں۔ اور تعطیلیاں خدا کے منکر ہوگئے اور اس کی صفتوں کا نفی کر دیا۔ کہ اس میں خدائی کی کوئی صفت نہیں ہے بلکہ اصلی یہ ہے کہ اس جہان کا کوئی صانع نہیں ہے یہ ہمیشہ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ اب ہے اور بعضے بزرگ ان سے فلاسفی کے اس عقیدے کے معتقد ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام دنیا کی چیزوں کی علت ہے اور مادہ عالم ہمیشہ اسکے قبضہ میں ہے ؀

جبریہ تمام کاموں کا جو انسانوں سے صادر ہوتے ہیں فاعل خدا کو بتلاتے ہیں اور خود فاعل ہونے سے انکاری ہیں۔ قدریہ تمام کاموں کے فاعل خود کہلاتے ہیں اور خالق افعال خدا کو نہیں جانتے اور روافض علیؓ کی محبت میں بڑھ گئے ہیں۔ اور عثمان اور ابوبکر اور عمر کی نسبت بہت بری باتیں استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں جو بعد محمد کے علی پر بیعت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور نواصب وہ دوسروں کی محبت میں بڑھ کر علی کو برا کہتے ہیں اور اس کے پیروؤں کو دایرہ ایمان سے خارج جانتے ہیں ؀

امویہ و یزیدیہ فرقوں کا حال مشرق کے پہاڑوں میں ایک مشہور سرزمین ہے جس کو سکوت کہتے ہیں۔ حاکم اس ملک کا معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد سے کہلاتا ہے اس سرزمین کے لوگ بہادر و جنگجو اور نماز گذار نہیں ہیں اور یزید کی نبوت کے قایل۔ اور معاویہ کی خلافت اور امامت کے پیرو۔ علی کے حق میں لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعوے کرتا تھا اور اپنی خدائی کی بابت لوگوں کو دعوت کرتا تھا۔ اور خطبۃ البیان سے شہادت لاتے ہیں کہ وہ خدائی کا دعوے دار ہے ؀

انا اللہ وانا الرحمٰن وانا الرحیم وانا العلی وانا الخالق وانا الرزاق وانا الحنان وانا المنان وانا مصور النطفۃ فی الارحام

ترجمہ علی کہتا ہے میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں اور میں رحیم ہوں اور میں علی ہوں اور میں خالق ہوں اور میں رزاق ہوں اور میں حنان ہوں اور میں منان ہوں اور میں پیٹوں میں نطفہ کا مصور ہوں۔ اور ایسے بہت سے دعوے کئے ہیں ذرا ایسے ہی دعاوی فرعون اور نمرود کے تھے۔ اسی سبب سے

وہ خونریز اور بےرحم اور بدل تھا محمد صاحب سے اکثر بے ایمانہ سلوک کیا کرتا۔ اور یہہ آیت قرآن (سورہ بقر) کی علی کے حق میں ہے ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا ویشہد اللہ علی ما فی قلبہ وھو الد الخصام ترجمہ اور آدمیوں سے کوئی ہے جو تعجب دلاتا ہے تجھے قول اس کا درباب زندگانی دنیا کے اور گواہ دلاتا ہے خدا کو اوپر جو اس کے دل میں ہے اور کہتے ہیں کہ حسن اور حسین رسول کی آل سے نہیں ہیں بموجب اس آیت (سورہ احزاب) کے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول وختم النبیین ترجمہ محمد کسی آدمی کا باپ نہیں مگر رسول ہے خدا کا اور مہر ہے اگلے پیغمبروں کی" اور کہتے ہیں کہ حسین بن علی تسخیر ملک کے واسطے عراق میں آیا تھا جس سبب سے یزید کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور وہ لوگ محرم کی دسویں کو سوار ہو کر شہر سے میدان میں نکلتے اور حسین کی صورت بنا کر ان پر گھوڑے دوڑاتے ہیں اور اس دن کو مبارک اور فتحمندی کا روز جانتے ہیں اور عیدین سے شادی زیادہ کرتے ہیں کیونکہ اسی روز یزید علیہ السلام نے باغی پر غلبہ پایا تھا اور ان میں ایک گروہ کے لوگ۔ شمشیر کشیدہ اس روز دوڑتے ہیں اور علی اور اولاد اس کی کو نفرین کرتے ہیں۔ اور اسی طور سے روزی جمع کرتے ہیں اور ان کو سیاح کہتے ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ پیغمبر ہمارا مارنے اور جلانے پر قادر تھا اور جو کچھ چاہتا تھا کرتا تھا لیکن وہ امر اس کے پیروؤں پر جائز نہیں۔ مثلاً محمد صاحب حیوانوں کو مارتے تھے کیونکہ وہ جلانے پر قادر تھے اور ہم کو نہیں چاہئے کہ کسی جاندار کو بیجان کریں کیونکہ ہم اس کو زندہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہمارے واسطے پیدا ہوا۔ اور اسی طرح پیغمبر صاحب جس کی جورو چاہتے تھے لے لیتے تھے کیونکہ جہان انکے واسطے ہے۔ لیکن ہمکو واجب نہیں ہے کہ کسی کی جورو لیں۔ اسی واسطے ہم ہیں جاندار کو نہیں مارتے ہیں۔ نباتات کے کھانے پر گذارہ کرتے ہیں اور شہد اور روغن اور ایسی مقوی چیزیں کھا کر عیش سے زندگی گذارتے ہیں۔ اور خونخواری نہیں کرتے ۔

مذہب اہل شیعہ

شیعہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ مذہب مستقیم وہ ہے جو توحید اور عدل اور نبوت اور امامت اور معاد پر ایمان رکھے۔ اور پانچوں کی تصدیق کرے محمد نے علی کو چن لیا۔ اور وصی اور خلیفہ اپنا بنایا محمد کے بعد علی تمام پیغمبروں اور اولیاؤں سے بہتر ہے۔ اور ابوبکر اور عثمان وغیرہ کو بیگناہ اماموں کا حق غصب کرنے والا جانتے ہیں اور ان کو لعن کرتے ہیں اور بہت سے ان میں یقین رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عثمان نے بعضی صورتیں جو علی اور اس کی آل کی بزرگی میں تھیں قرآن سے نکال دیں۔ اور ان سورتوں میں سے ایک یہہ سورۃ ہے جو عثمان نے قرآن میں درج نہیں کی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین اٰمنوا اٰمنوا بالنورین انزلناہما یتلوان علیکم آیاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضہما من بعض وانا السمیع العلیم ۔ ان الذین یوفون بعہد اللہ ورسولہ فی آیات لہم جنات نعیم والذین کفروا من بعد ما اٰمنوا بنقضہم میثاقہم وما عاہدہم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم ۔ ظلموا انفسہم وعصوا الوصی الرسول اولئک یسقون من حمیم ۔ ان اللہ الذی نور السموات والارض بما شاء واصطفی من الملٰئکۃ والرسل وجعل من المومنین اولئک خلق یفعل اللہ ما یشاء لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم ۔ قد مکر الذین من قبلہم برسلہم فاخذتہم بمکرہم ان اخذی شدید الیم ۔ ان اللہ قد اہلک عادًا وثمود بما کسبوا وجعلہم لکم تذکرۃ فلا تتقون ۔ وفرعون بما طغی علی موسیٰ واخیہ ہارون اغرقناہ ومن تبعہ اجمعین ۔ لیکون لکم آیۃ وان اکثرکم فاسقون ۔ ان اللہ یجمعہم فی یوم الحشر فلا یستطیعون الجواب حین یسئلون ان الجحیم ماویہم وان اللہ علیم حکیم ۔ یا ایہا الرسول بلغ انذاری فسوف یعلمون ۔ قد خسر الذین کانوا عن آیاتی وحکمی معرضون ۔ مثل الذین یوفون بعہدک انی جزیتہم جنات النعیم ۔ ان اللہ لذو مغفرۃ واجر عظیم ۔ وان علیًا من المتقین ۔ وانا لنوفیہ حقہ یوم الدین ۔ ما نحن عن ظلمہ بغافلین ۔ وکرمناہ علی اہلک اجمعین فانہ وذریتہ لصابرون وان عدوہم امام المجرمین ۔ قل للذین کفروا بعد ما اٰمنوا طلبتم زینۃ الحیوۃ الدنیا واستعجلتم بہا ونسیتم ما وعدکم اللہ ورسولہ ونقضتم العہود من بعد توکیدہا وقد ضربنا لکم الامثال لعلکم تہتدون ۔ یا ایہا الرسول قد انزلنا الیک آیات بینات فیہا من یتوفیہ مومنًا ومن یتولہ من بعدک یظہرون ۔ فاعرض عنہم انہم معرضون ۔ انا لہم محضرون ۔ فی یوم لا یغنی عنہم شیء ولا ہم یرحمون ان لہم فی جہنم مقامًا عنہ لا یعدلون ۔ فسبح باسم ربک وکن من الساجدین ۔ ولقد ارسلنا موسیٰ وہارون بما استخلف فبغوا ہارون فصبر جمیل فجعلنا منہم القردۃ والخنازیر ولعناہم الی یوم یبعثون ۔ فاصبر فسوف یبصرون ۔ ولقد آتینا لک الحکم کالذین من قبلک من المرسلین ۔ وجعلنا لک منہم وصیًا لعلہم یرجعون ۔ ومن یتول عن امری فانی مرجعہ فلیتمتعوا بکفرہم قلیلا فلا تسئل عن الناکثین ۔ یا ایہا الرسول قد جعلنا فی اعناق الذین اٰمنوا عہدًا فخذہ وکن من الشاکرین ان علیًا قانتًا باللیل ساجدًا یحذر الآخرۃ ویرجوا ثواب ربہ قل ہل یستوی الذین ظلموا وہم بعذابی یعلمون ۔ سنجعل الاغلال فی اعناقہم وہم علی اعمالہم یندمون انا بشرناک بذریتہ الصالحین ۔ وانہم لامرنا لا یخلفون فعلیہم منی صلوٰۃ ورحمۃ احیاءً وامواتًا یوم یبعثون ۔ وعلی الذین یبغون علیہم من بعدک غضبی انہم قوم سوء خاسرین ۔ وعلی الذین سلکوا مسلکہم منی رحمۃ وہم فی الغرفات آمنون والحمد للہ رب العالمین ۔ اسی طرح اور بھی صدہا باتوں میں ان کا اختلاف ہے۔

علی الٰہیان کا حال کوہستان مشرق میں خطا کے نزدیک ای

نام ملک ہے اور اسے ارمال بھی کہتے ہیں اس ملک کے باشندوں کا اعتقاد ہے کہ جب کوئی خدا کی ماہیت کو نہیں جانتا اس واسطے خدا کو ضروری تھا کہ مجسم ہو کر لوگوں کو اپنے حکم کی تعمیل کراوے۔ اور اپنے مذہب کو چلا دے اور یہہ بات کسی طرح غیر ممکن نہیں۔ اس واسطے خدا جسمانی ہو سکتا ہے تاکہ دنیا کا انتظام چلتا رہے اور کفر غلبہ نہ کرے۔ اسی واسطے اس حکیم مطلق کی حکمت نے اقتضا کیا کہ اپنے آپ کو انسانوں میں ظاہر کرے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ خورشید سپہر کمال سوائے علی کے اور کہیں ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ تحقیقاً امی پیغمبر ہمارے نے علی کے مبارک وجود کو چندیں دانا نبیوں کے برابر گنا۔ اور تمام انبیاؤں کی صفات اس کے مبارک وجود میں موجود دیکھیں۔ اور یہی سبب ہے کہ بزرگ لوگ اس ابوالبشر کی تصویر کو دیکھتے ہیں۔ اور اسی کو نوح کی کشتی کا بچانے والا اور اسی کو ابراہیم کے لباس میں آگ سے کھیلنے والا اور اسی کو موسے کے قالب میں کلیم اللہ جانتے ہیں اور حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ آدم اولیاؤں کا اور ابوالبشر اصفیاؤں کا سوائے علی مرتضیٰ کے اور کوئی نہیں ہے ایک سو ایک نام علی مرتضیٰ کا ہمیشہ صبح جاپ کرتے ہیں۔ اور سات ساقی صورتہ امر کی حدت کا بھی منادا تبہ علی مرتضیٰ کو جانتے ہیں اور آواز بلند سناتے ہیں۔ بیت

غرض ز بت شکنی ہا جز این نبود نبی را
کہ دوش خود بکف پائے شیر کعبہ برساند

اور خانہ کعبہ کو اسی سبب سجود جانتے ہیں اور تناسخ نور حق کے بھی آدم سے علی تک قائل ہیں۔ اور عموماً وردایا علی اللہ کہتے ہیں اور محمد کو پیغمبر اور بھیجا ہوا علی اللہ یقین کرتے ہیں۔ یعنے جبکہ خدا نے دیکھا کہ میرے پیغمبر سے کام نہیں چلتا خود تشریف آوری کی۔ اور قالب علی اللہ میں ظہور پذیر ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ یہہ موجودہ قرآن عمل کے لائق نہیں کیونکہ یہ وہ قرآن نہیں جو علی اللہ نے محمد کو دیا تھا۔ بلکہ یہ ابوبکر و عمر و عثمان کی تصنیف ہے۔ بعضے ان میں سے اس قرآن کو ناکامل جانکر علی اللہ کی نظم و نثر کو بھی اس مصحف میں تکمیل کرتے ہیں بلکہ اس کو قرآن پر بہت ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ بذریعہ محمد کے آیا اور یہ بلا ذریعہ کی خود علی اللہ سے حاصل ہوا اور ان میں ایک فرقہ ہے جسکو علویہ کہتے ہیں۔ جو اپنے کو علی کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور موجودہ قرآن کو عثمان کا بنا ہوا بیان یقین کرتے ہیں جس جگہ قرآن پاتے ہیں میزان غضب جلاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ علی اللہ کا جسم آفتاب سے مل گیا اس واسطے اب آفتاب بجائے اس کے ہمارا مددگار ہے اور بیان کرتے ہیں کہ علی کے حکم سے آفتاب غروب ہو کر پھر واپس چلا آیا تھا اور اس کو عین شمس کہتے ہیں اور شمس کو علی اللہ جانتے ہیں اور بڑے بڑے الہام و کرامات و معجزوں کے قائل ہیں اور گوشت نہیں کھاتے بموجب علی اللہ کے اس ارشاد کے لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات یعنے مت بناؤ شکموں کو حیوانوں کی قبریں۔ اور جو قرآن میں بعضے حیوانات کا کھانا لکھا ہے وہ گوشت ابوبکر و عمر و عثمان اور ان کے پیروؤں کا ہے۔ اور یہہ ضرور کھانا چاہیے کیونکہ علی اللہ کے مخالف ہیں۔ اور علی اللہ کی مورت کو سجدہ کرنا جائز ہے اور تناسخ کے قائل ہیں

اور ممالک ہونچیہ کے باشندگان بھی اسی مذہب کے ہیں اور علی کو اللہ جانتے ہیں ✦

فرقہ صادقیہ کا حال

یہ لوگ محمد اور مسیلمہ دونوں کو نبی جانتے ہیں اور اپنے کو رحمانیہ مانتے ہیں کیونکہ رحمن مسیلمہ کا نام ہے۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا یہی حاصل کلام ہے یعنے مسیلمہ کا خدا رحیم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر مومن پر فرض ہے کہ مسیلمہ کو نبی جانے ورنہ اس کا اسلام متشکی ہے۔ اور اکثر آیات فرقانی✦ و فاروقی✦ کو گویا بتلاتے ہیں کہ مسیلمہ ضرور نبی ہے۔ اور محمد کا شریک۔ بلکہ برہان قاطع سے بتلاتے ہیں کہ شاید دو چند ہے یا اس سے زیادہ کیونکہ الہام در رسالت جیسا امر خطیر جس قدر مضبوط شہادتوں سے مبرہن ہووے بہتر ہے اور اس کے فضائل و معجزات بھی مثل محمدیاں کے حد سے زیادہ بیان کرتے ہیں بلکہ محمدی بھی اس کے معجزات کے قائل ہیں چنانچہ مصنف روضۃ الاحباب لکھتا ہے "و خوارق عجیبہ کہ برعکس معجزات نبویہ بود۔ حق تعالیٰ بر دست او ظاہر مے کرد از برائے استدراج وے و با ساحر سحر و شعبدہ'' بیمار کو بھی اس نے بمثل محمد صاحب کے بلایا اور گود میں بٹھلایا۔ اور اس کے معجزوں کے مفصل حالات مدارج النبوۃ رکن چہارم کے صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ میں درج ہیں اور صادقیہ ہزاروں لاکھوں اس کے گواہ ہیں اور فصاحت و بلاغت اس کی اس حد تک تھی کہ تمام فصحائے عرب کی زبان اس کے مقابلہ سے بند تھی خدا نے اس پر کتاب بھیجی جس کا فاروق ہے اور وہ بھی دعوے فصاحت فاروق کا ابتدائے زمانہ نبوت سے آج کو ۱۳۰۰ برس کا عرصہ ہوا ہے، کرتے ہیں اور فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین کو نہایت جوش و خروش سے پڑھتے ہیں کہ اگر سچے ہو تو ایسی سورہ بناؤ اور میدان میں آؤ مگر آج تک کوئی بھی نہ بنا سکا۔ صادقیہ کہتے ہیں کہ قرآن اور فاروق کو بجز محمد اور مسیلمہ کے کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ صدہا اس کے حافظ موجود ہیں۔ بعد وفات محمد کے خدا نے مسیلمہ پر ایک اور کتاب یعنے فاروق ثانی ارسال کی۔ اور یہی سبب ہے کہ بعضی باتیں صادقیہ اور محمدیہ کے برخلاف ہیں کیونکہ چند امور خدا نے بعد وفات محمد کے منسوخ کر دئے جیسا کہ محمد کے وقت میں بھی بہت سی آیات فرقان سے منسوخ ہو گئیں اور کہتے ہیں کہ خدا ہاتھ منہ وغیرہ سب اعضا رکھتا ہے مگر نہ مثل مخلوقات کے۔ اور خدا کے دیدار کے بروز قیامت قائل ہیں اور مثل محمدیہ کے وہ بھی عقل کو فاروق کی بعضی باتوں میں دخل دینا کفر جانتے ہیں اور فاروق ثانی میں لکھا ہے کہ قبلہ کی طرف نماز کرنے والی آیت منسوخ ہو گئی ہے۔ اب جس طرف چاہو سجدہ کرو جیسے کہ محمد کی زندگانی میں بیت المقدس والی آیت منسوخ

✦ فرقان یعنے جدا کنندہ حق از باطل و این کتابیست کہ محمدیاں او را کلام اللہ گویند و مشہور است او قرآن ہست و تسلیم مے کنند کہ نازل شدہ است بر محمد کہ نبی شان بود۔

✦ فاروق یعنے فرق کنندہ میان حق و باطل و این مشتمل بر دو حصہ است فاروق اول و فاروق ثانی کہ بیست کہ صادقیہ او را کلام اللہ دانند و تسلیم میکنند کہ نازل شدہ است بر مسیلمہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ نبی ایشان بود ✦

ہو گئی تھی۔ پس اب ہر وقت نازل ہو جانے فاروق ثانی کے قبلہ کی طرف توجہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ یہہ خدا کی نسبت الزام ہے اس واسطے کسی گھر کو یا محراب کو قبلہ کرنا بت پرستی ہے اور تینوں نمازیں ایک ہی طرف منہ کر کے نہ پڑھے بلکہ مختلف جوانب رخ کر کے کیونکہ ایک طرف توجہ کر کے نماز پڑھنا بت پرستی ہے یعنے کسی مکان خاص کا تعین نہ کرے کیونکہ یہہ شرک ہے اور کعبہ کو بیت اللہ نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ خدا کا کوئی گھر نہیں ہے اور نماز میں نام پیغمبر کا نہ لینا چاہیئے کیونکہ یہہ [illegible] ہے۔ اور نماز تین وقت پڑھنی چاہیئے کیونکہ دو وقت کی نماز (عشا و بامداد) خدا نے مسیلمہ کی خاطر معاف کر دیں۔ ابلیس کو جو آدم کے سجدہ کا حکم قرآن میں ہے یہہ کفر ہے فاروق کے روسے یہہ بات گناہ قرار پا کر منسوخ ہو گئی۔ یہہ حکم خدا کی طرف سے نہ تھا۔ نکاح میں صرف رضامندی فریقین کافی ہے اور چچا اور ماموں وغیرہ کی لڑکی جو محمد کے عہد تک جائز تھی۔ بعد مرنے اس کے خدا نے حکم بھیجا کہ یہہ بات حرام ہے۔ فاروق مسیلمہ میں حکم ہے کہ لڑکی اس کی [illegible] سابقہ رشتہ داری نہ ہو۔ ایک عورت سے زیادہ نکاح روا نہیں ہے۔ البتہ متعہ جائز ہے۔ مرغ خانگی کا کھانا درست نہیں کیونکہ یہہ [illegible] خوک ہے۔ روزہ رمضان کے منع ہو گئے کہ بجائے روزہ کے شب رکھو۔ آفتاب کے ڈوبنے سے آفتاب کے نکلنے تک کچھ نہ کھاؤ اور نہ پیو اور نہ جماع کرو اور رغبت کرنا [illegible] ہو جاتا ہے۔ اس واسطے منع ہے۔ تمام مسکرات جتنے کہ انگوروں اور جو کی بھی حرام ہے۔ مسیلمہ کو خدا نے حکم دیا کہ جب لڑکا پیدا ہووے بہتر ہے عورت سے جماع نہ کرے۔ اور دونوں خدا کی یاد میں رہیں ورنہ ایک بار [illegible] سے زیادہ صحبت نہ کرے۔ فاروق ثانی میں زنا مباح ہے کیونکہ بمثل اور بازاری سوداؤں کے ہے۔ ابوبکر کو برا کہتے ہیں کہ اس نے طمع خلافت کیواسطے مسیلمہ کو مروا دیا جیسے یہودا اسکریوطی نے عیسے کو مروا دیا تھا۔ غرض مسیلمہ کی چند ہدایتیں یہہ ہیں۔

یا ضفدع نقی الیکم نقیین ء لا الشراب تشربین ء ولا الماء تکدرین ء ولا الطین تفارقین ء ولا المعد [illegible] تمنعین ء لنا نصف الارض ولقریش نصف ولکن قریش قوم یعتدون ء اس کے واسطے (مسیلمہ کے واسطے) فرقان کی سورۃ الذی [illegible] کے جواب میں خدا نے یہہ آیتیں نازل کیں۔

(از فرقان محمد) والذاریات ذرواً ء فالحاملات وقراً ء فالجاریات یسراً ء فالمقسمات امراً ء انما توعدون لصادق ء وان الدین لواقع ء والسماء ذات الحبک ء انکم لفی قول مختلف ء یوفک عنہ من افک ء یہ قرآن کی آیتیں ہیں۔

(از فاروق مسیلمہ) والزارعات زرعاً ء فالحاصدات حصداً ء والذاریات قمحاً ء فالطاحنات طحناً ء فالخابزات خبزاً ء فالثاردات ثرداً ء فاللاقمات لقماً ء اہالۃ وسمناً ء لقد فضلتم علی اہل الوبر وما سبقکم اہل المدر ء

(دیگر) الم تر ان اللہ خلق النساء افواجاً ء وجعل الرجال لہن ازواجاً ء فنولج فیہن ایلاجاً ء ثم نخرجہا اذا نشاء اخراجاً ء فینتجن لنا سخالا انتاجاً ء (دیگر) الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی ء اخرج منہا نسمۃ تسعی من بین صفاق وحشی

جب ابوبکر خلیفہ نے یہہ آیتیں سنیں اس کی بلاغت و فصاحت پر بہت ہی تعجب کیا (کیونکہ عرب میں اس کی فصاحت اعلیٰ درجہ کی مشہور تھی) اور فرمایا کہ ایسی نفیس کلام اس نے تمہیں سنا کر گمراہ کیا۔

اسی طرح وہابیہ۔ نیچریہ۔ [illegible] وغیرہ اور فقیروں و قلندروں کے صدہا گروہ موجود ہیں ماسوائے اس کے اور بھی کئی فرقے ہیں جو باوجود مسلمان کہلانے کے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس قرآن کی اسی برخلاف تحریر و دور از انصاف تسطیر سے محمدی مذہب میں ۱۳۰۰ برس سے سخت طرح کی گڑبڑ پڑ گئی کوئی کسی زیارت کا پوجاری۔ کوئی روضہ کا مجاور۔ کوئی ننگا ہے و [illegible] بندہ۔ کوئی محمد کا پرستندہ۔ کوئی مدینہ کا دیندار۔ کوئی سرور کا [illegible]۔ کوئی شیخ سدو کا صدقہ خوار اور متوالا بن گیا۔ کوئی خاک کربلا پر قربان ہے کوئی نجف کی تلاش میں سرگرداں ہے کوئی خدا کو لاجواب کر رہا ہے۔ کوئی علی کو خدا مان کر اس کے نام پر مر رہا ہے۔ کوئی سورج کو خدا جانتا ہے اور کوئی رعد کو۔

اب ہر ایک منصف مزاج بعد ملاحظہ تمام حالات کے حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور کس قدر اندھیر ہو رہا ہے۔ کیا کہیں معقولات کی تعلیم کا نشان بھی موجود ہے؟ خلاف اس کے کہ قرآن ایک خدا کی طرف راہنمائی کرتا۔ یا کفر و بت پرستی کو اکھیڑتا ہے۔ بالعکس اس کے دقائق معرفت و حقائق وحدت کو بتلانے میں قاصر رہا۔ بالعوض محبت و توحید کے اس میں طرح طرح کی شرکت و خونخواری موجود ہے۔ ان کروڑہا محمدیوں کو خونخوار کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کو مکان پرست کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ کبھی بیت المقدس اور کبھی کعبہ کی طرف کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ محمدیوں کے ہاتھوں سے لہو کا دریا کس نے بہایا؟ قرآن نے۔ علی کو خدائی کی گدی پر کس نے بٹھایا؟ قرآن نے۔ قرآن نے [illegible] بانہ و گمراہ کرنے والا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آدم کو فرشتوں کا خدا کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ آگ سے آگے [illegible] کو کس نے جھکایا؟ قرآن نے۔ شیطان کو بت پرستی نہ کرنے سے لعنتی کس نے ٹھہرایا؟ قرآن نے۔ سورج کو خدا سے [illegible] خدا کس نے سمجھایا؟ قرآن نے۔ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جاؤ۔ اپنے کھیت میں جس راستہ سے تمہاری

فٹ نوٹ۔ دیکھو روضۃ الاحباب مقصد دوم [illegible] دوم اور تاریخ الواقدی عربی

دوسرا فٹ نوٹ۔ دیکھیے مدارج النبوۃ صفحہ ۵۴۴ رکن چہارم۔ عمر فاروق نے بعد وفات محمد کے خطبہ [illegible] من کان یعبد محمداً قد مات ومن یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت یعنی جو محمد کو پوجتے ہیں انہیں معلوم ہو کہ محمد مر گیا اور جو خدا کو پوجتے ہیں وہ جانیں کہ خدا زندہ ہے

[illegible] سورۃ بقرہ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں [illegible] کھیت میں جہاں سے مرضی ہو تمہاری تفسیر حسینی و الاتقان تصریح کرتا ہے کہ انی شئتم یعنے خواہ [illegible] بطریق قبل عورت سے صحبت کرو مفسر [illegible] امام فخر الدین رازی وغیرہ کا [illegible] عورت سے [illegible] کتاب [illegible] میں امام مالک کی سند سے یہہ فعل جائز ہے اور در منثور [illegible]

مرضی ہو کس نے ارشاد فرمایا؟ قرآن نے۔ عورتوں کو حیوان مطلق سے کم قدر کس نے کیا؟ قرآن نے۔ خدا کو فاعل کس نے بنایا؟ قرآن نے۔ پیر پرستی و ملائک پرستی میں کروڑوں کو متبرک کس نے بنایا؟ قرآن نے۔

تناسخ کا قرآن سے ثبوت

براہین احمدیہ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۹۲ حاشیہ نمبر ۱۱

قولہ۔ جو آریہ ہیں وہ خدا کو خالق نہیں سمجھتے۔ اور اپنے روحوں کا اس کو ربّ* قرار نہیں دیتے۔

اقول۔ جھوٹھ کہتے ہو تمام آریہ ایشور کو سب سنسار کا خالق جانتے ہیں اور اپنی روحوں کا رب بھی مانتے ہیں بلکہ تمام جہان کی روحوں کا رب وہی ہے اس کے سوا ہمارا سوامی اور معبود کوئی نہیں ہے خدا سے ڈرو اور جھوٹھ بکنے سے پرہیز کرو۔

قولہ۔ اور جو ان میں سے بت پرست ہیں وہ صفت ربوبیت کو رب العالمین سے خاص نہیں سمجھتے اور تینتیس کروڑ دیوتا ربوبیت کے کاروبار میں خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔

اقول۔ اگر تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو خدا سمجھتے ہیں تب تو آپکی جائے اعتراض ہے ورنہ کسی بت پرست کا درجہ حاجی وغیرہ مومنوں سے کم نہیں ہے۔ وہ جبرئیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ فرشتوں کو ربوبیت کے کاروبار میں خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور ان کا نام رب النوع* بتلاتے ہیں یعنی ایک ایک قسم کا رب اور اسی طرح کروڑ ہا مسلمان پیر پرستی۔ غوث الاعظم پرستی سخی سرور پرستی۔ مدینہ پرستی۔ خاک نجف پرستی۔ علی پرستی۔ شمس پرستی۔ قبور پرستی۔ کعبہ پرستی یا تابوت سکینہ* پرستی میں سرگرداں اور درود و دعا ایمان کے متوالے ہو رہے ہیں اور یا محمد یا علی یا غوث الاعظم یا جبرئیل کا وظیفہ کرتے ہیں پس ان سے وہ غریب بت پرست کسی طرح برے نہیں ہیں۔

قولہ۔ اور یہ ہر دو فریق خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے بھی انکاری ہیں اور اپنے وید کے رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رحمانیت کی صفت ہرگز خدا تعالیٰ میں نہیں پائی جاتی۔

اقول۔ جھوٹھ بکتے ہو خدا تمہیں ان کاذبانہ حملوں کا عوض دیوے اور اس برے اعتقاد سے بچا کر سچائی کی طرف رجوع کرے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ پرماتما دیا سے دیالو کرپاندہان ہے اور ضرور ہے ہاں اگر رحمانیت سے مراد طرفداری و ظلم اور انصاف کا خون کرنا ہے تو آپ کا اعتبار ہے ہمارا کیا بلکہ سب عقلمندوں کا اس سے انکار ہے۔

قولہ۔ جو کچھ دنیا کے لئے اس نے بنایا ہے وہ خود دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے خدا کو بنانا پڑا ورنہ پرمیشور خود اپنے ارادہ سے کسی سے نیکی نہیں کر سکتا اور نہ کبھی کی۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کو کامل رحیم نہیں سمجھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے کہ کوئی گنہگار خواہ کیسے ہی سچے دل سے توبہ کرے اور خواہ وہ سالہا سال تضرع و زاری اور اعمال صالحہ میں مشغول رہے خدا اس کے گناہوں کو جو اس سے صادر ہو چکے ہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ جب تک وہ کئی لاکھ جونوں کو بھگت کر اپنی سزا نہ پاوے۔

اقول۔ افسوس ہم مرزا کی غلطیوں کو کہاں تک تحریر کریں۔ دھوکھ دینا اس کا روحانی مشن ہے۔ اور گمراہ کرنا اس کا اعلیٰ فن۔ زانی کو نجات جاودانی دینا ظلم کی نشانی ہے اور نیکوکار کے حق میں قربانی نہ کہ انصاف رسانی۔ پس بدکار کو سزا دینا اور نیکوکار کو جزا دینا عین انصاف و عدل ہے اس سے منہ موڑنا خدا کی نسبت الزام جوڑنا ہے۔ اس واسطے جو جیسے اعمال کماتا ویسے ہی سزا جزا پاتا ہے۔ مالک و حاکم خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں سزا و جزا ہے۔ ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو مجرم ہو اسے خواہ مخواہ رستگاری دینی ہے اور یہی عدالت ایزدی یا انصاف باری ہے کہ ظالم و زانی کو بموجب قانون خداوندی کے نرک (دوزخ) میں جانا پڑا اور عابد یا گیانی کو سورگ (بہشت) میں آنند پانا۔ پرمیشور کا خاص ارادہ سے کسی سے نیکی کرنا نہ صرف بلکہ مہمل بات ہے۔ اگر کوئی سبب نہیں تو سراسر تعصب و طرفداری ہے جو ذات باری کے حق میں الزام بھاری ہے۔ کسی خاص سبب سے ہمیں بھی انکار نہیں بشرطیکہ عدالت پر نقصان عاید نہ ہو۔ ہم رحیم تو مانتے ہیں مگر وہ رحم جو انصاف کی تردید یا ترمیم کرے ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں اور نہ معقول طور سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ پس سراپا لالچ اور بیہودہ ہوس نکالی ہے۔ جس کا نتیجہ دین و دنیا میں سوائے پشیمانی اٹھانے کے اور کچھ نہیں۔ توبہ کا قبول ہونا بالکل فضول اور نامعقول امر ہے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

توبہ چہ حاصلے دارد خاک بر سر طاعت ✦ ایں نماز و ایں روزہ ہمہ گفتند ایں ہاست

جتنا اس توبہ کے مسئلہ نے دنیا میں گناہ پھیلایا شاید اتنا کسی اور مسئلہ سے ظہور میں نہ آیا۔ جس طرح مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا نہیں ہوتا مگر کھانے سے۔ اور پانی پانی کہنے سے جسم کی صفائی نہیں ہوتی مگر نہانے سے۔ اسی طرح ؎

توبہ توبہ اگر بگوئی صد سال ✦ از گفتن توبہ نیستی فارغ بال

سالہا سال کی تضرع و زاری اور اعمال حسنہ میں مشغول رہنا ضرور باعث نجات ہے مگر گناہوں کے دور ہو جانے سے۔ ورنہ جب تک آلائش گناہ ساتھ ہے تب تک نجات ایک موہومی بات ہے۔ ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت ✦ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

از مکافات عمل غافل مشو ✦ گندم از گندم بروید جو ز جو

باقی رہا کئی لاکھ جونوں کا بھگتنا یہ ہر ایک کے واسطے ضروری نہیں بلکہ ہر ایک اپنے گناہوں کے موافق سزا پائیگا۔ اور بعد بھگتنے کیفر کردار کے پھر (قالب انسانی) میں آئیگا اور عمل کمائیگا یہی قاعدہ اگر غور کرو تو مطابق انصاف ہے اور ذرا بھی متعلق ظلم یا عقل کے خلاف نہیں۔ الا یہی الزام آپ کے قرآن پر عاید حال

---

* رب مالک۔ تشدید با خداوند سوامی پروردگار پالنے والا اصلاح کرنے والا کسی کو طرف ہدایت کرنیوالا (غیاث اللغات صفحہ ۱۱۲)۔

رب النوع فرشتہ کہ حق تعالیٰ برائے پرورش و حفاظت ہر یک نوع از انواع حیوانات و جمادات مقرر فرمودہ چنانکہ بر آید ہر نوع فرشتہ علیحدہ است (غیاث اللغات ردیف را)

* ان آیۃ ملکہ ان یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم (سورۃ بقرہ) یعنی کہ تحقیق نشانی بادشاہی اس کی یہ ہے کہ آوے تمہارے پاس تابوت بیچ اس کے تسکین ہے پروردگار تمہارے سے۔ تفسیر حسینی والا لکھتا ہے۔ آنست کہ بیاید بشما تابوت سکینہ و آں صندوقی بود و صورت ہمہ انبیا دراں منقوش بود از نزدیک پروردگار شما آیۃ چیزے کہ تسکین خاطر شما ازاں باشد

ہے اور اس کے مطالعہ سے تمام مفسرین کی زبانیں گنگ و لال یعنے قرآن کے رو سے جہنم میں جانا سب نیک و بد کے واسطے لابدی ہے۔ اور ان کے خوش عقیدے میں فرمان سرمدی سورۃ مریم وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتماً مقضیا۔ ترجمہ اور کوئی آدمی نہیں جو دوزخ میں نہ جاوے۔ یہ بات بھی ایک اس قرآنی آیت کے حق میں موزوں ہے جسکے حرف حرف سے انصاف و رحم کا خون ہوتا ہے۔ استغفار و شفاعت کے عدم تسلیم کی زحمول ہے اور اسی سبب سے جملہ علمائے محمدیہ مفسرین قرآنیہ اسکے جواب میں سرنگون و شرمسار ہیں بلکہ نہ پائے رفتن نہ روئے ماندن کے مخمصہ میں گرفتار۔ البتہ جونوں کا ہوگا سر تسلیم قابل پذیرائی ہے اور ہر ایک سلیم العقل کو اس کا تسلیم کرنا موجب دانائی۔ ہم قطع النظر اور عقلی دلایل کے قرآن سے اثبات لاتے ہیں اور حقانیت اس مسئلہ کی جتاتے دیکھو

(۱) سورۃ بقرہ ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق جانتے تھے تم ان لوگوں کو جو حد سے نکل گئے تم میں سے بیچ ہفتہ کے۔ پس کہا ہم نے انکو ہو جاؤ بندر ذلیل

یہ قصہ ایک قوم کی بابت ہے جو بقول محمدیاں کے داؤد کے زمانہ میں شہر ایلیا کے رہنے والے تھے انہوں نے شنبہ کے روز برخلاف حکم خدا کے مچھلی کا شکار کیا۔ اس پاپ کے بدلے خدا نے اس قوم کو بندروں کی جونوں میں ڈالدیا

(۲) سورۃ انعام۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیئ ثم الی ربہم یحشرون ترجمہ اور نہیں کوئی چلنے والا بیچ زمین کے اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتھ دو بازوؤں اپنے کے مگر امتیں تھیں مانند تمہاری نہیں کم کیا ہمنے بیچ کتاب کے کچھ چیز پھر طرف پروردگار اپنے کے اکٹھے کی جاویں گی ✦

مصنف قرآن فرماتا ہے کہ جس قدر حیوانات زمین پر اور زمین کے بیچ چلنے والے ہیں (مثل حشرات الارض ماہی و سانپ وغیرہ اور انسان و حیوان درندہ و چرندہ وغیرہ) اور جسقدر پرندہ ہوا پر بازوؤں سے اڑنے والے ہیں وے سب مسلمانوں کیطرح اگلے پیغمبروں وغیرہ کی امتیں تھیں جو گناہوں کے سبب تناسخ کے سلسلہ میں عدالت خداوندی سے مختلف قالبوں میں آگئی ہیں۔ بعد ازاں دعوے کرتا ہے کہ یہ سب پھر خدا کیطرف یعنے انسانی قالبوں میں اگر عبادت کی طرف اکٹھے کئے جاویں گے۔ اور یہ کوئی بات قرآن میں درج کرنے سے نہیں چھوڑی ✦

(۳) سورۃ اعراف واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی شہدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ہذا غافلین۔ او تقولوا انما اشرک آباؤنا من قبل وکنا ذریۃ من بعدہم افتہلکنا بما فعل المبطلون ترجمہ اور جب لیا پروردگار تیرے نے بیٹوں آدم کے سے پیٹھوں ان کے سے اولاد ان کی کو اور گواہ کیا ان کو اوپر جانوں انکی کے کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب کہا انہوں نے البتہ تو ہے۔ شاید ہو کہ تم ایسا نہ کہو کہ کہو تم دن قیامت کے تحقیق تھے ہم اس سے غافل یا کہو سوائے اس کے نہیں کہ شرک کیا ہمارے باپوں نے پہلے اس کے اور تھے ہم اولاد پیچھے انکے سے کیا پس ہلاک کرتا ہے تو ہمکو ساتھ اس چیز کے کہ کیا جھوٹوں نے "

تفسیر حسینی والا مفسر لکھتا ہے کہ حق تعالیٰ [illegible] آدم را از صلب وے بیروں آورد بر مثال مورچہ ہائے خورد و ریزہ۔ بعضے گویند سفید یا سرخ و گروہے برآنند کہ از جانب راست مورچہ سفید و از جانب چپ مورچہ سیاہ۔ و بعضے برآنند کہ توالد و تناسل از پشت آدم یکبارگی بودہ۔ بروجہ توالد و تناسل روئے نمودہ حیات و عقل و نطق در ایشاں بیافریدہ و ربوبیت خود را بر ایشاں عرض کردہ و ایشاں قبول کردہ گفتند گواہ شدیم ما بر اقرار خود گفتہ اند چوں ذریت آدم بلے گفتند حق سبحانہ ملائکہ را گفت گواہ باشید ملائکہ گفتند شہدنا۔ اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ کے رکن اول کے باب ۳ کی فصل دوم میں بھی اسکا مفصل بیان موجود ہے اور زیادتی یہہ ہے کہ یہ تمام اقرار و شہادتیں حجر الاسود کو درمیان رکھکر لی گئی ہیں اور قیامت کے روز وہ گواہی دیگا اس وقت زبان اس کی بند ہے۔ پس اے ناظرین ایک تو چیونٹیوں کے قالب جو انکو پہلے ملے تھے دوسرے اب انسانوں کے تیسرے قیامت کے روز ملیں گے بموجب قواعد کے دو سے زیادہ جمع ہوتی ہے۔ اس سے بھی تین جونیں ثابت ہیں ایک بار جنم لینا کسی طرح ثابت نہیں۔ اور اس سے محمدیوں کا وہ اعتراض بھی بالکل بے بنیاد ہوگیا جو بطور وسواس باطلہ کے پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر تناسخ ہے تو یاد کیوں نہیں رہتا۔ حالانکہ بموجب قرآن یہہ تمام بنی آدم کا ذکر بالکل ثابت ہے اور قیامت کے روز اس کی باز پرس بھی ہوگی۔ مگر وہ چیونٹیوں کی جونیں کسی محمدی کو یا کسی انسان کو یاد نہیں ہیں اور ان کے ہونے سے انکار کرنیوالا کافر ہوتا ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ قل ہل انبئکم بشر من ذالک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منہم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل ترجمہ کہہ کیا خبر دوں میں تمکو ساتھ بدتر کے اس سے جزا میں نزدیک اللہ کے۔ وہ لوگ کہ لعنت کی خدا نے ان پر اور غضب کیا اوپر انکے اور کئے ان میں بندر اور سور اور جنہوں نے پوجا طاغوت (بت یا دیو یا شیطان) کو یہہ لوگ بدتر ہیں جگہ میں اور بہت بہکے ہوئے ہیں راہ سیدھی سے ✦

مفسر لکھتے ہیں کہ یہہ قوم یہودی تھی جن کو بسبب گناہوں کے خدا نے بندروں اور سوروں کی جونوں میں ڈالدیا تھا۔ کیونکہ مصنف قرآن اس آیت سے پہلے لکھتا ہے وان اکثرکم فاسقون یعنی تم بہت بدکار ہو سو اسلئے بدکاری کی سزا یہہ ہے کہ بندروں اور سوروں کی جونوں میں جاؤ گے بدکاری سے پرہیز کرو۔ چنانچہ اخیر میں یہہ بھی بتلادیا کہ جو لوگ بت پرستی یا جن بھوت پرستی یا نفس و شیطان پرستی وغیرہ میں مصروف ہیں وے ان سے بدتر جونوں میں جگہ پاویں گے کیونکہ وہ بہت ہی راہ راست سے گمراہ ہیں افسوس کہ آجکل کروڑوں مسلمان پیر پرستی و قبور پرستی و نفس پرستی میں غرق ہیں ✦

(۵) سورۃ الواقعہ میں ہے۔ وما نحن بمسبوقین علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فی ما لا تعلمون ولقد علمتم النشاۃ الاولی فلولا تذکرون ٥ ترجمہ اور ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ بدل دیں تم کو مانند تمہارے اور پیدا کریں تمکو دوبارہ اس صورت اور شکل میں جس کو اسوقت نہیں جانتے ہو اور تحقیق جان لی تم نے پیدائش پہلی پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے "

مصنف قرآن کہتا ہے یعنے خدائے محمدیاں کہ میں اس بات سے عاجز نہیں ہوں یعنے اس بات کی طاقت مجھ میں ہے کہ تمہیں دوسری جونوں میں ڈالوں اور ایسی جگہ اور صورت اور شکل میں پیدا کروں جسکو تم نہیں جانتے اور جس سے بالکل غافل ہو اور کیا تم نے اے لوگو پیدائش پہلی جان لی ہے کہ پہلے اس سے تم کس جون میں تھے اگر جان لی ہے اور عقل رکھتے ہو پس کیوں نصیحت نہیں پکڑتے

(۶) سورۃ نسا قرآن میں ہے ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیہم

✦ [illegible] دیکھو قرآن مترجمہ مولوی عبد القادر دہلوی کے صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ [illegible] حاشیہ پر لکھا ہے محمد صاحب نے حدیث میں فرمایا ہے کہ امت میری بھی بعضے بندر اور سور ہو جاویں گے

كلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غيرها۔ ترجمہ یعنی جنہوں نے کفر کیا ہماری آیتوں سے انکو ہم آگ میں ڈالیں گے (وہاں پر) جس وقت گل جاوینگے بدن انکے ہم انکے بدلے میں دوسرے بدن انکو دیتے ہیں۔

مصنف قرآن لوگوں کو ڈراتا ہے کہ جنہوں نے ہماری آیتیں نہیں مانی۔ وہ گنہگار دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور جلانے والے دکھوں میں مبتلا ہونگے۔ اور وہاں پر دوکھ بھوگ بھوگ کر ایک قالب کو چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب پاتے رہینگے۔ اور بار بار مختلف قالبوں میں سزایاب ہونگے۔ تاکہ چکھتے رہیں عذاب۔

(۷) **توریت پیدائش۔** باب ۱۹۔ آیت ۲۶ "مگر اسکی جورو نے اسکے پیچھے پھر کے دیکھا اور وہ نمک کا کھمبا بن گئی"۔ یہہ لوط پیغمبر کی جورو کی بابت ہے جو گناہ کرنے کے سبب پتھر کی جون میں تناسخ کی گئی تھی۔ اس سے قطع النظر اور جونوں کے پتھر وغیرہ تک متمثل القالب ہونا بھی صحیح اور ہر ایک مسلمان کو قبول کرنے کے لائق ہے۔ اور کلام الہی سے منکر ہونا کسی طرح واجب نہیں۔

(۸) **تفسیر عزیزی** میں لکھا ہے کہ روح شہدا فی سبیل اللہ یعنے جہادی لوگوں کی روحیں بہشتی جانوروں کے قالب میں چنانچہ محمد صاحب نے بحالت معراج انکو جنت الماوی کے مرغزار میں دیکھا۔

(۹) **حدیث مشارق الانوار** میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کا باپ آذر اور نارہ روز جزا کو ایک بون جانور کے قالب جنم یا جون میں ڈالے جائینگے۔

(۱۰) **حدیث** میں لکھا ہے نقلت من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاہرۃ (یہہ حدیث روضۃ الاحباب کے مقصد اول میں مذکور ہے) **محمد** صاحب فرماتے ہیں کہ میں پاک مردوں کی پشتوں سے پاک عورتوں کے پیٹوں (شکموں) میں پڑتا ہوا چلا آیا ہوں۔ اور قصص الانبیا و معارج النبوۃ میں ہے کہ روح پر فتوح حضرت محمد صاحب کا بصورت طاؤس کے ہزار برس رحمت کے دریا میں غرق رہا" غور کرو!

(۱۱) اور تحفہ اثنا عشریہ میں مولوی **عبد العزیز** صاحب کہتے ہیں کہ "اکثر فرق اہل تشیع از امیہ و کاملیہ و منصوریہ و ہمیریہ و باطنیہ وغیرہ گویند کہ بدن را معاد نیست و روح را جز این عالم مقر نیست بلکہ در ہمیں عالم تناسخ میشود و انتقال میکند از بدنے بہ بدنے دیگر"۔ یعنے اکثر فرقہ شیعوں کے امیہ اور کاملیہ او منصوریہ او ہمیریہ اور باطنیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ جسم کو عالم آخرت میں جانا نہیں ہے اور نہ روح کیلئے بغیر اس عالم کے کوئی ٹھہرنے کی جگہ ہے بلکہ اسی جہان میں پنر جنم (آواگون) میں آتا ہے اور ایک بدن سے دوسرے بدن میں جاتا ہے۔

ان مندرجہ بالا آیات قرانی و احادیث محمدی و تفاسیر وغیرہ کی شہادتوں سے ہر ایک جان سکتا ہے کہ قرآن کے رو سے تناسخ ہر طرح قابل یقین ہے اور محمدیوں کو اسکا ماننا ہدایات المسلمین اور نشان دین ہے اور انکار کرنا موجب کفر و باعث سزا دوزخ ہے۔

قولہ جب کسی نے ایک گناہ کیا۔ پھر نہ وہاں توبہ کام آتی ہے اور نہ بندگی۔ نہ خوف الہی نہ عشق الہی اور نہ کوئی عمل صالح گویا وہ جیتے جی ہی مرگیا اور خدا تعالی کی رحمت سے بکلی نا امید ہوگیا

اقول جھوٹھ بکتے ہو۔ ناحق غضب میں جلوگے البتہ باستثناے اور باتوں کے آپکی توبہ سمجھ کی مٹی ہے جس کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ کر رہے ہو اور گناہ سے نہیں ڈرتے خدا کی رحمت سے کوئی نا امید نہیں مگر فریب اور چاپلوسی نہیں اور نہ رحمت ہے بندگی خوف الہی اور عمل صالح کا پھل نجات ہے مگر گناہ کا پھل دوکھ ہیں دوکھ کے بھگتنے کے بعد سکھ کی باری ہے اور یہی عدالت الہی کا فرمان جاری ہے مرزا صاحب رشوت و سفارش و شفاعت کی وہاں گنجایش نہیں اور نہ تو چاپلوسی کی فہمایش ہے بار آوران توبہ ہانے بے معنے ہے۔

قولہ علی ہذا القیاس یہ لوگ یوم جزا پر جس کے رو سے خدا تعالی مالک یوم الدین کہلاتا ہے صحیح طور پر ایمان نہیں رکھتے اور جن طریقوں متذکرہ بالا سے انسان اپنی سعادت عظمی تک پہنچتا ہے یا شقاوت عظمی میں پڑتا ہے اس کامل سعادت یا شقاوت کے ظہورت انکاری ہیں اور جہان آخری کو صرف ایک خیالی اور وہمی جگہ سمجھ رہے ہیں۔

اقول یوم جزا بالکل ایک بناوٹی افترا ہے خدا ہر وقت منصف و عادل و رحیم ہے اور ہمیشہ مالک و رازق و کریم۔ ہم تمہاری طرح اس وقت اس کو غافل ظالم کاہل جاہل نہیں مانتے اور نہ اس وقت کسی اور کو عادل و منصف و رحیم کریم جانتے ہیں۔ آپ اس غلط ایمان سے باز آئیے۔ اور خدا کے ہمیشہ موصوف بصفات کامل ہونے پر ایمان لائیے۔ حور و غلمان کے شہوی گمان سے بچکر راستی و صداقت کے گیان کیطرف توجہ فرمائیے۔ تاکہ نجات حاصل ہو۔ ورنہ حوروں کی تمنا پر دھیمہ لگانا سہو عین ترشی کا ڈھانا ہے جو سراپا وہم و گمان و خیال و جنجال ہے۔ مولانا غالب مرحوم فرماتے ہیں

خوب معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہہ خیال اچھا ہے

قولہ بلکہ وہ نجات ابدی کے قایل ہی نہیں اور انکا مقولہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ کے لئے نہ اس جگہ آرام ہے اور اس جگہ۔ اور نیز انکے زعم باطل میں دنیا بھی آخرت کی طرح ایک کامل دار الجزا ہے جس کو دنیا میں بہت سی دولت دی گئی وہ اس کے نیک عملوں کے عوض میں جو کسی جنم میں اسنے کئے ہونگے دیگئی ہے اور وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی دنیا میں اپنی نفس امارہ کی خواہشوں کے پورا کرنے میں اس دولت کو خرچ کرے لیکن ظاہر ہے کہ اس جہان میں خدا تعالی کا کسی کو اس غرض سے دولت دینا کہ وہ اس کو فی الحقیقت اپنے اعمال کی جزا سمجھ کر کھانے پینے اور ہر طرح کی عیاشی کیلئے آلہ بناوے یہہ ایک ایسا ناجائز فعل ہے کہ جس کو خدا تعالے کی نسبت کرنا نہایت درجہ کی بے ادبی ہے کہ گویا ہندوؤں کا پرمیشور آپ ہی لوگوں کو بدفعلی و پلیدی میں ڈالنا چاہتا ہے اور قبل اسکے جو اسکا نفس پاک ہو۔ نفسانی لذات کے وسیع دروازے ان پر کھولتا ہے اور پہلے جنم کے نیک عملوں کا اجر انکو یہہ دیتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ ہر طرح کے اسباب تنعم پاکر اور نفس امارہ کے پورے پورے تابع بنکر پھر تحت الثرے میں جا پڑیں۔

اقول مرزا صاحب آپ دھوکہ میں پھنسکر اوروں کو گمراہ نہ کیجئے کوئی آریہ وغیرہ آپکے دام تزویر میں نہ پھنسے گا۔ محدود اعمالوں اور محدود نیکیوں کے عوض میں غیر محدود نجات اور بے عدد بیکھ کا غیر منتہی زمانہ تک بھوگنا ایک اسنبھو اور غیر ممکن امر ہے جیسے محدود خوراک کھانے سے محدود زمانہ تک بھوکھ بند ہوتی ہے نہ کہ غیر محدود زمانہ تک حد والے کاموں کا پھل غیر محدود ملنا کوئی سلیم العقل تسلیم نکریگا جیسے محدود کی کوشش محدود ہوتی ہے۔ ویسے ہی محدود روح کے اعمال محدود ہیں۔ اور محدود اعمالوں کا نتیجہ غیر محدود نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے نجات ابدی روح حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ابدی دوکھ بھوگ سکتا ہے بموجب اعمالوں کے عدالت خداوندی سے سکھ دوکھ کی سزا و جزا پاتا رہتا ہے اور نیک و بد کرم کرنے میں فعل مختار ہے۔ اور قرآن بھی اسی ویدک اصول کی تائید کرتا ہے مگر خدا جانے کہ صاف کہنے سے کیوں ڈرتا ہے۔

سورۃ ھود۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خلدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک عطاء غیر مجذوذ۔ ترجمہ اور جو لوگ کہ نیک بخت کئے گئے ہیں پس بہشت کے بیچ ہمیشہ رہنے والے بیچ اسکے جبتک کہ رہیں آسمان و زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا بخشش بے نہایت والا ہے۔

اور اسی صفحہ میں ہے فاما الذین شقوا ففی النار لهم فیها زفیر و شهیق خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربک ان ربک فعال لما یرید۔

ترجمہ۔ پس جو لوگ کہ بدبخت ہوتے۔ پس بیچ آگ کے ہیں واسطے اُن کے بیچ اس کے چلّانا ہے۔ آواز با حیات اور سوز ہے ہمیشہ رہنے والے بیچ اس کے جبتک کہ رہیں آسمان اور زمین مگر جو چاہے پروردگار تیرا۔ تحقیق پروردگار تیرا کرنیوالا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔

ان مندرجہ بالا آیتوں سے اگر کوئی ذرا بھی غور سے دیکھے اور بچارے تو صاف واضح ہوتا ہے کہ لوگ بہشت اور دوزخ میں اتنا عرصہ رہیں گے جبتک آسمان و زمین قائم ہیں اور اس سے کوئی مسلمان انکاری نہیں کہ آسمان اور زمین ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ پس ضرور بہشت و دوزخ اور حور و غلمان فانی ہیں۔ ان فانی مکانوں میں جاودانی نجات والے کسی طرح نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ضرور واپس آنا ہوگا۔ ان ہم آسمان اور زمین کی معیاد سے کئی ہزار گنا زیادہ عرصہ نجات کیواسطے مانتے ہیں جس کو مہا کلپ پکارتے ہیں۔ آپ نے بالکل جھوٹھ بولا اور خواہ مخواہ نامۂ اعمال سیاہ کیا۔ ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے اور نہ دنیا کو کامل دار الجزا جانتے ہیں۔ البتہ نجات کے سوائے باقی تمام سزاؤں اور جزاؤں کیواسطے دار الجزا مانتے ہیں جو ہر طرح مسلم عقلا ہے اور اعتراضات سے منزہ و مبرا۔ حق خدا کو دنیا کسی طرح ناواجب و ناسزا نہیں۔ ہاں خدا کسی سے بُرے کام نہیں کراتا اور نہ شیطان کو کسی کے گمراہ کرنے کیواسطے مقرر فرماتا ہے۔ جیسا قرآن میں لکھا ہے۔

سورۃ اعراف۔ من یهد اللہ فهو المهتدی ومن یضلل فاولئک هم الخسرون

ترجمہ۔ جسکو راہ دکھاوے اللہ پس وہ راہ پانیوالا ہے اور جس کو گمراہ کرے۔ پس وہ لوگ ٹوٹا پانے والے ہیں۔

سورۃ مریم۔ الم تر انا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزهم ازا۔ ترجمہ۔ کیا نہیں دیکھا تو نے یہ کہ بھیجا ہم نے شیطان کو اوپر کافروں کے بہکاتے ہیں انکو بہکانے کر۔

خود بخود جسکی ہے یہ اس کے خرچ ہیں فعل مختار ہے۔ مجبور و گرفتار نہیں۔ ہاں ہر ایک انسان کو ضروری ہے کہ بدیوں سے اجتناب کرے اور ثابت قدمی راہ صواب اختیار کرے اسی فعل اختیاری کے سبب تو سزا و جزا کا حقدار ہے اور اس کے بھوگنے میں مجبور و لاچار۔ ورنہ اگر بالفرض و بالجبر کے مقولہ پر (بقول آپکے) عملدرآمد ہوتے تو موجودہ دولت وغیرہ کو برباد کرے۔ اور بفائدہ کھووے اور آئندہ ہاتھ دھووے۔ ہندوؤں کا پرمیشور عادل و منصف حقدار کو حق پہنچانے والا ہے۔ آپکے خیر الماکرین کی طرح ظالم و جابر و غافل و خود غرض نہیں ہے جو خواہ مخواہ لوگوں کو بدفعلی اور پلیدی کا رہنما اور معاون بدچلنی اور فعل شنیعہ کا حامی ہو۔ ایسی باتیں کبھی حق پرست کیطرف سے خدا کے حق میں ہر طرح بُری اور ناسزا ہیں اور کسیطرح واجب اور زیبا نہیں۔

قولہ۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے خیال میں یہ جما ہوا ہے کہ میرے ہاتھ میں جس قدر دولت و مال اور حشمت اور حکومت ہیں یہ میرے ہی اعمال سابقہ کا بدلہ ہے۔ وہ کیا کچھ نفس امارہ کی پیروی نہ کریگا۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتا کہ دنیا دار الجزا نہیں ہے بلکہ دار الابتلا ہے اور جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ بطور ابتلا اور آزمائش کے دیا گیا ہے تا یہ ظاہر کیا جاوے کہ میں کس طور پر اس میں تصرف کرتا ہوں۔ کوئی ایسی شے نہیں ہے جو میری ملکیت اور میرا حق ہو۔ تو ایسا سمجھنے سے وہ اپنی نجات اس بات میں دیکھتا کہ اپنا مال نیک مصارف میں خرچ کرے اور نیز وہ غایت درجہ کا شکر بھی کرتا۔ کیونکہ وہی شخص دلی اخلاص اور محبت سے شکر کر سکتا ہے کہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے مفت پایا۔ اور بغیر کسی استحقاق کے مجھ کو ملا ہے۔ غرض آریہ لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے۔ نہ رحمان نہ رحیم۔ اور نہ ابدی اور دائمی اور کامل جزا دینے والا ہے (صفحہ ۳۹۳ تک حاشیہ نمبر ۱۱)۔

اقول۔ کسی شخص کا نفس امارہ کی پیروی کرنا خود اسی کا مجرم ہونا ہے۔ نہ کہ کسی ایشور کا۔ نیکی کا پھل سکھ ضرور ہونا چاہئے۔ مگر جو بدی کی جاوے۔ اس کا پھل دکھ کے سوائے اور کیا ہے۔ آزمائش جاہل اور نادان کرتے ہیں۔ نہ کہ عالم الغیب پرمیشور۔ دنیا کا صرف دار الابتلا ہونا کوئی بے وقوف سے بیوقوف بھی تسلیم نہ کریگا۔ ورنہ گناہوں کے بدلے دکھ اور نیکیوں کے بدلے سکھ اس جگہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ ہوتا ہے۔ جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جو کچھ مجھ کو دیا گیا ہے وہ نہ تو میرا حق ہے۔ اور نہ کوئی سبب خاص بلکہ اتفاقی غلطی سے میرے قبضہ میں دیا گیا ہے خواہ میں ہزار نیکیاں کروں یا ہزار بدیاں۔ جو کچھ ہونا ہے وہی ہوگا۔ میں مجبور محض ہوں۔ یہ

روز تو جام سے گذرتی ہے + شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے

خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا۔ پس اعمال نیک معنی و باطل ہیں۔ بقول سعدی۔ شنیدم کہ در روز امید و بیم + بدان را بنیکان ببخشد کریم۔ بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست۔ ایسا شخص ضرور نیکی سے پرہیز کریگا۔ اور کفر و ضلالت کی غار عمیق میں مدہوش مریگا۔ لیکن برخلاف اس کے جو یہ جانے گا کہ جو کچھ مجھے ملا ہے یہ میرے ہی اعمال کا بدلہ پرماتما نے عدالت خداوندی سے دیا ہے۔ اگر میں اس سے زیادہ نیکی کرونگا۔ تو زیادہ پھل پاؤنگا۔ اور اگر گمراہی و بدکاری کیطرف بڑھونگا۔ تو اس کا معاوضہ رنج بھوگونگا۔ ایسا شخص ضرور نیکی کریگا۔ اور بدیوں سے مجتنب ہوگا۔ یہی باعث ہے کہ اہل ہنود یعنی آریہ صاحبان نیکی۔ رحم۔ محبت میں لاثانی ہیں۔ اور حقانیت و عبودیت کے بانی۔ اور اس کے آپ کے مسلمان صاحبان "مفت راجہ امت" مان کر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ اور خدا کا خوف دل میں نہیں دھرتے۔ افغانستان کے مسلمان (جو نماز روزہ و قرآن خوانی و اصول مسلمانی سے بہ نسبت ہندوستانی لوگوں کے ہزار درجہ آگاہ ہیں) ان کا ارشاد ہے اور پختہ اعتقاد۔ کہ موز کو [illegible] اولاد و عطا توبہ لوٹے کو دے۔ یعنی نماز کرو۔ اور [illegible] مار و توبہ کا گھر بڑا ہے۔ اس کے علاوہ آپکے مفتی دین سید المرسلین محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نمازی کو ان کے والد بزرگوار نے جبکہ وہ قید [illegible] میں فرزند دین پسند کے [illegible] اسیر تھے۔ یہ شعر لکھ بھیجے تھے ؎

آفرین باد ہندوان را + مردہ را میدہند آتش و آب
ای پسر تو عجب مسلمانی + زندہ جانم بآب ترسانی

پس ثابت ہوا کہ آریہ سماج ہر طرح پرماتما کو کامل الصفات و منبع البرکات و حسنات مانتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ خصوصاً مرزا صاحب کے نزدیک خدا تعالیٰ نہ رب العالمین ہے اور نہ عادل۔ احد الصفات [illegible] ہے۔ نہ ابدی اور نہ ازلی۔ نہ اس کی رحمت کامل ہے اور نہ رحمانیت۔ نہ وہ سب کا رزاق ہے۔ اور نہ مالک۔ بلکہ معاذ اللہ وہ گمراہ کرنیوالا۔ بہکانے والا۔ شیطان بھیجنے والا۔ ظلم پر کاربند۔ خیانت پسند۔ گناہ کے بڑھانیوالا۔ [illegible] کا یار۔ بدمعاشوں کا مددگار ہے۔ اور برخلاف قادر ہونے کے عاجز اور برخلاف عالم الغیب ہونیکے ناواقف اور آزمانیوالا ہے۔ حالانکہ آزمائش امر مجہول کا معلوم کرنا ہے۔ جو انسان ہیچمدان کا کام ہے نہ کہ خدائے ہمہ دان کا۔ آپ لوگوں کے اعتقاد سے معاذ اللہ ہر ایک بندہ کا منعم اور [illegible] کو نعمت و راحت وغیرہ بلا نتیجہ اعمال کے مفت دیتا ہے۔ پس ہر ایک عقل والے انسان کے نزدیک بھی یہ مندرجہ ذیل اعتراض بشدت وارد ہوتے ہیں۔

(۱) جب خدا نے اپنے دریائے بخشش کو جاری کیا۔ تو ایک جماعت کثیر کو اس سے تشنہ لب یعنی محتاج مفلس کیوں رکھا؟ جس سے اس کی رحمت عامہ نہیں رہی اور قدرت تقسیم نعمت معطل ہوتی۔ یا تھوڑے آدمیوں کو دنیا اور کثیر التعداد کو نہ دنیا۔ علاوہ تعصب و طرفداری کے لوگوں کو گناہ کبیرہ پر [illegible] ہو وہ ضرور مجبور ہو ناچار بدکر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہونگے۔ اقول سخن۔ خداوندی کی [illegible] مستقل۔ [illegible]

بآرسنگی قوت پرہیز نماند ✦ افلاس عنان از کف تقوی بستاند

اور محمد صاحب نے اس کی تائید کی ہے۔ الفقر سواد الوجہ فی الدارین یعنی مفلسی دونو جہاں کی روسیاہی ہے اور اس کا ثبوت آجکل بھی عیاں ہے کہ جماعت بیکاران نادار [illegible] لنڈن نے مالداروں پر لوٹ مچائی۔ اور مکہ کے بدو ہمیشہ حاجیوں کو لوٹتے رہتے ہیں اور داناؤں کا اتفاق ہے کہ از دست تہی چہ مروت آید و معدہ خالی چہ قوت و از پائے بستہ چہ سیر و از دست گرسنہ چہ خیر پس اس ایک اعتقاد کے رو سے ان تمام برائیوں کا بانی مبانی خدا ٹھہرتا ہے۔ نعوذ باللہ من الشرک فی الہم و انفاسہم و اوھامہم یعنی اے پرمیشور ایسے برے قولوں اور باتوں اور وہموں سے ہم کو پناہ دے۔

سنسکرت کی فضیلت

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۳۴۳ تا ۳۵۱ جلد چہارم

قولہ۔ بعض نادان آریہ ایک سنسکرت کو پرمیشر کی [illegible] کر دوسری تمام بولیں [illegible] وراثت شیخ یا [illegible] سے بہتر بولی ہیں۔ انسان کا ایجاد قرار دیتے ہیں۔

اقول۔ اول سب سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ پیدائش انسانی آریہ ورت میں ہوئی اور اسی ملک سے تمام دنیا پر پھیلی ہے۔ تفسیر حسینی مع قرآن حاشیہ پر دہلی میں [illegible] سنہ ۱۲۹۰ء میں طبع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۲۰۸ پر سورۃ اعراف کے روز میثاق کے ذکر کی بابت لکھا ہے۔ "در لباب آوردہ کہ عہد میثاق در وادی نعمان بودہ و آن زمینیست در ولایت ہند و ابتدائے نزول آدم بودہ از بہشت" اور تفسیر قادری میں بھی [illegible] بھی مذکور ہے۔

و معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن اول صفحہ ۳۴ باب ۲ مذکور ست

آدم بر جبل سرندیپ کہ [illegible] فرود آمد و آن کوہ بہشت [illegible] بر آسمان [illegible] کوہ [illegible] الحدیث [illegible] [illegible] روایت میکند کہ [illegible] بود [illegible] بہشت بود [illegible] بہشت [illegible] [illegible] و [illegible] از زمین [illegible] مشترک [illegible] [illegible] [illegible] است آدم [illegible] زمین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] بود و [illegible] ہمیں [illegible] [illegible] و [illegible] ایسا ہی [illegible] [illegible] بھی ذکر ہے کہ آدم ہندوستان ہی میں رہتا تھا۔

پیدائش توریت باب ۱۰ آیت ۱ و ۲ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اسی کے [illegible]

[illegible] کسی مذہب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ابتدا آریہ ورت میں ہوئی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

غیاث اللغات [illegible] [illegible] [illegible]

یعنی از روئے زمین اے از خاک روئے زمین مخلوق شدہ بود و بعضے گویند کہ او گندم گون بود و دریں صورت از ادمت ماخوذ است و ادمت بالضم یعنی گندم گون ست۔ و حاشیہ جلالین از تفسیر جلالین و بعض محققین نوشتہ اند کہ لفظ آدم را اسم ابوالبشر است از ادیم یا از ادمت مشتق گفتن صحیح نباشد۔ چراکہ آدم لفظ عجمی است و ادیم و ادمت عربی است۔ پس اشتقاق لفظ عجمی از عربی متصور نشود۔ یعنی آدم کا نام لفظ ادیم سے بنا ہے کیونکہ وہ زمین کی خاک سے مخلوق ہوا تھا۔ پھر کہتا ہے کہ نہیں کہ وہ گندم رنگ تھا اور ادمت گندم کو کہتے ہیں پس لفظ ادمت سے بنا ہے مگر پھر خود ہی ان کی تردید کرتا ہے کہ یہ دونوں لفظ ادیم اور ادمت عربی کے ہیں اور آدم عربی کا لفظ نہیں بلکہ زبان عجم کا ہے پس یہ اشتقاق اور یہ معنی اور یہ وجہ تسمیہ درست نہیں ہے۔ اب ہمیں تلاش کرنا چاہئے کہ آدم کے معنی کیا ہیں چونکہ مذکورہ بالا شہادتوں سے بحوالہ تفسیر و حدیث و تواریخ کے ثابت کیا گیا ہو کہ آدم ہندوستان یعنی آریہ ورت میں ہوا پس آریہ کی مراد و مقصد مقدس زبان ہی ہے جسے سنسکرت کہتے ہیں اس نام کے معنے ہوتے یعنی جو آدمیں پیدا ہووے اس کو آدم کہتے ہیں آدم آغاز کو کہتے ہیں جس کو ہندوستان کا بچہ بچہ جانتا ہے اور یہ نہایت معقول معلوم ہوتا ہے اور ہر طرح ٹھیک قابل تعریف ہے جب آدم کا نام بھی سنسکرت کا ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور اعلیٰ ہے پس یہی بہشت و کامل زبان مدلیہ الہام وید کے پرکاش ہوئی۔ اب اگر نادان کہتے ہو تو توریت والے کو کہو کہ جو کہتا ہے کہ اس وقت تمام زمین پر ایک ہی زبان اور ایک ہی بولی تھی یا حدیث والے کو کہو۔ پس ثابت ہوا کہ بقول عیسائیوں و محمدیوں کے بھی ابتدا میں صرف ایک ہی بولی رہی کہ آدم سے لے کر نوح کی اولاد اور بابل کے برج بننے تک جس وقت کہ آدم اور نوح مر بھی چکے تھے یعنی دنیا کی پیدائش سے لے کر مسیح سے ۲۲۴۷ سال پہلے تک آدم اور اس کی اولاد اور نوح وغیرہ تمام سنسکرت بولتے تھے اور دوسری کسی بولی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ نوٹ: نا المرین اس سے منکر ہونا صداقت پر پاؤں اور پردہ ڈالنا ہے ایمان ہونا بہ طرف داری اور کمال جہل کی نشانی ہے۔ ہر ایک آدمی کو اس بات کا یقین ہے کہ خدا پر صفات ہمارے ہیں پس جس زبان میں کہ الہام ہو وہ زبان بھی نہایت کامل اور کا [illegible] اور مکمل بقول سے معرا اور ہر وقت بلحاظ تلفظ میں نہایت [illegible] ایسی کامل ہو کہ کوئی فقرہ معنی سے خالی نہ ہو چنانچہ مصنف آیات فرماتے ہیں۔ [illegible]

شے ہم ہیں کہ ذکر نہ کریں وہ ان [illegible] اس واسطے کہ ہماری زبان الٰہی ہے اور بہم [illegible] اسی طرح [illegible] اس کے [illegible] اصل [illegible] کہ زبان [illegible] کا ذوق نہیں [illegible] اس کی [illegible] غیر [illegible] [illegible] اور [illegible] ہمیشہ [illegible] [illegible] [illegible] جب مسلمان [illegible] ہندوستان [illegible] زبانوں کی باہمی [illegible] اس وقت کی بابت [illegible] لکھا ہے کہ اگر سنسکرت تو دیوبانی یعنی زبان آسمانی تھی۔ اس [illegible] کو دخل کہاں۔ البتہ [illegible] نے اس [illegible] مہماں کو جگہ دی۔

پس یہ ہر طرح ثابت ہو گیا کہ اول میں سنسکرت ہی تھی۔ اور وہی بموجب روایت کے تمام دنیا کی بولی تھی۔ چنانچہ حضرت آدم کا نام بھی زبان سنسکرت کا ہے نہ کسی اور زبان کا۔ پس پرمیشر کی طرف سے یہی ایک بولی انسانوں کو آدمیں دی گئی اور وہ کل زبانوں کی ماں سنسکرت ہے۔

قولہ۔ گویا انسان کے [illegible] میں [illegible] ایک خدا کی بنائی ہے کہ یہ تمام ٹوٹ پھوٹ ایک بولی [illegible] کی۔ مگر آدمیوں [illegible] قرب و کمالی کہ جیسی بولیاں اس سے بہتر ایجاد کیں۔

اقول۔ [illegible] کیوں استعمال کرتے ہو اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ خدا نے آدمی کو

[illegible] نہیں کیا۔ جو نفس تھا اور دنیا میں سمجھنے بوجھنے کیواسطے۔ ترقی کرکے [illegible] پیدا نہیں کیا [illegible] پہلے بسبب الضاف قدم کے پیدا کیا اور تمامی ترقی [illegible] اور معنی کر کے پہلے [illegible] پہلے انسانوں کیلئے جن کے کرنیکا آرزو مند تمام ہی تھا [illegible] سے کوئی مدرسہ یا مکتب یا سکول نہیں تھا اور نہ کوئی استاد تھا اور کوئی ہمدرد شفیق نہ تھا جو انکو بولنا سکھلاتا اور گونگے مجمل سے بالکل بہتر تادیب علمیت کے مرتبہ تک پہنچاتا۔ پس وہ صرف ایک پرم پیشور ہی تھا جس نے آدی گیان اور شدہ عرفان عطا فرما کر انسانی ضروریات جسمانی و روحانی کے پورا کر دیئے۔ اسلئے [illegible] اپنا کامل اور غیر متغیر گیان عنایت فرمایا جس سے سلسلہ تعلیم و تدریس کا جاری ہو کر تمام عالم میں بقدر آبادی کے ترقی پکڑتا اور رواج پاتا گیا۔ غرض بلحاظ بہتری کی عقل والا آدمی بھی گمان کر سکتا ہے کہ حقیقتاً ابتداء میں پرمیشور کی طرف سے الہام و ہدایت کی ضرورت تھی۔ مگر آئندہ انسان اپنی حاجتوں و ضرورتوں کو اسی الہام کے فیض و برکت سے [illegible] کرتا ہے۔ اور تھوڑے تھوڑے تغیرات و تبدلات کرتا ہوا اپنی بات کو ترقیات کرتا جاتا ہے۔ مگر اس کامل گیان سے منہ موڑکر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ جو فاضل لوگ غیر متعصب ہوکر سوچتے ہیں۔ وہ زبانوں کی حالتوں پر غور کر کے یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ سب زبانیں ایک ہی زبان سے نکلی ہیں اور ان سب کا مخرج سنسکرت ہے چنانچہ اب تک بھی بہت سی زبانیں سنسکرت سے صاف نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں کوئی زبان سنسکرت کے مساوی کامل نہیں ہو سکی بلکہ تمام زبانیں بلاغت و وسعت میں اس سے کمتر ہیں مگر آپ جیسے نادان محض سنسکرت کی فضیلت سے محروم مطلق ہیں اسلئے سچ بھی ہے کہ ؎

قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ✦ شیشہ گر نادان چہ داند میفروشد سنگ را

قولہ۔ بھلا ہم آریہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ سچ ہے کہ سنسکرت ہی پرمیشور کے منہ سے نکلی ہے اور دوسری زبانیں انسان کی صنعت ہیں اور پرمیشور کے منہ سے وہ نہیں نکلیں ہیں تو ذرا بتلاؤ تو سہی کہ وہ کون سے کمالات خاصہ ہیں جو سنسکرت میں پائے جاتے ہیں اور دوسری زبانیں ان سے عاری ہیں کیونکہ پرمیشور کے کلام کو انسان کی مصنوع پر فضیلت ہونی چاہئے کیونکہ وہ اسی سے خدا کہلاتا ہے کہ اپنی ذات میں اپنی صفات میں لاثانی ہے سب سے افضل و بے مثل و یگانہ ہے۔

اقول۔ آپ بیجا زبان درازی کو عمدہ بتلاتے اور مسلمات پر اعتراض کرتے وقت منہ بناتے ہیں مگر یہ بات شایان شان عقلمندی نہیں۔ پرماتما جیسا ہی فانی اور منہ ناک۔ زبان وغیرہ اعضاء جسمانی کا محتاج نہیں۔ البتہ سنسکرت کو اس نے اپنے کامل گیان سے بذریعہ الہام وید مقدس پرکاش کیا ہے۔ زبان سنسکرت کو دیگر تمام دنیا کی زبانوں پر وہ فضیلت ہے جو والدین کو فرزندوں پر۔ یا استاد کو شاگردوں پر۔ یا مرشد کو مریدوں پر۔ یا آقا کو نوکروں پر۔ ہاں سنسکرت میں بہت سے کمالات خاصہ ہیں جن سے دوسری زبانیں محض عاری ہیں۔ ہم ان فضائل کو بھی [illegible] کی شہادتوں سے بتلاتے اور آپ کے اعتراضات کی بطالت کرتے ہیں۔

ماں زبان سنسکرت کو ان لوگوں (آریوں) نے ایسا مانجھا ہے کہ دنیا کی کوئی زبان اسکی برابری نہیں کر سکتی اور یہ بڑے بڑے فاضل جنہوں نے اس کی تحصیل میں بڑی بڑی کوششیں کی ہیں اسکو سب زبانوں سے وسیع اور فصیح اور کامل بتاتے ہیں (قصص الہند حصہ اول سال ۱۸۸۱ صفحہ ۹) رسالہ مخزن العلوم مطبوعہ شہر دہلی جلد ہفتم کے نمبر ۱ میں مولوی الطاف حسین صاحب حالی ممبر دہلی سوسائٹی نے سنسکرت زبان کی نسبت فرمایا ہے۔ سنسکرت زبان کی نسبت ایک بہت بڑے محقق کا قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور عمدہ [illegible] سے بڑھکر فصیح و بلیغ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے جو لوگوں نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی [illegible] ہے۔ ویسی ہی وجہ کی ہے ملکہ یہ کہ اس زبان کا حرف حرف دیکھو اسی طرح مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصول اس سے زیادہ قائم نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی زیادہ ثبوت چاہے تو یورپ کے محققین کی رائے ملاحظہ فرما

قولہ۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ سنسکرت پرمیشور کا کلام ہے۔ جو ہندوؤں کے باپ دادوں پر نازل ہوا تھا اور دوسری زبانیں دوسری لوگوں کے باپ دادوں نے بنالیں کہ وہ ہندوؤں کے باپ دادوں سے زیادہ نیک اور دانا تھے [illegible] تو کیا ہم یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ وہ لوگ ہندوؤں کے پرمیشور سے بھی کچھ بڑھکر تھے جن کی ہمت کاملہ نے عمدہ عمدہ زبانیں بنا کر دکھلا دیں اور پرمیشور صرف ایک ہی بولی بنا کر رہ گیا۔

اقول۔ آپ کو بغض باطنی سے فرض کرنیکی مرض ہے۔ مگر سچ و صداقت سے کسی طرح کی غرض نہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے تشریح کر آئے ہیں کہ سب انسانوں کے باپ دادا آریہ ہی تھے اور سب کی زبان بہت دراز عرصہ تک ایک ہی تھی یعنی وہ قدسی زبان جو ابتدا آفرینش سے دایہ قدرت کی گود میں پلی تھی۔ وہ آریہ تھے اور وہ قدسی زبان جو قادر مطلق نے قدسی کارخانہ کے انصرام و اہتمام کے لئے کارکنوں کو بتلائی وہ سنسکرت ہی تھی۔ وہ قانون جس پر عملدرآمد ہوا۔ اور جس کے مطابق کار روائی کرنیکا ارشاد فرمایا۔ وہ وید مقدس ہیں ان (آریوں) کی دانائی اور نیکی ایک عالم میں ضرب المثل ہے ان کی وسعت و صداقت و شجاعت دنیا میں بے بدل ہے۔ جن کو آپ عمدہ بتلاتے ہیں وہ زبانیں تخیلات سے سر نہیں نکال سکتی ہیں اور اپنی تخیلات و ناقابلیت کی معترف ہو کر اس مادر مہربان کی قدمبوس ہو رہی ہیں چنانچہ عربی زبان کے ثقیل اور غیر موزون ہونے کی نسبت خود قرآن کی شہادت کافی ہے (سورۃ المزمل) انا سنلقی علیک قولا ثقیلا۔ یعنی اے محمد عنقریب ہم تیرے پاس قول ثقیل نازل کریں گے چنانچہ جبرائیل کے ادا کرتے وقت زبان نکالنا۔ لب ہلانا [illegible] سینہ پھاڑنا اور [illegible] کے زبان پر لانے کے لئے جلانا اور منہ بنانا خود عربوں کی شہادت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ثقیل اور غیر موزون زبان ہے اور غوغائے شتران سے ہم الحان۔ بقول سعدی ؎

اشتر بشعر عرب در حالت است و طرب

مرزا صاحب تعصب کا علاج ہدایت حقیقی کا محتاج ہے۔ اسی پرماتما کے کامل الہام (وید مقدس) سے دنیا میں گیان کا نور چمکا۔ اسی سچی کتاب سے تمام مکتب جاری ہوئے اسی چراغ عرفان سے ظلمت کدہ روشن ہوئے۔ اسی ہادی کامل کی برکت سے سب [illegible] پائی اور اسی ایک کامل زبان سے لوگوں کو بولنے کی طاقت ملی۔ اسی کی حلاوت سے معانی نے دنیا کو زبان دانی سکھلائی۔ اگر آپ سنسکرت سے ذرا بھی آگاہ ہوتے۔ تو ایسے الفاظ اور بیجا کلمات ہرگز منہ سے نہ نکالتے۔

قولہ۔ جن لوگوں نے تاریخ میں شرک گھسا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے پرمیشر کو بہت سی باتوں میں ایک برابر درجہ کا شخص سمجھ رکھا ہے۔ کیونکہ نہ ہوا جو بیٹے۔ خدا کے شریک جو ٹھہرے۔

اقول۔ یہ وہم جو آپ کا انتہائی کفر ہے۔ تا مرگ آپ کے رگ و ریشہ سے نہ نکلیگا۔ ؎

خوے بد در طبیعتے کہ نشست ✦ نرود جز بوقت مرگ از دست

کوئی آریہ کسی بات میں ایشور کی برابری کا دعوی (معاذ اللہ) نہیں کرتا بلکہ خدا و مشیت اور عبودیت کا دعوی ہم ضرور رکھتے ہیں۔ اور یہ دعوی بلکہ عرض داشت ہمارا [illegible] زمانہ سے ہے۔ شرک تو آپ کرتے ہیں جو اپنے انسانوں کی طرح منہ [illegible]

ناک کان والا تخت پر بیٹھا ہوا۔ چراغ کی مثال روشن۔ ساق سیمیں والا۔ رشوت لینے والا۔ سکان آسمان میں رہنے والا۔ دوست دشمن والا۔ وکالت سفارش والا۔ آدمی کی شکل والا۔ بالاخانے پر بیٹھنے والا جمعہ کے روز مسجدوں میں آنیوالا۔ ایکطرف والا۔ فریب کھیلنے والا شیطان سے ڈرنیوالا۔ مانتے ہیں۔ کیوں نہ ہو غیر فانی جو ہوئے۔ گناہ کرنے پر مجبور جو ہوئے۔ خدا کے شاہکار جو ہوتے۔

قولہ۔ اور اگر کسی کے دل میں یہ وہم پیدا ہو کر خدا نے ایک بولی پر کیوں نہ کفایت کی۔ یہ وہم بھی قلت تدبر سے ناشی ہے۔ اگر کوئی دانا اقالیم مختلفہ کے اوضاع متفاوتہ اور طبائع متفرقہ پر نظر کرے۔ تو بہ یقین کامل اس کو معلوم ہوگا کہ ایک ہی بولی ان سب کے مناسب حال نہ تھی (پھر مرزا صاحب نے چند سطروں کے بعد لکھا ہے) کہ کیا مناسب تھا کہ وہ جدا جدا الطبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی بولی کے تنگ پنجرہ قید کر دیتا۔"

اقول۔ اس کچے خبط اور بے بنیاد ستزاد کا ہم توریت سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس اختلاف السنہ کے مسئلہ کو ناظرین کے آگے دھرتے ہیں۔ **توریت پیدائش باب ۱۱ آئیت ۳ سے ۹ تک**۔ اور آپس میں کہا۔ آؤ ہم اینٹ بناویں اور آگ میں پکاویں سو ان کو پتھر کی جگہ اینٹ اور گچ کی جگہ گارا تھا اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم اپنے واسطے ایک شہر بناویں۔ اور ایک برج جسکی چوٹی آسمان تک پہنچے اور یہاں اپنا نام کریں ایسا نہ ہو کہ تمام روئے زمین پر پریشان ہو جاویں۔ اور خداوند اس شہر اور برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے۔ دیکھنے اترا۔ اور خداوند نے کہا دیکھو لوگ ہیں اور ان سب کی ایک ہی بولی ہے اب وے یہ کرنے لگے۔ سو وے جس کا ارادہ رکھیں گے۔ اس سے نہ رک سکیں گے۔ آؤ ہم اتریں اور ان کی بولی میں اختلاف ڈالیں۔ تاکہ وے ایکدوسرے کی بات نہ سمجھیں۔ تب خداوند نے ان کو وہاں سے تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔ سو وے اس شہر کے بنانے سے باز رہے۔ اس لئے اس کا نام بابل ہوا۔ کیونکہ خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبانوں میں اختلاف ڈالا۔ اور وہاں سے خداوند نے ان کو تمام روئے زمین پر پراگندہ کیا۔

اس کے برخلاف قرآن میں دیکھیئے۔ وہاں لکھا ہے۔ سورۃ الروم ومن ایتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم ان فی ذالک لایت للعلمین ۰ اور نشانیوں اس کی سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا اور زمین کا اور اختلاف بولیوں تمہاری کا۔ اور رنگوں تمہارے کا تحقیق بیچ اس کے نشانیاں ہیں واسطے لوگوں کے"۔

محمدی لوگ توریت اور قرآن دونوں کو خدا کی زبان مانتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ان میں اسقدر اختلاف ہے۔ توریت سے ظاہر ہے کہ اس وقت لوگوں کا بڑا اتفاق تھا اور نفاق سے نفرت تھی۔ اور نہایت محبت و پیار سے گذران کرتے تھے تو ان کی حالت پر رشک آیا اور ان کا اتفاق اس آسمانی باپ کو نہ بھایا۔ نفاق کا نشان جمایا۔ اور غصہ کے مارے برج کو گرایا۔ تاکہ اتفاق نہ کر سکیں اور باہم میل نہ کر جاویں اور برخلاف اس کے قرآن بیان طراز ہے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا جیسا نشان ہے ویسا ہی بولیوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ایک نشان ہے مگر ہر ایک دانا اور اہل علم جانتا ہے کہ آسمان صرف ایک وہم وگمان ہے اور حد نظر کا نشان نہ کہ کوئی سقف اور مکان ان کی سات تقسیم ہر ایک مدعی ان کو تسلیم ہے اور زمانہ جہالت کی تعلیم جسطرح آسمان کوئی چیز نہیں اسطرح اس کو نشان سمجھنا بھی ایک صریح بطلان ہے بیشک زمین کا پیدا کرنا خدا کا نشان ہے اور اس سے کوئی حق بیان منکر نہیں بولیوں کا بیشک خدا سے نشان اسکو نہ تا نفاق پسند گردانتا ہے اور آدمی کو مجبور محض جاننا اور اعتقاد ان لوگوں کا ہے جو کہ کہتے ہیں

؎ خود پیمبر شد و پیام آورد ＋ گشت خود کافر و نمود انکار

یہ اعتقاد وحدت الوجودیوں کا ہے جو ہمہ اوست کو مانتے ہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد نہیں اور ہم ان کو دلائل ذیل سے رد کرتے ہیں۔

(۱) اگر سب بولیوں کا موجد خدا ہے تو سانسیوں کی بولی جس سے وہ لوگوں کو لوٹتے اور قتل کرتے ہیں۔ دلالوں کی بولی جس سے وہ خریداروں کے گلے پر چھری پھیرتے ہیں۔ زرگروں کی بولی جس سے وہ لوگوں کے زر چراتے ہیں۔ طوائفوں اور کنجروں کی بولی جس سے وہ فعل شنیعہ کیواسطے داؤ پیچ کرتے ہیں بھی خدا کیطرف سے ماننی پڑیگی جس سے خدا چوروں رہزنوں اور طوائفوں وکنجروں کا ہادی ومعلم بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ جو بالکل نا سزا ہے۔

(۲) ہر ایک صحیح العقل وسلیم الفکر پر روشن ہے کہ پرمیشور اپنی ذات وصفات و افعال میں ادوتی (لاثانی) ہے پس جس کو ودیا اور شکتیوں میں سے سب زیادہ اور بے نظیر مانتے ہیں اس کی شکتیوں کے پرکاش کو بے چون وبے چرا جاننا ضروری ہے غور کرنیکا مقام ہے کہ گیان کی قدر ومنزلت گیانی کی لیاقت وبزرگی کا شہادت ہے ناواقف اور ناداں بچہ کا گیان اس گیان سے جو پرمیشور سے جو صداقت کا چشمہ ہے اور علمیت کا منبع کسی طرح مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے جو گیان اور ودیا میں کامل اور علمی اور عقلی طاقتوں میں افضل ہے اس کے فیض اور گیان کی کمالیت ومعقولیت اور فضیلت بھی سب سے زیادہ تر ہونی چاہئے جب یہ بخوبی وجہ ثابت کیا گیا ہے کہ ابتداء میں قادر مطلق کی طرف سے گیان کا پرکاش بذریعہ وید مقدس ہوا اور جو زبان ویدوں کی وہ سنسکرت تھی پس انسان کی علمی طاقتیں خدا کی علمی طاقتوں سے ہرگز برابری نہیں کر سکتی ہیں۔ اور جو دنیا میں اعلیٰ اور ادنیٰ۔ فاضل اور جاہل۔ قوی اور ضعیف سروگیا اور الپگیہ کا تفاوت ہوتا ہے وہی فرق سنسکرت اور غیر زبان اور دیگر کتابوں اور ویدوں میں ظاہر ہے پس یہ غیر زبانیں اور غیر کتابیں اس کامل گیان سے اور ودیا سے نہیں ہیں بلکہ اسی کے فیض کامل سے انہیں بھی قدرے زباندانی اور علمیت ملی ہے۔ اور ان کا موجد حسب ضروریات کے انسان ہے نہ کہ وہ سرب گیان سرب شکتیمان پرماتما۔

باقی رہا رنگوں کا اختلاف۔ یہ آب وہوا وسردی وگرمی موسم وملک کے متعلق ہے ہاں ان کا مدار انتظام قدرت پر ہے اقالیم مختلفہ کے اوضاع اور انسانوں کے متفرق طبائع مختلف ملکوں کی آب وہوا سے بہت سے متغیر نظر آتے ہیں۔ مگر آغاز دنیا میں ایسے نہ تھے اور نہ ان دنوں تعلیم تھی۔ قدرت کیطرف سے ترقی و انصرام ضروریات کے سامان دیئے گئے جس پر انسانوں نے موقعہ بموقعہ کارروائی کی۔ ایک ہی بولی ابتداء میں سب کے حسب حال تھی اور اگر رہتی تو کچھ ہرج بھی نہیں تھا۔ مگر خیر ہم کسی بولی کو برا بھی نہیں کہتے لیکن اس پاک وکامل وشدہ زبان کے مقابل میں قدر ومنزلت کے لائق نہیں جانتے اور اس پر ہر ایک فاضل غیر متعصب خیال کر سکتا ہے۔

مرزا صاحب سنسکرت زبان ایک تنگ پنجرہ نہیں ہے بلکہ ایک وسیع بحر اعظم یا عظیم الشان اور ناپیدا کنار سمندر ہے جس میں بود و باش اور شناوری کرنے سے کسی طرح کی رکاوٹ نہیں ہے۔ تنگ پنجرہ تو عربی زبان ہے جس کے اندر بضرب شمشیر وظلم عاجز مرغیوں کو ذبح کے خوف سے بند کیا گیا ہے اور اب ان کی نسلیں العادت طبعیت ثانی کی پابند ہو کر اس کو (بمثل مرزا صاحب کے) اپنی زبان یا وطن مالوفہ یا الہامی جان رہی ہیں غالب یقین ہے کہ جس دن حق و باطل کی تمیز یا صداقت کی تحقیقات عروج پر ہوگی۔ تعصب کو ناچیز جان کر ست ودیا کا گرہن کریں گے۔ اور وہ اس آرزو و گوہر مراد سے بہرہ ور ہوں گے۔ پرمیشور کرے کہ وہ دن جلد آوے۔

قرآن کی تعلیم کا فوٹوگراف

ہمارے مرزا صاحب اکثر اس بات کا فخر کرتے ہیں کہ قرآن میں حقائق و معارف بہت ہیں اور کسی بات سے وہ قاصر نہیں اور کوئی تعلیم اس میں ادھوری نہیں مگر جب کبھی بتلانیکا موقعہ ہوا۔ تب سوائے گالیوں اور برا کہنے کے کوئی ثبوت نہ دے سکے ہم انکی سقط کلامی سے آزردہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ اسلامی تعصب و صداقت ہے اور داناؤں نے کہا ہی ہے "از کوزہ ہمان برون تراود کہ در اوست" لیکن ہم اس کتاب میں ضروری جانتے ہیں کہ اصلیت و ماہیت قرآن کا بیان قرار واقعی کریں۔ اسواسطے ہم سب سے پہلے تمام قرآن کا فوٹوگراف تیار کرتے ہیں اور اس کو حق و باطل کی پرکھ کا اظہار کیواسطے ناظرین کے روبرو دھرتے ہیں۔

نمبر شمار	نام سورۃ	خلاصہ مضمون اور مشہور قصہ کوئی خاص یادداشت
۱	فاتحہ	شروع میں دعا ہے کہ اے خدا مجھے گمراہی سے بچا اور انکے نیک لوگوں کے ہمقدم چلا۔
۲	بقر	آدم و حوا و شیطان و خدا و ملائکہ کا مباحثہ و مجادلہ۔ سامری کی گوسالہ پرستی اور موسیٰ کا حال اول بیت المقدس کیطرف سجدہ کرنیکا حکم پھر مکہ کی طرف۔
۳	آل عمران	عیسیٰ اور آل عمران اور ابراہیم کے کچھ معاملات اور حرام و حلال کا بیان اور عیسیٰ کا حرام چیزوں کو حلال کرنا۔
۴	نساء	مسلمانوں کو واسطے چار عورتوں سے نکاح کرنیکا حکم اور لونڈیوں کے ساتھ علاوہ ان کے۔ اور ایک منکوحہ عورت سے کوئی بدلا چاہے تو بدلا سکتا ہے۔
۵	مائدہ	جانوروں کے حرام و حلال کی تشریح اور موسیٰ کا ذکر اور بنی اسرائیل کے قول و قرار کی تکرار توریت و انجیل کی تصدیق اور عیسیٰ کا حال۔
۶	انعام	اس میں بھی حرام و حلال اور ابراہیم کا ستارہ و ماہتاب و آفتاب کو خدا ماننے کا فسانہ برخلاف توریت کے قرآن کا مکہ والوں کے ڈرانیکے لئے نازل ہونا۔
۷	اعراف	اس میں پھر شیطان اور آدم اور خدا کا مباحثہ ہے اور کافروں کے واسطے آسمانوں کے دروازوں کا نہ کھولنا اور خدا کا آسمان و زمین بناکر عرش پر بیٹھ رہنا۔
۸	انفال	غنیمت یعنی ڈکیتی کے مال کی تقسیم کرنے کی بابت ہدایتیں کہ اتنا حصہ خدا کو دو۔ اتنا رسول کو دو۔ اور لوٹ مار کی ہدایت اور خدا کا مکر کرنا۔ اور خدا کا مسلمانوں کو کافروں کے مقابلہ پر جانیکے واسطے تخفیف کرنا کہ اب بجائے اسکے کہ دس گنا زیادہ کافروں سے جنگ نہ کر سکو اب ایکسو مسلمان دوسو سے جنگ کرو! افسوس!!
۹	توبہ	کافروں سے ڈرانے اور دھمکانیکا ذکر۔ مسلمانوں کو جنگ سے نہ بھاگنے کی دلیری۔ اور توبہ کا بیان۔ اور مال غنیمت کی اجازت اور حرام و حلال اور کافروں سے بد اخلاقی کرنیکا بیان۔
۱۰	یونس	قدرے نصیحت اور یونس پیغمبر کا ماہی کے پیٹ میں جانیکا قصہ اور خدا کا آسمان و زمین بناکر عرش پر جاکر تدبیر کرنا اور خدا کا مکر کرنا۔ اور موسیٰ اور فرعون اور ہارون کا قصہ۔
۱۱	ھود	خدا کی روح کا پانی پر تیرنا اور نوح کی داستان اور کشتی کا سامان اور طوفان کا پانی ابلنا اور ہود و صالح کی حکایتیں اور شعیب اور لوط کا قصہ۔
۱۲	یوسف	حال تمام یوسف، زلیخا اور مصر کی داستان اور انکے عشق کا بیان اور زلیخا کا ارادہ درفقیہ تمنا کرنا اور ایسی ہی بیہودہ باتیں کہ یوسف کے بھائی پر چوری کی تہمت لگانا اور جھوٹ بولنے کا بیان۔
۱۳	رعد	خدا نے محمدیان اس سورۃ میں رعد یعنی کڑک کو ایک فرشتہ بیان کرتا ہے کہ وہ خدا کی تسبیح پڑھتا ہے۔
۱۴	ابراہیم	اس میں ابراہیم پیغمبر کا مختصر حال اور پیغمبروں کا مجمل حال ہے اور نمرود کا دور از عقل دعا۔ اور اس کا آسمان پر جانا۔
۱۵	حجر	ایک قوم کی کہانی ہے جسپر خدا نے محمدیان نے پتھروں کا مینہ برسایا تھا اور شہاب ثاقب کے گولہ مارنا فرشتوں کا شیطانوں پر جو خدا کی باتیں سننے اوپر جاتے ہیں۔ تاکہ اوپر نہ آویں۔
۱۶	نحل	کچھ ہدایت اور کچھ حرام و حلال کا استعمال اور زمین کے ہلنے کا بیان اور خدا کا پہاڑوں کو بطور میخوں کے ٹھوکنا تاکہ ہلنے نہ پاوے اور زمین کا غیر متحرک ہونا۔
۱۷	بنی اسرائیل	بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان اور داؤد بادشاہ کا ذکر اور محمد صاحب کو رات سے بیت المقدس تک ایک رات میں خدا کا لے جانا اور مغرب کی سمت آسمانوں اور ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دینا۔
۱۸	کہف	اصحاب کہف کا ذکر اور کتے کا بیان جو کئی ہزار برس سے آج تک بلکہ قیامت تک سوتے ہیں اور نہیں جاگتے اور آفتاب بھی ان کے خیال بدل جاتا ہے۔ سکندر کا قصہ اور لوہے اور روئیں کی دیوار بنانا اور یاجوج و ماجوج کی دور از قیاس داستان اور سکندر کا تمام دنیا مسخر کرنا۔
۱۹	مریم	عیسیٰ اور مریم کا ذکر اور فرشتہ کا اترنا اور اس سے حاملہ ہونیکا بیان
۲۰	طہ	طوی نام میدان کا ہے موسیٰ کی داستان اور طویٰ کے جنگل کا بیان اور انکی جوتی کی پرستش یعنی اس آگ میں حلول فرمانا اور اس آتشی خدا کی پرستش۔
۲۱	انبیاء	قصے داؤد و سلیمان و زکریا و یحییٰ و یعقوب و موسیٰ و ابراہیم و اسحاق اور حوا و یونس کے بطور خلاصہ۔ اور خدا آسمانوں سے اتار کر زمین بنایا۔
۲۲	حج	ذکر قوم لوط اور قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کا جنکو خدا نے غرق کیا اور حج کی آداب یعنی قربانیوں کی تشریح اور بہشت کے لباس و زیورات کا ذکر۔
۲۳	مومنون	نوح کے طوفان کا ذکر اور مسلمانوں کی بابت زکوٰۃ وغیرہ کی ہدایتیں اور خدا کا اپنی کتاب میں لوگوں کا حساب رکھنا۔
۲۴	نور	زنا کی بابت سزا وغیرہ اور بی بی عائشہ کے اتہام زناکاری کا قصہ اور آیات کا اترنا اور تیرا گواہ کا ماننا خدا کا نور ایسا ہے کہ جیسے طاق میں چراغ ہو یعنی مثل ہے۔
۲۵	فرقان	حضرت موسیٰ اور حضرت نوح وغیرہ کے قصہ جات اور کچھ قرآن کی تعریف اور کافروں کا سوال کہ کیوں قرآن اکٹھا نہ اتارا اور خدا کا مرد بھی غیر معقول جواب کہ ہم تیرے دلکو ثابت کریں [illegible]

---

۲ ہزاروں میں ان مثل مولوی ان دونوں مد قول کو ایک ہی جانتے ہیں اور ہزاروں برخلاف کہتے ہیں اور محمد صاحب کے اصحاب کا بھی اس میں اختلاف تھا۔

〃	〃	کوئی تفسیر والا اس کا جواب معقول نہیں دیتا ہے۔
۲۶	شعراء	حضرت موسیٰ اور فرعون کا ذکر اور اسیطرح نوح کے طوفان کا بیان اور کچھ شاعروں کی بابت گفتگو اور خدا تعالیٰ کا ایک پہاڑ کو اٹھا کر لوگوں کیواسطے سائبان بنانا۔
۲۷	نمل	حضرت موسیٰ اور سلیمان اور داؤد کے قصے اور حضرت سلیمان اور سبا کی عورت ملکہ بلقیس کا عشق آمیز فسانہ اور سلیمان کا مراسلہ بنام ملکہ سبا اور مورچگان کے واقعات۔
۲۸	قصص	مجموعہ و خلاصہ قصہ جات موسیٰ و فرعون کا ہے۔
۲۹	عنکبوت	عنکبوت یعنی مکڑی کا قصہ اور کچھ نصیحت اور معجزہ سے انکار اور بہشت و دوزخ کا ذکر
۳۰	روم	قیصر روم کے مغلوب ہونے کا قصہ۔ اور خدا کا لوگوں کی دلوں میں حق کیطرف سے پھیرنے کیواسطے مہر لگانا اور ابراہیم کی پیروی کرنیکا حکم
۳۱	لقمان	حکیم لقمان کا قصہ اور آسمانوں کو خدا تعالیٰ کا بغیر ستونوں کے کھڑا کرنا اور لقمان کا نصیحت نامہ بیان کرنا اپنے بیٹے کو۔
۳۲	سجدہ	تھوڑا سا ذکر سجدہ کا اور باقی عذاب و ثواب اور بہشت و دوزخ کے حالات۔ خدا آسمان سے اتر کر زمین پر کام کرتا ہے اور پھر چڑھ جاتا ہے اور بھول جانا خدا کا۔
۳۳	احزاب	ان عورتوں کا حال جو نفس اپنا پیغمبر کو بخشدیں اور اس کی تشریح اور کفار کے لشکر سے عہد و پیمان کا بیان اور نوح موسیٰ ابراہیم وغیرہ کے قصہ جات۔
۳۴	سبا	خدا کا پاکٹ بک میں لوگوں کا حساب لکھنا۔ اور پہاڑوں کا باتیں کرنا داؤد کے ساتھ اور گیت گانا۔
۳۵	فاطر	کچھ ہدایت ہے اور فرشتوں کی دو دو تین تین اور چار چار پروں کا بیان اور سورج اور چاند کا دن رات میں چلنے کا حال۔
۳۶	یٰسین	اسرافیل فرشتہ کا ذکر اور اسکو کرنا (نرسنگا) پھونکنے کا حال جو قیامت کے روز پھونکیگا اور خدا کا قرآن کی قسم کھانا اور بہشت دوزخ کا بیان
۳۷	صافات	خدا کا فرشتوں کی قسم کھانا اور لوگوں کا قرآن کو کلام الٰہی نہ جاننے کا حال اور الیاس پیغمبر کا قصہ۔ اور شیطان کا لوح محفوظ کی باتوں کے دیکھنے کیواسطے جانا اور خدا کا شہاب ثاقب مارنا۔
۳۸	ص	خدا کا قرآن کی قسم کھانا اور داؤد اور سلیمان کا ذکر۔ اور آدم و شیطان کی حکایت۔ اور خدا کا دونوں ہاتھوں سے آدم کا بنانا۔
۳۹	زمر	جو قرآن کو نہ مانے اور دلیل مانگے اس کیواسطے عذاب و سزا کا بیان یعنی گالی گلوچ۔ اور خدا کا جسکو چاہنا گمراہ کرنا۔ اور جسکو چاہنا راہ دکھانا اور بہشت کی زمین کا بیان۔
۴۰	مؤمن	مسلمانوں کی بابت عذاب دوزخ سے خوف اور خدا کے تخت کو فرشتوں کا اٹھانا اور خدا کا جلد حساب کرنا۔
۴۱	حٰم السجدہ	خدا کا قرآن عربی میں ارسال کرنا واسطے ان کے جو عربی جانتے ہیں اور قوم ثمود کا ذکر اور موسیٰ اور محمد کی ہدایتیں۔ اور خدا کے نزدیک کان اور ہاتھ اور آنکھ اور جلد کا گواہی دینا۔
۴۲	شوریٰ	آسمانوں کا پھٹنے کا زمانہ قریب ہوا اور قرآن عربی کا آنا اس واسطے ہے تاکہ تو اے محمد مکہ والوں کو ڈرا دے اور مکہ کے قریب والوں کو قیامت سے خوف
〃	〃	اور خدا کا پیروی کی پیچھے باتیں کرنا۔ اور محمد صاحب کا چالیس سال تک ایمان کا نہ جاننا کہ کیا ہے۔
۴۳	زخرف	قرآن عربی میں اسواسطے ہوا تا کہ جنکی بولی ہے وہ سمجھیں اور موسیٰ اور عیسیٰ کے قصوں کا خلاصہ اور خدا کا لوگوں کے ساتھ [illegible] ہمیشہ [illegible] ہوں۔
۴۴	دخان	قیامت کے روز آسمان دھواں بن جاویگا۔ اس کا ذکر اور بنی اسرائیل اور فرعون کا ذکر۔
۴۵	جاثیہ	قیامت کی روز کی کارروائی کا ذکر اور اعمالناموں کا ملاحظہ کرنا اور فریقین کا پیش ہونا۔ بنی اسرائیل کا قصہ اور بہشت و دوزخ کا ذکر۔
۴۶	احقاف	قوم عاد کا ذکر اور کچھ ماں باپ کی بابت نصیحتیں۔ عرب کے ڈاکوؤں ظالموں کیواسطے عربی قرآن کا نازل ہونا۔
۴۷	محمد	بہشت کا نقشہ اور حلیہ اور محمد صاحب کا حال اور انکی بابت (بقول محمدیاں) خدا تعالیٰ کا شہادت دینا۔
۴۸	فتح	محمد صاحب کی گناہ گاری کا حال اور جنگ کی فتح اور لوٹ کے مال کی تقسیم اور عمر جو مومن کیساتھ بیعت کا بیان اور خواب کا جو خدا نے بتلائی تھی محمد کو وہ جھوٹی ہوئی۔ اور آیت اتری۔
۴۹	حجرات	محمد صاحب کی عزت کرنیکا بیان اور اسی طرح اور عزت والوں کی اور جہاد کرنیوالوں کی تعریف اور مبارکبادی۔
۵۰	ق	خدا قرآن کی قسم کھاتا ہے اور محمد کی پیغمبری کی قسم کھاتا ہے کہ میں نے دنیا کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور خدا نے یادداشت کیواسطے کتاب لکھ لی ہے تاکہ بھول نہ جاوے۔
۵۱	ذاریات	خدا ہواؤں کی قسم کھاتا ہے اور راہوں والے آسمان کی قسم کھاتا ہے اور ابراہیم کے مہمانوں کی کیفیت اور فرعون اور موسیٰ کی حکایت۔
۵۲	طور	خدا اس سورۃ میں کوہ طور کی اور کتاب قرآن کی اور کعبہ کی اور دریا کی قسم کھاتا ہے اور بہشت کا ذکر۔
۵۳	نجم	اس میں محمد صاحب کا سواری براق آسمانوں پر جانیکا ذکر ہے اور خدا اسپر گواہی دیتا ہے تاکہ کسی طرح لوگ یقین کریں اور موسیٰ اور ثمود اور عاد کے قصہ جات ہیں۔
۵۴	قمر	چاند کے دو ٹکڑے ہونے کی سے معجزہ بازی اور حضرت لوط علیہ السلام کے اہل خانہ کی حکایت۔
۵۵	رحمان	اس میں جنات کا بیان اور بہشت کی دو باغوں کی توصیف اور یاقوت اور مرجان کی حوروں کا دلفریب اور ہوشربا واقعہ۔
۵۶	واقعہ	اس میں بہشت کی نہروں و حوروں و مکانوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اصلی قرآن کا کسی اور کتاب میں پوشیدہ ہونیکا بیان اور زمین و پہاڑ ہلائے اور اڑائے جاویں گے۔
۵۷	حدید	نوح اور ابراہیم کے قصہ جات اور بہشت اور دوزخ میں کافروں اور مومنوں کی تقسیم درجات۔
۵۸	مجادلہ	حضرت محمد صاحب اور ایک عورت کا باہمی شکایت نامہ۔
۵۹	حشر	قیامت کی حرف سے ڈرانا۔ اور مسلمانوں کو جنگ کیواسطے دلیری دینا۔
۶۰	ممتحنہ	کچھ مسلمان دین سے پھر کر کافروں (یعنی اپنے اصلی ایمان) کیطرف

〃	〃	چلے گئے تھے ان کو ڈرانے اور باقیوں کو آزمانے کی بابت
۶۱	صف	عیسیٰ اور موسیٰ کے واقعات کو تمثیلاً بیان کر کے صف بستہ اتفاق کرنے کی بابت تاکہ نفاق نہ ہو جائے۔
۶۲	جمعہ	یہودیوں سے موت مانگنے کا قصہ اور امیوں کے پاس امی پیغمبر کا آنا اور جمعہ کے دن کی بزرگی۔
۶۳	منافقون	منافق لوگوں کی بابت ہدایت اور ترغیب۔
۶۴	تغابن	روز غبن (یعنی قیامت) کا ذکر کر کے بہشت کی تحریص اور قدرتی نصیحت اور خدا کا لوگوں سے بذریعہ محمد صاحب کے قرض مانگنا۔ اور دگنا دینے کا قرار۔
۶۵	طلاق	عورتوں کی بابت طلاق دیدینے کا بیان اور سات زمینوں اور سات آسمانوں کا پیدا کرنا اور بہشت کا بیان۔
۶۶	تحریم	خاص محمد صاحب کی عورتوں کی بابت ہدایتیں اور انتظام۔ حضرت نے شہد اپنے پر حرام کر دیا تھا (جب نہ رہ سکے) یہ آیت پڑھی کہ کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کیا۔
۶۷	ملک	سات آسمان اور جہنم اور پرندوں کا ذکر کر کے قدرتی نصیحت اور خدا کا آسمانوں میں ہونا۔ اور شیطانوں کو شہاب ثاقب مارنا جو دراصل ستارے ہیں۔
۶۸	قلم	خدا قلم کی قسم کھاتا ہے اور ایک باغ والے کا قصہ اور خدا کا اپنی پنڈلی قیامت کے روز دکھانا اور مکر کرنا۔
۶۹	حاقہ	خدا کا تخت فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے اور اس پر خدا براجمان ہے اور قیامت کا ذکر اور دوزخ کا ڈراؤ۔
۷۰	معارج	قیامت کا ذکر اور اس کی میعاد کہ پچاس ہزار سال تک رہیگی خدا کا زینہ لگانا اور فرشتوں کا اوپر سے نیچے اترنا۔
۷۱	نوح	نوح کا قصہ ہے۔
۷۲	جن	محمد صاحب کا قرآن پڑھنا اور جنوں بھوتوں کا فریفتہ اور مسلمان ہو جانا اور خدا کا قرآن کی آیتوں کو وحی کے ساتھ بحفاظت چوکیداران کے ارسال کرنا۔
۷۳	مزمل	قرآن کے پڑھنے کی بابت ہدایات اور دوزخ اور قیامت کا ذکر بحوالہ ذکر فرعون کے۔
۷۴	مدثر	ذکر انیس فرشتوں کا جو دوزخ کے موکل ہیں۔
۷۵	قیامت	خدا قیامت کی قسم کھاتا ہے۔
۷۶	دہر	زمانہ اور ایک آدمی کی جہالت کا ذکر اور قرآن خوانی اور بہشت کا ذکر۔
۷۷	مرسلات	خدا ان ہواؤں کی قسم کھاتا ہے جو بھیجی گئی ہیں۔
۷۸	النبا	اس میں بھی ذکر زمین اور آسمان کا کر کے علم لدنی سے بیان کیا جاتا ہے کہ زمین بچھونا ہے اور پہاڑ میخیں ہیں اور سات آسمان اور ان کے دروازوں کا بیان ہے۔
۷۹	نازعات	فرشتوں کے باہمی جھگڑے اور عروج کا ذکر ہے اور موسیٰ اور جنگل طویٰ کا ذکر ہے۔
۸۰	عبس	نابینا جو محمد صاحب کے پاس آیا اور انہوں نے اسے مکروہ سمجھا اسکا قصہ ہے۔
۸۱	تکویر	یہاں پر قسموں کا حملہ اور طوفان اٹھتا ہے۔

۸۲	انفطار	آسمان کے پھٹنے کی بابت اور قیامت کے ظہور کا ذکر اور کراماً کاتبین دو فرشتوں کا مقرر ہونا آدمی کے اعمال نویسی کیواسطے۔
۸۳	تطفیف	کم وزنوں کی بابت ذکر ہے اور بہشت میں شراب نوشی کی بابت خوش خبری اور باغ کا بیان۔
۸۴	انشقاق	اسمیں بھی آسمان کے پھٹنے اور قسموں کا زور شور سے بیان ہے۔
۸۵	بروج	اس میں خدا آسمان کے برجوں کی قسم کھاتا ہے۔
۸۶	طارق	زمین کی قسم اور آدمی کی پیدائش باپ کی پشت سے بیان کی ہے اور خدا کا مکر کرنا۔
۸۷	اعلیٰ	پرانے صحیفوں کا حوالہ دیکر خدا کی بزرگی کا ذکر ہے۔
۸۸	غاشیہ	اس میں قیامت کا ذکر ہے۔ اور بہشت تحریص۔
۸۹	فجر	خدا فجر کے وقت کی قسم کھاتا ہے اور جفت و طاق کی بھی قسم کھاتا ہے اور خدا کا آنا فرشتوں کی صف باندھ کر اور فرعون و ثمود کا قصہ۔
۹۰	بلد	خدا بلد یعنی شہر مکہ کی قسم کھاتا ہے۔
۹۱	شمس	خدا سورج اور چاند اور دن کی قسم کھاتا ہے۔
۹۲	لیل	خدا رات کی قسم کھاتا ہے۔
۹۳	ضحیٰ	خدا دن چڑھے وقت کی قسم کھاتا ہے۔
۹۴	انشراح	خدا محمد صاحب کو حوصلہ دیتا ہے تاکہ گھبراوے نہیں۔
۹۵	تین	خدا انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور طور اور سینا پہاڑوں کی قسمیں کھاتا ہے۔
۹۶	علق	خدا بیان کرتا ہے کہ آدمی کی پیدائش خون سے ہے اور اکثر مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ یہ سورۃ سب سے پہلے خدا نے آسمان سے نازل کی ہے۔
۹۷	قدر	شب قدر کی رات کا ذکر ہے کہ اس رات کو فرشتے اور روح اترتے ہیں
۹۸	بینہ	قرآن و نماز و زکوٰۃ کی بابت ذکر ہے۔
۹۹	الزلزال	زلزلہ کی بابت اور زمین کا باتیں کرنا۔
۱۰۰	عادیات	خدا گھوڑوں کی قسم کھاتا ہے۔
۱۰۱	قارعہ	قیامت کی بابت۔
۱۰۲	تکاثر	طمع کی بابت نصیحت ہے۔
۱۰۳	عصر	خدا زمانہ کی قسم اٹھاتا ہے۔
۱۰۴	ہمزہ	عیب پکڑنے کی ممانعت ہے تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے۔
۱۰۵	فیل	فیلوں اور ابابیلوں کا قصہ درج ہے۔
۱۰۶	قریش	خاص قوم قریش کی بابت (جسمیں کہ محمد صاحب پیدا ہوئے تھے) ذکر ہے۔
۱۰۷	ماعون	برتنے کی چیزوں کے استعمال کرنے کا بیان۔
۱۰۸	کوثر	حوض کوثر کی بابت ہے (یہ حوض کہتے ہیں کہ آسمانوں کے اوپر جنت میں ہی) اس حوض میں بیٹھ کر محمد صاحب شہیدوں کو پانی پلائیں گے۔
۱۰۹	کافرون	کافروں سے سوال و جواب جنہوں نے اس پیغمبری پر ایمان نہ لایا۔
۱۱۰	نصر	مسلمانوں کی دل دہی کیلئے واسطے فتحمندی کا ذکر۔
۱۱۱	لہب	مسمّی ابی لہب (جو کہ محمد صاحب کا بڑا سخت مخالف تھا) کی بابت خدا صاحب اور محمد صاحب کا بد دعا اور گالیاں دینا۔
۱۱۲	اخلاص	خدا کی تعریف ہے۔
۱۱۳	فلق	دعا ہے اور شرارت سے پناہ مانگی ہے۔
۱۱۴	الناس	آدمی و جن اور شیطان سے بچنے کیواسطے خدا سے پناہ مانگی گئی ہے۔

خلاصہ تعلیم قرآن

نمبر شمار	تعداد سورۃ	قسم مضمون وقصہ جات	تعداد آیت
۱	۴۰	قصہ جات گذشتہ پیغمبروں و بادشاہوں کی بابت	۱۰۰۰
۲	۱۶	لوٹ گھسوٹ ڈاکہ زنی جنگ جہاد و جانور کشی وغیرہ	۱۱۵۰
۳	۲۰	بد دعاؤں اور دوزخ اور قیامت کی بابت اور کعبہ پرستی وغیرہ۔	۲۰۶۶
۴	۱۵	بابت قسموں سوگندوں کی جو خدائے محمدیان بار بار کھاتا ہے وغیرہ۔	۲۰۰
۵	۱۴	بابت عورتوں کی اور حضرت محمد صاحب کی خانگی امورات میں	۵۰۰
۶	۵	بابت بہشت اور حوروں اور غلمانوں اور نہروں اور مکانوں کے وعدے جو پیغمبر اور جہادی مومنوں سے کئے گئے ہیں۔	۱۶۵۰
۷	۴½	بابت دعا اور عبادت الٰہی کے۔	۱۰۰
		میزان	۶۶۶۶

اب اس فوٹو گراف کو جو انصاف کی نگاہ سے مطالعہ میں لاوینگے پھر شک نہیں کہ وہی اسکی اصلیت کو پاوینگے۔ اب تھوڑا سا اسکی قسموں کی لچھاڑ کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ ان سے کس قدر معقولیت آشکارا ہو رہی ہے۔

سورۃ الفجر۔ والفجر ولیال عشر والشفع والوتر والیل اذا یسر هل فی ذالك قسم لذی حجر ۰

سورۃ البلد۔ لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد ووالد وما ولد ۰ لقد خلقنا الانسان فی کبد ۰

سورۃ الشمس۔ والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها والنهار اذا جلّٰها والیل اذا یغشٰها والسماء وما بنٰها والارض وما طحٰها ۰ ونفس وما سوّٰها فالهمها فجورها وتقوٰها۔

سورۃ الیل۔ والیل اذا یغشی ۰ والنهار اذا تجلّی ۰ وما خلق الذکر والانثی ۰ ان سعیکم لشتّی ۰

سورۃ الضحیٰ۔ والضحیٰ والیل اذا سجی ۰ ما ودعك ربك وما قلی ۰ وللاخرۃ خیر لك من الاولی ولسوف یعطیك ربك فترضی الم یجدك یتیما فاوی ووجدك ضالا فهدی ووجدك عائلا فاغنی فاما الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر ۰

سورۃ التین۔ والتین والزیتون ۰ وطور سینین ۰ وهذا البلد الامین ۰ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ ثم رددنه اسفل سافلین ۰

سورۃ الطور۔ والطور وکتب مسطور فی رق منشور ۰ والبیت المعمور ۰ والسقف المرفوع ۰ والبحر المسجور ۰ ان عذاب ربك لواقع ۰

سورۃ العٰدیٰت۔ والعٰدیٰت ضبحا فالموریٰت قدحا ۰ فالمغیرٰت صبحا ۰ فاثرن به نقعا۔ فوسطن به جمعا ۰ ان الانسان لربه لکنود ۰ وانه علی ذالك لشهید ۰ وانه لحب الخیر لشدید ۰ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور ۰ وحصل ما فی الصدور ۰ ان ربهم بهم یومئذ لخبیر ۰

سورۃ القریش۔ لایلف قریش ۰ ایلفهم رحلة الشتاء والصیف فلیعبدوا رب هذا البیت ۰ الذی اطعمهم من جوع وامنهم من خوف ۰

سورۃ الکوثر۔ انا اعطینك الکوثر ۰ فصل لربك وانحر ۰ ان شانئك هو الابتر ۰

سورۃ الکٰفرون۔ قل یا ایها الکٰفرون ۰ لا اعبد ما تعبدون ۰ ولا انتم عٰبدون ما اعبد ۰ ولا انا عابد ما عبدتم ۰ ولا انتم عٰبدون ما اعبد ۰ لکم دینکم ولی دین ۰

سورۃ اللهب۔ تبت یدا ابی لهب وتب ۰ وما اغنی عنه ماله وما کسب ۰ سیصلی نارا ذات لهب ۰ وامراته حمالة الحطب ۰ فی جیدها حبل من مسد ۰

سورۃ المرسلٰت۔ والمرسلٰت عرفا ۰ فالعٰصفٰت عصفا۔ والنٰشرٰت نشرا ۰ فالفٰرقٰت فرقا۔ فالملقیٰت ذکرا ۰ عذرا او نذرا ۰ انما توعدون لواقع ۰

ترجمہ موجب ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ

سورۃ الفجر۔ قسم ہے مجھ کو صبح اور دہ گانہ راتوں کی۔ اور قسم ہے مجھ کو جفت اور طاق کی اور قسم ہے رات کی جب روانہ ہووے آیا اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے عقلمند کو۔

سورۃ البلد۔ میں قسم کھاتا ہوں شہر مکہ کی۔ اور تو حلال ہو جاویگا اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں جننے والے کی اور جو جنا ہے۔ اسکی تحقیق ہم نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے مشقت میں۔

سورۃ الشمس۔ قسم ہے آفتاب کی اور اسکی روشنی کی۔ اور قسم ہے اس چاند کی جو بعد آفتاب کے نکلتا ہے اور قسم اس دن کی ہے جب آفتاب کو ظاہر کرتا ہے اور قسم رات کی جو آفتاب کو چھپاتی ہے۔ اور قسم آسمان اور اس کے بنانیوالے کی اور قسم زمین کی اور خدا کی اس کی درستی کرنیکی اور قسم آدمی کے نفس کی اور خدا کے درست کرنیکی۔ اور قسم اس کے دل میں تقویٰ اور گناہ ڈالنے کی۔

سورۃ الیل قسم رات کی جو چھپاتی ہے۔ اور قسم دن کی جو ظاہر کرتا ہے۔ اور خدا جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا۔ اس وجہ سے کہ تمہاری سعی مختلف ہے۔

سورۃ الضحیٰ۔ قسم ہے دن چڑھے کہانیکے وقت کی اور قسم ہے رات کی جو چھپاتی ہے تجھکو نہ چھوڑا تیرے پروردگار نے اور تیری آخرت تحقیقاً دنیا سے بہتر ہوگی اور البتہ نعمت دیویگا تیرا پروردگار۔ تو خوشنود ہو جاویگا۔ تجھ کو یتیم دیکھا جگہ دی اور گمراہ دیکھا رستہ دکھلایا۔ تنگدست دیکھا تونگر کیا۔ پس جو یتیم ہو پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا ہو پس مت ڈانٹے۔

سورۃ التین۔ قسم ہے انجیر کے درخت اور زیتون کے درخت کی اور قسم ہے سینا کی پہاڑ کی اور قسم ہے اس شہر (مکہ) امن والے کی۔ ہر آئینہ ہم نے آدمی کو پیدا کیا ہے اچھی صورت میں۔

سورۃ الطور قسم ہے کوہ طور کی۔ اور قسم کتاب لکھی ہوئی کی کشادہ کاغذ میں اور قسم ہے بسے ہوئے گھر کی۔ اور قسم بلند چھت کی۔ اور قسم بھری ہوئی دریا کی۔ تحقیقاً تیرے پروردگار کا عذاب ہونیوالا ہے۔

حاشیہ۔ غیاث اللغات سوئیت ق۔ قرآن بالضم و مد نزد اہل اسلام و باعتقاد محمدیان کلام اللہ است و آن صد و چہاردہ سورۃ و شش ہزار و ششصد و شصت و شش آیت و پانصد و چہل رکوع و منجملہ آیات مذکورہ بعد آیت جلالہ اللہ و عشری ماخوذ یکہزار آیت قصص یکہزار امثال و وعدہ یکہزار و وعید یکہزار و امر یکہزار و نہی یکہزار و وعدہ پانصد حلال و حرام و صد آیت دعا و تسبیح و شصت و شش ناسخ و منسوخ و لفظ قرآن مصدر است بمعنی خواندن کہ مستعمل شدہ بمعنی مفعول۔

سورۃ العدیٰت۔ قسم ہے مجھ کو گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں۔ اس سبب سے کہ دم سے ہانپتے ہیں۔ پس قسم ہے ان گھوڑوں کی جو آگ سی نکالتے ہیں اپنے سم ہائے سے سنگ پتھر پر لگنے سے۔ پس قسم ہے گھوڑوں غارت کرنے والوں کی۔ جبکہ صبح کے وقت آتے ہیں اور اس وقت دھول (گرد) اڑاتے ہیں۔ پس اس وقت دشمنوں کی جماعتوں میں آ گھستے ہیں۔ تحقیقاً آدمی مال کے دوست رکھنے میں مبالغہ کرنے والا ہے۔ آیا نہیں جانتا کہ جب پریشان ہوگا جو قبروں میں ہے اور ظاہر ہوگا جو سینوں میں ہے تحقیقاً خدا ان کے اس روز سے خبردار ہے۔

سورۃ القریش۔ واسطے الفت دینے قریش کے (جو محمد صاحب کی قوم تھی) واسطے الفت ان کے زمستان کے سفر میں اور تابستان میں۔ چاہیئے کہ عبادت کریں مکہ کے گھر کی خدا کی۔ جس نے ان بھوکوں کو طعام دیا۔ اور ڈرنے والوں کو امن دیا۔

سورۃ الکوثر۔ ہم نے تجھ کو (اے محمد) کوثر کا چشمہ بخش دیا۔ پس اس احسان کو یاد کر۔ اونٹ کو قربانی کر تحقیقاً تیرا دشمن وہی دم کٹا ہوا ہے۔

سورۃ الکافرون۔ کہہ اے کافرو میں نہیں پوجتا ہوں جس کو تم پوجتے ہو اور تم نہیں پوجتے سو جس کو میں پوجتا ہوں۔ نہ میں تمہاری چیز کو پوجوں گا۔ اور نہ تم میری چیز کو پوجوگے۔ واسطے تمہارے تمہارا دین اور واسطے میرے میرا دین ٭

سورۃ اللہب۔ ہلاک ہوویں دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہووے ابی لہب کچھ دفع نہ کیا اس کے سر سے مال اس کے نے اور جو کچھ پیدا کیا ہوا تھا۔ آوے گا آگ شعلہ والی میں اور عورت اس کی بھی آوے گی۔ مراد لکھتا ہوں میں اٹھا دیں گے لکڑی کو اس کی گردن میں ایسے ہی کھجوروں کے لیف سے ٭

سورۃ المرسلات۔ قسم ہواؤں کی جو نرمی سے بھیجی گئی ہیں پس قسم ہواؤں کی جو تیز چلنے والی ہیں۔ اور قسم ہواؤں کی جو ابر کو اٹھاتی ہیں۔ پھر جدا کرنے والوں کی پھر ان فرشتوں کے گروہ کی قسم تحقیقاً جو وعدہ کروں گا ہونے والا ہے۔

نتیجہ اگرچہ اسی طرح اور بہت سی آیات موجود ہیں مگر ان کو بخیال طوالت کے چھوڑ دیا۔ عام و خاص قاعدہ ہے کہ قسمیں تین قسم کی اٹھائی جاتی ہیں۔ اول اپنے سے بڑے کی۔ دوم اپنے مساوی کی۔ سوم اپنے سے چھوٹے لڑکے یا عزیز کی۔ مگر یہاں ان تینوں میں سے کسی قسم کی بھی تمیز نہیں کی گئی اور نہ تفریق بتلائی گئی ہے۔ کہ کیوں اس قدر قسموں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ اور کس نے خدا محمدیہ کو اس قدر قسمیں اٹھانے اور سوگند کھانے پر مجبور کیا تھا جو ضرورت پڑی۔ اور اس قدر قسموں کی حاجت کیا تھی؟ ایک فاضل فلاسفر کا قول ہے کہ "جو جتنا قسمیں زیادہ اٹھاتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ کاذب کہلاتا ہے اور اس کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔" خلاصہ ان تمام قسموں کا اس طور پر ہے کہ خدا کہتا ہے کہ مجھ کو صبح بہرات کی قسم اور جفت و طاق کی قسم اور رات کی قسم ہے کہ تیرے اس مقدمہ میں گواہی معتبر ہے۔ غالباً جوا کھیلتا ہوگا ورنہ جفت و طاق کی قسم کے اور کیا معنے ہیں۔

شہر مکہ کی قسم عورت حاملہ کی قسم اور اس کے جنین کی قسم ہے کہ میں نے ہی آدمی کو پیدا کیا ہے۔ وائے نادانی کے بیفائدہ قسموں کی بھرمار ہو کر انصاف و تمیز کی خونریزی ہو رہی ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنا اوچھاپن جتلایا جاتا ہے جو اس کے جلال و استغنا کے برخلاف ہے ٭

سورج دیوتا اور اس کی روشنی کی قسم چاند دیوتا اور اس کے حسن کی قسم دن اور رات کی قسم۔ آسمان دیوتا کی قسم اور دھرتی کی قسم۔ آدمی کے نفس کی قسم کہ میں سچ کہتا ہوں۔ نہیں نہیں اے خیر الماکرین! واللہ آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ کی راستی کا ثبوت کیا ہے؟ دعویٰ بے دلیل قابل تعمیل نہیں۔

قسم رات اور قسم دن کی اور خدا کی قسم جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں۔ اے خدائے محمدیاں! یہ کونسا علم ہے جس کی آپ قسم کھاتے ہو (ذرا اے محمد بغور سے سوچو) اور یہ کون سی مشکل بات ہے کہ ہمارے اعمال مختلف ہیں یہ تو ہر ایک آدمی جانتا ہے۔ واہ واہ آپ کی غیب دانی اور دور اندیشی۔ اگر سچ مچ قسم کھانی ہی تھی تو کوئی عمدہ بات فرماتے۔ ع کہ کندن کوہ و برآمدن موش دم بریدہ ٭

روٹی کھانے کے وقت کی قسم۔ رات کے چھپانے کی قسم ہے کہ تجھ گمراہ کو رستہ دکھلا۔ تیری آخرت بہتر ہوگی۔ مثل مشہور ہے سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ اگر خدا تعالیٰ اس کو رہنمائی نہ کرتا تو دنیا میں خون کی ندیاں کہاں سے بہتیں۔ لاکھوں زن و مرد کیوں آوارہ ہوتے۔ عورات کو مویشی کی طرح کیوں جائز رکھنا کہ گلہ گھیرا جاوے۔ یہ تمام رب المکہ کی رہنمائی ہے۔ جس سے مخلوق کے واسطے شامت بلکہ قیامت آتی ہے۔

شامت اعمال عالم صورت نادر گرفت

قسم ہے انجیر کے درخت کی اور کھو کی لکڑی کی قسم۔ قسم سینا پربت۔ قسم مکہ کے رہنے والوں کی کہ میں نے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ کوہ سینا اور انجیر اور زیتون کی قسمیں کھانا کوئی دلیل نہیں ہے۔ کہ تم نے آدمی کو پیدا کیا ہے۔ واہ عالم کل۔ کنکر کی قسم اور اعلیٰ کی صداقت کا ثبوت عمدہ فلاسفی کی بنیاد نکالی ہے ع

حیرانی کہ مولائے نام توام — بحیرت ز قسم و کلام توام

قسم تیز گھوڑوں کی اور قسم ان کے دوڑنے کی۔ قسم ان کے ہانپنے کی۔ قسم اس کی نعلبندی کی۔ لوٹ پر جانے والے گھوڑوں کی قسم تحقیقاً آدمی ناشکر گذار ہے۔

واہ رے رسالدار میجر۔ آپ نے تمام جنگی قواعد کی قسموں میں تعمیل کرا دی ہم نے مانا کہ آپ جنگجو ہیں۔ اور قہار بھی ہیں۔

قسم کوہ طور کی۔ قسم کتاب کی۔ قسم گھر کی۔ قسم چھت کی۔ قسم پون دیوتا کی۔ قسم اس کے جلد چلنے کی۔ اور قسم اس کے تبدیلی لانے کی۔ اور قسم تمام دیوتاؤں کی۔ تحقیقاً جو میں وعدہ کروں گا ہونے والا ہے۔ جناب! ہم کو تو آپ پر اعتبار نہیں۔ آپ نے جو موسیٰ سے وعدہ کیا تھا اسے بھی پورا نہ کیا۔ آپ نے جو قابیل سے وعدہ کیا تھا اسے بھی بھلا دیا اور نہ آپ نے نوح کے طوفان کے بعد ایفاء وعدہ کو کام فرمایا آپ کے قول و فعل پر ہمیں اعتبار نہیں ہے۔ آپ نے مسیح کے مصلوب ہونے کے وقت مددگاری نہ کی۔ اور نہ ذکریا کے سر پر آرہ چلانے کے وقت آپ نے سہایتا کی بلکہ حضرت ایوب کا گھر شیطان کے بہکانے سے خراب کیا۔ پھر اس ناکردہ گناہ کے جسم و جان و مال پر عذاب کیا۔ شیطان کو جہان کے گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا۔ میں آپ پر کس طرح اعتبار کروں۔ آزمودہ را آزمودن خطاست۔

ترمذی میں اس طرح پر لکھا ہے۔ حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک۔ ترجمہ۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول سے سنا جس نے خدا کے بغیر کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔

قرآن میں حسب مندرجہ بالا خدا۔ چاند سورج وغیرہ کی قسمیں کھاتا ہے۔ اور آپ کا پیغمبر ایسے قسم کھانے والوں کو مشرک ٹھہراتا ہے۔ اب ہم کیا کہیں کہ دونوں میں سے کون سچا ہے۔ ناظرین خود ہی انصاف فرماویں ٭

حرام و حلال کا بیان از روئے قرآن

اب ہم قرآن کی کمزوری کا بیان اور مسئلہ حرام و حلال کے نقصان و زیاں عرض کرتے ہیں کہ مصنف قرآن کس قدر قاصر البیان اور ناواقف

اور انجان ہے:

سورۃ النحل۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور وہ چیز کہ آواز بلند کیا جاوے واسطے غیر خدا کے ساتھ اسکے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ اور سے چھین لینے والا۔ پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۲) پھر سورۃ النحل میں ہے۔ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون۔ ترجمہ۔ اور مت کہو واسطے اس چیز کے کہ بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری جھوٹھ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔ تو کہ باندھ لو اوپر اللہ کے جھوٹھ تحقیق جو لوگ کہ باندھ لیتے ہیں اوپر اللہ کے جھوٹھ نہیں فلاح پائیں گے۔

(۳) سورۃ البقر میں ہے۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور الرحیم۔ ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ حرام کیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے غیر اللہ کے پس جو کوئی بے بس ہو نہ حد سے نکل جانے والا اور نہ جھگڑنے والا۔ پس نہیں گناہ اوپر اس کے تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ میں ہے۔ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذلکم فسق الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم فان اللہ غفور رحیم۔ ترجمہ۔ حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار و لہو اور گوشت سور کا اور جو کچھ پکارا جاوے سوائے اللہ کے ساتھ اس کے اور گلا گھونٹا اور لاٹھی مارا۔ اور اوپر سے گر پڑے اور سینگ مارے اور جو کھا گیا درندہ مگر جو ذبح کرو تم۔ اور جو ذبح کروا اوپر تھانوں کے۔ اور یہ کہ قسمت معلوم کرو ساتھ تیروں کے۔ یہ فسق ہے آج کے دن نا امید ہوئے وہ لوگ کہ کافر ہوئے دین تمہارے سے پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج کے دن پورا کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا۔ اور پوری کی اوپر تمہارے نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام دین۔ پس جو کوئی بے بس ہووے بیچ بھوکھ کے نہ جھکنے والا طرف گناہ کے پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان۔

(۵) سورۃ انعام میں ہے۔ وقد فصل لکم ما حرم علیکم۔ ترجمہ تحقیق مفصل بیان کر دیا واسطے تمہارے جو کچھ حرام کیا گیا ہے اوپر تمہارے۔

قرآن بنانے والے نے سوا سور اور لہو اور مردار و غیر ذبیح جانوروں کے سب حیوانات اور پرند و نیز آبی جانور اور حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے حلال کر دیئے کیونکہ آیت نمبر ۱ و ۲ و ۳ میں فقط سور اور لہو اور مردار اور غیر ذبیح جانوروں کے سوا سب کو حلال کر دیا اور پھر یہی چاروں کی آیت نمبر ۴ و ۵ میں نہایت صاف الفاظ میں بیان کیا کہ جو کچھ حرام ہے وہ مفصل بیان کر دیا مگر علمائے اسلامیہ نے جب اور مہذب قوموں کا آچار دیکھا تو پھر قرآن کی اس تعلیم [illegible] کمی ہے۔ ۔ بلا۔ آدمی کا گوشت اور نیز ہاتھی اونٹ وغیرہ جانوروں کے کھانے کی اجازت ہو کر وہ حلال و طیب قرار پا گئے تھے اور بلحاظ دور اندیشی کے قرآن کی اس تعلیم کے برخلاف علمائے اسلامیہ نے تین درجہ قرار دیئے اور یہ تبدیل قرآن کو محمد صاحب کے مرنے سے کئی سو برس بعد نصیب ہوئی (۱) حلال۔ (۲) مکروہ۔ (۳) حرام۔ لیکن اس پر بھی علمائے اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو سکا اور بڑا بھاری اختلاف ہو گیا۔ نمونہ اُس کا ذیل میں [illegible] ہیں

نام جانور	امام مالک	امام حنفی	امام حنبل	امام شافعی	امامیہ شیعہ	خطابیہ
کتا	مکروہ	حرام	〃	〃	〃	〃
دشتی گربہ	حلال ہر دو قسم	حرام	〃	دشتی حلال	حرام	〃
موش	مکروہ	حرام	〃	〃	〃	〃
بندر	حلال	حرام	〃	〃	〃	〃
نیولا	حلال	حرام	〃	حلال	حرام	〃
فیل	حلال	حرام	〃	〃	〃	〃
گدھا	مکروہ	حرام	〃	〃	مکروہ	پتہ نہیں ملا
اسپ	بہتر ہے کہ نہ کھایا جاوے	حلال	〃	〃	بعض مکروہ	حلال
روباہ	پتہ نہیں ملا	حرام	حلال	〃	حرام	پتہ نہیں ملا
سانپ	مکروہ	حرام	انکی رای کا پتہ نہ ملا	حرام	〃	پتہ نہیں ملا
شتر	حلال	〃	〃	〃	〃	حرام
خرگوش	حلال	〃	〃	〃	حرام	حلال
سوسمار	حلال	حرام	حلال	〃	حرام	حلال
مینڈک	حلال	〃	انکی رای کا پتہ نہ ملا	حرام	〃	پتہ نہیں ملا
اُلو	حلال	〃	حرام	انکی رای کا پتہ نہ ملا	حرام	حلال
کرگس	مکروہ	حرام	〃	〃	〃	〃
بوتیمار	حلال	〃	〃	〃	پتہ نہیں ملا	حلال
گورخر جنگلی گدھا	حلال	〃	〃	〃	〃	〃
کرگدن گینڈا	حکم ندارد	〃	〃	〃	〃	〃
تیتر	مکروہ	حرام	〃	〃	〃	〃

استخوان فیل سب میں حلال ہے مگر شافعی نجس کہتا ہے

تتمہ

اے ناظرین غور فرماویں۔ جس حالت میں حرام کی تشریح مفصل قرآن میں آچکی اور قطعی [illegible] ہو گئی کہ [illegible] افتراء کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ تو علمائے کیوں قرآن پر اکتفا نہ کیا اور وہ چیزیں جو قرآن نے حلال کر دی تھیں۔ اُنمیں سے بعضوں کو کیوں اپنی اپنی عقل کے موافق حرام اور بعضوں کو مکروہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور پھر بھی آج تک اس کاٹ پر اتفاق نہ کر سکے اور [illegible] کرنے کے جا کہ مصنف قرآن نے آیت نمبر ۴ و ۵ میں بطور دعویٰ کے کہدیا کہ تیرے حرام و حلال کا بیان مفصل کر دیا ہے پھر اسمیں ترمیم کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی کیا وہ اپنے خدا سے زیادہ سیانے پیدا ہو گئے ہیں؟ کیا خدا کی عقل اُن سے کم تھی۔ سچ تو ہے کہ قرآن کی اس تعلیم سے محمدی لوگ غیر قوموں میں شرمندہ ہوتے ہونگے۔ اور ان کتا۔ بلا۔ گدھا۔ بندر۔ کرگس وغیرہ کے کھانے سے غیر قومیں اُن سے نفرت کرتی ہونگی۔ اسلئے یقین ہوتا ہے کہ علمائے اسلامیہ نے آل اندیشی سے اپنی عقل کے موافق قرآن کی اس تعلیم کی اصلاح کی۔ اور غالباً شروع میں یہی وجہ ان سے اس سخت نفرت کی ہوئی ہوگی۔ جو آج تک چلی آتی ہے حقیقت میں اگر انسان تعصب نہ کرے تو [illegible] میں قرآن کی تعلیم نہایت ہی مکروہ ہے۔ اور جیسا کہ [illegible] کے آچار کے موافق جس سے آدمی تک کا کھانا حلال و طیب [illegible] قرار دیا گیا۔ بھلا کوئی مہذب قوم ایسی تعلیم کو عزت سے دیکھ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ [illegible] یہ غور کر لو کہ آریہ ورت میں جو مسلمان لوگ آباد ہیں وہ اب تک بھی [illegible] سے ایسے مکروہ جانور

کے کھانے سے نفرت کرتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ خدا یہ تجربہ تاں! اور خدائے آسمانی کو ان چیزوں کے بنانے سے کیوں کراہیت نہ آئی۔ ایسی ہی بہت سی باتیں جو برخلاف عقل و حکمت و شائستگی کے ہیں لوگ غلط سمجھ کر خود بخود چھوڑتے جاتے ہیں۔ دیکھو ختنہ یعنی سنت کا مسئلہ ابراہیم نے قائم کیا۔ عیسائی لوگ جو ابراہیم کی نبوت کے قائل ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ختنہ کا حکم ابراہیم کو خدا سے ملا تھا اور احکام ایزدی کے تنسیخ کے بھی قایل نہیں ہیں مگر تاہم انہوں نے بمقتضائے ننگ و عار انسانیت کے اس مسئلہ کو چھوڑ دیا۔ دیکھو رومیوں کا خط باب ۲۔ آیت ۲۶ سے ۲۹ اور باب ۴ کی پہلی آیت۔ لیکن عرب کے جنگلی لوگوں میں بدستور قائم ہے۔ یہاں تک کہ عورتوں کا بھی ختنہ کرتے ہیں اور اسکو سنت سارہ بتلاتے ہیں۔ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ (مطبوعہ مطبع نولکشور ۱۲۸۵ء کے صفحہ ۱۳۲ سطر ۷ تا ۱۰ رکن اول باب ۵ فصل ۱۱ میں بایں طرح مذکور ہے (سارہ) از غایت قلق و اضطراب سوگند یاد کرد کہ عضوے از اعضائے ہاجرہ را قطع کند و تغیر خلق او نماید۔ ہاجرہ یعنی را دلشکستہ از سارہ بگریخت و در زاویہ متواری شد۔ ابراہیم از سارہ شفاعت نمودہ التماس کرد کہ تا خاطر از کدورت او صافی کند و برائے تحلۂ القسم ترمہائے گوش ہاجرہ را سوراخ کند و از اندام نہانی او چیزے قطع نماید و سارہ بقول ابراہیم عمل نمود و ایں سنت در میان زنان باقی گذاشت۔ اور لغات میں لکھا ہے۔ **ختان** بالکسر سر فرج بریدن در وقت ختنہ کردن از کشف ردیف خ صفحہ ۳۷۰ ختانہ سر فرج بریدن آنقدر کہ سنت باشد (از کشف ردیف خ صفحہ ۳۷۵)

اے ناظرین! دیکھنا چاہیئے کہ کتنی شرم کی بات ہے اور اسمیں کس قدر خرافات بھرا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اگرچہ طوعاً و کرہاً مردوں کا ختنہ جور و ستم سے مان لیا ہے مگر عورتوں کے ختنہ کو مارے شرم کے تا ہنوز نہیں مانا اور مانتے کس طرح کیونکہ ایک عربی کی مثال ہے **الحیاء من الایمان** حیا داری ایمان ہے حیا کے چلے جانے سے ایمان بھی کوچ کر جاتا ہے۔ ہمارے ایک فاضل مہربان نے ہمیں اطلاع دی کہ ملتان اور بہاولپور کی طرف ختنہ زنان بدستور جاری ہے اور علی العموم شب زفاف کو اس سنت کی باری ہے یعنی مومنات ختنہ پاتی ہیں۔ اور مقابل مختنوں کے خاتون بنائی جاتی ہیں ✦

خطاب بمرزا

مرزا کیوں مبتلا ہے قرآں کا
تجھ کو سودا ہوا ہے قرآں کا
تو اسی پر گھمنڈ کرتا تھا
دیکھ تو ٹوٹا کھچا ہے قرآں کا
مکر کرتا ہے اور فریب و دغا
خوب جعلی ہے خدا قرآں کا
خادع و ماکر و مضل نازل
واہ کیا کبریا ہے قرآں کا
آسمان سقف دکرہ میخ زمیں
فلسفہ کھل گیا ہے قرآں کا
فانی اشیاء کی کھائی ہیں قسمیں
اعتبار اٹھ گیا ہے قرآں کا
آدم و کعبہ سجدہ گاہ کئے
شرک یہ برملا ہے قرآں کا
بیم جاں سے طمع مال غارت کی
یہی دام بلا ہے قرآں کا
پھنس گئے اسمیں وحشیان عرب
سخت جور و جفا ہے قرآں کا
چھن گئی قتل عام کی تلوار
زور مارا گیا ہے قرآں کا
ابتو ہے عدل و امن قیصر ہند
ترک کرنا روا ہے قرآں کا
دین گبر و یہود سے ابلیس
خالق شر بنا ہے قرآں کا
خوف شر سے اسی کے خالق خیر
عرش پر جا بسا ہے قرآں کا
اس کے حملوں پہ روز تیر شہاب
وہ خدا مارتا ہے قرآں کا
دیکھو خناس کی شرارت پر
خاتمہ کر دیا ہے قرآں کا
وہم سے نکل اے غلام احمد
کیوں بھروسا رکھا ہے قرآں کا
اب قرآں کوئی دم کا مہماں ہے
خاتمہ ہو چلا ہے قرآں کا

سوامی جی کی نسبت مرزا صاحب کے اعتراضوں کا جواب وغیرہ

براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۱ سے ۵۳۷ تک

قولہ۔ میں ڈرتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایسا انجام نہ ہو جیسا کہ پنڈت دیانند آریوں کے سرگروہ کا انجام ہوا۔ کیونکہ اس احقر نے انکو ان کی وفات سے ایک مدت پہلے راہ راست کی طرف دعوت کی اور آخرت کی رسوائی یاد دلائی۔ اور ان کے مذہب اور اعتقاد کا سراسر باطل ہونا براہین قطعیہ سے ان پر ظاہر کیا۔ اور نہایت عمدہ اور کامل دلائل سے باادب تمام ان پر ثابت کیا گیا کہ دہریوں سے بعد تمام دنیا میں آریوں سے بدتر اور کوئی مذہب نہیں۔

اقول۔ جیسا سوامی جی کا انجام ہوا وہ ایک عالم پر روشن ہے۔ ہزاروں لاکھوں کو مسلمان عیسائی ہونے سے بچایا اور وید کا بھاش کر کے ایک عالم کو راہ راست دکھلایا بت پرستی و مخلوق پرستی و پیر پرستی و کعبہ پرستی کی مہلک بیماریوں سے بذریعہ اروئیے اپدیش و گیان۔ مریضان آریہ ورت کو شفا دی۔ بیوگان کی آہ و زاری کو وید کی تسلی بخش ہدایت سے دور کر کے ست دھرم کا پرکاش کیا۔ نفاق پسند ہندوستان کو اتفاق سے آریہ ورت بنایا۔ قرآنی کرانی مذہبوں کے سفارشی ڈھکوسلوں سے آریہ ورت کی روحوں کو بچایا ع

گل ست سوامی و در چشم دشمنان خارست

مرزا صاحب! جب آپ خود گمراہ ہیں تو اور لوگوں خصوصاً سوامی جی کو (جو ابر رحمت یزدان اور دریائے علم و عرفان تھے) کیا ہدایت کر سکتے تھے۔ ع ایں گزاف ست با خورشید لاف بوم شوم۔ آخرت والے فقرے کا جواب میرے پاس اور کچھ نہیں۔ مگر صرف یہ کہ جھوٹھ بولنے کے عوض تم خود رسوا ہو گئے۔ اُن کے مقابلہ سے دُم دبائے رہے روبرو آنے سے برقعہ میں منہ چھپاتے رہے اور اب باتیں بناتے ہو خدا سے شرماؤ اور جھوٹھ کہنے سے باز آؤ۔ آپ کا قرآنی خدا خود دہریہ ہے جو سورۃ العصر میں زمانہ کے تصدق جاتا اور اُس کی قسمیں کھاتا ہے۔ حدیث مشکات و بخاری میں محمد صاحب کی زبانی منقول ہے۔ **ولا تقولوا خیبۃ الدھر فان اللہ ھو الدھر**۔ **ترجمہ**۔ "اور نہ کہو نا امیدی زمانہ کی اس لئے کہ تحقیق اللہ ہی ہے زمانہ" حدیث نبوی اور قرآن دونوں سے ہر طرح ظاہر ہے کہ دہریوں اور محمدیوں میں ذرہ تفاوت نہیں بلکہ روحانی رفاقت کیونکہ زمانہ ہی انکا خدا ہے اور دہر ہی انکا کبریا۔ پس دہریت اور اسلام باہمی توام ہیں جسمیں کسی کو کلام نہیں۔

آریوں سے زیادہ خیر خواہ آپکا نا معلوم ہے کہ خدا جانے آپکے سینہ پر کینہ میں غم و الم کا کیوں ہجوم ہے۔ حضرت! قطع النظر مبلغ علیہ الرحمۃ و برکتہ کے ہم آپکے مخالف نہیں بلکہ آپ کی بہتری کے طالب ہیں۔ تاکہ آپ سیدھی راہ پر آویں اور جہالت سے نجات پاویں۔ دہریہ تو عدم ثبوت کے سبب لاچار ہیں۔ مگر آپ مانکر بھی جہالت میں گرفتار ہیں۔ خدا کو عرش پر محدود مانتے ہو اور ہر جگہ اسے موجود نہیں جانتے۔ قتل و خونریزی کو زینت ایمان گردانا ہے اور سفارش و شفاعت کو اس کے حضور جائز جانا ہے جہان کو گمراہ کرنیوالا اُسے ٹھہرایا ہے اور ضلالت کا بانی مبانی اُسے بنایا۔ پس دہریوں سے تمہیں کوئی فضیلت نہیں بلکہ ہر طرح رذیلت ہے اُن کا نہ سمجھنے کے سبب انکار ہے اور آپ سمجھ کر جہالت میں گرفتار ہو ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

قولہ۔ کیونکہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی سخت درجہ پر تحقیر کرتے ہیں کہ اُس کو خالق و رب العالمین نہیں سمجھتے اور تمام عالم کو یہاں تک کہ ذرہ ذرہ کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور صفت قدامت اور ہستی حقیقی میں اُس کے برابر سمجھتے ہیں ✦

اقول ۔ خداتعالیٰ کی تحقیر تو قرآن کرتا ہے جو کہتا ہے۔ سورۃ آل عمران میں مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین ترجمہ مکر کیا انہوں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ بڑا مکار ہے۔ سورۃ انفال میں ہے۔ یمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ ترجمہ ۔ مکر کرتے تھے وہ اور مکر کرتا تھا اللہ اور اللہ بڑا مکر کرنیوالا ہے سورۃ بقر میں ہے۔ اللہ یستہزئ بہم و یمدہم فی طغیانہم ۔ ترجمہ اللہ ہنسی کرتا ہے اُن سے اور بڑھاتا ہے اُن کو سرکشی میں۔ سورۃ الدہر میں ہے وانا نخاف من ربنا یوما عبوسا ترجمہ ۔ ڈرتے ہیں ہم پروردگار اپنے سے اُس دن کہ جس دن مُنہ بنانے والا ہوگا۔ سورۃ اعراف میں ہے افامنوا مکر اللہ ترجمہ پس بےخوف ہوگئے خدا کے مکر سے سورۃ ابراہیم میں ہے فللہ مکر جمیعاً ۔ ترجمہ ۔ واسطے اللہ کے ہے مکر تمام سورۃ اعراف میں ہے واملی لہم ان کیدی متین ترجمہ ۔ فرصت دونگا اُن کو بلاشبہ میرا مکر مضبوط ہے۔ سورۃ یونس میں ہے اللہ اسرع مکراً ترجمہ ۔ اللہ بہت جلد مکر کرنیوالا ہے سورۃ بقر میں ہے یخادعون اللہ والذین آمنوا ترجمہ فریب دیتے ہیں اللہ کو اور لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں سورۃ یوسف میں ہے کذالک کدنا لیوسف ۔ ترجمہ اسی طرح ہم نے مکر کیا یوسف کے لئے۔

مرزا صاحب! ہم تو اُس کو سب خداوندی کی صفتوں سے موصوف اور قدیم مانتے ہیں تمام دنیا کا خالق و رب العالمین جانتے ہیں۔ مگر قرآن کی طرح بہت سے خالق نہیں ٹھانتے اور نہ خدا کو احسن الخالقین یعنے خالقوں میں سے اچھا گردانتے ہیں۔ ہم ذرہ ذرہ کو اُس کے تابع فرمان سمجھتے ہیں اور کسی چیز کو اُس کے حکم سے باہر جیسا کہ قرآن شیطان کو جانتا ہے، یا رو گردان یا اُس کے قبضہ قدرت سے دور نہیں ٹھہراتے اور قدیم زمانہ سے سب چیزوں کو احاطہ قدرت قدیم میں بتلاتے ہیں اور دلائل معقول سے شہادت لاتے ہیں۔

قولہ ۔ اگر اُن کو کہو کیا تمہارا پرمیشور کوئی روح پیدا کر سکتا ہے۔ یا کوئی ذرہ جسم کا وجود میں لا سکتا ہے۔ یا ایسا ہی کوئی اور زمین و آسمان بھی بنا سکتا ہے یا کسی اپنے عاشق صادق کو نجات ابدی دے سکتا ہے۔ اور بار بار کتے بلے بننے سے بچا سکتا ہے یا کسی اپنے محب خالص کی توجہ قبول کر سکتا ہے۔ تو ان سب کا یہی جواب ہے کہ ہرگز نہیں۔

اقول ۔ روح اور ذرہ کی پیدائش کی بابت ہم شروع میں جواب دے چکے ہیں مگر صرف ایک فقرہ یہاں کہتے ہیں کہ نیا پیدا کرنا ایک تو خدا کے گھر میں کمی کا الزام ہے دوم وہ محتاج ثابت ہوتا ہے جس طرح وہ جاہل نہیں ہو سکتا۔ بندہ نہیں بن سکتا۔ بھولتا نہیں وغیرہ اسی طرح اُس کے گھر میں نیستی و ناداری نہیں ہے اور نہ روحوں اور ذروں کی کمی ہے۔ پس موجودگی میں پیدا کرنا یا پیدا کرنے کی خواہش فعل عبث سے زیادہ نہیں ہے۔ ہاں پیدا کرنے کے معنے اگر یہ لو کہ ظاہر کرنا تو بیشک روحوں اور ذروں کو جو اُس کے پاس موجود ہیں انادی زمانہ سے مختلف قالبوں میں ظاہر کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔ اور آسمان و زمین کا پیدا کرنا آسمان لفظ تو فضول ہے مگر زمین کا پیدا کرنا اگر حاجت پڑے تو پیدا کر سکتا ہے مگر حاجت معدوم ہاں سلسلہ انادی سے جیوؤں کی حاجت کے مطابق سرشٹی مانا ہے پیدا کرتا ہے۔ خدا کوئی حجلہ نشین معشوقہ نہیں ہے جس کے لوگ عاشق ہوں اور آسمانو پر ملاقات کرنے کو زینہ لگا کر جاویں۔ البتہ وہ سب کا مالک و سوامی ہے۔ اُس کی عبادت ضروری ہے۔ اُس کے بھگت اُس سے ناواجبی درخواست نہیں کرتے اور نہ بیہودہ تمنا دھرتے ہیں۔ بھگتوں۔ سنتوں۔ رشیوں کو پرماتما کی شرناگت ہونے سے بُری جونوں میں نہیں جانا پڑتا۔ مگر زانیوں۔ بدچلنوں۔ بدمعاشوں۔ گوشت خوروں۔ شرابیوں وغیرہ گنہگاروں کو ان بُری جونوں میں جانا پڑتا ہے نہ کہ مہاتماؤں کو۔ تو یہ صرف دھوکہ دہی ہے پس آپ کا تمام اعتراض و الزام صرف وسواس خام ہے۔

قولہ ۔ مگر افسوس کہ پنڈت صاحب نے اِس نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی اختیار نہ کی اور اپنے تمام بزرگوں اور اوتاروں وغیرہ کی اہانت اور ذلت جائز رکھی مگر اس ناپاک اعتقاد کو نہ چھوڑا اور مرتے دم تک اُن کا یہی ظن رہا۔ کہ گو کیسا ہی اوتار ہو رام چندر ہو کرشن ہو یا خود ہی ہو جس پر وید اُترا ہو۔ پرمیشور کو ہرگز منظور ہی نہیں کہ اُس پر دائمی فضل کرے بلکہ وہ اوتار بنا کر پھر بھی اُنہیں کو کیڑے مکوڑے بناتا ہی رہے گا۔

اقول ۔ میں آپ کے نہایت ہی ذلیل اعتقاد اور اہانت و ذلت اور ناپاک بنیاد کا کچھ جواب نہیں دیتا۔ ناظرین خود ہی آپ کی اصالت جان لیں گے۔ پرماتما دانائے کُل ہے اُس کا کوئی کام گیان و کاملیت سے خالی نہیں۔ اُس کی کوئی صفت دوسری صفت کی متضاد نہیں۔ اور سب صفتوں کا باہمی کامل تعلق ہے عدالت و صداقت کے حضور سفارش و خود غرضی کا آنا سراپا محال ہے اور کوئی منصف مزاج منظور نہیں کر سکتا۔ مگر رشوت خور۔ پس بیفائدہ فضل یا بلا سبب رحمت یا بے اندازہ عدالت یا اسیطرح قہر و رحمت و ظلم غرضیکہ یہ تمام کام سوائے کسی نافہم و مخبوط الحواس کے صحیح العقل سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے کرشن جیو مہاراج خود فرماتے ہیں ؎

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन।
तान्यहं वेद सर्वाणि न त्वं वेत्थ परंतप॥ अ० ४।५

"اے ارجن میرے اور تیرے جنم بہت سے گزر چکے ہیں۔ مگر اُن سب جنموں کی کیفیت کی مجھ کو یاد داشت (بسبب یوگی ہونے کے) ہے۔ لیکن تجھ کو نہیں ہے" ایسے ہی خود رامچندر جی مہاراج بالمیکی رامائن وغیرہ میں بھی جنموں کے پانے کا اقبال کرتے ہیں پس وہ مہاتما تھے اور ہمیشہ ایسے مہاتما جگت اپکار کے واسطے جنم لیتے ہیں۔ بُری جونوں میں نہیں جاتے یہ آپکا وسواس شیطانی سراپا نادانی ہے۔ ہاں یہی اعتراض اسلامی بزرگوں کی نسبت عاید ہے شیخ سعدی کہتا ہے ؎

پسر نوح با بدان بنشست　　خاندان نبوتش گم شد ۔
بابداں یار گشت ہمسر لوط　　خاندان نبوتش گم شد ۔
سگ اصحاب کہف روزے چند　　پے نیکاں گرفت مردم شد ۔

مُفصل حال اِس کا قرآن اور توریت میں موجود ہے اور ہر ایک غیر متعصب کے لئے باعث نصیحت۔ آپ جھوٹ بولنے سے اجتناب فرماویں۔ کسی آریہ کا آپ کے مطابق اعتقاد نہیں ہے۔ مگر بموجب فرمان وید مقدس کے۔

قولہ ۔ وہ کچھ ایسا سخت دل ہے کہ عشق اور محبت کا اُس کو ذرا پاس نہیں اور ایسا ضعیف ہے کہ اُسمیں خود بخود بنانیکی ذرا طاقت نہیں۔ یہ پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا۔

اقول ۔ مرزا صاحب آپکا خدا بیشک ایسا ہی قہار ہے اور اسی طرح کا جبار وہ ایسا ہی سخت دل ہے۔ اور مخلوق کا قاتل۔ دیکھو قرآن کی سورۃ لہب تمام۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیت یا ایہا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار و لیجدوا فیکم غلظۃ ترجمہ اے مسلمانو لڑو و قتال کرو اُن لوگوں سے کہ پاس تمہارے ہیں کافروں میں سے اور چاہیئے کہ پاویں بیچ تمہارے سختی۔ اور سورۃ انفال کی یہ آیت یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ترجمہ یعنی اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اور سورۃ توبہ کی یہ آیتیں۔ واللہ لا یہدی القوم الکفرین۔ واللہ لا یہدی القوم الفسقین۔ ترجمہ ۔ اور خدا نہیں ہدایت دیتا کافروں کی قوم کو۔ اور اللہ نہیں دیتا فاسقوں کی قوم کو۔

بیشک مسلمانوں کے خدا کو عشق اور محبت کا ذرا پاس نہیں۔ ایوب کا خانہ خراب کیا شیطان کے اغوا سے۔ ذکریا کے سر پر آرہ چلایا۔ ابلیس کے ارشاد سے۔ محمد صاحب کے دو دانت شہید کر کے سلوہ خاک میں دفنائے خواجہ حارث کے ورغلانے سے۔ غرضیکہ

تن اور محبت کا اُسے ذرا اس نئی شہادت کے واسطے دیکھو ایوب کی کتاب باب ۴۱ سے ۴۲ باب تک اور قرآن اور معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ رکن چہارم باب ششم صفحہ ۱۰۔ جنگ احد خود بخود بنانا ایک مہمل بات ہے۔ ہاں تمام دنیا کو بغیر مدد کسی انسان حیوان وبال کے وغیرہ کے سنا سکتا ہے اور سناتا ہے البتہ بقول محمدیان کے اپنا جگر کاٹ کے نہیں بنانا اور نہ اپنے شگوفہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یہی پنڈت صاحب کا خوش عقیدہ تھا اور یہی پسندیدہ عقیدہ ویدک دھرم میں آرمدہ ہے مگر نہیں معلوم کہ آپ کس جہل باطنی کے سبب اس سے کشیدہ خاطر ہیں۔ خدا آپ کو ہدایت دیوے۔

قولہ۔ جس کو پیر ور دلائل سے رد کرکے پنڈت صاحب پر یہ ثابت کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ ہرگز ادھورا و ناقص نہیں بلکہ مبداء ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور مستجمع ہے جمیع صفات کاملہ کا۔ اور وحدہ لا شریک ہے اپنی ذات میں اپنی صفات میں اور معبودیت میں ؛

اقول۔ مرزا صاحب زبان درازی نہ کرو پنڈت صاحب کے مقابلہ سے ہمیشہ اس طرح منہ چھپاتے رہے جیسے آفتاب سے چمگادڑ۔ اور یہی حال آج تک ہے۔ مقابلہ میں نہیں آتے۔ قرآن میں تو انکار روندا ہے۔ مگر ذرا اُن مسلمانوں کے عقائد کو پہلے رد کرو جو بطالت اسلام سے متنفر ہو کر آریہ دھرم پر آ گئے ہیں۔ بعد ازاں کوئی بات کسی آریہ پر ثابت کرو۔ بیشک ان صفات کو آریہ لوگ مانتے ہیں اور یہی وید مقدس کا ارشاد ہے۔ مگر قرآن ان سے روگرداں ہے۔ قرآن خدا کو مکار بتلاتا ہے اور گمراہ کرنے والا اختلاتا ہے۔ اس کے سوا اور بہشت سے خالق اور رب پوجواتا ہے کعبہ کی طرف جھکاتا ہے اور بیت الحرام کو مسجود کراتا۔ سنگ اسود سے گناہ بخشواتا اور یسبح المذنبین ٹھہراتا ہے۔ اگر در خانہ کس است ہمیں بس است ؛

قولہ۔ اور پھر اس کے بعد دو دفعہ بذریعہ خط رجسٹری شدہ حقیقت دین اسلام سے بدلائل واضح اُن کو متنبہ کیا گیا اور دوسرے خط میں یہی لکھا گیا کہ اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیقت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے۔ ایک معقول دلائل سے جن سے اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتی ہیں۔ دوسری آسمانی نشانات و ربانی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور روحانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتی ہیں جن سے حقیقی نجات اسی جہان میں سچے ایماندار کو ملتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائے جاتے۔ اور نہ ان کو طاقت ہے کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں ؛

اقول ۔ آپ شیخی مارنے کو تو شیخ چلی سے بھی بڑھ کر ہیں اور ہے بھی سچ اگر آپ اس مشیخت سے کام نہ لیں۔ تو گزارہ کہاں سے چلے۔ آپ نے پرنس بسمارک وزیر اعظم سلطنت جرمن کو رجسٹری بھیجی۔ آپ نے مسٹر گلیڈسٹون کو دعوت کی۔ آپ نے نیوارک میں لارڈ صاحب کو خط لکھا وغیرہ ایسے ہی بہت صاحبان کے پاس آپ کی رجسٹری پہونچی۔ جس میں آپ نے لکھا تھا کہ ایک سال تک آ کر میرے پاس ٹھہرو یا خوارق عادات آسمانی نشانات بتلاؤنگا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے تنخواہ بطور ہرجانہ یا جرمانہ دونگا۔ آپ بسم الرحمان تیس ہزار خان بلکہ پچاس ہزار خان میں وہ حقیقت دین اسلام والے خط لکھے اور طبع بھی کرائے خط کیوں طبع نہ کرائے۔ کہاں چھپائے۔ میں نے آپکو اس قدر خط لکھے اسلام کا دوہرا ثبوت کہاں تحفتہ المقدس؟ آپ حیلہ حوالہ فرماتے رہے۔ اس وقت وہ حقیقت اسلام کا دوہرا ثبوت کہاں ... بالاخانہ (بیت المقدس) تابوت کی طرح بند پڑا تھا۔ جب میں دو ماہ **قادیان** میں رہا آپ کے بالاخانہ میں لگا تھا۔ میں بھی بسر انجام مباحثہ کے واسطے حاضر ہوا۔ وہ دوہرا ثبوت کس لاہوت میں ... اور کیوں اس قدر الفاظ آپ نے جمع کرکے قافیہ ... دکھا۔ کرامات کے متعلق جس قدر

بازرہا ہے۔ اُن سب کا جواب معجزات کی تردید میں آچکا ہے۔ زیادہ سوائے قبولیت کے سمجھ میں نہیں ہے مگر نقطہ دانوں کے واسطے ایک یادداشت لکھتا ہوں۔ یادداشت۔ جمشید کے وقت میں جب انگشتری ایجاد ہوئی بادشاہ نے اُس کو دست چپ میں پہنا۔ حکیموں نے اعتراض کیا کہ دست راست میں چاہیئے تھی بادشاہ نے جواب دیا کہ دست راست اپنی بس است۔ آریہ دھرم کو معجزوں اور شعبدوں کی ضرورت نہیں الانبیوں کو ہے۔ آریہ دھرم کو آریہ منوہی کافی و وافی ہے ؎

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔ فلک پر کیسے خوش لگتا ہے دیکھو چاند بن گہنے

اسی طرح اصول حقہ اسلام کی دیوار روئیں بھی جانئے۔ جس سورہ کہف والے ذوالقرنین کی دیوار روئیں نامس نہیں ہے۔ دونوں کا مخرج قرآن ہے اگر ایک سچ نہیں تو دوسری کی صداقت کا کیا ارمان ہے بلکہ صحیح البطلان ہے زردشت والے معجزات دنیا میں ثانی میں مسیلمہ کی خوارق عادات کی بابت مسلمانوں کو بھی حق بیانی ہے۔ **محمد صاحب** کے معجزات میں اور طمطراق اس قدر کہ گویا چشم دید مشاہدات ہیں۔ جتنے پڑھ کر قرآن کے پیرو اپنے جنیوں میں الفاظ آپ نے استعمال فرمائے ہیں۔ ان سے بدا و جہ پڑھ کر ہے۔ آپکا قرآن محمد صاحب کے معجزات سے انکاری ہے۔ مگر حدیثوں میں کے واسطے لائے ہیں۔

मूलेनास्ति कुतो शाखा ॥ سنسکرت کی ایک مثل ہے۔ یعنی **اقلیدس** کا نہم علوم مناظرہ معجزوں کی نار رہا۔ جس کا مول نہیں اُس کی شاخیں کہاں سے آگئیں۔ اسلام کے کل ہیں اگر ان کے مدینے جس کا مول نہیں اُس کی شاخیں کہاں۔ پس محمد صاحب تمام دین اسلام کے کل ہیں۔ پس محمد صاحب ثابت کر چکے کہ وہ بے معجزہ تھے پس بے کرشمہ بڑا ہوتا ہے اپنی خبر ہے۔ پس معجزہ بالکل نہیں جیسا کہ ہم دلائل قرآنی سے ثابت کر چکے ہیں کامل متبعین میں بھی معجزہ کا نام بجز منافقہ پاس معجزہ بالکل نہیں جیسا کہ ہم کے کامل متبعین میں بھی دم مار سکیں ؛

غلام احمد میں یا کسی اور اسلام کے کامل متبعین میں دم مار سکیں کہ اس قسم کی باتوں میں دم مار سکیں دونوں قسم کے ثبوت میں سے کے ناممکن ہے اور نہ انکو طاقت ہے۔ سو اگر ان دونوں کا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آ کر اپنی تسلی کر لینی چاہیئے۔ اور

قولہ۔ لیکن اسلام میں وجہ دوں کا متحقق ہے۔ کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو تو اسی جگہ قادیان میں آ کر اپنی تسلی کر لینی چاہیئے۔ اور آمد و رفت کا اور نیز روزینہ خوراک کا بھی پنڈت صاحب کو لکھا گیا کہ معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت کا بھی بتلایا گیا۔ اور دونوں رجسٹریاں آریوں کو بھی بتلایا گیا۔ اور وہ خط اُن کے بعض آریوں کو بھی دکھلائے گئے اور دستخطی رسید بھی آگئی۔

اقول۔ نہیں شک تھا اور اب بھی شک بلکہ دروغ جانتے ہیں کہ یہ آپکا افتراء محض ہے۔ ہم قادیان میں بھی گئے مگر آپ نے کسی طرح کی تسلی نہیں کی۔ اور نہ کوئی معجزہ بتلایا جب اُن کے ایک شاگرد سے بھی عہد پورا نہ ہو سکے۔ تو انکو دعوت کرنی صرف ایک زبانی شرارت تھی۔ آپ میاں مانگتے اور باہر جھگڑے درویش۔ یہ ایک پنجابی مثال ہے اور بالکل آپ کے حسب حال ہے۔ خود قرضدار اور گذارہ سے لاچار۔ مگر اس قدر تنہائی کے روپیوں کے دعویدار ہیں خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا غذ پر تمام سند سمہ کی رقوم لکھ سکتے ہیں مگر نقد ندارد ہے ؎ قرض نے مرزا نکما کر دیا ۔ ورنہ ہم بھی آدمی اچھے کام کے

لطیفہ۔ ”جب مرزا صاحب کی شادی ربیکی خدا کی طرف سے منادی آئی تھی) دہلی میں ہوئی تو مشہور کیا کہ نواب ناصر کے گھر میری برات جاویگی۔ قادیان کے چند ہنود براتی میں گئے مگر مسلمان ندارد تھے۔ وہاں جا کر حیران ہوئے کہ وہ نہ نواب تھے۔ نہ فوج۔ نہ حشمت صرف نواب ناصر ہیں۔ بہت سے جاہل ان کے مرید۔ اسکو کرامات جانتے تھے۔ مگر جب آخر کو نواب ناصر صرف میاں ناصر نکلے تو تمام قلعی کھل گئی“ چونکہ آپ نے بعض آریوں کا نام رجس کو خط بتلایا گیا تھا نہیں لکھا۔ پس دعوی امشتہی سے قابل اعتبار نہیں۔

قولہ۔ پر انہوں نے حب دنیا اور ناموس دنیوی کے باعث سے اس طرف ...

توجہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جس دنیا سے انہوں نے پیار کیا۔ اور ربط بڑھایا تھا۔ آخر بقضائے قدرت اس کو چھوڑ کر اور تمام درم و دینار سے بہ مجبوری جدا ہو کر اس دار الفنا سے کوچ کر گئے۔ اور بہت سے غفلت اور ضلالت اور کفر کے پہاڑ اپنے سر پر لے گئے۔

اقول۔ وہ تو فقیر تھے ان کی نسبت تو ان باتوں سے ایک بھی مورد نہیں ہو سکتی اور نہ بت نہ دنیا سے ان کا پیار تھا اور نہ درم و دینار سے۔ وہ تو لوگوں کو غفلت اور ظلمت اور ضلالت اور کفر سے نکال کر صداقت۔ حقیقت۔ وحدانیت۔ معقولیت کی طرف رجوع کرا گئے اور صد ہا تمدیوں کو تعصب و خونریزی۔ شرک و جہالت سے بچا گئے۔ باقی گالیوں کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

قولہ۔ اور ان کے سفر آخرت کی خبر بھی کہ جو اس کو تیس اکتوبر ۱۸۸۳ء میں پیش آیا تخمیناً تین ماہ پہلے خداوند کریم نے اس عاجز کو دیدی تھی۔ چنانچہ یہ خبر بعض آریہ کو بھی بتلائی گئی تھی۔ خیر یہ سفر تو ہر ایک کو در پیش ہی ہے اور کوئی آگے اور کوئی پیچھے اس مسافر خانہ کو چھوڑنے والا ہے۔ مگر یہ افسوس ایک بڑا افسوس ہے کہ پنڈت صاحب کو خدا نے ایسا موقعہ ہدایت پانے کا دیا کہ اس عاجز کو ان کے زمانہ میں پیدا کیا۔ مگر وہ باوصف ہر طور کے اعلام کے ہدایت پانے سے بے نصیب گئے۔ روشنی کی طرف ان کو بلایا گیا۔ مگر انہوں نے کم بخت دنیا کی محبت سے اس روشنی کو قبول نہ کیا اور سر سے پاؤں تک تاریکی میں پھنسے رہے۔ ایک بندہ خدا نے بارہا ان کو ان کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا مگر انہوں نے اس طرف قدم بھی نہ اٹھایا۔ اور یوں ہی عمر کو بیجا التعصبوں اور نخوتوں میں ضائع کر کے حباب کی طرح ناپدید ہو گئے۔ حالانکہ اس عاجز کے دس ہزار روپیہ کے اشتہار کے اول نشانہ وہی تھے۔ اور اسی وجہ سے ایک مرتبہ رسالہ برادر ہند میں بھی ان کے لئے اعلان چھپوایا گیا۔ مگر ان کی طرف سے کبھی صدا نہ اٹھی۔ یہاں تک کہ خاک میں یا راکھ میں جا ملے۔ سو اے بھائیو انہیں پنڈت صاحب کے حال سے نصیحت پکڑو۔

اقول۔ اگر ان کی وفات کی خبر رب العرش نے قادیان میں آن کر آپ کو دی تھی تو آپ نے کیوں تین ماہ کے اندر یا اس کے بعد اشتہار طبع نہ کرائے۔ کیوں تمام بازاروں میں منادی نہ کرائی۔ تا کہ ہزاروں لوگ آپ کی (معاذ اللہ و نعوذ باللہ) صداقت سے آریہ دھرم کو چھوڑ دیتے اور حجت قائم ہو جاتی۔ اور کیوں خیانت مجرمانہ کر کے سال ۱۸۸۴ء میں یہ چالاکی کی کہ اسے درج کیا؟ کیوں لاہور یا امرتسر کے آریہ سماج میں خط نہ لکھا؟ اور کیوں اس جلد سال ۱۸۸۳ء میں بھی کسی آریہ کا نام نہ لکھا؟ اور کس واسطے سوامی جی کو رجسٹری شدہ چٹھی نہ ارسال کی؟ اور کیوں ان کی رسید نہ منگوائی؟ چونکہ ان باتوں سے آپ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اس واسطے آپ کا معجزہ بالکل باطل ہو گیا۔ اور ہمیں کہنا پڑا۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد۔ پنڈت جی کی ہدایت کا حال آفتاب تمثال ایک دنیا پر روشن ہو گیا۔ مگر آپ کی بابت بڑا ہی افسوس ہے کہ جس طرح آپ کے چند بھائی حق پر آ گئے ہیں اگر آپ بھی کفر و ضلالت سے نکل کر خدا اکبر کا اور قریبی گنبد سے کہ بیت الحرام کی پرستش چھوڑ کر حجر الاسود پرستی و ہزاروں بیکسنہ کے آگے انکار کرتے اور خدا کو رحیم و منتصب امنا ترک کر حقانیت و وحدانیت وید دھرم کی طرف رجوع ہو جاتے تو کس قدر دنیا کو فائدہ پہنچتا۔ اور آپ کا بھلا ہوتا۔ اگرچہ وہ دائمی برحق تشریف فرما ہو گئے۔ مگر

ہنوز آں ابر رحمت در فشان است ٭ و صداقت راہمان ذکر و بیان است

آیئے۔ تسلی فرمائیے۔ ہم آپ کے خرچ و خوراک کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ زر پرستی چھوڑیئے اور مکر بازی سے منہ موڑیئے۔ آپکے پاس وہی تب معراج دانی روشنی ہے تا کوئی اور یہ روشنی آجکل تاریک تا بسہ ہو گئی ہے اور اس روشنی سے جہاں میں خونخوار طوفان بے تمیزی پھیل گیا ہے یہ

آپکی روشنی دوات کی روشنائی ہے اور کسی سے تو نکی کا نام کا نور کی مثال اسی کے حسب حال آتی ہے۔ آپ خدا کے بندے نہیں ہیں "غلام احمد" محمد صاحب کے بندہ ہیں اور بقول مولوی عبید اللہ کے۔ ع

یار دوزخ کے اوسے بھٹن گئے ٭ جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے۔

دوزخ کے بندے ہیں" اگر آپ خدا کے بندے ہوتے تو خداوند تعالیٰ پر اس قدر الزام نہ لگاتے اور اتنے اتہام نہ پھیلاتے۔ بلکہ تاریکی سے نکلنے کی کوشش فرماتے۔ مگر آپ نے کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ہم آپ کو خدا کا بندہ کس طرح جانیں۔ آپ تو نفس پرست۔ اور نفس کے بندے ہیں اور روپیوں اور لڈوؤں کے جمع کرنے کے لئے ہر طرف پھندے لگا رہے ہیں۔ مولوی رومی آپ کے حق میں کہتا ہے۔ "اہل دنیا کافران مطلق اند"

دس ہزار روپیہ کا اشتہار۔ آپ کا سراپا جھوٹھ اور کذب اور جعل ہے۔ آپکی منقولہ اور غیر منقولہ کسی قسم کی جائداد اس قیمت کی نہیں ہے۔ تمام قصبہ قادیان کے ہندو مسلمان آریہ وغیرہ میرے گواہ ہیں۔ بلکہ تمام ضلع گورداسپور کے لوگ آپ کی قلاشی اور وجہ معاش سے آگاہ۔ برادر ہند کا رسالہ سوامی جی کے مطالعہ میں نہیں آتا تھا۔ کیونکہ وہ فارسی اردو نہیں جانتے تھے۔ اور پنڈت شیو نرائن برادر ہند کا ایڈیٹر سنسکرت نہیں جانتا۔ پس وہ اشتہار محض بے سود و مردود تھا۔ ہاں اگر بھارت مترا خبار کلکتہ یا کسی اور اخبار ناگری میں چھپواتے تو بھی ایک بات تھی۔ مگر ان میں نہیں چھپوایا۔ العجب یہ ہے کہ آپ کو خدائے مکہ نے جیسا کہ اس وقت عربی میں الہام ارسال کیا تھا۔ سنسکرت میں کیوں الہام نہ بھیجا تا کہ سوامی جی سے سنسکرت میں مباحثہ کر کے فتحیاب ہوتے۔ اور ان کے مرنے کے بعد اس قدر نہ روتے۔ اور نہ بیہودہ غم و غصہ میں زندگی کھوتے۔ مگر ایک خیال گزرتا ہے کہ سوامی جی کے اپدیشوں سے جب بہت سے محمدیوں نے نہایت ذلیل اعتقاد سے دست کشی کی۔ تو ایسی ایسی باتیں سن کر مرزا صاحب نے جو چلہ کشی کر رہے تھے رحمن العرش کے حضور درخواست کی ہو گی کہ تو ہمارے بزرگوں کے نام کی شرم رکھ ہمارا تلوار کی خزانہ مفت میں برباد ہو رہا ہے۔ کچھ لا یعنی خرافات اور واہی اعتراضات لکھ کر اس کے روکنے کا بندوبست کر۔ اور اس کو کسی طرح مخالفت فرما تاکہ غلاموں سے ہم محروم نہ رہیں۔ مگر آفتاب صداقت ان دنوں نصف النہار پر تھا جس نے تھوکا اس کے منہ پر گرا۔ اور جو مقابلہ میں آیا منہ کی کھائی۔ اور وید دھرم پر ایمان لایا۔ خدائے محمدیاں نے اپنی پاکٹ بک یعنے لوح محفوظ میں دیکھا ہو گا اور عرش پر گھبرایا ہو گا اور اپنے معشوق کی امت برباد ہوتی دیکھ کر رمل ڈلوایا ہو گا کہ اس مہاتما کی میعاد زندگی کس قدر باقی ہے سوامی جی کے انتردھیان ہونے کے بعد رب المسلمین و رب العرش و رب المکہ و رب القادیان کو ان کی موت کی خبر ملی ہو گی تو جھٹ فاختہ یا کبوتر قادیان میں اترا ہو گا۔ اور سلام علیکم کہہ کر حال بتلایا ہو گا۔ سوائے اس بات کے ہم مرزا صاحب کے دعویٰ کو اور کچھ خیال سے زیادہ تر نہیں دے سکتے۔ خدا انہیں ہدایت دیوے۔ اور وید دھرم کی طرف رجوع کرے۔

اب ہم محمد صاحب اور سوامی دیانند صاحب کی زندگی کا مقابلہ دکھلاتے ہیں اور ان کے چال چلن اور خدا شناسی کے بارہ میں فضلاء اسلام کی شہادتیں لاتے ہیں۔ خدا کرے کہ ناظرین حق و باطل میں تمیز فرمادیں۔

محمد صاحب اور سوامی صاحب کی زندگی کا مقابلہ

محمد صاحب	سوامی صاحب
ان کے والدین بت پرست تھے۔ اور	آپکا سال پیدائش سمت ۱۸۸۱ بکرمی اور جنم بھومی

محمد صاحب

مکہ کے مندر کے پوجاری۔ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ و الضحیٰ ووجدک ضالا فھدیٰ۔ "اے محمد تو گمراہ تھا ہم نے تجھے ہدایت دی۔" ۲۵ سال کی عمر میں خدیجۃ الکبریٰ ایک مالدار بیوہ عورت سے مبلغ قرض لے کر گماشتے بنکر شام کے ملک میں سفر تجارت کے واسطے گئے۔ اور جب وہاں سے واپس آئے تو اُسی خدیجہ عورت سے جس کی عمر ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت نے شادی کی اور مالدار ہو گئے جب تک وہ زندہ رہی دوسری شادی نہیں کی ۲۵ سال تک یہی ایک عورت رہی کیونکہ دولتمند تھی۔ جب وہ مر گئی تو ۵۰ سال کی عمر میں جو پیغمبری کا دسواں سال تھا۔ اول سودہ۔ دوم عائشہ۔ سوم زینب۔ چہارم ام سلمہ۔ پنجم زینب بنت جحش۔ ششم جویریہ۔ ہفتم ام حبیبہ۔ ہشتم صفیہ۔ نہم حفصہ۔ دہم میمونہ کو تصرف میں لائے۔ یہ معہ خدیجہ کے کل گیارہ (۱۱) ہوئیں۔ بعض مصنف ان سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ معارج النبوۃ کے صفحہ ۸۰۲ رکن چہارم میں لکھا ہے کہ عائشہ بوقت شادی ۶ سالہ بود۔ اور خدا نے ایک فرشتہ کے ذریعہ دو مرتبہ عائشہ کی تصویر حریر میں نقش کروا کر محمد صاحب کو خواب میں دکھلائی تھی۔ قبل شادی کے اور [illegible] روز عائشہ سے زفاف (ہم بستری) کی۔ یہ تمام حال معارج النبوۃ کے صفحہ مذکور میں درج ہے۔

حضرت امام غزالی صاحب کیمیائے سعادت صفحہ ۲۴۴ فرماتے ہیں کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہر شبے نزدیک زنے بودے و عائشہ را دوست تر داشتے و گفتے بار خدایا آنچہ بدست من است جہد میکنم اما دل بدست من نیست و اگر کسے را زن سیر شدہ باشد و نخواہد کہ پیش وے رود باید کہ اورا طلاق دہد و در بند ندارد۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سودہ را طلاق خواست دادن کہ بزرگ شدہ گفت من نوبت خود بہ عائشہ دادم مرا طلاق مدہ تا روز قیامت از جملہ زنان تو باشم

سوامی صاحب

علاقہ راجہ موروی کاٹھیاواڑ ہے۔ آپ کے والدین مورتی پوجک اودیچ گوت کے برہمن معزز خاندان سے تھے۔ سن تمیز سے برہم چرج آشرم یعنی حصول ودیا میں مصروف ہوئے۔ ابتداء میں چند مرتبہ آپ کے والد آپ کو بھی شوالہ میں لے گئے۔ مگر ہمیشہ شک اور اعتراض پیدا ہوا کرتے تھے غرضیکہ ایک رات شوراتری کو ان کے والد نے ان کو بھی برت رکھایا۔ اور جب رات کو شب زندہ داری کے لئے بیٹھے اُنہوں نے پتا سے شکوک رفع کرنے شروع کئے۔ مگر وہ شکوک ایسے نہ تھے جو مترفع ہوتے ہیں۔ شک اول یہ تھا کہ شیو کیا چیز ہے؟ اور کہاں رہتا ہے؟ شک دوم یہ تھا کہ اس کی پوجا سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ انکے والد شریف نے کوئی جواب معقول نہ دیا۔ البتہ یہ کہا۔ کہ یہی مورتی آواہن کرنے سے چیتن ہو جاتی ہے۔ اور موہن بھوگ وغیرہ کو کھاتی ہے آدھی رات کو جب اس مورتی پر چوہے دوڑنے لگے اور مورتی نے کچھ حرکت یا شکست نہ دکھلائی تو آپکی طبیعت بت پرستی سے قطعی بیزار ہو گئی اور مورتی پوجا سے اُسی دن کنارہ کش ہو گئے۔ ان سچوں سے لاجواب ہو کر والد نے بھی انکو ودیا پڑھنے کیطرف آزاد چھوڑ دیا۔ اس ودیا کی تحصیل کے ایام میں اُنکی والدہ محترمہ انکی نگرانی کیا کرتی چنانچہ ۱۵-۱۶ سال کی اوستھا تک۔ معمولی طور سنسکرت کی کتابیں پڑھتے رہے۔ اسی اثنا میں آپکے چچا و ہمشیرہ صاحبہ فوت ہو گئے۔ (جسسے سوامی جیکو زیادہ الفت تھی) انکی وفات باعث ان کے دل پر زمانہ کی بے ثباتی کا سہم لینی ثابت ہو گئی۔ اور دنیا فانی سے دل اُچاٹ گیا ہمیشہ طبیعت اداس رہنے لگی۔ اسی تقریب پر والدین نے انکی شادی کا بندوبست کرنا شروع کیا مگر اُنہوں نے اول تو اس خیال سے کہ ابھی برہم چرج آشرم پورا نہیں ہوا شادی کرنی مناسب نہیں دوم تحصیل علم کا شوق بدستور روز بروز ترقی پر

محمد صاحب

اورا طلاق نداد۔ و دو شب نزد عائشہ بودے و نزد دیگران یک شب۔

اے صاحبان اس مقام پر قرآن کی سورۃ طلاق کو ذرہ غور سے پڑھو جہاں لکھا ہے۔ واتقوا اللہ ربکم لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ وتلک حدود اللہ و[illegible] ظلم نفسہ۔ ترجمہ۔ ڈرو اللہ پروردگار اپنے سے مت نکالو عورتوں کو انکے گھروں سے اور نہ نکل جاویں وہ مگر یہ کہ کریں بیحیائی ظاہر۔ یہ ہیں حدیں اللہ کی۔ اور جو کوئی نکل جاوے اللہ کی حدوں سے پس تحقیق ظلم کیا اُسنے جان اپنی کو (افسوس کہ محمد صاحب نے اس خدائی حد کو توڑ ڈالا)

کیمیائے سعادت کے صفحہ ۲۷۸ سطر ۱۲ میں لکھا ہے۔ "در غریب الاخبار است کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گفت در خود ضعف دیدم جبرئیل علیہ السلام مرا ہریسہ خوردن فرمود و سبب آن دگر آنکہ نہ زن داشت و ایشان بر ہمہ عالم حرام شدہ بودند و امید ایشان از ہمہ عالم گسستہ" ترجمہ غرائب اللغات میں لکھا ہے کہ رسول نے کہا اپنے میں ضعف شہوت کا دیکھا جبرئیل سے ذکر کیا مجھے علاج پوچھا جبرئیل نے کہا کہ ہریسہ کھایا کر۔ حضرت کو ضعف شہوت کا سبب تھا کہ حضرت کی ۹ عورتیں تھیں اور وہ اوروں کو حرام ہو گئی تھیں اور انکی امید سب جہان سے ٹوٹ گئی یعنی وہ اور کسی کے نکاح میں نہیں آ سکتی تھیں یہی ذکر صحاح میں ہے اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے اور زیادہ صرف یہی عبارت ہے کہ ہریسہ میں چالیس آدمی کی قوت ہے صفحہ ۲۸۲ جلد دوم معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ ایک عورت مسمات میمونہ بنت الحارث اونٹ پر چڑھی ہوئی جا رہی تھی اس پر حضرت کا دل مفتون

سوامی صاحب

تھا سوم پابندی عیال و اطفال سے انکی مزاج میں ویراگ آ گیا تھا۔ الحاصل ۲۱ سال کی عمر کے بعد بارادہ تحصیل علم گھر سے نکلے۔ رستہ میں ایک فقیر نے ان سے تمبرہ ولوٹہ وغیرہ چھین لیا غرضیکہ شیوراتری کی رات سے (جس میں آریہ ورت کی ترقی و بہبودی کا مبارک پودہ بویا گیا تھا) وہ ان دن اپنے گوہر مقصود کی تلاش میں غواص کی مانند پھرتے رہتے تھے ان کے والد نے خبر پا کر ایک دفعہ ان کو آ کر پکڑ بھی لیا تھا مگر وہاں سے بھی بھاگ گئے اور پھر ملک بہ ملک اور شہر بہ شہر پھر کر ودیا کی تلاش میں سرگرم رہے۔ کہیں کسی مہاتما سے نیائے یعنی منطق سیکھا کہیں کسی ست پرش سے ویاکرن یعنی صرف و نحو میں کمال حاصل کیا۔ کسی سے سانکھیہ اور کسی سے ویدانت اور کسی سے جوتش کسی سے مہابھاشیہ اور کسی سے پینگل کی تحصیل کی۔ ہمالہ کے غاروں اور نربدا کے آشرم کی گپھاؤں میں رشیوں منیوں سے ملکر [illegible] عقدے حل کئے اور یوگ ودیا کے گیان و دھیان میں بھی خوب ملکہ حاصل کیا آخر [illegible] ویدوں کی حضوری حاصل کرنے کو مہرشی اور ست وادی وید وکتا فاضل اجل سوامی ورجانند سرسوتی جی کی خدمت میں [illegible] نیاز حاصل کیا۔ موصوف نہایت بے پروا [illegible] بات اُنہوں نے بھی ان کی شاگردی [illegible] کے [illegible] کا ذریعہ سمجھا۔ [illegible] کبھی ست [illegible] کی محنت سے چند سالوں میں ہی ویدوں میں [illegible] کیا۔ جب تعلیم سے فارغ ہو چکے۔ تو مہرشی فاضل نے ان سے گرو دکشنا مانگی اُنہوں نے عرض کی کہ جو میرے پاس تن من دل و جان سے حاضر ہوں اُنہوں نے فرمایا کہ ہم صرف یہ مانگتے ہیں کہ ملک کا بھلا کرو۔ اور دنیا کو ہدایت دو۔ وید ودیا کو پھیلاؤ۔ مخلوق پرستی سے خلقت کو بچاؤ۔ اُنہوں نے معمولی عذر و معذرت کے بعد سر تسلیم منظور کیا فاضل ہادی نے جسقدر ودیا کا سرمایہ علم موجود تھا وہ بھی ان کے سپرد کیا۔ آخری رخصت کا سمت ۱۹۲۰ کے بعد ہے۔ پھر

اور اسکے ساتھ دفعہ ۴۹۷ تعزیرات ہند کا مطالعہ کرو۔

محمد صاحب

ہٹوا - اور فتویٰ بھی جاری کیا کہ اونٹ اور اونٹ والی میری ہے چنانچہ اُس کے ساتھ وہاں ہی مجامعت کی اور اسکو اپنے ساتھ گھر میں لائے اور اونٹ کو بھی بیت المال میں رکھا - اور اسی وقت یہ آیت بیان فرمائی -

سورۃ احزاب) وامراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین

ترجمہ حلال ہے وہ ایمان والی جو بے نکاح اپنا نفس نبی کو بخشدے اگر نبی بھی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے - یہ خاص تیرے واسطے حکم ہے -"

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ مسماۃ زینب جو اُسکے بیٹے زید کی جورو تھی اُس سے بھی حضرت نے بلا نکاح مجامعت کی اور عند الاستفسار فرمایا کہ خدا نے آسمان پر میرا و زینب کا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے چنانچہ مفصل حال تفسیر حسینی میں اسطور پر درج ہے "

سورۃ احزاب - فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیاءھم اذا قضوا منھن وطرا وکان امر اللہ مفعولا - ترجمہ - پس جب ادا کر لی زید نے اُس سے حاجت جب بیاہ دیا اُس کو تیری زوجہ کر دیا - [illegible] مسلمانوں پر حرج لے پالکوں کی جورؤں کے حق میں جب [illegible] اُن سے فراغت اور ہے کام اللہ کا [illegible] تفسیر حسینی [illegible] محمد صاحب [illegible] زینب [illegible] خطبہ [illegible] حضرت [illegible] اللہ تزوج [illegible] الشاہد [illegible] زینب [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] قرآن [illegible] حملنا القبلۃ التی کنت علیہا [illegible] وکان صلی اللہ علیہ [illegible] بیت المقدس ستۃ عشر او سبعۃ عشر شہرا [illegible] ترجمہ - یعنے محمد صاحب پہلے کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز کیا کرتے تھے - جب مکہ سے مدینہ گئے تو یہودیوں کی رضامندی کو بیت المقدس کی طرف نماز کرتے رہے پھر اودھر سے پھر گئے اور اسی کعبہ کی طرف سجدہ کرنے لگے (ذرہ غور سے مطالعہ کرو -)

مسلمان ہونے کے واسطے روپیہ اور اونٹ وغیرہ بھی دیتے تھے - لوٹ میں جو لوگوں کی عورتیں پکڑ لاتے تھے وہ فوجی سپاہیوں کو بھیڑ بکری کی طرح انعام ملتی تھیں - (دیکھو قرآن سورۃ نساء)

والمحصنت من النساء الا ماملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم -

ترجمہ - حرام ہیں تم پر نکاح بند عورتیں مگر جو تمہارے ہاتھ آ(ویں) [illegible] لڑائی میں تو حرام نہیں) حکم ہوا اللہ کا تم پر - مترجم عبد القادر [illegible] حاشیہ قرآن صفحہ ۸ لکھا ہے کہ کافر مرد اور عورت میں نکاح تھا - اور عورت مسلمانوں کی قید میں آئے تو اسکو [illegible] حلال ہے - لوٹ کے مال کی ترغیب دیکر بہتوں کو گرویدہ کیا اور انہوں نے اسی لوٹ مار کو دین اسلامی جانا اور اس لوٹ کے مال کا پنجم حصہ خدا کا حصہ بھی ٹھہرایا دیکھو قرآن سورۃ انفال واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل - ترجمہ - و جان رکھو کہ جو لوٹ لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے واسطے اُس میں سے پانچواں حصہ - اور رسول کے اور قرابت والے کے یتیم کے اور محتاج کے اور مسافر کے مترجم قرآن صفحہ ۱۸۴ [illegible] ہے جو مال کافروں سے [illegible] لیویں وہ غنیمت ہے [illegible] اللہ کی [illegible] رسول کے [illegible] رسول کو خرچ اپنی ذات کا اور قرابت

سوامی صاحب

نفس کشی اور من جیتنے کے خیال سے عرصہ تک ہردوار کے پاس یوگ ابھیاس میں مصروف رہے جب ہر طرح کامل تعلیم یافتہ [illegible] شانتی پا کر ہو چکے تو ملک کے سدھار پر کمر باندھی اور ہندوستان کو آریہ ورت بنا دیا شادی عیش و عشرت کو بمقابلہ ملکی برائیاں دور کرنے کے ناچیز جان کر ایشور کی توحید کا نقارہ تمام ملک میں بجا دیا اور تمام عمر نفسانی خواہشوں کو روک کر گمراہی و بت پرستی کا داغ دامن آریہ ورت سے [illegible] اور ظلمت [illegible] کے عوض ستیہ دھرم کے اور ویدوں کے نسخہ جات سے گیان اور ودیا - اندھکار کی مہلک بیماریوں کو جڑوں سے اکھیڑ دیا - صداقت طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی اور حق پسندی سے مزاج کو روحانی الفت تھی - صدہا ناستکوں کو ایشور کا قائل کر دیا - ہزار ہا خود پرستوں و ملحدوں کو پرمیشور کا بندہ بنایا - لاکھوں بت پرستوں کو نراکار [illegible] مجسم پرماتما کا ساجد بنایا اور لاکھوں کے [illegible] سے نکال نکال کر [illegible] ہزار برس کی قدیم [illegible] بت پرستی کی [illegible] ویدوں سے [illegible] کامل شجاعت [illegible] کہ ایک [illegible] اکھاڑ دیا - [illegible] تصویریں ہم [illegible] کو [illegible] آریہ ورت کا [illegible] کرتے [illegible] ریاست [illegible] جمعیت اعتدال [illegible] بیمار ہو گئے [illegible] صاحب بہادر [illegible] بیماری [illegible] سوامی جی بیمار ہوئے [illegible] سوامی جی کی [illegible] تشریف [illegible] وہاں سے جب تبدیل آب و ہوا کو آبو پر گئے پھر اجمیر چلے آئے مگر افاقہ نہ ہوا - چنانچہ بروز دیوالی [illegible] اماوس ماہ کاتک وقت شام نہایت آنند و بشاشت میں گایتری کا جاپ کر کے یہ الفاظ ایشور تیری اچھا پوری ہو کہہ کر انتقال فرمایا اور اُسی جگہ ویدک قاعدہ سے سنسکار کیا گیا - تاریخ ہوئی

غروب مہر در اجمیر گوئی ابجد خبر

۱۹۴۰ غیر متعصب مسلمانوں کی رائے تحریر کرتا ہوں -

مولوی واحد علی صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان کی منقول از اخبار [illegible] مورخہ ۲۴ نومبر سنہ ۱۸۸۳ع

اے آریہ ورت تیری بدقسمتی پر مجھے رونا آتا ہے اے آریہ ورت تیری یتیمی پر میرا دل خون ہوتا ہے اے آریہ ورت تیری بیکسی پر مجھے غیرت آتی ہے اے آریہ ورت تیری بربادی پر میرا دل کملایا جاتا ہے کیسی جلدی تیری بہتری کے سرچشمہ کو بند کروا گیا اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم شیرخوار پرورش پائیں؟ اے خدا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم دنیا کی رفتار کے ساتھ اٹھنا سیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم بھی بوجہ بے ضرورت اور بیہودہ قیود سے رہائی پاویں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم اُن وہمیات رسومات کے بندوں سے نجات پائیں؟ اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم آپس کے نفاق کو دور کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنی نوع کو اپنا بھائی سمجھ کر اُن سے محبت کرنا سیکھیں - اے خدا کیا تجھے منظور نہ تھا کہ ہم علوم عالیہ کی تحصیل کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ویدک دھرم کو پھر دیکھیں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اپنا کھویا ہوا نام حاصل کریں؟ اے خدا کیا تجھے یہ منظور نہ تھا کہ ہم اُس ستیہ دھرم کے سلسلہ کو ترقی دیں اُن اعلیٰ انعاموں کی کیفیت دیکھیں جو تو نے انسان کے واسطے مخصوص کی ہیں؟ نہیں! اے خدا یہ سب کچھ تیری مرضی کے مطابق اور تیرے منشاء کے موافق ہو رہا تھا - پھر کیوں اے خدا تو نے ہم کو یک لخت اس طرح سے بے سر و سامان اور بے اماں کر دیا یعنی ہمارے پیارے شری سوامی جی مہاراج دیانند سرسوتی کو جو ہمیں یہ سب کچھ سکھاتے تھے - ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۸۸۳ع ۶ بجے شام کے بلا لیا دیوالی کی رات گو مصنوعی چراغوں سے روز روشن ہے لیکن حقیقی آفتاب عالمتاب غروب ہو گیا - ہم بالکل نادان تھے وہ ہمیں ہر ایک چیز کی شناخت کراتا تھا - ہم کم طاقتی سے اٹھ نہیں سکتے تھے - وہ ہمیں

محمد صاحب

والوں کا اور حاجتمند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے فوت ہونے میں سردار کو بعد غنیمت میں چار حصے سب لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک اور جو مال صلح سے لیا دھارا خرچ مسلمانوں کا" افسوس است

اگر تیغ جہاں ستیز مارا تو کیا مارا
نہ مارا نفس امارہ کو گر مارا تو کیا مارا

اگرچہ خون کا کھانا پینا قرآن میں حرام ہے مگر جنگ احد میں جب حضرت کا خون جاری ہوا تو مالک ابن سنان نے جو ابو سعید خدری کا باپ ہے اسکے زخم پر منہ لگا کر خون نوش جان کیا اور محمد صاحب نے فرمایا یہ آدمی بہشتی ہے اور اکثر جاہل لوگوں کو اپنی تھوک پلایا کرتے تھے (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۴ و ۱۵)

مدارج النبوۃ کے باب اول میں اس طرح مذکور ہے کہ ام ایمن لونڈی نے حضرت کا پیشاب پی لیا اور حضرت نے اسکو نالایق حرکت سے منع نہ کیا بلکہ ہنسکر کہا کہ اب تیرے شکم میں کبھی درد نہ ہوگا۔ اور مسنون ہونے یا کراہیت کا بھی حکم نہ دیا۔

دوسری بار ایک عورت برکہ نے انکا پیشاب نوش کر لیا اسکو بھی حضرت نے خوش ہو کر نوشدارو بتلا دیا کہ تو کبھی بیمار نہ ہوگی۔ اور ایک مرد نے بھی ایک بار حضرت کا پیشاب پیا تھا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۲۰)

ایک محمدی حجام نے حضرت کا خون بیماری کا نکلا ہوا پیا تھا حضرت نے اسے ارشاد فرمایا کہ اب تو کبھی بیمار نہ ہوگا حالانکہ خود ایسی غمدنیوں سے بیمار رہتے تھے۔

اسی طرح کسی مرض کے سبب حضرت نے پھر خون نکلوایا تھا اسکو عبد اللہ ابن زبیر پی گیا محمد صاحب نے فرمایا کہ اے عبد اللہ اب تو دوزخ میں نہ جاویگا (دیکھو شفاء قاضی عربی صفحہ ۲۱۲ سطر ۱۵)

حضرت نے ایک برتن پانی کے پیالہ میں ہاتھ اور منہ دھویا اور اس پانی میں کلی کا اور یاروں کو پینے کیواسطے دیا جسکو بلال اور ابو موسیٰ نے اور ام سلمہ زوجہ آنحضرت نے بھی پیا۔

مدارج النبوۃ اور شفاء میں ہے کہ حضرت کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی تھی۔ جب بی بی عائشہ نے پوچھا فرمایا کہ نبیوں اور رسولوں کا پاخانہ زمین نگل جایا کرتی ہے!!!

سوامی صاحب

سکھاتا تھا ہم بے نالگی علم سے بات نہیں کر سکتے تھے۔ وہ ہمیں بولنا سکھاتا تھا۔ ہم ایک دلدل عظیم میں پھنسے ہوئے تھے وہ ہمیں اسمیں سے نکالتا تھا اور خشک زمین پر لاتا تھا۔ ہم رسومات کی بیڑیاں پیروں میں اور تعصب کی ہتھکڑیاں ہاتھوں میں ڈالے ہوئے تھے وہ ہم کو ان سے نجات دیتا تھا۔ ہم اپنے بھائیوں سے حقارت کرتے تھے وہ ہم کو رفاقت سکھاتا تھا۔ ہم اپنی آنکھوں پر پردے اور دلوں پر قفل رکھتے تھے وہ ان کو اٹھاتا تھا ہم ایں ہمہ خود اپنے تئیں سمجھے ہوئے تھے۔ وہ ہمیں بتلاتا تھا کہ ست دھرم کے واسطے ظاہری جہان فضول ہے۔ ہم اس غلط اعتبار کو روا جانتے تھے اس نے اس کو عیب ثابت کر دیا۔ ہم نے ریا ننگ و ناموس کر دیا تھا۔ وہ ہمیں یہ دلوانا چاہتا تھا۔ اے خدا ہم تجھ سے بہت دور ہو گئے تھے۔

لیکن اے خدا تو ہی جانے تیرے دل میں کیا آئی کہ تو نے اسکو ہم سے اتنی جلدی جدا کر دیا تیری باتیں تو ہی جانے۔

مولوی محمد مراد علی صاحب ایڈیٹر

راجپوتانہ گزٹ کی رائے۔ منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۳ء صفحہ ۹۴۴

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار کوہ نور تسلیم۔ آپکا اخبار صداقت شعار کوہ نور مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۸۳ء میرے روبرو رکھا ہوا ہے جس میں آپ نے کمال دانائی اور دور اندیشی کے ساتھ سری سوامی دیانند سرستی جی مہاراج بیکنٹھ باشی کی یادگار کے بارہ میں کروڑ روپیہ کی رائے ظاہر فرمائی ہے سچ تو یہ ہے مجھے بھی اسی روز سے جس دن سوامی جی مہاراج نے ہمارے شہر میں انتقال فرمایا۔ نہیں بلکہ بہت مرتبہ خیال آیا ہے اور بارہا اس امر میں کچھ نہ کچھ لکھنے کو قلم اٹھایا لیکن پھر اسی خیال سے کہ ابھی ہنوز الامر علی الخصوص یہ سمجھا کہ

محمد صاحب

(دیکھو شفاء قاضی مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۲ھ قسم اول باب ثانی فصل ثالث صفحہ ۴۲ سطر ۵) کہ قاضی عیاض نے نص میں لکھا ہے کہ اہل علم کی ایک جماعت قائل ہوئی ہے محمد صاحب کے پاخانہ اور پیشاب کے پاک ہونے پر اور یہ قول علمائے شافعیہ کا ہے کہ حضرت محمد صاحب کا پاخانہ اور پیشاب دونوں پاک مثل مشک کی مانند طیب اور طاہر تھے اور جناب مولوی محمد علی صاحب فارسی امرتسری نے بھی اپنی کتاب میں جو لسقایس لباب بہاولپور کے چھپ گئی ہے۔ اس بات کی اچھی طرح تصدیق کی ہے۔ آفرین! اس سے عرب کی جہالت اور اصحاب کی عقلمندی کو جان لینا چاہیئے۔

مذاق العارفین جلد یازدہم صفحہ ۹۱۹ میں لکھا ہے کہ محمد صاحب جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے سب زوجات کی چار پائی ایک ایک بی بی کے گھر جاتی تھی آخر قرار پایا کہ حضرت کو بی بی عائشہ سے زیادہ رغبت ہے۔ ان کی چار پائی اس ہی کے گھر میں رہے اور ایک روز حضرت نے ۹ بیبیوں سے مباشرت کی اور یہی کتاب کے صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے ویسی ذکر مدارج النبوۃ میں بھی ہے در رکن چہارم صفحہ ۸۷۶ اتمہ از فضائل عائشہ دیگر آنکہ وحی الٰہی جل جلالہ در بستر نازل میشد یعنی محمد صاحب کے پاس وحی تب ہی آتی تھی جبکہ حضرت بی بی عائشہ کے لحاف میں ہوتے تھے۔ اور ایسا ہی تاریخ حبیب اللہ میں بھی رقم ہے پس سچ ہے کیوں نہ ہو یہ انکی نبوت ہے اور تاریخ حبیب الٰہ کے صفحہ ۴۰۷ فصل ۳ (مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۲ء) میں لکھا ہے کہ مرتے وقت روح نہیں نکلتی تھی بہت گھبرائے تھے آخر الامر بی بی عائشہ کی چوسی ہوئی مسواک انکے منہ میں ڈالی گئی تب روح نکلا۔ اور یہی ذکر مدارج النبوۃ میں ہے۔ فی مدارج النبوۃ رکن چہارم باب سوم صفحہ ۳۲۲ یوں لکھا ہے۔

بصحت پیوستہ کہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفت در حالت نزع سر مبارک آنسرور در کنار من بود کہ عبد الرحمن بن ابی بکر درآمد در دست او مسواک سبز و تر بود آنحضرت بسوئے او نظر کرد دانستم کہ

سوامی صاحب

جناب ممدوح کی یادگار کے لیے چندہ جمع کرنے کی تجویز کرتے ہیں یا نہیں اور جو کرتے ہیں تو اس چندہ سے کیا یادگار قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں چونکہ سب سے پہلے اس بارہ میں آپ نے عمدہ اور صحیح رائے ظاہر فرمائی ہے جسکو میں بھی ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ یہ تو سب پر ظاہر ہے کہ سوامی جی ممدوح ایسے بزرگ کی کوئی نہ کوئی یادگار قائم ہونی ضرور چاہیئے کیونکہ سوامی جی مرحوم جیسے بزرگ بار بار اس سنسار میں پیدا نہیں ہوتے۔ اگرچہ ہم لوگ ان کی یادگار قائم کرنے میں دل و جان سے کوشش کر رہے ہیں اور کریں گے۔ مگر پھر بھی آپ خوب یاد رکھیں کہ اگر سوامی جی مرحوم کی یادگار ان کے پیرو کار نہ بھی قائم کریں تب بھی سوامی جی ایسے نہ تھے کہ ان کی یادگار اس دنیا کے بسنے والوں کے دلوں سے فراموش ہو جائے۔ بلکہ میرا خیال یہ ہے جسکو میں نہایت صحیح سمجھتا ہوں کہ سوامی جی مہاراج کی یادگار نہ صرف آریہ مت کے لوگوں میں رہے گی بلکہ انگریزوں، ہندوؤں، مسلمانوں وغیرہ کے خود ان اور انکی کتابوں اور دلوں میں بھی سوامی جی کی یادگار ہزاروں برس تک کہ قیامت تک رہیگی جو ان سے اس دنیا میں جھگڑتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ ان کی مخالفت میں سعی کرتے رہے ہیں وجہ یہ کہ مسلمانوں کی تیرہویں صدی اور انگریزوں کی اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں ہندوؤں کے مت کا کوئی عالم و فاضل ایسا نہیں گزرا جیسا کہ سوامی دیانند جی مہاراج تھے بلکہ اگر میرا خیال صحیح ہے تو سوامی تلسی داس جی مہاراج مشہور ہندی شاعر اور شری سوامی بلبھ داس کے بعد سوامی دیانند سرستی ہی ایک وید مقدس کے عالم متبحر گزرے ہیں۔ جن کو سوامی تلسی داس اور بلبھ داس پر بھی ترجیح دیں تو جائز ہے۔ کیونکہ جو کام سوامی دیانند جی مہاراج کی ذات بابرکات سے ظہور میں آئے۔ وہ ان دونوں بزرگوں کے خواب و خیال میں بھی نہیں آئے اگر ہم سوامی دیانند جی مہاراج کو تعلقات دنیاوی سے بالکل جدا نہیں بتلا سکتے تو یہ بھی نہیں

تحریر کیا منشی احمد علی

محمد صاحب

دانستم کہ آں مسواک را میخواہد۔ پرسیدم کہ یا رسول اللہ مسواک میخواہی بسر مبارک اشارت فرمود کہ آرے مسواک از دست برادر خود برگرفتم و آب دہن نرم ساختم و بآں حضرت دادم بستد و بتعجیل مسواک کرد چناں کہ روئے بر سینہ من بود نظر بر سقف خانہ می انداخت روح مطہرش بدار القرار رحلت کرد"۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ ایک یہودن کے گھر روٹی کھانیکو گئے اُس نے کھانے میں زہر ڈال دیا اُسی زہر کی تاثیر سے بہت عرصہ بیمار رہکر فوت ہوئے۔ بابت گدی نشینی کے آخری وقت کچھ کہنا چاہتے تھے۔ قلم دوات مانگی عمر نے کہا اِس وقت پیغمبر کے ہوش ٹھکانے نہیں کچھ کا کچھ کہہ رہا ہے۔ اِس کے قول پر اعتبار نہیں ہے۔ موت کے درد و غم میں اسیر ہے۔ خلاصہ یہ کہ خلافت کی بابت کوئی بندوبست نہ کر سکے مرنے سے پہلے بڑا سخت بخار آیا اور درد سر پیدا ہوا۔ آخر بی بی عائشہ کے زانو پر سر رکھ کر انتقال فرمایا۔ عمر ۶۳ یا ۶۵ سال کی تھی۔ مدینہ میں دفن ہوئے۔

روضۃ الاحباب میں عادت آں حضرت [illegible] کی بابت لکھا ہے۔ میگفت خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی و با ایشاں در غایت مدارا بود و اگر التماس امرے بیگانہ از یکے از ایشاں واقع شدے و در آں محذوری نبودے آں مبذول داشتے و بثبوت پیوستہ کہ گاہے عائشہ صدیقہ از کوزہ آب خوردے حضرت آں کوزہ را از وے بگرفتے و از موضعے کہ آں آب خوردہ بود آب خوردے و چوں استخواں بدندان بازگرفتے حضرت استخواں را از وے بستدے۔ و از موضع دہان وے گوشت بخوردے و در حالیکہ عائشہ حائض بودے سر در کنار او نہادہ گاہے بروے تکیہ زدہ قرآن خواندے و در سفر دو نوبت با وے مسابقت و دویدن مطابقت نمودہ بار اول عائشہ از وے درگزشت و نوبت دوم عائشہ فربہ شدہ بود آں حضرت از عائشہ درگزشت۔ پس فرمود ھذا بذاک یعنی ایں سبقت در مقابل آں سبقت واقع شد کہ تو گرفتہ بودی۔ گاہ بودے کہ در حضور مجمع ازواج دست بر کسے از ایشاں بنہادے و مزاح فرمودے

سوامی صاحب

کہ وہ لوبھ یا موہ کے بس میں تھے پس جسقدر لوبھ یا موہ دنیاوی معاملات سے اُن کو تھا۔ وہ اسی لئے تھا کہ خلق اللہ خصوصاً اہل ہند کو اپنے جوہر علمی سے فائدہ پہونچاویں۔ اگر سوامی دیانند جی مہاراج (دنیا تیاگ نے کر دنیا کو ترک کرکے۔ آپ بھی وہی تارک الدنیا تھے) گھر بیٹھے۔ اور مثل بعض مہاتماؤں کے کسی سے واسطہ نہ رکھتے۔ تو یہ جو کروڑ ہا فوائد جو گروہ ہنود کو پہونچ رہے ہیں۔ کہاں سے پہونچتے۔ پس یہی وجہ ہے کہ دیانند جی مہاراج نے دنیا کو ایسا تیاگ نہیں کیا کہ اُس سے بالکل جدا ہو بیٹھتے۔ اور اُن کا فضل و کمال یونہی پوشیدہ رہکر صرف اُنہیں کے آتما ہی کو نفع پہونچاتا۔ ہمارے نزدیک اِس قسم کے سنیاس سے ایسی یہ سنیاس جسمیں سوامی جی مہاراج نے اپنی عمر کو ہدایت کردیا ہزار درجہ بہتر ہے اہل کمال کی پوری قدردانی اُسکے مرنے کے بعد ہوا کرتی ہے۔ پس اب دیکھنا ہے کہ سوامی دیانند جی کے فیض کو جس سے ہزاروں آدمی آئے دن سیر ہوتے تھے۔ انصاف پسند اور دانا لوگ یاد کرکے روئیں حضرت ہمارا دل تو سوامی جی کے لئے اِس قدر روتا ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایسے باکمال بار بار کہاں پیدا ہوتے ہیں۔

پس اگرچہ اُنکی زندگی کے واقعات ہماری یادگار کے محتاج نہیں۔ تو بھی آریہ بھائیوں پر فرض ہے کہ اِس معاملہ میں دائمی درجے تک پہنچنے سے بہت جلد کوشش کریں تاکہ ممالک غیر کے باشندے اور آئندہ آنیوالی نسلیں بھی سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگ اپنے اہل کمال ہر سندوں اور ریفارمروں کی کسقدر خاطر و عزت کرتے تھے۔ اور کیسے دل و جان سے معتقد تھے۔ ایسے کاموں میں ہمت اور قومی اتفاق کے ثبوت کے علاوہ دینی گرمجوشی کا بھی پورا اظہار ہوتا ہے۔ اب یہی یہ بات کہ سوامی دیانند جی مہاراج کی

محمد صاحب

و مسارا بود کہ در یک شب یا در یک روز بر مجموعہ حجرہائے نہ گانہ طواف فرمودے و اکتفا بیک غسل نمودے و گاہ بر ہمہ طواف کردے و در عقب ہر مجامعتے غسل نمودے با وے گفتند چرا برائے ہمہ یک غسل نمے کنی فرمود ایں طریقہ ازکی و اطہر و اطیب است۔ ام سلمہ گوید رسول صلے اللہ چوں بازنے از زناں خویش صحبت داشتے چشم مبارک بر ہم نہادے۔ جامہ بر سر پوشانیدے و با آں زن بگفتے علیک بالسکینۃ والوقار و بصحت پیوستہ کہ آنحضرت را در جماع قوت سی مرد از اقویا دادہ بودند لاجرم او حلال بود کہ ہر چند زن خواہد نکاح کند یا زیادہ بر نہ۔ پیغمبر فرمود حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وجعل قرۃ عینی فی الصلوۃ۔

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲ میں لکھا ہے "روایتے از عائشہ آنکہ گفت ہیچ من ندیدم ہیچ احدے را کہ مرض بروے صعب تر بودے از پیغمبر۔ رسول اللہ در مرض موت بسیار اضطراب مے نمود و در فرش خویش منقلب مے شد"

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۳ فصل اول۔ از میمونہ بنت الحارث روایت کنند کہ گفت من و رسول خدا ہر دو جنب بودیم من آب از ظرف برداشتم و غسل نمودم مقدارے آب از آں ظرف بماند رسول از آں بقیہ آب غسل نمود گفتم من از ہمیں آب غسل کردہ بودم۔ فرمود لیس علے الماء جنابتہ

روضۃ الاحباب مقصد اول باب ۲۔ از وصیت نامہ روز پنجشنبہ کہ مرض پیغمبر اشتداد یافت۔ بایاران فرمود بیائید بنویسم تا برائے شما نوشتہ بنویسم کہ بعد از من گمراہ نشوید۔ پس میان اصحابہ اختلاف واقع شد و با یکدیگر منازعت کردند بعضے از اصحاب گفتند شان او چیست در چہ حال است آیا ایں سخن از وے مثل ایں سخناں است کہ مردم در حین اشتداد میگویند۔ عمر خطاب گفت کہ وجع بر پیغمبر غلبہ کرد۔ و قرآن در میان شما ہست حسبنا کتاب اللہ۔ پس خصومت شد

سوامی صاحب

یادگار کس قسم کی ہونی چاہیئے۔ اِس امر میں آپکی رائے سے مجھے کلی اتفاق ہے۔ سوامی جی کی وہی یادگار اُنکی موت کے بعد قائم کرنی لازم ہے جسکو زندگی میں وہ دل و جان سے پیار کرتے تھے۔ اور نہ صرف پیار بلکہ اُسکے پورا کرنیمیں اپنی تمام طاقت کو صرف کر رہے تھے وہ کیا ہے؟ وید کا ترجمہ اور تفسیر جسکو سوائے سوامی جی کے چاروں ویدوں میں آجتک کسی عالم نے نہیں کیا۔ کرنا تو کیا ارادہ بھی نہیں ہوا۔ ہوتا کیونکر؟ یہ کام کچھ ایسا ویسا تو تھا ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اِس یادگار سے تمام آریہ لوگوں کو فائدہ عظیم قیامت تک پہونچتا رہیگا۔ اور آریہ دھرم کے علاوہ تمام قومیں اِس چشمۂ فیض سے ابدالآباد تک سیراب ہوتی رہیں گی۔ اور جب اِن تفسیروں کو اپنے روبرو رکھیں گے تو وہی لطف حاصل ہوگا جو سوامی جی مہاراج کے گفتگو کرنے اور اُنکے وعظ مبارک سننے میں حاصل ہوتا تھا۔ اب فرمایئے کہ اسکول یا اور یادگار بنانیمیں یہ لطف کب مل سکتا ہے۔

راقم محمد مراد علی بیمار از اجمیر۔

آنریبل مولوی سید احمد خاں صاحب علی گڑھ کالج کے مہتمم کی رائے۔

منقول از اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ سال ۱۸۸۳ء صفحہ ۱۱۴۵

نہایت افسوس کی بات ہے کہ سوامی دیانند سرستی صاحب نے جو زبان سنسکرت کے بہت بڑے عالم اور وید کے بہت بڑے محقق تھے ۳۰؍ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو ۶ بجے شام کے اجمیر میں انتقال کیا علاوہ علم و فضل کے نہایت نیک اور درویش صفت آدمی تھے۔ اُنکے معتقد اُنکو دیوتا جانتے تھے۔ اور بے شبہ اسی لائق تھے وہ عرف جوتی سروپ نرنکار کے سوائے دوسرے کی پوجا جائز نہیں رکھتے تھے ہم سے اور سوامی دیانند مرحوم سے بہت ملاقات تھی ہم ہمیشہ اُنکا نہایت ادب کرتے تھے کیونکہ ایسے عالم اور عمدہ شخص تھے کہ ہر مذہب والے کو اُن کا ادب لازم تھا۔ شاید ہماری سمجھ کی غلطی ہو۔ مگر ہم کو خیال ہے کہ سوامی صاحب میٹر یعنی مادی کو جیسے وہ

محمد صاحب

سنارعت نمودند۔ چوں نمود اختلاف از حد گزرانید فرمود برخیزید از من پیش من کی سزاوار نیست نزد ہیچ پیغمبرے باآنکہ فرمود نزد من مرویست کہ عبداللہ بن عباس گفت بدرستیکہ بزرگ آں بود کہ نگذاشتند کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم وصیت نامہ بنویسد۔"

مرتے وقت فرقت عائشہ سے گریاں تھے اور اُس کے حسن خوبصورتی پر نگران خدا نے مسکاہٹ سنا کر جنت میں دکھلایا تب دل بیچین کو قرار آیا۔

چنانچہ مدارج النبوۃ میں ہے رسول خدا فرمود بہ تحقیق آسان کردہ شد بر من موت زیرا کہ دیدم بیاض کف دست عائشہ را در بہشت و معلوم شدہ است کہ محبت عائشہ مر آنحضرت را در غایت مرتبہ کمال بود تا کہ صبر نمے توانست کرد از وے پس متمثل ساختہ شد عائشہ برائے وے در جنت تا آسان شود بروے موت بجہت آں۔ زیرا کہ زندگانی خویش در اجتماع محباں است ؞

جس طرح کے جور و ظلم سے دیں چلایا۔ اُن سے اگرچہ کوئی عقلمند بھی ناواقف نہیں مگر پھر بھی ایک خاص واقعہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں ؎

شنیدم کہ طے در زمان رسول ؛ نکردند منشور ایمان قبول
فرستاد لشکر بشیر و نذیر ؛ گرفتند از ایشاں گروہے اسیر
بفرمود کشتن بشمشیر کین ؛ کہ ناپاک بودند و ناپاک دین
زنے گفت من دختر حاتمم ؛ بخواہید ازیں نامور حاکمم
کرم کن بجائے من اے محترم ؛ کہ مولائے من بود ز اہل کرم
بفرمان پیغمبر پاک رائے ؛ گشادند بندش ز دست و ز پائے
دراں قوم باقی نہادند تیغ ؛ کہ راند سیلاب خوں بے دریغ

(بوستاں باب ۲)

غرضیکہ اسی طرح صد سالہ خونریزی اور لشکر کشی سے عرب۔ شام۔ روم۔ ایران و مصر کی ولایت نے سیاہ و عرب سے مغلوب ہو کر جبرًا دین محمدی قبول کیا (دیکھو سیرت الرسل اور تاریخ ابو الفدا کتاب خامس)

اے ناظرین انصاف قرین خدا کیواسطے حق و باطل میں تمیز کر کے جھوٹ کو چھوڑ دو ؞

سوامی صاحب

ایسے تعبیر کرتے تھے قدیم ازلی مانتے تھے اگر آریہ کا یہ خیال نہ ہوتا تو نسبت ذات باری کے انکا اور مسلمانوں کا عقیدہ بالکل متحد تھا بہرحال ایسے شخص تھے جنکا مثل اسوقت ہندوستان میں موجود نہیں ہے اور ہر شخص کو اُن کی وفات کا غم کرنا لازم ہے کہ ایسا ناظر شخص ہمارے درمیان سے جاتا رہا۔

تاریخ وفات سوامی صاحب طبع زاد مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس مدرسہ دیروال

منقول از اخبار آریہ میترا امرتسر مطبوعہ ۳ جنوری سنہ ۱۸۸۳ء نمبر ۳ جلد ۱

بگو عبدالرحیم ایں سانحہ پُر درد و غم افزا
کہ ایں آشوب محشر زا جہاں افتاد و دنیا
بماہ کاتک روز دیوالی سنی اکتوبر
غبار تیرہ شد از سمت جمیع ہندوستاں پیدا
کہ شد یوم الضحی لیل الدجے در دیدہ مردم
مگر گوئی کہ گردید آفتاب از چرخ ناپیدا
زہر جانب صدائے گریہ و حسرت تا خیزاں
بلند از ہر طرف افسوس آہ و درد و واویلا
بدل گفتم مگر محشر بپا است ہاتف گفت
کہ نشنیدی سفر کرد از جہاں آں زینت یکتا
مہاراج سوامی یانند آں فخر اشراقیں
کہ از رہ شامل شد ہدایت بخش در دنیا
بہندوستاں چو شمع آریہ مذہب منور کرد
چراغ مشعل بدلئت ہم افروخت در دنیا
شدم اندوہگیں ازیں خبر وحشت اثر غم پرور
شدم در فکر تاریخ وفات آں مقدس را
چو پرسیدم ز ہاتف سن عیسی سمت بکرم
سن بکرم است ہشتاد و سہ گفتا
بگفتمش تاریخ سن عیسوی گفتے
مگر از سمت بکرم دگر تاریخ ہم فرما
بخندہ گفت سن عیسی ست از ظاہر ترس مطہر
ز اعداد حروفش سمت بکرم شود پیدا
بریں صنعت کہ از یک مادہ دو تاریخ حاصل شد
لعل بن چشم انصاف است از اہل ہنر مارا۔

تکذیب براہین احمدیہ کا خاتمہ بالخیر

اے ناظرین حیدا حسن قریں جس قدر مرزا صاحب نے اپنے الہامی اور قرآنی خزانہ سے یعنی دلی خیالی اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب اول مرتبہ یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء کو روبرو ایک جماعت کثیرہ کے آریہ سماج گورداسپور میں سُنائے گئے تھے (باعث اس کا صرف یہی تھا کہ شاید کتاب دیر سے طبع ہووے) جہاں پر باوجود فاصلہ قریب کے اشتہار ارسال کرنے پر بھی مرزا صاحب مباحثہ کیواسطے تشریف نہ لائے۔

دوسری مرتبہ قادیاں میں جاکر تمام باشندگان قادیان کو جواب براہین الاحمدیہ کا اول مرزا صاحب کی کتاب سے اعتراض پھر اپنی کتاب سے اور زبانی جواب سنائے گئے۔ جس سبب سے اس گرد نواح کا بچہ بچہ انکی مکاری و عیاری سے خبردار ہو گیا۔ قادیان جانیکے وجوہات ذیل ہیں۔

اوّل مرزا صاحب نے اشتہار دیا تھا کہ جو آریہ ہمارے پاس آوے اور ایکسال رہے۔ اگر اس عرصہ کے اندر خوارق عادات و کرامات و صداقت دین اسلام سے مشرف نہووے تو ہم اُس کو دو سو ماہوار کے حساب سے ہرجانہ یا جرمانہ دینگے۔

دوم۔ وہاں آریہ سماج بھی نہیں تھا۔ اُس کا قیام بھی اُس نواح میں ضروری جانا گیا چونکہ مرزا صاحب نے جواب معقول دینے سے انکار کیا۔ اس واسطے نامہ نگار سفر دور و دراز کی تکالیف اُٹھا کر قادیاں میں گیا۔ اور کامل دو ماہ وہاں رہا۔ اُنہیں دنوں میں پرماتما کی کرپا سے آریہ سماج بھی قائم ہو گیا۔ ہر روز وید مقدس کا اُپدیش ہوتا رہا۔ مرزا صاحب کو کسی شرط پر قائم کرانیکے واسطے تین مرتبہ الہامی کوٹھے (مرزا جی کے بالاخانہ) پر بھی گیا۔ مگر مرزا صاحب کسی شرط پر نہ ٹھہرے۔ ایکدن سے لیکر دو سال تک رہنے کی شرائط کو بھی منظور کیا مگر مرزا صاحب کسی اقرار پر نہ جمے۔ اگر کچھ کرامات کا نام و نشان بھی ہوتا تو ٹھہرتے۔ مگر وہاں تو آسمانی نشان کا نام و نشان نہ تھا۔ ہاں! خدا کے فضل سے اتنا ضرور ہوا کہ انکی آمدنی کے تمام ناجائز وسایل بند ہو گئے۔ یکوں میں بیٹھ کر دور دراز شہروں سے مسافروں کا پیر صاحب کی زیارت کو آنا اور نذریں چڑھانا قطعی مسدود ہوا۔ آخر نوبت باینجا رسید کہ تمام جمع کئے ہوئے سرمایہ کو کھا چکے اور کچھ روپیہ قرض لے کر انبالہ کی طرف ہجرت کر گئے ؎

وہاں وہاں سے لگائی بُت قرآنی نے ؛ زچین میں سے اُتاری ستم کے بانی نے
ہزاروں چرچے کرتا رہا قسم کے ساتھ ؛ نہ ایک بھی پورا کیا منکر زمانی نے
دکھلا کے ناز کرشمہ جہاں کو پھسلایا ؛ بہت ستایا ہے لوگوں کو قادیانی نے
سبھوں کو دیتا تھا بیٹے پر اسکی قدرت ؛ نہ چھوڑا اُس کو صحیح حمل کی گرانی نے
بجز ہی لوگوں کو بتلاتا تھا فلک کے حال ؛ بلا میں ڈالا اُسے قہر آسمانی نے

بڑا جو بول ہے ہر ایک کو گراتا ہے
رُلایا مرزا کو بھی اُسکی لن ترانی نے

افسوس کہ باوجود اس قدر دعاوی کے مرزا صاحب نے کسی کو بھی بپایہ صداقت نہ پہنچایا۔ اور ہمیشہ عند الاستفسار مکر و فریب کو کام فرمایا۔ قادیان کے بچے بچے سے بوڑھے تک سبھی اُنکی حیلہ پردازیوں اور روبہ بازیوں سے آگاہ ہو کر میری اس تحریر کے گواہ ہیں جس قدر معترض نے آریہ دھرم پر اعتراض کئے تھے اُن کے جواب باصواب مع حوالہ جات وید و قرآن کے تحریر کر دیئے ہیں بسبب وعظ و اپدیش آریہ دھرم اور سفر دور دراز کے کتابوں کا ساتھ رکھنا مشکل ہے۔ اس سبب سے بھی تاخیر ہوئی دقت کی طبع ہو چکی مگر پھر بھی لقتل۔ دیگر وسخت گیر دم متر۔ دوسرا آیدورت آیہ۔ پر عمل ہو کر متصل حوالہ جات تحریر کئے گئے ؏

بہت سے مسلمان بھائیوں کو بھی اس کے مطالعہ سے فائدہ پہنچا۔ اور قلمی

کتاب کی نقلیں بھی دور دور چلی گئی ہیں۔ یہ **تکذیب** براہین الاحمدیہ کے ہر چہار حصوں کے جواب میں **حصہ اول** ہے۔ جو ہر طرح عقلی و نقلی شہادتوں سے مکمل ہے۔ اگر مرزا صاحب کچھ آور لیں گے تو ہم بھی قرآن کی باقی ماندہ قلعی کھول دیں گے۔ ورنہ اہل حق کے واسطے یہ کافی ہے۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو آئینہ قرآن ہے۔ ہر ایک محمدی بھائی سے گذارش ہے کہ مطالعہ فرمانے سے پہلے بغض اور کینہ کو خزینہ سینہ سے کنارہ کر دیویں۔ اور حق کی قبولیت کے واسطے ایشور سے پرارتھنا کریں۔ تب یقین کامل ہے کہ گوہر مراد حاصل کر پائیں گے ؎

گر نباید بگوش رغبت کس — بر رسولاں بلاغ باشد و بس

التماس

اے محمدی بھائیو اور ہمارے بچھڑے ہوئے دوستو! آریہ ستان کے گڑو اور بھارت کے لخت جگرو!! ہندوستان کے پیارو!!! پرماتما نے آپ کو اور ہم کو ایک ہی قسم کے عناصر خمسہ سے پیدا کیا۔ ایک ہی دانہ پانی ہمارے لئے مستعمل ہے۔ ایک ہی ہوا پر ہماری گذران ہے۔ ایک ہی زمین ہماری استراحت کی ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ بھائیوں کو قصائیوں سے بڑھ کر لٹ جانتے ہیں۔ باوجود قدرتی تعلقات کے ہم بعد المشرقین کی مسافت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس گذارش سے جو میرا مدعا ہے اسے غور سے پڑھو سوچو بچارو سوچو مطالعہ کرو۔ دل ایک جگہ دو۔ بعد ازاں جو چاہو سو کہو۔ تخمیناً سات سو سال کا عرصہ گذرا کہ ہم دونو قومیں ایک ہی تھیں۔ ہمارا دھرم ایک تھا۔ ہمارے کرم ایک تھے۔ ہمارے باپ دادا ایک ہی سلسلہ میں تھے۔ ہماری خوراک ایک ہی تھی اور ہماری پوشاک بھی ایک ہی تھی۔ ہمارے خون ایک ہی تھے۔ اور ہماری سرگتیں بھی ایک ہی۔ اس وقت آپ جانتے ہیں کہ ہماری اور آپ کی تفریق نہ تھی۔ اور نہ کسی طرح آدمی نفاق تھا۔ جب مغرب کیطرف سے تیغ کا طوفان آیا۔ اور جبر اکراہ سے تلوار چلانے اور جور و ظلم کمانے لگے۔ ایسے وقت میں فاتح اور مفتوح کی جو حالت ہوتی ہے وہ کسی تواریخ دان انصاف پسند سے مخفی نہیں ہے۔ پس اس بادشاہ گردی کے زمانہ میں جب کہ جسکی لاٹھی اسی کی بھینس کی نوبت تھی اور ہر ایک کو جان و مال کی حفاظت کی تشویش پڑ رہی تھی۔ باپ بیٹے کے اور بھائی بھائی کے خبر گیراں بلکہ خیر خواہی کے خواہاں کم ہوئے۔ محمود غزنوی کے جور و ظلم۔ اورنگ زیب کے کشت و خون۔ محمد شاہ اور نادر شاہ کے زمانہ کی قتل عام۔ احمد شاہ ابدالی اور تیمور وغیرہ کی خونریزیاں جنکے ہاتھوں سے اتہاس یعنے تواریخ خون رو رہی ہے۔ وہی زمانے تھے جن سے آپکی اور ہماری جدائی کی نامبارک بنیاد رکھی گئی۔ وہی دور تھے جبکہ یہ نفاق کی برائی کا بیج بویا گیا۔ وہی وقت تھے جبکہ پھوٹ کے پودے بوئے جا رہے تھے۔ آخر ہوا پست ہمت اور بزدل اولاد جنہوں نے جان پیاری کی طمع نفسانی کے دام پیچ میں شہوت جوانی کے سبب ہمت ہاری۔ وہی لوگ خواہ زور یا جائز طور سے دین مسلمانی پر مجبور ہوئے۔

— فخر قوم آریہ حقیقت رائے کی داستان جس قدر قابل افسوس اور حسرتناک ہے۔ اس سے کوئی مسلمان بھائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور جس قدر ظلم سے اس طفل رستم دل کی جان لی گئی۔ اہل درد و منصف مزاجوں کے دل اس کے واسطے تاہنوز آنسو بہاتے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے جور و جفاؤں اور ظلم و دباؤں سے آپ کے بزرگوں کو دین اسلام قبول کرایا گیا۔ اور ہزاروں لاکھوں بزرگ اس طفل معصوم کی طرح ان حملہ آوروں کے ہاتھوں اور تلواروں سے شہید ہوئے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش ذوالفقاری پر زوال آیا اور سلطنت نے پلٹا کھایا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ؎

جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

پرمیشور نے اُن کے قہر سلطانی سے بچانے کے لئے کمپنی کو تجارت ہند کے لئے مستعد بنایا جس نے اُن ظالموں کے پنجوں سے علم اور تدبیر سے اور عقل اور شمشیر سے ہندوستان کے اسیروں کو چھوڑایا۔ لوگ امن و چین سے زندگی گذارنے لگے اور بیقرار دلوں کو قرار آیا۔ بعد ازاں جب کمپنی کے ٹھیکہ کی میعاد منقضی ہوئی تو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند و انگلینڈ دامت سلطنتہا نے عنان حکومت بقبضہ خود میں لاکر علم و عقل کا پھیلانا شروع کیا۔ جسکی برکت و اقبال سے ہر طرف سے امن و امان ہو کر چوروں کے ظلم اور راہ زنوں کے تشدد کی تباہی رفع ہوئی۔ لوٹیروں سے اہل ملک نے نجات پائی اور سبھی اپنی اپنی حالتوں کو سنبھالنے لگے۔ جب علم نے آنکھیں کھولیں اور ظلم کی تلوار ٹکڑے ہو گئی۔ تب بہت سے دلوں اور بزرگوں کے خون پر فدا ہونیوالوں نے پرائشچت کی تجویز کی۔ مگر ہمارے برہمن بھائی خوف و رعب گذشتہ سے واپس کرنے پر راضی نہ ہوئے۔ چنانچہ وہ اس وقت غلطی یا کسی خاص مصلحت سے شدھ نہ کئے گئے۔ مثل مشہور ہے کہ "سو برس کے بعد خدا کوڑی کی بھی سنتا ہے۔" ہندوستان کی بری حالت نے بھی پلٹا کھایا اور آفتاب صداقت و دھرم نے طلوع فرمایا یعنے جب زمانہ نحوست اور ایام برائی منقطع ہوئے تو شری مان پرم ہنس سوامی دیانند سرستی جی رونق افروز ہوئے۔ جو اور لوگوں سے طمع اور تلوار سے نہ ہو سکا وہ دلائل و براہین اور نصیحت و اپدیش سے کر دکھلایا۔ اسوقت تک قریباً ڈیڑھ ہزار ۱۵۰۰ کے مسلمان و عیسائی شدھ ہندو بھائی بعد پرائشچت و ست اپدیش کے آریہ دھرم میں واپس کئے گئے۔ اور صدق دل سے انہوں نے بھی ضلالت سے نکلکر وید مقدس پر ایمان لایا۔ اور نہایت محبت و پریم سے ہمارے برہمن بھائیوں نے بھی انہیں بھائی سمجھ برادری میں شریک فرمایا اور گذشتہ قصورات معاف فرمائے۔ کیونکہ وہ غلطی اور ظلم پر مبنی تھے۔ تمام آریہ ورت کے فاضل پنڈت اس مہاتما کے شکر گذار ہو کر دھنواد دے رہے ہیں۔ سارس۔ جموں۔ امرتسر۔ لاہور کے مہاتما پنڈتوں نے اس مبارک کام میں فتوے دے دیئے۔ جوق در جوق لوگ شدھ ہو رہے ہیں اور عربی کی یہ مثال و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً اُردو میں دیکھیے تو "لوگوں کو داخل ہوتے ہیں پرماتما کے سچے دھرم میں گروہ گروہ" یعنے کثرت سے سچا دھرم پھیل رہا ہے اور لوگ بھولے ہوئے پرائشچت کرا رہے ہیں۔ آپ میں اگر بزرگوں کے خون کا ذرہ نشان باقی ہے۔ اگر ان پرشوں کے تسلسل قومی کا کچھ اثر ہے۔ اگر ملکی و قومی ہمدردی نام تک موجود ہے۔ اگر زندگی کی سچائی کی کچھ تاثیر رکھتے ہو۔ اگر پرماتما سے محبت کی حقیقی التجا ہے۔ اگر علمی خزانوں سے مستفیض ہونا چاہتے ہو۔ اگر اس پاک زبان کے مخفی جوہروں کی چمک سے دل منور کرنا چاہتے ہو۔ اگر ظلم و ستم اوٹھانے کے عادی نہیں ہوئے۔ اگر تواریخ سے کچھ بھی سبق سیکھا ہے۔ اگر اخلاق و محبت کا دماغی اثر رکھتے ہو تو اے پیارو عزیزو بھائیو! آؤ! ملو!! پریم سے سوچو بچارو!!! جسکو غلط سمجھو چھوڑ دو۔ حقیقی جوش سے چھوڑ دو۔ سچی زندگی کے لئے چھوڑ دو۔ دلی ایمان سے چھوڑ دو۔ خدا کے واسطے چھوڑ دو۔ کفر کو دل میں مت رکھو۔ ہٹ دھرمی کو مت چھپاؤ۔ بغض و تعصب کے نزدیک مت جاؤ۔ کسنے ڈھونڈھا جسے نہ ملا۔ اور کسنے چاہا جسنے نہ دکھائی دیا۔ صداقت اور پیار سے اس کو مطالعہ کرو۔ تاکہ نفاق دور ہو کر ہم اور آپ بھائی بنیں۔ خدا آپ کو توفیق دیوے۔ اے پرماتما ہماری التماس ہمارے محمدی بھائیوں کے دلوں میں عموماً اور مرزا صاحب کے دلمیں خصوصاً جاگزین کر تاکہ نفاق کا ستیاناس ہو اور دھرم کا پرکاش۔

الملتمس خیر خواہ ملک و قوم آریہ مسافر لیکھرام

ضمیمہ کتاب ہذا متعلق خطوط و اشتہارات

خط و کتابت

نمبر ۱

جناب مرزا صاحب ہادی اسلام خدا ہدایت دیوے۔ بعد آداب دوستانہ کے گذارش ہے۔ آپ کا خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور ملا تاریخ آج میرے مطالعہ سے گزرا۔ خدا آگاہ ہے کہ جب سے آپ نے براہین احمدیہ کا ابتدائی اشتہار سفیر ہند اخبار میں طبع کرایا تھا اُس روز سے آجتک جس قدر آپ نے خامہ فرسائی کی ہے سب کو بغور ملاحظہ کرتا رہا اور ہمیشہ اشتیاق ملاقات کا رہا۔ خط کے مضمون کو کما ینبغی پڑھا۔ یہ خط جس کے لکھنے کی آپ کو بفحوائے مضمون خدا کی طرف سے اجازت ہوئی ہے۔ کہ ہم آریوں اور غیر مذہب والوں کو بھی آپ دین اسلام کی طرف مدعو کریں۔ اور جو کوئی ہم میں سے اس منشاء سے بشرط آپ کے پاس ایک سال تک رہنے کے اگر وہ کوئی نشان آسمانی یا کرامات صداقت دین اسلام و قرآن کو نہ دیکھے اور تسلی پاکر مسلمان نہ ہووے۔ تو آپ اُسکو دو سو روپیہ ہرجانہ یا جرمانہ ماہوار کے حساب سے دینا منظور کرتے ہیں۔ پس آریہ سماج کے مبارک اصول نمبر ۴ کے بموجب جس کا مطلب یہ ہے کہ سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹھ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔ راقم الحروف آپ کی خدمت میں بنا بر دریافت نشان آسمانی و معجزات و صداقت دین اسلام کے حاضر ہونیکو بموجب آپکے دعوے کے مستعد ہے۔ مگر باین شرط کہ آپ اول بحساب دو سو روپیہ ماہوار کے کل ۲۴۰۰ روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرما دیویں اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات وغیرہ سے تسلی نہ پاکر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ ۲۴۰۰ روپیہ بطور ہرجانہ کے بلا عذر و حیلہ خزانہ سرکار سے مجھکو ملجاوے۔ اور وہ روپیہ تا انقضائے میعاد ایک سال کے خزانہ سرکار میں مشغول رہے اُسکے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ جواب اس عریضہ نیاز کا اندر میعاد ایک ہفتہ کے بمقام آریہ سماج لاہور میرے پاس ارسال فرما دیں۔ اگر حسب شرائط مطبوعہ جناب کے بہ شرائط آپ قبول یا منظور نہ فرماویں تو سمجھا جاویگا کہ آپ نے بہ تحریص لغو بتلا کر اپنے خلاف دعوی کو ثابت کرنا چاہا ہے اور ایسی آپکو دعوی کی تکذیب بھی لازم آویگی اور تمام خاص و عام میں مشہور کیا جاویگا۔ اگر آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو منظور فرما کر بندوبست کریں۔ مجھے ایک سال تک آپکی شاگردی بھی دل سے منظور ہے۔ بر وقت آپ کے کامل جواب کے وہ داخل ہو جانے مبلغان ہرجانہ کے اور تجویز ہو جانے شرائط اقرار نامہ کے بندہ بلا عذر حاضر خدمت ہو جاویگا۔ ۳ اپریل ۱۸۸۵ء

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور مقام امرتسر

۲ جواب۔ از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بطرف پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ماوجب آپکا خط ملا۔ آپ لکھتے ہیں کہ خط مطبوعہ مطبع مرتضائی لاہور میرے مطالعہ سے گذرا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک یہ خط آپنے مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ تحریر آپ کی شرائط مندرجہ خط مذکورہ بالا سے بکلی برعکس ہے۔ اول اس عاجز نے اپنے خط مطبوعہ کے مخاطب وہ لوگ ٹھہرائے ہیں کہ جو اپنی قوم میں معزز علماء اور مشہور اور مقتدا ہیں۔ جنکا ہدایت پانا ایک گروہ کثیر پر موثر ہو سکتا ہے مگر آپ اس حیثیت اور مرتبہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر میں نے اس رائے میں غلطی کی ہے۔ اور آپ فی الحقیقت مقتداء و پیشوائے قوم ہیں۔ تو بہت خوب میں زیادہ تر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا صرف اتنا کریں کہ پانچ آریہ سماج میں آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر۔ آریہ سماج لدھیانہ میں جسقدر ممبر ہیں سب کی طرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں کہ جو پنڈت لیکھرام صاحب تمام لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاویں گے اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لیں گے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جائیں گے۔ پس اگر آپ مقتدائے قوم ہیں تو ایسا اقرار نامہ پیش کرنا آپ پر کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ بلکہ تمام لوگ آپ کا نام سنتے ہی اقرار نامہ پر دستخط کر دینگے۔ کیونکہ آپ پیشوائے قوم جو ہوئے لیکن اگر آپ اپنا مقتدائے قوم ہونا ثابت نہ کر سکیں اور ایسا اقرار نامہ مرتب کر کے دو ہفتہ تک میرے پاس نہ بھیجدیں تو آپ ایک شخص عوام الناس سے سمجھے جاوینگے جو قابل خطاب نہیں یہ بات آپ پر واضح رہے کہ ہمعاملہ میں خط مطبوعہ میں شرط یہی درج ہے کہ مقتدائے قوم ہو۔ دیکھو سطر ۹ و ۱۰ خط مطبوعہ۔ اب مقتدا ہونا بجز مقتدیوں کے اقرار کے کیونکر ثابت ہو۔ اور یہ بات کہ ہم نے اپنے خط میں یہ شرط لازمی کیوں رکھی کہ شخص ممتحن مقتدائے قوم ہو عوام الناس سے نہ ہو۔ اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ عوام الناس میں سے کسیکو مغلوب اور قائل کرنا دوسروں پر موثر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کے تجربہ کے خواص لوگ سادہ لوحی اور عدم تمیزی پر حمل کرتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ کوئی گروہ اُسکا اتباع کرکے راہ راست پر آوے۔ حق کی ہدایت پانی کو کسی غرض نفسانی پر مبنی سمجھ لیتے ہیں ماسوا اسکے ان خطوط مطبوعہ کے بھیجنے سے میری غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک قسم پر حجت پوری ہوکر حصہ پنجم میں اس اتمام حجت کا حال درج کیا جائے۔ لیکن ایک عامی آدمی کے قائل و مسلمان ہو جانے سے قوم پر کیونکر حجت پوری ہو جائیگی۔ عامی کا عدم و وجود قوم کے نزدیک برابر ہے کیا اس جگہ کے بعض آریہ سماج کے ممبر نکلی شہادت سے جنہوں نے بچشم خود بعض نشانوں کو دیکھا ہے آپ لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں؟ وپھر کیونکر امید رکھیں کہ آپ کی شہادت قوم پر موثر ہوگی۔ حالانکہ آپ قادیان کے بعض آریوں سے جنہوں نے بعض نشانوں کو مشاہدہ کیا ہے حیثیت اور عزت اور لیاقت میں زیادہ نہیں ہیں۔ بہرحال ہمکو اس خط مطبوعہ پر عمل کرنا لازم ہے جسکو آپ بنظر سرسری دیکھ چکے ہیں۔ اگر قوم کے مقتدا مخاطب ہونیکے لئے مخصوص نہوں تو یہ سلسلہ قیامت تک ختم نہوگا مناسب ہے کہ آپ بہت جلد اسکا جواب لکھیں کیونکہ اگر آپ مقتدا قوم کے قرار پا گئے تو دوسرے مراتب اسکے بعد طے ہونگے۔ اور جو مبلغ دو سو روپیہ ماہواری کے حساب سے دینا آپ چاہتے ہو وہ روپیہ بصورت مغلوبیت دینا تجویز کیا ہے۔ یہ بھی انہی لحاظ سے یعنی مقتدائے قوم کیوجہ سے قرار پایا ہے۔ خواہ وہ مقتدا تمام روپیہ آپ رکھیں یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کرینگے اپنے اپنے حصہ بطور [illegible] اب خلاصہ کلام آپ یہ یاد رکھیں کہ ہم نے تین ماہ تک حصہ پنجم کا چھپنا ملتوی کر کے ہر ایک قوم کے سرگروہ کو خطوط مطبوعہ بصیغہ رجسٹری بھیجے ہیں۔ کیونکہ قوم کے سرگروہ کل قوم کا حکم رکھتے ہیں عوام الناس سے ہمکو کچھ سروکار نہیں اور نہ اس طور سے بحث کا سلسلہ کبھی ختم ہو سکتا ہے۔

جو شخص ہمارے مقابل پر آنا چاہے (آپ ہوں یا کوئی اور ہو) اول اُس کو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ در حقیقت وہ مقتدائے قوم ہے۔ اور اُس کی قوم کے لوگ اس بات پر مستعد ہیں کہ اُس کے قائل اور اقراری ہو جانے سے بلا حجت و حیلہ دین اسلام میں داخل ہو جاوینگے سو مناسب ہے کہ آپ سعی اور کوشش کر کے پانچوں آریہ سماج کے جسقدر ممبر ہوں اُنسے حلفاً اقرار نامہ لیلیں اور نام بنام اُن سے دستخط کرائیں اور اس اقرار نامہ پر دس بیس معتبر مسلمانوں اور بعض پادریوں کے دستخط بھی ہوں تا کہ وہ اقرار نامہ مع آپکے اقرار اور ہمارے اقرار کے چند اخباروں میں چھپوایا جاوے۔ لیکن جب تک آپ اس طور سے اپنا سرگروہ ہونا ثابت نہ کریں تب تک آپ عوام الناس میں سے محسوب ہونگے ہمارے خط کو غور سے دیکھو اور اُس کے منشا کے مطابق قدم رکھو۔ ان خطوط سے اصل مطلب تو ہمارا یہی تھا کہ قوموں کے سرگروہوں کو قائل بالاجواب کرکے

---

* فٹ نوٹ۔ خطوط مندرجہ ضمیمہ ہذا سوائے خطوط نمبر ۹ و ۱۰ کے اخبار کوہ نور و آفتاب پنجاب و خیرخواہ کشمیر میں شائع ہو چکے ہیں۔

کل قوموں پر حجت ہو جاوے۔ ہندو ہوں یا عیسائی۔ آریہ وغیرہ کیا جاتے ہیں جو لوگ مگر وہی بھائی آپکے جواب۔ قابل سننے سے ہمارا مطلب کیونکر پورا ہو۔ اور ہمیں تو نجم کے چھپنے کی نسبت یہی اور اگر خدا توفیق دیوے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی شہادت کو ہی کافی سمجھو کیونکہ وہ بھی آخر تمہارے ہی بھائی ہیں۔ والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۔ اپریل ۱۸۸۵ء

۳ (جواب الجواب) مرزا صاحب آپکا خط بذریعہ بیرنگ نامہ کے آج ۹ ۔ اپریل ۱۸۸۵ء کو وصول ہوا۔ اسکے پڑھنے سے اور ہی کیفیت نظر آئی۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دانت دکھانیکے اور ہوتے ہیں۔ اور کھانیکے اور۔ میرا خیال تھا۔ کہ آپ موجب مضمون حلفیہ وعدہ کے بھی ویسے ہی سچے ہو گئے۔ مگر وہ غلط نکلا۔ بیشک آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف کو دنیا کا الٰہی معرفت۔ مگر آریہ سماج والوں کا اعتقاد بالکل اسکے مخالف ہے۔ آریہ سماج والے لکیر کے فقیر نہیں ہیں اور نہ کسی بشیر و نذیر کے دام میں۔ اس پر ہر ایک شخص بشرط عقل و درستی حواس و صفائی باطن آریہ سماج کا ممبر ہے۔ اور وید مقدس کا پیرو ہے کسی انسان کے معتقد نہیں ہیں اور نہ کسی مردہ یا زندہ کے گرویدہ۔ ہماری پاک سوسائٹی کا اصول یہ ہے کہ ناروا شرح کے ادراک کو دشمن گنے۔ جو کوئی ہندوؤں کے بچے بگڑینگے۔ آپ بقول شخصے۔ آب ندیدہ و موزہ وا۔ پاکشیدہ پر عمل کر رہے ہیں۔ کہ قبل از مرگ واویلا خوب نہیں ہے۔ خدانخواستہ بالفرض محال کسی آریہ کا دین اسلام قبول کرنا وید مقدس اور دھرم متبرک پر کسی طرح کا حرف نہیں لا سکتا۔ یہ باطن تلوار کے دین اور پیار کے دین جہاد کے دین اور اتحاد کے دین طمع کے ایمان اور صداقت کے ایمان میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ ایک معزز کے ایمان لانے سے جاہل قوم مائل ہو جاتی ہے۔ مگر عاقل اور مہذب قوم اس اندھا دھند کارروائی سے ترساتی ہے۔ عقلا اس بھیڑیا چال سے دور ہیں۔ اور جہالت سے نفور۔ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں	بغلط بر ہدف زند تیرے
وقتے از حکیم روشن رائے	بر ناید درست تدبیرے

آپکا یہ تحریر فرمانا کہ آریہ سماج قادیان۔ آریہ سماج لاہور۔ آریہ سماج پشاور۔ آریہ سماج امرتسر آریہ سماج لودھیانہ میں جس قدر ممبر ہیں سب کیطرف سے ایک اقرار نامہ حلفاً اس مضمون کا پیش کریں۔ جو پنڈت لیکھرام صاحب جو ہم سب لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اگر اس مقابلہ میں مغلوب ہو جاوینگے۔ اور کوئی نشان آسمانی دیکھ لینگے تو ہم سب لوگ بلا توقف شرف اسلام سے مشرف ہو جاوینگے الخ اس بات کو تصدیق کرتا ہے کہ سب جو را بہانہ بیا ہیں اوپر تحریر کر چکا ہوں۔ کہ ہم آریہ دھرم والے صداقت کے مرید ہیں۔ طمع کے شہید نہیں کیا آپ مندرجہ ذیل معزز و محقق مسلمانوں کے آریہ ہو جانیسے وید و کت دھرم کو گرہن کرنے کے لئے مجبور ہو سکتے ہیں۔ نام ان بزرگوں کے یہ ہیں جنہوں نے لیاقت علمی و صداقت باطنی و درستی ہدی سے تحقیقات کامل کر کے آریہ دھرم کو اختیار کیا ہے اگرچہ وہ تعداد میں کئی ہیں مگر چند بھائیوں کے نام درج کرتا ہوں۔ مولوی محمد عمر صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی غلام شاہ صاحب۔ قاضی نظام الدین صاحب۔ حافظ غلام مصطفے صاحب وغیرہ۔ پس یہاں پر اگر آپکا قول درج کر دوں۔ تو عین مناسب ہے۔ کہ اگر خدا آپکو توفیق دیوے تو اپنے مسلمان بھائیوں کی شہادت کو کافی سمجھو۔ کیونکہ آخر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ الخ۔

مرزا صاحب اپنے گھر میں بیٹھ کا کچھ سمجھ لینا شایانِ شان عقلمندی نہیں ہے۔ بالفرض محال اگر آپ آریہ ہو جاویں۔ تو کیا آپکے بھائی رشتہ دار وغیرہ موضع قادیان کے رہنے والے اہل اسلام آریہ دھرم کو قبول کرینگے۔ کبھی نہیں۔ پس اس معاملہ میں زیادہ تحریر واجب نہیں جانتا ہوں۔ مگر صرف اتنا لکھنا ضروری ہے ؎ باندازہ بود باید نمود ؎ خجالت برد آنکہ بنمود و بود ؎ مرزا صاحب ادعائے بیمعنی سے سوائے خجالت کے اور کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے کہ آپ حقیقت کے مدعی ہیں۔ تو آریہ دھرم کی صداقت کا یہ ثبوت ہے۔ ویسا ہی ایک یہ بھی ہے کہ قوم مسلمان ہو جانا۔ دین اسلام کی خوارق عادات کا ایک بہتر معجزہ ہوگا۔ یہ بھی مجھے آپ سے قادیان کے ہندوؤں سے آپکے کراماتی مایہ کی قلعی کھل چکی ہے۔ پس آریہ وہ ... جمل ست۔ علاوہ ازاں وہاں کوئی ایسی سماج بھی نہیں ہے۔ صرف دو تین ممبر سماج والے رہتے ہیں۔ آپکا یہ تحریر فرمانا کہ خواہ وہ مقتدا تمام وید کے یا قوم جو اقرار نامہ پر دستخط کریں۔ ایسے ایسے مضحکہ انگیز ... ان۔

دراصل حقیقت آپکی جو سمجھ میں ہے۔ ورنہ آریہ سماج والوں کا عقیدہ وابستہ نہیں ہے۔ پس اب آخری خدا کا شکر ہے کہ آپکا یہ تحریر کرنا کہ ہر پانچ سماج کے ممبروں کو قرآناً حلفاً تحریر کروا کر ارسال کریں۔ صرف خیال محال اور حیلہ پرداری و بہانہ بازی معلوم ہوتی ہے ورنہ جس سماج سے چاہیں۔ آپ۔ اور راست یا میری معرفت وغیرہ طور پر تسلی کر سکتے ہیں میں اس طمع نفسانی سے پاک ہوں۔ آپ کے گنج قارون کے حاصل کرنیکی کسی طرح کی تمنا ہے صرف تحقیق حق منظور ہے۔ مگر افسوس کہ آپ بالکل پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ ہاں یہ تو میں خود بھی لکھتا ہوں۔ کہ عوام آریہ سے نہیں ہوں بلکہ خاص سے ہوں پس مصرعہ جو اس پر بھی نہ سمجھے پھر اُس بت سے خدا سمجھے۔

اگر جواب کامل اس کا ایک ہفتہ تک نہ آیا تو مفصل حال آپکے و حسبی کا اخباروں میں طبع کیا جاویگا۔ ۵ ۔ اپریل ۱۸۸۵ء۔

نیازمند لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور۔ از مقام لاہور۔

۴ ۔ **ردجواب** ۔ مشفق پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ما وجب آپکا خط مرقومہ ۹ اپریل ۱۸۸۵ء مجھکو ملا۔ آپ نے بجائے اسکے کہ میرے جواب پر انصاف اور صدق دل سے غور کرتے۔ ایسے الفاظ دور از تہذیب و ادب اپنے خط میں لکھے ہیں جو میں خیال نہیں کر سکتا کہ کوئی مہذب آدمی کسی سے خط و کتابت کر کے ایسے الفاظ لکھنا روا رکھے پھر آپنے اُسی اپنے خط میں ہنسی اور تمسخر اور ہنسی کی راہ سے دین اسلام کی نسبت توہین اور ہتک کے کلمات تحریر کئے ہیں اور بغیر سوچنے سمجھنے کے ہجو ملیح کی طرح مکروہ اور نفرتی باتوں کو پیش کیا ہے اگرچہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس قدر طالب حق ہیں۔ لیکن پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ آپکی سخت اور بیہودہ باتوں پر صبر کر کے دوبارہ آپکو اپنی منشاء سے مطلع کر دوں۔ کیونکہ یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید آپنے میرے پہلے خط کو غور سے نہیں پڑھا۔ صاحب میں نے جو پہلے خط میں لکھا تھا اُس کا حاصل مطلب یہی ہے۔ جواب میں گذارش کرتا ہوں یعنی اُن دنوں میں اتمام حجت کی غرض سے میں نے مناسب سمجھا کہ سات سو خط چھپوا کر اُن مخالفین مذہب کیطرف روانہ کروں جو اپنی اپنی قوم کے سرگروہ اور میر مجلس ہیں اور یہ قرار پایا کہ چونکہ ہر ایک قوم میں اوسط اور ادنیٰ درجہ کے آدمی ہزارہا بلکہ لکھوکھا ہوا کرتے ہیں اسلئے یہ مناسب ہے کہ یہ خطوط مطبوعہ اُن چیدہ چیدہ اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کیطرف روانہ کئے جائیں۔ کہ جو خواص اور قلیل الوجود ہی ہیں۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی سوچا گیا کہ ایسے لوگ اگر قادیان میں ایک برس تک ٹھیرنے کیلئے بلائے جائیں تو اُن کی دنیوی عزت اور آمدنی کے لحاظ سے کچھ روپیہ ماہواری اُن کے لئے شرط مقرر کرنا مناسب ہوگا۔ کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ لوگ جس قدر اپنے اپنے مکانات میں بذریعہ نوکری یا تجارت وغیرہ وجوہ معاش حاصل کرتے ہیں۔ وہ غالباً اسی اندازہ کے قریب قریب ہوگا۔ غرض جو ماہوار روپیہ کی تجویز کی گئی وہ بنظر اندازہ وجوہ معاش اُن اعلیٰ درجہ کے سرگروہوں کی مقرر ہوئی تا وہ لوگ یہ عذر پیش نہ کریں۔ کہ قادیان میں ٹھہرنے سے ہمارا مال روپیہ ہرج متصور ہے اور اسی غرض سے خطوط مطبوعہ میں یہ بھی شرط

مانا کہ اگر ۱۲ روپیہ ماہواری کسی صاحب کی حیثیت دنیوی سے کم ہو تو جہاں تک ممکن ہو اُن کو ۱۲ روپیہ سے کچھ زیادہ دیا جائیگا۔ اب آپ جو تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ۱۲ روپیہ کہ جو اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے بلحاظ حیثیت دنیوی اُنکے خطوط مطبوعہ میں اندراج پایا ہے اسقدر روپیہ لینے کی شرط سے میں قادیان میں آتا ہوں۔ بعد آپ خود انصاف فرمالیویں کہ آپ کیونکر اسقدر روپیہ پانے کی شرط کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر آپ کسی جگہ ۱۲ روپیہ ماہواری پاتے ہوں تو پھر اس صورت میں مجھ کو کسی طور سے عذر نہیں ہے تب مجھ پر یہ ثابت کر دیں کہ میں ایسی حیثیت کا آدمی ہوں۔ اور اگر ایسا ثابت نہ کریں۔ تو پھر آپ کے لئے یہ منظور کرتا ہوں کہ جس قدر آپ نوکری کی حالت میں تنخواہ پاتے رہے ہیں وہی تنخواہ حسب شرائط مندرجہ خطوط مطبوعہ آپ کو دونگا۔ لیکن آپ خود انصاف کر لیویں کہ جو تنخواہ اعلیٰ درجہ لوگوں کے لئے ۱۲ ماہواری آمدنی کے لحاظ سے انہوں نے ہر چہ کثرت کے خیال سے خطوط مطبوعہ میں لکھی گئی ہے وہ کیونکر ان لوگوں کو دیا جائے جو اس درجہ کے آدمی نہیں ہیں۔ اور اگر ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کے لئے ۱۲ روپیہ ماہواری دینا تجویز کر دوں تو اسقدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔ آپ تحکم کی راہ سے کلام نہ کریں اور جو میں نے خطوط کے چھاپنے کے وقت انتظام کیا ہے اُسکو خوب سوچ لیں۔ اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ آپ دو تین روز کے لئے قادیان میں آ جاویں اور بالمواجہ گفتگو کر کے اس بات کا تصفیہ کریں سب سے مجھے یہ بھی منظور ہے کہ دو تین شرائف اور معزز آریہ جیسے منشی جیونداس لاہور میں ہیں وہ مجھ سے ملاقات کر کے جو اس بارہ میں تصفیہ کریں وہی قرار پا جائے۔ میں ناحق کی ضد کرنا نہیں چاہتا۔ نہ کوئی حیلہ بہانہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ غور سے میرے خط کو پڑھیں اور یہ جو آپ نے اپنے خط کے آخر پر لکھ دیا ہے کہ قادیان کے آریہ لوگوں سے آپ کی کرامات کی قلعی کھل چکی ہے۔ یہ الفاظ بھی منصفین کے سامنے پیش کرنیکے لائق ہیں جس حالت میں قادیان کے بعض آریہ جو میرے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں اب تک زندہ موجود ہیں اور اس عاجز کے نشانوں اور خوارق کے قائل اور مقر ہیں۔ تو پھر نہ معلوم کہ آپ نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ وہ لوگ منکر ہیں۔ اگر آپ راستی کے طالب تھے تو مناسب تھا کہ آپ قادیان میں آ کر میرے روبرو اُن سے جو موجود ہیں ان لوگوں سے دریافت کرتے تا جو امر حق ہے آپ پر واضح ہو جاتا۔ مگر یہ بات کس قدر دیانت اور انصاف سے بعید ہے کہ آپ دور بیٹھے قادیان کے آریوں پر ایسی تہمت لگاتے ہیں۔ ذرا آپ سوچیں کہ جس حالت میں میں نے انہیں آریوں کا نام حصہ سوم و چہارم میں لکھ کر ان کا شاہد خوارق ہونا حصص مذکورہ میں درج کر کے لاکھوں آدمیوں میں اس امر کی اشاعت کی ہے۔ تو پھر اگر یہ باتیں دروغ بے فروغ ہوں تو کیونکر وہ لوگ اب تک خاموش بیٹھے۔ بلکہ ضرور تھا کہ اس صریح جھوٹ کے رد کرنے کے لئے کئی اخباروں میں اصل کیفیت چھپواتے اور مجھ کو ایک دنیا میں رسوا اور شرمندہ کرتے۔ سو منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ لوگ باوجود شدت مخالفت اور عناد کے اسی وجہ سے خاموش اور لاجواب ہیں۔ کہ جو کچھ شہادتیں انکی نسبت لکھیں وہ حق محض تھا۔ اور آپ پر لازم ہے کہ آپ اس ظن فاسد سے مخلصی حاصل کرنیکے لئے قادیان میں آ کر اس بات کی تصدیق کر جائیں۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد اور جواب سے جلد تر مطلع کریں۔ والدعا۔

راقم مرزا غلام احمد از قادیان ۱۹ اپریل ۱۸۸۵ء

(۵) رد جواب۔ مہربانی مرزا غلام احمد صاحب تسلیم۔ آپکا خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء بہت انتظار کے بعد ۲۳ اپریل ۱۸۸۵ء کو مجھے پشاور میں ملا۔ چونکہ پشاور آریہ سماج کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶ اپریل ۱۸۸۵ء کو تھا اس واسطے مجھ کو لاہور سے ۱۱ اپریل ۱۸۸۵ء کی گاڑی میں پشاور آنا پڑا۔ ۵ و ۶ روز کثرت کار دینیہ کے سبب فرصت نہ تھی آج عند الفرصت جواب بخدمت نامہ کا تحریر خدمت کرتا ہوں۔ اس قدر دیری کو معاف فرمائیے یہ خط آپکا بھی میں نے غور سے پڑھا اور تامل سے سمجھا اور ساتھ ہی اپنے خط نمبر ۲ کو حرف بحرف مکرر مطالعہ کیا۔ مگر کوئی حرف یا کلمہ دور از تہذیب و ادب اسمیں نہیں دیکھا۔ نہیں معلوم کہ آپنے اس خط سے اسقدر باتیں کہاں سے نکال لیں۔ ہاں اگر جواب معمولی سے بھی مزاج مبارک برافروختہ ہوتا ہے۔ تو تحقیق حق و باطل و تصدیق صدق و کذب سراپا محال ہے۔ افسوس کہ اپنے خط نمبر ۲ کی تادیب و تہذیب پر دھیان نہیں دیتے ہو اور میرے صاف خط کو بھی مہذبانہ نہیں بتلاتے۔ اگر اس سے اسلامی تحکم جتلانا مراد ہے تو الگ امر ہے ورنہ اسمیں کوئی امر خلاف اخلاق نہیں ہے جسطرح آپ نے اتمام حجت کی غرض سے خطوط اور رسالے لکھے ہیں۔ اسیطرح میں نے بھی تردید حجت پر کمر باندھی ہے۔ آپکے پہلے خط مطبوعہ کا مطلب اور ہے اور خط مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی ظاہر ہوتا تھا اور آخر خط محررہ ۱۶ اپریل ۱۸۸۵ء سے کچھ اور ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

الحمد للہ آپ اپنی تحریرات سے کیوں پلٹے جاتے ہیں۔ خط مطبوعہ کے برخلاف یا اسکی اندرونی امید کیوں اسمیں بہت باتیں آپ نے دل ہی دل میں پوشیدہ رکھیں اور غالباً اب بھی بہت باتیں مطلب برآری کیواسطے پوشیدہ ہونگی۔ آپکا خیال نہیں ہے سہ

نے باشد بمخالفت دل باقل راستان باہم۔ کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا

جو نتیجے آپکی مختلف تحریروں سے برآمد ہوتے ہیں وہ کسی عاقل کے نزدیک کبھی تسلیم کے لائق نہیں ہیں اور نہ کوئی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھیگا۔

ماہ ستمبر ۱۸۸۴ء میں بتقریب جلسہ آریہ سماج امرتسر کے گورداسپور گیا تھا اور وہاں میرا اس امر کی نسبت کہ آپنے جو دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا ہے۔ درحقیقت کس حیثیت کے آدمی ہیں دریافت کیگئی تو ایک معزز آدمی کی زبانی جو آپکا ہمسایہ واقع تھا معلوم ہوا کہ آپ اسقدر جائیداد بھی نہیں رکھتے ہیں بلکہ مقروض ہیں۔ اب اس کی تصدیق آپکی ہی تحریر سے ہوگئی کہ اگر ہر ایک کے لئے ۱۲ روپیہ ماہواری دینا تجویز کروں تو اس قدر روپیہ کہاں سے لاؤں۔

مرزا صاحب! اس سے لاؤ جس نے آپکو بقول آپکے مثیل ناصری اسرائیلی کی طرز پر اصلاح خلق کے لئے مامور کیا ہے۔ قادیان کے آریہ بھائیوں کی نسبت میں نے تہمت نہیں لگائی اور اپنے دعویٰ کا نہایت قوی اور مدلل ثبوت رکھتا ہوں۔ جو براہین الاحمدیہ کے جواب تکذیب براہین الاحمدیہ میں درج ہوکر عنقریب چھپنے والا ہے اور وہ انکی خط و کتابت ہے اُن کو تہمت آپنے لگائی ہے۔ کہ انکو میں نے کرامات بتلائی ہیں جو بالکل صداقت سے خارج امر ہے۔ میں آپکے روبرو بھی آنے کو مستعد تھا مگر ایک لائق آریہ برادر کی زبانی جو آپکی ملاقات کر گیا تھا معلوم ہوا کہ آپ زود رنج اور غصہ ور آدمی ہیں تو خیال گزرا کہ شاید ان کی اسقدر مہربانیوں کو میں برداشت نہ کر سکوں۔ اس واسطے ارادہ ملتوی کیا۔ لالہ شرمپت نے شاید آپ کے دعویٰ کی تکذیب بھی [illegible] کی تھی مگر افسوس کہ مجھے اس وقت اچھی طرح یاد نہیں ہے اور اسمیں میرے مہربان بھائی باوا نرائن سنگھ جی نے بھی ودیا پرکاشک میں بہت مشرح لکھا ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارہ۔

اور جو باتیں اپنے پہلے خطوں میں تحریر کر چکا ہوں یا جو شہادتیں مذہبی یا عقلی بیان کی گئی ہیں سب کے ثبوت سلسلہ وار میرے پاس موجود ہیں۔ ایک مولوی صاحب ساکن لاہور جو علم دینی و دنیوی و طب میں عمدہ دستگاہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی آپ کی کرامات کی مفصل فہرست پیش کی تھی کہ آپ جاہلوں کے آگے بہت کچھ دسترس رکھتے ہیں چونکہ مجھے تحقیق حق منظور ہے۔ اور بفضل ایزدی چاہتا ہوں کہ اُن لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صراط المستقیم یعنی ہدایت وید مقدس کی تعلیم دوں۔

قرآن و انجیل و توریت و ژند و وید وغیرہ کتب ادیان مختلفہ کو بخوبی مطالعہ کیا ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے انکی بابت بحث کرنے کو موجود ہوں۔ اور میرے اکثر دوست مسلمان جو آپکی براہین احمدیہ کے خریدار ہیں یا جنکو آپ نے تبرکاً یا کسی اور طور پر کتاب دیتے ہیں۔ بہ سبب منکر از کرامات ہونے کے یہی لوگ مجھے آپکی عنایتوں کا مشکور کرتے رہتے ہیں۔ مگر زیادہ طول دینا مجھے پسند نہیں ہے۔ صرف آخری گذارش ہے کہ اگر در حقیقت وعدے کے سچے اور حق کے محقق اور راستی کے طالب اور اصلاح خلق کے لئے مامور ہو رہے ہیں۔ تو بموجب مضمون میرے پہلے خط کے بحساب ۲۰۰ روپیہ کے کل دو ہزار چار سو روپیہ ایک سال کا داخل خزانہ سرکار فرماویں۔ اور اقرار نامہ تحریر کر دیویں کہ اگر ایک سال تک آپ کی ہدایت اور آسمانی نشانات و معجزات دیکھنے سے تسلی نہ پاکر آپ کے دین کو قبول نہ کروں تو وہ مبلغان مجھکو ملجاویں اور وہ روپیہ بلا انقضائے میعاد سال کے خزانہ سرکاری میں مقفول رہے۔ اس کے واپس لینے کا آپکو اختیار نہ ہوگا۔ اگر آپ حضرت قادر مطلق جلشانہ کی طرف سے بقول اپنے مامور ہوئے ہیں تو اس اقرار نامہ اور خالص روپیہ سے گریز کیوں فرماتے ہیں۔ جب سانچ کو آنچ نہیں اور آپکو اپنے کرامتی سکہ پر امید ہے کہ قلب نہیں ہے تو کل عذر و معذرت و حیلہ حوالہ بیکار ہے۔ جب خدا نے پیشینگوئی فرمائی۔ اور علاوہ بریں آج آپ نے کئی مرتبہ آزمائی تو ہم کو لازم والاجواب مغلوب یعنی ہونا پڑیگا۔ خدا نے وعدہ آپ سے فرمایا۔ اور ایسا ہی وعدہ پورا کرنے سے پہلو تہی فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے خطوط سے ظاہر ہے۔ لیکن کس طرح مانا جاوے کہ جسمیں تخلف کا امکان نہیں ہے جبکہ آپ کو بھی اس کا کامل امتحان نہیں۔ دعویٰ کرنا اتمام حجت کا اشتہار دینا کہ جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا تبلیغ ان ادا کرونگا آپ جیسے عقلمند ہی کو زیبا ہے۔ تب اسی ایسے تخلف وعدہ سے کوئی آریہ بھائی آپ کے پاس آنا نہیں چاہتا۔ مکرر یہ گزارش تحریر کرتا ہوں۔ کہ کرامات و زر کے آزمانے کے واسطے اپنی طبع کو محک امتحان بنانا چاہتا ہوں اور ایک سال تک آپکی شاگردی اور قادیان میں حاضر باشی صدق دل سے منظور کرتا ہوں۔ اگر اس دفعہ بھی وہی طول طویل عبارت اور مطلب حیلہ حوالہ رہا تو زیادہ خط و کتابت بے فائدہ ہوگی۔ زیادہ نمستے۔

۲۹ اپریل ۱۸۸۵ء راقم پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور

(ب) خط مرزا صاحب بجواب خط نمبر ۵ مشفقی پنڈت لیکھرام صاحب۔ بعد ماوجب

اگرچہ اس خاکسار نے آپکے ان خطوط کے جواب میں جنمیں آپ نے قادیان میں ایک سال ٹھہرنے کی درخواست کی تھی یہ لکھا تھا کہ چوبیس سو روپیہ لینے کی شرط پر آپکا ایسی درخواست کرنا آپکی عزت اور حیثیت عرفی کے برخلاف ہے لیکن چونکہ آپ اب تک اسی بات پر اصرار کئے جاتے ہیں کہ میں آریہ سماج کے گروہ میں ایک بڑا عزت دار آدمی ہوں اور بزرگوار اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے تمام آریہ سماجوں میں مشہور و معروف ہوں بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اپنے اسی دعوے کو بعض اخبار میں بھی چھپوا کر جا بجا مجھے بدنام کرنا چاہا ہے اور یہ لکھا ہے کہ جس حالت میں میں ایسا عزت دار آدمی ہوں اور پھر طالب حق تو پھر کیوں مجھے آسمانی نشان نہ دکھلائے اور اسلام کی حقیقت مشاہدہ کرانے سے محروم رکھا جاتا ہے اور کیوں چوبیس سو روپیہ دینے کی شرط پر مجھ کو قادیان میں ایک سال تک ٹھہرا کر ربانی نشانوں کے آزمانے کے لئے اجازت نہیں دی جاتی۔ سو آپ پر واضح ہو کہ ہم نے جو آج تک آپکی درخواست منظور کرنے میں توقف کیا تو اس کی یہی وجہ تھی کہ ہم اپنے خط مطبوعہ میں یہ شرط درج کر چکے ہیں کہ ہمارا مقابلہ عوام الناس سے نہیں ہے بلکہ ہر قوم کے چیدہ و منتخب اور صاحب عزت لوگوں سے ہے۔ اور ہر چند ہم نے کوشش کی مگر ہم پر یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ ان معزز اور ذی مرتبت لوگوں میں سے ہیں۔ جو بوجہ حیثیت عرفی اپنی کے دو سو روپیہ ماہواری خرچہ پانے کے مستحق ہیں مگر چونکہ آپ کا اصرار اپنے اس دعوے پر غایت درجہ تک پہونچ گیا ہے کہ فی الحقیقت میں ایسا ہی عزت دار ہوں اور پشاور سے بمبئی تک جس قدر آریہ سماج ہیں وہ سب مجھ کو معزز اور قوم میں سے ایک بزرگ اور سرگروہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی طرف لکھا جاتا ہے کہ اگر آپ سچ مچ ایسے ہی عزت دار ہیں تو ہم آپکی درخواست منظور کر لیتے ہیں۔ اور جہاں چاہو چوبیس سو روپیہ جمع کرا لینے کو بھی مستعد۔ لیکن جیسا کہ آپ شرائط مندرجہ خطوط سے تجاوز کرکے اپنی پوری تسلی کرنے کے لئے مجھ سے چوبیس سو روپیہ نقد کسی دوکان یا بنک سرکار میں جمع کرانا چاہتے ہیں تو اس صورت میں مجھے بھی حق پہونچتا ہے کہ میں بھی آپ کے اس اقرار کو جو بعد دیکھنے کسی آسمانی نشان کے بلا توقف قادیان میں ہی مسلمان ہو جاؤنگا آپ ہی کے اعتبار پر چھوڑوں بلکہ جیسے آپ روپیہ وصول کرنے کے باب میں اپنی پوری پوری تسلی کرینگے۔ ایسا ہی میں بھی آپ کے مسلمان ہونے کے لئے کوئی اور تدبیر کر لوں۔ جس سے مجھے بھی پورا پورا یقین اور کامل تسلی ہو جاوے کہ آپ بھی در حالت انکار اسلام اپنی عہد شکنی کے ضرر سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے سو عدالت کی بات جسمیں میں اور آپ برابر ہیں یہ ہے کہ ایک طرف یہ خاکسار رقم ۲۴ سو روپیہ حسب منشا آپ کے کسی جگہ جمع کرا دے اور ایک طرف آپ بھی اسیقدر روپیہ حسب منشا اس عاجز کے بوجہ تاوان انکار اسلام کسی مہاجن کی دوکان پر رکھوا دیں۔ تا جسکو خداتعالیٰ فتح بخشے اس کے لئے یہ روپیہ فتح کی ایک یادگار رہے۔ یہ تجویز کسی فریق پر ظلم نہیں بلکہ فریقین کے لئے موجب تسلی و سراسر انصاف ہے۔ کیونکہ جیسے آپکو یہ اندیشہ ہے کہ آپ بصورت مغلوب ہونے اس عاجز کے چوبیس سو روپیہ جبراً وصول نہیں کر سکتے۔ علیٰ ہذا القیاس مجھے بھی یہ فکر ہے کہ میں بھی بعد مغلوب ہونے آپ کے آپکو جبراً مسلمان نہیں کر سکتا۔ سو یہ انتظام حقیقت میں نہایت عمدہ اور مستحسن ہے کہ ایک طرف آپ وصول روپیہ کے لئے اپنی تسلی کر لیں اور ایک طرف میں بھی ایسا بندوبست کر لوں کہ در حالت عدم قبول اسلام آپ بھی شکست کے اثر سے خالی نہ جانے پاویں۔ اگر آپ اسلام کے قبول کرنے میں صادق النیت ہیں تو آپکو روپیہ جمع کرنے میں کچھ نقصان اور اندیشہ نہیں کیونکہ جب آپ بصورت مغلوب ہونیکے مسلمان ہو جائینگے تو ہم کو آپ کے روپیہ سے کچھ سروکار نہیں ہوگا بلکہ یہ روپیہ تو صرف اس حالت میں بطور تاوان آپ سے لیا جاویگا۔ کہ جب آپ عہد شکنی کرکے اسلام کے قبول کرنے سے گریز یا روپوشی اختیار کرینگے۔ سو یہ روپیہ بطور ضمانت آپکی طرف سے جمع ہوگا۔ اور صرف عہد شکنی کی صورت میں ضبط ہوگا۔ نہ اور کسی حالت میں۔ رہا یہ امر کہ آپ اسقدر روپیہ کہاں سے لائینگے تو اسکا فیصلہ تو آپ ہی کے اقرار سے ہو گیا جبکہ آپ نے اقرار کر لیا کہ میں بڑا عزت دار آدمی اور قوم میں مشہور و معروف ہوں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ اتنے بڑے عزت دار ہیں تو اول یہ روپیہ آپ کے آگے کچھ چیز ہی نہیں بلکہ اس سے بہت زیادہ آپکے دولتخانہ میں جمع ہوگا۔ اور اگر کسی اتفاق سے آپ پر افلاس طاری ہے تو قوم کے لوگ ایسے معزز اور سرگروہ سے امداد وغیرہ کے بارے میں کب دریغ کرینگے بلکہ وہ تو سنتے ہی ہزارہا روپیہ آپ کے قدموں پر رکھ دینگے۔ اور صرف آپ کی ایک زبان کے اشارہ سے روپیوں کا ڈھیر جمع ہو جائیگا۔ خدا نخواستہ ایسا کیوں ہونے لگا۔ کہ آریہ سماج کے دولتمند اور ذی مقدرت لوگ آپ کو چند روز کے لئے بطور امانت روپیہ دینے سے انکار کریں اور آپ کی دیانتداری اور امانت گذاری میں ان کو کلام ہو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ادنےٰ ادنےٰ آدمی جیسے چوہڑے چمار یا بھنگی اپنی قوم میں کچھ قدر یا اعتبار رکھتے ہیں وہ بھی اپنی برادری میں اس قدر مسلم العزت ہوتے ہیں کہ قوم کے ذی مقدرت لوگ کسی مشکل کے وقت صدہا روپیہ سے بطور قرضہ وغیرہ ان کی امداد کرتے ہیں اور آپ تو بقول آپکے بڑے ذی عزت آدمی ہیں جنکی عزت سارے آریہ جو

من تسلیم و قبول کی گئی ہے۔ ماسوا اسکے یہ روپیہ صرف کچھ مدت کے لئے امانت کے طور پر آپکے ہاتھ میں دیئے گئے۔ نہ یہ کہ وہ روپیہ آپکی ملک کر دیئے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ آج ہم یہ خط جسٹری کرا کر آپکی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ اور اگر بیس دن تک آپنے ہمارا جواب نہ بھیجا۔ اور قادیان میں آکر ایک سال تک ٹھیرنے سے اباء۔ گریز کیا۔ اور ان شرایط کو جو عین انصاف اور حق پسندی پر مبنی ہیں۔ قبول نہ کیا۔ تو پھر بعد گذرنے بیس دن کے [illegible] آپکا خط اخبار میں شایع کرا کر لوگوں پر ثابت کیا جاویگا۔ کہ آپ کا ایک سال تک قادیان میں ٹھیرنے کیلئے مجھ سے درخواست کرنا سراسر لاف وگزاف پر مبنی تھا نہ آپکی نیت صاف و درست تھی نہ آپکی ایسی حیثیت و عزت تھی جس کا آپنے وعدہ کیا تھا اب ہم اس خط کو ختم کرتے ہیں۔ اور مدت مقررہ تک ہر روز آپکے جواب کے منتظر رہینگے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

از قادیان ضلع گورداسپور مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء خاکسار غلام احمد۔

۷۔ بجواب خط مرزا صاحب (محررہ ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء) مشفقی جناب [illegible]

بعد از شوق ملاقات بموجب خط مورخہ ۱۷۔ جولائی ۱۸۸۵ء کے لکھا جاتا ہے کہ میرے اور آپکے خط و کتابت کے سلسلہ کی بنیاد فقط آپکا وہ اشتہار ہے جو آپنے مطبع مرتضائی لاہور سے بلا تاریخ طبع کرا کر شایع کیا تھا۔ اور جس میں آپنے نہایت صاف الفاظ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ منجانب اللہ آپ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب غیر مذہب والوں کو دین اسلام کی دعوت کریں۔ اور جو کوئی شخص آپکے پاس ایک سال تک قادیان میں رہے اور نشان آسمانی و خوارق عادات و صداقت دین اسلام مشاہدہ نہ کرے اور تسلی پاکر مسلمان نہ ہوجاوے۔ تو آپ مبلغ [illegible] ماہوار کے حساب سے کل [illegible] دو ہزار چار سو روپیہ بابت سال تمام کے اس شخص کو ہرجانہ یا جرمانہ دینگے۔ جس پر میں نے معقولیت کیساتھ آپکی خدمت میں التجا کی تھی کہ میں ایک سال تک آپکی خدمت میں رہنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپ زر موعودہ امانتاً سرکاری خزانہ میں داخل کردیویں۔ اب اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں آپ ایک نئی حجت پیش کرتے ہیں یعنی یہ کہ دو ہزار چار سو روپیہ میں بھی بالمقابل آپکے امانتاً داخل کروں تاکہ اگر آپکے نشان آسمانی یا معجزہ مشاہدہ کرکے اور تسلی پاکر دین اسلام کو قبول نہ کروں تو اس چوبیس سو روپیہ کے جو میں داخل کرونگا۔ آپ مستحق ہوویں صاحب من آپ اپنے عہد مشتہرہ پر کیوں قایم نہ رہے اور کس واسطے اپنے جادہ انصاف سے کنارہ کیا۔ کیا دینداروں یا راستبازوں کے یہی کام ہوتے ہیں؟ اور زیادہ تر لطف یہ ہے کہ آپ اپنے اس انحراف قطعیہ کو نہایت عمدہ تحسین فرماتے ہیں جزاک اللہ فی الدارین۔ اب انصاف یہ ہے کہ آپ پہلے اس بات کا اشتہار دیدیں جو آپنے اول اشتہار دیا تھا وہ بوجوہ ذیل باطل ہوا (۱) اس لیے ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں ۲۴ سو روپیہ راقم سے بھی بالمقابل امانت میں داخل کرانا چاہتے ہیں تاکہ اگر باوجود مشاہدہ نشان آسمانی کے اسلام سے انکار کیا جاوے تو زر امانت راقم آپ لیویں حالانکہ اشتہار میں بالمقابل روپیہ داخل کرنا شرط نہیں آپ برخلاف اسکے لکھتے ہیں اسلئے پہلا اشتہار قایم نہ رہا (۲) جبکہ آپنے معجزہ کا دعویٰ بذریعہ اشتہار کے شایع کیا تو آپکا یقین نہایت مضبوط ہونا چاہیئے تھا کہ ضرور معجزہ دکھا دینگے اور تاثیر اس کی تیر بہدف ہوگی اور مشاہدہ کنندہ بھی ضرور اسلام قبول کریگا کیونکہ معجزہ کے لغوی معنی عاجز کرنیکے ہیں اگر کسی کو عاجز نہیں کیا تو وہ اعجاز نہیں کہہ سکتا اسلئے آپکو اپنے دعویٰ پر خود بھی شک پیدا ہوگیا کہ میں آپکے معجزہ سے عاجز نہیں ہوسکتا۔ اور اسلام قبول نہیں کرونگا اسکے عوض آپنے روپیہ مبلغ میرے کے لینے کی تمنا کی ہے دروغ گو را تا بدروازہ باید رسانید۔ آپکے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو آپنے نئی حجت اٹھائی ہے میں اس کیواسطے بھی حاضر ہوں جس وقت آپ چاہیں [illegible] روپیہ میں داخل کرسکتا ہوں مگر مجھ کو آپکے استقلال پر شک ہے اس سبب سے اس امر کی بھی صراحت ہونی چاہیئے کہ کونسا نشان آسمانی آپ مجھ کو دکھا دینگے۔ آسمانی نشان یعنی سورج۔ چاند۔ ستارے ہیں پس علاوہ ان قدرتی نشانات کے آپ کوئی ذیل کا آسمانی نشان دکھلاویں یعنی دوسرا آفتاب جسکا طلوع غرب سے اور غروب مشرق ہو یا شق القمر کا معجزہ جسکا اشارہ حدیث میں ہے اور جو عقلا کے نزدیک غیر مسلم اور آپکے خیال میں حق ہے پس اگر اسی کو اعادہ کرکے دوبارہ دکھلاویں یعنی پورنماشی کی رات کو برخلاف عادت موجودہ چاند کے دو ٹکڑے ہوجاویں یا دوسرا ماہ کامل ۱۰ دن کی رات کو جیسا کہ پورنماشی کو ہوتا ہے ظہور ہووے۔ ان میں سے کل کو یا جس ایک کو آپ دکھلا سکیں اور تاریخ وقت معجزہ کے دکھلانیکا بھی آپ مقرر کریں۔ تاکہ وہ عام میں مشتہر کرایا جاوے۔ اور میں سمجھونگا کہ جو بیس سو روپیہ صرف کرکے [illegible] تماشا دکھلوا دیا۔ اگر اب بھی آپنے اس خط کا جواب صاف الفاظ میں بلا حجت بازی کے نہ دیا۔ تو تصور کیا جاویگا کہ ایسے بے بنیاد و لغو دعاوی کا وہی باعث ہے جو عام عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے اور اسکے بعد آپسے خط و کتابت بند ہوویگی اور چونکہ آپنے اس ۱۷ جولائی ۱۸۸۵ء کے خط میں جو طرز اختیار کی ہے وہ تہذیب سے گری ہوئی ہے مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا ہوں بلکہ اسکو بھی اسکے ذیل میں سمجھتا ہوں جن میں آپکے اور دعاوی ہیں اور اس کا باعث بھی وہی ہے جو عام آدمی سمجھ سکتے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ست کا پرکاش اور اسَت کا ناش ہو۔ جواب اس کا ایک ہفتہ تک آنا چاہئے ورنہ بعد ازاں اشاعت کیجاویگی +

۲۰۔ جولائی ۱۸۸۵ء۔ الراقم نیاز مند لیکھرام از آریہ سماج امرتسر۔

یادداشت (۸) جو خط مرزا صاحب کا (بجواب خط نمبر ۷) آیا تھا وہ مطبع آفتاب پنجاب لاہور سے پیش ہوگیا ہے اور تلاش سے دستیاب نہ ہوا مگر اسکا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ ہم یہ شرایط نہیں کرسکتے اور نہ مطلوبہ نشانات بتلا سکتے ہیں بلکہ ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کچھ ظاہر ہوگا یا نہ ہوگا غرضیکہ اس بلائے ناگہانی (دعویٰ کرامات) سے پلہ چھڑانا چاہا بہت سا حصہ اس خط کا جواب میں بھی موجود ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں (مصنف)

۹۔ جواب خط مرزا صاحب مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء مشفقی مرزا غلام احمد صاحب بجواب خط مرقومہ ۳۱ جولائی ۱۸۸۵ء آپکے عذرات اور بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید مدلل لکھتا ہوں **عذر اول** پہلے اشتہار میں [illegible] دینے کا وعدہ ضرور ہوا ہے مگر پیشگی جمع کردینے کی شرط نہیں کی تھی چونکہ آپنے میرے وعدہ کو معتبر نہ سمجھا اور یہ زاید شرط لگائی کہ زر موعود کسی بنک سرکاری میں جمع کردیا جاوے اس صورت میں میرے لئے بھی بخلاف اس اشتہار کے استحقاق پیدا ہوگیا کہ [illegible] بالمقابل پیشگی امانت رکھاؤں تردید دفعہ ۱۔ آپکو واجب تھا کہ پہلے ہی اشتہار میں صاف لفظوں میں شرط باندھتے کہ بطور قماربازان کے [illegible] ہو دونوں کا جاویگا تاکہ شرایط کی ترمیم و تنسیخ نہ کرنی پڑتی پس یہ سراسر فضول آپکی ہے ورنہ اگر صاف طور پر لکھا ہوتا تو کوئی عام عقل کا آدمی بھی ایسی قماربازی کا جواب تک نہ دیتا چہ جائیکہ باقرار تکلیف گوارا کرکے آپسے خط و کتابت کرتا مگر افسوس کہ آپ بجائے خجالت اٹھانیکے اپنی بھول کی حجت کرتے ہیں دفعہ ۲۔ آپکے وعدہ پر اعتبار نہ کرنیکا یہ سبب ہے کہ اگرچہ مجھکو ضرور نہیں تھا کہ آپ کی حیثیت کی قلعی کھولی جاوے مگر آپ کی بیجا لاف وگزاف و بے بنیاد دعاوی نے مجبور کردیا کہ مجملاً آپ کی استطاعت کا ضعف بیان کردوں سو کہ آپ نہ کوئی اہلکار نہ جاگیردار نہ پنشنخوار نہ تجارت نہ حرفتکار نہ کارخانہ دار نہ زمیندار نہ صاحب جایداد اعلیٰ ہیں۔ ہاں موضع قادیان جو ایک گاؤں ہے اسکی ملکیت زمینداری کے بہت حصہ داران میں سے ایک حصہ دار ہیں یعنی حیثیت عام لوگوں کی ہوتی ہے حیثیت تو یہ اور لاف وگزاف یہ کہ آٹھ ہزار [illegible] خطوط بطور اشتہار بنام اکثر معززان و رئیسان و علما و فضلا جاری کردیئے کہ جو کوئی شخص ایک سال تک موضع قادیان میں رہکر کوئی آسمانی نشان مشاہدہ کرے بحساب ماہوار [illegible] بابت سال تمام کے پاویگا۔ اسکا حساب لگایا تو قریب [illegible] ہوتا ہے [illegible]

یہ کہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر اپنے اسم مبارک کے القاب میں رئیس اعظم قادیان دام اقبالہ لکھ دیا۔ مزید برآں طرہ یہ کہ جو کوئی اُس کا رد لکھیگا دس ہزار روپیہ انعام پاویگا۔ خیال کرنا چاہیے کہ اس قدر ممالک وسیع سے سو دو سو اشخاص بھی جداگانہ رد لکھینگے تو لکھہا روپیہ چاہیے۔ دفعہ ۳۔ جبکہ آپ ایک ایسے گنج قارون کے مالک ہیں تو اپنی کتاب کی اشاعت کے واسطے ہندوان مسلمانان سے بھیک کیوں مانگتے ہیں۔ اور طرفہ تر یہ ہے کہ باوجود روزہ گری پانچ سالہ الطباع کتاب کا خرچ بھی بہم نہ پہنچا سکے۔ دفعہ ۴۔ سچ تو یہ ہے کہ آپنے اس لاف زنی سے ایک ذریعہ معاش کا پیدا کر لیا۔ جیسا کہ پنجابی کی مثال ہے کہ "روٹی کھانی شکر سے دنیا کھائیے مکر سے" نظر بحالت مذکورہ جو میری طرف سے درخواست پیشگی زر معہودہ کی ہوئی۔ تو کچھ بیجا نہیں ہے۔ اور نہ کوئی منصف مزاج بیجا کہیگا۔ دفعہ ۵۔ آپکا یہ گمان غلط تھا۔ کہ بسبب سختی شرائط کے آپکے پاس ایک گاؤں میں درمیان ہنوداں و مجہولان کے ایک سال تک قید بے زنجیر رہنا کوئی آدمی قبول نہ کریگا۔ تو بصورت خاموشی معترضان کے آپکا دعوے بطور ڈگری یکطرفہ ثابت ہو جاویگا۔ مگر جبکہ آپکے ابطال دعویٰ پر بندہ استادہ ہو گیا اور بوجہ شرط صدر زر معہودہ پیشگی امانت رکھا جانا تو آپنے برخلاف اشتہار کے ایک نیا حیلہ اختراع کیا یعنی مجھ سے بھی بالمقابل اعتبار زر مانگا۔ بندہ نے اپنے ارادہ پر ثابت قدمی کر کے اسی حیلہ جدید کی رو سے بھی آپ کو بھاگ جانیکی فرصت نہ دی۔ یعنی اعتبار زر جمع کرانا منظور کر لیا۔ پس جبکہ زر مشروط طرفین سے مساوی جمع ہوگا۔ تو شرائط بھی مقبول و مساوی طرفین ہونی واجب ہوئیں۔ نظر بر آں آپکے اس دعویٰ پر کہ نشان آسمانی خوارق عادات مشاہدہ کراونگے۔ میری طرف سے نہایت مناسب یہ سوال پیش ہوا۔ کہ آسمانی نشان قدرتی تین قسم کے موجود و مشہور ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ اُنکی نسبت خرق عادت یعنی خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ مشاہدہ کرا دیجیے۔ اور معجزہ نمائی کا کوئی وقت تجویز کر کے مشتہر کیجیے اسکے جواب میں جو عذرات آپنے لکھے ہیں بمقابلہ ہر ایک عذر کے تردید لکھتا ہوں **عذر اول** کیا ضرور آپ اسی قسم کے نشانوں کو قبول کرتے ہیں کہ ستاروں آفتاب و مہتاب کے تغیر و تبدل وغیرہ پر مشتمل ہو۔ تردید۔ حضرت آپنے اشتہار میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی صحبت میں ایک سال تک رہکر آسمانی نشانوں کو بچشم خود مشاہدہ کر لیں تو اگر چاند۔ سورج۔ ستارے۔ موجودہ نشانوں میں خرق عادت نہیں دکھا وینگے۔ یا علاوہ انکے دوسرا سورج یا دوسرا چاند یا اعادہ معجزہ شق القمر نہیں دکھا وینگے۔ تو پھر آسمانی نشان چہ معنی دارد۔ کیا آسمان سے اپنے جھوٹے دعویٰ پر خاک دھول برسا وینگے **عذر دوم** پنڈت صاحب ہمارا کام ہرگز نہیں کہ ہم جس طور سے کوئی شخص زمین و آسمان میں انقلاب پیدا کرنا چاہیے۔ اس طور سے انقلاب کر کے دکھا ویں۔ تردید دفعہ ۱۔ جبکہ آپ اس قسم کے لایق نہیں تو مشاہدہ نشان آسمانی کا جھوٹا دعویٰ کیوں لکھ مارا۔ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ آپنے سمجھا ہوگا کہ جس طرح آپ عقل سے کام نہیں لیتے سب کا ایسا ہی حال ہوگا اور کوئی نہ پوچھیگا دفعہ ۲۔ جبکہ آپنے آسمانی نشانوں کا مشاہدہ کرانا لکھا تو اسی پر بحث کی گئی وہی نشان مانگے گئے اگر زمین کے نشان یا اربعہ عناصر میں سے یا موالید ثلاثہ سے کسی قسم کی چیز پر خرق عادت کا دعویٰ ہوتا تو اسی پر بحث ہوتی اور اسکے مطابق سوال کیا جاتا اگر زمین و آسمان کا انقلاب آپ ناممکن سمجھتے تھے تو آسمان کا لفظ کیوں لکھا تھا۔ سچ ہے ؎

دروغ آدمی را کند بے فروغ مگو اے برادر تو ہرگز دروغ

کراماتوں کے ادعائے بے معنے سے سوائے پشیمانی کے اور کیا نتایج نکلتے ہیں **عذر سوم**۔ ہم صرف بندہ مامور ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا۔ تردید دفعہ ۱۔ اس کلمہ سے کہ ہم بندہ مامور ہیں اور زیادہ تر آپکے اشتہار کی سطر اول و دوم کے مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ آپنے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اور حضرت عیسیٰ کا نام مبارک لکھکر اُنکے برابر آپکو ظاہر کیا ہے۔ اس سے زیادہ دعویٰ نبوت کی کیا صراحت ہونی چاہیے اس موقعہ پر بیجا نہ ہوگا۔ کہ اگر ہم حضرات علماء اسلام سے دادخواہی کریں یعنی خاص و عام اہل اسلام پر اظہر من الشمس ہے کہ حضرت رسالت پناہ ختم المرسلین ہیں پس ایسے دعویدار پر تعزیر شرعی کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے کیونکہ دشمن خانگی سخت خرابی لاتے ہیں اور گھر کے بھیدی لنکا ڈھاتے ہیں اور اگر صداقت قرآن شریف و اتمام حجت اسلام کا دعویٰ ہے تو بھی نعوذ باللہ کیا قرآن شریف فی نفسہٖ اپنی صداقت میں مکمل نہیں ہے بہرحال یہ بات بھی خلاف شرع ہے اور نہ کہیں قادیان میں الہام ربانی اترنیکا اشارہ پایا جاتا ہے۔ پس۔ عذر بتر از گناہ ہے نہ گفتن نہ شنیدن اختیار ست تردید دفعہ ۲ یہ عذر کہ ہم کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور کا نشان ظاہر کریگا نہایت بیجا ہے جبکہ آپ ایک خاص و اہم کام پر مامور ہو رہے ہیں تو اس کام کے سب سرانجام سے آگاہی کیوں نہیں اور جب معلوم نہیں کہ کس طور کا نشان ظاہر ہوگا تو بدوں ارشاد الٰہی نشان آسمانی کا دعویٰ زبانی کیوں کیا ہمارا صرف نشان کا لفظ کافی تھا جبکہ آپکے الہام کی بسم اللہ ہی غلط ہے تو آگے کیا کام کرینگے آپکو واجب تھا کہ وحی آسمانی سے جو آپکے پاس ہر روز نازل ہوتی ہے نشان آسمانی کا صحیح صحیح پتہ معلوم کر کے اشتہار میں لکھ دیتے تا واقعی اعلیٰ ترین درجہ نبوت پر مامور کرنا خدائے ہمہ دان کا کام نہیں ہو سکتا بلکہ خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے **عذر چہارم** ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ نشان اسی شے کا نام ہے کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہو تردید۔ ہمنے بھی ایسے ہی نشان مانگے تھے جو طاقت انسانی سے بالاتر ہیں فروتر نہیں مانگے مگر اس پر بھی آپ گریز کر گئے کہ انقلاب زمین و آسمان نہیں ہو سکتا ہے شامل اس تردید کے عذر دوم کی تردید دفعہ ۲ میں بھی ملاحظہ فرمائیے **عذر پنجم**۔ ہمارا دعویٰ صرف اسی قدر ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور ایسا نشان دکھلائیگا جس کے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہوں تردید اب آپنے اپنے دعویٰ کا نصف حصہ چھوڑ دیا کہ نشان آسمانی سے صرف ایک جزو نشان کا باقی رکھا اور وہ جزو دیگر آخر حصہ یعنی غلط نشان بھی بے نشان و معدوم کر دیا۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ وہ کیا اور کیسا ہوگا۔ پس بکلی آپ کا دعویٰ ٹوٹ گیا شکر ہے۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے **عذر ششم** لفظ نشان کو اپنی اصطلاح میں معجزہ قرار دیکر یہ تعریف لکھتے ہو کہ اُسکے مقابلہ سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں تو واقعی یہ معنی معجزہ کے درست ہیں کہ شاہدین خود عاجز ہوکر مشاہدہ کرانیوالے پر ایمان لاویں اور دور تک موثر ہووے غرضیکہ اظہر من الشمس ہونا چاہیے تردید باوجود اپنے مندرجہ بالا اقرار کے نہ معلوم کہ عذر کیوں پیش کرتے ہو کہ آپکے معجزہ پر اثبات یا نفی کی رائے دینے کے لیے منصفان مقبولہ طرفین۔ جو فریقین کے مذہب سے الگ ہوں مقرر ہونے چاہییں عموماً ظاہر ہے کہ جو کوئی مقدمہ یا کوئی امر مجہول الکیفیت اور نزاعی پیش ہوتا ہے اُسکے واسطے ضرورت منصفان کی ہوا کرتی ہے اور وہ منصفان بھی تیر در تاریکی چلاتے ہیں کیونکہ غیب دانی بشریت سے بعید ہے۔ پس اگر آپکا معجزہ بھی ایسا ہی مجہول الکیفیت ہوگا تو اپنے گاؤں کے بھیڑ بکری چرانیوالوں کو بتلا دیا کریں ہم آپکی لاف زنی کے معجزہ کو دیکھکر خاموش رہنا بہتر سمجھتے ہیں۔ میں بار آیا محبت سے اُٹھالو پاندان اپنا۔ مگر آخری اپنا فرض دوستانہ ادا کرنا بھی واجب جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ سچا مذہب خدا کیطرف سے عالمگیر ہے اور جسکی صداقت کی شعاعیں ہمیشہ آفتاب کی طرح جہان کو روشن کر رہی ہیں وہ آریہ دھرم ہے اور وید کتاب الٰہی جو بالکل مکمل و مفصل و معقول ہے نور بخشیگا۔ کام ہمیشہ رد و تبدل و منسوخ و ناکاملیت سے پاک اور مبرا ہیں۔ اور وہ اپنی صداقت پر بحسبہ چہرہ یعنی چہارگانہ ثبوت رکھتے ہیں

اوّل وحدانیت دوم قدامت سوم صداقت چہارم کاملیت وہ وید مقدس ہی ہے پرم آتما پاربرہم سے بلا سفارش و شفاعت غیرے کے ملانے والا گیان یا عرفان وید مقدس سے سوا کہیں نہیں۔ پس بخیال نیک نیتی کے دعوت کیجاتی ہے کہ جسطرح اور کئی علماء و فضلاء دین محمدی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وید مقدس پر ایمان لائے ہیں۔ آپ بھی اگر صراط المستقیم پر چلنے کی دلی تمنا ہے بصدق دل سے آریہ دھرم کو قبول کرو آئینہ دل کو تعصب نفسانی سے پاک کرو۔ اگر بوقت یہ سمجھنے اس اصلاح سے توجہ کرو گے تو خدا کا مرحمت آپ پر رہیگا اور حقیقی سرور اور صداقت کے نور سے ابد الآباد تک مسرور و منور رہو گے۔ اور جس الہام کی تسلی روحی و یقینی یا دنیوی امتحان کرنا چاہیں بندہ حاضر و مستعد ہے اور کئی آریہ برادران بھی جنکا کام صداقت کا اعلان اور جہالت کا انہدام ہے۔ حاضر و موجود ہیں۔ خدا آپ کو عشق حقیقی کے چشمہ سے (جو وید مقدس ہے) سیراب کرے۔ ما نصیحت بجائے خود کردیم روزگارے دریں بسر بردیم۔ گر نیاید بگوش رغبت کس۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

راقم لیکھرام از آریہ سماج امرتسر۔ تحریر ۔ اگست ۱۸۸۵ء

یادداشت — اس آخری خط کا جواب جب عرصہ تین ماہ تک کوئی نہ آیا تو پھر میں نے ایک پوسٹ کارڈ بطور یاددہانی کے ارسال کیا۔ جس کے جواب میں مرزا جی کا کارڈ آیا کہ قادیان کوئی دور تو نہیں ہے۔ آن کر کے ملاقات کر جاؤ۔ امید کہ یہاں پر باہمی ملنے سے شرائط طے ہو جاوینگی۔

غور طلب — یہ خطوط ملاحظہ ہوں کہ مرزا صاحب کے الہامی دعووں و خوارق عادات نبوت و شرطیہ انعامات و دولتمندی و جاگیرداری و زبان درازی و حیلہ سازی و لفاظی اشتہارات کی نسبت پتا لگانے اور نتیجہ نکالنے کے تصفیہ کو ہم تکذیب براہین احمدیہ کی ذمہ داری پر چھوڑتے ہیں۔

اشتہارات

(۱) مطبوعہ قانونی ہند امرتسر

اشتہار صداقت اظہار

تحقیق حق کے واسطے باطل کو چھوڑ کر چاہتے ہیں ہم کہ توڑ دیں شیشہ فریب کا۔

ناظرین پر واضح ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مجدد وقت اور ملہم اور صاحب کرامات ہوں اور حضرت قادر جلشانہ کی طرف سے نبی ناصری اسرائیلی مسیح کے طرز پر کمال مسکینی و فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاح خلق کے لئے مامور ہوا ہوں اور میرے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان بالحق نزل صدق اللہ ورسولہ وکان مفعولا اور ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ میں بہت بزرگ ہوں اور کتاب براہین احمدیہ میری مصنفہ کی امداد و مصارف میں مسلمان بھائی جہانتک ہوسکے توجہ فرماویں۔ بلکہ تعمیر مساجد و حج اور زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ ضائع اخراجات سے کتاب براہین احمدیہ کی امداد میں جو شخص روپیہ بھیجے اسکو ثواب عظیم اور نجات ابدی حاصل ہوگی اور اپنے اشتہارات میں یہ بھی دعوے کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میرے الہامات کی صداقت پر بدظن ہو تو اس کو چاہیئے کہ قادیان میں آکر تحقیق کرلے چنانچہ اپنے دعویٰ کی مضبوطی کے لئے چوبیس سو روپیہ ہرجانہ بحالت عدم مشاہدہ الہام دینا مقرر کیا ہے۔ قابل غور ہے۔

اوّل — تو مرزا صاحب کو اپنے مولیٰ کریم پر بھروسا نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو جن شخصوں نے تحقیق کے واسطے درخواستیں کی تھیں ان سے شرائط کرنے میں تساہل نہ کرتے۔ از انجملہ پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور اور منشی ملاوامل سکرٹری آریہ سماج قادیان جنکو مرزا غلام احمد صاحب نے بھی گواہ الہامات مشہور کیا ہے اور نیز اس طالب صادق نے بارہا خطوط بغرض مشاہدہ نشانات آسمانی بھیجے ہیں۔ جن کا جواب معقول آجتک بجز پہلوتہی اور حیلہ حوالہ کرنے کے نہ دیا۔ لالہ ملاوامل نے اپنی دلی جوش سے یہانتک بھی لکھا کہ کسی کرامت کا میں خواستگار نہیں ہوں جو آپ کے نزدیک ناممکن یا وقانون قدرت کے برخلاف ہو صرف یہ چاہتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ خواہ کیسی ادنےٰ کرامت اور خرق عادت کا مشاہدہ کرادیں جو طاقت انسانی اور علوم کی رسائی سے باہر ہو تو بشاہدہ کے میں آپکی شرط اشتہار کو پورا کرونگا۔ اور عدم ثبوت کی حالت میں ہم ہرجانہ کے مستحق ان بھی نہیں ہوتے۔ یہ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر مضبوطی و حامی محققوں کے کس لئے تحقیق نہیں کراتے اور کیونکر چوبیس سو روپیہ دینے کا دعوےٰ کیا تھا۔

دوم — منشی شام لال کو جو مرزا غلام احمد کے روزنامچہ نویس الہامات کا لکھتا ہے اس کی عمر وقت ملازمت مرزا صاحب کے تقریباً ۱۲ سال کی تھی مگر وہ پرلے درجہ کا بے تمیز اور بے سمجھ اور سادہ لوح تھا بلکہ اس وقت بھی سو تک مشکل سے شمار کر سکتا ہے۔ اگر کسی طالب حق و اہل تمیز کو بغرض تحقیق الہامات وغیرہ قادیان آنے کا اتفاق ہو تو ان کو ایسے گواہوں کو بچشم خود دیکھنا چاہیے تاکہ صداقت حقیقت الہام ظاہر ہو جاوے۔

سوم — واقعہ ۱۰۔ اگست ۱۸۸۵ء کو اکثر اہل ہنود معزز و محقق ساکنان قادیان متفق ہو کر مرزا صاحب کے پاس گئے اور یہ کہا کہ آپ نے تو اپنے کو تمام ملک میں صاحب الہام و خوارق عادات و کرامات مشہور کیا ہے ہم کو بالکل یقین نہیں ہے بغرض جستجو طالب ہیں۔ اگر آپ دعوے خود میں سچے ہیں تو ہم کو بھی تحقیق کرادیں۔ اس پر مرزا صاحب نے صاف جواب نہ دیا۔ مگر اپنے دعوے کے بچاؤ کے واسطے حرف حیلہ سازی میں وقت ٹالنا شروع کیا۔ اور کہا کہ آپ سب اہل تحقیق متفق ہو کر [illegible] نقد جمع کرو اور اسی قدر ہم بھی کرتے ہیں اگر عرصہ ایک سال میں ہمارے بیس الہامات سے ایک الہام بھی بپایہ صداقت پہونچا تو ہماری حجت قائم ہو جاویگی۔ اور ہم زر یہ لینے کے مستحق ہونگے۔ جس کے جواب میں اہل تحقیق نے کہا کہ ایسے پیشے تو نجومی و رمال بھی بتا سکتے ہیں۔ اور ضرور دس میں سے دو چار پورے بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ کیا وہ بھی الہامی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خواہ میعاد دو سال مقرر کر لیں۔ مگر جس قدر آپ کو الہام ہوا کریں وہ سب کے سب پورے کر دکھلا دیں۔ اس سے لاجواب ہو گئے۔ اور اصل بات کو اور طرف لے گئے۔ اور یہ نامعقول جواب دیا کہ طالب حق کو چاہیئے کہ مشاہدہ الہام ربانی میں چون و چرا نہ کرے۔ جب اہل تحقیق نے اس پر قناعت کی اور کہا کہ خواہ آپ ایک ہی نشان آسمانی مشاہدہ کرادیں۔ مگر وقت صدور الہام میعاد مقرر کردیں کہ فلاں تاریخ یہ الہام ظہور پذیر ہوگا۔ ملہم صاحب نے یہ بھی نہ مانا اور کہا کہ ایسا ہونا امر محال ہے جبکہ مجمع عام میں اکثر الہامات کے رہنے گواہ حافظ سلطان محمد صاحب امام مسجد وغیرہ لوگ موجود ہیں اور ظہور ان کا ابتک نہیں ہوا۔ صاف منکر ہو گئے کہ ہم کو الہامات سوجھتے ہی نہیں۔

چہارم — اب نئی آمد کی توقع پر ایک اور اشتہار جاری کیا ہے جس میں [illegible] آدمی [illegible] منشار خود تعین حق کو مرزا صاحب کی خاطرداری اور لحاظ کے واسطے بہیمیہ خلاف کہدیں یعنی محققین الہامات قرار دیکر ایک مضمون خود تیار کرکے ان سب کی البت کرائی ہیں اور یہ ظاہر کیا ہے کہ ان شخصوں نے خوف خدا اور جوش دلی خیال حقی سے میرے پاس تحقیق اور آزمایش الہامات کے لئے درخواست کی اور میں نے بھی بنظر رفاہ عام ان کا کہنا منظور کرلیا اور قرار پایا ہے کہ بعد مشاہدہ الہامات و خوارق عادات کے تبدیل مذہب کی کسی کو قید نہیں۔ مگر بشرط اثبات الہام صداقت الہام کا اقرار کریں۔ اس لئے یہ معاہدہ واسطے آگاہی خاص و عام مشتہر کیا جاتا ہے۔

پنجم۔ اے اہل بصیرت صاحبان ہم آپ ذرہ توجہ فرما کر خیال کریں کہ اول تو مضمون اشتہار مصنف صاحب نے خود تراشا ہے۔ کیونکہ ان سب معاہدین میں سے کسی کو طاقت نہیں مضمون سازی کی ہمت۔ دوم۔ یہ جانتے نہیں کہ الہام کی کیا حقیقت ہے کیونکہ ان میں سے صرف ایک دو نے کسی زمانہ میں قاعدہ ابتدائی شاید پڑھا تھا اور نہ باقی عموماً ناخواندہ ہیں۔ علاوہ ازیں سب کے سب مرزا صاحب کے دست نگر اور خوشامدی ہیں۔ ہاں اس کے برعکس خیال ملہم صاحب کے جس کسی کو توفیق الٰہی شامل حال اور خوف عاقبت میسر ہو کر راست راست بیان کرے تو وہ شخص عاقبت اندیش اور خداترس متصور ہوگا۔ بلکہ اس کے راقم کی پیشگوئی کا ثمرہ سمجھنا چاہیئے اور جو طالب حق اور صاحب عقل ہیں قادیان میں آکر ان ناخواندوں اور ناواقفان علم گواہوں کو دیکھے گا۔ اس پر ملہم صاحب کی کارستانی اور راست بیانی من وعن ظاہر ہو جاوے گی۔ گو اس کارستانی سے مصنف صاحب کو ان کے مریدوں و مشیروں نے ہر چند سمجھایا کہ اس بناوٹی کارروائی سے ضرور خلل عاید ہوگا اور کئی طرح کے شکوک و شبہات پیدا ہو جاوینگے۔ لازم ہے کہ اہل تحقیق و اہل علم سے بھی ایک معزز و معتبر آدمی مشاہدہ میں شامل کیا جاوے۔ مگر مرزا صاحب نے کسی کی نہ مانی۔ کیونکہ وہ تو جانتے ہیں کہ من آنم کہ من دانم میر عباس علی شاہ لدھانوی وغیرہ معاونان اس محکمہ نے امداد براہین احمدیہ میں اس قدر سعی و کوشش کی ہے کہ قطع نظر ترغیب ہی رؤسا و امرا و نوابوں کے غریب آدمی سے بھی پیسہ پائی تک نہیں چھوڑا اور کئی ایک بیوہ عورتوں کو ترغیب و تحریک دیکر چھلے و مُندری تک اتروا لئے تھے اور یہاں تک کہ طوائفوں کا مال بھی جسکو قطعی حرام سمجھتے ہیں براہین احمدیہ کی اشاعت امداد میں حلال و طیب متصور ہوا ہے۔ خدا معلوم کہ اس متعصب کارروائی کی امداد میں روپیہ دینے سے کس طرح کا ثواب ہوگا

ششم۔ اہل اسلام و اہل ہنود سکنائے قادیان و قرب و جوار قصبہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آج تک کبھی مشاہدہ الہام وغیرہ کا نہیں کیا اور نہ کبھی کسی الہام کا پتہ یا اثبات پہنچا سنا یا دیکھا ہے اور گواہان مندرجہ کتاب بھی تکذیب اثبات الہامات کی بیان کرتے ہیں ہاں مگر ان کا باہمی لین دین ان کی عام اشاعت کا ذرہ حارج ہے۔

ہفتم۔ مسکینی و فروتنی و عزت و تذلل و تواضع کا دعویٰ بھی سراسر خلاف ہے اگر مسکینی ہوتی تو دس ہزار روپیہ و ۲۰۰ ،، ،، کی شرطیں نہ باندھتے اور فروتنی ہوتی تو زور و پیچ اور غصہ و ترش نہ ہوتے اور عزت کے واسطے لازم تھا کہ بیکار ہر مخلوقات کا روپیہ ضائع نہ کرتے اور حجرہ سے باہر نکل کر اصلاح خلق پر مستعد ہوتے۔ تذلل و تواضع کا یہ حال ہے کہ آنے والوں کو حضرت کہلانا منظور ہے۔

اس لئے بہ نیت خیر اندیشی مخلوقات یہ اشتہار بتمام مشتہر کیا جاتا ہے کہ سب لوگ مطلع ہو کر دھوکہ میں نہ پڑیں اور جو اس پر زیادہ شوق رکھیں انکو لازم ہے کہ بنظر تحقیق و انصاف آزما دیں کیونکہ۔

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند ✱ چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند
عجب پیدا الہامے صاحب ذات ✱ نہیں اثبات کی دلیل و اثبات
جو ملہم حق بنکے دنیا لوٹ کھاتے ✱ کرامت ایک برگزیدہ دکھاتے
جتنے تحقیق حق کی جستجو ہو ✱ مخالف بے تعلق کہتے ہیں اس کو
ہمیں ضد و تعصب سے نہیں کام ✱ فقط چاہتے ہیں ہم تحقیق الہام

المشتہر

مرزا امام الدین رئیس قادیان برادر مرزا غلام احمد صاحب الف۔ بقلم خود
۱۳۔ اگست ۱۸۸۵ء

مطبوعہ شفیق ہند پریس لاہور

اشتہار

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ناظرین اشتہار اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ ایک شخص مرزا غلام احمد نامی ساکن قصبہ قادیان کے وہم میں عرصہ سے اس قسم کی دھن سمائی ہے کہ الہام وخوارق عادات کے ساتھ میری ذات کی درگاہ ایزدی میں رسائی ہے۔ ربّ العرش مجھے اسرار غیبیہ نقاط خفیہ سے ہمیشہ آگاہ کرتا ہے اور انتظام عالم کے سبھی احکام میرے ذریعہ صدور ہوتے ہیں۔ انبیاء بنی اسرائیل سے اپنا رتبہ مسیح سے کم نہیں جانتے ہیں اور مسلمانان موجودہ و نیکو کاران زمانہ سے اپنا نظیر کسی کو نہیں گردانتے۔ اول آپ نے باوجود ضد رہونیکے دعویٰ کیا کہ جو کوئی میری کتاب براہین احمدیہ کا جواب دیوے وہ دس ہزار روپیہ کا انعام پاوے مگر وہ تین سو دلیل والی کتاب پختہ طور سے سنا گیا ہے۔ کہ باوجود گزر جانے آٹھ نو سال کے ابھی تک مرزا صاحب نے تصنیف نہیں فرمائی اور نہ چھپوائی۔ مگر ہاں ایسی دام تزویر کے ذریعہ سے بارہ ہزار روپیہ مسلمانوں سے کما لیا۔ مگر مال حرام کا بجائے حرام جانا ضرور ہو کر تھوڑے دنوں کے عیش و عشرت سے وہ روپیہ اڑا دیا۔ براہین احمدیہ کا جواب تکذیب براہین احمدیہ تیار ہو کر ماہ اکتوبر ۱۸۸۴ء کو گورداسپور میں ان کو سننے کے واسطے بلایا گیا۔ مگر ہٹ دھرمی و غصہ نے ان کے دل کو سیاہ کر دیا جس سبب سے انہوں نے بالکل سننا واجب نہ سمجھا تھوڑے عرصہ کے بعد جب وہ روپیہ اڑا چکے تو ایک اور داؤ پیچ کھیلا کہ جو میرے پاس قادیان میں آکر ایک سال تک رہے وہ ضرور آسمانی نشانات و معجزات دیکھ کر اسلام سے معترف ہوگا۔ ورنہ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے ایک سال کا ہم حرجانہ و جرمانہ دیوینگے۔ اس پر اول ہم نے خط و کتابت شروع کی جو پچھلے سال آفتاب پنجاب و کوہ نور وغیرہ اخبارات میں طبع ہوتی رہی جس سے ناظرین مرزا صاحب کی ابلہ فریبی بخوبی جان گئے ہونگے۔ بعدہ منشی اندرمن صاحب سے بھی انہوں نے وہی حکمت عملی کی اور ان کی کسی شرط کو منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک جعلی و فریبانہ اشتہار بطور درخواست ہندوان قادیان سے لکھا کر ان کے پاس بھیجا اور اخباروں میں چھپوایا۔ جس پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر ایک ٹریکٹ "اہل قادیان عظیم" چھپوا کر تمام مشتہر کر دیا کہ یہ مرزا صاحب کا سراسر فریب ہے ہم نے منشی اندرمن کو نہیں بلایا۔ پھر مرزا صاحب ایک اور چال چلے یعنی دس ہندوان محض ناخواندہ سکنائے قادیان کے نام سے ایک درخواست اپنے نام لکھوائی کہ ہمارے حق میں ہمکو آپ آسمانی نشانات بتلا دیں۔ اور خود بھی ایک اقرار نامہ تحریر کیا کہ ہمیں اس جماعت عشرہ کی درخواست منظور ہے۔ اور اپنے چند فضلہ خور مسلمانوں کو گواہ لکھ کر اعلان چھپوا دیا جس کارسازی پر اہل ہنود نے مطلع ہو کر اعلان کا بطلان چھپوایا جو شائقین کے مطالعہ میں آیا ہوگا۔ اور جس کا علیحدہ ٹریکٹ "قادیان کے دس ہندوان کی کارسازی اور مرزا غلام احمد کی افترا پردازی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ غرضیکہ مرزا صاحب نے ایک سال رہنے کی شرط کو بھی مبلغان کے نہ موجود ہونیکے سبب سے حیلہ و حوالہ و فریب سے ٹال دیا۔ لاچار بندہ دو ماہ قادیان میں رہ کر اور آریہ سماج ستھاپت کر کے وہاں سے چلا آیا۔ اب ایک اور فریب سوچا کہ حضرت کو اس نیاز مند اور منشی اندرمن صاحب کی وفات و حیات و شادی و غمی کی نسبت الہام ہوتے ہیں۔ مگر نہیں بتلاتے ہیں۔ جب تک کہ ہم ان کو اجازت نہ دیویں۔ منشی اندرمن صاحب کا حال مجھے معلوم

✝ فٹ نوٹ۔ دیکھو اعلان نمبر ۴ صفحہ

ملتی مگر میں نے اُنکو تحریری اجازت نامہ ارسال کر دیا جس پر اتنک کچھ انکشاف نہیں ہوا الغرض الناظرین سے مرزا صاحب کو کیا الہام ہوتا ہے خبر اسی طرح مرزا صاحب کو یہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ع کو الہام ہوا تھی کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا عمونوئیل نامی ہوگی کی تمغات والا مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السما جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ عنقریب آتا ہے اسکو مقدس روح دی گئی ہے وہ نور اللہ ہے ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو ایک حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ چونکہ ان دنوں مرزا صاحب کے ہاں حمل کا اشتباہ تھا جسکے حال سے نیازمند بھی آگاہ تھا۔ مرزا صاحب کو چونکہ حکیم ہیں قیاساً حال کیا ہوگا۔ بظاہر دم فریبی الہام پیشگوئی وقت بعثت رسول و بشارت جبرائیل وغیرہ ناموں سے نامزد کر کے چھپوا دیا مگر بڑا بول ہر ایک کے آگے آتا ہے اور جھوٹے دعووں سے ہر ایک آدمی پشیمانی اٹھاتا ہے ؎ ہر کہ گردن بدعویٰ افرازد + خویشتن را بگردن اندازد + آج ایک معتبر رئیس قادیان کے خط سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے گھر میں ۱۵ اپریل ۱۸۸۶ع کو بجائے عمونوئیل کے عمونوئیلہ دختر ابنا پیدا ہوئی۔ اور مرزا صاحب کو خط بھی آگیا۔ پس اے ناظرین مبارک ہو کہ جھوٹ کا ناش اور ست کا پرکاش ہوا۔ مرزا صاحب کو چاہیئے۔ کہ آئندہ ایسے جھوٹے دعووں سے باز آویں۔ اور خدا کے نام پر الزام لگانے سے شرماویں +

المشتہر

پنڈت لیکھرام پردھان آریہ سماج پشاور سرحد۔ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۸۸۶ع

(۳) مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

اشتہار واجب الاظہار

اے ناظرین۔ ہماری اس تحریر کو ذرا غور سے پڑھنا اور اس تحریر کے شایع کرنے سے ہمارا اصلی منشا ہے۔ اُس کو بخوبی سمجھنا۔ شک نہیں کہ انہیں صاحبوں کو ہماری یہ تحریر پسند ہوگی۔ جو راستباز اور محقق مزاج ہیں۔ خواہ کسی ملت کے ہوں یہ بھی یاد رہے کہ ہم کو کسی قوم یا خاص کسی شخص کیساتھ بغض و عداوت نہیں۔ بلکہ ہم اپنے دوست مرزا غلام احمد صاحب کے مقابلہ میں اشتہار شایع کرنا موجب شرم کا سمجھتے ہیں۔ مگر کیا کیا جائے یہ اُن کی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے حقیقت میں ہمارے دل کو اس اشتہار کے شایع کرنے سے اس قدر رنج اور تکلیف اور تعجب ہے جو بجز دانائے حقیقی کے غیر نہ جانتا ہوگا مذکورہ بالا فقرات کی تصدیق ذیل کی عبارت سے ہوجائیگی ہمارا ارادہ محض راستی کے ظاہر کرنے کا ہے کیونکہ ہم نے معلوم کرلیا ہے کہ ہمارے خاموش رہنے سے راستی کا خون ہوا جاتا ہے اور ایک قوم مختار یہ مخالف قوم کی طرف سے بزعم خود حجت قایم ہوتی جاتی ہے اس لئے ایسے نازک موقعہ پر شہادت کا اخفا کرنا یا واقعہ کے برخلاف بیان کرنا سخت گناہ ہے حالت پیش آمدہ دیکھکر خود ناظرین جان سکتے ہیں۔ کہ ایسے وقت پر شہادت میں پس پیش کرنا یا خاموش رہنا کبیرہ گناہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیونکہ اُسکا صدمہ ایک قوم اور گروہ پر پہنچتا ہے۔ نہ واحد انسان پر۔ اور سوائے اسکے ہمدردی اور خیرخواہی سے بھی بعید ہے۔ کیونکہ ایک تو مرزا صاحب اپنے اوقات الہام اور خرق عادت کے دعویٰ میں جس کا ثبوت پہنچانا ایسا محال اور ناممکن ہے۔ جیسا کہ غرب سے آفتاب کا طلوع ہونا صرف کر رہے ہیں۔ اور دوسرا لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں کیونکہ دور دراز سے صعوبت سفر اور ہر ایک طرح کا حرج اٹھا کر لوگوں کا آنا اور تمنائے دلی سے محروم اور نامراد ہو کر واپس جانا کس قدر موجب تکلیف حق پسند کا ہوتا ہے۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں تخمیناً مدت ۱۲ بارہ یا چودہ ۱۴ سال سے ہم دونوں کو مرزا غلام احمد صاحب (مؤلف براہین احمدیہ) سے ملاقات حاصل تھی اس عرصہ میں شاید کوئی ایسا دن گذرا ہوگا۔ جو نہیں چار مرتبہ اُنکے پاس آنا جانا نہ ہوا ہو۔ خویش و بیگانہ سے کوئی شخص ہم کو اُنکے برابر عزیز نہ تھا اور ہم اُن کی بہت عزت اور تعظیم کرتے تھے۔ ہاں وہ بھی ہمیں اپنے عزیزوں سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔ تقریباً عرصہ سات سال کا ہوا ہوگا یا غالباً ۸ وقت تھا کہ جب بعض اخبار نویس خوشامد پسند دلی نے نواب صدیق حسن صاحب بھوپالیہ کو مجددی کا خطاب دیدیا تھا حکیم محمد شریف صاحب کلانوری (حال وارد امرتسر) نے جو مرزا صاحب کے بڑے دوست ہیں۔ ہم دونوں کے سامنے مرزا صاحب کو یہ صلاح دی یا یوں کہو کہ پٹی پڑھائی یا کسی طرز اور کنایہ سے کہا جس کا لب لباب یہی تھا کہ آپ مجددی کا دعویٰ کریں کیونکہ اس زمانہ میں بھی کوئی مجدد ہونا چاہیئے معلوم ہوتا ہے کہ حکیم محمد شریف صاحب کی اُس وقت کی گفتگو نے مرزا صاحب کے دل پر بہت سا اثر کیا کہ جس کا نتیجہ آج ظاہر ہے۔ حکیم صاحب کا یہ فرمانا ہی تھا۔ کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ کا مسودہ بنانا شروع کر دیا۔ اور اخبارات میں اشتہارات بھیجے اور جابجا خط روانہ کر دئیے۔ خوابوں کی تعبیر کا شوق ابتدا ہی سے مرزا صاحب کو رہا ہے۔ یہاں تک کہ خواب نامہ مرزا صاحب کے سرہانے پر ہی رکھا رہتا ہے اکثر موقعہ آمدورفت میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ مرزا صاحب کی خوابیں سنتا اور اپنی خوابیں سناتا اور تعبیر نامہ سے تعبیر دیکھنا۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب نے مکاشفہ اور الہام اور خرق عادت کا دعویٰ شروع کیا۔ جبکہ کچھ مسودہ براہین احمدیہ کا تیار ہوا۔ تو مجھ شرمپت رائے اور ملاوامل پر شہادت الہام کا بہتان لگا دیا۔ اور براہین احمدیہ میں نام جڑ دیا اور ہم بھی بسبب کسی مصلحت کے آجتک خاموش رہے اور ہماری خاموشی کو مرزا صاحب آج سرمہ چشم آریہ میں شق القمر کے بارہ میں سنداً اور نظیراً پیش کرتے ہیں ہم وہ سند اور نظیر دیکھ کر حیران رہگئے۔ اور ہم پر زیادہ کھل گیا کہ اسلام کے پیشواؤں اور پیغمبروں کا یہی قاعدہ چلا آیا ہے جو مرزا صاحب نے اختیار کیا ہے سچ ہے کہ ہرچہ گیرد علتی علت شود۔ کاش ایک الہام بھی ہماری تسلی کی ہوتی تو بھی ایک بات تھی اور ہم یہ بھی بیان کر دیتے ہیں کہ گواہوں میں نام درج کرنے کے وقت مرزا صاحب نے ہمارے سے بالکل صلاح و مشورہ نہیں کیا ورنہ ہرگز ایسا نہ ہوتا۔ اُنہوں نے تو رونق کتاب کو مدنظر رکھا یا دل میں یہ خیال کر لیا ہوگا کہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں کیا میرا کہا نہ مانینگے؟ اب سب کچھ ناظرین کے آگے دھر دیا ہے خواہ جھوٹے کو گھر تک پہنچائیں۔ مگر اتنا تو ضرور ہوگا۔ کہ صاف باطن اور نیک نہاد الہام اور خرق عادت کے دعویٰ کی حقیقت بخوبی تاڑ جائینگے۔ اور واضح ہو کہ شرمپت رائے ہی کی طرف سے ایک رسالہ بعد طبع ہونے سراج منیر کے شایع ہوگا۔ جس میں تردید اسلام اور مرزا صاحب کے الہامات کی سب کارروائی درج ہوگی۔ فقط ۸ نومبر ۱۸۸۶ع

المشتہر ملاوامل از قادیان ضلع گورداسپور۔

(۴) مطبوعہ چشمہ نور پریس امرتسر

اعلان کا بطلان

جو اشتہار کہ مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان نے ہم لوگوں کی نسبت بدیں مضمون کہ یہ لوگ صدق دل سے مذہب اسلام کی صداقت و الہام و کرامات وغیرہ دیکھنے کے لئے برس تک درخواست کرتے ہیں چھپوا کر مشتہر کیا ہے۔ چونکہ وہ سراپا بے بنیاد ہے اس لئے عام لوگوں کو دھوکے سے بچنے کے واسطے واضح کیا جاتا ہے کہ ہم میں سے پنڈت بہارا مل و بشنداس و پنڈت نہال چند و سنت رام و فتح چند و پنڈت ہرکرن جن کے نام اُس خط میں درج ہیں۔ بالکل علم فارسی و اردو سے محروم مطلق ہیں و بھیمی رام و تاراچند و بیج ناتھ و بشنداس و [illegible]

معتقد سائیں ہوئے ہیں۔ اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اس خط کے مساوی یا کم و بیش مضمون بنا سکے یا لکھ سکے بلکہ ہم میں اتنی طاقت بھی نہیں ہے جو اس مضمون کو بخوبی سمجھ سکیں۔ اُس مضمون کے سمجھنے کے لئے بھی شل و مڈل سینس کی لیاقت درکار ہے وہ مضمون مرزا صاحب کا سراپا خود تجلتا ہوا ہے اور ہم گورنمنٹ و سماجوں سے استدعا کرتے ہیں یعنی بالاخانہ میں متفرق طور پر بلا کر ایک کاغذ پر اس مسودہ سے دستخط کرا لیے کہ حرام دالہام بتلایا جاویگا۔ تم گواہ رہنا ہم کو الہام کے معنے آتے ہیں۔ بتلائے گئے تھے۔ ہم کو وید مقدس کے سوا کسی کتابی الہام یا انسانی الہام پر اعتبار ہے چونکہ ہم کو مضمون خط المشہور اعلان مشتہرہ مرزا غلام احمد سے پہلے آگاہی نہیں تھی اب جو ہم نے اُس کے مضمون سے بخوبی اطلاع پائی۔ اور اُس کے مطالبے سے واقفیت حاصل کی تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بالکل مرزا صاحب کا طبعزاد ہے ہم وید مقدس کے سوا کسی اور الہام کے طالب صادق نہیں۔ چونکہ مرزا صاحب کی کارروائی خلاف پر ہم کو ظاہر ہے اور مرزا صاحب کو ہم کو ایک دم بھر زندگی کا اعتبار ہے۔ اس واسطے بیہودہ طور پر ایک سال تک اس طرح کے خام خیال پکانا اور لوگوں کو دھوکے کے جال میں پھنسانا ہمیں منظور نہیں آگے مرزا صاحب جانیں اور اُن کی آمدنیات و اخراجات کے الہام جانیں۔ اب تک روح کو تاریکی میں ڈالنا ہوا اور بناوٹی الہام سے دنیاوی کاروبار کا لنا ہو ہم اُس کو مرزا صاحب کے حوالہ کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ پرمیشور اس طرح کے فرضی الہاموں سے ہندو بھائیوں کو بچائے۔

العبد پنڈت نہال چند العبد پنڈت بھارامل العبد سنت رام العبد لچھمی رام بقلم خود
العبد بیج ناتھ برہمن بقلم خود العبد بشنداس کھتری العبد بشنداس برہمن العبد فتح چند کھتری
العبد ہرکرن برہمن العبد لچھمنداس بقلم خود العبد مبلا رام بقلم خود

تمت الکتاب

قطعہ تاریخ کتاب تکذیب براہین الاحمدیہ از نتائج طبع عالی سخنور بیمثال مولانا جلالی صاحب زادالطافہ

اغوائے دیو لعین است الہام قادیانی پُر کذب و مکر و آز است اعلام قادیانی
ختم رسل چو گردید پس دعوی رسالت بشکست از شریعت اسلام قادیانی
الہ فریب تصنیف کرد احمدی براہین کز تار و پود کید ست آں دام قادیانی
تکذیب آں براہین شد زیں کتاب صادق زایل شدند و باطل اوہام قادیانی
ازوحی دانش آمد تاریخ ایں صحیفہ
طشت ریا در افتاد آں بام قادیانی

۱۸۸۷ء

نورافشاں ۱۵- مارچ ۱۸۸۸ء کا ریویو

ضمیمہ تکذیب براہین احمدیہ مصنفہ پنڈت لیکھرام صاحب ایڈیٹر

آریہ گزٹ فیروزپور۔ دین کی غیرت ایک ایسی غیرت ہے۔ جس کے برابر دُنیا میں انسان کو کسی اور بات کے لئے نہ ہوگی۔ اور یہ کسی قوم یا انسان پر موقوف نہیں ہے شاہ سے لے کر گدا تک سب اِس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہزاروں ادیان دُنیا میں ہیں۔ اور یہ بھی اظہر ہے۔ کہ سب راستی پر نہیں۔ تاہم ہر ایک اپنے مذہب کے لئے سخت متعصب ہوتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے کمی ذات کے بھنگی گنے جاتے ہیں۔ مگر اُن کو بھی اپنے دین کی ایسی ہی غیرت ہے۔ جیسے سلطان روم کو محمدی مذہب کی۔ اور دیانندیوں کو ویدوں کی۔ اگرچہ اس غیرت کے لئے کوئی کسی کو ملزم نہیں کر سکتا۔ تاہم بعض دفعہ یہ غیرت انسان کو صداقت و بطالت میں امتیاز نہیں کرنے دیتی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کس زور و شور کی غیرت سے محمدی دین کا تنزل دیکھ کر براہین احمدیہ جس کو وہ اپنے زعم میں الہامی بھی قرار دیتے ہیں، لکھی۔ اور ہزاروں اشتہار دُنیا کے ہر ایک حصہ میں بھیجے۔ اور دعوت دین محمدی کی کی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کر کے دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا۔ دس ہزار روپیہ تھوڑا نہیں ہوتا۔ مگر کسی نے مرزا صاحب کی تحریر کا جواب نہیں دیا۔ اِس غرض سے کہ دس ہزار روپیہ انعام پائے بلکہ صرف اپنے دین کی غیرت سے۔ مرزا نے نہ صرف دین محمدی کو منجانب اللہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ دیگر ادیان پر سخت حملے کئے ہیں۔ اور کوشش کی ہے۔ کہ سب دیگر مذاہب فضول اور اُن کی کتابیں ردی سمجھی جائیں۔ اور یہ نتیجہ صرف اُسی بیجا تعصب کا ہے۔ جس سے کہ حق و باطل کی منشا نہیں رہتی۔ اگرچہ مرزا نے اِس قدر سمندر کی لہروں کی مانند جوش و خروش کیا۔ آخر کیا ہوا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

جو اعتراض اور حملے اُنہوں نے مسیحی دین پر کئے۔ جنکو وہ اپنے زعم میں لاجواب سمجھے تھے۔ کس طرح ہمارے فاضل پادری ٹھاکر داس صاحب نے اُن کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ کہ مرزا مخالف بھی دیکھ کر صاد کرتا ہے۔ وہ سب کچھ ناظرین نورافشاں جلد ۱۸۸۲ء و ۱۸۸۳ء کے نورافشاں میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ایسے تحقیقی جواب کہ آج تک مرزا نے چوں بھی نہیں کی ہمیں مرزا صاحب کی حالت پر افسوس آتا ہے۔ کہ جس طرح اُن کو مذہب کی غیرت تھی اور غالباً اب بھی ہوگی۔ اپنی زبان کا پاس مطلق نہیں۔ کہاں دس ہزار کا انعام اور کہاں پلے سے پھوٹی کوڑی بھی نہ نکلی۔ لیکن طالبان حق جان گئے ہیں۔ کہ یہ حرف مرزا کے دکھلانے کے دانت تھے۔ ورنہ براہین احمدیہ کے اُن دلائل کی تردید جو مذہب عیسوی کے رد میں تھیں۔ پادری صاحب موصوف نے کما حقہ کر دی۔

اس وقت براہین احمدیہ کے دوسرے حصہ کی تردید ہمارے پاس آئی ہے۔ جو مرزا صاحب نے ویدوں پر خامہ فرسائی کی ہے۔ اِس کتاب کا نام زیب دہ عنوان ہے۔ ناظرین کو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ہم عیسائی ہیں اور ثالث ہو کر ہر دو کے دلائل پر غور کر کے اپنی رائے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے واسطے دونوں برابر ہیں۔

ہم نے اس کتاب کو شروع سے لے کر آخر تک دیکھا ہے اور بغور دیکھ کر یہ نوٹ لکھ دیتے ہیں۔ پنڈت لیکھرام صاحب نے اِس میں کمال کیا ہے۔ اول مرزا کے اعتراض کا جواب بہت خوبی کے ساتھ ویدوں سے دیا ہے۔ جہاں ویدوں سے جواب دیا ہے وہاں ویدوں کے اصلی منتر بھی نقل کئے ہیں۔ اور جابجا مرزا صاحب کو ایسی ڈانٹ دکھلائی ہے۔ کہ مرزا بھی کیا یاد کرے گا۔ اس کو وہ پادری ٹھاکر داس صاحب کی تحریر عاجزانہ محققانہ نہ سمجھے گا۔ بلکہ جابرانہ والزامانہ۔

اول لفظ آریہ پر بحث ہے۔ پھر آریوں کی قدامت کا جھگڑا تواریخ سے فیصل کیا ہے۔ صفحہ ۴ پر تواریخ کے حوالے سے پنڈت صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "پرمیشور سب عالم کا خالق ہے"۱؎ تو اب ہم کہتے ہیں کہ جس حال میں پرمیشور خالق ہے۔ اور روحوں سے یہ بات ثابت ہے۔ تو عالم انادی نہ ہوئے۔ چلو انادی کی ٹانگ ٹوٹی۔

صفحہ ۷ پر مرزا کا یہ اعتراض ہے کہ "بہت عجوبہ کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے"۲؎ اس کا جواب پنڈت صاحب سے کچھ نہیں بن آیا۔ سوائے اس کے کہ حضرت آپکا سوال سراسر غلط بلکہ وہم و خیال ہے۔

مادہ اور روحوں کے انادی ہونے کی نسبت جو بحث ہے۔ اگرچہ وہ مرزا کے اعتراض کی کافی تردید ہے۔ مگر ہماری رائے میں کچھ کمزور دلائل ہیں۔

ہر فرعونے را موسیٰ کی مثال یہاں خوب صادق آتی ہے جس طرح مرزا صاحب نے ویدوں پر حملات کئے۔ پنڈت صاحب نے وہ الزامی جواب دیئے ہیں کہ قرآن کا کہیں پتہ بھی نہیں لگتا۔ اور صرف یہی نہیں کہ الزامی جواب ہی پر اکتفا کیا ہے۔ بلکہ مرزا کے دعوے کو پورے طور پر رد کیا ہے۔ کہ جو الزام ویدوں پر مرزا لگاتا ہے۔ ویدوں پر نہیں۔ بلکہ قرآن اُن کا مصداق ہے۔ چنانچہ قرآن کی سورتوں کی سورتیں نقل اور ترجمہ کردی ہیں۔

صفحہ ۴۴ پر پنڈت صاحب نے بہت ہی سختی سے لکھا ہے۔ اول تو مرزا کو مخالف بدبین کوتاہ اندیش۔ جفا کیش۔ وغیرہ لکھا ہے۔ کہ "بالفرض والتقدیر اگر آپ کا نبی پیدا نہ ہوتا۔ تو ہمارا کیا ہرج تھا۔ کروڑوں خون نہ ہوتے۔ لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے۔ اور نہ ملک کا ستیاناش ہوتا۔ وغیرہ"

صفحہ ۵۰ سے ۸۴ تک قرآن اور ویدوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ایک طرف قرآن کی آیتیں اور دوسری طرف وید منتر نہایت خوبی سے موازنہ کیا ہے۔ پنڈت صاحب کی لیاقت پر ہم بھی صاد کرتے ہیں کہ آریہ ہوکر قرآن کی اس قدر واقفیت حاصل کی۔

صفحہ ۷۱ و ۷۲ میں پنڈت صاحب نے محمدیوں کے اس دعویٰ کی کہ فاتو بسورۃ ایسی عمدہ تردید کی ہے۔ کہ ہم نے آج تک کسی کتاب میں نہیں دیکھی۔ اور نہ کسی عیسائی سے سُنی۔ اور نہ خیال میں آئی۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ محمد صاحب نے اہل مکہ کی خاطر لات وعزیٰ کی تعریف اس طرح کی کہ تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی لیکن کچھ عرصہ بعد محمد صاحب نے اس آیت کو منسوخ کردیا۔ یہ کہہ کر شیطان نے اُن کے منہ میں ڈالدی۔ خدا کی طرف سے نہ تھی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ بس فاتو بسورۃ کا جواب کافی ہوگیا۔ کہ شیطان نے ایک آیت بنادی اور وہ آج تک قرآن میں موجود ہے۔ اور محمدیوں نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ جو اسکی عزت بھی ویسی ہے۔ پس جس حال میں کہ شیطان بنا سکتا ہے۔ اور اُسنے بنادی۔ اور آج تک قرآن میں موجود اور محمدیوں کا ورد ہو رہی ہے تو قرآن کوئی بے نظیر کتاب نہ ٹھہری۔ فاتو بسورۃ کا دعویٰ بالکل باطل ہوگیا۔

بعض جگہ پنڈت صاحب نے نئی عربی آیتیں بھی گھڑی ہیں چنانچہ صفحہ ۸۹ میں ہے۔ انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ اور صفحہ ۱۰۲ میں ہے۔ رب القادیان من الوحی جو تر د سفو ر د مراد گرد و سپیور)

ہم اس کتاب میں سے کیا کیا بیان کریں۔ یہ تو شروع سے لیکر آخر تک دیکھنے کے قابل ہے۔ قرآن کا الہامی ہونا اور محمد صاحب کا دعویٰ نبوت رد کرکے دکھایا ہے کہ جب وہ نہیں تو مرزا کہاں سے پیغمبر ہوگئے۔

الہامات و معجزات مرزیہ کا بھی خوب خاکہ اڑایا ہے۔ اور ایسے مسخرانہ پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ ہنستے ہنستے لوٹ جاؤ۔ صفحہ ۱۹۱ میں مرزا کی ایک خواب کی نقل کی ہے جس پر مرزا اپنا فخر ظاہر کرتا ہے۔ کہ خواب میں مسیح کے ساتھ ایک برتن میں روٹی کھائی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور پھر خواب میں یہودا اسکریوطی نے بھی کھائی تھی۔ اسی صفحہ میں لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں نے براہین احمدیہ کے بنانے کی اجازت خدا سے پائی۔ پنڈت صاحب کہتے ہیں کہ یہ صلاح کشن سنگھ نے دی تھی۔ کیا وہی آپکا خدا ہے۔

صفحہ ۱۹۶ سے ۲۱۰ تک محمدیوں کے فرقوں کا وہ خاکہ اڑایا ہے دیکھنے پر منحصر ہے۔
صفحہ ۲۱۰ سے ۲۲۵ تک قرآن سے نہایت خوبی کیساتھ مسئلہ تناسخ کا ثابت کیا ہے۔
صفحہ ۲۲۹ سے ۲۳۶ تک سنسکرت کی فضیلت بیان کی ہے۔
صفحہ ۲۴۷ سے ۲۶۱ تک قرآن کی تعلیم کا فوٹو بڑی خوبی اور اعلیٰ لیاقت اُتارا ہے۔
صفحہ ۲۶۳ سے ۲۷۷ تک سوامی دیانند کی نسبت مرزا کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔
صفحہ ۲۷۷ سے ۲۹۵ تک محمد صاحب اور سوامی دیانند کا مقابلہ کیا ہے۔

ناظرین ضرور ملاحظہ فرماویں ہم اپنی رائے اس پر دینا نہیں چاہتے شاید ہماری تحریر کسی جا کو گراں گذرے۔

۲۳۶ صفحہ پر اس کتاب کو ختم کیا ہے۔ بہت محنت اور لیاقت سے کام لیا ہے۔ دینی مولوی خوبیں مصنف نے بڑی کوشش کی ہے کہ سوائے دین محمدی کے کسی اور دین پر حملہ نہیں کیا۔ اگرچہ بعض باتیں دین محمدی اور عیسوی کی آپس میں ملتی جلتی ہیں مصنف نے بعض جگہ وقت اٹھا کر عیسائیوں سے کنارہ کرکے صرف محمدیوں ہی کو لتاڑا ہے۔ صرف ایک الزام پنڈت صاحب پر ہم لگاتے ہیں۔ کہ الزامی جواب نہایت سختی سے دیئے ہیں ذرا رحم اور نرمی کو نہیں برتا۔

تکذیب براہین احمدیہ اگرچہ دینی جھگڑے کی کتاب ہے۔ مگر ایسی مزیدار ہے۔ اگر اس کو پڑھنا شروع کرو۔ جب تک ختم نہ کرلو ہرگز ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہ کریگا ایک عمدہ ناول ہے قابل دید جو براہین احمدیہ کی اچھی تردید ہے جنکو ہر قسم کے مذاہب سے دلچسپی ہے وہ ضرور اس کو منگوا کر دیکھیں مصنف کے پاس درخواست کرنے سے عہ قیمت پر مل سکتی ہے۔ محصول اس سے علاوہ ہے۔

ریویو نمبر ۱ لکھنے کے بعد ایڈیٹر صاحب کو کسی متعصب پادری کی تحریر نے ریویو نمبر ۲ پر نور افشاں ۲۱ مارچ ۱۸۸۹ء میں مجبور کیا۔ جسمیں انہوں نے عیسائی اعتقاد کے مطابق ہماری کتاب کے چند مقاموں پر اعتراض کئے ہیں ہم فضول عبارت کو ترک کر مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن کے تمام اعتراضوں کے جواب دیں۔

اعتراض نمبر ۱ ۔ تکذیب ۔ صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں کہ تمام علوم کا مخزن آریہ قوم ہے امریکہ کو آریہ گئے تھے کیسی جھوٹھ اور خرافات باتیں ہیں۔

جواب ۔ پادری صاحب یہ جھوٹھ نہیں بلکہ بالکل راست ہے۔ آریہ قوم درحقیقت پہلے زمانہ میں جنگ بھارت تک تمام علوم و فنون کی عالم و فاضل گذری ہے وہ امریکہ ضرور گئے تھے جسکا نشان انکے اب تک حال موجود ہیں۔ انکی کتابوں کے علاوہ دیگر فضلا غیر مذاہب اس امر کے شاہد ہیں دیکھو ہندو سویلزیشن ان انشنٹ امریکا۔ انگریزی مطبوعہ کلکتہ۔ اور

۱؎ وہاں ایسی عبارت نہیں بلکہ اسطرح ہے "اور اُسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" سب عالم پیدا کرنے سے یہ مراد ہے کہ پرکرتی کو مختلف شکل میں متشکل کرنے سے مراد ہے نیستی سے ہستی کسی طرح پائی نہیں جاتی اور نہ مختلف طرح کی کردہ ملکی شکلوں کو ہم انادی مانتے ہیں۔ بلکہ پرکرتی کو۔ قصور معاف یہ آپکی سمجھ کی غلطی ہوئی ہے

۲؎ حضرت ہم ہندو لفظ اور ہندو مذہب کو صحیح نہیں مانتے۔ بلکہ ایک قسم کی گالی جانتے ہیں وید و شاستر کے خلاف ہونے کے سبب ہمیں اس کی قدامت سے انکار ہے اصل میں آریہ اور آریہ دھرم درست ہے۔ اور وہی قدیم ہے۔ شاید کسی اتفاق سے آپنے اس تحریر پر غور نہیں فرمایا اور اصلی مطلب کو نظر انداز کیا۔

گیان پرواہنی پسر کالاہور اور بائیبل ان انڈیا مطبوعہ نیویارک۔ امریکا)

اعتراض نمبر ۲۔ افسوس کہ جس عالم کا دعویٰ اس وقت آریہ کرتے ہیں۔ اس کا نکتہ بھی بقیہ اُن کے پاس نہیں۔ شاید چور لے گئے۔ آج تک آریوں کی حکمت کے رو سے پانچ عنصر مانے گئے۔ مگر حکمائے یورپ کی تحقیق سے ۶۰ یا ۷۰ عنصر موجودات میں پائے گئے ہیں

؎ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا - اِس پر دعویٰ کمالیت

جواب۔ آریوں کے پاس اگرچہ اب بھی بہت کچھ ہے مگر افسوس کہ وید کے ورُدھ (خلاف) کارروائیوں نے اُنہیں غافل کر دیا۔ ہم نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۱۷۸ سے ۲۴۳ تک وید اور آریوں کی علمیت کو ایکسو بیس علمائے غیر مذاہب و فضلائے ممالک مختلفہ کی شہادت سے ثابت کر چکے ہیں اور خاصکر صفحہ ۲۱۹ پر ایک لائق ڈاکٹر کی شہادت سے واضح کر چکے ہیں۔ کہ یورپ والوں کی موجودہ تحقیقات سے بہت زیادہ آریہ لوگ جانتے تھے اور ۵۰، ۷۰ عنصر تک مانتے تھے اور نہ صرف جانتے بلکہ تعلیم بھی دیتے تھے (دیکھو صفحہ مذکور) اور کسی قوم کی حالت تنزل موجودہ کو دیکھ کر اُس کے گزشتہ ترقی کے زمانہ سے انکار کرنا انسانیت سے بعید ہے۔ یونان موجودہ سے سقراط و جالینوس کے زمانہ کو مقابلہ فرمائیے۔ اور روم اور عرب کے ازمنہ ترقی و تنزل کو خیال میں لائیے۔

اعتراض نمبر ۳۔ آپ کو دو چار ایجادوں کا نام تو بتلائیے۔ افسوس کہاں وہ آہنی سڑکیں جن پر آریہ ریل چلایا کرتے تھے۔ اور کہاں تار برقی کے کھمبے جن پر خبروں کے گھوڑے دوڑا کرتے تھے۔ کیا وہ سب صفحہ ہندوستان سے اُٹھ گئے۔ نام کو بھی نشان نہ رہا۔ حالانکہ اہرام مصر کی یادگاریں آج تک موجود ہیں۔ پنڈت صاحب کہیں سے کھود کھاد کر کسی انجن کا کیل پرزہ نکالو۔ کہ لوگ کچھ تو یقین کریں۔

جواب۔ ہم بہت سے ایجادات کے ثبوت تو نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے۔ جو ہماری نسبت غیر مذاہب کے فضلا کی شہادتیں ہیں۔ ہر ایک باتمیز آدمی اُنہیں پڑھ کر اِس تنزل کے زمانہ میں بھی آریوں کی فضیلت کا صدق دل سے قائل ہو سکتا ہے۔ سنسکرت گرنتھوں میں اِس کی صدہا شہادتیں موجود ہیں۔ دیکھئے بیلون یا غبارہ کا ذکر رامائن بالمیکی میں پڑھ کر صاف لفظوں میں لکھا ہوا ہے۔ جس سے کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار نہیں کر سکتا۔ (دیکھو رامائن لنکا کانڈ سرگ ۱۲۵ شلوک ۱ سے ۱۱ تک) ہوائی گھوڑے راجا بھوج جی مہاراج کے زمانہ تک بھی دوڑا کرتے تھے۔ جن میں سے بعضوں کی چال فی گھڑی گیارہ کوس اور ایک گھنٹہ میں ۲۷½ کوس ہوتی تھی (مفصل دیکھو بھوج پربندھ سنسکرت) اِسی کے متعلق دیکھو کرنل الکاٹ صاحب کے لکچر انگریزی مدراس) اور کچھ آگے چل کر آپ کو بھی اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے "اسمیں کچھ شک نہیں کہ قدیم ہندو (آریوں) میں علم تھا۔ مگر ایسا ہی جیسے یونان میں۔ نہ کہ ایسا جیسا کہ فی زمانہ اقوام یورپ اور اہل امریکہ میں ہے" (نور افشاں صفحہ ۸ نمبر ۱ جلد ۱۶) اور یونانیوں کی بابت محقق پوکاک صاحب نے نہایت اعلیٰ تحقیقات سے بخوبی ثابت کیا ہے کہ یونانیوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ آریہ ورت سے۔ دیکھو (انڈیا ان گریس کل انگریزی) اِسی قسم کی تحقیقات فاضل ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب امریکن نے بھی فرمائی ہے اور ثابت کیا ہے کہ وید سب ست ودیاؤں کے خزانہ ہیں۔ دیکھو اُنکی التحقیقاتی لکچر مطبوعہ ۱۸۸۲ء نیویارک امریکہ ایک فاضل نے لکھا ہے کہ کسی علم اور کسی زبان میں کوئی کمال ایسا نہیں جو علم سنسکرت سے باہر ہو۔ علم سنسکرت کی توحید اور معرفت سراپا قبولیت۔ اور حکمت اور نجوم وغیرہ سراسر قابل تحسین ہے۔ غرض کوئی علم اور کوئی کمال ایسا نہیں کہ علم سنسکرت اُسکی جڑ نہ ہو۔ ریل اور تار برقی جو اِس زمانہ کی عجوبہ چیزیں ہیں اگرچہ اُسی شکل پر اُنکا وجود علم سنسکرت میں موجود نہیں۔ مگر بمان (بیلون) کی سواری کے اصول اور ہوا پر اُڑنے کے طریقے اور عالم خلا کی سیر بطرح کے عمدہ قاعدے۔ کیا ریل اور تار برقی کی صنعت سے کچھ کم ہے اگر اُنہیں اصول پر غور و تامل کیا جائے تو ہوائی ریل کا ایجاد یا اختراع ممکن تھا۔ اور جو یہ صورت ہوتی تو از روئے انصاف اِس ریل اور ریل ہوائی میں زمین و آسمان کا فرق ظاہر ہوتا بہرحال حکمت اور دانائی کوئی ایسی نہیں کہ جو علم سنسکرت سے باہر ہو۔ دیکھو مخزن العلوم بریلی جلد ۱ نمبر ۱۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء صفحہ ۲۵)

اب ہم کچھ تازہ تحقیقات کی رو سے بھی ناظرین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں ایک محقق مزاج صاحب ہمیں اپنے خط میں اِس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"جناب پنڈت صاحب۔ نمستے۔ ماہ دسمبر ۱۸۸۲ء کا ذکر ہے جبکہ میں تحصیل صوابی میں ملازم تھا اُسوقت ایک صاحب بہادر واسطے دریافت حالات زمانہ سلف و ملاحظہ عمارات کہنہ تشریف لائے تھے جو حال اُنکی زبانی اِس آریہ ورت کی ترقی اور فضیلت کا معلوم ہوا وہ ذیل میں عرض کرتا ہوں۔ اور یہ حال صاحب بہادر نے روبرو بندہ و مرزا امیرالدین صاحب تحصیلدار صوابی کے اظہار کیا کہ ریل وغیرہ کارگریوں کو لوگ اِس زمانہ میں دیکھ کر شاید یہ خیال کرتے ہیں کہ اِسی زمانہ میں حاصل ہوئیں۔ لیکن یہ خیال لوگوں کا غلط ہے کیونکہ زمانہ سلف میں اِس سے بڑھ کر آریہ ورت میں موجود تھیں۔ یہ کُل حال اُن پتھروں پر کندہ ہے۔ جو کہ موضع شہباز گڑھ علاقہ یوسف زئی ضلع پشاور (جو کہ ہماری تحصیل سے ۲، ۴ میل ہے) بر موقع بھی موجود ہے اور ایسے پتھر حیدرآباد۔ لنکا وغیرہ جگہ سے بھی ملے ہیں۔ جیسا اِس زمانہ میں۔ اشتہارات و احکامات کاغذوں پر تحریر ہوتے ہیں۔ اُس زمانہ میں جو ایسے احکام جاری ہوتے تھے۔ وہ پتھروں پر کندہ کر کے تمام عملداری کے خاص مقام پر نصب کئے جاتے تھے۔ چنانچہ شہباز کا پتھر منجملہ اُن احکامات کے ایک اشتہار نصب ہے جسکو ایک راجہ نے جسکو چار ہزار برس کا عرصہ گزرتا ہے جاری کیا تھا۔ اور اُس میں چار احکام کی تعمیل کے واسطے راجہ کی جانب سے ملازموں کو تاکید ہے۔ وہ یہ ہیں۔

اول۔ دھواں گاڑی میں لکڑی نہ جلائی جایا کرے بجائے لکڑی کے پتھر کا کوئلہ جلانا چاہیئے۔

دوم۔ تمام عملداری میں انسانوں کے ہسپتال (اوشدھالے) موجود ہیں لیکن حیوانات قسم مویشی کے واسطے کوئی شفا خانہ نہیں۔ مویشیوں کیواسطے ہسپتال مقرر کئے جاویں۔

سوم۔ اگر تمام عملداری میں سب جگہ سرائے واسطے آرام مسافر لوگوں کی موجود ہیں۔ مگر اب اُس قدر ایزادی ہونی چاہیئے کہ جو مسافر مسافر خانہ کی جس چیز کو پسند کرے اور لیجانا چاہیئے اُس کے ساتھ میرا ملازم کچھ تعرض نہ کرے جو چیز مانگے اُسے دیدینی چاہیئے۔

چہارم۔ سڑکیں موجود ہیں اُن پر درختان سایہ دار گنجان اور میوہ دار لگائے جاویں جس سے مسافروں کو بہت آرام حاصل ہو۔ تکلیف کسی طرح کی نہ ملے۔

ماسوائے اِس کے اور بہت حالات اُن پتھروں کی بابت ہیں جو میں نے ایام ملازمت میں جس قدر ایام معصلات میں رہا ہوں، سُنے ہیں اور تاریخ پشاور میں بھی بہت ایسے حالات درج ہیں اگر جناب کو منظور ہو۔ میں عرض کرنے کو موجود ہوں۔

۲۵ اگست ۱۸۸۹ء کانشی رام اہلکار۔ ضلع پشاور۔"

اعتراض نمبر ۴۔ آریہ قوم کی ترقی دیکھئے ایک ہندوستان مگر صوبہ صوبہ کا راجا الگ کسی راجا نے ہندوستان پر سلطنت آج تک نہ کی سلطنت کا مادہ کہاں سے لاتے۔

جواب۔ مہاراجہ بکرماجیت کی فتوحات دیکھو (انڈیا ان گریس باب چہارم) اِسی طرح مہاراجہ جدھشٹر کی فتحیابی کا مفصل حال دیکھو (مہابھارت سبھا پرب کا راج دھرم) اور آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ اور متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ۱ مادہ سلطنت کی بابت دیکھو اُن پر سیہلی اور منو سمرتی کا راج ادھیا اور ہتوپدیش

اور یہ تنتر سنسکرت جن کا مفصل حال سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں لکھدیا ہے۔ صفحہ ۱۳۸ سے ۱۷۸ تک ◆

اس کے علاوہ اگر آریہ راجاؤں کی زیادہ کیفیت دیکھنی ہو تو دیکھو جگدیش تواریخ کشمیر حصہ دوم ۱۸۸۱ء لاہور اور صفحہ ۱۰۲ تک۔ اور راج ترنگنی کی سنسکرت تواریخ۔

اعتراض نمبر ۵۔ جس حال میں آپ ازلی بھی مانتے ہیں۔ تو پرمیشور کو خالق کیسے مان سکتے ہیں۔ یہ تو ضدین ہیں اور اجتماع ضدین عقلاً و نقلاً محال ہے۔

جواب۔ ہم موجودہ عالم یعنی مادہ سے بنی ہوئی دنیا کو ازلی نہیں مانتے۔ کیونکہ اس کے بننے کی ابتدا ہے۔ اور خدا کو خالق اسی سبب سے کہا ہے کہ اس نے مادہ سے جگت کو رچا ہے نہ کہ عدم سے۔ ورنہ معاذ اللہ عدم کوئی چیز ہے۔ مگر مادہ اور پرکرتی کو انادی مانتے ہیں۔ نہ کہ پرکرتی سے جگت کی بناوٹ کو بھی۔ پس یہ کسی طرح اجتماع ضدین نہیں۔ بلکہ یہاں بھی آپ کی ویسے ہی غلطی ہے جیسے کہ ؎

خدا کو بندہ مانا بندہ کو تم کبریا سمجھے ۔ پڑیں پتھر سمجھ پر آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

اعتراض نمبر ۶۔ دیانند صاحب کا قول ہے کہ ہم ارب سب روحیں ہیں انہیں روحوں سے بموجب تناسخ قائم ہے۔

جواب۔ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے۔ سوامی جی نے ایسا کہیں نہیں لکھا۔ اور نہ وید مقدس میں موجود۔ اور نہ آپنے کوئی حوالہ دیا۔ شاید نوح کی کشتی کا بائبلی تخمینہ یاد آگیا۔ یا برج بابل کا اسٹمٹ نظر پڑ گیا۔ جسکی چوٹی آسمان تک پہنچی اور خدا آسمان پر سے گھبرا کر اترا اور برج کو گرایا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ آ سے تخت خدائی سے گرا ئیں اور آسمان پر چڑھ جائیں۔ ؎

اگر روزی بدانش بر فزودے ۔ ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

اعتراض نمبر ۷۔ مادہ اور روحوں کے انادی ہونے پر پنڈت لیکھرام کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ یہ علوم متعارفہ وغیرہ صرف انسان کی ایجاد میں جنکی بنیاد صرف محدود خیالات ناقص عقل پر ہے۔ خدا تعالےٰ پر جو عقل کل اور غیر محدود ہے۔ کسی طرح انکی پابندی نہیں ہو سکتی۔ ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہو سکتی ہے۔ اور ہستی سے نیستی بھی۔ آپنے یہ صرف اپنا ہٹ قائم کرنیکو گھڑ لیا ہے۔ جو کہ بالکل بے بنیاد اور ناقص ہے۔ ذات الٰہی کے سوا کسی شئے کو انادی ماننا صرف دیوانگی ہے۔ اور تمہیں یاد رہے کہ خدا قادر ہے۔ اس نے نیست سے ہست کیا۔ وہ قادر ہے کہ پھر ہست سے نیست کردیگا۔ چنانچہ کلام خدا میں مرقوم ہے۔ زبور ۳۳ / ۶ و ۷ و ۹ اور پطرس ۲ ، ۳ / ۱۰ سے ۱۳ تک۔

جواب۔ اگرچہ ہم اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں اور علاوہ براں نسخہ خبط احمدیہ باب دوم جگت اتپتی میں اس کے متعلق بیسوں شلوک کا فیصلہ کر چکے ہیں مگر کچھ آپ کی خدمت کرنی بھی ضروری ہے۔ واضح ہو کہ نیستی سے ہستی کا ہونا ایک ایسا علم و عقل و تجربہ کے برخلاف امر ہے جسکو سوائے آپ جیسے آدمیوں کے کوئی عقلمند بے تعصب ہو کر نہیں مان سکتا۔ مفیدان تثلیث کے سوا دیگر تمام فضلاء اس بات کے قائل ہیں۔ کہ عدم کوئی چیز نہیں۔ تمام علماء سائنس کا یہ مقدم اصول ہے کہ نیستی سے ہستی کسی طرح نہیں ہو سکتی اور آپ کہتے ہیں کہ آریوں نے گھڑ لیا ہے حضرت ایسا نہیں بلکہ علمی اور یقینی مسئلہ ہے۔ دیکھو پروفیسر ہکسلی صاحب بہادر فرماتے ہیں۔

> (ن) **دفعہ ۸۴**۔ موجودات میں مفرد جسم نہ تو معدوم ہوتے ہیں نہ انکی مقدار بڑھتی ہے ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ جیسا حرارت پہنچانے سے ایک مکعب انچ پانی بھاپ بنکر اڑ جاتا ہے۔ تو وہ نیست نابود نہیں ہو جاتا۔ بلکہ صرف یہ ہوتا ہے کہ مائع سے گاس کی حالتیں بدل جاتا ہے۔ اور اس سے اس کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جتنا تھا اتنا ہی رہتا ہے۔ اگر اسے مکعب انچ پانی کے آکسیجن اور ہائیڈروجن جدا کریں۔ تو بلاشبہ پانی تو غائب ہو جائیگا۔ مگر اس کا مادہ برقرار رہے گا اسکے وزن میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اگر پانی کا وزن ۲۵۲،۵ گرین ہو۔ تو اسمیں آکسیجن گاس ۲۲۴،۴۴ گرین اور ہائیڈروجن گاس ۲۸،۰۵ گرین ہوگی۔ جو کچھ تغیر و تبدل انسان اپنی تدبیروں سے کر سکتا ہے۔ اس سے ان گاسوں کی ایک معینہ مقدار کے وزن میں کچھ فرق نہیں آتا۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے مفرد اجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے۔ بدلتا نہیں اور اسی سبب سے خواہ وہ کسی شکل میں ہوں پہچانے جا سکتے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اس سے ثابت ہے کہ نظام قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا۔ اسکی مقدار جس قدر ہے اسی قدر رہتی ہے۔ نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قدرتی اور مصنوعی چیزیں ایک بات میں مشابہت رکھتی ہیں۔ یعنی یہ بات دونوں پر صادق آتی ہے کہ جس مادے سے وہ مرکب ہیں۔ وہ نہ معدوم ہوتا ہے نہ زیادہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح مصنوعات کا سلسلہ انسانی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر منحصر ہے اسی طرح قدرتی واقعات کا سلسلہ قدرتی قوتوں کے وسیلہ سے قدرتی اجسام کے ملنے اور علیحدہ ہونے پر مبنی ہے۔ دیکھو
>
> (مبادی العلوم ۱۸۸۳ء مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۸۵ و ۸۶)

اسی طرح دیکھو نیچرل فلاسفی جلد ۸ مصنفہ پروفیسر کنگسلی صاحب انگریزی جسمیں مادے کی قدامت کا ثبوت مندرج ہے۔ بائبل کے ان بے بنیاد دعاوی کی تردید ایک لائق یوروپین مسٹر ٹامس پین صاحب بہادر اپنی مصنفہ کتاب ایج آف ریزن میں کر چکے ہیں۔ پس تمام بائبلی خیالات کی تردید ناظرین اس میں دیکھ سکتے ہیں۔ علاوہ بر آں ہم نے بھی علیحدہ پادری ٹھاکر سنگھ و ڈاکٹر ہنری مارٹن کے چند تحریروں کے جواب میں مشرح ثابت کر دیا ہے (دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج بالکیمیا)

قادر مطلق کے معنے آپنے غلط سمجھے نیستی سے ہستی میں لانیوالے کے نہیں ہیں۔ بلکہ آزاد طاقت والے کے ہیں یعنی جسکی طاقت کسی سے حاصل شدہ نہ ہو۔ اور نہ محتاج بالغیر جس کے گھر میں نیستی کبھی نہ ہو خدا صانع عالم ہے اور کامل انسان خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کو لیکر کچھ تھوڑا سا تغیر تبدل کرتا ہے دریافتوں سے کچھ نہیں بنا سکتا کیونکہ وہ اسکی قوتوں سے باہر ہیں۔ پس انسان جو کچھ بناتا ہے گویا اس کی حکمت کو عمل میں لاتا ہے۔ ورنہ خود خداداد علم کے بغیر عاقل نہیں اور نہ عالم ہے۔

جسطرح خدا مرنے پر۔ جسطرح خدا پیدا ہونے پر جسطرح خدا جھوٹ بولنے پر اور جسطرح خدا دو تین۔ چار ہونے پر یا جسطرح خدا صلیب پر چڑھنے پر قادر نہیں اسیطرح خدا نیستی سے ہستی کرنے پر قادر نہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا دھوکا ہے۔ جسمیں آپ علم سے نہیں بلکہ خدا باپ سے ہنسی کرتے ہو کہ اسکو نیستی کا خدا مانتے ہو اور عدم کا مالک گردانتے ہو حالانکہ بیوہ کا خاوند اور بانجھ کا بچہ عدم محض سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور یہی حال انجیلی خدا کا ہے۔ کیونکہ وہ مصلوب ہو گیا۔ افسوس ؎ خدا مارا گیا حیرت کی جا ہے شرم کے مارے۔

اعتراض نمبر ۸۔ اس سوانح عمری میں جو لاہور کے دیو دھرمیوں نے شائع کی ہے پنڈت دیانند کے کسی خاص گورو کا پتہ نہیں لکھا ہے۔ گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان سڑپ۔

جواب۔ اگر دیو دھرمیوں کو جبلی ضلالت کے سبب صداقت نظر نہیں آتی تو نہ آئے مگر ہم آپ کو بتلائے دیتے ہیں۔ کہ وید بھاش کے ہر ایک ادھیائے سماپتی (اختتام) پر اور ستیارتھ پرکاش کے آخر میں انکے گورو یعنی سوامی برجانند سرسوتی جی کا نام مبارک لکھا ہے۔ ڈگ وجے آرک میں بھی چھپا ہوا ہے۔ متھرا کے تمام معزز رؤسا بلکہ عوام الناس بھی اس بات سے آشنا ہیں تو پھر دیو دھرمیوں کو نہ سوجھنا انکی نظر کا گھاٹا ہے۔ تو

اور کیا ہے۔

اب ہم عیسیٰ کی بابت کچھ تحقیقات کر کے صحیح طور پر آپکی تسلی کرتے ہیں۔ یوحنا جسنے عیسیٰ کو بپتسما دیا جو عیسیٰ کا گورو تھا۔ (دیکھو متی ۴/۱۲) جب یسوع نے سنا کہ یوحنا گرفتار ہوا تب خداوند مسیح جلیل کو چلا گیا۔ اور ناصرت کو چھوڑ کر کفرناحوم میں جا رہا۔ (متی ۴/۱۳)

اسی طرح جب عیسیٰ گرفتار ہوا۔ تو لکھا ہے کہ سب شاگرد (چیلے) اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے اور انکار کیا۔ کہ یہ ہمارا گورو نہیں بلکہ ایک برخوردار پطرس شاگرد نے عیسیٰ پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا (متی ۲۶-۷۴ باب) اسی چیلے کو عیسیٰ نے آسمان کی کنجیاں بخشی تھیں۔ افسوس (متی ۱۶/۱۹) اب ہم آپ کیطرح بیہودہ طور پر نہیں۔ بلکہ سچائی سے بہ شہادت انجیل کہتے ہیں۔ کہ گورو جنہانند کے شنے چیلے جانثار تھے۔

اعتراض نمبر ۹۔ عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیروان عیسیٰ کے باقی کل فوج شیطان کی ہے اس کے جواب میں ہم صرف کلام الٰہی کی آیت پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ طوالت منظور نہیں۔ تب پطرس نے زبان کھول کر کہا اب مجھے یقین ہوا کہ خدا ظاہر پر نظر نہیں کرتا بلکہ ہر قوم میں جو اُس سے ڈرتا اور راستکاری کرتا۔ اُس کو پسند آتا ہے۔ (اعمال ۱۰/۳۴ و ۳۵)

جواب۔ افسوس! آپ صاف بات سے انکار کر رہے ہیں اور ہستی کے معاملہ میں ہٹ سے اڑ رہے ہیں دیکھئے انجیل کیا کہتی ہے جیسے مسیح خدا کا بیٹا، در نجات دہندہ اور خدا نہیں جانا اور جس نے روح القدس کو اقنوم ثانی اور خدا نہیں جانا اور ایماندار نہیں متی ۲۸/۱۹ اور بے ایمانوں یعنے اُن چیزوں کے نہ ماننے والوں کی جگہ جہنم ہے۔ مکاشفات ۲۱/۸ و ۲۲/۱۵ اور جو بیٹے پر ایمان نہیں لاتا حیات کو نہ دیکھے گا۔ بلکہ خدا کا قہر اس پر رہتا ہے (یوحنا ۳/۳۶) اس کے سوا آپ خود ہی دیکھ لیں کہ جو بائیبل کے خدا کو نہیں مانتے اور نہ تثلیث کو مانتے ہیں۔ اور نہ عیسیٰ کو منجی اور نہ خدا کا فرزند مانتے ہیں اُنکے حق میں انجیل کیا کہتی ہے متی ۱۲/۳۰ سے ۳۲ اور باب ۱۲/۲۷ سے ۴۲ تک اور متی ۲۵/۴۱ کہ سوائے ابدی جہنم کے کوئی اور جگہ ہے اور کیا وہ شیطان کے مرید نہیں ہو جاتے؟ اور کیا آپنے نور افشاں ۱۸۸۸ء کے مرد خدا کے عنوان مضمون میں محمد (صلعم) اور آریوں کو بول یعنے شیطان نہیں لکھا۔ اور کیا عیسیٰ کو خدا ماننے کے سوا کوئی اور رستہ بھی اُنکے ذمہ ہے۔ اگر نہیں ہے تو ایماں سے بتلائیے کہ آپنے یہ سفید جھوٹھ کیوں کہا۔ ذرا مسیح کے واسطے انصاف سے دل میں غور کرو۔

اعتراض نمبر ۱۰۔ (شیطان کے انکار پر) شیطان تو گیا جہنم میں آپ تو ذات الٰہی کے منکر ہیں۔

جواب۔ عیب مت لگاؤ تا کہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے۔ وہ خدا جو فرعون سے فریب کر کے اُسکا دل کو ایمان لانے سے روکتا ہے۔ (دیکھو خروج باب ۱۰) وہ خدا جو کام کر کے پچھتاتا۔ دیگر ہوتا۔ آرام کرتا۔ آئندہ کو جیسے فارغ خطی لکھتا ہے۔ دیکھو پیدائش باب ۶ آیت ۱ سے ۷ تک۔ وہ خدا جسکا الہام علم و عقل و تجربہ کے خلاف ہے۔ **سانپ بولا**۔ **گدھا بولا**۔ گنتی ۲۲/۲۸ سورج دن بھر کھڑا رہا۔ یشوع ۱۰/۱۳ **مسیح** معہ جسم جو تھے آسمان پر جا کر خدا کے دہنے ہاتھ جا بیٹھا۔ **مسیح** کے پھانسی ملنے سے لوگوں کے گناہ معاف ہو گئے۔ **بابل کا برج** کرنے سے لوگوں کی زبان بدل گئیں۔ **نوح** کا فرضی جہاز تمام دنیا میں آیا۔ **ایک آدم** سے تمام دنیا ہوئی وغیرہ وغیرہ تجربہ و عقل و علم کے خلاف باتیں جسکے الہامی کتاب میں درج ہیں۔ جو ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔ جو عیسیٰ کا خدا باپ، اور روح کے علم سے ناآشنا ہے۔ بیشک ایسے خدا سے ہم منکر ہیں۔ ہمارا ایسے خدا سے قطعی انکار ہے۔ اور نہ وہ خدائی کے سزاوار ہے۔ اور نہ اُسکے فعل مختار ہے بلکہ عدالت مشبّہ کے پیرو ہے۔ اور وہ خدائی کا حقدار ہو سکتا ہے۔ بس ایسے خدا سے ہمارا بلکہ سب حق پرستوں کا انکار ہے۔

اعتراض نمبر ۱۱۔ پنڈت صاحب لکھتے ہیں کہ موسیٰ آتش پرست تھے۔ آگ سے مراد اُن مانگتا ہے۔ چنانچہ اُسکی چند دعائیں بھی لکھی ہیں۔ اِس جھوٹ کا بھی کچھ ٹھکانا ہے اگر یہ وید کا آتشی خدا ہوتا ہے تو فوراً اِس بوٹے کو جلا دیتا۔

جواب۔ آپ اصل سے محض ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ہرگز ایسا نہ کہتے دیکھو لکھا ہے "بلکہ یہوواہ ایک بوٹی میں آگ کے شعلہ میں اُس پر ظاہر ہوا۔ پھر موسیٰ دیکھنے کو نزدیک آیا۔ تو خدا نے اُسے بوٹے کے اندر سے پکارا" (خروج ۳/۴) **جلانے کی بابت دیکھو** "اور کوہ سینا سر زیر و بالا دھواں تھا۔ کیونکہ خداوند شعلہ میں ہو کے اُس پر اترا۔ اور تنور کا سا دھواں اُس پر سے اٹھا۔ اور پہاڑ سر اسر ہل گیا۔ خروج ۱۸/۱۹" "پھر خداوند کے حضور سے آگ نکلی۔ اور اُن اڑھائی سو کو جنہوں نے بخور گذرانا تھا کھا گئی۔" (گنتی ۱۶/۳۵) کیونکہ پہاڑ آگ سے جل رہا تھا (استثناء ۵/۲۳) نیچے ساتھ ہی مقامات ذیل بھی ملاحظہ کرو۔ خروج ۱۵/۸ و ۲۰/۱۸ و ۲۴/۱۵ سے ۱۸ و ۳۳/۲۱ سے ۲۳ و ۴۰/۳۴ و ۳۸ و ۳/۵ و ۲۸/۴۰) اور گنتی ۹/۱۵ و ۱۶ و ۱۱/۱ و ۲ و ۱۴/۱۴ و ۲۶/۱۰) اور استثنا ۵/۵ و ۲۲ سے ۲۶ و ۹/۱۵) ان مقامات میں صاف صاف آگ اور آتشی الٰہ اور درختوں خیموں، پہاڑ و بیلے جلانے کا۔ اور آتشی قربانی کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اِس کے سوا متی ۳/۱۱ میں بھی صاف لکھا ہے۔ کہ وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا" یہاں بھی اسی آتشی الٰہ کا اشارہ ہے جو روح القدس کے ساتھ ساتھ دوسرا خدا موجود ہے۔

اب پادری صاحب فرمائیے کہ ہمنے موسیٰ پر جھوٹ باندھا۔ یا بائیبل نے۔ کیا آپکو انکار کرنے سے شرم نہ آئی؟ کیا بائیبل دنیا میں موجود نہیں؟ آتشی قربانی آتش مزاج خدا کا اُس کو کھانا۔ بھسم کرنا خیمہ کا جلانا۔ دھواں اٹھانا تنور کیطرح جلنا۔ آگ کی گرمی کے سبب موسیٰ کا چہرہ سرخ ہو جانا۔ اُسمیں قربانی ڈالنے سے گناہوں کا دور ہونا قصاص منش اور آتش مزاج خدا کے واسطے تمام دنیا کے جانور آگ میں ڈالے جانے۔ اور اِس طرح کی سوختنی قربانی سے ہر طرح کے گناہوں سے رب کی اُمید رکھنا۔ کیا موسیٰ کی آتش پرستی نہیں ہے؟ کیا اس سے بڑھ کر اور آتش پرستی ہو سکتی ہے؟ کیا اب بھی آپ مُرغی کی ایک ٹانگ کہہ انکار کر سکتے ہیں؟ یہ ہرگز ہونے کا نہیں۔ آپ ہی واسطے موسیٰ ضرور آتش پرست تھے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اعتراض نمبر ۱۲۔ مکتی یعنے تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے جسکا دوسرا نام راحت کامل ہے۔ یہ وید کی مکتی ہے۔ ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ اس مکتی کے کیا معنی ہیں۔ دکھوں سے رہائی تو انسان مر کر حاصل کر لیتا ہے۔ کیا یہ ہی سچا ہے یا امرت کلو دمیا کی نعمتیں حاصل ہیں اُنکو بھی کوئی دکھ نہیں اسکا نام مکتی ہے کیا آپ کی مراد روح کے دکھوں سے رہائی کی ہے۔ اگر یہی ہے تو بھی غلطی۔ کیونکہ بموجب عقیدہ تناسخ کے دکھوں سے رہائی نہیں ہو سکتا۔ ایک سے نکلا دوسرے میں پھنسا۔ دوسرے سے تیسرے میں تو پھر مکتی ندارد۔ دکھوں کا باعث آپکو معلوم نہیں۔ یہ نجات ہمیشہ کی زندگی کس طرح حاصل ہو انجیل سے ظاہر ہے۔

جواب۔ دُکھوں سے رہائی ہم نے وید و کتب حوالہ سے مکتی بتلایا تھا۔ اُس پر آپ بہ سبب متعصبانہ خیالات کے ناخوش ہو انکار کرتے ہیں حضرت مرکر دکھوں سے رہائی نہیں ہوتی اور نہ امیر ہی دکھ سے چھوٹتے ہیں۔ غریب مزدور سے امیر و غم جہاں میں۔ راجوں کے راج روگ مشہور ہیں۔ شہنشاہ جرمن کی حکایت ابھی تازہ ہی ہے۔ ہماری مراد روحانی اور جسمانی دکھوں سے رہائی تھی۔ اور ساتھ ہی راحت کامل بھی جو سوائے اُپاسنا کے کسی طرح ممکن نہیں۔ اور انجیل بھی اِس کی شاہد ہے "دیکھو ایک نے آ کے اُس سے (مسیح سے) کہا اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں۔ کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اُس نے اُسے کہا کہ تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں مگر یعنے خدا پر اگر تو زندگی میں

داخل ہوا چاہے تو حکموں پر عمل کر یعنے موسیٰ کے دس حکموں پر۔ (متی ۱۹/۱۶ سے ۲۱) اور اسی طرح (مرقس ۱۲/۲۸ سے ۳۴) اور سارے دل اور ساری عقل اور سارے زور سے پرماتما سے پریم کرنا اُسی کا نام اُپاسنا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ تعصب کے سبب منکر ہو رہے ہیں۔ تناسخ صرف گناہوں کی سزا ہے۔ بھگتی اور نیک عمل کرنے سے تناسخ سے بریت ہو سکتی ہے۔ (دیکھو باب نجات نسخہ خبط احمدیہ) اور در حقیقت نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ بلکہ اعمال پر منحصر ہے۔ اور سب نیک اعمالوں سے اوّل نمبر اُپاسنا ہے۔

اب بتلاتا ہوں کہ آج کل کے موجودہ عیسائیوں کی نجات انجیل کے رو سے ناممکن ہے۔ دیکھو لکھا ہے۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اُس کی مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیوؤں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہونگا۔ کہ میں تم سے کبھی واقف نہ تھا۔ اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔ (متی ۷/۲۱ سے ۲۳)

عیسائی تو درکنار خود مسیح کی نجات بھی نہیں ہوئی۔ اور نہ بموجب بائیبل کے ہو سکتی ہے خدا۔ باپ دادوں کے گناہ کے بدلے تیسری چوتھی پشت سے لیتا ہے (گنتی ۱۴/۱۸) عورت کا بچہ نیک نہیں ہے۔ ایوب ۱۵/۱۴ و ۱۶ و ۱۴/۱ و ۴/۱۸ و ۹/۲ و ۲۵/۴ و ۵ و ۶ رومیوں کا خط ۳/ زبور ۱۴/۱ و ۲ و ۳

اور مفصل ہم مسیح کے فوٹوگراف میں اسکا حال عام و خاص پر ظاہر کرینگے۔

اعتراض نمبر ۱۳۔ قانون بسوی پتر پر پہلے ریویو میں ہماری غلطی ہے ایک دوست نے ہم کو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ بات تواریخ محمدی۔ اور تحریف قرآن اور سیرت المسیح والمجید میں بھی اس کا بیان ہے۔ پنڈت صاحب اس میں بھی کمزور ہے۔

جواب۔ حضرت ہم کو اس بات سے تو انکار نہیں۔ کہ اس قسم کا اعتراض اوروں نے بھی کیا ہے۔ مگر ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں۔ کہ ہم نے سوائے اصلی قرآن یا اسلامی تفاسیر و حدیث و تواریخ کے اوروں میں اس کا ذکر کم دیکھا ہے بلکہ کتاب نمبر ۲ کی تو ہم نے شکل بھی نہیں دیکھی۔ ہمارے اعتراض صرف قرآن پر ہیں۔ اپنی معلومات اور اسلامی تفسیرات کے مطابق۔ نہ کسی کے کہنے سننے سے۔ اور آپ اگر ذرا غور سے ہماری کتابوں کو دیکھیں تو بیسیوں اعتراض ایسے ملیں گے۔ جو آج تک کسی کے خواب میں بھی نہیں آئے۔ ناظرین خود دیکھ سکتے ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

اعتراض نمبر ۱۴۔ توریت کے رو سے بہن بھائی کی شادی ہوئی تھی۔ شرم کیجئے۔ کہ جھوٹ کے لئے ایسا منہ کھول رکھا ہے۔ توریت میں کہاں لکھا ہے۔ مہربانی سے پتہ دیجئے۔

جواب۔ اول تو سب آدم کے بیٹے اپنی بہنوں (خواہروں) سے بیاہے گئے ہیں کیونکہ بقول بائیبل کے صرف ایک آدمی اور ایک عورت سے تمام دُنیا پیدا ہوئی۔ بس بہن بھائی کی شادی ہوئی تھی۔

دوئم۔ ابراہیم نے سرہ کے ساتھ جو اُس کے باپ کی بیٹی تھی شادی کی جس سے وہ صاف اقبال کرتا ہے۔ کہ وہ تو سچ میری بہن ہے۔ میرے باپ کی بیٹی پر میری ماں کی بیٹی نہیں سو میری جورو ہوئی۔ (پیدائش توریت ۲۰/۱۲ و ۱۱/۱۹) لم

کیوں! پادری صاحب ابھی تسلی ہوئی یا نہیں۔ پتہ لگا یا نہیں ورنہ کچھ اور ثبوت دیں۔ جہاں تک پادری صاحب نے ریویو نمبر ۲ میں اعتراض کئے۔ ہم نے اُن کے سلسلہ وار جواب دیئے۔ باقی رہے اُن کے تہذیب سے دور الفاظ اور معمولی طعن و تشنیع انکو ہم دہرانا نہیں چاہتے۔ وہ انجیلی اخلاق کا نمونہ ہے سچ ہے درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے پادری صاحب نے جتنا دشنام دہی پر زور دیا ہے۔ اُتنا ہی ہم اصل کے کھنڈن پر زور دیں گے۔ جس سے راستی کی فتح ہو۔ سے تا سیہ روئے شود ہر کہ در و غش باشد

اب قصبہ بھیرہ کے رہنے والے **مولوی نورالدین** صاحب نے **مرزا غلام احمد** کی تقلید پر عیسائیوں کا جواب دیتے ہوئے کہیں کہیں آریوں پر منہ زوری کی ہے ہم نے اس کتاب کی دونوں جلدوں کو بغور دیکھا۔ اکثر مقامات پر سید احمد صاحب کی تقلید اور کہیں بعض عقائد اسلامیہ کی بھی تردید ہے۔ حالانکہ وہ قرآن میں موجود ہیں مرزا غلام احمد صاحب کے اعتراضوں کا کافی و وافی جواب ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں دے چکے ہیں۔ قطع نظر اُن کے اعتراضوں کا جواب ضمیمہ میں دیتے ہیں۔

جلد ۱ صفحہ ۹۳ از فصل الخطاب

اعتراض نمبر ۱۔ ناکاری کا لفظ جہاں تک میں نے پوچھا وید میں نہیں ہے۔

جواب۔ یہ آپکی ناواقفی کا ثبوت ہے۔ ورنہ وید مقدس میں وہ نام موجود ہیں جنکے معنے نیاکاری کے ہیں۔ وہ ایشر مقدس کے نام یم اور ارییما ہیں۔ यः सर्वान्

प्राणिनो नियच्छति स यमः एकंसद्विप्राब हुधावदंत्या

ग्निं यमं मातरिश्वानमाहु ॥ ऋ॰ मं॰ १ अ॰ २२ सू॰ १६४ मं॰ ४६

ترجمہ۔ جو سب پرانیوں کے کرم پھل دینے کی بیوستھا کرتا اور سب انیاؤں (ظلموں) سے پرتھک (جدا) رہتا ہے۔ اُس پرماتما کا نام یم (نیاکاری) ہے۔ اور اسی کو گیان سے۔ اور ماترشوا بھی کہتے لوگ ہے۔

اعتراض نمبر ۲۔ ختنے کے معقول ہونے پر بھی مولوی صاحب نے ایک دلیل دی ہے۔ فرماتے ہیں ایک ہندو آریہ (مرض آتشک سے بیمار میرے پاس آیا اس کے اندر کا حصہ زخموں کے سبب سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا میں نے اُس کا ختنہ کیا۔ اور کہا سبحان اللہ آج ختنہ کی حقیقت دریافت ہوئی۔ گویا ایک دلیل سوجھی۔

جواب۔ ہمیں مولوی صاحب کی اس دانش آمیز دلیل پر ہنسی آتی ہے۔ مولوی صاحب کو ہم دانشمند سمجھے تھے۔ مگر افسوس خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ جناب کیا استنجا کرنیکی فضیلت آپکو حضرت معاویہ کے دلیاری استنجا سے ثابت ہوئی ہے یا نہیں۔ جہاں بچھو کے لڑنے سے یزید علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور کیا بانی مبانی ختنہ یعنی ابراہیم کو بھی خدانخواستہ یہی مرض پیدا ہوئی تھی یا کوئی اور حضرت اسمٰعیل کس مرض میں مبتلا تھے علاوہ براں کیا مسلمانوں کو آتشک یا سوزاک نہیں ہوتا۔ کیا مسلمان رنڈیاں ان امراض میں مبتلا نہیں ہوتیں۔ اگر ہوتی ہیں تو ختنے سے کیا فائدہ۔ جو ڈاکٹر لوگ جذام آتشک وغیرہ بگڑنے سے ناک انگلیوں کو کاٹ ڈالتے ہیں۔ یا خود گر پڑتی ہیں۔ کیا بقول آپ کے یہاں بھی ختنہ کی ضرورت ہے آپ کی فلاسفی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اعضاؤں کے ختنے کی بھی ضرورت ہے۔ افسوس!! قابلیت شما از قاف قابل معلوم شد۔ یہ اکثر متعصب محمدیوں کا دستور ہے کہ جب کوئی ہندو شامت اعمال میں گرفتار ہو اُن کے پاس معالجہ کا طلبگار ہوتا ہے۔ عوض کسی عمدہ علاج کرنے کے انہیں ختنہ اسلامی سوجھتا ہے۔ ہمیں ایک فاضل آریہ سے اس مرض کا ایسا مجرب نسخہ دستیاب ہوا ہے کہ ایسے مریضوں کو بھی بقول جاہل طبیبوں کے ختنہ کی ضرورت نہ رہے گی اور نہ کارخانہ الٰہی میں رخنہ اندازی ہوگی۔ مصرعہ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

اعتراض نمبر ۳۔ (آریہ سماج کے اصول پر) آریہ بھی اپنے اصول کے بیان میں اس پہلی اصل میں اسلام کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اصل اول جو سار کھو (اشیائے) ست ودّیا (علم حقیقی) سے جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا

آدی مول ابتدائے جمیل ایشر خدا ہے اور وہ اُن کے دوسرے اصل میں موجود ہے۔ ایشر سرب شکتیمان۔ ویدیا کو سرشٹی کرتا ہے۔ اور بے ریب سب کمالا صفات ہے۔ اور اُسکی ذات پاک کو نقایص سے منزہ بھی کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ذرات عالم جنھیں پرمانو کہتے ہیں اور ارواح اور اُن کے خواص۔ ویدیا علم سے معلوم ہوتی ہیں۔ حسب اصل اور اعتقاد اول چاہیئے تھا کہ اُن کا خالق اور آدی مول ایشر ہوتا۔ پر آریہ انکاری ہیں۔

جواب۔ آپنے آریہ سماج کے مبارک اور مقدس اصول کو نہیں سمجھا۔ اس اصل کا مطلب یہ ہے کہ ست ودیا یعنی علوم حقیقی اور اشیا یعنی مادہ جو جگت سے مراد ہے۔ ان سب کا آدی مول یعنی مظہر پرمیشور ہے۔ نیستی سے ہستی کا یہاں ذکر نہیں۔ اور نہ خود خدا سے معاذ اللہ بطور ٹکڑہ کے دنیا بننے کا ذکر ہے۔ بلکہ ودیا کا ذکر ہے کیونکہ ودیا کا پرکاش کرنے والا بذریعہ الہام اور پدارتھ یعنی دنیا مادہ سے بنانے والا پرمیشور ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔

اعتراض نمبر ۴۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں لکھا ہے۔ کہ اگر سوال کرے۔ پرمیشور کی تو زبان نہیں۔ قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا ہے۔ اُس نے وید کس طرح بنائے۔ اور کیسے بنائے۔ تو اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے اُسکو اسباب کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کچھ بدون اسباب کر سکتا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ سنہ ۸۵ء) یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

جواب۔ آپنے غلطی کی۔ وہاں ایسا نہیں۔ بلکہ ستیارتھ پرکاش میں ایسا ذکر مطلق نہیں۔ البتہ بھومکا میں ہے۔ مگر وہاں صرف ایشور کے جسمانی نہ ہونے سے مخالف کے اعتراض کا جواب دیا ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے جگت رچ سکتا ہے۔ مفصل دیکھو (بھومکا صفحہ ۷ سمبت ۱۹۳۴) وہاں مادہ یا پرکرتی کا تذکرہ نہیں اُسکا علیحدہ ذکر موجود ہے۔ جگت اُتپتی کے بیان میں۔ یہاں صرف اتنا ہی مطلب ہے۔ کہ ایشر بغیر اعضاء جسمانی کے تمام دُنیا کو مادہ سے رچ سکتا ہے۔ اگر ذرہ کسی عالم سائنس سے مادہ عالم کے بارہ میں دریافت کروگے تو اچھی طرح اس غلط خیال سے باز آجاؤگے نیستی سے ہستی کا مسئلہ سوائے اُمیوں یا اناڑیوں کے کوئی دانا کبھی نہیں مان سکتا۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب ۲)

اعتراض نمبر ۵۔ اکل و شرب میں شراب اور مُردار اور ایسے چرند و پرند کا کھانا حرام کیا۔ جن کا کھانا جسم و اخلاق کے لیئے مضر ہو۔ مثلاً۔ سور گندگی کا عاشق بیجا حملے میں عاقبت اندیش۔ جانوروں میں ایک ہی ایسا ہے۔ جو نر سے جماع کرے اور لواطت کا مرتکب ہو۔ اور جسکے گوشت میں کدو دانے کا مادہ ہے۔ اور کتا جو بیجا اس مُردار کے پاس اپنے ہم قوم کو آنے نہ دے۔ باوجودیکہ ضرورت سے زیادہ موجود ہے۔ (صفحہ)

جواب۔ شراب کیواسطے لفظ حرام کا قرآن میں نہیں لکھا۔ آپ جسم یا اخلاق کے لئے مضر بتلاتے ہیں۔ اور قرآن منافع للناس ٹھہراتا ہے۔ ہم کس کو سچا مانیں۔ دنیا تو دنیا بہشت میں بھی شراب کی سبیل لگا دی۔ نہریں جاری کر دیں۔ پس مولوی صاحب حرام نہیں۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ سور تو سو گندگی کا عاشق ہی واسطے حرام ہے۔ مگر گوسفند بھیڑ بکری۔ خروس۔ جو گندگی کے عاشق۔ اپنی ماؤں۔ بہنوں سے زنا کرنیوالے۔ بزدل۔ مخنث مزاج۔ ناعاقبت اندیش۔ کیوں حلال و طیب ہوگئے۔ جو سور کا نر سے جماع۔ آپ حکیم ہیں۔ آپ کا تجربہ ہوگا۔ ذرا علت المشائخ کے معنے کسی لغات میں دیکھ لو۔ لاکھوں مسلمان۔ بخارا شریف۔ کابل شریف۔ اور ایران شریف میں اُن مرضوں کے مریض ہیں۔ لواطت اور اُبنہ کی نسبت حضرت لوطؑ کے نام سے نکلی ہے۔ اور اسی کے متعلق انگریزی کا لفظ سڈمی ہے سڈوم سے جو لوط کا شہر ہے منسوب ہے۔ پس سور اشرف المخلوقات انسان کی تقلید سے کسی طرح مجرم یا حرام نہیں ٹھہر سکتا۔

گائے کے گوشت میں ہیضہ کی بیماری ہے۔ حکماء یوروپین گواہ ہیں۔ جالندھر انبالہ کا معاملہ شاہد ہے۔ اور علاوہ برآں بواسیر پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کم عقل بھی ہے۔ گندگی بھی کم و بیش کھاتی ہے۔ کدو دانے کی بیماری بھی اسمیں ہے۔ مگر بیعلمی نے حلال کر دی۔

ہم نے اس بات کی تحقیقات کے واسطے کہ آیا سور دفعہ ۳۷۷ کا مجرم ہوتا ہے۔ چند ساہنسیوں سے یعنی سور چرانے والے لوگوں سے دریافت کیا۔ اُنہوں نے صاف انکار کیا۔ کہ ایسا نہیں ہے بلکہ نہایت غیرت والا جانور ہے۔ اور قانون قدرت کا نہایت خوبی سے پابند بلکہ متقی پرہیزگار ہے۔ جب تک سورنی طالب مباشرت نہ ہو ہرگز اُس کے نزدیک مثل بیل یا آدمی یا گدھے یا گھوڑے کے نہیں جاتا۔ بلکہ نہایت عقلمندی سے صرف اولاد پیدا کرنے کے واسطے صحبت کرتا ہے۔ اپنی عورت سے کمال محبت رکھتا ہے رقیب سے عداوت رکھتا ہے۔ مولوی صاحب وہ سور جس کا گوشت مقوی باہ۔ مقوی جسم شجاعت بخشنے والا ہے۔ وہ حرام۔ افسوس۔

کتا۔ جیسے وفادار جانور کو حرام جاننا۔ اور اُس کے شکار اور لعاب لگے گوشت کو حلال ماننا۔ اعراب کی عقلمندی ہے۔ مگر قرآن کی زبان بندی خدا کو یاد نہیں رہا۔ ورنہ ضرور لکھ دیتا۔ قرآن میں ذکر تک نہیں۔ اگر کہیں قرآن میں ہے تو مولوی صاحب نشان دو۔

حلالے سے بھی مولوی صاحب کو انکار ہے مگر وہ کعبہ شریف کے اسرار سے خبردار نہیں جہاں پر یہ حلالہ حلال ہے۔ اور باعث ترقی و اقبال۔ قرآن و حدیث پر عمل جاری ہے اور ہر ایک مولوی اقراری۔ ہم اس کی شہادت بھی ایک فاضل مسلمان کی تحقیقات سے دیتے ہیں۔ جناب حاجی مولوی زین اللہ صاحب اپنے سفر عرب کا حال لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایسا ہی مقدمہ طلاق اور حلالہ کا بھی جو عرب میں جاری ہے۔ بظاہر ناپسند معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں شرع کے رو سے اُسمیں بہت سے فوائد دینی اور دُنیوی متصور ہیں۔ علاوہ بریں بمقابلہ علماء عرب کے ہندوستانیوں کی کہاں مجال۔ اور طاقت مقالت عہدہ برائی کی درباب مسائل کے اُن لوگوں سے کہ کوئی کسی امر میں اعتراض کر سکے۔ بڑے بڑے علماء عرب امام اور قاضی۔ اور مفتی جمع ہوکر بطور کونسل منجانب سلطان روم مامور و مقرر ہیں۔" (دیکھو تحفۃ حجاج صفحہ ۴۹ مطبوعہ نظامی کانپور ۱۲۹۲ ہجری) اور قرآن کے رو سے بھی یہ جائز ہے۔ سورہ بقر فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فان طلقها فلا جناح عليهما ان يتراجعا۔ ترجمہ۔ پس اگر طلاق داد یعنی سوم بار پس ہرگز حلال نشود ایں زن آں مرد را بعد ازیں تا وقتیکہ در آید در نکاح شوہرے دیگر یعنی داد دخول کند پس اگر طلاق داد ایں شوہر دیگر پس گناہ نیست بر آں ہر دو بار آنکہ باز گردند بنکاح باہم (صفحہ ۳۵)

جس قدر مولوی صاحب نے اشارتاً اعتراض کیئے تھے۔ اُن کے جواب ہم نے عرض کر دیئے۔ ایک دو مولوی صاحبوں نے تکذیب کے جواب کا بھی اشتہار دیا تھا۔ مگر ابھی تک نہیں نکلا قبل از وقت ہم کچھ نہیں کہتے۔ مگر صرف یہ کہ ہمارے پاس بھی قرآن کے متعلق بہت سامان موجود ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارہ

تکذیب براہین احمدیہ

جلد دوم

دیباچہ

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تصانیف کو چھپوا کر شائع کرنے کا کام میرے سپرد ہوا تھا یہ پاک ذمہ داری کسی خاص آدمی نے میرے سپرد نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے آتما نے آریہ مسافر کی آخری سفر کی تیاری کے وقت خود بخود اٹھا لینے کی پرتگیا کی تھی۔ پرماتما کی دیا سے آج اُس قرض سے سرخرو ہوتا ہوں۔ اس کتاب کے علاوہ پنڈت جی کی جس قدر دیگر تصانیف میں نے طبع کرائی ہیں اُن میں کسی بڑی دقت کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ لیکن اس کتاب کی تکمیل میں بڑی بھاری رکاوٹوں کا سامنا پڑا۔ میں نے اس کام کو ہاتھ میں لیتے وقت سمجھا تھا کہ پنڈت جی کتاب کو مکمل کر چکے ہونگے۔ لیکن جب پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ اکثر باب بالکل نامکمل ہیں بعض جگہوں میں فریق مخالف کے اعتراضات درج کر کے جوابوں کے لئے جگہ چھوڑی ہوئی تھی اکثر جگہوں میں عبارت پڑھی نہیں جاتی تھی۔ اور کئی جگہ پنسل کا لکھا ہوا تھا۔ میں نے حتی الوسع کوشش کی ہے کہ پنڈت جی کی اصلی عبارت ہو بہو درج کی جائے اور اسلئے اس کتاب کی درستی میں اس قدر وقت صرف کرنا پڑا جس میں کہ بڑی آسانی سے ایک نئی کتاب لکھی جا سکتی لیکن مجھے اس کا افسوس نہیں ہے۔ کیونکہ ایک پوتر آتما کے خیالات کو موت سے بچانے کا کام میں اپنے خیالات کے اظہار کی نسبت زیادہ تر ضروری سمجھتا ہوں ✦

قریباً ۲۰ اجزا کتاب کے پنڈت جی کی زندگی میں لکھے جا چکے تھے۔ اُن میں کچھ سے چھپوائے لیکن چونکہ کتابت ٹھیک نہ تھی۔ اسلئے باقی کل کاپیاں ردی کر دی گئیں اور از سر نو لکھوائی گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض ورقوں کی چھپائی اچھی نہیں ہے ✦

صفحہ ۱۰ سے آگے اکثر وید منتروں کے ترجموں کے لئے میں ذمہ دار ہوں۔ بعض نوٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنڈت جی کا یہ بھی ارادہ تھا۔ کہ تصدیق براہین احمدیہ کے اس حصہ کا جواب بھی دیا جاوے جس میں کہ صفحہ ۲۴۷ سے ۲۸۶ تک حکیم نورالدین صاحب نے قرآن کی خوبیوں کا اظہار کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے جب اُن آیتوں کا حکیم صاحب کا کیا ہوا ترجمہ پڑھا اور اُن کا قرآن کے اصل ترجمہ سے مقابلہ کیا۔ تو بعض جگہوں میں حکیم صاحب کی اپنی طبع آزمائی زیادہ تر معلوم ہوئی۔ لیکن چونکہ کتاب کے شائع ہونے میں آگے ہی بہت توقف ہو چکا تھا۔ میں نے اس مقابلہ وید و قرآن کو کسی اور وقت کے لئے ملتوی کر دیا اور بشرط صحت و زندگی ارادہ رکھتا ہوں کہ قرآن کی اُن آیتوں کا جنہیں کہ علمائے اسلام روحانی تعلیم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ وید منتروں کے مضامین کے ساتھ مقابلہ کر کے پبلک کے روبرو رکھوں تاکہ پبلک کو قدرتی اور بناوٹی الہام میں تمیز کرنے کا موقع ملے ✦

امید ہے ناظرین آریہ مسافر کی آخری تصنیف اسی حالت میں قبول فرمائینگے طبع دوم میں جسکی نوبت کہ میری رائے میں جلد پہنچیگی یہ سب نقص رفع ہو جائینگے ✦

منشی رام جگیاسو
ایڈیٹر

सवाता विधतां रा वायुर्वं ब्रह्मिनम ३ । लोऽयमास व रु
रा मरुद्रः नमह्ला देवः । ४ । लो अग्निः सूर्यः सउ एवमहा
यम ॥ ५ ॥

پرماتما سب شکتیاں ہونے سے سب کا داتا رزق رساں اور مالک ہے ہم سب کا بچانے والا پیاکاری و دیالو ہے پرماتماؤں کے لئے وہ دیا اور آنند کا داتا اور پاپیوں کے حق میں سزا دینے والا وہ سب سے بڑا مالک گیان ہے تمام بادشاہوں کا شاہنشاہ عبادت کے لائق ہے۔

قادر قدرت نے آغاز آفرینش میں سورج کو پیدا کیا۔ مطلب اس سے تمام کروں کا انتظام اور روشنی کا اہتمام تھا۔ طلوع و میوہ جات کا پکانا۔ بارش کا برسانا اور قدرتی جلوہ دکھانا بھی اُسی سے انجام ہو گیا۔ جیوگرفی یعنی جیالوجی کے دو دانوں اور علم حرکت یعنی ہیئت کے ماہروں نے جتنی تحقیقات کی ہے وہ ساری کی ساری اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ نظام قدرت میں آفتاب ہر طرح عالمتاب ہے اور اُسکے منیر اعظم بلکہ سورج عالم ہونے میں کوئی جائے شک نہیں مگر پھر بھی خفاش اور جغد، مزاج کے وہ موافق نہیں۔ اور بہت سے شکیرہ جانور اُس کے مخالف ہیں۔ حالانکہ سورج ایک کوکب پر از نور یہ سیارہ ہے۔ جو غذا وہ کھاتے ہیں سورج کی حرارت سے پکتی ہے۔ جو پانی وہ پیتے ہیں اُسی تپش کے بخارات کی برکت ہے چاند اور تارے سب اُسی کی روشنی سے درخشاں ہیں جس زمین پر وہ قائم ہیں وہ بھی اُسی کی کشش سے وابستہ ہے مگر اُنکی آنکھیں اُسکے دیکھنے اور اُن کے دل اُس پر غور کرنے سمجھنے سے معذور ہیں نہ ماہر کہ وہ علم و عقل سے مقابلہ نہیں کرتے بلکہ ضد و تعصب سے وہ انصاف کی آنکھ سے نہیں دیکھتے اور سائنس دیکھنے کا مادہ ہی نہیں رکھتے بنا بر ان مجبور ہیں ✦

ہر کہ اندر حجاب ناپیداست — قتل او ہیچ بوم چو ورست است
گر چہ خورشید بوم را نیر است — از پئے ضعف خود ہم از پئے اوست
نور خورشید در جہان فاش است — آفت از ضعف چشم خفاش است

مگر اس میں بھی صانع کامل کی ایک عجیب حکمت ہے اگر یہ مخالفت نہ ہوتی تو دانا لوگوں کو اسکی تحقیقات کا خیال پیدا ہوتا اور جب خیال ہی نہ ہوتا تو روشنی کے مسئلہ کی تحقیقات کیسے ہوتی اور کس طرح اس علم سے لوگ مستفیض ہوتے اور کس طرح ثابت ہوتا کہ اُسے بغیر سورج کے بینائی دیدہ کی طاقت سے آفتاب اور سحاب کا جنگ بھی ایک قدرتی نظارہ ہے اور اسکا دوسرا استعارہ وہم و جہل کا معاملہ ہے جن ملکوں میں بہت دنوں تک سورج نظر نہیں آتا یا جہاں ابر ایسا ہوتا ہے اکثر لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ وہاں سورج کی کرنیں کیسی پیاری معلوم ہوتی ہیں جب دھوپ زیادہ پڑتی ہے اُسی وقت بخارات بھی زیادہ اٹھتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ سخت گرمی کے بعد بارش ہوتی ہے ✦

قدرت ہمکو یہ سبق سکھلاتی ہے کہ آنکھیں کھولو اور دیکھو یہی حالت تمام روشنی دنیا میں دھرم کی بحث و مباحثہ تائید اور تردید تکذیب اور تصدیق دونوں سے جو کہ فائدہ ہے وہ ظاہر ہے اور تمام تر نقصان ظلمات کو دنیا کے آغاز میں جس طرح روشنی کا ظاہری خورشید عالم کو منور کرنے کے واسطے ایشور نے اپنی مہاشکتی سے بنایا۔ اور تمام کروں کو اُس نے اُسکے گرد گھمایا۔ اسی طرح ہدایت عالمیان کیواسطے خورشید وید کا چار رشیوں کے آتما میں جلوہ دکھایا اسی میں یہ راحت بخش استعارہ مختلف طور سے سمجھایا ہے کہ ستر اور تیرہ یا آریہ اور دسیو کیا اور کس کس طرح کامیابی کرنا چاہتے ہیں آفتاب نورانیت و آفتاب ظلمیت دونوں کا پیدا کرنے والا چونکہ ایک ہی یہی سبب ہے کہ اُس کی ضرورت کو بھی اُس

سچے الہام

نے اُن پنچ و مطلب خیز الفاظ میں ادا کیا۔ تم آسیت تمسا گوڑھ اگرے یعنے ظاہری روشنی کی بڑی ضرورت تھی کیونکہ سورج کے بغیر پہلے اندھیرا تھا جسم اور استھار پرکرتی یعنے مادہ اعتدال کی حالت میں سخت تھا جسمیں خود رہنے کی

اور نہ ماننے کی سامرتھ تھی جو سکھوپت اوستھا میں تھے تو بھی شدھ نہیں رہتی اور ۔ ان سے یہ ہو سکتا تھا ۔ دل پرکرتی سے یہ روشنی کا پورا لیتے ۔ جسکو نور روشنی سایا ۔ ایک جگہ لکھا ہے ۔ دنیا کا شانتی والا اور بانی سے دوسرا کوئی نہیں ✦

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ۔ کہ جس طرح ظاہری اندھکار اور اندھیرے کو دور کرنے اور قیام عالم کے واسطے اس سورج کو پیدا کیا ۔ اسی طرح دنیا کی جہالت دور کرنے اور ظلمت دلی کے مٹانے کو رشیوں کے دلوں میں انادی الہام کو پرکاش کیا ۔ اگر وید کا ظہور نہ ہوتا ۔ تو اگیان کا اندھکار کبھی دور نہ ہوتا ✦

گر نہ خورشید جہاں ہو گشتے نمودار شب تاریک غفلت کس حد بودے مروں

غرض یہی جگدیشور نے جو کچھ از آغاز عالم تا اختتام عالم ضروری تھا اپنے مخزن العلوم ازلی سے رشیوں کے دلوں میں الہام کر دیا اور اس طور پر کہ تعصب و طرفداری کا نام و نشان نہ رکھا اور ہوتا کیا ۔ جبکہ اس وقت دنیا میں سوائے حق کے جھوٹی باتوں کا ظہور ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ ان چار گلزار وحدت ۔ معرفت ۔ طریقت ۔ شریعت میں سے یہ ضلالت قطعی دور ہے ۔ ساری دنیا اس وقت غیر آباد ۔ درس تدریس کا نہ دبستان تھا ۔ قدرتی بچے محض ناواقف و نادان تھے ۔ نہ کوئی سکول ۔ نہ مدرسہ یا پاٹ شالا نہ کالج تھا ۔ بلکہ ان باتوں کا کسی کو گمان نہ تھا ۔ ایران کی زند اوستا اور نہ چینی کی کوئی بات تھی ۔ نہ بودھ و جین کے پستک اور نہ مصریوں کے حکما ۔ بات تھی ۔ اس وقت مسیح پیدا نہیں ہوئے تھے ۔ پھر انجیل کہاں اور جب محمد صاحب کا جنم بھی نہ ہوا تھا ۔ پھر قرآن کی تنزیل کہاں ۔ نہ سقراط و افلاطون کے ملفوظات تھے اور نہ فیثا غورث کی بھیا تدریس ایک فیصلہ تصنیف

تب ایران میں زرتشتی تھا ذکر تھی — نہ یونان کو علم دین کی خبر تھی
نہ بیس جاری ۔ تھی مصر میں تب — نہ توریت و انجیل و فرقاں تھے جب
نہ زند اوستا ۔ موسیٰ تھے پیدا — نہ تھا چین میں ہی کوئی ہویدا
تراشا تھا سنسار یا بابل سارا — تھا آسام میں بس یہی حال سارا
نہ داؤد ایسے مزامیر گاتے — نہیں یرمیاہ اپنا نوحہ سناتے
نہ آدم تھا پیدا نہ نوح کا طوفاں تھا — زبانوں کا بھی کیا جھگڑا کہاں تھا
نہ تھی ایک عبرانی یا یونانی ۔ — ہویدا ہوئی تب زبانوں کی مانی ۔
نہ سنسکرت بھی یکتا ہیں علما — وہی سب کی ماں وہی سب کی ملجا

چونکہ یہ قدرتی الہی پاک زبان تھی ۔ اور چونکہ وہ عالم کل جگدیشور کی طرف سے کام میا کی ہدایت کے واسطے دیگئی تھی ۔ اسواسطے ضروری تھا ۔ کہ وہ نہایت کامل ہوتی واجب تھا کہ وہ مصنوعی زبانوں سے اعلےٰ ہوتی ۔ وسعت فصاحت بلاغت کاملیت کا تاج اسکے سر پر ہوتا ہے ۔ ساراں یہی ہوا ۔ آج گو ہر چیز کی تحقیقات ریلگاڑی کی چال کیطرح تیز رفتاری سے ترقی ہو رہی ہے ۔ تو بھی تمام یورپ و امریکہ بالاتفاق اسکے مدر آف لینگویج یعنے ام الالسنہ ہونے کے اقراری ہیں ۔ پس اسی پاک اور سنسکرت زبان میں قدوس اور پوتر پرماتما نے انسانی سرشٹی کے آغاز میں اپنا الہام ظاہر فرمایا ۔ چونکہ وہ انترجامی اور سرب ویاپک ہے سرب شکتیمان اور نیاکاری ہونے کے سبب کسی جبرائیل یا گبرئیل کی معرفت الہام نہ بھیجا اور نہ سوتے سوتے کئی ہزار برس کے بعد بھیجا ۔ نہ عرش نہ کرسی اور نہ آسمان سے نے وار کیا ۔ بلکہ اپنی مہان شکتی سے رشیوں کی آتماؤں قلب میں اپدیش کیا کس طرح اور کیونکر اسکو یہ اشعار اچھا ادا فرماتے ہیں ✦

دست لطفش نسخہ علم و حکم — بے قلم در صفحہ دل زد رقم
علم اہل دل نہ از مکتب بود — بلکہ از تلقین خاص رب بود

جو کچھ انسان کو اپنی بہبودی معاد اور معاش کی بابت روحانی و جسمانی اوپدیش چاہیئے تھا جتنا اسکے روحانی یا آتمک شانتی کیواسطے ضروری تھا جسقدر کہ اسکو سعادت دارین حاصل کرنے کے لئے درکار تھا ۔ جس طرح کہ وہ مادی اسکی ضروری جانتا تھا ۔ ایسے کمال فضل و عمل سے اہل دنیا کی جس قدر حاجات تھیں ۔ صرف اسی مرتبہ تھیں ۔ سکہ قدیم سے جیسا کہ وہ کرتا آیا ہے ۔ کیونکہ وہ اور اسکی رعایا ازلی و ابدی ہے ۔ اسکے اصول اور صفات ازلی و ابدی ہیں اس کے حکم میں اختلاف نہیں اور ہونا ناممکن ہے ۔ اسمیں غلطی یا فتور نہیں اور نہ ہو سکتا ہے ۔ اسمیں رد و تبدل نہیں کیونکہ وہ خود تبدل سے آزاد ہے ۔ اسکے حکم منسوخ نہیں ہوتا ۔ بدلتا نہیں ۔ پس نسخ اور تحریف کی کیا حاجت اور کیا وجہ کامل میں نقص عادل میں ظلم ہو نہیں سکتا جس طرح ہزار لوگ سرمایہ آفتاب و ظلمات سے انکار کریں ۔ دوسرا آفتاب پیدا نہیں ہو جائیگا ۔ یہ کہ ہر اک چیز بگڑتی ہے کیواسطے اسکا تغیر ضروری ہے ۔ اسی طرح مادی چیزوں کی تبدیلی کو دوسرے امراض کے تواتر و تقاضے سے مدت مدید کے گزر جانے سے ایشور کا گیان یا الہام نہیں بدلیگا ۔ کیونکہ ✦

قلم بہ نیک و بد خلق در ازل رفت است — بگفت گوے خلائق دگر نخواہد شد

یعنے تمام امور و مناہی کا کماہی و واضح طور سے حکم ازلی یا ہدایت سرمدی الہی ارشاد کے مطابق وید مقدس میں درج ہے جدید الہام یا نئے ہدایت نامجات کی نہ ضرورت ہے اور نہ قانون ایزدی اس کا خواہاں ہے ۔ کیونکہ وہ حکیم مطلق نسخہ شفا دے چکا ۔ وہ شانتی و حق شناسائی کا طریقہ بتلا چکا جیسے اچھا جتک کوئی دوسرا خدا (معاذاللہ) نہ ہو نا اور نہ ہونا محال ہے ✦

حقتعالے بمحض فضل کریم — در کتاب کریم حکم قدیم
آنچہ بر خلق را بکار آید — گفتہ است آنچنانکہ مے باید

چونکہ وہ صداقت اور حق تھا اسی واسطے اسکی تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی جس طرح قانون قدرت میں غلطی نہیں اسی طرح نظام عالم میں قصور نہیں ۔ کیونکہ عقل کل کے زبردست اور نہ غلطی کرنیوالے ہاتھوں نے اسے بنایا ہے ۔ چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں ۔ اور اس لیت و لعل کا تصرف سے انسانی تصرفات سے بالاتر جگہ ہے ۔ حیرانی یا تسلیم کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں گو ن خلائق ایک اٹل انتظام کے اندر جس میں انہیں کوئی چارہ و دخل نہیں) دیکھ کر انسان پر تو ایک مرتبہ سکتہ کی سی حالت طاری اور حرکت سلب ہو جاتا ہے ۔ وہ حیران ہو کر سچے معلم کی تلاش کرتا ہے ۔ تاکہ قدرت کے سربستہ راز و بھید سے اسے آگاہی ملے ۔ بھلا جس بات کو انسان نہیں جانتا حیوانوں کی اسکے بتلانے میں کیا سامرتھ ہو سکتی ہے ۔ جب نہایت مضطرب و گمگشتہ ہوتا ہے تو اسے رہنما ملتا ہے ۔ جو اسے منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے یہی حال ان سچے طالبان حق کا تھا سب سے پہلے اُن کے دل میں طلب معرفت کی پیاس جاگی ان کی پیاسی طبیعت نے مادی دنیا سے شانتی حاصل نہ کی اور نہ ہو سکتی تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ انکو الہی گیان کے سوا کی تلاش ہوئی ۔ مہاتما یا تنحل جی فرماتے ہیں

کہ ان رشیوں اگنی وایو آدت انگرہ کو جو سب سے پہلے حق کے متلاشی تھے آدی گرو پرمیشور نے ہی گیان کا ساگر یعنے بحر العلوم جسکا دوسرا نام وید ہے بتلایا ۔ اور انکی پیاسی طبیعتوں کو سیراب کیا اُن کے اندھکار سے بھرے ہوئے دل روشن ہوگئے معرفت کی پیاسی طبیعتیں شانت ہوگئیں مگر انہوں نے اپنی ہی شانتی کافی نہ سمجھی بلکہ پر اپکار کے ہمت ہمت کو صرف کر دیا میں اس کا پرچار کیا ۔ سب کے دلوں میں اسکی روشنی پہنچائی ۔ اُپدیش کیا وعظ کیا دھرم اور گیان کا پرچار کیا شریعت اور طریقت کے قاعدے بتلائے ست اور دھرم کی دھونی (آواز) ہمالیہ کی چوٹیوں پر گونجنے لگی اور گھر گھر اوم پرماتما کی بھگتی کا پرچار کیا ۔ آباد دنیا صداقت سے منور ہو گئی ✦

چراغے روشن از نور خدائی — جہاں را دادہ از ظلمت رہائی
از و ما را ابد ایش آشنائی — در و چشم جہاں را روشنائی

اسی نور حق کے پھیلانے کے واسطے ہر ایک دور میں رشی اور منی لوگ اپدیش فرماتے رہے کیونکہ بموجب ہدایت وید کے ہر ایک آریہ یعنے پیرو وید کا فرض ہے کہ وہ حتی الوسع ست دھرم

کے پھیلانے میں کوشش کرتا ہے प्रवंवा मश हे: शतम ॥ یجروید کے اس منتر میں جو ہر ایک آریہ کو روزانہ دو مرتبہ پڑھنا پڑتا ہے یہی مراد ہے ہدایت سے ہم آریہ تاریخ کے جب الٹتے ہیں تو ہر ایک صفحہ سے اسکی شہادتیں ملتی ہیں کبھی دیکھتے ہیں کہ اُو یانک اور امریتیں وغیرہ رشی امریکہ میں اپدیش کر رہے ہیں کبھی ماردجی افریقہ کے سنسان جنگلوں اور ویرانوں سے پھرتے ہوئے ایشور آسرت (توکلت علی اللہ) ست دہرم کا جھنڈا لئے ہوئے وید مارگ کی پرچار کر رہے ہیں کہیں ستا شیل رشی لوگوں کے عقدے حل کر رہے ہیں اور کہیں پاتنجل جی وید کے بیشا ستی سرودستے پیاسوں کی پیاس بجھا رہے ہیں منگرستی جو منگولین (مغلوں) کے مورث اعلیٰ ہیں اور کرشن کے فرزند ارجمند سام رشی جو عرب والوں کے مورث ہیں دوسرے خیبر والے سابیہ (خصوصا صابئین فرقہ کے مورث اعلیٰ ہیں) بھی اسی طرح مصر وغیرہ کی طرف اپدیش کے واسطے گئے اور عرب کو بیابان و صحرا دیکھ وہاں ڈیرے جمالئے اس سے پیشتر کوشت رشی مع اپنے خاندان کے بھی ایکدم ویدک دہرم پرچار کیواسطے افریقہ گئے تھے حبشی لوگوں میں انہوں نے ہی ست دہرم کی وعظ کی اور انکو راہ راست پر لائے مصر کی تاریخ کے پڑھنے سے اس مقدس قوم کے بہت سے آثار مل سکتے ہیں انہیں کی ہدایت سے مصر کے قبطی قوم عرصہ تک ست دہرم پر مستعد ہی ویدک محاورہ میں قبطی ویدک پرچارک कवति کو کہتے ہیں۔ اسی کی اولاد اہلیک رشی کی عمالیقی قوم یادگار عالم ہے۔ اسی طرح پلست رشی بھی مع خاندان کے دہرم کے ارپن چلے تھے ان کے ست نے افریقہ میں اندر دست کام کیا کہ بالکل کامیاب ہی ہوگئے انکے اپدیش نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ لوگوں کو جو سابق ظالم بادشاہ کے ظلم سے سخت تنگ تھے۔ انہوں نے اس نیک سیرت اور پاک طینت رشی کا پہنچنا غنیمت جانا سارے ملک مصر پر قبضہ کر لیا۔ اب تک بھی دنیا میں فلسطی یا پلیٹش قوم اُس کی یادگار ہے مصر کی پرانی تاریخ میں ان کا ذکر ہکسیس یعنی چرواہے بادشاہوں کے نام سے ملتا ہے کیونکہ یہ رشی مویشیوں کو بہت پالتے تھے بلکہ اس لفظ کے معنے بھی گوپال کے ہیں غرضکہ اسیطرح مختلف اوقات میں رشیوں اور منیوں کے طریقہ پر ویدک دہرم دنیا میں پھیلتا رہا۔ اسوقت تمام آبادی قوموں کا یہی دہرم تھا۔ آریہ تاریخ کے سوا بھی جہانتک ہم نظر دوڑاتے ہیں اور جب کبھی کسی تاریخ کو گہری نگاہ سے مطالعہ میں لاتے ہیں تو اسکی بھی ست دہرم کی شہادتیں ملتی ہیں۔ امریکہ کے علاقہ میکسیکو و پیرو کے باشندوں کے حالات و مقصد اور ریڈ انڈین کی زبان اور مصر اور ایرانیوں کے پرانے کتبے اور اتہاس یونان کے فضلا اور ان کی کتابیں مصر کی عمارات اور ہون کنڈ اور پرانے بادشاہوں کی (ممی) تصاویر۔ چین کے مذہب اور اُس کی زبان روس کے کھنڈرات اور کوہ قاف کی گپھائیں (غاریں) ایشیا کی تمام مہذب قوموں کے حالات سلسلہ وار آریہ قوم کی سنگ اور آریہ دہرم کی صداقت کے قائل پائے جاتے ہیں کپل منی کے فلاسفی جیسے سانکھیہ شاستر کہتے ہیں اُسمیں کس خوبی سے اپدیش کے مسئلہ پر زور دیا ہے

उपदेश्यो पदेष्टृत्वात् तत्सिद्धिः ।अ०३।सू०७९ ترجمہ

جب اُتم اُپدیشک (وعظ کے مستحق) و عاتا (وی) ہوتے ہیں تب اچھی طرح کار لوگ ست دہرم پر چلتے ہیں تب ہی دہرم ارتھ کام موکش (نجات) حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب فاضل اور باعمل اوپدیشک (واعظ) نہیں ملتا اگرو مرشد ست۔ اچاریہ سوامی نہیں ملتے اور حق پسند شرومار (سامعین) بھی نہیں ملتے تب اُس دہرم پر ایسے تقلید جاہلانہ یا سخت گرداب ضلالت میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں۔ عقل کو تیاگ کر جہالت میں پھنسکر حق کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسیطرح اندھیر کے بعد اندھیر بڑھ جاتے ہیں وہ ست کم ہوتا ہوا بالکل لوپ ہو جاتا ہے پھر لوگ اسی حالت کو ہی اپنے بزرگوں کا ست جانکر پیروی کرنے لگجاتے ہیں جب کوئی انکو صحیح کرتا ہے تو وہی عام جاہلانہ قول پیش کرتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے۔ کیا وہ بھولے ہوئے تھے۔ کیا تم ہی بڑے عقلمند پیدا ہوئے ہو۔ یہی حالت ہر ملک میں وقتاً فوقتاً مسند دکھلاتی رہی ہے ؎

خلق را تقلید شان بر باد داد   کہ دو صد لعنت بران تقلید باد

الحقر ویدک دہرم کا پرچار برابر بودھ جی کے وقت تک ہوتا رہا انکے بعد چار پانچسو برس تک برابر دنیا میں ست دہرم کا نقارہ بجتا رہا۔ مگر مہابھارت کے عظیم الشان یدھ نے ایک ایسا سخت القا دیا کہ گویا زمین دہرم کا تختہ ہلا دیا اور اُسکے ساتھ ہی عیاشی نے قدم جمائے وام مارگ پر عمل ہوا اور اتنا حملہ موثر ہوا کہ گنے اور سیسے میں بہت فرق ہو دور دور اُسکے بھاگوں تک ترک کیا۔ اور نہ اسکے تین اعلیٰ اصول تھے۔ عرب ایران اور لسان تک تو اسکے نشانات ملے ہیں۔ ایک ایرانی شاعر وام مارگ سے ان الفاظ میں پناہ مانگتے ہیں ؎

زمین بادہ معطل کشتاں دور دار   چراغ مرا زند بر نور دار

بھلا ان تین گردابوں میں پھنسے ہوئے لوگ کس طرح دہرم۔ کے ساحل نجات پر پہنچ سکتے سراپا محال تھا ؎

اس درمیانی زمانہ (۳۵۰۰) برس میں جو درحقیقت جاہلیت کا زمانہ تھا چاروں طرف اودیا کا پھیلاؤ شروع ہوا۔ بام مارگ ایسا کام کر رہا تھا جسکے لئے زنا لازمی امر اور وہ شکتی پوجا کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اُس کی مذہب نے مقابلہ کیا۔ اگرچہ رحم پھیلایا مگر ایشور کو جواب دیا۔ وید کو بھلایا اور ناستک مت چلایا سو وہ بھی ایک وقت عالمگیر ہو گیا اب تک بھی اُسکے پیرو آدھی دنیا سے زیادہ ہیں۔ مگر آریہ ورت سے خارج ہو گیا۔ اس تحریک کے بانی گوڑپاد آچاریہ تھے اور مرد میدان شنکر آچاریہ بنے فتح ان کے نصیب ہوئی اور بودھ خارج کئے گئے۔ مگر ادھ دہرم پر ابھی چھوٹی نہ تھی بودھ کے سبب جہاں رحم پھیلا ساتھ ہی سادہ پرستی اور بت پرستی نے قدم جمایا۔ شنکر آچاریہ کے چیلوں میں وہی بت پرستی وام مارگ کی صورت میں بدل گئی شکتی کے ساتھ شیو کا جوڑا ہو گیا۔ اور لنگ پوجا کا آغاز ہوا ؎

ادہر ہمارے ایرانی بھائیوں میں وید منتر بھولجانے کے سبب ایشور کی توحید کم ہونے لگی۔ خدا پرستی اور اگنی ہوتر کے بجائے آتش پرستی کا آغاز ہوا جسطرح یہاں ہون کی جگہ وام مارگ نے سوختنی قربانی جاری کر دی اُسیطرح وہاں آتش پرستی کے ساتھ ہی وام مارگ کے حلوہ نے بھی رنگ جمایا ہابیل کا بیل نوح ابراہیم لوط موسیٰ۔ ہارون کی سوختنی قربانی اور کوہ طور کا جلوہ خدا کا دہوئیں میں آنا۔ لال ٹین جگانا۔ آگ کا باتیں کرنا اور ساتھ ہی ستون آتشی کا آگے چلنا آسمان سے آگ کا آنا اور پہلی کا پانی اور آگ سے بپتسما دینا یہی ہون کی بگڑی ہوئی اور وام مارگ کی سدہری ہوئی صورت ہے ؎

اب جسطرح کہ ادہر بدھ کے سبب رحم کا پرچار دوبارہ ہوا۔ اور آتشی قربانیاں اور سوختنی قربانیاں اور آتش پرستی بند ہوئی۔ اُسی طرح مسیح نے اپدیش سے یروشلم میں کامیابی ہوئی قربانیاں بند ہو گئیں کیونکہ مسیح کی جماعت کی نئی رحم کا اصول کہ کوئی اس گال پر تمانچہ مارے دوسری بھی آگے کر دو اور ایک عام اپدیش کہ میں دیا کو چاہتا ہوں نہ قربانی کو اور تمام قربانیوں کے بدلے میں مقدس برہ قربان ہونگا۔ چنانچہ وہ قربان ہوا یا قربان کیا گیا۔ مگر اُس روز سے قربانی عیسائیوں میں بند ہو گئی پہلا اثر مسیح کی تعلیم کا یہ ہوا کہ متی شاگرد رشید نے گوشت کا کھانا چھوڑ دیا اسی طرح یوحنا نے بھی۔ مگر یہ کیوں ہوا اسکا سبب لائق محققوں اور دانا کھوج کرنے والوں نے پرانی تاریخ کے ورق الٹا الٹا کر نکالا ہے کہ مسیح بودھ کے مندروں کا جو مصر اور سکندریہ میں پرچار کرنے کے واسطے گئے تھے شاگرد تھا۔ اُن کے اپدیش سے اُن کا دل نرم ہوا وہی اُسکے ہادی ہوئے انہیں سے ابن اللہ انہیں سے انکساری انہیں سے حلم انہیں سے محبت انہیں سے قربانی سے نفرت انہیں سے سب قوموں نے دہرم پرچار سیکھا تبت سے برآمد انجیل اس بات کی پوری اور صحیح دلیل ہے۔ مگر بودھ کے بعد کیا ہوا اور عیسیٰ کے بعد کیا ادہر دیکھو شنکر اچاریہ جی

ہر ایک سوامی جی نے اس مضمون کو اپنی بے نظیر کتاب ستیارتھ پرکاش کے گیارھویں سمولاس میں خوبی سے بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ ۲۷۵ سے ۲۹۲ تک) مطبوعہ بار سوم ۱۸۸۴ء

[illegible] مرہم کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مگر [illegible] بعد [illegible] پیدا [illegible] کہ [illegible] آرشت [illegible]
[illegible] بیت المقدس میں جہاں [illegible] سے [illegible] کی [illegible] قربانی کی [illegible]
[illegible] اسلام کی [illegible] کیا [illegible]

دنیا کی میں [illegible] پرستی [illegible] ہوئی [illegible] کو [illegible] فرض کر دیا کہ وہ قربانی کے گوشت کو [illegible] کثرت رواج [illegible] کا [illegible] ہوا، خواص پر صبر بھی نہیں کیا۔ [illegible] اور [illegible] ان کے علاوہ [illegible] فرقے بھی [illegible] کو [illegible] قتل کر دیں۔ [illegible] میں بھی [illegible] کی ہدایت کی بجائے اصل توحید [illegible] رکھی مگر [illegible] کیا لیکن اس کی سرشت میں رکھا ہی بت پرستی کو بٹھایا۔ [illegible] کعبہ پرستی کو [illegible] حجر اسود (جسے اہل ہنود دکھشر دیو) کہتے ہیں کی تعظیم بہت زیادہ کر دی اس کا چومنا اس کا بوسہ لینا عزت کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ٹھہرایا۔ [illegible] ان کی [illegible] بہائیں اور قتل عام کرائے۔ اسی ایام عشرہ میں مسیلمہ صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے ہر طرح کے شرک [illegible] سے روکا۔ [illegible] کی گوشت خوری کثرت رواج قربانی میں [illegible] مخالفت کی کعبہ کی طرف [illegible] پھیر دیا۔ لاکھوں مسلمان اسکے پیرو ہو گئے آخر [illegible] شہید کیا گیا۔ [illegible] ادھر بہت عرصے [illegible] میں عبد الوہاب صاحب پیدا ہوئے آپ نے قبر پرستی پیر پرستی [illegible] کی تردید کی مگر اس کی بھی پیر پرستوں و کعبہ پرستوں نے سخت مخالفت کی اور [illegible] کے [illegible] صاحب پیدا ہوئے جنہوں نے ہر طرح کے اوتار اور بت پرستی سے مخالفت فرمائی [illegible] کی ایک ایسے [illegible] بھی کامیاب ہوئے۔ ان کے بعد [illegible] صاحب [illegible] صاحب پیدا ہوئے اور وہ بھی بہت کچھ [illegible] اور بت پرستی کی مخالفت کرنے کے ساتھ ہی گوشت خوری اور جانوروں کی قربانی سے بھی نفرت دلائی۔ مگر اور صاحب [illegible] اور [illegible] کے پیروؤں کے بغیر کوئی بھی نام [illegible] کی زد سے بچ نہ سکا۔ دنیا بھر کی تہ میں کسی کسی پیرایہ میں نام [illegible] کے زہریلے درخت کی شاخیں دور تک پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں ؎

کہ گویم حدیث دام چوں است زسرتا پا عرق مے وحوں است

اس طرح یہاں دین محمدی آیا۔ اور جو کچھ [illegible] گان ہند سے فرمایا وہ ہماری [illegible] کتاب جہاں گیر سو دنیا پر روشن ہے کچھ تو دین محمدی نے اپنی ذوالفقاری حملوں سے ہندوؤں کو [illegible] کیا اور کچھ عیسائیوں نے اپنی حکمت عملیوں اور پالیسیوں سے گرویدہ کیا ادھر آگئے ہی ہند کا [illegible] اور اس کی بھی لوٹ [illegible] انگریزی اور [illegible] کی کثرت تعلیم نے سنسکرت کو مردہ زبان [illegible] ڈیڈ لینگویج کے نام سے نامزد کیا [illegible] حرکات اور بت پرست برہمنوں کی [illegible] سے وید اور بھی [illegible] گئے اسلام کی تلوار نے [illegible] اور عیسائیوں کی حکمت عملی نے [illegible] کا کام کیا [illegible] رہی سہی حالت بھی تباہ کر دی۔ [illegible] قریب تھا کہ وید کے دھرم اور [illegible] کا نام و نشان مٹ جائے۔ [illegible] خیالی طوفان کے [illegible] ستیاناش کرے [illegible] طوفان آ جائے یا دوارکا ڈوبے کا نقشہ نظر ہو جائے [illegible] یا ناستک اور دہریہ کہدے

[illegible] کی حالت [illegible] طلسم [illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
وان کرت [illegible] صداقت کا [illegible] کیے [illegible] حق کی [illegible]
وہاں کس جیسے کسی حق کی جو ہو [illegible] تہ ہو
[illegible] حق [illegible] [illegible] کے [illegible]
[illegible] ویدوں [illegible] چڑھا [illegible]
میں [illegible] کو سب عجب ہو گئے اور [illegible] میں بھول [illegible]
دیکھ کر یہ حال رحمت حق کو حرکت دنیا کی [illegible] معرفت
کہ بھیجا [illegible] میں دیانند سوامی [illegible] آ کے [illegible]
[illegible] نام مبارک [illegible] مگر [illegible]
ہر بچاری [illegible] وہ دان گیا ہر اک [illegible] کی [illegible]
مخالف جو آئے موافق گئے بن [illegible] نے حق کی [illegible]
کئے کاشی [illegible] شاستر [illegible] [illegible] کر دی
گرانی کرنی دگر [illegible] آیا کوئی سامنے [illegible] کرے [illegible]
زبردست [illegible] دلائل تھے قائل [illegible] ہوں [illegible]
کرے [illegible] ویدوں کے [illegible] صداقت [illegible]
[illegible] اتارے [illegible]
جنہیں لوگ سمجھے تھے الماس جوہر [illegible]
جنہیں لوگ اوتار [illegible] تھے مجسم [illegible] ہوئے تھے
مقدس کتابوں سے [illegible] تھے دلائل سارے [illegible]
[illegible] تھے [illegible] [illegible] تھے [illegible]
[illegible] اور [illegible] تھے جو منکر الہام [illegible] تھے
خودسرانہ [illegible] تھے جو بھولے ہوئے جہل میں [illegible] تھے
سبھوں کو صداقت کا رستہ دکھایا [illegible] سے [illegible] کو [illegible] بچایا
تجھے [illegible] وید مارگ [illegible] کئے ہم پہ احسان کیا کیا
مخالف تھے سب [illegible] کو [illegible] [illegible] کو [illegible]

سوامی جی کے مبارک اپدیشوں اور [illegible] سے نکلے ہوئے [illegible] نے سوئے ہوئے لوگوں کو جگا [illegible] بیدار کیا۔ اور [illegible] ویدک [illegible] نے دلوں کو تسخیر کر لیا جنکے [illegible] امید [illegible] اور جس وقت [illegible] عیسویت [illegible] پر تھا [illegible] تمام [illegible] رہا تھا جس [illegible] قوم کی [illegible] حق پسند [illegible] لوگوں کو [illegible] وقت میں [illegible] سوامی جی [illegible] کے آنے کے واسطے [illegible] کی آنکھیں [illegible] اور توحید [illegible] ساری [illegible]

کردی ست اپدیشوں کے سبب سے کئی آنکھیں کھل گئیں مختلف معبدوں سے نکلکر لوگ اُنکی طرف آنے لگے اور آریہ سماج کی بنیاد قائم ہوئی ہے جو گورنمنٹ کی خوش آمدی جدا کردی۔ بیک بعض ہنود مراد دوا کردی۔ لاکھوں سے بت پرستی۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی۔ کعبہ پرستی اور سنگ پرستی چھڑا کر راہ حق دکھایا۔ اور سیدھے وید مارگ پر چلایا ہر بات دلیل کے ساتھ تھی۔ اور ہر ایک دلیل معقولیت سے بھری تھی ۔

در گنج معانی برکت داده   وزاں صاحبدلاں را مایہ داده

یہ روشنی کا زمانہ۔ سائنس کا زور۔ فلاسفی کا شہرہ۔ اور علوم کی ترقی تھی۔ علم ہیئت اور جغرافیہ نے لوگوں کی آنکھیں کھولی کرامتوں اور طفل تسلی والے معجزوں یا جہادی مسائل سے بیشمار کسی اور ہی بات کی منتظر کر رکھی تھیں۔ اسلئے کہ جہاں صداقت کی سند گاہوں سے دور بھٹک رہے تھے یا خدا جو خدا تھے۔ اس سے کیا مطلب تھا نہ تو تثلیث کا مسئلہ لوگوں کی سمجھ میں آتا تھا اور نہ شیطان کا بہانہ اور نہ جہاد سے تلوار چلانا انصاف پسند دلوں کو منظور تھا بت پرستی سے نفرت اور برہمو سماج کے گھر کی پھوٹ اور مختلف آراؤں اور دین کے رواج اور کسی کامل ہدایت کے ہونیکے کئی لوگ گھبرا رہے تھے۔ اسلام تو سب سے زیادہ توحید کا لفظی مدعی تھا اسکی قبر پرستی و قدم پرستی و تعزیہ پرستی اور پیر پرستی کی گھنونی حالت دلوں کو سخت مایوس کر رہی تھی۔ کیونکہ معقولیت سے اُسے کوئی مس نہ تھا۔ آریہ سماج تمام مریض معقول کے واسطے شفاخانہ اور بھولے ہوئے ملحدوں کے واسطے لائٹ ہوس ہے جنہوں نے سوامی جی مہاراج کی وعظ سنی ہے وہ جانتے ہیں کہ وید کی فصیح و بلیغ ستُتیاں کس خوبی سے دلوں کو تسخیر کرتی ہیں علم تنجیم جسکا دوسرا نام موسیقی یا گان ودیا ہے اُسکی جان ہے وید کیونکہ سام وید اُس کا مخزن اور تمام ویدوں کی اُس پر دھان تعلیم ہے گان کا اثر جلد روح پر ہوتا ہے۔ اُس کا بیان ہمارا احتیاج نہیں اور پھر وید وکب گان تو کم علیٰ نور ہے۔ صورت نکتش جان تازہ گشتے ز دانش ودق بے اندازہ گشتے ۔ صرف وید کی ستُتیوں سے ہی دلوں کو تسخیر نہ کیا۔ بلکہ وید کے ہر ایک سدّانت کو دلائل عقلی سے ثابت کیا۔ منطق باتوں میں مسلّم تھا۔ اور فلاسفی کا تمام آسرا تھا۔ علم معقول پر سارا بھروسا۔ سائنس اور قانون قدرت ہر قدم مدار تھا۔ اسطرح معقولیت نے ہونے نیوں کام کیا۔ اسکی وجہ لوگ کہتے ہیں کہ روشنی کا زمانہ۔ شائد علم کا رواج تھا مگر ہمارے خیال میں یہ سبب نہیں بلکہ انصافاً اسکے سوا ایک خاص وجہ یہ تھی کہ وید مقدس کا حکم اور سوامی برمانند جی کا ایسا دکھتا۔ وید فرماتا ہے ۔

यो मेधां देवगणाः पितरश्चो पासते।
तया मा घमे थयाऽग्ने मेधा विन कुरु स्वा हा॥

ہمیشہ سے رشی منی لوگ بدھی سے کام لیتے معقولیت سے ہی الشیور کی اوپاسنا کرتے علم و عقل کی مدد سے ہی اُنکے مشن آگے ہوتے تھے گیان سروپ عقل کل پرماتما کے ماننے کے واسطے معقولیت کے بغیر کوئی رستہ نہیں۔ صرف یہی ایک صدق اور نہ گمراہ ہونیوالا طریقہ ہے ۔ پر کرت پاسک بھی فرماتے ہیں۔ तर्क एव ऋ वि ।۔ یعنی رشی لوگ دلیل مجسم ہوتے ہیں اور وید بھی علم و عقل سے کام لینا فلاسفی کے مطابق چلنا رستہ بتاتا ہے اسی واسطے ہی نے دنیا نے معقولیت پر آریہ سماج کی بنیاد رکھی اور فرمایا سچ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے تیاگنے میں ہمیشہ تیار رہو دنیا کا اپکار اور دنیا کا نفع کرنا چاہئے۔ کیونکہ ۔

فرق است میان آنکہ ارند بیقیں   با دیدۂ مستانہ رود اندر رہ دین
با آنکہ دو چشم لب میدست کسے   ہر گوشہ بمیرے دو دنظر و تخمیں

یہی سبب ہوا کہ آریہ سماج میں پہلے ہی تعلیم یافتہ لوگ شامل ہوئے اور روز بروز ہوتے جاتے ہیں! زیادہ باریک بین لوگ اسے زیادہ ہی پسند کرتے ہیں گیان یعنی ودیا آریہ سماج کا بانی اور آریہ سماج گیان کا پرچارک ہے اور وید سب ودیاؤں کا پستک ہے وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے یہی آریہ سماج کا مقصد اور یہی غرض ہے کامل توحید کا علمی اور عقلی دلائل سے پھیلانا۔ اور ویدک فلاسفی اور اخلاق کا پرچار تمام بنی نوع انسان کو ایک ست کا مشہور ودیتوں و شاستروں میں آریہ دھرم کا پرچار کرنا۔ اور آریہ سماج بنانا جسمانی اور روحانی بیماریوں کا رہبر حریج اور برا ایام سے دور کرنا۔ دنیا میں امن امان قائم کر محبت اور پریم کا پھیلا اور دوگروں کو پوتر ترک کی راہ کرنا۔ بت پرستی۔ قبر پرستی۔ تعزیہ پرستی کعبہ پرستی سب پرستی اور ... پرستی اسی طرح صلیب پرستی اور انسان پرستی سے ہٹا کر ایک ایشور کے حضور میں جھکانا ایک آریہ کا روحانی فرض ہے جو دلائل و صداقت کے سنہری حرفوں سے دلوں کے

مسلمان عیسائی بودھ جینی پارسی یہودی ہندو اور لا مذہب برہمو اور ... کے واسطے ہر وقت آریہ سماج کا دروازہ کھلا ہے۔ پس اے طالبان حق آپ سب غور کریں اور ... کے قبول کرنے پر طیار ہوں قطعہ فرصت از دست مدہ کہ گوہر سعادت ... ان
کہ فرصت عزیز است گر فوت شد ۔ بسے دست حسرت بدندان گزی ۔

اے پرماتما اپنی دیا کر اور دیانند سے ست کا لوگوں کے ہردے میں پرکاش کرا ... اور ہمارے تمام سماجک بھائیوں کو ست دھرم کے پرچار پر مستعد بنا تاکہ ہم آپکے پوتر دھرم کا آپکی مخلوق کے آگے پرچار کر سکیں ۔

انسانیت اور دھرم کی (بنیاد) اصلیت

جس طرح ایک علم ژیلنی کے جاننے والا درخت کی عمر اُس کے تنہ اور شاخوں اور جڑوں کو پڑتال سے معلوم کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک علم تاریخ کا جاننے والا یا علم زبان کا جاننے والا قوم اور زبان کی اصلیت اور عمر اُسکی پھیلاؤ سکے گا۔ ناموں اُسکی شاخوں سے بخوبی جان سکتا ہے دنیا کی تاریخ کو جہانتک تحقیق کی ٹھیک آثار کر مطالعہ کرتے ہیں۔ بڑی صاف اور واضح طور پر شہادت ملتی ہے یہی ہے کہ خواہ امریکہ میں جائیں یا افریقہ میں۔ ایشیا میں پھریں یا یورپ کی سیر کریں قطب شمالی سے جنوبی تک جدید ترقی (معلوم دنیا) یا پرانی دنیا میں نظر دوڑاتے ہیں آریہ قوم اور آریہ ان کو موجود پاتے ہیں۔ اُنکی شائستگی اور اُس کی ... آگے پیچھے مقامات پر جابجا ... دنیا ... ہوتی ہے مگر عقلاء بالغ نظر کے خیال میں سد از نقش و نگار در و دیوار شکستہ۔ آثار پیدا است صنادید عجم را ہ علم زبان کے لائق محققوں نے نئی تحقیقات کے بعد یہ بھی معلوم کیا ہے کہ

لہ مولوی ذکاءاللہ صاحب فرماتے ہیں پہلے آریہ خود شائستہ تھے اور جانتے تھے کہ اچھا انتظام اور راحت کا سامان کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ مکان بنانا آتا تھا سرکتوں پر سوار ہوتے تھے جہاز رانی کشتی چلانی آتی تھی۔ تجارت کرتے تھے۔ تاریخ ہند صفحہ ۲۱۔ حصہ اول باب اول فصل اول ۔

لہ پھر لکھا ہے کہ قدیم آریہ لوگوں کی زبان سنسکرت ہے۔ جو اس زبان کی سب سے پہلی حالت وہ وید میں ہم دیکھتے ہیں (آجکل ملک میں زبان سنسکرت کا گھر ہے) اس ملک کے ... ہمارے انگریز کی قدردانی اور امداد سے حقیقت اس زبان کی تحقیق کو رونق دی گئی اور ملک کے آدمیوں نے ... دی گو یہ بات مدت سے معلوم تھی کہ سنسکرت اور یونانی اور رومی زبانوں کے الفاظ ملتے ہیں۔ مگر یہ کام اُنہیں کا تھا۔ کہ تصریفات کا مقابلہ کرکے یہ ثابت کردیا کہ اُن میں اتفاق ہے اُن میں سے بڑے بڑے محققوں کا یہ قول ہے کہ یہ زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور ... سے زیادہ وسیع اور رومی سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ کہتے ہیں کہ اس زبان کی صرف و نحو ایسی مکمل ہے کہ تمام دنیا میں کلام انسانی کے اصولوں سے زیادہ استحکام کے ساتھ قائم کئے گئے۔ جو زبانیں ہندوستان خاص میں بولی جاتی ہیں۔ وہ اسی کی فروع ہیں صرف و نحو لغت و علم بدیع و بیان و کلام و الٰہیات میں ہزاروں کتابیں اس زبان میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگوں آریوں نے اس زبان کی تکمیل و تہذیب میں جیسی چاہئے ویسی توجہ کی۔ تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول ۔

کہ اُس نوبہال چمنستان وحدت کا نام بھی ہم نے سنا ہے آریہ حق اُسی موحد اور حق پرست قوم کی جو یالی ایرانی۔ رومی امریکن۔ جرمنی۔ برطانی۔ فرانسیسی وغیرہ تمام مہذب قومیں موجودہ یا گذشتہ زمانہ کی شاخیں ہیں سنسکرت زبان کے (جس کے شستہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں) ہزاروں الفاظ اکثر مشہور زبانوں میں پائے جاتے ہیں وہ اتفاقی طور پر نہیں بلکہ کچھ تو آریہ خاندان کے سبب سے اور کچھ ندیدہ ہیں سنسکرت کی عمدگی و خوبی ایسی کامل ہے کہ دنیا میں کوئی زبان اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں مانتی جاتی ہیں۔ اور جہلا یا وحشی یا متعصبی دنیا میں رہنے والے لوگ شاید قیامت تک نہ مانینگے کیونکہ علم معقول کو وہ فضول جانتے ہیں وہ اگر تاریخ لکھیں تو وہ عرش اگر جغرافیہ بناویں تو ہزار لشکر آدمیوں کو پر لگا کر معراج پر اُڑاتا۔ یا گھوڑے پر چڑھا کر زینہ لگا کر آسمان پر سیڑھیاں سات آسمان اور عرش و کرسی پر بٹھاتا اور سیر کراتا اُن کے اس تاریخ و جغرافیہ اور علم کی بنیاد ہے علم اگر ہزار دلائل سے سمجھاتا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اُسکے اوپر خدا نہیں رہتا۔ بلکہ وہ سرب ویاپک ہے۔ عرش پر بیٹھنے والا محدود اور کثیف ہستی چیز محدود نہیں ہوتا۔ مگر وہ باوجود جغرافیہ اور بھوگول کے بار بار سمجھانے اور معائنہ و مشاہدہ کرانے کے ابھی تک وہی مرغی کی ایک ٹانگ گاتے ہیں اور وجد میں آکر گاتے ہیں۔

؎ بنزد مذہب حکمائے ناپاک   نہیں ثابت وجود عرش و افلاک

غیر مذہب کے معاملات لکھتے ہوئے علاوہ اور تعصب کے گالی گلوچ تک بھی دریغ نہیں کرتے فی النار والسقر تو ہر جگہ کر دینا ایک معمولی بات ہے اس کی آنچ بات بتا کر چھوڑ جاتے ہیں اپنی جھوٹی بات بھی عمدہ خوبی سے لکھ دیا کرتے ہیں۔ پس گویا تعصب کے شیاطین اُن کے سر پر سوار ہیں جو خدا سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ مگر راستی کے قبول کرنے کو نہیں انہیں کی تاریخوں کے سہارے بعض انگریزوں نے تاریخیں لکھیں۔ بھلا بنیاد فاسد کی عمارت کیسے سیدھی ہو سکتی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ خاص خاص واقعات میں بعضوں کی قیاسی رائے نے دوسرے سے سخت اختلاف کیا پس اُن کی قیاسی رائے کسی طرح بھی بغیر معقول ثبوت کے یقینی و پرامک نہیں ہو سکتی ؛

مرد تو مرد ہی تھے عورتیں بھی ایسی پڑھی ہوئی تھیں کہ شائستہ قوم کی عورتوں سے اس قدیم میں عورتوں کو کم عزت نہیں دیتی مذہبی علمی اور خانگی امورات میں عورت کو ہمدرد سمجھا گیا ہے گارگی میتری ستیا گندھاری وغیرہ نیک عورتوں کے نمونے سیکڑوں سے زیادہ آریہ تاریخ میں مل سکتے ہیں۔ درحقیقت عورتوں کی تعلیم بچوں کے نیک بنانے کے واسطے سب سے زیادہ ضروری ہے اور اسی واسطے جہاں شاستر یا وید مقدس میں ذکر آیا ہے ماں باپ کی تعلیم یا باپ کی تعلیم کا وہاں ماتا پتا یا मातृमान् पितृमान ماتری مان پتری مان آچاریہ مان پورشو وید کا ذکر آیا ہے ॥ आचार्यवान पुरुषो वेद ॥ ماتا کا نام اول ہے تو جس ماں سے تعلیم پائی ہوئی ہو جس نے پیا سے تعلیم پائی ہو پھر جس نے آچاریہ سے تعلیم پائی ہو وہ مدھی مان ہو سکتا ہے پھر ایک اور جگہ برہمن گرنتھ میں ارشاد ہے کہ ماتری دیو بھو پتری دیو بھو मातृदेवोभव पितृदेवोभव आचार्यदेवो دیو بھو اتیتھی دیو بھو آچاریہ دیو بھو ॥ भव ॥ ماتا کو دیوتا جان باپ دیوتا ہے یہ دیوتا ہے مہمان (غیر مقررہ تاریخ پر آنے والا) دیوتا ہے استاد آچاریہ دیوتا ہے ان چار دیوتاؤں کی روز مرہ خدمت و تواضع و تعظیم و تکریم کرے اور ان کی سیوا کرے ایسی ہی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ وید مقدس کی بیسیوں آیتیں موجود ہیں کہ ماتا کی تعلیم بچے کے واسطے اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ؛

پردے[2] کی رسم تہذیب اخلاق و حفظ صحت کے خلاف تھی اسی واسطے وید مقدس شاستر مترک نے اسکی بخوبی تردید کی ہے۔ جہاں جہاں جہالت کا زور ہے وہاں حجاب پردہ کا شور ہے گویا جہالت اور پردہ ایک سخت پردہ ہے جو ترقی و امن کے واسطے سخت حارج ہے باہمی اور خاوند کی محبت کو ستی کی ساری اور وید مقدس کے ارشاد اور باہمی ارادہ اگنی ہونے کے واقعے نے یہانتک مضبوط کر دیا کہ جہالت کی سخت بخیزاد ظلم کے وہ دا و شمشیر نے عورتوں کو ستی ہونے پر مجبور کر دیا۔ ایک مسلمان شاعر نے ستی کی کیفیت کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

زن ہست و میکند کار جوانمرد۔ کہ در ہنگامہ پروانہ سرد۔ ترا در عشق یاری کم ز ہندو زن مباش۔ کو مرا مردہ سوزد زندہ جان تو لیست زاد (مفصل دیکھو یادوت میر ضیاء الدین عبرت)

یہ ساری باتیں محبت صادق کے جوش میں تھیں ظلم سے بچنے کے واسطے تو بہت اچھا نسخہ ہے مگر درحقیقت ویدک قاعدہ سے ناجائز ہے وید کے رو سے خودکشی کرنا نہایت برا ہے گناہ ہے

۱؎ پھر اسی لائق مورخ نے لکھا ہے آریہ کے معنے معزز و ممتاز اور برگزیدہ کے ہیں (تاریخ ہند مولوی ذکاء اللہ) حصہ اول

۲؎ پھر مولوی ذکاء اللہ صاحب نے لکھا ہے الفنسٹن انگریزی تاریخ میں ہندوستان آریوں کی تواریخ ایسی موجود ہیں کہ اُن سے آریوں کے قدیم عادات کی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ بنی نوع انسان نے (ہندو) کس قدر کچھ اور ان کی تہذیب و شائستگی نے کیسے کیسے رنگ بدلے حقیقت میں ان کے حالات ایسے ہیں کہ ان سے طبیعت انسانی اور فطرت بشری کے ساری حقیقتیں کھلتی ہیں (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل اول صفحہ ۱۹)

۳؎ پھر یہی لائق مورخ پروفیسر مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل یورپ نے ایک اور عجیب بات معلوم کی ہے کہ آریا کی زبان ایشیائی آدھی زبانوں کی اور یورپ کی تمام زبانوں کی جڑ ہے جو اکثر خوشنما اور مہذب ہیں وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی و اہل روم اور اہل جرمن اور انگریز روسی ہندو اور ایرانی غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے اس بات کو سننے سے لوگوں کو تعجب ہوگا کہ ہندوؤں اور انگریزوں کا سلسلہ ایک خاندان سے چلا ہے اور دونوں کی نسل کا ایک ہی بیج ہے جو علمائے یورپ اس سرچشمہ کو آرین کہتے ہیں مدت تک یہ دونوں شاخیں بچھڑی رہی ہیں اب پھر آکر مل گئیں اور ملتی جاتی ہیں ؛ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل اول صفحہ ۲۲ اور دیکھو ... صاحب کی ... صفحہ ۵۱)

۴؎ ہندوستان کی تاریخ میں مصنفین نے قیاسات کو دخل دیا ہے اور قیاسات میں ایسا اختلاف ہے کہ جس کا کچھ ٹھکانا نہیں (دیکھو مولوی ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند حصہ اول صفحہ ۲)

۱؎ آریہ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں پروفیسر ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں جب کسی ملک کی شائستگی اور تہذیب کا امتحان کرتے ہیں تو اول توجہ عورتوں کے حالات پر ہوتی ہے اب سوچ دیکھتے ہیں کہ اس وقت میں ہندوؤں کے ہاں عورتوں کی ایسی ہی عزت تھی جیسی کہ روم و یونان کی شائستہ قوموں میں شادی کے قوانین عورت کے حق میں برے نہیں خاوند ہی کو اپنا سر بدن سمجھے ہمیشہ اسکو زیور پوشاک سے خوش رکھے اور حرمت و ادب اور امورات خانگی کا اہتمام اسکے سپرد کرے اور اسکو اسامی بنانے اُس پر اعتبار کرے بی بی خاوند ... (تاریخ ہند صفحہ ۱۸ فصل ہشتم باب ...)

آنریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں وید ... سنسکرت میں لکھے گئے ہیں جو اس سنسکرت سے جس کا آجکل رواج ہے اسقدر مختلف ہے کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنوں کے اسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ ان کے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کی زبانوں میں ہوا ہے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۶۰)

پھر یہی مورخ فرماتے ہیں ہر ایک فرقہ یا ذات میں عورتوں کا کام یہ ہے کہ وہ دولت کو جمع کرے اور اسکے صرف کرنے اور ... ان فرضوں میں جو عورتوں کو کرنے چاہئیں روز مرہ کا دھندا نکالیں اور گھر کی چیزوں کی حفاظت میں مصروف ہیں" (تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء صفحہ ۸۶)

ڈاکٹر ... صاحب فرماتے ہیں۔ عورتوں کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ نکاح متبرک سمجھا جاتا ہے میاں بی بی کا بہت گہرا ... انتظام میں مساوی تھا بیواؤں کی اپنے خاوند کی چتا پر بھسم ہونے کی رسم سے کوئی واقف بھی نہ تھا وید کے منتر جیسے رگوید ... تبدیل کر کے اس رسم کو جائز ٹھہرایا ہے اسکے خلاف معنی رکھتی ہیں صفحہ ۶۵)

گورنمنٹ برطانیہ نے بھی وہ کوشش جو آریہ سماج نے اب کرلی تھی یعنی ستی ہونے کے قانون کے اجرا کی ممانعت دو عرصہ پہلے اپنی رحمدلی کے تقاضے سے تمام آریہ ورت کے ہندؤں کی رائے لیکر پاس کر دیا کہ آئندہ کوئی عورت ستی نہ ہونے پائے اس ملکی قانون کے بموجب جتنی عورتیں بچ گئیں اُن کا ثواب گورنمنٹ عادل کو پرماتما دیگا۔ درحقیقت یہ سب وید کے مبارک منشا پر عملدرآمد کیا (اتھروید ادھیا ۱۸ منتر ۹)

اخلاق و سبھتا اور تحصیل علم کی بنی نوع انسان کے واسطے تمام نسل بھی وید مقدس کی قدرتی تعلیم ہے گایتری کے مبارک منتر میں بھی علم و بدھی کے واسطے پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے علم سے بڑھکر دینے کو کوئی دولت نہیں بتلائی۔ منو دھرم کے ۱۰ نشانوں میں سے ودیا اور دھی دو نشان مقرر کر دئے یعنی دو چیزیں بھی دھرم کے واسطے ضروری ہیں۔ علم معقول پڑھنے کی ہمیشہ عام اجازت ہے ایشور چونکہ عقل کل ہے بنابران اُسکے حکم جہالت پر کبھی بھی نہیں ہو سکتے یہی وجہ ہے کہ وید اور اُسکے پرکاشک پرماتما نے اور خود مہاں وید اور پیروان وید نے علم معقول کے پڑھنے پڑھانے سے کبھی پرواہی نہیں کی وید اور اپ وید انگ اور اپانگ سراپا معقول ہی معقول ہیں اور یہی باعث تھا کہ آریوں نے وہ ترقی کی تھی یعنی جس وقت تک نہایت نہیں ہوا تھا یعنی مسیح سے ۳۰۰۰ سال پہلے بہت اعلےٰ درجہ کی ترقی ہر ایک علم و فن میں کی ہوئی تھی اور علم و عقل میں وہ فضیلت حاصل کرلی تھی کہ بس خاتمہ ہی کردیا۔ انکی طب میں اور انکی فلسفہ دانی کے مسائل اب تک جہان کے عموماً اور یورپ کے خصوصاً عالموں کو ششدر کر رہے ہیں حساب دانی میں وہ بچہ نہیں تھے اور نہ ابجد خواں تھے اور نہ انگلیوں پر ہندسہ گنا کرتے تھے بلکہ زمین و عالم ہائے بالا کے فاصلے ملانے۔ ستاروں کی گردشیں۔ قطر اور بعد دریافت کرتے تھے بیلوں و اگنی رتھ کے استعمال سے واقف تھے جہاز رانی کے اصول انکو معلوم تھے۔ انہیں کے تھوڑے سے باقیماندہ نشان اب بھی پتھر کی لکیر ہو رہے ہیں ۔

فریب و مکر کا زمانہ نہ تھا ایک ایشور کا بندہ ہونے کے سبب ایک وید کے ماننے کے سبب ایک دھرم ہونے کے سبب اخلاق عمل پر احمیت۔ صداقت سب میں دھرم ہی دھرم تھا وہ دھرم کو چھوڑکر بات نہیں کرتے تھے اُنکی مبارک دھرم نیتی ایک امر کی ہدایت جو شروع سے انکے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔ جھوٹی شہادت تقیہ یا ایسی چالبازی کے برتاؤ النادر کالمعدوم ہوتے تھے گویا نہیں تھے ۔

دوسرے کو دکھ دینے لوٹنے کا مطلب یا غرض کبھی نہیں تھی اور شاذ ہی بالجبر یا قتل کا کہیں

سلہ پھر وہی فاضل مورخ فرماتے ہیں۔ گھر میں جبر دار اور شفیق محافظوں کی حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتی ہیں۔ پس وہی عورتیں پاکدامن رہ سکتی ہیں جنکا دل خود ان کا محافظ ہے ستی ہونیکی رسم کا ذرہ سا بھی بیان نہیں پایا جاتا ہے برہمن کی بیوہ کو حسن ریاضت اور نیک طریقہ میں زندگی بسر کرنیکی اجازت دی گئی ہے اس سے بھی ظاہر ہے کہ شوہر کے ساتھ جلنا اس کا کچھ بھی ضروری نہیں سمجھا گیا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۷۰ سنہ ۱۸۶۶ء

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ بیوہ عورتیں بھی قانون کی خاص حفاظت میں ہیں چنانچہ انکے رشتہ داروں کو سخت تاکید ہے کہ اُن کے مال و متاع سے مزاحمت نہ کریں راجہ کو بیوہ عورتوں اور تنہا عورتوں کا محافظ قرار دیا گیا ہے اور اُسکو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ عورتوں کے ایسے رشتہ داروں کو چوروں کی مانند سزا دیوے جو اُن کے مال و دولت کے ہضم کرنیکا ارادہ کریں (منوسمرتی ادھیا ۸ شلوک

سے منوسمرتی ادھیا ۸ شلوک) دیکھو گورنر صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۹۶ سنہ ۱۸۶۶ء پھر منوسمرتی میں تمام فرقوں اور رشتہ کے لوگوں کے ساتھ آداب اور اخلاق سے برتنے کے طریق بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۶۶ء)

سلہ کیفری مورخ منو کے اخلاق کی بابت فرماتے ہیں ماں باپ اور بڑے بوڑھوں اُستادوں دینداروں اور دولتمند اور اہل رتبہ سے نہایت تعظیم کے ساتھ پیش آنے کی نصیحت کیگئی ہے۔ چنانچہ حکم ہے کہ عمر رسیدہ کے وقت گاڑی میں ایسے آدمی کو جسکی عمر ۹۰ برس سے زیادہ ہو اور کسی بیماری میں مبتلا ہو اور بوجھ بھی زیادہ ہو اور عورت و ودیارتھی اور راج کنور اور دولہا کی جگہ دینی چاہئے میں نہیں جانتا کہ قدیم رشیوں کی تعلیم کا جسقدر اس مجموعہ میں حکم ہے اُسکے بخوبی ادا کرنے کے واسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاہئے جسکو بہت معزز قانون اور تمام خدا پرستی کی بنیاد بیان کیا گیا ہے۔ یہی رسمیں آجتک ہندوؤں کے مذہب کی جان ہے اور ہندؤں کے قوانین کے ہمیشہ قائم رہنے کی یہی رسمیں باعث ہیں۔ اس مجموعہ میں علم کو نہایت ممتاز بیان کیا گیا ہے اور ہدایت کیگئی ہے کہ تمام فرقے اُسکی تحصیل کریں خصوصاً برہمن کیونکہ وید اور اُسکے مفسرین اور برہمنوں؛ اور صرف دو چند کتابوں کے پڑھنے کے طالب علم و ہدایت کی گئی ہے لیکن انہیں کتابوں سے علم الٰہیات اور منطق اور علم طبیعیات حاصل ہوتا ہے۔ یہ بات سبکو معلوم ہے کہ ان رسالوں میں جو وید کے ساتھ (تعلیم) میں شامل ہیں انمیں مسئلوں پر بحث کیگئی ہے اور برہمن ان سب علموں سے ابتداء ہی میں اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ اس وجہ سے یقین ہے کہ انہوں نے ان علموں میں اُسی زمانہ میں جس وقت مجموعہ بنایا گیا تھا بہت سی استعداد حاصل کی ہوگی (دیکھو تاریخ ہند) کیفری مورخ فرماتے ہیں۔ تعجب ہے کہ رسم ستی کا ذکر نہیں کیا گیا جسکی نسبت کولبروک صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحہ ۲۰۸ میں بیان کیا ہے کہ اسکو وید میں ستی کی اجازت ہے۔ اور متقدمین نے بیان کیا ہے کہ اس ستی ہونی اس کا ذکر مجموعہ کے کسی مقام میں نہیں پایا جاتا ہے" (الفنسٹن صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۰ سنہ ۱۸۶۶ء حاشیہ)

لہ اس اثر کا بیان جو مذہب نے اخلاق پر کیا ہے مورخ الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں البتہ منو کے مذہب کا اثر اخلاق پر عموماً اچھا ہے جائز اور ناجائز کا ضروری فرق شروع میں بہت اچھی طرح بیان کیا گیا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور وہ فرق عموماً بجا طور قائم رکھا گیا ہے" برخلاف اس کے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل انصاف راستی نیکی کی بابت پائی جاتی ہیں اور برے چال چلن کے بہت برے نتیجے اس دنیا اور عاقبت میں بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "بد آدمی کو بسبب تنگدستی ہونے کے دل شکستہ اور پژمردہ رہنا چاہئے اور ظالم اور بدکار کو اور اس شخص کو خوشی کبھی حاصل نہیں ہوتی ہے جو جھوٹی شہادت کے ذریعہ سے دولت حاصل کرتا ہے (باب ۴ شلوک ۱۷۰ لغایت ۱۷۹) ایک مقام میں صاف یہ کہا گیا ہے کہ سب کو فرضوں سے اخلاقی فرض بہتر ہے (باب ۴ شلوک ۲۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسے گناہوں پر جو لوگوں کی آسائش میں خلل انداز ہوں عاقبت میں ایسی ہی سراسیمگی جیسی مذہبی معصیت پر ہوگی" (تاریخ ہندوستان سنہ ۱۸۶۶ء جلد اول صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۴) اس اخلاق کا مقصد صاف یہ ہے کہ آدمی اپنے امن و امان کا مزہ اُٹھا دے اور کسی جاندار کو تکلیف نہ پہنچا دے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۰)

منو کے قوانین عورتوں کے ناتواں فرقہ کے حق میں بہر حال بُرے نہیں ہیں اور ہندوؤں میں عورتوں کی حالت ایسی ہی ہے جیسی قانون سے توقع کیجاتی ہے "ایک زوجہ کو اپنے شوہر کا بالکل فرمانبردار اور جاں نثار ہونا چاہئے اور شوہر کو لازم ہے کہ اُس کو پابند قانونی قیدوں کا رکھے اور ایسے تبعات اور بیکار مشاغل کی اجازت کہ جس طرح اُس کا جی چاہے اُسی طرح اُسمیں مشغول ہو (باب ۹ شلوک ۲) اور جس زمانہ میں اس کا شوہر موجود نہ ہو تو جس طرح اُس کی مرضی کے تابع رہتی تھی اُسی طرح اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے تابع رہے (باب ۵ شلوک ۱۴۷) لیکن خلاف اسکے شوہر کے رشتہ دار مردوں کو عورت کی عزت کرنیکی بہت تاکید کی گئی ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جس جگہ عورت کی قدر ہوتی ہے وہاں جو اچھے اچھے کام مذہبی کئے جاتے ہیں وہ سب اکارت جاتے ہیں اور جس جگہ عورتوں کو ذلیل اور مصیبت میں کیا جاتا ہے اُسکے خاندان کے تمام لوگ تباہ ہوجاتے ہیں اور جس خاندان میں شوہر زوجہ سے اور زوجہ شوہر سے راضی اور خوش ہوں گے وہ گھر یقیناً ہمیشہ خوشحال رہتا اور رہیگا ایسی باتوں میں جس مجموعہ قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم ہوتا ہے شوہر پر آرائش کیواسطے قانون مقرر کیا گیا ہے چنانچہ تاکید کیگئی ہے کہ تیوہار اور خوشی کے دنوں خاوند کو چاہئے کہ اپنی زوجہ کیواسطے عمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور کھانا مہیا کرے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۰۷)

ثمرات۔ یعنی محبت نیک اخلاق کا جوش تھا جس سے یہی بات مدنظر رکھی کہ دنیا میں امن رہے لوگوں کے مال بچے جو لونڈی غلام نہیں بنائے جاتے تھے اور نہ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم تھا۔ اس کی شہادت قرآن میں بھی ہے وَمَا کَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا سورۃ یونس ترجمہ و نبود مردمان مگر یک امت پس اختلاف کردند۔

دھرم اپدیش اور وعظ بھی ہوتے تھے ویاکھیان اور کتھا بھی لوگ شوق سے سنتے تھے مگر نہ ماننے والے یا دلیل سے بحث کرنے والے کو کبھی قتل کی دھمکی نہیں دی گئی جیسی عربی۔ رومی ترکی مغل دیسی مصری سب کو برابر اپدیش سنایا جاتا تھا۔ دلوں میں تعصب تھا۔ اور نہ آنکھوں میں جہالت کی چربی تھی مطلب اس تمام بے تعصب اخلاقی تعلیم کا صرف یہی تھا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو اور نہ کوئی اپنے کسی بنی نوع انسان کے امن امان میں حارج ہو۔ مصر یونان اٹلی اور جزائر برطانیہ تک اسطرف اور دوسری طرف میکسکو کے صوبہ تک ہوم یعنی ہون کا پرچار تھا ہون یگ ہوا کرتے تھے دفن کا رواج بھی درحقیقت غیر موذی جانوروں کے بچانے کی علامت تھی پارسی مذہب اگرچہ زرتشت کے وقت کچھ شعلہ آتش کی طرف جھک گیا تھا مگر درحقیقت جیتی اس میں جو جانی تھی وہ مبارک وید منتروں کی تاثیر اور ہونوں کی عالمگیر برکت تھی۔ جہانتک ہم نے اوستا ژند کو دیکھا ہے اسمیں صاف طور پر کہیں ذکر نہیں پایا کہ آگ خدا ہے یا خدا ترس ہمیوں نے بات کا بتنگڑ بنا کر آتش پرست مشہور کر دیا۔ مگر شاید ویدوں کا پرچار نہ رہنے کے سبب جہالت کی نحوست سے ہون سے آتش پرستی پر آ گئے تو بھی انکی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے انکے اکثر دعا ویدوں سے منقول معلوم ہوتی ہیں اور اس میں وید کو بڑی عزت سے یاد کیا گیا ہے ان کے چار ورن اور یگیوپویت تو ابھی تک ظاہر ہیں جس میں آریہ ویدوک کی علامت و یادگاری ہے۔

غرضیکہ آریہ قوم کی مختلف شاخیں ہو کر تمام خوب مشرق و مغرب کو آنا جانا اور بعضوں میں ویدوں کا پرچار برابر رہنا اور بعضوں میں آہستہ آہستہ کم ہوتے جانا اور پھر صدیوں کے ہیر پھیر کے بعد اعظموں اپنشدوں کا (جسکی وید میں ہر ایک آریہ کو خاص ہدایت ہے) نہ پڑھنا یا کم پڑھنا ہر ایک تاریخ دان کے نزدیک ثبوت کا ذرا بھی محتاج نہیں۔

گویا بھارت کا خاتمہ ہوتے ہی ویدک دھرم کا بھی تنزل شروع ہوا اول پارسی پھر موسائی پھر بام مارگی پھر بودھ پھر جینی۔ پھر نوین ویدانتی پھر عیسائی پھر محمدی پھر چکر۔ مگر وغیرہ ۹۹۹ مت وید دھرم سے چل پڑے اور چل رہے ہیں ہر ایک کی صدہا شاخیں ہو گئیں اور بعضے شاخ در شاخ پر بھی منقسم ہو گئے۔ ہر ایک اپنے آپکو ناجی اور دوسروں کو ناری کہتا ہے اور لاکھوں آدمی ہر ایک کے مرید ہیں بعضوں (بودھ عیسائی۔ بام مارگی۔ نوین ویدانتی۔ محمدی) کے پیروؤں کا تعداد حکومت و دولت و زنا۔ لوٹ۔ تلوار۔ لالچ کے سبب کروڑوں تک بھی پہنچ گئی ہے جب سے آریوں نے سندھیا آدمی پنج مہایگ اور وید شاستر کا پڑھنا پڑھانا چھوڑا تب سے یہ سارے مت متانتر جاری ہو گئے۔ جس ظلم اور جور اور ذوالفقار کے صدمات سے دین اسلام نے ملک کا ستیاناس اور قوموں کے گلے پر چھری پھیری (تاریخ فرشتہ و تیمور نامہ وغیرہ سے ہر ایک اہل انصاف و ادیک بھاری سے جان سکتا ہے آریہ قوم جس طرح عقل سخاوت اور صداقت میں یادگار دہر اور از عالم تھی اسیطرح بہادری میں بھی سرتاج عالم تھی۔ مگر جسمانی نہ صرف مالی نہ صرف روحی بلکہ آتمک۔ ستار یگ اور سامایک تینوں حالتوں میں اپنی ستو گن اور

اور دیکھو کس طرح بے نظیر تھی۔ اسلام نے جہاں جہاں قدم رکھ دیا۔ جہاں جہاں اللہ اکبر کا کلمہ تکبیر سنایا کروڑوں کے گلے پر چھری پھیر دی کروڑوں نے زبردستی مذہب محمدی قبول کیا۔ کل عرب نے بھی یزد کے کشت و خون سے تنگ آ کر لوٹ مار کے لالچ سے محمدی مذہب قبول کیا۔ اور ایرانیوں نے بھی صدہا بہادروں کے گلا کٹانے کے بعد مجبور آ دین بالجبر قبول کیا۔ اور یہی حال افغانستان کا ہوا مصریوں بیچاروں نے لاکھوں کا گلا کٹوانے اور لاکھوں ان بیچاروں کو لونڈی غلام بنانے کے بعد برسوں کے جنگ سے لاچار ہو کر اول جزیہ پھر دین محمدی قبول کیا۔ ان مذکورہ بالا ممالک میں اب نام کو پرانا دین باقی نہیں ہے ظلم و ستم بھی ان مہینوں تک نہیں ہوا۔ بلکہ سالوں تک مگر بزدل قوم نے لاکھوں تن بے سر کرانے کے بعد دین محمدی قبول کر ہی لیا

مگر واہ رے آریہ ورت تیری بہادری۔ تیرا استقلال اور تیری ہمت اور تیری مذہبی فضیلت باوجودیکہ سات سو سال تک تیرے سر پر تلوار چلی تیرے لاکھوں بیٹے شہید ہوئے مگر پھر بھی تیرے راجپوتوں تیرے چھتریوں تیرے برہمنوں اور تیرے ویشوں (دھانوں) میں ابھی تک وہی سنت دھرم کا اثر موجود ہے اے آریہ ورت تیرے اندر جن لوگوں یا قوموں نے دین اسلام قبول کیا ان میں سے اب بھی تیرے حقیقی فرزندوں کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں تو لیجئے اب وید مقدس (ادھیائے ۲۶ منتر ۲) اور منو کے ارشاد مبارک کے مطابق واپسی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ غیر قومیں ایسی محمدی بن میں آئیں کہ گویا مر گئیں۔ تیری ناخلف اولاد کے اندر محمدی ہو کر بھی ابھی تک آریہ پن موجود رہے ہمیں ہر روز بروز گم شدہ بھائیوں کی واپسی کی کثرت دیکھ کر اور سماجک شدھی کو ہر دلعزیز پاتے ہوئے بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تجھ کو اس بے نظیر بہادری کی مبارک باد ایسی بے تکان ہمت کی مبارکباد ہو۔ اس سچے دھرم کی مبارک باد ہو۔ اس عارضی دین کے چھوڑنے کی مبارکباد ہو۔

لہ پرانے آریوں کی بہادری کے ایک یونانی مورخ ایرین لکھتا ہے کہ آریہ لوگ لڑائی کی بہادری بہادری اور صنعت میں ایشیا کی باقی تمام قوموں سے برتر و ممتاز ہیں" (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵۔ باب ۴ + یہ بھی لکھا ہے کہ وہ سنجیدہ طبیعت اور معتدل المزاج اور سب شرافت اچھے سپاہی اور اچھے کسان اور سادگی اور صداقت کلام میں مشہور اور ایسے حق پسند کہ عدالت تک نوبت بالکل نہ پہنچاتے ہیں اور ایسے دیانتدار کہ لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک نہ ڈالتے تھے (دیکھو ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندریہ جلد ۵ باب ۲۵)

۱ پھر اس بات پر زیادہ زور دیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ آریہ لوگ اپنے عہد و پیمان کی پختگی کیوجہ سے باہم تحریر نہ کرتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی ایسا ہندوستانی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا جو جھوٹ بولتا ہو (دیکھو اسٹیفنسن صاحب کی تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۸ سنہ ۱۸۵۴ء اور ایرین کی تاریخ ہندوستان باب ۱۲ اور پروفیسر ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہند فصل یازدہم باب اول فصل ۲ سنہ ۱۸۷۵ء

۲ پھر وہی یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ وہاں آریہ ورت کی ہر قوم آزاد ہے ان میں کوئی کسی کا غلام نہیں غرض غلامی کہیں نام کو نہیں۔"

پھر وہی مورخ فرماتا ہے سکندر کا ارادہ تھا کہ پاٹلی پتر میں جائے مگر پورس سے لڑ کر سپاہ کا جی ایسا چھوٹ گیا تھا کہ ہر چند سکندر نے کتنی منت سماجت سپاہ کی کی کبھی ہیبت اور ریاست کھائی مگر فوج نے ایک بھی نہ مانی ناچار سکندر الٹا پھرا (تاریخ ہند

ملتان میں ملی قوم سے سخت معرکہ آ پڑا ایک تیر سینے میں آ کر لگا۔ اس لڑائی میں سکندر ایسا زخمی ہوا کہ جینے کی امید نہ رہی تھی مگر تندرست ہو گیا ( ) تاریخ ہند صفحہ ۶۵

نہایت کامل تحقیقات کے بعد یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فیثا غورث کے مسائل منو کے بابہ کے بعد کے ہیں (دیکھو رائل ایشیاٹک سوسائٹی

منو کے مجموعہ میں اور فرضوں کے ساتھ اسقدر زیادہ قیدیں لگائی گئی ہیں اور نہ ان کی نسبت اسقدر تاکید کی گئی ہے جس قدر کے وید کے پڑھنے پر تاکید اور قیدیں ہیں"۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۷۶ سنہ ۱۸۶۶ء

منو کے مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا ہوا ہے جو پاک صاف رہنے کے متعلق ہیں (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۶۶ء

بعض ایسے سستے قاعدے ہیں جو ان کے برخلاف ہیں اچھی دانشمندی ظاہر ہوتی ہے جسکی توقع اس مقام سے نہ تھی جیسا یہ لکھا ہے کہ راجا کبھی ناپاک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ دلگیر

ناپاک ہو سکتے ہیں جن کو ناپاک ہونا راجہ کے کار و بار کے سبب نہ چاہیے اور کار کرتا راجہ جو کاروبار میں مصروف رہتا ہے ہمیشہ پاک رہتا اور سپاہی کے وہ رشتہ دار جو لڑائی میں مارے جاویں ان کی وجہ سے ناپاک نہیں ہوتے اور جو ساہوکار جو لینے قرض کے ادا کرنے میں بلا توقف و تکلیف [illegible] کرتا ہے۔ اور ہر طرح ناپاکی سے فوراً پاک صاف ہو جاتا ہے اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کسی سے میں ایسی عمدہ صفائی اور پاکیزگی نہیں سمجھی گئی ہے جیسے کہ وہ صفائی دل کی ہوا ہی جو دولت کے حاصل کرنے اور قصوروں کے معاف کرنے اور ریاضت کرنے اور عبادت کرنے میں ہوتی ہے"

(دیکھو الفنسٹن صاحب بہادر کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۰ مطبوعہ ۱۸۶۶ء علیگڑھ)

فاضل مصنف کنہیا لال جی الکھ دھاری فرماتے ہیں: تیلون انگریزوں کی ایجاد نہیں ہے اور اس کا رواج پہلے بھی تھا۔ لیکن ان جس کا ذکر ہندی کتابوں میں ہے سکتا ہے تو یہ صحیح ہے کہ ایک تیر ہزاروں تیر ہو کے لگے۔ کیا یہ بم کا گولہ و چھرا نہ تھا۔ اور یہ قسم ہے کہ ایک مارنے میں ہزار کوس پہونچے۔ کیا یہ ریل نہ تھی؟ ہزار کوس پر جو شاگرد بیٹھا تھا اس کو استاد سبق پڑھاتا تھا۔ کیا یہ تار برقی نہ تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جیسے کہ آج انگلستان کے آدمیوں کے ہندیوں کو بطور آدمی ہیں جب ہندی لائق تھے ان سے محبت رکھتے تھے۔ سامع اس کو ہرگز یقین نہ کرے یا کرامات سمجھے"

(دیکھو گیان پرکاش رسالہ ماہواری صفحہ ۱۸ نمبر ۴ ۲ جون ۱۸۸۶ء)

"اگر انگریزی عملداری جاری رہی اور ریل و تار و معجزہ کا کام ہندیوں کو نہ آوے اور ہزار پانسو برس اس حالت کو بھی گذر جاوے اس وقت جو کوئی ریل یا تار کا ذکر کرے۔ تو سامع اس کو ہرگز یقین نہ کرے یا کرامات سمجھے"

(دیکھو گیان پرکاش)

سبب تالیف

تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ کی تصنیف کے بعد ہمارا ارادہ دین محمدی کے خلاف کوئی کتاب تالیف کرنے کا نہیں تھا مگر کیا کریں ہمارے مخالف آرام سے نہیں بیٹھنے دیتے بار بار ترغیب دیتے ہیں کہ ہم اپنے تمام معلومات سے دنیا کو آگاہ کریں اور انہیں ویدک مارگ سیدھا راہ بتلا کر اپنے فرائض سے سبکدوش ہوں **مرزا صاحب** آئینہ کمالات میں معقول جواب سے عاری ہو کر کمینہ حملوں پر اتر آئے اور ست بچن میں اس قدر بدزبانی کو کام میں لائے کہ جعفر زٹلی کو بھی مات کر دیا بلکہ جیسا دکھاتا ہے جس قدر بدکلامی میں بڑھتے جاتے اور جہالت کے معراج پر چڑھتے جاتے ہیں اسی قدر وہ حق پسند ملک کی نظروں سے گرے جاتے ہیں تو وہ کہ بانی ایسے مجتہد بھی **قادیانی** کی جتنی مٹی پلید ہوئی وہ کسی پسند اور سلیم طبائع سے مخفی نہیں اور اس کی ساری کیفیت طشت از بام ہو گئی۔ مرزا صاحب کے سب سے بڑے حواری مولوی **نوردین** راجا شاہی حکیم نے **براہین** کی تصدیق میں **تصدیق براہین** ترتیب کی اور اپنے زعم فاسد میں براہین کی کمی پوری کی۔ حکمت تہذیبی یا لپسو تے کہیں سچائی کو قبول اور کہیں خاک و دھول میں ملانے کی کوشش کی مگر مرزا صاحب کی طرح بد تہذیبی سے زیادہ کام نہیں لیا بلکہ انصاف یہ ہے کہ علم اور عقل کو دخل دیا اور ہندو ناسب کا حق نمک ادا کیا گو آخر میں نمک خوردن و نمکدان شکستن کا اسلامی شیوہ نہیں بھلایا۔ اکیلے نہیں بلکہ ابلیس کی طرح ماجلاؤس کو بھی بہشت سے نکلوایا۔

مرزا صاحب کے دو اور حواریوں نے بھی بے لگام ہو کر منہ زوری کہانیاں اور قرآنی داستانوں کی طرح جھوٹا خیال اپنی طرف سے بنائیں ہیں ست دھرم کے خواہشمند اور معقول پسند ناظرین! ان لوگوں نے اول ہماری کتابوں کے جواب لکھے۔ مگر چونکہ وہ نامعقول و لاجواب تھے۔ جواب کو کافی نہ سمجھ قرآنی خدا۔ اور محمدی کبریا کو بھی بیچ وقت آگے سنا سنا کر خندہ زن ہوئے۔ اور جیسے بعض مخبوط الحواس بڑبڑاتے اور کرکراتے ہیں ویسا ہی اسے مجذوب بڑبڑانے پر مستعد ہو گئے انہوں نے جبرائیل صحیح قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنا! کہ دیوانہ تکا [illegible] دانا کی طرح جس نے اسے اپنی گذشتہ حالتوں کی طرح شائع کرا یا دوسری طرف اپنی عقل کے دشمن جہلوں کو مشتہر کیا اور عدالت انگلستیہ میں انکار دیدہ کرایا۔ مرزا پور۔ الہ آباد۔ دہلی۔ [illegible] لاہور۔ دہلی میں یا تقیں کس اور شاستر ہمارے ہے اور [illegible] بفضل الہی و رحمت نامتناہی سب ان و ویدک دھرم فتح یاب ہوا اور [illegible] سب آج دس سال کے بعد [illegible] اور ایشور کی کرپا سے ہم **تکذیب براہین احمدیہ** جلد دوم کی اشاعت کرتے اور دین اسلام کی باقیماندہ کسست کو طاق حق کی میز پر دھرتے ہیں۔

ناظرین! تکذیب براہین احمدیہ۔ نسخہ خبط احمدیہ نے جس قدر اسلامیوں کو راہ راست دکھائے اور ہندوؤں کو ویدک دھرم پر چلانے میں کامیابی حاصل کی وہ ایشوری مدد کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ ہزارہا محمدیوں نے دین محمدی چھوڑ کر ست دھرم کو کفر سے منہ موڑ اور تسبیح رالاڈ کر راہ راست اور ویدک مارگ اختیار کیا اور کعبہ پرستی کو ترک کر کے وید و قرآن میں فرق کر حق و باطل کو پرکھ کر رشتہ توحید زنار مقدس زیب گلو فرمایا۔ جگت پتا پرمیشور اسی طرح ہندی نژاد ۵ کروڑ محمدیوں کو آریہ دھرم میں لا کر آریہ ناوے۔ اور باقی تمام محمدیوں کو بھی علم معقول کا ہمیشہ [illegible] جہالت سے نکال کر اپنے ست سناتن دھرم پر قائم کرے۔

۹۔ جنوری ۱۸۹۷ء

لیکھرام

آریہ مسافر آریہ سماج لاہور

آدم اور شیطان کا مقدمہ - مولوی صاحب کے اسمیں عذرات بطور اپیل

اور ہمارا آخری فیصلہ

۱۱۶ سے ۱۳۶ تک

ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں صفحہ ۴۲ سے ۴۷ تک بحوالہ آیات قرآنی و احادیث معتبرہ اور مولوی سراوفی جیسے علماؤں اور سرسید جیسے فاضلوں کی تحریروں کے مستند حوالجات سے قصہ خلاف آدم اور سجدہ ملائک اور انکار شیطان کو لکھ کر اسپر انصاف اور معقولیت سے اعتراض کئے تھے جنکا خلاصہ یہ تھا کہ یہ ساری کارروائی [illegible] کے مطابق اور حق کے مخالف ہے۔

مولوی نورالدین صاحب حواری نے تصدیق میں صفحہ ۱۱۶ سے ۱۳۶ تک ہمارے اعتراضوں کے رد کرنے کی کوشش کی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حق کو کسی حالت میں بھی شکست نہیں۔ ہزار لوگ الہام کا دعوی کرکے اسکے مخالف کریں اسکا بال بیکا نہیں کرسکتے چنانچہ ظاہر ہے کہ اس تصدیق میں ہمارے زبردست اعتراضوں سے تنگ آکر مولوی صاحب نے اول تو مان لیا کہ وہ فرشتگان جنکو خدا نے کہا تھا کہ میں آدم کو خلیفہ بنانا چاہتا ہوں اور اُن سے متنازعہ ہوا تھا وہ ارض شام کے صلحا اور عارفین تھے چنانچہ مولوی صاحب کی عبارت یہ ہے "جبکہ اللہ تعالی نے ارض شام کے صلحا اور عارفین کو الہاماً خوشخبری دی کہ میں ایک ایسا آدمی مبعوث کیا چاہتا ہوں جو علاوہ صلاح اور تقوی کی حفاظت کے امور دنیوی کی باگ ہاتھ میں لینے کی صلاحیت بھی رکھتا ہوں وہ سادہ اور پاک لوگ بولے وہ بھی کوئی ایسا ہی خونریز اور بے رحم ہوگا جیسے عملی نمونہ آگے موجود ہیں" (صفحہ ۱۲۰) ایسا صاف ظاہر ہے کہ یہ سب فرشتے زمین شام یعنے ملک روم کے باشندے تھے نہ کہ مسلمانوں کے فرضی آسمانوں کے رہنے والے۔

دوسرے - ہماری اس بات کو بھی لاچار ہوکر مولوی صاحب نے مان لیا کہ آدم سے پہلے بھی انسان دنیا میں موجود تھے جیسا کہ کچھ تو اوپر کے حوالہ سے ظاہر ہے اور کچھ آگے لکھتے ہیں۔ "بزرگوں دیوتاؤں کا کام تو یہی تسبیحات اور تحمید الہی اور باریتعالی کی عبادت ہوتی ہے اور بس آہ وہ بیچارے اللہ تعالی کے علم و حکمت اور اسکے کاموں کے اسرار سے کیا واقف کہ فقط لسانی تحمید اور تقدیس سے دنیوی انتظام اور دینی کام اس طرح امانتدار کے نہیں چلتے میرا یہ کہنا کہ آدم سے پہلے اور قومیں دنیا میں آباد تھیں اول قرآن کی اس آیت وکان من الکافرین سے ظاہر ہے بلکہ مکذب نے بھی اس امر کو تکذیب میں تسلیم کیا ہے" (صفحہ ۱۲۳) اس کے ثبوت میں انہوں نے قرآن سے تو نہیں مگر احبار الدول اور آثار الاول کی چوتھی فصل اور تفسیر فتح البیان اور تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی اور ابن کثیر اور امام باقر کے قول اور فتوحات مکیہ کے حوالہ دیئے ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اس آدم سے پہلے لاکھ آدم ہو چکے ہیں (صفحہ ۱۲۴-۱۲۵)

سوم ہمارے اعتراضوں سے گھبراکر یہ بھی مان لیا ہے کہ وہ جنت جس میں آدم بستے تھے وہ زمین پر تھی نہ کہ آسمان پر (صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

اب جن ہمارے اعتراضوں سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے انکا جواب دیتے ہیں۔

۱۲۲- **مولوی** - وہ ملائکہ بھی ایسے ہی محدود العلم۔ محدود التجربہ مخلوق تھے ابھی کم علمی اور غیب نہ جاننے کے باعث اور کچھ خلیفہ کے لفظ سے جس کے معنے نائب اور قائم مقام کے ہیں غلطی سے سمجھ بیٹھے ہیں کہ یہ آدم بھی آدم سے پہلی قوموں کی طرح فساد قتل اور سفک بپا نکرے۔

آریہ - یہ آپکی غلطی ہے وہ محدود العلم نہ تھے اور نہ محدود التجربہ تھے بلکہ قرآنی خدا سے بھی عمدہ بات کہی اور ایسی کہ جو ہر طرح صحیح اور سچ ہی۔ یہ صرف ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ قرآن کے مفسروں نے بھی ایسا ہی مانا ہے تفسیر میں لکھا ہے در وقوف ایشان برین حال یا باخبار الہی بودہ یا در لوح محفوظ خواندہ بودند یا در عقول ایشان مرکوز بود کہ عصمت خاصہ ایشانست و بجہت این معنے گفتند کہ چنین کسے را خلیفہ مے سازی (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۸)

۱۲۵- **مولوی** جب ملائکہ یونہی اپنے غلط قیاس کے باعث وہ عرض کی جس کا ذکر آیت اتجعل فیہا من یفسد فیہا میں گذرا تب باری تعالی نے ملائکہ کو فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کسی تاریخ سے قرآن کی کسی آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ آدم علیہ السلام سے کسی قسم کا فساد فی الارض یا سفک دما ہوا ہو ملائکہ کا اعتراض حضرت آدم پر تھا مگر حضرت آدم ان عیوب سے پاک اور بری نکلے۔ اگر حضرت آدم کی اولاد میں سے کوئی شخص انکی طرز پر نہ چلا تو اسکے جرم سے حضرت قصوروار نہیں ہوسکتے

آریہ - آپنے یہاں دہوکا کہایا یا دہوکا دینا چاہا۔ آپکا قول کسی طرح ٹھیک نہیں ہے۔ اور نہ ایسا ہوا بلکہ اسکے خلاف وقوعہ میں آیا قرآن یا توریت یا فرشتوں کے قول سے صرف آدم مراد نہیں ہے بلکہ آدم اور اُس کی ساری اولاد اس میں شامل ہے اسی آدم کے سبب زمین لعنتی ہوئی۔ اسی کے سبب سے گناہ کا بیج بویا گیا۔ اسی کے سجدہ کے سبب سے شیطانی کا آغاز ہوا دنیا بتلاے تو سہی کہ جتنے قتل اور فساد حضرت آدم سے سرزد ہوئے کسی حیوان سے اتنے کبھی نہ ہوئے اور نہ ہونگے۔ یہ اپنے آپکو بمحاورہ میاں مشہور اشرف المخلوقات کہنے والا ارذل المخلوقات ہوگیا خود آدم کے بیٹوں میں سے مشہور **قابیل** اور **ہابیل** کا جھگڑا ہے بھائی نے بھائی کو قتل کیا آتش پرستی اور بت پرستی کی پھر اُسکے بیٹے نے یعنے آدم کے پوتے نے اپنے باپ کو قتل کیا جھوٹ بولا حرامیاں کیں وغیرہ (مفصل دیکھو قرآن سورۃ مائدہ) حسینی صفحہ ۱۴۷-

اس آیت کے مغالطہ کی شیطان نے اسیوقت بر اجلاس تردید کردی تھی سورہ اعراف اور حجر میں تمام آدمیوں کی طرف اشارہ کیا ہے جسکا وہ مورد اعلی تھا پس فرشتوں کا قول سچا نکلا اور آدم گمراہ اور لعنتی ہوا جیسا کہ توریت پیدایش سے ظاہر ہے زیادہ تحقیقات سے آدم کی اور شرارتوں کا حال بھی ہمکو معلوم ہوا ہے۔

۱۲۳- **مولوی** عرض آدم علیہ السلام اسلام میں ہے اور شیطان اول سے عداوت کرتا رہا اگلو یا اس درخت کے کہانے کے بہلانے تا تا جسکی ممانعت تھی مگر شیطان کے کہنے پر آدم علیہ السلام نے کبھی عمل نہ فرمایا اور اُسکے ایمان کے قول پر کبھی نہ چلے۔ اور شیطان کا انپر کوئی زور اور دخل نہ تھا اور نہ شیطان خالق شر تھا۔ اسکا کوئی تسلط آدم علیہ السلام پر نہ تھا

آریہ - حضرت آپ مجھے نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو دہوکا دیتے ہیں مصنف قرآن داد سچ کہلاتے ہیں۔ وہاں تو صاف لکھا ہے دیکھیئے مقامات ذیل۔

نمبر ۱ - سورۃ بقر فازلہما الشیطان - پس بلغزانید وار جا برد آدم و حوا آن دو سرکش نافرمان بردار تفسیر حسینی صفحہ ۲۹- اور تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۵۱-

نمبر ۲ - سورۃ اعراف فدلہما بغرور فرود آورد آن دو را یعنی گرایا اُن کو فریب سے اسکے ساتھ ہی مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۲۵-۱۴۰ تک) پس یہ آپکی امر حق سے عنادانہ روگردانی آخر کار تخریب دین کا باعث نہیں؟ ابتلا فرشتے اور شیطان سچے ہو آیا قرآن فی الواقع

۱۲۷۔ **مولوی**۔ آدم کو چیزوں کے نام سکھائے اس تعلیم سے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو دی اتنا تو ثابت ہوا کہ جو چیز آپکو سکھلائی گئی وہ فرشتے نہیں جانتے ہے اگر جانتے تو اسکے بتانے سے عاجز آکر نہ کہتے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا آدم کو ایسی بات تعلیم کر دینی جس کا علم فرشتوں کو نہ ہو ضرور اس امر کا مثبت ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ کچھ جانتا ہے جسے فرشتے نہیں جانتے اگر فرشتے جانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اگر آدم کو پڑھا دیا تھا۔ کو ہم مانا کہ علیحدہ پڑھایا تھا تو واجب تھا کہ فرشتے بدون اسکے کہ خدا سے پڑھتے بتلا دیتے اور اگر نہ بتلا سکے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ واعلم ما لا تعلمون بالکل سچ تھا جب وہ ایسا علیم تھا کہ فرشتے اسکے علوم سے بے خبر ہیں تو اسکے کسی فعل پر کسیکو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں۔

آریہ۔ حضرت آپنے کتنی حکمت عملی کیسی چالاکی اور کتنی عبارت آرائی کی مگر وہ فریب جیب سکا جس کا ہمنے تہذیب میں ذکر کیا تھا دیکھو صفحہ ۳۶ نمبر سوم۔ اسی واسطے قرآنی خدا خیر الماکرین یعنے بڑا مکار ہے اور آپکا وہ فقرہ جس پر آپنے خط کھینچ دیا ہے صریح ہمارے زبردست اعتراض کے اقبال کا ثبوت ہے۔ ہاں فرشتوں نے سب جہان یا خدا کے دل کا حال جاننے کا اقرار نہیں کیا تھا جیسا کہ خدا کو آدم کے آئندہ حال سے آگاہی نہ تھی ویسے فرشتوں کو خدا کے فریب سے آگاہی نہ تھی مگر انہوں نے پیشگوئی کی تھی وہ بالکل سچ تھی خدائے محمدیان اگر علیم اور دانا تھا تو چاہیے تھا کہ فرشتوں سے معقول سمجھلانے پر خاموش رہتا سکوت کرتا مگر ہٹ اور ضد کی جو دانائی سے بعید ہے اور فی الحقیقت یہ ساری نسل انسانی کی خرابی اسی ہٹ اور ضد کا باعث ہے اور فرشتوں کی پیشگوئی کا ظہور ہوا آپکا یہ فرمانا اور بھی تعجب انگیز ہے کہ اسکے فعل پر کسیکو خواہ ملائکہ کیوں نہ ہوں اعتراض کا موقع نہیں۔ حضرت اگر یہی حال ہے تو عیسیٰ کے ابن اللہ کہنے والوں اور انجیلی ارشاد پر کیوں اعتراض کرتے ہو تسلیم کیوں نہیں جھکاتے۔ یہود و نصاریٰ پر کیوں اعتراض کرتے ہو۔ بت پرستوں سے کیوں لڑتے ہو مولوی جی کی طرح کیوں نہیں دم بخود ہو کر بیٹھتے ہندیا نزا اصطلاح ہند ہے۔ سندیا نزا اصطلاح سند مع حق کو اعتراض سے خطرہ نہیں اور ناحق اعتراض کا متحمل نہیں ہو سکتا اور لاجواب ہو کر گالیاں نکالنی شروع کرتا ہے جیسا کہ قرآنی خدا۔ یا علماء اسلام۔

۱۲۸۔ **مولوی**۔ جب باریتعالیٰ نے ملایکہ کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو آدم کا سجدہ کرنا اسکی آگیا کا پالن کرنا درحقیقت باریتعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا نہ آدم کو۔ سجدہ کا لفظ اسلامی شرع میں ایک وسیع لفظ ہے (۱) آسمانوں اور زمین کی اشیاء اللہ کو سجدہ کرتی ہیں (۲) آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں (۳) اس بہادر قوم کے آگے ٹیلے اور پہاڑ سجدہ کرتے ہیں سجدہ کا لفظ عرب کی لغت میں انقیاد اور فرمانبرداری کے معنے دیتا ہے۔

آریہ۔ جناب آپ اس شرک اور مشرکانہ اور کفر کو چھپا نہیں سکتے خواہ کتنی ہی کوشش کریں پر ہرگز نہیں چھپا سکتے کیونکہ ہوا خاک ڈالنے سے چھپا ہے چاند کیونکہ قرآن میں صاف طور پر لکھا ہے انکو آدم کو سجدہ کرنیکا حکم دیا نمبر ۱ و ۲ میں تو خدا کے لئے سجدہ کا ذکر ہے اور نمبر ۳۔ ایک عرب کے شاعر زید جنا کا شعر ہے۔ شاعروں کے واسطے قرآن نے کہا ہے والشعراء یتبعہم الغاوٗن پس قرآن کسی شاعر کی کلام ہے یا القادر کی اگر خدا کی ہے تو اسے شاعروں کی طرح تمثیل محاورہ کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ شعر کہنے سے ہوئے خدا کی پناہ۔ ۲۔ یہاں خدا شاعروں کی یاد میں آگیا دہر یا تھا لوگوں کے عقیدہ کے مطابق کسی قسم کا سجدہ سوائے خدا کے سب کو منع ہے اور اس کا کرنیوالا کافر بنا ہے یہ کہ خدا نے کفر کا حکم دیا اور ایسا خدا معاذ اللہ شرک سے بری نہیں ہو سکتا بار بار قرآن میں لفظ سجدہ یعنی تسجد۔ اسجدو فسجدو پڑھے ہیں اور معنے کئے گئے ہیں کہ چون روح تو قالب در آرام و زندہ گردد پس در روے در افتید سجدہ کنندگان (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۵) اور اسی پر سارا ماحصل ہے پس صاف طور پر قرآنی خدا نے فرشتوں کو کفر کا حکم دیا اور کفر کا اپدیش کرنیوالا ماننے والا اسکے دونوں کافر ہیں بنا بریں اس الزام شرک و اتہام کفر سے بانی قرآن کی بریت نہیں ہے اور اصل میں آپنے مان ہی لیا ہے آدم کو سجدہ کرنا درحقیقت باریتعالیٰ کی جناب کو سجدہ تھا آدم کو" (۱۲۹) بہر حصول معنی اور تاویل لایعنی کرنیسے کیا حاصل کفر کا حکم کسیکا ہو ماننا نہ چاہیے زنا کسی کے کہنے سے نہ کرنا چاہیے۔ چوری کسی کے کہنے سے نہ کرنی چاہیے۔ بت اور انکے پرستار اور انکے اپدیشٹا۔ کفر کا مرتکب اور اسکا معلم۔ شرک اور اسکا حکم دینے والا اور مشرک تینوں برے ہیں تینوں حرام تینوں سزا یاب ہونگے الٹے حاکم اور بیوقوف محکوم دونو گنہگار ہیں تاویل ایسی ہے جیسی بام مارگی کہتے ہیں کہ ہمکو ماہیشور نے زنا کرنا اور شراب نوشی خدا کا حکم ہے محمدی کہتے ہیں مخلوق کا قتل اور بیگانی عورتوں سے زنا یا متعہ یا غلام اور قربانیاں ہم خدا کے حکم سے کرتے ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے ہمکو کہا ہے کہ مسیح تمہارے واسطے ملعون ہوا خدا کی روح فاختہ بنکر اتری سفر مصلوب ہوا یہ ساری باتیں اسکے کلام میں درج ہیں۔ ہندو کہتے ہیں ہمکو خدا نے کہا ہے میں تمہارے واسطے اوتار لونگا۔ وہی خدا سور مچھ کچھ نرسنگہ کا اوتار ہوا۔ الہامی صاحب۔ ایسی فضول باتیں اور کفر کے کلمے اور مشرکانہ الفاظ کسی کے نہ ماننے چاہئیں جس کتاب میں علم اور عقل اور سچی کانشنس کے خلاف حکم ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہو شرک سے بری نہیں ہو سکتی پس وہ انسانی کتاب ہے الہام سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہے سب سے کرم مولوی صاحب ایک خدا پوتر پرماتما ادویتی برہم یعنے شرک سے حقیقی نفرت کرنیوالا خدا کل کسی کے سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

لقمان حکیم نے بیٹے کو کیا اچھا کہا ہے اگر تیرے ماں باپ شرک کرنے پر تجھے مجبور کریں تو انکا کہا مت مان۔ آگیا پالن اور فرمانبرداری مردانگی ہے مگر وہ بھی نیک لوگوں کی نہ کہ بدوں کی۔ آدم جس نے ساری دنیا کو بقول بائبل کے ملعون بنا دیا جس سے زمین لعنتی ہوئی۔ گناہ کا بیج بویا گیا قتل اور خونریزی جاری ہوئی زنا گفتہ بہ جرائم کا آغاز ہوا جیسے آدم یسوع اپنے والد کو تو نکالا کہ باپ اور مختلف الفاظ میں اوتار ہے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور بٹمار ہیں"۔ اور محمد صاحب نے اپنے سے پہلے جیو تکا کہ مشکوٰۃ میں اوتار ہے (دیکھو باب سیاعت جلد ۴ فصل ا صفحہ ۲۸) پس فرشتوں جیسے مخلوق کو آدم کی فرمانبرداری اور سجدہ کا حکم دینا بنظر انصاف ظلم۔ جہالت اور شرک ہے۔

جناب مولوی صاحب انصاف کیجئے اور ذرا خدا کو حاضر و ناظر جان کر فرمائیے کہ اگر عزازیل آدم بت کو سجدہ کرتا تو کتنا بڑا بھاری گناہ کرتا اور اگر فرشتوں نے غلطی سے یا خدا کے کہنے سے کر دیا تو کتنا گناہ عظیم کیا۔ اور کیا وہ کافر ہوئے یا نہیں؟

۱۲۹۔ **مولوی**۔ اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس نہ جانے کی الہی ممانعت کو بھول گئے۔

آریہ۔ یہ آپکا فرمانا بالکل قرآن کے مخالف ہے۔ قرآن میں لکھا ہے دیقربا انہ لکما عدو مبین بدر شیطان اور مرسل او قسمیت آنکہ در تفسیر حسینی میں لکھا ہے چہ پدر شما را وسوسہ نہ بہشت بیرون آورد (جلد ۱ صفحہ ۲۷) اور پھر لکھا ہے آدم دیدہ نبوی ترجمہ آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا پھر لکھا ہے فوسوس لہما الشیطان (سورہ اعراف) پس وسوسہ کرد آدم و حوا را شیطان۔ پھر لکھا ہے سورۃ اعراف یٰبنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ اے فرزندان آدم نہ عبد رسد کہ شمارا در فتنہ اندازد و شیطان چنانکہ بیرون کرد پدر مادر شما را از بہشت عفو ہمانا کہ ہی صبر نہیں کیا بلکہ اسی سورہ اعراف میں لکھا ہے ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا کی آیت تفسیر حسینی میں ہے کہ جب حوا حاملہ ہوئی شیطان اسکے پاس گیا۔ وہ حیران تھی کہ کیا پیدا ہوگا اور کہا تیرے لڑکا کس طرح آدم اور حوا شیطان

قریب میں آگئے۔ اور اُسکے کہنے پر عمل کیا شیطان کا نام فرشتوں میں حارث تھا اور اُنہوں نے وعدہ کیا کہ جب لڑکا ہوگا اُسکو آپکا بندہ بنائینگے چنانچہ جب فرزند تولد ہوا اُسکا نام آدم و حوا نے عبد الحارث رکھا۔ قرآن کے مصنف نے اُنکے شرک کا اُن الفاظ میں ذکر کیا ہے فلما اٰتٰھما صالحا جعلا لہ شرکاء ۔ یعنی جبکہ خدا نے انکو صحیح جسم بیٹا دیا۔ تب اُنہوں نے شرک کیا۔ ہاں مفسر حسینی کے یہ الفاظ ہیں "بعضے برانند کہ آنوقت کہ داد حق تعالیٰ آدم و حوا را فرزند شائستہ ایشان غیرے را شریک حق ساختند" پس حالانکہ شرک ہی کیا اور سورۃ نساء میں ہے ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا جس نے کوئی شرک کیا وہ راہ حق سے بہک کر بہت دور جا پڑا۔ پھر لکھا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ۔ اللہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اُسکا کوئی شریک ٹھہرایا جاوے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد ۱ سورۃ اعراف صفحہ ۲۲۹ نولکشور) اور مدارج النبوۃ میں ہے "پس حسد برد ابلیس بر آدم و در وسواس انداخت برآورد او را از بہشت" صفحہ ۵ جلد دوم موجودہ لائبریری اجمیر)

اور عبد الحارث کا اسیطرح قصہ تاریخ طبری میں ہے دیکھو صفحہ ۷۲ جلد اول اور ایسا ہی ذکر شاہ ولی اللہ کے ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۱۹۶ اور معالم التنزیل صفحہ ۴۰ سطر ۱۸-۲۱ پر ہے۔

۱۳۴۔ **مولوی** اب بھی اگر عاقبت اندیشوں کے باعث محرم و دسہرہ وغیرہ کے فساد ہوتے ہیں تو بہت ساروں کو حکم ہوگا کہ پورٹ بلیر چلے جاؤ اور یوں مجبوراً قلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین کی تعمیل کرنی پڑیگی۔

آریہ۔ بیشک ہمکو آپکے اس آخری جملہ سے اتفاق ہے اسی واسطے محرم اور دسہرہ دونوں کو ناجائز جانتے ہیں۔ مگر محرم میں تو آپکے بڑے بڑے دیندار بڑے بڑے عماموں والے مولوی صاحبان شامل ہیں۔ اُنکا کیا علاج؟

مگر آپنے جو لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ملک عدن کی زمین میں جاکر بسے توریت شریف میں مفصل لکھا ہے پیدائش باب ۲ آیت ۸ و باب ۳ آیت ۲۳-۲۴ اور باب ۴ آیت ۱۶ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم اسواسطے تمکو نکالتے ہیں کہ تم لوگوں میں باہمی عداوت ہے اور باہمی عداوت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ آخر کچھ قوموں کو نکلنا پڑتا ہے (صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶)

مولویصاحب آپکے اس نتیجہ سے اور پورٹ بلیر کے حوالے سے کون پورٹ بلیر بھیجا گیا مطلب ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام کیونکہ دمشق شام کے ملک سے نکالا گیا اور جو مجرم ہوتا ہے وہی نکالا جاتا ہے آپ ہی کے قول و تحریر سے بھی فرشتوں کی پیشگوئی سچی اور خدا کی حجت باطل ہوئی آدم ضرور گنہگار ہو کر نکالا گیا ہے۔

۱۳۶۔ **مولوی**۔ سوچو آریہ ہند میں کس طرح آئے یہ مقام تامل اور غور ہے۔

آریہ۔ منو سمرتی جو آریوں کی شرع اور بعضے معاملات میں تاریخ بھی ہے اُسمیں لکھا ہے کہ آریہ لوگوں کے آدی (قدیمی) استھان ہی آریہ ورت دیش ہے کہیں اور سے نہیں آئے مگر اسکی حد تبت سے اٹک اور برہم پتر سے سندھ تک ہے کیونکہ تاریخ میں بھی لکھا ہے (سیاحدود اربعہ) ایشیا کی جُدا جُدا تھیں جُدا جُدا طرفیں رہی کبھی لوگوں نے برہما پتر ملاکا اور کوچین کو اس میں گنا اور کبھی کابل قندہار اور تبت کو اس میں ملایا" (رہو گول ہستاملک صفحہ ۴ مطبوعہ ۱۸۷۲ء)

(۴۴ تکذیب براہین احمدیہ تمام محمدیوں کا اعتقاد ہے کہ قرآن اعجاز اور شیطانی دخل سے مبرا و منزہ ہے۔

۱۶۶۔ **مولوی** ہرگز یہ اعتقاد محمدیوں کا نہیں اور کہیں یہ تفریق قرآنمیں نہیں لکھی۔

آریہ۔ مولویصاحب ہمکو آپکی سچائی جب ہی تو حضرت ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صداقت سے منزلوں دور ہیں حضرت کے دم میں بھی کئی آیات قرآن کی درج کردی ہیں جن میں صاف لکھا ہوا ہے تحقیقاً گمراہ کیا شیطان نے تمہارے میں سے بہت مخلوق کو کہاں ابھی اُسکے خالق شرمندہ ہیں آپکو ترک ہے اور مفصل دیکھو محیط احمدیہ ۱۵۱ سے ۲۵۵ تک قرآن کو اگر جو شیطان کی ماتحتی سے منزہ سمجھے اس کا انکار کرتا ہے جو خود قرآن کی رو سے کافر ہے۔

۱۳۴۔ **مولوی** مگر شیطان کے قول کی وہی بحث کریں جو اسے مانیں۔

آریہ۔ شیطان کے ماننے والے یہودی۔ عیسائی محمدی ہیں اور شیطان کی تابعداری بھی انہیں زیادہ اور انہیں کا فرض ہے کہ اُسکے قول کو تحت بحث میں لائیں ہم تو اُس کی تردید کرنے والے ہیں قرآن میں شیطان کی ایسی تعلیم سلیمان پارسی کی تحت کا قصہ ہے۔

ذوالقرنین سکندر رومی کا بیان اور یاجوج ماجوج کی داستان

۱۶۴۔ **مولوی** سکندر کا نام قرآن کریم میں ہرگز موجود نہیں کسی صحیح حدیث میں رومی سکندر کا قصہ جناب خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا۔ پھر کہتا ہوں ہرگز سکندر کا قصہ قرآن کریم میں نہیں۔ پھر اس رومی سکندر کا جو مشرک اور بت پرست تھا اور آخرکار شراب خوری میں ہلاک ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خیال آپکو قرآن کے مطالعہ اور عربی دانی سے نہیں ہوا بلکہ اس موقع پر آپنے پادری صاحبان یا منشی اندرمن صاحب یا کنہیا لال صاحب کی خوشہ چینی فرمائی ہے آپنے ذوالقرنین کے قصہ کو جو قرآن میں موجود ہے سکندر کا قصہ تجویز کیا اور بیحد کہا۔

آریہ۔ مہربان من آپنے میری دلیل کی تردید نہیں کی۔ بلکہ جامع مفسرین کی تحقیقات پر لکیر پھیری جنہوں نے صاف صاف اقبال کیا ہے کہ یہ ذوالقرنین سکندر رومی تھا۔ ہم نے جو کچھ اعتراض کیا ہے وہ قرآن اور حدیث و تفاسیر عربیہ فارسیہ میں موجود ہے نہ تو ہم نے کسی کی خوشہ چینی کی اور نہ دھوکا کھایا بلکہ قرآن شریف کے قصص کی اصلیت کو کہا یا اور تفاسیر اسلامیہ کی ماہیت کو معرض ظہور میں لایا ہے خانچہ مولویصاحب دیکھئے مفسرین قرآن کیا فرماتے ہیں۔

(۱) **تفسیر جلالین** میں ہے ویسئلونک ان الیہود عن ذی القرنین اسمہ الاسکندر ولم یکن نبیاً" دیکھو جلد ثانی مطبوعہ احمدی پریس کلکتہ ۱۲۵۸ھ صفحہ (۱)

(۲) فاضل اجل جار اللہ **زمخشری** فرماتے ہیں ذوالقرنین ھو الاسکندر الذی ملک الدنیا (تفسیر کشاف صفحہ ۸۱۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ)

(۳) **تفسیر معالم** میں ہے وقیل اسمہ الاسکندر بن فیلقوس بن یاماوس الرومی صفحہ ۵۲۳ مبئی ۱۲۷۸ھ)

(۴) **تفسیر سواطع الالہام** میں لکھا ہے ذوالقرنین ملک الروم وعدل لہ وھو ملک اھل الروم کلہم سمو مالک المطالع والممالک او لکم رھط احل طرد ما حال طوع اللہ لما دعاھم للاسلام وھلاکہم ولا عطاء اللہ الروح لہم طولا وعودا او لکرمہ اللہ وامرا ولطول عمرہ او لعلمہ علم الاحکام والاوامر وعلم الاسرار والحکم او لورود الممالک والمطالع وھو رسول کامل مکمل محرم امورھم وارد لہم لمعود و ملک مسلم صالح وھو الاصح او امر صالح او ھو رسول ولا ملک او ملک (صفحہ ۳۴۲ و ۳۴۳ مطبع نولکشور ۱۳۰۶ھ)

(۵) **تفسیر مدارک التنزیل** میں ہے یسئلونک ای الیہود علی جہۃ الامتحان او ابو جہل واتباعہ عن خبر ذی القرنین ھو الاسکندر الذی ھو ملک الدنیا (جلد ۲ صفحہ ۴ بر حاشیہ تفسیر حسینی ۱۲۸۰ مطبع احمدی)

(۶) **قاضی بیضاوی** صاحب اپنی تفسیر **انوار التنزیل** و اسرار التاویل میں فرماتے ہیں ویسئلونک عن ذی القرنین یعنی اسکندر الرومی ملک فارس والروم وقیل المشرق والمغرب ولذلک سمی ذا القرنین او لانہ طاف قرنی الدنیا شرقہا وغربہا وقیل لانہ انقرض فی ایامہ قرنان من الناس وقیل کان لہ قرنان ای ضفیرتان وقیل کان لتاجہ قرنان ویحتمل انہ لقب بذلک لشجاعتہ کما یقال الکبش للشجاع کانہ ینطح اقرانہ واختلف فی نبوتہ مع الاتفاق علی ایمانہ وصلاحہ (بیضاوی جلد اول صفحہ ۵۷۲ مطبوعہ لنڈن کے جرمن ۱۸۴۶ء موجود لائبریری الہ آباد)

(۷) **تفسیر العلامہ** ابی سعود میں ہے ویسئلونک عن ذی القرنین ھم الیہود سألوہ علی وجہ الامتحان او سألہ قریش بتلقینہم وصیغۃ الاستقبال للدلالۃ علی استمرار

ذلک الی وجه الجواب فی هو ذوالقرنین الاکبر واسم الاسکندر بن فیلقوس الیونانی والاول هو الاظهر لان من بلغ ملکه من السعة والقوة الی الغایة التی نطق بها التنزیل الجلیل انما هو الاسکندر الیونانی کما تشهد به کتب التواریخ یروی انه لما مات ابوه جمع ملک الروم بعد ان کان طوائف ثم قصد ملوک العرب وقهرهم ثم امعن حتی انتهی الی البحر الاخضر ثم عاد الی مصر فبنی الاسکندریه (جلد ۵ صفحہ ۳۳۷ برحاشیہ تفسیر کبیر)

(۸) **امام فخر الدین محمد الرازی** ابن العلامہ ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "ویسئلونک عن ذی القرنین انه هو الاسکندر بن فیلقوس الیونانی" صفحہ ۵۰۰ سے ۵۰۲ تک۔ اول تو امام صاحب نے سکندر بن فیلقوس کا ذکر بہت عمدہ دلائل سے لکھا بعد ازاں ایک دو اور اقوال بھی لکھکر آخرین بڑی مضبوطی سے بتلایا ہے کہ وہ یہی سکندر بن فیلقوس ہے جس کا استاد ارسطاطالیس تھا اور وہ قرن کے معنے بتلاتے ہیں کہ اسکے تاج میں دو سینگ تھے (دیکھو تفسیر کبیر جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ۔

(۹) **فاضل شہاب الدین احمد بن الخطیب القسطلانی المصری الشافعی** فرماتے ہیں "ذی القرنین انه کان شابا من الروم وانه بنی الاسکندریة وانه علا به ملک الی السماء وذهب به الی السد" "وانما الذی کان من الروم اسکندر الثانی واما اسکندر الاول فقد طاف بالبیت مع الخلیل صلوة الله علیه والسلام اول ما بناه وامن به واتبعه کما ذکره الازرقی وکان وزیره الخضر واما الثانی فهو اسکندر الثانی ووزیره ارسطاطالیس الفیلسوف وکان قبل المسیح بنحو ثلثمائة سنة وسمی ذی القرنین لانه ملک المشرق والمغرب ولانه طاف قرنی الدنیا شرقها وغربها" (دیکھو قسطلانی الشرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۷۲ نولکشور کانپور) اور یہی ذکر صحیح بخاری صفحہ ۴۳۳ کتاب الانبیاء میں مطبوعہ مجتبائی

(۱۰) **ملا حسین واعظ** فرماتے ہیں "ویسئلونک عن ذی القرنین و میپرسند ترا مشرکان مکہ بر امتحان یہود از ذوالقرنین کہ پادشاہ شرق و غرب بود بدین جہت ذوالقرنین گفتند کہ گرد مشرق و مغرب طواف کرد یا در زمان او دو قرن از مردم در گزشتند یا تاج او دو شاخ داشتہ یا بیسر فرق کاسہ حرب نمودہ یا کریم الطرفین بود یا میان علم ظاہر و باطن جمع کردہ یا دو معجزہ داشتہ یعنی دو گیسو بافتہ از جانب سر داشتہ آنست کہ این سکندر رومی است و در نبوت او اختلاف کردہ اند" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۷ نولکشور)

(۱۱) **تاریخ الحکما** میں لکھا ہے "در ایام ارسطو بادشاہے ذوالقرنین صورت تمام یافت و بیخ شرک و کفر از بلاد یونان برکندہ گشت"

(۱۲) **ابو جعفر محمد بن جریر الطبری** اپنی تاریخ میں بھی اسکندر بن فیلقوس کو سکندر ذی القرنین لکھتے ہیں (دیکھو صفحہ ۲۱۳ سے ۲۲۱ جلد دوم تاریخ طبری نولکشور)

(۱۳) **ظہیر فاریابی** کہتے ہیں "بشکرت نصرت اللہ پیے خصم زد خندق بجد الرزۃ شان سد سکندر گیرد۔"

(۱۴) **فاضل اجل نظامی گنجوی** لکھتے ہیں "بہ پیغمبری آنکہ گویم درش کہ خوانندہ خدا نیز پیغمبرش (رقم ہا) قال اللہ تعالی قلنا یا ذی القرنین الآیہ وظاہر است کہ مخاطب رب العزۃ غیر از انبیا علیہم السلام نبود و درین ابیات اشعار برسالت ہم ست من اراد الاطلاع فلیطالع فی سورۃ کہف (دیکھو سکندر نامہ صفحہ ۳۴ نولکشور)

(۱۵) **مشہور مترجم قرآن مصلح الدین سعدی** فرماتے ہیں "سکندر بہ دیوار روئین و سنگ بکرد از جہاں راہ یاجوج تنگ + ترا سد یاجوج کفر از زرست + نہ دیوار روئین چو سد سکندر است۔" اسکے حاشیہ پر بھی سکندر ذوالقرنین اور اُس کی سد اور یاجوج و ماجوج کا ذکر موجود ہے اور قرآنی حوالہ بھی مندرج ہے (صفحہ ۳۴ نولکشور۔)

(۱۶) ایک اور فاضل لکھتا ہے "یاجوج و ماجوج قومے اند کثیر کہ باقصائے اراضی شرق بباشند آن طرف از سد سکندر" (مفرح القلوب صفحہ ۱۷۶ ۱۲۳۳ھ کلکتہ)

(۱۷) یہی ذکر سکندر اور سد سکندری اور یاجوج ماجوج کا روضۃ الصفا میں بھی ہے (دیکھو جلد اول صفحہ ۴۲۸ اور ۴۹۷ مطبوعہ نولکشور۔

(۱۸) **مجمع البحرین** کہ قرآن و حدیث کی لغات کی جامع کتاب ہے اس میں لکھا ہے "ذوالقرنین لقب سکندر است زانکہ دو گیسو داشت چہ قرن گیسو را گویند یا آنکہ رسید بہر دو طرف عالم کہ مشرق و مغرب باشند یا آنکہ کریم الطرفین بود از پدر و مادر یا آنکہ داخل شدہ بود در نور و ظلمت۔"

(۱۹) **تاریخ الخمیس** عربی میں بھی ذکر ہے کہ سکندر رومی ہی ذوالقرنین تھا (دیکھو ورق ۹۰ سے ۹۴ تک قلمی موجودہ لائبریری الہ آباد)

(۲۰) **دیوان شمس تبریز** میں ہے "بشکستی از برا و سد سکندر را و ۔ نہ فرشتہ و پری روئیں بندہا کشودی۔" ردیف ی صفحہ ۲۶۷)

(۲۱) **نواب سید محمد صدیق خان** صاحب نے کتاب لقطات القرآن چھپوائی ہے اسمیں لکھا ہے "قصہ سکندر ذی القرنین و طلوع آن بمغرب شمس و دیدن شمس غروب در چشمہ گرم و وجدان قومی تعذیب ظالم و تبشیر مومن نمودن سکندر باز بلوغ آن بمطلع الشمس و وجدان قومے جز بند بلوغ ایشان بین السدین و شکایت کردن ساکنان آنجا از فساد یاجوج و ماجوج و بنا نمودن سد از زبر حدید یا فراغ قطر بر آن و وعدہ خروج ایشان بقرب قیامت" دیکھو صفحہ ۵۹ مطبوعہ لاہور موجودہ لائبریری لودہیانہ)

(۲۲) **مولوی سید ابو المنصور** صاحب لکھتے ہیں "حضرت یرمیاہ نبی مصر میں مقتول و مدفون ہوئے اور بعد عرصہ دراز کے سکندر ذوالقرنین نے انکی ہڈیاں کو جو گمنامی کی حالت میں قبر میں تھیں نکلوا کر سکندریہ میں دفن کیا" (صفحہ ۱۱۳)

(۲۳) **اتہاس تمر ناشک** میں لکھا ہے "مسلمان اکثر اس سکندر کو ذوالقرنین کہتے ہیں ذوالقرنین کے دو معنے ہیں ایک ساٹھ برس والا دوسرا دو سینگوں والا۔ سکندر بتیس برس کی عمر میں مر گیا تھا اس ساٹھ برس سے تو کچھ تعلق نہ رہا۔ لیکن دو سینگ والا اسے ہم ضرور کہہ سکتے ہیں کیونکہ اُسکے سکہ پر جو اسکی تصویر ہے اُسمیں اُسکے سر میں مینڈھے کے دو سینگ لگے ہیں اور مشرقی اہل زبان تمام عراق کا رہنے والا سمجھکر اپنی تعریفوں میں لگا دیتے ہیں" (حصہ سوم صفحہ ۱۶)

اب لوجیئے ذرا منہ اکیواسطے انصاف کو کام میں لا کر بتلائیے تو سہی کہ یا دیگر صاحبان یا مفتی صاحب یا کسی اور صاحب نے یہ اعتراض کہاں کیا اور کس کی ہمنے خوشہ چینی کی؟ اور ہمکو دھوکا ہوا یا اپنے علماء فاضلوں کو؟ یا اوس وقت کے زمانہ میں آپ ہی قرآن و تفاسیر کی اصلاح کر رہے ہیں

اب ہم یاجوج ماجوج کی بابت اعتراض کرتے ہیں

فاضل شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی فرماتے ہیں "ذکر کعب فیما ذکرہ یحیی بن سلام ان آدم علیہ السلام احتلم ذات یوم فامتزجت نطفتہ بالتراب فخلق اللہ من ذلک الماء یاجوج و ماجوج" (جلد ۵ صفحہ ۲۷۴ قسطلانی مطبوعہ نولکشور)

تفسیر حسینی میں بھی یہی ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔ "در عین المعانی آوردہ کہ آدم را احتلام شد و منی او بخاک آلودہ گشت آدم ازان حال اندوہناک گشت حق تعالی این دو قوم یاجوج و ماجوج را ازان خاک آلودہ منی ابو البشر بیافرید" (جلد دوم تفسیر حسینی سورہ کہف صفحہ ۱۸) **حدیث جامع ترمذی** ہے عن ابی رافع عن حدیث ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السد الخ ترجمہ ابی ہریرہ سے دیوار سکندر کے باب میں روی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یاجوج و ماجوج اُسے روز کھودتے ہیں یہاں تک کہ قریب پھٹنے کے ہو جاتی ہے۔ پھر کہتا ہے جو ان پر حاکم ہے کہ پھر چلو کل اوسکو گرا دینگے۔ فرمایا آپنے کہ اللہ تعالی پھر اُسے اول روز سے زیادہ مستحکم کر دیتا ہے یہاں تک کہ جب اُنکا وقت آجاویگا اور اللہ کا ارادہ ہوگا کہ اُنکو لوگوں پر لگا دے کہیگا

حاکم اُنکا کہ پھر چلو کل اُسے توڑینگے اگر چاہیگا اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ کہیگا فرمایا آپنے پھر دوسرے روز لوٹ کر آوینگے اور اسکو ویسا ہی پاوینگے جیسا چھوڑ گئے تھے پس توڑ ڈالینگے اُسمیں اور نکل پڑینگے تو لوگوں پر اور سب پانی پی ڈالینگے۔ اور لوگ اُنسے بھاگینگے۔ پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکینگے اور اُنپر گریگا تیروں میں ڈوبا ہوا سو بولینگے کہ دبالیا ہمنے زمین والوں کو۔ اور چڑھائی کی آسمان والے یعنے خدا تعالیٰ پر کہینگے اپنے دل کی سختی اور غرور سے سو بھیجیگا اُن پر اللہ تعالیٰ ایک کیڑا کہ پیدا ہوگا اُنکی گردنوں میں اور وہ سب مر جاوینگے۔ اور فرمایا آپنے قسم ہے پروردگار کی کہ جان محمد کی اُسکے ہاتھ میں ہے کہ زمین کے جانور اُنکا گوشت کھا کھا کر موٹے ہوجاوینگے اور شکر کرینگے بخوبی" (دیکھو حدیث جامع ترمذی ابواب تفسیر القرآن مطبع مرتضوی دہلی صفحہ ۳۶۰ و ۳۶۱)

پھر لکھا ہے ابن حاتم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے الجن والانس عشرة اجزاء فتسعة اجزاء یاجوج وماجوج وجزء سائر الناس" ترجمہ جن اور انسان دس حصے ہیں تو حصے انمیں سے یاجوج و ماجوج ہیں اور ایک حصہ سب لوگ (جامع ترمذی صفحہ ۹۳)

باخبر جابر المحرر یحکی میں عن نبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صفتهم لا یموت احد منهم حتی ینظر الی الف ذکر من صلبه کلهم قد حمل السلاح (تفسیر کشاف مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۸۱۲ سنہ ۱۲۷۶ھ)

قسطلانی میں لکھا ہے فیما ذکرہ ابن اسنہ ان یاجوج وماجوج اثنتان وعشرون قبیلة بنی ذوالقرنین السد علی احدی وعشرین قبیلة وبقیت واحدة منهم الترک سموا بالترک لانهم ترکوا خارج السد وعن حذیفة مرفوعا ان یاجوج وماجوج امة وکل امة اربع مائة الف لا یموت احدهم حتی ینظر الی الف ذکر من صلبه کلهم قد حمل السلاح وهم ثلاثة اصناف صنف منهم مثل الارز شجر بالشام طوله عشرون ومائة ذراع وصنف طوله وعرضه سواء عشرون ومائة ذراع وهولاء لا یقوم لهم جبل ولا حدید وصنف منهم یفترش احدهم احدی اذنیه ویلتحف بالاخری لا یمرون بفیل ولا وحش ولا خنزیر الا اکلوه ومن مات منهم اکلوه مقدمتهم بالشام وساقتهم بخراسان یشربون انهار المشرق وبحیرة طبریة (قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۳۷۰)

مترجم جامع ترمذی نے گویا اس کا ترجمہ کیا ہے یاجوج و ماجوج بائیس قبیلہ ہیں حضرت سکندر ذوالقرنین نے اکیس پر سد بنائی اور ایک قبیلہ سے باقی رہا اور وہی ترک ہیں اور حذیفہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ یاجوج ایک گروہ ہیں اور ماجوج ایک گروہ۔ اور ہر گروہ چار لاکھ کا ہے نہیں مرتا انمیں سے کوئی جبتک دیکھ لے اپنے ہزار بیٹے کو قابل ہتیار باندھنے کے اور وہ تین قسم ہیں ایک درخت صنوبر کی مانند ہیں کہ طول اسکا ایک سو بیس گز ہے اور ایک گروہ انمیں سے ایسا ہے کہ طول و عرض اسکا برابر ہے ایک سو بیس گز ہے تھا انکا۔ اور کوئی پہاڑ اور لوہا انکی برابری نہیں کر سکتا اور تیسرا گروہ ایک کان بچھا لیتا ہے ایک کان اوڑھتا ہے۔ نہیں پاتا وہ ہاتھی کو یا کسی اور وحشی جانور یا سور یا کسی کو مگر کھا جاتا ہے اور جو اُنمیں سے مرتا ہے اُسے بھی کھا جاتے ہیں جب نکلینگے سر انکے لشکر کا شام میں ہوگا اور ساق انکے خراسان میں پی جاوینگے نہریں مشرق کی اور بحیرہ طبریہ کہ ایک دریا ہے بیت المقدس میں۔ غرض خروج انکا ایک بڑی نشانیوں قیامت سے ہے۔ دیکھو حدیث جامع ترمذی مطبع مرتضوی دہلی ابواب تفسیر القرآن صفحہ ۹۲ و ۹۳، ۱۰۰۱ و ۳۶۰ و ۳۶۱ -

رسالہ حسنریہ میں لکھا ہے کہ ملک ان یاجوج ماجوج کا انتہا شمال البحر ہے ہفت اقلیم سے باہر ہے سبب شمال میں ہونے کے یہ متوہم ہے کہ پانی اُنکا سبب شدت برد کے ایسا جم گیا ہے کہ گذار کشتی کا دشوار ہے اور جانب شرق اور غرب کے دو کوہ عظیم ایسے واقع ہیں کہ چڑھنا اُن پر ناممکن ہے اور جو بین انکے یا تمیں ہیں رجوع کیطرف وہ دونوں پہاڑ آہستہ آہستہ قریب ہوتے جاتے ہیں کہ درمیان اُنکے فاصلہ قلیل رہ گیا ہے سکندر ذوالقرنین نے اُس فاصلہ پر دیوار آہنی بنائی ہے جو بہ سد سکندر معروف ہے بلندی اُسکی قلہ کوہ کے برابر ہے اور عرض اُس کا ساٹھ گز ہے اور وہ جنیت ہمیشہ اُسکو کھودتے ہیں مگر باریتعالیٰ اُسکو پھر درست کر دیتا ہے آنحضرت کے زمانہ میں دو انگشت کے حلقہ کے برابر سوراخ ہو گیا تھا۔ اور نہایت کثیر الجماع ہیں چنانچہ ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا کہ یاجوج و ماجوج کی عورتیں ہیں اور وہ جماع کرتے ہیں جب چاہتے ہیں بلکہ وہ مانند درخت کے پہل لاتے ہیں اور جننا چاہتے ہیں"

اسیطرح مولوی ابو محمد عبدالحق نے عقائد الاسلام میں امام مسلم کی روایت سے نقل کیا ہے (دیکھو صفحہ ۱۹۵ سنہ ۱۲۹۲ھ مطبوعہ دہلی)

تفسیر کبیر میں امام صاحب نے بھی اسی طرح کا حال یاجوج و ماجوج کا لکھا ہے اور زیادہ بحوالہ تفسیر کشاف کے یہ لکھا ہے قال صاحب الکشاف قیل بعد ما بین السدین مائة فرسخ۔ (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۷۵۵ سے ۷۵۸ تک)

جناب مولوی صاحب! اگر آپ سکندر کا قصہ اُسکے مشرک ہونے اور شراب خوری کے سبب [illegible] قرآن نہیں جانتے تو حضرت لوط علیہ السلام و حضرت نوح علیہ السلام و حضرت داؤد و سلیمان حضرت ابراہیم و حضرت موسی و عیسی علیہما السلام کی بابت کیا فتوی لگاوینگے جنہوں نے اکثر ایسے کام کئے ہیں۔ اگر آپ فرماوینگے کہ کہاں لکھا ہے تو ہم یہی عرض کرینگے کہ صحائف انبیاء توریت مقدس اور انجیل شریف یعنے پاک کتابوں اور الہامی کتابوں میں جنہیں تمام مسلمان اور خود محمد صاحب الہامی مانتے تھے۔

۴۴۶ سے ۷ - مولوی صاحب نے وہ قصہ کتاب دانیال کے ایک مشکل مقام کی تفسیر ہے دیکھو دانیال ۸/۳ سے ۸/۲۰ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ بموجب لکھا حضرت دانیال نبی کے اور بموجب تعبیر جبریل کے اُسی دو سینگ والے اور فارس کی بادشاہت کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے اور پھر خود تفسیر کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ جو دانیال کی خواب میں دو سینگ کا مینڈھا دکھائی دیا اور فارس اور ماد کا حکمران ہوا اسکا نام خورس ہے اور اُسکے ساتھ عزرا ۱ باب کا بھی حوالہ دیا ہے۔ المختصر۔

آریہ: آپنے ذوالقرنین کا ارتقا دو سینگ لاکیا ہے اور ایران کے شمال میں مقام دربند سد ذوالقرنین کا پتہ دیا ہے حضرت اگر آپ کتاب لکھنے سے پہلے ساری دانیال کی کتاب ہی مطالعہ فرما لیتے یا کم سے کم تاریخ معتبرہ کو پڑھ لیتے تو ہرگز ایسا مغالطہ نہ کھاتے اور نہ ایسا بے بنیاد حوالہ دینے کی آپکو ضرورت پڑتی اور نہ اس خلاف تاریخ بات کی آپکو تفسیر کرنی پڑتی اور نہ حق بات کو چھپانے پر مستعد ہوتے اور نہ صحیح واقعات سے انکار کر سکتے اب براہ مہربانی انصاف کو کام میں لاکر غور سے سنئے۔

دانیال نبی نے یہ مضمون لکھا کہ اسی کتاب میں لکھا ہے دارا کو پسند آیا کہ ملک پر ایک سو بیس سردار مقرر کرے (۶/۱) اور لکھا ہے انہوں نے جسے عرض کی کہ اے دارا بادشاہ تا ابد جیتا رہ سو دارا نے اُس نوشتہ اور فرمان پر دستخط کیا تب دارا بادشاہ نے ساری قوموں اور گروہوں اور اہل لغت کو جو ساری زمین پر بستے تھے نامہ لکھا اُسی رات کو بیلشضر کسدیوں کا بادشاہ قتل ہوا اور دارا مادی نے ۶۲ سال کی عمر میں ہو کے مملکت لے لی باب ۵/۳۰،۳۱ بیلشضر بادشاہ کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانیال کو ایک رویا نظر آئی ۸/۱ خورس کے بیٹے دارا کے پہلے سال میں جو مادیوں کی نسل سے تھا ۹/۱ ۔

ناظرین! اگرچہ بر ترتیب واقعات و صحت کے لحاظ سے کتاب بھی قرآن کی طرح ثبوت میں لئے جانے کے لائق نہیں۔ مگر ہم آپکو ایک در بحث غلطی بتلاتے ہیں کہ جب اخسویرس - کورس - یا فورس اس واقعہ کے بہت پہلے مر گیا تھا اور دارا اُسکی

سلطنت پر عرصہ سے قابض تھا تو پیشگوئی کی ایک نقل ہیں بھی بحث فضول ہے جس منشا سے کو بلحاظ دو سینگ کے آیت القرنین سمجھتے ہیں یہ خورس کسی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ موزوں تھا اگر آپ اس بکرے کیفیت کو تلاش کرتے کیونکہ اس سے ذرا آپکی بات با وقعت ہو جاتی مگر ایسے کرنے سے آپکو حق بات ماننی پڑتی اب ہم آپکو مسماۃ آستر کی کتاب کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں غور فرمائیے مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے اسکا آغاز ہوا۔ اور ۵۰۹ سال پہلے خاتمہ۔ اور یہ کتاب اُس اخسویرس بادشاہ کے وقت میں تصنیف ہوئی یہ بادشاہ ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تھا ایک سو ستائیس صوبے اسکے عمل میں تھے فارس اور مادہ کے حاکم سب اُسکے ماتحت تھے دیکھو آستر کی کتاب ۱/ب

عزرا کی کتاب دیکھئے مسیح سے ۵۳۶ سال پہلے اُس کا آغاز ہوا اور ۴۵۶ سال پہلے خاتمہ اور اسمیں بھی وہی خورس کا ذکر ہے ۲ تاریخ کی کتاب باب ۳۶/۲۲و۲۳ میں خورس کا ذکر ہے جو مسیح سے ۵۸۸ سال پہلے ختم ہوئی۔

ان سارے واقعات پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی ہیں یعنی اخسویرس یا خورس اور اسکا زمانہ سلطنت بموجب تحقیقات مورخان یورپ اور ماہران بائیبل کے اس طرح پر ہے کہ اس بادشاہ کے تیسرے سال جلوس میں آستر کی کتاب کا آغاز ہوا یعنی اسکا تیسرا سال مسیح سے ۵۲۱ سال پہلے تھا بدیں لحاظ اسکی تخت نشینی مسیح سے ۵۲۴ سال پہلے ہوئی۔ مگر دانیال کے خواب نامہ میں لکھا ہے کہ اس مینڈھے کو وہ بکرا مار ڈالیگا اور وہ بال والا بکرا یونان کا بادشاہ ہے دانیال ۸/۲۱ و ۸/۲۰ بنابراں اس لحاظ سے دارا موجودہ بادشاہ فارس جو اسوقت زندہ تھا اسکے واسطے یہ سارا ذکر ہے کوئی خواب نہیں ورنہ الہام ہے اور نہ رویت ہے فارس کا بادشاہ دارا اور یونان کا بادشاہ سکندر ہوئے ان دونوں کو تمام دنیا جانتی ہے پس اس ساری تحقیقات کے مطابق ذوالقرنین سکندر یونانی بن فیلقوس کا بہ نسبت دو سینگ تاج میں رکھنے کے نام ہے نہ کہ خورس کا۔ کیونکہ خورس کو کسی یونانی بادشاہ نے نہیں مارا بلکہ اُسکے بیٹے دارا کو یونانی سکندر نے مارا۔

چنانچہ فاضل مولوی سید ابوالمنصور صاحب بھی ایک مشہور اور قابل اعتبار تاریخ میں لکھتے ہیں سکندر بادشاہ یونانی لشکروں کا سردار ہوکر اہل فارس پر چڑھ گیا اور مسیح سے ۳۳۳ برس پیشتر دارا بادشاہ کی فوج کو کلکیہ میں شکست دی بعد اسکے تمام سوریا اور فونیکیہ کو قبضہ میں لایا اور اس سبب سے کہ یہودیوں نے اسکے دشمنوں کو رسد پہونچا کر اسکی مددگاری سے انکار کیا تھا ان پر بھی حملہ آور ہوا جب یدو نامی سردار کاہن نے اسکے آنیکی خبر پائی تب اپنے لوگوں سے کہا کہ سب شامل ہوکر قربانی گذرانو اور دعا مانگو کہ خدا اس آنیوالی آفت کو ہم سے دور کرے چنانچہ لوگوں نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور یدو کو خواب میں حکم ملا کہ وہ اور سب کاہن اپنے اپنے کاہنی لباس پہنکر سکندر سے ملاقات کریں بعد اسکے وہ بڑی بہیڑ کے ساتھ جو سفید پوشاک پہنے تھے ایک ٹیلہ صفا نامی پر جہاں سے ہیکل اور تمام شہر نظر آتا تھا ہوکر نکلے جب بادشاہ انکے نزدیک آیا تو انکی عجیب شکل دیکھنے سے ان کا رعب اُسپر اسقدر غالب آیا کہ صف آرائی کا خیال چھوڑ آگے بڑھکر یدو نامی سردار کاہن کو سجدہ کیا سب یونانی اُسکی اس عجیب حرکت سے متعجب ہوئے کہتے ہیں کہ سکندر نے یروشلم کی ہیکل میں داخل ہوکر قربانی گذرانی سردار کاہن نے اسکو دانیال کی کتاب جسمیں لکھا تھا کہ ایک یونانی بادشاہ ملک فارس کو لیگا۔ دکھلائی۔ اسکے پڑھنے سے سکندر نے فتحیابی کی زیادہ امید رکھکر دارا پر چڑھائی کی اور یدو کی سفارش سے اُسنے یہودیوں کو اجازت دی کہ اپنے دین وطریق پر بے روک ٹوک قایم رہیں اور ہر ساتویں سال جس میں شریعت کے بموجب بونے بونے کی ممانعت ہے خراج دینے سے معذور ہیں سکندر نے دارا کی فوج پر فتح پائی اور دانیال کی پیشگوئیاں فارسیوں کی شکست ہونے سے پوری ہوئیں دانیال باب ۲/۳۹ وشبہ ۱۴ و ۲/۱ و ۱۱/۴۱ (دیکھو تاریخ بیت المقدس مجریہ دوم رکن دوم صفحہ ۱۸ و ۱۱۵ دہلی اور مفتاح الکتاب صفحہ ۱۳۱)

اگر شراب نوشی کے سبب سکندر بادشاہ کا قصہ قابل اندراج قرآن نہیں جانتے تو خورس بادشاہ اُس سے بھی زیادہ شراب خور ہے مفصل دیکھئے آستر کی کتاب باب ۱ اور باب ۲/۵ و ۲/۷ بنابراں یہ آپکا مفروض سراپا باطل ہے ان ذرائع سے کوئی بھی بری نہیں بڑے بڑے نبی بھی بموجب توریت مقدس کے ان جرائم کے مرتکب ہیں۔

اب ہم یاجوج و ماجوج کی بابت آپکی تحقیقات کی اصلیت بتلاتے ہیں۔

۶۸۔ **مولوی** غیاث اللغات روضۃ الصفا اور شاہنامہ کے حوالوں سے لکھتے ہیں پس ہر عاقل اب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ بلاد یاجوج و ماجوج اقلیم ہفتم میں ہے۔

آریہ۔ افسوس کہ آپنے وہاں کی عبارت درج نہ کی ورنہ سارا جھگڑا ابھی مٹ جاتا مگر آپکو حق بات ہرگز منظور نہیں دیکھئے وہاں اصل عبارت یہ ہے۔

اقلیم ہفتم۔ درمابین شمال و مشرق این اقلیم دیار یاجوج و ماجوج آن طرف سد سکندر (غیاث صفحہ ۴۰۸ نولکشور) پس ایسے ہی تمام حوالہ آپکے غلط اور بے بنیاد ہیں۔

۶۹ و ۷۰۔ **مولوی** حزقیل نبی کی کتاب باب ۳۸/۲۔ اب ۱ سے ۴ تک میں ظاہر ہے کہ آدم زاد تو جوج کے مقابلہ میں جو ماجوج کی سرزمین میں بستا ہے اور روس اور مسک اور طوبال کا سردار ہے منہ کر اور اُسکے برخلاف نبوت کر اس سے ناظرین یقین کرینگے کہ روس بحر یاجوج ہے اور حزقیل ۳۹/۶ میں ہے میں ماجوج پر اور انپر جو جزیرہ و بندر پر فراغت سے سکونت کرتے ہیں ایک آگ بھیجونگا۔ اب یہ دونوں وہیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آ پہونچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپسمیں الجھ پڑیں

آریہ آپنے یہ تو لکھا ہے مگر اسکے ساتھ ہی آپنے فی الحقیقت قرآن سے انکار کر دیا کیونکہ قرآن میں اسکے خلاف لکھا ہے اتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتے اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا **ترجمہ** تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ آخر جب اُس نے دونوں پہاڑوں میں برابر کر دیا کہا دھونکو۔ آخر جب اُسکو آگ بنا کر دیا بولا میرے پاس لاؤ اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں پھر اُن سے نہ ہو سکا کہ اُس پر چڑھ سکیں اور نہ ہی بن پڑا کہ اُس میں چھید کر سکیں۔

جناب من نہ کسی چھوٹی سی قوم کی بابت ذکر معلوم ہوتا ہے نہ کہ روس جیسی بڑی سلطنت کے واسطے کیونکہ ایسے لوہے اور پیتل یا تانبے کی دیوار کوئی بھی موجود نہیں کیونکہ قرآن اُس سد کی تعریف کرتا ہے کہ وہ روئیں تن کی دیوار ہے جس کی اینٹیں لوہے کی اور گارا تانبے کا۔

۷۱۔ **مولوی**۔ یہ وہ مقام ہے جو ایران کے شمال میں دربند کر کے مشہور ہے اور اسکے قریب اب تک قینہ نام ایک بستی اسی کیقبا خورس کے نام سے قرآن کی تصدیق کے لئے موجود ہے

آریہ آپنے دربند کے مقام میں اسکا پتہ بتلایا مگر یہ بالکل غلط ہے کیونکہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے (بعد کر فتح قلاع در بند و بادکوبہ) این ہر دو قلعہ را شاہ عباس صفوی در سال سیوم از جلوس مطابق سنہ یکہزار و ہفدہ فتح ساختہ۔ میر جلال الدین حسن در تاریخ این فتح گفتہ

فتح دربند چو شد ہاتف غیبے میگفت ۔ فتح دربند زہی فتح کہ میمون آمد

و مصحف دل چو کشادیم بر آمد تاریخ ۔ فتح دربند ہمایون ہمایون آمد

بے شک تاریخ سے ناواقف لوگ کہتے ہیں کہ سد سکندر ذوالقرنین یہی باب الابواب یا قلعہ دربند ہے مگر مورخین بالغ النظر نے اس سے انکار کیا ہے چنانچہ صاحب عالم آرا نے تو تردید کر بعین جمہور مشہور است کہ سد سکندر ذوالقرنین کہ در قرآن آمدہ ہمین باب الابواب

است کہ سبب دفع مضرت یاجوج صعقان وقت از کنار دریا تا البرز کوہ کشیدہ تا معمور وقوعہ ندارد وزرا کہ از اقصے دریاے شرقی و شمالیست کہ ذوالقرنین مابین آدمیان و یاجوج و ماجوج از آہن و رصاص ترتیب دادہ مسموعہ شدہ کہ این سد راہ شاہ نوشیروان کسریٰ جہت مضرت و دفع آسیب روم و دشت قبچاق کہ خرصورت اند و نوعے نشانی از آدمیان ندارند ترتیب دادہ و چون ہرسے را در مقام تعریف و ستودن بعزو کامل سبب می شد محتمل است کہ این سد را از غایت استحکام بطریق محارسان سد سیف کردہ سد سکندری نامیدہ باشند" باب یازدہم صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹ مفتاح التواریخ سنہ ۱۲۷۶ھ اور ایسا ہی ذکر قاضت میں بھی لکھا ہے دیکھو صفحہ ۹۱ و ۹۲ علاوہ براں سورۃ انبیا میں لکھا ہے حتے اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون تفسیر حسینی میں لکھا ہے تا وقتیکہ کشادہ شود سد یاجوج و ماجوج تا قیامت کہ فتح سد یاجوج علامت آنست یاجوج و ماجوج از ہر بلندی مے شتابند و مے دوند تا ہمہ عالم را فرو گیرند و اہتمام در بارہ اسیا شامند و از خشک و تر ہرچہ یابند بخورند صاحب معتمد رحمۃ اللہ فی المعتمد در ذکر علامت قیامت آوردہ کہ بعد از ہلاک شدن دجال و ابلاغ او ورود عیسےٰ خروج یاجوج و ماجوج باشد و کشادہ شدن سد ایشان" جلد دوم صفحہ ۱۷۶ ایں دربند قلعہ کا نام جو جہانگیر بادشاہ کے زمانہ اور شاہ عباس صفوی کے زمانہ سنہ [illegible] میں فتح ہوا تھا۔ ذوالقرنین نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اور نہ وہ ایک سو فرسنگ یا تیس میل ہے اور نہ وہ قیامت تک یاجوج و ماجوج کو بند کرنے والی ہے بلکہ وہ تو فتح ہو چکی ہے۔ بنا براں روس و انگریز یاجوج و ماجوج نہیں ہیں۔ یاجوج و ماجوج کی علامت قرآن میں یہ لکھی ہے ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض یعنے ہر آئینہ ہی یاجوج و ماجوج زمین میں فساد کرنے والے ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ زمین پر فساد اور خونریزی و خرابی اور تباہی کرنیوالے کون ہیں آیا مسلمان یا انگریز۔

ناظرین خود ہی تاریخ پڑھکر جان لیں کہ اسلامی عملداری میں پہلے کبھی کونسے ملک میں امن و امان ہوا اور اب کہاں امن و امان ہے۔ کہیں بھی نہیں؟ جس کی مرضی ہو اسلامی تاریخیں پڑھ دیکھے یا موجودہ زمانہ میں افغانستان۔ بلوچستان۔ ایران۔ روم۔ مصر۔ عرب۔ سوڈان کے حالات ملاحظہ کرلے۔ اور ذرا خدا کیواسطے انگریزوں کی سلطنت کے امن و اماں کو بھی آنکھوں کے سامنے رکھلو۔ کیا عدل و انصاف کا زمانہ ہے شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق ہو کر چلتے ہیں جتنی تہذیب و انصاف کا اثر ہے یہ سب عملداری سرکار انگلشیہ کی برکت سے ہے نہ کہ شہنشاہ روم یا امیر کابل کی یہ حج مفسد ہیں جو بدو میں جو تازی ہیں جو لٹیرے ہیں وہی یاجوج ماجوج ہیں نہ کہ کوئی اور۔

۷۔ **مولوی**۔ یوحنا کے مکاشفات باب ۲۰ سے پڑھو اور جب ہزار سال ہو چکینگے[نوٹ]" یہ ہزار سال حضرت مسیح صاحب کے وقت سے ہیں اور شمسی اور قمری مہینوں کا حساب ناظرین بیان کرلیں اپنی قوم سے چھوٹیگا اور نکلیگا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنے یاجوج ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔

آریہ۔ جناب مولوی صاحب ہاں ایسا ہی ہے آپ کہیں بھی عدل سے کام نہیں لیتے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے۔ اور جب ہزار برس ہو چکینگے شیطان اپنی قید سے چھوٹیگا" ایک طرف تو آپ لوگ تعصب کی شامت سے یوحنا کے مکاشفات کو ایک ملحد کی تصنیف بتلاتے جاتے ہیں۔ پس یہ پیشگوئی کچھ وزن یا حقیقت نہیں رکھتی ہے۔

ہمارے موجودہ زمانہ کے دین محمدی کے ریفارمر جناب سر سید احمد خان نے بھی اس مضمون پر تحقیقات کی ہے اور انہوں نے یاجوج سے مراد قوم اور ماجوج سے مراد ملک لیا ہے بحوالہ حزقیل باب ۳۸۔ لیکن یہ غلطی ہے کیونکہ انہوں نے یوحنا کے مکاشفات باب ۲۰ کو نہیں دیکھا جہاں یاجوج و ماجوج دونو قومیں لکھی ہیں نہ کہ ایک اور حزقیل باب ۳۸ میں ماجوج سے مراد قوم کی ہے۔

پھر آگے جاکر سید صاحب نے اس دیوار کو چین کی دیوار بتلا کر لکھا ہے کہ کچھ شبہ نہیں کہ جس سد کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ وہی دیوار ہے جو چین اور تاتار یا سیتھیا کی سرحد پر بنائی گئی ہے اور جسکو چی وانگتی فغفور چین نے درمیان سنہ ۲۴۰ و سنہ ۲۰۵ قبل مسیح میں بنایا تھا یہ بادشاہ تیرہ برس کی عمر میں سنہ ۲۴۶ قبل مسیح میں تخت پر بیٹھا تھا یہ دیوار ہانگ ہو دریا کی غربی موڑ سے جو ایک پہاڑ کے قریب ۳۷ درجہ پندرہ دقیقہ عرض بلد اور ایک سو سات درجہ طول بلد پر واقع ہے بنانی شروع ہوئی اور پھر اس دریا کے دوسری طرف موڑ کر قریباً ۳۸ درجہ عرض بلد اور ایک سو گیارہ درجہ طول بلد پر کاتکرا اور جنجان پہاڑوں کی جنوبی سلسلہ کے نیچے ہو کر خلیج لیوتونگ کے کنارہ پر ٹھیک چالیس درجہ عرض بلد اور ایک سو بیس درجہ طول بلد پر ختم ہوئی طول اس دیوار کا بارہ سو میل سے پندرہ سو میل کا بیان ہوا ہے"

اگرچہ مولوی نور دین حواری مسیح قادیانی اور سید احمد خان صاحب کی تفسیریں باہمی سخت مخالف ہیں مگر یہ تفسیر تو تمام جماعت مفسرین کے خلاف ہے چنانچہ سید صاحب نے ایک جگہ تمام مفسرین کی تحقیقات کی بابت لکھا ہے کہ سب کہانیاں جھوٹ اور محض غلط اور بے اصل ہیں۔ یہ کچھ کم افسوس کی بات ہے جبکہ ایسی بے سر و پا باتیں قرآن مجید کی تفسیروں میں لکھی ہوئی دیکھتے ہیں مگر اس باہمی مخالفت کے علاوہ ہمارا اعتراض اسپر بھی وہی ہے کہ یہ تو پتھر اور چونے کی دیوار ہے نہ تانبے کی حالانکہ قرآن شریف میں حدید اور قطر کے لفظ پڑے ہوئے ہیں۔ نہ تو اسکی بابت یہودیوں کا سوال تھا اور نہ ساری بائبل میں اسکا کہیں ذکر بنا براں اسکا قرآن کی سد ذوالقرنین سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بادشاہ جسکا آپنے ذکر کیا خدا پرست تھا بلکہ بت پرست۔ مشرک۔ بودھ تھا اور بہت عرصہ ہوا کہ چینی تاتار اور چین کی سلطنت ایک ہو گئی ہے پس قیامت تک اٹکنا چاہیے یاجوج ماجوج کا نکلنا بھی باطل ہو گیا۔ سرضیاوی میں لکھا ہے کہ مابین آذربائیگان اور آرمینیہ کے ذوالقرنین نے تیس میل کی دیوار بنائی تھی اور حالانکہ یہ دیوار ڈیڑھ سو میل کی ہے پس اس کا قرآنی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۸۔ **مولوی**۔ اگر انگریزی تواریخ بنا تحقیق صحیح لکھی ہے اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہیں جو بہ تحقیق میتھرج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے تو یہ بھی ماجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اس پیر ترقی کو اپنی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے۔

آریہ۔ جبتک آریہ اور انگریز سب اعلیٰ نسل میں متحد ہیں اور اسطرح ہندوستان و ایران و افغانستان و بلوچستان کے مسلمان بھی اسی نسل میں آریہ خاندان سے ہیں اور پرمیشور کریگا کہ پھر تمام قومیں اسی اعلیٰ نسل کی طرف رجوع کرینگی یعنے آریہ دہرم کو قبول کرینگی۔ مگر آپ کی کتابوں کی صداقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اگر ایسی بیجا تاویلیں کرنے لگیں تو تمام پرانوں کو قرآن سے بڑھکر عمدہ ثابت کر دیں مگر ہمارے ہاں ایسی دلیل محض بے دلیل اور بیہودہ ہے ہم اسے جائز نہیں جانتے۔

۹۔ **مولوی**۔ سنیئے شاہنامہ میں لکھا ہے کہ باختر کے شمال میں یعنے بخارا کی جانب یاجوج و ماجوج کا مسکن ہے بالکل ٹھیک ہے۔

آریہ۔ شاہنامہ میں جہاں یاجوج و ماجوج کا ذکر ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ

ز یاجوج و ماجوج گیتی برست
زمین گشت جائے نشیم و نشست
ازان نامور بند اسکندری
جہانے برست از بد و داوری

یاجوج و ماجوج کی یہ تعریف شاہنامہ میں لکھی ہے

ہمہ روئہاشان چو روئے ہیون
زبانہا سیہ دیدہاشان چو خون

[نوٹ] صلاح الاخبار راولپنڈی مورخہ [illegible] اپریل سنہ ۱۸۹۲ء میں یہ مضمون ایکبار طبع ہوا تھا

جہاں دیدہ دیدار ہا چوں گراز
بروسینہ و گوش شاں چوں پیل
زسر تا بپا بچہ زاید ہزار
تنک تر بود برساں گوراں شوند
کیاشاں و از ایسہ چو ژن دلی
ما آوار مرساں کرکہ ستوند

کہ یارد شدن فر دانشاں فراز
بخسپند بیک گوش بستر کنند
بہ پیش ایشاں کہ آرد شمار
خورش آں بود سال تا سال شاں
سپیدہ بہ برسو آورند سئے
بباراں زبانش بمردار گرگ

ہمہ تن پر از مے ہمہ تن نیل
دگر گوش چوں جامہ چادر کنند
نگردند ایں چوں ستوراں ستوہ
کہ آید گروش دیاں شاں
چو سرما بود زانہ ولاغر شوند
بجوشند مانند دریائے بزرگ

دیوار یعنی سد کا ذکر بھی شاہنامہ میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر میں ہے

سکندر بیامد نگہ کرد کوہ
بر آورد از تنگ کرداں و سر
ازاں یک رش گشت ایں یکو
چنیں باشد از شاہ سوراں دلیل

بیاورد از آں نیسوداں گروہ
ز پے تا بسر کوہ بالائے او
پراگندہ مس در میاں دانکے
(جلد سوم صفحہ ۲۰۳۴ نولکشور)

لقرمہ دکا ہنگراں آورید
چو صد شاہرش بود پہنائے او
ہمہ یخیت گوگردش اندر میاں

اسکندریہ کا مشہور کتب خانہ

یہہ صدیقی کیا مبارک ہے جسمیں کہ اسلام والوں نے اُن غلطیوں سے جو اُنکے پیشوایان دین سے ہوئیں اور جنہ ستانی جہد تک تھا جب اسلام کو محر تھا انکار کرنیکا ارادہ کیا اور انمیں سے بعضوں نے کر دیا۔ ہم خوش ہیں کہ وہ اسی طرح انکار کرتے کرتے تمام اعتراضی مسائل سے انکار کر دیں۔ مگر افسوس یہہ ہے۔ کہ وہ اس کارروائی کو حکمت عملی سے کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عربستان جا کر جہاں بقول اُنکے خدا کا گھر ہے۔ ایک لفظ بھی مُنہ سے نکالنا نہیں چاہتے۔ مگر صرف ہندوستان میں۔ خیر این ہم غنیمت است یہہ مشہور کتب خانہ جسمیں فلاسفی حکمت۔ ہندسہ منطق الہیات کی بیشمار کتابیں تھیں جنکی نواح میں دہوم تھی۔ جسکی کتابوں سے چہہ ماہ تک حمام جلتے رہے۔ جسکے واسطے بادشاہوں نے زر کثیر و مبلغ خطیر خرچ کرکے فراہمی کتب کی تھی جسکے اجتماع کیواسطے علماء و فضلا نے خون جگر کہا کر سالہا تمام کئے تھے۔ خلیفہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے علمی زمانہ میں جلایا گیا۔ نذر النار کیا گیا۔ حماموں کی نذر ہوا۔

یہہ واقعہ ایک تاریخی امر ہے۔ مورخین نے اس پر مختلف اوقات میں واضح طور پر شہادتیں دی ہیں۔ کہ یہہ واقعہ ضرور ہوا۔ اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اس سے بھی انکار کیا جاتا ہے۔ ناظرین ہم چاہتے ہیں کہ اس پر نہایت واضح طور پر بہ مفصل حوالوں کی تحقیقات کرکے حق و باطل کا اظہار کریں۔

تکذیب براہین الاحمدیہ مطبوعہ بار اول صفحہ ۷۸ و ۷۹ میں ہم نے لکھا تھا۔ کہ برہمن لوگوں کی ست دہرم کی پستکوں کو اسلام سے مخفی رکھنے میں یہہ مصلحت تھی کہ وہ تعصب و جہالت سے غیر مذہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ انکو بھی جلا دیں اور ساتھ ہی نمونہ کے طور پر ہم نے شہادت بھی درج کی تھی کہ امیر المومنین خلیفہ عمر کے حکم سے عمرو سپہ سالار لشکر عرب نے اسکندریہ کا کتب خانہ حماموں میں ہیزم کی جگہ پر پھنکوا دیا۔ جس سے چھہ ماہ تک حمام گرم ہوتے رہے۔

۲۳۹ تصدیق مولوی یہہ اعتراض صرف پادری صاحبان کی کاسہ لیسی کا نتیجہ ہے

آریہ اگر کسی فاضل کی رائے اپنے کسی دعوے کے ثبوت میں درج کرنا کاسہ لیسی ہے تو کوئی فاضل بھی اس سے خالی نہیں۔ اور سب سے پہلے یہہ الزام اسلام پر عاید ہوتا ہے اُس کی بسم اللہ ہی پارسیوں کی کاسہ لیسی پر ہے دیکھو نسخہ جات احمدیہ باب نعمانیت۔ بیشک ہم نے اس مضمون کو نور افشاں سے لیا تھا۔ لیکن اُسکی ہمارے پاس بڑی مضبوط وجہہ تھی کہ ہم ہمیشہ چاہتے ہیں کہ اپنے اعتراض کے ثبوت میں کسی غیر کی شہادت پیش کریں۔ کیونکہ ہم ایسا کہتے ہیں کہ ہم بلا کسی ثبوت و شہادت کے کبھی کسی پر اعتراض نہیں کرتے اور نہ ایسے اعتراض کو مستند مانا کرتے ہیں اور نہ اس کے سوا اور وجہ تھی۔ اور نہ ہم اسکو غیر صحیح جانتے ہیں بلکہ ہم اسکو یقیناً صحیح مانتے تھے اور اکثر کتابوں میں دیکھا بھی تھا۔ مگر سفری طور پر وہ کتب میں ہمارے پاس موجود نہ تھیں۔ اب جو دوبارہ چھپوائی گئی تو بھی وہ بوقت درپیش سفر کی لیکھو اچھا ہوا کہ اس سے بھی جناب نے انکار کیا۔ جس سے آج ہم یہہ مضمون بیاد مکمل کر کے بطریق ہدیہ ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مولوی ۲۳۹ - اگر اسلام کی عادت میں یہہ ہوتا۔ تو اسلام والے بیہہ خلیفہ عمر بہ جہد معدلت مہد میں یہود اور عیسائیوں کی پاک کتابوں کو جلاتے۔ کیونکہ وہی۔ دونوں مذہب کی پاک کتابوں والے مذہب اسلام کے پہلے مخاطب تھے۔

آریہ - بیشک اسلام والوں کی یہی عادت تھی بلکہ اب بھی ہے۔ مگر جہاں ہیں جلے مولوی صاحب مہربانی کرکے انہیں کس طرح مان لیں جسکو تاریخیں اس کے متعلق افسوس سے پکار رہی ہیں۔ کہ عیسائی اور یہودی اسلام کی صمصام خوں آشام سے قتل کئے گئے۔ اُنکی صلیبیں توڑی گئیں۔ ہزار ہا گرجے و کلیسیا گرائے جاکے برباد کئے گئے۔ اور انکی جگہ محرابیں اور مسجدیں اور ممبریں بنائی گئیں۔ توریت اور انجیل کی بیقدری کیگئی۔ جلائی گئیں۔ اُنکے پڑہنے دیکھنے کی ممانعت کیگئی۔ پس یہہ امر درست ہوا۔ کہ اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں دیکھو فتوح الشام عربی جلد اول صفحہ ۲۵ و ۳۰ و ۳۲ ۱۲۸۷ھ نولکشور و فتوح المصر عربی صفحہ ۴۳ و ۴۴ سے ۴۷ تک اور ایڈورڈ گبن صاحب کی تاریخ زوال روما انگریزی جلد ۲ صفحہ ۳۴۷ لنڈن۔ اور تاریخ خلفائے صفحہ ۹۵ و ۱۲۱ و ۱۲۲ ذکر اسکندریہ و مصر اردو و نولکشور اور سیل صاحب کے قرآن کا دیباچہ صفحہ ۹ مطبوعہ لنڈن اور انگلش سائیکلو پیڈیا جلد ۴ ردیف ای میاں خلیفہ عمر صفحہ ۲۶ و ۶۷۸ مطبوعہ لنڈن موجودہ لائبریری پشاور۔ اور کپتان ولیم ٹامس صاحب کی کتاب صفحہ ۳۷ و ۴۰ ۱۸۹۱ء

مولوی ۲۳۹ - بیشک مجوس پر اسلام کا پورا تسلط ہوا۔ مگر کوئی تاریخ نہیں بتاتی کہ اسلام نے انکی کتابیں جلائیں۔ اگر یہہ فعل اسلام یا خلفاء اسلام کا ہوتا تو اُنکے ارکان کے ساتھ بیشتر اسلام میں موجود نہ ہے اور اسلام کا کوئی دافع نہ تھا۔

آریہ - بیشک مجوس پر بھی اسلام کا ہر وقت تسلط رہا۔ ایران پر تسلط ہوا مگر تاریخ بتاتی ہے کہ انکی کتابیں بھی جلائی گئیں۔ انکے آتشکدہ بھی خراب کئے گئے۔ لاکھوں مجوسی قتل اور مرید کئے گئے اور لاکھوں بھاگ کر ہندوستان۔ افغانستان بلوچستان کو چلے آئے۔ چنانچہ مشہور یورپین فاضل ڈاکٹر لائیٹنر صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ۶۳۴ء میں خلیفہ ہوئے۔ کسرے (نوشیروان) کے ایران کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلایا۔ اور پانی میں ڈبویا۔ ایسا ہی حال سکندریہ کا کیا۔ (دیکھو سنین الاسلام ۱۸۸۰ء لاہور حصہ اول صفحہ ۴۰)

مولوی ۲۴۰ - اگر مذہبی وغیرہ کتابوں کا جلانا اسلامی بادشاہوں اور عوام اسلام کا کام ہوتا۔ تو یونانی فلسفہ یونانی طب یونانی علوم کے ترجمے عربی زبان میں محال ہوتے۔

آریہ - بیشک مذہبی اور علمی کتابوں کا جلانا اسلام کا کام ہے۔ اور اسی پر اسکے علم و کمال دعاوی کا اختتام۔ عوام اسلام بھی اسی اعلام کے بندہ بیدام ہیں۔ اور یہی علماء اسلام کے فتاوی و احکام۔ ذرا غور فرمایئے۔ اور تاریخ کو آنکھوں کے سامنے لایئے۔

ایک مولوی فاضل فرماتے ہیں کہ تاریخ دانان تمام عالم اجماع دارند تا آنکہ تا صد سال از ہجرت ہیچ تصنیفے در اسلام واقعہ نشدہ۔ (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ صفحہ ۱۰۳)۔

اسی طرح آنریبل سر سید احمد خان صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ یہہ ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم عقلی کا کچھہ چرچا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا۔ مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل درس میں داخل ہوگئے۔ اور مذہبی کتابوں پر انکی بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہہ نوبت پہونچی کہ اُن سے تفسیریں بھر دی گئیں۔

(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد سوم نمبر چہارم)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "خلفائے بغداد کے زمانہ میں جسقدر علم عربی میں آیا۔ وہ سب زبان گریک یعنے یونانی سے ترجمہ کیا گیا اور اس زمانہ کے اکثر علماء گریک کو جو کہ کفار کی زبان تھی۔ بدرجہ تکمیل تحصیل کرتے تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جسقدر طلب کہ ہمارے ہاں موجود ہی کچھہ نہ ہوتی۔ اور فلسفہ اور منطق کا تو نام بھی نہ ہوتا" (دیکھو تہذیب جلد ۲ نمبر ۷)

"سب سے پہلے ترجمہ یونانی فلسفہ کا خلیفہ مامون رشید کے وقت ۲۱۲ھ میں ہونا شروع ہوا تھا۔ لیکن اُسی وقت سے مامون کا مذہب بھی سلامت نہ رہا تھا۔ قرآنی ملانوں نے فتوے دیدیئے تھے" (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ)۔

پھر ایک اور جگہہ سید صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ "یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا اور یہہ ترقی قریباً سنہ ۹۰۰ھ تک رہی پھر یہہ قوم ایک اُچھالے ہوئے پتھر کی طرح پیچھے کو چلی آئی" (تہذیب جلد ۴ نمبر ۴)

مولوی ۔ ۴۳۔ اگر کتابوں کا جلانا اسلامی لوگ اختیار کرتے۔ تو ضرور تھا کہ مکذب براہین اپنے ملک سے کوئی نظیر دیتا ورنہ انہیں سکندریہ میں سمندر پار نہ جانا پڑتا

آریہ ۔ بیشک اسلامیوں نے ہندوستان میں بھی ایسی مہربانیاں کی ہیں۔ جو تا قیامت یادگار رہینگی۔ اُنہوں نے یہاں بھی شہر جلائے مندر توڑے۔ لوگ جبراً بیدین کئے۔ کتابوں کی بیقدری کی اور جلایا۔ لوگوں کی بہو بیٹیوں کو جبراً پکڑ لے گئے اور مندروں میں گائیں ذبح کیں مفصل دیکھو (تاریخ فرشتہ ذکر شاہ ناصر الدین مقالہ ۸ جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ اور ذکر راجہ واہر صفحہ ۳۱۳ اور ذکر شہر دبل المعروف ٹھٹہ صفحہ ۳۱۲ مقالہ دوم ذکر سکندر لودی صفحہ ۱۸۴۔ ذکر اودیپت مگر ذکر ملک مالوہ صفحہ ۴۸۱ سنہ ۱۸۶۴ء نولکشور و تیمور نامہ صفحہ ۲۹۵ سے ۲۹۷ و ۳۰۶ سے ۳۰۸ تک و ۳۱۴ و ۳۱۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۲ و ۳۳۸ سے ۳۴۶ و ۳۵۳ تک قلمی موجودہ لائبریری راولپنڈی و واقعات ہند لاہور ذکر اورنگ زیب صفحہ ۱۹۳) اور ذکر سلطان محمود خلجی تاریخ فرشتہ مقالہ پنجم صفحہ ۲۴۷ نولکشور) اور تاریخ یمینی عربی مطبوعہ دہلی سنہ ۱۸۴۷ء موجودہ پبلک لائبریری الہ آباد صفحہ ۱۶۱ و ۱۸۱ سے ۲۰۷ و ۲۶۴ سے ۲۷۸ و ۳۰۳ سے ۳۰۵ و ۳۰۹ سے ۳۴۲ تک)

مولوی ۔ ۴۴۔ سات سو برس سے زیادہ اسلام نے ہندوستان میں سلطنت کی۔ اور اس عرصہ میں بھاگوت رامائن۔ گیتا۔ مہابھارت اور اُنکے مثل لنگ پوران مارکنڈی مشہور کتابیں جو آج تک مقدس پستک یقین کیجاتی ہیں کسی کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہونچی۔ بلکہ ان کتابوں میں سے بعض کے ترجمے ہوئے۔

آریہ ۔ بیشک سات سو برس سے کچھہ زیادہ یا کم محمدیوں نے ہندوستان میں حکمرانی کی۔ لیکن یہہ غلط ہے کہ کسی پستک کے جلانے کی خبر کان میں نہیں پہونچی جان بوجھہ کر صم بکم ہو جانا امر دیگر ہے۔ ورنہ تاریخ کا ہر ایک ورق بتلاتا ہے کہ ضرور ہندوستان میں بھی کمال ظلم و جور سے کتابیں جلائی گئیں۔ اور بیگناہ برہمن قتل کئے گئے جو حال ایران میں ژندا وستا اور پارسی مذہب کا ہوا۔ وہی حال آریہ ورت میں۔ آریوں اور اُنکی کتابوں کا ہوا۔

چنانچہ فاضل مورخ کرنیل ٹاڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں "ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی تھیں۔ ابھی تک موجود ہیں جیسے۔ جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرا بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی" (دیکھو تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۷ جلد اوّل مطبوعہ سنہ ۱۸۲۹ء)۔

پھر کرنیل صاحب موصوف فرماتے ہیں "جبکہ ہندو قریباً آٹھہ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُنکی زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ اور جب ہر ایک بڑی شہر جنگجو اور متعصب اور مغرور دشمن سے تباہ کئے گئے ہوں۔ تو یہ حد سے زیادہ امید کرنا ہے کہ اور نقصان کے ہوتے ہوئے اس ہنر کی چیزیں یعنے کتب تواریخ بچ رہی ہوں جبکہ بادشاہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر بھگائے جاتے تھے۔ اور جبکہ اُن کو اس بات میں بھی شک تھا کہ وہ روٹی جسکو اب پکا رہے ہیں کھانی نصیب ہوگی یا نہیں تو کیا اسوقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے" (تاریخ راجستھان انگریزی صفحہ ۹ جلد اول سنہ ۱۸۲۹ء)۔

آنریبل راجہ شیو پرشاد صاحب سی ایس آئی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں "اگرچہ بھی اس دیش میں آگم تنتر۔ جیوتش۔ گنت۔ بھوگول۔ کھگول۔ اتہاس۔ نیتی۔ ویاکرن۔ کاویہ النکار۔ نیائے ناٹک۔ شلپ۔ ویدک۔ شاستر۔ گان۔ اشو۔ گج۔ انیادی سب ودیا کے اچھے اچھے گرنتھ موجود تھے پر مسلمانوں کی عملداری میں ہندوؤں کے ساتھ سب نشٹ کر دیئے" (بھوگول ہستامَلک سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۴۶)

ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں "سلطان علاءالدین خلجی بادشاہ ہند کے حکم سے ایک مسجد بجائے بُت خانہ سومنات کے تعمیر ہوئی۔ شہر پٹن جسکی عمارت تمام سنگ مرمر کی تھی خاک میں ملگیا اور مورت برہمہ کو گرا دیا۔ اور کتب متعلقہ باطلہ رسومات ہنود کو جو موافق طریقہ بدھہ یا پورانوں کے تھیں جلا دیا۔ اس مہم میں ایک غلام خوبصورت کافور نام اور کنولا دیوی بی بی راجہ کی جو حسن و جمال میں بلحاظ ہندوستان کی نذر رکھتی تھی ہاتھہ آئی۔ یہہ عورت حرم سرائے شاہی میں داخل ہوئی۔ اور کافور مسلمان ہو کر زمرہ نوکراں دربار میں مقرر ہوا" اور ایسا ہی دیول دیوی کا لوٹ لانا اور حرم سرا میں داخل کر لینا" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲۹ و ۱۴۲)

ایک لائق محمدی مورخ اپنی مشہور و معروف تاریخ الفی میں لکھتے ہیں (بذکر محمد بختیار خلجی حاکم بنگال) کہ بہار ملک بنگالہ میں جا کر اس نے برہمنوں کو قتل کیا اور کتابوں کو پانی میں ڈبویا چنانچہ وہاں کی اصل عبارت یہہ ہے "ساکنان آن دیار را کہ برہمنان بودند و سر تراشیدہ بودند۔ در بیشتر بردہ تراشیدہ میداشتند بتیغ رسانیدہ چنانکہ کتب ایشان کہ بدست افتادہ بود ہیچ کس ازاں جماعت پیدا نشد کہ آنرا خواندہ یا بفہماند۔ لیکن از گفتہ مردم چناں معلوم شد کہ سکان آں دیار کفار بودند و اہل آں دیار تمام مدرساں کفار بودند و بلغت ہندی بہار مدرسہ را گویند۔ ازاں کہ آں موضع معدن علم بود بدیں اسم اشتہار یافت پس ہمہ کتب ایشان را بدریا غرق کردند" اور ایسا ہی ذکر تاریخ فرشتہ جلد دوم مقالہ ہفتم صفحہ ۲۹۶ میں ہے۔

اس کے علاوہ اُن ویدوں کی پستکیں جنکی شہادت چینی صاحبان کی کتابوں میں لکھی ہے اُنکا نہیں اور یورپین محققوں کو آج تک کچھہ پتہ نہیں ملا کہ اُنہوں نے کہاں غرق کر دیں۔

سوائے اسکے کشمیر کے سب ودوان پنڈت مقر ہیں کہ سید قاضی نام جسے برہمن کشمیری مستہ کہتے ہیں اور وہاں کشمیر کے گرد و نواح میں جو ہے مسلمان ظالموں نے وہاں پر ماند ہے کیواسطے بجائے خس و خاشاک سنسکرت کی مذہبی و علمی کتابوں اور تاریخی پستکوں کو نہایت حقارت سے گاڑ دیا تھا جس سے کوئی نادان بھی انکار نہیں کر سکتا۔

فتوحات فیروز شاہی میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ تغلق نے موضع کوہانہ میں ہندوؤں کی پوتھیاں پھونک دیں۔ اور ایسا ہی آئینہ تاریخ نما میں لکھا ہے اور ڈاکٹر برنر صاحب مشہور فرانسیسی سیاح نے نہایت تجربے سے لکھا ہے کہ ہندو ویدوں کو بڑی ہوشیاری سے چھپائے رکھتے تھے۔ کہ مبادا اسلامیوں کے ہاتھہ لگ جائیں اور جیسا اکثر ہوا جلا دئے جائیں" (سفر نامہ جلد دوم صفحہ ۲۲۵)

سید غلام حسین صاحب ایک غیر متعصب مورخ جسنے اورنگ زیب کے وقت میں اپنی مشہور تاریخ سیر متاخرین لکھی ہے فرماتے ہیں "**ذکر سلطان سکندر** بالجملہ سلطان جیلے متعصب بود۔ و ہنود را ببہ اہانت و ذلت می نمود و مقرر کردہ بود کہ ہندوان اندکے پارچہ نیلگوں برجامہ

کتب پیوند کنند تا اطاعت اسلام بظہور رسد و علامت یہود ظاہر باشد و کتب ہنوداں را ہر جا ہر کس کہ بیابد فی سوختنی" جلد اول صفحہ ۴۰۴ نولکشور

جناب مولوی یہ تو ہمارے اپنے ملک کی شہادتیں ہیں۔ جیسے غیر مذاہب خصوصاً اسلامی محمدی مورخوں نے بھی صحیح قلمبند کیا ہے۔ ذرا انصاف کو کام میں لائیے اور تجاہل عارفانہ سے باز آئیے۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ جو مہابھارت گیتا۔ رامائن۔ سنگھاسن بتیسی۔ بھاگوت۔ یوگ وشششٹ۔ ہنس۔ اپنشد۔ اٹھاروں اپنشدوں کے ترجمے ہوئے وہ کیوں ہوئے اور کس نے کیا تعلیم اسلام کی برکت تھی یا کوئی اور وجہ سو واضح ہو کہ تمام محققوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نمبر ۱ سے ۵ تک اکبر بادشاہ کے عہد میں **فیضی** نے ترجمے کیں اور نمبر ۷ اسی مبارک عہد میں **ابوالفضل** نے اور نمبر ۸ و ۹ العہد شاہجہاں بادشاہ و شہزادہ دارا شکوہ نے مگر اکبر بادشاہ اور دارا شکوہ اور فیضی اور ابوالفضل چاروں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ نمبر ۱ و ۳ و ۴ تو دین الٰہی کے پیرو بلکہ پیغمبر اور خلیفہ تھے۔ اور نمبر ۲ خالص ویدانتی تھا۔ اورنگ زیب نے جو حال دارا شکوہ کا انہیں ترجموں کی بدولت کیا۔ وہ کسی تاریخ داں سے بھی پوشیدہ نہیں چنانچہ لکھا ہے کہ ایکدن علماء کو بلا کر چند رسالے اور کتابیں جو اس نے علم تصوف میں تالیف و ترجمہ کروائی تھیں پیش کیں اور پوچھا کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اُسکے لئے شرع میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا کہ انکے مضامین شریعت کے خلاف ہیں جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو اُسکا قتل واجب ہے (دیکھو قصص الہند حصہ دوم ذکر اورنگ زیب صفحہ ۱۱۷ سنہ ۱۸۷۲ء لاہور۔ اور آئینہ تاریخ نما مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد سنہ ۱۸۷۸ء صفحہ ۲۹ حصہ اول) اور ایسا ہی فتوی علماء ہندوستان کا بر کتاب ابو ط لو بخشند کر دفع شر الیشاں از مسلمان ما سیاست و القتل واجب ست (دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دہم جلد دہم صفحہ ۲۳۶)۔

مولوی ۲۴۳ - اب ہم روشن ضمیر آریہ صاحبان کو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار اول کے صفحہ ۱۹ و ۲۱۶ و ۱۴۳ کے دیکھنے کی تکلیف دیتے ہیں۔ جو انکے واجب القدر گرو دیانند صاحب کی تصنیف سے ہے وہ تحریر فرماتے ہیں "دوسری بات یہ ہے کہ وید آدی ست شاستروں کا جہاں تہاں پرچار کرلے اور جو کوئی جال پستک چھاپے پڑھا وے اسکو راجہ سخت ڈنڈ دیوے جس سے کوئی متھیا جال پستک نہ رہے" صفحہ ۴۱ ستیارتھ پرکاش۔

آریہ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وید آدک ست شاستروں کا اتینت پرچار کرے اور جو کوئی جال پستک چھاپے پڑھا وے۔ اُسکو راجا تیور ڈنڈ دیوے جس سے کہ کوئی متھیا جال پستک نہ رہے" یہاں سوامی جی نے منوسمرتی کی مطابق راجہ کا دھرم بیان کیا ہے کہ آریہ راجا کو چاہیے کہ رگوید یجروید سام وید اتھروید چار وید۔ اور آیوروید علم حکمت و سرجری و کیمسٹری (ہومیوپیتھک) دھنروید (علم جنگ و اسلحہ سازی و بارود سازی) ارتھ وید (علم عمارت و انجنیری پیمائش جر ثقیل) گندھرب وید (علم موسیقی) یہ چار اپوید اور ششت انگ (منطق یوگ ویشیشک نیائے سانکھیہ میمانسا شاستر ویدانت یہ چھ **درشن** کہلاتے ہیں! ورشکھشا کلپ۔ نروکت۔ نگھنٹو۔ ویاکرن چھند جوتش یہ چھ انگ اور اسی طرح جو علم و ہنر کی باتیں ہیں ان سب کا راجا بہت ہی پرچار کرے لیکن راجہ کو یہ بھی چاہیے کہ کوئی جعلسازی کی گرنتھ بنا دے اور نہ ٹھگی اور بدمعاشی کے اور نہ کسی اور مہاتما کے نام سے گرنتھ بنا کر کوئی جعل کرے جس طرح بیاس جی کے نام پر پوپ دیو وغیرہ جعلسازوں نے ۱۸ پران بنائے جس طرح مارنجی کے نام سے سو اسد پو سنہ ست مارکنڈی کی کتھا بنائی جس طرح رشی منیوں کے نام سے بنائے اُپ نشد کہ ۱۵۰ اُپ نشد بنا لیا جس طرح ایک لاکھ شلوک بیاس جی کے نام سے مہابھارت میں بڑھا دیا جس ملک میں سخت طرح کا طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا اور ست دھرم کی بدلے تثلیث کروڑوں دیوتا پرستی کو قائم کیا جسکی بابت غیر مذہب کے منصف مزاج مورخوں کو بھی اقبال ہے۔

آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں "جو بڑی تبدیلیاں منو کی زمانی سے مذہب میں ہوئی ہیں۔ یہ ہیں کہ ویدوں کے بجائے نئے شاستروں کے مجموعہ (پرانوں) کا رواج دینا اور دیوتیوں کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا۔ توحید کے اصول سے غافل ہو جانا" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۶۰ و ۱۶۱ سنہ ۱۸۶۶)

جو کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے رو سے قائم ہوتا ہے۔ لیکن اسمیں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی اگر حقیقت پر نظر ڈالی جاوے تو شروع زمانہ سے اس تک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا ہے لیکن ہندوؤں کے معبود اب بھی وہیں رہتے ہیں جو پہلے تھے بجائے توحید کے جسکو وید نے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے۔ بت بڑے بڑے دیوتوں کی پرستش اور بت پرستی کا طریقہ قائم ہو گیا ہے۔ اگرچہ توحید کو لوگ ہر جگہ بالکل نہیں بھول گئے لیکن بجز حکما اور علمائے الٰہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۲ سنہ ۱۸۸۶)

پس الہی وید در وہ گرنتھ بانیوالوں کو سوامی جی نے جعلساز لکھا ہے جس طرح جھوٹھی نوٹ بنانیوالے وغیرہ سرکاری مجرم ہیں ویسی ہی منوجی نے جعلساز مصنفوں کی نسبت لکھا ہے لیکن یہ کوئی ظلم یا جہالت کی بات نہیں بلکہ عین عدل ہے اور خود سوامی جی مہاراج نے بھی اسی مضمون کے اخیر میں لکھدیا ہے "جیسی کہ آج کل آریہ ورت دیش میں پنڈلی کی سنڈلی پھیلی ہے جنہوں نے الکہ میں کوئی ایک رشی بادھو دھاری کیا ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ایکے اجا تھادت پر کہنا کہ ست وادی جتندریہ سب ودیاؤں میں شیل اور ستادت آدمی کی تعمیں ہوں اُسکو تو درگت ہی رہنے دے اس سے جتنے دپیت ہوں اُن کو یتھا یوگ ہلکا پلکا دکھ ڈنڈ لگا دیوے اس اوستھا کو اشیہ کری اینیتیا کبھی اُسکے نہ ہوگا" دیکھو ستیارتھ پرکاش طبع اول صفحہ ۱۵۹

پس یہ بات اسکندریہ کی علمی کتب خانہ جلانے سے کیا نسبت رکھتی ہے۔ سوائے اسکے کہ آپنے لکھکر کاغذ سیاہ کیا۔

۲۴۴ مولوی "بیاس رشی کا دشمن۔ بھاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کے پوجاری اور سنیاس دادوالے براگی شیو۔ بام مارگی آدک۔ پنڈت مہاتما اور سدھ یہ تو اوپر بنے رہتے ہیں۔ پرنتو ان کو سب جگت کے ٹھگنے والے جانئیں اور یہ سب پرسیدہ چور ہیں۔ انکو ڈنڈ سے راجا اوپدیش کردے ایسا ڈنڈ دیوے کہ کوئی اس پرکار کا منش پرجا میں نہ رہنے پاوے تب ہی راجہ اور پرجا کی اُنتی ہو کی انتہا نہیں" صفحہ ۲۱۵ ستیارتھ پرکاش)

آریہ - میرے مہربان مولوی صاحب یہ انکی اصل عبارت یہ ہے جسکو ہم یہاں بجنسہ لفظ بلفظ درج کرتے ہیں

तलामा नं स ती गा न स वंच स्य लु लषि
नम् । षदेख मई हुच गा सेतु पुषरेव परी

یہ شلوک منو ادھیائے ۸ شلوک ۴۰۳ ہے ترجمہ تلا بات ترازو کی دمڑی اور ترازو کی پریکشا کرے پکش پکش - ماہ - ماہ یا چھٹے مہینے ماہ "کیونکہ دوکاندار لوگ کا سوت اور دو تولنے ڈنڈی کے نیچے پیچھے کے پارہ بھر دیتے ہیں اُس سے جب لیتے ہیں تب ادھک لیتے ہیں اور دیتے ہیں تب تھوڑا دکم، دیتے ہیں جب گاہک جان جاتا ہے تو اور بہاؤ سبب مورکھ جاتے ہیں اور بہاؤ ایسا کرکے موند لیتے ہیں، پرنتو ارتھات پرتما کام چھپا تک دکہ انکو گھٹا تیرا یقہ بہت دیتے ہیں اور نیون دکم، دیتے ہیں پھر مہاجن اور سا ہوکار بن رہتے ہیں یہ تو دیر تک ٹھگ ہیں جیسے کر دیاس رشی کا دشمن بھاگوت آدکوں کی کتھا کرنیوالے اور مندروں کی پوجاری اور سنیاسی دادوالے ویراگی شیو۔ وام مارگی آدک پنڈت مہاتما اور سدھ یہ تو اوپر سے بنے رہتے ہیں پرنتو انکو سب جگت کے ٹھگنے والے جاننے چاہئیں (یعنے وہ کم تولنے والے) اور یہ (وام مارگی وغیرہ) پرسدھ چور ہیں انکو ڈنڈ سے راجا اپدیش کرے ایسا ڈنڈ دیوے کہ کوئی اس پرکار کا منش پرجا میں دکھائی پاوے تب ہی راجا اور پرجا کی اُنتی ہو گی انتہا نہیں" صفحہ ۲۱۵ و ۲۱۶ ستیارتھ پرکاش)

اور منوسمرتی ۸/۳ کے مطابق خدا کی زبانی محمد صاحب نے بھی سورۃ التطفیف میں کم تولنے والے کو خوار لکھا ہے اور سورۃ بنی اسرائیل میں لکھا ہے - وزنوا بالقسطاس المستقیم یعنے تولو سیدھے ترازو سے اور دیکھو تعزیرات ہند دفعہ ۲۶۴ سے ۲۶۷ تک باب ۱۳ جنکی سزا ایک سال قید اور جرمانہ ہے وہ بھی کم وزنی کی دفعات ہیں۔

اب مہربانی فرما کر مولوی صاحب ارشاد کیجئے کہ اس ساری عبارت کو سکندریہ کے کتب خانہ جلانے سے کیا تعلق ہے۔

۳۴۲ **مولوی**۔ اور جو وید آدکوں کی پستک کو پایا اور یورپ کے اتہاسوں کا انکا پرایہ ناش کر دیا جیسے کہ انکو یورپ والے ستہا۔ سمرن بھی نہ رہا پھر جینیوں کا راج اس دیش میں اتینت جم گیا تب جین ہی بڑی اہانمیں ہو گئے اور کو کرم انیاء بھی کرنے لگے۔" (صفحہ ۳۱۲ ستیارتھ پرکاش)

آریہ۔ دہرم کا تنزل اور بودھ مت کی ترقی کا حال بیان کرتے ہوئے سوامی جی لکھتے ہیں کہ اس دیش میں ودیا کے نہ ہونے سے بہت منشوں نے بودھ مت کو سویکار کر لیا۔ پرنتو قنوج۔ کاشی پربت دکہن اور پچھم دیش کے پُرشوں نے سویکار نہیں کیا تہا پرنتو وے بہت تھوڑے تھے۔ وے ہی وید آدک پستکوں کا پٹھن پاٹھن کرتے اور کراتے تھے پر انہوں نے ورن آشرم۔ یگیہ اور ویدوکت کرموں کو متہیا دوش مانکے استرد ہا اور رایہ درتی بہت کرادی پھر یگیوپویت آدک کرم بھی پلرپت ہو گیا۔ اور بہت وید آدک کی پستک کو پایا اور یورپ کے اتہاسوں کو انکا پرایہ ناش کر دیا جس سے کہ آثار آریوں کو پورا وستہا سمرن بھی نہ رہا۔ پھر جینیوں کا راج اس دیش میں اتینت جم گیا۔ تب جین بھی بڑے اہمان میں ہو گئے اور کو کرم انیا بھی کرنے لگے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۱۱ و ۳۱۲)

اب ہم اپنے مہربان مولوی صاحب سے مودبانہ پوچھتے ہیں کہ اس آپ کے مندرجہ بالا الزام دل سے کہیں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سری سوامی جی مہاراج نے آگیا دی ہو یا وید و شاستر کا ارشاد یا کسی آریہ راجا کی کارروائی ہو کر حکمت اور فلسفہ یا مذہب کی کتابوں کو جلا دو۔ اور کیا اسکا سکندریہ کتب خانہ جلانے سے بھی کوئی تعلق ہے۔

اب مولوی صاحب نے جو کتب خانہ سکندریہ کی بابت ہماری خلاف شہادتیں لکھی ہیں اُن پر غور کرتے ہیں۔

۳۴۴ **مولوی**۔ مشہور محقق ہسٹورین گبن صاحب کی تاریخ کے فٹ نوٹوں کا ترجمہ ملاحظہ ہو تاریخ گبن صفحہ تمام ۵۱ جلد ۵ اول یہود اور عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے نہ جلانے کی دلیل یہ ہے کہ اہل اسلام خدا کے نام کی بہت عزت کرتے ہیں اور انکی کتابوں کو وہ کتب الٰہیہ مانتے ہیں۔ جیسا کہ صفحہ ۳۰۷ میں ذکر ہے دیکھو مکتوبات قریبش کے

آریہ۔ اگرچہ قرآن میں بطور نام کے انکو کتب الہامی مانا ہے۔ مگر درحقیقت انکو تمام علماء اسلام نے محرف اور منسوخ گردانا ہے۔ واصل اصل مصلح الدین سعدی شیرازی فرماتے ہیں۔ ؎ مہ ادلات وعربی بر آورد گرد کہ توریت و انجیل منسوخ کرد۔ اور جامی کہتا ہے ؎ سود شش حط ولی زد خط بتجیل ند تکلیف مسح بر توریت و انجیل مسح چیر کو تقویم پاریہ یا کاغذ ردی سمجہنا معمولی بات ہے منسوخ تو امر دیگر ہے خود حضرت عثمان جامع القرآن نے قرآن شریف کے صدہا نسخے لیکر جلا دیئے اور خدا کے نام کا ذرا لحاظ نہ کیا۔ خلافت عثمان و حلو را جمع یک قرآن قرأت یک مصحف فرمان داد و باقی مصاحف را کہ بلغات مختلفہ بنوشتند و تمامہ میکردند بسوخت (صفحہ ۴۷)

اور دوسری جگہ خود عثمان کی زبانی منقول ہے۔ و دیگر میگویند کہ عثمان مصحف را بسوخت و حال آنکہ غرض من ازاں جرأت رفع اختلاط درمیان خلق تو دست بکلام الٰہی دراز روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ نولکشور ۱۲۸۱ء)

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری تصنیف علامہ ابن حجر عسقلانی میں لکھا ہے قولہ وامر بما سوٰہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق اور یہ امر اچھی طرح تفصیل کے ساتھ صحیح بخاری میں لکھا ہے دیکھو باب جمع القرآن صفحہ ۷۴۵ مطبوعہ ۱۲۷۰ھ اور یہی ذکر مولوی رحمت اللہ نے اعجاز عیسوی میں لکھا ہے صفحہ ۳۰۶)

ہزاروں تعویذ کرنیوالے مولوی صاحبان صدہا قرآنی آیات کی دہونی دیتے ہیں اور گناہ نہیں مانتے اور دیکھو (تاریخ ابی الفداء عربی مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۷۶ اور نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۸)

اور فرقہ علویہ کے مسلمان جو قرآن کا حال کرتے ہیں کیا وہ آپ کو معلوم نہیں۔ شیعہ لوگوں کی کتابیں جنہیں صدہا جگہ قرآن کی آیات تہیں اور محمد صاحب کی صفات اُنکو سُنی علماء کو عنوی ذ

جلا دیا تا دیگران چہ رسد (دیکھو فتوحات فیروز شاہی اور آئینہ تاریخ نما ر عقاید اسلام) میں بحوالہ صحیح بخاری کی لکھا ہے کہ عثمان نے قرآن کے بہت سے نسخے اکٹھے کرکے جلا دیئے (صفحہ ۳۹ ۱۲۹۴ھ) حدیقہ سنائی کے صفحہ ۵۸ اپر بھی قرآن کی بہت سی نسخوں کے جلانے کا انہیں الفاظ سے ایک ذکر موجود ہے۔

۳۴۳ **مولوی**۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ اسکندریہ کے کتب خانہ میں مذہبی کتابیں نہ تھیں جو اصل محل اعتراض ہیں۔

آریہ۔ اگرچہ یہ کتابیں بہت زیادہ تو علمی تھیں۔ مگر مذہبی بھی تھیں ضرور تھیں چنانچہ لکھا ہے کہ "یہیں کتب خانوں کیلئے بطلیمی فیلاڈلفس کے حکم سے توریت زبور و صحف انبیا کا عبری زبان سے ستر المونکی نگرانی میں یونانی زبان میں ترجمہ ہوا تھا جو سپٹواجینٹ کہلاتا ہے" (دیکھو اخبار السرول ۱۲۹۶ھ صفحہ ۱۶۷)

ہم اس موقع پر مناسب سمجھتے ہیں کہ جس طرح پر سہارا کر چند محمدی بھائیوں نے اس کے انکار پر کمر باندہی ہے اسکی اصلی تحریر کا جواب دیں۔

اول اعتراض۔ جو گبن صاحب نے لکھا ہے کہ ایک مصنف جس نے چھ سو برس کے بعد مصر یا فارس کی سرحد پر تواریخ لکھی جبکہ اُسکے خلاف دو اُس سے پہلے مورخ خاموش ہیں اور دونوں کرسچین اور مصر کے رہنے والے ہیں جس میں سے پہلا پادری یوٹی چائیس ہے جس نے مصر کے فتح کا مفصل حال لکھا ہے۔ تو اُسکی گواہی کیسے معتبر ہو سکتی ہے۔

تردید۔ جن دو آدمیوں کا گبن صاحب ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے لائبریری کا ذکر نہیں کیا وہ چاہے کرسچین اچھا مورخ ہوں مگر علم کے قدردان نہ تھے کیونکہ وہاں زیادہ تر علمی کتابیں تھیں۔ اور یہ پادری صاحب علم سے نفرت کرتے تھے۔ جیسا کہ پادری کارڈنل زمینیر صاحب نے ۱۵۰۸ء میں اسی ہزار کتابیں قلمی گرینیڈا کے میدانوں میں برباد کر کے انکی آگ کے شعلوں کی حوالہ کر دی تھیں (دیکھو کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن مصنفہ ڈریپر صاحب صفحہ ۱۰۴) مگر آج تک پادری لوگ اُسکی لائف کو بہت ہی اچھا بیان کرتے ہیں۔ اور لیتھرج وغیرہ اُسکی بہت ہی تعریف کرتے ہیں۔ اور خود گبن صاحب کا ہی اقبال ہے کہ پادری لوگ علمی کتابوں کی عزت یا پرواہ نہیں کرتے تھے (دیکھو گبن کی تاریخ جلد ۳ باب ۲۸ صفحہ ۲۸۸) سارا اصول یکساں ہی مصنف و لائق مورخ کی تحریر جو کہ علم کا قدردان تھا مقابلہ اُن دونا قدردانوں اور علم کے دشمنوں کی بہت زیادہ قدر اور عزت اور تسلیم کے قابل ہے۔

دوم اعتراض۔ خلیفہ کا حکم سچے مسلمانوں کی رائے کے خلاف ہے کیونکہ یہودی اور عیسائیوں کی کتابیں جو لڑائی سے حاصل کیجاویں وہ جلائی نہ جاویں دنیوی علم اور مورخوں اور شاعروں اور حکیموں اور فلاسفروں کی کتابیں بھی مسلمان لوگ استعمال کر سکتے ہیں۔

تردید۔ نہیں معلوم کہ سچے مسلمانوں سے گبن صاحب کی کیا مراد کیا انہوں نے جو دارا شکوہ پر فتوے دیئے گئے تھے نہیں سنے۔ کیا سومنات کے مندروں گرجاؤں کے ساتھ جو سچے مسلمانوں نے جو امین الملت و یمین الدولہ کا خطاب سلطان روم نے دیا تھا سلوک کیا ہے وہ آپکو معلوم نہیں۔ جو دھرم و سپہ سالار نے حالانکہ شاعر تھا مگر بسبب تعصب نے ہی کی ہر ایک چیز کی فہرست لکھی مگر لائبریری کا نام تک بھی نہ لکھا۔ درجہ حال فیلوسفر حکیم کے جیسے کی مطابق اُسکی کچھ قدر اُسے معلوم ہوئی تب ہی ان کتابوں کی فہرست بنائی اور نہ انکا مفصل حال لکھا صرف اندہادھند لکھ دیا۔ مگر صحیح بات اس طور پر ہے جیسا کہ اخبار پائنیر کے لائق اڈیٹر نے لکھا اور جسکو خلیفہ صاحب نے اپنی کتاب میں بلا کسی عذر کے درج کر دیا کہ بیشک خلیفہ عمر کو کتابوں کی کچھ پرواہ نہ تھی اور بنا سکو لکھنے میں کچھ تامل تھا (دیکھو اعجاز التنزیل صفحہ ۱۸۹)

سوم اعتراض۔ شاید یہ بات محمد صاحب کے جانشینوں کے ہوش سے ہو سکتی ہے مگر اس معاملہ میں بسبب کمی مصالح کے آگ جلدی بجھ جاتی یہ اسقدر کتابیں نہ تھیں کہ چھ ماہ تک جلائی جاتیں۔

تردید۔ شاید نہیں بلکہ ضروری طور پر یہ سخت حادثہ محمد صاحب کے جانشینوں سے ہوا مصالح کی کمی کا آپ غم نہ کیجئے کیا تھوڑی تھوڑی لکڑی اور چراغ کبھی ساتھ جلایا کرتے تھے لکڑیوں کے کتابیں جلتی نہیں اکیلی بہت اخیر میں گبن صاحب فرماتے ہیں اگر ہم بریان دماغ فرائیٹ کے فرقوں کے جھگڑوں کی صحیح کتابیں عام جوانی میں جلائی گئی ہوں تو ایک فیلسوف ہنسی سے کہہ سکتا ہے کہ خیر آخر کار السائکے کام میں تو آگئیں اگر جلائی گئیں تو اچھا ہوا۔ (دیکھو تاریخ روم مطبوعہ چیٹو اینڈ ونڈس لنڈن جلد ۳ باب ۵۱ صفحہ ۲۶۸ سنہ ۱۸۹۱ء)

مثلاً صحیح بات ہے کہ آریوں اور نیز آئیٹ فرقوں کی ضخیم کتابیں اردن کیتھلک وغیرہ نے برباد کر دیں اور جلا دیں اور اُن سے نہایت ہی بُرے بُرے سلوک کئے۔ (دیکھو ڈفروٹ آف کرسچانٹی مطبوعہ لنڈن) اور کرسچین مت درپن مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور ایسے ہی سلوک علمی کتابوں اور غیر مذہب کے عالموں کے ساتھ قرون ثلاثہ میں اہل اسلام نے کئے اور ۳۰۰ھ کے بعد بھی اکثر مقامات پر ایسے ہی سلوک کئے۔ ؎ شیم کرنا کردہ قرآن دست ٭ کتب خانہ چند ملت بشست۔

واضح ہو کہ عیسائیوں نے بھی کتب خانہ جلائے ہیں اور محمدیوں نے بھی مگر اُسی وقت جبکہ تعصب مذہبی کے سبب علم کی قدردانی سے محروم تھے۔ سکندریہ کے ایک ور کتب خانہ کو اس سے پہلے غالباً ۳۰۰ سال عیسائیوں نے جلا دیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی مرتب ہو گیا تھا۔ کیونکہ مذہبی پوجاری اور بادشاہ اسکے حامی تھے۔ اب ہم چند فاضل مورخوں کی شہادت عرض کرتے ہیں کہ آخرکار یہ کتب خانہ مسلمانوں نے جلا دیا ہے نہ کسی اور نے۔

نمبر ۱۔ آنریبل سر سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی فرماتے ہیں ”یہہ تحقیق ہے اور عربی تواریخوں میں یہہ واقعہ درج ہے کہ کتب خانہ خلیفہ عمر کے حکم پر جلایا گیا تھا۔ اگرچہ یہہ ممکن ہے کہ اُسکی ضخامت کی نسبت کچھہ مبالغہ کیا گیا ہو جو لوگ اس الزام کے رفع کرنے کے خواہاں ہیں وہ صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ مصنفین عرب نے اس روائیت کو غلط بیان کیا ہے۔ لیکن ضرور ہے کہ انکے ایک واقعہ کو غلط بیان کرنے کی کچھہ وجہ ہو وجہ صرف یہی پیش کیجاتی ہے کہ مسلمانوں کے اسکندریہ فتح کرنے سے پیشتر عیسائیوں نے کتب خانہ کو جلا دیا تھا۔ اور مسلمان مورخین نے غلطی سے اس واقعہ کو عمر کے حملہ مصر کے عہد سے منسوب کیا ہے۔ یہہ وجہ ایسی کمزور ہے کہ اسکی درستی پر یقین کرنا مشکل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک دفعہ اس کتب خانہ کو عیسائیوں نے آگ لگا کر جلا دیا تھا لیکن یہہ ثابت کرنا مشکل ہے کہ عمر کے حملہ کے وقت یہہ اسی تباہی کی حالت میں تھا۔ اور بعد میں پھر جمع نہیں کیا گیا۔ یا یہہ کہ مسلمانوں کے حملے کے وقت کوئی مجموعہ کتب سکندریہ میں نہ تھا اصل واقعہ اس طرح پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکندریہ میں ایک کتب خانہ تھا جسکو عیسائیوں نے جلا دیا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر وہ مرتب کیا گیا تھا۔ تواریخ سے اسقدر تحقیق ہوتا ہے۔“ (دیکھو اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مطبوعہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء و سرسید گزٹ ۲۴ - مارچ سنہ ۱۸۹۰ء)

آنریبل محقق فاضل نے جب وہ رائے دی تو ایک مسلمان مولوی کو بڑا افسوس ہوا چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ”اگر ہندوستان کے کم تعلیم یافتہ مسلمان جو نہ تو عرب کی قدیم تواریخوں سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔ اور نہ مغربی علوم تک انکی رسائی ہے اس (اسکندریہ کے کتب خانہ کو مسلمانوں نے جلا دیا) مضمون کی ناواقفیت ظاہر کرتے۔ تو چنداں حیرانی کی بات نہ تھی مگر عجب سر سید احمد خان جیسے لوگ بھی یہہ خیال رکھتے ہوں کہ اس کتب خانہ کے حضرت عمر کے وقت میں جل جانے کی روائیت صحیح ہے تو اسپر صرف تعجب ہی نہ ہوگا بلکہ افسوس ہوگا“

نامی گرامی مورخ ولیم سمتھ صاحب فرماتے ہیں ”اس اسکندریہ کی لائبریری میں ایک روائیت کے موجب سات لاکھ کتابیں تھیں۔ (ریتوریع کی قدیم تواریخ باب ۲۲ فقرہ ۲) اور دوسری روائیت کے موجب چار لاکھ (ایتھسٹر کی تواریخ صفحہ ۲) اس لائبریری کا کچھہ حصہ سیراپیس کے مندر میں جمع تھا جہاں کہ دو لاکھ کتابیں پرگمس کے بادشاہوں نے جمع کی تھیں۔ اور کچھہ ایم آن ٹونیو نے ملکہ کلیوپیٹرا کی نذر کی تھیں۔ عجائب خانہ کی لائبریری جولیس قیصر کے محاصرہ میں برباد ہو گئی۔ اور سراپیس کے کتب خانہ کو اسکندریہ کے لوگوں کے باہمی جھگڑے سے نقصان پہونچا تھا۔ اور خصوصاً اُسوقت جبکہ مندر کو عیسائی مجاہدین نے چوتھی صدی میں برباد کر دیا تھا۔ مگر کتب خانہ کی کل کتابیں آخرکار خلیفہ عمر کے حکم سے ۶۴۰ء میں جلائی گئیں“ (دیکھو ڈکشنری گریک اینڈ رومن جیاگرفی جلد اول صفحہ ۱۰۷ سطر ۳۰ سے ۴۱ تک لنڈن)

نمبر ۳۔ مشہور و معروف یورپین فاضل مسٹر جے ایم راڈویل صاحب ایم۔ اے فرماتے ہیں ”اگرچہ اسلام میں بہت سی باتوں کے لحاظ سے ایک ناکامیابی ہے لیکن بہت زیادہ تر قرآن ہی کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ایک بے آب علف جزیرہ نما کے باشندے جسکے افلاس کی برابری صرف انکی جہالت ہی کر سکتی ہے۔ نہ صرف ایک نئے مذہب کے پرجوش اور سچے پیرو بن گئے۔ بلکہ عمواً اور بہت سے اور لوگوں کی طرح اسکے بزور شمشیر پھیلانے والے ہو گئے۔ وہ لوگ مملکتوں کے بانی اور شہروں کے آباد کنندہ اور کتب خانہ انہوں نے خراب کئے تھے۔ اُن سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنیوالے ہو گئے“ (ترجمہ قرآن انگریزی ۱۸۷۶ء کا دیباچہ)

نمبر ۴۔ پھر ایک نہایت قابل قدر اور بے نظیر مورخ فرماتے ہیں ”اسی اثنا میں عمرو بن العاص نے جو کہ مصری فوج کا کمانڈر تھا۔ اسکندریہ کے فتح کرنے سے اُس ملک کی فتح کو ختم کیا۔ ۶۴۰ء میں یہہ بات اُسی وقت واقعہ ہوئی کہ مشہور لائبریری جسکو ٹالمی فلاڈلفس نے بنایا تھا اسکو مسلمان فاتحوں نے بالکل تباہ کر دیا جب عمرو نے خلیفہ کو درخواست کی کہ ان کتابوں کی نسبت آپکی کیا رائے ہے۔ تو اُسکا یہہ حکم آیا کہ برباد کر دو کیونکہ عمر نے لکھا کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کی کتاب یعنے قرآن کے مطابق ہیں تو بیفائدہ ہیں انکے رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر وہ برخلاف ہیں تو وہ سخت نقصان رساں مذہب کے واسطے ہیں پس انکو برباد کر دینا چاہئے۔“ اس حکم کے بموجب بیان کرتے ہیں کہ چار ہزار حماموں اور بعضوں کے قول کے بموجب پانچ ہزار حماموں کو شہر میں تقسیم کیگئیں تغیر کہ وہ چھہ ماہ تک بطور قیمتی لکڑی کے استعمال کیگئیں۔ اگرچہ گبن نے اس بیان کو غلط ثابت کرنے کے لئے بڑی عقل دوڑائی ہے لیکن پھر بھی ہمکو اس بات کو یقیناً ماننا پڑتا ہے کہ کتابیں ضرور خلیفہ کے حکم سے جلائی گئیں“ (دیکھو انگلش انسائیکلوپیڈیا جلد ۱ ردیف ۱ مطبوعہ لنڈن بریڈبری اگنو اینڈ کمپنی صفحہ ۵۶۶ و ۵۶۷)

نمبر ۵۔ عربی کے فاضل تواریخ عرب کے ماہر مشہور و معروف ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں ”حضرت عمر کی خلافت میں سنہ ۶۳۹ء میں ابوبکر عمرو ابن العاص نے مصر پر حملہ کیا۔ شہر اسکندریہ فتح ہوا اور لوٹا گیا۔ کتب خانہ وہاں کا ہیزم کی جگہ جلایا گیا۔ اس جگہ پہلا کتب خانہ جو بادشاہ ٹولومیز نے مرتب کیا تھا۔ وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جل چکا تھا۔ اس کے بعد یہہ کتب خانہ طیار ہوا تھا۔ وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا“ (دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۷۶ء لاہور)

نمبر ۶۔ خندمیر مورخ ایرانی خلیفہ عمر کے قابل تعریف کاموں کی یہہ تفصیل کرتا ہے ”کہ اسنے چھتیس ہزار شہر اور قلعہ کافروں سے چھینے اور چار ہزار مندر اور گرجے برباد کئے۔ اور چودہ سو مسجدوں کی بنیاد ڈالی“ (انگلش سائیکلوپیڈیا جلد ۶ ردیف ا دربیان خلیفہ عمر صفحہ ۵۶۷ و ۵۶۸)

نمبر ۷۔ ایک اور عالی قدر اور فاضل مورخ فرماتا ہے ”غالباً چھاپہ کی ایجاد سے پیشتر دنیا میں یہ سب سے بڑا کتب خانہ تھا جسکی بنیاد ٹالمی سوٹر نے مسیح سے ۲۸۴ برس پیشتر ڈی میٹریس فلیریس کے کہنے سے جسنے ایتھنز کا کتب خانہ دیکھا تھا ڈالی۔ اس کتب خانہ کے واسطے یونان اور ایشیا کے مختلف حصوں میں ایجنٹ مقرر کئے گئے تھے تاکہ نایاب اور نہایت قیمتی کتابوں کو خریدیں حتی کہ آخرش سکندریہ کے کتب خانوں میں ۷ لاکھ کتابیں ہو گئیں ابتدا میں یہہ کتابیں بروشیم کے عجائب خانہ میں رکھی گئی تھیں لیکن جب جلدوں کی تعداد چار لاکھ تک پہونچگئی۔ تو ایک نئی لائبریری سیراپیس کے مندر میں بنائی گئی جہاں کہ تین لاکھ کتابوں کے

قریب جمع تھیں جو لیس سیزر کے فتح کرنے کے بعد لوٹ مار کے زمانہ میں پرانی لائبریری کو اتفاقاً آگ لگی تاہم سیریپیس کا کتب خانہ بچ گیا جس میں تعداد لاتعداد بہت کتابیں بڑھائی گئیں خصوصاً پیٹرگیمی ان کے جمع کرنے سے جنہیں دوبارہ کتابیں مارک انٹنی نے ملکہ کلیوپیٹرا کو نذر کی تھیں۔ اور اس طرح یہ لائبریری پہلی لائبریری سے تعداد اور قیمت کے لحاظ سے بہت بڑھ گئی تھی جب ۳۸۹ء میں تھیوڈسیس اعظم کے ماتحت تھیوفلس نے صدر ویران کیا لائبریری کا ایک بڑا حصہ کھویا گیا تھا لیکن مسلمانوں کے اسکندریہ کو ۶۴۰ء میں فتح کرنے سے یہ لائبریری بالکل برباد کیگئی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب فاتح جنرل عمرو نے خلیفہ عمر سے کتب خانہ کی بابت ہدایت مانگی۔ اسکو یہ حکم ملا کہ اگر یونانیوں کی کتابیں خدا کے کلام یعنے قرآن سے مطابق ہیں۔ تو وہ بیفائدہ ہیں اور انکو محفوظ نہ رکھنا چاہیئے۔ اور اگر وہ غیر مطابق ہیں تو سخت نقصان رساں ہیں۔ پس انکو برباد کردینا چاہیئے بیان کرتے ہیں کہ ان کتابوں سے ۴ ہزار حمام گرم کیگئے اور انکی تعداد اس قدر تھی کہ وہ چھ ماہ تک گرم کرنے کے کام میں آکر جلتی رہیں" (دیکھو لی تمر ڈکشنری آف یونانی درسل الفریشن جلد اول صفحہ ۱۴۱ لنڈن)

نمبر ۸۔ نامور مورخ مسٹر سائمن آکلی صاحب فرماتے ہیں "ایک شخص بنام جان اُس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا۔ عمرو کی اُس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک دن جان نے عمرو سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیں۔ اور کتابیں مجھے عنایت کردیں عمرو سپہ سالار نے اس بات کے واسطے اپنے افسر سے یعنے خلیفہ عمرؓ سے اجازت مانگی۔ خلیفہ رضہ نے جواب دیا کہ اگر مضمون کتب مطلوبہ کا قرآن مجید کی آیات کے مطابق ہے۔ تو خیر ورنہ تمام کتابیں ردی ہیں پھینک دو۔ خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھ کتابیں لوگوں کو تقسیم کردی گئیں۔ اور باقی کی حاکم نے اپنے حمام خانہ کے کام میں لاکر جلادیں۔ اگرچہ بہت مبالغہ دراصل تعداد کتب مذکورہ بالا کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ مگر روائیت ہے کہ یہ کتابیں پورے چھ ماہ تک جلنے کے کام میں آتی رہیں۔ یہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں"۔ (دیکھو تواریخ سرا سینز انگریزی صفحہ ۳ و ۲ پیرا دوسرا ۱۸۴۸ء موجودہ لائبریری لاہور اور نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۵ و ۲۵۱)۔

نمبر ۹۔ مورخ ابوالفراغیس لکھتا ہے کہ فتح کے وقت عمرو سپہ سالار۔ جان فلوپس سے گفتگو کرتا تھا۔ اور اس سے اسکی دوستی تھی اس سبب سے عمرو سے اس نے ہی عظیم الشان لائبریری کی درخواست کی۔ جو لائبریری فلوپس کی نگاہ میں بیش قیمتی اور وحشی اعرابیوں کی نگاہ میں محض ہیچ تھی۔ اور جو ابھی تک تباہ نہیں ہوئی تھی۔ عمرو سپہ سالار اس صرف سوچنے والے فاضل فلولوس کی خواہش پوری کرنا چاہتا تھا) مگر بسبب دیانتداری کے وہ ذراسی بھی چیز بغیر خلیفہ کے حکم کے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے خلیفہ سے درخواست کی جس کا یہ حکم آیا کہ اگر یہ گریس والوں کی کتابیں خدا کی کتاب کے موافق ہیں تو بیفائدہ ہیں اور نہ باقی رہنے دینا چاہیئے اور اگر وہ اس (خدا کے کلام) کے برخلاف ہیں۔ تو وہ نقصان دہ ہیں۔ پس انکو برباد کرنا چاہیئے" اس حکم کی تعمیل نہایت فرمانبرداری سے کیگئی اور وہ کتابیں چار ہزار سکندریہ کے حماموں میں تقسیم کیگئیں۔ اور وہ اسقدر تھیں کہ چھ مہینے اُنکے جلنے کے لئے مشکل سے کافی ہوسکے"۔ (دیکھو پوکاک صاحب کی ابوالفراجین صفحہ ۱۱۴)

نمبر ۱۰۔ مشہور فاضل ڈریپر صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ "اس لائبریری کی کتابوں کی تعداد پر شک کیا جاتا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ خلیفہ عمر نے یہ حکم دیا تھا۔ خلیفہ عمر اُمی آدمی تھا۔ اور اُسکے مجلسی سخت دینی متعصب اور جاہل تھے عمر کا یہ کام علم سے کینہ کی تعمیل تھی" آگے عیسائیوں کے ظلموں کا ذکر کرکے فرماتے ہیں) کہ اکثر ایسے کام دین کے مفتریوں سے ہوتے ہیں"۔ (ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ و ۱۰۴ لنڈن [illegible])

نمبر ۱۱۔ مشہور و معروف مصنف ارونگ واشنگٹن صاحب امریکن فرماتے ہیں۔ "اسکندریا کو ۶۴۱ء میں فتح کرنے کے بعد عمرو سپہ سالار نے خلیفہ عمر کو اسکا حال لکھا کہ یہاں چار ہزار محل۔ پانچ ہزار حمام۔ چار سو تماشہ گاہ۔ بارہ ہزار باغباں ۴۰ ہزار یہودی ہیں انکو لوٹنا چاہیئے یا نہیں۔ خلیفہ نے حکم بھیجا۔ کہ انکو مت لوٹو۔ اور اُن کے مال واسباب کی فہرست تیار کرو۔ عمرو شاعر تھا۔ اور اُسکی ایک فلاسفر جان گرامرین والے سے دوستی ہوگئی تھی ایک کمبخت گھنٹہ میں جان گرامرین نے عربی جنرل کی لطف عنایت سے حوصلہ پاکر ایک خزانہ اکسیر ظاہر کیا۔ جو ابھی تک اُسکی نگاہ پر چڑھا تھا۔ یا کہ اس مسلمان فاتح کی اُسکی قدر نہیں کی تھی۔ یہ خزانہ مجموعہ کتابوں یا نوشتہ کا تھا جو اس وقت سے اسکندریہ لائبریری کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے جان نے جب چاہا کہ اس نے شہر کی ہر ایک قیمتی چیز کا حساب تولیا اور تمام اُس کے خزانوں کو مقفل کردیا۔ مگر اس نے کتب خانہ کی کتابوں کی کچھ پرواہ نہ کی تب جان نے عرض کی کہ یہ کتابیں مجھکو عنایت ہوں لیکن اس عالم کے پرجوش بیان سے عمرو کی نگاہ میں ان کتابوں کی قدر بڑھ گئی۔ اس واسطے اُن کے دینے میں اس نے بلاحکم خلیفہ کے پس وپیش کیا۔ اُسنے فوراً خلیفہ کو خط بھیجا اور اس میں جان کے اوصاف بھی بیان کیئے۔ اور درخواست کی کہ آیا اسکو یہ کتابیں دیجاویں یا نہیں خلیفہ عمر کا جواب مختصر لیکن مہلک تھا۔ خلیفہ نے لکھا "کہ مضمون ان کتابوں کا یا تو موافق ہے یا موافق نہیں۔ اگر موافق ہے تو قرآن بغیر ان کے کافی ہے۔ اگر موافق نہیں ہے تو وہ نقصان رساں ہیں۔ اس لئے وہ برباد کیجاویں" چنانچہ پانچ ہزار شہر کے حماموں میں کتابیں اور نوشتہ بطور ایندھن کے تقسیم کیئے گئے لیکن وہ اس قدر زیادہ تھے کہ اُن کے جلانے میں چھ ماہ لگ گئے۔ یہ وحشیانہ حرکت انکا ابوالفراجیس نے بیان کی ہے۔ اور گبن نے اس پر شک کیا ہے۔ اسوجہ سے کہ دو پرانے مورخوں لاسیں اور یوٹی چیا اس نے اپنی تواریخوں میں نہیں لکھا۔ اور حال میں لوگ (بغیر ثبوت) کہتے ہیں کہ وہ کتابیں جنکا جلا دینا لکھا ہے۔ وہ ابھی تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں مگر ہم نہیں جانتے کہ انکے پاس کیا ثبوت ہے۔ بہر کیف انکا جلانا اکثر یقین کیا جاتا ہے۔ اور تواریخ دان اُسپر بہت افسوس کرتے ہیں"۔ دیکھو لالیف آف دی سکسیسرز آف محمد جلد دوم صفحہ ۲۱۵ سے ۲۱۷ تک موجودہ لائبریری لاہور۔)

نمبر ۱۲۔ مورخ ماٹر صاحب بہادر فرماتے ہیں "ٹولیمی لیگس کے لڑکے اور جانشین ٹولیمی سوٹر نے اسکندریہ میں ایک فاضلوں کا مدرسہ یعنے اکیڈمی قائم کیا۔ اور اسی شہر میں ایک مشہور و معروف کتب خانہ بنایا جسمیں اہل روم کی فتوحات کے زمانہ میں ۷ لاکھ کتابیں موجود تھیں جنمیں سے کچھ اتفاقیہ آگ سے اس زمانہ میں غارت ہوگئیں جبکہ جولیس سیزر نے اسکندریہ پر حملہ کیا تھا۔ لیکن وہ نقصان آئندہ صدیوں میں پورا ہوگیا یہاں تک کہ ساتویں صدی میں مسلمان خلیفہ عمر کے حکم سے وہ عظیم کتب خانہ بالکل تباہ کیا گیا" دیکھو ٹریژری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۳ کالم ۲ پیراگراف آخری سطر ۱۵ سے ۲۴ تک موجودہ لائبریری لاہور)

پھر لکھتے ہیں کہ ۶۴۲ء میں سکندریہ کی لائبریری خلیفہ عمر کے حکم سے جلائی گئی۔ اور وہ لائبریری اتنی بڑی تھی کہ اُسکی کتابوں سے ۶ ماہ سے زیادہ چار ہزار حماموں کی آگ جلتی رہی" (ٹریژری آف ہسٹری صفحہ ۸۲۹ کالم ۱)

پادری فایئر صاحب لکھتے ہیں کتب خانوں کے چھین لینے کے بعد عمر نے انکے جلادینے کا حکم کیا اور اسوقت کے اور محمدیوں کا بھی یہ حال تھا کہ جو پرانی کتاب پاتے تھے برباد کرتے سو اس برباد کرنے میں یا تو پرانی کتابوں کی قدر نہیں جانتے یا یہ سمجھتے تھے کہ انکا مضمون قرآن کے خلاف ہونے پر گواہی دیتا ہے۔ اور یہی قدیم کتابوں کا برباد کرنا محمدیوں کی ایسی بیخبری کا باعث ہوا (میزان الحق مطبوعہ [illegible] باب اول فصل ۳)

مولوی۔ ابوالفرگیس کا افسانہ اس قدر مشہور نہ ہوجاتا۔ اگر اس سے یہ غرض نہ ہوتی کہ روم کے وحشی عیسائیوں کو اس بات کا الزام دیا جاوے کہ انہوں نے دنیا میں علمی تاریکی

نے کی کوشش کی"۔ اس حکایت کو سب سے پہلے ابوالفراعیس مورخ نے ایجاد کیا ہے یہ مدینہ کا باشندہ تھا۔ اور چودھویں عیسوی میں یعنے اس واقعہ کے قریبًا آٹھ سو برس بعد اس نے اپنی کتاب لکھی تھی۔

آریہ۔ یہہ آپکی تاریخی غلطی ہے فاضل ابوالفراعیس نے یہہ واقعہ سب سے پہلے درج نہیں کیا بلکہ اُس سے پہلے ایک اور مورخ عبداللطیف صاحب نے اسکو درج کیا ہے اور یہہ فاضل یعنے عبداللطیف مورخ مصر ۵۲۲ سال بعد فتح سکندریہ کے ہوا ہے۔ اور ابوالفرجیوس بھی آٹھ سو برس بعد نہیں ہوا بلکہ ۵۸۶ سال ہوا ہیں۔ انہوں نے جو کچھ لکھا وہ نہایت غور و پڑتال کے بعد لکھا ہے۔

مولوی عبداللطیف مورخ مصر حادثہ سکندریہ سے آٹھ سو برس بعد ۱۱۶۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۲۳۱ء میں مرگیا۔

آریہ۔ یہاں بھی حساب میں آپ نے غلطی کی ۵۲۲ سال ہوتے ہیں۔ مگر آٹھ سو سال ۲۷۸ سال کہاں اُڑا دیئے۔

مولوی۔ نہ اس واقعہ کو تاریخ بحری کے مصنف نے بیان کیا ہے جسنے اپنی قابل تعریف تصنیف کو ۸۲۳ھ یا ۱۴۲۰ء میں ختم کیا تھا۔ تاریخ بحری اوّل طرز اور واقعات کے لحاظ سے نہایت اعلےٰ درجہ کی تصنیف ہے۔

آریہ۔ اسکندریہ کے فتح کرنے کا کوئی مفصل حال یا مجمل ذکر تاریخ بحری میں نہیں ہے پھر کتب خانہ کا کیا پتہ یا نشان لگ سکتا ہے۔ دوم تعصب اسلامیہ کی شامت سے وہ ایسے فضول واقعات کے لکھنے کو متوجہ ہی کب ہونے تھے۔ اور اگر کچھ تحریر کر بھی دیتے تو آپ کیا غیرت اسلامی کے تقاضا سے ماننے والے تھے۔ مورخ عبداللطیف صاحب المصری فاضل ابوالفرجیوس صاحب ملطی۔ احمد المقریزی القاہری صاحب اور ابن خلدون صاحب ان سب کی بے تعصبانہ و فاضلانہ شہادتوں کو کیا آپنے مان لیا۔

مولوی رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے تو محرف کتابیں کہ جنہیں وہ خود بھی ایسا سمجھتے تھے جلوائی ہیں بخلاف عیسائیوں کے کہ انہوں نے وہ کتابیں غارت کیں کہ جنہیں وہی لوگ خدا کا خاص کلام جانتے تھے۔ (صفحہ ۵۰۰ اعجاز عیسوی مطبوعہ ۱۸۵۳ء آگرہ)

پس یہہ بات ہر طرح صحیح تحقیقات سے ثابت ہے کہ سکندریہ کا عظیم الشان کتب خانہ جو صفحہ دنیا پر ایک نہایت ہی عجوبہ و قیمتی یادگار تھی۔ کتب خانہ موصوف میں مصر۔ یونان ہندوستان اور روم قدیم کے بیش قیمت علمی مخازن موجود تھے اور اُن میں سے صرف اُن مجلدوں کی تعداد جو الماریوں میں چنے ہوئے تھے چار لاکھ تھی اگرچہ صرف یہی ایک قیمتی اور قابل قدر علمی ذخیرہ اپنے مالکوں اور اسکندریہ کے فخر و ناز کے لئے کافی تھا تاہم اسی قدر وسعت کا ایک عمدہ کتب خانہ جو بت سراپس المشہور سراپیم کے بتخانہ میں عظیم الاقتدار خاندان ٹالمی کے دلچسپی علوم و فنون کا ثبوت دے رہا تھا اگرچہ ایک لگ گیا تھا جسمیں تین لاکھ کتابیں علمی خزانوں سے مالا مال رکھی ہوئی تھیں پس ان دونوں کتب خانوں کا مجموعہ ہفت لاکھ بیان کیا جاتا ہے جو کہ ٹالمی فرمانرواؤں کی علمی قدردانیوں کا ایک عمدہ نتیجہ متصور ہوتا ہے۔

اگرچہ اس پر اور بھی صدمے پہونچتے رہے مگر آخر کار اسکا خاتمہ کر دیا ۶۴۲ء میں خلیفہ عمر کا وہ غضبناک حکم تھا جسنے چھ ماہ تک شعلہ ناک ہو کر اسکا نام و نشان مٹا دیا اور صرف مصر ہی نہیں۔ بلکہ ایران۔ ہندوستان غرض جہاں جہاں اسلام کا نشان گیا علم کا ستیاناس کرتا گیا۔ اس سے انکار کرنا بعینہ ایسا ہی ہے جیسا کہ محمود غزنوی علاؤ الدین۔ اورنگ زیب تیمور نادر و احمد شاہ ابدالی کے جور و ظلم سے انکار کرنا۔ اگر کوئی اتنے سو سالوں کے بعد انکار کرے کہ وہ لاکھ لاکھ مندروں کا ویران کرنا سروں کے ذریعہ جو تیمور سے لگائے گئے تھے انکا کیا ثبوت ہے یا ایسا ہونا انکا نادر ہوس کا ہی ہے تہذیب کے زمانہ میں ایسا بعید ہے۔ تو ای ناظرین ہم سوای اسلامی

تواریخی ثبوتوں کے اور کیا سنا سکتے ہیں۔ اور اُسوقت اگر کوئی مولوی چراغ علی خان صاحب جیسا یہہ کہے کہ مسلمانوں میں تاریخی واقعات میں سامع اور مبالغہ بہت ہوئی ہے اسوجہ سے نکما اُڑا جاتے ہیں تو ایسی باتوں کا درحالیکہ صحیح واقعات سے انکار ہو رہا ہے) اور ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینفعہ لف عبارۃ

القاء شیطانی و توصیف بتان کا قصہ

ہم نے تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۲۷۲ پر دو معتبر تفسیروں کے حوالہ سے لکھا تھا کہ ایک دن محمد صاحب بانی اسلام مکہ کے مسجد میں سورۃ نجم پڑھ رہے تھے اور اسوقت پڑھتے پڑھتے یہہ فرمایا افرأیتم اللت والعزیٰ ۰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ ۰ تلک الغرانیق العلیٰ ۰ وان شفاعتہن لترتجی جب یہہ ساری سورت ختم کر چکے تو سجدہ کیا یہہ ایسا وقت تھا کہ کعبہ میں ۳۶۰ بت موجود تھے بت پرست اور کعبہ پرست دونوں حاضر تھے کعبہ پرستوں نے بہ تقلید رسول خود اور بت پرستوں نے بہ تقلید بزرگان و بسبب تعریف محمد صاحب یکجا سجدہ کیا۔ اور باہم صلح صفائی ہو گئی یہہ خبر اُن مسلمانوں کو جو حبشہ واقعہ ملک مصر میں تھے جا پہونچی وہ سنکر بہت خوش ہوئے اور وطن مالوفہ کو پھرے چند روز کے بعد طمع پیری و مریدی کے سبب کوئی تنازعہ ہوا اور پھر آپس میں بگڑ گئے محمد صاحب نے جھٹ فرما دیا کہ وہ آیت جسمیں بتوں کی تعریف و شفاعت کی ترغیب تھی میرے منہہ میں شیطان نے نکلوا دی تھی۔ بنابراں منسوخ سمجھو۔

واضح ہو کہ محمد صاحب ہمیشہ دل میں تمنا کیا کرتے تھے کہ خدا کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل فرما دے کہ جس سے درمیان ہمارے اور ہماری قوم کے صلح ہو جاوے چنانچہ ویسی ہی آیت خدا نے نازل کی جسنے کعبہ پرستی اور بت پرستی ملا دی لیکن باہمی جھگڑا ہو جانے سے اسی کو منسوخ کر دیا اور کہہ دیا کہ وہ آیت شیطان نے میرے منہہ میں ڈالدی ہے اس واسطے کہا ہے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اب ہمارے مہربان مولوی صاحب اس سے انکار کرتے ہیں۔

۲۳۶ مولوی اسلام کے مختلف فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ سب کے پاس قرآن ہے مگر تعجب ہے کہ کسی میں یہہ موجود نہیں۔

آریہ بے شک اسلام کے ۷۵ مشہور اور ۱۵۰ غیر مشہور فرقے دنیا میں موجود ہیں لیکن سب کے قرآن ہم نے ابھی تک نہیں دیکھے اور نہ غالبًا آپ نے دیکھے ہیں۔ اگر کسی میں ہو تو ہرج کیا ہے۔ مگر سب تفسیروں میں ہے جس طرح اور بہت سی منسوخ شدہ آیات اب قرآن میں نہیں رہیں بلکہ نکالی گئیں انہیں کے شمار میں ایک یہہ بھی ہے۔

۲۳۶ مولوی اور ہو کیسے قرآن کریم کی شان اس سے اعلےٰ وارفع ہے کہ اس مجموعہ توحید میں ایسا مشرکانہ مضمون ہو اب حقیقت میں قرآن پر کوئی اعتراض نہ رہا۔

آریہ۔ اگرچہ وہ آیت اس عثمانی قرآن میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہہ تو حضرت عثمان جامع القرآن نے اُس سے انتخاب کر کے لکھوایا ہے۔ اور باقی سب پرانے نسخے آگ میں جلوا دیئے (دیکھو تاریخ ملک اسماعیل ابوالفدا عربی مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۶۷)۔ لیکن اُس محمدی قرآن میں تو کعبہ کے اندر خود محمد صاحب نے پڑھا تھا۔ یہہ آیت موجود تھی۔ تمام مفسر اس کے قائل ہیں یہہ اور بات ہے کہ القاء شیطانی انصاف پسند محققوں کا مطلب دونوں طرح حاصل ہے۔

ہم معالم التنزیل اور زاد الآخرت دو تفسیروں کی عبارت تکذیب براہین میں درج کر چکے ہیں۔ اب باقی تفاسیر کی عبارت درج کرتے ہیں۔

نمبر ۱۔ صحیح بخاری میں ہے عن ابن عباس قال سجد النبی بالنجم و سجد

معه المسلمين والمشركون والجن والانس یعنے ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا سجدہ کیا نبی نے سورۂ نجم میں اور سجدہ کیا ساتھ اُس کے مسلمانوں اور مشرکوں اور جنوں اور انسانوں نے یہاں بالکل مہمل بیان ہے مشرکوں کے سجدہ کی وجہ کوئی عیاں نہیں جب تک کہ حضرت کی بُت پرستی کا گمان نہ ہو وہ سجدہ نہیں کرسکتے۔ اسکی ساری تشریح شرح بخاری میں مذکور ہے جسے ہم بجنسہ یہاں درج کرتے ہیں۔

نمبر ۲۔ فاضل اکمل مولوی شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری الشافعی فرماتے ہیں یعنی قوله تعالیٰ اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته ای اذا حدث ای اذا تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا من الآیات المنزلة علیه من اللہ تعالیٰ القی الشیطان فی حدیثه فی تلاوته عند سکتة من السکتات بمثل نغمه۔ ذلك النبی ما یوافق رأی اهل الشرك من الباطل فیسمعونه فیتوهمون انه لما تلاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو منزه عنه لا یختلط حقا بباطل حاشاه اللہ من ذلك فیبطل اللہ ما یلقی ولا یبقی دره عن لکنه ینهی ما القی الشیطان ویحکم آیاته ای یثبتها ویقال ان امنیته هی قراءته وابن ابی حاتم والطبری وابن المنذر من طرق عن شعبة عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکة النجم فلما بلغ افرأیتم اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری القی الشیطان علی لسانه تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی فقال المشرکون ما ذکر آلهتنا بخیر قبل الیوم فسجد وسجدوا فنزلت هذه الآیة واخرجه البزار وابن مردویه من طریق امیة بن خالد عن شعبة فقال فی اسناده عن سعید بن جبیر عن ابی عباس فیما احسب ثم ساق الحدیث وقال البزار لا یروی متصلا الا بهذا الاسناد تفرد بوصله امیة بن خالد وهو ثقة مشهور قال وانما یروی هذا من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابی عباس"۔ انتہی (دیکھو قسطلانی المعروف کتاب ارشاد الساری الشرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴ مطبوعہ نولکشور کانپور)

نمبر ۳۔ تفسیر جلالین میں ہے۔ ما ارسلنا من قبلك من رسول هو نبی امر بالتبلیغ ولا نبی ای لم یؤمر بالتبلیغ (الا اذا تمنی) قرأ (القی الشیطان فی امنیته) قراءته ما لیس من القرآن مما یرضاه المرسل الیهم وقد قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سورة النجم بمجلس من قریش بعد افرأیتم اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری بالقاء الشیطان علی لسانه صلعم من غیر علمه صلعم به تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی ففرحوا بذلك ثم اخبره جبرئیل بما القاه الشیطان علی لسانه من ذلك فحزن فسلی بهذه الآیة لیطمئن (فینسخ اللہ) یبطل ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاته (دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۵۴ جلد ثانی مطبوعہ کلکتہ مطبع احمدی ۱۲۵۵ھ)

نمبر ۴۔ فاضل اجل جار اللہ زمخشری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ والسبب فی نزول هذه الآیة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما اعرض عنه قومه، شاقوه وخالفه عشیرته ولم یشایعوه علی ما جاء به تمنی لفرط ضجره من اعراضهم وطمعه وتهالکه علی اسلامهم ان لا ینزل علیه ما ینفرهم لعله یتخذ ذلك طریقا الی استمالتهم واستنزالهم عن غیهم وعنادهم فاستمر به ما تمناه حتی نزلت علیه سورة والنجم وهو فی نادی قومه وذلك التمنی فی نفسه فاخذ یقرأها فلما بلغ قوله ومناة الثالثة الاخری القی الشیطان فی امنیته التی تمناها ای وسوس الیه بما شیعها به فسبق لسانه علی سبیل السهو والغلط الی ان قال تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی وروی الغرانقة ولم یفطن له حتی ادرکته العصمة فتنبه علیه وقیل نبهه جبرئیل علیه السلام او تکلم الشیطان بذلك فاسمعه الناس فلما سجد فی آخرها سجد معه جمیع من فی النادی وطابت نفوسهم وکان تمکین الشیطان من ذلك محنة من اللہ وابتلاء ازداد المنافقون به شکا وظلمة والمؤمنون نورا وایقانا وقیل تلك الغرانیق اشارة الی الملائکة ای هم الشفعاء لا الاصنام" (دیکھو تفسیر کشاف النصف الثانی مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ صفحہ ۹۱۲ موجودہ پبلک لائبریری الہ آباد)

نمبر ۵۔ تفسیر مدارک التنزیل میں اول یہ سب قصہ لکھ کر پھر تاویلات پر کرما، یہی ہے فلما بطلت هذه الوجوه لم یبق الا وجه واحد وهو انه علیه الصلوة والسلام سکت عند قوله ومناة الثالثة الاخری فتکلم الشیطان بهذه الکلمات متصلا بقراءة النبی فوقع عند بعضهم انه علیه السلام هو الذی تکلم بها فیکون هذا القاء فی قراءة النبی وکان الشیطان یتکلم فی زمن النبی"۔ (صفحہ ۲ جلد ۳ مطبع احمدی ۱۲۸۸ھ برحاشیہ حسینی)

نمبر ۶۔ علامہ ابی سعود اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وقیل تمنی لفرط حرصه علی ایمان قومه ان ینزل علیه ما یقربهم الیه واستمر به ذلك حتی کان فی نادیهم فنزلت علیه سورة النجم واخذ یقرؤها فلما بلغ ومناة الثالثة الاخری وسوس الیه الشیطان حتی سبق لسانه سهوا الی ان قال تلك الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ ففرح به المشرکون حتی شایعوه بالسجود لما سجد فی آخرها بحیث لم یبق فی المسجد مؤمن ولا مشرك الا سجد" (صفحہ ۲۵۷ جلد ۶ برحاشیہ تفسیر کبیر)

نمبر ۷۔ امام فخر الدین اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔ ذکر المفسرون فی سبب نزول هذه الآیة ان الرسول لما رأی اعراض قومه عنه وشق علیه ما رأی من مباعدتهم عما جاءهم به تمنی فی نفسه ان یأتیهم من اللہ ما یقارب بینه وبین قومه وذلك لحرصه علی ایمانهم فجلس ذات یوم فی نادٍ من اندیة قریش کثیر اهله واحب یومئذ ان لا یأتیه من اللہ شیء فینفروا عنه وتمنی ذلك فانزل اللہ تعالی سورة والنجم اذا هوی فقرأها رسول اللہ حتی بلغ قوله افرأیتم اللات والعزی ومناة الثالثة الاخری القی الشیطان علی لسانه تلك الغرانیق العلی منها الشفاعة لترتجی فلما سمعت قریش ذلك فرحوا ومضی رسول اللہ فی قراءته فقرأ السورة کلها فسجد وسجد المسلمون بسجوده وسجد جمیع من فی المسجد من المشرکین فلم یبق فی المسجد مؤمن ولا کافر الا سجد سوی الولید بن المغیرة وابی احیحة سعید بن العاص فانهما اخذا حفنة من التراب من البطحاء ورفعاها الی جبهتیهما وسجدا علیها لانهما کانا شیخین کبیرین فلم یستطیعا السجود وتفرقت قریش وقد سرهم ما سمعوا وقالوا قد ذکر محمد آلهتنا باحسن الذکر فلما امسی رسول اللہ اتاه جبرئیل فقال ماذا صنعت تلوت علی الناس ما لم آتك به عن اللہ وقلت ما لم اقل لك فحزن رسول اللہ حزنا شدیدا وخاف من اللہ خوفا عظیما حتی نزل قوله تعالی وما ارسلنا من قبلك (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۵۴ قسطنطنیہ)

نمبر ۸۔ تفسیر کلبی میں ہے۔ ان النبی حدث نفسه فقال ذلك الشیطان علی لسانه یعنی شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ کہہ دیئے۔

نمبر ۹۔ مجاہد نے اس قصہ کی یوں روایت کی ہے کہ وہ لفظ جو رسول کی زبان سے نکلے وہ الغرانقة العلی تھا اور بڑی بڑی مفسرین نے اسکی یہ توجیہ کی ہے کہ یجوز ان یکون قرانا والمراد بالغرانقة العلی ان شفاعتهن لترتجی الملائکة وورد الشفاعة من الملائکة صحیح یعنی اس آیت کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد غرانقہ سے ملائکہ ہیں اور انکی شفاعت صحیح ہے پھر جبرئیل اس تاویل کے یہ فرمایا ہے کہ اب جو یہ لفظ۔

قرآن میں نہیں ہیں۔ مگر عجیب یہ ہے کہ کلمات منسوخ التلاوۃ میں داخل ہو گئے۔ قاضی عیاض نے بھی کمال نسخے کثیر من القرآن کہ قرآن کی کئی ایسی آیات منسوخ ہو گئی ہیں خدا جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے ایسا کہ محمد صاحب کے ذمہ سے الزام دور کرنے کی کوشش کی ہے (شفا قسم ثالث صفحہ ۱۰۵) **نمبر ۱۰** مولوی رومی لکھتا ہے۔

مثنوی دکان وحدت است　　غیر واحد ہر چہ بینی آن بت است　　غیر واحد ہر چہ بینی اندر من
بیگانے حیلہ است آن بلقیس　　بت ستودن بہر دام عامہ را　　ہمچنان دان کالغرانیق العلے
خواندش اندر سورۂ والنجم زود　　لیک آن فتنہ بُد از سورہ نبود　　جملہ کفار آن زمان ساجد شدند
ہم سری بود آنکہ سر بر در زدند　　(دفتر سوم)

اس کی شرح بحر العلوم نے اس طرح کی ہے۔ آن چہ غیر وحدت است ز مثنوی آمدہ قصہ بیان آنکہ عامہ متوجہ بمثنوی شدند و این توجہ ایشان را بتوحید رساند اگرچہ بتقلید باشد چنانچہ الفاظ الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی خود در سورۃ شد عامہ از مشرکان متوجہ شدند و ساجد للہ گردیدند و درین قصہ مشتمل آنست۔ چنانچہ مفسران آوردہ کہ آن سرور سورۂ نجم میخواندند چون باین آیت رسید افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ القائے شیطان بر زبان مبارک این الفاظ جاری شد تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی چون مشرکان این شنیدند خوش گردیدند و گفتند کہ محمد مدح اللہ ما کردہ و بہا شفاعت ثابت گرداند چون بآخر سورۃ رسید سجدہ کردند پس جبرئیل آمدہ گفت کہ این الفاظ از سورہ نبود بلکہ از القائے شیطان بود در ابیات مثنوی ہم درین کریمہ جلال الدین سیوطی نے در منثور میں اور شہاب الدین نے مواہب لدنیہ میں اور فضل ... ز سیاق تاریخ الکامل الفاضل میں قصۂ غرانیق کی تصحیح کی ہے اور قول منکرین کی مذمت غایت تشنیع (ارشادیہ صفحہ ۲۴۱) **نمبر ۱۱۔** مدارج النبوت میں ہے۔ "بعضے از متاخرین قصہ القائے شیطان در حدیث پیغمبر صلعم بر وجہے آوردہ کہ مرضی اہل تحقیق نیست از تاویلات علم الہدیٰ و تفسیر مجمع البیان و غیرہ حکایت معتبر چون تمسک بالمقنع و صحیۃ الاحادیث تا اخبار جمال موعود الی یوم الحساب آمدہ اسرار کردیم بطریق تفسیر مستحسن اہل سنت آوردہ اند کہ چون سورۂ والنجم نازل شد۔ سید عالم آنرا در مسجد الحرام در مجمع قریش میخواندند و در میان آنہا توقف میفرمود تا مردم ثانی نمودہ یاد گیرند پس بطریق مذکور و بعد از تلاوت آیت افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری موقوف شد۔ شیطان دران میان مجال یافتہ بگوش مشرکان رسانید کہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی حاصل معنے آنکہ ایشان بزرگان قوم یا مرغان بلند پرواز اند و امید شفاعت ایشان میتوان داشت کفار با استماع این کلمات خوشدل شدہ پنداشتند کہ حضرت رسالت پناہ صلعم خواند و بتان ایشان بدا ستائش کرد لاجرم در آخر سورت کہ آنحضرت صلعم با مومنان سجدہ کردند۔ اکثر اہل شرک اتفاق نمودند جبرئیل فرود آمدہ صورت حال بعرض آنحضرت رسانید و دل مبارک پیغمبر از ان بسیار اندوہناک شد و حضرت باریتعالیٰ و تقدس جہت تسلیہ خاطر سید عالم صلعم آیت فرستاد کہ وما ارسلنا و نفرستادیم ما من قبلک من رسول پیش از تو فرستادن تو ہیچ رسولے ولا نبی و نہ ہیچ نبی فرستادیم الا اذا تمنیٰ القی الشیطان مگر چون تلاوت کرد بیفگند شیطان فی امنیتہ در تلاوت او آنچہ خواست تا شبہہ شد کہ آن سخن پیغمبر خواند چنانچہ بوقت تلاوت پیغمبر ما شیطانے کہ او را ابیض گویند بہنجار او از حضرت صلعم این کلمات بخواند تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی در حالتیکہ حضرت صلعم سورۂ والنجم میخواندند باینجا رسیدہ بود و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ و جمعے گمان بردند کہ این کلمات از تلاوت پیغمبر صلعم است فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان پس باطل و زائل گرداند خدا آنچہ در افگندہ باشد شیطان از کلمات کفر پس ثابت کند خدا آیت ہائے خود را کہ پیغمبر میخواند"

(صفحہ ۷۴۳ جلد ثانی نولکشور ۱۸۸۲ع)

نمبر ۱۲۔ حضرت شاہ عبد الحق صاحب دہلوی فرماتے ہیں "آنحضرت روزے در مقام ابلاغ و اندازہ آمدہ سورۃ النجم را بر مشرکان خواند چون بدین آیت رسید افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ شیطان دران میان مجال یافت و بگوش مشرکان رسانید تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی و چون آنحضرت سورت تمام کرد و سجدہ رفت و مسلمانان نیز سجدہ رفتند و ہر کہ در مسجد الحرام ہیچ کافر نماند الا کہ بسجدہ رفت مگر امیہ بن خلف جمحی بقول بعضے کہ مشتے خاک گرفت و بر روئے شوم خود او گفت جبہے۔ پس مشرکان شاد گشتند و گفتند محمد اللہ ارباب ما را یاد کرد و مدح نمودہ بر آنشان اثبات شفاعت کردہ و ما نیز ہمین قدر اعتقاد داریم و ایشان را خالق و رازق و محیی و ممیت نمیدانیم و چون محمد صلعم با ما اتفاق نمود ما با او صلح کریم دوست از ایذا او و یاران او برداشتیم این خبر در اطراف منتشر شد و شیطان آنرا فاش گردانید۔ و چون بمہاجران حبشہ رسید ایشان نیز تصدیق این خبر بوطن عود نمودند۔ و چون وقوع این واقعہ موجب حزن و ملال خاطر آن حضرت صلعم گشت حق تعالیٰ از برائے تسلیہ خاطر حبیب خود این آیت فرستاد وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم چون این آیت بسمع کافران رسید گفتند محمد پشیمان گشت از آنچہ یاد کردہ بود از منزلت اللہ ما نزد خدا ما نیز از ان صلح برگشتیم و از سر ایذائے مسلمانان آغاز کردند۔ و مہاجران بحبشہ برگشتند چنانکہ مذکور شد" (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۸ جلد دوم نولکشور ست ۱۲ھ)

نمبر ۱۳۔ محدث شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں۔ "در اثنائے خواندن سورۂ نجم شیطان رجیم بصورت خود ذوالصورت پیغمبر بود چند از کلمات کہ دلالت بر مدح غرانیق علا کہ تعظیم متحمل است۔ ملائکہ و اصنام را میگر و بلند میخواند بوضع کہ کفار آنرا شنیدہ بر مدح تمام حمل نمودند و راضی شدند" (تحفہ اثنا عشریہ کید ششم)

نمبر ۱۴۔ قطب الدین خان لکھتے ہیں کہ جب حضرت ان آیتوں کو پڑھنے لگے افرأیتم اللات والعزی آخر تین آیتوں تک تو شیطان نے اپنی آواز حضرت کی آواز کے مشابہ کر کے پڑھا تلک الغرانیق العلے وان شفاعتہن لترتجی یعنے یہ مرغابیاں بلند ہیں۔ اور تحقیق شفاعت انکی البتہ امید کیگئی ہے۔ پس مشرکوں نے گمان کیا کہ حضرت نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ پس خوش ہوئے اور حضرت کیساتھ سجدہ کیا (مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

نمبر ۱۵۔ اب ہم اخیر میں شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی کی کتاب سے ایک آخری فیصلہ درج کرتے ہیں۔ شاہ صاحب اول قاضی عیاض و امام فخر الدین بیہقی کے اقوال درج کر کے یہ کہا کہ سوائے اسکے جمیع کتب مثل ابوحاتم و طبری و ابن المنذر و ابن اسحق و موسیٰ ابن عقبہ و ابو معشر وغیرہ نے اسکے خلاف لکھا ہے اور اخیر میں لکھا ہے کہ "آنرا فی الجملہ اصلے ہست و بہ تقدیر ثبوت چارہ نیست از توجیہ و اخراج آن از ظاہر تا از ین محذورات کہ ذکر کردہ شد برآید و تحقیق سلوک کردہ اند در توجیہات و تاویلات مسالک بعیدہ کہ نہ موجب تشفی و تسلی است پس بعضے گفتہ اند کہ جاری شد این کلمہ بر زبان آنحضرت صلعم در حالتیکہ عارض شد مر او را سنہ بے آنکہ ظہور باشد مر او را و چون مستشعر شد بان و دانست آنرا محکم گردانید حق تعالیٰ آیات خود را حکایت کردہ است این را طبری از قتادہ و رد کردہ است۔ قاضی عیاض این سخن را زیرا کہ جائز نیست ولایت شیطان بر وے صلعم در نوم۔ و بعضے گفتہ اند کہ شیطان ملجا او ساخت گردانید از روئے بے اختیاری و این سخن نا سزا تر و نا معقول تر از اول است بقولہ تعالیٰ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان و اگر شیطان را قوت و قدرت بران باشد ہیچ احدے را قوت بر طاعت نباشد۔ و بعضے گفتہ اند کہ مشرکان چون ذکر میکردند الٰہہ خود را وصف میکردند ایشان را۔ پس متعلق شد آن اوصاف بذہن شریف آنحضرت ماند و حافظے صلعم۔ پس

جاری شد بر زبان شریف وے سہواً۔ و رد کردہ است این را قاضی و منزلہ او مردود۔
و بعضے گفتہ اند کہ چون آنحضرت در قراءۃ بقول وی تعالیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ رسید ترسید کفار
کہ بیارد آنحضرت زیادہ برین اندم آلہۃ ایشان پس مبادرت کردند بسوے این کلام۔ و خلط
کردند آنرا در تلاوت آنحضرت صلعم چنانکہ عادت ایشان بود در لغو بقرآن و نسبت کردہ شد این
را بسوئے شیطان از جہت بودن او حامل و باعث بران یا مراد بشیطان جنس شیاطین است
کہ شامل شیاطین انس است۔

و گفتہ اند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ترتیل میکرد در قرات و توقفہا و سکتہا میکرد۔ پس چون آیات
پس ترصد شد شیطان از سکتات و تعلق کرد تا آن کلمات محاکی و مشابہ نغمہ آنحضرت
صلعم بحیثیتے کہ شنید آنرا کسے کہ نزدیک بوئے بود پس گمان برد آنرا از قول آنحضرت و شاعت کرد آنرا۔
و گفتہ است صاحب مواہب لدنیہ کہ این احسن وجوہ است و استحسان کردہ است آنرا قاضی ابن
عربی کہ از [illegible] علما است و گفتہ است کہ خبر داد خدا تعالیٰ درین آیت کہ سنت اللہ جاری
شدہ است در رسل انبیاء وے تعالیٰ۔ کہ چون گویند قولے زیادہ کند شیطان در وے از پیش خود
کلمہ را و این نص است در آن کہ شیطان زیادہ در قول آنحضرت نہ کہ آنحضرت صلعم
گرداند۔ گفت صاحب مواہب بتحقیق سعت کردہ است این قول طبری با جلالت
قدر وے و وسعت علم وے و شدت ساعد وے در نقد پس تنقیح کردہ است این را۔

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۵۹ و ۶۰)

اب ہم مولوی صاحب کے عذرات پر نگاہ ثانی کرتے ہیں۔

مولوی صاحب بیضاوی سے اس واہی قصہ کو کہ رسول اللہ نے یہ فقرہ کہ تلک الغرانیق العلی الخ
پڑھا تھا لکھ کر لکھتے ہیں وھو مردود عند المحققین۔ اور یہی الفاظ حاشیہ پر موجود ہے۔
از اول بیضاوی نے کسی محقق کا نام نہیں لکھا۔ نہ حوالہ دیا [illegible]
[illegible] کسی کے مردود کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ اعتراض تو [illegible]
حقیقی الوقوع [illegible] بلکہ مرتے جائینگے۔ اسلام کو [illegible] معلوم [illegible]
ہی کی خبر۔ [illegible] آپ جیسے بیضاوی سے نقل کرتی۔ [illegible]
[illegible] کی وہ [illegible] النبی [illegible] التابعین
[illegible] آپ جیسے متعصبوں کو [illegible] جلد دوم
آنحضرت ثنا بت پرستی [illegible] تعریف بتاں مان لو [illegible]
کیونکہ [illegible] آیت منسوخ کر دی۔ [illegible] عثمان غیرہ نے [illegible] کا نام
[illegible] قرأت [illegible] اور اسی میں یہ بیان کیا
[illegible]
[illegible] رسول اللہ۔ ترجمہ قریش [illegible] کے ذکر کیا
[illegible]
شیطان نے رسول کی زبان پر (معالم جلد ۳ صفحہ [illegible]) صاف [illegible]
[illegible] یہودیوں کی خاطر [illegible] بیت المقدس کی طرف تقریباً ڈیڑھ برس [illegible]
یوں قبلہ کی منسوخی [illegible] الٰہی ہیں مان لی [illegible] مسلمانوں کا [illegible] باطل ہے
[illegible] بعض مسلمان حجر الاسود [illegible] پانی وغیرہ کو [illegible] ہیں
[illegible] جانتے ہیں [illegible] واقع تھا [illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
در رزق دیتا ہے لیکن [illegible] شفاعت کرنے میں [illegible]
[illegible] بات ثابت ہیں کہ محمد صاحب [illegible] کیا کرتے تھے۔
[illegible] قال قوم من [illegible]

وھو قول المعتزلۃ والاشعریۃ لکن لا یمتنع ان ھذا الجائز لم یقع وقال قوم من المتوہمۃ قد کان
محمد کافرا قبل البعثۃ واحتجوا بقولہ تعالیٰ ووجدک ضالا فھدی (سورہ ضحی) وقال بعضہم
[illegible] لم یکن النبی مومنا باللہ قبل ان بعثہ لانہ تعالیٰ ما کنت تدری
ما الکتاب ولا الایمان [illegible] عن السدی فی قولہ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک قال
الوزر الشرک فانہ کان علی دین قومہ اربعین سنۃ۔

ترجمہ فرقہ از خوارج وابن فورک از اہل سنت قایل شدہ اند باینکہ جایز است کہ حق تعالیٰ مبعوث
کند پیغمبرے را کہ قبل از بعثت کافر بودہ باشد و قومے از حشویہ اہل سنت گفتہ اند کہ محمد مصطفےٰ
پیش از بعثت کافر بودہ این آیت را حجت گرفتہ اند ووجدک ضالا فھدی کہ دلالت
بر گمراہی [illegible] کہ محمد [illegible] فرقہ [illegible] معتزلہ گفتہ اند کہ محمد پیش [illegible]
[illegible] اند ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان یعنی
اے محمد تو نمی دانستی کہ کتاب و ایمان چہ چیز است و از سدی کہ از علمائے اہل سنت است در تفسیر
این آیت ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک منقول است کہ مراد از وزر شرک
زیرا کہ محمد چہل سال بر دین قوم خود بودہ است (شرح نہج البلاغۃ [illegible] صفحہ ۴۴)

سورہ بنی اسرائیل وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا
غیرہ واذا لاتخذوک خلیلا ترجمہ ہر آئینہ نزدیک بودند کہ بفریبند ترا از آنچہ
وحی فرستادیم بسوے تو تا بہ بندی بر ما غیر آن و آنگاہ دوست گرفتندے ترا شاہ ولی اللہ کہتے ہیں
وقت نزول آیت نفسہ لغزانیدن [illegible] معالم میں ہے قال سعید بن جبیر کان النبی یستلم
الحجر الاسود فمنعتہ قریش وقالوا لا ندعک حتی تستلم بآلہتنا وتمسہا فحدث نفسہ
ما علی ان افعل ذلک واللہ یعلم انی لہا کارہ۔ تفسیر حسینی میں ہے گفتہ اند کہ قریش آنحضرت
گفتند کہ نمیگذاریم ترا کہ استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتان ما را۔ اگرچہ بسر انگشت باشد
آنحضرت را از [illegible] شوق [illegible] در خاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر
چنین کنم [illegible] میدانند کہ من [illegible] ہم"۔ جلد ۱ صفحہ ۳۹)

غرضیکہ ایسے ایسے [illegible] اکثر گذرا کرتے تھے۔ اور ضرور ہیں کہ گذریں وجہ
یہ کہ حجر الاسود کی شفاعت لات و منات کی شفاعت و شہادت سے افضل نہیں
تو ترک دونوں [illegible] پرستی ہیں اور دونوں کی تعلیم سے جہالت برستی ہے

اصل معاملہ یوں ہے کہ [illegible] سلاطین [illegible] اسرائیل [illegible] جوں جوں عقل کا
زمانہ آتا گیا طبیعت بدلنی شروع ہوئی [illegible] منسوخ ہوا اور محمد صاحب کے
دل میں شیطان کا [illegible] یقین گردانتے۔ بعضوں نے محمد صاحب کی آواز میں شیطان کا
آواز ملانا اور بعضوں نے شیطان کو بشکل محمد متشکل ہونا لکھا ہے۔ یہ سب [illegible] دلیلیں اور جھوٹی
دلیلیں ہیں۔ اس پر سب کا اتفاق ہے اور یہی بات ٹھہرا تفاق کہ محمد صاحب نے تعریف
بتان [illegible] بیان فرمائی اور اصنام کی مدح سرائی اور شفاعت کے سامنے
زبان پر لائی ہے پھر سورۂ حج کی وما ارسلنا کی آیت سے اسے منسوخ ٹھہرایا اور بہانہ
بنایا کہ یہ القائے شیطانی سے میں نے دھوکا کھایا۔ دونوں آیات کا مضمون ایسا
[illegible] اور ایک دوسرے کو مکمل بناتا ہے کہ کسی جاہل کو بھی شک کی گنجائش نہیں رہتی
اور صاف تسلی ہو جاتی ہے کہ شیطان نے محمد صاحب سے بتوں کی تعریف کروائی اور آخر کو
شرمندگی [illegible] محمد صاحب محزون ہوئے اور سرنگون معتبرین گواہ ہیں اور محدثین
آگاہ۔ آسمان سے جبرئیل [illegible] آگئے محققین نے شیطان کا نام
بتا دیا۔ [illegible] حضرت کو [illegible] راستی سے بہلاتا ہے اور آپ قادیانی بھی کے حواری بن [illegible]
سے بخاری [illegible] ہیں اور [illegible] ابن ابی حاتم و طبری و ابن سعد و ابن اسحاق
و موسیٰ بن عقبہ [illegible] و ابن عباس و عبدالعزیز و عبدالحق و جلال الدین

مثنوی ملا و مولوی رومی و حافظ جار اللہ زمخشری و حسن واعظ و امام فخر الدین رازی مسعود وغیرہ وغیرہ تمام علماء و فضلا اور متن آخرین کے خلاف ہی کفر کی کاری رہے ہیں جب تک شیطان کی ڈالی ہوئی کوئی تمنا انہی نبی کے دل میں بنا دو گے اور سورۂ نجم و سورۂ حج کی آیات کی کوئی تطبیق نہ سناؤ گے۔ قرآن کی کج مج بیانی دور نہیں ہوتی اور آپ کی منافقانہ اٹکل بازی ساہی کے ترشح نہیں ہوتی۔ مولوی۔ کاس شدہ۔ جملہ دل غ درت یعنہ کجا کجا ہی علیحدہ جملہ بار بار رخنہ کجا کجا گئی۔

عدم ضرورت قرآن

مولوی ۲۹۳۔ اگر دنیا کے انتظام کیواسطے اللہ تعالیٰ نے مختلف ناظم بھیجے تو بھی انتظام یعنی زیادہ دینی و روحانی انتظام کیواسطے کسی ناظم کا آنا ضروری نہیں۔

آریہ۔ ہم بھی منکر نہیں ہیں مختلف وقتوں میں رفارمروں کی لوگوں کی اصلاح کیواسطے آنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ آئے ہیں۔ مہرشی کپل۔ مہرشی گوتم۔ مہرشی کناد۔ مہرشی پتنجلی مہرشی ویاس۔ مہرشی جیمنی۔ منو بھگوان۔ سوامی شنکر۔ دیو رشی وشوامتر۔ راجرشی جنک۔ شری رامچندر۔ سری کرشن۔ بودھ۔ آچاریہ۔ شنکر آچاریہ۔ رامانج آچاریہ نانک دیو۔ اور زمانہ حال میں ہمارے ہندوستان کے رہنما عالم عالمان سوامی دیانند جی مہاراج جلوہ گر ہوئے۔ ایسے ہی بدھ دیو وغیرہ بھی اپنے وقت میں ایک زبردست ڈنکا لگا گئے۔ مگر انہیں سے کوئی سے الہام کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ دار و مدار تمام تر ویدوں پر رکھا۔ اور کسی نہ کسی پیرایہ میں یہ سب ویدوں ہی کے پرچارک ہے۔ سب ویدوں کا الہام مانتے۔ وید و پرایوں رکھتے تھے۔ ان میں سے کسی نے شرمناک محمد صاحب کا کام نہیں کیا۔ ملاکم تر ہے اب ہم دوسرے ملک کے رفارمروں کا حال کہتے ہیں۔ موسیٰ صاحب سے لیکر محمد صاحب تک اور زردشت صاحب سے ارسطو صاحب ہم سب رفارمروں اور حکیموں کی قدر کرتے ہیں مگر کسی کو ملہم یا بانی نہیں مانتے۔ ان کے اس دعویٰ کو بشرطیکہ انہوں نے کیا ہو۔ بالکل باطل جانتے ہیں۔ ہاں جس جس خرابی کی انہوں نے اصلاح کی ہے۔ اس کے لئے انکی تعریف کرتے ہیں مگر خاصکر توریت اور قرآن کے منیوں کی جہالت انکو رفارمروں کے اعلیٰ درجہ تک نہیں پہونچنے دیتی۔ اور ہمیں بھی مجبوراً انہیں اُس سے گرانا پڑتا ہے۔ انکا یہ دعویٰ ہے کہ ہم الہامی ہیں۔ باوجود موجودگی اختلاف الہامات کے ہم قطعی صداقت کے خلاف مانتے اور محض فریب یا دھوکا جانتے ہیں۔ ایک خدا اور اُسکے حکموں میں از حد اختلاف یہ سراسر اندھیر ہے۔ پس یہ پہلی ضرورت سراپا کدورت ہے۔

۲۹۷۔ مولوی۔ دوسری ضرورت۔ جزیرہ نما عرب کے لوگ ابتدا سے مدت تک محروم تھے۔ توریت و انجیل نے عرب کے جیتنے میں کوئی کامیابی نہ دکھلائی۔ بھلا وید جسکی تعلیم سے ہم آریہ ورتی لوگ باوجود کوشش کے بھی واقف نہیں ہوسکے کیونکر فائدہ اٹھاتے جیسا پہلے اوپدیشکوں اور مشنریوں نے اس قوم عرب کی نسبت یہ کمزوری دکھائی۔ اور اُنپر اتمام حجت نہ کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم نے جوش مارا اور اس قوم کو محروم نہ رکھا۔ بلکہ وہاں ایسا ہادی پیدا کر دیا۔ اور اُسے قرآن جیسی کتاب دی جس کی قوی تاثیر نے وہ تمام صداقتیں اور امتیازیں جو دنیا بھر کے علموں کے پاس اور پاک کتابوں میں مندرج تھیں مرکز عرب کو بھی پہونچا دیں۔

آریہ۔ تردید ضرورت دوم۔ جس طرح عرب کے لوگ محروم تھے اُس سے ہزار درجہ بڑھکر تمام افریقہ و یوروپ۔ امریکہ۔ چین۔ روس۔ ہندوستان۔ افغانستان۔ جزیرہ نما ہند چینی۔ آسٹریلیا وغیرہ محروم ہیں۔ اور اب تک محروم ہیں سب سے زیادہ زور جہالت کا افریقہ میں ہے۔ مگر وہاں کوئی جوش نہ آیا۔ اور نہ نبی پیدا ہوئے۔ عرب میں تو ابراہیم نبی پھر اسمعیل نبی پھر موسیٰ اور یسوع بھی ہوتے رہے۔ مگر افریقہ میں آجتک کوئی نہ ہوا اور نہ چین اور امریکہ میں۔ یوروپ اور ایشیا کو توریت کے علم الہی سے تمامتر باہر تھے۔ لیکن ان ملکوں میں کوئی آثار جوش کے گوش زد نہ ہوئے۔ بنابراں یہ جوش رحم کا نہیں بلکہ طرفداری یا مردم آزاری کا ہے۔ اسی واسطے ہم اُسے معقول جوش سے نامزد نہیں کرتے۔ بلکہ سراسر خود غرضی کا جوش و خروش جانتے ہیں۔ اُسوقت ملک عرب کی زبان میں انجیل اور توریت کے ترجمے ہو چکے تھے جناب مسیح کو ہوئے صرف پانسو برس گذرے تھے مگر آجتک باوجود گزرنے تیرہ سو برس کے قرآن کئی ملکوں اور زبانوں میں نہیں پہونچا۔ پس یہ جوش کی ضرورت تو اپنے جوش مذہبی دعویٰ کے ذریعہ سے ظاہر کی جس طرح محمد صاحب نے ہزاروں ملکوں کے حق میں کمزوری دکھلائی۔ قرآنی منتر کند ہو گئی۔ باوجود اسکے ہمیں کی تیرہ سو برس کے ابھی تک مکہ مدینہ اور عدن میں بت پرستی ہوتی ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی سے ساری اسلامی دنیا بھرپور ہے۔ تمام دنیا میں اور تمام مذہبوں میں جو دیکھے جاتے والوں کے بت بھی موجود ہے۔ ہیرے چاندی سونے کی مورتیاں موجود ہیں۔ پس قرآن نے اتمام حجت نہیں کی۔

آپکو تعصب مذہبی نے سب مکہ والوں جیسی آنکھیں نہیں دیکھتے مگر وہی ان جنگلی وہی بھیل گونڈ ان میں ہی گورکیوں میں اور وہی امریکہ کے جنگلی خندول اور جھے لینڈ والوں میں موجود ہے۔ اور آئرلینڈ والے بھی وہی آن بان رکھتے ہیں۔ جاکر دیکھ لو۔ افغان اور بلوچستان کے جاٹ بھی کسی حالت میں اُنسے کم نہیں ہیں۔ محمد صاحب کو اگر عرب کا رفارمر بھی مان لیا جاوے۔ تو بھی اس غلطی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ انہوں نے باوجود گھر میں خدیجہ سے تعلیم پانے اور بحیرہ وغیرہ راہبوں سے ملکر مذہبی واقفیت حاصل کرنے اور سلمان فارسی جیسے لوگوں کی دوستی کے یہ کہا کہ میں گذشتہ لوگوں کی کتابوں سے اچھی ہدایات انتخاب اور زبان یاد کر کے تمکو سناتا ہوں۔ الٹا الہام کا دعویٰ کیا۔ حالانکہ تمام محقق مزاجوں نے بالاتفاق مان لیا کہ قرآن عثمان جیسے خلیفہ کا جمع کیا بنایا ہوا ہے۔ اور اسی واسطے اُس نے تحریف میں دلیری کی ہے تک اور تو در کنار خود عرب کے پیدا و بدو جہالت و خونریزی میں مبتلا ہیں۔ اور علم و عقل سے ناآشنا رہے۔ کمال اس سے ناگفتہ بہ ہے حضرت معاویہ و عائشہ طلحہ اور زبیر کا حضرت علی سے جنگ۔ یزید۔ اور حسین کی لڑائی۔ کیا قرآنی نور کی جلوہ نمائی نہیں ہے۔ اسی طرح محمود اور اسمعیل اور اورنگزیب اور شاہجہاں اور تیمور شاہ بابر بادشاہ اور ابراہیم لودی اور اکبر اور بہادر شاہ اور سلیم شاہ اور ہمایوں بادشاہ نادرشاہ اور محمد شاہ۔ شیعہ اور سنی اور وہابی اسی طرح اپنے اپنے مذہب اسلام کے اور فرقے۔ وغیرہ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ تمکو جاتی بھائی [illegible] کہاں نہیں عجب کہاں انہیں بیگم دیکھتے تیرکی بردہ فروشی اور غلامی۔ امیر عبدالرحمن خان کا ہزار ہا مسلمانوں کی عورتوں کا سربازار نیلام کرانا اور بیچنا۔ عرب روم وغیرہ اسلامی مملکتوں میں لونڈیوں کی خرید و فروخت کثرت ازدواج۔ متعہ حاجیوں کا لوٹنا کیا یہ غیروں سے کرواتے ہیں یا مسلمانوں سے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

بیچ ڈالیں جو یوسف سا برادر ہو وے
عرب سے بھاگ ادب ہوتے ہیں بکتے بھائی

یہ درد کا کیوں واسطے؟ ذرا غور کرو اور سوچو حسن اور حسین اور ابوبکر اور عمر عثمان اور علی ان ہاتھوں سے مارے گئے کیا محمد کے ہاتھوں سے یہ انکے سارے بزرگ قتل نہیں ہوئے امام ابو حنیفہ جیسے فاضل شمس تبریز اور منصور حلاج و سرمد دلبر جیسے موحد ان کے

یہ تو لینے پار کر گئے۔ کیا ابھی تک مردہ ہی بنے رہو گے۔ خدا کو حاضر سمجھو اور قرآن کی باطل تعلیم سے بچ کر وید مقدس پر ایمان لاؤ۔ اگر محمد صاحب سچے ریفارمر تھے تو اُنکو چاہیئے تھا کہ یا تو سقراط کیطرح صرف توحید کی وعظ کرتے۔ کسی کتاب کا ذکر ہی نہ کرتے اور اگر یہی منظور تھا تو صاف کہدیتے کہ جس اُن سچی کتاب کا سروتوں میں کا نام وید ہے۔ اور تمکو اُسی کے مطابق ہدایت عربی زبان میں سناتا ہوں۔ ان الوید کتاب لمن انزل من رب العالمین فی ھذا لتکذبین علے آریۃ المرسلین۔ لاریب فیہ ھدی للمتقین۔ فاتبعوہ واتصر لعلکم ترحمون۔ والذین یومنون بما انزل من قبلک وبالاخرۃ ہم یوقنون اولئک علے ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منھا شفاعۃ ولا یوخذ منھا عدل ولا ھم ینصرون۔ اگر ایسا کرتے تو نہ تو مزید بدنامی یا الہام کی ضرورت ہوتی اور نہ کسی بیہودہ عبارت کی باقی رہتی۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ انکی آنکھ کے سامنے موجود تھا۔ یہود۔ عیسائی۔ صابئین۔ توریت۔ انجیل۔ زبور۔ عرب اور انکے بت پر اور انکی سنی سنائے وغیرہ ہیں سب کا قرآن میں ذکر کیا اور انہیں کے حوالے دیئے۔ عیسیٰ و موسیٰ کی تعلیم پیغمبر بنا و دعویٰ کیا اور معراج کے بارے میں زردشت کی نقل کی۔ پس قرآن انکے اور انکے دوستوں کے خیالات کا مجموعہ ہی الہامی نہیں ہے بنا بران خود کی وید مقدس کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔

صفحہ ۳۰۰ و ۳۰۱ مولوی۔ ضرورت سوم دنیا میں ہمارے سادات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور انہوں نے بقدر امکان راستی اور راستبازی کو دنیا میں پھیلایا مگر انکے نا عاقبت اندیش اور جھوٹے بلکہ نا سمجھ پیروؤں نے ان کی پاک تعلیم میں نافہموں کو ملا دیا۔ اور اس حق خلاف پھیلایا ہندوؤں نے اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ کئی اوتاروں کچھ مچھ اور سور کے اشکال پر دنیا میں آتا اعتقاد کیا۔ عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے خاکسار بندہ مسیح کو خدا یا خدا کا ازلی بیٹا یقین کیا بلکہ انہیں روحی کہتے کہ مسیح کی والدہ صدیقہ مریم کو بھی معبود ٹھہرایا۔ عیسائیوں نے عیسیٰ کو ملعون بنایا۔ یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہونچائی اور ابراہیم فرزند ہو کر شمہ کے سبب نجات کے وارث بنے اور بعضوں نے رہبانیت اختیار کی۔ آریہ سماجیے یہانتک گرے کہ باری تعالیٰ ہمہ وقت حرکت میں ملتی ہان ذات کو اپنے پر قیاس کرکے کہدیا کہ باری تعالیٰ سے بھی بدون مادہ کے کسی چیز کا بننا محال ہے اور تناسخ کے قائل ہو کر ابدی نجات کے منکر ہو بیٹھے ایسی غلطیوں کے بچانے کیواسطے قرآن کی ضرورت ہے۔

آریہ۔ بیشک ہندوؤں کی یہ غلطی ہے کہ وہ پرماتما پرمیشر کو برخلاف وید و شاستر اوتار دھاری مانتے ہیں۔ مگر اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ ہندوؤں نے غلطی سے جینیوں کے بنائے پُرانوں کو پران مان لیا جنمیں ایسا ذکر لکھا ہوتا ہے۔ ویدوں کا کوئی قصور نہیں اور نہ انمیں اوتار کا مذکور ہے۔

موسوی توریت کی ستائش کی ہے بیشک کیونکہ اُسمیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہونچائی پیر دکھلانے کے عوض موسیٰ کو پیٹھ دکھلائی۔ پیر ہاتھ کو دیکھنے کیواسطے خدا آسمان سے اُترا۔ اور گم شدہ دُم کو باغ میں تلاش کرتا رہا۔ پس یہ یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ توریت کے الہام کا قصور ہے۔ انصاف کی بات ہے کہ توریت کا خدا تمام دنیا کا خدا نہیں وہ تو ابراہیم کا خدا۔ موسیٰ کا خدا۔ اسحاق کا خدا۔ یعقوب کا خدا ہے پس یہود ایسا ماننے سے مجبور ہیں۔ جب توریت میں سب نبیوں کی برائی مذکور ہے تو خود بد یقین ہو کر مقرب کیوں نہیں۔

عیسائی انجیل کے سبب صداقت سے گمراہ ہو گئے۔ انہوں نے انجیل کو الہامی مان لیا۔ پس جو کچھ اُسمیں درج تھا وہ اُنہیں ضرور ماننا پڑا۔ چونکہ انجیل میں مسیح کو خدا۔ خدا کا ازلی بیٹا اُسکو لکھا ہوا ہے۔ اگر انجیل سچی ہے تو اُس سے انکار کرنیوالا مشرک ملعون ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ انجیل الہامی نہیں اور خاصکر علم و عقل کے خلاف کتاب کو الہام ماننے کا یہی برا مقدور ہے۔

اسی بلا میں مسلمان بھی مبتلا ہو گئے جسطرح ہندوؤں نے کچھ مچھ سور کو اوتار مانا اسیطرح آپکے تصوف میں یہ کہا گیا [illegible] بلکہ سب جہان کو خدا گردانا ہے۔ آپکے تمام ولی اور بزرگ مولوی رومی محی الدین عربی شیخ احمد سرہندی شمس تبریز بایزید [illegible] بلکہ سرخیل عارفان حضرت جامی وغیرہ ہمہ اوست کے قائل ہیں اور تناسخ باریتعالی کا اوتار ہی۔ وہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے کسیطرح اچھے نہیں بلکہ برابر ہیں۔ قبر پرستی و کعبہ پرستی اور پیر پرستی مسلمانوں میں عالمگیر ہے۔ جو چیز حق پرست لوگ خدا سے مانگتے ہیں یہ لوگ قبروں اور پیروں سے مانگتے ہیں۔ اگر ہندو اور عیسائی اُن افعال سے مشرک ہیں تو یہ اُن سے ہزار درجہ زیادہ کافر ہیں جو محمد ہو وہ کو ابراہیم کی اولاد ہو سکتا ہے۔ وہی فخر سیدوں کو حضرت کی اولاد ہونیکا ہے اور اس گناہ سے زیادہ مجرم تمام دنیا کے مسلمان ہیں کیونکہ وہ علاوہ محمد پرستی کے ساتھ اُسکی اولاد کی پرستش بھی کرتے ہیں اُس کا نام ورد کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی خدا کی صفات میں تشبیہ تک نوبت پہونچائی اور اُس کی شان دیکھکر منہ کی کھائی ہے۔

ماسوا اسکے آریہ انکی بابت جو کچھ آپنے تعصب اندرونی کے سبب دلی بخارات نکالے ہیں وہ اوسان باختہ مریدوں کے خیالات سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتے ہیں۔ بدوں مادہ کے کسی کو پیدا کرنا علم و عقل تجربہ اور قانون نیچر کے خلاف ہے۔ یہ محض بہشتیوں اور اعرابیوں کی عقلمندی کا نمونہ ہے۔ کسی عقلمند نے نہ کبھی مانا اور نہ مانیگا۔ عقل کل خدا ایسا نہیں کہ جہالت کی تعلیم دیا بیوقوفی سکھلاتے۔ وہ تمام دانائی کا مخزن ہے۔ قرآنی خدا کی طرح وہ آپ پر ہونملیں اول نہیں پیغمبر نہیں بھیجتا یعنی ناخواندہ وغیرہ ناخواندہ اُستاد دو کیہ سے یعنی جمع) جس کی بابت کارخانہ الہی میں موجود ہو تو اسکو راجا ساہی بحکم کن فیکون ہو تو تمہیں نمونہ لکھنے والے مان لیں تو مان لیں۔ آریہ لوگ کبھی نہیں مان سکتے۔ ایسے بیہودہ مسئلے اگر کسی کی الہامی کتاب میں ہوں وہم کے سے مسئلہ تو درکنار اُس کتاب سے ہی انکار کرتے ہیں۔

تناسخ ایک ضروری مسئلہ ہے اور تمام تر علم معقول پر اُسکی بنیاد ہے۔ قدرت کے ہر ذرہ میں تناسخ نے قدم راسخ پھیلا رکھے ہیں۔ دو تہائی دنیا اسوقت بھی تناسخ کی قائل ہے مسلمانوں میں تناسخیہ فرقہ موجود ہے۔ محمد صاحب بھی سوروں اور بندروں کی جونوں سے انکار نہ کر سکے۔ تمام فاضل مسلمان مجدد وقت و امام زمان تناسخ کو مانتے رہے۔ ہم ہر ایک چیز میں روزمرہ تناسخ کا ہونا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس اگر تناسخ غلط ہے تو خدا کی خدائی کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور ایسے ضروری و علمی مسئلہ سے انکار کرنا دوسرے لفظوں میں خدا سے انکار ہے۔ پس الہام قرآنی کی یہ تیسری ضرورت بھی محض فضول ہے وید مقدس کافی ہے۔

۳۰۲۔ مولوی۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے دنیا میں آئے۔ اور انہوں نے الہی الہام سے لوگوں کو بت پرستی سے روکا اور آخر کار لوگوں کی سابقہ بت پرستی ہادیوں کی محبت کے ساتھ ایسی ملی کہ ہادی بھی معبود بنائے گئے۔ دیکھو حالات حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام اور رامچندر جی اور کرشن جی کی مگر ہادی اسلام نے اس دعوت توحید کو اس طرح پورا کیا کہ اپنی عبودیت کو الہی توحید کا لازمی جزو قرار دیا۔ اور کھول کھول سنا یا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد۔

آریہ جسطرح مسیح اور موسیٰ نے اور سری رامچندر اور سری کرشن نے لوگونکو بت پرستی سے روکا اسیطرح محمد صاحب نے۔ مگر الہام کے نہ ہونیکے سبب سے پیروؤں نے غلطی کھائی چنانچہ ثبوت حسب ذیل ہے۔

مسیح کا قول۔ مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں ہے مگر خدا۔ ہر ایک جو مجھے خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ بلکہ وہی جو باپ جو کہ آسمان پر ہے اُسکی مرضی پر چلتا ہے۔

موسیٰ کا قول۔ تو خدا کی کوئی تصویر نہ بنا اسکے سوا کوئی تیرا دوسرا خدا نہ ہووے۔

سری رامچندر جی کا قول۔ میں آدمی ہوں کی شکتی مطابق کام نہیں کرسکتا میں آدمی ہوں خدا نہیں ہوں۔

شری کرشن جی کا قول۔ اے ارجن میرے اور تیرے بہت جنم ہو چکے ہیں جو ایسور کی بھگتی کرے اور کار کا جاپ کرے اُسی کی بھگتی سے تیری مکتی ہوگی ورکسی کی پوجا سے تیری نجات نہیں ہو سکتی۔

محمد صاحب کا قول۔ الٰهكم الٰه واحد۔ لا نعبد الا الله۔ مگر بعض کے پیروں اور بعضوں سے جو سخت غلطی ہوئی کہ جس سے بت پرستی انکی امت میں جاری ہو گئی۔ مسیح نے مرتے معاملوں میں اپنے آپکو خدا اور خدا کا بیٹا کہا جنہوں نے اسے سجدہ کیا مانع نہ ہوا۔ جس سبب سے وہ سالہا سال کے سارے گمراہ ہو گئے۔

موسیٰ نے خدا کو بڑی حقارت سے یاد کیا سمجھانا۔ دلگیر ہونا۔ نفاق ڈالنا۔ جہاد کا حکم لوگوں کا قتل چوری زبردستی کا حکم۔ زنا کاری کی اجازت۔ آگ میں خدا کا دیدار۔ اور سوختنی قربانیاں وغیرہ جن سبب سے قوم گمراہ ہو گئی۔

پرانوں کے مصنفوں نے اوتار کا مسئلہ گھڑا ستر ڈیڑھ ہزار سال سے اس کی بنیاد ہے جب سے وحدت پھیلا اور خود خدا بننے کا خیال پیدا ہوا تب سے ہی ایسے مسائل اختراع ہوئے۔ ورنہ کرشن اور رامچندر کی تعلیم اسکے مخالف ہے۔ اور خود وید کے بھی یہ خلاف ہے۔

محمد صاحب نے بھی عدم سے وجود مانا لیکن نیکیوں کے مسئلے کے مطابق ہمہ اوست کی تعلیم دی جس سے انکے چیلوں نے بھی آپکو خدا کہا ہے۔

مولوی فریدالدین۔ احمد بے میم احد آمد بکار۔ سر مخفی ما تو گفتم آشکار
شیخ حمیدالدین۔ درعشق پیام درنہ گنجد خود بود کہ خود پیغمبری کرد
سید بھلے شاہ۔ مولا آدمی بن آیا ہونے ہر طرح کھیل رچایا۔
مولوی رومی۔ ایں جلوہ جہاں کرد آمد وے رفت ہر قرن کہ دیدی تا عاقبت شکل عرب وار برآمد

حدیث میں ہے۔ انا من نور الله (میں خدا کے نور سے ہوں)۔

شیخ عبدالحق۔ احمد کو ہم نے عیاں کیا ہے وہی احد ہے۔ نہیں کچھ اور ہو گا کسی نو العصول کا اسی طرح علویہ لوگ مسلمان کہلاتے۔ رسول پر ایمان رکھتے۔ مگر خدا کے اوتار کے قائل ہیں یہی حال بلوچستان کے ذکری لوگوں کا ہے۔ محمد صاحب اگر مردوں کے جلانے کا رواج کرتے تو قبر پرستی نہ ہوتی اور سب طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی اجازت دیتے تو کعبہ پرستی نہ رہتی اور اگر سنگ اسود کو بھی توڑ دیتے تو بس بت پرستی کا خاتمہ ہو جاتا۔ مگر یہ نہ کیا اور یہی بلکہ اس سے زیادہ قصور ابراہیم سے ہوا۔ ہاں وید مقدس نے ازل الی ابد تک تمام مسائل مذہبی اور خصوصاً بت پرستی کا فیصلہ کر دیا۔ کرنیل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ جس خوبی و عمدگی سے وید نے ہر قسم کی بت پرستی کی تردید کی ہے۔ آجتک کسی دوسری کتاب سے نہیں ہو سکی۔ اور یہی سبب ہے کہ آریہ لوگ سب سے زیادہ ہر طرح کی بت پرستی کے مخالف ہیں۔

تمام محقق عقلا کا بیان ہے کہ وید بت پرستی کے قطعی خلاف ہیں اور یہی سبب ہے کہ باوجود سوامی دیانند جی کے اسقدر اعلانوں کے آجتک ایک منتر بھی مورتی پوجا یا اوتار کا ہندو وید سے نکال سکے۔ دیکھو مباحثہ جموں اور کاشی جی ولیہ۔ پس باوجود موجودگی ایسی مقدس ہدایت وید کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳۳۔ مولوی حضرات انبیاء کی وساطت اور انکے پیروؤں کی کوشش سے صداقتیں دنیا میں پھیلتی ہیں مگر انکی قوم سے حفاظت نہ ہوئی۔ یا وہ لٹریچر یا زبان ہی مر گئی جیسے الہام ہوا تھا ویسا تک قوم اور تاریخ میں پہنچی کہ ایسی بے ہادی کے جانشین ملہم اور مقدس لوگ جو اس زبان کو ہمیشہ زندہ رکھیں اور انکی تعلیمات کو مختلف تدابیر سے پھیلایا کریں۔ انکا آنا ہی موقوف ہو گیا۔ جیسے آریہ اور عیسائیوں میں اور انکے بعد یہودیوں پارسیوں وغیرہ میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اس قدیم الہام کی تفاسیر بھی ایسی مختصر ہو گئیں کہ حق کا باطل سے جدا کرنا محال ہوا۔ اور قومی [illegible] کیطرف سے مائل ہوا ہمیں اس قوم پیدا ہوا والله تعالیٰ اور دیگر کو جو سابقین اگر دنیا کی مختلف کتابوں انسائیکلوپیڈیا [illegible] کے صفحات۔ چار وید [illegible] وغیرہ سے عربی۔ یونانی و دیگر سنسکرت [illegible] کا اثر ہی۔ چینی [illegible] السنہ سے بھی ثابت ہے اور انہیں انکے مفسرین کے غلط خیالات کرا تک گئے۔

پڑتا تو کیسا مشکل بلکہ محال کام ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام تعلیمات کو قرآن میں یکجا جمع کر دیا ہے اور ہمیں مختلف السنہ اور اقسام اقسام کی کتب کی جابجا تلاش کرنے سے ایک کتاب پڑھ لینا کافی ہے۔

آریہ۔ عیسائیوں کی کوشش تو اب بھی تمام اہل مذہب سے زیادہ ہیں جتنی زبانوں میں انجیل ترجمہ ہوئی ہے۔ قرآن کی تو کیا کسی کتاب کی بھی اسقدر اشاعت نہیں ہوئی تھی انجیل کی تعلیم مردود ہے اور نہ انکے سر گشت۔ ہاں عربی زبان متروک ہے۔ ژند اوستا کا بھی یہی حال ہے اور اس خرابی کی جڑ وہی اسلامی طوفان ہے جس نے ایران کو برباد کیا مگر وید کے حق میں یہ بات کسی طرح موزون نہیں۔ کیونکہ سنسکرت زبان مردہ نہیں ہے اور نہ انکی اشاعت عربی وغیرہ سے کم ہے۔ سنئے سنسکرت کی گرامر تمام زبانوں کی صرف و نحو سے بڑھکر اور بہتر ہے۔ انہیں آریہ لوگوں میں یونانیوں اور موجودہ زمانہ کی تمام انسانی قوموں سے ہر طرح بڑھکر ہیں۔ فارسی۔ یونانی۔ لیٹن۔ جرمن وغیرہ سب زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے۔ یونانی سے زیادہ کامل۔ لیٹن سے بڑھکر وسیع اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے۔ سنسکرت کل زبانوں کی ماں اور تمام زبانوں کی مرجع ہے۔ یہ ایسی آریہ لوگ بھارت کے اگر مصر میں بسے اور ممکن ہے سب چیزیں فلاسفروں نے موسیٰ سے لے کر علم [illegible] ہی اور گمان حاصل کیا۔ دیکھو کتاب انڈیا پاسٹ اینڈ پریزنٹ صفحہ ( ) چین۔ جاپان۔ مصر۔ یونان۔ روم۔ ایران وغیرہ تک ویدک زمانے روشنی پائی۔ آریوں کی زبان سنسکرت یورپ اور ایشیا امریکہ کی سب زبانوں کی جڑ ہے۔ اب بھی سنسکرت کی پستکیں کسی زبان سے کم نہیں ہیں اور نہ سنسکرت بولنے والے پنڈتوں کی تعداد تمام عرب کی آبادی سے کم ہے۔ بلکہ کئی کروڑ آدمی اب بھی سنسکرت میں بات چیت کرنے والے موجود ہیں۔ پس سنسکرت کا لٹریچر اور زبان مردہ نہیں ہے۔ اور نہ وید کسی طرح متروک ہونے کے لائق کیونکہ ویدوں کی نہایت پرانی تفسیریں چار برہمن اور دس اُپنشد موجود ہیں۔ ویدوں کے محافظ وید پاٹھی بھی ہزاروں کی تعداد سے اوپر ہیں۔ اور مقدس لوگ اس زبان اور دھرم کے زندہ رکھنے کے واسطے مختلف اوقات میں مختلف تدابیر سے عمل کرتے رہے۔ انکا آنا موقوف نہیں ہوا۔ دیکھئے مہابھارت کے یودھ کے بعد جب سے ہم اپنے تنزل کا آغاز جانتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ جب سے غیر مذاہب دنیا میں پھیلنے شروع ہوئے تب سے کتنے ریفارمر ہوئے ہیں۔ اول بیاس جی۔ دوم جیمنی جی۔ سوم [illegible]۔ چہارم کمارل آچاریہ۔ پنجم شنکر آچاریہ۔ ششم چانک منی۔ ہفتم بدھ گوتم جی۔ ہشتم ہری ہری۔ نہم راماس۔ دہم چیتن۔ یازدہم نانک۔ دوازدہم دیانند سرسوتی۔ اور آئندہ بھی ہوتے جاوینگے۔ ہماری تحقیقات کے مطابق ان سبکا ویدک مت تھا۔ ہاں لائبل کا طریقہ جدا جدا تھا۔ نہ انمیں کسی کا نئے مت چلانے کا مطلب ورنہ انکا وید کے سوا کوئی اور مت تھا۔ ان سب نے اپنے اپنے وقتوں میں دیگر مذاہب سے مقابلہ کیا۔ اور سب کے دانت کھٹے کئے۔ اور سب سے زیادہ مشکل کا سامنا مہرشی سوامی جی کو ہوا اسوقت ہندوؤں کی غلطیوں کے سوا انہیں محمدیوں اور عیسائیوں کی خرابیوں کا بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ تمام الزامات مخالفوں کے رد کر دئے اور جن لوگوں نے کچھ بھی غلطی کی تھی انکے خیالات کا [illegible] ظاہر کر دیا۔ وید کے دھرم کا دائرہ پرکاش کیا۔ سنسکرت ودیا کا ڈنکا نئے سر سے بجایا اور حقائق براہین کو حیران کر دیا۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ برہما۔ سیام اور تمام افغانستان بلوچستان اور ایران۔ چینی تاتار۔ امریکہ۔ یورپ اور آسٹریلیا کے باشندوں کو جتنی محنت قرآن کے پڑھنے میں لگتی ہے۔ اتنی ہی وید میں۔ اگر آپ کہیں کہ وید کی تفاسیر میں فرق ہے۔ تو یہی جواب ہمارا قرآن کی نسبت ہے۔ ہندو تو کیا آریہ لوگ محافظ ہیں اور وید ان کے دھرم کی نسبت آپ کہتے ہیں کہ کوئی روحانی صداقت قرآن سے باہر نہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ روحانی صداقت کا قرآن میں ذکر بھی نہیں۔ قرآن میں روح کا کہاں علم ہے قرآن میں نور کہاں اور قرآن میں تزکیہ نفس کی ارشاد کہاں ہیں۔ دنیاوی عیش و عشرت کے سوا بات کے

حور و غلمان کے سوا قرآن میں کیا دھرا ہے۔ جو خرابی بت پرستی سنگ اسود و کعبہ پرستی اور قبر پرستی کے متعلق اور مجدد پرستی کے سبب قرآن کی تعلیم سے پھیلی۔ مثلاً گوشت خوری کثرت ازدواج، بردہ فروشی اور لونڈوں اور لونڈیوں کا بیچنا اور زنا وغیرہ کی مکروہ تعلیم کو جو قرآن نے جاری کیا ہے اور ایران و روم جیسی اسلامی سلطنتوں میں خیر و شور سے عملدرآمد ہے بڑی مشکل ہے اگر ہم لوگ دس سو برس تک کوشش کرتے رہیں تب ان خرابیوں کا مستاصل ہونا ناممکن ہوگا۔ کیونکہ برائی کا پھیلانا آسان مگر دور کرنا مشکل۔ ورنہ یہ زہریلی تعلیم ملک اور قوم کو بگاڑ چکی ہے۔ قرآن کی سورۃ توبہ نے تو بڑا تعصب پھیلا دیا۔ جھوٹ۔ فریب۔ ڈکیتی اور جہاد کیواسطے جاہلوں کو دلیر بنا دیا۔ قرآن کی شیطانی کہانی نے مسلمانوں کو شرارت سکھانے کیواسطے کوئی ضرورت باقی نہیں رکھی ہے۔ مولوی صاحب! اگر انہیں باتوں کیواسطے قرآن کی ضرورت کہو تو بیشک ہے۔ ورنہ قرآن نے نہ تو کوئی روحانی تعلیم دی اور نہ کوئی سائنس کا سبق سکھلایا۔ اور نہ کوئی علمی مسئلہ حل کیا۔ بلکہ عرب کو بدستور سابق عرب یعنی گنوار ہی بنا دیا تا بدیگراں چہ رسد پس قرآن کی کوئی ضرورت ہے

مولوی۔ صداقتیں راستبازیاں قرآن کریم سے پہلے بھی دنیا کی مختلف اقوام کے پاس موجود تھیں گو محرف و مخلوط ہی کیوں ہوں۔ مگر پھر بھی وہ صداقتیں صرف دعوے ہی تھے جس کی عوام کو حاجت تھی۔ علی العموم سابقہ کتب میں دعووں کے دلائل موجود نہ تھے۔ اگر کچھ ان دعووں کے دلائل بھی تھے تو پہلی کتابوں میں آئندہ مذاہب باطلہ کی تردید میں مدلل گفتگو کا سامان بخلاف قرآن کے موجود نہ تھا بلکہ یوں کہئے کہ قرآن ایسی صداقتوں کی جامع کتاب نازل ہوا ہے جسکی جمعیت کے سامنے کسی نئی اور پرانی پستک کو مقابلہ کی تاب نہیں ہے کسی فقہ تمدن کے ایک ضروری مسئلہ نکاح پر عیسائیوں سکھوں ہندوؤں سے سوال کیا کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت ہے۔ اس ممانعت پر کوئی خاص حکم جناب مسیح کا یا انکے رسول بنائے ہوئے لیکا ایسی کتاب انجیل سے پیش کرو۔ گورو نانک جی کے گرنتھ صاحب سے بتاؤ۔ وید کی خاص شرتی یا شرتی کے خاص برہمنوں کے اقوال سے دکھاؤ۔ کسی نے بھی آجتک تو کوئی نشان بھی نہ دکھایا جب ایسی ضروری مسائل پر بحث نہیں تو ہماری کل روحانی ضرورتوں کو کیونکر یہ کتابیں پورا کر سکتی ہیں۔ اگر ایسے مسائل میں جنکا ذکر ابھی ہوا ہے یا نیچرل ایسٹ لوگوں کے قواعد کام دیتے ہیں تو اپنی کتاب کے کامل ہونیکا دعویٰ مت کرو۔ غرض اگر صداقتوں کا ایک جامع ہونا اور اختلاف نہ ہونا عقلا کے نزدیک کوئی ضروری امر ہے۔ اور ہے تو قرآن کریم کا نازل ہونا بھی ضروری ہے۔

مثلاً اللہ تعالیٰ موجود ہے ایک ضروری مسئلہ ہے جس پر قرآن نے یہ دلیل دی ہے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاولی الالباب اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ایک دوسرا مسئلہ ہے اس پر قرآن فرماتا ہے لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل فرماتا ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا اور قل لئن اجتمعت الانس والجن ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا۔ یاد رہے۔ اختلاف دو قسم کا ہوتا ہے اول ایک آیت دوسری آیت کے خلاف ہو دوم یہ کہ کوئی قرآنی مضمون نیچرل فلسفی یا کسی سچے علوم کے خلاف ہو قرآن میں ہر دو قسم سے کسی کا اختلاف نہیں ہیں۔ تیرہ سو برس میں نیچرل فلسفی کی کتنی ترقی ہوگئی مگر کبھی بھی قرآنی بیان کی غلطی ثابت نہ ہوسکی حال ہی میں [illegible] اسلام کو دیکھو کیسے کمزور ہیں ضعیف ہیں مگر ایسی کتاب کے ورثہ کی اصلی زبان میں کسقدر [illegible] ہیں عیسائی۔ آریہ ذرا [illegible] کرکے دیکھیں اور [illegible] اٹھائیں۔ عملی حالت پر نگاہ کرو۔ ادھر کوئی اسلام میں شریک ہوا مسلمانوں کا بھائی بن گیا جماعت اسلام میں شریک کیا نہیں معانقہ کا [illegible] قرآن پڑھتے ہیں قوم کا مساوی مستحق سمجھتے ہیں غرض یہ امر جس جماعت اسلام کے بادشاہ اسلام کا بھی اسلام میں ہم پلہ [illegible] کے لئے عملی مخالفت کھانے میں انکی [illegible] قوم ذکر کرکے آریہ کے ملانات کے چشم پوشی ہی کرنا مناسب سمجھتے ہیں کیونکہ آجتک تو آپکے یہ کسی غیر قوم کو وید [illegible]

اور نہ وید کو شودر کو اپنے ساتھ بے تکلف آریہ کے حقوق میں اسکو مساوی حقدار کیا۔ ایسی ہی عملی اور علمی ضرورتوں کے پورا کرنیکے واسطے قرآن نازل ہوا جیسے فرمایا ہے فاصبحتم بنعمته اخوانا پھر تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے۔

آریہ۔ بیشک جو کچھ صداقتیں قرآن میں ہیں وہ ساری کی ساری اس سے پہلی کتابوں میں موجود تھیں۔ جیسا کہ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ۹۱ و ۲ میں ثابت کردیا۔ پس قرآن کوئی نئی صداقت نہیں بتلاتا اور ایسی عدم ضرورت کو خود ہی آپکے منہ سے کھلواتا ہے۔ بیشک یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ جس طرح قرآن میں صداقتیں اور غلطیاں مخلوط اور محرف ہیں اسی طرح توریت اور انجیل میں بھی ہیں۔ مگر وید میں یہ حال ہرگز نہیں وہاں تمام تر راستبازیاں الہام کے نورانی جلوہ سے جلوہ گر ہیں۔ قرآن۔ توریت، زبور و انجیل کی طرح کمی نہیں جس طرح مثلاً نکاح کا آپنے ذکر کیا ہے بیشک اسکا جواب انجیل اور گرنتھ صاحب میں نہیں ہے لیکن وید مقدس میں ضرور ہے۔ انجیل کی تو کمی ہے لیکن گرنتھ صاحب کی نہیں کیونکہ تمام سکھ شادی غمی وغیرہ مسائل تمدن میں ویدک شریعت کے تابع ہیں انکی کوئی جدا شریعت نہیں ہے وجہ ظاہر ہے کہ انکا مذہب ہی شاستر سے جدا نہیں۔ انکے پہلے اوپدیشک نانک جی نے کہا ہے۔

چار وید ہوئے سچیار۔ پڑھیں گنیں تن چار وچار۔ بھاؤ بھگت کر نیچ سدائے۔ تو نانک موکھ انتر پائے

پھر کہا ہے
بید پکاریں نہیں مانیں۔ بہت ہی ابوہا بات بجھائیں

اور انکے آخری اوپدیشک گورو گوبند سنگھ جی نے کہا ہے۔

دھرم وید مریاد جگ میں چلاؤں۔ گئو گھات کا دوش جگ سے اٹھاؤں۔

پس سکھوں کی بابت اور انکے گرنتھ صاحب کی بابت آپکا اعتراض محض فضول ہے۔

باقی رہا آپکا یہ کہنا کہ ہمنے ہندوؤں سے سوال کیا کہ کس رشتہ میں نکاح کی ممانعت اس ممانعت پر کوئی وید کی خاص شرتی یا سمرتی کے خاص برہمنوں کے اقوال سے دکھاؤ مگر کسی نے بھی آجتک کوئی نشان نہ دکھلایا۔ یہ آپکا سخت مغالطہ اور پرلے درجہ کا دھوکا ہے یا کسی ناواقف کو ستانے اور پھنسانیکا ارادہ ہے۔ حضرت حکیم صاحب اپنی حق کے کاغذ کے سیاہ کرنے سے پہلے ذرا جموں میں پنڈت گنیش شاستری جی سے پوچھ لیتے یا کشمیر میں پنڈت دامودر شاستری جی سے سوال کرتے یا پنڈت گوکل چند جی سے ہی دریافت فرماتے۔ اگر یہ صاحبان نہ فرما سکتے تب البتہ ہم آپکے قول کو سچا مانتے مگر یہ ناممکن تھا کیونکہ ویدوں اور سمرتی میں صاف طور پر اسکا فیصلہ موجود ہے۔ وید کے مفسر منو نے لکھا ہے۔

असपिण्डा च यामातुर सगोत्रा च यापितुः सा प्रशस्ता
द्विजातीनां दारकर्मणि मैथुने ॥ ३ श. ५

ترجمہ۔ جو ماں کے سپنڈ (سپنڈ پتیت) اور پتا کے گوت میں نہ ہو۔ اسکے ساتھ وید دھرم کے ماننے والوں کو شادی کرنی چاہئے۔ اور اسی دھرم شاستر کے حکم پر تمام آریوں کا عملدرآمد ہے۔ نروک کارنے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

दुहिता दुर्हिता दूरेहिता भवतीति ॥ निरु० ३-४

لڑکی کا نام دوہتا ہے جسکے یہ معنی ہیں کہ جسکی نسبت دوری ہو تو قریب کے رشتہ داروں میں نہ قریب کے شہر میں ہونی چاہئے۔ بلکہ ان آدمیوں سے جو نہ رشتہ دار ہوں اور نہ قریب رہنے والے ہوں۔

ओम सम्राज्ञी श्वशुरे भव सम्राज्ञी श्वश्र्वां भव। ननान्दरि सम्राज्ञी भव सम्राज्ञी अधि देवृषु॥
ऋग्वेद अ० ८ अध्या० ३ ॥

ترجمہ۔ شادی کے اخیر میں دلہن کو دولہا کہتا ہے دلہن میرا پتا جو کہ تیرا سسر ہے انکی عزت کر اور ملکہ بن جا۔ [illegible] ہو میری ماتا جو کہ تیری ساس ہے انکی سیوا میں مگن ہوکر اس کی پیاری بن۔ میری بہن جو میری نند ہے اسکے بھی [illegible]

بیٹا وغیرہ بھائی وغیرہ دیا بیٹے اُس سے بھی سنتر بیٹ اور بکار ہو کر ربط سب رشتہ داروں سے سب بنا و چھوڑ کر جس ایسلوں سے بڑت۔

سو جتماں مطلب یہ ہے کہ ماں باپ اور بھائی اور جس سے باہمی رشتہ داری نہیں ہو سکتی یعنی اپنے خاندان سے یعنی شادی نہیں ہو سکتا۔ جس کی تشریح آگے رشی مہم کلام ربانی نے اس طرح کی ہے کہ ماں کی چھ پشت اور باپ کی گوت میں شادی نہ ہونی چاہیے۔ اور اسی کے مطابق آج تک تمام آریہ ورت میں عملدرآمد ہوتا ہے۔

تمام برہمو سماجی یا نیچرل اسٹ لوگ اسی وید مقدس کے ارشاد کے مطابق جو در حقیقت لا آف نیچر ہے عملدرآمد کرتے ہیں یہی قدرتی حکم نیچر کے مالک نے دنیا کے ابتدا میں مقدس رشیوں کے آتما میں پرکاش کیا۔ اسواسطے ہمکو وید کے کامل ہونیکا دعوے ہے۔ مگر قرآن کا بیان بالکل علم حکمت کے خلاف اعرابیت کا نشان ہے۔ جس نے انسانی شرافت کو دھبہ لگایا۔ اور حیوانیت میں ملایا ہے۔

سورۃ النساء حرمت علیکم امہاتکم الخ حرام کی ہیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری۔ بہنیں تمہاری۔ پھوپھیاں تمہاری۔ ماسیاں تمہاری۔ اور بھائی اور بہن کی لڑکیاں جن سے تم نے وطی کی ہے۔ اور اگر وطی نہیں کی ہے تو گناہ نہیں ہے اور تمہارے بیٹے کی عورت مگر وہ بیٹا جو تمہاری نیت سے ہے۔ اور دو بہنوں سے نکاح مگر جو گزرا وہ معاف ہے کیونکہ خدا بخشنے والا ہے۔ اور حرام کی گئی اوپر تمہارے شوہر والی عورتیں مگر جو تم لوٹ میں لائے وہ حلال ہیں اگر شوہر والی بھی ہوں۔

قرآن کے اس بیان پر ڈاکٹر [illegible] صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی انکی چچیری بہنوں یا اسی طرح کے دوسرے رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر قریبی رشتہ داروں میں شادیاں ہوتی ہیں۔ زن و شوہر ایام طفولیت میں ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور اسوجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو کتاب موجودہ حالات ایران)

اسی طرح ڈاکٹر غلام نبی صاحب اپنی جنتری میں لکھتے ہیں "نزدیک رشتہ داری کے خراب نتائج" ڈاکٹروں کا تجربہ ہے کہ قریب کے رشتہ میں شادی ہونے سے جو اولاد ہوتی ہے وہ کمزور و دائم المریض ہوتی ہے۔ اور جو مرض خاندان میں ہے وہ بچہ میں زیادتی کیساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر [illegible] نے تحقیقات کرکے باہمی رشتہ کرنیوالوں کے بچوں کا حال یوں لکھا ہے۔ ۵۰۰ خاندان جنمیں چچا زاد بھائی بہن میں شادی ہوئی تھی اور ۲۰۰۰ بچے پیدا ہوئے جن میں سے ۴۴۴ مر گئے ۱۱۷ قبل از مرگ مرے ۱۲۳ بلکہ نصف سے زیادہ دائم المریض ۱۱۷ گونگے و بہرے ۵۹ نابینا ۱۲۲ بیوقوف ۴۴ پاگل ۹۲ کوکھ مالا ۳۱ ۵ بدشکل ہوئے۔

(جنتری ڈاکٹر غلام نبی بابتہ [illegible]ء)

اہل قرآن کی غلطی کا انکو علاج کرنا پڑا ہے جانتے ہیں کہ باپ اور اس کے بھائی دونوں باپ کی جگہ ہیں اور اسیطرح باپ کے رشتہ دار میں جیسے باپ کی بہن ہے ویسے ہی چچا اور تایا اور پھوپھی کی بیٹیاں بہنیں ہیں۔ باپ اور اسکے بھائی بہنوں نے اکٹھا دودھ پیا ہے جس طرح ہم اور ہمارے بھائی بہنوں نے یکجا دودھ پیا ہے۔ عجب ہے دختران خواہر و دختران برادر حرام ہیں تو دختران چچا تایا و پھوپھی کی کیوں حرام نہیں۔ غالباً محمد صاحب کو یاد نہیں رہا۔ [illegible] تو شی کے چہل روزہ اقرار کیطرح بھول ہو گئی اور یہی غلطی اسلامی دنیا کی لڑکوں کی باعث ہے خون کی خرابیاں جو قریبی رشتہ دار ہونے کے سبب آئندہ اولاد میں پیدا ہوتی ہیں تا ہنوز مذہب محمدی انکا شکار ہو رہا ہے۔ پس جو مطلب وید نے ایک منتر اور منتر کے ایک شلوک میں بیان کر دیا۔ وہ قرآن سے کئی آیتوں میں بھی ادا نہ ہو سکا اور وہ نقص تاحال موجود ہے۔

آپنے تو قرآن کے بسے خدا کی ہستی پر دلیل دی۔ اسکا طریقہ اچھا مگر دلیل ناکارہ ہے۔ کیونکہ اس سے دلیل پیش کرنے والے کی جہالت ظاہر ہوتی ہے ——

حضرت آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ اسکے دروازے ہیں اور نہ سرخ اور سبز ہوتے ہیں اور نہ اسپر عرش کبریائی ہے علم و عقل کے خلاف باتیں نادانوں کو سکھایا اس میں سے نے پرماتما یا برہم کی ہستی اور اسکے ثبوت میں وید مقدس نے کیا اعلیٰ درجہ کی دلیل دی ہے۔

رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸۔

ऋतच सत्ये चाभी द्धात्त प सोऽध्य जायत।
ततोरात्र्यजायत तत समुद्रो अर्णव.॥१॥
समुद्रा दर्णवादधि संव त्सरो अजायत। अहोरात्रा
णिविदधद्विश्वस्य मिषतो वशी॥२॥
सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत्।दिवं च
पृथिवीं चान्तरिक्षमथो स्वः॥३॥४८॥

مطلب: ایشور نے سنکلپ مطابق مخلوقات کے بنانے کے دنیا کے اصول اور اسکے موافق حکمت اپنے گیان کی طاقت سے پیدا کیا۔ جو بلکہ پہلے حقیقۃ اوسنہا نہ ہونے کے قابل حالت میں تھا۔ جس اوس سے حرکت والی جس سے زمین پانی وغیرہ نمودار ہوئے اور اسکے بعد باقاعدہ حرکت ستاروں اور سیاروں میں پیدا ہوئی جن سے دن رات مہورت وغیرہ کا ظہور ہوا۔ غرضیکہ جس طرح پر دستور نے گزشتہ کلپ میں سورج اور چاند سیارے بنائے تھے جن سے دن اور رات ظہور میں آئے اور روشن اور غیر روشن کروں کا ظہور کیا تھا ویسا ہی اب بھی کیا (بلکہ ہم انمیں کام کر سکیں) بلکہ موکش دھام بھی ہمارے لئے بنایا۔

خدا کو منظور خود ہی انصاف کیجیے کہ قرآن کی اس ناکارہ دلیل سے نفی پر حجت اور قاطع دلیل ہے ابتدائی یعنے لاشریک ہونے کی۔ اب بھی غور فرمائیے۔ یہاں بھی اول تو وہی آسمانی غلطی موجود ہے۔ دوم یہ دلیل بالکل ناکارہ ہے آپ کہتے ہیں اگر زمین و آسمان کے درمیان ایک اللہ کے سوا کوئی اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں خراب ہو جاویں کیونکہ تالیف وہم پرستی۔ نفاق۔ شرارت۔ بت پرستی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور ان باتوں سے اس آبادی میں ویرانی ہو جانا ضرور ہے۔ زمین وغیرہ سب خراب ہو جاویگی تو کیا یہ کئی معبود ہونے کا باعث ہوگا ہرگز نہیں۔ اگر خراب ہو جاینگے سے معنے ہیں کہ ابھی خراب ہو جاویں تو بھی غلطی ہے۔ کیونکہ کوئی باطل معبود زمین و آسمان کو خراب نہیں کر سکتے۔ اور اگر خراب کریں تو قرآنی خدا کی کمزوری ظاہر ہو۔ جیساکہ معاملہ شیطان میں شکست فاش کھا چکا ہے۔ اور بت پرستی جہالت وغیرہ کا یکبارگی نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ آہستہ آہستہ دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جیساکہ قبر پرستوں یا سنگ اسود پرستوں کا ہو گیا ہے ؎

سنگ اسود چومنے سے دل بھی کالا ہو گیا
[illegible] اور عالا ہو گیا

اور اگر کوئی جہالت کا بازار دیکھنا چاہیے تو عرب کی سیر کرے یا افغانستان میں پھرے تاکہ قول الصاحب کی تصدیق ہو۔ حالانکہ یہ آباد و جا بجا ویران ہوگی۔ [illegible] میں یہ دلیل محض ناکارہ ہے۔ مگر وید مقدس میں جو اشارہ میں ارشاد ہے وہ البتہ عقلا کو غور کرنے کے لائق ہے۔

دیکھو یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴

हिरण्य गर्भः समवर्त्त ताग्रे
भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्। स दाधार पृथिवीं
द्यामुतेमां कस्मै देवाय हविषा विधेम॥४॥

ترجمہ:- "منتوا جو ہستی (یعنی یہی ہوئی دنیا) سے پہلے سورج وغیرہ تیج والے لوگوں کا اوتپتی سیتھان آدھار ہے اور جو کچھ پیدا ہوا تھا اور ہوگا۔ اُسکا سوامی تھا۔ ہے اور ہوگا۔ وہ پرتھوی سے لیکر سورج لوک تک سبکو بنا کے پالن کر رہا ہے اُسی سکھ سوروپ پرماتما کی بھگتی کیا کرو"

قرآن کے الہام ہونے کی بابت جو آپنے آیت درج فرمائی۔ اُمیں تو ایک قصہ الف لیلہ کے درجہ والی حکایت کا خلاصہ ہے کیونکہ ایسی باتوں پر تو پرانے اعراب کو اعتبار ہوگا۔ اب وحشی کا زمانہ ہے۔ جن بھوت دیو پری کو کوئی بدیہی مان نہیں سکتا ہے۔ اور قرآن میں صدہا اختلاف بھی ہیں۔ جو ہم ایک علیحدہ رسالہ میں شایع کرینگے۔ بس یہ دلایل بذاتہ باطل ہیں۔ ہاں وید مقدس نے ویدوں کے الہام کی نسبت کئی جگہ شہادت دی ہے جنمیں سے ایک یہ ہے۔

یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۷۔

तस्माद्यज्ञात्सर्व हुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत ॥ ७॥

ترجمہ:- "اُسی یگیہ سوروپ پرماتما سے سب ودیاؤں کے بھنڈار رگوید یجروید سام وید اور اتھروید ظہور میں آگئے"

ہاں یہ بات مسلمانوں کی عمدہ ہے کہ وہ اپنی مذہبی کتاب بڑے شوق سے پڑھتے ہیں مگر اس سے ہزار درجہ بڑھکر جب آریوں کی اصلی حالت تھی تب تھا۔ مگر جو آپکے ہی بھائی ہیں ان سے اس کی تردید بھی ہوئی ہے چنانچہ صفحہ ۲۲ پر آپنے لکھا ہے "مسلمانوں تم نے اپنی کتاب کو طاق نسیان پر رکھدیا۔ جسکا ادنیٰ ثمرہ یہ کہ تمہارے کئی فرقے ہوگئے"۔ اب بتلائیے حکیم صاحب وہ پہلا قول سچا یا دوسرا کیونکہ فرقوں کا آغاز اوایل اسلام سے ہے۔ گویا اسلام پھوٹ کا توام بھائی ہے۔

جتنا سوامی دیانندجی کی ۱۸ سالہ کوشش سے سنسکرت اور ویدوں کا پرچار ہوا اُس سے ہمیں امید کیواسطے نہایت عمدہ مبارک آثار نظر آتے ہیں۔ بیشک پارسی مذہب اسلام کے جور و ظلم سے تباہی میں آگیا۔ مگر یہی حال لیکن اسلام کا ہوگا۔ جیسا کہ ایک فاضل مسلمان کا قول ہے۔ "اگر ایک اور عدید غیر متوقع اور عجیب سبب پیدا نہ ہوجاتا تو غالب ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قایم ہوجاتی اور مسلمان شاہنشاہ کی جگہ مہاراجہ حکومت کرتا۔ ہندوستان میں جو ہمارا وجود قایم ہے۔ وہ انگریزی عملداری کی وجہ سے ہے۔ ہندو اور مسلمانوں میں بات اور ایک کی نسبت ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ مسلمانوں پر سخت ظلم ہوتا اور انکا مذہب توڑ دیا جاتا۔ اور آخرکار ہندوستان میں مسلمانوں اور اسلام کے نشانات ہی باقی رہجاتے۔ مگر تقدیر نے تو اور ہی کچھ لکھ رکھا تھا۔ اِس صدی کے اوایل میں انگریزوں نے مرہٹوں کو بالکل توڑ دیا اور ہندوستان کی سلطنت اُنکے قبضہ میں چلی گئی اور اگرچہ حکومت ہم لوگوں کے ہاتھ میں باقی نہ رہی مگر ہمارا وجود اور ہمارا مذہب تو باقی رہ گیا" (لیکچر احمد اول صفحہ ۲۳)

اور اسی حالت کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔ بیشک عیسائی ایسا ہی کرتے ہیں مگر محمدیوں کیلئے یہ بات فخر کے لایق نہیں کہ بیاہ شادی کیواسطے لوگوں کو مسلمان بنالینا۔ یہ تو شہوت پرستی کا خیال ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ابتدائے اسلام سے آجتک ایک بھی وید ودیا سے پڑھا ہوا آدمی مسلمان نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ اور جو جو بڑے چار مسلمان ہو جاتے ہیں انکو تو کوئی سید یا شریف مغل وغیرہ اپنی بیٹی نہیں دیتا اور نہ کھانے میں شریک کرتا اور نہ ہاتھ لگاتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمان مہتروں سے ایسا ہی پرہیز کرتے ہیں جیسا ہم لوگ مہتروں سے کرتے ہیں پس اسلام سے انکو کوئی دنیاوی فائدہ نہ ہوا۔ آپ جاہل محمدی بھائیوں اور ہماری لوگوں کو گمراہ کرنیکیواسطے اسلام کے تابعین کے مرتبہ کو اونچے قلعے پر ایا نذی کر دکھلاتے ہیں اور بہکاتے ہیں مگر ہم ایک بروت فاضل کی شہادت سے بتلاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علیصاحب خانبہادر اپنے لکچر میں فرماتے ہیں "یہ بات بھی کچھ کم مسلمانوں کی تباہی کی نہیں ہوئی کہ کبھی مسلمان ایک قوم نہ ہوئی اگرچہ اہل مذہب نے بھی اپنے آپکو مسیحا اور آپ اوقوم ہی سا مانا حقیقت قوم کے لفظ کا اطلاق کسی ملک کے کسی فرقہ کے مسلمانوں پر کبھی نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے اُنہوں نے اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کیا۔ یہی قومی آزادی کیلئے وہ متحد نہ ہوئے جتنے خود مختار بادشاہ ہوئے بغیرہ محدود اختیارات کی روک تھام ہوتی۔ اور نہ مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے ایکدوسرے کے شریک ہوئے۔ ذرا تاریخ ملاحظہ فرمائیے۔ کہ کتنی جنگیں ہوئیں کوئی بھی حقوق اور آزادی کے حاصل کرنیکے لئے ہوئیں؟ جتنی لڑائیاں ہوئیں وہ یا تو مذہبی تعصب یا کسی ذاتی یا قومی عداوت کی وجہ سے پیدا ہوئی تھیں۔ مگر ہر حالت میں نتیجہ واحد تھا۔ کہ کسی ایک خاندان کے لئے حکومت حاصل کرنیکی غرض سے جنگ ہوئی اور فاتح نے مفتوح کے ساتھ سخت انتقام ہی ہی برتا اور ظالمانہ کیا۔ جو جو اُسکے ساتھ مفتوح نے ایک زمانہ میں کیا تھا کسی صورت میں بھی کہیں یہ بات پائی نہیں جاتی کہ قوم نے ایکدل ہوکر اپنے حقوق اور اپنی آزادی کے حاصل کرنے کی فکر کی ہو" (صفحہ ۴۹ لیکچر)

"مسلمانوں کی مختلف قوموں میں اگر کوئی خیال عام ہے تو وہ مذہب ہے۔ اگرچہ یہ سب مسلمان ہیں اور باوجودیکہ ہزار برس گزرگئے مگر قومیت کے لحاظ سے عرب عرب ہیں ترک ترک ہیں تاتاری تاتاری ہیں ایرانی ایرانی افغان افغان اور مغل مغل ایک کو دوسرے کے ساتھ کچھ ہمدردی نہیں" (صفحہ ۴۸)

"مسلمانوں میں اختلاف کا پیدا ہونا اور مسلمانوں کے متفرق فرقے ہو جانا بھی ہمارے زوال کے بڑے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے اور اُنمیں سب سے بڑا اختلاف مذہبی اختلاف ہے۔ جسکا بیج ابتدائے زمانہ میں تبرّا اور امامت کا جھگڑا اسکا سبب ہوا۔ اُس سے مسلمان جن کی تعریف میں خدا نے فرمایا فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہوگئے۔ ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے۔ اور کافروں کو چھوڑ کر اپنے آپسمیں لڑنے لگے حقیقت میں بغض اور عناد کا بیج جو امامت کے اختلافی مسئلہ سے عرب کی زمین اور مسلمانوں کے دل میں پڑا وہ بڑے بڑے تلخ اور زہریلے پھل لایا جسنے مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہائیں۔ اسلام کی مضبوط بنیاد کو ہلا دیا غیروں کے حملہ کرنے اور اسلام پر غالب آنیکی جرات دلائی۔ باہمی محبت اور اختلاط اور ہمدردی کا نام نہ رکھا۔ اِس سے مسلمانوں کے باہمی سلطنت اور ریاست ہی کی لڑائیاں نہ ہوئیں بلکہ اِسکا اثر ملک ملک قبیلے قبیلے اور ہر خاندان بلکہ ہر گھر میں پہنچا اور نہایت قوت سے وہ ابتک موجود ہے۔ پھر یہ اختلافات اسی پر نہ ٹھہرا بلکہ دوسری شکل اور دوسرے رنگ میں جلوہ دکھلانے لگا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں اور خفیف سے خفیف مسئلوں میں اتنا اختلاف ہوگیا کہ اسلامی جماعت کی صورت ہی کہیں نظر نہیں آتی اور اختلافات اور جھگڑے کے سوائے اتحاد کا نام و نشان تک کہیں نہیں پایا جاتا۔ ساری اسلامی زمین میں کہیں مجموعی قوت کا سایہ تک نظر نہیں پڑتا۔ چونکہ دین ہی نے اتفاق پیدا کیا تھا اور یہی وہ بڑی نعمت تھی جو خدا نے ہمکو دی تھی اور یہی وہ بڑا احسان ہے۔ جو ابتداء میں اُسنے ہم پر کیا تھا۔ جسکو اُسنے ماخوذ فرمایا ہے۔

الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم

آخر دین ہی کے اختلاف سے اُس کی بنیاد شروع ہوئی اور یہ نعمت خدا نے ہم سے لیلی اور ہمکو اختلاف اور جھگڑوں اور فسادوں میں ڈالکر نہ دنیا کا رکھا نہ دین کا۔ ملکوں ملکوں جانے دیجئے سلطنتوں کا ذکر نہ کیجئے صوبوں اور شہروں پر خاک ڈالیئے کوئی دو خاندان دو گھر دو دل مسلمانوں کے ایسے بتا دیجئے کہ اُنمیں نفاق ہو" (صفحہ ۴۳ و ۴۴)

کونسی آفت مسلمانوں پر آئی ہے جس کی بنا خود مسلمانوں کے نفاق پر ہوتی۔

کونسی ذلت مسلمانوں کے نصیب ہوتی ہے۔ جس کا اصلی سبب خود مسلمانوں کا خلاف وغیرہ ہوتا۔ دہلی کی سلطنت اس صدی میں کس نے تلف کی۔ نادر شاہ کو پانی پت سے کس نے نوشتے دیا۔ اور کون دہلی میں لایا اور قتل عام کرایا۔ ترکوں کو اس آخری جنگ میں روسیوں کے ہاتھ سے شکست کس نے دلائی۔ سلطان کو عثمان پاشا سے کس نے علیحدہ کیا (صفحہ ۱۳۱)

"خلفائے راشدین کے زمانہ میں مخالفت پھیلی اور وہ تلوار جو خدا نے دشمنوں کے لئے مسلمانوں کے ہاتھ میں دی تھی۔ آپس میں چلنے لگی اور مخالفت اور دشمنی اور مذہبی اختلاف کا زہر ملا بیج پڑ گیا (صفحہ ۱۰ تکبیر) اسکے ساتھ ہی دیکھو ہماری کتاب رسالہ جہاد صفحہ ۲۹ و ۳۰)

جس کا آپکو بھی اشارہ اقبال ہے۔ مسلمانو کیا تم اسی دنیا میں اسلام کی برکت سے اصبحتم بنعمته اخوانا کے مخالف نہیں ہو چکے۔ اب تم کو کیا ہو گیا۔ کیا بعضکم اعدا تو نہیں ہو گئے؟ (صفحہ ۳۰ تصدیق)

جناب مولوی صاحب! صرف یہ نہیں ہوا۔ اب تو نہیں حضرت علی و عثمان کے وقت سے خود حضرت محمد صاحب کی حیات کے وقت سے آنکھیں کھولو۔ قرآن کے الہام اور خدا سے ناامید ہو کر وید مقدس کے سرو ہو۔ ایسی جھوٹی لفاظی باتیں لکھکر لوگوں کو نہ ہنساؤ اور بطالت کی تصدیق نہ کرو اور نہ جہالت کے رفیق ہو۔ ایک جگہ آپنے خدا جانے خواب میں یا الہام میں بیتاب ہو کر لکھا ہے۔ کہ وحدانیت اعلیٰ درجہ کے علوم۔ الفاظ نحوی کے حاصل کرتے ہیں بھی۔ و نود (۱) غیر اللہ کی پرستش (۲) خیالی جھوٹے افسانوں پر یقین کرنا شرک کی ہوتی ہیں۔ میرے پیارے بھائی مسلمانو یہی دو نو آفتیں آپ لوگوں کو دامنگیر ہو گئیں اور یہی دو نو بڑے اسباب جو ترکوں اور ہندوؤں کی بدولت شاریہ سائنس میں آئے ہیں انکے ساتھ ہی دیکھئے (صفحہ ۳۰) حضرت یہ باتیں ترکوں و ہندوؤں کے ساتھ نہیں آئیں بلکہ اسلام کو جاگیر میں ملیں تو قرآن شریف اور احادیث لطف اور تفاسیر اور تواریخ اسلام ایسی باتوں سے بھری پڑی ہیں۔

اب ہماری عملی حالت پر غور کیجئے۔ ہمارے بزرگان دین اول شنکر سوامی نے گرد اروں بودھوں آسیہ مایا بعد ازاں جینیوں نے مسلمانوں کو وید دھرم کا اوپدیش فرمایا اور گمراہی سے بچا کر آریہ بنایا۔ سمرتی نے بھی اول خود دین اسلام سے ہاتھ دھویا اور تسبیح اسلام کو گنگا کے پانی میں بہا دیا خود تارک اسلام ہو کر آریہ دھرم قبول کیا اور لوگوں کو اسی سنت دھرم کی منادی کی۔ جسکے اب بھی ہزارہا مسلمان مرید ہیں۔

بابا نانک جی نے بھی چند مسلمانوں کو [illegible] بنایا۔ اور محمد پرستی سے بچا کر [illegible] کرایا۔ گرو تیغ بہادر جی نے اول تو یہ ہندوؤں جو غلطی سے مسلمان ہو گئے تھے۔ وید کرم میں شامل فرمایا اور بعد ازاں ایک ذلیل قوم کو وید دھرم کا مرید کیا۔ اور انکو سکھ بنا کر مسلمانوں سے رہا دلایا در فرمایا۔ رنگریٹے گورو کا بیٹے یعنی رنگریٹے ذہبی لوگ ہی گورو کی اولاد ہیں۔ اگر وہ اور چند سال زندہ رہتے۔ تو انکی سب طرح رکاوٹ بھی جاتی رہتی۔ مگر حیف قضا اسلام نے ادنیٰ قوموں کے ساتھ سلوک کیا۔ ایسا ہی انہوں نے بھی کر دیا۔ اتنا عیسائی لوگ ادنیٰ قوموں کو کرتے ہیں اتنا تو ضرور کر دیا۔ ہزاروں تعلیم یافتہ ہندو اور سکھ انکے ساتھ چھوتے ہیں پر یہ نہیں کرتے ہو اب لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اس وقت بھی مہاراج کا حال سنیئے۔ انہوں نے تو بجائے تمام سادھوں کی [illegible] سکونت دھرم کی طرف بلایا اور ستیارتھ پرکاش کا امرت پلایا۔ انکے مبارک ہاتھ سے آریہ اپدیشوں سے ہندو اور جینی لوگوں کی سوا اس وقت تک تخمیناً تین ہزار کے مسلمان آریہ ہو چکے ہیں اور خدا کے فضل سے روز بروز ہوتے جاتے ہیں۔

وید دھرم کے مطابق وید کو ماننے والا جو شخص ماس اور شراب کھاتا ہو مریض ہو علیحدہ ہو۔ انکے ہاتھ کا کھانا کھانے میں ہمکو کوئی ممانعت نہیں۔ شاستر کے مطابق شودر کا بھی [illegible] کا کام ہے۔ ہم میں کشتری ویش کا ہیں۔ پس ایسا شخص ہمارا بھائی آریہ سدھرم کا شریک رہا ہمارا اور [illegible] کے ساتھ عبادت میں برابر وید کے پڑھنے کا برابر حق دار تھا

شریف اور عالم لوگوں سے کہ برہمنوں تک ہاتھ ملائیں آزاد سب بھائیوں کی ہم پلہ باتی ہے۔ ساری دوا ہو نکے واسطے بشرط دھرمی و نقیس گن کرم انوسار علم اجازت ہے۔ آریہ سماج اور ہندو کی مرجاد خود انکا ثابت ہے۔ دیکھو منو سمرتی میں صاف لکھا ہے اور یہی وید مقدس کا منشا ہے۔

منو سمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۳۸

شردھا کو دھارن کرنیوالا اچھی ودیا کو شودر سے۔ اور پرم موکش دھرم چنڈال سے
اور استری رتن کو ذلیل کل سے بھی اگر شیتوں سے دگر استری کو شادی کرے

۲۳۹۔ زہر ملا بھی میں اگر امرت ہو تو وہاں سے نکال لے عمدہ نصیحت خورد سال لڑکے سے
بھی سیکھ لے۔ اور ہر کسی عمدہ نیک لوگوں کا برتاؤ دشمن سے بھی گرہن کرے
اور اسی طرح ناپاک چیز سے بھی طلا کو برآمد کرلے

۲۴۰۔ ستکرت نامی رکن کے رتن۔ ودیا۔ دھرم۔ اچھا لونتا۔ اور انیک پرکار کی
کاریگری صنعت اور کلا کوشل غیر مذہب والوں سے آدمی سوا جائز طریق پر حاصل کرے

اسی طرح شاستروں میں اسکا بہت شرح کر دیا ہے۔ ابھی ذرتو رکمان چند سال ہوئے۔ عام ہندو سوسائٹی کی دھرم سبھا نے کرنل الکاٹ صاحب کو ہرڈوار میں یگیوپویت پہنا دیا تھا۔ راجہ شاہی حکیم صاحب عملی و علمی طور پر بھی قرآن کے الہام کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وید مقدس کافی اور وافی ہے۔

۱۱۳۔ مولوی (رسالہ میں ضرورت) قرآن والی صداقتیں مختلف بلاد۔ مختلف کتابوں میں اگرچہ لیں پہلے بھی موجود تھیں۔ مگر اول تو ان کتابوں کا غیر محرف ہم تک پہنچنا اور پھر ان صداقتوں پر تمام پرانی بولیوں کے ذریعہ واقف ہونا اور انکی تفاسیر میں سے غلط کو صحیح سے الگ کرنا کیسا مشکل اور محال ہوتا۔ پھر ان صداقتوں کے مجموعہ کو بھی کسی ایسی پیرایہ میں بیان کرنا ہی پڑتا۔ علاوہ اس کے جو ایک پیرایہ میں رہ جانے سے دوسرے پیرایہ میں بتانا ملکی دلائل اور ضروری ہے تو اسی ضرورت پر قرآن فرماتا ہے لتنذر قوما ما اتاہم من نذیر۔ و تنذر ام القری و من حولہا۔

آریہ۔ یہ ضرورت وہی پانچویں ہے۔ ہم پہلے اسکا جواب دے چکے ہیں جسکی مسلسل تردید کر چکے ہیں ہم کسی طرح آپکے مغالطہ میں نہیں آ سکتے۔ [illegible] تمام سے آپکا اندرونی تعجب معلوم ہوتا ہے جو دانا کو ہرگز سزاوار نہیں۔

مرد تعجب ز اہل دین شود | ایں تعجب [illegible] بجود
بجز زمیں ہمال [illegible] | [illegible]

ایسی ورقتیکہ [illegible] غالباً آپ [illegible] سبی ہندو [illegible] بھٹکا چلتے ہیں۔ ورنہ اگر آپ خدا کے واسطے غور کریں تو آپکو [illegible] جو کہ قرآن سے صدہا درجہ بڑھ کر صداقتیں وید میں موجود ہیں جس طرح اب بھی قرآن کو مختلف ملکوں کی بولی میں ترجمہ کیا ہے۔ یہی حال وید کا ہے۔ کوئی نئی تکلیف نہیں۔ بیسیوں وید کا ترجمہ فارسی۔ عربی۔ [illegible] انگلش زبان میں ہمارے آریہ ابھی جاری کرتے رہتے۔ قرآن نے کوئی خاص ارشاد نہیں فرمایا ورنہ گرداں منزل صداقت کو کوئی اچھا راستہ بتایا۔ بلکہ اگر آپ سوچ لیں تو معرفت کے پیاسوں کو عرب کے سراب کا جنگل نہیں بھٹکاتا ہو۔ آیات آپنے درج کیں۔ آپنے تو خود قرآن کی بضاعت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ نہ کہ انکی ضرورت۔ بنا براں سچائیوں کی موجودگی وید مقدس کے قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔

۱۱۴۔ مولوی۔ (آٹھویں ضرورت) ایک پیاسے نوجوان نے انگنی ہوتری کو [illegible] کہا یہ بیعیں تیری ذات [illegible] بخش بارگاہ کے پاس لوگوں کو لیا جاتا ہوں۔ مگر دہ نہیں [illegible] اسی دعا کے بعد کہا کہ کیا آپ یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اس بارگاہ تک ہو سکتا دو جس کا دعویٰ کرتے ہو تب انگنی ہوتری نے کہا یقیناً میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم میری ان تعلیمات کے ذریعہ ضرور وہاں تک پہنچ جاؤ گے۔ کیونکہ ممکن ہے

کبھی میرا قول ان کی غلطی ثابت ہو جاوے تب میرے پیارے نوجوان عزیز نے کہا ہم نجات کے طالب ہیں ایک انسان ضعیف ہے غلطی سے محفوظ نہیں۔ ادھر محمد صاحب نہایت بلایا جاتا ہے ادھر آؤ میں تمہیں نجات تک پہونچا دونگا۔ دوسری طرف آریہ کہتے ہیں ادھر آؤ میں تمہیں پہنچا دوں بتا دو کس کے پیچھے چلیں۔ اسیر اگنی ہوتری ساکت ہو گئے تب [illegible] اسلام [illegible] نکلیں چھپا سکتے از اللہ خاص بدکار کو منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتا۔ غرض جب ان اسناد سے [illegible] اور ہوا تیز تک نہیں آتی تو انسان کو یقینی آرام [illegible] مقتضی۔ اگر کہتے کا سوال پیدا ہوتا ہے [illegible] فضل [illegible] اللہ تعالے کی طرف [illegible] ہوا ہے [illegible] الہام سے سکھایا [illegible] ہم کو دوسرے ملک میں اس الہامی تعلیم کا اثر نہ پھیلے۔ اس [illegible] دوسری قوموں [illegible] اللہ تعالیٰ ملہم پہنچاتا ہے۔ جب ایک ملہم کی بابت تعلیمات کو پھیلایا [illegible] ظاہر نہیں [illegible] یا دونوں صورتوں میں کچھ وہ کمزوری ہوتی ہے [illegible] یا قوم [illegible] تک بھی الہام ہوا شک نہیں [illegible] کا عذر ہے۔ تو ایک شخص اس عذر پر [illegible] کیا گیا۔ غور کرو حضرت مسیح علیہ السلام کی تاثیر کیسی کمزور ثابت ہوئی جو ان کے [illegible] بارہ حواری مسیح کو ملعون کہہ [illegible] اور یہودا اسکریوطی نے [illegible] سلوک کیا وہ دنیا سے مخفی نہیں۔ اور کچھ روحانیت انکی تعلیم سے انکی قوم کو حاصل ہے معلوم ہے [illegible] حضرت مسیح کا وہ قول کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان ہے [illegible] دولتمند کا [illegible] بادشاہت میں داخل ہونا۔ متی ۱۹/۲۴ اور یورپ و امریکہ کی دنیا داری [illegible]

وید والے [illegible] کہتے ہیں انکی نسبت کوئی شہادت نہیں ملتا کون تھے۔ کہاں کے رہنے والے تھے کیسے چال چلن کے تھے۔ اور یہ کہ انہوں نے اگر ملہم سمجھے اور وید سچے الہامات ہیں۔ تو کس قدر [illegible] دنیا میں پھیلایا ہے انکے جانشین اور جانشینوں نے تعلیم [illegible] کرتے ہیں [illegible] دنیا میں [illegible] اور اس [illegible] میں [illegible] اتباع [illegible] کھایا [illegible] لوگوں سے کبھی اعتبار [illegible] ویدوں [illegible] تماشا ہے کہ کس قدر [illegible] عمل کرتے ہیں۔

غرض جب کسی نبی کی تعلیم [illegible] دنیا [illegible] اثر دکھایا تو اللہ تعالے کے فضل سے ایک [illegible] آدمی [illegible] ظاہر ہوا جنہوں نے ان تعلیمات کو پھیلایا [illegible] جس طرح عرب شام [illegible] روم [illegible] تخت قائم ہو گئی اسی طرح تمام دنیا پر [illegible] قائم ہو گئی۔

آریہ [illegible] جانتے ہیں [illegible] یہ بھی ارادہ [illegible] اس نام [illegible] کو گمراہ کر دیا [illegible] ہم کو [illegible] ہاتھ کا کھانا [illegible] اپنے پاس ابھی تک موجود ہے۔ آپ نے اس کا [illegible] مگر [illegible] ملتے ہیں البتہ اس کہانی کے عوض ایک لطیفہ سناتے ہیں۔

لطیفہ ایک دن اکبر بادشاہ نے [illegible] مسلمان [illegible] کو [illegible] کہ دین اسلام [illegible] حضرت سلامت دین کا معاملہ [illegible] جواب [illegible] چند روز کے بعد [illegible] بادشاہ کے ساتھ شہر کی گشت کو روانہ ہوا۔ چلتے چلتے ایک مولوی اہل سنت جماعت کے پاس گیا بادشاہ کو باہر کھڑا کر دیا کہ آپ ہماری گفتگو سنتے رہنا۔ [illegible] اندر گیا مولوی صاحب سے [illegible] بعد [illegible] گفتگو میں پوچھا کہ مجھے بادشاہ نے [illegible] کا حکم دیا ہے [illegible] صلاح لینے آیا ہوں کہ میں سنی مسلمان ہوں یا شیعہ۔ مولوی نے فرمایا [illegible] صاحب [illegible] سنی مسلمان ہونا ہے تو سنی مسلمان ہو [illegible] شیعہ کا [illegible] اٹھا اور پھر وہاں سے چلے آئے۔ بادشاہ کو ساتھ لیکر شیعہ مولوی صاحب کے پاس گئے۔ جب اس سے پیر نے اپنے مسلمان ہونے کا ارادہ ظاہر کیا اور صلاح پوچھی تب مولوی صاحب نے فرمایا پیر جی اگر آپ مسلمان ہوتے ہیں تو شیعہ پاک مذہب میں داخل ہونا ورنہ سنی [illegible] آپ ہندو ہونا اور [illegible] بہتر ہے۔ باہر آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضرت سلامت آپ نے سن لیا۔ [illegible] کی شہادت کے [illegible] ہندو رہنا اچھا ہے۔ بادشاہ لاجواب ہو گئے آپنے [illegible] چیلوں کا [illegible] کی ہدایت سے انکار تو لکھا مگر اپنے گھر کی طرف بالکل دھیان نہ کیا۔ مسلمانوں کے بہتر فرقہ ہونیکا سبب حضرت کی [illegible] تعلیم ہے۔ اور حدیثوں کے باہمی [illegible] آیات قرآنی کا اختلاف اور ناسخ منسوخ ہونا خود حضرت کے ہوتے ہوئے [illegible] بعض [illegible] کو بھیجا ہوا [illegible] قتل کیا [illegible] معاویہ اور علی داماد رسول کا جنگ حضرت کی آخری [illegible] وفات کے ساتھ ہی اکثر اہل عرب کا مرتد ہو جانا اور اسلام سے ہاتھ اٹھانا ناقص تعلیم کا باعث۔

جواز گوشت خوری پر مولوی صاحب کی سینہ زوری

۱۷ - مولوی۔ معترضوں کے اعتراض [illegible] جاندار [illegible] جانوروں کا ذبح کرنا باریتعالیٰ کی صفت کا مٹانا ہے۔ جواب صفت اللہ کا وجود [illegible] حکمتوں پر مبنی ہے ویسی ہی ذبح کرنا بھی چونکہ ضروری امر ہے حکمتوں سے خالی نہیں وہ بھی [illegible] ذبح بھی نباتات و معدنیات کی قدرتی صفت کا ابطال کرتے ہیں [illegible] مرکبات میں [illegible] ہوا کرتا ہے۔ اور [illegible] مرکبات موجودہ [illegible] سے محفوظ نہیں رہ سکتیں پس [illegible] لازمی ہے جو مصنوعات کو لابد ہے ذبح ہوں یا نہ ہوں پھر ذبح پر انکار کیا جاتا ہے۔

تنقید۔ افسوس کہ آپ اس صحیح [illegible] خواب میں بھی [illegible] اعتبار کی [illegible] حضرت [illegible] تو ذبح کرنا ضروری امر ہے۔ اور یہ حکم [illegible] کیونکہ اگر صرف [illegible] ہونا محال تھا [illegible] حکمتوں سے [illegible] زیادہ ذبح کرنے زیادہ حکیم ہوتے [illegible] بیوقوف۔ پس یہ دونو وسواس باطل ہیں [illegible] جسم کو کام میں لاکر رحمت الٰہی سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور صفائی قلب [illegible] پاتے ہیں [illegible] معدنیات کی قدرتی صفات کا [illegible] ابطال نہیں کرتے بلکہ انکو اعتدال [illegible] ہو جاتے ہیں مگر اسکے برعکس مجوزین ذبح جانوروں کی تمام اصلی صفات کو مٹی کو ملانے [illegible] اسمیں شک نہیں [illegible] مرکبات میں تغیر ہوا کرتا ہے اور وہ قدرتی طور پر ہوتا ہے [illegible] نہیں [illegible] گنہگار [illegible] لیکن مارے جانے اور مرنے میں فرق ہے جیسا قتل عمد و مرگ اتفاقیہ میں [illegible] فرق ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ ذبح پر انکار کیا جاتا ہے ہم کیا خود جانوران [illegible] انکار کرے بھاگتے اور چلاتے [illegible] تڑپتے روتے اور [illegible] مچاتے ہیں [illegible] اور وقت [illegible] کھانے اور [illegible] کے دام [illegible] اور دانہ پھیلانے پر [illegible] انسان کے [illegible] میں آتے [illegible] اور ظلم [illegible] جاتے ہیں۔ ع

کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری

کیا جانوروں کا ذبح کرنا ہنوز ظلم نہیں ہے کیا [illegible] طرح کے پھندے اور [illegible] جال [illegible] حیلہ سازی اور مکاری اور [illegible] ستم نہیں ہے کیا [illegible] اور فطرتی ہیں ہرگز نہیں [illegible] ہرگز نہیں [illegible] گنہگار [illegible] نہیں ہیں۔

مولوی۔ [illegible] یہ کرے کہ ذبح کرنے میں جانور کو لذت حیات اور تمتع زندگی سے محروم کیا جاتا ہے [illegible] ثابت ہونا چاہیے کہ [illegible] اس محرومی سے [illegible] حیوانات کے [illegible] سے اندازہ نہیں لگا سکتا کیونکہ [illegible] ہے کہ انہیں تکلیف ہوتی ہے یا وہ [illegible]

سے جزری ہوتی ہے۔

نزد عاقل کیا یہ نہایت واضح اور صاف بات نفی ثبوت کے محتاج ہے۔ اگر ہے تو بتائیے کہ اس کا کیا ثبوت ہے قتل کرنے سے انسان کو تقیہ حیات اور تمتع زندگی سے محروم کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بموجب آیات اسلامیہ وہ اس سے اعلیٰ درجہ کی شہادت کو لیکر بہشت میں گلچھرے اڑاتا ہے؟

مولوی صاحب تجاہل عارفانہ سے کام نہیں چلتا۔ ہر ایک سلیم العقل والفطرت اسکو جان سکتا ہے۔ یہ آپکی رحم تباہی حکمت کا نسخہ نہیں کہ جس کی پڑتال محال ہو۔ فردوسی کہتا ہے۔ میازار موری کہ دانہ کش است کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

ظہیر فاریابی کہتا ہے۔

ترا مسافت دور و دراز در راہ است — ببین چہ رفتہ اقامت چرا کند اے خر
تو میہمان گروہے غریب و مہمانی — خلاق بکن کہ بجا رگی ستوند نعو
ببین کہ تا شکمت سیر وقت یوسندہ است — چہ ابد جانور اندر سوختہ و بخور
چہ بارہاست ز تو بر تن بوم و ہوام — چہ داغہاست تو در دل حوش و طیور
بدست جانور چارمی خورد غافل — تو تیز می کنی ہر حلق او ساطور
کناغ چند ضعیف بخون دل ہستند — تو جمع آدمی کین اطلس آن سبغور
ز کرم مردہ کفن می کشی و در پوشی — سان اہل مروت کر وارودت معذور

ترجمہ۔ تڑپنا۔ رونا۔ بلبلانا۔ یا تو مارے تڑپنا۔ خون بہانا۔ غش کھا جانا سب باتیں تکلیف و درد کی علامات ہیں نہ کہ خوشی و فارغبالی کی۔ مصروع کی حالت بھی آئندہ فرحبخش نہیں بلکہ کثرت رنج سے اوسان باختہ ہے درد کو محسوس کرتا اور روز بروز ردی ہوتا جاتا ہے۔ مگر دماغ کے خراب ہو جانے سے وہ ظاہر نہیں کر سکتا۔ کیا آپکے خیال میں مرگی بیماری نہیں اور اسکی اضطراری حالت بیقراری نہیں؟ کیا خوشی و فارغبالی کا نشان ہے یا شادی اور فرحت کا سامان؟ مولوی صاحب کیا اسی حکمت پر حکیم بنکر بیاستوں کو برباد کرتے ہو۔ کیا آپکے خیال میں مرگی والے کا ذبح کرنا کوئی گناہ نہیں ثواب ہے؟

مرحبا اے حکیم دانش ور — غرق کردی بہ بحر صد و قشر
اے تو مجموعہ کمال و ہنر — عیب لیکن شفا النصیب بسر
عبث بود اینہمہ ملل کنشت — کس ندانست چیست آنچہ نیست

۷۱ **مولوی**۔ منع نفس وجود حیات سے حیوانات بے خبر ہیں۔

آریہ۔ یہ بالکل غلط کہا ہے۔ اور آپ اپنی دینی کتابوں سے ناآشنا ہیں۔ سانپ نے آدم و حوا کو دانہ گندم کھلایا۔ طاؤس نے دونو کو بہشت میں پہنچایا۔ گدھے نے فرشتہ کو دیکھا مگر بلعم نے نہ دیکھا۔ خدا کی روح فاختہ یا کبوتر بنکر اتری اور کہا کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ یہ توریت و انجیل کی باتیں ہیں۔ اب سنیں قرآن کی روایتیں۔ سورہ نمل میں لکھا ہے کہ گفت سلیمان اے مردمان آموختہ شدیم ما گفتار مرغان را جیسا آپکو بھی اپنی زبان سے اقبال ہے (تصدیق صفحہ ۳۲۴)

تفسیر حسینی میں ہے۔ ہر جنسے از طیور را آوازے ہست۔ کہ بنی نوع ایشان ازاں فہم معانی و اغراض میکنند۔ و حق سبحانہ سلیمان را آموختہ آن بود کہ فہم کنند مرغان۔ یکدیگر و در سلیمان بلبلے بر شاخ نشستہ سر دوم می جنبانید و صدائے میکرد۔ اصحاب خود را گفت میدانید کہ بلبل چہ میگوید۔ گفتند اللہ و رسولہ اعلم سلیمان فرمود کہ میگوید کہ من نیم خرما خوردم تا ک بر تمام دنیا (مفصل دیکھو جلد ۳ صفحہ ۱۳۶) و ہمیں طور جلد سوم صفحہ ۱۱ [illegible]

حضرت آپکے [illegible] اور بہائم کو [illegible] بتاچکا کہ ذکر کر کس کو بیان کیے جزو [illegible] کہتا ہے۔ لیکن آپکے کس عقل و حکمت سے [illegible] کہ بعد حیات سے

حیوانات بے خبر ہیں۔ کیا جانور رفیق نہیں جس سے آپ انہیں قربان کرکے ان کو عروج کرتے ہیں۔ حضرت وہ تو انسان سے زیادہ خوش و خرم ہیں۔ ان کی خوراک پوشاک سب انسان سے عمدہ ہے۔ وہ موجب قول قرآن کے عربی بولتے آباستر بجنسہ خراب غذا کے مقابلہ میں اچھی غذا کو پسند کرتے رحم و ظلم کو محسوس کرتے۔ سبزی اور خراب چیز سے نفرت کرتے۔ قانون قدرت کے پابند ایک وحشی اعرابی یا حبشی یا بہتر پوش سے ان کی حالت کسی طرح خراب نہیں۔

مولوی۔ حیوانات کے متعلقات اضطراری ہیں یا اختیاری۔ ظاہر ہے کہ حیوانات کے متعلقات کیا ہیں یہی کھانا پینا۔ بول و براز۔ تنفس لینا۔ اور یہ اقسام ظاہر ہے کہ بالکل اضطراری ہیں۔

آریہ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اگر گھوڑے وغیرہ کی تماشہ کبھی سرکس میں دیکھا ہوں تو آپکو اپنی یہ ساری حکمت بھول جائیگی۔ اور عقل آ جائے کہ انسان سے وہ کتنی باتوں میں ہوشیار ہیں۔ اور کتنا اپنا فرمانبردار و وفادار ہیں انکی حرکات اضطراری کے علاوہ اختیاری بھی ہیں۔ جیسا کہ ایک وحشی انسان تھوڑی تعلیم سے دانا ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی عموماً حیوانوں کا حال ہے۔

مولوی۔ پس حیوانات کو بند کرکے ایذا دینا ظلم ہوگا اور بے انصافی۔ جیسا صحیح حدیث میں ہے کہ ایک عورت بلی کے بدلے جہنم میں داخل ہوئی تھی۔

آریہ۔ ہمیں آپکا اور پکا اتفاق ہے کہ ظالم تو اور ظالم دوزخ میں جائینگے ہرگز امان نہ پائینگے۔ اب دیکھئے کہ وہ کون کون ہیں تمام جانوروں کو گرفتار کرکے بیچنے والے۔ تمام فرعون اور فرعونوں کو روکنے والے تمام ماہی گیر اور چڑیمار اور اسی طرح تمام قصاب اور انکے مددگار۔ یعنی گوشت فروش اور خریدار۔ پس اس بدکاری سے باز آؤ۔

زنہار از قرین بد زنہار — وقنا ربنا عذاب النار

۷۲ **مولوی**۔ مگر حیوانات کو ذبح کر دینا اور انکے مادہ اضطرار کو بھی قطع کر دینا ظلم نہیں؟

آریہ۔ واہ قربان جائیں آپکی سمجھ کے بند کرکے ایذا دینا ظلم۔ اور اسکو کھانے پینے سے روکنا ظلم اور بے انصافی اور اسکا مرتکب جہنمی اور دوزخی۔ مگر انکا ذبح کرنے والا۔ گلا کاٹنے والا استرا یا چھری والا اور انہیں بھون بھون کر کھانے والا ظالم نہیں! حضرت یہ اس سے زیادہ ظلم ہے۔ وہ اگر جہنمی ہے تو یہ اسفل السافلین کے لائق ہے۔ یہ تو آپ کی ایسی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ کسی پیاسا کو پانی نہ پلانا تو ظلم۔ مگر اس کا گلا کاٹ دینا رحم ہے۔ دیکھئے نورانی خیالی اور روشن قیل و قال پر جزاک اللہ کیسی تو ظلم مگر کیسی معہ قتل ظلم نہیں!!

مولوی۔ جو کہتے ہیں کہ ذبح میں بے جرم جانور کو سخت سے سخت تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں۔ جیسے زراعت وغیرہ۔ اسی مطلب پر باری تعالیٰ نے حیوانات کی بناوٹ اور انکے طبعی قوانین کی ایسی مضبوط رکھی ہے۔ انکے نفسانی قوتیں اور ادراکی طاقتوں میں ایسا استحکام نہیں کہا حیوانی اور انسانی مسکن۔ لباس۔ خوراک۔ عیش پر نظر کرو۔

نزد بیدار بے شک یہ اعتراض مضبوط ہے مگر اس کا جواب بجز تیغ ذبح کے پاس بالکل نہیں۔ یہ خیال انکا کمظرفی ہے۔ انسان کے بہت سے کام حیوانات کی تکلیف پر موقوف ہیں اصل معاملہ یوں ہے کہ بعض اہلی حیوانات کی محنت پر انسان کے بہت سے کام موقوف ہیں۔ لاکھوں انسان دن رات انکی غلامی و خدمتگاری میں مصروف ہیں۔ صبح سے شام تک نہاتی کرتے سائیسی کرتے رہتے ہیں۔ انکے ناتوانوں کو اٹھاتے۔ انہیں دانہ کھلاتے۔ چارہ ڈالتے اور دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ پس انسان کی تکلیف پر انکے کام اور انکی تکلیف پر انسان کے کام انجام پاتے ہیں۔ نہ کہ ذبح کرنے پر۔ جیسا والدین کی پرورش کا بچوں کی تکلیف پر اور بچوں کی پرورش و زائیدگی کا والدین کی تکلیف پر

انحصار ہے مگر وقتل کا کوئی اقرار نہیں کیا یہ اندھیر نہیں کہ جو ہمارے کام آئیں ہم اُنکی گردن ماریں جو ہماری حاجت روا ہوں ہم اُنکے خون کے پیاسے ہوں۔ یہ نادانی خوں ہے۔

کہ بیہودہ کشتن نہ مردی بود ۔ ستم دیدہ را دستگیری بود

باری تعالیٰ نے اُنکے طبعی قویٰ اسی واسطے قوی بنائے ہیں کہ ہماری حرفت و صنعت و زراعت و تجارت و سفر کے کام آویں اور ہمکو آرام سے دور و نزدیک دشوار گزار راستوں سے لیجاویں۔ اس لئے کہ ہم اُنکو کھا جاویں اور اُنکا خون بہاویں۔

بگذر ز رہِ ہوا پرستی ۔ رو آر سوئے خدا پرستی
در راہ محبتش رواں شو ۔ بگذر ز رہِ جفا پرستی

حیوانی مسکن اور لباس۔ حیوانی خوراک اور آرام پر نظر کرنے سے تو خدا تعالیٰ کی رحمت کا جوش انہیں کیطرف پایا جاتا ہے۔ دیکھو ایوب کی کتاب ۳۸ و ۳۹ و ۴۱۔

اکثر جانور تو آدمی کیطرح عمدہ گھونسلا بنانے اور عمارتیں اور نادر مسکن بنا سکتے ہیں اور بعض وحشی جنتو۔ مدمس پتہ پوستوں۔ ریڈ انڈین۔ یا تاتاریوں کیطرح جہاں چراگاہ اور پانی دیکھتے وہاں ہی ڈیرہ جماتے ہیں۔ لباس میں تو ایک ادنیٰ حیوان سے بھی اعلیٰ اعلیٰ انسان مقابلہ نہیں کر سکتا۔ طاؤس کی دُم کے بال لوگ الہامی کتابوں اور بادشاہی تاجوں کی زینت سمجھتے ہیں۔ سعدی کہتا ہے۔

پر طاؤس در اوراق مصاحف دیدم ۔ گفتم این قدر بلند منزلت تو می بینم بیش
گفت خاموش بر آنکس کہ جمالے دارد ۔ ہر کجا پائے نہد دست ندارند ز پیش

خوراک میں انسان کی کیا حیثیت کہ اُنسے مقابلہ کرسکے تمام پھولوں کا عطر تمام پھلوں کا مزہ تمام میوہ جات کی لذت شیریں عمدہ سے عمدہ عطر پانی تازہ سے تازہ ہوا جنگلوں کے جنگل مرغزار اور پُرفضا اُنکے کرانے سیر کرنیکو موجود۔ سچ پوچھو تو انسان اُنکا خدمتگار و ساقی ہے۔ نسبت انسان کی ہمیشہ موذی پن کی ہے۔ اور اُنکی انصاف و رحم کی نسبت انسان کی ہمیشہ اُنکا خون پینے اور گلا کاٹنے اور انہیں آگ میں جلانے سے۔ اُنکی تو قدرت پر عمل کرانے سے۔ انسان اسی سبب ظلوم و جہول یعنے ظالم و جاہل ہے۔ اور وہ اعتدال اور انصاف پر مائل۔

عقل باغی اور شہوت کا پُتلا انسان سعید نہیں وہ فعل کرتا ہے جنکے کرنے سے حیوان جنگلوں میں بھی ڈرتا ہے۔ مقام شرم ہے کہ حضرت انسان جانوروں کے خلاف فطرت کرکے ما خضعہ مخنث و تسیموس میں مبتلا ہوتا۔ آتشک سوزاک نامردی و جریان میں مبتلا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ جب کثرت ازدواج سے گنہگار ہو۔ طوائف بازی۔ امرد بازی وغیرہ میں بحکم قوت باہ کے نسخے تلاش کرتا ہے۔ غذائے منکر حکیموں اور بد طبیبوں سے وہ نسخے بھی عجیب جانوروں کے گوشت اور خون سے تجویز کئے ہیں۔ (تریاق اکبر باب علاج العزبا صفحہ ۱۵۴-۱۶۰)

مگر جانوران بیچارے یوں تو بلا میں اور تمام جرائم سے منزہ ہیں نہ انہیں ایسے گندے نسخوں کی ضرورت ہے اور نہ ایسے حکیموں کی حاجت۔

مولوی ۔ دیکھو اکثر حیوانات بدون دقت و بغیر اضطراب ذابح کے پاس کھڑے رہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے آلام سمجھنے میں اُنکے قویٰ ایسے ہی کمزور اور ضعیف ہیں۔

آریہ۔ یہ بھی آپکی دانائی کا باعث ہے ہر ایک بچے نہیں لوگ اُنکو باندھ کر رکھتے ہیں یا نہایت کمزور کر دیتے ہیں یا بیچارے واقف ہیں یا کچھ نہیں کہ وہ بھاگ نہیں سکتے نہ تیرے ہیں بکری اور بھیڑ چیلے رہتی ہیں کبوتر سامنے بیٹھا بکری اور قصاب آدمی کو آتے دیکھ کر جلد پھڑپھڑاتا بلبل وغیرہ ایسے ہی گھبراتے ہیں کہ زبان سے ذبح قصاب کیطرف دیکھتے ہیں کبھی بکریوں بھیڑوں کی جان نہیں بچتی سوا محمد نے ان لوگوں کو جو جانوروں کی سلامتی کی جنس کو ذبح کرتے تھے نہایت غضبناک ہو کر کہا کہ یا

ظلم مت کرو جب تیرے جانور اپنے ساتھی کو ذبح ہوتے دیکھتے ہیں تو اُنہیں کس قدر خوف کھاتے ہیں اور کیا صدمہ اُنکے جی پر پہونچتا ہے (مشکوٰۃ) معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے دین کی بھی آگاہی نہیں۔ البتہ بعض وقت وہ ناواقف ہوتے ہیں اور ایسا حال لیتے ہیں انسان بھی مستثنیٰ نہیں (معقل دیکھو مسز بیر آف ٹھگ)

محمد صاحب نے یہودیہ زہر دینے والی کی بھیجی ہوئی ران لی حالانکہ وہ الہامی اور نبی یعنے برگزیدہ گئے۔ مسیح نے اپنے پکڑنے والے کو نہ پہچانا۔ اور اُسے شاگرد بنا لیا۔

۱۷۶-۱۷۷ **مولوی** ۔ ہند کے اصلی باشندے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہونگے یا نہیں عفونتوں کے سبب مکر و ہو کر ہمیشہ مغلوب ہی ہیں۔ عمدہ صفات میں شجاعت ہے اور گوشت اسکا معین ہے اسواسطے گوشت خور ہمیں ہندی مخدوم ہی اور خیانت نہایت درجہ کی رذالت ہے اور گوشت اس کا دشمن ہے۔

آریہ۔ ہند کے اصلی باشندے آریہ تھے اور وہ گوشت خوری کے مجوز نہیں تھے اب ہم آپ کی دلیل کی پڑتال کرتے ہیں (۱) ہند کے اصلی باشندے یا تو گوشت خوری کے مجوز ہونگے۔ اچھا اگر مجوز نہیں تھا کہ عموماً مورخ مانتے ہیں کہتے تو کیا سبب ہے کہ وہ دبا کر بھگا دیئے گئے۔ اور تحقیق دیکھئے شروع آریوں کے غلام یا نابود مار بھگائے گئے۔ مگر صحیح حال یہ ہے کہ آریہ لوگ یہاں کے اصلی باشندے ہیں۔ باہر سے نہیں آئے۔ گوشت خوری بہادری نہیں سکھلاتی۔ بلکہ مکاری۔ فریب اور کمینہ پن سکھلاتی ہے۔ دیکھو شکاریوں اور موذیوں ذبح کی حرکتیں گینڈا اور ارنا بھینسا جو دونوں سبزی خور ہیں۔ تمام دنیا کے جانوروں سے بہادر زور آور اور قوی ہیں اور شیر اُنکے پاس تک نہیں پھٹکتا۔ وہ شیر کو مار ڈالتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ دیگر گاؤ میش صحرائی کہ نہایت جرأت دارد و اکثر ببر را میکشد (سیر المتاخرین صفحہ ۴) اور گوریلا اور چمپانزی کی طاقت اور شجاعت کہ لوہے کے ڈنڈوں اور بلوں کو توڑ دیتے ہیں اور شیر کا ناک میں دم کر دیتے ہیں اور ڈالتے ہیں (معقل دیکھو اینڈرسن صاحب کی شیر کی آپ بیتی۔ اور ڈاکٹر اسمائیل صاحب کی ایت آف مدر ہنر ...) خدا خود بھی گینڈے کی تعریف کرتا ہے کہ اُسکو زور آور ہے۔ ایوب ۳۹/۱۰۔

دیکھئے ہندوستان کے دو نامی مسلمان بادشاہوں نے گوشت کھانا چھوڑ دیا تمام بادشاہوں سے زیادہ تندرست رہے۔ اور زیادہ راج کیا اور دونوں سب سے زیادہ شجاع تھے۔

اول اکبر بادشاہ۔ ابو الفضل میں لکھا ہے۔ مراتب مہربانی و مدارج عطوفت مذیوہماں از اندازہ گفت بیرون ست و نگاہ از اشتال باکوثر نظران گردیدہ رفیق بشری بہر حال ستانی اندران قربان خود کرنا مدرک کلہ لا بیرک کلہ آنچہ در یافت شود و ہمواش گرانستہ شود ہمراہ اش است۔ کلمہ چند نگاشتہ قلم را عنت مشود۔ میفرمودند کہ بیچارہ آدمی باوجود چندیں در ظلمت طبیعت در افتادہ۔ راہ نجات خود نمی جوید۔ و با چندیں نعمت کہ ہر یک او سرانجام دادہ اند قصد جانداران نمودہ سینہ خود را کہ محرم اسرار ایزد است گورستان حیوانات میسازد۔ و نیز برائے پرساختن شکم چندیں جانداران را بیاغانہ عدم سپرد فرستند میفرمودند کہ کاشکے جسم عنصری من بشابہ کلان بودے کہ این ناقابلہ فہمان گوشت خوار از گوشت این کس سیر گشتہ بجانداران دیگر نپرداختندے" (دفتر سوم صفحہ ۲۴۳)

سید غلام حسین صاحب فرماتے ہیں۔ و نیز قرار یافت کہ از تاریخ ولادت خود چند روز بحساب عدد روز ہائے ستمسی تحیت لے گوشت حیوانی نخورد و ہر سال بعد ازین القدر روز کہ موافق عدد سنین عمر او باشد گوشت تناول نکند۔ و دران ایام در ممالک محروسہ جانداران را بازار نبرند و درین تعریف گاؤ کشی نیز از ممالک محروسہ منع گردید و مکرر میگفت کہ ترک گوشت باریا بجا طہر میرساید چہ گوشت از شاخ درخت بر نمے آید و مانند نباتات از زمین بر نمے خیزد از بدن جانداران است او بجود انواع اغذیہ اقسام نعمت کہ از خزانہ انعام الٰہی بآدمی عطا شدہ

رائے اٹھکی لذت کو برباد ہوا۔ آتے برہمنان نے آئیہ "تشدخا امداران خوردن نجاست ہا سخت نادانی وسنگ دلی است و صد وزر خود را کہ محرق اسیر آئینہ دی است قبیو رحتا مانند گردیدن کمال نادانی و بعقلی و بیخ منفر مود کہ ستمگار کار ستمگاران و مونیہ جلادی جنید ویست نا خدا ترسان ہلاک جانداران بیچارہ رہتا بتا گاہ تو آزار دہ ستمگاران چند را تا حق در جان بیگنہ زاستہ دید انستہ کہ التعلو عزینہ و تحلیبہ بید لیعصتل تیغ الٰہی ساختہ است قدرت اوست وسعی در اہلاک ہمہ محرون کمال نادانی وسقاہت (دبستان المذاہب طبع اصفحہ ۲۶۱) اورنگزیب و تباہ کی بابت ایک مشہور مورخ جیمس آلیبات صاحب لکھتے ہیں۔ وہ بڑا عقلمند اور متعصب آدمی تھا۔ وہ شراب اور گوشت سے بالکل پرہیز کرتا تھا۔ اور ہندوؤں کو فنا سے گریز کرتا تھا (ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۳۳۲/۱۶۸) اگرچہ کل جہاں سے گوشت تھا مگر ہمیں بھی لکھا گر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب لکھتے ہیں۔ ہم ہندوستانیوں کو تو دال حلوئی چاول سے کام ہی دودھ دہی۔ بھورا گھی بالکل یہ نہایت موافق ہے تم حیران ہو گے کہ لو صاحب انہوں نے تو غذا کی فہرست سے گوشت کو بالکل اڑا ہی دیا سو اگر تم کو یقین گوشت کھانا اچھا نہیں اسکے کہانے سے طبیعت میں فتور پیدا ہو جاتا ہے (صفحہ ۱۴۹/۱۵) آگے چلکر لکھتے ہیں تم ہندوستان کے لوگ اس بات کو نہیں مانتے کہ بغیر گوشت کھانے کے آدمی کو طاقت نہیں آتی۔ دیکھو جو اچھے ہندو ہیں وہ گوشت نہیں کہاتے پر انکا کیا بگڑتا ہے کیا وہ کمزور ہیں یا انمیں طاقت کم ہے۔ البتہ انہیں اور گوشت خوروں میں اسقدر فرق ضرور ہے کہ مثل گوشت خوروں کے بیج کو اٹھتے ہی یہ لوگ ظلم کے مقام پر کیا نہ مارتے تمہ نسخہ تجربہ ہی ہے پس اس نکتہ کو سمجھو (اور طب جیبی ار سوم ۱۸۸۲ء صفحہ ۷۱۵)

ہمارے تجربہ کی بات ہے کہ ہندوستان میں چار قومیں زیادہ گوشت خوار ہیں کالستھ کاشمیری بنگالی میدا ستی اور چاروں ہی اول درجہ کے بزدل ڈرپوک اور کمزور ہیں شجاعت کے حامی ہم خود آرا ہی ہیں۔ ورزش اور استعمال اسلحہ میں گوشت خوری ہرگز نہیں۔ گوشت خوری تو عفونت۔ طاعون۔ خارش تپ دق ہیضہ وغیرہ متعدی امراض کی حامی ہے مگر گرم ملکوں کی بابت تو ڈاکٹر صاحب کی رائے نہ پوچھئے۔ اور دیگر ملکوں کی بابت مفصل دیکھو کہ سرد ملکوں کے باشندے ورزش کو کھانا جانتے ہیں

گوشت خوروں میں فتحمندی نہ رہی بلکہ اتفاق رحمت اور علم و عقل پر فتحمندی محدود ہے اور محدود رہیگی

پورانے آریہ گوشت نہیں کہانے تھے تاریخ میں لکھا ہے۔ غیر آریہ شکار پر بسر کرنیوالی قومیں تھیں برعکس اسکے آریوں نے شکاریوں کا وحشیانہ طریقہ چھوڑکر کاشتکاری اختیار کی اور ان لوگوں میں عورت ایک ہی شوہر کرتی تھی (مختصر تاریخ ہند ہنٹر صاحب باب ۲ صفحہ ۱۴۱)

آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ پورانے آریہ ایرانی بھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور اسکے ترک کو ضروری جانتے۔ لیکن وہ سب سے زیادہ بہادر اور اولوالعزم تھے دیکھو ساسانیہ خرزند و دستوران دستور آئینہ ۱۳۶ و ۱۳۷) جس کا آپ نے بھی صفحہ ۲۰۳ پر اقبال کیا ہے"

۲۷۱ مولوی۔ اگر کاملین کو اجازت ذبح نہ ہوتی تو شریر خود احکام الٰہی اور احکام فطرت کے پابند نہ ہوتے ضرور گوشت کھاتے اور کاملوں کو ستاتے۔ اللہ تعالی نے کاملین کو بھی اجازت دی تا کہ وہ اشرار کا مقابلہ کر سکیں

آریہ۔ جتنے شریر اور ظالم لوگ سوامی شنکر آچاریہ اور نانک کی تعلیم سے سیدھے ہوئے تھا اور جتنے آدمیوں کو سوامی دیانند جی نے راہ راست دکھایا اس کا عشر عشیر بھی اسلام کے تمام نہیں کیا۔ مذاہب کی تعلیم بھی محمد صاحب سے شاید ہو تو تھی۔ اگر کاملین گوشت خور ہیں تو جتنی ضرور میوہ پھل اور نجاست دار جن کھانیوالے ہونگے۔ اور تمام مومن کو اپنے پیغمبر کو بہت کیجئے ہر پاک چیزیں حلال ہوتی ہے اور گناہ کرکے عن علیہا گور بچو کو کس قدرت میں شامل کرینگے اور حبشیوں اور ہاتھ سداریوں اور عیسائیوں کو کامل سے اکمل رہیں گے کہ ان لڑائی میں کہاں کرینگے کیونکہ گوشت ان کیا ہی آدمی کامل ہے یا ناقص ضرور رکھے مخالف ہونگے

مسیح کہتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو گوشت نہ کھاوے اور شراب نہ پیوے اور ایسا کام نہ کرے جس سے تیرا بھائی ٹھوکر کھاتا ہے (رومیوں ۱۴:۲۱) اسلامی روایات کے مطابق مسیح جو کبھی گوشت نہیں کھاتے تھے اور یہی سبب ہوا کہ انہیں نے قربانی یعنی جانور کشی حکما اور حرام خدا کی ناروانی ہے۔ یہ کبھی منع کردی اور یحیٰی وغیرہ رسول بھی گوشت نہیں کھاتے تھے مقول یا پنتسل کے حب دنیا اور گناہ کا بڑھ گیا اور کثرت بڑھ گئی تو کثرت ازدواج اور گوشت خوری کی خرابی کا رواج ہو گیا (تعلیم محمدی ۱۵)

خواجہ معین الدین چشتی لکھتے ہیں۔ آنگاہ فرمود کہ شنیدم کہ از زبان خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کہ در سلوک خواجہ عبداللہ خفیف گفتہ است کہ ہفتاد سال عمر یافتم در روز ہفتاد سال بوقت ناداشتم کہ فرحی تبدیل کردہ باشم (صفحہ ۲۷۔ انیس الارواح)

عبداللہ بن مسعود روایت کرد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ حیوانی ذبح کند کہ خون کسیرکردن اوتبولیند وبرجانوری کہ ہنوز نفس کشید ہمچنان باشند کہ خون انسان کردن ناحق یاری کردہ باشد ہا

ہمہ سوال رسول فرمودہ است کہ فشاندہ جانور آتش کشتی آتش فگندہ یا بہ تیر جھی بکشد کفارت او آنست کہ بندہ آزاد کند و باستصدق مسکین را طعام دہد یا دو ماہ روزہ دارد ویمچنین رسول گفتہ میدانید کہ ہیچ حاو آتش نرسد مگر خدا تعالی شمار العقوبت اند در دنیا و آخرت عذاب خواہد کرد و ہر کہ جانوران را در آتش فگند خیانت کرد او را جزا دہد خدا کردہ باشد (صفحہ ۲۶ ملفوظات حضرت عثمان ہارونی) گویا طفولان اولیاء اللہ و لیوں کی حالت تو اور بھی وہ گناہ کرتے ہیں اور سزا پاتے ہیں مگر حقیقی تمہیں ہوتے نیک سرت اور اچھے حدار سبہ لوگ تھوڑی دیر سمجھ جاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے۔

وقتی آلوابتراب بخشی را ہوس بیضۂ مرغ بشدند کہ امروز بر فسلہ افطار کنم قضا را وقت نماز دیگر برائے تجدید وضو بیرون آمد در صحرا کودکے دید آنچہ دست در دامن خواجہ بزد گفت این مرد دست۔ کہ دیر تر وزن کالائے من بردہ است بار فرمایا تا آئندہ است تا کالا برد بچین کہ وبائے شد حلق گرد ندہ کوک و بدر کاں دست زدن نقد انجہ خواجہ تجرد۔ چنانچہ تسس منتہ زدند ہمچنان مریدے بید آمد خواجہ را شناخت گفت اے خواجہ این درد چیست۔ خواجہ ابوتراب بخشی است خلق معذرت خواہ آمد نہ کہ اے مستقیم تجدید یا بید چون آمرز خواجہ بخانہ بردہ نماز شام بگذارد است قضا را در خانہ آن مرد بیضۂ مرغ و نان بیگیدہ بود بنیش اوراہیں کہ خواجہ دید تبسم کرد من تحو ایم خورد گفت چرا گفت امروز من آرزوے این کردہ بودم نان بیضۂ تنی ششش مشت خوردم اگر ایم خود ذا نفس تاچہ مایہ بیش ذل گرد بخواجہ برخاست ناخوردہ برفت (ملفوظات صفحہ ۱۶)

گوشت خوروں میں فتحمندی محدود نہیں

یونانی مشہور بہادر سپارٹا قوم جو کہ اپنے زمانہ میں بہادری میں بے نظیر تھی گوشت خور نہ تھی۔ رومی فوج کے سروار اور سپاہی گوشت خور تھے۔ جنہوں نے یورپ فتح کر لیا تھا۔ بندا سنگھ بیراگی گوشت خور نہ تھا پھر اس نے لاکھوں مسلمان قتل کیے۔ تمام دہارمی سکھ جیسے کہ گوشت خور نہیں ہیں نیر گوشت خوروں کو گاجر مولی کیطرح کیوں

کاٹتے ہیں اور انکے نام سے ہی گوشت خوروں کے پران کیوں خشک ہوتے ہیں۔ اور جاؤ تو بچارا پلیا مرا گوشت خور نہیں ہے بغیر گوشت چوڑوں کے سرتیج بیراں سے کس طرح اوڑا ماسیے۔

اے پیر صاحب سنو۔ ایس آئی ایسکن جنرل آف ہاسپٹل کہتے ہیں ساٹھ سال کا تجربہ جو ہندوستان میں رہنے سے حاصل کیا ہے ذکر کرتا ہوں جبکہ سر رابرٹ سیل صاحب کے ہمراہ جنگ افغان کے موقعہ پر جلال آباد کے محاصرہ میں کابل میں تھا اور برہما کے جنگ کے وقت یورپی سپاہیوں کی غذا اور دہلی کے محاصرہ میں رہا ہوں اس تمام عرصہ دراز میں یعنے ڈاکٹر حکیم صاحب کی عملی تائید کر دکھائی۔ جو کہ انگریزی فوج کے ایک مشہور سرجن ہیں اور جو کہتے ہیں کہ میری صحت کا مختلف طریقوں سے مختلف آب و ہوا میں امتحان کیا گیا میں بالکل گوشت اور شراب کا استعمال نہیں کرتا ہوں فلالین یعنے گرم اونی کپڑا نہیں پہنتا۔ اور کبھی پگڑی۔ گرمی سردی کی پرواہ نہیں کرتا۔

انگریزی دانوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ لارڈ نپئیر صاحب کے برابر کوئی بہادر نہیں ہوا۔ جنہوں نے نہایت کوشش و سختی سے ابطارون کے محکم قلعے کو فتح کیا۔ لارڈ نپئیر گوشت اور شراب کو مطلق استعمال نہیں کرتے تھے۔ صرف ساگ پات اور نباتاتی غذا انکی خوراک تھی اور چار گھنٹہ سے زیادہ نہیں سوتے تھے۔

سنہ ۱۸۲۳ء میں جنرل والٹیر صاحب نے جو کہ مشہور واقعہ جنوبی امریکہ کے سردار تھے اپنی فوج کے ہمیت امریکیو کے خشک بیابان میں لوٹا سمٹر تک کی ۵۰۰ میل فاصلہ تھا یومیہ ۴۸ میل کے حساب سے لگاتار گیارہ دن تک یہ کوچ جاری رکھا اور آخر کو مقدر کے احکام خدا دشمن کی فوج کو شکست فاش دی۔ اور طرفہ یہ کہ اس سفر میں سپاہی صرف بھنا ہوا اناج پر گزارہ کرتے تھے۔

مسٹر صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ میں پولینڈ اور ہنگری کے سپاہی سب سے زیادہ چالاک اور طاقتور آدمی دنیا بھر میں ہیں جو کہ روٹی اور آلو پر گزارہ کرتے ہیں۔ نپولین بونا پارٹ کے ماتحت پولینڈ کے سپاہی ایک دن میں ۴۰ میل سفر کیا کرتے تھے اور دن بھر ہاتھ مارتے تھے دوسرے دن جب سو کر اٹھتے تھے تو ایسے تر و تازہ ہوتے تھے گویا بالکل تھکے نہیں (ردّ گوشت خوری ایڈیشن صفحہ ۳۰۵)

پھر وہی صاحب کہتے ہیں کہ دنیا میں نہایت بہادر قوم ترکی ہے ترکی سپاہیوں کی بہادری ان کے سپاہی بڑی بھاری تکلیفیں اور صحت نہایت صبر اور بردباری سے برداشت کرتے ہیں حالانکہ وہ سادہ اور عام نباتاتی پیداوار کی خوراک پر گزارہ کرتے ہیں۔ سو ترکی فوجی ایران میں کوئی بھی ۶ فٹ سے کم لمبائی میں نہیں سعی زیادہ زراعت پیشہ اکثر دیہاتی کہتے ہیں زمین کی کاشت و نباتاتی تیل اور نمک چاول یہ انکی خوراک ہے۔

ہندو کے ایک فوجی افسر نے ایف وارنر صاحب ڈاکٹر یونس صاحب کو ولایت میں ایک خط لکھا تھا جس میں ذکر کرتے ہیں کہ ہماری دیسی فوج شوالیہ اشخاص پھل اناج کے کھانے والی ہیں اور مقابلہ میں انگریزوں کی بہ نسبت دیسیوں کی خوراک بہم پہنچانا ہمیں دقت نہیں ہوتی۔ میری ایسی رجمنٹ کے تمام ہی پھل اناج کھانے والے ہیں کبھی کبھی شہد یا ایک کیلا کھا لیتے ہیں اگر ہمارے سپاہی صرف پھل آہاری ہو جاویں تو ہم سفر کی بڑی تکلیف سے بچ جاویں (ہیرلڈ آف ہیلتھ نمبر ۳۹ صفحہ ۳۰۹)

مشہور سلطان ٹیپو ایسا گوشت خور انگریزوں کی لڑائی میں شکست کھا گیا پلاسی کی لڑائی میں سراج الدولہ گوشت خور کو شکست ملی۔ نادر شاہ نے محمد شاہ گوشت خور کو شکست دی بھوکے اور ساقط ست بابر نے جسے علاوہ بھی شکست دی تھا ابراہیم لودھی مشہور گوشت خور کو شکست دی۔ ان شکستوں کا یہ سبب ہے کہ جلانے والے گوشت خور نہیں تھے۔ اور یہ کہ کم گوشت خور بھی ساد فاتح لوگ

ان شتر مرغ کا گوشت نہ چھوتے تھے۔ بلکہ کم عمدہ اسلحہ التعاق تو اعلیٰ دالی ہتھیاروں میں نامی خاکشی مرتبانی کے لایق ہیں۔

جملہ مورخ اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ مرہٹے تو پیش نہیں سنیا۔ زیادہ تر اتفاق کرنے ویسے اور عمدہ ہتھیار ان کے رکھنے والے ہوتے ہیں۔ مرہٹے جنگی بہادری طرف پچل ہے بالکل گوشت خور نہ تھے اور نہ جانتے تھے مگر بہت بہادر مشہور تھے اس بات پر کون پردہ ڈال سکتا ہے۔

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب (جو کہ گورنر جنرل ہند کے مشیر تھے) کا اور محققین فرنگ کا قول ہے۔ کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا بلکہ ہندوؤں سے جسکے یہ معنے ہیں کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے نہیں لیا (وہ تو کب کے برباد اور تباہ ہو چکے تھے) بلکہ ہندوؤں سے کیونکہ اُن دنوں دہلی کا بادشاہ سکھ کا پتلا تھا جسکی حکومت اس کے محل کی چار دیواری تک محدود تھی مرہٹوں کی سلطنت پونا سے اٹک تک قائم ہو گئی۔ اور انکی فوجیں تھوڑے سے بنگال تک پہنچ گئیں اور کل صوبوں سے خراج لینا شروع کر دیا۔ اگر اور خدیو غیر متوقع اور بحث پیش نہ ہو جاتا تو عیاں ہے کہ مرہٹوں کی سلطنت دہلی میں قائم ہو جاتی۔ اور مسلمان شہنشاہ کی جگہ ہندو مہاراجہ حکومت کرتا۔" (حصہ اول صفحہ ۲۲ لکچر نمبر ۱)

راجہ اشوک کی بہادری اور فتحمندی اور سلطنت کا اس آج تک کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوا۔ مگر وہ گوشت خور ہرگز نہیں تھا اور نہ چندر گپت آیند گوشت خور تھے۔ معلوم نہیں کہ آپ پھر کس الہام کی مدد سے یہ رمل بنا سکتے کہ فتحمندی گوشت خوروں میں محدود رہی۔

ڈاکٹر لفنش صاحب لکھتے ہیں کہ گرین لینڈ کے باشندے جو دنیا میں اعلیٰ درجہ کے گوشت خور ہیں وہ دنیا میں سب سے زیادہ ٹھگنے دیکھنے میں آتے ہیں۔ انسان پیدائش کے قریباً ۲۰ انچ ہوتا ہے۔ اور جوان ہونے پر انسان کا قد ۵۔۷ فٹ تک مانا گیا ہے۔ وہ لوگ جو سرد ملکوں کے رہنے والے ہیں اور نباتاتی خوراک پر گزارہ کرتے ہیں بہ نسبت گوشت خوروں کے جسمانی صحت اور ترقی میں بڑھکر ہیں۔ چنانچہ اسکاٹ لینڈ کے آلو کھانیوالے ۱۔۵ فٹ بلند گئے ہیں چونکہ گوشت میں ہڈی بنانے والے اجزا نہیں ہوتے اسلئے گوشت کھانیوالے ٹھگنے رہتے ہیں۔ مگر اب گرین لینڈ والوں نے بھی آلو کھانے شروع کر دیئے ہیں اور یورپ کے تجارت کی بدولت یہ نباتاتی نعمتیں انکو نصیب ہونے لگیں۔ وہ دن دور نہیں کہ ان سے گوشت خوری متروک ہو جاوے۔

۱۴۴ **مولوی۔** گوشت خوری ایک ضروری امر ہے۔

آریہ۔ گوشت خوری ضروری نہیں کیونکہ اسمیں وہ مادہ ہی نہیں جس سے انسان کی پوری پرورش ہو سکے۔ چنانچہ ڈاکٹر اینا کنگس فورڈ ایم ڈی کہتی ہیں کہ مٹر چنے وغیرہ پھل اناج میں ۳ سے ۳۰ فیصدی تک نائیٹروجن اور ۵۰ سے ۸۰ فیصدی تک کاربن یعنے نشاستہ اور قریباً تین فیصدی نمکین مادہ موجود ہے۔ لیکن حیوانات کے گوشت میں ۸ سے ۹ تک مادہ نائیٹروجن ہوتا ہے۔ اور کاربن اسقدر کم پایا جاتا ہے کہ گنتی میں نہیں آسکتا۔ گویا ہمکو کتنا بڑا ہے کہ نشاستہ گوشت میں بالکل نہیں اس سے ظاہر ہے کہ گوشت میں ایک بڑا بھاری جزو و حمائیتی والاحر و لیسے موجود نہیں ہے۔ کسی انسان کی خواہ کسی ملک کا رہنے والا کیوں نہ ہو خوراک نہیں ہو سکتی" (پرفیکٹ وے ڈائیٹ صفحہ ۴۸ و ۴۹)

ڈپٹی سرجن کمشنر بنگال نے سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ مسور کی دال زیادہ طاقت بخشنے والی

ہے بہ نسبت سب گوشتوں کے (اور ٹ یا آر بیٹر کا ۱۳ جون ۱۸۹۵ء جلد ۲ نمبر ۲ صفحہ ۱)

اب طبی طور پر اگر کوئی زیادہ سے زیادہ دلیل ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ اسمیں گوشت بنانیوالا مادہ نائیٹروجن کثرت سے ہے لیکن وہ بھی تقریباً اکثر اناجوں کے فی صد کم زیادہ سے زیادہ ۱۹ فیصدی تک ہو سکتا ہے جبکہ اسکے مقابلہ میں وہی مادہ اٹھاون فیصدی تک چنے وغیرہ کی دالوں میں موجود ہے۔ پس کسی حالت میں بھی گوشت آجکل کے اعلیٰ سے اعلیٰ طبی تحقیقات کے رو سے انسانی غذا کہلانے کے قابل نہیں ہے (انڈین پراویسی جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۴۲)

کیمسٹری کے فضلا نے جو نقشہ تیار کیا ہے۔ در باب تفریق و تاثیر اجناس خوردنی اُسے یہاں درج کرتے ہیں۔

نام اشیاء	جزو گوشت بنانیوالا	جزو گرمی پیدا کرنیوالا	جزو املاح معدنی	حصہ آبی و تری
چاول	۷	۷۸	۱	۱۴
ساگودانہ و ارارُوٹ	۴	۸۲	۱	۱۳
آلو	۲	۲۳	۱	۷۴
چینی	۷	۱۰۰	۰	۰
مکھن اور گھی	۰	۱۰۰	۰	۰
گندم	۱۴	۷۲	۲	۱۳
جوار	۹	۷۴	۱	۱۶
باجرا	۱۰	۷۳	۲	۱۵
کنگنی	۱۲	۷۰	۱	۱۷
آرد جو ولایتی	۱۷	۶۹	۳	۱۱
جو	۱۱	۷۲	۲	۱۵
مچھلی	۱۴	۷	۱	۷۴
گوشت پختہ	۲۲	۱۴	۱	۶۳
دال نخود	۱۹	۶۲	۳	۱۶
دال ارہر	۲۰	۶۱	۳	۱۶
دال مٹر	۲۵	۵۴	۲	۱۵
دال مسور	۲۴	۵۹	۲	۱۵
دال کہساری	۲۸	۵۶	۳	۱۳
لوبیا	۲۳	۵۹	۳	۱۴
لونگ	۲۳	۶۰	۳	۱۳
آرٹھ	۲۲	۶۲	۳	۱۳
سبز مٹر	۷	۳۰	۲	۵۵
دودھ	۵	۸	۱	۱۸

ایسا ہی اے ڈبلیو ڈگلس صاحب ایف سی۔ ایس نے رسالہ کیمسٹری آف فوڈ میں اور ولیم کو چیز نے لیبگ نامی کتاب میں جو نقشہ جات دئے ہیں اُن سے بھی واضح ہے کہ اناج میں گوشت سے زیادہ طاقت ہے۔

نام جنس بحساب سو پونڈ وزن فی	حرارت کا حصہ
گندم	۶۲
چنے	۵۱
لوبیا	۵۴
چاول	۶۲
آلو	۲۵
گوشت	۱۴
آٹا	۴۷
مٹر	۵۴
کھجوریں	۶۵

گوشت کھانے سے بیماریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ اور گوشت خوار ہی انکے زیادہ شکار ہوتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر اینا کنگسفورڈ ایم ڈی اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں کہ بیماری کے کرم بغیر خوردبین کی مدد کے جو کہ کثرت سے پیدا ہوتے ہیں نظر نہیں آتے۔ نباتات ان کرموں سے بری ہیں بعض نباتات ایسے خراب ہو جاتے ہیں مگر انکا رنگ روپ ہی آپ انکا استعمال کرنے سے روک دیتا ہے۔ گوشت ہمیں دھوکا دیتا ہے اس صورت میں بالکل اچھا دکھائی دینے پر بھی مذکورہ بالا کرموں سے پُر ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ایلفرڈ صاحب نے ۱۸۸۰ء کی میڈیکل کانگریس کے روبرو ظاہر کیا تھا کہ گوشت اسی یا نوے فیصدی بیماری کے کیڑوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ہے ایم پیلس ایم ڈی فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ گندہ مادہ اور ردی حصہ جو قتل کئے ہوئے حیوانوں کے گوشت لہو اور جگر میں پایا جاتا ہے کھانے کے قابل نہیں ہے۔ پھل میوہ اناج کھانیوالے اپنی خوراک اصلی ذخیرہ سے بالکل پاکیزہ حاصل کرتے ہیں اور اسکو اپنے جسم میں پہلی دفعہ گوشت اور لہو کی صورت میں مبدل کرتے ہیں۔ دراصل گوشت خور اسکو دوبارہ چباتے اور دوبارہ ہضم کرتے ہیں جو کہ ایک دفعہ چبانے اور ہضم کرنے سے حیوانی گوشت بن گیا ہے۔"

مولوی اچھے تجربہ کار ڈاکٹر کو زخموں کا چیرنا قبیح نہیں۔ جبکہ اس کام کو ایک قسی القلب کر سکے اور ڈاکٹروں کو لیتے عم میں قسی القلب کہا کرے۔

آریہ۔ جو ڈاکٹر تندرستی قائم رکھنے۔ درد کو دور کرنے مریض کو تندرست بنانے کی نیت سے علاج کرتے زخموں کو چیرتے آلائش کو نکالتے اور بعض خاص صورتوں میں اعضاء کو کاٹتے ہیں وہ رحمدل۔ نیک نیت اور رقیق القلب لیکن معقول ہیں۔ مگر جو ڈاکٹر یا حکیم رشوت لیکر کسی کو مار ڈالتے ہیں یا شرارت سے اعضا کو کاٹ ڈالتے اور خونریزی کرتے ہیں وہ ضرور قسی القلب و رذائل ہیں۔ اب دیکھئے کہ مسلمان کس نمبر میں ہیں اگر وہ جانوروں کے امراض کا علاج کرتے اور اسی نیت سے انکے زخموں کو چیرتے اور مرہم لگاتے ہیں تو ضرور رحمدل و نیک نیت ہیں۔ ہمیں اُنسے کوئی مخالفت نہیں لیکن اگر وہ اپنا ظالم پیٹ بھرنیکو اسلئے انکا گلا کاٹتے ہیں اور ثواب کی نیت سے خدا کو الزام لگا کر اُسکے نام کو بدنام اور مردہ پیر فقیروں کے نام پر جانوروں پر صمصام چلاتے ہیں یا تفریح طبع اور تماشا کیلئے انجام کرتے ہیں تو وہ ضرور قسی القلب تماشائی ہیں اے ظالموں کے بھائی۔

۴۷ **مولوی**۔ حتف موت جو ذبح سے حاصل ہوتا ہے بدون دخل انسانی بھی شدنی ہے اور ذبح جانوروں کو بچا لینا امراض اور تدریجی موت کے شدائد سے نجات بخش ہے۔

آریہ۔ افسوس ہے کہ آپ سے تمیز کا مادہ بالکل غارت ہو گیا۔ یہ تو ایسی بات ہے جیسے امراض کی تکالیف سے دور کرنے کو خودکشی کرنا یا مریض کو گولی مار دینا یا پانی میں ڈبو دینا یا سنکھیا کھلا کر مار دینا جو سراسر خدا کی نافرمانی اور کفران نعمت کی نشانی ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ آپ سے الہامی حکیم اور قرآنی معنوں میں مثل اسکے رحمانی رحیم ہیں لیکن جب کسی مریض کو تدریجی موت میں مبتلا پاتے ہونگے ضرور سم الفار دیکر اس کا بیڑا پار کرتے ہونگے الہامی بیٹے کے ساتھ شاید یہی سلوک کیا کہ اُسکو زندہ نہ رہنے دیا۔ مگر نبی قادیانی کی بیماری میں یہ علاج نہ سوجھا تاکہ اُن کی جان الہام کے اوتار چڑھاؤ سے چھوٹ جاتی۔ اور بشر آتی

جب تمہاری دم بدلنے کیا ہی دانائی ہیاں یا شاہی طبیب ہے دریائی ول پگھڑے قریب

۱۷۵ مولوی۔ تعجب ہے کہ تمام دنیا کے جانوروں کو مارنا کام و عیان ہے۔ دیکھ خدا نے جن مخلوقات معنوی یہ تہمت عجب ہے کہ ذبح کے حکم کو کیوں یہ ترک رحم کے خلاف یقین کرتے ہیں۔

آریہ۔ سب تماشہ تو یہ ہے کہ تم یہاں ہو تمہارے نزدیک خدا رحیم کیفیت مسلوب ہے نہایت تعجب ہے کہ نسل و اسقاط حمل و بہر جزائی بھٹکتے ہو کہ کیوں یہ رحم کے خلاف یقین کرتے ہیں۔ یہ کہ گویا ہوا ہے یا نہیں جس طرح انسان کو پیدا کیا ہے اسی طرح حیوانوں کو وہ جس طرح سور کا مارنا اسکے گلے کاٹنا۔ جس طرح انسان کا مالک ہے اسی طرح کے جانوروں کا بھی اس کا حکم حرام اور ناانصاف۔ خداوندی کے خلاف نہیں۔ کیونکہ خود غرضی سے مخالفت ہے لیکن ذبح انسانی فساد ہے۔ رحمانی حکم ارشاد نہیں ہوا خداوندی کا حکم ہے انصاف کا نہیں خود غرضی ناپاکی اور جفا کاری سے مملو ہے آزادی سیکھا نیکی کے دور رو نہیں۔

سنئے۔ وید کا علف گوش تعجب کنا اگر سنئے جتنے زبردست ہیں حرام جتنے زیر دست وہ سب حلال۔

ہاتھی	حرام	بلا	حرام	گیدڑ	حرام
شیر	حرام	چیتا	حرام	جل مچھلی	حرام
گینڈا	حرام	ریچھ	حرام	(وبراگورمچھ)	حرام
مگرمچھ	حرام	بندر	حرام	بجگیلا	حرام
کتا	حرام	بھیڑیا	حرام	کھٹار	حرام
سور	حرام	شاہی	حرام	ہنڈلا	حرام
سانپ	حرام	شاہین	حرام	کرگس	حرام
چوہا	حرام	لگڑ	حرام	نسر	حرام
گژدم	حرام	بوتیمار	حرام	چیل	حرام
سحری	حرام	بگلا	حرام	الو	حرام
رینور	حرام	شہباز	حرام		
کٹے	حلال	روباہ	حلال	مرغابی	حلال
بھینس	حلال	معمولی مچھلی	حلال	کلنگ	حلال
گورخر	حلال	فاختہ	حلال	ملخ	حلال
گوسفند	حلال	کبوتر	حلال	کبک	حلال
ہرن	حلال	(تودہ شیر)	حلال	تیتر	حلال
بکری	حلال	گنجشک	حلال	تلیر	حلال
اونٹ	حلال	(کبھی طاؤس)	حلال	بطخ	حلال
حرام کبھی	حلال	گوڑ	حلال	راج ہنس	حلال
گھوڑا	حلال	شارک	حلال	لٹور	حلال

عاجز جو زیر دست ہیں سارے حلال ہیں
اور جتنے زور رکھتے ہیں اللہ کا مال ہیں
ہاتھی سے تا باز تک سارے حرام ہیں
اور بگلے سے لٹور تک سب حلال ہیں
پس غور کرکے سوچو خدا مومنو انہیں
احکام ایزدی ہیں کہ اپنے خیال ہیں

ہم مصنف قرآن کی عقلمندی کا ایک اور نمونہ بھی بتلانا چاہتے ہیں۔ اگر قرآن کا مصنف

ہوتی ہی کہا ہے کہ یہ بھی قتل کرتے ہو تو حرارت جیسے ہوتے ہو اصل مچھ سے کہتے ہیں کہ وہ سب گوشتوں سے زیادہ طاقتور ہے اسے خنزیر کہتے۔

حکیم نور علی صاحب فرماتے ہیں بحر الجواہر ... لحم ... من لحم الاهلی هو قوی العقد اکثر ... لا ... ما یکون فی الشتاء و یحسان ... فی ... الحیوانات ... مطبوعہ نول کشور

مولوی امام الدین صاحب ماسٹر میڈیکل کالج آگرہ فرماتے ہیں۔ گوشت خوک گرم تر تمام حیوانات وحشی سے بہتر ہے۔ کل جزو بدن ہو جاتا ہے منی غلیظ بہت پیدا کرتا ہے (تحفہ نسل انسان صفحہ ۱۷)

مولوی محمد حسین صاحب آزاد لکھتے ہیں بذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ شیر اور سور دلاور جانور ہیں۔ انکا گوشت بھی شجاعت بخشتا ہے!

ڈاکٹر پارکس صاحب فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ حرارت پیدا کرنیوالا گوشت سور کا ہے (دیکھو مینول آف ہائی جین صفحہ ۲۵۵)

۱۷۶ مولوی۔ جو کثرت سے ذبح کرتے ہیں نیست گردن کے رہا ۰۰ آرام ہے۔

آریہ۔ اسکا جواب باصواب تو یہ ہے کہ کسی نے اونٹ سے پوچھا کہ چڑھائی اچھی یا اترائی کہ ہر دو لعنت۔ یہی مثال مولوی عبد الکریم صاحب لدھیانوی کرجی کا قول ہے
ان حشکان نسل کینا دیا دہان سی بھانہ کہ کریں یا سی ... گردن نگرد

۱۷۵ مولوی۔ قتل امن متعلق اہل کل مذاہب میں معمول ہے۔

آریہ۔ یہ بات مبدا فساد ہے ہر ذی عقل انسان کی ایجاد ہے۔ داناؤں اور حق پرستوں کا اس پر عمل ہے۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ
تو کز محنت دیگران بے غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی

در اخبار آمدہ است کہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز را کہ بکمال عدالت و فرط تقویٰ و طہارت موصوف بود بعد از وفات در خواب دید و از حال او سوال کرد گفت یک سال مرا در حجاب داشتند بسبب آنکہ سوراخے در پل استوار بود گوسپندے را پاے در آن سوراخ فرو رفت و مجروح شد بامن عتاب کردند (اخلاق جلالی صفحہ ۲۹۰ نول کشور)

۱۷۷ مولوی۔ علوم طبقات الارض و جغرافیہ کے مشتاق اور قطبین کے رہنے والوں کو گوشت و مچھلی کی حاجت لابدی ہے۔

آریہ۔ تم نے ایک ہوشیار اور بے رحمانہ مسئلہ کے ثبوت کرنے والے کتنی ناجائز کوشش کی اور عقل کو بڑی طرف خرچ کیا۔ حضرت پیران قرآن اور سکان عربستان کو علم و عقل سے کیا نسبت وہ کونسا علم ہے جس کی اونہوں نے تحقیقات کی۔ وہ کونسا مولوی ہے جس نے علم طبقات الارض میں حرف اوقات کی شروع اسلام سے آج تک کس مولوی یا قطب قطبین کے پاس گیا کس مولوی یا غوث نے امریکہ یا جزیرہ دریافت کیا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر محمد صاحب کے سامنے کوئی فاضل یہ کہتا کہ زمین گردش کرتی ہے اور آسمان کوئی چیز نہیں تو بہت اس بیچارہ کی گردن اڑا دی جاتی۔ کیونکہ ایسا ماننے سے معراج کی کہانی باطل ہوتی۔ صداقت سے گر جاتی ہے۔ علوم کے محقق اگر انکار میں لگے رہیں گے تو خاک تحقیقات کرینگے۔ گوشت سید الطعام نہیں بلکہ خبیث الطعام اور وحشی درندوں و موذیوں کی خوراک ملعم ہے۔

جان سمتھ صاحب اپنی زود نویسی اور غیرہ ایشیا میں لکھتے ہیں کپتان ... صاحب ... کے دیکھنے سے حیران ہو گئے کہ ایک گرین لینڈ کا باشندہ دو مچھلی تو سات سیر وزن ہر قسم

تھا کہ اُسے بند کر دیا۔ ایک گرین لینڈ کا رہنے والا روغن پر گوشت اور مچھلی کا تیل کھا جاتا تھا۔ پادری آرمز صاحب کا بیان ہے کہ ایسکیمو کا باشندہ ایک دن میں دس سیر گوشت آسانی سے کھا جاتا ہے۔ یہ اُسکی معمولی روزانہ خوراک ہے۔ یہ لوگ حالانکہ اتنا گوشت کھا جاتے ہیں تو بھی کمزور ہیں۔ مگر کرنل پلیٹ فاسٹ کہتے ہیں۔ ایک سیر گندم کی روٹی چار سیر عمدہ گوشت کی نسبت نہایت ہی مفید اور بڑھکر نشوونما دینے والی خوراک ہے۔ روس و یونان کے مزدور دن بھر چالاکی اور زندہ دلی سے کام کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ آدھ سیر اناج کی روٹی چند پیاز کے ساتھ کھاتے ہیں۔ اگر گوشت میں طاقت اور غذائیت کا مادہ موجود ہوتا تو ظاہر ہے کہ دنیا میں گرین لینڈ کے رہنے والے کبھی بونے اور پست قامت اور بد درجہ کے وحشی نہ ہوتے۔ (صفحہ ۹۶)

گرین لینڈ وغیرہ ایک دو برفانی جگہ ایسی ہیں جہاں کے باشندے عموماً گوشت اور مچھلی پر گزران کرتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ برفانی ملک انسان کی قدرتی جائے رہائش نہیں۔ قدرت میں قاعدہ ہے کہ جس حیوان کی خوراک جہاں بکثرت پائی جاتی ہے۔ وہی جگہ اُس حیوان کی جائے رہائش سمجھی جاتی ہے۔ انسان قطبین کا رہنے والا قدرتی نہیں ہے۔ تمام فضلاء کا اس پر اتفاق ہے۔

ڈاکٹر کی۔ جی۔ آر۔ ٹیلیسن ایل۔ آر۔ سی۔ پی اپنی کتاب ہیلتھ اینڈ لانگ لائف میں فرماتے ہیں۔ کہ انسان بلاشبہ گرم اور معتدل ملکوں کا رہنے والا ہے۔ جہاں کہ اناج اور پھل اُسکی خوراک کے لئے اُگ سکتے ہیں۔ انسان کی کھال پر جو چھوٹے چھوٹے رونگٹے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ بلاشبہ گرم اور معتدل ملکوں کا باشندہ ہے۔ سرد ملک کے رہنے والے حیوانوں کی کھال پر لمبے بال ہوتے ہیں۔ مگر سرد ملک کے رہنے والے انسانوں کے نہیں ہوتے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قدرت کی طرف سے سخت برفانی ملک کے رہنے کیلئے پیدا نہیں کیا گیا۔ معترض سوال کر سکتا تھا کہ جب قطبین میں رہنا قدرتی نہیں تو وہ لوگ جو وہاں پائے جاتے ہیں۔ وہاں کیونکر جا بسے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جیسے ہندوؤں نے مسلمانوں کے حملوں سے ڈر کر چھوٹی عمر کی شادی اختیار کر لی ٹھیک ویسے ہی ظالموں کے حملوں سے تنگ آ کر جرمن و فرنگو دار اپنی جان بچانے کے لئے گرین لینڈ جیسی برفانی ویران جنگلوں میں۔ یا یہ کہ گرین ہوتے۔ مصیبت کے مارے لوگوں نے وہاں رہنا اختیار کر لیا۔ مگر قدرتی طور پر کوئی قطبین پر رہنا پسند نہیں کرتا۔ ایسا عقل کا دشمن کون ہے۔ جو اُن برفانی ملکوں میں زندگی بسر کرنا چاہتا ہو۔ اگر قطبین انسان کی رہائش کے قابل ہوتے۔ تو یہ فرنگی جو نئے دن نئے ملک کی تلاش میں اپنے ڈیرے امریکہ و آسٹریلیا میں اتنی دور لیجاتے ہیں۔ وہ کیوں نہ انگلینڈ کے شمال کی طرف قطبین ہی میں جا بستے۔ کوئی بستی یا گاؤں آج تک وہاں قائم نہیں ہوئے۔ جو اسبات کا ثبوت ہے کہ یہ جگہ انسان کی جائے رہائش کے ناقابل ہے۔

ایسا ہی فاضل الفرڈ بیل۔ ایس ایل ایل۔ ڈی۔ ایل۔ ایس وغیرہ نے [illegible] بھی معتدل نہیں کیا ہے۔ دیکھو [illegible] ابو الکرم اور [illegible] آدمی کے حسب حال حضرت آدم کو خدا کا حکم دیکھو میں تمکو ہر ایک بیجدار ساگپات جو تمام روئے زمین پر ہے۔ اور ہر ایک درخت کو جسکے پھل میں بیجدار پھل ہے۔ دیتا ہوں اور یہ تمہارے کھانے کے واسطے ہوگا۔ اور سب طرح کی سبزی حیوانوں کے کھانے کے واسطے دیتا ہوں۔ (توریت پیدائش)

سید احمد خان صاحب کہتے ہیں ہمیشہ آدم کو صرف درختوں کے پھل کھانے کی اجازت تھی حیوانات کے کھانے کی اجازت نہیں تھی۔ (تفسیر القرآن جلد سوم)

مشہور [illegible] صاحب کہتے ہیں۔ کہ [illegible]

جو جنگل کے باشندے جیسا کہ گئے۔ کیونکہ وہ قدرتی نہیں کہ [illegible] کی خوراک کھاتے ہیں اور یہی ممالک انسان کی قدرتی جائے رہائش ہیں۔ [illegible]

باب آخر میں ہم [illegible] اصل کتاب [illegible] الابلاغ فی تحقیق امر الذبائح کے مصنف کی لیاقت کا [illegible] علاوہ بیں مضمون ختم نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مولوی صاحب جیسی [illegible] حکم [illegible] ہیں۔ وہ فرماتے ہیں رہا تڑپنا۔ ان جانوروں کا بوقت ذبح یہ خیال کرنا ہے کہ یہ تڑپنا [illegible] تکلیف کے سبب ہو۔ کیونکہ [illegible] مثلاً اونٹنی میں بھی ہو [illegible] (ابلاغ صفحہ ۱۵)

[illegible] داتی نادانی اور خود غرضی کہ انسان شرارت میں کتنا دلیر ہو جاتا ہے۔ چوری کرتے ہوئے وہ دوسرے کے مال کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ [illegible] کو کبھی خیال نہیں کرتا۔ حبشی لوگ انسان کے قتل اور انکے گوشت کھانے میں دریغ نہیں کرتے اور اسکو ثواب جانتے ہیں۔ یہی حال [illegible] بے محمد صاحب تمام مسلمان [illegible] لوگوں کی ملکوں [illegible] دیدینا حکم ربانی سمجھتے ہیں۔ عیسائیوں کا خون پینا اور مسلمان [illegible] ثواب جانتے ہیں۔ اور تمام حبشی اور مسلمان اور یہودی بردہ فروشی کو جائز جانتے ہیں۔ غیر مذہبوں کو مارنا [illegible] جائز ٹھہرا لیا۔ غریبوں کو برباد کرنا سب سے صحیح بتلایا۔ غیر مذاہب کی اولاد کو ہر ایک حیلہ سے [illegible] لایا۔

دینداریہ خیال۔ کافر (عیسائی۔ یہودی۔ کافر وغیرہ) کا سر کاٹ کر اُن کے گردن پر گرم تلوار رکھ دیتے ہیں جس سے وہ مردہ ہو جاتا ہے۔ اور دو حبشی [illegible] اور کھاتے ہیں اور اس کام کو ثواب بتلاتے ہیں۔ اسی طرح مصنف براہین کو فرقہ کی بیقراری اور اضطراری کی حالت دکھلائی نہیں معلوم ہوتی۔ ایسی انسانی [illegible] انسانوں کو شاید ہیں بقول شخصے

هر که اندر دام نفس است و هوا | اہل شیطان است نے اہل خدا

کسی نے سچ کہا ہے۔

کبھی بیدرد طاؤس گلستاں ذبح کر ڈالے | بلا سے تیری گر اس بیزباں کی جان پر بن جائے

تیری تفریح طبع کو سب اچھا تماشا ہے | وہ تڑپے گر تیری لب پہ اُمو ہوا کرتا ہے

جو لوگ خدا یا پیروں کے نام بکرے وغیرہ قربان کرکے خوش ہوتے ہیں۔ اُن کے حق میں داؤدی کی زبور میں لکھا ہے۔

"میں تیرے گھر کا بیل نہ لونگا۔ اور نہ تیرے باڑے کا بکرا کہ جنگل کے سب جاندار میرے ہیں اور کوہستان کے حیوانات ہزارہا ہزار میں پہاڑ کے سارے پرندوں سے آگاہ ہوں۔ اور وحشی پرندے میرے ہیں۔ اگر میں بھوکا ہوتا تو تجھسے نہ کہتا کہ دنیا اور اُسکی معموری میری ہے۔ کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں۔ یا بکروں کا لہو پیتا ہوں۔" (زبور ۵۰)

یسعیاہ کو خدا وند کہتا ہے۔ تمہارے ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کون کام۔ میں مینڈھوں کی سوختنی قربانی اور فربہ بچھڑوں کی چربی اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکریوں کا لہو نہیں پیتا ہوں۔ جب تم دعا پر دعا مانگو گے تو میں نہ سنونگا۔ تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں (۱ | ۱۵)

خداوند یوں فرماتا ہے کہ آسمان میرا تخت ہے۔ اور زمین میرے پاؤں رکھنے کی چوکی وہ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے اور میری آرامگاہ کہاں ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں۔ اور یہ سب موجود ہوئی ہیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا جو غریب اور شکستہ دل ہے۔ اور میرے کلام کے سبب کانپ جاتا ہے۔ وہ جو بیل ذبح کرتا ہے ایسا ہے جیسے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اور وہ جو ایک برہ قربانی کرتا ہے اُسکے برابر جیسے ایک کتے کی گردن کاٹی۔ سب جو ہدیہ چڑھاتا ہے ایسا ہے کہ

اُنسے سور کا لہو گذرانا ہے۔ وہ جو یادگاری کے لئے لُبان گذرانتا ہے۔ اُسکی مانند ہے جسنے بُت کو مبارک کہا ہے۔ ہاں اُنہوں نے اپنی اپنی راہیں چن لیں۔ اور اُن کے جی اُنکی نفرتی چیزوں سے مسرور ہیں۔ میں بھی اُنکے لئے مصیبتوں کو چن لوں گا۔ اور جن سے وُہ ڈرتے ہیں۔ اُنہیں اُنپر ڈالوں گا۔ اُنہوں نے میری آنکھوں کے آگے شرارت کی اور اس بات کو اختیار کیا جس سے میں ناخوش تھا (یسعیاہ ۶۶/آیت ۴)

میکہ نبی کی کتاب میں بھی اول قربانیوں کی تردید کرکے آخر میں کہا ہے۔ خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو انصاف کرے۔ اور رحمدلی کو پیار کرے اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلے ۶/۸۔

مسئلہ روحانی پر مُصنف قرآن کی پریشانی

مولوی صاحب نے تصدیق کے صفحہ ۳۷ سے ۱۰۴ تک کوشش کی ہے کہ روح کے بارہ میں وہ ہمارے اعتراضوں کا جواب دیں اور ثابت کریں کہ روح حادث ہے۔ لیکن افسوس کہ مولوی صاحب باوجود اتنی محنت کے بھی کامیاب نہ ہوئے۔ اور ہوتے کس طرح جبکہ وہ ایک امر حق سے انکار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے مولوی صاحب کے حوالوں کو کئی بار غور و تفکر سے پڑھا۔ مگر کوئی جواب بھی معقول اور مدلل نہ پایا۔ ہاں اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولوی صاحب بہ نسبت اور محمدی بھائیوں کے بہت مہذب ہیں۔

۴۲۔ **تکذیب** آریہ محمدی لوگوں کی طرح پانچ ہزار یا چھ ہزار سال سے خالق رازق مالک رحیم عادل اور قادر مطلق نہیں مانتے۔

۴۷۔ **تصدیق**۔ تمام قرآن کریم اور حدیث نبی رؤف الرحیم سے یہ بات نکال دیجئے۔ کہاں اسلام نے کہا ہے۔ بس اسی پر فیصلہ ہے۔

تردید۔ ہم نے اسکا جواب نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۰۶ و ۱۱۴ و ۱۱۵ میں دیا ہے اُس کے سوا تاریخ ابی الفدا میں نہایت جانفشانی اور کوشش سے بحوالہ احادیث و آیات قرآنی کے لکھا ہے کہ۔

آدم سے نوح تک۔ ۲۲۴۲ سال
آدم سے ابراہیم تک۔ ۳۳۴۳
آدم سے موسیٰ تک۔ ۳۸۷۸
آدم سے سکندر تک۔ ۵۲۸۱
آدم سے عیسیٰ تک۔ ۵۵۸۴
آدم سے محمدؐ عرب تک۔ ۶۲۱۶

سال ہوتے ہیں (دیکھو اُنکی تاریخ جلد اول صفحہ ۴ سے ۹ تک مطبوعہ مصر) اور ایسا ہی تاریخ طبری میں بحوالہ احادیث اور قرآن کے لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۴ سے ۸ تک مطبوعہ نو لکشور پریس)۔ اور توریت عبرانی کے حساب سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ دیکھو موسیٰ کی کتاب تکوین باب اول سے اخیر تک یعنے ۴۰۰۴ سال مسیح سے پہلے قرآن نے اگرچہ اصحاب کہف کی جواب جسکے رو سے ۳۰۹ سال بیان کیے ہیں۔ اور نوح کے طوفان کے سوا اور کسی کی تاریخ نہیں بتلائی۔ مگر جو کچھ سلسلہ آدم سے قابیل اور ہابیل اور شیث وغیرہ کا اُس نے چلایا ہے وہ تاریخ معتبرہ سے ۵-۶ ہزار سال سے زیادہ نہیں بیٹھتا اور آدم سے پہلے قرآن بالکل خاموش ہے۔ اور قرآن سے بڑھکر کسی علمائے اسلام کے قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا پس ثابت ہے کہ دین اسلام والے ۵-۶ ہزار سال سے پہلے خدا کو خالق و رازق وغیرہ تمام صفات سے مجرد تم بتلاتے ہیں۔ کیونکہ خلاف علم و عقل حدوث ارواح کے قابل ہیں۔ جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ مولوی صاحب ابھی فیصلہ ہوا نہیں۔

۴۷۔ **مولوی**۔ پہلے اور دوسرے علم پر۔ تمام ارواح اور ساری اشیاء جو ظاہری وجود میں آئیں اور آتی ہیں۔ اور آئینگی۔ ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہیں اور موجود رہینگی اللہ تعالیٰ علیم و خبیر موجود ہے۔ اور اُسکا علم جو اُسکی صفت ہے وہ بھی موجود۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور واقعی ست گیان ستّ ودیا حقیقی علم کے مطابق اُسکی کامل قدرت سے وہ اشیاء جو علم الٰہی میں موجود ہیں اور موجود تھیں حسب تقدیم تاخیر اور ترتیب سے خارجی وجود پاکر موجود کہلاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں پہلے تھے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے۔ اور جو چیز وہاں موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز ہرگز برآمد نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تمام سمٰوات اور زمین کا خالق اور نور ہے وہی تمام سرشٹی اور مخلوق کا پرکاشک ہے عدم محض نہ کسی چیز کا خالق۔ نہ کسی چیز کا مادہ اور نہ کسی شئی کا جزو۔ عدم محض کوئی مخلوق ہے یہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے علم میں موجود تھی معدوم محض نہ تھی۔ علمی وجود کے بعد مخلوق کو اپنے خالق سے بتدریج خارجی وجود عطا ہوتا ہے جیسے وید اور ویدوں کا گیان خدا کے پاس درشیوں کے پاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب آپکی تحریر سے صاف ثابت ہے کہ ہم اور ہماری ارواح اور تمام اشیاء پیدائش سے بلکہ ہمیشہ سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھے۔ عدم محض نہ تھے اور نہ عدم محض کسی چیز کا مادہ ہے اور نہ کسی شئے کا جزو پس عدم یا نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ ہوگی۔ اور آپکی مثال سے تو اور بھی ارواح و مادہ کا انادی ہونا ثابت ہو گیا یہہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ پرکرتی سے جگت کا خارجی وجود یعنی موجودہ حالت بتدریج خدا کے علم کے مطابق ہوتی ہے۔ اور اسی طرح روحوں کو بھی خارجی وجود یعنی جسم انسانی یا حیوانی بتدریج علم الٰہی کے مطابق کرم انوسار ملتا ہے۔ وید جیسے کہ ایشور کے گیان میں موجود تھے۔ ویسے ہی رشیوں کو ملے۔ جیو اور پرکرتی جیسے کہ ایشور کے علم میں موجود تھے ویسے ہی اب موجود ہیں۔ یا در کھیئے کہ عدم محض کا علم عدم محض سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہے پس روح اور پرکرتی انادی ہوئے۔ نہ کہ حادث۔

۷۷۔ **مولوی** تیسرے اور چوتھے علم پر۔ یہہ دونوں علوم متعارفہ نہیں بلکہ محض خیالی اور سراسر غلط اعتقادات ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکذب کا خیال ہے کہ جو کل میں ہے وہ اُسکے ہر جزو میں ضرور ہوتا ہے۔ صادق غور سے کہہ سکتا ہے کہ یہہ قول غلط ہے کیونکہ ہم ایک ایسا کل فرض کرتے ہیں۔ جو چار اجزائے بسیط سے بنا ہے اس کل میں یہہ بات موجود ہے کہ اُسے ہم کہتے ہیں کہ یہہ مرکب ہے اس میں چار قسم کی چیزیں موجود ہیں۔ مگر اُس کے اجزا میں یہہ بات موجود نہیں۔ اور ایسے کل اور مرکب کے اجزا کی نسبت ہم نہیں کہہ سکتے اس مرکب کا ہر ایک جزو بھی چار قسم کے اجزا سے مرکب ہے۔ ایسا ہی بالعکس یعنی چوتھا علم آپکے علوم متعارفہ سے بھی علی الاطلاق صحیح نہیں کہ جو کل میں نہیں جز میں بھی نہیں ایک بڑا موٹا رسن فرض کرو جو کتنی تاروں سے بنایا گیا ہو اور وہ موٹا رسن ایک کمزور آدمی کو دو اور اُسے کہو کہ اسے ہاتھ سے کھینچکر توڑ ڈال ممکن نہیں کہ وہ کمزور اُس موٹے رسن کو توڑ سکے۔ اب اس کی ایک باریک تار کو جو اُسکی جزو ہے الگ کر لو اور اُسی کمزور کو جسے پہلے کہا تھا کہو کہ اُس تار کو توڑ ڈالے تو یقیناً وہ کمزور توڑ دے گا۔ اب دیکھو وہ چیز دشکست) جو کل میں نہ تھی جزو میں پائی گئی۔ اور وہ ٹوٹنا جو کل میں ممکن نہ تھا اُسی کل کے ہر ایک جزو میں موجود ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب اور تو در کنار تیسرے اور چوتھے علم کی تردید تو آپنے صرف الہام کی مدد سے لکھی۔ اور اسمیں تو کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب کی روح سے امداد لی ورنہ کب ممکن تھا کہ آپ ایسا عمدہ رد لکھ سکتے۔ آپنے اول تو ہماری عبارت بدلانے کی کوشش کی۔ اور پھر چار بسیط مرکبوں کو ایک کل بنایا۔ تاکہ کسی طرح حق کو باطل کر دوں اور ثابت کر دکھلاؤں کہ جو کل میں ہوتا ہے۔ وہ جزو میں نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے اگر آپ یہہ کوشش کرتے کہ ہم تو جزو کو ہی کل مانتے ہیں۔ یا مثلث کو ہی مربع مانتے ہیں۔ تو زیادہ بہتر ہوتا۔ دیکھیئے اور غور سے دیکھیئے آپنے کتنی غلطی کی یعنی چار بسیط چیزوں کو جزو ٹھہرایا۔ اور عزیزی دالی کے زعم میں

سیلکا ارتھ بھی یاد نہ آیا۔ یا جان بوجھکر دل سے بہلایا تاکہ کسی طرح قرآنی عظمت باقی رہجائے اور الہامیت میں فرق نہ آئے۔ حضرت البسیط جز نہیں ہوا کرتا بلکہ وہ جزو کا کل ہوتا ہے۔ انگریزی فلسفہ تو درکنار ذرا یونانی ہی پڑھ لیا ہوتا۔ تاکہ ایسی فاش غلطی نہ کرتے۔ ایک اور غلطی پر بھی نظر ڈالیئے۔ اور اس طرح گرگ تعصب کو گود علمیت میں رہا لیئے۔ ہمارا کیا بلکہ تمام دُنیا کے علماء کا اتفاق ہے۔ کہ جو کُل میں نہیں وہ جز میں بھی ناممکن ہے۔ آپنے اس سے بھی انکار کیا۔ اور رسن اور شکست کی مثال دی۔ جسطرح تمام رسن میں شکست ممکن ہے۔ اور چند طاقتور آدمی اُسے یقیناً توڑتے ہیں۔ اسی طرح ایک تنکہ میں بھی شکست ممکن ہی۔ کیا آپکے راجہ شاہی حکمت کے آگے بڑے موٹے رسن کو کوئی توڑنے والا نہیں ہے؟ اگر ہے تو یہہ مغالطہ کیوں دیا۔ اور کیوں حق بات سے انکار کیا۔ ایسے ہی ایک مولوی صاحب نے تفسیر قرآنی میں لکھا ہے۔ کہ اگر زمین پھرتی تو جانوراں ہوائی اپنے گھونسلوں میں کبھی نہ پہونچ سکتے۔ پس یہہ مسئلہ باطل ہے۔ اسی طرح ایک اور مولوی صاحب تعصب کی ترنگ اور دانائی کی امنگ میں ہماری تردید کرتے ہیں کہ انساں کُل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اسکے اجزا ہیں اب غور کیجئے کہ انساں کو عالم کہہ سکتے ہیں نہ کہ اجزاء کو یعنی اُس کے ہاتھ پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے۔ اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں۔ نہ اسکے اجزاء کو۔ اور نیز اسکو کہتے ہیں کہ چلتا پھرتا کھاتا پیتا۔ ہنستا بولتا۔ لکھتا پڑھتا ہے نہ کہ اُس کے اجزاء کو۔ بہر کیف جو کُل کی صفت ہے وہ جزو کی نہیں۔" اُسکے سوا ایک اور بھی دلیل دیتے ہیں کہ چند آدمیوں کا ایک مجموعہ ہی اُن سبنے ملکر ایک پتھر کو اوٹھایا۔ جو ہر ایک سے نہ اُٹھ سکتا۔ تو دیکھئے کُل کی وہ صفت ہوئی اور اُنمیں وہ بات پائی گئی کہ جو جزو یعنے ہر ایک آدمی میں نہیں ہے۔" (صفحہ ۲۸ صدقہ جاریہ)

ناظرین! - اگر روزی بدانش بر فزودے ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

اِس روشنی کے زمانہ میں علمائے اسلام کے یہہ دلایل اور اُن پر یہہ فخر و ناز کیا ثابت نہیں کرتا کہ وہ تہذیب و واقفیت سے منزلوں دور ہیں۔ معقولیت کی اُنہیں ہوا بھی نہیں لگی سائینس اور فلسفہ کے سامنے ایسے دلائل رد کرنے سے پہلے ہی نفرت کے قابل سمجھے جاتے ہیں اِس کے ساتھ ہی سر سید احمد خاں صاحب کی رائے مندرجہ حاشیہ تکذیب صفحہ ۱۰۷ سے ۱۰۹ تک مکرر ملاحظہ فرمائیے۔ تاکہ آپکی شانتی ہو۔

۷۸ ۔ مولوی ۔ (پانچویں اور چھٹے علم کو تسلیم کر اور صحیح مانکر ساتویں پر اعتراض کرتے ہیں) یہہ دعویٰ بھی علی العموم صحیح نہیں۔ سبحان اللہ۔ کیسا جمع اضداد ہے۔ چھت کے نیچے لٹکا ہوا پہاڑ چھت سے نیچے اور ہم سے وہی پہاڑ اونچا ہے۔ ہم اُس پہاڑ کو اونچا اور نیچا جمع اضداد کہہ سکتے ہیں۔

آریہ ۔ اِس آپ کے بیان میں بالکل اجتماع ضدین نہیں ہے۔ مرد خدا کہیں تو تعصب کو چھوڑ کر حق کو قبول کیا ہوتا۔ ایک ناداں بھی نہیں کہیگا کہ سقف اور پہاڑ اور آپکا اجتماع ہی جب اجتماع نہیں۔ تو اجتماع ضدین کس طرح نہ باطل ہوا تحت اور فوق کوئی چیز نہیں ہے۔ ذرا سائینس کا کوئی رسالہ مطالعہ کیجئے اور پھر آریہ سماج کے مقابلہ آئیے۔ آپکی اِن دلیلوں پر لوگ ہنستے ہیں۔

۷۹ ۔ مولوی ۔ (علم ہشتم پر بہت سے اقرار و انکار کے بعد آخر لکھا ہے) کہ اگر انسان مخلوق اور موجود نہ ہو اور باریتعالے کو پھر بھی خالق۔ رازق کہیں تو کیا حرج ہے۔ کیا اسکا خالق رازق ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

آریہ ۔ صرف انسانی ہستی نہیں بلکہ انسانی و حیوانی اور تمام سنسار کی ہستی پر خدا کے تمام صفات موقوف ہیں۔ بانجھ کا بیٹا۔ یا اندھے کی بصارت۔ یا بلا نور آفتاب یا بے زمین زمیندار۔ یا بے سلطنت سلطان کی مانند کوئی صفات اُس سے متعلق نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ موصوف کہلا سکتا ہے۔ اور جب صفات نہیں رہیں یا نہیں تھیں تو کس طرح اُسکی خدائی کی بابت وہم و خیال ہو سکتا ہے۔ بغیر خدا و خدمی کے خدا۔ یا بے صفات خدا عدم محض سے زیادہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ معطل محض ایک معدوم و موہوم خیال سے بڑھکر کچھ نہیں رہتا۔ آپ اچھی طرح سوچ لیں۔ روح اور جگت سے خدا کا تعلق عارضی نہیں بلکہ حقیقی ہے۔

۸۱ ۔ مولوی ۔ نویں علم پر فرماتے ہیں کہ یہہ بھی اپنے عموم اور اطلاق میں درست نہیں۔ کیونکہ صفات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لوازم ذات اور دوسرے صفات عرضیہ قسم اوّل کا جدا ہونا بے شک محال ہے۔ مگر قسم ثانی کا جدا ہونا ممکن ہے۔

آریہ ۔ ہمارا بھی یہی مطلب ہے۔ آپنے خواہ مخواہ خامہ فرسائی کی۔ علوم متعارفہ میں جدل نہیں ہوتا۔ بلکہ جدل دلیل میں ہوا کرتا ہے۔

۸۲ ۔ مولوی ۔ (دسویں علم پر کہتے ہیں) یہہ علم بھی آپکے علوم متعارفہ سے تفصیل کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے الا کبھی اس معلوم کا وجود صرف علم ہی میں ہوتا ہے۔ اور کبھی باوجود وجود علمی کے معلوم کو خارجی وجود بھی لاحق ہوتا ہے۔ دیکھو وید اوّل صرف باری تعالے کے علم میں موجود ہے اور اب اِسوقت باوجود وجود علمی کے جو علم الٰہی کے باعث ہے ایک اور وجود بھی رکھتے ہیں۔

آریہ ۔ آپکا یہہ کہنا تو بالکل ٹھیک ہے کہ ہر ایک معلوم کا علم بے ریب معلوم کے وجود کا محتاج ہے۔ کیونکہ علم معلوم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ وید ہمیشہ سے ایشور کے گیان میں ایسے ہی موجود ہیں جیسے کہ اب۔ مگر ہم ایسے نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم ایشور کے علم میں صرف علمی طور پر اور اُسکے احاطۂ قدرت میں بھی فی الحقیقت موجود ہیں۔ اگر ہم فی الحقیقت نہ ہوں تو صرف علم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کوئی جہالت سے مان بھی لیے۔ تو اسکا عدم وجود برابر ہے۔ کیونکہ معلوم کے بغیر علم علم نہیں بلکہ عدم ہے۔ (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب جگت اوپتی) اور علم کے عدم ہونے سے عالم خود معدوم سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

۸۳ ۔ مولوی ۔ (گیارہویں علم کو کچھ تسلیم اور کچھ ترمیم کرتے ہیں) اِس معہود فی الذہن جملے کا یہہ منشاء ہے کہ فنا اُس ہی کو ہے جسکو وجود ملا اور جو پیدا ہوا ہو تو بات سچ ہے یعنی اگر فنا طاری ہوئی تو اُس حادث پر ہی طاری ہوگی جسکا وجود کہیں سے آیا۔ اور اگر یہ معنے لئے ہیں کہ جو چیز پیدا ہوئی اور جسکو وجود ملا وہ ضرور فنا ہوگی تو اوّل یہہ جملہ اس مضمون کا مثبت نہیں دوم اس معنے پر یہہ جملہ غور کے قابل ہے بلکہ اپنے عموم پر غلط ہے اس لئے کہ فنا کے معنے اگر بالکل معدوم ہو جانے کے لیں تو جملہ قابل برہان اور ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ممکن اور متحمل ہے کہ خالق کسی چیز کو خارج میں بالکل معدوم نہ کرے۔ کون امر اِس احتمال کو رد کر سکتا ہے۔ پس ہر ایک جو پیدا ہوا وہ مفرد ہے۔ مراد مثلاً اجسام کی نسبت ہم کہتے ہیں کہ وہ مرکب اور مخلوق ہیں اور مرکب کو تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح اجسام کو تغیر ہوتا رہیگا۔ کُل فنا علی العموم اُنپر طاری نہ ہوگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالے کسی چیز کو پیدا کر کے فنا نہ کرے حتیٰ کہ اُسمیں تغیر بھی کچھ نہ پائے۔ ہاں موت اگر ایک خاص تغیر ہے جو مخلوق پر آیا ہے جیسے قرآن میں ہے **کل من علیہا فان کل شی ھالک الا وجہہ** تو ممکن ہے کہ مکذب کی بات کچھ بن جائے۔ البتہ جنت میں پہونچ جانے والے تنزل کا تغیر نہ پاویں گے انکا تغیر ترقی کی طرف ہوگا۔

آریہ ۔ افسوس کہ آپنے میرے مطلب کو نہیں سمجھا بلکہ اُسکو اُلٹا بیاں کیا۔ گیارہواں علم یہہ ہے کہ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا وہی مریگا۔" اسمیں فنا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ کسی چیز کا خارج میں بالکل معدوم ہو جانا ہم یا پیروان وید مقدس مانتے ہیں۔ پھر ایسے طول و فضول سے میں تو نہیں سمجھا کہ آپنے کیا سودہ کیا۔ آپکے تمام ممکن اور

متحمل حالات اور توہمات آپکی پیشکردہ قرآنی آیت سے رد اور باطل ہوگئے جیسا کہ مصنف قرآن کہتا ہے کل من علیہا فان یعنے سب مخلوق چیزیں فنا ہونگی۔ اور پھر کہتا ہے کہ کل شئی ھالک الا وجہ اللہ یعنے سب چیزیں فنا پذیر ہیں سوائے منہ خدا کے بہشت اور دوزخ کے حق میں بھی ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۸۱ و تکذیب صفحہ ۲۰۲ میں ثبوت دے چکے ہیں کہ وہ ہمیشہ نہ رہیں گے۔ پس کوئی حادث یا مخلوق چیز تغیر و تبدل سے بری نہیں ہوئی اور کوئی چیز جسکے آدی یعنے پیدائش ہے وہ مرور بھی۔ پس اگر روح پیدا شدہ ہے تو کسی حالت میں ثبات دائمی یا قیام بعد از جسم کے سزاوار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک حادث کو فنا ہے یعنے تغیر۔

جہاں اور گٹ نو سار و اسیرت — دلے بر دیگدار ماسِ بصیرت
ز ملک و نگتش را اعتباری نیست — [illegible] دل [illegible]

آگے چونکہ مولوی صاحب ہمارے دعاوی اور دلائل کی بخیال خود تردید کرتے ہیں تو ہم نے جہاں تک انکو بار بار بغور سے پڑھا تتبع اور دقت کے ساتھ کوئی اعتراض ایسا معلوم نہ ہوا جسکے رد کرنے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ وہ دلائل ایسے مضبوط ثبوت رکھتے ہیں کہ انکار و رد کرنا سراپا محال ہے مولوی صاحب نے بعض دلائل و دعاوی کو سمجھا ہی نہیں۔ اور اگر سمجھا ہے تو سراسر ہٹ کر حق سے روپوشی کی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دلائل کی مضبوطی میں ان کی گرزنیوں سے کوئی صدمہ نہیں آیا مگر ورق ثانی [illegible] ہم [illegible] اسلام کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور دلائل کو [illegible] ہیں [illegible] بالطبع تو [illegible] تصدیق [illegible] فرمائیے اور ساتھ ہی [illegible] کرکے تکذیب نہیں [illegible] جلد اول صفحہ ۸۱ سے [illegible] اور پھر نسخہ خبط احمدیہ معلوم اگر ۹۲ صفحہ پڑھ [illegible] ہرگز ہرگز کسی دلیل کو [illegible] نہیں [illegible] تصدیق ہمارا [illegible] پر اسلام کی [illegible] ظاہر ہوگی۔

مولوی صاحب نے [illegible] دلیل سے [illegible] نہیں [illegible] روح قدیم نہیں تو [illegible] صفات [illegible] قدیم [illegible] ذات [illegible] تھی۔ کیونکہ ہم نے [illegible] صفات [illegible] کہتا ہے۔ [illegible] مخلوق [illegible] میں [illegible] اور مادہ [illegible] تھی۔ [illegible] صفات [illegible] نقصان عاید ہوگا [illegible] موصوف بھی [illegible] دلیل [illegible] ہم سے پوچھتے ہیں [illegible] قدیم میں موجود تھے یا نہیں [illegible] قدم اور ازل میں [illegible] آپ اس وقت [illegible] رہتے ہیں۔ [illegible] آپ [illegible] نہیں [illegible] ہے کہ انکی [illegible] کسی شخص کی [illegible] الٰہی [illegible] سے [illegible] استعمال [illegible] قدم میں گر موجود تھیں تو ہم پوچھتے ہیں [illegible] ان سے پہلے [illegible] تھا [illegible] عالم [illegible] اور [illegible] مخلوق کیسے ہوگیا [illegible] تھا تو اب [illegible]

[illegible] حق [illegible] گیا ہے۔

مولوی صاحب نے اس دلیل سے [illegible] کر لیا [illegible] مسئلہ [illegible] سے مسئلہ [illegible] استیصال اور اسی سے [illegible] کیونکہ [illegible] عالم [illegible] اجسام مرکب موجود [illegible] ترکیب موجود کے قدم میں موجود تھے۔ [illegible] ارواح اور مادہ اجسام موجود تھا [illegible] ہمیشہ سے [illegible] خالق [illegible] صانع سے۔ [illegible] سب [illegible] اجسام [illegible] سے [illegible] قدرت [illegible] استیصال [illegible]

ایزدی کا استیصال بے اصلیت سے ناواقف لوگ۔ اصول حق کی نسبت ایسے ہی توہمات پیش رکھا کرتے ہیں جیسے مردود شداد کا رنادہ خدائی کی بابت۔ مگر مسائل علمی اصلاً جنبش نہیں کھاتے آپ نے وہی مردودی دعویٰ کیا۔ خدا خیر کرے۔

پھر پوچھتے ہیں۔ کہ اگر ارواح حادث مانی جاویں تو اللہ تعالیٰ کی اجر اور امر اور اجما۔ اور پوتر پر کیا نقصان عاید ہوتا ہے۔

مُنشی صاحب۔ اجر بمقابلہ جرا۔ اور امر بمقابلہ مرتیو اور اجما بمقابلہ جما اور پوتر بمقابلہ اپوتر ہے اگر یہ نہیں۔ تو معطل محض سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ اور معطل معدوم سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ فی الحقیقت قرآنی خدا کا شر سٹی اور تیسی سے پہلے اور جہاد کا مسئلہ بھیجدینے۔ اور ختم المرسلین پیدا کر دینے کے بعد معطل سے زیادہ کیا درجہ ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ زمانہ خدا ہے۔ (دیکھو تکذیب جلد اول صفحہ ۲۰۴) اور صرف ان صفات کے خدا لحواست ہونے سے ہی وہ ایک بیکار انسان یا عزازیل سے زیادہ نہیں رہتا۔ مولوی صاحب دیکھا نتیجہ تعلیم قرآنی۔ یہی آخر کو ہوگا۔ اگر آپ وید کی سنہری نورانی علم سے مقابلہ کرنا گویا اپنے گلے پہ چھری پھیرنا ہے۔ زیادہ کیا لکھوں

ہمارے دوسرے دعویٰ اور دلیل کی بابت جو کچھ مولوی صاحب نے لکھا ہے۔ وہ بہ نسبت تمام کتاب تصدیق کے بہت ہی زیادہ عمدہ ہے ہم نے پیدائش دو طرح کی لکھی تھی مولوی صاحب نے تین طرح کی لکھی۔ ایک پیدائش خالق کی اپنے مخلوق اور اس مخلوق کے مادہ کو ۔۔۔ اپنی کامل شکتی و قدرت سے۔ اور دوم پیدائش ایسی جیسے ہماری پیدائش عناصر سے۔ تیسری پیدائش اپنے آپ سے۔ جیسا تم نے خیال کیا۔ پس پیدائش کی تین قسمیں ہوگئیں۔ نہ دو جیسے تم نے لکھی ہیں۔ ان تین اقسام میں سے پہلی دو قسم کی پیدائش کا نام تمام مسلمانوں۔ پرانے فلاسفروں حکما اور فیلسوفوں یہودی اور عیسائی مذہب والوں کا اعتقاد ہے تیسری قسم کی پیدائش بھی ان ہی لوگوں میں سے بعض۔ وحدت وجود اور ویدانتیوں کا اعتقاد ہے۔ افسوس ہے کہ ان اقسام میں کہ آپ نے ایک کا بھی بطلان ذکر نہ کیا۔

تالمتس۔ مولوی صاحب نے جو تیسری قسم بتائی ہے ماننا تو دنیا میں کوئی ثبوت نہیں کیونکہ مخلوق اور اس مخلوق کا مادہ اگر خدا نے اپنی کامل شکتی سے پیدا کیا یعنی قدرت سے۔ تو قدرت میں ضرور وہ موجود ہوگا۔ پھر کیسے پیدا ہو سکتا تھا۔ اگر موجود تھا تو مادی ہوا پھر خدا اس سے پہلے بھی نا خدا ٹھہرا۔ اور محض معطل۔ اور [illegible] ہوا۔ صرف قدرت سے کوئی روح یا مادہ نہیں نکل سکتا کیونکہ قدرت مادی نہیں ہے بلکہ وہ خدا کی صفت ہے اور صفت موصوف سے جدا نہیں۔ اگر قدرت الٰہی سے سب پیدا ہوئے اور وہ قدرت الٰہی ہی کا مادہ ہے۔ تو سب خدا الٰہی نہیں۔ اور کیوں ہمہ اوست والوں سے اپنے کو جدا گنتے ہو تم دل زبان سے کہتے ہو وہ کھلے طور پہ کہتے ہیں جیسا کہ تفسیر حسینی سے ظاہر ہے۔ اپنے سے بنانا اپنی قدرت سے بنانا اپنی شکتی سے بنانا جس طرح ہو ایک ہی مطلب ہے اور سب مادہ اور روحیں خدا ٹھہرتی ہیں۔ اور یہی کفر اور شرک اور مسئلہ ذاتی کی تعلیم ہے جسکے تمام مولوی اور شیخ فاضل اور مُلّا اور پیر جیسے ولی لوگ قائل ہیں۔ اب دیکھو لیا قرآنی شرک اور کفر کا نتیجہ۔

اور ایسا ہی عقیدہ عیسائیوں کا ہے۔ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ جو بغیر اس کے ہوئی ہو یوحنا ۱ اسی واسطے مسیح نے کہا میں کہتا ہوں کہ تم سب ایشر ہو۔ خدا کے فرزند ہو۔ اور اس کے خود خدائی کے دعویٰ کا بھی یہی مطلب تھا۔ پوراو کی نسبت یہ الزام آپنے لگایا۔ انکی تعلیم درحقیقت اسکے مخالف ہے۔

कर्मणोवससृतिः सवेषां नात्रसंशय । भ ना

दि विध नाज्जीवा: कर्मबीज सम्भ्दुव: । देवीभागवत
स्०४ अ०२ श्०४

صحیح بخاری میں ہے حدثنا عمر بن حفص بن غیاث قال حدثنا ابی قال حدثنا الاعمش قال حدثنا ابراھیم عن علقمۃ عن عبداللہ قال بینا انا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حرث وھو متکیٔ علی عسیب اذ مر الیھود فقال بعضھم لبعض سلوہ عن الروح فقال ما رابکم الیہ وقال بعضھم لا یستقبلکم بشیٔ تکرھونہ فقالوا سلوہ فسألوہ عن الروح فامسک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یرد علیھم شیئاً فعلمت انہ یوحیٰ الیہ فقمت مقامی فلما نزل الوحی قال ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا، صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ سنہ ۱۲۷۰ھ

ارشاد الطالبین میں ہے۔ در شان روح این آیت خواند قولہ تعالیٰ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ و چوں روح را تحت ظل کن گفت و در حدیث و اخبار صحیح وارد است کہ جسم لطیف است و حضرت رسالت پناہ را بیشتر ازیں آگاہ نکرد از بیان او صبر کرد۔ پس ما و شما را اولیٰ تر است کہ ہیچ نگوئیم و ساکت باشیم۔ (صفحہ ۴۳)

آوردہ اند کہ چوں حضرت رسالت پناہ علیہ السلام از اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح سوال کردند۔ فرمود کہ فردا بیایند تا جواب دہم و انشاء اللہ تعالیٰ نفرمود یازدہ یا دوازدہ یا بیست و بخز جبریل بر فرود نیامد، صفحہ ۲۹۴۔ جلد دوم تفسیر حسینی سورہ مریم

پھر لکھا ہے آوردہ اند کہ چوں سوالات ثلثہ مذکورہ را از حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام پرسیدند۔ فرمود کہ فردا بیائید تا شما را خبر کنم و نگفت انشاء اللہ تعالیٰ یازدہ روز یا کم و بیش وحی فرود نیامد۔ و قریش طعنہ آغاز کردند و غبار ملال بر دل آنحضرت نشست (صفحہ ۶ سورہ کہف تفسیر حسینی جلد دوم)

مواہب فیاض یا دولہ مواہب الہی کہ ہرا حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ در آوردہ مذکور است کہ حضرت رسالت پناہ را سہ صورت است یکے بشری۔ قولہ تعالیٰ انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل و ازیں روشن ترین والی فعال رای الحق و حضرت اللہ تعالیٰ آنحضرت را در ہر صورتی سخنے بعبارتے دیگر واقع شدہ۔ در صورت بشری کلمات مرکبہ چوں قل ھو اللہ احد۔ در صورت ملکی حروف مفرد و مانند کہٰیعص خوانند۔ در صورت حقی کلام مبہم فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ“ (تفسیر حسینی صفحہ ۸ سورہ مریم جلد ثانی)

یہی راز ہے کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے وہ ان جیو کو انادی مگر پرکرتی کو انادی مانتے ہیں وہ صرف او مادے کے قائل ہیں۔ یہ ویتو رکو جنم رہت مگر یہی جنم والا بتاتے ہیں۔ اسیطرح انہیں کئی باتیں علم و عقل کے خلاف ہیں۔ روح وید کے خلاف ہیں اسکی وجہ سے ماننے کے نہیں ورنہ اس مسئلہ میں وہ وید کے مخالف نہیں ہیں۔ کوئی حکیم بھی یا فلاسفر نیستی سے ہستی نہیں مانتا۔ پس حکیموں کو اسلامیوں کے ساتھ ہرگز نہیں ہے اور اسیواسطے اسلام نے کتب حکمت کو مٹا دیا۔ اسلام اور حکمت کی باتیں صرف قرآن کی آیتیں بہونک پڑھے کہنا چاہتے ہیں بعض لکھو سرچیسی) ہمارے اس سوال کے جواب میں روح کو خدا نے کب پیدا کیا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سوال کچھ روحانی فوائد پر مشتمل نہیں۔ اسواسطے کسی الہامی کتاب میں اسکا جواب نہیں آیا۔ لیکن اگر ہم جواب میں یہ کہیں کہ جس وقت اور اشیاء کے مواد بنے اسوقت یا اس سے پہلے یا پیچھے روحوں کا بنانا بھی شروع ہوا تو بتائیے اس صورت میں کیا اشکال ہے؟ آپ اسپر کیا اعتراض ہے۔ اگر ہم یہ جواب دیں یہ کہیں

کہ باری تعالیٰ نے روح کو عناصر سے بنایا تو اسپر آپ کیا اعتراض وارد کر سکتے ہیں۔ نہایتہ ما فی الباب یہ کہ عناصر چیتن نہیں اور روح چیتن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انکی خاص ترکیب پر چیتنتا کا فیض ویسا ہی ہوتا ہے جیسے سورج اگنی وایو و جزو کے پر باتوجہ ہونے کے بعد خدا تعالیٰ آئینہ کو پرکاش کرتا ہے۔ اسی طرح عناصر کی خاص ترکیب پر چیتنتا کا فیضان ہوتا ہے۔ اور پھر ہم تیسرے سوال کا جواب دیتے ہیں کہ ایک مادہ نے حیوانیہ یا نباتیہ یا دونوں قسم کی غذا کھائی۔ انہیں سے ایک حیوانی منیٰ ثابت ہوا۔ اور اسکے رحم میں گیا۔ اور اسی قسم کے مواد سے نر کے جسم میں ایک حیوانی منیٰ پیدا ہوا۔ جب یہ منیٰ جو نر میں پیدا ہوا تھا اس رحم والے منیٰ سے خاص حالت اور خاص وقت پر ملا۔ باہمی ملاوٹ اور اختلاط سے ایک انسانی یا حیوانی روح بن گئی۔ غرض عناصر کے عطر اور خلاصہ کا نام روح ہے۔ اور مختلف ارواح کی پیدائش کے واسطے مختلف اوقات ہیں جنکو ہم روز اپنے مشاہدے میں دیکھتے ہیں۔

ہم نے اپنے نزدیک راستی اور صفائی سے ان معقول سوالوں کے کہ روح کیوں کس چیز سے اور کب بنی) مختصر مگر معقول جواب دیئے ہیں (صفحہ ۹۱)

پھر صفحہ ۹۷ پر لکھا ہے اور ارواح عناصر کی خاص ترکیب کا خلاصہ اور مرکب اشیاء کا نتیجہ ہوتا ہے“۔ پھر صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں بے ربط ہوں میں کبھی وہ شامل ہوجاتا ہے اور کبھی وہ مادہ اخراج پذیر ہوجاتا ہے“ پھر صفحہ ۱۰۱ پہ لکھتے ہیں جس طرح بیدار ہوتا ہے جڑ کے خاص خاص تغیرات کے بعد خاص ترکیب اور خاص تناسب پر چیتنتا کا فیضان ہوجاتا ہے“ ایسے ہی تناسب اسکے خاص حصہ پر چیتنتا کا فیضان ہوتا ہے اور خاص وہی حصہ انسانی یا حیوانی روح ہے“ (۱۰۰) آگے پھر روح کی تفصیل کرتے ہیں صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۲ غور کرو۔ گلاب کی شاخ پھولی اسکے نیچے لگائے پتوں کانٹوں گلاب کی شاخ اور جڑ سے گلاب کا پھول پیدا ہوا۔ اس سے عطر نکلا۔ کیا وہ عطر گلاب کی جھاڑی سے وحدت الوجودی رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ دونوں کا وجود جدا جدا ہے۔ پس خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ ایک معنی کی لحاظ سے انسانی یا حیوانی روح ایک ایسی چیز ہے جو خاص قسم کے اجتماع عناصر کا ثمرہ ہے یا بالطبع عناصر کے یہ عنصر بھی مخلوق ہے“ پھر صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں انسانی جسمانی روح ایک قسم کی لطیف ہوا ہے جو انسان میں شریانی عروق۔ انسانی پھیپھڑوں کے سنبھلنے اور قابل فعل ہونے کے وقت نفخ کی جاتی ہے۔ انسان اسی نطفہ سے جو عناصر کا نتیجہ ہے خلق ہوتا ہے۔ اور پھر اسے سمع و بصیر بنتے۔ بیک و ردی استعمال سیا یا جاتا ہے نہ یہ کہ پیچھے سے اپنے ساتھ کچھ لاتا ہے“ اور ایسا ہی صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے۔ یہ ہیں مولوی صاحب کے الہامی اور اسلامی دلائل جو انہوں نے روح کے بارے میں ہمارے مخالف پیش کئے ہیں ناظرین کیا انہیں کہیں بھی صداقت اور روحانیت کی بو ہے۔ صفحہ ۱۲۳ پر تو مولوی صاحب نے یوحنا کی انجیل کا حوالہ بھی غلط دیا ہے وہ ۱۴/۱۲ نہیں ہے بلکہ ۱۵/۱۳ ہے سطر ۱۳ اور ۱۴ میں)

مادہ کے انادی ہونے پر جو ہم نے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں دلائل دئے تھے انکے جواب دینے کی مولوی صاحب نے تصدیق صفحہ ۱۰۱ سے ۔۔ ایک خامہ فرسائی کی ہے، عوض اسکے کہ مولوی صاحب مادہ کے انادی ہونے کی تردید کرتے یا اس کی رد میں کوئی قرآنی دلائل لاتے۔ یا اگر قرآنی نہ سہی تو الہام قادیانی کے ذخیرہ سے ہی کچھ نمونہ دکھاتے۔ الٹا مادہ کو انادی ماننے کی طرف جھک پڑے ہیں“

ہم مولوی صاحب کی عقلمندی پر حیران ہیں کہ زمانہ سائینس اور تعلیم فلاسفی کو دیکھکر جوابات سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اسواسطے یقین ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اشیاء اسی طرح معدوم اور ہزار در ہزار ہی پیدا ہو کر معدوم ہوئیں کبھی نہ کبھی رہتا کی ذات اک کو صفات سے تعطیل اور بیکاری نہ ہوگی اور نہ ہوئی جس دوسرے بے جا مخلوق ہے اسی نسل سے جس چیز کا یہ دنیا نتیجہ ہے۔ وہ بھی مخلوق ہے کبھی کسی اک نام

اور کلی تفریق ان اجزا سے لاتجزی کی ہوتی ہے نہ ہو گی صفحہ ۱۰۷ پھر لکھتے ہیں باری تعالیٰ ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے رازق اور ہمیشہ سے متکلم اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا صفحہ ۱۰۷

ناظرین اگر خدا ہمیشہ سے خالق اور رزاق اور متکلم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہیگا۔ تو کیا مخلوق اور مرزوق اور مخاطب ہمیشہ سے نہیں ہے اور ہمیشہ ہمیشہ نہ رہیگا نازم برین فلسفہ مولویصاحب ہم مولویصاحب کو نصیحت کرتے ہیں کہ خوف قوم و برادری چھوڑ کر کھلے لفظوں میں ست دھرم سے پریم کریں جس طرح انہوں نے کئی سال ہوئے بھرے میں تمام اسلام والوں کے خلاف کچھ کہا تھا مگر پھر رک گئے۔ اسطرح اب پھر وقت ہے آزاد ہو کر اور توہمات سے نکلکر ست دھرم کا اوپدیش و تبلیغ یہی ہے اصول آریہ سماج اور یہی ہے ہدایت وید مقدس بقول منشی مہدی خاں مصنف

چوں بوقلموں مباش ہر لحظہ برنگ — یا نرم چو موم باش یا سخت چو سنگ۔
با ہر صلح باش یا با ہمہ جنگ — یا رومی روم باش یا زنگی زنگ

مولوی صاحب نے صفحہ ۱۲۷ سے ۲۳۶ تک ہمارے مقابلہ و موازنہ قرآن اور وید کی بابت بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور بڑی جد و جہد کر کے وید مقدس کی شرتیوں کے مقابلہ میں قرآن سے آیات لائے ہیں۔

اول ایمان بالجبر سے انکار کیا۔ اور تقدیر سے بھی خلاف ورزی کرنے پر کمر باندھی ہے مگر انہیں خبر نہیں کہ قرآن میں کیا لکھا ہے۔

قرآن سورۃ بنی اسرائیل وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا و آدمی را لازم ہلراج نقل میکند کہ ہر مولود را کتابے ست اگر دن او آویختہ و در آں نوشتہ کہ شقی ام یا سعید (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۴۰۵) اِس کی بحث ہم نہایت تفصیل سے اثبات تناسخ میں کی ہے۔

پس قرآن نے حقیقت تقدیر کی [illegible]

دنیا میں لوگ کسی نہ کسی پیرایہ میں خدا تعالیٰ کو مانتے رہے ہیں۔ مگر جو سخت غلطی اور زبردست ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ لوگوں نے صرف پرماتما کے گنوں کے ادرس میں کھائی۔

یہودیوں نے اُس کی تعریف کیا کی۔ گویا اسے [illegible] کئے۔ یعقوب کے ساتھ اُسے کشتی لڑایا ابراہیم کا مہمان بنایا سباعت میں پھروایا دیگر اور پشیمان کرایا۔ اور آتش خیز پہاڑ کو اللہ ٹھیرایا عیسائیوں نے ایک آدمی کو خدا ٹھیرایا۔ اور کبھی اُسے فاختہ اور کبوتر بنایا۔ ایک پر صبر آیا۔ تثلیث کا دام بچھایا۔ بودھوں نے اُس سے قطعی انکار کیا۔ جینیوں نے اُسے معطل سمجھا۔ قرآن نے شیطان کا رقیب گردانا۔ عرش پر محدود ٹھیرایا۔ قتل و جہاد کا بانی علانیہ لاکھوں اونٹوں اور گائے بکریوں کا لہو اُسکے اندر گرایا۔ گویا [illegible] دکھلا اُسکو مکار و جبار بنایا اور مسخرا یعنی ہزال بتلایا کبھی اُسکے پیٹ سے [illegible] برہنہ کرایا کبھی اُسکو تخت پر بٹھلایا اور کبھی تحت الثریٰ میں اور ہمہ اوست کی تعلیم دیکر تمام جہان کے ذمایم سے اُسے مذموم بنایا۔ اور عبادت کے عوض حور و غلمان کا دینے والا بتایا نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ مسلمانوں میں سے بعضوں نے انہیں سے محمد کو خدا ٹھیرایا اور بعضوں نے علی کو اور بعضوں نے یوسف کو اور بعضوں نے سب کو۔ مگر حق اور ست وہ کتاب ہے جسمیں کوئی برائی و خرابی اسکی پوتر ذات سے نسبت نہ کیگئی ہو اور نہ قانون قدرت یا علم و عقل کے خلاف کوئی مسئلہ اسمیں درج ہو۔ وید نے بتلایا کہ وہ صانع قدرت رب شکتیمان یا [illegible] سرب انتریامی ہے وہ تمام سرشٹی کا خالق ہے۔ مگر نہ تو اُسکے گھر میں کبھی ہے نہ وہ رب العرش یا رب المکہ کیطرح کبھی معطل و بیکار ہے نہیں اور نہ شفاعت یا سفارش کا روادار۔ وہ تمام صفات کاملہ میں انوپم یعنی بیچون و بیچرا ہے۔ پس پیاری کاملہ صفات سوائے وید کے کسی میں نہیں ہیں۔

۱۵۱ موسیٰ کی آتش پرستی سے مولوی صاحب نے انکار کیا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آتش پرستی اظہر من الشمس ہے مفصل دیکھو تکذیب مطبوعہ بار دوم

آتش پرستی کے سوا اُسنے چوری کی بھی ہدایت دی ہے۔ قرآن سورۃ شعرا۔ در مختار آوردہ کہ موسیٰ بنی اسرائیل را فرمود تا پیرایہ و زیورہا از قبطیاں بہ بہانہ آنکہ عید نزدیک شدہ میخواہیم کہ اہل خود را بیارائیم بعاریت گرفتند و آخر روز خبر خروج ایشاں بقبطیاں رسید چوں پیدا شد کہ بنی اسرائیل ہمہ اسباب در خانہا خود اقامت نمودند۔ روز دوم دانستند کہ از عقب ایشاں روند۔ در خانہ ہر قبطی از عزہ ایشاں بمرد و بتعزیت او مشغول شدند۔ (صفحہ ۱۰ جلد ثانی تفسیر حسینی)

اسی طرح قبطی کا قتل دیکھو سورۃ الشعرا صفحہ ۸۹ اور سورۃ قصص صفحہ ۱۲۱ تفسیر حسینی میں بھی یہی قصہ موجود ہے۔ پس ایسا آدمی کبھی پیغمبری کے لایق نہیں ہے۔

۲۰۴ سے ۲۰۶ تک ساق کے معنے سے انکار ہے
۲۰۶ یوم اور لفظ ستۃ ایام کے معانی سے انکار۔

آریہ۔ یہ بھی غلط ہے۔ دیکھو تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ سورۃ یونس الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ بیافرید آسمانہا و زمینہا کہ بزرگترین اجسام این عالم اند در مقدار شش روز از ایام پس مستوی شد بر عرش (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۴۲۶) جلد ثانی صفحہ ۷۷ پر بھی یہی ذکر ہے مرد خدا کہیں تو انکار نہ کیا ہوتا۔ کہاں تک انکار کرتے جاؤگے۔ اسلام کے سارے مسایل ہی ایسے ہیں۔ تن چاک شد جملہ تار تار بخیہ کجا کجا نہی۔

ہم نے جو حدیث خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحا صفحہ ۱۰۷ پر لکھی ہے ہمکو صحیح کرنے کے واسطے مولوی صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں صفحہ ۲۱۱ سے ۲۱۲ تک آدمی کا جسمی قالب چالیس روز میں تیار ہو جاتا ہے آپ کو طوعاً نہیں کرہاً حدیث ماننی پڑی۔ ڈاکٹر [illegible] گروہ یک زبان ہو کر محمدی حدیث کی تصدیق کریگا۔ یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ انسانی شکل اور اُسکے تمام خط و خال کا ایسا خاکہ رحم مادر میں چالیس روز تک پورا ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ جواب غلط ہے ہمکو جس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں بشرطیکہ حق ہے کیونکہ ہم ہیں اسلام کی طرح راستی سے مخالف نہیں اور نہ حق سے ضد ہے۔ تعصب سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں ہمارا اصول ہے سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے۔ مگر آپنے جاہلوں کو دھوکہ دینا چاہا۔ علم تشریح سے محروم لوگوں نے شاید محمدی حدیث کی طرح سمجھ لیا ہوگا۔ مگر ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ ماہران سرجری و تشریح اسکے مخالف ہیں۔ ڈاکٹر گورانداس صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن لیکچرار علم دوا و علم قابلہ و اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر گورنمنٹ پنجاب لاہور اپنی کتاب مڈوائفری میں لکھے ہیں۔ دوسرے ماہ میں جنین کا انسانی نظر آسکتا ہے اور ہر ایک میں کچھ کم ہوتا ہے وزن ۲۰ گرین اور طول ۲ سے ۸ لاین ہوتا ہے سر اور اطراف اچھی طرح معلوم ہو سکتے ہیں اور اطراف پر [illegible] معلوم ہوتی ہیں۔ دوسرے ماہ کے گذرنے پر گردے اور انکے کنیول بنجاتے ہیں۔ اور عقب کے [illegible] کے بیچ میں ایک [illegible] پیدا ہو جاتا ہے تالو بالکل سیدھی اور شکم کے نچلے حصہ میں ہوتی ہے نیچے کے جبڑے اور ہنسلی کی ہڈیوں میں استخوانی مادہ پیدا ہونے لگتا ہے تیسرے مہینہ میں بازو اچھی طرح بنجاتے ہیں انگلیاں بھی بننی شروع ہو جاتی ہیں آنکھوں کے نشان نمایاں ہو پڑتے ہیں (صفحہ ۱۶۸ و ۱۶۹ اشاعت ۱۸۹۰ء)

اسی پر تمام ڈاکٹروں کا اتفاق ہے۔ پس گویا کہ محمدی حدیث سے سائنس نے انکار کیا۔ اب مسلمانوں کے ہونہار بچوں کو چاہیے کہ طوعاً و کرہاً اس محمدی حدیث سے انکار کریں۔ در حقیقت یہ علمی غلطی ہے پس یہ شش روزہ پیدایش اور چالیس روزہ خمیر کا مسئلہ بالکل باطل ہوا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے "ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی۔ اکثرہم علی انہ الروح الذی فی الحیوان سالوہ عن حقیقتہ فاخبر انہ من امر اللہ ای مما استاثر بعلمہ وعن ابی ہریرۃ لقد مضی النبی وما یعلم الروح وقد عجزت الاوائل عن ادراک ماہیتہ بعد انفاق الاعمار الطویلۃ علی الخوض فیہ والحکمۃ فی ذلک تعجیز العقل عن ادراک معرفۃ مخلوق مجاور لہ لیدل علی انہ عن ادراک خالقہ اعجز ولذا رد ما قیل فی حدہ انہ جسم دقیق ہوائی فی کل جزء من الحیوان وقیل ہو خلق عظیم روحانی اعظم من الملک وعن ابن عباس ہو جبرئیل دلیلہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک وعن الحسن القرآن دلیلہ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا وکان دحیوۃ القلوب ومن امر ربی ای من وحیہ وکلامہ لیس من کلام بشر روی ان الیہود قالوا لقریش ان سلوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عن الکل اوسکت عن الکل فلیس بنبی وان اجاب عن بعض وسکت عن بعض فہو نبی فبین لہم القصتین وابہم امر الروح وہو مبہم فی التوراۃ فندموا علی سوالہم وقیل کان السوال عن خلق الروح یعنی اہو مخلوق ام لا وقولہ من امر ربی دلیل خلق الروح فکان ہذا جوابا" صفحہ ۳۰۳ جلد اول۔

تفسیر العلام النبی المسجود میں ہے "ویسئلونک عن الروح الظاہر ان السوال کان عن حقیقۃ الروح الذی ہو مدبر البدن الانسانی ومبداء حیاتہ روی ان الیہود قالوا لقریش سلوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فان اجاب عنہا جمیعا او سکت فلیس نبی وان اجاب عن بعض وسکت عن بعض فہو نبی فبین لہم القصتین وابہم امر الروح وہو مبہم فی التوراۃ" (صفحہ ۴۳۴ جلد ۵ برحاشیہ تفسیر کبیر)۔

امام محمد الرازی فخر الدین ابن العلامہ ضیاء الدین عمر اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "ویسئلونک عن الروح الخ للمفسرین فی الروح المذکورۃ فی ہذہ الآیۃ اقوال اظہرہا ان المراد منہ الروح الذی ہو سبب الحیاۃ روی ان الیہود قالوا لقریش اسالوا محمدا عن ثلاث فان اخبرکم باثنین وامسک عن الثالثۃ فہو نبی اسالوہ عن اصحاب الکہف وعن ذی القرنین وعن الروح فسالوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ہذہ الثلاثۃ فقال علیہ السلام غدا اخبرکم ولم یقل ان شاء اللہ فانقطع عنہ الوحی اربعین یوما ثم نزل الوحی بعدہ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ ثم فسر لہم قصۃ اصحاب الکہف وقصۃ ذی القرنین وابہم قصۃ الروح ونزل فیہ قولہ تعالی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وبین ان عقول الخلق قاصرۃ عن معرفۃ حقیقۃ الروح فقال وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ومن الناس من طعن فی ہذہ الروایۃ من وجوہ" (صفحہ ۶۴۰ جلد ۵ مطبوعہ قسطنطنیہ ۱۲۹۴ھ)۔

آگے امام صاحب نے لوگوں کے طعن کے وجوہ بتلائے ہیں پھر آگے چلکر کوشش کی ہے کہ روح کے معنے قرآن کریں یا جبرئیل یا کچھ اور تاکہ عقلاء کے اعتراض سے نجات ہو مگر کوئی بچاؤ نہیں کر سکے ہاں عوض معنے بدلانے کے خود روح کے ثبوت دینے شروع کئے ہیں۔ جس سے امام صاحب کی لیاقت ظاہر ہوتی ہے مگر قرآن کی کمی بدستور ہے وہ ہرگز پوری نہ ہوسکی اور لوگوں کے طعن بدستور ہیں اور جب تک قرآن جہان میں موجود رہے گا۔ ان اعتراضات سے خلاصی نہیں پا سکتا ❖

آریہ اور ہندو کی تحقیقات اور آریہ دھرم کی قدامت تصدیق ۵ سے ۶۲ کا جواب

۷۴۔ مولوی۔ اسلام کے معنے صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنا۔ چین سے رہنا۔ کیونکہ یہ لفظ مسلم سے مشتق ہے جس کے معنے صلح اور آشتی کے ہیں۔

آریہ۔ بے شک اس کے معنے تو یہی ہیں۔ مگر یہ نام محمدی بھائیوں پر کسی حالت میں موزوں نہیں ہے کیونکہ یہ کبھی اس نام کے مصداق نہیں ہوئے۔ یہ تو یہ خود محمد صاحب کے وجود میں صلح و آشتی نہیں تھی۔ چنانچہ تاریخ سے ظاہر ہے "پیغمبر ہیچناں وعظ توجہ گفتے وبناں را بزشتی یاد فرمودے تا ہمہ را دشمنی برافروختند" (صفحہ ۱۱ مدر اسلام) اور یہی حال ابراہیم کا تھا جیسا کہ تفسیر منیر میں لکھا ہے "در تفسیر منیر مذکور ہست۔ القصہ ابراہیم ہمیشہ مذمت بتاں کردے و پرستندگان ایشانرا دشنام دادے و قوم او با او مجادلہ میکردند" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۷۷ نولکشور) لیکن علاوہ بریں جو کچھ حلم اور آشتی انکے وجود سے دنیا میں ہوئی وہ تو اظہر من الشمس ہے کروڑوں آدمیوں کے سر کٹ گئے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ لوگوں کے بال بچے۔ لونڈی غلام بنکر فروخت ہو گئے۔ لاکھوں انسان غلام بنائے اور اُن کے آلہ تناسل کاٹکر خواجہ سرائے کرتے گئے۔ باہر کیا تلاش کریں خود گھر میں ہی آتش فتنہ و فساد لگا دیئے۔ نیاز الدین نے صحیح کہا ہے ؎

اسرار حقیقت سے خبردار جو ہوتے ہفتاد و دو ملت میں کبھی جنگ نہ ہوتا

پس اسلام کا لفظ آپ لوگوں پر کبھی زیبا نہیں۔ جیسے بیتے ہوئے تھے ویسے اب لوگ ہیں۔ اسلام نہیں بلکہ غریب مخلوق آلہی کے حق میں قتل عام کا اعلام ہے اس محمدی اسلام کے حق میں تو سارے آدمی اور جانور پکار کر کہہ رہے ہیں ع اسلام نے کھایا ہے پس اسلام ہمارا۔ آپ کی ریاست جموں میں وہ کاروائی جس کے باعث آپ وہاں کر نکالے گئے بھی آپکو زمرہ اسلام سے خارج کرتی ہے۔

مولوی صاحب نے پادری طامس ہاول صاحب کی تحریر کی جو انہوں نے آریہ لفظ اور ہندو لفظ کی تحقیقات میں لکھی ہے بہت تعریف کر گئے اخیر پر شری ہان سوامی جی کے حق میں لکھا ہے کہ اپنے آپ کے مصلح نے اس لفظ ہندو پر بحث کر لے میں بالکل انصاف سے کام نہیں لیا یہ بحث اس لے مختلف اغراض کے واسطے چھوڑ دی ہیں راستی سے کہتا ہوں کہ مسلمان فاتح لوگوں نے اس نام کو ہانتا اختیار نہیں کیا تھا۔

آریہ۔ ہم پادری صاحب کے رسالہ کا مفصل جواب آریہ ہیدو اور سنے کی تحقیقات میں دیچکے ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پادروں کی کاسہ لیسی صرف دنیا میں فساد ڈالنے اور آریہ سماج کے مقدس مشن میں ہارج ہونے کے واسطے کر رہے ہیں ورنہ آپکی یہ تحریر کسی طرح بھی بوئے صدق نہیں رکھتی۔ ہم نے یا ہمارے مصلح سری سوامی جی مہاراج نے یہ بحث بالکل انصاف سے کی ہے اور تمام تر غرض اُن کی حق کے ظاہر کرنے سے تھی چنانچہ وہ ظاہر ہو گئی۔ اب کہیں خاک ڈالنے سے چھپتا ہے چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ ہم لوگ اہل میں آریہ ہیں اس دیش کا نام آریہ ورت ہے سوامی جی نے اس کا اس طرح فیصلہ کیا کہ آریہ نام سناتن اور ہندو ملیچھ بھاشا کا ہے اور ملیچھ بادشاہوں نے یہ نام رکھا ہے اور اُن کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے وید کے ماننے والے سارے اپنے آپ کو آریہ کہلائیں اور وید پر عمل کریں کیونکہ وہ سادے کے سارے روزمرہ سنکلپوں میں آریہ ورت کرتے ہیں نہ کہ ہندو۔ لیس اس کے معنے صاف برے ہیں عرب کے فاتح تو یہاں نہ آئے اور نہ کامیاب ہوئے بلکہ شکست کھائی۔ ہاں فارس کے لوگ آئے اور انہیں کی کتابوں سے اس کے برے معنے پیش ہیں۔ پھر ہم آپکی حکمت عملی کی باتوں پر کیسے بھول جاویں۔

۷۵۔ مولوی۔ ہندو ادنٹ کے گلے کا نام ہے ایک عورت کا نام بھی ہے جو عمرو کی لڑکی تھی

وہندا ایک قبیلہ عرب کا نام ہے ہہنا کے ایک پہاڑ کا نام ہے تلوار کے تیز کرنے کو بھی ہند کہتے ہیں۔ ہند اس تلوار کو کہتے ہیں جو بہت تیز ہو۔ ہندوان ایک نہر کا نام ہے جو خراسان میں ہے کیا تعجب ہے کہ آریہ کے بزرگ اسی ندی کے کنارے سے آئے ہوئے ہوں اور آری عربی میں طویلہ کو کہتے ہیں پس کیا تعجب ہے کہ ہمارے بزرگوں نے بجائے آری ہنود کا لفظ اختلاف شریعت کے حکم سے زیادہ تر رٹا ہو۔ اور کوئی باعث خاص ہو جو دل آزاری کے سوا ہے اب بھی مکہ معظمہ میں ہندی مسلمانوں کے شیخ شیخ الہنود کہتے ہیں آریہ پر خلاف معنے متعلق ہند کے آپ نے لکھے ہیں ان میں سے چند تو ہم نے بھی آریہ اور ہندو کی تحقیقات میں درج کر دیئے ہیں بعضے آپ نے زیادہ لکھے ہیں۔

مگر ہمیں ان معنوں سے انکار نہیں۔ ان سب سے بڑھ کر ہندوکش پہاڑ کیوں لکھ دیا جو بہت زیادہ مشہور ہے مولوی صاحب یہ سارے معنے ہندو کے اچھے نہیں ہیں اور یہ آریہ کے بزرگ نہر ہندوان کے کنارے سے آئے ہیں ہندوان کی نہر کے کنارہ شاید اونٹوں کے گلے بہت چرتے ہوں گے اسی واسطے اس کا نام ہندوان ہوا یا کوئی اور ہندو کے سواد جہ ہوگی یا اس کے کنارے کی مٹی کالی ہوگی واللہ اعلم بالصواب مولوی رومی مثنوی کے دفتر میں لکھتے ہیں:-

نقش ماہی را چہ دریا و چہ خاک   رنگ ہندو را چہ صابون و چہ زاک (صفحہ ۲۷)

سنسکرت کا اصل لفظ آرج یا آریہ یا آرش ہیں اور یہی آرج لفظ فارسی میں عمدہ معنے رکھتا ہے۔ آرج۔ قسمت۔ قدر مرتبہ (حد۔ اندازہ) اسم اسلوب۔ ارجمند۔ صاحب قدر۔ صاحب مرتبہ۔ اسم اسلوب + آرشتہ ع بہت ہدایت یافتہ آدمی + آرتیت ع عقلمند۔ عالم + آرش۔ زیبائش۔ آراستگی۔ آرا۔ آرائی۔ آراستہ کرنیوالا عرش۔ تخت۔ جہت۔ خدا کا تخت سات آسمانوں سے اوپر۔ عروج۔ چڑھنا۔ بلند ہونا یہ سارے معنے آرش یا آرج یا عرج یا آریہ کے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں پس ایسے اچھے معنے جب آریہ کے موجود ہیں۔ تو ہم وہ فضول اور غلط کیسے قبول کرتے ہیں۔ جس طرح مسلمان یا محمدی کے معنے سنسکرت میں برے ہیں مگر عربی دان اس کو عربی میں اچھے معنے ہونے کے سبب قبول نہیں کرتے اگر سنسکرت میں اسکے اچھے معنے ہوتے تو ہم ہرگز انکار نہ کرتے ہم بھی فارسی یا عربی کے خراب معنے ہونے کے باعث ان کے قبول کرنے سے انکاری ہیں پس اسکا ماننا یا عمل کرنا نہایت ہی غلط اور سوامی جی نے جو کچھ لکھا بالکل معقول اور قرین انصاف ہے۔

محمدی اسلام قدیم نہیں۔

۵۸ مولوی۔ اسلام کیا ہے۔ خدا کا فرمانبردار ہونا۔

آریہ۔ اگر خدا کا فرمانبردار ہونا اسلام ہے تو یہ اسلام تمام دنیا کو مبارک ہو۔ اور یہی آریہ دہرم ہے۔ کیونکہ شاستر میں حکم ہے۔

यत्रन य देवतासु पास्तेन स वेद पशूरेव ꣳ स देवा वा :॥

جو پرماتما کو چھوڑ کر کسی اور کی تابعداری کرتا ہے وہ گیان دان نہیں ہے وہ وید کے خلاف چلتا ہے۔ وہ بیوقوف اور گدھا ہے۔

اور یہ اسلام محمدی ہونا نہیں ہے بلکہ آریہ بننا۔ کیونکہ قرآن کے رو سے اسلام خدا کا فرمانبردار ہونا نہیں بلکہ صرف فرمانبردار ہونا۔ آپ لوگ بہت زیادہ تو تعصب اور شہوت کے فرمانبردار ہیں اور اس سے زیادہ حور و غلمان کے۔ رسول کی فرمانبرداری بھی (اور اس کے چال و چلن پر اعتراض نہ کرنا) اسلام کے اندر ہے ویسا ہی فرمانبردار ہونا اسلام ہے۔ پس یہ اسلام ناتمام اور نامکمل ہے۔ چنانچہ سورۃ محمد میں ہے:-

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلوا اعمالکم

اے کسانیکہ ایمان آورید فرماں برید خدا را در آنچہ حکم کردہ و فرمانبردار باشید رسول را در آنچہ فرمادہ و باطل مسازید عملہائے خود را۔ ایسا اور بھی چند مقام پر یہ ذکر ہے۔ پس یہی ہونا اسلام ہے۔ مولوی عبید اللہ نے لکھا ہے ؎ "نار دوزخ کے الاؤ سے مٹھن گئے۔ جو کوئی سردوں کے تنور سے تن گئے۔ ہم ایماناً کہتے ہیں کہ اس وقت تمام دنیا کے مسلمان محمد کے غلام ہیں۔ بندے ہیں۔ کوئی بھی خدا کا بندہ نہیں ہے۔ بلکہ لاکھوں تو محمد کو ہی خدا مانتے ہیں"۔ اور یہی آریہ دہرم یعنی سچا اسلام محمد و عیسیٰ و ابراہیم و موسیٰ سے پہلے تمام دنیا کے لوگوں کا مذہب تھا قرآن نے بھی اس کی طرف ایک دو مقام پر اشارہ کیا ہے ان الذین آمنوا والذین ہادوا والنصریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الاخر و عمل صالحاً فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون پہلی آیت بقرہ پارہ ۱ و ہود کی سورتوں میں بھی ہے اور پھر دوسری یہ بھی ہے۔ والذین آمنوا و عملوا الصالحات اولٰئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون۔

پس یہی اسلام آریہ پن ہے اور یہی ویدک دہرم ہے۔ مگر محمدی مذہب قدیم نہیں ہے یہ تو نہ موسیٰ کا مذہب ہے نہ عیسیٰ کا مذہب ہے اور یہی سبب ہے کہ موسائی اور عیسائی دونوں اس کے مخالف ہیں۔

بے شک آریہ کے معنے سریشٹ۔ نیک اور خدا ترس کے ہیں اور ہر ایک آدمی اعمال کے ذریعہ آریہ ہو سکتا ہے کسی خاص قوم اور ایک ملک والوں کے واسطے اس کی خصوصیت نہیں پس ان معنوں کے رو سے بنی اسرائیل کا نیک اور حق شناس آدمی جو سچے الہام وید اور ایشور کو مانتا ہو آریہ ہے گو شام کا رہنے والا ہو۔ یا مصر کا ایک پارسا عیسائی کے گھر میں پیدا شدہ انسان جس کا وید اور ایشر پر اعتقاد ہے آریہ ہے گو وہ ناصرت میں پیدا ہوا اور اسی طرح عرب کا بدو یا ایک جنم کا مسلمان بھی آریہ ہے اگر وہ ویدک تعلیم کو سچا مانتا اور عمل کرتا ہے خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو اور آریوں کے گھر کا پیدا شدہ بدچلن ایشور سے منکر وید سے منکر یا انسان پرست دسیو ہے۔ خواہ آریہ ورت میں ہی پیدا ہوا ہو۔

قرآن کے محمدیوں نے بت پرستی کی جگہ اسود پرستی اور کعبہ پرستی قائم کی۔ اور قبور پرستی علماء اسلام نے جاری کر دی۔ اس وقت مکہ سے ملایا تک اور مدینہ سے سوڈان تک ایک بھی ایسا مسلمان نہیں جو مشرک اور بت پرست نہ ہو۔ یا صرف موحد ہو۔ ایک عرب بیابانی رحمتہ اللہ علیہ عبد الوہاب نام نجد شریف میں پیدا ہوا تھا مگر اس کی تمام علماء و فضلاء اسلام نے مخالفت کی اور کفر کے فتوے دیدیئے۔ البتہ اس نے قبر پرستی کی بیخکنی کرنی چاہی تھی پس جب تک مسلمان گور پرستی اور کعبہ پرستی اور مدینہ پرستی اور اسود پرستی اور تابوت سکینہ پرستی سے باز نہ آویں اور توبہ نہ کریں تب تک وہ کسی طرح حلقہ اسلام یا آریہ دہرم میں نہیں آ سکتے۔ وہ خدا کو کلنک لگانیوالے دسیو ہیں آریہ نہیں ہیں۔

پارسی مذہب آریوں سے قدیم نہیں۔

آریہ۔ تکذیب براہین الاحمدیہ ۸۴۵۸ ہم نے ضرورت الہام قرآن یہ لکھا تھا کہ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں کبھی موقعہ کلام کا نہ ہوا اور علاوہ بر اں وہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلے کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اسبات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں۔ مگر فریق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے۔ جس سے اسکی راستی و الہامیت سراپا کافور ہے۔

۸۱۳ مولوی۔ سوامی پر ایک ریمارک ہے کہ پارسیوں کو دیکھئے کہ وہ اور ان کا مذہب ان کی کتاب آریہ ورتی کتابوں سے یا ان آریہ ورتی صحف سے کتابیں بلکہ وید سے بھی بہت پرانی ہیں۔

آریہ۔ یہ آپ کا خیال بوجوہات ذیل باطل ہے۔

وجہ اول۔ پارسیوں کی کتابوں میں ویدک ذکر ہے اور اُس کو نہایت عزت سے یاد کیا گیا۔ چنانچہ ہوم یشت سوم یگ کے معترین میں اتھر وید کا نام موجود ہے۔ اور اکثر انگرہ رشی ہوم اور امام ر... کا نام مبارک مذکور ہے۔ ایک تاریخی واقعہ بھی لکھا ہے کہ کرشانو راجہ نے حکومت کے غرور میں اتھر وید جسکے شروع کا منتر شنودیوی ابھشٹے ہے اپنے راج میں بند کر دیا۔ اسواسطے ہوم نے اس کو تخت سے اتار دیا۔ (دیکھو ہوم یشت کی ۱۸ ویں آیت کا پاٹھ ژنداوستھا) اس پر ڈاکٹر ہاگ صاحب نے لکھا ہے کہ کرشانو کا ایک ایسا ہی اور بھی بیان آریہ ورت کے پرانے پستکوں میں بھی ہے دیکھو ایتری برہمن (۳-۲۶) پس صاف ظاہر ہے کہ یہ حصہ ژنداوستھا میں ایتری براہمن سے لیا گیا اور ایتری براہمن اور ژنداوستھا دونوں سے قدیم وید ہیں۔

وجہ دوم۔ محقق فضلا غیر مذاہب نے جنہوں نے آریہ ورت کے ویدک دھرم اور ایران کے پارسی مذہب کی بابت تحقیقات کی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ آریہ لوگ آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے۔ چنانچہ محقق پروفیسر میکس میولر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۸)۔

دارا بادشاہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں۔ کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریا آمنیا تھا۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۰۰) یہ دارا بادشاہ دارا سکندر سے بہت پہلے گذرا ہے۔

امریکہ کے ایک مشہور فاضل فرماتے ہیں۔ منوجی مصری۔ ایرانی۔ یونانی اور رومن قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور منو کے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں اب تک پایا جاتا ہے (رسالہ بائبل ان انڈیا)۔

وجہ سوم۔ بیاس جی کا پارسی فرسندرج گیتی یعنے پیغمبر زرتشت کے پاس بمقام بلخ جانا اور اس سے مباحثہ کرنا (مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۹) حالانکہ بیاس جی سے بہت پہلے پراشر کشیپ یاگولک۔ وشسٹ وشوامتر۔ رامچندر جنک۔ گوتم۔ کپل۔ کناد۔ منی وغیرہ ہو چکے ہیں اور وہ سب ویدک دھرم کے ماننے والے تھے اور رشی دیاسوت۔ سوایمبھو وغیرہ منو اور اُنسے بھی وید پہلے موجود تھے۔

وجہ چہارم۔ اُن کا آریہ کہلانا۔

وجہ پنجم۔ مسئلہ تناسخ کا قایل ہونا اور جیو کو انادی ماننا اور پرکرتی کو بھی۔ دیکھو دساتیر فرزند آباد و خشوران خشور آیتہ ۶۷ و ۶۸۔

وجہ ششم۔ گوشت خوری کے ترک کو ضروری جاننا اور گوشت نہ کھانا (دیکھو آیتہ ۱۳۴ اور ۱۳۱)

وجہ ہفتم۔ چار ورنوں کا ماننا اور اُس کا ویدک قاعدہ کے مطابق ہونا اور نمنے ناموں سے نامزد ہونا (دساتیر آسمانی بنزار آباد و خشوران خشور آیت ۱۴۵ صفحہ ۴۴)۔

وجہ ہشتم۔ اگنی ہوتر کرنا اور آگ کو خدا نہ ماننا بلکہ ہوا کے صاف کرنیوالی چیز جاننا

وجہ نہم۔ سنسکرت زبان جو کل زبانوں کا مخرج ہے اُسکا پارسی سے زیادہ نسبت رکھنا

وجہ دہم۔ خاصکر گئو رکھشا کرنا اور گوبر کے وہی مشہور فواید جو علم طب کے رو سے ضروری ہیں ماننا (دیکھو شرنڈ یا نڈ مطبوعہ ایران اصل دری زبان میں اور اُس کا ترجمہ بزبان فارسی)۔

وجہ یازدہم۔ یگیوپویت یعنے زنار پہننا۔

وجہ دوازدہم۔ مردے کو جلانا۔ (دیکھو نامہ وخشوران وخشور وازآباد آیت ۱۵۴) پس کسی طرح بھی وید سے وہ قدیم نہیں اور نہ وید اُن سے نوین ہیں۔ بلکہ ان ہر دو شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ پارسی کیا تمام دنیا کے مذاہب اور سب جہان کی کتابیں ویدوں سے ماخذ کی ہیں پس ثابت ہوا ہمارا دعوٰے کہ وید نے کسی مذہب یا کتاب سے کچھ نہیں چرایا۔ بلکہ سب نے جو کچھ سچائی یا صداقت یا ہدایت کی وہ وید مقدس سے حاصل کی۔ اس کے ساتھ (دیکھو تاریخ دنیا جلد اول و دوم)۔

جان شکسپیر صاحب کی ڈکشنری میں ہندو شبد کا ارتھ لکھا ہے کہ نگرو حبشی۔ ک اریبین۔ انڈین۔ اتھیوپا۔ اتھوپین = اور حبشیوں کا ارتھ وولیسٹر صاحب کی بڑی ڈکشنری میں اسکا اصل ارتھ جنٹائل ہے اور جنٹائل ہیدن اور پیگن یہ سب [illegible] کافر کے ہیں۔

رچرڈسن صاحب کی عربی۔ فارسی۔ انگریزی ڈکشنری میں ہندو کا ارتھ کیا ہے چور ڈاکو۔ ناستک۔ چوکیدار۔ اور چہرہ پر کا تل کئے گئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶۵۲)۔

سکندر نامہ میں خط دارا بجواب سکندر میں لکھا نامہ۔

ترا آن سرا ہے سر و دوریاں   مخدمت چو ہندو وہ ہندی میاں
(ہندو بمعنے غلام)

سکندر نامہ میں ذکر حسن نوشابہ لکھا ہے:۔

ز ہندوستان آمد جو زنے   زہر جوز دہ سوختہ خرمنے
(ہندوستان بمعنے کوئلہ کی دوکان اور ہندو بمعنے کوئلہ)

پھر اسی میں ہے:۔

ز ہندو زنے خانہ پرخون شدہ   ہمہ آبنوسش بتر خوں شدہ
(ہندو بمعنے جادوگر)

بہار دانش میں ہے:۔

گر دست زلف مشکینت خطائے رفت رفت   ور زہندوئے شما بر من جفائے رفت رفت
(ہندو بمعنے خال سیاہ)

مسلمانوں نے پارسیوں کا نام گبر بمعنے کافر رکھا۔ افریقہ کے اتھوپیا دیش کا نام حبش رکھا۔ بمعنے غلام۔ افریقہ کے دکھن دیش کا نام کافرریہ رکھا۔ یورپ والوں کا ترسا بمعنے ٹریل و ناستک رکھا۔ افغانستان کے اصلی باشندوں کا نام کافر اور ہندوؤں کا نام ہندوستان [illegible]

۴۲۔ **تکذیب** لقمان اور سکندر کے قصص نے [illegible] یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔

لقمان اور ابراہیم کا قصہ اور محمدی جہاد کا مختصر ثبوت۔

۴۳۔ **مولوی**۔ سنئے صاحب قرآن نے لقمان کا قصہ جہاں بیان کیا ہے اُس سورۃ کا نام سورۃ لقمان ہے۔ جو اکیسواں سیپارہ میں موجود ہے مہربانی کرکے وہ سنئے آپ کو اپنے انصاف اور نیک نیتی اور استعداد اور عربی کا خود بخود پتہ لگ جاویگا (آگے لقمان کی نصیحتوں کو جو اُس نے اپنے بیٹے کو دیں بیان کیا ہے) اُن آیات کریمہ پر غور فرمائیے اور داد دیجئے نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو مزہ ہے اور بھلائی بُرائی کا نتیجہ پاتا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے۔

آریہ۔ مولوی صاحب افسوس کہ آپنے اب تک بھی راستی کی قدر نہ کی۔ اپنی تفسیر قرآنی کا مطالعہ فرمایا دیکھئے وہ صاف طور پر آپ کی زبان سے ہمارے بیان کی تصدیق کرتی ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے "آوردہ اند کہ قصہ لقمان حکیم و وصایائے او نزد یہود شہرتے عظیم داشت و عرب در ہر مہمے کہ رجوع بدیشاں کردندے از حکمتہائے لقمان برائے ایشاں نقل کردندے" (صفحہ ۱۴۴ جلد ثانی) اس سے آگے چل کر لقمان کی بابت جو تفسیروں میں حکایات سے وہ دکھلایا ہے کوئی نبی کہتا ہے کوئی حکیم اُس کے موطن میں بھی اختلاف اُسکی ولدیت و قومیت وغیرہ میں

کھی اختلاف ہے پس صاف ظاہر ہے کہ یہود اُس کے تمام حالات سے واقف تھے اور محمد صاحب کی موجودگی میں اُسکی حکمتوں اور نصیحتوں کے حالات لوگوں کو سناتے تھے جن کی حد دس ہزار تک تھی اور ایک سو نصیحت اُسکی جو اُس نے اپنے بیٹے کو دی وہ ایک مشہور کتاب بھی ہے۔ وہ ساری یہودیوں میں موجود تھیں پس صاف ظاہر ہے کہ محمد صاحب نے یہودیوں سے سُنکر قرآن میں درج کردیں اور جب یہود کے پاس دس ہزار تک تھیں تو یہ دس بارہ نصیحتیں کس شمار میں ہیں جن کے واسطے اس کی ضرورت مانی جاہیئے پس وہی بات درست ہے جو ہم نے تکذیب میں درج کی ہے کہ لقمان کے قصہ نے یونانیوں کی تاریخوں سے جلوہ دکھایا اور کچھ سُنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا باقی رہا یہ کہ آپ اس قصہ کو دوراز قیاس سمجھ بیٹھے ہیں یہ آپ کی علمیت کا معاف رکھیئے قصور ہے تکذیب کی عبارت پھر پڑھئے وہ دوراز قیاس یونانیوں کی تواریخوں کے حق میں ہے کہ وہ دوراز قیاس ہیں۔ اُن سے قرآن کے جامع عثمان نے یا محمد صاحب نے نقل کرلیا۔ سُنکر یا دیکھکر۔ اور اسی واسطے اس میں بڑا سخت اختلاف ہے (مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۸۴)۔

سکندر کے بے بنیاد قصہ کے سبب سے ہم نے اُس کو خاصکر دوراز قیاس کہا ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی اور درحقیقت وہ دوراز قیاس ہی نہیں بلکہ اصلی حالات سے مخالف ہے

ابراہیم کا قصہ۔ ہم نے تکذیب صفحہ ۱۸ پر لکھا تھا کہ قرآن میں صرف پرانے لوگوں کے بائیبل وغیرہ سے منقول قصہ جات بھرے ہیں اور اسی لحاظ سے لوگ اُنکے قصص الاولین کہتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب فرماتے ہیں :-

۲۸۷- ابراہیم کا قصہ اس وقت سُنا دیتے ہیں اور انصاف مانگتے ہیں کہ کیا یہ کہانی لغو ہے یا تمام بلند پروازیوں کی ترقیوں کی جڑ ہے۔ اس سے آگے سورۃ بقر ومریم و شعرا سے نقل کرکے کہانی لکھی ہے (اور کچھ ذکر صفحہ ۳۲۵ و ۳۲۶ پر بھی کیا ہے)

آریہ- آپ نے یہاں بھی ہم سے چالاکی کی یا پبلک سے داؤ کھیلا یعنے صرف ایک مہمل سی بات لکھدی اور سارا فضول قصہ نقل نہیں کیا۔ لیجئے ہم سے سُن لیجئے اور انصاف کیجئے :-

سورۃ انعام- واذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصنا الی اریک وقومک فی ضلل مبین ۝ وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین ۝ فلما جن علیہ اللیل رآ کوکبا قال ھذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین ۝ فلما را القمر بازغاً قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الضالین ۝ فلما را الشمس بازغۃ قال ھذا ربی ھذا اکبر فلما افلت قال یقوم انی بری مما تشرکون ۝ انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ۝ وحاجہ قومہ قال اتحاجونی فی اللہ وقد ھدان ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل شی علما افلا تتذکرون ۝ وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ علیکم سلطنا فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ۝ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون ۝ وتلک حجتنا اتینھا ابراھیم علی قومہ نرفع درجت من نشاء ان ربک حکیم علیم ۝ **ترجمہ** اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں تو اور تیری قوم صریح بھکی ہوا اور اس طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی اور تا اُس کو یقین آوے۔ پھر جب اندھیری آئی اُس پر رات دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غایب ہوا بولا مجھ کو خوش نہیں آتے چھپ جانیوالے۔ پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا۔ پھر جب وہ غایب ہوا بولا اگر نہ راہ دے مجھکو رب میرا تو بے شک میں رہوں بھٹکنے والے لوگوں میں۔ پھر جب دیکھا سورج جھلکتا۔ بولا یہ ہے رب میرا یہ رب بڑا پھر جب وہ غایب ہوا بولا اے قوم میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم شریک کرتے ہو میں نے اپنا منہ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہوکر اور میں نہیں شریک کرنیوالا۔ اور اُس سے جھگڑی قوم بولا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ پر اور وہ مجھکو سوجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں اُن سے جنکو شریک ٹھہراتے ہو اُسکا مگر کہ میرا رب کچھ چاہے سمائی ہے میرے رب کی علم میں سب چیز کو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو اور میں کیونکر ڈروں تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو اللہ کے ساتھ جسپر نہیں اُتاری اُسنے تم کو کچھ سند اب فرقوں میں کس کو چاہیئے خاطر جمع کہو اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہیں اپنے یقین میں کچھ تقصیر انہی کو اپنی خاطر جمع اور وہی ہیں راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے۔ کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کو چاہیں تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار ۝

سورۃ بقر- الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتیہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحی ویمیت قال انا احی وامیت قال ابرھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظلمین ۝ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءا ثم ادعھن یاتینک سعیا ۝ واعلم ان اللہ عزیز حکیم ۝ **ترجمہ** تو نے نہ دیکھا وہ شخص جو جھگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر واسطے یہ کہ دی تھی اُس کو اللہ نے سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اُسکو مغرب سے تب حیران رہگیا وہ منکر اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو۔ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھا مجھکو کیونکہ جلا دیگا تو مُردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اسواسطے کہ تسکین ہو میرے دلکو فرمایا تو پکڑ چار جانور اُڑتے پھر اُنکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر اُن کا ایک ایک ٹکڑا پھر اُنکو پکار کہ آویں تیرے پاس دوڑتے اور جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

سورۃ شعرا- واتل علیھم نبا ابراھیم ۝ اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ۝ قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عاکفین ۝ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون ۝ قالوا بل وجدنا اباءنا کذلک ۝ قال افرءیتم ما کنتم تعبدون ۝ انتم وآباؤکم الاقدمون ۝ فانھم عدو لی الا رب العلمین ۝ الذی خلقنی فھو یھدین ۝ والذی ھو یطعمنی ویسقین ۝ واذا مرضت فھو یشفین ۝ والذی یمیتنی ثم یحیین ۝ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین ۝ رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین ۝ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین ۝ واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ۝ واغفر لابی انہ کان من الضالین ۝ ولا تخزنی یوم یبعثون ۝ یوم لا ینفع مال ولا بنون ۝

الا ما اتی اللہ بقلب سلیم ہ وازلفت الجنۃ للمتقین ہ وبرزت الجحیم للغوین وقیل لھم اینما کنتم تعبدون ہ من دون اللہ ھل ینصرونکم او ینتصرون فکبکبوا فیھا ھم والغاون وجنود ابلیس اجمعون ہ قالو وھم فیھا یختصمون تاللہ ان کنا لفی ضلل مبین ہ اذ نسویکم برب العلمین ہ وما اضلنا الا المجرمون فما لنا من شافعین ہ ولا صدیق حمیم ہ فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین ان فی ذالک لایۃ وما کان اکثرھم مومنین ہ وان ربک لھو العزیز الرحیم

ترجمہ اور سنا ان کو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اس کی قوم کو تم کیا پوجتے ہو وہ بولے ہم پوجتے ہیں مورتوں کو پھر سارے دن ان پاس لگے بیٹھے رہیں۔ کہا کچھ سنتے ہیں تمہارا جب پکارتے ہو۔ یا بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا۔ بولے نہیں پر ہم نے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جن کو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہیں۔ مگر جہان کا صاحب جس نے مجھکو بنایا سو وہی مجھ کو سوجھ دیتا ہے اور وہ جو مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں تو وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھکو ماریگا اور پھر جلاویگا اور وہ جو مجھ کو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر دن انصاف کے اے رب دے مجھکو حکم اور ملا مجھکو نیکوں میں اور رکھ میرا بول سچا پچھلوں میں اور کر مجھ کو وارثوں میں نعمت باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ تھا راہ بھولوں میں اور رسوا نہ کر مجھکو جس دن جی کر اٹھیں جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے۔ مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا۔ اور پاس لائے بہشت واسطے ڈر والوں کے اور نکالے دوزخ سامنے بیراہوں کے اور کہئے ان کو کہاں ہیں جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوائے کچھ مدد کرتے ہیں تمہاری یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر اوندھے ڈالے اس میں وہ اور سب بیراہ اور لشکر ابلیس کے سارے۔ کہینگے جب وہ وہاں جھگڑنے لگیں۔ قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی میں جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے اور ہم کو راہ سے بھلایا سو ان گنہگاروں نے پھر کوئی نہیں ہماری سفارش کرنیوالا اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو کسی طرح ہمکو پھر جانا ہو تو ہم ہوں ایمان والوں میں اس بات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

سورۃ الانبیاء۔ ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ علمین ہ اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون قالو وجدنا آباءنا لھا عبدین ہ قال لقد کنتم انتم وآباؤکم فی ضلل مبین ہ قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللعبین ہ قال ربکم رب السموت والارض الذی فطرھن وانا علی ذالکم من الشھدین ہ وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین ہ فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون ہ قالو من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظلمین ہ قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم ہ قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلھم یشھدون قالوا ء انت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم ہ قال بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون ہ فرجعوا الی انفسھم فقالوا انکم انتم الظلمون ہ ثم نکسوا علی رؤسھم لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون قالوا حرقوہ وانصروا الھتکم ان کنتم فعلین۔ قلنا یا نار کونی بردا وسلما علی ابراھیم وارادوا بہ کیدا فجعلنھم الاخسرین ونجینہ ولوطا الی الارض التی برکنا فیھا للعلمین ہ وھبنا لہ اسحق ویعقوب نافلۃ وکلا جعلنا صلحین ہ

ترجمہ اور آگے دی تھی ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ اور ہم رکھتے ہیں اسکی خبر جب کہا اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتیں ہیں جن پر تم لگے بیٹھے ہو۔ بولے ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو انہیں کو پوجتے بولا مقرر رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے صریح غلطی میں بولے تو ہم پاس لایا ہے سچی بات یا تو کھلاڑیاں کرتا ہے بولا نہیں پر رب تمہارا وہی ہے۔ رب زمین اور آسمان کا جسنے ان کو بنایا اور میں اسی بات کو قائل ہوں اور قسم ہے اللہ کی میں علاج کرونگا تمہارے بتوں کا جب تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر پھر کر ڈالا ان کو ٹکڑے مگر ایک بڑا ان کا کہ شاید اس پاس پھر آویں کہنے لگے کس نے کیا یہ کام ہمارے ٹھاکروں سے وہ کوئی بے انصاف ہے وہ بولے ہم نے سنا ہے ایک جوان ان کو کچھ کہتا ہے۔ اس کو پکارتے ہیں۔ ابراہیم وہ بولے اسکو لے آؤ لوگوں کے سامنے شاید وہ دیکھیں۔ بولے کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے ٹھاکروں پر اے ابراہیم بولا نہیں پر یہ کیا انکے اس بڑے نے سو اس سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں پھر سوچے اپنے جی میں۔ پھر بولے لوگو تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر اوندھے ہوئے سر ڈالکر تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔ بولا کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو کہ تمہارا کچھ بھلا کرے نہ برا۔ بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کو سوا۔ کیا تم کو بوجھ نہیں بولے اسکو جلاؤ اور مدد کرو۔ اپنے ٹھاکروں کی اگر کچھ کرتے ہو ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈک ہو جا اور آرام ابراہیم پر اور چاہنے لگے اسکا برا پھر انہیں کو ہم نے ڈالا نقصان اور بچا نکالا ہم نے اسکو اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں برکت رکھی ہم نے جہان کیواسطے اور بخشا ہم نے اسکو اسحاق اور یعقوب یا انعام میں اور سب کو نیک بخت کیا

اس کے متعلق تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ پیراہن خلیل کہ تعویذ وار بر بازو داشت ویوشانید" (صفحہ ۳۱۷ جلد اول سورۃ نور)۔

اسی میں ہے۔

بہ تعویذ از ندش پیراہنے بود — کہ جسمش را آسائش ماننے بود
فرستادش بتر سار وح رضواں — از انرو شد بر و آتش گلستان
رسید از سدرہ جبرئیل امیں زود — ز بازوے وے تعویذ بکشود
بروں آورد آنجا پیرہن را — بداں پوشید آں پاکیزہ تن را

سورۃ مریم۔ واذکر فی الکتب ابراھیم ۂ انہ کان صدیقا نبیا اذ قال لابیہ یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا یابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا ہ یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا ہ قال اراغب انت عن الھتی یا ابراھیم لئن لم تنتہ لارجمنک واھجرنی ملیا ہ قال سلم علیک ساستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا ہ واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعوا ربی عسی الا اکون بدعاء ربی شقیا ہ فلما اعتزلھم وما یعبدون من دون اللہ وھبنا لہ اسحق ویعقوب وکلا جعلنا نبیا ہ ووھبنا لھم من رحمتنا وجعلنا لھم لسان صدق علیا۔

ترجمہ اور مذکور کر کتاب میں ابراہیم کا بے شک تھا وہ سچا نبی۔ جب کہا اپنے باپ کو اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے جو چیز نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ اے باپ میرے مجھکو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل سوجھا دوں تجھکو راہ سیدھی۔ اے باپ میرے مت پوج شیطان کو بے شک

شیطان ہے رحمٰن کا بے حکم۔ اے باپ میرے میں ڈرتا ہوں کہیں آ لگے تجھکو ایک آفت رحمٰن سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی وہ بولا کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے ابراہیم اگر تو نہ چھوڑیگا تو تجھکو پتھروں سے مارونگا۔ اور مجھ سے دور جا ایک مدت کہا تیری سلامتی رہے میں گناہ بخشواؤنگا تیرا اپنے رب سے بے شک وہ ہے مجھ پر مہربان اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے اور میں پکارونگا اپنے رب کو امید ہے کہ نہ رہونگا اپنے رب کو پکار کر محروم۔ پھر جب کنارے ہوا اُن سے اور جنکو وہ پوجتے تھے اللہ کے سوا۔ بخشا ہم نے اُسکو اسحٰق اور یعقوب اور دونوں کو نبی کیا اور دیا ہم نے اُنکو اپنی مہر سے اور رکھا اُنکے واسطے سچا بول اونچا"۔

افسوس کہ محمد صاحب اور اُن کے جانشینوں نے بیگناہ لاکھوں مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تباہ کیا اور گردن مارا۔ خدا کا خوف بالکل نہ کیا اور یہ نہ سوچا بقول فردوسی۔

بکردار بد تیز بشتافتے — مکافات بد را بدی یافتے
کنوں روز بادافرہ زیردست — مکافات بد را ز یزداں پرست
ز کردار بد بر تنش بد رسید — مجوائے پیوند بد را کلید
چہ جوئی ہمی کہ از کار بد — بفرجام بر بد کنش بد رسد
چنیں گفت موبد بہ بہرام تیز — کہ خون سر بیگناہاں مریز
نگہ کن کہ تا تاج با سر چہ گفت — کہ با مغزت اے سر خرد باد جفت
مکن بد کہ بینی بفرجام بد — ز بد گردد اندر جہاں نام بد
بگیتی ہمی باش با ترس و پاک — نیایش ہمے کن بیزدان پاک
ہمیں ست فرمان یزداں پناہ — کہ ہر کس کہ ببرد سر بیگناہ
سرش را ببرند بے ترس و باک — سپارند ناپاک دل را بخاک

جہاد۔ اگرچہ اس مضمون پر ہمنے مفصل رسالہ علحدہ شائع کر دیا ہے جسکا نام ہی جہاد ہے۔ مگر یہاں ہم مولوی صاحب کے بقیہ دعاوی کی تردید ضروری جانتے ہیں

۷۴۔ **مولوی۔** میں بڑی جرات سے کہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام اور اُنکے رشید جانشینوں کے زمانے میں کوئی شخص جبراً اور اکراہ سے مسلمان نہیں کیا گیا۔

آریہ۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

ہر کہ گردن بدعوے افرازد — خویشتن را بگردن اندازد

لیجئے ہم آپ کو نہایت واضح ثبوت دیتے ہیں۔[لہ] محمد صاحب کے وقت میں بلکہ اُن کے سامنے ابوسفیان جبراً مسلمان کیا گیا اور[لہ] خلفا کے حکم اور زمانہ میں مندرجہ ذیل لوگ جبراً مسلمان کیئے گئے۔ جاپان نام ایک بہادر ایرانی خلیفہ عمر کے وقت اور جرجان کا علاقہ علاقہ خلیفہ عثمان کے وقت اور کئی سو قبطی خلیفہ عمر کے وقت جبراً مسلمان کیئے گئے اُن کے علاوہ اور بھی صدہا آدمی ہیں مگر ہم نے مشتے نمونہ خروارے عرض کر دیا۔

۷۵۔ بلکہ محمود اور عالمگیر کے زمانے میں بھی کوئی شخص عاقل و بالغ جبر سے مسلمان نہیں کیا گیا۔ دُنیا میں تاریخ موجود ہے۔ صحیح تاریخ سے اس الزام کو ثابت کیجئے میں نے تاریخ کو اچھی طرح دیکھ بھال کر یہ دعوے کیا ہے۔

آریہ۔ مسلمانوں کے خوش کرنے کے واسطے ایسے فضول دعوے آپ کے کام نہیں آوینگے لیجئے اُن کی تردید سُن لیجئے۔

محمود نے سکھپال کو مسلمان کیا مگر جب وہ بلخ کی طرف گیا تو وہ پھر پیچھے ہندو ہو گیا اور اورنگزیب نے سنبھاجی پسر سیواجی کو جبراً مسلمان کرنا چاہا مگر جب اُسنے انکار کیا تو قتل کیا۔ غرض کہاں تک کہوں میری شائع ہوئی کتاب "مسئلہ جہاد" میں آپکی تمام دعاوی کی تردید ہو چکی ہے تاریخ میں صاف طور پر لکھا ہے کہ محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے اور اسکا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغدادی اُسکی مذہبی جوش کو دیکھکر ایک گرانبہا خلعت اُس کے پاس بھیجا اور امین الملتہ و یمین الدولتہ کا خطاب دیا تھا پس محمود نے یہ عہد کر لیا کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا (دیکھو مختصر تاریخ ہند صفحہ ۴۸ و تاریخ ہندوستان لیتھبرج صاحب صفحہ ۹۶ و آئینہ تاریخ نما صفحہ ۸)۔

"ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔ محمود نے ہندوستان کا سبق جو ماں سے پڑھا تھا وہ کبھی نہ بھولا اور بار بار چڑھائی کی اسکے دو سبب تھے اول یہ کہ ہندوستان میں اسلام پھیلائے دوسرے یہ کہ ہندوستان کا مال و دولت سمیٹ کر لائے" (صفحہ ۸۷)۔

"محمود نے سورما سواروں اور جانباز بہادر چن کر ایک لشکر عظیم آراستہ کیا اور روانہ ہوا ہزاروں مسلمان ساتھ ہوئے جو فقط دین کے نام پر تلواریں اُٹھاتے تھے اور اسلام کے کام پر جانوں کا دینا ایمان سمجھتے تھے" (صفحہ ۸۸)۔

"یہاں کئی راجا بڑی بڑی فوج لے کر آئے اور لڑائی کا میدان گرم ہوا۔ ادھر دین لڑ رہا تھا اُدھر دھرم مقابلہ میں اڑ رہا تھا۔" (صفحہ ۱۸۱)۔

"اس کے عہد میں غزنی کو دیکھ کر سب ہندوستان یاد آتا تھا کیونکہ جو غریب آدمی تھا اُسکے گھر میں بھی تین چار لونڈی غلام ہندوستان کے بولتے دکھائی دیتے تھے اور یہی لوگ گلی کوچوں میں پھرتے نظر آتے تھے غزنی کے بازاروں میں ایک لاکھ بندۂ خدا دو دو روپیہ کو بک گیا" (صفحہ ۹) افسوس صد ہزار افسوس آپکو باوجود اسقدر روشنی کے کچھ نہیں سوجھتا ایک جگہ آپنے بھی محمد صاحب کی تعریف میں فرمایا ہے وہ جو مشرک اور کافر کو تیغ بے دریغ کا عرضہ بنانے سے تذبذب نہیں کرتا جس کے ادنے سے خادم نے سومنات کے ایسے شرک گڈھ کو حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے حک کر دیا (دیکھو صفحہ ۲۳ سطر ۲۲ و ۲۳ و ۲۴)

معجزات قرآنی کی تردید

۷۶۔ **مولوی۔** محمدی معجزات کی بابت مجھ سے سُن لیجئے۔ اول تو آپنے خود تکذیب کے صفحہ ۱۶۴ میں کئی آیات لکھدی ہیں جن سے آپنے اپنے خیال میں ثابت کر لیا ہے کہ قرآن شریف میں محمد صاحب نے معجزات سے انکار فرمایا۔ آپنے کتاب نسخہ خبط احمدیہ میں اور ایسے دلائل دئے ہیں جن سے بزعم خود ثابت کر لیا ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا پس میں کہتا ہوں کہ اگر محمد صاحب نے معجزہ سے انکار فرمایا تو آپکا اعتراض کس قدر خوبی کا رہا اور بطریق اولے آپکے قول کے موافق اسلام ہر قسم کے معجزوں سے بری ٹھہرا۔

آریہ۔ داؤد۔ سلیمان۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ عیسیٰ اور اُس کے حواریوں کے تو صدہا معجزے قرآن میں بھرے پڑے ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف عیسائیوں اور یہودیوں کے

[لہ] تاریخ انبیا صفحہ ۳۵۴ و ۳۵۵ سنہ ۱۲۸۲ء اور کتاب سیرت الرسل و رسالہ بدر الاسلام فارسی صفحہ ۲۶۔

[لہ] تاریخ انبیا صفحہ ۴۱۲۔ اور جہاد صفحہ ۳۵۔ اور تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۶ فتوح المصر صفحہ ۹۵ سنہ ۱۲۸۶ء۔

تفسیر حسینی سورۃ توبہ میں لکھا ہے" والمولفتہ قلوبھم کہ بہم آوردہ شدہ است کہ دلہائے ایشاں سوئے اسلام آورند۔ اما نیتہائے ایشاں ہنوز خالص نیست پس تہمت تالیف دل ایشاں را مخلوط باید ساخت و مولف قلوب اشراف عرب بودند کہ حضرت رسالت پناہ نظر بر الفت دلہائے ایشاں بدین حق و ترغیب اسلام امثال ایشاں را از غنایم حنین قسمتے کامل داد چوں ابوسفیان و عتبہ بن حصن و اقرع بن حابس وغیرہ آں چوں سہم مولفت قلوب برائے ایں اغراض بودند کہ مذکور شد بعد از ظہور اسلام و غلبہ مسلمانان باجماع صحابہ ساقط شدہ است (صفحہ ۲۶۰ جلد اول) پھر لکھتا ہے آوردہ اند کہ جلاس و اصحاب او چوں نوفل و سماک و دیگر منافقاں کہ بظاہر ایمان آوردہ بودند نیز ایشاں از کینہ سید عالم خالی نبودند و در حالت آنحضرت سخنہائے کہ زباں را حد ادائے آں نیست نسبت میکردند کہ گفت خاموش باشند۔ اگر سمع آنحضرت راجع سمار ستور شوند (صفحہ ۲۶)۔

خوش کرتے اور توریت وانجیل کی تصدیق کیواسطے تاکہ وہ کسی طرح ہماری دین کے قایل ہوں مگر نہ ہوئے۔ خود مصنف قرآن نے اُنکے معجزات کی تردید بھی نہیں کی۔ تو پھر محمد صاحب اُنسے افضل کیسے ہوسکتے ہیں۔ محمد صاحب کو معجزہ والا ہی ثابت کرنیکی غرض سے مرزا صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہم اُنکا مطلب یعنی رموز عاشقاں عاشق بداند سمجھ گئے تھے وہ اپنی نبوت کیطرف لوگوں کو جھکانا اور صلی اللہ علیہ وسلم کہلانا چاہتے تھے آپکے پیر و مرشد مرزا صاحب مجدد قادیانی نے کتنے ہاتھ پاؤں مارے اور کتنے بیہودہ اشتہاروں پر بگاڑی مگر کیا کامیاب ہوئے ہرگز نہیں ذرہ بھی نہیں احادیث محمدیہ میں معجزات بھرے پڑے ہیں اور کتب اسلامیہ جو محمد صاحب کے مریدوں نے تصنیف کی ہیں ان میں لوگوں کو بہکانیکی غرض سے ہزاروں کراماتیں درج کردی ہیں اور صدہا جھوٹی حدیثیں سناکر آنحضرت کو تمام انبیاء اولین و آخرین سے افضل ٹھہرایا اور اسلام کا سکہ معجزات کی زمین پر جمایا اور شعراے اُنپر کئی طرح کا سنہری اور روپہری رنگ چڑھایا ہمکو تو اول سے ثابت ہے اور آپکے قوم سے بھی ہویدا ہوگیا کہ وہ بے معجزہ تھے کوئی کرامات کسی قسم کی اُن کے پاس نہیں تھی اور مرزا صاحب کی ساری کوشش آپنے مٹی میں ملادی مگر حکیم صاحب جب تک قرآن سے اور نبیوں کے معجزات کا چرچا نہ خارج کیا جاوے تب تک وہ سچی کلام نہیں ہوسکتی۔ اور نہ اسلام ہر قسم کی شعبدہ بازی سے پاک ہوسکتا ہے۔

۳۷۔ مولوی۔ (دوم) آپ عربی دانی کے بڑے مدعی ہیں قرآن کریم میں کہیں دکھلائیے۔ کہ حضرت نے شعبدہ بازی کا دعوےٰ کیا ہو۔ بلکہ صحیح احادیث کے اعلےٰ طبقہ کی کتابوں بخاری۔ مسلم۔ ترمذی میں اس لفظ معجزہ کا پتہ دیجئے۔

آریہ۔ ہم جس بات کے انکاری ہیں آپ اُسی کا ہم سے ثبوت مانگتے ہیں۔ یہ آپ کی منطقی لیاقت کا صاف ثبوت ہے ہم تو کہتے ہیں کہ قرآن میں محمد صاحب کا کوئی معجزہ یا کرامات نہیں ہے وہ بے معجزہ نبی تھے ہاں کتب احادیث محمدیہ میں اُنکی صدہا معجزے درج ہیں جو اُنکی وفات کے تین سو برس سے پانسو برس تک بنائے اور گھڑ کر گئے (مفصل دیکھو معجزات احمدیہ مصنفہ مولوی غلام نبی صاحب امرتسری۔ مواہب لدنیہ۔ تحفتہ الہند۔ معارج نبوت وغیرہ اور ہمارے بنائے ہوئے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ جلد اول دربارہ تردید معجزات) البتہ قرآن میں لفظ معجزہ نہیں ہے دیکھو سورہ ہود ۲۰۲ و ۲۰۴ سورہ سبا صفحہ ۲۸۷ و ۳۹۹ و سورۃ النحل صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ بمبئی۔ مگر معجزہ کے معنوں سے ان مقامات میں کوئی تعلق نہیں باقی رہے اور نبی اُنکی معجزے قرآن میں بہت کثرت سے مندرج ہیں۔ دیکھو عیسےٰ کے معجزے سورہ مائدہ اور آل عمران اور مریم ابراہیم اور موسیٰ کے معجزے۔

ہم اعرابی نہیں ہیں اور نہ بدو۔ پھر بڑے عربی دانی کے مدعی کس طرح ہوسکتے ہیں ہم تو صرف اپنے یقین اور ایمان سے دین محمدی کو باطل سمجھتے ہیں کیونکہ ہمنے جہانتک قرآن اور احادیث صحیحہ یعنی صحاح ستہ اور تواریخ اسلامیہ و تفاسیر قرآنیہ کو پڑھا ہے ہم دین اسلام کو حق نہیں جانتے اور نہ منجانب اللہ گردانتے ہیں اور جسکو ہم ایمانا سچ جانتے ہیں اُسکو اوروں پر ظاہر کرتے ہیں جبتک ایشور نے سلامت رکھا حق کے اظہار پر طیار اور بطالت سے دستبردار رہینگے۔

۳۸۔ مولوی (سوم) معجزہ کے معنی عربی میں دوسرے کو عاجز کردینے والا ہیں آپ لغت عرب میں تحقیق کرلیں اور بعد تحقیق کامل اور انصاف محمدی اور عیسوی معجزات کی تصدیق کے واسطے کچھ تو اسی تاریخ ہند سے کام لیں اور کچھ ہمارے آثار دیکھ لیں میں یقین کرتا ہوں کہ آپکو محمدی اور عیسوی معجزات یا محمدیوں اور عیسائیوں کے افعال معجزہ سے ہرگز انکار نہیں ہوگا اگر شک ہو تو حسب ہدایت وید مقدس دُشٹ قوموں کو نکالنے کے واسطے ذرا شاستر اٹھا کر امتحان کرلیجئے خوب واضح ہوجاویگا کہ ان دونوں اہل کتاب قوموں نے بت پرست حریفوں کو عاجز کردینے میں کیا کیا معجزات اور کارہائے نمایاں دکھائے ہیں اور اب بھی اُنکے مستعد ہاتھ ویسے ہی معجزات دکھانے کو تیار ہے۔

آریہ۔ یہاں آپ نے جنگ و جدل اسلامیہ و جہاد و قتال عیسوی کو معجزہ مانکر ہمارے انکار کو مقابلہ میں پیش کیا۔ اور صلیبیں آخر انجیل سابقہ کے موجب ہمارے اعتراضوں سے لاجواب ہوکر لڑائی پر اتر پڑے مگر یہ آپکی ناواقفی اور علم یا حافظہ کی کمی یا غلطی ہے۔ ہم نے اس چالاک اور ہوشیارانہ معجزے سے کبھی انکار نہیں کیا چنانچہ ہم نسخہ خبط احمدیہ میں عرض کرچکے ہیں کہ ہاں صمصام احمدی کو تو ہم بھی قائل ہیں اور جہادی معجزہ سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا معجزہ تو مگر کیا یہی معجزہ رنجیت سنگھ والی پنجاب اور بہادر مظفر جنگ سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے پاس نہیں تھا؟ کیا یہی معجزہ گورکھیوں اور سکھوں۔ پوربیوں اور مرہٹوں کے پاس نہیں؟ آپنے شاید سنا نہیں۔ تیغ ہندی کی دھوم شام در روم تک پڑی ہوئی تھی اسفندیار اور رستم کے پاس بھی یہی معجزہ تھا اور رانا پرتاب کی پاس بھی یہی معجزہ تھا جسنے اکبر جیسے شہنشاہ کا ناک میں دم کردیا اور اسی معجزہ نے اورنگ زیب کی آخری زیست خراب کی سکندر رومی کے پاس کبھی سوائے اس جبر رومی کے اور کوئی معجزہ نہ تھا ہلاکو خاں اور چنگیز خاں بھی اس معجزہ سے لاکھوں مسلمانوں کو تاتار سے روم تک ہلاک کر گئے اور کوئی سامنے نہ ٹھہر سکا بلکہ لاکھ لاکھ آدمی کو ایک ایک دن میں قتل کرکے اُن مومنوں کے سروں کے مینار بنا گئے۔ یہی معجزہ یزید کے پاس تھا جس سے وہ حسنین پر غالب آیا ہم افسوس کرتے ہیں کہ آپنے کس عقل کی رو سے اس خونخواری و مردم آزاری و قتل جاہلی فعل کو معجزہ گردانا ہے باقی رہا یہ کہ عیسائیوں کے افعال معجزہ ہیں یا محمدیوں کے ہرگز نہیں۔ آپنے یہاں تو خوشامد پسندی کے لحاظ سے عیسائیوں کو اہل کتاب مان لیا مگر ہم آپکی تصدیق براہین الاحمدیہ کے اور مقامات بتلاتے ہیں آپ گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں حق سے کتنی مخالفت کر رہے ہیں

یہود کی بت پرستی۔ "یہود کا بچھڑے کی پوجا کرنا موسیٰ کے سامنے کا واقعہ ہے اور بعد کی بت پرستی قاضیوں کی کتاب سے جو کتب مقدسہ میں کی ایک کتاب ہے پڑھ لیجئے" (تصدیق صفحہ ۳۹ سطر ۹ و ۱۰)۔ عیسائیوں کی بت پرستی "عیسائیوں کی بت پرستی ظاہر ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام جیسے خاکسار ایک بندے کو خدا یقین کرتے ہیں اگر بیٹا ہیں تو اول مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا اور خود خدا ہاں ذاتاً خدا سے متحد بتاتے ہیں دوم اسکی انسانیت کے ساتھ اسکی استعانت اور نجات طلب کرتے ہیں کفارات معاصی پر حصر کیسا ان قوموں کا خیال ہے وہ ناگفتہ بہ ہے اور اس مسئلہ سے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ عیاں" (تصدیق صفحہ ۳۹ سطر ۱۱-۱۲) میرے مخاطب آریہ تسلیم کریں گے کہ یہ طرز عیسائیت کا لے ریب شرک ہے" (صفحہ ۳۹)۔

عیسائی تو ایسی حالت میں جا پڑے کہ اپنی ساری لعنتوں ملامتوں کے بدلہ میں حضرت سیدنا مسیح کو معاذاللہ ملعون بنا ڈالا (دیکھو نامہ گلیان ۳/۱۳ و تصدیق صفحہ ۳۱) اور ایسا ہی ذکر آپنے صفحہ ۳۱۴ پر کیا ہے۔

مسلمانوں کی بت پرستی۔ سنگ اسود۔ کعبہ۔ مدینہ۔ چاہ زمزم۔ کربلا۔ خاک نجف۔ اور تمام خانقاہیں۔ چاہ کعبہ۔ مقبرے مبارک۔ قدم مبارک۔ قدم ابراہیم و آدم تابوت سکینہ تعزیہ اور گھوڑا پرستی یہ سارے کے سارے صریح شرک اور کفر ہیں جمیں کروڑوں مسلمان سرتاپا غرق ہیں۔ پس ان تینوں اہل کتاب بت پرستوں کو واعظین نے یہاں لوگوں پر کوئی تاثیر نہ کی اور کبھی تثلیث یا صلیب پرست اور سنگ اسود یا کعبہ پرست تاکہ ہم ور ملیچھ کے پوجنے والوں پر غالب نہ آسکے اور نہ دلایل سے سیدھی سادی بت پرستی کو یہ اندھی بت پرستی دور کرسکتی تھی۔ صاحب گلشن کہتے ہیں۔

مسلماں گر بدانستے کہ بت چیست
بدانستے کہ دیں در بت پرستی است
اگر مسلم زبت آگاہ بودے
چرا دردیں خود گمراہ بودے

آریہ سماج کے وجود سے عیسائی اور محمدی دونوں اوسان باختہ ہو رہے ہیں اور اپنی

ساختہ و پرداختہ کی قلعی کھلتی دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں فی نا آپ ہی خدا کیواسطے مرانہ کر کے ایسے دل سے ہماری صداقت یا بطالت کی گواہی دیجئے گا۔ اسلام قبل کروڑ سہ کروڑوں آدمی سہانے دریا پرست کے گوبر پرست ہوگئے اور بجائے سالک رام کی پوجا کے سنگ اسود (جسکے دوسرے معنے سالگرام ہیں یا سالگرام کا ہم شکل ہے) کے پوجاری بنگئے ہیں اسلام نے ایک خندق سے نکالا اور دوسرے گڑھے میں ڈال دیا۔ کسی قوم سے سوائے لونڈی۔ غلام بنانے کے کوئی اچھا سلوک نہ کیا۔

۳۸۔ ۴۳۔ مولوی (چہارم) اب اثبات معجزہ لیجئے۔ یہاں ہم معجزے کے معنی خرق عادت بھی مان لیتے ہیں آپکو تواریخ عرب سے عیاں ہوگا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یتیم رہگئے۔ جس ملک میں آپنے وعظ شروع کی وہاں کی بت پرستی ایک خطرناک تھی اور وہاں حقہ لوگ تھے قریباً کل اُنہیں گرد با رکھا اور سخت کندہ ناتراش ہندی جاہل تھے عرب کے حدود اطراف کا حال دنیا جانتی ہے آریہ اور پارسی عیسائی اور یہودی سب شرک میں غرق تھے ایسے وقت حضرت نے توحید کی وعظ شروع کی۔ بے شک علمی طور پر توحید الوہیت کا وعظ کتب مقدس میں موجود ہوگا۔ الا عملی حالت بالکل مفقود تھی۔ عملاً تو اعتقاد توحید پر ظلمت کا ابر چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے لوتھر کے زمانہ میں کچھ ترقی مذہب میں کی مگر شرک سے پاک نہ ہوئے حضرت خاتم الانبیاء نے ایسے وقت توحید الوہیت کی طرف بلایا تمام بت پرستی کی عادی قومیں مخالفت پر کھڑی ہوگئیں اور سخت سخت ایذائیں دینی شروع کر دیں جسقدر موحد جناب رسالتمآب کے ساتھ ہوئے ان سب کو ملک چھوڑ چھاڑ ہجرت کرنی پڑی اور حبش کو چلے گئے آخر نوبت بایں جا رسید کہ خود حضور مکہ چھوڑ مدینے چلے گئے بت پرستوں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور استیصال کے درپے ہوگئے تب قرآن کریم میں حکم ہوا کہ جب مشرکوں نے اسلام کا استیصال چاہا تو اہل اسلام کو بھی اپنے تحفظ پر کمر باندھنی چاہئے آخر کو نصرت شامل اہل اسلام ہوئی کہ صنا اسلام ہی غالب ہے۔ حضور ہی کو معجزہ تھی کہ تمام عرب مقابلہ میں عاجز ہوگئے۔ کیا یہ معجزہ نہیں؟

آریہ۔ اگرچہ حضرت کا باپ شروع میں فوت ہوگیا تھا مگر آپکے دادا عبدالمطلب زندہ تھے وہ پالتے رہے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ دادا کو پوتے سے کس قدر محبت ہوتی ہے۔ علاوہ برآں اُن کی والدہ بھی زندہ تھی۔ جب حضرت کی عمر ۹ سال کی ہوئی تب اُنکے دادا فوت ہوئے مگر فوت ہونے سے پہلے بڑے بیٹے ابوطالب کو وصیت کر گئے کہ آپکی اچھی طرح پرورش کرنا۔ ایک مورخ لکھتا ہے "ابوطالب نے اپنے بھتیجے کو چھاتی سے لگایا اور عمر بھر اُسکے ساتھ پدرانہ سلوک کرتا رہا" دوسرا مورخ لکھتا ہے "ابوطالب آدمیت کرد با آنحضرت را در کنار خود پرورید" جب محمد صاحب نے بعمر ۴۰ سال بصلاح خدیجہ وغیرہ رازداروں کے پیغمبری کا دعوی کیا۔ تب بھی اُنکے چچا ابوطالب زندہ تھے اُسی نے شادی کرائی بیٹے ہوئے بیٹیاں ہوئیں انہیں ایام میں جب محمد صاحب بتوں کو بُرے الفاظ سے یاد کرتے تھے تب عام لوگ دشمنی کرنے لگے مگر ابوطالب ہمیشہ بچاتا رہا بقول ایک لائق مورخ کے "مگر ابوطالب ہموارہ پیغمبر را از بد اندیشاں در امان داشتے" ایک اور دفعہ بھی قریش کے کئی آدمی شکایت لائے کہ یہ ہمارے مذہب و بزرگوں کو بُرا کہتا اور گالی وغیرہ دیتا ہے۔ یا اسے آپ منع کریں یا چھوڑ دیویں کہ ہم اسکو سزا دیں اور اسے قتل کریں "ابوطالب با پیغمبر گفت کہ اے برادر زادہ ایں چہ کار کردہ۔ پیغمبر دانست کہ ایں عم بیزار شد فرمود اگر آفتاب را در یک دست من و ماہ را در دست دیگر من نہند و گویند کہ دست ازیں کار بدار نخواہم۔ و بدیدہ اشک بگردانید و از برادر برخاست۔ ابوطالب آوازش داد و بخواندش و گفت بگو ہر چہ خواہی ہرگز ترا بدشمناں نسپارم" (صفحہ ۷ بدء الاسلام) جب حضرت کو پیغمبری کا دعوے کرتے ہوئے دس سال اور عمر آنحضرت کی ۵۰ سال کی ہوئی اس وقت ابوطالب نے وفات پائی ابوطالب کے مرتے ہی مخالفوں نے پھر زندگی الجھن سے حضرت کے تمام اوسان باختہ ہوگئے چنانچہ لکھا ہے "پس در شوال سال دہم نبوی ابوطالب بپیام مرگ رسید و پس ازاں خدیجہ ہم وفات کرد۔ پس گزند بر پیغمبر خدا از دو پیاپے رسید گزند و ہمسائیگاں بآزارش میان بستند" (صفحہ ۱۱) اسی سراسیمگی حالت میں ابوطالب مرنے بعد ایکسال بھی مکہ میں نہ ٹھہر سکے۔ آپنی ہمت کہاں سے پائے مے العود مدینہ کی طرف بھاگ گئے۔ افسوس کہ آپ اُسیم کہتے ہیں اور بھی معجزہ کے طور پر۔

باقی رہی بت پرستی وہ عرب کی ایسی ہی خطرناک تھی جیسے عموماً وحشی ممالک کی ہوتی ہے جس طرح اب افغانستان و بلوچستان و عرب و روم و تاتار و مصر کے مسلمان گندہ ناتراش ہوتے ہیں ابوالفضل نے ایسے ہی لوگوں کو افاغنہ ملاغنہ بہائم سیرت وحوش خصلت تحریر دیا ہے ویسے ہی اُسوقت وہاں کے بت پرست تھے۔ کیا یہود و عیسائی مذاہب بھی اگر یہ سچ ہے تو خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی تہذیب پھیلائی اور کہاں پھیلائی؟ ذرا افغانستان و بلوچستان میں جا کر دیکھ لیجئے۔ افغانستان کا بھی سفر کر کے مقابلہ کیجئے ہندوستان کے مسلمانوں کو بھی وہ کافر کہتے ہیں۔ پاخانہ پھر کر وضو نہیں کرتے ویسے ہی غلیظ رہتے ہیں اغلام وغیرہ کا اس قدر زور ہے کہ بڑے بڑے علما اس بلا میں مبتلا ہیں تا دیگراں چہ رسد۔ اسلام نے کونسا شرک مٹایا اور کونسا ہدایت کیواسطے شاہراہ بنایا۔ محمد نے اپنی تعریف کی ایک حدیث بنائی۔ لولاک لما خلقت الافلاک وما ارسلناک الا رحمت العلمین۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کیا یہ شرک نہیں کعبہ کو سجدہ کرنا یا سنگ اسود کو خدا کا ہاتھ ماننا شرک نہیں؟ بالضرور ہے پس اسلام شرک سے پاک نہیں آریہ اور پارسی تو شرک سے پاک ہیں۔ ناداں دشمنوں نے انہیں خواہ مخواہ آتش پرست مشہور کیا۔ ورنہ انکی ژند اوستا میں آتش پرستی کا مطلق ذکر نہیں۔ البتہ محمدی۔ عیسائی۔ یہودی اس مرض میں مبتلا ہیں اور انصاف یہ ہے کہ ان کے ہاں شرک کا قلزم بہ رہا ہے اس سے ہم کو بھی انکار نہیں کہ لفظی توحید یا قولی توحید قرآن میں موجود ہے اور یہی حال یہود اور نصارا کا ہے مگر علمی اور عملی توحید کا سوائے وید مقدس کے کہیں بھی نشان نہیں ملتا جس طرح بانی اسلام نے اُنکو ایذا رسانی کلمہ اور گالیاں سنائیں انہوں نے بھی اُسکی تلافی کی مثل مشہور ہے غریب کی گالیاں زبردست کی مار پیٹ جب دلائل اور زور سے مقابلہ لات و منات پرستی کر کعبہ پرستی کو آپ حضور صاحب ثابت نہ کر سکے۔ تو اوسان باختہ ہو کر کچھ حبشہ کی طرف اور کچھ مدینہ کی طرف بھاگے اور موقعہ تلاش کرتے رہے جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہوگئی تب تلوار اُٹھائی کہ دلیل سے تو مسلمان نہیں کر سکتا ہوں اب تلوار سے مسلمان کروں اور فوجی جمعیت کے واسطے کافروں کے مال و اسباب کو لوٹوں۔ یہ ساری باتیں دنیا کی محبت۔ راج کے لالچ۔ امیری کی خواہش۔ پیری و مریدی کی تمنا کے متعلق ہیں۔ حق پرستی یا دین حق سے انکا کوئی واسطہ نہیں۔ آنحضرت نے فتح نہیں پائی۔ بلکہ مدینہ کے لوگوں کے جہادی کارروائی نے۔ کیونکہ وہ مکہ والوں کے مخالف تھے مقابلہ میں کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا ایک قدرتی امر ہے اور اسکا اثر طبقہ اول کے مسلمانوں پر ہوتا رہا چنانچہ جب اسلام فتحیاب ہو جاتا تھا تو لوگ مسلمان ہو جاتے تھے اور بحالت شکست وہی لوگ پھر اسلام سے نجات پاتے تھے چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے سورۃ آل عمران کیف یہدی اللہ قوماً کفروا بعد ایمانہم ایشاں دوازدہ تن بودند کہ از مسلمانی رو برتافتہ بدر آمدہ بمکہ پیوستہ چوں حارث بن سوید طعمہ بن ابیرق و قیس بن حبابہ و امثال آں (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۷۷)۔ عرب کے لوگ جس طرح مسلمان ہوئے ہیں بڑی واضح شہادت سے رسالہ جہاد میں ذکر لکھدیا ہے۔ (دیکھو باب اول ذکر عرب) پس یہ کوئی معجزہ نہیں کیونکہ چنگیز خاں و ہلاکو خاں و تیمور جیسا بدمذہب بھی اس سے بڑھکر کامیاب ہو چکے ہیں مگر یہ کامیابی فساد و جہاد کی ہے

نہ کہ توحید اور صداقت کی ہم ایسا نا کہتے ہیں کہ خلیفہ عمر وغیرہ سپہ سالاران دین محمدی اگر فوج کشی نہ کرتے اور عرب کے بدوں کو لوٹ کھسوٹ کا لالچ نہ دیتے اور محمدی بادشاہان ملک کو تباہ نہ کرتے تو دیگر ممالک درکنار خود اہل مکہ و مدینہ بھی دین محمدی قبول نہ کرتے اور نہ اُس کے قایل ہوتے اُسوقت جو کچھ نبوت تھی اور جسے پیغمبری کہتے تھے اور جسکا نام فتح نصرت یا اشاعت دین تھا یہ سارے کے سارے لفظ ایک چیز کا نام تھا جسے ہماری زبان میں تلوار یا شمشیر کہتے ہیں۔ خود محمد صاحب نے بھی اقبال کیا ہے انا نبی بالسیف کہ میں نبی ہوں تلوار سے پس نبی ہیں جو نبوت ہوتی تھی اسکا نام تلوار تھا اور عمل کے علاوہ محمد صاحب تو بالضرور تلوار کے ہی نبی تھے۔ اپنی تلوار کا نام ہی آپ نے نصرت رکھا ہے ہمیں نام سے جھگڑا نہیں کام سے مطلب ہے اور اُس میں آپکا ہمارے سے اتفاق ہے پس آپ نے بھی دوسرے لفظوں میں مان لیا۔ کہ حضرت یا حضور نے جو کچھ کامیابی کی وہ تلوار کی مہربانی تھی۔ ہم حضرت کو نبی یا رسول الٰہی تو نہیں مانتے۔ مگر پولیٹکل مین یا فوجی جرنیل یا کرنل ماننے سے ہم کو کوئی عذر نہیں۔

۳۸۔ **مولوی**۔ آپ اچھی طرح اندازہ کرسکتے ہیں کہ ان دنوں میں اس آریہ ورت کی کیا حالت تھی اور اب تک ہے مگر آئندہ امید ہے کہ جیسا اسلام کی فیض و برکت سے کسی قدر بت پرستی کی گھنونی عادت کو چھوڑا ہے۔ کامل موحد دیندار بھی ہو جاوینگے۔

آریہ۔ آریہ ورت کی حالت اُس وقت بھی وہی تھی جو سوامی جی کے آغاز بید الیق یعنی سمت ۱۹۲۶ و سمت ۱۹۳۰ میں تھی۔ اگرچہ سب ایک پرمیشور کو مانتے تھے مگر بت پرستی اور دیوتا پرستی کے سبب گھر گھر کا خدا جدا تھا جس طرح ایک گور پرست دوسرے مردہ پرست کو بُرا نہیں کہتا۔ اسی طرح عام ہندوؤں کا حال تھا۔ دین محمدی کے سبب یہاں کوئی اصلاح نہیں ہوئی۔ ہاں لاکھوں آدمی بے گناہ شہید کئے گئے اور لاکھوں عورتیں لونڈی اور لاکھوں مرد غلام بنائے گئے ان کے علاوہ جو کمزور اور بزدل تھے انھوں نے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کیا۔ مگر چونکہ جبراً دین محمدی میں آئے تھے [illegible] سے نہیں بنابراں اُنہوں سے دیوتا پرستی تو بدستور رہنے دی ساتھ ہی پیر پرستی و گور پرستی اور بڑھا دی اور کعبہ پرستی مزید براں۔ جس طرح ظلم سے پہلے رام رام کا جاپ کرتے تھے اُسی طرح ظلم کے زمانہ میں اور اس کے بعد یا محمد اور یا علی کا ورد ہونے لگا۔ آپ ہی خدا کے واسطے بتلائیے کہ اسلام نے کونسی اصلاح کی اور کہاں تک تہذیب پھیلائی اور جتنے ظلم و ستم سے ہندوستان کا یہ حال ہوا وہ کسی تاریخ داں سے پنہاں نہیں۔ اور اس کا گناہ نامہ اعمال سلاطین اسلام میں تا ابد رہیگا۔ اور انہیں واصل جہنم کریگا۔ ہاں جب سے رہنمائے عالم و عالمیان ہادی جہاں شری سوامی دیانند جی مہاراج نے آفتاب کی طرح صداقت کا جلوہ دکھایا اور رہنمائی کا بیڑا اٹھایا تب سے لوگ کعبہ پرستی وگور پرستی۔ صلیب پرستی اور تثلیث پرستی۔ بت پرستی۔ خود پرستی کی گھنونی تعلیم سے متنفر ہو کر توحید وید کی طرف متوجہ ہونے لگے ہیں اس آفتاب کی صداقت کی شعائیں چاروں طرف پھیل رہی ہیں اور پھیلتی جاتی ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ست دھرم کی طرف آتے جاتے ہیں جس سے یقین کامل ہے کہ ایک وقت یہ پاک ویدک مسائل کی منادی کرنے والے آریہ اُپدیشک سب دنیا کو کامل موحد اور دیندار بنادیں گے۔ اسلام کے فیض و برکت سے بت پرستی نہیں چھوٹ سکتی ہے بلکہ اس بت پرستی کے ساتھ یا اسکے قایم مقام گور پرستی پیر پرستی۔ مردہ پرستی اور مکان پرستی شامل کر لینے تپ کے ساتھ کھانسی اور خون ملا کر اور اتپ دق کر دیتا ہے جس سے مریض کی صحت سراپا ہی محال ہے ممکن ہے کہ کسی بت پرست یا صلیب پرست کو موحد بنا لیں لیکن نہایت مشکل ہے کہ گور پرستوں اور مکان پرستوں کو ہم شرک و کفر سے ہٹا سکیں کیونکہ تپ دق کا کوئی علاج نہیں

۴۱۔ **مولوی**۔ مسیح علیہ السلام کو بڑی کامیابی ہوئی مگر کیا اُن کی اپنی قوم اُس بادشاہت میں داخل ہوئی جس میں داخل کرنے کے لئے حضرت مسیح کو بادشاہ بنایا گیا تھا اور جسکے حصول کی امید میں اُس کے سر پر پاک تیل ڈالا گیا تھا کیا وہ قوم جو ہدایت کے لئے مقصود بالذات اور مسیح کی اپنی قوم تھی۔ اس نجات سے نجات یاب ہوئی کیا مسیح اُن کے لئے قربانی ہوا کیا کھوئی ہوئی بھیڑیں اس کے ہاتھ آئیں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس بیت المقدس میں جہاں کبوتر فروشی سے مسیح نے منع کیا تھا۔ سور کی قربانی ہوئی۔

آریہ۔ میاں آپکا بالکل صحیح ہے کہ مسیح کی زندگی میں عیسائی دین کی ترقی نہیں ہوئی۔ اور یعنی حین حیات مسیح کامیاب نہیں ہوا۔ مگر بعد وفات اُنکے حواریوں نے اتنا کام کیا کہ محمدی دین کے کبھی نصیب نہ ہوگا۔ کیونکہ بردباری۔ حلم۔ رحم میں عیسائی دین اس سے بدرجہا بہتر ہے ہم چونکہ آریہ ہیں اور دونوں مذہبوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں تو بھی ہم دونوں مذہبوں پر غور کرنے سے انصافاً کہتے انصافاً کہتے ہیں کہ قرآن اخلاقی باتوں میں انجیل کی برابری نہیں کرسکتا اور نہ محمد صاحب حضرت مسیح کے مقابل ہو سکتے ہیں اُنکی انسانی غلطیوں سے قطع نظر صاف کہتے ہیں کہ مسیح بنی انسان کا خیر خواہ تھا اور محمد بدخواہ۔ مسیح نے زخموں پر مرہم لگائی اور محمد صاحب نے بیماروں کے گلے پر چھری چلائی۔ مگر افسوس کہ مسیح کا دل ویدک توحید سے منور نہ تھا ورنہ نور علی نور کہتا اور عیسائی دین میں تثلیث کی ظلمت نہ رہتی۔

۴۲۔ **مولوی**۔ کیا بدھ کا بانی اس کامیابی پر خوش ہوگا کہ آریہ ورت میں اُس نے اپنا کچھ ثبوت اور قیام مذہب نہ دیکھا۔ ویدوں اور پورانوں کے حامی برابر آریہ ورت میں موجود رہے۔ علاوہ ازیں اُس نے الہام کا دعوے ہی کب کیا؟

آریہ۔ بدھ مذہب کے بانی شاکیہ منی۔ گوتم کی تعلیم نے جو اخلاق اور اعمال کے متعلق ہی ایک کام کیا دنیا قائل ہے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہے آپکے مسیح اور عیسائی خدا کے اکلوتے اور لوٹھے بیٹے مسیح کی بابت اب علما نے فیصلہ کردیا ہے کہ وہ گوتم کے شاگرد تھے۔ بلکہ اُس کے مذہب کے پیرو۔ اور یہی سبب تھا کہ وہ ہمہ اوست یا میں خدا ہوں یا ابن اللہ کی تعلیم اور جتی رہنے کی ہدایت دیتے تھے۔ انجیل کی ساری عمدہ تعلیم بدھ کے شاگردوں کے لیکچروں کی نقل ہے اور وہ ساری بودھ پٹاکے میں موجود ہے مفصل دیکھو رومیش چندر دت کی ہسٹری آف سولیزیشن ان انشنٹ انڈیا۔

۴۲۔ **مولوی**۔ کیا یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ ویدوں کے حامی تو ہمارے دیکھتے دیکھتے ویدکی حمایت کا بیڑا اٹھایا مگر اپنی مقدس اور پیاری کتاب کا ترجمہ بھی پورا پورا قوم کے سامنے نہ رکھ سکا۔ بلکہ اور قوم کی نجات تو خواب و خیال ہے جس کتاب پر نجات کا مدار سمجھا تھا وہ کتاب ہی ملک کو کم دکھلا سکا حسب دعوی یہ صاحبان ویدوں کو اس موجودہ دنیا میں آئے ہوئے دو ارب کے قریب زمانہ گزرتا ہے پھر اس کتاب کی نسبت نصرت الہی کا یہ حال ہے۔ کہ آریہ ورت میں ہی یہ کتابیں پورا رواج نہیں پائیں اور اور بلاد کی نسبت دعوے بادلیل پر چشم دید حالت سے ہم اُنکی خیالی اشاعت کو کوئی کیونکر مانے اور کیونکر یقین کرے کہ وید ہی کے بدولت تمام دنیا نے سچے علوم سیکھے۔ اور توحید ذاتی اور توحید صفاتی اور توحید الوہیت کا پتہ وید ہی سے لگا۔ ہم تو اب بھی آریہ ورت میں جین مت والوں کو اُنکا سخت مخالف پاتے ہیں

آریہ۔ بیشک یہ نصرت دیانند جی کو حاصل ہوئی۔ خام عمارت بنانا اور اُس پر چونا لگانا تو آسان ہے اور جلد بن سکتا ہے مگر دیوار چین یا مصر کے مینار بنانا آسان کام نہیں ہے۔ محمد صاحب نے لڑائی بھڑائی سے دین پھیلایا اس واسطے جان کے لالے پڑ جانے سے لوگ طوعاً و کرہاً گرویدہ ہوگئے اور اسی واسطے بہت جلد فساد پھوٹ

اور تفریق ہوگئی۔ خود حضرت کے یار اور نواسہ امت کے ہاتھ سے مارے گئے زہے دین اور خہے آئین تلوار سے بڑھا اور تلوار سے گھٹا۔ علم کے آگے ایک سکنڈ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ جاہلوں کو تلوار سے سنوارنا آسان ہے مگر تعلیم کسے مشکل۔ آدمیوں کا گلا کاٹکر دور کرنا آسان ہے مگر مرہم لگا کر راضی کرنا دشوار ہے اور دیرپا ہے۔ محمد صاحب نے گلا کاٹا اور سوامی جی نے مرہم لگائی دونوں میں فرق ہے اس واسطے محمد صاحب کی کامیابی خام دیوار پر جو پا کرنا ہے اور پنڈت جی کی مصر کے مینار سے بھی اور چین کی دیوار سے بھی زیادہ مضبوط غور سے سنیئے ملک پر اودیا کے بادل چھائے ہوئے تھے تثلیث اور کعبہ پرستی نے لوگوں کو گمراہ کردیا تھا۔ بت پرستی نے دلوں کو پتھر بنادیا تھا۔ ویدانتیوں نے خود خدا بنا کر علم عقل محبت۔ اخلاق سے فارغ کر گناہ کا نام مٹا دیا تھا وام مارگ نے تمام افعال قبیحہ کا کرم کرا دیا تھا۔ نہ باپ مددگار نہ ماں نہ چچا نہ تاؤ نہ جورو سارا آریہ ورت دشمن اور حق سے مخالف دیش مخالف قوم مخالف۔ غرضیکہ سب مخالف چاروں طرف باد مخالف چل رہی تھی اس صورت میں کامیابی کتنی مشکل تھی اب سنیئے اور سوچیئے کہ انہوں نے کیا کیا۔ پہلے سنسکرت کی تعلیم حاصل کی طبیعت کو ایشور پریم میں جگت سدھار کا خیال آیا جھٹ آرام چھوڑ جگت سدھار کا بیڑا اٹھایا۔ قوم نے پتھر مارے۔ تلواریں لیکر گلا کاٹنے آئے گالیاں دی۔ جان کے دشمن ہوگئے۔ زہر دی۔ مگر اس مرد میدان رضا نے ہمت نہ ہاری اور نہ ہجرت کی اور نہ حق کو چھوڑ چل بسے جاتے کیوں انکا تو ایشور پر بھروسہ تھا نارائن پر تکیہ تھا مستعار زندگی کو ایسے پراوپکار میں خرچ نہ کرتے تو کیا کرتے سب تکلیف کو برداشت کیا اور ہر طرح مشکلات پر سینہ سپر کرکے حق کا ثبوت دیا سب سے جو مشکل کام تھا اسکو اول کیا اور وہ کیا تھا ویدوں کا بھاشیہ آپ کہتے ہیں کہ پورا ترجمہ بھی قوم کے سامنے نہ رکھ سکا یہ بالکل غلط ہے انہوں نے ایک وید جس کی بابت سب سے زیادہ اعتراض اہل شک اٹھاتے تھے اسکا اول ترجمہ کیا اور پورا کردیا۔ مگر چاروں ویدوں کے ترجمہ کے برابر بلکہ زیادہ جو کام کیا وہ وید بھاشیہ بھومکا کا لکھنا تھا جس کے معنے ویدوں کا دیباچہ ہے اس میں انہوں نے نہایت وسعت سے تمام اعتراض باطلہ و توہمات عاطلہ کا جواب دیدیا۔ اب ترجمہ اتنا مشکل نہیں اور یہی سبب ہے کہ اب ایک معمولی پنڈت بھی سوامی جی کی کتابوں کو دیکھ مشکل سے مشکل وید منتر کا ترجمہ کرسکتا ہے۔ آریہ نہایت فارغ دلی سے کام کررہے ہیں۔ تمام آریہ قوم کے سامنے انہوں نے بھومکا کے رکھنے کے بعد ایک پر زور صداقت کا ثبوت دیا اور ستیارتھ پرکاش کی تصنیف کے بعد غیر مذاہب کو طشت از بام کردیا ستیارتھ پرکاش کیا ہے گویا آریہ میگزین ہے جسکا کہ ایک ایک گولہ مذاہب باطلہ کے قلعوں کے بیسیوں برجوں کے اڑا دینے کے لئے کافی ہے۔ آریہ سماج نہایت زور و شور سے وید کا اپدیش کررہی ہے اور جو کامیابی کہ آریہ سماج کو ہوئی ہے نہ محمدی نہ بودھ نہ پارسی نہ عیسائی غرضیکہ کسی کو آجتک نصیب نہیں ہوئی۔ باقی آپ کی تحریر کا جواب ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں دیدیا ہے۔

۴۲۔ **مولوی**۔ یہ نصرت کسی ہادی۔ مذہب کو اپنے سامنے اپنی زندگی میں ہوئی ہے تو اس کی نظیر دو۔ اس بےنظیر کامیابی میں بھی اعجاز ظاہر ہے اور عدم نظیر میں اس کامیابی کی خرق عادت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔

۴۳۔ پھر اگر اس کامیابی کے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی اگر نظیر دکھانے سے عجز ہے اور واقعی عجز ہے تو آپ کے وہ افعال جو کامیابی کے باعث ہوئے بے ریب خرق عادت اور معجزہ ہیں کون گذرا ہے جسنے ملہم الٰہی ہونے کا جھوٹا دعوے کیا ہو اور ایک کتاب کو خدا کی بنائی ہوئی کتاب بتاتا ہو پھر اپنی قوم اور اپنے ملک پر حاصل کر ان عظیم الشان موجودہ سلطنتوں پر جو اپنی جگہ بے نظیر ہیں مثلاً ہمارے ہادی کے وقت ایران سلطنت جو ایشیا کی سیطرا اور قریباً کل ایشیا پر حاوی اور دوسری روم کی سلطنت جو قریباً کل یورپ اور آبادا فریقہ پر متسلط تھیں فتحیاب ہوا ہو۔ اور کامیابی جو راستبازی کا معیار بھی حاصل کرچکا ہو۔

آریہ۔ اس بڑھکر کامیابی زردشت صاحب کو ہوئی۔ ایران سے مغرب اور شمال سے یونان تک اور مشرق میں ہندوستان اور چین اور جاپان تک اسکا مذہب چلا انہی کے وقت میں پھیلا ہوا تھا اور نوشیرواں جیسے نیک لوگ اسی کے وقت میں سے تھے۔ جسکی بابت محمد صاحب کو بھی فخر ہے۔

دوسری کامیابی بودھ کو ہوئی۔ جسکی نظیر زردشت کے سوا دنیا میں کوئی نہیں محمدی فتح تو کسی طرح بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ دیکھو افریقہ۔ ایشیا۔ یورپ اور امریکہ میں بھی اس کے نشانات ملتے ہیں جس طرح اسلام سپین اور پرتگال سے نکالا گیا اسی طرح زردشت اور بدھ کا مذہب ہندوستان اور ایران میں نہیں رہا مگر یہ دلیل ان کی بطالت کی نہیں ہے۔

تیسری کامیابی شنکر سوامی کو ہوئی۔ سارے آریہ ورت سے بدھ مذہب کا خاتمہ کردیا۔ جن کی وجہ سے اب تک اس کے نام کا ڈنکا بج رہا ہے۔ تقریباً ۱۵ کروڑ آدمی اب تک بھی اس کے مت کو مانتے ہیں۔

چوتھی کامیابی چنگیز خاں۔ ہلاکو خاں کو ہوئی۔ پانچویں سکندر اور ارسطو کو پہلے تاریخ کو مطالعہ میں لائیے۔ پردۂ غفلت آنکھوں سے اٹھائیے اور تاریخ ایران و یونان و ہند کو مطالعہ میں لاکر خدا کے واسطے انصاف کیجیئگا۔ کہ محمد صاحب سے وہ کسقدر زیادہ معجزہ والے گزرے ہیں بشرطیکہ تلوار چلانا معجزہ ہو ایرانیوں اور رومیوں کی سلطنت اس وقت بھی زور پر تھی اسی طرح دارا اور ہندوؤں کی سلطنت بھی سکندر کے وقت عظیم تھی اور روس اور مصر کی حالت بھی عمدہ تھی۔

مولوی صاحب ! ایسے بیہودہ فخریہ دعاوی اس وقت موزون تھے جبکہ فارسی یا عربی کا علم صرف مسلمانوں میں محدود تھا یا تلوار کے زور سے دین چلایا جاتا تھا اور جہاں اب بھی چلایا جاتا ہے وہاں موزون ہے اس روشنی اور علم کے راج میں ایسا فضول دعوے عقلا سے بعید ہے آجکل تو محمدی نبی بھی ایسے ہیں کہ اگر گورنمنٹ کسی پولیٹکل اشارہ سے ان کے گھر کی تلاشی کرنی چاہے تو خدا کا خوف چھوڑ کر کاغذ پہلے جلادیں خواہ اس پر خدا کا نام اور قرآن کی آیتیں یا الہامی مضمون ہی کیوں نہ ہو اور بڑھکر یہ کیا دوں اپنے پیر و مرشد سے پوچھ لیجئے وہ الہام کی فال ڈالکر بتلادینگے کہ کون ہے۔ پس یہ کوئی بھی نظیر کامیابی کی نہیں ہے اور اب تو خدا کے فضل اور ایشور کی کرپا سے لوگ دین اسلام سے تائب ہوکر ویددھرم پر آرہے ہیں خدا کرے کہ جھوٹ کا جلد ناش ہو اگرچہ بودھ مذہب آریہ ورت سے نکل گیا مگر اس وقت بھی دنیا میں اسکا نظیر بالکل نہیں ہے اور اب تو یہ فرانس اور سویڈن وغیرہ ملکوں میں پھیل رہا ہے تو کیا یہ معجزہ ہے۔

۴۴۔ **مولوی**۔ اگر معجزہ کسی علامت نبوت یا نشان رسالت کا نام ہے۔ جیسے قرآنی اصطلاح میں آیت کہتے ہیں تو سنئے آیات رسالت محمدیہ اسقدر ہیں اور ایسی کہ صاحب آیات کے آیات دیکھکر اسقدر لوگ اس کے دین میں داخل ہوئے۔ کہ منکرین کے چھکے چھوٹ گئے اور حضرت نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم۔ سبحان اللہ کیا معجزہ ہے۔

آریہ۔ منکرین کے چھکے معجزوں سے نہیں چھوٹے اور نہ انکی رسالت سے اعتقاد

---

* ناظرین کیا یہ پنڈت جی کی پیشین گوئی نہیں ہے جب مرزا صاحب کے گھر کی تلاشی پنڈت جی کے قتل کے بعد ہوئی تھی تو ایک زمانہ جانتا ہے کہ انہوں نے کسقدر کاغذات جلا کر خاکستر کردیئے

ٹوٹے ملکہ تلواروں سے لاکھوں کو قتل کیا اس ظالمانہ اور بیرحمانہ آیات سے اسقدر لوگ اُس کے دین میں داخل ہو گئے۔ اسکو تو ہم بھی آپ کے ساتھ متفق ہو کر کہتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا یہی معجزہ ہے کیا یہی صداقت ہے۔ کیا اسی کا نام ایمان لانا اور دین ہم بھی کرنا ہے کیا یہی آیات نبوت ہیں۔ کیا اسی کا نام رحمتہ العالمین ہے کیا اسی کا نام شفیع المذنبین ہے یا اسی کا نام سید المرسلین ہے سبحان اللہ۔

قرآن کی پیش گوئیوں کی تردید +

واضح ہو کہ جو پیش گوئیاں قرآن کی بابت یا قرآن میں سے پہلے مولوی صاحب نے قبل از تصنیف براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ کے لکھی تھیں انکی تردید تو جناب منشی اندرمن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب تحفۃ الاسلام و پاداش اسلام و حملہ ہند و صمصام ہند و جواب ہند میں کر دی ہیں اور جو مرزا صاحب نے براہین الاحمدیہ و سرمہ چشم آریہ میں کی تھیں اُن کی تردید نیاز مند نے تکذیب براہین الاحمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں لکھ دی لیکن مولوی صاحب نے زمانہ کی کایا پلٹی دیکھ کر ایک دو اور پیش گوئیاں کی ہیں جن کی تردید بھی ضروری ہے۔

۸۰۹ **مولوی۔** ہمارے ہادی کی آیات نبوت میں حضرت مسیح کے اتباع اور اُنکے منکروں کا تذکرہ بطور پیشین گوئی مندرج ہے اسپر غور کرو۔ اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ

ترجمہ جب اللہ نے فرمایا اے عیسے میں لینے والا ہوں تجھکو اور بلند کرنیوالا ہوں اپنی طرف اور پاک کرنیوالا تجھے کافروں سے اور کرنیوالا ہوں تیرے اتباع کو کافروں پر روز قیامت تک۔

حضرت عیسے علیہ السلام کے اتباع اور انکے ساتھ والے مسلمان ہیں یا عیسائی اور انکے منکر یا یہود ہیں اور تھے یا اس انڈیا میں آریہ اور مختلف بلاد میں کچھ پارسی اور کچھ بدھ یہ تمام منکر قومیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اتباع کے ماتحت ہیں اور ہمیشہ ماتحت رہینگی اور یہ پیشگوئی قیامت تک ثابت اور راستی کلام کے ساتھ ظاہر ہو کر قایل کیواسطے آیت صداقت اور نشان نبوت رہیگی کیا جس کتاب میں اس پیشگوئی کا تذکرہ ہے اور جس کتاب میں اس پیشین گوئی کا دعوے اس طرح پر ہے کہ قیامت تک اسی طرح رہیگی وہ کتاب ایسے علیم وخبیر کی نہیں جو جزئیات اور کلیات پر محیط اور اُن پر بتفصیل واقف ہے۔

آریہ۔ یہ ساری پیشگوئی اور سارا دعوے آپکا بوجوہات ذیل باطل ہے وجہ اول یہ کہ اسلامی تفاسیر میں اسکا نشانہ صرف یہود ٹھہرائے گئے ہیں چنانچہ دیکھیے اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ یہ آیت سورۃ آل عمران کی ہے۔ و یاد کن آنرا کہ گفت خدائے اے عیسیٰ بدرستیکہ من فرو گیرندہ توام از دنیا و بردارندہ توام بسوے خود یعنی بقرب ملائکہ خود و پاک کنندہ و نجات دہندہ توام از قصد و مکر آں کساں کہ کافر شدند بتو یعنی یہود و دین فوقیت بآں بود کہ نصاریٰ غلبہ کردند بر یہود بحجت و برہان و اثبات رسالت عیسیٰ یا غالب شدند برایشان بشمشیر بواسطہ معاونت قیاصرہ و پیوستہ ترسایاں بر جہوداں غالب خواہند بود تا روز رستخیز پس بسوے من است بازگشت ہمہ شما یعنی عیسیٰ و متابعان و منکران او پس حکم کن براستی میان شما در آنچیز کہ شما در وی اختلاف میکنید (صفحہ ۶۹)

قرار دہندہ آں کساں کہ متابعت کردند [illegible] مومناں از

وجہ دوم آنکہ۔ اس سے اگلی آیت آپکے دعوی کی اور بھی تردید کرتی ہے فاما الذین کفروا فاعذبہم عذابا شدیدا فی الدنیا والاخرۃ وما لہم من نصرین۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے یہود موسیٰ را تصدیق میکنند و عیسیٰ و محمد را منکر و نصاریٰ عیسیٰ و موسیٰ را تصدیق میکنند و بہ محمد و علی جمیع الانبیا نمیگروند و ثالث ثلاثہ قایل میشوند و مومناں میگویند اللہ تعالیٰ یکے ست موسیٰ و عیسیٰ و محمد فرستادگان اویند بحق پس خدا تعالیٰ فرمود بہ نسبت ایں طوائف حکم کن بیں آنانکہ کافر شدند یعنی یہود و نصاریٰ پس عذاب کنم ایشاں را عذاب سخت در دنیا سرائے بقتل و سبی و لزوم جزیہ و خواری و دراں سرائے بانواع عقوبت و ضرب و در دوزخ۔ و نیست مریں کافراں را از یاراں و نصرت دہندگاں در منع عذاب ایشاں (صفحہ ۶۹)

وجہ سوم۔ آپکا ترجمہ خوشامدیدی اور دروغگوئی کے طور پر ہے اصل مطلب کا آیت سے کوئی تعلق نہیں اسی واسطے آپنے آیت بھی آدھی لکھی اور پتہ بھی نہ لکھا کہ کہاں کی ہے ان تین وجوہات سے آپکا دعوے باطل ہوا اور اصل میں آپ کا دعوے نہیں بلکہ قرآن باطل ہوا۔

۸۱۰ **مولوی۔** مکاشفات یوحنا بیسویں باب کی ساتویں آیت سے پڑھو۔ اور جب ہزار سال ہو چکیں گے (یہ ہزار سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہیں اور شمسی قمری مہینوں کا حساب ناظرین یہاں سوچ کر لیں) اپنی قید سے چھوٹ جائیگا۔ اور نکلیگا تاکہ اُن قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنی یاجوج اور ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔ اُن نبی کی نوشتوں اور روس اور انگریز جرمن اور فرانس کے تسلط پر جو ہزار سال ہجری کے بعد سے عرب اور شام کے چاروں کونوں پر شروع ہوا غور کی نگاہ سے دیکھو اور دیکھو ۱۴۹۱ء سے کس طرح یہ قومیں اسلامی بلاد پر مسلط ہو رہی ہیں۔ اگر انگریزی تاریخ ہند کچھ صحت رکھتی ہے اور آریہ قوم بھی انگریزوں سے اعلیٰ نسل میں متحد ہے جو بہ تحقیق لتھ برج وغیرہ محققان یورپ مسلم ہے تو یہ بھی یاجوج میں داخل ہیں تو ہم آریہ کی اُس تیز ترقی کو ایسی مقدس کتابوں کی صداقت ہی یقین کرینگے مگر ہم یقینی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ ہندوستانی اور انگریز ایک ہی ہیں۔ ہمارا علم اس تحقیق تک پہنچنے سے ابھی تک قاصر ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے تیرہ سو برس گزرے اور مکاشفات اور حزقیل نبی کی کتاب کو اور بھی بہت زمانہ گذرا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عالم بالجزئیات والکلیات ہے اُنکا ہونا کیسے واضح دلیلوں سے ثابت ہوا۔ اب یہ دونوں قومیں یاجوج روس اور ماجوج انگریز کیسے نزدیک نزدیک آپہنچے ہیں اور بہت ہی قریب ہے کہ دونوں آپس میں الجھ پڑیں اور قرآن کریم کا یہ فرمانا وترکنا بعضہم یومئذ یموج فی بعض جو ہمیشہ سے صادق ہے۔ تمام آنکھوں کو اپنی سچائی دکھاوے۔

آریہ۔ یہ پیشگوئی کو چھوڑ لیں کوئی یا پس غیبت بھی نہیں ہے آپنے اس میں کئی جگہ غلطی کی ہے آپ الہامی اور حواری مسیح ہو کر بڑے سخت کھیے اول تو آپنے مکاشفات یوحنا کی عبارت غلط نقل کی ہے وہاں لکھا ہے اور جب ہزار سال ہو چکیں گے تو شیطان اپنی قید سے چھوٹ جائیگا۔ ایک طرف تو آپ اور تمام مولوی یہ کہہ رہے ہیں کہ عیسائیوں کی کتابیں بعضے محرف اور بعضے ملحد لوگوں کی بنائی ہیں خصوصاً یوحنا کے مکاشفات کو تو اکثروں نے ایک ملحد کی بنائی ہوئی مانا ہے اور دوسری طرف ایک گپ ہانکنے کے واسطے اُسے الہامی مان لیتے ہیں۔ بینا ہم بجدا۔ دوسرا یہ کہ شیطان کس کی قید میں ہے اور وہ کہاں قید ہے۔ کیا چاہ زمزم میں یا چاہ بابل میں۔ یا پورٹ بلیر میں۔ اگر وہ قید ہے تو دنیا کو گمراہ کون کر رہا ہے۔ یہود کے دل میں کون کہیگا کہ مسیح قتل ہو گئے محمد صاحب کے دل میں کون کہیگا کہ سورۃ [illegible] محمد صاحب کے مرنے کی خبر کس نے مشہور کر دی تبھی اول تو شیطان کوئی چیز نہیں اگر ہے تو آپ کو ماننے والوں کے دل و دماغ میں ہر وقت موجود ہے پس یہ کہنا قرآن اور اسکی تفسیر کا ابطال ہے اسی طرح آریوں کی ترقی کی بابت جو آپکا خیال ہے وہ بھی بلحاظ قرآنی پیشگوئی کے باطل ہے کیونکہ پیش گوئی خود باطل ہے ہاں آریوں کی ترقی وید دھرم کی برکت اور ست کی فضیلت ہے اور قرآن سے زیادہ فضیلت یوحنا کے مکاشفات کو ہے کہ وہاں مفصل ہے قرآن کامل نہ رہا بلکہ ناقص

ہمارے خیال میں جہاں تک ہم نے تحقیقات کی ہے یہ یاجوج وماجوج یہ مسلمانوں کے بڑے فرقے ہیں یعنی شیعہ اور سُنی۔ کیونکہ قرآن میں جو انکا یہ لکھا ہے وہ یہ ہے ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض مگر یورپ میں کیسا امن ہے۔

بہست آنجا کہ آزارے ساشد کسے را باکسے کارے نباشد

اور افغانستان اور ایران وروم وعربستان ومصروسوڈان میں فساد ہی فساد ہے زما گفتن شنیدن اختیار ست۔ پس یہ کس طرح پیشگوئی نہیں ہوسکتی ہے۔ ابھی امیر کابل نے اوروں سے تو کیا ہزارہ کے لوگوں کی عورتیں سر بازار دو دو روپیہ کو نیلام کیں۔

دین اسلام وقرآن کے رو سے خدا جسمانی ہے۔

ہاتھ مشکوۃ میں ہے۔ محمد صاحب نے کہا میں نے پروردگار اپنے کو بہترین صورت کے ساتھ خواب میں دیکھا۔ پس خدا نے اپنا ہاتھ درمیاں مونڈھوں میرے کے رکھا (سرج اول)۔

صورت کیمیاے سعادت میں ہے خلق اللّٰہ آدم علی صورتہ یعنی پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی صورت پر" رکن اول" اور ایسا ہی مشکوۃ جلد چار صفحہ ۲ میں ہے۔ باب السلام۔ یہی حدیث اور جگہ اس طرح لکھی ہے خلق آدم علی صورۃ الرحمن یعنی مخلوق آدم اوپر صورت رحمٰن کے مشکوۃ صفحہ ۳ باب السلام جلد ۱۰ اور ایسا ہی توریت میں ہے۔ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ خدا کی صورت پر۔

دایاں ہاتھ مشکوۃ میں ہے ان اللہ خلق آدم ثم مسح ظہرہ بیمینہ۔ مدرسی کہ خدا تعالے پیدا کرد آدم را پس ترا بالیدوے تعالے ست آدم را بدست راست خود" صفحہ ۱۰۷ جلد اول۔

طول خدا۔ پھر مشکوۃ میں ہے عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ خلق اللہ آدم علی صورۃ طولہ ستون ذراعا۔ ابی ہریرہ نے کہا کہ رسول نے کہا کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پہ کہ طول اُسکا ساٹھ گز تھا۔ صفحہ ۳ باب السما جلد ۴)

حالی پنڈلی مشکوۃ میں ہے یکشف ربنا من ساقہ فیسجد لہ کل مومن ومومنۃ وھمرا اسو بیہ خدا ے ست کہ گفت کہ شنیدم آنحضرت را کہ میگفت کہ مکشاید ورہنہ می کند پروردگار را ساق خود ایس سجدہ می کند مر او را ہر مرد مسلمان وہر زن مسلمان باب الحشر صفحہ ۴ جلد ۳۹۲۔

مشارق الانوار میں بخاری ومسلم سے روایت ہے کہ خدا اپنی پنڈلی قیامت کو مسلمانوں کو دکھلا دیگا اور ایسا ہی طبرزے اور قرطبی نے روایت طولانی اپنے جسم میں درج کی ہے۔

قدم خدا حدیث حتی الفیح الجبار قدمہ فی النار ترجمہ تاکہ جبار یعنے خداوند نے پانو آگ میں رکھا۔ اور ایسا ہی مثنوی رومی میں ہے۔

ہتھیلی حدیث میں ہے وضع کفہ او یدہ علی کتفی ترجمہ ہاتھ اپنا یا ہتھیلی اپنی میرے کاندھے پر رکھی۔

دونو ہاتھ حدیث مسلم میں ہے کہ خدا تعالے اپنے دونو ہاتھ کھولکر فرماتا ہے کہ کون ہے کہ قرض دیوے ایسے کو کہ نہ فقیر ہے نہ ظالم ہے صبح تک یہی کہتا رہتا ہے۔

خدا کا ہنسنا اور کاک اور آخری دانتوں کا نظر آنا طبرزے دوار قطنے نے لکھا ہے کہ جب خدا تعالے بہشت کے درجوں کی بات مسلمانوں سے ابعد دکھلانے برہنہ ساق کے ذکر کریگا تب مسلمان کہینگے کہ یہ بات بطریق استہزا فرماتا ہو۔ یہ سنکر اللہ تعالے اسقدر ہنسیگا کہ مسات یعنی کاک اور آخر کو دانت یعنی بن دنداں دکھائی دیں گے

ہنسنا مشکوۃ باب النواص میں ہے کہ رسول اللہ ہنسے صحابہ نے کہا کہ اے رسول اللہ تو کیوں ہنسا۔ فرمایا کہ میں ہنسا بسبب ہنسے پروردگار عالموں کے۔

مکان وگھر حدیث میں ہے کہ محمد صاحب نے کہا کہ میں روز قیامت خدا کے گھر جاونگا اور اللہ تعالے سے دروازے اجازت پاونگا اور جب خدا تعالے کو دیکھونگا سجدہ کرتا ہوا گر پڑونگا۔

حدیث ترمذی میں ہے کہ ابو رزین نے محمد صاحب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ پروردگار ہمارا کہاں تھا۔ پہلے اس سے کہ اپنی خلق پیدا کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ عما یعنی ابر باریک میں تھا۔ اور ایسا ہی مشکوۃ میں ہے۔ (صفحہ ۳ جلد ۴)۔

سایہ مثنوی دفتر اول میں ہے۔ زیر سایۂ حصر ہیں سایۂ خدا۔ ا۔ ق۔ ا۔ اسیطے مسلمان بادشاہوں کو ظل سبحانی کہتے ہیں۔

خدا کا صعود ونزول احادیث میں ہے کہ او تعالے نیمہ شعبان وشب جمعہ میں آسمان دنیا تک نزول فرماتا ہے۔ مشکوۃ میں ہے کہ جب وقت تہائی رات باقی رہتی ہے رب ہمارا طرف آسمان دنیا کے نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے کہ مجھے پکارے پس میں قبول کروں اور کون ہے کہ مجھ سے مانگے اور میں دوں۔ اور مجھ سے بخشش چاہے اور اُسے بخشوں۔ پھر اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اور بابل کا قصہ۔

خدا کا پیٹھ دکھلانا موسیٰ کا قصہ +

باب علمیت قرآن دربارہ زمین وآسمان

ابو جعفر محمد بن جریر یزید الطبری لکھتے ہیں "چنانکہ فرمود کہ چوں زمین را ہفت پارہ کرد برروے آب نہاد واز زیر چشمہاے آب برآورد چنانکہ فرمود اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن اخرج منہا ماءہا ومرعہا گفت آب از زمین برآورد وایں زمینہا برروے آب بر پشت ماہی بنہاد وآن ماہی بآب اندر ست وآں آب بر سنگی وآن سنگ برکف فرشتہ ہوا ور آویختہ پس کوہہا را بیافرید وبرزمین نہاد چنانکہ فرمود۔ الجبال اوتادا کوہہا را میخ زمین کرد تا نلرزد وخلق برپشت ستوانند بود پس این ہفت آسمانہا را بگشتن گرفت وسیارگان درروش آمدند وہفت عمر بنہاد کہ دریں جہاں عیش اندریں نباشد۔ وباد ہمہ ویران کند پس ازاں قلم آفرید تا روز رستخیز چہاردہ ہزار سال بود ہفت ہزار آفریدن وہفت ہزار سال نگہداشتن (جلد اول تاریخ بحری صفحہ ۱۱ نولکسور) عبد اللہ بن عباس روایت کرد۔ از پیغامبر کہ آفتاب وماہ نخست چہ چیز بودہ اند کو ہر روز کہ برآیند کجا ہمی آیند وچوں فرو شوند وابوذر غفاری روایت کند کہ یکروز در خدمت پیغمبر نشستہ بودم وقت آفتاب زرد بود چوں فرو خواست شدن من گفتم یا رسول اللہ این آفتاب ہر شب کجا فرو شوند وہر روز کجا برآید۔ پیغامبر گفت یا باذر بگوشہ آسمان بچشمہ آب گرم۔ چنانکہ فرمود (سورہ کہف) وجدہا تغرب فی عین حمئۃ گفتم یا رسول اللہ انگاہ کجا شود۔ گفت آسمان تا آسمان ہمیرود تا زیر عرش آنجا خدا تعالے را سجدہ کند تا وقت سپیدہ دم باشد۔ بس دستوری خواہد وگوید بار خدا یا کدام سو برآیم از مشرق یا از مغرب پس خداے عزوجل جبرئیل را فرماں دہد تا یک حلہ از نور عرش بروے افگنند۔ وآن فرشتگان کہ بروے موکل اند او را بیارند تا مشرق تا انجا آید ہمچنیں تا آنکہ حق سبحانہ تعالے خواہد کہ از سوے مغرب برآید وجہاں ویران شود۔ ابوذر غفاری گفت یا رسول اللہ حرماہ چیست بکجا فرو شود گفت ہم بدیں چشمہ و ہمچنیں آسمان بآسمان میرود تا زیر عرش خداے را تبارک وتعالے سجدہ کند چوں وقت برآمدنش باشد او را دستوری دہند تا از مشرق برآید جبرائیل علیہ السلام یک حلہ از نور کرسی بیارد وبروی افگند (صفحہ ۱۱ دیوہ تاریخ ملکور) عبد اللہ بن عباس گفت من شمارا حدیث ماہ وآفتاب میگویم۔ چنانکہ از پیغمبر شنیدم کہ گفت خدا تعالے ماہ وآفتاب را از نور عرش آفرید وہر دو بروشنائی یکے بودند آفتاب را

یہا مقدار ایں جہاں ست وماہ را کمتر است واو ہر ایں جنیں خورد می نماید کہ از چشم و دیگر دور است واگر خدا تعالےٰ ماہ را ہمچنانکہ بود بگذاشتے روز از شب پیدا نبودے و وقت آسودن و وقت کار کردن ندانستندے ونیز ہمچنیں حساب سال و ماہ را خدا تعالےٰ عزوجل از لطف خود جبرائیل را فرمود تا بر خود بروئے ماہ بمالد چنانکہ یاد کردیم (دیکھو صفحہ ۱۴ سحری) (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۵) پس پیغامبر گفت خدا تعالےٰ آفتاب وماہ را بیافرید و او را گردونے وجائے او بر آں گردوں کرد و آں گردوں را سی صد و شصت گوشہ بیافرید و بر ہر گوشہ فرشتہ را از فرشتہائے دنیا موکل کرد تا آفتاب را گرگرند کردہ از مشرق بمغرب ہمیبرند و می آرند و ہر روز از مشرق از چشمہ آب بر می آید و بمغرب بچشمہ آب فرو مے شود تا آں صد و ہشتاد چشمہ مغرب و مشرق سپری شود و دو صد و ہشتاد کہ سیصد و شصت روز تمام باشد و ہر ماہ کہ بر گرد در روز میکاہد و مے افزاید و آں مشرقہا و مغربہا را خدا تعالےٰ یاد کردہ است فلا اقسم برب المشارق والمغارب خدا تعالےٰ در زیر آسمان بر روئے ہوا دریائے آفریدہ است از مشرق تا مغرب آبے ایستادہ در ہوا و آفتاب و ماہ درمیان آب ہمیروند و آں پنج ستارہ سیارہ نیز خدا تعالےٰ فرمود فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس و ہمچنیں ماہ و ستارگان ہر یک را گردونی ست کہ از مشرق برایند و بمغرب فرو شوند۔ پس پیغمبر گفت بداں خدا کہ جان محمد در امر او ست اگر کتاب را ہرگز بمیان آں آب بودے بر ہیچ نگذشتے از انسان و حیوان و نباتات و ہر چیز در دنیا تا ہمہ از تابش او بسوختندے و اگر ماہ را نہ بر آں آب گذر بودے ہمہ خلق او را سجود کردندے از نیکوئی و دیگر ستارگان بجز ایں سلہ کہ خدا تعالےٰ یاد کردہ ہمہ بر جائے ایستادہ اند بہوا" (سحری صفحہ ۱۲ و ۱۳)۔

تفسیر کتاب پیدائش میں سید احمد خان صاحب لکھتے ہیں "تمام متقدمین کیا یہودی کیا عیسائی یا مسلمان یہ خیال کرتے تھے کہ آسمان مثل گنبد کے مجسم ہے اور زمین کی چاروں طرف محیط ہے اور زمین کے گرد پھرتا ہے اور چاند سورج ستارے سب اس میں جڑے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ پھرتے ہیں جوزلفیس صاحب نے لکھا ہے کہ آسمان معلق قائم ہے اور بلوری خاسکی مانند ہے۔ وہ لوگ کتاب پلے اقدس سے بھی اپنے اس خیال کی پختگی سمجھتے تھے اور مسلمان قرآن مجید کے الفاظ سے اسی طرح کے معنے نکالتے ہیں" (تصانیف احمدیہ صفحہ ۳۴۵) (حزقیل ۱/۲۲ و خروج ۲۴/۱ و زبور ۱۲/۴ سورۃ بقر آیت ۲۲ سورۃ رعد آیت ۲ سورۃ مومن آیت ۶۴ سورۃ ملک آیت ۳ سورۃ طور آیت ۵)

مجددی علمیت کے نمونے

تکذیب جلد ا صفحہ ۸۲ پر ہم نے قرآن کے سات آسمانوں اور سات زمینوں کی مشہور و معروف غلطی پر اعتراض کیا تھا جس کے جواب میں مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

مولوی ۲۱۳ پھر میں کہتا ہوں کہ زمین و آسمان کا سات سات حصص پر منقسم ہونا سچی تقسیم ہے جو سراسر حق ہے اسکے ماننے میں بطلان ہی کیا ہے کہ قرآن کریم نے اس کا ابطال نہیں کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں سبع ارضین کا تذکرہ موجود ہے مگر یاد رہے موجودات مرکبہ کی تقسیم کئی طرح ہو سکتی ہے اگر اللہ تعالےٰ نے یہ تقسیم فرما دی تو بطلان کیا ہوا۔ اب ہم ایک ایسی بات کہتے ہیں جسکے سننے سے کسی منصف آریہ کو قرآن کریم کے سبع سموات کہنے میں انکار کی جگہ نہیں زمین سے لیکر جہاں تک فوق میں اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہے۔ اس مخلوق کو اللہ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر تقسیم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے قرآن میں کیا ہو انکا بیان آیات ذیل میں موجود ہے۔

نمبر ۱- وہ مقام جس میں ہمارے لئے کھانیکا سامان رکھا ہے۔
نمبر ۲- وہ مقام جس کے اندر جانور اُڑتے ہیں۔
نمبر ۳- وہ مقام جس میں اولے بنتے ہیں اور کھیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔
نمبر ۴ وہ مقام جس میں مینہ آتا ہے۔
نمبر ۵- وہ مقام جس میں ستارے اور نیازک گرتے ہیں۔
نمبر ۶- وہ مقام جس میں ستارے ہیں۔
نمبر ۷- وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے اور جس میں اللہ تعالےٰ نے بہشتوں کو رکھا ہے کہ ان مشہور ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے۔

اقول- ہمارے دانا حکیم صاحب نے اس قرآنی کج بیانی کے سیدھا کرنے کیواسطے کتنی حکمت عملی سے کام لیا اور کسقدر وقت ضائع کیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ قرآنی علم جغرافیہ وہیئت کی غلطی ٹھیک ہو جائے۔ اور قرآنی علمیت پر اعتراض نہ ہو سکے مگر یہ تو سراسر محال ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ماننے میں مفصل طور پر ناظرین کی خدمت میں عرض کریں۔

پہلا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ہمارے کھانیکا سامان رکھا ہے حضرت! کھانے پینے کے سامان آسمان پر ہیں یا زمین پر غلہ میوہ جات۔ پانی زمین پر ہیں یا آسمان پر۔ شاید قرآنی فلاسفی سے مولوی صاحب نے زمین کو ہی آسمان جان لیا پس یہ کوئی آسمان نہیں بلکہ زمین ہے۔ بنابراں پہلا آسمان باطل ہوا۔

دوسرا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس کے اندر جانور اڑتے ہیں لیکن یہ نہ سوچا۔ کہ وہ آسمان ہے یا نہ مولوی صاحب جانور ہوا میں اڑتے ہیں جو خلا میں ہے اور وہ صرف حد نظر ہے اور کچھ نہیں وہ دوسرا آسمان نہیں بنابراں دوسرا آسمان بھی باطل ہوا۔

تیسرا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جہاں اولے بنتے ہیں مگر ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اولے صرف منجمد پانی ہے۔ جو بخارات زمین و سمندر سے اُڑ کر اوپر جاتے ہیں وہ سردی میں جا کر دو مخالف ہواؤں سے سخت ہو جاتے ہیں اور قدرت پا تماسہ میعاد معین میں برس جاتے ہیں وہ کوئی آسمان نہیں اور نہ کوئی مقام بنابراں تیسرا آسمان بھی باطل ہے

چوتھا آسمان مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں سے مینہ آتا ہے۔ ہر ایک بچہ اور علم طبعی کا جاننے والا اس بات کا قایل ہے کہ زمین کے بخارات سے بادل بنتے اور یہ بادل جب لطیف ہوا سے کثیف ہوتے ہیں تو مینہ برس جاتا ہے اور پہاڑ کی اوپر چوٹی سے اس کا تجربہ اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے پورانے آریہ دوانوں کے علاوہ حال کے فضلا نے مشاہدہ کرا دیا۔ نیویارک۔ بمبئی۔ اجمیر وغیرہ کئی مقامات پر مینہ برسا کر بتلا دیا۔ یہ کسی مقام کا نام نہیں اور نہ کسی آسمان کا۔ بنابراں چوتھا آسمان بھی باطل ہوا۔

پانچواں آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے گرتے ہیں یہاں تو مولوی صاحب نے نور قرآنی کا جلوۂ نورانی دکھلا دیا بھلا آپ کے بغیر آیات کسی کو کس سوجھنے لگی تھی۔ مولوی صاحب اجرام فاسل مانتے ہیں۔ کہ ستارے نہیں گرتے بلکہ خلا میں جو ٹکڑے دھاتوں کے گھومتے ہیں وہ دو مخالف ہواؤں کی ٹکر سے شعلہ نما یعنی گرم ہو کر جب کبھی زمین کے قریب آ جاتے ہیں تو کشش زمین سے گر پڑتے ہیں ماہ نومبر میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ بنابراں پانچواں آسمان بھی باطل ہوا۔

چھٹا آسمان۔ مولوی صاحب نے وہ بتلایا جس میں ستارے ہیں۔ آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔ خوب دو آسمان بنانے کی حکمت کی ایک جس میں ستارے گرتے ہیں دوسرے جس میں ستارے رہتے ہیں۔ درحقیقت مولوی صاحب نے قرآن کی بڑی خدمت کی۔ جزاک اللہ۔

جس طرح عیسائی تین خداؤں کا ایک خدا یا ایک کے تین بنایا کرتے ہیں یہ اُسی سے واضح حساب ہے۔ پس یہ چھٹا آسمان تو سراسر باطل ہے۔

ساتواں آسمان تو درحقیقت مولوی صاحب نے ثابت کر ہی دیا۔ ہم بھی مولوی صاحب کی لیاقت پر صاد کئے بغیر نہیں رہ سکتے دیکھئے ناظرین! مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ساتواں ان ستاروں سے اوپر بھی کوئی مقام ہے "سے الواقعہ ایک تیر اور دو فاختہ اسی کا نام ہے۔ حضرت! کیا یہ دلیل ہے؟ اور کیا اسی کا نام اثبات سبع سماوات ہے۔ بنا براں ساتواں آسمان بھی باطل ہے۔

ہم حیران ہیں کہ جب اس مسئلہ قرآنی کو مولوی صاحب جیسا راجہ شاہی حکیم بھی ثابت نہ کر سکا۔ تو کسی اعرابی کی کیا حیثیت ہے کہ کچھ تحریر کر سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اسی پر حکمت قرآن میں یہی سات مقامات بلفظ سما ملا اسی واسطے انکو سات آسمانوں کا ثبوت گردان لیا مگر ان کو معلوم ہو کہ ایسے تو قرآن میں اور کئی جگہ بھی لفظ سما آیا ہے۔ مگر ہم اس سے قطع نظر کر اور بھی کئی مقامات بتاتے اور سموات قرآنی کی شہادت پہنچاتے ہیں۔

آٹھواں وہ آسمان جہاں سدرۃ المنتہی یعنی جبرائیل علیہ السلام کی سیری ہے اور جس کے ساتھ شب معراج کو محمد صاحب نے گھوڑا باندھا تھا۔

نواں۔ وہ آسمان جہاں برف بنتی ہے۔

دسواں۔ وہ آسمان جہاں رعد گرجتی ہے۔

گیارھواں۔ وہ آسمان جہاں برق چمکتی اور بجلی گرتی ہے۔

بارھواں۔ وہ آسمان جہاں خدائی تخت ہے۔ یعنی عرش کبریائی۔

جس طرح مولوی صاحب نے قرآن میں لفظ سما کے بار بار آجانے سے ایک ایک آسمان مراد لیا ہے اگر ہم نکالنے لگیں تو شاید چالیس پچاس تک نوبت جا پہنچے اور قرآنی ہیئت دانی اور بھی بے بنیاد ہو جائے۔ ہم تو یہ پوچھتے ہیں کہ وہ جو قرآن میں ہے خلق سبع سموات طباقاً (سورۃ نوح) آفرید خدا ہفت آسمان را تو بر تو۔ وہ کہاں ہیں۔ اور انکا کیا ثبوت ہے۔

مفرح القلوب میں لکھا ہے "اما در شریعت اطلاق آسمان ہفت افلاک مخصوص ست در فلکین علیین یعنی ہاشم و تاسع لفظ کرسی و عرش وارد یافتہ و ہمہ افلاک بسعہ در گردش اند مقعر ہر فلک علوی ماس محدب فلک تحت خود است بے فصل ماند کرۂ عناصر۔ و چوں کرۂ ہوا محیط ماتحت خود است یعنی زبر و زیر ارض و ماء از ہر جہت ہوا است کہ ایک نار بر ہوا محیط است فلک اول بر کرۂ نار محیط است و فلک ثانی بر اول الی آخرہ نیز افلاک کروی شکل اند۔ و سطح زمین ماند یک ماسہ در زردۂ بیضہ است ما فیہ دے۔ و افلاک کلہم از مغرب بمشرق مے روند مگر فلک افلاک کہ وے بعد دیگر افلاک از مشرق بمغرب می رود و دیگر ای کہ نار اثیر ما تعنصر ہمراہ نجومی گردانند ما کوئیت افلاک و نابودن فصل و بعد میں السمائین در شرع ثابت نیست لیکن علما بحرکت سمائے خصوصیت بہت قائل اند چنانچہ از آیۃ والسماء ذات الرجع صاحب بیضاوی گردش مراد داشتہ۔ بالجملہ از اقوال حکماء و ہر کہ باشد ہر چہ بشرح توافق دارد معتبر است و الا امر دود" (صفحہ ۱۶۰ مفرح القلوب سنہ ۱۸۴۲ء کلکتہ)۔

اخیر میں مولوی صاحب ہم پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی ہی باتیں آریوں کی کتابوں میں لکھی ہیں۔

— **مولوی۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔** یوگ پاتنجل سوترہ ۲۶۔ ویاس منی کے بھاشیہ پاد سوم میں لکھا ہے بھو کے اوپر بھُوا۔ سوا۔ مہر۔ جن۔ تپ۔ انترکھ۔ ست۔ یہ سات طبقات آسمانی ہیں جو زمین کے اوپر ہیں اور مہاتل۔ رساتل۔ وتل۔ ستل۔ تلاتل۔ پاتال۔ یہ سات طبقات زمین کے نیچے ہیں اور ایسے ہی سات سمندر۔ لون کا سمندر۔ اکھو رس کا سمندر۔ سورا کا سمندر۔ سرپی کا سمندر۔ دہی کا سمندر۔ کھیر کا سمندر۔ جل کا سمندر۔ ان دیپوں کا بیاں اور تشریح کس جاگرفی داں سے پوچھیں۔

جواب۔ مہاتما ویاس جی نے جو کچھ تشریح کی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے مگر اس کے سمجھنے کو فہم ذکا اور فکر رسا چاہئے۔ اور ساتھ ہی علم جاگرفی سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کہ پہلی سات طرح کی تقسیم ستاروں کے متعلق ہے اور دوسری زمین کے خشک طبقات کے متعلق اور تیسری بڑے سمندروں کے متعلق۔ اول کی بابت تو جو ویاس جی نے وہاں مفصل ارشاد کر دیا ہے جس کو دیکھنا ہو۔ اصل گرنتھ دیکھ لے مگر دوسری اور تیسری کی بابت ہم عرض کرتے ہیں۔

واضح ہو۔ کہ حصص زمین کے متعلق اس وقت کی مروجہ تقسیم فاضل بیاس جی کے سنسکرت میں بیان کردی مگر حال کے جغرافیہ کے مطابق ہم ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ تاکہ ہمارے مہربان مولوی صاحب کا یہ شک دور ہو جائے۔

	نمبر	نام سنسکرت مندرجہ بیاس بھاس	ناو جہ حال	رقبہ	آبادی
جنبو دویپ	۱	مہاتل	ایشیا	ایک کروڑ ۷۵ لاکھ میل مربع	[illegible] کروڑ
شاک دویپ	۲	رساتل	یورپ	۳۸ لاکھ میل مربع	۲۸۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ
کش دویپ	۳	اتل	اسٹیسیا	۴۵ لاکھ میل مربع	
کرونچ دویپ	۴	ستل	افریقہ	ایک کروڑ پچاس لاکھ میل مربع	۱۲۷۰ ۰
شل دویپ	۵	وتل	انٹارکٹکا یا آسٹریلیا		۴۷۳۰۰۰۰
پلکش دویپ	۶	تلاتل	امریکہ جنوبی	دو کروڑ نوے لاکھ میل مربع	۳۶۴۲۰۰۰
پشکر دویپ	۷	پاتال	امریکہ شمالی	۷ کروڑ دس لاکھ میل مربع	۸۹۲۵۰۰۰

سات سمندروں کی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام انگریزی	نام عربی	رقبہ
۱	لون کا سمندر	انڈین اوشن	بحر الہند	۲ کروڑ ۵۰ لاکھ میل مربع
۲	اکھو رس کا سمندر	پیسیفک اوشن	بحر الکاہل	۷ کروڑ ۲ " " "
۳	سورا سمندر	اٹلانٹک	بحر اوقیانوس	۳۵ ۰ ۰۰
۴	سرپی سمندر	ریڈ سی	بحر احمر	
۵	دہی سمندر	ایلوسی ریجین کا سمندر	بحر ازرق یا بحیرہ زرد	
۶	کھیر کا سمندر	وایٹ اوشن	روس کا سفید سمندر	
۷	جل کا سمندر	بحر محیط جنوبی	بحر محیط جنوبی	تیس کروڑ

بھوگرھ ودیا یا علم جیالوجی کے مطابق تقسیم

نمبر شمار	نام	کیفیت
۱	مہاتل	جلتی ہوئی گیس کی حالت
۲	رساتل	سیال مادہ یعنی بخارات کی حالت
۳	اتل	اس سے کثیف یعنی در سرد حالت
۴	ستل	گھاس وغیرہ کے پیدا ہونے کی حالت اور چھوٹے کیڑے
۵	وتل	درختوں کے پیدا ہونے کی حالت۔ حیوان چرند۔
۶	تلاتل	ابتدائی جانوروں کی پیدائش کی حالت
۷	پاتال	پسلی والے حیوانات کی پیدائش کا زمانہ اور انسانی پیدائش کا آغاز
۸	پرتھوی	پرتھوی کی موجودہ حالت یعنی انسانی آرام کے لائق۔

ستاروں کی تقسیم

کھورہ	سوم
بھوا	منگل
سوا	بدھ
مہا	برہسپت
جنا	شکر
تپا	سنیچر
ستیہ	سورج

ملک ایشیا یعنی مہاتل کے سات دیپوں کی پرانی تقسیم

نمبر شمار	نام سنسکرت	نام مروجہ حال	جمبودویپ یعنی ایشیا کے نو کھنڈ
۱	جمبودویپ	ہندوستان وتبت	آریہ ورت
۲	شاک دویپ	روم وعرب	روم وعرب
۳	کش دویپ	جزیرہ نما ہند چینی	افغانستان
۴	کرونچ دویپ	افغانستان وبلوچستان	جزیرہ ہند چینی
۵	شالی دویپ یا شالمی دویپ	روس وتاتار	روس
۶	پلکش دویپ	چین وجاپان	تاتار وچینی تاتار
۷	پشکر دویپ	ایران	چین
			جاپان وجاوا وبالی
			ایران

مولوی صاحب! آپ بھی سمجھے یا نہیں۔ بھوگول یعنے جغرافیہ موجود ہے ہر طرح اسی کے مطابق ہے۔ جزوی فرق الساز کالمعدوم ہے۔

اب ہم مولوی صاحب کے بیان کی قرآن وحدیث سے تردید کرتے ہیں کیونکہ ہمارا اعتراض قرآن وحدیث پر ہے نہ کہ مولوی صاحب کے علم طبعی یا انکو ذہنی اور بے بنیاد خیالات پر۔ سورہ بقر جعل لکم الارض فراشاً والسماءً وانزل من السماء ماءً مفسر کہتا ہے "ساخت برائے نفع وفائدہ شما زمین را بساطے باز گسترده جہت آرام درو وحرکت برو و برگردانیده آسمان کا سقفے برافراشتہ وفرو فرستاد از آسمان آب"۔

سورہ زمر۔ والارض جمیعاً قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ۔ "وزمین ہمہ بدست گرفتہ وے باشد روز قیامت وآسمان ہا درپیچیدہ شدہ بیمین وے"۔ مفسر کہتا ہے۔ "درمعالم آوردہ کہ ابن عمر نقل میکند کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ حق سبحانہ آسمان ہا پیچیدہ روز قیامت فروگیرد بیمین خود پس گوید انا الملک و این الجبارون واین المتکبرون۔ معتقد اہل ایمان در مثال این سخنان تنزیہ اوست از تشبیہ۔ صاحب بحر الحقائق فرمودہ کہ مذہب من در تحقیق این آیت آنست کہ ما بگذاریم آنرا تا آنچہ مراد اللہ است زیرا کہ امثال این کلمات را از متشابہات داشتہ اند بداں ایمان باید آورد واز حقیقت آن سخن نباید گفت"۔ (صفحہ ۲۶۸ تفسیر حسینی جلد ثانی)

سورہ سبا۔ ان نشا نخسف بہم الارض او نسقط علیہم کسفاً من السماء (ترجمہ) اگر خواہیم فرو بریم ایشاں را بزمین۔ یا فرو افگنیم بر ایشاں قطعۂ از آسمان۔

سورۃ طور۔ یوم تمور السماء موراً۔ "روزیکہ بگردد آسمان گردیدنی یعنے در اضطراب آید آنگاہ بشگافد"۔

سورۃ طور۔ وان یروا کسفاً من السماء ساقطاً یقولوا سحاب مرکوم۔ "واگر ببیند پارہ از آسمان فرو آیندہ بر سر ایشاں گویند از فرط عناد ومحض استکبار کہ قطعہ آسمان نیست بلکہ این ابرے ست درہم بستہ وبرہم چسپیدہ"۔

سورہ شعرا۔ فاسقط علینا کسفاً من السماء۔ "پارہ از آسمان بر ما فرو آر اگر در وعدہ عذاب راست گوئی"۔

سورۃ حم السجدہ فقضہن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماءٍ امرہا وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاً ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ تفسیر حسینی میں ہے۔ "وچون آسمان آفریدہ شد آن را بشگافت پس پرداخت آن را ہفت آسمان وتمام ساخت امور آنرا روز پنجشنبہ وجمعہ ووحی کرد بہر آسمانے فرمان آن جا یعنی با اہل آن اعلام فرمود کہ عبادت ہر چہ وچگونہ کنند یا مقرر کرد بہر فلکے را آنچہ اندر آید وبیاراستیم آسمان دنیا را یعنی نزدیک تر۔ بچراغہا یعنی ستارگان چون چراغ رخشاں باشند ونگاہ داشتیم آسمان را نگاہ داشتنے از آفات یا از اشیا یعنی کہ ذریعہ استراق سمع کنند از بدیع آفرینش ہر آفریدن واندازہ کردن خدائے غالب است کہ در ملک ہر چہ خواہد کند دانا کہ ہر چہ سازد از روئے حکمت باشد"۔ (صفحہ ۲۸۴ تفسیر حسینی)۔

سورہ دخان۔ فما بکت علیہم السماء والارض۔ پس نگریست بر ایشاں آسمان وزمین۔ "درمعالم آوردہ کہ چوں مومنے بمیرد چہل روز آسمان وزمین برو بگریند وار انس منقول است کہ حضرت رسول صلعم فرمود کہ ہیچ بندہ نباشد الا کہ مراد را آسمان دو در باشد درے کہ روزے او از آں فرود آید۔ درے کہ عمل او از انجا بالا رود۔ پس چوں وفات کند این دو در نزول رزق وعروج عمل او محروم باشد وبرو بگریند"۔ (تفسیر حسینی صفحہ ۳۱۲)

اسکے سوا دیکھو باب علمیت قرآن نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۳۶ وتکذیب براہین الاحمدیہ جلد دوم۔

سورۃ الملک۔ الذی خلق السموات طباقاً ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفوت فارجع البصر ہل تریٰ من فطور۔ ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئاً وہو حسیر۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنا رجوماً للشیطین واعتدنا لہم عذاب السعیر۔

تفسیر حسینی میں ہے۔ "آں خدائے کہ بیافرید آسمان را طبقہ طبقہ یکے بر بالائے دیگرے۔ درمعالم آوردہ کہ آسمان دنیا موجے ست محکم شدہ۔ دوم مرمریست سفید سوم آہن ست۔ چہارم روئیں ست وگفتہ اند مس ست۔ پنجم نقرہ است ششم زر است ہفتم یاقوت سرخ ست۔ نہ بینی تو اے بینندہ در آفریدن خدائے مر آسمان را ہیچ خللے واختلافے وتناقضے وعیبے واعوجاجی پس باز گرداں چشم را بسوئے آسمان تا دراں تفکر کنی ہیچ مے بینی شگافے ونقصانے۔ پس دیگر بارہ گرداں دیدہ را گردانیدنے بعد گردانیدنے تا ہیچ عیبے مے یابی۔ یعنی اگر بیک نگریستن معلوم نگردد تکرار کن نگریستن را۔ باز گردد بسوئے چشم تو دور از یافتن عیب واو ماندہ بود از نگریستن آسمان از کثرت مراجعت بجہت آئینہ ہر چند نگرد عیبے دراں نمے یابد۔ وبدانیکہ بیاراستیم تا آسمان نزدیک را یعنی آسمان را کہ نزدیک تر است بزمین۔ وآرایش دادیم بچراغہا یعنی ستارگانے کہ شبہ چوں چراغ درخشانند وگردانیدیم با ستارگان راندگان مردیوان را وقتیکہ بجہت استراق سمع قصد آسمان کنند وارادہ ساختہ برائے دیوان وبعد از سوختن ایشاں بشہب در دنیا۔ عذاب آتش افروختہ در عقبے"۔ (سورۃ الملک صفحہ ۲۱۴ جلد ثانی تفسیر حسینی)

سورۃ نوح میں ہے خلق اللہ سبع سموات طباقاً۔ بیافرید خدائے تعالے ہفت آسمان۔ طبقہ بالائے طبقہ۔

سورۃ سبا میں ہے وبنینا فوقکم سبعاً شداداً۔ ترجمہ وبنا کردہ ایم بر سر شما

ہفت آسمان سخت یعنی محکم و استوار کردہ و ہیچ شگافے کہ نشانہ خلل و زلل باشد نیست سورہ النبا: وفتحت السماء فکانت ابوابا۔ و شگافتہ شود آسمان دما روز پس باشد از بسیارے شگافہا درہا یعنی جدا جدا درہا کثرت فرجہا گوئی کہ تمام او درست۔

اب حدیث سے آسمان اور زمینوں کا حال عرض کرتے ہیں۔

اول آسمان کا حال

ورسول اللہ جالس فمرت سحابۃ فنظروا الیہا فقال رسول اللہ ما تسمون ہذا قالوا السحاب۔ قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان قال ہل تدرون ما بعد ما بین السماء والارض قالوا لا ندری قال ان بعد ما بینہما اما واحدۃ واما اثنتان وثلث وسبعین سنۃ والسماء التی فوقہا کذلک حتی عد سبع سموات ثم فوق السماء السابعۃ بحر بین اعلاہ واسفلہ کما بین سماء الی سماء ثم فوق ذلک ثمانیۃ اوعال بین اظلافہن وورکہن مثل ما بین سماء الی سماء ثم علی ظہورہن العرش بین اسفلہ واعلاہ ما بین السماء الی السماء ثم اللہ تعالے فوق ذلک (رواہ الترمذی وابو داؤد)۔

ترجمہ و پیغمبر خدا نشستہ است پس گذشت ابرے پس نگاہ کردند آن جماعت بسوے آن ابر پس گفت آنحضرت چہ نام مے کنید شما این را گفتند این سحاب ست گفت آن حضرت و مزن مے کنید گفتند مزن ہم نامے می کنیم گفت آنحضرت و عنان نیز نام می کنید۔ گفتند و عنان نیز نام می کنیم گفت آنحضرت آیا در مے یابید و مے دانید کہ چہ چیز ست و چہ قدر ست دوری مسافتے کہ میان آسمان و زمین ست گفتند نمی دانیم گفت آنحضرت کہ دوری مسافت کہ میان آسمان و زمین ست ہفتاد و یک سال ست و ہفتاد و دو یا ہفتاد و سہ سال ست و آسمانے کہ بالائے او ست نیز ہمچنین ست کہ مسافت میان این آسمان و آن آسمان ہفتاد و چند سال ست تا آنکہ شمرد آنحضرت ہفت آسمان را بعد از آن بالائے ہفت آسمان دریائے ست کہ مسافت میان بالائے آن دریا و پایان وے مانند مسافتے ست کہ میان آسمان و آسمانے دیگر ست پس بالائے آن دریا ہشت فرشتہ است بصورت اوعال یعنی بزکوہی (اوعال جمع وعل بفتح واؤ و سکون عین بزکوہی) مسافت میان سم ہائے ایشان و سرین ہائے ایشان مقدار آنچہ میان آسمان و آسمانے دیگر ست پس بر پشت ہائے ایشان عرش ست میان پایان عرش تا بالائے آن مقدار آنچہ میان ہر آسمانے تا آسمانی دیگر ست پس خدا تعالے بالائے آن ست" (مشکوۃ شریف جلد رابع کتاب الفتن باب بدء الخلق وذکر الانبیاء فصل ۲ صفحہ ۴۵۸ نولکشور)

در اخبار آمدہ ست کہ حق تعالے زیر عرش دریائے آفریدہ است کہ از آن بار کہ عرش را پیدا کردہ است آن دریابہ آست" (مشکوۃ جلد ۴ صفحہ ۴۸۵)۔

پھر مشکوۃ میں ہے۔ گفت آنحضرت اذن کردہ شد مرا کہ تحدیث کنم و خبر دہم از عظمت فرشتہ از فرشتگان خدا از حاملان عرش و بردارندگان آن کہ میان نرمہ گوش و تا دوش وے جائے سیر ہفت صد سال ست" (جلد ۴ مشکوۃ صفحہ ۴۸۶)۔

پھر لکھا ہے۔ قال ہل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمس مائۃ عام ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمس مائۃ سنۃ ثم قال کذلک حتی عد سبع سموات ما بین کل سمائین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السمائین۔ ترجمہ پس گفت آنحضرت آیا در مے یابید شما چیست بالائے شما گفتند خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت بدرستی آن چیز کہ فوق شما ست رقیع (بروزن فعیل) یعنی آسمان رقیعے گفتہ اند نام آسمان دنیا ست یا آسمان ہفتم ہست بکہا شبیہ شدہ اند فقال تشبیہ کردہ آسمان را بسقف خانہ و آسمان موجی ست منع کردہ شدہ از سقوط بطرح سیر تشبیہ کردہ اند۔ چنانکہ موج معلق ہوا می باشد۔ آسمان نیز معلق ست بے ستون استادہ۔ پس گفت آنحضرت آیا می دانید چہ قدر مسافت ست میان شما و میان آسمان گفتند خدا و رسول خوب می دانند گفت آنحضرت میان شما و میان آسمان پانصد سالہ راہ ست پس گفت آنحضرت آیا مے دانید چیست بالائے این آسمان گفتند خدا و رسول خوب مے دانند گفت بالائے آسمان دو آسمان دیگر ست کہ در وے مسافتے کہ میان آن دو آسمان ست پانصد سالہ راہ ست۔ پس گفت آنحضرت ہمچنین تا آنکہ شمرد ہفت آسمان را بالائے یکدیگر مسافت میان ہر آسمان مقدار مسافتے کہ میان آسمان و زمین ست یعنی پانصد سالہ راہ گفت بدرستی بالائے آن ہفت آسمان عرش ہست و میان عرش و میان آسمان مقدار دوری میان ہر دو آسمان ست" (مشکوۃ فصل ۲ جلد ۴ صفحہ ۴۸۸)۔ اور مشکوۃ باب فی المعراج فصل ۱ میں سات آسمانوں کی تشریح اور حضرت جبرائیل کے محمد صاحب کو براق پر چڑھے ہوئے آسمانوں کے دروازے پر پہنچے جاتے تھے ہر ایک آسمان کا دروازہ کھلواتے جاتے تھے۔ ہر ایک دروازہ پر پہرہ فرشتوں کا تھا اگلے تمام انبیاء اور خاص کر مشہور مرے ہوئے پیغمبروں کو بھی سلسلہ آسمانوں پر دیکھا۔ اسکے بعد لکھا ہے فتح ایں کشادہ شد در آسمان قرآن عظیم و احادیث ناطق اند بآنکہ آسمان را درہاست و میگویند کہ آن درہا مقابل و محاذی بیت المقدس ست و قول فلاسفہ بہ بطلان خرق والتیام باآن باطل ست چہ قدرت پروردگار تعالے ہمہ را شامل ست۔ و آسمان مثل اجسام دیگر ست و ہم قابل خرق والتیام اند و دلایل کہ بران اقامت کردہ اند۔ ہمہ مدخول و معلول اند خود چون آسمان را در ثابت شد۔ خرق و التیام نیز لازم آید" (مشکوۃ باب معراج جلد رابع فصل ۱ صفحہ ۵۵۲)۔

حدیث سے زمین کا علم۔

مشکوۃ شریف میں آن حضرت کی زبانی نقل ہے کہ ثم قال ہل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ہل تدرون ما تحت ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمس مائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لہبط علی اللہ۔

ترجمہ پس گفت آنحضرت آیا می دریابید چیست آنچہ زیر شما ست گفتند خدا و رسول او خوب مے دانند گفت آنحضرت آنچہ زیر شما ست زمین ست پس گفت آیا می دانید چیست زیر آن زمین گفتند خدا و رسول او خوب مے دانند گفت بدرستی زیر این زمین زمینے است میان این دو زمین مسافت پانصد سالہ راہ است تا آنکہ شمرد آنحضرت حقیقت زمین را میان ہر دو زمین پانصد راہ ست اگر بودے کہ شما فرو ہا می کردید رسنے را بسوئے زمین کہ پایان از ہمہ است ہر آئینہ مے افتاد آن رسن بر خدا" (مشکوۃ جلد رابع کتاب الفتن فصل ۳ صفحہ ۴۸۹)

پھر لکھا ہے از این حدیث معلوم میشود کہ نسبت مسافت دوری میان زمینہا فوق نسبت آسمانہا ست پس آنکہ می گویند کہ طبقات زمین ہمہ مستقل یکدیگر اند بہم پیوستہ واحد الارض در قرآن مجید مفرد ذکر کردہ و سموات را بلفظ جمع مخالف این حدیث است و شاید افراد ارض بارادہ ہمین زمین ست کہ زیر ایشان است و بر زمین ہائے دیگر کار ندارند۔ بخلاف آسمانہا کہ از ہمہ فیوض و آثار میرسد صفحہ ۴۸۹ جلد ۴ مشکوۃ)۔

اور پھر مشکوٰۃ شریف باب المعراج میں لکھا ہے کہ "فہم اینمعنی از حوصلہ ادراک فکر انسان مضیق حس و عادت بیرون است اینجا ایمان باید آورد و کیفیت آں بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بحقیقت تمامہ اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیرون است ہر کہ آنرا تابع قیاس و موقوف فہم و مدرک عقل خود دارد و گوید کہ تا معقول نشود نمیگردم و اعتقاد نمی کنم از دولت ایمان محروم باشد" (باب المعراج جلد ۴ صفحہ ۵۸۱) اور ایسا ہی تفسیر حسینی سورۃ بنی اسرائیل صفحہ ۳۸۱ و ۳۸۲)۔

تفسیر حسینی میں ہے کہ "رفتن آنحضرت از مکہ به بیت المقدس بنص قرآن ثابت شدہ و منکر آں کافر است و عروج بر آسمانہا و وصول بمرتبہ قرب باحادیث صحیحہ مشہورہ کہ قریب است بحد تواتر ثابت گشتہ و ہر کہ انکار آن کند ضال و مبتدع است" مثنوی میں ہے۔ "شاہ معراج ہی در فرست۔ ہر کہ مقر نیست زیں کافر ہست" (صفحہ ۸۲)

پھر لکھا ہے۔ "معتقد اکثر اہل اسلام آنست کہ عروج آنحضرت بجسد و روح بودہ معاً و در بیداری واقع شدہ و آنانکہ دریں قصہ ثقل جسد را مانع دانند از صعود ارباب بدعت اند و منکر قدرت" (صفحہ ۳۸۲)۔

پھر لکھا ہے۔ "بعد از حدیث معراج۔ بعضے از ضعفائے اہل اسلام مرتد شدند و منافقاں آغاز طعن کردند و انکار در انکار افزودند و مومناں تصدیق ورزیدند" (تفسیر حسینی صفحہ ۴۹۳)

اور مدارج النبوۃ جلد اول اور تفسیر کواشی میں ابو ہریرہ سے۔ کہ کوہ قاف زمرد یا زبرجد کا ہے۔ اور سب دنیا کے گرد محیط اور بلندی پانصد سالہ راہ ہے اور محیط اُس کا دہ ہزار سالہ ہے۔ اور زمین کے نیچے ایک گائے ہے۔ جس کا حال بھی لکھا ہے کہ زمین اُس کے دو سرین پر ہے۔ اور اُس کے چہل ہزار سرین ہیں اور ایک سُرین سے دوسرے تک پانصد برس کا راہ اُس گاؤ کے پائے۔

علم منطق شرح منہاج میں بدرالدین نے لکھا ہے کہ واسطے درس علم منطق کے مکان کرایہ پر دینا بھی جائز نہیں ہے۔ بلکہ اہل منطق کو مدارس سے خارج کرنا چاہیئے۔ رسالہ تحریم منطق میں شیخ جمال الدین اشعری سے منقول ہے۔ کہ اوراق کتب منطق و حکمت سے استنجا جائز ہے۔ جواز استنجا باوراق المنطق۔ جلال الدین سیوطی نے بھی ایک کتاب منطق کے ناجائز ہونے پر تصنیف کی جسکا نام بقول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق رکھا۔ علامہ ابن الصلاح نے بھی اسی مضمون کا ایک فتویٰ دیا" (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۴۸)۔

علم کلام نفحات جامی میں شیخ شہاب الدین کا قول ہے۔ کہ مجھکو حالت جوانی میں علم کلام سے کمال ذوق تھا۔ حتّے کہ چند کتابیں از بر کیں اور میرا عم منع کرتا رہتا تھا۔ کہ علم کلام مت پڑھو اور ترک کرو۔ ایک دن شیخ عبدالقادر کی خدمت میں مجھکو لے گیا اور میری طرف اشارہ کر کے شیخ سے التماس کیا کہ یا شیخ یہ میرا برادرزادہ علم کلام میں مشغول ہے ہر چند اسکو منع کرتا ہوں باز نہیں آتا۔ پس شیخ نے مجھے فرمایا کہ تو نے علم کلام میں کونسی کتاب یاد کی ہے۔ جواب دیا کہ فلاں فلاں کتاب۔ بس شیخ عبدالقادر نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا۔ اللہ اس وقت سے مجھکو علم کلام کا ایک لفظ بھی حفظ نہ رہا۔ اور تمام مسائل فراموش ہو گئے اسی پر مولوی رومی نے کہا کہ:

علم دیں فقہ است و تفسیر و حدیث ، ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

نجوم یا ہیئت جب مسلمانوں نے سنہ ۱۰۰۰ء میں ہند پر یورش کرنا شروع کیا اُس وقت سے برہمنوں کا (یہ علم) ہیئت معرض زوال میں آ گیا۔ تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت داں ہوتے رہے" (صفحہ ۸۴ ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند)۔

موسیقی۔ برہمن خاص اپنا ایجاد کیا ہوا فن موسیقی بھی رکھتے تھے۔ سات سُر جو انہوں نے حضرت عیسیٰ کی پیدایش کے کم سے کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارھویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آ گیا" (آنریبل ڈبلیو ہنٹر صاحب کی تاریخ ہند صفحہ ۸۷)۔

نحو

اوقعوا انا لہم فے الورطۃ   صعوبۃ عدعدہم کالفرطۃ
گر بود اے فلسفی حکمت ہمیں   واستعذ منہا برب العالمین
دخل در علم خدائی تا کجا   کثرہ گوئی ژاژ خائی تا کجا
ادعائے علم در ہر جا غلط   ہیچ نافہمیدہ ایں دعوے غلط
بوعلی قوس قزح نشناختہ   چند جا تیر و کماں انداختہ
گفت حکمت را خدا خیر کثیر   حکمۃ الیونان شر ہا بے نظیر
گر شفا اندر شفائے بوعلی است   از شفا صد بار خوشتر ناخوشیست
در نجات ایں است اے وا بر نجات   از نجات او دہد داور نجات
ایں چہ علم ست اے حکیم ار عاقلی   فاستمع ماذا یقول العاقلی
علم نبود غیر علم عاشقی   مابقی تلبیس ابلیس شقی
حکمۃ الاسفار صدرا پارہ کن   زحمت اسفار خود را چارہ کن
چوں حلول قہر یزدانی بود   آں نہ سریانی نہ طریانی بود
چند باشی محفل آرائے خراں   ترک کردی مسند پیغمبراں
ہمنشیں با اہل دیں باید شدن   ورنہ خود عزلت گزیں باید شدن
ساقیا مینائے صہبائے بیار   بادۂ نابے مصفّا پر بہار
سینہ ام را کن مکرر شست و شو   تا نماند لوث ایں حکمت درو
جبہ و دستار من در آب دہ   ساغرے در رہن اصطرلاب دہ

(ارمس دھلوی صفحہ ۲۱ و ۲۲)

فلسفہ

حبذا تحصیل علم المعرفۃ   من لسان الشرع لا بالفلسفۃ
گندہ مغزی از حکیم بوعلی   در مشامت کے رسد بوئے علی
تکیہ کے بر این بناز بیدت   سینۂ چوں طور سینا بیدت
لیت شعری ما علوم الفلسفہ   کم اری الاعمار فیہا متلفہ
چیست حکمت چند قول مختلف   نقل اقوال ضعیف ماسلف
شیخ ایں گفت و امام ایں قسم گفت   جملہ تقلید سراسر صرف مفت
جسم قسمت ہا چہ قابل شد چہ شد   جوہر فرد ار چہ باطل شد چہ شد
درمیان کیف و کم مضطر مباش   صورت نوعیہ کو جوہر مباش
باشد از حکم خدا ابر و مطر   از کجا آمد بخارات ایں قدر
غافلی چند از حدیث و از کتاب   رعد را دانند آواز سحاب
منع خرق آسماں نادانی ست   زانکہ معراج نبی جسمانی ست
از سحابے کہ مے پیچد بہم   ہمچناں کز شرح ریح اندر شکم
رعد از روے خبر باشد ملک   میکند آواز در جور فلک
کوہ و صحرا گشتہ زیں آوازہا   وہ کہ دانندش خراں گوز شتر

علم تشریح یعنی سرجری۔ طبابت کے ہر ایک صیغہ میں بجز علم تشریح بڑی ترقی ہوئی۔ اس کے استثنا کی یہ وجہ ہے کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع ہے۔ (تہذیب الاخلاق جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۵۳)۔

طماشت ف س کے مشہور سیاح اور سایس جاننے والے فاضل سنسکرت داں ہم بولٹ صاحب لکھتے ہیں "عرب نے جس قدر نہایت قدیم اور وسیع ماخذ یعنے ہندی طبیب (وید) سے ملگئے تھے۔ معجون کے بنانے کی کیمیائی ترکیب ایجاد کی۔ اور داؤں کے مرکب کرنے اور نسخہ لکھنے کی ایجاد بھی کی" (رسالہ کوس موس جلد ۲ صفحہ ۵۸۱ ترجمہ ہو بہو)

مولوی رومی کے شاگرد رشید بہاؤ الدین آملی فرماتے ہیں:۔

علم رسمی سر بسر قیل است و قال   نے ازو کیفیتے حاصل نہ حال
زو نہ گردد بر تو ہرگز کسف راز   گر بود شاگرد تو صد فخر راز
طبع را افسردگی بخشد مدام   مولوی باور ندارد ایں کلام
فلسفہ یا نحو یا طب یا نجوم   ہندسہ یا رمل یا اعداد شوم
ایں علوم وایں خیالات و صور   فصلہ شیطاں بود بر ان حرم
جملہ ایں فقر و کلام بے اصول   مغز را خالی کنی اے بوالفضول
صرف شد عمرت بہ بحث نحو و صرف   اے فضول از عشق منجواں یکحرف
علم نبود غیر علم عاشقی   مابقی تلبیس ابلیس شقی

مشہور ولی محی الدین عراقی لکھتے ہیں:۔

سینۂ خالی ز عشق گلرخاں   کہنہ انبانے بود پر استخواں
دل کہ خالی شد ز مہر روے یار   سنگ استنجا بر شیطاں شمار
لوح دل از فضلہ شیطاں بشوے   اے مدرس درس عشق ہم بگو
چند خند از حکمتِ یونانیاں   حکمت ایمانیاں راہم بداں
دل منور کن بانوار جلی   چند باشی کاسہ لیس بوعلی

مرزا غلام احمد صاحب نے کہا ہے:۔

فلسفی را چشم حق بیں سخت نابینا بود   گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود

سوامی جی اور آریہ سماج کے متعلق اعتراضوں کے جوابات۔

مولوی صفحہ ۵۴ "کیا وہ عربی کے ماہر تھے؟ مجھے یاد ہے میں نے لاہور میں اپنے کان سے سنا کہ دیانند جی فرما رہے تھے کہ "رحیم اور کریم لوگوں کی من گھڑت ہے"۔"

آریہ کس نے دعوےٰ کیا ہے کہ سوامی جی عربی کے ماہر تھے؟ لیکن کیا انکے اعتراضات ٹھیک ہیں یا نہیں اگر انکے قرآن پر قائم کئے ہوئے اعتراضات ٹھیک ہیں تو پھر یہ اعتراض آپ کا کسی طرح پر معقول نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بھی تو سوامی جی کے اعتراضوں کا کوئی جواب معقول نہیں دیا۔ باقی رہا یہ کہ سوامی جی نے آپکے روبرو "رحیم اور کریم" کو لوگوں کی من گھڑت بتلایا۔ اول تو آپ نے ظاہر نہیں کیا کہ کس موقعہ پر سوامی جی نے یہ الفاظ استعمال کئے دوم یہ نہ معلوم ہوا کہ آپ نے سوامی جی کے اس فرمانے پر کیا اعتراض کیا۔ اگر مراد یہ ثابت کرنا ہے کہ سوامی جی علم عربی دانی کے اعتراضات کرتے تھے تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ بے شک جو معنے رحیم اور کریم کے محمدی لوگ کرتے ہیں وہ بالکل من گھڑت ہیں یعنی رحیم کے معنی یہ نہیں ہیں کہ پرمیشور گناہ بخشتا ہے اور اس طرح پر انصاف کا خون کرتا ہے۔ بلکہ دیا یا رحم سے مراد وہ اپکار دیا ہے جو کہ ہم پرماتما کی اس گوناگوں سرشٹی میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ رحم اور انصاف (یعنی دیا اور نیاؤ) دونو صفات باری پر سوامی جی نے مفصل بحث ستیارتھ پرکاش میں کی ہے۔

مولوی صفحہ ۵۴ "تاریخ کے اپنے بڑے ماہر تھے کہ ایک جگہ ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۲۲ میں کہتے ہیں۔ کہ "سلطان محمود غزنوی جب قیدیوں کو مکہ میں لیگیا تو فلاں لکھ دی"۔

آریہ سوامی جی کی تاریخ دانی پر تو آپ نے اعتراض کیا۔ لیکن اپنی تاریخ دانی پر غور نہ کیا۔ کیا محمود نے ہند کے زن و مرد کو لونڈی اور غلام نہیں بنایا؟ کیا اُس بت شکن نے کروڑوں کا مال غارت نہیں کیا؟ آپ کس کس تاریخ پر ہڑتال لگائینگے۔ اب سوال یہ ہے کہ تاریخ سے آپ ناواقف ہیں یا سری سوامی جی مہاراج اگر تاریخ سے بادشاہوں کی تاریخ ولادت۔ جہادی جنگوں کے خاص دن اور لڑائی کے خاص مقامات ہیں تو البتہ سوامی جی تاریخ کے پورے ماہر نہ تھے۔ لیکن اگر تاریخ سے مراد وہ سائنس ہے جو کہ انسانی خیالات کے مختلف اختلافات اور اُن کے تنزل اور ترقی کا پتہ دیتی ہے۔ تو سوامی جی زمانہ حال کے اعلےٰ درجے کے تاریخ دانوں میں سے تھے باقی رہا مکہ کا ذکر سو آپ نے ستیارتھ پرکاش کی اصل عبارت نقل نہیں کی ورنہ آپ کے اعتراض کی قدر و عافیت معلوم ہو جاتی۔ سومنات کی مورتی توڑنے اور وہاں کی لوٹ کھسوٹ کا حال لکھ کر سوامی جی لکھتے ہیں "آگے اور سب مال کو لادکے اپنے دیش کی اور (طرف) چلا" اس کے آگے محمود کے اتیاچاروں کا حال لکھ کر لکھتے ہیں۔ "جب مکہ کے پاس پہنچا تب انیہ (دوسرے) مسلمانوں نے کہا کہ ان کافروں کا یہاں رکھنا اچھا نہیں" وغیرہ وغیرہ" انصاف پسند ناظرین! آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ مولوی صاحب نے کس چالاکی سے مطلب اور کا اور ظاہر کیا ہے۔

مولوی صفحہ مذکور "سوامی جی کا ترجمہ چار ویدوں کا باوجود اتنے قومی جوش کے اب تک ناتمام ہے جبکہ خود سوامی کو عادل اور رحیم سرکاری خدا نے کامیابی کا منہ نہ دکھایا۔ تو دنیا کی اور غیر قومیں اِس ترجمہ سے کیا نفع اٹھا سکتی ہیں"۔

آریہ سوامی جی دس برس کے عرصہ میں وہ کام کر گئے۔ جو کہ محمد صاحب سے تیس سالوں میں بن نہ پڑا۔ محمد صاحب نے عثمان وغیرہ فصیح زبان دانوں کی مدد کے باوجود اپنی زندگی میں کوئی مکمل ہدایت نامہ اپنے پیرؤں کے لئے نہ چھوڑا اور نہ ہی رب المکہ نے اُنہیں اپنے حسب دلخواہ خلافت کی جانشینی کا فیصلہ کرنے کی وصت دی۔ برخلاف اُس کے سری سوامی جی مہاراج چاروں ویدوں کی بھومکا لکھ کر غیر مستند ترجموں کا نہ صرف فیصلہ ہی کر گئے۔ بلکہ یجروید کا سالم اور رگوید کے قریباً $\frac{3}{4}$ حصہ کا ترجمہ معہ تفسیر لکھ گئے اور اُن آرش گرنتھوں کا پتہ دے گئے جنکی مدد سے کہ ہر ایک آریہ بآسانی ویدوں کے اصلی معنوں کو سمجھ سکتا ہے۔ باقی رہا غیر قوموں کا معاملہ سو آریہ سماج کے ممبر اخباروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ سے ضروری وید منتروں کے ترجمے برابر شائع کرتے رہتے ہیں۔ سوائے اسکے ویدوں کی زبان ہی دیوبانی کہلاتی ہے وہ خود ملہم زبان ہے۔ یورپین سنسکرت دانوں نے اسے ام الالسنہ کا خطاب دیا ہے۔ پس اُسکی اختراع شدہ زبانیں دکھلائی دیتی ہیں۔ وے سب ویدوں کے اعلے معنوں کو صحیح طور پر ظاہر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے گو دیگر زبانوں کے ذریعہ سے ویدک دھرم پھیلتا رہا ہے (مثلاً ژند وغیرہ) اور آیندہ بھی پھیلتا رہیگا۔ لیکن یوگ ابھیاس کے ذریعہ سمادھی میں مگن ہو کر وید منتروں پر وچار کرانیوالوں کی ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ عادل اور رحیم پرماتما نے سوامی جی کو اُنکے مشن میں کامیاب کیا ویدوں کی اشاعت کے لئے انہوں نے ویدک منترالہ قایم کیا اور سینکڑوں آریہ سماج قائم کر کے وہ اپنا کام بہت سی پاک روحوں کے سپرد کر گئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ "پر خدائی کارخانے پر نظر کیجئے کہ دو ارب برس میں آج بھی دنیا میں کیا آریہ ورت کے اندر بھی نہیں نکل سکتے!!"

آریہ مولوی صاحب۔ یہاں آپکی تاریخ دانی کی بھی حد ہو گئی۔ گو آپ انگریزی زبان نہیں جانتے تاہم کسی محمدی گریجویٹ سے میکس مولر۔ ولسن۔ وھٹنی۔ راتھ اور دیگر یورپین سنسکرت دانوں کی تصانیف میں سے کچھ بھی اگر آپ سن لیتے تو ایسے بیہودہ دعوے کا آپ کو حوصلہ نہ ہوتا۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آریہ ورت کے رہنے والوں

کی زبان مہابھارت کے زمانہ کے کچھ عرصہ بعد تک سنسکرت ہی رہی۔ عام لوگ وید منتروں کے معنی سمجھتے تھے۔ اُنکے گوڑھ ارتھوں کے سنانیوالے بیسیوں سوکت کا رشی ہوئے براہمن گرنتھ کیا ہیں؟ ویدوں کی شرحیں۔ اوپنشد کا رشی کس کے گن گاتے ہیں؟ ویدوں میں دی ہوئی برہم ودیا کے۔ غرضیکہ ویدوں کی ۱۱۲۷ شاکھائیں انہیں کے گن گاتی ہیں یا ویدوں کی اُپداوستھا۔ اتھروید کی ویاکھیا کرتی ہے۔ کہاں تک لکھا جاوے۔ ویدوں کے اعلیٰ معنوں کے اظہار کرنیوالے ہزارہا رشی ہوتے رہے اس کل سامان کی موجودگی میں آپ کا بے سرو پا دعوےٰ کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ آجکل کے یورپین سنسکرت دانوں سے ہی پوچھئے وہ صاف جواب دینگے کہ باوجود سنسکرت زبان میں اعلیٰ درجے کی مہارت پیدا کرنے کے بھی وہ اب تک یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے وید منتروں کے ٹھیک ارتھ سمجھ لئے ہیں۔ مہابھارت کی لڑائی تک کے زمانہ کا حال تو ہم آپکو بتلا چکے اُس کے بعد شنکر آچاریہ نے ورن آشرم دہرم کو قائم کرتے ہوئے ویدوں کی اصلیت کا پرکاش کیا۔ اور اُنکے بعد اوٹ۔ ساین وغیرہ ویدوں کا بھاشیہ کرتے رہے آپکو قرآن کے ترجموں پر ناز ہے۔ لیکن کیا آپنے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ قصہ کہانیوں کا ترجمہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہوا کرتا۔ برخلاف اُس کے روحانی باریک باتوں کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کے لئے زبان بھی مکمل ہی چاہیئے۔

مولوی صفحہ ۵۵ "آجتک آریہ ورت کے تین ربع سے زیادہ قومیں شرعاً گو وہ شرح کیسی صحیح یا غلط کیوں نہ ہو۔ وید پڑھنے کے لائق خیال نہیں کی گئیں"۔

آریہ۔ مولوی صاحب کا اشارہ شاید پورانوں کے اُس حکم کی طرف ہے جس میں کہ استریوں اور شودروں کے لئے وید پڑھنے کی ممانعت ہے۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس بات سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ پورانوں کا یہ حکم شاستروں کے مطلب کے برخلاف ہے۔ یجروید کے ادھیائے ۲۶ منتر ۲ میں پرماتما کی خاص اجازت ہے کہ ہر ایک منشیہ خواہ وہ چانڈال ہی کیوں نہ ہو وید مقدس کا ادہکاری ہے۔ ہم شاستروں کے پرمان کیا پیش کریں۔ اول تو حکیم صاحب نہیں جو سمجھ نہیں سکینگے۔ دوم اگر سمجھ بھی تو اُنپر دیانندی حاشیہ چڑھانے کا دوش لگاویں گے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یورپین سنسکرت دانوں کی رائے پیش کیجاوے جنکے ترجموں کے حکیم صاحب خود مداح ہیں[1]۔ یہ بات ہرگز نہیں تھی کہ شودروں کو وید پڑھانیکی کوئی ممانعت ہو اور نہ ہی ایک آدمی جنم سے شودر مانا جاتا تھا بلکہ وہی آدمی شودر سمجھا جاتا تھا۔ جسکا آتما کہ روحانی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو اور ایسے انسان کو وید پڑھانا فضول تھا کیونکہ ویدوں کا دہرم یہ نہیں ہے کہ منتروں کو پڑھے یا وید پر زبانی ایمان لانے سے مکتی ہو جاوے بلکہ مکتی ویدوں کا مطلب سمجھکر اُنپر چلنے کیساتھ تعلق رکھتی ہے چنانچہ ہمارے دعوے کے ثبوت میں مشہور سنسکرت دان پروفیسر میکس میولر کی شہادت آپکی توجہ کے لائق ہیں۔ پروفیسر صاحب موصوف اپنی کتاب چپس فرام اے جرمن ورکشاپ حصہ اول کے صفحہ ۴۸۷ پر یہ ذکر کرتے ہوئے کہ دیگر مذاہب میں پاک کتابوں کے پڑھنے کا حق عام آدمیوں کو نہ تھا فرماتے ہیں "یہ ایک غلطی ہے جو کہ اکثر دوہرائی جاتی ہے۔ کہ براہمن لوگ سوائے اپنی ذات کے باقی سب سے ویدوں کو چھپائے رکھتے تھے۔ ایسا نہ تھا۔ ویدوں کے پڑھانیکا ادہکار وہ اپنی ذات کے لئے رکھتے تھے۔ لیکن زمانہ قدیم میں انہوں نے دوسرے اور تیسرے (یعنی کشتری اور ویشیہ) ورنوں کے لئے اور نیز پہلے (یعنی براہمن) ورن کے لئے ویدوں کا حفظ کرکے پڑھنا لازمی ٹھہرایا صرف چوتھے ورن (یعنی شودر) کو ادھکار نہ تھا۔ کیونکہ اُنکے ناستک ورتا کے وصف انہیں اس کام کے قابل نہیں کرتے تھے"۔

مولوی صفحہ مذکور "بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ خود تو دنیا کی عام زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے انہیں پسند نہیں کرتے"۔

آریہ۔ کیا اگر ایک کا ترجمہ اصل زبان کا ماہر نہ کرے۔ تو اس کے لئے یہ لازمی ہے کہ دوسروں کے غلط ترجموں کو پسند بھی کر لیوے اگر یہی آپ کا منطق ہے تو ع کار طفلاں تمام خواہد شد۔ ہم کیا کریں۔ یورپین مترجم خود قبول کرتے ہیں "چونکہ رگوید کے ترجمے انگریزی۔ فارسی اور جرمن زبانوں میں ہو گئے ہیں اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ وید ہمیں سکھا سکتے ہیں۔ ہم نے سب سیکھ لیا ہرگز نہیں ان میں سے ہر ایک ترجمہ آزمائشی طور پر کیا گیا ہے۔ گو میں نے مدات جو گذشتہ ۳۰ برسوں میں ۱۲ ضروری سوکتوں کے ترجمے دئے ہیں۔ تاہم میں نے صرف ایک نمونہ شائع کیا ہے ہم ابھی تک ویدک لٹریچر کی بیرونی سطح پر ہی ہیں" (دیکھو انڈیا۔ واٹ کین اٹ ٹیچ اس صفحہ ۱۱۲)۔ افسوس کہ جنکی حمایت پر آپ تلے ہوئے ہیں وہ تو اپنے ترجموں کی نسبت ایسی انکساری کا اظہار کریں۔ اور آپ زبان سنسکرت سے محض ناواقفیت کے باوجود اس قسم کے دعوے کریں!!!

مولوی صفحہ مذکور "بلکہ ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ بھی وہ (سوامی دیانند) اردو حرف میں منظور نہیں کرتے تھے اور اردو میں کیوں نہیں لکھواتے۔ ادہر وید کا عام فہم ترجمہ ہوا اُدھر دیکھو اسکا وہ سارا کارخانہ لم یکن شیئاً ہوا"!

آریہ۔ افسوس کہ آپ کو بہتان لگاتے ہوئے ذرا بھی تامل نہیں ہوتا یہاں بھی لکھ دیا ہوتا کہ "ایسے کان سے سُنا کہ دیانند جی ویدوں کا اردو ترجمہ پسند نہیں کرتے تھے"۔ سوامی جی نے کبھی یہ لکھا اور نہ کہا کہ ویدوں کا اردو میں ترجمہ نہ کیا جاوے اُنہوں نے ہندی میں ترجمہ کروا دیا۔ کیا ہندی عام فہم زبان نہیں۔ مولوی صاحب! خدا کے واسطے تعصب کو دور کرکے خیالی بلند پروازیوں سے باز آیئے اور واقعات کی بنا پر تحقیقات کیجئے۔ کل صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ۔ کل راجستان۔ کل ممالک متوسط۔ احاطہ بمبئی۔ علاقہ بہار اور بہت سا حصہ بنگال۔ پنجاب اور مدراس کا ہندی یعنی دیوناگری بھاشا بولتا ہے۔ باوجودیکہ کچہری کی زبان اردو ہے تاہم اس وقت بھی ہندوستان میں ہندی زبان سب سے زیادہ بولی جاتی ہے پھر جب اُس زبان میں ترجمہ ہونے سے ویدوں کی قلعی نہیں کھلتی۔ جب انگریزی زبان میں ترجمہ ہوتے ہی ویدوں کی دہاک زیادہ سے زیادہ بڑھتی گئی[1]۔ تو اردو سے اُسے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ لیکن دقت یہ ہے کہ اردو زبان علمی کوئی زبان نہیں فلاسفی اور سائنس کے خیالات کو ظاہر کرنے کے لئے جب اردو زبان میں الفاظ نہیں ملتے تو آتمک ودیا کے اظہار کے لئے کہاں سے الفاظ آجاوینگے۔ آپ ہی بتلائیے کہ پرکرتی۔ پرش۔ آتما۔ پردہان۔ انتہ کرن اور اُس کی برتیاں۔ اور اسی طرح کے دیگر ہزاروں اعلیٰ خیالات کے ترجموں کے لئے اردو زبان کونسے الفاظ دے سکتا ہے۔ جب لاطینی اور یونانی سی وسیع زبانیں ان خیالات کو ایک ایک لفظ

---

[1] چنانچہ حکیم صاحب نے اسی صفحہ پر فرمایا ہے "بھلا یہ بے انصافی نہیں تو کیا ہے؟ کہ خود ہندوستان کی عام زبانوں میں ترجمہ کرتے نہیں اور جو ترجمے فضلائے یورپ نے کئے ہیں انہیں پسند نہیں کرتے"۔

[1] واقعی پروفیسر میکس میولر فرماتے ہیں "جس طرح کہ زمانہ حال کی تاریخ نامکمل ہے بغیر زمانہ درمیانی کی تاریخ کے یا درمیانی تاریخ بغیر روما کی تاریخ کے یا روما کی نامکمل ہے بغیر یونان کی تاریخ کے اسی طرح ہم معلوم کرتے ہیں۔ کہ کل دنیا کی تاریخ نامکمل ہے۔ بغیر آریہ انسانیت کے اُس اول باب (رگوید) کے جو کہ ہماری لئے ایک لٹریچر میں حفاظت کیگئی ہے" (دیکھو۔ دی ایجن آف رلیجن صفحہ ۲۴۹)۔

میں ظاہر کرنے میں قاصر ہیں۔ تو اردو بیچاری کس لیکھے میں ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اردو میں اب تک ویدوں کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ جو سچائی کے متلاشی ہیں اُنکے لئے زبان کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی وے شوق سے پورشارتھ کرکے سچائی کو دریافت کر سکتے ہیں

مولوی صفحہ مذکور۔ میں نہایت راستی۔ سچائی اور صاف دلی سے چاروں ویدوں کا ترجمہ سننا پسند کرتا ہوں مگر کوئی صورت اتنی بھی نہیں نکل سکتی کہ ایکما سرسری طور پر ہی سُن سکوں جب کوشش کرتا ہوں اور ایک دو دفعہ ایسا ہو بھی تو آریہ مہربان بھائی سُنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں میں جھگڑا انصاف کر لو کہ کہاں تک تمہارا دل گوارا کر سکتا ہے کہ ایک مسلمان وید کی پوری ماہیت سے واقف ہو"

آریہ۔ ہر ایک آدمی جو کہ اپنی راستی۔ سچائی اور صاف دلی کی نمایش کرتا ہے۔ راستباز۔ سچا اور صاف دل نہیں ہوتا آپکا محض دعوے کافی نہیں۔ کچھ ثبوت بھی چاہیئے۔ افسوس کہ جرمنی اور فرانس اور انگلستان کے رہنے والونکو وید کے سننے کا موقع ملے۔ اور آپ اُس سے محروم رہیں واقعات بول رہے ہیں کہ آپکا تعصب آپکو ویدوں کے سننے کی اجازت نہیں دیتا۔ بھلا حکیم جی صاحب! وہ کون سے آریہ ہیں جو کہ آپکے وید سنانیوالے کی عداوت کو کھڑے ہو گئے؟ اور وہ آپکا وید سنانیوالا کون تھا؟ کیا حضرت قادیانی تو نہیں تھے؟ آپکے محمدی بھائی مولوی سید علی بلگرامی کو سنسکرت پڑھنے سے کسی نے نہ روکا۔ لیکن آریہ مہربانوں نے وید نہ سننے دئے کیا راج انگریزی ہے یا اورنگ زیبی حکومت ہے! آپنے سنہ ۱۸۹۰ء میں یہ الفاظ لکھنے تھے۔ براہ مہربانی فرمائیے تو سہی کہ اب تک آپنے ہندی کا ایک لفظ بھی سیکھا؟ کیا آپ چھ برسوں سے زیادہ کے عرصے میں ہندی پڑھکر خود سری سوامی جی کا بھاشیہ پڑھنے کے قابل نہیں ہو سکتے تھے اور اگر آپنے ہندی سیکھ لی ہے تو یجروید بھاشیہ اور رگوید بھاشیہ کی قیمت مطبع ست دہرم پرچارک جالندھر میں بھیجدیجئے۔ آپکو دونوں ویدوں کا بھاشیہ معہ ہندی ترجمہ مل جائیگا۔ یا اگر قیمت نہیں دینا چاہتے (کیونکہ دے نہیں سکنے کا تو سوال ہی نہیں ہے) تو لکھ بھیجئے بشرطیکہ آپکی ہندی دانی کے دونوں ویدوں کا بھاشیہ جہاں تک کہ چھپ چکا ہے آپکی نظر کرنیکو آریہ سماج کا ایک ادنیٰ خادم تیار ہے آپ خود اپنے دل میں جھجک کر انصاف کیجئے کہ قصور کس کا ہے۔

۲۱- مولوی۔ برہمو مذہب والوں نے آریہ سے زیادہ جلدی قدم اُٹھایا بہ نسبت آریہ کے بہت کچھ اسلام کے قریب آ گئے۔

آریہ۔ برہمو مذہب کے بانی مہاراجہ رام موہن رائے بیشک ست شاستروں کے مطالعہ سے بہت کچھ راستی پر آ گئے تھے مگر شراب اور گوشت خوری نے اُنکی طبیعت کو استقلال پر رہنے نہ دیا ورنہ اگر ان باتوں سے پرہیزگار ہوکر صراط المستقیم وید سے مستقل طور پر حق کی تلاش کرتے تو ضرور وہ سوامی جی کی طرح کامیاب ہو جاتے وہ اسلام کے قریب نہیں آئے تھے بلکہ آریہ سماج کے قریب تھے اور اسی واسطے اُنکے بعد بابو دیویندر ناتھ نے تجویز بھی کی کہ اُنکا آدی براہمہ سماج آریہ سماج میں مل جاوے مگر پھر کلکتہ آریہ سماج کی سستی سے یا لاپرواہی سے کامیاب ہوئے وہ درحقیقت آریہ سماج سے بہت ہی قریب ہے۔ نہ کہ معاذ اللہ محمدی اسلام سے۔

۲۱- مولوی۔ آریہ برہمو کے ساتھ اس لئے بھی شریک نہ ہوئے۔ کہ ذات پات کا امتیاز جو بدبختی۔ تکبر اور باہمی تنفر کا منشا ہے اور بنی نوع انسان کے اتحاد میں سخت حائل انداز ہے چھوڑ سکے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ وقتی جذب اس واسطے بھی نصیب نہ ہوا کہ دل صرف اللہ تعالیٰ کا طالب نہ تھا۔ دنیوی آسایش اور نیشنلٹی کا خیال قوت ایمانیہ پر غالب آ گیا۔ ایسے ہی اسباب نے نور فطرت اور سلیم کانشس کی بینائی کو دھندلا کر دیا۔

آریہ۔ آریہ برہموؤں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ کامل ناکامل کی ساتھ شریک نہیں ہوتا۔ جدھر صداقت زیادہ ہوتی ہے اُدھر کشش ہوتی ہے اسی واسطے برہم سماج کو آریہ سماج نے کھینچ لیا اور شاید بالکل ہی جذب کر لے۔ ہم ذات پات کو بالکل جنم سے نہیں مانتے بلکہ کرم سے مانتے ہیں جنم سے تو مسلمان مانتے ہیں۔ سید۔ مغل۔ پٹھان۔ کشمیری۔ جولاہے۔ ناگر۔ کھتری۔ خوجہ۔ دلال۔ راجپوت۔ قریش۔ وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کو اسی ذات پات نے بدظنی اور تکبر اور باہمی تنفر کے گڑھے میں گرایا۔ اور اسی نے ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم کر روز بروز اتحاد کی جڑ کاٹی۔ آریہ لوگ دنیوی آسایش کے اتنے طالب نہیں ہیں جتنے کہ مسلمان اور یہی سبب ہے کہ مسلمان مادہ کثرت ازدواج میں مبتلا ہیں اور فضول خرچ ہیں تمام نبیوں اور حواریوں اور اصحابوں یا امتیوں کا یہی حال ہے جتنی قریش کی عزت سید اور عرب کی عزت اسلام والوں میں ہے اور کہاں ہے اسی نیشنلٹی کے تاریک خیال نے تو قوت ایمانیہ اور نور فطرت اور ان کے سلیم کانشس کو دھندلا بلکہ سیاہ کر دیا۔ جتنی مشکلات کا ہم لوگوں کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے موجودہ زمانہ بلکہ شاید گزشتہ زمانہ کے کسی قوم کو مشکل سے کرنا پڑا ہوگا۔ افسوس کہ آپ کے تعصب کے مارے ہمارے اخباروں کو نہیں دیکھتے ورنہ ایسا کبھی نہ کہتے۔

۲۲- مولوی۔ ان نئے جاگنے والوں (آریوں) نے قصہ مختصر اسلام کے قریب آتے آتے روگردانی اور اجتناب کیا معلوم ہوتا ہے اور یقیناً ہے بھی یوں ہی کہ کسی شریر کی یہ خواہش کہ مجھکو بعثت کے دن تک مہلت دے منظور ہو گئی۔ اِس منظوری میں کیا حکمت ہے ایک جدا بحث ہے اور یہ فرمان بالکل سچ ہے کہ اُسے کہا گیا۔ یقیناً تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دیگئی۔

آریہ۔ جن دو آیات کا ذکر کیا گیا ہے یہ دونو قرآن میں شیطان کے حق میں ہیں۔ اور وہی آپنے یہاں آریوں کے حق میں لگائیں۔ ہم آپ کی طرح ایسے الفاظ نہیں استعمال کرنا چاہتے۔ خدا آپ کو جزا دے اور ایشور پرماتما آپکو ویدک دھرم کی ہدایت دے۔

۲۲- مولوی۔ اس گروہ نے جس کتاب کو کافی ہدایت نامہ یقین کیا۔ اس کے پورے سمجھنے والے پنجاب کے منتہا تک نظر کرو کہیں نہ ملیں گے۔ ویدک سنسکرت کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتے۔ مگر یہ کہے جاتے ہیں کہ ہماری ہی کتاب تمام علوم وفنون کی معلم اور استاد ہے۔ نبوت پوچھئے تو کیا ہوگا۔

آریہ۔ یہ آپکا کہنا تو ایسا ہے جیسا کہ بعضے مسلمان کہتے ہیں کہ جو قرآن کو بالکل صحیح پڑھے وہ شیطان ہے الانسان مرکب من الخطا والنسیان کے مطابق کچھ نہ کچھ غلطی آدمی سے ہو جاتی ہے۔ ابھی ۱۷۔ ماہ فروری سنہ ۱۸۹۲ء کے مباحثہ جموں میں معلوم ہو گیا کہ وید کے جاننے والے پنجاب میں کتنے ہیں۔ ہزاروں آدمی پنجاب میں وید سنسکرت کی عبارت بخوبی پڑھ سکتے ہیں اور بیسیوں کے قریب اچھی طرح سمجھنے والے ہیں۔ اور سیکڑوں ایسے ہیں جو روز سوچ سمجھکر وید منتر پڑھتے اور سندھیا گایتری کرتے ہیں ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مشہور اور بے نظیر فاضل وید پنڈت گورودت جی ایم۔ اے وفات پا گئے ہیں نہیں جانتا کہ آپکو ایسا سفید جھوٹ بولنے سے کیا حاصل ہے۔

۲۲- مولوی۔ اس کتاب کے وجود سے آریہ کے ماورا اور بلاد کے لوگ واقف بھی نہ تھے کس ملک میں وید کا ترجمہ پہنچا؟ آریہ صاحبو! کوئی مستحکم دلیل چھوڑ ما حصل شہادت ہی پیش کرو

آریہ۔ گزشتہ زمانہ میں جو کہ ۴۹۹ سے پہلے کا زمانہ ہے ایک وقت تمام دنیا میں آریہ دہرم تھا۔ وہ سارا مذہب مطلق متعلق مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ (وید اور آریوں کی قدامت) اب ہم آپ کو تھوڑے سالوں میں بتلائیں گے کہ وید کا ترجمہ کس کس زمان میں اور کس کس ملک میں پہنچا ہے۔ آریہ میگزین۔ انگریزی رسالہ نے یورپ اور امریکہ تک وید منتروں کا ترجمہ پہنچایا۔ اور اسی طرح آریہ پتر کا انگریزی اور ویدک میگزین نے

نمبر ۷۔ مولوی۔ اس مکذب نے تمام مباحث ضروریہ کو ایکجا جمع کرنا شروع کر دیا آریہ کے عام مذہب میں گو کاسہ لیسی۔ اور جوٹھا کھانا ناپسند ہے مگر اس شخص نے تمام عیسائیوں اور پادریوں کے اعتراض بھی بے تکے۔

آریہ۔ بے شک آریہ کے عام و خاص مذہب میں کاسہ لیسی اور جوٹھا کھانا ناپسند اور ممنوع ہے وجہ یہ ہے کہ اس مذہب کی بنیاد عقل اور علم پر ہے۔ پر اہل اسلام اپنے مذہب جس کی بنیاد صرف شخصی تقلید پر ہے اسی لئے جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی ایمان ہے اسی واسطے ہم نے کبھی بھی کاسہ لیسی نہیں کی اگرچہ مرزا صاحب نے عیسائیوں کے اعتراض جو قرآن پر اُن کی میز کا جوٹھا اٹھا کر اسکا نام اپنا الہام رکھا تھا پس ہم کو اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ ہم نے صرف جواب دیا۔ ہم نے وہ سارے اعتراض یا جواب اصلی کتابوں سے لئے ہیں نہ کسی عیسائی یا پادری کی تصنیفات سے جوٹھا کھانا اور کاسہ لیسی کا شیوہ اسلام والوں کو مبارک رہے۔ (غور سے اور ایمان سے دیکھو تکذیب براہین احمدیہ کل۔)

نمبر ۸۔ مولوی۔ عیسائیوں کے ایک ریویو نویس نے تکذیب کی مدح میں کئی صفحے سیاہ کئے ہیں ایک جگہ لکھتا ہے "تکذیب براہین احمدیہ ایسی دلچسپ ہے جب اسے ابتدا سے دیکھنا شروع کرو تو دل یہی چاہتا ہے کہ آخر تک دیکھ لیا جائے" سبحان اللہ کیا سچ ہے الم تر الی الذین الخ دیکھو قرآن کتاب والوں کو یقین لاتا ہے ہیں ساتھ بدکاروں اور نافرمانوں حد سے نکلنے والوں کے اور منکروں کو کہتے ہیں یہ اسلامیوں اور مومنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اگرچہ عیسائیوں میں ایسے منصف بھی ہیں جن میں سے ایک نے مجھے لکھا ہے کہ تکذیب کے ریویو سے اتفاق صرف صاحب ریویو کے سے مزاج والوں کا ہوگا۔ تکذیب براہین کو بندہ بھی دیکھ چکا ہے۔ مگر یاوہ گوئی کے میرے ہاتھ تو کچھ نہیں آیا۔ ہاں کوئی فحش سیکھنا چاہے تو اچھی کتاب ہے عیسائی اعتراض بہم پہنچا کر اپنی لیاقت منہ در جتائی ہے۔ ایسے مباحثہ سے چرخے کی کہانیاں اچھی ہیں۔

آریہ۔ اسلام کی صداقت اور آپ کے الہام کی وکالت ہو چکی۔ دیکھ لیجئے ایک منصف مزاج عیسائی نے اگر ہماری کتاب پر انصاف سے ریویو دیا تو اُسے آپ نے کتنا بُرا کہا اور صرف یہی نہیں مگر صفحہ ۳۹ پر بھی یہی رونا رویا ہے آپ تو بموجب صفحہ ۳ کے قرآنی آیت کی سند لیکر تہذیب سے گرنے لگے تھے کیا یہی تہذیب ہے جو آپ نے ہماری نسبت صفحہ ۳۰ پر لکھی ہے مکذب! آپ اپنی بناوٹ سے لئے بیٹھے کیسی قدر معقول ہیں مگر انسانی ملکی قومی ہمدردی سے آپ کو محروم نہیں کہا۔ آپ نے تصدیق براہین احمدیہ میں مکذب کا ہماری نسبت بہت سی کثرت سے استعمال کیا ہے کیا یہی تہذیب ہے تعصب سے ہماری کتاب کا نام بھی صحیح نہیں لکھا اور صحیفہ لکھ دیا کہ تنسوخ جمیع تنقید وغیرہ کا جواب ہے کیا یہ تہذیب ہے۔ جس حق پسند نے ہماری کتابوں کو پسند کیا اُس کو بھی گالیاں دیں کیا یہی تہذیب ہے کیا آپ نے عیسائیوں کو مشرک۔ بت پرست وغیرہ الفاظوں سے یاد نہیں کیا۔ کیا کوئی عیسائی کبھی مسلمانوں کو اہل کتاب فرماتا ہے یا محمد صاحب کو نبی پس یہ سارے خیالات خام اور تہذیب اسلام بیجا ہے ہندی ٹامسن ہادل صاحب فرماتے ہیں "لیکن بے دین و بے ایمان لوگ تعصب بیجا رکھنے کے مسیحی دین کی کسی چھوٹی سی دلیل کو بھی ذرا سی جنبش نہیں دے سکتے جیسا کہ مصنف فصل الخطاب کی بیہودہ بازیوں پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ جب وہ حق نظر دیکر خداوند مسیح کے چند بشارات پر حملہ کرتے ہیں اعتراض جمانے لگے اور اسی طرح سب باعث بے علمی تعصب بے جا کے بے سوچے سمجھے وہ حملہ تو کرتے ہیں اگرچہ کہ تعصب و ہٹ دھرمی کے سبب نور ایمان سے بے نصیب ہوتے ہیں۔

اور واضح رہے کہ بعض رسالہ محمدیوں کی ایسی ایسی کوششوں سے بخوبی روشن ہو گیا ہے کہ اب انکے پاس بجز مغالطہ دہی بیہودہ بازیوں کے اور کچھ بچا ہی نہیں رہا۔ کیونکہ آگے جب تک آپ کے ہاتھ تلوار تھی تو اس سے ایسا کام چلاتے انکو اپنے پیشوا کے ساتھ یوسی کے گرجے میں گاڑتے تھے لیکن جب سے تلوار چھین گئی تو یہ وطیرہ اختیار فرمایا کہ مغالطہ دہی اور دھوکہ بازی سے بیچارے سادہ لوحوں کو دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش فرماتے ہیں" (صفحہ ۴۷)۔

"مولوی صاحب یہ آپ کے قرآن اور سیدنا محمد صاحب کی غلطی ہے جو خیال کرتے ہیں کہ آدم وغیرہ کی کتابیں تھیں۔ نہ ہم اس بات کے مدعی اور نہ بتا سکتے ہیں کہ وہ اب کہاں ہیں۔ اگر بموجب دعوئے قرآن واحادیث محمدی انکی کتابیں کسی زمانہ میں تھیں تو آپ ہی بتائیے کہ وہ اب کہاں ہیں اور کس قوم کے پاس کتنی مدت تک وہ رہیں ورنہ قرآن و اقوال محمد صاحب کی درایت ہاتھ سے جاتی ہے۔" (صفحہ ۲۲)۔

پھر نورالدین صاحب کو مخاطب کر کے کہتے ہیں "افسوس کہ تعصب نے اُن کی عقل و بصارت کو کھو دیا۔" (صفحہ ۷۰ سطر ۲۰)۔

"اور طرفہ یہ ہے کہ مظاہر حق جلد ۲ صفحہ ۳۸۲ سے ثابت ہے۔ کہ سنگ اسود بڑا کام کرتا ہے کہ لوگوں کے گناہ اس پتھر پر مڑھے جاتے ہیں اور لوگ اس پتھر کو چوم چاٹ کے اپنے نامہ اعمال کی سیاہی روز روز اسے دے آتے ہیں پس یہ وہ کام ہے جو جبرئیل بھی محمد صاحب کے واسطے اُن کے دل کو بار بار دھو لے سے نہ کر سکا تھا۔ اور وہ سیاہی اُنکے دل میں جوں کی توں ہی رہی کہ جس کے سبب وہ نہ صرف موسوی تعلیم طلاق و متعہ و حلالہ و دیوار پرستی و سنگ اسود کی چوم چاٹ و جہاد و قتل و بہشت کے حور و غلمان وغیرہ کے موجد ہوئے بلکہ کبھی کبھی باغوائے شیطان بتوں کی بڑائی تعریف کر کے اُس پر شفاعت کا بھروسہ بھی کرایا کرتے تھے (دیکھو مظاہر حق جلد ۱ صفحہ ۳۵۹)۔ اور یہی سبب تھا کہ محمد صاحب لوگوں پر سے عذاب اللہ کا کچھ بھی دور نہ کر سکے تھے۔ (جلد ۴ صفحہ ۳۰۹۔ مظاہر حق)

پس اب محمدی صاحب بموجب عندیہ و غرض نہی مولوی صاحب کے مواخذہ کیوں نہ کہلاویں کیونکہ کعبہ اور بتوں کی چوم چاٹ سے جواب تک گزارہ چلتا رہا ہے صاف دنگی کا نام اکثر کا فر ہی سنا جاتا ہے (صفحہ ۹۱۶) پس جبکہ مولوی صاحب کی لیاقت و دیانت و ایمانداری کا یہ حال ہے تو پھر خداوند مسیح کی شہادت پر اعتراض کیوں نہ کئے جاویں۔ شرم! شرم! شرم!!! (صفحہ ۴۹ مظاہر حق)+

ضمیمہ

التماس آخری

اے ہمارے بچھڑے ہوئے ہندی بھائیو اور بھارت ماتا کے لخت جگرو! آریہ مسافر کا آخری تحفہ[1] میں تمہاری خدمت میں پیش کرتا ہوں آریہ مسافر نے جو خدمات تمہاری کی ہیں اُنسے تم بیخبر نہیں ہو تمکو عرب کی جہالت بھری تعلیم کے پنجہ سے چھوڑا کر ست دھرم کی روشنی میں لانا میرے مرحوم بھائی کا مشن تھا۔ تمہارے لئے کن کن تکالیف کو اُس نے برداشت کیا اور کیسی کیسی خطرناک آفتوں کا سامنا کرتے ہوئے تمہارے لئے ست دھرم کی منادی کرتا رہا آخر کار اسی پاک فرض کی ادائیگی میں ایک ظالم۔ مکار نے مار گرایا تھا

---

[1] گو تحفہ شہید کے سلسلہ میں چار دیگر ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں تاہم کیا علمی طرز سے اور کیا بلحاظ مضمون یہ کتاب آریہ مسافر کا آخری تحفہ سمجھا جاوے۔ ایڈیٹر

اُس نے سچے دہرم پر جان قربان کردی!

اے مومن ہونے کے دعویدارو! لیکھرام کا خون زبان حال سے تمہاری توجہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ دنیاوی عزت۔ دنیاوی ثروت۔ دنیاوی صحبت اور دنیاوی تعصب سب یہیں کے یہیں رکھے رہ جاوینگے۔ پرماتما کے حضور جب تمہارے کرموں (فعلوں) کا حساب ہوگا تو صرف ایک دہرم ہی مددگار ہوگا پھر کیا تم نہیں سمجھتے کہ یہ امول سمے مفت ضائع جا رہا ہے۔ دھرم (دین حق) سے بڑھکر اور کوئی مطالعہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی سچائی کے قبول کرنے سے بڑھکر کوئی عمل۔ ذرا غور کرو اپنے تنگ دایرے سے باہر نگاہ ڈالو۔ یورپ کے فاضل محقق متفق اللفظ ہوکر کہہ رہے ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب کا سرچشمہ وید مقدس ہے! عقل پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ نیایکاری (عادل) پرمیشور اپنے بندوں کو کسی زمانہ میں کبھی بغیر سچی ہدایت کے نہیں چھوڑ سکتا۔ جاہل سے جاہل آتما بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ پرماتما کا گیان کبھی معطل نہیں رہ سکتا اور اُس میں ردوبدل ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا عقل کل کو ناسخ و منسوخ سے کیا تعلق؟ ویدک سنسکرت زبان کی کاملیت ہی اس کے الہامی ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔ ایشوریہ گیان (علم آلہی) کو قصہ کہانیوں سے کیا تعلق دنیا کے کس حصہ میں ریفارمر نہیں ہوئے۔ اُنکی کس کس جگہ عزت نہیں ہوئی لیکن کیا اُنکی محدود تعلیم اور ان کے نامکمل عمل جو کہ خاص وقتوں اور خاص ملکوں کے لئے تھے۔ پرماتما کے اننت (بیحد) گیان اور اُس کی اننت مہماں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔

عرب کے وحشی ملک میں محمد صاحب نے بہت کچھ اصلاح کی گو انہوں نے بجائے کیول ستیہ (صرف سچائی) پر بھروسہ کرنیکے بارہا حیلے نامے کئے۔ قریش کی خاطر کبھی ان کے بتوں کو خدا کے وکیل ٹھہرایا اور پھر اپنے پیروؤں کی ناراضگی کے خوف سے اُس آیۃ کو منسوخ بتلایا کبھی (کمزوری کے زمانہ میں) حلم اور بُردباری کی تعلیم دی اور کبھی (طاقت پکڑنے پر) سیف پیغمبری پکڑلی۔ کثرت ازدواج کو قطعی روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوئے چار پر راضی نامہ کرلیا۔ بت پرستی کو دور کرتے کرتے لوگوں کو اپنی پیغمبری سے نفور دیکھکر کعبہ پرستی کا فتوے دیدیا۔ کہاں تک بیان کروں۔ محمد صاحب کا ایک عمل بتلا رہا ہے کہ وہ معمولی انسان تھے۔ اور ایسی ہی عقل سے کام کرتے تھے۔ جو کچھ انہوں نے اصلاح کا کام کیا اُس کے لئے تم ہی کیا ہر ایک حق پسند اُنکی عزت کریگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے جسقدر اُنکے افعال ناپسندیدہ اور مذموم تھے اُنکے لئے ہر ایک منصف مزاج افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا +

پیارے بھائیو! شرک کو کفر کہتے ہو۔ مشرک مت بنو دیگر ممالک کے بتوں سے منہ موڑتے ہوئے خاص سرزمین کے تعصب میں پھنسکر خاص بتوں کی طرف مت جھکتے پھرو۔ بھلا سوچو تو سہی کہ سنگ اسود اور شالگرام میں کیا فرق ہے۔ دونوں پتھر اور دونو بے زبان ہیں جو دلیل تمہیں ایک کی پرستش سے روکتی ہے کیا وہ دوسرے کو بوسہ دینے سے منع نہیں کرتی۔ بت پرستی تو صرف روشنی سے محروم کراتی ہے لیکن انسان پرستی اُس سے بڑھکر خطرناک ہے وہ صرف سچی روشنی سے ہی محروم نہیں کراتی بلکہ ٹھوکریں بھی کھلواتی ہے۔ محمد صاحب عرب کے جاہل اور وحشی بدوؤں کے پیشوا ہوسکتے تھے۔ لیکن تم تو تعلیم یافتہ ہو اور تہذیب کے مدعی۔ محمد صاحب کی تعلیم تمہیں کیا سکھا سکتی ہے۔ امیر عبدالرحمن کابل کے وحشیوں کے لئے بے نظیر حاکم ہے۔ لیکن کیا تم اُسے قبول کرسکتے ہو۔ ہرگز نہیں کیونکہ تمہاری قوم کے لئے مہذب گورنمنٹ ہی مناسب ہے۔ البتہ تم محمد صاحب کی تعلیم پر نئی روشنی کا خول چڑھاکر اُنکی اصلی بدصورتی کو چھپانا چاہتے ہو۔ لیکن یہ کب تک۔ دنیا کی تاریخ کا مطالعہ کرو۔ اور اُس سے سبق سیکھو۔ یورپ میں ایک زمانہ تھا کہ مذہب عیسوی کا بڑا زور تھا کوئی معقول سے معقول بات بھی برخلاف بائیبل کے سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ سائنس نے ترقی کرنی شروع کی اُسکی روشنی کے آگے بائیبل کو منہ چھپانا پڑا۔ متعصب پادریوں نے بائیبل پر اس نئی روشنی کا خول چڑھانا چاہا۔ دنیا کے بننے کے چھ دنوں کو چھ زمانے بتلایا۔ اسی طرح بہت سی دیگر الجھنوں کو بہتیرا سلجھایا لیکن کیا انہیں کامیابی ہوئی؟ یورپ کی مذہبی حالت سے پوچھو۔

تمہارے اپنے ملک میں تمہارے دیکھتے دیکھتے پرانوں کا مذہب کیسے زور شور پر تھا۔ ویدک سورج کے نکلتے ہی اُس کے اوسان باختہ ہوگئے۔ یہاں بھی یورپ کی تقلید میں۔ نہیں نہیں۔ یورپ کی تلقین سے پرانوں کا الکار اور استعارے ظاہر کرنا شروع ہوا مسنر اینی بیسینٹ سی فصیح عورت نے اپنا سارا زور اسی میں لگا دیا نتیجہ آپکے سامنے ظاہر ہے۔ زیادہ واضح کرنے کی ضرورت نہیں۔

اے میرے بزرگوں کی اولادو! پیارے آریوں کی سنتانو! عرب سے تمہیں کیا واسطہ اور سنگ اسود سے تمہارا کیا رشتہ۔ پرماتما کو ساری دنیا کا باپ سمجھو وہ نہ صرف بنی اسرائیل کا خدا اور نہ صرف عرب کے بدوؤں کا وہ صرف ابراہیم کا دوست اور نہ صرف مسیح کا وہ تو جڑ اور چیتن سبکا مالک ہے۔ اُسیکا پتہ وید مقدس دیتا ہے اُس کی شرن آؤ اپنے محدود خیالات کو وسیع کرو۔ اور کل بنی نوع انسان کو بھائی سمجھو۔ مہابھارت میں لکھا ہے

अय निज: परोऽन्यो गणनालघुचे
तसाम्। उदारचरितानान्तु वसुधैव कुटुम्बकम्॥

"یہ اپنا ہے یہ بیگانہ۔ یہ تنگ دلوں کا خیال ہے فراخدلوں کے لئے ساری دنیا ہی اپنا کٹمب ہے"! لیکن کیا تمہاری ہمدردی انسانوں تک ہی محدود رہنی چاہیئے کیا جانوروں کو ماں باپ نہیں؟ کیا حیوان غیر جنس ہیں؟ جواب دیتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

मित्रस्य चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम ॥

"ہر ایک جاندار کو اپنا مِتر سمجھو۔ کسی کو ایذا مت دو"! بھائیو! یہ سونے کا زمانہ نہیں ہے یہ کیا کوئی زمانہ کبھی سونیکا نہیں رہا۔ اس امولک جنم کو ویرتھہ (فضول) مت گنواؤ۔ ہٹ کو چھوڑکر۔ تعصب کو چھوڑکر بچپن کی تعلیم کے اثر سے بری ہوکر ایک مرتبہ سچائی پر غور کرو۔ مقابلہ وید اور قرآن تمہارے روبرو ہے۔ کسی پر اندھا وشواس مت کرو۔ اپنی عقل سے کام لو۔ اپنے آتما کی شہادت مانگو اور پھر جو حق ثابت ہو اُسے قبول کرو۔ ہے دنیا کے مالک اور تمام جیو آتماؤں کے شانتی دہام آپکی پرجا اسوقت دیاکل ہو رہی ہے آپکو اپنے انتہ کرنوں میں رکھتے ہوئے روم روم میں آپکی موجودگی کے باوجود آپکو بھولی ہوئی ہے آپکے سچے گیان اور آپکی سچی ہدایتوں سے بے بہرہ ہے۔ دیا ساگر! اپنی اپار دیا سے اُن کے دلوں کو دھلا دو تاکہ وے تمہارے سچے گیان کو حاصل کرسکیں۔ اوم شانتیہ شانتیہ شانتیہ

جالندھر شہر
۱۲ اگست ۱۸۹۷ء

ویدک دھرم کا ایک ادنیٰ سیوک
منشی رام جگیاسو

اشتہارات

ذیل کے دو اشتہارات پنڈت جی نے اسوقت نکالے تھے جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامی جوتشیوں کا ابھی صرف آغاز ہی ہوا تھا۔ ناظرین کی واقفیت کے لئے ہم

انہیں بجنسہ اس جگہ درج کرتے ہیں ۔

اشتہار اول

قادیانی شعبدہ۔ دنیا کھائے مکر سے روٹی کھائے شکر سے
لبریز تماشائے رخش کون و مکاں ہست فانوس خیال است کہ گویند جہاں است
بس جنس محقر بود ایں جان و دل من انداز نثارش نہ بہ نقدِ دل و جان است
یک قطرہ ز بحر کرمش ہست کہ بینی صد جوئے رواں ہم نہ پئے تشنہ لباں است
روزم ہم از وہست کہ در جنگ بداندیش
پیچ و خم تحریر ہمہ تیغ و سنان است

مرزا غلام احمد قادیانی بھی عجیب ڈھنگ کا بشر ہے جو ابتدائے اسلام سے آجتک امت محمدیہ میں پرفتنی اور مکاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ دن دہاڑے ایسی چال چلتا ہے کہ عقلا بھی چکرا جاویں۔ پچھلے شعبدے تو بذریعہ اشتہارات فرداً فرداً ایسے شایع ہو چکے ہیں۔ جنکا جواب اجتک قادیانی سے نہ بن پڑا۔ اب ایک اور طرفہ قصہ مذکور ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ جسکو عوام براہین احمقیہ کہتے ہیں صرف ایک روپیہ کی کتاب ہے۔ حضرت مذکور نے اس کی قیمت سو سو پچاس پچاس روپیہ لوگوں سے لیکر آیندہ اسکا تالیف کرنا اور طبع کرانا بند کر دیا کہ اُس میں مفاد کی صورت نظر آئی اب اور نیا رسالہ شروع کرکے لوگوں کے روپیہ لوٹنے کی نیت ہے چنانچہ ضمیمہ اخبار ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے واضح ہوا کہ رسالہ سراج بے نور طیار ہوتا ہے جس کے رد و قدح میں ہماری طرف سے بھی شعلہ پُر نور حسب الحکم خداوندی ملتا ہے بوقت شیوع ہدیہ ناظرین ہوگا بالفعل اشتہار ضمیمہ مذکور کے ملمع آمیز باتوں کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ اشتہار کی عبارت کے اول لفظ مرزا اور جواب کی ابتدا میں لفظ جواب تحریر ہوگا۔

مرزا۔ یہ رسالہ اس احقر نے اس غرض سے تالیف کرنا چاہا ہے کہ منکرین حقیت اسلام اور مکذبین خیر الانام کی آنکھوں کے آگے چمکتا ہوا چراغ رکھا جاوے۔

جواب۔ براہین احمقیہ کے چھ سو صفحے بھی اسی غرض سے سیاہ ہوئے تھے مگر افسوس کہ حقیت اسلام اور صداقت خیر الانام ظاہر نہ ہوئی۔ اُسکے سارے ساونی الہامات اور تین سو ساٹھ دلائل اور براہین احمقیہ کا لشکر لیکر خدا کا آنا اور قطب کی طرح اُسکا غیر متزلزل ہونا وغیرہ وغیرہ سب ثبوت رائیگان گئے اور سب نکمے ہو گئے اب سراج بے نور سے کیا اندھیرا چھائیگا یہ تو صدیقوں کے صرصر حملہ سے ایکدم میں گل ہو جائیگا۔

مرزا۔ اور بڑی بڑی پیشگوئیوں پر جو ہنوز وقوع میں نہیں آئیں مشتمل ہے۔

جواب۔ آج تک جتنی پیشگوئیاں درج براہین احمدیہ ہوئی ہیں اُن میں کیا خاک اوڑی ہے جو آیندہ نہ اُڑیگی نہ کسی کا نام و نشان ایک ہندو۔ ایک آریہ چند مسلمان مجہول عبارتیں الف الیلہ اور بدر منیر کی سی حکایتیں جھوٹھے قصّے فضول افسانے تمام کتاب خود ثنائی سے مملو خدا نے مجھے عیسٰی بنایا۔ میں نے موسے کے ساتھ کھانا کھایا۔ محمد صاحب حضرت علی فاطمہ اور حسنین میرے مکان پر آئے اور حضرت فاطمہ نے میرا سر اپنے زانو پر رکھا اور سب اولیاؤں سے برتر ہوں فلاں جگہ سے میرے پاس دس ۱۰ روپیہ آئے۔ فلاں شخص کا میں نے تپ دق کھویا اور یہ کہا اور وہ کہا۔ آنکھیں دیکھو تو نہ کسی کا سر نہ پاؤں طبع زاد قصے اور ابلہ فریب باتیں اور قادیانی دھوکھے۔

مرزا۔ خدا نے اس ناکارہ کو اپنے بعض اسرار مخفیہ پر مطلع کرکے بار عظیم سے سبکدوش فرمایا ہے

جواب۔ بھلا قرین قیاس بھی ہے کہ ناکارہ آدمی کو خدا نے اپنے مخفی اسرار بتا دئیے اور وہ اسرار یہ ہوں کہ مرزا کے پاس فلاں جگہ سے دس ۱۰ روپیہ آویں اور مرزا کے بیٹا ہو۔ اور مرزا کا فلاں دوست وکالت میں پاس ہوگا اور فلاں ماخوذ۔ بھلا حضرت قادیانی کی سبکدوشی کیونکر ہوئی جبکہ اعتراضات کا بھاری بوجھ اُسکی گردن پر ہے جس سے قیامت تک نجات وہم و قیاس سے افزوں تر ہے۔

مرزا۔ حقیقت میں اُسکا فضل ہے جسنے چار طرفہ کشاکش مخالفوں سے اس حقیر کو مخلصی بخشی ہے

جواب۔ اس کا نام فضل نہیں ہے بلکہ قہر ہے کہ آپکی ضلالت اور بطالت کا باعث ہو رہا ہے اور مخالفین سے مخلصی نہیں بلکہ شکنجہ عذاب میں گرفتاری ہے۔ جو آپکے حق میں نہایت موجب گریہ و زاری ہے۔

مرزا۔ یہ رسالہ قریب الاختتام ہے اور چند ہفتوں کا کام ہے۔

جواب۔ ہمکو بھی یہ الہام ہوئے ہیں کہ چند جھوٹھے قصوں کا اس میں التزام ہوا ہے جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے۔ بلکہ از اول تا آخر مجموعہ خیال ہے۔

مرزا۔ اس رسالہ میں تین قسم کی پیشینگوئیاں ہونگی اول وہ پیشینگوئیاں کہ جو خود اس احقر کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ دوسری وہ پیشینگوئیاں جو بعض احباب یا عام طور پر کسی ایک شخص یا بنی نوع سے متعلق ہیں۔ تیسری وہ پیشینگوئیاں جو مذہب غیر کے پیشواؤں یا واعظوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

جواب۔ یہ سب فریب ہے نہ کچھ رنج کا ذکر ہوگا نہ راحت کا نہ حیات کا نہ وفات کا اسی تعریف اور اپنے معاونوں کی توصیف جابجا درج ہوگی۔ انشاء اللہ بہنگام طبع ناظرین پر سب حقیقت کھل جاویگی جیسے براہین احمقیہ سے ظاہر ہے اور اُس کے مطالعہ الہامات سے باہر۔

مرزا۔ ہم نے صرف بطور نمونہ چند نامی آریہ صاحبوں اور چند قادیاں کے ہندوں کو لیا ہے جنکی نسبت مختلف قسم کی پیشین گوئیاں ہیں۔

جواب۔ چند نامی آریہ صاحبان وہ ہونگے۔ جنہوں نے مرزا کا مکر و فریب جو بذریعہ اشتہارات شائع کیا ہے اور قادیان کے ہندو وہ دس ساہوکار وہی معاہدہ کرنیوالے ہونگے۔ جنہوں نے علیحدہ اشتہار چھپوادیا تھا کہ ہم نے وعدہ ایکسال تک الہام دیکھنے کا کیا نہ ہم اُس کے الہام کو راست مانتے ہیں نہ سب مرزا کی جعلسازی ہے۔ خود ہی مسودہ بنایا۔ خود ہی نام لکھ دیا۔ خود ہی چھپوا دیا۔ اگر اپنی داب کو لیتے تو بہتر تھا۔ کیونکہ جگ بیتی سے آپ بیتی کا قصہ معتبر ہوگا۔

مرزا۔ اور اس تقریب پر یہ بھی خیال ہے کہ خداوند کریم ہماری محسن گورنمنٹ کو جسکی احسانات سے ہمکو یہ تمام فراغت حاصل ہے۔ ظالموں کے ہاتھ سے ایسی حمایت میں رکھے۔ روس منحوس کو مغلوب کرکے ہماری گورنمنٹ کو فتح نصیب کرے تاہم وہ بشارتیں اگر ملیں انکو درج کریں انشاء اللہ تعالیٰ

جواب۔ اس الہام میں مرزا شاید انگریزوں کی فتح اور روس کی شکست بتائیگا تاکہ انگریز خوش ہوکر اُسکو ثانی عیسیٰ مانیں مگر یہ خیال خام ہے۔ دانایان فرنگ ان فریبوں کو خوب جانتے ہیں اور ایسے شعبدوں سے بخوبی واقف ہیں ہاں اگر مرزا کو الہام کا دعوےٰ ہے تو جنگ روس و انگلش کا مفصل حال لکھے کہ فلاں مقام اور سنہ میں لڑائی ہوگی۔ اور فلاں فلاں مشہور اشخاص کام آوینگے اور فلاں گروہ مظفر و منصور ہوگا وغیرہ وغیرہ مفصل حال لکھکر دوسری براہین احمقیہ چھپوائے۔ تاکہ الہام کی حقیقت روشن ہو جاوے ورنہ ایک نجومی کا قصہ شاہد حال ہوگا۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ پر کوئی غنیم آیا اُسنے ایک نجومی سے پوچھا کہ اُنکے میری فتح ہوگی یا شکست نجومی نے کہا کہ آپکی فتح ہوگی۔ بادشاہ نے کہا کہ اچھا لکھدو۔ اُسنے فوراً لکھدیا۔ جب نجومی گھر میں آیا تو گھر کے لوگ اُسکو تنگ کرنے لگے کہ لکھ دینا مناسب نہ تھا عیب کی بات ہے خبر نہیں کیا ہو۔ اُسنے کہا میں نے جو کچھ کیا ہے سمجھ کے کیا ہے اگر اُسکی شکست ہوئی تو ہم سے کون پوچھے گا اگر فتح ہوئی

تو پانچوں گھی میں ہونگی۔ قادیانی نے یہی سمجھا ہوگا کہ اگر انگریزوں کو فتح ہوگی تو ہم ملہم بنے بیٹھے ورنہ خدانخواستہ غدر میں کون پوچھے گا۔ اور اس کے خیال میں جنگ کا بھی اُس کی زندگی میں ہونا بھی غیر ممکن ہو۔

مرزا۔ چونکہ پیشگوئیاں اختیاری بات نہیں کہ ہمیشہ خوشخبری پر دلالت کرے۔

جواب۔ شاید خوشخبری آپ کے مخالفوں کے لئے اختیاری نہیں اور اپنی ذات اور معاونین کے لئے زر خریدہ معلوم ہوتی ہے۔ اپنے معاونوں اور ذات خاص کی نسبت کوئی سچ سٹ بدبختی حیات اور ممات کا الہام نہیں دیکھا۔ خدا کا بھی یہ خوب قاعدہ ہے کہ یک طرفی ہی خبریں دیا کرتا ہے اور قادیانی پیمبر سے تیرو کا نول ڈرتا ہے۔

مرزا۔ اس لئے ہم از انکسار تمام ایسے مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ کسی پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار طبع پاویں۔ جیسی کہ خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت ہو تو اس بندۂ ناچیز کو معذور تصور فرماویں۔

جواب۔ عجز و انکسار کا کیا موقعہ ہے۔ عقلا موت فوت کی خبر سے ناراض نہیں ہوتے بلکہ احسان مانتے ہیں۔ مگر مکاروں سے ضرور نفرت کرتے ہیں۔ آپ کسی کی وفات حیات کا حال اگر درج رسالہ کریں تو ختم وا کر کے پہلے اپنی اور اپنی اولاد اور تمام کنبہ کو بھی اس خبر میں شامل کرلیں تاکہ راست سمجھی جاوے اور اگر صرف مخالفوں کی ہی نسبت دریدہ دہنی کی تو پھر ہمارے حملے بھی آپ جانتے ہی ہیں قبر تک بھی پیچھا چھوٹنا مشکل ہوگا اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر پیشگوئی مطابق پڑی تو پھر بھی شرماؤگے۔ ہاں پیشین گوئی تو اس کا نام ہے ہم کہتے ہیں کہ آپکی پیشینگوئی لغو ہوگی اور اُس کی بلا آپ کے سر پر پڑیگی۔

مرزا۔ بالخصوص منشی اندرمن صاحب مرادآبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ کی نسبت غالباً اس رسالہ میں بقید وقت و تاریخ کچھ ہوگا۔

جواب۔ چو حجت نماند جفا جوے را + بہ پرخاش درہم کشند روے را + بس حضرت جناب منشی اندرمن صاحب دام اقبالہم و اجلالہم سے مباحثہ تو کر چکے اب بھٹیاریوں کی طرح دست و گریبان ہو جانے پر آمادہ ہو جاؤگے اور دشنام دہی اور بد اندیشی پر آمادہ ہو جاؤگے ع مہ نور مے فشاند و سگ بانگ مے زند + ہر کسے بر خلقت خود مے تند + اگر آپ کو مخالفین کے ہی بارے میں خبر ہوتی ہے تو اہل اسلام میں سے ملا عبدالرحمن صاحب قصوری اور لودھیانہ و دیوبند کے چند علماء جنہوں نے آپ کے حق میں کفر کا فتوے لگایا اور محضر نامہ بھی بہ ثبت مواہیر تیار کیا آپ کی پیشین گوئی حیات و ممات سے کیوں محروم رہے یہ آپکی پبلک کو صاف دھوکے دہی ہے آپ میں یہ قدرت ہرگز نہیں کہ کسی کے بارے میں صریح خبر بقید تاریخ و وقت لکھ سکیں۔ محض طول و فضول پیچدار عبارتیں لکھنا آپکا شیوہ ہے جیسی کہ براہین احمدیہ میں پر کر رکھی ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ انشاء اللہ بروقت طلوع رسالہ مذکور ناظرین خود دیکھ لینگے۔ یہی الہام ہے بجائے پنڈت لیکھرام لکھدیا اب جدا پنڈت لیکھرام صاحب کی نسبت مخبر ہوا۔ جب وہ چھ ماہ قادیاں میں رہکر آپ کے الہام دیکھنے کے مدعی رہے اور طرح بطرح کے اشتہارات چھپواتے رہے اُس وقت کچھ نہ بن آیا اور زک اٹھاتے رہے۔

مرزا۔ ان صاحبوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہم دل سے کسی کے بدخواہ نہیں۔ خدا جانتا ہے ہم سب کی بھلائی چاہتے ہیں۔

جواب۔ صاحب خوب حاشا ہی کہ آپ جیسا کوئی بدخواہ نہیں۔ سچ تو یہ ہے آپکی خیرخواہی بدخواہی کا مول صرف پانچ سات روپیہ ہے جسے کچھ دیدیا اُسکے خیرخواہ ورنہ بدخواہی میں تو کچھ کلام نہیں

مرزا۔ اور بدی کی جگہ نیکی کرنیکو مستعد ہیں۔

جواب۔ آپ میں نیکی کرنیکا مادہ ہی نہیں آپکی نیکی علم لنشرح ہے کہ جن مسلمانوں نے کچھ نہ دیا اُنکو براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ وہ جیتے ہی مرجائیں اور جن نواب صاحب نے آپکی کتاب نہ خریدی اُنکی کیسی اہانت کی۔ مرزا امام الدین صاحب اپنے چچازاد بھائی کو تو آپ بجائے مشکوری دشمن جانی سمجھے کہ انہوں نے آپکو اس مکر و تزویر سے منع کیا تھا۔

مرزا۔ اور ہر طرح کی ہمدردی سے منور اور معمور ہے۔

جواب۔ سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد یہی ہمدردی ہے کہ بنی نوع انسان تو ایک طرف خاص اپنے حقیقی بھائیوں کی نسبت اپنے اشتہار کے آخری صفحہ کی تیسری سطر میں لکھے ہو کہ میرے جدی بھائیوں کی جڑ کاٹ جائیگی اور وہ لاولد رہکر ختم ہوجائینگے اور خدا اُنپر بلا نازل کریگا یہانتک کہ وہ نابود ہوجائینگے اُنکے گھر بیوؤں سے بھرجائینگے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا اور اپنی نسبت لکھا ہے کہ میری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلیگی اور میرے گھر برکتوں سے بھرجائینگے اور میری اولاد منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی وغیرہ وغیرہ۔ ناظرین غور کریں کہ یہ کس نوع کی ہمدردی ہے یا خودستائی و بے دردی ہے۔ ہمدردی تو اسکا نام تھا کہ جیسا مرزا نے لکھا ہے اس کے بالعکس لکھتا یعنی اپنی جڑ کا کٹتا اور آپ لاولد رہتا اور خود مورد بلا ہوتا اور اپنے گھر بیواؤں سے بھرتا۔ قطعہ

شنیدم کہ مردان راہ خدا — دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام — کہ با دوستانت خلاف ست و جنگ

مرزا۔ لیکن جو بات کسی مخالف کی نسبت یا خود ہماری نسبت کچھ رنج منکشف ہو تو ہم اس میں بکلی مجبور ہیں۔

جواب۔ ہاں اگر اپنی ذات اور عیال و اطفال اور موافقین و مخالفین کی نسبت کوئی خبر یکساں درج ہوگی تو بیشک باعث مجبوری ہے ورنہ قطعی مکر و فریب مفہوم ہوگا اور عام و خاص کی رائے میں قادیانی معلوم ہوگا۔

مرزا۔ ہاں ایسی بات کے دروغ نکلنے کے بعد جو کسی کے دل دکھنے کا موجب ہوگا۔ ہم سخت لعن طعن کے لایق بلکہ سزا کے مستوجب ٹھہرینگے۔

جواب۔ لعن طعن سے آپکو کیا ڈر ہے۔ بلکہ باعث کرّ و فر ہے آپکے معاونین کہا کرتے ہیں کہ لعن طعن سے ترقی مناسب ہوتی ہے۔ جیسے پچھلے پیغمبروں پر ہوتی رہی۔ اگر بصورت تخلف ہاتھ و زبان کٹوائے جانے کی شرط ہوتی تو بے شک دوسروں کے لئے کما ینبغی عبرت ہوتی سُنا گیا ہے کہ آپ کی طرح پہلے بھائی گھمن سنگھ ساکن موضع بچھوانہ علاقہ پٹیالہ نے بھی مہاراج کرم سنگھ صاحب سرگباشی والی ریاست پٹیالہ کی نسبت ایسی پیشینگوئی کی تھی۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُنکو بلواکر نظر بند کردیا تھا تاکہ مدت معینہ تک اگر میں زندہ رہا تو سمجھ لونگا ورنہ آپ غیب داں ہو چکے جب مدت مذکور گذر چکی اور حضور دام اقبالہم کا بال بیکا نہ ہوا تو بھائی صاحب کی زبان کٹوادی گئی۔ تاکہ یہ زبان پھر کسی کے لئے باعث دل آزاری اور موجب اضطراری نہ ہو سچ ہے

ع بہوش باش کہ سر در سر زبان نہی — زبان سرخ سر سبز میدہد برباد

اب تک تو امن چین رہی۔ لیکن پچاس برس کے بعد اب آپ میں وہی وصف پائے گئے مبادا کہ حکام انگلشیہ براہ سیاست آپکے حق میں بھی ویسا ہی سلوک کریں کہ ہر کس و ناکس غیب دانی کا مدعی نہ بنے قصہ کوتاہ رموز مملکت خویش خسرواں دانند۔

مرزا۔ ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہمارا سینہ نیک نیتی سے بھرا ہوا ہے۔

جواب۔ جبکہ آپکے نذیر و بشیر نے موافق آیات سورۂ تحریم کے قسم کھائی اور توڑ ڈالی

توآپکی قسم کا کیا اعتبار ہے جسکا فقط دو چار روپیہ پر مدار ہے نیک نیتی یہی ہے کہ جدی بھائیوں کی جڑ کاٹتے ہو اور ایسی نسل پھیلاتے ہو۔ ایک روپیہ کی کتاب کے سو سو پچاس پچاس لیتے ہو لوگوں کی طرف سے جعلی دستخط کر کے جھوٹے خط چھپواتے ہو بیویوں کے چھلے مرکیاں تک اتروالتے ہو کتاب چھپوانے کے لئے لوگوں سے روپیہ لئے اور عیش و عشرت میں اوڑا دئے۔ لوگو نکو زکوۃ نکالنے حج کرنے اور مسجد بنانے سے مانع آتے ہو اور جو آپ سے ملنے آتا ہے اُس سے پانچ چار نذر لئے بغیر بات نہیں کرتے اور یہی نیک نیتی ہے کہ مخالفین کو مرا چاہتے ہو اور یہی نیک نیتی ہے کہ جناب منشی اندرمن صاحب مرادآبادی کو رجسٹری شدہ اشتہارات بھیجکر مباحثہ کرنے اور الہام دکھانے کے لئے تین سو کوس سے بلوایا۔ جب حسب وعدہ روپیہ دینے پڑے تو فوراً بھاگ گئے اور ایسا عذر چھپوا دیا اور جب جناب منشی اندرمن صاحب ملتان کو تشریف لیگئے تو پھر جھوٹے اشتہارات کا جاری کرانا شروع کیا اور کہتے ہو جو مسلمان میرے قدم بقدم چلیگا اُسی کی نجات ہوگی اور وں کی نہیں اور اپنے تئیں سب اولیاؤں سے بزرگ تر بتلاتے ہو۔ لیکن کہ آپکی نیک نیتی کہاں تک لکھی جائے کہ ناحق ناظرین مطالعہ سے کلفت اٹھاویں آپکے اشتہارات و کتابات کچھ معمہ نہیں کہ دقت ہو ؎ ملا ماتیاں سارا امن خوب می شناسم، ایں جبہ عصا امن خوب مے شناسم

مرزا۔ ہمکو خدا نے نسبت اپنے بعض جدی اقارب کی نسبت اپنے بعض دوستوں کی نسبت بر بعض ایسے فلاسفر قومی بھائیوں کی نسبت اور ایک دیسی امیر نو وارد پنجابی کی نسبت بعض متوحش خبریں مثل موت فوت کے منجانب اللہ منکشف ہوئی ہیں جو بعد۔ عدہ لکھی جاینگی۔

جواب۔ مرزا آجتک تو آپکو ایسی نسبت کوئی خبر متوحش نہ ملی۔ خدا کو بھی جرأت نہیں کہ آپ کی نسبت بری خبر بھیجے۔ جو خدا کے مارے تمام خبریں فرح بخش و نشاط افزا بھیجتا ہے۔ بعض جدی آقارب سے مراد مرزا امام دین صاحب وغیرہ آپکے چچازاد بھائی ہیں جو آپکا مکر ظاہر کرتے ہیں دوستوں سے مراد قادیاں کے دس ساہوکار ہونگے۔ جنہوں نے آپکا بطلان کیا تھا اور فلاسفر قومی بھائیوں سے عبارت الوعبد الرحمن صاحب قصوری اور دیوبند اور لودہانہ کے بعض علماء سے ہوگی جنہوں نے کفر کا فتوٰے آپکے حق میں دیا۔ اور دیسی امیر نو وارد بھی کوئی ایسا ہی روشن ضمیر ہوگا جس پر آپ کی حقیقت کھل گئی ہوگی۔ اور جب منجانب اللہ انکی نسبت متوحش خبریں منکشف ہو چکی ہیں تو تعصب کس سے ہوگا اور منصف کون ہے گا محقق ہوں تو آپ جیسے ہوں۔ جو اللہ کی خبروں میں بھی متشکک ہیں ؎

نگہدار آں شوخ در کیسہ دُر   کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

مرزا۔ اور ایک کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر تقدیر معلق ہو تو دعاؤں سے ٹل سکتی ہے اس لئے رجوع کرنے والے مصیبتوں کے وقت مقبولوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جواب۔ آپ تو مقبولوں کے سرغنہ ہیں اور آپکی دعا تو تقدیر معلق کو با سہولت تمام ٹال سکتی ہے۔ ہم بھی چند نامی اشخاص کے نام لکھتے ہیں ذرا انکی مراد بھی پوری کیجئے نواب صاحب کوٹلہ کو تھوڑے دنوں سے خلل دماغی ہے۔ رامپور کے نواب کو پتھری وغیرہ کی بڑی مرض ہے۔ صدیق حسن خان بھوپال معزول ہیں اور انکی نسبت جو جو مقدمات اور تغلب مال سرکاری دائر ہیں اُنسے نہایت ملول ہیں انہیں کے متوسل ایک ناظم صاحب بجرم ظلم و تعدی دس سال کی قید میں مبتلا ہیں۔ جناب بیگم صاحبہ والی بھوپال صدیق حسن خان معزول کو تیس لاکھ روپیہ دیکر خارج کرنا چاہتی ہیں انکا ارادہ فسخ کیجئے۔ بیکٹ ریاست کے ایک معزز اہلکار مشتاق ہیں کہ ممبر کونسل ہو جاویں دعا کا لٹکا دکھلایئے تاکہ خزانہ ریاست سے آپکی خوب مدد کریں اور لوگوں کو دو دو چار چار روپیہ کی تکلیف نہ دیں اور ایک نائب ناظم ریاست پٹیالہ کی آنکھیں آپکے عنایت مطبع ایک ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ سے معالجہ میں جاتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پر احسان کیجئے۔ آپنے اُن سے ضرور ایک سال وعدہ بھی کیا تھا کہ ہم ضرور دعا کرتے ہیں۔ ایک سال کامل ہو گیا اب تو انکا بھی صبر آگیا ہوگا اور جانے دو شاہ برہما کی طرف توجہ کیجئے کہ انکو کوئی ملک ملجاوے۔ مرزا صاحب نے تحصیل زر کی ترکیب تو خوب سوچی ہے کہ پہلے لوگوں کو ڈراویں اور پھر دعا کے بہانے اُن کو لوٹیں۔ مگر میرا تجربہ تو یہ ہے کہ کوئی سادہ لوح بھی آپ کی کھوکھلی دعاؤں پر یقین نہ کریگا۔

مرزا۔ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو ٹھیک ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھکو اطلاع دیں تاکہ وہ پیشگوئی جسکے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جاوے اور موجب دل آزاری سمجھکر کسی کو اس پر مطلع نہ کیا جائے۔ اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دیجاوے۔

جواب۔ آپکی علت غائی یہ ہے کہ لوگ ڈر کر آپکی طرف رجوع لاویں اور بھینٹ چڑھاویں اور تحریریں بھیجدیں آپسے کوئی نہیں ڈرتا۔ بے تکلف جی کھولکر درج کیجئے ادہر ہمارا رسالہ بھی تیار ہو رہا ہے ہم بھی ایسا الہام سنائینگے اور غیب کی باتیں سنائینگے۔ مگر ناظرین کو آپکے الہامات کی قسم کہ کوئی صاحب سہواً یا عمداً کوئی تحریر مرزا کے پاس نہ بھیجیں۔ تاکہ مرزا کی افترا پردازی نہ ہوں۔ کہیں مومن خان کے شعر پر ناظرین صاحب عمل نہ کریں ؎

خواہم از درد فراق تو نبردار رسم   خوش کنم خاطر از وعدہ پشیمانیِ ترا

مگر مرزا صاحب! خود بھی خبردار رہنا کہ جیسے قادیان کے دس ساہوکاروں کی طرف سے جعلی خط مشتہر کیا تھا۔ کوئی قادیانی فریب سا کر درج رسالہ نہ کر دینا ہم منتظر ہیں فوراً آپکا کچا چٹھا کھولا جائیگا۔ مرزا نے اشتہار کے مشتہر کرنے میں یہ بھی سوچا ہوگا کہ دیکھیں کیا کیا اعتراض ہوتے ہیں تاکہ اس میں پہلو بچا لئے جائیں ؎

زمنجنیق فلک سنگ فتنہ مے بارد   من ابلہانہ گریزم در آبگینہ حصار

فریب کی بنیاد نہیں ہوتی ایک پہلو بچائینگے۔ دس پہلو اور نکل آوینگے افسوس کہ جن چیزوں کی افشاء کا خدا کا منشا ہو اور آپ اخفا کریں اور یہاں تو امورات دل آزاری کو چھپانیکا منشا ظاہر کیا ہے اور آخر صفحہ اشتہار پر دیکھو اپنے جدی بھائیوں کی نسبت کیا کیا سخت کلامیاں کی ہیں اور براہین احمدیہ میں کیا کیا بکواس بکی ہیں۔

مرزا۔ منجملہ اُن پیشگوئیوں کے جو مفصل اس رسالہ میں درج ہونگی پہلی ایک پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے آج ۲۔ فروری سنہ ۸۶ء میں برعایت اختصار کلمات الہامیہ نمونہ کے طور پر لکھی جاتی ہے۔

جواب۔ یہ محض خلاف ہے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی کیونکہ اس احقر کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی او تعالٰے کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے کسی وقت اور کسی مقرب یا خود او تعالٰے سے آپکا ذکر نہیں سنا۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر ہوا۔ تو آپکی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالٰے میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ او تعالٰے نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو ازل میں مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے اور زمانہ آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے۔ میں نے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا جو بندگان ایزدی کو گمراہ کرتا ہے فرمایا ابھی اُسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا

دیجاویگی میں نے عرض کی کہ پچھلے جنم میں وہ کون تھا فرمایا ایک لومڑی تھی جو مکر و فریب سے جنگل کے جانوروں کو کھایا کرتی تھی وہی مکر و فریب اُس کی ذات میں ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لوح محفوظ دکھلائی جس میں سب مکانوں سے اول نام نامی درج تھا میں نے عرض کی کہ خداوندا اُس نے بہ اشتہار جاری کیا ہے۔ کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں فرمایا محض جھوٹھ ہے جسنے کوئی الہام یا پیشگوئی اسکو نہیں بتلائی جو باتیں وہ لکھتا ہے یا لکھے گا اس کے برعکس ہوگا۔ تو جا اور بذریعہ اشتہار اس کا جھوٹ مشتہر کر تاکہ میرے بندے نجات پاویں۔ المامور صفحہ ۵۷۔

مرزا صاحب! میرے مضمون سے آپ کو رنج نہ ہو میں تو بتبلیغ حکم الٰہی عرض کر رہا ہوں۔ اگر کچھ میری بناوٹ معلوم ہو اور تصدیق مطلوب ہو تو جب آپ خدا سے ہمکلام ہوں پوچھ لیجئے گا۔ اگر ایماندار ہو تو فقرات الہامیہ کو مثل آیات قرآنیہ سمجھئے گا ورنہ آپ کو اختیار ہے ؎ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

مرزا۔ پہلی پیشگوئی۔

جواب۔ جبکہ یہ سب سے اول پیشگوئی ہے تو آپ کے ہی قول کے موافق اور تمام پیشگوئیاں جو اس سے پہلے درج براہین احمقیہ ہو چکی ہیں جھوٹی ہوئیں حالانکہ دروغگو را حافظہ نباشد ؏ جادو وہ ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے

مرزا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں

جواب۔ رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا۔ آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور ر ز میں امتیاز نہیں رکھتے ہیں۔

مرزا۔ تیری دعاؤں کو میں نے سُنا اور اپنی رحمت سے بپایہ قبول جگہ دی۔

جواب۔ خدا کہتا ہے جھوٹوں کا جھوٹا ہے میں نے کبھی اُس کی دعا نہیں سُنی اور نہ قبول کی۔

مرزا۔ تیرے سفر کو جو ہوشیارپور اور لودہانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔

جواب۔ خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا ہے آپنے شاید لودہانہ میں بتا کنجر کی سرائے میں چکلہ خانہ کے متصل فروکش ہونیکو مبارک سمجھا ہوگا۔

مرزا صاحب کو فرقہ طوائف بہت پاک معلوم ہوتا ہے کہ تمام شہر لودہانہ چھوڑ کر کنجر کی سرائے پسند کی اور براہین احمقیہ کی مد میں طوائفوں کا مال جو شرع محمدی میں قطعی حرام ہے شامل کیا۔ انبالہ میں تو مرزا صاحب نے پلیٹ فارم پر پولیس کے سپاہیوں سے دھکے کھائے اور پٹیالہ میں امراء اور وزرا سے خوب روپے اوڑائے۔ قصبہ منوڑ میں ایک برہمن سے مباحثہ کرنے میں ہار کر رات کو بھاگ آئے۔ مگر اس سفر میں اعلےٰ درجہ کی مبارکبادی کنجر کے مکان میں پائین ہونے کی ہوگی۔

مرزا۔ سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے۔ رحمت کا نشان تو صرف بتا کنجر کی سرائے تھی اور بس۔

مرزا۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔

جواب۔ الفاظ تو یہ تھے اے مکر و مکار تجھ پر آلام۔

مرزا۔ خدا نے یہ کہا تھا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ قبروں سے دبے پڑے باہر آویں۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصوعی کو فی النار کرونگا اور قبر سے نکالکر جہنم میں ڈالوں گا۔

مرزا۔ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔

جواب۔ آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ محض خیال خام تھا اور جسکا نام قرآن تھا وہ شرف و مرتبہ سے برکراں تھا۔ اب مرزا کی بدولت شرف و مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہوگا۔

مرزا۔ اور حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

جواب۔ مرزا ہی کے منہ سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ موجود تھا اور حق معہ اپنی تمام برکتوں کے مفقود۔ اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آویگا اور باطل جاویگا۔

مرزا۔ میں تیرے ساتھ ہوں۔

جواب۔ پہلے پیشوایان کے ساتھ کون تھا کیا شیطان نے عوان تھا۔ الغرض خدا کا یہ فرمان تھا کہ میں مرزا کا ساتھی نہیں اُسکا مددگار شیطان ہے۔

مرزا۔ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے رسول کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشان ملے۔

جواب۔ خدا کا ارشاد ہے کہ آریہ تو میرا دین ہے اور وید اقدس میری کتاب ہے برہما میرا رسول ہے۔ جن کا اُس پر ایمان ہے۔ وہ مومن اور میرے وجود کے قائل ہیں اور جو اُس سے منکر ہیں وہ کافر اور شیطان کی طرف مائل ہیں۔

مرزا۔ تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام لڑکا تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا۔

جواب۔ خدا نے یہ فقرہ سُن کر مسکرا کے فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا عرض کیا کہ میں دو سو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے فرمایا کہ مرزا بڑا غلام شہوت ہے۔ اب یہ پچاس سالہ ہے اور سلطان احمد اور فضل احمد اس کے دو فرزند حیات ہیں جن میں ایک ستائیس اور دوسرا چھبیس سالہ ہے باوصف اس کے ڈیڑھ سال ہوا کہ بندۂ شہوت ہو کر ایک جوان خوبصورت عورت سے اور شادی کی ہے۔ شبانہ روز کی دہکا پیل سے وہ حاملہ ہو گئی ہے اُس سے جو لڑکا پیدا ہوگا اُس کا نام پاک لڑکا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا واقعی لڑکا ہوگا۔ فرمایا نہیں لڑکی ہوگی مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اُسوقت مکر و فریب کھیلے گا اور اُسوقت ہم تجھکو اطلاع دینگے۔

مرزا صاحب! اب میرا سوال ہے کہ آپکے یہ لڑکا اسی دفعہ ہوگا یا دوسری نوبت الہام میں تاہم عبارت اصلی لکھی ہے کہ اگر اب کی دفعہ لڑکا ہو گیا تو الہام سچا ہوا ورنہ دوسری دفعہ کی تاویل بتاوینگے۔ کیوں صاحب اب خدا نے آپ کو پاک اور زکی لڑکا دینے کی بشارت دی ہے۔ کیا پہلے لڑکے دونو کریہ منظر ناپاک۔ غبی ہیں اور کیا اپنی ذریت سے ہونے میں کچھ شبہ بھی ہے۔ مرزا صاحب واقعی اب آپکے کمالات پیغمبروں کے ساتھ خوب مشابہ ہو چلے۔ محمد صاحب نے بھی ساٹھ سال کی عمر میں آٹھ دس سالہ حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔

مرزا۔ اُسکا نام عمواتیل اور بشیر بھی ہے۔

جواب۔ ہم نے سُنا۔ خدا کہتا ہے اُسکا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔

مرزا۔ اُس کو مقدس روح دی گئی۔

جواب۔ کیا آپ کو شاید شیطانی روح عطا ہوئی ہے اور اُسکی نسبت یہی کہنا چاہئے کہ ناپاک اور پلید روح دی گئی ہے۔

مرزا۔ وہ نور اللہ ہے۔

جواب۔ وہ دیو ظلم کہلاتا ہے۔

مرزا۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ آسمانی گولا نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا ہے۔

مرزا۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔

جواب۔ آجتک مرزاوی فرقہ میں عموماً اور مرزا صاحب پر خصوصاً قہر کا سایہ تھا جو اُس مغضوب ربانی کے سبب جہاں میں آیا تھا

مرزا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔

جواب۔ شاید وہ صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا۔

مرزا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اغوار شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کرکے واصل فی النار کریگا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑیگا اور اُسکا نام خر دجال ہوگا۔

مرزا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے

جواب۔ خدا اسے ناپاک بتلاتا ہے۔ جس کو شیطان نے اپنی شیطنت اور بے حمیتی سے بھیجا ہے

مرزا۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔

جواب۔ وہ نہایت غبی اور کودن ہوگا۔

مرزا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم رہیگا۔

مرزا۔ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ اس لئے معنے سمجھ میں نہیں آتے۔

جواب۔ خدا نے اُس کے معنے مجھکو بتلائے ہیں کان لگا کر سن لیجئے کہ ایک تو طلحہ اور دوسرے اسود عنسی نے پیغمبری کا دعوےٰ کیا تھا اور اب غلام احمد قادیانی کر رہا ہے یہ جنین بھی دعوےٰ رسالت کرکے تین کو چار کریگا قیاساً یہ صورت بھی ہو سکتی ہیں۔ ایک آپ دونوں آپ کی بیوگان۔ چوتھا وہ۔

مرزا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے غلام جان بدبخت خسرۃ الدنیا والآخرۃ مصدر باطل العاطل

مرزا۔ کان نزل من السماء۔

جواب۔ خدا کا یہ فرمان ہے کان الشیطان ورد عن الفلک مرزا اُس کا نزول تو آسمان سے ہوتا ہے آپکا اور آپ کے دونوں فرزند سابقہ کا نزول کہاں سے ہوا تھا۔

مرزا۔ جسکا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا آپ اور آپکے دونوں فرزندوں کا ظہور نامبارک اور قہر الٰہی کے ظہور کا باعث ہوا تھا۔ اُسکی نسبت کیا خدا کا یہی ایما ہے۔

مرزا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہے۔

جواب۔ آیا آپ اور آپکے دونو لخت جگر ظلم محض تھے جنکو خدا نے اپنے قہر غضب کے قطران سے متعفن اور گندہ کیا اُسکو بھی خدا اسی ہتھیلی کا بٹا بتاتا ہے۔

مرزا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس پر ہوگا۔

جواب۔ پہلے ثلاثہ کاملہ میں کسکی روحیں پڑی ہیں اور کس کے زیر سایہ ہے اُس کی نسبت تو خدا کا یہ فرمان ہے کہ اُس میں شیطان کی روح پڑیگی اور خدا کا غضب اُس پر برسے گا۔

مرزا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ محض جھوٹھ ہے جلد جلد تو مرغی کا بچہ یا چارپایہ کا نطفہ بڑھتا ہے اگر وہ اُسی کا بچہ ہے تو آہستہ آہستہ پرورش پائیگا۔ بھلا مرزا صاحب آپ کے قول کے موافق وہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہو جائیگا اور پہلا ثلاثہ ہفتہ میں کئی فٹ کا ہوتا رہا ہے۔

مرزا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔

جواب۔ کیا پہلا ثلاثہ اسیر کفروں کی قید کا باعث ہوا ہے اب خدا کہتا ہے وہ دائم الحبس ہوگا۔

مرزا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔

جواب۔ پہلا ثلاثہ کیوں گمنام رہا۔ اب خدا کہتا ہے محض خلاف ہے اُس رذیل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جانینگے۔

مرزا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔

جواب۔ ثابت ہوا کہ آجتک سب فرقہ اسلام کی برکت سے محروم ہیں اور مرزا صاحب کے ارد گرد سے بھی برکت معدوم ہے اب اُس برکت سے برکت پائینگے اور ایسا نام چمکینگے

مرزا۔ پھر اپنے نفس ناطقہ سے آسمان کیطرف اٹھایا جاویگا۔

جواب۔ کیا اُسکے سوا ثلاثہ سابقہ گنج قارون کی طرح تحت الثریٰ میں چلا جاویگا

مرزا۔ پھر بشارت دی تیرا گھر برکت سے بھر جائیگا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کرونگا۔

جواب۔ معلوم ہوا کہ اب تک ساحر قادیانی کا گھر نحوستوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور خدا کی کوئی نعمت اس پر پوری نہیں ہوئی جب پچاس سال تک محروم تو اب کیا مقسوم تھا۔

مرزا۔ اور خواتین مبارکہ سے جنمیں سے تو بعض کو اسکے بعد پائیگا تیری نسل بہت ہوگی۔

جواب۔ پچاس سال کی عمر ہو چکی ہنوز حوائیں کی آرزو باقی ہے۔ ع
سیاہی ز مو رفت و آرزو نہ رفت ۔ جب پچاس سال تک نسل نہ پھیلی تو اب ع
تراکہ دست لرزد گہر چہ دانی سفت ۔ اولاد پھیلنے کی کیا امید ہے ع پیری و صد عیب چنیں گفتہ اند ۔

مرزا۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔

جواب۔ شاید خدا کہتا ہے میں مرزا کی ذریت کو منقطع کرونگا اور نحوست دونگا مرزا صاحب آپ ہر ایک بات کو اُلٹی ہی سمجھتے ہیں ؎

نہ ہو کیونکر تمہارا کار الٹا تم الٹے بات الٹی یار الٹا

مرزا۔ مگر بعض اُن میں سے کم سنی میں فوت بھی ہونگے۔

جواب۔ بعض تو قادیانی ہے اصل میں کلمہ حکم ربانی تھا۔

مرزا۔ اور پھر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جاویگی اور وہ لاولد رہ کر ختم ہو جائینگے۔ یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے اور اُنکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے۔

جواب۔ خدا نے یہ الہام سنکر خفا ہوکر فرمایا کہ یہ پیشگوئی ہے نا فضول گوئی۔ جو بات مدتوں سے ظاہر ہے اُسکو چالاکی سے اپنا الہام بتاکر لوگوں کو ناحق دھوکے میں ڈالتا ہے اور اپنے جدی بھائیوں کا دل دُکھاتا ہے اسکے بعد خدا نے ایک کاغذ مرزا اور اُس کے جدی بھائیوں کا شجرہ نسب مع کیفیت مفصل لکھکر میری طرف ڈالدیا اور اشارہ واسطے مشتہر کرنے کے کیا۔ لہذا وہ شجرہ السابقین ارباب بصیرت کرکے ملتجی ہوں کہ سب صاحبان غور فرماویں۔ اور اس طرح اس قادیانی نے آج تک محض جھوٹے قصے بناکر درج اشتہارات کئے ہیں۔ جب خود خدا اُس کی کتاب پر گواہی دیتا ہے تو اب شک کیا ہے۔

شجرہ نسب غلام احمد قادیانی حسب ایماء ربانی

مورث اعلیٰ

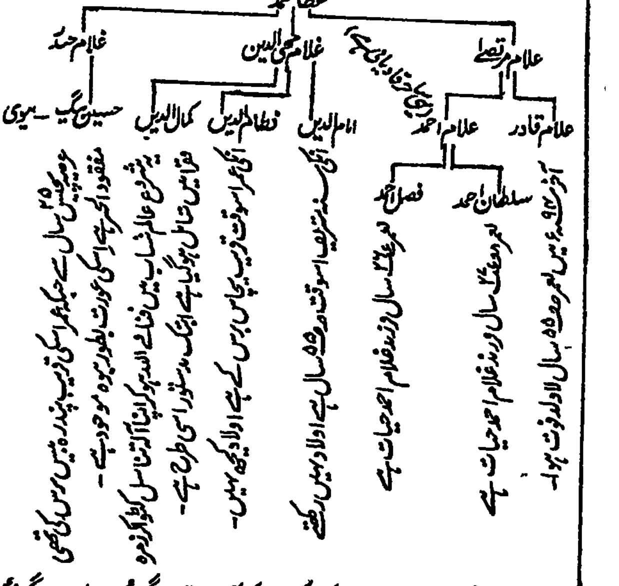
عطا محمد
غلام مرتضیٰ
غلام محی الدین
غلام حیدر
(جو بعد خدا دیا بیٹا ہے)
غلام قادر
غلام احمد
امام الدین
نظام الدین
کمال الدین
حسین بیگ ۔ بیوی
سلطان احمد
فضل احمد
آخر ۱۹۰۴ء میں بعمر ۵۵ سال لاولد فوت ہوا۔
بعمر ۴۵ سال ولد غلام احمد حیات ہے
بعمر ۴۲ سال ولد غلام احمد حیات ہے
فوت شد معترف اسوقت ورثہ ۵۰ سال ہے اولاد نہیں رکھتے
آخر عمر اسوقت قریب پچاس برس کے ہے اولاد کچھ نہیں۔
فقرا میں شامل ہوگیا ہے ابتک بے بیوی ہے دستور اسی طرح ہے۔
شروع عالم شباب میں فنافی الدین ہوکر ابتک ابتر نسل کو چھوڑ گزرہ
مفقود الخبر ہے اسکی عورت بطور بیوہ موجود ہے۔
عرصہ قریب ۲۵ سال سے جبکہ عمر اسکی قریب پندرہ برس کی تھی

اب ناظرین شجرہ نسب سے اندازہ کرسکتے ہیں کہ آیا یہ پیشین گوئی ہے یا بیہودہ گوئی۔ کیونکہ جس حالت میں کہ سوائے غلام احمد کسی کے گھر قدرت سے اولاد نہیں اور دو عورتیں بیوہ موجود ہیں اور جو مرزا امام الدین صاحب وغیرہ حیات ہیں اُنکے آگے باعث مُسن ہونے کے کچھ اولاد کی امید نہیں پھر یہ لکھنا کہ اُنکے یعنے میرے جدّی بھائیوں کے گھر بیوگان سے بھر جائینگے۔ کیسی صریح جعلسازی اور پبلک کو دھوکہ دہی ہے۔

مرزا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائیگا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد ہوگا۔

جواب۔ آج تک آپ کے اردگرد کوئی برکت نہیں پھیلی۔ نحوستیں ہی نحوستیں پھیلتی رہیں۔ اور قادیان جو آباد شدہ تھا آپ سے اُجاڑ و ویران ہوگیا ہے۔

مرزا۔ ایک ڈراونا گھر برکتوں سے بھر دیگا۔

جواب۔ کیا آج تک آپکا گھر نحوستوں سے خدا نے بھرا ہوگا۔

مرزا۔ تیری ذرّیت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی۔

جواب۔ آپ کی ذرّیت بہت جلد منقطع ہو جائیگی۔ غایت درجہ تین سال تک سرسبز رہیگی۔

مرزا۔ خدا تیرے نام کو اُس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کیساتھ قائم رکھیگا

جواب۔ خدا کہتا ہے۔ چند روز تک قادیان میں نہایت ذلّت و خواری کے ساتھ کچھ تذکرہ رہیگا پھر معدوم محض ہو جائیگا۔

مرزا۔ تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیگا۔

جواب۔ جب خود محمد صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو آپ کس باغ کی مولی ہیں۔

مرزا۔ میں تجھے اٹھاؤنگا۔

جواب۔ آپ اٹھانے کے ہی قابل ہیں۔ میری بھی یہ دعا ہے کہ بہت جلد اُٹھائے جاویں اور درکات میں ڈالے جاویں ؎

طالبے را خفتہ دیدم نیم روز
گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ

مرزا۔ تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھیگا۔

جواب۔ کیا آپ کے سوا محمد صاحب اور سب پیغمبروں اور پیشوایان اسلام کا نام صفحہ ہستی سے خود مفقود ہوگیا جو آپکا بھی جرچا رہیگا۔

مرزا۔ اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کے فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ سب ناکام رہینگے اور ناکامی کے ساتھ مرینگے۔

جواب۔ بقول مرزا آجتک تو کوئی اُسکا مخالف اور مکذب ناکامی اور نامرادی سے نہیں مرا۔ تو کیا خود محمد صاحب کے مخالفین و مکذبین کا بال بیکا بھی نہ ہوا بلکہ ہفت اقلیم کے مالک بن رہے ہیں پس آیندہ بھی مرزا اور اُس کے پیشواؤں کے مخالف اسی طرح شادکام رہکر سرکوبی اور گوشمالی کرتے رہینگے اور بذریعہ اشتہارات بحکم خداوند تعالےٰ مکاروں کے مکر ظاہر کرتے رہینگے +

مرزا۔ لیکن خدا تجھے کلی کامیاب کریگا اور تیری مرادیں تجھے دیگا۔

جواب۔ آجتک تو آپ کلی ناکام ہیں اور ساری مرادوں سے محروم تام جب اس عمر تک ایسی ناکامیابی رہی ہے تو آیندہ بھی یہی نامرادی رہیگی اور کوئی امید نہ بر آویگی۔

مرزا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤنگا اور اُن کے نفوس و مال میں برکت دونگا۔ اور کثرت بخشونگا۔

جواب۔ اتنک تو آپکے خالص اور دلی محبوں کا گروہ گھٹتا رہا ہے اور اُن کی جانیں اور اُن کے اموال برباد ہوئے۔ آیندہ بھی خدا کہتا ہے خسر الدنیا والآخرۃ ہونگے۔

مرزا۔ اور وہ مسلمانوں کے اُس دوسرے گروہ پر تا روز قیامت غالب رہینگے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔

جواب۔ آپکا گروہ ہی کیا ہے ایک لالہ شرمپت رائے پیشگوئیوں کے گواہ دوسرا عبداللہ سنوری اور دو ایک ایسے ہی ٹکر خورے جس سے دو چار روپیہ ملگئے اُسکی مدح کردی ورنہ قدح اور آپنے فریب سایا وہ گواہ بنگئے۔ آپنے سارا طریقہ محمد صاحب کا اختیار کیا ہے اُنہوں نے قرآن بنایا اور خدا کے ذمہ لگایا۔ آپنے براہین احمقیہ لکھی اور خدا سے عربی اور انگریزی سیکھی اُن کے چار صحاب تھے آپکے چاروں مددگار ہیں انہوں نے خودستائی سے قرآن پر کیا۔ آپنے اپنی تعریف سے براہین احمدیہ کو ملو کیا۔ انہوں نے پیش گوئیاں کرنے کا دعوے کیا آپنے بھی وہی شیوہ اختیار کیا اُنہوں نے پیرانہ سالی میں خدا کے حکم سے شادی کی آپنے بھی اسی طرح خدا کے حکم کی آڑ لی۔ اتنی گنجایش یہاں تھی اور تفصیل قاطع براہین احمدیہ میں ہوگی۔

مرزا۔ خدا اُنہیں نہیں بھولیگا اور فراموش نہیں کریگا۔

جواب۔ مرزا کے قول سے ثابت ہے کہ خدا کے مزاج میں بھول اور فراموشی بھی ہے۔ کسی کو مخلوقات میں سے جانتا ہے کسی کو نہیں پہچانتا ہے۔ پس کیا عجب ہے کہ اگر بھول کر مرزا اور اُس کے معاونوں کو فی النار کردے اور اُس کے مخالفوں اور مکذبوں کو جنتی بنادے۔

مرزا۔ علےٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔

جواب۔ آجتک جس قدر آپ کے مخلص ہوچکے کیسے کیسے اجر لعو ملام کے پاچکے ہیں آیندہ جو ہونگے۔ ایسے ہی کیفر کردار پائینگے۔

مرزا۔ تو مجھ ایسا ہے۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل۔

جواب۔ خدا کہتا ہے بلکہ اُن سے بڑھ کر جیسے جو جو مکر و فریب مرزا کی ذات میں گوندھے ہوئے ہیں۔ اُن کو عشر عشیر بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

مرزا۔ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب۔ دور و تسلسل کے سوائے سوال یہ ہے۔ کہ پہلے کون باپ سا تھا۔ اور والدہ شریفہ کا کیا نام تھا۔ خوب! عیسائی تو فقط حضرت عیسےٰ ابن مریم کو روحانی خدا کا فرزند و تن بتلاتے تھے یہ حضرت پیغمبر قادیانی خوب پیدا ہوئے کہ نہ فقط خدا کے زن و فرزند ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ خود خدا کا باپ بھی بنا چاہتے ہیں۔

مرزا۔ وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالیگا۔ یہاں تک کہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔

جواب۔ خدا کہتا ہے کہ وقت بہت اقرب ہے کہ حکام وقت تجھے ملتوذا اور فریب و افترا پردازی کی سزا دینگے۔ اور لوگ تیرے نام سے نفرت کرینگے اور لاحول پڑھینگے۔

مرزا۔ اے منکرو اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہمنے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو۔

جواب۔ قادیانی خدا کا ارشاد ہے کہ میں نے تجھ پر کچھ فضل و احسان نہیں کیا نہ کوئی رحمت کا نشان بھیجا۔ یہ سب تیری کارسازی ہے اور سراسر جعلسازی اور خدا کا یہ بھی فرمان ہے کہ میں نے جو فضل و احسان کیا ہے سب آریوں پر کیا ہے اور وقتاً فوقتاً انہیں کو الہامات اور رغبت کی خبروں سے اطلاع دی ہے۔ اور سب فرقے جھوٹے مدعی ہیں۔ یہ بشارت خدا تعالےٰ نے ہمکو دی ہے اگر آپکو اسمیں کچھ شک ہو تو اس کے مقابل کوئی دلیل پیش کیجئے ورنہ خدا سے ڈرنا چاہیئے وہ بڑا قادر مطلق ہے جھوٹوں کو بہت سزا دیگا اور گوناگوں عذابوں سے معذب کریگا۔

عذر۔ مرزا صاحب! اس اشتہار میں جو کچھ احقر نے عرض کیا ہے حرف بحرف خدائے تعالےٰ کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اور اُسکے حکم سے کسیکو گریز نہیں کیونکہ وہ احکم الحاکمین ہے پس آپ اور آپ کے معاونین اس معروضہ کو پڑھکر رنجیدہ دل اور کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ المامور معذور۔ بقول ؎

گرچہ تیر از کماں ہمے گذرد
از کماندار بیند اہل خرد

الراقم مولف قاطع براہین احمقیہ
از پنجاب پھاگن سُدی ایکادشی سمت ۱۹۴۲ بکرمی مطابق ۱۸۔ مارچ ۱۸۸۶ء

اشتہار دوم

قادیانی کرامت کا لٹکا۔ غلام احمد قادیانی کے پہلے مکر و فریب بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکے ہیں۔ اب نیا گھڑنت کرکے ۲۲۔ مارچ ۸۔ اپریل کو اور دو اشتہار دروغ بے فروغ لے دریے جاری کئے ہیں۔ چونکہ ہم بھی جناب قادر مطلق سے اس کے افشاء راز پر مامور ہیں۔ اس لئے فقرہ فقرہ کا حسن و قبح ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہیں۔ عبارت اشتہار کے اول لفظ **قال** اور ابتدائے جواب میں کلمہ **اقول** ہوگا۔

اشتہار اول ۲۲۔ مارچ۔ **قال**۔ میرے اشتہار ۲۰ فروری پر جسمیں ایک پیشگوئی دربارہ تولد فرزند درج ہے۔ حافظ سلطانی کشمیری اور صابر علی سکنائے قادیان نے نواب بیگ و شمس الدین و غلام علی ساکنان ایضاً کے روبرو یہ دروغ برپا کیا کہ ہماری دانست میں ڈیڑھ ماہ سے ذمی طمع کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ قول انکا سراسر دروغ ہے **اقول**۔ دروغ گویم بر روئے تو اسی کا نام ہے اور ہاتھیر سرسو حمائی آپ ہی کا کام صابر علی اور حافظ سلطانی کا حوالہ محض جعل ہے یہ بات اُنہوں نے ہرگز نہیں کہی بلکہ بعد چھپنے اشتہار کے جو انہوں نے غلام احمد سے اس الہام کا ثبوت چاہا کہ تمہارے پاس کس نے کہا ہے ہمارا مقابلہ کرائیے۔ غلام احمد سے کوئی جواب بن آیا اور شرم کے مارے سر جھکایا۔ شمس الدین وغیرہ میں کس کی گواہی کا یہ حال ہے کہ شمس الدین تو حلفاً یہ بیان کرتا ہے کہ غلام احمد نے محض جھوٹ لکھا ہے حاشا ثم حاشا میں ہرگز اس بات کا گواہ نہیں اور نہ صابر علی وغیرہ نے کچھ کہا ہے اور نواب بیگ آدمی باطل اور مرزا کا خدمتگار ہے پس اُسکی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ علےٰ ہذا غلام علی مرزا کا قریبی رشتہ دار ہے شب و روز اُسکی بھلائی اور بہتری کا خواستگار ہے۔ اے ناظرین کے ہاتھ انصاف ہی اور مرزا کا جھوٹ صاف ہے اگر کسیکو اسمیں شک ہو تو قادیاں جاکر متحقق ستیک ہو۔

قال۔ جب سے وہ نہ مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ **اقول** کیا آپ دین اسلام کے بانی مبانی ہیں اور موجد مسلمانی جو آپ پر حملہ کرنے سے سب مسلمانوں پر حملہ آور محمول ہوتے ہیں۔ حالانکہ کوئی مسلمان آپ کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ بلکہ کھلم کھلا بدعتی بتلاتے ہیں اور کفر کا فتوے لگاتے ہیں۔ **قال**۔ اسلئے ہم اُنکے قول دروغ کا رد واجب سمجھ کر عام اشتہار دیتے ہیں۔ **اقول** اُن کا یہ قول ہی نہیں یہ سب آپکی بناوٹ ہے۔ پس گویا اپنے قول کا آپ ہی رد کرکے مشتہر کرتے ہیں ؎ خیالاتِ نادان خلوت نشیں + بہم برکند عاقبت کفر و دیں۔ **قال**۔ کہ آج ۱۲۔ مارچ تک ہمارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ آج کل کی کیا خصوصیت ہے بلکہ ابد تک آپکے کوئی لڑکا پیدا نہ ہوگا جیسے عرصہ ہوا بذریعہ اشتہار مفصل شائع ہو چکا ہے **قال**۔ بجز لڑکوں کے جن کی عمر میں بائیس سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا۔ **اقول**۔ مرزا کی کوئی بات خالی از مکر و فریب نہیں لڑکوں کی عمر میں بائیس سال سے زیادہ مبہم عبارت میں لکھی ہے۔ حالانکہ ایک کی عمر ستائیس سال کی۔ دوسرے کی پچیس سال کی ہے وجہ اس فریب کی یہ ہے کہ لوگ لڑکوں کی عمر سے اُسکا عالم پیری سمجھکر مطعون نہ کریں کہ مرزا مطیع شہوت ہے **قال**۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا حسب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا **اقول** یہ خوب ماجرا ہے کہ مخالفین کے مرنے کا تو آپکو بقید تاریخ و وقت الہام ہو اور اپنے گھر لڑکا پیدا ہونے میں سال کا بھی اعلام ہو ؎ چوں ندانی کہ در سرائے تو چیست۔ تو بر اوجِ فلک چہ دانی چیست + یہ صریح آپکی جعلسازی ہے۔ اگر خدا سے الہام ہوتا تو کیا وہ تاریخ اور وقت بتلانے پر قادر نہ تھا اور اتنا تغیر و تبدل نہ کرتا حالانکہ پہلے اشتہار میں صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ آپکو مقدس روح دی اور روح آسمان سے روانہ کر چکی ہے۔ پہلے کہا ہوگا ابھی ہوگا۔ نو برس کی میعاد کی پھر عنقریب بتلا کر اسے حمل سے وعدہ کیا۔ خاک یہ اوڑی کہ بجائے عمنوائیل مرد کے لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے یہ بھی طے ہو گیا کہ نو برس تک آیا اور آپکی بیوی زندہ رہیگی۔ ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپکا سب خاتمہ بتلاتا ہے جب آپ ثانی عیسےٰ اور ہدایت خلقت کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو آپکو سچا کرنے کے لئے اسی حمل سے خدا فرزند کیوں نہیں دیسکتا اگر یہی بات ہے تو پہلے اشتہار میں یہ قید نو برس کی چاہیئے تھی۔ بلکہ یہ بھی کہ حمل موجودہ سے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہم پہلے اشتہار کے رد میں لکھ چکے ہیں کہ یہ مہمل عبارت اس لئے گانٹھی ہے کہ اگر اب لڑکا نہ ہوا تو آیندہ کے لئے تاویل بنائینگے سو وہی ہوا جب مردہ لڑکی کا پیدا ہونا خمیہ معلوم ہو گیا تو فوراً نو برس کا بہانہ بنا لیا اور اسکا کیا ستم کہ اُسی لڑکی

خدا ایسا ایسا کریگا۔ کیا پہلے دونوں ورودوں میں اُس جوان عورت کو اپنے نکاح میں لائے ہو اس کے اطمینان کے لئے وعدہ فرزند مذکور کا مضمون گانٹھا ہے۔ لیکن وہ ایسی باتوں سے ہرگز خوش نہ ہوگی۔ **قال** خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائیگا۔ **اقول** اسکا نام الہام نہیں بلکہ خیال خام ہے بھلا اگر اس مدت میں بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر بھی شرماؤ گے یا کوئی اور بہانہ بناؤ گے یا خدا پر جھوٹے الہام کا الزام لگاؤ گے بہرحال جس نے کہ مرزا کے دل میں یہ فقرہ ڈالا ہے وہ صحت منطقی سے بے بہرہ ہے لفظ عرصہ مدت کے معنے سے مُعرّا ہے۔ **قال** اور یہ اتہام کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہو گیا ہے سراسر دروغ ہے۔ **اقول** سچ تو یہ ہے کہ نہ اس اتہام کی اصل ہے نہ کسی قسم سے نقل ہے۔ یہ سب آپ کی بناوٹ ہے اچھا ڈیڑھ ماہ سے تو پیدا ہونا جھوٹ تھا اب ۱۵ اپریل کو مردہ دختر کا پیدا ہونا بھی جھوٹ ہے مرزا صاحب آپکا جھوٹ کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ اگر ایک تاویل بناؤ گے تو سو جگہ الزام کھاؤ گے ع دروغ اے برادر مگو بے بہار و بے فروغ جز بالآخر شرمسار۔ **قال**۔ ہم اس دروغ کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں الخ **اقول**۔ لوگوں کا دروغ آپ سے اب تک ثابت نہ ہو سکیگا۔ البتہ آپکا دروغ بات بات میں طشت ازبام ہو رہا ہے ابھی دیکھئے بجائے عنموائیل دختر مردہ کا قدم محبس میں آ گیا **قال**۔ اپنا شبہ رفع کرنے کے لئے ہمارے سسرال میں چلا جاوے اگر کرایہ نہ ہو ہم اُسکو دیدینگے۔ **اقول**۔ سبحان اللہ آپکا روپیہ دینا اور ایفاء وعدہ کرنا نقش کالحجر ہے۔ پہلے بھی بہت لوگوں کو چوبیس سو روپیہ دیا ہوگا۔ باوجودیکہ لوگ پانچ پانچ سات سات کوس سے آئے اور اگر آپ میں کرایہ دینے کی وسعت ہوتی تو دس دس پانچ پانچ روپیہ کی خاطر پٹیالہ وغیرہ میں کیوں دربدر پھرتے **قال** اگر اب بھی جا کر دریافت نہ کرے اور دروغگوئی سے باز نہ آوے تو لعنت اللہ علی الکاذبین کا لقب پاوے **اقول** اب تو بغیر جانے اور دریافت کے اصل حال اظہر من الشمس ہو گیا ہے اب کہئے اپنے مجوزہ لقب سے ملقب ہوتے یا نہیں **قال**۔ خدا ایسے شخصوں کو ہدایت دیوے کہ جو جوش حسد میں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور دروغگوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے **اقول**۔ حضرت نہ خدا کا قصور نہیں اُسکو ملزم نہ بناؤ اُسنے بحجۃ وافیہ نزول آیات کے ایسے شخصوں کو خوب ہدایت دے رکھی ہے یہ ساری آپ کی فہمیدگی کی کوتاہی ہے جو بوالہوسی اور طمع نفسانی کے پردے سے کچھ نظر نہیں آتا ورنہ اس دروغگوئی کا مآل سب کھل جاتا ع نہ بیند مدعی جز خویشتن را + کہ دارد پردۂ پندار در پیش **قال**۔ اس پیشگوئی پر ہوشیارپور میں ایک آریہ صاحب نے یہ اعتراض پیش کیا کہ لڑکا لڑکی کی شناخت دایان کو بھی ہوتی ہے سو یہ اُن کی سراسر حق پوشی ہے کیونکہ اول تو کوئی دائی ایسا دعوے نہیں کر سکتی۔ دائی تو دائی کوئی طبیب بھی ایسا دعوے نہیں کر سکتا صرف ایک اٹکل ہوتی ہے جو بارہا خطا جاتی ہے **اقول** آریہ کا حوالہ محض حیلہ ہے ورنہ اُسکا نام ونشان مفصل ہوتا۔ مرزا کا یہ مستمر قاعدہ ہے کہ اپنے دل سے کوئی وسوسہ پیدا کر کے ایک آریہ یا ایک مسلمان کے نام سے درج کرتا ہے جیسے براہین احمقیہ میں جابجا درج ہے بھلا دائیوں کی اٹکل کا خطا جانا تو کچھ بڑی بات نہیں کیونکہ وہ بے تعلیم عورتیں ہوتی ہیں۔ لیکن آپکا تو الہام تھا اور خدا نے بتلایا تھا وہ کیوں خطا ہوا اور خطا بھی ایسا کہ بجائے لڑکے لڑکی بھی زندہ نہ ہوئی اب بتلائیے حق پوش اور حیلہ کوش آپ ٹھہرے یا آریہ صاحب **قال** علاوہ اسکے یہ پیشگوئی آجکی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور بعض مسلمانوں اور بعض مولویوں اور حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام اور نیز شرمپت رائے سکنائے قادیان ہیں **اقول** ڈیڑھ سال تو آپکی شادی کو ہوا چھ ماہ پیشتر ہی مردہ ہو گیا تھا۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے ۲۰ فروری کے اشتہار میں کیوں نہ لکھی اور اُسی وقت بذریعہ اشتہار علیحدہ شائع کر دیا تھا۔ آریوں مسلمانوں حافظوں مولویوں اسقدر فضول اور بناوٹی عبارت سے کیا ثبوت ہوا۔ اگر وہ چار معزز اشخاص کا نام جنکو اپنا الہام بتایا تھا لکھتے زیبا تھا تاکہ تصدیق کلام ہوتی اور ملاوامل و شرمپت رائے کا جو آپنے نام لکھا ہے وہ محض انکاری ہیں کہ یہ بات ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں محض افترا و مرزا ہے بلکہ لالہ شرمپت رائے کی بات سے اسی سبب بگڑی ہے کہ آپ اُسسے جھوٹی گواہی دلاتے تھے اور وہ راست کہتے تھے۔ اسی کینہ سے یہاں فقط شرمپت لکھا ہے پہلے اشتہار میں لالہ شرمپت رائے ممبر آریہ سماج قادیان لکھا تھا جس میں تفاوت اور کمی کا تھا۔ اور جو بعض مولویوں کو مسلمانوں سے علیحدہ بیان کیا ہے۔ شاید وہ حافظ اور مولوی مسلمانی سے بے بہرہ ہیں **قال**۔ ماسوا اسکے پیشگوئی کا مفہوم اگر بنظر یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقت سے بالاتر ہے جسکے نشان الٰہی ہونے میں کسیکو شک نہیں **اقول** بیشک اس پیشگوئی کا مضمون انسانی طاقت سے بالاتر ہے مگر شیطانی قدرت سے آگے کچھ بات نہیں لڑکی تو پہلی ہے **قال**۔ اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی کرے **اقول** جس کسی کو شک ہوگا پیش کریگا ہمارے نزدیک تو شیطانی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے **قال** یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جسکو خدائے کریم نے ہمارے نبی کریم رؤف کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کیلئے ظاہر فرمایا ہے **اقول** اگر آسمانی نشانوں کا یہی کرشمہ ہے تو کیفیت عالم بالا معلوم شد اور یہ بھی منکشف ہوا کہ آجتک محمد صاحب کی عظمت درحقیقت ظاہر نہ ہوئی تھی اب مرزا کی بدولت انکی عظمت و حرمت کا مسلمانوں میں شہرہ ہوگا۔ سچ ہے پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند **قال** درحقیقت یہ نشان ایک مُردے کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ ہے **اقول** [illegible] جو دل چاہا گپ لگائے تم ورنہ عقلمند خوب جانتے ہیں کہ آپکی یہ لن ترانی اور کب سیانی برتر ہے یا مردہ کا زندہ کرنا بہتر ہے اسیواسطے حضرت کے گھر بجائے زندہ مردہ پیدا ہوئی ہے **قال** کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے میں خدا کی درگاہ میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیا کی نسبت بائبل میں لکھا ہے جسکے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے الخ **اقول** اگر مردہ کو زندہ کرنا اور روح کا واپس منگوانا بات آسان کام ہے تو اپنے آباؤ اجداد کے روح کو واپس منگوا کر دکھلائیے اور جو ایسی فضیلت میں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تکذیب کی ہے در اصل یہ انکی تکذیب نہیں بلکہ تم محمد صاحب کے مکذب ہو اور قرآن کو باطل بتلاتے ہو کیونکہ اُسمیں حضرت مسیح اور دیگر انبیا کی تصدیق لکھی ہے اور آپکے نزدیک وہ لکیر پالی کی ہے پس ثابت ہوا کہ آپکے نزدیک عیسیٰ اور بائبل اور قرآن سب جھوٹے ہیں اور جو کچھ انمیں لکھا ہے سب الف لیلہ کے سے قصے ہیں **قال** اور ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو ماتم میں ڈالکر رخصت ہوتا تھا **اقول** آپکے الہام کی برکت سے تو دختر مردہ چند منٹ بھی زندہ نہ رہی بلکہ مردہ ہی پیدا ہوئی اس لئے حضرت مسیح اور دوسرے انبیا کا معجزہ افضل ٹھہرا نا آپکے جعلوں کا ثمرہ بہتر ہوا ہمارے نزدیک تو جیسے آپ افترا پرداز ہیں ویسے ہی آپکے حیلے بہانے حیلسازی **قال** اگر مسیح کی دعا سے بھی کوئی روح دنیا میں آئی تو اُسکا آنا نہ آنا برابر تھا **اقول** علاوہ مسیح کی روح معجزہ سے کچھ فائدہ ہوا یا نہ ہوا اس سے ہمیں کیا اسکی تصدیق مصنف قرآن کا جسنے مسیح کو پیغمبر لکھا ہے اور اُسکے احیاء الاموات معجزہ درج کئے ہیں فرض ہمارا چارہ قصہ کوتاہ خریت کلام اس میں ہے کہ آپکی روح مطلوبہ سے کیا فائدہ ہوا البتہ اُسکا آنا آپکے لئے بہت مفید ہوا جس سے کینہ کے لئے آپکا کذب و بہتان کھل گیا **قال** مگر اسجگہ فضلہ و برکت حضرت خدائے کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے جسکی ظاہری و باطنی برکتیں تمام دنیا میں پھیلیں گی **اقول** ایسے خدا کے وعدہ کا کیا اعتبار ہے جسکا دمبدم دگرگوں کاروبار ہے پہلے اشتہار میں بہت اقرب وعدہ کیا پھر نو برس کی مدت بتلائی پھر اسی حال

سے لڑکا دینے کا اقرار کیا۔ آخر میں فقط مردہ لڑکی عطا کی ع چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی یہی بابرکت روح تھی کہ جسکے دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور یہی اُس کی ظاہری و باطنی برکتیں تھیں کہ آپ کو کاذب ثابت کر دیا اور اپنی والدہ کو مرض مہلک میں مبتلا کیا **قال** جو لوگ مسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت کے معجزات کا ظہور دیکھکر خوش نہیں ہوتے **اقول** ظاہرا مسلمانوں میں آپ سے بڑھکر کوئی مرتد نہیں معلوم ہوتا ہے سعد سے اور خود غرضی مطالب کو حضرت کا معجزہ کہتے ہو اور اگلے پچھلے سب اولیاؤں سے افضل اعلیٰ بنتے ہو **قال** میں کیا چیز ہوں جو کوئی مجھپر حملہ کرتا ہے وہ اصل میں حضرت پر کرتا ہے **اقول** ابھی آپ کیا چیز بھی نہ ہوئے آپ پر حملہ کرنا حضرت پر حملہ کرنا ہے اور آپکو جھوٹا بتلانا خدا پر الزام لگانا ہے اور خدا نے آپکو سب انبیا اور اولیا سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی وحدت سے بھی بڑھکر مادہ بتایا ہے بلکہ خود خدا آپکا بیٹا ہوا ہے اور آپکا گھر برکتوں سے بھر دیگا اور آپکے فرزند مردہ کا نام سمندر کے کناروں تک کریگا اور آپکی خوشنودی میں خدا کی خوشنودی ہے اور آپکی خاطر لوگوں کے گھر میواؤں سے بھر دیگا اور لاولد رکھکر خاندان ختم کریگا اور آپکی اعانت کے لئے براہین احمقیہ کا لشکر لیکر آسمانوں سے آتا ہے اور سب سے اعلیٰ اور برتر بنایا ہے پھر بھی اگر آپ چیز ہی رہے تو فقط اپنا قصور رہا کہ خدا مجبور مطلق ہو جاوے اور آپ مختار کل بجا ہیں ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔ **قال** مگر اسکو یاد رکھنا کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا الخ **اقول** آپکے خیال خام میں جسکا نام آفتاب ہے وہ شب دیجور سے بھی بدتر ہے اول روز سے خاک میں مدفون ہے اسپر خاک ڈالنے سے اور کیا مقصود ہے

اشتہار دوم ۸۔ اپریل

قال۔ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ پر بعض صاحبوں جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو موعود کے لئے بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی چوڑی میعاد تک تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے **اقول** منشی صاحب ممدوح کی اس نکتہ چینی پر کس طرح اطلاع ہوئی آیا بذریعہ تحریر یا تقریر بر تقدیر اول وہ تحریر موجود ہوگی ملاحظہ کرائیے بر تقدیر دوم مخبر معتبر کا نام بتلائیے ہم بارہا متنبہ کر چکے ہیں ایسے صریح جھوٹ بولنے سے آپ ملہم نہ ہونگے بلکہ مکذبوں میں محسوب کئے جاوینگے آپ پر لازم ہے کہ یا تو اپنے دعوے کو ثابت کریں ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق بنیں اندرمن صاحب کے سوا اور بعض صاحبوں کا نام کیوں مخفی کیا ہی کیا جاوے آپکا یہی شیوہ ہے کہ خیالی پلاؤ پکاتے ہو اور حجرہ میں بیٹھے باتیں بناتے ہو یہ اعتراض منشی صاحب نے تو نہیں بلکہ اگر کسی اور صاحب نے کیا ہو یا آپنے اپنے دل سے گھڑا ہو تو عین درست ہے کیونکہ اگر وہ لڑکا آسمانوں سے خدا کا مرسل آتا ہے تو اُسکی قدرت کاملہ کے آگے نو ماہ کے اندر یا اسی حمل سے پیدا کرنا محال نہ تھا یہ ساری آپکی چالاکی ہے جس سے ہر ادنے و اعلیٰ ساکی ہے سوچا ہوگا کہ اس مدت بعیدہ میں خفیہ خفیہ کوئی ڈھب بنا کر لڑکا پیدا کر لینگے اول تو آپکی نظر حمل موجودہ پر تھی سو اُسکا نتیجہ تو ظاہر ہو گیا آیندہ جو مکر بناؤگے اس کے ثمرہ سے خجالت اُٹھاؤگے دیکھو ہمارا الہام یہ کہتا ہے کہ لڑکا کیا تین سال کے اندر اندر آپکا خاتمہ ہو جائیگا اور آپکی ذریت سے کوئی باقی نہ رہیگا۔ **قال** اُس کا جواب یہ ہے کہ جن صفات خاصہ کیساتھ لڑکے کی بشارت دیگئی تھی کسی لمبی میعاد سے اُسکی عظمت و شان میں کچھ فرق نہیں آسکتا بلکہ عین انصاف کی بات ہے کہ ایسے اعلیٰ درجہ کی خبر جو ایسے نامی آدمی کے تولد پر مشتمل ہے انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا خود ہی سوال و جواب گھڑکر اپنی برنطقیت ثابت کرتا ہے مگر جہالت کہاں جاوے علت و دعوئی دہائی جائے عادت کبھی نہ جائے سوال دیگر جواب دیگر اعتراض تو اس بنا پر جمایا تھا کہ نو برس کی میعاد میں مکر و فریب کی بخوبی گنجائش ہو سکتی ہے تو اُس کا جواب تو کہاں بخلاف اُسکی عظمت و شان کا رونا رونے لگے بھلا اعتراض میں یہ کہاں ہے کہ نو برس کی میعاد میں اُسکی عظمت و شان زائل ہو جائیگی یا وہ ایسا ذلیل و خوار ہوگا کیا خدا نو برس کا کام ایک لمحہ میں نہیں کر سکتا اور آپکو سرخرو نہیں بنا سکتا **قول** ایسے عالی درجہ کی خبر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے **اقول** مرزا صاحب انسان تو نہیں جو آپ سے بالاتر ہو آپ تو دنیا میں خدا پیدا ہوئے ہیں اس لئے آپ سے کچھ بڑی بات نہیں **قال** ماسوا اس کے بعد اشتہار مندرجہ بالا کے دوبارہ اس امر کے انکشاف کے لئے جناب باری میں توجہ کیگئی تو آج ۸۔ اپریل کو خدا کی طرف سے یہ کھلا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ **اقول** لیجئے مدت حمل سے تو تجاوز کر گیا۔ لڑکا تو دور کنار ۱۵۔ اپریل کو مردہ لڑکی پیدا ہوئی اب بتلائیے وہ الہام کدھر گیا۔ خدا جھوٹا ہوا یا آپ اب بھی شرماؤگے یا کوئی شعبدہ دکھلاؤگے معلوم ہوا کہ آجتک اسی واسطے کوئی خبر اخبار یا اشتہار میں نہیں چھپوائے تھے مگر بیٹھے بیٹھے مکر بناتے تھے فقط ایک ہی خبر چھپوائی ہے سو دیکھو کیسی رسوائی اُٹھائی ہے اب یا تو لڑکی سے لڑکا بنائیے یا لن ترانیوں سے باز آکر تاریک منہ دکھائیے اگر در خانہ کس است حرفے بس است **قال** چونکہ یہ ضعیف بندہ ہے اُسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا۔ **اقول** آپ اپنے خیال شریف میں ضعیف بندہ نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں کے کل آئندہ ہیں۔ کوئی خبر خواہ آشکارا کریں خواہ آپکا خدا مگر ہمارا مطلب کہیں نہیں جاتا۔ یعنے آپ جھوٹے ہوگئے یا آپکا مولا۔ واللہ خیر الماکرین ہے۔ آپ افضل المفترین ہیں ؎

دریغے چنیں شہر یارے بیاں   جہاں جوں نگیرد قرارے جناں

قال۔ چونکہ اشتہار چھپنے میں کسی قدر دیر ہو گئی اسلئے چند قلمی نقلیں بذریعہ رجسٹری بخدمت مسٹر عبداللہ صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ و پادری عماد الدین صاحب وغیرہ بلا توقف بھیجی گئیں۔ **اقول**۔ اب بھی اسی طرح عجلت کرنی تھی اور قلمی نقلیں بھیجکر اطلاع دینی تھی کہ میرا الہام جھوٹا ہوا اور خدا نے مجھ سے دغا کی یا فلانے شخص نے سحر دیکر مار دیا۔ یا فلانے کی کارسازی سے لڑکا سے لڑکی ہوگئی وغیرہ وغیرہ جو مکر ہو سکتا تھا اُسکی بدستور سابق اطلاع واجب تھی +

مرزا کی جعلسازی۔ مرزا غلام احمد نے جو سوامی دیانند سرسوتی کے بارے براہین احمدیہ میں اپنی پیشینگوئی لکھی ہے وہ صریح البطلان ہے اگر مرزا پیشگوئی پر قادر ہوتا تو سوامی جی کی وفات سے پہلے اشتہار دیتا اور درج اخبار کراتا کہ بتاریخ فلاں و ماہ فلاں و سنہ فلاں سوامی جی روانہ جنت ہونگے۔ اسکا تو کچھ ذکر نہیں جب سوامی جی انتقال کر گئے تو مرزا صاحب اپنی براہین احمقیہ کھول بیٹھے اور جھلا کر بنانے لگے اسی طرح اب یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے ایک اشتہار مشتمل بر تیاری رسالہ سراج منیر جو چند لن ترانیوں پر شامل ہوگا دیکر خاموش ہو گئے ہیں اور باوجود وعدہ قلیل کے اس مدت کثیر تک شایع نہیں ہوا۔ ہم فرضی ملہم صاحب کو متنبہ کرتے ہیں کہ اگر پیشگوئی کا دعوٰے ہے تو رسالہ مذکور عرصہ سہ روز میں شایع کریں اور کسی شہر کی حیات موات کا نقشہ بھی بنا کر مشہور کریں تاکہ اُنکی قلعی کھلے اور اگر اسی طرح خاموش رہے اور کسی ذریعہ کے بعد پھر آپنے گپ ماری تو محض لن ترانی سمجھی جاویگی بلکہ سب سے اول اپنی وفات کی پیشگوئی کا یقینا معہ سال و تاریخ بتا دیں تو بہت مناسب ہے کیونکہ ایک تو اُن کے مکر و فریبوں سے مسلمان نجات پاوینگے اور دوسرے اُنکے گرویدوں کو موقعہ فخر ملیگا ع

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

مراسلت

ایک پنجابی۔ الہاموں کا شایق

نسخہ خبط احمدیہ

अग्ने व्रतपते व्रतंचरिष्यामि तच्छकेयं तन्मे राध्यताम्
इदमहमनृतात सत्यमुपैमि य-१ मं-५॥

ای داور داد بخش دادار
خاموست رحمتت اثیار
اے عظمت قدرت تو برتر
از درک علوم و عقل و افکار
ای از نفحات تو بشارت
ہر دم سر شکر ما نگونسار
اے چوں تو شہے روا درِ عالم
داری ز ازل مدام قدا
ای برین میزان بحکمت پاک
ہر ذرات تو نیست فتد ما
اے تا ابد از ازل آ ہست
سرمایۂ کائنات بسیار
اے شاہ ہمتہ ملک خزینہ
بے شرک توئی محیط و مختار
اے معبد تو عین رحمت
دانند ایں نکتہ اولی الابصار
در کس د انتظار فردا
در عدل تو شد فضول گفتار
ہم در بجا من علم پاکت
انصاف تو در جہاں پدیدار
بعد از تو مہر و ماہ و اختر
فیض از تو بہ تحرون و اشجار
ہم در تو بجا کواکب و ارض
ہر یک بمسیر حالتش سیار
العین غلط خیال جہلا
در ملک تو مفسد ریاکار
انسان و ملک ہمشتکا
کس نیست مزید و مددگار
معبود توئی بہیچ مخلوق
مسجود تو بے جہاد آثار
ہو ہست کہ غیر تو پرستند
در بتکدہ بت بکعبہ دیوار
ارواح ازلی ترا رعایا
تو شاہ شہنشہ لاتبرید وار
ہم از ازل اصل اوی شیا
در قبضۂ قدرتت صد انبار
یک ذرہ از آں ہمی تو ہست
در وسعت تست گرچہ سہرا
لیکن تو بہ شرکت مساوی
اندر ہمہ قدامتش چہ مقدار
کے دستہ بود شریک خورشید
کے نقطہ شود محیط پرکار
ادراک ہستی نداری
جہلائے گویند بود نادار
سنتیم با توئی السرامیا
تردید سالیان تبکرار
گویند قدیم ہستی داشت
ہیچ از ہستی نہ واقف کار
چو ملک گستہ بے نوا بود
بخش شکستہ حتک دیا
ار چند ہزار سال گردید
ار احدات جہان کسی جہاندار
از کست رشہود ہمل ادا
در پیش مدتت ہیچ زنہار
گر ہست آں ہمہ محرم بود
بے مثل چو تو کجیتیم زردار
عالم ز خدا اگر جدا ہست
ہست از قدیم صفاتش انکار
ذات صفات ہست ہم
پیوستہ بیتس ہمہ انوار
احداث گراز صد سیاگر
باور کہ بود ہمہ اصدار
ز مطلق ہستی محرز آمر
چیزے کہ بود حقدار
پس کور حروف و مرد گراحداث
کل باشد پارہ پارہ سنوار
ہم نیست بحر و عیف آں کار
زیں نوع عمت بیاں بکار
گر عکس ملال ذات گویند
بے جسم چنیں ندارد آثار
آں عکس و ملال را بہ بیرو
باید جسم دگر پدیدار
باشد بعقیدت کمال الفضل
بالقوہ رود شود گراحصار
موجود بنے قدیم تا ابد
ہم ہم بالقوہ کردن اقرار
چوں بود صرا ذجملہ بود
از بود خدا چہ بود آثار
معدوم مدارج وراء مادی
ہمی کرد صفا بر کہ اظہار
پس بود صفا نیز معدوم
یا چوں عصوی شکستہ بیکار
ملکے کہ از صفات تا
موصوف جدا بہ ہیچ اطوار
موصوف کالعدم ہوا چوں
باشد بیں ملحدانہ گفتار
رواح زنیکی بدی پا
ہادت چو شدند جلہ قیما
بیخیے بجہلا دقت نادان
عالم محبوس ہیچ وادبار
یعنیے بہ ہوائے تلذذ نعمت
بشگفتہ چوں لز بہار گلزار
ناکردہ نکوئی ایں سرفراز
ناکردہ گناہ آں گرفتار
تمہید بنائے کار زنا
ہر ابجاش کند خبردار
امر رد حوہیست ہیچ انصاف
مخز رہا کے حق رسد بحقدار
ز ظلمت ظلم و کن کم نقص
در شان خدا کجا سزاوار
گو میکند ہر آنچہ خواہد
گر خالق و مالک ست و مختار
قسمت ہر کس آنچہ نوشت
ہما در بجہاں ہمان نا چار
چوں قسمت منیما ارواح
بے جرم زشت ہیچ و انا
خلق باشد ہمی ضبط حلق
در گلہ شبان گرگ خونخوار
از قسمت تمہ لاد
گشت از ہمہ کس ظہور سر کار
عادل چو حکیم قسمت
کے پرسش آں بود در داد
یعنی کرد آنچہ کرد قسمت
صالح زہے کسے گنہگار
پس دوزخ و جنت تیا مت
انصاف حساب جیست دادگار
اسنی قدیم اصول ہستی
حد عیب اثبات از یکے انکار
اے عیب خشک پاک توحید
حرف ویدِ مقدس ست دشوار
از اول تا آخر جہان ست
خورشید بقہ رتش نمودار
خورشید گر علم و عرفان
دید ست خامش نمیش انوار
ہر گہ علم ہمہ دو خورشید
عالم چو کند ظہور ہر بار
بدست ز لطف ابر رحمت
از حکمت معرفت گہربار
تا ماں ابر کرم کسے کہ دریافت
در بانت بکام دل بیند

پرماتما یا پرمیشور کی اُستتی و پرارتھنا کیا ہی آنند دایک اور اُس کی ایا پرماتما کا درشن کس قدر شانتی کا باعث ہے۔ ہاں ایک انسان کو جسے نکیان کی ضرورت اور ادھکار سے نکل کر گیان کے پرکاش میں علم کی ابھلاشا ہے اُس کے واسطے سوائے اس کے کوئی علاج نہیں کہ وہ سچیا سندیارکاری ستیہ ستوتر کی شرن آگئے ہر کرائس کی سچی ہدایت وید کے ست اُپدیش سے فیضیاب ہو۔

ستریان ویدوں دوداں **مہرشی سوامی دیانند سورستی** کا ہم کس قدر دھنواد کریں۔ جنہوں نے ذاتی آرام و عیش کو چھوڑ دنیاوی لوبھ موہ سے منہ موڑا۔ ایک ایشور اور وید ویکاپ سے چیت جوڑ کر تمام ما سواء اللہ سے پرستش کا رشتہ توڑ دیا۔ ہر ایک سوریہ سمجھ والا آدمی جسے اپنے یک مدد کی تمیز ہے ایسے مہاتما کی قدر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔

کوئی آنکھ جسے تعصب نے اندھا نہ کیا ہو بخوبی جان سکتی ہے کہ آریہ ورت کی مذہبی حالت میں بڑا پھیل گیا تھی۔ اور کس قدر رفتہ رفتہ خرابی آریہ قوم میں پھیل رہی تھی۔ اگر وہ مہاراج ظہور پذیر نہ ہوتے تو اب تک کشتی آریہ ورت کا خدا جانے کون محافظ ہوتا۔ لاکھوں ماں باپ اپنے بچوں کو مذہب محمدیہ کر دیتے۔ پس یہ اظہر من الشمس ہے قومی مذہبی ملیا صف آپ کے ہی ست اپدیشوں کی برکت سے

سبب تالیف

حق پسندوں کو یہ حق الامر معلوم ہو کہ تکذیب براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد ہمارا مستقل ارادہ ہرگز کوئی رسالہ بجواب مرزا صاحب یا تردید اصول محمدیہ لکھنے کو نہ تھا اور نسخہ خبط احمدیہ کا خیال تھا۔ کیونکہ اس روشنی کے زمانہ میں عموماً تعلیم یافتہ لوگ ایسے معجزے کسی طرح قبول نہیں کرتے بلکہ سراپا فضول سمجھتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ کا مسودہ ابھی تیار ہی ہوتا تھا کہ مرزا صاحب نے ہوشیارپور جا کر ہمارے مہربان ماسٹر مرلیدھر صاحب سیکرٹری آریہ سماج سے مباحثہ چھیڑا اور ایک کتاب ۲۶ صفحہ کی سرمہ چشم آریہ ابھی طیار کر کے چھپوا دی۔ یہ مسلّم ہے کہ جب براہین احمدیہ پہلے چھپوائی تھی تو براں جولائی ۱۸۸۶ء میں وہ شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی اُس کے بعد ہم عرصہ تک اس خیال میں رہے کہ ماسٹر صاحب جواب دیں گے۔ مگر کئی ماہ کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ماسٹر جی کو ملازمت سرکاری کے سبب بالکل فرصت نہیں کہ اس کی طرف توجہ فرماویں۔ نا براں بخیال اس کے کہ ایک تو یہ قومی خدمت ہے اور دوم صداقت کی اشاعت اس کو بھی ہم نے اپنے ذمہ لیا۔ ع گر قبول افتد زہے عز و شرف
اصل کیفیت یوں ہے کہ مارچ ۱۸۸۶ء کو مرزا صاحب ہوشیارپور گئے۔ ماسٹر جی نے ۱۱ مارچ ۱۸۸۶ء کی رات کو ان کے مکان پر جا کر شق القمر کے بارہ میں تحریری اعتراض کیا۔

اور پھر ۱۴ مارچ ۱۸۸۶ء دن کو مرزا صاحب کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ روح میں پیدا شدہ چیزیں یا مادی نہیں۔ رسالہ مذکور کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ دو مباحثہ صرف چند گھنٹے ہوئے۔ پہلا مباحثہ ساری رات نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرا سارے دن۔ بلکہ جب پہلا مباحثہ ختم ہوا تو مرزا صاحب نے کہا کہ ماسٹر صاحب ابھی رات کچھ ایسی بڑی نہیں گئی۔ غالباً ۱۲ بجے کا وقت ہوگا۔ اگر سات آٹھ بجے مباحثہ کا شروع سمجھیں تو پانچ چھ گھنٹہ کا عرصہ ہوتا ہے۔ دوسرا مباحثہ جو دن کو ہوا اُس میں ایک گھنٹہ کے قریب مرزا صاحب نے باتیں بنانے اور اعتراض سنانے میں صرف کر دیا۔ اُس پر معمولی بات چیت میں سوا گھنٹہ اور لگ گیا۔ پھر ماسٹر جی نے جواب لکھا اُس وقت مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ”دن ابھی ان کا رخش تیسرے حصے کے قریب سر پر کھڑا تھا“۔ غالباً ۱۰ بجے کا وقت ہوگا اگر نو دس بجے مباحثہ کا آغاز مانیں تو چھ سات گھنٹے سے زیادہ عرصہ نہیں ہو سکتا۔ پہلے روز صرف ۶ گھنٹہ دوسرے روز ۶ گھنٹہ۔ فریقین لکھتے رہے مگر مباحثہ پہلے روز صرف ۴ گھنٹہ۔ دوسرے روز ۲ گھنٹہ!۔ جس سے کوئی عقلمند نہیں مان سکتا کہ ایک کتاب ۲۰۰ صفحوں کی بن سکے اور یہ بات خود سرمہ سے ہی ظاہر ہے کہ تمام کتاب پیچھے بنائی گئی۔ کیونکہ مارچ ۱۸۸۶ء کو مباحثہ ہوا مگر اپریل۔ جون۔ جولائی۔ اگست ۱۸۸۶ء تک کے اخبارات وغیرہ خیون کے حوالے سرمہ میں موجود ہیں اور صفحہ ۷۷ سے بھی ظاہر ہے کہ بہت کچھ اصل مباحثہ میں تغیر و تبدل بھی ہوا ہے بلکہ یہ کتاب وہ مباحثہ نہیں ہے جو ماسٹر و مرزا صاحب کے درمیان ہوا بلکہ یہ عمر بھر مرزا جی کا طبع زاد ہے۔ اس کے جواب دینے والے کے لئے خود بھی مرزا جی نے اپنی پہلی عادت کے موافق پانسو روپیہ کے انعام کا وعدہ کیا ہے مگر ہم اُن کے وعدہ کو اس شعر کا مصداق سمجھتے ہیں ع جان اگر طلبی مضایقہ نیست۔ زر طلبی

سخن ور ہیں ست۔ ہیں اُن کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی فہرست بخوبی معلوم ہے اور قرضداری کا حال بھی ہم سے مخفی نہیں۔ پس ہم لینے دینے کے سپرد خاک ڈال کر وہ صاحب یہ مرزا صاحب کو اُن کے ایک تازہ الہام کیوجہ سے (جس کا اُن کو ابھی ایک نیا الہام ہوا ہے) بطور تنبول کے دیتے ہیں۔ رسالہ کی اتنی بڑی جلد ہو جانے کا ایک اثر یہ بھی سبب ہے کہ مرزا صاحب نے شروع سے ۶۰ صفحہ تک تمام مباحثہ کا خلاصہ اور صفحہ ۶۱ سے ۲۲۴ تک خیال خود مباحثہ لکھا ہے۔ بعد ازاں ۲۲۵ سے ۲۶ تک مختصر تقریر بطور خلاصہ مباحثہ لکھی ہے امورات ذیل پر سرمہ چشم میں بحث درج ہے۔ **معجزات محمدیہ کا عموماً** اور شق القمر کا خصوصاً ثبوت **روح انادی** نہیں۔ **نجات**۔ محمد کی نسبت گذشتہ پیشگوئیاں **قرآن** کی علمیت **سوامی جی** کی نسبت بیجا اعتراض وغیرہ وغیرہ۔ اصل میں یہ اعتراض معقولیت سے کوسوں دور ہیں۔ اور ساتھ ہی بیہودگی و لغویت سے تمام کتاب بھرپور ہے۔ جو راستی سے نہیں بلکہ الہامی خبط معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہوا کہ ہم ویدک حکمت سے اُن کے خبط کا علاج کریں تاکہ خدا انہیں صحت دے۔ بنابران اس رسالہ کا نام **نسخہ خبط احمدیہ** رکھا گیا جس میں مندرجہ ذیل باب ہوں گے۔

باب اول۔ قرآنی یا قادیانی معجزوں کی تردید اور شق القمر کا قطعی فیصلہ۔

باب دوم۔ سرشٹی اُتپتی کا بیان اور روح کے انادی ہونے کا مشرح ثبوت۔

باب سوم۔ ویدوں اور آریوں کی علمیت کا ۱۵۰ علماء و فضلائے یورپ وغیرہ کی شہادت سے ثبوت۔

باب چہارم۔ قرآن اور مسلمانوں کی علمیت کا قرآن و حدیث اور علمائے اسلام کی شہادتوں سے اظہار۔

باب پنجم۔ سوامی جی کی ذات ستودہ صفات کی نسبت مرزا اور شیو نراین برہمو کی اعتراضوں کا جواب۔

باب ششم۔ خالص دھرم کی بابت محمدیوں کے چند اعتراضوں کا قطعی فیصلہ۔

باب ہفتم۔ مکتی کے بارے میں وید اور قرآن کا مقابلہ اور چند فضلائے اسلام کی رائے۔

باب ہشتم۔ آریوں کے زمانہ سابق میں دور دراز ملکوں میں جانے اور اُپدیش فرمانے کے ثبوت۔

باب نہم۔ محمد صاحب کی نسبت عیسٰے و موسٰے صاحبان کی پیشگوئیوں کی تردید۔

خاتمہ یا مباہلہ۔ اور نتیجہ

ہم کو اس رسالہ سے مرزا صاحب کی خصوصاً اور دیگر محمدی بھائیوں کی عموماً جو حد شکرگذاری منظور تھی جو بیڑا اٹھا لیا ہے باحسن الوجوہ سرانجام کو پہنچی جو ہمارے مہربان تعصب سے کنارہ کرکے اسے مطالعہ فرماویں گے۔ یقین واثق ہے کہ بہت کچھ فائدہ اٹھاویں گے اور بخوبی طرح سمجھ جاویں گے کہ قرآن اور وید مقدس میں کون الہامی ہے اور کون الزامی۔ انسداد کا ہادی کون ہے۔ اور جہاد کا رہنما کون ہے۔ جگدیشور اپنی اپار کرپا سے ان کے دل کو ہدایت دے تاکہ یہ آنکھیں کھول کر تعصب چھوڑ کر **ست دھرم** کو قبول کریں +

خاکسار **لیکھرام آریہ مسافر** از مقام لاہور۔

باب اول معجزات کے بیان میں

(سرمہ چشم صفحہ ۶۰)

سوال مرلیدھر۔ ماسٹر صاحب نے اس وقت چھ سوال پوچھے ہیں جن میں پہلا یہ ہے کہ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی **معجزے** دکھلاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب نے چاند کے دو ٹکڑے کرکے دونوں آستینوں سے نکال دیا۔ سو یہ امر قانون قدرت کے برخلاف ہے کہ ایک ہزاروں میل لمبی چوڑی یا ہزاروں میل قطر والی چیز چھ انچ یا ایک فٹ کے سوراخ سے نکل جاوے اور چاند جو ہماری گردش زمین کے گرد کرتا ہے وہ اپنی گردش کو چھوڑ کر ادھر ادھر ہو جائے جس سے انتظام عالم میں ہی فرق آجائے اور پھر علاوہ اس کے سوائے دو چار شخصوں کے کوئی نہ دیکھے۔ کیونکہ کسی ملک میں مثلاً ہندوستان۔ چین۔ برہما وغیرہ کی تاریخوں میں اسکا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں بالکل بناوٹی ہیں۔ اگر اصلی ہیں تو ان کا کیا ثبوت ہے"؟۔

جواب غلام احمدیہ۔ ماسٹر صاحب نے یہ جو معجزہ شق القمر پر اعتراض کیا ہے کہ شق القمر سراسر خلاف عقل ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آستین میں سے چاند کا دو ٹکڑے ہو کر نکلنا سراسر عقل کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ یہ اعتراض کہ کیونکر چاند دو ٹکڑے ہو کر آستین میں سے نکل گیا تھا یہ سراسر بے بنیاد اور باطل ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آستین میں سے نکلا تھا اور نہ یہ ذکر **قرآن** شریف میں یا حدیث صحیح میں ہے اور اگر کسی جگہ قرآن یا حدیث میں ایسا ذکر آیا ہے تو وہ پیش کرنا چاہئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی **آریہ** صاحبوں پر یہ اعتراض کرے کہ آپ کے یہاں لکھا ہے کہ مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلی"۔

محاکمہ۔ بیشک اصل بات تو اسیطرح ہے کہ جسطرح مہادیو جی کی لٹوں سے گنگا نکلنے کی بات محض فسانہ ہے۔ اسیطرح معجزہ شق القمر کا ہونا بھی لایعنی بہانہ ہے۔ جسطرح عظیم الشان دریائے گنگا کا شیو جی کی لٹوں سے نکلنا خلاف قانون قدرت ہے۔ اسیطرح ایک عظیم الشان کرہ چاند کا دو ٹکڑے ہو کر محمد صاحب کے گریبان میں آنا قابل نفرت ہے۔ چنانچہ خود مرزا صاحب بھی سرمہ چشم کے صفحہ ۱۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ "اول ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ شق القمر کا معجزہ اہل اسلام کی نظر میں ایسا امر نہیں ہے کہ جو مدار ثبوت اسلام اور دلیل اعظم حقانیت کلام اللہ کا ٹھیرایا گیا ہو بلکہ ہزارہا شواہد اندرونی و بیرونی و صدہا معجزات و نشانوں میں سے یہ بھی ایک قدرتی نشان ہے۔ جو تاریخی طور پر کافی ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے جس کا ذکر آئندہ عنقریب آئیگا۔ سو اگر تمام کھلے کھلے ثبوتوں سے چشم پوشی کرکے فرض ہی کرلیں کہ یہ معجزہ ثابت نہیں ہے اور آیت کے اس طور پر معنی قرار دیں جس طور پر حال کے عیسائی و برہمو یا دوسرے منکرین خوارق کرتے ہیں تو اس صورت میں بھی اگر کچھ حرج ہے تو شاید ایسا ہے کہ جیسے مثلاً کروڑ روپیہ کی جائیداد میں سے ایک پیسہ کا نقصان ہو جائے۔ پس اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بفرض محال اہل اسلام تاریخی طور پر اس معجزے کو ثابت نہ کرسکیں تو اس عدم ثبوت کا اسلام پر کوئی اثر نہیں پہونچ سکتا"۔ پھر صفحہ ۱۲ کے حاشیہ سطر ۱ سے ۴ تک فرماتے ہیں "لیکن ہمارے نزدیک معجزات یعنے تصرفات خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جنکو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں۔ انہیں میں سے معجزہ شق القمر بھی ہے"۔

افسوس ایسا فرض کرنے سے مرزا صاحب اپنی عقل کو کس قرضدار کے پاس گروی رکھ آئے اور معلوم نہیں کہ اس انکار محض سے وہ دل میں کیا خیال لائے!۔

کیا کسی سند میں ایک بات یا اقرار کے غلط یا مشکوک یا غیر معتبر ثابت ہوجانے سے وہ عدالت میں قابل شہادت ہو سکتی ہے؟ یا کسی کتاب کا ایک جھوٹ ثابت ہوجانے پر وہ درجۂ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی؟۔

شاید یہ اسلامی منطق کی اعلیٰ دلیل ہو مگر کوئی غیر محمدی ذی عقل اس بات پر اتفاق نہیں کرسکتا کہ کسی ایسے معجزہ کے غلط ثابت ہوجانے سے جو الہامی کتاب کی ایک سورۃ کا اسم اللہ ہو اس کتاب کی عزت و توقیر اہل انصاف کی نظر میں باقی رہجائے۔ اور اس کی تعلیم ذلیل و حقیر خیال نہ کیجائے جبکہ بقول مولوی **غلام نبی صاحب** امرتسری کے "ایسے عظیم الشان نبی کا ایسا عظیم معجزہ ہونا چاہئے" (دیکھو معجزات محمدیہ)

اور جب اسی عظیم معجزہ کی نسبت مرزا صاحب یہ رائے دیں کہ "اس کے عدم ثبوت سے اسلام پر کوئی برا اثر نہیں پہونچ سکتا" تو ناظرین خود ہی جان لیں کہ ایسے شخص کا دین و ایمان یا اسلام و قرآن پر اطمینان کیا کچھ اعتبار کے لائق ہے۔ **بیت**

چو از قرآن یکے آیت غلط شد　　نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

غلام احمد صفحہ ۱۶۱ ۔ پس جس اعتراض کی ہمارے قرآن یا حدیث میں کچھ بھی اصلیت نہیں اس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ ماسٹر صاحب کو اصول اور کتب معتبرۂ اسلام سے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ بھلا اگر یہ اعتراض ماسٹر صاحب کا کسی اصل صحیح پر مبنی ہے تو لازم ہے کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیت قرآن شریف پیش کریں جس میں ایسا مضمون درج ہے یا اگر آیت قرآن نہ ہو تو کوئی حدیث صحیح ہی پیش کریں جس میں ایسا کچھ بیان کیا گیا ہو۔ اور اگر بیان نہ کر سکیں تو ماسٹر صاحب کو ایسا اعتراض کرنے سے متندم ہونا چاہئیے۔ کیونکہ منصب بحث ایسے شخص کے لئے زیبا ہے جو فریق ثانی کے مذہب سے کچھ واقفیت رکھتا ہو"۔

تردید۔ آپنے وہ بتکے کا سہارا انکا ہی سمجھ قرآن و حدیث کا نام لے کر پھڑایا اور تجاہل عارفانہ سے دروغ مصلحت آمیز کو جائز بلکہ سنت قرار فرمایا۔ کہ ماسٹر صاحب اسی جلسہ میں وہ آیت قرآن کی پیش کریں یا کوئی حدیث ہی"۔

وہ مبارک سو! قرآن سورۃ القمر۔ **اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر** ترجمہ۔ پاس آگئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں جادو ہے چلا آتا"۔ مولوی **عبد القادر** صاحب حاشیہ قرآن کے صفحہ ۵۴۶ پر تحریر کرتے ہیں۔ "حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے۔ حضرت انکو سمجھاتے تھے۔ اُنہوں نے مانگی کچھ نشانی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف۔ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک اُن سے مشرق کو ایک مغرب کو چلا گیا۔ جبتک خوب سب نے دیکھ لیا پھر آپس میں مل گیا"۔

اور **مواہب لدنیہ** میں لکھا ہے۔ **بعض قصاص ان القمر دخل فی جیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخرج من کمہ" المقصد الرابع ذکر معجزۂ شق القمر** قلمی ۱۱۸۵ھ جو ملا لائبریری پٹنہ۔ ترجمہ۔ چاند دو ٹکڑے ہو کر داخل ہوا محمد صاحب کی گریبان میں اور نکلا آستینوں سے" اور اس کا ذکر **صحیح بخاری و ترمذی** وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ مگر یہ آستینوں سے نکلنے والا ذکر اسلامی کتابوں میں ہے اور ماسٹر جی نے بھی انہی کتب کے بموجب یہ ذکر کیا ورنہ اصل اعتراض اُن کا تو صرف یہی ہے کہ معجزہ شق القمر خلاف قانون قدرت نظر آتا ہے اور اس کے وقوع ہونے سے عالم تباہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازاں کسی ملک کی تواریخ میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا جس سے ظاہر ہے کہ یہ بناوٹی ہے۔ اب مرزا صاحب کو انہیں باتوں کا ثبوت دینا ضروری تھا نہ یہ بیجا الفاظ کہکر بلا ثبوت کتاب کا بڑھانا اور منصب بحث سے دور ہو جانا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کونسا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

غلام احمد صفحہ ۱۷۱ ۔ "باقی رہا یہ سوال کہ شق قمر ماسٹر صاحب کے زعم میں خلاف عقل ہے جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑتا ہے۔ یہ ماسٹر صاحب کا خیال سراسر قلت تدبر سے ناشی ہے۔ کیونکہ خدا تعالٰی جو کام صرف قدرت نمائی کے طور پر کرتا ہے وہ کام سراسر قدرت کاملہ کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ قدرت ناقصہ کی وجہ سے"۔

تردید۔ جہاں تک ہم نے پڑتال کی کہیں ماسٹر صاحب کے بیان میں اس کا نشان نہیں۔ ملا مرزا صاحب! فریق ثانی کے اعتراض کو پورا لکھ کر بعد ازاں اس کی تردید سزاوار ہے۔ من گھڑت اعتراض سے نقصان ایمان کے علاوہ انسان بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ آئندہ اختیار ہے۔ حضرت یہ کام خدا تعالٰی کا نہیں اور نہ ضرورت تھی۔ اور اعلٰی ثبوت اس کے عدم وقوع کا یہ ہے کہ وہ کام نہیں ہوا جس کے واسطے ہونا ضروری تھا یعنے بقول محمدیان کے ابو الحکم علیہ الرحمۃ (ابو جہل) کا مسلمان ہونا اور ایسے عظیم الشان معجزہ سے خدانخواستہ ایک عالم کا مسلمان ہونا (نعوذ باللہ) کیا دشوار تھا؟ مگر بالکل نہ ہوا۔ اور نہ کبھی آپ کے نبی صاحب نے اپنی تمام زندگی میں اس معجزہ کا کہیں اظہار کیا۔ اور نہ بطور دعوے کے کسی طرح یا استدلالاً کبھی وقت کسی کے سامنے اس کا اقرار کیا۔ کیونکہ صدہا مقام پر بزرگان **قریش** نے ان کے جھٹلانے کے واسطے معجزے مانگے اور ظہور معجزہ پر بڑے وثوق اعتقاد سے اسلام لانے کو تیار ہوئے۔ مگر کبھی آنحضرت نے اس کا یا کسی اور معجزہ کا اظہار نہ فرمایا۔ بلکہ معجزہ والا ہی ہونیکا لفظ بھی انکی زبان پر آیا۔ ہاں مرے ماں کی آنکھیں ڈراؤنی ہوتی ہیں۔ **مصرعہ۔**

پس از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جس قدر جا بجا معجزات کا سلسلہ جوڑ دیا ہے تمام مدت سے ہرگز نہیں ہوا۔ قدرت کاملہ سے اور نہ معاذ اللہ ناقصہ سے بلکہ جاہلوں کی اغواء سے اعتقاد پیری و مریدی اس کا بیان ہے۔ اور اس سے بھی مبہم و مہمل طور پر اس کی ہستی پردہ اگر ہے تو اوہام کا گمان ہے کیونکہ ایسی باتیں تمامتر خود ہی ایک دوسری کا بطلان ہوتی ہیں۔

غلام احمد صفحہ ۱۶۲ ۔ "اور اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ مسئلہ شق القمر ایک تواریخی واقعہ ہے جو قرآن شریف میں درج ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن شریف ایک ایسی کتاب ہے جو آیت آیت اس کی بروقت نزول ہزاروں مسلمانوں اور منکروں کو سنائی جاتی تھی اور اُنکی کی تبلیغ ہوتی تھی اور صدہا اس کے حافظ تھے۔ مسلمان لوگ نماز اور خارج نماز میں اس کو پڑھتے تھے۔ پس جس حالت میں صریح قرآن شریف میں وارد ہوا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ تو اس صورت میں اس وقت کے منکروں پر لازم تھا کہ آنحضرت کے مکان پر جاتے اور کہتے کہ آپنے کب اور کس وقت چاند کو دو ٹکڑے کیا اور کب اُس کو ہم نے دیکھا۔ لیکن جس حالت میں بعد مشہور اور شائع ہونے اس آیت کے سب مخالفین چپ رہے اور کسی نے دم بھی نہ مارا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ضرور دیکھا تھا۔ تب ہی تو اُن کو چون و چرا کرنیکی گنجائش نہ رہی"۔

تردید۔ شق القمر کسی طرح سے بھی تواریخی واقعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کوئی تاریخ سوائے دعاء محمدیہ کے اس کی مد نہیں اور قرآن بہت عرصہ تک متفرق طور پر صرف زبانی رہا تحریر نہیں ہوا اور اس کے بر زبان یاد کرنے والے بھی صرف مسلمان ہوتے تھے جو اس وقت معدودے چند تھے۔ اور جن کا جبلی تعصب دنیا پر ظاہر ہے اور تیئیس سال میں ایک ایک آیت کر کے وہ اکٹھا ہوا۔ اور اُن سے بھی کوئی آیات باقی رہ گئیں اور اکثر بعد ازاں شامل کی گئیں اور اسی واسطے تمام غیر متعصب معترض اس کے ماننے سے منکر رہے اور خوارق کے قایل نہ ہو کر تاویلیں کرتے رہے۔ مرزا صاحب سورۃ نجم کے پہلے تو نماز بھی نہ تھی۔ یہ جا کر تاج نماز (دیکھو **معارج النبوت** صفحہ ۱۸۳ مرکن سوم باب تیار فصل بیست و دوم نولکشور ۱۸۷۲ء) پس نماز وغیرہ میں کوئی پڑھتا تھا یہ بالکل غلط ہے کہ جب کافروں نے یہ نشان دیکھا تو کہا کہ جادو ہے۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں۔ اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹال دیں اور کہیں کہ جادو ہے چلا آتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہ دیکھیں تو ٹال دیں کہ جادو ہے اور اگر نہ دیکھیں تو نہ کہیں۔ پس نہ انہوں نے دیکھا اور نہ کہا اور نہ مانا اور نہ کوئی مسلمان ہوا اور نہ قرآن ہی کچھ بتلاتا ہے۔ بقول آپ کے اُس وقت کے صدہا منکروں نے انکار کیا۔ مگر مرزا صاحب کا انکار ہے انکا انکار طوعاً و کرہاً متبدل بہ اقرار کیا گیا۔ مگر آنحضرت اس عجز سے کبھی عہدہ برآ نہ ہوئے اور نہ کبھی اُن کفار شدیدوں کو آپ کی طرح یہ کہا کہ سورۃ قمر کی پہلی آیت پر میرے ساتھ مباہلہ یا مجادلہ یا مقابلہ یا موازنہ کرو۔ بلکہ وہاں تو دلائل معقول کا کبھی نام نہیں لیا گیا۔ ہمیشہ لعنت ملامت اور گالی گلوچ اور جنگ و جدال سے کام دکھلایا۔ اور طمع و لالچ دیکر صدہا ناسمجھوں کو گرویدہ ایمان بنایا۔ رسولے محمدیوں کے اور تمام مسلمان مشہور مجادلہ رہے اور مقابلہ میں آتے رہے کہ شق القمر کا ثبوت دو کسی

تواریخ سے شہادت لاؤ۔ کوئی گواہ بناؤ۔ مگر حضرت اور اسلام کی طرف سے سوائے نفی نہیں ہمیں کچھ ہاں کا کلمہ ایک بار بھی منہ سے نہ نکلا اور ابتدائے زمانہ اسلام سے آج تک کوئی محمدی جواب دہ نہ ہو سکا۔ اسی واسطے آپنے بھی مقدمہ میں کہہ دیا کہ "اگر یہ بھی انہیں تو ہمارا کچھ حرج نہیں۔ اب شک آیا تو جرم نہیں مگر اسلام اور قرآن کا زیان ہے اور زیان ہی کیا بلکہ نقصان جان (دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۱۶)

غلام احمد صفحہ ۲۴۳ - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ شق القمر ضرور وقوع میں آیا تھا۔ ہر ایک منصف مزاج اپنے دل میں سوچکر دیکھ لے کہ کیا تاریخی طور پر یہ ثبوت کافی نہیں کہ معجزہ شق القمر اسی زمانہ میں بحالہ شہادت مخالفین قرآن میں لکھا گیا اور شائع کیا گیا اور پھر سب مخالف اس مضمون کو سن کر چپ رہے۔ کسی نے تحریر یا تقریر سے اس کا رد نہ کیا اور ہزاروں مسلمان اس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے رہے"۔

تردید - حضرت بالکل غلط ہے۔ معجزہ شق القمر ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ ہر ایک منصف مزاج غیر محمدی اس کے انکار پر کمربستہ تیار ہے۔ قرآن میں لفظ شق القمر تو موجود ہے مگر کوئی تواریخی ثبوت نہیں اور نہ کسی مخالف کا نام قرآن میں (جس کی شہادت سے لکھا گیا) درج ہے اور نہ اس وقت قرآن میں آیا قرآن بھی لکھا گیا بلکہ کئی سال بعد (دیکھو لائف آف محمد) اور کسی مخالف کو اس اسلامی دھوکے نے کبھی خاموش بھی نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ مخالف لوگ اس کا ثبوت مانگتے رہے اور اب بھی مانگتے ہیں بلکہ اب تو جناب محمدی بھی خدا کے فضل سے سمجھ گئے۔ اور آپ بھی سائل انکار پر آکر درجہ مسکوتیت تک پہونچ چکے ہیں اور یہ بات کہ "ہزاروں مسلمان اس زمانہ کی رویت کی گواہی دیتے ہیں" محض زبان درازی اور مذہب اسلامی کی تواریخوں سے ناواقفی کا باعث ہے۔ نہ تو ہزاروں اس وقت مسلمان تھے اور نہ وہاں موجود تھے۔

بلکہ آپنے بھی الہامی حکمت سے سرمہ کے صفحہ ۲۹۰ پر ہماری تائید کی ہے کہ "مسلمان ابھی تک کمزور غریب اور عاجز تھے"۔ اور صفحہ ۱۸ پر بھی سمجھتے ہیں کہ "وہ تمام مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے تھے نابود کردیں"۔ افسوس آپنے قوت حافظہ سے کام لیا ہوتا!!

غلام احمد صفحہ ۲۱۴ - تو جس حالت میں معجزہ شق القمر میں یہ بات ماخوذ ہے کہ ایک ٹکڑہ اپنی حالت معہودہ پر اور ایک اس سے الگ ہو گیا وہ بھی ایک یا آدھ منٹ تک یا اس سے بھی کم۔ تو اس سے کونسا استبعاد عقلی پیش ہے۔ اور بالفرض محال اگر استبعاد عقلی بھی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ عقل ناقص انسان کی ہر ایک کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے"۔

تردید - یہاں آپنے تمام مفسرین اور محدثین کو کاذب ٹھیرا لینے پر کمر ہمت باندھی۔ یا اپنی ناواقفی کا ثبوت دیا۔ اور بے بنیادی استبعاد کیواسطے گذشتگان کی کوشش کو برباد کیا۔ تفسیر معالم التنزیل۔ اور صحیح بخاری۔ و ہذا الآخرت و توضیح القرآن وغیرہ سب آپکے مخالف ہیں اور ہمارے موافق۔ پس ہمیں کہنا پڑا کہ اول اپنے مفسرین کی تسلی کردو پھر آریوں کے مقابل میدان میں آؤ اور خاطر خواہ اعتراض کر کے جواب پاؤ۔ آپ کی تزلزل بیانی اور ضعیف الاعتقادی کی شہادت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی۔ جبکہ اول آپ کہتے ہیں کہ اس میں کونسا استبعاد عقلی پیش ہے دور از عقل بات ہے اور پھر خود ہی لکھتے ہیں کہ اگر استبعاد عقلی ہی ہو تو عقل ناقص انسان کی کام ربانی تک کب پہنچ سکتی ہے۔ جناب اسی واسطے ماسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ معجزہ شق القمر قانون قدرت کے خلاف ہے جسکی تائید یا استشہاد کی ہمیں اور کسی سے ضرورت نہیں رہی۔ جبکہ آپنے خود ہی مان لیا کہ عقل انسانی میں نہیں پہونچ سکتی۔ میں کہتا ہوں کہ جن حیوانی توجہ میں پہنچتی ہوگی۔ عقل انسانی سے معجزات کا تعلق کیا ہے اور ہو بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ وجود ہی باطل ہے اسی واسطے ہر طرح ثابت ہوا کہ معجزہ شق القمر بدستور عقل انسانی کے برخلاف۔ تحقیقات علمی کے برخلاف۔ تاریخی واقعات کے برخلاف۔ قانون قدرت کے برخلاف ہے۔ حیوانوں اور نادانوں کو اچھا ہے کہ انہیں یاد ہیں۔ انسانوں کو اس کا ماننا بقول آپ کے کسیطرح زیبا نہیں۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد ظہور ہو تاکہ ظلمت جہل دور ہو۔

مرلیدھر ۔ ۷۴ - مرزا صاحب میرے سے حدیث یا آیت مانگتے ہیں اور ساتھ ہی قرآن کی آیت تحریر فرما کر اقرار کرتے ہیں کہ قمر کے دو ٹکڑے حضرت نے کئے۔

غلام احمد ۷۴ - "صاحب من میں نے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے پر تو آپسے کسی آیت یا حدیث کی سند نہیں مانگی۔ بلکہ ایک ادنی استعداد کا اردو خواں بھی میرے جواب کو پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ میں نے تو آپ سے یہ ثبوت مانگا تھا۔ کہ قرآن یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور آنحضرت نے اپنی آستینوں سے اس کو نکال دیا۔ سو آپنے اس کا ثبوت نہ دیا"۔

تردید - ان کا اعتراض تو اس امر پر تھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "میرا سوال تھا کہ جو بات خلاف قانون قدرت ہے یعنے شق القمر وہ کس طرح ہو سکتا ہے" (دیکھو سرمہ صفحہ ۶۸ و ۶۹) آپنے اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ اور دیتے کہاں سے آپ تو جواب دینے کے عوض خود ہی منکر ہو رہے ہیں اور خدا کریگا کہ ایک دن تمام باقیماندہ محمدی بھی منکر ہو جاویں گے آپ اس کیلئے شاہراہ تیار کر رہے ہیں۔ ایک دانا کا مقولہ ہے کہ جہالت سے ان ناقرار (معجزوں) کا نشوونما ہوتا ہے اور وہ آجکل روشنی علم سے مردود ہو رہی ہے۔ پس علت کے مفقود ہو جانے سے معلول خود بخود نابود ہو جاوے گا۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ ایک ٹکڑا وہاں رہا اور ایک تھوڑے سے فاصلہ پر چلا گیا۔ مگر دیگر مفسرین لکھتے ہیں کہ ایک مشرق کو چلا گیا اور ایک مغرب کو ایک اور پہاڑ کی طرف چلا گیا اور دوسرا دوسرے کوہ کی طرف۔ بعضے مفسرین کہتے ہیں کہ طالبان معجزہ نے جب بخوبی دیکھ لیا اور اچھی طرح یقین ہو چکا تو بعد اس کے مل گیا۔ اور آپ کہتے ہیں کہ ایک منٹ یا آدھ منٹ یا اس سے بھی کم اور پھر آپ صفحہ ۷۷ سطر ۹ میں صرف چند سکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں بتلاتے جو اگرچہ اشارتاً معجزہ کی تکذیب صریح اور ہجو بلیغ ہے۔ مگر ہم اس موقع پر جو آپ کی تردید میں ایک مولوی صاحب نے لکھ کر ہمارے پاس ارسال کیا ہے۔ وہ بھی درج کر دیتے ہیں۔

غلام احمد سرمہ چشم صفحہ ۶۸ - قرآن شریف یا حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا۔

مولوی - چاند کا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آجانا کتب حدیث و تفاسیر سے ثابت ہے **اقتربت الساعۃ وانشق القمر** نزدیک آمد قیامت و شگافت ماہ کافران از آن حضرت معجزہ طلبیدہ کردند خدا تعالیٰ ماہ را دو پارہ ساخت یکے بر کوہ ابوقبیس و دیگر بر کوہ قیقعان آمد ۱۲ فتح الرحمان۔

فائدہ - حج کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے اور حضرت ان کو سمجھاتے تھے انہوں نے کچھ نشانی مانگی۔ حضرت نے کہا دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ان سے مشرق کیطرف ایک ان سے مغرب کی طرف جب انہوں نے بخوبی دیکھ لیا تو پھر آپس میں آ ملے اور یہ نشانی قیامت کے آنے کی ہے اسی طرح سے سب کچھ

حاشیہ - تعزیوں کی کراماتیں۔ ٹکا ہے والے کے معجزے۔ وحوش کی خوارق عادات اگرچہ اسلامی معجزات محمدیہ کے بالمقابل بیشمار بھی مسلمان دین ایمان سے گرویدہ کرنیکو معجزے سے بڑھ کر شہادت حسنہ ہیں۔ سب مردہ پرستی کا یہ حال ہے تو اس وقت کیا کچھ نوک رکھتی ہوں گے۔ حضرت کی بول و براز میں معجزے ہو گئے پھر بعض قصیص میں کیوں نہ ہوں گے۔!

حاشیہ۔ ترجمہ مولوی عبدالقادر "ہاں آستینوں سے نکال" سوائے چند کتب محمدیہ کے اور کہیں نہیں ہے۔ مگر سب کا انکار نہیں بلکہ ایسا بھی علماء نے مانا ہے!! چونکہ آستینوں سے نکلنا ماں کر حضرت کی بزرگی زیادہ ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اوّل تو بالفرض محال کو دو ٹکڑے کرنا۔ پھر اپنی آستینوں سے نکال دینا ورنہ اعلیٰ نور ہے۔ پس حضرت کی ثناء بقول **سعدی** زبان تا بود در دہاں جائے گیر۔ ثنائے محمد بود دلپذیر۔ جس قدر مسلمانوں کی طرف سے ہو سکے سگ پیرہ از کوہ طور ہے۔ مرزا صاحب ایسے واقعہ عظیم کے واسطے کسی عظیم الشان شہادت کی ضرورت تھی اور ایک اشتہار دیکر اس کا شائع کرنا ضروری تھا تاکہ لوگ صد ہا گروہ اسکے لیے دین سے نکل کر بقول محمدیان دین اسلام کو قبول کرتے اور تلوار چلانے اور جہادی ٹھاننے کی ضرورت نہ پڑتی مگر ان امورات سے کوئی بھی نہ کیا گیا اور نہ کوئی کافروں سے ایمان لایا۔ اور نہ کبھی تمام زندگی میں محمد صاحب نے اس معجزہ کا اعادہ کرکے دعوے کیا اور نہ کبھی انکی زندگی میں نظیراً یا تمثیلاً مخالفوں کے سامنے اس کا ذکر ہوا۔ افسوس کہ ساری رات روتے رہے اور ایک بھی مسلمان نہ ہوا۔ پس کسطرح یہ بات لایق اعتبار نہیں اور اسی واسطے اس کا ماننا داناؤں کو سزاوار نہیں۔

لیکھرام - ۳۷ - ممالک غیر اور اقوام غیر کی تاریخ میں ایسی بڑی بات کا ذکر یعنی شق القمر کا ذکر ضرور چاہیے تھا۔

غلام احمد - ۳۷ - جس حالت میں چاند کے دو ٹکڑے کرنیکا دعوے زور شور سے ہو چکا تھا یہاں تک کہ خاص قرآن شریف میں مخالفوں کو الزام دیا گیا کہ انہوں نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا اور اعتراض کرکے کہا کہ یہ پکا جادو ہے۔ اور پھر یہ دعوے نہ صرف عرب میں بلکہ روم و شام و مصر و فارس وغیرہ دور دراز ممالک میں پھیل گیا تھا۔

تردید - سوائے اس ایک آیت کے کوئی زور شور سے دعوے نہیں اور نہ اس کے متعلق نشان و گمان بھی کہیں ہے۔ بلکہ ایک مجمل و مہمل طور پر شق القمر کا ذکر ہے پس زور و شور کا دعوے اور اس کی اشاعت محض دروغ بے فروغ ہے۔ نہ کسی مخالف کا قرآن میں نام درج ہے۔ اور خود محمد صاحب نے کبھی یہ دعوے عام میں علانیہ طور پر نہیں کیا۔ اور نہ اس آیت میں معجزہ محمدیہ کی طرف اشارہ ہے اور نہ اس کو محمد صاحب سے کوئی تعلق قرآن میں بتلایا گیا ہے۔ نہ کسی خطوط میں یا حدیث میں کسی سائل مخالف کے سامنے حضرت کی زندگی میں یہ آیت بطور معجزہ کے پیش کی گئی بلکہ جیسا کہ ہم آگے ثابت کریں گے ہمیشہ معجزہ دکھلانے سے جی چراتے اور منہ چھپاتے رہے کبھی کوئی معجزہ نہ دکھلایا اور نہ کسی مخالف کو معقولیت سے قائل بنایا۔ ہاں حضرت کے مدح سرا کئی شاعروں۔ تعریف کنندوں نے (جو تعداد میں تقریباً ۱۸۱ تھے) اشعار و غزلیات میں بہت سے معجزات آپ سے منسوب کر دئے ہیں جیسے کہ جاہل مرید پیروں کی نسبت گمان رکھتے ہیں اور شعبدہ بازوں کا جیسا وتیرہ ہے۔

باقی رہی کتب احادیث محمدیہ ان کا حال یہ ہے کہ تمام محدث ایک سو اور دو دو سو برس حضرت کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ مفصل کیفیت انکی نقشہ ذیل سے ظاہر ہے

فہرست محدثین اہل اسلام

نمبر شمار	نام محدث	نام کتاب	سال پیدائش	سال وفات	وفات محمد کے کتنے سال بعد پیدا ہوا
۱	امام مالک	موطا	سنہ ۹۵ھ	۱۷۹	۸۲
۲	امام شافعی	•	سنہ ۱۵۰ھ	۲۰۴	۱۳۹
۳	ابو محمد دارمی	•	سنہ ۱۸۱ھ	۲۵۵	۱۷۰
۴	احمد بن حنبل	مسند	سنہ ۱۶۴ھ	۲۴۱	۱۵۳
۵[1]	امام بخاری محمد بن اسمٰعیل	بخاری	۱۹۴	۲۵۰	۱۸۳
۶[2]	ابوالحسن مسلم	مسلم	۲۰۶	۲۶۱	۱۹۵
۷[3]	امام ابو داؤد	سنن	۲۰۲	۲۷۵	۱۹۱
۸	امام ترمذی	جامع ترمذی	۲۰۹	۲۷۹	۱۹۸
۹	امام ابن ماجہ	سنن ابن ماجہ	۲۰۹	۲۷۳	۱۹۸
۱۰	امام نسائیؒ	مجتبائی نسائی	۲۱۵	۳۰۳	۳۰۳
۱۱	ابوالحسن دارقطنی	•	۳۰۶	۳۸۵	۲۹۵
۱۲	امام بیہقی	السنن	۳۸۴	۴۵۸	۳۷۳
۱۳	امام الحسن رزین	•	•	۵۲۰	۵۲۰
۱۴	ابن جوزی	•	۵۱	۵۹۷	۴۹۹
۱۵	امام نووی	•	۶۳۱	۶۷۶	۶۲۰

متواتر اُس کو کہتے ہیں جس کو ہر زمانے میں اتنے لوگوں نے روایت کیا ہو کہ احتمال کذب کا اُن کی طرف عقل کے نزدیک محال ہو جائے۔ اور آحاد اُس کو کہتے ہیں جس کی روایت میں اس قدر کثرت نہ ہو۔ **فایدہ** - متواتر حدیث بعضوں نے کہا کہ کوئی موجود نہیں اور بعضوں نے کہا کہ ہے اور صحیح قول اوّل ہے۔ کذا فی بعض الکتب۔ شرح وقایہ کا اردو نور الہدایہ صفحہ ۴ مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۲۹۲ھ۔

تنبیہ - اگر کسی کو محدثین یا اُن کے راویوں کے یا الحیلی کے نمونے دیکھنے ہوں یا کوئی اُن کے لایق اعتبار شہادت کا اندازہ کرنا چاہے تو براہ مہربانی تہذیب التہذیب و تقریب و میزان الاعتدال و کنز العمال کو مطالعہ میں لاویں اور پھر اُن کے جرائم کا اندازہ فرماویں تاکہ معلوم ہو

آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

جب محدثوں اور راویوں کا یہ حال ہے اور ایسی حدیثوں میں بباعث خاطر احمد معجزوں کا اقبال ہے پس کسطرح کوئی معجزہ برخلاف قرآن قابل اطمینان گمان نہیں ہو سکتا اور ہمارے اس بیان کی تائید عبدالعزیز صاحب کے **تحفہ اثنا عشریہ** سے ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے تحفہ کے کید ہفتاد و نہم میں لکھتے ہیں۔ "تاریخ دانان تمام عالم اجماع دارند باآنکہ تا صد سال از ہجرت ہیچ تصنیفی در اسلام واقع نشدہ" - (دیکھو تحفہ مطبوعہ عشر ہند لکھنؤ سنہ ۱۲۹۲ھ صفحہ ۱۰۳)

حدیثوں کے بے اعتبار ہونے پر ہم محدث مسلم کی بھی شہادت پیش کرتے ہیں جو اُس نے اپنی صحیح میں لکھی ہے حدثنی عفان عن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان عن ابیہ قال لم نر الصالحین فی شی اکذب منہم فی الحدیث قال مسلم یجری الکذب علی لسانہم ولا یتعمدون۔ ترجمہ - ہم نے نہیں دیکھا مولو

حاشیہ [1] اس نے چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں جن میں سے چار ہزار صحیح سمجھ کر درج کیں۔ باقی ۵ لاکھ ۹۶ ہزار۔ اصل تحریر ایش ۱۲ (از شرح وقایہ)

[2] ابوالحسن مسلم نے ۵ لاکھ حدیث علماء کی زبان سے سماع کیں انمیں سے ایکہزار چھ سو صحیح باقی ۴ لاکھ ۹۸ ہزار ۴ سو متروک کیں ۱۲

[3] ابو داؤد نے ۵ لاکھ سے ۴۸۰۰ صحیح تعین کیں (از شرح وقایہ)

کسی امر میں زیادہ جھوٹا اُن سے جو حدیث میں ہیں اور جاری ہو جاتا ہے یہ جھوٹ اُن کی زبان پر (بوجہ سہو) اور وہ قصداً نہیں کہتے" پھر آنریبل **سید احمد خاں** صاحب تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۲ کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں۔ "دوسرے دین کی باتوں کو پسند کر کے اپنے دین میں اس طرح داخل کر لینا کہ پھر کچھ تمیز نہ رہے کہ یہ باتیں کس مذہب کی ہیں۔ بلکہ وہ باتیں اسلام ہی کی معلوم ہوں۔ جس طرح بنی اسرائیل کے علوم اور یونان کی حکمت وغیرہ کو مسلمانوں نے اپنے دین و مذہب میں داخل کر لیا ہے اور اپنی تفسیروں اور کلام کی کتابوں کو انہی روایات اور مسائل سے بھر دیا ہے۔"

بہت سے ایسے بزرگ بھی اُن دنوں تشریف رکھتے تھے جو حدیثیں جھوٹی بنایا کرتے تھے اور اس کو ثواب جانتے اور رونق مسلمانی مانتے تھے حکما کے اقوال حضرت سے منسوب ہوتے تھے اور تاج سکندر کے موتی ریش مبارک میں پروتے تھے تاکہ کسی طرح بعد وفات رونق اسلام ہو۔ اور ہمارا اور حضرت کا نام ہو۔ پس حدیثوں پر کسی طرح کا اعتبار نہیں اور قرآن کو کسی معجزہ احمدیہ سے اقرار نہیں اسواسطے ہم انہی سے لاچار ہیں

غلام احمد ۔ ۷۷۔ اسوائے اس کے یہ بھی کچھ ضروری معلوم نہیں ہوتا۔ کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سکنڈ سے کچھ زیادہ نہیں تھا۔ ہر ایک ولایت کے لوگ اطلاع پا جائیں کیونکہ مختلف ملکوں میں دن رات کا قدرتی تفاوت۔ اور کسی جگہ مطلع نا صاف اور پر غبار رہنا اور کسی جگہ ابر ہونا۔ ایسا ہی کئی اور ایک موجبات عدم رویت ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بالطبع انسان کی طبیعت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے۔ کہ ہر وقت آسمان کی طرف نظر لگائے رکھے۔ بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کا اور بعض موسموں میں اندر بیٹھنے کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

تردید۔ جب آپ شق القمر کی بابت اور ملکوں کے لوگوں کی اطلاع یابی ضروری نہیں سمجھتے۔ اور خود آپ کے دل میں بھی ہر ایک پہلو پر غور کرنے سے ماسٹر صاحب سے زیادہ خدشہ ہے کیونکہ بہت سے قدرتی حادثات عارج ہیں اور درحقیقت ہر ایک سلیم العقل کے نزدیک یہ بات وقوع سے خارج ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک مشکوک اور ممتنع محال اور مذبذب بات کو کھینچ تان کر کیوں معجزہ بنا رہے ہو۔ جس کا ثابت ہونا کسیطرح بھی ممکن نہیں۔

بعض مسلمان یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ اگر شق القمر محمد صاحب کے وقت میں نہیں ہوا تو انشق ماضی کا صیغہ کیوں ہے؟ اور کیوں اس کے معنے مستقبل کے لئے جاویں؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن میں صرف یہی ایک موقع نہیں ہے۔ بلکہ بہت سی جگہ ماضی مستقبل کے معنے دیتا ہے اور واقعات آئندہ بطور ماضی کے بیان ہوئے ہیں حالانکہ وہاں مستقبل ہونا چاہئے۔

(۱) مثلاً سورہ زمر و نفخ فی الصور۔ اور پھونکا گیا نرسنگا۔

(۲) ایضاً فصعق من فی السموات ومن فی الارض۔ پھر بیہوش ہو گرا جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(۳) " ثم نفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون۔ پھر پھونکا گیا دوسری بار تب ہی وہ کھڑے ہو گئے دیکھتے۔

(۴) " واشرقت الارض بنور ربہا۔ اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے

(۵) " ووضع الکتب وجایء بالنبیین والشہداء۔ اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ۔

(۶) " وقضی بینہم بالحق۔ اور فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے۔

(۷) " ووفیت کل نفس ما عملت۔ اور پورا ملا ہر جی کو جو کیا۔

(۱) " اقترب للناس حسابہم۔ نزدیک آیا آدمیوں کے واسطے ان کا حساب یعنے قیامت کا دن۔ سورۃ الانبیاء۔

حالانکہ یہ تمام واقعات قیامت کی بابت آنے والے وقت کے ہیں جو ابھی بہت بڑے بڑے زمانہ کے بعد آئیگا۔ مگر تمام اس طرح بیان ہوئے جیسے حضرت کے جیتے گذر چکے ہیں۔ اسیطرح اقترب کا لفظ بھی مستقبل کے واسطے ہے مگر بصیغہ ماضی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ سید احمد خاں صاحب بہادر بھی ہمارے تائید کرتے ہیں "تمام قرآن کا طرز بیان اسیطرح پر ہے کہ آئندہ کی باتوں کا جو یقینی ہونے والی ہیں ماضی کے صیغوں سے بیان کیا جاتا ہے جو اُن کے قطعی ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اسیطرح ان آیتوں میں جو باتیں ہونے والی ہیں اُنکو بھی یعنے ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے" (تفسیر احمدی صفحہ ۲۹ جلد اول سنہ سورۃ بقرہ) اس واسطے اس میں کسی معجزہ کا بیان نہیں اور محمد صاحب سے تو اس کا کسیطرح کا ذرا لگاؤ بھی نہیں اور جو اس بات کا اعتبار کرتے ہیں کہ اس آیت مستقبل بصیغہ ماضی کو جادو کیوں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جادو عرب کی عام اصطلاح ہے۔ کسی عبارت کو لکھا ہوا دیکھ کر بھی جادو کہہ دیا کرتے تھے اور عموماً بات چیت میں بھی جادو (سحر) لفظ بولتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت بھی ہم قرآن سے ہی دکھلاتے ہیں۔

(۱) سورۃ ہود۔ ولئن قلت انکم مبعوثون من بعد الموت لیقولن الذین کفروا ان ہذا الا سحر مبین۔ **ترجمہ**۔ اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہیں گے کہ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

(۲) سورہ احقاف۔ واذا تتلی علیہم ایتنا بینت قال الذین للحق سحر مبین۔ **ترجمہ**۔ اور جب سنائی اُن کو ہماری باتیں ظاہر طور پر کہتے ہیں کافر سچی بات کو جب اُن تک پہنچے یہ جادو ہے ظاہر" اسی طرح اس آیت کو بھی جادو کہا۔

غلام احمد ۷۸۔ پھر ان سب باتوں کے بعد ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں بھی شہادت پائی جاتی ہے **مہابھارت** دھرم پرتک میں **بیاس جی** صاحب لکھتے ہیں کہ اُن کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھر مل گیا تھا اور وہ لوگ شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے بشوامتر کا معجزہ قرار دیتے ہیں لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققوں کے بیان سے پایا جاتا ہے کہ مہابھارت وغیرہ پوران کچھ قدیم اور پرانے نہیں ہیں۔ بلکہ بعض پرانوں کی تالیف کو تو صرف آٹھ سو یا نو سو برس ہوا ہے۔ اب قرین قیاس ہے کہ مہابھارت یا اُس کا واقعہ بعد مشاہدہ واقعہ شق القمر جو معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھا لکھا گیا۔ اور بشوامتر کا نام صرف بیجا طور کی تعریف پر جیساکہ قدیم سے ہندوؤں کی اپنے بزرگوں کی نسبت عادت ہے درج کیا گیا ہے۔

تردید۔ جیسے کوئی کہے کہ محمد صاحب کی مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب سے ملاقات ہو کر باہم بہت سی بات چیت ہوئی اور ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دئے۔ یا زردشت صاحب اور محمد صاحب کا باہم مباحثہ ہوا اور محمد صاحب اُن کی نبوت پر ایمان لائے تو کیا کوئی عقلمند تسلیم کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ حضرت ایسا ہی اس بات کا دعوے ہے اور سچ بھی ہے کہ دروغ آدمی را کند شرمسار۔ جناب مہابھارت میں نہ تو کوئی دھرم پرب ہے اور نہ شق القمر کا تمام بھارت میں کسی جگہ ذکر ہے۔ نہ اُس میں وشوامتر کی نسبت اس کا کہیں بیان ہے اور نہ کسی غیر کے متعلق بھی کچھ نشان و گمان۔ نہ سوامی جی نے کسی جگہ بھی مہابھارت کو آٹھ سو برس کا مصنفہ بتلایا اور نہ مہابھارت کا شمار پرانوں میں آیا۔ بعد مشاہدہ شق القمر کے (جو سراسر محال ہے) نہ تو اُس میں لکھا گیا اور نہ آجتک یہ ناممکن امر وقوع پذیر ہوا۔ بے شک بعض پوران ۸ و ۹ برس کے مصنفہ ہیں اور بعض اُس سے

بیٹے گئے۔ اٹھارہ پوران اور ان میں اُن کے واقعات بھی اور نیز مہابھارت یا بھارت سے بکُلّی طور جدا ہیں اور سنسکرت دان پنڈتوں پر یہ امور بخوبی ہویدا۔

پس اے ناظرین! آپ خدا کیواسطے انصاف کریں کہ اس الہامی قرآنی تعلیم کی برکت سے یہ کس قدر دروغ بے فروغ کا طوفان اُٹھایا اور کتنی کارسازیوں اور روباہ بازیوں نے جھوٹ کا بہتان بنایا اور ایک جھوٹی بات کے اثبات کرنے کے ارادہ پر بقول اپنے ایرانی بھائی کے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز گھڑ کر دونوں جہان میں اپنی رسوائی کی۔

ہم مرزا صاحب کو **رب القادیانی** اور محمد صاحب کی قسم دیکر مقابلہ میں بلاتے ہیں کہ بھارت یا سوامی جی کی تحریروں سے اپنے دعوے کا ثبوت فرمائیں اور جسطرح ہوسکے قرآن کے الہامی ہونیکا دعوے ثابت کر دکھائیں ورنہ برائے خدا اس ملعون ارادہ سے باز آکر شرمائیں کیونکہ مہابھارت میں اس کا نام ونشان ندارد ہے۔ مہابھارت میں بہ تفصیل ذیل اٹھارہ پرب ہیں۔

آدی پرب[۱] - سبھا پرب[۲] - بن پرب[۳] - بیراٹ پرب[۴] - اُدوم پرب[۵] - بھیشم پرب[۶] - درونا پرب[۷] - کرن پرب[۸] - شل پرب[۹] - سوپتک پرب[۱۰] - استری پرب[۱۱] - شانت پرب[۱۲] - انوشاسن پرب[۱۳] - اشومیدھ پرب[۱۴] - آشرم واسک پرب[۱۵] - موسل پرب[۱۶] - مہا پرستھان پرب[۱۷] - سورگارو ہن پرب[۱۸]۔

علاوہ براں - بیاس مصنف بھارت کا زمانہ ٹھیک مہاراجہ جدھشٹر کے وقت ہے بلکہ اُن کی وفات کے کچھ عرصہ بعد تک زندہ رہے اور بیاس کا رشی وششٹ سے مباحثہ بمقام نیمکھ ہوا۔ جو کہ استاوکر میں درج ہے (دیکھو اُس کا ظہور سینر ... آیت ۱۶۲)۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جدھشٹر اور نوح ہمعصر تھے جبکو آج ۴۹۸۸ سال ہوتے ہیں اور بیاس جی جدھشٹر کے وقت میں تھے۔ نوح سے کئی ہزار برس بعد محمد صاحب ہوئے جس سے کسی مولوی کو انکار نہیں بلکہ صاف اقرار ہے کہ سال ہجری اس وقت ۱۳۰۵ ہے۔ بیاس جی جدھشٹر کے وقت میں ہوئے اس واسطے نوح کے ہمعصر اور محمد سے کئی ہزار سال پہلے گذرے ہیں۔ محمد نوشیرواں کے وقت میں ہوئے اور نوشیرواں زردشت سے کئی ہزار سال بعد۔ پس محمد بیاس جی سے کئی ہزار سال پیچھے ہوئے بنابراں بیاس کی کتاب میں محمد کے معجزے کا خدانخواستہ ذکر یا نام ہونا امر محال ہے کسیطرح بھی ممکن نہیں (مفصل دیکھو متعصب پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ا صفحہ ۴ سے ۱۲ تک)۔

غلام احمد ص ۷۵ "معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی شہرت ہندوؤں میں مولف **تاریخ فرشتہ** کے وقت میں بھی بہت کچھ پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اُس نے اپنی کتاب کے مقالہ یازدہم میں ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ نقل لے کر بیان کی ہے کہ شہر دھار جو متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقعہ ہے اب شاید اُس کو دھار انگری کہتے ہیں وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا یکبارگی اُس نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور پھر مل گیا اور بعد تفتیش اُس راجہ پر کھل گیا کہ یہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ تب وہ مسلمان ہوگیا۔ اُس ملک کے لوگ اُس کے اسلام کی وجہ یہی بیان کرتے تھے اور اُس گرد ونواح کے ہندوؤں میں یہ ایک واقعہ مشہور تھا۔ جس بناء پر ایک محقق مولف نے اپنی کتاب میں لکھا۔"

تردید - تاریخ فرشتہ کا مصنف **ابوالقاسم** ایک متعصب مسلمان اول درجہ کا مخالف مذہب تھا جو بعد ابراہیم بادشاہ کے گزرا ہے وہ تمام کتاب میں جہاں ہندو راجاؤں کا ذکر کرتا ہے اُن کو تعصب کی آگ سے جل کر بلفظ واصل جہنم اشتعال کرتا ہے۔ پس ایسے جفا کیش کی بات اگرچہ کسیطرح قابل اعتبار نہیں مگر پھر بھی بپاس خاطر مرزا صاحب (تاکہ کسی حیلہ سے معجزہ شق القمر ثابت ہوجائے اور محمد صاحب پر کوئی الزام نہ آئے) تاریخ فرشتہ سے ہی اس کی تحقیقات کرتے ہیں۔

تاریخ فرشتہ مقالہ یازدھم کا آغاز - کیفیت ظہور اسلام

دراں دیار بر واقفاں احوال واضح و ہویدا مے سازد کہ واقعات ملوک ملیبار مفصلاً در ہیچ یک از کتب اعیان بنظر در نیامدہ بنابراں براز آنچہ در رسالہ **تحفۃ المجاہدین** نوشتہ شدہ اکتفا مے نمایم ملیبار ملکے است از ممالک ہندوستان بجانب دکن در اوائل پیش از ظہور اسلام و بعد از ظہور اسلام طایفہ یہود و نصارا برسم تجارت از راہ دریا بدار و دیار آنجا آمد شد میکردند و در آخر الامر میان ملیباریاں و ایشاں بواسطہ آمد ورفت دوستی و الفتی بہم رسید بعضے از بازرگانان یہود و نصاریٰ در شہرہائے ملیبار ساکن شدہ منازل و بساتین ساختند و باین نہج روزگار میگذرانیدند تا زمان طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی مگر وقتیکہ تاریخ ہجری از دویست (دو صد سال) متجاوز گشتہ جمیع از اہل اسلام جمعے از عرب و جمعے از عجم در لباس فقرہ و درویشی از بنادر عرب بقصد زیارت قدمگاہ حضرت بابا آدم بجانب سراندیپ کہ آنرا لنکا میگویند متوجہ شدند و حسب اتفاق کشتی ایشاں باد مخالف خوردہ بہ ملیبار افتادہ در شہر کدنکلور فرود آمدند حاکم آنجا کہ موسوم بسامری بود بعقل کامل و اخلاق ستودہ انصاف داشت بصحبت درویشاں مشرف شدہ از ہر باب سخن درمیان آورد تا آنکہ از ملت و مذہب ایشاں پرسید گفتند کہ بر جادہ اسلام استوار ایم و پیغمبر ما محمد رسول اللہ است سامری گفت من از طایفہ یہود و نصاریٰ کہ مخالف دین شما و سیاح عالم اند شنیدہ ام کہ در بلاد عرب و عجم و ترک دین نو رواج دارد لیکن الی الآن بصحبت مسلماناں نرسیدہ ایم الحال توقع دارم کہ شمۂ از حالات آں سرور انبیاء از روئے صدق و صفا مذکور سازند و معجزات او بیان کنید کہ او درویشاں کہ بصفت علم و صلاح آراستہ بود آغاز سخن کردہ چنداں از حالات و معجزات آں حضرت بیان فرمود کہ سامری را محبت رسالت پناہ در دل پدید آمد و چوں معجزہ شق القمر بشنید گفت اے قوم این معجزہ بسیار قوی است و اگر حق و صدق است سحر نبودہ مردم جمیع بلاد قریب و بعید مشاہدہ کردہ خواہند بود و رسم دیار ما چنانست کہ ہرگاہ قضیہ بزرگ روئے نماید ارباب قلم آنرا در دفاتر ثبت نمایند و دفاتر آبا و اجداد او موجود است آنرا اینجا طلب مے آوریم و عیار صدق شما مے بینیم آنگاہ اہل دفتر را خامہ بفرمود تا دفتر زمان خاتم النبیین بجستند و در آنجا نوشتہ یافتند کہ در فلاں تاریخ دیدہ شد کہ ماہ دو پارہ گشتہ باز بہم پیوست۔ پس بر سامری حقیقت دین محمدی ظاہر شدہ کلمہ بر زبان آوردہ باعتقاد تمام مسلمان گشت چوں از سرداران قوم خود مے ترسید آنرا مخفی داشتہ مسلماناں را ہم از اظہار آں منع فرمودہ (دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ ۱۸۶۵ء)

اور پھر انہیں کی ترغیب سے اُس کا حج کیواسطے جانا لکھا ہے کہ کعبہ تک نہ پہنچکر راستہ میں ہی "در جزیرہ عرب در بندر شہر بیمار شدہ در بندر ظفار فوت شد"۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۹ سطر ۱ تک) پھر لکھا ہے کہ "سامری خود در زمان آنحضرت بملک خویش قمر شاہدہ فرمودہ و بنزد حضرت محمد صاحب رفتہ مسلماں شد و بحالت واپسی بہ شہر ظفار فوت شدہ" (دیکھو صفحہ ۳۷۰ سطر ۱ تک) +

اس تمام مندرجہ بالا بیان سے ہر ایک صحیح العقل کے نزدیک مطالب ذیل براہ تحقیق ثابت ہیں۔ (۱) نام اُس حاکم کا **سامری** تھا (۲) یہود و نصاریٰ اس ملک میں مسکن گزین تھے (۳) فقراء اسلام عرب سے بسواری کشتی اُس جگہ آئے تھے۔ (۴) اُس وقت اسلام عرب فارس روم ترکستان میں پھیل چکا تھا۔ (۵) محمد صاحب فوت ہو چکے تھے

(٦) فقراء کی زبانی حال سُن کر وہ لیبار میں ہی مسلمان ہو چکا تھا۔ (٧) بندر قندیریہ یا تسنجیر میں جاکر فوت ہوا (٨) ہجرت سے دو سو سال گذر چکے تھے۔

پھر لکھتا ہے کہ (١) سامری نے خود معجزہ شق القمر کا دیکھا (٢) خود عرب میں گیا۔ (٣) محمد صاحب زندہ تھے۔ اُن کے پاس جاکر مسلمان ہوا (٤) شہر ظفار میں بحالت واپسی از صحبت محمد صاحب فوت ہوا۔

جتنا خود اس مورخ کے ہر دو بیانات میں تفاوت ہے وہ اس روایت کو بیہودہ یا ایسا لچر اور پوچ ثابت کر رہا ہے کہ جس کے اثبات پر کسی دانا کو ذرا بھی یقین نہیں آسکتا۔

پہلی روایت۔ فقراء کی زبانی حال سُن کر اور شق القمر کا حال اپنی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھ کر مسلمان ہوا۔ اور بغیر پہنچنے مکہ یا مدینہ کے رستہ میں بندر تسنجیر یا قندیریہ میں مرگیا۔ اور محمد صاحب سے نہیں ملا بلکہ اُن کی وفات سے تقریباً دو سو سال بعد جبکہ ترک۔ روم۔ عرب۔ عجم فتح ہو چکے تھے یہ حال اُس نے سُنا اور مسلمان ہوا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ اپنی آنکھوں سے شق القمر کو دیکھا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی مشہور آدمی ہوا لوگوں نے محمد کا ذکر کیا۔ جس کو سُن کر وہ بحیال ملنے محمد صاحب کے لیبار سے عرب میں جاکر اُن سے ملاقات کی اور اُن کے ہاتھوں مسلمان ہوا اور واپسی بہ راست میں شہر ظفار میں فوت ہوا۔

دعویٰ طلب امورات) اوّل تو سامری ہندوؤں کا نام نہیں ہوتا۔ جس سے کوئی محمدی انکار نہیں کرسکتا اور نہ کبھی ہوا ہے اور نہ اَب ہے بلکہ یہ نام یہود و نصاریٰ و محمدی وغیرہ قوموں کا ہے اور انہیں کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے اور اُن کا اعتقاد بھی ہے کہ جادو برحق مگر کرنے والا کافر یہ نام کسی ہنود و راجہ کا نہیں ہے۔

دوم۔ یہ بیان تحفۃ المجاہدین سے (جو صرف جہادی لوگوں کی ترغیب دلانے اور سر کٹوانے کے واسطے کسی معتقد محمدی نے بنائی ہے) نقل کیا گیا ہے۔ **سوم**۔ ہر دو روایت ایک دوسری کی سخت مخالف ہیں اگر اوّل صحیح ہے تو دوسری غلط۔ اور اگر دوسری کو صحیح مانیں تو پہلی ضرور غلط ہے اور دونوں کا صحیح ماننا محال اور دو مخالفوں کے درمیان کسی بات کا صحیح ہونا سراسر محال۔ بلکہ بطالت و جہالت پر دال پس ہر دو روایتیں ایک دوسری کی صریح ابطال ہیں اسی سبب سے دونو باطل۔

چہارم۔ کسی تواریخ محمدی معاصر زمانہ احمدی میں کسی ہند کے راجہ کا وہاں جانا اور مسلمان ہونا جیسا کہ ادستا و ضیا مر قول اور لوگوں کا محمد صاحب کے پاس جانا اور روپے کھسوٹ کے لالچ سے مسلمان ہونیکا بیان ہے۔ نہیں پایا جاتا حیف ہے کہ ملیبار علاقہ ہند کا ایک حاکم (راجہ) وہاں جاوے اور مسلمان ہووے۔ پس بمقابل اون تمام گروہوں کے اس کا ذکر ضروری تھا مگر بالکل نہیں ہوا اس واسطے بھی یہ بات محض افترا ہے۔

غرضیکہ یہ تمام واقعات ایسے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ کس طرح حیلہ پردازی سے ایک شاوئی فسانہ گھڑ کر لوگوں کو دین اسلام کی ترغیب دی گئی ہے۔

علاوہ ازاں تمام مقالہ یازدہم میں آپ کا مندرجہ بالا قصہ جو آپ کے تعصب باطنی یا الہام قرآنی کا حصہ ہے) ناروا ہے۔ ملک دھار کہہ یا مالوہ یا دریائے چمبل کا ہندوستان نہیں نہ اُس کا چھت (سقف) پر بیٹھ کر معجزہ شق القمر دیکھنے کا وہم و گمان نہ ہندوؤں سے یہ شہرت یافتہ (بقول مرزا) نقل ملکر درج کرنیکا مقصود البتہ اُس میں ہندوؤں کا ذکر موجود۔ مگر تحفۃ المجاہدین مسلمانوں کی کتاب سے یہ خلاف واقعہ منقول ہے اس واسطے مصنف فرشتہ کی روح بھی آپ کی بیہودگی سے غالباً ملول۔ تصنیف فرشتہ کا وقت شروع اسلام تھا اور اسلام کے آغاز اُس کا وجود یا نام۔ بلکہ وہ تو ابراہیم شاہ کے وقت ١٠١٤ھ میں گذرا ہے جب کہ اسلامی شمشیر خون آشام سے لاکھوں کروڑوں معصوم ہندو شہید اور بے دین ہو چکے تھے اور دین بالجبر محمدیہ ایشیاء کے حصوں میں وبا کی طرح روز بروز پھیل رہا تھا اس واسطے تمام دعوے آپ کے سراپا ناواقفی اور بے علمی کے باعث ہیں اور اسی سے جتنے ثبوت بزعم خود آپ نے دیئے وہ تمام یکے بعد دیگرے تعصب محمدی کی ایجاد اور بالکل یاوہ ہوا یا بے بنیاد ہیں۔ ہمارا کچھ انکار نہیں ہے کہ نشان نہ تاریخ فرشتہ میں مذکور ہے۔ اَب اے محمدی بھائیو خود ہی غور کرو کہ معجزہ قرآنی و شیوہ قادیانی کہاں تک راستی کی دور ہے اَب ہم بطور نمونہ مسلمان علماء و کتب سیر کا تعصب اندرونی دکھلاتے ہیں اور مسلمانوں کو ہی منصف بناتے ہیں دیکھتے ہیں۔

(١) سر آمد موشان ایران شیخ **مصلح الدین سعدی** شیرازی کی ناحق پسندی کو ہم سب سے پہلے طشت ازبام کرتے ہیں اور انصاف ناظرین کے ہاتھ دھرتے ہیں۔ **باب ہشتم** بوستان کی آخری حکایت سفر ہندوستان و ضلالت بت پرستان سے

بتے دیدم از عاج در سومنات   مرصع چو در جاہلیت منات
فروماندم از کشف این ماجرا   کہ حیی جمادی پرستد چرا
جز این بت کہ ہر صبح ہی آید آب   برآورد یزدان دانا بدست
کشیشان ہر گر سیار دہ آب   دعلہا یوم چار در آفتاب
من از غصہ رنجور از حر اب   کہ اگر تاتیل شست دست
مگسا یکے در سدادم بدست   کہ لعنت برو باد و بر بت پرست
پس پردہ مطرانی آذر پرست   مجاور سر ریسمانی بدست
بہ سدم آدم بعد ازاں سیحیر

طمع کردہ ایاں چیچ جگر   جو سعدی مغازاں بت سنگدل
ہمیں سر ہمن بابتو وم بلند   کہ ای پیر تفسیر استاد زند
علیشہ ہمچو روز قیامت بدار   مغاں گرد من بی وضو در نماز
مغاں تیرہ رائی ناشستہ روی   مریدان درو دوست دکو
شدم تند گویاں برہمن علاج   کرسی رکوت بر تخت عاج
تبقلید کافر شدم روز چند   سرہمن شدم در مقالات زند
کہ ناگاہ چراغ در کشتہ زیلیا   بیاتو مسیم وست غیر یادشحال
درآنجا بہ راہ یمن تا حجیز

یہی شیخ سعدی بوستان کے باب دوم میں لکھتا ہے۔ چہ خوش گفت فردوسی پاکزاد کہ رحمت بران تربت پاک باد۔ جس سے ثابت ہے کہ **فردوسی** اُس کے وقت گذر چکا تھا اور فردوسی نے **محمود** کے حکم سے **شاہنامہ** تصنیف کیا تھا اور علاوہ بریں **گلستان** کے باب اوّل حکایت دوم میں سعدی کہتا ہے یکے از ملوک خراسان سلطان محمود سبکتگین را بخواب دید بعد از وفات او بصد سال کہ جملہ وجود او ریختہ بود و خاک شدہ مگر چشمانش کہ ہمچنان در چشم خانہ ہمی گردید و نظر ہے کرد سائر حکما از تاویل آن فرو ماندند مگر درویشے کہ بجا آورد و گفت ہنوز چشمانش نگرانست کہ ملکش بادیگران است

(١) شیخ سعدی نے بوستان تصنیف کی   در ششصد فزوں بود و پنجاہ و پنج (٦٥٥)
(٢) شیخ نے گلستان تصنیف کی   ز ہجرت ششصد و پنجاہ و شش بود (٦٥٦)
(٣) اور محمود غزنوی کی تاریخ وفات ہے   ہاتفم گفت شہباز جہاں (٤٢١)

گویا محمود کی وفات سے ٢٨٢ یا ٢٨١ سال بعد شیخ سعدی ہوا۔ اور محمود غزنوی

حاشیہ۔ اور بہت معتبر بیان سے دریافت ہوتا ہے کہ شیو کے اصل لنگوں میں سے جو کہ شیو کی رواج پانے سے ہندوستان میں بہتری جگہوں پر مقرر ہوئے تھے ایک یہاں پر تھا اور دوسرا ملکہم نے لکھا ہے اُجین میں تھا اور مہاکال کہلاتا تھا" (دیکھو تاریخ ہند ١٨٥٢ء کلکتہ صفحہ ١١٥) محمود نے مورت کو توڑ ڈالا اور اُس کے ٹکڑوں کو غزنی میں بھیجے اور جامع مسجد کے آگے ڈالنے کا حکم دیا اور کچھ مکہ مدینہ میں بھیجے کا حکم ہوا (دیکھو تاریخ مذکور صفحہ ١١٦) "بعد ازاں فرمود تا دو قطعہ سنگ از وے جدا کردہ بمکہ و مدینہ فرستادند تا در شارع عام انداختند" (دیکھو تاریخ فرشتہ ١٨٦٥ء مطبوعہ نولکشور صفحہ ٢٣)

اپنے بارھویں حملے میں سومنات کو تباہ و مسمار کر چکا ہے اور آج تک وہاں کوئی مندر نہیں بنا بلکہ اس مورتی کو اٹھا کر ایک ٹکڑا مکہ اور دوسرا غزنی میں ارسال کر دیا (دیکھو تاریخ ہند) پس یہ سعدی کی تحریر سراپا دام تزویر ہے۔

علاوہ بریں اس کے دروغ ہونے کی وجوہات ذیل بھی ہیں۔

(۱) **عاج** (ہاتھی دانت) کا بت سومنات میں دیکھنا حالانکہ ہندوؤں کا کوئی بت عاج کا نہیں ہوتا۔ بلکہ بنانا گناہ جانتے ہیں (۲) اس کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کا ہونا حالانکہ سومناتھ۔ شو لنگ کی مورتی تھی (دیکھو مورتی پوجا کی پستک مصنفہ پنڈت **رام لعل** صفحہ ۲۲ مطبوعہ سمت ۱۹۳۹ ناگری) جس کی بابت عموماً لوگ جانتے ہیں کہ اس کی آنکھ تھی نہ ہاتھ۔ پاؤں نہیں ہوتے۔ (۳) پجاری پیر تفسیر اوستا و ژند پڑھتے۔ حالانکہ ہندوؤں کے مذہب کی کتابیں وہ نہیں بلکہ پارسیوں کی ہیں (۴) بت کے ہاتھوں کا چومنا اور بوسہ دینا یہ امر بالکل مذہب ہنود کی رو سے ممنوع اور غیر مشروع ہے۔ (۵) پجاری نہ نہلانے والے۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کیونکہ مندر کے (۶) یزدان و داور کے آگے بت کا ہاتھ اٹھانا۔ یزدان کے ماننے والے بھی آتش پرست ایرانی ہیں نہ کہ ہندو لوگ (۷) بے وضو نماز میں جانے والے۔ یہ بھی صفت اسلام ہے (دیکھو تیمم)۔ (۸) ایرانی مسلمان کو ہندوستان کے مندروں کے پجاری برہمنوں سے نہ پہچانا بلکہ برہمن جانا۔ صریحاً دروغ ہے۔

(۹) شیخ سعدی کا سومنات سے ہندوستان میں آنا اور وہاں سے یمن میں اور وہاں سے حجاز چلا جانا بالکل خلاف واقعہ ہے۔ شاید اس وقت بحیرہ عرب یا بحر الہند یا خلیج فارس نہ ہو گی یکبارگی کود کر ہندوستان سے یمن میں چلا جانا بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ یہ حکایت اسی واسطے بوستان سرکاری مطبوعہ لندن سے برخلاف واقعہ ہونے کے سبب نکالی گئی ہے۔ پس ایسی بیجا شیخیوں سے تاریخ فرشتہ کے مصنف کا بھی خیال کرو۔ منشی **محمد ذکاء اللہ** صاحب پروفیسر میور کالج الہ آباد تاریخ ہندوستان میں کہتے ہیں "سومنات کی تحقیقات جو تاریخ فرشتہ میں لکھی ہے کہ وہ مرکب ہے سوم اور نات سے۔ سوم نام بادشاہ کا ہے جس نے اسے بنایا تھا نات اس بت کا نام ہے یہ اس کی غلطی ہے۔ اصل یہ ہے کہ سنسکرت میں سوم چاند کو کہتے ہیں مہادیو کی پرستش اسی سومنات کے نام سے کی جاتی ہے اس لئے اس کو سومنات کہتے تھے۔ پہلے مورخوں نے کچھ اس بت کے اعضا اور خط و خال بیان نہیں کئے۔ وہ لنگ کی شکل تھا۔ اس میں آنکھ ناک کچھ نہ تھے" (تاریخ ہندوستان صفحہ ۷۹ حصہ دوم ۱۸۷۵ء دہلی)۔ ان سب وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سعدیؒ مفت میں ہندی لنگا شہیدوں میں داخل ہونے کی خاطر اس قدر جھوٹ بولے تاکہ کوئی ہندو غلطی سے دھوکا میں آکر اس کو پڑھ کر مسلمان ہو جاوے اور ہمیں ثواب ہاتھ آئے اسی طرح واقعات سکندری کو بھی مسلمان مورخوں نے نہایت غلط بیان کیا ہے اور وجہ وہی قرآن کی بناء فاسد ہے جس سبب سے تعصب کے گڑھے میں گرے اور منزل راستی سے دور جا پڑے چنانچہ کہتے ہیں۔ "سکندر جہاں سکندر نام بادشاہ روم کہ ہفت اقلیم مشرق و مغرب فتح کردہ بود و ملقب او ذوالقرنین بود و جمیع بادشاہان مشرق و مغرب ہلاک ساز بود و تمام دوبارہ از گرد جہاں گشتہ و شش در طلب آبحیات در ظلمات رفتہ بود و آتش کدہ ہائے اصفہان خراب او کردہ و ژند و اوستا را سوختہ و برین مدت رہبانانه اختہ و بعضے گویند کہ پیغمبر بود و بعضے گویند ولی بود حکیم پیشہ و بیک روایت فرشتہ بود۔ فاما مختار بندگی خواجہ **نظامی** فرمودہ کہ سکندر پسر **فیلقوس** است و تمام مشرق و مغرب گرفتہ و دو کرت گرد جہاں گشتہ لب او بحکمت کشادہ و سرور شاعران در آئینہ سکندری آوردہ کہ قرنوں اربابعد سال بادشاہی کردہ و سہ گی خواجہ آوردہ کہ عمرش دو قرن و شش سال کم یا بیش بودہ او را ذوالقرنین و سکندر نیز گویند خواجہ **نظامی** فرماید

دریں شصت و شش سال کم بیش من | بے عبرت آمد فرا پیش من
بدان طفل یکسعدہ ماتم کرم د | ندیدہ جہاں را جہاں سپرد

آئینہ سکندری میں ہے۔

دریغ ست کاں بادشاہ را نبات | نویسندہ سی سال گوید حیات
زعمرش کریں گوشہ اندک بود | رہ فتح آفاق در شک بود
چنیں خوانم از قصۂ دشان او | کہ با لصد قرن بود جولان او

(کشف اللغات جلد اول مطبوعہ نولکشور ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۹۲ سے ۲۹۳ تک)

اور قرآن بھی اسی امر کی تائید کرتا ہے **سورہ کہف** سے بہت کچھ اس کی تصدیق ہوتی ہے جیسا کہ تمام دنیا کا فتح کرنا۔ مشرق و مغرب تک پہنچنا۔ سد سکندری بنانا۔ سورج کو چشمہ گلی میں ڈوبتا پانا۔ یاجوج ماجوج کا مسخر آمیز واقعہ۔ مگر ان باتوں کی تواریخ یونان اور احوال سکندر موجودہ تاریخ سے نمبروار تردید ہوتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان بیانات میں رتی بھر بھی راستی کا مادہ موجود نہیں اور سید صاحب بھی ہمارے بیان کی تائید فرماتے ہیں **تہذیب الاخلاق** جلد دوم نمبر ۲ میں آنریبل **سید احمد خاں** صاحب فرماتے ہیں "کہ سوائے قرآن مجید کے جو کتب مذہبیہ اس زمانہ تک موجود ہیں ہزاروں غلطیوں سے بھری ہیں۔ کوئی ان میں ایسی کتاب نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی عظیم الشان غلطی موجود نہ ہو جس نے اسلام کی سیدھی سادھی حقیقت کو وہمی اور خیالی نہ بنا دیا ہو"

حاشیہ مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں۔ کہ سعدی نے ۶۹۱ھ میں وفات پائی۔ اس کی عمر ۱۰۲ یا ۱۱۰ یا ۱۲۰ برس کی بتاتی ہے۔ پس کم سے کم عمر ماننے سے پیدائش ۵۸۹ ہجری میں قرار پاتی ہے (دیکھو حیات سعدی مطبوعہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۳)

"شیخ کے وقائع سفر میں جو اس نے گلستان و بوستاں میں بیان کئے ہیں سب سے عجیب سومنات کا واقعہ ہے جو بوستاں کے آٹھویں باب میں مذکور ہے۔ اس حکایت پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ایک ایسے بڑے مندر میں جہاں ہزاروں پجاری اور سینکڑوں بھجن گانے والے مرد و عورت اور سینکڑوں جاتری سب وقت موجود رہتے تھے۔ وہاں ایک مشتبہ آدمی کو ایسا موقعہ کیونکر ملا کہ تمام مندر میں اس کے سوائے کوئی متنفس باقی نہ رہا جو کہ سوا ایسے سناٹے کے وقت میں جبکہ مندر میں کوئی متنفس موجود نہ تھا سیڑھی کے پیچھے ایک پجاری کا ڈور تھام کر بیٹھنا کس غرض سے تھا اور کیوں تھا۔ اس اعتراض کے جواب میں صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ اصل واقعہ ویسے سومنات میں اور مندر میں ہندو بن کر رہنا اور ایک شخص کو اپنی جان کے خوف سے کنویں میں دھکیل کر بھاگ جانا صحیح ہو مگر اس صورت میں یہ ضرور ماننا پڑے گا کہ اس واقعہ کے تمام جزئیات کی تصویر شیخ سے نظم میں پوری پوری نہیں کھنچ سکی۔ پس بہتر ہے کہ شیخ پر غلط بیانی کا الزام لگانے سے یہ بہتر ہے کہ اس کے بیان کو ایسے مقام پر ادائے مطلب میں قاصر سمجھا جائے" (حیات سعدی صفحہ ۳۴ سے ۳۷ تک) "بوستاں کی اسی حکایت کے دھوکا میں اکثر انگریز بھی پڑے۔ دھوکا کھایا ہے کہ شیخ سعدی ہندوستان میں آیا تھا چنانچہ **سر گور اوسلی صاحب** کہتے ہیں کہ ایشیاٹک جرنل کے ایک پرچہ مطبوعہ ۱۸۳۸ء میں فرانس کے ایک مشہور محقق ایم گارسان دی تاسی نے لکھا ہے کہ سعدی پہلا شخص ہے جس نے ہندوستانی یعنی ریختہ میں شعر کہا ہے۔ یہ ایک مسلمہ

نمبر ۱ شق القمر کی بابت پرانا فیصلہ

روزے نصرانی بخدمت خلیفۃ الحق اکبر بادشاہ آمدہ دانشمندے را از مسلمانان طلبیدند تا با او بحث کند۔ بعد از حضور نصرانی گفت۔ شما بہ عیسیٰ ایمان دارید۔ مسلمان گفت۔ آرے پیغمبر خدا ایش میدانیم و پیغمبر ما از پیغمبرے او خبر دادہ۔ نصرانی گفت آں پیغمبر یعنی مسیح خبر دادہ کہ بسیار کس بعد از من ظاہر شوند و دعوائے پیغمبری کنند شما اصلا باور نہ کنید و بایشاں نگروید کہ دروغ گویانند و بدیں من پائیدار و ثابت باشید تا من باز آیم و در انجیل از پیغمبر شما خبرے نیست۔ مسلمان گفت در توریت و انجیل بودہ است اما رہبانان شما آنرا از میان بردہ اند۔ نصرانی گفت آں انجیل کہ درست است شما دارید۔ مسلمان گفت۔ نصرانی جواب داد کہ ازیں معلوم شد ناراستی شما۔ چہ منکر انجیل آید۔ وگرنہ مے داشتید چنانکہ ما عیسایاں ہم توریت کہ کتاب موسیٰ است داریم و شما توریت و انجیل ندارید۔ و اگر در انجیل چیزے از پیغمبر شما بودے بگمان ما گفتہ عیسیٰ بود مگر ندیدیم چہ غرض از دینداری ما ابرون فرمان عیسیٰ است۔ و الحمول ما از کجا دانیم کہ پیغمبر شما راست گفتہ۔ مسلمان گفت بمعجزہ او کہ یکے از آں انشقاق قمر است۔ نصرانی گفت شق قمر اگر واقع شدے جہانیاں و ہندے و بدائع نگاران ہر اقلیم و مورخان ہر قوم باقلام صدق نوشتندے۔ حالانکہ جز مسلمان کسے ازیں خبر نمی دہد پس ہندوی دانا بود از وے پرسیدند کہ در کلجگ کہ دور چہارم است ہیچگاہ ماہ شگافتہ شدہ آریاسیاں و ترکان ہم پرسیدند ہمہ گفتند ما چنیں چیزے در تواریخ خود ندیدہ ایم مسلمان فرو ماند"۔ (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ۳۱۶ مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۱ء سطر ۸ سے ۲۱ تک۔)

نمبر ۲۔ پرانا فیصلہ شق القمر کی بابت

محمدی گفت پیغمبر با قرآن آمد و شق القمر کرد و معراج برآمد۔ قرایہ گفت در مصحف شما است[سلہ] وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض الخ

ترجمہ۔ گفتند اے محمد ایمان نیاداریم بتو تا بہر ما از زمین چشمہ آب پیدا نہ کنی یا آنکہ ترا بستانی شدہ از نخل و عنب و درمیان آں نخلستان جو یہا آب رواں سازی یا آنکہ آسمان را پارہ پارہ بر سر زمین افگنی یا آنکہ خدا تعالیٰ و ملائکہ را بیاوری۔ یا آنکہ خانہ باشد ترا از زر یا آنکہ بالا روی بر آسمان و ایمان نیاوریم بہ بالا رفتن تو تا فرود نیاوری از بہر ما نبشتہ کہ بخوانیم بہ سبیل جواب میگوید کہ بگو اے محمد پاک است پروردگار من نیستم مگر بشرے پیغمبر" از اینجا مصحف تواند دانست کہ ہرگاہ نتوانست جو یہا آب رواں کرد۔ چوں معجزات کہ نقل کردہ اند نمودے چوں قادر بود کہ آسمان را پارہ سازد بلکہ ہم طریق شق القمر فرمودے چوں نتوانست ملائکہ را بنماید چگونہ جبرئیل را بختم بسرے دیدہ اصوات او مے شنید۔ و اصحاب ہم بصورت اعرابی نگریستند چوں نتوانست بحضور منکراں با جسد بآسمان برآید چہ سان معراج او جسمانی بود چوں نیاورد نوشتہ بطریق مصحف بروز نازل شد و اگر بحجت معجزہ ایں انقیاد منوط است معجزہ ثابت نشدہ الا بنقل و ریو افسانہا چوں از دیرگاہ فارہ نقل حساب است اعتماد را نشاید۔ و بہ تقدیر تسلیم علوم عربیہ بسیار و خصائص اجسام بے نہایت و بیشمار است چرا نشاید کہ ایں صنف کہ آنرا معجزہ مے انگاری۔ از خصائص بعضے اجسام باشد و در علم غریب رخ نماید نزد تو شق القمر کہ شنیدہ معجزہ است چرا ماہِ کاشغر عجیبہ نباشد و چوں موسیٰ را کلیم اللہ خوانی چرا سامری را کہ گوسالہ گویا کرد کلیم تر از موسیٰ نخوانی"۔ (دبستان مذاہب صفحہ ۳۱۷ سے ۲۱، ۲ تک)

غلام احمد ۷۹۔ بہر حال جب آریہ دیش کے راجوں تک یہ خبر شہرت پا چکی ہے اور آریہ لوگوں کی مہا بھارت میں بھی درج ہو گئی اور **پنڈت دیانند صاحب** گیانیوں کے راہ کو دخل زمانہ نبوی سمجھتے ہیں اور قانون قدرت کی حقیقت بھی کھل گئی تو اگر اب بھی لالہ مرلیدھر صاحب کو شق القمر میں کچھ تامل باقی ہو تو اُن کی سمجھ پر ہمیں بڑے بڑے افسوس باقی رہیں گے۔

تردید۔ نہ آریوں کی پستکوں میں اس کا ذکر ہے نہ آریہ دیش کے راجوں تک زمانہ اسلام سے قبل یہ بات مشہور۔ نہ مہابھارت میں اس کا بیان ہے اور نہ بقول سوامی دیانند جی کے مہابھارت منجملہ پران۔ بلکہ پوران تمام تر بھارت کے پیچھے تصنیف ہیں اور مختلف لوگوں کی تالیف۔ قانون قدرت پر غور کرنے سے بھی صاف ثابت ہے کہ شق القمر نہیں ہوا اور خود زمانہ **جلال الدین محمد اکبر** بادشاہ میں اس کی تحقیقات ہو چکی ہے اسی واسطے ماسٹر مرلیدھر جی کو اس کے عدم ثبوت میں ماننے سے انکار اور آپ کو بتعصب احمدیہ کے سبب خواہ مخواہ نقصانِ ایمان کے خیال سے اقرار ہے۔ پس آپ کی اس مذبذب حالت پر ہم جس قدر افسوس کریں تھوڑا ہے۔ **افسوس صد ہزار افسوس!!**

مرلیدھر ۷۹۔ قرآن میں لکھا جانا **تاریخی ثبوت** نہیں ورنہ دنیا میں جس قدر بھدے بھدے مذاہب والے اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت عجائبات بیان کرتے ہیں وہ سب سچے ہو جاویں گے۔

غلام احمد ۷۹۔ اے ماسٹر صاحب افسوس کہ تعصب کے جوش نے آپ کی کہاں تک نوبت پہنچا دی کہ آپ کی نظر میں قرآنی واقعات عام لوگوں کے مزخرفات کے برابر ہو گئے ایسی باتیں جن کو لوگ بے ٹھکانا اور بے بنیاد اپنے دیوتاؤں وغیرہ کی نسبت سینکڑوں

بقیہ حاشیہ۔ جز صرف محقق مذکور کو ملکہ اس سے پہلے ہندوستان کے تذکرہ نویسوں کو بھی ہوا ہے۔ اصل یہ ہے کہ دکن میں ایک شاعر سعدی تخلص اس زمانہ میں ہوا ہے جبکہ ریختہ کی بنیاد پڑنی شروع ہوئی تھی۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اس کی وفات کو تقریباً ۲۰۰ برس گذرے ہیں **مرزا رفیع الدین السودا** نے اپنے تذکرے میں اس ریختہ کو سعدی شیرازی سے منسوب کیا ہے "سعدی کہ گفتہ ریختہ در ریختہ در ریختہ شیر و شکر آمیختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے" کے نام پر لکھا ہے مگر حکیم قدرت اللہ خاں قاسم نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے کہ "اس شخص کو سعدی شیرازی سمجھنا جیسا کہ بعض تذکرہ نویسوں نے دھوکا کھایا ہے محض غلط ہے"۔ (دیکھو حیات سعدی مؤلفہ الطاف حسین حالی صفحہ ۲۸)

یہ ایک محقق مسلمان کا خیال ہے جس نے کہ تاریخ اسلام کی بہت باتوں میں اصلاح کی ہے۔ در حقیقت بنیاد وجود با وجود سالمیت ہے مگر یہ جواب نہیں بلکہ اعتراض بدستور قائم ہے اور معترض ہم نے کہیں وہ برابر بہت سی قومیں ہیں جن کے ملاحظہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شق القمر ہندوستان میں بالکل نہیں آیا۔ مذہب حق لگا شہید دل میں داخل ہونے کو ترسا جاتا تھا۔

[سلہ] حاشیہ۔ اسی آیت پر مفسر ثانی مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب دہلوی تفسیر حقانی میں فرماتے ہیں کہ جو معجزے کفار نے بہ سبب بیان اس آیت کے مانگے۔ تو اس بات کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو یوں تعلیم فرماتا ہے کہ ان سے کہدے کہ میں فقط رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ ان کی خواہش کے موافق معجزہ ظاہر کر سکتا ہے۔ سب بیان فرماتا ہے کہ اگلے لوگوں نے انبیاء کے معجزوں کو جھٹلایا تھا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔ پس اسی لئے ہم تمہارے کہنے کے موافق یہ معجزے کہ جن کو تم مانگتے ہو نہیں ظاہر کرتے۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ چند معجزات جن کا کفار محض عناد سے استدعا کرتے تھے وہ آپ (محمد) سے صادر نہیں ہوئے"۔ (دیکھو تفسیر حقانی جلد ۳ صفحہ ۲۰ سطر ۱۲ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی)

باہزاروں برسوں کے بعد بنا دیتے ہیں جو نہ اُن دیوتاؤں کے زمانہ میں تحریر ہو کر شائع ہوتی ہیں اور نہ معتزر و معتبر دیکھنے والوں تک اُنکا سلسلہ متواتر اور معتبر طور پر پہنچتا ہے بلکہ سراسر وہ مخلوق پرستوں کے مفتریات ہوتے ہیں جن کے ساتھ کوئی روشن دلیل نہیں ہوتی۔

حضرت قرآن اور پوران کے واقعات بالکل مساوی ہیں ہاں راستی بھی یہاں اگرچہ قرآن پر حاوی ہیں مگر انہیں پھر بھی سماوی ہونیکا دعوے نہیں برخلاف قرآن کے آپ کو اگر ایک کے ماننے سے اقرار ہے تو نہیں معلوم کہ دوسرے کے انکار کی کونسی وجہ ہے اگر ہٹ دھرمی نے آنکھوں پر پردہ نہیں ڈالا اور کچھ بھی نام کو بصارت باقی ہے تو سمجھ جان لیں کہ شق القمر کا بے بنیادی فسانہ اور اسیطرح کی اور بے ٹھکانہ باتیں جن کا ذکر ہے نہ بائبل حضرت کے صدہا برس بعد اُمت بڑھانے کی تمنا پر جناب سے منسوب کی گئیں مگر محمد صاحب کیوقت شائع نہیں ہوئیں اور نہ تحریر کرنے والے اُنکی زندگی میں عرصہ شہود میں موجود تھے بلکہ کئی قرنوں بعد پیدا ہوئے اور شعرا کی زبانی جن کا کام بقول مدارج النبوت کے حسان ابن ثابت کہتا ہے "ہر کرا خدا تعالے زبانے عطا کند و بر تکلم قدرت بخشد۔ باید کہ در مدح آنحضرت و ہجو دشمنان او تقصیر نکند کہ بہترین کارہا این ست" اور تمام شاعر آنحضرت کے رات دن یہی کام کرتے تھے کہ "مدح رسول اللہ و ہجو کفار می کردند" خود بی بی عایشہ بھی شاعرہ تھیں اور حضرت علی بھی شاعر۔ مخلوق پرستی تو سب سے زیادہ اسلام کی جاگیر ہے اور آپ کے بھائیوں کی گلوگیر۔ تمام مفسر و محدث کعبہ پرست۔ سنگ اسود پرست۔ صفا و مروہ پرست۔ مدینہ پرست۔ تابوت سکینہ پرست۔ آب زمزم پرست۔ جامہ کعبہ پرست مخلوق پرست ہیں پس اُن کے مفتریات بھی کس طرح اور کب لایق اعتبار ہو سکتے ہیں اسیواسطے کسی واضح دلیل کے نہ ہونے سے کوئی واقعہ قرآنی ماننے کے لایق نہیں جیسا کہ شق القمر۔ اور ہزار افسوس ہے اُن لوگوں پر جو ایسی ساقط الاعتبار گفتگو پر مذہب جیسی نازک چیز کا دار و مدار رکھتے ہیں جس کا دوسرا نام دیوالیہ پن ہے جو ترجیح کرتا ہے یا دار عرب میں حیران و سرگردان مرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرآنی واقعات و محمدی معجزات کسیطرح قابل تسلیم نہیں۔

غلام احمد ۸۰۔ کوئی واقعہ ہم ایسی کتاب میں لکھا ہوا پاویں جو اُسی زمانہ کا واقعہ ہو جس زمانہ کی وہ کتاب ہو اور اُسی مصنف نے اُسے لکھا ہو جس نے دیکھا ہو اور وہ مولف بھی سرآمد زندگار ہو۔ اور پھر مصنف نے مخالفوں کو گواہ واقعہ قرار دیا ہو اور وہ کتاب بھی اچھی طرح محفوظ ہو اکثر حصہ دُنیا میں شہرت پا گئی ہو۔ اور ہزاروں حافظوں سے لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ اور اُسی زمانہ کے قلمی نسخے اور بعض تفسیریں بھی موجود ہوں اور پنجگانہ نمازوں میں بیشمار لوگ پڑھاتے پڑھتے چلے آتے ہوں اگر کوئی تاریخی کتاب ان سب صفتوں کی جامع دُنیا بھر میں بجز قرآن شریف آپ کی نظر میں گذری ہے۔ تو آپ اُس کو پیش کریں۔ اور اگر پیش نہ کر سکیں تو آپ کی سزا یہی درد خجالت اور انفعال کافی ہے۔ جو لاجواب رہنے کی حالت میں آپ کے عاید حال ہوگی۔

تردید۔ معجزات محمدیہ کا ذکر حدیثوں میں ہے قرآن میں نہیں مگر کوئی حدیث زمانہ محمد میں نہیں لکھی گئی (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید ہفتاد و نہم و تہذیب اخلاق جلد سوم نمبر ۴) یہاں ختم ہوئی آپ کی پہلی صفت۔

محمد صاحب کو کسی محدث نے نہیں دیکھا سنے سُنائے ڈھکوسلے باندھے اور من گھڑت تاویلیں کر کے شاعری اور انشا پردازی کی۔ یہاں ختم ہوئی آپکی دوسری صفت (دیکھو تہذیب اخلاق جلد دوم نمبر بستم) +

تیغ زنی اور لوٹ مار میں بیشک وہ سرآمد عرب تھے اور تعدادی اکیاسی وقعات وٹ ماریں جو دولت تسریب غربا اور حکم والا سے ظہور پذیر ہوتے تھے اور ایسے ہی یار غاروں کی ہمت و تدبیر سے کمین گاہوں میں بیٹھ بیٹھ کر سوداگر لوٹے۔ مسافر قتل کئے جو باتیں حقیقی عزتوں سے منزلوں دور ہیں۔ کیونکہ حقیقی عزت تو صداقت شعاری و راست بازی و نیکوکاری سے مراد ہے اور وے ان میں مدارد تھیں بقول شخصے۔ این سعادت بزور بازو نیست۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ (دیکھو کتاب شوکت اسلام کا باب معارک الاسود الموسوم تغازی آنحضرت مطبوعہ مطبع نظامی ۱۸۸۲ء صفحہ ۸ سے ۲۲۷ تک) یہاں ختم ہوئی آپ کی تیسری صفت۔

کسی مخالف نے قرآن یا حدیث کے واقعات کا امر واقعی ہونا اپنی تصنیف میں ذکر نہیں کیا۔ نہ کوئی شہادت قرآن سے مل سکتی ہے۔ اور حضرت زیاد وغیرہ صدہا لوگ برابر منکر اور علانیہ اُن کے دعاوے کی تردید کرتے رہے (دیکھو کشف اللغات و غیاث اللغات ردیف ز معنے زیاد) یہاں ختم ہوئی آپکی چوتھی صفت

اکثر حصہ دُنیا میں شہرت پانا دوسری بات ہے اور **صداقت** کے جوہر سے آراستہ ہونا اور چیز ہے۔ چنانچہ الف لیلہ۔ و انوار سہیلی وغیرہ بھی قرآن سے بڑھکر شہرت یافتہ اور اچھی طرح محفوظ ہیں اور اسیطرح گلستان سعدی و شاہنامہ۔ مگر قرآن میں یہ بات بھی بدرجہ اثبات کو نہیں پہنچتی۔ کیونکہ لاکھوں اُحادیث غیر معتبر ہیں اور چوتھا حصہ قرآن کا بھی حضرت **عثمان** کی مہربانی سے خورد برد ہوگیا۔ اور بقول بعضے ۲۲۵ آیتیں اور بقول بعضے ۲۹۶ آیتیں منسوخ بلکہ معدوم التلاوت ہو گئیں (دیکھو مسلم باب ۳ اور عین الحیات صفحہ ۲۰۰) یہاں ختم ہوئی آپکی پانچویں صفت

ہزاروں حافظوں کو حفظ ہونا اُس کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ کیونکہ محمد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا قلمی نسخہ دنیا میں کوئی نہیں (دیکھو مشکات باب ۳) عثمان نے تمام پہلے نسخے قرآن کے جلا دیئے چنانچہ لکھا ہے "وتم دخلت سنہ ثلثین فیہما بلغ عثمان ما وقع فی امر القرآن من اہل العراق فانہم یقولون قرآننا اصح من قرآن اہل الشام لانا قرأنا علی ابی موسی الاشعری و اہل الشام یقولون قرآننا اصح لانا قرأنا علی المقداد ابن الاسود و کذلک غیرہم من الامصار فاجمع رایہ و رای الصحابۃ علی ان یحمل الناس علی المصحف الذی کتب فی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ و کان مودعا عند حفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یحرق ما سواہ من المصاحف و حمل کلا منہا الی مصر من الامصار و کان الذی تولی نسخ المصاحف العثمانیہ بامر عثمان زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید ابن العاص و عبد الرحمان بن الحارث بن حشام المخزومی و قال عثمان ان اختلفتم فی کلمۃ فاکتبوہا بلسان قریش فانما نزل القرآن بلسانہم"۔

(دیکھو تاریخ ابی الفدا عربی موجودہ لائبریری بے پور مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۷ جلد اول)

ترجمہ۔ اب شروع ہوا تیسواں سال ہجری نبوی کا "اسی سال عثمان کو یہ خبر پہنچی کہ قرآن کے باب میں لوگوں میں بہت اختلاف ہے اہل عراق یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن بہت صحیح ہے اہل شام کے قرآن سے کیونکہ قرآن ابو موسی اشعری کے قرآن کی نقل ہے اور اہل شام یہ کہتے ہیں کہ ہمارا

لہ حاشیہ۔ دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۲۱ سنہ ۱۸۷۴ء سطرہ ۲۵ و ۲۶ +

قرآن بہت صحیح ہے کیونکہ ہم کو مقداد ابن الاسود کی معرفت پہونچا۔ اسطرح پر اور ملکوں میں بھی اختلاف تھا۔ حضرت عثمان نے سب صحابہ سے مشورت لے کر یہ بات ٹھہرائی کہ لوگوں کو اُس قرآن شریف کی طرف برانگیختہ کیجئے جو کہ درمیان خلافت ابوبکر صدیق کے لکھا گیا تھا۔ اور وہ قرآن رکھا ہوا درمیان حفصہ زوجہ نبی کے تھا۔ اور جمیع قرآن جو سوا اُس کے ہیں سب جلا دیے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اُس قرآن کی نقلیں کروا کے اونٹ بھر کر شہروں میں بھجوا دیئے اور وہ لوگ جو حضرت عثمان کے حکم کے موجب قرآن شریف کے نسخوں کے لکھنے پر مقرر ہوئے یہ ہیں۔ زید بن ثابت۔ عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام المخزومی اور کہا عثمان نے جہاں قرآنوں میں اختلاف دیکھو کسی کلمہ میں پس لکھو قریش کی زبان میں کیونکہ وہ قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے"۔ (اور اسیطرح دیکھو تحفہ اثنا عشریہ کید سیزدہم صفحہ ۵۹ مطبوعہ ثمر ہند لکھنو سنہ ۱۲۹۵ھ) یہاں ختم ہوئی آپ کی چھٹی صفت۔

پنجگانہ نمازوں میں صرف معمولی چند آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور وہ بھی ہر فرقہ علیحدہ قسم کی ترکی بولتا ہے۔ ہمارے ایک مہربان عبد الغفار نامی نماز میں حضرت علی کا یہ سہسر نام پڑھا کرتے تھے۔ بند قائم کرن خوانند سلامم یا علی۔ حیدر کرار۔ گوید خالق ہر دو سرا۔ الخ۔ پس یہ بھی صداقت کا کوئی ثبوت نہیں۔ سنی شیعوں کی مسجد میں اور وہابی دونوں میں نماز جائز نہیں جانتے بلکہ وہ دونوں خود بھی اُن کو مسلمان نہیں مانتے اور کلمہ گو کو کافر گردانتے ہیں۔

اور علاوہ بریں سورہ بنی اسرائیل کے پہلے تو نماز بھی نہ تھی پس نماز میں پڑھنا کیسا۔ (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۸۲ سطر ۲ سنہ ۱۸۷۴ع نولکشور اور روضۃ الصفا ذکر معراج)

علاوہ بریں یہی سات صفات انوار سہیلی تزک بابری جہانگیری و از ابو الفضل و اکبرنامہ وغیرہ کی نسبت قرآن سے زیادہ موزوں ہیں۔ کیونکہ خود اُن کے مصنفوں نے اپنے قلم سے ان کتابوں کو لکھا ہے اور آجتک بلا کم و کاست راست راست موجود ہیں اور برخلاف قرآن کے اُنکا کوئی حصہ بھی مفقود نہیں۔ مرزا صاحب ذرا عقل کے ناخن لیجئے اور خواہ مخواہ غیروں کے دور دست صفات سے قرآن کو موصوف نہ کیجئے۔ دراصل اگر آپ ذرا غور فرماویں گے تو پردہ تعصب کے دور ہوتے ہی بخوبی جان جاویں گے کہ قرآن ان صفات سے موصوف ہونے کے خلاف عادی ہے اور دم ثبوت اس کی زبان پر موسیٰ کیطرح لکنت جاری۔

غلام احمد۔ ۸۰ و ۸۱۔ آپ کو خبر نہیں کہ دُنیا میں جس قدر بڑے بڑے مخالف اہل اسلام عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی وغیرہ ہیں وہ قرآنی شہادتوں سے یعنے اُن واقعات سے جو قرآن نے اپنے زمانہ کے متعلق لکھے ہیں انکار نہیں کر سکتے۔ ہاں تعصب کی راہ سے۔ وہ بعض آیات کے معنے اور طرح پر کرتے ہیں مثلاً شق القمر میں وہ آپ کیطرح یہ نہیں کہتے کہ آنحضرت نے یہ امر خلاف واقعہ قرآن میں لکھ دیا۔ ہے چنانچہ اس بات کی تو آپ بھی شہادت دے سکتے ہیں کہ آپ نے تمام عمر میں کوئی ایسی کتاب کسی فاضل انگریز یا یہودی کی نہیں دیکھی ہوگی۔ جس میں اُنہوں نے آپ کیطرح یہ رائے ظاہر کی ہو کہ آنحضرت نے ایک جھوٹا دعوے شق القمر کا قرآن میں لکھ دیا ہے۔ کیونکہ جو فاضل کسیس اور باخبر انگریز ہیں وہ لوگ بباعث اپنی عام اور وسیع واقفیت کے خوب جانتے ہیں کہ جس طور اور التزام سے قرآن نے اشاعت پائی ہے اور جس تشدد سے مخالفوں اور موافقوں کی نگرانی اُس کی آیت آیت پر رہی ہے اور جس سرعت اور جلدی سے اس کے مضمون کی تبلیغ لاکھوں آدمیوں کی ہوتی رہی اور جس قلیل عرصہ میں وہ دنیا کے اکثر حصوں میں وہ شہرت پا گیا ہے وہ ایسا طور اور طریق چاروں طرف سے محفوظ ہے کہ اس میں گنجایش ہی نہیں کہ کوئی جھوٹا معجزہ یا کوئی جھوٹی پیشگوئی افترا کر کے قرآن میں درج ہو سکتی۔ جس کے افترا پر عیسائیوں یہودیوں مجوسیوں میں سے کسی کو اطلاع نہ ہوتی۔ اسی وجہ سے اگرچہ آجتک صدہا انگریزوں نے بوجہ شدت عناد بہت کچھ مخالفانہ حملہ اپنی کتابوں اور تفسیروں میں قرآن پر کئے ہیں جن میں وہ باطل پر ہونے کیوجہ سے کامیاب نہیں ہو سکے۔ مگر یہ رائے جو آپنے بیان کی آجتک اُنمیں سے کسی نے نہیں کی۔ سو آپکا ایسی کتاب کو مورخانہ وقعت سے باہر سمجھنا اور جوہر صافی اور خس و خاشاک برابر خیال کر لینا اور صاف صاف فرق دیکھ کر اپنی آنکھوں پر پردہ ڈال لینا صرف نظر کا گھاٹا ہے"۔

تردید۔ ہم اسموقع پر بموجب خواہش مرزا صاحب کے نہایت ضروری جانتے ہیں کہ چند محقق علما و فضلا یوروپین انگریزوں کی رائیں قرآنی واقعات و تعلیمات و ہدایات کی نسبت پیش کریں۔ تاکہ مرزا صاحب کو کسی طرح کی مایوسی ہو۔

(۱) عربی کے فاضل ڈاکٹر فانڈر صاحب بہادر اپنی کتاب میزان الحق میں فرماتے ہیں "از انجا کہ یہودیوں اور مسیحیوں نے انجیل اور توریت کی بعض حکائتیں محمدؐ سے صحت کے ساتھ نقل کی تھیں۔ یا اگر صحت سے نقل کی تھیں تو محمد کو صحیح یاد نہیں رہی تھیں اسی سبب سے سہو میں پڑ گیا۔ اور وے حکائتیں بعینہ صحیح صحیح طور پر قرآن میں نقل نہ ہوئیں اب اُن سہو اور بھول چوک سے جو اس امر میں قرآن کے درمیان پائی جاتی ہیں۔ کئی ایک بطور نمونہ کے ہم یہاں ذکر کریں گے" (دیکھو صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۶ تک مطبوعہ سال ۱۸۶۱ء)

پھر فرماتے ہیں "سو یہ خلاف یا تو اس سبب سے ہوا کہ محمدؐ کو یاد نہیں رہا تھا یا یہود و نصاریٰ نے اُس سے خلاف بیان کیا تھا۔ ورنہ ان گذارشات کو محمدؐ بیشک صحیح صحیح نقل کرتا (دیکھو صفحہ ۲۲۲)۔

جو کوئی ان باتوں کی بابت تھوڑی سی بھی فکر کرے گا اُسے معلوم و یقین ہو جاویگا کہ یہ آیتیں اور یہ مقدمے صاف گواہی دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ محمدؐ کا دل نفسانی خواہشوں سے بھرا تھا۔ اور ہوا و ہوس ایسی غالب تھی کہ چاروں عورتوں پر صبر نہ کرکے اور عورتیں کرنے کو آیات مذکورہ اپنے لئے ظاہر کیں مگر ایسے پیغمبر کے حق میں ہم کیا کہیں جو اپنی نفسانی خواہش عمل میں لانے کو اور اپنے عیب پر پردہ ڈالنے کے لئے دعوے کرے کہ خدا نے اپنے احکام سے تجاوز کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور قسم کو توڑ ڈالنا میرے لئے جائز رکھا ہے اور بیگانی عورت کا عشق میرے واسطے حلال کر دیا ہے۔ آیا ممکن ہے کہ خدا اپنے حکموں سے عدول کرنیکا اذن دیوے؟ اور قول و قسم کا توڑ ڈالنا جائز کردے۔ اور بیگانی عورت کا عشق حلال ٹھیراوے؟ یہ ہرگز ہو نیکا نہیں!! بلکہ عادل اور مقدس خدا سے ایسی بات نسبت دینا کفر کے برابر ہوگا۔ پس درحالیکہ خدا کی جانب سے ایسی باتوں کا ہونا محال ہے۔ تو ظاہر ہے کہ آیات مذکورہ محمدؐ نے اپنی طرف سے کہیں اور بیجا خدا سے منسوب کر دی ہیں۔ اور جس صورت میں کہ محمدؐ نے مذکورہ مقاموں میں جھوٹ سے الہام کا دعوے کیا ہے تو قرآن کی اور آیتوں کی بابت بھی اُس کے دعوے کا کچھ اعتبار نہیں ہے"۔ (دیکھو صفحہ ۲۲۲)

(۲) لایق ڈاکٹر ہیری جل صاحب بہادر ایم۔ اے اپنی کتاب مطبوعہ سال ۱۸۸۵ء میں فرماتے ہیں "سچ ہے کہ اکثر محمدی مصنف معجزوں کا ذکر کر کے محمد صاحب سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ گمان یہانتک محمد صاحب کی باتوں کے خلاف ہے کہ بالکل قابل اعتبار نہیں"۔ پھر وہ فرماتے ہیں کہ "اس مضمون کا زیادہ طول بیان کرنا کچھ ضرور نہیں ہے وہ محمد صاحب کو دعوے کی سچائی ثابت نہیں کرتا اس معجزہ جنگ بدر والے کی کیفیت اپنے تئیں آپ جھوٹا کرتی ہے

پھر ایک معجزہ کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ "وہ جبکہ کسی بات کے ثابت کرنے کے وہ خود ثبوت کی احتیاج رکھتا ہے۔ قرآن کی اکثر باتیں علم فلاسفہ اور حکمت اور عام عقل کے خلاف ہیں یہ تعلیمیں (قرآن کی) نہ صرف ازروئے علم فلاسفی جھوٹی ہیں بلکہ اُن کے علمی نتائج بالضرور اکثر بدیاں پیدا کرتے ہیں"۔ پھر ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں "ایک اور دانشمند انگریز نے مذہب اسلام کی بابت لکھا ہے۔ نبی بغیر معجزوں کے ایمان بغیر بھیدوں کے اور اخلاق بغیر محبت کے جس نے خونریزی کے شوق کو ترغیب دیا ہے اور جس کی ابتدا اور انتہا بیہودہ شہوت پرستی کے ساتھ ہوئی۔ وہ مذہب اسلام ہے"۔ پس بیان مذکورہ بالا سے خوب ثابت ہوا کہ محمد صاحب اور قرآن لایق تعلیم نہیں ہیں۔ ساتھ ہی قرآن کی تعلیم نہایت معیوب اور اکثر باتوں میں غلط ہیں"۔

(۳) فاضل ڈاکٹر ایڈورڈ گبن صاحب بہادر اپنی تواریخ رومتہ الکبرے میں فرماتے ہیں۔ کہ "قرآن قصے اور حکم اور سخنگوئی کا بے انتہا اور ناموافق کلام بے جوڑ ہے جو کبھی زمین میں رینگتا اور کبھی بادلوں میں غایب ہو جاتا ہے"۔

(۴) آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ سکندرہ سال ۱۸۴۳ء صفحہ ۱۳۴ میں فرماتے ہیں کہ مذہب اسلام کی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی بڑی فوجوں اور بارہا سپاہ اور دل سے مذہب محمدی کے جاری کرنے میں لڑائی اور کوشش کی ہے۔ اور خود محمد نے ایسی دنیوی مدد سے انکار کیا۔ بلکہ آپ اپنے جیتے جی منافق اور بت پرستوں کو تلوار کے زور سے مسلمان کیا۔ چنانچہ تابعین کو محمد نے یہی وصیت کی۔ چنانچہ اُس کے بعد صحابہ اور خلیفوں نے چاروں طرف کی ولایتوں میں لشکر کشی کرکے جہاں فتح پائی وہاں مذہب محمدی کو زبردستی قایم کیا۔ دین اسلام کے پھیلتے وقت جو شخص مسلمان ہوا اُس نے مذہب کے باعث کچھ دنیوی نقصان نہ اُٹھایا۔ بلکہ بے عزتی اور سختی اور نقصان سے پناہ پاکر عزت اور مال اور سلامتی بچائی اور بڑھائی ہاں اگر دین محمدی سے انکار کرتا تو البتہ بے عزتی اور نقصان و سیاست اُٹھاتا بلکہ قتل کیا جاتا۔ اور قرآن میں مسلمان ہونے کے واسطے ہزارہا مال اور عزت اور فتح دنیوی نعمتوں کے وعدے ہیں۔"

(۵) ایک فاضل یورپین اور لایق قسیس فورمن صاحب فرماتے ہیں کہ "جو کوئی قرآن کو پڑھتا ہے اور عمل کرتا ہے وہ بے شک سخت مزاج اور نفسانی ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن سکھاتا ہے کہ لوگوں کو حقیر جانو۔ دشمنوں کو مار ڈالو۔ بردہ فروشی کرو۔ لونڈیوں کو رکھو۔ تین چار عورتوں کے ساتھ شادی کرو۔ بہشت میں نفسانی خوشیاں بھی تمہارے لئے ہی ہونگی۔ دیکھو! **ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن و حسین** (محمدیوں کے بزرگ) سب کے سب خود محمدیوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ سب عالم جانتے ہیں کہ دین محمدی کس طرح ابتدا میں بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور خاص کرکے محمود غزنوی (جو بقول مصنف واقعات ہند کے جملہ بادشاہان سابق سے عظیم الشان و دیندار مشہور ہے) اور نادر شاہ اور اورنگ زیب محی الدین نے ہندوؤں کو کس عذاب سے

(۱۰) پھر قرآن کے اکثر مضامین انسان کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں۔ چنانچہ بہشت کی بہار خوشیوں کا بیان ہے یعنی شراب۔ باغیچے۔ بہشتیں۔ پرستش گیں۔ عورتیں اور لونڈے۔ بے شک تمام عیاش اور بدکرداروں کو ایسی ایسی خوشیاں بہت پسند

حاشیہ ۱؎۔ تمام بیری میں اُس کو مذہبی سے ہندوؤں کے قتل کرنے پر برانگیختہ کیا چنانچہ متھرا اور بنارس کے مندر گرا کر اُن کے بسمار کر دئے اور بجائے اُن کے مسجدیں بنائیں۔ اور بعض مندروں میں گائے ذبح کروائیں۔" (دیکھو واقعات ہند صفحہ ۱۴۳ سطر ۱ سے ۶۲ تک۔ ذکر اورنگ زیب)

ہیں"۔ (دیکھو تیغ و تبر عقیدی صفحہ ۵۰۲ و ۵۰۳ مطبوعہ ۱۸۸۷ء) جو قطع نظر اس کے جب محمدی اور دلیلوں سے لاچار ہوئے تو اُنہوں نے تیغ و تلوار کو اپنے مذہب کے پھیلانے کا خاص ذریعہ ٹھہرایا۔ اور اسی کے خوف سے اکثروں نے اس دین کو قبول کیا۔ البتہ اس قسم کی دلیل کا مقابلہ کرنا نہایت مشکل ہے۔" (دیکھو کتاب مذکور صفحہ [illegible])

(۶) قرآن کے ماہر فاضل ڈاکٹر سمتھ صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ پہلا سبب جس سے دین محمدی دنیا میں پھیل گیا ہے۔ تلوار ہے جو چھ سو برس کے عرصہ میں اہل اسلام نے ایشیا۔ افریقہ اور یوروپ کے ملک میں کئی بادشاہتیں قایم کیں اور حکومت کے ساتھ اپنا مذہب بھی سب ملکوں میں جاری کیا۔ مگر ہر ایک ملک میں دین نے جڑ نہیں پکڑی۔ بلکہ حکومت کے ساتھ ہی نیست ہوا۔ جیسے اسپین اور پرتگل (پرتگال) میں ہوا۔ لیکن بت پرستوں کے درمیان یا ایسے لوگوں میں جن کا مذہب مسلمانوں کے برابر نہ تھا مذہب قایم رہا۔ اگرچہ حکومت جاتی رہی"۔ (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب کا صفحہ ۱۱۰)

(۷) محقق انگریز ڈاکٹر اسپرنگر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ اہل یہود و عیسائیوں کی افراط سے وہی رائے بابت خدا کے ملک عرب میں پھیل گئی تھی ایک عربی عالم بنام (قس) نے بڑی جانفشانی سے خدا کی وحدانیت سکھلائی۔ محمد صاحب وقت جوانی اس عالم کا جان پہچان تھا۔ اغلب ہے کہ اس نے عالم مذکور سے اُس تعلیم کی بابت تربیت پائی ہو۔ امیہ اور عالموں نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ اور ایسے مشہور معلموں کی باتیں اہل عرب پر یقیناً بہت تاثیر ہوئی ہوگی۔ اسلام محمد کا کام نہیں ہے وہ اہل عرب کا عام قول ہے۔ اور محمد صاحب نے ایسے بد اخلاق اور رشد اور فریب سے اُس کی ساری تعلیمات کو خراب کیا اور قرآن کی اکثر درشت تعلیمات محمد صاحب کی اپنی۔ پھر فرماتے ہیں کہ محمد صاحب کا مزاج سیج آور تھا اور اُس کے عصبے بہت کمزور تھے۔ پھر وہ بہت وسواسی تھا۔ مثلاً بُرے خواب کے بے تاثیر کرنے کے لئے وہ اپنے بائیں کندھے کی طرف تین مرتبہ تھوکا کرتا تھا۔ وہ شاعر تھا اور بہت مضبوط قیاس پھر وہ بہت قوی دل اور سرگرم تھا اور عجب طرح کی قایم مزاجی رکھتا تھا اُس کے سارے کاموں میں عیاری ظاہر ہوتی ہے۔ قتل انگیز دینی حرارت اُس کی مشہور خاصیتوں میں عالی درجہ رکھتی ہے۔

(۸) **جارج سیل صاحب** بہادر مشہور فاضل عربی دان مترجم انگریزی قرآن (جس کے اکثر حوالہ مرزا صاحب نے سرمہ صفحہ ۲۴۴ و ۲۴۶ کے الف و [illegible] حاشیہ میں درج کئے ہیں) دیباچہ قرآن میں فرماتے ہیں۔ "جوش تعصب یا ملک گیری کے خیال سے محمد نے یہ دھوکا دیا کیونکہ شہوت نفسانی کے بڑھانے کے واسطے ضروری ہے اور تمام انگریز مترجم اس بارے میں متفق ہیں اور تین اس کے بیان میں کبھی تعصب کا بہانہ نکالا"۔ جو خرابیاں کہ عظیم الشان گرجاؤں کی تباہی کے سبب واقع ہوئیں اور مہلک واقعات بانی اسلام سے وقوع میں آئیں اگر اُن لوگوں کے دل محمد کے چالچلن کو نہایت ہی تاریک خیال کریں تو کوئی بات نہیں۔ جو نقصان اُس نے عیسائی مذہب کو پہنچایا وہ اُس کی جہالت (صفحہ حسد سے اور بڑی بدقسمتی اُن کی یہ ہوئی کہ اس کو عیسائی دین کی صحیح واقفیت نہ تھی

حاشیہ ۱؎۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ تحریر آب زر سے لکھکر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مذہب اسلام کو معقولیت سے وہ تعلق نہیں بلکہ عقل کی کسوٹی پر [illegible] ثابت ہوتا ہے وجہ سے اسلام کا آغاز اور جبر سے اس کی استقامت خانہ جنگی اور شہوت نفسانی سے اس کی ترقی اور ظلم اور بیرحمی پر اس کا قیام

"اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں کہ محمد کو دنیا میں عجیب آدمی بننے کی خواہش تھی جسکو وہ کسی طرح پورا نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ متکبر کے اپنے کو خدا کا رسول ٹھیراوے اور آدمیوں پر اپنی مرضی ظاہر کرتے"۔ (صفحہ ۲۸)

"اگر وہ لوگ اس کے دعاوی (نبوت کے دعوے) کی تردید نہ کرتے اور اس کو ادھر اُدھر پناہیں ڈھونڈھنی اور اپنے بچاؤ کے واسطے ہتھیار اُٹھانے کے لئے مجبور نہ کرتے۔ تو شاید یہ ایک معمولی آدمی ہوتا اور اپنی معمولی حالت پر قانع رہتا۔ لیکن بہ سبب تھوڑی سی فوج پر افسر ہو جانے اور کامیابی سے حوصلہ پاجانے کے تعجب نہیں کہ اُس نے اپنے خیالات کو اُن کوششوں کے کرنے کے واسطے بڑھایا۔ جو کبھی اُس کے خیالات میں بھی نہیں آئی تھیں۔ محمد اپنی رنگت میں عربوں جیسا تھا۔ ایک گریٹ لور آف ویمین یعنے بڑا عاشق عورتوں کا۔ اور یہ بات ہم کو یقین ہوتی ہے اُس کی حدیثوں سے اور اسی بات سے اہل تواریخ نے اُسے بہت ملامت کی ہے (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۵)

"مورخ۔ اُس کی عورتوں کی تعداد بتلانے میں جو سے وہ (سنسوالیٹی) یعنے شہوت پرستی پوری کرنے کی دلیل لاتا تھا۔ کامیاب ہوگئے ہیں۔ جس کو وہ خیال کرتے ہیں کہ کافی طور سے ثبوت کرتا ہے کہ وہ ایک ڈگریڈ یعنے فاسد یا بدکار اور امپوسٹر یعنے دغاباز آدمی تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹ سطر ۱۲ و ۱۳)

"مسلمان کہتے ہیں کہ وہ حلیم۔ رحم دل۔ سخی وغیرہ صفتیں رکھتا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ باتیں طرفداری سے ہیں تاہم اُس سے اتنا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ایک اعرابی کے واسطے جس نے غلامی کی تعلیم پائی ہو۔ اور جس کو اپنے فرائض کی ملکی آگاہی ہو۔ وہ کم از کم مستقل مزاج تھا اور وہ ایسا شرارتوں کا پتلا نہ تھا جیسا کہ معمولی طور سے ظاہر کیا جاتا ہے"۔ "تھوڑی سی ہپوکریسی یعنے مکاری اور بصورت بچائی کم از کم اُس کے لئے نہایت ضروری بھی۔ اس کی طبع تیز تھی اور کامل طور سے دغابازی کی کھیلاوٹ کے ہنروں میں لائق تھا"۔ (دیکھو صفحہ ۲۹)

(۹) اسی طرح آنریبل سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ "محمد اپنے وعظ کے آغاز میں دل سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ اور اگرچہ بعض اوقات اپنے دین کے پھیلانے میں اُس کو فراڈ یعنے دغابازی اور فریب سے کام لینا پڑتا تھا۔ اور اسی سبب سے وہ کچھ عرصہ کے بعد ہپوکریسی یعنے دغابازی یا مکر اور رام پا ٹیجر یعنے دھوکا دہی کا بھی عادی ہوگیا تھا تاہم غالباً وہ اپنے کاموں کے نکالنے کے واسطے اپنے تعصب کو کام میں لاتا تھا۔ خواہ اُس کے جوشِ تعصب کی اصلیت کچھ ہی ہو اور اس کے مشنوں کی سچائی سی کچھ ہو۔ مگر جس متعصبانہ طور پر اس نے اپنے مذہب کی وعظ کی اور جو (بلڈ شیڈ) خونریزیاں اُس کی باعث پیدا ہوئیں اور ہمیشہ کے واسطے قایم ہوگئیں وہ بلاشبہ ان سب کے بانی کو دی ورسٹ انیمی آف مین کائنڈ (بنی نوع انسان) کے سب سے زیادہ بڑے دشمنوں میں شمار کرنیکا فتویٰ دیتی ہیں"۔ (دیکھو ہسٹری آف انڈیا حصہ پنجم باب اول بار پنجم مطبوعہ لندن ۱۸۶۶ء صفحہ ۲۰۸ سطر ۲۰ سے ۳۰ تک)

(۱۰) ڈاکٹر ٹیرائی ڈوکس صاحب فرماتے ہیں کہ "محمد نے اُن شخصوں کی خواہش کے پورا کرنے کے لئے معجزہ کے طالب تھے یہ نکالا اس بات کا پریٹنڈ جس یعنے جھوٹا دعویٰ کیا کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہوں اور اس بات کی تقویت کو وہ پرانی روایتیں پیش کرتا تھا جیسا کہ یہودیوں کو زبانی تھیں"۔ (دیکھو لائف آف محمد مولفہ ڈاکٹر صاحب صفحہ ۸۴)

(۱۱) مولوی سید ممتاز علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ "آں حضرت صلعم کی طرف درختوں کا سجدہ کرنا۔ اور ایک پتھر کا آں حضرت کو سلام کرنا۔ کسریٰ کے گھر میں زلزلہ وقوع ہونا۔ فارسیوں کے آگ کا بجھ جانا۔ جو ہزار سال سے کبھی نہ بجھی تھی۔ آپ پر بادل کا سایہ رہنا۔ ایک خشک درخت کا آپ کے تنزل سے سرسبز ہونا وغیرہ یہ عجائبات و خوارق جن کی اصلیت مذہب اسلام میں خیالات شاعرانہ سے زیادہ نہیں اور اُن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ بطور اعجاز واقعہ نہ ہوئے تھی"۔

(دیکھو محاکمہ ولادت مسیح صفحہ ۱۴ و ۱۵ مطبوعہ مترجاس لاہور)

(۱۲) مسٹر ابیٹسن صاحب بہادر یوروپین افسر (جو کہ ہندوستان میں حال کی مردم شماری کے کام پر مامور تھے) اپنی رپورٹ مردم شماری میں لکھتے ہیں۔ "بڑے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ جب کوئی پنجاب کا دیہاتی شخص محمدی مذہب قبول کرتا ہے تو اُس پر ایسی بُری تاثیر ہوتی ہے کہ محمدی ہوتے ہی وہ [illegible] نکھٹو اور خود غرضی سے بھر جاتا ہے اور محنت سے جی چُراتا ہے۔ کفایت شعاری کے بدلے [illegible] لغو خرچ پرلے درجہ کا ہو جاتا ہے۔ قناعت کے بدلے حرص اُس پر غالب ہوتی ہے اپنے ہندو بھائیوں کے مقابلہ میں ہر بات میں ناکام دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ سرحدی پٹھان یا بلوچ لڑائی کو ایک پیشہ سمجھتے ہیں اور اس پر تعجب نہیں ہے کہ آوارہ گرد مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی قومیں کسانوں کی روزمرہ محنت کو تکلیف خیال کرتے ہیں اور اگر سخت مزدوری نہیں کرتے ہیں تو مانگنے سے بھی شرم نہیں کرتے ہیں بلکہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پاک نسل محنت کرنے کی ضرورتوں سے ہم کو بچاتی ہے وہ منگتے برہمنوں سے اس بارہ میں کچھ کم نہیں ہیں۔

جب ہم کسی ایسی جگہ پر جاتے ہیں جہاں کہ ہندو اور مسلمان ایک ہی نسل کے آباد ہوں۔ جن کے دادے پڑدادے ایک ہی تھے اور جو کہ ایک ہی حالت میں باہم سکونت کرتے ہیں۔ جب ایسے گاؤں میں گذر ہوتا ہے تو ظاہری حالت سے ہی انکا دین ظاہر ہو جاتا ہے۔ مفلسی تنگی گندہ پن جو کہ محمدیت کے نشان ہیں پائے جاتے ہیں"۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری انگریزی جلد اول مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۰۲۔ دفعہ ۲۰۳ ۱۸۸۲ء)

میر صاحب موصوف فرماتے ہیں "اورنگ زیب کے ظلم سے لوگ کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں۔ جتنے ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں وہ رضامندی سے نہیں ہوئے بلکہ زبردستی سے کئے گئے"۔ (دیکھو رپورٹ مردم شماری صفحہ ۱۴۲ دفعہ ۲۷۴ و ۲۷۶ جلد اول ۱۸۸۳ء)

(۱۳) کپتان ولیم رابرٹسن صاحب بہادر فرماتے ہیں "کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو ناحق یہ سکھاتی کہ اسلام کی گمراہی پھیلانے کے لئے لڑائی میں جان دینا خود بخود بہشت میں داخل ہونے کے لئے پوری ٹکٹ ہے وہ کیا چیز تھی جس نے اصلی مسلمانوں کے دل میں دوسرے سارے فرقوں پر ایسا کینہ اور بے رحم بغض پیدا کیا کہ وہ اُن کے ستانے میں لگے رہیں کیونکہ قتل کرنے کو خدا کی خدمت گنتے تھے کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو حرص اور کینہ اور شہوت کو جائز رکھتی تھی گو کہ نفسانی خواہشوں میں وہ سب سے بڑی ہیں کیا قرآن کی تاریک تعلیم ہی نہ تھی جو وعدہ دیا کرتی تھی کہ وہ مسلمان جو

یہودیوں اور مسیحیوں اور بُت پرستوں کو قتل کرنے بلکہ اُن کی بیٹیوں اور بیٹوں کو خراب کرنے میں اپنے ساتھیوں سے پیش دستی کرتے تھے سو محمدی بہشت میں بڑا بھاری درجہ پاویں گے آخر کو ہم پوچھتے ہیں کہ اس ترغیب کے سوائے جو قرآن کی تاریک تعلیم سے جاری ہے وہ کیا چیز تھی جو محمد کے خلیفوں کو روئے زمین پر بحر مغربی سے لے کر مشرق میں گنگا ندی تک ظلم و ستم کرواتی تھی ہم ان سوالوں کے جواب کے منتظر ہیں۔" (دیکھو اُن کی کتاب صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۷۲ء)

(۱۴) **معراج محمد کی بابت** اپنے رسالہ معراجیہ میں زبدۃ الحکما شیخ **بو علی سینا** صاحب فرماتے ہیں "وآنکہ گفت چوں ایں ہمہ بجز دم و بیگانہ باز آمدم از زودی سفر جامۂ خواب ہنوز گرم بود۔ یعنے سفر فکرے کرد و در رفت بخاطر در عقل نیست ادراک میکرد موجودات را تا واجب الوجود چوں بفکر تمام شد بوجود باز گشت ہیچ روز بیکار رستہ بود و زود تر بود از باز آمدن را حالت از چشم زخم۔ ہر کہ داند داند کہ چہ رفت و ہر کہ نداند معذور باشد درو اینست ایں کلمات را اجابل عامی بنمودن کہ برخوردارے ازیں جز عاقلاں نیست۔" (دیکھو دبستان مذاہب تعلیم یازدہم صفحہ ۳۶۲)

ایک فاضل غیر مذہب کی رائے

(۱۵) "ابتداء میں جب ہند میں اسلام کی وکالت اُن جنگی سرداروں کے ہاتھ میں تھی جو ہر چند سال میں مغرب کی طرف سے ایک بھاری لشکر لے کر لوٹ مار کرتے۔ شہروں کو اُجاڑتے اور آدمیوں کو مارتے چلے آتے تھے اور سونا چاندی جواہرات کی ایک بھاری مقدار لیکر رخصت ہو جاتے تھے۔ ہندو مذہب نے کبھی سنجیدہ طور سے یقین نہیں کیا کہ یہ حملہ سچ مچ مذہبی ہے۔ مندر ضرور گرائے جاتے تھے۔ اور مورتیں ضرور توڑی جاتی تھیں۔ لیکن وہ اس بات کو عامۂ خلایق کی مصائب کا ایک حصہ سمجھ کر جو کم بختی دولت کی بدولت اُن پر وارد ہوتے ہیں چپ چاپ سہے جاتا تھا۔ اور اگر اُس کو یہ جتایا جاتا کہ یہ حملہ در حقیقت مذہبی ہے۔ تو ہر ایک ہندو اس بات کو کہ ڈاکہ اور لوٹ مار اور کشت و خون بھی مذہب کے پیرو ہو سکتے ہیں۔ دیوانگی خیال کرتے تھے۔

دوسری صورت جس سے ہندوستان کی مذہبی طاقت کو راستہ نکل سکتا تھا۔ اُس کا مذہب اسلام اختیار کرنا تھا لیکن اس بڑے انقلاب کے دو امر مانع ہوئے۔ **اوّل** یہ کہ ہندوستان میں اسلام کی وکالت اُن نیم وحشی اقوام کے سپرد ہوئی جن کے حیوانی جذبات اُن کی انسانیت کو (اگر اُن میں کچھ انسانیت تھی) دبائے ہوئے تھے۔ اور جو انسانی زندگی کو گاجر مولی کی طرح سمجھتے تھے۔ اور غالب جذبہ لالچ تھا۔ ان لوگوں نے اسلام کے سارے اصولوں کو اپنی ذاتی اغراض اور قومی ضروریات کے لئے زیر کر دیا۔ جس کے سبب اسلام اس ملک کے باشندوں کی نظر میں حقیر ہو گیا۔ ان لوگوں نے تاریخ کے تمام [illegible] کیا تھا جو نہ کیا ہو نہ کر سکتے۔ خون کے دریا بہائے بستیاں کی بستیاں اور شہر جلا دیئے۔ مندر گرائے۔ مورتیں توڑیں۔ اور یہی [illegible] تھے جن کی پاک زندگی اور اعلیٰ اخلاق نے ہندوؤں کو اسلام کی طرف کھینچا تھا۔ یہی لوگ تھے جو ہندو توہمات موجودہ وقت میں اسلام کی فضیلت کے زندہ نمونے ہوتے۔ پھر کونسا تعجب ہے اگر اسلام کی تعلیم ہندوستان کی سوسائیٹی کے سب نیچے کے حصہ تک محدود رہی اور اس کی آبادی کا کوئی معزز حصہ اس مذہب کی کھینچ میں نہ آیا۔ **دوم**۔ ہندوؤں کے گر جانے پر ہندو مذہب کی اصلی نشو و نما اگرچہ شاذ و نادر ہو گئی تھی لیکن معدوم نہیں ہوئی تھی۔ اس کے سلسلہ نے اسلام کو کھڑا ہونا بحیثیت اخلاق ناممکن تھا۔ اس میں شک نہیں کہ مروجہ بُت پرستی اسلام کی تعلیم کے سامنے کانپ اُٹھی تھی لیکن **درشنوں** کی شاستری اور اُپنشدوں کے متعلم کی نظر میں وہ تعلیم سچوں کی تکمیل سے کیا زیادہ ہو سکتی تھی بحث میں بھی گو ہندو عام طور پر اسلام کے عقاید پر حملہ آور نہ ہو سکتے تھے تو بھی جس وقت کوئی پنڈت یا سادھو قدیم الٰہیات (ویدک) کو کھولتا یا خود کوئی مسلمان فقیر اُس کو مطالعہ کر کے ظاہر کرتا تو فاتح مذہب کے رُکن اس کی تحسین کرتے۔ لیکن حسد کی آنکھ سے دیکھنے سے باز نہ رہ سکتے تھے۔ ان ہر دو امور نے اسلام کی ترقی ہندوستان میں خاطر خواہ نہ ہونے دی۔

اے بوڑھے **آریہ ورت** تمہاری زندگی کیسی عجیب ہے۔ جوانی تو ہر کسی کی پُر شہرت ہوتی ہے لیکن یہ خصوصیت تم کو ہے کہ تمہارا بڑھاپا بھی پُر شہرت ہے تمہارے ہاتھوں میں سینکڑوں نو عمر ملک بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے کی حالت میں چلے گئے۔ مصر۔ ایران۔ یونان۔ مقدونیہ۔ روم۔ عرب پیدا ہوئے اور مر گئے۔ بڑی بڑی بادشاہتیں قائم ہوئیں۔ اور تمام مہذب قوموں کی قوموں نے مذہب کئے۔ دیسوں نے صورتیں بدلیں۔ لیکن تو جیسا ہزاروں برس گذرے تھا ویسا ہی اب بھی موجود ہے۔ چہرے پر جُھریاں تو کسی قدر ضرور زیادہ ہو گئی ہیں۔ لیکن اُنہوں نے تمہاری صورت پر کچھ بہت اثر نہیں کیا۔ تیری صورت جیسی دارا نے دیکھی تھی ویسی ہی سکندر نے پائی۔ جیسے سیمیرز نے دیکھی تھی ویسی **کلائیو** نے دیکھی۔ پارسی۔ یونانی۔ عربی۔ خراسانی۔ افغانی سب تیرے خون کے پیاسے رہے۔ تجھ پر بہتیرے وار کئے لیکن آخر کار وہ آپ ہی اُس شمشیر کے شکار ہو گئے جو اُنہوں نے تمہارے خون کے لئے میان سے نکالی تھی۔ تم کو زخمی ضرور کیا۔ لیکن اُن زخموں کا اب داغ کے سوا کیا باقی ہے۔ تمہارا مذہب زرتشتی۔ بودھوں۔ اسلام اور عیسوی مذہبوں نے ہزاروں تدبیروں سے بدلنا چاہا لیکن تمہارا سوال سب سے یہی رہا بیٹو تم نئی بات مجھ کو کیا سکھاتے ہو۔ میں کمزوری کے مارے بول تو نہیں سکتا تو بھی تمہارے ساتھ بحث کے لئے کافی ہوں۔ میں زیادہ پڑھ تو نہیں سکتا تو بھی تمہیں صدیوں پڑھانے کے لئے کافی ہوں گا۔

اے **آریہ ورت**! تمہارے انشا۔ منطق۔ فلسفہ۔ اخلاق اور سیاست مدن۔ آج تک دُنیا کے عالموں کو حیران کر رہی ہے تمہاری سادگی۔ محنت۔ برداشت۔ درگذر اور تربیت اب بھی جہان کے عالموں کو گھبراہٹ میں ڈالتی ہے اس ملک کے جن باشندوں نے مذہب اسلام اختیار کیا وہ سوسائیٹی کے لحاظ سے اس کے سب سے نیچے والی تہ سے تعلق رکھتے تھے اور اُن میں سے قریباً سب مذہب کے معنوں اور مقاصد سے ناآشنا (ناخواندہ) تھے اُن کے لئے مذہب بدلنا کوئی خاص بات نہیں تھی کہ اُن کی زندگی کی چال کو بدلتا۔ ہیں ہزاروں اور لاکھوں آدمی زبردستی یا لالچ سے مسلمان ہوئے مگر بھی اس ملک میں ایسے آدمی بہت تھوڑے ہیں۔ جو سچے مسلمان کہے جاویں۔ زبردستی کے نو آمدہ مسلمان خود بہت پاکیزگی کے آدمی نہیں تھے اور اگر کچھ متقی ایسے تھے تو وہ ہندوستان کی آبادی کے بڑے مجمع میں کچھ نسبت نہیں رکھتے تھے۔" (دیکھو اودھ اخبار مطبوعہ ۹ فروری ۱۸۸۸ء صفحہ ۸۴ و ۸۵ و ۸۶)۔

یہ مندرجہ بالا غیر مذاہب کے علماء و عقلاء کی رائیں ہم نے بپاس خاطر اپنے الہامی دوستوں کے متوجہ ملاحظات کے درج کر دی ہیں۔ انہیں سے بہتوں نے عربستان کی

سیاحی کی مدتوں اسلامیوں اور شامیوں کی رفاقت میں رہے برسوں دار یعرب کی خاک چھانی ۔ صدہا عربی کی کتابوں کو پڑھا جن کی فضیلت سے آپ کو بھی انکار نہیں ہے اور چند جگہ آپ نے بھی اُن کے نام عزت سے یاد کئے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک منصف مزاج آدمی جان سکتا ہے کہ محمد صاحب کی تعلیم کیسی تھی اور خدائی کے دعوے کیسے غلطی اور دھوکا ہے نیز اُن کی معجزہ نمائی کس قدر صداقت سے معرا ہے ۔ اگرچہ ایسی اور بھی صدہا شہادتیں مل سکتی ہیں ۔ مگر ہم بقول مولوی **غنیمت** کے ۔ مخاطب اندکے نازک مزاج است ۔ سخن کم گو کہ کم گفتن رواج ست اسی پر اکتفا کرتے ہیں ۔ اب ناظرین خود ہی غور فرماویں کہ مرزا صاحب کے اس **مونتیا بند** کا سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ ان یوروپین فضلاء کی شہادتوں کو بصدق باطنی مطالعہ فرماویں اور جو حق ہو اسپر ایمان لاویں ۔

مرلیدھر ۔ اگر خلاف قانون قدرت پر اس وجہ سے یقین کیا جاوے ۔ کہ **پرمیشر سرب شکتیمان** ہے ۔ تو پھر دنیا میں ہم کسی بات کو بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتے اور فریبی اور دغاباز لوگ روز مرہ بہکا سکتے ہیں ۔

غلام احمد صفحہ ۸۲ ۔ اے صاحب میں نے آپکو کب اور کس وقت کہا ہے کہ بے ثبوت اور تحقیق ہر ایک بات کو مان لیا کرو ۔ میں تو آپ کو کھلا کھلا ثبوت دے رہا ہوں اور خود میرا بھی یہی اصول ہے کہ بے تحقیق کے تاریخی واقعہ کو نہیں ماننا چاہئے لیکن میں ساتھ اس کے آپ کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر حقیقی دانائی سے کچھ بہرہ حاصل کرنیکا شوق ہے تو چند ناکارہ اور محدود تجاربکا نام قانون قدرت مت رکھو اور کنوئیں کی مینڈک کیطرح دنیا میں اسقدر پانی مت سمجھو جو آپ کی نظر کے سامنے ہے ۔

تردید ۔ اگرچہ صاف طور پر بسبب لعن و طعن جہلا کے آپنے ایسا دعوےٰ نہیں کیا ۔ مگر پھر بھی آپ کی تمام تحریر و تقریر سے وہی مطلب ظاہر ہوتا ہے ۔ آپ جو کہتے ہیں کہ بے تحقیق کسی تاریخی واقعہ کو نہ ماننا چاہئے پھر اس کے برخلاف عملدرآمد کیوں کرتے ہو ۔ شق القمر کی بابت آپ نے کیا خاک تحقیق کی اور تحقیق کرتے کہاں سے ۔ عجب کہ تواریخ میں اس کا نام و نشان نہیں ہے اور اس کا وقوع ہونا معقول سے بھی ثابت نہیں ہوتا ۔ بلکہ عقل انسانی کسی طرح قبول نہیں کرتی ۔ اور نہ محمد صاحب کے وقت میں کسی نے بسبب نامعقول ہونے کے قبول کیا ۔ آپ کی مثال بعینہٖ آپ کے حسب حال ہے ۔ اگر ہم اپنے محدود تجاربت کو قانون قدرت کا خاتمہ مانیں اگر ہم اپنے معلومات کو ہی تمام عالم کا اندازہ جانیں تب تو بات آپکی ٹھیک ہے مگر یہ بالکل محال بلکہ وہم و خیال ہے ۔ ہم تو تمام تجاربت کو جسے کوئی عقلمند بھی معقولیت سے بیان کرے یا کوئی فاضل بے تعصب ہو کر جس امر کو فاضلانہ طور پر ۔ پایہ ثبوت پہنچائے ماننے سے معذور نہیں ہیں ۔ مگر معجزات و خوارق عادات کی نسبت تو آجتک تمام علماء و عقلاء انکاری ہیں ۔ عقل اور علم کو ہمیشہ ان توہمات سے عناد ہے ۔ کبھی کسی فاضل نے معقولیت سے اس کا ثبوت نہ دیا ۔ چنانچہ ہم بپاس خاطر مرزا صاحب چند معجزات معہ شہادت کے تحریر کرتے ہیں ۔

نمبر ۱ ۔ حضرت **مسیلمہ** صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام پیرو مانتے ہیں کہ چاند بہت شخصوں کے سامنے آسمان سے اُتر کر اُس کی گود میں آ بیٹھا اور صدہا لوگ ایمان لائے اور اب تک اُس کا فرقہ بھی موجود ہے ۔ مثل عیسےٰ ۔ و ذکریا و یحییٰ ۔ و پولوس و حسن حسین وغیرہ کے یہ غریب بھی ظالموں کافروں کی تیغ ظلم سے شہید ہوا ۔ یہ کتابوں میں لکھا ہوا ابھی موجود ہے تعلیم بھی اکثر اُس کی عمدہ ہے ۔ برخلاف اُس کی امت کے مسلمان بھی اُس کے معجزات کے قائل ہیں (مفصل حال **تکذیب براہین** احمدیہ میں درج ہو چکا ہے) چونکہ چاند کا اترنا قانون قدرت کے خلاف اور گود میں بیٹھنا سراپا لاف ۔ پس ہم آپ سے صلاح پوچھتے ہیں کہ یہ قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں ۔

نمبر ۲ ۔ **شمس تبریز** نے اپنی کھال اتار دی ودوسرا انہیں بسبب لوگوں کی لعن کے شہر سے نکل کر سورج کو نیچے بلایا ۔ کہ میرے واسطے گوشت بریاں ہو جائے حسب کہنے اُس کے سورج نیچے اُتر آیا اور اُسے گوشت بریاں دے کر چلا گیا ۔ فرقہ شمسیہ کی کتابوں میں بھی یہ مذکور ہے ۔ صدہا محمدی اُس کے گواہ بھی ہیں ۔ اُن کی شہادت کے مطابق اب تک ملتان میں گرمی بھی زیادہ ہوتی ہے ۔ چونکہ سورج کا اترنا برخلاف قانون قدرت اور اُس کا اثر محدود رہنا سراپا غلط معلوم ہوتا ہے ۔ اس واسطے آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ بات قبول کرنے کے لائق ہے یا نہ ۔

نمبر ۳ ۔ **پورن بھگت** ۔ بسبب ظلم بیرو ماتا خود کے قتل کرایا گیا ۔ بارہ سال جب اُس کی لاش کو کنوئیں میں پڑے ہوئے گذرے تو گورو گورکھ ناتھ جی سیالکوٹ میں تشریف لائے اور وہاں ڈیرا کیا ۔ اتفاقاً ایک جوگی پانی نکالنے کے واسطے آیا ۔ وہ لاش کو کنوئیں میں دیکھ کر گھبرایا ہوا واپس آیا اور مفصل حال عرض کیا ۔ گورو جی نے خود بہ نفس نفیس تشریف لیجا کر آواز دیا ۔ اُن کی سچی نفس کی برکت نے قدر بادی کا کام کیا ۔ وہ فی الفور زندہ ہوا ۔ ہاتھ پاؤں سرے سے پیدا ہو گئے باہر نکالا گیا اور جوگی بنایا گیا ۔ بہت مسلمان لوگ اس کے گواہ ہیں اور اُس کا نشان بھی اب تک اسکا ہے ۔ وہ کنواں بھی اب تک موجود ہے ۔ چونکہ یہ بات قانون قدرت کے برخلاف ہے پس قبول کرنے سے آپ کو کیا انکار ہے ۔

نمبر ۴ ۔ ایک روز **بابا نانک جی** مکہ میں تشریف لے گئے اور کعبہ کی طرف پاؤں کر کے سو رہے ۔ ایک مسلمان قاضی نے اسطرح سونے سے مخالفت کی اور اُن کے پاؤں پھیرا کر دوسری طرف کر دئے ساتھ ہی کعبہ شریف بھی فی الفور پاؤں مبارک کی طرف پھر گیا ۔ **علی مردان** ۔ **اکبر علی** ۔ **غلام رسول** نامی مسلمان بھی اس کے گواہ ہیں ۔ ۱۰ ۔ ۱۲ سال کا عرصہ گذرا کہ اسی مقدس معجزہ کو سن کر دو ایماندار محمدی دین اسلام سے تائب ہو کر **خالصہ دھرم** پر ایمان لائے جو اب تک امرتسر میں زندہ موجود ہیں ایک کا نام **محمد اسنگھ** اور دوسرے کا نام **رسولا سنگھ** ہے ۔ جنم ساکھی میں لکھا ہوا موجود ہے آپ بتلائیے مرزا صاحب ہم اعتبار کریں یا نہ کریں ۔

نمبر ۵ ۔ **حدیث صحیح بخاری و مسلم** کی روایت ہے فوضع ثوبه علی الحجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسیٰ فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر الخ یعنے ایک دن موسیٰ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھ کر برہنہ (مثل محمدیوں کے) نہانے لگا ۔ یہ نہانا ہی تھا کہ وہ پتھر بھاگنے لگا اور موسیٰ کے کپڑے لیچلا موسےٰ نے اس کا تعاقب کیا ۔ یہ کہتے ہوئے اے پتھر میرے کپڑے دیدے ۔ اے پتھر میرے کپڑے دیدے ۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کے گروہ تک پہنچا ۔ پس موسیٰ نے غضبناک ہو کر پتھر کو مارنا شروع کیا ۔ چونکہ پتھر کا بھاگنا خلاف عادت ہے ۔ پس اس بات پر ہم اعتبار کریں یا نہ ۔

نمبر ۶ ۔ ایک برات کشتی میں بیٹھی ہوئی دریا سے عبور کر رہی تھی اتفاقاً کشتی چکر میں آ کر ڈوب گئی ۔ کہ حضرت دولہ کی والدہ کو خبر لگی وہ گھر بار برباد کر کر دریا کے کنارے پھرنے لگی اتفاقاً کئی سال کے بعد **غوث اعظم جیلانی** اُس کو مل گئے جن کے آگے اُس نے التجا کی جس کی التجا پر وہ راضی ہو کر فی الفور کشتی غرق شدہ معہ مال و اسباب بالک بچہ اور براتیوں اور گھوڑوں وغیرہ کے کتم عدم سے وجود میں لائے ۔ صدہا مسلمان اس کے اقبالی ہیں ۔ چونکہ کئی سالوں کے بعد کشتی غرق شدہ کا نکلنا اور تباہ شدہ مردوں کا زندہ ہونا

ننہ صفحہ ۱۸ ۔

برخلاف قانون قدرت ہے۔ پس اس بات پر اعتبار کرنا چاہئے یا نہیں۔

جب یہ تمام مذکورہ بالا باتیں باوجود ہونے کثرت گواہوں کے بھی عقلاً درست نہیں مانتے ہیں حالانکہ اب تک انکی روایات موجود ہیں تو پھر ایک مہمل و ہوائی بات مثلاً شق القمر جسے نہ تواریخ۔ نہ تعلیم۔ نہ عقل۔ نہ تجربہ۔ نہ شہادت۔ نہ ایمان تسلیم کرتا ہے۔ کس طرح مانیں اور ٹھیک جانیں۔ حالانکہ ہمارے مخالفوں سے لاکھوں محمدی بھی انکاری ہیں اور خود محمد صاحب نے بھی کبھی اور کسی جگہ اور کسی کے سامنے اقرار نہیں کیا۔

مرزا صاحب غلط بات پر زیادہ اعتراض کرنے سے آپ اس کی بیقدری ہی نہیں کرتے بلکہ اپنی خرمنی بھی بقول سعدی۔ آنکہ چوں پستہ گفتمش ہمہ مغز۔ پوست بر پوست ہست ہمچو پیاز ۔

غلام احمد نمبر ۸ - بالآخر یہ بھی واضح ہو کہ ہر چند ویدوں میں بہت سی بے بنیاد کہانیاں بطور معجزات گذشتہ دیوتاؤں کی لکھی ہیں۔ مثلاً رگوید اشٹک اول میں لکھا ہے کہ اسونوں دیوتاؤں نے کسی نامعلوم زمانہ میں ایک لولے کو لوہے کی ٹانگیں دیدی تھیں۔ اور بانجھ کو دودھیلا کر دیا۔ اور ایک اندھے کو سوجاکھا بنا دیا تھا۔ اور ایک شخص جس کا سر کٹ گیا تھا۔ بجائے اس کے گھوڑے کا سر اس پر لگا دیا تھا۔ اور سیادارتی کو جس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے از سر نو زندہ کر دیا تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم نے الزامی جوابوں میں ان کہانیوں کو پیش نہیں کیا۔ کیونکہ گو ان بے اصل قصوں کا جن کا حوالہ کسی ایسے بے نشان زمانہ پر دیا گیا ہے جو وید سے پہلے گذر چکا ہے۔ تمام پرانوں والے تو مانتے ہیں مگر حال کے چیلے آریہ سماج والے ان مقامات وید پر بڑی جانکنی سے بے سروپا و پر تکلف تاویلیں کرتے ہیں۔

تردید تعصب بیجا و ضدیت ناروا سے آپ کی بات بات میں خبط ہے۔ پرشو و بے دلیل دعاوی کرتے اور منہ شرمانا آپ ہی کا حق ہیں بجا ہو۔ یہ جھوٹی و بے بنیاد دفتر اور فرضی و بناوٹی ڈھکونسے آپکے جاہلوں کو طور پر وید کا نام لیکر درج کی ہیں وہ تمام انہیں کی ہیں جو بید مقدس میں کہیں نہیں پس ہم کہاں تلاش کریں اور آپ کی اس زباندرازی اور دھوکا بازی کی تہاں سے اصلیت نکالیں اس واسطے ہمارا قطعی انکار ہے

مگر ہم ایسے ہی بے سروپا معجزات و توہمات آپ کے نبیوں کے دکھلاتے اور آپ کی طرح اندھا دھند جھوٹی روایتیں نہیں تراشتے۔ بلکہ اصل عبارت اور حوالے بھی ساتھ ہی بتلاتے ہیں۔ ہم آپ کی طرح جاہلوں میں لال بجھکڑ بننے کے واسطے تیر در تاریکی نہیں چلاتے۔ بلکہ آپ کی کتب مستندہ کے رو سے اصل عبارت تحریر کرکے ترجمہ مستندہ کو کام میں لاتے اور ثبوت پہنچاتے ہیں کان دھر کے سنئے۔

نمبر ۱۔ حضرت امام مسلم نے روایت کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں حضرت نے جابر کے گھر جاکر گوشت کی ہنڈیا اور گوندھے ہوئے آٹے میں اپنے منہ کا لعاب ڈالا جس کی برکت سے ہزاروں آدمیوں نے وہ کھائے اور سیر ہوئے (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ باب پہلا فصل ۴)

نمبر ۲۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ حدیبیہ میں حضرت کی انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہوئیں۔ وہ پانی ہم نے پیا۔ (دیکھو صفحہ ۳۰ تحفۃ الہند)۔

نمبر ۳۔ روضۃ الاحباب و مدارج و معارج میں لکھا ہے کہ ایک گوہ نے حضرت کی پیغمبری کی گواہی دی اور لبیک و سعدیک پڑھا (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۰ و ۳۱)

نمبر ۴۔ اپنی صحیح میں حضرت امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ ایک ستون مسجد کا جو کھجور کا تھا۔ حضرت کی جدائی میں رونے لگا۔ حضرت نے اسے گلے لگایا۔ تب وہ ایسے رویا جیسے چھوٹا لڑکا روتا ہے۔ اور کوئی اسے رونے سے چپ کراوے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ ستون اللہ کا ذکر سنا کرتا تھا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۱)۔

نمبر ۵۔ روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت عقیل سے بموجب فرمانے پیغمبر صاحب کے پہاڑ باتیں کرنے لگا۔ اور کہا میں روتا ہوں اس واسطے میرے میں پانی نہیں رہا۔ (دیکھو تحفۃ الہند صفحہ ۳۲)۔

نمبر ۶۔ حضرت قضائے حاجت کے واسطے گئے۔ درخت گنبد کی مانند جمع ہوئے۔ اس پردہ میں حضرت نے قضائے حاجت کی۔ (صفحہ ۴۱۵ معارج النبوہ)۔

نمبر ۷۔ حضرت سے ایک اونٹ بولا اور اعرابی کی شکایت کی۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھتا ہے اس واسطے میں اس کو سواری نہیں کرنے دیتا۔ (صفحہ ۳۲ تحفۃ الہند)۔

نمبر ۸۔ معارج النبوۃ میں ہے کہ سنگریزے حضرت اور ان کے خلیفوں کے ہاتھ میں قرآن کی آیتیں پڑھا کرتے تھے (دیکھو معارج النبوہ صفحہ ۳۰۹)۔

نمبر ۹۔ معارج میں ہے کہ حضرت بریدہ کہتا ہے کہ ایک اعرابی کے کہنے سے حضرت نے ایک درخت کو بلایا۔ وہ معہ رگ و ریشہ کے حاضر آیا۔ السلام و علیک کیا۔ اور پھر واپس چلا گیا۔ (صفحہ ۳۲)۔

نمبر ۱۰۔ حضرت کے جسم کا سایہ نہ تھا اور ابر ہمیشہ سر پر بنا رہتا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۸ و ۳۷۵ معارج النبوۃ)۔

نمبر ۱۱۔ در روایات صحیحہ بہ ثبوت پیوستہ روزے آں حضرت را داعیہ آں شد کہ زنے را بنکاح خود آرد عائشہ رض را فرستاد آں عورت را بہ بیند عائشہ زن را دید و در نظر وے خوب نبود و نخواست کہ خوبی او ظاہر گرداند آں حضرت را گفت کہ در آں زن صفائی مشاہدہ نکردم حضرت فرمود سبحان اللہ بر رخسارہ چپ او خالے دیدے کہ از آں شگفت مدی موئے براندام تو برخاست عائشہ گفت کہ واللہ ہیچ سرے از امر حق بر تو پوشیدہ نیست (دیکھو معارج النبوۃ رکن ذکر چہارم معجزات باب دوم فصل اول صفحہ ۷۱۳ سطر ۱۶ سے ۲۰ تک)۔

اسی عائشہ سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔ اور ۱۷ آیات قرآنی میں اس کا ذکر ہے مگر اس کے جھوٹ بولنے پر بھی ناظرین خیال کریں۔

نمبر ۱۲۔ بی بی عائشہ نے اندھیرے میں حضرت کا منہ دیکھ کر سوئی میں دھاگا ڈال لیا سلیمان پارسی گواہ ہیں (دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۷۰۲۔ رکن چہارم باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۱۳۔ عائشہ روایت میکند کہ شبے نوبت من بود و در حجرہ من چراغ نبود چوں آں حضرت درآمد باوے اظہار ایں معنی نمودم فرمود کہ اے عائشہ میخواہی از برائے تو چراغ افروزم بے فتیلہ و بے روغن۔ گفتم بلے۔ فرمود و رسول اللہ لب مبارک کشادہ برکے

---

* حاشیہ ہمارے ایک مہربان بابو پرتاب بہادر صاحب ممبر آریہ سماج راولپنڈی نے اس اثنا میں مرزا صاحب سے طلب کیا تھا اسکا جواب ہمیں وہاں سے یہ خط آیا کہ لالہ پرتاب بہادر صاحب تسلیم آپکا خط آیا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیا ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے رسالہ کی جو بمقابلہ سرمہ چشم آریہ تالیف کرنیکا ارادہ ہے قبل از طبع اصلاح کرانا چاہتے ہو مگر ایسی اصلاح ہمارا دستور نہیں ہے ہماری غرض یہ کہ آپکا رسالہ بیسیوں جگہ اصلاح دینے کا سزاوار جب چھپ جاوے رسالہ کی اسکی غلطیاں بھی چھپیا کر جاویگی اصلاح کریگی جس سے پبلک کو بہت فائدہ ہوگا چونکہ اصلاح کی درخواست کرنا آپکو کوئی مناسب تھا۔ راقم عبد اللہ سنوری از قادیان ۱۲ جون ۱۸۸۸ء

اس مرزا صاحب کے جواب سے ان کی عقل و علم پر افسوس آتا ہے اور تعریف الشان کی جو ایک فاضل نے کی ہے ان پر صادق آتی ہے۔ کہ "آدمی مثل لومڑی کے اول درجہ کا مکار ہو" اب ہم بموجب اس وعدہ مرزا صاحب کے منتظر ہیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۔

من تبسم درمیان اسنان مدافشاں آں حضرت بنود تاباں گشت کہ خانہ بداں روشن شد وچنداں امتداد و یافت کہ بجائے عورات در خانہ من بشعاع آں نور بعضے ریسمان میرسیدند و بعضے جامہ میدوختند تا وقت خواب و ہنوز فروغ آں نور باقی بودہ (صفحہ ۲۰۴ رکن چہارم معارج باب دوم فصل اول)۔

نمبر ۴۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ گفت مرد پیش رسول آمد و گفت دختر خود را بشوہر میدہم۔ مرا مددگاری کنید۔ رسول فرمود کہ چیزے از اعراض دنیوی ندارم اما بوجہ دختر ترا مخصوص کنم کہ خوشتر از تمتعات دیگراں باشد علی الصباح یک شیشہ سر کشادہ با شاخ چوبی بیارد تا آں عطیہ موعودہ فایز آئی آں دلفرمودہ عمل نمود رسول از ساعد ہائے مبارک خویش ز عرق بآں چوب اندوختہ اش مجتمع ساختہ بداں دختر فرستاد تا بجائے طیب بکار برد و بداں دستور آں چوب را در شیشہ زدی آورد (دیکھو صفحہ ۲۷۵ معارج)

نمبر ۵۔ از ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ گفت روزے آنحضرت در خواب بود و عرق بر جبین اش نشستہ بود من ازاں قدرے در قارورہ بگرفتم اتفاقاً دختر را از دوستاں من عروس میکردند۔ قدرے ازاں عرق برائے عروس بکار بردم عطر ازاں عروس را ایام حیات مستغنی نشد ہر گاہ آں عضو البشتی بہ رائحہ طیبہ آں مزید گشتے و گویند کہ ازاں عروس دختر دیگر تولد نمود آں را بجائے ازاں فرزند نیز ہمے شمد (دیکھو معارج صفحہ ۲۷۵ رکن چہارم باب دوم)۔

نمبر ۶۔ حسن و حسین کے منہ میں زبان ڈالتے تھے ان کی پیاس بجھتی تھی۔ صفحہ ۲۷۴ معارج النبوۃ۔ (اب ایمان لانا نہ لانا آپ کے ذمہ ہے)۔

غلام احمد صفحہ ۱۵ حاشیہ۔ اس جگہ واضح رہے کہ تصرفات خارجیہ کے معجزات قرآن میں کئی نوع پر مندرج ہیں ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آں حضرت سے خدا تعالیٰ نے آسمان پر اپنا نادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا

تردید۔ اس ایک نوع کی تردید تو کافی بلکہ وافی ہو چکی ہے کہ اس میں کسی نام کو نہیں جتایا کہ معجزہ نہ قرآن میں دعا کا ذکر ہے اور نہ حضرت سے منسوب۔ بلکہ وہاں تو معاملہ ہی دگرگوں اور عوض کسی اور کو عاجز کرنے کے خود ہی معجزہ ہی سرنگوں ہے۔

غلام احمد حاشیہ ۱۵۔ "دوسرے وہ تصرف جو خدا تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات سال تک ڈالا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔"

تردید۔ محمدی لوگ ہمیشہ دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد صاحب رحمت اللعالمین ہیں اور مخالف ہمیشہ تردید کرتے رہتے ہیں کہ نہیں نہیں وہ زحمت اللعالمین ہیں۔ مگر اب محمدیوں کا اکابر مرزا صاحب کے اقرار سے صاف جھوٹ پایا گیا اور تصدیق ہو گیا کہ وہ ضرور ہی زحمت اللعالمین ہیں نہ کہ معاذ اللہ رحمت اللعالمین۔ ملک کو ویران کرایا۔ صدہا بیگناہوں۔ عاجزوں۔ مسافروں۔ مظلوموں کا خون بہایا۔ کتب خانوں کو جلوایا۔ خلقت کو شہید کروایا۔ قحط ڈلوایا۔ بس ہر طرح یہ باتیں بمنزلہ حق الیقین ہیں کہ آنحضرت ضرور زحمت اللعالمین ہیں۔ اگر قحط کا وقوع ہونا کسی معجزہ کی دلیل ہے تو ہر ایک وقت کسی نہ کسی نبی کی حاضری ضروری ہے جیسا کہ اس انیسویں بکرمی۔ اٹھارھویں عیسوی اور تیرھویں ہجری میں قادیاں میں قدم حضور ہے اور مسلمہ محمد سے بڑھ کر رسول اللہ۔ نبی اللہ و حبیب اللہ کہلانے کے سزاوار۔ حضرت یہ معجزہ نہیں بلکہ قدم نحوست لزوم کے آثار ہیں جیسے پیدا ہوتے ہی والدین کا فوت ہو جانا۔ خاندان پر تباہی کا آنا۔ بزرگوں کا دوزخ میں جانا۔ داغ بچوں کا مر جانا اور ان کے ماتموں میں گریہ زاری کرنا۔ حسن و حسین کا کربلا میں وفات پانا۔ اور بی بی عائشہ کا بصرہ کے سفر میں سرگردانی اٹھانا۔ تیرہ سو برس میں ایک سیکڑہ کے قریب امت کا بانٹا جانا نحوست

یہ تمام نحوست کے نشان ہیں نہ کہ معجزہ و خوارق عادات مرسلان بقول شخصے

جہاں جائیں قدم شریف نہ رہے ربیع نہ رہے خریف

ہم اس موقع پر ذوالنون مصری کی ایک حکایت درج کرتے ہیں۔ از بوستان۔

چنیں یاد دارم کہ سقائے نیل نکرد آب بر مصر سالے سبیل
گروہے سوئے کوہساراں شدند بزاری طلبگار باراں شدند
بذوالنون خبر برد زیشاں کسے کہ بر خلق رنج ست و سختی بسے
فروماندگاں را دعائے بکن کہ مقبول را رد نباشد سخن
شنیدم کہ ذوالنون بمدین گریخت بسے بر نیامد کہ باراں بریخت
بپرسید زو عارفے در نہفت چہ حکمت دریں رفتنت بود گفت
شنیدم کہ بر مرغ و مور و دداں شود تنگ روزی ز فعل بداں
دریں کشور اندیشہ کردم بسے پریشاں تر از خود ندیدم کسے

(بوستان باب چہارم حکایت آخری)۔

غلام احمد صفحہ ۱۶ سے ۱۸ تک حاشیہ۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو قرآن حضرت کو منکروں سے محفوظ رکھنے کیلئے بروز ہجرت کیا گیا۔ یعنی جبکہ کفار مکہ نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ نے نبی کو اس ارادے سے خبر دیدی۔ اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا۔ اور پھر بالفتح و النصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے۔ جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے۔ اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا تھا ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت اور ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آں حضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تاکہ مخالفوں کے جاسوس آنحضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔ سو جب آنحضرت اس عزیز کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر چلے گئے تو آخر تفتیش کے بعد ان نالائق بد باطن لوگوں نے تعاقب کیا اور چاہا کہ راہ میں کسی جگہ پا کر قتل کر ڈالیں۔ اس مصیبت کے سفر میں بجز ایک ولی دوست کے اور کوئی انسان ہمراہ نہ تھا۔ راہ میں بڑے بڑے عجائبات خدا نے دکھلائے۔ جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں مندرج ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ آں حضرت کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ صبح کا وقت تھا۔ اور تمام مخالفین آں حضرت کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے جیسا کہ سورۃ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے ان سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور آنحضرت ان کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔

تردید۔ اس کا عمدہ جواب فاضل اجل جناب سہیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ "محمدی لوگ کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور پر محمد مدینہ کو بھاگ گئے غلطی ہے یہ معجزہ نہیں بلکہ دھوکا ہے۔ علی تمام رات چارپائی پر سبز چوغہ محمد کا تانے ہوئے سویا رہا۔ اور یہ لوگ دروازوں سے تاکتے رہے کہ وہ سویا ہوا ہے۔ اور محمد صاحب رات کو خود ابوبکر کے گھر چلے گئے۔ اور خود ہی حکمت عملی کر کے علی کو سلا گئے تھے۔ (مرزا صاحب کو بھی اس فریب بازی کا اقبال ہے "آنحضرت کے بستر پر باشارہ نبوی اس غرض سے منہ چھپا کر لیٹ رہا تھا تاکہ مخالفوں کے جاسوس آں حضرت کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں)۔ صبح کو جب علی نکلا۔ تو لوگ حیران ہوئے اور محمد ابوبکر کے گھر سے غار کی

طرف چلے گئے'' (دیکھو دیباچہ قرآن انگریزی کا صفحہ ۳۶ سطر ۱۴ سے ۲۶ تک)۔

پھر وہی سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں اور میری رائے میں بڑا بھاری ثبوت ہے کہ محمد کا مذہب سوائے انسان کی ایجاد کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ اس نے ترقی صرف تلوار کے ذریعہ کرنی چاہی ہے'' (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۳۵ سطر ۲۴ سے ۳۶ تک)۔

ایک مولوی صاحب بھی اس کی تائید کرتے ہیں ''ایک وقت یہ تھا کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں صدائے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم نے دلوں میں جوش ڈالا۔ جبکہ ابتداء اسلام تھا۔ اور غلبہ نہیں تھا تو پہلا حکم ہوا اور (جب) غلبہ ہوگیا اور شرارت کفار بڑھنے لگی تو دوسرا حکم ہوا'' (دیکھو تائید اسلام مطبوعہ سراجی لاہور صفحہ ۳۸ و ۳۹)

پھر جارج سیل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ''عزت حضرت محمد کی اس وقت ہے اس کی اُس (محمد) کو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اس نے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ موسیٰ کی طرح عزت پاؤں۔ تاہم اس کے معراج کا ذکر ایسا ردی اور لغو معلوم ہوا کہ اس کے پیروؤں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سمجھنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ چھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا۔ جو محمد نے عملاً کیا اس شہرت کے حاصل کرنے کیلئے جس کو کہ اس نے بعد مرگ کے حاصل کیا'' (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳ سطر ۹ سے ۱۴ تک)

پھر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ''محمد طائف میں ایک ماہ رہا۔ وہاں سے لوگوں نے نکالنا چاہا۔ اس نے اپنے آپ کو اعظم بنی عدی (جو وہاں کا ایک معزز آدمی تھا) کے زیر سایہ لیجیے سپردگی یا حفاظت میں ڈالا کہ مجھے بچالے۔ اس بات نے اس کے پیروؤں کا دل توڑ دیا'' (دیکھو ترجمہ قرآن انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۴۳)۔

ڈاکٹر پراڈکس صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ''محمد نے مکہ سے مدینہ جاکر سہال اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی زمین چھین کر ایک مسجد اور ایک اپنا گھر بنایا۔ یہ بہت ناانصافی کی ہے'' (دیکھو لائف محمد صفحہ ۵۸)۔

جارج سیل صاحب دیباچہ قرآن میں بحوالہ سورۃ انفال کے فرماتے ہیں کہ ''لوٹ کے مال کی ۱/۵ لینے کی بابت (محمد نے) جھوٹا بہانہ کیا کہ خدا کے حکم سے یہ خمس لیتا ہوں'' (دیکھو دیباچہ مذکور کا صفحہ ۴۰)۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ عمر فاروق نے روز حدیبیہ میں نبوت محمد سے انکار کیا۔ قال عمر ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ۔ اور ایسا ہی صحیح بخاری میں بھی ہے کہ بروز حدیبیہ ضرور عمر کو نبوت محمد پر شک ہوا تھا۔ جب کہ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ کو کاٹ کر باسمک اللھم ھذا ما قاضی علیہ محمد بن عبداللہ لکھا تھا اور ابوجندل بن سہیل جو مسلمان ہوگیا تھا۔ اپنی پناہ سے کافروں کے حوالہ کر دیا جس کو انہوں نے اس کے روبرو اتنا مارا کہ مسلمانوں کو بڑی عار آئی اور اس ذلت و خواری میں صلحنامہ لکھکر مدینہ کا راستہ لیا۔ اب ہم اصل عبارت صحیح بخاری کی تحریر کرتے ہیں۔

فقال عمر ابن الخطاب فاتیت نبی اللہ فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی۔ کہا عمر خطاب نے (صلحنامہ کے وقت) میں پیغمبر خدا کے پاس آیا۔ اور کہا میں نے کیا تو نہیں ہے نبی خدا کا کہا کہ ہوں کہا میں نے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور دشمن ہمارے باطل پر کہا کہ ہاں۔

قلت فلم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری قلت اولیس کنت تحدثنا انا سناتی البیت ونطوف بہ قال بلی۔ میں نے کہا پھر تو کیوں ذبونی کو ہمارے دین میں راہ دیتا ہے کہا میں رسول اللہ کا ہوں اور میں نافرمانی نہیں کرتا اس کی۔ وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا تو نہیں کہتا تھا کہ ہم جلد آئیں گے اور طواف کریں گے کہا کہ ہاں۔

فاخبرتک انک تاتیہ العام۔ بیشک میں نے خبر دی تھی کہ تو آئے گا اس سال میں۔

قلت لا قال فانک آتیہ ومطوف بہ۔ میں نے کہا کہ نہیں کہا تو نے کہ تحقیق تو آنے والا ہے اور طواف کرنیوالا اس کا۔

قال فاتیت ابابکر فقلت الیس ھذا نبی اللہ حقا قال بلی۔ پھر عمر کہتے ہیں کہ میں ابوبکر کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر کیا یہ شخص خدا کا سچا نبی ہے۔ کہا اس نے کہ ہاں۔

غرضیکہ خود مرزا صاحب کے بیان اور نیز شہادت محققین مندرجہ عنوان سے صاف ثابت ہے کہ حضرت نے فریب کیا اور دغا بازی کی تعلیم دی۔ حکمت عملی کا کام فرمایا یہ تعلیم ضرور اللہ خیر الماکرین کی طرف سے ہوگی۔

غلام احمد صفحہ ۱۰ کا حاشیہ۔ از آنجملہ ایک یہ کہ اللہ نے اپنے نبی کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت مع اپنے رفیق کے مخفی تھے۔ مگر وہ آں حضرت کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیجدیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنادیا۔ اور انڈے بھی دے دیئے۔ اور اسی طرح اذن الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنا دیا۔ جس سے مخالف لوگ دھوکے میں پڑکر ناکام واپس چلے آئے۔

تردید۔ اس مرزا صاحب کی تقریر سے صاف واضح ہے کہ ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔ خدا خیر الماکرین کو اپنے نبی کے بچانے کیواسطے ایسی سخت مصیبت واقع ہوئی جس کا حد و حساب نہیں حضرت کیلئے اسم بامسمیٰ بنکر فریب کرنا پڑا۔ چنانچہ مکر کیا یعنی ان کو دھوکا دینے کیواسطے انجیل متی والا کبوتر معہ مکاشفات والے جوڑے کے بھیجدیا۔ تاکہ وہ پالتو کبوتروں کا جوڑا خدا کے الہام سے راستہ میں (درمیان عرش و زمین کے) جفتی کرتا ہوا آیا اور آتے ہی خدا کی مرسلہ کبوتری نے حاملہ ہوکر انڈے دیئے۔ وہ انڈے گندے نکلے۔ یا بچے دیئے۔ اس کا حال الغیب عند اللہ ہے۔

حضرت اس ایک مکاری کو کافی نہ سمجھا بلکہ ایک عنکبوت (شاید سورۃ عنکبوت والا) کو بھی سدرۃ المنتہیٰ کے درخت سے یا طوبیٰ کی شاخوں سے بمصاحبت جبرئیل بتار عنکبوتی کے ذریعے نیچے لٹکایا کہ وہ بہت جلد تنی لٹک کر دروازہ غار پر بافندگی کرے تاکہ بخیال مرزا صاحب قادیانی کے مخالف دھوکہ میں پڑکر ناکام واپس چلے جاویں اور کسی طرح اس کے نبی محمد صاحب کو تکلیف نہ پہنچاویں۔ حضرت وہ کن شیطانوں کی طاقت کہاں گئی۔ وہ قادر مطلق کی صفت کدھر چلی گئی۔ کیوں کبوترا اور عنکبوت کا محتاج ہوگیا۔ کبوتروں اور عنکبوت کے بغیر یہ فریب کیوں نہ کر سکا!!!! اور کن کن کمینے حیلوں سے حضرت کو بچایا۔ اور قریشیوں کو دھوکے میں پھنسایا۔ افسوس حضرت کے بچاؤ کیواسطے رب المسلمین کتنا سرگردان ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جب قریش الٰہی دھوکا بازی میں پھنسکر واپس گئے ہونگے تو خدا نے ساری سورۃ الحمد پڑھی ہوگی۔ اصل میں قرآنی خدا صرف آیت اللہ و خیر صلاح ہے کسی قسم کی بری باتوں اور مذموم صفاتوں سے مبرا نہیں۔

مشو نازاں بایں لائی مکار و عجب خود ۔ کہ از ابلیس بالاتر بایجاد فریب خود

قریشیوں کے کھوجیوں کی ہم کیا تعریف کریں کیونکہ جنہوں نے باوجود خدا کی اتنی حیلہ سازیوں

کے کامیابی کی۔

غلام احمد صفحہ ۱۵ حاشیہ از آنجملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت کے پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت کے قریب پہنچا تو جناب ممدوح کی بد دعا سے اس گھوڑے کے چاروں سم زمین میں دھس گئے۔ اور وہ گر پڑا۔ اور پھر وہ آنحضرت سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لوٹ آیا۔

تردید۔ آپ نے کسی مخالف کا نام اور اس کتاب کا پتہ جس میں اس مخالف نے یہ شہادت درج کی ہے نہیں لکھا اور نہ کسی محمدی کو معلوم۔ کیونکہ بنیا وہی معدوم ہے۔ پس یہ دروغ جس کو آپ نے الکذب طراوت المعطر کے خیال سے یا آپ جیسوں نے حضرت کی نسبت خوش اعتقادی کے سبب سے دل میں مانا ہوا ہے۔ سراپا بے دروغ ہے۔ ہمیں ثبوت چاہئے اور وہ قیامت تک ندارد ہے کیونکہ یہ بات عوض کسی قسم کی شہادت کے اپنی ہستی کیواسطے خود ثبوت کی محتاج ہے۔

غلام احمد ۱۵ صفحہ حاشیہ۔ چوتھی وہ تصرف اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکر کے ساتھ آنحضرت پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کریں اور دین اسلام کا نام و نشان مٹا دیں۔ تب اللہ نے جناب موصوف کی ایک مٹھی کنکروں کے چلانے سے مقام بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈالدیا۔ اور ان کے لشکر کو شکست فاش ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ اور اندھا اور پریشان کر کے وہیں کھپا

تردید۔ یہ چوتھا دعویٰ آپ کا سورۃ انفال کی فلم تقتلوہم والی آیت نمبر ۱۷ کی بابت ہے جس کی بابت بعضے خوش اعتقاد مسلمان گمان کرتے ہیں کہ حضرت نے مٹھی کنکریوں کی پھینکی یا مٹھی خاک کی پھینکی۔ اور وہ لوگوں کی آنکھوں میں پڑ گئی مگر اس سے کچھ بھی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جیسے کہ مثل مشہور ہے۔ مدعی سست و گواہ چست قرآن سست ہے اور دیگر محمدیان و مرزا صاحب چست۔ تا کہ کسی طرح نبوت حضرت اور دعوائے کرامت درست ہو جائے۔ مگر محال ہے۔ کیونکہ اصل آیت معہ ترجمہ یہ ہے۔ فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم۔ سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے مارا ہو۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اور تو نے نہیں پھینکا جس وقت کہ پھینکا۔ ولیبلی المومنین منہ بلاء حسنا۔ اور کیا چاہتا تھا ایمان والوں پر اپنی طرف سے خوب احسان ان اللہ سمیع علیم۔ تحقیق خدا ہے سنتا جانتا۔

اس آیت میں کہیں کنکریوں یا خاک کا خاک بھی نشان نہیں۔ اور نہ قرآن میں کسی اور مقام پر بیان ہے۔ اسی سبب سے مفسروں کا اطمینان نہیں۔ کوئی تیر کوئی نیزہ۔ کوئی خاک۔ کوئی کنکریاں بتلاتے ہیں اور یہ محمد صاحب کی نسبت معجزہ لگاتے۔ لیکن آیت میں محض اظہار ہے کہ یہ فتح اتفاقاً ہوئی۔ خدا نے سبب کر دیا محمد یا کسی مسلمان کی خاک اندازی سے اس کا خاک بھی تعلق نہیں۔

تفسیر لامع التنزیل وسواطع التاویل میں اس طرح لکھا ہے کہ "در تفسیر عباسی از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ کہ حضرت رسالت پناہ از حضرت امیر المومنین مشت خاک طلبیدہ آنرا بروجوہ قریش پاشید۔ حاصل کلام آنکہ آں کف مشت کہ بطرف قریش افگندہ شد کفے از خاک بودہ یا از سنگریزہ یا از سنگریزہ آلودہ بخاک احادیث مختلف بنظر آمدہ بعضے گویند کہ در جنگ احد نازل شدہ چوں حضرت نیزہ بابی بن خلف زد و بعضے گویند در جنگ بدر۔ (دیکھو صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ لاہور مطبع گلشن رشیدی)۔

غرضیکہ خود علمائے محمدیہ کا اس میں بہت نفاق ہے کسی بات پر اتفاق نہیں

اور خود قرآن احقاق حق سے سراپا شرمناک ہے پس معجزہ سراپا محال۔

بنیاد اس دعویٰ کی صرف بہتوں پر تھوڑوں کا غالب آنا ہے حالانکہ بہت مرتبہ مغلوب بھی ہوئے۔ اول تو یہ معجزہ نہیں بلکہ مخمصہ ہے اور علاوہ بریں ایسے اتفاقات تواریخ میں ہم بہت اندراج پاتے ہیں لیکن لوگ ان کو معجزہ نہیں ٹھہراتے جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بانیان مذہب کیطرف سے نہیں تھے۔ کیا محمود غزنوی کے حملات معجزات میں داخل ہیں۔ جس کی تھوڑی سی فوج نے لاکھوں مخالفوں کو بھگایا؟

(۱) کیا شیر راجہ سیواجی کی کامیابی و فتحیابی بمقابلہ لشکر اورنگ زیب معجزہ ہے؟

(۲) کیا سکندر یونانی کا ایک قلیل فوج لیکر یونان سے ستلج تک فتح پانا معجزہ ہے؟

(۳) شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کی ملک گیری اور عبور اٹک بے ذریعہ پل و کشتی معجزہ ہے؟۔

(۴) کیا نپولین بونا پارٹ کی عالمگیر فتح یابی معجزہ ہے؟۔

(۵) کیا لارڈ کلایو بانی سلطنت انگلشیہ کی فتحیابی معجزہ ہے؟۔

(۶) کیا انگریزوں کی فتحیابی بمقابلہ ہند کی بے تعداد فوج کے معجزہ ہے؟

یہ ایسے واقعات ہیں جن کی بابت تمام مورخین اتفاق رائے ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے تھوڑی سی فوج سے بے شمار مخالفوں کو تہ تیغ کیا مگر استقلال اور بہادری سے۔ نہ کہ بقول مرزا صاحب یا محمدیوں کے معجزہ سے۔

غلام احمد ۱۹ صفحہ کا حاشیہ۔ پھر ایک نہایت قلیل عرصہ میں جو تیس برس سے بھی کم تھا۔ ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہ قسطنطنیہ و بادشاہان دیار شام و ممالک مابین دجلہ فرات وغیرہ پر غلبہ بخشا۔ اور اس تھوڑے عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نمائے عرب سے لیکر دریائے جیحوں تک پھیلایا۔

تردید۔ اس کثرت سے دین پھیلنے کا جواب خود قرآن ہی دیتا ہے چنانچہ سورۃ محمد۔ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا والذین قتلوا فی سبیل اللہ فلن یضل اعمالہم سیھدیہم ویصلح بالہم ویدخلہم الجنۃ عرفہا لہم۔ یایہا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔ ترجمہ۔ اور جب تم کافروں سے بھڑو تو گردنیں ہی مارنی۔ یہاں تک کہ جب کشتا ڈال چکے ان میں۔ تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کر کے چھوڑیے اور یا چھڑوائی لیجیو جب تک کہ رکھ دے لڑائی اپنا اوزار۔ اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ کھو دیگا۔ وہ ان کے لئے ان کو راہ دیگا اور سنوار دیگا ان کا حال اور داخل کریگا بہشت میں معلوم کرا دیا ہے وہ ان کو۔ اے ایمان والو اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا۔ اور جما دے گا تمہارے پاؤں یعنی ثابت قدم کریگا لڑائی میں۔

غرضیکہ اسی طرح کے واقعات سے قرآن بھرا ہوا ہے کہ لوٹ گھسوٹ جنگ و جدال اور ہلاکت عظیم سے زور آور عرب تلوار سے شہید کئے کمزور دلوں نے بقول سعدی مرا نان دہ کفش بر سر بزن دین اسلام قبول کیا اور ہوتے ہوتے ملکوں میں طوفان کی طرح پھیل گیا۔ کیونکہ برائی بجلد پھیلتی ہے۔ (اسی طرح دیکھو

حاشیہ: جب تک کافروں کا زور نہیں ٹوٹا۔ تب تک قتل ہی چاہئے۔ اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے تا ڈر کر مسلمان ہوں یا احسان کر کے چھوڑ دیجئے تو شاید احسان مانیں اور دین کی محبت آوے یا چھڑوائی لیکر چھوڑ دو تو دو فائدے۔

اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو پھر اپنے گھر جانے دیجئے یا نہ۔ اگر تو اس طرح کو رعیت ہو کر رہے (صفحہ ۵۲۲)۔

تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر پادشاہان دین محمدی)۔

علاوہ بریں ان کی حالت فوجی سپہ سالاروں جیسی تھی بلکہ تاخت و تاراج کرنیوالے سرغنے تھے اور اسی طرح ان کے وعدے و اقرار تھے جنہیں کامیابی و ناکامیابی دونوں ممکن ہیں مگر وہ تلواری جوش و خروش اب دنیا سے روپوش ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسلام بھی دنیا میں چار قومیں سب سے زیادہ ہیں۔ اول بودھ دوم عیسائی۔ سوم ہندو۔ چہارم مسلمان۔ جہاں جہاں جہالت زیادہ تھی وہاں وہاں اسلام زیادہ پھیلا۔ خصوصاً افغانستان۔ عرب۔ افریقہ اور جہاں تہذیب اور علم تھا۔ وہاں زور کے چلے جانے سے اسلام بھی خانہ بدوش ہوا۔ مثلاً یونان۔ اسپین۔ پرتگال۔ اب سوائے مسجدوں کے کھنڈروں کے محمدیت کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہے اور ہندوستان بھی اس کا عنقریب شاہد ہونے والا ہے۔ مقام غور ہے کہ کس قدر خونریزیوں اور جدال و قتال کے ہونے سے بھی تا ہنوز سوائے چار کروڑ کے مسلمان نہیں ہوئے۔ اور ان میں شاید دو ہزار بھی ایسے نہیں جو مذہب کی خاطر یا پسندیدگی سے ہوئے۔ اور عنقریب پنڈتان شاستروان کی توجہ سے دروازہ واپسی کھلا ہے۔ جس کا نتیجہ پرماتما کی کرپا سے بہت جلد بمقابلہ ۹۰۰ برس کے آشکارا ہونے والا ہے۔ برخلاف افغانستان یا روم یا سوڈان یا عرب کے جہاں اور مذہب رہے ہی نہیں۔ اور عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ ایران اور روم بھی طعمہ نہنگ توپ فرنگ ہونیوالے ہیں۔ پس بہتر ہوتا کہ اگر آپ ایسی پیش گوئیوں کے پیش کرنے کے بدلے خاموش رہتے۔ اب عربوں کی حکومت صرف روم میں باقی ہے۔ اور وہ بھی بہت کمزور۔ چاروں طرف سے شکنجہ میں اسیر ہیں اور بے تدبیر۔ شاہ ایران کی مذہبی طاقت بھی طشت از بام ہے بلکہ شہرت عام۔ کہ اس میں برائے نام اسلام ہے۔ سکہ پر آفتاب ہے اور بیگم صاحبہ ہمرکاب۔ حجاب اسلامی بے نقاب ہے اور پردہ کی مٹی خراب۔

تیمور کی فتحیابی نادر کی کامیابی بھی ایسے ہی واقعات ہیں جو بہت تھوڑی مدت میں (جو تیس سال سے بھی کم) تاتار و ایران سے گنگا جمنا تک فتحیاب ہوتے اگر مذہبی خیال بھی ساتھ ہوتا۔ اور نیا مذہب چلانیکا ارادہ رکھتے۔ تو کیوں نہ محمد سے بڑھ کر عالمگیری کرتے۔ حضرت تو زندگی میں محروم رہے مگر تیمور و نادر کی کامیابی تو ایک دنیا کو معلوم و مفہوم ہے۔

اسفندیار کے واقعات و فتوحات بھی اس سے صدہا درجہ بڑھکر آثار معجزہ ہیں۔ کہاں ایران و کہاں چین و جاپان بقول آپ کے فضل باری تھا۔ کیونکہ دین آتش پرستی دنیا میں جاری کیا۔

کیا یہ باتیں باوجود اپنی ذاتی خرابیوں کے کسی خاص صداقت پر منحصر ہیں۔ ہرگز نہیں۔

(۱) طوائف اگر ہزار من سونا پہن لے تو بھی طوائف ہی رہیگی۔
(۲) نیک عورت اگر کم لباس ہے تو بھی عصمت مآب کہلائیگی۔
(۳) صداقت اگر امریکہ میں بھی ہو تو صداقت ہے۔
(۴) جہالت اگر عرش یا عرب میں ہے تو بھی جہالت ہے۔

سعدی کہتا ہے خر عیسیٰ اگر بمکہ رود۔ چوں بیاید ہنوز خر باشد ✤ جس طرح محمد صاحب نے فوجوں کو قرآن میں دلیریاں دی ہیں اسی طرح پوپ اربن ثانی نے کونسل کلرمنٹ کروسیڈس کی نسبت لوگوں کو یونہی دلیری دی تھی۔ جس کی تقریر کا اثر یہاں تک ہوا کہ لاکھوں عیسائیوں میں دینی جوش بھڑک اٹھا اور اسی طرح وہ لڑائیوں میں کبھی کامیاب اور بعض مرتبہ ناکامیاب ہوتے رہے (دیکھو کروسیڈس کی کتاب کا دوسرا باب)۔

غلام احمد ۲۲۴۔ ہاں بعض سوانح عجیبہ جو تاریخی طور پر ثابت کئے جاتے ہیں جیسے یہی معجزہ شق القمر ایسے سوانح پر یقین لانا یا نہ لانا اپنے علم وسیع یا محدود پر موقوف ہے۔

تردید۔ بیشک علم و عقل پر تو موقوف ہے مگر ثبوت بھی تو ہو نہ کہ حضرت علی کی نماز کیواسطے سورج کا واپس لوٹ آنا اور دنیا میں کسی کا اطلاع نہ پانا۔ شق القمر کا ہو جانا اور سوائے مرزا صاحب کے کسی کے خیال میں نہ آنا جتنے دانا و محقق فاضل گذرے ہیں۔ سب اس معجزہ سے انکاری ہیں مگر جہلا کی زبان پر آمنا و صدقنا جاری۔ درحقیقت علم وسیع و بے علمی پر انکار و اقرار کا انحصار ہے۔ اسی واسطے ہر ایک دانا کو انکار ہی سزاوار ہے۔

غلام احمد ۲۲۵۔ کیونکہ اول تو یہ اعتراض اگر فرضی طور پر صحیح بھی تسلیم کر لیا جاوے اور یہ اقرار دیا جاوے کہ اس آیت قرآنی کے دوسرے ظہور پر معنی ہیں تو ایسا قرار دینے سے کوئی بد اثر اسلام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اگر کچھ اثر ہوگا تو صرف یہی کہ ہزار ہا معجزات میں سے ایک معجزہ پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ سکا۔

تردید۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔ چونکہ شق القمر کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا بارے یہ بات دو حال سے خالی نہیں یا قرآن غلط ہے یا دعویٰ معجزہ اگر قرآن کی غلطی ہے تو اسلام کا نقصان جان ہے اور اگر معجزہ غلط ہے تو نقصان ایمان کیونکہ تمام قرآن میں سے صرف اسی ایک مضمحل سی عبارت میں تصدیق معجزہ کیواسطے محمدیوں کو گنجائش تھی اور یہی پر جاہلوں کو ایمان لانے کی فہمائش۔ شکر پرماتما کا کہ معجزوں کا سردار مارا گیا جیسا کہ آپ خود بھی صفحہ ۲۲۵ میں کہتے ہیں تو پھر اگر عدم ثبوت شق القمر فرض کر لیا بھی جاوے تو اس سے ہرج یا نقصان کیا ہوا؟ حضرت نقصان ہوا قرآن کا۔ نقصان ہوا ایمان کا۔ آپ پھر پوچھتے ہیں نقصان کیا ہوا۔

غلام احمد ۲۲۷۔ صرف عناد اور کور باطنی کیوجہ سے معجزہ شق القمر سے انکار کرنا ایسا امر نہیں ہے کہ جس سے اسلام کے ایک بال کو بھی ضرر پہنچ سکے جب معجزات موجودہ قرآنیہ کا مخالفین سے رد نہیں ہوسکتا تو موجودہ کو چھوڑ کر ان معجزات کی چھیڑنا جو اب آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں سراسر بے راہی ہے۔

تردید۔ قرآن میں کوئی معجزہ نہیں اور ہو کہاں سے جبکہ محمد صاحب بار بار انکاری ہیں۔ آپ جو شرمساری اٹھا رہے کیواسطے اتنی محنت و خواری کر رہے ہیں وہ محض رائیگاں ہے۔ کیونکہ جو چیز قرآن میں نہیں اس کو آپ کس طرح اس سے نکال سکتے ہیں معجزات قرآنیہ آپ نے بتلائے یا تاویلی طور پر سنائے۔ سب کی تردید نمبروار موجود ہے اور ہر ایک موقعہ پر مشہود۔ اگر آپ کوئی اور معجزہ لائیں گے اور اپنی سفید داڑھی پر وسمہ لگائیں گے تو ہم ہر طرح تیار ہیں کہ جہالت کی دھجیاں اڑائیں اور کاذب سیاہی کو اڑا کر سفید کر دکھلائیں اور آپکو قائل کریں بقول ع سیاہی زمو رفت و از رو نہ رفت۔

غلام احمد ۲۲۹۔ کیا ممکن نہیں کہ اس حکیم مطلق نے انشقاق و اتصال کی دونوں خاصیتیں رکھی ہوں۔ جن کا ظہور اوقات مقررہ سے وابستہ ہو اور ازلی ارادہ سے وہی وقت ظہور مقرر ہو جبکہ ایک نبی سے ایسا ہی معجزہ مانگا گیا۔

تردید۔ یہ بات دو طور سے ناممکن ہے۔ (۱) یہ کہ حکیم مطلق کا کوئی کام بیفائدہ و مہمل نہیں ہوتا اور یہ بالکل بیفائدہ و مہمل ہوا کفار مکہ سے (اس معجزہ پر) کوئی بھی ایمان نہ لایا اور خصوصاً

کفار کا سردار ابوالحکم بقول تمہارے قائل نہوا اور نہ کسی غیر محمدی نے تصدیق کی پس اگر خدانخواستہ کوئی مانے تو کس غرض کے لئے بقول تمہارے خدا نے اگر یہ کام کیا تو کیا اسے خبر نہیں تھی کہ کوئی مسلمان نہیں ہوگا اگر خبر نہیں تھی تو بے علمی ثابت۔ اگر خبر تھی تو فعل عبث ٹھہرتا ہو جو سراسر عذر واجب ہے دوم۔ قرآن میں اگر وہ بقول تمہارے خدا کا کلام ہو اس بات کو وضع کرکے جتلانا چاہئے تھا کہ انشقاق و اتصال کی قوتیں اس میں معجزہ احمدیہ کے واسطے ہم نے پوشیدہ رکھی تھیں کیونکہ دین اسلام کا پھیلانا ہمارا مقصود تھا چنانچہ جب فلانے فلانے کفار نے اس قسم کا معجزہ مانگا تب ہم نے بپاس خاطر حبیب خود شق القمر کر دیا۔ تم لوگ اس کے پیرو ہو جاؤ مگر تمام قرآن میں کہیں بھی اس معجزہ احمدیہ کا یا کسی کافر کی شہادت کا اشارتاً بھی نام و نشان نہیں چہ جائیکہ صاف طور پر ہو اسلئے آپ کا دعویٰ سراسر ہستی اور معقولیت سے دور ہے۔ قدرت کا اس میں ہرگز ظہور نہیں۔

غلام احمد ۹ ۲۲ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی کی قوت قدسیہ کی اثر سے دیکھنے والوں کو کشفی آنکھیں عطا کی گئی ہوں۔ اور جو انشقاق قرب قیامت میں ہونے والا ہے۔ اس کی صورت ان کی آنکھوں کے سامنے لائی گئی ہو کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ مقربین کی کشفی قوتیں اپنی شدت حدت کی وجہ سے دوسروں پر اثر ڈالتی ہے اس کے نمونے ارباب کشف کے قصوں میں بہت پائے جاتے ہیں۔

تردید۔ حضرت نہ کسی نے جسمی آنکھوں سے دیکھا اور نہ کسی نے کشفی آنکھوں سے صرف وہمی اور اعتقادی خیال نے اس کیفیت در مقابلہ اوروں کے بے معجزہ رہنا حضرت کا ناگوار معلوم ہوا۔ بات کا بتنگڑ بنا۔ شق القمر حضرت سے منسوب کر دیا۔ عہد سلطنت اسلام یا مملکت اسلام میں کسی کی شامت آئی تھی جو اعتراض کرتا۔ اگر کسی نے قرآن کے مقابلہ میں کوئی آیت بھی تصنیف کی تو جھٹ وہ مقتول ہوا اور اس پر قہر احمدی نزول شکر ہے کہ آپ ان ظاہری آنکھوں اور ظاہری چاند اور ظاہری معجزہ سے ہٹ کر کشفی آنکھوں پر آگئے پس اگر بفرض محال کشفی زبان سے کہا کہ کشفی آنکھوں نے دیکھا اور کشفی چاند دو ٹکڑے ہوا تو درحقیقت معجزہ شق القمر کا آپ خاتمہ بالخیر کر چکے ہمارے تو ظاہری چاند سے جو ایک کرہ ہے معجزہ مراد تھی اور اس کے شق ہونے پر اعتراض تھا جس کے تلاء سے آپ سراپا ناشاد ہیں بلکہ خود بھی بے بنیاد ٹھہرا رہے ہیں کہ شاید کشفی آنکھوں سے کشفی چاند کا کشفی شق ہونا دیکھا ہو میں کہتا ہوں کہ یہ بھی دو طرح سے باطل ہے اول تو قرآن میں ان کشفی آنکھوں کا بیان نہیں پس یہ صرف آپ کا بہتان کسی طرح قابل اطمینان نہیں دوم مسلمانوں کو کشفی آنکھوں کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی رطب و یابس پر جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے ایمان لائے بیٹھے ہیں باقی رہے کافر وہ مستحق نہیں کہ کشفی آنکھیں انہیں دی جاویں۔ ورنہ وہ کافر نہیں رہتے اگر وہ لوگ بعد ملنے کشفی آنکھوں کے بھی محمدی نہ ہوئے تو نمایاں شق القمر کا سراپا فعل عبث ہونا ثابت ہے پس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ کشفی آنکھیں دی گئی ہوں اب مقام غور ہے کہ جب کوئی کافر شق القمر کو بقول تمہارے دیکھ کر یا سنکر بھی اس وقت مسلمان نہیں ہوا۔ اور نہ قرآن میں کسی کا ذکر ہے تو پھر یہ کہنا صاف دروغ ہے کہ ان کو کشفی آنکھیں دی گئیں۔ حالانکہ نہ کشفی آنکھیں دی گئیں اور نہ ظاہری اور نہ کسی طرح بھی کسی نے دیکھا اور نہ وقوع ہوا اور نہ کوئی مسلمان ہوا پس آخر الامر آپ کو ماننا پڑا کہ یہ ظاہری چاند محمد صاحب کے وقت میں شق نہیں ہوا۔ اور یہی ہمارا مطلب تھا کہ معجزہ شق القمر باطل ہے کسی نے سچ کہا ہے۔ ؎

آنچہ دانا کند ہماں ناداں
لیک بعد از حصول رسوائی

اب ہم قرآن کے رو سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ محمد صاحب بے معجزہ تھے اور کسی طرح کا معجزہ ان سے کبھی اور کسی جگہ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی انہوں نے کسی کے سامنے کوئی معجزہ دکھلانے کا اقرار کیا۔

(۱) سورۃ انعام۔ قد نعلم انہ لیحزنک الذی یقولون فانہم لا یکذبونک ولکن الظلمین بایت اللہ یجحدون۔ ترجمہ۔ ہم جانتے ہیں کہ تجھ کو غم دلاتی ہیں ان کی (کافروں کی معجزہ طلب) باتیں۔ سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوتے جاتے ہیں۔" دیکھئے معجزے مانگے گئے حضرت نے انکار کیا۔ انہوں نے جھٹلایا۔ خدا تسلی دیتا ہے کہ یہ بے انصاف ہیں۔

(۲) سورۃ انعام۔ والذین کذبوا بایتنا صم وبکم فی الظلمت من یشاء اللہ یضللہ۔ ترجمہ۔ جو ہماری باتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ بہرے اور گونگے ہیں۔ اندھیرے میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے۔" حضرت نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے معجزہ مانگا نہ بتلا سکے۔ لوگوں نے جھوٹا کیا۔ خدا کافروں کو معجزہ نہیں دکھلاتا۔ بلکہ گالیاں دیتا ہے۔

(۳) سورۃ انعام۔ قل انی علی بینۃ من ربی وکذبتم بہ ما عندی ما تستعجلون۔ ترجمہ۔ تو کہہ (اے محمد) مجھ کو گواہی پہنچی میرے رب کی اور تم نے اس کو جھٹلایا۔ میرے پاس نہیں ہے (معجزہ) جس کی شتابی کرتے ہو۔" قطعی انکاری ہیں کہ میرے پاس معجزہ نہیں

(۴) سورۃ صافات۔ خلقنہم من طین لازب بل عجبت ویسخرون۔ ترجمہ۔ یعنی ان کو بنایا ہے ایک گارے چکنی سے بلکہ تجھ کو تعجب ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور وہ تجھ سے ٹھٹھے کرتے ہیں۔

(۵) سورۃ الانبیاء۔ فلیاتنا بایۃ کما ارسل الاولون ما امنت قبلہم من قریۃ اہلکنا افہم یؤمنون۔ ترجمہ (کافر کہتے ہیں) چاہئے محمد کو لے آوے ہم پاس کوئی نشانی یعنی معجزہ جیسے لائے ہیں پہلے (آگے خود بخود جواب ہے) کہ نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے کھپاتے ہم نے کیا۔ اب کوئی یہ مانیں گے۔" یعنی نہیں مانیں گے۔ اسی واسطے ہم نے تجھ کو اے محمد معجزہ نہ دیا۔ خوب۔

در تفسیر مواہب التنزیل آمدہ کہ آیا وقالوا لن نؤمن لک الخ در حق عبد اللہ بن امیہ و ولید و ابوجہل و عاص آمدہ زیرا کہ در مکہ معظمہ قبل از ہجرت حضرت رسالت پناہ جمعی از قریش بخدمت آں حضرت آمدہ تکذیب آں حضرت نمودہ گفتند کہ لن نؤمن لک الخ حضرت ازیں سبب رنجور شدہ جواب سلام ایشاں ندادند۔ حضرت بام سلمہ گفت کہ برادر تو پیش از ہجرت من تکذیب من کرد۔ چناں تکذیب کہ احدے از ناس چناں تکذیب من نکردہ بودند

دیکھو صفحہ ۱۱۷۔ مطبوعہ
گلشن رشیدی
سنہ ۱۳۰۱ھ۔ لاہور

ان پانچوں کے علاوہ ہم ۹ شہادتیں انکار معجزات محمدیہ کی قرآن سے نکال کر تکذیب براہین میں درج کردی ہیں۔ یہ ۹+۵ = کل ۱۴ ہوئیں۔ اس قدر انکار معجزات کی گواہی ہم نے از روئے قرآن پیش کرکے ثابت کردیا ہے کہ محمد صاحب

حاشیہ۔ حالانکہ علاوہ معجزہ شق القمر کے حضرت بہت وعدہ دعائیں ہی مانگتے رہے چنانچہ معارج النبوۃ رکن سوم باب دوم فصل سوم صفحہ ۲۰ میں بیان ہے "روزی حضرت رسالت پناہ میگذشت عمر یا با ابوجہل بدکہ نشستہ بودند دریں پوشیدہ دعا دادند [illegible] آں [illegible] شب [illegible] دعا سادرت نمود کہ اللہم اعز ہذا الدین بابی جہل بن ہشام" مگر وہ کسی طرح مسلمان نہ ہوا۔ [illegible] ۵ کافر مانگتے تھے کہ نبی ہو تو اسکے ساتھ ایک نشانی ہو کہ ہم بھی دیکھیں اور یقین لاویں تو شاید حضرت کا دل بھی چاہتا ہے [illegible] معجزات [illegible]۔ اسکو مسطور ہے تا ترتیب نشانی ہی سکا [illegible] ایمان لاتے۔ دیکھو صفحہ ۱۲۱ اتقان قرآن مطبوعہ ۱۲۹ھ

پھر ان کے دکھلانے اور کرامات کے جتلانے سے محض عاری تھے صرف عاری ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہوا تقامات پر انکاری ہیں مگر محمدی اس انکار پر بھی اُن کو خواہ مخواہ معجزے والا جتلاتے اور کہیں نہ کہیں سے معجزہ لاکر اُن کے ذمہ لگاتے ہیں۔ جیسے کسی کے بیٹا نہ ہو۔ اور لوگ اُس کے خیر خواہ اُس کی وراثت غرق نہ ہو جانے کے واسطے اور لوگوں کے بیٹے لاکر اُس کے متبنیٰ بناویں اور ہوا خواہی جتلاویں اور اُس بے اولاد کو صاحب اولاد ٹھہرا دیں بعینہٖ یہ مثال محمد صاحب و مسلمانوں کے حسب حال ہے۔

جب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب نے معجزہ نہیں دکھلایا۔ دکھلانا تو درکنار اقرار کرنے سے ترساتے رہے بلکہ طالبان معجزہ سے بھاگ غاروں میں ہو کر چھپاتے رہے۔ اگرچہ عموماً کوئی معجزہ بھی اُن کے پاس نہیں تھا۔ اور نہ کبھی اُنہوں نے دکھلایا۔ مگر معجزہ شق القمر تو تواریخ۔ تجربہ علم عقل قانون قدرت۔ وغیرہ سے کسی طرح اور کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتا سو وہ ہر فرد وار سے سب اعجازوں کا استیصال کر رہا ہے جب یہ حال ہے تو ماسٹر مرلیدھر کا یہ بیان بالکل صحیح اور درست نکلا کہ نہ شق القمر ہوا اور نہ حضرت کے گریباں سے نکلا۔ کیونکہ دونوں باتیں ہر طرح سے محال ہیں جب یہ حال ہے۔ یعنے جیسے کہ تحقیقات کی گئی ہے اور معجزہ شق القمر محض بے بنیاد نکلا تو جس کتاب میں اس کا بیان ہے وہ کس قدر حق سے دور اور راستی سے برکران ہے ؎

احمد کے معجزوں کو اگر سوچئے عقل سے
بے اختیار کہہ اٹھو اسلام کچھ نہیں

تفسیر قرآن میں سید احمد صاحب فرماتے ہیں "ان حضرت نے نہ کسی ایک شخص کے اور نہ کسی ایک گروہ کے ایمان پر دعوت کرتے وقت یہ نہیں کیا کہ اس سے پہلے اُس کے سامنے کوئی خرق عادت کی ہو اور ایک چیز کو دوسری چیز میں بدل دیا ہو یعنے لکڑی کا سانپ اور سانپ کی لکڑی اور سونے کو مٹی اور مٹی کو سونا بنا دیا ہو اور اسلام لانے کی دعوت کے وقت کوئی کرامات اور کوئی خوارق عادات آں حضرت صلعم سے ظاہر نہیں ہوئی" (دیکھو صفحہ ۱۳۵ سورۃ بقرہ تفسیر سید صاحب جلد اول ۱۲۹۷ھ علیگڑھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "مسلمانوں کے حال پر اس سے بھی زیادہ افسوس ہے کہ آں حضرت صلعم کو تمام انبیاء سابقین سے افضل سمجھتے ہیں انبیاء سابقین کے معجزے تو قرآن میں بتلاتے ہیں مگر افضل الانبیاء کا ایک معجزہ جو ذکر بھی قرآن مجید میں نہیں دکھلاتے برخلاف اُس کے خود آں حضرت صلعم کی زبان مبارک سے خدا نے فرمایا ہے کہ انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیّ انما الٰہکم الٰہ واحد اور معجزہ ہونے سے بالکل انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ قالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ اور ایک جگہ فرمایا "لا املک لنفسی نفعا" الخ اور اسی طرح کی اور بہت سی آیتیں ہیں جو ہمارے سردار نے معجزات کی نفی کی ہے پھر کس طرح ہم معجزوں کو مان سکتے ہیں" (دیکھو تفسیر صفحہ ۲۴۵ سورۂ مائدہ جلد دوم ۱۲۹۹ھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں کسی معجزہ کا ذکر نہیں ہے اور شق القمر کی نسبت لکھا ہے کہ وہ معجزہ نہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں اما انشقاق القمر فعندنا لیس من المعجزات انما ہو من اٰیات القیامۃ کما قال اللہ تعالےٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر ولکنہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر عنہ قبل وجودہ فکان معجزۃ من ہذا السبیل ترجمہ کہ ہمارے نزدیک شق قمر معجزات میں سے نہیں ہے ہاں وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے کہ قریب ہوئی ساعت اور پھٹ گیا چاند لیکن آں حضرت صلعم نے اس کے ہونے سے پہلے اس کی خبر دی تھی۔ اس راہ سے معجزہ ہے پھر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں ولم یذکر اللہ سبحانہ شیئا من ہذہ المعجزات فی کتابہ ولم یشر الیہا فقط اللہ سبحانہ نے ان معجزات میں سے کچھ اپنی کتاب (یعنے قرآن) میں ذکر نہیں کیا اور مطلق اُس کی طرف اشارہ کیا ہے" دیکھو تفسیر احمدی جلد سوم صفحہ ۳۰ سورۃ انعام ۱۳۰۳ھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں "آں حضرت صلعم کے پاس جو افضل الانبیاء والرسل ہیں معجزہ نہ ہونے کے بیان سے ضمناً یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء سابقین کے پاس بھی کوئی معجزہ نہیں تھا" (دیکھو جلد سوم سورۃ انعام تفسیر سید صاحب صفحہ ۲۹) پھر وہی لکھتے ہیں کہ "کوئی عزت اور کوئی بزرگی اور کوئی تقدس اور کوئی صداقت اسکی اور بانی اسلام کی اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو اُس نے بغیر کسی لاولیت کے اور بغیر کسی دھوکا دینے کے اور بغیر کسی کرشمہ اور کرتوت کا دعوے کرنے کے صاف صاف لوگوں کو بتا دیا۔ کہ معجزے و عجزے تو خدا کے پاس ہیں۔ میں تو مثل تمہارے انسان ہوں" (صفحہ ۴۹ جلد سوم سورۃ انعام)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں۔ "ہماری سمجھ میں کسی شخص میں معجزے یا کرامت ہونے کا یقین کرنا ذات باری کی توحید فی الصفات پر ایمان کو ناقص اور ناکامل کر دیتا ہے اور اس کا ثبوت پیر پرست اور گور پرست لوگوں کی حالت سے جو اس وقت بھی موجود ہیں اور صرف معجزہ و کرامات کے خیال نے اُنکو پیر پرستی و گور پرستی کی رغبت دلائی ہے اور خدائے قادر مطلق کے سوا دوسرے کی طرف اُنکو رجوع کیا ہے اور منتیں ماننا اور بردہ یا زنجیر باندھنا اور اُس کے نام کے نشانات بنانا اور جانوروں کی بھینٹ دینا سکھلایا ہے بخوبی حاصل ہے اسی واسطے ہمارے سچے ہادی محمد رسول اللہ نے اور ہمارے سچے خدا نے صاف صاف معجزات کی نفی کر دی" (دیکھو تفسیر جلد سوم صفحہ ۳۰ سورۃ انعام ۱۳۰۳ء مطبوعہ علیگڑھ)

معجزۂ فصاحت

اکثر مولویوں سے ہماری بات چیت ہوئی اثناء گفتگو میں جب معجزات کا ثبوت مانگا گیا۔ اور قرآنی آیات انکار معجزات کو گواہ گردانا گیا۔ تو کبھی کوئی دانا مولوی محمد صاحب کو معجز دانا ہی ثابت نہ کر سکا ہاں بمصداق احمدی کے تو ہم بھی قائل ہیں اور ہمارا دی معجزہ سے تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا مگر جس مولوی صاحبان جب اور طرف سے عہدہ برا نہ ہو سکے تو فصاحت قرآنی کو معجزہ گردانا کر فاتوا بسورۃ من مثلہ کی حجت پیش کرنے لگے مگر کیا ایسے پوچ دلائل براہین عقلی کے سامنے کبھی ٹھہر سکتے یا معجزہ ہو سکتے ہیں اس واسطے وہ بہت جلد یا تو سکوت کرنے یا لڑنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور جبلی تعصب کی شامت سے وہ شرمساری اٹھاتے ہیں بقول سعدی ؎

جنس عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

نظر برآں نہایت مناسب معلوم ہوا کہ ہم معجزہ فصاحت کی بھی تحقیقات کریں اور اسکی اصلیت کو عام محمدیوں پر کھولیں کہ آیا یہ معجزہ ہے یا نہ۔ اور جو گھمنڈ اُنکے دل میں بیٹھا ہوا ہے اسکو اچھی طرح دور کریں واضح ہو کہ بنیاد اس معجزہ کی قرآن کی آیات ذیل ہیں۔

نمبر ۱ (سورۃ البقرۃ) وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ اے لوگو اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اسی قسم کی اور بلاؤ جس کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا۔ اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۲ (سورۃ یونس) قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین ترجمہ تو کہہ لے آؤ ایک سورۃ ایسی اور پکارو جسکو پکار سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو

نمبر ۳ (سورۃ ہود) ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا

مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللّٰہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ کیا کہتے ہیں قرآن کو افترا کیا ہے تو کہہ دے لے آؤ دس سورتیں ایسی مانند کر اور پکار و جس کو پکار سکو اللّٰہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

نمبر ۴ (سورۃ بنی اسرائیل) قل لئن اجتمعت الانس والجن علٰی ان یاتوا بمثل ہٰذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ ترجمہ کہہ کہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن نہ لاویں گے ایسا اور پڑے مدد کو ہر ایک کی ایک۔

نمبر ۵ (سورۃ قصص) قل فاتوا بکتاب من عند اللّٰہ ہو اہدیٰ منہما اتبعہ ان کنتم صٰدقین۔ ترجمہ ان سے کہہ دے کہ خدا کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو توریت و قرآن سے زیادہ ہدایت کرنے والی ہو۔ اگر تم سچے ہو۔

تمام قرآن میں اس طرح کا ذکر بھی صرف بالا پانچ مقام پر ہے اور انہیں پانچ میں سے مرزا صاحب نے نمبر ۱ و ۲ کو سرمہ کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۲۲۶ پر معجزہ کے دعوے سے پیش کیا ہے۔

واضح ہو کہ نمبر ۱ و ۲ میں ایک ایک سورۃ کے مطابق و نمبر ۳ میں دس سورتوں (ٹکڑوں) کے مطابق اور نمبر ۴ میں کل قرآن کے مطابق و نمبر ۵ میں توریت و قرآن کے مطابق سوالے کی خواہش کی گئی ہے۔ اب ہم ہر ایک کی بابت تفسیروں سے تحقیقات کر کے آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ متعلق معجزہ فصاحت کے دعوے ہیں یا کچھ اور۔

نمبر ۵۔ سورۃ قصص کی بابت تفسیر حسینی میں لکھا ہے قل فاتوا بگو پس بیارید کتاب من عند اللّٰہ کتاب نزدیک خدا تعالیٰ کہ باشد ہو اہدیٰ آں کتاب راہ نمایندہ تر منہما ازیں دو کتاب یعنی کتاب موسیٰ نازل شدہ بر من اتبعہ پیروی کنم آں را ان کنتم صٰدقین اگر ہستید شما راست گویاں" (دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۵۶ ۱۸۸۳ء نولکشور)

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت متعلق فصاحت قرآن کے نہیں بلکہ عرب سے جو محمد صاحب کے بھائی بند تھے ایک کتاب توریت یا قرآن جیسی مذہبی یا ہدایتی کتاب مانگی گئی ہے کوئی تعلق فصاحت کا اس سے نہیں عام طلب سے تعلق ہے کہ کوئی مذہبی کتاب لاؤ جس کی ہدایت پر تم چلتے ہو جس مذہب والے کے پاس مذہبی کتاب نہ ہو اس پر یہ حجت ہو سکتی ہے۔ مگر ہندوستان میں تو سب کے پاس ہے پس اس کا نہ تو فصاحت سے تعلق ہے اور نہ کتاب والے مذہب سے۔ اس واسطے مرزا جی کا دعویٰ باطل ہے اور دیکھو امداد الاسلام صفحہ ۳۱ ۱۸۹۱ء مراد آباد)

نمبر ۴ معہ نمبر ۲ و ۳ (سورۃ بنی اسرائیل) کی بابت آنریبل سر سید **احمد خان** بہادر فرماتے ہیں (اول تمام آیات لکھ کر) ان سب آیتوں پر غور کرنے کے بعد اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ قرآن کی مانند سے کیا مراد ہے ہمارے تمام علما و مفسرین نے یہ خیال کیا ہے کہ خدا نے قرآن کے من اللّٰہ ثابت کرنے کو یہ معجزہ قرآن میں رکھا کہ ویسا فصیح کلام کوئی بشر نہیں کہہ سکتا اور نہیں کہہ سکا پس انہوں نے قرآن کی مانند سے فصاحت و بلاغت میں مانند ہونا مراد لیا ہے مگر میری سمجھ میں ان آیتوں کا یہ مطلب نہیں ہے۔

پھر سید **صاحب** فرماتے ہیں "مگر یہ بات کہ اس کی مثل کوئی نہیں کر سکا یا کہہ سکتا اس کی من اللّٰہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی کسی کلام کی نظیر نہ ہونا اس بات کی تو بلاشبہ دلیل ہے کہ اس کی مانند کوئی دوسرا کلام موجود نہیں ہے مگر اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے بہت سے کلام انسانوں کے دنیا میں ایسے موجود ہیں کہ ان کی مثل فصاحت اور بلاغت میں آج تک دوسرا کلام نہیں ہوا مگر وہ من اللّٰہ تسلیم نہیں ہوتے۔ نہ ان آیتوں میں کوئی ایسا اشارہ ہے جس سے فصاحت و بلاغت میں معارضہ چاہا گیا ہو۔ بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اس میں معارضہ چاہا گیا ہے کہ اگر قرآن کے خدا سے ہونے میں شبہ ہے تو کوئی ایک سورت یا دس سورتیں یا کوئی کتاب مثل قرآن کے بنا لاؤ جو ایسی ہادی ہو" چنانچہ سورۃ قصص میں آں حضرت کو صاف صاف حکم دیا گیا ہے"۔ (دیکھو تفسیر قرآن سید صاحب موصوف کا صفحہ ۲۴ و ۳۴ سورۃ بقرہ سنہ ۱۲۹۶ء علیگڑھ)

نمبر ۳ (سورۃ ہود) کی بابت تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے "فان قیل قد قال فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ وقد عجزوا عنہ فکیف قال فاتوا بعشر سور فہو کقول الرجل لآخر اعطنی درہما فیعجز فیقول اعطنی عشرۃ الجواب قد قیل ان سورۃ ہود نزلت اولاً وانکر المبرد ہذا وقال بل نزلت سورۃ یونس اولاً وقال معنی قولہ فی سورۃ یونس فاتوا بسورۃ مثلہ ای مثلہ فی الخبر عن الغیب والاحکام والوعد والوعید فعجزوا فقال لہم فی سورۃ ہود ان عجزتم عن الاتیان بسورۃ مثلہ فی الاخبار والاحکام والوعد والوعید فاتوا بعشر سور مثلہ من غیر خبر ولا وعد ولا وعید وانما ہی مجرد البلاغۃ" ترجمہ اور تحقیق کیا گیا ہے کہ کہا سورۃ یونس میں کہ لے آؤ ایک سورۃ مثل ان کی اور کفار اس سے عاجز ہوئے پس اس جا کیونکر کہا کہ لے آؤ دس سورتیں یہ تو مثل اس کی ہے کہ کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ مجھ کو ایک درہم دے پس وہ عاجز ہو جاوے یعنے نہ دے سکے۔ اور وہ آدمی پھر کہے کہ مجھ کو دس درہم دے۔ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ سورۃ ہود اول نازل ہوئی اور اس کا مبرد نے انکار کیا اور کہا بلکہ سورۃ یونس اول نازل ہوئی اور کہا کہ سورۃ یونس میں اس قول کے کہ مثل اسکے ایک سورۃ لے آؤ یہ معنے ہیں کہ مثل اس کی باعتبار خبر غیب اور احکام اور وعدہ و وعید کے لے آؤ پس کفار عاجز ہوئے پھر ان سے سورۃ ہود میں کہا کہ چونکہ تم لانے سے ایک سورۃ کی مثل اس کے باعتبار اخبار و احکام وعدہ و وعید کے عاجز ہوئے۔ تو تم لے آؤ دس سورتیں مثل اس کی نہ باعتبار خبر اور نہ وعدہ اور نہ وعید کے بلکہ فقط باعتبار بلاغت کے"

اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی نے مقابلہ کیا ہے یا نہیں خود قرآن سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ بہت شخصوں نے کیا اور معتقدان قرآن اقبال کرتے ہیں۔ کہ اس کو سنکر بزرگان قریش نے فصاحت و بلاغت میں پسند کیا اور قرآن کا سننا ترک کر دیا یعنے تسلیم کیا کہ وہ قرآن سے ہر طرح فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر اور مصنف قرآن سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے چنانچہ قرآن میں لکھا ہے سورۃ انفال۔ قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہٰذا ان ہٰذا الا اساطیر الاولین۔ ترجمہ از تفسیر حسینی دگفتند کفار بدرستیکہ شنیدیم ایں کلام را اگر خواہیم ہر آئینہ بگوئیم مانند ایں مگر قصہ ہائے کہ پیشینیاں نوشتہ اند۔ اور تفسیر بیضاوی میں) لقلنا مثل ہٰذا وہو قول النضر بن الحارث واسنادہ الی الجمیع اسناد ما فعلہ رئیس القوم فانہ قد کان قاصہم او قول الذین ائتمروا فی امرہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وہٰذا غایۃ مکابرتہم وفرط عنادہم اذ لو استطاعوا ذلک فما منعہم ان یشاؤا وقد تحداہم وقرعہم بالعجز عشر سنین ثم قارعہم بالسیف فلم یعارضوا سواہا مع انفتہم وفرط استنکافہم ان یغلبوا خصوصاً فی باب البیان ان ہٰذا الا اساطیر الاولین وروی اللّٰہ الا ما قال والنضر (صفحہ ۳۱۴ جلد اول) اس کے حاشیہ پر لکھا ہے قولہ وہو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللّٰہ تعالیٰ احادیث القرون فقال لو شئت لقلت مثل ہٰذا وہو الذی جاء من بلاد فارس بنسخۃ حدیث رستم واسفندیار فزعم ان ہٰذا مثل ذلک" آوردہ اند کہ نضر حارث بتجارت بہ بلاد فارس آمدہ بود قصہ رستم و اسفندیار بخرید و معرب ساختہ بمکہ برد و گفت اینک فسانہ آوردہ ام شیریں تر از افسانہائے محمد کہ بر ما میخواند حق سبحانہ عادت نضر چنیں بود کہ میگفت من مثل ایں بگویم و من نیز ایں قصص یاد دارم بعد از استماع ایں سخن حضرت رسالت پناہ فرمود کہ وائے بر تو ایں کلام خداست و منزل من عند اللّٰہ۔ نضر در مقابلہ ایں سخن دعا کرد چنانچہ حق سبحانہ خبر میدہد واذ قالوا اللّٰہم و یاد کن آنرا کہ گفت نضر و دوستان او کہ ما و متفق بودند کہ اے بار خدا ان کان ہٰذا ہو الحق اگر ہست ایں قرآن راست و درست و منزل

من عندك از نزد تو فامطر علينا حجارة من السماء پس بیار بر ما سنگے از آسمان" (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۲۸ مطبوعہ ۱۲۹۴ھ اور تفسیر معالم التنزیل میں اور اشکالا کر کے لکھا ہے دیکھو سُورۃ لقمان کی آیت ومن الناس من یشتری لہو کی تفسیر جہاں پر صاف لکھا ہے کہ قریش نے ان قصوں کو جو نضر بیان کرتا نہایت پسند کیا۔ اور نتیجہ اس کا یہ لکھا ہے کہ اُس کی فصاحت کے سبب سے بہتوں نے استماع القرآن یعنی قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا اور تفسیر بیضاوی میں بھی ایسا ہی لکھا ہے دیکھو جلد دوم صفحہ ۱۴۹ اور مدارک التنزیل بر حاشیہ تفسیر حسینی سورۃ لقمان کی تفسیر میں ایسا ہی لکھا ہے لوگوں نے نضر بن حارث کے فصاحت کے سبب سے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا جلد دوم صفحہ ۱۵۷ و معالم التنزیل جز ثالث صفحہ ۵۰۳ سطر ۱۔

غرضیکہ نمبر ۵ و نمبر ۶ کی بات تو معالم التنزیل و حسینی سے ثابت ہو گیا کہ یہ متعلق فصاحت کے ہیں اور نمبر ۳ و ۴ و ۵ کی نسبت فخر اسلام سید احمد صاحب سی ایس آئی کی تفسیر سے ثابت کیا ہے کہ ان سے معجزہ فصاحت مقصود نہیں ہے اور نہ قرآن میں فصاحت لاثانی ہے بلکہ حسینی و معالم کے حوالوں سے یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ اُس وقت عرب والوں نے مقابلہ بھی کیا اور آیتیں بھی بنائیں اور قصص قرآنی کے مقابلہ میں (جو جنگ و جدال جہاد و قتال کے متعلق ہیں) رستم و اسفندیار کے قصص معرب کر کے پیش کئے گئے سو اہل زبان بلکہ رؤسا و قریش نے مقابلہ کیا فصحاء عرب نے ان کی بلاغت کے سبب قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا اسواسطے یہ دعوےٰ نہایت باطل ہے کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ ہے۔

اب ہم اور علماء و فضلاء عرب و سرگروہاں اسلام کی شہادت لاتے ہیں کہ قرآن باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں۔

(۱) علماء عرب میں سے ایک فرقہ مزداریہ کے لوگ ہیں جن کی فصاحت و بلاغت کی عرب میں دھوم ہے اور یہ بھی مثل سنیوں کے اسلام کے بہتر فرقوں میں سے ایک مشہور فرقہ ہے اس فرقہ کا عموماً اور اُن کے سرگروہ بیٹے ابن صبیح ابو موسیٰ کا قول ہے الناس قادرون علی مثل ھذا القرآن فصاحۃ ونظماً وبلاغۃ ترجمہ آدمی قادر ہیں کہ ایک کتاب مانند قرآن کے فصاحت و نظم و بلاغت میں بناویں

(۲) اسی طرح مشہور و معروف فرقہ معتزلہ کا پیشوا بلکہ سرگروہ حضرت نظام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے لکانوا قادرین علی ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ وفصاحۃ ونظماً ترجمہ علماء فی الحقیقت بنا سکتے ہیں ایک سورۃ فصاحت و بلاغت و نظم میں مثل سورۃ قرآن کے۔

(۳) شہرستانی میں لکھا ہے ابطال اعجاز القرآن من جہۃ الفصاحۃ والبلاغۃ ترجمہ قرآن کو فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے معجزہ جانا مخصوص ہے۔

(۴) فرقہ معتزلہ کا معروف رئیس حضرت ابراہیم بن سیار متکلم رحمۃ اللہ علیہ یوں کہتا ہے والعجب فیہ من حیث الاخبار عن امور الماضیہ والآتیہ ومن جہۃ صرف الدواعی عن المعارضۃ ومنع العرب عن الاہتمام بہ جبراً وتعجیزاً اذ لو خلاھم لکانوا قادرین علی ان یاتوا بسورۃ من مثلہ بلاغۃ وفصاحۃ ونظماً ترجمہ قرآن میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے صرف اُس میں یہی عجوبہ ہے کہ امور ماضیہ اور آئندہ کی اس میں خبریں ہیں (جیسے گذشتہ لوگوں کے قصے اور قیامت اور عدالت و سزا و جزا کی خبریں) اور کوئی معارض اور اُس کے برابر سورۃ بنانے والا نہ ہوا تو باعث اُس کا یہ تھا کہ عرب کے لوگوں کو جبراً و تعجیزاً ممانعت تھی کہ اس کا ارادہ نہ کریں اگر نہیں وہ (محمد صاحب) چھوڑ دیتا تو اُس کی قرآن کی مانند فصاحت و بلاغت و نظم میں وہ بنا دیتے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ کمزوری کے وقت جبر نہیں چلتا تھا مگر جب مرید زیادہ ہو گئے تو سخت ممانعت ہو گئی کہ کوئی قرآن کی سورۃ کے مساوی آیت یا سورۃ نہ بناوے بلکہ کوئی منہ سے یہ بھی نہ کہے کہ قرآن مخلوق ہے یا عہد و حدیث سے کلام اللہ سمجھیں اور کہیں یا جو کہے کہ مخلوق ہے اُسے کافر جانو اور وہ کافر واجب القتل ہیں۔

چنانچہ شرح مواقف میں وہ حدیث محمد صاحب کی درج ہے قال القرآن مخلوق فھو کافر۔ جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور قرآن میں ہے یا ایھا النبی جاھد الکفار۔ اے پیغمبر جہاد کر ساتھ کافروں۔ فقاتلوا ائمۃ الکفر پس کشتن کنید پیشوایان کفر را۔ فاقتلوا المشرکین پس بکشید مشرکان را اور قرآن کہتا ہے یا ایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال ترجمہ اے نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا سورۃ انعام ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذباً ترجمہ اُس سے ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اس پر تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے کعبد اللہ بن سعد ابی سرح کان یکتب لرسول اللہ فلما نزلت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین فلما بلغ قولہ ثم انشأناہ خلقاً آخر قال عبد اللہ تبارک اللہ احسن الخالقین تعجباً من تفصیل خلق الانسان فقال علیہ السلام اکتبہا فکذلک نزلت فشک عبد اللہ وقال لئن کان محمد صادقاً لقد اوحی الی کما اوحی الیہ ولئن کان کاذباً لقد قلت کما قال، ترجمہ جیسے کہ عبد اللہ بن سعد ابی سرح جو لکھتا تھا قرآن واسطے رسول اللہ کے پس نازل ہوئی (ولقد خلقنا الخ سورۃ مومنون) یہ آیت تب عبد اللہ نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین تعجب کر کے تفصیل پیدائش انسان سے کہا محمد نے لکھ اسی کو ایسا ہی نازل ہوا ہے (یعنی جو بات عبد اللہ نے کہی وہی محمد صاحب کی نازل ہوئی کیونکہ فصیح عبارت تھی) پس شک کیا عبد اللہ نے اور کہا اگر تھا محمد صادق تو تحقیق وحی کی گئی طرف میرے جیسے کہ وحی کی گئی طرف اُس کے اور اگر محمد جھوٹا ہے تحقیق میں نے کہا جیسا کہ اُس نے کہا۔ تفسیر حسینی میں ہے گویند ابن سعد عبد اللہ بن سعد از کاتبان وحی بود و ہر گاہ کہ آیت ولقد خلقنا الخ نوشت و تقلب اطوار از علقہ و مضغہ و عظم و لحم ملاحظہ کرد و بعد از کلمات ثم انشأناہ خلقاً آخر شنید از روی تعجب بر زبانش جاری شد کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین حضرت رسالت پناہ گفت بنویس کہ ہمچنین نازل شدہ عبد اللہ در شک افتاد و مرتد گشت و گفت کہ اگر محمد صادق است پس بمن ہم وحی فرود می آید چنانچہ بروے آید و اگر کاذب است من ہم گفتم چنانچہ او میگوید (دیکھو تفسیر حسینی جلد اول سورۃ انعام صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ ۱۲۹۴ھ) ذکر شدہ یہی ذکر مثنوی رومی دفتر اول صفحہ ۴۰ مطبوعہ حیدری بمبئی ۱۲۶۶ھ میں بھی موجود ہے۔ لعوال مرتب مندل کاتب وحی اسی کی تائید میں تاریخ الخلفاء میں بھی یہ مذکور ہے اور اس عبد اللہ کو کا یہ حال ہے کہ یہ شخص قبل از فتح مکہ مسلمان ہوا تھا وحی لکھا کرتا تھا مگر اس کمبخت کو دست تھی کہ قرآن شریف کو بدل کر دیا کرتا تھا پھر مرتد ہو گیا تھا اسواسطے حضرت نے اُس کا خون ہدر کیا تھا یعنی حکم قتل دیا تھا (دیکھو تاریخ الخلفاء ترجمہ اردو دہلی) اگر اور ایسی آیات کا کوئی حال دیکھنا چاہے تو مولوی جلال الدین سیوطی کے اتقان علوم القرآن کی دسویں نوع کو دیکھیے (ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جو عام لوگوں کی زبان سے سن کر حضرت نے قرآن میں درج کر دیں۔

اسی کی تائید اخبار منشور محمدی بھی کرتا ہے کہ بلکہ جو کوئی ایسے کلام کو خدا کے کلام کے مقابلہ پر تصنیف کرے وہ گستاخ مارا جائے گا چنانچہ جیسا نے بے تکلف اس گستاخی کی طرف سر اُٹھایا۔ ہر چند کہ وہ اپنا کلام ان مطالب مذکورہ بالا کے ساتھ آراستہ بعبارت پیراستہ نہیں لا سکا لیکن مارا گیا (دیکھو اخبار مذکور صفحہ ۲۱ کالم ۲ سطر ۱۷ سے ۱۴ تک مطبوعہ ۵ جمادی الاول ۱۲۹۳ھ جلد ۷ نمبر ۱۸)

(۵) عقیدۃ الطالبین میں ہے فرقہ معتزلہ کا سرگروہ نظام کہتا ہے ان نظم القرآن لیس بمعجز ترجمہ قرآن باعتبار اپنے نظم (فصاحت و بلاغت) کے معجز نہیں ہے۔

(۶) فرقہ معتزلہ کی بابت عقیدۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان القرآن فعل الاجسام ولیس ھو فعل اللہ تعالیٰ۔ ترجمہ قرآن جسم کا فعل ہے خدا کا فعل نہیں ہے۔

(۷) مثنوی رومی کے حاشیہ میں لکھا ہے گویند کہ قیصی برادر خود را ایراد آں بہت غزنیل گفتہ در کتاب ما: آمدہ در میان کتابہا اول قرآنے پرستش آمدہ و در میان شہر العتایر کتاب محمد است (دیکھو صفحہ ۲۸۶ دفتر سوم)

(۸) مولوی جلال الدین سیوطی صاحب کہتے ہیں کہ ایک فرقہ مسلمانوں کا یہ کہتا ہے ان الکل قادرون علی الاتیان بمثلہ وانما تاخروا عنہ لعدم العلم بوجہ ترتیب لو تعلموہ لوصلوا الیہ۔ ترجمہ سب لوگ قادر ہیں قرآں کی مانند بنانے پر مگر اُس وقت جو نہ بنا سکے وہ اس لئے تھا کہ ایسی وجہ ترتیب کی نہیں معلوم ہوئی تھی اگر ایسی ترتیب کی وجہ وہ جانتے تو ایسا بنا دیتے۔

اب ہم عام راستی پسند طبیعتوں کے واسطے چند دلائل بھی ارقام کرتے ہیں کہ قرآں باعتبار فصاحت وبلاغت کے معجزہ نہیں۔

دلیل اوّل جب کہ تمام اسلامی فرقوں کو ہی اس کے لاثانی فصاحت وبلاغت ہونے میں اتفاق نہیں بلکہ بہتوں کا یہ دعویٰ ہے کہ انسان اُس جیسا بلکہ اُس سے اچھا عبارت کی فصاحت وبلاغت علم میں بنا سکتا ہے اور اُن لوگوں کو بانی قرآں سے کوئی عناد بھی نہیں بلکہ اتحاد ہے علاوہ قرآں عربی کے فاضل اجل ہیں محمدی ہیں صفات باطل ہیں اس واسطے قرآں کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل دوم سوائے متعصب مسلمانوں کے کسی نے تعصب لگو ہری عربی کے فاضل نے یا کسی یہودی یا اعرابی نے یہ شہادت بالکل نہیں دی کہ قرآں فصاحت وبلاغت میں لاثانی ہے بلکہ اکثر اہل زباں فصیح لوگ (باستثنائے اُن کے جو بضرب شمشیر مسلماں ہو گئے) اُس کا مقابلہ کرتے رہے جس کا مفصل بیاں اسلام کو بھی اقبال ہے۔ اور متعصب مسلمانوں کی شہادت اُن کے اندرونی جوش کے سبب سے ناقابل اعتبار ہے اس واسطے قرآں کا دعویٰ فصاحت باطل ہے۔

دلیل سوم تمام اہل عرب تیغ اور طمع کی خاطر مسلماں ہوئے (چنانچہ تمام قرآں ہماری شہادت میں موجود) کہ قرآں کی فصاحت وبلاغت دیکھکر بہت کم قریش آدمی قرآں کی فصاحت وبلاغت منجانب اللہ سمجھکر بلکہ محمد کا طعن او یوں حاکم ہو جو حرم تک معجز کئی سال تک قریب مسلماں رہے کے اور محمد صاحب کے پاس بیٹھکر قرآں لکھنے کے لئے آتی رہی پس چلے گئے اور دین اسلام کو چھوڑ بیٹھے عبداللہ کاتب قرآں اور حنیک قیس بن صبابہ وغیرہ (دیکھو تاریخ ابی الفداء اردو مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۹ سطر ۳) اس واسطے دعویٰ فصاحت قرآں سراسر باطل ہے۔

دلیل چہارم ہر ایک زباں میں کوئی نہ کوئی کتاب فصاحت میں اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتی اور اسی طرح ہر ایک زباں و ملک میں کوئی نہ کوئی شاعر فصیح بھی ہوتا ہے مگر اس کے کلام کلام الٰہی نہیں مثلاً یونانی میں ہومر سنسکرت میں کالیداس و بالمیک فارسی میں سحبان وائل ترک بھاشا میں سورداس و تلسی داس پنجابی میں وارث شاہ پشاوری میں صالح محمد مشہور ہیں داس صالح محمد کی نسبت مردماں تیج علاقہ مزرہ کہا کرتے تھے کہ قرآن پڑھتا ہے جب کہ وہ پنجابی شعر کہتا تھا، اس واسطے قرآں باعتبار فصاحت کے معجزہ نہیں ہے۔

دلیل پنجم قرآن میں بہت حصہ بلکہ نصف کے قریب اُس عبارت کا ہے جو کسی اور کے یا غیر مذہب کے لوگوں نے بیان کی سو وہ بانی قرآں نے اُن سے وہی بیانات جو بطور سوال یا اعتراض تھے، واسطے جواب یا تردید کے ہر لئے اور قرآں میں درج کر لئے جو قرآں کا جزو ہو گئے ہیں مسلمانوں کا دعویٰ فصاحت نسبت کل قرآں کے ہے حالانکہ اتنی سمجھ نہیں کہ اسی قرآں میں پروردگار کے مقابلہ میں کفار کا بیان بھی موجود ہے جس پر ذرا غور کرنے سے دعویٰ فصاحت صاف مردود ہوتا ہے ہم مشتے نمونہ از خروارے چنداں اقوال کفار دکھاتے ہیں اور سمجھ دار مسلمانوں کو توجہ دلاتے

بنی اسرائیل وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھر خللھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتبا نقرؤہ۔ ترجمہ اور بولے (بزرگان قریش) کہ ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے واسطے تیری باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر بہا لیوے تو اُس کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرا چڑھنا جب تک نہ اُتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں۔ انفال۔ لو نشاء لقلنا مثل ھذا ان ھذا الا اساطیر الاولین۔ اللھم ان کان ھذا ھو الحق ومن

بھول گئے مسلماں بھی بھول گئے خود حضرت عرش آشیانی بھول گئے۔

ملاحظہ مضمون کے بھی قرآں معجزہ نہیں کیونکہ توریت و انجیل و استاد ژند کا انتخاب اور یہودی حدیثوں کا لب لباب اور نقل حدیث یہ سکال جابر یسار عیش قیس او داس عبداللہ سرجیا کتب مالاکے اور عیسائی و یہودی عرب کے واقف پارسی و موسوی مذاہب کے آگاہ لوگ قرآں بنانے میں رازدار تھے (دیکھو ترجمہ قرآں مترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲ کے نیچے نوٹ)۔

محمد صاحب نے اور تو در کنار قرآن کا بسم اللہ بھی پارسی مذہب کے دساتیر سے اور اعوذ باللہ بھی اوستا ژند سے اڑایا دیکھو اوستا ژند کی پہلی آیت یہ ہے "بنام شبہ آتش پرستوں میں یہ طوع تھا کہ اُنکے مقدس صحیفوں کے سروں پر جنکو وہ الہامی سمجھتے تھے ایک ایسا فقرہ لکھا ہوا ہوتا تھا جو مقابل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ہے اور وہ فقرہ یہ ہے **اصل** بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر۔ مگر یہ فقرہ کیا عجب ہے الہامی ہو" (دیکھو تفسیر حقانی صاحب جلد اول صفحہ ۲۰) ترجمہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ شروع قرآں میں ہے بلکہ کل قرآں میں ہر سورۃ آیت کے شروع میں ہے۔ پناہ ہم یزداں از منش خوئی بدگمراہ کندہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ دیکھو پہ سیوں کے دساتیر آسمانی موجودہ ۱۱ ہجری شعاع ۱۲ اخیر یہ آیت قرآں سورہ نحل میں ہے۔

حاشیہ کوئی عرب کا باشندہ یا صدا انجو است ہو صاحب ما ہی بابا نانک جی کی جپ جی یا سکھ منی کے مقابلہ میں زباں پنجابی ایسی فصیح عبارت نہیں بنا سکتا اگر بنا دیگا تو کوئی سکھ قبول نہیں کریگا۔ بلکہ ثابت کریگا کہ اس میں فصاحت نہیں ہے بعینہ یہی حال مسلمانوں کا ہے جب اہل عرب نے بنایا اُن کو کذاب ملعون کافر مرتد کہہ دیا۔ اور اُنکی فصاحت کو حالانکہ قرآں سے ہزار درجہ بڑھ کر تھی جس نے خلیفہ عمر جیسوں کو بھی حیراں کر دیا مگر پھر بھی بسبب اُن کے کافر ہونے کے اُن کی باتوں کو قرآں کے مقابلہ میں نہ مانا اور جو مُلانے کا باوجود مسلماں ہونے کے ارادہ کرتے تھے اُن کو یہ کہکر کہ جو بناوے کافر ہے مار رکھا اور ساتھ ہی قتل کی بھی دھمکی دی۔ اور اب بھی جب تک کہ مسلماں خصوصاً سنی یہ نہیں مانتے کے نہیں کیونکہ تعصب کو دور کر کے کسی مخالف خیر اندیش کی کلام کو نہیں سنتے اور نہ ایسی کتاب کو پڑھتے ہیں۔

علاوہ براں اہل ہند یا آریوں کے آگے یہ دعوے فضول ہے کیونکہ اگر ہم یہ کہیں کہ کوئی عرب یا حبش کا باشندہ جس نے ہندوستان کبھی دیکھا بھی نہ ہو اور نہ پنجاب یا دہلی کی کبھی سیر کی ہو وارث شاہ کی ہیر کی طرح پنجابی شعر یا کلیات نظیر کی طرح اُردو شعر کہے اور اُس کو کوئی پنجابی رئیس یا دہلی کا رہنے والا تسلیم کرے تو کیا کوئی عقلمند قبول کریگا۔ حالانکہ یہ دعوے اہل پنجاب یا اہل دہلی کے آگے کرنا چاہیے عرب یا حبش میں فضول ہے بعینہ یہی حال قرآں اور اسلام کا ہے وہ اس فصاحت قرآنی کا اہل ہند سے مکابرہ کرانا چاہتے اور اہل ہند کو اس دام میں پھنساتے ہیں مگر اہل عرب کو للکارنے سے ڈراتے ہیں کہ ہم خبردار نہ بنا پس کیا یہ دعوے اُنکا پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہے حالانکہ ثابت ہو گیا ہے کہ اہل فارس اپنی زباں سے عربی کے الفاظ بھی نکالنا چاہتے ہیں۔ جس طرح یہ دعوے غلط اسی طرح دوسرا دعویٰ بھی باطل ہے۔

قطع النظر اسکے قرآں کی فصاحت اگر ہے تو صرف قوم قریش کے لئے تمام جہاں سے اُسکا کوئی تعلق نہیں حالانکہ قریش سے بھی صد ہا فاضل اقراری تھے کہ قرآں نضر کے قصہ جات سے فصیح نہیں، تمام عرب اُس کو فصیح نہیں مانتے تمام قریش ہی نہیں مانتے اہل ایراں کے آگے فصیح نہیں اہل روم کے آگے فصیح نہیں اہل یورپ اہل افریقہ اہل امریکہ اہل ایشیا کے آگے فصیح نہیں پس وہ کسی طرح تمام جہاں کے لئے معجزہ نہیں ہو سکتا باقی رہا ترجمہ وہ بجائے معجزہ فصاحت کے حقیقت کا معجزہ ہے بلاغت نہیں لطافت نہیں فصاحت نہیں علمیت نہیں حالانکہ مترجم خود فاضل مسلماں ہیں۔

حضرت مسیلمہ نے فرقان (قرآں) کے مقابلہ میں فاروق بنایا لوگوں بلکہ علماء راشدین میں سے اُس کی فصاحت کے قائل ہوئے۔ شیطان نے قرآں کے مقابلہ میں آیت بنائی جس کی فصاحت پر محمد صاحب بھی

عدن لك وامطر علینا حجارۃ من السماء او ایتنا بعذاب الیم ترجمہ سن چکے ہم کہ لیں ایسا بھی کچھ ہیں گمراہوں میں پہلوں کے اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار کہف قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فهل نجعل لك خرجا علی ان تجعل بیننا وبینهم سدا۔ قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینهم ردما ترجمہ بولے اے ذوالقرنین یہ یاجوج وماجوج دھوم اٹھاتے ہیں ملک میں سو کہے تو ہم ٹھہرا دیں تجھ کو کچھ محصول اس پر کہ بنا دے تو ہم میں اور ان میں ایک آڑ بولا جو مقدور دی مجھ کو میرے رب نے وہ بہتر ہے سو مدد کرو میری محنت میں بنا دوں تمہارے انکے درمیان میں ایک دہا یا اسی طرح سورۃ بقر و عنکبوت و قمر و زخرف و کہف و آل عمران وغیرہ میں بہت آیات موجود ہیں علاوہ براں ہم تکذیب براہین احمدیہ کے صفحہ ۷۰ و ۷۵ و ۸۹ ۲ میں چند سورتیں فاروق مسیلمہ سے درج کر چکے ہیں۔ مگر یہاں پر ہم فاروق مسیلمہ سے قرآن کے سورۃ فیل کے جواب میں سورۃ فیل سناتے ہیں اور فصاحت قرآنی کی اپیل کرتے ہیں سورۃ فیل قرآن سے الم تر کیف فعل ربك باصحب الفیل + الم یجعل کیدھم فی تضلیل + وارسل علیهم طیرا ابابیل ترمیهم بحجارۃ من سجیل + فجعلهم کعصف ماکول + سورۃ فاروق سے الفیل وما ادرىك ما الفیل + له ذنب وثیل + له خرطوم طویل + وان ذلك من خلق ربنا الفیل علی کل شئ کفیل + -

اس سورۃ فیل کو عرب کے صدہا فصیح و بلیغ آدمیوں نے قرآن کی سورۃ سے فصاحت و بلاغت میں بڑھ کر مانا ہے اور اکثر علماء اسلام نے بھی مساوی جانا ہے۔

اس مرزا غلام احمد کے ایک نادرہ معجزہ کی بھی تردید واجبات سے ہے۔ جو اس نے سرمہ کے صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ پر درج کیا ہے۔

غلام احمد۔ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا۔ کہ بعض احکام قضا و قدر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اس کو دستخط کرانے کے لئے خداوند قادر مطلق جل شانہ کے سامنے پیش کیا ہے اور یاد رکھنا چاہئے کہ مکاشفات اور رویا صالحہ میں اکثر ہوتا ہے کہ بعض وہی صفت جمالی جو عالم کشف قوت متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بیچوں و بیچگوں کے آگے وہ کتاب قضا و قدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرے سرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبد اللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ دو یا تین قطرے سرخی کے اس کی ٹوپی پر پڑے پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آئی اسی طرح اور کئی مکاشفات ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔

تردید موجب خرافات آپ لوگوں کے بعرض محال ہم نے مانا کہ فرضی خدائے قرآنی وہ بھی عرش کے بالاخانہ پر خیالی کچہری کرتے ہونگے اور اسی خدا نے رفع حاجت ضروری کے لئے یعنے کسی تاریخ کی پیشی کا کام بھگتانے کے واسطے آپ کو عرش پر بلایا ہوگا جو کہ یہ نامعقول بہتان مطابق اپنے دہن رسالہ جس کی معکوس طبع پروازی اصول الساعلین کو ہے آپ نے بطور خواب و خیال کے ظاہر نہیں کیا بلکہ ایک امر واقعی اس شہادت مدعی سے لکھا ہے کہ احکام قضا و قدر آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر وہ کتاب قضا و قدر کی اس ذات بیچوں و بیچگوں کے آگے پیش کی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو آپ کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی سے جو قلم کے منہ میں رہ گئی اس کتاب پر دستخط کر دیئے جب آپ عرش سے واپس آئے تو چند قطرات سرخی تازہ بتازہ آپ کے کپڑوں پر موجود ہیں اور ایک شخص عبد اللہ نام کی ٹوپی پر بھی چند قطرات پڑے کیونکہ وہ آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں چند اعتراض ہیں۔

(۱) حضرت اول یہ تو فرمائیے کہ پیغمبر آخر زماں بسواری براق ملاقات و مشورہ کے واسطے عرش پر بلائے گئے تھے تمہارے واسطے بھی وہی براق آیا تھا یا رسن وغیرہ لٹکا کر اوپر کھینچے گئے تھے۔ اور عبد اللہ کو بھی تمہارے ساتھ اوپر جا بوقت پیشی تمہارے پاس بیٹھا ہوگا ورنہ عرش سے آپکے مکان پر بیٹھے ہوئے آدمی کی ٹوپی پر قلم کا قطرہ برابر تیر بہدف پہنچنا محال المحال ہے۔ یا اسکی ٹوپی پر شحنہ قلم پہنچنا اس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا صاحب اپنی پیشی کا کام پورا کرنے کی غرض سے کتاب قضا و قدر بغل میں لیکر آپکے بیت الحرام یعنی عرش پر سے اترے ہونگے۔ لیکن دونو صورتیں ناممکن ہیں صورت اول تو اس وجہ سے کہ پیغمبر آخر الزماں کے ساتھ انکے مقرب، معظم اصحابوں میں سے معراج پر کوئی بھی ساتھ نہیں جا سکا پس آپ کے ایک اجنبی آدمی کی کیا حقیقت ہے صورت دوم اس طرح سے کہ خدا صاحب دل اس وقت زمین پر اترے تھے کہ جب حضرت آدم کا قالب زمین کی مٹی لیکر اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا یا بموجب روایت انجیل یعقوب کے ساتھ کشتی لڑنے وغیرہ خاص ضروری موقعوں پر زمین پر آئے تھے آئندہ کے لئے قرآن میں یہ پروگرام مشتہر فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اترنے کی بیجا تکلیف گوارا کریں چہ معنے دارد۔

(۲) قرینہ سے قیاس میں گذرتا ہے کہ جو کوئی فرشتہ خدا صاحب کی پیشی میں سر رشتہ داری کرتا تھا وہ بیماری وغیرہ کے سبب غیر حاضر ہوا۔ تو دیگر فرشتگاں جو ہمیشہ حاضر حضور رہتے ہیں اور انہیں کے سہارے سے خداوندی کے کام چلتے ہیں شاید وہ سب فرشتے سلطان اعظم حضرت شیطان کی لشکر کشی کے مقابلہ پر مامور ہوئے ہونگے جس سے کچہری خالی رہی اور آپکے بلانے کی نوبت پہنچی اگر یہ قیاس درست نہیں تو آپ صحیح تشریح فرمائیے۔

(۳) چونکہ قادر مطلق کے ٹھیک یہ معنے ہیں کہ جو بے قید و آلہ و اوزار قادر ہو یعنے محتاج بالعدد و آلات جارحہ نہ ہو۔ مگر وہ آپ کا خیالی خدا آپکی سر رشتہ داری کا محتاج۔ کتاب قلم کا محتاج سیاہی دوات کا محتاج کسی جسم میں اوتار دہار کر جسمانی اعضا کا محتاج قضا و قدر کے احکام لکھنے کا محتاج ایک معمولی دنیادار ثابت ہوا۔ بقول شخصے سخن لاموک قلم مدکش + کہ از یاد مردم گریزد سخن۔ پس اسکو قادر مطلق لکھنا تمہارے یاوہ گوئی یا دیوانگی پر دلالت ہے علی ہذا القیاس اسکی جل شانہ کی تعریف کرنا تمہاری ستائش بدن کے نشاں ہیں کیونکہ اس نے سرخ رنگ (تازہ ایجاد یورپین جیسلو یار رنگ کہتے) نہیں منگوا کر دوات میں بجائے سیاہی کے ڈالا ہوا تھا اور تم جیسے آدمی کو پیشی میں بلوایا علاوہ براں جس طرح ایام ہولی میں اہل ہنود آپس میں رنگ ڈالکر تمسخر کرتے ہیں اسی طرح تمہارے اوپر سرخ رنگ چھڑکا اور ذلیل و مسخر اپنا کیا اور جب کہ تم نے صاف طور پر لکھا ہے کہ ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اسے بیچوں و بیچگوں لکھنا دیوانگی نہیں تو کیا ہے۔

اگرچہ آپ کے ایسے جنوں کا جواب لکھنا مناسب نہیں تھا جیسا کہ بعض پاگل اس طرح کی بہت گو کرتے پھرتے ہیں اور کوئی اُن کے ہذیان پر کچھ نہیں کہتا لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جاہل لوگ ان پاگلوں کو مستانہ پیر یا مجذوب فقیر خیال کر کے اُن کے آگے پیچھے پھرتے اُن کی خدمت کرنے میں اوقات ضائع کرتے اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں ایسے سادہ لوحوں کو آپ کے جنون و ریاکاری سے بچانے کو بطور مفید عام کام ثواب سمجھ کر اس دیوانہ خیال پر مختصر تردید لکھی گئی ہے اور تعجب بلکہ افسوس ہے کہ اہل اسلام سے کوئی مولوی کوئی فقیہ کیوں آپ کے علانیہ کفر کی نسبت تکفیر و تشہیر کا فتویٰ نہیں دیتا ہے۔

اخیر میں ہم ایک لائق یورپین کی رائے فصاحت قرآنی پر لکھکر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ محمدی اقرار کرتے ہیں کہ قرآن خود ایک معجزہ ہے کیونکہ اس کی عبارت ایسی عمدہ ہے کہ کوئی آدمی اس کے موافق بنا نہیں سکتا میں نے مانا کہ یہ سچ ہے۔ مگر سنسکرت کی عبارت بھی بہت اچھی ہے بیشک کوئی شخص وید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں کہ وید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بہتر نہیں بنا سکتا۔ پھر محمدی کس طرح

اُس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی ایسا بڑا درخت دیکھے جس کے برابر اور کوئی بڑا درخت نہ ہو تو وہ معجزہ تصور نہیں کیا جاتا۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ داؤد کے وقت ایک پہلوان بھی گولایا تھا جسے اُس نے مار ڈالا تھا۔ اُس کے قد کے موافق کوئی دوسرا شخص نہ تھا مگر کوئی شخص اُتنے بڑے قد کو معجزہ نہیں کہتا تھا۔ کوئی محمدی ہومر کی، منزو تالی عبارت اور گل کی مانند لاطینی عبارت اور کالیداس کی مانند سنسکرت عبارت ہرگز نہیں بنا سکتا ہے پھر کیا یہ بھی معجزہ ہوگا۔ پھر اکثر محمدی کہتے ہیں کہ محمد صاحب کے وقت بھی کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ ایسی عبارت بنانے کی لیاقت رکھتا بلکہ تمام لوگ یہی اقرار کرتے تھے کہ قرآن کی عبارت کے موافق کوئی نثر عبارت نہیں بنا سکتا۔ کون جانتا ہے کہ محمد صاحب کے وقت سب لوگ ایسا ہی کہتے تھے۔ سب دانا آدمی جانتے ہیں کہ آج کل فرانس۔ جرمنی۔ انگلستان۔ امریکہ وغیرہ ملکوں میں بہت لوگ عبرانی۔ یونانی۔ سنسکرت اور عرب کی زبان کو بخوبی پڑھتے ہیں اور ان زبانوں کی کتابوں کو اچھا کما حقہٗ سمجھتے ہیں مگر کسی شخص نے کبھی نہیں کہا کہ قرآن کی عبارت دوسری زبانوں کی عبارت سے فوقیت رکھتی ہے۔ اگر محمدی عبرانی۔ یونانی۔ سنسکرت اور لاطینی زبانوں کو تحصیل کریں تو بڑا فائدہ اٹھاویں کیونکہ ان زبانوں میں نہایت عمدہ اور قدیمی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ علاوہ وہ لوگ جو دہلی میں رہتے ہیں انہوں نے اور کوئی بڑا عالیشان شہر نہیں دیکھا تو ضرور یہی کہیں گے کہ دہلی کی مانند اور کوئی شہر دنیا کے سطح پر نہیں ہے۔ اگر وہ اور اور ملکوں کی بھی سیر کریں اور سینٹ پیٹرزبرگ۔ ویانا۔ ماسکو۔ پارس۔ نیویارک۔ لیورپول۔ لنڈن وغیرہ شہروں کو دیکھ کر پھر دہلی میں آویں تو دہلی کی تعریف جیسے پہلے کرتے تھے ہرگز نہ کریں گے اور شہر دہلی کو ان سے فوقیت نہ دیویں گے۔ اسی طرح اگر محمدی سیسرو۔ دیماستھنیز۔ ورجل۔ ہارس۔ ہومر۔ ملٹن۔ وغیرہ مصنفوں کی کتابیں پڑھیں اور قرآن سے انکا مقابلہ کریں۔ وہ بھی ضرور کہیں گے کہ ان کتابوں کی عبارت بیشک قرآن کی عبارت سے عمدہ ہے۔ یہ بھی واضح ہو کہ عبارت مضمون سے ایسی نسبت رکھتی ہے جیسے پوشاک آدمی سے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ برے لوگ بھی اچھی پوشاک پہن سکتے ہیں۔ اس واسطے بہتر یہ ہے کہ ہم عبارت کی فکر ہرگز نہ کریں۔ لیکن مطلب پر غور کریں۔ بقول مولوی رومیؒ

ما درون را بنگریم و حال را ۔ ما بروں را ننگریم و قال را

باب دوم

جگت اُتپتی

ویدادک ست شاستروں کے مطابق ایشور۔ اور ایشور کے گن۔ اور اُسکے کرم و سبھاؤ انادی بتلائے گئے اور اُس کا جاننا ہر ایک انسان کے لئے واجبات سے ٹھہرایا گیا ہے۔

حقیقت میں اگر ایشور کو انادی یعنے ازلی نہ مانا جاوے۔ اور محدود زمانہ سے صفات خداوندی کو اُس سے منسوب گردانا جاوے تو ایشور پر حادث ہونے کا دوش آوے گا۔ اور حادث ہونے سے ناش والا کہلاوے گا جس پر اُس کے دشمنے اور کیا کیا مذمت ہوگی۔ اور بت آمد کے بدلے اُس کی ذات میں لا محدود زمانہ تک ثروت ہوگی جو سراسر دشوار ہے۔

جب ایشور ازلی اور انادی ثابت ہے۔ تو اُس کا ماننا ہر ایک شخص پر واجب ہے۔ جاننے خوب ہے کہ ایشور کی صفات بھی انادی ہیں یا ساوی۔ جوں کہ صفت اور موصوف اور گن اور گنی باہم لازم اور ملزوم ہیں اور ہر ایک والے کے نزدیک یہ بات معلوم و مفہوم۔ کیونکہ صفت موصوف کے بغیر اور موصوف صفت کے سوا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ کوئی شے صفت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور ہو تا کیا بلکہ نہیں ہے ہر شے کے واسطے کسی صفت کا ہونا اور کسی کا نہ ہونا لازمی امر ہے جو ہو سکتا ہے وہ محدود نہیں ہے بلکہ حقیقت کی سچی سمجھ کے لئے لامحدودی کی قدر قابلیت کے ہم دیتی ہیں یہ بغیر محدود کے محدود ہے۔

جب ایشور غیر محدود ہے اور غیر محدود زمانہ یعنے ازلی زمانہ سے موجود ہے تو اُس کا معدوم و نابود و مفقود ہونا یا اُس کی نسبت ایسا خیال کرنا سراسر مردود ہے۔

اس لئے جب ایشور اور ایشور کے گن انادی ثابت ہوئے۔ تو اُس کے کرم یعنے افعال بھی انادی ہونے چاہئیں کیونکہ وہ سب کرموں اور جگت کا کرتا ہے۔ کرموں اور سب کا پھل دیتا ہے۔ جبر نہیں عقل میں عفو انکار نہیں بجا نہیں۔ اور یہی ایشور کے گن ہیں۔ سب گن (صفات) انادی ہیں۔ تو انادی کرتا کے کرموں کی ابتدا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر ایسا مانا جاوے۔ تو کریا (فعل) کے ابتدائے سے پہلے ایشور کو اکاش معلوم یہ کمال اور ماننے کی طرح اگر یہ ماننا پڑیگا تو بہت ہی نا واجب و نا زیبا ہے اور کسی طرح ذات باری کے بے صفات ہونے کا کلمہ کہنا روا نہیں۔

جس طرح کوئی شے بغیر صفت کے نہیں ہے اُسی طرح کوئی چیز بغیر سبھاؤ یعنے عادت کے نہیں جیسے سبھاوک گن یعنے ذاتی صفات بغیر شے کے اور شے سے الگ یا شے سے پیچھے نہیں ہوتی ویسے ہی سبھاؤ یعنے عادت بھی۔ چنانچہ ویدوں کے مقدس وشاستروں کے سترک میں پرماتما کو

सृष्टि उत्पत्ति स्थिति संहारकारक । یعنے دسترسی،

جگت کا رچنے والا اور سرشٹی کا دھارن کرنے والا اور اُس کو ناش کرنے والا فرمایا ہے اور دلائل واضح سے مشرح بتلایا۔ کوئی آدمی انہیں پڑھ کر یا سن کر اور سمجھ کر انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُن کا صداقت و راستی پر سارا مدار ہے چونکہ جگدیشور کی سب صفات ازلی ہیں۔ اسواسطے صفات بالا بھی ست ودیا کے پستکوں (وید مقدس) میں ازلی بتلائے بلکہ وہیں سیر کرتے ہیں علی ہذا ایشور کے کرم یعنے سرشٹی کے رچن ناش دھارن اُس کی ریت بھی ازل سے ابد تک کرکے پھیر ناش یعنے اور شن سوشپتی اوستھا میں بھی ایک مقررہ زمانہ تک رکھنا انادی کال سے چلا آتا ہے اور ابد سے تک ویسا ہی رہیگا۔ انادی میں آوسا کی میں ابتدا اور انت یعنے انتہا نہیں ہوتا اور بغیر ابتدا و انتہا کے شمار نہیں ہوتا۔

اب جاننے کے غور ہے اور مقام انصاف کہ اس یوترہ سرشٹی یعنے مقدس عقیدہ سے کیا کچھ سچدانند پار برہم کی بے انتہا ہی قدرتیں بے انتہا ہی رحمتیں بے انتہا ہی حکمتیں اور بے انتہا ہی برکتیں اور بے انتہا ہی قوتیں ظاہر ہوتی ہیں اور ایسی ہی اس وید کت سچی سرشٹی سے خدا ازلی خالق ہے ازلی معبود۔ ازلی مالک۔ ازلی رازق۔ ازلی قادر۔ ازلی علیم۔ ازلی رحیم۔ ازلی حکیم ازلی ... ازلی ثابت ہوتا ہے اور ایسی ہی اُس کی اور صفات میں بھی ازلیت و کمالیت ظاہر ہوگی اس کے مقابلہ میں عقائد محمدیہ پر غور فرمائیے۔ اور تعصب کو چھوڑ کر انصاف کو کام میں لائیے

قرآن سورہ بقرہ هو الذی خلق لكم ما فی الارض جمیعاً ثم استوی الی السماء فسوٰهن سبع سمٰوات۔ سورہ ہود هو الذی خلق السمٰوات والارض فی ستة ایام وكان عرشه على الماء۔ بقرہ واذ قال ربك للملٰئكة انی جاعل فی الارض خليفة۔

ترجمہ اللہ وہی ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر چڑھ گیا طرف آسمان کی۔ اللہ وہی جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا تخت اُس کا پانی پر۔ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب (آدم) جس کو بموجب حساب توریت کے ۵۸۹۲ سال ہوتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ خدا نے فقط سات آٹھ ہزار برس سے سرشٹی رچی ہے یعنے فقط سات آٹھ ہزار سال سے خالق ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے معبود ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے مالک ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے رازق ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے قادر ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار برس سے علیم ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے رحیم ہے فقط سات آٹھ ہزار برس سے حکیم ہے

لہ حاشیہ قدریہ مسلمانوں میں فرقہ قدریہ اس بات کو سچ کر اقبال کرتے ہیں کہ خدا ہمیشہ سے نہیں ہے تھوڑے عرصہ سے ہو گیا ہے (دیکھو غنیۃ الطالبین)

نعوذ سات آٹھ ہزار سال سے عادل ہے۔ فقط سات آٹھ ہزار سال سے صانع ہے فقط سات آٹھ ہزار سال سے بادشاہ ہے گویا باعتقاد و ہدایت قرآن کے اِس سات آٹھ ہزار سال سے پہلے نہ خالق تھا اور نہ معبود۔ نہ رازق تھا اور نہ مسجود۔ نہ وہ قادر تھا اور نہ علیم نہ وہ صانع تھا اور نہ حکیم و رحیم۔ بلکہ نہ عادل تھا۔ نہ بادشاہ۔ نہ ہادی تھا۔ نہ رہنما۔ اور اگر فرض کیا جائے یا کسی محمدی کی خاطر مان لیا جاوے کہ وہ تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ کس کا خدا مالک و رازق رحیم و عادل وغیرہ؟ غور سے سوچو"

اِن قرآنی ملاسفروں کے عقائد کے موجب معاذ اللہ سات آٹھ ہزار برس سے پہلے خدا محض نیست و نابود یا معطل محض یا قطعی بے بود تھا جس کا وجود و عدم مساوی ہے۔ اور کوئی صفات خداوندی کی اُس پر حاوی نہیں۔ اور ایسا ہی اِن کے زعم میں قیامت کے بعد جب گروہ انسان کو اپنی مرضی کے موافق یا اپنی پاکٹ بک (یاداشت) لوح محفوظ کے مطابق یا سفارش انبیاء کے موجب بہشت اور دوزخ تقسیم کر دیگا۔ تو پھر بیکار اور ناکارہ ہو جاوے گا۔ گویا اُس کی قدرت و رحمت و صنعت و حکمت و معدلت وغیرہ کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ !!!

غلام احمد صفحہ ۹ آریہ صاحبان کا اعتقاد ہے کہ پرمیشور نے کوئی روح پیدا نہیں کی۔ بلکہ کل ارواح انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہیں اِس کے قائل ہونے سے تو خدا تعالےٰ کی توحید بلکہ اُسکی خدائی ہی دور ہوتی ہے اگر تمام ارواح کو اور ایسا ہی اجزاء صغار اجسام کو قدیم اور انادی مانا جاوے تو اُس میں کئی قباحتیں ہیں۔

تردید یہ محض بے سمجھی کی بات ہے۔ کیونکہ شرک تب ہی لازم آتا ہے اور اُس وقت خدا کی خدائی میں فتور آ جاتا ہے جب کہ سب صفات میں مادہ اور جیو خدا کے برابر سمجھے جاویں۔ حالانکہ ایسا نہیں اور نہ کسی شاستر میں کہیں ہیں مثلاً مادہ جڑ اور غیر مدرک ایشر چیتن اور اُس کا گیان۔ جیو الپگیہ۔ ایشر سروگیہ اور سرب بیاپک جیو ایک استھانک۔ اسی طرح اور صفات پر بھی قیاس کر لو۔ اور سمجھ لو۔ کہ جیسے راجا کے ساتھ پرجا کا ہونا راجہ کا ایشرج ہے۔ نہ یہ کہ پرجا مہاراج کی شریک بن جاتی ہے یا کسی طرح شرکت لازم آتی ہے۔ ہرگز نہیں مگر ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ مادہ اور جیو کے ازلی ماننے سے اگر بقول آپکے شرکت لازم آتی ہے تو آپ کے ارواح اور بہشت دوزخ کی بھی ابدیت مانی جاتی ہے کیونکہ جب ماسوا اللہ کے کسی شے کو ازلی ماننے سے موجب وسواس آپکے شرک ہے تو ویسا ہی کسی چیز کو ابدی ماننے میں بھی بزعم آپ کے شرک ٹھہریگا کس واسطے کہ جیسے ازلیت خدا کی صفت ہے ویسے ہی ابدیت۔ پھر ابدیت میں کیوں غیروں کو شریک کرتے ہو قرآن میں جہاں جہاں بہشت و دوزخ کے متعلق خالدین فیہا ابداً کا مذکور ہے اُسے انصاف کے کار سے دور کرو۔

اِس بطلان کی ہم آپکو اور طرح بھی تردید بتلاتے ہیں اور خود آپ ہی کے اعتقاد سے آپکو شرمسار کراتے (۱) تم اپنے آپکو بھی زمانہ موجود مانتے ہو اور خدا کو بھی (۲) تم اپنے آپ کو عالم مانتے ہو اور خدا کو بھی (۳) قرآن کے رو سے اور بھی خالق ہیں اور خدا بھی (۴) تم بھی ناظر ہو اور خدا بھی (۵) حاتم کو بھی کریم مانتے ہو اور خدا کو بھی (۶) نوشیرواں کو بھی عادل مانتے ہو اور خدا کو بھی (۷) تم بھی صانع ہو اور خدا بھی (۸) مسیلمہ بھی رحمٰن ہے اور خدا بھی رحمٰن۔ جب اِن سب صفات میں بلحاظ حیثیت اسمی صفات خدا سے اشتراک رکھتے ہو تو شریک ہوئے یا نہیں؟

اگر کہو کہ ہوئے تو اپنی کم فہمی کا علاج کرو۔ اور اِس گرنے والی عمارت کے واسطے معمار لگاؤ تاکہ اعتراض اصول کی بارش کے آگے مسمار نہ ہو۔

اور اگر کہو کہ نہیں۔ تو اپنے اعتراض کو مکرر سہ کرر مطالعہ کر کے گریبان میں منہ ڈالکر سوچو کہ کیا کسی ایک صفت کے مل جانے سے باوجود صدہا صفات کے اختلاف کے شرکت ہو سکتی ہے یا نہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس حالت میں محمدی لوگ ارواح کی ابدیت کے اقراری ہیں۔ تو ازلیت سے کیوں اور کس دلیل سے انکاری ہیں۔ کیا یہ نہیں سمجھتے کہ جو ابدی مانا جاویگا وہ بالضرور ازلی ماننا پڑیگا۔ کیونکہ بناوٹ کی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔ اور بناوٹ ایک سے زیادہ چیزوں کے ملاپ سے ہوتی ہے جیسے شعر محض سے نہیں۔ اور جو مرکب ایسے ملاپ سے بنتا ہے اُس کے اجزاء جن سے اُس کی ترکیب دی گئی سب محدود ہوتے ہیں اور محدود چیز کی سب طاقتیں بھی محدود۔ اس لئے بالضرور ہر ایک مرکب کے واسطے انحلال ترکیب لازمی ہے۔

اور یہ بات تو نہایت ہی صاف اور واضح ہے۔ کہ جب مرکب کے اجزا محدود ہیں تو اُن اجزا کے باہم ملے رہنے کی طاقت بھی ضرور محدود ہے۔ کیونکہ محدود ظرف میں غیر محدود چیز نہیں آ سکتی اور غیر محدود طاقت محدود میں نہیں ہو سکتی اسی واسطے کوئی بناوٹی چیز ابدی نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح بعضے محمدی یہ بھی بحث پیش کرتے ہیں کہ اس عقیدہ سے خدا خالقیت میں مادہ کا محتاج ٹھہرتا ہے اور یہ احتیاج خدا کی شان خداوندی کے برخلاف ہے چنانچہ آپنے بھی لکھا ہے کہ خدا ایسا چاہیئے جو اپنے خدائی کے کام چلانے میں کسی غیر کے اتفاقی وجود کا محتاج نہ ہو بلکہ جن چیزوں پر وہ خدائی کرتا ہو وہ سب اُسی کے ہاتھ سے نکلی ہوں" صفحہ ۱۱۵۔

تردید ہائے افسوس کہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ احتیاج کس کو کہتے ہیں دیکھئے احتیاج کا اطلاق تب آ سکتا ہے کہ جب جس چیز کی خواہش ہو اور وہ چیز سر دست موجود نہ ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ وید و کتب ہدایت کے انوسار۔ مادہ اور جیو ہمیشہ اور ہر وقت خدا کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں کبھی مفقود یا نابود نہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ پرماتما کے قبضہ قدرت سے کبھی باہر نہیں ہو سکتے۔ پھر احتیاج کس کی اور کس کو۔ اور کیا۔ اور کیوں۔ (چنانچہ وید مقدس میں ارشاد ہے)

योभूतंचभव्यंच सर्वंयश्चाधितिष्ठति ॥

ترجمہ اناد ی کال سے انت کال تک اور ہر وقت تمام پرمانو و روح پرمیشر کے آسرے اور ماتحت ہیں کبھی باہر نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ پس کیا پرماتما انکا محتاج ہے یا یہ اُس کے محتاج ہیں۔ البتہ یہ آپکا اعتراض آپ پر ہی وارد ہے اور تمام شکوک آپ پر عائد۔ قرآن اُس اعتراض کے زیر بار۔ بلکہ اپنی رہائی سے ناچار ہے۔ دیکھئے انسان کی پیدائش کے باب میں اُس کا بیان ہے قرآن سورۃ سجدہ ع ۱ الذی احسن کل شیء خلقہ وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین۔ ثم سوٰہ ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون۔ ترجمہ وہ جس نے کہ اچھی طرح بنایا ہر چیز کو کہ پیدا کیا۔ اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے پھر کی اولاد اُس کی پانی حقیر سے پھر درست کیا اُس کو اور پھونکا بیچ اُسکے روح اپنے سے اور کیا واسطے تمہارے سننا اور دیکھنا اور دل تھوڑا سا جو شکر کرتے ہو۔

اِس سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کا مُصنف انسانی روحوں کو خدا کے اجزا سمجھتا تھا کیونکہ سوائے اسکے اِن الفاظ کے (اور پھونکا بیچ اُس کے روح اپنے سے) اور کچھ معنے نہیں بن سکتے اور یقین غالب کہ قرآن کی ایسی ہی تعلیمات سے ہمہ اوست کا مسئلہ وبا کی طرح پھیلا۔ اب ہم اِس آیت کے دو حصہ کرتے ہیں اور ہر دو کی ماہیت کو جدا جدا ظاہر کرتے۔ اوّل خلق الانسان من طین۔ دوم نفخ فیہ من روحہ۔

اوّل کی بابت محمد صاحب نے علم لدنی سے بہت عمدہ تشریح کی ہے اور داد فضیلت دی ہے **حدیث قدسی** خمرت طینۃ آدم اربعین صباحاً بیدی (خدا نے) خمیر کیا آدم کی کیچڑ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک یعنی جس مٹی سے خدا نے آدم کو بنایا اُس مٹی کو خدا اپنے دونوں ہاتھوں سے چالیس روز تک گوندتا رہا اور اسی کے متعلق ایک اور حدیث قدسی ہے اکرموا عمتکم النخلۃ فانما خلقت من بقیۃ طین آدم۔ محمد صاحب فرماتے ہیں بزرگی کرو یعنی تعظیم بجا لاؤ اپنی پھوپھی کی جو نخل کا درخت ہے تحقیق طور پر کھجور پیدا کی گئی ہے آدم کے باقیماندہ کیچڑ سے یعنے جو مٹی آدم کی بناوٹ سے بچی تھی اُس سے کھجور کا

ہ حاشیہ دیکھو قرآن سورۃ المومنون فتبارک اللہ احسن الخالقین ترجمہ خالقوں میں اچھا خالق ہے

در حقیقت خدا نے نہ یا اسی واسطے محمد صاحب نے مسلمانوں کو ارشاد فرمایا کہ عورتوں کی تعظیم و تکریم کرو۔ خدا نے قرآن میں آدم کو ساکر ملائکہ کو اسے سجدہ دلایا اس کے رسول صلعم کو مسلمانوں کی عورتوں کی [illegible] ہے انہوں کیواسطے الٰہی پیمبر کی ضرورت تھی دیکھو [illegible] جیسں رسول [illegible] فضل [illegible] میں بھی موجود ہے۔

دوم سورۃ مریم میں ہے اولا یذکر الانسان انا خلقناہ من قبل ولم یک شیئا ترجمہ کیا نہیں یاد کرتا انسان یہ کہ ہم نے پیدا کیا تھا اس کو پہلے اس سے اور نہ تھا کچھ

سوم سورۃ یٰسین انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ ترجمہ اور اس کے نہیں کہ حکم اس کا جس وقت چاہتا ہے پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اس کے کہ ہو پس وہ ہو جاتا ہے۔

اب قرآن کے [illegible] کس پر [illegible] کی تعمیل کی۔ [illegible]

[illegible]

رومی

ما [illegible] تفسیر [illegible] ما [illegible] یزداں یک [illegible]
گفت [illegible] عیاں آں دو [illegible] لا الٰہ الا اللہ [illegible]

نہیں [illegible] حاصل یہ ہے کہ قرآن کی ایسی ہدایات سے ہمہ اوست کا مکروہ مسئلہ پھیلا جو تمام خرابیوں کی جڑ اور تمام حیلوں کی بنیاد ہے بہر صورت ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ انسان کے مادے میں پیدائشی [illegible] کا محتاج ہوا کیا بغیر مٹی اور نطفہ کے صرف کن فیکون کہنے سے پیدا نہیں کر سکتا تھا یا اس پر قادر نہ تھا۔ [illegible] سال پیدائش آدم [illegible] سال تک ہوئے اور [illegible] سال [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک ایک پیمبر ہوتا ہے۔

[illegible] ایک [illegible] جیسا آپ لوگ کہتے ہیں [illegible] کی تعلیم نہیں دے سکتا [illegible] ایک [illegible] نہیں بلکہ ایک [illegible] آپ لوگ اس کے [illegible] ہو جاتے ہو۔ [illegible] کیونکہ خدا کا [illegible] ہیں۔ البتہ [illegible] کو تمام [illegible] نہیں پہنچا۔

[illegible]

حاشیہ [illegible]

[illegible]

(۲) سورۃ الجاثیہ۔ وتری کل امۃ جاثیۃ کل اُمۃ تدعیٰ الیٰ کتابہا الیوم تجزون ما کنتم تعلمون ھٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعلمون۔ ترجمہ اور دیکھیگا تو ہر اُمت کو زانو پر گری ہوئی ہر ایک اُمت پکاری جاویگی طرف اعمالنامہ اپنے کے آج جزا دیجاویگی جو تم کچھ کرتے تھے یہ ہے کتاب ہماری بولتی ہے اوپر تمہارے ساتھ حق کے تحقیق ہم لکھتے تھے جو کچھ تھے کرتے تم تفسیر حسینی لیجئے۔

کتابیکہ کراماً کاتبیں را برکتابت آں امر کردہ بودیم و در تفسیر معالم آوردہ کہ چوں ملکین دفتر ایشاں با سماں برند حق سبحانہ ثابت سازد در آں نسخہ ہر چہ ثوابی یا عقابی بر آں مترتب باشد و لغو و سہو وہ را محو کند و گفتہ استنساخ از لوح محفوظ است کہ سال بسال نامہ اعمال بنی آدم بملائکہ میسپارند۔ تفسیر حسینی صفحہ ۱۸ اس جلد دوم نولکشور ۱۸۹۲ء (علم غیب کا ہوتا اور کاشف القلوب ہوتا بلا سہو و نسیان کے سبب کراماً کاتبیں کا محتاج ہوتا۔

(۳) سورۃ یٰسین۔ وکل شیءٍ احصینٰہ فی امام مبین۔ ترجمہ اور ہر چیز کو شمار کر رکھا ہم نے بیچ لوح محفوظ کے (گننے اور حساب اور لوح محفوظ کا محتاج)

(۴) انفطار۔ کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون۔ ترجمہ کراماً کاتبیں جانتے ہیں جو کچھ کہ تم کرتے ہو۔ (اپنی بےعلمی کا اقرار ہے)

(۵) سورۃ یونس۔ قل اللّٰہ اسرع مکرا ان رسلنا یکتبون ما تمکرون۔ ترجمہ کہو اللہ بہت جلد مکر کرنے والا ہے تحقیق بھیجے ہوئے ہمارے لکھتے ہیں جو تم مکر کرتے ہو۔ (خواہ وہ بالکل جھوٹ لکھیں اللہ کو کمی عقل اور یادداشت اور گیان نہیں)

(۶) سورۃ بقرۃ واللّٰہ سریع الحساب ترجمہ خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔ تفسیر حسینی جلد زود شمار است بمقدار لمحہ شمار ہمہ خلایق کند۔ افسوس خدا کل جہان کا اور حافظ پر یہ شامت۔ گر ہمیں اللہ است و ایں مخلوق ۔ ہر یاد داشت باید ش صندوق۔ (صاحب لوگوں جیسے بکس)

(۷) سورۃ انعام۔ وھو اسرع الحاسبین ترجمہ اور وہ بہت جلدی کرنے والا ہے حساب کرنے والوں سے تفسیر حسینی گفتہ اند کہ حق سبحانہ بمقدار دو شیدن گوسفندے شمار ہمہ مکلفاں خواہد کرد با وجود کثرت عدد ایشاں و بسیارے اعمال ایشاں و دریں دلیل کمال قدرت اوست (خدا اور اُس کی کند ذہنی معاذ اللہ)

(۸) سورۃ النبا۔ وکل شیءٍ احصینٰہ کتابا ترجمہ اور ہر چیز کو گن لیا ہے ہم نے اُس کو لکھ کر (خدائے محمد بالتقریب حساب سے محض اُمّی ہے)

(۹) سورۃ الرعد یمحوا اللّٰہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب ترجمہ مٹا دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے (جو چاہتا ہے) اور نزدیک اُس کے ہے اصل کتاب تفسیر حسینی۔ محو میکند آنچہ مے خواہد بحکم و اثبات مے کند آنچہ میخواہد بحکمت و نزدیک اوست اصل کتاب کہ لوح محفوظ است ہیچ کارے نباشد الا آنکہ نوشتہ بود در وے از آنچہ شدہ است و مے شود و خواہد شد بتفصیل و تشریح بعضے گفتہ اند کہ محو کند از دیوان حفظہ آنچہ ہیچ جزا بداں متعلق نباشد و بگذارد غیر آں را یعنے چوں حفظہ برآں آنچہ از بندہ صادر شود از اقوال و افعال و احوال ہمہ را بنویسند و آں دفتر را بموقف عرض رسانند حق سبحانہ قولی و فعلی را کہ ثوابے و عقابے بداں متفرع نیست محو کند و باقی بگذارد یا سئیات تایب را محو نماید و بدل آں حسنات ثبت کند و بعضے از احکام شرائع بحسب مصلحت زمان نسخ کند و حکم دیگر اثبات فرماید۔ دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۳۴۳ جلد اول نولکشور ۱۸۷۶ء (کار خانہ خدائی کی بے انتظامی اور پہلے درجہ کی غفلت در خدا کی حاضری شاید سپیشل ڈیوٹی ہوگی۔ سورہ پڑھ لیعلم اللّٰہ من یخاف الغیب ترجمہ تا کہ معلوم ہو جاوے کہ کون ڈرتا ہے۔ (۱۱) سورۃ بقرہ من یتبع الرسول ترجمہ تا کہ ہم جان لیں کون تابعداری کرتا ہے رسول کی (نادانی کا ثبوت)

(۱۲) سورۃ الانفال۔ یا ایہا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانہم قوم لا یفقہون۔

(۱۳) الئٰن خفف اللّٰہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللّٰہ واللّٰہ مع الصابرین ترجمہ اے نبی رغبت دے مسلمانوں کو اوپر لڑائی کے اگر ہوں تم میں سے بیس صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوویں تم میں سے سو غالب آویں ہزار پر اُن لوگوں سے کہ کافر ہوئے ہیں بسبب اس کے کہ وہ قوم ہیں کہ نہیں سمجھتے۔ اب تخفیف کی اللہ نے تم سے اور جانا کہ بیچ تمہارے ناتوانی ہے پس اگر ہوں تم میں سے سو صبر کرنے والے غالب آویں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سے ہزار غالب آویں دو ہزار پر ساتھ حکم خدا کے اور اللہ ساتھ ہے صبر کرنے والوں کے ہے تفسیر حسینی بعد از نزول ایں یا ایہا النبی حسبک کس کو تہنے ہیں دیئے احتیاط از مقابلہ یکے با دہ تن اندیشناک شدند و بر ایشاں گراں آمد چیر سرد سست موجود ہو حالانکہ منسوخ گردانیدہ فرمود۔ یعنے ایں آیت دیگر از سالہا ہمیشہ اور ہر وقت خدا کے قبضہ قدرت الئٰن خفف اللّٰہ عنکم ان کر ایں حکم ان سمجھنے کہ پرماتما کے قبضہ قدرت سے کبھی باہر نہیں خدائے از شما علم وید و بدالست تو اور انیا۔ اور کیوں (حالانکہ وید مقدس میں ارشاد ہے)

بدل وان یکن منکم

येभूतं च भव्यं च सर्वं यश्चाडि ति ष्ठ

ایں شرط نیز بمعنے امر است یعنے کہ اُس ملک اور ہر وقت تمام پرمانو ور دح پرمیشر کے آسرے اور ہزار بہ غالب شوند بردہ ہو سکتے ہیں۔ پس کیا پرماتما ان کا محتاج ہے یا یہ اُس کے محتاج جلد اوّل نولکشور ۱۸۷۶ء اُس آپ پر بہی وارد ہے اور تمام شاکوک آپ پر عاید۔ قرآن اُس

(۱۴) سورۃ النحل۔ ایسی رہائی سے لاچار ہے۔ دیکھئے انسان کی پیدائش کے باب وانتم لباس لہن علم سورۃ سجدہ الذی احسن کل شیءٍ خلقہ وبدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماءٍ مہین۔ ثم سوّٰہ ونفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ قلیلا ما تشکرون۔ ترجمہ وہ جس واسطے اُس کے جانا اللہ پیدا کیا۔ اور شروع کیا پیدا کرنا انسان کا مٹی سے پھر کی اولاد آ! اور ہر تمہارے۔ اور معاف کیا اُس کو اور پھونکا بیچ اُسکے روح اپنے سے اور کیا واسطے تمہارے واسطے تمہارے۔ تفسیر حسینی تم شکر کرتے ہوش

راو قتیکہ حرام بود در ترکیب گشتند یا انسانی روحوں کو خدا نے اترا کھٹا تھا کیونکہ سوائے ایک نازل شد دیکھو صفحہ ۳ حلد اول نوح ایسے ہے) اور کچھ معنے نہیں ہو سکتے اور یقین غلط کی تردید اور ایک اشمہ ہو کی جگہ بکا مسئلہ و ماکی طرح پھیلا۔ اب ہم اس آیت کے اسے قرآنی فلاسفر و جب تک آپ لوح اظاہر کرتے۔ اوّل خلق الانسان من اور اُس کے گُن۔ کرم وسیہاوا اور سشٹی،

علم کا عناد ہے اور باہمی نفاق و فساد۔ ترجمہ کی ہے اور داد فضیلت دی ہے

یہ گیاں آپ کو تب ہی ہوگا جب کہ سچے دل سے شدہ ہو کر ست دیا ترجمہ کریگے۔ شاستروں کا آشرا لینگے۔ اور تعصب کو طلاق دینگے۔ سنئے ست شاستروں کا یہ فرمان ہے اور علمیت و معقولیت و فلسفیت کا اعلیٰ اور کامل نشان کہ ابہاؤ سے بہاؤ اور بہاؤ سے ابہاؤ نہیں ہوتا یعنے نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی سراپا موہوم اور عدم کا وجود قطعی معدوم ہے ترجمہ مول کا مول یعنے کارن کا کارن نہیں ہوتا اس لئے یہ کارن سب کاریوں کا اپادان ہوتا ہے کیونکہ کسی کاریہ کے آرمبھ سے پہلے تینوں کارن اوش ہوتے ہیں حکمت کی

پرتی اور جیو موجود تھے اور ہیں کے انادی ہونے سے جگت کی، سے ایک بھی نہ ہو تو جگت بھی نہ ہو یہ شاستر میں ہے۔ آگے کو ہوتا ہے اور جو نہیں ہے وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

"سائنس نے بھی اپنا پہلا علمی اصول قائم کیا ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "موجودات میں مفرد جسم، نہ معدوم ہوتے ہیں، نہ انکی مقدار واجسام کا وزن تمام حالتوں میں قائم رہتا ہے مرتا نہیں اس سے ثابت ہے قدرت میں مادہ معدوم نہیں ہو سکتا اسکی مقدار جسقدر ہے اسی قدر رہتی ہے نیز مخفی مخفی ہے" کاش کہ آپ لوگوں کو ذرا بھی علم سائنس سے بہرہ ہوتا تو امید واثق ہے کہ ایسا ہرگز اپنے قطعی نہ مانتے کہ خدا نے جگت کو عدم سے یا نیستی سے ہستی میں لایا۔ یہ ایک ایسی موٹی اور جہلی کی بات ہے کہ جسکو آج کل کے طفلان مکتب بھی نہیں مان سکتے چہ جائیکہ اس پر ایمان رکھیں۔

مگر جب تک آپ لوگ یہ خیال کہ خدا نے دنیا کو اپنے ارادہ سے قدرت سے نور سے یا یا دل سے دور نہ کریں گے تب تک آپ کو ہرگز سرشٹی اُتپتی کا علم نہ ہوگا۔

دیکھئے جب اہل اسلام نے یونانیوں کے علمی خزانہ پر کسی قدر دسترس پایا۔ اور کچھ آریہ ورت کی بعض علمی کتابوں کا ترجمہ کرایا تب اُن کی بھی آنکھیں کھلیں چنانچہ محقق طوسی نصیر الدین صاحب نے اپنی کتاب اخلاق ناصری میں لکھا ہے "بباید دانست کہ نفس ناطقہ بعد از انحلال ترکیب بدن باقی ماند و مرگ را با فنا او طریقے نبود۔ بلکہ بہ ہیچ وجہ عدم برو جایز نبود و دلیل برین مطلوب آن است کہ ہر موجود کہ باقی باشد و فاسد و او را بقا در وی بفعل بود۔ اگر فساد ہم در او لعینہ بقوہ بود لازم آید کہ چون فساد او بقوت بفعل آید مستجمع بقا و فساد شد در یک حال و این محال است پس باید کہ آنچہ بقا در او بفعل بود غیر آن چیز بود کہ فساد در او بقوت بود و لا محالہ باید کہ ملاقی او بود و الا این سخن کہ فساد در و بقوہ است صحیح نبودہ باشد۔ چہ اتصاف چیزے بامکان عدم چیزے دیگر کہ میان ایشان ملاقاتے نبود چون سواد و بیاض مثلاً صحیح نبود۔ و اما با فرض ملاقات این اتصاف صحیح بود مانند اتصاف جسم بامکان عدم سوادیکہ در وحال بود و ملاقات معنوی میان حال و محل تواند بود یا میان دو حال در یک محل و ملاقات دو حال در یک محل اتفاق بود نہ ضروری۔ و در صورت مذکور ملاقات ضروری ست پس ملاقات آنچہ بقا در و بود بفعل و آنچہ فنا در و بود بقوت بر وجہ حلول یکے در دیگرے بود۔ و نشاید کہ فنائے محل در حال بقوہ باشد چہ بقائے حال بعد از فنائے محل ممتنع بود۔ پس آنچہ فساد در و بقوہ بود محال او و آن موجود بود کہ بقا در و بفعل است و از اینجا معلوم شد کہ ہر موجود باقی کہ فنا برو صحیح بود در محل حال بود و حال یا صورت بود۔ یا عرض پس فنا بجز بر صورت یا بر عرض جایز نبود و ما درست کردیم کہ نفس حال نیست در محل بلکہ جوہر یست قائم بذات خویش نہ جسم و نہ جسمانی۔ پس فنا برو روا نبود۔ بانحلال ترکیب بدن معدوم نشود و اگر کسے بطریق استقرا نظر کند در احوال اجسام و تتبع امور ترکیب و تالیف اضداد آن فکر دقیق بتقدیم رساند۔ و از عالم کون و فساد بالنجر پیدا و را معلوم شود کہ ہیچ جسم بکلی با عدم نمے شود۔ بلکہ اعراض و اشکال و ترکیبات و تالیفات و صور و کیفیات بر یک موضوع مشترک یا یک مادہ باقی متبدل مے شود و حامل این احوال در ہمہ اوقات بر قرار خویش باشد مثلاً آب ہوا شود و ہوا آتش و مادۂ کہ این سہ صورت بر و طاری مے شود۔ بر سبیل بدل در ہر حال موجود باشد و الا ہوا نیستی کہ آب ہوا شود و ہوا آتش۔ چنانکہ اگر موجودے با عدم شود و دیگرے در وجود آید کہ میان ایشان چیزے مشترک نبود نتوان گفتن کہ این موجود آن موجود باشد و آن مادہ حامل قوت لباس صورتہا باشد۔ چون بود۔ پس نفس قابل فنا نیست جواہر مجردہ کہ از جنس نفس و ہیولی مقدس بود۔ اولیٰ باشد بعدم قبول وے (دیکھو اخلاق ناصری مقالہ اوّل قسم اوّل فصل دوم صفحہ ۱۴ و ۱۵)

ایسا ہی مادہ اور روح کی قدامت کو دیگر فضلائے جینی و یونان و غیرہ اور یورپ بھی مانتے رہے ہیں اور اب بھی مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔ کیونکہ ست کا ناش کبھی نہیں ہوتا۔

سچ تو یہ ہے کہ ایسا مانے بغیر خدا کی سچی تحقیق بھی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کی سچی شان اور سچی عظمت کا علم ہوتا ہے دیکھو حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کس پریم اور سچائی کے ساتھ اِس وید وکت سچے نشچے سے اپنے معبود ازلی کی سچی محبت کا اظہار کر رہا ہے

ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست ۔ آنچہ آغاز ندارد نپذیرد انجام

اے نیستی سے ہستی ماننے والو جیسا آپ معلول کے وجود سے پہلے علت فاعلی یعنے خدا کو موجود بالفعل مانتے ہو ویسا ہی آپ کو مادی اور علت آلی کا وجود بھی معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل ماننا پڑے گا فقط علت فاعلی سے معلول موجود نہیں ہو سکتا۔

کیونکہ جب تک تینوں علتیں معلول کے وجود سے پہلے موجود بالفعل نہ ہوں۔ تب تک معلول کا موجود ہونا ناممکن ہے اگر آپ ارواح کے حدوث کے قائل ہیں تو آپ اس کے علت مادی کا بھی پتا بتلائے۔ اور قرآن کے علم لدنی کو بدرجہ اثبات پہنچائے اور جب آپ ارواح کو حادث مانینگے تو انکو اُن کی ابدیت سے بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ کوئی حادث ابدی نہیں ہو سکتا اس دلیل سے کہ جو بنتا ہے وہ ضرور بگڑتا ہے جس کی اُتپتی ہے اُس کا وناش ہے۔ ہر کونے را فسادے لازم است۔ یہی جمیع علما کا اصول ہے اور ست شاستروں کا سدھانت۔ اور جب آپ کو ارواح کے حادث ماننے سے اُن کی ابدیت کا انکار کرنا پڑا تو آپ کا مسئلہ نجات ابدی و عذاب ابدی بھی باطل ہو جاوے گا۔

اب ہم آپ کو آپ کے علم کلام کا نمونہ دکھلاتے ہیں غور سے اُسے سوچو تا کہ محروم نہ رہو آپ کے علما متکلمین علم کلام میں موجود کو دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں ایک واجب الوجود دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود اکیلا ایک خدا ہی مانتے۔ اور ممکن الوجود کل ماسوا اللہ کو ٹھہراتے ہیں۔

اِس تقسیم کے بعد ایک تیسرا ممتنع الوجود قرار دیتے اور پھر اس ممتنع الوجود کی دو قسمیں بتلاتے ہیں ایک ممتنع الوجود لغیرہ دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ۔

ممتنع الوجود لغیرہ سے مراد اُن کی یہ ہے کہ جب تک کوئی ممکن الوجود معدوم ہے تب وہ ممتنع الوجود لغیرہ ہے۔ مثال جیسے زید جب کہ قبل از حدوث معدوم تھا اُس وقت زید ممتنع الوجود لغیرہ تھا۔ پھر جب زید حادث ہوا تو ممکن الوجود ہوا دوسرا ممتنع الوجود لذاتہ جس کا وجود بالذات ممتنع ہے اور مثال دیتے ہیں جیسا شریک باری تعالیٰ۔ واجب الوجود کے واسطے عدم کبھی جائز نہیں بتلاتے اور ممکن الوجود کے واسطے عدم اور وجود برابر ٹھہراتے ہیں اس بیان کے ساتھ کہ ممکن الوجود کا جیسا عدم صحیح ہے ویسا ہی اُس کا وجود صحیح ہے فی الجملہ اس سے یہ ٹھہرا کہ واجب الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ اُس کی ذات کے واسطے عدم کبھی جائز نہیں اور ممکن الوجود ایک ایسا موجود ہے کہ جس کا وجود درمیان وجود و عدم کے ہے۔ اور جیسا اُس کا عدم صحیح ہے ویسا ہی اس کا وجود صحیح ہے۔ اور ممتنع الوجود لذاتہ بمقابلہ واجب الوجود کے ایک ایسی قسم قرار دیتے ہیں کہ جس کے

واسطے وجود مطلق جائز نہیں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ جو عدم ممتنع الوجود لذاتہ کا ہے اُس عدم میں اور ممکن الوجود کے عدم میں کیا تفاوت ہے کیونکہ اگر یہ فرق نہ ہو تو پھر ممکن الوجود میں اور ممتنع الوجود لذاتہ میں کچھ بھی تقسیم تمیز نہیں کی جا سکتی کہ جیسے ممکن الوجود قبل از موجود ہونے کے معدوم تھا یا موجود ہونے کے بعد معدوم ہوا۔

اِس کے جواب میں علماء علم کلام کا فقط یہی جواب ہے کہ ممتنع الوجود لذاتہ کا عدم عدم مطلق ہے اور ممکن الوجود کا عدم مقید بالامکان۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن الوجود کے عدم میں جو قید مقید بالامکان کی لگا گئی ہے۔ اور عدم مطلق سے مستثنیٰ کیا گیا ہے اِس قید کا اور استثنا کا کوئی سبب ہونا چاہیئے۔ اور وہ سبب ممکن الوجود کے عدم میں بالفعل موجود ہونا چاہیئے پس جب ایسا ایک سبب ممکن الوجود کے عدم میں موجود بالفعل ماننا پڑا جس سے ممکن الوجود کا عدم ممتنع الوجود لذاتہ کے عدم سے تمیز کیا گیا۔ تو وہ سبب ایک شے موجود بالفعل ماسوا اللہ ماننی چاہیئے اور وہی سناتن کارن ٹھہر جاویگا۔ اگر آپ لوگ ذرا بھی اِس مقام پر غور فرماؤ گے۔ تو اِس سوکھشم لطیف مسئلہ کو سمجھ جاؤ گے۔ اِس جگہ ہم ایک آریہ صاحب اور ایک مولوی صاحب کا باہمی تذکرہ بھی درج کرنا مناسب جانتے ہیں جس سے قدامت مادہ و ارواح اظہر من الشمس ہوتی ہے

مولوی۔ کیا آپ جگت کو انادی مانتے ہیں۔

آریہ۔ ہم جگت کو سروپ سے انادی نہیں مانتے بلکہ پرواہ سے مانتے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ مانا جاوے تو خدا کی خداوندی قدیم ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ قائم رہتی ہے۔ (اثنائے تذکرہ میں جب پھر آریہ صاحب نے پوچھا)۔

آریہ۔ آپ خدا کو گیان سروپ (علیم کامل) مانتے ہیں۔

مولوی۔ ہاں بیشک خدا علیم ہے اور ہمارے قرآن شریف میں بھی خدا کو علیم مانا گیا ہے۔

آریہ۔ بھلا مولوی صاحب اگر خدا علیم ہے تو کیا اُس کی صفت علم ازلی ہے۔

مولوی۔ بیشک ازلی ہے۔

آریہ۔ کیا خدا کو سرشٹی کی پیدائش کی پہلی تاریخ سے پیشتر میرا علم تھا۔

مولوی ہاں۔

آریہ میں اُس وقت موجود تھا۔

مولوی۔ نہیں۔

آریہ۔ جب میں معدوم تھا تو خدا کو میرا علم کیسے تھا کیونکہ علم کہتے ہیں کسی شے کے جاننے کو جیسے کہ وہ ہو وے۔

مولوی آپ معدوم تھے مگر خدا کے علم میں موجود تھے۔

آریہ جب میں خدا کے علم میں موجود تھا تو میں خدا سے الگ کوئی شے تھا۔ یا خدا تھا۔

مولوی اِسکے جواب میں گھبرائے اور ساکت ہو گئے اِس کا کیا جواب دیتے۔ اور فی الحقیقت اِس کا جواب اِن کے پاس کیا ہے کہ جب قرآن ہی میں نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کہتے ہوئے تو اُن کو شرم آتی تھی کہ میں خدا تھا اور اگر خدا سے جدا مانیں تو قدامت ماسوی ثابت ہو جائے۔ افسوس کہ موجودہ جگت دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا جب یہ لوگ علم ازلی مانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ موجودہ جگت دنیا کی پیدائش سے پہلے خدا کے علم میں موجود تھا۔ اور یہ بھی مانتے ہیں کہ المعدوم لیس بشئی جو ایک ایسی صاف بات ہے کہ اِس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ جیسا معلوم ہو ویسا ہی اُس کا علم ہوتا ہے مگر ہائے ہٹ دھرمی تیرا ستیاناش۔ اے تعصب تیرا خانہ برباد۔ تو نے لوگوں کی آنکھیں یہ بخت پھر بھی مادہ دی کہ باوجود اِس قدر صاف بیان کے یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ جگت تو معدوم مگر خدا کے علم میں موجود تھا گویا ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم و علیٰ ابصارھم یعنے تالا لگا دیا اللہ نے اِن کے دلوں پر کانوں پر و آنکھوں پر کہ نہ سمجھتے اور نہ سنتے اور نہ دیکھتے ہیں۔

اسی طرح جب اِن لوگوں سے پوچھا جائے کہ خدا موثر ازلی ہے تب سر ہلا کر کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہاں کیونکہ صفات باری کو یہ بھی ازلی مانتے ہیں۔ مگر جب یہ سوال کیا جاوے کہ اثر بھی ازلی ہے۔ تو بس پیر ادھر اُدھر ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ خوب جانتے ہیں کہ موثر کے ساتھ اثر لازمی ہے۔ افسوس کہ باری تعالیٰ کو موثر ازلی ماننا اور پھر یہ کہنا کہ فقط سات آٹھ ہزار سال سے خدا نے جگت اُتپتی کا آغاز کیا ہے کیا اِس سے پہلے سویا ہوا تھا یا نکما بیٹھا ہوا تھا۔ یا تم عدم میں براجمان تھا۔

ایک ہمارے مہرباں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں تھی یا نہیں اگر تھی تو وہ کیوں موثر نہ مانی جاوے اور اگر موثر مانی جاوے تو مادہ تو قدیم ٹھہریگا۔ مولوی صاحب نے اُن کو جواب دیا کہ قبل از حدوث عالم خدا کی صفت خالقیت خدا کی ذات میں بالقوۃ موجود تھی جس پر اعتراض کیا گیا کہ مولوی صاحب بالقوۃ کا اطلاق خدا پر کسی وجہ سے نہیں آسکتا وہ تو من کل الوجوہ ایک ایسا موجود بالفعل مانا گیا ہے جو کسی کمال کا منتظر نہیں۔ اور یہی عقیدہ آپ کے سارے علماء علم کلام کا ہے پھر آپ کیونکر ایسا فرماتے ہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم فلسفہ کی ایسی باتوں کو نہیں مانتے۔

اب فخر علماء اسلام جناب مولوی محمد[1] قاسم صاحب کی توجیہات قدامت کے متعلق سنئے سو اپنی کتاب تقریر دلپذیر میں یوں فرماتے ہیں۔

"غرض اصل انقلاب یہی ہے کہ عدم کے بعد وجود آئے یا وجود کے بعد عدم آ دبائے مگر جیسا انقلاب معدوم کو انقلاب عظیم ہوتا ہے تو بالضرور سب میں بڑی حرکت انقلاب کا باعث ہوتی ہوگی۔ کیونکہ یہ انقلاب بھی سب انقلابوں میں اول ہے سو وہ حرکت کیا ہے موجودات کی جانب سے حرکت وجودی اور موجد کی طرف سے حرکت ایجادی۔ موجودات کی جانب سے تحرک ہوتا اور موجد کی جانب سے تحریک اِس تحریک کا نام تعلق ارادہ خداوندی ہے سو اِس تحرک کا نام زمانہ وجود۔ عمر اشیا کی درازی اور کوتاہی حقیقت میں اِس حرکت کی درازی اور کوتاہی ہے۔ اور اس حرکت کے ہی سبب زمانے کا احساس ہوتا ہے ورنہ اپنے وجود میں حرکت نہ ہوتی۔ تو پھر زمانے کے احساس کی کوئی صورت نہ تھی اور نہ حدوث و عدم کی کوئی وجہ مثل ذات و صفات خداوندی کائنات کا وجود ہی ازلی اور ابدی ہوتا۔"

(دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۲۴۴)

مولوی صاحب کے اِس بیان سے پایا جاتا ہے کہ عدم سے وجود میں آنا یا وجود سے عدم میں جانا ایک انقلاب ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ انقلاب کیواسطے کوئی شے ہونی چاہیئے مثلاً موجود کا وجود ایک شے ہے۔ اگر وہ معدوم ہو جاوے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایک شے موجود معدوم ہو گئی۔ اور اِس سے اُس شے کو جو موجود سے معدوم ہوئی ایک انقلاب آیا ایسا ہی معدوم سے موجود ہو تو کوئی شے ہونی چاہیئے جس کو وہ انقلاب ہو جیسے عدم سے وجود جیسا کہ وجود سے عدم کے انقلاب کے واسطے موجود ایک شے تھا اگر کہو کہ کوئی شے نہیں تو پھر انقلاب محال ہے۔ اور اگر کوئی شے موجود تھی تو اِس سے

---

[1] حاشیہ یہ وہی مولوی صاحب ہیں جو فخر علماء اسلام کی طرف سے انتخاب ہو کر مارچ ۱۸۷۷ء کو میلہ خدا شناسی چاندا پور میں شریمان مہرشی سوامی دیانند جی مہاراج کے مقابلہ میں کھڑے کئے گئے تھے۔

وہ قدیم ماننی پڑیگی۔ اور یہ عقیدہ باطل ثابت ہوگا۔ کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ معدوم مطلق تھا۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ تحریک موجد کی طرف سے اور تحرک موجودات کی طرف سے انقلاب کا باعث ہُوا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ وہ شیے کیا ہے کہ جو اس انقلاب میں تحریک اور تحرک کی حالت میں آئی ہے۔ اگر کوئی شیے ہے تو وہ قدیم ماننی پڑیگی اگر کوئی شیے نہیں تو تحریک کون قبول کرتا ہے اور تحرک کس کی طرف سے ہوتا ہے جس سے انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ موجودات کا وجود اگر نتیجہ انقلاب اوّل مانا جاوے۔ تو اس سے وہ شیے جس نے حرکت وجودی اس انقلاب میں قبول کی۔ اور خود اُس کی جانب سے متحرک ہوا انقلاب کے آغاز سے پہلے موجود ماننی پڑیگی۔ اور وہ شیے ماسوا اللہ قدیم ٹھہر جاوے گی۔

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ موجودات کی عمر کی درازی اور کوتاہی اِس حرکت کی درازی وکوتاہی ہے۔" اگر یہ مان لیا جائے تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ موجودات میں کوئی شیے ابدی نہیں ہے حالانکہ قرآن و مولوی صاحب کا عقیدہ ہے کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے۔ مگر مولوی صاحب اِس عبارت کی آخری سطر میں کائنات کی ابدیت سے انکار کر گئے۔ شاید مولوی صاحب کو اِس سے بھی انکار ہوگا کہ روح ابد تک بہشت یا دوزخ میں رہینگے جیسا کہ قرآن میں ہے خالدین فیھا ابداً۔ کیونکر ابد تک وہ شیے رہ سکتی ہے ہے جو امری ہو۔

اُسی کتاب کے صفحہ ۸۹ پر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ بھلائی بُرائی ہر شیے کی ازلی ہے۔" غور کا مقام ہے کہ اگر بھلائی بُرائی ہر شیے کی ازلی ہے تو ہر ایک شیے بھی ازلی ماننی پڑیگی۔ کیونکہ بھلائی بُرائی صفات ہیں صفات موصوف سے الگ نہیں ہوسکتی اگر مولوی صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بھلائی بُرائی ہر شے کی شیے کے وجود سے پیچھے ہر ایک شیے کو ملی۔ اور بھلائی بُرائی پہلے موجود تھی۔ تو چونکہ مولوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ حدوث عالم سے پہلے خدا کے سوائے اور کوئی شیے نہ تھی۔ تو کیا یہ بھلائی بُرائی معاذ اللہ خدا کی ذات میں تھی۔ یا جدا اگر ذات میں تھی تو اُس کی ذات ملزم ہونے سے بری نہیں ہوسکتی حالانکہ بری ہے اگر ذات خدا کی مغائر تھی تو کوئی صفت بغیر موصوف کے الگ نہیں رہ سکتی اس لئے اس کا موصوف بھی ماسوا اللہ کے قدیم مانو جس سے مولوی صاحب کا مسئلہ حدوث باطل ہوتا ہے۔

پھر مولوی صاحب فرماتے ہیں جیسے۔" آفتاب کی شعاعیں اور دھوپ ہیں اُس نور کی تفصیل ہیں۔ پر آفتاب کے جرم میں یہ نور بھرا ہوا ہے۔ گو نسبت شعاعوں اور دھوپ کے اجمالی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن لاکھوں درجہ اُن سے زیادہ ہے۔ کیوں یہ اُسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اُس کو لازم ہیں ایسے علم اجمالی سے علم تفصیلی پیدا ہوتا ہے۔ سو ہم اس علم تفصیلی ہی کے معلومات کو موجودات پنہانی کہیں تو کچھ مشکل نہیں سو ہمیں اُن کے قدیم ہونے میں کچھ انکار نہیں۔" (دیکھو تقریر دلپذیر صفحہ ۳۲)

مولوی صاحب کے اس بیان سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ ماسوا اللہ موجودات پنہانی کو قدیم مانتے ہیں اس سے اُن کا یہ اعتقاد قرآنی باطل ہوگیا کہ حدوث عالم سے پہلے ماسوا اللہ کوئی شیے نہ تھی۔ کیونکہ موجودات پنہانی کی قدامت کے مولوی صاحب قائل ہوگئے جو آخر کوئی شے ہے اگر کوئی شے نہیں تو وجود کا اطلاق بھی اُس پر نہیں آسکتا۔

غلام احمد ۲۹۔ اور نیز وہ مبدا کل فیوض کا نہیں ہوسکیگا۔ بلکہ اُس کا صرف ایک ناقص کام ہوگا۔ اور جو اعلیٰ درجہ کے عجائب کام ہیں۔ اُنکی نسبت بھی کہنا پڑیگا۔ کہ وہ سب خود بخود ہیں۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ تو اس سے اگر فرضی طور پر پرمیشور کا وجود مان بھی لیا جاوے تب وہ نہایت ضعیف اور نکما سا وجود ہوگا جس کا عدم وجود یکساں ہوگا۔ یہاں تک کہ اُس کا اگر مرنا بھی فرض کر لیا جاوے تو روحوں کا کچھ بھی ہرج نہ ہوگا۔"

تردید پرمیشور کل فیوض کا مبدا ضرور ہے۔ کیونکہ ہر ادنیٰ فیض تمام تر اُسی کی ذات منبع الحسنات سے وابستہ ہیں کسی غیر سے نہیں اُس کا کوئی کام ناقص نہ یا کامل مثل احکام قرآنی کے نہیں جہاں تغیر و تبدیل کی ضرورت ہو بلکہ مثل وید اقدس کامل و پائدار ہیں اور اعلیٰ حکمتوں اور قدرتوں کے آثار۔ بے حقیقت یا پراگندہ مادہ اور بے علم جاہل روحیں خدا کے قبضہ قدرت میں تو انادی زمانہ سے ہیں مگر خدا کی نیستی سے ہستی میں لائی ہوئی نہیں ہیں۔ ہاں اُن میں جس قدر برکات و فیض ہیں اُن سب کا مبدا خدا ہے اور اُسی کی عبادت سے اُن کا حصول مدعا۔ تمام گوناگون عالم اُسی پراگندہ مادہ سے پرماتما نے اپنی اننت شکتی اور علم بے حد و حکمت لامتناہی سے بنایا ہے مگر نیستی سے ہستی میں نہیں لایا۔ اور اسی طرح تمام روحوں کو خدا نے اُن کے اعمالوں کے مطابق رذالت اور شرافت دی مگر عدم سے موجود نہیں کی کیونکہ قدرت ایزدی میں عدم نہیں ہے۔ آپ کو یہ کہتے شرم نہیں آتی اور نہ خدا کا خوف دل میں لاتے ہو۔ کہ خدا تعالیٰ مالک کل کو نیستی کا معاذ اللہ عذاب لگاتے ہو۔ اور اُس مذہب پر فخر کرتے ہو کہ ہم اُس خدا کے پیرو ہیں جس کے گھر میں نیستی ہی نیستی ہے اور ہستی اگر ہے تو چند روزہ اور چند سالہ بھلا ایسے خدا سے کیا ہوسکتا ہے اور ایسا خدا ازلی و ابدی کب ٹھہر سکتا ہے پراگندہ مادہ اور جاہل روحوں کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان عالموں کا پیدا کرنا اور بے شمار روحوں کو کروڑوں انواع فضیلت اور رذیلت میں پہنچانا کروڑ درجہ زیادہ قدرت و کمالیت کا کام ہے جس کو آپ تعصب قرآنی یا شامت مسلمانی کے سبب نظر حقارت دیکھ رہے ہو۔ روحوں میں کوئی علمی یا عقلی فضیلت خود بخود نہیں ہے۔ بلکہ تمام خارجی اور بیرونی ہیں جو اُس کی عبادت اور اُس کے فرمان پر عملدرآمد کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی ایک ادویم (لاثانی) اور سرب شکتی مان ہے اور سب چراچر کا سوامی اور پرکاش وان ہے اور درحقیقت وہ ایسا ہی ہے نہ کہ آپ کا وہمی و وسواسی خیال۔ اسی واسطے اُسکا ماننا و جاننا نہایت ضروری ہے اور اُس کے (معاذ اللہ) نہ ہونے میں سراپا اور قطعی ہرج ہے ہاں مسلمانوں کا کچھ ہرج نہیں کیونکہ خیر الماکرین کے بھائی مرحضرات شیاطین موجود ہیں اور امت احمدیہ سے اُن کی محبت و اُلفت بھی روز افزوں ہے۔

غلام احمد ۲۹۔ اور وہ اِس لائق ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ کوئی اُس کی بندگی کرنے کے لئے مجبور کیا جاوے کیونکہ ہر ایک روح اُس کو جواب دے سکتی ہے کہ جس حالت میں تم نے مجھے پیدا ہی نہیں کیا۔ اور نہ میری طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں کو تم نے بنایا۔ تو پھر آپ کس استحقاق سے مجھ سے اپنی پرستش چاہتے ہیں۔ اور پھر جب کہ پرمیشور روحوں کا خالق نہیں تو اُن پر محیط بھی نہیں ہوسکتا اور جب احاطہ نہ ہوسکا تو پرمیشور اور روحوں میں حجاب ہوگیا اور جب حجاب ہوا تو پرمیشور سرب گیانی نہ ہوسکا یعنے علم غیب پر قادر نہ رہا تو اس کی سب خدائی درہم برہم ہوگئی تو گویا پرمیشور ہی ہاتھ سے گیا۔

تردید۔ مرزا صاحب یہ اعتراض آپ کے قرآن و حدیث سے ناواقفیت کا ثبوت ہے جس کا ہر فقرہ بتلا رہا ہے کہ آپ کو معقولیت کی ہوا نہیں لگی۔ پر کس ناداں سے آپ نے سنا کہ ہم لوگ اُس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں حضرت مجبور نہیں بلکہ مشکور ہیں کہ اُس نے اپنی کمال رحمت و فضل سے ہماری ظاہری آنکھوں کے واسطے خورشید اور باطنی کے لئے نور جاوید وید عطا فرمایا۔

واضح ہو کہ عبادت صرف روح کی بہبودی کے واسطے ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی ترقی و کمالیت کے واسطے۔ خدا ہماری عبادت کا محتاج نہیں تاکہ ہمیں مجبور کرے

مگر تمام روحیں اس سچانند سے فیض پانے کی محتاج ہیں جس سبب انہیں عبادت کی ضرورت ہے چونکہ پرماتما کامل اور سرب آدھار ہے پس وہ ہرگز ایسا نہیں کہ کسی کو اپنی بندگی کے لئے مجبور کرے کیونکہ مجبور ثواب کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ مرد مجبور سزا پانے کا حقدار ہے گناہ و ثواب میں اس کا کوئی قصور نہیں اصل قصور یا قصور جبار و قہار کا ہے جس نے اسے مجبور اور بے گناہ ایک پاگل کو عقل و دانش سے دور کیا جب خدا سب سے بڑھ کر روحوں کی بہبودی چاہتا ہے پس اس پر کوئی قدر جبر نہیں بلکہ سب طرح ترقی وہ ستودہ ہی ہے کیونکہ روحیں (معاذ اللہ) ۶-۷ ہزار سال سے نہیں بلکہ اس ازلی شہنشاہ کی ازلی رعایا ہیں جس کی حالت میں رعیت کا باغی ہونا ممکن ہے بلکہ مقدر کر دیا واحد جس طرح قرآن سے جب شیطان پر واسطے سجدہ آدم کے جبر کیا اور اسے ہر طرح مجبور کرنا چاہا کہ کفر کا اقدام کرے اور گمراہی کا کام لیوے آدم کے بت کو سجدہ کرے اور خدا سے منہ موڑ بت کے قدموں پر سر دھرے جس کا نتیجہ ایک عالم کو معلوم ہے اور باعتقاد محمدیان تمام دنیا میں اس کی دھوم۔ شیطان وزنش ہو گیا اور باغی بن بیٹھا۔ بے انتہا خدا کے بندوں کو اپنی ریاست میں تباہ و برباد کر دیا پیدائش گورنمنٹ قائم کر دی جو چھ سات ہزار سال سے باہمی و آبادان خدا کے مقابلہ پر تخت نشین ہے اور رب السلطنت کے مقابلہ میں رب الشیاطین بنا جب جبر کا نتیجہ دیکھا اور مجبور کرنے کا پھل پا لیا۔ اگر اسی طرح تمام مسلمان بقول آپ کے اس کی بندگی کے لئے مجبور ہیں تو خاتمہ بالخیر نظر نہیں آتا۔ بلکہ بقول حافظ مشکل است کہ ہر روز تبرے علیم [illegible] اور ہنوز ان میں ۷۵ کلاں اور ۱۵۰ کے قریب چھوٹے فرقے بن گئے۔ اور جہاں سے ظلم کی تلوار دور ہوتی جاتی ہے وہاں محمدیت بھی ساتھ ہی کافور ہوتی ہے۔

وید کی ہدایت کے مطابق طاقتیں اور قوتیں ہمارے سے نہیں بلکہ یہ [illegible] کرموں کا نتیجہ ہیں چونکہ روحیں ہمیشہ موجود ہیں کبھی اور کسی وقت معدوم یا مفقود نہیں اسی واسطے وہ نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں ورنہ معاذ اللہ نیستی کچھ چیز ہے بنا کر ان وہ روحوں کا خالق نہیں قرآن کے رو سے اور بھی ہزاروں خالق موجود ہیں (سورۃ مومنون) فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ جس طرح اور خالق اپنی خلقت پر محیط نہیں ہیں اسی طرح قرآنی خدا بھی کل کا محیط نہیں ہو سکتا۔ البتہ علم و گیان قدرت و شکتی سے وہ محیط ہے لیکن خالقیت سے کس طرح محیط ہو سکتا کیونکہ جہاں مقیم کہ خلقت ہو گی وہاں ہو گا اور جہاں خلقت ہو گی وہاں نہ ہو گا چنانچہ قرآن سے ظاہر ہے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ترجمہ اللہ وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں اور پھر قرار پکڑا اوپر تخت کے اور تخت اس کا اوپر پانی کے۔ تفسیر حسینی والا لکھتا ہے۔ تفوق عرش بر آب و استقرار آن امر عجیب عظیم بر ملائک اظہار۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے عرش پر محیط نہ تھا اور پھر زمین پر محیط نہ رہا۔ اسی واسطے قرآنی انبیا و مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ حجاب ہے دیکھو سورۃ شوریٰ (وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ترجمہ اور کسی آدمی کو حد نہیں کہ اس سے باتیں کرے اللہ مگر اشارے سے یا حجاب (پردہ) کے پیچھے سے یا کوئی پیغام لانے والا بھیجے۔ پھر پہنچا دے اسکو جو چاہے وہ بڑا حکمتوں والا ہے تفسیر حسینی۔ چنانچہ با موسیٰ و ادریس سخن گفت و در پس پردہ حجاب نور بود و در موسیٰ آوردہ کہ خدائے با رسول اللہ صلعم سخن گفت از وراء حجابین یعنی حضرت رسالت پناہ در میان دو حجاب بود کہ سخن خدائے شنید۔ حجابے از زر سرخ و حجابے از مروارید سپید و میان ہر دو حجاب ہفتاد سالہ راہ بود۔ تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۲۹۶ نولکشور

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث إِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِينَ أَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُورٍ لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ مَنْ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ ترجمہ بیشک واسطے خدا کے ستر ہزار پردے نور کے ہیں اگر ان پردوں کو وہ کھول دے علاوہ بزرگی آپ کے چہرہ کی اس آدمی کو جو اسکو دیکھے کیمیائے سعادت صفحہ ۲ عنوان ۳ [illegible] اسی طرح معارج النبوۃ رکن سوم باب چہارم فصل ۱۲ میں بھی اس کی تائید ہے اب وہ آپکا تمام الزام قرآن اور حضرت کی شان میں عائد ہے کہ جب خدا اور مسلمانوں کے درمیان حجاب ہیں تو خدا علم کل سے رہا اور علم غیب پر قادر نہ ہو سکا اور جب تک وہ نہ رہا تو اس کی سچائی درہم برہم ہو گئی تو پھر یا ہدایت ہاتھ سے نکل گیا مگر ہم آریہ لوگ بموجب وید آیت کے مطابق پرماتما کو ہر جگہ یا پکت سرب انترجامی اور گیانی مانتے ہیں اور ساتھ ہی نرگن یعنی بے اسے سب جگہ محیط مانتے ہیں پس کیونکر اس کا کوئی حجاب یا نقاب مت دھرم وید کی رو سے ثابت یا عائد نہیں ہو سکتا [illegible] ہے ویدوں کے لئے ورنہ کوئی نقاب نہیں پا سکتے۔

غلام احمد ۸۔ آپکا مسئلہ تناسخ اس بنا پر کھڑا کیا ہے کہ ہر ترمیم عالم جو بالفعل موجود ہے یہ پرمیشر ارادہ اور قدرت سے نہیں اور نہ اس کی حکمت و مصلحت سے بلکہ گناہ کرنے والوں کی [illegible] یہ مختلف صورتوں کی چیزیں پیدا کر دی ہیں جس میں پرمیشر کا ذرا دخل نہیں۔

ہم۔ بقول آپکے حقیقت میں انسانی روحیں ہیں جو کسی جنم گزشتہ کی شامت سے بطور تناسخ یہ صورتیں اختیار کر لی ہیں۔ اور یہ سارا مجمع مخلوقات کا جو زمین و آسمان پر نظر آتا ہے یہ سب حسب اصول آپ لوگوں کے اتفاقی ہے جس میں پرمیشر کے ارادہ اور قدرت کا مرہون نہیں ورنہ اس کو ان چیزوں کے زیادہ یا کم کرنے یا موجودہ یا معدوم کرنے میں کچھ اختیار ہے۔ اور آپ لوگوں کے خیال میں یہ جانا ہے کہ اگر انسانی روحیں تحت گناہوں کے نہ ہوتیں تو یہ جیو پر اور عالم مخلوقات [illegible] انہیں سے ایک بھی نہ ہوتا اور ہر ایک آرام دنیا کا بزعم آپ لوگوں کے بدکاریوں کی ہی ملتا ہے۔ [illegible] جس نزول یا پانی سے لوگوں کو آرام حاصل ہوتا ہے [illegible] پس یہ محال بلکہ وہم خیال ہے کیونکہ ہم لوگوں کا اعتقاد ہرگز نہیں اور نہ یہ مسئلہ ہم کی تعلیم ہے بلکہ قرآن و بائیبل کی یہ ناقص تعلیم ہے جس کو اپنی رسوائی چھپانے کے واسطے آپ اور بے چارے اس کے منسوب کرتے ہو۔ اصل حقیقت سنئے حضرت اسلام کا تمام دعویٰ ہی گنہگاری و اور پاپ کا سہارا ہے اور اسی گناہ کی بنیاد پر مذہب اسلام کا بنیاد ہے چنانچہ سورہ طہٰ میں ہے وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوٰى ترجمہ معصیت کی آدم نے اپنے رب کی پس گنہگار ہوا۔ سورۃ اعراف میں ہے قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ترجمہ کہا آدم و حوا نے اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اگر تو نہ بخشے گا ہم کو اور رحم نہ کرے گا ہم پر تو ہوویں گے خسارہ والے۔ کہا اتر جاؤ بہشت سے بعضے تمہارے واسطے بعضوں کے دشمن ہیں۔

لے غلط الحمل سورہ [illegible] کہ آریہ سماج والے اس کے قائل ہیں کہ روح بطور تناسخ [illegible] سورج یا زمین [illegible] تعلق پکڑتی ہے [illegible] کا والی [illegible] سورج وغیرہ [illegible] سورج زمین وغیرہ کے سب سیارے ہیں [illegible] ان کے جسم میں روح نہیں۔ [illegible] اس کے واسطے بھی پرماتما کی مخلوق ہے [illegible] آپ کی یا واقعی اور جھوٹ ہونے اور معلی کا بھی کافی ثبوت ہے کہ [illegible] ایک ثبوت بھی پیش نہ کیا اور دعوے بے دلیل کے [illegible] دیا جاتا ہم کوئی بات بے دلیل نہیں لاتے اور ہر ایک اعتراض پر دو دو تین تین قرآنی آیتیں سناتے ہیں۔ امید ہے ناظرین آپ کو [illegible] کریں گے

[illegible] تو ترجمہ بہت شائع ہو چکا۔

جو بہشت [illegible] میں وہ اقوال قرآن کے خلاف ہوا

تفسیر [illegible] آدم و حوا و شیطان [illegible] بہشت [illegible] ثابت [illegible]

یہ اسی تفسیر [illegible] میں ہے کہ [illegible] قرآن [illegible] کہ حضرت [illegible] حضرت آدم [illegible] گناہ [illegible] خود حیران [illegible]

وہ یہی ایک سی تفسیر میں ہے کہ حضرت آدم [illegible] قسم [illegible] زبان لمبی شدہ [illegible] استغفار [illegible] زمین [illegible]

[illegible] صاحب فرماتے ہیں ؎

[illegible] | آدم آورد [illegible] حضرت آیام
مولوی جامی [illegible] کہتے ہیں۔

آدم آنکہ [illegible] گندم را | تخم ہے کاشت نسل آدم را
دانہ کہ [illegible] دانہ ان شجرہ | شد [illegible]

ایک [illegible] فرماتا ہے [illegible] گندم کرد ما آدم [illegible] نکرد

[illegible] دیگر یار شد | عقل [illegible] باطل [illegible] شد
[illegible] یک قدم [illegible] آدم [illegible] | [illegible] جنت طوق [illegible]
[illegible] | [illegible]
برہنہ [illegible] | میان حوریان رسوا بماندہ
ز رسوائی کہ آنجا یافت آدم | بتر از مرگ [illegible]
[illegible] زبان [illegible] | فتادی [illegible] مجروح [illegible]
آدم [illegible] اکنوں خوار گشتی | [illegible] خوار گشتی
کہا کنوں [illegible] نباشد | کہ کار [illegible] انسان نباشد
شادہ آدم [illegible] جبریل | [illegible] ماندہ [illegible]

(از رسالہ جواہر ذات)

ایسا ہی [illegible] ذکر آدم [illegible] صحیح بخاری صفحہ ۵۲۶ [illegible] امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ [illegible] گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آدم علیہ السلام [illegible] آدم [illegible] علیہ السلام [illegible] گفت [illegible] عاصی شدی [illegible] گفت [illegible] نوشتہ بود در ازل [illegible] گفت [illegible] آدم [illegible] جواب [illegible]

اسی توریت میں ہے کہ [illegible] آدم [illegible] اپنی جورو کی بات سنی اور اس درخت [illegible] جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا کہ اس سے مت کھانا زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی (پیدائش باب ۳ آیت ۱۷)

[illegible] توریت میں ہے خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اسکے دل کے خیال [illegible] بری ہی ہوتی ہے تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا [illegible] دلگیر ہوا اور خداوند نے کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین سے مٹا ڈالوں گا انسان کو اور حیوان کو [illegible] اور آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں انکے بنانے سے پچھتاتا ہوں (پیدائش باب ۶ آیت ۵ سے ۷ تک)

[illegible]

[illegible] بات ہوتی [illegible]

[illegible] ہے [illegible] کہ تم [illegible] مثل [illegible] ہو [illegible] ساتھ میں [illegible] ہوں [illegible] کو ملے [illegible] ہوں [illegible]

(پیدائش باب ۳ آیت ۲۲ تک)

[illegible] ہے کہ [illegible] حوا کی [illegible] حوا کو اسکے تیار کرنے پر مجبور کیا۔ قول [illegible] کیونکہ اگر [illegible] آدم [illegible] گناہ میں [illegible] جسکو [illegible] کھلنے [illegible] اسلام [illegible] آسمان [illegible]

جیسا کہ ہم قرآن و تفسیر [illegible] سلام [illegible] کی [illegible] کر چکے ہیں کہ [illegible] مسلمانوں کے دل میں یہ خیال باطل [illegible] آدم و حوا [illegible] گناہوں کی [illegible] اس میں سے ایک بھی [illegible] اور کسی طرح [illegible] آدم [illegible] دنیا [illegible] رسول [illegible] ہی ہوتا [illegible] تمام [illegible] کاموں [illegible] حاصل [illegible] ہی [illegible] کے برخلاف [illegible] سے [illegible] انصاف [illegible] کہ [illegible] عالم و تخلیق دنیا [illegible] حیرت [illegible] کہنا کہ [illegible] روح [illegible] مختلف [illegible] کی [illegible] کردی ہیں [illegible] نہیں بالکل [illegible] ہے کیونکہ [illegible] نہیں [illegible] نیک ہوں یا بد کیونکہ [illegible] گندم [illegible] میں [illegible]

قرآن [illegible] اکثر [illegible] سچائی کا نفس بات ہے چنانچہ سورہ [illegible] کہ [illegible] ترجمہ وہی [illegible] کرتے تھے [illegible] ترجمہ [illegible] اسی کا جو تم کرتے ہو۔ سورہ [illegible] لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ترجمہ [illegible] آدمی کو وہی [illegible] وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ترجمہ اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو زمین میں [illegible] بدلا دیوے برائی والوں کو [illegible] کا اور بدلا دیوے بھلائی والوں کو [illegible] حضرت [illegible] سچائی [illegible] ہیں [illegible] اٹھاتے ہو۔

[illegible] کیونکہ جس حالت میں [illegible] موجود ہے اور ایسا ہی [illegible] ہیں تو پھر حضرت [illegible] کی ثابت نہیں ہو سکتی [illegible]

کا منکر ہے مجذور پیش کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تم نے کل چیزوں کا وجود خود بخود بغیر ایجاد پرمیشر کے آپ ہی مان لیا ہے تو تو پھر اس بات پر کیا دلیل ہے کہ ان چیزوں کے باہم جوڑنے جاڑنے کے لئے پرمیشور کی حاجت ہے دوسری یہ قباحت کہ ایسا اعتقاد خود خدا تعالےٰ کو اس کی خدائی سے جواب دے رہا ہے"

تو دلیل آپ تجاہل عارفانہ سے باز آئیے اور صداقت ایمان بالقصد نہ گنوائیے۔ ورنہ رونا اور رات پیٹنا ہوگا پرمیشور کے وجود کو با دلائل واضح ثابت کرنا اور اُن پر غور کرنے سے صداقت باطنی کی تکمیل آریہ سماج ہی کا کام ہے نہ کہ اسلام کا دنیا کے پردہ میں وہ کون دیش ہے جہاں اسلام نے دلائل سے کام لیا ہو۔ اور لوگوں نے بعد مباحثہ دین محمدی قبول کیا۔ اگر کہیں کسی جزیرہ میں یا سطح سمندر کے نیچے وہ زمین غرقاب ہے تو نشان دو تاکہ ہم تار برقی کے ذریعہ اسکی تلاش و کھوج کر کے پتہ لگا دیں ورنہ فارس روم تاتار ہندوستان۔ افغانستان۔ عرب۔ سپین وغیرہ متفق البیان ہیں کہ کہیں بھی اسلام نے معقولیت سے کام نہیں چلایا۔ اور نہ کسی جگہ پر مذہبی معاملہ میں دانائی کو کام فرمایا۔

اسلام کی بڑی بزرگ دلیل صمصام ہے اور سب سے اعلےٰ دعویٰ قتل عام۔ انگلستان میں ایک مولوی مسلمان کا ایک کافر سے مباحثہ ہوا۔ جب خدائے قرآنی کی حقیقت اور دین مسلمانی کی اصلیت پر کوئی عقلی دلیل مولوی صاحب کی نہ چل سکی تو گوشے تکنے اور میدان مباحثہ سے پیٹھ دکھا کر بھاگنے لگے اُس موقعہ پر سعدی نے کہا ہے۔

آنکس کہ ز قرآن و حدیث نہ رہی ایں است جوابش کہ جوابش ندہی

مگر مرزا صاحب برخلاف اسکے فاتح و جابح قدرت سے ہی تو خدا کی ہستی پر دلیل ہوتی ہے اور تشنہ معرفت حق کے واسطے حقایق کی سبیل ورنہ اسلام کی جاہلانہ عربیت سے دلیل کیا بات پر تنکا بھی سو فتح نہیں ملسکتا۔ دوسرے کہاں سے جب کہ غیر مذہبوں کی کتابوں کا جلانا بھی ثواب شمار ہوتا ہے اور اس کی صداقت کا سنین اسلام سے بھی اظہار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب بہادر فرماتے ہیں حضرت عمر نے ۲۳ھ میں خلیفہ ہونے کے بعد ایران کو خراب کیا۔ اور کتاب خانوں کو جلایا۔ اور پانی میں ڈبویا اور یہی حال سکندریہ کا کیا دیکھو سنین الاسلام ۱۸۷۱ صفحہ ۴۰ حصہ اول)

حضرت کیا کہوں اور کہاں تک کہوں اسلامی اعتقاد کے رو سے تو بہت قباحتیں آتی ہیں اور بعوض دعویٰ جو ثبوت کرانے کے دعویدار کو بھی ستاتی ہیں جنکو ہم حتے الوسع اسی کتاب میں متفرق طور پر بیان کرینگے اور اُسکے تار و پود کو جدا کر کے مومنوں کے سامنے دھر دینگے تاکہ اُن پر اچھی طرح ظاہر ہو جاوے ؎

چاک کے اسلام کو ممکن نہیں کرنا رفو سوزن تدبیر گو ساری عمر سیتی رہے

جسکو آپ جوڑنا جاڑنا بتلاتے ہیں اس کی نسبت عرفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

ہر ذرہ بذرہ روئے وراہے ست بر اثبات وجود او گواہے ست

؎ وصف صنعت گزلائے نرعے ریز درو نطق را در معرض عقد اللسان انداختہ

حضرت یہ جوڑنا جاڑنا نہیں بلکہ اُن ناچیز ذروں کی رکھنے یا یوں سے جو بیجان محض ہیں قدرت کاملہ سے گوناگوں عالم پیدا کرنا۔ اور پیدا کر کے انکو کمال کیا ہے انتظام میں رکھنا اور ان متغیر عالموں کے تغیرات و تبدلات دکھا کر سبکو غیر متغیر ذات کیطرف رجوع کرنے کیواسطے گیان دینا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

ان ناپید ذروں سے گوناگوں صفتوں والا عالم بنانا۔ اور تمام بیشمار روحوں کو کرموں انوسار قدرت انادی سے ہمیشہ پھل دینا اور پھر اس عالم کو فنا کرنے پر کرتی میں بنے فرمانا اُس سرب شکتی مان کی قدرت عالیہ و طاقت جلالیہ کے نشانات ہیں۔ سچی

واسطے ماسٹر مرلیدھر صاحب نے فرمایا ہے

ماسٹر مرلیدھر صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹۔ جو لوگ روح اور مادہ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سرشٹی کرم اتنا بڑا اور عالیشان کام ہے کہ سوائے اُس سچدانند سرنگیہ اور دانائی کامل کے کوئی نہیں بنا سکتا۔ بنانا تو درکنار اُس کی چھوٹی سے چھوٹی جز کی بابت کہ وہ کس طرح بنی لاکھ کاریگروں میں سے ایک لاکھواں حصہ بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر یہ ایسا حقیر کام ہے جس کو جوڑنا جاڑنا کہا ہے تو کوئی شخص جو دعوےٰ رکھتا ہو یا مرزا صاحب کی سمجھ میں بڑی طاقت والا ہو بڑی چیزوں سیارات وغیرہ کو تو کیا بناویگا ایک دانہ گندم یا باجرہ کا ہی بنا کر دکھلاوے یا کچھ تھوڑی سی اسکی کاریگری کے اصول ہی سمجھاوے۔

اسی طرح صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶۔ رہا مادہ سو وہ چیز ہے جس کو طبعی میں جڑ پدارتھ کہتے ہیں جن میں ارادہ یا طاقت ملنے جلنے کی نہیں غرض دونوں چیزیں روح و مادہ جو دنیا میں موجود ہیں جنکو مرزا صاحب نے ہر ایک آریہ کی طرف سے پیش کیا تھا۔ ایسی ثابت ہوئیں کہ تمام دانائی جوڑنے جاڑنے سے بالکل عاجز و بے خبر ہیں اور کی انادی ہونے صورت میں خود بخود انکا جوڑ جاڑ نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ خود بخود باہم ملنا بطور ترکیب انکا سوبھاؤ نہیں ہے کیونکہ اس میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر کوئی مرزا وہ طرفدار یا دہریہ ایسا ثبوت پیش کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی پرمیشور کو جوڑتے جاڑتے کسی نے نہیں دیکھا مگر اتفاقی طور پر ملنے والی چیزوں میں انتظام اور کاریگری اور تعلقات ضرور یہ نہیں ہوا کرتے جواب موجود ہیں لہذا ثابت ہے کہ ان چیزوں کو جوڑنا جاڑنا خود بخود نہیں اور نہ یہ گوناگوں صفات کا عالم بلا بنانے بن سکتا ہے بلکہ اُس کا صانع و مالک سب سے بڑا اور کامل قدرت والا ہے اور وہی ہے جسکو سچدانند سرب سوامی پرمیشور اور مسلمان خدا تعالےٰ کہتے ہیں۔ پس یہ عالیشان قدرت کو اگر کوئی تھوڑی عقل والا بھی بندہ غور سے دیکھے تو فی الفور اس سرب انترجامی سرب ویاپک کے حضور سر بسجود ہو دے جو دنیا ۱۳ سو برس سے اسلام کے ۷۵ فرقوں میں تقسیم اور دہریت کی تعلیم کا مطالعہ کرے گا۔ اسے معلوم ہوگا کہ دہریہ پن اور مذہب ہمہ اوست (دہریہ کا شہ بھائی) وبا کی طرح قرآنی تعلیم سے کس طرح پھیلا اور یہ زہریلا مادہ بسم اللہ جل شانہ الفا سے کس طرح نکلا ہر ایک عاقل کو اس بات کا اقرار ہے کہ ان کا عموماً قرآن ہی پر دار و مدار ہے اور سبب اس کا ظاہر ہے کہ قرآن میں ایک چیز کا وجود خدا کے وقت سے مانتا ہے اور خدا کی ذات کے سوا انہیں قطعی نابود جانتا ہے جو سراپا کمزوری کے نشان اور شرک میں لیجانے والے بیان ہیں۔

انسان اسی عمر کی جابرانہ تعلیم سے گمراہانہ طریق سیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے وہ اعتقاد ہی سے ایسی بعید العقل باتوں پر ایمان لاتا ہے۔ ورنہ روح اور مادہ کی پیدائش کی بابت ذرہ کوئی محمدی وغیرہ معقولیت سے بتلائے تو سہی کہ سوائے انادی ہونے کے کس طرح اور کہاں سے ہوئی۔ اور جیسا کہ اُن کا اعتقاد ہے تو وہ خود ہی اُن کے بیان کو بے بنیاد و سراسر فاسد ثابت کر رہا ہے چنانچہ خود مرزا صاحب نے بھی لاچار ہو کر سرمہ کے صفحہ ۲۳۲ کے حاشیہ پر صاف اقبال کر دیا کہ اگر روح کو جسم اور جسمانی ہونے سے منزہ خیال کریں اور اس کا تعلق جسم سے ایسا مجہول الکیفیت و برتر از عقل و فہم خیال کریں جیسے روح کا حدوث برتر از عقل و فہم ہے۔ تو پھر اللہ کو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا"

کفر دونا خدا اصدا کرے جس بات پر آپ کو بڑا گھمنڈ تھا۔ اور جس قرآنی علمیت پر آپ جامہ میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ وہ خود آپ کی زبان اور قلم سے بخوبی کھینچی یا سچا تحوت ثابت ہو گئی کیونکہ جب بموجب الہام قرآنی روح کا حدوث برتر

عقل و فہم ہے بلکہ اُس کا جاننا و سمجھنا محمدیوں کے آگے۔ بتلانا و سمجھانا صداہا محمدیان کے آگے مجہول الکیفیت مرزا عقل و فہم ہے۔ تو پھر آپ کس برتے پر مقابلہ کو بلا مجلہ رہے ہیں اور قرآنی علمیت کی طلعت کو ناحق گزار رہے ہیں جب ہاتھ کے ہلانے سے خدا سکوت۔ رسول نا واقف قرآن خاموش ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کیوں اسلامی عقل سے دور از فہم مسئلہ پر جوش و خروش سے چیدہ اند ہونے لذات اور کل۔ اونٹ چرانے والے اعرابی الہیات و معقولیت کے مسائل کو کیا جانیں۔

چونکہ ہم تکذیب براہین احمدیہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ دہریہ اور محمدیت باہمی توام ہیں جس کا اب اور بھی اثبات ہوگا بلکہ کسی حق پسند کو کسی طرح کا انکار نہ رہے یعنے ایک دہریہ کے لباس میں خود مرزا صاحب ہی خداتعالےٰ سے منکر ہو کر یہ عذر پیش کرتے ہیں جناب شوق سے اعتراض کیجئے اگر اسلام کی طاقت کمزور ہے تو دہریت کا زور بھی آزما لیجئے بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدرت را می شناسم ویدوکت طریقہ سے پرماتما کی توحید و گیان کی طرف جس قدر کوئی غور کرے تو اس کی محک طبیعت پر زرِ خالص کی طرح صداقت کا ظہور ہوگا اور کہیں فریب کا فتور تک رہنما نہیں کوئی دہریہ آریوں پر اعتراض کرنے کا موقعہ نہیں رکھتا۔ البتہ اسلام وغیرہ معقولیت سے دور مذاہب پر اس کا ہاتھ صفا ہے کیونکہ انما اللہ ثم استوی علی العرش و عرشہ علی الماء ہے یعنے خدا تخت پر بیٹھا اور تخت پانی پر دھرا ہے جس کے دلایل منطقیہ سے سراپا تردید ہے۔ اور ہر ایک دلیل سے وہ محدود و فانی سا محدود و مقید ثابت ہوتا ہے۔

غلام احمد ۹۳۔ "اور یہ بات ظاہر ہے کہ علم کامل کسی شے کا اسکے بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ اس لئے حکما کا مقولہ ہے کہ جب علم اس کمال تک پہنچ جاتے تو وہ عمل ہو جاتا ہے اس حالت میں بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا پرمیشور کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم بھی ہے یا نہیں اگر اسکو پورا پورا علم ہے تو پھر کیا وجہ کہ باوجود پورا پورا علم ہونے کے پھر ایسی ہی روح بنا نہیں سکتا سو اس سوال پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف یہی نہیں کہ پرمیشر روحوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں بلکہ انکی نسبت پورا پورا علم بھی نہیں رکھتا"

تردید۔ یہ بھی خیال آپکا لایق اطفال ہے اور آپ کی بے علمی پر دال۔ علم کے معنے آپنے غلط سمجھے یا کسی سمجھانے والے کی لاعلمی ہے۔ دیکھئے۔ علم بالکسر آگاہ شدن و دانستن و دانش" در منتخب۔ پس ہر ایک تھوڑی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ جاننے اور پیدا کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے علم کامل یہی ہے۔ کہ جو چیز جیسی ہو اس کو اُسی طرح جانے۔ اور جس میں جو جو صفات ہوں اُس سے کوئی مخفی نہ رہے مگر اس سے بنانا ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ بنانا حرکت کا ہوتا ہے معروف کا نہیں ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ خدا کو اپنا پورا پورا علم ہے مگر وہ اپنے جیسا اور پیدا نہیں کر سکتا اور نہ کرتا ہے حالانکہ اُس کو اتنا کامل علم ہے کیونکہ پیدائش کا لفظ سوائے مادی چیزوں کے ترکیب پذیر ہونے کے اور کسی پر حاوی نہیں خدا اپنی طاقتوں پر پورا علم رکھتا ہے مگر اُس میں کمی یا بیشی یا نقص نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ کامل ہے تحصیل طلب نہیں۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ روح کیا ہیں اور خدا کیا ہے۔ واضح ہووے کہ روح آتما کیہ تحقیق مذہبی نیک و بد اعمال کا کرتا اور پرماتما ست چت آنند سروگیہ۔ سرب بیاپک سرب انتریامی گیان مے آنند سروپ اور کرموں کے جیودن کو پھل داتا اور معبود اننت شکتی مانا ہے تمام سرشٹی کو پرمانوں سے رچتا ہے مگر خود رچنا میں نہیں آسکتا کیونکہ وہ جنم بردہاری نہیں۔ مادی نہیں علاوہ ازاں ترکیب پذیر نہیں۔ اگر بقول آپکے "سب چیزیں اُس سے نکلی ہیں اور اُسی کے ساتھ قائم اور اُسی کی رشحات سے اپنے کمالات مطلوبہ تک پہنچتی ہیں" (دیکھو صفحہ سطر ۴ و ۵)" اُسی طرح روحیں جو خداتعالےٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتی ہیں جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے (صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱)" اور جیسے بیٹا جو اپنے ماں باپ سے نکلا ہے اُس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ بناوٹی اسی طرح ہم اپنے رب سے نکلے ہیں اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں" (صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۲ و ۱۲۳) اور حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے کہ بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ ماں باپ کے نقوش آ جاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اُس کی صفات کے آثار آگئے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۲۱ سطر ۹ سے ۱۱ تک) بالفرض محال خدا سے روح کی پیدایش اس طرح مانی جاوے کہ روح خدا سے نکلی ہیں اور ان کی سب قوتیں الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں اور اُس کے تمام نقوش و صفات ہیں۔ روح خدا کے ساتھ قائم اور اُسکے رشحات فیض سے اپنے کمالات تک پہنچتی ہے یعنے خدا ہیں داخل ہوتی ہے اُس کی سیرت و خصلت ہے جیسے بیٹے میں باپ و ماں کی خو و خصلت اور حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اور ماں باپ سے طبعی محبت رکھتا ہے جیسی بیٹے میں کچھ کچھ نقوش آتے ہیں باپ اور ماں کے۔ ویسے ہی ہم جو خدا سے ہیں ہماری خو و خصلت اور حلیہ اور خو بو اور نقوش محبت خدا ہیں۔ مرزا صاحب جس طرح آدمی کا بیٹا آدمی اور حیوان کا بچہ حیوان ہے اسی طرح بقول آپکے تمام روحیں جو خدا کے بیٹے ہیں خدا سے پیدا ہیں خدائی صفات سے موصوف ہیں خدا کے ساتھ قائم ہیں اور خدا کے نقوش و آثار رکھتے ہیں بنابراں خدا ہیں۔ اب اسی کو دوسرے پیرایہ میں دیکھئے تمام روحیں خدائی اور خدائی اوصاف سے متصف ہیں اگر خدا۔ خدا ہے تو روحیں خدا ہیں اگر روحیں خدا ہیں مع خدا اسی چونکہ بے انتہا خدا بقول آپکے بے انتہا روحیں بن گئی ہیں جو بقول قرآن انا للہ ہی کی اسی واسطے کوئی علیحدہ خدا نہیں ہا جیسے جنگل تمام درختوں کا نام ہے اگر درخت الگ کئے جاویں کوئی علیحدہ جنگل نہیں رہتا اسی طرح تمام روحیں ہی بے انتہا خدا ہیں علیحدہ اُنسے کوئی خدا نہیں کیونکہ منقسم و منتشر ہو گیا۔ دیکھئے یہ اعتقاد کیسا کیسا مبدا فساد ہے اور بانی مبانی الحاد ساتھ ہی اس کے روحوں کے قابل بد کار وغیرہ ہونے سے خدا بالف وغیرہ ذمائم سے بھی بری نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے آپنے لکھا ہے "اور درحقیقت یہ ایک سر ازل اسرار خالقیت میں سے

---

[۱] جیسا کہ مذہب کے نامہ نگار نے تبلیغ علیک اللہ کی مدت میں مقام تیت ایک خط ارسال کیا کہ اگر آپ دلائل معقولات سے بحث کرانا چاہتے ہیں تو جس مسئلہ پر گفتگو کرنا پسند خاطر ہو میں مع رسول بشرایط آؤں اور مباحثہ رہے۔ مگر شیخ صاحب کچھ جواب کسی طرح کا نہ آیا اور لاچار ہو کر وہی پرچہ مرزا صاحب کے پاس روانہ کیا اور سوچا کہ شاید قبول ہو اور انتظار رکھا جواب میں بلکل ان کا انکار تھا گالیوں کا طومار لکھا دیتے لیکھرام پیچھے سے بیہودہ سا مہ ہی صحیح بات تو ڑ تو ڑ جو شیخ کہ ان کی مزاج میں بسبب کثرت نزول الہام کے گرمی سوائے نہایت حرارت و یبوست پیدا کر دی ہے اور قصہ اسلام مریدان اور پیری کی بہن سکر فتوے ترقی پس نتیجہ نیک کس طرح استخراج ہو سکتا ہے نتیجے دھلساری سے مرزا جی نے عبداللہ کا نام لکھا کر راقم عبداللہ ورنٹ ضلع مظفر نگر۔

چونکہ اول تو مذہب تہذیب قادیان کی تھی دو خط مرزا صاحب کے ملازم شمس الدین کا لکھا تھا جس کے کرتے مطابق بھی میرے پاس مرزا صاحب نے ارسال کئے ہوئے تھے غرض کہ مرزا صاحب کے بیں زیب کو نامہ نگار نے اچھی طرح افشا کر کے اُن کے خط کا جواب ارسال کیا جس کے جواب میں آج تک تعب اور روتی کے سبب صدائے بے نجات کا معاملہ ہوا۔ شیخ جی کو محمدی یقین کے سبب راستی کی تلاش ناگوار ہوگئی۔ افسوس!

ہے تو عقل کے چرخ پر چڑھا کر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتی" (صفحہ ۵۰ اخاتمہ کی سطر آخری) اچھا اگر عقل کے چرخ پر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتے تو اعرابیت وجاہلیت وناواقفیت کے چرخ پر چڑھا کر اس کی اصلیت کا اٹھا لیجئے شاید اسی طرح آپ کی تسلی ہو جائے چونکہ روح خدا کے ساتھ بقول آپکے قایم ہیں اور اسی کی صفات ورشحات سے فیض لے نکلی ہیں جس کو آپ صفحہ ۴۲ کی سطر ۱۷ و ۱۸ میں ازلی و ابدی مانتے ہیں پس خود آپکے ہی قول سے واضح ہو رہا ہے کہ روحیں ازلی و ابدی ہیں۔

خدا کے نزدیک اُن کا نابود کرنا غیر ممکن بلکہ اُس کا خیال کرنا بھی سراپا محال ہے محالات خدا کے نزدیک کسی طرح نہیں آسکتی۔ کامل علم کے نزدیک غلط خیال و وہم کا آنا بھی اس طرح ہے جیسے خدا کو جھوٹا فرض کر لینا۔ اور یہ بات سراپا ناممکن ہے علم کامل کسی شے کا اُس جیسی بنانے پر قادر کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ دو صورتیں ہوں اول تو وہ چیز بناوٹی ہو۔ دوم اُسکے بنانے کا مصالحہ ہو۔ اگر یہ دو صورتیں نہ ہوں تو کسی شے کے علم کامل سے کوئی بھی اُسے نہیں بنا سکتا چاہے خدا۔ جہاں کہ دنیا کا عقلی نام ونشان کو نہیں چونکہ روح بناوٹی نہیں اس واسطے علم کامل روح کا خدا اُسکے بنانے کی نہ تو ترغیب دیتا ہے نہ ارادہ کراتا ہے نہ خیال اُٹھاتا ہے اور نہ قادر کر دیتا ہے

دوم اگر اُسکے بنانے کا مصالحہ نہ ہو تو بھی نہیں بنا سکتا خواہ اُسکے علم کامل کے سبب اُسکے بنانے پر قادر ہو جیسے ایک انجنیر کو مکان کے بنانے کا علم ہے لیکن اگر مصالحہ نہ ہو تو باوجود علم کامل کے وہ عمارت نہیں بنا سکتا اس واسطے کہ انجنیر خود مصالحہ نہیں ہے اور اگر خود مصالحہ ہو تو پھر انجنیر نہیں رہتا بلکہ مصالحہ میں خرچ ہو جاتا ہے۔ اب جائے عجب ہے کہ اگر مادہ اور روح انادی نہ مانے حادث تو اول تو خدا کا علم ہی غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ علم کس کا معدوم کا جو خود معدوم ہے رتی بھر مادہ نہیں پس وہ علم نہیں بلکہ عدم ہے جبتک معلوم قدیم نہیں علم قدیم نہیں ہو سکتا حالانکہ کوئی اعرابی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ خدا کا علم قدیم ہے۔

روح مفرد اور غیر مرکب ہے خدا بھی غیر مرکب جانتا ہے ترکیب پذیر نہیں ۔۴ ۴ ۴ ۴ کے ہوئے ہیں خدا بھی انہیں یہی جانتا ہے وہ نہیں بیشک خدا کو روحوں کی کیفیت اور کنہ کا پورا علم ہے مگر نہ بنانے اور نہ السالا العینی اور بیہودہ دعوے دار ارادہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس کا علم پورا ہے ادھورا نہیں روح بناوٹی نہیں ہے روح مفرد ہے روح ابدی و ازلی ہے پس روح کا کوئی مصالحہ نہیں جس سے ترکیب پذیر ہو اس واسطے نہ روح بنتی اور نہ کوئی اُسے بنا سکتا ہے اور اگر بقول تمہارے خود بخود خدا ارادہ کریگا تو خود ناکامل ہو جائے گا اور روح پھر بھی انادی رہیگی کیونکہ خدا ازلی ہے آپکے سوال پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی بلکہ خیر الماکرین کو جو دیتے ہیں اُسکے ساتھ مکر کرتے ہیں کہ پرمیشور روحوں کی نسبت پورا پورا علم نہیں رکھتا میں کہتا ہوں کہ علم وگیان تو پورا رکھتا ہے اسی واسطے ایسے وسواس باطلہ اُس کے مقدس گیان میں راہ نہیں پاتے اور نہ اُس کی ذات اقدس کو ملزم بناتے ہیں۔

ای قرآن راہ حق بین ور ۔ قوم آساد تو صدق بغور ۔ ہوئے زدا ان زاہرمن دو دمہ
ژندہ شدہ است قرآن را ۞ اولین نظام عہد الست ۞ نسبت بردان زاہرمن شکست
اینجہ دین ست وچیست ایمان ۞ کہ خدا عاجز است از استیصال ۞ اینجہ دین ست کو شدہ گمراہ
کرد بیت الحرام بیت اللہ ۞ اینجہ دین ست وچیست این آئین ۞ کہ مقام خداست عرش برین

غلام احمد ۱۱۹ ۔ ارواح کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن شریف میں بڑے بڑے قوی اور نقلی دلایل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ برعایت ایجاز اجمال چند دلایل اُن میں سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکھے جاتے ہیں۔

دلیل اول ۔ یہ بات بالبداہت ثابت ہے کہ تمام روحیں ہمیشہ اور ہر حال میں خدا تعالیٰ کے ماتحت اور زیر حکم ہیں اور بجز مخلوق ہونے کے اور کوئی وجہ موجود نہیں۔ جس نے روحوں کو ایسے کامل طور پر خدا تعالیٰ کے ماتحت اور زیر حکم کر دیا ہو سو یہ روحوں کے حادث اور مخلوق ہونے پر اول دلیل ہے۔

تردید۔ آپ نے باوجود اقرار کے بھی قرآن سے کوئی دلیل نہیں دی اور نہ ایک بھی آیت قرآنی پیش کی۔ جس سے اُس کی خلاصی کا کچھ اندازہ کیا جاتا۔ لاچار اب ہم آپ کے پیشکردہ پانچ دلایل کو ہی محک امتحان پر لاتے ہیں۔ اور بخوبی ثابت کر دکھاتے ہیں کہ یہ دلیل مندرجہ ذیل وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اول ۔ یہ بات برخلاف قرآن ہے کیونکہ لکھا ہے (بنی اسرائیل) واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس قال ءاسجد لمن خلقت طینا الخ

ترجمہ اور جب ہمنے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ تو سجدہ میں گر پڑے لیکن شیطان بولا۔ کیا میں سجدہ کروں ایک شخص کو جو تونے مٹی کا بنایا ہے۔ بھلا دیکھ یہ جس کو تو نے مجھ سے بڑھایا۔ اگر تو مجھ کو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُس کی اولاد کو ڈھانپ لوں مگر تھوڑے سے۔ کہا خدا نے جب کوئی تیرے ساتھ ہوا اُن میں سے تو دوزخ سب کی سزا ہے پورا بدلا۔ اور گھبرا لے اُن میں سے جس کو گھبرا سکے اپنی آواز سے۔ اور پکار لا اُن پر سوار اور پیادے اور ساجھا کر اُن سے مال اور اولاد میں اور وعدے دے اُنکو۔ اور کچھ نہیں وعدے دیتا اُنکو شیطان مگر غرور کے۔ جو میرے بندے ہیں اُن پر تیری حکومت نہیں ہوگی۔ پھر قرآن میں ہے (بنی اسرائیل) ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطان لربہ کفورا ترجمہ بے شک اڑانے والے بھائی شیطان کے ہیں۔ اور شیطان ہے رب کا حکم نہ ماننے والا۔

پس بموجب قرآن کے بے تعداد روحیں خدا کی نافرمانبردار اور شیطان کے پیادے اور سوار ہیں۔ چونکہ تحت و زیر حکم نہ ہوا آپکی وجہ حادث کی نفی ہے۔ اور خود قرآن ہی کی رو سے بیشمار روحیں خدا سے سرکش ہیں علاوہ بریں کیمیائے سعادت میں امام غزالی صاحب فرماتے ہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ہر آدمی را شیطانے ہست مرا نیز ہست[1] (صفحہ ۱ سطر و عنوان اول) جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ہی روحیں خدا سے باغی اور بے پرواہ ہیں خالی از گناہ نہیں لہذا حادث اور مخلوق نہ رہیں۔ **وجہ دوم** تمام روحوں کا ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم رہنا (جیسا کہ آپ مانتے ہیں) اُنکے انادی ہونیکا ثبوت ہے نہ کہ مخلوق اور حادث ہونے کا کیونکہ خدا کے تمام صفات ازلی ہیں حکم یا حکومت کے ازلی ہونے سے محکوم کسی طرح حادث نہیں ہو سکتا ورنہ حاکم اور حکومت بھی حادث ہونگے حالانکہ یہ غیر مسلم ہے۔ اس واسطے روحیں انادی ہیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر حال میں خدا کے ماتحت اور زیر حکم ہیں مخلوق یا حادث نہیں ورنہ پھر ہمیشہ نہ ہونگے۔

وجہ سوم ۔ ہم ملکہ معظمہ کے زیر حکم یا ماتحت ہیں تیلی کا بیل تیلی کے ماتحت گیا ہے گھوڑا مالک کے ماتحت ہے تمام مانک شیطان کے ماتحت سمجھے گیا بموجب دلیل قرآنی کے یہ مخلوق ہیں ہرگز نہیں۔ مانا کہ ان کوئی چیز کسی کے ماتحت یا زیر حکم ہونے سے مخلوق یا حادث نہیں ہو سکتی اس واسطے یہ دلیل آپ کی سراسر باطل ہے۔

دلیل دوم ۔ یہ بات بپایہ اثبات ثابت ہے کہ تمام روحیں خاص خاص مقدار اور

---

[1] حاشیہ۔ امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ در اخبار است کہ رسول و جبرئیل علیہما السلام ہر دو میگریستند وحی آمد بایشان کہ چرا میگریید شمارا ایمن کردہ ایم گفتند بار خدایا از مکر تو ایمن نیستیم کہ ہیچ کس ایمن نشدہ۔ (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۴۹۹ رکن چہارم)۔

طاقتوں میں محدود و محصور ہیں جیسا کہ بنی آدم کے اختلاف روحانی حالات و استعدادات سے ظاہر کرکے ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ تحدید ایک محدِّد کو چاہتی ہے جس سے ضرورت محدِّد کی ثابت ہو کر (جو محدِّد ہے) حدوث روحوں کا یا یہ ثبوت پہنچتا ہے"۔

تردید اول۔ یہ دلیل بھی کئی وجوہ سے غلط ہے۔

وجہ اول۔ کوئی روح بھی خاص استعداد یا طاقت میں محصور یا محدود نہیں بلکہ سامان یا ذرائع محدود ہیں جن سے وہ استعداد و طاقتیں حاصل کرتے ہیں۔ اور یہی حالت تمام روحوں کی ہے۔ اگر محصور یا محدود ہوتیں تو علم کا کامل کرنا یا کمال کی کوشش کرنا بے فائدہ ہوتا ہے۔ باشندگان انگلینڈ مارزانے آریہ وغیرہ علماء و فضلاء نے جو مختلف اوقات میں صدہا طرح کی ترقیاں کی ہیں ہرگز نہ کر سکتے بلکہ ترقی کا منہ بھی نہ دیکھتے چہ جائیکہ علم و عقل۔ نیز وحش مخلوق نہیں کیونکہ وہ بقول تمہارے محدود یا محصور نہیں۔

وجہ دوم۔ جو شخص کسی کی حد باندھے وہ خالق بھی نہیں ہو سکتا اور نہ حد باندھنا ہی نیستی سے ہستی میں لانا ہے۔ کیونکہ اگر وہ چیز حد باندھنے سے پہلے موجود ہوگی سو حد بند کر سکیگا ورنہ حد بندی کس چیز کی۔ بندوبست کا مہتمم گاؤں یا اُسکے رقبہ کی حد کرتا ہے مگر وہ خالق (نیستی سے ہستی میں لانے والا) نہیں بلکہ منتظم ہے کیونکہ زمین گاؤں کاشتکار اس سے پہلے موجود تھے۔ پس اگر بقول تمہارے خدا روحوں کا محدِّد ہے تو بھی روح حادث نہیں بلکہ ازلی و ابدی ہیں۔

وجہ سوم۔ حد بندی جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی جبکہ اوسکی مقدار و کمیت نہیں جبکہ وہ قسمت پذیر نہیں جبکہ وہ فانی نہیں اس واسطے اس کی حد بندی بھی نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے بھی اقبال کیا ہے۔

"اور بھی انسان کی صلاحیت کی کچھ بھی انتہا نہیں کیونکہ وہ ترقیات غیر محدودہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے جن کی تحصیل کے لئے وہ فطرتاً مشغول ہے" (صفحہ ۱۵۲)

واضح ہو کہ روحوں کے محدود یا محصور ہونے کا خیال جو خاص خاص طاقتوں اور استعدادوں کے لحاظ (پاگل اور دانا) سے ظاہر ہے وہ ملحد فہیموں اور اُن کی بناوٹ ہے جس میں تمام خدا کے ماننے والوں کا اتفاق ہے کہ انکا خالق یعنی پیدا کرنے والا خدا ہے مگر انادی پرکرتی سے کہ نیستی سے جس کا قرآن اور حدیث کو بھی مجبوراً اقبال ہے کہ آدم کا وجود نیستی سے نہیں بلکہ خاک سے بنایا گیا اور خدا کو پانی لیکر خمیر کرنا پڑا۔ اور ایک گھنٹہ نہیں بلکہ چالیس دن رات۔ جس طرح چراغ کے جلجانے یا تر چادر کے خشک ہو جانے پر اعرابی کہا کرتے ہیں کہ آگ معدوم ہو گئی یا پانی عدم کو چلا گیا حالانکہ اس قسم کے بھدے مسائل کا خود بخود ستیاناش ہو رہا ہے۔ پس اس دلیل سے بھی کسی طرح روحوں کا عدم سے وجود ظاہر نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ سے موجودگی ثابت ہوتی ہے اس واسطے یہ دلیل بھی باطل ہے۔

دلیل سوم۔ "یہ بات بھی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ تمام روحیں عجز و احتیاج کے داغ سے آلودہ ہیں اور اپنی تکمیل اور بقا کے لئے ایک ایسی ذات کی محتاج ہیں جو کامل اور قادر اور عالم اور فیاض مطلق ہو اور یہ امر انکی مخلوقیت کو ثابت کرنے والا ہے۔"

تردید دلیل سوم۔ یہ دلیل بھی جو کتب میں عشق ہو چکے اس لایق بھی نہیں کہ لفظ دلیل اس پر صادق آسکے۔ اور بہت حصہ اس کا دلیل نمبر۱ کے ساتھ ہی رد ہو چکا ہے اور اگر کوئی دانا ذرا غور سے دیکھے تو اُسے معلوم ہو کہ تغیر الفاظ کے ساتھ یہ دلیل نمبر ۱ ہی ہے۔ نوکر نمبر۳ سپاہ راجہ کی محتاج ہے مگر راجہ سپاہ کا خالق نہیں۔ کتا آدمی کا محتاج ہے مگر آدمی اُسکا خالق نہیں۔ خدا کے کامل اور قادر و عالم و فیاض مطلق وغیرہ ہم تب ہی ہو سکتے ہیں جبکہ کوئی ناکامل اور بے مقدور اور جاہل یا کم علم اور محتاج بھی ہو۔

ورنہ بیٹا یا بیٹی کے ہونے سے کوئی باپ بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنے خدا کی صفات بھی حادث اور فانی ماننی پڑتی ہیں اگر روح (انادی) نہ مانی جاوے اور ایسا خدا (معاذ اللہ) خدائی کے لایق بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر نہ صفات خدا حادث ہیں اور نہ روحیں جنکو ہم موجود بلکہ انادی خدا کی قدرت میں انادی ہیں روحیں انادی زمانہ سے موجود ہیں۔ پس وہ کسطرح اور کبھی نیستی سے ہستی میں آئیں اور نہ آسکتی ہیں کیونکہ عدم اُنپر کسیطرح حاوی نہیں۔

دلیل چہارم۔ "یہ بات بھی ادنےٰ غور کرنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہماری روحیں اجمالی طور پر ان سب متفرق الٰہی حکمتوں اور صنعتوں پر مشتمل ہیں جو اجرام علوی و سفلی میں پائے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا باعتبار اپنی جزئیات مختلفہ کے عالم تفصیلی ہے اور انسان عالم اجمالی کہلاتا ہے یا یوں کہو کہ یہ عالم صغیر اور وہ عالم کبیر ہے۔ پس جب کہ ایک جزو بھی عالم کے بوجہ پائے جانے پر حکمت کاموں کے ایک صانع حکیم کی صنعت کہلاتی ہے تو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ چیز کیونکر صنعت الٰہی نہ ہوگی جس کا وجود اپنے عجائبات ذاتی کے رو سے گویا تمام جزئیات عالم کی عکسی تصویر ہے اور ہر ایک چیز کے خواص عجیبہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور حکمت بالغہ ایزدی پر بوجہ اتم مشتمل ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی یعنے روحوں سے خدا نے سوال کیا کہ کیا میں تمہارا رب (پیدا کنندہ) نہیں ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ یہ سوال و جواب حقیقت میں اس پیوند کی طرف اشارہ ہے جو مخلوق کو اپنے خالق سے قدرتی طور پر متحقق ہے جس کی شہادت روحوں کی طرف سے نقل کی گئی ہے"۔

تردید دلیل چہارم۔ یہ دلیل بھی آپکے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے دعویٰ و دلیل۔

وجہ اول۔ تمام اشیاء وغیرہ اجرام علوی و سفلی جڑ اور جڑھ ہیں۔ ذی روح یا چیتن نہیں تمام دنیا یعنی سرشٹی بنتی اور بگڑتی ہے۔ تغیر و تبدل والی ہے۔ اسواسطے وہ ابدی نہیں مگر روح تمام جگت کے برخلاف غیر مادی چیتن ہے بنا برآں انادی ہے حادث نہیں۔

وجہ دوم۔ چونکہ دنیا کا ہر دم فانی ہے اسواسطے جسمانی نقصانات سے روح کا کوئی نقصان ذاتی نہیں ہوتا کیونکہ روح جدا و دائمی ہے۔ پس دنیا جگت ایشور کی رچنا ہونے سے کہ وہ مادی اور مرکب ہے۔ جو چیز غیر مادی اور غیر مرکب ہے کسی طرح مخلوق یا رچت ثابت نہیں ہو سکتا اسی لئے وہ انادی ہے۔

وجہ سوم۔ پیدایش سے انسان جاہل ہوتا ہے۔ اگر کسی قسم کا سنسکار یا صحبت فضلا نہ ہو تو کسی طرح کا گیان نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ انسان اور حیوان میں عقل ہی کا فرق ہے مصرعہ بے علم نتوان خدا را شناخت سے کسی کو انکار نہیں۔ پس وحشی یا جنگلی آدمی کو نہ تو روح کا علم اور نہ اُس کی روح پرماتما کو جانتی ہے کیونکہ اُس کا جاننا دشوار ہے اسی واسطے اُس کی خوشنودی یا آزردگی بھی نامعلوم۔

وجہ چہارم۔ جس طرح روز میثاق کے اقرار نامہ کا کوئی بھی کسی کے پاس ثبوت نہیں اور تمام روحیں بلا تعصب کو چھوڑ کر قرآن یا اسلام کی امداد سے انکاری ہیں اسیطرح اُس اقرار کا بھی حال ہے کیونکہ دونوں کا وجود قطعی نابود ہے۔ پس ہر دو کے مفقود ہونے سے عبارت اقرار نامہ یعنے الست بربکم و تصدیق اقرار نامہ قالوا بلیٰ بھی محض بے سود ہے یہ اس قسم کی دلیل ہے جو کہ اپنے اصلی دعوے (حدوث ارواح) کی طرح علم یا عقل سے کوئی تعلق نہیں رکھتی اور جن بھوتوں کیطرح عرب والوں کے ماننے لایق ہے۔

دلیل پنجم۔ جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اسی طرح روحیں جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر

کچھ حصہ رکھتی ہیں اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت و غفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ الہی کچھ پھیکا سا ہو جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر یک روح کسیقدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ استعمالی کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے۔ اور حقیقت میں انسان کو جسقدر قوتیں دیگئی ہیں وہ سب الہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آگئے ہیں جنکو عارف لوگ خوب شناخت کرتے ہیں۔ اور جیسے بیٹا جو باپ سے نکلتا ہے اوس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے بناوٹی نہیں۔ اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلے ہیں۔ اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں نہ بناوٹی۔ اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے طبعی و فطرتی تعلق نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اس تک پہنچنے کے لئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی"

تردید دلیل پنجم۔ مرزا صاحب یہ دلیل بھی روح کے حدوث سے متعلق نہیں بوجوہات ذیل۔

وجہ اول۔ بقول آپکے جسطرح بیٹے میں ماں باپ کا کچھ کچھ حلیہ و خو بو پائی جاتی ہے اسیطرح روحوں میں بھی پائی جاتی ہیں کیونکہ خدا کے ہاتھ سے نکلی ہیں"۔ لیکن جسطرح بیٹے کا خالق یا عدم سے موجود کرنیوالا باپ نہیں ہوتا۔ اسی طرح خدا بھی عدم سے موجود کرنیوالا نہیں کیونکہ بیٹے کی روح یا اس کا جسمی مادہ نابود نہیں تھا بلکہ موجود تھا۔

وجہ دوم۔ جس طرح بیٹے کے نکلنے یا پیدا ہونے سے باپ یا ماں کا جسمی حصہ بہت کچھ کم ہو جاتا ہے اسی طرح روحوں کے نکلنے سے (اگر وہ خدا سے نکلی ہیں) ضرور خدا کا بھی بہت حصہ کم ہو گیا ہو گا۔ اور جس طرح انسان کا بیٹا انسان ہوتا ہے اسیطرح خدا کا بیٹا بھی خدا ہوا۔ پس تمام روحیں بموجب دلیل قرآنی قادیانی کے خدا بن جاتی ہیں جو نہایت ہی مکروہ بات ہے اور صرف صنعت ہونے سے سیرت و خصلت کا اجمالی طور پر آنا بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے روحیں خدا سے نہیں نکلی ہیں۔

وجہ سوم۔ جس طرح صرف باپ سے لڑکا پیدا نہیں ہوا بلکہ ماں سے بھی۔ اسی طرح بقول شما جبتک کوئی خداوند کی ستری معلوم نہو۔ تب تک صرف مرد کے شکم سے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا لیکن یہ بتلانا بھی آپ ہی کا ذمہ ہے کہ اللہ کی ستری (جورو) کون ہے جس سے روح بچے پیدا ہوا اور خدا کی سسرال کہاں ہے جن کی وہ بیٹی ہے۔ مگر صدہا دلائل سے ثابت ہے کہ خدا جورو وغیرہ سے مبرا ہے اسی واسطے روح خدا کا بچہ نہیں اور نہ خدا سے نکلا ہے بلکہ انادی ہے۔

وجہ چہارم۔ بیٹا باپ سے نکلکر ویسا ہی ہو جاتا ہے مگر تم خدا سے نکلکر ویسے نہیں ہو چونکہ کوئی روح بھی خدا جیسی کیا بلکہ اس کی ادنیٰ سی قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور نہ کوئی خدائی صفات روح میں ہے اسواسطے روح خدا سے نہیں نکلی بلکہ انادی ہے۔

وجہ پنجم۔ آپنے جو لکھا ہے "کہ روح خدا کا کلمہ یا ظل کلمہ ہے جو بہ حکمت و قدرت الہی روح کی شکل پر وجود پذیر ہو گیا ہے" اور اسکے ساتھ ہی انجیل یوحنا باب ا آیت ا۔ ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا" پر اگر ذرا غور کرو تو آپکو بلکہ سب کو ہمہ اوست کی ملحدانہ تعلیم کا قائل ہونا پڑیگا جو ایک سخت گمراہی کا باعث ہے۔ پس کسیطرح بھی کوئی روح کسی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ انادی ہے۔

چونکہ ہم نے نہایت اختصار سے دلائل قادیانی کا (جنہیں وہ قرآنی بتلاتے ہیں) رد کر کے بتلا دیا ہے کہ قرآن میں روح کی ہستی کا نام و نشان نہیں اور نہ علم و عقل کا ذکر و بیان ہے۔ صرف لفظ جمع کر کے ان کا نام دلیل رکھ دیا ہے حالانکہ انمیں سے دو تین تو اسلام کے حق میں نقصان رساں ہیں اور باقی بقول لاطائل و خواب پریشان ہے۔ جب یہ حال ہے تو کیا ان کی تردید سے اسلام یا قرآن کی قدر و منزلت کچھ باقی رہجاتی ہے؟

اب ہم روح کے بارے میں چند فضلائے اسلام کی رائے بھی درج کرتے ہیں

(۱) امام حجۃ الاسلام **محمد غزالی** صاحب فرماتے ہیں۔

"اما حقیقت دل (روح) کہ وے چہ چیز است و صفت خاص وے چیست۔ شریعت رخصت نداده است۔ کہ ویرا بگاوند و برائے این بود کہ رسول صلی اللہ علیہ و سلم شرح نکرد و چنانچہ حق تعالیٰ گفت ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی بیش ازیں دستورے نیافت کہ بگوید کہ روح از جملہ کارہائے الہی است و از عالم امر است" (کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۸)

(۲) تفسیر حسینی میں ہے **شیخ ابو مدین** مغربی قدس سرہ فرمودہ کہ ایں لفظ کہ خدا مارا داده است از علم۔ نہ از آن ما است بلکہ رعایت است بنزدیک ما و بسیارے از ان نرسیده ایم۔ پس ما علی الدوام جاہلانیم و جاہل را دعوے دانش نرسد" (صفحہ ۳۹۵ جلد اول ۱۲۸۲ھ نولکشور)

(۳) تفسیر زاد الآخرت اور تفسیر بیضاوی میں ہے۔

سن اس آیت کا مجھ سے تو منشا   کہتے ہیں جیسے قاضیٔ بیضا
جبکہ بولے قریش سے یہود   جن کو تھا ایک تجربہ مقصود
کہ محمد سے جاکے پوچھو تم   حال اصحاب کہف لے مردم
اور کرو روح کا سوال اس سے   اور سکندر کا پوچھو حال اس سے
جو وہ تینوں جواب دے تم کو   یا کہ تینوں سے نبیھے ساکت ہو
تو نبی خدا وہ شخص نہیں   تم نہ سمجھو نبی پھر اسکے تئیں
اور جو بعضے کا بن نہ آئے جواب   اور بعضے کا کہہ سنائے جواب
تو وہ بیشک نبی برحق ہے   اس کی گفتار سر بسر حق ہے
لیک دونوں کا حال شرح و بیان   کر دیا ان کو غیر روح در واں
ان کی توریت میں وہ تھا مبہم   اور روح اس لئے رکھا مبہم
ہیں یہ موضع میں شرح فرمایا   کہ خدا نے نہ ان کو بتلایا
تھا سمجھنے کا حوصلہ جو نہیں   جس طرح اگلی امتوں کے تئیں
بس کفایت اسی قدر پہ کیا   حسب تمہید یہ جواب دیا

(زاد الآخرت حصہ ۲ جلد ا صفحہ ۹۳۵ سنہ ۱۲۸۵ھ نولکشور و بیضاوی صفحہ سنہ ۱۲۸۲ھ نولکشور)

ناظرین ان کو پڑھ کر خود انصاف کریں کہ روحانی علم محمد یوں کے قرآن شریف میں ہے یا نہیں اور محمد صاحب جانتے تھے یا نہیں۔ اگر در خانہ کس است ہمیں شہادت بس است۔

غلام احمد کا ۱۱۔ اور یہ بات جو کلمات اللہ بصورت ارواح و دیگر مخلوقات جلوہ گر ہو جاتے ہیں یہ خالقیت کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے اور اسرار الہیہ سے ایک باریک نکتہ ہے جس کی طرف کسی انسانی عقل کو خیال نہیں آیا۔ اور اگر انسان یہ تو مانتا جاوے کہ خدا تعالیٰ اپنے ہی کلمہ اور امر سے ارواح اور اجسام کو موجود پذیر کرلیتا ہے تو پھر آخر یہ ماننا پڑیگا کہ جب تک باہر سے اجسام اور روحیں نہ آویں پرمیشر کچھ

(حاشیہ بیٹے تین طرح کے ہوتے ہیں کپوت۔ پوت۔ سپوت (تم کیسے ہو) کپوت وہ جو باپ سے کم کام کرے مثلاً کنس اور گنیش سے پوت وہ جو باپ کے مساوی کام کرے مثلاً سکھدیو سلمان سپوت وہ جو باپ سے بڑھکر کام کرے مثلاً شنکر آچاریہ سوامی دیانند سرستی تم قرآنی اعتقاد کے بموجب اپنے کو بتلاؤ کہ کیسے بیٹے ہو۔

کبھی نہیں کر سکتی۔ مگر کیا ایسا کم بخت پرمیشر ہو سکتا ہے جو حقیقت اپنے گھر سے تو دیوالیہ اور مفلس و تہیدست ہے لیکن کبھی ناراضی اتفاق سے اُسکی خدائی کا دہندا چل نا ہے۔ اگر پرمیشر ایسا ہی ہے تو سب امیدیں خاک میں ملگئیں اور ایسے پرمیشر کا بھروسہ کرنا بھی عرض خطر ہوگا!

تردید۔ مرزا صاحب کے مندرجہ بالا بیان سے یہ تو ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ انہیں راستی و علمیت سے قطعی نفرت و کدورت ہے اور پنڈتوں کے جہالت پسند ہیں قلبی اُلفت و محبت۔ اس موقع پر ہم نہایت بسط کے ساتھ افسوس اور انکی بد اعتقادی سے لوگوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں اور یہ سمجھانا ہمارا آخری فرض ہوگا۔

واضح ہو کہ روح کے ماننے والوں کیلئے دو طریقے ہیں اور دو ہی طرح سے وہ اس کی موجودگی جان سکتے ہیں خدا سے یا انادی۔ ایکطرف جہل ہے دوسری طرف علم۔ ایکطرف ضد اور خود غرضی دوسری طرف انصاف و صداقت۔ ایکطرف عقلمند ہیں دوسری طرف جاہل۔

فریق اوّل کہتا ہے کہ روحیں یا مادہ اجسام کلاب و امر اللہ ہیں اور انکا جاننا خالقیت کے بھیدوں سے ایک بھید ہے اور خدائی اسراروں سے ایک باریک نکتہ ہے جسکی طرف کسی عقلمند انسان کی عقل کو آجتک خیال نہیں آیا مگر ایک اعرابی نے اسکو ظاہر کیا۔ یہ وہ اعرابی ہے جسکی خاطر کے واسطے خدا نے لولاک لما خلقت الافلاک زمین آسمان اور کل مخلوقات کو پیدا کیا اور جس کی بابت اُسنے خود ہی بیان کیا کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا ہوا اُسکے سوا کسی اور دانا و عقلمند کی گواہی نہیں اور اسی کتاب میں بیان ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے ہی کلمہ امر سے ارواح و اجسام کو وجود پذیر کر لیتا ہے یہ وہی اعرابی ہے جس سے جب روح کی بابت سوال کیا گیا تو ۱۸ روز غار میں چھپا رہا۔ بعد ازاں متحیر ہو کر نکلا اور صرف یہی جواب دیا کہ روح خدا کا امر ہے زیادہ اعتراض مت کرو معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو سمجھنے کا علم و عقل نہیں اور علیٰ ہذا القیاس ــــ کیطرف ایران افغانستان تمام عربستان اور افریقہ کے حبشی اور تاتار کے مغل ہیں۔

نمبر ا فریق دوم۔ کہتے ہیں کہ روحیں حقیقی ہیں اور مادہ جز نہ ہو دوں خدا سے نہیں نکل سکتے کیونکہ وہ نا تغیر ہے اور کسی چیز سے خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہو ایک ذرہ بھی نکالنے سے کم ہو جاتی ہے اور خدا میں کمی بیشی کو راہ نہیں اسواسطے روحیں و مادہ خدا سے نہیں نکلے۔

نمبر ۲۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ روحیں الپگیہ اور دکھ سکھ کو سہنے والی اور اگیانی ہیں مگر پرماتما میں ایسے کوئی صفات نہیں اور وہ جڑ اور پرماتما سے چیتن الگ گیا تھا یا جڑ ہوتا وہ بھی نہیں اور اگر ہو تو وہ علیم کل نہیں رہتا اسواسطے مادہ اور روح خدا سے نہیں نکلے اور نہ نکل سکتے ہیں۔

نمبر ۳۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ جس چیز میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے وہ قایم بالذات نہیں ہوتی اور نہ اُسکا گیان ٹھیک ہوتا ہے اور نہ وہ کامل ہوتا ہے مگر خدا قایم بالذات اور گیانی اور کامل ہے اسواسطے روحیں یا مادہ خدا سے نہیں نکل سکتے اور نہ نکلے۔

نمبر ۴۔ پھر کہتے ہیں کہ کوئی چیز اپنی صفات کے برخلاف نہیں کر سکتی جسطرح خدا جھوٹ نہیں بول سکتا اور نہ اسکا گیان غلط ہو سکتا ہے مگر روحیں جھوٹ بولتی اور اسکی ترغیب دیتی ہیں اسواسطے روحیں خدا سے نہیں نکل سکتیں اور نہ نکلی ہیں۔

نمبر ۵۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر خدا نے کوئی چیز اپنے اندر سے نکالکر جیسے مکڑی اپنے ستیں نکالکر تماشا دکھاتا ہے یہ دنیا بنائی تو اس کا نام بنائی نہیں بلکہ بگاڑی ہے یعنی اپنی حالت بگاڑی اپنی صحت بگاڑی اپنی کاملیت بگاڑی اپنی صداقت بگاڑی اور سب سے علاوہ اپنی علمیت بگاڑی کیونکہ دنیا علی لحاظ درجہ بزرگی کے معقولیت علمیت انادی ہے پس یہ خدا سے نہیں نکلی اور نہ نکل سکتی ہے۔

نمبر ۶۔ جس الزامی دوزخ کو دیکھو کیواسطے خدا کو بگاڑ کر گمراہ کیا گیا جس الزامی بہشت کو دیکھو کیواسطے نرم و سجان بنایا گیا جس الزامی دوزخ کے خوف کیواسطے خدا کو پاگل گھبرانے والا بنایا گیا جس الزامی دوزخ کے ہونے کیواسطے خدا کا خون میٹا گیا جس ویسی دوزخ وہ دیکھو اسطے خدا کو شور غل خراب کرنا پڑا جس وہی دوزخ سے بچنے کیوجہ سے خدا کا تمام گھر برباد کرنا پڑا جس وہی باغ کے جو کیوجہ خدا کامل نہ رہا۔ عالم نہ رہا۔ رحیم نہ رہا اور نہ خالق رہا اور نہ مالک بلکہ خدا ہی نہ رہا۔ حال کہ خال و دماغ و دماغ پرزے پرزے ذرہ ذرہ ٹکڑے ٹکڑے اور روح روح بیکار پڑا ہو ٹوٹ پھوٹ گیا ؏ بقول شخصے دل را شگفتہ نتو ہر شکستہ بہ۔ وہ دماغ وہ وہم دور نہ ہوا بلکہ بدستور رہا اور رہیگا سنئے اگر خدا نے مادہ اور روح کو اپنے میں سے نکالا گھر سے نکالا۔ ہاتھ سے نکالا سینہ سے نکالا آنکھ سے نکالا۔ دل سے نکالا۔ روح سے نکالا امر سے نکالا قدرت سے نکالا نور سے نکالا پاؤں سے نکالا گلے سے نکالا ناف سے نکالا۔ زبان سے نکالا۔ ساق سے نکالا ران سے نکالا دماغ سے نکالا سر سے نکالا۔ اپنے آپ سے نکالا۔ یہاں سے نکالا وہاں سے نکالا عرش سے نکالا۔ فرش سے نکالا۔ علم سے نکالا جہاں سے نکالا۔ وہاں سے ہی انادی ہوا کیونکہ خدا میں اُسکے گھر میں ہاتھ میں موہنہ میں آنکھ میں دل میں روح میں امر میں قدرت میں نور میں پاؤں میں گلے میں ناف میں زبان میں ساق میں ران میں دماغ میں سر میں اپنے میں یہاں میں وہاں میں عرش میں فرش میں علم میں سب میں ہمیشہ سے وہ مصالحہ روح موجود تھا۔ و ہر نکالا چہ معنی دارد۔

پس روح و مادہ تو انادی خود بخود ہی ہر ایک طرح سے ثابت ہے مگر جیسے ایسے ــــ کی شامت بلکہ قیامت آئی جس سے تمام روحیں نکلیں جن میں حشر و خنزیر مرغ و شتر نکلے جس خدا سے مادہ یا پرمانو نکلے وہ خدا کامل نہیں بلکہ خدا ہی نہیں رہا۔ بقول انکے انہیں کی موجودگی سے خدا تھا۔ رشتوں کی موجودگی سے جنکی تعداد خدا کو بھی نامعلوم معقود ہوا خدا سے روحیں اور مادہ نکلکر جدا ہوگئے۔ خدا بالکل نہیں ہاں اگر خدا نخواستہ کچھ رہا بھی تو محض نحیف و ضعیف جیسے روزمرہ محنت و تکلیف کے سوا ایک دانہ گندم بھی میسر نہیں کیا یہ ایمان ہے؟ کیا یہ یقین ہے؟ اور کیا ایسے اعتقاد سے راحت کی امید ہو سکتی ہے؟

گر ہمیں مکتب است و ایں احمد　　کار امت تمام خواہد شد

نمبر ۲۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ پرماتما انادی ہے اُسکی سب صفات انادی ہیں اُسکا علم انادی ہے اُسکا عقل انادی ہے وہ رحیم انادی ہے اسکا رحم انادی ہے وہ عادل انادی ہے وہ مالک انادی ہے اُسکی ملکیت انادی ہے وہ خالق انادی ہے اُس کی خلقت (دنیا کا پیداد) انادی ہے جب یہ حال ہے تو انادی ایشور کے ماتحت روحیں اور انادی پرکرتی کی قدرت میں انادی پرکرتی تو موجود ہیں قانون قدرت انادی کے مطابق عدل (دنیا) سے دیا کرتا ہے اور قاعدہ قدرت کے مطابق مقررہ کال سے پیدا کرتا ہے اور اسیطرح ہمیشہ کرتا رہیگا۔ کیونکہ اُسکا کبھی خاتمہ نہیں اور نہ وہ کبھی معزول یا معطل ہے اسواسطے روحیں پیدا شدہ یا نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں اور نہ آ سکتی ہیں مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ کیا ایسا پرمیشر ہو سکتا ہے جو درحقیقت اپنے گھر سے تو وہ مفلس و تہیدست ہے اسکا جواب یہ ہے کہ پرمیشر کو آپ نے جسمانی مانا ہے یا غیر جسمانی اگرچہ قرآن میں جسمانی پایا ہے لیکن مرزا صاحب خود نہیں مانتے اسواسطے ہم وہ بحث یہاں نہیں لاتے۔ مگر ہاں اگر اُسکا گھر ہے تو سکونت پر بھی ہوگا اگر گھر محدود ہے تو خدا کے جسمانی ہونے میں کسی اعرابی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ عرب میں بیت اللہ گھر موجود ہے

ان آریہ بھائیوں کی زبانی جو رحم بھی کر آگے ہیں اور یہاں آ کر بطالت اسلام سے تائب ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ اُس مکان کا مالک کوئی مفلس تہیدست و دیوالیہ ہے جسکے حسب حال سعدی کا یہ شعر ہے۔

چو بیت المقدس دروں پر ز تاب　　رہا کردہ دیوار بیروں خراب

یعنی خدا کا گھر جو بیت المقدس ہے اندر اُس کا بہ سبب غیر مرمت اور متعفن ہونے کے اور بخارات کے نہ نکلنے کی گرمی سے بھرا ہوا ہے کوئی بارتی یا غرفہ یا دریچہ نہیں سوائے اسکے باہر کی دیوار بھی گری ہوئی اور خراب ہو رہی ہے گویا اس گھر کا کوئی مالک ہی نہیں افسوس!

نسخہ ضبط احمدیہ

اگر ان گھروں سے مرزا جی کی مراد نہیں ہے بلکہ خدا کو جسمانی سمجھ کر اُسکے جسم کو ہی اُسکا گھر سمجھتے ہیں تو بھی بالکل غلط ہے کیونکہ جسم تو روح کا گھر ہے مگر جسم اسکو مرزا صاحب بھی نہیں مانتے۔ ہاں اگر گھر سے مراد کارخانہ قدرت ہے یا تمام دنیا ہے یا عرش ہے یا آسمان کے اوپر بالائی کرتے ہیں تو اس سے مجازی طور پر ہمیں بھی انکار نہیں بلکہ اقرار ہے کہ اس کارخانہ قدرت میں روحیں اور مادہ ازل سے ابد تک موجود رکھتا اور رہتا ہے کبھی کسی طرح کی کمی نہیں۔ خدا کا دیوالہ کبھی نہیں نکلیگا اور نہ وہ مفلس اور تہیدست ہوگا مگر روحیں و مادہ ضرور انادی ثابت ہو جاوینگا۔ جو قرآن کے حق میں مفید نہیں۔

اس طرح کہ ۵-۶ ہزار سال سے پہلے نہ کوئی روح تھی نہ مادہ تھا ایسکے نہ ہونے سے کوئی اُسکی صفات بھی بقول مرزا صاحب لاسامی کے خدا دیوالیہ تھا اللہ مفلس تھا رب العرش تہیدست تھا۔ اور ایسا ہی یوم الدین کے بعد ہوگا۔

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اب اسے محمدیو (دین اسلام کے) ہمارا کہنا غور کر سے سنو بافرصت اپنے دل میں سوچو کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن اور پیغمبر قادیان کہتا ہے تو سب اُمیدیں تمہاری خاک میں مل گئیں اور اس اللہ خیر الماکرین پر بھروسہ کرنا ضرور بعید ضرور معرض خطر و محل اندیشہ ہوگا۔ خدا آپکے دلوں کو جہالت سے نکالکر علم و عقل غوص و فکر کی طرف لگا دے اور ہمیں آپکی ملاپ کے واسطے روز بروز ہمت دلوے۔ آمین۔

گائے کی بابت اعتراضات کا جواب

عصا صفحہ ۱۳۷۔ دیکھو ایک طرف آریوں کی فلاسفی یہ بتلاتی ہے کہ گائے جو ایک حیوان ہے مسئلہ آواگون کے رُو سے کسی زمانہ میں برہمن کی قوم میں سے یعنی ایک برہمنی تھی۔ اور پھر کسی پلید اور بُرے کام کے ارتکاب سے بعض کہتے ہیں کہ زنا کے باعث سے سزایاب ہو کر گائے کے جون میں آگئی اور پھر دوسری طرف دیکھو کہ اُسی مجرمہ فاسقہ عورت کی ہندو کے خیالات میں کسقدر تعظیم و تکریم جمی ہوئی ہے کہ گئی یا اُسی کی دم پکڑ کر پار ہو جاتا ہے۔

نمبر ۱۔ گائے کی جو عزت قوم ہنود میں ہے وہ صرف اُسکے فوائد کی غرض سے ہے کیونکہ در حقیقت یہ ایسا مفید جانور ہے اور اسکے اسقدر فوائد بنی نوع انسان کو بلکہ اکثر چاندروں کو بھی پہنچتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں اور بعضے تو اس حد تک ہیں کہ وہ بہت سے آدمیوں سے بڑھکر ہیں اور خصوصاً ہندوستان کے ملک میں اگر گائے نہ ہو تو ویرانی و بربادی میں ذرہ کسر نہیں۔ کیونکہ بنیاد بہبودی ملک کی زمینداری ہے اور تمام زمینداری کا کاشتکاری گائے کے اختیاری اور اسی واسطے ہندوستان کے ہندو دہقان کو یہ مثل ورد زبان ہے کہ اُتم کھیتی مدھ بیوپار نکھد چاکری بھیکھ ندان اور اُسی گائے کی برکت سے ملک ہندوستان جنت نشان مشہور ہے اور وجہ ظاہر ہے کہ بقول قرآن (سورۃ محمد) کے جنت میں نہریں شہد و شراب و آب کی مع مقامات ہیں اب دیکھنا چاہئے کہ یہ بات کسقدر قابل اعتبار ہے۔

نمبر ۱۔ تفسیر حسینی سے ثابت ہے کہ دریائے گنگ جسکا پانی نہیں بدلتا بہشت کی نہر ہے چنانچہ در بیان از ابن عباس نقل میکند کہ خدائے تعالیٰ پنج جوئے آب از جنت بر بال جبرئیل نہادہ از آسمان فرو فرستاد اول سیحون کہ نہر ہندوستان ست (تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۸ سورۃ مومنون نولکشور)

سیحون نہر اول و علمائے تحلیہ نام رودیست در ہند کہ بعضے گمان برند کہ رود گنگ ست و گویند کہ این رود از بہشت آمدہ کہ آبش خراب نمیشود (از کشف و منتخب و مدار از تحقیقات عبدالکریم خان)

حدیث مسلم میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیحان و جیحان والفرات والنیل کل من انہار الجنۃ (دیکھو حدیث مسلم مطبوعہ نولکشور ۱۳۱۹ھ صفحہ ۳۸ جلد ۲)

نمبر ۲۔ جب گاؤکشی نہیں ہوتی تھی بزرگوں کی زبانی سُنا جاتا ہے کہ دودھ بافراط تھا چنانچہ روغن زرد ایک روپیہ کا ۸ سیر ملتا تھا اور غلہ فی روپیہ دس بکتا تھا ہر ایک چیز افراط کے سبب مشہور ہو جاتی ہے چنانچہ دودھ کی کثرت نے بمقابلہ عرب جیسے ریگستانی ملک کے دودھ کی نہریں مشہور کر دیں غالباً اس وجہ سے گو کی نسل دودھ کی کثرت کسی ملک میں نہیں ہے اور یہ حدیث نبوی سے بھی ظاہر ہے علیکم بالبان البقر فانہا شفاء و لحمہا داء گائے کا دودھ صحت بخش ہے اور اسکا گوشت مرض پیدا کرنے والا ہے۔

نمبر ۳۔ شہد بھی شمالی ہند میں بکثرت ہوتا ہے اور غالباً بہ نسبت اور ممالک کے یہاں زیادہ ہے۔

نمبر ۴۔ شراب بنگالہ میں تاڑی کی کثرت و دیگر ہندوستان میں قند و نیشکر کی کثرت سے طیار ہوتا ہے اور بہ نسبت اور ملکوں کے زیادہ ہے تاڑی کا شراب خرابی بھی نہیں لاتا۔

پس قرآنی جنت کا نشان جہاں ملتا ہے وہ ہندوستان ہی ہے اور یہ تمام باتیں ہندوستان کو گائے کی بدولت میسر ہیں۔

ہم باقی فضولیات کا جواب (جنکا اسنے کوئی حوالہ نہیں دیا) ترک کر دینا چاہتے تھے مگر چند دوست مانع ہوئے۔ کسی ہندو یا آریہ کا یہ اعتقاد نہیں ہے۔

عصا صفحہ ۱۳۸۔ چنانچہ کیونکر کا مقام ہے کہ کسی شخص کو محض بے رحمی سے قتل کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جس میں کچھ زیادہ بدی نہیں گذری۔

آریہ کیونکر کوئی ہندو و آریہ اپنا رہبر نہیں مانتا اور نہ اپنے دھرم کا پیشوا جانتا ہے۔ بلکہ ایک مدعی و قوۃ پیشوا مانتا اور جھوٹا گروہ جانتا ہے۔ ہاں اُنکی چند باتیں عمدہ ہیں جو عموماً ہندو دھرم یا خالصہ دھرم سے اخذ کی گئی ہیں۔ سچ بولنا۔ اشنان کرنا۔ عبادت کرنا ایک ایشور کو ماننا بتوں کا سر پوجنا۔ مگر بتوں کا سر ہیوبکا۔ مردنیا سر یار تو بکا توڑنا۔ انہوں نے حضرت محمد کی آنتی تقلید کی تھی اور ایک بات رام سنگھ جی کی خصوصاً محمد یعنی مسلمانوں کو سکھ بنانا اور کیش رکھانا چنانچہ ابھی تک سینکڑوں مسلمان موجود ہیں جو مومن سکھ بنے ہوئے ہیں۔ اور اسکا خصوصاً نامہ نگار اُنکو دہنوا دیتا ہے۔ باقی اُنکے اور دعوے سراپا فضول ہیں۔ اور انہیں لایعنی دعووں نے ہی اہل ہنود کو خصوصاً ملول کیا۔ اُن ہی کا قول ہے۔

مذہبی مسائل اہا کے سب گرو مبدا تا
آساں سنا اکال تجے کوئی آ اور نہ جاتا

ان باتوں سے کوئی دانا اُنہیں ملامت نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ ہاں اودیا یا جہالت کا جو خاص حصہ تھا اُس کی کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔

نصابو یتا بار تا اگر تعلیم محمدی پر غور کریں تو سراپا ثواب کیا جیسے حدیث میں ہے قتل الموذی قبل الایذاء اور اگر دوسری روایت پر غور کریں خاتمہ البقر قاطع الشجر حائک لحمہ بائع التراب لگ فی السقر تو بھی اچھا کیا اور بقول محمد صاحب کے دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہونے کے واسطے کمی کر دی اور اگر حضرت علی علیہ الرحمۃ کے قول پر عمل کریں لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات تو بھی کچھ برا نہیں کیا ہے اور اگر حافظ کے قول پر غور کریں۔

مباش در پے آزار ہرچہ خواہی کن
کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

تو بھی برا نہیں کیا۔ اور اگر توریت کے قول پر غور کریں۔ خدا نے کہا کہ دیکھو میں ہر ایک بیجدار ساگ پات کو جو تمام روئے زمین پر ہیں اور ہر ایک درخت کو جس میں بیجدار پھل ہیں تمہیں دیتا ہوں اور یہ تمہیں کھانے کے واسطے ہوگا اور زمین کے سب چرندوں کو اور آسمان کے سب پرندوں کو اور سب کو جو زمین پر رینگتے ہیں جن میں زندگی کا دم ہے سب طرح کی سبزی انکے کھانے کیلئے دیتا ہوں (توریت کا باب اول آیت ۲۹ و ۳۰) تو بھی کچھ برا نہیں کیا۔

اگر ایسے بدکرداروں کی نسبت آئین اکبر شاہ میں دیکھئے تو بھی سزا ضرور ہے لیکن باوجودیکہ بے حد اور بیحد زیادتی کی جس کے سبب سے کفر کردار کو پہنچے۔ وید مقدس یا ست شاستر کے رو سے صرف سمجھا کے آگیا ہے ظلم و جبر سے منع کا حکم جس مگر انہوں نے نہ تو وید کا حکم مانا اور نہ توریت کا مگر صرف محمد صاحب کی آگیا سے انہوں نے قتل الموذی قبل الایذا کیا۔ پس قرآن کے رو سے وہ کسی طرح مجرم نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۳۸ ۔ چار ہزار سے کچھ زیادہ مسلمان متفرق مقامات اور دوآبہ میں زمانہ عملداری سکھوں میں بہاب دردا انگریز اور بے رحمی کے طریقوں سے قتل کئے گئے اور جلائے گئے اور پھانسی دئیے گئے۔

آریہ (۱) محمود غزنوی کے وقت میں کئی لاکھ ہندو غلام بنا اور قتل کئے گئے (تاریخ ہند کلکتہ سنہ ۱۸۵۵ء) (۲) تیمور کے وقت میں ۵۰۰ لاکھ ہندو بے گناہ قتل کیے گئے (تاریخ ہند کلکتہ سنہ ۱۸۵۶ء) (۳) شہاب الدین غوری نے لاکھ ہندو بے دین کئے (تحفۃ الملوک صفحہ ۶۱) (۴) علاؤ الدین کے وقت کا ظلم اور ہندوؤں کا قتل ہونا (الصفا صفحہ ۲۱۰) (۵) اورنگ زیب کے وقت میں ہندو جبراً مسلمان اور قتل کئے گئے (واقعات ہند صفحہ ۱۲۵) (۶) فرخ سیر کے وقت میں لاکھوں سکھوں کا قتل (تاریخ پنجاب صفحہ ۵۷ سے ۵۹ تک) (۷) نادر شاہ کے وقت میں ہندوؤں کی خون کی ندیاں (واقعات ہند صفحہ ۱۳۴) (۸) احمد شاہ ابدالی کے وقت میں دہلی کی خونریزیاں (الصفا صفحہ ۱۳۶)

مسلمانوں کے عہد میں ہندوؤں پر جسقدر ظلم سرزد ہوا اور جلا وطنی و سفاکی ہوئی اس کو تاریخ کا ایک ایک لفظ آہ و زاری کے ساتھ پکار پکار کر ظاہر کر رہا ہے ان کے عہد میں بعض بادشاہ بجائے جنگلوں میں شکار کھیلنے کے آبادی اور شہروں میں ہندوؤں کا شکار کرتے تھے روزمرہ اُن کی برادروں خوبصورت بہو بیٹیوں کو حرم شاہی میں داخل کرتے تھے جس وقت سوا من زنار ہندو قتل کئے جاتے اُس روز اظہار مسرت کیلئے جشن کیا جاتا۔ پس جنکے اصول رہنما یہ ہوں اور جن کی یہ کیفیت ہو انکے عہد حکومت میں جو کچھ ہندوؤں سے ترقی معکوس کا ہوگی اُسکا دیا اور جس میں انتہا میں بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آجکل کے مدبر لائق مسلمانوں نے اپنی قوم کو اس الزام سے بری رکھنے میں بہت کوشش کی ہے مگر تاریخ ہند کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جو ظلم کے دھبے سے پاک ہو۔ پس تاریخ سے اس دھبہ کے مٹانے کی کوشش کرنا گویا ہی ہے کہ خاک ڈالکر آفتاب کے چھپانے کی کوشش کرنا ہے (دیکھو رسالہ ہند باندھو صفحہ ۱۴۲ اکتوبر ۱۸۹۴ء) مرزا صاحب جب آپکے بزرگوں ملعون بادشاہوں محمدیوں کے ہاتھوں سے لاکھوں ہندو قتل و تباہ ہوگئے لاکھوں مسلمان بنائے گئے لاکھوں لونڈی غلام کی طرح فروخت کئے گئے۔ حالانکہ وہ [illegible] نام نگیا تھے۔ پھر یہ کونسا لوگ مقابلہ اُن ملعون بادشاہوں کے کیطرح [illegible] شکایت کے مستحق نہیں کیونکہ ظلم کا بدلہ۔ قرآن اور محمدیوں کیطرف جھکتا ہے کسی اور کیطرف نہیں ۔ اے بادِ عرب این ہمہ آوردہ تست۔ آپ میں اس کا جواب دیتا ہوں مولوی محمد اشرف صاحب نے سورۃ یوسف کی جو منظوم تفسیر کی ہے اُس میں لکھا ہے۔

یہ اُس وقت جبرئیل نے یوں کہا — کہ غم کو ہوئی اب تیرے انتہا
تیرے حق میں رحمت کا دریا بہا — اور اِس طرح ارشاد حق سے کیا
کیا ہم نے یوسف کو تجھ سے جدا — تو سمجھا نہیں اُس کا باعث ہے کیا
تجھ کو ہوئی کچھ بھی اس کی خبر — کہ تجھ پر گیا اتنا غم کیوں گذر
کہ کس لئے تیری غم ہم نے کی — اور آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی
کہ اعتراض سبب اُس کا تھا — کہ اک گلے تھی اُسکی بس بے بہا
اور ایک بکا بچہ تھا جو شیر خوار — چھری لیکے یعقوب نے ایک بار
گیا سامنے اُس کے کچھ جلال — ہوا اُس گھڑی ہیچ اُسکو کمال
نہ رحم اُس پہ یعقوب نے کچھ کیا — خدا نے عوض اُسکے یہ کھا دیا

(دیکھو تفسیر مذکور صفحہ ۱۲۳ ۱۸۸۱ء نولکشور)

دیکھئے بقول پاک مفسر کے گاؤ کشی کے جرم میں خدا نے یعقوب نبی کو کتنی سخت سزا دی! افسوس کہ متعصب مسلمان اب بھی نہیں سمجھتے ہیں۔

غلام احمد ۱۳۹ ۔ پہلے آپ ہی اُس حیوان کو ایک فاسقہ عورت کی گواہی ہوئی حلال قرار دینا اور پھر اس کی اپنی شکر کرنا کہ اُسکے ادنیٰ زخم پر ہزارہا انسانوں کے خون کرنے کو تیار ہو جانا۔ یہ کس قسم کی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دنیا میں ایسا وحشیانہ جوش ایک حیوان کے لئے کسی قوم میں ہرگز پایا نہیں جائیگا۔ جیسا کہ ہندوؤں کو گائے کے لئے ہے۔ بعض متعصب رحمیوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ اصل میں گائے کا جرم تو خفیف ہی تھا مگر ریشی نے اُس کو کسی تعصب سے سخت سزا دی شاید مریدہ یونیتی اور متیر کو ظالم ٹھہرایا اس خیال سے ہے کہ انکے مجموعہ رعم میں گائے در اصل نہیں کی جن لیے برہمنی ہے۔

آریہ۔ یہ تمام بیہودہ و فاسد علی الفاسد ہے کسی ہندو[1] کا مذہب میں ایسا اعتقاد نہیں ہے اور نہ کسی کتاب میں درج ہے ورنہ آپ ضرور حوالہ دیتے۔ بنابراں آپکی یہ من گھڑت بات ہے ہاں مسلمانوں کا یہ اعتقاد ضرور ہے کہ شیر خون سے بنتا ہے مگر قرآن کے رو سے خون اور سور شادی حرام ہیں حالانکہ ہر ایک مسلمان بچہ پیدائش سے مرگ تک خون سیلہ شیر پیتا ہے حالانکہ مسو خون حرام اصل ہے۔ علاوہ بریں آپکے قرآنی ہاروت ماروت پر زہرہ کی بدکاری ظاہر ہی ہے۔ کیا آپ نے مثنوی رومی کا دفتر اول نہیں دیکھا۔؟

چون زنے از کار بد شد روئے زرد — مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
عورتے را زہرہ کردن مسخ بود — خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

فریدالدین عطار بلبل نامہ میں صفحہ ۱۷۳ مطبوعہ نولکشور لکھتا ہے۔

شنیدستی قصہ ہاروت ماروت — کہ بودند حاذم درگاہ لاہوت
نہ اول بر فلک بودند فرشتہ — شدہ آخر چو دیوانہ بغم سرشتہ
بہم خوردہ فساد و خون بکردند — ز زہرہ اسم اعظم را بدادند
چو زہرہ اسم اعظم را بیاموخت — در آتش بک سر موتش بسوخت
بخواند آن اسم را بر آسمان شد — [illegible] یا سبان شد

دیبی زہرہ یعنی روز جمعہ آپکی معبودہ اور مقدسہ ہے جسکی خاطر تم نماز بجا لاتے ہو گویا اسکی بدچلنی کو چھپاتے ہو چنانچہ دبستان مذاہب میں لکھا ہے۔

عقیدہ حکما آنست کہ ہر صاحب ناموسی بیکے از کواکب پرستید چنانچہ موسیٰ زحل را [illegible] کہ بر وے نیکو دشمنے گرامی است۔ و موسیٰ بر سحر و جادو کہ منسوب بہ زحل است غالب بود و عیسیٰ آفتاب را بدین سبب کہ [illegible] ستودہ است آخر وحش خورشید پیوست و محمد زہرہ را الاحمر [illegible] اوراد منفرد است بجہت آنکہ العوام این معنی را خواستند کہ بگویند پوشیدہ داشتند و

---

[1] ایک اور محقق فرماتے ہیں ہم مہذب آریہ ورت کا یہ مسئلہ تاول گائیوں کی حفاظت پر یہ معلوم کی قابلیت کیا ہے اور [illegible] داغ کا گہرا [illegible] ہے کہ جس کی [illegible] نظر اُس وقت [illegible] خیال کو [illegible] کا استحقاق ہے [illegible] رہا ہے [illegible] رواج [illegible] ہندو [illegible] گیا ہے یا اُسکے تحریر [illegible] اُسکو [illegible] سزا دینی [illegible] سے متعلق ہوگئی کہ کسی [illegible] یا بادشاہ کے قانون [illegible] رہی ہے اس میں افراط تفریط ممکن ہے۔ گائیوں کی عظمت شانی اور کوئی باعث نہیں ہے بجز اسکے کہ اسکی زندگی سے ہم بیشمار ثمرہ اٹھاتے ہیں پھر انکے اوپر ظلم جب چاہے [illegible] ہرگز بنی آدم کے تشدد ظلم و قتل سے کم مرتبہ نہیں رکھتا ہے۔

وضع بیضہ عربی آشکار ست کہ تعظیم زہرہ مے کردند ازاں عبث مو یا خوش و احسان آں"
اور اس کی تائید مخزن الادویہ سے بھی ہوتی ہے کیونکہ اسکے صفحہ ۴۹۲ سے ۴۹۳ تک جو جو چیز متعلق بزہرہ لکھی ہیں وہ عموماً حضرت برغبت استعمال کرتے تھے (دیکھو مخزن الادویہ مطبوعہ محمدی پریس دہلی ۱۲۸۲ھ)

اور اس کی تائید تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۱۸ سے بھی ہوتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ زہرہ ایک بدکار ملعونہ عورت بلکہ ایک طوائف تھی اور فتنہ کیا کرتی تھی۔

اس بدکار ملعونہ عورت سے نسبت لگانا حضرت کو زیبا نہ تھا کیونکہ پہلے آپ ہی اس زہرہ یعنے طوائف کو ایک فاسقہ عورت کی بگڑی ہوئی جون قرار دینا اور پھر اس کی عزت کرنا کہ اسکی بڑائی کے اظہار کرنے والے کی نسل پر تیار ہو جانا یہ کس قسم کا الہام ہے اور کیسی فلاسفی ہے اگر تلاش کرو تو تمام دنیا میں مسلمان جیسا عموماً اور یہی قادیانی جیسا خصوصاً وحشیانہ جوش ایک طوائف (جمعہ یا زہرہ) کے لئے کسی قوم میں ہرگز نہیں پایا جاویگا بلکہ جاہل سے جاہل قوم بھی اس کی مصداق نہ ہوگی حیف ہے کہ مسلمانوں کو زہرہ کی محبت ہے اور تمام دینی کاموں کا انحصار اسی فاحشہ کی محبت پر ہو گیا۔ بعض متعصب مولویوں کو یہ بھی کہتے سنا ہے کہ اصل میں تو ثواب نماز زہرہ کا اس سے بھی بڑھکر ہے مگر خدا نے بہمدردی مصلحت سے اظہار اس کا ضروری نہ سمجھا ہاں اشارتاً قرآن میں بھی اس کا ثواب مذکور ہے مگر حجاب ضروری ہے۔ (دیکھو سورۃ جمعہ)

جب یہ حال ہے تو گویا کتب اسلامیہ کا صاف اقبال ہے کہ مسماۃ زہرہ یعنے جمعہ مقدسہ درحقیقت اُنہیں کی بہن سلاتی یا علاتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی ذکر دیو سماج کی وجہ تسمیہ پر بھی غور کرو۔

عشق و بیدل کہ آمد عقل را اول نبود   دزد دانا میکند اول چراغ خانہ را

اسی طرح فاضل اجل عالم اکمل مولوی عبد الرحیم صاحب اپنی کتاب کشف اللغات میں صفا مروہ کی نسبت فرماتے ہیں "صفا موضعے ست در مکہ معظمہ کہ آنرا صفا مروہ گویند آں دو سنگ اند نزدیک کعبہ کہ مسلمانان آں سعی میکنند و آں یکے از شعار حج است میگویند کہ ایشاں بردو در کعبہ زنا کردہ بودند حقتعالیٰ ایشاں را مسخ کرد" دیکھو کشف اللغات جلد اول ردیف ص صفحہ ۵۰۵ مطبوعہ ۱۲۸۷ھ بمبئی)

"صفا نام کوہچہ در مکہ معظمہ و کوہچہ دیگر کہ مروہ نام دارد و نیز در انجاست و حاجیاں درمیان صفا و مروہ کہ تخمیناً دو صد قدم مسافت دارد سعی کنند اے مے دوند دیں دویدن یکے از لوازم حج است" (از غیاث صفحہ ۳۰۲ ردیف ص۔

اور قرآن سورہ بقر میں ہے ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ترجمہ صفا اور مروہ نشان ہیں اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا زیارت تو اس کو گناہ نہیں کہ ان دونوں کے طواف میں

اسی پر سر سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ اس حضرت ابراہیم کے زمانہ سے لات بلکہ اس زمانہ کی وحشی قوموں کی عبادت پر خیال کریں تو بجز اسکے اور کچھ پایا نہیں جاتا کہ وہ لوگ آپس میں حلقہ باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کودتے تھے اور اچھلتے تھے اور وہ سارا حلقہ کا حلقہ اسی طرح چکر کھاتا تھا اور اسی جوش و خروش میں ننگے ہو جاتے تھے اور شکلتے تھے اور ان کی تعریف کے گیت گاتے تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے

اسی نماز کا نشان اسلام میں طریقہ ابراہیمی پر موجود ہے جس کا نام مذہب اسلام میں طواف کعبہ قرار پایا ہے اور ابن عباس سے مشکوۃ میں روایت ہے کہ ان النبی صلعم قال الطواف حول البیت مثل الصلوۃ ترجمہ آنحضرت نے فرمایا کہ کعبہ کے گرد طواف کرنا مثل نماز کے ہے پھر فرماتے ہیں اسی قسم کی پرستش اب بھی بعض بعض وحشی قوموں میں پائی جاتی ہے حضرت ابراہیم خدا کے لئے ایک ہی کھڑا پتھر کھڑا کر لیتے تھے اور جو عبادت یا نماز ہوتی تھی وہ اسی کے گرد ہوتی تھی اسی لئے حضرت ابراہیم کے زمانہ میں کوئی خاص سمت قبلہ کا بجز بغیر اس نشان کے جسکو وہ قائم کر لیتے تھے اور کچھ نہیں پایا جاتا۔ پھر فرماتے ہیں "پس لوگ خیال کرتے ہیں کہ اولاً پتھر کا پوجنا بنی اسمعیل میں اس طرح شروع ہوا۔ کہ جب اُس سے کوئی مکہ سے جاتا تو حرم کے پتھروں سے ایک پتھر اٹھا لیتا تھا۔ اور مکہ اور کعبہ کے شوق میں جہاں اترتے تو اس پتھر کو رکھ لیتے اور اسکے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے" (دیکھو تفسیر احمدی سورہ بقر جلد ا صفحہ ۱۸۶ و ۱۸۷ مطبوعہ علیگڈھ)

پھر سید صاحب فرماتے ہیں رمی جمار (یعنی سنگریزہ پھینکنا) کی کوئی ٹھیک وجہ معلوم نہیں ہوتی تمام ارکان حج اسلام میں بھی بحال ہیں جو زمانہ جاہلیت میں تھے اسلام میں بھی مثل دیگر ارکان کے عملدرآمد ہے"

پھر فرماتے ہیں جو کچھ زیارت تھی وہ یہی تھی کہ لوگ جمع ہو کر اس زمانہ کے وحشیانہ طریقہ پر خدا کی عبادت کرتے تھے ننگے سر تہبند بندھا ہوا۔ سنگ بے تمک ان دیواروں کے گرد جو خدا کے گھر کے نام سے بنائی گئی تھیں اچھلتے اور کودتے اور حلقہ باندھکر جو گرد پھرتے تھے جس کا نام ہم نے طواف رکھا ہے" (دیکھو تفسیر احمدی جلد ا سورۃ بقر صفحہ ۲۴۸ و ۲۴۹)

باب سوم

ویداور آریوں کی علمیت

غلام احمد ! اس زمانہ میں ایک بچہ بھی تھوڑا سا جغرافیہ پڑھکر معلوم کر سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی زمین کیسی باتوں پر مشتمل ہے اور کیسے رنگا رنگ کی مخلوقات بر روئے زمین پر آباد ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے اسی کو عقل میں فہم میں دنیا میں ترقی دی ہیں آریوں کی نسبت بہت زیادہ ترقیات بخشی ہیں۔

نیز وید جس جغرافیہ سے آجکل بچہ بچہ، جس علم ہیئت سکولوں کے مڈل جماعت والے اور جس علم طبعی آجکل کے نو آموز لڑکے دنیا کے حالات۔ عالم بالا کے سماوات اور پیدائش عالم کے کیفیات سے لبریز ہو جاتے ہیں قرآن اس سے بالکل بے خبر ہے۔ اور اگر سچ پوچھو تو محض نادان ہے قرآن زمین کو ہموار اور بساط کے مثال بچھی اور پہاڑوں کو میخ لمیخوں کے بتاتا ہے۔ پس قطع النظر علمیت جاہلیت کے خدا تعالیٰ مصنف قرآن کو بھی نہیں آتا ہے۔ حالانکہ جغرافیہ دان جانتے ہیں کہ زمین گول بلکہ نارنجی کے ڈول ہے وہ کھڑی نہیں بلکہ روان ہے۔ پہاڑ میخیں نہیں بلکہ زمین سے ہی ابھرے ہوئے ہیں پس اے صاحب اس جغرافیہ سے قرآن بالکل بیزار ہے قرآن شہاب ثاقب۔ رعد وغیرہ کی ماہیت سے بدرجہ نہایت دور ہے اور علم طبعی یا ہیئت کے سمجھنے کا اس میں مادہ ہی نہیں بلکہ سیر کی تعلیم ہے مگر آریوں کی علمیت فضیلت و کمالیت و فلاسفی کا لوہا ایک دنیا نے مانا ہے۔ اور اپنا موت علی ملکہ پر سیل جاتا ہے معقول حال جس کا آگے مذکور ہے اور غیر مذاہب کے فضلا کی ربانی اُنکا تمغہ درج ہے۔

جب سے آریوں نے وید و ست دہرم چھوڑ کر۔ توہمات پرستی اختیار کی تب سے ماہیت تقلید کو بھی ترک کیا عقل کل کو چھوڑا لہذا عقل نے بھی اُنسے منہ موڑا۔ راستی سے دور ہو توہمات میں چور ہوگئے مگر اب بھی کوئی اسلامی اُن سے عقل و دانش میں زیادہ نہیں ہاں جہالت اور برتی ماہیت بر دف آمادہ ہیں ابو جہلی خون کی تاثیر ہے اور الہی اصلی جاگیر۔

غلام احمد ! کیا اتنے بڑے جہان کا مالک ؟ کہ فقیہ و بخیل آدمی کی طرح بہشت کیلئے ایک خاص ملک تک اپنے فیض الہامی محدود رکھ سکتا ہے کہ تو وہ الہام جس پر اس قدر ناز ہے سننے والے عجیب قسم کا الہام ہے کہ اول سے آخر تک بجز مخلوق پرستی کے بات نہیں کرتا پنڈت دیانند نے تاویلات میں بہت کوشش کی مگر کوئی کچھ مسئلہ ظاہر کرنے میں

کہاں تک لکھیں مارے آخر کچھ بھی نہ ہو سکا وید کی تعلیم مخلوق پرستی کی ایک آدھ مقام میں تو نہیں کہ چھپ سکے وہ سارا انہیں خیالات سے بھرا ہوا ہے۔

تروید یہ تھا کہ گمان کا کامل و غیر متغیر و لا تبدل ہونا۔ تو ہم نہایت بسیط تکذیب براہین احمدیہ میں ثابت کر آئے ہیں (دیکھو صفحہ ۹۰ سے ۱۱۲ تک)

آٹا و ملات کا جواب سنئے سوامی جی نے ایک ہیر موتا ویل نہیں کی۔ اور آنکی ذات منبع الصداقت والحسنات سے ممکن تھا۔ کیونکہ انہوں نے تمام ترجمہ میں وید مقدس کی پرانی تفسیروں شتپتھ وغیرہ۔ ایتریہ۔ سام و دیان برہمنوں اور نگھنٹو۔ نرکت نھاتوں۔ اور اشٹ ادھیائی و مہابھاشیہ گرامروں کے مطابق جا بجا فضلا و علما کی شہادتیں درج کی ہیں حوالے دیئے ہیں بلکہ کوئی ایسا منتر کم ہوگا جسکے ترجمہ میں حوالہ نہ دیا ہو۔ ہاں ہم ملاں حضرت ایمان کی طرح انکا کوئی بھی عبوے نہیں تھا۔ چار امور کی بابت جُہلا لوگ گمان کرتے ہیں کہ سوامی جی نے وید بھاش میں تاویلیں کی ہیں۔

اول مورتی پوجا اور اوتار۔ دوم مخلوق پرستی و آفتاب پرستی۔ سوم ایشر کی واحدانیت۔ چہارم ویدوں میں تمام علوم کے اصول کا ہونا۔ چونکہ خود وید مقدس سے سوامی جی مہاراج بھی ثبوت دے چکے ہیں ہم غیر مذہب کے علما کی شہادت کرتے ہیں اور اول یعنی اعتراض کا دندان شکن جواب دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں تا کہ جُہلا اور ناواقف لوگوں کی زبان آئندہ کے واسطے قفل سکوت لگے جس سے وہ نہ خود گمراہ ہوں اور نہ اپنے سے کم عقلوں کو گمراہ کرنیکی کوشش کریں۔

نمبر ۱۔ مورتی پوجا و اوتار نمبر ۱۔ شری پنڈت تارا چند (شاستری) اپنی کتاب **استری دھرم سنگرہ** میں فرماتے ہیں عرصہ دراز سے اس ملک کی رسومات بدل گئیں اور انکے بدلنے کا سبب یہ ہے کہ نئے پنڈتوں نے سب سے راجاؤں کے عجیب غریب حالات اور طبیعت کے موافق کرموالی کہانیوں کو اور مختلف طور کی مورتوں کا ذکر اور صدہا اقسام کے وید کے خلاف ہدایتوں کو گھڑ کر انکو تحریر میں لائے۔ ان گرنتھوں کا نام **پران و اتہاس** رکھا۔ جب ان کتب کا اس ملک میں اچھی طرح رواج ہو گیا۔ تو دھرم شاستر کا رواج نہایت کم ہو گیا۔ سبب اس کے یہ ہے کہ مرد اور عورتیں نہیں پڑھتے اور شاستر کا علم نہیں رہا اور اسکے نہ ہونیسے ہم لوگ جہالتکو اور جہالت سے مفلسی کو پہنچ گئے (دیکھو رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۲ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۷۶ء حصار اول نمبر ۵)

نمبر ۲۔ پادری سمتھ صاحب دین حق کی تحقیق میں فرماتے ہیں کہ وید میں پرمیشر کی تعریف اس طرح پر کیگئی ہے اور وہ بن ہاتھ پاؤں کے پکڑتا چلتا اور بن آنکھ کے دیکھتا اور بن کان کے سنتا اور وہ سب کچھ جانتا پر اسے کوئی نہیں جانتا (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ ۱۸۷۱ء امریکن مشن پریس لودہانہ)

نمبر ۳۔ پھر وہی پادری صاحب فرماتے ہیں رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے کہ تو قادر مطلق اور واحد اور سب سے اوّل اور سب دان اور تمام کردہ۔ تو بھو۔ بھوہ۔ ندہ اور تینوں کال۔ زمن اور سب سے نہایت ہے (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۷ مطبوعہ ۱۸۷۱ء)

نمبر ۴۔ آریہ لوگ۔ خداوند سے آگاہ تھے اور انکے درمیان اُسکے صفت نام تھے (سائنس آف دی لینگویج صفحہ ۲۷۳)

نمبر ۵۔ ایک محقق ال لائٹ صاحب بہادر حیدر نگر علاقہ فرانس سے تحریر فرماتے ہیں۔ بعنوان بت پرستی اور وید۔ ایڈیٹر صاحب اخبار سٹیٹسمین کلکتہ میرے ایک دوست نے آج صبح مجھ سے اس پانچ ہزار روپیہ کے انعام کا (جو آپکے اخبار میں درج تھا) جو آریہ سماج کلکتہ نے اس شخص کیلئے جو خاطر خواہ یہ بات ثابت کرے کہ بت پرستی ویدوں سے نکلی ہے مقرر کیا ہے۔ میں نے تھوڑا حصہ ویدوں کا پڑھا ہے جو پختہ طور پر یقین دلانے کے لئے کافی ہے۔ کہ خواہ بت پرستی ہندوؤں میں کسی رو سے پھیلی ہو مگر وید اس کا مقتدہ نہیں لیکن کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ اس کی تعریف کیجائے۔ کہ بت پرستی کیا ہے؟ کیا۔ اس غیر محسوس لامتناہی واحد وجود از قسم مرد یا ایک مورت اور گیان سے خدا اور اسکی صفات کا جو اس غرض سے مجسم بنایا ہے کہ دیوبار کرنیوالے کے سامنے اس سَت چِت آنند سروپ کی تصویر رکھی جاوے جسکو اس نے سوچا یا پڑھا ہے۔ یا یہ کہ بلا خیال صداقت اس مطلق کے صرف مادی شکل کی پرستش کرتا ہے میرے خیال کے بموجب اول کا نام بت پرستی نہیں ہے اور دوسرے کا نام بت پرستی ہے۔ دونوں صورتوں میں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے بعض حروف پر ماتما کی صفات مطلق کا ذکر ہے اور ان صداقتوں کے مطابق کی ہندوؤں کے مورتیوں نے مختلف شکلیں بنائی ہیں سمجھکر ہندو دیا تا ہے کہ ان شکلوں کے کیا معنے ہیں اور پہلے تعریف کے بموجب پرستش کرتا ہے۔ جاہل ہندو شکلوں کو لیتا ہے اور اُن کی پرستش کرتا ہے اور اسطرح بت پرستی میں پڑ جاتا ہے۔ (دیکھو اخبار مذکور ہفتہ وار مورخہ ۱۴ اپریل ۱۸۸۳ء نمبر ۱۶ جلد ۴ کالم ۶)

نمبر ۶۔ پروفیسر میکسمولر صاحب ایک موقعہ میں ملا اسعر کی چٹھی مورخہ ۲۹ جنوری ۱۸۶۳ء نقل ہے یہ چٹھی انمقدم کر تانک لکھی گئی تھی۔ کہ نسخے وید ہمارے پاس آئے ہیں۔ ہم نے انہیں سے بہا لنکالی ہیں۔ جو کہ انکے سچائی و قیمتی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور جس سے بت پرستی نیست و نابود ہو جانی چاہئے۔ جبکہ انکو یہاں کے باشندوں کے سامنے پیش کرتے ہیں انکے دل پر بہت اثر کرتی ہیں خدا کی وحدانیت صفات اور سورگ نرک کی کیفیت جیسی کہ چاہئے ویدوں میں خوب ہے (لکچر سائنس آف دی لانگویج صفحہ ۱۷۶)

نمبر ۲۔ مخلوق پرستی و آفتاب پرستی۔ نمبر ۷۔ پادری رجب علی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندو لوگ مذہبی معترضوں کے نزدیک کہ جن کو لفظی اور ظاہری بحث کی غرض ہے اور جنکو معنوی اور باطنی امور میں مس تک نہیں۔ ملزم ہی کیوں نہ ہوں مگر غور پسند اور منصف شخص جو سورج پرستی کی فلاسفی سے ماہر ہوگا کبھی انکو (جو ہر قوم کے بلحاظ مذہب آپکا جگاوے ہوئے ہیں) ملزم نہ گردانیگا۔ اکبر بھی اس جرم سے مجرم نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ ہندوؤں کی اصل الاصول میں جو وید میں اس کا کہیں پتہ تک نہیں۔ مفسروں کا قصور ہے جنہوں نے غلط اور بے سرو پا تفسیریں کیں معترض اگر انصاف پر آئیں تو ہندوؤں کو اس الزام سے ملزم گردان سکتے ہیں۔ اور نہ اکبر کو۔ ملا صاف طور پر اسکی فلاسفی سمجھ سکتے ہیں اس میں کچھ شبہ نہیں کہ دنیا میں جسقدر چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ اُن میں سے سب سے زیادہ پرمیشور کا مظہر سورج ہے۔ قدامت جسکی صفات کی علم جیالوجی سے بخوبی معلوم کرسکتے ہیں (دیکھو [illegible] صفحہ ۱۶۹)

ایک مورخ یورپ فرماتا ہے سب سے پہلے آریوں کی پرستش کا طور وید کے مطابق تھا ہندوؤں کے مذہب کی بنیاد وید ہے لیکن حال کی بت پرستی اس ہی سے نکلی (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۳ سطر ۱ ۱۸۵۲ء)

نمبر ۸۔ الیم ہونٹر صاحب فرماتے ہیں گایتری وید کی ماں ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا منتر ہے جو وید کے (جیسا کہ بعض جہلا کا خیال ہے) نہیں ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ آؤ ہم سورج کی پرکاش سے جسکے مقابلہ کا کوئی جلال نہیں جس سے ہمیں کاش ہے۔ اور تمام کو امداد دینے والا ہے۔ جس سے تمام آسمان نکلتے ہیں اور جسکی طرف آخری سب کا رجحان ہے یعنے جو سب کا مقصود اصلی ہے اور جسکے ظاہری وسائل نہیں بلکہ روح اور عقل کا بھی محافظ ہے وہی اس منتر کا اصلی منشا ہے (دیکھو انکے ترجمہ منو سمرتی انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۸ مطبوعہ کلکتہ)

نمبر ۹۔ پھر وہی صاحب موصوف کہتے ہیں "منو کا فارسی ترجمہ جو کہ ہوا ہے وہ نہایت خراب ہے اور اس مترجم بہت کی غلطیاں ہیں۔ وہ منو کے مطلب کو بالکل نہیں سمجھا ہے اور اسی واسطے منو کے شاستر کے بالکل خلاف ہے۔" (دیکھو منو سمرتی کا ترجمہ انگریزی کا دیباچہ صفحہ ۸)

نمبر ۱۰۔ ایک یورپین مورخ فرماتے ہیں "وید میں کرشن اور لنگ کی پرستش کرنے اور اُسکے قصوں کا ذکر نہیں لکھا ہے اور اس کرشن اور راما اور وشنو کے اوتار اور پرستش کا کچھ نام بھی نہیں معلوم ہوتا ہے" (دیکھو تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ)

نمبر ۱۱۔ پھر وہی مورخ "بیدوں کی ہدایت پر اب لوگ عمل نہیں کرتے ہیں اُنکے عوض عرض اور انکی بجائے ہدایتیں اور دستور جو پیچھے سے نکلے ہیں مقرر کئے گئے ہیں" (تاریخ ہند مطبوعہ

[illegible]

کلکتہ سنہ ۱۸۳۲ء صفحہ ۱۲)

نمبر ۱۲۔ شری راجہ رام موہن رائے بانی سماجی برہم سماج وید کے اس فقرہ کا جس سے عوام لوگوں نے سورج پرستی کی ہے لفظی ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ ہم اس اعلیٰ طاقت اور شان والے آفتاب کی روح اعلیٰ کا دھیان کرتے ہیں جو ہماری عقل اور فہم کی ہدایت کرتا ہے" (دیکھو انکا انگریزی ترجمہ صفحہ ۱۹۳) مشہور و معروف پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ سورج پرستی کی اصلیت یہ ہے کہ آفتاب الٰہی کی اعلیٰ تجلی کا دھیان کرنا۔ جس سے پرستار کی عقل اور اس کا فہم روشنی پاتا ہے" (جلد اول صفحہ ۱۰۴ کتاب صاحب موصوف) کٹھ اپنشد ادھیا اولی ۲ واک ۱۵ میں وید ونکی بابت یوں لکھا ہے۔

सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत्। क० अ० १ व० २ वा० १५॥

ترجمہ۔ چاروں وید پرماتما کا گیان ظاہر کرتے ہیں اور کئی طرح سے سادھن اسکی پراپتی کو بتلاتے ہیں برہمچریہ بھی اسکی معرفت کیلئے ہے پس برہم کا جاننا اور نصیحت کرنا انسان کے واسطے ضروری ہے کیونکہ وہی پرم پد ہے۔

نمبر ۱۳۔ پھر یہی یورپین مورخ لکھتے ہیں بڑے بڑے منی شلوک و منتر وید کے رواج پانے سے قدیمی (وید) مذہب کے رواج ہو گیا (تاریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۴ سنہ ۱۸۷۳ء)

نمبر ۱۴۔ باوجودیکہ ہندوستان کے وید پر یقین لانیکو ضرور جانتے ہیں لیکن پھر بھی اگر کوئی شخص وید کی قدیمی باتوں پر عمل کرے تو اسکو کافر کہنے لگیں" (تاریخ ہند صفحہ ۹۰ کلکتہ)

نمبر ۱۵۔ مندرجہ الکشف اول سکون دوال زبان ہندی (سنسکرت) نام کتابیست مشتمل بر احکام دین ہنود و اعتقادات ایشان کتاب آسمانی ست و معنی ہوش و شعور نیز آمدہ است" (صفحہ ۲۷۲ برہان قاطع مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۲ء)

ویدانت شاستر ادھیا ۱ پاد ۱ سوتر ۳

शास्त्रयोनित्वात्॥ वे० अ० १ पा० १ सू० ३॥ महत ऋग्वेदादेः शास्त्रस्यानेकविद्यास्थानोपबृंहितस्य प्रदीपवत् सर्वार्थावद्योतिनः सर्वज्ञकल्पस्य योनिः कारणं ब्रह्म। न हीदृशस्य शास्त्रस्यर्ग्वेदादिलक्षणस्य सर्वज्ञगुणान्वितस्य सर्वज्ञादन्यतः संभवोऽस्ति॥

ترجمہ۔ جو بیشمار علوم کے مخزن اور ہر کیفیت سب ارتھوں کی پرکاش کرنیوالی مثل چراغ ہیں ایسے رگ یجر سام اور اتھرو وید انکا کارن برہم ہے کیونکہ ایسے سرب گیان گرنتھوں کی رچنا بغیر سروگیہ ایشور کے اور کسی سے ہونا ممکن نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ وید سب علموں کو آفتاب کی طرح ظاہر کرتے ہیں اور سب ودیاؤں کا مول ہیں۔

کٹھ اپنشد ادھیا ۲ ولی ۳ واک ۱

ऊर्ध्वमूलोऽवाक्शाख एषोऽश्वत्थः सनातनः। तदेव शुक्रं तद्ब्रह्म तदेवामृतमुच्यते॥ क०

ترجمہ۔ دنیاوی درختوں سے جس کی بیخ اور جڑیں بجائے ناقص بھی اعلیٰ قسم کی ہیں ایسا ایک شید نام سناتن (قدیم) درخت ہے اسی کے حسن سے سب پراکرم اور اس کا پھل امرت (نجات) دینے والا ہے یا اس سے نجات ملتی ہے۔

اسی درخت علم کی طرف مولوی جلال الدین نے مثنوی رومی میں اشارہ کیا ہے۔

گفت دانائے براہ داستان
کہ درختے ہست در ہندوستان
ہر کسے کز میوۂ او خورد و برد
نے شود او پیر نے ہرگز بمرد
پادشاہے این شنید از صادقے
بر درخت و میوہ اش شد عاشقے
قاصدے دانا ز دیوان ادب
سوے ہندوستان روان کرد از طلب
سالہا مے گشت آن قاصد ازو
گرد ہندوستان براے جستجو
شہر شہر از بہر این مطلوب گشت
نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
ہر کرا پرسید کردش ریشخند
کاین کہ جوید جز مگر مجنون بند
قاصد شہ بستہ در جستن کمر
بس سیاحت کرد آنجا سالہا
میفرستادش شہنشہ مالہا
چون بسے دید اندران غربت عنا
عاجز آمد آخر الامر از طلب
رشتۂ امید او بگسستہ شد
جستہ او عاقبت ناجستہ شد
کرد عزم بازگشتن پیش شاہ
اشک مے بارید و مے برید راہ
بود شیخے عالمے قطبے کریم
اندران منزل کہ آیس شد ندیم
رفت پیش شیخ با چشم پر آب
اشک مے بارید مانند سحاب
گفت شیخا وقت رحم و رافتست
ناامیدم وقت لطف این ساعتست
گفت واگو کز چہ نومیدیستت
چیست مطلوب تو رو با کیستت
گفت شاہنشاہ کردم اختیار
از براے جستن یک شاخسار
کہ درختے ہست در ہندوستان
میوۂ او مایۂ آب حیات
سالہا جستم ندیدم زو نشان
جز کہ طنز و تسخر این سرخوشان
شیخ خندید و بگفتش اے سلیم
این درخت علم باشد اے علیم
بس بلند و بس شگرف و بس بسیط
آب حیوانی ز دریاے محیط
تو بصورت رفتۂ اے بیخبر
زان ز شاخ معنئے بے بار و بر
تو بصورت رفتۂ گم گشتۂ
زان نمی یابی کہ معنی ہشتۂ
گہ درختش نام شد گہ آفتاب
گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب
آن یکے کش صد ہزار آثار خاست
کمترین آثار او عمر بقاست
گرچہ فرد است او اثر دارد ہزار
آن یکے را نام شاید بیشمار

(دیکھو مثنوی رومی صفحہ ۱۸۱ دفتر دوم مطبوعہ نولکشور)

نمبر ۱۶ طب۔ نمبر ۱۷۔ مولوی الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں علم طب کے نہایت مستند مصنف جن کی تصنیف اشٹانگ ہردے ہیں چرک اور سشرت ہیں۔ ان کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں ہوا اور ظن غالب ہے کہ عرب والے انکا ترجمہ ہوتے ہی بعض علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ عربی زبان کے مصنف علانیہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے ہندوستان کے طبیبوں سے بیشک فائدہ اٹھایا ہے اور ہندو طبیبوں کو مرتبے میں یونانی طبیبوں کے برابر سمجھتے ہیں ہندوؤں کا علم ادویات نہایت وسیع معلوم ہوتا ہے۔ ابتدا میں اہل یورپ نے اس علم کی تعلیم ان ہی سے پائی۔ اور زمانہ حال میں بھی دمہ کی بیماری میں حقہ میں دھتورا پلانا اور پیٹ کی پسلی کے کیڑوں کا علاج انہی سے سیکھا ہے" (رسالہ مخزن العلوم علیگڑھ نمبر ۱)

نمبر ۱۸۔ بغداد کے بڑے خلیفہ ہارون نے یہاں سے طبیب بلوائے تھے بہتیرے ان ہی کی دوا کھاتے تھے (بھوگول ہستامالک صفحہ ۲۹ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

نمبر ۱۹۔ مصر و یونان۔ اے حضور کہ سارے فرنگستان کو آدمی بنایا انکے بڑے بڑے حکیموں کے حال میں یہی لکھتے ہیں کہ وے آریہ ورت سے تحصیل علم کر آئے تھے (دیکھو بھوگول صفحہ ۲۹ مطبوعہ ۱۸۸۴ء)

۔ فیروز شاہ بادشاہ نے نگرکوٹ پر قبضہ کرنے کے بعد اعزالدین خالد خانی سے سنسکرت کی حکمت کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا (سائنس آف دی لینگویج صفحہ ۱۶۷)

نمبر ۲۔ سرجری نمبر ۲۰۔ برہمن علم طب کو آیوروید کہتے تھے۔ قدیم زمانے کے برہمنوں کو انسانوں کی لاش کے چیرنے پھاڑنے میں پرہیز تھا اگرچہ وہ طالب علموں کو بجائے لاش کے موم کے تیار کئے ہوئے پتلے اور نمونوں کے ذریعہ سے فن جراحی سکھایا کرتے تھے برہمنوں نے علم طب میں یونانیوں سے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ ان کو بہت کچھ سکھلایا اور سنسکرت سے جو کتابیں قریب سنہ میں ترجمہ ہوئیں انہیں پر عربستان کے علم کی بنا ہوئی۔ اور سترھویں صدی تک یورپ کے اطبا عرب والوں کے اصول پر چلتے تھے اور اہل یورپ کی طب کی کتابیں جو قبل ایکزد (وسطی زمانہ) آٹھویں صدی سے پندرھویں صدی تک تصنیف ہوئیں انمیں ہندی طبیب چرک نامی کے اقوال کا جس کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے

مشتہر ہوتا ہے حاشیہ حوالہ دیا ہے (دیکھو [illegible] صاحب کی تاریخ ہند صفحہ [illegible])

نمبر ۲۱ - [illegible] ایک اَور بیان کرتے ہیں کہ [illegible] سانپ کے کاٹنے کا علاج بھی آتا تھا [illegible] ہندو جوتشی میں [illegible] سکندر [illegible] زیادہ [illegible] سانپ کے کاٹے کا علاج [illegible] سکندر کے [illegible] (دیکھو [illegible] صاحب کا صفحہ ۹)

نمبر ۲۲ - ولسن صاحب فرماتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] یعنی [illegible] میں بھی انڈیا والے بہت ترقی کر گئے تھے اس امر میں ممکن ہے کہ یورپ والے [illegible] لوگ اپنی [illegible] میں ہندوستانیوں سے کچھ سیکھ سکتے ہیں اور انہوں نے یورپ والوں نے [illegible] کا سامان سیکھ بھی لیا ہے

پھر وید ک کے متعلق [illegible] خصوصاً [illegible] دھاتوں کا اور [illegible] کا اور [illegible] کا - اور ان [illegible] رسائن یعنی کیمسٹری کا [illegible] سیوگ (ملاپ) اور جدائی (وبھاگ) کا پورا تجربہ یقین غالب ہے کہ بہت مفید [illegible] کو زیادہ استعمال کرتے [illegible] سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کی تاریخ بھی صحیح [illegible] سے [illegible] ہوتی تھی - اور اس [illegible] کی دنیا کی کمزوری کچھ [illegible] ہو جاتی ہے گھوڑے اور ہاتھیوں کی مرض [illegible] میں بھی وہاں ایک نہایت زیادہ [illegible] سال [illegible] پچھلے کئی برسوں سے وید ک شاستر نے بڑی ترقی پائی (دیکھو ولسن صاحب کی کتاب صفحہ ۲۰۸ حصہ سوم)

نمبر ۲۳ - ہندو [illegible] شاستر کا [illegible] کی پہلی صدی میں ایک نہایت [illegible] کے ساتھ تھا اور بغداد کے خلیفوں نے اس قسم کے بیشمار نسخوں کا ترجمہ عربی میں کروایا اور [illegible] تک عرب لوگ ویدک شاستر یورپ والوں کے واسطے نہایت مستند اور لائق [illegible] تھا [illegible] کی کتابیں یورپ والوں نے [illegible] ابی سینا (ابن سینا) رازی (الرازی) اور سیرابین (ابن سرابی) کی [illegible] ترجمہ شدہ [illegible] کا [illegible] ویدک کی [illegible] مطبوعہ [illegible]

نمبر ۲۴ - [illegible] صاحب [illegible] فرماتے ہیں [illegible] جراحی میں جو ہندوؤں کو [illegible] حیرت انگیز ہے [illegible] اس حالت میں [illegible] علم تشریح [illegible] سے ناواقف تھے چنانچہ پتھری نکالنی آنکھیں بنانی [illegible] سلنے کے [illegible] ۱۲۷ [illegible] سے زیادہ [illegible] جراحی کے [illegible] مستعمل ہے - چیچک میں ٹیکا [illegible] مدت سے [illegible] (تاریخ ہندوستان [illegible] صاحب موصوف)

نمبر ۲۵ - [illegible] بقدر [illegible] (تاریخ ہندوستان الفنسٹن صاحب)

نمبر ۲۶ - قدیم ہندی طبابت اور [illegible] انگریزی اور یونانی طبابت کو بھی ازحد مشکور ہونا چاہئے کہ یہ تینوں قسم کی طبابتیں [illegible] بالکل مختلف [illegible] نباتات اور معدنیات کی [illegible] نہایت [illegible] یونانی اور انگریزی کو اُسکا ضرور ہے اور کمال ممنونی کا باعث ہے۔

مگر اُسکے اِن احسانوں کو جو انہوں نے [illegible] یونانی طبابت پر کئے ہیں یکقلم فراموش کر دینا مناسب نہیں ایسے ایسے عجیب نسخے سخت سخت امراض کے دفعیہ کے ابھی یونانی طبابت و مرہم ہندی سے اخذ کئے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ انگریزی اور یونانی دونوں [illegible] اُسکے مقابلہ سے عاجز ہیں - ہندی طبابت کی اگر موجودہ کتب بھی ترجمہ ہو جائیں اور اردو میں صاف صاف علیحدہ علیحدہ کی جائیں تو غالباً اب بھی نہایت فائدہ بخش ہو سکتی ہیں اور کئی ایسی عمدہ دواؤں کا ماخذ پائی جائیگی جو [illegible] طبابت سے [illegible] (دیکھو پنجاب ریویو جلد ہشتم [illegible] صفحہ ۷۱)

اہل یونان اور قدیم اہل ہند تو [illegible] علم طب کی ایجاد میں اُسکے اُستاد تسلیم کئے گئے ہیں (دیباچہ ریویو جلد پنجم نمبر ۲ فروری [illegible] صفحہ ۱۹۵)

نمبر ۲۷ - حفظان صحت نمبر ۲ - ڈاکٹر [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی سرجن جنرل و کمشنر حفظان صحت مدراس اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں "پانی وہ چیز ہے جس پر اہل ہند کو تمام دنیا کی بہ نسبت زیادہ توجہ کرنی چاہئے کیونکہ [illegible] معاملات میں وہ تمام [illegible] رکھتے تھے - ویسی ہی پانی کی حفاظت اور صفائی کے بارہ میں بھی سب پر فوقیت رکھتے تھے [illegible] میں میں نے کنووکیشن یعنی عالموں کے مجمع میں لیکچر دیتے تو بیان کیا تھا کہ وہ لوگ قدیمی حکما تھے جس زمانہ میں اہل انگلستان سخت وحشی تھے اور برہنہ [illegible] کرتے تھے - اُس [illegible] کوئی عمدہ ہنر پایا جاتا تھا - اسوقت اُنکے مقدمین طبابت اور تشخیص میں لاثانی تھے - اسی زمانہ میں انہوں نے پانی کی صفائی اور اُسکے استعمال کے متعلق قواعد جاری کئے تھے - بیشمار قوانین و قواعد اُنکے بزرگ [illegible] دانوں نے مرتب تجویز کئے تھے اُن میں سے چند اب میں بیان کرتا ہوں -

اول [illegible] کہ مسواک کرکے تھوک پانی میں مت پھینکو پانی میں پیشاب پاخانہ مت [illegible] پانی میں [illegible] اور غلیظ کپڑے پانی میں مت ڈبوؤ [illegible] ایسا کرنا [illegible] کا استعمال کرنا [illegible] کی بیعزتی کرنا -

دوم - [illegible] جو قواعد [illegible] پانی کے استعمال کے متعلق مقرر کئے ہیں مندرجہ ذیل کو عام لوگ [illegible] مانتے ہیں -

اگنی [illegible] آٹھ قسم کا پانی پینے کی ممانعت کرتے ہیں - نمبر اول پانی جو کسی [illegible] نے گرم رکھا ہو دوم [illegible] کھلا ہوا پانی سوم بھاری یا غلیظ پانی چہارم پانی جس میں بدبو آتی ہو پنجم - پانی جس پر [illegible] ہوئے ہوں ششم بہت گرم پانی ہفتم گدلا پانی ہشتم بخاری پانی -

نہایت [illegible] مندرجہ ذیل [illegible] نہانے سے [illegible] غسل کرنا منع کرتے ہیں اول اُن لوگوں نے جنکو آنکھوں کی بیماری ہو دوم سر پر یا کان پر [illegible] ہو سوم [illegible] چہارم [illegible] ہوں پنجم جس کی [illegible] ششم جس کو دمہ کی بیماری ہو - ہفتم [illegible] اسہال ہیضہ یا کوئی اور سریع الاثر عارضہ ہو -

سوم [illegible] میں جو آریوں کی پرانی [illegible] ہے [illegible] بھرت جی نے آنکو یہ کہکر بددعا دی ہے کہ [illegible] کسی گناہ کے قصور وار ہے (۱) اُس آدمی کا گناہ جو چلتے ہوئے پانی کو خراب کرنے کی [illegible] اس بدبخت پر پہنچ [illegible] کے [illegible] بارہ میں اپنی [illegible] ظاہر کی [illegible] ہے کہ پانی کے خراب کرنیکا گناہ راجہ بھرت جی کے نزدیک نہایت ہی سخت تھا [illegible] ہو تا وہ [illegible] جہنم ہی کے لائق جانا جاتا تھا اور انہیں تینوں یعنی اگنی [illegible] مندرجہ ذیل اقسام کا پانی بھی استعمال

کو منع کیا ہے۔ (۱) وہ جو بعد دھونے ہاتھ اور پاؤں یا اعضا نہانے کے باقی بچے۔ (۲) جو پانی کسی شخص کے پینے کے بعد بچے (۳) ایسی جگہ کا پانی جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہوں۔ (۴) ایسی جگہ کا پانی جہاں چنڈال قصاب و دیگر غیر اقوام کے لوگ غسل کرتے ہوں۔ (۵) جہاں عورتیں بعد حیض یا جننے کے اور آلودہ لوگ غسل کرتے ہیں۔

مہارشی منوجی نے منو دھرم شاستر کے چوتھے ادھیائے میں لکھا ہے کہ پیشاب۔ میلا۔ تھوک۔ کپڑا یا کوئی اور چیز غلاظت آلودہ۔ خون یا کسی اور قسم کا زہر پانی میں کبھی مت ڈالو۔ (دیکھو ڈاکٹر صاحب موصوف کا لیکچر انگریزی مورخہ یکم اپریل ۱۸۸۲ء)

نمبر ۴ موسیقی نمبر ۲۸ - سر ولیم جونس صاحب اور ریڈرسن صاحب فرماتے ہیں کہ آریوں کے یہاں علم راگ یا موسیقی نہایت مرتب اور شائستگی سے بھرا ہوا ہے۔ انکے یہاں چوراسی راگنیاں ہیں جن میں سے چھتیس راگنیاں عموماً مستعمل ہیں اور ہر ایک کی تال سُر علیحدہ ہیں اور طبیعت کے خاص خاص نوع کو برانگیختہ کرتی ہیں ہر ایک جداگانہ تاثیر رکھتی ہے۔ (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۲۹ - یورپ میں ثابت کیا گیا ہے کہ علم موسیقی کی کان فی الواقع ہندوستان آریہ ورت ہی ہے۔ (دیکھو اخبار نور افشاں صفحہ ۶ کالم ۳ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۷ء)

نمبر ۳۰ - ایران کے نامی بادشاہ بہرام نے یہاں سے گانے والے بلوائے تھے علم موسیقی ابتک بھی آریہ ورت کی نسبت دوسری جگہ نہیں ہے (رہنمائے ملک کا مقولہ صفحہ ۲۴ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۳۱ - برہمن ایجاد کیا ہوا علم موسیقی رکھتے تھے سات سُر جو انہوں نے حضرت عیسٰے کی پیدائش سے کم از کم چار صدی قبل ایجاد کئے تھے۔ فارس سے عربستان میں اور وہاں سے یورپ کے علم موسیقی میں گیارھویں صدی میں داخل ہوئے مگر یہ فن اسلام کے عہد سلطنت میں زوال میں آگیا (تاریخ ہند ہنٹر صاحب صفحہ ۸۷)

نمبر ۵ - انجنیری - نمبر ۳۲ - مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ فن عمارت میں جو آریوں کی قدیم کتابیں ہیں اُن کو انصاف کی نظر سے دیکھ کر ایک دانشمند ہندوستانی نے جو مضمون لکھا ہے اُس میں اسکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فن کے اصول کو آریہ لوگ بخوبی سمجھتے تھے اور بہت سے قاعدے اسکے انہوں نے ایجاد بھی کئے۔ (دیکھو مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱)

نمبر ۳۳ - آریہ لوگ عمارت کے کام سے بخوبی واقف تھے جہاز بنانا جانتے تھے سینے اور سلنے کی تجارت رکھتے تھے معدنیات سے خبردار تھے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۲۷)

نمبر ۳۴ - ہندؤں کی عمارت دیکھنے سے معماری کے فن کی باریکی اور خوبی دریافت کرنے کا ذوق اور شوق پیدا ہوا تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے دارالخلافہ کو ان شہروں کا ہمسر کرے جنکو اُس نے فتح کیا تھا۔ محمود نے ہندوستان کے شہروں کی عظمت و شان دیکھنے سے خوش ہو کر اپنے دارالخلافہ میں جا کر انکو بھی رونق دینے کا ارادہ کیا اور سنگ مرمر اور یاسنگی ایک مسجد بنانے کا حکم دیا (تاریخ ہند صفحہ ۱۱۴ ۱۸۵۲ء کلکتہ)

نمبر ۳۵ - محمود نے متھرا سے حاکم غزنی کو ایک شقہ لکھا تھا کہ یہاں بے شمار عمارتیں سنگ مرمر کی اور بت خانے ہیں جو کہ اسلام کے لوگوں کے ایمان کی مانند مضبوط ہیں یہ شہر ہزاروں دینار خرچ ہو کر تیار ہوا ہوگا۔ ایسا شہر دو سو برس سے کم میں نہیں بن سکتا ہے (تواریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۱۱)

نمبر ۶ علم ادب نمبر ۳۶ - کتابیں بھی ایسی اس ملک میں الٰہیات۔ نجوم۔ ہیئت۔ ہندسہ۔ جغرافیہ۔ تاریخ۔ اخلاق۔ صرف و نحو۔ عروض۔ قافیہ۔ منطق۔ حکمت۔ جر ثقیل۔ طب۔ موسیقی وغیرہ سب علموں کی سنسکرت اور پراکرت میں اچھی اچھی موجود تھیں۔ مگر مسلمانوں نے اپنی عملداری میں ہندؤں کے کتب خانے غارت کر دیئے۔ پھر بدعملی اور بے انتظامی جو ہے کے باعث ان علموں پر جہالت کا ایسا گھٹا ٹوپ چھا گیا کہ اب جو کوئی بھی کتاب ہاتھ لگتی ہے تو اسکا پڑھانے والا اور سمجھانے والا نہیں ملتا (دیکھو گول ہستامک صفحہ ۲۴)

نمبر ۳۷ - حکیم بقراط نے جو آتما کا گیان آریہ ورت سے حاصل کرکے یونان میں پھیلایا تھا۔ (دیکھو تاریخ ویدک مصنفہ مسٹر ویبر صاحب کا صفحہ ۳۵ و ۹۳)

نمبر ۳۸ - مسٹر انفلیڈ صاحب بہادر و مسٹر سینلی صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ فیثاغورث نے روحی کا مسئلہ مشرقی آریہ ورت کے حکما سے حاصل کیا تھا (دیکھو ان کی کتابیں جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۹ اور دوسرے صفحہ ۳۵۷)

نمبر ۷ صنعت نمبر ۳۹ - روئی کا کپڑا ہندوستان کی مصنوعات میں سے ایسی مشہور چیز ہے جس کی خوبی و نزاکت مدت تک ضرب المثل رہی ہے اور بناوٹ کی عمدگی میں ابتک بھی کسی اور ملک کے آدمیوں نے اسکی برابری نہیں کی۔ ریشم بہم پہنچانا اور ریشمی کپڑے بنانا غالباً وہ قدیم سے جانتے تھے۔ اور سنہری اور روپہلی کمخواب زربفت وغیرہ شاید انکی ایجاد ہے۔ ان کپڑوں پر رنگتوں کی چمک دمک اور پختگی میں ابتک بھی اہل یورپ آریوں کی ہمسری نہیں کر سکے اسکے سوا بعضے اور فن بھی ایسے ہیں جن میں اگلے زمانہ کے ہندؤں کو خاص دستگاہ تھی مگر انصاف یہ ہے کہ ان لوگوں کی نظر زیادہ تر حکمت نظری پر مقصود رہی حکمت عملی کی طرف بہت کم توجہ کی اور اہل اسلام کی عملداری سے اس حکمت نظری کو بھی روز بروز تنزل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ہندؤں کی اگر قدیم مصنفوں کی کتابیں شہادت دینے کو موجود نہ ہوتیں تو آج انکی موجودہ حالت ایسی تاریکی میں ہے جس میں اگلے زمانہ کی روشنی کا پتہ ملنا دشوار تھا (مخزن العلوم جلد ۷ نمبر ۱۱)

نمبر ۴۰ - آریہ قوم خوبصورت ہوشمند چست و چالاک اور اعلیٰ مرتبہ کی ہوتی تھی۔ زمانہ وید میں قوم آریہ لوہار کا پیشہ اور درودگری اور ہر فن سے واقف تھے۔ اور گاڑی و پیالہ کشتیاں تلوار زرہ بکتر بناتے تھے (ہسٹری آف میڈلیس مسٹر ایلز صاحب صفحہ ۱۲)

نمبر ۸ سلوتری نمبر ۴۱ - میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں ایک کتاب جس میں مویشی وغیرہ کی امراض و علاج کا ذکر ہے عربی میں ترجمہ کی گئی ہے (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۶۸)

نمبر ۹ راج نیت نمبر ۴۲ - چھٹی صدی عیسوی میں ایران کے بادشاہ نوشیروان نے طبیب برزویہ کو واسطے حاصل کرنے اس ودیا کے آریہ ورت میں روانہ کیا۔ اور اُس نے یہاں آکر اُس کا ترجمہ فارسی میں کیا اور اپنے ہمراہ لے گیا جس سے وہ بادشاہ عادل مشہور ہوا اور بغداد دار السلطنت قرار پائی اور بغداد کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے عیسیٰ کی نویں صدی میں اُس کا ترجمہ عربی میں ہوا جس کا نام کلیلہ و دمنہ ہے پندرھویں صدی میں اُس کا ترجمہ عبرانی ہوا اور اب تک جس کا ترجمہ غالباً کل زبانوں میں موجود ہے شیخ ابو الفضل نے بھی اسی کتاب کا از سر نو ترجمہ کرکے عیار دانش نام رکھا۔ اور وہ ابتک سنسکرت میں موجود ہے اور جس کا اصل نام پنچتنتر ہے۔ اسی کتاب کو وشنو شرما پنڈت نے انتخاب کرکے برائے تعلیم فرزندان راجہ پاٹلی پتر کے ہتوپدیش نام رکھا (دیکھو انوار سہیلی کا دیباچہ)

نمبر ۱۰ شریعت نمبر ۴۳ - مسٹر ولیم جونس صاحب بہادر جو سپریم کورٹ کے جج تھے فرماتے ہیں کہ یہ منو سمرتی کسی وقت میں یونان اور مصر و فارس تک بھی رائج تھی۔ اور اس ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ دیکھو منو دھرم سار مصنفہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند ۱۸۷۵ء صفحہ ۱)

نمبر ۴۴ - منوجی مصری ایرانی یونانی اور رومن قانون کی بنیاد کے باعث ہوئے اور منو کے قوانین کا اثر یورپ کے کل قوانین سیاست مدنی میں ابتک پایا جاتا ہے۔ (دیکھو رسالہ انگریزی دی بائبل ان انڈیا)

نمبر ۱۱ منطق نمبر ۴۵ - پادری پی جی اسکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ منطق بہت بڑا علم

اور قدیم زمانہ سے صرف دو قوموں یعنے یونانیوں اور ہندوؤں (آریوں) کے درمیان پایا جاتا تھا۔ اب قوموں نے ان ہی سے یہ علم لیا۔ لیکن یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ آیا یونانیوں نے ہندوؤں (آریوں) سے پایا یا کہ ہندوؤں کو یونانیوں سے ملا۔ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ یونانیوں کو علم منطق ہندوؤں سے ملا اور بعض اسکے برعکس ہیں۔ اغلب یہ ہے کہ ان دونوں قوموں نے علیحدہ علیحدہ علم منطق ایجاد کیا۔ یونانیوں سے رومیوں نے اور رومیوں سے یورپ والوں نے یہ علم پایا۔ یونانیوں سے اہل عرب نے بھی پایا (رسالہ منطق صفحہ ۳ دفعہ ۴ ۱۸۷۵ء لوامرسر)

نمبر ۴۶۔ مہاراجہ رامچندر جی کے وقت مہاتما رشی گوتما چارج نے وید مقدس سے استخراج کر کے نیاۓ درشن بنایا اور علم تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے منطق کی کتاب کوئی نہیں ہے"

نمبر ۴۷۔ مسٹر کرن صاحب اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں کہ "ہندوستان کی فلسفہ کی تاریخ مختصراً تمام دنیا کی فلسفہ کی تاریخ ہے (دیکھو رسالہ بائیبل ان انڈیا)

نمبر ۴۸۔ مسٹر ٹی وی ایز ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ آریہ لوگ منطق و یاکرن علم فلسفہ کے ماہر تھے۔ اور ان کی نظم فصاحت آمیز جو ہیں وہ باجبر ترجیح رکھتی ہیں (ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۳۰)

نمبر ۴۹۔ سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے ہیں کہ آریہ لوگوں کا علم ریاضی، نجوم تا علی بڑھ کر تھا۔ اور علم موسیقی آرچی میڈیس سے بڑھ کر تھا اور علم الٰہی افلاطون سے بڑھ کر تھا اور منطق ارسطو سے بڑھ کر تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۴)

نمبر ۱۲۔ نجوم نمبر ۵۰۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ "خلیفہ المنصور عباسی کے دربار میں ایک ہندوستانی نجومی نقشہ حرکات سیاروں کا معہ ان کی حرکت اوسطی اور کیفیت کسوف و خسوف کے لایا۔ خلیفہ نے محمد بن ابراہیم الفزاری سے اسکا ترجمہ کرایا۔ اور سندہند یا ہندسند نام رکھا" (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵ و جامع القصص الہندیہ مطبوعہ وانس ۱۸۳۶ء)

نمبر ۵۱۔ جوتش جس کو علم نجوم کہتے ہیں پنڈت بسشٹ جی مہاراج نے ویدوں سے اسکا استخراج کیا۔ چنانچہ ان کی بنائی پستک سورج سدھانت اب تک موجود ہے" (دیکھو رسالہ مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۲۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ تقسیم علم ستارہ نہ یونان اور نہ عرب جانتے تھے۔ مگر ہند میں ہر ایک زمانہ سے تھا" (ہسٹری آف میڈیسن صفحہ ۲۶)

نمبر ۵۳۔ پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ علم نجوم اور علم اخلاق اور علم حکمت میں آریہ لوگ بہت مشہور تھے"

نمبر ۱۳ جبر مقابلہ نمبر ۵۴۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں خلیفہ المامون کے وقت میں محمد بن موسیٰ نے سنسکرت سے جبر مقابلہ کا عربی میں ترجمہ کیا اور البیرونی نے سانکھ شاستر اور یوگ شاستر کا ترجمہ عربی میں کیا (سائنس آف لنگویج صفحہ ۱۶۵)

نمبر ۵۵۔ ایل سی کاڈی صاحب عربستان کے ایک مشہور سیاح ڈاکٹر فرماتے ہیں کہ علم ہندسہ کسی ملک کے آدمی نہ جانتے تھے مگر صرف آریہ ورت کے" (دیکھو مفید الحیات صفحہ ۱)

نمبر ۵۶۔ جبر مقابلہ لوگ ہمارے دیش سے ہی سیکھے ہیں پہلے یونانی کا نام جس نے جبر و مقابلہ اس ملک سے سیکھا تھا ڈایوفنٹس تھا۔ ڈسیلے صاحب اپنے جبر و مقابلہ میں جو انہوں نے ڈایوفنٹس کی کتاب سے ۱۷۹۵ء میں نقل کیا ہے لکھا ہے کہ ڈایوفنٹس نے اپنی کتاب میں اس آریہ ورت کے سیکڑوں کے جواب بجا دئے ہیں"

نمبر ۱۴۔ اقلیدس نمبر ۵۷۔ ڈاکٹر ہیبو صاحب پرنسپل بنارس کالج جو سنسکرت زبان کے مدرسے عالم ہیں انہوں نے بعد تحقیقات بسیار کے یہ بات ثابت کی ہے کہ آریہ ورت کے ویدک زمانہ میں اقلیدس کا علم معلوم تھا (دیکھو رسالہ سنسکرت کی فضیلت)

آریہ لوگوں نے علم ہندسہ کامل طور سے ایجاد کیا جس کے رو سے مختلف عمل علم ریاضی کے نہایت صحیح پیدا کئے یہی طریق شمار خود ہند۔ عرب والوں سے یورپ والوں کو دستیاب ہوا جہاں پر یونانی اور رومی طریق شمار بذریعہ حروف الف ت کے شکل سے ہوتا تھا (دیکھو ہسٹری آف میڈیسن مؤلفہ وائز صاحب صفحہ ۲۸)

نمبر ۱۵۔ ہیئت نمبر ۵۸۔ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتالا اور ان کو تین سو ساٹھ دنوں میں تقسیم کیا۔ اور پانچسال عرصے کے بعد ایک لوند کا مہینا زیادہ کیا تاکہ فی سال کے سوا پانچ چھ کل دن کا حساب صحیح ٹھیک جاوے۔ برہمن چاند کی ہیئتوں اور سیاروں کی گردشوں و منطقۃ البروج سے واقف تھے۔ اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنے عیسےٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کر چکے تھے۔ برہمنوں کی علم ہیئت دانی کی شہرت مغرب کی سمت پھیلی اور تخمیناً سنہ ۸۰۰ء میں انکی کتابیں عربی میں ترجمہ کی گئیں اور اسطرح پر یورپ والوں میں بھی۔ جب مسلمانوں نے سنہ ۱۰۰۰ء میں ہند پر یورش کرنی شروع کی اُسوقت سے برہمنوں کا علم معرض زوال میں آگیا تاہم ہند میں وقتاً فوقتاً نامور ہیئت دان ہوتے رہے اور انکے اکاس لوچن (رصد) یعنے رصد تاہنوز بنارس و دیگر مقاموں میں دیکھنے میں آتی ہیں۔ چنانچہ راجہ جے سنگھ نے ستاروں کی اُس فہرست میں جو فرانسیسی عالم ہیئت دان یعنے ڈی لاہائر صاحب نے سنہ ۱۷۰۲ء میں شائع کی تھی۔ اصلاح دی" (دیکھو تاریخ ہند مصنفہ ڈبلیو ہنٹر صاحب صفحہ ۸۵)

نمبر ۵۹۔ مئی ۱۸۸۱ء میں موضع بخش علی پرگنہ یوسف زئی ضلع پشاور سے ایک کپتان کو بحالت کھودنے ایک پرانی عمارت کے ٹوٹے پتھروں میں حساب کے پتوں میں لکھی ہوئی ایک کتاب ملی اس کے بارہ میں ڈاکٹر آر ہیلی صاحب نے ایک رسالہ شائع کیا اول یہ ایشیاٹک سوسائٹی کی کانگرس میں پڑھا گیا اس کا ایک حصہ بہت کچھ ضائع ہو گیا ہے موجودہ پیمانہ اس کتاب کا ۶-۷ × ۳/۴ انچ ہے مگر ڈاکٹر موصوف خیال کرتے ہیں کہ اس کا پیمانہ ۷ × ۸ ۱/۲ انچ تھا۔ اس وقت اس کے محفوظ اوراق ۷۰ کے قریب ہیں۔ مستقل ڈاکٹر صاحب نے ۱۸ اشلوکوں کا ترجمہ کیا ہے مصنف اور کتاب کا نام بالکل نہیں ملتا۔ اس میں صرف حساب کا ذکر ہے سوالات کے حل کرنے کا قاعدہ ایسا آسان ہے کہ بالکل غور و فکر کے وقت دقت نہیں ہوتی اور بہت جلد جواب حاصل ہوتا ہے۔ اسکے قواعد آسان ہیں اور ہر ایک قاعدہ کو معہ تمثیل بیان کیا گیا ہے عموماً ایک قاعدہ کو دو تمثیلوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور جو بات کسی قدر مشکل تھی اس کو بہت مثالوں سے بیان کیا ہے قواعد نظم میں مگر اس کی تشریح نثر میں کی ہے۔ ہر چیز کو سوتروں میں تقسیم کیا ہے اور جس چیز کو بیان کیا ہے اُسی قواعد پر لفظ تا الفی کے معنے میں استعمال کیا ہے ڈاکٹر موصوف کا خیال ہے کہ یہ قاعدہ برہم گپتا اور بھاسکر سے بالکل علیحدہ ہے اگر کسی مقام پر نفی سے مراد ہے تو + علامت کی گئی ہے آجکل یہ نشان بالکل برعکس استعمال ہوتا ہے ڈاکٹر ہو آر نیلی کی یہ رائے بہت صحیح ہے کہ ہندوؤں نے علم حساب وغیرہ کسی سے حاصل نہیں کیا یہ لوگ خود اس علم کے موجد ہیں۔ کتاب مذکور کی تاریخ کی نسبت کوئی رائے ڈاکٹر موصوف ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ یہ ہندی کتاب اُس زمانہ کی ہے جبکہ یہاں شائستگی کا زمانہ عروج پر تھا یہ کتاب جس ملک میں دریافت ہوئی ہے کسی زمانہ میں وہ سلطنت کابل کے متعلق تھی اور ابتدائے حکومت میں مسلمان بادشاہوں نے اسکو خوب غارت کیا تھا اور تعلیم یافتہ لوگوں کا اُس زمانہ میں یہ قاعدہ تھا کہ وہ اپنی تصنیفات کو مثل خزانہ کے عزیز سمجھ کر دفن کر دیتے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ غالباً مسیح کی تیسری یا چوتھی صدی میں یہ کتاب لکھی گئی" یہ بات اچھی طرح سے ثابت

ہو چکی ہے کہ جبر و مقابلہ اور کتاب حساب کی ایجاد اور ابتدا ہندوستان سے ہے اور یورپ کو یہ علم [illegible] صفحہ ۱۰۹

نمبر ۶۱۔ گرامر نمبر ۶۔ میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ برہمن لوگوں نے جو کچھ گرامر کی تصنیف کی ہے وہ تمام قوموں کی گرامر سے بڑھ کر اور بہتر ہے کم سے کم پچیس سو برس پیشتر برہمن لوگوں کو معلوم تھا کہ سنسکرت کے کل الفاظ کا اشتقاق [illegible] مصادر دھاتوں سے ہے مگر اس بات کی تلاش یورپ میں اٹھارویں صدی کے [illegible] ہوئی" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۲۰)

نمبر ۶۲۔ آریہ لوگوں نے گرامر کی ترقی بغیر مدد یونانیوں کی کی ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۲۶)

نمبر ۶۳۔ پادری [illegible] صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی دو [illegible] ابتدائی ہیں اور لکھنے والوں کی [illegible] طب اور [illegible] کے متعلق ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ [illegible] (گرامر) میں آریہ لوگ [illegible] اور [illegible] اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے [illegible] ہوتے ہیں ان کی ڈکشنریاں بہت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت و [illegible] کے اعلیٰ ثبوت ہیں" (عبارت ترکالی [illegible] صفحہ ۵)

نمبر ۶۴۔ سو برس گذرے کہ اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا کہ سب بولیوں کی اصل عبرانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی تب ہی دریافت ہوا کہ فارسی یونانی لاطینی جرمن وغیرہ سنسکرت سے نکلی ہیں" (دیکھو کتاب [illegible] صفحہ ۱ سے ۷ تک)

نمبر ۶۵۔ سنسکرت ہمارا ملک ہم کو علم و یقین ہے اور ہمارے تجربہ نے تلاش و جستجو کی ہے یہی معلوم ہوا کہ علم سنسکرت ایک ایسا وسیع علم ہے جس میں مختلف علوم و فنون اس طرح بیان ہیں جس طرح دریائی خزائن میں جواہرات مدفون [illegible] ہیں جس زمانہ میں سنسکرت کا شباب تھا اگر اس زمانہ کی سرگرمی و شوق کا حال بالتوضیح بیان کیا جاوے تو اسکے واسطے ہم کو ایک بہت بڑا وقت درکار ہے۔ اور ان حالات کو مختصر بھی دس پانچ جزو میں نہیں لکھ سکتے۔ اللہ اللہ [illegible] کا ایک زمانہ تھا وہ ہو نہایت [illegible] تھا کہ پہلی نسلوں کے لوگ مختلف علوم کو بڑی کوشش اور جانفشانی سے حاصل کرتے تھے۔ ہر گلی کوچہ میں مختلف علوم کے عالم و فاضل [illegible] سے کم نظر آتے تھے۔ اسکے حاصل کرنے کے واسطے بڑے بڑے مدرسے اسی قسم کے جاری تھے جس طرح اب مدرسہ جات و کالج [illegible] ہیں۔ ہمکو [illegible] معلوم ہوا کہ کوئی علم ایسا بھی ہے جو ہندوستان میں نہ تھا۔ بلکہ ہر ایک علم کی کتابیں اس شرح وغیرہ کے ساتھ ہیں کہ بہت بڑا حجم رکھتی ہیں پنڈت فاضلوں کی راجہ حاکم سب بڑی قدر کرتے تھے۔ اور [illegible] دربار میں ان ہی لوگوں کا گذر تھا۔ جو لوگ تاریخ سے انس رکھتے ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پنڈت فاضل راجاؤں کے زمانہ میں کس عزت سے بسر کرتے تھے اور راجاؤں و حاکموں کی نگاہ میں ان کی کیسی عظمت و شان تھی افسوس ہے کہ عظمت و شان جب ہی تک رہی جب تک اس ملک نے علوم کے حاصل کرنے میں دل سے کوشش کی ہمارے ملک کے نوجوان برہمنوں اور دیگر اہل صاحبان کو مناسب ہے کہ سنسکرت کے گوہر بے بہا کو [illegible] دنیا میں سے نکالیں تاکہ ان کی روشنی سے ایک وسیع ملک منور ہو جاوے" (رسالہ انجمن پنجاب لاہور بابت [illegible])

نمبر ۶۶۔ سر ولیم جونس فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی صحت نہایت تعجب خیز ہے یونانی سے زیادہ کامل ہے اور لیٹن سے بڑھ کر وسیع ہے اور دونو کی نسبت شستہ تر ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۴۲)

نمبر ۶۷۔ ڈاکٹر بالنٹین صاحب نے جو تحقیق [illegible] معلوم کیا کہ سنسکرت [illegible] زبانوں کی ماں ہے تمام زبانیں اس سے نکلیں اول آریہ ورت سے یونانیوں نے علم لیا اور یونان والوں سے رومیوں نے اور رومیوں سے انگریزوں نے" (رسالہ [illegible])

نمبر ۶۸۔ ایک محقق انگریز مسٹر [illegible] صاحب باشندہ [illegible] نے ثابت کیا ہے کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مناسبت ہے کہ یونانیوں نے اپنی فلاسفی اور [illegible] بالکل سنسکرت سے لیا ہے۔ اور کچھ الفاظ اور طریقہ تانیث و تذکیر بھی آریہ ورت سے اخذ کیا ہے" (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۷۵)

نمبر ۶۹۔ لارڈ [illegible] صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں کب سے یہ زبان جاری ہے کہ ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طرح یہ فصیح ہے" (ایلفنسٹن [illegible])

نمبر ۷۰۔ ہیل ہیڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی عربی و فارسی و یونانی لاطینی سے بہت مشابہت ہے اور یہ مشابہت مصطلحات کے درمیان نہیں ہے کہ جس سے یہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے اس کے ساتھ ہی مصطلحات بھی لے لیں۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصل لفظوں میں ہے جیسا کہ اسماء اعداد اور ان چیزوں کے نام جن کی ضرورت ہر ایک قوم کو کچھ شائستگی ہونے سے پیشتر ہوتی ہے" (دیکھو بنگالی گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۳)

نمبر ۷۱۔ ڈاکٹر [illegible] صاحب مرحوم نے اپنے ہم وطنوں کو اس بات سے متوجہ کیا کہ اب ہم یونانی لاطینی [illegible] بمقابلہ پیشتر کے زیادہ سرگرمی سے سمجھ سکیں گے کیونکہ ہم نے سنسکرت کی تعلیم شروع کر دی ہے" (رسالہ انگریزی [illegible])

جرمنی کے مشہور مؤرخ [illegible] صاحب نے لکھا ہے کہ سب ملکوں کی قدیم زبان سنسکرت تھی بوجہ امتداد زمانہ و اختلاف [illegible] کی جدا جدا زبان ہر ایک ملک کی ہو گئی چنانچہ زبان سنسکرت اور یونانی اور [illegible] میں بہت سی موافقت ہے۔ بلکہ اکثر [illegible] میں وہ سب یکساں ہیں [illegible] مقابلہ سے سنسکرت کا [illegible] ان [illegible] کے ساتھ [illegible] ہو گیا جس سے صاف ثابت ہے کہ زبان سنسکرت یونانی [illegible] سے زیادہ [illegible] اور [illegible] سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے" (دیکھو [illegible] جلد ۳ صفحہ [illegible] اور تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۱۰)

نمبر ۷۲۔ [illegible] صاحب فرماتے ہیں کہ اب [illegible] علوم کی تحقیقات سے [illegible] روشن ظاہر ہو گیا ہے کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات [illegible] اور زمانہ حال کے سنسکرت [illegible] کی کوشش سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ [illegible] کی موجودہ [illegible] دختر مشرق کی زبان (سنسکرت) ہے" (انگریزی رسالہ [illegible])

نمبر ۷۳۔ علم زبان کے ماہر فاضل [illegible] سنسکرت کو یورپ کی موجودہ [illegible] اور [illegible] کرتے ہیں کہ بالیقین یورپ میں آریوں ہی سے تہذیب حاصل ہوئی ہے۔ [illegible] یونان [illegible] وغیرہ کی فلاسفی اور مذہبی کتابوں کے ترجمے [illegible] ہے کہ آریوں کا مذہب آہستہ آہستہ [illegible] کثرت [illegible] گیا ہے۔ اگر آپ [illegible] اور سوکریٹیز (سقراط) ہومر اور [illegible] پلاٹو (افلاطون) ارسطو (ارسطو) [illegible] اور ورجل وغیرہ کو یونانی شعرا و مصنفوں کے مذہب اور [illegible] کپل گوتم [illegible] جیمنی [illegible] وغیرہ فضلا شاستر کاروں [illegible] تو اندرونی اور عمیق اتفاق پا کر آپکو نہایت تعجب ہوگا۔ اور آپکو یقین ہو جاوے گا کہ ان آریہ بڑے فاضلوں (یا رشیوں) کا مت آہستہ آہستہ [illegible] والوں میں پھیل گیا اور اسکے کوئی بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ [illegible] یعنی آریہ لوگ بھارت ورش سے آ کر مصر میں بسے اور انہیں سے سب [illegible] لیا [illegible] اور گیان حاصل کیا" (دیکھو [illegible] ترکال [illegible] صفحہ ۷)

نمبر ۷۴۔ [illegible] صاحب فرماتے ہیں "زبان سنسکرت کے قواعد جو پانینی نے تالیف کئے [illegible] مشکل [illegible] سمجھے جاتے ہیں اس جماعت میں برہمن و [illegible] یونانیوں [illegible] کی [illegible] جسکا شمار [illegible] صدی تک کیا جا سکتا ہے [illegible] سنسکرت ایسی زبان کامل (صرف فاضلوں کی زبان تھی اور عوام لوگ پراکرت بولتے تھے" (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۰)

نمبر ۷۴۔ مس کارپنٹر صاحبہ فرماتی ہیں کہ "زبان سنسکرت صرف اس ملک کی بلکہ تحقیقات سے اکثر ممالک یوروپ کی زبان ثابت ہوتی جاتی ہے باوصفیکہ آریہ ورت کو اُسکے مادری ہونیکا فخر ہے تاہم اکثر ایسے حق شناس ہیں کہ اُس کی تحصیل کے شوق سے چراغ مردہ کی طرح بالکل تاریک ہیں"۔ (رسالہ انڈین ایسوسی ایشن ماہواری مطبوعہ لندن)۔

نمبر ۷۵۔ ڈاکٹر جولیس انگلنگ سابق سیکرٹری رایل ایشیاٹک سوسیٹی نے ایڈنبرا کی یونیورسٹی میں سنسکرت حاصل کرنیکے پچھلے اور موجودہ طریقوں کے متعلق ایک مختصر سی کیفیت بیان کی صاحب موصوف نے اس زبان کو نہایت درجہ کا مفید ثابت کرنیکے لئے میدان تقریر میں خوب ہنگامہ آرائیاں کیں۔ صرف وہی خوبیاں بیان کیں کہ جن سے زبان کا انشا مالامال نظر آتا ہے۔ بلکہ یہ بھی بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ سنسکرت اپنے حاصل کرنیوالوں کو انعام میں قدیم آریہ لیتکوں کی سیاست مدن اور اطوار معاشرت کا بند قفل کھولنے کلید بھی عطا کرتی ہے فی الحال جس کا منشا اصلاح آریہ ورت کی آتش شوق سے منور ہے مندرجہ کیفیتیں اُنکے مبارک کاموں میں بہت ہی ممد اشتعال کے تجربہ کی حاذقگی صاحب موصوف نے فرمایا کہ بیشتر جو قوانین مذہب اور معاشرت باہمی کے دستور اس کثرت سے رائج تھے اور اس وقت بھی سرزمین آریہ ورت میں ایسے بے اندازہ وسعت سے پھیلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اِن ساری باتوں کا علم صرف سنسکرت ہی کی بدولت میسر ہوا۔ ورنہ آریوں کے حالات گذشتہ کی تحقیقات سے قوائے ذہنی کو واقفیت کا سامان بہم پہنچائے بغیر اُن لوگوں کے لئے کہ جنکا اب آریوں سے فرمانروا قوم کے ایک رکن ہونیکی حیثیت سے واسطہ پڑتا ہے درستی سے حکومت کرنا امر محال تھا اور یہ اس کو آریوں کے محسوسات و ذہنی معلومات کا دریافت کرنا اور انکی معاشرت باہمی اور امور اخلاق کا جاننا نہایت ہی دشوار ہوتا اور تاوقتیکہ امور متذکرہ بالا سے واقفیت نہ ہوتی وہ محکوموں کی ترقی کے اوضاع ملکی سے مناسب اسباب کے بہم پہنچانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتے۔ زبان سنسکرت کے قدیمی نوشتوں نے انکو بہت ہی جلد یہ باتیں بتلا دیں۔ کہ فی الحال جو آریہ ورت میں اسباب ترقی کے قایم کرنیکا ارادہ کیا گیا ہے اور اُس مبارک مقصد کے جاری کرنیمیں اکثر رواج اور دستور شدہ راہ پائے گئے وہ صرف نئی ایجاد ہیں۔ بلکہ اکثر باتیں تو قدیمی اصول سے بالکل مخالف ہیں جیسے ستی ہونے کی رسم قدیم ترین نوشتوں سے ایک ذرہ تعلق نہیں رکھتی۔ اور یہ جتنے ہندو صحایف (پرانوں) میں اُس کے کچھ تذکرے ہیں۔ وہ تو رگوید کے بعض مسایل کی سہواً غلط فہمی ہے یا ارادتاً اُن کی تعبیر میں حرکت سے کام لیا گیا ہے صاحب موصوف نے بہت سی رسوم موجودہ اور زمانہ حال کی روحوں کو خوش کرنے کے لئے زہر کا حکم رکھتی ہیں اصول مذہب آریوں سے بالکل مخالف ثابت کر دکھلایا ہے۔ اور اُسکے دعوے کے سارے اثباتی دلایل میں سے ایک بھی انکا طبعزاد نہ تھا۔ بلکہ دوسرے بڑے بڑے معتبر آریوں کے مستند مقولوں سے منقول تھے اُنکے لیکچر کا نتیجہ نہایت مستحکم طور سے اس بات پر مبنی تھا کہ آریہ دیش میں اُنکے دھرم قدیم کے اصول کی واقفیت جہانتک عام کیجاویگی ملک سے تنزل کے اسباب اور نئی ترقی کے سد راہ آپ سے آپ اکھڑ اکھڑ کر دوڑے جائینگے اور زبان سنسکرت سے ناواقفیت کی عام تاریکی جیسے جیسے کم ہوتی جاویگی ویسے ویسے آریہ ورت ترقی اصلاح اور شائستگی کے مبارک نوروں کا چشمہ بنتے بنتے اصلی حالت پر آتے ہی آفتاب نیمروز کی طرح خود ممالک یوروپ پر ضیا افگن نظر آویگا۔ لیکچر کے خاتمہ پر صاحب موصوف نے زبان سنسکرت کی انشا اور اُسکے صرف و نحو کی عدیم المثل درستی میں جو متقدمین نے محنتیں کی تھیں ان کی داد دی"۔ (از رسالہ انڈین ایسوسی ایشن انگریزی مطبوعہ لندن)۔

نمبر ۷۶۔ ڈاکٹر شیلڈ صاحب بہادر جو رایل ایشیاٹک سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری تھے وہ بھی سنسکرت کی فضیلت کے نہایت اعلیٰ درجہ کے قایل تھے"۔ (دیکھو اُنکا مضمون رسالہ ماہ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ء)۔

نمبر ۷۷۔ ٹائیر و ہلز صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت تمام زبانوں کا مخرج ہے اور اُس کی خلاصی اور لٹریچر نہایت قابل تعریف ہے (ڈاکٹر موصوف کا دیباچہ)۔

نمبر ۷۸۔ سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ نہایت کامل زبان یونانی ہے اور نہایت وسیع زبان لاطین ہو مگر سنسکرت دونوں زبانوں پر فوق رکھتی ہے اور صرف نحو میں کامل ہو۔

نمبر ۷۹۔ فریڈرک وان سیگل صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سنسکرت یونانی لاطین اور جرمنی سے تعلق نہیں رکھتی ہے بلکہ آبا و اجداد سے ہے اور یہی اُن کا مقدس ہے جسکے سبب میکس مولر کہتا ہے کہ یہی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور ویاکرن سپانی رشی اور متقدمین کے نہایت کامل ہیں۔ اُس میں فلاسفی سائنس ودیا علم الہیات لکھے ہوئے ہیں کہ جسکا یورپ مشکور ہے (دیکھو تاریخ میڈسن و ایز صاحب صفحہ ۲۱ و ۲۲)۔

نمبر ۸۰۔ قوم آریہ تہذیب میں مشہور تھی اور صرف و نحو کامل انکے پاس تھا۔ اور وہ زبان بھی اُنکے پاس تھی جسکا کوئی دوسری زبان مقابلہ نہیں کرسکتی (دیکھو کتاب انکاٹ صاحب کے صفحہ ۲۰)۔

نمبر ۸۱۔ ہلیپ نیر صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ "میں از روی الیقین بیان کرتا ہوں کہ سب زبان کی اصل ایک ہی زبان سنسکرت ہے اور بنی آدم مشرق سے مغرب کو آئے"۔ (لیکچرز آف دی سائنس لنگویج صفحہ ۱۵۷)۔

نمبر ۸۲۔ چینیوں کا عنقریب ہر مذہبی لفظ سنسکرت زبان کا ہے۔ اور سنسکرت ہی چینیوں کے مذہب کی کلید ہے اور اُسکے سیکھنے کو چینی جاتری انڈیا میں آتے تھے یعنی سنسکرت زبان کو "فین" کے نام سے پکارتے ہیں"۔ (میکس مولر صاحب کی سائنس آف دی لنگویج)۔

نمبر ۸۳۔ واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطہ مردم خیز ہے اصل باشندے اُس کے آریہ لوگ بالفعل شاید وہی ملقب بہ ہندو ہیں۔ اور جیسا کہ یہ ملک قدیم ہے مگر افسوس کہ یہاں اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں کہ جسکے دیکھنے سے حال وید قدیم معلوم ہو سکے یاں کتب مذہبی میں البتہ قدیم اور ہمیشہ رہنے والا ہے اصل مذہب اور قدیم دھرم صرف اُسی سے دریافت ہو سکتا ہے۔ پس سب دھرم سنگالوں کو لازم ہے کہ بید کیطرف توجہ فرماویں اور اُس سے اصل مذہب کی راہ پاویں اور سمجھ لیں کہ جس طرح دریا کی نکاس کی جگہ معلوم کرنیکے لئے پہاڑ کے نالے کا جھرنا دیکھنا ضرور ہے اسی طرح دھرم قدیمی کی اصل دریافت کرنیکے واسطے بید کا مطالعہ لازم ہے۔ لیکن بہ سبب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے اور جاننے وید سے معذور۔ اور اصلی دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذاہب کا مٹنا بدوں بید جاننے کے ممکن نہیں اور اگرچہ بید تمام مجموعہ ہدایت ہے مگر اُپنشد اُسکے خاص کر ہدایت سے بھرے ہیں"۔ (دیکھو برہم سماج بریلی کا ماہواری رسالہ بابت یکم جولائی سنہ ۱۸۸۲ء جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ روہیلکھنڈ بریلی)۔

نمبر ۸۵۔ ایک اور صاحب فرماتے ہیں ہندوؤں کی قدیم کتابیں کچھ تو مذہبی ہیں اور کچھ غیر مذہبی زبان سب کی سنسکرت ہے۔ اور لفظ سنسکرت کے معنے کامل کے ہیں یہ زبان مقدس تصور کیجاتی ہے زبان سنسکرت جسکے الف با ۴۹ حروف کی ہیں نظم و معرفت و فلسفہ نظری سے نہایت مناسبت رکھتی ہے خیالات جس خوبی اور صفائی سے اور پورے پورے اس زبان میں ادا ہوتے ہیں اور کسی زبان میں نہیں ہو سکتے چونکہ حال کی اکثر زبانوں مثلاً یونانی۔ لاطینی۔ فارسی وغیرہ کو اس زبان سے زیادہ لگاؤ ہے اسواسطے بہت فاضلوں نے جن کی فضیلت میں کسی کو کلام نہیں اُس کی تحصیل میں بہت ہی سعی کی ہے اہل جرمنی میں پہلے پہل بوپ صاحب نے سنسکرت کیطرف توجہ کی اور اپنی زبان میں اُسکی صرف و نحو لکھی اس زبان ہی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا سب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی۔ فی زمانہ اس ملک میں قریب چوبیس زبانوں کی

بولی جاتی ہیں ان میں اکثر سنسکرت سے نکلی ہے اور اس کی شاخ در شاخ ہیں جیسے پالی سنسکرت سے نکلی ہیں اُن سے پالی اور پراکرت نہایت قدیم ہے اور اب بھی وسط ایشیا کی سطوح مرتفع کی زبان سنسکرت سے مناسبت رکھتی ہیں۔ ہندوؤں کی مذہبی بولی میں سے ویدوں کا ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کی مذہب اور قانون اور علم کی بنیاد ہیں ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں نظم کی کتابیں تمثیل و تذکرہ مسائل سے بھرے ہوئے ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے ہی احکام لکھے ہیں وید ہی کو فلسفی ایسے مسائل کی مآخذ ٹھہراتے ہیں وید ہی کو صرف نحوی اپنے قواعد کا ماخذ بتاتے ہیں۔ غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں" (از اتالیق پنجاب لاہور سنہ ء)

نمبر ۸۶ - لتھوانیا علاقہ یورپ میں جو زبانیں رائج ہیں انکی نکاس قریب سنسکرت سے پائی جاتی ہے۔ اس صوبہ کے بسنے والوں میں سے ہر شخص کی زبان پر سنسکرت کی مثالیں اتنی موجود ہیں جس سے اس کے باشندوں کی اصل آریہ خاندان سے نکلتی ہے" دیکھو کانسن برگ صاحب سنہ ء اور اسطرح ودیا پرکاش ماہ مارچ سنہ ء صفحہ ۲۰)

نمبر ۸۷ - الفرڈ مارس صاحب نے اپنی زبان کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیمی یونانی زبانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا اور مسٹر صاحب نے یہ ریمارک قابل توجہ دیتے "آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں اور اس بات کا خیال کیا جائے کہ زیڈ کی آواز ڈی کے بہت مشابہ ہے اسلئے زی اس در اصل ڈی اس سمجھا جائے لاطینی اسی خدا کو ڈی اس پیٹر یا جو پیٹر کہتے ہیں اب وید میں آسمانی خدا کو دیوس پتی کہتے ہیں اسواسطے ہمارے عیسائی خدا باپ کے اصلی جیونی جو عہد عتیق کا باپ ہے ظاہر ہو جائے یہ ریمارک میں اس لئے لکھتا ہوں کہ عام یہ قائم کردہ رائے جیسی کہا جاوے کہ "عبرانی دفاتر قدیم ہوں یا نہ ہوں ہر نوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھی گئے ہیں" نہ یہ امر سچ ہے کہ عبرانی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں نہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اسکے جیسا کہ گولڈ زی ہر صاحب ثابت کرتا ہے کہ قصہ جات اخذ کئے ہوئے ہیں اور زبان جو ہے وہ دوسری یا تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔

نمبر ۸۸ - اس زمانہ میں سر ولیم جونس کہتا تھا کہ سنسکرت کا انشا نہایت قدیم ہے اور موسیٰ کے زمانہ سے پہلے مصر یونان، ہندوستان میں مذہب بھی تھے جہاں تک مصر کی بابت کہا جا سکتا ہے اور جو تحقیقات لیپ سی۔ ایس۔ بن چمپولین۔ لی مارنٹ۔ ہیگلیڈن وغیرہ محققوں نے کی ہے اُنسے ایشیاٹک سوسائٹی کے لائق پریزیڈنٹ کا دعوے ثابت ثابت ہوتا ہے" (دیکھو کتاب حسین کا صفحہ ۸۸ سے ۹۰ تک)

نمبر ۸۹ - مسٹر نوح صاحب نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں ہندوؤں کی شائستگی کسی قوم سے روئے زمین پر کم نہ تھی بے نظیر زبان سنسکرت کے علما و فلاسفر منطق۔ ریاضی ہیئت وغیرہ مختلف علوم میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ یہ ملک اپنے علوم و فنون اور صنعت و تجارت میں تمام اقوام روئے زمین سے نمبر اول پر تھا۔ اس ملک کی شائستگی کو کوئی ملک نہ پہنچتا تھا۔ یونان نے اسی ملک کے علوم سے سبق پایا ہے۔ ارسطو۔ افلاطون اسی سرزمین کے خوشہ چین تھے۔ ہر ملک اور قوم اسی ملک کی زبان اور علوم سے شائستہ ہوئی۔ (دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ جلد ۱ نمبر ۹ سنہ ء)

نمبر ۹۰ - حال ہی میں سر لیپل گریفن صاحب نے مقام گوالیار اپنی سپیچ میں فرمایا ہے کہ "علم سنسکرت ایک چشمہ ہے جس سے مختلف علوم پیدا ہوئے ہیں اور ممالک یورپ نے اسی علم سے بہرہ پایا ہے" (دیکھو دبدبہ قیصری بریلی صفحہ ۵ کالم ۲ نمبر ۹ جلد ۱ سنہ ء)

نمبر ۹۱ - تجارت و اخلاق نمبر ۹۱ - ڈاکٹر ہیرن صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان ہی کی تجارت اُن لوگوں کو جو اہل مصر میں آکر تجارت کرتے تھے مالا مال کرتی تھی۔ اور ہندوستان ہی اُن بڑے خزانوں کا چشمہ ہے جن کو حضرت سلیمان نے جمع کیا تھا اور اُن کی بدولت بیت المقدس بنایا تھا" (دیکھو مصر کی تاریخ باب سوم حصہ اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ سنہ ء)

نمبر ۹۲ - پادری ڈبے صاحب فرماتے ہیں "قدیم زمانہ کے برہمنوں میں اوصاف انسانیت۔ دیانتداری۔ رحم بیغرضی فی الجملہ تمام اوصاف پائے جاتے تھے اور اپنی تعلیم و تمثیل سے اوروں کو بھی اوصاف سکھلاتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہندوؤں میں کم از کم اُن کے قول میں وہی اخلاقی اصول پائے جاتے ہیں جو یورپ میں ہیں ہند کی سرزمین سے ہی نوع انسان کے لئے نمونہ ہوئے اور اسی وجہ سے مغرب کے بہت دور دراز ممالک کے باشندوں میں تہذیب کے قوانین اخلاق و تعلیم مذہب کا اثر باقی ہے (مائیل ہڈیا انگریزی)

نمبر ۹۳ - زمانہ سلف میں ہند اور بحر مڈیٹرین کے بندرگاہوں میں کبھی بواسطہ تجارت ہوتی تھی جا بجا تشن اور ہند کی دیگر تجارتی اشیا کی سنسکرت نام سے واقف تھا۔ اور ہند کی پیداوار کی جنکا ذکر توریت میں آتا ہے۔ ایک بڑی فہرست بنائی گئی تھی" (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۲۴)

نمبر ۹۴ - ملطوث کا باشندہ حیکا طیوث یونانی مورخ جو مسیح سے ۵۴۹ برس پیشتر گذرا ہے وہ اپنی تصنیف میں ہند کا صاف صاف بیان کرتا ہے اور حکیم طلیبیا نامی مسیح سے ۱۴۰ سال پہلے اسطرف آکر فارس میں آیا وہ ہند کی (تجارتی) پیداوار اور رنگوں کپڑوں اور بندروں اور طوطوں کی خبر دیتا ہے۔ (دیکھو تاریخ مصر صفحہ ۱۴)

نمبر ۹۵ - مسٹر ٹی وہیلر ایم ڈی صاحب فرماتے ہیں کہ ہندوستان کی بدولت و بلاغت اور حکمت نے سکندر اعظم کے دل پر نقش کر دیا اور سکندر نے اپنے لشکر کو یہ کہا کہ "اب ہم اس مشہور ملک گولڈن انڈیا کو جہاں بلا انتہا دولت ہے روانہ ہوتے ہیں۔ جو کچھ کہ ہم نے ملک ایران میں دیکھا ہے وہ اس ملک کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے" (دیکھو ہسٹری آف انڈیا صفحہ ۰)

نمبر ۹۶ - متھرا کی دولت اور خوشحالی کا احوال جو محمود نے لکھا ہے وہ اس وقت کی تاریخ کی صحت کیلئے مفید ہے لوٹ میں پانچ سونے کی مورتیں آئیں جنکی آنکھیں لعل کی تھیں۔ ایک اور مورت میں ایک بیش بہا یاقوت تھا۔ اسکے سوا ایک سو مورتیں چاندی کی لوٹ میں آئیں جو ایک سو اونٹوں پر لادی گئیں" (تاریخ ہند سنہ ء صفحہ ۱۱۲ کلکتہ)

نمبر ۹۷ - محمود ۲۰ روز متھرا میں رہ کر بہت نقصان کرتا رہا اور پھر قنوج پر چلا۔ وہاں اس نے ایسا ایک شہر دیکھا جو کہ مسلمان مورخوں کے قول کے مطابق عظمت میں آسمان کی ہمسری کرتا تھا۔ یہ شہر دو ہزار برس سے بھی زیادہ سے ہندوؤں کے مذہب کا خاص مقام تھا اور اسکی آبادی تیس میل کی وسعت میں تھی۔ جو اسکی عظمت اور شان کا بیان کیا ہے وہ مشکل سے قیاس میں آسکتا ہے۔ اس شہر کی عظمت کا قیاس اس بیان پر خیال کرنے سے ہر آئینہ کچھ ہو سکیگا کہ اسمیں تیس ہزار دوکانیں صرف سواریوں کی تھیں۔ کلاونتوں کے ساٹھ ہزار گھر تھے" (دیکھو تاریخ ہند سنہ ء کلکتہ صفحہ ۱۱۲)

نمبر ۹۸ اس لوگوں نے علم یہاں سے حاصل کیا } نمبر ۹۸ منو سمرتی ادھیائے ۲ شلوک

एतद्देश
प्रसूतस्युसकाशादग्रजन्मनः स्वंस्वंचरित्रंशिक्षेरन्पृथि
व्यांसर्वमानवा मनु-२-२-

ترجمہ: تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فضلا و علما سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ دیگر ملکوں میں جا کر دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔

نمبر ۹۹۔ مسٹر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں کہ "آریہ ورت کے باشندے تمام علوم کے فاضل تھے اور ہر جگہ کو گئے سے زیادہ وہ ماہر تھے" (دیکھو رسالہ معبد الحیات صفحہ ۲)

نمبر ۱۰۰۔ مسٹر وایر صاحب فرماتے ہیں کہ "کوماں کا ایک بہت بڑا حکم تصدیق کرتا ہے کہ دنیا میں تمام علوم آریہ ورت سے پہنچے" (دیکھو تاریخ ویدک صفحہ ۴۶)

نمبر ۱۰۱۔ مسٹر تھامسن ایم اے ایڈ فرماتے ہیں کہ "یورپ وحشیانہ حالت سے نکل کر روشنی میں آنیکا باعث آریہ ورت کی تعلیم ہے" (تاریخ مذکور صفحہ ۳۲)

نمبر ۱۰۲۔ ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "فارس عرب اور تمام سرد ممالک میں سفر کرنا چاہیے مختلف ملکوں کے باشندے اپنی اصلی مرز بوم بھول جائیں انکے بدن کا رنگ سیاہ یا سفید ہو جانے چاہیے بہت بڑی بڑی سلطنتیں جو ان لوگوں نے قائم کی تھیں برباد ہو جائیں چاہیے پرانے شہروں کے مقام پر نئے شہر آباد ہو جائیں تاہم اصلی علوم و دانائی کے نشانات بالکل نیست و نابود ہو جانا غیر ممکنات سے ہیں" (دیکھو بائیبل ان دی انڈیا مطبوعہ نیویارک)

نمبر ۱۰۳۔ ہندی سیاح فرماتے ہیں "اپنے قوانین، رسم و رواج و زبان کے ساتھ اپنا مذہب بھی لئے ہوئے پھرتے تھے اور اسی وجہ سے ہم ہندوستان کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں قدم قدم وہاں کے باشندوں کے مذہبی دستورات و رواجات پائے جاتے ہیں لیکن فی زمانہ ہندو نہایت سخت پیچوں میں گرفتار ہو گئے ہیں اور اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی عزت و توقیر دیا و یادگاریوں کو مٹا رہے ہیں میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ اب کس وجہ سے بربادی کی نوبت آ رہی ہے آیا انقلاب زمانہ کی وجہ سے ہے باوجودیکہ ہر قوم کی سرشت یوں ہی ہے کہ وہ مثل ہر ایک انسان کے ایک دن ضعیفی سے مر جاتی ہے۔ یہ بات کیونکر ہوئی کہ ایسے عمدہ ابتدائی مسئلے اور وید کے افضل احکام میں ناکامیابی ہوئی مگر باوصف ان سب اسباب تنزل کے میں نے اب بھی بہت سے برہمن فلسفی اور عالی خیال لوگوں کو بقائے روح و اوصاف و علم الٰہیات کے مسئلوں پر بحث کرتے ہوئے پایا اور ایک حقیقت کو پر شور کیفیت سے ترقی کرتے ہوئے دیکھا۔ لیکن افسوس آخر کار مجھے معلوم ہوا کہ یہ محض ظاہری نمائش تھی اور اس بات کے جاننے سے مجھے اور بھی افسوس ہوا کہ ان لوگوں نے بالعوض آزاد طبع اور آزاد منش انسان ہونے کے یہ لوگ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر لکیر کے فقیر بنے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر میری خواہش ہوئی کہ میں اس پردہ کو جو قدیم حالات پر پڑ گیا اٹھا دوں اور ان آدمیوں کے پچھلے حالات کا جس میں کہ ان کا جو تو دس باقی نہیں رہا سراغ لگاؤں۔ پھر تو میری آنکھوں کے سامنے ہند کی عظمت کا قدیم زمانہ آموجود ہوا مجھے ہر ایک مندر کی دیوار سے اور ہر ایک پہاڑ سے اور ہر جگہ سے سبق ملنے لگا۔ منو و ویدوں سے سبق حاصل کیا جنکے شمار اوراق سے انکی ہزاروں سال کی تصنیف کا زمانہ شمار کیا جا سکتا ہے اور جن کے درس ہزاروں برس قبل اسکے کہ ہیرا بیلوں (بابل) کا نام و نشان ہی رہا ہو ہر ایک جوان طالب علم ویدکی کے اصول مشرح کرتا تھا۔ منو قدیم زمانہ کے اشلوکوں کو جو قبل از پیدائش حضرت موسیٰ و تعلیمی بک ہر ہاسے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے سنا۔ میں نے سوچا کہ ان قوانین کو سمجھنے کی کوشش کی جن کا انتظام ۲۰۰۰ برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے تختے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت تھے۔ برہمنوں کے ذریعہ انجام پایا تھا۔ غرضکہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا۔ میں نے اسکے ذریعہ سے تمام دنیا میں روشن ضمیری پھیلی ہوئی دیکھی ہے میں نے ہند کے قوانین اخلاق مذہب کا اثر مصر۔ فارس یونان روم میں پایا میں نے دیو منی وید بیاس کو سقراط و افلاطون کے زمانہ سے ما قبل دیکھا" (انگریزی رسالہ دی بائیبل ان انڈیا)

نمبر ۱۰۴۔ ڈاکٹر کوڈسمر صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "جتنے علوم دنیا سو گوں اکل زمین میں پھیلے ہیں سب اصل آریہ ورت سے ہیں"

نمبر ۱۰۵۔ کرنیل ٹکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ "ہندوؤں کے جاتی اپنیش بیچو، جیلس کی بنیاد شری مصر کی سمادھی ستھان اور مہا استھپہ کے سے بلکہ اس عمارت سے ۵۷ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ دنیا کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اعلیٰ ترقی و تہذیب پر تھی اور اپنی بہاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھار ہو کے تھی کہ اُن کی مانند آجتک بہاشا کوئی نہیں ہے" (بھارت ترکال درشا صفحہ ۳ مدراس ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۶۔ مؤرخ ہرگس صاحب جو مصر کے تواریخ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے وہ کہتا ہے کہ "مصری لوگوں یعنی قدیم مصر کی پہلی پیدائش آریہ ورت ہی ہے" (دیکھو بھارت ترکال درشا صفحہ ۴ ۱۸۸۲ء مدراس)

نمبر ۱۰۷۔ آریہ کیا مید کیا یونان اور کیا اٹلی میں اپنے مردوں کو چتا پر جلاتے تھے۔ (تاریخ ہند آریہ مل ڈبلیو ہنٹر صاحب صفحہ ۷ ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۰۸۔ مسٹر پیوکاک صاحب فرماتے ہیں کہ "قدیم یونان کیا ہے صرف قدیم آریہ ورت ہی ہے" (کتاب انڈیا ان گریس)

نمبر ۱۰۹۔ مولوی الطاف حسین صاحب فرماتے ہیں کہ "مصر کی ترقی ہند آریہ ورت اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر کے پرتوے روشن ہوا تھا" (دیکھو حاشیہ مد و جزر اسلام)

نمبر ۱۱۰۔ حکیم فیلا لوس صاحب یونانی مؤرخ فرماتے ہیں کہ "یونان کے حکیم علم و فضل میں آریہ ورت کے ایک چھوٹے حکیم کی برابری نہیں کر سکتے۔ اور جس طرح کہ آریہ ورت کے حکیم آسمان کے حالات بتلا سکتے ہیں اس طرح یونانی حکیم مٹی کے حالات بھی نہیں بیان کر سکتے"

نمبر ۱۱۱۔ ملک برازیل کی بابت جغرافیہ عالم میں لکھا ہے کہ "برازیل کے مندروں میں ایسے نشان پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں سب یہاں کے لوگوں کا مذہب ہندوستان کے مذہب کے مطابق تھا" (دیکھو جغرافیہ عالم صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۸۶۹ء)

نمبر ۱۱۲۔ چارلس نک صاحب بہادر فرماتے ہیں "چنانچہ فیثا غورث حکیم کو بانی کے واسطے تحصیل دولت علم کے ملک مصر ہند اور فارس اور افلاطون حکیم ثانی نے مصر کی غربت اختیار کی۔ اس زمانہ میں کتب خانہ کا جمع ہونا محال تھا اور جس کے پاس اس قسم کی کتابیں بھی اکٹھی ہوتی تھیں وہ اُن کو غنیمت و شگرف جانتا تھا یہی سبب ہے کہ باوجود عدم بہم رسی کتابوں کے اساتذہ سلف ایسے کامل و فاضل ہو گئے" (دیکھو تعلیم آتش حصہ دوم مطبوعہ ۱۸۵۹ء الہ آباد صفحہ ۴ و ۵)

نمبر ۱۱۳۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب نے جو لیکچر بمبئی میں دیا ہے اسمیں فرمایا ہے یہ کہ "جتنے علوم آریہ ورت یوروپ کو سکھلا سکتا ہے اتنے علوم یوروپ آریہ ورت کو نہیں۔ اسوقت آریہ ورت صرف یوروپ کے کتب چیزیں یا اصول پدارتھ یعنی فزیکل سائنس سیکھتا ہے۔ اس کا بھی باعث یہ ہے کہ پرانی سنسکرت کی پستکوں میں وہ ودیا بہت مکمل طور پر لکھی ہے لیکن جاننے اور پڑھنے والے آجکل بہت تھوڑے ہیں۔ ترت ودیا یعنی ایلکٹریسٹی۔ چمک ودیا یعنی میگنیٹزم شبد ودیا یعنی اکوسٹکس وایو ودیا یعنی نیومیٹکس جل ودیا یعنی ہائیڈرولکس وویا یعنی کیمسٹری وغیرہ سنسکرت گرنتھوں میں بکثرت مندرج ہیں انگلینڈ رت سائنس ودیا میں صرف ۶۴ تجزیات مانتے ہیں مگر سنسکرت میں ۴ تجزیات (تتو) مذکور ہیں۔ یوروپ میں دہرم سمبندھی اور پدارتھ کارن دونوں فلاسفی میں بہت ہی کم ترقی ہوئی ہے ہم امید کرتے ہیں کہ جیسی سنسکرت میں ترقی ہوئی تھا ویسی ہی آئندہ آنیوالے زمانہ میں یوروپ والے مندرجہ بالا فلاسفی کو آریہ ورت سے سیکھنے کی کوشش کرینگے ہماری سمجھ میں یوروپین لوگوں کی کوشش سے ہی سنسکرت کی بڑی ترقی ہوگی۔ کیونکہ

نسخہ حفظ احمدیہ

جبتک سنسکرت میں ترقی نہ ہوگی تب تک مندرجہ بالا علوم ہم سنسکرت پستکوں سے کس طرح سیکھ سکتے ہیں (اخبار بھارت سودھار پرورتک فرخ آباد ۱۸۸۶ء)

نمبر ۱۱۴۔ پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ "پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھ کر ایران میں آباد ہوئے تھے"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۸)

نمبر ۱۱۵۔ دارا بادشاہ کہتا تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام ایریارپنا تھا"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۰)

نمبر ۱۱۶۔ سب مورخوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام علوم پہلے ہند میں موجود تھے اُن سے اہل یونان و مصر نے اور اُن سے اہل یورپ نے حاصل کئے باوجود کثرت حکما کے سکندر بھی ایک حکیم ہند سے لے گیا تھا سب علم نادر اور طرح طرح کی حرفت اور صنعت یہ اُن (برہمن گرنتھ) اور ویدوں میں بھرے پڑے ہیں۔ مگر زبان ان کی سنسکرت مشکل اور دقیق ہے۔ علاوہ اس کے بہت کچھ ذخیرہ علوم کے ضائع ہو گئے رہا سہا جو ہونا بگڑا ملتا ہے اُس کے سمجھنے کا علم دشوار ہے"۔ تاریخ درالعصر ۱۸۶۳ء صفحہ ۲۹۴)

نمبر ۱۱۷۔ بعض مورخوں کی روایت ہے کہ ملک ختا میں جو طائفہ آدمیوں کا آن کر رہا وہ ہندوستان سے نقل مسکن کر کے وہاں گیا"۔ دیکھو تاریخ چین ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ا جلد دوم۔

نمبر ۱۱۸۔ جی ڈبلیو ڈاکٹر لائٹنر صاحب سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی فرماتے ہیں۔ کہ "ہند علوم اور فنون کے اعتبار سے مصر سے بھی مقدم ہے لیکن چونکہ یہاں کے لوگ سب سے الگ تھلگ تھے اس لئے یہ بھی تواریخ عالم کے زنجیرہ میں نہ تھا البتہ علوم و فنون میں اس کا تقدم ایک حیثیت سے ہے یعنے علوم و فنون عہد قدیم میں اس طرح سے پھیلے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہند یا فارس میں ظہور کیا اور غالباً ہند سے مصر نے لیا۔ مصر ہند اور فارس کا مجموعہ یونان میں گیا اور یونان کا علم و ہنر رومہ کبرے میں گیا۔ رومہ کبرے سے اور اہل یونان سے عرب میں گیا۔ پھر کچھ عرب سے اور کچھ رومیہ سے اور کچھ یونان سے یورپ نے لیا کہ شجرہ مندرجہ ذیل سے یہ حساب معلوم ہوتا ہے مگر اکثر باتیں ہند سے بخط راست بھی عرب اور یورپ نے پائیں"

شجرہ تفریع العلوم

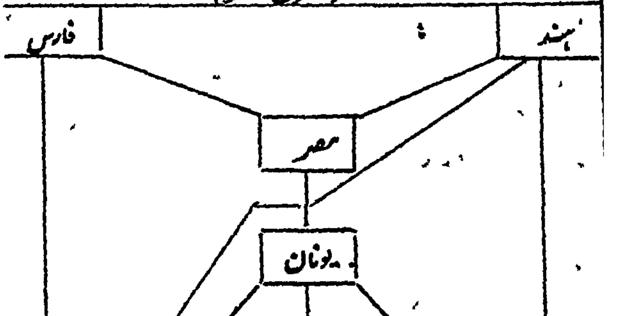

(دیکھو اردو سنین الاسلام صفحہ ا مقدمہ حصہ اول ۱۸۸۵ء لاہور)

نمبر ۱۹ شجاعت نمبر ۱۱۹۔ پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں "آریہ کشتریوں نے استر اور شستر ودیا کو پوری بکمال حقہ ترقی دی ہے آریہ راجا اپنے سینا کو میدان جنگ میں لیجاتے تھے اور دیگر بہادر شستر ودیا میں اچھی طرح تعلیم پاتے رہتے تھے بہت اعلیٰ بہادری اور علم جنگ میں نہایت نامی گرامی گزرے ہیں (بھارت ترکال دشا انگریزی صفحہ ۵ ۱۸۸۲ء مدرس)

نمبر ۱۲۰۔ بارود بھی سب سے پہلے آریہ ورت میں ایجاد ہوا (تاریخ ہندوستان مؤلفہ الفنسٹن صاحب بہادر)

نمبر ۱۲۱۔ پھر وہی پادری صاحب فرماتے ہیں کہ میری کتاب کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہوگا۔ کہ آریوں کے تتو گیانی رشی منی بیشک بڑی اعلیٰ ودیا جانتے تھے اور ہر ایک ملک کے لوگ اُن کی عزت و توقیر کرتے تھے ان میں سے کسی کسی کے ایک ایک ہزار شاگرد ہوتے تھے"۔ (دیکھو پادری وارڈ صاحب کی کتاب اور بھارت ترکال دشا صفحہ ۹)

نمبر ۱۲۲۔ پھر پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اس بات کے قبول کرنے سے انکار نہ کریگا۔ کہ قدیم آریوں کے ودیا۔ گن نہایت ہی تعظیم و تعریف کے لایق ہیں اُن کے بہت طرح کے مختلف علومات کے متعلق تحریر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر طرح کے علوم و فنون کا ان میں پرچار تھا جس ڈھنگ سے ہم نے ان مختلف ودیاؤں کو لکھا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قدیم زمانے کے کسی قوم یا ملک سے کسی بات میں کم نہ تھے جتنے زیادہ غور سے اُن کے فلاسفہ و علم ہیئت اور دیو ساؤں (فنون) کا وچار کیا جائے اتنا ہی زیادہ کھوج کرنیوالے کو یقین ہوگا کہ ان کے تحریر کرنیوالوں کی بُدھی نہایت تیز اور عمدہ تھی"۔ پادری وارڈ صاحب کی کتاب اور بھارت ترکال دشا انگریزی ۱۸۸۲ء)

نمبر ۱۲۳۔ کرنل السکاٹ صاحب فرماتے ہیں "بہت لوگ جو کہ آجکل کے علوم کی ترقی پر پھولتے ہیں وہ سوال کیا کرتے ہیں کہ بھلا وہ بتلاؤ تو آریوں نے کبھی تار اور ریل کے سمان کوئی جنتر بنایا تھا ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس وقت میں جو ہیں کے گنوں سے بخوبی واقفکار تھے اور چھاپے کا علم اور کارخانہ چین دیش میں موجود تھا اور یقیناً آریوں کے پاس تار تھا جس کے ذریعہ بڑی دور سے سماچار آتے تھے۔ اُس میں ستون گاڑنے اور تار لگانے اور توتیا وغیرہ مصالحہ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی اور اب بھی اُن کی اولاد میں وہ رشی مرمرو ہیں وہ کیا ہے یوگ ودیا۔

اگرچہ مورکھ اگیانی اور کچے لوگ ایسی پوتر باتوں پہ ٹھٹھے کرتے ہیں مگر مجھ کو اس پر بڑا افسوس ہے یہ لوگوں کی نہایت بھول ہے کہ تھوڑی سی انگریزی پڑھ کر اپنے شاستر رشیوں کو ٹھٹھے کرتے ہیں"۔ (دیکھو بھارت ترکال دشا صفحہ ۶)

نمبر ۱۲۴۔ پھر کرنیل صاحب فرماتے ہیں کہ "آریہ لوگ وہ ودیا بھی جانتے تھے جس کے واسطے یورپ والے بڑی کوشش و تلاش کر رہے ہیں اور ابھی تک کامیابی حاصل نہیں کی ہے (یعنے بیلون) آریوں کے آکاش میں بذریعہ ہوا چلنے کی طاقت تھی وہ صرف آکاش میں چلنے کی ہی سامرتھ نہیں رکھتے تھے بلکہ وہیں جنگ بھی کرتے تھے جس پر کارچالو ر ہوائی بڑے ہیں جب اس طرح ہوا میں اڑتے تھے تو پورا یقین ہے کہ وہ ضرور ان سب ودیاؤں سے جو ہوا کی لہر اور اندھیری اور گرداؤ کے متعلق ہیں پوری واقفیت رکھتے ہونگے" (دیکھو بھارت ترکال دشا صفحہ ۴۹)

نمبر ۱۲۵۔ پھر کرنل السکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ اس مایا کی سبھا میں جس کا ذکر مہابھارت میں ہے کہتے ہیں سوکھشم درشک یتر (یعنے مائی کرس کوپ خوردبین) اور دور درشک یتر (یعنے ٹیلس کوپ دوربین) دھرم گھڑیاں اور دھوپ گھڑیاں اور کلوں کے ذریعہ بولنے والے جانور اور بہائم مویشی وغیرہ موجود تھی کہ زہر آمیز ہوا سے دشمنوں کے سیناؤں کو بیہوش کر کے اور ہوا میں خوفناک آواز پیدا کر کے اُن کو فنا کر ڈالتے تھے اور ڈراؤنی صورت آکاش میں بنا کر مخالفوں کو خوفناک [illegible]

تھے اس ودیا کا نام تک بھی اس زمانے کے لوگ نہیں جانتے" (بھارت ترکال سار صفحہ ۶۷)

نمبر ۱۲۶۔ مورخ میگاستھنیز یونانی جو مسیح سے ۳۰۶ برس قبل چندر گپت راجہ آریہ ورت کے دربار میں بطور سفیر کے تعینات تھا لکھتا ہے کہ "ہند میں غلامی کا نام تک نہ تھا آریہ بڑے شجاع ایماندار راست گو۔ پرہیزگار اور محنتی تھے۔ کاشتکاری اور دستکاری سے خوب واقف تھے دریافت کی وجہ سے عدالت میں رجوع کرنے کی ضرورت ہوتی تھی یہاں کی عورتیں نہایت پاکدامن تھیں رعیت اپنے سرداروں کی زیر حکومت امن و امان سے رہتی تھی شاہی انتظام موسمرتی کے مطابق ہوتا تھا ویش یعنے کسان جنگ اور دیگر سرکاری خدمت سے آزاد تھے" (دیکھو تواریخ ہند مولفہ ہنٹر صاحب)

نمبر ۱۲۷۔ آرینا نامک ایک یونانی مورخ (جس نے سکندر اعظم کا حال یونانی میں لکھا ہے) کہتا ہے کہ اس ایام میں ایک آدمی بھی جھوٹ بولنے والا دیکھنے میں نہیں آیا اگرچہ یہ نہایت تعجب اور حیرت انگیز ہے مگر چین دیش کے رہنے والا ایک بودھ زمیں تھانگ نامی جس کو عرصہ ۱۲۰۰ برس کا گزرا کہ صوبہ بہار میں تیرتھ یاترا کو آیا تھا۔ اور بڑا ذہین اور عقیل تھا جو پندرہ برس اس دیش (ہندوستان) میں رہا جس نے سنسکرت کو پڑھا کچھ ویدودیا کو سیکھا اور اپنے دھرم کی پستکیں لکھیں وہ امر بالا کی تصدیق کرتا ہے علاوہ بر آں ایک فرانسیسی مورخ بھی اس بیان کی تائید کرتا ہے کہ آریہ ورت کے قدیمی لوگ بڑے عقیل شجاع اور صاحب تدبیر تھے اور علمیت و فضیلت میں بے نظیر)

نمبر ۱۲۸۔ اسی یونانی مورخ ایرین نامی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگرچہ سکندر بادشاہ کی فوج نہایت بہادر اور جرار تھی بہت ملکوں کی فوجوں کو شکست دے چکی تھی لیکن اس آریہ ورت میں ایک ہی لڑائی لڑنے کے بعد دوسری لڑائی کی تاب نہ لاسکی)

نمبر ۱۲۹۔ ایک اور مورخ لکھتا ہے بعد اس کے سکندر ستلج کے کنارہ پر آیا لیکن فوج اس کی نہایت تھک گئی تھی اور بسبب آجانے موسم برسات کے سپاہیوں نے آگے بڑھنے سے عذر کیا تب سکندر نے لاچار ہو کر وہیں سے مراجعت کی تھا اسکے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اُس وقت مگدہ دیش کے راجا مہانند کی فوج میں جو نانی نسبی خاندان میں تھا چھ لاکھ پیادے اور بیس ہزار سوار اور نو ہزار ہاتھی تھے شاید اس کا رعب اب سد راہ سکندر کا ہوا" (آئینہ تاریخ حصہ اول صفحہ ۵ سنہ ۱۸۷۰ء)

نمبر ۱۳۰۔ میکسمولر صاحب اپنے لیکچر میں فرماتے ہیں "اگرچہ مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کون ملک ہے جو طاقت و دولت و خوبصورتی میں مشہور ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا۔ اگر مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ کس ملک والوں نے روح کے مسئلہ کو حل کیا ہے تو میں یہی کہونگا کہ انڈیا اگر مجھ سے دریافت کیا جائے کہ کہاں کے علم سے یورپ کے خیال حریت یافتہ ہوئے ہیں زندگی کے کامل کر سکنے کے لئے بلکہ اس ہمیشگی کی زندگانی کے کامل کرنے کے لئے کونسا ملک ہے تو میں یہی کہونگا کہ وہ ملک انڈیا ہے" (دیکھو لیکچر صاحب موصوف سنہ ۱۸۹۶ء)

نمبر ۲۰۔ علم نباتات۔ نمبر ۱۳۱۔ حال میں مقام کشمیر علم نباتات کی بابت تین جلدوں میں زبان سنسکرت کی ایسی ضخیم کتاب لغات کی ملی ہے کہ شاید اس سے بڑی کوئی کتاب دیکھی گئی ہوگی یہ بڑی پرانی کتاب ہے" (اخبار الصدیق صفحہ، کالم ۲۵۲ نومبر سنہ ۱۸۸۷ء)

نمبر ۱۳۲۔ جاماسپ حکیم ایران وزیر شہنشاہ گشتاسپ والی ایران سالہا در ہند آمدہ شاگرد حیمنی بود و پلاں میاہات داشت" (دبستان مذاہب مطبع نولکشور صفحہ ۱۰۴)

نمبر ۲۱ تعلیم نسواں نمبر ۱۳۳ آریہ قوم کی عورتوں کے درمیان بھی محمدی زمانہ کے پیشتر کسی قسم کا پردہ نہ تھا۔ صرف محمدیوں کی ایجاد ہے آجکل جو بعض شرفا میں پردہ دیکھا جاتا ہے اس کا باعث یہی ہے کہ محمدیوں کے ڈر سے عورات آزادانہ پھر چل نہ سکتی تھیں پس ہندوں نے بھی مجبوراً اس کو اختیار کیا ورنہ تو ان کی کسی دینی کتاب یا ملکی تواریخ سے اس کا ثبوت ملتا ہے بلکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے عورات کی آزادانہ زندگی کے پختہ ثبوت ملتے ہیں عورات تعلیم یافتہ ہوتی تھیں کاروبار سلطنت میں کامل دسترس رکھتی تھیں میدان کارزار میں جاتی تھیں۔ عورات کی یہ حالت تو صرف محمدیوں کے ہی زمانہ سے شروع ہوئی جنہوں نے عورات کو محض ناکارہ پیدائش لونڈی غلام۔ محض بات کی طرح سمجھ لیا چنانچہ اُن کی متبرک کتاب قرآن (سورۃ النسا) میں بھی مندرج ہے کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں" (نور افشاں اخبار صفحہ ۳ مطبوعہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۸۸۳ء کالم ۱)

نمبر ۲۲۔ آریوں کی علمیت نمبر ۱۳۴۔ برہمو سماج کے اخبار میں لکھا ہے دنیا کی تاریخ شہادت دیتی ہے کہ کبھی یہ ہندوستان اپنی ترقی اور معاش اور معاد کے لحاظ سے عروج پر پہنچا تھا اس کے باشندہ اہل آریہ باعتبار ترقی دھرم و اخلاق و تہذیب و شائستگی دنیا کی کل قوموں میں افضل برتر اور سرتاج سمجھے جاتے تھے مگر یاں بالطبع یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھلا وہ زمانہ کونسا تھا جس میں اس ملک نے یہ عروج حاصل کیا تھا؟ اس کے جواب میں اگرچہ اس زمانہ کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا سخت مشکل بلکہ محال ہے الا اس قدر کہنا قابل اعتراض نہیں معلوم ہوتا کہ وہ زمانہ اس سے کہیں پہلے تھا جبکہ اول اول مسلمانوں نے آکر اس ملک کو اپنا مفتوح بنایا" (دیکھو رسالہ ہندو باندھو۔ مورخہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۳۵۔ عرصہ دراز گزرا کہ کبھی ہندوستان کے باشندے علم و عقل و خلق و آداب طاقت اور دولت میں مفخر اور یکتا زمانہ تھے ماحاؤں کی ادنٰے اور اعلےٰ انتظام سے سیاست مدنی کے علم کی عمدہ بوٹیکتی تھی انصاف میں وہ دوست اور دشمن اور امیر غریب کو ایک آنکھ سے دیکھتے تھے تجارت اور صنعت کے کاموں میں دل و جان سے کوشش کرتے تھے ان کے درباروں اور مجلسوں میں سوائے عالموں اور عاقلوں کے بیوقوف اور خوشامدیوں کو مطلق دخل نہ تھا جب کاموں کی ترقی اور اجرا میں علم اور عقل کو مقدم سمجھتے تھے اور یا تک ان کا اس زمانہ میں اقبال غالب آرہا تھا کہ غیر ملکوں کے راجے اور بادشاہ اُن کے اقبال آفتاب کے مقابل آنکھ اٹھاتے کو توانا نہ تھے چنانچہ بادشاہ سلوکس نے اپنی لڑکی کی شادی مہاراج چندر گپت کے ساتھ اور نوشیرواں عادل (جس کے عدل کی بات محمد صاحب نے بھی لکھا ہے "ولدت فی زمن ملک العادل") نے اپنی بیٹی کا بیواہ اودے پور کے رانا کے ساتھ کیا تھا)

واضح ہو کہ اول اسی ملک کے آدمیوں نے علم حاصل کیا تھا اور اس کی ترقی میں سعی بلیغ کی تھی بعدہ یہاں سے ایران والوں نے سیکھا اور اُن سے روم والوں نے اور ان سے انگلستان والوں نے حاصل کیا یہاں کے باشندے علم صرف (گرامر ویاکرن) ریاضی منطق نجوم و حکمت و موسیقی اور جنگ وغیرہ میں بڑے لائق و فائق تھے۔ اور نیز یہاں کی عورتیں بھی اکثر عالم اور فاضل ہوتی تھیں فن عمارت میں بھی فسٹ نمبر تھے چنانچہ قدیم عمارتیں جیسے دولت آباد کا گڈھ اور آبو وغیرہ کے مندر ان کے کمال کی بخوبی گواہی دیتے ہیں باقی رہی تجارت اس کی حالت اُس زمانہ کے موافق قابل تعریف تھی رگوید کی اول اشٹک سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں کے بیوپاری جہازوں میں بھی سوار ہوتے تھے مگر افسوس کہ اب ہندوستان کی ترقی و بہبودی کا آفتاب غروب ہوا اور افلاس کی سخت تاریکی چھا گئی۔ تجارت اور صنعت نے یورپ کا راستہ لیا اور سنسکرت جو ان کی قدیم ہریا تھی اس کو جرمنی والوں نے اپنے حصہ میں لیا" (رسالہ ہندو باندھو صفحہ ۶۲ — مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۸۷۶ء جلد دوم نمبر ۳)

نمبر ۱۳۶۔ یہ وہی آریہ ورت ہے جس کے دیکھنے کو سب ولایت کے مردم للچایا کرتے تھے یہ وہی بھرت کھنڈ ہے جس کے طبیب کبھی خلیفہ ہارون رشید کا علاج کرتے تھے یہ وہی ہندوستان ہے جس کے ایک پنڈت کو شاہ سکندر بھی بڑی تعظیم کے ساتھ ملک کو لیگیا تھا یہ وہی ہندوستان ہے جہاں سے شطرنج کا کھیل لیجا کر بزرجمہر نے نوشیرواں کی نذر کیا یہ وہی ہندوستان ہے میں ۹۶ ہزار من سونا اور لا انتہا جواہر علاؤالدین لے گیا تھا۔ اور اب یہ وہی ملک ہے کہ جو

روز مرہ کی ضروریات کو بھی دوسروں کا محتاج ہے۔ اس ملک کے باشندے آج ایسی بڑی غفلت میں مبتلا ہیں کہ کسی کو یہ ہوش نہیں ہے کہ ہمارے بزرگوں کی اگلی کی ہوئی دولت کہاں گئی اور ہنر کہاں غائب ہے (دیکھو ہندو باندھو صفحہ ۴۲ مارچ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۱۳۴ اسی طرح ہندو سماجی اخبار لکھتا ہے کہ اب نا اتفاقی کے دفع کرنے کی تدبیر اس سے بہتر اور نہیں ہے کہ سب سے پہلے پراچین دھرم کی تحقیقات کرنی چاہئے کہ کیا تھا۔ اور یہ تحقیقات چاروں ویدوں سے کرنی چاہئے نہ کہ اور کتابوں سے اور جب یہ تحقیق ہو جائے تو ہمارے ملک کے سارے راجوں مہاراجوں اور آچاریوں کو واجب ہے کہ خود بھی اس کو اختیار کریں۔ اور کوشش کر کے اپنے سب لوگوں کو بھی اس راہ راست پر لاویں۔ اگر ہندوستان کے آچاریہ متفق ہو کر پراچین دھرم کی تحقیقات کریں اور وید کو رواج دیں تو سارا کام انکے آسانی کے ساتھ درست ہو سکتے ہیں اور پھوٹ کی جڑ بالکل دفع کیجا سکتی ہے (رسالہ ہندو باندھو یکم جولائی ۱۸۷۶ء صفحہ ۱۵۵)

نمبر ۱۳۵ – ایک غیر متعصب یورپین محقق مزاج و راستی پسند نے سوامی جی کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہے۔ "دو برس سے ایک شخص جس کی عالمیت و فضیلت میں کچھ کلام نہیں اس دیش میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ شہر بہ شہر پھرتا ہے اور دلائل کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتا ہے جس میں ایک پرمیشر کی اپاسنا کی ہدایت ہے اور اوروں کی ممانعت اور صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ رسم ستی اور بت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو پرانوں میں درج اور خود غرض پجاریوں کی ایجاد ہیں وید کے منشا کے بالکل خلاف ہیں۔ اس نے ان واہیات کو جو فی زمانہ رائج ہیں اور جنہوں نے ایک سب سے اور بہتر مذہب کو ایسا کچھ خراب کر دیا ہے۔ اس طرح عوام کے روبرو مشتہر کیا اور قدیم آریہ ورت کے علم و فضل کو اس طرح بیان کیا اور یہاں کے باشندوں کو اپنے آبا و اجداد کی خوبیوں کے حاصل کرنے کا وہ حوصلہ دلایا کہ آجکل کے نوجوانوں کے دل میں ترقی ملک کا ایک جوش سا ہو گیا۔ حق تو یہ ہے کہ وہ منطق میں لاجواب ہے اور ریاضت میں تو لاثانی ہے۔ اس شخص کا ارادہ ہرگز نہیں کہ گورنمنٹ کے برخلاف کوئی تحریک کسی طرح اٹھاوے بلکہ اپنے جلسوں میں صاف صاف بیان کیا ہے کہ یہ صرف عملداری سلطنت انگلشیہ کا ہی ہے کہ جس نے مذہبی بحث میں کبھی مداخلت نہ کی بلکہ تمام و کمال آزادی دی۔ حقیقتاً کلام اس عالم شخص کی کارروائیاں مع مور است ہیں اور اغلبًا اپنے دیش والوں کے لئے نہایت درجہ مفید۔ یہ شخص پنڈت دیانند سرسوتی سوامی ہے اور آریہ سماج کا بانی۔ آریہ سماج کے اصول اور ان کی کارروائیاں البتہ قوی تر دلائل سے برہمو دھرم کے خلاف میں ہیں۔ کیونکہ کیشب چندر سین صاحب بید کو بالکل خارج کرتے ہیں اور دیانند ویدوں کو قرآن اور کتابوں کے ساتھ جن کو پرمیشر کرت فرض کر رکھا ہے مساوی درجہ میں قائم رکھتے ہیں۔ بخلاف اس کے سوامی جی گو موجب ہدایت وید کے برن بیوستھا کا اپدیش کرتے ہیں تاہم وے تفریق قومی کے مروجہ دستور میں محل نہیں ہوتے۔ اور ویدوں کو سب سے زیادہ مستند مانتے ہیں۔

الغرض کیشب چندر سین کی نسبت سوامی جی کی کارروائی بہت کچھ معقول ہے اور اس سے کسی طرح کے فساد کا احتمال نہیں۔ اس لئے اگر سچ پوچھئے تو سوامی جی بھی مثل کیشب چندر سین کے اعانت گورنمنٹ کے مستحق تھے۔

سوامی دیانند سرستی شہر بہ شہر پھرتے اور ویاکھیان اور اپدیش دیتے ہیں انہوں نے بمبئی سے لے کر پچاس مختلف شہروں میں سماج قائم کر دئے۔ اس وقت آریہ ورت میں انکے پیروکار قریب تین لاکھ کے بیان کئے گئے ہیں" (پاینیر اخبار الہ آباد مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۱۸۸۰ء)

نمبر ۱۳۹ – پادری ایف ایل سلڈ صاحب فرماتے ہیں کہ "سوامی دیانند سرستی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ انہوں نے دیسی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گمان کرتے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں شرمندہ کیا۔ اور ہزارہا سال سے جو پراچین دھرم (الطیر) معدوم کے ہو گیا تھا اس کو روشنی میں لا کر ہندوستان کے حوالہ کیا۔ ہندو لوگ جیسا گہری تاریکی میں ناواقفیت کے غوطہ زن تھے اور سچی روشنی کے متلاشی تھے جن کو کہ جھوٹے شاستروں نے گمراہ کر دیا تھا" (دیکھو پادری صاحب کی سالانہ رپورٹ)

نمبر ۱۴۰ – ہندو دھرم کی حقیقت و ماہیت کے دریافت کرنے کے لئے اول اول ہماری نگاہ رگوید ہی پر پڑتی ہے۔ کیونکہ تمام دنیا میں قدامت کے لحاظ سے اس سے پرانی اور کوئی کتاب نہیں۔ گویا فن تحریر کی ابتدائی روشنی میں آنیوالے زمانہ کا ایک یہی قدیم گرنتھ ہے" (دیکھو ہندو دھرم مصنف مطبوعہ یکم فروری ۱۸۸۰ء صفحہ ۴۳)

نمبر ۳۳ – دوربین نمبر ۱۴۱ – ویاس جی نے سنجے کو دہلی میں ایک دوربین دی تھی کہ یہاں سے کورکشیتر کا حال مہاراجہ دھرتراشٹ کو بتلاتے رہنا (دیکھو مہابھارت بھیشم پرو ادھیائے شلوک ۱۰)

نمبر ۱۴۲ – پروفیسر جیکولیٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "آریہ ورت مہد عالم ہے اسی سبب سے ابتدا میں اس کی حقیقی ماں نے اپنی اولاد کو دور مغرب کی طرف روانہ کرنے سے پہلے انکی سرشت میں بے زوال شہادت کے ذریعہ سے بدیعت کے طور پر قواعد زبان و قانون اور طریق عبادت۔ انسان اور تہذیب ذالیلہ ہے میں یہ خیال نہیں کرتا کہ زمانوں کے گذرنے اور نوع انسان کی صدیوں نے اس حد اور تحریف میں کوئی ترقی کی۔ میرے دل میں بلا کسی اضافت لنتی کے ان مقدس کتابوں کی عظمت نے گھر کیا ہوا ہے جن کو وید کہتے ہیں جو کہ خدا کی ایسی یاد دلاتے ہیں جو کہ تمام ان مذہبوں سے جنہیں دیگر الہامی کتاب لگتے ہیں منزہ و مترہ ہے۔ ویدک الہام جو کہ دعویٰ کرتا ہے کہ استوار و بتدریج دنیا پہنچتی ہو گی۔ فقط یہی ایک دنیا کے تمام الہاموں سے ربانی الہام ہے جس کے منشا ہیں کامل طور پر زمانہ حال کے علم سائنس سے موافقت رکھتے ہیں" (جلد ۴ نمبر ۱ سٹیٹسمین کلکتہ ہفتہ وار ۲۴ اپریل ۱۸۸۰ء کالم ۷ صفحہ ۱)

نمبر ۱۴۳ – پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ سے اس طرف نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ تا اٹک اس طرف تک (دیکھو جلد اول تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء صفحہ ۲)

نمبر ۱۴۴ – ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں "ہندوستان میں بہت سی لائبریریاں جو اسلامیوں کے جلانے سے بچ گئی ہیں اب تک موجود ہیں جیسے جیسلمیر اور پٹن کی لائبریریاں۔ اگر ہم محمود اور اسلامی بادشاہوں کے ظلموں کو خیال کریں تو ہمیں ذرہ بھی اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے ضرور ہندوستان کی تواریخ برباد کر دی" (دیکھو صفحہ ۲ تاریخ مذکور)

یہ کبھی خیال میں آسکتا ہے کہ ہندوستان جیسی شائستہ قوم جس میں صحیح صحیح سائنس کمالیت تک پہنچ گئی تھی۔ اور موسیقی نقاشی سنگ تراشی تجارت شاعری وغیرہ علم و ہنر کو نہ صرف جانتے تھے بلکہ پڑھاتے اور انکے عمدہ عمدہ قواعد بناتے تھے۔ وہ اپنی تاریخ کے ماجرے اور اپنے بادشاہوں کے چال چلن اور ان کی سلطنتوں کے انتظام لکھنے سے بالکل ناواقف ہوں۔ ہستناپور انلواڑہ سومنات کے شہر اور دہلی چتوڑ کے جی ستنبھ یعنی نشان فتح (نیم فل کیلس) کوہ آبو اور گرنار کی سادھی استھان۔ الیفنٹا[1] اور الورا[2] کی گفاؤں کے مندر اسی بات کے گواہ ہیں۔ اور ہم یہ بھی خیال نہیں کر سکتے کہ وہ زمانہ کہ جس میں یہ کتابیں سنائی گئی ہیں اس میں کوئی تواریخ دان نہ ہو تو مہابھارت سے لیکر سکندر کی چڑھائی تک اور اس بڑے زمانہ سے لیکر محمود تک خاص ہندوؤں کی تواریخ کا ایک فقرہ بھی ہم کو مشکل سے ملتا ہے" (دیکھو صفحہ ۲ تاریخ راجستان ۱۸۲۹ء جلد اول)

---

[1] الیفنٹا یا الیفنٹا اور سالسیٹ معروف بہ جہانتا دو جزیرہ و تیں جو بمبئی کے پاس ہیں [2] الورہ یا ایلورا

چاند برداٸی مؤرخ نے جو پرتھوی راج کی تاریخ لکھی ہے اس میں کئی ایسی کتابوں کے حوالے ہیں جن میں سے ہم کو یہ نوشان ہوتا ہے کہ ویسے ہی اور بہتیرے بھی بے جلت تھے جن میں محمود سے شہاب الدین تک سنہ سے لیکر سنہ ۱۱۹۳ء تک کا حال پایا جاتا تھا لیکن وہ کتابیں اب نہیں ملتی ہیں غائب ہو گئی ہیں" (صفحہ ۸ و ۹ تاریخ راجستان جلد اول سنہ ۱۸۷۹ء)

"جب کہ ہندو برابر آٹھ سو برس تک اُن لوگوں کے ماتحت رہے ہوں جو اُن کی زبان سے بالکل ناواقف ہوں اور جب ہر ایک بڑے بڑے شہر جنگلی اور متعصب اور مغرور دشمن سے تباہ کئے گئے ہوں۔ تو مورخ حد سے زیادہ امید کرتا ہے کہ نقصان سے بچے ہوئے اس قسم کی چیزیں یعنے تاریخ کی کتابیں بچ رہی ہوں۔ جبکہ بادشاہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھگائے جاتے تھے اور پہاڑوں کی کندروں میں بسنے کے لئے مجبور کئے جاتے تھے اور جبکہ اُن کو اس بات میں بھی اتنک تھا کہ وہ روٹی جسکو اب پکا رہے ہیں کھانی نصیب ہوگی تو کیا اُس وقت تاریخ کی کتابوں کا خیال ہو سکتا ہے" (دیکھو صفحہ ۹ تاریخ راجستان سنہ ۱۸۷۹ء جلد اول)

"جو لوگ ہندوؤں سے ایسی تواریخ کی امید کرتے ہیں جیسے کہ یونان و روم سے وہ بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کیونکہ ہندوستانیوں کی خاصیتیں اور لوگوں سے الگ ہیں اُن کی فلاسفی اُن کی شاعری اور فن عمارت میں سب سے پہلے ایجاد اور جبلّی کی نشانیاں پائی جاتی ہیں وہی حال اُن کی تاریخ کا ہو سکتا ہے" (صفحہ ۹ تاریخ راجستان حصہ اول سنہ ۱۸۷۹ء)

نمبر ۲۴۔ حکمت نمبر ۱۴۵۔ محقق کالروک صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر اہل ہند کسی غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکھ سکے تو کیا وجہ ہے کہ وہ پچھلی ترقیوں کا علم حاصل نہ کر سکے اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اہل ہند نے حکمت کسی سے نہیں سیکھی بلکہ اوروں کو سکھائی ہے (دیکھو تاریخ بدیع ہندوستان صفحہ ۵ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۹ء)

نمبر ۱۴۶۔ مورخ ہیرن صاحب بہادر فرماتے ہیں "مصر والوں میں تو اب بھی نہایت مشابہت ہندیوں سے معلوم ہوتی ہے اِن دونوں قوموں میں بہت سی باتیں مشابہت کی پائی جاتی ہیں" (دیکھو ایشیا کی قوموں کی تاریخ جلد ۳ صفحہ ۴۱۱)

نمبر ۱۴۷۔ الفنسٹن صاحب مؤرخ اپنی تاریخ ہندوستان کی جلد اول باب پنجم فصل ششم میں غالباً سے یہی تحریر کرتے ہیں کہ "کوئی وجہ خیال کرنے کی نہیں ہے کہ اہل ہند بجز اپنے موجودہ ملک کے کسی دوسرے ملک سے آئے ہوں"

نمبر ۲۵۔ شجاعت نمبر ۱۴۸۔ عرب کے ایک نامی گرامی قصیدہ میں جو سبعہ معلقہ کے نام سے مشہور ہے بھی اہل ہند کی بہادری کا اقبال ہے چنانچہ لکھا ہے وظلم ذوی القربیٰ اشد مضاضۃ علی المرء من وقع الحسام المہند ترجمہ خویشوں کا ظلم زیادہ سخت ہے اُس ضرب سے جو لگتا ہے ہندی تلوار سے۔

نمبر ۱۴۹۔ تفسیر عزیزی میں ہے تیغ ہندی خنجر رومی ؎ نہ کند آنکہ انتظار کند۔

نمبر ۲۶۔ زبان نمبر ۱۵۰۔ ایک غیر متعصب مسلمان تحریر فرماتا ہے۔ چونکہ آریا کی ان نورو پیئن تیتیا کی سب باتوں کی جڑھ معلوم ہوتی ہے اس لئے واضح ہوتا ہے کہ اہل چین اور روس جرمن انگریز اور ہند و ایران وغیرہ سب کی نسل کا مبدا ایک ہی تھا (دیکھو تاریخ متقدمین سنہ ۱۸۷۹ء لاہور صفحہ ۱۴۸ باب ۱۸)

نمبر ۱۵۱۔ یہ وہی مسلمان صاحب فرماتے ہیں۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسالہ کیتی کا علم عربوں نے ہندیوں سے حاصل کیا ہو کیونکہ اہل ہند اور اہل مصر کے اکثر طریق اور رسوم موافق ہیں" (دیکھو تواریخ متقدمین صفحہ ۵ فصل دوم سنہ ۱۸۷۹ء لاہور)

نمبر ۱۵۲۔ پھر یہی مسلمان مورخ کہتا ہے کہ "مصر وہ ملک ہے جہاں اول ریاست قائم ہوئی اور انتظام ملک دستور اور آئین جاری ہوئے گر یقیناً یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہندوؤں میں اس سے پہلے یہ صورت نہیں تھی" (تاریخ متقدمین صفحہ ۵ سنہ ۱۸۷۹ء لاہور)

پھر مسلمان موصوف لکھتا ہے "یورپین فاضل۔ جو صاحب سر ولیم جونس صاحب کی کتابوں سے فارس کا حال معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے سنسکرت [illegible] کی مشابہت ہونے سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان اور ایران دونوں کے قدیم باشندے ایک ہی نسل سے تھے" (صفحہ ۴۴ تاریخ متقدمین سنہ ۱۸۷۹ء لاہور)

نمبر ۱۵۳۔ پادری نورمن صاحب لکھتے ہیں کہ "دو ہزار برس کا عرصہ گذرا ہے کہ انگلستان کے باشندے مورتوں کو پوجتے تھے اور اُنکے خوش کرنے کے لئے دشمنوں کی کھوپڑیوں میں شراب پیتے تھے مگر انہی دنوں میں ہندوستان کے باشندے سب عقلی امور یعنی خدا اور روح جسم۔ نیز انسان کی ماہیت بھی خوب جانتے تھے" (دیکھو تاریخ دسمبر عیسوی تیسرا حصہ صفحہ ۱۵ سنہ ۱۸۷۹ء)

باب چہارم

قرآن اور مسلمانوں کی علمیت

نمبر ۱۔ آسمان۔ سورۃ الفرقان وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِکَۃُ تَنْزِیْلًا ترجمہ جس دن کہ پھٹ جاویگا آسمان ساتھ بدلی کے اور اُتارے جاوینگے فرشتے جا کر۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۱۱۴ نولکشور سنہ ۱۸۹۱ء یاد کن روزے را کہ وا ان شگافد۔ آسمان بسبب ابر سپید کہ بالائے ہفت طبقہ آسمان ہست و غلظ او برابر ہمہ سماوات و گران تر است از ہمہ آسمان ہا وحق سبحانہ امروز او را بقدرت نگاہ داشتہ روز قیامت او را بر آسمانہا افگند وہر آسمانے کہ برسد آن آسمان شگافتہ گردد و فرود فرستادہ شوند فرشتگان از انجا بر زمین فرو فرستادنی تا روے زمین بفرستہ گروہ گروہ موضح آوردہ کہ ملائکہ ہفت صف بگرد عالم در آیند (افسوس ہزار حیف کی ستون زمین و آسمان را شناختی)

سورۃ الانبیاء اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰہُمَا ترجمہ کیا نہیں دیکھا انہوں نے جو کافر ہوئے یہ کہ آسمان اور زمین ملی ہوئی تھی بس جدا کیا ہم نے اُن دونوں کو (دیکھا زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں)

سورۃ السجدۃ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ ثُمَّ یَعْرُجُ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ذٰلِکَ عٰلِمُ الْغَیْبِ ترجمہ تدبیر کرتا ہے (خدا) کام کی آسمان سے طرف زمین کے پھر چڑھ جاتا ہے طرف آسمان کی بیچ ایک دن کے جسکی مقدار ہزار برس کی ہے اُن برسوں سے جو تم گنتے ہو یہ ہے جاننے والا غیب کا (واہ رے اللہ کیسے سرکاتے ہیں تعریف انوری کرتا ہے ع صبا بہم بگرد تو نرسید)

سورۃ المومنون وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا کُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ترجمہ اور تحقیق پیدا کئے ہم نے اوپر تمہارے سات طبقے راہوں والے اور نہیں ہم پیدائش سے غافل تفسیر حسینی بدرستیکہ آفریدیم بر سر شما ہفت آسمان طبقہ بالائے طبقہ وہر طبقہ از ان راہ است مر راہ ہائے فرشتگان را" (جلد دوم صفحہ ۸۰ سنہ ۱۸۹۱ء نولکشور) (آسمان بھی بقول علماء محمدیان کوئی سات منزلہ مکان ہوگا ترکی بہشت راوی پر کوئی سیاح قربان ہو)

سورۃ الانعام يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ترجمہ جس دن ہم لپیٹ لیوینگے آسمان کو جیسا کہ لپیٹا ہے طومار (کاغذ) کے رقعوں کا (معلوم ہوتا ہے کہ خدا پہلے دفتری ہوگا۔ ورنہ اس بے علمی کے کیا معنے آسمانی خدا اور اس کے معلومات تعلقہ فلکی قابل

سورۃ الرعد۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ترجمہ۔ اللہ وہ شخص ہے کہ جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو۔ پھر قرار پکڑا (خدا نے) اوپر تخت کے۔ (اگر آجکل خدا دہلی میں رائے پتھورا کے محل دیکھتا تو یہ دعوے کبھی نہ کرتا یادتن تخیر افسوس قرآن پیاس کی تعلیم پر۔

سورۃ تکویر۔ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ترجمہ اور جس دن آسمان کی کھال اتاری جاوے۔ (غالباً خدا کے محمدیان کے لیے جنم میں قصاب ہوگا۔ بھیڑ بکری کی کھال اتارتا ہوگا۔ اور وہی مثال یہاں یاد آگئی۔

نمبر ۲۔ ستارہ سورۃ انفطار۔ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ترجمہ جس وقت آسمان پھاڑا جائے اور جس وقت کہ ستارے نیچے گر پڑیں جاویں۔ تفسیر حسینی آن گاہ کہ آسمان شگافتہ و آنگاہ کہ کواکب فرو ریزد و بتیان آوردہ کہ کواکب بر مثال قنادیل معلقہ از پیش طاق فلک بسلاسل نور آویختہ اند و آن سلاسل بدست ملائکہ است چون اہل آسمان بمیرند سلاسل از دست ایشان بیفتد و کواکب بر زمین ریزند" صفحہ ۵۱۴ جلد دوم نول کشور ۱۸۸۶ء ہم اس کی بات علماء اسٹرانومی کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں) +

نمبر ۳۔ رعد۔ سورۃ الرعد۔ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ ترجمہ اور تسبیح کرتا ہے گرجنے والا ساتھ تعریف اس کی کے تفسیر حسینی رعد ملکے ست موکل بر ابر کہ سحاب را مے راند و برق تازیانہ اوست از حقائق سلمی از ابن ریحان نقل میکند کہ رعد خندۂ فرشتگان است و برق آہ پُر سوز یاران گریہ ایشان (دیکھو جلد اول صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۸ مطبوعہ نول کشور ۱۸۹۰ء) برین عقل و دانش بباید گریست) +

نمبر ۴۔ سورج۔ سورۃ التکویر۔ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ ترجمہ۔ جس وقت سورج لپیٹا جاویگا (مسلمانوں کا خدا اللہ خیر صلا علم و عقل سے بے بہرہ ہے) +

سورۃ کہف۔ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ ترجمہ۔ یہانتک کہ جب پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پایا سورج کو کہ وہ ڈوبتا ہے کیچڑ کے چشمہ میں۔ تفسیر حسینی والا کہتا ہے دیافت آن یعنے آفتاب را کہ در اے العین فرو میرود در چشمہ آب گرم و حفص حمیۃ میخوانند یعنے چشمہ آب مکدر لائی آمیز (صفحہ ۷ جلد ثانی ۱۲۹۱ھ) اس خدا سے تو ادنے ادنے نجومی بھی دانا ہیں۔ مگر حضرت کو سورج کا بھی علم نہیں۔ اور نہ طلوع و غروب کی خبر ہے) +

سورۃ ص۔ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ترجمہ جبتک چھپ گیا آفتاب پردہ میں واپس پھیرا واسطے میرے تفسیر حسینی صفحہ ۲۴۵ جلد ثانی حجاب کوہی سبز است محیط بکرہ زمین بعضے علما برآنند کہ مراد از نماز عصر است کہ از سلیمان بسبب مشغول عرض اسپان فوت شد و آفتاب غروب کرد۔ سلیمان باذن خدا تعالیٰ ملائکہ را کہ موکل بودند بر آفتاب فرمود کہ رُدُّوْهَا عَلَيَّ باز گردانید آفتاب را پس حق سبحانہ و تعالیٰ فرمود کہ آفتاب را باز گردانیدند تا بہنگام وقت عصر آمد تا وے آنرا ادا کرد و آنکہ آفتاب بدعاے حضرت پیغمبر در صہبا خیبر بعد از غروب باز گشت و بجاے عصر باز آمد مرتضے علی عصر گذارد و نزد محدثان مشہور است و امام طحاوی در شرح آثار خویش آوردہ کہ روایت این حدیث ثقات اند و امام احمد بن صالح نقل کردہ کہ اہل علم را سزاوار نیست تغافل کنند از حفظ این حدیث زیرا کہ از نبوت است:

گہ دعوتش گرفتہ گریبان آفتاب
بالا کشیدہ از چہ مغرب بآسمان

گر قرص بدر را بسر گرد خوان چرخ
دستش دو نیم کردہ بنیک بنان

نمبر ۵۔ چاند۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔ ترجمہ۔ سوال کرتے ہیں تجھ سے اے محمد چاند سے۔ کہو وہ وقت ہیں واسطے لوگوں اور حج کے تفسیر جلالین میں ہے۔ يسئلونك يا محمد عن الاهلة جمع هلال لم تبدو دقيقة ثم تزيد حتى تمتلئ نورا ثم تعود كما بدت ولا تكون على حالة واحدة كالشمس قل لهم هي مواقيت جمع ميقات للناس يعلمون بها اوقات زرعهم ومتاجرهم وعدة نسائهم وصيامهم وافطارهم والحج عطف على الناس اى يعلم بها وقته فلو استمرت على حالة لم يعرف ذالك (صفحہ ۳۰ جلد اول ۱۳۰۴ھ حیدری بمبئی)

سوال میکنند ترا اے محمد عن الاہلۃ از ماہہاے نو معاذ بن جبل و ثعلبہؓ کہ از اعیان انصار بودند از حضرت رسالت پناہ پرسیدند کہ سبب چیست کہ جرم قرص ماہ گاہ گاہ باریک می نماید و بمرور ایام نور او تمام گردد و دیگر بارہ روے بتناقص مے نہد حق سبحانہ تعالیٰ بعلم ازلی میدانست کہ ایشان را حکمت نقصان و کمال ماہ دانستن مہم نیست جوابے معرفت فائدہ آن فرستاد کہ قل بگوے محمد کہ آن ہلالہا مواقیت نشانہا سنجیدہ ہا وقتہاے للناس براے مردمان در مزد مزدوران و عدت زنان و مدت حمل و زمان رضاع و فصال و اجال دین ہا و تحقیق شرطہا و الحج و علامات اوقات اندیشہ حج کہ موسم را بدان بدانند (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۳۱ و ۳۲) (سوال از آسمان جواب از ریسمان) +

نمبر ۶۔ شہاب ثاقب۔ سورۃ الطارق۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ترجمہ قسم ہے آسمان و رات آنیوالی کی اور کیا جانے تو کیا ہے تا چمکتا ہوا۔ تفسیر حسینی جلد دوم صفحہ ۵۴۳ آوردہ اند کہ شبے حضرت رسالت پناہ نشستہ بودند با عم خود ابیطالب ناگاہ ستارہ بدرخشید و شعلۂ آتش عظیم از وے ظاہر شد ابو طالب ترسید گفت این چہ چیز است۔ حضرت پیغمبر صاحب فرمود کہ ستارہ است کہ دیوان را از آسمان می راند و نشانہ ایست از قدرت الٰہی فی الحال جبرائیل نازل شد بدین سورۃ" اسی امر کی تائید صاف طور پر تفسیر حقانی مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۴۴ سطر ۵ وہ ظاہر ہے جس سے قرآنی علمیت سے کسی جاہل کو بھی انکار نہیں ہوسکتا +

سورۃ الحجر۔ وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور البتہ تحقیق ہم نے بیچ آسمان کے برج بنائے اور زینت دی ہم نے واسطے دیکھنے والوں کے اور محفوظ کیا ہم نے ان کو ہر ایک شیطان راندہ شدہ سے مگر جس نے چرایا سننے کو پیچھے لگتا ہے اس کے شعلہ ظاہر۔ تفسیر حسینی صفحہ ۳۵۴ جلد اول از ابن عباسؓ منقول است کہ از زمان آدم تا وقت عیسیٰ دیوان بر آسمان میرفتند و از ملائکہ اخبار لوح و رسم نمودند بر آن اطلاع یافتہ بآسمان می بودند و بزمین آمدہ با دوستان خود از کاہنان میگفتند چون ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین دست داد از ہمہ آسمانہا ممنوع گشتند و بجہت رجم ایشان شہاب ثاقب مقرر شد ابواب کہانت بکلی مسدود گشت" +

شہاب ثاقب کے بارہ میں جو کچھ قرآن و علماء قرآنی کہتے ہیں وہ اس لائق ہے کہ موٹے حرفوں میں تحریر کر کے نجات کلکتہ یونیورسٹی میں لگایا جاوے تاکہ کالج کے پرنسپلوں و طالب علموں پر عربی عقدہ حل ہو جاوے اگر گورنمنٹ عالیہ مہربانی کر کے اپنے خرچ سے اس کام کو کرے لیئے بورڈ پر لکھوا کر لگوا دے تو حضرت پر بڑا احسان کرے اور ہم کہیں۔ جانت بکلام محمد ایازا پر۔

نمبر ۷۔ زمین۔ سورۃ الرعد۔ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ ترجمہ اللہ وہ ہے جس نے کھینچا زمین کو اور کئے بیچ اسکے پہاڑ۔ تفسیر حسینی و اوست آنکہ بسط کرد یعنے بسیط کرد بطول و عرض تا منقلب حیوانات باشد و بیافرید در آن کوہہاے

عکس پائے مرغا کہ ہیچ زمین بود (صفحہ ۳۴۳ جلد اول)

سورۃ النحل وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ ترجمہ۔ ڈالے بیچ زمین کے پہاڑ۔ ایسا نہ ہو کہ ہل جاوے ساتھ تمہارے تفسیر حسینی صفحہ ۴۴۳۔ درخبر است کہ حق سبحانہ زمین را بیافرید بر روئے آب متحرک و مقرار نبود و ملائکہ گفتند این بساط مقر ہیچ کس نخواہد بود حق سبحانہ تعالیٰ بروے کوہ ہا بیافرید تا قرار گرفت در خبر آوردہ کہ چون زمین آفریدہ شد بغایت مضطرب و متحرک بود حق سبحانہ فرشتہ را کہ او را صاعد یا عیل گویند بیافرید و بعد بود تا پائے بر زمین نہاد و زمین گرانی یافت و [illegible] قرار گرفت پس کوہ ہا میخ زمین ساخت تا آرام یافت اور سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

زمین از تب لرزہ آمد ستوہ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ

سورۃ النبا أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ترجمہ ہم نے نہیں بنائی زمین بچھونا اور پہاڑ میخیں یعنے ضرور بنائے ہیں۔

سورۃ بقر۔ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ترجمہ جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان عمارت اور اتارا آسمان سے پانی" (خدا کی جغرافیہ دانی پر جس قدر علمائے محمدیہ فخر کریں بجا ہے اور سچ بھی ہے ہر کس بقدر خود بکمال و عقل خود بکمال نظر می آید)

نمبر ۸۔ علم بارش سورۃ النور۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِن جِبَالٍ فِيهَا مِن بَرَدٍ ترجمہ۔ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل پھر انکو ملاتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہ بہ تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اسکے بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں سے جو پہاڑ ہیں اولوں کے۔ تفسیر حسینی صفحہ ۲۰ جلد ثانی میں لکھتے در آسمان کوہ ہا ہست از تگرگ چنانچہ در زمین کوہ ہا ہست از سنگ حق تعالیٰ از آں تگرگ نازل میگرداند" (برف و ژالہ کے علم سے حضرت باری علیم معلوم ہوتے ہیں یا مصنف قرآن کا قصور ہے)

سورۃ المومنون وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ از تفسیر حسینی صفحہ ۸۰ جلد دوم۔ و فرستادیم از آسمان آب بقدر و اندازہ کہ صلاح بندگان دران دانستیم پس ساکن گردانیدیم آن آب را در زمین۔ در تبیان از ابن عباس نقل میکنند خدا تعالیٰ پنج جوئے آب را از چشمہ ہائے بہشت بر بال جبرئیل نہادہ از آسمان فرود فرستادہ سیحون کہ نہر ہند است و جیحون کہ نہر بلخ است و فرات و دجلہ کہ نہریں عراق اند و نیل کہ نہر مصر است و انہار و دیعت بجبال داد و در و نقید [illegible] منافع خلق جاری میگرداند این ست کہ میفرماید کہ آب در زمین ساکن ساختیم و گفتہ اند بعد از خروج یاجوج ماجوج جبرئیل فرود آید و قرآن و حجر الاسود و مقام ابراہیم و تابوت سکینہ و این انہار خمس را باآسمان برد و بعد از ان بر روئے زمین ہیچ خیر و برکت نماند۔ اور اسی طرح دیکھو سورۃ ہود۔ [illegible] طوفان کے پانی تنور سے نکلنے کے [illegible] کہ جبرئیل تمام پانی آج ہی آجاتے۔ اور یہیں قرآن سے اماں دیا ہے۔

نمبر ۹۔ رد سورۃ النحل وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ تفسیر حسینی مراد ازین بانی صرح نمرود است کہ بنائے ساختہ بود ارتفاع آن پنجہزار گز بود و گویند دو فرسخ طول و سہ فرسخ عرض داشت کہ تا بصعود آسمانی کند۔ در علاو ابراہیم مطلع شدہ باہے مقاتلہ نماید۔ بعد از تمام صرح بادی از ہیبت الٰہی وزید و آن را از بیخ و بنیاد برکند۔ در تفسیر ثعالبی آمدہ کہ سر آن بنا در دریا افگند و باقی بر خانہ نمرود افتاد و آوازے مہیب از ان پدید آمد کہ زبان قوم ہم برآمد و سخن ایشان مختلف گشت محمد جریر طبری آوردہ کہ زبان ہمہ مردم در زمان نمرود سریانی بود چون سقوط صرح واقع شد زبانہا اختلاف پدید آمد و ہر قومے بزبانے سخن [illegible] آغاز کردند ہیچ یک زبان آن دیگرے ندانست و ہفتاد و دو زبان مختلف در میانہ پدید آمد (دیکھو صفحہ ۴۴۳ جلد اول) اور آیت وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ سورۃ ابراہیم۔ آتش شاہ بر کردہ گفت نمرود خدائے کہ ابراہیم گوید او را از آتش بر ہانید من میخواہم کہ بر آسمان روم و او را ببینم اشراف مملکت گفتند کہ آسمان بغایت مرتفع است و بر رفتن بآسانی میسر نشود نمرود نشنید و بفرمود تا صرحی ساختند مدت سہ سال بغایت رسانید۔ و چون بر آنجا رفت آسمان را ہمچنان دید کہ از زمین میدید۔ بر وز دیگر آن ساختہ را افگندہ القصہ چون آن صرح از پائے درآمد و خلق بسیار ہلاک شدند نمرود خشم گرفت و گفت بر آسمان روم و با خدائے [illegible] صندوقے چارگوشہ بساخت و دو در یکے فوقانی و دیگرے تحتانی در و درست کرد و بر چہار طرف او چہار نیزہ کہ زیر و بالا نتوانستی [illegible] پس کرگسان را چند روز گرسنہ داشتند و چہار مردار بر سر نیزہ ہا کردہ۔ اطراف صندوق را بر تن کرگسان بربست ایشان از غایت جوع میل ببالا کردہ جانب مردار پرواز نمودند و صندوق را برد و با یک تن دیگر در آنجا نشستہ بود بہوا بردند بعد از شبانروزے نمرود در فوقانی کشادہ نگاہ کرد و آسمان را ہمان حال دید کہ بزمین میدید رفیق خود را گفت تا در تحتانی بکشائی و بنگر تا چہ می بینی آنکس نگاہ کرد در جواب داد کہ غیر از آب چیزے دیگر نمی بینم بعد از شبانروزی دیگر کہ باب فوقانی بکشاد ہمان حال بود کہ روز سابق مشاہدہ نمود و رفیق وے کہ باب تحتانی بکشاد بجز دود و تاریکی چیزے مشہود نبود نمرود بترسید و نیزہ ہا را با مردار سرنگون ساخت و کرگسان میل بزیر کردند و در وقت فرود آمدن آوازے مہیب از ان صندوق و کرگسان ظاہر شد کہ کوہ ہا از فزع آن نزدیک بود کہ از اماکن خود زائل گردند۔ (دیکھو تفسیر حسینی صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲۔ جلد اول مطبوعہ ۱۳۰۵ھ لکھنؤ نولکشور)

(یہ حضرت علی وہی علی مرتضیٰ ہیں جن کی شان میں محمد صاحب نے حدیث میں فرمایا ہے انا مدینۃ العلم و علی بابہا یعنے میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جس نے یہ کرگسی ہیلوں کی حکایت بیان کی)

حدیث

(۱) حدیث میں ہے غبار المدینۃ شفاء من الجذام ترجمہ مدینہ کا غبار جذام کو شفا دینے والا ہے اور اسی کی تردید مدارج النبوت میں ہے "ابی فاطمہ دوسی۔ سعید بن العاص کہ از ان صحابہ است کہ اسلام آورد در مکہ و ہجرت کرد بحبشہ باز حاضر شد در مدینہ و عامل گردانیدند او را ابوبکر و عمر در خلافت خود و در مدینہ بہ بیت المال نازل شد بوئے جذام و علاج کردہ شد با مر عمر بحنظل پس موقوف اند"

(۲) حدیث میں ہے الحجر الاسود یمین اللہ فی الارض ترجمہ حجر الاسود خدا کا دایاں ہاتھ ہے زمین میں۔

(۳) حدیث میں معراج ہے روایت ہے ان الجبل ینادی الجبل باسمہ ای فلان ہل ایک احد ذکر اللہ فاذا قال نعم استبشر ترجمہ ایک پہاڑ پکارتا ہے دوسرے کو کوئی شخص کہ یاد کرتا ہوا اللہ کو ہیں جب کہتا ہے ہاں گذرا ہے جو جپنے والا

لہ۔ قرآن کی علمیت کے بارے میں [illegible] مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب دہلوی اپنی تفسیر حقانی میں فرماتے ہیں جس کی یہ شان ہیں کہ وہ طبیعات و سمعیات کے مسائل تعلیم فرماتے [illegible] بادل، بجلی، آسمان، زمین و بارش، زلزلہ وغیرہ امور کی ماہیت اور ان کے [illegible] بیان کرے چنانچہ قرآن مجید میں بھی [illegible] روح کی حقیقت بیان کرنے سے یا چاند کے گھٹنے بڑھنے [illegible] بیان کرنے سے اعراض کیا اور دشمنوں کی [illegible] اسکے [illegible] کی نسبت تو بھی [illegible] لِلنَّاسِ [illegible] (دیکھو [illegible] مقدمہ تفسیر حقانی)

والا ہمارے ذہن میں ہوتا ہے۔

اہل عرب کی بےعلمی اور وحشی پن کی شہادت بھی علماء اسلام کی تحقیقات سے ظاہر ہے چنانچہ مولوی الطاف حسین حالی مدوجزر اسلام میں فرماتے ہیں۔

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی　نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی　خدا کی زمین بے جتی سر بسر تھی
پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا　تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

قرآن سورۃ جمعہ خدا محمد کی تعریف کرتا ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ ترجمہ خدا وہی ہے جس نے برپا کیا ان پڑھوں میں ان پڑھا پیغمبر انہیں میں سے

کبوتر با کبوتر باز با باز　کند ہمجنس با ہمجنس پرواز

عربوں کی لیاقت کی تعریف بھی قرآن میں موجود ہے الحجرات قالت الاعراب آمنا ترجمہ کہتے ہیں گنوار ہم ایمان لائے سورۃ فتح قل للمخلفین من الاعراب ترجمہ کہہ دے پیچھے رہ گئے گنواروں کو سورۃ توبہ ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الآخر ترجمہ اور بعضے گنوار وہ ہیں کہ ایمان لائے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر ایسا ہی اور آیتوں میں مذکور ہے جبکہ خود اعراب کے معنے گنوار کے ہیں پس عرب کی جہالت میں کسی طرح کا انکار سزاوار نہیں۔

قرآن کے نزول کی وجہ بھی قرآن میں عمدہ لکھی ہے إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ترجمہ ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا شاید تم سمجھو وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ ترجمہ۔ اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سناوے مکہ والوں کو اور گرد نواح (یعنی مکہ کے) لوگوں کو اور ڈر سناوے قیامت کے روز کی۔

سورۃ انعام وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا ترجمہ یہ کتاب قرآن جو نازل کی برکت سے یاور رکھنے والی جو کہ پہلے تھے تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں اور اسکے گرد نواح (عرب) کو جاہل لوگ جو تلوار یا طمع کے زور سے ایمان لائے وہ تو بقول سعدی کہ دین بسر نبرد دنیا برند۔ جو کچھ حضرت کہتے تھے آمنا وصدقنا کرتے تھے اور اہل علم میں سے رضا و رغبت سے تو کوئی مسلمان نہ ہوا مگر اہل ایران جو عمر کے خون فشاں صمصام سے مسلمان ہوئے تھے اور دولت وغیرہ کے طمع رکھتے تھے اگرچہ محمدی بن گئے مگر ہماری مانند نہ ہوئے اور نہ اس ظلمت کدہ میں کسی اور کو گرانے کی کوشش کی۔ چنانچہ خود مسلمان بھی اسکے شاہد ہیں لکھا ہے "واجماع اہل تواریخ است تا آنکہ استخیر ہیچکس نبود مگر استخیر ملک یا ہمیرا از کفار بدست بیاورده و دارالاسلام نساختہ" (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰ کد یازدہم مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۲۹۵ھ)

عقل کو دخل دیا گیا ہے۔ قیاس کرنا حدیث کے رو سے شیطان بننا ہے اور عقل کو دخل دینا ملعون ہونا چنانچہ اساس اللبیب کے صفحہ ۴۴ میں ہے لا تقس فان اول من قاس ابلیس ذکر ہے کہ تحقیق طور پر آئمہ اطاہرین عقل اور قیاس کو دخل دینا حرام جانتے ہیں۔ ایک دن امام ابوحنیفہ امام صادق کے پاس آئے جعفر صادق نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم قیاس کو دخل دیتے ہو۔ حالانکہ ایسا نہ چاہئے کیونکہ اول جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا مولوی رومی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

این قیاس خویش را در ترک کن　کز قیاس تو شود راستیت کہن
اول آنکس کو قیاسکہا نمود　پیش نور حدا ابلیس بود

چنانچہ خود مرزا صاحب بھی داناؤں اور عقلمندوں اور فلسفیوں کو گالی گلوچ ان الفاظ سے دیتے ہیں "میری رائے میں فلسفیوں سے بڑھ کر اور کسی کی دلی حالت خراب نہ ہوگی"

اور بندہ میں وہ چیز جو بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور تکبر ہے سو وہ اس قوم کے اصول کو ایسی لازم پڑی ہوئی ہے کہ گویا انہیں کے خمیر میں رکھی ہے یہ لوگ خدا تعالیٰ کی قدرت کو بھی حاکمانہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور جسکے مونہہ سے اس کے برخلاف کچھ سنتے ہیں اسکو نہایت تحقیر اور تذلیل کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ نوخیزوں کے عام خیالات اسی طرف مڑے جاتے ہیں۔ (دیکھو سرمہ چشم صفحہ ۵۵ سطر ۴ سے ۹ تک)

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ نبیوں کے بیان اور فلسفہ دانوں کے بیان میں بہت فرق ہے نبیوں کی بات صرف ایمان بالغیب و ثواب آئندہ کے خیال سے ماننی پڑتی ہے اور فلسفیوں کی بات بدلائل واضح اور ثبوت ظاہر سے ماننی پڑتی ہے جو کہ نبیوں کی بات کا ایسا ثبوت (برعکس بیان) انہیں ہے اسواسطے فلسفیوں اور نبیوں کا اختلاف ہے (آگے مرزا صاحب) فلسفہ کو بہت برا اور آنا فی ظلمت تیک فی رعونت تاریکی بر تاریکی بد اعمال و نالایق خیال و ضلالت و صفات ملی ہوئی (فلسفیوں کو) متعصب و خود پسند اور غلط لکھکر کہتے ہیں کہ تمام تر سعادت تو اس میں ہے کہ غیب کی باتوں کو غیب کی صورت میں قبول کرے اور ظاہری حواس کی خواہ مخواہ شہادت طلب کرے اور فلسفہ کے طول طویل اور لاطائل جھگڑوں سے حتی الوسع اپنے تئیں بچاوے۔

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود　گرچہ ہم کین باشد و یا بوعلی سینا بود

(دیکھو سرمہ چشم کا صفحہ ۴۲ سے ۴۷ تک)

---

۵ حاشیہ۔ نحو۔ لغت۔ حدیث۔ اصول فقہ علم فقہ کے امام و پیشوا اکثر عجمی ہیں علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ تاریخ میں ایک مستقل مضمون لکھا ہے جس کی سرخی یہ ہے "حملۃ العلم فی الاسلام اکثرہم العجم" یعنے اسلام میں علم کے حاملین اکثر عجم ہیں ہمارے اکثر اخوان جو عرب کی نسل سے ہیں اس بات کو تسلیم اور تعجب سے سنیں گے مگر ان کو ہشام و عیسیٰ کی طرح صبر کرنا چاہئے (دیکھو فتح المغیث صفحہ ۹ اور مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۹۲ء لکھنؤ) پروفیسر محمد شبلی صاحب لکھتے ہیں ہم لکھ آئے ہیں کہ مسلمانوں میں علوم کی بنیاد مذہب کی بنا پر رکھی گئی اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہبی پیشوا اور انکی اجتہاد و رائیں جابجا شروع کریں علوم بھی بلحاظ ساتھ دین اسی وجہ سے مملکت اسلامی کے ہر گوشے میں وہ وکر فلسفہ کو صدمے پہنچانے پر تلے تھے معتضد باللہ خلیفہ عباسی نے جو ۲۷۹ھ میں تخت نشین ہوا پہلا ہی سال فرمان جاری کیا کہ کتب فروش فلسفہ کی کتابیں بیچنے نہ پائیں (دیکھو تاریخ الخلفاء خلافت معتضد باللہ و مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۲۰) حکیم ابن رشد کو اپنی فلسفی تصنیفات کے سبب سے دو دفعہ الحاد کا الزام لگا کر خاندان عبد المومن سلاطین مراکو نے ۵۹۳ھ میں اس کو قید کر دیا تھا حتی کہ ایک امیر نے جس کا نام مولیٰ حکیم بن سعید فلسفہ دانی کے جرم میں قتل کرادیا (دیکھو نفح الطیب تاریخ اسپین مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۵) مستکفی باللہ نے بھی ایک صاحب علم فلسفہ کا درس بند کرادیا۔ حافظ جلال الدین سیوطی نے علم منطق کے ہجو پر ایک کتاب ہی تصنیف کر ڈالی جس کا نام القول المشرق فی تحریم الاشتغال بالمنطق ہے علامہ ابن الصلاح نے بھی ان مضمونوں کا فتویٰ لکھا۔ علامہ ابن تیمیہ نے الرد علی المنطقیین میں لکھا ہے کہ فلسفہ کے (اصول) جرم پر خدا اس سے مواخذہ کرتا ہے۔ اسپین میں امرا اور خواص فلسفہ کے حامی رہے لیکن عوام کی برہمی کے خوف سے کبھی اس علم کو عام آزادی نہیں دیگئی (دیکھو نفح الطیب جلد اول صفحہ ۳۰۲ او مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۲۷ مطبوعہ لکھنؤ) پروفیسر محمد شبلی صاحب فرماتے ہیں مسلمانوں نے جو کچھ دوسری قوموں سے سیکھا وہ منطق۔ الٰہی۔ ہندسہ طبیعیات تھی حیات طب میں بھی اسوجہ سے زیادہ تر دوسری قوموں کی شاگردی کی اس بات کی بہت کم مثالیں ہیں کہ مسلمانوں نے علوم خود یونانی سریانی زبانوں کی تحصیل کی ہو۔ دراصل کتابوں سے یہ علوم سیکھے ہوں۔ (دیکھو مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم صفحہ ۲ مطبوعہ ۱۸۹۲ء لکھنؤ)

اسلام کس طرح پھیلا تحفہ اثنا عشریہ میں ہے ان عائشۃ شرفت جاریۃ قالت لعلنا نصید بہا بعض فتیان قریش ترجمہ روایت است کہ عائشہ یک دختر خانہ پرورد خود را بیاراست و گفت بعض جوانان قریش را بسبب این دختر آراستہ و پیراستہ شکار کنیم و بمشغول محبت این دختر کہ بے اختیار خواہان شکل و شور دیدہ۔ ام القیاد است و ابتداء مصنف کتاب بن اعتبن مستند (از مسند) دیکھو تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۳۶ نول کشور ۱۳۰۰ھ)

لطیفہ۔ جادو نام رو پا (نیچ) ہندو بیا گرو آں او بوجہ تقیۃ الاسلام ملح رفت با تتقہ در بازار مسجد سعدے تو اگر قند فروز قاضی نہ ترد بند۔ قاضی او را باسلام خواند پاسخ داد کہ اگر مرا کدخدا کنی مسلمان شوم قاضی زن بیوہ خوش وقتے رابد۔ ویں جادو مسلمان شدہ بخانہ آن زن رفت چون روزے چند گذشت با زن گفت کہ این دختر را کہ از شوہر مردہ داری بمن دہ تا بفرزندیم و میت او را باہستگی جرأت کنیم تا وزن زدے دیگر آمد پس آں زن بیں گویا در عوض ربیع ازیم و بیستہ مرا این جست دختر بین حرفہ بشد لم زن از وکنارہ گزیدہ جادو فرصت یافتہ بکابل آمد (صفحہ ۲۱۲ دبستان مذاہب) تا زمانہ تو رہند و ماند)

ڈاکٹر ولسن صاحب بہادر اپنی کتاب موسومہ موجودہ حالات ایران میں فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں لڑکوں کی شادی ان کی چچیری بہنوں یا اسیطرح کے دوسرے رشتہ داروں سے ہوا کرتی ہے اور باوجود قریبی عزیزوں میں شادیاں ہوتی ہیں۔ زن و شوہر اکثر طفولیت میں ایک دوسرے کو جانتے رہتے ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ بہت کم مانوس ہوتے ہیں" (دیکھو اودھ اخبار لکھنؤ صفحہ ۲ و ۳ کالم ۱ مورخہ ۶ فروری ۱۸۸۶ء)

تواریخ سراسٹین انگریزی میں مسٹر شامس آکلی صاحب فرماتے ہیں "ایک شخص بنام جان اس وقت بہت عالم فاضل خیال کیا جاتا تھا خلیفہ (عمر) کی اس کے ساتھ بہت دوستی تھی ایک دن جان نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کتب خانہ کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیے اور کتابیں مجھے عنایت کر دیں۔ خلیفہ نے اس بات کے واسطے اپنے افسر سے اجازت مانگی۔ افسر نے جواب دیا کہ اگر کتب مطلوبہ کا مضمون قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے مطابق ہے تو خیر ورنہ تمام کتابیں آگ میں پھینکدو۔ خلیفہ عمر کے ارشاد مبارک کے مطابق کچھ کتابیں لوگوں کو تقسیم کر دی گئیں اور باقی کی حاکم نے اپنے حمام خانہ کے کام میں جلا دیں۔ اگرچہ بہت کچھ مبالغہ در بارہ اصل تعداد کتب مذکورہ بالا کے بیان کیا گیا ہے مگر روایت ہے کہ یہ کتابیں پورے چھ ماہ تک جلنے کے کام میں آتی رہیں۔ یہ کتب مصر کے قدیم بادشاہوں نے جمع کر رکھی تھیں" (دیکھو تواریخ سراسٹین انگریزی صفحہ ۱۰۴ سیرا دو سیرا ۱۸۳۸ء موجودہ لائبریری لاہور)

قرآن کے رو سے خدا گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱۔ بقر یضل بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفسقین ترجمہ گمراہ کرتا ہے اس سے بہت اور نہیں گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں۔

نمبر ۲۔ اعراف ومن یضلل فاولئک ہم الخسرون ترجمہ اور جسے اللہ بھٹکاوے سو وہی ہے زیاں میں۔

نمبر ۳۔ اعراف من یضلل اللہ فلا ہادی لہ ویذرہم فی طغیانہم یعمہون ترجمہ جس کو اللہ گمراہ کرے نہیں کوئی اس کو راہ بتانا اور اس کو چھوڑ دیتا ہے اس کی شرارت میں بہکتے۔

نمبر ۴۔ مریم الم تر انا ارسلنا الشیطین علی الکفرین تؤزہم ازا ترجمہ تو نے نہیں دیکھا ہم نے چھوڑ رکھے ہیں شیطان منکروں پر اچھالتے ہیں انکو ابھار کر۔

نمبر ۵۔ النحل لا یہدیہم اللہ ولہم عذاب الیم ترجمہ ان اللہ راہ نہیں دکھلاتا اور ان کو دکھ کی مار ہے۔

نمبر ۶۔ النحل اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبہم وسمعہم وابصارہم و اولئک ہم الغفلون ترجمہ وہی ہیں کہ مہر کر دی اللہ نے انکے دلوں پر کانوں پر اور وہی ہیں بیہوش۔

نمبر ۷ کہف۔ ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا ترجمہ اور جس کو خدا گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اس کا رفیق راہ پر لانے والا۔

نمبر ۸ اعراف۔ تضل بہا من تشاء ترجمہ خدا گمراہ کرے جس کو چاہے۔

نمبر ۹ اعراف۔ یطبع اللہ علی قلوب الکفرین ترجمہ مہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔

نمبر ۱۰ قصص ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین ترجمہ بیشک وہ نہیں بتاتا اللہ ظالموں کی قوم کو۔

نمبر ۱۱ مومن ومن یضلل اللہ فما لہ من ہاد ترجمہ بیشک اللہ نہیں راہ دکھلاتا فضول خرچ اور جھوٹے کو۔

نمبر ۱۲ مومن کذلک یضل اللہ فما لہ من ہاد ترجمہ اور جس کو غلطی میں ڈالے اللہ کو تو کوئی نہیں اسکو سمجھانے والا۔

نمبر ۱۳ مومن کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار ترجمہ اسی طرح مہر کرتا ہے اللہ ہر مغرور اور سرکش دل پر۔

نمبر ۱۵ مومن کذلک یضل اللہ الکفرین ترجمہ اسطرح گمراہ کرتا ہے اللہ کافروں کو

نمبر ۱۶ زخرف ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطنا فہو لہ قرین ترجمہ اور جو کوئی آنکھیں چرانے رحمن کی یاد سے ہم اس پر تعین کریں ایک شیطان پھر وہ ہے اس کا ساتھی۔

نمبر ۱۷ توبہ واللہ لا یہدی القوم الفسقین ترجمہ اور اللہ راہ نہیں دکھلاتا بدکاروں کو۔

نمبر ۱۸ سورۃ نسا اتریدون ان تہدوا من اضل اللہ ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا ترجمہ کیا تم چاہتے ہو راہ پر لاؤں انکو جس کو اللہ نے گمراہ کیا اور جس کو اللہ گمراہ کرے پھر تو نہ پاوے اس کے واسطے کہیں راستہ۔

نمبر ۱۹۔ سورۃ النساء ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا ترجمہ اور جس کو گمراہ کرے اللہ اس کے واسطے کوئی راستہ نہیں۔

نمبر ۲۰ سورۃ بقر اللہ عدو للکفرین ترجمہ اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

نمبر ۲۱ سورۃ انعام من یشا اللہ یضللہ ترجمہ جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے۔

نمبر ۲۲ بنی اسرائیل جعلنا بینک وبین الذین حجابا مستورا وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا ترجمہ کرتے ہیں ہم بیچ میں تیرے اور ان (کافر) لوگوں کے ایک پردہ ڈھکا ہوا اور رکھتے ہیں ان کے دلوں پر اوٹ کہ اس کو نہ سمجھیں (یعنی قرآن کو) اور انکے کانوں کے بوجھ۔

شیطان گمراہ کرتا ہے

نمبر ۱ سورۃ بقر۔ فازلہما الشیطن عنہا ترجمہ پھر ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے۔

نمبر ۲ سورۃ آل عمران انما استزلہم الشیطن ترجمہ ان کو بچلادیا شیطان۔

نمبر ۳ سورۃ انعام واما ینسینک الشیطن ترجمہ اور کبھی بھلاوے تجکو شیطان۔

نمبر ۴ سورۃ ص لاغوینہم اجمعین ترجمہ شیطان کہتا ہے میں گمراہ کرونگا ان سب کو۔

نمبر ۵۔ اعراف۔ فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ترجمہ پیچھے لگا اسکے شیطان تو ہوا گمراہوں میں۔

نمبر ۶۔ قصص۔ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانیوالا۔

نمبر ۷۔ عنکبوت۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ۔ ترجمہ رجھایا اُن کو شیطان نے اُن کے عملوں کو اور روک دیا اُنکو راہ سے۔

نمبر ۸۔ زخرف۔ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور نہ روکے تم کو شیطان وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔

نمبر ۹۔ محمد۔ اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ترجمہ شیطان نے بات بنائی انکے دل میں اور [illegible] وعدے دیئے۔

نمبر ۱۰۔ مجادلہ۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ترجمہ قابو میں کر لیا اُن کو شیطان نے پھر بھلا دیا اُن کو ذکر خدا کے۔

نمبر ۱۱۔ مجادلہ۔ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ترجمہ وہی ہے جتھا شیطان کا جو شیطان کا جتھا ہے وہی خراب ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۲۔ نساء۔ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ ترجمہ شیطان بولا کہ میں البتہ لونگا تیرے بندوں سے حصہ مقرر اور اُن کو بہکاؤں گا۔

نمبر ۱۳۔ نساء۔ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ترجمہ اور جو توقع بتاتا ہے اُن کو شیطان وہ سب دغا ہے۔

نمبر ۱۴۔ مائدہ۔ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ترجمہ پلیدی ہے شیطان کے کام سے۔

نمبر ۱۵۔ ؍؍ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ترجمہ شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم میں دشمنی اور کینہ شراب سے جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے۔

نمبر ۱۶۔ آل عمران۔ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ترجمہ سو ان کو ڈگا دیا شیطان نے کچھ اُن کے گناہ کی شامت سے۔

نمبر ۱۷۔ البقرہ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ اور مت چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

نمبر ۱۸۔ یٰسین۔ وَلَا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ترجمہ نہ پوجو شیطان کو وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

نمبر ۱۹۔ یٰسین۔ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ترجمہ شیطان بہکا لے گیا تم میں سے بہت خلقت کو۔

نمبر ۲۰۔ صافات۔ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ترجمہ اور بچاؤ ہر شیطان سرکش سے۔

نمبر ۲۱۔ یوسف۔ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ترجمہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان نزاع کرا دی۔

نمبر ۲۲۔ یونس۔ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ترجمہ شیطان نے تم لوگوں سے بہتوں کو گمراہ کیا۔

نمونہ تعلیم قرآن

عجب حالت ہے طرفہ ماجرا ہے — خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے
کیا گمراہ دونوں نے جہان کو — کہا قرآن میں یہ برملا ہے
خدا سے ہے وہ بہکانے کو مامور — عبث شیطان ملزم بن رہا ہے
خدا کے حکم کی کرتا ہے تعمیل — خدا ہی سے شرارت کی بنا ہے
پڑھو آیات قرآنی بخوبی — نتیجہ ہو سنو سوچو کہ کیا ہے
خدا کے واسطے یہ کفر چھوڑو — عبث کیوں جان سے پیارا کیا ہے
نہ سمجھتے ہیں جو کہتا ہے قرآن — خدا شیطان ہے اور شیطان خدا ہے

اے محمدی بھائیو آپ اس قرآن کی محبت میں ایسے مست و مدہوش کیوں ہو گئے ؟ اور خدا داد عقل و ہوش کو کیوں یک لخت کھو بیٹھے ؟ اس عقل کل نے جو تمہیں سمجھ کا مادہ دیا ہے اسے تعصب و نخوت کے سبب کیوں بیکار رکھ چھوڑا ہے ؟ کہ یک شب تاب کی روشنی کو آفتاب سمجھنا اور آفتاب کی طرف سے خفاش کی طرح منہ پھیر لینا کیا آپ کی ہوا پرستی کے نشان ہیں۔ زمزم کے کھارے پانی کو آب حیات جانتا ۔ اور گنگا کو اس سبب سے کہ ہندوستان میں ہے) برا ماننا کیا اسلامی حکمت کے فلسفی بیان ہیں ؟ ! اے بھائیو ۔ تا قیامت بد آریہ سنتان ہم کو بدگوؤں سے رشتہ داری توڑ دو غفلت میں سونے کا زمانہ نہیں ہے تعلیم ترقی پر ہے تمہاری اولاد کی آنکھیں کھل بھی چکی ہیں اب قرآن پر عملدرآمد کرنے کا زمانہ نہیں ہے قرآن کے ہر ایک حرف کو بالحاظ مذہب کے آریہ سماجی ہی نہیں ۔ بلکہ خود تعلیم سائنس کالجوں کی جڑ ہائی اور فلاسفی بیخ دین سے اکھاڑ رہی ہے ۔ اگر کچھ کم بیس سال تک تعلیم کی یہی روز افزوں حالت رہی تو قرآن و اسلام پرست جلد وہاں تک آنکلا حال کی ذریت ایسی نئی عقل والی نہیں ہے کہ ان کو بہشتوں کے سہانے کے گلگشت بہجت کے باغ اور غلافی موتی غلاموں کے رخسارے یاد ہوں یا حوریں پسند خاطر ہوں یا دودھ شہد و شراب کے قرآنی نہروں کی تعلیموں پر مولوی لوگ طفل تسلی دے سکیں کیونکہ قطعہ

وقت علم ست و عہد دانائی — دور عقل ست و فلسفہ دانی
کس نخواہد رفاقت اعراب — بہر تو گفتہ ست ایرانی
گر تو قرآن بدیں نمط خوانی — ببری رونق مسلمانی ۔ رابی

فخر الہند آنریبل سید احمد خان صاحب پہلے وحی کی بابت امام فخر الدین رازی کا قول تفسیر کبیر سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ تقریریں ہمارے علماء قدیم کی اسی قسم کی تقریریں ہیں جن پر آج لوگ ہنستے ہیں اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجھتے ہیں (تفسیر احمدی صفحہ ۲۴ جلد اول بحوالہ بقرشتہ ۹۹ ملخصاً) اب اسلام کے برخوردار بچوں کو وہ زمانہ نور کا عنقریب سنانے والا ہے بلکہ بتو تم کو آچکا ۔ یعنی یا تو وہ تعلیم کے لئے اور عقل کے حاصل کرنے اور علمی کتابوں کے دیکھنے سے اعرابی باپ دادوں کے خیالات کو یہ شعر پڑھ کر

بعرب رفتنت مبارک باد — نہ چنیں شو کہ گاہے باز آئی

ٹھکانہ لگا دینگے یعنی لکھ یا پارسل بنا کر بنام یوسف سا شہر نگاہ اندرون بحر قلزم کے روانہ فرما دینگے ۔ اور یہ دہریہ ہو جاوینگے ۔

یا اگر خدا کی توفیق شامل حال رہی ۔ اور عقل نے رہبری کی یا ستیارتھ پرکاش کا حصہ تعلیم قرآنی یا تکذیب براہین احمدیہ کو مطالعہ کیا یا نسخہ خبط احمدیہ کا استعمال کیا اور شراب و کباب سے فرصت ملی اور کچھ سعادت کا مادہ بھی موجود ہوا تو ویدک دھرم کے پرشاد سے بعد سوا ہنکرست دھرم وید یا ہان ہو جائینگے ۔ اور آریہ بن جاوینگے ۔ مگر دونوں صورتوں میں قرآن و عربوں کے پنجے سے نکل جاوینگے ۔ آمین یا رب العالمین ۔

بات یہ لازم ہے ہر انسان کو — سوچنا چاہئے ضرور ایمان کو
جھوٹ ہو وے گر جہاں میں سربسر — چھوڑ دو ایمان سے بطلان کو

جان نثار اس اصول پاک کو — ں میں جا مز جان کر سمجھو ان کو
جو کہ ہے تعلیم قرآں مو بمو — ظلم سے بھرتی ہے وہ رزان کو
عقل کی دشمن ہے رہزن ہوش کی — سیر کرکے دیکھو عربستان کو
رہبری اس کی ہے دشمن جان کی — جان کر ڈالو جاہ میں جان کو
آتا ہے وہ روز رہا مو عنقریب — جب خدا چھوڑوگے یا قرآن کو

صفحہ ۷۷ و ۷۸ حاشیہ ماسوا اس کے ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جزلا یتجزی دلائل عقلیہ اور ہندسیہ سے باطل ہے اور اس کے ابطال پر ایک آسان دلیل یہ ہے کہ اگر جزلا یتجزی یعنے پرانو ذرہ کو دو چیزوں کے درمیان رکھا جاوے تو ضرور ہے کہ وہ دونوں چیزیں طرف مخالف سے اس کو مس کریں گی۔ اور یہ امر تقسیم کو ثابت کرنے والا ہے دوسرے یہ کہ نقطہ بھی جزلا یتجزی ہے۔ اور بموجب اصول موضوعہ علم ہندسہ کے ہم کو اختیار ہے کہ ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک خط مستقیم کھینچ لیں۔ مثلاً ہم مختار ہیں کہ نقطہ ا اور ب میں ا ـــــ ب ایک خط مستقیم کھینچ لیں جس کا کل مجموعہ گیارہ نقطے ہوں پھر بعد اس کے ہم یہ بھی اختیار رکھتے ہیں کہ بموجب شکل دہم مقالہ اول تحریر اقلیدس اس خط محدود کی تنصیف کریں تو ظاہر ہے کہ اس خط کے دو ٹکڑے برابر کرنے سے درمیانی نقطہ (جو پرانو ہے) منقسم ہو جاوے گا۔ اور یہی مطلب ہے، آریہ رزا کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقلیدس (علم ریکھا گنت) کو اچھی طرح نہیں سمجھتا۔ اور اگر سمجھتا ہے تو شاید کبھی غلطی سے بھی یہ دلیل نہ دیتا کیونکہ جس کو تقسیم کہتے ہیں وہ ایسی تقسیم نقطے کے نہیں ہیں۔ اور نقطے خواہ کیسے ہی چھوٹے کیوں نہ ہوں تقسیم نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ محال ہے ورنہ اس صورت تقسیم میں نقطہ کی یہ تعریف نہ رہے گی۔ دیکھو اقلیدس پہلا مقالہ تشریح حدود نقطہ وہ ہے جس کے لئے جگہ تو معین ہو مگر مقدار نہ ہو نقطہ کسی جگہ پر تو ہوتا ہے مگر اس میں طول و عرض و عمق نہیں ہوتا (۰) ایسے نشان کو مجازاً نقطہ کہتے ہیں کیونکہ درحقیقت اس سے چھوٹے چھوٹے نقطے ہو سکتے ہیں جیسے . . : اور تعریف نقطہ کی اس پر صادق نہیں آتی لیکن اس طرح سے چھوٹے سے چھوٹا نقطہ فرض کریں تو وہی مطلب حاصل ہوگا یعنے اس کے لئے جگہ تو معین ہوگی۔ مگر مقدار نہ ہوگی پس جبکہ مقدار نہ ہوئی تو لابد اس کے اجزا بھی نہ ہونگے۔ ایسا نقطہ فقط مقام شے کا بتلاتا ہے۔

(دیکھو اقلیدس حصہ اول مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۱)

شکل دہم مقالہ اول بھی آپنے نہیں سمجھی کیونکہ اس کا دعوے یہ ہے کہ ایک خط محدود کی تنصیف کیا چاہتے ہیں اور خط کی تعریف جو نمبر ۲ حدود اقلیدس میں دی گئی ہے کہ جس میں طول تو ہو مگر عرض و عمق مطلق نہ ہو۔ پس اول تو بموجب حکم دہم سوم شکل کے خط کی تنصیف ہو سکتی ہے نہ کہ نقطے کی کیونکہ نقطہ میں طول نہیں حالانکہ خط میں طول موجود، آپ اقلیدس کی حدود مقررہ کو بھی زبردستی سے توڑنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دعوی الہام کا کرتے ہیں جس سے اپنے آپ کو نہیں بلکہ الہام دینے والے کو بھی حیران کر رہے تھے غالباً آپ کی طرح وہ بھی علم ہندسہ سے محروم ہے حضرت موجب اس شکل دہم کے نقطہ ک پر دو خط تو ہوتے ہیں مگر وہ نقطہ نصف نہیں ہوتا کیونکہ اس میں مقدار معین نہیں۔ اور نہ سوائے مقدار معین کے کوئی چیز نصف ہو سکتی ہے اس مقام پر آپ کی ہندسہ دانی پر بہت زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ آپ کو اقلیدس سے الف کو تو کیا نقطہ بھی نہیں آتا اور نہ پرانو کی تعریف معلوم ہے۔ برائے خدا اس بارہ میں کسی مہندس یا اقلیدس دان سے کئی سال تعلیم پائیے تب کسی آریہ کے مقابلہ میں آئیے۔

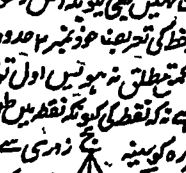

باب ۵ پنجم

سوامی جی کے متعلق اعتراضوں کا جواب

غلام احمد ص ۹۴۔ بھلا آپ ہی بتلا دیں کہ یہ مسئلہ جو تیسرے اصول کے ... وہ ستیارتھ پرکاش میں پنڈت دیانند صاحب نے لکھا ہے کہ روح انسانی اوس کی طرح گھاس پات وغیرہ پر گرتی ہے پھر اس کو کوئی عورت کھا لیتی ہے۔ اس سے بچہ پیدا ہوتا ہے یہ کس قدر عقل کے اور تمام اطبا اور فلاسفہ کی تحقیق کے مخالف ہے۔

مرلیدھر ص ۹۵۔ یہ ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں۔ اگر ہے۔ تو ستیارتھ پرکاش دیتا ہوں اس میں سے نکال کر دکھلا دیں تاکہ سچ اور جھوٹ کی تسلی لوگ کر لیں۔

غلام احمد اس کے جواب میں (ف) تو میں نے یہ کہا کہ پہلے روز کی تقریر اسی روز کے ساتھ ختم ہوگئی۔ یہ سراسر لازم تھا کہ اسی روز جھگڑا شروع کرتے۔ اب کیونکر اس جلسہ بحث میں تحریک کے لائق ہے بلکہ از قبیل مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید ہے اگر آپ کو چار روز کی بات اب تک حق ہے تو آپ بروقت شائع کرنے اپنے مضمون کے بطور نوٹ لکھ دیں۔ کہ یہ حوالہ غلط ہے پھر دیکھا جائیگا۔ اور میں اب بھی کتاب نکال کر دکھلا دیتا ہوں لیکن مجھے یہ شہ یاد ہے اور نہ میں ناگری پڑھ سکتا ہوں ف

مرلیدھر جب تک اس کا تصفیہ نہ ہو دوسری گفتگو نہیں کر سکتے کیونکہ پہلے روز بحث ختم نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ بسبب کمی وقت کے امروز پر ملتوی کی گئی تھی پس آپ کو ضرور ستیارتھ پرکاش سے دکھلانا چاہیے۔

وکیل الٰہی بخش ف مقدمہ گذشتہ قصوں کو لے بیٹھنا بیجا ہے۔ تصفیہ آج کی بحث ہونی چاہیے۔ بھلا اتنی بڑی کتاب جس کا پتہ و مقام خاص یاد نہیں۔ اگر کسی سے پڑھائی بھی جاوے تو کیا دو چار روز سے کم میں ختم ہو سکتی ہے علاوہ بریں مرزا صاحب آپ کی کتاب سے نکال کر دکھلانے کے ذمہ وار نہیں ہیں

مرلیدھر ص ۹۶ کیا آپ عدالت میں بھی ایسی ہی وکالت کیا کرتے ہیں یہ رعایت کی بات ہے۔ تردید۔ وکیل صاحب نے مرزا کے الہام سے انکار کر دیا۔ وہ تو الہامی ہیں۔ کیا علم لدنی سے نہیں بتلا سکتے انہیں بغیر پڑھے کے انگریزی میں الہام ہوتے ہیں تو کیا بغیر پڑھے کے ناگری سنسکرت نہیں جان سکتے؟

غلام احمد ۴۳ جس کے لکھنے کا ماسٹر مرلیدھر صاحب کو وعدہ دیا گیا تھا۔ وہ یہ ہے ستیارتھ پرکاش ۱۸۷۵ء آٹھواں سمولاس صفحہ ۲۶۲۔

سوال جنم اور موت وغیرہ کس طرح ہوتی ہے۔ جواب ایک شریر یعنے جسم لطیف روح، اور ستھول شریر جسم کثیف باہم ملکر جب ظاہر ہوتے ہیں تب اس کا نام یعنے پیدائش ہوتا ہے اور دونوں کی علیحدگی سے غائب ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔ سو اس طرح سے ہوتا ہے کہ روح اپنے تن سے گردش کرتی۔ اور اپنے اعمال کی تاثیر سے گھومتے ہوئے پانی یا کسی اناج یا ہوا میں ملتی ہے۔ پھر جب ہوا یا پانی یا کسی بوٹی وغیرہ کے ساتھ ... جاتی ہے تو جیسے جیسے افعال کا اثر یعنے جتنا جس کو سکھ یا دکھ ہونا ضروری ہے خدا کے حکم کے موافق ویسی جگہ اور ویسے ہی جسم میں شکم مادہ میں ... ہو جاتی ہے۔ ... حیوان یا انسان میں وہ غذا کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے اس کے جسم کے حصہ کی ... جسم بنتا ہے۔ اسی طریقہ سے جو پرمیشر نے مقرر کر رکھا ہے روح نکلنے کے بعد آتا ...

ف یہ صاحب ہوشیارپور کے وکیل ہیں ان کے بیان میں جس عبارت پر لکیر ہے مرزا صاحب نے ارادتاً چھوڑ دی تھی نہ باقی ماسٹر جی کے درج کی گئی۔

ف یہ آریہ سماج کا چوتھا اصول ہے سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہیے۔ بحث ۲۶
سہ حفظ احمدیہ

کرنوں کے ساتھ اوپر کو پہنچ جاتی ہے۔ اور پھر دنوں کے بعد نیچے ساتھ (اوس کی طرح) زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ پھر موجب طریقہ مذکورہ بالا جسم اختیار کرتی ہے"

یہ پنڈت صاحب کی عبارت ہے جو ہم نے ستیارتھ پرکاش سے نکال کر اسجگہ لکھی ہے

اب ہم ماسٹر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب ابھی سچ اور جھوٹ کی تمیز ہوتی یا نہیں اسوقت ذرا آپ فرمائیں تو سہی کہ آپکے دل کا کیا حال ہے کیا یہ آپکا قول سچ نکلا کہ مضمون مذکورہ بالا ستیارتھ پرکاش میں کسی جگہ نہیں افسوس۔

تردید۔ افسوس صد ہزار افسوس مرزا صاحب جہلا کی آنکھ میں خاک ڈالکر دن کو اندھیر بتاتے ہیں۔ اور اسپر الہامی ہونے کا دعوے ہے چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ستیارتھ پرکاش میں یہ عبارت اوس کی طرح بالکل نہیں ہرگز نہیں ہے وہاں کی اصل عبارت یہ ہے "پرشن جنم اور مرن آدک کس پرکار سے ہوتا ہے۔ اُتر لنگ شریر اور ستھول شریر کا سنجوگ سے پرگٹ ہو جانا اوس کا نام جنم ہے۔ اور لنگ شریر تہا ستھول شریر کا ویوگ ہونے سے اپرگٹ کا جو ہونا اُس کا نام مرن ہے۔ سو اس پرکار سے ہوتا ہے کہ جیو اپنے کرموں کے سنسکاروں سے گھومتا ہوا جل۔ وایو۔ اوکھدی میں اتھوا آیو میں ملتا ہے پھر جیسا جیسے کرموں کا سنسکار رہتا ہے۔ سکھ وا دکھ جتنا جسکو ہوتا اوشیہ ہے سو پیتور کی آگیا سے اوس کو ویسے ستھان اور ویسے ہی شریر میں لا کے گربھ میں پرویش ہوتا ہے۔ پھر جس میں وہ ملا اسکے اوپر کے اکرشن میں شریر بنتا ہے جیسے کہ پرمیشر نے نکلتی رچی ہے۔ پھر جب مرن ہوتا ہے تب ستھول اور لنگ شریر کا ویوگ ہوتا ہے سو ستھول شریر سے لنگ شریر نکلکے باہر جو وایو اوس میں ملتا ہے پھر وایو کے ساتھ جہاں تہاں گھومتا ہے۔ کبھی سوریہ کے کرنوں کے ساتھ اونچی اور چندر ماں کے کرنوں کے ساتھ نیچے آجاتا ہے۔ اتھوا وایو کے ساتھ۔ نیچے اوپر۔ اور مدھ میں رہتا ہے۔ پھر اوکت پرکار سے شریر دھارن کر لیتا ہے" (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳ و ۴ سطر ۵ سے اخیر تک اور ۳ و ۴ کی سطر ۱ سے ۳ تک)

ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآنی تعلیم کی برکت سے حضرت نے کیسی چالاکی کی۔ اور کیا ہی الہامی لیڈ سے اصل عبارت کو راستی سے صحیح صحیح نقل کیا اُن کی جس عبارت پر ہم نے خط کھینچے ہیں۔ وہ بیشک ستیارتھ پرکاش میں ہے اور جس پر نہیں کھینچے قطعی غلط ہیں حق و باطل (وید و قرآن) کی تمیز کے واسطے ہم نے اصل عبارت مرزا ستیارتھ پرکاش کی درج کردی آنکھ والے اونکی دیانتداری کا اندازہ کر سکتے ہیں بہت سی عبارت حضرت نے اپنی طرف سے لکھی منجملہ یہ بھی کہ "اوس کی طرح زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے" نہ تو یہ عبارت ستیارتھ پرکاش میں ہے اور لنگ شریر کا ترجمہ روح ہے اگر مرزا درحقیقت راستی کا طالب ہے تو اس ایک بات پر ہی سچ اور جھوٹ کی تمیز ہو سکتی ہے۔ اگر صادق الاعتقادی بیارو یا ہم مرزا صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس کا ثبوت دیں کہ یہ ستیارتھ پرکاش میں کہاں ہے کہ روح اوس کی طرح زمین پر کسی بوٹی وغیرہ پر گرتی ہے۔ ہمیں غالب یقین ہے کہ مرزا صاحب یا اُنکے دوست وکیل طبیب ادیب وغیرہ اس کا جواب تمام عمر کے نرسنگا پھونکنے تک بھی نہیں دے سکیں گے۔

غلام احمد ۹۹۔ چنانچہ پہلے انہوں نے اپنے ستیارتھ پرکاش میں جو وید بھاشیہ کے مشتہر کرنے سے پہلے لکھی گئی ہے صفحہ ۴۴ میں لکھا تھا کہ پتروں سے جو کوئی جیتا ہو اسکا ترپن کرنا اور جتنے مرگئے ہوں اُن کا تو ضرور کرنا اور پھر چند زبردست دلائل بھی بیان کئے ہیں لیکن پھر مدت کے بعد انہوں نے اشتہار دیا کہ یہ سہو کاتب ہے۔ گویا کاتب نے اپنی طرف سے ایک صفحہ مع دلائل و فوائد کے لکھ مارا اور پنڈت صاحب سوتے انہیں کچھ خبر نہیں۔

تردید۔ پتروں کے ترپن شرادہ کی بابت جو پہلے ستیارتھ پرکاش میں ہے اس کی رو میں ہمارے پاس جوابات ذیل ہیں۔

جواب نمبر ۱۔ سوامی جی اصل رہنے والے گجرات کاٹھیاوار کے تھے مادری زبان گجراتی ہونے کے کارن ۴۵ سال تک برابر سنسکرت بولنے اور بھاشا کا ابھیاس کرنے کے سبب ہندی اور خصوصاً برج بھاشا کا پربھاو (واقفیت) نہ ہونے کے باعث اسکو کم سمجھتے تھے چنانچہ اس کا ثبوت ایک بڑے مشہور واقعہ سے بھی اچھی طرح ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ بنارس میں (سماجوں کے وجود سے بہت پہلے جب ستیارتھ پرکاش کا خیال بھی نہ تھا) آپنے ویاکھیان دئیے۔ زبان صرف سنسکرت تھی ویاکھیان کا مضمون مورتی پوجن اور مرتک شرادہ ترپن کی تردید تھی ستیہ وچار روز ویاکھیان دیتے تھے سامعین ہزاروں تھے۔ مگر ٹھیک سمجھنے والے چند ہی لیکن پنڈت لوگ جب ویاکھیان ختم ہوتا تھا پنڈت صاحبان عام لوگوں کو بھاشا میں سمجھا دیا کرتے تھے کہ سوامی جی مورتی پوجا کا ثبوت اور شرادہ ترپن کی خوبیاں بتلاتے ہیں جس کو سنکر لوگ خوش وخرم ہو جاتے تھے۔ جب سوامی جی نے دیکھا کہ اُن کے ویاکھیانوں سے بنارس جیسے بیت الصنم میں لوگ آزردہ نہیں ہوتے۔ تو حیران و متعجب ہوئے۔ کہ اس کا باعث کیا ہے۔ آخرالامر ان پنڈتوں سے ایک حق پسند پنڈت نے جسکو انکی ویاکھیان سے بہت کچھ لابھ ہوا تھا سنسکرت میں عرض کی کہ مہاراج! آپ تو کچھ اور کہتے ہیں اور پنڈت صاحبان لوگوں کو الٹا سمجھاتے ہیں۔ تب سے سوامی نے وہاں ویاکھیان بند کرکے بھاشا کا استعمال شروع کیا مگر ایک مشکل پھر پیش آئی کہ کثرت سفر کی وجہ سے نہ تو خود ایک جگہ رہ سکے اور نہ پروف دیکھ سکے۔ چونکہ ان دنوں بھاشا لکھنے والے اور مترجم بلکہ تمام درستی کرنے والے پوپ جی مہاراج تھے۔ اُنکے برخلاف پستک و مت کا ہی انتظام دکھائی۔ پھر کسی جگہ تغیر و تبدل کر کے کمی و بیشی کر دینا کونسا دشوار ہے اور کیا کوئی تھوڑی عقل والا بھی انکار کر سکتا ہے کہ ایسا ہونا محال ہے بقول سعدی۔ ؎

ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خوان ۔ عقل باور نکند کز رمضان اندیشد

کیا بیاس جی کے نام سے ان چیلہ پیر داندوں نے ۱۸ پوران ۱۸ اپ پوران نہیں بنالئے کیا بششٹ جی کے نام سے جوگ بششٹ انہوں نے نہیں بنایا؟ دور کیوں جاتے ابھی ایک سو برس کا عرصہ بھی نہیں گذرا کہ نارد جی کے نام سے ان لوگوں نے ست نارائن کی کتھا بنالی ابھی سوامی جی سے مباحثہ میں ہار کر گیا اور انہوں نے آئندہ جاہلوں کے بہکانے کے واسطے پرماتما ایک نسخہ برہماجی کے نام سے نہیں بنائی۔ اگر یہ ست واقعات آفتاب کی طرح ظاہر نہیں تو پھر اس طرح کی جعلسازی کر دینے میں کیا کوئی شک کر سکتا ہے۔

ہاں جن دنوں ستیارتھ پرکاش چھپ کر پہنچا تھا سوامی جی ان دنوں جالندھر میں تھے اور اتفاقاً مرتک شرادہ کی تردید میں ویاکھیان تھا ستیارتھ پرکاش میں چھپے ہوئے اس غلطی کو دیکھکر نہایت افسوس ناک ہوئے اور اسی وقت اشتہار جاری کردئیے کہ یہ کسی کی شرارت کی ہے غلطی سے چھپ گیا ہے چنانچہ اسی اشتہار کی ایک نقل وید بھاشیہ کے ٹائیٹل کے صفحہ پر چھپ کر مشتہر ہو گئی۔

جواب نمبر ۲۔ مسٹر ہی مان راجہ جیکشن داس صاحب بہادر سی ایس آئی جن کی معرفت یا جنکے دیولت سے ستیارتھ پرکاش مرتبہ اول طبع ہوا تھا انہیں کی طرف سے اسی ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں اشتہار بھی ہے۔ "چھاپنے میں تیکہ تا (جلدی) کے کارن بہت اشدھا (غلطیاں) رہ گئی ہیں آشا ہے کہ سبا شک گن اس اپراده کو کھما (معاف) کرینگے" (صفحہ ٹائیٹل پیج کی پشت)

جی

جواب نمبر ۳۔ اب یہ بتلاتا ہوں کہ ستیارتھ پرکاش سے یعنی ۱۸۷۵ء سے پہلے بھی جی

مرتک شرادھ و ترپن کو نہیں مانتے تھے دیکھئے وہ سندھیا کی پستک جو سوامی جی نے زبان سنسکرت بمبئی میں چھپوائی تھی اُس میں لکھا ہے۔ एतेषांसोमसदां ही– नां श्रद्धया तर्पणं सांकां यं विद्यमानां श्रद्धया यत्क्रियते तत् श्राद्धमत्ट स्यमं यत्क्रियते तत त्तर्पणं सां

ترجمہ سوم سد یعنی ہوم یگ وغیرہ صفات سے موصوف تردھا پتر ت کے یوگ؛ زندہ موجودہ بزرگوں کے واسطے جو شردھا سے کیا جاتا ہے وہ شرادھ ہے۔ اور جو ترپتی ارتھ کیا جاتا ہے۔ وہ ترپن ہے'' (دیکھو سندھیا مطبوعہ بمبئی شروع سمت ۱۹۲۹ و اشٹا دھیائی مطبع رگناتھ کرشن جی صفحہ ۲۰ سطر ۱۸ جسکو آج ۱۵ سال ہوتے ہیں ستیارتھ اول ۱۸۷۵ء میں چھپا تھا جسکو آج ۱۴ سال ہوتے ہیں پس یہ پستک ستیارتھ پرکاش سے دو سال پہلے ہوا تھا۔

جواب نمبر ۴۔ منشی کنہیا لال صاحب سوامی جی کے اوس لیکچر کی بابت جو بنارس ۱۸۷۴ء میں مردوں کے شرادھ کی تردید پر تھا لکھتے ہیں کہ وہاں پر تمام لوگ (برہمن) اُنکا اُپدیش سنکر اپنی آمدنی کم ہو جانے کے خیال سے ڈر گئے کہ اُنہوں نے ہماری بھیکھ روٹیوں کو کھو دیا اور ہماری چڑیوں کو جال سے نکال دیا (دیکھو اُن کا رسالہ ہواریہ صفحہ ۱۴، ۱۸۷۴ء کو ستیارتھ پرکاش سے ایک سال پہلے۔

جواب نمبر ۵۔ سنسکار ودھی مطبوعہ بار اول میں بھی مردوں کے شرادھ و پنڈ کرنے اور اُنکے بخشنے کی تردید موجود ہے چنانچہ وہاں لکھا ہے تتھا جتنک شوک دور نہ ہو۔ تب تک مرتیت دوا ہوں کے سنگ سے شوک کو چھوڑا کیوے اور اُن کو بھوجن آدی سے پرسن کرے یہی پنڈ پرداں اور شرادھ جانیا۔ تتھا مرنے والا پورش جو دھرم واں حرم کے لئے کر گیا ہو۔ اس کو ودیا پرچار آدی سے سودیش کے ہت میں تتھا دت لگاوے۔ تتھا وسکے مرے پیچھے جو کوئی دھرم ارتھ دیوے سو بھی اسے مارگ سے لگاوے پہنچتا نہیں'' صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۸ سے ۲۰ تک۔

جواب نمبر ۶۔ پھر اُسی سنسکار ودھی میں ہے کہ مرتک سنسکار سب کی سماپتی ہوتا ہے یعنی ترہیا وہاں سے لیکر اس سنسکار تک سولہ سنسکار ہوتے ہیں اسکے سوا کوئی سنسکار نہیں ہے'' (صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۹) اور پتر کا ترجمہ بھی زندہ گیانی لوگ کیا ہے (صفحہ ۱۲۹) جس کو آج ۱۴ سال ہوتے ہیں۔

جواب نمبر ۷۔ وید بھاش بھومکا میں بھی جو سمت ۱۹۳۳ میں تصنیف ہوئی تھی لکھا ہے۔ ''استھیر پتری یگ پنچم میں۔ اس کے دو بھید ہیں ایک ترپن دوسرا شرادھ۔ ان میں سے جس کرم کرکے ودوان۔ دیو۔ رکھی۔ پتروں کو سکھ یکت (ترپت) کرتے ہیں سو ترپن کہاتا ہے۔ تتھا جو اُن لوگوں کی شردھا پورو ک سیوا کرتا ہے اسیکو شرادھ جاننا چاہئے۔ یہ ترپن آدی کرم ودوان (موجودہ زندہ) جیتے ہوئے پرتکش میں گھٹتا ہے مرے ہوؤں میں نہیں کیونکہ مرتکوں کا پرتکش ہونا اسمبھو ہے، اسلئے اُنکی سیوا بھی نہیں ہو سکتی'' (بھومکا صفحہ ۲۵۲ سطر ۲۲ سے ۲۸ تک) جس کو آج ۱۳ سال ہوتے ہیں۔

اسی طرح آریہ ادویشیہ رتن مالا مطبوعہ سمت ۱۹۳۴ کے صفحہ ۱۰ اور پنچ مہا یگ ودھی بھاشا مطبوعہ ۱۸۷۷ء کے ۲۴ و ۴۸ پر بھی مرتک پتروں کی شرادھ ترپن کی تردید موجود ہے۔

علاوہ ازیں پہلا ستیارتھ پرکاش پورا نہیں چھپا تھا تین سمولاس آخری اُس میں نہیں ہیں حالانکہ آخری تیسرے سمولاس میں صاف لکھا ہے کہ وہ یعنی جلانے کے پشچات (پیچھے) مرتک (مردہ) کے لئے کچھ بھی نہ کرنا چاہئے'' (دیکھو ۹ وہ نمبر ۱۳)

ان مندرجہ بالا اسناد جوابات سے ہر ایک سمجھ بوجھ والا جان سکتا ہے کہ سوامی جی درحقیقت مُردہ پتروں کا شرادھ و ترپن جائز نہیں جانتے تھے اور نہ مانتے تھے۔ ہاں پوپ جی نے چالاکی سے ہمیں نقصان پہنچانے کے واسطے وہ درج کر دیا تھا جس کی بابت جلد سوامی جی کی طرف سے بروقت معلوم ہونے کے تردید کیگئی اور آیندہ کیواسطے احتیاط مزید کی گئی۔ مگر واضح ہو کہ یہ اعتراض مرزا جی کی اسلامی عقل سے نہیں۔ بلکہ مسٹر شیو نراین کی فضلہ خوری ہے دیکھو مختار رسالہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۷-۱ اور اُس کا جواب اسرار برہم مینتھ ۱۸۸۶ء صفحہ ۵۲ و ۵۳)

غلام احمد۔ ۷ پھر شاید عرصہ ۱۲ سال کا یا کچھ کم و بیش ہوا ہوگا کہ پنڈت صاحب نے ایک اشتہار اپنا دستخطی کانپور میں مشتہر کیا تھا کہ اکیس شاستر ایشرکرت یعنی خدا کا کلام ہے پھر رفتہ رفتہ جیسے شاستروں کی خوبیاں پنڈت صاحب پر کھلتی گئیں اُن کو انسان کا کلام سمجھتے گئے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں چار وید ایشرکرت رہ گئے اور باقی سب انسانی کتابیں ٹھہرائی گئیں۔ پھر اسکے بعد ویدوں کا حصہ جسکو برہمن کہتے ہیں اُنکی نظر میں صحیح ثابت نہیں ہوا۔ تو آخر اسکو بھی ایشرکرت سے باہر کردیا اور صرف اسکے دوسرے حصہ سنگتا منتر بھاگ کو الہامی سمجھا گیا۔ کاش پنڈت صاحب ایکدو سال اور بھی جیتے۔ تا ان نو خیال آریوں کو چاروں ویدوں سے آزاد کر جاتے۔

تردید۔ یہ بیان سراپا بہتان ہے۔ جس میں راستی کا ذرہ نشان نہیں اسواسطے ہم دلایل ذیل سے اسکا رد کرتے ہیں۔

دلیل اوّل جو مباحثہ مابین پنڈتان بنارس و سری سوامی جی مہاراج کے کارتک سدی ۱۲ سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۷ نومبر ۱۸۶۹ء کے بنارس میں ہوا تھا ایک لایق پادری صاحب اسکی کیفیت تحریر کرتے ہوئے بعنوان ہندو ریفارمر کے لکھتے ہیں جن جن کو وہ (سوامی دیانند) بطور شاستر کے مانتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ اکیس ہیں نمبر ۱ سے ۴ تک چار وید نمبر ۵ سے ۸ تک چار اُپ وید نمبر ۹ سے ۱۴ تک وید انگ نمبر ۱۵ ایپ چھند نمبر ۱۶ شاریرک سوتر نمبر ۱۷ کاتیاین سوتر نمبر ۱۸ یوگ بھاش نمبر ۱۹ واکو واک نمبر ۲۰ منو سمرتی نمبر ۲۱ مہا بھارت۔ منجملہ اُسکے ویدوں کو اس واسطے مانتے ہیں کہ وہ ایشور کے واکیہ ہیں اور باقی اسواسطے کہ یا وہ وید ویرودھی نہیں ہیں یا اُن میں انکا ذکر ہے۔

اسی طرح وہ ہر ایک چیز مسئلہ کو جنکا ویدوں میں صاف نشید ہے یا صریح طور پر انمیں اس کی اجازت نہیں۔ تردید کرتے ہیں'' (دیکھو کرسچین انٹیلیجنسر کلکتہ جلد نمبر ۴۰ صفحہ ۳۰۸ سطر ۱۳۔ انگریزی مطبوعہ مارچ ۱۸۷۰ء) جسکو آج ۲۰ سال ہوتے ہیں)

دلیل دوم۔ اسی طرح شاستر ارتھ ہگلی مابین پنڈت تاراچرن شاستری اور سوامی جی کے سمت ۱۹۳۰ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء میں ہوا تھا اُس میں سوامی جی نے ویدوں کو ستیا اور ایشوری ودیا مانا ہے اور پنڈت جی کو مباحثہ میں قایل کرایا (دیکھو دگوجے آرک حصہ اول صفحہ ۲۰ سے ۵۶ تک) جس کو آج ۱۷ سال ہوتے ہیں۔

دلیل سوم۔ اسی طرح مباحثہ بمبئی جو مابین پنڈت رام لال جی شاستری اور یوری اور سوامی جی مہاراج کے سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ہوا تھا اُس میں سوامی جی نے ویدوں کو ایشورکرت اور ستا پرمان مانا ہے۔ (دیکھو دگوجے حصہ سوم صفحہ ۲۳۰ سے ۲۳۴ تک) جس کو آج ۱۴ سال ہوتے ہیں)

دلیل چہارم۔ ستیارتھ پرکاش مصنفہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۲۰۳ کی سطر ۲ سے ۷ تک اور صفحہ ۲۰۴ کی سطر ۱ سے ۱۲ تک اور صفحہ ۲۴۱ سے ۲۵۲ تک نہایت عمدگی اور معقولیت سے ویدوں کو ایشور کا گیان ہونا مع مشرح دلایل و فضایل کے بیان کیا ہے۔ جس کو آج ۱۴ سال گذر چکے ہیں۔

دلیل پنجم۔ مدعی آپ نت، خود ویدوں کو ایشور کرت ستے ہیں و تنا ستروید کا الہام کے قایل ہیں گپت وید ماتک ویدوں کو سوتہ پرمان جانتے ہیں۔ چہار ہزار تقریر آئین دعوے ہمارے بیان کے مصدق ہیں۔ پس سوامی جی جو وید مقدس کے رشی (فاضل اکمل) تھے کب ممکن ہے کہ ایسا لکھ سکیں (مفصل دیکھو صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۱)

دلیل ششم۔ چاروں برہمن خود ویدوں کو سچا الہام اور ایشور کا گیان فرماتے ہیں اور خود رسی کرت اور وید کے تغیر ہونے کے قایل ہیں (دیکھو شت پت برہمن کانڈ ۱۴ برہمن ۷ ورک ۷ سے ۸ مکمل)

دلیل ہفتم۔ علاوہ براں وہ اشتہار بوجوہات ذیل بے اعتبار ہے۔

(۱) اس میں غلطیاں ہیں اور کوئی غلط چیز قابل اعتبار نہیں بلکہ غلط ہے (دیکھو اسی رسالہ کا صفحہ ۸۴)

(۲) ماسٹر مرلیدھر صاحب مرحوم اور ایک جنتری کار شیو نراین کے نام لکھوا یا خط لیلئے اور کارڈ رجسٹری کا روانہ کر دیا جس میں درج تھا کہ اگر کوئی اشتہار ہے تو تاریخ اشتہار یا سوامی جی کے قلمی دستخط اسپر ہیں یا نہیں اور آپ چند معزز آدمیوں کے سامنے سنا سکتے ہیں یا نہیں مگر جواب کسی کا بھی نہ دیا یا غالباً نہیں دیسکے جس سے ظاہر ہے کہ کچھ فریب ضرور ہے پس قابل اعتبار نہیں۔

(۳) صفحہ ۹ میر محمد معترض نے بھی اقبال کیا ہے کہ آریہ سماج قایم کرتے وقت صرف منتر بھاگ کو ایشور کی تصنیف بتلا گئے" اور سوامی جی نے پہلا سماج بمبئی میں قایم کیا جسکو آج ۱۵ سال گزر گئے پس اگرچہ انکو اس اشتہار کو صحیح بھی مان لیں حالانکہ خود شیو نراین بھی غلط مانتا ہے تو بھی آریہ سماج کے وجود پر کچھ بھی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ تا لیان آریہ سماج تو سوامی جی کو خدا یا خدا کا اوتار یا پیغمبر نہیں مانتے مگر آچاریہ یا ایلچی ایک جانتے ہیں حالانکہ وہ ابتدائی زندگی سے مجھ پر ترقی پوجک کبھی طالب علم کبھی نیایک کبھی ویدانتی رہے اور آخر کار اچھی طرح سوچ بچار کر سب کی خرابیاں جانکر اور کامل غور و پڑتال سے ویدک دھرم کو مانکر جگت ادہار یکر البتہ نہیں آپکے منیوں کی طرح پیغمبر ہو کر خود غرضی یا بیہوشی ہو کر ایسا نہیں کیا بیشک وہ سچے پرمیشور کے بندے راستی پر کاربند آریہ رشی تھے اُن کی اوپکار و صداقت کے اظہار کو ع

اگر بر موے من گردد زبانے   ازو رانم ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر او سفتن   ہر موے ز احسانش گفتن

سوامی جی چاروں ویدوں کو ہی ایشور گیان مانتے تھے۔ انہوں نے کو دنیا کی بنائی کیا رہان کبھی کسی اور گرنتھ کو ایشور کرت نہیں مانا۔ بلکہ نہایت معقولیت سے بخوبی خود وید مقدس سے اوروں کی تردید کر کے راستی کا اثبات فرمایا۔ اور ہندوستان کو ضلالت سے نکالکر راہ راست پر لایا۔ ہم کالون قسمت ذو الجلال کے ستائی نہیں بجواور استعظام الشہور میں کسی قسم کا عذر کرتے ہیں ورنہ بقول آپکے ایک دو سال اور بقول ایلچی بمبئی کے ۷ یا ۸ سال اور زندہ رہتے تو مورتی پوجا کا خاتمہ اور اسلام کا تاتمہ اور جینی دھرم میں ایک سخت ظلم ڈھاتا اور خود غرض برہمنوں کا (اگر پہلے ہی سے بوریا بندھا ہو چکا ہے) صفایا ہو جاتا اور وید ودیا کی وہ روز افزوں ترقی ہوتی کہ جو موافق و مخالف کو حیران کرتی جس کام کو آج ہم لاکھوں آریہ کر رہے ہیں۔ وہ ایک ہی مرد میدان رضا کافی تھا۔ ہاں اگر حضرت عثمان جامع القرآن چند سال اور تحت خلافت پر قایم رہتے تو پھر قرآن کی خیر نہ تھی غالباً مہربانی کر کے تنسیخ اور صحائف کے اس مصحف کو بھی التقویم پارینہ کیطرح منسوخ کر جاتے۔ یا اگر محمد صاحب زندہ رہتے تو بس منسوخ ہوتے ہوتے تمام قرآن کا خاتمہ بالخیر ہو جاتا اور ملک ایشیا اس ہیضہ سے نجات پاتا۔ ایک اعتراض بھی دھرم جیون کا دو ویدو اور شیو نراین کی بابت گوئی کا ریزہ بگیدہ (دیکھو دھرم جیون جنوری ۱۸۸۶ء صفحہ ۵ کا آخری نوٹ اور انکے رسالہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء کا صفحہ ۸۴)

غلام احمد ۷۔ اتہرون وید کا نصف حصہ جلد پاک ہو جاتا۔ کیونکہ اس کی نسبت تو پہلے ہی بعض ہندؤں کا خیال ہے کہ وہ برہمن پیتک ہے اور قدیم وید میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔

ثنو پد اگرچہ ہم چاروں وید و منتر الہی یعنی بر انکی تکذیب براہین احمدیہ میں اچھی طرح ثابت کر چکے ہیں۔ اور معقول دلائل سے بتلا چکے ہیں کہ اس شبہ کی بنیاد و الزام ناکارہ ہی نہیں بلکہ بات بات میں ناکام ہیں مگر اس جگہ ہم ایک منتر یجروید کا درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ یجروید ادھیا ۱۹ منتر ۵۰۔

अङ्गिरसोनः पितरो नवग्वा ऽथर्वाणो भृगवः सोम्यासः
तेषांऽसुमतौ यज्ञियानामपि भद्रे सौमनसे स्याम:।
य० अ० १९ मं० ५०

ترجمہ۔ جو برہمانڈ تمام جگت کی زمین وغیرہ حصوں کے ودیاؤں کے جاننے والے اور پالیہ کو جیتنے والے ان سے ایک پرکار کے گیتے فائدہ حاصل کرنیوالے پیرا ودیا کی ساتھ سرو وید کے عالم گیان وان اپاسنا میں شانت چت یگ کرنے والے تیز بزرگ ہوں ان ہی سے سیکھ کر اور نیک بھی کلیان کو پراپت ہوں کیونکہ بغیر ودیا اور شانت چت اور ست اپدیش کے کلیان نہیں ملتی۔

اسی طرح دیکھو چھاندوگ اپنشد پرپاٹھک ۷ کھنڈا ۱۲ و ۱۳ اور واچسپتیہ کوش مطبوعہ کلکتہ ر ولیف رگ صفحہ ۱۴۱ سے ۱۴۴ تک چاروں کا مفصل بیان ہے

یہ خیال اس قسم کا ہے جیسا کہ ہزاروں مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ سورۃ یوسف منسوخ از قرآن ہے چنانچہ عثمان بن حیرہ کسی نے طاری ہے۔ اسی واسطے محقق طوسی جیسا کہ فضل اخلاق ناصری میں کتا ہے "در احادیث آمدہ است کہ زنان را از آموختن سورۃ یوسف منع باید کرد کہ استماع امثال آن قصہ موجب انحراف ایشان تا شراز قانون عفت" (دیکھو نقل مقالہ ۲ صفحہ ۲۰۵) نہیں معلوم کہ پھر جاہل مسلمان عورات کو کیوں قرآن پڑھانے کی ضرورت جانتے ہیں جبکہ محدث اور عالم لوگ صاف فرماتے ہیں کہ اسکے پڑھانے سے عصمت و عفت کی خیر نہیں۔

غلام احمد ۱۱۔ اول میں ان کی یہ رائے تھی کہ تناسخ باطل ہے چنانچہ پیر راانکی ایک پرتھ

حاشیہ ۵۱ برہمنوں کی لسٹ الہامی ہونیکا دعوی ایسا ہی ہے جیسا کہ شیعی کی بے نقط کتاب سواد الکلام کو شیعی کا قرآن ماننا حالانکہ سو جیسا جیسا کہ کوئی اس کا قایل نہیں بیشک یعنی مرزا صاحب برہمن ویدوں کی تعبیر کہلاتے ہیں اور ایک جگہ بلکہ صدہا جگہ قایل مگر خود غرضی کو انہیں بدماغی سے دہرا رہے ہیں جو سراسر محال ہے۔

۵۲ جیسے حاشیہ متن یعنی جانشین سوامی جی بخشی کرم سنگھ سہارنپوری جو آپ بھی ویدک دھرم کے ڈنکا اور ہر طرح سے پورے خود ہیں۔ سوامی جی کی وفات سے چند روز بعد آپ پنڈت منگل سین جی بخشی انبہٹہ ضلع سہارنپور کو مع اور سوامی جی کی خدمات بوچھی انہوں نے درجواب کہا کہ ۳۰ مارچ تو سوامی جی ۳۰ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو بمقام اجمیر فوت ہوئے ہیں سنتے ہی بہت افسوس کیا اور کہا کہ آریہ دھرم کے سر پر ابھی نہیں ہو

حاشیہ [illegible] پنڈت جی نے جب یہ سماچار پایا کہ سوامی جی اپنی زندگی بھر کبھی ساعت میں بھی نہیں ہارے تھے خواہ ہندو سکھ محمدی عیسائی یا پارسی ہو انکے مقابلہ میں زیادہ اپنے دعوے پر واقف ہزاروں بنا بیشمار ہزار ہو کر آریہ ہوتے تو صدی جن سنو یخ وفات پائی اور جاسیئے مبارکشاہ آریوں بر کرا دوں میں ہمیشہ بیٹھا اگرچہ سات سال اور بھی رہ جیتے تو بہت کچھ مدد پانا ممکن تھا ایسے مہاتما کے جانے کا ہمیں بہت افسوس ہے۔

وکیل امرتسر میں بھی چھپی تھی۔ پھر اسی اخبار میں لکھا تھا کہ اب پنڈت صاحب فرماتے ہیں کہ اب میں نے عقیدہ تناسخ کو اختیار کر لیا ہے جو پہلے نہیں تھا۔

تردید جیسا یہ بیان جھوٹ کا طوفان ہے ویسا ہی اسکا ثبوت بھی۔ کہ وکیل ہندوستان میں بکرتبہ چھپی تھی" بھلا حضرت انکا اس سے تعلق کیا تھا۔ کیونکہ سوامی جی اردو۔ انگریزی فارسی۔ عربی تو جانتے نہ تھے۔ اور نہ پادری صاحب اڈیٹر وکیل ہند سنسکرت یا ناگری جانتے ہیں۔ پھر وہ اس کی کار سیاندشتی کس طرح کر سکتے تھے۔ چونکہ کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اس واسطے تمام بار ثبوت اسکا آپکے ذمہ ہے۔ دیوانہ کی بڑ ہانکنے سے کچھ فائدہ نہیں مگر ہم آپکے اس وسواس باطلہ کو بھی دور کرنا ضروری جانتے ہیں اسواسطے ثبوت ذیل پیش کرتے ہیں۔

(۱) ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں بھی تناسخ کا ذکر موجود ہے اور سوامی جی کو اس کا اقبال ہے۔
(۲) مباحثہ چاندا پور میں بھی تناسخ کا صاف ذکر بلکہ ثبوت موجود ہے جو کہ سمت ۱۹۳۴ میں ہوا تھا۔
(۳) ستیاستیہ وویک مباحثہ بریلی میں بھی (جو ۱۸۷۹ء میں ہوا تھا) اس کا مفصل ثبوت موجود ہے۔

سوامی جی نے کبھی تناسخ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس مقدس اور اعلیٰ اصول سے کسی ہندو ناستک کو بھی انکار نہیں اور سوامی جی نے تو اس کا صدہا محمدیوں کو بھی قائل کر دیا۔ پس کہی نسبت آپکا یہ وسواس باطلہ سراپا واہیات اور حق کے خلاف ہے۔

غلام احمد ۱۴۳۔ بلکہ پنڈت دیانند کے دل نے کبھی اس کو قبول نہیں کیا۔ لالہ شرمپت ایک آریہ اسی جگہ قادیان کے رہنے والے نے میرے پاس بیان کیا کہ میں نے روحوں کی پیدائش کے بارے میں دیانند جی سے دریافت کیا۔ تو لگے باتیں بنانے اور فرمایا کہ پہلے جو ہو چکا سو ہو چکا آئندہ اگر پیدا کرنا ہی چلا جاوے تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں وہ روحیں رہا کریں اب یکو اس تقریر میں ناچار ہو کر دیانند نے اسقدر مان لیا کہ اول پرمیشر نے ضرور روحوں کو پیدا کیا تھا۔ لیکن آئندہ اس طرف سے پیدا کرنے سے دست کش ہے کہ کوئی ایسا بڑا مکان اس سے نہیں ملتا۔

تردید پہلے اس کی تصدیق کے لئے ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو لالہ شرمپت رائے صاحب کے نام ایک خط روانہ کیا۔ جس کا جواب مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء) موصول ہوا۔ سچ اور جھوٹ کی تحقیق کے لئے ہم ہر دو خط بجنسہ نقل کرتے ہیں۔

مشفقی لالہ شرمپت رائے صاحب نمستے۔ غلام احمد نے سرمہ چشم کے صفحہ ۱۴۳ پر لکھا ہے کہ لالہ شرمپت رائے نے میرے پاس بیان کیا کہ سوامی جی سے روحوں کی پیدائش کے بارہ میں میں نے دریافت کیا تو وہ باتیں بنانے لگے اور فرمایا کہ پہلے ہو چکا آئندہ اگر بنتا ہی چلا جائے۔ تو اتنا بڑا وسیع مکان کہاں سے لائے جس میں روحیں رہا کریں۔ چونکہ آپ دوست ہیں امید کہ اس بات کی اصلیت سے آگاہ فرماوینگے۔ کہ اگر سوامی جی سے آپ کی باتیں ہوئیں تو وہ کیا تھیں بہت جلد جواب سے سرفراز فرماویں۔ لیکھرام اڈیٹر آریہ گزٹ۔
فیروز پور ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۸۸ء۔

جناب مکرم و معظم پنڈت لیکھرام جی زاد عنایتہ۔

بعد نمستے۔ گذارش کہ کارڈ آپکا پہنچا حال معلوم ہوا۔ بسبب لاہور۔ امرتسر چلے جانے کے سبب اور کچھ غفلت اور کچھ مشغولی کاروبار کے باعث جواب میں دیر ہوئی۔ معاف رکھیں۔ پنڈت صاحب بعض لوگوں کا یہ اصول ہے کہ بپاس خاطر قوم یا مذہب کا سنبھلنا یا سنبھلتا خود انسان کے اختیار میں نہیں ہے (صرف کوشش شرط ہے) جس جگہ راستی ہوگی وہاں ہمیشہ فتح ہوگی۔ پھر انسان کیونکر واقعہ کے برخلاف بیان کر کے گناہ کا بوجھ سر پر اٹھاوے جو لوگ قوم یا برادری کے خوش کرنے کے لئے راستی کی پرواہ نہیں کرتے سخت غلطی میں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کس کے خوش کرنے کے لئے اپنے پرمیشور مالک حقیقی کو ناراض کرتے ہیں۔ مبارک ہے وہ شخص جس کا دل اور زبان ایک ہے۔ پنڈت صاحب آپکے سوال کا جواب لکھتا ہوں اگر میرے حافظہ میں غلطی نہیں ہے تو صحیح اس طرح پر ہے۔ پہلے پہل سوامی جی کے درشن مجھے امرتسر میں ہوئے تھے۔ کوٹھی میں تنہا ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد ساکن قادیان نے کچھ کچھ اعتراض جیو انادی کے بارے میں اخباروں میں شائع کئے ہیں آپنے کچھ اسکا جواب دیا ہے۔ تو فرمانے لگے کہ اگر ہم اس طرح عام لوگوں کا جواب دینے لگیں تو وید بھاشیہ کا کام درمیان ہی رہ جائیگا جو ہماری زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے۔ میرے بعد تم کو کون دیگا۔ وہ روبرو آ کر گفتگو کیوں نہیں کر لیتا۔ میں نے آگے کچھ جواب نہ دیا اور پرکاش وغیرہ پوچھتا رہا۔ اسی وقت انکے سیر کے لئے گاڑی آ گئی۔ پھر انہوں نے سنگھ میں جا کر گائے کے فوائد میں ویاکھیان دیا جس کو میں نے بھی جا کر سنا۔ پھر دوسری مرتبہ کچھ عرصہ کے بعد لاہور میں سوامی جی کو میں بہت تلاش اور ڈھونڈھ کر ملا۔ میں نے عرض کی کہ مرزا غلام احمد کے اعتراضوں نے جو جیو انادی کے بارہ میں ہیں بعض ممبران سماج قادیان کے دلوں میں کچھ وسوسہ پیدا کر دیا ہے۔ پنڈت صاحب اصل میں پہلے ہی خود سنتا تھا ایک شخص اور میرے ساتھ شریک تھا فرمانے لگے کہ اگر ایسے واہی تباہی اعتراضوں پر ممبران آریہ سماج کا یہ حال ہے۔ تو پھر ترقی سماج ہو چکی یہ عاجز پھر خاموش رہا چنانچہ اسوقت بھی تنہا سوامی جی کوٹھی میں حقہ پی رہے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ زیادہ اس سے مجھ کو کچھ علم نہیں ہے مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا ہے یہ ان کی سینہ زوری ہے۔ راقم خاکسار شرمپت رائے از قادیان مورخہ ۵ دسمبر ۱۸۸۸ء۔

غلام احمد۔ پنڈت دیانند کو اپنی عمر کے آخری حصہ میں وید کی ایسی ایسی تعلیموں کی نسبت بہت کچھ شکوک اور شبہات پڑ گئے تھے بلکہ رسالہ دھرم جیون ۱۵ جولائی ۱۸۸۴ء میں لکھا ہے کہ پنڈت صاحب نے وقت اشاروں کنایوں سے بھی معزز برہمو صاحبان کو سمجھا گئے۔ کہ اب میرا ایمان ویدوں پر نہیں رہا میں کہتا ہوں۔ کہ پنڈت صاحب تو پنڈت صاحب ہی تھے۔ ایسے ویدوں پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں رہ سکتا بلکہ کون آدمی ایسا دل کا اندھا ہے جس کو یہ موٹی بات بھی سمجھ میں نہ آسکے۔

تردید۔ اے ناظرین دیکھئے یہ کیسا صریح جھوٹ از قبیل دروغ گویم بر روئے تو ہے سوامی جی کا لاہور تشریف لانا اور ایک عرصہ تک ٹھہرنا۔ اور ہر روز ویاکھیان دینا اور خود برہمو مندر میں کئی ویاکھیان دینا اکثر برہموؤں کا انکے مبارک اور سچے اپدیش سن کر آریہ ہو جانا اور ایک سخت ماتم کا برہمو سماج میں برپا ہونا۔ اور آریہ سماج کا قیام ظہور میں آنا لاہور میں ان کی موجودگی میں ہوا مگر کسی نے سوائے مسٹر شیو نرائن اڈیٹر دھرم جیون کے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا۔ سوامی جی کا خاص برہمو مندر میں لیکچر ایک ویدوں کے کلام الٰہی ہونے پر اور دوسرا ثبوت تناسخ پر دینا ہزاروں لاہور نواسی جانتے ہیں جس سے خود ہی مسٹر مذکور کے بیان کی تردید ہو رہی ہے علاوہ بریں ان ایسے لچر اعتراضوں کے دنداں شکن جواب رسالہ مسٹریز آف برہموازم یعنی اسرار برہم میں ہمارے مہربان دوست نے دیئے ہیں ہر ایک شخص مطالعہ کر سکتا ہے یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی پادری کہے کہ محمد صاحب مرتے وقت چند معزز عیسائیوں کو کان میں کہہ گئے تھے کہ دین اسلام مجموعہ خطا ہے اور قرآن سراپا افترا مسیح فرزند کبریا ہے اور میرا اس پر دلی بھروسہ ہے بائبل پہ میرا ایمان ہے اور قرآن سراپا بہتان ہے اور کوئی یہودی کہے کہ محمد صاحب تو محمد صاحب ہی تھے۔ اسلام و قرآن پر کسی منصف مزاج کا ایمان نہیں رہ سکتا بلکہ کون ایسا دل کا اندھا آدمی ہے جس کو ایسی موٹی باتیں (اغلاط قرآن) بھی سمجھ میں نہ آسکیں۔ غالب یقین ہے کہ کوئی محمدی ایسی بات کو نہ مانے گا۔

غلام احمد ۱۵۔ حاشیہ پنڈت دیانند قائم الرائے آدمی نہ تھا اور فطرت سے اسکو ایک ہی قسم کی عقل ملی تھی جسکی وجہ سے وہ دوسروں کی باتوں کو تو کیا سمجھتے اپنی رائے کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر رہتے تھے یہی وجہ تھی کہ انکے خیالات ایک ہی مرکز پر قائم نہیں رہ سکتے تھے۔

تردید۔ چونکہ جتنے آپ نے اعتراض کئے تھے ہم نے سب جوابات عرض کر دئے ہیں اس واسطے سوامی جی کی قایم الرائے ہونے کا ہم نے ثبوت دیدیا۔ اب سوامی جی کی دانشمندی و فضیلت کا ثبوت ایک۔ دنیا چھوڑ کر اسلام کے بڑے بڑے میوں کی غلطیاں مو شگاف عرض کرتا ہوں بقول رومی۔

اگر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ابوالبشر مسلمانوں کے خدا مجید بھی قایم الرائے آدمی نہ تھے باوجود اسکے کہ فطرت سے نیک پیدا کئے گئے تھے مگر اپنی عقل سے چاہ جہالت میں گرے۔ اور نادانی سے قابل غلطی حاصل کر ملعون ہوئے۔ باپ پر بیٹا تخم پر گھوڑا بہت نہیں پر تھوڑا تھوڑا ضرور ہونا چاہئے تھا اس واسطے اُن کی اولاد یعنے محمدی لوگ قایم الرائے نہ ہے گویا فطرتاً انہیں ایسی موٹی عقل ملی جس کی وجہ سے وہ دوسرے حکما یا فضلا کی باتوں کو کیا سمجھتے۔ اپنی رائے کے آخری نتائج سے بھی اکثر بے خبر ہے اور حضرت ختم المرسلین بھی جو بقول اہل اسلام کے نبوت کی دیوار کی آخری اینٹ ہیں۔ اُس فطرتی موٹی عقل کی آنچ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ بلکہ سب سے زیادہ شعلہ انہیں پر بھڑکا۔

ثبوت

نمبر ۱۔ آدم۔ حدیث میں ہے ان اللہ خلق آدم علی صورتہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر دیکھو کیمیائے سعادت۔

توریت میں ہے۔ تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی مانند بناویں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت اُس کو پیدا کیا اور خدا نے اوسکو برکت دی توریت پیدائش باب ۱ آیت ۲۶ و ۲۷ خدا نے آدم کو لیکے باغ عدن میں رکھا کہ اُس کی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھا کیونکہ جس دن تو اُسے کھائیگا تو ضرور مریگا۔ توریت پیدائش باب ۲ آیت ۱۵ سے ۱۷ تک۔ خدا نے آدم سے کہا اسواسطے کہ تو نے اپنی جورو کی بات سنی اور اُس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ اُسے مت کھا زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اُس سے کھائیگا۔ (توریت پیدائش باب ۳۔

اور یہی ذکر سب جگہ قرآن اور تفسیر و حدیث میں بھی آیا ہے۔ حدیث ابن دیلم ولذا عوقب بولیتہ بالاخراج من الجنة باکل الشجرة طمعاً فی الخلود فیہا یعنے یہی وجہ تھی کہ آدم نے جب درخت کے کھانے کے باعث نافرمانی کی۔ تو اُس کو جنت سے نکال دینے کی سزا ہوئی۔ اِس لئے کہ آدم کو اسکے کھا لینے سے جنت میں ہمیشہ رہنے کی طمع تھی اور یہ ذکر تکذیب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے اور یہی حال آدم کا داؤد سے عمر کی بابت ہے جو کہ وہ بھی اسکے حق میں باعث ندامت ہے۔

فاراہم فرأی فیہم رجلا اضوئہم او من اضوئہم قال یارب من ہذا قال ہذا ابنک داؤد الخ یعنی جہان اُن میں ایک شخص تھا روشن تر لوگوں سے آدم نے کہا اے میرے رب یہ کون ہے فرمایا رب نے یہ تیرا بیٹا داؤد نام۔ اور تحقیق لکھی میں نے واسطے اُس کے عمر ۶۰ سال کہا آدم نے اے رب میرے زیادہ کر عمر اُس کی فرمایا رب نے یہ وہ چیز ہے کہ لکھی میں نے واسطے اُسکے کہا آدم نے اے رب میرے تحقیق دی میں نے واسطے اُس کے عمر اپنی سے ۴۰ سال فرمایا تو جانے اور وہ یعنے داؤد۔ پس رہا بہشت میں آدم جب تک کہ چاہا اللہ نے پھر اُتارا گیا بہشت سے اور آدم گنتا تھا واسطے اپنے عمر کو تا کہ عمر اُس کی ۹۶۰ برس کی ہوگئی۔ پس آیا اُسکے پاس ملک الموت پس کہا آدم نے اس کو تحقیق جلدی کی تو نے۔ تحقیق لکھی گئی واسطے میرے عمر ۱۰۰۰ سال کہا فرشتے البتہ ولیکن تو نے دی ہے اپنے بیٹے داؤد کو ۴۰ سال۔ پس انکار کیا آدم نے۔ پس انکار کرتی ہے اولاد اُس کی اور بھول گیا آدم پس بھولتی ہے اولاد اُس کی پس اُس روز سے واسطے لکھنے کے اور شہادت کے قاعدہ ہوا ہے یہ لکھا ترمذی نے"۔ (دیکھو مشکوۃ ربع چہارم باب اسلام فصل ثالث اور یہی ذکر مدارج النبوت رکن دوم باب سوم فصل دوم صفحہ ۲۵۱۔ مطبوعہ نول کشور مشتہر موجود ہے) اُس کی اولاد سے محمد صاحب بھی اُسی نسی کے مریض تھے پہلے کعبہ کی طرف سجدہ کرتے تھے۔ مدینہ میں جا کر بپاس خاطر یہود بیت المقدس کی طرف سجدہ کرنے لگے (دیکھو قرآن سورۃ بقر اور تفاسیر)

خرمائے تابیر میں رائے دیکر پھر غلطی کا اقرار کیا۔ حدیث مسلم میں ہے کہ عرب میں ایام جاہلیت سے دستور مروج تھا کہ درخت خرما نر و مادہ کی شادی کیا کرتے تھے جب محمد صاحب سے اول اس رسم قدیم کے ادائیگی کی اجازت چاہی تو حاصل نہ ہوئی اُس سال خرما بہت کم پیدا ہوا اس واسطے آنحضرت کی خدمت میں آکر لوگوں نے پھر اجازت چاہی محمد صاحب نے فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیا یعنے دنیا کے کاموں میں تم میری نسبت زیادہ دانا ہو (دیکھو رسالہ تیرھویں صدی جلد اول بحوالہ مشکوۃ کتاب الایمان فصل صفحہ ۱۳۹)

اور اس کا سبب قیاس بھی ہے جیسا کہ یورپ کے مشہور عالم اسلامی کتابوں و عربی زبان کے فاضل ملک جرمن کے لائق و محقق ڈاکٹر ویل صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "قرآن اور عربی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد نے اوائل حال میں گمان کیا کہ فی الحقیقت خدا نے اُسے بھیجا ہے کہ عربستان میں سچا دین مقرر کرے اور ان خواب و خیالات سے جو کبھی اُسے دکھائی دئے یعنے اس گمان کی تائید پائی۔ غالباً یہ خواب خیالات صرع (مرگی) کی بیماری کے تھے چنانچہ کتاب لسان العنوان میں لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے ایسے ساکنوں سے نقل کی ہے کہ نزول قرآن سے پہلے جن ایام میں کہ محمد مکہ میں تھا۔ نظر بد کے رفع ہونے کا اس کا علاج کیا گیا اور جبکہ قرآن نازل ہوا تو پھر اس کی وہی حالت ہوئی۔ ایسا کہ آنکھیں بند ہوگئیں اور موہنہ سے کف نکلی اور جوان اونٹ کی سی آواز دی" (دیکھو ان کی کتاب مطبوعہ جرمن دیزان صفحہ ۴۳ سنہ ۱۸۴۳ء)

مگر سوامی جی راستی پر ہمیشہ قایم الرائے تھے ملک کا اپکار کرنا اُن کا پختہ ارادہ تھا اور ہر طرح کی تعلیم پاکر پرماتما کی کرپا سے اس ارادہ کو پورا کیا۔ باوجود ہزاروں تکالیف کے اس ارادے سے نہ پھرے۔ تین چار دفعہ زہر دیگئی ایک دفعہ ایک دشمن نے اُن کے قتل پر تلوار اٹھائی۔ علاوہ براں صدہا طرح کی تکالیف اٹھا کر ست دھرم کا پرکاش کیا۔ اُنکا اصول تھا کہ ست کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ طیار رہنا چاہئے خود انصاف کیجئے کہ قایم الرائے کون تھا اور ڈانواں ڈول طبیعت والا کون اور ذکی طبیعت اور ماہر علمیت و فلسفیت کون تھا اور موٹی عقل والا شخص کون؟

مرزا صاحب اپنے اشتہار سعید الاخیار میں جو رسالہ سرمہ کے اخیر صفحہ ۲۶۲ سے آگے لگا ہے کا تحریر کرتے ہیں۔

"چونکہ آجکل اکثر ہندوؤں اور آریوں کی یہ عادت ہو رہی ہے کہ وہ کچھ کچھ کتابیں عیسائیوں کی جو اسلام کی نکتہ چینی میں لکھی گئی ہیں دیکھکر اور اُنپر پورا پورا اطمینان کرکے اپنے دلوں میں خیال کر لیتے ہیں کہ حقیقت میں یہ درست اور واقعی ہیں اس لئے قرین مصلحت سمجھکر یہ عام اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے کہ اول تو عیسائیوں کی کتب پر بے تحقیق اعتماد کر لینا اور براہ راست کسی فاضل اہل اسلام سے اپنی عقدہ کشائی نہ کرانا اور اپنے اوہام فاسدہ کا محققین اسلام سے علاج طلب نہ کرنا اور عیسائیوں کے وساوس کو ایسا سمجھ لینا سراسر بے راہی ہے۔ جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہیئے۔"

آریہ۔ جہانتک ہم مرزا صاحب کی کتابوں کو مطالعہ میں لاتے ہیں اُن تمام الزام کا انہیں کو ملزم پاتے ہیں۔ مثلاً تمام اعتراض خصلت ثوری یا سفینہ ثوری پر مبنی ہیں کہیں ویدوں کی ضرورت سے، نکتہ چینی کا انحصار ہے اور کہیں برہموؤں کے خیال سے دلائل کا

کا پستہ قد ور گار ہے بلکہ انسانوں کے وسوسات حسرت کے توہمات ہیں اور اس کے سہارے سارے الہامات۔ الٹی سیا سروں والا ایتر ترین والا۔ بر تموؤں و بدوں والا اسطرح پڑھنے والا۔ بڑی موتیوں والہ وغیرہ تمام یہی الہامات ہیں جو پنڈت لیکھرام جی نے دھرم جیون ۱۸۸۴ء اور سناتن دھرم میں چھپوائے اور آریہ پتر مرزا برہم ہیتہ میں کہ دونوں کا جواب ہے اور آریہ ہند و نمے ہے۔ تو آپ وغیرہ اعتراضات ڈاکٹر ہنری مارٹن و ٹامس ہاول و کبرک سنگھ پادریوں کے ہیں جو مرزا صاحب نے اپنی معلومات وسیع جتلانے اور کراماتی بدبو پھیلانے کے واسطے تاتر سنخہ حق میں درج کئے ہیں کے جواب کہ بہ گرٹ ماہ اگست ۱۸۸۸ء سے ۱۸۸۹ء تک اخبار رسالہ صداقت اصول تعلیم آریہ سماج میں کافی طور پر دے جاچکے ہیں مگر ہم مرزا صاحب کو انکے الفاظوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اپنے اوہام فاسدہ کا محققین آریہ دھرم سے علاج طلب کرنا اور خالص عناد سے ان کو اپنا سمجھ بیٹھنا سراسر راہی جس سے طالب حق کو پرہیز کرنا چاہئے۔ افسوس کہ الہامی صاحب نے قول و اقرار سے پھر گئے حق سے روپوش ہوکر جہالت سے دوستی کی ہو سکے انکو شرمسار ہونا پڑا۔

باب ششم

خالصہ دھرم کی بابت اعتراض

غلام احمد ۱۶۸ ۔ آریہ سماج والو ہمیں نانک صاحب کے چیلے بھی کچھ کچھ اصل ہیں انہیں ہم بطور خاص نصیحت کرتے ہیں کہ تمہارے گورو نے جا بجا وید سے مخالفت کی ہے اور جا بجا ان کی علمی حیثیت تھی انہوں نے دین اسلام کے عقائد کو پسند کیا ہے۔

تردید ۔ یہ حکمت عملی اور ایک فریبی مرزا نے سکھ بھائیوں کے ورغلانے کے واسطے کی ہے چونکہ اُن کا خیال ہے کہ اگر خالصہ اور آریہ شامل ہوگئے (حالانکہ اب بھی پرتما کی کرپا سے تمام تعلیم یافتہ شامل ہیں) تو دین اسلام کا خاتمہ ہوگا۔ کیونکہ جہالت کے سامنے تو اسلام قدم جماتا ہے۔ مگر معقولیت و صداقت کے روبرو شرمسار ہو جاتا ہے۔ بابا نانک صاحب نے کہیں بھی اسلام کی تائید نہیں کی اور نہ آریہ ہستی کی مخالفت میں زور دی۔ بلکہ وہ تو اسلام کے ظلم و جور سے بچانے کے واسطے جیتے جی کوشاں رہے اور جہاں تک ہوسکا دھارمک صحبت کے نگراں رہے۔ تواریخ و تعلیم دونوں شاہد ہیں کہ جب سے گورو صاحب کی تعلیم عام ہوئی تب سے ہی اسلام کی ترقی تمام ہوئی کیونکہ محمدیوں اور کبھی کے حسب حال سعدی کی یہ مثال ہے۔

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ　　چہ زند پیش باز روئیں چنگ
گربہ شیرست در گرفتن موش　　لیک موش است در مصاف پلنگ

چنانچہ اُنکے سچے پیرو مرد اہری سنگھ صاحب بہادر کا نام ابھی تک مسلمانوں کو نہیں بھولا اور کابل کی نواح کی عورتوں کا یہ عام مقولہ ہے خموش بچہ ہری آمد۔

غلام احمد ۱۶۹ ۔ ایک صاحب نرائن سنگھ نام گرنتھ خواں واعظ نے ایک سے زیادہ آدمیوں کے مجمع میں ہمارے روبرو بیان کیا کہ وہ بعض اوقات اعمال عبادت بھی اسلام کے طور پر بجا لاتے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ در پردہ حق کے قبول کرنے کے لئے بہت کچھ تیار ہو گئے تھے۔

تردید ۔ ہمیں کسی طرح یقین نہیں کہ یہ بات درست ہو اور ایسا امر واقعی ہوا ہو۔ کیونکہ کوئی جاہل سے جاہل سکھ بھی ایسا اعتقاد نہیں رکھتا غالباً ایسا ہی گواہ ہوگا جیسا کہ آپ نے قادیان کے ہندؤں کی گواہی براہین احمدیہ میں درج ہے اور جس قرار واقعی تردید تکذیب براہین احمدیہ میں کردی ہے مگر واضح ہو کہ جہاں تک ہم نے اس کی بابت امرتسر میں دریافت کیا ہے کسی معزز سکھ نے اسکے گرنتھ خوان یا واعظ ہونے کی شہادت نہیں دی بلکہ بعض کی زبانی تو یہاں تک ظاہر ہوا کہ وہ گرنتھ صاحب کو پڑھ بھی نہیں سکتے اور اس بات کے سارے ہندو خالصہ صاحبان گواہ ہیں بابا نانک جی کے اعمال عبادت اسلام کے طور پر بجا لانیکا ثبوت اور کیا ہوگا کہ انکے پیرؤں نے شیخ گو۔ وکے ایدیشن سے سیکڑوں سجدوں کے ست گرہ بنادیے چنانچہ خود قادیاں میں بھی مرزا جی کے ہمسایہ ایک ست گرہ موجود ہے۔

غلام احمد ۱۶۹ــ ۔ وہ اپنے گرنتھ میں فرماتے ہیں کہ ہمیشہ خود بخود بغیر کسی اپدیش کے چلا آیا ہے وہی پرمیشر رہی اس کا تبدیل تھا یا نہ جلیتا نہ ہو آپے آپ نرنجن سو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وید کی تعلیم کو بس بلکہ نانک صاحب نے قبول نہیں کیا اور جا بجا یہ بھی بتلادیا کہ میں ویدوں کی تعلیم سے ناواقف نہیں اور نہ بے علم ہوں۔ بلکہ چاروں کو میں نے پڑھا اور خوب کہنہ کیا ہوا ہے سوائے بڑے شعوری سے نانک صاحب کا اس وید کے اصل الاصول سے دست بردار ہو جانا صاف دلالت کرتا ہے کہ نانک صاحب ویدوں کے اس بھاری عقیدہ سے جو مدار تناسخ ہے اپنی زندگی میں بیزار ہوچکے تھے۔

تردید ۔ ہمارے چالاک مرزا نے یہاں بھی لوگوں کو ایک قسم کا دھوکا دینا چاہا ہے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ ترجمہ کس سے کرلیا۔ ہر ایک باتمیز اور سمجھ بوجھ والا آدمی جانتا ہے کہ اس کا ارتھ کیا ہے۔ تھاپیا نہ جا کیتا نہ ہو۔ آپنے آپ نرنجن سو یعنے جس کو کسی نے کسی خاص جگہ میں تھاپن (قایم) نہ کیا ہو۔ اور نہ جو تھاپن کرنے سے رُک جاوے وہ آزاد مطلق (نرنجن) پرماتما ہے۔

بیشک یہ تعریف بالکل ٹھیک ہے کیونکہ تمام ودوان کہ پرماتما نے کرموں نوشا مقالیوں میں تھاپن کیا ہے اسی واسطے کوئی روح بیل ہوگئے ہیں اسو نشرا فعل مختار رہتیں مگر روح کے انادی ہونے کی بابت اس میں کوئی حرف نہیں۔ نرنح کو جاوے اور پیدا شدہ ماننا صریحاً دہریہ پن ہے کیونکہ اگر روحوں کو خدا سے نکلا ہوا مانوگے تو ہر ایک روح خدا ٹھہرے گی جس سے معاذ اللہ بے شمار خدا مختار ہو جاوینگے۔

ہاں اگر ہر ایک روح کو انادی کال سے فاعل اپنے فعلوں کا اور فعل مختار مانا جاوے تب ہی تو خدا خدائی کا مالک ٹھہرتا ہے ورنہ خدائی کے نہ ہونے سے خود خدا بھی نفی ہوتا ہے۔ آپکا یہ کہنا کہ انہیں گرنتھ کے اکثر مقامات میں صاف صاف کہتے ہیں کہ میں نے وید پڑھا ہوا ہے اور چاروں ویدوں کی تعلیم مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپکا سراسر جھوٹھ اور بابا صاحب کی نسبت افترا محض خطا اور ناروا ہے کیونکہ انہوں نے ایسا واک کہیں نہیں لکھا کہ میں نے وید مقدس پڑھے ہیں۔ بلکہ انکا یہ دعوت بھی چاروں وید یا ایک وید جانتا تھا۔ نہیں اس قسم کی تحریرات آپکی اندرونی ایمانداری کے ثبوت ہیں جزاک اللہ۔ ہم مرزا صاحب کو انکے رسول امی اور حضرت عرش آشیانی کی قسم دیتے ہیں کہ وہ ضرور ہمیں گورو صاحب کا واک بتلادیں کہ وہ کونسا ہے اور کہاں ہے اگرچہ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ مرزا صاحب مثل اپنے حضرت کے گورمکھی کی بھی لیاقت نہیں رکھتے بلکہ محض امی ہیں مگر ہم ان کو صلاح دیتے ہیں کہ وہ ضرور الہام اور استقامت اور رمل دانیال کی مدد سے ثبوت بھیجا دیں اور دعوے کو اثبات فرماویں۔

غلام احمد ۱۷۰ ۔ نانک صاحب روحوں کے مخلوق ہونے کے بارہ میں اپنے گرنتھ میں کافی ثبوت دیئے گئے ہیں چنانچہ وہ ایک جگہ فرماتے ہیں اپنے کیتی ہو کرے۔ تا آکھ نہ سکے کئی کی ۔ یعنے اس قدر روح اور اجسام جو پہلے خدا تعالیٰ پیدا کرچکا اور پیدا کرے تو وہ کرسکتا ہے اور اس کی قدرتوں کے مقابل اور بمقدم تقریقیں چل نہیں سکتیں یہ مقولہ نانک صاحب کا بالکل قرآن شریف کی ایک آیت کا ترجمہ ہے اور سراسر اسکے مطابق چونکہ نانک صاحب اکثر دلی اخلاص سے علماء اسلام کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دینی باتیں سنتے تھے اس لئے کسی مولوی صاحب کی زبانی انہوں نے یہ مضمون آیت کا سن لیا ہوگا مسلمانوں سے اکثر انکی صحبت رہتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ بعض اوقات وہ نماز بھی پڑھ لیا کرتے تھے اور پھر انکے بعد انکا یہ شعر ہے جو نیچے لکھا جاتا ہے **جو تو مہا دسے تے وڈ ہو۔ نانک سبا سا جا سو**

آفرین اے نانک جی شبد بھی قرآن شریف کی اس آیت کے سراسر مطابق زبان سے نکل گیا ہے وہ آیت یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

تردید۔ افسوس مسلمان آپ کی عقل پر قربان کیوں نہیں ہوتے آپکو اگر محمد صاحب کا قائم مقام بنا دیویں تو اس میں ان کی فلاح دارین و سعادت کونین ہے کیونکہ ایسی عبارت کو سمجھنا آپ ہی کا کام ہے جس کا حد و پایان نہیں۔ اس کے نہ کہنے سے مطلب کیا حاصل ہوا۔ حضرت قدرت نے وجود بخشنا کسکو۔ اور کس طرح۔ آیا۔ روح کو جسم میں لانا یا روح کو نیست سے ہست بنانا۔ اور قدرت فانی ہے یا جاودانی اور خدا ہے یا خدا سے جدا۔

اگر روح کو جسم میں لانا کہو تو درست ہے کیونکہ روح جسم کے بننے سے پہلے موجود تھی اور اگر روح کو نیستی سے ہست بنانا کہو تو سراسر جھوٹ مردود ہے اور اگر قدرت جاودانی ہے تو وہ نہیں ہو سکتی اور اگر فانی ہے تو جاودانی نہیں۔ پس حالت اول میں اس کا فعل بھی فانی نہ ہوگا۔ محض قدرت سے وجود بخشنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ قدرت میں سے نکالکر جسم بخشا تو اسکے ہم قائل ہیں بایں شرط کہ قدرت روح بلحاظ قدامت و حیثیت ہونے کے اور مادہ بلحاظ پراکرتی کے ہمیشہ سے موجود تھا ورنہ اگر قدرت کچھ چیز نہیں ہے اور نہ اسمیں جسم تھا تو نہ کیطرح بن سکتا ہے اور نہ وجود حاصل کر سکتا ہے۔

روح کا وجود بخشنا ایسا مبہم امر ہے جیسے کوئی کہے کہ فلانے سوجاکے کو آنکھیں دیں حالانکہ محال ہے۔ روح خود زندگی ہے جو کہ کبھی اور کسی حالت میں مردہ نہ تھی یا جڑ نہ تھی اور نہ ہو سکتی ہے اگر خدا نے قدرت سے اسے وجود بخشا تو پہلے قدرت میں وہ زندگی ہوگی ورنہ وجود مفقود ہے جیسے بانجھ کا بیٹا یا آکاش کے پھول اور قدرت میں زندگی کا ہونا تین حال سے خالی نہیں یا وہ زندگی قدرت تھی یا خدا تھی یا خدا سے جدا تھی۔ بفرض اول اگر وہ قدرت تھی اور خدا میں تھی تو کوئی غیر چیز جو کہ ہو وہ کسی غیر میں سے کر دے بالوجود نہیں ہوتی پس روح قدرت نہیں ہے

بفرض دوم نہایت مکروہ خیال ہے اور باعث گمراہی و ضلال پس روح خدا نہیں ہے۔

بفرض سوم اگر خدا سے جدا ہے تو ضرور کوئی غیر چیز ہے اور قدرت میں ہے مگر قدرت بھی خدا کے قبضہ میں ہے مگر خدا نہیں اور بیشک اسیکا نام روح ہے کیونکہ وہ ازلی و ابدی خدا کے زیر فرمان ہے مگر مخلوق نہیں۔ بابا نانک جی نے تناسخ کا اقبال کیا اور منکرین تناسخ کو پاتال ایک جگہ نہیں بلکہ بیسیوں جگہ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

نمبر۱۔ آپے بیج آپے ہی کھا۔ نانک حکمی آوے جائے (جپ جی)
نمبر۲۔ کشتاں اور رکت کردوستے دوس دہرے۔ نانک نرگن گن کرے گن ونتیاں گن دے (جپ جی)
نمبر۳۔ تیرتھ نہاواں جے تس بھاواں بن بھانے کے ناہیں کرے۔ جیتی سرٹھ اُپائی دیکھاں بن کرماں کہ ملے نہیں (جپ جی)
نمبر۴۔ جے ودآپ جلنے آپ آپ۔ نانک مدریں کرمی وات (ایضاً)
نمبر۵۔ چنگیاں برایاں واچے دھرم حضور۔ کرمی آپو آپنی کیا نیڑے کیا دور (ایضاً)
نمبر۶۔ گورمکھ جگ کی آون جاون۔ گورمکھ بلے درگاہ مان (سدہ گوسٹ نمبر ۴)
نمبر۷۔ جن ہر ہر نام نہ چیتیو سو دگن آوے جائے۔ (راگ سری محلہ پہلا)
نمبر۸۔ آواگون مٹی گور سبدیں آپے کرتے بخش لیا۔ (سدہ گوسٹ)
نمبر۹۔ بن گور بھرمے آوے جائے بن گور گھال نہ پاوے تھائے (ایضاً نمبر ۳۰)
نمبر۱۰۔ بوٹی بندھ بن جنم مرن بہاہد ریو سکم پائے۔ نانک منونہ و بیرے گن گوبند بائے (باون اکھری سلوک ۴۳)
نمبر۱۱۔ لکھیں انترہ جینہ ترش ناہیں رہے براگم تانا۔ گن امرتا ہیں کیوں سکھ پاؤ۔ من مکھ آون جانا (سری راگ محلہ پہلا)
نمبر۱۲۔ جیوں مچھی بچھا پھتی جم جال + بن گور دو رتے مکت نہ بھال۔ پھیر پھیر آوے پھیر پھیر جائے۔ ایک رنگ رتے رہے لولائے (دکھنی اونکار)
نمبر۱۳۔ پھیر آوے جو جائے مرے آگے گئے پچھتائے + لکھ چوراسی بھٹی سو وہ ونا تامس۔ (دکھنی اونکار)
نمبر۱۴۔ ہو ویں ریچھے بند نہ + پھر پھر جونے پائیں (آسا دیوار)
نمبر۱۵۔ بہو سو تک ہرم ہے دوجی لگے نہ آئے + جمن مرن حکم ہے بہانے آوے جائے۔ (آسا دیوار)
نمبر۱۶۔ میں کیجے اندر راج بہان۔ سورگ پایا ہوتے سوال + جو فائیں چرن بن دتّ + سو ہوو وشٹا کا جنت۔ آپس کو کرم وقت کہائے۔ جنم مرن بہو جوں بہراوے۔ (سکھ منی)
نمبر۱۷۔ بہو جنم بھرمت مہ ہاریو استھرمت نہیں پائے۔ مانس دیہہ پائے پد ہر بھج نانک بات بتائے (محلہ نہم راگ سورٹھ)
نمبر۱۸۔ کئی جنم بھئے کیٹ پتنگا + کئی جنم گج مین کرنگا۔ کئی جنم پنکھی سرپ ہیو۔ کئی جنم ہیور برکھ جیو ٹو۔ مل جگدیس ملن کی بریا۔ چرنگ کال اہ دیہہ سنجریا (راگ سورٹھ محلہ نو)
نمبر۱۹۔ کئی جنم سیل گرکر یا۔ کئی جنم گربھ ہر کھیر یا۔ کئی جنم ساکھ کرایا یا۔ لکھ چوراسی جوں بھرمایا۔ سادہ سنگ بیٹھم بداپت۔ کر سیوا بھج ہر ہر گور مت۔
نمبر۲۰۔ بنا ہر بن سدھی کتی نہ پایاں۔ کرمی ہیں نہیں نہاک رہایاں (دروس محلہ پہلا)

اسی طرح ایک جگہ فرماتا ہے "نانک قایل بتوحید باری بود و بہ تناسخ نیز ایمان داشت و خوردن گوشت را حرام شمردہ ترک حیوان کردہ باجتناب آزار حیوان امر فرمود"

جو آپنے دو واک لکھے ہیں وہ روحوں کی مخلوقیت کے بارے میں نہیں ہیں اور تناسخ سے انکا کوئی تعلق نہیں بلکہ ایشور کی مہما کے ورنن میں ہیں یعنے اُسنے دنیا پیدا کی اور بے انتہا لوگ لوکانتر پیدا کئے کہ اگر تنے اور بھی بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔ اور اس کی طاقت کا بیان نہیں ہو سکتا۔ وہ کہنے سے باہر ہے۔ اسکے جلال کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے وہ جیسا ہے ایسی طاقت کو خود ہی جانتا ہے۔ یہ واک کسی قرآن کی آیت کا ترجمہ نہیں بلکہ ایسا قرآن میں نہیں ہاں اپنیشد میں یہی بیان ہے۔

नतस्यकार्यं करणाच विद्यते न तत्सम श्चाभ्यधिकश्च
दृश्यते पराऽस्यशक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञा
नवलक्रियाच। श्वे-उ०

نہ اس کا کوئی کاریہ اور نہ کوئی کارن ہے نہ کوئی اُسکے برابر یا اُس سے بڑھ کر اسکی شکتی یعنے قدرت برتر اور طرح طرح کی ہے۔ اُسکے گیان ودیا اور بل ازلی و ابدی سنے جاتے ہیں اُس کی کوئی ابتدا و انتہا نہیں پس بابا نانک جی کی اس واک سے روحوں کا مخلوق ہونا کسی طرح مراد نہیں ہے بلکہ پرمیشور کی شکتی کا اپار ہونا مراد ہے اور یہ اپنشد سے لیا گیا ہے قرآن سے نہیں علماء اسلام کے پاس ہی کیا تھا جو انکے پاس دلی اخلاص سے جا کر حاصل کرتے چنانچہ وہ خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔

وقت نہ پایا قاضیاں جی لکھے لیکھ قرآن

یعنے قرآن کے مصنف قاضیوں نے اصلیت سے آگاہی حاصل نہیں کی۔ اور وید میں نہ پایا پنڈتاں جے لکھے لیکھ پران۔ اور پراتک پنڈتوں نے بھی اصلیت حق کو نہ جانا۔ پاتال پاتال لکھ اکاساں آکاس۔ اوڑک بھال تھکے وید کہے اک بات۔ عالم بالا اور عالم سفلی والے بھی اصلیت سے محروم ہیں مگر وید ایک ٹھیک بات فرماتے ہیں یعنے

لکھا ہے تاں لکھئے لکھے ہوئے وناش

اگر حد ہو تو حد باندھی جاوے اور حد باندھنے سے وناش ہوتا ہے اس لیے وہ بے حد ہیں بلکہ سرب بیاپک ہے اور وہ اصل ارشاد وید مقدس کا ہے۔

वेदाहमेत पुरुषं महान्त मादित्यवर्णं तमसा परस्ता
त् त्वमेव विदित्वा मृत्युमेती नान्यः पन्था विद्यते ना
नया। य॰ अ॰ ३१ म १८

غلام احمد ۱۳۹۔ بابا نانک صاحب جو سب پورانوں اور شاستروں کو وید کی طرح ایشر کرت یعنے خدا کا کلام ہی جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے گرنتھ میں لکھتے ہیں قدرت بید پوران کتیباں قدرت سرب بچار یعنے بید پوران شاستر سب خدا کا کلام ہی ہے۔

تردید۔ اگرچہ پوران کا بھی مثل قرآن کے کہ سلیمانی ہونا صدہا دلائل سے ثابت ہے اور خود ہیں لائق فاضل پنڈت بھی آریہ سماج کے ستیا اپدیش نے ہزاروں پرانوں سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں۔ پورانوں کی بابت ایک رسالہ پوران پرکیا ہمارے ایک مہربان تیار کرنے والے ہیں لیکن اسوقت ہم پورانوں کی تردید چھوڑ کر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہیں کہ بابا صاحب نے گرنتھ میں اکثر جگہ وید کی عظمت تحریر کی ہے اور بیسیوں جگہ اسکو ایشور کرت کہا ہے چنانچہ نمونہ کے واسطے چند شہادتیں عرض کرتے ہیں۔

(۱) وسنگہ گرنتھ مکھ وید پاٹھ۔ (جپ جی)
(۲) ادک بہال یہئے وید کہن اک بات۔ جو ہنس اشلوک کس کتیاں حلوں اکہا بات (جپ جی)
(۳) گاوں تدہ نوں پنڈت پڑہن رکہیشر جگ جگ ویداں نالے (جپ جی) پوڑی ۲۷۔
(۴) جت ہمارا دھرج سنیارہ اہرن مت وید ہتیار (جپ جی)
(۵) تم سب ہی تے رہت نرالم۔ جانت بید بھید اور عالم (دروراس محلہ ۱۰)
(۶) وید منس نام اوتم سو سنی ہیں پھرن جوں بیتیا لماکئے نا مکہ جن سچ کیا گوڑ لاگے تن تم کو پایا سار سندا
(۷) اتھر گنہ یر جی بید سجاسے۔ گوربکہ پرسے) اتری تلنگ (سدہ گوسٹ)
(۸) چارے بید ہوئے سچیار۔ پڑھے گوڑھے تن چار سچار۔
بہاو بھگت کر نیچ سداوے تو نانک موکش انتر پاوے
(۹) ایک دنکار وید جی۔ گور مکھ تا ونگ گور مکھ وید نگ گور مکھ رہا سمائی (پوڑی جپ جی)
(۱۰) اچا چار وید ساجی چاہے کہائیں چار جگان۔

اس مقام غور ہے کہ جب بابا صاحب ویدوں کی اسقدر تعظیم و تکریم کرتے ہیں تو اس ایک دو کے ان سب کے مخالف کس طرح وہ معنی ہو سکتے ہیں جنکو وہ خود تردید بھی کرتے ہیں۔ وید نہ پایا بیدتاں جے لکھے لکھے پران۔

اس سے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کا صحیح صحیح ترجمہ بیان کریں اور وہ یہ ہے قدرت بید پوران کتیباں قدرت سرب بچار یعنے قدرت کا ہی بیدوں اور دیگر پورانے کتب یعنے براہمن گرنتھوں میں سب بچار ہے ایشور کی قدرت کے سوا ان میں جھوٹے قصے کہانی نہیں ہیں۔

غلام احمد ۱۴۰۔ یہی حکمت بابا صاحب نے تعلیم قرآن شریف خدا کو خالق اور رب العالمین ہونے پر ایمان لے آئے تھے اور بیدوں کی ایسی تعلیموں کو انہوں نے یکلخت چھوڑ دیا تھا جو صحبتوں کی خدمت میں جو بابا صاحب کے سکھ ہو کر اور کشن سنگہ بشن سنگہ نارائن سنگہ بھگوان سنگہ وغیرہ نام لکھوا کر اپنے گورو کے گرنتھ سے باہر چلے جاتے ہیں بادب تمام عرض کرتے ہیں کہ وہ بھی بیدوں کی ایسی تعلیموں سے دست کش ہو جائیں۔

آریہ۔ نانک جی نے کہیں بھی قرآن کی تعلیم کو قبول نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اس کی تردید کرتے رہے ہاں انکے تردید کرنے کا جابرانہ ڈھنگ تھا اور نہ گورنمنٹ برطانیہ کے عہد معدلت مہد جیسی آزادی تھی اسلامی بادشاہوں کے زمانہ تھے اسیواسطے وہ عموماً صلح کل مسائل پر بحث کرتے تھے ہاں اکثر جگہ صداقت باطنی کے سبب سچائی کا اظہار بھی مسلمانوں کے ساتھ اس عمدگی سے کیا کہ ان کے طریقے بہلا دیئے ستادہرم کو وہ کبھی ہاتھ سے نہ دیتے تھے مکہ کی بابت جو کچھ اوس نے مردانہ کو کہا اور اس نے دین محمدی سے دست کش ہو کر عمل کیا اور ایمان لایا۔ وہ کیا کافی ثبوت ان کے آریہ ہونے کا نہیں ہے۔ بحالت ذوالیسی آنحضرت مردانہ جنم کا مسلمان عالی خالصہ دہرم کا پیرو بمقام خوجہ مر گیا۔ بابا جی نے وہاں بھی اس کو بسم انت سنسکار کیا اور جلا دیا۔ چنانچہ مفصل ذکر اسکا جنم ساکھی میں موجود ہے پھر گرنتھ بس ہے۔

نمبر ۱۔ سنگہ کورا ہا کو مسلیمر بن۔ انکہ ملیچہ مل بکر کہائیں (جپ جی)
نمبر ۲۔ متی مسلمان کی پیڑی بیئے گھمار گھڑ بھانڈے اناں کیاں جلتے کرے پکار
نمبر ۳۔ دستت جتی اٹھ آت ات پا تا۔ سکل ملیچہ بردن رستر گھاتا
نمبر ۴۔ موہ جھیا تخ گورے کرے۔ بیہہ سیرین کو آج سنگرے۔
نمبر ۵۔ بیوک سکہہ ہمارے مارے گئے۔ جن جن نسترہ ہمارے نا سے (دروراس محلہ ۱۰)

جنہوں نے مسلمانوں کو بھی اپنی صحبت سے آریہ یا خالصہ دہرم پر چلایا۔ جنہوں نے صدہا مسلمانوں کو ساختہ سے قائل کرایا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو آگ میں جلایا۔ جن کے ست اپدیش سے کئی محمدیوں نے خالصہ دہرم پر ایمان لایا۔ جنہوں نے مسجدوں کو مست گڑہ بنایا۔ کیا معاذ اللہ وہ مسلمانوں کی طرح اعمال عبادت ادا کرتے تھے!!!

یہ کہ صدہا مسلمانوں کو حرکت بیجا کی نماز چھڑا دی۔ توگ کی لذت دکھلا دی خونخوار اسی مع گوشت خوری مٹا دی۔ بلکہ یہاں تک کہ مسلمانوں کو نانک بخش واہگنا س اور محمد اسنگہ وغیرہ بنایا ان کی نسبت ایسے گمان این خیال است و محال است و جنوں۔

غلام احمد ۱۴۱۔ تو پھر خواہ مخواہ ایک ٹوکرا کیسوں کا سر پر اٹھائے رکھنا اور حرارت اور عفونت کی تکلیفیں اٹھانا ضرورت ہی کیا ہے۔

تردید۔ یہ آپ کی تعصبانہ حرارت اور الہامی عفونت سے جو خواہ مخواہ جہالت و نادانی کے سبب بال دکھانے کو روا نہیں سمجھتے۔ جو جب مدعا کو ادا نہ ہو بہ پرخاش درہم کشیدہ کرا۔ چونکہ آپ علم حکمت صحیحہ سے سراسر محروم ہیں اسواسطے میں آپکو رسالہ کیسوں کے فوائد مطبوعہ قانونی ہند مشنری کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ دیکھئے کہ قانون قدرت اور حکمت نظری و عمل کے رو سے کیسوں میں کتنے فوائد ہیں اور اسمیں کیا کچھ حکمتیں ہیں میں آپ کو ایک موٹی سی بات بتاتا ہوں جسکو آپ غالباً اچھی طرح سمجھ سکتے ہونگے۔ کہ افغانستان و پنجاب یا ہند کے وہ مسلمان جو سر بالکل مونڈاتے ہیں ان سے غور فرمایئے کہ سندکی کتنے گنجے ہیں اور کیا جہالت و نادانی کے سبب سے مبتلا ہیں۔ بلکہ بلوچستان یا غزنی کے سلاطین محمود سے گنجے الا ماشاء اللہ کا المعدوم ہیں اور سکھوں میں تو بالکل نہیں ہیں۔ ایسے سید بھی اکثر سر پر بال رکھتے ہیں اور ایک فخر سمجھتے ہیں (دیکھو گلستان سعدی باب اول کی حکایت) پھر سورہ روم قرآن میں ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ ترجمہ یہی بناوٹ اللہ کی جس پر بنایا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔ تم قرآن کی تعلیم سے بھی آگاہ نہیں ہو افسوس تحفۃ الہند مطبوعہ فاروقی دہلی۔ بعضے ہندو نانک پنتھی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم شرک سے خالی ہیں اور ہمارے بابا نانک اور دوسرے گورو صاحبوں نے شرک نہیں کیا اور بابا نانک کے کلام میں توحید کا بیان بہت ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بقول تمہارے بابا نانک نے شرک نہیں کیا لیکن مشرکوں سے بیزار ہو کر علیحدہ کیوں نہیں ہو گیا۔

تردید۔ آپ اصلیت سے قطعی ناواقف ہیں بابا صاحب نے شرک بالکل نہیں کیا وہ مشرکوں اور محمدیوں سے بالکل بیزار رہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایک چھوڑ جو دوجے لگے وہ سبے سو وسنجانیا۔

پھر فرماتے ہیں ایک اونکار ست نام کرتا پورکھ۔ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سے بھنگ گور پرشاد جپ۔ آد سچ جگاد سچ ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ پھر فرماتے ہیں۔ جل مو مسوانی کا غذ بھی جل جائے۔ لکھنے والا چلی بلو جن لکھیا دوجا نائیں۔

پھر فرماتے ہیں۔ ایکو کرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے۔ دوجا کاہے سمرئیے جو جمے تے مر جائے۔ کہ ہزاروں ارشادات ہیں جو شرک کی بنیاد اکھاڑنے والے اور بت پرستی و گور پرستی کے شاہد ہیں۔ بہت سا اسباب ہے۔ پس نانک جی نے بت پرستی اور مخلوق پرستی کی دلدل میں پھنسی ہوئی دنیا کو نکالنے کی کوشش کی اور بیٹا ہی کرنا ہے بلکہ خود منہ کو حق ہی ان سے ہندو ہیں بت پرستی اور گناہ کش ہوئے بلکہ خود کو ملتے ہیں مگر محمد صاحب کو ہے کسی طرح سے بیزار نہ ہوئے اور نہ خود مشرکوں کو بیا سے بیا کردی چنانچہ صاف فرماتے ہیں بیزار ہو کر کعبہ میں اہل تب یہ بھی مرتبہ فخر زار ہو گئے اور مشرکوں کے آبا کو اعظم کی خدمت رجوع کیا کہ محمد طائف میں ایک دن وہاں سے لوگوں نے نکالنا چاہا اس لیے آپکو مجھے بچا لے۔ اس بات کو ملاحظہ فرمائیے رسالہ ناسیر گی یا احاطہ میں ڈالا کہ مجھے بچا لے۔ (صفحہ ۳۲۳)

ایک معزز آدمی کھا رکا فر کے رسالہ قرآن کا دیباچہ صفحہ ۳۲ تو دیکھو ترجمہ قرآن کا دیباچہ گذرا جب ابو طالب مرنے لگے اسکے پیرو نکا دل توڑ دیا۔ رسالہ گذرا جب ابو طالب مرنے لگے اور پیغمبر کی بہت دعا ابو طالب نے چچا کار کے رسالہ اقبال ہے) پیغمبر کو بھاگنا چاہا مسلمانوں کو خدا اقبال ہے اور شرک سے بچنا بھی اللہ کے پیغمبر صاحب کا حکم کیوں نرمانا۔

تحفۃ الہند ہے۔ اور پیغمبر صاحب کی متابعت کرے۔ رسول کی متابعت کرے جب قول ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول کی متابعت کرے اور کون سی فضیلت ہے کہ توحید کی کونسی عمدہ تعلیم دی اور کون سی فضیلت نزدیک پیغمبر صاحب نے ان سے زیادہ توحید کی کونسی عمدہ تعلیم دی ہو ساری دنیا کی اوروں کا خود کس پر ایمان تھا تم خود ہی کہتے ہو دنیا میں لائے اور ان کا خود کس پر ایمان تھا تم خود ہی کہتے ہو ہیں گئے۔ جو کوئی بندوں کے بندے بن گئے ہیں محمد صاحب کی متابعت کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ جیسے لاکھوں ہیں۔ نانک جی زمانے میں جس میں رکھے محمد ان لینے کے دروازہ پر محمد کی متابعت کر سکتا ہے۔

باباجی زمانے میں جس میں رکھے محمد صاحب کی متابعت کی تعریف ایسی ناظرین کیا ایسا موحد آدمی محمد صاحب کی متابعت کرے نانک اور حضرت کی تعریف ایسی

تحفۃ الہند ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ بابا نانک نے پیغمبر کو پیچانا اور یہ بھی لکھا ہے کہ پہلا تصنیفات میں کرتے ہیں جیسے لکھا ہے باجھ محمد بھگت آما نکس۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ پہلا نام خداوند دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ پیوس قبول۔ سوا سکا یہ جواب ہے کہ اگر یہ بات بابا نانک نے کہی ہے تو تم بابا نانک کے چیلے ہو۔ اپنے گورو کا حکم مانو جلد کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤ تاکہ درگاہ میں قبول پڑو۔

تو دیکھو۔ سکھ پیغمبر کے تمام حالات بابا نانک جی نے معلوم کیے اور بطور تحقیق کے اس کی معتبر یقین اعتقاد سے بڑھ مسلمان بن جاؤ تاکہ درگاہ میں قبول پڑو۔ صلیت پر غور کی تمام آخر کو راستی کے برخلاف سمجھ کر قطعی ترک کیا۔ بھلا محمد صاحب میں لائق کتے کہ کوئی اُنپر ایمان لاوے اور خصوصاً بابا نانک صاحب جیسا موحد آدمی جس کے حضور بھی تعلیم پانے کے محتاج تھے۔ محمد صاحب کی تعریف تنسفات بابا نانک صاحب میں ضمن ہے یہ دونوں پنجابی شعر دونوں گرنتھوں میں نہیں ہیں۔ بابا نانک جی کی نسبت یہ سوال یا الزام ہے اور نمونہ صداقت اسلام میں جس طرح شعروں میں سوال و جواب ہوتے ہیں فارسی میں تاوان صرف مصرع یا ایک شعر پر مدار رکھکر اصلیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ العنا الم۔ پہلے ہے۔ مراد ادہ دیگراں را سد۔ ترہم نشود حلاوت حمد الہم + گویا رسید برلب بیت العنالم پہلے جواب کلاہ و قبا و کمر بند زرہ دوسرا ناصر علی بنام علی بردہ شاہ + ورنہ بہ ذوالفقار علی سر برایت۔ بیلاف تیدہ و مستگی مگر دوسرا صحیح جواب ہے۔

قاضی جیون سے مقام ملتان بابا نانک ویسی حال ان ہر دو پنجابی قولوں کا ہے۔ کا مباحثہ ہوا وہ یہ ہے۔

قاضی باجھ محمد بھگت آما نکیں۔

نانک قلم چلے سوالسے جن لکھیا دوجا نائیں۔ نا ندگاہ پوہیں قبول جو جیتے مر جاسے

قاضی۔ پہلا نام خداوند دوجا نام رسول تیجا کلمہ … پہلا نام خداوند دوجا کاہے سمرئے جو جمے تے مر جائے۔

نانک۔ ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے۔ دوجا کاہے سمرئیے جو جمے تے مرداریں۔ ایکو سمرو نانکا۔

قاضی۔ ایکو صاحب ہے دو حد ہیں۔ ایکو سیوے دوجا رو۔

نانک۔ ایکو صاحب ہے ایکو حد۔ ایکو سیوے ہے دوجا رو۔

تحفہ۔ اور تمہارے گورو گوبند سنگھ نے ظاہر شرک کیا۔ بت پرستی یعنی نینا دیوی کی پوجا کے اس بنا پر کہ اپنا مذہب جاری کرے اور ہوم کیا۔ اور اپنے ہاتھ کا سر کاٹ کر دیوی کی بلی دینے کو دیا اور اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ تش ستن پھیلو ڈھانی کر ہی ہر ہوم میں جلا دیا اور اسے صحیح دیوی کی مقامات میں یوں لکھا ہے کہ پٹ لٹ پھیلو ہوں سو تم سے پاؤں۔ اس کلام سے صحیح شرک معلوم ہوتا ہے جس دھیاؤں جو پھل چاہوں سو تم سے پاؤں۔ اس کلام سے صحیح شرک معلوم ہوتا ہے اس اعتراض کہ دیوی کو اللہ کا شریک سانا۔ بابا نانک لائق فاضل مسلمان کی شہادت سے اس اعتراض کا جواب ہم خود نہیں دینا چاہتے ہیں۔

تو دیکھ اسکا جواب ہم خود نہیں دینا چاہتے ہیں دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ۔ گورو دیکھے ہیں دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ۔ تعلق بر آنچہ از چند درنت و مرد کہ تیغ آنکہ اصل کوہستان پنجاب است وآں سرزمین تعلق بہ تصانیف موسوم است بعبادیوی آن سرزمین بت مے پرستند … مرادات قلعہ کوہ پیکر دیوی ستان کے موسوم است بعبادیوی ساختہ اند۔ چوں گرو … آنجا شد پیروہا مے از سکھاں ایشان بہ بت خانہ رفتہ بتنی دیوی را شکست مردمان راجہ یافتہ تنگر و شکوہ کردند و نام اوبر و ند گورو پیروہا انجوانہ بہ سکھ شد۔ خادماں راجہ گفتند۔ … اے تاسم … ابد … کہ آن دیوی بر مسند گرو نام بردہ مرا پاک کید۔ راجگان گفتند اے احمق دیوی بگو۔ سخن گوید پیروخنداں شد دیاسخ داد۔ کہ معلوم است اینکے کیست چوں سنگ … سر تسلیم … نکند و آزار دیتا خود را نتواند منع نماز و شاہ سنگی تبع … اد … ماسوی اورا … پرسید۔ راجگان سالک زد و با مدند و محال بیشتر مردم اندر علمے آں سرزمین مردان گورو نیند۔ وان کو ہستان تا سرحد … خطا تام مسلمانی یعنی … (دیکھو صفحہ ۲۳۵ دبستان مذاہب) +

اب نانک صاحب خود غور کریں کہ انکا اعتراض کس قدر فضول ہے

تحفۃ الہند ہے۔ اور تمہاری اس گرنتھی لوتھی جس میں لکھا ہے۔ بیرتیحی میگونی میمیرے گورونانک ہے دھیا آگیا ہے اور دانش۔ رام داس جی ہوئے بہلے ارجن ہر گو شند ہرائے ہر کرشن جی دھیائے تن دیتے سب ذکھو جاے تیغ بہادر سمر تیغ کر گرنتھ تے سب تہائیں ہوئے سہائے دیکھو۔ کیسے صریح شرک کے بھرے ہوئے ہیں۔

تو دیکھ اس قلوان نے انسان ضعیف البنیان کو پوجنے کی ہدایت بھی اسکو بالکے گورو نانک انگد امرداس رامداس کی بہ ترتیب کی اب۔ نہیں تیجی ہے لیتن ہرگوبند اور ہر رائے کو یاد کرکے ہری کرشن جی کا ذکر کیا ہے۔ پھر اپنے والد گورو تیغ بہادر کا ذکر گوبند سنگھ جی نے کرکے پوتھی کو ختم کیا۔ اس میں حرف گورو کے نام کے بجو یاد کرنیکا طریقہ ہے جیسے سعدی نے کہا ہے۔

نخستین ابوبکر پیر و مرید — عمر پنجہ بر پیچ دیو مرید
خدا یا بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
سوم شاہ عثمان بہشت دار — چہارم علی شاہ دلدل سوار

تحفۃ الہند ہے۔ تمہارے مذہب کو پنڈت لوگ بدعتی وغیرہ بتاتے ہیں۔ تو دیکھ پنڈت لوگ تو مسلمان کو بھی ملیچھ اور نانک کو بدعتی جانتے ہیں اگر بدعتی ہو اور مانند لوگوں سے قول اختصار ہو سکتا ہے تو دین اسلام خود بدعتی ہو جاوے گا۔ نہ کہ سکھ دھرم کیونکہ کوئی وہ دوان پنڈت انکو بدعتی نہیں کہتا۔ ناں جاہل محض سے غرض نہیں۔

تحفۃ الہند ہے۔ تمہاری تاریخ نہیں جسکو جنم ساکھی کہتے ہیں ایسی باتیں درج ہیں کہ تمہارے مذہب کے بطلان پر صحیح دلالت کرتی ہیں۔ مگر غور سے بنظر انصاف و تحقیق دیکھو چاہئے۔ اللہ سب ہندوؤں کو ہدایت کرے۔

نسخہ خط احمدیہ

پھر صفحہ ۵۷ کے حاشیہ پر لکھا ہے جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ بابا نانک مدینہ منورہ میں گئے اور قاضی رکن الدین سے گفتگو ہوئی اور وہ گفتگو ہندی زبان میں بیتیں ہیں اور لکھا ہے کہ روم میں سلطان محمد قارون کو نصیحت کی اور نصیحت نامہ بھی ہندی زبان میں ہے۔ اور لکھا ہے کہ آسمانوں پر گیا۔ تردید ہماری تاریخوں میں بھی ہزاروں باتیں دور از عقل وفکر وتعوض صحیح ہیں اور وہ مذہب اسلام کے بطلان کے لئے ایک اظہر من الشمس علان ہے۔ مدینہ میں جانا کوئی امر از عقل بات نہیں اور نہ قاضی سے مباحثہ کیونکہ اب بھی وہاں صدہا انگریز جاتے ہیں بلکہ ہمارے مہربان دوست لالہ گنگا رام پرشاد صاحب جو اپنی ناواقفی کے سبب مسلمان ہو گئے تھے وہاں سے پھر کر یہاں حاجی بن کر آئے بلکہ مصر وغیرہ کو بھی دیکھ آئے مگر یہاں آ کر آریہ بھائیوں کی ہمت سے پھر پرایسچت کرا کر مسلمان سے ہندو اور ہندو سے آریہ بنائے گئے اور ست دھرم پر لائے گئے اور قوم نے بڑی خوشی سے سویکار کیا

ہاں اگر ہندی کے متنوں پر اعتراض ہے تو اس کا جواب کہ جب مردانہ جی ستار بجاتے تھے تب بابا جی موزون عبارت میں سخن کہا کرتے تھے پس اگر قاضی سے مباحثہ ہوا ہو۔ یعنی قیل و قال و حرف سند ہی اور اُس نے وہی جواب دئے ہوں تو تعجب ہی کیا ہے جس طرح ہندوستان میں لوگ عربی جانتے ہیں اُسیطرح عرب میں بھی اگر ہندوستانی جانتے ہوں تو کیا تعجب ہے، اور شاید وہ قاضی بھی کوئی ہندی نژاد ہوا عراقی ہو غرضیکہ یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ اسی طرح قارون کو بھی نصیحت کرنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ بادشاہوں کے پاس بھی مترجم ہوتے ہیں اور ہمیں یقینی طور سے معلوم ہوا ہے کہ بابا صاحب ہندی - فارسی جانتے تھے اور سیاحی میں اگر عربی بھی جان گئے ہوں تو ذرہ بھی جائے اعتراض نہیں اور اُن کا عرب میں جانا تو خود تواریخ سے ثابت ہے۔

باقی رہا آسمان پر جانا اس کو ہم نہیں مانتے اور نہ اس کا بابا صاحب کی کسی واک سے پتہ ملتا ہے اور نہ کسی معتبر جنم ساکھی میں اس کا مذکور ہے۔ اور بفرض محال اگر مان بھی لیں تو بھی اس کا درجہ معراج محمد سے کسی طرح کم نہیں اور نہ اُس سے کم اعتبار ہے اگر وہ صحیح ہے تو یہ ہزار درجہ بڑھ کر وہ نہ پردے بنیاد ہیں۔ ذرہ بتلاؤ تو سہی کہ وہ کس طرح قابل تسلیم ہے اور یہ قابل ترمیم افسوس کہ زمین سے آسمان تک سیڑھی لگا کر جانا اور آسمان سے براق کا آنا اور پھر سواری براق حضرت کا دوسرے آسمان پر جانا اور خدا سے ملاقات کرنا تو بالکل عقل کے مطابق ہے مگر بابا صاحب کا آسمان پر جانا اور سیر فرمانا دور از عقل ہے وہ تیج جی کی اکل اور اُس معراج احمد سے - تو سب سے سچ جی عقل کے ناخن لیجئے - اور دور از عقل باتوں والے مذہب سے پہلو تہی کیجئے۔

۲۲ سہاجن گھونگٹ کے ساتھ ایسے کام کر تیسمعے یہی کر سکتے ہیں انہوں نے دیوی کی پرستش نہیں کی ہاں ہون ضرور کیا اور دان کرنا بت پرستی نہیں ہے اور نہ شرک اگر ہے تو تم نے جو ہون کیا اس کی نسبت کیا کہو گے۔ دیکھو پیدائش ۳۰ آیت ۲ سے ۲۲ تک۔ ویلی نے جو بیل اس کی نسبت کیا کہو گے (دیکھو توریت احبار ۱۰ اور گنتی باب ۱۰) اور ابراہیم کا اپنے بیٹے کی قربانی اور ہون توریت (پیدائش باب ۲۲ - آیت ۱ سے ۱۴ تک - بچھڑوں کا ہون کرنا (احبار باب ۱ - آیت ۱۷ سے ۳۴ تک)

خدا کے ہون اور قربانیاں ایوب کی کتاب باب ۲۹ - آیت ۱ سے ۲۴ تک حضرت یعقوب کے بیٹے کا ملکہ سے جنگ کرنا ایک نیک کام ہے ہاں خودکشی یا کسی جاندار کو ہون میں ڈالنا منع ہے اور جو حیوان اسلام کے معنی برا ہے مگر پہلے بیوقوف کہا ہے۔ ہمارا اعتبار ہے اس میں الفاظ ہیں منشبکر و کرگوبند منگ می ہر طرح پرماتما کے بھگت اور شرک سے نفرت کرنا تھے یہ قول اُن کی کسی مورتی یا دیوی کی تعریف میں نہیں ہیں کیونکہ اس گروہ بالکل ہی بن نہ تھے۔ بلکہ قدرت ایزدی کی تعریف میں ہیں چنانچہ نانک جی کا ارشاد ہے۔ پوجیں دیوی دیوتا نیو بھیڑ ابھوت

نانک کیسے سمجھو دہر چو سوت کسوت)

اسی طرح ایک دفعہ شرعی مولویوں نے انہیں مجبور کیا چاہا کہ تم مسجد میں چلو مصلے پر بیٹھو نماز پڑھو قرآن پر عمل کرو سنت کراؤ۔ روزہ رکھو کلمہ پڑھو کعبہ کیطرف سجدہ کرو تسبیح پھیرو اور مسلمان ہو۔ بابا نانک جی نے ایسا انکو جواب دیا کہ مُہر ہو گئی اُنکے منہ پر لگا دی مہر سنت - صدق مصلےٰ - حق حلال قرآن - شرم سنت - شیل روزہ ہو رہ مسلمان کرنی کعبہ سچ پیر کلمہ کرم نواج تسبیح سئیں بھاوسی نانک رکھے لاج۔

یعنے مہربانی کرو اعتبار یہی تیری مسجد ہے۔ صدق رکھنا یہی تیرا مصلے ہے حق حلال یعنی نیک کمائی سے کھانا یہی تیرا قرآن ہے گناہوں سے شرم کرنا ویسا ہی سنت یعنی ختنہ کرانا ہے۔ نیک عادت یہی تیرا روزہ ہے اور ایسی مسلمان جانیں یہاں ہم کو کچھ غرض نہیں ہم فقیر ہیں۔

کرنی یعنے عمل کمانے یہی تیرا کعبہ ہے۔ اور سچ بولنا یہی تیرا کلمہ ہے بخشش کرنا یہی تیری نماز ہے۔ اخلاق کا ستودہ یہی تیری تسبیح ہے اس کے سوا مسجد اور مصلے اور قرآن اور ختنہ اور روزہ اور کعبہ اور کلمہ اور نماز اور تسبیح سے پرمیشر ہمیں بچاوے ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ ہم بت پرست وکفر کے بندے نہیں بنا چاہتے یہ اُنہیں مسلمانوں کو مبارک ہو۔

باب ہفتم

نجات کا مقابلہ

غلام احمد ۴۵ سے ۵۲ تک۔ اب ہم پھر کلام کیطرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ امور سرکار و حاشیہ اور محبت الٰہیہ تک پہنچانے سے قاصر اور عاجز ہے اور کیونکر عاجز قاصر نہ ہو وہ وسائل جن سے یہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں یعنے طریقہ حق خداشناسی معرفت الٰہی سچا آریہ اعمال صالح وتحصیل اخلاق مرضیہ وتزکیہ نفس سزا اہل عرفان شعار رف کے صحیح اور حق طور پر بیان کرنے سے وید بالکل محروم ہے کیا کوئی آریہ تختہ زمین پر ہے کہ ہمارے مقابل ان امور میں وید کا قرآن شریف سے مقابلہ کر کے دکھلاوے۔ اگر کوئی زندہ ہے تو ہمیں اطلاع دے اور جس امر میں موذی سے چاہے اطلاع عدہ تو ہم ایک رسالہ بالتزام آیات بینات ودلائل عقلیہ قرآنی تالیف کر کے اس غرض سے شائع کر دیں گے کہ اس التزام سے وید کے معارف اور اس کی فلاسفی کھائی جاوے۔ اور اس تکلیف کشی کے عوض میں ایسے وید خوان کے لئے ہم کسیقدر انعام بھی کسی ثالث کے پاس جمع کرا دیں گے جو بالغ ہنجو کی حالت میں اسکو ملیگا۔ شرط یہی ہے کہ وہ ویدونکو پڑھ سکتا ہو۔ تا ہمارے وقت کو ضائع نہ کرے جاننا چاہئے کہ ہر شخص جس نے اپنے تئیں آریہ لقب دے اسکو ملعون کہتے ہیں اور جو حق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کی آزمائش کرے اسکو معروف کہتے ہیں اب ہمارے مقابل پر معروف یا ملعون بننا آریوں کے ہاتھ میں ہے اگر کوئی باتمیز آریہ جو ویدوں کی حقیقت سے خبر رکھتا ہو موازنہ ومقابلہ وید وقرآن کی نیت سے تین ماہ کے عرصہ تک میدان میں آگیا۔ اور ہماری طرف سے رسالہ بحوالہ آیات ودلایل قرآنی تالیف ہو ویدکی شرتیوں کے رو سے اسے رد کر کے دکھلا دیا تو اُس نے وید اور وید کے بزرگوں کی عزت رکھ لی۔ اور معروف کے معزز خطاب سے ملقب ہو گیا۔ اگر اس عرصہ میں کسی وید دان نے تحریک نہ کی تو وہ خطاب جو معروف کے مقابل میں ہے کے لینے لئے قبول کیا۔

تردید اگرچہ ہم آپکی زبان درازیوں کی اصلیت کو اچھی طرح تکذیب براہین احمدیہ میں طشت از بام کر چکے ہیں اور قرآنی تعلیم و حقایق کا بہت کچھ بخیہ اُدھیڑ کر ناظرین کے آگے دھر چکے ہیں مگر ابھی ہنیکے دماغ میں عمرہ دی لیئنہ موجود ہے جس کی سرزنش کرنا ہمارا اصلی مقصود ہے۔ اگرچہ آریہ بھائی آپکے دولتخانہ قادیان میں بھی حاضر ہیں اور آپ کی بات بات بلکہ تمام ہندوستان کے ناظر مگر اب غفلت سے بیدار ہو بیٹھئے اور باوجود موجودگی آفتاب عالمتاب کے اندھا دھند کارروائی نہ کیجئے۔

اگرچہ ہمارا ارادہ نہیں تھا کہ قرآن کے تار و پود نمود کریں مگر کیا کیا جاوے اب تو الہامی ارشاد ہے اور اس کی بھی آپ کیطرف سے بنیاد لہذا نجات قرآنی اور ویدک مکتی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور بہشت اسلامی کا نقشہ بتلاتے کہ حق پسندوں کو معلوم کہ مقرون کون ہے اور ملعون کون۔ متقی کون ہے اور فسقی کون۔

مقابلہ اور موازنہ وید و قرآن

نجات قرآن	ویدک مکتی
نمبر ۱ سورۃ نسا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا۔ ترجمہ جو لوگ یقین لائے اور کی نیکیاں اون کو ہم داخل کریں گے باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں وہ رہیں گے وہاں ہمیشہ اُن کو وہاں عورتیں ہیں ستھری اور اون کو داخل کرینگے گھنی چھاؤں میں اور ایسا ہی سورۃ رحمٰن میں ہے کہ سب باغوں میں بہشتیوں کو ملیں گی نیک عورتیں گوریاں خیموں میں رہنے والیاں جن کو اُن سے پہلے کسی آدمی و جن نے نہیں ملا ہا یاقوت اور مرجان کی مانند خوبصورت۔ یہ اُنکے حسن کی تعریف ہے۔	**نمبر ۱** येयज्ञेन दक्षिणया समक्ता इन्द्रस्य सख्यममृतत्वमानश तेभ्यो भद्रमङ्गिरसो वो अस्तु प्रतिगृभ्णीत मानवं सुमेधसः। ऋ॰ अ॰ ८ अ॰ २ व॰ १ मं॰ १। ترجمہ۔ گیان دوت کیا اور آتما روپ سیوا کی پرمیشور کو دکشنا دینے سے جو موکش سکھ میں رس بستے ہیں پرمیشر کی ستتی اُپاسنا و دھیان و آگیا پالن سے ہی موکش سکھ کو پراپت ہوئے اور موکش والے جیوں کے واسطے سب مانی سکھ بنے گئے ہیں اُن جیوں کے پران لگی بدھی کو اتینت بڑہانے والے جو ہیں اور تمام مکت جیوں میں بہت پریتی ہوتی ہے اور انکا پرماتما کے ساتھ سمبندھ سا ہے۔ اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے کو دیکھتے اور ملتے ہیں۔
نمبر ۲ سورۃ دخان۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ۔ ترجمہ بے شک ڈر والے گھر میں ہیں چین کے باغوں میں اور چشموں میں پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلے اور گاڑھے ایک دوسرے کے سامنے ایک طرح اور بیاہ دیں ہم نے انکو حوریں بڑی آنکھ والیاں منگواتے ہیں ہر میوے جمع خاطر سے۔	**نمبر ۲** यत्र कामा निकामाश्च यत्र ब्रध्नस्य विष्टपम् स्वधा च यत्र तृप्तिश्च तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ८ ترجمہ سچدانند سروپ پرماتما کو پاکر سب منا اور ابھلاشا پوری ہو جاتے ہیں اُسکے کامل جلال سے ہی پرکاشت اور اسی شدھ گیان پورن ترپتی ہوتی ہے۔ اس گیان کی اُور پرت پانے کے جانکر اور اُسی کو پا کر ایک اسی کی کرپا سے دکھ کا دوارن ہوتا ہے۔ مکت کا داتا نجات کا مالک اُسکے سوا کوئی نہیں جب جیو سچے پریم سے اُسکی آگیا کا پالن کرتا ہے تب موکش کا بھاگی ہوتا ہے اور کسی طرح سے نہیں۔
نمبر ۳ سورۃ النبا۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا وَّكَاْسًا دِهَاقًا لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا۔ ترجمہ۔ بیشک ڈر والوں کو مراد ملتی ہے باغ ہے اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا نہ سنینگے وہاں بکنا اور مکرانا بدلہ دیا۔ تیرے رب نے۔ وہ حساب سے۔	**نمبر ۳** यत्रानन्दाश्च मोदाश्च मुदः प्रमुद आसते। कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र माममृतं कृधीन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ११। ترجمہ۔ جگہ بستور مکتی میں سمپورن آنند اور تمام ہرش اور کمال پرسنتا میں سب کامنا اُسی کی آگیا پالن سے پراپت ہوتے ہیں پراپت کامل کرنے کے لئے جسکا دوسرا نام موکش ہے سب کو اُسی کی آگیا پالن کرنی چاہیئے کیونکہ دکھوں سے چھوٹنا سوا نجات کے کسی طرح ہو نہیں سکتا۔
نمبر ۴ سورۃ صافات۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۔ ترجمہ مگر جو بندے اللہ کے ہیں چنے ہوئے انکو روزی ہے مقرر میوے اور اُن کی عزت ہے باغوں میں نعمت کے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے پھرتے ہیں اُن کے پاس پیالے ستھری شراب کے سفید رنگت مزہ دیتے پینے والوں کو نہ اُن سے سر پھرتا ہے اور نہ اُس میں بہکتے ہیں اور اُنکے پاس نیچی نگاہ والیاں بڑی آنکھ والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے۔	**نمبر ۴** यत्र ज्योतिरजस्रं यस्मिंल्लोके स्वर्हितम्। तस्मिन् मां धेहि पवमानामृते लोके अक्षित इन्द्रायेन्दो परि स्रव। ऋ॰ मं॰ ९ सू॰ ११३ मं॰ ५ ترجمہ۔ وہ دیا آدمی کلیشوں کے ناش کرنے والے شدھ سروپ سرب آنند و ایک پرماتما جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی ہیا بکتا ہے۔ جس گیان سے تو سب جرا چر کی حالتوں کا گیاتا ہے اُس اپنی اپار شکتی سے اپنے اُپاسک کو اپنے گیان میں استھر کیجئے تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہو کر تیری ابناشی معرفت کو پراپت ہو۔ پرمیشور تیری مہان کرپا سب کی کلیان وانک ہے۔
نمبر ۵ سورۃ طور۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ۔	**نمبر ۵** वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय। यजु॰ अ॰ ३१ मं॰ १८

ترجمہ۔ ڈر والے باغوں اور نعمت میں ہیں میوے کھاتے جو دئے اُن کو رب نے اور بچایا اُنکو رب نے اور بچایا اون کو ربنے دوزخ کی مار سے اور کھاؤ اور پیو رچ سے بدلا اُس کا جو کرتے تھے لگے بیٹھے تختوں پر برابر بچھے قطار اور بیاہ دیں ہمنے اُن کو گوریاں بڑی آنکھ والیاں۔ پھر سورۃ الدہر میں بہت ذکر بہشت کا واضح کر کے لکھا ہے۔ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا۔ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا الخ ترجمہ اُنکو پلاتے ہیں پیالے جن کو ملونی سونٹھ کی ایک چشمہ وہاں سلسبیل ہے اُسکے پاس پھرتے ہیں لونڈے اور مرد سدا رہنے والے جب تو اُن کو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں۔

نمبر ۶

طور۔ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ۔

ترجمہ لذت والوں کی ہم نے ڈھیر لگا دئے میوے اور گوشت جس چیز کو جی چاہے جھپٹتے ہیں وہاں پیالے نہ بکنا ہے اُس میں نہ گناہ ہیں وہاں اور پھرتے ہیں بہشتیوں کے پاس غلمان چھوکرے اُنکو مانو موتی ہیں غلاف میں رہے ہوئے۔ پھر سورۃ واقعہ میں ہے وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا ترجمہ بہشتیوں کے واسطے اُنکو وہاں حوریں بڑی آنکھ والیاں موتی کی مانند خوبصورت۔ ہمنے وہ عورتیں اُٹھائیں ایک اُٹھان پر یعنے سرنو پھر کیا اُنکو کنواریاں شوخ ہر دل کی محبوب ہم عمر۔

نمبر ۷

سورۃ حج اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَّلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ۔ ترجمہ اللہ داخل کریگا یقین لانے اور بھلائیاں کرنیوالونکو باغوں میں بہتی اُنکے نیچے نہریں۔ گہنا پہنائیگے اُن کو وہاں کنگن سونے کے اور موتی۔ اُن کی پوشاک ہے وہاں ریشم کی۔ پھر سورۃ واقعہ میں ہے يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ الخ

ترجمہ اُن کے پاس لڑکے (غلمان) سدا رہنے والے آبخورے اور کوزے اور پیالے ستھرے شراب کے لئے ہوئے سر نہ دکھے جس سے اور نہ بکنا لگے اور میوے اور گوشت پرندوں کا جس قسم کا جی چاہے۔

ترجمہ۔ سب جگت میں جو پری پورن ہو رہا ہے وہی پرماتما سب کے جاننے لائق ہے وہ سب سے بڑا ہے اوس سے بڑا یا برابر کوئی نہیں سوریہ وغیرہ گرہوں کا چلانے والا اور پرکاشک وہی ایک جگدیشر ہے خود کسی کی پرکاش کا محتاج نہیں شرناگتوں کے اگیان کا ناش کرنے والا خود اندھکار سے رہت ہے پرمیشور کے گیان اور انوگرہ سے الگ ہو کر کوئی جیو کبھی شانتی نہیں پا سکتا اسی پرماتما کو جان کر جیو مرتیو سے گذر سکتا ہے بغیر اُسکے بھگتی اور گیان کے دوست دہرم سے حاصل ہوتی ہے اور کوئی مارگ اُس کی پراپتی کا نہیں ہے پرماتما کی پراپتی اصل مکتی ہے اسکے واسطے کوشش کرنا اور اس کی اگیا پر چلنا مکتی کا سادھن ہے سب جنجال چھوڑ کر اس کی طرف موکش کے طالبوں کو چت لگانا چاہئے۔

نمبر ۹

सनोवंधूर्जनितासविधा
ताधामानिवेदभुवनानीवि
श्वा। यत्रदेवाअमृतमान
शानास्तृतीयेधामन्नध्यैरय
न्त। यजु॰ अ॰ ३२ मं॰ १०

ترجمہ۔ سب مکتوں کو یہی نصیحت کرنا چاہئے کہ ایشور آتما ہی سب کا بندھو دکھ ناشک اور اُتپن کرنے والا پالنے والا اور سب جگت کا سوامی منتظم اور گیاتا ہے اُسی کے گیان اور آنند میں مکتی والے جیو موکش کو حاصل کرتے ہیں شد ستو یعنے پرماتما کو پراپت ہو کر موکش دستھا میں رہتے ہیں وہاں دکھ درد وہ کسی پرکار نہیں ہوتا مکت جیو حقیقی شانتی کو تحصیل کرکے اودیا اور بھرم سے دور ہو جاتے ہیں وشے بھوگ وغیرہ خیالات فاسدہ اُن کے نزدیک نہ آسکتے ہیں اور نہ وہ اُن کی ماتحتی میں ہوتے ہیں برہم گیان انہیں جیووں کے اگیان سے آزاد کر دیتا ہے۔

نمبر ۱۰

त्र्यम्बकंयजामहेसुगंधि
म्पुष्टिवर्द्धनम्। उर्वारुक
मिवबन्धनानमृत्योर्मुक्षीय
मामृतात्॥ य॰ अ॰ ३ मं॰ ६०

ترجمہ جو سب لوکوں کا گیاتا اور رکھشا مالک اور بھی ہے اُسی کے ہم شرناگت ہوں وہی آتم گیان اور پراکرم اور سگندھ ہیونکے دینے والا ہے۔ آتما کی شانتی من کی استھرتا، بدھی کی ترقی بغیر اُسکے دھیان اور گیان اور ودیا کے نہیں ہو سکتی بغیر اُسکے آسرا لینے کے ہم موت سے نہیں چھوٹ سکتے اسواسطے مکتی کے طالبوں اور مرتیو سے رستگاری کی اچھیا کرنیوالوں کو اسی سچدانند کی اپاسنا ضروری اور یہی اپاسنا مکتی کا ذریعہ ہے اور کوئی نہیں پس ہر ایک طالب مکت کو پار برہم کی شرناگت ہونا اور اس کی اگیا کا پالن واجبات سے ہے۔

بہشت کی بابت علمائے اسلام وغیرہ کی رائے

نمبر ۱۔ علی بن ابراہیم از حضرت امام رضا او را روایت کردہ کہ نزد جملہ بہایم کہ داخل بہشت میشوند مازگوش (خر بلعم ست) وسگ اصحاب کہف" دیکھو تفسیر لوامع التنزیل صفحہ ۴۳۹ لاہور جلد اول)

نمبر ۲۔ ناقہ صالح کا شتر بھی جنت میں جاویگا۔ دیکھو معارج النبوۃ صفحہ ۳۹۹ و ۴۰۰ ذکر معجزات ماہ

نمبر ۳۔ اور فرقہ نظامیہ کے مسلمان یہ بھی فرماتے ہیں کہ سانپ بچھو چمگادڑ ۔ سؤر بھی بہشت میں جاوینگے (دیکھو عقیدۃ الطالبین)

نمبر ۴ حافظ چو طفلاں تا کے اے زاہد فریبی | بہ سیب بوستاں و جوئے شیرم
پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت | نا خلف باشم اگر من بجوئے نفروشم
تو اے واعظ سوئے باغ بہشتم میکنی دعوت | نے خواہم بہشت نعمت دیدار میخواہم
نمبر ۵ عرفی چون نعمت عشق تو قائم ز نعیم | جوئے شیر تناسم نہ طارم انگور
تو و عشق طوبے ما و قامت دوست | فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
نعمت فردوس اہل ابرار کے دوست | قیمت ہر کس بقدر ہمت والائے اوست
ایضاً بہر نعیم بہشت طاعت ایں و آں مکن | برلب جیحون خطاست چشم بہ نم دوختن
نمبر ۶ حالی جنت اور ارم سلسبیل اور کوثر | پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر | کتابوں میں تیرے ہیں بہتے برابر
یہ جبتک نہ دیکھیں کہیں کس یقین پر | کہ یہ آسمان پر ہیں یا ہیں زمیں پر

نمبر ۷ ملا حسین صاحب۔ ایہا الاخوان تا چند تکرار آں نگار رسد ناگہاں فردوس چو چند مہ جبیناں

نمبر ۸ مولانا جلالی تن پرستی است بہ پیش بتاں ہزار ناز | میکند جرأت در خلد جبیں سائی را

نمبر ۹۔ آنریبل مولوی سر سید احمد خاں صاحب بہادر تحریر فرماتے ہیں پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ و شہد و شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا کی ہوئی ہے۔ اُس میں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں

باغ میں شاداب سرسبز درخت ہیں دودھ اور شراب اور شہد کی نہریں جو بہہ رہی ہیں ہر قسم کا میوہ کھانے کو موجود ہے ساقی اور ساقنیں صباحت و خوبصورتی چاندی کے کنگن پہنے ہوئے خوبصورت بیبیاں کی گھر صحبتیں بیٹھتی ہیں سیراب پیالا رکھتی ہیں ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے ایک کی ران پر سر دھرے ہے ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے ایک لب لعل بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کو شربت پلا رہا ہے اور کوئی کسی کو شہد میں کچھ ۔ الساہیوہ یہ تماشا ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ بہشت خرابات اس سے ہزار درجہ بہتر ہیں ہاں (دیکھو تفسیر سید صاحب صفحہ ۳۰ و ۳۹ جلد اول سورۃ بقر ۱۸۸۰ء)

نمبر ۱۰ ۔ اکبر صاحب کی رائے لکھواتے ہیں کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوتی ۔ یعنی [illegible] سکتے تب بہشت کو رستے اپدیش سے نجات پاسکتے ۔ (دیکھو دبستان مذاہب [illegible] صفحہ ۴۰ مطبوعہ ۱۸۶۴ء)

نمبر ۱۱ ۔ نانک شاہ صاحب کی رائے نانک صاحب جب مکہ میں گئے اور وہاں جو دانہ نے محمد صاحب کا حال دریافت کیا تب کہا کہ محمد صاحب پینتیس سو برس تک جنت میں آکر پھر سوور کے گھر میں جنم لیں گے ۔ تب وہ مکت کو جائیں گے اور اس [illegible] ست گرو کے وسیلے سے ان کی نجات ہوگی ۔ (دیکھو جنم ساکھی رسالہ مذکور بر صفحہ ۲۸ مطبوعہ ۱۸۷۶ء لاہور)

اب مرزا صاحب خود ہی فیصلہ کریں ۔

نمبر ۱۲ ۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب کہتے ہیں ولذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ در اینجا تماشا [illegible] طعامے خوش بخورد و در سبزی و آب روان و روئے نگارین بنگرد و این شہوت باشد کہ ہمہ بہائم را حسب شہوت [illegible] و فرما دونی حقیر و مختصر بود تا لذت معرفت چہ رسد ۔ کہ رہبان باشد کہ صومعہ بر خود زندان کند و ہر روز بقدر یک طعام بیش نخورد و در بند جاہ و قبول و لذت آن ۔ پس لذت جاہ و قبول ریاست دوست تر میدارد و چہ لذت بہشت بیش از لذت شکم و فرج و چشم نیست پس جاہ کہ ہمہ شہوت را مختصر کردہ در لذت معرفت فرو رود (صفحہ ۴۶۳ کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم)

نمبر ۱۳ ۔ سید احمد صاحب فرماتے ہیں ۔ تو ایک کوڑ مغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہے کہ در حقیقت بہشت جسمانی [illegible] حوریں ملیں گی شرابیں پئیں گے جیسے کباب ملینگے دودھ اور شہد کی ندیوں میں نہائیں گے اور حوروں [illegible] بیہودہ خیال ہے ۔ قرآن اور [illegible] لاتے [illegible] کی کوشش کرتا ہے (تفسیر سید احمد صاحب جلد اول سورۃ بقر صفحہ ۳۹ مطبوعہ ۱۸۸۰ء آگرہ علیگڑھ)

نمبر ۱۴ ۔ ایک لائق پادری عربی زبان یوں فرماتا ہے ۔ قرآن کے اکثر مضامین انسانی کی نفسانی خصلت کو خوش کرتے ہیں چنانچہ بہشت کی چار قسموں کا بیان ہے میٹھے شراب باغیچے ریشمی پوشاکیں عورتیں اور لونڈے جیسا کہ تمام عیاش اور بدکردار ان کو ایسی ایسی خوشیاں بہت ہی پسند آتی ہیں (دیکھو میزان الحق صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ ۱۸۶۶ء)

اب ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ عقل کے موافق قانون قدرت کے مطابق رشی و مہاتما [illegible] لذائذ جسمانی اور شہوت نفسانی سے اعلیٰ ترین کون سی نجات ہے آیا یہ کہ جسکو وید مقدس نے ہزاروں طریق پر معقول دلائل اور پاکیزہ وسائل سے ارشاد فرمایا بلکہ ثبوت پہنچایا ہے ۔ یا وہ نفسانی اور جسمانی بلکہ عشرت کدہ حیوانی ۔ جو عقل کے خلاف ۔ دور از انصاف یا بعید از قیاس اور روحانیت کی ستیاناس کرنیوالی شیطان کی ماں اور پلیدوں اور غلاموں کی حرم سرا قرآنی جنت ہے جس کی مشرح کیفیت ہم نے آیات قرآنی سے بتلا دی ہے ۔ ہوشمند اور فاضل مولوی صاحبان ذرا غور فرماویں کہ کیا ایسی معقول نجات پر کوئی فلسفی برہان قائم ہو سکتی ہے ہرگز نہیں نہ قرآنی نجات معقولیت کے سلسلے میں ٹھہر سکتی ہے ۔

باب ہشتم

دور ویش یاترا

غلام احمد ۲۴۴ ۔ آریوں کے سر پر سے بہار ہٹنے کی یہی وجہ ہے کہ محبت اور پرستش کے پاک طریقے اور تزکیہ نفس کی خالص تدبیریں وید میں ہرگز نہیں ہیں !!

تردید ۔ [illegible] کی جری کی عادت کا معجزہ پایا ہے اور [illegible] محمد کو عرب اور اسلام سے حقیقی نسبت ہے اور ہر دو کو اس سے الفت و محبت ۔ کیونکہ شیطان دونوں کے کندھے پر سوار ہے اور ملحق ہر دو کا یار غمگسار ۔ حدیث گواہ ہے اور ہر ایک مولوی آگاہ [illegible] میں ہے وامن بعد الاقی ذروتہ شیطان [illegible] کوئی اونٹ مگر اس میں بلند ہی اس کی کے شیطان ہے ۔

علاوہ ان خود قرآن بھی راوی ہے ۔ اور اسکی شہادت بھی حدیث کے مساوی ۔ کہ ہر ایک مسلمان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور لیٹے ان کی گود میں پالتا ۔ چونکہ ہر دو یک جان و دو قالب ہیں اسی واسطے ایک ہی شیطان دونو پر غالب (دیکھو قرآن سورۃ الناس اور کیمیائے سعادت عنوان اول صفحہ ۱۰ ۱۸۷۶ء)

اب غور فرما کر بہار کو منسوب کیجئے یا بے بہار رہنے دیجئے ۔ محبوبیت یعنی نماز کے وقت اٹھنے بیٹھنے کی قواعد پر غور فرمائیے اور تقلید پرستی پر ایمان لائیے پھر دیکھئے کہ یہ تمام اونٹ کی نقل ہے یا حضرت کی نقل ہم حیران ہیں کہ آپ اونٹ کو کس کروٹ بٹھاتے ہیں اور بیچارا ستر کینہ کہاں چھپاتے ہیں ۔ کیونکہ موسیٰ نے شیطان سے توحید حاصل کی اور داد شاگردی کی آپکے حضرت نے بروقت معراج موسیٰ سے تعلیم پائی جس طرح موسیٰ کو حضرت سے نسبت ضروری ہے اسی طرح آپکو تو پا شیطان کی ہر وقت ضرورتی ۔ تمام پاک طریقہ اسی کی علامات ہیں اور تزکیہ اصولی حرکات کے نتائج ہیں ۔ چہ سود در حرکت بیجا کہ شیطنی برخیزی ۔ جہاد و قتل و خونریزی و دغا کاری کے اخلاق و صفائی باطنی اور روحانی کے آثار ہیں تو تمام تر وید مقدس میں موجود ہیں یعنی عبودیت کی معقول تعلیم ہے اسکی تعلیم اور کمال ارشاد ہے ۔ مگر جہاد و فساد کا نام و نشان نہیں ۔ البتہ قرآن میں تزکیہ نفس کا نام و نشان نہیں (دیکھو باب نجات) حضرت اگر وید میں تزکیہ نفس کے پاک طریقے نہیں تو وہ کہاں ہیں ۔ کیا قرآن میں ہیں ؟ یا لوح محفوظ میں ہیں ؟ مرزا صاحب مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ۔ ایسی زبان درازی سے آپکے حق میں خاموشی بہتر ہے ۔

غلام احمد ۲۴۵ ۔ پرستش کی جڑھ تلاوت کلام الٰہی ہے کیونکہ محبوب کا کلام اگر پڑھا جاوے یا صرف سنا جاوے تو ضرور سچے محب کے لئے محبت انگیز ہوتا ہے اور شورش عشق پیدا کرتا ہے مگر آریہ لوگ ایسے کوسوں دور ہیں ۔ اگر وید کو پڑھیں تو انہیں اس کی حقیقت بھی معلوم ہو ۔

تردید ۔ بے شک ہم صداقت سے کوسوں بلکہ منزلوں دور ہو گئے تھے اور ہماری حالت مثل [illegible] کی یا برخلاف بھی ہم گنگا جمنا کے کنارے کنارے انہیں سراب جان بیٹھے تھے ۔ ہمیں حالت جہلی بے سبیل ستان کے سراب رہبف اللحم کے کنارے تالاب شیریں سمجھ بیٹھے تھے ۔ [illegible] کے ہم پیاسے تھے مگر گنگا و برہم پتر کے آبحیات سے محض نا آشنا تھے ۔ آپ بزعم خود لیجئے کیسی کہی

سلہ ۵ ۔ دیکھو روضۃ الصفا ذکر معراج اور صحیح بخاری کی حدیث مع ترجمہ مندرجہ رسالہ تائید الاسلام ماہ رمضان ۱۳۰۴ھ جلد اول دوم [illegible] تک ۔

سلہ ۵۲ ۔ اتقان نوع ۱۶ میں ابن سعد کی روایت عائشہ سے منقول ہے کان رسول علیہ الوحی یعطی [illegible] باسہ جب محمد صاحب پر وحی نازل ہوتی تھی تو وہ اونٹ کی طرح بولتا تھا اپنے سر میں (دیکھو صفحہ ۵۳ مطبوعہ ناظری لاہور ۱۸۹۱ء)

نسخہ حنیف احمدیہ

کنڈ میں ہے یہیں ہمیشہ جنت کی امید موہوم تھی۔ اور خون تھلنے اور جلنے سے ہمارے دل میں نجات کی موہوم تھی۔ تو آفتاب کو ہم سیاہ اور سیاہی کو آفتاب معلوم کرتے تھے جگنا وڑا اور توم کی طرح ظلمت تاریکی میں گھوم گھوم مرتے تھے مگر یہ تماشا یا کارسی کہ ہزاران ہزار دہرمادہے اور تمام آریہ داسیوں کی بیٹے تو بدحال و بد بلکہ بسیار کیا دکہ شہر جہان دویا تد ناتھ آدی ہندوستان میں ظہور پذیر ہوا ہمیشہ ظہور کیا تھا گویا تب سے چودھویں صدی آفتاب کا چمکا ہمارے خفتہ بخت بیدار ہو گئے آریہ ورت کے غافل بیٹے خبردار ہو گئے جو ہمیں اس رحم دل تپاسی نے اپنی پیرو ہر جگہ موثر پائی سے उत्ति ष्ठ प्रा ताक्क लो जा ता اوتشٹ پراپتا تا کالو حاتا اچلا

اے صوفی و زاقت سے او دنیا میں سوئے ہوؤں سے سرہانے آکر الکار کے سنبھالت رو پوش ہوئی اور او دنیا خاموش آریہ بزرگوں کے لخت جگر خواب غفلت سے جاگے اور جاگتے ہی لیے ال اسباب کو سنبھالنے لگے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ کہیں نقب زنی ہے کہیں دخل تسکینی کہیں خیانت مجرمانہ ہے اور کہیں نوع شبہہ یا کانہ کوئی ۳۹۳ کے مجرم ہیں اور ۳۹۴ وسہ کے ملزم آریہ مال کو بہ غصب سرقہ؟ لعال بہ غنیمت جان سمجھتے ہیں اور ان کی غفلت و خواب کو ہست بیان حول ہی آدبی رات لو آفتاب نکلا اور سکتے ہوئے لوگ جاگے۔ گھبرا کر بیتاب ہو کر آسمان یا حیرت ہو کر دراوروگیت امریرہ وزدوں بھاگے اس ایک ہی طبیب حاذق اور تلاق نے آنکھوں نجا ولوتا جسموں کا داغوں کا یک بخت علاج شروع کیا۔ اور نسخہ ایک کلیب بر کش (وید مقدس ہے) آنکھوں کو نوروں کو بہتر و جسموں کو صحت دماغوں کو فرحت بخشی اور جو ملازموں کی کتابوں سے ہی انہیں جرائم کا مرتکب بہ راستی سے منحرف ثابت کر دیا۔ و بیدوں کی تلقین جاری ہوئی اور راستی کی پیروی کا حیرت جا بجا جہاں قرنوں کی پہنچی ہوئی پستک بغیر منتر پڑھے بیکار پڑے تھے وہاں کثرت خریداری کے سبب سے کرر طبع ہونے کی نوبت آ رہی ہے جس پستک کی ایک جلد بھی شہروں میں مفقود تھی اب سیکڑوں بلکہ ہزاروں موجود ہیں مرزا صاحب ہم لوگ بیدوں کو تلقین کرتے اور کرتے ہیں اور اسی واسطے روز بروز کثرت سے راستی کی طرف آتے جاتے ہیں سچائی کی حقیقت ہمیں معلوم ہو گئی اور انہار راستی کی بکثرت موجود معدوم ہی سبب ہے کہ جہالت معہ اپنے مددگاروں کے معدوم ہوتی جاتی ہے۔

غلام احمد ۲۳۵ - اس نسخہ سے متمتع ہونا تو وید رشیوں کی نسبت بھی ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کون تھے کیا نام تھا۔ کس شہر میں رہا کرتے تھے اور کس عمر میں الہام پایا تھا۔ اور ان کے ملہم ہونے کے کیا کیا ثبوت ہیں؟ یہ جو سنا جاتا ہے کہ ان کا نام اگنی۔ وایو یعنے آگ ہوا وغیرہ ہیں یہ سب بناوٹی باتیں ہیں۔

تردید - آپ کے تمام اعتراضات سماعی ہیں تحقیقی ایک بھی نہیں۔ اسی واسطے اُن کی بنیاد بھی افترائی ہے۔ صداقت سے منزلوں بعید ہیں کیونکہ چشم دید نہیں بلکہ وہمی شنیدہ ہیں نسبت معرفت توحید پڑ نما ہے وید لا ازالی ہیں اور رشی جامع حسنات و کمالات تھے نہیں بلکہ با جلال وہ شنا و بحر معرفت انسان تھے اور حرف یہی نہیں بلکہ دیوتا سمان اُن کے اگنی وایو۔ آدت۔ انگرہ مبارک نام تھے اور وہی ابادی برش کی طرف سے بانی الہام۔ وہ سرشٹی کی ابتدا میں ہوئے جبکہ تمام آبادی میر بادی سے محض نا آشنا تھے اسوقت آبادی کی آدمی اور انسانیت کی بنیاد حضرت دنیا آباد میں تھی کسی کو کوئی فساد کی یاد بھی نہیں تھی ملک بہشت میں الہام پایا اور اسی کا تنا سے وید مقدس جاری فرمایا ان کے ملہم ہونے کے ثبوت غلط نہیں بلکہ نہایت قوی اور مضبوط ہیں۔

ثبوت ۱ - آریہ ورت نے سب سے پہلے تہذیب سیکھی اور علم علمیت بلند کیا تمام دنیا نے اسی سے علم سیکھا۔ اور جس وقت میں یہ تہذیب سیکھنے کے سبب سر تاج عالم تھا اور تمام قومیں اور دونوں جاہل تھیں یعنی آریہ ورت نے تمام اور قوموں سے کچھ نہیں سیکھا بلکہ سکھایا۔ کیونکہ وہ اُن دنوں ملک یعنی ابتک نادان مطلق ہیں۔

چونکہ تہذیب بغیر علم اور علم بغیر تعلیم کے نا ممکن ہے اور کوئی جاہل کسی علم کو ایجاد نہیں کر سکتا کیونکہ یہ امر سراسر محال ہے جس طرح آجکل علم کی ضرورت ہے اسی طرح سرشٹی کی آدمیں بھی نہایت ضرورت تھی ورنہ آجکل سراغ بھی نہ ملتا اور علاوہ اس کے عقل کل پرماتما کی ذات پر الزام آتا ہے جس طرح ظاہری آنکھوں کے واسطے سورج ویسے ہی باطنی آنکھوں کے واسطے علم کی ضرورت ہے دنیا نے علم آریوں سے حاصل کیا اور آریوں نے ویدوں سے علم کتابوں سے ہی حاصل ہوتا ہے اور کتابیں علم سے وید ام الکتاب ہے اور سنسکرت ام اللسان بغیر گیان دیے پرماتما کے ایک کامل کتاب کا بننا امر یا محال ہے جو کہ کامل اور مکمل پر گیان کا اسی واسطے وید میں ورکا گیان اور چار رشی اُس کے ملہم ہیں۔

آپ جو کہتے ہیں کہ یہ جو سنا جاتا ہے کہ ان کا نام اگنی وایو وغیرہ تھا حضرت اُن کے ولدیت کہاں معدوم ہو گئے ہوں گے کس واسطے سمجھ نہ آتا کہ دیکھنے کے مقابلہ میں جیسا افسوس ہے

سخن شناس نہ احمد اخطا اینجا است ۔ بیاکہ ویش بہ ہستی ما برملا اینجا است

مفصل ثبوت اس کا تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۱ سے ۱۲۱ تک مذکور ہے۔ ذرا دیکھئے اندھوں کے واسطے سرمہ طور ہے۔

حقیقت - و تمدن علمیت و فلاسفیت سری ہوئی ہے محمدی تو درکنار حضرت عیسیٰ آریتیانی بھی اُسکے جاننے سمجھنے سے معذور ہیں اور یہ سب ہی کم علمی کے اُس تہ کمال تک پہنچنے سے دور ہیں (بلکہ ان میں سے ہٹ دھرمی کے سبب مرتبہ خدائی محمدیہ کبھی نصیب ہوا اور نہ ہوگا)

غلام احمد ۲۳۳ - اور یقیناً سمجھنا چاہیے کہ یہ بھی نہری بات ہے کہ وید کے رشی تمام ممالک کی اصلاح کیلئے مامور ہو گئے اگر ایسا ہوتا تو وید میں ضرور یہ لکھا ہوتا کہ کبھی وہ رشی ایران پر گئے آریہ دیس سے نکل کر کسی دور دراز ملک میں وعظ کرنے کیلئے گئے تھے وید میں امریکا کا کہاں ذکر ہے افریقہ کا کہاں نشان پایا جاتا ہے۔ تورات کے مختلف ملکوں کا خصوصاً وید کو کب خبر ہے کہ ایشیائی ملکوں کی اطلاع سے بھی وید غافل ہے اور اسکے پڑھنے سے جاسکا معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشر کی ہمکی تمامی جاگیر ہندوستان یعنی آریہ ویش ہی ہے۔ اگر ہم ان باتوں میں سچے نہیں ہیں تو وید کے رو سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ کبھی وید کے رشیوں نے آریہ دیس سے باہر قدم رکھ کر اور ویدوں کو بھی بغل میں لیکر غیر ممالک کا بھی سفر کیا تھا یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی پنڈت دیانند بھی ثابت نہ کر سکا۔

تردید - وید مقدس کی رو سے تمام انسانوں کو وید کے پڑھنے سننے عمل کرنیکا اختیار ہے۔ بلکہ صاف ارشاد ہے کہ وید تمام (منو دھگت) کی ہدایت کے واسطے ظہور پذیر ہوئے بموجب شروع پیدائش کی آریہ ورت میں ہوئی اور یہاں سے ہی نوع انسان دنیا میں پھیلے تو وہ دور دراز ملکوں میں وعظ کے واسطے جانا چہ معنی دارد۔ وید دنیا کے پیروؤں سے واقف بلکہ تمام کو الف عالم کا بنانیوالا مگر کسی ملک یا کل ملکوں کی تاریخ نہیں ہے۔ اور نہ ہدایت ربانی کو کسی چار دیواری میں محدود کرتا ہے۔ اسی واسطے وید میں کسی خاص دیش یا ملک یا جزیرہ کا بطور [illegible] جامع کے نام درج نہیں ملیں تمام دنیا یعنی نوع انسان میں اُسکی ہدایت مساوی ہے۔ اور ہدایت عالم پر حاوی اور اسی واسطے وہ ام الکتاب یا الہام سماوی ہے وید میں کہیں ہندوستان یا آریہ ورت کا نام نہیں اور اگر کہیں ہے تو بتلانا معترض مدعی کا ذمہ ہے ورنہ بیجا لاف زنی آپکی دروغگوئی کے واسطے کافی ثبوت ہے۔ بلکہ آپکے قادیانی الہام کی اصلی کرتوت۔ تاہم مشتے نمونہ از خروارے۔ بتلاتے ہیں۔ یجروید ادھیا ۶ منتر ۲۱ [illegible]

समुद्रङ्ग च्छस्वा हा न्तरिक्ष ङ्गच्छ स्वाहा देवꣳ सवितारङ्ग
च्छस्वाहा । मित्रावरुणौ गच्छ स्वाहाहोरात्रे गच्छ स्वाहा छ
न्दाꣳ सि गच्छ स्वाहा द्यावापृथिवी गच्छ स्वाहा
यज्ञं गच्छ स्वाहा सोमं गच्छ स्वाहा दिव्यं नभो ग

ञ्छ स्वाहा वैश्वानराय स्वाहा गमोमेह्या। द्दिं य-
ञ्छ द्दिवन्तेथ्व मोग ञ्छतु स्वर्ज्योतिः पृथिवी म्भ स्म
नापृणा स्वाहा। यजुर्वेदे। संहिता। अध्या ९
मंत्र २१।

ترجمہ۔ بے پار مکت پرش تو اگنی مان (یعنی جہاز بنا کر سمندر کو جا۔ اور بان (بیلون) کنگول کی پرکاش کرنے والے بنا کر انترکش اکاس میں جا۔ سب ودیا بانی سے یکت ہو کر پرکاش ان سب جگت کے اُتپن کرنے والے پرمیشور کی طرف متوجہ ہو۔ وید اور ویدانگوں کی ابھیاس پران اور اپان کو جان جیسے یوگ ابھیاس کر جوتش ودیا سے یکت ہو کر ان اجرات کی ماہیت کو جان و گیان سمت بانی سے رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو ویدوں کو مطالعہ کر یہوی یان بعد کاس یان (ہوائی) سے زمین اور عالم بالا کو جان اور پراپت ہو۔ سنسکرت بانشری سے یگ کو پراپت ہو۔ وید کی ودیا سے اونسکرہی سموہ کو جان۔ جل کے گن روپ گن ظاہر کرنے والی ودیا سے میو ہار میں لانے یوگ پوتر جل کو دریافت کر کلا یکت ہونے کے لئے بجلی اور اگنی اچھی طرح جان اور میری آگیا انوسار ست دھرم کا اپدیش کر تیری کلاؤں اور بھانوں سے وہ ہو بجلی کا اس بعد انترکش کو پراپت ہو۔ اور امنیں کلاٹ وغیرہ کو بھسم کر اور ان کی بھسم سے پرتھوی کو ڈھانپ دے۔

آدر رگوید میں بھی اکثر منتروں میں جہاز بنانے اور دور دراز ملکوں میں جانے کی اجازت وار شاد ہند کو ہے تاکہ دھرمک رشی اور قدیم آریہ لوگ مباحثہ اور ست اوپدیش و ویدک ہدایت پھیلانے کو دور دراز ملکوں میں جاتے تھے اور ست دھرم کا اپدیش فرماتے۔ نمبر ۲

तच्चक्षुर्देवहितं पुरस्ताच्छुक्रमुच्चरत् पश्येमशरदःशतं
जीवेमशरदःशतं शृणुयामशरदःशतं प्रब्रवामश
रदःशतं दीनास्यामशरदःशतं भूयश्चशरदःशतात्।
यजुर्वेद संहिता अध्या ३६ मंत्र २४

ترجمہ۔ جو برہم سب کا درشٹا اور دہارمک لوگوں کا ہت کارک صداقت سے روپ و زمانہ ازل سے اسی برہم کو ہم لوگ سو ورش تک گیان نیتروں سے دیکھیں اور اسی کی آگیا پالن کرتے ہوئے جیویں اسی کے گنانو واد سنیں اس کی برہم ودیا کا سب کو سدا اپدیش کریں کبھی کریلے کسی کے محتاج نہ رہیں اور جب تک جیویں سو ورش سے اوپرنت بھی اسی کی آگیا کا پالن کریں سبھی کو اپدیش کریں اسی کی اپاسنا کریں (جیسے کہ نمبر ۳ یوگ شاستر

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्रतम्।
योग सूत्र पाद २ सू. ३१।

مہابرت یعنی ست دھرم وہی ہے جو سب جاتیوں (یعنی بنی نوع انسان کے مختلف گروہوں) میں تمام ملکوں میں برابر مانے ہیں اور سب سمیوں میں پرچلت ہو سکے اور ایسے ہی دھرم کا پالن کرنا انسان کے واسطے ضروری ہے۔ نمبر ۴۔ منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک ۲۰

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः। स्वं स्वं
चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः २०।

تمام دنیا کے لوگ اس ملک آریہ ورت کے فضلاء سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ مختلف ملکوں میں جا کر ست دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔ نمبر ۵ منوسمرتی ادھیا ۱۰ اشلوک ۴۳۔

शनकैस्तु क्रियालोपादिमाः क्षत्रियजातयः। वृषल
त्वं गता लोके ब्राह्मणादर्शनेन च ४३

ترجمہ آہستہ آہستہ کریا کے لوپ ہو جانے سے یہ کھتریوں کی جاتیاں پراگندہ اور ترتیب ہو کر برہمنوں سے دور چلی گئیں ممالک ذیل میں۔ نمبر ۶ منوسمرتی ادھیا ۱۰ شلوک ۴۴

पौण्ड्रकाश्चौड्रद्रविडाः काम्बोजा यवनाः शकाः।
पारदापह्लवाश्चीनाः किराता दरदाः खशाः। ४४।

ترجمہ ممالک ذیل پونڈرک (مصر) اوڈر (جزیرہ برطانیہ) کامبوج (جزیرہ نما ہند چینی) یونان (یونان) شک (ترکی) پارد (پہلو) پارس یا ایران) چینی (چین) کرات (بلوچستان) دروا (دردستان) یا چینی تاتار کشادر (روس) کے باشندے آریہ ورت سے جا کر وہاں آباد ہوئے۔

نمبر ۷۔ مہابھارت شانتی پرب شوک اتپتی ادھیا ۳۲۵ شلوک سے صاف لکھا ہے کہ ویاس جی مع سکھ دیو کے امریکہ گئے تھے اور وہاں عرصہ تک رہے بعد ازاں سکھ دیو جی وہاں سے بسواری ہیلو کے ہیرو دیش میں اپدیش کرتے ہوئے براہ چینی تاتار اور آریہ ورت پہنچے اس تمام سفر میں ان کے تین سال صرف ہوئے۔

نمبر ۸۔ امریکہ کے راجا کارنا کی لڑکی الوپی کے ساتھ ارجن جی کا بیاہ ہوا تھا جس کے حمل سے ایک بہادر اور شور بیر لڑکا ببروان نام پیدا ہوا (دیکھو مہابھارت بھیشم پرب ادھیا ۹۰ شلوک ۷ سے ۵۶ تک)

نمبر ۹۔ ارجن نے واسطے ست اپدیش کے ایک قوم چند فضلا کے سمندر کا سفر کیا۔ اور مفصلہ ذیل جزائر میں گئے۔ اگست تیرتھ، سوبھدر تیرتھ، پولوم تیرتھ، کارندھم تیرتھ، بھاردواج تیرتھ۔ ارجن کے ست اپدیش سے لوگوں کو بہت لابھ پہنچا (دیکھو مہابھارت آدی پرب ادھیا ۲۱۶)

نمبر ۱۰ پارسیوں کی کتاب میں بھی بیاس جی و سری جیمنی جی کا نام بمقام بلخ جانا اور زرتشت سے مباحثہ کرنا صاف درج ہے جو ان کی کتاب دساتیر باب ظہور سیزدہم نامہ خشور میں مفصل ذکر ہے (دیکھو باب ۱۳ آیت ۶۵ و ۶۶)

نمبر ۱۱۔ سری رامچندر جی و سیتا جی کا ایک مشہور میلہ اصلی باشندگان امریکہ میں سالانہ ہوتا ہے جیسا کہ آریہ ورت میں دسہرہ اس روز کو وہ مبارک سمجھتے ہیں اور ان کی تعظیم بجا لاتے ہیں اور فتحیابی کا نشان بتلاتے ہیں (دیکھو سالہ تھیوسافسٹ ۱۸۸۳ء اور ہولی و بیاہ انگریزی ۱۸۸۲ء صفحہ ۱)

نمبر ۱۲ مہاراجہ سگر جی جن کی کئی پشتوں بعد رامچندر جی ہوئے کی بابت ایک مورخ لکھتا ہے۔ سگر ایک بڑا زبردست بادشاہ تھا جو سمندر پر جہازوں کے وسیلہ سے بڑی مہمیں کرتا تھا ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ بہت مدت سے یورپ کی طرف کے جزیروں میں رواج پایا ہے۔ وہ جزیرہ بالی میں جو کہ جاوا کے نزدیک ہے بدستور رائج ہے جو جاترا کرنے اور برہمنوں کو ملتے ہیں اسی واسطے یہ بات اغلب ہے کہ سگر کے وقت میں آریوں نے پہلے سمندر کے پار جا کر ان جزیروں میں اپنا دخل کیا۔ اور اپنے مذہب کو رواج دیا ہو۔ ان جزیروں میں اب اور دیوتاؤں کے سگر کو سمندر کا دیوتا قرار دیتے ہیں (دیکھو تاریخ ہند کلکتہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۲۲ و ۲۳ اور بالمیکی رامائن بال کانڈ سرگ ۳۸ شلوک ۲)

نمبر ۱۳۔ راجہ بکرماجیت کے زمانہ میں برہمنان ہند یورپ گئے تھے علاوہ بریں خود مہاراجہ صاحب بھی صدہا جہاز ہمراہی فوج لیکر روم و یونان کیطرف گئے تھے اور عموماً یورپ جایا کرتے تھے اور ان کے واسطے کسی طرح کی بندش یا رکاوٹ نہیں تھی (دیکھو کتاب ان جرنس باب چہارم اور جیوتر ودابھرن کا سنسکرت گرنتھ

نمبر ۱۴ شاہ سلوکس والی بابل نے اپنی بیٹی کی مہاراجہ چندر گپت سے شادی کی تھی (دیکھو تاریخ ہند ۱۸۵۲ء صفحہ ۶۴۔

نمبر ۱۵۔ اہل [illegible] میں اور بھی متفق ہیں کہ نوشیروان عادل کی ایک بیٹی کی شادی

کے بادشاہی خاندان میں بیاہی گئی تھی - جو سارس شاہ قسطنطنیہ کی بیٹی تھی (دیکھو تاریخ ہند سنہ ۱۸۷۵ء کلکتہ صفحہ ۸۰)

نمبر ۱۶ - یہی مؤرخ فرماتا ہے کہ ہم بآسانی ثابت کر سکتے ہیں کہ بہت مدت نہ گذری ہوگی کہ آریہ جب تک سندھ کے پار ہو جاتے تھے اور اپنے دشمنوں سے بدلہ لیتے تھے - سو اٹک کے پار جانا اور جہاز پر چڑھنے کی مخالفت جدید ہے۔

ابھی پہلے جب تک کہ برہمنوں نے چھتریوں پر فتح نہ پائی تھی اور بدھ مذہب کو خارج نہ کیا تھا - تب تک آریہ بہت شجاع تھے اور اکثر سفر دریا کرتے تھے اغلب کہ بدھ ہی وقت تھا جس میں کہ انہوں نے اٹک پار ہو کر تاتار پر حملہ کیا تھا اور جہاز پر بیٹھ کر یورپ کے جزیروں میں پہنچے تھے - اور وہاں اپنے مذہب کو پھیلایا تھا - یہ بات چند مدت کی ہے کہ ہندو تعصب کے سبب بے عزم و مجہول ہو گئے ہیں - اور اپنی ولایت سے اس اندیشہ کے سبب باہر نہیں جاتے کہ شاید غیر مذہب والوں سے مل کر ان کی ذات نہ جاتی رہے (تاریخ ہند کلکتہ سنہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۴۴)

نمبر ۱۷ - مہاراجہ دھرتراشٹر والی ہستناپور کی شادی امیر افغانستان کی لڑکی سے ہوئی تھی - ان دنوں افغانستان کی دارالسلطنت قندھار تھی - اسی رانی گندھاری کے شکم سے مہاراجہ دریودھن متولد ہوئے (دیکھو بھارت آدی پرب)

نمبر ۱۸ - ملک جرمن خصوصاً بیان کے برہمنوں کا آباد کردہ ہے اور اسی ملک میں آجکل سنسکرت کا بھی زور ہے - واضح ہو کہ نام سنسکرت زبان کا ہے شرما سنسکرت میں برہمن کو کہتے ہیں جرمنی زبان اور سنسکرت میں ج ش - س بدل ہوتے ہیں - جیسے آریہ - آریہ ورش اصل میں شرما سے جرمن جیسے آریہ سے ایرین بنا اور یہی جرما یا جرمن ہے - جس کی تصدیق خود میکس مولر صاحب بھی کرتے ہیں (دیکھو رگوید مطبوعہ لندن کے کردہ صفحہ کا آخری نوٹ)

نمبر ۱۹ - ایک مؤرخ فرماتا ہے کہ کرن کے بعد جو راجے متواتر چلے گئے جنہوں نے یہ خاندانی لقب پایا کرن اور انکے چھوٹے جانشین کرن کہلاتے تھے - البتہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ کرن کے نام کو ہندوستان میں مشرق کے جزیروں میں بہت ادب سے یاد کرتے ہیں - اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ راجہ کرن نے جہاز بھی بنا رکھے ہوں اور پورب کے جزیروں میں اپنا دخل کیا ہو (تاریخ ہند صفحہ ۴۸ سنہ ۱۸۷۵ء کلکتہ)

نمبر ۲۰ - میرو کی اُتر کی طرف جو پور کی راج دہانی ہے وہاں کے راجہ لڑائی میں مارے جانے کے سبب کرشن چندر جی کے تین بیٹے پردمن سکند ساتھ ہو اور فاضل برہمنوں کے بذریعہ اکاس مارگ کے وہاں جاکر راج کرنے لگے جو کہ کرشن چندر جی کی خبر وفات سنکر پھر ایک دفعہ دوارکا میں آئے تھے (دیکھو ہری ونش وشنو پرب ادھیائے ۹۷)

نمبر ۲۱ - مؤرخ لیتھبرج فرماتے ہیں کہ آریا قوم کی قدیم زبان سنسکرت تھی اور قدیم یونانی و رومی پارسی انگریز - جرمن - فرانسیسی اس میں شامل تھے قدیم زمانہ میں یہ سب لوگ مثل ایک قوم کے بود و باش کرتے تھے (تاریخ لیتھبرج ہندوستان صفحہ ۱۹ سنہ ۱۸۷۶ء)

نمبر ۲۲ - حال کی تحقیقات سے جب کہ روسی زبان سیکھنے کا ہندوستان میں چرچا ہوا اور کلکتہ میں ایک سکول بھی کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ ملک روس کی زبان بھی سنسکرت سے ملتی ہے اور جیسا یونانی و لاطینی وغیرہ سے اس کا تعلق ہے اُن سے زیادہ روسی زبان سے مشہود ہے چنانچہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سنسکرت دان آدمی روسی جلد سیکھ سکتا ہے۔

نمبر ۲۳ - کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں کہ مصریوں کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ وے سینٹ نامے ایک پنڈ بھومی سے آئے جو کہ معلوم ہوا کہ ہند کے ساگر کے کنارے کہیں ہے - اس دیش کو وہ اپنے دیوتاؤں کی اور اپنی جگہ بتلاتے تھے آدی ستھان کو مصر والے (زمانہ شعر) پوتر کہتے تھے - اب پیدا ہو گیا کہ وہ سینٹ بھارت کی پوتر بھومی نہیں ہے دارالبحری ستھان میں رانی ہتشاپد کی سمادھی کے پتھروں اور چینہ لکھت لیکھوں کا مطلب صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورش

(ہندوستان سے سپتار تر کالج شا صفحہ ۵ سنہ ۱۸۸۲ء مدراس انگریزی -

نمبر ۲۴ - پروفیسر میکس مولر صاحب فرماتے ہیں کہ پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھ کر ایران میں آباد ہوئے تھے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۲)

نمبر ۲۵ - مہاراجہ اجاپرو اسکے بیٹے ایہور راجا کی نسبت چین اور تاتار کے جینیالوجسٹ کہتے ہیں کہ یہی ہمارا مورث اعلیٰ تھا (تاریخ راجستان صفحہ ۴۴ و ۴۵ جلد اول سنہ ۱۸۲۹ء)

نمبر ۲۶ - کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں آریہ لوگ اپنی حد سندھ تک نہیں سمجھتے تھے - بلکہ کوہ قاف کی طرف تک ان کی حد تھی (ٹاڈ راجستان صفحہ ۳۶)

نمبر ۲۷ - شہر شونت (جو ملک مصر کے متعلق تھا) وہاں کے راجا بان نام کی لڑکی اوکھا نام سے کرشن چندر جی کے فرزند زادہ انرودھ جی کا بیاہ ہوا تھا - اور وہاں ست دھرم کا پرچار برابر ہوا تھا (ہری ونش وشنو پرب ادھیائے ۱۱۶ سے ۱۲۷ تک)

نمبر ۲۸ - منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۱۵۷ -

समुद्रयानकुशलादेशकालार्थदर्शिनः । स्थापयन्तितु
याम्वृद्धिंसातत्राधिगमम्प्रति १५७

ترجمہ - سمندری سفروں سے واقف جہاز رانی سے آگاہ لوگ جو ملکوں اور وقتوں اور بیوپاروں کے جاننے والے ہوں ایسے واقفکار جو بیاج مقرر کریں وہی رائج ہونی چاہئے -

نمبر ۲۹ - منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۴۰۶ -

दीर्घाध्वनियथादेशयथाकालंतरोभवेत् । नदीतीरे
षुतद्विद्यात्समुद्रेनास्तिलक्षणम् ४०६

ترجمہ - دریا کے راستہ سے دور جانے میں دریا کی تیز روی و قیام آبشار و گرمی اور برسات وغیرہ کا لحاظ کر کے کشتی کی زر اجرت مقرر کرنی چاہئے مگر سمندر میں جہاز کے واسطے یہ قاعدہ نہیں ہے بلکہ جب بار برداری میں جاکر بیوپار کر کے تجارتی اشیا کو فروخت کر کے اور وہاں سے کچھ اور پیدا کر کے لیکر اپنے ملک میں آوے اس کے بعد جیسا فائدہ ہو اس سے پچاسواں حصہ راجہ لیوے

نمبر ۳۰ - منوسمرتی ادھیائے ۷ شلوک ۱۸۵ -

सशोध्यत्रिविधंमार्गंषड्विधंचबलस्वकम् । सांप
रायिककल्पेनयायादरिपुरंशनैः १८५

ترجمہ - تین پرکار کے راستوں یعنی زمینی سمندری اور آکاس کو بےخوف و خطر بنا کر زمین میں رتھ گھوڑے ہاتھی سے جل میں کشتی اور جہاز سے آکاس میں یان آدی سے جاوے۔

نمبر ۳۱ - آریہ ورت کے چند فضلا کا ایک گروہ (جن میں پانڈو بھی تھے) ویش و دیشانتروں میں اپدیش کو جا نکلے گئے تھے چنانچہ یہ سفر دو مرتبہ ہوا - پہلی بار برہما سیام چین تبت سے کیلاس تک اور کیلاس سے اوپر کچھ حصہ شمالی کوہ التائی کا پھر کر تاتار پہنچے اور ایران میں پہنچے - وہاں سے براہ ہرات پھر کابل اور وہاں سے قندھار میں جو دھرتراشٹر کے سسرال تھے ملے - اور بلوچستان سے گذر کر آریہ ورت میں پہنچے - دوسری بار سنگلدیپ براستہ جہاز عرب پہنچے ہوئے ملک مصر میں گئے اور وہاں سے سویت پربت یعنی جبل القمر یعنی علاقہ زنگبار تک پھر کر اسی طرح اپدیش کرتے ہوئے واپس آئے (جس کا مفصل حال دیکھو بھارت سبھا پرب ادھیائے ۲۷ سے ۳۲ تک)

نمبر ۳۲ - سری نارد منی جی (جو علم موسیقی میں بھی شہرۂ آفاق تھے) ہمیشہ اپنی تمام زندگی میں ملک بملک اپدیش کرتے رہے اور دور دراز ملکوں جزیروں میں ست دھرم کو پھیلایا -
(رامائن بال کانڈ سرگ ۱ شلوک ۲ تک)

نمبر ۳۳ - سترہ نسبت مردم چین و لنکا و اسنوف نامند ایں مذہب از ملک تبا نسو آوردند کہ اکنوں آنرا ہندوستان نامند و مردم چین [illegible] مختصر تاریخ کابل [illegible] مذہب [illegible] کہ جمیع مواد عالم سفلی ازیں عنصر مرکب اند و عالم ہائے بسیار [illegible] تاریخ کابل اندر [illegible] گوشت خوردن جانور

نسخہ حفیظ احمدیہ

مؤلفہ نقش الایوت میدالمند۔ (تاریخ چین فارسی صفحہ ۹۰ و ۹۱)

نمبر ۳۳ - ایک اور مؤرخ فرماتا ہے کہ برہمن سلطنت عرب و عجم سیستان و شیراز و صفہان تک ہیں (اقوام الہند صفحہ ۹ نولکشور)

نمبر ۳۴ - پادری راجندر صاحب فرماتے ہیں کہ مسٹر جی ایل شیش جی و اور بینون امریکین نے کہا کہ تمام باتوں میں تھی دیکھنا کہ ہے مدائح القرآن مطبوعہ سکندرہ صفحہ ۲۰۴ فصل ششم)

نمبر ۳۵ - تعلیم تحریر مع ایک مکان ویران موجود ہے اسے وہاں کے لوگ تخت جمشید کہتے ہیں اس مکان ویران پر کتبے قدیم موجود ہیں جو کو ستش میم الفاظ تھا سے سنسکرت سے ملتے ہیں جن لوگوں نے ایران اور آریہ ورت کی تواریخ سلف بخوبی دیکھی ہے انکے ملیں انکی صورت و شکل و نقش کو دیکھ کر یقین کلی ہو جاتا ہے کہ اس زمانہ میں آریہ ورت اور ایران کے چال چلن مذہب طور طریق وغیرہ میں کچھ بڑا فرق نہ تھا (مدیح ہندوستان صفحہ ۱۸ و ۱۹)

نمبر ۳۶ - ذلت کا اعداد ایک سے پتا آتا ہے اور اسکی بابت تاریخ ایشیائی ملکوں میں ملک اکثر اور ملکوں میں بھی تھی - جیسے مصر اور یونان بردہ ای رسم بھی ہیں کہ صرف ایرانی ہی نہ تھا بلکہ آبادی ہی پہلا ہوا کہ امریکہ میں بھی پیرو اور میکسیکو والوں کے ان اس پتیار کے آثار پائے جاتے ہیں اور اس پتیار کا اصل مناسب تھا ایک ہی معلوم ہوتا ہے (رسالہ انجمن پنجاب نمبر ۸ جلد ہشتم)

نمبر ۳۸ - آریہ سدھانت ای لیسک جو علم نجوم کے متعلق ہے اس میں یہ شلوک ہے -

लङ्कापुरेऽर्कयदोदयः स्यात तदा दिना र्द्धयमकेटि
पुर्यां अथ सादासिद्धपदेऽस्तकालः स्याद्रोमकेरात्रिद

ترجمہ - جب لنکا میں آفتاب طلوع ہوتا ہے یعنی خط استوا پر تو جاوا اس وقت دوپہر امریکہ میں وقت غروب شمس و روم میں آدھی رات ہوتی ہے -

نمبر ۳۹ - زمانہ قدیم میں آریہ لوگ امریکہ میں جاتے تھے جسکے صدہا نشانات - مقبرہ مندر عمارت رنگت - وغیرہ کے امریکہ میں موجود ہیں - آریہ لوگ آریہ ورت سے بسواری جہاز براستہ جاوا اور بالی کے میکسیکو پیرو - وسط امریکہ جزیرہ ستانوکش کے شہروں اور ملکوں میں جایا کرتے تھے (دیکھو ہندو سویلزیشن ان اینشنٹ امریکہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء صفحہ ۱ سے ۳۰ تک)

نمبر ۴۰ - زمانہ حال کی تحقیقاتیں جو کہ مغربی محققوں اور علم سائنس کے تجربہ کار لوگوں نے کی ہیں نہایت صاف ظاہر ہے کہ میتھالوجی اور فلاسفی اور مذہبی خیالات اور رسم و رسوم قدیم یونانیوں اور مصری لوگوں کی ایشیائی سے خاص کر کے ہندوستانی اصلیت ہے -

مجھکو اس سوال پر یہاں بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرا مدعا اس کتاب میں یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ سویلیزیشن قدیم میکسیکو یوکیٹن - وسط امریکہ اور پیرو کی معبد و اصلیت تھی روایتیں قصے اور قدیم کہانیاں ، معماری و سنگتراشی کی طرز وغیرہ قدیم امریکہ کے کامل طور پر ثابت کرتے ہیں کہ وہ آریہ ورت اور آریہ کی اصلیت سے تھی اور ان قصہ کہانیوں کی عجیب مطابقت آریوں کے قصہ کہانیوں سے بخوبی کچھ لائق ہے سے بڑی فرق نہیں کیا جاسکتا [illegible] (ہندو سویلزیشن ان اینشنٹ امریکہ کا صفحہ ۱ و ۲) نمبر ۴۱ - آریہ کے متعلق سوامی آچاریہ جی بھی بہت ایدیل کو پیتام انکے پردہ تہہ میں تعریف لکھے تھے اور واپس کر دو سدھانت شاستر کتاب لکھی جس میں فصل اول انکے سفر کا دیباچہ ہے جس قدر پیش کئے ہیں ان سے کسی ناظر کو انکار نہیں ہو سکتا بلکہ ہر ایک سلیم العقل مان سکتا ہے کہ مرزا صاحب ہونے بے دلیل ہے کہ بدر ذلیل سمجھنے لائق ہیں بلکہ انکے ہم کو بھی کنایۃً اتنا بھی ثابت نہ کر سکا کہ امریکہ کوئی ملک ہے یا وہاں آبادی انسانوں کی ہے بلکہ خدا قرآنی کو بھی خبر نہ ہوئی ورنہ قرآن نے ہی اس کی خبر دی ہوتی - ہاں سمجھے کہ امریکہ والے کچھ خدا کے بیٹے تو نہیں تھے کہ خدا ان کے واسطے کوئی نبی بھیجتا یا ان کو اور عرب میں لیٹرے بدوؤں سے مقابلہ کرتے ہوئے فرصت تھی فقط

باب پنجم

محمدی پیشگوئیوں کا رد

سرمہ کے صفحہ ۲۳۱ سے ۲۴۰ تک

قولہ - تمام صحیفوں میں یہ بیان آگیا کہ تم پر واضح رہے کہ عظمت و جلالیت شان ختم الرسل محمد مصطفیٰ میں انبیاء اور اولیاء کی اس عظمت و جلالت کے اثبات کرنے میں بطرح بیان مذکور ہیں اس واسطے حضرت آدم صفی اللہ سے لیکر حضرت مسیح کلمۃ اللہ تک جس قدر نبی و رسول گذرے ہیں سب نے عظمت و جلالیت آنحضرت کا اقرار کیا ہے - اقول - لیکن محمد صاحب خود بحث ہی سے اپنی تعریف کر کے ہمارے سامنے سوائے کسی شاعر کی نادری کے خود بیانی یا ہو سے تعریف کر دیا ورنہ ایسا بدیا بالکل غلط ہے توریت سے لیکر انجیل تک کہیں بھی کوئی صحیح پیش گوئی مذکور نہیں بلکہ لفظ پیشگوئی خود بھی صداقت سے دور ہے ان محمد صاحب جیسے آدمی سے ایسا ہونے کی بھی شکل نہیں کیونکہ ان کو اتنا بھی معلوم نہ ہو گیا تھا کہ یہود کہتے ہیں عزیر ابن اللہ ہے قرآن تو یہ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ حالانکہ بائبل اور کسی اور کتاب میں ذکر نہیں بلکہ یہودی سر لیکر میں یہ بھی پتی تاریخ کوئی تعلق نہیں قولہ حضرت سلیمان نے بہت سی باتیں کہی کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اسکے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت انکے لئے تھی ہمکو انکی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہو ان کی پوری تحقیق نہیں پر ہی اگر ظہور ہو تو پیغمبر اور ہی نہیں ہو سکتا مکہ معظمہ کا مبارک ہے اور ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ مکہ سے بجز آنحضرت کوئی رسول نہیں اٹھا - خصوصاً حضرت موسیٰ کیسی صاف صاف شہادت دے گئے ہیں - اقول یہ قاعدہ جو لکھا ہے کہ تجزیہ واسطے بتلایا دلیل کے کام کا دعا میں تعریف کو تحقیق میں ہر ایک عقلمند جان سکتا ہے کہ یہ بیان رفتہ رفتہ کا استثنا کے باب ۳۳ - آیت ۲ کی نسبت ہے مگر اس میں کہیں اشارہ تک پایا نہیں جاتا تمام پیش اصل عبارت یہ ہے " اور اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا - دس ہزار قدوسوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت انکے لئے تھی (توریت مطبوعہ مرزا پور ۱۸۸۳ء) ہر ایک عقلمند اور ناظر آدمی جسکو ذرا بھی علمی معاملات میں دسترس ہو وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ کسی گذشتہ واقعہ کی بات ہے نہ کہ آئندہ کے متعلق کیونکہ موسیٰ اپنے وقت میں کہتا ہے کہ اسکے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت انکے لئے تھی نہ کہ ہوگی مرزا صاحب چالاکی دیکھئے کہ بلا حوالہ اصلی عبارت کے جو بچی خلاصہ اسکا خیال حذف کر کے لکھا مگر یہ کیا حاشیہ چڑھا کر محمد صاحب کی نبوت ثابت کرنی چاہی ہو مرزا یا غلط ہے کوئی نادان عیسائی اگر دعوٰی کا کوئی ہی وغیرہ نہ کوئی دانا پڑھا لکھا عیسائی بھی ہر آیت کے گرد نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی آریہ جن کے سامنے اس پیشگوئی کا تمام مخرج ہی بے حقیقت ہے قولہ - اسی طرح حضرت داؤد نے بھی آنحضرت کی جلالت عظمت کا اقرار کر کے زبور ۴۵ میں یوں بیان کیا ہے (۲) تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے - تیرے لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے - اسی لئے خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا (۳) اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا (۴) امانت اور حلم اور صداقت پر اپنی بزرگواری کی اقبالمندی سے سوار ہو کہ تیرا داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھاوے گا (۵) بادشاہ کے دشمن تیرے تیروں کی کرتے ہیں - لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں (۶) اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے - تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے (۷) تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ، اسی لئے خدا نے کہ جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے مسح کیا - اقول - یہ بیان ہر طرح زبور کے مضمون سے ربط اور اگلے پچھلے سے نہیں بلکہ شعر ہی کی فرح کی غزل ہے جو معشوق کی بابت ہے جو سوسنوں کے سر پھیرے جاوے دو گھیر زبور مذکور کا آغاز (سرود دکی طرف اسکے اقرار کیا دیکھو مضمون جیسا ہے حاشیہ نمبر ۲) اس باب کی پہلی آیت تو خود بھی شعر ہی سے منسوب کرتی ہے نہ کسی اور سے پس

خصوصاً کسی معبود وقت کے موجودہ شخص یا مزار یا بادشاہ کیواسطے ہے نہ کہ بعد کے واسطے کیونکہ آیت مذکور میں ہے۔ "اُن چیزوں کو جو میں نے بادشاہ کے حق میں بنایا ہے بیان کرتا ہوں" پس یہ بیان کسی اور کا داؤد کے واسطے ہے نہ کہ خود داؤد کا کسی کے واسطے (زبور ۴۵) مرزا صاحب نے دوسری آیت تو صحیح لکھی مگر تفسیر میں غلطی کر دی اور اسیطرح چوتھی وغیرہ میں بھی اور یہ غلطیاں دیدہ و دانستہ ہیں نہ کہ سہواً۔ ناظرین جان سکتے ہیں کہ مرزا نے کس قدر زبور کی عبارت سے ترتیب ہی غلط لکھکر دھوکا دیا یہی حال اُنکا اور اور حوالوں میں بھی ہے مگر کسی طرح یہ زبور محمد کے حق میں موزون نہیں بلکہ معاملہ دگرگون ہے ہاں اگر سکھ بھائی خیال فرماویں اور سر انصاف آویں تو ہم اسکو سری نانک گرو و گوبند سنگھ جی کی نسبت لگاتے اور جو محمدیوں اور عیسائیوں کو منصف مانتے ہیں ورنہ حاجت مناظر نہیں رکھ دلا رام راو اور وہ یہ ہے سنگھ تربیا اور راو پہلوان تینوں نام بالکل مترادف ہیں پس ۲۔ کہتا ہے کہ تو گرو گوبند سنگھ جی تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے اور یہ بات بالکل محتاج بیان نہیں کیونکہ گورو صاحب حسن ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے مگر محمد صاحب کی نسبت سر جارج سیل صاحب فرماتے ہیں کہ محمد رنگت میں معمولی عربوں کی رنگت جیسا کہ تھا (دیکھو انگریزی قرآن کا دیباچہ صفحہ ۲۹)

"تیری لبوں میں نعمت بتائی گئی ہے" اس جہت اخلاق سے انکا دنیا میں تردد تھا اسکے بیان کرنے کو بھی کوئی زیادہ تصریح چاہئے اور اسی واسطے تھوڑے عرصہ میں لاکھوں لوگ انکے پیرو ہو گئے۔ مگر محمد صاحب کے دین کی نسبت ایک فاضل یورپین فرماتا ہے کہ محمد کا دین انسان کا ایجاد ہے کیونکہ جور و ظلم سے لوگوں کو گرویدہ کیا گیا تھا

اے پہلوان اپنی تلوار جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو۔ اے پہلوان یعنے بہادر سنگھ اپنی تلوار یعنے کھنڈے کو حمایل کر کے ران پر لٹکا اور گھوڑے پر سوار ہو سادرست دھرم کے مخالفوں سے لڑ۔ بزرگواری کی سواری نہ تو مسیح کے نصیب ہوئی اور نہ محمد کے کیونکہ اول کی سواری گدھا[۵۱] اور دوسرے کی براق جو گدھے سے بڑا اور گھوڑے سے چھوٹا غالباً خچر یا دراز گوش ہوگا۔ مگر گورو صاحب گھوڑے پر سوار رہتے تھے۔ اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ تیرا دہنا ہاتھ تجھ کو مہیب کام سکھلاویگا" دہنے ہاتھ سے مراد بڑا بیٹا ہے جس نے کام جنگ میں مہیب کام سکھلائے

تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے" یعنے اے خدا (گوبند) تیرا تخت (یعنی گدی) ابدالآباد ہے ہمیشہ رہیگا مگر محمد اور عیسٰے کا کوئی تخت نہیں۔

"اس سبب سے خدا تیرے خدا نے تجھ کو خوشی کے عطر سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا" یعنے تیرا فیض ابدی سب سے زیادہ ہے اور عطر یا زعفران یا پھلیل کا لگانا بھی سکھوں میں زیادہ رواج ہے نہ کہ محمدیوں یا عیسائیوں میں۔ تیرے سارے لباس سے مُر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ یہ اشارہ اس عالیشان جگ کی طرف ہے جو گورو جی نے ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں ویدک قاعدہ کے مطابق کیا جسکی سامگری زبور والے نے اتنے عرصہ پہلے بیان کر دی اور تفسیر فتح العزیز کی جلد اول میں ہے کہ امیر المومنین علی نے کہا کہ زمین ہندوستان دوسری زمینوں کی نسبت زیادہ تر خوشبو والی کسواسطے ہے اور خوشبو کے اقسام عود اور جوز و قرنفل جیسی زمین ہند کے ساتھ کیوں مخصوص ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ جس وقت آدم جنت سے ہندوستان میں گرا تھا اسکے بدن پر بہشت کے درختوں کے پتے لپٹے ہوئے تھے ہوا نے اُن پتوں کو چاروں طرف پراگندہ کر دیا جس وقت تیر کہ کوئی پتا اُن پتوں میں سے پہنچا اُس درخت میں برگ نے خوشبو پیدا کر دی تھا اور حاکم و بیہقی محدث بھی یہی رائے ہے مگر محمد و عیسٰے کے یہ بات کہاں نصیب تھی۔ بلکہ یہ چیزیں عرب میں نادر ہیں پس ناظرین خود ہی سمجھ لیں کہ یہ پیشگوئی اگر ہے تو کس کی نسبت زیادہ موزون ہے عیسٰی یا محمد یا گورو گوبند سنگھ کی۔ **قولہ۔** اسیطرح یسعیاہ نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت کے بارے میں اپنے صحیفہ کے باب ۴۲ میں بطور پیشگوئی کے وحی پاکر بیان کیا ہے

اقول اس عبارت میں بھی کوئی بات نسبت حضرت کے درج نہیں اور تاویل سے کہیں کہیں کی بات چلی جاتی ہے اگر ایک آیت مزید غور طلب ہے جسکا مطلب ہم نہیں سمجھتے اس جگہ خدا کو درد زہ شروع ہے اور حاملہ عورت کی مانند چلا رہا ہے چنانچہ "دیکھو میں خاموش ہو رہا اور آپکو روکتا گیا پر اب میں اسی عورت کیطرح جسے درد زہ ہو چلاؤنگا۔ اور ہانپونگا اور زور زور سے ٹھنڈی سانس بھی لونگا۔ نہیں معلوم کہ خدائے محمدیاں کو کونسی مصیبت پڑی ہے اور ایسے مزاج خدا سے کیا بہتری کی امید ہو سکتی ہے۔ **قولہ** ایسا ہی یوحنا نبی نے آنحضرت کی جلالیت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے بطور پیشگوئی گواہی دی جو انجیل متی باب ۳ میں اس طرح درج ہے میں تو تمہیں توبہ کیلئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے قوی تر ہے کہ میں اسکی جوتیاں اٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دیگا۔ اس پیشگوئی پر بعض نادانی کی راہ سے عیسائی لوگ حکومت کرتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے حق میں ہے مگر یہ دعوے سراسر باطل ہے۔ **اقول۔** اس تمام دعوے کا رد اور بطلان (کہ آیا محمد کے حق میں ہے یا مسیح کے) ہم خود انجیل سے بتلاتے ہیں اور مرزا صاحب کو صداقت کی طرف بلاتے ہیں خدا انہیں ہدایت دیوے۔ یوحنا نے انہیں جواب دیا اور کہا میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں پر تمہارے بیچ میں ایک کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے ہو۔ یہ میرے پیچھے آنے والا جو مجھ سے مقدم ہوا ہے جس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں ہوں۔ وہی ہے۔ یہ بیت عبرا کے یردن کے پار ہوا جہاں یوحنا بپتسمہ دیتا تھا دوسرے دن یوحنا نے یسوع کو اپنے پاس آتے دیکھا اور کہا۔ دیکھو خدا کا برہ جو دنیا کا گناہ اٹھا لیجاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسکے حق میں میں نے کہا کہ ایک مرد میرے پیچھے آتا ہے جو مجھ سے مقدم ہوا کیونکہ مجھ سے پہلے تھا (دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱ آیت ۲۶ سے ۳۰ تک)

قولہ۔ انجیل برناباس میں تو صریح نام (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) جو محمد ہے درج ہے۔ اور اسکے ٹالنے کے لئے یہ ناکارہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کسی زمانہ میں یہ نام نبی کا کتاب برناباس میں درج کر دیا ہوگا۔ یا خود کتاب تالیف کر دی ہوگی یا مسلمان لوگ کسی رات کو اتفاقی کہکے یہ کتب خانوں میں جا گھسے اور اپنی طرف سے برناباس کی انجیلوں میں جا بجا محمد نبی کا نام درج کر دیا۔ ایک انگریز جارج سیل صاحب جو اکابر علما و عیسائیوں سے ہے اس کا ترجمہ قرآن شریف جو ان کی طرف سے شائع ہو کر مطبع لنڈن فریڈرک وارن اینڈ کمپنی میں چھپا ہے اسکے پہلے دیباچہ میں مؤلف موصوف نے یہ تحقیق کر کہا کہ ایک بزرگ راہب نے انجیل برنباس پڑھکر اور اسمیں پیشگوئی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کھلے کھلے طور پر پا کر مسلمان ہو گیا تھا بیان کیا ہے (دیکھو صفحہ دہم سطر چہارم ترجمہ قرآن) **اقول۔** اس تمام بیان میں بھی مرزا صاحب نے حق سے بہت مخالفت کی ہے اور جہانتک ہو سکا راستی کے چھپانے میں کسر نہیں رکھی۔ یہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے اور ہم نے اسکے حوالے بھی جابجا دیکھے ہیں مرزا صاحب نے چالاکی کر کے صفحہ ۱۰ کی تین سطریں اور اسیطرح صفحہ ۹ کی جن سے دلیل الٹ ہوتی ہے دانستہ چھوڑ دی ہیں۔

چنانچہ جارج سیل صاحب نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ انجیل برنباس پوری تاریخ مسیح کی تا معراج ہے اور بہت سی باتیں جو اصل انجیلوں کی اس میں پائی جاتی ہیں مگر ان میں بہت سی چالاکی سے اسلام کے موافق جعلی ہو گئی معلوم ہوتی ہیں سب کتاب کا

---

[۵۱] محمد صاحب کی سواری میں بھی اکثر ایک گدھا یعفور نام تھا جو عربی نژاد ہوا تھا (دیکھو گذشتہ حدیقہ صفحہ ۴۴)

[۵۲] دیکھو مسیح کی انجیل ۵۳ دیکھو مدارج النبوۃ رکن چہارم باب سیزدہم فصل ششم صفحہ ۵۲۳ و ۳۳۵ اور رسالہ معراج صفحہ ۱۵ مطبوعہ ۱۲۸۶ (دبستان مذاہب صفحہ ۳۰۵ تعلیم یازدہم سطر ۱)

مقصد اور نیز بہت جگہ مسائل اور عبارتیں جہاں کہ پیشین گوئی محمد کے نام سے کی گئی ہے بطور سہو حذف [illegible] بڑی تلاش سے مجھ کو یسوع کے سہو کو پورا کرنا پڑا صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی مسلمان شدہ عیسائی نے کہ جسکو پورا علم اسلام کا نہ تھا چالاکی کی ہے مگر ایک جگہ ملاکی جگہ محمد کو مسیحا کا لقب دیا ہے جیسے لقب قرآن میں حضرت عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور انکے بنی یعنے محمد کو کبھی نہیں *

اب ناظرین جان لیں کہ مرزا نے کس طرح حق سے روپوشی کر کے گندم نمائی جو فروشی کی ہے دوسرے ان انگریزی الفاظ کا جن کو ہم نے بجنسہ نقل کر دیا ہے - مرزا صاحب یہ ترجمہ کرتے ہیں اور صحیح نہ چاہا کہ ایسی نعمت کو آستین کے نیچے چھپا رکھو سطر ۲۴۰ صفحہ

usdoripleotnot nc hadehis prwesin hioafei

ترجمہ کہ اس نے آستین میں اس نعمت کو (کتاب) کے چھپانے میں ذرہ بھی پس و پیش نہیں کیا جو ملاں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حسب [illegible] کا ایسا مال حاصل ہوگا وہ کیوں مسلمان نہ ہو جاویگا)

ہم مرزا صاحب سے پوچھتے ہیں کہ کیا عیسائیوں کو اپنی نجات منظور نہیں؟ کیا عیسیٰ کے قول پر انکو اعتبار نہیں؟ پس ملاحظہ کیجئے کہ اناجیل اربعہ میں کوئی پیشگوئی محمد صاحب کے حق میں نہیں ہے اور نہ بائبل میں ہے اگر عیسیٰ نے صاف صاف محمد کے نام کی پیشگوئی (معاذ اللہ) کی ہوتی تو عیسائیوں کو کیا عذر تھا مگر اس انجیل برناباس میں جو مسیح سے سینکڑوں برس بعد کی تصنیف ہے محمد ہونا ثابت کرنا گویا صحرائے افریقہ میں سرگردان پھرنا ہے کیونکہ عیسائی اسکو الہامی نہیں مانتے بلکہ اپاکریفا کہتے ہیں جو نسبت گلستان کو قرآن سے ہے وہی برناباس کو اصل اناجیل سے ہے - جب مرزا صاحب اس پر بھی [illegible] کے زمانہ میں [illegible] کا دعویٰ یاد نہیں آتے تو اس عربیت کے تاریک زمانہ میں کیا اور کس لئے یعنی حکایت [illegible]

قولہ بعض آثار میں آیا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ والدہ حضرت مسیح علیہ السلام عالم آخرت میں منجملہ مطہرہ آنحضرت صلعم کی ہوں گی یہ قول غالباً اسی مناسبت سے ہے اور باپ پیدا ہوا کہ جب عالم تمثیل میں حضرت بطور بیٹے کے ٹھہرے تو انکی والدہ بطور زوجہ کی ہوئی (دیکھو صفحہ ۲۴۲ سرمہ چشم حاشیہ در حاشیہ)

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا | کرے ہے روح قدس جسکے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں | کہ اسکے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

اقول جسکو مرزا صاحب بڑی پیشگوئی جانتے ہیں اور جسے اعلیٰ مرتبہ کی کرامت کا آثار سمجھتے ہیں وہ عیسائیوں کے حق میں سخت گالی ہے اور گالی بھی ایسی ہے جس سے بڑھکر ہو ہی نہیں سکتی ہے [illegible] مطلب نہیں خود عیسائی فاضل اس کا جواب دیوینگے -

چو صحبت نماند جفا جوئے را | بہ پرخاش ہم بر کشد دوستے را

اب ہم اخیر میں مرزا صاحب کی دو پیشگوئیاں درج کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں - منجملہ انکے مرزا صاحب ایک معزز شیعہ صاحب کو اپنے ایک خط میں (جو اصل ہمارے پاس موجود ہے) ذیل میں فقرات لکھتے ہیں مجھکو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے اور علی سے کچھ کم [illegible] فضل نہیں کیا - بلکہ جیسا اس نے علی پر فضل کیا ایسا ہی اوسکے برابر مجھے ٹھہرایا - اگر علی زندہ ہوتا تو وہ میری بہت تعظیم کرتا سو لازم ہے کہ جو اسکی سچی اولاد ہے وہ بھی میری تعظیم کرے علی کو شرف صحبت جناب رسول اللہ سے جو حاصل ہے وہ [illegible] مگر سب کمالات انکو ظلی طور پر اللہ جلشانہ نے مجھ کو عطا کیا اور بار بار بذریعہ الہام فرمایا ہے کہ ہر ایک شخص سید یا کوئی اور ہو جو تیری اطاعت اور فرمانبرداری غلامی کی طرح کریگا سو اسی پر میرا فضل ہوگا مگر درحالت انحراف و سرکشی ہونا کسی کام نہیں آئیگا - غرض ایک سچے سید ہونیکی نشانی یہی ہے کہ میری فرمانبرداری و محبت میں آگے ہو جاتا ہے ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام سے مطلع کیا ہے سو خدا کرے کہ آپ میں سچے سادات کی سچی نشانی پائی جاوے میں لکھتا ہوں کہ سید یا شیعہ ایک میری کفش برداری پر فخر کرتے ہیں اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں - سو خدا کرے کہ آپ میں بھی یہ سچی نشانی سید ہونیکی پیدا ہو جاوے مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۸۶ع - راقم غلام احمد

نمبر ۲ - اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر اور انکو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جاویگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ع میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جاوے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جاویگا اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک روک دور کرنیکے بعد [illegible] دختر کلاں کو انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاویگا (دیکھو انکا اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ع صفحہ ۲)

(علمائے اسلام خدا کے واسطے توجہ فرماویں)

خاتمہ رسالہ

غلام احمد - ۲۵۰ - اور اگر ہم بھی [illegible] کہ جب آئے ہمیں مباہلہ کیلئے وید خواں ہونا ضروری نہیں ہاں تمیز اور کچھ عزت اور موٹا آریہ ضرور ہے جسکا اثر دوسروں پر بھی پڑ سکے سو سب سے پہلے لالہ مرلیدھر صاحب اور پھر لالہ جیون داس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور اور پھر کوئی اور صاحب آریہ نہیں جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں - ۱

آریہ - چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلیدھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بسبب کثرت کام کار کے عدیم الفرصت ہیں چنانچہ انہوں نے ارشاد اور انکے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا - بیت [illegible] این مقولہ پر کرد [illegible] بدرسانید عمل کر کے مرزا صاحب کی اس آخری التماس کو منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشتہر [illegible] -

میں نیاز مند آریہ لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ شرما مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک رسالہ سرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایکبار نہیں بلکہ کئی بار اور اسکے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ انکے بطلان کو [illegible] رسالہ ہذا میں درج کیا میرے دل پر [illegible] کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ راستی سے متعلق ہیں - میں [illegible] پرمیشر کو ساکھی جانکر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہے میں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری روح اور تمام ارواح کو کبھی کسی نے [illegible] نہیں ہے اور نہ کبھی فنا معدوم ہونگی میری روح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں تھی اور ہمیشہ ایسا ہی رہیگی [illegible] پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود رہیں کبھی معدوم نہیں ہونگے اور تمام جگت کا پرمیشر ایک ہی ہے جسکے برابر کوئی نہیں جس پر [illegible] تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں [illegible] اور نہ اسکا کوئی شریک [illegible] سنوک ہوں [illegible] اور شکتی میں ہمیشہ سے موجود [illegible] کبھی نہیں ہوا اور نہ کوئی عدم تھا نہ کبھی ہوگی بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں ایسا ہی [illegible] تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنے نجات کرموں کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے [illegible] نہیں ہے میں وید [illegible] یقین جانتا ہوں کہ پرمیشور [illegible] حکمت پر مبنی ہے اور نہ پرمیشور کی [illegible] بنا ہے [illegible] بلکہ پرمیشور کے قبضہ میں [illegible] ہمیشہ سے ہے اور رہیگا کبھی کوئی شے [illegible] نہیں ہوتی ہاں [illegible] کیفیتیں بدلتی ہیں [illegible] کبھی نیست نہیں [illegible] میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشور [illegible] نہیں [illegible] ہے بلکہ [illegible] سب کے مطابق [illegible] جزا و سزا دیتا ہے نہ کسی کی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں کیونکہ [illegible] کو [illegible] ظالم نہیں جانتا اور [illegible] ہے پختہ یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید [illegible] کا گیان ہے [illegible] وہ بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں انکو ہمیشہ [illegible] جگت کی ہدایت عام کیلئے پرکاش کیا گیا ہے [illegible] آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی [illegible] وید انکو شری اگنی شری وایو شری آدت شری انگرہ جیو چار رشیوں کے آتما میں الہام دیا [illegible] جبرئیل یا کسی [illegible] کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی کیونکہ وہ آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب [illegible] میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشور کامل ہے پس اسکا الہام بھی کامل زبان میں ہونا چاہئے - چنانچہ فضلا و علمائے [illegible] کی شہادت سے بھی ثابت ہو چکا ہے کہ سنسکرت سب سے کامل ہے [illegible]

اور مقدس کتب کی پیشگوئیاں ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام ودیا فضیلت سیکھی گئی یہ لوگ ہی کے استاد اول بذریعہ مکہ تواریخ سے بھی اسکا ثبوت ملتا ہے آریہ ورت سے باہر جو نقول اسلام والوں کے ایک لکھوکھا جس میں ہزارہا تبدیل و تنسیخ ہزارہا سال میں ہوتے آئے ہیں۔ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں۔ میں دلی یقین سے ان پر شکوک مغالطہ فریبیاں دیکھتے ہوئے رہا۔ مثلاً ان باتوں کے جو وید مقدس میں آپ نے لکھیں یا شاستر و ہیں درج ہیں یہی تمام مذہبی بائبلیں تو مکو شادی کی طرح جعلی اصلی الہام کے بدنام کرنیوالی تحریریں حوالہ کرتا ہوں۔ میرا پورا یقین ہے کہ ایشور کا الہام بالکل نہیں بدلتا۔ اور اسمیں غلطی یا دھوکا یا ظلم نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح اسمیں کمی بیشی کو بھی راہ نہیں مگر چونکہ توریت زبور انجیل قرآن باہم ناسخ و منسوخ اور تغیر و تبدل سے بھری ہوئی غلطیوں سے مملو اور جو کچھ وہ کہتی ہیں اُن کی سچائی کی دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے انکے پاس کوئی نہیں اسواسطے ایسے نہیں ہیں کیونکہ ایسی لاتعبیر ہوتی ہے اور انمیں صدہا مقام پر جبر و تعدی اور ناراستی کے پھیلانے والا اور جھوٹ کو ترقی دینے والا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

چونکہ سچائی ویدوں سے نکلتی ہے اور وید آریہ ورت میں ظاہر ہوئے ہیں پس وید الہامی نہ تھا کا کام ہوگیا آریہ سے پہلے آریہ ورت میں جو الہام اور انکو نہیں پھیلا اور یہی لوگ بھی متفرق اوقات دور دراز ملکوں میں جا کر ست دھرم کا اپدیش سناتے اور غیر آباد دیشوں کو آباد بناتے رہے ہیں۔ جیسا کہ اب سوامی دیانند جی مہاراج نے کیا ملک یورپ میں بھی جانیکا ارادہ تھا مگر آریہ ورت کی بدقسمتی اجل نے انہیں مہلت نہ دی جسطرح میں قرآن اسکے برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں قرآن اور اسکے اصولوں و تعلیم کو جو وید کے مخالف ہیں بار استی اور علمیت قطعی رد ہوکر بالکل غلط اور جھوٹا جانتا ہوں۔ لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اُسکی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے خواہ وہ راستی اور معقولیت اور علمیت کے کس قدر برخلاف ہوں جسطرح میں قرآن مجید کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے وہ اُمی محض سنسکرت سے اور ناگری سے محروم مطلق عربی کے گھمنڈ میں بھولا ہوا بغیر پڑھنے یا دیکھے ویدوں کو غلط سمجھتا مرحوم پنڈتوں اور اسلام کے ترجمے جیسے بلا مرتب تا اور قرآن کی اصلی عبارت کو سنا تا ہوں قسم ہی وہ غیروں کے غیر مستند ترجموں کو جو خود بخود دیکھ کر نہیں بلکہ سے سنکر یا افواہی طور پر انکو بے بنیاد جانوں سے جھوٹا ہے اور لوگوں کو دھوکا میں پھنساتا ہے۔ اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر اور تیرا ست دھرم ہے اسکو نہ تلوار سے بلکہ پیار سے معقولیت اور دلائل کے اٹھا سے جاری کر اور مخالف کے دل کو اپنے ست گیان سے پرکاش کر تا کہ جہالت و تعصب و جبر و ستم کا ناش ہو کیونکہ کاذب صادق کیطرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاسکتا۔

راقم آپ کا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور

میں غلام احمد ولد غلام مرتضےٰ صاحب قوم مغل مؤلف براہین احمدیہ۔ خداوند کریم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اکثر حصہ عمر کا جو گذرا وہ تحقیق دین میں خرچ کیا ہے گو آریہ دھرم کی ایک کتاب بھی نہیں دیکھی [illegible] مطالعہ سے ثابت کر لیا ہے کہ دنیا میں سچا اور کامل اور بے نظیر مذہب دین اسلام ہے اور حضرت محمد خدا تعالیٰ کے رسول برحق اور افضل الرسل ہیں اور قرآن شریف اللہ کا پاک اور کامل کلام ہے جو تمام صداقتوں اور سچائیوں پر مشتمل ہے اور اللہ وحدہ لاشریک ہے اور سب مخلوق کا خالق حقیقی ہے جس سے ہستی ہے بجز اس کے کوئی مادہ روح یا قدیمی چیز اسکے ساتھ نہیں وہ سب کے پیدا کرنے سے پہلے محض منزلہ [illegible] تھا اسکے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ سب صفات اس کی ہمیشہ سے ہیں کبھی معطل نہیں [illegible] ۵۰ ہزار سال [illegible] اسمیں اتفاقاً کہ آتش فشاں کیطرح مادی جوش [illegible] جبر کرکے [illegible] مختلف قالبوں میں آگیا اسکو خدا نا مکمل ہے اور علاوہ بریں ہمارا دل بھی تسلیم [illegible] رو بحث [illegible] جہاد [illegible] نجات [illegible] جہاد و قتل [illegible] اور سورۃ الانفال کی تعلیم اور گوشت خوری ہے اور نجات کے بعد بہشت میں جاتا ہے جہاں حوریں ہونگی خوبصورت لونڈے ہمیشہ کے [illegible] پیالے [illegible] جانوروں کا گوشت ہوگا۔ ہر ایک بہشتی کو بہتر بہتر حوریں ملینگی اور باغ سایہ دار درختوں کے نیچے نہروں کے کنارے [illegible] بیر کھجور انگور انار وغیرہ میوے ہونگے خدا رحمٰن و رحیم توبہ قبول کرنیوالا ہے خواہ کوئی کیسے ہی گناہ کرے صرف توبہ کرلینے بغیر سزا کے بخش دیگا۔ اسلام کی اور بھی تعلیمات جو قرآن میں درج ہیں وہ سب بلفظہ صحیح مانتا ہوں خدا ہر لحظہ اب بھی مجھکو الہام سے اور اپنے پاک کلام سے مشرف کرتا ہے جو ان سچا ہوتا ہے [illegible]۔ فی الحقیقت تمام موجودات کا موجد اور تمام ارواح و اجسام کا نیستی سے ہستی میں لانیوالا۔ اور شیطان کو تمام مخلوق کے گمراہ کرنے کے واسطے مجھکو فرشتے بنانیوالا اور ہر قسم کی خیر و شر و فیض کا خدا اسی سے اور اسکے پاک رسول محمد پر فلاح آخرت موقوف ہے۔ بغیر اس کی پیروی کے کوئی خواہ وہ خدا کی کتنی عبادت کرے ہرگز اسکی نجات نہ ہوگی لیکن میرا مخالف وید پر ایمان لایا ہے جو اسکے مقابلہ میں جو ہے یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ حضرت محمد صاحب سچے نبی نہیں ہیں۔ نہ انکے قرآن میں سچا الہام ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ تیرے گھر نیستی نہیں ہے اور نہ ہوگی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ تو نے [illegible] کو اسکے اعمالوں کے کرم و جنم ملینگے اور جو کہ وید مقدس میں الہام موجود ہے وہ اسی کو سچ سمجھتا ہے۔ وہ قرآن کو خدا کی کے برخلاف ہے (خواہ کل ہی ہو) جھوٹا جانتا ہے۔ اے حاکم الحاکمین۔ اے رب العالمین اے جبار و قہار تو ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر اور ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے عقائد میں جھوٹا اور تعصب یا کسی غرض نفسانی سے ایسی باتیں منہ پر لاتا ہے تو کہ وہ یقین کرنے کی کوئی قطعی دلیل اسکے پاس نہیں ہے۔ اور اسکا دل نور یقین سے بھرا ہے۔ اسپر تو اے قادر کریم ایک سال تک ایسا کوئی عذاب نازل کر اور محنت سے کم تر نہ دکھ کی مار ایسے شخص کو پہنچا جو دانستہ سچائی سے دور اور بار راستی کا دشمن بن رہا ہے کیونکہ سب قدرت اور انصاف تیرے ہاتھ میں ہے۔ راقم ۵-۶ ہزار سال سے تیرا بندہ غلام احمد ساکن قادیاں۔

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ از نتائج طبع وقاد جناب منشی [illegible] صاحب تخلص شاد ممبر آریہ سماج سہارنپور

ہے شکر کا مقام چھپا آج وہ کلام　　جسکی تھی انتظار سے ہم آریوں کو چاہ
مضمون دلپسند معانی درست و چست　　جسکی ثنا میں محو ہیں ہر ایک گدا و شاہ
ظاہر ہوئی ہیں وید کی اس سے فضیلتیں　　کا ہیدہ دشمنوں کا ہوا آتش رنگ کاہ
الحق کہ کر دیا حق و ناحق میں امتیاز　　جسکے دو ٹکڑے [illegible] تھا اشتباہ
ہے بحر گوہر مقصود سے بھرا　　یہ ہے وہ بحر فیض کہ جس کی نہیں ہے تھاہ
دیتے کشادہ [illegible] کا تنے ابر حق　　جنکو کہ آج [illegible] کی ہے آرزو و چاہ

قطعہ

وید راہ سیدھی آج دھرم کی ہے صاف تر　　کہتا ہے [illegible] نہیں ہے خدا گواہ
تاریکی جہل کی ہوئی بالکل جہاں سے دور　　ہر کا [illegible] روشن [illegible] ماہ
دل سے کر رنج دور [illegible]　　ہے ملک معرفت کی یہی سیدھی شاہراہ
حل ہوگئے ہیں عقدہ لاحل [illegible]　　انصاف سے کتاب کی صحت کریں نگاہ
بین السطور کی یہ سفیدی ہیں [illegible]　　[illegible] ہیں صاف عدو کے دل سیاہ
ہے ملک نجات کا سیدھی رستہ [illegible]　　[illegible] ہر طرح تباہ
یہ وہ جمال یار ہے شائق ہے اک جہان　　یوسف کیطرح سب کے دلوں کو ہے اسکی چاہ
وصف کتاب شاد کروں کیا رقم　　دل نے مہر کو گواہی یہی کی خدا گواہ

سال طبع دل نے کہا سر زبان

[illegible] ہر شخص کی زبان سے نکلتا ہے واہ واہ

۱۸　۸۸

ابطال بشارات احمدیہ

مندرجہ ذیل بشارات احمدیہ از کتب آریہ و انجیل و وید کی فضیلت وحق کا بول بالا یا رسالہ مرأۃ الاکاذیب چار رسالے ہمارے مطالعہ سے گزرے نمبر ا کا حجم ۴ صفحہ نمبر ۲ کا صفحہ خورد نمبر ۳ کا ۱۰ صفحہ ہے۔ اور ہر تینوں کا مصنف مولوی ابو رحمت حسن واعظ اسلام بقول خود ناظر و مدرس ساستر ہیں و نمبر ۴ کا حجم ۱۵ صفحہ۔ اس کے مولف منشی امیر احمد خان صاحب رئیس میرٹھ ہیں چونکہ ان ہر چہار رسالوں کا باہمی تعلق ہے۔ اگر کوئی سب کو مطالعہ کرے تو اسے صاف ظاہر ہو جائے کہ نمبر ۲ کو نمبر ۳ کی تائید نے چھینن کوشش کی گئی ہے کہ آریہ سماج میرٹھ کے چند اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ مگر حاشا کہ کسی بات کا معقول جواب دیا ہو یا دے سکتے ہوں۔ تمام کتاب کو کوئی آدمی پڑھ کر دیکھ لے کہیں بھی معقولیت سے کام نہیں لیا گیا۔ اور نہ کوئی صحیح حوالہ دیا۔ نمبر ۳ و نمبر ۲ میں بھی سست ہے۔ کیونکہ ایک رسالہ وید کی حقیقت وہ تھا جسکا ہم نے اظہار حق میں مفصل جواب عرض کر دیا۔ یا الحق یعنی نمبر ۲ بنام ہمارا اظہار حق کا جواب ہے مگر خدا جانے کہ جواب تو کیا مولوی صاحب کے غصہ و عتاب نے بھرا ہوا ضرور ہے۔ اور انکی علمی کمزوری اور مذہبی ناواقفی کا ظہور ہے نمبر ۳ بھی کتاب ہے جسکا ہم نے اظہار حق میں کھنڈن کر دیا۔ اب صرف زیادہ کر کے چھاپ دی گئی ہے۔ پس ان تمام جواب کو باصواب سمجھ کر ان اعتراضوں کی تردید کی گئی ہے۔ اور ان کی علمیت کا نقشہ بھی اوتار گیا ہے۔ آئندہ اگر اسی طرح واعظ صاحب نے ایسی فضول و لایعنی کتابیں لکھ کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہا تو ہم ہرگز توجہ نہ کریں گے۔ ہاں کسی فاضل اور معقول مولوی کے کسی اعتراض یا کتاب کا جواب دینے کو ہم ہر وقت طیار ہیں۔ اور توفیق الٰہی کے طلبگار۔ اے پرماتما آپ ہم کو ست کے پرکاش میں تت پر کیجئے اور اسّت کے کھنڈن میں سہائتا دیجئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیر خواہ

لیکھرام آریہ مسافر

(بشارات احمدیہ کی تردید) ۳ و ۴ و ۵۔ مولوی پستک کلکی پران حصہ اول کے پہلے دیباچے درشلوک نقل کرتے ہیں یہ آپ ہی کی استت بطور پیشین گوئی کے لکھی ہے۔

ملکشن اوتار ینا آتے پتم پرتھوی مدھم ارن سیلبا رتم بلونت سورتم پرتھوی (د) سرب او نماس کرام پرسن پرپر سوتم دسکرا بت چاک کور دم سن گرام تیجم دساکولین تیر بہادم کو رودہ نسیم جیسم پرتھوی مدہیم نب کالوس کرتیم بدیت زبی بھوجم انبیارم پر بھوری مدہے بال برہارم کرک کرہ اُت نیم پرتھوری مدہے سرسین سپری بیدی۔ تیر جیرنا یکم دکشن دیال ادنک اوتار مہاتم پرپ زی کے نیم پرم پر الگت پراتم۔

ترجمہ سنجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بیچوں بیچ کی زمین میں (مکہ معظمہ) اور دشمنوں کے مارنیوالا زور آور اور بڑا بہادر بیچوں بیچ زمین میں (مکہ معظمہ) تعریف کیا گیا اسکا نام (یہ ترجمہ اسم مبارک محمد کا ہے) بذریعہ لڑائی کے (جہاد) اپنا دین پھیلا دیگا۔ اور اس کے پاک دین میں دیوتا ہوں گے۔ (یعنی صحابہ) زبردست و جلیل القدر راہ خدا میں جان قربان کرنیوالے کفر کے مٹانیوالے بال (یعنی بت) زیادہ ہو یا خود لے کو توڑنے والے (یعنی توڑ دینے والے) (مجسم کی) طرف (ملک عرب) ملنگے ساتھ میں تیر طول کے لڑو۔ پیدا اوار زمین کا دیا کرینگے بہادری بات بانور ہتھاوہ خراج یہ قبول اسلام (و ہجرت دیا براہیم اسمعیل) برہم اوجیہ ہوگا۔ لوہے کا چلا نیوالا بیچوں بیچ زمین میں (مکہ میں) حضرات کا مشہور پیدا ہوگا بیچوں بیچ زمین میں (سو آپ مراد ہیں جہالت کے غلبہ نور و شعور کے وقت میں مبعوث ہوئے ہیں) اپھا دیوتا و بکا گھرانا (آپکا خاندان معنی ہاشمی عمدہ ترین خاندان ہے) بے عیب پیارا لڑکا شروع سے ایک خدا کے پاس تھا بہت مدت تک اُس آنیوالے جناب (محمد) حبیب (ان صفت ہے کہ جب وہ خدا کا پاس چھوڑیگا تب آ جائیگا سرمطلب پر اپنے گھر کے کعبۃ اللہ کو آدم کے وقت سے ہے (مکہ معظمہ میں)

آریہ۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ اسلام کے حامی آنحضرت محمد صاحب کے ایک نامی گرامی واعظ نے اتنا جھوٹ بولکر کفر کا بنا اپنے سر پر لیا۔ (زور قرضی اور بیہودہ) کہیں اور ملتی جو ذکر اسکا نام آریہ مذہب کی کتاب دھرم ہم لیا تا کہتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی وید و آدم کی کتاب نہیں آریہ دھرم کے ماننے والوں کی تو کیا بلکہ اہل ہنود کے کسی فرقہ کی مذہبی کتاب میں اسکا ذکر نہیں۔ اور نہ یہ کوئی کتاب ہے۔ اور نہ کسی ہندو کی تصنیف۔ اور نہ آج تک ہم نے کسی لائبریری یا پستکالیہ (یا کتب خانہ) کی فہرستوں میں اس کتاب کا نام دیکھا۔ بہت سے سرکاری فہرست ایشیاٹک سوسائٹی کی ہے۔ اس میں بھی اسکا نام نہیں۔ لاہور اجمیر جے پور بمبئی کی لائبریریوں اور کتب فروشوں کی فہرستیں ملاحظہ کیں۔ مگر حاشا کہ کسی میں اسکا نام ہو۔ صرف اپنی تحقیقات ہی پر بھروسہ نہیں کیا۔ بلکہ سینکڑوں ودوان پنڈتوں سے پوچھا اور شاستر دھرم سبھا کے پنڈتوں سے بھی۔ مگر کسی نے بھی اسکا نام نہ لیا۔ اور نہ اُسے سنسکرت ہونا تسلیم کیا۔ جب یہ حال ہے تو بتلائیے کہ اس قدر جھوٹ بولکر کیوں یہ لوگ ہندوؤں اور محمدی ناخواندہ بندوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی اس دھوکے میں مسلمان بھی ہو گیا۔ تو پھر اس سے زیادہ دو جہان میں کون مردود ہے۔ جب اس نام کی کوئی پستک نہیں۔ اور نہ اسکا کہیں پتہ اور نہ اس میں یہ درست الفاظ نہ یہ سنسکرت کی عبارت تو پھر فضیلت کہاں رہی۔ مگر سنسکرت ہو گئی۔ نہ اُن ایک بات نہیں غور طلب ہے کہ آپ لکھتے ہیں دیوتاؤں کے گھرانے میں پیدا ہو گے آپ نے اس گھرانے کا پتہ دیا ہے۔ کہ اسماعیلی عمدہ ترین خاندان ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسلامی مذہب کی کتابیں بھی مطالعہ نہیں کیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے ہاجرہ کنیزک سارہ خاتون بود۔ در بیت سال خدا تعالیٰ اسماعیل را بوے داد۔ (جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

اس کے علاوہ توریت میں لکھا ہے ساری ابراہیم کی جورو کوئی لڑکا نہ جنی اور اس کی ایک مصری لونڈی تھی جسکا نام ہاجرہ تھا۔ اور ساری نے ابراہیم سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے جننے سے باز رکھا آپ میری لونڈی کے پاس جائیے شاید کہ اس سے میرا گھر آباد ہووے۔ اور ابراہیم نے ساری کی بات سنی سو ابراہیم کو کنعان کی زمین میں دس برس رہ چکنے کے بعد اس کی جورو ساری نے اپنی مصری لونڈی ہاجرہ کو لے کے اپنے شوہر ابراہیم کو دیا کہ اس کی جورو ہووے اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی اور جب اس نے معلوم کیا کہ میں حاملہ ہوں اپنی بی بی کو حقیر جانا تب ساری نے ابراہیم سے کہا کہ نا انصافی جو مجھ پر

تیرے دھرم ہتے میں نے اپنی لونڈی تجھے دی اور آپ جو اس نے اپنے کو حاملہ دیکھا تو میں اسکی نظروں میں حقیر ہو گئی۔ سو میرا اور تیرا انصاف خداوند کرے ابراہیم نے سری سے کہا کہ تیری لونڈی تیرے ہاتھ میں ہے جو تیری نگاہ میں اچھا ہو سو اس کے ساتھ کر۔ تب سری نے اس پر سختی کی اور اس کے سامنے سے بھاگ گئی" (پیدائش ۱۶ باب) اگر کوئی سختی کے معنے نہ سمجھے تو تکذیب براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ملاحظہ فرماوے۔ توریت میں اسماعیل کی تعریف لکھی ہے۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اس کا ہاتھ سب کے اور سب کے ہاتھ اس کے برخلاف ہونگے (۱۶/۱۲) اس سے زیادہ بحث ہم نے اپنی رسالہ حجۃ الاسلام میں کی ہے۔ پس یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور نہ اسماعیلی گھرانہ کوئی نامی گھرانا ہے اور اگر وہ لوگ وحشی ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

۵ - ۴ - مولوی جی اور لیٹنگ پیادروں کی دسویں اسکندھ بھی آپ (محمد صاحب) ہی کی مہمان (تعریف) ترجمہ زبان ہوئی ہے۔ بطور پیشین گوئی کے۔ مد اوتی نر بنے روسنے ندو دریاب تے لیش تنک بڑی چیدن کر تو کم پتر مخی دما تیر تھی دم ابنی نسارہ ارنار تم سورتی یری پور تم اتار نہ ابتاور"۔ **ترجمہ** زمین کے بیچوں بیچ (شہر مکہ) میں سورج کی طرف رخ یہ سمت بہتا ہے برتر نے مانند ان میں خدا کا اوتار ہوگا۔ اور اس ملک کا پتہ یہ ہے کہ (وہاں) بیتے دست (ابنوں کی رسائی) ہوگی۔ لوگ بوسیلہ اس کے پاک ہوں گے۔ حاصل کریں گے نجات گناہوں سے۔ بڑا دریا (بحر عرب) ابکاد اس پر چڑھ کے (جہاز پر سوار ہوکر) پار اتر جاویں گے (زیارت کعبۃ اللہ کے واسطے)۔ اور اس سرزمین میں جہاں پیارا اللہ کا خدا کے قدموں کو چھوڑ کر کریگا انس (یعنی صحابی وغیرہ) کے پہاڑ ہوں گے انکا قول ہے یعنی محمد صاحب کا عہد یا کرو نہیں تو لڑو یہ ہماری بات مانو خدا کا نام ہے۔ انکے پاس وہ ایک دفعہ خدا کے پاس جائیگا (معراج میں) پھر اتریگا کاٹنے والا گناہ ہوگا۔

آریہ۔ یہ بھی کوئی لیٹنگ آریہ دھرم یا ہندو مذہب کی نہیں ہے۔ اور رسالہ تصوف مجھے کے کھڑے کے سوا کہیں نہیں ہے ہماری کتابوں کے ناظرین میں سے کسی نے ایسا غلط نام بھی کسی پستک کا نہ سنا ہوگا۔ اور نہ یہ سنسکرت کا نام ہے۔ بنا بر آں یہ دعوے بھی نہایت لوچ اور مفضول ہے۔ اور جب یہ دونوں کتابیں معدوم ہیں تو فضائل احمدی کسقدر بے وقعت اور موہوم ہو گئے۔ جب شہادتیں تردید ہو گئیں۔ شاہد دروغگو ٹھہرایا گیا۔ تو بھی ثابت شہادتیں ہیں کیا وہ صداقت سے نہیں گرا؟ ضرور گرا۔ یہ مولوی صاحب کا قصور نہیں۔ دین محمدی کی تعلیم اسی قسم کی ہے۔ جھوٹ بولنے کو یہ لوگ رونق ایمان جانتے ہیں۔ سعدی جیسے قرآن کے مترجم نے بھی صاف لکھا ہے

ع دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز

کیمیائے سعادت میں امام غزالی نے حدیث کے حوالہ سے دروغگوئی کی ہدایت کی ہے۔ مولوی اسماعیل بانی مبانی فتنہ و فساد نے تو سند جنت ربی ابو جہیون کے نام لکھ ... کو گمراہ کرنا ایمان سمجھا ہے جہاد کی آگ کا دکن و عراق اسلام کے ایک مشہور اور عظیم الشان فرقہ میں تقیہ جائز ہے۔

پس اگر مولوی رحمت حسن صاحب واعظ اسلام نے ایسا لکھا تو کوئی نئی بات نہیں کی۔ بلکہ بزرگان اسلام کی تقلید کی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے ایسی بیہودہ تقلید پرستی کی خرابی کو مثنوی رومی میں نہیں دیکھا ہے ۵

خلق را تقلید شان بر باد داد
کہ دو صد لعنت برین تقلید باد

۶ - ۷ - مولوی۔ اور سنئے آپ ہی کے جانثار یار اور امام مہدی کی[ف۵] مہما میں تلسی داس جی نے پوتھی راماسنگرام کے چھٹے کانڈ بارہویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چترائی سے یہ شعر لکھے ہیں:-

یہاں تجھ بات کچھ راکھوں ویدیرا ان ہیں مت ہاکوں
رکھم ہنس دس سندرم ہولی تہکے بعد نہ پاوے کوئی
دیس عرب برکم تا سہائے سو تھل ہوم گت سوکہاں بگ سے
سمو سمت تاکر ہو تے سندرم رام اوئش تہہ ہوئے
سمت کرتم کے ہو تو آسنگا تہاکوک لس جتر بنکا
راج نیتی ہو پرت دکھاوے اپنا ست سب کو سمجھاوے
جتر سندرم پرت آچاری تہکے بنس ہوئے بہو بہاری
نگم نگم ہوئے بیچ اپا پرا بیتے ابا اسمت منجھارا
تب اک سندرم چھٹے کوئی بنا محمد پار نہ ہوئے
چتی تاس جنت نکھاری بھرت نام ہوئیں برت سو ہاری
تن آچار بچار دھیتا بہیں جاتے نرے کلیشا
سو سانچ نکت نہ پاویں پیردار اسکر وید بکھانیں
تب ہوجے سنگھ اوتارا مہدی کہیں اس کل سنسارا
پھر سندرم تاں نہیں ہوئے تلسی بچن ست سب کوئی

آریہ۔ راماسنگرام کی پوتھی سے مراد تلسی داس جی کی رامائن معلوم ہوتی ہے مگر اس میں یہ چوپائی بالکل نہیں۔ اور اگر کسی اور کتاب سے مطلب ہے۔ تو آپ جانیں کسی اہل ہنود کو اس پستک سے مطلق خبر نہیں۔ اور نہ کسی مطبع میں طبع ہوئی ہے۔ اور اس کے جھوٹ ہونے کی شہادت خود آپ ہی کی تحریر سے بھی ظاہر ہے۔ "چھٹے کانڈ بارہویں اسکند کی ٹیکا میں حاشیہ پر بڑی چترائی سے یہ شعر لکھے ہیں" مگر تلسی داس کی رامائن میں تو اسکند بالکل ہیں نہیں۔ مگر یہ تو وہ جانے جو کچھ پڑھ سکتا ہو۔ جو بیچارے اور کی کہوتی پر کودتے ہیں وہ ان باتوں کو کیا سمجھیں۔ اور نہ تلسی داس کی رامائن اور نہ بالفرض محال راماسنگرام کوئی آریہ دھرم کی پستک ہے۔ افسوس کہ ایسے جھوٹے حوالہ دیکر لوگ اپنے دین کی تلقین کرنا چاہتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ اس حوالہ کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ان شعروں

[ف۵] انہی حوالوں کی بات جہاں تک ہم نے تحقیقات کی کوئی صحیح پتہ نہ ملا اور ان تین وہمی اور بیہودہ کتابوں کا کہیں سراغ نہ مل سکا تو لاچار ہو کر ہم نے مولوی صاحب کے نام ایک خط ارسال کیا جس کا مضمون یہ ہے۔ جناب مولوی صاحب تسلیم۔ آپ نے بشارات احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۳ و ۵ و ۶ پر تین کتابوں بھبشیہ پران۔ بہاو وردن۔ راماسنگرام کے حوالے دیئے ہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ کوئی کتابیں نہیں ہیں اور نہ آریہ دھرم کی پستکیں ہیں اگر آپ ان کتابوں کو صحیح ہستی پر موجود سمجھتے ہیں تو ان کی ایک ایک کاپی میرے پاس بذریعہ ویلیو پے ایبل کے ارسال فرما دیں اور اگر آپ کے پاس موجود نہوں تو بتلائیے کہ کہاں فروخت ہوتی ہیں اور کس سال میں کس مطبع میں طبع ہوئی ہیں۔ برائے خدا جواب سے جلد مطلع فرمائیے ۲۴ جون ۱۸۹۲ء لیکھرام آریہ مسافر از کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔

میں سے شعر نمبر ۵ جس کا ترجمہ مولوی صاحب نے یہ کیا ہے۔ بکرماجیتی سمت سمندروں کی تعداد کے موافق ہوگا۔ یعنے سات ہونگے مراد سمت بکرمی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تلسی داس کب ہوئے۔ اور کب فوت ہوئے یہی باعث ہے کہ ایسے جھوٹھے شعر بنا کر یا کسی حرام خور سے بنوا کر فقیر تلسی داس جی کو بدنام کیا۔ تلسی داس بیراگی کی وفات کی تاریخ اس شعر سے ظاہر ہے۔ ؎

سمت سولہ سو اسی۔ اسی گنگ کے تیر ساون سکلا سپتمی تلسی تجیو شریر

جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ جہانگیر بادشاہ کے وقت میں مر گئے۔ اور پیدا ہوئے اکبر بادشاہ کے وقت میں۔ پس انکے نام کو بدنام کرنے سے کیا یہ اچھا ہوتا کہ اس پیشگوئی کو ہی لپ گوئی یعنے غیبت کہدیتے۔ جب تلسی داس جی محمد صاحب سے ایک ہزار برس بعد میں ہوئے۔ اور اسوقت مسلمانوں کا راج تھا۔ اُن کی پستک میں صدہا الفاظ عربی کے ملتے ہیں۔ اور کئی مسلمان ہندی کے کوی (شاعر) بھی ہوئے ہیں۔ پس یہ شعر تلسی داس کے تو نہیں کسی مسلمان کی تصنیف معلوم ہوتے ہیں۔

۴۔ مولوی۔ اور اسی طرح گورو نانک صاحب نے بھی نام محمد صاحب کو برکت جانکر گوروگرنتھ پستک میں اسی طرح لکھا ہے۔ پہلا نام خدائیدا دوجا نام رسول تیجا کلمہ پڑھ ہولے نانکا درگاہ پوین قبول۔

آریہ۔ یہ اور بھی سفید جھوٹھ ہے۔ گرنتھ صاحب میں ایسا ہرگز نہیں۔ یہ جھوٹھا حوالہ سب سے پہلے مولوی عبید اللہ بنت والے نے تحفۃ الہند میں دیا۔ جسکی تردید اول بابا نرائن سنگھ وکیل امرتسر نے ودیا پرکاش اخبار میں کی۔ اور مفصل طور پر ہم نے نسخہ خبط احمدیہ میں اس کا کھنڈن کیا۔ (صفحہ ۲۹۰)

آریہ سماچار میرٹھ کے رسالہ ماہ چیت سمت ۱۹۴۸ میں بشارات احمدیہ پر ریویو کرتے وقت لکھا ہے "یہ کیا سوجھی کہ قصہ کہانیوں کے ذریعہ سے پیغمبر صاحب کی پیغمبری ثابت کرنے کی ٹھہرادی۔ اول تو یہ کوشش ہی محض فضول تھی۔ دوسرے اگر تھی تو سچے اور واقعی حوالوں سے ہونی چاہئے تھی۔ نہ کہ محض بے بنیاد اور جھوٹھی باتوں سے" اس پر منشی محمد امیر احمد صاحب رئیس میرٹھ اپنے رسالہ حق کے بول بولا میں یوں فرماتے ہیں۔

۵۔ منشی۔ لالہ صاحب یہ کتابیں آپکے نزدیک قصہ کہانی ہونگی یا تو کوئی سی ہونگی۔ ان میں آنحضرت کا ذکر خیر بھی ہے۔

آریہ۔ عجب ایسا چلتا زمانہ ہے۔ مگر اس کے راج میں لوگ کس قدر دلیری سے دروغ پر کمربستہ ہیں۔ اور ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ جناب منشی صاحب یہ کتابیں کسی لائبریری میں نہیں ہیں اور نہ کسی پستکالہ کی فہرست میں۔ اور نہ کسی پنڈت یا خواندہ ہندو نے انکا نام بھی مانند گنگا دتی۔ وجھنا وتی۔ وسیرادتی کے آج تک سنا ہے۔ اور نہ کوئی آریہ یا ہندو اُن کو مانتا ہے۔ پس آپ اچھی طرح سمجھئے اور سوچ لیجئے۔ کہ اول تو مولوی رحمت حسین کا یہ دعوٰے اور حوالہ ہی سراپا غلط ہے اور اس پر آپ کا ہٹ جھوٹے کی تائید سے زیادہ اور کیا وقعت رکھ سکتا ہے جھوٹ بولنا اور جھوٹھ کی تائید کرنا دونوں برابر جرم ہیں۔

۹۔ مولوی۔ ہمارے نبی جسمانی قیام کے کارن گوناگوں بناتا

اور پھولوں اور پھلوں سے اس زمین کو سجا کر جل پر ٹکایا۔

آریہ۔ ہم نے اس مسئلہ کا رد نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۴۴ پر مفصل لکھ دیا ہے اور تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں بھی اس کی بابت ایک مفصل مضمون موجود ہے۔ یہ قرآن اور حدیث اور تفاسیر اسلامیہ کی علمی غلطی ہے۔ مولوی صاحب! زمین پانی پر نہیں۔ بلکہ پانی زمین پر ہے۔ اور زمین ہوا میں گھوم رہی ہے۔ ذرا جغرافیہ کے علم کو دیکھو یا بھوگول ودیا پڑھو۔ تب آپ کو اور علمائے اسلام کو اس قرآنی غلطی کا اقبال کرنا پڑیگا۔ ایسی ہی ہزاروں غلطیاں مدت سے محمدی لوگ صاحبان کرتے آئے ہیں۔ اور عوام لوگ مانتے مگر اب علم و عقل کا زمانہ ہے ایسے ہتھکنڈے نہیں چل سکتے۔

۱۰۔ مولوی۔ (جگت اتپتی کی بابت اعتراض) آریہ کی پرانی پستکوں میں جگت کی پیدائش الگ الگ طریق سے برنن ہوئی ہے۔ منوسمرتی کی پانچویں ادھیائے آٹھویں اور نویں اشلوک میں ہے۔

آریہ۔ منو کے ۵/۸ میں ہرگز پیدائش کی بابت ذکر نہیں۔ بلکہ وہاں تو کھانے پینے کی بابت ذکر ہے۔ پس یہ بیان بالکل غلط اور راستی کے خلاف ہے۔

۲۰۔ ۲۱۔ مولوی۔ منو ادھیائے ایک پانچویں اشلوک میں لکھا ہے کہ یہ تمام جہان پہلے معدوم تھا۔ اور اس کا کچھ علم و نشان نہ تھا۔ اور نہ قیاس سے معلوم ہو سکتا تھا ایک سنسان کا عالم تھا۔ جس سے آریہ کا یہ اصول کہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتا۔ بالکل نیست و نابود ہوتا ہے۔

آریہ۔ اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھا بلکہ اسکا یہ ترجمہ ہے "یہ تمام سرشٹی اس شکل میں آنے سے پہلے تمو بھوت یعنے تم اوستھا میں اُس کی اسوقت کی حالت کو لکشن کرنا یا ملانا اور دلیل سے معلوم کرنا مشکل ہے وہ صرف سکھوپت اوستھا جیسی حالت تھی" یعنے اسوقت پرمانوؤں کی اوستھا میں پرکرتی تھی جیسے بخار کی اوستھا میں پانی ہوتا ہے۔ اسے کوئی بھی معدوم یا نیست نہیں کہہ سکتا۔ چہ جائیکہ منو اس کے ان الفاظ میں सुप्तमिव सर्वतः-आसीदिदं तमोभूते چنانچہ فاضل ہندوؤں نے اس کا بھی ترجمہ کیا ہے "یہ جگت پرلے کال میں سوکھشتا سے پرکرتی میں لین ہو جاتا ہے دیکھتا نہیں تھا" دیکھو منوسمرتی مطبوعہ بمبئی سمت ۱۹۳۶ اور منو نے خود بھی اسکے مابعد شلوک میں بتلایا ہے۔ کہ پرماتما نے اس تم اوستھا یعنے تجارات کی حالت کو پراکرت بھاؤ یعنے ظاہری شکل میں کر دیا ایسا ہی ۱۰ شلوک سے ۲۰ تک میں بتلایا ہے کہ پرمیشور اسی طرح پرمانوؤں سے سرشٹی اور سرشٹی سے پرمانو ہمیشہ سے کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔

مولوی ۱۰۔ ۲۰۔ ۲۹۔ ۳۰۔ یاگوولک سمرتی کے تیسرے ادھیائے کے ۷۱ و ۷۲ شلوک میں لکھا ہے کہ آہوتی دینے سے سورج دیوتا خوش ہوتے ہیں اور سورج سے بارش ہوتی ہے اور بارش سے ساگ پات اُگتا ہے۔ اُس کے کھانے سے منی پیدا ہوتی ہے۔ جب نر و مادہ جفت ہوتے ہیں تب پانچوں عنصر اور چھٹا پرمیشور اور ساتواں روح اُس میں لڈ بگڈ ہو کر یکجا باس کرتے ہیں اب بتلائیے یاگولک سچے ہیں یا منو جی۔ یا آریہ سچے ہیں جو نیستی سے الگ ہی گاتے ہیں ہو یہ کہتے ہیں کہ جیو اور پرکرتی سے ایشور نے اس سرشٹی کو رچایا ہے۔

آریہ۔ جو یاگولک جی کے شلوک میں ہے وہی مطلب سوامی جی کا ہے دیکھو

ادہیائے ۳ شلوک ۷۶ اور گیتا ادہیائے ۳ شلوک ۱۴ اور مہابھارت شانتی پرب ادہیائے ۲۶۴ شلوک ۸ سے ۱۴ تک) ان سب کا ارتھ صاف ہے کہ جسم خوراک سے بنتا ہے اور خوراک بارش سے ہوتی ہے اور بارش آفتاب کی کشش سے کھینچے ہوئے بخارات سے۔ اور بخارات ہون سے۔ اور ہون ویدوں سے ہوتا ہے اور وید پرماتما سے۔ اسواسطے سب جگت کا منتظم و ہدایت دینے والا برہم ہے اور یہی تمام سابق و حال کے فلسفہ جاننے والوں کا اعتقاد ہے۔ ہاں یاگولک جی کے شلوک میں زیادتی یہ ہے کہ انہوں نے سب چیزوں کا ذکر کیا ہے جن سے انسان کے وجود کا قیام ہے۔ اول تو انہوں نے پانچ عنصر بتلائے۔ پس اُن کو اس جسمانی حالت میں ترتیب دینے والا پرماتما ہے ۲ اور جب پرماتما نے اُس کو اُس حالت میں ترکیب دیا تب روح کا تعلق اُس جسم سے ہوا اور یہ سارا انتظام روح کے کرموں کے مطابق پرماتما کی طرف سے ہے پس اس سے کوئی اعتراض عاید نہیں ہوتا۔

۲۔ **منشی**۔ ہون آتش پرستی یا عجوبہ پرستی جو ساجوں میں اکثر ہوا کرتی ہے جس میں وہ عمدہ چیزیں جو انسان کی پرورش کے واسطے مخصوص ہیں جلائی جاتی ہیں جس کو میں نے بھی بطریق تماشا ایک مرتبہ دیکھا ہے۔ وہ انصاف پسندوں کے نزدیک کسی قدر قابل تحسین ہے۔ اس سے اگر ہوا کی صفائی مقصود ہے۔ تو یہ گندھک وغیرہ کے جلانے سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ انسانی غذاؤں کا جلانا ہوا کی اصلاح کے واسطے۔ اور پھر مردے جلا کر بو پھیلانا اور پیشاب و پاخانہ سے ہوا کو خراب کرنا اور مکانات کو گوبر سے لیپ کر کثیف اور پر از عفونت کرنا تہذیب اور فلاسفری سے کوسوں دور ہے۔

آریہ۔ آپکا علم فلاسفری اور نیز آپ کی لیاقت کی شہادت دے رہا ہے۔ اگر آپ نے ہون کو آتش پرستی یا عجوبہ پرستی بتلایا تو کیا ہوا شاید اس تحریر سے پہلے ہی نوح و ابراہیم و موسیٰ وغیرہ انبیاء کو آتش پرست یا عجوبہ پرست یقین کر لیا ہوگا۔ جو ہمیشہ ہون کیا کرتے تھے اور لوبان۔ اور صندل وغیرہ اشیاء سے اپنے مکانات کو معطر رکھتے تھے۔ منشی صاحب! ہون حفظ صحت کا ذریعہ ہے۔ جیسے شفاخانہ جاری کرنا۔ اور دوائی کھانا۔ مکان کو صاف رکھنا۔ مرض پرستی یا دوا پرستی یا مکان پرستی نہیں۔ ویسے ہی ہون بھی آتش پرستی نہیں۔ ہاں اگر اس سے یعنے آگ سے کچھ مانگا جاوے۔ یا اس کے آگے سجدہ کیا جاوے۔ تو آتش پرستی ضرور ہے۔ اور ہم ایسا کرنیوالے کو پورا مشرک سمجھتے ہیں۔ جیسے کعبہ پرستوں کو یا حجرالاسود پرستوں کو۔ ہون کی بابت ہم نے مستقل بحث تکذیب براہین احمدیہ میں لکھ دی ہے۔ ہم نے بھی کئی مسلمانوں کو کعبہ پرستی کرتے چند بار بطور تماشا کے دیکھا ہے مگر وہ کیا قابل تحسین ہے؟ جس طرح گندھک کے جلانے سے ہوا صاف ہوتی ہے اور جس طرح جلاب سے بدن صاف ہوتا ہے۔ اسی طرح ہون سے ہوا معطر ہوتی ہے۔ گو ہم گندھک جلانا بھی ہون سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ گوگرد پرستی یا آتش پرستی نہیں۔ مکانات کو گوبر سے لیپنا اور لیپ کرنا یا چونا اور نیلہ توتیا سے لیپنا تمام ہی حفظ صحت کے واسطے ہے تمام مہذب تعلیم یافتہ انگریز مع ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ مسلمانوں کے جوتے کا اپنے آور بچھونے سے رہنا بالکل گندگی کا نمونہ ہے۔ تا عمر رکھئے دیکھئے تب آپ کو نفرت اور صفائی کی تمیز حاصل ہوگی۔

افغان لوگ جب کسی چیز کو نہایت عمدہ اور نفیس ہوا دیکھتے ہیں۔ تب تمثیلاً کہا کرتے ہیں چو کا جو۔ شوئے یعنے اب یہ چیز نہایت عمدہ ہوگئی مگر چہ دا مد لوی یہ لدات اور ک۔ مردوں کا جلانا بدبو پھیلاتا ہے اور دفن کرنا عطر کے جھونکے دیتا ہے۔ آفرین ہے اس آپ کی لیاقت معاملہ فہمی پر تمام مہذب یورپین ڈاکٹر اس صداقت کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ کہ دفن کرنا بیماریوں کا گھر ہے اور جلانا ہر طرح بے خطر اور آپ اپنے محمدی تعصب یا قرآنی لیاقت سے اسے بدبو پھیلانیوالا فعل بتلاتے ہیں۔ سچ ہے کار بوزنہ نیست نجاری۔ آنریبل سید احمد صاحب نے سچ فرمایا ہے اونٹ چرانے والے ایسے امور کو نہیں سمجھ سکتے ہیں۔

آمدیم برسر مطلب

منوجی کے ادہیاء اول کے شلوک ۸ کا یہ ترجمہ ہے کہ اُس پرماتما نے شانت اوستھا والی پرکرتی سے عناصروں کے بڑے حصہ اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا۔ اور اس سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا۔ اس منو کے شلوک کو سُن سنا کر (جو پارسیوں کی کتابوں کے ذریعہ معرفت سلمان پارسی کے آنحضرت کو پہونچا) قرآن میں بھی ایک جگہ لکھ مارا کل شئی حی من الما یعنے سب چیزوں کی تازگی اور زندگی کا باعث پانی ہے۔

منو کے شلوک ۱۰ کا ترجمہ ہے۔ آپ لفظ کے دو معنے ہیں۔ پانی۔ اور جیو۔ پس جو ان سب میں ویاپک اور سرب انترجامی ہے اُسی پرماتما کا نام نارائن ہے۔ اسی کا غلط ترجمہ اوتاروں کے زمانہ میں یعنے جب لوگوں کو خدا کا اوتار مانا گیا۔ اس طرح ہو گیا۔ یعنے جل میں یا جل پر آرام کرتا ہے اُس کو نمسکار ہے۔ توریت کے مصنف نے (جسکا زمانہ مہابھارت سے بہت ادھر ہے) اُس آریہ ورت کے غلط افسانوں سے غلطی کھائی اور لکھ دیا کہ خدا کی روح ابتداء میں پانیوں پر ڈولتی تھی۔ اور اسی توریت کے غلط ترجمہ سے مصنف قرآن مغالطہ میں پڑا اور سورۃ ہود میں لکھ دیا و کان عرشہ علے الما یعنے خدا کا تخت یا کرسی (رہنے کی جگہ) پانی پر تھی۔

منو کے نویں شلوک کا ترجمہ یہ ہے۔ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب ذرے تو ایک سنہری گولہ بن گئے۔ اس گولے میں (سورج) تھا۔ جو سب کروں سے بڑا ہے۔ یعنے پہلے سب ستارے و سیارے مع زمین کے قدرتاً ایک گول آکار ہو گئے۔

شلوک ۱۲ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب سے بڑے تیجوالا سوریہ اُس مذکور گولہ آکار حالت میں بند ہی یعنے کئی ہزار برس تک رہا۔ پھر پرمیشور نے اپنی انتظامی طاقت سے اس گولے کے دو ٹکڑے کر دیئے ۱۳ پرتھوی کا نام پرتھوی اسی واسطے ہے کہ وہ سورج سے پرتھک یعنے جدا شدہ ہے۔ یہ سارا بیان منو کا کھگول ودیا اور جیالوجی اور علم ہیئت کے معلومات کے مطابق ہے۔ اعرابی لوگ اور خاصکر آپ جیسے متعصب مزاج جب تک انصاف سے کام نہ لیں۔ اور کچھ علم معقول نہ پڑھیں۔ ان علمی باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ منوجی نے جو کچھ سرشٹی ودیا کے بارہ میں کہا ہے وہ بالکل فلاسفی اور سائنس کے مطابق ہے۔ (مفصل دیکھو مسٹر آرسلے پروکٹر صاحب امریکن ہیئت داں کا مشہور لکچر) سنسکرت میں کرہ کو انڈ کہتے

ہیں اور ایک سورج کو مع اُن کے کل کُروں کے جو سورج کے گرد پھرتے یا اُس سے متعلق ہیں برہمانڈ کہتے ہیں۔

۱۱۔ **مولوی۔** یاگولک سمرتی $\frac{۳}{۲۶و۲۷}$ رگ وید کے آٹھویں اشٹکا کے پرش ریام سوکت میں لکھا ہے کہ اُس ایشور کا منہ برہمن ہو گیا اس کا بازو چھتری ہو گیا اُس کے ران ویش کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اور اُس کے پاؤں سے شودر پیدا ہو گئے۔ اُس کے پانو سے پرتھوی اور سر سے آکاش اور ناک سے پران اور کان سے دسوان وشا۔ اسپرش سے وایو۔ منہ سے اگنی رس سے جیدرمال۔ آنکھ سے سورج۔ چھاتی سے انترکش منو اور چر یعنی غیر متحرک و اچر یعنی متحرک پیدا ہوئے تھے

۱۴ **منشی۔** رگوید میں لکھا ہے کہ پرمیشور کے منہ سے برہمن بازوؤں سے چھتری۔ اور رانوں سے ویش اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے اور یہی یاگولک وغیرہ رشیوں نے کہا ہے۔ (۲) سام وید اور اُس کے اپنشدوں میں لکھا ہے کہ بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا اور اس میں سے برہما پیدا ہوئے۔ اور برہما نے اپنے جسم کے دو حصے کر کے دائیں حصے سے مرد سیوم نام بنایا اور بائیں حصے سے منوست روپا نام عورت بنائی جس سے یہ چاروں ورن نکلے۔

(۵) دھرم شاستر میں ہے کہ سب سے پہلے ایشور نے پانی میں نطفہ ڈالا۔ وہ بصورت بیضہ بن گیا اور اُس بیضہ سے برہما پیدا ہوئے پھر برہما نے اپنے جسم کے دو ٹکڑے کر کے نصف بالائی یعنی اوپر کے ٹکڑے سے مرد بنایا اور نصف زیرین یعنی نیچے کے ٹکڑے سے عورت بنائی۔ دونوں صورتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی حالت میں دائیں بائیں کی تقسیم ثابت ہوئی اور اس میں زیر و بالا کی بھی۔ (۵) رامائن اجودھیا کانڈ میں لکھا ہے کہ کشیپ کی استری منوست روپا سے چار ورن اس طرح پیدا ہوئے کہ برہمن اُس کے منہ سے اور چھتری اس کی چھاتی سے [illegible] ویش ناف کی جگہ سے شودر اُس کے پاؤں سے (۶) اتہاس ترنا شک میں راجا شیو پرشاد صاحب لکھتے ہیں کہ آبو پہاڑیوں پر ایک اگن کنڈ بنایا گیا۔ اور اس میں چار مورتیں ڈالی گئیں جس سے یہ چاروں ورن مذکور پیدا ہوئے۔

آریہ مسافر۔ مولوی صاحب نے تو اپنی لیاقت اور فخر اسلام ہونے کے باعث آکاش کو آکاس اور چر کا غیر متحرک ترجمہ کیا۔ اور پرش کو پرس اور اس کا ترجمہ نام سوکت لکھا۔ مگر منشی صاحب نے اور بھی غضب ڈھایا سویمبھو کو سیوم اور شت روپا کو منوست روپا اور سندرا جا اور شت روپا اُس کی رانی دونوں کو استری۔ اور آبو پہاڑ کو پہاڑیوں اور اگن کنڈ کو گند لکھا۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ آپ لوگ سنسکرت لٹریچر میں کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ اور نہ تاریخ سے آگاہی ہے۔ سنئے ہم آپ کو نمبر وار ہر ایک بات کا جواب دیتے ہیں۔ آپ کو وید تو درکنار راجہ شیو پرشاد جی کے اتہاس ترنا شک کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں۔ یاگولک سمرتی کا حوالہ بھی غلط ہے۔ اُن کی سمرتی ادھیائے کے ۲۶ و ۲۷ شلوک میں ہرگز ایسا مضمون نہیں ہے۔ باقی رہی ترنا شک اُس کی اصل عبارت یہ ہے۔ ”جب ہندوستان میں ادھرم یعنی بودھ مت پھیلا دیکھ کر برہمنوں نے اربدگری یعنی آبو پہاڑ پر جا کر تپسیا کی [illegible] اور وہاں دیوتاؤں نے آپ آکر چار رشوریش ان کنڈ میں ڈال دیں۔ اُن اگنی کنڈ میں سے چار کھشتری یعنی پرمار پرہار چوہان [illegible] جنہیں پوار بھی کہتے ہیں۔ جو اگن کنڈ سے نکلے۔ اور ورن پیدا ہوئے۔ اس بات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان برہمنوں نے چار آدمیوں کو شاستر کے سنسکاروں سے دوجا کیا تھا یعنی اُن کا نیا جنم مان کر انہیں اصلی کھشتری بنا لیا تھا“ (دیکھو اتہاس ترنا شک حصہ اول صفحہ ۴۲ سنہ ۱۸۸۳ء) اب بتلائیے کہ آپ نے راجہ صاحب کے مطلب کو کس قدر غلط سمجھا۔ اور کیسا دھوکا کھایا؟ اور اب اس غلطی کے معلوم ہو جانے پر بھی اقرار کرو گے یا نہیں۔؟

اور ۲۔ رگوید اور سام وید یا اُن کے کسی اپنشد کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ غالباً معلوم نہیں تھا اور بے پتا لکھا ہے۔ جب یہ بات اُس مقدس کتاب کی شان سے بہت بعید ہے اور ایسی کفری تعلیم کا اُس مجموعہ صداقت و توحید میں ہونا بھی سراپا ناممکن ہے۔ آپ کیوں ایسے فضول اعتراض لکھ کر اپنی لیاقت پر لوگوں کو ہنساتے ہو۔ چونکہ وید مقدس میں ایسا مضمون یا اُس کی تائید کا بالکل نام و نشان نہیں ہے پس ہم آپ کو اُس کی تردید وید مقدس سے سناتے ہیں۔ دیکھو رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷ ورگ ۳ منتر ۱ و ۲ و ۳ و تم۔ اور یجر وید ادھیائے ۳۲ منتر ایک سے ۴ تک اور ادھیائے ۴۰ منتر ۸۔ اس کے سوائے وید بھاش بھومکا کا صفحہ ۳۰ ستیارتھ پرکاش ۱۷۹ سے ۲۰۳ و ۲۰۶ سے ۲۱۴ تک علاوہ بریں نام نہاگی مصنفہ مورتی پرکاش میں ایک سیکڑہ کے قریب پرمان اور تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۷۹ سے ۱۸۱ تک میں اس امر کی بالتفصیل بحث ہو چکی ہے مرحوم پنڈت گورودت جی ایم اے نے اپنے رسالہ انگریزی ویدک میگزین میں بڑے پر زور دلائل سے اس کا کھنڈن کیا ہے کہ وید مقدس کی رو سے پرماتما کا آکار ہرگز نہیں وہ نراکار ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ناک منہ آنکھ ساق وغیرہ اعضاء کسی طرح سے نہیں ہیں۔ [illegible] یجر وید کے پراسنے تُر اپنے ترجموں یعنی آپ کے اپنشدوں میں مذکور ہے۔ جو تناسخ انسانی سے سراپا دور ہے۔ اصل میں یہ اعتراض آپ نے اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ پادری ہنری مارٹن کی کتاب سے نقل کیا ہے جس کا ہم مفصل جواب صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج میں عرض کر چکے ہیں۔ یہ صرف جگت کی پیدائش اور انسانوں کا اُس سے اس بارہ میں ایک علمی استعارہ ہے۔ جناب تو آپ علمی محاورہ سے عاری ہونے کے سبب نہ سمجھ سکے یعنی سارے جگت کو ایک آدمی فرض کر کے بتلایا گیا ہے۔ کہ اُس آدمی کا برہمن یعنی عالم منہ ہے چھتری یعنی بہادر اُس کے بازو یا قوت بازو ہیں۔ ویش یعنی سوداگر یا تاجر بیوپاری۔ کسان اس کی ران یعنی چلنے کی طاقت اور شودر یعنی خدمت گار مثل قوت اُس کے قدم یعنی قیام کی تختی ہیں۔ اور اگر بنظر تعمق دیکھا جاوے۔ تو یہی تقسیم تمام انسانی قوموں میں موجود ہے مفصل دیکھو ہمارا لکچر نمبر ۳ اور آریہ سماج میرٹھ سے شائع شدہ ورن ویوستھا کی

سلہ منشی امیر صاحب رئیس میرٹھ رسالہ حق کا بول بالا میں یہ چار ورن کا اشتہار دیکر لکھتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا اشتہار ہے جس کا تین برس سے جواب نہیں ہوسکا۔ امید ہے ان سوالات کے جواب باصواب سے کل ہنود ہیں ہم کو مشکور رکھیں گی [illegible] طرف سے بھیجا اور پبلک ہونے سے اس اشتہار کا جواب دیتے ہیں یہ لیکھرام آریہ مسافر

الطالب بشارت احمد

پستک بالا منشی رام جی اڈیٹر ست دھرم پرچارک کی معتقد ورن بیوستھا ۔ اسی استعارہ کا ذکر ہے بلکہ تشریح بھارت موکش دھرم ادھیائے ۱۸۲ شلوک ۱ سے ۲ تک صفحہ ۲۸ میں ہے ۔ یہ انسانی تقسیم جو ہوئی ۔ اب ہم بتلاتے ہیں کہ اسی ورن بیوستھا کی بابت بڑے محققین کی کیا رائے تھی ۔ سیر المتاخرین کا نامی مورخ لکھتا ہے ۔ "دوسرا شجاع کہ صاحب علم و عقل و زیرک و سعادت مند بود برہمن نام نہاد و صاحبان جرأت و شجاعت و عقل و فطانت را چھتری و صاحبان تجارت و زراعت و صناعات شریفہ را بیش (ویش) ، و خدمہ اینہا و اہل حرفہ رذیلہ را سودر قرار دادہ ، ہر فرقہ را ایں اسما مسمّیٰ گردانید ۔ عمل برہمناں تحصیل علم و عبادت را افادہ و استفادہ علوم و ریاضیات و حق پرستی و رہنمائی دیگراں براہ حق ۔ و کار گزاری چھتری اخراج جہانبانی و سرحد زمی و رعیت پروری و نگہداری و حمایت برہمناں و خدمت ایشاں ۔ و مشغلہ بیش (ویش) کشاورزی و تجارت نمودن و تہیہ اجناس شریفہ اختیار فرمودن ۔ و پیشہ سودر صناعات خسیسہ و خدمت این ہر سہ صنف نمودن" (از سیر المتاخرین حصہ اول صفحہ ۱۰)

پھر اسی مورخ نے ایک اور جگہ لکھا ہے ۔ "اور مختلف فرقوں کا ذکر لکھتے ہوئے" کہ برہمنہ ہر فرقہ دیگر را کہ از خود مذہبی اختراع کردہ قبول نمی کنند ۔ برہمناں کیش قدیم کہ موافق وید از آغاز آفرینش رواج یافتہ معتقد اند" (صفحہ ۱۱)

پھر وہی محقق تحریر فرماتا ہے "در دین کیش چہار آشرم است یعنی چہار آئین ، اول برہمچرج یعنی کدخدا نشود و تحصیل و تکمیل علوم صوری و معنوی بپردازد ۔ دوم گرہست یعنی کدخدا شدہ بامور تعلقات اشتغال ورزد ۔ سوم بان پرست یعنی چوں سن کہولت رسد و پسرے و فرزند بہم رسد ، شود ترک تعلقات نمودہ معہ زوجہ خود در صحرا رفتہ بعبادت الٰہی بگذرانند و غیر از میوہ صحرائے غذا نکنند ۔ چہارم سنیاس یعنی خود را از ہمہ امور باز داشتہ بعبادت مشغول گردد ۔ و نیز مردم را دریں آباد بود چہار برن اند ۔ یعنی چہار فرقہ ۔ اول برہمن اعمال او بید خواندن و علوم آموختن ۔ دوم چھتری کہ بسیار بعضے ازاں بہ اجپوتی شہرت دارند و برخے بکھتری مشہور اند نہایت بیباک و مستعد کارہائے نمایاں و فرماں روائی و انتظام ممالک و آب شناسی و سپاہی گری بسر کردن ۔ سوم بیش کہ دارائی او بسوداگری و دیگر پیشہ ہائے شریف بسر کردن چہارم شودر پیشہ او پیشہ ہائے خسیسہ ورزیدن و خدمت ہر سہ فرقہ مذکور نمودن ۔ (از سیر المتاخرین جلد اول صفحہ ۱۱) ۔

اور یہی طریقہ چار ورن کی تقسیم پہلے ایران وغیرہ ممالک میں بھی رائج تھا ۔ ساسان پنجم نے لکھا ہے ۔ کہ تمام دنیا کے انسانوں کی تقسیم انہیں چار ورن پر ہے ۔ سوائے ان چار ورن کے پانچواں کوئی ورن نہیں ۔ ایرانی فارسی میں برہمن کو برمن ۔ چھتری کو جبتری ۔ ویش کو ورزش ۔ اور شودر کو سُتا کہتے ہیں ۔ (مفصل دیکھو زند اوستھا مارسی) اور یہی چار ورنوں کی تقسیم وید مقدس کی تعلیم کے مطابق ہے ۔

اب دوسری تقسیم سنیئے ۔ پانچ بھوتوں میں سے آتش لکھا ہے ۔ جو کہ پانچواں ہے ۔ یہ آمار و دیانی ارا ن ۔ اکار جرم یعنی پوست ہے ۔ چندرماں من ہے ۔ یعنی جس طرح من میں استقلال نہیں ۔ اسی طرح چندرماں میں بھی نہیں ۔ سورج آنکھ ہے ۔ یعنی نور بصارت کا باعث اور یہی سبب ہے کہ جہاں سورج کی روشنی نہیں پہونچتی ۔ وہاں کے جانوروں کو آنکھیں نہیں دی گئیں ۔ جیسے سمندر کے تہ کے جانور ۔ انترکش یعنی عالم فضا ۔ اور بعضے پیٹ ہے ۔ مولوی صاحب یہ بھی علمی استعارہ ہے ۔ آپ اس کو اپنے تجاہل عارفانہ سے قابل اعتراض سمجھے ۔ آفریں ! کیا آپ نے مولوی جامی کی زلیخا بھی نہیں پڑھی ۔ یا اس کا یہ علمی استعارہ بھول گیا ہے

جہاں یکسر چو ابدان روح و جانم ۔ تو سمجھے سخن عالمش نام
بود انساں دریں شخص معین ۔ چو عین شد بنیاش روشن

تمام دنیا کو عالم کبیر اور انسان کو عالم صغیر ماننے کا استعارہ بھی یہی مطلب رکھتا ہے ۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ + والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ ۔

پس ویدوں اور آپ نشدوں میں کوئی فرق نہ رہا ۔ اس علمی استعارہ کو نہ سمجھنے سے آپ کی لیاقت کی شہادت مل گئی ۔ ہمکو باقی ترجمہ دھرم شاستر یعنے منوسمرتی کی بابت سوال اس کا جواب یہ ہے کہ آپنے اسکا ترجمہ غلط سمجھا اور دھوکھا کھایا ۔ اصل ترجمہ اس شلوک کا یہ ہے کہ اس پرماتما نے ستانت اوستھا والی پرکرتی سے عناصر کے ذرے حصے اوتپن کرنے کے بعد پانی کو اوتپن کیا یعنے پرکرتی کے آکسیجن گاس سے ۔ اور اس پانی سے سب مادی دنیا کا بیج پیدا کیا ۔ ع ۹ ہر ایک چیز کا بیج پیدا کرنے کے بعد یہ سب ذرے تو ایک سنہری گولہ بن گئے ۔ اس گولہ میں سورج تھا جو سب کروں سے بڑا ہے ۔ آگے شلوک ۱۰ سے ۵۸ تک سب چیزوں کی بنیاد قائم کرنے کے بعد یہ ذکر کیا ہے ۔ کہ ویراٹ یعنے جگت کے مالک نے ذرہ جو انسانی سرشٹی کا بیج تھا ۔ اس کے تذکیر و تانیث قوا کو جسے سنسکرت میں منتر اور درن کہتے ہیں ۔ دو حصے کر دیئے جتنے کئی مرد اور کئی عورتیں ابتدائی قانون قدرت کے مطابق بطور قدرتی بیجوں کے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں ۔ اگنی ۔ وایو ۔ انگرہ ۔ آدیتہ ۔ مریچی ۔ پلست ۔ پلہہ ۔ اتھرے ۔ رچیت ۔ وششٹ ۔ بھرگو ۔ نارد ۔ سومہو وغیرہ ۔ اس میں نصف بالا اور نصف زیریں کا لفظ نہیں ۔ پس ویدوں اور آپ نشدوں اور منوسمرتی میں مسئلہ پیدائش کی بابت کوئی اختلاف نہیں ۔ ہر طرح اتفاق ہے ۔ بھاگوت ۔ یہ جینیوں کی بنائی ہوئی پستک ہے ۔ اور اسی طرح ۱۸ پوران ۔ ہم نے اسپر مفصل اور تاریخی حوالہ سے ایک مضمون لکھدیا ہے جس کا نام "پوران کس نے بنائے" رکھا ہے ۔ پس بھاگوت کا ذکر یا حوالہ بالکل غلط ہے ۔ اس میں وششٹ کی ذرہ بھی تو نہیں وہ سکھدیو کی بنائی یا سنائی نہیں ہے ۔ بلکہ حساب کرنے سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ سکھدیو کی وفات سے ۲۹ سال بعد پریکشت فوت ہوئے جن کو کسی حالت میں مرا ہوا سکھدیو آکر نہیں سنا سکتا تھا ۔ (دیکھو بھارت سانتی پرب) یہ پستک بوپ دیو نام مرہٹی کا بنایا ہوا ہے ۔ اس کی پیدائش کا حال بالکل باطل ہے ۔ اور ایسا ہی توریت و قرآن وغیرہ کی پیدائش کا حال بھی انہیں غلط ترجموں سے بنا کر لائق ابطال ہے کہ آدم کی پسلیوں سے اس کی خواب کی حالت میں ہڈی نکالکر اور اس کی جگہ گوشت بھر کر اس پسلی سے خدا نے عورت بنائی جس کا نام ناری رکھا ۔ یعنے نر سے نکالی ہوئی" (توریت ۲) ۔ پس پوران اور ایسی کتابیں کبھی ماننے کے لائق نہیں ۔ کیونکہ ایک انسان

سے دنیا کی پیدائش ہرگز نہیں ہوئی۔ اور نہ اس طرح پیدائش ہوئی۔ عدہ باقی رہا مرایا اُن کا جو الٰہ ودہ اسکی بعینہ طرح مرایا غلط ہے۔ ہر جنیم سے نمائش کی اجود نیا کا نیز کے کسی ہر گ میں پتہ نہ تھا۔

۲۱-۲۳- مولوی۔ یجر وید کے سرب میں آپ لکھتے ہیں ہے کہ وہ ذات کہ روشن ہے اور ہر طرف سے محیط ہے۔ گو سب سے منزہ ہے مگر شکم مادر میں بھی وہی ہے جو ہوا یا ہوگا یا ہے وہی ہے۔ پھر بحوالہ تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۲۳ سے جوگ بسشٹ کی تائید کرتے ہیں اور ثبوت دیتے ہیں کہ چودھری نول سنگھ کی کتاب سدھا رس جوگ بسشٹ کی تائید کرتی ہے۔ یعنے ہمہ اوست سکھلاتی ہے۔

آریہ۔ اگرچہ یہ آپ لکھتے کوئی سند نہیں مگر تو بھی اُسکا یہ مضمون بالکل ٹھیک ہے پرمیشور ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر شے میں موجود ہے۔ بقول شخصے ؎

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری ثمرہ ہے قلم کا حمد باری

قرآن میں بھی ہے کہ وہ رگ گردن سے نزدیک ہے۔ تو کیا عورتوں کے شکم میں موجود نہیں

جامی کہتا ہے ؎

جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ ز معشوقانِ عالم بستہ پردہ
سر از جیب مہ کنعاں بر آورد زلیخا را ز جاں بر آورد

بیشک وہ سب جگہ موجود ہے مگر سب وہ نہیں یہ سب اُسکی پیدائش ہے اور اُسکے حکم کے زیر فرمان۔ وہ نہیں سب الگیڈ ہوسے کے زیر فرمان اور اُسکی خداوندی کے تابع ہیں۔ یا در ہے وہ بلحاظ حاضر ہونے کے خود منتظم نہیں ہو سکتا۔ اور روح اس سے کام لے سکتا ہے پس یہ سارا ایک جہان یعنے مادی دنیا اُسکی سرشت یعنی پیدا کردہ ہے۔ اور یہی مطلب ہمارے سندی شاعر چودھری نول سنگھ جی کا ہے۔ افسوس کہ آپ باوجود اسقدر فضول و طول و دعاوی کے چودھری صاحب کے سندی اور عام فہم اشعار کا بھی مطلب نہ سمجھ سکے۔ مہربانی کر کے کسی آریہ یا گری خواں سے ہر مجھ میں ہی پوچھ لیتے تو کیا اچھا ہوتا۔ اُن کے کسی شعر سے ہمہ اوست یا ہمہ از اوست کی بحر و تعلیم نہیں ملتی ہے بلکہ جیسا تمام آریوں کا عقیدہ ہے۔ ویسا ہی اُن کا منشاء ہے۔ ایسے اُن کے اشعار بھی غلط اور ادھورے درج کیے۔ اصل یہ ہے ؎

ہر وستے میں ہری کو جان بھجن کر ایشر دھیان ہو
اُسی سے جا کو اور جل تھل میں ہا ایک ایک ماں کبھی اترکر ہر کا شک اس سے کہا جیدا کیا بھان
بھجن کر ایشر دھیان ہو

آنکھ۔ ناک۔ مکھ۔ موند کے نام نرنجن لے اندر کے پٹ جب کھلیں جب باہر کے پٹ دیے
لڑکا بغل میں ڈھونڈوں شہر میں کنوں بھولا واں باقدم تا استر کرن جا ہے جت منی جہاں

دیکھئے کیسی خوبی سے اُنہوں نے ایشور کا دھیان وید و کت طریقہ سندی بھاشہ میں بتلایا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج غور کرے تو بڑے بڑے حق پرست علما نے اسلام کو ایسی باریکیاں کم سوجھتی ہیں۔ چنانچہ **جامی** نے کہا ہے۔

ز نورش تافتہ بر خورشید یک تاب بروں آورد نیلوفر سر از آب
ز رخ خود شمع داں آتش بر افروخت بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت

مولوی **رومی** کہتا ہے۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سر حق برمن بخند

ایک اور **فاضل** نے کہا ہے۔

خدا اس پاس یہ ڈھونڈتے جنگل میں منادی شہر میں لڑکا بغل میں

چودھری صاحب نے اِن سب سے بڑھکر عمدگی سے تصور ذات الٰہی کا طریقہ بتلایا ہے۔ انجیل میں انہوں نے کعبہ پرستوں اور بت پرستوں کی خوب خبر لی ہے۔ مگر جا بجا منند یہ منجود ہمکو اور تمھارا نہیں چاہیئے" والے محض ہیں۔ اور دوسرے محض لٹکیا مطلب والے" ہیں انہوں نے صاف بتلا دیا ہے۔ کہ پرماتما انتریامی کو چھوڑ کر ہم کعبہ جاویں۔ کیا مطلب یعنے بالکل بیہودہ ہے۔ اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ وہ جیو برہم کی ایکتا کے کسقدر برخلاف ہیں۔ دیکھو جیو اور برہم میں جدائی مانتے۔ ہم تو اُن کو ہر نہ آنکھ سے بھی نہ جھکر مانتے والا نجس اور اسی طرح اُن کا رسالہ کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی" جو خاص اس مکروہ تعلیم کی تردید میں انہوں نے تصنیف کیا ہے جس طرح اس ہمہ اوست کے مسئلہ کو انہوں نے کھنڈن کیا۔ اسی طرح آریہ سماج اور وید مقدس کا ہر ایک ماننے والا تردید کرتا ہے۔ جس سے اعتراض آپ کا سراسر باطل ہے۔

آگے چل کر مولوی صاحب صفحہ ۴۲ سے ۴۴ تک کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں سے اور کچھ آریہ سماج کے اردو پرچوں سے نقل کر کے بارے یہ بھی اور ہماں ہی میاؤں کہتے ہیں کہ تم اردو نہیں سمجھتے۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد تاکہ لوگ سمجھیں کہ مولوی صاحب نے جو دار تھکیا ہے (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۴۶ و نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۱) اور ایسا ہی منشی لمر احمد نے صفحہ ۶ و ۷ پر حق سے مخالفت کی ہے۔

۲۸ و ۲۹ و ۹ مولوی۔ پھر آریہ ایشور کے پتا ہونے سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اور عیسائیوں پر بیجا اور جھوٹے اعتراض جڑتے ہیں۔ اور اسلامیوں کے نزدیک تو یہ دونوں گروہ اس بات میں جھوٹے ہیں۔ دیکھو قرآن لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفواً احد یعنے اللہ تعالیٰ نے کسی کا جنا ہے نہ کسی کو جنتا ہے نہ کسی کا بھائی بند ہے۔

آریہ۔ پتا لفظ کے معنے سنسکرت میں حسب ذیل ہیں۔

जनक पुत्रोपनेता च यश्च विद्या प्रयच्छति ।
अन्नदाता भयत्राता पञ्चैते पितरः स्मृत ॥

ترجمہ پیدا کرنے والا۔ یگیوپویت دینے والا۔ ودیا دینے والا۔ ان داتا۔ اور بھے سے رکشک۔ ان پانچ معنوں میں پتا لفظ لیا جاتا ہے۔ ان پانچ معنے حسب موقع کبھی آریوں نے انکار نہیں کیا۔ بلحاظ نمبر ۱ والد کو اور بلحاظ نمبر ۲ پروہت کو اور بلحاظ نمبر ۳ معلم۔ گورو۔ پنڈت اور بلحاظ نمبر ۴ راجا یا مالک۔ مخدوم کو۔ اور بلحاظ نمبر ۵ پرماتما مالک کل کو پتا کہہ سکتے ہیں۔ اور یہی سنسکرت لغات کی رو سے پتا کے معنے ہیں۔ بائیبل میں کئی جگہ خدا کے بیٹے اور خدا کی بیٹیوں کا ذکر ہے جس کی بابت آنریبل سر سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں "خدا کے بیٹوں سے ایمان والے سچے اور خدا پرست آدمی مراد ہیں" (تصنیفات احمدیہ صفحہ ۲۴۵) قرآن میں بھی ذکر ہے فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا۔ **ترجمہ** اللہ کو ایسا یاد کرو جیسے کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ مولوی رومی نے بھی کہا ہے۔

ما عیال حضرتیم و شیر خواہ گفت الخلق عیال اللہ

سلیمان۔ داؤد وغیرہ سب خدا کے بیٹے کہلاتے تھے۔ اور اسی طرح سکندر بھی مگر اُن پر نہ ہمارا اور نہ کسی اور فاضل کا اعتراض ہے۔ کیونکہ یہ سارے اسی مطلب کہتے ہیں۔ جو ستیارتھ وید ونشا ہے (دیکھو وید کے ادھیائے ۱ اشتر ۲) ہم جو عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اور وجہ سے ہے۔ یعنے تمہارے حضرت عیسیٰ کو کنواری مریم کے پیٹ سے پیدا ہونا۔ اور خدا کی روح سے اُسکے حاملہ ہونا کہ انکا یہی رشتہ قایم کیے

اسے خدا کا بیٹا بتلاتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ حضرت عیسیٰ یعنے بیٹے کو دوسرا خدا مانتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ کنواری مریم کو حضرت عیسیٰ کی ماں کہتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کو اس کا باپ اور مسیح کو خدا کا اکلوتا۔ پلوٹھا۔ بیٹا ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ یہ معاملہ بالکل غلط ہے مسیح اور اس کے پانچ چار حقیقی بھائی اسی مریم کے شکم سے پیدا ہوئے۔ جو یوسف نجار کی بیاہتا جورو تھی۔ اور چونکہ عیسائیوں کی طرح مسلمان بھی مریم کے باکرہ رہنے کے قایل اور اسی حالت میں روح القدس سے حاملہ ہونے کے مقر۔ اور مسیح کو روح اللہ وکلیم اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی عیسائیوں کی طرح جھوٹے ہیں۔ کیونکہ حضرت مریم باکرہ نہیں تھی۔ بلکہ یوسف نجار کی بیاہتا تھی۔ ہم نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے کرشچین مت درپن میں حل کر دیا ہے۔ اس قرآنی آیت سے ہزار گنا بڑھکر اور لاکھوں برس پہلے وید مقدس نے اس مبارک مسئلہ کی تعلیم دی ہے جس سے آریہ لوگ ایسے مغالطے اور دھوکوں میں عیسائیوں کی طرح یا محمدیوں کی مانند نہیں پڑ سکتے۔ دیکھو یجروید میں لکھا ہے॥ अन्यो दिव्यो नपार्थिवो नजाते। न जनिष्यति ॥

ترجمہ پرماتما مثل نہیں بلکہ جگت سے جدا۔ اکیلا ہی نہیں بلکہ گیان والا۔ غیر مادی۔ سروگیہ نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا ہے۔

۵۶۔ مولوی۔ آریوں کے وید میں مسئلہ تناسخ کا تذکرہ نہ تھا۔

آریہ۔ یہ بالکل غلط ہے۔ وید مقدس میں سینکڑوں منتر مسئلہ آواگون کی بابت موجود ہیں۔ (دیکھو رگوید۔ اشٹک ۸ ادھیائے ۱ ورگ ۲۳ منتر ۶ و ۷ وغیرہ)۔

پھر مولوی صاحب نے صفحہ ۴۴ پر اُربسی اور درباسا اور ایک گھوڑے کی کہانی لکھی ہے مگر بے سند صرف اندھا دھند پر اُن وغیرہ کا نام لکھدیا۔ اور ایسی ہی ایک کہانی میر احمد خاں صاحب نے صفحہ ۲۸ کے حاشیہ پر سکھدیو جی کی بابت لکھی ہے۔ یہ ایسی ہی کہانیاں ہیں۔ جیسے حاتم طائی اور امیر حمزہ یا عوج بن عنق کی داستانیں یا ذوالقرنین اور اصحاب کہف یا یوسف زلیخا کے واقعات یا کیمیا گروں کی تراب یا جونپور کے قاضی صاحب کی کہاوت کہ قاضی صاحب گدھا بن گئے تھے یا گدھا قاضی بن گیا تھا۔ ہم ایسی فضول کہانیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ ست دھرم کا ان باتوں سے کچھ تعلق نہیں۔

پھر مولوی صاحب صفحہ ۴۴ و ۴۵ پر راجہ ہمات کی کہانی لکھتے ہیں کہ سورگ سے اس کو اندر نے نکالدیا۔ اور پھر راجن رشی کے سبب ایک آربسی کے نکالا گیا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جس ملک کا ذکر مہابھارت میں ہے۔ وہ ملک برہما کا نام ہے جغرافیہ کے رو سے سارے نشان برہما سے ملتے ہیں۔ یہ کہانیاں قرآن کے قصہ بہشت اور آدم و حوا وسانپ اور ابلیس وطاؤس و رضوان وغیرہ الحکایت سے زیادہ بہتر ہیں۔ کیونکہ جس بہشت کا قرآن میں ذکر ہے اس کا مسودہ دنیا پرست چند آدمیوں کی زبانوں کے کہیں پہنچا نہیں مگر دروغ برگردن راوی ہم ایسی بے وقعت باتوں پر متوجہ نہیں ہوتے کیونکہ مسلمانوں کا جنت اور ہندوؤں کا سورگ دونوں ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہیں۔ جیسا وہاں سے آدم نکالا گیا۔ حوا نکالی گئی۔ شیطان نکالا گیا سانپ اور طاؤس نکالا گیا۔ وہی حال پورانک سورگ کا ہے عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۵۹۔ مولوی پارسیوں کی پستکوں سے آریوں نے وید نکالا ہے گئی ہمن اور عثمانی کے پھیر سے باہم پھیرا دیتے ہیں۔

آریہ۔ پارسیوں پر جو آپ کی عنایت ہوئی وہ کیسی بے دلیل اور حوالوں کے باطل ہے اور آپ کی لیاقت علمی تو پستکوں کے تشین سے ظاہر ہے۔ ہم نے کئی پارسیوں کے دستوروں سے پوچھا اور اُن کی کتابوں میں دیکھا۔ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں ہے بلکہ ممانعت ہے۔ البتہ آدم کے تمام بیٹے اس غیر متبرکہ نعمت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور ابراہیم نبی کے وقت تک بلکہ داؤد کے زمانہ تک اکثر لوگ ایسا کرتے تھے مفصل دیکھو (توریت مقدس)

باقی رہی یہ بات کہ آریوں نے پارسیوں کی کتابوں سے وید نکالا۔ یہ ایسا ہی باطل ہے جیسا ہم کہیں کہ مسلمانوں نے گرنتھ صاحب سے قرآن نکالا۔ وید ہزارہا برس زند اوستھا سے پہلے دنیا کو اپنے جلوہ نورانی سے روشن کر رہے تھے (دیکھو زند اوستھا یسنا ۴۶ آیت ۶)

ہم نے اس اعتراض کا جواب تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں دیدیا ہے کیونکہ یہ اعتراض مولوی صاحب کا نہیں بلکہ مولوی نور الدین صاحب کا ہے۔

مولوی کتاب کے آخری صفحہ پر۔ یاد رہے کہ جن شرتیوں کو میں نے پیش کیا ہے۔ اُن کا ترجمہ وہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگولک وغیرہ شاستریوں نے کیا تھا جسکو تخمینا سترہ سو برس گزرے ہیں اور کسی معتبر اور محقق پنڈت نے اس پر اعتراض نہیں کیا اگر آریہ صاحب معترض ہوں۔ تو از روئے انصاف اسوقت تک قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا۔ کہ جب تک وہ کسی قدیم مستند ترجمہ سے اُسکی مخالفت ثابت نہ کریں قیاسی نکتوں اور منطقی ڈھکوسلوں سے کام نہ لیں۔ کیونکہ امورات مذہبی میں جو کچھ بذریعہ قیاسات عقلیہ سوچا جاتا ہے۔ اُس سے پوری پوری معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اور ویسے ہی جی ڈانواں ڈول رہتا ہے۔

آریہ۔ یاگولک کا ترجمہ کوئی نہیں۔ اسواسطے آپنے بالکل خلاف واقعہ لکھا کہ ہم نے اُنکا وہ ترجمہ لکھا ہے۔ جو کہ یاگولک وغیرہ نے کیا تھا۔ یہ بات صریحا باطل ہے۔ آپ تاریخ کے بھی پورے ماہر معلوم ہوتے ہیں۔ جب کہ یاگولک کا زمانہ ۱۷ سو برس بتلاتے ہیں۔ کسی مورخ نے بھی ایسا نہیں لکھا۔ آپکا یہ لکھنا بھی غلط ہے۔ حضرت عقلی قیاسوں اور منطقی دلائل سے تو ست دھرم کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ آپ اُسے رمل اور ڈھکوسلے سمجھتے ہیں۔ پھر بتلائیے آپ کی ایسی فضول کتاب کو باوجود باطل ہونے کے کون حق پسند قبول کر سکتا ہے؟ آپ جیسے واعظوں کے حق میں ہی ایک فاضل نے لکھا ہے۔

مستمع را وعظ تو گریاں کند   حسد مرا اعمال تو شیطاں کند
قول تو در بزم شور انداختہ   فعلِ تو در دین تو ور انداختہ

۱ و ۵۸۔ مولوی त्वम स्त्री त्वम पुमान सि त्व क नारी उत वा कुमारी त्वं जीरणी दण्डेन वंच सि विश्व तोमुख० अथ वं०कं०१० मं०१८ ॥

ترجمہ۔ تو ہی عورت ہے۔ تو ہی پورا مرد ہے۔ تو ہی بالک ہے۔ تو ہی لڑکی ہے۔ تو ہی بوڑھا ہے۔ لاٹھی لیکر چلتا ہے۔ تیرے ہی انیک روپ ہیں۔ اور منشی محمد امیر احمد صاحب نے صفحہ ۵ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

آریہ۔ اِس منتر کو آپ نے تین جگہ درج کیا ہے۔ مگر تینوں جگہ غلط۔ کسی ناداں سے نقل کروا کر یا کسی خود غرض سے سن سنا کر درج کر دکھایا اور دھوکا دینا چاہا۔ کیونکہ آپ کی عقل تو بقول شخصے پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل باوجود اس قدر ناواقفیت کے اگر مسلمان آپ کو ماہر وید وشاستر اور واعظ اسلام کا خطاب بھی دیں تو کیا کریں سنیئے حضرت اصل منتر یہ ہے۔

त्व स्त्री त्वं पुमा नसि त्वं कु मार उत वा कुमारो। त्वं जी र्णो दंडेन वंञ्चसि त्वंजातो भव सि विश्वतो मु खः॥ अथर्व कां० १० अनु० ४ मं० २७

آپ نے صرف منتر ہی غلط لکھا بلکہ اس کا نمبر بھی غلط دیا۔ وہ ۲۸ نہیں بلکہ ۲۷ ہے جن الفاظ پر ہم نے لکیر کھینچ دی ہے۔ وہ آپ نے بالکل درج نہیں کئے۔ اس منتر کے آگے پیچھے کے منتروں کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ منتر جیو کے وشے میں ہے۔ چنانچہ منتر ۲۰ سے ۲۹ تک تمام ایک ہی مضمون ہے۔ اور جیو کی بابت ذکر۔ اور اگر سچ پوچھو تو ادھ منتروں میں تحقیقات کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب وہ ٹکڑا جو آپ نے درج نہیں کیا ملاتے ہیں۔ تو ارتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے

یعنی پرماتما ارشاد فرماتا ہے۔ منتر ترجمہ۔ اے جیو یہ سب حالتیں تیری ہوتی ہیں کبھی تو ستری کے شریر میں۔ کبھی مرد کے جسم میں۔ کبھی لڑکے کے قالب میں اور لڑکی کے جسم میں اور کبھی بوڑھے کے روپ میں لاٹھی کے سہارے رہتا ہے۔ کبھی بادشاہ بنکے سب میں مکھیا ہوتا ہے۔ اسی طرح تو بار بار پیدا ہوتا ہے' افسوس کہ ایسے منتر کا بھی کسی نے آپ کو صحیح ترجمہ نہیں بتلایا۔ ابتر شدہ لکھدیا۔ اور اس پر آپ کا یہ دعویٰ۔ کہ ہم چو ما دیگرے نیست۔ سعدی کے قول کی تصدیق کرتا ہے

ہر کہ گردن بدعویٰ افرازد
خویشتن را بگردن اندازد

جیو رکھشا اور ہنسا اور بدھ پر اعتراضوں کا جواب

۱۴۔ ص ۴۔ **مولوی**۔ رگوید منڈل ۱۰ میں ہے۔ سونیکی کان جوتا ہوا۔ اول تمام عالم کے جو ہوا غالب ایک ہوا قیوم زمین و آسمان یہی نشان ہیں۔ ایسے دیو پرکاش والے کو ہون کرکے قربانی کرتے ہیں۔ وغیرہ

آریہ۔ یہ مولوی صاحب نے ہرنیہ گربھا والے منتر کا ترجمہ کسی سے سن سنا کر لکھ دیا ہے یا بہشت صاحب کی تاریخ سے آپ کو مغالطہ ہوا۔ کیونکہ وہ ویدک سنسکرت سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس منتر کا لفظی ترجمہ یہ ہے۔ ایک پرتپالی جو سب سرشٹی کے پہلے ورتمان تھا۔ اسی نے سب سنسار کو پیدا کیا اور وہی سب کا سوامی ہے۔ وہی سب گرہوں کو اپنی شکتی سے سنبھال رہا ہے وہی سب کا منتظم حقیقی ہے۔ ایسے سکھ سروپ پرماتما کی ہم لوگ آدک سادھنوں سے بھگتی کریں۔

مولوی صاحب نے دوسرا منتر وہ نقل کیا ہے۔ جس کا ارتھ ہم تکذیب براہین احمدیہ ۱۷۷ و اظہار حق صفحہ ۱۱۴ پر لکھ چکے ہیں۔ باقی اُن کے تمام وہی اعتراض ہیں جو پادری ہنری مارٹن نے ہم پر لیکچر نمبر ۳ میں کئے تھے۔ اور جن کا جواب ہم اُن کے جوابی لیکچروں میں دے چکے ہیں۔ مولوی صاحب نے پادری صاحب کی کتاب تو دیکھی مگر ہمارا جواب نہیں دیکھا یا جان بوجھ کر اپنا نام پیدا کرنے کے واسطے ایسی بیہودہ کوشش کی۔ حضرت براہ مہربانی اول ہمارے لیکچر نمبر ۲ کو ملاحظہ فرمایئے

آگے مولوی صاحب نے منوسمرتی کے چند شلوکوں کے حوالہ سے مانس اور گائے کے مانس کے جائز کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا جواب ہم حصوں میں دیتے ہیں

منو میں گائے کا مارنا اور خدانخواستہ کھانا نہایت سخت گناہ لکھا ہے مفصل دیکھو منوسمرتی ادھیا ۱۱ شلوک ۸۱ سے ۱۱۷ تک اور ہماری تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۱ سے ۱۶۹ تک

عام گوشت کھانے کی بابت۔ اس کی بابت منوجی کی صحیح رائے اور وید مقدس کے مطابق سارے بلکہ صاف لفظوں میں گوشت خوری کی تردید دیکھو منوسمرتی ادھیا ۴ شلوک ۴۹ و ادھیا ۵ شلوک ۴۸ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ سے ۵۵ تک و ادھیا ۶ شلوک ۵ و ۷۵ و ۶۰۔ ۸ ادھیا ۱۰ شلوک ۳۳ و ادھیا ۱۱ شلوک ۵ و ۹ و ۲۲ و ۴۲ و ۴۳ و ادھیا ۱۲ شلوک ۹۱ و ۲۰ و ادھیا ۲ شلوک ۴۷ و ۴۸ +

اس کے علاوہ مہاتما ویاس جی نے شہادت دی ہے کہ منوسمرتی کا مصنف گوشت خوری کے سراسر مخالف ہے۔ دیکھو مہابھارت شانتی پرب موکش دھرم ادھیائے ۲۶۶ شلوک ۱ سے ۱۱ تک۔ کل ادھیا اسی اسی مضمون پر ہے۔ دیکھو مہابھارت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۶۹۹ سنہ ۶ ایشیاٹک سوسائٹی کی طرف سے۔ اور دیکھو وشنو دھرم ادھیا ۲۱۵ شلوک ۵ سے ۱۱ تک صفحہ ۱۴۴۔ ادھیا ۵۱ و ۵۷ صفحہ ۵۹۶ شلوک ۲۸ سے ۳۸ تک)

اور منوجی خود بھی فرما گئے ہیں۔ کہ جو میری بات وید کے خلاف معلوم ہوا اسے ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔

या वेद बाह्याः स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टयः सर्वा स्ता निष्फलाः प्रेत्य तमो नि ष्ठा हि ताः स्मृता ॥

ترجمہ۔ جو سمرتی وید کے خلاف ہو۔ یا کہیں اور کسی جگہ وید ورودھ معلوم ہو۔ تو اگر کل ہو تو کل۔ ورنہ وہ جزو ماننے کے لائق نہیں۔ وہ نشٹ کرنیوالی ہیں اور ان پر عمل کرنیوالے کو بھی نشٹ کر دیتی ہے۔ علاوہ بریں ممکن ہے کہ کسی گرنتھ میں بدمزاج حاسد یا ماس بھکشا والے لوگ اپنے طبعزاد شلوک یا عبارت بنا کر داخل کر دیں۔ تو وہ وید کی شرتی کے مخالف ہونے کے سبب عمل کے لائق نہیں۔ علاوہ بریں جب مسئلہ شرادھ مرتک وید کے مخالف ثابت ہوگیا۔ تو اس کے متعلق ساری مصنوعی اور وام مارگ کی کارروائی بھی مردود ہو گئی۔ ہم نے کئی وید منتر تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ و اظہار حق و لیکچر نمبر میں پیش کر دیئے ہیں۔ علاوہ بریں کیا ماس بھکشن آریہ دھرم انوکول ہے؟ نامی گرنتھ میں بھی بہت سے وید منتر مذکور ہیں۔ کہ وید مقدس گوشت خوری کے مخالف ہے پس اس دھرم کسوٹی کے مطابق ہم سب کتابوں کے حق و باطل کو پرکھ سکتے ہیں۔ اور یہی ساتھ سے رشی منیوں کا مت ہے۔

تمام محقق مزاجوں کی تحقیقات کے مطابق تقریباً دو سو کے شلوک منوسمرتی میں ایزاد کئے گئے ہیں جو وقتاً فوقتاً وام مارگیوں کی کرتوت دکھلائی دیتی ہے منشی اندریا صاحب نے بھی اس پر معقول بحث کی ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی کے ایک جرنل میں بھی اس پر دلائل کئے گئے ہیں۔ محقق مزاج یوروپین بھی اس بات کے اقراری ہیں۔ کہ منوسمرتی میں بہت سے شلوک پیچھے ڈالے گئے ہیں چنانچہ میکس مولر۔ پروفیسر جالی۔ ڈاکٹر بوہلر و ہاپکنز و مسٹر برنل پی ایچ۔ و سر ولیم جونس وغیرہ صاحبان نے اپنے اپنے تراجم میں اسکا ذکر کیا ہے۔ علاوہ بریں خود فضلائے زبان سنسکرت نے بھی اس پر خاموشی کا برتاؤ نہیں کیا۔ بلکہ اقبال کہ منوسمرتی میں کئی شلوک لوگوں نے ایزاد کر دیئے ہیں اور اُن کے زیادہ کرنے کا زمانہ بھی اس کے مختلف طرح کی پڑتال سے ظاہر ہو گیا ہے دیکھو منوسمرتی مطبوعہ ۱۸۸۶ء بمبئی و سنبت ۱۹۴۳ بنارس اور سب سے بڑی دلیل منو میں ایزادی ہو جانے کی یہ ہے کہ اس میں اجتماع ضدین اور پرسپر ورودھ ہے۔ وہ ایک جگہ جس چیز کا منڈن کرتا ہے۔ دوسری جگہ بلا وجہ معقول کے اس کا کھنڈن کر جاتا ہے جس سے کسی دانا کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسے شلوک ضرور پیچھے ڈالے گئے ہیں۔ جنہوں نے منوسمرتی کو ایک دفعہ ملاحظہ فرمایا ہے وہ سب جانتے ہیں کہ وہ کون کون شلوک ہیں۔ حال میں ایک فاضل سنسکرت دان نے منو کی بابت نہایت عمدہ تحقیقات کی ہے جو عنقریب شائع ہونیوالی ہے۔ ہمارے دوست ماسٹر آتما رام جی نے بھی اپنے رسالہ ماس نشیدھ میں منوسمرتی کے بابت بلاتعصب ہو کر عمدہ تحقیقات کی ہے۔

الحق کا جواب

۲۔۲۳۔ مولوی عا جو دھرم گنیش دیوتا کے نام سے شروع ہوتا ہے وہ سچا نہیں۔ بہت اچھا آپ ہی کے شاستروں پر لکھا ہے۔ وہی جھوٹے ٹھہراتے ہیں۔ وید اوم سے ہرگز شروع نہیں ہوتا یہی سمجھ کی غلطی ہے۔ بلکہ اوم وید کے نام کے پہلے صرف شرکا کاتب کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو وید کی عبارت میں داخل نہیں دھرم شاستر جو دہی گنیش کے نام سے منحر د معمور ہے۔ منو کے دوسرے ادھیائے کے ۷۶ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ادھیائے ۲ شلوک ۸۳ یعنے اونکار پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۵/۶ ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے پرنو تین بار کہہ کر پھر اوم کہنے کے قائل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ علاوہ اِس کے یہ ایک موٹی بات ہے۔ کہ پرنو کے معنے اگر اوم ہوتے تو اخیر سبق میں کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر شری سوامی دیانند جی نے گنیش ہی یا اوروں کو بُرا کہا تو اُس کو بھی اوروں نے کہا۔ اگر رشی منی اوروں کا نام نہیں لیتے تھے تو اُن کے شاستروں کے شروع میں مشرک خرطوم والے گنیش کا نام کیوں لکھا گیا ہے۔

آریہ۔ ہم نمبر وار آپ کے عذرات کی تردید کرتے ہیں۔ عا کا جواب ہمارے شاستروں میں یا اُن پر گنیش کا نام نہیں ہوتا اور نہ ہے۔ دیکھو کھٹ درشن مطبوعہ لاہور یا بنارس کہیں بھی گنیش کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ اُس کے خرطوم کا ذکر و بیان ہے۔ بس ہمارے شاستر سچے مشہور ہے اور آپ کا اعتراض باطل ہوا عا کا جواب۔ وید بے شک اوم سے شروع ہوتا ہے۔ جو وید میں کئی جگہ اوم کا ذکر ہے۔ اوم کی تفصیلت میں ایک خاص اپنشد ہے۔ وید کی شکشا یعنے وید پڑھنے دیکھنے کے قاعدوں میں بھی حکم ہے کہ وید کے آدی میں اوم پڑھا اور لکھا جاوے۔ اور اسی طرح سب شاستروں میں۔ دیکھو اشٹا دھیائی پانینی منی از ادھیاد اسوتر اور رگوید مطبوعہ بمبئی و لنڈن۔ یجروید مطبوعہ برلن و لاہور و بنارس۔ سام وید مطبوعہ برلن و لنڈن لاہور و بنارس۔ اور اتھرو وید مطبوعہ بمبئی و لنڈن و لاہور ملاحظہ فرمائیے۔ اُن میں ہرگز گنیش یا کسی اور دیوتا کا نام و نشان نہیں۔ عا کا جواب تمام منوسمرتی میں گنیش کا لفظ نہیں۔ اور نہ اُس کے کسی شلوک کے آغاز میں ہے۔ ولایت میں جو سمرتی چھپی ہے۔ اُن میں بموجب پرانی کاپیوں کے گنیش کا لفظ نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ پرانے نسخوں میں ایسا قاعدہ نہیں تھا۔ منوسمرتی میں ہدایت ہے۔ کہ اوم سے شروع کرنا چاہئے۔ پھر وہ فاضل خود اُس کے خلاف کیسے کر سکتا ہے۔ ناظران یہ عذر محض ناکارہ ہے۔ عا کا جواب آپ کے اِس عذر کو پڑھ کر ہمیں صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ آپ سنسکرت یا ناگری نہیں جانتے۔ بلکہ اردو حرفوں میں لکھی ہوئی ہندی بھی نہیں پڑھ سکتے۔ اور یہ بات ہم ایسا کہتے ہیں کہ آپ کو مطلق ہندی یا سنسکرت سے ذرا بھی آگاہی نہیں۔ جیسے ہم آپ کی لیاقت اور نمبر اور نمبر کو سچ دنیا سے اُٹھا لیتے ہیں۔ منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے شلوک ۷۶ کی بات ہم نے اظہار حق صفحہ ۸ پر کیا تھا۔ کہ آریہ دھرم اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اسی واسطے سچا ہے۔ دیکھو منو ۲/۷۶ اس پر آپ کہتے ہیں کہ منو کے دوسرے ادھیائے کے ۷۶ شلوک میں تو اوم کہنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ پرنو کرنے کی اول و آخر سبق میں تاکید ہے۔ مکذب نے پرنو کو اوم کے معنے میں جو لیا ہے عین نادانی ہے۔ دیکھو منو ۲/۸۳ یعنے اوم کا ریم پرم برہم ہے۔ اور پرنو پرم تپ ہے۔ اور اسی کی تائید میں ۵/۶ ہے جسے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلے پرنو تین بار کہہ کر پھر اوم کہنے کے قائل ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ پرنو کے معنے اوم نہیں اور نہ منو نے اُس کا حکم دیا۔ جناب واعظ صاحب! یہ ہماری غلطی نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کی غلطی ہے۔ اور ساتھ ہی پیروان دین محمدی کی غلطی کہ اُنہوں نے آپ کو واعظ اسلام بنا دیا प्रणव پرنو۔ جسے اردو والے سنسکرت سے نادان یا اردو حروف کے ناکمل ہونے کے باعث پرنو لکھتے ہیں۔ وہ پرماتما کا اسم ذات ہے۔ سب دنیا کے فاضل اور تمام لغات اس میں متفق ہیں۔ سو منو ۸۳ میں تو प्रणव لفظ ہے لیکن ۵/۶ میں پرنو نہیں ہے۔ بلکہ پرانایام प्राणायाम ہے۔ جس کے معنے حبس دم کے ہیں جو یوگ کا ایک سادھن ہے۔ ادھیائے ۲ شلوک ۸۳ میں صاف لکھا ہے۔

एकाक्षरं परं ब्रह्म प्राणायामः परंतपः। सावित्र्यास्तु
परं नास्ति मौनात्सत्यं विशिष्यते ।। ८३

ترجمہ۔ ایک اکشر یعنے اوم ओम् یا ओं یہی برہم پرمیشر کا اسم ذات ہے جسے پرنو بھی کہتے ہیں۔ اور یہی سب سے بڑا ہے۔ اور پرانایام یعنے حبس دم پرم تپ سب سے بڑی عبادت ہے۔ ساوتری یعنے گائتری سے بڑا منتر کوئی نہیں اور سچ بولنا خاموشی سے بہت بہتر ہے۔ یہی ذکر یوگ شاستر پاد ایک سوتر ۲۳ سے ۲۸ تک ہے۔ اور ایسا ہی اِس شاستر کے ویاس بھاشیہ میں بھی ذکر ہے راجہ بھوج کی بنائی برتی میں بھی اِس کا بیان ہے۔ کرشن جی نے بھی کہہ کر بھی ذکر فرمایا ہے شری سوامی جی نے بھی ستیارتھ پرکاش حصہ اول میں تشریح کی ہے۔ اب بتلائیے مولوی صاحب یا واعظ صاحب بلکہ میاں مٹھو ماہر وید و شاستر جی با وجود اُمی ہونے کے اِس قدر چالاکی کرنا آپ کا نہیں نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر آپ خدا کو درحقیقت مانتے ہیں تو اپنی غلطی اور نادانی کا اقبال کیجئے۔ اور آئندہ ماہران وید و شاستر کے سامنے نہ ہوجیئے اور نہ کبھی ایسا بیہودہ دعوے کیجئے۔ ورنہ خاموش ہو جائیے۔ اور منہ پر مہر سکوت لگائیے تاکہ ہم یہ مصرع پڑھ کر صبر کریں۔ کہ قاضی جو خر در خانے کما نر۔ عہ کا جواب۔ یہ اعتراض بھی آپ کی لیاقت کی اصلیت جتلاتا ہے۔ ہم نے لکھا تھا اور یہی سبب ہے کہ سوامی دیانند جی مہاراج نے اِس کا کھنڈن کیا۔ مگر آپ یہ نہ سمجھے کہ کس کا؟ بلکہ اگر سمجھے تو یہ سمجھے کہ سوامی دیانند جی نے گنیش کو یا اوروں کو بُرا کہا تو اُس کو بھی اوروں نے کہا۔ حضرت یہ میرا بالکل غلط ہے اور نہ ہمارا یہ مطلب ہے ہمارا منشا تو صاف ظاہر ہے کہ منو اور وید دیوتا کے نام سے شروع کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ بنا بران یہ طریقہ باطل ہے۔ اور اسی باطل طریقہ کا سوامی جی نے کھنڈن کیا۔ کہاں سوامی جی نے کسی کو بُرا کہا جس پر آپ نے ہندوؤں کو بہکانے کیوں سطلے لکھ مارا۔ اصل بات یہ ہے کہ پرانوں میں دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے۔ اور یہ سارے پوران ایک ہزار برس کے اندر جینی لوگوں نے ہندوؤں کو دھوکا دینے یا جینی بنانے کی خاطر لکھے ہیں۔ سوامی جی نے آریوں یا ہندوؤں کو جینی بننے سے روکا اور وید مقدس کی دعوت کی ست دھرم کی طرف بلایا۔ دیوتاؤں کی عزت قائم کی۔ اور اُن کے کلنک ست شاستروں کے حوالہ سے دور کیئے اور پرانوں کی تردید کی۔ نہ تو سوامی جی نے کوئی خلافت قائم کی۔ اور نہ ہم اُس کے طلبگار۔ البتہ اُمی پیغمبر کی خلافت آپ جیسے اُمیوں کو مبارک رہے۔ نمبر ۴ کا جواب۔ بیشک رشی منی کسی اور کا نام لکھنے کو بُرا سمجھتے تھے۔ بلکہ اُن کا تو قول ہے کہ جو کسی اور کا نام اوپاسنا کے طور پر پکارتے ہیں وہ گدھے ہیں۔

यो अन्यां देवतामुपास्ते न स वेद यथा पशुरेवं स देवानां॥

پورانوں کے زمانہ کے بعد جب دیوتا پرستی آریہ قوم میں رائج ہوئی۔ یعنے ایک ہزار برس یا ڈیڑھ ہزار برس سے۔ ادھر گنیش کا نام اور اُس عجائب المخلوقات کی تصویر پستکوں میں لکھنے لگی۔ ورنہ پہلے اِس کا یا کسی اور طرح کی بت پرستی کا نام ونشان نہ تھا۔ جس طرح تیرہ سو سال سے پہلے گور پرستی و کعبہ پرستی یا محمد پرستی اور اسلامی کتابوں میں اُن کی سنت لکھی شروع ہوئی۔ اُس سے پہلے نہیں تھی۔

۳ و ۴۔ مولوی۔ ہمہ اوست کی تعلیم والے شعروں میں کہاں لکھا ہے کہ یہ قرآن کا مضمون ہے۔ البتہ وید ہی کو اِس باطل تعلیم کا چشمہ اُپ نشدوں دیوگ وسشٹ وغیرہ نے بتایا ہے۔ قرآن میں ہمہ اوست یا ہمہ از اوست کا ذکر نہیں۔ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے۔

آریہ۔ مولوی رومی جو ہمہ اوستی فرقہ کا مشہور پیشوا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ ؎

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگاں انداختم

ہمہ اوست کے ماننے والے علماؤں نے لکھا ہے۔ ؎

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآن در زبان پارسی
من چہ گویم وصف آں عالیجناب
نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

اسی طرح نصوص میں کئی حوالہ قرآن و حدیث کے موجود ہیں۔ اب بتلائیے کہ ہزاروں علمائے اسلام کی سمجھ کی غلطی ہے یا ہماری یا تمہاری۔ جامی۔ محی الدین عربی۔ مولوی رومی۔ منصور۔ شمس۔ وغیرہا۔ سارے بے سمجھ تھے صرف آپ ہی سمجھ والے پیدا ہوئے۔ کن فیکون کا مسئلہ یا عدم سے وجود اور خدا کے نور سے رب کی پیدائش۔ یہ سب کے سب ہمہ اوست کی جان ہے۔ اور اسلام کا ایمان۔ البتہ وید سے اُس کا کوئی تعلق نہیں۔ ویاس جی کا ویدانت شاستر اِس کے مخالف ہے۔ دسوں اُپنشدیں اِس کے مخالف ہیں۔ آج تک کسی ہمہ اوست کے پیرو نے کوئی شرتی وید کی اِس مسئلہ کی تائید میں پیش نہیں کی۔ اور ہو کہاں کیونکہ مادہ اور جیو کا انادی ماننا خود ہی اس مسئلہ کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑتا ہے۔ ذرا اگریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور انصاف کو کام میں لاؤ۔ پھر سمجھو۔ کہ کس کی سمجھ کی غلطی ہے۔

۴۔ مولوی۔ اگر اہل یورپ کو آپ محقق جانتے ہیں اور اُن کی شہادت پر صداقت کا بھی اعتبار ہے تو مسیح پر ایمان لانے سے کیوں انکار ہے۔

آریہ۔ چند فاضل یوروپین کی شہادتیں جو ہم نے اظہار حق میں درج کی تھیں اُن میں سے کئی تو عیسائی نہیں۔ بلکہ صرف خدا کے ماننے والے ہیں۔ بعضے لامذہب۔ اور بعضے مسیح کے پیرو۔ اُن کی علمی تحقیقات سے ہم کیا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کیا عیسائیوں کی ریل پر چڑھکر آپ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ یا عیسائیوں کی تار میں خبر دینے سے مسیح کو ابن اللہ ماں لینا پڑتا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اعجاز التنزیل میں بہت سے انگریزوں کی شہادتیں درج کی ہیں۔ مگر وہ عیسائی دین کو نہیں مانتے۔ اور اسی طرح مولوی عبید اللہ وغیرہ نے بھی مگر وہ عیسائی نہیں ہوئے جو جواب اِسکا آپ لوگ دیں۔ وہی ہماری طرف سے سمجھیں۔

۴۔ مولوی۔ منو ۹۹/۱ میں لکھا ہے کہ پرمیشور نے خزانہ دھرم کی محافظت کے واسطے برہمن کا روپ دھار کر دنیا میں نزول فرمایا ہے۔

آریہ۔ منو کے اس شلوک کا یہ ترجمہ نہیں۔ کسی بیوقوف نے آپ کو دھوکا دیا۔ اِس کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔ برہمن کا ہونا دنیا میں معمولی بات نہیں۔ بلکہ پرماتما نے اُس کو سب لوگوں کے واسطے دھرم کا پوشیدہ خزانہ ٹھہرایا ہے۔ یعنے وہی دھرم کا پریمی ہے۔ یعنی جو ویدک دھرم کا پریمی ہے وہی برہمن ہے۔ اور اُس کا وجود [illegible] سے سمجھنا چاہیئے

۴-۵۔ مولوی۔ منو ادھیاء ۹ شلوک ۸ میں ہے۔ کہ شوہر اپنی عورت میں گھسکر شکل حمل دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ عورت کی ذات کے اندر عورت سے نسبت رکھنے والا دھرم وہی ہے کہ عورت میں آپ پیدا ہوئے۔ اگر سچ ہے تو نصیب آریہ باد۔

آریہ۔ یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اِس کا مطلب آپ نے سمجھا۔ منو جی کا یہ مطلب ہے۔ کہ خاوند اور استری کے باہمی تعلقات اور کمال محبت سے جو حمل ہوتا ہے وہ پیدا شدہ لڑکا بالکل باپ کے ہمشکل ہوتا ہے۔ گویا اُسی کا دوسرا قالب ہے۔ اور اسی کی تائید شلوک ۹ و ۱۰ سے ہوتی ہے۔ اِسی سبب سے ضروری ہے۔ کہ عورتوں کو خوبصورت رکھا جاوے اور باہمی شوہر و زوجہ میں کمال محبت ہونی چاہیئے۔ جس سے نیک اولاد پیدا ہو۔ اِسی واسطے آریوں میں ریت ہے کہ جب استری حاملہ ہو کر سنان کر شدہ ہووے۔ تو آئینہ میں اپنا منہ دیکھے۔ یا اپنے خاوند کی شکل دیکھے۔ یا کسی اور اپنے خاندان کے بزرگ کی۔ تاکہ لڑکا اپنے خاندان کی ہمشکل ہو۔ اب زمانہ حال کے محقق ڈاکٹر علم تشریح کے رو سے نسل انسان کی بابت ایسی تحقیق پر پہنچے ہیں کہ یہ پورانے آریوں کی فلاسفی بالکل صحیح ہے۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حضرت موسیٰ بھی اِس فلاسفی سے آگاہ تھے۔ اور حضرت محمد بھی خواہ یہ اُن کو کسی وسیلہ سے ملی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ الولد سر لابیہ کہ بیٹا باپ کا بھید ہے۔ یہی منشا ہے۔ منو کے اس شلوک کا آپ عقل و دانش سے کام لیں۔ اور جان بوجھ کر جامہ پر دھول نہ ڈالیں۔

۵۔ مولوی۔ منو سمرتی ادھیاء ۱۰/۱۰۸ میں لکھا ہے کہ بسوامتر رشی دھرم اور ادھرم جاننے والے نے بھوکھ سے لاچار ہو کر چنڈال کے ہاتھ سے کتے کی ران لیکر کھانے کے واسطے تجویز فرمایا۔ اور ایسے ہی رشی بامدیو نے بھوکھ سے لاچار ہو کر جان سنبھالنے کے واسطے کتے کا گوشت کھانے کی خواہش کرنے پر بھی گناہ گار نہ ہوئے۔

آریہ۔ آپ کی لیاقت تو وام دیو کو بامدیو کہنے سے ظاہر ہے اور بسوامتر لفظ بھی نہیں وشوامتر ہے۔ یہ شلوک نمبری ۱۰۶ و ۱۰۸ ہیں۔ آپ نے انکا مطلب نہیں سمجھا یا جان بوجھ کر اعتراض کیا۔ یہ تمام آپت کال کا دھرم ہے۔ انہوں نے یہ ان سمجھا کے اسواسطے ایسا کہا۔ کہ لذات نفسانی کے واسطے۔ سکھوں کی فوج نے بہنگام فتح خیبر بھوکھ کے غلبہ سے مسلمانوں کی پکی ہوئی روٹیاں کھالیں۔ کیونکہ تمام فوج بھوکھی تھی۔ اور ایک جگہ گوبند سنگھ جی نے بھی ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ بہادر سیوا جی یا کسی اور کی بابت بھی سنا ہے۔ کہ اُنہوں نے بھی ایسا کیا تھا۔ اور اسی کے مطابق قرآن کے مصنف نے بھی تین فاقوں پر مردار جائز کر دیا ہے۔ سورہ مائدہ میں ہے فمن اضطر فی مخمصۃ پر شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں یعنے در مخمصہ خوردن مردار جائز است۔ و نزد ابو حنیفہ فائدہ لفظ غیر متجانف بگناہ آنست کہ زیادہ از ضرورت نخورد۔" (صفحہ ۱۱۱ نولکشور)

پھر قرآن سورۃ انعام میں ہے۔ الا ما اضطررتم الیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ میتہ حرام است الا وقت ضرورت تناول آں رخصت است" (صفحہ ۱۲۵ نولکشور)

منو سمرتی میں اِس کی بابت ایک اور جگہ بھی لکھا ہے۔

आपतकालेतु वि प्रा नां शौचाचारं नकल्पयेत् ।।

یعنے آیت کال میں وید کے ماننے والوں کے واسطے شوچ آچار یعنے طہارت ظاہری و طہارت متعلقہ خوراک کی تاکید نہیں ہے۔ اور اگر کوئی آیت کال میں صفائی بدنی اور خوراک کے متعلقہ طہارت نہ رکھ سکے یعنے ناجائز خوراک کھانے۔

تو وہ پاپی نہیں ہوگا۔ اور نہ سزا کا مستحق ٹھہرایا جاویگا۔ اسی سومرتی کے حکم کو سن سناکر مصنف قرآن نے بھی اس کی تقلید کی اب بتلا یئے کہ اس میں مصنف دھرم شاستر یعنے سو بھگوان اور مصنف قرآن مساوی ہوئے یا نہیں۔

ہم نے اظہار حق صفحہ ۱۴۰ پر لکھا تھا کہ اجی گرتا کی کہانی اور اسی قسم کی کہانیاں وید مقدس میں ہرگز نہیں ہیں۔ اس پر مولوی صاحب فرماتے ہیں۔

۸۔ مولوی۔ یہ دعوے بھی باطل ہے۔ دیکھو منوجی کہتے ہیں کہ اجی گرت رشی نے بھوکھ سے لاچار ہوکر اپنے بیٹے شنہ شیپ کو بیچا۔

آریہ۔ مولوی صاحب ہم نے کونسا باطل دعوی کیا۔ اور آپ نے کیا ثبوت دیا۔ ہم نے تو اجی گرتا کی کہانی کے ہونے کا وید میں انکار کیا تھا۔ نہ کہ منو سے۔ بیشک منو میں اجی گرتا کی کہانی ہے۔ ایسی ہی بیسیوں کہانیاں اور ہیں۔ مگر وید میں ہرگز نہیں۔

وید کی حقیقت کا جواب

۱۔ مولوی۔ اگر آریہ دھرم سچا ہوتا تو پرمیشور کے نام سے شروع ہوتا۔ نہ گنیش وغیرہ دیوتاؤں کے نام سے اور جو گنیش پرمیشور کا نام ہے تو وید میں کیوں نہیں۔ اور یہ نام پرمیشور کا کس نے رکھا۔

آریہ۔ آریہ دھرم سچا ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ کسی غیر کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ وید تو وید بھارت بھی گنیش کے نام سے شروع نہیں ہوتی ہے۔ جو کہ مقدس گرنتھ۔

आध्यं पुरुषमीशानं पुरहूतं पुरुष्टुतम् ।
ऋतमेकाक्षरं ब्रह्म व्यक्ताव्यक्तं सनातनम् ॥ १
असच्च सदसच्चैव यद्विश्वं सदसत्परम् ।
परावराणां स्रष्टारं पुराणं परमव्ययं ॥ २ ॥
मङ्गल्यं मङ्गलं विष्णुं वरेण्यमनघं शुचिम ।
नमस्कृत्य हृषीकेशं चराचरगुरुं हरीम ॥ ३ ॥

دیکھو بھارت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سمت ع

ترجمہ۔ وہ پری پورن اور سب سے عزت اور تعریف کے یوگ اور تمام بھلائی چاہنے والا سب کا اشٹ دوست سروپ ایک لازوال سب سے بڑا اور پرکرتی سے پرے ساتھ ہے۔ چراچر جو تمام عالم ہے۔ یعنے جیو اور پرکرتی ان سب سے اعلی ہے۔ وہ سب سرشٹی کا رچنے والا قدیم اور بےعیب بےوکار رہت ہے۔ تمام کلیان کا بھنڈار سرب دیاپک انت گرہن کرنے اور دھیان کے یوگ اور قدوس ہے۔ تمام اندریوں کا رچنے والا مالک اور متحرک وغیر متحرک کا منتظم اور جیوؤں کا آدی سرشٹی میں ہادی بذریعہ وید کے جو ہے اسی پرماتما کو نمسکار کرتا ہوں۔

مصنفان پورانوں کا بھی خیال ہے۔ کہ وید۔ رامائن۔ پوران۔ بھارت اس سب میں آد۔ مدھ۔ انت میں پرمیشور کی حمد کرنی چاہیئے۔

۷۔ مولوی۔ یہ سام وید کا منتر ہے۔ دیانند صاحب کا ترجمہ یہ ہے" ہے پتر تو انگ انگ (عضو عضو) سے اتپن ہوئے (پیدا شدہ) بیج (مں) سے اور ہردے (تصویر یا دل) سے اوتپن (پیدا) ہوا ہے۔ اس لئے تو میرا آتما (روح) ہے۔ مجھ سے پورو (اول) مت مرے کنتو (البتہ) سو برس تک جیوے۔

آریہ۔ بے شک سوامی جی مہاراج نے یہ ترجمہ لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہ تو اس کو صحیح سمجھا اور نہ صحیح ترجمہ کیا اور نہ اسکو صحیح نقل کیا آپ نے ہردے کے معنے تصویر یا دل لکھا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ اس کے معنے دل یا طبیعت کے ہیں۔ وہاں اوتپن ہوا ہے لفظ نہیں ہے بلکہ اوتپن ہوتا ہے۔ یہ فقرہ ہے۔ وہاں بیج بھی نہیں بلکہ ویرج ہے۔ آپ کی لیاقت تو کنتو کا ارتھ البتہ کرنے سے ظاہر ہے۔ حضرت کنتو کا ارتھ بلکہ ہے۔ البتہ یا بے شک نہیں۔ یہ ہنو کا ترجمہ ہو سکتا ہے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۸) افسوس کہ اس لیاقت پر ماہر وید وشاستر کا خطاب اور ویدوں کی غلطیاں نکالنے کا دعوے اور سوامی جی پر علمی اعتراض کرنے کا زعم۔

۱۷۔ مولوی۔ رگوید منڈل ۹ سوکت ۱۱۳ منتر ۵۔ پنڈت لیکھرام نے منتر نمبر ۱ کا ترجمہ لکھا ہے۔ اے آدمی تکلیفوں کے کھونے والے سردار اور خوشی کے دینے والے جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی دیا ٹپکتا ہے۔ جس سے تو حق کو جانتا ہے۔ اس اپار شکتی سے اپنے پوجاری کو ایسے میں ستھر کرلے تاکہ وہ آواگون سے نجات پاوے۔ تیری رحمت سب کی کلیان دایک ہے۔

آریہ۔ ناظرین خدا کے واسطے خیال کریں۔ جو ہمارے ترجمہ کے سمجھنے اور صحیح نقل کرنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتے۔ وہ ہم سے مقابلہ کریں؟ ہمارا ترجمہ یہ نہیں ہے دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰) خدا کے فضل سے مولوی صاحب نے شروع بسم اللہ ہی غلط لکھی۔ ہم نے یہ لکھا تھا کہ اے اودیا آدمی کلیشوں کے ناش کرنے ہارے۔ شدھ سروپ سرب آنند۔ دایک پرماتما جہاں تیرے جلال میں تیرے گیان کی بہا بہتا ہے جس گیان سے تو سب چراچر کی حالتوں کا گیاتا ہے۔ اس اپنی اپار شکتی سے اپنے اپاسک کو اپنے گیان میں ستھر کیجئے۔ تاکہ وہ جنم مرن سے رہت ہوکر تیری۔ انانتی معرفت کو پراپت ہو۔ پربھو تیری مہان کرپا سب کی کلیان دایک ہے۔" اب ناظرین دیکھئے کتنا دھوکا کھایا اور کس قدر مغالطہ دینا چاہا۔ اور پھر باوجود اسقدر واقعی کے الٹے ہم پر اعتراض۔

صفحہ ۲۷ و ۲۸ پر یاگولک سمرتی کو مولوی صاحب نے یہ گولکھ اسمرتی اور جاگولکھ اسمرتی لکھا اور اس میں سے کچھ اعتراض کیئے ہیں۔ مگر وہ نہ ہمارے دھرم کی پستک اور نہ ست دھرم سے اس کا تعلق۔ وہ قریب زمانہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ کسی پورانے گرنتھ میں اس کا حوالہ نہیں ہے۔ بابراں وہ غیر مستند ہے۔ اور مولوی صاحب کی لیاقت تو سمرتی کو اسمرتی لکھنے سے ظاہر ہے۔

۲۱۔ مولوی۔ یہ رگوید کے پہلے منڈل کا منتر ہے۔ دیانند صاحب اس کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔ ہم کس کی تعریف اور ارادھنا کریں۔ یہاں کونسا دیوتا بڑے اوتی (بقول دیانند صاحب زمین) تک پہونچائیگا۔ تاکہ میں اپنے

ماتا پیتا کے درشن کرسکوں۔

آریہ - یہ مولوی صاحب نے سوامی جی کے ترجمہ کے حوالے سے

कुहस्विदोषा कुहवस्तोरश्विना कुहाभिपित्वं करतु
कहोषतु को वांशयुत्रा विधवे व देवरं मर्यं न योषा
कृणाते सधस्थआ ॥ ऋ०म०१०•सू०४०•मं०२

اس منتر کا ترجمہ لکھا ہے۔ مگر یہ اس کا ترجمہ ہرگز نہیں۔ بلکہ کسی اور کا ہے۔ اور غالباً رگوید منڈل ایک سکت ۳۴ منتر ایک یا ۲ کا غلط ترجمہ ہے۔ نہ کہ اس منتر کا اور اسی طرح صفحہ ۲۴ پر उदीर्ष्वंनार्य والے منتر کا ترجمہ بھی محض بے بنیاد اور غلط لکھا ہے۔ یہ منتر رگوید کے دسویں منڈل کے ۱۸ سکت کا آٹھواں ہے ان دونو کا ترجمہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۶ و ۱۱۷ پر کیا ہے۔ پس یہ مولوی صاحب کی بڑی بھاری علمی عقلی اور سمجھ کی غلطی ہے۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتے ہیں کہ مولوی صاحب سنسکرت یا ہندی بھاشا بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ پڑھ سکتے ہیں۔ اور لکھنے میں تو انہیں بالکل مادہ ہی نہیں۔ وہ کسی ناگری پڑھے ہوئے سے کچھ اردو میں اتروا کر اور پھر صفحہ کے مطابق کتاب سے نقل کروا لیتے ہیں اور خیال کہ وہ جاہل ہوتا ہے۔ یہ بھی گمراہ رہ کر نادانی میں مبتلا ہو کر سرگرداں رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں عرفی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے

سبک شناں شود خود را بیک علم رساں   اریں چہ سود کہ انگشت جہل میخائی
جنون ز سر بنہ و دست عقل گیر و بیا   کزیں بہانہ مسلم نہ کہ شیدائی
ازاں حساب تو ہر دم تفاوتے دارد   کہ قد سرو نہ بینی و سایہ پیمائی
بزیر جامہ نہاں کردۂ برص لیکن   بچشم اہل بصارت برہنہ مے آئی
خراب کردہ جہلے و فارغ از دانش   عظیم دردے داری و لیس شکیبائی
اگر در آئینہ بینی رخ زشتے خویش   بجاہ و پل در انگشتی چو دیدہ بکشائی
بحیرتم کہ چہ داند رہ ندامت زیں درد   کہ عین جہلی و داری گمان دانائی

۲۴۳ - مولوی - یہ اتھروید کے چودھویں کانڈ کا منتر ہے۔ دیانند صاحب نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ "ہے خاوند اور دیور کو دکھ نہ دینے والی استری تو اس خانہ داری میں حیوانوں کی خدمت کرنے والی اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ سرو شاستر ودیا یکت اُتم پتر آدی سے سہت شور بیر پتروں کو جنے۔ دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے والی پتی۔ (خاوند) دیور (خاوند کا بھائی) کو پراپت ہو کر اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتری کو سیون کیا کر۔ یعنی وید کا مصنف کسی ہندو استری کو یہ نصیحت کرتا ہے۔ کہ اے گھر بسی تو اس خانہ داری میں جہاں اتنی سختیاں جھیل رہی ہے۔ خاوند و دیور کو دکھ بالکل نہیں دیتی۔ اور دیور کی کامنا بھی کرتی۔ (دلی امید بر لاتی) اور اس کو سکھی رکھتی ہے۔ اور اچھے اچھے بالک جنتی ہے۔ وہاں اتنی تکلیف اور بھی گوارا کر لے۔ یعنی خاوند اور دیور سے نمٹ نمٹا کر اس اگنی پروہت پر بھی کرپا کر دیا کر (بلکہ تو اس سے اور یہ تجھ سے آنند ہووے۔ پیارے مترو ذرا غور کرو۔ منتر ہذا سے عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور دیور وغیرہ سے زنا کرنا اور پروہتوں (عبادت کرنیوالوں) کا بیگانہ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ رکھنا بخوبی ثابت ہے۔ اور یہ اگنی پروہت بھی کوئی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ پرائی استری کو چھیڑنے کے کیا معنی۔ پس یہاں کانوں میں ڈھولا کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ اس لئے یہ اگنی پروہت اس تہمت سے پاک نہیں رہ سکتا۔

آریہ - افسوس حماقت تیرا ستیاناس۔ اور ہائے نادانی تیرا برا ہو۔ تو آدمی

کی آنکھوں پر تعصب کی ایسی سخت پٹی باندھ دیتی ہے۔ کہ پھر اسے کوئی ہزار سمجھاوے وہ نہ سمجھتا ہے۔ اور نہ مانتا ہے۔ اور باوجود اس لاعلمی کے اپنے آپ کو فرعون بے سامان سمجھتا ہے۔ سوامی جی نے یہ منتر ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۱۷ پر لکھا۔ اور وہاں ہی اس کا ترجمہ کیا تھا "ہے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی ستری تو اس گرہ آشرم میں پشوؤں کے لئے کلیان کرنے ہاری اچھے پرکار دھرم نیم میں چلنے روپ اور سرو شاستر ودیا یکت۔ اُتم پتروں سے سہت شور بیر پتروں کو جننے دیور کی کامنا کرنے والی اور سکھ دینے ہاری پتی وا دیور کو پراپت ہو کے اس گرہست سمبندھی اگنی ہوتر کو سیون کیا کر"

پیارے ناظرین! یہ منتر ودھوا کے دوسرے بیاہ کے وشے میں ہے جسکو سنسکرت میں نیوگ کہتے ہیں۔ پتی اسکو کہتے ہیں۔ جس نے خود برہم چریہ کے بعد باکرہ برہمچارنی لڑکی سے شادی کی۔ لیکن ایسے سمبندھ کے ٹوٹ جانے یعنے برہمچاری خاوند کے مرجانے کے بعد جو دوسری شادی میں پتی ہو۔ اس کا نام پتی نہیں۔ بلکہ دیور ہے۔ خواہ وہ خاوند کا بڑا یا چھوٹا بھائی ہو۔ یا اور کوئی خاوند کی گوت کا یا اور کوئی ہو۔ جس سے شاستر کے مطابق شادی ہو سکتی ہو۔ اس کا نام دیور ہے۔ کیونکہ وہ وید کی نہایت پرانی تفسیر میں دوسرے خاوند کا نام جو دوسری شادی سے ہو دیور ہے۔ اگنی ہوتر کہتے ہیں۔ آگ میں ہوم کرنے کو۔ یہ کسی آدمی کا نام نہیں۔ اور نہ پروہت کا نام ہے۔ ہاں اگنی ہوتری نے تنک اگنی میں ہوم کرنے والے کو کہتے ہیں۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ جیسے نمازی مگر یہاں سوامی جی کے ترجمہ میں تو اگنی ہوتری لفظ ہی نہیں۔ بلکہ اگنی ہوتر ہے۔ مطلب اس منتر کا یہ ہے۔ کہ اے ودھوا استری تو اول شادی کی طرح دوسری شادی میں بھی گھر کے کام اور اگنی ہوتر وغیرہ۔ پنچ مہایگ روز کیا کر۔

جس طرح اندھے حافظوں نے ہاتھی کو نہیں پہچانا تھا۔ بلکہ کسی نے سانپ اور کسی نے جاروب اور کسی نے بادکش کی طرح سمجھا۔ ایسا ہی حال ہمارے واعظ اسلام حافظ ابو رحمت حسن صاحب کا ہے۔

قرآن سورہ نساء میں ہے۔ والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔ ترجمہ اور حرام کی گئیں اوپر تمہارے شوہر دار عورتیں۔ مگر جو اُن کے جنکے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ "اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند نکاح وے شرعی او صحیح بود۔ ہرچند آنجا زوج داشتہ باشد" (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن ۱۲۹۱ھ نولکشور)

نیز اس پر تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ ہاتھوں کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ عورتیں لڑائی میں بندی ہو کر ان کے ہاتھ میں آئی ہیں۔ پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے واسطے حلال ہیں۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں۔" (مفصل دیکھو ہمارا رسالہ جہاد صفحہ ۱۲ و ۱۳) اس کے علاوہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ ابو سعید نقل میکند۔ کہ در حرب حنین از غنایم اوطاس مال بیقیاس باہل جہاد رسید۔ و از جملہ زنانے کہ شوہران ایشاں را بسبب نصب مے شناختیم بقید اسیری ما درآمدند۔ و چوں حرمت زنان شوہرداراں ما را معلوم شدہ بود در حل حرمت اسیران متردد گشتیم۔ ایشاں را اگرچہ ملک یمین ما بودند۔ از قبیل جستو درپے مے شمردیم۔ بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ ایں آیت نازل شد۔ والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کہ زنان گرفتار اگرچہ شوہر دارند۔ اما چوں بسبب سبی ملک یمین شما

در ایشاں حلال است بشرط اخراج از دار الحرب بے از ازواج ایشاں و ایں قول اعظم است۔ و باقی ائمہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میدانند" (صفحہ ۱۰۲ جلد اول)

اور حضرت محمد صاحب خود بنفس نفیس جب لشکر جہاد کیواسطے جاتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ فلانی جگہ جہاد کو جاؤ۔ وہاں سے خوبصورت اور حسین لونڈیاں پکڑ لانا چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ جد بن قیس را گفت هل لك في الجهاد بني الاصفر تتخذ منهم سراری[1] و وصفا یعنی ہیچ شاید بقتال اہل روم میل کنی۔ واز ایشاں سرہائے خوب و کنیزاں نیکو بگیری" (صفحہ ۲۵۸ سورہ توبہ جلد اول)

اب ہم آپکے مقررہ قاعدہ کے چند سوال و جواب درج کرکے مضمون کو ختم کرتے ہیں

سوال بھلا صاحب جس مذہب میں زناکاری اور مکان پرستی اور سنگ سیاہ پرستی اور گور پرستی شرعاً و الحاقاً و فعلاً جائز ہو اور حلالہ حلال و متعہ تمتع کے لائق ہو۔ اور جس میں کئی برس تک شراب جائز اور مباح کی گئی ہو۔ اور خدا کے نام پر جانوروں کی خونریزی کیجاتی ہو۔ اور لاکھوں بیگناہ مخلوق کا گلا کاٹا جانا حکم خدا کہا جاتا ہو۔ اور جس میں عورتوں کا بیچنا اور بہلانا جائز ہو۔ کیا وہ دین خدا جل شانہ کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایسا مذہب اگر خدا کی طرف سے ہے۔ اور اچھا راستہ سمجھا جاتا ہے۔ تو پھر شیطانی پنتھ اور برا طریقہ کونسا ہوگا۔ بھگت کبیر جی نے کیا سچ کہا ہے۔

جیو بدہ دھرم کر تھاپیو ادھرم کہاں کہو بھائی
بگلا کو منی ور کر تھاپیو کہاں کو کہو قصائی +
ہن جھٹکا ان بسمل کینا دیا دوہاں سے بھاگی۔
کہے کبیر سنو بھائی سادھو آگ دوناں گھر لاگی +

سوال راہ حق کے متلاشی اور نجات کے طالب کو پھر کیا کرنا چاہئے۔

جواب ایسے ناقص طریقہ کو ترک کر صراط المستقیم و مقدس کو بے خوف و بیم تسلیم کرنا چاہئے۔ اور آریہ دھرم پر ایمان لا حقیقی شانتی حاصل کرنا چاہئے۔

محمدی بھائیوں کا دلی خیر خواہ

لیکھرام آریہ مسافر

---

[1] سراری جمع سریہ کی ہے۔ لونڈیاں۔ مدخولہ اور اسی کے قریب معنے وصفا کے ہیں۔ یعنی باندی و کنیزک (از مؤلف)

جہاد

تیسرے ایڈیشن کا دیباچہ

"از ایڈیٹر" آریہ مسافر کی تصانیف مذہبی دنیا میں ایک عجیب مرتبہ رکھتی ہیں۔ اس علم اور عقل کے زمانے میں جبکہ پرانے توہمات کی بیخ کنی ہوتی چلی جاتی ہے۔ جبکہ تحقیقات حق نے تلوار اور جبر کو قریباً شائستہ دنیا سے بالکل بھگا دیا ہے۔ ایک ایسے محقق کی تصانیف جس نے کہ بلا حوالجات مستند کے ایک لفظ بھی اپنی طرف سے نہ لکھا ہو۔ فی الحقیقت طالبان حق کے لئے وہ حکم رکھتی ہیں۔ جو کہ افریقی صحرا نورد کے لئے ٹھنڈا پانی۔ محمدی مسلمانوں کا مسئلہ جہاد بھی پرانے توہمات میں سے ایک ہے۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ یہ مسئلہ دیگر توہمات کی نسبت زیادہ تر خطرناک اور غارت گر دین حق و برباد کنندہ مسلم ایمان ہے۔ شکر کا مقام ہے۔ کہ علم کی روشنی کے آگے جہالت کی تاریکی ٹھہر نہ سکی۔ اور جن حضرات کے بزرگوں نے کہ دین حق سے گمراہ ہونے کی وجہ اپنے مذہب کے پھیلانے میں دنیاوی تلوار سے کام لیا تھا۔ انہیں بھی آخر کار زبان حال سے اقرار کرنا پڑا کہ جبر کا دھرم سے کوئی تعلق نہیں

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب پیغمبر **عرب** کی امت خود اس مسئلہ کی غلطی کی قائل ہے۔ تو مردوں کو اکھیڑنے سے اب حاصل۔ بالخصوص اگر ہمارے محمدی بھائی صاف طور پر اپنے بزرگوں کی غلطیوں کے قائل ہو جاتے تو گذشتہ را صلوٰۃ کی نصیحت پر عمل کرنا لازم تھا۔

لیکن افسوس ہمارے تعلیم یافتہ محمدی بھائیوں نے یہ ثابت کرنے کی کوششیں کیں۔ کہ محمدی اسلام کبھی بھی تلوار کے زور سے نہیں پھیلایا گیا۔ اور یہ بھی دعوے کیا کہ قرآن کی مقدس کتاب میں اس قسم کا کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے قرآن احادیث اور تاریخ کے مستند حوالجات سے ثابت کر دکھایا کہ جہاد محمدی تعلیم کا ایک جزو اعظم ہے۔ اس تحقیقات سے خدانخواستہ پنڈت لیکھرام سورگباشی کا یہ مدعا نہ تھا۔ کہ کسی بھائی کا دل دکھے۔ بلکہ مطلب یہ تھا۔ کہ محمدی تعلیم کی خطرناک سپرٹ سے آگاہ ہو کر ہمارے صدیوں کے بچھڑے بھائی پھر اپنے پراچین ویدک دھرم کی شرن میں واپس آویں۔ لیکن ہماری رائے میں ایک اور زبردست وجہ ہے۔ جو کہ جہاد کے مسئلہ کی چھان بین پر خیر خواہان خلق اللہ کو مجبور کرتی ہے۔ حال میں ہی جہاں ایک طرف امیر کابل کی نئی تصنیف محمدیوں کا دل جہاد کے لئے ابھارنے میں لیور کا کام دے رہی ہے۔ اور اس پر حاشیئے چڑھا کر محمدی اخبارات امن ملک میں خلل انداز ہو رہے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ایک غازی کے لاہور پہنچ کر ایک میم کو دن دہاڑے قتل کرنے کا واقعہ ایسا نہیں ہے۔ جو کہ راہ حق کے واعظوں کو نہ ہلا دے۔ لیکن ان سے بھی بڑھ کر رسالہ جہاد کے مصنف پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا بے رحمانہ قتل زبان حال سے پکار رہا ہے۔ کہ جب تک ہمارے آن پڑھ محمدی بھائی سچے دھرم سے بے خبر رہینگے۔ تب تک واقعی شانتی کا راج دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا +

یہی وجوہات ہیں جنہوں نے کہ ہمیں رسالہ جہاد کی طبع دوم کے

سوم

ختم ہونے پر اسے تیسری بار چھپوانے کی طرف رجوع کیا ہے۔ اور اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم کچھ نئی معلومات کا نتیجہ ناظرین کتاب کے روبرو پیش کریں۔ مسٹر لارنس صاحب افسر بندوبست کشمیر نے بڑی تحقیقات کامل کے بعد تاریخ کشمیر نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں صاحب موصوف نے افسوس سے یہ ظاہر فرماکر کہ بارہ سلطنت محمدی اسلام کی کوئی مستند تاریخ ہند نہیں ملتی اس بات پر اظہار خوشی فرمایا ہے۔ کہ کشمیر کی مسلسل تاریخ وہاں کے بعض پنڈت قلمبند کرتے رہے ہیں۔ اس تاریخ کشمیر کے چند حصوں کا ترجمہ سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری و ماہ فروری ۹۷ء میں شایع ہوا ہے۔ اس میں سے جہاد و جبراً محمدی اسلام پھیلانے کی نسبت کسی قدر اقتباس ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

"۱۳۰۵ء میں بعہد حکومت راجہ سمہ دیو کشمیر شرابیوں قماربازوں اور بدمعاشوں کا ملک معلوم ہوتا تھا۔ اور عورتوں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ اس کے وقت میں ذی القدر خاں تاتاری نے کشمیر پر حملہ کیا۔ بیچارہ سمہ دیو کشتوار کو بھاگ گیا۔ اس تاتاری نے جس کو عام طور پر زلزو کہتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا۔ ہزاروں کو غلام بنایا۔ اور سرینگر میں آگ لگادی۔ زلزو کے ۸ ماہ کے قبضہ میں تمام ملک ویران ہوگیا۔ اور چونکہ غلہ کا میسر آنا مشکل ہوگیا اس نے براہ کلی نرواد گھاٹی کے کشمیر سے نکل جانا چاہا۔ لیکن برف کی وجہ سے راستہ بند ہوگیا۔ اور وہ معہ اپنی فوج اور کشمیری غلاموں کے برف میں مارا گیا۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۹)

"اودائین کے مرنے پر کوٹارانی باختیار ہوئی۔ مگر صرف پچاس دن حکومت کرنے پائی کہ شاہ مرزا نے جسکو عام لوگ شاہ میر کہتے تھے۔ اپنے بادشاہ ہونیکا ۱۳۴۳ء میں اعلان کیا۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لیے کوٹارانی سے شادی کرنی چاہی۔ اوّل تو اس نے ٹالا۔ مگر آخرکار بوجہ اس کے قابو میں ہونے کے اس کا پیام ماننے پر مجبور ہوئی۔ مگر جب شاہ میر اس کے پاس خلوت میں گیا۔ تو اس نے اپنے پیٹ میں چھری مارلی۔ بعد ازاں شاہ میر نے بادشاہ کشمیر ہوکر اپنا نام شمس الدین رکھا۔ یہ شخص سلاطین کشمیر میں سے پہلا بادشاہ تھا۔ ۱۳۹۴ء میں سلطان سکندر تخت نشین ہوا۔ اور بوجہ اس جوش و خروش کے جو اس نے پرانے عالیشان مندروں کی مسماری میں دکھلائے۔ جلد تر اس کا نام بت شکن مشہور ہوگیا۔ سکندر بہادر اور تربیت یافتہ تھا۔ لیکن اس کی ساری خوبیاں اس مذہبی جوش نے خاک میں ملا دیں تھیں۔ اس نے مسلمان علماء کو اپنے دربار میں بلایا۔ منجملہ ان کے محمد خاں ہمدانی بھی تھا۔ جو مشہور شاہ ہمدان کا قائم مقام تھا۔ جس نے بادشاہ کے اس جوش کی آگ کو اور زیادہ بھڑکائی۔ مندر مسمار کئے گئے۔ اور ایک سال تک مارتنڈ کے بڑے عالیشان مندروں کی مسماری کے لئے مدد لگی رہی۔ جب وہ مضبوط عمارت نہ ٹوٹی تو آخرکار آگ لگادی گئی۔ اس طرح وہ عالیشان عمارت برباد کی گئی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۰ و ۱۱)

اور محمد شاہ کے زمانے میں عبدالغنی اور ملا شرف الدین صوبجات نے ہندوؤں پر بڑے بڑے ظلم کئے۔ کیلاس پورہ ایک ہندوؤں کا محلہ شہر میں تھا۔ ان کو جلایا اور ہندوؤں کو دستار باندھنے کی ممانعت کی گئی۔ (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۹۷ء صفحہ ۱۶)

ان وحشیوں کے ظلم پنڈتوں شیعہ لوگوں اور جہلم کے بمبس فرقہ کے لوگوں پر ہوئے۔ ظالموں کی فہرست میں اوّل نام اسد خاں کا ہے۔ اس شخص کو یہ فخر تھا کہ میں نادر شاہ ثانی ہوں۔ یہ دستور تھا۔ کہ گھاس کے بورہ میں دو پنڈتوں کو بند کرکے ڈل میں ڈبوا دیتا تھا۔ اور یہ مذاق تھا۔ کہ کیچڑ سے بھر کر گھڑا پنڈتوں کے سر پر رکھایا جاتا تھا۔ اور مسلمان اوس پر اس طرح پتھر مارتے تھے۔ کہ وہ گھڑا ٹوٹ کر کیچڑ آنکھوں میں بھر جاتی تھی۔ پہلے پنڈت لوگ صرف مونچھیں رکھتے تھے اُن کو مجبور کیا۔ کہ وہ ڈاڑھی بھی رکھیں۔ اور پگڑی نہ باندھیں۔ اور نہ جوتہ پہنیں۔ ٹکا جس کے ماتھے پر دیکھا جاتا تھا۔ مٹا دیا جاتا تھا۔ اب جو کشمیری پنڈت بڑا ٹیکا ماتھے پر لگاتے ہیں۔ اور بڑی پگڑی باندھتے ہیں۔ یہ پٹھانوں کے وقت کے ظلم کی یادگار ہے۔ مریہ بھیر ہندوؤں پر قائم ہوگیا تھا۔ اور بہت سے برہمن یا تو بھاگ گئے۔ یا مسلمان ہوگئے۔ ورنہ قتل کئے گئے۔ اسد خاں کے بعد مدد خاں ہوئے۔ اُن کی نسبت یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ "ظلم اسد را رسید مدد" میر حافظ تیسرا شیطان تھا جو بجائے گھاس کے تھیلیوں کے چمڑے کے تھیلیوں میں برہمنوں کو بھر کر ڈبوتا تھا شیعہ اور برہمنوں کا کچھ امتیاز نہ تھا۔ عطا محمد خاں نہایت ظالم اور عیاش تھا۔ اس کے پاس ایک کٹنی مسماة کوشب تھی۔ جس سے سب پنڈت لوگ ڈرا کرتے تھے اور بجائے اس کے کہ اپنی لڑکیوں کو بے عزت ہونے دیں۔ اُن کے ناک کاٹ لیتے تھے۔ یا سر منڈوا دیتے تھے۔ ان دنوں میں جس کسی مسلمان کو راستہ میں پنڈت مل گیا۔ وہ ان کی پشت پر سوار ہوکر پھیرا کرتا تھا۔ آخرہ پٹھانوں کے ظلم سے کشمیری تنگ آگئے۔ اور ان کو صرف رنجیت سنگھ شیر پنجاب سے جس کا ستارہ ان دنوں عروج پر تھا۔ امن کی امید ہوئی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۷ و ۱۸)

بیربل در معہ اپنے بیٹے راج کاک کے کشمیر سے خفیہ طور پر نکل آئے۔ اور سیدھے لاہور میں رنجیت سنگھ کے پاس پہنچے۔ اور مدد کی التجا کی۔ محمد عظیم نے یہ حال سُن کر بیربل در کی عورتوں کو منگوایا۔ بیربل در کی بی بی نے خودکشی کی۔ مگر راج کاک کی نوعمر بی بی کسی طرح ان کے ہاتھ آگئی۔ جس کو انہوں نے مسلمان کرکے کابل بھیج دیا تھا۔ جہاں وہ اب تک زندہ موجود تھی۔" (دیکھو سفیر کشمیر بابت ماہ جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۸ و ۱۹)

صلح کرانے اور محبت بڑھانیوالے خدا کے فرزند (ایشور کے پیارے بنیں) اور وہی سورگ دھام کے وارث ہونگے نہ کہ تلوار چلانے اور خون بہانے والے۔

ان دنوں جبکہ علم و عقل کی ترقی ہوئی۔ اور تہذیب کا چرچا عام آزادی جیسے پھیلنے لگا۔ دیں بالجبر کو تمام تعلیم یافتہ لوگ نہایت حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور اس کے دعاوی پر اعتراض کرنے لگے۔ اس پر بعضے نیچری خیال کے محمدی بجائے اس کے کہ ضلالت سے دست کش ہوکر صداقت کیطرف متوجہ ہوتے۔ الٹی یہ بیجا اور بے سود کوشش کررہے ہیں۔ کہ اسلام نے جہاد کبھی نہیں کیا۔ کبھی قوم جبراً مسلمان نہیں کی گئیں۔ کبھی کوئی مندر اسلامیوں نے نہیں توڑا کبھی کسی مندر میں گائے ذبح نہیں کی گئی۔ کبھی غیر مذہب کی عورتوں یا بچوں کو جبراً و مذہباً مسلمان نہیں بنایا۔ اور لغیرات کے ان کے ساتھ کنیزک و غلام سمجھکر بد فعلی کے مرتکب نہیں ہوئے

ہم نے مخالفین کے رسالجات مندرجہ حاشیہ میں اس ایک ہی مضمون کو نہایت غور سے پڑھا۔ اور ان کے دلائل کو بھی راستی سے مطالعہ کیا۔ سب سے زیادہ زور سید صاحب نے لگایا ہے۔ اور باقیوں نے عموماً ان کے مضمون کو نقل کر کے کہیں کہیں کم وبیش بنایا ہے۔ یہ بھی کیا مبارک تھے۔ کہ خود مسلمان بھی جہاد کرنے سے انکار کرنے لگے۔ لیکن افسوس ہے۔ تو یہ ہے۔ کہ وہ قرآن سے کوشش کرتے ہیں۔ قرآن کے چہرہ سے صرف یہی ایک جہادی داغ دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ فرشتوں کا انکار معجزوں کا انکار۔ آسمانوں کا انکار بہشت و دوزخ کا انکار جنات کا انکار۔ عیسے کے بے پدر پیدا ہونیکا انکار۔ ایک آدم سے کل آدمیوں کے پیدا ہونے کا انکار۔ غرضیکہ قرآن سے تمام اعرابیت کی باتیں نکال کر مصمم ارادہ کر رہے ہیں کہ اس کو مہذب ہندوستانی بنا دیں۔ مگر افسوس کیونکہ ؎ کوشش بے فائدہ است وسمہ برابروئے کور

قرآن سے یہ باتیں دور ہونی بمنزلہ اس کے ہیں۔ کہ قرآن نہیں رہتا۔ اور کسی محمدی کی یہ طاقت بھی نہیں۔ کہ مکہ کے مندر یا مدینہ کی زیارت کے اندر گھس کر کسی ایک بات کو منہ سے نکالے۔ یا روم افغانستان اور مصر میں کوئی بات کہہ سکے۔ گورنمنٹ انگریزی کی عملداری کا زمانہ ہے۔ شیر و بکری کا ایک ٹھکانا ہے۔ یہ داغ نہیں۔ بلکہ قرآن کا حلیہ ہے۔ اسکے مٹنے سے قرآن قرآن نہ رہیگا۔ پارسیوں۔ بودھوں اور ہندوؤں کی کتابوں کا [illegible] ہوجائیگا۔

لطیفہ ایک نیچری سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ ولایت گئے تھے۔ کیا مکہ کا حج بھی کر آئے۔ جواب میں فرمایا کہ میں مکہ سے بڑھکر کام کر آیا ہوں۔ یعنی ملکہ کو سلام کر آیا۔ بیشک مکہ سے ملکہ میں ایک لام زیادہ ہے۔ ؎

پارسیاں روئے در مخلوق — پشت بر قبلہ میکنند نماز
آنکہ چوں پستہ دیدمش ہمہ مغز — پوست بر پوست بود ہمچو پیاز

اسلام جسطرح دنیا میں پھیلا۔ اور جس چیز کے زور سے اسکی اشاعت ہوئی۔ اس کا نام جہاد ہے۔ اور جس کو اصطلاح احمدیہ میں غزا بھی کہتے ہیں کہ اس کا مرتکب غازی کہلاتا ہے اور یہی آلہ ہے۔ جس کی خوفناک حرکت سے کروڑوں آدمی راستی سے منحرف کئے گئے۔ چونکہ اس مسئلہ نے دین محمدی کے دل میں اس آتش جہالت کو مشتعل کر کے شہوات بہیمیت کے تیل سے بھڑکایا۔

بنابراں ہم نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی مفصل کیفیت قرآن وحدیث وکتب تواریخ سے عام وخاص پر ظاہر کریں۔ تا ستیہ کا پرکاش اور استیہ کا ناش ہو۔

باب اوّل قرآن سے

نمبر ۱ سورہ انفال یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون

ترجمہ۔ اے پیغمبر شوق دلا مسلمانوں کو قتال کا۔ اگر ہوں تمہارے سے بیس آدمی صبر کرنیوالے غالب آوینگے دو سو آدمی پر۔ اگر ہوں تمہارے سے سو آدمی غالب ہونگے ہزار آدمی پر کافروں سے۔ اس سبب سے کہ وہ گروہ ہیں۔ جو نہیں سمجھتے۔

پہلے یہ آیت نازل ہوئی۔ لیکن مسلمان مقابلہ کفار پر نہ ٹھہر سکے۔ اور مائل بفرار ہوئے۔ بنا براں خدائے قرآنی کو بھی اپنی سہو سے اقرار کرنا پڑا۔ اسی واسطے شاہ ولی اللہ صاحب ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "کہ چوں ایں آیت نازل شد۔ وجوب گشت ثبات با دہ چنداں کفار۔ بعد ازاں منسوخ شد بوجوب ثبات در مقابلہ دو چنداں" (دیکھو صفحہ ۲۰۵ نولکشور ۱۲۸۹ھ)

وہ آیت جس نے اس نمبر ۱ کو منسوخ کیا یہ ہے۔

نمبر ۲ سورہ انفال الئن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین

ترجمہ (اب پہلے حکم کو) خدا نے (سبک) تخفیف کر دیا۔ تمہارے سر سے اور جان لیا خدا نے کہ تمہارے بیچ کمزوری ہے۔ پس اگر ہوں تمہارے سو آدمی صبر کرنے والے۔ غالب آویں دو سو پر۔ اور اگر تمہارے ہوں ہزار آدمی غالب آویں دو ہزار پر۔ خدا کے حکم سے۔ اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس پر شاہ ولی اللہ صاحب حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ "در صحابہ از اسیران بدر فدا گرفتند۔ باجتہاد خویش ومرضی نزدیک خدائے تعالیٰ قتل ایں جماعت بود بجکم چوں نقض صریح نشدہ بودند۔ عفو فرمود۔" صفحہ ۲۰۷ ۱۲۸۹ھ فارسی

قرآن جنگ بدر میں جب لوٹ غارت کر چکے اور صدہا آدمیوں کو قتل و قید کرنے کے بعد بہت سا مال و اسباب جمع کیا۔ تب خدا فرماتا ہے۔

نمبر ۳ سورہ انفال یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم واللہ غفور رحیم

ترجمہ۔ اے پیغمبر کہو ان قیدیوں سے جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کہ اگر جانیگا خدا تمہارے دل میں نیکی یعنی ایمان محمدی۔ تو بیشک دیگا تم کو بہتر اس (مال و اسباب سے) جو تمہارا لیا گیا ہے۔ اور تم کو بھی معاف کر دیگا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور لوٹ کے مال کی بابت خدا کہتا ہے۔ فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا۔

ترجمہ کھاؤ لوٹ کے مال سے حلال پاکیزہ۔ یعنی وہ تمہارے واسطے بہت ہی اول درجہ کا حلال ہے۔ اچھے مسلمانوں کی تعریف قرآن میں خدا اس طرح

---

[1] مولوی [illegible] صاحب نے کتاب [illegible] میں اور مولوی غلام [illegible] نے مسئلہ جہاد میں [illegible] غلام حسین نے رسالہ جہاد میں اور سید احمد خان نے تبیین وغیرہ میں اور [illegible] صاحب نے اپنے اعجاز میں جہاد کے مٹی کرنے میں بہت ہی کوششیں کی ہیں۔

[2] جہاد کافروں سے لڑنا۔ کافروں سے لڑنا کریم اللغات

[3] غازی جس [illegible] جنگ میں ایضاً

[4] سرایا۔ جہاد لڑائی کفار سے۔ ایضاً

[5] غزو جہاد لڑنا مسلمانوں کا کفار سے واسطے دین کے۔ ایضاً

[6] غنیمت مال لوٹ کا لوٹ۔ ایضاً

[7] غنائم جمع غنیمت کی ہے۔ ایضاً

[8] غنیم۔ لوٹنے والا۔ غیر دشمن۔ ایضاً

[9] جہاد بالکسر با کفار کارزار کردن کشف اللغات

[10] غزو بالفتح قصد کردن و جنگ کردن [illegible] ایضاً

[11] غزاۃ بالضم غزا کنندگان و جمع غازی است ایضاً

[12] جہاد بکسر اول با کفار کارزار کردن منتخب

[13] جہاد بالکسر [illegible] جنگ [illegible] ایضاً

[14] [illegible] بالفتح با دشمن دین جنگ کردن از [illegible]

[15] غزاۃ بالفتح اول و زای معجمہ و ہائے فوقانی جمع غازی کہ قاتل کفار باشد۔ از غیاث اللغات

[16] غزوات یعنی جمع غزوہ

[17] غزوہ بالفتح جنگ مشہور یکہ [illegible] رسول علیہ السلام یا امام وقت در آں جنگ حاضر شدہ باشد و دیگر جنگ غیر آں کہ سرکردگی امام وقت باشد آنرا سریہ گویند از غیاث

[18] سریہ بالفتح اول و کسر ثانی و تشدید تحتانی لشکر [illegible] یکجا باشد تا چہار صد کس و در اصطلاح اہل حدیث لشکر یکہ حضرت رسالت پناہ خود ہمراہ نبودند و دیگری [illegible] از منتخب و صراح و لطائف و غیاث

[19] جہاد مصدر یست [illegible] بجان [illegible] از برہان قاطع

[20] غازی در عربی کسے را گویند کہ بسبب دین باعدائے دین حرب کند از برہان قاطع

[21] غزوات جمع غزوت و غزا لڑائی جنگ کافروں کے برخلاف [illegible] (فتح)

[22] جہاد جنگ مخالف کفار جہاد اکبر جو کل کفار دنیا کے خلاف (ز جان رچرڈسن صاحب کی عربی فارسی انگریزی ڈکشنری صفحہ ۵۰۲)

اور ان الفاظ میں کرتا ہے

نمبر ۴ سورۃ انفال والذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین آووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم

ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے۔ اور ہجرت کی۔ اور جہاد کیے۔ خدا کے راستہ میں (یعنی دین محمدی کے پھیلانے کی خاطر) اور جنہوں نے جہادیوں کو جگہ دی۔ اور اُن کی مدد کی (وغیرہ وغیرہ سے) یہی لوگ ایسے آدمی وہی ہیں۔ جو سچے مسلمان ہیں۔ انہیں کے واسطے معافی ہے۔ اور نیک روزی۔ اور اس سے اگلی آیت میں بھی اُن لوگوں کو جو آئندہ دین اسلام کی خاطر جہاد کریں یا کریں گے بھی سچے مسلمانوں میں شمار کرتا ہے۔ غرض خدا اور جگہ بھی مسلمانوں کی تعریف کرتا ہے۔ تاکہ وہ جہاد کرنے میں دل وجان سے ہمت کریں۔ اور دین محمدی پھیلا دیں۔ چنانچہ وہ آیت یہ ہے

نمبر ۵ سورۃ مائدہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم ذالک فضل اللہ

ترجمہ (مسلمان لوگوں کی تعریف یہ ہے۔ گویا ایک قسم کا ملیپ) وہ فروتنی کرنے والے ہیں مسلمانوں پر سختی کرتے ہیں کافروں پر۔ جہاد کرتے ہیں۔ خدا کے رستے میں اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ یہ خدا کی بخشائش ہے

نمبر ۶ سورۃ توبہ فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ وآتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم

ترجمہ پس جب مہلت کے (یعنی حرام) مہینے گذر جاویں تب قتل کرو مشرکوں کو جس جگہ پاؤ۔ پکڑو ان کو اور قید کرو ان کو اور گھیرو واسطے قتل وگرفتاری ان کی کے کمین گاہوں میں چھپ کر (غرضیکہ جس حیلہ اور مکر وفریب سے ہو سکے پکڑو۔ اور قید کرو۔ مسلمانوں کو ایک حربہ مہربانی کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ (اگر وہ اپنے دین سے توبہ کریں۔ اور نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ دیں۔ تب ان کو بغیر قتل کرنے کے چھوڑ دو۔ (غرضیکہ غیر مسلمان کرنے یا قتل کرنے کے مت چھوڑو) تحقیق خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

توبہ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون

ترجمہ (اور اس سے آگے کچھ عرصہ سوچ کر بھی ایمان لانے کی مہلت دینے کی اجازت دی) اگر کوئی مشرکوں سے اگر امان مانگے تو اس کو امان دے۔ تاکہ وہ قرآن کو سنے۔ جب سن چکے۔ تو اس کو پہنچا دے لشکر گاہ اسلام میں۔ اور یہ اس واسطے ہے۔ کہ وہ لوگ قرآن سے ناواقف ہیں۔

نمبر ۷ سورۃ توبہ ولئن نکثوا ایمانھم فقاتلوا ائمۃ الکفر

ترجمہ جو لوگ اعتراض یا طعنہ کرتے ہیں تمہارے دین پر تب قتل کرو ایسے بڑے کافروں کو

نمبر ۸ توبہ ان کنتم مومنین قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم ویخزھم وینصرکم علیھم

ترجمہ اگر تم مسلمان ہو تو جنگ کرو ان کے ساتھ تا خدا تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دیوے اور ان کو رسوا کرے اور تم کو فتح دیوے

نمبر ۹ سورۃ توبہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم وماواھم جھنم

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کر ان پر اور ٹھکانا ان کا دوزخ ہے۔ ناقل پر شاہ ولی اللہ صاحب نے حاشیہ پر لکھا ہے۔ جہاد منافقین بزبان و سختی کی بیان ہے (او کشاف)

نمبر ۱۰ توبہ ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہ حقا

ترجمہ تحقیق خدا نے خرید لیں مسلمانوں کی جانیں اور ان کا مال عوض اس کے کہ ان کو بہشت دیوے (کن لوگوں کو) ان کو جو جنگ کرتے ہیں خدا کے رستے میں پس قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں۔ غرض جب بہشت کا وعدہ خدا کے ذمے ہے تو پھر نقصان کی خاطر

معنی متفق شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔ و جہاد مسکرہ و قسم خوردہ ولیکن بسبب آنکہ کفار قریش بعد قول ایشاں عہد شکستند۔ ایشاں نسبت نداشتند مسلمانان در جنگ خستہ (صفحہ ۲۰۶ ترجمہ شاہ)

نمبر ۱۱ توبہ یا ایھا الذین آمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ واعلموا ان اللہ مع المتقین

ترجمہ اے مسلمانوں جو کافر تمہارے نزدیک ہیں۔ ان کے ساتھ جنگ کرو اور چاہیے کہ کافر لوگ تمہارے بیچ غلظت یعنی سختی دیکھیں اور جانو کہ خدا مسلمانوں کے ساتھ ہے۔

نمبر ۱۲ توبہ یجاھدون باموالھم وانفسھم واللہ علیم بالمتقین۔

ترجمہ جو جہاد کرتے ہیں اپنے مال سے اپنی جان سے ایسے ہی پرہیزگاروں کو خدا جانتا ہے۔

نمبر ۱۳ توبہ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین۔

ترجمہ تحقیق فتح دی تم کو خدا نے بہت جگہوں میں اور حنین کے دن بھی جب تعجب دلایا تم کو تمہاری کثرت نے پس وہ نہ کیا اس زیادتی نے تمہارے سے کچھ چیز کو اور تنگ ہوئی زمین تمہارے پر باوجود اس کی فراخی کے۔ پس تم بھاگے پیٹھ دے کر (لکھا ہے کہ حنین میں باوجود کثرت امداد غیب کے محمد نے پہلے ہی شکست کھائی۔ بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے۔ اور ۱۲ شہید ہو گئے۔ اگرچہ مدارج النبوۃ جلد دوم بتا رہا ہے محمد کی امت تیغ وبندوق کھاتا ہے۔ کہ شکست آمد ہے جب لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ ایک گروہ قریش محمد کی طرف آیا۔ اور چاروں طرف گھیر لیا۔ علی نے مدافعت کی

سلہ جہادیوں کا ایک گروہ جو ہندوستان سے علیحدہ ہو کر ایک عرصہ دراز سے سرحد پشاور پر مشغول پیکار کے مقیم تھے۔ جن میں بہت سا ہو کر کئی مہم بھی ہوئے تھے۔ بڑا عدل جو ہندوستان کے مسلمان روپیہ جمع کر کے قرآن کی اسی ہدایت کے موجب امداد کیا کرتے تھے۔ مولوی ایک انبالہ سے ہیں۔ ... میں ان کا حال مفصل درج ہے۔

سلہ کوئی غلطی نہ کی تھی۔ یا حسن کے سبب قیدی کا گھر نہیں۔ بلکہ اس سے مراد لشکر گاہ جہادی اسلام ہے۔ جہاں ان کو ایمان لانے تک قتل ہونے سے امن ہو۔ یا مسلمان ہو کر جانوں کے قتل سے امن ہو۔ کیونکہ جہاد کے وقت بغیر مسلمان ہونے یا قتل ہونے کے کوئی امن قرآن میں نہیں ہے۔

سلہ حنین بضم حا و فتح نون نام موضع است میان مکہ و طائف کہ در آنجا مسلمانان اول شکست خوردہ۔

تھی جس نے اچھی طرح معیت دکھلائی۔ اور جبرائیل و میکائیل بھی امداد کیواسطے موجود تھے۔ مگر مسلمان ہار گئے۔ خود محمد صاحب زخمی ہوئے۔ اور مردوں میں پڑ گئے۔ ذات بھی کافروں کی مرتب سے شہید ہوئے۔

(دیکھو مدارج النبوۃ)

پھر ایک دوسرا مسلمان مورخ ذکر کرتا ہے۔ کہ جنگ احد میں دشمن یعنی کافر لوگ مورچہ خالی دیکھکر سواروں کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب آ پڑے۔ حضرت امیر حمزہ اور عبداللہ بن جبیر دو نامی سردار اصحاب شہید اور حضرت علی عمر و حضرت ابوبکر مجروح ہوئے۔ (ایک جاودر شجاع اور سنگ دل عورت سپہ سالار لشکر کفار تھے جسکا نام ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان اور علیہ الرحمت ہے) امیر حمزہ کا جگر چبا کر چبایا۔ اور مسلمان مقتولوں کے گوش و بینی کاٹکر ان کے ہار بنا کر گلے میں پہنے۔ (مفصل دیکھو رد قادیانی بروایت لدنیہ جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

اور یہی کر مولوی نورالدین نے فصل الخطاب میں بھی درج کیا ہے۔ (دیکھو باب جہاد)

جنگ بدر کی بابت مورخ یوں لکھتے ہیں۔ خدا نے محمد صاحب سے وعدہ کیا تھا۔ مگر کثرت فوج مخالف سے محمد صاحب گھبرا رہے تھے۔ ابوبکر نے تسلی دی۔ سعد بن معاذ نے بھی تسلی دی کہ آپ اس کے جھونپڑے میں آرام کریں۔ تکبیر دیر۔ اور گھوڑا موجود ہے ہم لڑینگے۔ اگر خدا نے غلبہ دیا تو بہتر ورنہ آپ کو بطرف مدینہ فرار اولی ہے۔ حضرت اس کلام سے خوش ہوگئے۔ اور جھونپڑے میں تشریف لے گئے (جلد دوم مدارج النبوۃ)

مولوی نورالدین صاحب جنگ بدر کی بات لکھتے ہیں: "حاصل الامر اس لڑائی میں مسلمان کامیاب ہوئے۔ ستر کے قریب اسیران قریش گرفتار ہوئے۔ جن میں سے معدود مصلحتاً قتل کئے گئے باقی چھوڑ دیے گئے" (فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب صفحہ ۱۳۱)

قرآن سے واضح ہے کہ غزوہ مذکور میں ایک ہزار فرشتے محمد کے مددگار تھے۔ اور ایک جگہ سے پانچ ہزار بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے بھی لڑائی کی۔ اور محمدی جاودرں نے بھی

محمدی لشکر	۳۱۵
فرشتے	۱۰۰۰ یا ۵۰۰۰
کل میزان لشکر	۱۳۱۵ یا ۵۳۱۵

مگر کافر یعنی مخالفین دین محمدی بہت قلیل تھے۔ اس صورت میں محمدیوں اور فرشتوں کی کوئی بہادری نہیں۔ حالانکہ پھر بھی چودہ مسلمان یعنی ۶ مہاجر اور ۸ انصار کا کافروں نے سر کاٹ لیا۔

غزوہ احد کی بابت حاشیہ قرآن پر لکھا ہے۔ "و در غزوہ احد اہل نفاق میل کردند تا اگر دشمن متصل شوند۔ و اصحابہ خواستند کہ بیرون آمدہ جنگ کنند۔ بعد ازاں کہ ہزیمت واقع شد منافقان ایں را محل طعن گردانیدند۔ و وقت حرب حضرت پیغمبر رضی جماعت راسند ساختہ بودند کہ از جائے خود نجنبند۔ چوں آثار فتح ظاہر شد ایں گرفت آں جماعت در پے غارت افتادند۔ و عصیان پیغمبر کردند۔ بشومی عصیان ہزیمت بر مسلماناں افتاد و ہمہ فرار کردند الا باشارت اللہ و رسولا خبر شہادت حضرت پیغمبر شایع شدہ منافقان قصد ارتداد کردند (حاشیہ قرآن ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۲)

سورہ توبہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتب حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون +

ترجمہ جنگ کرو ان کے ساتھ جو ایمان نہیں لاتے خدا پر اور نہ قیامت پر اور حرام نہیں جانتے جن کو خدا اور پیغمبر نے حرام کیا۔ اور سچے دین کو اختیار نہیں کرتے۔ (یعنی یہود اور عیسائی۔ اُن کے واسطے حکم ہے کہ اہل کتاب سے یہ کرو) وہ دیویں جزیہ اپنے ہاتھ سے خوار ہو کر +

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "کہ جنگ با حق ہیچ گاہ درست نیست و جنگ کافران ہر وقت درست" صفحہ ۱۸۲ حاشیہ قرآن۔

پھر ایک جگہ لکھا ہے۔ حاصل جواب آنست کہ قتال کفار جائز است (صفحہ ۳۲ حاشیہ قرآن)

سورہ توبہ وجاہدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

ترجمہ اور جہاد کرو اپنے مال سے اور اپنی جان سے خدا کے راستے میں (یعنی دین خدا کے واسطے) یہ تمہارے واسطے بہتر ہے۔ اگر جانتے ہو +

سورہ محمد فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا۔

ترجمہ پس جب لڑائی کرو کافروں سے تو ان کی گردنیں مارو۔ اور جب بہت خونریزی کر چکو تب ان کو مضبوط قید کرو۔ یا احسان سے خلاصی کرو اس کے بعد یا مال لیکر یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھدے +

سورہ نساء فان تولوا فخذوہم واقتلوہم الخ

ترجمہ پھر اگر نہیں (مسلمان ہوتے) تو ان کو پکڑو۔ اور مارو جہاں پاؤ اور نہ ٹھہراؤ ان میں سے کسی کو رفیق اور مددگار +

سورہ فتح قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون +

ترجمہ کہدے واسطے پیچھے رہ گئے اعرابیوں کو کہ آگے تم کو بلاوینگے ایک بڑی سخت لڑائی قوم پر۔ تم ان کو قتل کرو گے۔ یا وہ مسلمان ہو جاویں

اب وہ آیتیں جن میں محمد صاحب نے اعرابیوں کو دولت کی طمع اور لوٹ مار کی ترغیب دی ہے۔ درج کرتے ہیں +

سورہ توبہ یا ایہا الذین آمنوا انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ہذا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ +

ترجمہ اے مسلمانوں سوائے اس کے نہیں ہے۔ کہ مشرک لوگ پلید ہیں۔ پس چاہیے کہ نزدیک مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کے نہ آویں۔ بعد اس سال کے۔ اور اگر ڈرتے ہو فقیری سے پس خدا تم کو تونگر کر دیگا اپنے فضل سے۔

سورہ نساء فعند اللہ مغانم کثیرۃ

ترجمہ اللہ کے یہاں غنیمتیں یعنی لوٹ کا مال بہت (یعنی جب تم جہاد کرو گے۔ تو بہت سا مال لوٹو گے۔ جو تم کو اللہ دیگا)

سورہ احزاب واورثکم ارضہم ودیارہم واموالہم وارضا لم تطئوہا وکان اللہ علی کل شیء قدیرا +

ملہ احد ایک پہاڑ مدینہ سے دو ڈھائی میل کے فاصلے پر ہے۔

ملہ مقدمہ ترجمہ سورۃ آل عمران تمام چاہیست بیشتر مدینہ کہ در جوانب آں در میان محمد و قریش جنگ شدہ بود

ترجمہ اور آخر کار خدا نے وارث کیا تم کو زمین اُن کی گھروں کے مال اُن کے اور نیز ایک زمین اور جس پر نہیں پھیرے تم نے قدم۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

سورۂ آل عمران ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونہم باذنہ

ترجمہ اور تحقیق خدا نے سچا کیا تمہارے حق میں وعدہ اپنا جب تم قتل کرتے تھے کافروں کو خدا کے حکم سے۔ اس آیت کے آگے ماتحبون کے لفظ سے صاف جتلایا کہ لوٹ مار کی خاطر بہت لوگ جنگ میں شامل ہو جاتے تھے۔ ساتھ دین اسلام پھیلتا جاتا تھا۔

سورۂ فتح سیقول المخلفون اذا انطلقتم الی مغانم لتاخذوہا ذرونا نتبعکم

ترجمہ تو کہیں گے تم کو پیچھے رہے ہوئے (اعراب لوگ) جب تم چلو گے طرف لوٹ مار کے۔ کہ چھوڑو ہم کو بھی چلیں تمہارے ساتھ (یہ آیت متذکرہ بالا جنگ خیبر کے وقت نازل ہوئی)

آگے اسی سورۂ فتح میں محمدیوں کو بہت سی لوٹ مار کی بایں الفاظ ترغیب دی ہے۔ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ یعنی وعدہ دیا ہے خدا نے تم کو بیشمار لوٹ کا۔ جس کی بدولت لاکھوں جاہل عربی مرد بغرض لوٹ مار کو دین محمدی جا گھسے اور جاہدو فی سبیل اللہ کے شوق سے کمر بستہ لوگوں کا ایمان بگاڑتے اور ان کے لڑکے بالے لونڈی غلام اور مال اور منکوحہ عورتیں زنا کرنے کے واسطے لوٹ لانے پر دل و جان سے طیار ہو گئے۔ جس کا مفصل حال سورۂ انفال میں درج ہے۔

اب ہم وہ آیتیں بتلاتے ہیں جن میں فوجی سپاہیوں کو بیگانی منکوحہ عورتیں واسطے زنا کے دینے کی ترغیب ہے۔

سورۂ نساء والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم

ترجمہ اور حرام کی گئی ہیں۔ اور تمہارے شوہردار عورتیں۔ مگر سوائے اُن کے جن کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔ اس پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "یعنی اگر زنے را از دار الحرب اسیر کردند نکاح وے قریبی او صحیح بود۔ ہر چند با ملحے زوج در دار الحرب باشد" (صفحہ ۷۷ حاشیہ قرآن)

ابو سعید خدری نقل میکند کہ در حرب حنین از غنائم اوطاس مال بسیار بدست اہل جہاد رسید۔ و اسیر زنانے شوہران ایشاں را بسبب تلبس مے قبا ختم لتعہید التحیرے او کردند و چوں حرمت زناں شوہرداران بار معلوم شدہ بود و در حل و حرمت اسیران متردد گشتیم و ایشان را اگرچہ ملک یمین ما بودند از قبیل محصنات مے شمردیم بعد از عرض حال بحضرت رسالت پناہ ایں آیت نازل شد کہ زنان کفار اگرچہ شوہر دارند اما چوں بسبب سبی ملک یمین شما شدند تصرف در ایشاں حلال ست بشرط آنکہ ازواج ایشاں در دار الحرب باشند ازواج ایشاں را ایں اقوال امام اعظم است۔ باقی آنچہ بمجرد سبی ایشاں را حلال میداند۔ (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)

سورۂ احزاب ما ملکت ایمانکم

ترجمہ جو عورتیں تم نے لڑائی میں لوٹیں وہ تمہارے پر حلال ہیں۔

سورۂ نساء فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم۔

ترجمہ پس نکاح کرو جو خوش آوے تم کو سب عورتوں سے دو دو تین تین۔ چار چار۔ اور اگر جانو کہ عدل نہیں کر سکتے۔ تو ایک سے نکاح کرو۔ یا لوٹ کی لونڈیوں سے صحبت کرو۔

تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ یرید ما ملکت ایمانہم من اللاتی سبین ولہن ازواج فی دار الکفر فہن حلال لغزاۃ المسلمین وان کن محصنات۔

ترجمہ ہاتھوں کے مالک ہو سکنے سے یہ مراد ہے کہ وہ عورتیں لڑائی میں قید ہو کر اُن کے ہاتھ میں آئی ہوں۔ پس وہ عورتیں مسلمان غازیوں کے لئے حلال ہیں۔ اگرچہ وہ شوہر والی ہوں۔

تفسیر حسینی سورۂ توبہ میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ چوں قریش را گفت ہل لکم فی جلاد بنی الاصفر تتخذون منہم سراری و وصفاء۔

سورۂ بقر ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ۔

ترجمہ تحقیق جو ایمان لائے اور وطن چھوڑے اور جہاد کئے جنہوں نے خدا کے راستہ میں۔ وہ امیدوار ہیں خدا کی رحمت کے۔ اس پر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ "بسبب اشتغال بجہاد کسب کردن نمے توانند" (حاشیہ قرآن صفحہ ۴۴)

پھر دوسری جگہ حاشیہ قرآن میں فرماتے ہیں "بعد ازیں خدا تعالیٰ امر مے فرماید بصبر بر مشقتہائے جہاد و ثواب صبر ذکر میکند" (صفحہ ۲۲ حاشیہ)

سورۂ صف تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر۔

ترجمہ ایمان لاؤ خدا اور رسول پر اور جہاد کرو خدا کے رستہ میں مال سے اور جان سے یہ تمہارے کو بہتر ہے

لوٹ کے مال کی تقسیم

سورۂ انفال واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ۔

ترجمہ اور جانو کہ جو کچھ لوٹ حاصل ہوئی کافروں سے ہر قسم کی چیز پس پانچواں حصہ اس سے خدا کا ہے اور پیغمبر کا واسطے رشتہ داروں اور فقیروں اور مسافروں کے اگر ایمان لایا ہے تم نے خدا پر۔

سورۂ حشر ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل۔

ترجمہ جو کچھ مقرر کیا ہے۔ خدا نے پیغمبر کو گاؤں والوں کی لوٹ کے مال سے پس خدا کے واسطے ہے۔ اور پیغمبر کے واسطے ہے اور واسطے اس کے رشتہ داروں کے اور یتیموں کے واسطے ہے۔ اور فقیروں اور مسافروں کے

للفقراء کی تشریح مصنف قرآن خود کرتا ہے۔ للفقراء المہاجرین یعنی آن فقیراں ہجرت کنندہ۔ اور خویشاوندان کی شاہ ولی اللہ صاحب تشریح کرتے ہیں یعنی خویشاوندان پیغمبر۔ اور یتیموں اور مسافروں کی تشریح ہم کرتے ہیں۔ یعنی مسلمان مسافروں اور مسلمان یتیموں کو۔

اس کے علاوہ تفسیر جلالین میں اس کی تشریح اور بھی عمدہ طرح پر کی گئی ہے۔

"وتخصیص النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکر معہ فی الآیۃ الاخیرۃ اصناف الاربعۃ علی ما کان یقسمہ من ان لکل منہم خمس الخمس ولہ صلی اللہ علیہ وسلم الباقی یفعل فیہ ما یشاء فاعطی منہ المہاجرین وثلاثۃ من الانصار لفقرہم ما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ کالصفراء

لہ جہاد کرنے کے واسطے اہل مدینہ کو بہت ترغیب دیتے رہے ہیں۔ جو کہ وہ راضی نہ ہوتے تھے۔ اس کے حاشیہ پر شاہ صاحب فرماتے ہیں "توقف میکند و اگر جنگ در مقدمہ نفاقی مے نمودہ توقف مے کردند" حاشیہ قرآن صفحہ ۳۸۹

و ذی القربیٰ رح للایا مرفیہ بالیتامٰی والرسول والذی جاحب القربیٰ قرابۃ النبی من بنی ہاشم و بنی المطلب والیتمٰی اطفال المسلمین الذین ہلکت آباؤہم وہم فقراء والمسٰکین ذوی الحاجۃ من المسلمین وابن السبیل المنقطع فی سفرہ من المسلمین +

(جلالین صفحہ ۱۴۲ حیدری بمبئی سنہ ۱۲۹۶)

سورۃ توبہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم

ترجمہ وعدہ دیتا ہے۔ خدا ان کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور نیک عمل کرتے ہیں۔ البتہ خدا ان کو خلیفہ یعنی حاکم بناویگا زمین میں۔ جیسا کہ حاکم کیا ہے۔ ان کو جو پہلے تھے۔

سورۃ صف یا ایہا الذین آمنوا ہل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم

ترجمہ اے مسلمانوں تحقیق دلالت کرتا ہوں میں تم کو طرف اس سوداگری کے یعنے جہاد کے کہ تم کو چھڑاوے عذاب الیم سے +

جو لوگ جہاد کو عقل سے حل کرتے ہیں۔ ان کو شاہ ولی اللہ کہتے ہیں۔ کہ چوں جہاد بامر الٰہی ہست ہمہ خیر ست عقل را درآنجا دخل دادن صحیح نباشد (صفحہ ۷۰ حاشیہ نولکشور)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر اسلام آرند و ہجرت کنند۔ ایشاں را دوست باید گرفت۔ و اگر اسلام نیارند بے ایذا کنند (صفحہ ۷۸)

پھر شاہ صاحب فرماتے ہیں: "مردم ضعیف الاسلام در اول اسلام کہ جہاد فرض نشدہ بود۔ دعوت اسلام نمودند۔ چوں جہاد فرض شد ازاں تقاعد کردند۔ و از بعضے کلمات منافقانہ سر برزد۔ و بعضے با اخوان النعمان ہمرنگ شدہ خلاف مرضی آنحضرت رائے میزدند (صفحہ ۸۵)

مولویوں کے فضول عذرات کا جواب

بعضے ناواقف اور مباحثہ سے گھبرائے ہوئے مسلمان مستقل دین کی خرابی کو سمجھ کر تعصب کے سبب سے ایسے چھوڑا گھبرا کر آیات ذیل دین بالجبر کے مخالف پیش کرتے ہیں۔ جن کو ہم بجنسہ درج کر کے پھر ان کی تردید سناتے ہیں +

آیت اوّل۔ سورۃ بقرہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی

ترجمہ جبر کرنا نہیں ہے واسطے دین کے تحقیق ظاہر ہو گئی ہے۔ ہدایت گمراہی سے

اس کا پہلا جواب شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں "بجہت اسلام ظاہر شد۔ پس گویا جبر کردن نیست۔ اگرچہ فی الجملہ جبر باشد" (صفحہ ۴۱ حاشیہ قرآن)

دوسرا جواب تفسیر حسینی دیتا ہے۔ "گفتہ اند حکم ایں آیت بآیت قتال منسوخ ست۔ یا تمام قبائل عرب خود دین اسلام قبول نمودند۔ اما با دیگراں قتال باید کرد تا جزیہ قبول کنند۔" (صفحہ ۵۰ بمبئی سنہ ۱۲۹۶)

ایسا ہی۔ اتقان میں فاضل جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔

جواب سوم خود قرآن ہی اس آیت کو رد کرتا ہے۔ یا منسوخ۔ کیونکہ تمام محقق مسلمانوں کی منسوخی آیات قرآنی کی بابت یہ رائے ہے ؎

گر ضرورت بود روا باشد ٭ بے ضرورت چنیں خطا باشد

جیسا کہ سورۃ البقرہ میں لکھا ہے۔ کتب علیکم القتال وہو کرہ لکم وعسیٰ ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم +

ترجمہ تمہارے پر لازم کیا گیا قتال کرنا۔ اور وہ تمہیں (موجب اس آیت کے) جبر معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید تم کسی چیز کو ناخوش رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے واسطے بہتر ہے +

جواب چہارم سورۃ انفال میں لکھا ہے۔ قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنت الاولین۔ وقاتلوہم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ +

ترجمہ کافروں کو کہو کہ اگر باز آویں کفر سے تو معاف ہو ان کو جو ہو چکا۔ اور اگر دوبارہ وہی کریں۔ یعنی کفر تو پڑ چکی راہ اگلوں کی اور جنگ قتال کرو کافروں سے یہاں تک کہ فتنہ کفر باقی نہ رہے۔ اور ہو جاوے سب دین اللہ کا +

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ قرآن جہاد کی عام طور پر اور کھلم کھلا تعلیم دیتا ہے +

دوسری آیت جس کو مولوی صاحبان دین بالجبر کے خلاف پیش کیا کرتے ہیں۔ یہ ہے

سورۃ کفرون لکم دینکم ولی دین

ترجمہ تم کو تمہارا دین۔ اور ہم کو ہمارا دین

اس کا جواب اوّل تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ لکم دینکم الشرک ولی دین الاسلام وہذا قبل ان یؤمر بالحرب

ترجمہ تم کو تمہارا سے مراد شرک ہے۔ اور ہم کو ہمارا سے مراد اسلام ہے۔ اور یہ حکم اسلام میں لڑائی یا جہاد شروع ہونے سے پہلے کا ہے۔

جواب دوم ایک اور لائق مولوی جو دیتا ہے "ایک وقت یہ تھا۔ کہ لکم دینکم ولی دین کا حکم ہوا۔ اور ایک وقت میں خدا نے اقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم نے دلوں میں جوش ڈالا۔ جب کہ ابتدائے اسلام تھا اور قلیلین تھا۔ تو پہلا حکم ہوا۔ اور جب غلبہ ہو گیا اور شرارت کفار بڑھنے لگی۔ تو دوسرا حکم ہوا"

(تائید اسلام صفحہ ۳۰)

جواب سوم قرآن دیتا ہے۔

سورۃ تحریم یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیہم وماوٰہم جہنم وبئس المصیر

ترجمہ اے پیغمبر جہاد کر کافروں سے۔ اور جہاد کر منافقوں سے اور سختی کرو ان پر۔ اور جگہ ان کی دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔

جواب چہارم مولوی حسین واعظ مصنف تفسیر حسینی دیتا ہے۔ کہ ایں آیت بآیت سیف منسوخ شدہ" (صفحہ ۴۶۳ جلد دوم سنہ ۱۲۹۶)

اور دیکھو قرآن سورۃ بقرہ یسئلونک عن الشہر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر

ترجمہ سوال کرتے ہیں تجھ سے ماہ حرام کے بیچ قتال کرنے سے۔ کہہ جنگ کرنا اس میں سخت کار ہے

اور دیکھو **سورۃ حج** وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ ہو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج

ترجمہ جہاد کرو خدا کے راستہ میں جہاد کے حق کے مطابق یعنی لڑو۔ اس نے یعنے خدا نے چنا تم کو اور نہ رکھی واسطے تمہارے دین میں کچھ کمی +

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ جہاد سے ہی دین اسلام کی ترقی ہوئی اور تکمیل

تیسری آیت جس کو ہمارے محمدی بھائی دین بالجبر کے خلاف پیش کرتے ہیں یہ ہے

سورۃ ممتحنہ ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین

ترجمہ احسان کرو تم ان سے اور انصاف کرو طرف انکی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنیوالوں کو

اس کا جواب با صواب یہ ہے۔ کہ جناب مولوی صاحبان آپ اس آیت کا پہلا حصہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر اس کے دوسرے حصہ کو چھپاتے ہیں۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھئے اس میں کیا لکھا ہے

ان تولوہم ومن یتولہم فاولٰئک ہم الظٰلمون۔

ترجمہ منع کرتا ہے۔ تم کو خدا اس سے کہ تم دوستی رکھو ان سے اور جو کوئی دوستی رکھتے ہیں۔ ان سے پس وہ ظالم ہیں

اور ظالموں کے حق میں مصنف قرآن لعنت کرتا ہے۔ پس کافروں سے احسان کرنیوالے

اور اُن سے انصاف کی توقع ... وہ محروم ہوتے ہیں۔ دیکھئے کتنا اخلاق اور انصاف کا خون ہو رہا ہے۔

اب ہم ایک اور دعوے بھی درج کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ جیسا کہ عموماً و خصوصاً مسلمان تحریر کرتے ہیں۔ "ہرقل نے جو سوالات کئے تھے۔ اُن میں سے چھٹا یہ تھا کہ کوئی اس (محمد صاحب) کے دین سے مرتد ہوتا ہے۔ یا نہیں۔ جواب نہیں" (دولت فاروقی صفحہ ۲۱۲ دہلی)

مگر ہم تفسیر سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ قول مسلمانوں کا بالکل غلط اور سراپا فضول ہے۔

"ابوالحطین نصاریٰ دو پسر قابل داشت ناگاہ ترسائے از شام بہ مدینہ آمد و ایشان با او مصاحبت نمودند۔ بوجہ فسون و فسانہ وے مغرور گشتہ دین ترسائی اختیار کردند۔ و ہمراہ او بشام شدند"

جیسا کہ شوکتی اور میدان اپنے جنگ میں مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لئے دانشمند سپہ سالار ہر طرح کی تجاویز عمل میں لاتے ہیں۔ مثلاً باجوں دل افزا تقریروں اور دیگر اسباب سے اُن کے حوصلوں کو بڑھاتے ہیں۔ اور اُن کی ہمت کو ابھارتے ہیں۔ ویسا ہی موقعہ پر نے بہادر مشکلات میں جیسے آپ نے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام میں لاتا ہے۔ اہل عرب کے مواقع جیسے کہ وہ معرکہ اٹھے قتال میں رجز پڑھتے ہیں۔ اور ان رزمیہ اشعار سے تیر و تفنگ سے بڑھ کر کام نکالتے ہیں۔ قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانوں کے استقبال اور قوت قلبی کو قوی کرنے کے لئے رجزیہ اشعار کے بجائے پر تاثیر آیات بیان فرمائے ہیں۔ جنہوں نے قوی تر حریف کے مقابلہ میں سیف و سنان کا کام دیا۔ (فصل الخطاب صفحہ ۱۲۸)

قرآن یعنی تیرے پڑھانے کی خاطر کافروں مشرکوں۔ مذہب کے مخالفوں سے جنگ کرنے اور زر و دولت کی طمع غلاموں۔ عورتوں کی طمع۔ حکومت کی طمع۔ لوٹ مار کی طمع دلانا۔ اور خدا رسول کے ملنے کی ترغیب دیکر جاہل و غریب اعرابیوں کو شہید کرانا۔ اور غازی بنانا ہے۔ قرآن کی بابت یہ بات ہے جو ہمیں یا بجبر کی شہادت ملتی ہے۔ اور اس کے فقرہ فقرہ سے جنگ کی بو آتی ہے۔ جہاد کو قرآن تجارت بتلاتا ہے۔ اگر فتحیاب ہوئے۔ لوگوں کی بے شمار عورتیں اور لڑکے اور لونڈیاں۔ اور لڑ کر مرگئے۔ حور و غلمان ملیں گی۔ اور کیو اسطے موجود ہوگئے۔ اور جنت مرغی اور خدمت اور مراعات

محمدیوں کی لڑائی کی وجہ خالد نے اپنی سپاہ سے بیان کی ہے "کہ تم روم کی تمام فوج کو دیکھتے ہو۔ تم ان سے بچکر جا نہیں سکتے۔ مگر جب تمہاری فتح ہوگی۔ سارا شام کا ملک تمہاری تابعداری کریگا۔ پس تم کو چاہئے۔ کہ شوق سے اور واسطے مذہب کے لڑو" (دولت فاروقی صفحہ ۲۲ محراب سوم رکن اول)

جو جو چیزیں اعرابیوں کو چاہئے تھیں۔ وہی وہی خدا نے تیار کر کے بہشت میں موجود کریں۔ کہیں بھی کوئی ہندوستان یا چین یا کابل یا فرنگستان۔ یا کافرستان کا خاص میوہ وہاں (بہشت میں) نہیں رکھا۔ غالباً اُسے معلوم نہیں تھا۔ عرب کو پانی کی ضرورت تھی۔ دودھ کی ضرورت تھی۔ اور شراب کی ضرورت تھی سب بہشت میں موجود کر دیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ہندوستانیوں کے لئے کیا کیا؟ قرآن خاموش ہے۔ ٥

رسولے چنیں و خدائے چناں
جہاں چوں محمد و قرآں دواں

باب دوم حدیث سے

ہم نے باب اول میں شہادت آیات قرآنی نہایت اختصار کے ساتھ جہاد مسلمانی کا ثبوت دیا ہے۔ اگرچہ وہ راستی پسند اور منطقی مزاجوں کیلئے کافی و وافی ہے۔ قرآن شریف ایسی ہدایات سے بھرا ہے۔ اور محمد صاحب کا فرشتہ دم تک و تردد رہا ہے۔ خلفاء راشدین بھی اسی کے پیرو رہے۔ اور تمام سپہ سالاران فوج سے یہی ارشاد ہوتے رہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

حدیث الجنۃ تحت ظلال السیوف

ترجمہ ۔ جنت نیچے سایہ تلواروں کے ہے

اور اس بات کو صرف محمد صاحب نے فرمایا ہی نہیں۔ بلکہ عمل بھی کیا۔ جس سے کوئی باتمیز مورخ انکار نہیں کر سکتا۔ صحاح ستہ میں جو محمدی مذہب کی احادیث کا ذخیرہ ہے خاص کر ایک باب بھی جہاد کے نام سے موسوم ہے۔ اور اس کی حلت و حرمت ہر ایک محمدی شخص کو معلوم ہے۔

ہم صرف زبانی ہی نہیں بلکہ ان کتابوں کی اصل عبارت نقل کر کے مسلمہ کتبوں سے شہادت لادینگے۔ اور یا حتی الوسع ثابت کرینگے کہ تمام غارت کرنے والے مہاجروں کو کتنا دینگے کہ احادیث صحیحہ میں آں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ اور آپ ان کے برخلاف ہونے والے کو کیا اپنا سمجھاتے ہیں۔

باب سوم تاریخ سے

ہمارے ناظرین مالکین پر مخفی نہ رہے کہ تاریخی تحقیقات نے پہلے یہ دریافت کرنا ضروری ہے کہ آیا اسلام آج تک کن کن ممالک میں پھیلا تھا۔ اور کہاں کہاں اب موجود ہے۔ اور کس طرح پھیلا۔ اور کس طرح مفقود ہوا۔ جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو ساری تحقیقات عام کیلا ... ہیں۔

پس ثابت واجب ہے کہ ہم پہلے اس کی مفصل کیفیت عرض کریں۔ واضح ہو کہ اسلام تیرہ سال کے عرصہ میں ممالک ذیل میں پھیلا تھا

[illegible]	[illegible]	[illegible]	کیفیت
۱	ایشیا	عرب	محمدی آریہ۔ یہود
۲	"	روم	محمدی یہودی عیسائی
۳	"	فارس	محمدی پارسی آتش
۴	"	افغانستان	افغان کافر آریہ
۵	"	بلوچستان	بلوچ آریہ
	"	ہندوستان	آریہ مسلمان جینی عیسائی جینی بودھ سنتھال
۶	یورپ	پرتگال	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا تمام عیسائی ہوگئے ہیں۔
۸	"	اسپین یا ہسپانیہ	اب محمدی مذہب بالکل نہیں رہا تمام عیسائی ہوگئے ہیں
۹	افریقہ	مصر و شمال	محمدی عیسائی یہودی عیسائی
۱۰		مراکو	محمدی عیسائی یہودی حبشی

(این حاشیہ آیت ومن یرتدد منکم ... ہم الظالمون است کہ در صفحہ قبل گذشتہ است) یکے از یہودیان آورده‌اند کہ وہ پا پیش وے آمد با حضرت رسالت پناہ گفت کہ من دین اسلام را شوم گرفتم مرا اقالہ کن حضرت درود آں اسلام لا اقالہ یہودی مرتد شد و ایں آیت فرود آمد کہ ہر کہ از دین برگشت زیاں کرد دردنیا کہ بمراد نرسید و زیاں دارد در آخرت (تفسیر حسینی در سورۃ ... صفحہ ... و ۱۵ جلد ۲)

٥ یہ حدیث فتوح الشام جلد ۱ صفحہ ۹ و ۱۰ میں۔ نول کشور سنہ ۱۲۸۲ھ پر درج ہے

سوائے ان ممالک کے اور جگہ اسلام کا پتہ نہیں تھا۔ ان میں سے ملک اسپین اور پرتگال میں اب اسلام کا نام و نشان نہیں رہا۔ سوائے مسجدوں کے پرانے کھنڈروں کے اور کوئی علامت باقی نہیں ہے۔ اب ان دونوں ملکوں کے باشندے بالکل عیسائی ہو گئے۔ محمدی مذہب سے قطعی تائب ہیں۔ حالانکہ کئی سو برس تک مسلمان رہے۔

پس ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان ممالک میں سے ہر ایک کی بابت تاریخی شہادت سے ذکر کریں۔ کہ وہ لوگ کسطرح سے مسلمان ہوئے۔

آنریبل سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب کسی ملک کے فتح کرنے کے لئے لشکر بھیجا جاتا تھا۔ تو اس لشکر کے سردار کو جو احکام دیئے جاتے تھے۔ ان میں امور ذیل پر نہایت تاکید کی جاتی ہے۔

نمبر ۱ کوئی عورت اور لڑکا اور بڈھا ضعیف نہ مارا جاوے۔
نمبر ۲ کسی کو ناک کان نہ کاٹا جاوے
نمبر ۳ عبادت گزین گوشہ نشین قتل نہ کئے جاویں اور ان کے عبادت خانے نہ گرائے جاویں
نمبر ۴ کوئی درخت پھل دار نہ کاٹا جاوے
نمبر ۵ کوئی عمارت اور آبادی ویران نہ کیجاوے
نمبر ۶ کسی جانور بکری۔ اونٹ وغیرہ کی کونچیں نہ کاٹی جاویں
نمبر ۷ کوئی کام بغیر صلاح و مشورہ کے نہ ہووے
نمبر ۸ ہر ایک کے ساتھ طریقہ انصاف و عدل برتا جاوے۔ کسی پر ظلم و جبر نہ کیا جاوے
نمبر ۹ جو عہد و پیمان غیر مذہب والوں سے کیا جاوے۔ وہ ٹھیک وفا کیا جاوے
نمبر ۱۰ جو لوگ اطاعت قبول کریں۔ اور جزیہ دیں ان کے جان و مال مسلمانوں کے جان و مال کے برابر سمجھے جاویں۔ اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کی جاوے اور تمام معاملوں میں ان کے احکام مثل مسلمانوں کے تصور کئے جاویں
نمبر ۱۱ جب تک اسلام کے قبول کرنے کی دعوت نہ کی گئی ہو۔ دفعتاً نہ لڑنا چاہئے۔
(دیکھو تہذیب الاخلاق جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۰ سنہ ۱۲۸۹ھ)

عرب کس طرح مسلمان ہوا

خود حضرت محمد کے زمانہ میں عرب والوں سے مفصلہ ذیل مشہور جنگ ہوئے ہیں۔ جن میں ہزاروں لاکھوں آدمی تہ تیغ ہوئے۔ صدہا عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں اور ہزارہا شتر و بکری لوٹے گئے ہزاروں کے گھر تباہ ہوئے۔ اور جب لوٹ سے کافی سرمایہ جمع ہو گیا۔ تو پھر انعام و اکرام ملنے لگے۔ تالیف قلوب پر عمل درآمد کیا گیا۔ جو ساتھ شریک ہو جاتا تو وہ غریب گمراہوں کے حق میں گویا مسیحا ہو جاتا تھا۔ ہم اس موقع پر مفصل حال لکھنے سے پہلے عرب کے ایک مشہور و معروف آدمی ابو سفیان کے مسلمان ہونے کا حال درج کرتے ہیں۔

جب محمد نے مکہ کے فتح کرنے پر فوج کشی کی تو عباس و ابو سفیان خود قریش کے مخبر تھے تحقیقات کرنے نکلے۔ باہم ملے ابو سفیان کو عباس نے کہا۔ کہ اب سب مارے جاؤ گے۔ اس نے علاج پوچھا۔ عباس اس کو اسلام میں لانے کے بہانے پر امان دینے کا وعدہ کر کے محمد کے پاس لے گیا۔ حضرت عمر مارنے کے واسطے دوڑے۔ رات کو اسکو حفاظت یعنی حوالات میں رکھا گیا۔ صبح کو حاضر لایا۔ محمد صاحب نے کہا کہ اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ تو کہے کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اور سوائے اس کے کوئی معبود لائق پرستش کے نہیں اور میں نبی حق۔ ابو سفیان نے کہا کہ ماں باپ میرے آپ پر فدا ہوں۔ کیا حلیمی و کریمی

---

[1] عورتیں اسیر ہیں۔ مگر ان بیگانی عورتوں سے نکاح [illegible] ۔۔ بیشک کرو یہ سب بغیر نکاح کے بھی جائز ہے۔ خاوند سے جدا کر کے بھیڑ بکری کی طرح بیچ ڈالو۔ میووں کی طرح ان کے تمام اعضا بہ بہرہ کر کے دیکھو۔ لڑکوں کو غلام بنا لو۔ ...... کے واسطے فروخت کرو۔ صنف رحم کے واسطے تو یہ ہی کافی ہے۔ دولت بیٹے۔ بیٹی۔ جورو سب چھین لو۔ پھر رحم کرو۔ ذرا غور کیجئے کہ جبراً مسلمان نہ ماننے کا اعلان ہم جانتے ہیں۔ کہ ایک تو وہ شادی کر کے بیٹے بیٹی پیدا نہیں کر سکتا۔ دوم جہاد نہیں کر سکتا۔ پس مجبور اسلام سے محروم رہے۔

[3] خانہ گرے۔ ہنوز کعبہ بتوں کے سامان توڑے گئے۔ عبادت کے محلے گرائے گئے۔ [illegible] ۔ برہمن۔ بدھسٹ۔ یہودی۔ صابی۔ پارسی۔ سب تباہ و غلام اور بے دین کئے گئے۔ کیا حضرت بھی کسر چھوڑ گئے کہ تباہ نہیں ہوئے۔ کسے کام کو دیکھو [illegible]
(دیکھو فتوح العجم صفحہ ۳۷۲ و ۳۷۱ و ۵۱۲ مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۳ء)

[4] قرآن سورہ حشر میں اس کے خلاف لکھا ہے۔ ما قطعتم من لینۃ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ ولیخزی الفاسقین۔ ترجمہ آنچہ بریدید از درختان خرما یا گذاشتید آنرا استادہ بر بیخ ہائے او۔ پس بفرمان خدا بود و تا خوار کند بدکاران را۔ اسی آیت پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قطع درخت میوہ دار وقت جہاد جائز است۔ و ترک آں نیز (دیکھو صفحہ ۱۰۳۰) ایسے ہی تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ [illegible] مسلمین [illegible] مولانا [illegible] اللہ اسے [illegible] ان کی قطع [illegible] (دیکھو تفسیر [illegible] صفحہ ۲۲ [illegible] معالم التنزیل صفحہ ۲۲ [illegible] مطبع [illegible] اول ۱۲۸۸ء)

[5] مکان منہدم کر دیئے بیشتر برباد کئے۔ اور جلائے گئے۔ مگر افسوس کہ آپ چشم پوشی کرتے ہیں۔

[6] کونچیں بھی کاٹی گئی تھیں۔ مگر وہ کسی اور دشمنوں کی سواریوں کی کاٹی گئی تھیں۔ مگر [illegible] جسم کا حکم ہے۔ [illegible]

[10] یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ایسا لکھا ہے۔ کہ جو کوئی اسلام سے انکار کرے اور ہدایت اسلام [illegible] ۔ [illegible] ہم اس سے بری ہیں [illegible] اور [illegible] کے گھروں پر [illegible] مسلمانوں پر [illegible] اسلام میں [illegible] ساتھ [illegible] اور اسی [illegible] نہ ہو تم زناروں کو اپنی گردنوں سے واسطے [illegible] صلیب کو [illegible] اپنے گھروں میں [illegible] (دیکھو فتوح العجم صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ نولکشور ۱۲۹۳ء)

[11] اول اسلام کی دعوت پھر قتل۔ اگر ماننے تو بہ دیکھئے صاف روایت موجود ہے۔ جسکے چھپانے کی کوشش کی یعنی یہ کہ قتل صرف کہہ کر مسلمان ہو جاوے۔ اگر وہ انکار کریں پس مار ڈالو تو نتیجہ اس کا صاف ظاہر ہے کہ یا مسلمان بناؤ یا قتل کرو تیسری طرح کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اسی حکم کے مطابق ہزاروں لاکھوں انسان ناحق بیگناہ گمراہ اور شہید کئے گئے۔ فتوحات۔ مہر السلام و البحر اس کے شاہد ہیں جس نے مفصل دیکھنا ہو خود دیکھ لے۔ اور ہم بھی اسی مضمون میں جابجا شہادتیں پیش کریں گے۔

آسکی ہے۔ کہ عوض ان گستاخیوں اور فتنہ انگیزیوں کے جو تجھ سے وقوع میں آئیں یہ عنایت تیرے حال پر ہے۔ واقعی کوئی معبود لائق پرستش سوائے خدا وحدہ لاشریک کے نہیں۔ مگر تصدیق نبوت میں تامل کیا۔ عباس نے کہا کہ زبان بتصدیق نبوت کھول ورنہ خیر نہیں۔ ابوسفیان نے ناچار تصدیق نبوت کی۔ اور مشرف باسلام ہوا۔ تب عباس نے حضرت اقدس نبوی میں عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ۔ ابوسفیان جاہ و شرف کو دوست رکھتا ہے۔ اسکو کسی مرتبہ سے مخصوص کر کہ درمیان فریقین کے اسکی عزت اور امتیاز ہو۔ آپ نے (محمد نے) اسکو اس حکم سے عزت بخشی کہ جو کوئی گھر ابوسفیان میں داخل ہو۔ وہ امن پانیوالا ہے۔ القصہ رخصت لیکر جانب مکہ روانہ ہوا۔ عباس اس وقت دیکھکر اور جناب نبوی سے مشورہ لیکر ابوسفیان کے پیچھے گئے۔ وہ ڈرا۔ عباس نے کہا مت ڈر۔ غرضیکہ حضرت عباس نے ابوسفیان کو کنارہ رستہ پر کھڑا کیا۔ تا کہ سب لشکر اسلام کو دیکھ لے۔ اور حجت اسپر ہو جائے۔ تا کہ پھر مرتد نہ ہووے۔ جب لشکر اسلام ابوسفیان کے سامنے سے نکل گیا۔ لوگوں نے کہا۔ جلد جا۔ اور قریش کو خوف دلا کر اور سمجھا کر حلقہ اسلام میں لا۔ تا کہ مانیں اور مرگ سے امان پاویں۔ تب ابوسفیان جلد تر جانب مکہ روانہ ہوا۔ (دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۵۳ و ۳۵۴ سنہ ۱۲۸۱ھ اور ایسا ہی ذکر کتاب سیرت الرسل و تفسیر حسینی جلد ۱ سورۃ توبہ صفحہ ۳۰۳ میں ہے۔)

جس قدر خونریزی اور لوٹ مار سے اہل عرب مسلمان ہوئے ہیں۔ اگر ان کی مفصل فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر چاہیئے۔ سو ان ہم اختصار پر نظر رکھکر اصل حال عرض کرتے ہیں۔

(۱) غزوہ ودان (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ العشیرہ (۴) غزوہ بدر اولی (۵) جنگ بدر (۶) غزوہ الکدر (۷) غزوہ الانمار (۸) غزوہ غطفان (۹) غزوہ سویق (۱۰) غزوہ احد (۱۱) غزوہ حمراء الاسد (۱۲) غزوہ ذات الرقاع (۱۳) غزوہ بدر الموعد (۱۴) غزوہ دومۃ الجندل (۱۵) غزوہ بنی المصطلق (۱۶) غزوہ بنی النضیر (۱۷) غزوہ خندق (۱۸) غزوہ بنی لحیان (۱۹) غزوہ ذی قرد (۲۰) غزوہ فتح مکہ (۲۱) غزوہ ہوازن (۲۲) غزوہ اوطاس (۲۳) غزوہ طائف (۲۴) غزوہ بنی قینقاع (۲۵) غزوہ بنی النضیر (۲۶) غزوہ بنی قریظہ (۲۷) غزوہ تبوک

ان ۲۷ مشہور غزوات کے سوا اور بہت سے حملہ و جنگ ہوئے ہیں۔ جنکی کل تعداد ۸۰ کے قریب پہنچتی ہے۔ اس قسم کے متعدد معاملہ و محاربہ کے بعد جان کے لالے پڑجانے کے خوف سے بزدل اعرابی مسلمان بن گئے۔ اور زبردست اور بہادر شیر دل اعرابی جیسے ابوالحکم علیہ الرحمۃ وغیرہ شہید ہو گئے۔

حصار قموص کی جنگ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت علی نے حضرت محمد سے پوچھا۔ کہ کب تک قتل سے ہاتھ نہ اٹھاؤں۔ محمد نے کہا۔ کہ جب تک کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہیں تب تک قتل کر۔ (دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۴۶ سطر ۱۵ و ۱۶ سنہ ۱۲۸۱ھ)

غزوہ بنی قریظہ کی بابت لکھا ہے۔ کہ سعد بن معاذ نے رسول کو کہا کہ اس بد ذات قوم یہودی کا قصہ تمام کرو۔ غرضیکہ قابل جنگ لوگ مارے گئے۔ اور باقی قید کئے گئے۔ چنانچہ کئی سو آدمی قریظی مدینہ میں لا کر قتل کیا گیا۔ (دیکھو مولوی نورالدین صاحب کی فصل الخطاب صفحہ ۱۵۹)

صلح فدک کی بابت لکھا ہے۔ کہ محیصہ بن مسعود حسب ہدایت حبیب رب الودود فدک تشریف لے گئے۔ اور اس قوم کو پیام دعوت اسلام کر کے پیغام جہاد دیا۔ مگر انہوں نے نہ پیغام صلح دیا اور نہ لڑنے کو باہر حصاروں سے نکلے۔ (دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۴۷ سنہ ۱۲۸۱ھ)

محمد صاحب کے فوت ہونے کے بعد جو تقریر قبل از خلافت حضرت ابوبکر کے سعد بن عبادہ (جو اصحاب کبیر میں سے تھا) نے روبرو صد ہا لوگوں مسلمانوں کے کی ہے۔ اس سے سارا حال عرب کے اسلام میں لانیکا ظاہر ہوتا ہے۔

"سعد بن عبادہ نے بعد ستائش و گزارش ایزد متعال کہا کہ اے گروہ انصار تم خوب زار وار ہو کہ تمکو سب گروہ اسلام پر فضیلت ہے۔ کیونکہ محمد اپنی قوم میں بعد بعثت کے دس برس سے زیادہ رہا۔ اور سب سے امداد چاہی۔ اور دین متین کو ظاہر کرتا رہا۔ مگر سوا چند آدمیوں کے کسی نے التفات نہ کی۔ اور کوئی اس وقت مصیبت میں ساتھی نہ ہوا۔ مگر تمہارے ان مدینہ میں سکونت پذیر ہونے اور تمہاری جانفشانی کرنے سے خداوند تعالیٰ کی یہ عنایت ہوئی۔ کہ دین اسلام کو وہ ترقی ہوئی۔ کہ تم دیکھتے ہو۔ گویا اب یہ ملت محسود حل ہے۔ کیسے کیسے عرب سرکش حلقہ بگوش و سرفروش ہوئے۔

پس خلاصہ سخن یہی ہے۔ کہ تمہاری تن فشانی اور جانفشانی کے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ ہوگا۔ کہ اب اس دین اسلام غرا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی۔ تو سو خلافت و ریاست تمہارے قبضہ میں رہنی چاہئیں۔ سب انصار نے کہا۔ کہ حق ہے سعد تو نے کہا۔ اور سوائے تیرے انصار میں کوئی اشرف و افضل نہیں۔ ہم نے تجھکو اپنا سردار کر دیا۔ اور تم سے بیعت کرتے ہیں۔ تجھ سے زیادہ بہتر و بہتر کوئی نہیں۔ کہ شائستہ خلافت ہو۔ اگر مہاجر اس بارہ میں کچھ اختلاف و مناقشہ کرینگے۔ تو ہم ان سے کہینگے۔ کہ اچھا امیر تمہارے خاندان میں ہی سہی۔ اور ہمارے خاندان میں بھی سہی"

(دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۴۷ سنہ ۱۲۸۱ھ)

محمد صاحب نے لوگوں سے وعدہ کیا تھا۔ کہ خزائن قیصر و کسریٰ بذریعہ غنیمت تمہارے حصہ میں آوینگے۔ مسلمان ہو جاؤ۔ پس لوگ اسی نیت سے مسلمان ہوتے تھے۔ چنانچہ اکثر مرتبہ اس وقت کے مسلمان روگرداں و پشیماں ہوتے رہے۔

(مفصل دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۳۳ سنہ ۱۲۸۱ھ)

"غزوہ بدر کبریٰ میں سعد وغیرہ مسلمانوں نے محمد صاحب کو یہ رائے دی کہ تیرے لئے ایک تخت گاہ محفوظ علیحدہ مقرر کریں۔ اور اسباب ضروری اس مکان میں رکھدیں۔ اور پھر مشغول محاربہ ہوں۔ اگر ہم غالب آویں۔ تو فہو المراد۔ والا در صورت عکس قضیہ تو اپنے ناقہ پر سوار ہو کر اپنے تئیں داخل مدینہ کرنا۔ آن حضرت نے سعد کی رائے پسند کی۔ اور دعا خیر دی۔ بموجب اشارات اصحاب سعادت انتساب ترتیب دارالامن میں مصروف ہوئے اور اس کو فی الفور بنیاد و سرانجام کیا"

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۰۵ سنہ ۱۲۸۱ھ دہلی)

غنیمت کے مال بانٹنے پر بہت جھگڑے ہی رہتے تھے۔ اور اسی لوٹ کے مال کی خاطر پہلے لوگ مسلمان ہوتے تھے اور اسی کی ترغیب سے مختلف وقتوں میں مسلمان ہوتے رہے

(دیکھو صفحہ ۳۰۱ تاریخ انبیاء)

---

[1] یہ ایک جگہ کا نام ہے۔ [2] بواط ایک پہاڑی کا نام ہے۔ [3] عشیرہ ایک گاؤں کا نام ہے۔ [4] بدر نام ایک چاہ کا ہے۔ [5] یہ بھی اسی چاہ کا نام ہے [6] یہ ایک چشمے کا نام ہے۔ [7] یہ حملہ نجد کی طرف ہوا تھا۔ [8] سویق ستو کو کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں صرف ستو لوٹ میں آئے تھے [9] احد ایک پہاڑ کا نام ہے۔ مدینے سے ۲ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ [10] یہ جگہ مدینے سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے [11] یہ ایک جگہ کا نام ہے کہ زمین وہاں کی سفید و سیاہ ہے۔ [13] نام مقام کا ہے [14] یہ ایک مقام ہے مدینہ سے ۱۵ و ۱۶ کوس کے فاصلہ پر ہے۔ [16] نام قبیلہ کا ہے۔ [19] نام قبیلہ کا ہے [21] نام ایک قوم کا ہے [22] نام ایک قلعہ کا ہے [25] نام ایک یہودی قبیلہ کا ہے۔ [26] نام ایک یہودی قبیلہ کا ہے [27] ایک مقام کا ہے۔

ہجری کے سال دویم میں بے گناہ یہودیوں کا مال و اسباب لوٹا۔ اور ان کو مدینہ سے نکالدیا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ "تمام مال و منال اس فرقہ بد اعمال کا مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور حسب قاعدہ مقررہ بعد منہائے خمس تقسیم ہوگیا"

(دیکھو صفحہ ۳۱۲ تاریخ انبیاء)

سال سوئم ہجری میں کعب بن اشرف فصیح و بلیغ شاعر کو صرف قریش کا شاعر ہونیکی غرض و جرم میں حضرت محمد صاحب نے ایک حیلہ سوچکر ابو نائلہ و مسلمہ وغیرہ کے ہاتھوں سے قتل کرا ڈالا۔ اور ابو رافع بن ابی الحقیق کو جان نثاران حضرت نے سوتے میں قتل کر ڈالا"

(دیکھو صفحہ ۳۱۳ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

جنگ احد کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ جناب سرور کائنات کی پاسبانی و حفاظت میں مہاجر و انصار نے مبالغہ کیا۔ اس لڑائی ہی میں قریشیوں نے اتفاق کیا تھا۔ اس میں اکثر اصحاب رسول و چار مہاجر اور چھیاسٹھ انصار میدان کارزار میں مارے گئے۔ محمد صاحب گڑھے میں گر پڑے پاؤں میں جراحت آیا۔ لرزہ جاری ہوگیا بڑی مشکل سے طلحہ نے اندر اتر کر کاندھے پر چڑھایا اور علی نے آہستہ آہستہ ہاتھ پکڑ کر باہر کو کھینچا۔ اور جسوقت سرور کائنات باہر نکلے۔ تو حضرت کو مجروح دیکھا۔ اور دندان مبارک کو شہید پایا۔ زخموں سے خون جاری تھا۔ عام تشویش پھیل گئی تھی۔ کہ محمد صاحب مرگئے۔ امیر حمزہ وغیرہ مارے گئے۔ قریش کی عورتوں نے ان کے ناک کان کاٹ لئے۔

(صفحہ ۳۱۶ و ۳۱۷ تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ء)

اگر خدا کرتا۔ کہ وہ ذرا سی اور ہمت کرتیں۔ محمدی اسلام کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر افسوس کہ سستی کی۔ سیانوں نے سچ کہا ہے۔ کار امروز بفردا میفگن

حضرت کے مرنے پر بڑا اختلاف اور بغض و عناد تمام عرب میں پھیلا۔ ہر ایک گروہ رسالت کا طالب تھا۔ اور دوسرے کا مخالف

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۱ سے ۳۷۴ تک)

رسالہ معجزات میں لکھا ہے۔ کہ بعد وفات حضرت سب قبائل عرب مرتد ہوگئے۔

سورۃ المائدہ یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ

اس پر تفسیر جلالین میں لکھا ہے۔ "بالفک والادغام یرجع الی الکفر اخبار اعلم اللہ تعالیٰ وقوعہ و قد ارتد جماعۃ بعد موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلہم قال علی اللہ علیہ وسلم ہم قوم ہذا واشار الی ابی موسیٰ الاشعری رواہ الحاکم فی صحیحہ عاطفین علی المومنین شد علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ

(دیکھو صفحہ ۸۳ جلد اول)

اور حاشیہ قرآن پر لکھا ہے۔ "این در زمان حضرت ابوبکر صدیق متحقق شد۔ مہاجران و انصار و اتباعان ایشان با مرتدان جہاد کردند۔ (صفحہ حاشیہ ۱۱۰ ترجمہ شاہ ولی اللہ)

اسی پر تفسیر حسینی والے نے لکھا ہے۔ کہ بعد از وفات حضرت رسالت پناہ تمام عرب مرتد شدند الا اہل مکہ و مدینہ و عبد القیس از بحرین و بعضے از دادن زکوٰۃ باز ایستادند۔ و جمعے بر مسیلمہ کذاب و طلیحہ اسدی و سجاح کاہنہ جمع شدند۔ و بکذب ایشاں اعتراف کردند"

اور صحیحین میں ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ کہ جسوقت وفات محمد کی خبر مکہ میں پہنچی۔ اکثر اہل مکہ نے چاہا۔ کہ محمدی اسلام سے منحرف ہو دیں۔ چنانچہ اصحاب عامل مکہ کئی روز تک خوف کے مارے گھر سے نہ نکلا

پھر لکھا ہے۔ کہ محمد کے مرنے پر جو لوگ اسلام سے پھر گئے۔ وہ بھی تلوار سے مغلوب کر لئے گئے ۔

آخرکار یہ فساد بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچی کہ خلافت علی کے وقت میں طلحہ و زبیر و عائشہ زوجہ محمد صاحب و معاویہ علیہ الرحمۃ والی ملک شام کا حضرت و دیگر مسلمانوں کے ساتھ جنگ ہوا بی بی عائشہ نے طلحہ کی ترغیب و صلاح و الفت سے جنگ کیا۔ سب شام کے مسلمان علی کے مارنے پر مستعد تھے۔ جس میں حضرت علی معہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار فوج کے اور حضرت معاویہ وغیرہ بھی معہ لشکر کثیر کے کنارہ فرات پر جنگ کرنے آئے۔ چھ ماہ لڑائی ہوتی رہی۔ ستر ہزار آدمی علی کی طرف کے اور ایک لاکھ بیس ہزار معاویہ کی طرف سے مسلمان مارے گئے۔ معاویہ نے صلح کا پیغام بھیجا علی نے نامنظور کیا۔ تا آنکہ جنگ لیلۃ الہریر واقع ہوئی۔ اس جنگ میں طرفین کے اور ۳۶ ہزار آدمی مارے گئے۔ آخرکار ۱۲۰۰۰۰ + ۷۰۰۰۰ + ۳۶۰۰۰ کل ۲۲۶۰۰۰ دو لاکھ چھبیس ہزار مسلمانوں کے قتل کے بعد صلح ہوئی۔ ابن ملجم مصری مومن ایماندار نے کمال محبت سے ایک عورت کے نکاح کی عوض علی کو مار ڈالا۔ اس قطامہ نام ایماندار مومنہ نے اپنے مہر میں علی کا قتل لکھوایا تھا۔ اس طرح عرب میں دین اسلام پھیلا۔ اور کم ہوا ۔

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۴۴۵ و ۴۴۶ ۱۲۸۱ھ دہلی)

یہی معاویہ و علی کے جنگ کی آتش مدت تک شعلہ زن رہی اور اسی کا آخری نتیجہ یہ تھا۔ کہ حسن و حسین فرزندان علی و یزید ابن معاویہ میں امامت کا جھگڑا ہوا۔ اور بیشمار مسلمان طرفین کے قتل ہوئے ۔

(دیکھو جنگ نامہ حامد)

جو لوگ مسلمان ہوتے تھے۔ ان کو مال و اولاد واپس ملتا تھا۔ قتل سے بچ جاتے تھے۔ اسواسطے اکثر قبیلہ عرب جب لڑتے لڑتے خون کی ندیاں بہاتے بہاتے تنگ آگئے۔ مجبوراً مسلمان ہوگئے۔ چنانچہ لکھا ہے "غزوہ طائف میں بعد فتح کے ایک جماعت ہوازن نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ نے بمقتضائے عطوفت جبلی مال اور ان کی اولاد کو واپس دیا۔ پھر مالک بن عوف کہ سردار قوم لشکر کفار حنین و طائف تھا۔ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ سو شتر سوا اہل و عیال ان کو انعام عطا فرمائے۔ اور ان کو اوپر طائف کے عامل کیا ۔

(دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۳۷۶ ۱۲۸۱ھ)

ذکر سال نہم میں لکھا ہے۔ کہ گروہ کے گروہ قبائل عرب کے شوکت و ترقی اسلام دیکھکر شرف اندوز اسلام ہوئے یہاں تک کہ نام اس سال کا سنۃ الوفود کہتے ہیں۔ (تاریخ انبیاء ۱۲۸۱ھ)

"پھر لکھا ہے۔ کہ الغرض علی التواتر فتح پر فتح نصیب اولیاء دین محمدی کے ہوئیں۔ اور گروہا گروہ مخلوق اہل شرک و بدعت سرگردان و پریشان وادی ادبار

سلہ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے مومنان ہر کہ از شما برگردد از دین خود پس خواہد آورد خدا گروہے را دوست میدارد ایشاں را و ایشاں دوست میدارند او را متواضع اند برائے مومنان و درشت طبع اند بر کافراں جہاد میکنند در راہ خدا۔

سلہ غزاۃ جنگ با دشمن دین غازی یا دشمن دین کارزار کنندہ و جہاد و مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا است (منتہی الارب ربیع الاول والثالث صفحہ ۲۱۴ و ۲۱۵ مطبع سرکاری لاہور ۱۸۶۵ء)

وانکسار کے ہو گئے۔ اور حلقہ اطاعت اسلام میں داخل ہو کر رسوم کفر و بدعت کو بھول گئے
تاریخ اشیا صفحہ ۳۸۹ و ۳۹۰

اب تک غلامی کا دستور عرب میں ہے۔ اور وہ حضرت کے وقت سے جاری ہے۔ لونڈی اور غلام جسطرح کہ مکہ میں اور خواجہ سرا بنائے جاتے ہیں۔ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بلکہ روضہ مطہرہ رسول اسلام پر خواجہ سراؤں کا یقین ہے۔ نہایت قابل افسوس اور تعجب کیا جاتا ہے۔ کہ دین اسلام میں خصی کیا جائز نہیں

ایک لائق اور قابل قدر مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ عرب والے نوح کی اولاد سے نہیں ہیں۔ بلکہ سام پسر کرشن جی کی اولاد سے ہیں۔ اور اسیواسطے وہ سامی کہلاتے ہیں۔ دوارکا سے خارج ہو جانے کے بعد سام جی عرب میں مع اپنے رشتہ داروں و ملازموں کے گئے اور اسی روز سے عرب آباد ہوا۔ ورنہ پہلے اس سے وہاں آبادی نہیں تھی۔ اور عرب لفظ سنسکرت کا ہے۔ (یعنے آریہ) (آریوں کا راستہ) ملک مصر کو آریوں کے جانیکا راستہ اور یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ عرب کا انگریزی نام اریبیہ کے دیکھنے سے پس درحقیقت اہل عرب سام جی پسر کرشن جی کی اولاد ہیں۔

روم کس طرح مسلمان ہوا

جس طرح ہم نے عرب کی بابت تواریخ معتبرہ کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ وہ کس طرح جور و ظلم سے مجبور ہو کر مسلمان ہوا۔ اور کس قدر لوٹ کھسوٹ سے دین محمدی کس غرض سے پھیلایا گیا۔ وہی حال بعینہ روم و شام کا ہے۔ چنانچہ مفصل حال اس فتوح الشام میں مندرج ہے۔ اور درحقیقت وہ دیکھنے کے لائق اور دین اسلام کی قدر جاننے کیواسطے عمدہ کتاب ہے۔

"معاذ بن جبل نے جو ابو عبیدہ کی طرف سے سفیر بن کر گیا تھا۔ بطارقہ حاکم روم کو کہا کہ یا تو ایمان لاؤ۔ قرآن و محمد پر یا ہمیں جزیہ دو۔ ورنہ اس نزاع کا فیصلہ شمشیر کریگی۔ ہوشیار رہو"
(دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۱۳ مطبوعہ ۱۲۸۱ھ)

پھر لکھا ہے۔ ابو عبیدہ نے جو عرضی امیر المومنین عمر کو لکھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ لشکر اسلام اطراف و جوانب کو اس واسطے روانہ کیا ہے۔ کہ ہر طرف جاؤ۔ جو دین قبول لیں انکو امان دو۔ اور جو دین متین نہ قبول کریں ان کو تیغ بیدریغ کا رزق کرو + (صفحہ ۱۳ تاریخ اسیا مطبوعہ ۱۲۸۱ھ)

حضرت ابوبکر نے اسامہ کو سپہ سالار مقرر کر کے مع لشکر جرار غزا و جہاد کیواسطے شام کے ملک میں بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر وہ قلع قمع کیا۔ کہ تمام کفار کا ناک میں دم کیا۔ اور گھبرا کر اپنے مواطن و مساکن کو چھوڑ بھاگے اور مارتا دھاڑتا وہاں تک جا پہنچا۔ اس عالی کی مخلوق سے بدلا لیا۔ اور پھر سالماً غانماً بہت سا اسباب غنیمت لیکر خدمت خلیفہ رسول میں حاضر ہوا۔ اس وقت اہل تعصب و عناد کی کمر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ ان لوگوں کا گمان تھا۔ کہ اب اسلام میں بند و بست نہ رہے گا۔ اور اس قدر قوت نہ ہوگی کہ جہاد کر سکیں
(دیکھو تاریخ انبیا صفحہ ۳۷۶ و ۳۷۷ مطبوعہ ۱۲۸۱ھ)

شام کی فتح کیواسطے جو خطوط طلب اہل مکہ معظمہ کے واسطے جہاد کے حضرت ابوبکر صدیق نے لکھے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اسے جہاد عدو وہم بالشام (دیکھو صفحہ ۱۳ جلد اول فتوح الشام مطبوعہ نولکشور ۱۲۶۷ھ)

پھر وہی فاضل مورخ لوٹ کا بہت سا مال ہاتھ آنیکا ذکر کر کے لکھتا ہے کہ یزید بن ابی سفیان و ربیعہ بن عامر سرداران لشکر نے کہا سب ہے۔ کہ سب مال جو رومیوں سے ہاتھ لگا ہے۔ حضرت صدیق کے حضور میں بھیجا جاوے۔ تاکہ مسلمان اس کو دیکھ کر قصد جہاد رومیوں کا کریں"
(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۱۳ ۱۲۶۷ھ)

" حضرت ابوبکر صدیق بوقت روانگی ملک شام کے یہ وصیت عمرو بن العاص کو کرتے تھے۔ کہ ڈرتے رہو خدا سے اور اس کی راہ میں جہاد اور کفاروں کو قتل کرو۔
(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۱۹)

"ایک جنگ میں بلاد شام چھ سو قیدی پکڑے آئے۔ عمرو بن العاص نے ان پر دین اسلام پیش کیا۔ پس کوئی ان میں سے مسلمان نہ ہوا۔ پھر حکم ہوا کہ ان کی گردن ماری جائیں'
(جلد اول فتوح الشام صفحہ ۲۵ نولکشور)

دمشق کے محاصرے کے جنگ میں لکھا ہے۔ پھر خالد بن ولید نے کلوجس و عزرائیل کو اپنے سامنے بلا کر ان پر اسلام عرض کیا۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ پس بموجب حکم خالد بن ولید کے ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیرۃ الطائی نے کلوجس کو قتل کیا"
(فتوح الشام جلد اول صفحہ ۵۳ نولکشور)

کتاب کارنامہ ترک حصہ اول مطبوعہ دہلی میں لکھا ہے۔ کہ تین سو سال تک بحکم سلطان روم ہر سال ایکہزار عیسائیوں کا بچہ جبراً جاں نثاری فوج میں بھرتی کر کے مسلمان کیا جاتا تھا۔ اور ان کو عیسائیوں کے قتل اور جنگ پر آمادہ کیا جاتا تھا۔ اور صرف یہاں تک ہی صبر نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ عیسائیوں کے نہایت خوبصورت بچے ہزارہا ہر سال غلمان بنائے جاتے تھے اور ان سے رومی دیندار مسلمان خلاف وضع فطری کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور جوان ہو کر انہیں غازیوں کے گروہ میں شامل کیا جاتا تھا۔ کہ بہشت کے وارث ہوں۔ المختصر (مفصل دیکھو اصل کتاب) جسطرح خلفائے کے وقت میں جبراً گرجے گرائے جاتے تھے۔ و برباد کئے جاتے تھے۔ اسی طرح شاہ روم نے بھی ظلم و ستم سے گرجاؤں کو مسجد بنا دیا +

فارس (ایران) کس طرح مسلمان ہوا

اس کا حال روضۃ الصفا جلد دوم و کتاب سند التواریخ میں لکھا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ عمر نے بعد خلیفہ ہونے کے لشکر عرب کو یہ حکم دیکر ایران میں بھیجا کہ اگر اس ملک کے لوگ خوشی سے دین محمدی قبول کریں تو بہتر۔ نہیں تو ان سے محاربہ و مقابلہ کر کے انہیں بزور شمشیر قرآن کا معتقد اور محمد کا تابع کرو۔ جبکہ ایرانیوں نے دین اسلام قبول کرنے سے انکار کیا۔ تو لشکر عرب نے لڑائی شروع کر کے تین بار ایران کی سپاہ سے شکست کھائی۔ مگر چوتھی بار ان پر غالب ہو کر دریائے فرات کے گرد و نواح کے ملک پر دخل کیا۔ اس کے بعد شہریار کا بیٹا یزدجرد کہ خسرو پرویز کے پوتوں اور ساسانیہ پہلوی شاہوں میں سے آخری بادشاہ تھا۔ ایران کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت سعد ابن وقاص نے جو عرب کے لشکر کا سردار تھا۔ (گویا ایرانیوں کو محمدی بنانے کا ٹھیکہ دار تھا) یزدجرد کے پاس ایلچی بھیجا۔ تاکہ اسے دین محمدی قبول کراوے یا اگر وہ قبول نہ کرے۔ تو لڑائی کرے۔ لیکن یزدجرد نے اس کی بات نہ مانی۔ بلکہ خفا ہو کر لڑائی کی طیاری کا حکم دیا۔ اور بہت سی سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیا۔ یہ میدان جنگ مقام قادسیہ پر ہوا۔ جب فریقین کے مقابلہ کے بعد لشکر ایران نے شکست کھائی تو بابل و دمشق عربوں کے ہاتھ پڑا۔ اور پھر اکیسویں سال ہجری میں شہر ہمدان کے پاس نہاوند کے میدان میں، دوبارہ لشکر عرب نے سپاہ ایران کو شکست دیکر

سامنے ایران پر قبضہ کرلیا۔ اور یزدجرد بھاگ کر مرو کے پاس ایک آسیاباں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اسی طرح تمام ایران خلفاء کے تحت حکومت میں آگیا۔ اور دو سو برس عربوں نے اس ملک میں حکومت کی۔ اکثر ایرانیوں نے خلفاء اور اُن کے ڈر سے محمدی مذہب قبول کیا۔ اور جنہوں نے قبول نہ کیا۔ وہ عربوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے۔ یا وطن سے نکل کر بلوچستان۔ افغانستان۔ ہندوستان کی طرف گئے چنانچہ اُن کی نسل اب تک ان ملکوں میں باقی اور زردشتی طریق میں ہو کر گبر کہلاتے ہیں۔ خلاصہ سب کا یہ ہے۔ کہ ایرانیوں نے حد لحواسیۃ کچھ اس سبب سے دین محمدی قبول نہیں کیا۔ کہ اس طریق میں تعلیم پاکر اور قرآن کے مطلب اور معنی سمجھ کر یا سوچ کر دریافت کیا ہو۔ کہ قرآن زردشتی مذہب پر (معاذ اللہ) غالب ہے۔ بلکہ یہ بات صرف لشکر عرب کے زور و ظلم سے ظہور میں آئی" (از طریق الحیات فصل ۲ صفحہ ۷۰)

پھر لکھا ہے۔ "امیر المومنین سعید بن العاص را قائم المقام گردانید و بسال بطرف طبرستان رفت امیر المومنین حسن حسین علیہ السلام نیز در آں یورش تشریف داشتند۔ و از میامن قدوم حسنات لزوم ایشاں ولایت جرجان کہ دار الملک استرآباد است مفتوح شد۔ و عوض صلح مردم جرجان دو بست ہزار دینار تسلیم کردند۔ و اسلام آوردہ جانہا خویش آزاد گردانیدند" (تاریخ فرشتہ صفحہ ۱۶ ذکر ظہور اسلام)

عربی زبان کے مشہور و معروف فاضل ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر ۱۳ھ میں خلیفہ ہوئے (کسرای) نوشیروان کے ایوان کو خراب کیا۔ اور کتابخانوں کو جلایا۔ اور پانی میں ڈبویا۔ اور یہی حال سکندریہ کا کیا (سنین الاسلام حصہ اول)

پھر ایک لائق مورخ مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں "پارسی بمبئی میں بکثرت سے رہتے ہیں۔ اُن کے یہاں آباد ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ ساتویں صدی میں جب ایران میں اہل اسلام کا تسلط ہوا۔ اور ساسانیوں کا خاندان تہ و بالا ہوا۔ تو یہ خوف کے مارے ادھر بھاگ آئے۔ وہ اپنی ہی رسم و آئین کے پابند بدستور چلے جاتے ہیں" (تاریخ ہند حصہ اول فصل ۲ صفحہ ۹)

پھر ایک اور تاریخ میں جو بلحاظ تحقیقات کے بہت زیادہ معتبر ہے لکھا ہے "خلیفہ عمر نے ایران کی نعمتوں کو سب اہل لشکر کو یاد کرا کر کہا کہ یہ نعمت و غنیمت ہاتھ آئیگی۔ جب تک کہ سفر کو اوپر حضر کے اور محنت کو اوپر راحت کے مقدم اور اختیار نہ کرو گے۔ مناسب ہے۔ کہ تم تساہل کو روا نہ رکھو اور جہاد و غزا کو مستلزم حصول مرادات دارین سمجھو۔ چنانچہ ابو عبیدہ کو سپہ سالار کر کے ایک کثیر فوج بنا بر فتح ایران روانہ کی" (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۱۱۴)

جاپان نام ایک بہادر ایرانی جب مقابلہ میں گرا۔ اور منظر اس کا سر کاٹنے لگا تب اس نے (ڈر کے مارے) کلمہ پڑھا۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ چنانچہ وہ زمرہ اہل اسلام میں داخل ہوا۔ اور بڑا مرتبہ پایا (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۱۱۲)

یزدجرد بادشاہ ایران کی شکست کا حال لکھتے ہوئے ایک مسلمان مورخ لکھتا ہے۔ کہ یزدجرد کی فوج کے سردار کو (جو اسوقت سپہ سالار تھا) ایک بدمعاش نجومی نے گمراہ کر دیا۔ جس سے وہ بزدل ہو گیا۔ اور یہی بات عربوں کی فتح کی باعث ہوئی۔ (دیکھو تاریخ انبیاء صفحہ ۱۱۸)

مصر و مراکو وغیرہ کس طرح مسلمان ہوئے

عربی کے فاضل اور تواریخ عرب کے ماہر لائق ڈاکٹر لائٹنر صاحب فرماتے ہیں "حضرت عمر کی خلافت کے سنہ ۶۴۰ء میں ابوبکر عمر ابن العاص نے حملہ کیا۔ شہر سکندریہ فتح ہوا۔ اور لوٹا گیا کتب خانہ وہاں کا ہیزم کی جگہ جلایا گیا۔ اس جگہ پہلا کتب خانہ جو بادشاہاں ٹالومیز نے مرتب کیا تھا۔ وہ تو آگے ہی قیصر روم کے حکم سے جلایا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ کتب خانہ طیار ہوا تھا۔ وہ حضرت عمر کے حکم سے جلایا گیا۔ (دیکھو سنین الاسلام حصہ دوم سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۸۰)

محمد صاحب کے ایک خط میں جو نام مقوقس بن راعیل حاکم اور بادشاہ مصر و سکندریہ کے لکھا گیا تھا۔ یہ عبارت ہے "والا تذر مقاتلۃ الکفار حتی یدیر الناس بدینی و یدخوا فی ملتی (یعنی خدا نے مجھے حکم کیا ہے۔ اٹھانے اور لڑائی کا کفار سے یہاں تک کہ ڈر آویں وہ لوگ میرے دین میں اور داخل ہوں میرے مذہب میں" (دیکھو فتوح المصر مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵)

پھر لکھا ہے۔ "کہ حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ کہ الحرب خدعۃ۔ یعنی لڑائی انجام پاتی ہے۔ ساتھ فریب کے" (دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۲۵ نولکشور سنہ ۱۲۸۶ھ)

عمرو بن العاص نے بادشاہ مصر کے سامنے بیان کیا۔ کہ اللہ تعالی نے تائید کی ہماری بہ سبب تلوار کے اور اسی تلوار کے سبب سے ذلیل کیا ہم نے مشرکین کو (دیکھو فتوح المصر سنہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۴۵)

صدہا باشندگان مصر بیگناہ سوئے ہوئے قتل کئے گئے۔ اور کچھ ان میں سے قید کر لئے گئے۔ اُن کی بابت لکھا ہے۔ "بعد اس کے عرض کیا ان پر اسلام کو مگر سبھوں نے انکار کیا۔ پس ماری گئیں گردنیں ان کی" (دیکھو تاریخ فتوح المصر ۴۶۳ و ۴۶۴)

پولیس قس عیسائی پر عرض کیا اسلام پس انکار کیا۔ اور کہا کہ بھاگا میں شام سے مصر میں۔ پر ڈال دیا مجھکو مسیح نے تمہارے ہاتھوں میں۔ بتحقیق شک کرتا ہوں میں کہ مسیح مسلم ہیں۔ اور میں کافر ہوں۔ تمہارے دین کے ساتھ پس ماری خالد نے گردن اُس کی (فتوح المصر سنہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۴۶۷)

تیرہ سو مرد قبطی قید کئے گئے۔ جن میں سے حکم ہوا کہ جو اسلام قبول کرے اسے رہائی دو۔ ورنہ سب کو مار ڈالو۔ چنانچہ عرض کیا اسلام کو اُن پر خالد نے۔ پس انکار کی اکثروں نے۔ اور جس نے اسلام قبول کیا چھوڑ دیا خالد نے اسکو اور نیکی کی ساتھ اس کے۔ اور جس نے انکار کیا اسلام سے حکم کیا خالد نے اسکی گردن مار دیا (از فتوح المصر صفحہ ۴۹۵ سنہ ۱۲۸۶ھ)

اسی تاریخ میں اکثر جگہ لکھا ہے "کہ جب یوں قتل شروع کیا۔ اور لوگوں کی جورو دختر وغیرہ چھینے لگے۔ تو بخوف قتل اور امید رہائی کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے۔ (مفصل دیکھو فتوح المصر صفحہ ۴۸۲ و ۵۱۲)

اور اگر کوئی مفصل حال۔ مکاری۔ فریب دروغگوئی سپہ سالاران لشکر محمدیہ کی دیکھنا چاہے۔ تو دیکھے (فتوح المصر کے صفحات ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۴۲ و ۴۴۴ و ۴۴۶ و ۴۷۰ و ۴۷۱)

بلوچستان کس طرح مسلمان ہوا

محمود سنہ ۹۹۷ء میں تخت پر بیٹھا۔ اور سنہ ۱۰۲۹ء میں مر گیا۔ مطابق سنہ ۴۲۰ھ کے چنانچہ لکھا ہے۔

"دریں ایام خبر رسید کہ مردم قیرات (قلات) و ناردین کہ از ممالک سرحد ہندوستان است۔ قلادہ مسلمانی در گردن نینداختہ اند و سر از اطاعت و انقیاد شریعت محمدی پیچیدہ بیشتر بت پرست اند۔ سلطان محمود لشکر جمع آوردہ از قسم درودگر و آہنگر و سنگ تراش جمع کثیر ہمراہ گرفتہ روبآں دیار نہاد و نخست قصد قیرات کردہ از سمت

ساخت وظاہرا قرات جائے است سرد مابین ہند وترکستان میوہ بسیار دارد وچوں حاکم آنجا اطاعت کردہ معہ متوطنان آں دیار اسلام آوردہ وسلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بہ تسخیر ناردین فرستاد۔ او رفتہ آنجا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ بردہ ومواشی بسیار بدست افتاد۔ وچوں بتخانہ بزرگ راکہ درآنجا بود شکستند سنگے منقور ومنقش ازانجا بیروں آمد کہ باعتقاد ایشاں از زمانے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان ہم آنجا رفتہ قلعہ ساخت" (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر سلطان محمود مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۱ھ صفحہ ۳۱ سطر ۱۴ سے ۱۷ تک)

بتائید رائے کرنل ٹاڈ صاحب کے کچھ شک معلوم نہیں ہوتا ہے۔ کہ بلوچستان کے اکثر فرقے ان جادوؤں کی نسل سے ہیں جو دوارکا کی آپس کی لڑائی کے بعد سندھ پار چلے گئے تھے۔ گوت بلوچوں کا سبجھ کہلاتا ہے اور اس گوت کی وجہ تسمیہ کی نسبت قیاس کیا گیا ہے کہ جب یہ لوگ ہندو (آریہ) تھے تو باعث ہونے اولاد سام پسر سری کرشن کے سامی (یا سام جا) کہلاتے تھے۔ یا خود سری کرشن کی نسل میں ہونے کے سبب سے یہ گوت مشہور ہوا۔ کیونکہ سری کرشن جی کا ایک نام سیام (یا سام) ابھی ہے۔ (دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ ۱۸۶۴ء صفحہ ۳۸۵ و ۳۸۶)

پھر لکھا ہے "حجاج بن یوسف از قبل ولید بن عبدالملک حاکم عراقین ملک ایران وتوران بود درصدد تسخیر بلاد ہندوستان شدہ محمد ہارون را دراوائل ۸۶ھ باسپاہ بہ تہور بولایت مکران فرستاد۔ او بدانجا رسیدہ آں ملک را مسخر و متصرف آوردہ بسیارے از ساکنان آنجا را کہ بلوچاں عبارت ازاں طائفہ اند بشرف اسلام مشرف گشتہ رعایا وارے الاو دینی پرورجہت ورواج اسلام دراں طرف ازاں تاریخ ہم رسید"۔ (تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۶۱ مقالہ ہشتم نولکشور)

افغانستان کس طرح مسلمان ہوا۔

اگرچہ اس کا مفصل حال کسی ایک تاریخ میں ہم کو نہیں ملا۔ مگر جتنا موجودہ تاریخوں سے پتہ مل سکا۔ وہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

محمد قاسم فرشتہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے "سنہ کہ غور وبادغیش بہ کابل فرستاد اہالی آنجا را جبراً وقہراً مطیع ومنقاد گردانید۔" (جلد اوّل صفحہ ۱۷)

پس ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ بھی قرآن کو فصاحت علیٰ ثانی جان اور محمد صاحب کو نبی گردان کر مسلمان نہیں ہوئے۔ بلکہ بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے۔

مامون رشید نے جب اس ملک میں چڑھائی کی جو ۲۱۲ھ کا ذکر ہے۔ اس کی بابت مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر محمڈن کالج فرماتے ہیں۔ کہ مامون نے لشکر جرار اس ملک کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ اسی لشکر جرار کے خوف سے بمقابلہ تباہ ہونے کے والئے کابل مسلمان ہوا۔ (مفصل دیکھو ہیروز آف اسلام جلد دوم)

اور اسی نواح کا ایک اور حاکم بھی اس کی تلوار کے ڈر سے مسلمان ہوا۔ اور اس کا بت مکہ میں صفا ومروہ کے درمیان ڈلوایا گیا۔ (ہیروز آف اسلام)

انریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں کہ قوم جادو سندھ کے پار مرنے کرشن کے جا رہی تھی۔ (از تاریخ ہندوستان)

افغان لفظ ہی اصل میں سنسکرت کا ہے۔ اپ گان یعنی بے فائدہ ہے۔ راگ جن کا یا وہ قوم علم موسیقی سے محروم ہے۔ اور یہ بات زیادہ تشریح کی محتاج نہیں غنیمت لکھتا ہے۔ ؎

سگ اف، وز زاغاں عار گرفتند حریفاں نام شاں افغاں گرفتند

علاوہ ازاں ابھی تک افغانستان میں ہزاروں جگہ ان کے پہلے مذہب کی علامتیں موجود ہیں۔ سوات اور بونیر کے پہاڑوں کی غاروں میں کئی طرح کی مورتیں نکلتی ہیں۔ جو ساری کی ساری ہی ہندوؤں کے دیوتاؤں کی تصویروں سے مشابہ ہیں۔ کابل سے کئی میل اس طرف بتخاک وغیرہ مقام میں اور ایسی ہی تخت باہی اور تال گڑھی میں بھی ہندو مذہب کے ہزاروں نشان ابھی تک موجود ہیں۔ اور ان کے لباس بھی پرانے آریوں سے ملتے ہیں۔ بے تعصب مؤرخوں نے جہاں تک پٹھانوں کی بابت تحقیقات کر کے صحیح نتائج نکالے ہیں۔ وہ تمام تر ہمارے بیان کے شاہد اور ہمارے منشاء کے مطابق ہیں۔ مہابھارت کے زمانہ سے راجہ بھوج کے زمانہ تک ہندوؤں اور ان کا دھرم واحد تھا۔

چنانچہ کرنیل ٹاڈ صاحب بہت یقین سے قوم جادو کی بابت لکھتے ہیں۔ کہ اقوام افغان اصل میں یہودی نہ تھے۔ یادو تھے۔ اس بحث کو کرنیل صاحب نے بہت قابلیت کے ساتھ لکھ کر ثابت کیا ہے۔ کہ ان کا یہودی ہونا بالکل غلط ہے۔ اور ان کی رائے اور تحقیقات کی مطابقت اس قوم کی روایتوں سے بخوبی ہوتی ہے۔ مشہور ہے۔ کہ (دوارکا کے تاراج ہونے کے بعد) کرشن کی اولاد نے سندھ ندی کی دونوں طرف چند نئی ریاستیں قائم کیں۔ اور انہیں جادوؤں کے راجہ گج۔ والئے بھیرہ نے اپنا راج پچھم کی طرف بڑھایا۔ اور قلعہ غزنی جو اب غزنی لکھا جاتا ہے۔ تعمیر کرایا۔ ایک دفعہ روم وخراسان کے بادشاہوں نے متفق ہو کر غزنی پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں راجہ گج مارا گیا۔ لیکن اس کا بیٹا سالباہن بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا۔ اور اس نے پنجاب میں سلباپور۔ یا سلوان کوٹ (جسے اب سیالکوٹ[1] کہتے ہیں) آباد کیا۔ اور چند سال کے بعد پھر غزنی پر دخل ہو گیا۔ چنانچہ عرب سے مسلمانوں کی آمد تک انہی کے ورثا افغانستان میں حکمرانی کرتے رہے۔

کہتے ہیں۔ کہ مغلوں کی قوم چغتا یعنی چغتائی کا مورث چنگتو بیرہ سالباہن تھا۔ آٹھویں یا نویں صدی عیسوی میں جادو پنجاب سے نکالے گئے۔ تب انہوں نے لکھی جنگل میں پناہ لیکر اوّل شہر تنوت پھر دیروال جو جیسلمیر اسی جنگل میں آباد کئے۔ زوال کے دنوں میں بہتیرے جادو جاٹ کہلانے۔ بلکہ ہو گئے۔ اور بہتیرے اور قوموں میں مل گئے۔ جو خالص رہے۔ وہ بھی جادو کہلانے لگے۔

(دیکھو تاریخ راجستان میں حالات جیسلمیر)

"چند سال ہوئے جبکہ فوج انگریزی کی مہم ستانہ پہ ہوئی تھی انہیں ایام میں تائید رائے کرنیل ٹاڈ صاحب کے تحقیق ہوا تھا۔ کہ علاقہ یوسف زئی میں پٹھانوں کی ایک قوم اب تک جدون (جادون) کہلاتی ہے۔ اور اس کی قدیم روایتوں کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اصل میں جادو تھے کسی زمانہ میں گجرات سے آکر یہاں آباد ہو گئے۔ (تاریخ بلند شہر صفحہ ۳۲۱ و ۳۲۲)

نوٹ: نامہ نگار کو کئی سال تک بہنگام ملازمت سرکاری پٹھانوں کے درمیان رہنا پڑا۔ برسوں کی تحقیقات سے یہی ظاہر ہوا۔ کہ وہ لوگ اصل میں جادو تھے۔ یوسف زئی کے علاقہ سے اوپر غیر علاقہ ہے۔ اور اس پٹہ کا نام جدون یا گدون ہے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ وہاں کے دیہات یا مقامات کے نام اب تک سنسکرت اور آریہ زبان کے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے رانی گھاٹ۔ کاٹ لنگ۔ سوات۔ بونیر یا سونیر۔ تیراہ۔ یم رودہ یا جم رود۔ ہستند یا مہامستد۔ چترال۔

---

[1] بلوچستان میں شہر کوئٹہ کا بھی اصل نام سیالکوٹ ہے۔ جو غالباً سالباہن کا بنا کردہ ہے۔ اب غلط العام سے کوٹہ ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح بلوچستان کے تمام شہروں کے نام سنسکرت کے ہیں۔

قلعہ سید ارام ۔ پشاور کے علاقہ کا اصلی نام قصبہ بگرام ۔ اوڈی گرام ۔ بندہ سرتستر اوتم ابلاش یا اومنا بلاق ۔ کھٹک یا حتلک یا کھتکا ۔ گرگراھی گوجر گراھی وغیرہ ۔ پس درحقیقت پٹھان جادو (یادوں) کے خاندان سے ہیں ۔ اور کافرستان میں سے جو کہ کابل کشمیر چترال ۔ تاتار کے درمیان سیکڑوں میل کا ملک ہے ۔ اب وہ جادو بنسی لوگ رہتے ہیں ۔ پس یہ سارے لوگ جبراً و قہراً مسلمان ہوکر اپنے سنت دھرم سے ہٹا کر محمدی بنائے گئے +

جادو سے جاٹ کہلانیکا یہ سبب معلوم ہوتا ہے ۔ کہ جادوں نے (جو راجپوت تھے) کھیتی باڑی شروع کی ۔ اور آوارہ گردی اور رودیا کے زیر ہونے کے سبب اصلیت بھول گئے ۔ دستت ۔ آریہ ورت کی اکثر زبانوں کے اندر بدلتے ہیں ۔ اور فارسی میں بھی سنسکرت کی جات کا راو ۔ ذات بنجاتا ہے ۔ پس بعض سرحدی ملکوں میں جہاں جادو کے تھوڑے گھر ہوئے اور مالوں کے زیادہ تو جادو سے جاتو اور جاتو سے جاٹو سا اور بہت جلد جاٹ ہوگیا +

اس کے سوائے ہماری رائے میں قوم جاٹ اصل میں جادو ہیں ۔ اصل میں یہ شد یادو تھا ۔ یادو سے جادو بنا ۔ جیسے آریہ سے آرج ۔ بعد اس کے غلط العوام سے جاڈ اور جات ہوکر جاٹ ہوگیا ۔ اور انہیں لوگوں نے جزیرہ جٹ لینڈ وغیرہ آباد کئے ۔ اکثر مقامات یورپ میں جادو قوم کے نشانات ملتے ہیں +

ہندوستان کس طرح مسلمان ہوا

مولوی ذکاءاللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں ۔ "یہ اصلی مسلمان کل مسلمانوں سے جو اس ملک میں آباد ہیں ۔ آدھے ہونگے ۔ باقی آدھے ایسے ہی مسلمان ہیں جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں ۔ مردم شماری سرکاری سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ہندوستان میں چار کروڑ دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں ۔ ان میں سے زیادہ ایسے ہیں ۔ جو ہندوؤں سے مسلمان ہوئے ہیں ۔ گو اسلام نے ان کے عقاید کو بدل دیا ۔ مگر ان کے رسم و رواج کو نہ بدل سکا ۔ گو وہ آپس میں مل جل کر کھانے پینے لگے ۔ مگر شادی بیاہ میں ابتک گوت کو مانتے ہیں ۔ کھانے پینے میں بھی انگریزوں کے ساتھ ایسا پرہیز کرتے ہیں ۔ جیسے ہندو ۔ غرض اسلام کا اثر ہندوؤں پر ایسا نہیں ہوا جیسا کہ ہندوؤں کا اثر اسلام پر ہوا +

(دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل دوم صفحہ ۹)

اب ہم بتاتے ہیں ۔ کہ اتنے جو مسلمان ہیں ۔ یہ کسطرح مسلمان ہوئے ہیں اور کب سے ہوئے ہیں ۔ اور سب سے پہلا مسلمان اس ملک میں کون تھے ۔

ہندوستان میں سب سے اول مسلمان ۔ بابا راوت والی چتوڑ نے سنہ [illegible] میں گجرات کے حاکم سلیم کی لڑکی سے شادی کرلی اور مسلمان ہوا ۔ مگر مسلمان ہوکر مارے شرمندگی کے خراسان چلا گیا ۔ پھر نہ آیا ۔ اس کا سند ھیا تخت پر بیٹھا ۔

(دیکھو آئینہ تاریخ نما صفحہ ۶ سنہ ۱۸۹۱ء)

سنہ ۱۹۳ء میں خلیفہ مامون رشید نے بڑے لشکر کے ساتھ ہندوستان پر چڑھائی کی ۔ بابا کا پوتا اس وقت چتوڑ کا حاکم تھا ۔ نام اس کا راجہ کھمان تھا ۔ اس سے اور مامون سے چوبیس لڑائیاں ہوئیں ۔ لیکن آخرکار مامون شکست کھاکر ہندوستان سے بھاگ گیا ۔ (صفحہ ۶ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۹۱ء اور دیکھو مفتاح التواریخ صفحہ ۔ سنہ ۱۸۸۳ء طبع ثالث حصہ اول)

ہندوستان کا دوسرا مسلمان راجہ سکھپال نام محمود کے ہاتھ بسبب زوال حکومت کے مسلمان ہوا ۔ مگر لکھا ہے کہ جب محمود بلخ کی طرف گیا ۔ تو اس نے پھر ہندو بن کر اس کی اطاعت سے سر پھیرا ۔ محمود نے سنہ [illegible] میں اسے پکڑ کر عمر بھر کے لئے قلعہ میں قید کر دیا +

(صفحہ ۱۹ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۹۱ء اور مفتاح التواریخ صفحہ ۹ سنہ ۱۸۸۳ء حصہ اول)

اب ہم محمود کے ہندوستان پر آنے کی وجہ بتلاتے ہیں +

لتھبرج صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ "محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی ۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی ۔ کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے ۔ اور اس کا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اس کے مذہبی جوش کو دیکھکر ایک گراں بہا خلعت اس کے پاس بھیجا اور امین الملت و یمین الدولہ کا خطاب دیا تھا ۔ پس محمود نے یہ عہد کرلیا ۔ کہ دین اسلام کے پھیلانے کے لئے ہرسال ہندوستان پر حملہ کرونگا ۔ (دیکھو مختصر تواریخ ہند سنہ ۱۸۹۶ء لاہور صفحہ ۴۴ اور تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۸۶)

پھر لکھا ہے "دوسرے مذہب والوں کو زبردستی مسلمان بنا لینا ۔ یہ اس مذہب والوں کے نزدیک ان دنوں نام پیدا کرنے کے لئے ایسی بڑی بات تھی ۔ کہ محمود سا حوصلہ دار اس عجیب بے نظیر ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک پر دل چلاتا تھا ۔ اس سب کو چھوڑ کر وہ کب ادھر آیا کرتا تھا ۔

(صفحہ ۱۰ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۹۱ء)

تاریخ بمبئی میں لکھا ہے ۔ "محمود نے گنگا کے کنارے ۱۰ ہزار کے قریب مندر توڑے اور اپنے سپاہیوں کو لوٹنے اور قیدی لینے کی اجازت دی ۔ جس نے جدھر راہ پائی بھاگ گئے ۔ سب بیوہ اور یتیموں کی طرح پریشان ہوئے جو نکل کر نہ جا سکے ۔ قید کئے گئے ۔

(صفحہ ۱۰ ۔ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۹۱ء)

پھر لکھا ہے ۔ "سنہ ایکہزار عیسوی میں محمود نے ہندوؤں پر جہاد کیا ۔ اور بارہ دفعہ ہندوستان پر آیا +

(تواریخ ہندوستان صفحہ ۱۶)

پھر لکھا ہے ۔ محمود کی غرض ان حملوں میں جہاد کرنے اور ملک کی دولت لوٹنے سے بھی" (صفحہ ۸ مفتاح التواریخ سنہ ۱۸۸۳ء)

متھرا کے شہر میں شاہ محمود شمشیر بکف گھس گیا ۔ اور بتوں کو پائمال و مسمار کیا ۔ طلائی ۔ نقرئی اصنام کو گلا ڈالا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۸۲)

"محمود راستہ میں متھرا کو تباہ کرتا گیا ۔ بیس دن تک اسے لوٹا اور مورتوں کو تڑوا کے مندروں میں برا بڑا کام کیا ۔ سو اونٹ نری توڑی ہوئی چاندی کی مورتوں سے بھر کر لے گیا ۔ پانچ مورتیں خالص سونے کی تھیں ۔ ان میں ایک کا وزن ہمارے اب کے چار من سے اوپر تھا ۔ برہمنوں کو قتل عام کیا ۔ راجا اپنے بال بچوں کو مار کر آپ بھی مر رہا ۔ اس بار محمود یہاں سے پانچ ہزار تین سو آدمیوں کو غزنی لے گیا +" (صفحہ ۱۱ ۔ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۹۱ء) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۱۰ سنہ ۱۸۸۳ء)

"دوسرے برس محمود نے بارہویں بار ارادہ جہاد کا کشور ہند پر کیا ۔ اس کے دل میں ہوائے تسخیر نگرکوٹ جسکو قلعہ بھیم بھی کہتے ہیں ۔ اور جوالا مکھی یعنی چشمہ آتش سے جو محل عجائب مخلوقات کا ہے) کچھ دور ہے ۔ جتنا مال اس میں تھا ۔ غارت کیا ۔ اور غزنی کو ساتھ جمعیت سپاہ کے مراجعت کی وہاں جاکر اس نے بڑی ضیافت کی اور اپنی رعایا کو غنائم بے بہا ہند سے حصہ دار کیا"

جن کو شیر شاہ نے مسلمان کیا۔ وہ شیر شاہی کہلاتے تھے۔ اور جو سلیم شاہ کے عہد میں مسلمان ہوئے وہ سلیم شاہی مشہور تھے۔ تمیز ان دونوں قسموں میں یہ ہے۔ کہ شیر شاہیوں کی عورتیں لہنگا پہنتی ہیں۔ اور سلیم شاہیوں کی عورتیں پاجامہ استعمال کرتی ہیں۔ ان دو گوتوں کے علاوہ بھٹیاروں کے دو گوت اور بھی ہیں۔ ایک چڑیار۔ دوسرے کھتری۔ لیکن اس ضلع میں یہ دو گوت شاذ و نادر ہیں۔ بھٹیاروں میں شادی کے وقت ہندوؤں کی بعض رسوم اب تک ادا کی جاتی ہیں۔" (دیکھو تاریخ بلند شہر مطبوعہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۹۸ و ۳۸۹)

نوٹ ہمارے خیال میں بھٹیارے مسلمان ہندو کہاروں سے ہوئے ہیں۔ کہ وقت بادشاہی ڈولہ اٹھانے کیواسطے ہندو کہار پکڑے جاتے ہونگے جس سبب سے ڈر کے مارے غریب مسلمان ہو گئے۔ دین اسلام نے ان کی کوئی عزت نہیں کی۔ جیسے پہلے ہندو رہکر مچھلی مارا کرتے تھے۔ ویسے ہی مسلمان بنکر مچھلی مارا اور چڑیا رہو گئے۔ اور پورب کیطرف کہار اپنے آپ کو جل کھتری کہتے ہیں۔ پس مسلمان ہو کر ان کا گوت صرف کھتری رہ گیا۔ اور ماشکی۔ سقا بہشتی کہلائے ٭ (مولف)

ہائے افسوس ان مسلمانوں نے اس بیش کو اسی حالت میں دبا رکھا۔ ایران توران۔ شام۔ افغانستان۔ یہ حضرت مسلمان جہاں گئے یہی حال ہوا۔ ان کی عملداری میں کوئی دیش اونتی (ترقی) کی سیڑھی پر نہیں چڑھا

سکندر لودھی کے عہد میں ایک دعوہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک برہمن نے عرض کیا کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا دین سچا ہے۔ بادشاہ نے برہمن اسکو قتل کروا ڈالا۔ ہندوؤں کی تیرتھ جاترا اپنی قلمرو میں بند کر دی تو متہرا اور قلعہ فتح ہوتا۔ وہاں کے مندر اور مورتیں توڑ ڈالتا۔ متھرا میں ہندوؤں کی حجامت کرنی موقوف کر دی تھی (دیکھو صفحہ اول آئینہ تاریخ نما ۱۸۸۲ء صفحہ ۷۰)

ان لوگوں نے اپنی کتاب میں لکھی ہوئی بات کے سوائے کسی جدید کا تحقیق کرنا بیت ہی برا اور لونڈی غلام بنانا ہی ساری دنیا کی آرائش مان لی (صفحہ ۵۴ و ۵۵ اقتباس تمرناشک ۱۸۸۲ء)

"سید احمد خاں صاحب فرماتے ہیں۔" سیاست مدن میں ایشیا کے مسلمان نہایت ابتری کی حالت میں ہیں۔ بخارا اور خیوہ وسقط اور زنجبار میں جیسے شرع اور عقل اور انصاف اور اخلاق کے برخلاف سیاست کے قاعدہ جاری ہیں۔ اور جس میں بعض ظلموں کے دور کرنے کے لئے یورپ کی تربیت یافتہ گورنمنٹوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا۔ اس سے مسلمانوں کی بہت کچھ بدنامی ہوتی ہے۔ ہاں یورپ کی دیکھا دیکھی ٹرکی اور مصر اور تونس میں کچھ کچھ ترقی شروع ہوئی ہے۔ اور سیاست مدن کی اصلاح ہوتی جاتی ہے ان کے پرانے تاریک خیالات بدلتے جاتے ہیں۔" (صفحہ ۱۵۱ تہذیب اخلاق جلد ۴)

چنانچہ ایک نامہ سے جو سلطان روم نے جنوری ۱۸۷۶ء میں شاہ بخارا کو لکھا تھا جبکہ اس نے سلطان سے بمقابلہ روس کے مدد مانگی تھی۔ شاہ بخارا و سلطان کے خیالات کا تفاوت معلوم ہوتا ہے ٭

سلطان لکھتا ہے۔ کہ اب سلطنت یہ ہے۔ کہ اپنے دوست اور آشنا کو پہچانتا رہے اور سلاطین دور و نزدیک سے راہ و رسم جاری رکھے اور رشتہ محبت والفت کو مضبوط رکھے۔ مگر تم نے کسی سلطنت سے راہ و رسم ظاہرا پیدا نکی اور وضع اور برتاؤ اپنا یہ رکھا۔ کہ کوئی سیاح یا کوئی وکیل کسی سلطنت کا تمہارے ملک میں وارد ہوا۔ اگر وہ قوم انگریز یا روس ہو۔ تو اس کو تم نے سربازار قتل کیا۔ یا اگر اہل ایران تو شیعہ ہونے کے سبب پکڑ کے فروخت کیا۔ اور اگر باشندہ روم تھا۔ تو اسپر تہمت جاسوسی اور خفیہ نویسی لگا کر چاہ سیاہ میں قید کر کے ہلاک کیا۔ اب انصاف کرنا چاہئے۔ کہ یہ راہ و رسم کیسی ہے تم نے وہ طریقہ رکھا ہے۔ کہ کسی سلطنت کی تمہارے ساتھ دوستی نہیں۔ اور اب کسواسطے رابطہ سے امداد چاہتے ہو۔ اور بالظہار کون سے راہ و رسم کے شاہ روس سے لڑاؤں ٭

(تہذیب اخلاق صفحہ ۱۵۱ یکم شوال ۱۲۹۱ھ جلد ۴)

ایک فرنگستانی عالم و مورخ ملک ہسپانیہ میں عربوں کی کرتوت کو ان الفاظ سے شروع کرتا ہے۔ کہ عرب کی فوج نے قصبوں کو لوٹا۔ اور ملک کو برباد و تباہ کیا۔ گرجاؤں کو ناپاک کیا۔ ایک دیسی مورخ لکھتا ہے کہ جلاد طبعوں کی تکلیف نے فتح کنندوں کو آرام دیا۔

(دیکھو تمرناشک حصہ سوم صفحہ ۵۴ ۱۸۸۳ء و بار اول)

ہندوؤں کی ہتک پر مسلمانوں کا ہمیشہ خیال رہا ہے۔ چنانچہ امیر خسرو سا بھلا مانس بھی اپنی کتاب میں ان ہندوؤں کو ان الفاظ سے یاد کرتا ہے ؎

زاغ روز زاغ چہرو زاغ سرشت ٭

مسلمان بادشاہ ہم نے تین طرح کے ٹھہرائے ہیں۔ پہلے وہ جو ڈاکوؤں کی طرح ہندوستان پر گرے۔ اور جہاد یعنی مذہبی لڑائی کے نام سے۔ لیکن اصل میں لوٹ کے مال اور لونڈی غلام کے لالچ سے آ کر یہاں رہے۔ ورنہ دو چار پشت تخت پر بیٹھے۔ عمر بھر لڑتے بھڑتے رہے۔ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی سے لیکر بابر اور ہمایوں تک اکثر اسی قسم میں ہیں۔ دوسرے وہ جنکو ملک کے انتظام کی فرصت ملی۔ اکبر سے اورنگ زیب تک اس قسم میں ہیں۔ تیسرے وہ جن کے دفعہ میں مسلمانوں کا زور گھٹا اور سلطنت کو زوال ہوا۔ (اقتباس تمرناشک صفحہ ۵۷ جلد سوم)

"خود تیمور نے اپنے ہندوستان میں آنے کے دو مقصد لکھے ہیں۔ اسلام کے دشمن کافروں سے لڑنا اس دین کی لڑائی سے عاقبت کی بخشش کا امیدوار۔ اور دوسرا دنیا کا کہ مسلمانوں کی فوج کافروں کا مال لوٹے اور فائدہ اٹھاوے۔ مسلمانوں کو لوٹے کا مال ایسا حلال ہے۔ جیسا کہ دودھ"

(صفحہ ۵۸ تمرناشک کے حصہ سوم اور ملفوظات تموری) اور دیکھو تیمور کے ظلم (اقتباس تمرناشک کی جلد سوم صفحہ ۵۶ و ۶۸ و ۶۹ بار اول ۱۸۸۳ء)

محمد بن قاسم نے سندھ فتح کرنے پر تیس ہزار آدمی قید کئے ان میں سے چھ ہزار راجہ کے سر کے ساتھ بغداد خلیفہ ولید کے پاس بھیجے۔ خلیفہ نے کچھ کو بیچا۔ کچھ کو انعام میں بانٹ دیا۔ راجہ کی بھانجی بیچاری جمیلا کو اپنے بھتیجے کے حوالہ کیا۔ اور محمد بن قاسم کو لکھا کافروں کو امان ہرگز نہ دینی چاہئے۔ سب کو ہلاک کرنا چاہئے۔ صرف ان کو جیتا رکھو۔ جو بڑے درجے کے ہوں۔ یہی خدا کا حکم ہے ٭

"دیبال میں مندر ڈھائے گئے۔ مسجدیں بنیں۔ تین روز تک قتل عام رہی۔ قیدی غلام بنائے گئے۔ لوٹ اکٹھی کی گئی۔"

"میزون میں مورتیں توڑی گئیں" اور۔ "اور اسکلند میں تمام ہتھیار بند قتل کئے گئے۔ بہو بیٹی بچے لونڈی۔ غلام بنائے گئے۔"

"محمد بن قاسم نے جب بہمن آباد لیا چھ ہزار مارے گئے۔ بیس ہزار قیدی آئے ان میں دو راجہ کی لڑکیاں تھیں۔ وہ قیدیوں کے ساتھ بغداد پہنچیں اور خلیفہ کے حرم میں داخل کی گئیں۔ عرض کیا کہ ہم آپ کے لائق نہیں ہیں۔ ہم کو محمد قاسم نے خراب کیا۔ خلیفہ نے اسی دم اپنے ہاتھ سے فوج کو حکم لکھا۔ کہ محمد بن قاسم کو بیل کی تازی کھال میں جیتا سیکر فوراً بھیجدو۔ غرضیکہ اسطرح پر اس کی لعش بغداد میں پہنچی۔ اور ان لڑکیوں کو دکھلائی۔ وہ ہنسیں کہ ہم نے اس بہانہ سے اپنے باپ کے قتل کا بدلا لیا۔ خلیفہ نے ہاتھ کاٹا۔ اور دونوں لڑکیوں کو دیوار میں چنوایا۔ مگر میر محمد معصوم لکھتا ہے کہ گھوڑے کی دم سے باندھکر تمام شہر

میں گھسیٹنے کا حکم دیا۔ اور پھر اس کی لاش کو دلدلی میں پھینکوا دیا۔"
(صفحہ ۵۰۔ اتھاس تمر ناشک حصہ سوم ۱۸۹۳ء بار اول)

"سب سے اوپک و کہ دائی جزیے کا محصول ہے۔ جلیۃ عمر کے قاعدہ موجب غیر مسلم ہندوؤں سے مقدور والوں سے ۴۸۔ اوسط درجہ والوں سے ۲۴ غریب مزدوروں سے ۱۲ درم لینے کا حکم تھا۔ لیکن ابرس کے اندر دوسرے عمر نے یہ حساب نکالا۔ کہ جو سال بھر میں پیدا کر سکتا ہو۔ اپنی گذر کے موجب اس میں سے رکھ کر باقی سرکار میں داخل کرے۔ عجب تماشا ہے۔ ہندوؤں کا ناس کرنا۔ اور ان کی مورت مندروں کو توڑنا تو یہ ثواب سمجھتے تھے۔ (صفحہ ۵۸ اتھاس تمر ناشک حصہ سوم ۱۸۹۳ء)

نظام الملک اپنے مجمع الوصایا میں لکھتے ہیں۔ کہ "بادشاہ ہمیشہ بیگموں کے قابو میں رہا کرتے تھے۔ اور محمود سے بادشاہ کا بھی یہی حال تھا۔ اپنی بیگم مہد چگل کے برخلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔"

ایک اور مسلمان مورخ لکھتا ہے۔ "قطب الدین ایبک نے جب میرٹھ فتح کیا۔ تمام مندر اور دیولوں کو مسجد بنایا۔ بت پرستی کا نام و نشان نہ باقی رہنے دیا۔ کول میں جس نے دین اسلام قبول نہ کیا قتل کیا گیا۔ اسی طرح جب کالنجر گیا۔ مندر کو مسجد۔ پچاس ہزار آدمیوں کو غلام بنایا۔ (دیکھو تاریخ تاج المعاصر)

ایک اور مورخ اپنا مادرسوس لکھتا ہے۔ "میرے وقت میں بختیار خلجی نے جب بہار فتح کیا۔ وہاں سر منڈے برہمن بہت پائے۔ سب کو کٹوا ڈالا۔ (دیکھو طبقات ناصری)

جلال الدین فیروز خلجی نے جھائن سے ہندوؤں کی بہت بڑی پیتل کی مورتیاں منگا کر اس کو اپنے قلعہ کے دروازہ پر مسلمانوں کے پیروں سے روندایا۔ اور دو دفعہ مالوہ لوٹا۔ (دیکھو تمر ناشک صفحہ ۲ حصہ سوم)

مولوی عبداللہ وصاف صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ علاؤ الدین خلجی نے کھمبات کی طرف فوج بھیجی۔ دائیں بائیں ہر طرف اس ناپاک ملک میں سخت دل ہو کر اسلام کے لئے سب کو کاٹنے لگے۔ (دیکھو تذکرۃ المعاصر)

"اس لوٹ میں بہت سا مال علاؤ الدین کی فوج کو ہاتھ لگا۔ بیس ہزار مندر ستریاں خوبصورت عورتیں، جو قید میں آئی تھیں۔ لونڈی بنائی گئیں۔ اور لڑکے لڑکی بھی اتنے لئے کہ قلم لکھ نہیں سکتا۔ اس بادشاہ کو کاٹنے اور جلانے میں ذرا بھی تامل نہ تھا۔"
(دیکھو تذکرۃ المعاصر)

فیروز شاہ بادشاہ کی بابت لکھتا ہے۔ "فتح کانگڑہ کوٹ میں اس نے مورتوں کو توڑ کر ان کے ٹکڑوں کو گوماس کے ساتھ توبروں میں بھر کر برہمن پجاریوں کے گلے میں لٹکا دیا۔ اور تمام بازار میں پھرایا۔ (تاریخ فرشتہ و تمر ناشک صفحہ ۴ حصہ سوم)

ایک دن اسے خبر پہنچی کہ دہلی میں ایک بوڑھا برہمن رہتا ہے۔ اپنے گھر میں رہا مورت کی پوجا کرتا ہے۔ تیوہار پر اور بھی ہندوؤں کو پوجا کے لئے اپنے گھر بلاتا ہے۔ فیروز شاہ نے مورت سمیت پکڑوا منگوایا۔ مولوی نے فتوا دیا۔ کہ مسلمان ہو جائے نہیں تو جلایا جاوے۔ برہمن نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ قلعہ کے دروازے کے سامنے چتا بنوا کر ہاتھ پاؤں بندھوا کر مورت سمیت اس پر رکھوا کر سارے دربار کے سامنے جلوا دیا۔ اور یہی فیروز شاہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے:

ہندو اور بت پرستوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا تھا۔ اس لئے ان کو اور ان کے مال بچوں کو امن دیا گیا تھا۔ اب انہوں نے شہر میں اور گرد نواح میں نئے مندر بنوانے شروع کئے۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس میں حکم ہے۔ کہ ایسے مندر رہنے نہ دیں۔ خدا کی ہدایت سے میں نے ان مندروں کو توڑا۔ اور کافروں کے ان سرگروہ جنہوں نے دوسروں کو گمراہی میں ڈالا تھا قتل کیا۔ اور باقی کو کوڑے لگوائے اور سزائیں دیں۔ یہاں تک کہ خرابی بالکل دور ہو گئی۔ موضع ملوہ میں ایک کنڈ ہے ہندوؤں نے اس پر مندر بنائے اور پرب اور تیوہاروں پر قطار باندھ باندھ گھوڑوں پر سوار وہاں جاتے تھے۔ ان کی عورتیں اور لڑکے بالے بھی پالکی اور گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتے تھے۔ ہزاروں جمع ہوتے جاتے تھے۔ اور مورت پوجتے تھے۔ جس دن میلا تھا میں خود وہاں گیا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کے سرگروہ قتل کئے جاویں۔ باقی کوئی سخت سزا نہ پائیں۔ اور مندر سب توڑ کر ان کی جگہ مسجدیں بنوائی جائیں۔

اسی طرح کچھ ہندوؤں نے موضع کوہانہ میں مندر بنایا تھا۔ اور وہاں جمع ہو کر مورتوں کا پوجن شروع کیا تھا۔ گرفتار ہو کر میرے سامنے آئے۔ میں نے حکم دیا۔ کہ ان کے سرگروہ دروازے کے سامنے قتل کئے جائیں اور ان کی پستکیں اور مورتیں اور پوجا کے برتن سب اسی جگہ جلا دیئے جائیں۔ جس میں ظاہر ہو۔ کہ دارالاسلام میں کوئی ذمی ایسا مکروہ کام نہیں کر سکتا ہے۔ (صفحہ ۶۵ تمر ناشک حصہ سوم ۱۸۹۳ء و (تاریخ فتوحات فیروز شاہی)

برہمنوں نے جزیہ لگانے کے سبب سے دہائی دی۔ اور فریاد کی۔ اس دہائی اور فریاد کے الفاظ کو شمس سراج نے کلمات بے معنی لکھا ہے۔

دو ہندو صرافوں نے بادشاہی سکہ کی چاندی کم کر دی تھی۔ کہ ٹکسال والے کا فریب ہے۔ بادشاہ نے ایماندار وزیر کی صلاح سے ایک فریب کر کے صرافوں کو قتل کا حکم دیا۔ اور داروغہ ٹکسال کو خلعت دیا۔ (تاریخ فیروز شاہی)

غیاث الدین تغلق نے اپنے بھائی رجب کی شادی کے واسطے سنا۔ کہ رانا مل بھٹی کی لڑکی بہت حسین ہے۔ فوج لیکر چڑھا۔ اور جبراً اس سے لڑکی چھین لی۔ ورنہ سب اس کے رشتہ داروں کو قتل کر دیتا۔ (دیکھو تمر ناشک صفحہ ۲۲ حصہ سوم)

جب فیروز شاہ نے جیسلمیر پر حملہ کیا۔ تو اس وقت اس کے ظلموں سے تنگ آ کر سولہ ہزار عورتوں نے جوہر کیا یعنی ستی ہو گئیں۔ اور ایک دفعہ ۱۲۹۵ء میں انہیں ظلموں سے تنگ آ کر چوبیس ہزار عورتوں نے آگ اور تلوار سے خودکشی کی تھی۔ ٹاڈ صاحب نے راجستان میں واضح کر کے لکھا ہے۔ (دیکھو تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۲)

تیمور نے جب جموں کے راجہ کو گرفتار کیا۔ اسی دم مسلمان کر کے اسے گوماس کھلا دیا (دیکھو تمر ناشک صفحہ ۶۹ حصہ سوم بار اول ۱۸۹۳ء)

تیمور تو تیمور تھا۔ بابر سا ایک نحیف بادشاہ شگون کے لئے بازاروں کو جلاتا تھا۔ چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "بار قریں فتح و ظفر۔ بلاد لاہور در آمدہ چار سوم چہار بازار را جہت فال و شگون آتش زد" (دیکھو تاریخ فرشتہ ذکر بابر)

توزک بابری میں لکھا ہے۔ کہ لڑائی میں جو قیدی ہاتھ لگتے تھے۔ اس کے ڈیرے کے سامنے ذبح کئے جاتے تھے۔ ایک لڑائی میں اتنے ذبح کئے گئے۔ کہ خون اور لاشوں کے مارے تین بار ڈیروں کی جگہ بدلنی پڑی

اکبر کے وقت میں امرکوٹ میں رانا سنگھ کے مرنے پر اس پر چڑھائی ہوئی مندر ڈھا ڈالے۔ گوؤں کو ذبح ہونے کا حکم دیا۔ اور ناپاک کافروں کی کثیف مورتوں کو بھرشٹ کر دیا۔ اور جہاں بت پرستی ہوتی تھی اسلام کا دین پکارا گیا۔ ابوالقاسم نے غیرت اور حشرت کا خوب مزہ اڑایا (تمر ناشک صفحہ ۷۰ حصہ سوم)

سیچیر لکھتا ہے۔ کہ جب سلطان حسین نے ملتان لیا۔ تمام شہر والوں کو سات برس کی عمر سے ستر برس کی عمر تک قید کر لیا۔ شہر لوٹا گیا۔ بہت آدمی قتل ہوئے (تمر ناشک صفحہ ۴۷ حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔ "سکندر لودھی کے وقت تک ہندو لوگ فارسی لکھنا پڑھنا سیکھنا شرائع سمجھتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ کافران بخواندن و نوشتن خط فارسی کہ تا آں زماں در میان ایشاں معمول نبود پرداختند" (صفحہ ۵، نمر ناشک جلد دوم)

امیر خسرو نے لکھا ہے۔ کہ [illegible] دہلی میں نیا قلعہ بنوانے کو علاؤالدین نے تمام ہندوؤں کے مندر تڑوا کر پتھر منگوائے (دیکھو تاریخ علائی)

کرنل ٹاڈ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ راجہ جسونت سنگھ جودھپور والے جب کابل کی مہم پر سنہ ۱۰۸۱ میں مر گئے۔ اور اس کی رانی اور لڑکے دہلی میں آ گئے۔ بادشاہ اورنگ زیب نے انہیں پکڑ لینے اور مسلمان کر ڈالنے کا حکم دیا۔ راجپوتوں نے اپنے راجا کے لڑکوں کو مٹھائی کے ٹوکروں میں چھپا کر وہاں سے نکال دیا۔ اور رانیوں کو اپنی عورتوں سمیت بارود پر بٹھلا کے اور کوٹھیوں میں بند کر کے جلا دیا۔ اور آپ سب اسی جگہ کٹ مرے۔ دہلی کی گلیوں میں ان کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ ساون کی ستی تھی۔ اتنک جودھپور میں مانی جاتی ہے۔ (تاریخ راجستان) اور (نمر ناشک صفحہ ۷، حصہ سوم) اور (مفتاح التواریخ حصہ اول صفحہ ۳۴، سنہ ۱۸۸۳ء)

یادداشت مسلمانوں کے جور و ظلم کے مفصل واقعات اگر تحریر میں آویں۔ تو یقین غالب ہے۔ کہ ہر ایک انصاف پسند بطالت سے دست کش ہو کر ست دھرم کی طرف متوجہ ہو۔ پرماتما ہمیں اس کام کی توفیق دے"

ایک جوگی جٹا بڑھائے برہمنوں کی طرح دہلی کے شہر میں پھرتا تھا۔ اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ فوراً اس کا سر کاٹا گیا۔ (نمر ناشک صفحہ ۷، حصہ سوم)

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے۔" کہ گلبرگہ کے بادشاہ محمود نے تلنگ دیش کے راجا کے لڑکے کی زبان کٹوا کر اسے جیتا آگ میں جھونکوا ڈالا۔ اور پانچ لاکھ ہندوؤں کا گلا کاٹا۔ احمد جہان جسدن بیس ہزار کے اوپر ہندو مارے جاتے خوشیاں مناتا اور مقام کر کے گانے بجانے ناچنے کا جشن دیکھتا" دیکھو نمر ناشک صفحہ ۷، حصہ سوم سنہ ۱۸۸۳ء)

اورنگ زیب نے راجہ سنبھاجی فرزند سیواجی مہاراج سے کہا۔ کہ تو مسلمان ہو۔ اس نے انکار کیا۔ اور ایسا جواب دیا۔ اورنگ زیب نے گرم لوہے سے اس کی آنکھیں نکلوا کر اور زبان کٹوا کر مروا ڈالا" (دیکھو مفتاح التواریخ حصہ اول سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۲۶۴)

اورنگ زیب نے ہندوؤں کو تمام بڑے بڑے عہدوں سے نکال دیا۔ اور ان کے مندروں کو جابجا مسمار کرایا۔ اور ان کی رسومات مذہبی میں مزاحم ہوا۔ (صفحہ ۲۶۴، مفتاح التواریخ حصہ اول سنہ ۸۳ء)

"اورنگ زیب نے تمام اپنے صوبہ داروں کے ایک گشتی خط اس مضمون کا بھیجا تھا۔ کہ کوئی ہندو نوکر نہ رکھا جاوے۔ تمام عہدے مسلمانوں کو دو"

بنارس میں وشیشر ناتھ اور بینی مادھو اور متھرا میں گوبند دیو کے مشہور مندروں کو اسی نے توڑا۔ (مفتاح التواریخ صفحہ ۲۶۴، سنہ ۱۸۸۳ء، حصہ اول)

سنہ ۱۰۲۴ھ میں ایک اور لٹیروں کا گروہ غازیوں اور شہیدوں کے نام سے سالار مسعود غازی کے ماتحت ہندوستان کو لوٹنے آیا۔ اور ساتھ ہی منہ پر یہ الفاظ تھے۔ کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ نہیں تو ورنہ تیغ کرتا ہوں۔ تمام ملک ہند میں عمارتیں کو مسمار کیا۔ آخر کار راجپوتوں نے سنہ ۴۲۴ھ میں اسے بہنگام مقابلہ واصل جہنم کیا۔ اسی کے ساتھیوں نے سورج کنڈ کے تالاب کو ناپاک کیا۔ اسکا مفصل حال بہ جھوٹی کرامتوں کے بیوقوف ہندوؤں کو مرید کرنے کے واسطے ایک شخص نے لکھا ہے (دیکھو خلاصہ تاریخ مسعودی صفحہ ۱۰ سے ۱۰۳ تک مطبوعہ سنہ ۱۲۹۰ھ)

مولوی جلال الدین رومی اپنی مثنوی میں ایک جہادی کا حال اس طرح پر تحریر فرماتے ہیں

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا   ناگہاں آمد قطار بوق و غزا
ماند صوفی با بنہ و خیمہ و ضعاف   فارساں راندند تا صف مصاف
مثقلاں خاک رہ ماندند   سابقون السابقون در راندند
جنگہا کردہ مظفر آمدند   بازگشتہ با غنائم سودمند
ارمغاں دادند کاے صوفی تو نیز   او بروں انداخت نستد ہیچ چیز
پس بگفتندش کہ خشمینی چرا   گفت من محروم ماندم از غزا
زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد   کاو میاں غزو خنجر کش نشد
پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر   آں یکے را بہر کشتن تو بگیر
سر ببرش تا تو ہم غازی شوی   اندکے خوش گشت صوفی دل قوی
کاب را گر در وضو صد تشنیب   چوں کہ آں نبود تیمم کردنیست
برد آں صوفی اسیر بستہ را   در پس خرگاہ تا آرد غزا
ماند آنجا دیر صوفی با اسیر   قوم گفتند آں عجب چوں شد فقیر
کافر بستہ دو دست او کشتنیست   بسملش را موجب تاخیر چیست
شخص آمد در تفحص در پئش   دید صوفی جفتہ زیر گبر نوش
ہمچوں نر بالائے مادہ آں اسیر   خفتہ ہمچوں شیر بالائے فقیر
دستہا بستہ ہمے خائید او   از سر استیزہ صوفی را گلو
گبر میخائید با دنداں گلوش   صوفی افتادہ بزیرش رفتہ ہوش
دست بستہ گبر ہمچو گربہ   خستہ کردہ حلق او بے حربہ
نیم کشتن کردہ از دنداں اسیر   ریش او پر خوں ز حلق آں فقیر
غازیاں کشتند کافر را بہ تیغ   ہمدر آں ساعت ز ہیبت بیدریغ
بر رخ صوفی زدند آب و گلاب   تا بہوش آمد ز بیہوشی و تاب
چوں بہوش آمد بدید آں قوم را   پس بپرسیدند چوں شد ماجرا
اللہ اللہ ایں چہ حالست اے کبیر   ایں چنیں بیہوش گشتی از چہ چیز
از اسیر نیم کشتہ بستہ دست   ایں چنیں مدہوش افتادی و پست
گفت چوں قصد سرش کردم بخشم   طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم
چشم را وا کرد پہن او سوئے من   چشم گردانید و شد ہوشم ز تن
گردش چشمش مرا لشکر نمود   من نیارم گفت چوں پر ہول بود
قصہ کوتہ کن کزاں چشم ایں چنیں   رفتم از خود اوفتادم بر زمیں

(دیکھو مثنوی رومی دفتر پنجم صفحہ ۹۱، ۷ نول کشور) پھر مولوی رومی دوسری جگہ لکھتے ہیں

لاجرم کفار را خوں شد مباح   ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح
جفت و فرزنداں شاں جملہ سبیل   زانکہ بے عقل اند و مطرود و ذلیل

(دیکھو مثنوی دفتر اول)

اسی طرح روزنامہ تیمور میں محمد صاحب کی تعریف کیگئی ہے

نضارت ریاض شریعت را بہ آبیاری تیغ آتشبار مانند سبزہ گردانیدہ و سرسبزی نہال اسلام را بسرخروئی حسام خون آشام سازیاں مربوط فرمودند

حد کس نکوئی دشمن رواں   نہ پائید را اعدائے ملت رواں
بہر داشتماتش کیبار جمع   قوی و ضعیف و سب نوبت لمع

تیمور ہندوستان میں کیوں آیا تھا اور اس کا کیا مطلب تھا۔ اس بات کو مصنف روزنامہ تیمور نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

مرادش ز شاہی و فرماندہی   ز تخت شہی و تاج مہی
مراعات دیں بود و تعظیم شرع   ہمیں اصل دید و ایں جملہ فرع
ہمہ کوشش بہر اسلام بود   دگر چیزہا داشتے دام بود

نظامی سکندر نامہ میں محمد صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے ۔

محیطے جو گوہر چو ابرِ بہیج ۔ بکدست گوہر بکدست تیغ ۔ بگوہر جہاں را برافروختہ ۔ بتیغ از جہاں داد دیں توختہ

ہمارا مدعا و مقصد کسی مذہب پر اعتراض کرنا یا ایسا شیوہ نہیں ہے ۔ اور نہ فضول و رطب و یابس لکھکر کاغذ سیاہ کرنے سے مطلب ۔ چونکہ مولوی لوگ حق کو چھپاتے اور ناحق کو ظاہر کرتے ہیں ۔ اور یہی وجہ ہوئی ۔ کہ ہم مسئلہ جہاد پر تحریر کریں ۔ جو لوگ اسلامی ظلموں اور دیگر محمدی بادشاہوں کے جہادوں پر پردہ ڈال کر لوگوں کو دامِ تزویر میں پھنسانا چاہتے ہیں ۔ ان سے یہ ہیں الفاظ ۔

ایک لائق مورخ پوچھتا ہے کہ "لیکن یہ تو بتلاؤ کہ قدم قدم پر سارے ہندوستان میں جو بڑے بڑے ویرانہ اور کھنڈر اور ٹھیکرے پڑے ہیں ۔ وہ کس کی بدولت دکھلائی دیتے ہیں کیا ہوا وہ سومنات جس میں تیس ہزار مسولیوں کی دوکانیں تھیں ۔ کیا ہوئیں وہ متھرا جس کے بڑے دیول (مندر) کی تعریف محمود غزنوی لکھتا ہے ۔ کہ اگر کوئی ایسا بنانا چاہے وہ دس کروڑ سرخ دینار خرچ کرنے سے بھی نہ بنیگا ۔ اور اگر نہایت لائق اور ہوشیار کاریگر مقرر کئے جاویں دو سو برس لگیگا ۔ جو اس کا مستی مصنف تاریخ میں لکھتا ہے ۔ کہ نہ اس مندر کا بیان ہو سکتا ہے ۔ نہ تصویر اتر سکتی ہے ۔ کیا ہوا وہ بھیلسا کا مندر جسکو طبقات ناصری والا لکھتا ہے کہ ایک سو پانچ گز بلند سو برس میں بنا تھا ۔ کیا ہوا وہ دکھن کا شوالہ جسکی چھت میں مانک اور ہیرا جڑا تھا ۔ غرض یہ قصہ طول ہے ۔ قلم نہیں چلتا رونا امڈ آتا ہے ۔ (تمرناشک صفحہ ۷۶ حصہ سوم ۱۸۸۳ء)

پھر ایک مورخ لکھتا ہے ۔ "مسلمانوں نے مذہب پھیلانے کے بہانے میں کچھ کاٹ مار لوٹ کھسوٹ بھی اٹھا نہ رکھی ۔ اور لونڈی غلام بنانے ہی پر کسر نہیں رکھی ۔ بلکہ ہندوستانیوں کے چال چلن ۔ رہن سہن بھی کچھ کے کچھ کر دیئے

ایرین مورخ لکھتا ہے ۔ کہ کبھی کسی ہندوستانی کو جھوٹھ بولتے نہیں سنا اور اب ہم کو اس تحریر میں شرم آتی ہے ۔ برہمنوں کے سوا ہندوستانی آریوں کو وید سے بدھوں نے ایسا دھرم چلایا ۔ کہ کھتریوں کو سپہ (ویش) کر دکھلایا ۔ مسلمانوں کی بیرحمی ۔ زبردستی اور عیش پرستی نے دلوں کو دبایا ۔ لڑکیوں کو مارنے لگے ۔ عورتوں کو پردے میں رکھنے لگا ۔ جو بچاؤ کے لئے جھوٹ بولنا بھی سیکھنا پڑا ۔ اس کا سبب ہی اسطرح کا ہو گیا ۔ کہ کم بیکام رہنے لگے ۔ اور یہ بگڑنے کا پہلا زینہ ہے ۔ (جنم سے) ذات ماننے کا ڈر یا خوف نہ اگھر میں ترقی ہونے دیتا ہے ۔ نہ باہر سے ترقی کو آنے دیتا ہے ۔ جو لوگ اپنی ماؤں کو اپنے باپ کی لاش کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جیتا ہی جلاویں ۔ جو لوگ اپنی کنیا کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالیں ۔ جو لوگ بیکرو استریوں سے شادی کریں اور انہیں قیدیوں کی طرح گھر میں بند رکھیں ۔ اور جو لوگ مش کا ڈال دین اور بھیر کلیاں کی آشنا کریں اور جو لوگ اپنے ہمجنس کو لڑائی ہی میں نہیں بلکہ دوکانوں میں رکھکر بھیڑ بکری کی طرح بیچیں ۔ ہم نہیں جانتے کہ انہیں کسطرح شائستہ بتلادیں ۔ ہم تو انہیں شاید آدمی کہنے میں بھی شرماویں" (صفحہ ۸، تمرناشک حصہ سوم ۱۸۸۳ء)

محمدی بھائیوں کی خدمت میں التماس

خلق خدا کے ساتھ جو جو سلوک بانی اسلام اور اس کے پیروؤں نے کئے ہیں ۔ وہ ہم نے جتنے معتبر اور مستند تاریخوں کے حوالوں اور لایق مورخوں کی شہادتوں سے خدمت والا میں پیش کر دئے ۔ ان تمام کے لکھنے سے ہمارا مدعا یہ ہے ۔ کہ آپ لوگ خدا کو حاضر ناظر جان کر اور کتب تاریخ مطالعہ فرما کر اور ان بیگناہ خلق اللہ کے حق میں اسلامی خونریزی کو پڑھکر دل میں سوچیں ۔ کہ جس دین نے لاکھوں کو لونڈی غلام بنایا ۔ کروڑوں کے خانہ خراب کئے ۔ بیشمار مخلوق کی بے حرمتیاں کیں ۔ اور جتنے قتل کئے ان کا شمار تو سوائے عالم الغیب پرمیشور کے صحیح صحیح کوئی نہیں بتلا سکتا ۔ کیا ایسا دین اس مالک کل جگدیشر رب العالمین کی طرف سے ہو سکتا ہے ۔ اور کیا اسقدر تباہیاں اور خانہ خرابیاں خدا کے خوشنود کرنے یا دین حق پھیلانے یا خدائی مرضی کے مطابق واقع ہوئیں ۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔

پیارے رفیقو ملکی بھائیو اور خصوصاً تعلیم یافتہ بھائیو درحقیقت سوچنے کا مقام ہے ۔ کیونکہ سچے دھرم اور دین حق کو اس طرح کی باتوں اور ایسی تعلیموں سے بہت ہی نفرت ہے ۔ سچے دیالو اور عادل پرمیشور کا دھرم وہ ہے جس میں سب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ ہو ۔ جبر اور قہر کا کوئی لگاؤ نہ ہو ۔ تعصب اور بیجا طرفداری سے کام کرنا عادل حقیقی پر الزام ہے ۔ اور جس میں ایسی باتوں سے پرہیز نہیں وہ درحقیقت بدنام ہے ۔ اور اسکو ماننے والے کا بخیر انجام ہونا نہایت ہی ناممکن ہے ۔ یہ بات ہر طرح آپ لوگوں پر ظاہر ہے ۔ اور آریہ سماج ڈنکے کی چوٹ سے پکار کر کہہ رہا ہے ع اٹھو سونے والو سحر ہو گئی ۔

"مگر آپ لوگ ابھی اس مقدس دھرم سے کیوں لاپرواہ ہیں ۔ کیوں محبت اور نیکی کے طریق میں رہرواں منزل حق (اہل وید) کے رفیق نہیں ہوتے ۔ اور ابھی تک غفلت کی نیند میں پڑے سوتے ہو ۔ براہ مہربانی سوچو اور غور فرما کر وید مقدس کی تعلیم پر دھیان دو ۔ کیوں تمام غیر متعصب فاضل اور محقق عالم کی چاروں طرف سے تصدیق کر رہے ہیں ۔ کہ وید توحید کا معلم اخلاق محبت کا بانی فلاسفی (سائنس) کا گورو ہے ۔ تمام دنیا میں جو کچھ سچائی کا بیج ہے ۔ اسکا باعث وید ہے ۔ جو کام علم کر سکتا ہے وہ تلوار سے نہیں ہو سکتا ۔ اور یہی بڑا بھاری سبب ہے کہ دین اسلام باوجود اسلام کہلانے کے بھی ناکامیاب رہا ۔ کیونکہ اس کی ترقی کا سامان سلامتی نہیں تھا ۔ بلکہ خون بہانا اور تلوار چلانا تھا ۔

پیارے بھائیو آؤ محبت سے ملکر بغض و کینہ کو دل سے دور کر ایک پرماتما کی بھگتی کریں ۔ ایک ہی ویدک اُپاسنا سے من کو پوتر کریں ۔ پرائشچت یعنی واپسی کا دروازہ کھلا ہے جہل کا جوا گردن سے اتار کر آؤ ۔ صداقت سے میل کرو ۔ اور ست دھرم کے پھیلانے میں ہمارے سہایک ہو ۔ کیونکہ خدا اسکی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد خود کرتا ہے ۔ اور جو اپنے اوپر دکھ کو بلاتا ہے ۔ وہ رحمت الٰہی سے دور بھاگتا ہے ۔ سچ ہے بارش کی بوندوں سے کھیتوں کو ہرا کرنے ہو ۔ اور گیان گن نعمتوں کے داتا ہو ۔ ہم آپ کی کس کس نعمت کا دھنیاواد دیں ۔ پس آپ مہان شکتیمان سے ہماری یہی پرارتھنا ہے ۔ کہ جن کے دل میں ہم سے لغزش ہے ۔ اور ہمارے دلمیں جن سے دویش ہے دونوں میں محبت اور پریم ہو کر دویش کا ناس اور مت کا پرکاش ہو ۔ اوم شم ۔ شانتی شانتی شانتی

---

[1] شہاب الدین غوری نے غارت کیا ۔ [2] محمود نے بارود اور آگ سے جلا کر زمین کے برابر کر دیا ۔ [3] شمس الدین التمش نے توڑا ۔

[4] ملک کافور نے لوٹا ۔ اسکی بابت امیر خسرو تاریخ علائی میں لکھتا ہے ۔ کہ گویا یاں جنیوں نے شداد کا بنایا پھر پالیا تھا ۔ پجاریوں کے سر کٹ کر ان کے پیر پر ناچتے تھے ۔ خون کی ندیاں بہی تھیں ۔ مہا دیو کی مورتیں جو مسلمانوں کے گھوڑوں کی لات سے بچ گئی تھیں ۔ بالکل توڑ دی گئیں ۔

[5] یہ جتنی باتیں وید ورودھ ہیں ۔ یہ پرمیشور کی کرپا سے موصوف ہماری گورنمنٹ کے طفیل ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ کے حکم سے بند ہو گئی ہیں ۔ جس سے آریہ سماج کی ترقی روز افزوں حالت دیکھنے میں آتی ہے ۔ اور ایک دن ہندوستان اسم بامسمیٰ آریہ ورت ہو جائیگا ۔

[6] مورخ لکھتا ہے جب علاؤالدین بلدہ بھیلسہ کہ کنارہ دریائے جمنا است ورود نمود شہر [illegible] چہل بتکدہ بود [illegible] سنگ تراشیدہ و بنہایت استحکام [illegible] ارتفاع داشت [illegible] شکستہ [illegible] مفتوح گردانید محمد قاسم [illegible]

اظہار حق

دیباچہ کلیات آریہ مسافر از ایڈیٹر

مذہبی دنیا میں پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کا کام بھی ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ ویدک دھرم کو مخالفوں کے حملوں سے محفوظ کرنے اور انکے بے بنیاد اعتراضوں کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کا فرض جس خوبی سے کہ اس بہادر آتما نے ادا کیا آریہ سماج میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ اگر پنڈت گورو دت سرگباشی کی اعلیٰ کوششوں اور اُن کے ظاہر کئے ہوئے سوکشم اصول کو علیحدہ رکھ دیویں۔ اور پنڈت بھیم سین کی تحریرات جن میں سے کہ بعض سند پرمان سے بھری ہوئی ہیں انکو نظر انداز کر دیویں تو آریہ سماج کے پاس سوائے پنڈت لیکھرام کی تصانیف کے اور کچھ بھی نہیں رہتا۔ اُن کے مکمل کئے ہوئے مصالحہ کو پبلک کے روبرو رکھ کر جہاں اُن کے باقیماندہ مضامین کو رفتہ رفتہ بعد درستی اور ترتیب مناسب کے سلسلہ تحفہ تمہید میں پبلک کے روبرو پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وہاں اپنا یہ بھی فرض سمجھتا ہوں کہ پنڈت جی نے جس قدر ٹریکٹ یا رسالے اپنی حیات میں کسی نہ کسی وقت چھپوائے تھے ان کو بعد درستی و ترتیب مناسب کے ایک خاص سلسلہ میں نکالدوں اس وقت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے بے اصولے اہل مطابع پنڈت جی کے ٹریکٹوں کو غلط سلط چھاپ کر ٹکے سیدھے کر رہے ہیں اور چونکہ ان میں سے بعض ٹریکٹ باقاعدہ رجسٹری شدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ایسے خودغرضوں کا کوئی انسداد نہیں ہو سکتا۔ پس سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان کل ٹریکٹوں کو ایک خاص سلسلہ میں نکالکر اُن کی رجسٹری آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے نام کرادوں۔ اس سلسلہ کا نام **کلیات آریہ مسافر** رکھا گیا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کوئی ایسا ٹریکٹ پنڈت جی کا انہیں ملے جو کہ ایک مرتبہ ہی چھپ کر ختم ہو چکا ہے تو اُسے میرے پاس بھیجدیویں۔ میں اس سلسلے میں ایسے ہر ایک ٹریکٹ کو جگہ دینے کے لئے تیار ہوں ۔ منشی رام جگیاسو جالندھر شہر

دیباچہ از مصنف

واضح ہو کہ ان دنوں ہمارے پاس دو ٹریکٹ ایک وید مقدس کی حقیقت چھوٹے ۱۴ صفحہ پر۔ دوسرا قربانی کے مسئلہ پر اعتراض کرنے والوں کا جواب ۲ صفحہ پر مصنفہ دو مولوی صاحبان پہنچے۔ پہلے کے مصنف مولوی ابو رحمت حسن صاحب واعظ اسلام بقول خود ماہر وید و شاستر مقیم سرہٹہ۔ اور دوسرے کے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ اکبر آبادی مقیم لاہور انارکلی وارد امرتسر ہیں۔

ہم نے بڑے اشتیاق سے دونوں رسالوں کو پڑھا۔ مگر افسوس کہ ہمیں کوئی نیا اعتراض نہ دکھلائی دیا۔ بلکہ پہلے صاحب نے جو کچھ مولوی عبید اللہ کے منقول اعتراضات مندرجہ تحقیق الہند و تحفۃ الہند سے اور کچھ ماسٹر چمیند داس کے اردو ترجمہ وید سے جو خود سنسکرت سے ناواقف ہیں، اور کچھ ہماری تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے نقل کیا ہے۔ مگر اس کو بہ سبب ناواقفی سنسکرت و بدیا ستا کے بالکل غلط لکھا ہے۔ اور دوسرے صاحب نے جیسا کہ خود ہی مانا ہے پادری ٹھاکر سنگھ عیسائی ساکن قصبہ اوہو کے ضلع گورداسپور کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے۔

پیارے ناظرین آپ جانتے ہیں کہ ہم نے ماسٹر چمیند داس کے ترجمہ کی اصلیت تکذیب براہین احمدیہ میں ظاہر کر دی ہے اور ان تمام منتروں کا صحیح ترجمہ اسی ہی دونوں کتابوں میں اور پادری ٹھاکر سنگھ کے لکچر نمبر ۲ کا کھنڈن صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ۵ میں نہایت مفصل طور پر کر دیا ہے۔ اور مولوی عبید اللہ کے تحفۃ الہند کی تردید منشی اندرمن صاحب مرحوم نے تحفۃ الاسلام نام سے عرصہ ۲۰ سال کا گزرا کہ شایع کر دی اور حجۃ الہند کا جواب حجۃ الاسلام بھی عنقریب شایع ہونے والا ہے۔ مگر ان ہر دو ناخواندہ مہمانوں کی بھی کوئی خدمت ضروری ہے۔ جواب لکھنے سے پہلے ہم مولوی ابو رحمت حسن کی حالت پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ باوجود وید شاستر سے ناواقف ہونے اور سنسکرت نہ جاننے کے ایسا فضول القاب اور لمبا خطاب اپنے نام کیساتھ لکھ کر کیوں شایع کیا۔ مطلب اس کا صاف ظاہر ہے کہ وہ مومنوں پر [illegible] رہے ہیں حالانکہ مقابلہ اُن کے دوسرے سید صاحب زیادہ ایماندار معلوم ہوتے ہیں۔ جنہوں نے صاف لکھدیا ہے کہ ہم نے یہ مضمون پنڈت کھڑک سنگھ کے لکچر نمبر ۲ سے اخذ کیا ہے (دیکھو صفحہ اخیر)

خیر نیک و بد ہر قوم میں ہوتے ہیں۔ فضول گو کو خود ملول ہونا پڑیگا۔ ہم ان ہر دو کا جواب شایع کرتے ہیں ۔ الراقم لیکھرام آریہ مسافر

مولوی ابو رحمت حسن کی کتاب وید مقدس کی حقیقت کا جواب باصواب

مولوی صفحہ ۱۔ شری گنیشائے نمہ۔ اگر ہوتا آریہ دھرم سچا تو شروع ہوتا نام سے ایشور کے نہ نام سے دیوتا کے اور اگر ہے گنیش نام اللہ کا تو وید میں کیوں نہیں اور یہ نام رکھا ہے تو کس نے۔

آریہ۔ یہ تو خود آپ کے قول سے ثابت ہے کہ گنیش نام وید میں نہیں ہے جب وید میں نہیں تو صاف ظاہر ہو گیا کہ آریہ دھرم سچا ہے کیونکہ یہ دیوتا کے نام سے شروع نہیں ہوتا۔ بلکہ اوم پرماتما کے نام سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہی دھرم شاستر کا حکم ہے (دیکھو منو ادھیاء ۲ شلوک ۷۴) اور یہی سبب ہے کہ شری سوامی دیانند جی مہاراج نے اس کا کھنڈن کیا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵) اور سوائے سوامی جی کے تمام اور رشی منی بھی کسی اور کا نام نہیں لیتے تھے (دیکھو اُن کے شاستر) باقی رہا یہ کہ گنیش دیوتا کا یہ نام کس نے رکھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ماں باپ نے یا اُن کے پروہت نے۔

مولوی ۲۔ اوم پرماتمنے نمہ اور اگر ہے پرماتما نام ایشور کا حقیقی اور سب آتما اُس کے آتما سے نکلے ہیں جیسا کہ دریا سے لہریں تو ہو گیا معلوم کہ ایشور ہے منبع روحوں کا اور اُس کی روح بھی جگت کی روح کے مانند ہے پھر کہاں رہی فضیلت ایشور کی اور جو پرماتما سے مراد کسی اور روح کی ہے تو بڑھ گیا رتبہ اُس کا ایشور سے اور معلوم ہو گیا۔ کہ پرایشور پرمیشور نہیں اگر ہوتا پرمیشور تو کیا شروع کرتا وید کو ساتھ نام پرماتما کے۔

آریہ۔ افسوس کہ اسی لیاقت پر اعتراض لکھنے بیٹھے تھے۔ اور اسی لیاقت پر واعظ اسلام و ماہر وید شاستر کی دم لگا رکھی ہے۔ حضرت پرماتما۔ ایشور اور پرمیشور سب نام اُسی ایک جگدیشور کے ہیں جس طرح اللہ۔ رحمن۔ رحیم خدا علیم۔ سمیع وغیرہ نام اُسی ایک خدا کے ہیں۔ کسی دوسرے کے نہیں پرماتما کسی اور روح سے مراد نہیں۔ جس طرح رحمن۔ اللہ اور خدا کے سوائے کسی اور روح سے مراد نہیں۔ یہ سب خدا کے صفاتی نام ہیں مفصل دیکھو یہی جھگڑا قرآن سورۃ رعد کی آیت وہم یکفرون بالرحمٰن پر تفسیر حسینی صفحہ ۳۰۴ نولکشور۔ باقی رہا یہ کہ سب آتما اُسی کے آتما سے نکلے ہیں نہ کہ وید سے۔ خود تمہارے صوفی اس نقل تعلیم کا چشمہ قرآن کو بتلاتے ہیں خاص کر باکمال میر ضیاء الدین عبرت نے لکھا ہے

ز دریا موج گوناگوں برآمد — زبیچونی برنگ چوں برآمد
گہے در کسوتِ لیلیٰ فرو شد — گہے بر صورتِ مجنوں برآمد
ازیں دریا مدس امواج ہر دم — ہزاراں گوہر مکنوں برآمد

اسی طرح مولوی جامی نے لکھا ہے۔

مقدس نور سے از قید چوں چوں — سر از جلباب چوں آ درو بیروں
چو آں بیچوں دریں چوں کرد آرام — بے روپوش گردد دیفتش نام

پس یہ عقیدہ قرآن کا ہے۔ ہمارا نہیں۔ اور تمہارے ہی سارے اولیاء رومی محی الدین عربی وغیرہ اس کے قائل ہیں۔

مولوی ۵۔ گایتری۔ بشن۔ مہادیو۔ شکتی دیوی دجی میں حاضر ہوں ہیں و آسمان بہشت۔ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

آریہ۔ گایتری میں بشن۔ مہادیو اور دیوی بار ہین۔ آسمان۔ بہشت۔ اور سورج کے دھیان کا ذکر نہیں ہے اور نہ کسی غیر کی پوجا کا اشارہ ہے۔ ساری گایتری کا مطلب پرماتما یا پر برہم نراکار گیان سروپ اور لازوال کا دھیان کرنا ہے۔ کہ وہ ہماری بدھی کو برائیوں سے ہٹا کر بھلائیوں کی طرف پریرنا کرے۔ نہ کسی اور کا واسطہ نہ کسی غیر سے مطلب مفصل دیکھو (منوسمرتی ادھیا ۲ شلوک ۴۴، سے ۸۴ تک) اسی طرح یوگی یاگولک اور برہما آدی رشیوں نے بھی اپنے گرنتھوں میں اس کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ آریہ رشیوں کے سوا (جن کی سنسکرت عبارت سمجھنے کا بھی آپ کو مادہ نہیں) اکثر دانا یورپین فضلا نے بھی یہی ارتھ کیا ہے۔ چنانچہ محقق کالبروک صاحب اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ ذات باری یعنے خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتے ہیں" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰) مفصل گایتری کا ارتھ۔ ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں درج کر دیا ہے۔ وہاں دیکھو (مقابلہ توحید وید و قرآن)

بھارت میں بیاس جی نے فرمایا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو اور دیوتاؤں کو پرم برہم پرماتما۔ اننت جگدیشور کی پوجا کرنی چاہیے۔ (دیکھو موکھش پرب ادھیاء ۲۰۱ شلوک ۱۰۴) مفصل معنے اس کے ہم حجۃ الاسلام میں درج کرینگے۔

مولوی ۶۔ سام وید کا گیارھواں منتر نہیں یہ کلام ایشور کا اگر ہوتا یہ کلام ایشور کا تو نہ کرتا تعریف مالک الملک کی اور نہ پڑتا قدموں میں اس کے جو کہ دیتا ہے۔ گھوڑے اور دوسری چیزیں۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی لیاقت کا نمونہ نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتب تکذیب براہین احمدیہ کی لفظ بلفظ نقل ہے (دیکھو صفحہ ۱۷۹) بھائی! ایشور اور مالک الملک اسی کا نام ہے آدمی کو ہدایت دی ہے کہ سب گھوڑے وغیرہ سامان ضروری اسی سے مانگے۔ کسی غیر سے نہیں۔ یہ انسان کو پرارتھنا کا طریقہ سکھلایا ہے۔ البتہ قرآن کی بسم اللہ پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اول تو پارسیوں کی کتاب سے بموجب صلاح سلیمان پارسی کی نقل کر لی اور نام نہ لکھا دوم اظہار دعا کے بغیر لکھدیا۔ اول جتلانا ضروری تھا کہ اے لوگو ایسا کیا کرو پھر بسم اللہ کا بتلانا ضروری تھا۔ مگر وہ نہیں کیا۔ یہ لیاقت کی کمی یا انسانی غلطی ہے لیکن وید مقدس پر اعتراض ہرگز وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں یہ سب ہدایت موجود ہے۔ کہ پرارتھنا کرو وید کے منتروں سے اسی لحاظ سے ثبوت ہے کہ قرآن کی بسم اللہ بھی غلط ہے۔

مولوی ۷۔ ایک منتر یجروید ادھیائے بڑے دیوتاؤں کو نمسکار چھوٹے دیوتاؤں کو نمسکار۔ جوانوں دیوتاؤں کو نمسکار۔ و ضعیف دیوتاؤں کو نمسکار۔ ہم سب دیوتاؤں کو حتی المقدور پوجا کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں نے بڑوں کی تعریف کرنی بھول جاؤں۔

آریہ۔ اس منتر میں لفظ دیوتا یا دیوتاؤں نہیں ہے۔ یہ مہیدھر [illegible] کی جس کے رسالے سے آپ نے نقل کیا ہے چالاکی ہے مگر اس کا ترجمہ صاف یہ ہے کہ اعلیٰ۔ اوسط اور ادنیٰ آدمیوں کا یعنے چھوٹے بڑے اور درمیانہ شخصوں کا ستکار کرو۔ بوڑھوں اور کمزور آدمیوں کا ستکار کرو۔ یعنے حتی المقدور سب کا ستکار کرو۔ اور ستکار کرنے کے وقت باہمی نمستے استعمال کرو۔ نمستے جو نمستے کے معنے ہیں میں آپ کا دلی ستکار کرتا ہوں۔ پس اس منتر میں چھوٹی اور بڑائی دیوتاؤں کی پوجا کا ذکر نہیں۔

مولوی ۸۔ رگوید منتر ۱۱۳ (اس منتر کا اول ترجمہ [illegible] کر کے یاد رس کیا ہے) یہ کلام ایشور کا نہیں اگر ایشور کا ہوتا تو یوں ہوتا۔ میں ہی ہوں معبود آنند اور سب امیدیں میری فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہیں متکلم کی ضمیر غیب کیوں استعمال کیا گیا۔ متکلم ہونا چاہیے۔ यन्नन्दा ऋगोदा इन्द्र

آریہ۔ وید مقدس میں تینوں صیغوں سے پرماتما کے ارشاد ملتے ہیں جیسے رگوید منڈل ۱ سکت ۱۰۴ منتر ۱۰ وغیرہ ضمیر متکلم موجود ہے۔ اس کا ترجمہ بھی آپ نے اپنی لیاقت یا کسی مسلمان یا سائن یا مہیدھر یا کسی ہندو کی لیاقت سے نہیں کیا اور نہ سائن آچاریہ کے مطابق ہے۔ بلکہ لفظ بلفظ ہمارے نسخہ خبط احمدیہ کی نقل ہے (دیکھو صفحہ ۲۰۸ و ۲۰۹ نمبر ۲) اور چونکہ آپ تو سنسکرت یا بھاشا نہیں جانتے یہی سبب ہے کہ منتر بھی غلط اور نامکمل ہے۔ اردو دیا ہے کے سبب صفحہ ۹ سے ہی شروع کر دیا۔ حالانکہ منتر صفحہ ۸ سے شروع ہوتا تھا۔ وہ عبارت اس منتر کی جو درج نہیں کی وہ یہ ہے

باقی جو کسی سے نقل کروایا۔ وہ سراسر غلط ہے۔ یہ منتر رگوید منڈل ۱ سکت ۱۰۱ کا منتر ۹ ہے۔ افسوس کہ ہماری بھولی اور بھولے ہی میاؤں ایسی چالاکی قرآنی واعظوں کے سوا کون جان سکتا ہے۔

مولوی ۹۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں یہ منتر ہے۔ تمہاری کشتی جو آسمان سے بڑی ہے سمندر کے کنارہ پر ٹھہرتی ہے۔ تمہارا رتھ خشکی پر منتظر رہتا ہے تمہاری پوجا کے کارن سوم کے پودے میں سے رس نکالا ہے۔ اور اسی میں ہے۔ اے اندر تو نے مکار سوشنا کو فریب سے قتل کیا۔ دانا آدمی تیری اس بزرگی سے واقف ہیں۔ انہیں خوراک با فراط عطا کر۔

آریہ۔ اس جگہ آپ نے کوئی حوالہ وید کا نہیں لکھا۔ اور نہ سنسکرت عبارت نقل کروائی۔ ناواقف لوگ کیا جانیں۔ ہم آپ کی کرتوتوں سے بخوبی واقف ہیں۔ وید میں لفظ آسمان نہیں ہے اور نہ آسمان کوئی چیز ہے اور نہ ایسی فضول تحریف وید مقدس میں ہو سکتی ہے۔ اور نہ فریب سے قتل کرنے کی وید میں آگیا ہے۔ اور اسی واسطے آپ نے کوئی حوالہ نہیں لکھا۔ لکھتے کہاں سے۔ خود تو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ہو۔ افسوس کہ ایسی پر دعوے ماہر وید و شاستر کیا کرتے ہو۔ اور جاہل مسلمانوں میں واعظ اسلام اور رشی۔ وید شاستری بنے پھرتے ہو۔ یہ سراپا اور بالکل غلط ہے۔ رگوید کے پہلے اشٹک میں

ایک ہی اہم سے اور یہ منتر ہیں۔ ہم کیا تلاش کریں۔

مولوی ۱۰۔ رگوید اشٹک ۴ سکت ۱۶ منتر ۱۱ لکھ کر گاؤ کشی کا اعتراض کیا ہے کہ اگر یہ ایشور کا کلام ہوتا۔ تو کیا اندر سے مدد چاہتا۔ اس منتر کا ترجمہ سائینا چاریہ نے اگلے زمانہ میں اور پنڈت تریبنی دت سکندر آبادی اور ماسٹر لچھمنداس دہلوی اور پادری ولیم صاحب نے زمانہ حال میں اس طرح پر کیا ہے۔

آریہ۔ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح قادیانی کا ہے۔ جو انہوں نے براہین احمدیہ میں کیا تھا۔ جس کا جواب کئی سال ہوئے نہایت مفصل طور پر ہم تکذیب براہین احمدیہ میں مستند حوالوں سے دے چکے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۷۷)، پس یہ بھی آپ کا اعتراض محض فضول ہے۔

مولوی ۱۱۔ اور اسی کے پہلے اشٹکار میں ہے۔ ایک مرتبہ ایک روز بھیڑیئے نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا اور مجھے دیکھتے ہی میرے پر چراغ پا ہو کر حملہ کیا۔ جیسے بڑھئی۔ جس کی پیٹھ جھکی رہنے سے دکھ جاتی ہے اپنے کام پر سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔

آریہ۔ یہ کہانی وید میں ہرگز نہیں ہے۔ کہیں اصحاب کہف کا کتا تو نہیں سمجھ لیا۔ یا حضرت یوسف والا گرگ تو یاد نہیں آگیا جن کا ذکر قرآن سورۃ یوسف اور سورۃ کہف میں ہے۔

مولوی ۱۰۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۱۳ منتر ۵ لکھ کر اس پر وہمی ضمیر متکلم کیوں نہیں ایسا اعتراض کیا ہے۔

آریہ۔ یہ ترجمہ بھی آپ کی سنسکرت دانی سے نہیں ہے۔ بلکہ ہماری کتاب نسخہ خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۰۹ کے نمبر ۴ سے نقل کر لیا۔ ترجمہ اردو بھی غلط۔ عبارت سنسکرت بھی غلط۔ ناواقف واعظ اسلام جس طرح ترجمہ کرنا نہیں جانتا اور جس طرح ناگری کا حرف نہیں جانتا۔ اسی طرح پرارتھنا اور گیان کو بھی نہیں پہچانتا یہاں صرف جیو کو اس طرح پرارتھنا کرنے کا ارشاد ہے۔

وید جیو کی ہدایت کے واسطے ہے نہ کہ خدا کی ہدایت کے واسطے اسی طرح صفحہ ۱۱ سے ۱۳ تک عبارت بلا ثبوت اور بے دلیل لو بے حوالہ ہے۔ توجہ کے قابل نہیں۔

مولوی ۱۴۔ رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ جو ایک اودتی لاشریک ست برہم ہے۔ اسی کے اندر متر۔ ورن۔ اگنی۔ ودیا۔ سپرنا۔ گورتمان۔ ماترشوا۔ یم نام بھی ہیں۔ سو اس سے کچھ تصفیہ نہ ہوا۔ ویسا ہی کھپلا رہا۔ یعنی نہ یہ ثابت ہوا کہ اگنی وغیرہ نام ایشور نرنکاری کے ہیں اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ نام اُن دیوتاؤں کے ہیں کہ جنکی مورتیں پوجی جاتی ہیں۔ یا جن کی ستت پورانوں میں مذکور ہوئی ہے۔

آریہ۔ جناب من جب ترجمہ صاف اور واضح ہے کہ جو ایک اودتی لاشریک ست برہم ہے اُسی کے اندر، متر۔ ورن۔ اگنی ودیا۔ سپرنا۔ گوردتمان۔ ماترشوا ایم دنیا کاری، نام بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف اُسی کے نام ہیں اور کسی کے نہیں ہو سکتے کیونکہ دوسری جگہ وید میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اگنی۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔ بجلی۔ پانی زمین۔ سب مخلوق ہیں۔ (دیکھو رگوید منڈل ۱۰ سکت ۹۰ منتر ۱۲ و ۱۳) پس یہ آگ وغیرہ مخلوق چیزیں خدا نہیں۔ لیکن جس طرح ایک لفظ کے کئی معنے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کہیں کہیں یہ خدا کے معنے میں آتے ہیں مفصل دیکھو مشرح حوالوں کے (تکذیب براہین احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

اسو بتلائیے مولوی صاحب تصفیہ ہوا یا نہیں اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی [illegible] کہ یہ ترجمہ بھی آپ کی اپنی لیاقت سے نہیں۔ بلکہ تمام تر لفظ بلفظ ہماری کتاب سے تجاہل عارفانہ کرکے نقل کر لیا اور نام رکھا سائن آچاریہ کا (دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۴) سنسکرت عبارت اس کی بھی غلط ہے۔

اخیر میں مولوی صاحب بقول شخصے "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" لکھتے ہیں

مولوی ۱۵۔ واضح ہو کہ شنکر آچاریہ اور سائینا چاریہ کے ترجمے اُس سے اب تک ہندو میں مقبول و موجود ہیں۔ اور انہیں کے موافق ہم نے اُن شرتیوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ اپنی طرف سے تحریر کر کے کچھ نہیں گھٹایا یا بڑھایا اور جس کو شبہ ہو وہ اصل پستک سے مقابلہ کر کے۔ اور اسی طرح آریہ صاحبان بھی اگر اس ترجمہ کو ٹھیک نہ جانیں۔ ازراہ تعصب جیسا کہ قرآن کو نہیں جانتے اور پورانوں کو پوپ لیلا قرار دیتے یا ازراہ جہالت کے یا اس کے خلاف چلیں تو اُن پر بھی لازم ہے کہ وہ اُن شرتیوں کا ترجمہ کسی ترجمہ کے موافق لکھ کر پیش کریں۔ محض دیانندی پر اکتفا نہ کریں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جمیع آریہ صاحبان بعینہ سوامی دیانند جی ہیں اور یہ مقابلہ بھی گویا انہیں سے ہوا ہے اور نہ اپنی عقل کو دخل دے کر ویاکرن سے ترجمہ کریں کیونکہ ناستک اور دہریہ کی یہ بات عادت ہے اور جتنے لامذہب ہوتے ہیں اور اسی سبب سے گمراہ ہو گئے ہیں۔

آریہ۔ افسوس بایں چالاکی۔ اور تعجب بایں دلیری اور حیرانی اس سفید جھوٹ پر۔ حضرت شنکر آچاریہ کا کوئی ترجمہ وید کا نہیں۔ انہوں نے صرف دس اُپنشدوں کا ترجمہ کیا تھا کہ ایک نامراد نے اُن کو زہر دیدی۔ جس سے وہ رہگرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ اور نہ اپنشد وید ہیں۔ کیونکہ اُپنشد دس اور وید چار ہیں۔ اُس ترجمہ کے مطابق ترجمہ کرنا اور اُس ترجمہ کا ہندؤں میں موجود اور مقبول ہونا یہ آپ کا پہلا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت نہ جاننے کے اور بھاشا بھی سچ بی نہ پڑھ سکنے کے لچھمنداس کے ترجمہ اردو اور ہماری اردو کتابوں سے نقل کرنا اور سائن کا ترجمہ جو سنسکرت میں ہے جس کو آپ بالکل نہیں پڑھ سکتے اور نہ آج تک دیکھا ہے کہ وہ کتنی بڑی کتاب ہے۔ اور دعوے یہ کہ انہیں کے موافق ہم نے ان شرتیوں کا ترجمہ آریہ صاحبان کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ یہ آپ کا دوسرا جھوٹ ہے۔ ہماری کتاب تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ سے چرا کر ترجمہ لکھنا اور نام رکھنا شنکر آچاریہ و سائن آچاریہ بلکہ اپنا یہ آپ کا تیسرا جھوٹ ہے۔

باوجود سنسکرت سے محض اُمی ہونے کے اور نقل کر کے اور کتاب سے نام اپنا یا کسی اور کتاب کا دیدینے کے اور سنسکرت اور وید شاستر سے بالکل ناواقف ہو کر مسلمانوں کے آگے واعظ اسلام اور رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر ماہر وید شاستر لکھنے کے حالانکہ نرا کھشر بھٹ آچاریہ سے ذرا زیادہ وقعت نہیں پا سکتے۔ اور اس پر سنسکرت کا اتنا گھمنڈ یہ آپ کا چوتھا جھوٹ ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کو شبہ ہو۔ وہ اصل پستک سے مقابل کرلے۔ یہ آپ کا پانچواں جھوٹ ہے۔

ہم مولوی صاحب واعظ اسلام ماہر وید شاستر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ دو برس تک اپنے خدا اور رسول کے واسطے صفحہ ۹ کے سام وید کے منتر کا و صفحہ ۱۰ و ۱۱ کے منتر اور ترجمے اور صفحہ ۴ کا منتر اور ترجمہ اور صفحہ ۷ کا نامکمل اور غلط منتر اور اس کا ترجمہ شنکر آچاریہ یا سائن آچاریہ یا لچھمنداس یا ولیم کے کسی ترجمہ سے سوائے ہمارے نسخہ خبط احمدیہ و تکذیب براہین احمدیہ کے بتلا دیں اور اگر بتلا سکے۔

جیسا کہ ہرگز نہ بتلا سکینگے تو وہ دین جس کے آپ واعظ ہیں جو آپ کو اس قدر جھوٹ بولنے اور لکھنے پر دلیر کرتا ہے۔ برائے خدا اُس کو چھوڑ دیجئے اور عربی کے اس مقولہ کو یاد رکھئے لعنت اللہ علیہ الکاذبین

اب ہم دوسرے عمدۃ الواعظین اسلام سید گوہر علی شاہ کے اعتراضات متعلقہ قربانی کا جواب دیتے ہیں

ناظرین اگرچہ ہم نے مفصل جواب اس کا لیکچر نمبر ۲ میں دیدیا ہے۔ مگر اس جگہ نہایت مختصر طور پر آپ کے مفید سمجھ کر کچھ عرض کرتے ہیں:-

یہ اعتراض کہ ہندو لوگ قربانی کو جائز جانتے ہیں۔ اگرچہ بالکل صحیح نہیں مگر کسی قدر صحیح ہے۔ کیونکہ اب بھی دیوی اور شیو جی کے پوجاری یا معتقد بھیرو کے مرید برابر جانوروں (بکرے۔ گوسفند۔ مرغی۔ بھینسے) کو مار کر کھا جاتے ہیں اور ان کا خون مورتوں پر چڑھاتے ہیں اور بموجب مہاتنتر کے انسان کی قربانی کو بھی صحیح بتلاتے ہیں۔ مگر یہ صرف فرقہ وام مارگیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ ویدمت والوں کا اور جب سے یہ فرقہ چلا تب سے ہی اس کی مخالفت شروع ہوئی۔ وید کے واقف کار لوگ اس کا کھنڈن کرتے رہے اور اپنے آپ کو ویشنو یعنی پرہیزگار جو آپ کا مترادف ہے۔ پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ نہایت پوشیدہ طور پر بھی ان بداعمالیوں کو کرتے رہے کیونکہ خوئے بد در طبیعتے کہ نشست نہ رود جز بوقت مرگ از دست۔ عادت کو طبیعت ثانی ہو جاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ یہ لوگ باوجود نہایت نفرت سے دیکھے جانے کے بھی موجود رہے۔ آریہ ورت میں سوائے وام مارگیوں کے اور کسی فرقہ والے مذہباً قربانی یا گوشت خوری جائز نہیں جانتے اب ہم بتلاتے ہیں کہ وام مارگی لوگ وید انوکول ہیں یا پرتی کول۔ وید دھرم کے موافق ہیں یا مخالف۔

شبد استوم مہانیدھی جو سنسکرت کی مشہور لغات ہے اسمیں اسطرح لکھا ہے۔

वामाचार पुं० वामो वेदादिविरुद्ध आचारः तन्त्रोक्ते
मद्यमांसादिसेवनरूपे आचारे। शब्दस्तोम पृ० १०१६

ترجمہ۔ وام آچار یعنی مذہب وام مارگ معنی یہ ہیں۔ خلاف وید کے طریقہ تنتروں کے مطابق۔ مدیہ یعنی شراب ماس (گوشت) متسیہ (مچھلی)، متھن کے استعمال کرنے کا طریقہ (دیکھو صفحہ ۱۰۱۰ مطبوعہ بار دوم [illegible]) انہیں لوگوں کو ہم فارسی میں مشعل گستاں کہتے ہیں۔ جس کے حق میں نظامی کہتا ہے ع رسم بد مشعل گستاں دور دار۔ یہی تپھی مارگ ہے۔ (مفصل حال دیکھو وچار ساگر اور ستیارتھ پرکاش)

وید ویاس جی مہاراج آریہ رشی اور منو۔ فاضل ویدانت شاستر کے مصنف تو کے ماہر وید ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے جن کے آخری زمانہ میں یہ فرقہ جاری ہوا۔ وہ اس فرقہ کی بابت لکھتے ہیں۔

सुरामत्स्या पशोर्मांसं द्विजातीनां बलिस्तथा। धूर्तैः
प्रवर्तितं ह्येतन्नैतद्वेदेषु कल्पितं॥ म० भा० शान्ति
पर्व

ترجمہ۔ شراب مچھلی اور دیگر جانوروں کا گوشت اور قربانی یہ سب دھوکے باز لوگوں نے جاری کی ہیں ہرگز جائز نہیں ہیں تو ویاس جی نے جب یہ رائے ان لوگوں کی بابت [illegible] تو پھر وید میں کیسا [illegible] ہے۔ بجز وید اور رگوید کے منتر جو سوامی جی دیانند نے [illegible]

گوکرنا ندھی وغیرہ میں درج کر دئیے ہیں اور ہم نے بھی لیکچر نمبر ۲ میں بہت سے حوالے دیدیئے۔ اور اسی طرح ہمارے دوست بابو آتمارام جی نے بھی اپنی کتاب میں بہت سے حوالے دیدیئے ہیں۔ مگر پھر بھی ہم ایک اور حوالہ عرض کرتے ہیں۔

यथा मांसं यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने। यथा पुंसो वृ
षण्यत स्त्रियां निहन्यते मनः॥ अथर्व कां० ६ व० १० मं० १

ترجمہ۔ ماس کا کھانا اور شراب کا پینا۔ اور جوا کھیلنا اور زناکاری کہ انسان کے من کو برباد کر دیتا ہے (جس سے بدھی اور آتما نشٹ ہو جاتے ہیں اور آتما کے نشٹ یعنی پاپی ہونے دھرم اور کرم سب برباد ہو جاتے ہیں) خلاصہ یہ کہ گوشت خوری شراب نوشی۔ زناکاری قماربازی بڑے گناہ ہیں۔ ان سے بچنا چاہیئے (دیکھو اتھروید مطبوعہ ولایت اور بمبئی صفحہ ۱۲۲)

باقی رہی اجی گارتا کی کہانی۔ یا اور اسی قسم کی کہانی وید مقدس میں ہرگز نہیں ہے اس کا بڑا ثبوت خود وید مقدس اور مہابھاشیہ اور میمانسا شاستر ہیں کہ ویدوں میں کوئی بھی اتہاس نہیں ہے۔ اور نہ کسی خاص آدمی کا ذکر ہے۔ بلکہ عموماً ساری دنیا کے واسطے برابر ارشاد ہیں۔ ہاں قرآن میں اسمعیل اور ابراہیم کی انسانی قربانی کی کہانی موجود ہے۔

باقی رہی گائے کی قربانی اس کا ویدوں میں نام ونشان بھی نہیں۔ وید تو درکنار کیونکہ وہ تو وید ہی ہے۔ اس میں اویدک بات کا ہے کو ہو سکتی ہے۔ قرآن جو کہ اور بعض باتوں میں وید کے مخالف ہے وہ بھی اس بات میں وید کے مطابق ہے۔ کیونکہ جہاں تک ہمارے قرآن کی نسبت معلومات ہیں۔ اس میں گائے کی قربانی یا اس کے گوشت کھانے کا بالکل ذکر نہیں ہے۔ صرف اونٹ کی قربانی کا سورہ حج میں ذکر ہے۔ مگر وہاں ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔

لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم

ترجمہ۔ نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانی کا۔ اور نہ خون جانوروں کا۔ ولیکن اس کو تو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔

پس اس سے بھی اگر کوئی نظر غور سے دیکھے تو صاف ظاہر ہے کہ گوشت قربانی یا خونریزی سے خدائے رحیم خوشنود نہیں ہے اور نہ خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔ ہاں ظالم اور خود غرض آدمیوں کی مرضی کے مطابق ضرور ہے اور یہی سبب ہے کہ آئے دن مکہ شریف میں ہمیشہ طاعون کی امراض موجود رہتی ہیں۔

مسلمان بھائیو یاد رکھو کہ سو دن چور کے اور ایک دن ساہد کا۔ آخر سب کو اپنے اعمالوں کا پھل ملیگا۔ بلکہ ملتا ہے بے زبانوں کے گلے کاٹنے اور اس کا نام رکھنا قربانی۔ واہ قربان جائیں۔ اس عقل اور دانائی کے ع
برعکس نہند نام زنگی کافور

پتھر کی دیوی دیوتوں کی طرح یا مردہ پیروں فقیروں کی طرح خدا ہرگز ہرگز اس قربانی یعنی خونریزی سے راضی نہیں۔ بلکہ وہ تو تقوی یعنی اور پرہیزگاری سے رضامند ہے۔ خدا کو راضی کرو۔ اور حضرت علی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کرو لا تجعلوا بطونکم مقابر الحیوانات۔ ترجمہ۔ مت بناؤ پیٹوں کو جانوروں کی گورستان۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے

کعبہ بنیاد خلیل آزر است — دل گذرگاہ جلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است — از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

جو عبارت سنسکرت کی آپ نے نقل کی ہے۔ اس میں قربانی یا جانور مارنے کا

مطلق ذکر نہیں۔ یادری کی طرح آپ نے بھی یا در ہونا مات ہانک دی۔ اور دھوکا کھایا۔ مہاتما سکھدیو جی نے ان دام مارگیوں کے حق میں کیا اچھا کہا ہے۔

یعنی لکڑی گاڑنا اور پشوؤں کا گلا کاٹنا۔ اگر اس طرح سورگ میں جاتا ہے تو نرگ کس طرح جائیگا۔ اسی کے مطابق کبیر جی نے بھی (جو جنم کے مسلمان تھے۔ اور ہندوستان میں ایک فرقہ کے بانی ہیں) کہا ہے ؎

جیو بدھ دھرم کر تھا یوا دھرم کان کہو بھائی
آپس کو مُنی در کر تھا یو کان کو کہت قصائی

پس اے مسلمان بھائیو! ان خیالات کو ترک کرو۔ اور سمجھو کہ اگر گوشت خوری۔ خونریزی۔ قمار بازی۔ زناکاری۔ شراب نوشی۔ مذہب اور ایمان ہے۔ تو لا مذہبی اور بے ایمانی کیا چیز ہوگی۔ یورپ کے محقق اور دانا ڈاکٹروں کی کامل تحقیقات نے بھی آخر کار ثابت کر دیا ہے کہ وجے ٹیرین ہونا انسان کے واسطے قدرتی بات ہے۔ کیونکہ اس کی بناوٹ گوشت خوری کے حسب حال نہیں ہے۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے بندے ہو کر ایسا ظلم اور اندھیر کس طرح جائز ہے۔ کیونکہ گرگ منش ہو کر بھیڑوں کا پھاڑنا انسانیت سے بسا بعید ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے +

شنیدم گوسفندے را بزرگے
رہانید از دہان دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید
روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اول جب چھوڑایا۔ تو اُسے بزرگ کہا۔ اُسی بزرگ نے جب مارنے کا قصد کیا تو گرگ نے کہا دیکھئے خدا کے واسطے دیکھئے۔ کیسا جلد بزرگ سے گرگ ہوگیا

نظم

بھائیو چھری جفا کی چلاؤ گے کب تلک
خونریزی اپنا مذہب بناؤ گے کب تلک
باطل سے میل حق کو بھلاؤ گے کب تلک
اور امر حق سے آنکھ چراؤ گے کب تلک
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے
وحشی پنے کو دل سے بھلاؤ گے کب تلک
قربانی کا نشاں کہیں دید میں جب نہیں
دعوے بے بنیاد چلاؤ گے کب تلک
الزام خام چھوڑ کے سچ کو کرو قبول
کھاؤ گے ماس خوں بہاؤ گے کب تلک
ایمان سے ہے دور جو کاٹو ہو بے قصور
ظالم نفس کو گرگ بناؤ گے کب تلک
مانو عرض جو کرتا ہے اک بندۂ خدا
خوں کر کے پاکباز کہاؤ گے کب تلک
اے دوستو ہے وزع خون سر بسر زبوں
دھبہ پلید ہے یہ مٹاؤ گے کب تلک

راقم۔ وہی آپ کا قدیمی خیرخواہ آریہ مسافر

حجت الاسلام

دیباچہ از اڈیٹر کتاب حجۃ الاسلام دھرم کی ویدی پر آریہ مسافر کی آخری بھینٹ ہے۔ اس کتاب کے علاوہ ایک اور ضخیم کتاب (یعنی تکذیب براہین احمدیہ حصہ دوم) بھی تیار کر کے پنڈت لیکھرام جی چھوڑ گئے ہیں۔ دیگر چھوٹے بڑے رسالوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ لیکن ان سب میں سے ایک حجت الاسلام ہی ہے۔ جسے کہ پنڈت جی اپنے روبرو قریباً چھپوا چکے تھے۔ صرف سرورق جو کہ پہلے سے لکھا ہوا موجود تھا اُن کی موت کے بعد چھپوایا گیا ہے۔ گویا خلق اللہ کی سیوا کرتے ہوئے جو بے نظیر تحائف کہ مکمل کر کے دھرم کی ویدی پر دے رکھا کرتے تھے۔ اُن میں سے حجت الاسلام آخری تھا +

اور یہی وجہ تھی۔ کہ اس کتاب کی بار اول کی چھپی ہوئی ۷۰۰ کاپیاں ایک ہفتے کے اندر اندر ختم ہو کر دوسری بار اسے چھپوانے کی ضرورت پڑی۔ اس مرتبہ ۴۰۰۰ کاپیاں چھپوائی گئی ہیں۔ لیکن جس جوش سے کہ اب یہاں اس نادر نسخہ کی مانگ آرہی ہے۔ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبع دوم بھی شاید ایک ماہ سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہوگا +

طبع اول کے وقت چونکہ پنڈت لیکھرام جی کو اکثر باہر بھی جانا پڑتا تھا۔ اور ساتھ ہی مہرشی دیانند کے جیون چرتر کے کام کا بوجھ بھی بڑا تھا۔ اس لئے کتابت اور محاوروں کی اکثر غلطیاں رہ گئی تھیں۔ جنہیں کہ طبع دوم میں درست کر دیا گیا ہے۔ البتہ ایک جگہ میں نے کچھ حصہ (یعنے دو صفحوں کے قریب عبارت) بالکل کاٹ دینے کی دلیری کی ہے۔ سو وہ پنڈت جی کی تحریر کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ بلکہ کل کا کل لفظ بلفظ محمدی مصنفوں سے منقول تھا۔ یہ وہ حصہ ہے۔ جن کی سُرخی طبع اول میں حسب ذیل تھی" اسلام کی حیاداری کا ایک عجیب مشاہدہ"

اس میں محمدی مصنفوں نے عورتوں کے ختنہ کا حال اور وجہ لکھتے ہوئے اسقدر فحش کلامی اور بے غیرتی سے کام کیا ہے۔ کہ حیا اُنکے پبلک کرنے کی اجازت نہیں دیتی +

دیباچہ

بنام آنکہ نامش اوم کارست
انادی ذات و برنکار است

میں جبہ سا ہوں اُس در عالیمقام کا۔ کہ جہاں جواب نہ پائے سلام کا

پرماتما شکتیاں کی جہاں۔ جہاں کا ورنن۔ اور ہم سے بگر ان کی اپاسنا یا آتما کا سمرن الپگیہ انسان کما حقہٗ کس طرح ادا کر سکے۔ اُس کے ایک ایک گن کا انواد۔ اور اس کی ایک ایک کرپا کا دھنیواد بیان کرنے کو دفتروں کے دفتر چاہئیں۔ مگر اتنی عمر کہاں۔ بڑے بڑے رشی منی بھی تھکت ہو کر نیتی نیتی پکار اُٹھے۔ مہاتما یوگیشر بھی (جن کے جیون سے بڑھ کر انسان کے واسطے کوئی نیک نمونہ نہیں ملسکتا) آخر کار یہی فرما گئے۔ کہ سوائے اس کے پوتر ذات کے اور کوئی سہارے کے لائق نہیں۔ سورج۔ چندر۔ سیارے۔ ستارے سب زبان حال سے پکار رہے ہیں۔ کہ ہم مخلوق اور بناوٹی ہیں۔ ہم ایک زبردست حاکم کے فرمان پذیر ہیں۔ خدمت معوضہ کو انجام دے رہے ہیں جہاں تک بدھی کام کرتی ہے ساری سرشٹی کے اندر اُس کی صنعت کاملہ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ تمام جڑ جگت اپنے واسطے نہیں بلکہ روحوں کے واسطے فیض رساں اور کل دنیا کے نباتات و گردش ارضی کے تعلقات ان کے ہی لئے وجود میں آتے ہیں۔ ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ اس ظاہری اور جسمانی بصارت کے واسطے سورج کی کتنی بڑی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر عموماً قدرتی نظارہ نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ انسان کسی طرح کا لابھ اُٹھا سکتا ہے۔ جس پر جہاں تک غور کی جائے پیدا کرنے والے کی بہت مہربانی ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اور زیادہ غور کی جائے تو صاف معلوم ہو جائیگا۔ کہ جتنی ان جسمانی آنکھوں کے واسطے اس سورج کی ضرورت ہے اُس سے ہزار گنا زیادہ روحانی آنکھوں کے واسطے روحانی سورج کی حاجت ہے آدمی کی کتنی ہی اچھی پوشاک لباس ہو۔ کیسی ہی عمدہ خوراک ہو۔ رنگ و روغن بھی اچھا ہو۔ دولت بھی کتنی ہی زیادہ ہو۔ مگر باوجود اس کے صرف علم و عقل کے نہ ہونے سے انسان محض حیوان ہے۔ راج رشی بھرتری جی نے کیا اچھا فرمایا ہے۔

ये यांन विद्यानत पो-नदानं थर्मं नशीलं नगुणो-
पियस्य। तेमृत्यलोकेभुविभारभूतामनुष्यरूपेणमृगाश्च
गति॥

ترجمہ۔ جس انسان کے پاس نہ ودیا ہے اور نہ عبادت نہ گیان نہ دھیان نہ دان نہ اخلاق نہ کوئی گن ہے وہ انسان نہیں بلکہ وہ اس سنسار میں صرف زمین کا بوجھ ہے۔ بشکل آدمی کی گو حیوان پھر رہا ہے۔

داناؤں کے نزدیک کھانے پینے سے بھی ودیا کی زیادہ ضرورت ہے۔ انسان جو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ وہ صرف ست ودیا ہی کے سبب سے ورنہ بے علم انسان ارذل المخلوقات سے کسی حالت میں اچھا نہیں۔ اُس حکیم مطلق نے مثل ظاہری سورج کے باطنی سورج بھی پیدا کیا ہے۔ ظاہری میں جسمانی روشنی ہے اور باطنی میں روحانی۔ قانونِ قدرت جو قادر مطلق کی ہستی کا پرتکش ثبوت ہے۔ اُس سے ظاہر ہے کہ سچا گیان وہی ہے۔ جو علم و عقل بلکہ قانونِ قدرت کے مطابق ہو۔ ظاہری آنکھیں ظاہری روشنی سے قانون قدرت کا مطالعہ و مشاہدہ کریں اور باطنی آنکھیں علمی روشنی سے اُس کی تحقیق و تصدیق کریں۔ دونوں کا اتفاق سچے قانون کی نشان ہے۔ ورنہ عقل کے خلاف علم کے خلاف۔ مشاہدہ اور تجربہ کے خلاف کوئی گیان ایشور کیا نہیں ہو سکتا۔ تلوار سے تسلیم کرانا۔ جہاد سے منوانا۔ حور و غلماں کے دام میں پھنسانا اور بات ہے۔ اور علم و عقل سے تسلیم کرا کے منوانا امر دیگر ہے جس طرح آفتاب کی روشنی کے سامنے سب چاند ستارے اور چراغ اور مہتابیاں پھیکی اور ناکارہ ہیں۔ ویسے ہی سچے الہام کے سامنے۔ آفتاب معرفت کے سامنے کسی اور کا چمکنا ہی ناممکن ہے۔ علم کے پھیلنے کی دیر اور عقل کے طلوع کی کمی ہے۔ ورنہ سراپا ناممکن ہے کہ جھوٹ سچائی کا مقابلہ کر سکے۔ علم و عقل کے چراغ ہدایت سے منور دل کسی طرح پھسلانے سے نہیں پھسلتا۔ اور نہ کسی کے ڈرانے اور دھمکانے سے ناراستی کو قبول کرتا ہے وہ جانتا ہے۔ کہ قوم۔ رشتہ دار صرف یہاں کے ساتھی ہیں۔ پس جھوٹی قوم کے واسطے ہم کیوں صداقت اور حق کے مخالف ہوں۔ جب طالب حق اسی طرح چراغ روشن اور قانون قدرت کو مد نظر رکھ تلاش کرتا ہے۔ تو جہالت کے زور و شور کی پروا نہ کر کے حق پسند جھوٹے دینوں اور کھوٹے مذہبوں اور بُری ملتوں سے بیزار ہو کر سچے دھرم کو ضرور حاصل کر لیتا ہے کیونکہ جس طرح کولمبس نے اپنی بے تکان ہمت سے ملک و قوم کی مخالفت پر بھی بہت سختیاں اُٹھا اُٹھا کر امریکہ پا لیا۔ جس طرح گلیلیو وغیرہ پھانسی ملتے ملتے بھی صداقت کا اظہار کر گئے۔ اسی طرح وہ صداقت کا مست تحقیق کی اُمنگ میں ضرور سچائی کو پاتا ہے۔ گھبراتا نہیں اور نہ پچھتاتا ہے۔ انسانی سرشٹی کے ابتدا سے بھارت کے (یدھ) جنگ تک تمام دنیا میں صرف ایک دھرم اور ایک ہی طرح کے کرم تھے۔ ویدوں کا ہی سب جگت میں پرچار تھا۔ اور تیج مہایگ بر بھی ہر دیش میں سروکار۔ مگر باہمی خرابی کے سبب خانہ جنگی ہوئی۔ پھوٹ کا بیج بویا گیا۔ اور بہت جلدی بار آور ہوا۔ یعنی بت شاستر پھیلنے کا آغاز ہوا۔ ۴۹۹۶ سال گذرے کہ یہ جنگ ہوئی کورو کشیتر ضلع تھانیسر کے میدان میں ۱۸ روز تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ لاکھوں آدمی کھیت رہے۔ ساورت دھرم میں اُتساہ کا خاتمہ ہوا۔ اول اول جو چندے بگڑے وہ باسی ہو گئے۔ اور ساتھ ہی بدچلن لوگوں میں وام مارگ پھیلنا شروع ہوا۔ جس کے کئی صدیوں کے بعد موسوی دین پھیلنے لگا۔ جب وام مارگ اور موسوی دین نے خدا کے نام پر جانوروں کی معمولی قربانیاں اور سوختنی قربانیاں زیادہ رائج کر دیں۔ ملک میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ بیگناہ جانوروں کے خون کے داغ پوتر اور پاک سمجھ کر گھروں کے دروازوں پر لوگ پاکیزگی کے اظہار کو لگانے لگے۔ اور ماتھوں پر بھی خون کا ٹیکا لگنے لگا۔ توریت یا ستر گرنتھوں میں بچھڑے اور بکریوں کے لہو سے چھوایا جو دھا خوش ہونے لگا۔ قصاب خانہ کا ٹھیکہ دار جب خدا کو بنایا گیا۔ سارے گناہ اُسی پوتر اور مقدس پرماتما کے ذمہ لگائے گئے تب ایک کشتری نے اس کلنک کے دور کرنے کا بیڑا اٹھایا یعنی ساکیہ سنگھ گوتم نے بدھ مت چلایا۔ اور لوگوں کو ایسے خدا اور الہام سے نفرت دلائی۔ گویا رحمت کی ندی بہائی۔ وعظ میں بتلایا بلکہ لوگوں کے ذہن نشین کرایا۔ کہ رحیم اور دیالو پرماتما کبھی نہیں کہتا۔ اور نہ جانوروں کے کھانے کا ارشاد فرماتا ہے۔ اس ایک ہی سچی بات نے دلوں کو تسخیر کر لیا۔ جہاں موسیٰ کی تلوار کارگر نہ ہوئی اور وام مارگ کی چھُری بھی نہ چل سکی۔ وہاں اُس کی تیغ فصاحت و صداقت کام کر گئی۔ امریکہ۔ افریقہ۔ یورپ ایشیا جدھر دیکھو باوجود گذرنے ڈھائی ہزار سال کے اب تک بھی پوری ایک تہائی (یعنی) آبادی دنیا کی اُسی کا گیت گا رہی ہے۔

اس کے بعد مسیح سے تین سو برس بیشتر شنکر آچاریہ نے برہم ایشور جیو کی تثلیث قائم کر کے ویدانت سے سب کو ہمہ اوست کی تعلیم دی اور راہ راست سے پھیر لیا انہیں دنوں سکندر کی چڑھائی کے سبب تمام مہذب ملکوں میں ہل چل مچی اور سکندریہ میں اسی تعلیم کا مدرسہ جاری کیا۔ جو مدت تک موجود اور ہونہار شاگرد پیدا کرتا رہا۔

مسیح نے اول اس مدرسہ میں تعلیم پائی اور بدھ مذہب کی دیکشا لے کر ہندوستان کا سفر کیا۔ یوحنا حواری موحد تثلیث اسی مدرسہ کے شاگرد رشید تھے (دیکھو انجیل بر آمدہ تبت۔

آخر مسیح کی چھٹی صدی میں محمد صاحب نے عرب میں جنم لیا اور میدان خالی دیکھ کر بعمر چہل سالہ پیغمبری کی ہوا ان کے سر میں سمائی۔ جیسے ہی چار اور بھی یار غار مل گئے۔ اور خود حضرت ختم المرسلین بن بیٹھے۔ دعوے ملک گیری کے ساتھ جہاد مذہبی کا جھنڈا بلند کیا۔ اور حتی الوسع ریگستان عرب میں خون کی ندیاں بہائیں۔ بعد کے خلفائے راشدین نے ختم المرسلین کی وصیت کو پورا کیا۔ یہاں تک کہ لوٹ مار کا بازار گرم ہو کر لاکھوں سرتن سے جدا ہو جانے اور لاکھوں لونڈی غلام بننے اور صدہا شہر بے چراغ ہونے کے بعد عرب۔ روم۔ ایران۔ مصر۔ افغانستان۔ بلوچستان۔ سپین۔ پرتگال نے طوعاً و کرہاً دین محمدی قبول کیا۔ اور یہی نہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ کیفیت ہندوستان کی ہوئی۔ مگر ہندوستان اور ملکوں کی طرح مر نہیں گیا تھا۔ اس کے اندر اسی کشت و خون کے زمانہ میں۔ رامانند رامانج چیتنیہ۔ کبیر۔ نانک۔ انگد۔ امرداس۔ تلسی داس۔ رامداس۔ ارجن۔ ابچد ہو ہر رائے۔ اودہو سنگھ۔ گوبند سنگھ۔ سیواجی۔ وغیرہ مہاتما لوگ مختلف اوقات میں باوجود سخت سخت تکالیف اٹھانے کے بھی تھوڑا بہت ست دھرم کا اپدیش فرماتے رہے۔ باوجودیکہ آتش جہاد محمدی بھڑک رہی تھی۔ مگر ان کے موثر اپدیشوں کی بارش نے بہت کچھ اسے فرو کر دیا۔ یہاں تک کہ جو اسلام کا ہند میں ہونا تھا۔ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہوا۔ اور ملکوں میں پرانے مذہبوں کا نام و نشان نہیں رہا۔ ایران میں پارسیوں کی آتش کو اسلامی خون نے سرد کر دیا۔ یہاں ویدک توحید کے سامنے اسلام خود سرد ہو گیا۔ جس کا فضلائے اسلام کو خود اقبال ہے۔ چنانچہ فاضل الطاف حسین صاحب حالی فرماتے ہیں:۔

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا — نشاں جس کا اقصائے عالم میں پہنچا
نہ جیحوں میں اٹکا نہ قلزم میں جھجکا — مقابل ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا
کئے پے سپر جس نے ساتوں سمندر
وہ ڈوبا دہانے میں گنگا کے آکر

پہلے تو صرف ایک اسلام ہی کا سامنا تھا۔ جس کے واسطے کتنے خیر خواہوں نے کمر ہمت باندھ کر مقابلہ کیا۔ مگر اب تو ایک اور مذہب بھی یہاں آ براجا اور آتے ہی معقولیت سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ نادان دشمن سے دانا دشمن بہت بڑا ہے۔ بنابراں خرابی و بدی روز بروز بڑھنے لگی اور ست دھرم کا سلسلہ مٹیا ناس ہونے لگا۔ جب اس طرح ظلمت پھیلتے پھیلتے آریہ ورت نمونۂ ظلمات ہو گیا۔ اور بہتری کی کوئی صورت نہ دیکھ پڑی تو ایک مہاتما روح نے تحصیل علوم سے فارغ ہو یوگ آنند سے نکل جگت کے سدھار پر کمر باندھی۔ در حقیقت یہ پرماتما کی حکمت کاملہ کا تقاضا تھا۔ ورنہ اکیلے آدمی سے اتنا اپکار مشکل تھا۔ نہ عیسیٰ کی مانند کوئی حواری مقرر کئے اور نہ موسیٰ و محمد صاحب کی طرح کوئی اصحاب یا خلیفے یا فوج جرار ساتھ لی۔ صرف صداقت اور گیان پر بھروسہ رکھ ست سناتن ویدک دھرم کا اپدیش کیا۔ نیائے کی مدلل ہدایت اور منطق بھری ہوئی وعظ میں فلاسفی اور طبعیات کے ویدک اصول نے تعلیم یافتوں کو چکا چوند کر دیا۔ فزیالوجی اور جیالوجی نے اس کے قدم چومے۔ سائنس نے استقبال کیا۔ تاریخ قدیم ہمدم اور ہمراز تھی۔ بات بات میں دلائل و اثبات تھے۔ فقرہ فقرہ میں سانکھ اور یوگ کے نکات تھے کیا اس تعلیم کے روشن زمانہ میں شق القمر کی انگشت نمائی کام آتی تھی کیا ید بیضا کی دیا سلائی کا مصالحہ اس وقت فخر کے لائق تھا؟ کیا جادو کی چھڑی سانپ کی لاٹھی۔ لاٹھی کا سانپ بنانا اس وقت کارآمد ہو سکتا تھا؟ کیا آگ جو موسیٰ نے دیکھی۔ جس نے پہاڑ جلا دیا۔ اور آواز آئی انی انا اللہ کی نکالی خدا ہو سکتی تھی؟ کیا مختلف مذہبوں کی کتابوں سے دلپسند باتیں نکال کر نیا مذہب چل سکتا تھا! یا وہ صوفی مذہب انسان جس کو یہودیوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ اور جس نے روتے ہوئے جان دی خدا ہو سکتا تھا۔ کیا انجیر کے درخت کو گالیاں دینا اور ڈاکٹر صاحبوں کے روبرو مردہ زندہ کرنا۔ آنکھوں کا علاج کرنا۔ جن بھوت نکالنا مسیحائی کہلا سکتی تھی؟ ہرگز ہرگز نہیں! عقل کا زمانہ۔ علم کا وقت۔ دلیل کا دور اور فلاسفی کا راج تھا۔ جب آسمان ہی نہ رہے معراج میں گھوڑے پر چڑھ کر آسمان پر خدا کی ملاقات کو جانا یا خدا کے دائیں ہاتھ چوتھے آسمان یا پانچویں آسمان پر جا بیٹھنا کب پذیرائی کے لائق تھا۔ سب سے زیادہ سچی اور کامل اور سب سے انادی اور پاک ہدایت کی ضرورت تھی۔ سبحان اللہ! پربھو تیری اپار مہما ہے۔ تو کیسا سرب شکتیمان ہے۔ تیری قدرت کاملہ تیرے قوانین نیچر یہ تیرے وید مقدس بالکل مطابق ہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں تیرے سچے اپدیش کارآمد ہیں۔ تیری ذات پاک کی خوبیاں جس خوبی سے وید بتلاتا ہے۔ دوسرے کسی کا کیا منہ ہے کہ کہہ سکے۔ در حقیقت سچ ہے ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب!

جگدیشور! ہم تیری پرم کرپا کا ورنن کس منہ سے کریں۔ جس نے اس زمانہ میں فاضل اجل ہادیٔ بے بدل سراپا خردمند شری سوامی دیانند جی مہاراج کو جگت سدھار کے واسطے پریرنا کی۔ اور ان کی ذات بھی دھنیواد کے لائق ہے۔ جنہوں نے لوبھ۔ موہ دنیاوی کو تیاگ۔ کام آدک دشمنوں سے دل ویراگ وان کر ایشوری پریم کی آگ میں اپنے آپ کو سواہا کر دیا۔ ان کا برہمچریہ ان کا استقلال۔ اور ست دھرم پر درڑھ وشواس جگت میں بے نظیر تھا۔ ان کے ویدک ست اپدیش نے ظلمت کدہ ہند کو نورانی کر دیا۔ آفتاب و ستارہ پرستی کا چند روزہ پرکاش جاتا رہا۔ ایشوری جلال کے آگے سب برخاست ہو گئے۔ مکان و پہاڑوں کی خاک بیزی سے لوگوں کو شرم دلائی۔ سرو ویاپک کے لئے بیت اللہ بنانے والوں کو خجل کیا۔ رحیم خدا کے لئے بھینٹ چڑھانے والوں اور قربانی کرنے والوں کو عدل ربانی سے ڈرایا۔ بت خانوں اور قبرستانوں میں خاک اڑنے لگی۔ آتش پرستی کو ست اپدیش کی بارش سے بجھا دیا۔ آتش خیز (جوالا مکھی) پہاڑ کی گرم بازاری ٹھنڈی ہو گئی۔ گویا ان پر سیروں برف پڑ گئی۔ گنگا۔ زمزم۔ اور بپتسمہ سے نجات کی امید رکھنے والے مایوس ہو کر ہاتھ دھو بیٹھے۔ تثلیث کی بازی تین کانے ہو گئی۔ جہل کاف کا طلسم سلیمانی ٹوٹ گیا۔ تینتیس کروڑ کا عقدہ حل ہو گیا۔ خوف شیطانی کی نجاست اور مردہ پرستی کی غلاظت سے دل پاک و صاف ہو گئے۔ گورو ازم کا بوریا بندھنا ہو چکا۔ جبر کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ خود خدا بننے والوں کو ایشر کا انادی بندہ بنا دیا۔ اور ہر طرح کے روحانی و جسمانی برائی لوگوں کو سمجھا دی۔ پوشیدہ نہ رہے کہ عرصہ چالیس سال کا ہوا کہ مولوی عبید اللہ صاحب نے ایک کتاب تحفۃ الہند تصنیف کی۔ جس کا جواب اسی زمانہ میں منشی اندرمن مرادآبادی نے تحفۃ الاسلام میں دے دیا۔ اس کے بعد اسی مضمون پر تقریباً ۱۵ کتابیں ہر دو جانب سے مختلف اوقات میں شائع ہوتی رہیں۔ باوجودیکہ منشی اندرمن صاحب نے تحفۃ الاسلام کے بعد بھی چھ کتابیں اور رسالے لکھے۔ مگر مولوی صاحب اس عرصہ میں

سکوت اختیار کر کچھ نہ بولے صرف تحفۃ الاسلام ہی اس عرصہ چھ مرتبہ شائع ہوئی اب اس قدر عرصہ مزید کے بعد وہی مولوی صاحب پھر خواب سے پیدا ہوئے اور اسی تحفۃ الہند کی طرز پر معقولیت کے خلاف دقیانوسی اعتراض لکھنے شروع کئے اور ایک کتاب حجۃ الہند نام ۲۵۶ صفحہ کی شائع کی جو ہمارے پاس بڑے شوق سے خرید کر منشی دوارکا پرشاد صاحب کائستھ نے دہلی سے ارسال کی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ بہت سے اعتراض تو کتاب سوط اللہ الجبار علیٰ متن الکفار سے مولوی صاحب نے نقل کئے۔ جن کے جواب منشی اندرمن مرحوم نے اندر بجر المعروف عماد ہند میں دیدیے ہیں اکثر اعتراض پادری سمتھ صاحب کی کتاب تحقیق دین حق جس کے جواب نامہ نگار سچے دھرم کی شہادت میں لکھ چکا اور بہت سے اعتراض براہین احمدیہ سے منقول ہیں۔ جن کے مدلل و معقول جواب تکذیب براہین احمدیہ میں موجود۔ اور بیسو مقامات پر اصل عبارت "سرمہ چشم آریہ" کی تحریر کر دی۔ حالانکہ اس کتاب کا واضح جواب نسخہ خبط احمدیہ میں مدت سے ہم لکھ چکے۔ علاوہ براں اور بہت سے اعتراض ایسے ہیں۔ جن کے جواب منشی اندرمن صاحب کی کتابوں میں دئے گئے ہیں۔ پس ہم اُن سے قطع نظر، صرف ایسے سوالوں کا جواب دیں گے جن کے جواب رہ گئے یا جو مولوی صاحب نے نئے کئے۔ ورنہ فضول کاغذ سیاہ کرنا اپنا شیوہ نہیں ہے۔ ممبران آریہ سماج کے سامنے ایسے اعتراض گھاس پھوس سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتے۔ ایک ہی صداقت کا شعلہ ان کے بھسم کرنے کو کافی ہے۔ اور ہم اپنے ہندو بھائیوں سے دست بستہ التماس کرتے ہیں کہ وہ ست دھرم کی سہایتا سے غافل نہ رہیں۔ وہ نیتک اور نیمتک کرموں میں جو ست شاستر انوسار ضروری ہیں۔ بڑے سچے پریم سے ویدک سنسکاروں کا برتاؤ کریں۔ اس وقت حکومت عقل و علم کی ہے۔ پس ہم کیوں اس سے محروم رہیں۔ ویدک دھرم سنسار میں پھیل رہا ہے۔ آپ بھی خود غرضی اور پھوٹ کو چھوڑ کر ست دھرم کی جے منائیں۔ آپ نشدو نکی الہیات اور شاستروں کی فلاسفی دنیا میں پھیلائیں۔ خود غرضوں کی پیروی چھوڑ کر وید اور ایشور کو اپنا ہادی بنائیں کپٹ اور بغض تیاگ کر میدان میں آئیں۔ آریہ سماج اس سچے ویدک دھرم کا مناد ہے۔ تمہارے مخالفوں کی ساری حکمت عملی اسے ازبر یاد ہے۔ پرانوں نے آپ کو توہمات باطلہ میں پھنسایا۔ ست ویدک دھرم سے گمراہ بنایا۔ مورتی پوجا نے اپنی طرح جڑھ کر دکھایا۔ مال و دولت کو ضائع کرایا۔ اور ظالموں کے ہاتھ سے درجہ تباہی پر پہنچایا۔ کیا اس عادل گورنمنٹ کے زمانہ میں بھی آپکا دل خواب غفلت سے بیدار ہونے کو نہیں چاہتا؟ کیا اس لیلا کے فسانے مخنث بنانے کے سوا کوئی اور پھل دے سکتے ہیں پیارے بھائیو بیدار ہو جاؤ۔ پوتر دھرم کو کلنک نہ لگاؤ تمہارے عیبوں سے دھرم معیوب سمجھا جا رہا ہے۔

دیگر ناظرین سے یہ عرض ہے۔ کہ بنظر انصاف ساری کتاب کو مطالعہ کریں۔ حق و باطل کو آنکھوں کے سامنے دھریں۔ غالباً نتیجہ نیک پاوینگے۔ ہم اپنے مسلمان دوستوں کی طرح جیسے کہ وہ ناواقفی سے آریہ دھرم کو تعصب سے دیکھتے اور اس کی کتابوں کو کم پڑھتے ہیں۔ کتب دین اسلام کو تعصب سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ صداقت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ ہمیں دین اسلام میں کوئی شخص ایسی خوبی بتلا دے جو وید مقدس میں نہ ہو۔ تو ہم بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ مگر ہم کیا کریں۔ ہمارے دوست تعصب کی زنجیر میں اسیر ہو کر اس روشنی کے زمانہ میں بھی معراج لگا آسمانوں کو جایا چاہتے ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ والغافل لا ینفعہ الف عبارۃ۔ خاکسار لیکھرام آریہ مسافر از لاہور مورخہ دسمبر ۱۸۹۲ء

باب اول

وید کے متعلق اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ۲۔ "ہم لوگ جانتے تھے۔ کہ پادری صاحب ہی ہمارے دین کے بڑے دشمن ہیں۔ ہندوؤں سے ہمارے دین کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ ہندو بیچارے غریب آسامی ہیں۔ کسی کو نہیں چھیڑتے۔ اب ایک مدت سے اُسی غریب اسامی نے بھی سر اٹھایا۔ اور مخبر ہندو اندرمن مرادآبادی نے بڑے مغالطے بلکہ فحش کلام کے ساتھ دین اسلام کے ساتھ بدی کرنے پر کمر باندھی۔ اور خاص اس زمانہ میں آریہ سماج ایک نیا فرقہ ہندوؤں میں ظاہر ہوا ہے۔ دین اسلام پر بہت حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے جہل مرکب سے اپنے ہی آپ کو فرقہ ناجیہ سمجھ کر بید پر بہت ہیئت نازاں ہیں۔ اور بید جو کفر اور شرک اور مضامین واہیات سے بھرا ہوا ہے جیسا اُسکو اللہ تعالیٰ کا کلام جانتے ہیں۔ اُس پر دھیان نہیں کرتے۔ اور اپنی کوتہ نظری سے ہر طرف سے دین اسلام پر اعتراض کرتے۔ اور عوام الناس کو بہکاتے اور بہت تنگ کرتے ہیں"

جواب۔ ہمارے متعصب مولوی صاحب نے جس اخلاق حسنہ سے کتاب کا آغاز کیا ہے ناظرین اُس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہاں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔ شیخ جی کو معلوم نہیں۔ کہ پہلے حملہ کس نے کیا یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔ اول اُنہوں نے ہندو مذہب پر حملہ کیا اور کتاب تحفۃ الہند لکھی۔ حفاظت خود اختیاری قانوناً و مذہباً جائز ہے بنا بر آں حفاظت خود اختیاری کے طور پر ہماری طرف سے بھی تردید میں کتابیں لکھی گئیں ہیں ؎ ذرا انصاف تو کیجیئے نکالا کس نے سر پہلے۔ بے شک ہم غریب آسامی تھے اور ہیں مگر جب کوئی حد سے زیادہ ہم کو تنگ کرے تو پھر سہار نہیں سکتے۔ مخالف کے دانت توڑ دیتے ہیں۔ ؎

نہ بینی کہ چوں گربہ عاجز شود
برآرد بچنگال چشم پلنگ

مجبوراً ہم کو آپ کے حملہ بیجا کا جواب دینا پڑا۔ اب ایسی بیہودہ اور فحش اور اہانت آمیز باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اندرمن کے معقول اعتراضات کو بڑے الفاظوں سے یاد کرتے ہو بھائی! کسی کو بدزبانی سے گالیاں مت دو۔ ورنہ بڑھاپے میں رسوائی مول لوگے۔ ہم آپ کی گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیتے۔ سوائے اس کے ؎

تھکے ہو منہ چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجو دہن بگڑا

شریمان سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش میں اور نامہ نگار نے تکذیب براہین احمدیہ و خبط احمدیہ میں اس مسئلہ کا جواب کہ کون کتاب شرک سے بھری ہوئی ہے۔ کافی بلکہ وافی دیدیا ہے۔ جو غالباً مرض جہل کا علاج شافی ہے۔ اگر ہمارے دوست نو مسلم اُسے مطالعہ کرتے تو ہم یقین سے کہتے ہیں۔ کہ پھر قرآن کی توحید کا دم نہ بھرتے۔ ہم بھی الفاظ صاحب کے سارے قرآن کی نسبت دوہرا سکتے ہیں۔ مگر اپنا یہ شیوہ نہیں۔

منشی اندرمن کے اعتراضوں کا جواب مولویوں سے آج تک نہ بن سکا۔ اکیلے منشی اندرمن کے مقابلہ میں کتنے مولویوں نے خم ٹھوکے۔ مگر واہ رے بہادر جس نے ایک ہاتھ سے ہی سب کو پچھاڑا۔ ولی رام کا مصرعہ شاید اسی موقعہ کے واسطے ہے ؎

ہندو بخدا رسید و مسلماں پس ماند

کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے کہ اندرمن کا کسی مولوی نے کبھی برُ رو مقابلہ کیا؟ ہرگز نہیں۔ شیخ صاحب آپ آریہ سماج کو خواہ کتنی ہی گالیاں دیں آریہ سماج اس سے گھبراتا نہیں بقول شخصے

دریائے فراواں نشود تیرہ بہ سنگے
عارف (آریہ) کہ برنجد تنک آب ہنوز

قولہ ۔ ۴۵۹ و ۴۶۰۔ آریہ مذہب والوں نے اپنے مذہب سے الزام و اعتراض دور کرنے کے لئے بہ تقلید پنڈت دیانند سرسوتی کے برخلاف تمام ہنود اولین و آخرین کے یہ حیلہ کیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ پدم پوران و شیو پران بھاگوت و مہابھارت وغیرہ جن میں جھوٹ اور کفر اور شرک اور فسق بھرا ہوا ہے۔ یہ کتابیں ہمارے دین کی نہیں ہیں ہم تو بید کو مانتے ہیں جس میں نہ جھوٹ ہے نہ کفر نہ شرک نہ فسق ہو۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ کتابیں بیشک تمہارے دین کی ہیں تمہارا بید جس کو تم مانتے ہو خود کہتا ہے۔ کہ یہ کتابیں بید سے نکلی ہیں۔ اور بید ایک چھوٹا سا علم ہے جس سے خدا کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اتھرون وید کے منڈک اپ نکھد میں لکھا ہے۔ کہ ایک علم کا نام علم صغیر ہے۔ اور دوسرے علم کا نام علم کبیر ہے۔ علم صغیر مراد ہے چاروں بید اور اس کے فروعات سے جیسے کہ چھ شاستر اور اٹھارہ پوران اور صرف و نحو یعنی بیاکرن اور نظم و نثر اور نجوم اور طب وغیرہ ہیں۔ اور علم اکبر مراد ہے۔ علم الٰہی کہ جس سے اس ذات پاک کو پاتا ہے۔ جو بے زوال ہے اور فنا سے آزاد ہے۔

اقول ۔ ممبران آریہ سماج الزام دور کرنے کی نیت سے نہیں۔ بلکہ محض احقاق حق کی وجہ سے پورانوں کو نہیں مانتے۔ انہوں نے آپ کی طرح جہالت سے نہیں بلکہ پڑھ کر اور اتہاس پستکوں یعنی کتب تاریخ کی تحقیقات سے دریافت کر لیا ہے کہ پوران محض فسانجات ہیں جیسے ناول اور ناٹک ست دھرم کا ان سے کوئی تعلق نہیں سے شیخ صاحب مقرون اور ملعون کا فیصلہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بات اگر وید میں ہو تو ہمیں اس کے ماننے سے کبھی انکار نہیں۔ مگر یہ تو وید میں ہرگز نہیں۔ البتہ منڈک اپ نشد میں ایک عبارت ہے۔ جس کو آپ نے ناواقفیت اور بدفہم خیالی سے اس مطلب کا سمجھا۔ مگر اس میں بھی نہ چھ شاستروں کا ذکر ہے۔ نہ علم طب کا۔ اور اٹھارہ پورانوں کا تو مطلق اشارہ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اصل واکیہ یہ ہے

तस्मै स होवाच। द्वे विद्ये वेदितव्ये इति ह स्म यद्ब्रह्मविदो वदन्ति परा चैवापरा च ।४। तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सावेदोऽथर्ववेदः शिक्षा कल्पो व्याकरणं निरुक्तं छन्दो ज्योतिषमिति। अथ परा यया तदक्षरमधिगम्यते ।५। मु॰ १।

ترجمہ۔ یاگولک جی کہتے ہیں کہ دو ودیا جاننے کے لائق ہیں۔ جن کو وید کے جاننے والے اس طرح کہتے ہیں پرا اور اپرا۔ اپرا ودیا صرف یہی ہے۔ کہ معہ شکشا کلپ ویاکرن نروکت۔ چھند جیوتش (اچھے ودیا انگ) کے رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو ویدوں کو پڑھے مگر صرف پڑھ لینا کافی نہیں۔ بلکہ اس پر سوچنا وچارنا اور عمل کرنا بھی اور یہی عمل کرنا یعنی ویدوں کے ذریعے ایشر گیان کے واسطے سوچنا وچارنا پڑتا ہے" ایک پستک اپ نشد سار ہے جسے بابو نوین چندر رائے صاحب ممبر برہمو سماج نے سمت ۱۹۳۲ میں طبع کرایا تھا۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ برہم گت اور کرتیہ وشے ویدوں میں اپرا اور پرا دونوں پرکار کی ستریاں ہیں (صفحہ ۲۸ سطر ۴ و ۵ پرکرن ۴) ویدک دھرم تتو میں منشی گنیش پرشاد سب ڈپٹی انسپکٹر ضلع نرمبت نیرو برہمو سماج لکھتے ہیں اسی شرتی پر کہ غرض یہ ہے کہ ایشور گیان سے مطلب ہے نہ کہ برت مکتی کے پاٹھ کرنے سے کیونکہ ویدوں میں تو ایشور گیان ہی کا بیان ہے (صفحہ ۷۵ سطر ۳ و ۴ سمت ۱۸۸۱ء مطبوعہ پٹنہ) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صرف کتابوں کا پڑھنا مجازی ہے یعنی اپرا۔ اور ان کا عمل کرنا حقیقی ہے یعنی پرا۔ یا ویدوں کا صرف عالم ہونا۔ اپرا ودیا کا جاننے والا کہاتا ہے۔ اور ان پر عمل کرنے والا پرا ودیا کا ماہر یعنی اپرا اور پرا دونوں وید میں ہیں۔ وید سے باہر نہیں ہیں۔ اسی کے متعلق ایک مہاتما نے لکھا ہے۔

वेदपाठी भवेत् विप्रः ब्रह्म जानाति ब्राह्मणः ॥

یعنی ویدوں کا صرف پاٹھ پڑھنے والا وپر کہلاتا ہے۔ اور عمل کرنے والا براہمن۔

ایسا ہی طب کے مشہور گرنتھ سشرت میں فاضل رشی فرماتے ہیں۔

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्य वेत्ता न तु चन्दनस्य। एवं हि शास्त्राणि बहून्यधीत्य चार्थेषु मूढाः खरवद्वहन्ति ॥ सुश्रुत ॥

ترجمہ جیسے گدھے پر چندن کے لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے۔ نہ کہ چندن کو۔ ایسا ہی بہت شاستروں کے پڑھ لینے سے اگر معنے و مدعا کو نہیں جانتا اور عمل نہیں کرتا۔ تو گدھے کی طرح صرف باربردار ہے۔ ایسے ہی رشیوں کے قول سن سنا کر قرآن نے بھی لکھا ہے۔ مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا (جمعہ) تفسیر حسینی میں ہے۔

گفت ایزد یحمل اسفارا   بار باشد علم کاں نبود زہو
علمہائے اہل دل حمال شاں   علمہائے اہل تن احمال شاں
علم چوں بر دل زند یاری بود   علم چوں بر تن زند باری بود
چوں بدل خوانی زحق گیری سبق   چوں بگل خوانی سیہ سازی ورق

اسی کے حسب حال سعدی شیرازی نے کہا ہے۔ ع

علم چندانکہ بیشتر خوانی   چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند   چار پائے برو کتابے چند
آن تہی مغز را چہ علم و ہنر   کہ برو ہیزم است یا دفتر

جس طرح قرآن میں لفظ قصص آ جانے سے کتاب قصص الہند یا قصص الانبیا اور لفظ حدیث آ جانے سے صحاح ستہ کا گمان کر لینا جہالت ہے۔ اسی طرح وید میں لفظ پران آ جانے سے بھاگوت آدک کا گمان کرنا بھی نادانی ہے۔ جب تک کسی خاص کا نام نہ ہو۔ یا عدد اٹھارہ ساتھ موجود نہ ہو۔ تب تک ۱۸ پورانوں کا کوئی تعلق پوران لفظ سے نہیں ہے (اگر ویدوں میں ان پورانوں کا نام ہوتا۔ جس طرح قرآن میں توریت۔ زبور۔ انجیل۔ صحف انبیا کا تو ہم بسر و چشم مانتے۔ کیونکہ ہم آپ لوگوں کی طرح خدا تعالیٰ میں غلطی و نادانی کے قائل نہیں ہیں جو اس کے احکام کو منسوخ مان لیں۔ خدا کرے۔ کہ آپ اسی ایک بات سے ہی حق و باطل کی تمیز حاصل کر لیں۔

قولہ صفحہ ۴۶۰۔ اور بسشٹ منی جو راجہ رامچندر کے استاد اور مذہب کے بڑے پیشوا ہیں۔ اور ہندوؤں کے نزدیک ان کی تحقیق دیانند سرسوتی کی تحقیق سے صدہا درجہ زیادہ ہے جوگ بسشٹ کے چوتھے استھتر پرکرن میں لکھتے ہیں کہ برہما نے واسطے انتظام مخلوق کے چار بید اٹھارہ سمرتی چھ شاستر۔ اٹھارہ پوران بنائے پس یہ کتابیں سب برہما سے موجود ہوئیں۔ پس جبکہ یہ سب ایک ہی شخص کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ ان میں سے چاروں وید تو معتبر اور مقبول ہوئے۔ اور باقی سب غیر معتبر اور مردود ہوں (اگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں) اور حق تو یہ ہے۔ کہ سب غیر معتبر ہیں۔

اقول ۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ آپ نے آج تک جوگ بششٹ نہیں دیکھا۔ اور نہ کوئی اور مستند گرنتھ دیکھا ہے۔ اس میں یہ بات ہرگز نہیں ہے ہو نہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ تو کوئی اندھا بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ چار وید ۱۸ سمرتی چھ شاستر ۱۸ پوران سب برہما کے بنائے ہیں وجہ یہ کہ جاہل مطلق کے سوا اور تمام پنڈت لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ یہ گرنتھ کس کس کے بنائے ہیں۔ چنانچہ ہم خلاصتاً سب کا حال درج کرتے ہیں۔

تماصح ہو کر جا۔ وہ تو الیشور کے گیان ہیں۔ اور الہامی کتابیں ان کی بات ساری رشی منی بالاتفاق بیان طراز ہیں۔ کہ یہ ایشر کی طرف سے آدی سرشٹی میں اپدیش ہوئے وہ کسی آدمی کے بنائے ہوئے نہیں پایہ ہم پرمیشور کے ارشاد وہدایت مبادی ہیں۔

برہما کی تصنیفات سے اُنکا کچھ واسطہ نہیں۔ اور وہ اٹھارہ سمرتی جو ۱۸ آدمیوں بنائی ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ منو۔ گوتم۔ نارد۔ وشسٹ۔ برہسپتی۔ پراشر۔ بیاس۔ سانکھ۔ ہاریت۔ وشنو۔ یاگیہ ولکیہ۔ کوشک۔ جم دگنی۔ لکھت۔ دکش۔ یم۔ بھردواج۔ کاتیاین۔ پس یہ ساری سمرتیاں نہ برہما کی بنائی ہیں۔ اور نہ کسی اور ایک آدمی کی بلکہ مختلف لوگوں کی بنائی ہیں۔ جن کے نام عرض کر دیئے۔ اور ان میں سے صرف منوسمرتی معتبر ہے۔ باقی سب غیر معتبر وجہ یہ کہ تمام تر بھروسہ ان کا منو پر ہے۔ اور منو سے زیادہ انہوں نے کچھ کہا بھی نہیں۔ بلکہ بہت کم۔ پھر فروعات کی وجہ سے وہ کسی طرح دھرم شاستر کہلانے کی یوگیہ نہیں۔

شاستر چھ ہیں۔ ان کا کرتا بھی برہما نہیں۔ اول سانکھ شاستر اس کا کرتا کپل دوسرا ویشیشک اس کا کرتا کناد تیسرا نیایہ اس کا مصنف گوتم۔ چوتھا یوگ۔ اس کا پاتنجل۔ پانچویں میمانسا۔ اس کا مصنف جیمنی۔ چھٹا ویدانت اس کا مصنف ویاس ہے۔ یہ سارے فلاسفی کے پستک ہیں۔ اور تمام تر معقول اور وید کے انگ ہیں۔ ہم کو دل وجان سے منظور ہیں۔ اور تمام آریہ اُن کی قدر کرتے ہیں۔ پس ان کو برہما کی تصنیف بتلانا غلطی ہی نہیں۔ بلکہ دھوکا ہے۔ اور آپ کی لیاقت آپکے اعتراض سے ہویدا۔ باقی رہے ۱۸ پوران ان کے کرتا بھی برہما نہیں۔ اور نہ کوئی ایک آدمی بلکہ ۱۸۔ آدمی ان کے مصنف ہیں۔ جن کے نام خود پورانوں سے محقق لوگوں نے معلوم کر لئے ہیں۔ بلکہ منشی اندرمن نے بھی ان کے نام اپنی تصنیفات میں لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک بھاگوت ہے۔ جس کا مصنف مقصود آباد ملک بنگالہ کا رہنے والا جے دیو کا بھائی بوپ دیو نام وام مارگی تھا۔ اور اگر تمہارے قول واجب لاحول کو قدرے ہم مان بھی لیں تو پوران وغیرہ پھر بھی برہما کے بنائے ثابت نہیں ہو سکینگے۔ کیونکہ اُن کے مصنف ظاہر ہیں۔ مگر قرآن کی شامت آئیگی۔ کیونکہ دین اسلام کے مشہور ومعروف ولی حمید الدین صاحب ناگوری علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ شرح عشق میں جو تصوف کا مشہور رسالہ ہے لکھتے ہیں " وقتیکہ بر حضرت رسالت پناہ تعین ربوبیت غالب آمدے وصف عبودیت در وے محو گشتے۔ درانحال ہرچہ فرمودے آں را کلام اللہ گفتے وچوں صفت عبودیت غالب آمدے دراں وقت ہرچہ فرمودے آنرا حدیث گفتندی"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں کتابیں محمد صاحب کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور چونکہ لاکھوں احادیث جھوٹی بھی موجود ہیں۔ جن کو اکثر فرقے مسلمانوں کے بسر وچشم مانتے ہیں۔ اور جن کے حق میں مولوی سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں کہ " شاہ عبد العزیز صاحب اپنی کتاب تحفہ میں ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ حدیث بے سند گوز شتر است" (دیکھو تہذیب الاخلاق جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۵۳)

پس یہیں بقول تمہارے کہنا پڑا جبکہ دونوں ایک شخص کی بنائی ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ ان میں سے صرف قرآن معتبر اور مقبول ہو۔ اور باقی گوز شتر کی طرح نامعقول اور فضول سمجھی جاویں۔ اگر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور اگر غیر معتبر ہوں تو سب ہوں۔ اور حق تو یہ ہے کہ سب غیر معتبر ہیں۔

قولہ ۱۰۔ اور قطع نظر ان سب باتوں سے بید میں کیا جھوٹ اور شرک اور کفر تھوڑا بھرا ہوا ہے۔ جس کو تم نے دین اور ایمان کر کے مانا ہے۔ اور پھر حاشیہ پر کسی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ تمام بیدیں دیوتاؤں کی ثنا جات اور طلب حاجات کی گئی ہے۔

اقول۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعتراض کرتے وقت زبان کو ہمیشہ کھول دیتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے۔ کہ جھوٹ بولنے سے کتنا گناہ ہوگا۔ مگر اُن کا عمل تو ایماندار مومن مصلح الدین کے اس قول پر ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ جو ایک حدیث یا قرآنی آیت کا لعینہ ترجمہ ہے یعنی کسی طرح اسلام بنا رہے لوگوں کو طعن وتشنیع کا موقعہ نہ ملے۔ اس مصلحت کو مدنظر رکھ کر دروغگوئی بہتر ہے راستی سے کیونکہ ست بولنے سے شریر مسلمان برانگیختہ ہو جاویں گے۔ پس دروغ مصلحت آمیز۔ اور راستی فتنہ انگیز پر عمل کرنا آپ لوگوں کی ایمانداری ہے۔

حضرت جھوٹ اور شرک اور کفر تو قرآن میں بھرا پڑا ہے جس کا مفصل حال ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں لکھ چکے ہیں۔ وید مقدس میں تو ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں۔ کیونکہ اُس میں پاربرہم پرماتما کا گیان ہے۔ اور سچا عبادت اور توحید پرماتما کا بیان ہے۔ خوش اخلاقی اور نیک اعمال کا مذکور ہے۔ اور صداقت اور حقانیت کا ظہور۔ اور یہ ہمارا ہی خیال نہیں بلکہ اکثر لائق فضلاء غیر مذاہب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔

چنانچہ آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی فرماتے ہیں۔ آریوں کی مذہبی کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئلہ پایا جاتا ہے۔ اور اُن کے آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سب فرضوں میں سے یہ بڑا فرض ہے۔ کہ اپ نشد یعنی رسالہ علم الٰہی سے خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کریں" (دیکھو تاریخ ہندوستان)

محقق کالبروک صاحب فرماتے ہیں" اُن شعراء اور دانا لوگوں میں سے جنکا وید میں ذکر نہیں۔ مگر آجکل کے ہندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشن وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا وید میں) بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان دیوتاؤں کا بھی جنکا اوتار میں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ہے۔ دیکھو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۵ و ۴۹۷ [illegible] فاضل پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں۔ وید سے بتوں کا رواج اور پرستش کی جیسی کہ ظاہری نشان اور علامات کا پایا جانا ثابت نہیں ہوتا ہے (دیکھو ان کا لکچر مطبوعہ آکسفورڈ صفحہ ۱۲)۔

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں" مذہب میں ہندوؤں کے سارے مذہب کی بنیاد وید ہے جسکا بیان پہلے کر چکے ہیں۔ ویدوں میں خدا کی وحدانیت کا ذکر جا بجا موجود ہے اور اسکی ذات وصفات کا بیان اس طرح ویدوں میں آیا ہے کہ وہ کمال صدق اور عین مسرت ہے اس کی ذات بے مثال اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے اور نہ زبان کو اسکے بیان کی طاقت۔ اور نہ عقل کو اسکے ادراک کی قدرت ہے" (دیکھو تاریخ ہند باب اول فصل ششم صفحہ ۶ حصہ اول)

آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر فرماتے ہیں" ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے۔ چنانچہ اکثر مقامات پر وید میں مندرج ہے۔ کہ حقیقت میں صرف ایک ہی خدا واحد ہے۔ جو سب سے برتر اور اعلیٰ روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں" (دیکھو تاریخ ہندوستان ۱۸۶۶ء علی گڑھ صفحہ ۱۰)

سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں" وید سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کامل سچ ہے اور کامل خوشی ہے اور اسکی ذات لاثانی ہے اور اُس کو فنا نہیں ہے۔ اور وہ واحد مطلق ہے اس کی ذات کو نہ تو انسان سے بیان کر سکتے ہیں۔ اور نہ عقل سمجھ سکتی ہے۔ وہ سب میں موجود ہے اور سب پر غالب ہے اور اپنے بے حد علم اور دانائی سے نشاس ہے۔ یعنی بے پروا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر وقت میں حاضر و ناظر ہے۔ اُس کے پیر نہیں۔ لیکن پھر بھی بہت تیزی سے ملتا ہے۔ اُس کے ہاتھ نہیں مگر دائم دنیا کو پکڑے ہوئے ہے بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتے اور بغیر کانوں کے سب آواز کو سنتا ہے۔ بغیر کسی سمجھانے والے کے ہر ایک چیز کو سمجھتا

اور یا کسی سبب کے تمام سببوں کا سبب (یعنی علت کا علت ہے) سب کا حاکم ہے اور سب پر قوی ہے۔ پیدا کنندہ اور سنبھالنے والا اور تمام چیزوں کی صورت بنانے والا وہی ہے" (کتاب ولیم جونس صاحب جلد ۶ صفحہ ۴۱۰)

پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں "وید میں برہما وشنو اور شیو کو کچھ فوقیت نہیں دی گئی بطور پرستش کے قابل سمجھے گئے" اور بہت کم ان کا ذکر پایا جاتا ہے (دیکھو ان کا کمپیرٹو مطبوعہ آکسفورڈ صفحہ ۱۲)

کولبروک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو وید میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جسے برہما وشنو مہیش کا اوتار ہونا ثابت ہو (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۴)

مورخ ابوریحان البیرونی لکھتا ہے بہت دیوتا عام لوگوں کا عقیدہ ہے جو تعلیم یافتہ ہندو ہیں۔ وہ خدا کو ایک ست۔ جس کا کوئی آغاز و انجام نہیں۔ قدوس سرب شکتیمان سروگیہ۔ حی جاوید۔ زندگی بخش ایک۔ دنیا کا محافظ۔ یعنے ربک سچدانند مانتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی ہستی کو سچی ہستی مانتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز کہ ہے۔ وہ اُسی کے توسط سے ہے (البیرونی کتاب صفحہ ۲۷ و ۲۸) ایشیاٹک سوسائٹی کے فضلاء نے بعد تحقیق بسیار کے لکھا ہے۔

इदविष्णु॰ इति पुराण संमित - सायणीयव्याख्य ञ्च चैदिकानां नाद्रणीयमयास्कानुक्ते अवतारशब्दस्यापि वेदे अदर्शनात् ॥ नि॰ दे॰ म १२८३

ترجمہ۔ ویدوں میں ایشور کا اوتار ہونا تو کجا بلکہ اوتار لفظ بھی نہیں ہے۔ اوتاروں کی ساری کہانیاں پرانوں میں بھری ہیں۔ اور وہ وید کے قطعی مخالف ہیں۔ وید سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ یاسک رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں (نروکت مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۸۰)۔ پس یہ کہنا آپ کا کہ وید شرک کی کتاب ہے بالکل جھوٹ ہے

قولہ ۲۰۵ و ۲۰۶۔ ہندوؤں کے دین میں دن اور رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام سندھیا ہے۔ اور وقت اُس کے تین ہیں۔ پرات کال عین وقت سورج نکلنے کا۔ مدھیان عین وقت دوپہر کا۔ سائیں کال عین وقت سورج ڈوبنے کا۔

اقول۔ بیشک سندھیا کرنا ویدک دھرم کے سب ماننے والوں کا فرض ہے۔ اور اُس سے تمام تر عبادت پرماتما مراد ہے۔ مگر وقت اس کے تین نہیں دو ہیں نشان مقررہ آپکے بھی ہمارے یقین کے خلاف ہیں۔ اصل میں وید اور سمرتی اور اُپ نشدوں اور شاستروں کے مطابق سندھیا کرنے کے دو وقت مقرر ہیں۔ پہلا صبح کی سندھیا کا وقت ستاروں کے غروب سے آفتاب کی نمود تک دوسرا آفتاب کے غروب سے ستاروں کے نمود تک شام کی سندھیا ہے۔ دیکھو منو ۲۔ اور محمد صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ فان استطعتم ان لا تغلبوا۔ پس اگر می توانید کہ غلبہ کردہ نشوید و عاجز و زبون نگردید علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا ہر نمازے کہ پیش از برآمدن آفتاب است و نمازے کہ پیش از فرو رفتن آفتاب است یعنے نماز بامداد و نماز دیگر فافعلوا۔ پس تا توانید مواظبت بر نماز فجر و عصر از دست نہید کہ مواظبت کنندہ برین نماز سزاوار تر است بدیدن پروردگار تعالیٰ و تخصیص بہ نماز بامداد و دیگر بجہت شرف و افضلیت آنہاست۔ چہ اول وقت استراحت و غلبہ خواب و ثانی وقت کار و بار و رفتن بازار است۔ وجہ شرف این دو وقت درجہت آنکہ رویت در آخرت ہم درین دو وقت باشد و پستر خواند آنحضرت این آیت را کہ و سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا (مشکوٰۃ جلد ۴ باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل ۲ صفحہ ۵۳۰)

قولہ۔ اور سندھیا میں دل سے تو برہما اور وشن اور مہادیو کی تعظیم میں مصروف رہنا ہوتا ہے۔ آنکھیں اور ناک بند کرکے اور تینوں کی مورت کا دھیان کرنا اور زبان سے گایتری کا جپ کرنا اور بعضے اور منتروں کو بھی پڑھنا۔ جو کسی میں اللہ تعالےٰ کا نام تک نہیں اور صبح کو سندھیا میں سورج کے طلوع کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونا اور دونوں ہاتھوں سے دعا مانگنا اور شام کی سندھیا میں ایسا ہی مغرب کی طرف منہ کرکے کرنا اور دوپہر کی سندھیا کہ آفتاب اونچا ہوتا ہے۔ دونوں ہاتھ بلند کرنے۔ اور اس سندھیا میں کہ ہندوؤں کے دین میں اس سے بڑھکر کوئی پوجا نہیں۔ اللہ صاحب کا نام بھی نہیں ہے۔

اقول۔ جہاں تک سندھیا اور اُس کے مقدس منتروں کو دیکھا گیا ہے۔ برہما وشنو۔ مہیش مایا اور کسی کی دیوی دیوتا کا ان میں نام و نشان نہیں۔ سوائے پرماتما کے اور کسی کا ان منتروں میں مذکور نہیں۔ اور نہ کسی غیر سے واسطہ۔ دل کو ماسوا سے روک کر پرانایام کے ذریعہ ایشور کی طرف لگانا اور سب حواسوں کو قابو میں کر جگدیش کے گنانواد میں مصروف ہو جانا اسی کا نام سندھیا ہے۔ چنانچہ سندھیا لفظ کے معنے بھی یہی ہیں بھلی پرکار دھیان کیا جاوے۔ پرمیشور کا جس میں اُس کو سندھیا کہتے ہیں اس میں کسی کی صورت اور مورت کی قطعی ضرورت نہیں بلکہ باعث کدورت کیونکہ تمام صورتیں اور مورتیں فانی ہیں اور یادی پرماتما تصاویر سے مبرا ہے وہ جسمانی نہیں کہ اس کے دھیان کے واسطے کسی بیت اللہ یا محراب یا مورت کی ضرورت ہو۔ دماغ کو نخوت سے خالی کر پرماتما کے جلال پر غور کرنا ناف سے پرانوں کا اٹھانا تمام بدن میں گھما کر استقلال سے دل کو قائم کرنا سینہ کو کینہ سے خالی کر آئینہ کیطرح مصفا رکھنا اور اپنے دل میں قدرت قادر کا خیال کرکے اس کے گنوں کا سمرن کرنا سندھیا کا اصلی مطلب ہے۔ اسی کے متعلق ایک فاضل نے کہا ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ یابی سر حق بر من بخند

گن کے سچارنے سے گُنی کا دھیان کیا جاتا ہے۔ گایتری کا جاپ اپنی نظیر آپ ہی ہے بیشک ارتھ سمیت بچار کرنے سے دل میں پرکاش ہوتا ہے۔ سندھیا میں کل ۱۹ منتر ہیں جنہیں کم سے کم اُسکے مقدس نام ۲۰ سے زیادہ ہیں۔ کھڑے ہونے لیٹنے بیٹھنے سے عبادت کا کوئی تعلق نہیں ان حرکات بیجا سے عبادت جدا ہے۔ ایکانت ستھان میں بیٹھ کر یعنے گوشہ تنہائی میں جہاں شور و شر نہ ہو اور نہ خیالات منتشر ہوں اور سچ بھی ہے عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ فضول حرکات کو روک چنچل من کو ٹھہرا کر اندریوں کو آتما یعنی روح کی طرف اور روح کو پرماتما کی طرف متوجہ کرنا چاہیے سورج۔ چاند یا زہرہ کا اُس سے کوئی تعلق نہیں۔ دونوں وقت کی سندھیا جدھر چاہیں بیٹھ کر آرام سے کرنی چاہیے کسی خاص سمت کی قید مقرر نہیں۔ کیونکہ وہ پرماتما بے جہت ہے ایک جہت کیطرف اُسے ہمیشہ سجدہ کرنا بھی ایک مکروہ طریقہ کی بت پرستی ہے۔ بار بار اُٹھنے کھڑا ہونے بیٹھنے لیٹنے سے طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔ دل قائم نہیں رہتا اور اس سے عبادت کا مزہ کبھی نہیں ہوتا۔ ایک مہاتما نے کہا ہے ع "چہ سود از حرکتِ بیجا کہ بنشینی و برخیزی" ہاں اُسے اگر ورزش جسمانی کا ناقص طریقہ کہیں تو ٹھیک ہے۔ عام آریوں میں سندھیا سے بڑھ کر کوئی پوجا نہیں مگر خاص لوگوں کے آگے کرنے کے واسطے اس سے آگے یوگ کا ابھیاس ہے جسکے پورا ہونے سے انسان بالکل عارف کامل ہو کر پرماتما کے دھیان میں محو ہو جاتا ہے۔ ہاں قرآن میں یا دین اسلام میں نماز سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور نہ حور و غلمان سے بڑھ کر کوئی نجات۔

قولہ۔ اور گایتری کا پڑھنا ان کے نزدیک نہایت ثواب اور تمام ہندوؤں کا

اتفاق اس بات پر ہے کہ گایتری کے برابر اور کوئی منتر نہیں۔ اسی واسطے گایتری کو مول منتر کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ برہمن ہزار بار گایتری کا جپ کر کے کبیرہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سانپ کینچلی سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا کوئی کام نہیں۔ جو گایتری کے طفیل سے نہ ہو سکے۔ اور برہما اور بشن اور مہادیو اور بید گایتری سے ہوئے ہیں۔ منوشاستر میں لکھا ہے۔ کہ پنڈت گایتری کے پڑھنے سے بیشک مکت حاصل کرتا ہے۔ اگرچہ اور کام اپنے مذہب کے نہ کرے۔ اور سکند پران میں ہے کہ بید میں گایتری سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ اور کوئی منتر اس کے برابر نہیں جیسے کوئی شہر کاشی کے برابر نہیں۔ اور گایتری بید اور برہمنوں کی ماں ہے۔ اور اپنے پڑھنے والوں کی حفاظت کرتی ہے۔ سو جس گایتری کے یہ صفت ہیں۔ وہ یہ ہے۔ اوم۔ بھور بھوہ سوہ تت سب تر برینیا بھرگو دیوسی دھی مہی دھیو یونہ پرچودیات۔ اور اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ لفظ اوم یا اوم مرکب ہے اڑھائی حرفوں سے ایک اکار دوسرا اوکار تیسرا مکار۔ اکار نام ہے بشن کا اور اوکار نام ہے مہادیو کا۔ اور مکار نام ہے شکتی یعنی دیوی کا۔ اور بعضوں کے نزدیک اس لفظ کے معنے لبیک ہیں۔ پھر دوسرا لفظ ہے بھور اس کے معنے ہیں زمین۔ پھر تیسرا لفظ بھوہ اسکے معنی ہیں آکاس۔ چوتھا لفظ ہے سوہ اس کے معنے ہیں سورگ۔ اور سوائے ان چار لفظوں کے باقی جتنی عبارت گایتری کی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم سورج کی بڑی روشنی پر دھیان کرتے وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔ دیکھو جس گایتری کی تعریف میں ہندوں کے یہاں اتنی دھوم دھام ہے اور اس کو ایسا چھپاتے ہیں کہ سوائے براہمن اور کھتری کے کسی کو نہیں پڑھاتے اور ان کو بھی آہستہ کان میں سناتے ہیں اس گایتری کا مضمون کیسا لچر اور شرک آمیز ہے'' تمام منتروں میں اعلے منتر گایتری ہے اس میں بھی آفتاب ہی کی طرف التجا ہے صفحہ ۲۸

قول۔ بے شک گایتری عمدہ منتر ہے۔ اس میں ایشور کی آگیا پالن کی طرف ہدایت اور اس سے پرارتھنا ہے۔ درحقیقت وہ مول منتر ہے۔ یعنی جو منتر طالب علم کو شروع میں سکھلایا جاتا ہے۔ وہ گایتری ہی ہے۔ بس اپ نین سنسکار میں یہ مول منتر ہے۔ ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہے۔ کہ گناہ بغیر سزا ملنے کے معاف ہوتے ہیں مگر محمدیوں کا یہ مزید اعتقاد ہے۔ کہ خواہ کیسی ہی کوئی بدفعلی کرے ایک دفعہ کلمہ پڑھنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور تمہارے مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے'' حدیث میں آیا ہے کہ حجر الاسود کے چھونے اور چومنے سے گنہگار گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر ابتدا میں سفید اور نورانی تھا۔ اب بسبب چھونے گنہگاروں کے کالا اور بے نور ہو گیا (دیکھو تاریخ انبیا سنہ ۱۲۸۱ دہلی مرتضائی ذکر ابراہیم صفحہ ۴۴) ہاں شریر سے شریر آدمی گایتری کا جاپ ارتھ سہت کرنے اور اس پر عمل کرنے سے آئندہ گناہوں سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ہمارا اعتقاد نہیں کہ ایسا کوئی کام نہیں جو گایتری کے طفیل نہ ہو سکے۔ ہزاروں کام ایسے ہیں جو صرف گایتری پڑھنے سے نہیں ہو سکتے۔ جیسے سوئی بنانا اور کپڑے سینا۔ مکان بنانا۔ ہاں گایتری کے جاپ سے روحانی کاموں کا تعلق ہے اور ان میں گایتری ضرور فائدہ بخش ہے۔ برہما۔ وشنو۔ مہادیو۔ گایتری سے نہیں ہوئے۔ اور نہ وید گایتری سے ہوئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ برہما۔ بشن۔ مہیش جو ایک انسان تھے۔ جب ان کا یگیوپویت سنسکار ہوا تھا تو ضرور ان کو گایتری پڑھائی گئی تھی۔ وہ اس مرتبہ پر گایتری کے ذریعہ پہنچے اور سب ہی معزز ہوئے اور ان کے وید پڑھنے اور وید کا عالم ہونے کی بنیاد گایتری ہی ہے۔ بیشک برہما بشنو وغیرہ رشیوں کو عزت گایتری سے ملی . . . . . . بیشک گایتری کا پورا سادھن کرنے سے مکتی حاصل ہوتی ہے۔ جس کا نام یوگ ابھیاس ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ گایتری وید اور برہمنوں کی ماتا یعنی مان کرانے والی ہے کیونکہ جس کا یگیوپویت سنسکار نہیں ہوتا۔ وہ نہ تو وید اور نہ برہمنوں کی عزت کرتے ہیں پس بالضرور اس سب عزت کی بنیاد گایتری ہے۔ آپ نے گایتری منتر اردو اور سنسکرت دونوں میں غلط لکھا ہے اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ اس منتر کا ادھکار صرف برہمن اور کھشتری کو ہے نہیں ہرگز نہیں ایسا نہیں۔ چاروں ورن عموماً اور خصوصاً برہمن کھشتری۔ ویش گن کرم انوسار اس کے ادھکاری ہیں۔

اب ہم اصل گایتری منتر معہ ترجمے کے درج کرتے ہیں

ओ३म् भूर्भुवः स्वः। तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात॥ म० अ० ३६ मं० ३॥

اوم۔ بھور۔ بھوہ۔ سوہ۔ تت۔ سویتر۔ ورینیم۔ بھرگو۔ دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یو نہ پرچودیات۔ اوم یہ نام ہمیشہ پار برہم پرمیشور کے واسطے آیا اور کسی کے واسطے نہیں یوگ شاستر میں بھی لکھا ہے तस्य वाचकः प्रणवः اس پار برہم پرماتما کی توصیف کا اچھارن ظاہر کرنے والا۔ اوم نام ہے۔ کرشن چند جی نے مہابھارت میں لکھا ہے کہ ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म اوم جس کا نام ہے ہمیشہ ایک ہی ہے اور کبھی ناش نہیں ہوتا ایسا غیر فانی سب سے بڑا۔ برہم پرماتما ہے یوگی یا گورک کا قول ہے کہ پرمیشور جو ودیا اور سب پدارتھ جو ودیا سے جانے جاتے ہیں ان سب کا آدمی مول یعنی نمت کارن ہے۔ اس کی پرستش اوم۔ بھور۔ بھوہ۔ سوہ یا گایتری کے کل جملوں کو بالاجمال لیکر یا علیحدہ علیحدہ سوچ کر کرنی چاہیئے۔ مدعا یہ کہ ایشور کا دھیان ایسا کرو۔ جیسا گایتری کے مطلب سے مفہوم ہوتا ہے'' منو جی کا قول ہے کہ گایتری جس کی ابتدا میں اسم اعظم اوم آتا ہے۔ ایشور کی برکت کا دروازہ ہے مانڈوکیہ اپنشد میں ہے۔ کہ اتم پرماتما کا دھیان لفظ اوم کی مدد سے کرو۔

شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ بھور بھوہ سوہ کے معنے ہیں۔ پرماتما جو قوت یا سبب حقیقی ہے انادی ہے۔ سرو واسنار میں سرو ویاپک رہتا ہے۔ اور حسن یعنی آنکھوں وغیرہ حواسوں سے نہیں نظر آتا کامل ہے اور اجنما ہے۔

ترجمہ۔ پار برہم پرماتما جو پرانوں سے پیارا۔ مکتی اور سب سکھوں کا داتا اور سکھ سروپ ہے۔ جو سب جگت کا اوپتی کرنے والا۔ اتینت گرہن کرنے اور دھیانے کے یوگیہ شدھ اور گیان سروپ۔ سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنے والا۔ اس کو ہم دھیان کرتے ہیں۔ وہی پرماتما اپنی کرپا سے ہماری بدھیوں کو برے کاموں سے روک کر اپنی بھگتی ایسے گیان اور جگت کی بھلائی میں لگا دے۔

یہ بہت اختصار سے اس مقدس منتر کا ترجمہ لکھا گیا ہے۔ ورنہ اگر کوئی مفصل دیکھنا چاہے تو شریمان سوامی جی دیانند جی مہاراج کی مصنفہ پنچ مہایگ ودھی میں دیکھ لے۔ نہایت واضح طور پر مہاراج ممدوح نے اس کا مکمل ترجمہ کیا ہے۔

برہم سماج کی کتاب میں لکھا ہے۔ تت سویتر ورینیم۔ بھرگو دیوسیہ۔ دھی مہی۔ دھیو یونہ پرچودیات۔ اس سب کے پریرک اور سب کامناؤں کے پورن کرنے والے انتریامی گیان آنند سوبھاو پرہم جو سب کے دلوں کا پرکاش کرنے والا پرمیشور اور دھیانے یوگ گیان شکتی سے وگیان مے ہے کا ہم دھیان کرتے ہیں۔ جو ہماری بدھی کی پریرنا کو برے کاموں سے ہٹا کر ست مارگ میں لگا دے۔ اور ست کرموں کی طرف پریرنا کرے'' (دیکھو کتاب براہم دھرم صفحہ ۳ مطبوعہ بار دوم سنہ ۱۸۷۴ء شالاہن کلکتہ نمبر ۳)

---

[۱] یہ اکار۔ اکار۔ مکار۔ ا۔ و۔ م۔ سے مرکب ہے جسکے معنے بموجب منو ۲-۷۶ کے پرماتما کے ہیں

محقق کالبروک نے گایتری کا ترجمہ اس طرح کیا ہے "ذات باری یعنی خدا کی قابل پرستش تجلی کا دھیان کرو۔ اور یہ دعا مانگو کہ وہ ہماری عقل کو ہدایت کرتی رہی" (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۰۰)

السا ہی پروفیسر ولس صاحب فرماتے ہیں "اس آفتاب الہی کے اعلی تجلی کا دھیان کرو جس سے ہمارے فہم اور عقل کو روشنی پہنچ سکتی ہے" (پروفیسر صاحب کی کتاب جلد اول صفحہ ۱۸۴ کا حاشیہ)

قرآن میں نماز کے واسطے صلواۃ آتا ہے۔ مگر شرح نصاب میں اسکے معنے یوں لکھے ہیں "صلواۃ ماخوذ از صلا کہ بمعنی سُرین ست۔ چو نماز کنندہ در سجود سُرین بر میدارد این فعل را صلواۃ گفتند۔ و بعضے معنی لغوی صلواۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند بعضے صلا بمعنی ہر دو سُرین و معنی بنا بر منقول است ازیں معنی (از غیاث اللغات ردیف ص)

اسی طرح گایتری کا ترجمہ انگلش اور گجراتی میں موجود ہے۔ پس یہ ترجمہ آپکا کئی وجہ سے غلط ہے وجہ اول یہ کہ کسی ویدک لغات کے رو سے اکار اوی تینوں حروف برہما۔ وشنو۔ مہیش دیوتاؤں کے نام نہیں ہیں۔ اور نہ اوم ہی انہیں سے کسی کا نام ہے دوم سندھیا کا نام ہے۔ برہم یگیہ یعنی جس سے پار برہم پرماتما کی عبادت کیجاوے نہ کہ معاذاللہ چاند سورج کی یا برہما۔ وشنو۔ مہیش دیوتاؤں کی سوم خود سندھیا کے اگیہ مرشن کے تین منتروں میں صاف ارشاد ہے۔ کہ سورج چندر پرتھوی وغیرہ اشیار ارضی و سماوی کا بنانے والا پرماتما ہے۔ اس کے سوائے کوئی پوجا کے لائق نہیں۔ پھر گایتری یا سندھیا کے کسی منتر کا ایسا مشرکانہ ارتھ کبھی نہیں ہو سکتا۔

اوم۔ نام سوائے ایک ادوتی پرماتما۔ امورتی۔ اجنما۔ چیت آنند سروپ کے کبھی اور کسی کے واسطے نہیں بولا گیا۔ سنسکرت کی ہزاروں پستکوں میں "اوم اتی ایک اکھشر برہم" ایسا واکیہ موجود ہے۔ کہ اوم ایک لازوال سب سے بڑے پرماتما کا ہی اسم ذات ہے اس کے سوائے کسی اور پر نہیں بولا جاتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ قوم میں ہمیشہ ایک ہی پرماتما کی پرستش جاری رہی۔ مصنف قرآن نے توحید کہاں سے سیکھی اور کلمہ کہاں سے اڑایا۔ اور کس طرح اپنا نام ملا کر حق و باطل کا میل ملایا

اسے ہم تمام دنیا کی آگاہی کے لئے ظاہر کرتے ہیں۔

سوامی شنکر اچاریہ کے زمانہ سے جب شیومت کا آغاز ہوا اور اسکے اپدیشک سیر و سیاحت اور یاترا کے واسطے مکہ وغیرہ تیرتھوں میں جانے لگے۔ تو انہوں نے وہ شنکر سوامی کا مشہور وید منتر کا ترک جس پر اپنشدوں میں خوب بحث کی گئی ہے جسے عام طور پر ورد کرتے تھے لوگوں کو اپدیش کیا۔ اور انہیں سنیاسیوں کی زبانی محمد صاحب نے جو کہ مندر کے پوجاری کے فرزند تھے سنا تو جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ بہت سی آیات سلیمان پارسی وغیرہ کی زبانی سن سنا کر قرآن میں درج فرمائیں اسی طرح

अग्नेनय सुपथाराये अस्मा न्विश्वानि देव वयुनानि विद्वान। ययोध्यस्मज्जुहुराणमेनो भूयिष्ठान्तेनम उक्तिम विधेम॥ य० अ० ४० मं० १६

اس کا ترجمہ یہ ہے۔ الحمد للہ رب العلمین ایاک نعبد و ایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

ترجمہ ہے سب کو جاننے والے پرماتمن آپ کو سرشٹ مارگ یعنی سیدھی راہ (سب گیانوں کو) ہدایت کیجئے۔ اور جو پاپ آچرن روپ ٹیڑھے مارگ ہیں۔ ان سے ہم کو دور کیجئے۔ اس لئے ہم لوگ بہت سی آپ کی ستتی کرتے ہیں۔ کہ آپ ہم کو پوتر کریں۔ اسی طرح اس اوپ نشد کے واکیہ کا एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म नेह नानास्ति किंचन بھی ترجمہ سن کر محمد صاحب نے اپنا کلمہ بنا لیا

ایکم ایو۔ ادویتی برہمہ نیہا ناستی کنچن ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک برہم ہرگز نہیں اور کوئی واحد لاشریک اللہ لا الہ الا ترجمہ ایک ہی ہے لاشریک اللہ نہیں ہے اللہ لیکن اللہ۔ دیکھئے صاف طور پر محمد صاحب نے نقل کی اور عوض اس بات کے اقبال کرنے کے کہ میں نے پیروان وید سے توحید حاصل کی۔ الٹا نبی الہام کے مدعی بنے۔ اب حق او رباطل کا فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ آپ کے کلمہ میں محمد صاحب کا نام ہونا عبارت توحید میں رخنہ اندازی ہے۔ اور صفات الہی میں دست درازی اور اگر ہم آپ کی طرح ضدیت اور نفسانیت سے کام لیں تو اللہ چونکہ ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اور رحمن مسیلمہ کذاب کا۔ بنا بران بسم اللہ کے یہ معنے کر سکتے ہیں۔ کہ آغاز میکنم این قرآن را بنام کوہے کہ مالکش مسیلمہ رحیم ست یعنے اس کتاب کو میں شروع کرتا ہوں۔ اس پہاڑ کے نام سے جو مسیلمہ رحیم کی ملکیت ہے۔ پس قرآن کی بسم اللہ الہی اللہ کے نقل سے غلط ہو جاتی ہے۔ اور عوض اوجالے کے اندھیرے کی راہ دکھاتی ہے

اگر در خانہ کس ست ہمیں یک حرف بس ست

اب ہم اسم اعظم کی بابت تحقیقات کرتے ہیں۔ اسم اعظم در تعین آں اختلاف بسیار است بعضے اللہ و رد و بعضے صمد ورد و بعضے الحی القیوم اور نزد بعضے الرحمن الرحیم و نزد بعضے مہیمن۔ واللہ اعلم بالصواب (از غیاث)

سید ناصر الدین محمد ابو المنصور کہتے ہیں۔ یہوواہ یدو داؤ از خود موجود اسم ذات باریتعالی۔ اہل اسلام اللہ کے لفظ کو اسم ذات جانتے ہیں اور اہل کتاب مقابلہ مسلمانوں کے کئی دلیلوں سے لفظ یہوواہ کو اسم ذات باریتعالی جانتے ہیں۔ (۱) قرآن میں جو فضیلتیں توریت کی لکھی ہیں اور بڑی فضیلت توریت کی ہو نام سے جو توریت میں اسم ذات سمجھا جاتا ہے۔ پس جو لفظ اہل توریت کے لئے اسم ذات ہے وہی اہل قرآن کے لئے بھی ہے۔ (۲) اسم ذات چاہیے کہ ترکیب و تعریف وغیرہ سے مبرا ہو اور قرآن میں اللہ کی جمع الہتہ موجود ہے اور عبرانی میں الوہیم۔ مگر لفظ یہوواہ کی کوئی ترکیب نہیں ہے (۳) الہ یا اللہ کا لفظ بتوں کے معنوں میں آیا ہے۔ دیکھو سورۃ والصافات رکوع ۲ و سورۃ فرقان رکوع ۱۔ اسی طرح (۴) توریت وغیرہ میں الوہیم قاضی و مفتی کے معنی میں آیا ہے۔ دیکھو ۸۲ زبور ۱ اور خروج ۲۱ پر مگر یہوواہ کا لفظ سوائے خدا کے کسی اور کے واسطے مستعمل نہیں (۵) الہ کے معنے عبادت اور یہوواہ کے معنے وہ جو تھا اور ہے اور ہمیشہ تک رہیگا پس معنے کے رو سے بھی یہوواہ اسم ذات ٹھیرتا ہے۔ اللہ کے لفظ کا اسم ذات ہونا کہیں کلام الہی سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن میں تو صاف لکھا ہے قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی یعنے کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر جو کہہ کر پکارو گے سو اسی کے ہیں نام خاصے (از سورۃ بنی اسرائیل) مگر یہوواہ اپنا نام خدا نے اپنی زبان سے خاص طور پر فرمایا تھا۔ خروج ۳ ۱۵

پس ان دلائل سے اہل کتاب سے ہم نے جانا۔ کہ عیسائی علما جو لفظ الوہیم کو کہ صیغہ جمع کا ہے ذات واحد حقیقی میں تثلیث کا وجود ثابت کرتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ الوہیم بتوں قاضیوں اور مفتیوں کے واسطے کبھی استعمال نہ کرتے بلکہ ثبوت تثلیث کے واسطے اسم ذات یعنے یہوواہ صیغہ جمع میں ہونا ضرور تھا الوہیم بقول اہل کتاب اسم ذات نہیں ہے" دولت فاروقی صفحہ ۱۲ و ۲۰۲ (رکن اول باب اول دہلی)

آنریبل سر سید احمد خاں صاحب نے لکھا ہے۔ کہ اللہ جسے الوہ مشتق

ہوا ہے۔ اور الوہیم جس کی جمع ہے۔ اسم صفات ہے۔ اسم ذات نہیں۔ یہ معبود باطل اور حق ہر دو کے لئے آیا ہے اور بائیبل کے بہت سے حوالہ دیئے ہیں اور اسم ذات یہوواہ بتلاتے ہیں۔ المختصر (تصنیفات احمدیہ باب اول صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۲) پادری عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ یہوواہ جو توریت میں خدا کا اسم ذات ہے وہ رگوید میں بھی موجود ہے۔ (دیکھو ماہیت رگوید صفحہ ۱۱) اور ایسا ہی مونیر ولیم صاحب نے بھی انڈین وزڈم میں مستند حوالوں سے درج کیا ہے (دیکھو کتاب مذکور)

اوم۔ جو وید مقدس میں اسم ذات ہے اس کی بابت سوامی دیانند جی فرماتے ہیں کہ پرمیشور کے ناموں سے سرو اوتم نام ہے" ایسا ہی لوگ شاستر اور منو اور اپنشدوں میں مذکور ہے۔ اوم کا دو وچن بالکل نہیں ہے۔ وہ مذکر و مونث و مخنث ان تینوں حالتوں میں ایک سا رہتا ہے۔ وہ ساتوں ضمیروں میں ایک جیسا رہتا ہے۔ عربی و ایرانی جیسی ناکامل زبانوں نے اللہ کی تقسیم کر دی مگر سنسکرت جیسی کامل زبان اوم کی تقسیم نہ کر سکی۔ پس وہ کتاب جس میں یہوواہ اور اللہ اور اوم تینوں نام موجود ہیں یعنے وید مقدس۔ اس پوتر کتاب نے ہدایت کی کہ نہ اللہ اسم ذات ہے نہ یہوواہ۔ بلکہ اسم ذات اوم ہے۔ کیونکہ وہ ہر طرح کی ترکیب و تصریف وغیرہ سے مبرا و منزہ ہے یجروید کے خاتمہ پر بھی اوم خم برہم بطور اسم ذات خود ہی برحق قادر مطلق پرماتما نے خاص ارشاد فرمایا ہے اور یہی اسم ذات ہے۔ باقی سب نام اسمائے صفات۔

باب دوم

الہام کا بیان انسانی عقل غلطی کرتی ہے۔ نفسانیت جادہ راستی سے پھسلا دیتی ہے۔ غرض آلودہ آدمی کی عقل ناقص ہوتی ہے۔ علم کامل اور تجربہ کافی کے بغیر عقل شافی نہیں ہو سکتی چنانچہ ذیل میں ہم کچھ ان کے نمونے درج کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ اس وقت دنیا میں انسانی آبادی دو ارب کے قریب ہے۔ اور اس میں اس قدر گڑبڑ پڑی ہوئی ہے جس کی حد و شمار نہیں۔ کئی[1] تو وجود پرماتما پاربرہم کے ہی منکر ہیں۔ بہت[2] اپنے آپ کو خدا جانتے ہیں۔ اور دنیا کو دنیا نہیں مانتے بلکہ ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ بعضے[3] دو خالق جانتے۔ ایک خالق خیر۔ دوسرا خالق شر۔ بعضے[4] تین ایشور مانتے ہیں۔ اور تینوں کا درجہ مساوی جانتے ہیں۔ اور کچھ[5] حضرات وجود ملائک و عالمیاں کے ہی منکر ہیں۔ اور کئی[6] حضرات خدا یا بزرگوں اور اوتاروں کی مورت بنا کر پوجتے ہیں اور کروڑوں[7] آدمی قبروں۔ خانقاہوں۔ مڑھیوں۔ سیالو جانوروں۔ درختوں۔ پہاڑوں کو مانتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ بعضے[8] علم و فضل کے کامل بھی اندھیرے میں رہے۔ مرتے وقت وصیت کر گئے۔ کہ فلاں مرغ کے نام میرے واسطے مرغا ذبح کرنا۔ اور کئی[9] پڑھے لکھے چھپکلیوں کی پرستش کرتے تھے۔ کسی[10] مذہب کا بانی اور اس کے کروڑوں پیرو آسمانوں پر خدا کو مانتے اور اسکے ساق سیمیں کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ خدا کو ظالم۔ مکار۔ قہار۔ جبار۔ انل بھیجنے والا۔ ڈیگر ہونے والا۔ بہکانے والا۔ نظر بد سے ڈرنے والا۔ اور جادو ٹونے جن بھوت کے قائل ہو کر راستی سے دور ہو گئے۔ کوئی[11] خدا کے انسانی قالب میں آنے کے قائل ہیں کوئی کسی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ گئے کوئی کسی کی۔ کوئی[12] توحید کا معقول دلائل سے قائل اور خدا کو تمام نقائص سے بری سمجھتا ہے۔ اور اس کی صفات میں باہمی تناقض بھی نہیں مانتا۔ کوئی[13] دیوتاؤں۔ فرشتوں۔ پیغمبروں اور ستاروں کو پوجتا اور کوئی عنصروں کو۔ کوئی[14] اپنی پرستش چاہتا ہے۔ اور اپنے خام خیالات[15] کو الہام جتلا کر سب سے منوا کر اپنی تعظیم کا خواہشمند ہے۔ کوئی مورتوں کو۔ کوئی شیو لنگ پر جلہری کو۔ کوئی عورات کی اندام نہانی کو پوجتا ہے۔ کوئی گھوڑے کے آلہ تناسل کو پوجتا۔ کوئی ماں بہن[16] سے جماع جائز جانتا ہے۔ اور کوئی متبنیٰ بیٹے کی جورو سے اور کوئی صرف[17] بہن سے۔ کوئی چچا زاد بہن سے جماع کرتا ہے۔ اور اسے جائز بتلاتا ہے۔ کوئی[18] گوشت کھانا گناہ جانتا ہے۔ اور کوئی[19] سب جانور کھانا گناہ نہیں جانتا بلکہ ثواب۔ اور کوئی[20] صرف سور اور کوئی[21] صرف گائے کو حرام اور کوئی[22] بعضوں کو حلال۔ بعضوں کو حرام جانتے ہیں۔

بعضے[23] شادی میں جوتی پیزار چلاتے ہیں۔ بعضے[24] ہولی میں بعضے[25] گھوڑے اور آدمی کی تصویر سے اولاد مانگتے ہیں بعضے[26] قبروں سے بعضے[27] مستندوں سے غیروں بعضے[28] واسطے حصول نجات آخروی کے ملکوں کو لوٹتے اور مارے جاتے ہیں۔

بعضے[29] اپنے نفس کو خود ہلاک ڈالتے ہیں بعضے[30] دیوتاؤں کے نام پر آدمی کی اور بعضے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ اور بعضے[31] خدا کے نام پر بے گناہ جانوروں کو مارتے ہیں۔ بعضے[32] بیگانی عورات سے جو لوٹ میں لا دیں۔ زنا جائز جانتے ہیں بعضے گناہ جانتے ہیں۔

بعضے[33] قطعی الہامی کتاب کے منکر ہیں۔ بعضے[34] توریت و زبور کو الہامی مانتے ہیں بعضے[35] توریت و زبور و انجیل کو۔ بعضے[36] توریت و زبور و انجیل قرآن کو۔ بعضے[37] صرف انجیل کو بعضے[38] اوستا ژند کو۔ اور بہت[39] سے لوگ صرف وید کو

بہت[40] سے لوگ تناسخ کو مانتے ہیں۔ اور کئی[41] لوگ اس سے منکر ہیں۔ بعضے روح کو بھی حادث اور غیر فانی مانتے ہیں۔ بہت[42] سے لوگ قدیم اور غیر فانی جانتے ہیں اور کئی آدمی اس سے منکر ہیں اور کئی جانوروں میں روح نہیں مانتے ہیں۔ اور بعضے سات آسمان مانتے ہیں۔ اور اکثر لوگ نہیں مانتے۔ بلکہ دلائل سے رد کرتے ہیں۔

---

[1] بودھ۔ جینی۔ دہریہ۔ اے تھیسٹ۔ چیت رامیئے [2] نویں ویدانتی۔ صوفی۔ گلاب داسیئے رشمانصو [3] مجوسی یعنی پارسی۔ مجہدی اور یہودی [4] عیسائی۔ ہندو ماتر۔ مورتی کے ماننے والے۔ یعنی برہما۔ وشن۔ مہیش کی خدائی کے قائل [5] سوفسطائیہ۔ نوین ویدانتی شون وادی [6] رومن کیتھولک۔ شیو۔ ویشنو۔ بھاگوتی۔ جینی۔ بودھ و مسلمانوں کے بعض فرقے [7] تمام مسلمان اور سرور پیکیہ۔ ہندو اور بعضے رومن کیتھولک عیسائی اور ہندو جیسے لوگ۔ ساد اور جو مرنے بیمار۔ فقیہان مصر۔ [8] سقراط یونان و مصر کے حکیم [9] بعضے حکمائے یونان و مصر [10] سارے محمدی لوگ اور عیسائی اور یہودی اور محمد صاحب و عیسیٰ صاحب موسیٰ صاحب [11] ہندو عیسائی صوفی۔ بیراگی اور شیعہ شمسی یعنی بیدیہ مسلمان [12] آریہ لوگ۔ اور سادھو لوگ۔ [13] ہندو مسلمان۔ ٹلوکوت اور عرب کے کافر جینی۔ بودھ [14] دیو دہری۔ برہمو تھیسی۔ گوکلیا گسائیں [15] تمام ہندو اور جینی [16] شیو پران و لنگ پران کے ماننے والے و بعض شیو ہندو [17] سارے وام مارگی اور شعل کسا کا فرقہ اور اسماعیلی فرقہ [18] وام مارگی و مزدکی [19] محمد صاحب [20] ابراہیم صاحب [21] سارے مسلمان [22] آریہ جی تھیوسوفیکل سوسائٹی کے لوگ جنمیں صدہا ڈاکٹر ہیں۔ یونانی بودھ اور رام داسی سکھ اور دنیا کے حق پسند [23] عیسائی وام مارگی۔ اگھوری [24] مسلمان [25] ہندو لوگ [26] بیدی لوگ [27] انگریز [28] ہندو لوگ [29] شیعہ لوگ اور بعضے امامیہ ہندو اور بعضے مسلمان [30] مسلمان فارسی لوگ [31] بعضے غیر اور آریہ دھرم کے فضلائے لوگ [32] ہندو۔ بھیل۔ مسلمان۔ یہودی [33] مسلمان یہودی و متعصب عیسائی جاہل حبشی [34] تمام آریہ اور ہندو عیسائی [35] برہمو اور سدلیو دھرمی اور ناستک لوگ اور دہریہ لوگ [36] یہودی [37] عیسائی [38] مسلمان مگر تمیں پر عمل نہیں کرتے بلکہ انکو منسوخ جانتے ہیں [39] عیسائیوں کا ایک فرقہ [40] بابی لوگ [41] آریہ لوگ یا بعض [42] آریہ بدھ جینی۔ پورانے یہودی مسلمانوں کا تناسخیہ اور شیعہ یونان چین۔ مصر۔ فرانس

بعضے[۱] آسمان کو گردش میں اور زمین کو استوار اور پہاڑوں کو میخیں مانتے ہیں اکثر لوگ[۲] آسمان کو افق یعنے حد نظر اور زمین کو گردش میں مانتے ہیں۔ بعضے[۳] جن و بھوت، جادو و منتر کے قائل ہیں۔ اور بعضے[۴] اس کو محض فریب اور دھوکا بازی اور جہالت جانتے ہیں۔ بعضے[۵] مکان (کعبہ) کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور بعضے[۶] کسی مکان (بیت المقدس) کی طرف اور ان مکانوں کو خدا کا گھر مانتے ہیں بعضے[۷] خدا کو مکینی نہیں سمجھتے بلکہ سرو ویاپک اور لامکان جانتے ہیں بعضے[۸] طوفان نوح کے آنے کے قائل ہیں۔ اور اکثر لوگ[۹] اس کے قطعی منکر ہیں بعضے[۱۰] دنیا کو ۶۰۰۰ سال یا ..... برس سے پیدا شدہ مانتے ہیں۔ اور اکثر[۱۱] ایک ارب ۹۶ کروڑ سال سے۔ بعضے[۱۲] دنیا کو نیستی سے ہستی میں لانا مانتے ہیں۔ اور بعضے[۱۳] ہستی سے ہستی میں لانا۔ یعنے نیستی کا خدا کے گھر میں ہونا قطعی نہیں مانتے۔

اکثر[۱۴] اس کے الہام کو ایک بار اور کامل مانتے ہیں۔ اور پھر رد و منسوخ اور ہونا نہیں مانتے بلکہ گناہ جانتے ہیں۔ اور بعضے[۱۵] لوگ اس کے احکام کو رد و منسوخ اور تغیر و تبدیل روا مان کر اپنے سے پہلے کی تمام کتب کو منسوخ جانتے ہیں۔ جیسے گورنمنٹ کے سالانہ ایکٹ یا سرکلر یا گزٹ کے احکام۔ اکثر[۱۶] مردہ کا جلانا جائز جانتے ہیں۔ اور معقولیت سے بتلاتے ہیں کہ اس طریقہ سے کفایت شعاری اور بیماری سے روکاوٹ ہے۔ بعضے[۱۷] دفن کرنا۔ بعضے[۱۸] ہوا میں رکھ دینا۔ بعضے[۱۹] پانی میں ڈال دینا صحیح جانتے ہیں۔

ان سب حالات پر غور کرنے سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ بعضے شخصوں کے خود بعضے خیالات اوقات مختلفہ میں مختلف ہوتے رہے۔ ایک وقت میں ان کو کچھ سوجھتا ہے۔ اور دوسرے وقت کچھ۔ چنانچہ تبدیل مذہب اور تبدیل وضع وغیرہ سے صاف ظاہر ہے۔ ہزاروں مسلمانان مذہب خود کو چھوڑ عیسائی۔ برہمو۔ بودھ اور آریہ ہو گئے۔ اور اسی طرح ہزاروں عیسائی بھی مذاہب مختلفہ میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس یہی حالت بودھ اور برہمو مذہب کی ہے۔ اس وقت یہ لاکھوں آدمی جوق در جوق ویدک دھرم میں آ رہے ہیں۔ یہ کہاں سے آتے ہیں۔ انہیں موجودہ مذاہب سے خود علماء یورپ جو ویدک فلاسفی پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ کیا کسی تلوار کے ڈر سے؟ ہرگز نہیں۔ در حقیقت اب روشنی کا زمانہ ہے۔ لوگ مذاہب باطلہ سے نکل کر خورشید معرفت کی طرف آ رہے ہیں۔ بنابراں ہم کو نہایت ضروری ہے۔ کہ اس گڑبڑ حالت کو دور کر سچائی کا اظہار کریں۔ ہر ایک عقلمند جو اسقدر اختلافات مذاہب کو دیکھیگا فی الفور کہیگا کہ یہ سارے سچے نہیں۔ سچائی صرف ایک ہی ہے اور وہ جہاں ہے سچائی ہے۔ ان ساری انسانی عقلوں کا ایک عقل کل یا حاکم بالادست یا جج یا قول فیصل یا کسوٹی مقرر ہونی چاہیے وہ کسوٹی سوائے الہام کے (جو آئینہ عقل انسانی کا مجلّیٰ ہو۔ معقول ہو۔ ناسخ و منسوخ سے مبرا ہو) اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

سرو ویاپک پرماتما کے ہونے سے عقل کسی طرح قبول نہیں کرتی ہے۔ کہ وہ صرف آسمانوں پر ہو۔ اور جب جو عقل و علم نے بالاتفاق قبول کر لیا ہے۔ کہ آسمانوں کا کوئی وجود نہیں۔ تو پھر کوئی الہامی کتاب آسمانی تو نہیں ہو سکتی ہے۔ اور جب آسمان نہیں تو پھر جبرائیل یا میکائیل یا عزازیل یا اسرافیل یا اسرائیل کہاں ہیں۔ اور شیطان کس جگہ موجود ہے۔ یہ سارے کے سارے خیالات محض بطلان ہیں۔ اسی واسطے مناسب ہے کہ سرو ویاپک پرماتما بموجب انصاف قدیم کے کسی کامل انسان کو بلا تعصب و طرفداری اپنے کامل الہام سے انسانی سرشٹی کے آغاز میں سرفراز کرے اور ایسے الہام کا ظہور بذریعہ کسی پیغمبر یا ایلچی کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خود سرو انتریامی خدا ہی اس کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اور سوائے انسان کامل کے دل فیض منزل کے اور کسی جگہ ایسے الہام کا ہونا بالکل ناممکن ہے۔ پس سرو شکتی مان بھگوان نے غلطی سے مبرا ناسخی و منسوخی سے معرا صداقت سے مجلّیٰ اور معقولیت سے بھرا ہوا الہام وید کا جس کے معنے ہی الہام و گیان کے ہیں۔ سرشٹی کے آدی میں ہر طرح کی تمامیت سے ناقابل الترمیم و التنسیخ چار رشیوں کے دل میں پرکاش کیا اور وہی آج تک بلا کمی و بیشی موجود ہے۔

وید مقدس کے الہامی ہونے پر ایک دلچسپ تقریر

ضروری ہے کہ الہامی کتاب یا الہام ایزدی دیگر کتابوں سے خاص طور پر ممتاز ہو اور اس میں ایسے صفات ہوں۔ جو کسی دوسرے میں ممکن نہ ہوں۔ کیونکہ کوئی انسان ایشوری صفات کا کبھی اور کسی حالت میں بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جس طرح ایشور کے بنائے ہوئے آفتاب و مہتاب بے نظیر ہیں۔ ویسا ہی اس کا الہام بھی بے مثل ہونا چاہیے۔ پس الہام ایزدی میں پہلی خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ از آغاز عالم تا اختتام عالم رہے یعنی جب سے انسانی سرشٹی کا ارمبھ ہو تب سے اس کا پرکاش ہو۔ اور جب تک انسانی سرشٹی رہے۔ تب تک وہ ظہور پذیر رہے۔

ثبوت۔ ہم جب یہ خیال کرتے ہیں۔ یا اس امر کی تحقیقات کرتے ہیں کہ فلانی چیز فلانے سے پہلے ہے تو اس کے واسطے ایسے نشان تلاش کیا کرتے ہیں۔ جو قدامت اور تجدید کے واسطے کافی ہوں۔ اسی طرح ہم یہاں بھی تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کون سے نشان ہیں۔

قرآن۔ کتاب جسے محمدی لوگ الہامی مانتے ہیں۔ ۱۳۰۰ سو سال سے ہے۔ اس سے پہلے انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژند اوستھا موجود تھی۔ نوشیروان جس کے وقت محمد صاحب ہوئے۔ وہ پارسی تھا۔ سلمان پارسی ایک شخص محمد صاحب کے اصحابوں میں سے آتش پرست تھا۔ انجیل زبور و توریت کا نام بھی قرآن میں آیا ہے پس قرآن سے یہ سب کتابیں پہلے کی ہیں۔

انجیل کو جسے آج تقریباً ۱۹۰۰ برس ہوتے ہیں۔ عیسائی لوگ الہامی مانتے ہیں اس میں قرآن کا ذکر نہیں اور نہ قرآن کی ہم سن کسی کتاب کا ذکر ہے۔ مگر اس میں توریت اور زبور کا ذکر موجود ہے۔ اور تمام گذشتہ لوگوں کے قصے موجود ہیں۔ علاوہ براں

بقیہ حاشیہ۔ جرمن کے اکثر ڈاکٹر لوگ۔ فرقہ تھیوسافسٹ و اکثر نامی امریکہ۔ [illegible] اسی پورانے زمانہ کے تمام لوگ اور موجودہ تمام قوموں کے بزرگ [illegible] مسلمانوں کے چند فرقے اور دیو دھرمی اور عیسائیوں کے چند فرقے [illegible] مسلمان اور عیسائی اور برہمو [illegible] آریہ۔ بدھ جینی۔ تمام فاضل سائنس والے [illegible] اے تھیسٹ لوگ۔ برہمو اور عیسائی [illegible] مسلمان اور عیسائی [illegible] آریہ اور تمام دنیا کے فاضل اسٹرانومی کے جاننے والے [۱] مسلمان [۲] آریہ اور تمام فاضل لوگ [۳] مسلمان عیسائی اور بیوقوف ہندو و بھیل گونڈ اور جاہل قومیں [۴] آریہ بدھ۔ تمام ڈاکٹر لوگ [۵] مسلمان [۶] عیسائی و یہودی [۷] آریہ [۸] عیسائی مسلمان یہودی [۹] آریہ۔ بودھ جینی۔ پارسی [۱۰] عیسائی مسلمان یہودی [۱۱] آریہ۔ اور تمام جیالوجی کے جاننے والے اور فاضل نجومی اور ہسٹری کے جاننے والے [۱۲] مسلمان اور عیسائی [۱۳] آریہ جینی۔ پارسی اور تمام علماء سائنس [۱۴] آریہ لوگ [۱۵] مسلمان عیسائی۔ یہودی۔ [۱۶] آریہ۔ بودھ جینی اور ڈاکٹر لوگ اور فاضل عیسائی اور تھیاسوفسٹ لوگ [۱۷] مسلمان اور عیسائی۔ [۱۸] پارسی لوگ [۱۹] سادہ لوگ۔

مجوسی مذہب کا بھی ذکر ہے خود عیسیٰ کی پیدائش پر مجوس یعنے آتش پرست لوگ یروشلم میں گئے تھے (د انجیل متی باب ۲۔ آیت ۱ و ۲) پس صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ سے پہلے یہودی اور آتش پرست لوگ موجود تھے۔ اور ان کی کتابیں عیسیٰ سے پہلے تھیں۔

زبور ۔ داؤد بادشاہ کی تصنیف سے ہے۔ جس کو ہوئے آج تک ۲۹۵۲ سال ہوچکے ہیں۔ اس میں موسیٰ وغیرہ نبیوں کا ذکر ہے۔ اور توریت کا بھی ذکر ہے۔ آتش پرستوں کے مذہب کے بھی حوالے پائے جاتے ہیں مگر انجیل کا مطلق ذکر نہیں۔ اور نہ قرآں کا۔ بنابراں یہ کتاب موسیٰ سے بعد اور انجیل و قرآن سے بہت پہلے تصنیف ہوئی۔

توریت یہ کتاب موسیٰ ہی کی تصنیف ہے۔ اور کچھ اُس کے ایک شاگرد کی جس کو آج تک ۳۳۴۷ سال ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں نہ داؤد کا نام ہے نہ مسیح کا نہ محمد صاحب کا اور۔ نہ زبور نہ انجیل اور قرآں کا۔ ہاں ایسے سے پہلے نبیوں کے نام اسمیں لکھے ہیں۔ یعنی آدم۔ نوح۔ لوط۔ ابراہیم۔ یعقوب۔ اسحاق۔ یوسف اور مصر کے قبطی اور آتش پرستوں کے مذہب کے نشانات اسمیں ملتے ہیں۔ جو موسیٰ کی تعلیم ساری کی ساری زردشت کے مذہب کی نقل کی گئی ہے۔ ابراہیم (جو موسیٰ سے پہلے ہوا ہے) کے وقت میں بھی آتش پرست موجود تھے۔ چنانچہ فاضل محمدی شیخ سعدی شیرازی لکھتے ہیں۔ از بوستاں

شنیدم کہ یکہفتہ ابن السبیل   نیامد بمہماں سرائے خلیل

آگے چل کر اسی حکایت میں لکھا ہے۔ کہ جب دونوں روٹی کھانے بیٹھے تو ابراہیم نے خدا کا نام لیا۔ مگر اُس نے نہ لیا۔ جس پر ابراہیم نے اُس کو کہا۔

نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری   کہ نام خداوند روزی بری
بگفتا نگیرم طریقت بدست   کہ نشنیدم از پیر آتش پرست
بخواری براندش چو بیگانہ دید   کہ منکر بود پیش پاکاں پلید

تب خدا نے جبرئیل فرشتہ بھیجا۔ جس نے آن کر کہا۔

گر او مے برد پیش آتش سجود   تو واپس چرا می بری دست جود
منش داد صد سالہ روزی و جاں   تو اورا براندی بیک بار و ناں

اسی طرح کتب تاریخ اسلامیہ میں اس کے بہت سے نشان پائے جاتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ زردشت بانی مذہب مجوس موسیٰ و ابراہیم سے بہت پہلے ہوا اور دین اُس کا ان دونوں کے دین سے آگے رائج تھا۔

ژند اوستھا ۔ (یعنے سنہتا وستا جو زردشت پیغمبر نے تصنیف کی ہے) میں صاف طور پر وید مقدس کا نام چاروں ویدوں کا ذکر۔ تثلیث لویت کا بیان۔ ہون کے دوا یہ تناسخ کا مذکور۔ گوشت خوری کی تردید اور آریہ قوم کا حوالہ دیا ہے۔ کہ وے اُن کے بزرگ تھے۔

بیاس جی کا بھی ذکر ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ ان کا بمقام بلخ زردشت سے مباحثہ ہوا تھا۔ شری کرشنا کی ہدایت سے صاف ظاہر ہے کہ وید سے وہ پیچھے کا ہے۔ اور توریت زبور انجیل و قرآن سب سے ژند اوستھا پہلے ہے بیاس جی کی بابت ہم دلائل واضح سے بتلا چکے ہیں کہ اُس کو ہوئے آج تک ۴۸۹۹ سال گذرے ہیں۔ موسیٰ کے دس حکم منوسمرتی سے منقول ہیں۔ بلکہ عموماً توریت منوسمرتی کی نقل ہے۔ موسیٰ کے وقت آریہ ورت میں ویدک دھرم موجود تھا۔ اور منوسمرتی موسیٰ کی توریت سے پہلے کی ہے۔ جس کے واسطے اکثر فضلائے یورپین شاہد ہیں۔ (دیکھو مارٹن ہاگ صاحب ڈاکٹر فلالوجی عالم زماں) کی کتاب صفحہ ۹ و ۱۰ اور ژند اوستھا باب ہوم یشت آیت ۱۷) مگر منوسمرتی میں ویدوں کا ذکر ہے ویاس سے پتنجلی جی پہلے ہوئے جنکے یوگ شاستر کی شرح ویاس جی نے لکھی ہے اُس میں بھی ویدوں کا نام موجود ہے۔ ویاس جی سے ہزاروں برس پہلے گوتم جی ہوئے۔ اُن کے بنائے ہوئے نیائے شاستروں میں بھی وید کا ذکر ہے۔ اُن سے ہم پہلے کناد جی ہوئے اُنکے بنائے ویشیشک شاستر پر گوتم جی نے ٹیکا کی ہے۔ مگر وہی کناد جی گوتم سے بہت پہلے ویدوں کے الہامی ہونیکے قائل ہیں۔ بودھ شاستر (جس کے پیرو اسوقت بھی دنیا میں ۴۷ کروڑ کے قریب ہیں) کا مصنف بدھ مسیح سے پہلے ۶۴۳ برس پہلے ہوا ہے وہ بھی اپنے بنائے بودھ شاستر کے سوترہ میں ویدوں کا ذکر کرتا ہے پس وید اُس سے پہلے کے ہیں **وید مقدس** میں کسی گرنتھ یا کسی کتاب یا کسی فرقہ کا ذکر نہیں ہے لیکن اور سب میں کسی نہ کسی پیرایہ میں ویدوں کا ذکر ہے اور صدہا علماء انگلینڈ فرانس و امریکہ کی شہادتیں ہیں کہ دنیا کی لائبریری میں وید مقدس سے پورانی کتاب کوئی نہیں ہے اور اس کا تو آپ کو بھی اقبال ہے۔ جس کو آپنے تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رگوید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے (صفحہ ۱۰ تحفۃ الہند)

پس وید سب سے قدیم بلکہ نہایت قدیم الہامی کتاب ہے جو دنیا کی تمام کتابوں سے اعلیٰ اور اُسکی ہدایت سب ہدایتوں سے اول ہے۔ بنابراں اس پہلی خوبی کی مصداق دنیا میں سوائے وید مقدس کے اور کوئی کتاب نہیں فھو المطلوب

دوسری خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ وہ الہام ایسی زبان میں ہو۔ جو سب بانوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ پرماتما اپنی سب صفات میں انسانوں سے ممتاز ہے۔

ثبوت ۔ زبانوں کی تحقیقات جیسی حال میں ہوئی ہے۔ ویسی پہلے شاید کم ہوئی ہو یا بالکل نہیں ہوئی۔ اور علمی جہان میں فضلائے یورپ نے اس بارہ میں کی ہے۔ وہ درحقیقت شکریہ کے مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خوبی یہ ہے۔ کہ وے لوگ بے تعصب محقق اور ہمارے مذہب سے جدا ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے بعد تحقیقات و تفتیش کے جو رائے قائم کی ہے وہ ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔

آنریبل سر ولیم جونس صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ سنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

پروفیسر مولوی ذکاء اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ علم زبان کی حکیمانہ تحقیقات سے اہل فرنگ نے ایک عجیب اور عمدہ بات معلوم کی ہے۔ کہ آریہ کی زبان ایشیا کی آدھی زبانوں کی اور یورپ کی تقریباً کل زبانوں کی جڑ ہے۔ غرض اکثر زبانیں جو شائستہ اور مہذب ہیں۔ وہ اسی سے مشتق معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل یوناں اور اہل روم اور اہل جرمن اور اہل انگریز اور فرانس اور ہند و ایران غرضیکہ سب کی نسل کا ایک ہی سلسلہ ہے (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب ا فصل ا صفحہ ۲۲)

ایک اور فاضل و معزز محقق آنریبل مونٹ سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں کہ سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہوئے ہیں تو ان سے زیادہ نہیں ہوئے (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۷۷ سنہ [illegible])

اس کے سوا دیکھو ہمارے مصنفہ رسالہ خبط احمدیہ (صفحہ ۲۰۲ سے ۲۱۳ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ میں بابت سنسکرت کی فضیلت۔

سنسکرت کے تمام ترجموں میں ویدیں سب سے قدیم اور اعلیٰ مضامین سے پُر اور فصیح ہیں چنانچہ ایک محقق مزاج پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آج تک کوئی سحر

وید کی سنسکرت عبارت کی مانند نہیں بنا سکتا اور بڑے بڑے پنڈت بھی کہتے ہیں۔ کہ وید کی سنسکرت عبارت کی مانند کوئی بشر نہیں بنا سکتا" ایک تو وید ایسی کتاب ہے جو سب سے زیادہ قدیم ہے دوم وہ ایسی زبان میں ہے جو سب سے زیادہ وسیع و فصیح و بلیغ ہے۔ اور اُس زبان میں وید سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ اور ایسی عمدہ کہ سوائے ایشور یہ اوپدیش یعنے الہام کے انسان کبھی اور کسی حالت میں نہیں بنا سکتا۔ بنا براں وید ضرور الہامی ہیں۔ فہو المراد

تیسری خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ اُس میں خاص آدمیوں کے واقعات قصہ کہانی تاریخ یا روائتیں نہ ہوں۔ کیونکہ جس کتاب میں ایسے واقعات ہوتے ہیں وہ کتاب اُن واقعات کے بعد لکھی جایا کرتی ہے ایسی باتیں لکھنے یا سیکھنے کے واسطے الہام کی ضرورت نہیں ہے جو بغیر الہام کے آدمی عمدہ طور سے جان سکتا ہے۔ اور اگر تاریخی باتیں سکھانا الہام کا کام ہے۔ تو ایک ایسی تاریخ جو ابتدائے دُنیا سے تا اختتام دُنیا تمام آدمیوں سے متعلق ہو ہونی چاہیئے۔ جو بالکل ناممکن ہے۔ ورنہ ایسی کتاب اتنی ضخیم ہو جاویگی کہ کوئی انسان کبھی اُسے نہ پڑھ سکیگا۔ بنا بریں محض فضول ہوگی۔ پس الہام ربانی یا سماوی جو سب انسان کے واسطے مساوی ہے انسانی واقعات سے جدا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سرشٹی کے ابتدا میں ایسے واقعات نہیں تھے۔

ثبوت اِس وقت کی موجودہ کتابوں میں جنکی نسبت لوگوں کو گمان ہے کہ وے الہامی ہیں (مثلاً قرآن۔ انجیل۔ زبور۔ توریت۔ ژند اوستھا) کہانیاں اور قصص فضول بھرے ہوے ہیں۔ جن سے الہام کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے **جیسے قرآن** میں آدم۔ عیسی۔ موسیٰ۔ ابراہیم۔ نوح۔ داؤد۔ لوط۔ سلیمان وغیرہ کی خط و کتابت اور یوسف۔ زلیخا۔ لقمان۔ سکندر ذوالقرنین۔ اصحاب کہف۔ خضر۔ الیاس۔ وغیرہ کی کہانیاں۔

انجیل میں متی۔ لوقا۔ مرقس۔ یوحنا۔ مریم۔ زکریا۔ ہیرو ڈئس۔ عیسے۔ موسی۔ اور پولوس کی خط و کتابت اور اندریاس۔ شمعون وغیرہ کی کہانیاں۔

زبور میں موسی ابراہیم۔ اسحاق۔ داؤد کے واقعات اور سلیمان کی کہانیاں اور اُس کی آخری عمر کی کارروائیاں اور جنگ و جدال۔

توریت میں آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ لوط۔ اور اس کی جورو۔ اسحاق و اسماعیل یوسف۔ بنیامین۔ فرعون و موسی و یشوع وغیرہ کی کہانیاں۔

ژند اوستھا میں جمشید۔ ہوشنگ۔ فریدوں۔ کیخسرو کی کہانیاں

لیکن وید مقدس میں کسی کتاب یا شہر یا انسان کا نام نہیں۔ چہ جائیکہ اُن کے واقعات یا کہانیاں۔ مہا بھاشیہ (ویدک گرامر) کے مصنف اور نیز میمانسا کے بنانے والے نے اس بات کو باحسن الوجوہ ثابت کیا ہے کہ وید میں سب یوگک شبد ہیں۔ روڑھی کوئی نہیں۔ کسی اوتار یا رشی منی یا راجہ یا حکیم کے حالات وید میں درج نہیں ہیں پس اس صفت سے وید ہی موصوف ہے نہ کوئی اور۔

چوتھی خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ اُس کا ایک حکم دوسرے حکم کو رد یا منسوخ نہ کرے۔ کیونکہ کسی کتاب کے احکام کا باہمی نقیض ہونا مصنف کی بے علمی و جہالت پر دال ہے۔ کوئی معقول پسند ایشور کی بابت ایسا خیال نہیں کر سکتا۔

ثبوت توریت و زبور و انجیل کے اختلاف کے متعلق دو کتابیں۔ بائبل کا پرسیر ورده اور اجتماع ضدین نامی موجود ہیں۔ جن میں کئی سو اختلاف درج ہیں اور اس کا ادنے نمونہ یہودیوں اور عیسائیوں کا باہمی جھگڑا ہے۔ افسوس کہ عیسائی سلطنتیں یہودیوں کو اپنے راج میں نہیں رہنے دیتیں تا بدیگراں چہ رسد۔ اور اسی طرح محمد صاحب نے یہود کو جزیرہ نما عرب سے نکال دینے کی وصیت کی اور قرآن کا اُن کتابوں سے جن کو وہ الہامی کہتا ہے سخت اختلاف ہے مسلمان اُن کو تقویم پارینہ کی طرح منسوخ جانتے ہیں۔ اور جو سلوک اسلامی بادشاہوں نے مسیحی و یہودی رعایا سے کیا وہ کسی مورخ سے پوشیدہ نہیں اور اٹھارہ سو سال میں جو اُن کا باہمی برتاؤ ہوا ہے۔ اُسے کون نہیں جانتا ہے۔

تفسیر حسینی میں ہے "وگفتہ اند کہ بخت نصر با ایشان بقتل و اسیری ایشاں اقدام کرد کہ بعد ازاں ملوک فرس ایشاں را اسیر ساختند۔ و باج میگرفتند۔ تا زمانیکہ رسالت پناہ مبعوث شد حکم فرمود بمقاتلہ ایشاں تا اسلام آرند یا جزیہ قبول کنند و ایں حکم تا قیامت باقی ست"۔ (جلد اول صفحہ ۲۲۴) خود قرآن میں ۲۶۔ آیات ایک دوسرے کے خلاف ہیں یا یوں سمجھے ناسخ و منسوخ۔ "در قرآن ناسخ و منسوخ ست۔ و آن تعلق باوقات مختلفہ دارد۔ و ہر آئینہ ناسخ متاخر از منسوخ باید واجتماع ہر دو در آئے واحد نشاید" (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۱۱۳)

اور یہی حال ژند اوستھا کا ہے۔ مگر وید مقدس میں کوئی شرتی بھی ایک دوسری کے برخلاف نہیں اور نہ باہمی ناسخ و منسوخ ہیں۔ سب احکام علی الدوام ماننے کے لئے اور عملدرآمد کے لائق ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وید سروگیہ رحمان کی طرف سے ہے۔ نہ کہ الپگیہ انسان کی طرف سے۔

پانچویں خوبی یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اُس کا کوئی حکم قانون قدرت کے خلاف اور علم و عقل کے ورودھ نہ ہو۔

ثبوت اگر بائبل اور اُس کا قانون قدرت سے اختلاف اور علمی کتابوں سے سلوک اور عقلمندوں سے برتاؤ کا حال معلوم کرنا ہو تو فروٹ آف کرسچی اینی ٹی اور کرسچن مت درپن کا مطالعہ کافی ہے۔ باقی رہا دین اسلام کا معقول باتوں سے دشمنی کرنا ہے۔ عارف باللہ شیخ تاج الدین عثمانی جامع العزاد میں لکھتے ہیں "دین توقف ہے نہ بر عقل" (دیکھو محیا الاسلام انصاری دہلی صفحہ ۲) اور محمد صاحب نے فرمایا ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (از بخاری و مسلم) کہ جو کوئی اس دین میں عقل کو دخل دیکر نئی تحقیقات کرے وہ مردود ہے۔

امام غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ کہ عقل و قیاس کے ترازو سے تو خدا کی دہائی اگر میں اس کو پکڑوں تو وہ تو شیطان کی ترازو ہے (کتاب القسطاس المستقیم) معقول پسندی سے عموماً اہل اسلام کو نفرت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ علمائے اسلام علم منطق کی کتابوں کے اوراق سے استنجا جائز سمجھتے ہیں۔ عموماً سائنس اور اسلام کا باہمی بیر ہے۔ کیونکہ جہاں سائنس نے ترقی وہاں اسلام کی خیر نہیں۔ پس دُنیا کی تمام کتب مذہبی سے معقولیت کا پرچارک۔ سچائی کا مربی۔ عدل کا ہادی۔ بیجا تعصب کا دشمن علم کا اپنا۔ بدھی بڑھانے کی پرارتھنا (دعا) سکھلانے والا صرف وید ہی ہے۔

چھٹی خوبی اُس میں طرف داری و تعصب کا برتاؤ نہ کیا گیا ہو۔ بلکہ عدل و انصاف کی کارروائی ہو کسی خاص قوم کی بیوجہ رعایت نہ ہو۔

ثبوت توریت میں قوم یہود کے ساتھ نہایت ہی اندھی محبت اور باقی کل جہاں سے بے رحمانہ نفرت کا اظہار ہے۔ خدا بنی اسرائیل کے ساتھ ہو کر اُن کی حاجت روائی کے واسطے نہایت بیقرار ہے۔ مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور اُنہیں رود نیل میں غرق کیا اُن پر لاکھوں طرح کی مصیبتیں ڈالیں (رومیوں کا خط ۹) اسی طرح غیر قوم کی عورتوں بچوں پر بپاس خاطر اسرائیل سخت سے سخت بلائیں نازل کیں۔ ایک ادنے اردلی کیطرح اُن کے آگے لالٹین لے کر چلتا رہا۔ اُس وقت

تمام دنیا کا خدا بھی نہ رہا۔ بلکہ ابراہیم کا خدا اسحاق کا خدا یعقوب کا خدا اسرائیل کا خدا ہوگیا۔ اسی طرح مسیح بھی ۳۲ برس تک یہی تعلیم دیتا رہا۔ کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے آیا ہوں روٹی کیا آدمیوں کے موتی سوروں کے آگے ڈالدوں"؟ دیکھیے صاف طور پر بنی اسرائیل کو آدمی باقی تمام جہان کو سور کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ پھر آخری عمر میں جب دیکھا کہ وہ نہیں مانتے۔ تب انجیل متی ۲۸/۱۹ کے مطابق غیر قوموں کو دعوت دینے لگے۔ قرآن میں بھی یہ بات بائبل سے نقل کردہ موجود ہے "لقد آتینا بنی اسرائیل الکتب والحکم والنبوۃ ورزقنہم من الطیبت (سورۃ الجاثیہ) بدرستیکہ دادیم فرزندان یعقوب را توریت و حکم کردن در میں و نبوت یعنی بعضے را پیغمبر ساختیم و در ہیچ قبیلہ ایں قدر پیغمبر نبودہ آمد کہ در میان بنی اسرائیل از زمان یوسف تا زمان عیسٰے۔ و روزی دادیم ایشاں را از چیزہائے پاکیزہ" (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۱)

یہی حال محمد صاحب اور قرآن کا ہے سورۃ دخان فانما یسرنٰہ بلسانک لعلہم یتذکرون "پس جز ایں نیست کہ ما آساں گردانیدیم قرآن را کہ فرو فرستادیم بلغت تو شاید کہ قوم تو فہم کنند و پند گیرند" اور سورۃ یوسف میں ہے "ما ایںکہ ما فرو فرستادیم کتاب را قرآنے تازی یعنے بلغت عرب فرستادیم تا باشد کہ شما فہم کنند و معنے آں دریابید و حجت بر شما لازم شود۔ چہ اگر بلغت دیگر فرستیم شما در فہم آں عذر آرید" صفحہ ۲۱۵۔ اور سورہ انعام و زخرف و سجدہ میں صاف لکھا ہے۔ کہ ہم نے قرآن عربی زبان میں اسواسطے نازل کیا تاکہ تو اُس کے ذریعے مکہ کے گرد و نواح کے لوگوں کو ڈرادے۔ کیونکہ وہ عربی زبان جانتے ہیں۔ اور لغت عرب کو سمجھتے ہیں۔

جس اعتراض سے ڈر کر قرآن زبان عرب میں بھیجا وہی اعتراض تمام دنیا کی طرف سے موجود ہے۔ جس سے صاف طور پر عدل و انصاف کا خون معلوم ہوتا ہے حاصل اعرابیوں کی رعایت ہے۔

قرآن کیا نازل کیا گویا ساری دنیا کے قتل کا عربوں کو ٹھیکہ دیدیا۔ کافروں کی عورتیں چھینے۔ لونڈی غلام بنانے کی اجازت ہے۔ مسلمانوں کے بدلے کافر دوزخ میں ڈالے جاتے ہیں۔ تمام دنیا کا خدا اور اُس کا عرب پر اتنا فدا ہونا صفت خداوندی کے سراپا خلاف ہے۔ قریش کی قوم اور اُن کا بُت خانہ اور اُن کی زبان اور اُن کی ضرورتوں کے علاوہ خدا نے تمام دنیا کیواسطے کیا بندوبست کیا۔ اس کا قرآن سے کچھ پتہ نہیں لگتا ہے پس خدا کے لئے بتلایئے کہ قرآن میں انصاف کی تعلیم کہاں ہے۔ اور کہاں محبت اور پیار کی تعلیم ہے۔ البتہ وید مقدس میں یہ صفت موجود ہے۔ اور اس میں ایسا حکم بھی ہے۔ -

तस्मात यज्ञात्स र्वहुत: ऋच -
सामानिजज्ञिरे। छंदांसि यज्ञिरे तस्मा यजुतस्माद
जाज्ञिरे ॥

یعنی اُس سروویاپک پرماتما نے سب کی ہدایت اور کلیان کے لئے چاروں وید اُپدیش کئے جن میں پراد بکار کی تمام ہدایات ہیں۔

ساتویں خوبی کسی آدمی پر ایمان لانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور نہ کسی خاص کی ذات سے دین وابستہ ہو۔ کیونکہ الٰہی عدالت کے آگے شفاعت و سفارش کی گنجایش نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ اُس کے انصاف کا ترازو کسی کے کہنے سننے سے جھک جائے۔ ثبوت۔ بائبل میں موسیٰ نبی سے ملاکی تک بیشمار نبیوں پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ اور اُن کی شفاعت کی اُمید رکھنی پڑتی ہے۔ جن کو ہم بالکل نہیں جانتے۔ اور نہ وہ ہم کو جانتے ہیں۔ جاننا تو درکنار جس کی مکمل فہرست بھی کسی انسان کے پاس نہیں ہے اور یہی حال انجیل کا ہے۔ مسیح بھی کہتے ہیں کہ دروازہ میں ہوں۔ بغیر میرے وسیلے کے کسی کی نجات نہیں۔ اور یہی حال قرآن اور محمد صاحب کا ہے اُن کی حدیثوں میں بھی شفاعت کا ایک خاص باب ہے اور صاف لکھا ہے کہ محمد صاحب کی شفاعت کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوسکتی۔ اور یہی حال زند اوستھا کا ہے جب سے خاص خاص آدمیوں پر ایمان لانے کا سلسلہ چلا تب سے ہی گورپرستی اور پیرپرستی یا انسان پرستی کا رواج ہوا۔ جو تمام کفر اور حرانی کی بنیاد اور توحید الٰہی کا برباد کرنے والا ہے۔ لیکن وید مقدس اِن اقسام کے تمام مسائل سے پاک ہے۔ اور تمام انسانوں کو صرف معرفت پرماتما سے نجات کا استحقاق بتلاتا ہے۔

قرآن کی خوبیوں کا رد

مولوی۔ اول کلام الٰہی ایسی زبان میں ہو جو دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں بولی جاتی ہو۔ کہ وید جس کی زبان کہیں نہیں بولی جاتی۔

آریہ۔ اگر الہام ایسی زبان میں ہو۔ تو آپ کو ماننا پڑیگا۔ کہ توریت زبور انجیل و صحف انبیا درجہ الہام سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ زبانیں اب دنیا میں نہیں بولی جاتیں بلکہ قرآن کی عربی اور عرب کی عربی میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا۔ اور عبرانی و سریانی زبانیں تو بالکل متروک ہوگئیں۔ لیکن سنسکرت جیسے پہلے دیوتاؤں کی زبان تھی۔ اب بھی دیوتاؤں یعنے عالموں کی زبان ہے۔ عرب کی تمام آبادی کے برابر تو اب بھی سنسکرت بولنے والے اِس آریہ ورت میں موجود ہیں۔ جرمنی۔ انگلینڈ ڈنمارک فرانس۔ جاپان۔ امریکہ میں ہزاروں اِس زبان کے ماہر موجود ہیں۔ خود تمام فضلا کا اِس بات پر اتفاق ہے۔ کہ سنسکرت زبان کی صرف و نحو ایسی کامل ہے کہ انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قائم بھی ہوئے ہیں تو اُس سے زیادہ نہیں ہوئے اور تمام مہذب زبانوں کی ماں سنسکرت زبان ہے۔ البتہ عربی کا درجہ مہذب زبانوں سے گرا ہوا ہے عموماً تعلیم یافتہ لوگ اسے لسان الجمل یعنے اونٹوں کی بولی پکارتے ہیں اور عرب کی تہذیب کیطرح اُسے حلق شکن کہہ کے یاد کرتے ہیں۔ پس آپ کی اِس دلیل سے بھی وید ہی سچا ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ قرآن۔

مولوی۔ دوسری خوبی۔ جس پر الہام کا نزول ہو وہ اچھے صفات والا آدمی ہونا چاہیئے۔ جیسے کہ محمد صاحب نہ کہ برہما جس کی بدچلنی ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہما جی کی بابت ویدوں یا اُپنشدوں یا شاستروں یا براہمن گرنتھوں یا اُپ ویدوں میں کہیں کسی بدچلنی کا ذکر نہیں۔ اور نہ کسی اور رشی منی کی بدچلنی کا۔ رشی کے معنے ہی نیک چلن اور اندریوں کو بُرے کام سے روکنے والے کے ہیں۔ مگر اسلام کا کوئی ایک بھی نیک نہیں گزرا تاکہ اُن کے چال چلن قابل تقلید ہوں۔ انجیل میں مسیح فرماتے ہیں "سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہیں" یوحنا ۱۰/۸ اور آیندہ کے واسطے بھی فرما گئے کہ "بہتیرے جھوٹے نبی اٹھینگے تم اُن کی بات نہ ماننا وہ تم کو گمراہ کرینگے"!

اور مسیح کے اِس دعوے کی کہ میں خدا کا بیٹا اور خدا ہوں (یوحنا ۱/۳۰ و ۳۷) قرآن نے بڑے زور سے تردید کی ہے۔ اور ایسا خیال کرنے والے کو کافر اور مشرک گردانا ہے اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ بتلایا ہے (دیکھو قرآن) اور محمد صاحب کی بابت ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں لکھ چکے ہیں۔

مولوی تیسری خوبی۔ اس میں اختلاف نہ ہوں۔ کیونکہ اختلاف انسانی کلام میں ہوتا ہے۔ الہامی میں نہیں جیسے کہ قرآن میں اختلاف نہیں ہے۔ لیکن وید میں بہت اختلاف ہے۔

آریہ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اسلام کی مسلّمہ الہامی کتابیں آج تک مطالعہ نہیں کیں۔ ورنہ یہ خوبی۔ نہ بتلاتے قرآن اپنے اختلاف کا خود اقبالی ہے۔ سورہ نسا

ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ ترجمہ اگر یہ قرآن خدا کے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو البتہ تم پاتے اسمیں بہت اختلاف۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بہت اختلاف تو نہیں مگر بہت سے ذرا کم اختلاف ہے۔ خود اسلام کا تھوڑے عرصہ میں ۱۵۰ فرقوں میں تقسیم ہو جانا اُس کے اختلاف تعلیم کی وجہ ہے۔ تمام مذہبی مالوں کو اس کا اقرار ہے کہ قرآن میں اختلاف بیشمار ہے " وجوہ قرأۃ جائز التلاوۃ بسیار است و اختلاف فراد در حروف و الفاظ بیشمار دریں اوراق از قرأۃ معتبرہ ثبت تا نکردہ از امام عاصم رحمۃ اللہ کہ دریں دیار بصفت اشتہار در تحت اعتبار دارد و متعین تغییر میگردد۔ بعضے از کلمات کہ بعض را با او مخالفت است و معنے قرآن بسبب آں اختلاف تغیر کلی میابد از تارسے مسرود" (تفسیر حسینی صفحہ ۳ جلد اول) اور معانی کے اختلاف کا تو خود بھی اقبال ہے کسی آیت اور حدیث کے معنی کسی نے کچھ سمجھے اور کسی نے کچھ یا اسواسطے کہ بسبب نہ ملنے حدیث کے لاچاری کو قیاس کیا کسی کے قیاس میں کچھ آیا اور کسی کے کچھ" (حجۃ اللہ صفحہ ۶۹) شیخ صاحب اگر اختلاف نہیں تھا تو حضرت عثمان نے جملہ قرآن جمع کر کے کیوں جلا دیئے (دیکھو تاریخ ابو الفدا عربی جلد ۱ صفحہ ۳۴ مطبوعہ مصر) آیات کی آیات بدل گئیں۔ کھجوروں کے پتوں کو بکریاں یا اونٹ کھا گئے۔ اور چمڑوں کو دیمک لگ گئی۔ یا کتے کھا گئے (صفحہ ۲۰۹ جلد ۱) اسی واسطے شیعہ لوگ ابھی تک اس قرآن کو بیاض عثمانی پکارا کرتے ہیں اور اپنے قرآنوں کے اخیر میں تینوں پہلے خلیفوں پر تبرا کہہ دیا کرتے ہیں (دیکھو قرآن قلمی موجودہ لائبریری پٹنہ مطابق نزول) اور اسی طرح آیتوں کا باہمی ناسخ منسوخ ہونا خود اس کے اختلاف کی علامت ہے اور منکر کے واسطے شامت لیکن وید میں کوئی اختلاف نہیں اور آج کوئی نہ بتا سکا۔

مولوی چوتھی خوبی۔ وہ سارے جہان میں پھیلی ہوئی ہو۔ جیسا کہ قرآن کہ کوئی بستی اہل اسلام کی ایسی نہ ہوگی جس میں وہ چار قرآن موجود نہ ہونگے نہ کہ وید جس کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔

آریہ۔ یہ بھی آپ کی صریح غلطی ہے۔ قرآن سارے جہان میں نہیں۔ امریکہ میں قرآن کہاں اور اسی طرح سویڈن ناروے و آسٹریلیا و اٹلی و جرمن میں قرآن کا نام و نشان نہیں اور نہ وہاں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے اور اسی طرح نیپال۔ بھوٹان وغیرہ میں قرآن کو کوئی جانتا بھی نہیں اگر زیادہ اشاعت کتاب سے دین کی سچائی ہے۔ تو آپ کو عیسائی ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ بائبل کے برابر قرآن کی اشاعت نہیں ہے۔ اور کوئی شہر ہندوؤں کا ایسا نہیں جہاں وید نہ ہوں اور دکھن کا تو ایسا کوئی گاؤں نہیں جہاں وید نہ ہوں یا وید کا حافظ نہ ہو۔ وید دنیا سے گم نہیں ہیں۔ بلکہ لاہور۔ بنارس۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ اجمیر۔ لنڈن۔ سویڈن۔ ناروے۔ فرانس۔ نیو یارک۔ جرمن میں برابر چھپتے ہیں۔ اور سر بازار فروخت ہوتے ہیں۔ اور صد ہا دوکانوں پر مل سکتے ہیں جس کا دل چاہے لاہور آریہ سماج کی لائبریری سے ۱۲ روپیہ کو منگا لے۔ اس سے آپ کی ناواقفیت اور کسی غرض دنیاوی سے اندھا ہو کر اسلام کی طرف رغبت ظاہر ہے ورنہ وید کے پیرو قرآن سے کم نہیں اور نہ انجیل سے کم ہیں۔

مولوی پانچویں خوبی۔ جب تک اسکا رکھنا منظور ہو وہ کتاب الہامی امداد حق کی تحریف سے مبرا ہے۔ اور یہ بات سوائے قرآن کے اور کسی کتاب کے حق میں ٹھیک نہیں وغیرہ۔

آریہ۔ توریت میں تحریف ہو گئی۔ اور وہ منسوخ اور ناقابل عمل درآمد ہے۔ انجیل کا خط ۱۸ و ۱۹ وشی اور خود قرآن بھی اس کی تحریف کا قائل ہے۔ اور قرآن کی تحریف کے شیعہ صاحبان اقراری ہیں۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے "و تعصب ششم آنکہ از قرآن مجید تبرا نمائید و گویند۔ این قرآن منزل نیست محرف عثمان است" (باب ۱۱ فصل ۲ صفحہ ۵۶۲) و ماسٹر امچند صاحب نے اپنی کتاب تحریف قرآن میں اس مضمون کو اچھی طرح ثابت کیا ہے البتہ وید کی نسبت نہ آج تک کسی نے یہ الزام لگایا۔ اور نہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ پونا۔ بمبئی۔ بنارس۔ متھرا۔ احمد آباد کاٹھیاواڑ میں لاکھوں وید مقدس کے حافظ موجود ہیں۔ قرآن کے حافظوں میں اور وید کے حافظوں میں ایک بڑا فرق ہے۔ یعنے قرآن کے حافظ اندھے ہیں اور وید کے حافظ تمام تر پڑھے ہوئے اور آنکھ والے۔ وید کی جتنی کاپیاں موجود ہیں کسی میں کوئی اختلاف نہیں۔ بیش۔ جموں۔ جے پور۔ بیکانیر میں جو سرسوتی بھنڈار ہیں اُن میں صدہا برس کی قلمی کاپیاں وید کی تاڑپتر۔ بھوج پتر سوتی کپڑوں اور روغنی کپڑوں پر لکھی ہوئی موجود ہیں۔ اور سب منتر و چھند اور اکھشر آدی ویدوں کے گنے ہوئے موجود ہیں سولہ سنسکاروں میں وید عموماً پڑھے جاتے ہیں۔ آٹھ آٹھ ہزار برس کی کتابوں میں جو وید کے حوالہ درج ہیں۔ وہ سارے کے سارے انہیں ویدوں میں بعینہ ملتے ہیں۔ پس وید تحریف و تصرف سے پاک ہیں۔ ویاس نے ویدوں کو اکٹھا نہیں کیا۔ اور نہ ہی برہما کے چار مکھ سے وید نکلے۔ اور نہ برہما کے چار مکھ ہیں۔ وید ویاس کے معنے ویدوں کے عالم کے ہیں۔ اور یہ وید پڑھنے کے بعد ڈگری ملا کرتی تھی جیسے اس وقت بھی بنارس میں کئی ویاس موجود ہیں۔ مثلاً سری کرشن ویاس وغیرہ البتہ قرآن عثمان نے جمع کیا اور اگلے نسخے جلا دیئے اور اسی پر لوگوں نے پرورش کر کے اس کو مان ڈالا۔ برہما کسی اور آدمی کے چار مکھ نہیں ہو سکتے۔ یہ اسرشٹی کے خلاف ہے اور دور از انصاف چتر وید کہاں سر چتر مکھ کہاں یعنے چار وید جس کے بربان ہوں وہ چتر مکھ ہے۔ ایسے چتر مکھی برہما دکشن میں اب بھی ہزاروں موجود ہیں۔

مولوی۔ منڈک اپنشد میں ہے کہ شنکر آچاریہ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ تالیف وید بعد زمانہ شنکر آچاریہ کے ہے۔ اور زمانہ شنکر آچاریہ ۱۱۰۰ یا ۱۰۰۰ یا ۹۰۰ عیسوی ہے۔ پس کلام الٰہی اور قدیم نہ ہوا۔ ([illegible])

آریہ۔ مولوی صاحب اور تمام مسلمانوں کی (جو اکثر معلومات پر فخر کیا کرتے ہیں) لیاقت کا اندازہ ہم اسی سے لگا سکتے ہیں۔ منڈک اپنشد میں ہرگز نہیں ایسا کسی اپنشد میں شنکر آچاریہ کا نام ہے۔ بلکہ شنکر آچاریہ نے تو منڈک اپنشد پر تفسیر لکھی ہے۔ جو شنکر بھاشیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور خود شنکر سوامی نے ویدانت بھاشیہ اور اپنشد بھاشیہ میں ویدوں کو الہامی اور انادی کہا مانا ہے۔ پس وید کلام الٰہی اور قدیم رہے۔ اور آپکی لیاقت ظاہر ہو گئی۔

مولوی۔ ششم ۶۔ کرشن گیتا کے شلوک ۔ ۵ میں کہا ہے کہ بیج کرم ہیں [illegible] کی تفصیل وید دل میں ہے اور انسان [illegible] کہا ہے کہ [illegible] اس سے [illegible] شلوک [illegible] ویدوں کے کلام کو نہیں بتلا (ظفر مبین صفحہ ۱۳۱)

آریہ۔ کہنا کہ کسی ادھیائے میں ۴۹ یا ۵۰ یا ۷۲ تعداد کے شلوک نہیں ہے۔ پس یہ دعویٰ سراپا باطل ہے مگر اس اعتراض سے آپ کی اور آپ کے مولانا محمد علی کی لیاقت ظاہر ہوگئی۔ گیتا تصوف کی کتاب ہے جیسے مسلمانوں میں مثنوی رومی۔ وہ کسی ہمہ اوست والے نے بنائی ہے۔ ہمارا مذہب وید ہے۔ مگر گیتا کا مصنف ویدوں کو الہامی مانتا ہے (دیکھو ادھیائے ۳ شلوک ۱۵- اور اس پر شنکر بھاشیہ- अक्षरसमुद्भव ब्र-
ह्माक्षरं परमात्मा समुद्भवो यस्य तद् अक्षरसमुद्भवं ब्रह्म वेद
ترجمہ کہ وید پرماتما پرمیشور سے ادپن ہوتے ہیں اور یہی وید ایشور کا لازوال گیان ہے۔

مولوی ۸۱- آریہ عقلمندوں کے اعتراضوں سے ڈر کر یہ بات بنائی ہے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ انگرا۔ آدیتہ رکھیشروں کے نام ہیں۔ یا کوئی اور روایت ایسی ہی بے سند کسی کتاب میں لکھی ہوگی۔ ہندوؤں کے ہاں روایات مختلفہ بے سند کی کیا کمی ہے۔

آریہ۔ یہ سخت بے ایمانی کی بات ہے کہ بلاوجہ تو یہ کسی کے ذمہ الزام لگانا۔ یہ بات ہم لوگوں نے نہیں بنائی بلکہ صدہا معتبر گرنتھوں میں لکھا ہے (دیکھو منوسمرتی۔ گوپتھ برہمن۔ لوگ شاستر۔ ست پتھ براہمن) ابھی تک ان کے نام پر دو بچوں کے گوت موجود ہیں جو ہم لوگوں کے مورث اعلیٰ ہونے کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ روایات بے سند کا زیادہ رواج مسلمانوں میں ہے۔ جس کا آپ کو دوسری جگہ اقبال بھی ہے (جب لوگوں (ایماندار محمدیوں) نے حضرت پیغمبر پر جھوٹ باندھا اور ہزاروں حدیثیں جھوٹی بنا کر اپنا منہ کالا کیا (حجۃ اللہ صفحہ ۱۴۰) اس سے صاف ظاہر ہے کہ روایات بے سند مسلمانوں کے ہاں انبار بھرے پڑے ہیں حدیثوں کا ذخیرہ اسی قسم سے ہے اور قرآن کا اختلاف علاوہ براں۔

مولوی ۸۲- اگر بفرض محال خواہ تسلیم کیا جاوے۔ کہ یہ بید جو ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے کلام الٰہی ہے تو بھی اب بید پر عمل کرنے کی تکلیف نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس کے بعد توراۃ اور انجیل اور دوسری کتب آسمانی نازل ہوئیں۔ ان پر عمل درآمد کا حکم ہوا۔ اور سب کے بعد قرآن مجید نازل ہوا۔ اب تمام جہان کو حکم ہے کہ قرآن پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید محفوظ بھی رکھا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مبعوث ہو گئے۔ اور چونکہ اُن کی حدیث بھی محفوظ ہیں اور تمام جہان کو آپ ہی کی متابعت کا حکم ہے سو اب تمام جہان کے جن و انسانوں پر لازم ہے کہ قرآن مجید اور محمد صلعم کے تابع ہوں۔

آریہ۔ یہ کہنا آپ کا بے دلیل اور بے ثبوت ہے سنیے! توریت و زبور کے ماننے والے موجود اور وہ مذہب بھی قائم اور کتاب محفوظ قرآن سے زیادہ اس کی اشاعت۔ انجیل کے ماننے والے ہمارے ملک کے بادشاہ موجود۔ انجیل کی اشاعت قرآن سے لاکھوں گنا زیادہ۔ اس کے پیرو محمدیوں سے کئی درجہ بڑھ کر لیجئے ۴۰ کروڑ اور محمدی ۱۲ کروڑ سے بھی کم ان کی صدہا کتب دین اسلام اور قرآن کی تردید میں موجود۔ ان کے واعظ اسلام سے بدرجہا زور آور ہیں۔ ہر سال ہزاروں مسلمان دین محمدی سے ہاتھ دھو عیسائی ہو رہے ہیں یہودی اور عیسائی اگرچہ آپس میں کچھ مخالف ہیں۔ مگر دونوں بالاتفاق قرآن اور محمد صاحب کی تردید کرتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی الہامی کتابوں کے رو سے محمد صاحب کو جھوٹا نبی اور قرآن کو جھوٹی کتاب جانتے ہیں۔ عیسیٰ نے کہا ہے کہ میرے بعد کسی پر ایمان نہ لانا۔ کیونکہ نجات کا دروازہ میں ہوں۔ گویا صاف لفظوں میں ختم المرسلین ہونے کا دعویٰ کیا۔

باقی رہا قرآن۔ توریت۔ زبور و انجیل کی تو وہ خدا جانے کس لحاظ سے بطور چاپلوسی یا خوشامد کے ظاہر طور پر تکذیب یا تنسیخ نہیں کرتا۔ مگر اُس کے پڑھنے۔ دیکھنے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے۔ سارے محمدی ان کتابوں کو منسوخ جانتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ ان کو پڑھتے بھی نہیں۔ اور اسی طرح سارے عیسائی اور یہودی قرآن کو۔ افسوس عربوں اور عبرانیوں کا خدا اور اس کے احکام! ہمارے خیال میں پرانے عہدنامہ میں قرآن اور انجیل کی نسبت توحید زیادہ ہے۔ اور انجیل میں بہ نسبت ان سب کے اخلاق زیادہ ہے۔ عیسائیوں نے اچھا کیا۔ کہ دونوں کو شامل رکھا۔ مگر قرآن میں ان دونوں سے بڑھ کر کوئی ہدایت نہیں دی گئی۔ ہمارے خیال میں عیسائی عالموں کا یہ اعتقاد بالکل سچ ہے کہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں (دیکھو عدم ضرورت قرآن)۔

توریت کی توحید اور اخلاق کی بنیاد موسیٰ کے دس احکام ہیں۔ وہ بعینہٖ منوسمرتی۔ مہابھارت۔ رامائن اور وید مقدس میں موجود ہیں۔ اور اس کا تو تمام مورخین بلکہ آپ کو بھی اقبال ہے کہ وید توریت اور زبور انجیل وغیرہ سب سے پہلے ہیں۔ بلکہ بائیبل ان انڈیا کے فاضل مصنف نے زبردست شہادتوں سے ثابت کر دیا ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ کی جو جو اچھی اور عمدہ ہدایات ہیں وہ تمام وید اور منو سے لی گئی ہیں۔ قرآن کوئی نئی ہدایت نہیں بتلایا۔ بلکہ توریت اور انجیل کو ہی ہدایت حق اور نور بتلاتا ہے (دیکھو سورۃ مائدہ) باقی رہی قرآن کی قصہ کہانیاں۔ وہ تو ساری کی ساری انجیل اور توریت اور یہودیوں کی حدیثوں اور پارسیوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔

باقی رہا محمد صاحب کا خاتم المرسلین ہونا یہ کسی طرح بھی درست نہیں۔ ان کے بعد مسیلمہ۔ بنت سجاح۔ امریکہ کا مسیح۔ عرب کا مسیح۔ کیشب چندرسین۔ شیو نرائن اگنی ہوتری وغیرہ بیسیوں لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ان کی امتیں اور کتابیں موجود ہیں فصاحت کے دعاوی بھی ہیں۔ پس کسی طرح محمد صاحب ختم المرسلین نہیں۔

اب اخیر میں ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ خدا کے احکام میں رد و بدل۔ ناسخ و منسوخ کی ضرورت نہیں۔ دیکھیے سورج چاند وغیرہ۔ خدا کا قانون قدرت جیسا شروع دنیا سے ہے ویسا ہی اب تک اور ہمیشہ رہیگا۔ توحید۔ اخلاق۔ ہدایت و علم کی آدمیوں کو ہمیشہ ضرورت ہے۔ پس اس کے تبدیل یا تنسیخ کی ضرورت نہیں۔ حفظ صحت کی بھی ہر روز ضرورت ہے کسی دانا نے کیا اچھا کہا ہے۔ ع تغیر حکم ازل راہ نیابد۔ تبدیل فرمان خدا کار ندارد در دائرہ کم و بیش نگنجد۔ ما ہر قدر چون و چرا کار ندارد۔ بنا براں نہایت ضروری ہے۔ کہ اس کے پاک مقدس اور پورا الہام میں تغیر و تبدل۔ نسخ اور رد نہ ہو۔ جیسا کہ وہ ایک ازل سے ابد تک خدا ہے۔ جیسا کہ اس کا کام لا تغیر ہے ویسا ہی اس کا الہام بھی رد و تبدل سے بری ہونا چاہیئے اور ایسا سوائے وید مقدس کے کوئی نہیں۔ سب سے زیادہ وید محفوظ ہیں اور ایسی کامل زبان میں ہیں جتنے عمدہ ہونا ممکن نہیں ہے۔ تمام جہان کو اُس ایشور کے ارشاد وید کا ماننا اور اُن کے ملہم رشیوں کی عزت کرنا ضروری ہے سوائے وید مقدس اور معزز رشیوں کے اور کوئی نہ تو الہام اور نہ ملہم الہام ربانی ہے۔ سب جہان کو ہمیشہ کے واسطے حکم ہے کہ وید اور ایشور کے تابع ہوں ؎ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

مولوی ۸۳- چھٹی خوبی۔ وہ الہام بہت اور مبالغہ شاعرانہ سے خالی ہو اور اس کی عبارت ایسی رنگین ہو کہ اُس کا کوئی نظیر نہ بنا سکے۔ اور کوئی بات علم کے خلاف نہ ہو جیسے کہ قرآن۔

آریہ۔ آپ اگر قرآن کو انصاف سے مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا۔ کہ وہ مبالغہ شاعرانہ سے خالی نہیں۔ حوروں غلمانوں اور بہشتی میوہ جات کے بیان میں قرآن کیسے شاعرانہ تعریفات کے سبز باغ دکھلاتا اور جاہل اعرابیوں کو اُن کے دام تشکیک میں پھنساتا ہے۔ نوح کے طوفان کا بیان۔ برج بابل کی داستان۔ اصحاب کہف کی خواب اور بنی اسرائیل کے لئے من و سلویٰ کے کباب اور بحر قلزم کا پایاب ہونا کیسا شاعرانہ قصہ نہیں ہے اور یہی سبب تھا کہ وہ لوگ محمد صاحب کو شاعر کہا کرتے تھے۔ قرآن کی عبارت ایسی رنگین نہیں کہ اس کا نظیر نہ بن سکے۔ اور نہ الم سے الناس تک کوئی علمی بات درج ہے علم کے خلاف صدہا مسائل درج ہیں۔ علم سے سات تو درکنار ایک آسمان بھی ثابت نہیں ہو

اور نہ اُن کے ورثاؤں کا پتہ لگتا ہے اور نہ ثبات زمینوں کا نشان ملتا ہے قرآن کی فلاسفی تو برج بابل کا ثبوت ہے۔ اور معراج محمدی کا قرآن گواہ ہے۔ ایک ہی روحانی مسئلہ کا سوال ہوا تھا۔ جواب میں تا حنوز روز اول ہے۔ علم اخلاق آریہ ورت کے حکماء کا سب سے عمدہ ہے ما ایرانی اور یونانی فیلسوف بھی اعرابیوں سے بڑھ کر علیق ہیں۔ ملٹری طریقے قرآن میں اچھے تھے۔ مگر اب اس بارہ میں بھی کئی بڑھ چڑھ کر کتب تصنیف ہو گئی ہیں۔ تمام علوم سے نہ محمد صاحب نہ قرآن کا جامع عثمان۔ اور نہ کوئی اُن کے یار غار واقف کار تھے اور اس کے شاہد حال عرب کے ۱۳ سو سال کے واقعات ہیں۔ کہ عرب میں کسی طرح کی علمی یا عقلی ترقی نہ ہوئی۔ وہی شیر شتر۔ وہی سوسمار۔ وہی بدو اور وہی کاروبار۔ طب حساب۔ منطق۔ حیالوجی۔ اسٹرانومی۔ فزیالوجی۔ علم نباتات۔ علم لوگ رجس (س) کسٹری۔ سرجری۔ وغیرہ کس علم کا قرآن سے نشان تلاش کریں۔

ہم نسخہ خط احمدیہ میں بہت سے حوالہ بیتیں کر چکے ہیں۔ اور تہذیب الاخلاق میں سید احمد خان صاحب نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ قرآن میں اجسام کی تشریح منع کی گئی ہے اسواسطے مسلمانوں نے بجز علم تشریح کے ہر ایک صیغہ میں بڑی ترقی کی" (جلد نمبر ۳ صفحہ ۵۲) البتہ جہاد و کثرت ازدواج۔ جن بھوت و آسیب و ہاروت کی دھوم ہے۔ باقی علوم کا حال اللہ کو معلوم نہیں۔ وید میں توحید الٰہی کا اتنا ذخیرہ ہے کہ اگر وہی اکٹھا کیا جاوے تو اس کا مجموعہ بھی قرآن سے بڑھ جاوے۔ شری سوامی جی نے نمونہ کے طور پر ایک سو ستر آیہ ستھونے میں درج کی ہیں ویدک توحید کا ترجمہ آسان سنسکرت میں دس اُپنشد ہیں جن کی بابت تمام فضلائے سنسکرت دان متفق ہیں کہ ان سے بڑھ کر اچھے اوپدیش کسی مذہب میں نہیں ہیں۔

ملک جرمن کے مشہور فلاسفر شاپن ہاور صاحب فرماتے ہیں "اُپنشدوں کے ہر ایک فقرے سے گہرے اصول اور بڑے بڑے عالی خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ تمام میں ایک اعلیٰ درجہ کی مقدس اور سچی روح دیا پک معلوم ہوتی ہے۔ تمام دنیا میں سوائے اصل اُپنشدوں کے کوئی کتاب اس سے زیادہ مفید اور علویت کو پانے والا مطالعہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ اُپنشد کا مطالعہ ہے۔ یہی اُپنشد میری زندگی کے لیے موجب تسکین ہوئے ہیں اور یہی میری موت کے بعد بھی تسکین دہ ہونگے"

فاضل آرسی دت لکھتے ہیں "ہم نہیں جانتے کوئی دوسرا کام کسی دوسری زبان میں ہو جو کہ ایسی مفید فلاسوفیکل ان کوئیرز (تحقیقات) کے طور پر انسان کے دل کی ترقی میں ہو جو بتلا وے جیسا کہ رگوید ظاہر کرتا ہے۔ یعنی کس طرح انسان کی عقل درجہ بدرجہ اعلےٰ سے اعلےٰ طرف جاتی ہوئی پیدا کردہ چیزوں سے پیدا کرنے والے کے خیال تک پہنچتی ہے" (ہسٹری آف انڈیا جلد ا صفحہ ۱۱۳)

باب سوم

گائے کی بابت اعتراضوں کا جواب   حجۃ الہند ۱۵۹۔ ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں۔ اور سونے کے خول وغیرہ بنا کر اس پر چڑھاتے اور برہمن کو دان دیتے ہیں۔ اُس کے گوبر اور پیشاب کو نہایت پاک اور پاک کرنے والا جانتے ہیں اور پنچ گپ بنا کر پیتے ہیں اور گودھوڑ یعنی گایوں کے پاؤں کی گرد کو بھی نہایت پاک سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملیچھ کے مکان میں کھانا پینا درست نہیں پر جو اس مکان میں گائے بندھی ہوں درست ہے جیسے یہ شلوک ہے۔

नील पदे जते त हे, ऐ साला मले छमे टरे

یعنی نیل کا رنگ پہننا ریشمی کپڑے پر اور غیر قوم کا پانی پینا جیاچھ میں ملا ہوا اور ملیچھ کے مکان میں جہاں گائیں بندھی ہوں کھانا پینا درست ہے۔

جواب۔ تمہارا بھروسہ عموماً جہلا کے کاروبار پر ہے۔ نہ کہ شاستر کی گفتار پر کیا۔ ایسی لیاقت پر مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت آپ کو سنسکرت کی ذرا بھی آگاہی نہیں۔ پھر تم ملاں خطرہ ایمان کیوں ہوئے۔ افسوس ؎ گو سالہ ما پیر شد وگاؤ نہ شد۔

جو آدھا ٹکڑا اشلوک کا اپنے درج کیا وہ بھی دو تین مقام پر اشدہ ہے۔ کسی بیوقوف ہندو سے سن سنا کر یاد کر لیا ہوگا۔ یہ کسی شاستر یا پرمانک گرنتھ کا نہیں۔ بلکہ کسی جعلساز اور شاعر پنڈت کا طبعزاد ہے۔ جو ہندو کہتے ہیں کہ گائے کے بدن میں دیوتے جمع رہتے ہیں اور ایسے ہی ہندو ہیں جو پیر[1] الٰہی بخش کی زیارت پر سور کا بچہ منتا لینے کے واسطے چڑھاتے ہیں درحقیقت وہ اسم نامی ہندو ہیں۔ ست دھرم سے ناواقف۔ اور دیا میں مثلاً۔ راستی سے محروم ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ ہندو موسوم ہیں۔ گائے ایک حیوان اشرف البہائم ہے۔ دیوتے اس کے بدن میں جمع نہیں رہتے۔ بلکہ اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ سونے کے خول بنا کر اس پر چڑھانا۔ اور برہمن کو دان دینا اور بھوجن کھلانا ثواب مگر صرف گائے کو نجات دہندہ جانا خراب اور باعث عذاب ہے۔ اس کا گوبر اور پیشاب بھی سوائے خاص امراض کے عام طور پر مفید نہیں اور نہ ست شاستروں میں اس کی تاکید ہے لیکن یہ بات سراسر ویدک یعنی حکمت سے متعلق ہے باقی رہا یہ امر کہ پرائشچت کے وقت پاپی کو پلاتے ہیں۔ یہ ناجائز نہیں بلکہ بطور جلاب کے استعمال کراتے ہیں یا بطور قسم کے کہ پھر ایسا کام نہ کریگا اور نادانی میں قدم نہ دھریگا۔ اور یہ پرائشچت اُس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی ہندو مسلمان رنڈی سے زنا کرے۔ یا مسلمانوں کے ہاتھ سے بڑا بھوجن استعمال کرے یا محمدی و عیسائی مذہب قبول کر کے پھر واپس ہونا چاہیے۔ یہ سارے کام چونکہ ست دھرم کے خلاف ہیں۔ اُن کے مرتکب پاپی کو بطور انصاف وہ سزا دی جاتی ہے۔ اور وہ بھی اس کی مرضی سے پھر اس کو ست دھرم کے راہ راست پر لایا جاتا ہے۔ اس کے حسب حال سعدی کہتا ہے ؎ گر آب چاہ نصرانی نہ پاک است۔ یہودی مردہ راشستن چہ باک است ۔ گو دھوڑ وغیرہ پر اعتقاد کی بنیاد جہالت ہے اور سچ تو نیل پہننے میں کوئی دوش نہیں۔ مہادیو پہاڑی راجہ کا نام ہی نیل کنٹھ تھا کرشن جی کا رنگ بھی نیلا ہے۔ اور وہ نیلا بستر بھی پہنتے تھے۔ اسی لئے یہ اُن کا نام نیلامبر ہے۔ جہالت کے زمانہ کی چھوت چھات کسی طرح جائز نہیں مگر وہی جو ویدک شاستر کے رو سے درست ہے اور تمام ودوان پنڈت اسی کو صحیح مانتے ہیں۔

اعتراض ۱۵۹۔ سبحان اللہ آدمی جو اشرف المخلوقات ہے۔ اُس کا منہ جس سے خدا نام لیا جاتا ہے۔ اس کو تو ناپاک جانتے ہیں۔ اور گائے جو ایک حیوان ہے وہ ہندوؤں کی معبود اور اُس کی نجاست اُن کے نزدیک نہایت پاک اور پاک کرنیوالی جس کا کھانا موجب نجات جانتے ہیں

جواب اول۔ ہم جہالت سے نہیں بلکہ حکمت سے جوٹھا کھانے کو برا سمجھتے ہیں۔ اس میں تمام دنیا کے ڈاکٹر سوائے بعض اعرابیوں کے ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ گائے کو نہ ہم معبود اور نہ اس کی نجاست کو نہایت پاک اور پاک کرنے والی جانتے ہیں۔ اور نہ باعث نجات مانتے ہیں مگر اس میں بدبو نہیں ہوتی۔ اس واسطے جانے مکان لیپنے کے کام میں لاتے ہیں اور اسی سے رزق پکاتے ہیں۔ اور اس میں مسلمان عیسائی وغیرہ تمام اہل مذاہب دنیا کے ہمارے شریک ہیں۔

اب ہمیں بقول تمہارے کہنا پڑا کہ سبحان اللہ آدمی اشرف المخلوقات کی

---

[1] اس پیر صاحب کی خانقاہ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں واقع ہے۔

نجاست ناپاک اور اُس کا بول بھی ناپاک مگر گائے جیون کا گوبر پاک اور جو چیز (روٹی) مسلمانوں کے منہ میں جلئے اس کو اس کا دھواں لگے اور اسی گائے کے گوبر سے پکی ہوئی روٹی کھا کر نماز و وظائف یکہ قرآن پڑھیں لیکن اگر آدمی اشرف المخلوقات کی نجاست کا دھواں روٹی کو لگے تو ناپاک ہو جائے۔ کیسی قرآن کی علامتی ہے جس سے انسان اشرف المخلوقات کی ہتک ہوتی ہے۔ افسوس!

جواب دوم ذرا حدیث نبوی کو کھول کر دیکھو۔ باب فی شرب ابوال الابل۔ عن انس ان ناسا من عرینہ قدموا المدینہ فاجتووہا فبعثہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ابل الصدقہ وقال اشربوا من البانہا و ابوالہا

ترجمہ روایت ہے انس سے کہ کچھ لوگ عرینین آئے مدینہ میں۔ اور پانی لگا اُن کو مدینہ کا سو بھیجا اُن کو رسول اللہ نے صدقہ کے اونٹوں میں اور فرمایا کہ پیؤ دودھ اور پیشاب اونٹوں کا (جامع ترمذی مطبوعہ مرتضوی دہلی صفحہ ۱۰)

پھر لکھا ہے "استدلال کیا ہے اصحاب مالک اور احمد نے ساتھ اس حدیث کے اوپر پاک ہونے روث مایوکل لحمہ کے" (صفحہ ۱۰ جامع ترمذی) پس ہم کو دوبارہ کہنا پڑا کہ سبحان اللہ اشرف المخلوقات کا بول ناپاک اور نجس۔ مگر اونٹ کا بول نہایت پاک اور مسلمانوں کے پینے کے قابل۔

مشکوۃ میں ہے قال رسول اللہ لاباس ببول مایوکل لحمہ روایت است عازب گفت رسول نیست باک بول آنچہ خوردہ میشود گوشت وے و فی روایت جابر ودر روایت جابر اینچنیں آمدہ کہ گفت آنحضرت ما اکل لحمہ فلاباس ببولہ چیزیکہ خوردہ میشود گوشت وے۔ پس باک نیست بول او و تمسک کردہ است ظاہر ابن حدیث کہ قایل ست بطہارت بول ماکول اللحم چنانچہ مالک و احمد و بعضے از شافعیہ (جلد اول صفحہ ۲۶۶)

جواب سوم۔ روافض محمدیوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ قرآن اور نماز اور رسالت کا قائل اس کی بابت کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔ "یہود قائل اند بطہارت بول بقر و مراز او۔ و روافض نیز قائل اند بطہارت بول بقر و انسان ہر دو و مراز حشک ہر دو" (صفحہ ۲۰ سطر ۵ مطبع ہند لکھنؤ)

اعتراض ۱۰۷۔ اور تماشا یہ ہے کہ جس گائے کی پرستش اور اسقدر تعظیم کریں اور گوماتا کہتے ہیں۔ جب وہ مرنے لگتی ہے تو بعضے ہندو اُسی ماتا کو اپنے گھر سے نکال دیتے ہیں جب مر جاتی ہے اُسے چوہڑے چماروں کو حوالہ کر دیتے ہیں۔ وہ اُسے سر بازار کھینچتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ بھلا ماتا کا جنازہ اسی طور سے نکالنا مناسب و زیبا ہے۔ اور وہ چوہڑے چمار اُس کا گوشت کھاتے ہیں۔ اور سڑا ہوا گوشت اور استخواں کوے اور کتے کھاتے ہیں اور اس کے چمڑے کی جوتیاں سب ہندو پہنتے ہیں۔

جواب اول۔ نہ تو گائے کی پرستش اور نہ اُس کو ماتا کہنا جائز ہے۔ بلکہ گناہ عام ہنود بھی صرف دودھ کی خاطر اُسے ماتا کہتے ہیں۔ اور اُس کے مرنے پر شرادھ بھی نہیں کرتے نہ بیل کو بیٹا جانتے ہیں۔ اور نہ بچھڑے کو بھائی اور نہ بھینس کو تائی۔ بلکہ صرف مفید جان کر اُس کو ماتا کہتے ہیں۔ فائدہ دینے والی کو سنسکرت میں ماتا کہہ سکتے ہیں وہ نہ حقیقی ماتا اور نہ ماسکہ ماتا ہے۔ بلکہ بچھڑے کی ماتا ہے۔ اور ہم کو دودھ کی داتا وہ ایک حیوان ہے حیوان کو انسان کی کوئی رشتہ داری نہیں۔ پس یہ سارے اعتراض آپ کے سراپا بے بنیاد اور فضول ہیں فرانسیسی ڈاکٹر برنیر صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "گائے کا ایسا لحاظ غالباً اس وجہ سے ہوگا۔ کہ وہ ایک نہایت ہی فائدہ بخش جانور ہے۔ اور دودھ اور گھی جو ان کی بڑی غذا ہے اِس سے حاصل ہوتی۔ اور یہ کہ بیل زراعت کا بھاری ذریعہ ہے۔ اس وجہ سے گویا بیل گائے نسل کی [illegible] محافظ ہیں" (جلد دوم صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ امرتسر)

جواب دوم۔ پہلے مسلمان جو اپنے وقت میں بڑے معزز تھے۔ وہ جن کی اب بھی [illegible] اہل اسلام میں نہایت عزت ہے۔ بلیوں اور اونٹوں کو پیار کرنے سے ابوہریرہ و ابوبکر مشہور ہو گئے۔ حالانکہ بلیوں اور اونٹوں کو مرنے پر مردار سمجھ کر مسلمان چوہڑے چماروں کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ مگر اُن کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔

جواب سوم۔ یہ تو اصل میں مسلمانوں کی حالت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کہ گھوڑے جیتے جلاتے بکاتے اور بیچتے ہیں خدا کو بس۔

جواب چہارم۔ جب گائے ماتا رہی تو اُس کو مرنے پر چوہڑے چماروں کے حوالہ کرنا اور اس کو سر بازار گھسیٹتے لے جانا نہ گناہ ہے نہ بڑا کام ہے۔ جب وہ ماتا نہیں مگر حیوان ہے تو اس کا چارہ چہ معنی دارد۔ چوہڑے چماروں کا اگرچہ گائے کا گوشت کھانا بُرا ہے مگر مسلمانوں سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ مرے کو کھاتے ہیں اور یہ خود موذی بنتے ہیں۔ وہ بھی گوشت خور ہی ہیں۔ مسلمان۔ چوہڑے۔ چمار۔ کوے۔ کتے۔ گیدڑ وغیرہ ایک کتا دوسرے پر بھونکتا ہے پس تم کو کوے کتے کے کھانے سے کیوں ارمان لگتا ہے۔ یاد ہے کہ تم جو کہ سگ ہم سگ را نشاید۔ ہندو تمام جانوروں کے چمڑے کی جوتی پہنتے ہیں۔ اور وہ [illegible] ہے۔ تم اپنی ماتا کو مرنے کے بعد سر پر خاک ڈال اور سینہ پر پتھر ڈال گور کے گڑھے میں ڈال آتے ہو۔ جہاں دیگر جانور اس کو گھسیٹا بنوائے جاتا۔ اور تو سب [illegible] ہے۔ اور [illegible] کو بچھو کھاتے اور حشرات الارض طعمہ بناتے ہیں۔ گویا کیڑے پڑ جاتے ہیں اور بدبو پھیلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب اونچی قبریں بناتے ہو۔ اور اُن کو محسوس ٹھہراتے دنیا میں بیمہ پھیلاتے ہو۔ اور ہوا کو خراب کر کے سب لوگ جانتے ہو کہ قبروں پر کتے موتتے ہیں اور پرندے چیل وغیرہ مردار خور پیچھا پھرتے ہیں پس یہی تمہاری ماتا پتا کی تعلیم ہے۔ ایسے ہی موقعہ کے واسطے قبروں کے حق میں شیخ سعدی نے لکھا ہے "یکے را از امرا پسرے وفات یافت پرسیدند کہ بر صندوق گورش چہ نویسیم۔ گفت آیات کتاب مجید را عزت بیش ازاں است کہ روا باشد بر چنیں جائیگاہ نوشتن۔ کہ بروزگار فرسودہ گردد و خلائق برو گذرند و سگاں بروشاشند" (گلستاں باب ہشتم)

اعتراض ۱۰۸۔ اب حسد و غیظ و غضب اور تقلید کو چھوڑ کر اور انصاف کر کے فرمائیں کہ اُن کے دین میں گائے کس وجہ سے حرام ہے۔ اگر اس وجہ سے کہ پلید اور خبیث ہے تو اُس کی پرستش اور تعظیم کیوں کرتے ہیں اگر اس وجہ سے کہ اشرف ہے تو اس کے چمڑے کا استعمال کرنا کیوں جائز رکھتے ہیں اور بعد مرنے کے اسکی ایسی رسوائی کیوں کرتے ہیں۔

جواب۔ ہمارے دھرم میں ماس کھانا قطعی حرام ہے اور اسی سبب سے ہم سب جانوروں کا کھانا بُرا جانتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ گائے پر زیادہ زور کیوں ہے۔ اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ وہ مفید زیادہ ہے۔ آریہ ورت کے ملک کی بہبودی تمام تر گائے کی سلامتی پر ہے۔ دوم۔ حکمت کے رو سے اُس کا گوشت سب سے زیادہ مضر ہے۔ پس ایک طرف تو وہ بہت زیادہ مفید ہے کیا بلحاظ کاشتکاری اور کیا بلحاظ دودھ اور دوسری طرف ایسے بلحاظ گوشت وہ بہت زیادہ مضر ہے اسی وجہ سے اُس کا بچانا دھرم اور کھانا نہایت ادھرم ہے گائے پلید اور خبیث نہیں بلکہ اشرف جانور ہے مگر وہ پوجا کے لائق ہرگز نہیں

اب ہم تم پر چند سوال کرتے ہیں۔ اول۔ تم سور کو کیوں حرام جانتے ہو؟ کیا اس وجہ سے کہ وہ بزرگ اور اشرف اور بہادر ہے۔ اگر یہ وجہ ہے تو پھر اُس کو مارتے کیوں ہو۔ اور علی الصبح اُس کا نام لینا کیوں بُرا سمجھتے ہو۔ اور اگر وہ سامنے آ جائے تو اعراض [illegible] اگر اس وجہ سے کہ وہ پلید اور خبیث ہے تو [illegible] خداوند تعالے کے کلام میں

کیوں نے محمد صاحب کی زبان پر کیوں جاری کیا۔ عام و خاص مسلمان کیوں قرآن کے ساتھ اس کے نام کا ورد کرتے ہیں اور خدا کی خاص رحمت اسی پر کیوں نازل ہوئی۔ جیسا کہ انسان کا گوشت حرام ہے ویسا ہی خوک کا جس کو سچا مانا جاتا ہے۔ اس پر خاص عنایت ہوئی ہے۔

دوئم۔ تم دودھ کیوں پیتے ہو حالانکہ وہ بقول قرآن سفید رنگ کا خون ہے۔ اور قرآن کے رو سے خون پینا حرام ہے جیسا کہ سور۔ اگر کہو کہ تبدیل رنگت کے لحاظ سے۔ تو سفید سور کیوں نہیں نوش جاں کرتے۔

سوم۔ تم انڈا کیوں کھاتے ہو حالانکہ وہ مردار ہے۔ اور جانوروں کے اسقاط شدہ بچے نہیں کھاتے۔ اگر کہو کہ وہ زندہ ہے مردار نہیں۔ تو اعتراض یہ ہے کہ ذبح کیوں نہیں کرتے بغیر ذبح کے کھانا مردار کے برابر ہے اور مردار اور سور قرآن کے رو سے برابر حرام ہے۔

چہارم۔ تم مچھلی کیوں کھاتے ہو۔ حالانکہ ذبح نہیں ہوتی پس حرام و مردار ہے۔

اعتراض ۲۴۲۔ سرب اپنشد رگوید میں ہے۔ کہ خدا نے گھوڑا اور گائے پیدا کر کے دیوتاؤں سے کہا کہ ان میں حلول کر کے کھاؤ اور پیو۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے حلال ہونا گائے کا۔

جواب۔ اگرچہ یہ کوئی مستند کتاب نہیں۔ اور نہ اس کا بھی آپ نے کوئی پتہ دیا۔ مگر جتنا لکھا اس پر بھی آپ کی پیرانہ سالی پر افسوس کرنے کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ خدا نے دیوتاؤں سے حلول کا ذکر کیا۔ آپ نے حلال سمجھ لیا۔ خدا کی روح نے آدم میں حلول کیا۔ تو کیا حضرت آدم تمہارے کھانے کے واسطے حلال ہو گئے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔ ؎

اگر روزی بدانش برفزودے   ز ناداں تنگ تر روزی نبودے

اعتراض ۲۴۱۔ تمہارے دین میں گائے کا گوشت کھانا بتلاؤ تو وید میں کہاں منع آیا ہے

جواب۔ وید میں عموماً ماس کھانا ناجائز لکھا ہے۔ دیکھو پستک (کیا ماس بھکشن آید دھرم انوکول ہے) مصنفہ ماسٹر آتما رام جی سکریٹری ویدک ٹریکٹ سوسائٹی لاہور۔ گائے کا مارنا اور کھانا تو خاص کر اس کے زیادہ مفید ہونے کے سبب سے منع ہے۔ دیکھو (گوکرونا ندھی مصنفہ سوامی دیانند جی مہاراج) ہم نے بھی اس کے کئی شلوک براہین احمدیہ جلد اول و نسخہ خبط احمدیہ میں درج کیے ہیں۔ مگر اس جگہ آپ کی خاطر کے واسطے ایک اور درج کرتے ہیں۔ رگوید اشٹک ۲ و ۹۔ ادھیا ۴ و ۷ سکت ۲۱ و ۲۲ منتر ۴ و ۵ اور یجروید ادھیائے ایک منتر میں گائے کے نہ مارنے کی بڑی سخت تاکید لکھی ہے گائے کا نام ہی اگھنیا ہے۔ دیکھو نگھنٹو ادھیا ۲ کھنڈ ۱۱۔ اسی پر نرکت کار یاسک منی جی अघ्न्या
अघ्न्या अहन्तव्या भवति अघघ्नीति वा नि० تفسیر کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ گائے کا نام اسی واسطے اگھنیا ہے۔ کہ وہ کبھی اور کسی حالت میں مارنے کے لائق نہیں

اعتراض ۲۴۳۔ برہمچاری پرمانند نے بیان کیا کہ منوسمرتی میں لکھا ہے کہ جب ہیں داتی سے ودھیا پڑھ کر آوے۔ اس کا باپ اس کی پیشوائی کو نکلے اور گائے کی کھال گرم اس کے بدن پر رکھے۔

جواب۔ یہ محض سودائے خام اور بیہودہ الزام ہے۔ اسلام کی برکت سے آپ کو ایسے بےجا اتہام لگانے کی عادت ہو گئی ہے۔ خود آپ کی لیاقت علمی و شاستر فہمی تو یہیں لفظ بدھیا سے ثابت ہو گئی۔ نو مسلم شیخ جی اسی لیاقت پر چوٹی کٹوائی تھی۔ لفظ مدھیا نہیں بلکہ ودیا ہے۔ گنوار محض بھی بدھیا نہیں کہتے۔ کیا اسی برتے پر وید دھرم ترک کیا تھا اور اسی لیاقت پر مسلمان آپ کو بڑے بڑے القابوں سے ملقب کر رہے ہیں۔

برہمچاری پر ماں باپ کو لاؤ یا کسی اور بزرگ کو یہ کام ہی کا تو وہیں نام بھی نہیں اور نہ یہ کہ باپ اس کی پیشوائی کو نکلے۔ اور نہ یہ کہ گائے کی گرم گرم کھال اس کے بدن پر رکھے

بلکہ منوسمرتی میں گائے مارنے والے بڑا سخت گنہگار سمجھا ہے۔ (دیکھو منو ادھیاء ۴ شلوک ۴۶ تا ۴۸۔ اور ادھیاء ۵ شلوک ۶۲ و ۶۳ و ادھیاء ۱۱ شلوک ۵۹ و ۶۰ و ۹۷ و ۱۰۸ سے ۱۱۵) اور شہزادہ دارا شکوہ صاحب نے بھی ترجمہ جوگ بسشٹ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ "راجہ دسرتھ مکرر وشوامتر را بہ باششٹ اشارہ کرد و گاوے بہ رسم ندر حاضر ساخت کہ بہترین نذرہا عقیدہ اہل ہند ہمیں است" (دیکھو جوگ بسشٹ فارسی مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۷)

اب ہم گائے کے دودھ اور گوبر اور گوشت۔ اور بول کی بابت حکماء کی رائے درج کرتے ہیں

گائے کا دودھ

تحفۃ المومنین میں لکھا ہے۔ لبن البقر مبہی و مسمن و مفتح و سریع الہضم و کثیر الغذا و نیکو کنندہ رخسارہ و مولد منی و مدر فضلات و مقوی جوہر دماغ و تریاق سموم است و حافظ رطوبات اصلی و ملین طبع و مرطب دماغ و جہت سحج و نسیان و وسواس و تقویت بدن۔ و قرحہ ریہ و سل و تپ خلطی باشد و امراض مبہی و جرب و قوبا و حکہ و جذام و مطبوخ او با برنج جہت طول عمر و با گردگان و خراجہ فربہی گردہ و بدن و داغ کردہ و با آہن و سنگ و تفتہ جہت اسہال و قطور و طلاے او جہت اکثر امراض چشم نافع حتے مایوس العلاج از مداومت آں صحت مے یابد" (صفحہ ۵۰ تحفۃ المومنین)

قرابادین میں لکھا ہے۔ لبن البقر بفتح با و قاف و رائے مہملہ شیر گاؤ است تازہ دوشیدہ آں کہ سرد نشدہ باشد دہی وغیرہ کل عبارت مندرجہ تحفۃ المومنین بعدہ و باکہ رجعت طرفہ و ما آنزروت جہت ناصور و سل و سترناق و طلائے آں با سفیدآب قلعی جہت نقرس و اورام حارہ مجرب با افیون و موم و روغن زیتوں رافع درد نقرس حارہ و قدر شربتش از نیم رطل تا یک رطل است و مضر صاحبان خفقان رطوبی و منجر داکثار آں مورث سنگ مثانہ و گردہ و تولد قمل و برص و سریع الاستحالہ بخلط غالب بر معدہ و مصلحش شکر و عسل و شراب باتہد و شکر بالعسل الجماد است" (جلد ۲ صفحہ ۴۸۷ ۱۸۵۲ء)

گوشت گاؤ

طبیعت گوشت آں زیادہ از یک سال عمر آن گرم و خشک است از حمل گرم تر و از بز خشک تر۔ افعال و خواص آں۔ گوشت آں بطی الہضم و غلیظ و خون متولد از آں غلیظ سوداوی و محدث امراض سوداوی مانند سرطان و جذام و ورم سپرز و داء الفیل و دوالی و بہق و جرب و قوبا و وسواس و تپ ربع و مانند اینہا از امراض۔ و مداومت آں مضر اصحاب مفاصل و عرق النساء و قاطع حیض و ولادت پیش از وقت و مورث جرب و حکہ و موت فجاءۃ بسبب سدہ و صعود بخار غلیظ و بدبوئے بسوئے قلب و دماغ و نصاری چوں بالائے آں خمر مے آشامند لہذا بسیار استعمال مے نمایند۔ جہت آنکہ خمر آنرا ہضم مے نماید و قوت آنرا باقی میدارد۔ و کسے کہ خمر نمے آشامد باید کہ استعمال نہ نماید (مخزن الادویہ ۱۸۵۵ء صفحہ ۵۱ محمدی پریس دہلی)

محقق بو علی سینا لکھتے ہیں۔ "لحم البقر۔ یولد البہق و یولد السرطان و یولد الجرب و یولد الجذام و داء الفیل" (قانون صفحہ ۲۰۷ نولکشور)

حکیم مولوی امام الدین احمد نے کتاب بقائے نسل انسان میں لکھا ہے۔ گائے کا گوشت گرم خشک۔ دیر ہضم۔ مولد خون ناقص (صفحہ ۱۶۹)

حکیم بندہ حسن لکھتے ہیں۔ گوشت گاؤ یعنی لحم البقر بطی الہضم۔ غلیظ۔ ردی الکیموس مولد خون فاسد۔ مورث امراض سوداوی مضر اصحاب درد مفاصل و عرق النساء (جامع المفردات صفحہ ۹۱ کانپور)

گائے کا گوبر

حکیم حاذق محمد مومن حسینی صاحب فرماتے ہیں۔ اخثاء البقر گائے

محمہ سرگین گاؤ است در آخر اول گرم و در دوم خشک و محلل و جاذب۔ آشامیدن دو مثقال آں باشد مثقال و نیم۔ فاز سوختہ او جہت استسقا رفع ورم سموم بسیار آزمودہ و ضماد تازہ او کہ سرد شدہ باشد جہت جراحات عارضہ کارد کارد و امثال آں و قطع سیلان خون و سوز زخم و اندمال جراحت و درد مفاصل و عرق النساء و رفع الم گزیدن ہوام دونی و بآرد جو جہت چوشتہائے۔ و با سرکہ جہت ورم حار و با عسل جہت اورام باردہ و با نبرہ گوگرد و امثال آں جہت استسقا و با زعفراں جہت گشودن خراج او با آتلی جہت ورم پستان و بآب اسقیل جہت قوبا منفعہ و دار التعلب مجرب۔ سرکہ جہت حار یہ و اورام صلبہ تو لو و گزیدن زنبور و ورم و درد زانو و تکرار ضماد پختہ او در روغن زیتون و گداشتن بر بدل تاسو جہت رعل آوردن خار و پیکاں و امثال آں از بدن و زیر ناف زناں جہت احراج جنین مردہ و ہر گاہ بدقی نگدارند جہت کشتن جنین زندہ و بر پشت زیاد و نہیگاہ جہت رفع قولنج ردی و ریحی سریع الاتراست و بر مقعد جہت ذرو رم آں و طلائے سوختہ او با سرکہ بر پیشانی جہت قطع رعاف۔ ولقوع او در بینی بدستور جہت رعاف با روغن روں جہت نقرس و سحوز او جہت عسر ولاودت و گر رائیدن بشر و قطور سائیدل او با روغن بادام تلخ و شراب جہت الم و ضربان گوش نہایت مفیداست" (تحفۃ المومنین برحاشیہ الادویہ صفحہ ۴۲ مطبوعہ محمدی پریس دہلی)

گوبر کو وا و پر لگاتے سے بھی نفع پہنچتا ہے۔ جس کی تائید اہل ہند کی کتب طب سے ہوتی ہے در رسالہ پریشانی ہند کا نور صفحہ ۴ ۱۵ (۱۸۹۴ء)

گائے کا موتر

وبول گاؤ مادہ نفایت جالی قروح اطفال و بواسیر و گاؤ جہت درد معدہ باردہ و بواسیر و باوصاف جہت درد گوش با سرکہ جہت درد دنداں و تسکین عصوبا حول و بول گاؤ جہت صدر مجرب داشتہ اند" تحفۃ المومنین صفحہ ۱۶۶)

اور بوعلی سینا نے اپنے قانون میں لکھا ہے۔ وکذلک بول الثور الذمینہ یعلق التعفا بالجراح والقروح" (صفحہ ۱۷۲) ان حوالجات سے صاف ثابت ہے۔ گائے کا دودھ گوبر و موتر مختلف امراض کی دوا اور بیسیوں روگوں کے لئے ذریعہ شفا ہے۔ اور اس کا گوشت مضر تندرستی و مخرب صحت و محدث امراض کثیرہ ہے۔

اسی واسطے قرابادین ذکائی میں محمد صاحب کی ایک حدیث درج ہے یعنی داءٌ ولبنہا شفاءٌ یعنے گائے کا گوشت مرض پیدا کرنیوالا اور اسکا دودھ شفا دینیوالا ہے مگر افسوس ہے مسلمانوں کی عقلمندی پر کہ وہ حکیموں کی رائے پر چلتے ہیں۔ اور نہ اپنے پیغمبر کی حدیث کو مانتے ہیں۔ کہ بیہودہ ضد و تعصب سے آکے دل ہند میں ہمیشہ پھیلانے اور طوفان بے تمیزی مچانے کے عادی ہو رہے ہیں۔

قاموس میں لکھا ہے۔ العنبر من الطیب روث دابۃ بحریۃ باب اول باب الراء فصل العین صفحہ ۵۰۳ نولکشور) یہ عنبر دریائی گائے کا عنبر مشہور و معروف ہے کتے کا مارا ہوا اور اس کے منہ سے حلال کیا ہوا حلال ہے قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ مائدہ وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن ترجمہ آنچہ آموختہ باشید اورا از جانوراں شکاری در حالیکہ شکار تعلیم کنندگاں سد۔ ابن پر تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ عدی بن حاتم و زید الخیل طائی کہ پیغمبر اورا زید الخیر نام نہاد بخدمت آنحضرت آمدہ گفتند یا رسول اللہ ما در جائے باشیم کہ با سگاں شکار سگاں و مرغان شکاری مہمانداری میکنیم و سگاں آل ذریح و آل جریر جانوراں وحشی مے گیرند۔ بعضے ازاں جملہ است کہ مادر مے یابیم پیش از آنکہ سگ ہلاک کنند و ذبح کنیم و بعضے آنست کہ تا رسیدن ما سگ تلف کردہ است و حق سبحانہ فرمودہ مردار حرام ست حکم ایں چگونہ است۔ آیت آمد کہ از تو مے پرسند چیز حلال کردہ مر ایشاں بگو کہ حلال ست شکار۔ آنچہ تعلیم دادہ اید از شکار کنندگاں خواہ سباع چوں سگ در حالیکہ شما مودب و معلم ایشاں اند" (جلد اول صفحہ ۳۰۰ نولکشور) اور جامع ترمذی صفحہ مہر تضی دہلی، قرآن سورۃ مائدہ کی فمن اضطر فی مخمصۃ والی آیت پر شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں یعنی در مخمصہ دگر سنگی) خوردن مردار جائز است و رد او حیلہ فائدہ نسخ غیر مائل بگناہ آنست کہ زیادہ از ضرورت نخورد" (صفحہ ۱۰۱ نولکشور) پھر لکھا ہے میت حرام است الا وقت ضرورت تناول آں رخصت است" (صفحہ ۱۲۵) شہد جو مکھیوں کی قے ہے اس کو محمد صاحب نوش فرماتے تھے اور سب مسلمان بھی کھاتے ہیں۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ چو زنبوراں امر الہی را بکار بستہ از شگوفہا کے ونگہا بخورند و در درون ایشاں متحلل گردد شیرہ شیریں و آنرا قے کنند برائے ذخیرہ ایشاں واغت کہ حق سبحانہ مے گوید بیروں مے آید از شکم ہائے ایشاں بطریق لعاب آشامیدنے یعنی عسل" (جلد اول صفحہ ۲۰ ۱۳۰۳ء)

غیر موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ

در جامع الحکایات نقل میکند کہ در اوائل حال امیر ناصر الدین سبکتگین کہ در خدمت الپتگین در بیتا لورث بود اسپ یک اسپ بیش نداشت و ہر روز بصحرا امیر رفت و شکار میکرد و در صحرا مے گشت۔ ناگاہ آہوئے دید کہ با بچہ خود بچرا مشغول است اسپ را انگیخت و آہو بچہ را گرفت و دست و پائش بستہ پیش زیں نگاہ داشت و روئے بشہر نہاد چوں قدرے راہ طے کرد۔ روئے باز پس ساخت۔ دید کہ مادرش از عقب مے آید و اضطراب مے کند امیر ناصر الدین سبکتگین ترحم و شفقت کردہ آہو بچہ را رہا کرد و آہو از رہائی بچہ خود خوشوقت شدہ رو بصحرا نہاد و چند انکہ مے رفت رو باز پس کردہ در امیر ناصر الدین سبکتگین مے نگریست و تا دم و الپسین بشادمانی و کامرانی مے زیست العرض دراں شب امیر ناصر الدین سبکتگین شفقت و مرحمت کہ در حق جانورے عاجز و پریشان حال بجائے آوردی در درگاہ صمدیت عز قبول یافتہ در دیوان احدیت منشور سلطنت بنام تو نوشتہ شد باید کہ بہ نسبت عامہ خلائق ہمہ شیوہ معدلت داری و در ہیچ صفت شفقت از دست نگذاری کہ سرمایہ سعادت دارین آنست" (تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۱۴ ۱۳۰۱ء) سعدی کہتا ہے ؎

شنیدم گوسفندے را بزرگے — رہانید از دہاں و دست گرگے
شبانگہ کارد بر حلقش بمالید — روان گوسفند از وے بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی — چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

موذی جانوروں پر رحم کا نتیجہ

صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ قال رسول اللہ غفر لامرأۃ مومسۃ مرت بکلب علی راس رکی یلہث کاد یقتلہ العطش فنزعت خفہا فاوثقتہ بخمارہا فنزعت لہ من الماء فغفر لہا بذلک قیل ان لنا فی البہائم اجرا قال ذات کبد رطبۃ اجرٌ ترجمہ۔ کہا رسول خدا نے کہ بخشی گئی ایک عورت جو فاحشہ تھی۔ جس نے ایک کتیا (سگ مادہ) کو کنوے کے کنارہ پر زبان نکالے دیکھا۔ جو قریب تھا کہ پیاس کی شدت اسے مار ڈالے۔ پس اس نے اپنے موزے کو اوڑھنی سے باندھ کر اس کے لئے پانی نکالا۔ پس اسی پر وہ بخشی گئی لوگوں نے کہا کہ کیا ہمارے لئے چوپایوں میں بھی کچھ ثواب ہے؟ جواب دیا حضرت نے کہ ہر ایک میں جو جگر رکھتا ہے۔ ثواب ہے۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۷۔ اسی کے متعلق سعدی نے بوستاں میں لکھا ہے۔

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت — بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش — چو حبل اندروں بست دستار خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد — سگے ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حال مرد — کہ داور گناہاں او عفو کرد
الا گر جفا کاری اندیشہ کن — کرم پیشہ گیر و وفا پیشہ کن

کسے مانگے یکوئی گم نہ کرد کجا گم شود خیر با نیک مرد
کرم کن بر اں کت برآمد ز دست جہاناں در خیر برکس نبست
توباخلق نیکی کن اے نیکبخت کہ فردا نہ گیرد خدا بر تو سخت

اسے بھی غور سے پڑھو

پھر ایک اور جگہ حدیث میں ہے امراۃ دخلت النار فی ھرۃ حلتھا ولاھی طعمتھا تاکل من خشاش الارض ترجمہ ایک عورت ایک بلی کے بدلے جہنم میں داخل ہوئی جس نے اُسے بند کر کے کھانے پینے سے محروم کر دیا۔ وہ بیچاری کوڑا کرکٹ ہی کھاتی۔ سعدی نے کہا ہے ؎

چہ خوش گفت فردوسی پاک زاد کہ رحمت برآں تربت پاک باد
میازار مورے کہ دانہ کش است کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

ایک اور مہاتما نے کہا ہے ؎

جاں میازار و ہرچہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست

سعدی کہتا ہے ؎

انساں مار بر پائے راعی رند کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ

اب ناظرین خود ہی سمجھ لیں کہ گوشت کھانا جائز ہے یا نہ۔ اور جانوروں کا مارنا کتنا بڑا ثواب ہے۔ یعنے جتنا تمام عمر کے نماز و روزہ سے فائدہ ہے۔ اس سے زیادہ ایک کتیا پیاسی کو پانی پلانے سے فائدہ ہے۔ کیونکہ نتیجہ دونوں کا نجات ہے۔

لطیفہ ملک الموت کے پاس آدمی اور سانپ دونوں گئے۔ ملک الموت نے اندر سے آواز دی کہ پہلے موذی حاضر ہووے۔ آدمی نے سانپ سے کہا کہ موذی تو ہے تو پہلے جا۔ سانپ نے کہا کہ تو موذی ہے تو پہلے اندر جا۔ اسی تکرار میں وقت ضائع ہوا۔ کوئی اندر نہ گیا۔ ملک الموت غصہ میں نکلا۔ اور آدمی کے منہ پر ایک طمانچہ مارا۔ کہ ہم نے تجھ کو بلایا تھا۔ تو کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے موذی کو بلایا تھا۔ موذی سانپ ہے میں نہیں۔ ملک الموت نے کہا۔ کہ تو تو ثواب کی نیت سے مارتا ہے۔ وہ مجبور ہو کر کاٹتا ہے۔ تو موذی ہے۔ آدمی نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ سانپ موذی ہے اُس کا مارنا ثواب ہے۔ ملک الموت نے ایک تھپیڑ مارا اور کہا ہم خوب جانتے ہیں۔ قلم درکف دشمن است۔

باب چہارم

پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب

پورانوں[1] آریوں کی مذہبی کتب نہیں۔ اور نہ اُن کا دھرم کے ساتھ کسی طرح کا سمبندھ ہے کبھی دھرم کے فیصلہ (نرنے) میں پورانوں سے امداد نہیں لی گئی اور نہ لے جانی چاہیے۔ پوران اُس وقت کے نہیں۔ جب یہ قوم کی اُنتی (ترقی) کا زمانہ تھا۔ بلکہ بہت قریب زمانہ کی تصنیف ہیں۔ سارے پوران بودھ مت بلکہ مہاراجہ بکرماجیت کے پیچھے بنے ہیں۔ پوران ایک پوشیدہ راز کے

مذہب کی موجودہ حالت منو کے زمانہ سے اب تک جو تبدیلیاں ہوئی ہیں انکا بیان

جو بڑی تبدیلیاں منو کے زمانہ سے مذہب میں ہوئی ہیں وہ یہ ہیں توحید کے اصول سے غافل ہو جانا۔ بعضے دیوتوں سے غفلت کر کے ایسی اشیاء فانی کی پرستش کا رواج جن میں صفات باری فرض کر لی ہیں۔ فرقوں کی کثرت اور ترقی ہو جانا۔ اور بعض دیوتوں سے انحراف کر کے بعض کی نسبت سی تعظیم و تکریم کرنا ویدوں کے بجائے نئے مسئلوں کے مجموعہ (پورانوں) کا رواج دینا اور دیو دیبیوں کے فرقوں کو ایک مذہبی عظمت حاصل ہونا (تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۰ و ۲۱ مطبوعہ ۱۸۹۶ء) پھر وہی مورخ فرماتا ہے۔ جو کچھ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کے رو سے قائم ہوتا ہے۔ لیکن اس میں مذہب کی پابندی بہت کم ہوتی ہے۔ اس حالت میں بھی اگر حقیقت پر نظر ڈالی جاوے۔ تو شروع زمانہ سے اب تک مذہب کے اثر میں نسبتًا کم نقصان آیا لیکن ہندوؤں کے معبود اب وہی نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے۔ بجائے توحید کے جس کو وید نے بطور ایک سچے مذہب کے تعلیم کیا ہے بہت بڑے بڑے دیوتوں کی پرستش

---

[1] خیالیہ فاضل مولوی ذکاء اللہ صاحب پروفیسر فرماتے ہیں حسب اشارہ پورانوں میں وید کو کلام ربانی مانا ہے۔ نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ نام اُن کا لکھا گیا ہے۔ مگر خود مذہب پورانوں کا ہے وہ ویدوں سے نرالا ہے۔ ان دونوں مذہبوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگرچہ ہندو اس بات میں مشہور ہیں کہ وہ اپنے اگلی رسم و رواج اور مذہب میں تبدلات نہیں کرتے۔ مگر وید سے تو اُنھوں نے ایسی خلاف ورزی کی ہے۔ کہ اگر کوئی ہندو وید کے موافق مذہب اختیار کرے۔ تو وہ ہندو نہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول فصل سیزدہم) درحقیقت سچ ہے۔ وہ ہندو نہیں بلکہ آریا کہلاتا ہے۔ پھر وہی پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ اب برہمنوں کا سا یا ہوا مذہب (پورانک) جو اکثر ہندوؤں نے اختیار کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین دیوتا برہما۔ وشنو۔ شیو کو مانتے ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ جس برہم کا ذکر ویدوں میں ہے اس کو ہندوؤں نے سلام کیا اور اوتاروں کی پوجا اختیار کی۔ رام کرشن وشنو کے اوتار مانے گئے۔ اور ان گنت چھوٹے چھوٹے دیوتا معبود ٹھہرائے گئے۔ ،، پھر فرماتے ہیں کہ پوران کا مذہب کچھ درست نہیں ہندوؤں کے پچھلے مذہب سے مناسبت نہیں رکھتا ہے۔ ،، (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ۱۳ صفحہ ۸ مطبوعہ ۱۸۷۰ء) پھر کہا ہے۔ ویدوں میں بتوں کا رواج اور پرستش کی چیزوں کے واسطے ظاہری نشان اور علامت کا ثابت نہیں ہوتا۔ رام کرشن کا تو نام بھی اُس میں موجود نہیں۔ ،، (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵۰ مطبوعہ ۱۸۷۵ء) پھر لکھا ہے کہ خدا واحد کے تین ٹھیے طور پر برہما۔ وشنو اور شیو جو ٹھہرائے گئے ہیں۔ اُن کا ذکر بہت ہی کم منو میں آیا ہے۔ ،، انکو کچھ وقعت دی گئی۔ یہ پرستش کے قابل ٹھہرائے گئے۔ اُن کا اوتار ہونا ثابت ہے۔ منو میں ستی ہونے کا ذکر نہیں ہندوؤں کے سارے رسوم اور کتھا راگ وید اور منو سے پچھلے زمانہ کی ایجاد ہیں۔ ،، (دیکھو تاریخ ہند حصہ اول باب اول فصل ششم صفحہ ۵ مطبوعہ ۱۸۷۵ء) پھر مورخ العصر صاحب فرماتے ہیں۔ اس نئے مذہب (یعنے ہندوؤں کے موجودہ مذہب) کی مقدس کتابیں اٹھارہ پوران ہیں۔ جن کے پیرو کہتے ہیں کہ یہ کتابیں بیاس جی کی تالیف ہیں۔ لیکن حقیقت میں اُن کو آٹھویں۔ سولہویں صدی کے درمیان متفرق مقاموں پر متفرق مصنفوں نے تصنیف کیا ہے۔ ،، ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اور تمام کتابوں میں جو ہر ایک فرقہ کے افسانے بھرے ہوئے ہیں۔ اس سب سے مذہب کے سب ایک مجموعہ نہیں ہیں کہ اس میں ایک کتاب کو دوسری کتاب سے کچھ تعلق و مناسبت ہو وہ ہرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کئے گئے تھے۔ کہ اُن سے کوئی عام طریقہ مذہب کا قائم ہووے۔ لیکن باوجود اس کے وہ سب سے بڑی سند مذہبی سمجھی جاتی ہیں۔ اور چونکہ انہیں کتابوں سے ہندوؤں کا حال کا مذہب قائم ہوا ہے۔ اس لئے کچھ جائے تعجب نہیں ہے کہ ہم اُس میں ایسی ایسی باتیں پاتے ہیں جو باہم مخالف ہیں۔ ،، (دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۸ مطبوعہ ۱۸۸۱ء) اس وقت کے معبودوں کا بیان جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اب بھی ہندو ایک وجود مطلق کے قائل ہیں۔ جس سے تمام مخلوق پیدا ہوئی یا جس کے مادہ سے ساری کائنات وجود میں آئی۔ کیونکہ اُن کے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک ہی ہے۔ لیکن مختلف دیوتوں اور دیویوں کی پرستش کرتے ہیں جن کی تعداد معین کرنی غیر ممکن ہے مگر بعض حسابوں کے موجب جن سے ہندوؤں کا معمولی مبالغہ ظاہر ہے۔ ان کی تعداد تینتیس کروڑ ہے۔ ان میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواح ہیں جنکی شمار لاکھوں سے ہوتی ہے اور وہ کوئی خاص نام یا خصلت نہیں رکھتے (دیکھو کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات ہندوؤں کے دیوتاؤں[1] کی صفحہ ۲۰۵ اور تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۹ مطبوعہ ۱۸۶۶ء)

[1] فاتیہ درحاشیہ۔ بعضے دیوتاؤں سے مراد وہ پانچ دیو دیو جا ہے۔ جسکی آریہ دھرم انوکول ہر ایک نئے دیوتے پتر الیشا آریہ کو ہدایت عام ہے اول پرمیشور۔ دوم ماتا سوم پتا چہارم آچاریہ (اُستاد) پنجم اتتھی۔ ابھیاگت ان پانچوں دیوتوں کی پوجا و تعظیم ہر دو حسب مراتب کرے اور سدا پیار کی بیج بہا ایک خصوصًا اسی سار کی نیا دیر آج تک قائم ہیں اور اُن کا مطلب بھی یہی ہے۔

پورا کرنے ریدہ و مذہب دُنیا میں پھیلانے اکی غرض سے بطور حکمت عملی بنائے گئے پورانوں میں بودھ اوتار بنایا گیا ہے اگرچہ اور سب دیوتاؤں کی بدنامی کی گئی مگر بدھ کو بالکل بے عیب ظاہر کیا گیا ہے۔ جو کہ ایک کامل ثبوت ہے۔ مذہب بودھ کے زمانہ ترقی میں پورانوں کے بننے کا جس کا آپ کو بھی اقرار ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۰۵۔ سطر ۱۸)

بعضے پوران **اکبر بادشاہ** کے وقت تک بنتے رہے اور بعضے **اورنگ زیب** کے وقت تک۔ پورانوں میں **رامانج** کا ذکر ہے۔ اورنگ زیب کے مندر توڑنے کا مفصل بیان پایا جاتا ہے۔ سندھ و راجاؤں کے مسلمان ہونے کے واقعات ہیں۔ تماکو پینے کو جرم گردانا گیا ہے۔ مسلمان (ملیچھ) مندر توڑتے رہے۔ نادر جی روتے ہوئے بدری رائن جی کے پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ وشنو رشی سے ملتے ہیں۔ شنکھ۔ چکر۔ گدا پدم کا مفصل مذکور ہے۔ مگر شنکر آچاریہ کی تصانیف میں پورانوں کا نشان نہیں ملتا۔ پس پُران نہ تواریخ اور نہ مذہبی کتابیں صرف ناولیں یا فسانجات ہیں دور از قیاس توہمات اُن میں بھرے ہوئے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو قرآن و پُران مساوی ہیں۔ ایک دوسرے پر کسی فضیلت سے حاوی نہیں۔

وید میں برہما۔ وشنو۔ مہیش یا کسی دیوتا کی پرستش مذکور نہیں۔ اور نہ اُنکی خدائی کا ذکر کہیں ہے۔ وید میں ایک ہی پرماتما اُپاسنا کے یوگ بتلایا گیا ہے۔ اُسی کی ویدوں میں ہدایت ہے۔ اُسی ایک پاربرہم کو ویدوں نے تمام لوک لوکانتر کا مالک اور سرجنہار فرمایا ہے ویدوں میں ارشاد ہے کہ جو ایک جگدیشر کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ حیوان مطلق وادیہ نادانی میں سرگردان و پریشان رہتا ہے۔ رام۔ کرشن کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ پرشرام و بودھ کا ذکر و بیان کسی اوتار کی داستان ویدوں میں نہیں۔ اور نہ ویدک دہرم کے مطابق اوتار ایشور کا جائز ہے۔ بلکہ وید بتلاتا ہے کہ ایشور حلول نہیں فرماتا وید پرماتما ہی کے ارشاد ہیں۔ اور وہی مبارک ارشاد آریہ دھرم کی بنیاد۔ چھ شاستروں میں بھی ان دیوتاؤں کا مذکور نہیں اور نہ دس اُپنشدوں میں ان کا کسی طرح کا ظہور پس آریہ دھرم یا ویدک دہرم سے یہ الزامات قطعی دور ہیں۔ اور ہم پرانوں کے ماننے اور کسی دیوتا کو ایشور جاننے سے بیزار یا نفور۔

جبکہ ہم یا کوئی اور محقق مزاج پورانوں کو مذہبی کتاب نہیں مانتے اور نہ معتبر گردانتے ہیں تو پھر اُن کے متعلقہ اعتراضوں کی ہماری نظر میں کیا حقیقت ہے۔ اور جو اُن پر اعتراض کرکے فخر کرنا چاہے اسکی کیا وقعت ہے۔

مگر اس حالت میں بھی قرآن کسی طرح اُن سے افضل نہیں۔ کیونکہ جیسا قرآن قصص الاولین ہے ویسا ہی پوران قصص الاولین ہے۔ ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ ایک کو دوسرے پر فضیلت دیں۔ بہرغرض پورانوں کے متعلق اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں۔

برہماجی کی بابت اعتراض تحفۃ الہند صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۲ و ۱۲۳ و ۱۲۵۔ برہما نے اپنی بیٹی کی طرف بُری نظر سے دیکھا۔ اور چاہا کہ اسکو پکڑ لوں۔ مہادیو ظاہر ہوگئے اور فرمایا کہ برہما تم نے جو اپنی لڑکی سے شہوت رانی کرنی چاہی۔ ہم نے تینوں جہان میں ایسا گناہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ تم پر اور تمہاری عقل اور سیدھوالی پر لعنت ہے۔ ایسا گناہ نہ کسی نے کیا۔ نہ کوئی کرے گا۔ از شیو پران حصہ اول کھنڈ دوم صفحہ ۵۰ تا ۵۹۔

جواب۔ یہ کسی فضول نامعقول آدمی کی تصنیف ایک ناولی جھوٹا افسانہ ہے جو بالکل اعتبار کے لائق نہیں۔ کیونکہ ست شاستروں میں اس کا کہیں پتا نہیں مگر تمہاری توریت مقدس جس پر تمہارا الصدق دل ایمان ہے۔ تمہارا خداوند تعالےٰ موسیٰ نبی پر یوں الہام فرماتا ہے "اور لوط صغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکلکر پہاڑ پر جا رہا۔ کیونکہ صغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی اور وہ اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاویں۔ اور اُس سے ہم بستر ہوویں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اُسی رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا۔ کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اُسکو مے پلاویں اور تو بھی جا کے اُس سے ہم بستر ہو کر اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں سو اُس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اس سے ہم بستر ہوئی اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اس کا نام مواب رکھا۔ وہ موابیوں کا جو اب تک ہیں۔ باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اُس کا نام بنی عمی رکھا۔ وہ بنی عمون کا جو اب تک ہیں۔ باپ ہوا" (دیکھو توریت مقدس مطبوعہ لدھیانہ پیدائش باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک سنہ ۱۸۹۳ء وصفحہ ۲۵ کالم ۱) کیا اب بھی تسلی ہوئی یا نہ؟

نتیجہ برہما ۱۔ برہما کا قصہ ایک نامعقول فسانہ ہے جو علماء وید کے نزدیک کبھی اور کسی حالت میں مسلم نہیں۔ نہ کہ خود وید مقدس میں یا شاستر ہائے متبرک میں۔

۲۔ بقول اُس فسانہ کے بھی برہما نے صرف ایک بیٹی کی طرف بُری نظر کی نہ کہ خدانخواستہ زنا

۳۔ اس پر مہادیو نے اسے لعنت ملامت کی نہ کہ معافی

۴۔ جرم وقوعہ نہیں ہوا بلکہ صرف اقدام

۵۔ سزا نہایت زیادہ یعنے لعنت ملامت زجر و تنبیہ

نتیجہ لوط ۱۔ حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ خود خدا نے توریت مقدس میں موسیٰ نبی پر الہام نازل فرمایا۔ نہ کہ کوئی فرضی فسانہ۔

۲۔ خود خداوند کی شہادت ہے کہ حضرت لوط نے اپنی دونوں بیٹیوں کی طرف صرف بُری نظر ہی نہیں کی۔ بلکہ زنا بھی کیا۔

۳۔ اس بدفعلی پر خدا یا جبرئیل ناراض نہیں ہوئے۔ بلکہ خوشنودی کا اظہار فرما کر اُسی مبارک ساعت پر حمل ٹھہرا دیے۔

۴۔ بفعل حرام وہ حمل ضائع بھی نہیں ہوئے۔ اور نہ اسقاط ہوئے بلکہ دو فرزند ارجمند خدا نے بخشے۔

۵۔ حضرت لوط نے صرف زنا ہی نہیں کیا۔ بلکہ شراب بھی پی۔

۶۔ حضرت لوط نے صرف اقدام ہی نہیں کیا۔ بلکہ ارتکاب بھی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴۔ الوہیت پرستی کا طریقہ قائم ہوگیا ہے اگرچہ تردید کو لوگ بالکل نہیں بھول گئے۔ لیکن کر سکا ئے اور علمائے الہیات کے کوئی شخص توحید کی بطور خود مستقل پیروی نہیں کرتا (از تاریخ ہندوستان صفحہ ۴۲ سنہ ۱۸۹۶ء علیگڈھ)۔ اس موجودہ خرابی کو جو پورانوں کے سبب سے آریہ قوم پر دہرم العمل سید وام سے غالب ہے آپکی ہے جسکی تمام درد وید کو چھوڑ کر راستی سے منہ موڑ کر پورانوں کی پیروی کرتا ہے۔ اسی کو اکثر دیانتدار مورخوں نے بیان کیا ہے۔ اور آخر کار اسی نے انصاف کو یہ سکھلا دیا ہے کہ باوجود اس خرابی کے بھی "بجز ہندوستان کے کوئی ملک ایسا نہیں معلوم ہوتا ہے جس میں مذہب و دہرم لوگوں کے پیش نظر رہتا ہو"۔ (تاریخ ہندوستان صفحہ ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۶ء)

۷۔ حضرت لوط نے صرف ایک بیٹی سے بدفعلی نہیں کی۔ بلکہ دو سے

اے محمدی بھائیو۔ ذرا خدا کے واسطے غور کرو۔ کہ اولاد بھی ہوئی مقدس سی بھی بدستور بنے رہے۔ انہیں تینوں کو خداوند تعالیٰ نے نہایت مقدس سمجھ کر جس کر اسی کار خیر و عمل نیک کے واسطے گندھک کی آگ سے بچایا تھا۔ اسی حضرت لوط علیہ السلام پر خدا کا الہام بھی نازل ہوتا تھا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار یعنی بھتیجے تھے۔ معمولی آدمی بھی نہیں بلکہ پیغمبر تھے۔ پس انصاف کرو کہ برہما سے وہ کسقدر زیادہ گناہگار ہیں۔ کسقدر زیادہ بدچلن ہیں۔ اور کسقدر زیادہ نفرت کے لائق ہیں۔ کم سے کم ڈبل مجرم ہوتے ہیں تو کوئی جاہل مطلق بھی انکار نہیں کرتا اور تحفۃ الہند صفحہ ۸۱ پر آپ لکھتے ہیں کہ برہما کا کوئی شخصی وجود نہیں ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو برہما پر کوئی الزام عاید نہ ہوا اور صرف حضرت لوط ہی ملزم ٹھہرے۔

تحفۃ الہند صفحہ ۲۲ و ۲۳۔ ایک بیاہ میں برہما کی منی زمین پر گر پڑی۔ مہادیو نے قتل کرنا چاہا۔ برہما اور بشن نے مہادیو کے قدموں پر سر رکھا۔ اور وجیہ نے بھی بہت خوشامد کی۔ تو راضی ہوئے۔ اور کوہ کیلاش میں رونق افروز ہوئے از شیو پران

جواب۔ ہماری کتب معتبرہ میں اسکا پتہ ندارد ہے۔ پوران فہرست صداقت سے خارج ہیں۔ شاستراں غیر مستند ہیں۔ پس ہم انکی صحت سے انکاری ہیں۔ مگر تمہاری کتب معتبرہ میں ایک ایسا ہی واقعہ موجود ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام تمہارے جد امجد اور پیغمبر اول پر ایسی شامت باعث ندامت ہوئی۔ چنانچہ مفصل حال اسکا تفسیر حسینی میں اس طرح لکھا ہے۔ دیکھو سورۃ کہف، ''در عین المعانی آوردہ کہ آدم را احتلام شد و منی او بخاک آلودہ گشت آدم ازاں حال اندوہناک گشت حق تعالیٰ این دو قوم یاجوج و ماجوج را ازاں خاک آلودہ منی ابو البشر بیافرید و بقول کسے کہ گوید انبیاء علیہ السلام محتلم نمے شوند این قول ضعیف است،، (تفسیر حسینی صفحہ ۵ جلد ۲)

تحفۃ الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۶۱ و ۱۲۹ تا ۱۹۱ و ۲۱ و ۲۰۶ و ۱۲۶۔ برہما نے بارہا جھوٹا دعوے خدائی کا کیا۔ اور بید کو جسکو کلام خدا مانتے تھے۔ اس کا حکم نہ مانا اسواسطے اسکا سر کٹ گیا یا جل گیا۔ اور یہ بات قرار دی کہ جو کوئی لنگ کا آغاز و انجام دیکھ آوے وہی خدا ہے۔ اور جھوٹ کہہ دیا کہ میں نے لنگ کو چھو لیا ہے۔ اور اس بات پر دو گواہ جھوٹے قائم کئے۔ اور اپنی لڑکی پاک سندھیا پر عاشق ہوئے اور برے کام کا قصد کیا جس پر مہادیو نے ان پر ہزار لعنت کی۔ اور دوبارہ اپنی پوتی کے نظارہ حال سے انزال فرمایا۔ اور سداشندہ کو خدا کی عبادت سے باز رکھا۔ اور اندر کے گناہ کو بے گناہوں کی گردن پر رکھ دیا۔ اور پانچواں حصہ ان کی کلام کا جھوٹ اور فحش ہوا۔ چنانچہ یہ سب کچھ سند کے ساتھ فصل اول میں مفصل بیان ہوچکا ہے اب یہ فرمائیے۔ کہ ان سب امور میں سے آپ برہما کی کس کس بات پر انکار کرو گے اور کس کس کام کیواسطے بجا لانا کفارہ کا ثابت کرو گے۔ ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

جواب باصواب۔ آپ نے برہما جی کی نسبت بحوالہ پورانوں کے الزام لگائے ہیں۔ مگر کہیں کسی پوران کی اصل عبارت درج نہیں کی۔ سارا زور آپ کا سوط اللہ الجبار پر ہے۔ ہر جگہ اسی کا حوالہ درج ہے۔ اصل کتب سے کوئی غرض نہیں سوط اللہ الجبار کی منشی **اندرمن** مرادآبادی نے اپنے **اندر بجر المشہور عماد ہند** میں اچھی طرح دھجیاں اڑائی ہیں۔ اور اس کی غلطیاں عام و خاص کی ذہن نشین کرائی ہیں۔ آریہ گرنتھوں کی رو سے جن کی مفصل فہرست ہم اسی پستک میں درج کر چکے ہیں۔ اور ہادی جہان تیرتھاں سوامی **دیانند جی** مہاودوان نے اپنی لاجواب کتاب **ستیارتھ پرکاش** میں بھی لکھ دی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۰ سے ۷۳ تک) کوئی اعتراض برہما جی یا کسی اور رشی منی پر نہیں آسکتا۔ آریہ سماج محمدیوں اور عیسائیوں سے لاکھ گنا زیادہ ان مخالف حق گرنتھوں اور وید ورودھ پستکوں یعنی پورانوں کا رد کر رہا ہے۔ جس کے سبب سے ویدک دھرم روز افزوں ترقی پکڑ رہا ہے مگر ہم بتلاتے ہیں کہ دین اسلام کے عموماً نبی اور خصوصاً ختم المرسلین محمد صاحب ان اعتراضوں کے سراپا زیر بار ہیں وہ دوسروں کے طبیب نہیں۔ بلکہ انہیں امراض کے خود بیمار ہیں۔ ہم غیر معتبر قصانوں جیسے امیر حمزہ و الف لیلہ کی شہادت نہ لاویں گے۔ بلکہ خدائے اسلام اور علمائے اسلام کی اصل کتابوں کی اصلی عبارت سنا دیں گے تاکہ کسی طرح کا آپ کو شک نہ رہے۔

پیغمبروں نے خدائی کا دعوے کیا

تمہارے ہاں بھی نبیوں نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔ عیسیٰ مسیح روح اللہ نے خدائی کا دعوے کیا اناجیل اربعہ شاہد ہیں تمام امت اس کی اس کو خدا مانتی ہے۔ سینکڑوں محمدی بھی دین اسلام سے تائب ہو کر اس کی خدائی کے مقر ہوگئے ہیں اور یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ اس میں سے چند فضلا نے دین اسلام کے رد میں کتابیں بھی لکھی ہیں (مفصل دیکھو **نیاز نامہ** مصنفہ مولوی صفدر علی صاحب انسپکٹر مدارس اور **الجوہر القرآن** مصنفہ مولوی عبداللہ آتھم صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر حال مقیم امرتسر اور تحقیق القرآن و تاریخ محمدی اور ہدایت المسلمین و نغمہ طنبوری مصنفہ مولوی عمادالدین صاحب رئیس پانی پت وغیرہ وغیرہ)

خود حضرت محمد صاحب نے بھی خدائی کا دعوے کیا۔ اپنے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا یداللہ فوق ایدیہم[1] قرآن ترجمہ میں خدا کے نور سے ہوں۔ اس حدیث پر مصنف مثنوی اصول دین ہندو لکھتا ہے۔

شعاع نور سے کیف خدا ہے   بظاہر نور ایزد سے جدا ہے

شیخ فریدالدین عطار سرآمد صوفیان روزگار نے حدیث لی مع اللہ وقت سے محمد صاحب کو خدا ثابت کیا ہے۔

من خدایم من خدایم من خدا   فارغم از کبر و کینہ و ز ہوا
بود شخصے گفت مارا ایں چنیں   اے تو کافر اے تو داری کیش و دیں
پیشوائے ما و تو چوں مصطفیٰ است   لاجرم تو آنچہ گوئی کے رواست
بعد ازاں عطار گفت اے کور گر   از رموز سر عشقے بے خبر
تو بہ بند صورتے وا ماندۂ   کے تو حرف حق احمد خواندۂ
لی مع اللہ گفت احمد در بیاں   تو کجا دانی کہ ہستی بے نشان
راز ناس گفت احمد از صفا   تو کجا ہستی کہ دانی بے وفا
تو بصورت ہم چو کافر ماندۂ   واصل حق را تو کافر خواندۂ،،

مثنوی رومی میں ایک اولیا اور بایزید بسطامی کا مکالمہ درج ہے۔ جس میں اس ولی نے اپنے آپ کو خدا لکھا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ   گرد کعبہ صدق بر گردیدۂ
طاعت من طاعت و حمد خداست   تا نپنداری کہ حق از من جداست
چشم نیکو باز کن در من نگر   تا ببینی نور حق اندر بشر
کعبہ را یک بار بیتی گفت یار   گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

مثنوی رومی دفتر دوم صفحہ ۲۴۷ سنہ ۱۲۷۲ حیدری بمبئی۔

---

[1] قرآن سورۃ الیسف ع ۴ منزل

فاضل باکمال مولوی میر ضیاء الدین صاحب عبرت فرماتے ہیں۔

ز دریا موج گوناگوں برآمد   ز بیچونی برنگ چوں برآمد
گہے در کسوتِ لیلیٰ فرو شد   گہے بر صورتِ مجنوں برآمد
ازیں دریا بدیں امواج پُرنم   ہزاراں گوہر مکنوں برآمد
کیا بے رنگی سے جب رنگ پیدا   ہوا انوارِ محمد تب ہویدا
ہوئی جب شکلِ احمد آشکارا   ہوا آپ ہی خود اپنے پر شیدا
ہر ایک عالم کو گوناگوں بنایا   وہ بیچوں بیگوں چوں میں آیا
ہزاروں شان میں ہو کر وہ گلدا   کبھی واحد ہوا گاہ عددا
نہ کعبہ سے غرض نہ طالبِ دیر   ہے مقصد اسکو اپنی جلوہ کی سیر
سبھی ہیں پر سبھی سے ہے جدا وہ   کہاتا ہے خدا گہ ناخدا وہ
وہ گاہے یار اور گاہے ہے اغیار   وہی سمجھے جو ہو واقفِ اسرار
وہ کس کس شان میں ہو کر ہویدا   وہ آپ ہی اپنے اوپر ہو گئے شیدا
وہی دیر و حرم میں جلوہ گر ہے   کہ ہر ایک سنگ میں مخفی شرر ہے
ہے اک شعلہ سے اے شیخ و برہمن   چراغ کعبہ و بت خانہ روشن
نظام ہستی احول کے دو بیں ہے   مبصر کو تو فرق اسمیں نہیں ہے
کہ اک عالم ہی وحدت دیکھتا ہے   تو اک عالم ہی کثرت دیکھتا ہے
نظر میں راستاں کے دل ہے کعبہ   ہے سنگِ سرخ اُسکے آستاں کا
نہ کچھ فارق۔ کوئی مفروق ہوگا   وہی عاشق وہی معشوق ہوگا"

(دیکھو سہ پارہ مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۵ء میں حمد خدا تعالےٰ صفحہ ۴ و ۵)

مولوی جامی نے یوسف نبی کو خدا کہا۔

نہے بود از سپہر آشنائی   از کون و مکاں را روشنائی
مقدس نوری از قید چہ و چوں   سر از جلباب چوں آورد بیروں
چو آں بیچوں رہ چوں کرد آرام   پئے روپوش کردہ یوسفش نام

قولہ مقدس نورے از قید چہ و چوں "تا آخر بیت" یعنی اے حضرت یوسف۔ بودند۔ مگر نور ذات مطلق کہ پاک ست از چوں و چرا از جلباب چوں یعنی صورت یوسف بر آورد و برائے پردہ پوشی نام آن یوسف کردہ (زلیخا ۱۳۱۵ھ صفحہ ۲۰ نولکشور)۔

ایک مولوی کا بجو یکتا ہی ہے ہم کو سند   احمد ہے سوا احمد ہے احمد ہی احمد
صدیقی۔ احمد کو ہم نے جان لکھا ہو وہی اللہ   مذہب سمجھ ادہر ہوگا کسی بو الفضول کا ۔
ضامن۔ کوئی سمجھتا ہے احمد کو مشبہ بالکل   خدا رسیدوں ای اس نے انکو خدا سمجھا

احمد سے کون بن آیا ہے احمد   محمد ہے محمد ہے محمد
تشکل بشر ہے آں نور سرمد   محمد ہے محمد ہے محمد
بسجدہ او معلم گشت کعبہ   بطوف او مشرف گشت قبلہ
بوسہ او معزز سنگ اسود   محمد ہے محمد ہے محمد
کہا جبرئیل کو مسجد میں آکر   پس پردہ وہاں ہے کون ساکن
وہاں ہو وے احمد اور یاں ہو احمد   محمد ہے محمد ہے محمد
کہا جبرئیل نے آکر کے او دا   مجھے کیوں بیچ میں تم نے پھرایا
سوائے ذات اقدس کیا باشد   محمد ہے محمد ہے محمد
کھلا جب عائشہ پر سر مکنوں   رسول اللہ تم کو میں کہوں کیا
خدا تم کو کہوں گی یا محمد   محمد ہے محمد ہے محمد

محمد صاحب نے قرآن کا حکم توڑا

قرآن میں لکھا ہے کہ بغیر زنا کے عورت کو طلاق مت دو مگر محمد صاحب نے اسکے خلاف عمل کیا۔ یعنے مسمات بی بی سودہ کو اس جرم پر کہ وہ بوڑھی ہو گئی تھی۔ بغیر زنا کے طلاق دیدیا چنانچہ قرآن میں لکھا ہے۔ سورۃ طلاق لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا ان ياتين بفاحشة مبينة۔ ترجمہ مت نکالو عورتوں کو گھروں سے اور چاہیئے کہ وہ بھی نہ نکل جاویں۔ مگر جبکہ ظاہری بیحیائی عمل میں لاویں۔ "دوارباب سیر رانند کہ حضرت پیغمبر سودہ بنت زمعہ را طلاق دادہ او بر سر راہ حضرت نشست تا وقتے کہ سید عالم رسید۔ سودہ بزبان تضرع گفت یا رسول اللہ رجعت نمائے من بخدا سوگند کہ دوستی مرد در دل ہیچ نماندہ لیکن مے خواہم کہ فردائے قیامت در زمرہ زنان تو محشور شوم و نوبت خود را بعائشہ مے بخشم حضرت او را مراجعت فرمود و بروز نوبت او در خانہ عائشہ مے بود۔ (تفسیر حسینی جلد ا سورۃ نسا صفحہ ۱۳۷) اور اسی طرح محمد صاحب نے توریت کا حکم۔ ماہی بے پر جو بمنزلہ سور حرام تھا اسکو حلال کر دیا (توریت احبار ۱۱)۔

جھوٹ کا ثبوت بر خلاف تمام گزشتہ نبیوں کے اور توریت و زبور وغیرہ کتابوں کے جھوٹا دعوے کیا۔ کہ میں خدا کا نبی ہوں اور بالکل غلط کہا کہ یہودی کہتے ہیں عزیز ابن اللہ ہے۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ عیسیٰ مصلوب نہیں ہوا۔ اور یہ بھی غلط کہا کہ میں رات کو معہ گھوڑے کے زینہ پر چڑھ کر آسمان پر خدا سے ملاقات کرنے گیا تھا (دیکھو قرآن سورۃ نجم اور دیکھو سورہ بنی اسرائیل احادیث بخاری مندرجہ صفحہ ۵ و ۶ تائید الاسلام ۱۲۹۸ھ جلد ا نمبر ۲ مراد آباد۔ تفسیر صافی و کافی کلینی میں روایت حبیب ابن بشیر اور معالم التنزیل۔ سورۃ نحل آیت ۱۰۸)۔

حضرت علی نے جھوٹ کہا ہے۔ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ نے جھوٹ کہا۔ جبرئیل و موسیٰ کا فریب۔ اسحاق پیغمبر نے جھوٹ بول کر باپ اور خدا کو فریب دیا۔ ابراہیم پیغمبر نے جھوٹ بول کر اپنی جورو کو بہن کہا اور بہن ہی نہیں بلکہ پھر اُس سے شوہری برتاؤ کیا (دیکھو تاریخ انبیا مطبوعہ ۱۲۷۶ھ دہلی صفحہ ۲۰۲ و ۲۰۸ و ۲۰۵ سطر ۲ و ۳۲ اور صفحہ ۹۶۔ اور توریت پیدائش باب ۲۷۔ اور باب ۲۰۔ آیت ۱۲۔ اور باب ۲۶۔ آیت ۸۔ اور تاریخ انبیا صفحہ ۴۸ و ۵۳ مطبوعہ مرتضائی دہلی و تاریخ طبری صفحہ ۵۰، ۶۴۔ ۱۲۹۱ھ نولکشور)

شرعیت میں تقیہ یعنے موقعہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ لا واللہ ما علی وجہ الارض من شیء احب الی من التقیہ اور عقوبت الضالین میں بحوالہ کتاب ہدایت المسلمین کے لکھا ہے "شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ علی نے اور محمد صاحب نے تقیہ بھی کیا ہے۔ اس لئے ہم پر تقیہ فرض ہے یعنے کسی مطلب کے لئے جھوٹ بولنا" (عقوبت صفحہ ۸۰ و ہدایت صفحہ ۲۶۷ دبدبہ نمبر ۹۷۵) شنا پیر طریقت شیخ مصلح الدین سعدی لکھتا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز (گلستان باب اول) پھر امام غزالی صاحب فرماتے ہیں "رسول صلی اللہ علیہ وسلم در دروغ رخصت دادہ در سہ جائے یکے در حرب کہ عزم خود با خصم راست نگوید و دیگر چوں میان دو کس صلح افگند سخنے نیکو گوید از ہر یکے بدیگرے اگرچہ او نگفتہ باشد و دیگر کسے کہ دو زن دارد با ہر یکے گوید ترا دوست تر دارم" (دیکھو کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ نولکشور ۱۲۷۹ھ) اور مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۹۵ و ۵۵ اور تحفۃ الاخبار نمبر ۹ و ۱۹۳)

محمد صاحب نے اپنے بیٹے کی جورو سے بلا نکاح صحبت کی

مساۃ زیب زوجہ زید پسر متبنی خود سے آنحضرت نے بلا نکاح صحبت کی اور جھوٹ بولا کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح پڑھا ہے اور جبرئیل گواہ ہے۔ بدی کا قصد ہی نہیں کیا بلکہ کر بھی لی مفصل دیکھو تفسیر حسینی جلد دوم سورۃ احزاب صفحہ ۱۶۲ (۱۲۸۶ھ)

مسماۃ حوا جو آدم کے جسم سے نکلی تھی جس طرح بقول پرانوں کے پاک رہا کے جسم

سے اُس سے حضرت آدم نے جماع کیا۔ باک یعنے کلام کا مُنہ سے نکلنا ایک سیدھا سادہ علمی استعارہ ہے یہ کسی عورت کا نام نہیں۔ اور نہ برہما جی کی بیٹی کا نام ہے چنانچہ امرکوش میں لکھا ہے

गीर्वाक् वाणी सरस्वति

یعنے گی۔ واک۔ بانی۔ سرسوتی یہ چاروں نام کلام یا گفتگو کے ہیں۔ مگر حضرت آدم پر اعتراض تا قیامت باقی رہے گا۔ اسی طرح حضرت آدم کے تمام بیٹے اپنی بہنوں سے محبت کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا۔ (توریت باب پیدائش اور تاریخ انبیاء صفحہ ۱۰ ایڈیشن ۱۲)

نمبر ۵۔ کا جواب یہ ہے کہ جب سارے مسلمان محمد صاحب کے فرزندوں کی جگہ پر پھر حضرت نے طبقہ اول کے مسلمانوں کی بیٹیوں سے کیوں شادی کی جو صریح الزام ہے غور سے سوچو۔

۶ محمد صاحب نے مسلمانوں کو خدا کی عبادت سے روکا

طبقہ اول کے مسلمان زیادہ عبادت کرنا چاہتے تھے محمد صاحب نے اُن کو منع کیا۔ ایسا نہ ہو کہ اُن کے زیادہ عبادت کرنے کے سبب لوگ اُن کی طرف جھک جائیں۔ چنانچہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے و در اکثر تفاسیر ذکر اند کہ روزے حضرت رسالت پناہ برائے صحابہ وصف قیامت مے کرد و از احوال شمہ آنروز باز مے نمود تنے چند اصحاب کہ صدیق و مرتضےٰ و ابن مسعود و مقداد و ابوذر و سلیمان از ایشاں بودند در خانہ عثمان بن مظعون مجتمع شدند و براں اتفاق کردند کہ بقیۃ العمر روز بصیام و شب بقیام گذرانند و بر فراش خواب نکنند و گوشت و چربی نخورند و گرد زناں نگردند و ترک دنیا کردہ گلیم پوشیدہ گرد عالم برآیند و بریں اتفاق سوگند یاد کردند۔ ایں خبر بحضرت رسالت پناہ رسیدہ بایشاں گفت کہ من مامور نیستم آنچہ شما فکر کردہ اید بدرستیکہ نفس شمارا بر شما حق است پس روزہ دارید و افطار کنید و در شب قیام نمائید و بخسپید کہ من پیغمبرم و خواب مے کنم و روزہ مے دارم و افطار مے نمایم و گوشت و چربی مے خورم و بزناں مے آیم و ایں آیت نازل شد یا ایہا الذین آمنوا (سورۃ المائدہ صفحہ ۱۵۵ و ۱۵۶)

۷ محمد صاحب کی کلام میں ۱۵ سے ۱۴ غلطیاں ہیں

چنانچہ محدث بخاری نے مُلک مُلک پھر کر چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں۔ پھر در پے امتحان ہوا تو آخر کار ۵۹۹۰ حدیثیں لا اصل ٹھہرا کر رد کر دیں فقط ۴۰ حدیث قبول کیں۔ مشکوٰۃ میں لکھا ہے و بثبوت پیوستہ کہ بخاری گفتہ من صحیح جامع خود را از شش صد ہزار حدیث تخریج نمودہ ام۔ (جلد اول صفحہ ۱۱) ابو داؤد نے پانچ لاکھ جمع کیں اُن میں سے بقول بعضے چار ہزار آٹھ سو اور بقول بعضے چار ہزار قابل اعتبار گرداں کر باقی رد کر دیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ بخاری وغیرہ نے کل احادیث کا جائزہ لے کر اُن کے ۱۵ حصہ قرار دے کر ۱۴ حصہ مردود اور ایک حصہ مقبول ٹھہرایا۔ برہما جی کی بابت اگرچہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں لکھا ہے کہ اُس کی کلام کا پانچواں حصہ جھوٹ ہے حالانکہ شاستروں میں ہے کہ ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے اگر ہے تو کسی گرنتھ سے شہادت دو ورنہ ؎ دروغ آدمی را کند شرمسار ٭ دروغ اے برادر مگو زینہار۔ پس ان سب امور میں آپ قرآن اور محمد صاحب کی کس کس غلطی سے انکار اور کہاں کہاں اقرار کروگے؟؟ جسنے اپنے ہاتھوں کو خدا کا ہاتھ بتلایا اور اپنے آپ کو پوجوایا۔ جس کی اُمت کے بانی آدمیوں نے جسکو خدا یعنے احمد بے میم (احد) ٹھہرایا۔ مولوی رومی جیسے علماؤں نے جسے اوتار بتلایا۔ جس نے خدا کے تمام گذشتہ حکموں الہاموں کی تقویم پارینہ کی طرح بے قدری کی۔ اور جھٹلایا۔ جسنے اپنے آپ کو ختم المرسلین کہلایا۔ جسنے پرانے نبیوں کے قانونوں سے منہ موڑ نیا دین چلایا۔ جس نے بہت جھوٹے دعاوی اپنی کتاب قرآن میں لکھے ہیں اور جس نے لوٹ مار ذریعہ ترقی سمجھ کر تلوار کے ڈر سے لوگوں کو گرویدہ بنایا جس نے اپنے بیٹے کی بہو سے بلا نکاح جماع کیا۔ اور الزام خدا پر لگایا۔ اور ایک جھوٹا فسانہ بنایا کہ خود خدا نے عرش پر میرا نکاح زینب سے پڑھا۔ اور جبرائیل گواہ بنایا۔ جس نے ریاضت و نفس کشی سے لوگوں کو باز رکھ کر ۷۲ حور اور ۷۲ غلماں کی دام زلف میں پھنسایا۔ اور خدانخواستہ بہشت کو ایک شہوت خانہ بنایا۔ جس کے کلام میں ۱۴ حصہ جھوٹ اور ایک حصہ سچ مطالعہ میں آیا بھلا کیا ایسا شخص خدا کا رسول اور ہادی ہوسکتا ہے اور کیا ایسے شخص کی سفارش سے کسی طرح کی دین و دنیا کی بھلائی ہونی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس ہم کو بقول تمہارے کہنا پڑا۔ ؎

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

بتس کی بابت اعتراضوں کا جواب

تحفۃ الہند صفحہ ۱۳۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۳۱ و ۲۳۲۔ از انجملہ ایک پیشوا ان کے بتس جی ہیں جنہوں نے دھوکا دے کر برندا جلندھر کی جورو سے زنا کیا۔ اور اسکی بددعا سے پتھر بن گئے۔ ۱۲

جواب۔ دین اسلام کے پیغمبروں اور پیشواؤں میں سے ایک بھی ایسا پیغمبر جس کے عمدہ چال چلن سے دنیا کو نیکی اور اخلاق کا سبق حاصل ہو۔ معمولی دینداروں کی حالت کو ہم کیا کہیں اور کس کے آگے بیان کریں۔ جبکہ بڑے بڑے پیغمبروں کے چال چلن کا یہ حال ہو۔ ایسے موقعہ پر ہم کو اسلام کی حالت دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ تو نے خود بانیان اسلام کا کیا اخلاق سدھارا۔ جو لوگوں کا سنواریگا۔

تو بہ خویشتن چہ کردی کہ کنی بدیگراں ہم ٭ حقا کہ واجب آمد ز تو احتراز کردن

اسلام کے نامی گرامی بلکہ الہامی پیغمبروں میں سے ایک حضرت داؤد ہیں۔ جنہوں نے اوریا کی جورو بلیتسار بنت سبع کو ورغلا کر اُس سے زنا کیا۔ اور اوریا اُس کے خاوند کو فریب سے دھوکا دے کر قتل کرا دیا۔ اگر کسی متعصب مولوی کو انکار ہو تو ہم شہادت پر تیار ہیں۔ دیکھئے تمہاری مقدس کتاب سموئیل میں خدا اس طرح فرماتا ہے "وہ ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا۔ اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ اُنہوں نے کہا۔ کیا وہ الیعام کی بیٹی (بنت سبع) حتی اوریاہ کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اُس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اُس پاس آئی اور اُس سے ہم بستر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر کو چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔ سو اُس نے داؤد پاس خبر بھیجی۔ کہ میں حاملہ ہوں۔" (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۵ تک) اوریاہ کے مروا دینے کے بعد داؤد نے اُس کو جورو کر لیا۔ اور داؤد پیغمبر کے نطفہ سے اُس عورت کے شکم سے پیغمبر زادہ حرام کا لڑکا پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۱۔ آیت ۲۶ و ۲۷ صفحہ ۳۰۱ کالم ۲ مطبوعہ ۱۸۸۳ء)

پھر اُسی عورت سے داؤد نے دوبارہ صحبت کی۔ اور حمل ٹھہرایا۔ اور اُسی عورت سے حضرت **سلیمان** پیغمبر پیدا ہوا۔ (دیکھو سموئیل ۲ باب ۱۲۔ آیت ۲۴ و ۲۵ صفحہ ۲۸۲ کالم ۲ مطبوعہ ۱۸۸۳ء لودھیانہ)

حضرت داؤد نے اُس عورت کو جب کہ وہ نہا رہی تھی۔ علانیہ برہنہ دیکھا (سموئیل ۲ باب ۱۱ آیت ۲) حضرت داؤد وہی اسلام کے ہیں جن پر خداوند تعالےٰ نے زبور مقدس نازل فرمائی۔ اس کے ساتھ ہی دیکھو قرآن سورۃ ص اذ دخلوا علی داؤد ففزع منہم قالوا لا تخف خصمٰن الخ۔ اسکے حاشیہ پر صفحہ ۴۴۴ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ داؤد علیہ السلام نود و نہ زن داشت مع ہذا زن دیگر کہ در خطبہ شخصے یا در نکاح او بود درخواست کرد۔ خدا تعالےٰ فرشتگان بجہت تنبیہ داؤد بشکل خصوم متمثل

ساخت۔ اشارت بایں قصہ است دریں آیات،، اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ بعضے از مفسداں ایں قصہ را بر وجہے ایراد کردہ اند کہ شرع و عقل در قبول آں ابا میکند وغیرہ۔ اور اسی کے متعلق تفسیر میں ہے۔ قیل فریقان لیطابق ماقبل من ضمیر الجمع و قیل اثنان والضمیر بمعناہما والخصم یطلق علی الواحد والاکثر وہما ملکان جاءا فی علی ما وقع منہ وکان لہ تسع وتسعون امرأۃ وطلب امرأۃ شخص لیس لہ غیرہا وتزوجہا ودخل بہا،، (دیکھو تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری بمبئی ١٨٩١ء صفحہ ١١٥) اور قرآن مطبوعہ مجتبائی دہلی ١٢٩٩ھ صفحہ ٦٠٩ پر لکھا ہے۔ دیکھو ف ٢) اور دیکھو تاریخ انبیا ذکر داؤد صفحہ ١٥١ سے ١٥٣ آگاہ ١٢٦٤ھ و سیرت الرسل و بحر مواج و لب لباب و اخلاق الصالحین میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ داؤد نے ضرور زنا کیا،،

کرشن جی کا واقعہ کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ مگر داؤد کا قصہ عموماً دین اسلام کی مستند و الہامی کتابوں میں لکھا ہے۔

اعتراض صفحہ ٢٥ و ٥٨ حجۃ الہند اسکند پوران کے ادھیا چھیاویں میں لکھا ہے۔ کہ کرشن جی نے بعد راجا دیوداس راجا کاشی کے یہ ہدایت عام فرمائی کہ جہاں کا خالق کوئی نہیں خوبرویوں کے ساتھ عیش کرنا ہی حکمت اور نجات۔ اور جسم کا فائدہ ہے اور جورو اور بہن اور بیٹی میں فرق جاننا بے عقلی ہے تمام عورتوں کو یکساں جانکر جس سے دل چاہے مزا کرے۔

جواب۔ یہ راجا بہت قریب زمانہ کا ہے۔ جبکہ مذہب بام مارگ ہندوؤں میں چلا تھا۔ جو کہ زنا و شراب نوشی و گوشت خوری و بدعملی کی بنیاد ہے۔ کسی کشن نام برہمن بام مارگی نے یہ کام کیا ہوگا۔ جیسا کہ اب بھی بام مارگی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر وید دھرم کے قطعی مخالف ہیں اور مہاتما پنڈت اس طریقہ کو بالکل ناپاک سمجھتے ہیں دیکھو لفظ بام پر شبد استوم مہاندھی۔

تاریخ الخلفا میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ قال لما افضت الخلافۃ الی الرشید وقعت فی نفسہ جاریۃ من جواری المہدی فراودہا علی نفسہا فقالت لا اصلح لک ان اباک قد طاف بی فشغف بہا وارسل الی ابی یوسف فسالہ اعندک فی ہذا شئ فقال یا امیر المومنین او کلما ادعت امۃ شیئاً ینبغی ان تصدق لا تصدقہا فانہا لیست بمامونۃ۔ قال ابن المبارک فلم ادر ممن اعجب من ہذا الذی وضع یدہ فی دماء المسلمین واموالہم یتحرج عن حرمۃ ابیہ او من ہذہ الامۃ التی رغبت بنفسہا عن امیر المومنین او من ہذا فقیہ الارض وقاضیہا قال اہتک حرمۃ ابیک واقض شہوتک وصیرہ فی رقبتی۔ فصل رشید کی چند خبروں میں۔ خدا اسکو معاف کرے۔ سلفی طیوریات میں اپنی سند سے ابن مبارک سے روایت کرتا ہے۔ کہ جبوقت خلافت ہارون رشید تک پہنچی۔ تو اس کے اوپر مہدی اس کے باپ کی ایک مدخولہ گر پڑی پس اس نے اس کے نفس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا۔ اس نے کہا تیری بھلائی یہ ہو کہ تیرے باپ نے میرے ساتھ صحبت کی ہے۔ ہارون رشید فریفتہ ہو گیا۔ اور آدمی بھیجا ابو یوسف امام زماں کے پاس۔ اور اس سے سوال کیا کہ اس کے جواب میں بھی تیرے پاس کوئی چیز ہے۔ امام نے فتویٰ دیا کہ اے امیر المومنین جس چیز کو وہ طلب کرتی ہے چاہیے کہ تو اس کو دے دیوے تاکہ میں اس کی تصدیق کروں کیونکہ وہ مامون نہیں ہے۔ یعنے عورت کی قابل اعتبار نہیں اسکو تصرف میں لانا چاہیئے۔ کہا ابن مبارک نے کہ مجھے معلوم نہیں زیادہ عجیب اس شخص سے کہ جسنے رکھا ہے۔ ایسا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور مال میں اور دخیل ہوتا ہے یعنے باپ کی حرمت میں۔ یا اس عورت سے جسنے کہ رغبت کی اپنی جان سے امیر المومنین کو۔ اور اس فقیہ الزماں اور قاضی سے کہ جسنے فتویٰ دیا کہ اپنے باپ کی حرمت کو پھاڑ ڈال اور اپنی شہوت کو پورا کر اور اس کو اپنے تصرف میں لے آ،، (صفحہ ١٩٧ ١٣٠٩ھ مجتبائی دہلی)

کرشن جی کی بابت اعتراضوں کا جواب

حجۃ الہند صفحہ ١٤١ سے ١٤٤ و ٢٥ و ٢٤ و ٥ اعتراض کرشن کا شرک کرنا۔ اور شرک کا حکم دینا۔ خود برہمنوں کی اور مہادیو کے لنگ کی اور بت پرستی کی۔ اور آگ کی پرستش کرنا۔ اور دوسروں سے کروانا اور دیوتا کے واسطے جگ کا حکم دینا۔

جواب۔ کرشن جی نے۔ تو کبھی شرک کیا اور نہ شرک کا حکم دیا بلکہ ہمیشہ شرک سے نفرت کرنے اور لوگوں کو راہ راست کی ہدایت دیتے رہے۔ مہابھارت شانتی پرب ادھیا ٥٢ میں لکھا ہے۔ ध्यान पथमास्थाय सहता
ज्ञानान्यवलोक्य ततः पश्चात दध्यौ ब्रह्म सनातनम्"
یعنے سری کرشن جی نے یوگ کی حالت میں گیان کے ذریعہ سے تحقیق کرکے اس سناتن برہم پرماتما کا دھیان کیا۔ ہاں اگر کرشن جی کے شرک سے مراد برہمنوں کی تعظیم و تکریم ہے۔ تو اس کے ہم اقبالی ہیں۔ بے شک کرشن جی نے جو کہ ایک نیک انسان اور فاضل آدمی تھے۔ برہمنوں کی خدمت کی اور تا زیست کرتے رہے کیونکہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ہر کہ خود را دید او محروم شد

اور وید میں حکم ہے کہ پانچ کام روزمرہ انسانی فرائض سے ہیں (١) عبادت اُپاسنا یعنے صحت روحانی کا علاج (٢) اگنی ہوتر یعنے صحت جسمانی کا علاج (٣) پتر یگ یعنے ماتا پتا و اچاریہ برہمن کی خدمت و تعظیم۔ (٤) اتتھی یگیہ یعنی مہمان نوازی (٥) غریب غربا کے واسطے جو مستحق ہو خیرات۔ برہمنوں کی تعظیم اگر شرک ہے۔ تو ماں باپ کی تعظیم و تکریم بھی شرک ہے۔ اور یہ نوح سے لے کر سب پیغمبر کرتے رہے۔ پس بقول تمہارے سب مشرک ہوئے۔ مگر ایسا نہیں کیونکہ یہ جرم نہیں بلکہ ثواب ہے۔ اور اخلاق حسنہ کا فتح الباب ہے۔

مہادیو کے لنگ کی کرشن جی نے پوجا نہیں کی۔ اور نہ کرشن جی کے وقت میں یہ بدفعلی رائج تھی۔ اس کا رواج بہت پیچھے چلا ہے۔ کرشن جی تو ایک پرماتما کے بھگت تھے مفصل دیکھو گیتا کا آٹھواں ادھیا۔ اور اگر ہوم سے مراد آتش پرستی ہے۔ تو یہ صرف آپ کی عقل کی پستی ہے۔ ہم آگ کی پرستش نہیں کرتے۔ بلکہ ویدک ہدایت کے مطابق ہوم کرتے ہیں۔ اور آگ کے پوجاری کو وید الوکول برا سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی کرشن جی بھی سمجھتے تھے۔ مگر یہ اعتراض تمہارے قرآن اور دین اسلام پر آتے ہیں۔

محمد صاحب نے شرک کیا۔ سنگ اسود کو چوما۔ اور اس کی برکت سے اس کے گناہ دور ہوئے کعبہ کی پرستش کی۔ اور سنگ اسود کو خدا کہا۔ بتوں کی تعریف کی۔ ١٨ ماہ تک یہودیوں کی خاطر بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ جبکہ کعبہ میں ٣٦٠ بت موجود تھے۔ تب بھی اسی بت خانہ کی طرف سجدہ کرتے رہے۔ ساری دنیا کو مکان پرست بنا دیا۔ خدا کو محدود ایک دیسی کعبہ کا مکیں ٹھہرایا شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر بتلایا۔ خدا کے مقابلہ میں گمراہ کرنے والا اور خدا کا مخالف قائم کرایا۔ لوگوں کو چاہ جہالت میں گرایا۔ پس خود محمد صاحب نے شرک کیا۔ اور شرک کا حکم دیا حجۃ الہند صفحہ ٥٣۔ کرشن جی جراسندھ کے خوف سے دوارکا میں بھاگ کر جا بیٹھے تھے،،

(از مہابھارت سبھا پرب)

جواب۔ جس طرح محمد صاحب بخوف قریش مکہ سے بھاگ کر غار ثور میں جا چھپے اور وہاں پر تعاقب کرنے سے مدینہ کو بھاگ گئے۔ اور ایسے ایسے حیلے کئے کہ کسی بہادر سے کیا بلکہ معمولی آدمی سے بھی ناممکن ہیں۔ خدا نے بھی اپنی کن فیکونی طاقت کو بھلا کر حیلہ بازی سکھلائی۔ اسی روز سے سال ہجری مقرر ہوا۔ جو حضرت کی مفروری کی تاریخ ہے۔ حملہ حیدری میں لکھا ہے۔

چو بوبکر زاں حال آگاہ شد　زخانہ بیروں رفت و ہمراہ شد
گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش　نبی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجۂ راہ رفتن گرفت　پے خود زدشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندے بداماں دشت　قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر آنگہ بدوشش گرفت　ولے زین حدیث ہست جائے گفت
برفتند القصہ چندے دگر　چو گردید پیدا نشان سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب　کہ خوانندی عرب غار ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے　ولے پیش بنہاد بوبکر پائے
ہر جا کہ سوراخ با غار دید　قبارا بدرید و آں رخنہ چید
در آمد رسول خدا ہم بغار　نشستند یکجا بہم ہر دو یار
بغارا اندروں تا سہ روز و سہ شب　بسر برد آں شہ بفرماں رب

اور ناسخ التواریخ میں خود حضرت علی کا اقبال بھی درج ہے۔ کیونکہ دھوکا محمد صاحب کی مرضی اور ترغیب سے دیا گیا تھا۔ مورخ گبن صاحب نے لکھا ہے ”اگرچہ قاتل دروازہ پر نگہبانی کر رہے تھے۔ مگر وہ دھوکے میں آ کر علی کو محمد سمجھے ہوئے تھے۔ جو رسول کے بستر پر انہیں کی سبز چادر اوڑھے سو رہا تھا“ (تواریخ زوال روم واعجا۔ صفحہ ۸۸) ایک اور جگہ گبن صاحب نے لکھا ہے ”قریش لوگوں نے محمد صاحب کی تلاش میں مکہ کی تمام نواح چھان ڈالی اور اُس غار پر بھی پہنچے۔ جس میں آپ اور اُن کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ مگر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مکڑی کے جالے اور کبوتر کے گھونسلے نے جو خدا نے کافروں کو دھوکہ دینے کے لئے پیدا کر دیا تھا۔ اُن کو یقین دلایا کہ اُس جگہ کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی وہاں آیا ہے“ (دیکھو تاریخ زوال رومتہ الکبرے و اعجاز صفحہ ۸۲)

محمد صاحب چند آدمیوں کے خوف سے بھاگے اور کرشن جی ایک لشکر جرار کے مقابلہ میں سے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

تحفۃ الہند ۲۴۱۔ ایک بار کرشن جی نے رکمنی سے فرمایا کہ جو کوئی تمہارے لائق ہو اسکے گھر جا بیٹھو۔ میں تم سے محبت نہیں رکھتا۔ رکمنی نہایت خفا اور غمناک اور پریشان ہوئی تو آپ نے رکمنی کو گلے لگا کر فرمایا کہ جب کوئی عورت حسین خفگی سے ناک بھوئیں چڑھاتی ہے تو عجب دلربا نظر آتی ہے۔ اسواسطے ہم نے تم سے یہ بات کہی تھی تاکہ تم خفگی فرما کر اپنی بھوئیں چڑھاؤ۔ اور ناز معشوقانہ ہم کو دکھاؤ۔

جواب۔ عورت اور خاوند میں باہمی عاشقانہ و معشوقانہ محبت ہونی چاہئے وہی کرشن اور رکمنی میں تھی۔ کثرت محبت کے سبب اکثر ایسے واقعات ہوتے ہیں مگر ایسی باتیں سوائے باہمی مذاق کے بدچلنی میں داخل نہیں ہیں۔ کیونکہ نتیجہ ہر طرح نیک ہے۔ جیسا کہ خود تمہاری تحریر سے ظاہر ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ یہ اعتراض کس خیال سے کیا۔ ذرا پہلے اپنے گھر میں حضرت کا چال چلن تو دیکھ لیا ہوتا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ”ولہٰذا چوں گفت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا در ابتدائے مرض آنحضرت علیہ السلام وا راساہ فرمود آنحضرت بل ارشاد نمود اگر بمیری تو اے عائشہ پیش من و من ردہ باسم نماز کنم و دفن کنم ترا ایں سخن گراں آمد و عائشہ گفت دوست میداری تو فراق مرا مقصود آنحضرت آں بود کہ چوں رفتن خود را ازیں عالم دانستہ بود۔ خواست کہ عائشہ پیشتر کہ از مے رود و دراں عالم مجتمع شوند“ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۵۵۲ سنہ ۱۲۹۴ھ نولکشور) اور ایسا ہی ذکر مشکوٰۃ کتاب الفتن باب فی وفات النبی جلد ۴ صفحہ ۶۲۶ و ۶۲۷ میں ہے)

تاریخ انبیا میں ہے کہ ایک دن آنحضرت باہر سے تشریف لا رہے تھے۔ عائشہ نے کہا کہ میرا سر دکھتا ہے۔ حضرت نے کہا میرا سر دکھتا ہے۔ اور جو میرے سامنے تمہاری وفات ہو تو میں اچھی طرح تمہاری تجہیز و تکفین کروں۔ نماز جنازہ کی پڑھوں۔ عائشہ نے کہا کہ گویا آپ یہی چاہتے ہیں کہ میں مر جاؤں اور آپ بے شک اور بی بی کو لے کے اُسی دن میری جگہ سو ویں گے۔ حضرت نے تبسم فرمایا“ (صفحہ ۲۹۲ سنہ ۱۲۸۱ھ) اور دیکھو صحیح بخاری کتاب المرض صفحہ ۶۵۰ و تاریخ ابی الفدا عربی صفحہ ۱۵۹ جلد اول و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ نولکشور سنہ ۱۸۸۳ء)

پیارے ناظرین ان دونوں کے تفاوت پر غور فرمائیے۔

رکمنی کرشن جی پر مرتی تھی۔ اور محمد صاحب عائشہ پر مرتے تھے۔ رکمنی اور کرشن جی کی محبت دنیا پر آشکارا ہے اور محمد صاحب و عائشہ کی حالت بھی کسی ایماندار محمدی سے مخفی نہیں رکمنی کرشن جی کے جیتے جی اور مرنے کے بعد بھی پاینی تی برتا دہرم کو پالن کرتی رہی۔ مگر عائشہ حضرت کے جیتے جی بدنام ہو گئیں۔ قرآن میں جہاں یہ قصہ لکھا ہے۔ اسکا نام سورۃ النور ہے۔ ان الذین جاء و بالافک الخ اور تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۷۵ سنہ ۱۲۷۶ء بمبئی و تفسیر جلالین صفحہ ۵۴ جلد ۲ سنہ ۱۲۹۹ حیدری بمبئی و تفسیر سراج الالہام صفحہ ۳۴۰ و ۳۴۱۔ اور صحیح بخاری صفحہ ۴۹۵ - ۵۳۱ سنہ ۱۲۶۲ھ۔

مولوی حسین واعظ بڑے صاف لفظوں میں ڈرتا ہوا اقبال کرتا ہے ”اسی روز سے عائشہ کی بابت محمد صاحب کے اصحابیوں کی نیت میں خلل آیا جیسا کہ لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ یکے از صحابہ گفتہ بود کہ اگر حضرت پیغمبر را وفات در رسد من عائشہ را بخواہم و دیگرے را در خاطر گذشتہ بود و بزبان نیاوردہ۔ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ صحابہ کی نیت صدیقہ کی طرف نیک نہیں ہے۔ تو جھٹ ایک آیت اتار لی۔ سورۃ احزاب وان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلک کان عند اللہ عظیما۔ و نہ آنکہ نکاح کنید زنان او را پیغمبر را پس از وے ہرگز ہر آئینہ ایں کار ہست نزدیک خدا گناہ بزرگ“ (صفحہ ۲۰۵ تفسیر حسینی جلد ۲)

اور عائشہ و محمد صاحب کے حق میں سعدی کی گلستان کے باب ہفتم کی وہ حکایت ساری کی ساری موزون ہے جسکے اخیر میں لکھا ہے۔ زن جوان را تیرے اگر بہلو نشیند کہ پیرے۔ مگر کرشن و رکمنی کے لئے۔ میان عاشق و معشوق رمزے است کراماً کاتبین را ہم خبر نیست۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ کرشن جی کی تعظیم اور نبوت دین اسلام کی کتابوں سے بھی ثابت ہے۔ جس کا آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ بلکہ بعضے مسلمانوں کا بھی یہ گمان ہے کہ کرشن کنہیا جی موحد بلکہ پیغمبر تھے اور حج کرکے براہ دوارکا ہند میں آئے۔ اور ان کی نسبت جو کتب ہنود میں افعال ناشائستہ لکھے ہیں محض غلط ہیں (تحفۃ الہند صفحہ ۱۴۱ سطر ۶-۷)

دوم حدیث میں ہے۔ کان النبی شدید البطش اسود اللون اسمہ کاہن ترجمہ۔ تحقیق ہوا ہے نبی ہندوستان میں سیاہ تھا رنگ اُس کا اور نام اُس کا

کاہن ہے۔ دیکھو (فتوحات مکی) اور مدینۃ التحقیق۔ کاہن کرشن جی کا نام ہے اور جو لفظ کرشن کے معنے بھی اسود اللون کے ہیں۔

سوم اہل سنت کا وہ شعر نام جو علی کی تعریف میں پڑھا کرتے ہیں اسمیں لکھا ہے ؎

ہندوانم کرشن خوانند مسلمان با علی   حیدر کرار گوید خالق ہر دو سرا

اب ہم اس بات کا رد کرتے ہیں جو کہ آپ نے لکھا ہے کہ وہ حج کرکے براہ دوارکا ہند میں آئے۔ واضح ہو کہ راجہ یدہشٹر کا سمت اس وقت ۴۹۹۱ ہے اور کرشن جی اس کے ہمعصر تھے (مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول)

ابراہیم جس نے کعبہ بنایا اُس کو پیدا ہوئے ۳۸۱۱ سال ہوئے۔ اُس سے پہلے کعبہ کا نام و نشان نہ تھا کرشن جی محمد صاحب سے ۳۶۴۲ سال پہلے۔ اور ابراہیم بانی کعبہ سے ۱۱۷۹ سال پہلے ہوئے۔ اُن کے وقت میں نہ تو ابراہیم تھے اور نہ محمد صاحب۔ کتم عدم میں مختفی تھے۔ اِس لئے حج کرانا سراپا بے معنی گپ ہے اور براہ دوارکا ہند میں آنا ایک اور لایعنی خیال ہے۔ کرشن جی فی الحقیقت بقول حدیث اور علماء اسلام کے نبی تھے۔ اور بقول جمیع اہل ہنود کے ایک معزز رشی تھے۔ اور اُنہوں نے فرمایا ہے کہ سوائے وید مارگ کے اور سب دہوکا بازی ہیں انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ وید دہرم پر قائم رہے اور مکاروں کے فریب میں ہرگز نہ پھنسے۔ وہ ایک مشہور و معروف رشی تھے۔ مہابھارت اور گیتا اُن کے اعتقاد کی شاہد ہیں۔ عرصہ تقریباً سات آٹھ سو برس کا گزرا کہ ایک شخص بام رگی نے جس کا نام لوب دیو اور رہنے والا مقصود آباد ملک بنگالہ کا تھا۔ ایک کتاب محض برائی اور خرابی سے بھری ہوئی مہاتما کرشن جی کو بدچلن ثابت کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے بنائی جیسے راس لیلا وغیرہ جسے ٹھاگوں کا رواج ہو گیا۔ جو اصل ست شاستر کے قطعی خلاف ہے اور سراپا دور از انصاف۔

اعتراض صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ ۔ بھاگوت اسکندھ ۱۰ ترجمہ گیت رائے میں ہے کہ کرشن ایک دن گوپیاں کے کپڑے اٹھا کر کدم پر چڑھ گیا۔ اور اُن کو ننگا دیکھا۔ اور پھر اُسی اسکندھ میں لکھا ہے کہ گوپیوں کے ساتھ ایک رات کرشن جی نے راس لیلا کی کرشن جی گوپیوں کو خصوصاً اپنی پیاری رادھا کو بڑی محبت سے سینہ اور گلے سے لگا کر عیش کر رہے تھے۔ آخر تمام گوپیوں کو رت دان دے کر اُن کی خواہش پوری کی۔

جواب۔ یہ تمام الزام باطل ہیں۔ اُن کے کسی فقرہ میں صداقت کا نشان نہیں۔ کیونکہ بھارت اور گیتا دونوں اُس کے مخالف ہیں۔ اُن میں اِن امور کا مطلق ذکر نہیں۔ خود بھاگوت میں بھی جہاں تک ہم نے غور کی رادھا کا نام مذکور نہ پایا۔ اگرچہ بھاگوت خصوصاً اور دیگر پُران عموماً غیر معتبر ہیں۔ مگر مترجموں نے اور بھی اندھیر کر دیا۔ ایک دو ترجموں کے سوائے اور کوئی ترجمہ بھاگوت کا ٹھیک نہیں اور وہاں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب تک کرشن جی برندابن و گوکل میں رہے اُن کی عمر ۱۰ سال کی تھی۔ پس ایسے نابالغ بچہ کی حرکات عقلاً قابل اعتراض نہیں ہیں۔ ماسوا اس کے کرشن جی پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ مگر ذرا سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حال دیکھیئے کہ اُس نے کس طرح مریم کو برہنہ دیکھا اور کیا فعل کیا۔

نمبر ۱ سورۃ مریم قرآن۔ واذکر فی الکتب مریم اذا انتبذت من اھلھا مکاناً شرقیا فاتخذت من دونھم حجابا فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا قالت انی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا قالت انی یکون لی غلام و لم یمسسنی بشر و لم اک بغیا۔

پھر قرآن سورۃ تحریم میں ہے۔ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا۔ ترجمہ مریم دختر عمران را کہ نگاہداشت خود را پس دمیدیم در او روح خود را (ترجمہ شاہ ولی اللہ) اور ایسا ہی ذکر سورۃ انبیاء میں ہے اِس کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ یعنے غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئیں۔ شرم سے وہ مکان مشرق کو تھا۔ اب نصارا قبلہ کرتے ہیں شرق کو۔ بشراً سویاً کے معنے جوان خوب صورت۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۴۸ مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ھ)۔ مریم کے برہنہ غسل کرنیکا واقعہ مولوی رومی نے دفتر سوم مثنوی میں بعنوان پیدا شدن روح القدس بصورت آدمی بر مریم بوقت غسل و برہنگی و پناہ گرفتن او بحق تعالٰے۔ صفحہ ۲۷۲ ۱۲۷۲ء) میں یہ سارا قصہ لکھا ہے اور حضرت ذکریا کیوں مارے گئے۔ اسکے قتل کا سبب بھی روضۃ الصفا ۸۲ ۱۲۶۱ء دہلی مجتبائی بھی ملاحظہ طلب ہے۔ **نمبر ۲** سی داؤد نے بنت سبع جو اوریاہ کو برہنہ دیکھا اور زنا بھی کیا۔ اور اسکے خاوند کو مروا بھی ڈالا (دیکھو سموئیل باب ۱۱۔ آیت ۲ سے ۲۷ تک) **نمبر ۳**۔ حضرت سلیمان نے کہا کیا راس لیلا۔ اور گوپیوں کے واسطے کیا شرک و کفر کیا۔ (سلاطین ا باب ۶۔ آیت ۲۳۔ ۳۵۔ اور باب ۱۱۔ آیت ۱۔ ۲۔ اسی سلیمان کی بابت لکھا ہے۔ سلیمان را سہ صد منکوحہ و ہزار سریہ بود وغیرہ وغیرہ (مدارج جلد ۲۔ نولکشور صفحہ ۵۹۲) **نمبر ۴**۔ حضرت داؤد کے فرزند ارجمند حضرت امنون علیہ السلام نے اپنی خوبصورت بہن تمر کے ساتھ کیا کچھ منہ کالا کیا۔ (دیکھو سموئیل ۲۔ باب ۱۳ آیت ۱ سے ۱۸ تک صفحہ ۳۸۴ ۱۸۸۳ء۔ لودھیانہ) اگر آپ خود نہ پڑھ سکتے ہوں۔ تو ان مقامات توریت مقدس کو کسی اور سے پڑھوا کر تسلی کر لیجیئے۔ تاکہ آپکو بخوبی معلوم ہو جائے۔

نبی تیرے فرشتے تیرے سارے   پھرے تھے عورتوں پر یاری مارے
نگاہ شوخ کی تعریف سُن کر   خدنگ عشق رکھتے تھے جگر پر
فدائے قامت بیساختہ تھے   برنگ فاختہ دل باختہ تھے

مہادیو کی بابت

اعتراض ۱۸۔ خدا ہونا مہادیو کا بقول چاروں ویدوں کے

اعتراضوں کا جواب

جواب۔ بیشک لفظ مہادیو کے معنے پرمیشور کے ہیں۔ مہا سب سے بڑا دیو عالم و مالک۔ پس سب سے بڑا عالم یعنے عقل کل و مالک کل پرماتما ہے دوسرا کوئی نہیں۔ فرانسیسی فاضل ڈاکٹر برنیر صاحب نے لکھا ہے وہ خدا کے صفاتی نام برہم یعنے سب سے بڑا ایشر یعنے سرو ویاپک و مہادیو یعنے پرجلال ہیں۔ یہ وہ کوئی آدمی ویدک محاورہ کے مطابق نہیں تھے۔ (دیکھو اُنکا سفر نامہ صفحہ ۱۲۵ جلد دوم)

اعتراض ۲۰۔ وقت شادی ہمراہ گورجا کے مارپیٹ کرنا عورتوں کا مہادیو کو اور ٹھٹے مذاق کرنا (شو پُران)

جواب۔ ویدک مہادیو پرماتما کا نام ہے اور پرانک مہادیو ایک راجا کا نام ہے جو ہمالہ کی پہاڑی علاقہ کوہ شوالک کا راجا اور پاربتی کا خاوند و دچھہ کا داماد گنیش و سوم کارتک کا باپ تھا اور مثل پہاڑی لوگوں کے بیلوں کے رتھ اور بیل پر چڑھا کرتا تھا۔ اِس کا علاقہ کوہ شوالک سے کیلاش تک تھا۔ یہ انسان اور فاضل آدمی تھا۔ اسی پہاڑی مہادیو کا حال بطور ناٹک شیو پُران میں لکھا ہے۔ اگر آپ کو شک ہو کہ مہادیو آدمی کا اور خدا کا کیسے نام ہے تو اسکے واسطے دیکھو۔

سرمد ایک فقیر کا نام ہے اور خدا کا نام بھی۔ دیکھو منتخب و صراح و غیاث
احد خدا کا نام بھی اور ایک مشہور و معروف صوفی افغان کا بھی (دیکھو دبستان مذاہب)
محمد خدا کا نام بھی ہے۔ اور نبی کا نام بھی۔
محمود خدا کا نام بھی۔ بادشاہ کا بھی پیغمبر کا نام بھی

اب باقی اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں یعقوب ہی نے اپنے ماموں کی بیٹی

راخیل نام پر عاشق ہو کر سات سال تک گلہ بانی کی مگر افسوس کہ اتنی محنت سے بھی وہ نہ ملی بلکہ اُس کے سُسر نے دغا کر کے دوسری لڑکی بیاہ دی۔ جس پر اُس کو سات اور برس بھیڑیں چرانی پڑیں۔ تب راخیل ہاتھ لگی (جو ۱۴ سال جدا کی عبادت کی) دیکھو توریت پیدائش باب ۲۹۔ آیت ۹۔ ۳۰

اسی طرح موسیٰ جی ایک عورت کیواسطے دس سال بھیڑیں چراتا رہا۔ چنانچہ لغات میں لکھا ہے۔ "شبان وادی ایمن کنایہ از موسیٰ علیہ السلام کہ دہ سال شبانی حضرت شعیب کردہ آخر شعیب علیہ السلام بدختر خودش نامزد کردہ" از ایں روایات یہی ذکر توریت میں ہے۔ دیکھو خروج باب ۲ و ۳۔ اور یہی ذکر قرآن سورۂ طٰہٰ میں ہے۔ یہ باتیں جو راجا مہادیو کے ساتھ ہنگام بیاہ عورتیں کرتی رہیں۔ ہنسی ٹھٹھے میں داخل ہیں۔ کرامات و خوارق عادات سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ اعتراض کرنے سے پیشتر آپ نے مندرجہ بالا دو بیتوں کا حال تو پڑھ لیا ہوتا۔ اور اگر کرامات وغیرہ کے متعلق دیکھنا ہو۔ تو یاد رکھو کہ **امیر حمزہ** حضرت کے اصحاب کی قریش کی عورتوں نے مار پیٹ توڑ کر یار ناک کان کاٹ لئے تھے۔ نہ کسی نے کرامات دکھائی اور نہ چوں و چرا شفیع المذنبین ختم المرسلین۔ حیدر کرار۔ علی مختار۔ لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار سب منہ دیکھتے رہ گئے۔ افسوس **احد** کی لڑائی میں عتبہ بن ابی وقاص رحمت اللہ علیہ نے خود حضرت محمد کے دو دانت توڑ ڈالے تھے۔ وہاں کوئی کرامات نہیں دکھائے۔ (دیکھو تاریخ انبیا) **اعتراض** ۴۳۔ کشتی کرنا مہادیو کا ارجن کے ساتھ اور کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہونا۔ **جواب**۔ مہادیو پہاڑی راجا اور ارجن میدانی راجا تھا۔ ہرج کیا ہے۔ اگر کشتی کی ہو۔ مگر تمہارے یعقوب جی کا خدا سے کچھ نہ ہو سکا۔ اور آخر وہ خیر بینی کی حرکت کی۔ جسے سوائے نامردوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ یعقوب کی ران کی نس کو ہتھیار سے چھوا۔ اور یعقوب کی ران کی نس اُسکے ساتھ کشتی کرنے سے چڑھ گئی۔

(توریت پیدائش باب ۳۲۔ آیت ۲۴-۳۲)

اعتراض۔ مہادیو نے شراب پی اور ننگا ناچا

جواب۔ اگرچہ آپ نے کوئی صحیح حوالہ نہیں دیا۔ مگر ہم آپکو بتلاتے ہیں کہ توریت کھول کر نوح جی کی زندگی کا مطالعہ کرو جہاں لکھا ہے۔ "وابتدأ نوح یکون فلاحاً وغرس کرماً وشرب من الخمر فسکر وتعرّیٰ داخل خبائہ۔ فابصر حام ابو کنعان عورۃ ابیہ"، **ترجمہ** نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اُس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اُسکی شراب پیکر نشہ میں آیا۔ اور اپنے ڈیرہ کے اندر آپکو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اُسے ننگا دیکھا۔" توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۰ و ۲۱ اور اُسی شرابی کی دعا خدا نے قبول کی توریت تکوین باب ۹۔ آیت ۲۵ و ۲۶)

اعتراض ۴۴۔ قتل کرنا مہادیو کا بیگناہ برہمنوں کو۔ **جواب**۔ یہ بات کسی معتبر گرنتھ سے ثابت نہیں۔ مگر تمہارے موسیٰ جی نے ایک مصری بیگناہ کو مار ڈالا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک مصری ایک عبرانی کو جو اُسکے بھائیوں سے تھا مار رہا تھا۔ پھر اُس (موسیٰ) نے اِدھر اُدھر نظر کی۔ اور دیکھا کہ کوئی نہیں تب اُس مصری کو مار ڈالا۔ اور ریت میں چھپا دیا اور جب فرعون نے پکڑنا چاہا۔ تو بھاگ گیا۔ گویا بموجب تعزیرات ہند دفعہ ۳۰۲ کا اشتہاری مجرم تھا۔ (دیکھو توریت خروج باب ۲۔ آیت ۱۱-۱۲) افسوس۔ کہ حاضر و ناظر خدا کا ذرا خوف نہ آیا یہی ذکر تاریخ انبیا صفحہ ۹۸ مطبوعہ ۱۲۷۶ھ میں ہے۔ اور یہی بیان قرآن میں بھی توریت سے نقل کیا گیا ہے دیکھو سورۂ طٰہٰ وقتلت نفساً فنجینٰک من الغم۔ **ترجمہ** اے موسیٰ کشتی تو کسے را پس خلاص ساختیم ترا از غم۔ اور اس قصہ کا تفسیر جلالین مطبوعہ حیدری بمبئی جلد ثانی صفحہ ۹ پر اقبال ہے اور ایسا ہی سورۂ شعرا میں ہے۔ ولھم علیّ ذنب فاخاف ان یقتلون۔ **ترجمہ** مر ایشاں راست بر من دعوئے گناہے کہ کردم مراد قتل قبطی ست پس می ترسم از آنکہ مرا بکشند بعوض قبطی"

گنیش کی بابت اعتراض کا جواب

مولوی۔ گورجا کی خوشامد عجیب کرنا مہادیو کا اور لاچار ہو کر گنپت کی پوجا اور ایک برس کے روزوں رکھنے کی مشقت کا ارشاد فرمانا۔ گنپت نام دیوتا ہے بصورت فیل جسکا نام گنیش بھی ہے (حجۃ الہند صفحہ ۲۹)

آریہ۔ گنیش یا گنپتی لفظ کے معنے ہیں گن کا مالک اور اس لحاظ سے کسی آدمی کا نام نہیں بلکہ پرمیشور کا ہو سکتا ہے۔ جاتک وغیرہ جوتش کے گرنتھوں کا مصنف ایک گنیش نام پنڈت بھی تھا۔ جو پندرہویں صدی میں گذرا ہے ایک کشمیری کاتب کا جبر ہے ویاس جی کے سامنے بھارت لکھا ہے گنیش نام تھا اور پدم پوران میں لکھا ہے کہ بیوقوف لوگوں کا ایک دیوتا بھی گنیش ہے جسکی انہوں نے عجائب غرائب شکل بنا رکھی ہے۔ پس معلوم نہیں کہ آپ کس گنیش پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم لوگ ایسے فضولیات کے قائل نہیں اور ایسی عجیب شکلوں پر مائل۔ مگر آپ کے منہ سے یہ اعتراض موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ قرآن شریف و حدیث لطیف میں بحوالہ سورۂ حاقہ ایسے ہی عجیب المخلوقات فرشتوں کا بیان ہے۔ جس پر آپ کا ایمان رہے۔ پس جب تک آپ قرآن سے دست بردار نہیں ہوتے۔ آپ کا چھٹکارا دشوار ہے۔

حجۃ الہند ۷۔ اس مقام پر اگر ہندو یہ کہیں کہ ہاروت و ماروت دو فرشتے ایک عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ تو انکا جواب یہ ہے کہ اول تو اُن کے عاشق ہونے کی روایت بعضے علما کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں ہے۔

جواب۔ اسکا تو ذکر قرآن میں ہے۔ تفاسیر اس سے بھرے ہیں۔ وہ بعضے ملا کوان ہیں جو قرآن کو مرض نسیان کے سبب فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ قرآن سورۂ بقرہ وما انزل علی الملکین ببابل ہاروت و ماروت۔ تفسیر حسینی یہ ہے۔ "و فرستادہ شد از سحر علی الملکین بر دو فرشتہ ببابل در شہر بابل ہاروت و ماروت نام دو فرشتہ است ایشان بر زمین آمدہ بر زنی زہرہ نام عاشق شدند و سبب شرب خمر بر قتل ناحق سجدہ صنم اقدام نمودند۔ حق تعالیٰ ایشان را از صعود بر آسمان منع کرد۔ و عذاب بر ایشان دریں جہان مقرر شدہ و حالا بچاہ بابل موئے سر آویختہ معذب اند۔" جلد اول صفحہ ۲۶ مطبع ۱۲۷۶ھ۔ آپ بتلاؤ وہ کون علما ہیں جنکے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں۔

قولہ۔ دوسرے جب انہوں نے گناہ کیا تھا۔ اُس وقت محض فرشتہ نہ رہے تھے بلکہ بعض صفات بشریت کے اُنکو لاحق ہو گئے تھے۔

جواب۔ یہ بات قرآن کے خلاف ہے۔ قرآن اُنکو بابل کے چاہ تک علی الملکین کہتا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن میں اور کوئی ذکر نہیں۔ پس صاف ثابت ہے کہ انہوں نے یہ سارے کام فرشتہ پن کے وقت کئے اور عزازیل و جبرئیل فرشتوں نے بھی ایسے بہت کام کئے ہیں۔ بلکہ طوفان نوح بھی شیطان کی ترغیب و خوشدلی سے ہوا۔ (تاریخ انبیا ذکر نوح صفحہ ۱۴ و ۱۶ ۱۲۸۱ھ)

اسلامی کتابوں کی خدا پرستی کا ایک نمونہ اور مولوی علی الشہ صاحب کو تنبیہ

دید موسیٰ یک شبانے را براہ — کو ہمی گفت اے خدا و اے الہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت — چارقت دوزم کنم شانہ سرت
اے خدائے مہربان جانِ من — جملہ فرزندان و خان و مانِ من
تو کجائی تا سرت شانہ کنم — چارقت را دوزم و در بر کنم

جامہ ات دوزم شپشہایت کشم
شیر پیشت آورم اے محتشم
ور ترا بیمارئے آید بہ پیش
من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
دستکت بوسم بمالم پایکت
وقت خواب آید بروبم جایکت
گر ببینم خانہ ات را من دوام
روغن و شیرت بیارم صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنیں
خمرہا جغراتہائے نازنیں
سازم و آرم بپیشت صبح و شام
از من آوردن ز تو خوردن طعام
اے فدائے تو ہمہ بزہائے من
اے بیادت ہیہی و ہیہائے من
زین نمط بیہودہ میگفت آں شبان
گفت موسیٰ با کیست این اے فلاں
گفت با آنکس کہ ما را آفرید
این زمین و چرخ ازو آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
خود مسلمان ناشدہ کافر شدی
این چہ ژاژ است این چہ کفرست و فشار
پنبہ اندر دہان خود فشار
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد
کفر تو دیبائے دین را ژندہ کرد
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی
وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت
سر نہاد اندر بیابانی و رفت
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
بندۂ ما را ز ما کردی جدا
تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی
تا توانی پا منہ اندر فراق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم
در حق او شہد و در حق تو سم
در حق او نور و در حق تو نار
در حق او ورد و در حق تو خار
در حق او پاک و در حق تو بد
در حق او خوب و در حق تو رد
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ
از گرانجانی و چالاکی ہمہ
من نکردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم
ہندیاں را اصطلاح ہند مدح
سندیاں را اصطلاح سند مدح
من نگردم پاک از تسبیح شاں
پاک ہم ایشاں شوند و درفشاں
ما بروں را ننگریم و قال را
ما دروں را بنگریم و حال را
موسیا آداب داناں دیگر اند
سوختہ جان و رواناں دیگر اند
گر خطا گوید ورا خاطی مگو
گر بود پرخوں شہیداں را مشو
خون شہیداں را ز آب اولیٰ ترست
این خطا از صد ثواب اولیٰ ترست
تو ز سرمستاں قلاوزی مجو
جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو
در درون کعبہ رسم قبلہ نیست
چہ غم از غواص را پاچیلہ نیست
شاہ را گوید کسے جولاہہ نیست
این چہ مدحت این مگر آگاہ نیست

محمد صاحب کی زندگی کے خاص حالات

محمد صاحب جسمانی آدمی تھے

اسلام کی ایک مشہور تاریخ میں لکھا ہے کہ حاطب نام ایلچی نے جسکو محمد صاحب نے شاہ مصر کے پاس بھیجا تھا حضرت کا یہ حلیہ بیان کیا "دیکھتے ہیں آپ (محمد صاحب) آئینہ کو اور برابر کرتے ہیں۔ اور لٹکاتے ہیں موہائے مبارک کو کنگھی سے اور نہیں جدا ہوتی ہیں آپ سے یہ چیزیں۔ آئینہ۔ سرمہ دان۔ کنگھی۔ مسواک سفر میں نہ حضر میں اور دیکھا میں نے آپ کو کہ زینت اور آراستگی کرتے ہیں۔ آپ واسطے ملاقات اپنے ساتھیوں کے سوائے زینت اور آراستگی کیواسطے اپنے اہل کے" (دیکھو فتوح المصر، صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ ۱۲۸۲ھ نولکشور)

نظر بد سے ڈرا کرتے تھے چنانچہ حدیث میں لکھا ہے لو کان شئی سابق القدر لسبقتہ العین ترجمہ۔ اگر کوئی چیز غالب ہوتی تقدیر پر تو نظر بد غالب ہوتی" (جامع ترمذی مترجمہ دہلی صفحہ ۴۹)

جادو ٹونے کے قائل تھے اور اس سے سخت ڈرتے تھے

حدیث میں ہے کہ لبید بن عاصم یہودی نے محمد صاحب پر جادو کیا جس سبب سے چھ ماہ بیمار رہے۔ چنانچہ مشکوۃ میں ہے "قضیہ سحر بعد از رجوع از حدیبیہ بود در ذی الحجہ از سنہ سادسہ و مدت بقائے او گفتہ اند کہ چہل روز بود و در روایتے شش ماہ و بقولے تمام سال غالباً قوت و غلبہ سحر چہل روز بود۔ و ہو بعضے آثار تا شش ماہ و بقائے بعضے و بقایائے سال و در روایتے از ابن عباس آمدہ است کہ آں حضرت علی و عمار را فرستاد از برائے استخراج سحر از بیر ذروان (یعنی چاہ ذروان) پس یافتند ایشاں در درونے غلاف شگوفہ نخل را کہ در وے تمثال آں حضرت از لوح ساختہ اند و سوزن ہائے در وے خلانیدہ و رشتہ زدہ یازدہ گرہ بستہ اند پس آورد جبرئیل معوذتین را بر آنحضرت کہ از آں بخواند گرہے کشادہ میشد و ہر سوزنے کہ از آں بیروں مے آورد آں حضرت را تسکینے و آرامے میشد"

(جلد رابع باب فی المعجزات فصل اصفحہ ۵۶۹)

اس جادو کی تاثیر یہ تھی کہ انسان نامرد ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ مشکوۃ میں لکھا ہے۔ "در خیال او داشتہ است کہ بیاید اہل خود را و جماع کند و نمی آید ایشاں را یعنے ظاہر میشد او را از نشاط و ذوق کہ وے قادر است بر آمدن زناں را و چوں نزدیک میشد بایشاں قدرت نمی یافت براں" (صفحہ ۵۷۰ جلد ۴) و تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار نمبر ۵۰۵ میں بخاری مسلم کے حوالہ سے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ یہی قصہ تفسیر حسینی میں بھی ہے۔ "آوردہ اند کہ کودکے از یہود بخدمت رسول مشغول بود و دختراں لبید ابن عاصم یہودی ازو بمبالغہ بسیار از مشاطہ آں حضرت دندانہ چند از مشط آں حضرت بستدند و بنام آں حضرت برے سحر کردہ در چاہ ذروان زیر سنگے نہادند جبرئیل سید انام را خبر کرد و پیغمبر علی مرتضیٰ را فرستاد تا آن رسن را بیاورد و یازدہ گرہ بران زدہ بودند حق تعالیٰ معوذتین را فرستاد یازدہ آیت و جبرئیل کہ قرأت کرد ہر آیت عقدہ از آں رسن میکشود" (جلد ثانی سورۃ الفلق صفحہ ۴۷۹)

محمد صاحب متقی اور پرہیزگار۔۔ تھے

چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ "بدانکہ دوست ترین چیزے بحضرت رسالت پناہ از امور دنیا زناں بودند و بوئے خوش و گفتہ اند کہ در مباشرت قوت سی نفر تا چہل نفر ویرا کرامت شدہ بود لاجرم مباح شد او را چنداں کہ خواہد آں در نکاح خود آورد" و بخاری از انس آوردہ کہ حضرت رسالت پناہ مے گشت بر تمام نسائے خود در یک شب و آں یازدہ تن بودند و در روایتے نہ بودیم کہ تحدیث میکردیم کہ دادہ شد او را قوت سہ نفر و از طاؤس و مجاہد آوردہ کہ قوت چہل تن۔ و در روایتے از مجاہد قوت چہل مرد از اہل جنت۔ و در روایت صحیح آمدہ است کہ ہر یکے از اہل جنت را قوت صد مرد در اکل و شرب و جماع۔ لہٰذا مباح بود آں حضرت را ہر مقدار از زناں کہ خواہد۔ در یں جا کمال فضل و شرف و امتیاز اوست از سائر رجال اوست" (دیکھو مدارج النبوت باب دوم جلد دوم ذکر ازواج صفحہ ۵۶۲ مطبوعہ نولکشور) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے اپنی قوت باہ کا شکوہ کیا جبرئیل نے کہا تم ہریسہ کھایا کرو کہ اسمیں قوت چالیس مرد کی رکھی ہے۔ (طب نبوی صفحہ ۲ مطبع نامی لکھنؤ ۱۳۱۲ھ)

تاریخ ابی الفداء میں لکھا ہے۔ رسول اللہ کا نکاح پندرہ بیویوں سے ہوا تھا

تیرہ عورتوں سے صحبت کی اور باقی دو سے نہیں کی۔،، (جلد اول صفحہ ۲۶۸۔ اردو) اور سب سے زیادہ ظلم یہ ہے کہ جس کسی عورت کو حضرت پسند کریں وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی تھی۔ مشکوٰۃ میں ہے۔ ”مرغوبہ آں حضرت میشد بزوج وے پس آنحضرت را شایستہ است کہ ہیچ یکے از امت را نیست،، (جلد ۳ صفحہ ۱۰۸) مولوی رومی کا کہنا ہے۔ ترک خشم و شہوت و حرص آوری ہست مردی و رگ پیغمبری۔ مگر حضرت کے حالات پڑھنے سے معاملہ سارا کا سارا دگرگون نظر آتا ہے۔

جب محمد صاحب بڈھے ہو گئے۔ اور اُنکے قوائے جسمانی سارے ہار گئے تب یہ آیت نازل کرائی۔ سورۃ احزاب لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک نہیں حلال واسطے تیرے بعد اسکے اور نہ یہ کہ بدل ڈالے تو اُن سے اور بیبیاں اگرچہ خوش لگے تجھ کو حسن اُنکا مگر جن کو مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تیرے۔ (از ترجمہ امام المحدثین شاہ رفیع الدین)

اسپر تفسیر حسینی میں لکھا ہے ”حلال نیست مر ترا زناں از پس ازیں نہ زن کہ در عقد تو اند چہ نہ شمرہ حق آں حضرت صلعم چوں اربعہ است در حق امت و حلال نیست آنکہ بدل کنی بدیشاں از زناں دیگر یعنے یکے را از ایشاں طلاق دہی و بجائے وے دیگرے را نکاح کنی و اگرچہ شگفت آورد ترا خوبی ایشاں (الا ما) استثنا است از نسا یعنے حلال است بر تو زناں پس ازیں نہ تن کہ داری مگر آنچہ مالک آن شود دست تو یعنے بتصرف تو در آید و ملک یمین تو گردد،، جلد ثانی صفحہ ۲۰۴ و ۲۰۵ سنہ ۱۸۸۴ء)

مگر جب نسخہ قوت باہ کے کھانے یا کسی اور سبب سے شاید طاقت آ گئی۔ تو پھر حاشیہ قرآن فائدہ ۳ میں زبانی بی بی عائشہ صاحب کے لکھا ہے ”حضرت عائشہ نے فرمایا۔ یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں،، (دیکھو قرآن مطبوعہ نولکشور کانپور ۵۸۹ سنہ ۱۲۸۹ھ) کرامات کے ماننے والے مسلمان اور خصوصاً نو مسلم شیخ عبید اللہ صاحب بار بار محمد صاحب کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی جامی فرماتے ہیں۔

خراماں میرود او از سایہ آزاد   جہاں در سایۂ آں سرو آباد
ز سایہ بود برتر پایۂ او   زمین و آسماں در سایۂ او
تنش را بود از جاں پاک مایۂ   ندید از جاں کسے بر خاک سایۂ
فلک ہمچوں زمیں شد سایہ وارش   ازاں افتاد در پا سایہ دارش

مگر ہم اُنکو بتلاتے ہیں کہ یہ شاعرانہ تعلیاں ہیں کہ ”کرسی فلک نہد اندیشہ زیر پائے تا بوسہ بر رکاب قزل ارسلاں زند،، ورنہ اصل میں فضول باتیں اور بے بنیاد دروغ ہیں۔ لیجیے ہم ایک صاف اور سادہ دلیل اسکے رد کی سناتے ہیں۔ اُنکا جسم نوا۔ کپڑے پہنتے تھے شادی کرتے اور جماع کرتے تھے اولاد بھی ہوئی تھی۔ اونٹ اور گدھے پر سوار بھی ہوا کرتے تھے۔ بی بی عائشہ کو کندھے پر چڑھا کر حبشیوں کا ناچ بھی دکھلایا تھا۔ غزوہ احد جو شوال سنہ ۳ھ میں ہوا۔ اسمیں ایک کافر کا پتھر لگنے سے محمد صاحب کے نیچے کے چار دانت ٹوٹ گئے۔ اور پیشانی مبارک بھی زخمی ہوئی۔ اور آپ گھوڑے سے گر گئے اور اُنکے خود کی میخ اُنکے رخسارہ مبارک میں چبھ گئی۔ جب وہ میخ بمشکل تمام نکالی گئی تو بہت خون رواں ہوا۔ آخر فاطمہ نے بوریا جلا کر ڈالا۔ اور مشہور ہو گیا۔ کہ آپ شہید ہو گئے۔ جبر سے بجز معدودے چند باقی بھاگ نکلے۔ اور شکست فاش کھائی۔ خود جامی نے بھی کہا ہے ع بشکنا ز دست دشمن لعل اوست۔ پھر لکھا ہے

بآں شیریں لبد از در چشمہ نوش   شدہ چوں درج مرجاں حقہ در،،
یکے دینار بود از حلم و فرہنگ   محک آمد پے دینار آں سنگ
چو شد معیار او آں سنگ کاری   نشد ظاہر بجز کامل عیاری

قریش کی بہادر عورتوں نے مسلمان شہیدوں کے (جن میں امیر حمزہ وغیرہ سب تھے) ناک کان کاٹ لئے اور جگر چیر کر چبا گئے۔ چنانچہ محمد شبلی صاحب نے وہاں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ”ہندہ صاحب نعش کشتگان مسلماناں را گوش و بینی مے برید و سینہ و پہلوئے حمزہ رضی اللہ عنہ را (کہ از جملہ شہیداں بود) بدرید و جگرش بر آورد و بخائید و صفیہ خواہر حمزہ سر آمد تا برادر خود را بیند و پیغمبر خدا پسرش را فرمود کہ او را باز دارد تا کار تا بہتش نہ بیند زبیر از فرمودن پیغمبر خدا آگاہش کرد،، (عماد اسلام صفحہ ۱۷ و اعجاز التنزیل صفحہ ۶۷، ۲۳ و سفر السعادت و تحفۃ السلام صفحہ ۱۲۵ و تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۸۲) حدیث میں ہے۔ الحرب خدعۃ یعنی لڑائی فریب بازی ہے۔ ساتھ فریب کے (فتوح المصر صفحہ ۲۵۴ سنہ ۱۲۸۷ھ) اسکے مطابق مواہب لدنیہ میں ہے کہ آنحضرت نے ابو سفیان کے قتل کے لئے عمرو بن امیہ اور سلمہ بن اسلم کو خفیہ بھیجا۔ لیکن راز کھل گیا۔ لوگ انپر دوڑے مگر وہ کسی طرح سے بچکر نکل آئے۔ (مفصل دیکھو رسالہ جہاد کل سنہ ۱۸۹۶ء)

محمد صاحب کی نزول وحی کی حالت پر ڈاکٹر سپرنگر صاحب ڈاکٹری تحقیقات سے لکھتے ہیں کہ قوت متخیلہ کے درجہ بدرجہ بڑھ جانے سے جسکو صرع دوری کی مرض یعنے مرگی سے اور بھی اشتعال ہوا بانی اسلام کے دھوکے میں پڑ جانے اور اپنی رویا و خیالات کو وحی و الہام باور کرنے کا باعث ہوا۔،، (لائف محمد صاحب صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۵۱ء الہ آباد)

بت پرستی کا دلی منشاء قریش با آنحضرت تعہد کردند کہ اے محمد ترا اگر استلام حجر کنی تا وقتیکہ مس کنی بتاں ما را اگرچہ بسر انگشت باشد آنحضرت را از غایت شوق کہ بطواف حرم داشت در خاطر مبارک خطور کرد کہ چہ شود اگر چنیں کنم،، (حسینی جلد ۱ صفحہ ۲۵۶)

محمد صاحب کی زندگی کے آخری حالات

سورۃ مائدہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے محمد اللہ تیری حفاظت کریگا اور دشمنوں کے شر سے تجھکو محفوظ رکھیگا۔ مگر تفاسیر و احادیث سے اسکا خلاف ہونا پایا جاتا ہے۔ تاریخ ابو الفدا میں ہے۔ اھدت الی النبی زینب بنت الحارث الیھودیۃ شاۃ مسمومۃ فاخذ منھا قطعۃ ولاکھا ثم لفظھا وقال انھا تخبرنی ھذہ الشاۃ انھا مسمومۃ ثم قال فی مرض موتہ ان اکلۃ خیبر لم تزل تعاودنی وھذا اوان انقطاع ابھری (جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ مصر) ترجمہ۔ آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ لقمہ زہر آلودہ جو یہودہ نے بکرے کے دست کے گوشت میں بھیجا تھا۔ اور میں نے اُسمیں سے خیبر میں کھایا تھا اُس سے میں ہمیشہ تکلیف پاتا ہوں۔ یہاں تک کہ میری رگ جان بسبب اُس زہر کے کٹ گئی۔ (تاریخ اشیا صفحہ ۲۶۲ و ۳۰۳)

صحیح بخاری صفحہ ۶۵۴ ذکر خیبر سنہ ۱۲۷۱ھ میں لکھا ہے۔ کہ گوشت زہر آلود جو میں نے کھایا تھا اُس کے سبب اتنک متالم رہا اور اسوقت اُس نے میری ابہر یعنے رگ دل کو منقطع کیا،، (اور دیکھو مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۱۹۶ و ۶۰۲ و ۶۰۴ و ۶۶۲ نولکشور فارسی و تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۷۱ نولکشور)

پیغمبر بننے کے واسطے سب لوگ حیلہ کرتے تو تیار ہو سکتے

لکھا ہے ”یہود را از اقامت آنحضرت در مدینہ حسد آمد۔ گفتند اے ابو القاسم مقام انبیائے پیشیں زمین شام بودہ و اگر تو پیغمبری دعواہی کہ ترا تصدیق کنیم باید کہ بشام روی و آنجا ساکن شوی۔ آنحضرت عزم سفر شام مصمم فرمود،، (تفسیر حسینی جلد ۱ صفحہ ۳۹۶) اور معالم میں ہے کہ اصحاب کو ساتھ لیکر مدینہ سے تین کوس مسافت طے کی۔ (عماد ہند صفحہ ۴۰۵)

محمد صاحب آخری وقت بہت دکھی ہو کر فوت ہوئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب آخری وقت محمد صاحب سے جبرئیل نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے قال اجدنی

یا جبرئیل معموما و احدنی مکروبا ثم والیوم الثانی فقال له ذالک۔ کہا آں حضرت نے پاتا ہوں میں اپنے آپکو اے جبرئیل غمگین۔ و پاتا ہوں اپنے آپکو اندوہگین اسکے بعد پھر جبرئیل آیا دوسرے دن بس کہا اسکو وہی سخن جو پہلے روز کہا تھا۔ از مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۶۲۸ فصل ۳ باب فی وفات النبی۔ ناظرین جان سکتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ اور پیغمبر اسلام آخری وقت کیوں مغموم و اندوہگین ہو رہے ہیں۔ دنیا جانتی ہے اور تمام انسانی عقل مانتی ہے کہ وہ نو عورات کی محبت میں مشغول۔ کثرت ازدواج کے سبب غذا سے قوت باہ کے کشتے جنکو موصول ہوں اور جنکی مقبول طبع عورت اُس کے خاوند پر حرام ہو جائے وہ غمگین و ملول ہو کر وفات نہ پائیں تو کیا وہ رشی منیوں کی طرح گیان سے آنند اور راحت کے حصول میں کمال بشاشت سے قالب عنصری کو ترک کریں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اے نیکی نکردہ و بدیہا کردہ وز حق بعفو خود تمنا کردہ
ہشدار کہ ایں وہم تو ہرگز نہ بود ناکردہ چو کردہ و کردہ چو ناکردہ

محمد صاحب اپنی قبر پوجوانی چاہتے تھے

حدیث میں ہے۔ من زار قبری بعد موتی کان زارنی فی حیاتی۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے بعد موت میری کے گویا اُس نے میری زیارت کی حالت حیات میں۔ لا یدخل النار من رانی دوزخ نہ جائے گا وہ جس نے مجھے دیکھا۔ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے واجب ہوئی شفاعت۔ تاریخ انبیا صفحہ ۲۷۰ و شرح وقایہ اردو جلد اول صفحہ ۲۴۴ و عقاید الاسلام صفحہ ۲۰۰۔

محمد صاحب اپنے خاندان کے واسطے بادشاہی کی تجویز کر گئے مگر نہ چلی۔

باب پنجم

متفرق الزاموں کی تردید

مولوی ۱۱۱۔ تیترئی اُپ نشد یجر وید میں لکھا ہے کہ آفتاب واسطے حاصل کرنے رطوبت کے چکر کھاتا ہے اور پانی جو اسکی غذا ہے۔ اُس کے سبب سے زندہ ہے۔ دیکھئے کتنا جھوٹا مضمون اور خلاف حکمت ریاضی اور طبعی کے ہے۔ **جواب** ہم نے تمام اُپ نشد مطالعہ کی مگر اُس میں یہ کہانی کہیں نہیں دیکھی اگر ساری اسلامی دنیا ملکر کوشش کرے تو بھی یہ بات تیترئی اُپ نشد سے کوئی نہیں نکال سکتا۔ اس جھوٹے الزام لگانے کا ہم آپ کو کیا انعام دیں؟ رب العالمین آپ کو ہدایت دے اور راہ راست پر چلنے کی ہمت عنایت کرے تاکہ آپ اندھا ریک گڑھے سے نکل کر روشنی میں آویں۔ آمین۔

القصہ ایسی باتیں قرآن میں ہیں بنی اسرائیل۔ وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة۔ تفسیر حسینی۔ گفتہ اند آیت روز آفتاب است و آیت شب ماہ و محویت شب نقصان نور ماہ است از بدریت تا محاق در لباب۔ از ابن عباس روایت مے کند کہ پیش ازیں آفتاب و ماہ در نور مشابہ یکدیگر بودند و بدیں سبب روز از شب ممتاز نبود حق سبحانہ جبرئیل را فرستاد تا پر خود را بر روئے ماہ مالید و نور او محو گشت و آفتاب بر حال خود ماند۔ (جلد ۱ صفحہ ۵۰۲)

قرآن سورۃ بقرہ وارزق من الثمرات و روزی دہ اہل این بلد را از میوہ ہا حق تعالیٰ این دعائے ابراہیم را مستجاب گردانید حکم فرمود تا جبرئیل یکے از دیہائے فلسطین را کہ مشتمل بود بر ثمرات بسیار از آں زمین منقطع ساختہ بمکہ آوردہ وہفت بار گرد خانہ کعبہ طواف دادہ در زمین تہامہ بر سر مرحلہ از مکہ وضع کرد و آں دہ را بجہت طواف خانہ کعبہ طائف میگویند و میوہ اہل مکہ از انجاست۔ (حسینی صفحہ ۲۱)

سورۃ البقرۃ۔ و اذ فرقنا بکم البحر۔ و در شگافتیم بر زیر سر ایشاں یکوہ تا ہمان بستند حق تعالیٰ فرمان داد تا بر زیر سر ایشاں بایستادند و پیش ہر سبطے ایشاں آفتابے افروخت و در عقب دریائے زخار پدید آمد چوں گریبا ہے ندیدہ بر ہر سبطے در افتادہ و متحیر شدند۔ (حسینی صفحہ ۱۱۲)

سورۃ القیمۃ۔ وجمع الشمس والقمر۔ وجمع کردہ شدند آفتاب و ماہ یعنی ایشاں را با یکدیگر مجتمع ساختہ در دریا افگنند (جلد ۲ حسینی صفحہ ۴۲۲) قرآنی علمیت حکمت و ریاضی و طبعی کے ہم نے چار نمونہ پیش کئے ہیں۔ مولوی صاحب کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی جھوٹا بیان و تودہ طوفان ہو سکتا ہے؟

مولوی ۱۶۴۔ کہتے ہیں کہ بہشت میں بھی بہشتی سزا پاتے ہیں۔ چنانچہ مہابھارت کے آدی پرب میں لکھا ہے۔ کہ راجا جات نے بہشت میں کہا کہ میں اپنے برابر کسی کو نہیں جانتا اندر نے اس گناہ کے بدلے اسکو بہشت سے دنیا میں پھینک دیا پھر اس گناہ سے پاک ہو کر بہشت میں گیا۔

جواب۔ مہابھارت میں جس راجہ کا بیان ہے وہ آسمانی نہیں بلکہ دنیاوی راجہ کی داستان ہے ہم اُسکا پتہ بتلاتے ہیں کہ اندر کہاں رہتے ہیں۔ اُس شہر کا نام اندر پوری یا سرپور یا امرپور نام ہے جو ملک برہما کا شاہی مقام ہے وہاں اراوتی نام ندی بہتی ہے اور اُس جگہ سفید ہاتھی ہوتا ہے۔ اپسران یعنے گانے بجانے والی عورتیں بھی بیشمار ہیں اور پھل پھول کی بھی وہاں خوب بہار ہے اُس جگہ ارجن و کرشن وغیرہ کئی بار گئے۔ اور مہینا فتیں کھا کر واپس چلے آئے۔ ہاں یہی اعتراض قرآن اور قرآنی بہشت پر وارد ہوتا ہے جیسے باوا آدم بیچارہ آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے۔ کیوں مولوی صاحب بہشتی بہشت میں سزا پاتے ہیں اور وہاں سے نکالے جاتے ہیں یا نہیں۔

اعتراض ۱۶۴۔ ایک راجا نیک کردار بہشت میں داخل ہوا ایک روز گنگا برہما کے پاس گئی وہ راجا بھی وہاں حاضر تھا ہوا نے گنگا کا دامن اٹھا دیا راجہ کی نظر گنگا کے زانو پر پڑی عاشق ہو گیا بہشت سے نکالا گیا بہشت کیا ہوا رنڈیوں کا چکلہ ہوا۔

جواب۔ اس واقعہ سے اور بھی ثابت ہوا کہ درحقیقت بہشت سے مراد ملک برہما ہے۔ اور اندر وہاں کا راجہ ہے جسکی کوئی معشوقہ مسماۃ گنگا ہوگی ناواقف راجہ عاشق ہو گیا رقابت کے مارے ملک سے نکالا گیا۔ ساتھ ہی جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اُس کی حور و غلماں پر نظر دھرتے ہیں لامحالہ ہمیں آپکا قول صادق معلوم ہوتا ہے (مفصل دیکھو رسالہ نجات)

مولوی ۱۷۲۔ ہندوؤں کے دین میں جادو اور ایسے کلام حلال ہیں اتھربن بید میں دشمنوں کے اڑا لینے کے بہت منتر ہیں۔ اور ان میں ایسی قربانیوں کا ذکر ہے جو بھگوتی دیوی کو چڑھا کر اپنے دشمنوں کو مار ڈالے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ جس کو مار ڈالنا منظور ہو۔ اسکی تصویر کاغذ پر بنا کر اُسکا سر کاٹ ڈالے۔ اتھربن بید اور بہت کتابوں میں ایسے منتر ہیں جنمیں غیر اللہ سے التجا ہے

جواب۔ آپکا یہ بیان محض افترا اور آپکا فقرہ فقرہ جھوٹ سے بھرا ہے۔ نہ تو جادو کوئی چیز ہے۔ اور نہ اُس سے کسی طرح کی بھلائی یا برائی ہو سکتی ہے۔ جادو کا ماننا اور اس سے نفع نقصان یقینی جاننا جاہلیت کی روائتیں اور اعرابیوں کی حکایتیں ہیں۔ وید شاستر

کسی آریہ گرنتھ سے جادو وادو کا کچھ تعلق نہیں مجھے آپکی دینداری پر افسوس ہے کہ کیوں اتنا جھوٹا الزام بغیر دیکھے بھالے ، احکام وید کے لگایا اور گناہ کا بوجھ اپنے سر پر اٹھایا۔

جہاں سے شیطان نکلا وہاں سے ہی جادو پیدا ہوا۔ انجیل ان باتوں کی مول ہے اور جن و شیطان و جادو۔ اس کا اصول خود مسیح جی بھوت نکالا کرتے تھے کیونکہ انہوں نے چالیس روز تک شیطان کے پاس تعلیم پائی تھی جس نے اچھی طرح اپنے مطلب کی پٹی پڑھائی حضرت عزازیل نے اس سے پہلے کئی ہزار سال تک بہشت میں شیطانی سکول چلایا۔ حضرت آدم جی آنجہانی نے باوجود عالم الغیب کہلانے کے اُسے معلم الملکوت رسیدہ ماسٹر بنایا پھر آدم کو اپنے جال میں پھنسایا۔ اور ایسا دانہ کھلایا۔ ایوب پر جادو چلایا ذکریا کو چیر دیا یہودا میں حلول کر کے مسیح کو پھانسی دلایا اور محمد صاحب کے دل میں مسئلے بچھا کر انکے منہ سے بتوں کی شفاعت کا کلمہ پڑھوایا۔ سورۃ بقر میں لکھا ہے کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو پڑھتے تھے شیطان لوگ سلیمان کی بادشاہی میں سلیمان کافر نہ ہوا لیکن شیطان کافر ہو گئے۔ لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور پیروی کرتے تھے جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل ہوا ہے پس یاد کرتے ہیں اُن سے چند منتر جن کے سبب سے درمیان زوجہ و شوہر کے جدائی ڈالیں اور نہیں ہیں وہ کسی کو نقصان پہنچانے والے جادو سے مگر خدا کے ارادہ سے ،،

سورۃ جن جو وحی بھیجی گئی طرف میری کہ میری باتوں کو سنا چند جنوں نے پھر کہا انہوں نے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا جو دلالت کرتا ہے طرف راہ راست کے پھر ہم جن لوگ قرآن پر ایمان لائے ، شاہ ولی اللہ حاشیہ قرآن پر لکھتے ہیں روزیکہ آنحضرت نماز صبح بیرون مکہ مے خواندند جماعہ از جن آنرا استماع کردند و ایمان آوردند خدائے تعالٰی از ایمان ایشاں و گفتگوئے ایشاں با قوم خود دریں سورۃ خبر دادہ ،، (۵۲۹) (اور دیکھو تفسیر جلالین صفحہ ۴۸۰۔ و تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۴۲۰ و ۴۲۳)

اُن آیات قرآنی کے مطالعہ سے ظاہر ہوا کہ شیطان اور جن مسلمان ہو گیا۔ ہندوستان میں جو جاہل لوگ جن بھوت اوتارتے ہیں وہ سلیمان پیر محمد پیر کلوا پیر کا نام اکثر لیا کرتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ یہ تینوں صاحب جادو ٹونے کے پیر ہیں بلکہ پیر دستگیر پیرزادہ ملا و مولوی تمام جادو منتر کا کام قرآن سے چلاتے کسی آیت کو سیدھا کسی کو اُلٹا پڑھ کر الٹی تسبیح گھماتے بٹیر لڑانے میں ہاریت اذریت کو کام میں لاتے۔ لوگوں کے گھر آگ لگانے میں وفار التنور کی آیت کو لکھ کر چراغ میں جلاتے اور آگ کو بجھانے کے لئے قلنا یا نار کونی برداً و سلاماً کو پانی میں بہاتے ہیں۔

پس قرآن درحقیقت جادو ٹونے کی کان ہے اور گنڈہ و تعویذ کی جان۔ فتوح الغیب نقش سلیمانی۔ اعجاز محمدی۔ دعا سریانی۔ چہل قاف۔ سب صاف صاف جادو ٹونے کا کام دیتے ہیں جس سے کوئی ایماندار مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ جادو کی تعلیم خدا سے نازل ہوئی اور دو فرشتے اُس کے حامل ہیں دونوں کا بانی مبانی ایک ہے برکتنک آہرو کا فرگرو د۔ وید مقدس میں ان باتوں کا نشان نہیں اور ہنگوتی ذلوی کا گمار نعوذ باللہ من ہذا الخرافات والتوہمات۔ اسی واسطے ہمارے مقنن منو نے ایسی شرارت کرنے والوں کو مجرم گردانا ہے ادھیائے ۹ شلوک ۲۵۸ کام والے آدمی سے دہن لے کر نامبارک کام کرنیوالا کسی وہمی چیز یا گرہ یا کوئی خوف دکھلا کر دہن لے لینے والا۔ سونا وغیرہ میں ناقص چیز ملا کر دغا بازی کرنے والا جاندار و بیجان چیزوں سے جوا کھیلنے والا۔ دوست فرزند و شفیع وغیرہ کے حالات بتا کر اوقات بسر کرنیوالا بدفعلی کو چھپا کر کے اچھا فعل ظاہر کر کے دوسرے کی دولت لینے والا ہاتھ کی ریکھا دیکھ کر اچھے برے پھل کو کہہ کر دولت لینے والا۔ راجا ان کے علیحدہ علیحدہ کام و تا و شوح بچار کر اور انکی توفیق کو دیکھ کر جو جیسے لائق ہو۔ اُس کے جرم کے مطابق سزا دیوے۔

پس جادو کا نام ایک جھوٹی کہانی اور اودیا اور بے تمیزی کی نشانی ہے جن لوگوں کا جھوٹ پر بہار ہے انہیں کا جادو تعوید گنڈہ پر دشواس ہے آریہ دھرم سے ان ڈھکوسلوں کا کوئی تعلق نہیں۔ **حجۃ الہند اعتراض ۲۱۹**۔ ہندوؤں کے نزدیک آگ اک گواہ پکڑتے ہیں **تردید**۔ آگ تو جڑ ہے وہ گواہ نہیں ہو سکتی البتہ ہوم کر کے لوگوں کے دماغ معطر کرتے ہیں۔

حجۃ الہند ۵۱۴۔ ہمارے دین میں نکاح وہ چیز ہے کہ کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے عقد میں دے۔ اگر عورت یا مرد نابالغ ہوں تو کوئی ولی انکا جیسے باپ یا بھائی انکا نکاح کر دیں۔ پھر اس اقرار کے واسطے دو شخص ایمان والوں کا گواہ ہونا ضرور ہے۔ اور عورت کے نفس کا کچھ عوض بھی مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسواسطے کہ وہ بیچاری آئندہ کو مرد کی قید میں آجاتی ہے۔ اس عوض کا نام مہر ہے۔ اور وقت نکاح خطبہ پڑھنا سنت ہے۔ **جواب**۔ نابالغ کا اقرار نامہ ناجائز ہے بنا براں سچی شریعت میں نابالغ کا نکاح بھی ناجائز ہے۔ اور ایسا نکاح قانون قدرت کے بھی مخالف ہے۔ کیونکہ نکاح سے جو اصلی غرض ہے وہ بالکل فوت ہو جاتی ہے یہ ناجائز طور پر شہوت کاذب کا بھڑکانا۔ بدچلنی کا بڑھانا ہے مگر محمد صاحب نے قانون قدرت کی مخالفت کی۔ اور نابالغ چھ برس کی لڑکی عائشہ نام سے نکاح اور نو سالہ سے جماع کیا۔ اور یہ جو آپ نے کہا کہ عورت کے نفس کے عوض کچھ مرد پر ٹھہر جاتا ہے۔ اسپر کئی اعتراض ہیں۔ اول معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کے رو سے عورت اور مرد کے مساوی حقوق نہیں۔ اور نزدیک خدا کے برابر مخلوق ہیں۔ کیونکہ عورت قید میں آجاتی ہے مگر مرد نہیں کہ وہ تو آزاد ہے اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے بلکہ ایک وقت چار تک سنت نبوی پر عمل کرے تو نو تک اور اگر متعہ پر عمل کرے تو بے انتہا۔ اسکی علاوہ بے تعداد لونڈیاں (مفصل دیکھو قرآن سورۃ نساء ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۷۷) اب عورت منکوحہ کا دوسرے کی منکوحہ سے بدلا بھی اسلام کے رو سے جائز ہے۔ قرآن سورۃ نساء۔ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واتیتم احدٰھن قنطاراً۔ ترجمہ۔ واگر خواہید بدل کردن زن بجائے زنے۔ دادہ باشید یکے را ازیشان را۔ یعنے مال بسیار۔ در مہر دادہ باشید پس باز مگیرید ازاں مال چیزے را۔ اور اسی طرح سورۃ بقر کا حلالہ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ فان طلقہا فلا جناح علیہما ان یتراجعآ۔ ترجمہ سعدی شیرازی۔ پس اگر طلاق دہد زن را پس حلال نباشد آن زن براں مرد از پس طلاق سوم تا آنکہ بہ نکاح درآید بشوہر دیگر را۔ پس اگر طلاق دہد شوہر آنزا پس نیست ہیچ گناہے بر آنہا آنکہ بایکدیگر رجوع نمائید بہ نکاح۔ اس پر حاشیہ قرآن میں لکھا ہے " یعنے تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی۔ بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندھ سکتا جب تک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکی ہو،، (دیکھو صفحہ ۴۹ قرآن مجتبائی دہلی ۱۲۹۹ء) اور دیکھو مشکوۃ باب المطلقہ ثلثاً فصل ا جلد ۳ صفحہ ۱۲۲۔ اسی کے متعلق دیکھو قاموس جلد ثانی باب اللام فصل الحا صفحہ ۱۷۴ نولکشور) پس یہ بہت بری بات ہے کہ مہر (اجرت) مقرر ہو۔ وید شاستر کی یہ آگیا ہے۔ کہ خاوند ستری کو اور دھنگی جانے بغیر ایک عورت کے دوسری ستری سے شادی نہ کرے۔ وید مقدس کے رو سے ایک مرد کیواسطے ایک عورت اور ایک عورت کیواسطے ایک مرد کا حکم ہے۔ زیادہ نہیں۔ اور یہی اگر قانون قدرت پر غور کریں۔ تو صحیح معلوم ہوتا ہے۔ سنسکار ودھی میں ایسے بیاہ کی تشریح ہے کہ عورت کی عمر کم از کم ۱۶ سال اور مرد کی کم از کم ۲۵ سال ہونی چاہیئے۔ اور اسی عمر میں فریقین کی

رضامندی سے روبروئے والدین یا بزرگان خاندان کے شاستر انوکول شادی ہونے سے ویدمیں حکم ہے۔ اول پرماتما کی توحید وا اُپاسنا وید انوکول کی جاتی ہے۔ اسکے بعد فریقین کے فرائض اہل محلہ وبرادری کے سامنے کہے جاتے ہیں اور اخیر میں حاضرین دولہا دولہن کو آشیرواد یعنی دعا دیتے ہیں اور ہون یگیہ کیا جاتا ہے بعدہ وہ رخصت ہوتے ہیں۔ دین اسلام میں دنیا کے تمام مذاہب سے جو زیادہ شرف ہے اور تمام ادیان سے جو زیادہ افضل ہے اسے مولوی حسین واعظ بحوالہ قرآن لکھتے ہیں۔ واذکروا الخ یاد کنید نعمت ہائے خدا را کہ فائض میگرداند بر شما خصوصاً درباب مناکحات چہ در شرائع امم سابقہ ہیچ کس را زیادہ از یک زن در رتبہ نکاح روا نبودے۔ مگر پیغمبران را و ایں جا تا چہار حرہ در عقد واحد جائز است و آناں را بعد از طلاق مراجعت جائز نبودے و اینجا روا است و مادامیکہ زن مطلقہ نشدہ بودے مرد را حلال نبودے تزوج بزن دیگر جز وے و دریں شریعت حلال ست، (جلد اول صفحہ ۱۴۱)

قرآن درحقیقت عورتوں کی بیعزتی کرتا ہے۔ مولوی ابو المنصور صاحب لکھتے ہیں۔ مسلمانوں میں عورتوں کو ناقص العقل اور انہیں پردہ میں رکھنا لکھا ہے (دیکھو سورۃ نور و سورۃ احزاب از دولت فاروقی ۱۳۵) بحوالہ حدیث اخلاق جلالی میں ہے کہ دختران را خواندن و نوشتن بکلی منع باید کرد (صفحہ ۲۱۴) **حجۃ الہند ۲۱۹** اور اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دیدے۔ **تردید**۔ مسئلہ طلاق ہر طرح قابل نفرت ہے اور وید شاستر میں اسکی ممانعت کیونکہ اس سے زنا کی کثرت اور حرامکاری میں رغبت ہوتی ہے۔ بزرگشتی شرم وحیا کو ڈبوتی ہے جن قوموں میں طلاق رواج ہے۔ انہیں کی مطلقہ سے دنیا میں ہر جگہ چکلا بھر رہا ہے ذرا گریباں میں منہ ڈال کر غور کرو۔ **حجۃ الہند ۲۱۹**۔ یا کسی عورت کا شوہر مرجاوے تو اُس عورت کو بعد گزر جانے ایام عدت کے کسی اور مرد سے نکاح کر لینا جائز بلکہ بڑا ثواب ہے۔ **جواب**۔ بشرطیکہ نہ ہونے اولاد اور رضامندی بیوہ کے بھی شاستر کا ارشاد ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اسکا رواج اُس ملک میں کم ہے۔ اکثر اشراف مسلمان بھی بیوہ عورات کا دوسرا نکاح نہیں کرانے۔ جنکا تمکو خود بھی صفحہ ۱۴۱ میں اقبال ہے۔ اور خود اس بدعت کے بانی مبانی حضرت پیغمبر عرب ہوئے اُنہوں نے خود تو لوگوں کی بیوہ مطلقہ جوروں اور بہوٹیوں سے نکاح کئے۔ اور بعضی عورتوں کو بے نکاح بھی گھر میں ڈال لیا۔ مگر حضرت کی وفات کے بعد بی بی عائشہ وغیرہ سب آپکی بیویاں اس ثواب سے محروم رہیں اور اس نعمت عظمیٰ سے بباعث ممانعت حضرت کے مجبور رہ گئیں۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت حالانکہ اسوقت بعض عین عالم شباب میں تھیں اور کئی اصحاب بھی اُن سے شادی کرنے پر رضامند تھے۔ قرآن میں اسکا ارشاد موجود اور راستی مفقود ہے۔ **حجۃ الہند ۲۲۰**۔ ہندو دلہا دلہن کی عجب صورت بنالیتے ہیں۔ سر پر موڑ ہاتھ میں کنگنا منہ پر سہرا جیسے گھوڑے اور بیل کے منہ پر مہرا ہوتا ہے۔ اور پوشاک کچھ انوکھی وضع کی ہوتی ہے۔ اور برادری کی عورتوں کا جمع ہو کر گانا اور دلہن کے سات دن تک عورتوں کے ہاتھ سے اُبٹنا لگانا۔ اور طرح طرح کی بے حیائی کے گیت گانا۔ تیل چڑھانا۔ بتی کرائی اور سانت کرنا۔ چونکہ یہ رسما اور فخر اور تکبر کیواسطے ڈھکوسلا کرنا۔ اور اسمیں بہت مال و دولت زمین پر پھینک کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضائع کر دینا اور آتشبازی چھڑوانا۔ ڈھول نفیری۔ نقار خانہ۔ طاشہ وغیرہ باجے بجوانا۔ بندوقیں سر کرنا۔ سمدھیوں کا آپسمیں ملکر بھی ادھم ٹھٹھا کرنا اور شیرنی کھولی نا کر براتیوں کو ڈنگروں کی طرح اُس پر بٹھانا۔ نوشہ سے بیحیائی کی باتیں کرنا اور فحش مضامین پڑھنا۔ عورتوں کا مردوں کو فحش گیت میں گالیاں دینا اور دولہا سے دولہن کی جوتی کو سجدہ کرانا وغیرہ وغیرہ۔ **جواب**۔ ہاں سب باتوں کا وید شاستر میں کہیں پتہ نہیں یہ ساری باتیں شاستر کے خلاف ہونے سے ناجائز ہیں آریہ سماج میں کم از کم دو یا تین سو بیاہ ہو چکے ہیں جنمیں سے ایک میں بھی یہ باتیں نہیں ہوئیں۔ پس یہ بدعت ہے ہم ہی ہنود کی غلطی کے ذمہ وار نہیں مسلمان بھی سہرا باندھتے ہیں۔ بڑے بڑے عالم و فاضل مولوی اور سید محرم میں حسن و حسین کا سہرا اُنکا یادگار نکالا کرتے ہیں۔ کیا وہ گھوڑے بیل کے بکہیرے کی طرح نہیں اکٹھا کھانے کو ہم ہمیشہ سے ڈنگروں اور وحشی قوموں کی عادت جانتے تھے۔ مگر شکر پرماتما کا کہ اب ایک مسلمان کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ ڈنگروں بیلوں حیوانوں کا کام ہے۔ انسان کا نہیں۔ بھائی آفرین درحقیقت اکٹھا کھانا ڈنگروں کی خوراک ہے۔ مہذب اور دانا علم طب کے ماہروں کی نہیں۔ کیونکہ ایک دوسرے کی بیماری کے لگ جانیکا اندیشہ ہے۔ یہ رسم مسلمانی عہد اور محمدیوں کی صحبت و تعلیم کے اثر سے کہتریوں میں رائج ہوئی تا شاستر انوسار نہیں ہے اسی واسطے تعلیم یافتہ کہتری اسکو چھوڑتے جاتے ہیں۔ رنڈی لے جانا۔ یا آتش بازی جلانا روپیہ اُڑانا۔ گالی دینا ہم ان سب بُری باتوں کو نا مشروع سمجھتے ہیں۔ مگر بیاہ شادی میں خوشی کرنا اچھے راگ گانا باجا بجانا بُرا نہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں تو شادی ہوتی ہے۔ شادی میں شاد ہونا ضرور ہے۔ ہاں آپکے ہاں شادی نہیں بلکہ ماتم ہے پس خوشی بھی مناسب نہیں۔ **اعتراض ۲۲۶**۔ ہمارے نزدیک ہر طرح کی شراب ہر کسی پر حرام ہے۔ اور بام مارگی ہندؤں کے نزدیک ہر قسم کی شراب حلال ہے **تردید** بام مارگی ہندوؤں میں ایسے ہیں۔ جیسے مسلمانوں میں رند مشرب لوگ جنکا مقولہ ہے۔ واعظا شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں۔ کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا۔ اگر اُنکے سبب ہندو دین معتوب ہے تو رندوں۔ سماعیلیوں۔ ذاکریوں سے محمدی دین معیوب و مغضوب ہے۔ مگر آپکے تمام نبی شراب کو حلال جانتے تھے۔ اور نوش کرتے تھے۔ اسپر خیال کیا ہے یا نہیں۔ **مولوی ۲۲۷** ہمارے دین میں ہر پیشہ ور کے گھر کا کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ اسکا مال حرام کے پیشہ سے پیدا نہ ہو۔ آریہ۔ اس لفظ میں آپکا اور ہمارا اتفاق ہے۔ اسی واسطے شودر کا کام روٹی پکانا مقرر ہے اور ہم اُن تمام لوگوں کے ہاتھ سے جو ہمارے دھرم کو مانتے ہیں کھانا جائز جانتے ہیں مگر ہمارے اور آپکے حرام و حلال میں فرق ہے۔ آپ جانور کُشی کو حلال جانتے ہیں۔ اور جوکے بسہری روٹی کھانے کو حرام۔ آپ کوڑی پر مرغی مارنے اور چدام پر بکری کا گلا کاٹنے کو ثواب مانتے ہیں اور جنت کا فتح الباب مگر ہم اسے گناہ جانتے ہیں اور ایسے کے گہر کا کھانا جائز نہیں گردانتے یہ مشتی شیعہ مسلمانوں کا تمہاری نسبت اعتقاد ہے کہ اہل سنت بخس ترند از یہود و نصاریٰ اگر بدان ایشاں چیزے بسد آنرا باید شست، (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۵۰) ہم آریہ لوگ سوائے مہتر، قصاب یا اگھوری وغیرہ غلیظ لوگوں کے اور کسی کیساتھ چھونا بُرا نہیں جانتے ہیں۔ مگر جائے تعجب ہے کہ مسلمان لوگ سگی اور قصابوں کے ساتھ بھی شیر و شکر ہونے کو تیار ہیں۔ اور برسوں آبدست لینے سے بیزار۔ اسی مٹی کے کوزہ سے پاخانہ جاتے اور اسی سے پانی نوش فرماتے ہیں سبحان اللہ! **مولوی ۲۲۹** ہمارے دین میں ملاقات میں سلام کیواسطے ایک ہی قاعدہ اور ہندوؤں میں مختلف **جواب**۔ وید کی رو سے ایک نمستے کے سوا اور کوئی قاعدہ جائز نہیں (مفصل دیکھو آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات) جسطرح تمہارے ہاں عشق اللہ۔ یاد اللہ۔ سلامت۔ حضرت سلامت۔ قبلہ۔ بندگی مجرا۔ کورنش۔ یا علی مدد۔ یا حسین یادہو نکل والا۔ میرا لالاں الا۔ اُستاد وغیرہ وغیرہ رائج ہیں۔ ایسے ہی ہندوؤں میں رام رام جے ہری۔ پرماتما جیتی رہو۔ ڈنڈوت وغیرہ کا دستور ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں صحیح وہی ہے جو اوپر مذکور ہے

۲۳۱۔ مسلمانوں میں شرافت در زالت دو جہت سے ہے۔ ایک یہ سبب اعمال و دوسری

پسبب قرابت انبیا و اولیا جیسے سید نبی ہاشم۔ قریش بنی اسماعیل دوسری قوموں سے افضل ہیں اور ہندوؤں کے دین میں اگرچہ شرافت بسبب اعمال کے بھی ہے مگر قومیت کو غلبہ اور زیادہ اعتبار ہے۔

جواب۔ شاستر کے مطابق سب شرافت اعمال سے ہے نسل اور آل سے نہیں مگر مسلمانوں میں صرف قومیت کو شرافت ہے۔ سید کیسا ہی جاہل و امی کیوں نہ ہو پھر بھی سید ہے اور بولو نگی سید نبی کی روایات بھی مختلف ہیں صدہا لوگ فریب سے سید بنگئے ہے ۵

سال اول شیخ بودم سال دوم پیرجی   غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم

نبی اسماعیل ہونا شرافت کی بات نہیں۔ ہاجرہ والدہ اسماعیل لونڈی تھی ۔ ۵

پرستار زادہ نیاید بکار   اگرچہ بود زادۂ شہریار

(حسینی جلد ۳ صفحہ ۲۰۱ و ابو الفدا جلد ۱ و پیدائش توریت ۱۶ و تاریخ انبیا صفحہ ۱۳۱ و ۳۴) قابل دید ہے۔ **اعتراض ۲۰۸ و ۲۰۹**۔ ہمارے دین میں صبح سے آفتاب غروب تک روزہ رکھنا ماہ رمضان میں فرض ہے اور بعضے اور دنوں میں روزہ نفلی اور ہندو اپنے بڑوں کے نام روزہ رکھتے ہیں۔ اور انکو برت کہتے ہیں۔ اور قربانی عید الضحیٰ کی واجب ہے اہل توفیق پر۔ اور یہ داخل عبادت ہے۔ **جواب**۔ روزہ خلاف عقل و حکمت ہونے سے فضول ہے اس سے تو ایکادشی برت معقول ہے۔ جس طرح بعض ہنود مردوں کے نام پر روزہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت علی پیر مخدوم جہانیاں امام حسین و بی بی فاطمہ و پیر صاحب کا روزہ رکھتے ہیں اور اصل میں دونوں جادۂ راستی سے دور ٹھیک رہتے ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ مسلمان رمضان میں گناہ زیادہ کرتے ہیں جانور زیادہ مارے جاتے ہیں اُس سے عفونت زیادہ پھیلتی ہے اور مخلوق خدا زیادہ تباہ ہوتی ہے۔ اور آئے دن مکہ شریف میں ۱۲-۱۵ ہزار حاجی ہیضہ کے شکار ہوتے ہیں۔ اور طاعون میں گرفتار۔ اگر خدا خورسند ہوتا تو ہیضہ کیوں پھیلاتا۔ بکری یا اونٹ یا گائے یا سؤر کا خدا یا بھوتوں یا پیر فقیر کے نام پر گلا کاٹنا گناہ ہے۔ اور ناراستی کی راہ اور خدا کے نام پر گناہ کرنا بہ نسبت اوروں کے زیادہ بُرا ہے۔ ہندو گو اسوقت ویدک دہرم سے گمراہ ہیں مگر پھر بھی اتنے عقلمند ضرور ہیں کہ پرمیشور کے نام سے جانوروں کے گلے نہیں کاٹتے اپنے واسطے اور ڈاکنی شاکنی یا دیوتی کے نام پر کاٹتے ہیں کیونکہ وہ ایشور پر جو ہتیاری کا کلنک نہیں لگاتے بلکہ ایسا کہنے سے بھی خوف کھاتے ہیں۔ قرآن سورۃ حج میں بھی ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم یعنے نہیں پہنچتا خدا کو گوشت قربانیوں کا اور نہ لہو انکا لیکن خدا کو تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ مگر پھر حیرانی ہے کہ مسلمان کیوں جانوروں کا گلا کاٹ۔ خون بیٹ کما ہنگار ہوتے۔ اور تخم عصیان بوتے ہیں اور زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ اور مذاہب میں جتنے اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ جانور کشی سے پرہیز کرتے ہیں۔ مگر دین محمدی میں یہ نیک خدمت مسجدوں کے ملانوں پیروں قافیوں سے لیجاتی ہے۔ تراہ ماں ۱۱۔ الحذر رائے شیخ نادان الحذر۔

اعتراض ۲۱۰۔ ہمارے دین میں ہر مسلمان صاحب توفیق پر فرض ہے کہ ایک دفعہ کعبہ شریف کا حج کرے اور کعبہ ایک مبارک مکان ہے مکہ معظمہ میں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب کوئی نماز کرے کعبہ کیطرف منہ کرکے ادا کرے اور سوائے اس کے اور طرف منہ کرکے سجدہ کرنا منع ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس مکان کو سب مسلمانوں کیواسطے قبلۂ عبادت ٹھہرایا ہے بسبب شرف اور بزرگی اُس مکان کے اور جو کوئی حج کرتا ہے اور اُس مکان کا طواف کرتا ہے جو اس شخص سے اللہ کی تقصیرات اور گناہ کئے گئے تھے۔ اُنکو اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے اور سوائے خانہ کعبہ کے اور کسی مکان کا حج کی نیت سے جانا اور اُسکی طرف سجدہ کرنا اور طواف کرنا شرک ہے اور ہندوؤں کی نیازگاہ اور تیرتھ صدہا اور مختلف ہیں **جواب**۔ ویدک دہرم کے رو سے کسی مکان یا پہاڑ وغیرہ کے طواف سے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ ایک بیابان ریگستان میں جہاں وحشی اور بدو رہتے ہیں ثواب کی نیت سے جانا۔ ایک مکان کے گرد چکر لگانا۔ سنگ اسود چومنا۔ اور پہاڑوں کے گرد گھومنا اُس مکان کو بیت اللہ جاننا۔ اور خدا کی ہاتھ (حجر الاسود) کے آگے قربانی گذراننا اور تمام عمر اس مکان کیطرف سر جھکانا اور ماتھا گھسانا صاف شرک اور بت پرستی سے عبور کیجئے۔ جو لوگ مصر میں ہیں وہ کعبہ کو بجانب مشرق اور روم و شام والے بجانب جنوب اور ہندوستان و افغانستان والے بجانب مغرب اور عدن اور نجد والے بجانب شمال سجدہ کرتے ہیں اور کعبہ کے اندر کوئی جہت مقرر نہیں جدھر چاہو منہ کرکے سجدہ کرو۔ پس صاف ظاہر ہے کہ سجدہ سنگ اسود اور اُس مکان کو ہے لامکان رحمٰن کو نہیں اُسکو سوائے کسی اور طرف سجدہ کرنا شرک اور کفر ہے اور اُسکو جائز۔ اُس مکان کے گرد گھومنا اور کسی پتھر کو بنظر عبادت چومنا شرک اور کفر ہے اور اسکو جائز۔ اُس مکان پر ریشمی کپڑا چڑھانا یا پُرانا ہونے پر اُسے متبرک سمجھ کر گھر لیجانا یا چومنا آنکھوں پر لگانا۔ آب زمزم اور مکہ اور حجر الاسود کی دہوں (آب غسل) کو بھر کر لانا اور متبرک ٹھہرانا اور قبلۂ حاجات جاننا اور ان سے منت ماننا سراسر بت پرستی اور کفر ہے ۔ ۵

مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست   پرستاراں بُت را طعنہ از چیست
اگر دین ست در بوسیدن سنگ   چرا داری بدل از ہندواں ننگ
اگر مسلم ز بُت آگاہ گشتے   بہ پیش حجر چوں گمراہ گشتے

کعبہ سے مدینہ وہاں سے کربلا۔ اور آگے نجف۔ قدم ابراہیم۔ قدم رسول۔ قدم آدم۔ اجمیر سرہند۔ پاکپتن۔ لدھورا۔ نگس پور بھرائچ۔ گھڑام۔ جھنگ پیراں کلیر۔ گنگوہ۔ شیخوپورہ۔ براؤ امروہہ۔ سنام۔ شہدا پیر سیالکوٹ۔ دائرہ دین پناہ۔ ملتان۔ لاہور کے موئے رسول اور عمامہ۔ میاں میر وغیرہ۔ دربدر سفر دور و دراز طے کر کے مسلمان بطلب حاجات جاتے ویسے نیل مرام واپس آتے ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے ۔ ۵ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت + بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت۔ پس شاستر کے خلاف چلنے والے ہندو اور قرآن کے مطابق چلنے والے مسلمان انصاف کے رو سے دونوں بت پرست اور گناہگار ہیں۔

پوجیں وہ چرن بتن کے اور یہ رسول کے   قایل یہ خاک نجف کی وہ گنگو دہول کے
چرنامرت وہ لیتے ہیں مکتی کا مدعا   یہ اُسکو دہو کے پیتے ہیں جو رند کی مبتلا
وہ جگن ناتھ جاتی ہیں سر کو جھکا جھکا   یہ چومتے ہیں حجر سیاہ دست کبریا
وہ مسدر و نکو یہ کعبہ کو سر جھکاتے ہیں   بیہودہ بت پرستی میں آ لوگ کیوں اڑے ہیں
دونوں ہیں بت پرست خدا سے پھرے ہوئے   دور حق سے اور چاہ بلا میں گرے ہوئے
واجب خدا پرستوں کو دونوں سے اجتناب   کعبہ و دیر دونو ہیں اطراف ناصواب

اعتراض ۲۱۱۔ ہمارے ہاں عمل نیک کا پھل جو اللہ تعالیٰ کی جناب سے اسکو ملتا وہ مردے کو دلادے تو اسکو پہنچ جاتا ہے مگر ہندوؤں کے دین میں آچاریہ کو کرم دیتے ہیں اور شرادھ ترپن کرتے ہیں۔ **جواب**۔ مُردہ کو ہماری مرسلہ کوئی چیز نیک و بد۔ نذر و نیاز۔ ثواب یا زہر نہیں پہنچ سکتی۔ شرادھ ترپن کا مُردوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ زندے ماں باپ کیواسطے ہیں خودغرض ملانوں اور ایسی پنڈتوں نے انہیں مُردوں کے لئے جائز بتلایا اور مال اوڑانے کا بہانہ بنایا ہے سچ ہے مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت ہیں۔ ملا کو حلوے مانڈے سے ہے کام ۔ ۵

برگ عیشی بگور خویش فرست   کس نیارد زپس تو پیش فرست

---

۵ ملا س ولیم لکھتی ہیں قدم رسول دہلی پر سال تبا یحر ۱۲ ربیع الاول کو رددعات رسول ست
ابوبہے ار مرداں درمان آنجا مع ے شوند و آں نقش قدم را بہ آب جو شیدہ مے نوشند در مقام التو
صفحہ ۹۰ سنہ ۱۸۶۷ء)

کریں شرادھ مردوں کا اگیاں چھایا   مردوں کو بھلا کس نے بھوجن جایا

مطلع ہندوؤں کے یہ کریا کرم ہیں اُن سے ہزار گنا بڑھ کر مسلمانوں میں ایسے بھرم ہیں مردہ کا سوم۔ دہم۔ چہلم۔ ششماہی۔ سالانہ۔ پیر صاحب کی گیارہویں۔ ستارہویں تیرہویں۔ امیر حمزہ کی سہ تراپت۔ امام حسین کا عشرہ محرم۔ ہر بزرگ کا فاتحہ اُسکی وفات کے روز سعوں کے لئے خاص کھانا جیسے شاہ عبدالحق کا توشہ حلوی حضرت بی بی کی صحنک دہی چھنے کی حضرت علی کا کونڈا میٹھے چاولونکا۔ اور اُسکو گرم گرم کھانا۔ بو علی قلندر کا مالیدہ۔ امام حسین کی حلیم اور شربت۔ بابا فرید کی کھچڑی میٹھی۔ پیر جو کا نمک۔ سید سلطان کا روٹ۔ پار پوڑیاں۔ خواجہ معین الدین کی دیگ۔ کسی کی نیاز سوا روپیہ۔ پانچ پیسہ۔ تین کوڑی۔ کسی کا روٹ سوا سو۔ کا پانچ سیر۔ مردہ کا اسقاط قرآن کرانا اور سات آدمیوں کے ہاتھوں پھیرانا۔ تین چراغ جلانا۔ طواف کرنا اسکے آگے ہاتھ جوڑ کھڑے ہونا۔ قبروں پر پانی ڈالنا ختم کیوقت چراغ جلانا۔ چند ڈھیلوں پر قل ہو اللہ پڑھوانا محرم میں پانی کی سبیل چھڑکوانا۔ اور تعزیہ بنوانا اور لنگر تیجے تجہ کا نکلوانا عرس مہندی ہونا۔ وغیرہ اس سلسلے شرک و گمراہی بت پرستی میں کیا مسلمانونکو سواری اور غرق ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ پس ہندو بیچارے اُن سے ہزار درجہ افضل ہیں۔

خاتمہ

آریہ دھرم کی خاص
سولاں خوبیاں

پہلی خوبی۔ پرماتما کی ذات و صفات اور اُسکی اُپاسنا و پرارتھنا میں کسی خاص جہت کیطرف متوجہ نہونا۔ بلکہ بلا تعین جہت اسکی صفات کاملہ کا دھیان کرکے اپنے دلکو اُسمیں لگانا۔ پرماتما کی کامل توحید بصفات حقہ اس خوبی سے ویدک دھرم میں موجود ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر کسی اور جگہ ممکن ہی نہیں۔ اور محال ہے کہ اس سے عمدہ کوئی اور بیان کر سکے۔ وجہ یہ ہے کہ صرف یہی مقدس دھرم ہے جسمیں پرماتما کا ثبوت دلائل عقلیہ براہین منطقیہ سے بتلایا جاتا ہے۔ مورتی پوجا۔ قبر اور تعزیوں پر درود اور ایشور کو جسمانی ماننا۔ یا ایشور کا کسی میں حلول فرمانا۔ ایشور کا اوتار ماننا۔ کسی آدمی کا خدا ہونا۔ یا خدا کے برابر ماننا۔ کسی کو خدا کا رسول یا کلیم یا روح یا صفی یا خلیل جاننا وغیرہ باتیں جو مبداء بت پرستی ہیں وہ سارے کے سارے وید کے رو سے قطعی ممنوع ہیں۔ وید ان باتوں کو معقول دلائل سے رد کرتا ہے۔ (دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱-۲) **دوسری خوبی**۔ وید مقدس غلطی سے پاک رد و بدل سے رہت۔ ناسخ و منسوخ سے مبرا۔ از آغاز عالم تا اختتام عالم جامع ارشاد کاملہ و واضحہ فرمان عالیہ ہے جسکی ایک بات بھی علم و عقل کے خلاف نہیں بلکہ سب احکامات علیم کل و عقل کل کی ذات کے شاہد ہیں۔ چونکہ وید ہر طرحکی انسانی غلطیوں سے مبرا ہیں اور تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے ہر طرح کامل اسواسطے کامل کے سوا اور کسی سے ظہور اسکا ناممکن ہے۔ تمام علوم کے مسائل اور تمام تجربہ بعض کے وسایل وید میں نہایت واضح طور پر مندرج ہیں جنکو عقل انسانی بغیر تعلیم کے کسی طرح سے نہیں جان سکتی باوجود سب سے قدیم ہونے کے آج تک اختلاف کا نہونا۔ اور ہمیشہ ہزاروں لاکھوں حافظوں کا موجود ہونا۔ اسکی پوری کمالیت کی علامت ہے۔ **تیسری خوبی**۔ تقلید شخصی سے رہت۔ تحقیق علمی عقلی کی عام اجازت جسکی بدولت انسان ہمیشہ معراج ترقی کی سیر کرتا رہتا ہے اور جہالت و تقلید کے گڑھے میں نہیں گرتا۔ اور اسی سبب سے آریوں کا ازمنہ مختلفہ میں ہر علم و فن میں عمدہ عمدہ ترقی کرنا ظاہر ہے۔ اور اب جو تھوڑے سالوں سے پھر آفتاب صداقت کی شعاعیں ابر ظلمت سے نکلی ہیں۔ علم معقول کیطرف پھر توجہ ہوتی جاتی ہے۔ جو درحقیقت انسانی بھلائی کی نہایت عمدہ علامت ہے۔ **چوتھی خوبی**۔ خدا کی کامل عبادت یوگ وِدیا صرف اسی دھرم میں ہے جسکے بغیر نہ تو دھیان جم سکتا ہے نہ طبیعت دائماً یکسو ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ جب تک چنچل من رُک کر ایشوری گیان میں محو نہ ہو۔ دھیان کا جمنا محال ہے اور جبتک دھیان۔ جمے ایشور کا پراپت ہونا سراپا ناممکن ہے۔ ایسی مکمل عبادت اور ایسا مکمل طریقہ کسی اور مذہب یا دھرم میں مطلق نہیں ہے۔ **پانچویں خوبی**۔ شفاعت کا نہونا۔ پرمیشور سے بلا واسطہ غیرے ملاپ۔ نہ کسی اردلی کی ضرورت نہ اہیرنگی کی حاجت۔ نہ رشوت سے مطلب۔ نہ ڈالی سے غرض۔ صرف اپنے ذاتی عملوں سے پرماتما کی حضوری اسی مذہب کی بزرگی ہے۔ رشوت کا بڑا الزام کوئی مذہب ایشور کی ذات سے دور نہیں کرتا بلکہ سب مذاہب اسی الزام کا اُسے ملزم گردانتے ہیں۔ اور پرمیشور کو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند کا مجرم جانتے ہیں۔ مگر صرف ویدک دھرم ہی اس الزام سے بریت کرتا ہے۔ **چھٹی خوبی**۔ پنج مہا یگیہ کا روزمرہ فرض ہونا۔ اول عبادت پرماتما یعنی برہم یگیہ دوم خدمت والدین و فضلا و اچاریہ یعنی پتری یگیہ۔ سوم مہمان نوازی یعنے اتتھی یگیہ چہارم یتیم خانہ وغیرہ قائم کرنا یعنے [illegible] یگیہ پنجم تمام دنیا کی بہتری کیواسطے کوشش کرنا۔ اور حتی الوسع اسکے واسطے ہر روز جگت اپکار۔ اور روگ ناشک اگنی ہوتر کرنا یعنی دیو یگیہ (دیکھو پستک پنچ مہا یگیہ ودھی) **ساتویں خوبی**۔ ستری پُرش۔ اہل قرابت۔ والدین و فرزند۔ ہمسایہ۔ یتیم۔ مسافر مہمان مساکین سبکے حقوق۔ شادی و غمی کے فرائض بلکہ پیدائش سے موت تک سولہ سنسکار اس خوبی سے منو سمرتی و سنسکار ودھی میں موجود ہیں کہ جنکا عشر عشیر بھی اور مذاہب میں نہیں جنرل ہے سیگاٹن صاحب مانتے ہیں (اصناف قانون دھرم شاستر میں سے منوجی کا درجہ اول ہے) عورت کو اردھنگی ماننا۔ کثرت ازدواج کا نہونا۔ ایک ناری و ایک پتی برت دھارن کرنا پردہ کی جہالت کا نہونا صرف اسی دھرم کی بزرگی ہے **آٹھویں خوبی** روح اور روحانی باتوں کا سچا علم۔ مادہ اور مادی چیزونکا صحیح گیان دنیا کب تک رہیگی۔ اسکا واقعی حال جسکے بیان کرنے سے قرآن و بائبل کی زبان گنگ و لال ہے۔ وہ ایسی خوبی سے اس دھرم میں بتلائی گئی ہیں۔ کہ دیگر علم و سائنس اس سے زیادہ واضح اور صحیح بتلانے سے عاجز ہیں (مفصل دیکھو تاریخ دنیا حصہ اول۔ **نویں خوبی**۔ رحم جو سب سے عمدہ صفت ہے وہ تمام مذاہب سے بڑھ کر باحسن الوجوہ صرف اسی مبارک دھرم میں موجود ہے یعنے ماس۔ کھانا اور بیگناہ کسی جانور کو نہ ستانا۔ **دسویں خوبی**۔ زور و ظلم سے دین پھیلانے کی ممانعت۔ جہاد اور فساد سے نفرت دلائل معقول اور محبت و پیار سے دھرم کی اشاعت کی اجازت صرف اسی دھرم میں ہے (دیکھو [illegible]) **گیارھویں خوبی**۔ مختلف علوم کے فضلا کا وید مقدس کی پیروی سے باہر ہونا اور تمام فلسفی مزاجونکا ایسے وتسی ویدکا پیرو ہونا کسی نامعقول بات کا وید میں مذکور نہونا (مفصل دیکھو چھ درشن اور اُپنشد اور چھ انگ) تمام رشی منی وید کے پیرو تھے مگر اور مذاہب میں جتنے ڈاکٹر فلاسفر حکیم ہوتے رہے وہ قرآن اور انجیل سے دست بردار ہوتے گئے۔ بلکہ انجیل و قرآن کے پیروں نے حکیموں کے چمڑے اُتار کے اُنہیں شکنجہ میں کھینچا اور قتل کیا۔ جنکا کے قتل کا داغ وید کے دامن پر ہرگز نہیں۔ **بارھویں خوبی** معجزات۔ خرق عادات۔ کرامات۔ بھان متی کے تماشے۔ کیمیاگری۔ سنگ پارس۔ جادو ٹونا بھوت پری و شیطان وغیرہ کے ابطال کی تردید وید کے سوائے کہیں نہیں۔ موجودہ روشنی کے زمانہ میں ان تمام باتوں سے بدھی مانوں کو نفرت ہے۔ مگر بائبل و قرآن میں ایسی دور از قیاس باتیں بھری پڑی ہیں **تیرھویں خوبی** انسانی زندگی کا چار حصوں پر تقسیم ہونا اور سب سے اول دھارمک تعلیم کا ہونا ویدک دھرم کی کیسی اعلےٰ فضیلت ہے۔ برہمچریہ طالبعلمی کا زمانہ۔ گرہست عیالداری کا زمانہ۔ بانپرست گوشہ نشینی کا زمانہ۔ سنیاس اپدیش پراپکار کا زمانہ جس پر عمل کرنے سے انسان دین و دنیا کی بھلائی بخوبی حاصل کر سکتا ہے۔ اور [illegible] ہونیکا ارشاد کیا ہدایت بنیاد ہے اور مذاہب میں اسکا نام و نشان بھی نہیں۔ **چودھویں خوبی**۔ جب مدت مدید کے گزر جانیکے سبب لوگوں نے مخالفت مذہبی کے سبب وید مقدس کے دھرم پر حملہ کیا یا اعتراض کئے تو اُنکو تشفی کرنا چاہا۔ آریہ لوگوں نے دندان شکن جواب دیے جو ہمیشہ تک یادگار

بسبب قرابت انبیا و اولیا جیسے سید افضل ہیں اور ہندوؤں کے ویدانتی جنکی تردید گوڑپاد آچاریہ کے ششی شنکر سوامی نے اس حد تک کی کہ مخالفوں کو چوکڑی بھلادی اسوقت بھی وہ کتابیں بودھ مت کی تردید میں برق طپاں کا حکم رکھتی ہیں۔ پھر اب تھوڑے عرصہ سے مسلمانوں و عیسائیوں نے کتابیں لکھنی شروع کیں جنکے جواب ہماری طرف سے مدلل دیے گئے گویا کہ انکے منہ پر مہر سکوت لگ گئی۔ اور کبھی میدان مباحثہ میں قائم نہ رہ سکے **پندرہویں خوبی**۔ اگرچہ کئی دفعہ صدمات پہنچے۔ اور مخالفوں نے اس دھرم کے پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تو بھی آریہ قوم وقتاً فوقتاً جاگتی سنبھلتی رہی جینی۔ پارسی۔ یہودی ماتیوں اور قبطیوں کی طرح بالکل مردہ نہیں ہو گئی۔ دھرم سے پتت شدہ لوگوں کو جب تب پرائشچت کر کے واپس لیتی رہی۔ لاکھوں بودھوں کی شدھی شنکر آچاریہ نے کی اور مسلمان و عیسائیوں کی شدھی کے کام کو دنیا کے عارفوں کے سرتاج شری سوامی دیانند جی مہاراج نے شاستر انوسار اب رواج دیا جو روز بروز آریہ سماج کی مبارک کوششوں سے ترقی پا رہا ہے مذاہب باطلہ کی طرف لوگوں کا رجحان بہت کم ہو گیا اور ایشور کریگا کہ بالکل بند ہی ہوگا پس اس روشنی کے زمانہ میں آریہ قوم کا جاگنا اور جہالت سے بھاگنا صرف صداقت ویدک کی برکت ہے۔ **سولہویں خوبی**۔ مباحثہ مذہبی کیواسطے عام اجازت (صلائے عام) کا دینا اور علم و عقل اور سچائی کے خلاف کسی کی بات کو نہ ماننا تمام فضلا و علما کی عزت کرنا۔ اور اُن کی تعلیم سے آگاہی کرنا اور محبت و پیار سے ست دھرم کا پھیلانا اور معقول دلایل سے لوگوں کو راہ راست پر لانا اور گناہوں سے دلی نفرت اور نیک کام کرنے کی طرف توجہ دلانا اور ہمیشہ حسب منشا عالمگیر اور لاتغیر قانونوں کو پیش کر کے الٰہی انصاف کا قائل کرانا اسی مقدس دھرم کی خوبی ہے جو کسی [illegible] جدید مذہب کے نصیب نہیں۔ بنا براں صداقت **وید** درحقیقت نوید جاوید ہے۔

مبارک ہیں وہ جو سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے پر ہمیشہ طیار رہتے ہیں

التماس آخری بھائی مسلمانوں اور خاص کر ہمارے آریہ ورت کے رہنے والو خدا کیواسطے تعصب کو دور کر کر تحفۃ الاسلام کو مطالعہ کرو۔ عرب میں جب اسلام جاری ہوا۔ اسوقت میاں مجوس۔ یہود۔ اور عیسائی لوگ موجود تھے اور انہیں کی خراب اور خستہ حالت سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن میں صرف وہی لوگ مخاطب ہیں انہیں کے سوالوں کے جواب ہیں انہیں سے جنگ و جدال ہوئے۔ انہیں سے مقابلہ اور قتال کسی معقول علم دوست حق پرست قوم سے سامنا نہ ہوا نتیجہ ظاہر ہے کہ عرب جیسے ان پڑھ اور بے علم قوموں میں اسکی اشاعت ہوئی۔ سپین۔ پرتگال وغیرہ میں جہاں تعلیمیافتہ لوگوں سے یا انہیں سے زبردست طاقتور قوم سے مقابلہ پڑا۔ وہاں تیغ اسلام بجائے قاتل کے مقتول ہو گیا۔ علم سے پہنچا تھا۔ پس بھاگ کر چلا آیا یا نکالا گیا۔ جن مذہبوں کی حالت اسوقت اسلام سے خراب تھی بھلا وہ مقابلہ کیا کر سکتے اور یہی کارن ہوا کہ وہ آج تک سر نہ اٹھا سکے (دیکھو ایران مصر اور افغانستان کی حالت) اگر جن مذاہب میں تحقیقی سچائی موجود تھی وہ کبھی بھی اسلام کے شکار نہ ہوئے اور اگر کبھی سیواجی کی طرح اورنگ زیب جیسوں کے پنجہ میں پھنس گئے تو جھٹ حکمت سے نکل ہوا دار پر سوار ہو گئے۔ اور پھر ہاتھ نہ آئے۔ ویدک دھرم سے غافل ہیں اگرچہ آریہ سنتان نے پوراں ذریعہ ایمان مان لیا تھا مگر پھر بھی اُپ نشدوں کی سچی فلاسفی ان کے دلکے اندر ہمیشہ کچھ نہ کچھ چمکتی رہی جسکے سبب اسلام کے احکام انکے دلپر موثر نہ ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے نہایت غور کا مقام ہے کہ سات سو برس کے خون کی مار تر [illegible] آریہ دھرم کے گیان کی اگنی کو ٹھنڈا نہ کیا۔ بلکہ مختلف اوقات میں اس مبارک قوم سے مبارک ۔ ۔ ۔ ۔ لوگ اسلام کا دندان شکن مقابلہ کرنے کیواسطے نکلتے رہے اور انہیں میں سے سرتاج ادی جہاں رہنمائے عالم و عالمیاں سوامی دیانند جی مہاراج تھے ان کا ظہور ہوا پورے ایک ہزار برس کے بعد آریہ ورت کی اُمید کا پودا بار آور ہوا کامرانی کا پھول شگفتہ ہوا۔ صداقت کا آفتاب طلوع ہوا۔ باوجود بت پرستی کے عادی اور قبر پرستی کی وادی (عادت) پڑ جانے کے اگرچہ قوم مردہ دل ہو گئی تھی تو بھی اس مہاتما کے سچے اور لائق [illegible] سے بہت اُپدیش اپنا کام کر گئے مردہ قوم میں جان پڑ گئی۔ قم باذنی کی آواز سنتے مردوں کو زندہ بچوں کو جوان جوانوں کو صداقت پر قربان اور بوڑھوں کو گیان وان بنا دیا۔ اور ساتھ ہی وید کا فرقان سنا کر پشیمانیت کا دروازہ کھولدیا بلکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ دیش کی کایا پلٹ دی۔ مد و جزر کا لیکچر دے۔ تناسخ پر قائل کر دیا۔ ویدانتی حیران۔ محمدی پریشان عیسائی سرگرداں ہو گئے۔ مگر سب سے زیادہ بت پرستوں نے مخالفت کی۔ کہ وہ جان کے خواہاں ہو گئے لیکن اس مخالفت پر بھی نہ تو اُس مرد میداں نے ہجرت کی اور نہ تلوار سے ڈرے اور نہ ہی شمشیر سے لڑے بلکہ سب کے مقابلہ میں ست دھرم کی طاقت سے کھڑے رہے مولویوں سے مباحثے ہوئے عیسائیوں سے چرچا ہوا۔ بت پرستوں سے شاستر ارتھ کئے اور جینیوں (منکراں حق) سے داد و داد رہے۔ مگر واہ رے مرد میدان حق وید کی شرتیوں سے توحید مطلق کا اُپدیش کر مخالفوں کے چہرے فق کر دیئے۔ ہر ایک آریہ سنتان کے بردے میں اتحاد اور اُنتی کی روح پھونک دی۔ وید اور شاستر سے فلاسفی کے اپدیش سنا توہمات باطلہ کو بھگا دیا۔ جوتش کے اصول بتا موہوم گرہوں کی نحوست سے چھڑایا اور ہر قسم کی قبر پرستی۔ مکان پرستی۔ اور صلیب پرستی کی یہاں تک دھجیاں اڑا دیں کہ معمولی آریہ کے سامنے فاضل عیسائی اور عالم مولوی یا مشہور بت پرست کو مقابلہ میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔ محمدی بھائیو۔ اور مسلماں دوستو۔ اب مذہب اسلام کا علم اور عقل کیساتھ مقابلہ ہے یاد رکھو کہ منقولی مذہب کبھی علم معقول کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ یوروپ جہاں آجکل علم کی قوت ہے وہاں علم ہی کی عملداری ہے۔ عیسویت اسکے مقابلہ سے عاجز ہے۔ جو تاریکی کہ عیسائی مذہب کی بدولت دیو اور بھوتوں کے خیالات اور آسمانی توہمات کے سبب یوروپ میں پھیلی ہوئی تھی اب وہ رفع ہوتی جاتی ہے صبح ہو گئی اور عمدہ اور عمدہ آثار نمودار ہوتے ہیں۔ یہی حالت اسلام کی ہے۔ جہالت کیساتھ اُسکا رشتہ ہے جو ظلم کے عقد سے بندھا ہوا ہے۔ جہاں جہاں علم اور عقل کی روشنی پہنچ گئی۔ یاد رکھو یہ سچ ہے وہاں سے بالضرور اسلام کو منہ کالے اٹھانا پڑیگا وہ خیالی دین جو مجموعہ ہے ژند اور اوستا توریت و زبور و انجیل کے جن بھوتوں کی کہانیوں کا۔ وہ اسلام جو جامع ہے جادو ٹونے اور مردوں کی کرامتوں کا وہ مذہب جو سرچشمہ ہے قبر پرستی اور مکان پرستی اور سنگ اسود پرستی کا وہ ہدایتنامہ جو مادی اور فانی جنت اور حور و غلمان اور شہد اور شراب کی خوشگن طمع دے رہا ہے۔ وہ فلاسفی کا مدعی جو زمین اور آسمانوں کے حالت صحیح بتلانے سے قطعی عاجز ہے یاد رکھئے اور پھر بھی یاد رکھئے کہ وہ بالبداہتہ علم کی روشنی کیساتھ ہرگز نہیں ٹھہر سکیگا۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ تہذیب اور سولیزیشن کی پاک و پرزور دریا کی تیز دھار۔ توہمات اور باطل راستے کو چھوڑ چکی ہے۔ اور پھر خواہ مخواہ ہی ہوا اس حدیث میں گریگی جوں جوں اور جہاں جہاں علم کی روشنی پھیلیگی۔ محمدی اسلام کی ہوا ہرگز ثابت کبھی اور کسی طرح بھی اسکا مقابلہ نہ کر سکیگی۔ اور عنقریب وہ زمانہ آنیوالا ہے بلکہ بعض جگہ آ چکا کہ سوا مسجد کے ملانوں اور بے علم زمیندار دیہاتی یا وحشی اعرابیوں اور نادان عورتوں کے اسلام کا اثر کسی ذی علم کے ضمیر میں نہ رہیگا کیونکہ خود اس زمانہ کے پیغمبر حضرت نبی قادیانی مسیح ثانی کو الہام ہو چکا ہے کہ لوگ عنقریب دیکھے گا عام خیالات اسی طرف بڑھتے جاتے ہیں "پس آنکھیں کھولو تعصب کی پٹی اُتارو اور آریہ دھرم کی سچی فلاسفی پر غور کرو آریہ سماج کا اصول ہے ودیا کا پرکاش اور اودیا کا ناش کرنا" پس جہاں جہاں سائنس اور علوم حقہ کی روشنی پہنچیگی وہاں وہاں آریہ دھرم کا جھنڈا سب سے پہلے لہرایگا بھائیو جہالت کا پردہ دور کرو اور آؤ علم کا ہوا اوتارو اور آؤ تعصب کا خیال دل سے نکالو اور آؤ مل کر سچ کا پرچار کریں اور ہم اور آپ ایک پردار ہیں۔ افغانستان عربستان۔ بلوچستان ایران روم و مصر کی حالت پڑھو اور غور کرو کہ اسلام نے وہاں کیا کیا تہذیب اور علوم کی اشاعت کی اگر انکو سوائے جہالت ہی جہالت کا سراغ ملے تو عبرت پکڑو اور ہماری التماس کو قبول کرو یعنی ویدک دھرم کا سبق تو اسکی ہدایت سے فیض اٹھاؤ پھر دیکھئے بہار کیسی بہار ہے۔ اے عقل والو! غور کرو اور اے علم والو سمجھو ع۔ رہ این ست رواز طریقت متاب۔

راقم آپ کا قدیمی خیر خواہ لیکھرام آریہ مسافر

راہِ نجات

اوم پرماتمنے نمہ

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

چار دن سے ہمارے پاس ایک آٹھ صفحہ کا رسالہ مصنفہ مولوی محمد خلیل صاحب ساکن ملال پور مطبوعہ لدھیانہ الموسوم عدمِ نجات آریہ بذریعہ ڈاک پہونچا جس کے اخیر میں لکھا ہے کہ "بخدمت جملہ صاحبان عموماً و بخدمت پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری خصوصاً التماس ہے کہ یہ رسالہ عدم نجات آریہ جو آپ کے آریہ مذہب کی تردید میں اس خوبی سے لکھا گیا ہے کہ اس کا جواب کسی آریہ صاحب سے جہان کی پرلے کے ظہور تک یقیناً نہ بن سکے گا۔ اور فی الحقیقت اگر آریہ بھائی اس رسالہ کو ایک عمیق نظر ڈال کر صفائی قلب سے مطالعہ فرماویں گے تو اُن پر فوراً ثابت ہوگا کہ واقعی اس رسالہ نے آریہ مذہب کی بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور وہ نندی منتھ کا کہ جو عرصہ چودہ پندرہ سال سے اس آریہ ورت میں ظاہر ہو رہا تھا۔ خاتمہ کر کے دکھلا دیا ہے۔ اگر آریہ صاحبان اس رسالہ کو مطالعہ فرما کر پھر بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آویں تو اُن پر لازم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کا رد لکھ کر دکھلاویں" اور پھر کہتے ہیں "اگر دو ثالثان شہادت دلویں کہ واقعی اس رسالہ کے دلائل نبرداد توڑے گئے ہیں تو میں اقرار کرتا ہوں کہ بعد شہادت ایسی مستقل کے رد کنندہ رسالہ مذکور کو مبلغ عہ روپیہ انعام کے دونگا۔ اب بھی اگر آریہ صاحبان خاموش رہے تو اُن پر اتمام حجت ہے جس کا مواخذہ اُن پر خدا کی عدالت کے روبرو ہوگا۔

پیارے ناظرین ہم نے صرف مولوی صاحب کی درخواست اور ضروری دعا کے مطابق خلوص نیت اور سچے اعتقاد سے یہ جواب لکھا ہے اور اُن کے دلایل کی نبرداد تردید کی ہے۔ پچیس ۲۵ روپیہ کے لالچ سے نہیں بلکہ اس بڑی بھاری طمع سے کہ مولوی صاحب کو سچا خدا اور پرمیشر پرماتما صراط المستقیم وید مقدس پر چلنے کی ہدایت دے اور تعصب کے تاریک اور خوفناک گڑھے سے نکال کر حق کے قبول کرنے پر کھلم کھلا مستعد کرے۔

آمین یا ربّ العالمین

المتمس لیکھرام آریہ مسافر از کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔ ۸ جولائی ۱۸۹۳ء

نجات اور اُس کے وسایل

ہر ایک آدمی نجات چاہتا ہے۔ اور ہر ایک مذہب کی علت غائی بھی یہی ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو نجات ہو۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ کم لوگ ہیں جن کو نجات کے ذریعہ معلوم ہیں اور تھوڑے ہیں جو نجات کے واسطے کوشش کرتے ہیں اور ایسے آدمی بھی کم ہیں جن کو سیدھا اور سچا رستہ نجات کا معلوم ہو یا جن کی خود بھی نجات ہوئی ہو۔ کیونکہ اکثر مذاہب کے اصول ہی ایسے ہیں۔ جن سے کسی طرح نجات ہو نہیں سکتی۔ لوگوں میں بھیڑیا دھساں یا اندھ پرمپرا یا جاہلانہ تقلید کا پرچار بہت زیادہ ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ تقلید پرستی نے دنیا کے بڑے حصہ کو ضلالت میں ڈالا ہے۔

نجات لفظ اصل میں سنسکرت زبان کا ہے۔ مگر اس وقت تمام لوگ اِسے عربی جانتے ہیں۔ سنسکرت میں اِس کے معنے न जात है ہیں یعنے دوبارہ جنم میں نہ آنا یا آواگون سے رستگاری۔ عربی میں نجات کے معنے ہیں۔ نجات۔ بفتح رستگاری (از بہار عجم و کشف و قاموس و صراح) و ناجی بکسر جیم رستگار از غضب و نجات یابندہ و خلاص (از غیاث) سنسکرت میں اِس کے واسطے دوسرا لفظ مکتی یا موکھش یا نروان پد ہے۔ معنے سب کے ایک ہیں اب ہم بتلاتے ہیں کہ مکتی سادھن کے وسایل کیا ہیں یہی پرشن (سوال) کسی نے سوامی جی مہاراج سے کیا تھا وہ اُتر دیتے ہیں:

(پرشن) مکت اور بندھ کن باتوں سے ہوتا ہے + (اُتر) پرمیشور کی آگیا پالنے۔ ادھرم اودیا کو سنگ۔ کو سنسکار۔ بُرے ویسنوں سے الگ رہنے۔ اور ست بھاشن پروپکار ودیا نگت پکشپات (تعصب و طرفداری) رہت نیائے۔ دھرم کی بردھی کرنے۔ پورو کت پرکار سے پرمیشور کی استتی پرارتھنا اوپاسنا۔ ارتھات یوگ ابھیاس کرنے ودیا پڑھنے پڑھانے اور دھرم سے پرشارتھ کر گیان کی اُنتی کرنے۔ سب سے اُتم سادھنوں کو کرنے اور جو کچھ کرے وہ سب پکشپات رہت نیائے دھرم انوسار ہی کرے۔ اتیادی سادھنوں سے مکتی اور ان سے وپریت ایشور آگیا بھنگ کرنے آدی کاموں سے جیو کا بندھ ہوتا ہے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۶)

پر جو سادھن مکتی یعنے نجات کے وسایل سوامی جی مہاراج نے ویدوں کے انوسار سمجھے ہیں اُن سے عمدہ وسایل تو کسی مذہب میں نہیں ہیں۔ انہیں وسایل کی یوگ شاستر میں مہاتما پتنجلی جی مہامنی نے تشریح کی ہے (دیکھو سادھن پاد) اور تمام مذاہب دنیا کے محقق و فاضل اگر وہ ان وسایل سے کوئی عمدہ سادھن بتلا سکتے ہیں تو بتلا دیں ہم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ ہم کو کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر ایسے اچھے وسایل اور ایسے اُتم سادھنوں کے بدلے اُن کے پاس صرف ایمان یا جہاد یا تقلید پرستی یا کثرت ازدواج یا گور پرستی یا سنگ اسود پرستی یا حج یا تیرتھ یاترا۔ یا صلیب لٹکانا ہی مکتی کے سادھن ہیں جو وسایل ویدِ مقدس سے بہت کم اور ہوتے ناقص ہیں تو اُنہیں چاہئے کہ پاک کتاب یعنے ایشر ویدوں کا آسرا لیں اور ست دھرم کو قبول کر کے شانتی سرور سے تریپت ہوں۔

قرآن مجید کے رُو سے نجات کے وسائل

جہاں تک ہم نے قرآن کا مطالعہ کیا۔ جہاد سب سے افضل عبادت قرآن نے بتلائی ہے اور مجموعی طور پر قرآن شریف نے یہ چیزیں ذریعہ نجات بتائی ہیں۔ جہاد۔ صلوٰۃ۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ و طواف۔ کعبہ و قربانی جانوران۔ اور جگہ اسلام کے یہ اصول بتلائے ہیں۔ خدا پر ایمان لانا۔ ملائکوں پر ایمان لانا۔ کتابوں پر ایمان لانا۔ رسولوں پر ایمان لانا۔ قیامت پر ایمان لانا۔ جہاد مجاہدہ کارزار کردن با دشمنان در راہ خدا (منتہی الارب باب الجیم فصل الہا۔ ربع الاول صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ سرکاری لاہور) غزاۃ۔ جنگ با دشمن دین۔ غازی مرد با دشمن دین کارزار کنندہ (از منتہی الارب باب الغین ربع الثالث صفحہ ۲۳۱) جہاد کا مفصل حال دیکھو ہمارا رسالہ جہاد۔ اور حدیث میں یہ ہے۔ الجنۃ تحت ظلال السیوف یعنی جنت نیچے سایہ تلواروں کے ہے (دیکھو مشرح الشام صفحہ ۹ و ۳۶)

صلواۃ کی بابت شرح نصاب میں لکھا ہے۔ صلواۃ ماخوذ از صلا کہ بمعنی سرین است چوں نماز کنندہ در سجود سرین بر میدارد۔ ایں فعل را صلواۃ گفتند۔ و بعضے معنے صلواۃ تحریک الصلوین نوشتہ اند یعنے جنبانیدن ہر دو سرین و معنے نماز منقول است۔ ازیں معنے۔ (از غیاث اللغات ردیف ص)

عبادت میں دل کی جمعیت و آرام سے خدا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس بار بار کے سرین اٹھانے اور اٹھنے بیٹھنے سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دل زیادہ پریشان اور ڈانواں ڈول ہوتا ہے اور کنج تنہائی جو عبادت کے واسطے اشد ضروری ہے وہ جماعت کی نماز میں بالکل میسر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہاں تو قواعد کا دھیان ہوتا ہے کہ امام صاحب ابھی کھڑے ہیں یا بیٹھے۔ کھڑے ہیں یا دوزانو ویسے ہی خواہ مخواہ ہونا پڑتا ہے۔ اور عموماً جو ذرا پیچھے آتے ہیں۔ انہیں بہ تقلید امام صاحب کے درمیان سے یا کسی حصہ یا جزو سے ہی نماز شروع کر کے ناتمام ہی پوری کرنی پڑتی ہے جو ہرگز حسن طریقہ نہیں ہے۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے۔ عبادت را با جماعت چہ تعلق۔ اور پھر موذن کا بھی بے ہنگام اور بلا سوچے سمجھے آذان دینا اور ایسی زبان میں دینا جس کو لوگ نہ سمجھتے ہوں سراسر ایک فضول حرکت ہے۔ سعدی نے سچ کہا ہے۔

موذن بانگ بے ہنگام برداشت نمے داند کہ چند از شب گذشت است
درازی شب از مژگان من پرس کہ یکدم خواب در چشمم نگشت است

اور پھر بلا معنے اور مطلب جاننے کے نماز پڑھنا بالکل بے فائدہ ہے اور کروڑوں مسلمان بے سمجھے سوچے عبارت پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اور پھر کعبہ پرستی اور کعبہ کی طرف منہ کر کے سراپا بت پرستی ہے۔ مثنوی میں ہے۔

قبلۂ صورت پرستاں آب و گل قبلۂ معنے شناساں جان دل
قبلۂ زہاد محراب قبول قبلۂ بد سیرتاں کار فضول۔

ایک اور فاضل نے لکھا ہے۔

نماز و سجدہ بر محراب ابرویش روا باشد چہ سود از حرکت بیجا کہ بنشینی و برخیزی

ایک اور فاضل فرماتے ہیں

ازاں محراب ابرو رو بگرداں اگر در مسجدے ور در خرابات
ولے فارغ بباید پاک ز اغیار کہ تا لذت بیابی در مناجات
تو گر در تندرست و خیر باشی کجا یابی صفا ہیہات ہیہات

صوم یعنی روزہ رمضان یہ نہ علم حکمت کے مطابق۔ اور نہ کم خوری کے آدمی صرف خوراک کا وقت ٹلا جاتا ہے۔ اسی واسطے اس کا نام روزہ ہے۔ یعنی بھوکا پیاسا تمام دن رہنا نہ کہ رات مسلمان دنکو روزہ رکھتے ہیں اور سب برے کام جو ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ غصہ و غضب زیادہ ہو جاتا ہے جو ایک نہایت برا فعل ہے۔ اور تمام رات اور دنوں سے اچھی خوراک کھاتے ہیں خواہ قرض اٹھا کر کھانی پڑے۔ اور عموماً مقروض ہو جاتے ہیں۔ جانور بھی زیادہ مارے جاتے ہیں۔ بعد ازاں جب وہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے تو کھانے کا ان کو ہوکا[1] لگ جاتا ہے۔ بہت ہیضے کے ہی شکار ہوتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس روزہ سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے تو ہندوؤں کا برت اکادشی یعنے مہینہ میں ایک دن کچھ اچھا ہے کیونکہ اس میں چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ کھانا پڑتا ہے۔ جو کچھ معقول ہے +

زکوٰۃ چالیسواں حصہ اپنے مال کا خدا کے نام پر سالانہ دینا یہ طریقہ برا نہیں ہے۔ مگر اس سے اچھا اہل آریہ کی خیرات کا قاعدہ ہے اور یہی سبب ہے کہ جتنے آریہ لوگ خیرات کرتے ہیں۔ اتنی اور کسی قوم میں نہیں ہوتی۔ اور پرمیشور کی کرپا اپار مہاں ہے کہ آریہ یا ہندو فقیر مسلمانوں کے دروازے پر بہت ہی کم جاتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف لاکھوں مسلمان فقرا اور غرباء ہندوؤں کی خیرات سے پلتے ہیں۔ اور تو ور کنار ہمارے یتیم خانوں میں بلا تمیز مذہب کے سب مذہبوں کے یتیم لڑکے اور لڑکیاں پرورش پاتے ہیں۔ ہندوستان بھر میں جتنی آریوں کے پانی کی سبیلیں ہیں۔ ان پر ہندو مسلمان وغیرہ سب کے واسطے پانی پینے کے بندوبست ہیں اور فی سبیل الرب کو پانی پلاتے ہیں۔ اور آریہ سماج میں سب سے زیادہ خیرات کا برتاؤ ہے۔ مگر مسلمانوں کی زکوٰۃ سوائے بکروں کی جان کی شامت کے اور کوئی مفید صورت نہیں ہے۔

حج یعنے زیارت کرنا مکہ کا مہینہ مقررہ پر۔ یہ سراسر بت پرستی ہے۔ اور وہاں ایک کالا پتھر ہے جسے ہندو مکیشر مہادیو اور مسلمان حجر الاسود کہتے ہیں۔ غیاث میں لکھا ہے۔ حجر الاسود سنگیست سیاہ در کعبہ کہ مس کردن آں موجب ازالہ معاصی ست۔ یعنے وہ ایک کالا پتھر ہے کعبہ میں۔ اس کا چھونا باعث دور ہونے گناہ کا ہے۔ رمی جمار یعنے پتھر پھینکنا۔ طواف یعنی کعبہ کی پرکرماں کرنا۔ جامہ کعبہ کو چومنا۔ اور بوسہ دینا۔ آب زمزم کو بھر کر لانا قدم رسول اور مقام ابراہیم یعنی چرن پادکا کی زیارت کرنا۔ اور ثواب جاننا اور قربانی کرنا جس سے آئے دن وہاں حضرت ہیضہ شریف ارزانی فرماتے رہتے ہیں۔

مفصل دیکھو کوہ نور لاہور ۸ جولائی ۱۸۹۳ء۔ کہ مکہ میں ۲۵ جون کو ۴۵ (۲۶) ۱۸۹۳ء کو ایک ہزار آدمی ہیضہ کے شکار ہوئے۔ بس اس سے سوائے بت پرستی اور کعبہ پرستی کے نہ تو کوئی ثواب کی بات ہے اور نہ مفید مطلب یا صفائی قلب۔ ے

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است دل گذرگاہ جلیل اکبر است
دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

قرآن میں ہے۔ الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون ۔ اولئک علیٰ ھدی من ربھم و اولئک ھم المفلحون ۔

ترجمہ۔ جو ایمان لاتے ہیں غیب پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ انکو رزق دیا گیا ہے ہم نے خرچ کرتے ہیں اور جو ایمان لاتے ہیں جو کچھ تیرے پر اترا ہے اور جو اتارا گیا ہے تجھ سے آگے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی ہیں جو آیت ہدایت پر اپنے خدا کی جانب سے اور وہی رستگار ہیں۔ کتابوں کی تعداد تمام قرآن میں درج نہیں ہے۔ اور نہ انکے نام ہیں اور یہی حال فرشتوں اور رسولوں کا ہے۔ پھر معلوم کہ ایمان کس پر اور کیسا ایمان باقی ہے۔ خدا اور قیامت۔ ان پر جیسا مسلمانوں کا ایمان ہے مفصل طور پر تکذیب براہین احمدیہ وغیرہ میں ظاہر کر دیا ہے۔ علاوہ بریں اس ایمان میں وہ تمام ہندوؤں سے کسی حالت میں افضل نہیں ہیں بلکہ کم ہیں۔

اب دیکھنا چاہئے کہ قرآنی نجات کیا ہے

قرآن سورۃ البقر میں لکھا ہے کہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے ان کے واسطے باغ ہیں نیچے ان کے نہریں ہیں ان باغوں کا پھل وہ کھائینگے۔ اور ان کے واسطے وہاں پاک عورتیں ہیں اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گی۔ سورۃ آل عمران میں پھر وہی ذکر ہے اور سورۃ مائدہ میں بھی وہی۔ سورۃ اعراف میں پھر اسی کا تکرار ہے لیکن زیادتی یہ ہے کہ درمیان بہشت و دوزخ کے حجاب ہے۔ جسکو اعراف کہتے ہیں۔ سورۃ حجر یونس و ابراہیم و نحل میں پھر تھوڑا تھوڑا بیان ہے۔ سورۃ کہف میں علاوہ اور بیانات کے سونے کے زیور اور ریشمی جامہ پہننے کا مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ تکیہ

---

[1] چنانچہ وہ لوگ رمضان کی عیدی لکھا کرتے ہیں جس کا ایک مصرعہ یہ ہے ع شکم گشتہ را بیفزائید یعنی روزہ کے دنوں میں مسلمانوں کے پیٹ بڑھ جاتے ہیں +

لگا کر پانی کے تختوں پر نہروں کے کنارے بیٹھیں گے۔ سورۃ حج میں علاوہ اس بیان کے موتی اور سونے کے کنگن پہننے کا بھی بیان ہے۔ سورۃ رحمان میں اُنکے علاوہ یہ بھی ذکر ہے کہ حوروں سے پہلے کسی نے جماع نہیں کیا۔ اور حوروں کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہ یاقوت و مرجان کی طرح ہیں۔ اور باغوں کا سامان ہے کہ اُنمیں میوہ کے درخت انار و کھجور کے درخت ہونگے اور حوروں کے خیموں کا بھی احوال ہے۔ سورۃ النبا میں حوروں کے علاوہ پیالہ چھلکنے کا بھی حوالہ ہے۔ سورۃ صافات میں لکھا ہے کہ شراب کے پیالے ملینگے اور حوروں کی تعریف ہے کہ وہ سفید مخفی انڈوں کی طرح ہیں۔ سورۃ دہر میں شراب کی اقسام کا ذکر ہے کہ کسی میں سونٹھ کی ملاونی ہے۔ اور کسی میں کسی کی اور وہاں ایک سلسبیل نام خاص چشمہ ہے جسکے پاس غلمان پھرتے ہیں۔ امرد سدا رہنے والے جب تو اُنکو دیکھے خیال کرے کہ موتی بکھرے ہوئے ہیں کافوری شراب کا بھی اور ریشمی کپڑے اور چاندی کے زیوروں کا حال لکھا ہے سورۃ طور میں علاوہ حوروں کی آنکھوں کی تعریف اور باغوں کی تعریف کے غلمان یعنی بہشتی لونڈوں کا ذکر ہے کہ گویا وہ در مکنون یعنی چھپے ہوئے موتی ہیں۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں بہشتی لوگ جانوروں کا گوشت کھاوینگے۔ پھر سورۃ واقعہ میں حسن کی تعریف ہے کہ وہ گوریاں ہیں بڑی آنکھوں والیاں موتی کی مانند خوبصورت سرو قد کنواریاں ہیں، شوہروں کی محبوب۔ اور پرندوں کے گوشت ملنے کا بھی۔ اور ستھری شراب کے پیالے ملنے کا اور ہمیشہ خوبصورت رہنے والے لونڈوں کا بھی بیان ہے کہ وہی پیالے شراب کے پلا وینگے۔ سورۃ غاشیہ میں جاری چشموں اور تختوں و کوزوں اور تکیوں اور بساطوں کا بھی بہشت میں مذکور ہے۔ سورۃ تطفیف میں ہے کہ وہ جنت میں تختوں پر بیٹھینگے۔ اُنکے چہروں پر تازگی ہوگی۔ اور اُنکو سربمہر شراب خالص پلائی جاویگی اور اُسپر مہر کیجائیگی بجائے موم کے مشک ہوگی اور اُسمیں نہر تسنیم کا پانی ملا ہوگا۔ سورۃ مرسلت میں پانیکے چشمے۔ درختوں کے سایہ میوہ مرغوب الطبع کھانے اور پینے کیواسطے۔ اور سورۃ زخرف میں سونیکے پیالے اور کوزے اور نفس کی خواہش اور آنکھ کی لذتیں اور بہت میوہ ملینگے۔ اور ویسا ہی سورۃ دخان میں ہے۔ اور سورۃ محمد میں بھی بہشت کی نہروں کا مذکور ہے۔

حدیث میں ہے روایت ہے انس سے نبی نے فرمایا کہ جنت میں ایک ایک بہشتی کو جماع میں قوت سو سو آدمیوں کی دیجاویگی (دار جامع ترمذی صفحہ ۱۹۶) پھر ابن ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا جماع کرینگے ہم جنت میں۔ فرمایا ہاں قسم ہے پروردگار کی کہ میری جان اُسکے ہاتھ میں ہے کہ جماع کرینگے اہل جنت بار بار کمال قوت سے پھر جب جدا ہونگے اپنی بی بی سے وہ پاک ہوگی اور باکرہ (جامع ترمذی باب بیان جنت صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ دہلی)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی صاحب فرماتے ہیں۔ و لذت بہشت لذت شکم و فرج و چشم بیش نیست کہ دیستانے تماشا کنند۔ و طعامہائے خوش میخورند۔ و در سبزی و آب رواں و کوشکہائے نگارین مے نگرند۔ و ایں شہوت باشد کہ بہائم را در جنت شہوت ریاست و استیلا و فرمان دادن و حقیر و مسخر شدن با لذت معرفت چہ رسد کہ ربان باشند کہ ہمہ برخود زندان کنند و ہر روز بہ غذر یک خور طعام بیش نخورد و در ستر و جاہ و قبول لذت آں پس لذت جاہ و قبول از بہشت دوست تر میدارد و بلذت بہشت بیش از شکم و فرج و چشم نیست پس لذت جاہ کہ ہمہ شہوت را مسخر کرد۔ و در لذت معرفت فرو میبرد۔ (کیمیائے سعادت رکن چہارم اصل چہارم صفحہ ۱۵۴۲)

آنریبل مولوی سر سید احمد خاں صاحب بہادر نجم الہند اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے مکان اور دودھ اور شہد و شراب کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور لونڈے ہوں یہ سمجھنا کہ جنت مثل ایک باغ کے پیدا ہوئی ہے جسمیں سنگ مرمر کے اور موتی کے جڑاؤ محل ہیں۔ باغ میں شاداب و سرسبز درخت ہیں۔ دودھ اور شہد اور شراب کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ ہر قسم کے میوہ کھانے کو موجود ہیں۔ ساقی اور ساقنیں نہایت خوبصورت چاندی کے کنگن پہنے ہوئے جو ہمارے یہاں کی گھوسنیں پہنتی ہیں شراب پلا رہی ہیں۔ ایک جنتی ایک حور کے گلے میں ہاتھ ڈالے پڑا ہے۔ ایک نے ران پر سر دھرا ہے۔ ایک چھاتی سے لپٹا رہا ہے۔ ایک نے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہے کوئی کسی کونہ میں کچھ کر رہا ہے اور کوئی کسی کونہ میں کچھ۔ ایسا بیہودہ پن ہے جس پر تعجب ہوتا ہے کہ اگر بہشت یہی ہو تو بے مبالغہ ہمارے خرابات اُس سے ہزار درجہ بہتر ہیں (دیکھو تفسیر احمدی مولفہ سید صاحب موصوف صفحہ ۲۸ و ۲۹ جلد اول سورۃ البقر سنہ ۱۲۹۰ھ)

عرفی کہتا ہے۔

از باغ نعیمش مدہ انعام و میامیز ۔ با مطلب او مطلب اصحاب شکم را
آسایش ہمسائگی حق ز تو خواہد ۔ او ہمہ دوزخ نکند باغ ارم را
بہر نعیم بہشت طاعت ایزد مکن ۔ بر لب جیحوں خطاست چشمہ نم داشتن

مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۳۰۵ سے ۳۱۶ صفحہ تک۔

اے ناظرین صداقت قرین خصوصاً ہمارے مسلمین بھائیو! یہ قرآنی جنت کا نقشہ کھینچکر ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیا ہے اِس سے زیادہ قرآن میں نجات کا مذکور نہیں یہ ساری جسمانی نفسانی اور شہوانی باتیں ہیں۔ سرور معرفت و آنند روحانی سے انکا کوئی تعلق نہیں۔

تن پرستی است ہمہ مطلب او ہرزہ ناز ۔ مکنید صرف در خلد جبیں سائی را

اب ہم آپکے دلائل کی نمبروار تردید کرتے ہیں

۲۔ مولوی دلیل اوّل دائمی نجات جو کہ روح کا اصلی تقاضا ہے۔ اُس کے تو آریہ لوگ خود ہی منکر بنے بیٹھے ہیں؛

آریہ۔ آریہ لوگ منکر نہیں ہیں۔ بلکہ سب اہل مذاہب منکر ہیں۔ اور سب سے زیادہ مسلمان منکر ہیں اور آریوں کی نجات پھر بھی سب اہل مذاہب سے بہت ہی بڑی ہے یا قرآنی محاورہ کے مطابق دائمی نجات ہے۔ حدیث میں ہے خلق اللّٰہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام یعنی خدا نے روحوں کو جسموں سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا۔ اگر ہم پچاس ہزار سال مان لیں یا پورے لاکھ برس بھی۔ تو اسوقت تک خدا کو خالق وغیرہ صفات سے موصوف ہوئے۔ اس کے بعد اگر سات ہزار سال دنیا اور رہی تو ایک لاکھ ۱۴ ہزار سال ہوئے۔ قرآن و حدیث کو ۵۰ ہزار یا لاکھ سے زیادہ گنا ہی نہیں آتا۔ حضرت خود حساب کو انگلیوں پر گنا کرتے تھے۔ قرآن کی نجات جسے وہ بار بار خالدین فیہا ابدًا کہتا ہے یعنی اسمیں ہمیشہ رہینگے اسکی تشریح بھی اُسنے خود کی ہے۔ سورۃ ہود میں ہے کہ وہ ہمیشگی آسمان و زمین کی عمر تک ہے۔ پس یہ زمین آسمان کی عمر زیادہ سے زیادہ آٹھ لاکھ سال سے بڑھ کر نہ ہوگی۔ پس تمام قرآنی مذہب کا ما۔ و بہشت و دوزخ کا بچیلاکھ سال تک رہے گا۔ اور یہی قرآنی بہشت دوزخ مع حور و قصور وغیرہ جسکی دوامت ہمیشگی ہے اس سے زیادہ نہیں اور بہشت ہمیشہ رہنے کی جگہ بھی نہیں۔ کیونکہ آدم حوا کو خدا نے کہا تھا کہ تم بہشت میں رہو مگر وہ وہاں سے نکالے گئے۔ پس کوئی بہشتی وہاں نہیں رہ سکتا۔ اسیطرح مسیح ابن اللہ بلکہ خود خدا نجات کی حالت سے مریم کے شکم میں آیا۔ پس نجات سے انسان واپس آتا ہے۔ صوفی اور ویدانتی تو خود خدا کو بھی تناسخ میں لے آئے بابا نانک جی نے کہا ہے۔ گورمکھ آوے جاوے نشنگ۔ پورن والے ملتی سے واپس آنیکے قائل ہیں۔ وحقیقت آریہ ہی نجات کے قائل ہیں مگر عقلی طور پر نہ کہ جاہلانہ طریقہ سے۔ مکت شدہ جیو چھتیس ہزار بار جو اُتپتی اور پرلے کا سمے ہے۔ جسے مہا کلپ یا پرانت کال کہتے ہیں اُتنے عرصہ تک مکت میں رہتا ہے یعنی ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ × ۲۰۰۰ =

۳۰ × ۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۲ × ۲۵۹۲۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ = ۱۰۰ × ۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ =

۳۱۱۰۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ یعنی اکتیس نیل دس کھرب چالیس ارب سال تک وہ مکتی

وسختا میں رہتا ہے (مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ سمولاس ۹) [اس قدر زمانوں کے سمندر دریا برابر ہونگے قلزم مکتی کی میعاد ہے] تو کیا یہ مکتی کی میعاد اس قرآنی فرضی اور وہمی دولاکھ یا ۸ لاکھ برسوں کی نجات کے مقابلہ میں دیسی یا ابدی نجات نہیں ہے۔

۲ ۔ مولوی دلیل دوم ۔ یہ بات بھی انکی مسلمات سے ہے کہ کوئی انسان جبتک دنیا میں پھنسا رہتا ہے اور پاپ کئے جاتا ہے تب تک وہ جنم مرن کے سلسلہ آواگون سے خالی نہیں ہوسکتا پس اگر جنم مرن سے رہت ہونیکا نام نجات ہے تو ایسی نجات تو ہر ایک کو مل سکتی ہے خواہ نیک ہو یا بد کیونکہ ہر ایک کو وقت پر ایک جو شدھ اشدھ کرم کرنیوالا سلسلہ جنم مرن سے رہت ہوکر ایک زمانہ دراز تک موکھش کو پراپت رہتا ہے اس جگہ تو نیک لوگوں کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔

آریہ ۔ آپ کی علمی لیاقت تو لفظ ودیا کو اودیا اور شبھ اشبھ کو شدھ سمجھنے سے ظاہر ہے اور صرف ایک ہی جگہ نہیں بلکہ چار جگہ اس پر تعصب و نخوت سے بھرا ہوا یہ دعوے کہ آپ لوگوں کے وید مقدس کی خوب ہی چھان بین کی گئی ہے۔ سچ ہے بیہودہ دعوے کرنیسے انسان کامیابی کے عوض ذلیل ہوتا ہے۔ مکتی اس کو کہتے ہیں کہ سرب دکھوں سے چھوٹکر بندھ رہت سرب ویاپک ایشور اور اسکی سرشٹی میں سو اچھیا سے وچرنا ؛ صرف دکھ کا ناش مکتی نہیں ہے۔ اور پرلے میں دکھ کا ناش بھی نہیں ہوتا۔ اسوقت تو جیوؤں کی سوپن یا سکھوپت جیسی حالت ہوتی ہے۔ مکتی میں پرم آنند کی پراپتی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہاں البتہ قرآنی نجات دنیا میں میسر ہو سکتی ہے۔ بابر کہتا ہے ؎

مے و دلدار و گلزار و جوانی ازیں خوشتر چہ باشد زندگانی

حافظ کہتا ہے ؎

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلّے را

پس یہ قرآنی حور و قصور و باغ و نہر شراب و کباب انجیر و انگور۔ انار کھجور کیلا کے ہر قسم کے میوے تو یہاں سب دولتمندوں کو نصیب ہیں۔ یہی قرآنی بہشت کے مقابلہ میں شداد نے بہشت بنایا۔ اور دیکھو مینا بازار کا حال۔ بنابراں یہ نجات نہیں ہے۔ اہل عرب جیسے ریگستانی ملک کیواسطے یہ سامان بیشک نجات کے ہیں۔ اور ہم دعوےٰ سے کہتے ہیں کہ قرآن میں عرب والوں کی ضرورت سے بڑھکر نجات کا آنند کچھ نہیں جن چیزوں کی اعرابیوں کو ضرورت تھی وہی بہشت میں موجود کریں۔

۳ ۔ دلیل یا اعتراض سوم ۔ بھلا ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا سبب کہ تمام نوع انسان میں سے جگت اتپتی کے آدمیں چار شخصوں پر ویدوں کا نازل ہونا اور انکا گیان حاصل ہونا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور انکی کیا خصوصیت تھی اور انکا کونسا حق غالب تھا کہ کروڑوں انسانوں میں سے منتخب ہوکر اس عہدہ جلیلہ و منصب علیا پر انکو ممتاز کیا گیا"۔

آریہ ۔ (اول تحقیقی جواب) ہم لوگ قائل تناسخ ہیں اور ارواح کو انادی مانتے ہیں اور خدا کو ظالم نہیں جانتے بلکہ عادل۔ ہم علم و عقل کے مطابق ثبوت کرتے ہیں کہ گذشتہ جگت اتپتی کے اخیر میں انکے شبھ کرم باقی تھے انکے پھل کے انوسار پرماتما نے انکو وید کا الہام تمام دنیا کی ہدایت کیواسطے دیا اور انہوں نے اس خدمت خداوندی کو باحسن الوجوہ پورے طور پر سرانجام دیا (الزامی جواب) جناب موسیٰ ۔ داؤد ۔ عیسےٰ ۔ محمد صاحبان کی بابت ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ بیشمار نوع انسانی میں سے (باوجود نہ ماننے جنم اور نہ ماننے تناسخ ارواح اور نہ ماننے قدامت ارواح کے قبل از جسم) ان چار شخصوں پر چار کتابوں کا نازل ہونا اور انکا گیان حاصل ہونا۔ اور تمام دنیا کا محروم رہنا کیوں تسلیم کیا جاتا ہے اور انکی کیا خصوصیت تھی۔ اور ان چاروں صاحبان کا کونسا حق غالب تھا کہ کروڑوں انسانوں سے منتخب کرکے عہدہ جلیلہ و منصب علیا پر انکو ممتاز کیا گیا اور انکے بیشمار بھائیوں کو اس پاک نعمت سے محروم رکھا گیا جو آپ یا تمام علماء اسلام اسکا جواب ارشاد فرماوینگے اس سے ہم ہزار درجہ معقول عرض کردینگے۔

۴ ۔ مولوی ۔ ہم آریہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ دریں زمانہ کوئی ایسا شخص آپکے گروہ میں سے اب موجود ہے۔ یا گذشتہ زمانہ میں کوئی ہوچکا یا آئندہ نسل میں ہونیوالا ہے جو ایسے شدھ کرم کررہا ہو۔ یا کرچکا ہو۔ یا کرنیوالا ہو۔ جو ہم وزن ہم پلہ ان اشخاص کے ہو کہ جن پر ویدوں کا نزول مانا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص گذر چکا ہے تو ممکن ہے کہ لاکھوں گذر چکے ہونگے۔ تو کیا باعث ہے کہ وے اشخاص مشرف بالہام نہ ہوئے اور نہ ان پر ویدوں کا نازل ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔

آریہ ۔ (اول جواب تحقیقی) ایسے شخص لاکھوں گذرے ہیں اور ہونگے بھی۔ مگر ہمارا تو اعتقاد ہے کہ کوئی شخص بغیر کامل الہام وید کے گیان حاصل نہیں کرسکتا ہے چہ جائیکہ مکتی تمام رشی و منی جو وید ودیا کو حاصل کرکے کامل گیانی ہوتے ہیں وہ نجات پاتے ہیں اور وید کا ابھیاس کے ذریعہ ایشوری گیان دوارا انکے تمام عقدے حل ہوکر موکھش ہوجاتے ہیں جسطرح توریت و زبور و قرآن و انجیل اگر گدھے پر لاد لئے جاویں تو گدھا عالم یا فاضل یا ولی ہوجاویگا اسیطرح وید مقدس کے صرف پاس رہنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ عمل کرنیسے آریہ اعتقاد و سچی تعلیم کے مطابق جو شخص بذریعہ الہام یا تعلیم وید کے موکھش کو پراپت ہوتا ہے۔ وہ انکے برابر ہے۔ جنکو الہام وید کا ملا تھا۔ وہاں مقدم موخر کا فرق ضرور ہے۔ اسیواسطے ہم سب آدی گرو یعنی گرو اول پرماتما کو مانتے ہیں۔ (الزامی جواب) کیا کوئی ایسا شخص بانداء دنیا سے قیامت تک گذرا یا گذریگا کہ جسکے کرم محمد صاحب کے مطابق ہوں اگر ہے تو کیوں اسپر قرآن نازل نہیں ہوتا اگر نہیں ہے تو محض باطل ہے۔ ان پر خدا کی سب سے زیادہ مہربانی کیوں ہوئی انکی خاطر زمین و آسمان کیوں بنائے۔ جو جواب اسکا آپ دوگے وہی ہماری طرف سے جاننا۔ ہمکو تعجب مسلمان انکے دو شکوک سے ایک کو ضرور تسلیم کرینگے۔ یا تو کوئی انسان ایسے عمدہ اعمال کرسکتا ہے کہ اس پر قرآن نازل ہو۔ اور ختم رسالت کی مہر ٹوٹے۔ یا یہ کہینگے کہ نہیں ایسا نہیں کرسکتا ہے تاکہ نہ نو من تیل ہوئے اور نہ رادھا ناچے یعنی نہ کوئی ایسے اعمال حسنہ کرسکے۔ اور نہ قرآن نازل ہو۔

۵ ۔ مولوی ۔ جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے بھی لاچار ہوکر تکذیب کے صفحہ ۹۰ میں لکھا ہے کہ ہم آریوں کا الہام سے محروم رہنا شامت اعمال کا باعث ہے۔ بہرحال ہر دو طور سے حسب روشن دلی ارشاد ۔ شق اول کے ذریعہ کردیا انسان ملہم بن سکتے ہیں اور اپنے آپ پر کردیا وید بھی نازل کرسکتے ہیں جو آریوں کے نزدیک بعد نزول ویدان اولیں کے محال ہے شق ثانی اگر کوئی شخص ایسے سمپورن نہیں کرسکتا کہ برابر الہام وید نازل ہوں جیسا کہ پنڈت لیکھرام نے بھی لکھا ہے۔ تو اے آریو آپکی وہ میعادی مکتی بھی جس پر آپ لوگوں کا اتنا بڑا ناز تھا اور جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔ حرف غلط کیطرح غلط ثابت ہوئی اور بیخ و بن سے اکھڑ گئی۔

آریہ ۔ آپنے شک اور شکوک کو شق و شقوق یعنی کاف بجائے قاف لکھکر تو خشت اول۔ اور چار جگہ آپکی علمی غلطی بڑی ہے معلوم ہوا کہ لغات کے علاوہ آپ قرآن سے بھی ناواقف ہیں۔ سورہ ابراہیم میں شک بمعنی شبہ موجود ہے۔ اسکے علاوہ آپنے نہ تو ہماری تکذیب کی عبارت صحیح نقل کی اور نہ اسکا مطلب درست سمجھا۔ ناظرین آپ صفحہ ۹۱ سے ۹۶ تک ملاحظہ فرماویں وہاں کی اصل عبارت یہ ہے ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا انکی شامت اعمال جانتے ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو لوگ الہام سے محروم ہیں یعنی جنکو وید مقدس کی تعلیم نہیں پہنچی یا جنکو اس کی خبر نہیں ان سب کی شامت اعمال کا باعث ہے۔ خدا کے ظلم کا سبب نہیں اسکا کسی کو بلا سبب بلا وجہ کے محض اپنے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر نامزد کرنا چشم انصاف کو معذور کرتا ہے جبکہ آپکی لیاقت و ذہانت کا یہ حال ہے اور آپکے

معاملہ فہمی اور مطلب یہی کا یہ مآل تو جنت میں جانے اور مکتی پانے میں کیا کسر ہے کیونکہ بہشت قرآنی میں بقول حافظ ؏ اگرچہ غرق گناہ ہست میرود بہ بہشت ایسے ہی لوگ جاوینگے (الزامی جواب) نیکی کے سبب اول کے ذریعہ سے کروڑوں آدمی ملہم بن سکتے ہیں اور آپ نیز کتاب میں قرآن جیسی نازل کرا سکتے ہیں جو مسلمانوں کے نزدیک بعد نزول قرآن کے سراپا محال ہے اور ختم المرسلین کا خیال تقلید پرستوں کیواسطے جال بلکہ جنجال اگر کوئی شخص ایسے اعمال نہیں کر سکتا اور نہ درجہ محمد صاحب کا اسے مل سکتا ہے۔ تو روحانی و معرفت کا آنند تو بہت دور ہے جسمانی اور نفسانی جنت بھی آپ لوگوں کے نصیب نہیں ہوسکتی۔ پس اے مسلمانوں آپکی وہ معادی مکتی اور چند روزہ جنت جسکی آپ تمنا کرتے ہو آپکو نہیں مل سکتی۔ جہاں سے آدم نکالا گیا ہاروت و ماروت و عزازیل نکالے گئے۔ حوا نکالی گئی تو آپ ابھی ہمیشہ نہیں رہ سکتے۔ اور نہ خود جنت رہ سکتی ہے کیونکہ قرآن کہتا ہے کل شیئ ھالک الا وجھہ یعنی سوائے خدا کے سب چیز ناش ہو جاویگی پس ناش ہو جاوینگے۔ جنت اور ناش ہو جاویگی حور و قصور ناش ہو جاوینگی۔ کوثر و سلسبیل وغیرہ۔ دیکھا کسطرح وہ آپکی چند روزہ جنت میں خزاں آگئی اور صرصر باد نے آپکے نونہالوں کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ کیونکہ جب آپنے محمد صاحب کے بعد رسالت کی ڈگری ہی بند کردی مُہر لگادی جو نجات کے مقابلہ میں کوئی بڑی بات نہیں۔ ملہم ہونا اور قرآن کا نازل ہونا تو بجائے انسانی ہوسکتا ہے جس صورت میں آپ لوگوں کے اعمال محمد صاحب کے اُسکے درجہ تک ہی نہیں پہنچ سکتے اور نہ آپ پر کوئی کتاب قرآن کی مانند نازل ہوسکتی ہے تو آپ لوگ کیونکر اُس فانی اور نفسانی نجات اور جنت کو حاصل کر سکتے ہیں اور کس منہ سے آن یا تو نہیں جاسکتے۔ جہاں سے آپ کے جد امجد یعنی آدم نکالے گئے۔ اور سوچو آپ وہاں جماع کرینگے۔ لطربازی کرینگے۔ انگور کھاوینگے شراب پیئینگے۔ شہد کھاوینگے اور کھجوریں بھی کھینچی کرینگے۔ اونٹوں پر سوار ہونگے۔ اولاد بھی پیدا کرینگے پھر کب ممکن ہے کہ وہاں خرابی اور شرارت نہو اور حضرت شیطان تشریف نہ لیجاویں اور لعنتی کرا کے نہ نکالیں۔ سوچو اور غور سے خیال کرو کہ کسی طرح مسلمانوں کی نجات نہیں ہوسکتی ہے ؛

۷۔ **مولوی**۔ اب میں آریہ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں کہ سرشٹی کے آدی سے لیکر اس زمانہ تک کہ جس میں ہم اور تم موجود ہیں۔ آریوں کے بزرگان دین میں سے کس کس نے نجات پائی انکی فہرست پیش کرنی چاہیئے کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ ابتک آریوں سے کسی نے نجات نہیں پائی فرض کے طور پر اگر تسلیم کیا جاوے کہ ملہمان وید بہ سبب اپنے کامل گیان اور الہام بانجات یاب ہوگئے۔ تو ان چار شخصوں کے نجات یاب ہونے سے تمام جہان کو کیا فایدہ ہوگا۔ باقی تمام آریہ ورت کے لوگ ورطہ ہلاکت میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے جنم مرن کے سلسلہ میں مبتلا ہی رہے دیکھئے ہم اہل اسلام اپنے نجات یافتہ لوگوں کی ایک فہرست پیش کرسکتے ہیں اور بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ تمام نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور دیگر علماء نے بھی نجات پائی ہے جو کہ کروڑہا اشخاص ہیں اور جس نجات کو ہم مان رہے ہیں اسکو اُنہوں نے حاصل کرلیا ہے آپ لوگ تو اپنے گرو دیانند کی نسبت بھی جس کا درجہ ویدوں کے رشیوں کے برابر یا اُن سے کچھ کم خیال کر رہے ہو۔ اور شنکر سوامی اور مہرشی اور پوران وید دات کے نام سے نامزد کرتے ہو۔ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ اس نے نجات پائی جب اُس کی نسبت یہ حال ہے۔ تو دوسروں کی نسبت اور کونسی بہتر رائے قایم کر سکتے ہو جبکہ آپ کے مہارشیوں سے ہی نجات نہیں پائی تو آپ کیواسطے تو رونا اور دانت پیسنا ہی ہوگا ؛

آریہ۔ لاکھوں رشی منی اور یوگی جو اس سرشٹی کی ابتدا سے آج تک نجات پا چکے ہیں۔ سو دو سو ہوں تو ہم نام گنائیں۔ نمونہ کیواسطے مہرشی [illegible] یا ودیاس جیمنی۔ گوتم۔ ولیسوں۔ جنک۔ وام دیو۔ جھگکشم پتامہ۔ بدر۔ کناد۔ کپیل۔ اگستی۔ دادو۔ ادنیہ۔ انگرا۔ اتھرا۔ پنچ۔ کیشی وغیرہ وغیرہ باقی ہیں۔ سوامی دیانند جی مہاراج انکی قرآنی نجات کے تو ہم قایل نہیں ہیں۔ اور نہ اُس کی خواہش ہے۔ ایسی نجات کی سوامی جی نے پُر زور دلایل سے تردید کی ہے اور کثرت ازدواج کو منع فرمایا۔ ورنہ ہم قرآن کی زبان سے کہتے ؛

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اور ایسی نجات ہر ایک دولتمند حاصل کر سکتا تھا مگر اس نجات کو ہم گناہ جانتے ہیں باقی رہی وہ روحانی اور بے انتہا آنند دینے والی مکتی۔ اُس کے واسطے بہ نسبت سوامی دیانند جی کے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اول تو وہ آپ پرمکش یعنی نجات سے واپس آئے شخص تھے۔ کیونکہ جو یوگیوں اور رشیوں کے گن ہوتے ہیں وہ بہت سے اُنہیں موجود تھے۔ تھوڑی سی غفلت میں اس قدر عظیم الشان ناپیدا کنار بحر و خار سنسکرت کے پار ہو جانا یوگی جن کے سوا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پس وہ دھرم اور قوم پر جان نثار کر کے صداقت کا رستہ بتلا کر دھارمک شہید ہوکر ضرور نجات پا گئے۔ جیسے وہ اکثر سمادھی لگایا کرتے تھے۔ ایسی حالت میں اتر پتیا کا اور اگر وہ مکتی سے واپس شدہ نہیں تھے۔ بلکہ یہ اُنکے پچھلے کرموں کا پھل تھا۔ تو اس دفعہ اُنہوں نے دلو بر رشتہ یعنی علم کا فرض ادا کردیا۔ کیونکہ اُنہوں نے تمام عمر اُپدیش میں صرف کی اس کے بعد یہی رشتہ یعنی لوک ابھیاس کر کے ضرور بالضرور نجات پاجاتے جنابمن نجات خالہ جی کا گھر نہیں۔ کرشن نے فرمایا ہے ؛

अनेक जनम संसिद्धि ततो याति परां गति ॥

یعنی بہت جنموں میں نجات کا ذخیرہ جمع کرلیتا ہے۔ تب مکتی پاتا ہے۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ جہاں تک ہم کو اپنی تحقیقات اور کتب اسلامیہ کے مطالعہ سے علم حاصل ہوا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کے کسی نبی نے نجات نہیں پائی مفصل ہم تکذیب براہین احمدیہ جلد اول میں درج کر چکے ہیں۔ اور اب آپکے اصرار پر مشتے نمونہ از خروارے یہاں پر بھی عرض کرتے ہیں ؛

(۱) آدم کے حالات اور اُس کا چال چلن (قرآن سورۃ النساء، اعراف تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۲۹۔ اور توریت پیدایش)
(۲) نوح کا چال چلن (توریت تکوین باب ۸ آیت ۲۵ سے ۲۷ تک)
(۳) لوط کے اعمال حسنہ کا خاکہ (پیدایش توریت باب ۱۹۔ آیت ۳۰ تا ۳۸)
(۴) ابراہیم کی مفصل کارروائی اور کرتوت (تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۵۷ تا ۴۹ توریت پیدایش باب ۲۰ آیت ۱ تا ۳۔ ۱۲ / باب ۱۲۔ آیت ۱۸ و ۱۹۔)
(۵) اسحاق نبی کی پیغمبری حاصل کرنے کی کارروائی (مفصل دیکھو توریت)
(۶) موسیٰ کی نبوت کے زمانہ کے عمدہ افعال (خروج باب ۳۲ آیت ۲۶ سے ۳۱ تک اور گنتی باب ۳۱ آیت ۱۴، ۱۵ و ۳۵ و استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱۰۔۱۴)
(۷) ہارون نبی کی بابت مفصل دیکھو (خروج باب $\frac{۳۲}{۱-۶ \text{ و } ۲۳}$)
(۸) داؤد نبی اور اوریا کا قصہ مفصل دیکھو سموئیل ۲ باب $\frac{۱۱}{۲-۲۶}$ اور قرآن سورۃ ص،
(۹) سلیمان نبی اور اُس کی بت پرستی وغیرہ سلاطین ۱ باب ۱۱ و ۶۔
(۱۰) عیسیٰ کے حالات مفصل دیکھو ذکر بہشت درپن مطبوعہ میرٹھ)
(۱۱) محمد صاحب کے حالات اور اُن کی زندگی کی کیفیات (قرآن سورۃ احزاب، نساء، انفال، انعام، تحریم، و مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ و کیمیائے سعادت صفحہ ۲۹۲ و مشکوٰۃ باب شفاعت جلد ۴ فصل ۱ صفحہ ۵۴ نولکشور)

حضرت عیسیٰ نے خود نبیوں کی بابت انجیل یوحنا میں فرمایا ہے۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور بٹمار تھے (انجیل یوحنا)

اور آیندہ کیواسطے کہا ہے بہت سے جھوٹے نبی اُٹھینگے۔ جو اگر ہوسکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے

متی ۱۱ بہا جب جینیوں نے گناہگار ہونیکے سبب نجات نہیں پائی اور نہ پا سکتے تھے تو پھر صدیقوں اور شہیدوں اور صلحا کی نجات کا ذکر کیا کہنا انہیں سے کوئی بھی ان جینیوں سے اچھا نہیں ہوا بلکہ کمتر اور بنابراں ہرگز نجات نہیں پا سکتے ہیں پھر تمام اسلام کا کیا حال ہے اور جہاں تک ہماری تحقیقات اور خیال ہے سب مسلمانوں کو رونا اور دانت پیسنا ہوگا + ملا وعظ فرماتے ہیں۔

سالہا دل تا کے فضول و بوالعجبی — از من چہ نشان عاقبت مے طلبی
سرگشتہ بود خواہ ولی خواہ نبی — در وادئے ما ادائے بالفضل بی

۸ مولوی۔ سو جبتک آپ لوگ دین اسلام اور اسکی سچی کتاب فرقان حمید اور سچے ہادی انسان کامل حضرت محمد رسول اللہ کو قبول نہ کرو گے تب تک آپ لوگ یقیناً نجات یاب نہیں ہو سکتے۔ وید مقدس کی پیروی کرنا صرف جوں گردگاں بر گنبد ہست کا مقولہ درست ہے۔ آپکا وید آپ کو نجات یاب نہیں کر سکتا۔

آریہ۔ دین اسلام کی اصلیت اور اسکی الہامی کتاب کی حقیقت اور محمد صاحب کی تعلیم کی صداقت کو تو ہم تکذیب براہین احمدیہ و نسخہ خبط احمدیہ میں اچھی طرح ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے زیادہ حجت الاسلام و تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم میں ظاہر کرینگے۔ پس انکی پیروی سے نہ ہم نجات پا سکتے ہیں۔ اور نہ انکی خود نجات ہوئی۔ اور نہ قرآنی نجات تا ہمیشہ بلکہ وہ تو جسمانی شہوانی بلیات کی گھات ہے جیسی صفائی سے قرآنی تعلیم کی تصویر بنائی ہے۔ وہ صاف ظاہر کرتی ہے کہ قرآن درحقیقت نجات سے ناواقف ہے۔

آگے جسمانی نجات سے زیادہ ہرگز آگاہ ہی نہیں۔ چہ جائیکہ ہدایت کر سکتا ہو بلکہ تیرا ور شبہ ہو چکی پرشنوں یا مذہب کے باسیوں یا توحید کے پرچارکوں کا بھی ایسا ہی خیال ہے جسکو ہم کسی طرح غلط نہیں کر سکتے۔ سوا گیسر صاحب نے پستک محمد بودھ میں فرمایا ہے کہ محمد صاحب کی نجات نہیں ہوئی جب پیدا ہونگے تب ستگورو کے اپدیش سے نجات پاوینگے + بابا نانک جی فرماتے ہیں "مردانیا اسنے محمد دت جنم آونا ہے ترگنا پچھے آئے ترگنا دچوں نکلیا نا ہیں۔ اس پچھے ہندو دے گھر جنم اونا ہیں۔ پندرہ سو برس اسدی بہشت دیچ اربلا ہے پندرہ سے ورہے پورے ہوسی تا پیدا ہندو دے گھر جنم لیسی پر شودر دے گھر۔ اس تانئیں پورن ستگورو لوکی ملیگا تا اس دا جنم مرن بہت ہو جاویگا۔ ا سوچ جرات بہت آہی اک جنم اسدا رہندا ہے" (دیکھو جنم ساکھی نانک صفحہ ۱۹۲ ساکھی نمبر ۴ مطبوعہ سلطانی لاہور سنہ ۱۸۹۴ء حسب فرمائش چند مہین کتب فروش گورمکھی تتام منشی قادر بخش) بابا نانک جی جب مردانہ کے ساتھ سیر کرتے ہوئے مدینہ گئے تھے تب وہاں مردانہ سے یہ ذکر کیا تھا۔

(۲) گورو گوبند سنگھ جی نے بھی فرمایا ہے۔

۲۶ مہادین تب پربھو اپراجا
۲۷ تن بھی ایک پنتھ اپراجا
۔۔ سب سے اپنا نام جپایا
۲۸ سب اپنے اپنے ارجھایا
۲۹ جو جو غوث انبیا بھئے
مہا پورکھ کا ہو نہ پچھانا
۲۷ کوئی پڑت قرآن کوئی پڑت پران
کئی کوٹ بڑھت قرانا۔
انت کال کوئی کام نہ آوا
کیوں نہ جپو تہ کو تم بھائی
پھوکٹ دھرم جے جگ گرہیں

عرب دیش کا کیتو راجا
لنگ بنا کینے سب راجا
ست نام کا ہو نہ دڑھایو
پار برہم کا ہونا پچھانا
بین میں کرت جگت سے گئے
کرم دھرم کو کچھ نہ جانا
کال نہ سکے بچائیکے پھوکٹ دھرم نداں
باجیت کئی پوران اجاتا
واڈ کال کا ہو نہ بچاوا
انت کال جو ہوئے سہائی
نرک کنڈ بجھ پڑے ہیں

(بچتر ناٹک ادھیاے ۲)

قرآن سے بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ گنہگار تھے۔ سورۃ فتح میں لکھا ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ترجمہ۔ بیامرزد ترا خدا آنچہ کہ سابق گذشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند مشکوٰۃ میں ہے بیامرزید محمد را کہ بندہ ایست امرزیدہ است۔ خدا مرا درا ہر چہ پیش گذشتہ از گناہاں وے و ہر چہ پس آمدہ" (جلد ۴ صفحہ ۲۰۸) اگر خدا گناہ بخشتا ہے تو بھی کسی نبی پر ایمان لانیکی ضرورت نہیں۔ خود ہی معاف کر سکتا ہے۔ ورنہ سب گنہگار ہیں اور حضرت بھی گنہگار۔ وہ ہرگز ایمان لانے کے لائق نہیں ہیں۔ اور نہ ان پر ایمان لانے سے نجات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ سراسر محال ہے +

اگر قرآن سچا ہے تو بھی آریوں کی نجات ہوگی

سورہ بقرہ ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصٰرٰی والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ہ ترجمہ بیشک مسلمان ہو یا یہودی یا نصاریٰ (عیسائی) ہو یا بیدین۔ جو کوئی انمیں سے ایمان لاوے خدا پر اور آخرت کے دن پر اور شائستہ کام کرے یعنی نیک عمل بس انکے واسطے ہے بدلہ انکا خدا کے نزدیک اور انکو کچھ خوف نہیں۔ اور نہ وے اندوہگین ہونگے۔ سورۃ المائدہ میں بھی یہی آیت دوبارہ مذکور ہے۔

سورۃ القصص میں ہے فاما من تاب وآمن وعمل صالحا فعسٰی ان یکون من المفلحین ترجمہ پس وہ لوگ کہ جنہوں نے برے کاموں یا گناہوں سے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ پس امید ہے کہ ہو ویں گے رستگاروں میں سے۔

سورۃ النمل میں ہے من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا وہم من فزع یومئذ آمنون ہ ترجمہ۔ جو کوئی لاوے نیکی پس اسکے واسطے بہتر ہوگا اس سے اور ایسے آدمی اس روز بیقراری سے امن ہوں گے۔

سورۃ آل عمران میں ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر واولٰئک ہم المفلحون ترجمہ۔ اور چاہیے کہ ہوویں تمہارے بیچ سے کہ ایک گروہ کہ بلاویں لوگوں کو طرف نیکوکاری کے اور فرماویں اچھے کاموں کے واسطے اور منع کریں برے کاموں سے اور وہ جو گروہ ہے۔ اسی کی مکتی ہوگی۔

سورۃ آل عمران میں ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ ترجمہ۔ تم لوگ سب امتوں سے بہتر ہو جو پیدا کی گئی واسطے لوگوں کے (کیونکہ) فرماتے ہو لوگوں کو اچھے کاموں کے واسطے اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور باور رکھتے ہو خدا کو لیکے اس پر ایمان رکھتے ہو +

سورۃ آل عمران یؤمنون باللہ والیوم الآخر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولٰئک من الصالحین ترجمہ جو لوگ باور رکھتے ہیں خدا کو اور آخری روز کو۔ اور فرماتے ہیں لوگوں کو اچھے کام اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے اور شتابی کرتے ہیں نیکوں میں یعنی خیرات میں (ترت دان مہاپن) وہی درحقیقت نیکو کار ہیں۔

سورۃ آل عمران والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ط ترجمہ (جو لوگ) غصہ کی حالت میں کھا کر پینے والے ہیں اور غریبوں پر رحم کی نظر اور انکے نادانستہ قصوروں کو معاف کرنے والے ہیں ایسے ہی نیکوکاروں کو خدا دوست رکھتا ہے (اسکے ساتھ دیکھو منوسمرتی دھرم کے دس لکشن یعنی دھرتی یکھا۔ دم۔ استے۔ ستوچ۔ اندریا نگرہ۔ دھی۔ ودیا۔ ست۔ اکرودھ۔ یہ دس دھرم کے لکشن ہیں)۔

سورۃ البینہ ان الذین آمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک ہم خیر البریۃ جزاؤہم عند ربہم جنٰت عدن تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا رضی اللہ عنہم

و جنوا عندہ ذالک لمن خشے ربہا ۔ ترجمہ تحقیق جو لوگ کہ پرمیشور پر یقین رکھتے ہیں ۔ اور کرتے ہیں ۔ اعمال شائستہ یعنی اُتم کرم وہی تمام خلقت سے بہتر ۔ جزا اُنکے کرموں کے نزدیک خدا کے ہمیشہ رہنے والی جنت چلتی ہیں جسمیں نہریں ہمیشہ رہیگی اسمیں ۔ خوش ہوا اُن سے خدا اور خوش ہوئے وہ خدا سے ۔ وعدہ اُن کے واسطے جو پرمیشور سے خوف رکھتے ہیں ٭

سورۃ البروج ۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت لھم جنت تجری من تحتہا الانہار ذالک الفوز الکبیر ۔ ترجمہ ۔ جو لوگ خدا پر یقین لائے اور اچھے کام کئے اُن کیواسطے جنت ہے ۔ چلتی ہیں باغوں میں نہریں یہی ہے فیروزی بزرگ ٭

سورۃ فاطر ۔ والذین امنوا و عملوا الصلحت لھم مغفرۃ و اجر کبیر ۔ ترجمہ اور جو لوگ کہ خدا پر یقین رکھتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں اُنکے واسطے مغفرت ہے اور بزرگ مزدوری ۔ سورۃ انشقاق ہے الا الذین امنوا و عملوا الصلحت لھم اجر غیر ممنون ۔ ترجمہ ۔ لیکن جن لوگوں نے پرمیشور پر وشواش کیا اور اچھے اعمال کئے اُن کے واسطے اجر ہے نہایت ۔

چونکہ آریہ لوگ پرماتما کو مانتے ہیں اور اُس پر سچے دل سے اعتقاد رکھتے ہیں ۔ اور پنر جنم و سزا اور پرلے کو بھی مانتے ہیں ۔ اور جس قدر اعمال حسنہ کی ہدایت اور اُن پر عملدرآمد کرتے ہیں ۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ۔ اُنکا سارا بھروسہ پرماتما اور اچھے اعمالوں پر ہی ہے ۔ پس بفرض محال اگر قرآن کی نجات صحیح ہے تو بھی آریوں کی مکتی میں کسر نہیں لیکن مسلمانوں کی مکتی پھر بھی ناممکن ہے کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اُنکے نبی اور ولی سفارشی کے سہارے وہاں مضطر اور بیقرار ہونگے سب کو حیرانی ہوگی کیونکہ اُن کے اعمال عمدہ نہیں ہیں ۔ پھر عام مسلمانوں کے تو کیا کہنے اُن غریبوں کا تو سوائے مرغوں کا گلا کاٹنے یا کوڑی مرغی مارنے کے ۔ یا گور پرستی یا مردہ پرستی یا کعبہ پرستی کے کوئی عمدہ کام نہیں ہے ۔ اور اس پر شفاعت کی امید ہے ٭

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ۔ کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

دست بستہ التماس

اے میرے محمدی بھائیو اور دین اسلام کے پیرو آنکھیں کھولو اور تعصب کی عینک اُتار دو ۔ اور پرمیشور کا سمرن کر کے وہ قوت ممیزہ جو حق و باطل میں فرق کرے وہ حاصل کرو ۔ اگر کچھ پاک ضمیر رکھنے اور عقل سلیم سے کچھ حصہ ملا ہے تو سوچو اور سمجھو وید مقدس کی تعلیم پر انصاف سے غور کرو ۔ اور نیازمند کی اس عرضداشت کو جو محض آپ لوگوں کی بہبودی کیواسطے تحریر ہوئی ہے مطالعہ کرو ۔ اس حقانی نجات سے ہم امید کرتے ہیں کہ تمام عقلمند (باستثنائے شہوت پرستوں کے) کراہیت کرتے ہیں ۔ آپ مہربانی کر کے پاک و مقدس خدا کو اپنے دل میں حاضر ناظر جان کر دنیا کو عرش پر نہیں کر کے سمجھیں اور غور کریں بلکہ استخارہ کریں اور سچے قبول کریں نہیں اُس مالک کے اسفاد ہوں ۔ اندھا دھند تقلید پرستی کے تاریک گڑھے میں نہ گرے رہیں ۔ ہماری عرضداشت کو سرسری نظر سے نہیں بلکہ بار بار پڑھیں ۔ اور تعصب اور بغض کو دل سے دور کر کے زمین پلنگ پر لیٹ کر خوض کریں اور مراقبہ میں ہو کر خیال میں بیٹھ کر فکر کریں ۔ کہ کیا وہ سچا ہے ؟ جسے جنت و بہشت و فردوس و ارم کے نام سے اور حور و قصور کے اعلام سے قرآن پیش کرتا ہے ۔ یا وہ جسے سدھ رشی وید بتلاتے ہیں کہ پرمیشور کی معرفت کو حاصل کر کے پرانند حقیقی سرور کو پراپت ہونا ۔ اور دنیوی اور جسمانی آفات و نفسانی لذات سے کنارہ کرنا ۔ ذرا دل کو روک کر اور چند روز فساد کے خیال کرنے سے شانت کر اور طبیعت کو شانت کر کے وچار کریں کہ کونسی بہشت خوشنود حکیم پرستی کے حکایات و دل بہلانے کے خیالات ۔ اُمید ہے کہ اس عرضداشت کو پڑھ کر آپ کے گروہ کے سعید اور رشید لوگ سناتن دھرم کو محبت اور سچی خلوص نیت سے قبول کریں گے اور راہ حق یعنی سچے مارگ پر آجاوینگے ۔ مقدس یجر وید میں کیا اچھا ارشاد ہے ۔ اے انسانوں تم دل میں پرارتھنا کرو ۔ اے سچدانند سروپ اپنے قانون اور سچی راحت کے مالک آپ ہم سب کو ست پر چلنے کی ہدایت دیں ۔ تاکہ ہم نربھر اننت بدھی سے اس پر قائم ہو کر آپ کے پوتر لیش کو گانے میں اپنے پرم دھام کو سدھاریں ۔ اوم شم ۔

شانتی ! شانتی !! شانتی !!!

سماپت

صداقت دھرم آریہ بجواب رسالہ صدقہ جاریہ

اس ۹۲ صفحہ کے رسالہ میں مولوی صاحب نے کئی صفحہ فضول اور بے تعلق عبارت سے بھر دیئے ہیں جن کو نفس مضمون سے نہ تعلق ہے اور نہ کسی طرح کا واسطہ ۔ لکھنے کا طریقہ بھی اُنکا احسن نہیں ہے بڑا خیال اُنکا تیغ بگھارنے سے معلوم ہوتا ہے وہ اپنے کو شیر ببر اور ہمارے لیڈروں کو بقر یعنی گائے سمجھتے ہیں ۔ ہم ایسا وحشی درندہ ۔ مردم خور بننے کی تمنا نہیں کرتے مولوی صاحب ہی کو یہ درندگی مبارک رہے ۔

من آں مورم کہ در پایم بمالند ۔ نہ زنبورم کہ از نیشم بنالند
کجا خود شکر ایں نعمت گذارم ۔ کہ زور مردم آزاری ندارم

بنابراں اپنی خاکساری سے ہی اُن کی خونخوارگی کا مقابلہ کرتے ہیں اور اُن کے اعتراضوں کی اصلیت کا موازنہ ۔ سلسلہ وار اُن کی غلطیوں کو دنیا پر ظاہر کرینگے اور مفصل طور پر اُن کے مذہب کی کمزوریوں کو سمجھا کر صداقت ویدک دھرم ناظرین کے سامنے دھرینگے ۔ اُن کی طرح ۔ نہ تیغ بگھارنا جانتے ہیں اور نہ بدزبانی کرنا اپنا شیوہ ہے پس

زباں کھولینگے ہم یہ مدعی کیا بدشعاری ہے ۔ کہ ہمنے اُنکے موہنہ میں خاک بھر دی خاکساری سے

فصل اوّل

ماہیت روح کا بیان مولوی صاحب نے صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں اپنی لیاقت جتانے کے واسطے لفظ روح کے چند معنے لکھے ہیں اور حاشیہ پر ہم کو بہت بے تکے الفاظ سنائے ہیں اور اس واسطے اگر کتاب کا نام لکھیں تو کہیں لیاقت کو داغ نہ لگ جائے جس کتاب سے یہ تمام معانی نقل کئے اُسکا نام ہی نہ لکھا ۔ مگر ہم ناظرین کو بتلاتے ہیں کہ اُنکی ساری عبارت یکے بعد دیگرے غیاث اللغات ردیف ر صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ کی نقل ہے ۔ مولوی صاحب کی لیاقت یا علمیت سے اُس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ روح کے تمام معنوں سے ہماری بحث ہے ۔ نفس ناطقہ یا روح انسانی جس کے ذریعہ سے جسم حرکت کرتا ہے ہمارا مطلب اُس سے ہے اور اُسی کی بابت ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں ثبوت پیش کئے تھے پس مولوی صاحب نے قرآن شریف سے روح کے ثبوت دیئے ہیں یا اُس کی ماہیت بتلائی ہے ۔ اُس پر ہم غور کرتے ہیں ۔

۱۱ ۔ ۱۳ **مولوی** ۔ روح نزدیک علمائے دین و فقہائے شرع متین کے ایک امر ہے امور الہیہ اور جلال قدسیہ سے ظاہر ہے قرآن مجید فرقان حمید کی اس آیت متبرکہ سے ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۔ شان نزول اس آیت کا یہ ہے ابن مسعود صحابی فرماتے ہیں کہ پھرتا تھا میں ساتھ رسول کے مدینہ میں اور آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے عسیب سے پس گذرے آپ قوم یہود پر اور پوچھا اُنہوں نے روح کو روایت کیا اسکو بخاری نے میں کہتا ہوں پس اُتری یہ آیت

حاصل مقصود آیت کا یہ ہے کہ سوال کیا تھا یہود نے رسول سے روح کا پس جواب دیا الٰہ جل حکمتہ نے کہ اے میرے حبیب محمد پوچھتے ہیں تجھ سے جہال عرب بروحہ ملجا والد کے اور دریافت کرتے ہیں تجھ سے بابت اس امر عظیم کی کہ سمجھنا اور معلوم کرنا اس کا موقوف ہے علم پر۔ پس صاف جواب دے تو کہ روح ایک امر ہے امور ناظم الوجود سے اور لطیفہ ہے حکمت خلاق الوجود سے اور کوئی امر امور الٰہیہ اور اس کے حکم غیر متناہیہ سے ایسا نہیں ہے کہ جس کی بابت سے تم آگاہ ہو جاؤ۔

اس کے بعد معلوم کرنا چاہیئے کہ آریوں نے جو بسبب اپنی کم لیاقتی کے اس آیت کے معنے غلط سمجھ کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ خدا خود قرآن میں یہ خبر دیتا ہے کہ ہمنے محمد صاحب کو روح کا علم نہیں دیا بالکل غلط ہے۔ بلکہ آیت سے سائلین کی جہالت ثابت ہوتی ہے نہ کہ محمد صاحب کی۔

آریہ۔ آپنے باوجود اس قدر طول و فضول لکھنے کے بھی قرآنی کمزوری کا کچھ علاج نہ کیا۔ اور نہ کر سکتے۔ خود آپ کے بیان سے بھی یہ تو ظاہر ہو گیا کہ محمد صاحب اپنی قرآنی الہامی آیت سے یہود کے خاص اعتراض کا کوئی جواب نہ دے سکے اور نہ اُنکی تشفی کر سکے۔ ۱۵-۱۸-۲۵-۴۰ روز تک سوچتے سوچتے بھی جب کوئی جواب نہ بن سکا تب ایک آسان حیلہ بنا کر پیچھا چھڑایا افسوس کہ بس نہ چلا ورنہ سائل کا بالضرور سر کاٹ ڈالتے اور اپنے دل کا بخار نکالتے۔ حضرت منطقی صاحب! یہ کسی حالت میں جواب نہیں اور نہ عاقلانہ خطاب ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ علمائے اسلام اس بارہ میں ہر طرح سے حیران ہیں نہ راہ رفتن نہ پائے ماندن سرگردان ہیں نہ اس مسئلہ کو نگل سکتے ہیں۔ نہ چھوڑ سکتے ہیں۔ کبھی یہود کو بے علم بتاتے۔ کبھی توریت کو کلام مبہم ٹھہراتے اور کبھی روح کا ترجمہ بدلا دینے کی توجہ فرماتے ہیں تاکہ کسی طرح قرآن کے کج مج بیان کو سدھار سکیں ہم نے تکذیب براہین احمدیہ میں تفسیر حسینی کا حوالہ دیا تھا کہ "علم روح مخصوص است بعلم خداتعالیٰ و غیر حق سبحانہ تعالیٰ کسے بدو دانا نیست۔"

اسی طرح نسخہ خبط احمدیہ میں بھی کئی تفسیروں کے حوالے دیئے ہیں۔ مگر ابھی تک اسی طرح دھند محمد صاحب و قرآن کے مقلدین یہی کہتے چلے جاتے ہیں کہ آریوں نے اس آیت کے معنی غلط سمجھے محمد صاحب کو علم نہیں دیا گیا یہ بالکل غلط ہے مولوی صاحبان! آپ کیوں ناراض ہوتے ہیں اگر ناراضی ہوتی ہے تو اپنے مفسرین پر ہو جیئے اگر کوسنا ہے تو علمائے اسلام کو کوسیئے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "وحق آنست کہ در آب دانستن روح نیست مرانکہ حق سبحانہ تعالیٰ مطلع گرداند بندہ است حبیب خود را بر ماہیت روح" مدارج النبوة محمد صاحب تو محمد صاحب ہی تھے خود حضرت عرش آشیانی بھی جواب میں حیران سرگرداں ہیں اور ہمارے نیر الہامی دوست مرزا قادیانی سر در گریبان۔ اب آپ ہی مراقبہ کر کے سوچیئے تو سہی کہ آپنے کیا جواب دیا سوائے اس کے ؎ گوشت نماک ہم برباد رفتہ باشد

بس مولوی صاحب کو صدقہ جواب لکھنے سے پہلے ضروری تھا کہ وہ سوچ لیتے ؎

ہر کہ تامل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب
یا سخن آراستہ چو مردم ہوش یا بنشیں ہیچو بہایم خموش

تمام مفسرین اسکی تفسیر میں لاچار ہو کر یہی کہتے ہیں قیل ابہم امر الروح وہو مبہم فی التوریۃ یعنے روح کا حال پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ توریت میں بھی پوشیدہ تھا۔ جب یہ سوال حضرت سے ہوا تو الحمد ان نہیں بلکہ دہم روز تک کچھ جواب نہ بن سکا۔ اور جب لوگوں کے تکرار سے دق ہو گئے تو لاچار ہو کر کہہ دیا کہ امر ربی ہے اور امر ربی کی تشریح امام غزالی صاحب نے صاف طور پر کر دی ہے کہ جس چیز کا اندازہ اور مقدار نہ ہو اسکو امر ربانی کہتے ہیں اور جو چیزیں اس جنس سے ہیں خواہ ارواح بشری ہوں یا ارواح ملائکہ انکو عالم امر سے کہتے ہیں۔ پس عالم امر سے وہ موجودات مراد ہے جو حس اور خیال اور جہات اور مکان اور حیز سے خارج ہیں اور بسبب نہ ہونے مقدار کے مساحت اور اندازہ میں داخل نہیں ہیں۔

اسیطرح اس روحانی مبحث سے محروم رہنیکے باعث اہل التصوف نے ہمہ اوست کہہ کر دین چھوڑ دیا ہے اور اپنے آپ کو خدا کہلایا۔ ویدک فلاسفی سے ناواقف ہونیکے سبب علمائے اسلام نے صرف اسی امر میں غلطی نہیں کی۔ بلکہ عموماً تمام علمی مسائل میں وہ بے بہرہ ہیں ✣ (دیکھو نسخہ خبط احمدیہ باب خلقیت قرآن) ہم نے تحقیق التناسخ میں روح کے قدیم ہونے اور مسئلہ تناسخ کی صحت کی بابت نہایت تفصیل سے بحث کی ہے اور بہت کچھ تکذیب اور نسخہ میں بھی درج کر دیا ہے۔ مولوی صاحبان اس روشنی کے زمانہ میں بھی نیستی سے ہستی کے جاہلانہ خیال کو ترک نہیں کرتے اور نہ حرکت زمین کے قائل ہوتے ہیں پھر وہ ایسے روحانی مسائل کب سمجھ سکتے ہیں۔

فصل دوم

در بیان قدامت روح

علم منطق اسواسطے ایجاد ہوا تھا کہ لوگ اس کے ذریعہ سے صحیح فکر کو فاسد سے ممتاز کریں جیسا کہ لکھا ہے المنطق بحر الطایع معہ من المنطق و فیہما اسم لعلم وھو آلتہ فالتی قیتہ تعصم مراعاتہا الذہن عن الخطاء فی الفکر۔ (از حاشیہ میزان المنطق) اور ایسا ہی تہذیب کے قسم اول میں ہے اور فکر توجہ ذہن ہے طرف مبادی کے اور مبادی دعاوی سے مراد ہے اور ذہن قوت مدرکہ ہے کہ جزئیات اور کلیات کا ادراک اُس سے متعلق ہے مگر افسوس کہ لوگوں نے اپنی غرض نفسانی کو پورا کرنا بھی منطق کا کام سمجھا سنسکرت کے نیائے میں ایسی گفتگو کو وتنڈا کہتے ہیں کہ جسمیں حق و باطل کی تمیز سے کچھ غرض نہیں۔ صرف گالی گلوچ سے مطلب اور فضولیات سے سروکار ہے یہی حال بعینہ مولوی صاحب کا ہے وہ اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ صداقت کا اظہار ہو اور نہ ہی اُس کا مادہ ہے وہ اپنے آپکو باوجود اس قدر ناواقفی کے پورے جودہ مقالہ اقلیدس کا ماہر بتلاتے ہیں۔ اور چند فقرات یاد کر لینے پر اپنے آپکو وہ معلم اول سے کم نہیں سمجھتے۔ صد حیف کہ گوسالہ با پیر شدہ گاؤ شد۔ چنانچہ ہم انکے اعتراضوں کے نمونہ بتلاتے ہیں ✣

صا دہم مولوی۔ ہم تمہاری اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہوگی لیکن اس امر کو نہیں مانتے کہ اگر مادی ہوگی تو مجرد نہ ہیگی کیونکہ شئے کے مادی ہونیکے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مادہ محل ہو اور دوسری یہ کہ شئے کو مادہ کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہو نہ یہ کہ وہ اُس کا جزو ہے اول معنے لینے روح میں بیشک باطل ہیں۔ کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے لیکن ہم یہ معنی مراد نہیں رکھتے بلکہ ہمنے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اُسکے ساتھ اسکو ایک قسم کا تعلق ہے لہذا یہ بھی مادی ہے۔"

آریہ۔ آپنے اس پہلی دلیل میں کئی غلطیاں کی ہیں جب آپ اس بات کو مانتے ہیں کہ روح اگر قدیم ہو اور حادث ہو تو ضرور مادی ہوگی۔" اور پھر آپ لکھتے ہیں کہ اول معنی کہ وہ محل ہو لینے روح میں بیشک باطل ہیں کیونکہ مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے۔"

حضرت! جب مادہ کا محل ہونا ضرور ترکیب کو چاہتا ہے تو کیا مادہ کا محل نہ ہونا صاف ظاہر نہیں ہے کہ ترکیب کو نہیں چاہتا؟ پس جس میں ترکیب نہیں وہ مرکب نہیں اور جو مرکب نہیں اُس کی پیدائش نہیں اور جس کی پیدائش نہیں وہ ضرور انادی ہے۔ مہاتما کرشن چندر جی نے بھی جسکی پیغمبری کا فتوحات مکی کے مصنف کو اقبال ہے بعد تحقیقات بسیار ایسا ہی فرمایا ہے۔

अजो नित्यो शाश्वतोय पुराणो न हन्यते हन्यमाने शरीरे

کہ روح جسم کے ساتھ پیدا نہیں ہوتی وہ تو غیر مخلوق۔ قدیم ازلی ہے اور یہی باعث ہے کہ وہ جسم کے ٹکڑے ہونیکے ساتھ ٹکڑے نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے بس یہ آپکی پہلی غلطی ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں کہ ہمنے جو روح کو مادی کہا ہے صرف بلحاظ دوسرے معنی کے کہا ہے کہ چونکہ بدن جو کہ مادی ہے اُسکے ساتھ اسکو ایک قسم کا تعلق ہے۔ لہذا یہ بھی مادی ہے۔ یہ آپکا البا

اندھا منطق ہے جیسے کوئی کہے کہ چونکہ خدا کو جسم سے ایک قسم (صنعت وصانع) کا تعلق ہے یا رزق دینے کا تعلق ہے یا حاضر ناظر ہونیکا سمبندھ ہے۔ بنابران خدا بھی مادی ہے۔ یا معلم کو بیوقوف طالبعلموں سے دن رات کا واسطہ ہے لہذا وہ بھی جاہل ہے یا خدا کا رسول بھی امی ہے بنابران خدا بھی امی ہے۔ یا چونکہ بیجان ریلوے سے گارڈ کا تعلق ہے۔ بنابران گارڈ بھی بیجان ہے۔ واہ رے ہمارے ارسطو مزاج مولوی صاحب آپ نے منطق میں کبریٰ وصغریٰ تو نہیں مگر مغالطہ کا باب ضرور پڑھا ہے۔ پس یہ آپ کی دوسری غلطی ہے ؛

اور جب آپ لکھتے ہیں کہ روح کا مادی ہونا باطل ہے کیونکہ علم اعلیٰ میں ثابت ہے کہ روح مجرد ہے" یعنی مجرد عن المادہ اور جو چیز مجرد من المادہ ہے وہ مرکب نہیں چونکہ روح مادی نہیں مرکب بھی نہیں مجرد ہے بنابران وہ کسی طرح حادث نہیں کیونکہ مادی و مرکب نہیں اور حدوث سوائے مرکب و مادی کے اور کسی پر ہو نہیں سکتا اور یہی سبب ہے کہ روح انادی ہے۔ اور مولوی نوردین نے جو ہمارے اعتراضوں سے ڈر کر مان لیا ہے کہ روح مرکب من المادہ ہے وہ ان مولوی صاحب کے بیان سے اور بھی رد ہو گیا پس مستدل یعنے دلیل طلب کرنیوالے کا یہ کہنا کہ روح حادث ہے باطل ہے

۱۵ **مولوی**۔ روح حادث بالذات ہے اور قدیم بالخیر ہے اور جائز ہے کہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہو اس وجہ سے کہ بدن مستعد قبول تصرفات روح کا ہے اور روح اپنی ذات میں بدن سے بے پرواہ ہے لیکن وقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے اور بعد موت تخریب بدن کے باقی رہتی ہے اور یہ بقا اپنی فاعل کی بقا سے ہے ؛

آریہ۔ آپ کا یہ بیان بھی کسی طرح باطل ہے۔ روح حادث بالذات نہیں ہے کیونکہ اسکے اندر بقا کی خواہش ہے بلکہ وہ بقا مجسم ہے اُس میں روحانیت کے سوا اور کچھ نہیں وہ سراپا روح ہے پس وہ قدیم بالذات ہے نہ کہ قدیم بالخیر۔ موت سے ہر ایک روح کو خوف ہونا جو اُس کا ذاتی سبھاؤ ہے بھی اُسکے قبل از جسم ہونیکی دلیل ہے چونکہ نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ نیستی کا مالک کوئی خدا ہے پس روح نیستی سے ہستی میں نہیں آئی بلکہ ہمیشہ موجود ہے۔ کیونکہ فنا اُسمیں مطلق نہیں وہ مدرک بالذات ومتصرف بالآلات ہے۔ اسی واسطے وہ کبھی حادث بالذات نہیں کیونکہ وہ روحانیت نیست ہونیوالی چیز نہیں اور نہ حدوث پذیر ہے وہ تو قائم بالذات ہے۔ اور چونکہ وہ حادث بالذات نہیں بنابران اُس کا قدیم بالخیر ہونا خود بخود رد ہو گیا۔ کیونکہ آپکے قول سے بھی ظاہر ہے کہ وہ اپنی ذات میں بدن سے بالکل بے پرواہ ہے۔

مولوی رومی مثنوی دفتر سوم صفحہ ۲۲۵ میں فرماتے ہیں۔

"تا بدانی کہ تن آمد چوں لباس — رو بجو لابس لباسی را مبیس
روح دارد بے بدن بس کاروبار — مرغ باشد در قفس بس بیقرار

آنریبل سر سید احمد خان نے کیا اچھا کہا ہے "اگرچہ اس چیز (روح) کو انسان کے بدن سے کچھ علاقہ ہے مگر جب غور سے دیکھو تو باوجود اس علاقہ کے یہ محض بے علاقہ ہے۔ آدمی کبھی ایسا محو ہوتا ہے کہ سب چیز کو بھول جاتا ہے مگر اپنے آپ کو نہیں بھولتا اس سے خیال ہو سکتا ہے کہ گو انسان کا یہ ظاہری بدن نیست بھی ہو جاوے مگر وہ چیز جو اس میں ہے جیسی ہے ویسی ہی رہیگی۔ پھر اگر وہ چیز چند روزہ ہے اور آخر کو نیست ہونیوالی ہے تو دل قبول نہیں کرتا کہ اُس ذات پاک دائم الوجود نے یہ تمام عجائبات ایک ایسے فانی اور ناپائدار چیز کے لئے بنائے ہوں؟ پس کچھ شبہ نہیں کہ وہ چیز بھی دائم الوجود ہے اور نیست ہونیوالی نہیں" (تبیین الکلام ۱۸۶۲ء صفحہ ۱۵۷)

ہم اسجگہ آپ کو ایک اور نکتہ بھی سمجھا دیتے ہیں جو دین اسلام کے اصول کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑنے والا ہے اور سزا و جزا کے عملات کو تہ و بالا کرنے والا ہے ؛

وھو ھذا

بفرض محال اگر روح ذات سے حادث ہے اور بقا اُس کے فاعل کی طرف سے ہے اور وہ خود کچھ بھی نہیں بلکہ فیضان وجود روح کا اپنے فاعل سے مشروط ساتھ بدن کے ہے تو تمام اعمال نیک و بد کا فاعل خدا ٹھہرتا ہے بقول ایک فاضل کے۔

خود پیمبر شد و پیام آورد — گشت خود کافر و نمود انکار
خود کند ساز ہر گناہ کہ ہست — خود کند باز توبہ استغفار

اور بقول ایک دوسرے دیندار محمدی کے۔

چو ایں بنیاد بد را خود فگندی — گناہ خویش را بر ما چہ بندی
تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام — کہ بد را حوالت بخود کردہ ام

پس اعمال کا تعلق روح سے کچھ نہیں رہتا بلکہ تمام بد و نیک اعمال کا مورد و مستحق وہی ٹھہرتا ہے اور جب سب سے بُرائی کرنے والا وہی ٹھہرا اور اُسی کے فیضان سے یہ تمام خرابیاں ظہور پذیر ہوئیں تو انسان کا کیا قصور کہ جس سے وہ دائمی دوزخ میں محصور و مقہور ہے یا کمال معرفت سے دور ہو جائے ہر ایک روح ایسے خدا بانی فساد وجہاد کو کہہ سکتی ہے۔ بقول عرفی

یارب چہ عداوت ست بامن — ایں کار کنان کبریا را۔

اور اگر یہ صحیح ہے کہ روح بروقت پیدا ہونے بدن کے پیدا ہو جاتی ہے اور صاف ظاہر ہے کہ بروقت فنا ہونے بدن کے فنا ہو جاتی ہے جس سے مسئلہ سزا و جزا کا گاؤ خر ہو جاتا ہے اور بہشت و دوزخ کا پتہ نہیں لگتا اور نہ عرش و کرسی کا تختہ ملتا ہے جیسے جلتی کا نام گاڑی ہے ورنہ جدا ہونے کے چلنا بھی مفقود ہوا اور گاڑی بھی نہ رہی۔ مہاتما کرشن جی نے فرمایا ہے۔

जातस्यहिध्रुवो मृत्यु ध्रुवं जन्म मृतस्यच

یعنی جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ اور جو مرا ہے اُس کا ضرور جنم ہوگا۔

غور کرو اجزوں کے اجتماع کا نام تصویر ہے جُزوا جدا کر دیں تصویر نہ رہیگی۔ منطق الطیر میں سیمرغ کی کہانی پڑھو تب آپ کو اپنی اور اپنے موہومی مربی کی غلطی سے بھی اقبال کرنا پڑیگا ارسطو کی کسی کتاب کا آپ نے حوالہ نہیں دیا۔ صرف فرضی گپ ماری ہے ؛

بنابران ہم نے اسکو آپ کا موہومی مربی لکھا۔ واضح ہو کہ محمدیوں نے اسلامی تعصب کے سبب اور خود یونانی زبان نہ تحصیل کرنیکے باعث یونانی کتابوں کے یا یونانی حکمت کے ترجمہ کرتے وقت بڑی غلطیاں کھائی ہیں۔ دیکھو واقعات سکندر اصل یونانی مورخ ایرن کے لکھے ہوئے اور اسلامی مورخوں کی تحریریں۔ اور یہی حال واقعات ارسطو کا کیا ہماری تحقیقات سے جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے یہ مذہب ارسطو کا نہیں ہے ؛

ارسطو پرانوں کی بات لکھتا ہے "تمام چیزیں یعنے مادی اشیاء اُس سے پیدا ہوتی ہیں جسکا وجود قدرت میں ہے یعنی فرسٹ میٹر (پرکرتی) سے پرانوں سے نہ کہ اُس سے جس کا ظاہر وجود ہے یعنی اربعہ عناصر اور نہ نیستی سے۔ مادہ نہ تو پیدا کیا گیا اور نہ نیست کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ پہلی غیر محدود چیز ہے جس سے تمام چیزیں بنائی گئی ہیں اور جس میں کہ وہ سب آخر کار مل جائیں گی۔" (ہسٹری آف فلاسفرس جلد ۱ صفحہ ۲۷۷ مطبوعہ ۱۸۱۹ء)

اور روح کی بابت اُسکا کوئی نوشتہ ایسا نہیں ہے جس سے یہ کامل طور پر اخذ کیا جاوے کہ وہ کیا ماننا تھا یعنی فانی یا غیر فانی لیکن مٹی یعنی فانی ہونا اغلب ہے" (صفحہ ۲۸۵ ہسٹری مذکور)

ارسطو کیا کوئی محقق بھی سوائے اشراقیوں کے حادث کو ابدی نہیں مان سکتا۔ جسکا آغاز ہے اُسکا انجام ضرور ہے۔ بنابران روحوں کے حدوث ماننے سے اُنکا فانی ماننا بھی لازمی ہے۔

اور اس سے بہشت و دوزخ کے وہمی اور خیالی حالات سارے کے سارے معدوم و نابود ہو جاتے ہیں۔

۱۶و۱۷ **مولوی**۔ اگر کہو کہ روحیں متعدد ہر ایک کی جداگانہ ہیں تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ معنی روح کے کیا ہیں اور نیز اسکی ماہیت اور حقیقت کیا ہے تو ضرور یہی کہو گے جوہر متعلق بالبدن یا کوئی دوسرے معنی اپنی طرف سے بیان کرو گے بہر کیف وہ معنی سب حیوانات

کی روح پر صادق آئینگے مثلاً جوہر متعلق بالبدن جیسا کہ زید کی روح پر صادق آتا ہے اُسی طرح بکر۔ خالد۔ اسپ فیل۔ بقر۔ شتر وغیرہ حیوانات کی روحوں پر بھی صادق آتا ہے اس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہیت کل روحوں کی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ انسان زید۔ بکر و عمرو افراد پر صادق آتا ہے۔ اس سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل آدمیوں کی ماہیت ایک ہی ہے اسی طرح یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ حقیقت کل روحوں کی ایک ہی ہے اسکے بعد ضرور ہے کہ کوئی امر ایسا ہونا چاہئے جو ایک روح کو دوسرے روح سے تمیز دے کہ جس سے جدائیگی دونوں روحوں کی معلوم ہو کیونکہ حقیقت کل میں مشترک ہے اور مابہ الاشتراک کے لئے مابہ الامتیاز کا ہونا ضروری ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مابہ الامتیاز کی اُسی جگہ ضرورت پڑتی ہے جہاں کہیں کسی قسم کا اشتباہ یا خفا ہو یعنی جس جگہ ہم ایک چیز کو دوسری چیز سے تمیز نہ کر سکیں اُسی جگہ ایسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے کہ جو اُن دونوں چیزوں میں تمیز کر دے اور ہم پر کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔ اور یہی قاعدہ ہے کہ اشتباہ بلا اشتراک ہرگز پیدا نہیں ہوتا یعنی جبتک دوسری چیزیں یکساں نہ ہونگی مشتبہ بھی نہ ہونگی۔ پس ثابت ہوا اس جگہ مابہ الاشتراک اور مابہ الامتیاز اور یہ مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور یہ خلاف مفروض ہے خلاصہ اس تمام تقریر اول سے آخر تک یہ ہوا کہ کل روحیں متحد ہیں حقیقت اور ماہیت میں پس اگر فرد تم ادنیٰ اور متعدد ہوں جیسا کہ تمہارا مذہب ہے تو ضرور مابہ الامتیاز ہوگا کیونکہ تعدد بلا امتیاز کے محالات عقلیہ سے ہے اور جہاں مابہ الامتیاز ہے وہاں مابہ الاشتراک ضرور ہے اور جہاں مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے تو ترکیب ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ روحیں مرکب ہیں اور جو مرکب ہے حادث ہے۔ پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں اور حالانکہ تم نے فرض کیا تھا کہ روحیں قدیم ہیں +

آریہ - بیشک روحیں متعدد یعنی ہر ایک جدا جدا ہیں ایک روح دوسرے روح کا حصہ یا جزو نہیں روحیں ذات میں سب چیتن ہیں جیسے کہ ذرات سب جڑ ہیں۔ الپگیہ یعنی کم علم انسان ذروں کے حالات نہیں جانتا اور نہ روحوں کی ماہیت پہچانتا ہے مگر علم کے ماہر فاضل لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ ذرات عالم اور روحیں انادی ہیں۔ اور عدم یا حدوث کوئی چیز نہیں اور نہ کسی چیز پر طاری ہو سکتا ہے کیونکہ کوئی چیز معدوم نہیں ہو سکتی۔

پروفیسر راسکو صاحب فرماتے ہیں کہ جب شمع جلتی ہے تو کیا ہوتا ہے آؤ ایک موم یا چربی کی بتی روشن کر کے دیکھیں شمع جوں جوں جلتی ہے دیکھو اسی کے باہر کا موم اور اندر کی بتی دونوں غائب ہوتے جاتے ہیں اب ساری بتی جل گئی اور اسمیں جس قدر موم اور سوت تھا سب کافور ہوگیا۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ شمع کا موم کہاں گیا تم یہ جواب دو گے کہ جل گیا اور اب نظر نہیں آتا۔ تو کیا وہ معدوم ہوگیا؟ نہیں مگر ہاں وہ تمہاری نظر سے غائب ہوگیا ہے اور اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ معدوم ہوگیا۔ دیکھو جب ریل گاڑی کسی مقام سے روانہ ہوتی ہے تو وہ ذرا سی دیر میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر تمہیں نظر نہیں آتی۔ مگر تم یہ کبھی نہیں سمجھتے کہ وہ معدوم ہوگئی بلکہ یہ جانتے ہو کہ اگرچہ نظروں سے غائب ہوگئی ہے مگر کہیں فرّانی بھرتی اڑتی چلی جاتی ہوگی ایک دوسری مثال اور دیکھو پیالے میں گرم گرم چاء ڈالو اور اسمیں مصری کی ڈلی چھوڑ دو چار ہی منٹ میں نظر سے غائب ہو جائیگی مگر کیا وہ ڈلی معدوم ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ تو چاء میں گھل گئی کیونکہ چاء پہلے میٹھی نہ تھی اب پیکر دیکھو کیسی میٹھی ہوگئی ہے اب آؤ اسیطرح بتی کے موم کا بھی پتہ لگائیں کہ وہ کہاں گیا؟ چلو اسکا حال ماہر حقایق موجودات سے دریافت کریں وہ ایسی باتوں کو خوب صحیح صحیح جانتے (صفحہ ۵) اور اسیطرح دیکھو صفحہ ۴ - ۵ تک جنمیں بڑے واضح دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ خواہ کوئی چیز کیسی ہی حالت میں کیوں نہ ہو وہ معدوم نہیں ہو سکتی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی کا مسئلہ بالکل باطل ہے اور ایسا ہی دیکھو پروفیسر الوور ستوارٹ صاحب کا علم طبعیات مطبوعہ سنہ ۱۸۹۱ء)

بیوقوف انسان ستاروں کے فرق کو نہیں جانتا اور نہ راگوں کی تفریق کو سمجھتا اور نہ رگوں کی حرکات کو۔ نہ ہوا کی رفتار کو۔ مگر عالم نجومی ڈاکٹر علم ہیئت کے ماہر اور موسیقی داں نہ صرف ان سب امور کو ہی پہچانتا ہے بلکہ آنیوالے طوفان کی بابت پیشگوئی کرتا اور مرض کے ہونیوالے صدمہ کی خبر بتلاتا اور عالم بالا کے نشان لگاتا ہے اور ہر ایک میں جدا جدا تمیز بھی کرتا ہے اور سب سے بڑھکر عقل کل پرماتما اُن کا ممیز ہے مگر صرف عقلی ذکر خارجی۔ اسیطرح روحیں ہوتے ہوئے اسکے کہ فی الحقیقت جدا جدا ہیں اور وہ بالذات ایکدوسرے سے علیحدہ طاقتیں ہیں کسی حالت میں ایک نہیں لیکن اُنکے مابہ الامتیاز و مابہ الاشتراک کو مادی آنکھیں نہیں جان سکتی اور نہ متعصب طبیعتیں سمجھ سکتی ہیں کیونکہ جنہیں روح کی ہستی کا سوائے اسکے کچھ بھی علم نہیں کہ اسکے بدن میں رہنے سے انسان زندہ ہے لیکن یوگی لوگ جنہیں تزکیہ نفس کے سبب تمام دقایق سے آگاہی اور صفائی باطن کے باعث تمام باریکیوں سے واقفیت ہو جاتی ہے وہ اس علم کے عالم کہلاتے ہیں وہ علم روح کے یہاں تک ماہر ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک حاذق طبیب جسمانی امراض کا۔ روحیں بہ سبب اُنکے مختلف اعمال اور افعال اور تناسخ اور طبائع اور ذخائر یادداشت کے عقلی مابہ الامتیاز رکھتی ہیں کوئی خارجی نہیں جس سے ہم کسی عقل کے دشمن کو سمجھا سکیں۔ اور علاوہ بریں تمام دور کے حالات ہیں سوائے عقل کل پرماتما سرب وباپک کے کوئی آگاہ بھی نہیں کیونکہ کوئی انسان سرب وباپک نہیں اور یہی سبب ہے کہ الپگیہ اور ایک دیشی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جو صفت بادشاہ کے روح کی ہے وہ غلام کی نہیں ہے" (صفحہ ۱۶) مولوی صاحب یہاں آپنے بالکل سیدھی راہ چھوڑ دی اور حق سے روگردانی کی یا فی الحقیقت بھول گئے۔ بادشاہ اور غلام کی روح میں جسمانی تفریق کے سوائے کوئی خارجی فرق نہیں ہاں چونکہ وہ بالذات دو روحیں ہیں وہ کسی حالت میں ایک نہیں جیسے اُنکا جسمی مادہ ایک نہیں ویسے ہی اُنکے روح ایک نہیں اُنمیں جو کچھ فرق ہے وہ گذشتہ اعمال کے سبب سے جو کہ تناسخ کا لازمی نتیجہ ہے۔ ورنہ ماہیت ارواح غلام و بادشاہ میں کوئی فرق نہیں وہ دونوں برابر کی روحیں ہیں۔ ایک فاضل نے لکھا ہے :-

بادشاہے رو بسوئے صید کرد ماند لشکر دور از او مانند گرد
خواست تا در قریہ آید فرود چون بہ میدان خیمہ و خرگاہ نبود
در خود آنجا شوکت و شانے ندید ہیچکس جز مرد دہقانی ندید
نزد او رفت و تملق پیش کرد گفت دہقان کیستی گردم بگرد
گفت من فرماندہ این کشورم در پے صیدی جدا شد لشکرم
امشبم اینجا تو اذن خواب دہ تکیہ تا زانو دہ و جامے آب دہ
روستائی اعتنائی او نہ کرد استماع مدعائی او نہ کرد
زینت ظاہر چو از سلطان رود در نظر شاہ و گدا یکساں شود
شاہ منت کرد بار دیگرش چون نبود آنجا کسے فرمانبرش
عاقبت جا داد و شب در کام خویش داد نان سفرۂ انعام خویش
صبح گفتش رسن احسانت شدم گرچہ شاہم از گدا بانت شدم

(مثنوی مولانا روم دفتر ۴)

اسکے علاوہ دیکھئے ناصر الدین سبکتگین کا حال جسکے واسطے مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین از غلامان الپتگین فرمانروائے خراسان بود۔ اسکے سوائے غلاموں کی سلطنت کا حال پڑھئے۔ ہزار ہا غلام غلامی سے بادشاہ ہوگئے۔ اور ہزاروں بادشاہ شاہی سے غلام ہوگئے + بس یہ آپکی علمی و عقلی غلطی ہے انصاف کی بات یہ ہے کہ بادشاہ اور غلام کی روح میں اعمال کے سوائے اور کوئی فرق نہیں۔ باقی رہا آپکا یہ لکھنا کہ جہاں مابہ الامتیاز اور مابہ الاشتراک ہے وہاں ترکیب ہے۔ پس روحیں مرکب ہیں۔ تو یہ کئی وجہ سے باطل ہے۔ غور سے سنئے۔ جہاں

ما بہ الامتیاز اور ما بہ الاشتراک ہے وہاں صفات کی کمی بیشی کی ضرورت ہے اگر وہ مرکبات ہیں یعنی اجسام میں ہوں تو وہاں ترکیب کی ضرورت ہے لیکن اگر مفردات میں ہوں۔ تو وہاں ترکیب کی نہیں بلکہ ذاتی صفت ہوتی ہے۔ ایٹم یا پرماؤں ہر ایک جدا جدا ہیں مگر یہ ترکیب کے سبب سے نہیں۔ بلکہ صفات ذاتی کے سبب کیونکہ اُن میں ترکیب مطلق نہیں۔ دیکھئے خدا اور روحوں کے درمیان چیتنیا یعنے ہر رک بالذات ہونا ما بہ الاشتراک ہے اور سروگیا و الپگیتا یا ما بہ الامتیاز تو کیا خدا میں ترکیب ہو گئی یا خدا مرکب ثابت ہو گیا یا جیو نعوذ باللہ من ہذا الخرافات۔ اسی طرح محمد اور خدا۔ اور سرما اور خدا۔ علی اور خدا میں ناموں کا اشتراک ہے۔ مگر ما بہ الامتیاز جسم ہے۔ تو کیا خدا میں ترکیب یا تجسیم آ گئی۔ اسی طرح مادہ اور خدا میں یا خدا روحوں اور مادہ میں ہستی یا موجودگی ما بہ الاشتراک ہے۔ مگر جڑھتا۔ گیان کل۔ اور الپگیتا ما بہ الامتیاز ہے۔ نظر براں روح میں خدا کی علمی منزلت کے مقابلہ میں ما بہ الامتیاز ہے۔ اور ایک دوسرے سے بلحاظ اعمال کے مگر وہ عقلی یا ذہنی ہے۔ مادی یا خارجی نہیں۔ اور خدا کی سروگیتا کی دلیل ہے نہ کہ روح کی ترکیب کی۔ کیونکہ روح کا بدن میں حلول نہیں جیسا کہ عوارض کا جوہر میں۔ اس لئے کہ وہ عرض نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو جوہر فات خود یعنے بلا قیام بالغیر موجود ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات سے اپنے مالک اور اُس کے صفات کو پہچانتے ہیں اور وہ اپنے پہچاننے میں کسی حواس کی طرف محتاج نہیں کیونکہ جن چیزوں کو اُسنے کما حقہ جانا ہے وہ جسمیں آنیوالے نہیں ہیں۔ انسان تعلق جسم و شریر (سمبندھ) کی اوستھا میں قدرت رکھتا ہے کہ اپنی روح کو تمام مادی چیزوں سے بیخبر کرے۔ اس حد تک کہ سب تتووں سے بے تعلق ہو جائے۔ پس جس حالت میں کہ وہ بغیر شعور محسوسات کے اپنی قدرت کو جانتا ہے اور خدا تعالیٰ کی پہچان میں بالکل ہر ایک چیز سے مجرد ہے۔ تو قیاس صاف شہادت دیتا ہے کہ وہ شریر سے بالکل مستغنی ہے بدن یا شریر کا ہرگز محتاج نہیں۔

بنا براں روح کی حقیقت اور اُس کا بذات خود قوم بھی معلوم ہو جانیکے بعد ممکن نہیں کہ کوئی عاقل بالغ روح کو مجرد من المادہ نہ تصور کرے اور یا اُسکے انادی ہونے میں شک کرے اور قدیم نہ مانے ہاں نا اہل کیا کہتے وہ بقول سعدی کسی طرح مان نہیں سکتا کیونکہ ؎

تربیت نا اہل را چوں گردگاں بر گنبد ست

۱۹۔ مولوی۔ معلوم ہو کہ جملہ خرابیاں جو اوپر بیان ہو چکی ہیں۔ اس بات پر لازم آتی ہیں کہ ابدان کی پیدائش سے پہلے چند روحیں مانی جاویں ؂

آریہ۔ قرآن مانتا ہے کہ اجسام کی پیدائش سے پہلے ارواح موجود تھے دیکھو میثاق اور دیکھو مریم بنت عمران من احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا۔ اور اسی طرح ہر ایک روح کا ازل سے شقی و سعید ہونا بھی اُس کے قبل از جسم ہونیکی شہادت ہے اور روح محمدی کا جھگڑا کہ وہ آدم سے بھی پہلے خدا کی عبادت میں مصروف تھی۔

پھر حدیث میں لکھا ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجساد بالفی عام ترجمہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو تمام اجسام سے پہلے دو ہزار سال پیدا کیا۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ انکم خلقتم للابد و انکم تنتقلون من دار الی دار۔ ترجمہ۔ تحقیق تم تقدیر کئے گئے ہو واسطے ہمیشگی کے البتہ تم انتقال کرتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف؂ سعدی کہتا ہے۔

الست از ازل ہمچناں شاں بگوش بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

مدارج النبوۃ میں لکھا ہے بحوالہ قرآن و حدیث ما کان و ما یکون الی الابد۔ پس معلوم شد کہ پیش از خلق قلم گاہے بودہ است و گفتہ اند کہ آں عرش و کرسی ارواح است" دیکھو جلد دوم قسم دوم باب اوّل صفحہ ۲)

مشکوۃ میں ہے "در تحقیق ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد" (جلد ۲ فصل صفحہ ۹۹)

پس آپ ان تمام اعتراضوں کا کیا جواب دے سکتے ہیں؟ اس جگہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ قرآن اور احادیث اسلامیہ کے بارہ میں ہم اپنی رائے سنہری درج کر دیجاوے کہ چونکہ قرآن اجسام سے پہلے روحوں کو مانتا ہے اسواسطے بقول مولوی عیسیٰ الحمید کے جملہ خرابیاں اُس پر لازم آتی ہیں۔ لیکن واضح ہو کہ قرآن پر زبردست اعتراضوں کے واقعہ ہونیکا یہ باعث نہیں ہے کہ روحوں کو اجسام سے پہلے مانتا ہے۔ بلکہ وہ باعث یہ ہے کہ وہ ایک تو روحوں کے بارہ میں صحیح تعلیم نہیں دیتا اور نہ وہ اُس کی ماہیت جانتا ہے۔

دوم وہ مادہ کی بابت جو علمی و عقلی دلائل بلکہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ انادی ہے کچھ صحیح نہیں جانتا۔

سوم۔ وہ تمام دنیا خدا سے نکلی ہوئی یعنی ہمہ اوست یا ہمہ از اوست کی ناکارہ تعلیم دیتا ہے؂

چہارم وہ تناسخ کے عالمگیر اور اظہر من الشمس مسئلہ سے اچھی طرح واقف نہیں اور یہی باعث ہے کہ ڈانواں ڈول تعلیم دیتا ہے۔

پنجم۔ اسکی مکتی یا نجات شہوت پرستی سے کچھ بھی زیادہ نہیں اور فانی نجات کیطرف بہکاتا ہے؂

ششم۔ وہ شیطان کی گھنونی تعلیم سکھلا کر کعبہ پرستی کیجانب جھکاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ ایسے ہی اور بھی کئی نواعت ہیں جنکے سبب عقلا لوگ قرآن کی تعلیم سے نفرت کرتے ہیں۔ علاوہ براں اُس کی آخری تعلیم کا نتیجہ ناستک۔ یا دہریہ یا ہمہ اوستی صوفی بنتا ہے۔ ورنہ قرآن یا علمائے قرآن اگر صحیح مسائل کو اُسی قدر و منزلت سے دیکھیں جیسے وہ وید میں پائے جاتے ہیں تو قرآن پر کوئی اعتراض عاید نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ کس طرح ہو سکے جبکہ انسانی کتاب کا غلطی سے پاک ہونا ہی ناممکن ہے۔ یہ فخر اور سرفرازی یا فضیلت بلکہ شرف صرف الہامی کتاب کو زیبا ہے جو تمام نقائص سے بری اور علم و عقل کی معاون بلکہ ہادی ہو اور کیونکر نہ ہو اُس کا نام ہی وید مقدس ہے ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

در ثنایت چوں کشایم لب کہ برق ناکسے منطقم را آتش اندر خان و مان انداختہ
من کہ باشم عقل کل را نارسا اندر ثنا مرغ اوہام از اوج بیان انداختہ
مست ذوق نغمہ ام کز نغمہ توحید تو لذت آوازہ در کام جہاں انداختہ

۲۰۔ مولوی۔ جو کہتے ہیں کہ عوارض اضداد اور متباینہ روحوں کی ہیں۔ جواب اسکا ہم ایسا دیتے ہیں کہ اس صورت میں وہ عوارض سبب امتیاز اور تعین کے نہ ہونگے کیونکہ نسبت اُن کو کل ارواح سے ایک ہے اور برابر ہے۔ پس یہ کہاں سے کہتے ہو کہ یہ عوارض ممیز ہیں اس تقریر سے ثابت ہوا کہ روحوں میں تمیز عوارضات مفارقہ کی وجہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی پس لازم آیا کہ قابل ارواح کے نہیں ہیں۔ مگر ابدان۔ پس عدم سابق ابدان کا مستلزم ہے۔ عدم سابق ارواح کو اور وجود انکا ان کے وجود کو۔ اور عدم بعد الوجود اور وجود بعد العدم مستلزم ہے تجدد اور حدوث کو پس ثابت ہوا کہ روحیں حادث ہیں۔

آریہ۔ بیشک عوارض احوال کے سبب سے روحوں میں امتیاز عقلی ہے۔ اور اُن کی چیتنتا کے سبب سے اُن میں ذاتی تفریق و اختلاف ہے اور چونکہ وہ بذاتہ مفرد ہیں یہی سبب ہے کہ وہ متباین یعنی ایک دوسرے سے بھی جدا ہیں باقی رہا یہ کہ عوارض کو نسبت کل ارواح سے ایک ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر ایسی بات ہے تو نبی اور ولی۔ عالم اور جاہل مطلق۔ گدھا اور بھیڑیا۔ سور۔ کتا۔ اسی طرح جبرئیل یا میکائیل کی ارواح سے اگر عوارض کو ایک ہی نسبت ہے تو مدارج کہاں سے آ گئے۔ اور مراتب کیوں بڑھ گئے۔ کن اعمالوں سے حضرت عزرائیل معلم الملکوت ہو گئے اور اُنکا اُستاد کون تھا جسنے اُن کو شیطانی کی تعلیم دی۔ اور کن اعمالوں سے یا اندھا دھند فرشتہ بنائے باوجود ارواح قدوس ہونیکے پھر بھی شاگرد ہی رہے۔ کیوں اعمالوں یا تفریق کے سبب سے قبل از پیدائش عالم لولاک لما خلقت

الافلاک یعنی اے محمد اگر تجھے نہ پیدا کرتا تو زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا کا درجہ ملا علیٰ ہذا القیاس یا توبہ مقرون و ملعون کو برابر یقین کرو ورنہ تفریق مدارج صاف صاف اعمال سابقہ کی شہادت دیتے ہیں۔ ایک شخص باوجود محنت شدید کے ناکامیاب رہتا ہے دوسرا تھوڑی محنت کر کے مطلب حاصل کر لیتا ہے +

پس اے متجلی او مشور بیان سے اگر عوارض یعنے اعمال کے سبب سے تفریق کوئی نہ ماننے اور انکی موضی کرم کرنا روح کا سبھاؤ ہے اور وہ بغیر جسم کے کرم کر نہیں سکتی اور قابل ارواح کے نہیں ہے۔ مگر ابدان۔ پس صاف ثابت ہے کہ روحیں بدنوں کے ساتھ متعلق ہوتی رہیں اور ہوتی رہینگی۔ کیونکہ حیثیت اور افعال باہمی لازم و ملزوم ہیں اور یہ سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں بلکہ متوالی ہے۔ کیونکہ روحیں اس بات کی متمنی ہیں اور عدم یا ایجاد یا حدوث کے الفاظ کا اُن پر اطلاق ہی محض بیہودہ ہے جیسے مالک کل و محیط کل پر حلول و اوتار کا۔ تاہم روحوں کا ابدان سے تعلق اور سبھاؤ خود ہی جتلا رہا ہے کہ وہ بدنوں سے سابق بھی تھے اور ذاتی تفریق کے علاوہ عقل تفریق خود ہی سلسلہ اعمال و ابدان یعنی ارواح کے قدیم ہونے کی گواہی دے رہی ہے نہ کہ معاذ اللہ حدوث کی +

آپ نے اس میں ایک اور بھی فاش غلطی کی ہے۔ بالفرض محال اگر ہم یہ مان لیں کہ بدنوں کا پہلے نہ ہونا لازم پکڑنے والا ہے روحوں کے پہلے نہ ہونے کو۔ اور بدنوں کا پہلے ہونا لازم ہے روحوں کے پہلے ہونے کو۔ تو کیا لازم نہیں ہے۔ بدنوں کا تباہ ہونا روحوں کے تباہ ہونے کو اور بدنوں کو جل جانا۔ روحوں کے جل جانے کو۔ بدنوں کا ٹکڑے ہونا روحوں کے ٹکڑے ہونیکو۔ اگر یہ سب لازم ہیں تو وہ بھی لازم ہے اگر نہیں تو نہیں۔

پس اس عقیدہ سے عوض ہم کو تسلیم کرانے کے لیئے جو دین محمدی اور اس کے بہشت و دوزخ و میزان و پل و قیامت و قرآن و رسول شفاعت و خدا کے دیدار سے انکار کرو پھر ہمارے مقابلہ میں آؤ۔ پھر ہم اچھی طرح اُن عقائد کا بطلان اور سنت ویدک دھرم کا دلائل و براہین سے ثابت کر دکھلاوینگے۔ یہ نہایت ہی بھدا اور بیہودہ خیال ہے اور وحشت پیدا کرنے والوں کا خیال ہے جنکو کافور کے انبار اور نمک کے انبار کی تمیز نہیں ہوتی +

مولوی صاحب! روح کے حق میں شاستر میں لکھا ہے۔ نینم چھندنتی شستر انی نینم دہتی پاوک نچ اینم کلیدینت آپو نہ شوشیتی مارتہ۔ جس کا ترجمہ فیضی نے کیا ہے +

نسوزد بآتش نہ آبش برد   نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

بدن بمثل آلہ اور لباس کے ہے پس جس نے اس طرح روح کی حقیقت اور اس کا بذات خود قیام و قوام معلوم کر لیا اُس کو بدن سے قبل روح کا ہونا یا ایک بار بدنوں سے الگ ہونا ذرا بھی مشکل معلوم نہ ہوگا۔ نہ متعلق ہونا محال معلوم ہوگا۔

دم بدم گر شود لباس بدل   صاحب آں لباس را چہ خلل

پس اخیر میں ہم آپکو بقاعدہ منطقی یہ مسئلہ قیاس اقترانی سے سمجھاتے ہیں + قیاس اقترانی وہ ہے کہ جسمیں نتیجہ بالفعل مذکور نہ ہو بلکہ بالقوہ ہو یعنی نتیجہ مادہ صغریٰ کبریٰ میں ہو

مثال	صغری	کبری	نتیجہ
۱	العالم متغیر و مرکب	کل متغیر و مرکب حادث	العالم حادث
۲	المادہ مفرد و غیر قابل التقسیم	کل مفرد و غیر منقسم قدیم	المادہ قدیم
۳	الروح غیر متغیر و مجرد من المادہ	کل غیر متغیر و مجرد من المادہ قدیم	الروح قدیم
۴	المالک محیط کل و علیم کل و جہ	کل محیط بالعالم و علیم قدیم	المالک قدیم

وھذا عقیدۃ اھل الوید و اصحاب آریہ سماج

* * *

مسئلہ تناسخ اعتراضوں کا جواب

جناب مولوی صاحب آپ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے کہ روح بعد تخریب بدن یعنی میت کے تین حال سے خالی نہیں۔ یا تو وہ خراب ہو جاتی ہے۔ یا باقی رہتی ہے بلا کسی تعلق خاص کے۔ یا دیگر بدن کے ساتھ متعلق ہو کر باقی رہتی ہیں۔ بطور تناسخ کے جیسا کہ مذہب تمام ہندوؤں کا ہے۔

چونکہ خراب ہونا روح کا مثل بدن کے موجب عقائد فریقین کے غلط ہے پس اس پر بحث کرنا فضول ہم مدلل ثابت کر چکے ہیں کہ روح بعد تخریب بدن کے ہرگز خراب نہیں ہوتی کیونکہ وہ حادث نہیں اور نہ مرکب۔ اور خرابی بغیر حدوث و ترکیب کے کسی پر لازم نہیں +

۲۳۔ **مولوی۔** دلیل اول رد تناسخ۔ ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث ہے اور تناسخ مبنی ہے اور قدیم ہونے پر۔ اور نیز وجہ اسکے لئے متنہ مدد ثبت ہے کہ تحقیق طول کا مبنی علت ہونا لازم ہے اور شرط اس کی ثابت ہونا ہے کیونکہ روح کے ہے۔ پس جب بدن پیدا ہوتا ہے اسی وقت روح اسمیں پھونکی جاتی ہے جو کہ مبدا فیاض سے۔ پس ثابت ہوا کہ تناسخ بالکل و سراسر باطل ہے +

آریہ۔ ہم آپ کی تمام دلائل کا رد اور اسکے ساتھ ثابت کر چکے ہیں کہ روح قدیم ہے سامر عقلی آپ کے بدن کا حادث ہونا حدوث روح کی ہرگز علت نہیں ہو سکتا نہ روح کی شرط کیوں نہیں کہ صاحب بدن کے ساتھ روح کا ایسا تعلق ہے جیسا کہ گھوڑے سے راکب کا یا ریل سے انجن ڈرائیور کا یا قلم کو کاتب سے۔ پس یہ آپکا خیال ایک امر موہومی ہے جس میں کوئی ثبوت نہیں جسکا عقلی و عملی کوئی ثبوت نہیں مگر وہ خود مسلم کنندہ تو معتقد اسلام ہے۔ غور سے سوچیے۔ دوم آپکا۔ قول کہ جب بدن پیدا ہوتا ہے اسی وقت روح اسمیں پھونکی جاتی ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو اس سے بھی روح کا باہر سے آنا ظاہر ہوتا ہے بلکہ پہلے سے موجود بھی اور اپنے صفت میں روح کو قدیم بالزمان مانا ہے۔ مگر بدن ایسا نہیں روح مجرد ہے۔ بدن ایسا نہیں روح چیتن ہے یعنی مدرک۔ پس بدن کی پیدائش سے اسکی پیدائش کا تعلق نہیں جسطرح بدن کے تغیر و تبدل سے اسے کوئی واسطہ نہیں اسیطرح بدن کی پیدائش کا کوئی تعلق نہیں یہ تو ایسی اعرابیت کی بات ہے جیسے کہ مکان نے مکین کو پیدا کیا یا لباس نے لباس والے کو بنایا یا عدم سے وجود دیا۔ قلم سے کاتب نہیں بنتا جسطرح یہ تمام باتیں باطل ہیں اسیطرح بدن کی پیدائش سے اُسے لباس اور لیمپ سے زیادہ کوئی تعلق نہیں۔ پس تناسخ درست ہے اور صحیح و حق ہے اور حدوث روح بالکل و سراسر باطل ہے +

۲۴۔ **مولوی۔** دلیل دوم ہر بدن کامل اس امر کی صلاحیت رکھتا ہے کہ باری تعالیٰ جسمیں روح پھونکے۔ پس اگر دوسرے بدن کی روح اسمیں پھونکی جاوے گی تو لازم آئیگا کہ ایک بدن کے ساتھ دو روحیں متعلق ہو جائیں اور یہ بدیہی البطلان ہے اگر کہتے ہو کہ بدن کسی دوسرے کی روح کو چاہتا ہے اور صلاحیت بھی اسی کی رکھتا ہے نہ کسی دوسرے روح کی اس کا جواب یہ ہے کیا وجہ ہے کہ بدن خاص کسی دوسرے بدن کی روح کو چاہتا ہے کیوں کسی اور بدن کی روح کو نہیں چاہتا اور نسبت اسکی خصوصیت کی اسی بدن کے ساتھ لازم یعنی ترجیح بلامرجح ہے اور نزدیک حکماء کے فلاسفر کے ترجیح بلا مرجح باطل ہے۔

آریہ۔ آپ کی سمجھ اور دانائی کی ہم کہاں تک تعریف کریں۔ ہم نے آج دیکھ لیا کہ دلیل لانے سے پہلے عقل سے دشمنی برتی ہے۔ سچ ہے +

بدوانی کے مطلق العنانی   ہے باعث مرگ ناگہانی

اصل بات یہ ہے کہ جب قانون قدرت سے پورا عملدرآمد ہوتا ہے تب وہ قادر مطلق اُس جسم میں روح ڈالتا ہے جسم کامل نہیں بلکہ نطفہ کے ساتھ ہی روح ہوتا ہے جس نطفہ سے روح کا تعلق نہیں ہوتا۔ اُس سے اولاد بھی نہیں ہوتی۔ باری تعالیٰ مقصود اُنکا یہ نہیں کہ ایک میں دو روحیں ہو سکے۔ ہاں یہی اعتراض سارا کا سارا قرآن اور پیروان قرآن پر وارد ہوتا ہے مولوی اسماعیل جیسے محمدی فاضل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک آدمی میں دو روحیں ہیں۔ ایک سانسی دوسری سیرانی۔ سیرانی وہ جو خواب کی حالت میں دور دراز جگہ میں تشریف لیجاتی ہے اور سیر فرماتی۔ اور مرگ کے بعد نکل جاتی ہے۔ سانسی وہ جو ہمیشہ موجود رہتی ہے اور مرنے کے بعد جسم کے اندر رہتی ہے وہی منکر و نکیر کے ساتھ قبر میں سوال و جواب کرتی ہے۔ اور کراماً کاتبین سے بھی اُسی کا تعلق ہے اُسی کے ساتھ حشر و نشر ہوگا۔ اُسی روح کے ذریعہ سے جب قبر کے اوپر کنجشک بیٹھتی ہے تو مردہ جان لیتا ہے۔

بقول ایک لالی محمدی کے ع کنجشک تشنہ بر قبر مردہ بداند او دہ نر۔

اور اسی لحاظ سے مسلمان لوگ مردہ سے قبروں سے مراد مانگتے ہیں۔ اور قبر پرستی کرتے۔ بلکہ اُن سے مخاطب ہو کر پنجہ ملاتے اور بات چیت کرتے ہیں اور کہتے ہیں السلام علیکم یا اہل القبور۔ دیکھا یہ اعتراض غرض ہمارے سراسر محمدی اعتقاد پر وبال ہے اور سراسر باطل خیال دیکھ لیا آپنے اس خرابی کی سیل نے دیوار اسلام کی بُنیاد کو کسقدر نیچے سے کمزور کر کے انہدام کی حد تک پہونچا دیا۔

مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر آپختہ تر کن کہ خام آمدی

لیجئے ہم آپکی غلطی کو ایک اور واضح طریقہ سے سمجھاتے ہیں ہر بدن کامل اس امر کی علامت رکھتا ہے کہ باری تعالیٰ اُسمیں روح پھونکے اور وہ ایسا زبردست منتظم ہے کہ اُس کے انتظام میں کسی طرح کا گڑبڑ ہو نہیں سکتا کیونکہ روحیں اُسکے حکم سے باہر ہیں۔ اور نہ مادہ۔ اب یہ بات یقینی طور پر ہو سکتی ہے کہ اجسام کی مستعدیں مختلف ہوں۔ ایک جسم میں ایسی استعداد ہو جو روح مفارقہ کے مناسب ہو جو اول موجود تھا۔ یہاں تک کہ وہ جسم اس نفس کے ہی تدبیر کے ساتھ مختص ہو اور نئے نفس کے فیض کا محتاج نہ ہو کیونکہ مثلاً اگر ایک حالت میں یہ دونوں دو نطفہ قبول نفس کے مستعد ہوں۔ تو خدا سے اُن کی طرف دو روحوں کا فیضان ہوگا اور اُن دو نطفوں میں سے ہر ایک ایک روح کے ساتھ خاص ہوگا اور اسکا مختص ہونا ہمیں نفس کے حلول ہونیکی جہت سے نہیں اسلئے کہ روح کا جسم میں عوارض کیطرح حلول ہی نہیں ہوتا بلکہ دونوں مستعد تشریر نہیں ہیں ایک قالب ایک روح کے ساتھ خاص ہونا اُس مناسبت کے سبب سے ہے جو اُنکے باہمی اوصاف کے جہت سے ہے ایسا ہی دوسرے بدن کا دوسرے روح کے ساتھ مختص ہونا۔ پس جبکہ دو نفس متناسب میں یہ اختصاص ہو سکتا ہے تو نفس مفارقہ میں جو اول سے موجود تھا اور نئے نفس میں کیونکر نہیں ہو سکتا بلکہ بطریق اول ہو سکتا ہے سو جب ایک جسم مستحق کو نفس مفارقہ کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی تو وہ جسم خدا تعالیٰ سے نئی روح کے فیضان کا محتاج ہی نہیں ہوگا۔ جب وہ محتاج نہ ہوا تو اُس پر نئی نفس کا فیضان بھی نہ ہوگا۔ اسواسطے یہ دلیل آپ کی بالکل ضعیف ہے۔ آپنے جو وہم لکھا یہ اصل میں بو علی سینا کا ہے جس کا نام محمد غزالی صاحب نے حل مسائل غامضہ یا حقیقت روح انسانی میں رد کر کے یہ دلیل دی ہے۔ (دیکھو صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۴ رسالہ)۔

ہم آپ کو اس کا رد ایک اور طرح بھی سمجھاتے ہیں سنو!

خداوند تعالیٰ کی طرف سے جتنے جسم پیدا ہوتے ہیں وہ اگرچہ بلحاظ ترکیب یا ترتیب کے نئی قسم کے ہوتے ہیں۔ مگر بلحاظ مادہ کے وہ اُسی قدیم مادہ سے بنائے جاتے ہیں جو سابق زمین تمام جہان میں موجود ہیں۔ پس جب تمام جسم اُسی پرانے اجسام کے مادہ سے ترکیب کئے جاتے ہیں نہ کہ کسی جدید مادہ سے۔ اس واسطے اُنمیں ارواح بھی وہی آئینگے جو پہلے موجود ہیں۔ کہ جدید اگر محمدی خدا جدید جدید مادہ پیدا کرنے پر قادر نہیں جیسا کہ تمکش ظاہر ہے کہ ازل سے ابتک اسی مادہ موجودہ سے اجسام بنا دیگا تو بطریق اول جاری ہے کہ اُن اجسام میں وہی روحیں داخل ہوں جو سابق میں موجود تھیں نہ کہ جدا پیدا کی جاویں جب تک خدا جدید مادہ پیدا نہ کرے جو سراسر محال ہے۔ پس جدید روح کا پھونکنا ہر طرح محال ہے کیونکہ نہ اُس کا وجود اور نہ وہ موجود بلکہ زسرتاپا نابود ہے جس خدا نے بدن کو بنایا وہ جانتا ہے کہ ایسے ناقص یا کامل جسم کا بطریق اعمال فلانا روح مستحق ہے اور اُسی کیواسطے بناتا ہے پس اُس پر اُسی کو ارسال کرتا ہے نہ کہ کسی نئی یا نابود وجود کو اُس کے سابقہ اعمال اُسی کو ایک نئے جنم کے واسطے تحریک کرتے ہیں اور عادل مطلق خدا کو اپنے انصاف قدیم کی رُو سے جائز ہوتا ہے کہ اُسے اُس جسم میں ڈالے کیونکہ وہ اُس کی مستحق ہے۔ پس یہ ترجیح بلا مرجح نہیں ہے بلکہ باہمی لازم و ملزوم ہونے کے سبب اُس کو اُسی بدن سے خصوصیت ہے۔ بنا برآں نہایت مستلزم ہے کہ اُس کو اُسی کے رو سے سزا و جزا دیجاوے نہ کسی تخییل اور دور از قیاس دوزخ اور بہشت کے ذریعہ سے جو کسی طرح ممکن نہیں لہٰذا تناسخ برحق اور یہی مطلوب تھا۔

اور یہ دلیل آپ کی کیوں باطل نہ ہو خود آپ بھی جتنی پہلی دلائل حدوث روح پڑھ چکے میں اُنکو باطل مانتے ہی ہیں۔ کیونکہ آپ نے خود ہی جنوں میں آ کر لکھ دیا ہے "واضح ہو چونکہ دلیل حدوث روح کی بطلان تناسخ پر موقوف ہے اور بطلان تناسخ حدوث روح پر موقوف ہے اور یہ بعینہ دور باطل ہے" (صفحہ ۲۴)

۴۲۔ ۲۵۔ **مولوی** "اگر تناسخ پایا جاوے جیسا کہ مسلک فرقہ آریہ خصوصاً مدعی صاحب کا ہے تو البتہ وہ روح جو اِس وقت مدعی صاحب کے بدن کے ساتھ متعلق ہے ضرور ہے کہ اِس سے پہلے وہ کسی دوسرے بدن مثلاً دیانند کے بدن کے ساتھ متعلق ہوگی اور اگر ایسا ہو تو بیشک وہ روح یاد کریگی کہ میں اِس سے پہلے دوسرے بدن میں تھی۔ پس اِس سے ثابت ہوا کہ مدعی صاحب کی روح خوب جانتی ہوگی کہ میں فلاں فلاں جسم میں تھی اگر ہے تو ہم کو مطلع فرماویں اور بدیہات سے ہے کہ روح کو یہ علم بالکل نہیں ہوتا پس کہاں رہا قاعدہ روح کے تناسخ کا۔

آریہ۔ یہ آپکا فرض سراپا غلط ہے۔ کیونکہ سوامی دیانند جی اور یہ نیازمند دونوں ایک وقت میں موجود تھے۔ افسوس کہ آپکو باوجود اِس قدر شیخی مارنے کے اتنی تمیز بھی نہیں کہ ایسی لیچ اور ردی دلیل دینے سے آپکی لیاقت پر لوگ اِس قدر ہنسیں گے۔ ہاں اگر مثال دینی تھی تو اِس طرح دینی چاہیئے تھی۔ کہ وہ روح جو اِس وقت مثلاً مولوی عبد الحمید صاحب کے بدن سے متعلق ہے ضرور ہے کہ وہ اِس سے پہلے کسی دوسرے بدن مثلاً محمد صاحب کے بدن سے تعلق رکھتی ہو تب البتہ مثال ٹھیک تھی۔ چونکہ مولوی صاحب مومن ہیں اور مومنوں کے حق میں محمد صاحب نے لکھا ہے اَنا من اللہ والمومنون منی یعنی میں خدا سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں اور ہم نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۱۱۴ میں واضح شہادتوں سے بتلا چکے ہیں کہ سب کا مادہ نور محمدی ہے اور خود محمد صاحب ہمارے خیال کے مطابق تناسخ کے قائل بھی ہیں اور وہ فرما بھی گئے ہیں کہ میری اُمت سے بھی بہت لوگ بسبب گناہ کے بندر اور سؤر بنیں گے علیٰ ہذا القیاس۔ پس ضرور ہے کہ ایسا ہو جیسا آپنے لکھا اور محمد صاحب نے لکھا خود خدا کو بھی تناسخ میں آنا پڑا۔ دیکھئے مدارج النبوت۔ بنا برآں تناسخ ہر طرح صحیح ہے۔ اور آپکا مفروض باطل۔

باقی رہا یاد نہ رہنے پر اعتراض اسکا جواب یہ ہے کہ اسکو ماہران علم طب و تسریری خوب جانتے ہیں آپ لوگ اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ مگر جہاں تک ہیگا ہم سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا آپ

نے نہیں دیکھا کہ کلورا فارم کے سونگھانے یا مسمریزم کے کرنے سے اگر بدن کے کسی حصہ کو کاٹ بھی دیں تو اُسے خبر نہیں ہوتی؟ پرانے آریہ لوگ یعنی وید یعنی حکیم اسی قاعدہ سے پتھری نکالتے اور لاعلاج حالت میں مریض کے اعضا کاٹتے تھے (دیکھو سنسکرت کی کتاب) اور زمانہ حال کے ڈاکٹر لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اب مسمریزم یعنی مانسک یوگ کا بھی ڈاکٹری میں پرچار ہو چلا ہے۔ اور نشہ وغیرہ کے سبب سے بھی بعض وقت یہی حال ہوتا ہے۔ مرض نسیان میں بھی تمام باتیں نسیا منسیا ہو جاتی ہیں۔ اور بالکل یاد نہیں رہتیں اور یہی حال کمزوری دماغ میں ہوتا ہے۔ ہر روز خواب و بیہوشی یعنی عالم بیہوشی میں بھی کسی کو کوئی خبر نہیں رہتی جب اتنے معمولی صدمات سے یہ حال ہے تو اُس وقت جبکہ روح کو جسم سے بالکل لاتعلق ہونا پڑے کیا حال ہوگا؟ سنو! آدم کی روح کو داؤد سے وعدہ بھول گیا۔ تمہارے مسلمانوں کو یوم الست کا اقرار بھول گیا۔ نوح نبی کو شراب پیکر ننگا ہونے کا خیال نہ رہا۔ آدم کو بہشت میں خدا کا وعدہ بھول گیا۔ اسی واسطے بقول توریت مقدس کے لعنتی ہو کر نکالا گیا۔ مسیح یہودا اسکریوطی کو شاگرد بناتے وقت بھول گیا۔ موسیٰ نبی ہارون کی داڑھی پکڑتے اور توریت کی تختی توڑتے وقت بھول گیا۔ محمد صاحب کو یعنی اللہ کو کاتب قرآن بناتے وقت اسکی تعریف کرنے کا خیال بھول گیا۔ حضرت جبرئیل بھی بھول گئے۔ علی کے بدلے محمد صاحب کو پیغمبر بنا دیا۔ خلیفہ اول کے مسایان شراب پیکر نماز میں لفظ لا بھول گئے۔ اسحاق پیغمبر نبوت دیتے وقت اور خدائے آسمانی نبوت سے سرفراز کرتے وقت بھول گئے۔ جو نبوت عیسو کے بدلے یعقوب کو مل گئی۔ سب روحوں کو باستثناء چند مہاتما لوگوں کے ۱۰ ماہ ماں کے حمل میں رہنے کے زمانہ کی یاد بھول گئی۔ اور اسی طرح ۴ و ۵ سال کی عمر تک کا حال بھی صحیح کسی کو یاد نہیں ۞

حضرت علی کی بابت ذکر ہے کہ وہ نماز میں ایسے معروف ہوئے کہ پاؤں کی درد کو بھول گئے۔ انو شاعر۔

چوں بروں کردند از پائیش خدنگ — شد زخوں سجادۂ او لالہ رنگ
وز چناں درد و الم ایذا نیافت — بحجہ کردند و خبر اصلا نیافت
رفتہ بود از خوف حق ہوشش زسر — دیگر از پائش چساں میشد خبر

اور یہی حال بلکہ اس سے زیادہ حیرانی کا مقام بھیشم پتامہ جی کی شہادت کا واقعہ ہے وہ بالکل بسبب کثرت یوگ کے جسم کی تکلیف سے آزاد ہو گئے تھے۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا کسی کو یاد ہے یا نہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بہت سی یوگ سادھن کرنیوالی روحوں کو یاد ہے جنہوں نے اپنی تصانیف میں ذکر بھی کیا۔ حافظ کہتے ہیں:۔

من ملک بودم و فردوس بریں جایم بود — آدم آورد دریں دیر خراب آبادم

فرید الدین عطار کہتے ہیں:۔

ہفتصد ہفتاد قالب دیدہ ام — ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

فاضل زبانی یزدی اپنے آپکو نظامی گنجوی کہتا تھا۔ اور تناسخ کا مذہب رکھتا تھا۔ اسکا قول ہے

در گنجہ فرو شدم پے دید — از یزد برآمدم چو خورشید
ہرکس کہ چو مہر بر سر آید — ہر چند فرو رود برآید

مولوی مغربی صاحب دیوان مغربی میں فرماتے ہیں:۔

صد بار جستہ ام بروں از حصار تن — تا بہر جان خویش حصارے گرفتہ ام

شیخ مبارک شاہ سلجوقی نے فرمایا ہے:۔ من یاد دارم زمانہ ما کہ در مدن شدہ بودم۔

اسی طرح صدہا فضلا نے اس بات کا اقبال کیا ہے انکو پچھلا بدن یاد ہے شاستر میں حکم ہے کہ یوگی پرش کو پچھلا یا پچھلے جنم بہت سے یاد ہوتے ہیں ہم نے بیشمار ثبوت تحقیق تناسخ میں دیئے ہیں۔ پس یہ اعتراض آپکا سراپا فضول ہے آپ بوجہ مبہوت نہ ہوجیئے اور خواہ مخواہ دخل در معقولات سے ہمارا وقت ضائع نہ کیجئے۔ اگر خدا نے انصاف و رشد کا مادہ دیا ہے تو صداقت اور ست دھرم کو قبول کیجئے اور شفاعت اور حور و غلمان کا خیال چھوڑ کر حبل المتین راہ حق جسکا نام مذہب معقول یعنی ویدک دھرم ہے اس کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ مغربی کا لفظ استعمال خود تناسخ ارواح کی زبان حال سے شہادت دے رہا ہے ۞

۲۶ مولوی۔ اگر آپ فرماویں کہ تناسخ ہمارے مسلمات سے تو ہے تو محض غلط ہے کیونکہ جو مسلّم ہے محتاج دلیل کا نہیں ہوتا۔ جب آپ کیوں دلیل سے تناسخ کو ثابت کرتے ہیں۔

آریہ۔ یہ آپکا قول حقیقت کو کافور تسلیم کر لینے کی طرح ہی دانائی سے کمال بعید ہے شاید دین اسلام کا یہ اصول ہوگا کہ جو مان لیا ہے وہ محتاج دلیل نہیں۔ مگر ہمارا ایسا اندھا قاعدہ یا عقیدہ نہیں ہے کیونکہ اول تو خود ہمارے واسطے ہی تعلیم سے پہلے دلیل کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر ایک مخالف کے واسطے ہمکو ہم دلیل سے ثبوت کرنا ضروری جانتے ہیں اور اسی واسطے باوجود اعتقاد کے ہم دلیل سے بھی مانتے ہیں کہ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے اندھا دھند تعصبانہ اعتقاد آپکو مبارک رہے۔ ہم ایسی تسلیم کو دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔ ہمیں ایسے ایمان کی ضرورت نہیں۔ ہمارا تو علمی و عملی طور پر عمل کرنا دھرم ہے اور اسی واسطے ہم مسئلہ آواگون کے ثبوت میں دلائل لاتے اور عام و خاص کو اُس فلسفانہ تعلیم پر قائل کراتے ہیں۔ اور یہی ہدایت تمام ست شاستروں میں مندرج ہے کہ ایک بالک کی بات بھی اگر معقول ہو تو مان لو اور برہما جی کی بات بھی اگر علم عقل۔ دلائل تجربہ کے خلاف ہو ہرگز قبول نہ کرو ۞

گیارہ علوم پر اعتراضوں کا جواب

تکذیب براہین احمدیہ۔ پہلا علم یہ ہے کہ جو چیز جہاں ہوتی ہے وہیں وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔

۲۷-۲۸ مولوی۔ یہ فقرہ قائل کی صریح غلطی پر دال ہے۔ اگر یہ مانا جاوے تو کوئی چیز معدوم نہ ہوگی اس وجہ سے وہ وہاں موجود تھی تب ہی تو نکلی پھر معدوم کیوں کہتے ہو اور یہ پانی جو گنگا جمنا میں بہتا ہے اور گنگوتری و جمنوتری پہاڑوں سے نکلتا ہے بموجب تمہارے قاعدہ کے معلوم ہوا کہ وہاں موجود تھا تب ہی تو نکلا مثل سانپ کے بل میں سے پس لازم آیا کہ اگر ہم پہاڑوں کے ٹکڑے کریں تو ضرور انہیں سے پانی برآمد ہو جیسا کہ سانپ بل کے کھودنے سے برآمد ہوتا ہے اور واقعہ میں ایسا نہیں پایا جاتا کیونکہ تجربیات سے ہے کہ اگر ہم اُس پہاڑ کے جس میں سے چشمہ پانی کا جاری ہے ٹکڑے کرائیں ہرگز پانی کی کہیں سے ایک بوند بھی برآمد ہوگی ۞

۳۰-۳۱-۳۲ اس پر دوسری مثال۔ ایک درخت خاص جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ درخت قبل روئیدگی کے علم الٰہی میں تھا اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ خدا میں تھا اور خدا سے نکلا اور خدا اس کے لئے ظرف ہے جیسا کہ سانپ کے لئے بل ظرف ہے اور خدا کے علم میں ہونیکے یہ معنی ہیں کہ انہ عالم اُس کلہ اور وہ معلوم اور علم اُس کے ساتھ متعلق ہے ۞

۳۱-۳۵-۳۶ اس پر تیسری مثال۔ نیز مسلمات سے ہے کہ صانع کسی شے کا اور موجد اُس کا پہلے اُس شے کا نقشہ دل میں سوچتا ہے جس شے کو بنانا چاہتا ہے تو وجود پیچھے ہوتا ہے اور علم اُس کا پہلے۔ خدا سے بڑھ کر کون کاریگر یعنی صانع ہوگا کہ جو چیز شے ایجاد کرنی چاہتا ہے پہلے اُس کی صورت ذہن میں خوب سوچ لیتا ہے کہ میں ایسی شکل کی چیز بناؤں گا پھر اُس کو بناتا ہے ۞

آریہ۔ بیشک یہ علم درست ہے۔ اور کوئی ذرہ بھی کسی چیز کا معدوم نہیں ہوتا سنئے! یہ پانی جو گنگا وجمنا میں بہتا ہے یا کوہ ہمالہ وغیرہ پہاڑوں سے نکلتا ہے بالضرور وہاں موجود ہے تب ہی تو نکلتا ہے اگر موجود نہ ہو تو کبھی نہ نکلے۔ زمین میں موجود ہے تو تب ہی بخارات بنتے ہیں ورنہ ہرگز اور کسی طرح نہ بنتے۔ بخارات میں موجود ہے تب ہی بادل۔ اور بادلوں میں موجود ہے تب ہی برستا ہے اگر نہ ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ برس سکے۔ افسوس کہ آپ اس نہایت واضح بات کو بھی نہ سمجھ سکے۔ سعدی بھی ہماری تائید میں ہے ؎

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن
کہ میگویند ملاحان سرودے
اگر باراں بکوہستاں نہ بارد
بسالے دجلہ گردد خشک رودے

آپ نے گلکند پہاڑ لکھا ہے۔ حالانکہ جہاں تک ہمارے جغرافیہ کے معلومات ہیں ایسا کوئی پہاڑ نہیں۔ ہاں کریم اللغات میں اسکے معنی پھاوڑا لکھے ہیں جو ایک آلہ آہن کا نام ہے جس سے زمین اکھاڑتے ہیں۔ آپ نے اپنی کم لیاقتی سے پھاوڑا کو پہاڑ سمجھ لیا یا چھاپہ کے سبب سے صرف وا اڑ گیا اور آپ نے اُس کو پہاڑ سمجھ لیا۔ یا خورد سالی میں کسی میاں جی سے کوہ الوند پڑھا۔ اور اب حافظہ کی کمی سے کوہ الوند کی جگہ گلکند یاد رہ گیا ہو۔ مگر گلکند کوئی پہاڑ نہیں۔ یہ آپ کی علم جغرافیہ کی کمی و ناواقفی کا ظاہر ثبوت ہے۔

اسی طرح درخت کا بیج زمین میں موجود تھا تب درخت کا ظہور ہوا۔ اور تخم میں درخت بالقوہ موجود تھا ماہران علم نباتات کی شہادت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ درخت کے تمام سامان اُسمیں موجود تھے صرف ہماری آنکھوں کے واسطے نشو و نما ہوئے اور وہ بالقوہ سے بالفعل ہوا ورنہ سراسر محال تھا جیسے نیب کے درخت سے آم کا پیدا ہونا۔ اینٹ و پتھر موجود ہوں تب مکان بنتا ہے نقشہ مکان کا نقاش کے تجربہ اور خیال میں موجود تھا تب بموجب اُس نقشہ کے اینٹ و پتھر و مصالح موجود سے مکان بنایا گیا۔ مستری یا انجنیر نے اپنے جسم کے ٹکڑے کرکے مکان نہیں بنایا اور نہ خود مکان بن گیا اپنے اعضا کو جلا کر چونہ نہیں بنایا اور نہ اپنی ہڈیوں سے بنایا۔ معمار کے معنے عمارت بنانے والے کے ہیں نہ کہ عمارت بن جانے والے کے ہیں۔ مقام تعجب ہے کہ جب آپ لوگوں میں اتنی صاف بات سمجھنے کا بھی علم نہیں پھر مادہ کی حقیقت کو آپ کیا سمجھ سکتے ہیں اور اس کم لیاقتی پر آریوں سے مباحثہ کسی نے سچ کہا ہے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ ست
نبرندش بکار گاہ حریر

حضرت معمولی بازاری اردو لکھ لینا اور تک بندی کرنا دوسری بات ہے اور علمی مضامین کو سمجھنا امر دیگر ہے۔ کیا بموجب معلومات قرآنی یا تجارب علمائے مسلمانی کے گنگا یا جمنا کا پانی پہاڑ سے نہیں آتا بلکہ نیستی سے آتا ہے؟ یا درخت بیج سے نہیں بلکہ بیت العدم سے خانہ ہستی میں موجود ہو جاتا ہے؟ یا مکان و عمارت اینٹ سے نہیں بنتے۔ بلکہ نقاش ہمہ اوست یا ہمہ از وست ہو جاتا ہے؟ یا آدم کو خدا نے مٹی سے نہیں بنایا بلکہ خود خدا آپ آدم بن گیا اور ہم کو احول آدمی کی طرح وہم ہوا کہ یہ آدم نہیں اصل میں وہ خدا تھا؟ افسوس کہ آپ لوگ خدا کی نسبت ایسے کلنک لگاتے۔ اور نیست و نابود ہو جانیکے لائق خیال باطلہ سے اُسی قدوس برحق کو منسوب ٹھہراتے ہیں اور اُسی علم و عقل تجربہ و مشاہدہ کے رو سے سچا خدا و حقیقی مالک نہیں مانتے بلکہ رانڈ عورت کا شوہر بتاتے ہیں مولوی صاحب اصل میں آپنے اس کتاب کے بنانے سے اسلام کی گئی گذری عزت رکھ لی۔ ورنہ ایسے باریک مسائل اور مشکل باتیں اس روشنی کے زمانہ میں ایسے کون بتلاتا۔!!

۱۳۱۔ **مولوی** ۔ اگر علم شے مستلزم وجود کو ہو تو لازم آئے گا جس وقت ذہن معمار میں نقشہ کسی مکان کا آیا فوراً وہ موجود اُسی جگہ ہو جائے پس پھٹ جائے ذہن معمار کا۔

آریہ۔ ذہن پھٹنے والی چیز نہیں ہے اور نہ عقل اور فہمیدگی یا دیر کی ایسی چیزیں ہیں۔ جو پھٹ جائیں اور پھر خدا جل شانہ کا ذہن ہرگز ایسا نہیں ہے۔ روحیں یا مادہ خدا کے علم میں وجود ذہنی نہیں رکھتی ہیں بلکہ خارجی کیونکہ وہ مفرد و مجرد ہیں نہ کہ مرکب جس طرح معمار کے دل میں نقشہ آ جانے سے مکان موجود نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ تو اور خارجی چیزوں سے بنانے سے بنتا ہے یعنی اینٹ و پتھر سے۔ اسی طرح خدا کے خیال میں سے بھی کوئی چیز موجود نہیں ہو جاتی۔ بلکہ مادہ سے۔ اور خود بخود نہیں ہوتی بلکہ خدا کے دست قدرت کے بنانے سے مفرد مرکب ہوتے ہیں۔ صرف حکم سے نہیں۔ کیونکہ حکم خود مادہ نہیں ہے بلکہ صرف شبد ہے۔ اور شبد سے شبد کے سوا کچھ بھی نہیں بن سکتا پس نیستی سے ہستی یا عدم سے وجود کا مسئلہ از سرتا پا باطل ہے۔ اور علم اول ہر طرح صحیح اور کامل

تکذیب براہین احمدیہ سے علم دوسرا۔ جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہو سکتی۔

۳۴ و ۳۵ **مولوی** ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعی کو علم تو درکنار بلکہ اہل علم کی صحبت بھی نہیں۔ . . . . . . اور طرفہ یہ کہ مضمون اس فقرہ کا بالکل غلط ہے کیونکہ آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ یہ پانی گنگا جمنا کا گلکند وغیرہ پہاڑوں میں موجود نہ تھا اور پھر برآمد ہوتا ہے اور وجہ اسکی آپکو معلوم نہیں ہے کہ یہ پانی پہاڑوں سے کیونکر نکلتا ہے شاید آپنے علم کیمیا میں نہیں دیکھا اور نہیں پڑھا اور نہ سنا اور نہ اربعہ عناصر کے بدلنے کی معقول وجہ آپکو معلوم ہے کیا یہ تحریر میں نہیں آیا ہے کہ اگر پہاڑوں جاریہ کے ٹکڑے کرائیں ایک بوند پانی بھی برآمد نہیں ہوتا مگر چشمہ ان سے جاری ہے۔ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی غلط ہے دیکھیے پہاڑ میں بالفعل پانی موجود نہیں اور برآمد میں سے ہوتا ہے چشمہ جاری ہیں ملاحظہ کیجیے۔ خدا کی قدرت معلوم ہوگی اور اگر آپ فرماویں کہ جب پانی پہاڑوں میں موجود نہ تھا تو کہاں سے برآمد ہوا علم کیمیا اور فن عنصریات کو ملاحظہ فرماویں صاف ہے اسمیں کوئی پیچ کی بات نہیں ہے۔ چونکہ یہ امر نہایت ہی ظاہر تھا لہذا اسکا درج کرنا مناسب وقت نہ جانا۔ اور نیز دیکھیے جملہ اشیاء حادث پہلے معدوم ہوتی ہیں اور پھر اُس عدم سے موجود ہو جاتی ہیں تو دیکھیے جو چیز جہاں نہیں تھی وہیں سے برآمد ہوئی اور اگر کہتے ہیں کہ وہاں موجود تھی تو وجود اور عدم جمع ہو گئے باوجودیکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع ہے پس از روئے قاعدہ کے آپکا دعویٰ باطل ٹھہرا۔ کیونکہ عدم میں شے نہیں تھی اور پھر نکل آئی۔

اس پر ایک مثال حالانکہ کہتے ہو کہ دیانند مر گیا اور نہیں رہا اس قاعدہ سے آپکا یہ کہنا جائز کیا بلکہ غلط ہے کیونکہ جب انکا مادہ موجود ہے تو پھر اُس کا مرکیا گیا۔

دوسری مثال دیکھو ریل۔ تار برقی اور گھڑی گھنٹے پہلے موجود نہ تھے چند روز سے ملکہ معظمہ قیصر ہند دام حشمتہا وغیرہ وغیرہ بادشاہوں نے رواج دیا ہے باوجودیکہ علم اُن کا اور طریقہ بنانے کا سالہا سال اور مدت دراز سے چلا آتا ہے تو کوئی اُن کو یہ نہیں کہتا کہ قدیم ہیں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ کل حادث ہیں۔

آریہ۔ گنگا جمنا کے پانی کی دلیل کو ہم پہلے رد کر چکے ہیں آپ نے ہم صفحہ سیاہ کئے مگر علم کیمیا کا ظاہر مسئلہ لکھتے ہوئے فرصت نہ ملی یا یاد نہ رہی یا لیاقت نہ تھی اگر لکھ دیتے تو عدم سے وجود میں آنے کا سارا کارخانہ مسمار ہی نہ ہو جاتا آپ کو تو شیخی بگھارنے کا نمونہ دکھانا تھا۔ اردو کا ستیاناس کرنے سے مطلب ہے نہ کہ معقول تحریر سے۔ سچ ہے ؎

ابلیس را غرور منی خاکسار کرد

آپ نے تو کیمیائی حوالہ کو بالکل ہی ٹال دیا۔ چونکہ نہیں جانتے تھے۔ اس واسطے نہ لکھا مگر ہم اس کو بجنسہ درج کرتے ہیں۔ پروفیسر راسکو صاحب اپنے رسالہ علم کیمیا میں پانی کا بذریعہ بخارات کے سمندروں سے کشید ہو کر بادل بننا اور بادل سے مینہ برسنا اور اسی مینہ کے پانی کا دریا اور سوتوں کے ذریعہ بہنا بڑے صاف طور پر دکھلا کر اخیر میں فرماتے ہیں کہ اب تم کو معلوم ہوا ہوگا کہ کشید شدہ پانی کو بہم پہنچانے کے واسطے ایک بیحد کارخانہ ساری روئے زمین پر جاری ہے اور اگر تم ذرا غور کرو گے تو یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ آب رواں کا ایک قطرہ بھی روئے زمین پر ایسا نہیں ہے جو کبھی نہ کبھی بخارات کی شکل میں اس سمندر سے نکل کر آیا ہو جس کی طرف وہ اب الٹا چلا جا رہا ہے۔" (صفحہ ۲۲ سے لیکر ۲۵ تک ملخصاً)

دیانند صاحب یا محمد صاحب کا وفات پانا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی روح اپنے اجسام سے جدا ہو گئی اسکے سوائے مرنا اور کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی شے یا فرشتہ ہے۔ کوئی چیز فنا ہوئی اور نہ ہوتی ہے سوامی دیانند جی اور محمد صاحب کی ارواح اب موجود ہیں اور پہلے بھی موجود تھیں۔ انکا جسمانی مادہ اپنے اصلی مادہ میں ملگیا۔ وہ بھی اب موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔ پس یہ مثال آپ کی محض باطل ہے۔

ریل و تار برقی یا گھڑی گھڑیال کی مثال بھی آپ کے حق میں وبال ہے۔ بایں وجہ کہ چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ پیتل۔ تانبا۔ بلحاظ مادہ کے ہمیشہ سے موجود تھا اور رہیگا فقط نقشہ انسانوں نے سوچا جو علم کے متعلق تھا اور وہ بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں موجود تھا صرف ترکیب یا ترتیب کی ضرورت تھی اسی نقشہ کے مطابق اسی موجودہ مادہ پر یہ سب چیزیں بنائی گئی ہیں عدم سے کوئی چیز نہیں نکالی گئی اور نہ کوئی عدم میں چلی گئی اور نہ عدم کوئی چیز ہے۔ بلکہ سب چیزوں کا اصلی مادہ ہمیشہ اور ہر ایک حالت میں موجود رہتا ہے۔ پس یہ دوسری مثال بھی باطل ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسی فضول مثالیں اور ایسے بے بنیاد دعوی کسطرح آپ نے شایع کر کے اپنی دانائی کا ثبوت دیا ہمارے خیال میں سوائے کاغذ سیاہ کرنیکے دین اسلام کی کوئی خدمت اس سے پوری نہیں ہو سکتی ۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۳ جو کل میں ہوتا ہے وہی اسکے جزو میں بھی ہوتا ہے ۔

علم نمبر ۴۔ جو کل میں نہیں تھا وہ جزو میں بھی ناممکن ہے ۔

ہوسم۔ دوسرا مولوی۔ مدعی یہ کہتا ہے کہ جو صفت کل کی ہے وہی جزو کی ہے باوجودیکہ یہ معنے غلط ہیں کیونکہ انسان کل ہے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ اس کے اجزاء ہیں اب غور کیجئے کہ انسان کو عالم کہہ سکتے ہیں نہ کہ اجزائے یعنی اسکے ہاتھ یا پاؤں کو عالم نہیں کہہ سکتے اور کل انسان کو طبیب کہہ سکتے ہیں نہ اسکے اجزا کو۔ اسی طرح چلنا پھرنا۔ کھانا پینا وغیرہ بہت سے ایسے اوصاف ہیں جن سے کل انسان موصوف ہے نہ اسکے اجزاء۔ پس کیف جو کل کی صفت ہے جزو کی نہیں۔ اور اگر آپ فرمائیں کہ ہماری مراد اجزاء سے اجزاء الترکیب ہیں تو آپ ملاحظہ فرماویں کہ انسان کے اجزاء حقیقی اربعہ عناصر ہیں اور کل اجزاء کو مع جمعیت خاصہ کے انسان کہتے ہیں نہ تنہا آگ ہوا یا پانی کو۔

اور ایک مثال آپکے فہم کے مطابق بیان کرتا ہوں غور سے سنئے کہ مثلاً ایک مجموعہ چیونٹیوں کا ہے اور ان سب نے مل کر ایک ایسے پتھر کو اٹھایا جو کہ ہر ایک سے نہ اٹھ سکتا تو دیکھئے کل کی وہ صفت ہوئی اور جزؤں میں وہ بات پائی گئی جو جزو معنے ہر ایک میں نہیں

خط کل ہے اسکی صفت یہ ہے کہ منقسم ہو سکے اور اس کا جزو نقطہ ہے یہ صفت اس کی نہیں ہے کہ منقسم ہو جائے ۔

اور دیکھئے جسم مرکب ہے جواہر فردہ سے تو مجموعہ کل کا نام جسم ہے اور اسکی جزو جوہر فرد کو کوئی جسم نہیں کہتا ۔

اور قلم آلہ لکھنے کا ہے۔ اور اگر اسکے ریزے کئے جاویں تو وہ آلہ لکھنے کا نہیں ہونگے پھر فرمائیے علم آپکا بجا رہا یا غلط ۔

اور سنئے مکان اسکو کہتے ہیں جو محیط ستتہ جہات کو ہو۔ خالص دیوار یا چھت کو کوئی مکان نہیں کہتا۔ پھر فرمائیے یہ آپ نے کہاں سے لکھا کہ جو صفت کل کی ہے وہ جزو کی ہے اور نہیں تو نہیں شاید آپکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی جاہل نے دھوکا میں ڈالا ہے کہ پانی کا جزو ہی پانی ہے اور گوشت کا جزو ہی گوشت ۔

آریہ۔ یہ ساری امثال اور فضول خیال آپکی علمیت کے ثبوت میں دیکھئے ہم کس طرح بزور انکی تردید کرتے ہیں اور آپکو یا تمام پیروان اسلام کو بطور چیلنج کے مزید تاکید کرتے ہیں کہ وہ بھی طرح حق کے مقابلہ میں اپنے سارے ناحق و باطل ہتھیاروں کو چلا کر دیکھ لیں ہرگز ہرگز حقیقت کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے لیجئے ہم آپ کی ساری تار و پود کا بخیہ ادھیڑ کر آپ کی خیالی عمارت کا استیصال کرتے ہیں۔

مثال اول و دوم کی تردید۔ طبیب اور عالم ہونا روح کی صفت ہے نہ کہ جسم کی۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ آنکھ جسم کے حصے ہیں نہ کہ روح کے چلنا پھرنا۔ کھانا پینا سننا بولنا۔ یعنی تمام حرکت بالارادہ انکے متعلق کام روح کے ہیں نہ کہ جسم کے۔ پھر معلوم نہیں کہ آپ نے کس عقل اور علمیت سے اس ردی مثال کا استعمال کیا۔ اور اگر آپ غور کریں تو اصل میں یہ مثال جو آپ کے مخالف تھی سنئے کل اجسام مادی ہیں اور ان کے کل حصص بھی مادی کل جسم میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ اعضاء میں بھی ہوتا ہے۔ کل جسم بے جان ہے اور اس کا ہر ایک جزو بھی بیجان ہے۔ اب سر در گریبان ہو کر سوچیے کہ اس مثال سے آپنے کتنے اصول خود کی بیخکنی کی۔ علاوہ بریں جملے کے مطلب کو آپ نے بگاڑ دیا ہے ہماری عبارت یہ ہے کہ جو کل میں ہوتا ہے وہی اس کے جزو میں بھی ہوتا ہے صفت کا یہاں ذکر نہیں۔ پس یہ آپ کی سمجھ کی غلطی ہے ۔

مثال سوم کی تردید۔ پتھر اٹھانا ہر ایک آدمی کا کام ہے ایک ایک آدمی تین تین یا دو دو من کا پتھر اٹھا سکتا ہے چھ ملکر دس یا بارہ من کا پتھر اٹھاوینگے چھ کا مجموعہ دس یا بارہ من اٹھاتا ہے۔ جزو یعنی ایک ضرور دو تین من اٹھا دیگا۔ پس پتھر اٹھانا جو کل کی صفت تھی وہ جزو میں بھی ضرور ٹھہری۔ کہیں مفقود نہیں ہوئی۔

مثال چہارم کی تردید خط کی جو تعریف وہ اسکے سب حصوں پر آ سکتی ہے یعنی جس میں طول ہو بلکہ نقطہ میں طول نہیں ہے۔ بنابراں نقطہ کا مجموعہ خط نہیں ہے۔ یہ آپ کی علمی غلطی ہے۔ (دیکھو تعریف خط و نقطہ در اقلیدس)

مثال پنجم کی تردید۔ کل جسم مادی ہے اس کا ہر ایک جزو بھی مادی ہے۔ کل جسم حد والا ہے بے حد نہیں اور یہی حال پرمانو کا پس یہ مثال بھی باطل ہے۔

مثال چھٹی کی تردید۔ لکھنے کی صفت روح میں ہے جو بذریعہ ہاتھ کے انگلیوں میں جلوہ پذیر ہوتا ہے۔ انسان انگلیوں سے ناخن سے اور پاؤں کی انگلیوں سے بھی لکھ سکتا ہے قلم ہاتھ کے پاس ایک اور آلہ ہے لکھنے کی صفت روح انسانی میں ہے نہ کہ قلم یا ہاتھ میں اور یہی سبب ہے کہ بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی قلم سے انسان لکھ سکتا ہے قلم میں لکھنے کی صفت نہیں بلکہ لکھنے سے موصوف روح اس سے کام لیتی ہے قلم کے معنے ہیں بریدن و تراشیدن و ناخن گرفتن و خامہ تراشیدہ شدہ و ہر چیز بریدہ و مقطوع باشد آنکہ از موئے [illegible] نقاش لوگ ایک نخود کے دانہ پر شعر لکھتے ہیں وہ قلم بال سے بھی باریک ہوتی ہے جو آپکی قلم کا ایک ادنی جزو ہے پس یہ مثال نہایت ہی ردی ہے ۔

مثال ہفتم کی تردید مکان یعنی ٹھہرنے یا رہنے کی جگہ۔ مطلق جگہ کے معنے بھی رکھتا ہے۔ پس دیواریں، چھت۔ فرش۔ اینٹ بھر سب جگہ گھیرتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک میں چھوٹے جاندار اور بڑے جاندار رہ سکتے ہیں۔ مجموعہ کل یعنی ایک بیت محیط بہ شش جہات میں ایک انسان یا کئی انسان رہ سکتے ہیں۔ چھوٹی چیز چھوٹے جاندار کا مکان اور بڑی چیز بڑے جاندار کا مکان ہے۔ بتلایئے اسمیں اختلاف کیا ہُوا اور آپ نے کیا رد کیا۔ بڑے مکان میں بھی رہنے یا جگہ کی صفت ہے چھوٹی بلکہ دیوار و چھت میں بھی پس یہ مثال تو سراپا لائق ابطال ہے۔ آپکی بیہودہ لگاوٹ کی ہم پرواہ نہیں کرتے بلکہ اس کو آپ کی مکرمت سمجھتے ہیں کیونکہ اس سے لوگ ہماری نہیں بلکہ آپ کی لیاقت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر۵۔ اگر کسی مقدار معین کے برابر چند کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہوں گے ٭

۵۴ و ۵۴ مولوی۔ اگر مدعی کاذب کبھی ہوش میں آکر آدمیوں جیسی باتیں ادھر اُدھر سے سنے سنانے کا ذکر زبان پر لے آتا ہے مگر کیا کرے غریب کو مادہ علم نہیں اور اہل علم سے مقابلہ اور انہیں جیسی باتیں پھر فرمائے یہ مثل کیونکر صادق نہ آئے گی کہ "کوا چلا ہنس کی چال وہ اپنی بھی بھول گیا"۔ المختصر۔

آریہ۔ آپنے فضول امیر حمزہ کی داستان کی طرح ۴ صفحہ سیاہ کر ڈالے اور اصل مطلب کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور اعتراض ایک بھی نہ کیا آپ کی لیاقت تو اس بات سے ظاہر ہے کہ پانی کرہ ہے جیسا کہ زمین و آسمان کو ہے "کیجناب من یہ پرانی غلطی ہے جو آج تک بھی علمائے اسلام سے سرزد ہو رہی ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں اور نہ کوئی کرہ ہے۔ بلکہ صرف خلا ہے اور جو کچھ ہم نیلا پن اور دیکھتے ہیں وہ افق یعنی حد نظر ہے چونکہ قرآن میں بھی ایسا ہی بیان ہے۔ پس یہ آپ کی مذہبی و علمی غلطی ہے۔ سُنئے ڈاکٹر کالنس ایس ویلنٹائن صاحب فیلو آف دی رائل کالج آف سرجن فزیکل اینڈ بوٹینکل سوسائٹی کیا فرماتے ہیں "وہ ہتلائیں کہ جس کو دیکھکے متعجب ہوتے ہیں آسمان ہوائی حد کا گنبد ہے جسکی بناوٹ اور خاصیت کا بیان آگے ہوگا۔ وہ چیز کہ جس سے سب چیزیں بنتی ہیں میٹر کہلاتی ہے۔ اور عالموں نے میٹر کے دو حصے کئے ہیں پہلا اصل دوسرا مرکب۔ چیز اصل اُسے کہتے ہیں جو کسی چیز سے ملکے نہ بنی ہو اور مرکب جو دو یا زیادہ چیزوں سے ملکے بنی ہو۔۔ ایسے ہی آسمان بھی کچھ چیز نہیں ہے بلکہ ایک خلا ہے جسمیں ہماری زمین اور سب ستارے اور سیارے وغیرہ رہتے ہیں" (دیکھو رسالہ الجبر سوا یعنی ہوا کی پیدائش اور علم کیمیا کے بیان میں مطبوعہ آگرہ ۱۸۶۸ء صفحہ ۴)

اسی طرح ہم آپکے وہم باطلہ کے دور کرنے کے واسطے ایک پرانے یونانی حکیم کی تحقیقات اور اُن کے خیال بھی بسنبت آسمان اور مادہ کے ظاہر کرتے ہیں جو آپ کے تمام توہمات باطلہ کا استیصال کر دے گی ٭

یونان کے مشہور و نامی گرامی حکیم ڈی ماکری ٹس کی بابت لکھا ہے "اسکا اعتقاد ہے کہ تمام اجسام کی بنیاد ایسی چھوٹی چھوٹی اجزاء ہیں جو باعتبار اپنی طبیعتوں کے ہمشکل اور باعتبار صورتوں کے مختلف اور ایسے سخت ہیں کہ اُن کی تقسیم صرف وہم ہی سے ممکن ہے۔ اور یہ کہ یہ اجزاء باعتبار شمار کے غیر متناہی اور ایسے خلا کے اندر جسکی کوئی حد نہیں پھیلے ہوئے ہیں اور دائم الحرکت ہیں پس کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ جُدا جُدا آپسمیں ٹکراتے اور کبھی خاص صورت پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور انکا یہی اتفاق اور اجتماع ہی سے جہان کا وجود ہے اور یہ کہ ماننا ہے اس جہان کی مانند بیشمار جہان ہیں جو ایسے ہی نظام اور ترتیب کے ساتھ خلا غیر متناہی کے اندر موجود ہیں۔ لیکن آپکی رائے میں موات جنسے یعنی حیوانات و نباتات کے وجود کا سبب اجزاء مذکور کا اتفاق یا باہم ٹکرانا اور مجتمع ہو جانا نہیں ہے۔ اس کے شاگرد ابی کیورس کی بھی یہی رائے تھی اور اسکا قول ہے کہ ترکیب کے حالات میں یہ اجزاء حقیقتاً آپسمیں مل نہیں جاتے بلکہ صرف باہم چمٹ جاتے ہیں اور اجسام محسوسہ کے اندر بالفعل موجود اور ایک دوسرے سے ممیز رہتے ہیں پس اجسام محسوسہ کا اتصال حقیقی اتصال نہیں ہے بلکہ صرف ان اجزاء کے باہم چمٹ رہنے کا نام ہے" (از سفر نامہ ڈاکٹر برنی آر جلد دوئم صفحہ ۴۴ مطبوعہ ۱۸۸۸ء) مگر باوجود اس لیاقت اور اس قدر علمی ناواقفیت کے آپ ہم کو ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں "آپ کو اختیار ہے خواہ چھپتے پھریں اور گھر میں بیٹھ کر ادھر اُدھر کی جھوٹی سچی باتیں سُنی سُنائی بیان کریں اور میدان سے بھاگ جائیں اور تقریر سے پیچھا چھوڑائیں اور کسی حاجتمند مسلمان بے غیرت کو دس بیس پچاس ساٹھ روپیہ کا لالچ دیکر کوئی بات جھوٹی سچی پوچھ کر اعتراض کریں مگر کیا ہو سکتا ہے" (صدر صفحہ ۲۴) جناب مولوی صاحب آپ کی علمیت ڈگری پانے کی سند اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی۔ خدا کرے کہ ایسے غرض مند مسلمان آپ کو شمس العلماء یا قمر العلماء کی سند دیکر پگڑی بندھا کر تمغہ کا طوق گلے میں لٹکا دیں کاش کہ دالنتے!

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر۶۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہوں گی۔

۵۴-۸۴ مولوی محض غلط ہے اس وجہ سے ہم فرض کرتے ہیں۔ مثلاً وہ پیمانہ مقررہ ایک خاص اور معین گلاس ہے جس میں پُر کیا ہمنے پارہ یا نحاس پھر خالی کیا اور پھر اس میں پانی یا رصاص پھر تولا میزان عدل اور انصاف میں پس حکم کیا مشتری عادل یعنی خریدار عاقل نے کہ یہ دونوں مساوی اور برابر وزن میں نہیں ہے بلکہ پارہ پانی سے اور تانبا رانگ سے وزن میں زیادہ ہے اس قاعدہ سے آپکا چھٹا علم باطل اور غلط ٹھہرا۔

آریہ۔ آپ غیظ و غضب میں پس و پیش بھول جاتے ہیں اور حق و ناحق کی پرواہ نہ کرکے مخالف کو خوب بے تکی سناتے ہیں یہاں تک کہ عبارت خبط ہو جائے تو ہو جائے آپ کی بلا سے مگر آپ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ رصاص کے آگے سے لفظ پھر ایا تو الا ماتکل کھا گئے یا یہی عبارت کی تمیز نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ درست الفاظ لکھنے کا بھی آپ میں مادہ نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ لکھتے ہیں "پھر تو آپ جانتے ہیں میرے انکار سے انکا اسرار زیادہ ہوا اور شوق دلی بڑھتا گیا" (صفحہ ۴۴ سطر ۱۶) حضرت اسرار کو آپنے س سے لکھا اگر ص سے چاہیئے تھا۔ کیونکہ جو س سے ہے وہ سر کی جمع ہے جسکے معنے ہیں بھید۔ پوشیدگیاں اور جو ص سے ہے جسکے معنے ہیں تاکید کرنا ہٹ کرنا۔ اور یہ ایک جگہ ہی نہیں بلکہ صفحہ ۲۸ سطر ۱۸ میں بھی اس سے زیادہ علمی غلطی ہے وہاں آپ لکھتے ہیں "ایک آن ایسی نکلنی چاہیئے کہ وہاں روح ہو لیکن اس کو تکلم نہ ہو بلکہ مبہوط اور حیران ہو" حضرت من مبہوت ط سے نہیں بلکہ ت سے ہے مبہوت حیران از کشف و سار اسم مفعول از بہت کہ لفظ اول بمعنے حیرت است" (از غیاث و صراح)۔ ایسے ہی علمی غلطیاں کئی اور بھی آپ سے سرزد ہوئی ہیں مگر ہم مشتے نمونہ از خروارے اسی پر قناعت کرکے آپ کے اعتراض کی اصلیت بتلاتے ہیں۔ آپنے ہمارے الفاظ کے الٹے معنے سمجھے اسی واسطے تو ہمنے وزن یا پیمانہ دو لفظ استعمال کئے تھے مگر آپ اس موٹی بات کو بھی نہ سمجھے اور بیفایدہ مغز خوری سے حلق تو مرید کے مصداق بنے وزن مقررہ سے آپ خواہ چھٹانک یعنی پارہ تولئے نحاس یعنی تانبا۔ پانی تولئے یا رصاص یعنی رانگ سب مقررہ وزن یعنی سیر سے برابر اُتریں گے۔ اور اسیطرح کا کوئی فرق نہ ہوگا اور اسی طرح مقررہ پیمانہ سے جتنی چیزیں ناپی جاویں وہ سب آپس میں بلحاظ اس پیمانہ کے برابر ہونگی

صداقت دھرم آریہ

مثلاً پارہ۔ دودھ۔ پانی شراب اگر ایک پیمانہ سے ناپی جاویں جو ۴ ڈرام کا کہلاتا ہے تو سارے ۲۔۲ ڈرام ہونگے اُس سے ہرگز کم نہ ہونگے افسوس کہ آپ نے اِس موٹی بات کو بھی نہ سمجھا اور خواہ مخواہ مغالطہ میں پڑ گئے۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ نواں علم۔ اجتماع ضدین باطل ہے۔

۸۴ ۔ ۵۰ **مولوی۔** شاذ و نادر کوئی کلمہ آپ کا اس لائق ہوتا ہوگا جو در حقیقت وہ بزعم اپنا نکال رہا ہو اور اہل علم اُس پر خندہ زن نہ ہوتے ہوں۔ پھر میں کیوں جواب دیکر اپنی تضیع اوقات اور آپ کی آبروریزی کروں۔

آریہ۔ یہاں تو آپ نے دیوانہ کی بڑ سے بڑھ کر کام کیا جو صفحہ ۳۳ سطر ۱۲ میں آپ لکھتے ہیں "یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہے اور اجتماع ضدین تمہارے نزدیک بھی منع نہیں" صاحب من آپ نے اجتماع ضدین کے معنے بھی نہیں سمجھے کیونکہ اگر سمجھتے تو یہ کبھی نہ کہتے کہ یہ عموماً باطل نہیں ہے "حضرت کوئی چیز بھی دنیا میں آپ کو نظیراً نہیں ملیگی۔ جس سے آپ اجتماع ضدین کی تردید کر سکیں اور یہی حال اجتماع نقیضین کا ہے دونوں میں باہمی علمی فرق ہے مگر ایک چیز جمع نہ ہونا دونوں میں شرط ہے نقیضین آنکہ نہ جمع شوند و نہ معدوم چنانچہ ہست و نیست و حیات و ممات۔ و ضدین آنکہ جمع نشوند و ہر دو معدوم گردند چنانکہ سفید و سیاہ ممکن نیست کہ جمع شوند مگر میتوانند کہ ہر دو نباشند بلکہ زرد باشد" مولوی صاحب آپ علمیت کا صداقت سے نہیں بلکہ تعصب و جہالت سے مقابلہ کرتے ہیں اور ضد سے موازنہ کرتے ہیں نہ کہ انصاف سے اور یہی سبب ہے کہ ہر جگہ سے آپکی دلیل کی تردید ہو رہی ہے۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۵۔ قدیم چیز کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں۔

۸۵ ۔ ۵ **مولوی۔** کیا کوئی اُلو ٹھیک اور درست کہہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اس وجہ سے کہ یہ امر بدیہی اور مبیّن طور سے سب نے تسلیم کر لیا ہے کہ اور کیوں نہ تسلیم کریں قرین قیاس اور عقل سلیم بھی یہی ہے کہ موصوف مرتبہ ذات میں پہلے ہے صفت سے۔ بدیں وجہ کہ ہر کس و ناکس اس امر سے خوب واقف اور آگاہ ہے کہ پہلے وہ شے ہونی چاہئے جس کی ہم تعریف کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے پس اس قاعدہ سے یہ معلوم ہوا کہ اول موصوف ہوگا۔ پھر صفت۔ ہر کیف صفت بعد ہے اور موصوف قبل اور قاعدہ ہے ہر شے متصف بالبعدیت قدیم نہیں ہوتی کیونکہ قدیم کی تعریف تمہارے مذہب کے مطابق یہ ہے کہ جسکا نہ شروع ہو نہ تمام۔

آریہ۔ اپنے صفحہ سیاہ کئے مگر حاشا کہ انصاف کی طرف نگاہ کی ہو؟ آپ تو گالی گلوچ دینے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں۔ چنانچہ آپ لیاقت قرینہ سے فرماتے ہیں "اگر مثل حیادار ہو تو تمہیں منہ نہ دکھلاتے کیونکہ جو لوگ گمراہ ہیں اور بایں ہمہ ہمارے اور اُن کے بقاعدہ آسمان اور زمین جیسا ہے اور وہ کل ہمارے مذاہب کے سراسر خلاف ہیں اور وہ بھی اس قاعدہ مثل کو نہیں مانتے حالانکہ ضلالت میں وہ ہر دو شریک ہیں اور ایک قسم کی مناسبت مذہبی بھی رکھتے ہیں۔" (صفحہ ۵۰)

اب ہم آپ کی دلیل کو آپ ہی کی تحریر سے رد کرتے ہیں۔ اول آپ نے مذہب حکماء فلاسفہ و فرقہ وغیرہ کا لکھا ہے جسکے اخیر میں لکھتے ہیں۔ "اِس جگہ سے یہ بھی صریح معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کی سب صفات خواہ ذاتی ہوں یا غیر ذاتی قدیم ہیں" (صفحہ ۴۳) اسکے بعد آپ لکھتے ہیں "وجہ بطلان مذہب فلاسفین کی بعلاوہ وجہ العموم یہ ہے کہ اگر جملہ صفات خدا کی قدیم ہوں تو منجملہ انہیں سے ایک صفت خدا کی رزاقیت عمرو بکر بھی ہے اور بدیہات سے ہے کہ یہ صفت موقوف ہے وجود عمرو بکر پر اس وجہ سے تا وقتیکہ وجود عمرو بکر خارج میں متحقق نہ ہو رزاقیت عمرو بکر کا متحقق ہونا ممکن ہی نہیں اور معلومات سے ہے کہ وجود عمرو بکر حادث ہے پس یہ صفت رزاقیت عمرو بکر بھی حادث ہوگی۔ اور فرض کیا تھا اُنہوں نے کہ جملہ صفات خدا کی قدیم ہیں پس لازم آیا خلاف مفروض اور یہ باطل ہے اور علی الخصوص یہ ہے کہ اگر فرض کریں وہ کل صفات قدیم ہیں جو ذاتیہ ہیں تو یہ کہنا بھی باطل ہے کیونکہ ذاتیہ ہونیکی کئی صورتیں ہیں یا داخل ذات اور یا خارج از ذات۔ اور اول باطل ہے اسوجہ سے کہ دخول مستلزم ہے ترکیب کو اور ترکیب مستلزم ہے حدوث کو اور حادث ہونا خدا کا تمہارے ہاں بھی باطل ہے۔ اور شق ثانی دو حال سے خالی نہیں یا لازم ذات یا عارض ذات اور ہر دو مستلزم ہے لعینیۃ کو۔ اور مراجعۃ مستلزم ہے حدوثت کو پس لازم آیا خلاف مفروض" (صفحہ ۴۹)

تردید۔ کسی کی صفت کا حادث ہونا اُسکے تغیر و تبدل کی نشانی ہے اور تغیر و تبدل ترکیب کو چاہتا ہے۔ اور ہر مرکب حادث ہے۔ پس صفات کے حادث ہونے سے اول تو خدا پر حدوث کا الزام عاید ہوتا ہے حالانکہ وہ حادث نہیں بلکہ قدیم ہے۔ لہذا اُسکے صفات بھی قدیم ہیں نہ کہ حادث پس باطل ہوا آپکا پہلا مفروض۔ اگر دخول مستلزم ہے ترکیب کو تو خروج بطریق اولیٰ مستلزم ہے ترکیب کو۔ یعنی اگر خداوند تعالیٰ میں کسی صفت کا پیچھے سے داخل ہونا اُس کی ترکیب یعنی مرکب ہونے کو چاہتا ہے اور کسی صفات کا خارج ہونا بھی ترکیب کا محدث ہے۔ پس ظاہر ہے کہ صفات خداوندی کوئی بھی خدا کے ہونے کے بعد نہ داخل ہوئیں نہ خارج بلکہ موصوف کے ساتھ قدیم ہیں کوئی وقت ایسا نہیں اور نہ تھا اور نہ ہوگا کہ صفات نہ ہوں اور خدا ہو یا خدا نہ ہو اور صفات ہو بلکہ جب سے قدیم ایام خداوند عالم ہے تب سے ہی موصوف بصفات ہے کبھی بھی صفات سے مبرا نہیں اور نہ صفات سے خالی خدائی کے لائق ہو سکتا ہے کیونکہ صفات سے رہت موصوف عدم مطلق سے زیادہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

پھر آپ لکھتے ہیں "اب میں ادنیٰ سا جواب اہل اسلام کی طرف سے لکھتا ہوں کہ جسمیں علاوہ تردید مذہب معتزلہ و فلاسفہ کے آپکی کلام کی خرابی کا ایک نقشہ کھینچکر دکھایا ہے ذرا غور سے سنئے مذہب متکلمین یعنی اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ صفات باری نہ عین ہے نہ غیر" (صفحہ ۵۱)

تردید۔ یہ بالکل باطل ہے جس سے بڑھکر ردی خیال دنیا میں کوئی نہیں یہ تو صوفیوں کا مسئلہ گولمول ہے اور اسی سبب سے ہم کہتے ہیں کہ مسلمان عموماً اور خصوصاً اہل سنت والجماعت شرک و کفر یعنی ہمہ اوست کے ماننے والے ہیں صفات باری جب نہ عین ہیں نہ غیر ہوئیں تو بتلائیے کیا ہوئیں جب صفت کے معنے ہی یہی ہیں کہ وہ خصائل جو ممدوح کی ذات میں ہوویں اور ہمیشہ اُس کی ذات میں موجود رہیں اور آپ نے اُنکو نہ عین ذات بتلایا نہ غیر ذات۔ تو کیا اصل میں خدا کی ہستی سے انکار نہیں کیا؟ اور صفات ایزدی سے انکار کفر نہیں ہے؟ اور کیا اس کے پرلے درجہ کا کفر کوئی اور بھی ہے؟ اب ہم آپ کو سمجھاتے ہیں۔ گُن گُنی سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے یعنی صفت و موصوف میں جدائی نہیں۔ اور جسمیں کوئی صفت نہیں وہ کوئی چیز نہیں لہذا خدا بھی صفت سے جدا نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی نادان اسکو کبھی صفات سے جدا مان لے تو اصل میں وہ خدا سے انکار کرتا ہے آگ سے گرمی سورج سے ضیا وغیرہ صفات کبھی تا قیام اُنکے دور نہیں ہونگی ورنہ بالفرض محال ایسا ماننا اصل میں کھلا موصوف سے منکر ہونا ہے۔

آپ نے اِس بے بنیاد دعویٰ کے ثبوت میں ایک دلیل بھی دی ہے جیسا کہ جزو اور کل۔ پس تحقیق یعنی کل کے نہیں ہیں عین جزو کے اور نیز کل بدون جزو کے متحقق بھی نہیں ہوتا پس دیکھو کل جزو کا نہ عین ہے نہ غیر علیٰ ہذا القیاس۔ صفات باری عز اسمہ ہے۔

تردید۔ افسوس کہ آپ ایسی فضول بات لکھکر لفظ دلیل کو ذلیل کر رہے ہیں۔ حضرت کیوں! جزو کل کا عین نہیں ہے؟ اگر نہیں ہے تو بتاؤ کہ کل اجزا کے سوا اُسکے اور کیا ہے جب کچھ نہیں تو عین جزو ہے۔ کل سو روپیہ کیا ہے؟ عین ایک ایک روپیہ کا اجتماع اور کسی صورت میں وہ اس اجتماع سے غیر نہیں ہے۔ پس

اجتماع ضرور ہے۔ مکان کیا ہے عین اینٹ پتھر وغیرہ کا اجتماع۔ اینٹ پتھر لکڑی کے سوا مکان کچھ نہیں۔ پس مکان عین اینٹ پتھر و لکڑی کا اجتماع ہے۔ ہم کسی کل سے اگر کل جزیں نکال لیں تو کیا کچھ باقی بھی رہے گا تو کل منتفی کل آخر نفی مطلق کے سوا آپ بتلایئے کہ کیا رہے گا۔ ناظرین اس اعتراض کی بابت مولوی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے۔ چنانچہ انکی اصل عبارت یہ ہے۔ "پس وہ قوم کہ علم میں سرداروں سے نیک کردار احسن کلام اہل اسلام میں اس کو کب تسلیم کریں گے اور ایسی پھس پھسی بات پر کس طرح کان دھریں گے مگر انصاف کے رو سے حلفاً کہتا آپ قیامت تک ان اعتراضات کو نہیں اٹھا سکتے ہیں ہمیں نے سچ کہا ہے یا نہیں۔" (صفحہ ۵۶ سطر ۸ و ۹)

حضرت مولوی صاحب! آپ نے سچ نہیں کہا قیامت تک جواب دینا کیا معنے ہم نے چند روز میں ہی جواب دیدیا۔ اور جواب بھی ایسا باصواب کہ جسے پڑھ کر آپ کو صدقۂ جاریہ کی فضیحتی و دوام کا فکر پڑ جائیگا کیونکہ اس کے واسطے آخری فیصلہ و عدم سماعت اپیل کا آرڈر ہو چکا ہے کیونکہ آپ لوگ پرماتما کی نعمتوں کو حرامخوری میں برباد کرتے ہیں اور بیگناہوں کے گلے پر چھری دھرتے ہیں اور اسی واسطے ہماری کتابوں کا جواب دینا تو کجا۔ اُلٹے ہمیں بددعائیں دے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ ہمارے رسالہ تکذیب براہین احمدیہ کی بابت فرماتے ہیں "گرو ہی کتاب ہے جسکے باعث اہل اسلام بددعا کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں" (صفحہ ۹۹ سطر ۱۴)

بیشک نادان مریض۔ اور جاہل طالب علم مہربان ڈاکٹر و نیک معلم کی بابت بددعا دیا کرتے ہیں مگر ان دونوں خیرخواہان بنی آدم کی پشم کندہ نہیں ہوتی کیونکہ ؎

محال ست ہنرمندان بمیرند — بے ہنران جائے ایشاں گیرند
اگر دعائے طفلاں مستجاب بودے — یک معلم در عالم زندہ نماندے"

بنابراں ہمکو تحقیق سے مطلب ہے اور صداقت سے غرض۔ آپ کی بددعا یا سب مولویوں کی بددعا سے ہم ناراض نہیں ہوتے بلکہ بصدق باطن دعا کرتے ہیں کہ اس بددعا کے عوض پرمیشور جل شانہ آپ سب کو اپنی اپار کرپا سے شانتی دے کر اہل الوید کے مقدس گروہ میں شامل کر کے آریہ بناوے اور ست دھرم پر چلاوے۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نہم صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔

۵۸-۵۹۔ مولوی محمد عیسیٰ الحمید لکھتا ہے کہ اے غافل تیرے فہم و گفتگو سے لاحول پڑھا قل ہیدد بنتے ہیں اور مجنونوں کے گلے میں نالے پھنستے ہیں یہ کیا کلمہ کفر کا زبان سے نکالا کہ ساری خدائی کانپ اٹھی شور قیامت برپا ہوا گنبد گردوں میں شور و غل کی آواز گونجنے لگی عنقریب تھا کہ چھنے کے بالعوض گھن پستا اور جو کچھ ہوتا اس پر زمانہ روتا ہر ایک سمت سے لعنت کی بھرمار ہوئی ہر چہار سو سے ملامت کے نقاروں پر چوٹوں کی قدرے صفائی سے سیل رہتی تھی زبان کے ڈنڈوں کی پچھاڑ ہوتی میں کیا کہوں جو اس وقت کا حال ہے قلم سے لکھنا محال ہے۔ کوئی پیشہ ایسا نہیں جہاں مٹی کی زبان کا تیشہ خون بہا تنگ کر درندے دانتوں کو پیستے پیستے رنگنے اور بہت سے اس صدمہ سے بہ گئے ہیں۔ مورخ نہیں ورنہ انکی تاریخ سناتا لکھنے کا مزا چکھاتا۔ مگر کیا کروں عدیم الفرصتی سے میرا قلم سرنگوں ہے ورنہ اُسکے خرانٹے میدان قرطاس میں دکھاتا کہ براق منشی فلک دفتر کتب سحبان بھی ہمسری کی کھاتا جہاں قدم تا نظر کی طاقت نہتی کہ کام کر جاتی اور اس کے نشاں مضامین کا ایسا پورا نقشہ کھینچ لاتی۔ میاں تم نے کچھ اور بھی سنا ہے معنی یوں کہتا ہے صفت موصوف میں جدائی نہیں ہوتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ ارے میاں اسی گھمنڈ پر کہتے تھے کہ ہم ایسے اور تم ویسے سنو اس فحش غلطی کو دیکھو ایک کپڑا مثلاً موصوف ساتھ سپیدی کے ہو اور پھر اُس کو سیاہ رنگ کر دیں جو صفت ہے وہ کپڑے سے جو موصوف تھا جدا ہو گئی۔ اور حالانکہ تمہارا مقولہ ہے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہوتی اب فرمایئے اس مثال میں تو جدا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی مثالیں اختصاراً درج نہیں کی گئیں۔

آریہ۔ ناظرین! ہمارے فخر اسلام مولوی صاحب نے جنہیں دیگر مولوی صاحبان رشک کریں تو شمس الملت والدین بھی کہہ سکتے ہیں جنہیں اپنے مایہ لیاقت پر بہت گھمنڈ ہے۔ اور ناز بھی اندازہ کے ساتھ۔ جنہوں نے ہمیں اس قدر ناشایستہ الفاظ سے یاد فرمایا ہے یہ صرف اسی صفحہ پر نہیں بلکہ تمام کتاب میں انہوں نے یہ وطیرا اختیار کر رکھا ہے اور ہم بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ اُنکے پاس یا دیگر علمائے اسلام کے پاس تعصب یا بدزبانی کے سوائے اور کوئی وساطت نہیں ہے ہم نے انکی ساری عبارت کو بطور مشتے نمونہ از خروارے نقل کیا ہے اور دیگر مقامات میں شفا کلامیوں کو چھوڑ دیا صرف مطلب سے کام رکھ کر اصل اعتراض کا جواب دیا۔ خیر مضائقہ نہیں ہمیں ان کی بدزبانی سے کچھ خوف نہیں اور نہ ہم تحقیقات حقہ کے راستہ میں انکو مخل سمجھتے ہیں۔ آمدم بر سر مطلب مولوی صاحب ہمارے علم نمبر ۹ کی تردید میں دلیل دیتے ہیں کہ جب سفید کپڑے کو سیاہ کر دیا تو اُس کی صفت سفیدی جاتی رہی۔ سبحان اللہ جانے استاد جالیس کی کہاوت آج راست ہوتی دکھلائی دیتی ہے۔ آپ نے ہماری غلطی کو بھی فاش نہیں بلکہ فحش لکھا۔ حضرت من صفت جدا نہیں ہوتی بلکہ کپڑا جب تک ہے تب تک ساتھ رہے گی جس بیان سے حال معلوم ہو جس علامت سے شناخت ہو یا جس نشان سے یا گن سے یا جس معنے یا جس طرح سے اُسکے جاننے سے اُس کو صفت یا تعریف کہتے ہیں۔ پس وہ کپڑا من حیث کپڑا اُسکی ذات سے ہرگز جدا نہ ہو گی باقی رہے عارضی صفات جیسے سیاہی اسکے آنے سے سپیدی جدا نہیں ہوئی بلکہ مخفی ہو گئی بلکہ کپڑے سے صفت عارضی بھی جدا نہ ہوئی۔ سیاہی سے اُسکی صفت ہے خیر قطع نظر اسکے زیادہ دھونے دھیاون لگانے اور بھٹی پر چڑھانے سے وہ پھر سفید ہو جائیگا اگرچہ دور ہو گئی ہوتی تو پھر کہاں سے آ جاتی دیکھو بعض مولوی صاحبان یا شیخ صاحبان سفید داڑھی کو وسمہ لگا کر سیاہ کر لیا کرتے ہیں۔ جیسے حسب حال کسی استاد شاعر کا قول ہے ؎

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی — کالا کریگا منھ بھی جو داڑھی سیاہ کی

روز وسمہ لگاتے ہیں مگر جب چھوڑ دیتے ہیں پھر داڑھی سفید ہو جاتی ہے۔ پس سمجھ گئے آپ صفت موصوف سے ہرگز جدا نہیں ہوتی۔ ہاں مخفی ضرور ہو جاتی ہے مگر جدا نہیں ہوتی پس آپکا دعویٰ باطل ہو گیا۔ ایسی فضول دعویٰ کا از بطلان سنو!

پروفیسر رسکو صاحب لکھتے ہیں "یہ سب جانتے ہیں کہ سمندر کا پانی کھاری ہوتا ہے یعنی اسمیں نمک پگھلا ہوا ہوتا ہے۔ پس کھاری پانی بنانا کچھ بات نہیں پانی میں تھوڑا سا نمک ملا دو کھاری ہو جاویگا۔ جب نمک کی ڈلی پانی میں ڈالو گے تو اُسمیں وہ غائب ہو جائیگی یعنی گھل جائے گی اور پانی کا مزہ نمکین یعنی کھاری ہو جاوے گا۔

تجربہ کھاری پانی میں جو نمک گھلا ہوا ہوتا ہے اُس کے جدا کرنے کی ترکیب پانی کو کشید کر لیں یعنی اُسکو جوش دیں اور اُس کی بھاپ کو جمع کر کے سرد کر لیں یہ عمل شیشے کے بھبکے سے بہت اچھی طرح ہوتا ہے جسکا نقشہ سترہویں شکل میں ہے بھبکے میں پانی بھر دو۔ اُس کے نیچے لیمپ روشن کرو جب گرمی سے پانی کھولنے لگے گا بھاپ پیدا ہو گی اور بھبکے کی لمبی گردن کی راہ سے گزر کر اُس کے موہنہ میں جو شیشی لگی ہوئی ہے۔ اس میں آجاویگی اس شیشے کے اوپر

ٹھنڈے پانی کی دھار پڑ رہی ہے۔ اس سے اندر کی بھاپ ٹھنڈی ہو کر پانی بنتی جاتی ہے یہ پانی کشید کیا ہوا پانی ہے اور اب اسمیں کھاری پن بالکل نہیں ہے کیونکہ وہ لطیف پانی ہے اور اسمیں جسقدر نمک ملا ہوا تھا وہ سب بھبکے ہی میں رہ گیا ہے۔ اگر بھبکے کا پانی کھولتے کھولتے سارا اڑ گیا ہے تو دیکھو گے کہ اسمیں نمک باقی رہ گیا ہوگا۔ سمندر کے کھاری پانی اس طرح کشید کرکے میٹھا کرنے کی ترکیب جہازوں پر بہت کام آتی ہے۔ سیاہی نیل۔ نیلا تھوتھا۔ سبزی۔ زردی۔ سرخی وغیرہ کا بھی یہی حال ہے کہ سکو ہم پانی سے جدا کر سکتے ہیں۔" (مفصل دیکھو علم کیمیا کا ابتدائی رسالہ صفحہ ۵ سے ۶۰ تک مطبع عام لاہور) اسی سے کپڑے کا بھی قیاس کرو۔

تکذیب براہین احمدیہ۔ علم نمبر ۱۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

۵۹ - مولوی - آپکا یہ فرمانا محض غلط ہے کیونکہ ایک علم اجمالی ہوتا ہے۔ دوسرا تفصیلی۔ اجمالی کے واسطے وجود معلوم ضروری نہیں ہے ورنہ لازم آئیگا جہل مرتبہ ثانی بار ہیں کیونکہ علم وجود زید کا مثلاً جب ہوگا کہ پہلے زید پیدا ہوا اور قبل پیدا ہونے زید کے لازم آئیگا کہ خدا نعوذ باللہ عالم زید کا نہوگا بقول آپ کے کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہوتا اب فرمایئے کہ جب زید پیدا ہی نہیں ہوا تو پھر خدا کو اس کا علم کیسا اور نیز دیکھو ایجاد و اختراع اسکو کہتے ہیں کہ جسکا وجود بالکل نہو اور کوئی اپنی طرف سے گھڑے جیسا کہ علم ایجاد تار برقی وغیرہ کا تو دیکھو آدمی سوچتا ہے پہلے اور بناتا ہے پیچھے اب دیکھئے سوچنا اس کا بعینہ علم ہے حالانکہ وجود اسکا ابھی نہیں ہوا پھر مدعی کا یہ کہنا کسطرح صحیح ہو سکتا ہے بہرکیف آپکا کلیہ صادق نہ رہا۔

آریہ - حضرت! آپنے اسمیں بھی چند غلطیاں کی ہیں اول تو آپنے علم اجمالی و تفصیلی نہ سمجھا سنئے اجمالی کے معنے ہیں کھول کر نہ کہنا۔ بہت کو تھوڑا کر دینا۔ پراگندہ کو اکٹھا کرنا۔ بہت درستی سے کام کرنا۔ اور تفصیلی کے معنے ہیں جدا کرنا۔ فاصلہ کرنا۔ پس علم اجمالی وہ ہے جو مجملاً یا مختصراً حال معلوم ہو اور علم تفصیلی وہ ہے جسمیں مفصل حال معلوم ہو۔ خدا کے واسطے یہ علم اجمالی کا لفظ نہایت ہی گستاخی اور بے ادبی ہے وہاں تو ہر وقت اور ہر حال میں علم تفصیلی ہے وہ کوئی بات مجمل یا نامکمل یا ادھوری یا موہومی نہیں جانتا بلکہ راز کیسے مخفی نباشد بروں دانائے او - وہ سب چیز اور انکا علم ہمیشہ صحیح مکمل بالتفصیل جانتا ہے آپکی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کو قبل از پیدائش دنیا کسی طرح کا علم نہ تھا اور اگر خدا تھا بھی تو خیال موصوف سے بڑھکر بات عاشقاں بر شاخ آہو سے ذرا بھی زیادہ نہ تھا یا سراب نما بیابان کا نقشہ تھا جسمیں ہزار بھٹکتے پھریں پانی کا پتہ نہیں۔ مگر ایسا فضول و ردی خیال خدا عز و جل کے بابت کرنا یا ماننا سراپا ستم ہے کیونکہ تمام اجسام کا مادہ اور تمام ارواح ازل سے ابتک اس شہنشاہ کل و رب العالمین کے پاس ہیں وہ خدا بے بضاعت نہیں اور نہ وہ بیابان موجد یا نادان معلم ہے اسکا علم ہمیشہ کامل ہے کبھی نامکمل نہیں۔ پس اول تو کئی زمانوں سوچتے رہنا اور پھر بنانا نہیں۔ نہیں خود کسی کو کرنا یعنی سب کچھ پہنچا پایا اپنے میں سے بنانا اگر اس کا نام بنانا ہے۔ لوگ مفاجات سے کہتے ہیں۔ پس یہ علم نہ رہا بلکہ جہل ہو گیا۔ کیونکہ علم کامل کے یہ معنے ہیں کہ وہ عین عمل ہو جاتا یا ہوتا ہے مگر خدا غریب کو اول تو علم نہیں اور اگر خدا نخواستہ کوئی موہومی چشم احول کی طرح علم ہے وہ کسکا ہے؟ اسکا جسکا وجود نہیں عالم کون ہے؟ جسکو علم نہیں محض باطل خیال ہیں۔ باقی رہا انسانوں کا ایجاد و اختراع کا حال یہ بالکل صفات باری کے خلاف ہے انسانکا علم کامل نہیں اور نہ ہوتا ہے اور خدا کا کامل ہے اور انسان کبھی معطل اور کبھی کام کرتا ہے۔ خدا ایسا ہرگز نہیں۔ انسان چند روزہ عالم اور خدا ازلی زمانہ سے عالم اعمل بلکہ عالم کل و متصرف کل و مالک کل لہذا انسان کی خدا سے کوئی نسبت نہیں اور آپکا مفروض باطل۔ سوچئے اس آپ کے مفروض ہلاکی دفر آنی سے خدا پر جہالت اور تعطل کا الزام عاید ہوتا ہے۔ بدیں تفصیل آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ سے جاہل اور میرے پیدا ہونے سے پہلے مجھ سے جاہل علیٰ ہذا القیاس آدم کے پیدا ہونے سے پہلے من کل وجوہ دنیا سے آفتاب تک سب کے علم سے جاہل اور بیکار - ملک - انحراف لغلی سے محروم الارشاد و کتابیں کیا ایسے نادان و جاہل کو جو ہیں خدا ای کے کوئی اوصاف نہیں آپکا یا دیگر مسلمان بھائیوں کا اعتقاد رہے کہ ہے خدا مانیں مگر ہم اور وید مقدس انکو ہرگز ہرگز الدیا الا کل پرماتما کبھی نہیں کہہ سکتے اور نہ مان سکتے ہیں اسی واسطے آپ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ صفات باری عین ہے نہ غیر" (صفحہ ۵۵) پھر دوسری جگہ لکھا ہے۔ "اور معلومات کے ہے کہ وجود عمرو بکر حادث ہے۔ پس یہ صفت ربانیت عمرو بکر بھی حادث ہوگی۔" (صفحہ ۵۴) پھر لکھتے ہیں کہ جو شے قدیم ہے اسکے لئے بالکل صفات نہیں چہ جائیکہ وہ قدیم ہوں" (صفحہ ۵۵) پس ایسا خدا اور ایسا مولا جو معدوم سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا آپ لوگوں کو مبارک رہے اور ایسا دین جسکو دلائل عقلی و علمی و منطقی و فلسفی سے رو حالی عنادیہ جس نے منطق کے اوراق سے منتجا جائز بتلایا ہوا اور جو درست کچھ بھی زیادہ نہیں اور جسکو آپ لوگ لذات نفسانی کے سبب نہیں چھوڑنا چاہتے آپ صاحبوں کا حصہ ہو گیا۔

ما نمے خواہیم ایں اسلام را

پس ثابت ہوا کہ علم بغیر معلوم کے نہیں ہو سکتا اور آپ کا دعویٰ بہمہ وجوہ باطل ہوا۔

تکذیب براہین احمدیہ علم نمبر ۲ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مرے گا اور جو پیدا ہوا وہی مرے گا۔

۶۰ - ۶۲ - مولوی - اول ڈیڑھ صفحہ میں ایک بیہودہ زٹل میاں اور بھابی جب اور ایک عورت حسینہ جمیلہ کی ٹانک کر پھر لکھتے ہیں) دیانندی لوگ رات دن نئے نئے رخنہ دین محمدی میں نکالتے رہتے ہیں کہ جس سے تم پورے واقف نہیں ہو سکتے اور ادنیٰ سا رخنہ انکا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ نام شاہجہاں بادشاہ بسبب عمدہ بنانے عمارات کے پیدا ہوا ہے اور کبھی نہ مریگا کیونکہ جب تک دنیا رہیگی اس کا نام بھی رہیگا اور نیز ہر ایک کا جو نام نیک پیدا ہوا ہے وہ جبتک دنیا رہے گی نہ مٹے گا علیٰ ہذا القیاس دین محمدیہ کا جسکو پیدا ہوئے تیرہ سو برس آجتک ہوئے ہیں صفحہ ایام سے نہیں مٹیگا۔ اگرچہ ان مخالفین کی ہستی صفحہ روزگار سے بالکل نیست و نابود ہو جاوے اور پھر وہ کلیہ مدعی کا کہاں رہا کہ جو پیدا ہوا وہی مریگا دیکھو یہ نام پیدا ہوئے اور مرے نہیں بلکہ سالہا سال تک برابر چلے آتے ہیں اور چلے جاوینگے نہیں مرینگے سعدی فرماتے ہیں ؎

قاروں ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت — نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت
زندہ است نام نیکو نوشیرواں بعدل — گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند

اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ رہا اس کا جواب کہ جو پیدا نہیں ہوا وہ نہیں مریگا سو یہ سوائے ایک ذات خدا کے دوسری جگہ پر صادق ہی نہیں آیا۔ لہذا اسکو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ درست ہے مگر اس سے کہ آپ کے دعویٰ کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ روح حادث اور فنا اسکے لئے بھی ثابت اور بقا اس کا اگرچہ علم الٰہی میں ہو لیکن اس پر کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ ورنہ آپکا مدعا ثابت ہوتا ہے کیونکہ معدومات بھی علم الٰہی میں سب موجود ہیں۔ یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں نہ علم باری کے

آریہ۔ اس آپ کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نفس مضمون سے کسقدر دور بھاگ جاتے ہیں۔ دیانندی لوگ مٹے مٹے رخنہ دین محمدی میں نہیں نکالتے دین محمدی کی دیواریں رخنہ و سوراخ تو ملّا و مولوی و امام و خلیفہ و فقیر صاحبان نکالتے ہیں۔ دیکھئے ایک طرف مرزا اعلام احمد صاحب مسیح کا اوتار بنے ہوئے ہیں اور الہام کے مدعی۔ دوسری طرف مولوی نوردین صاحب الہام کے دعویدار۔ اُدھر مہدی سوڈانی۔ ایک طرف عرب کا مسیح ایک طرف ایران کا مہدی یہ تو موجودہ زمانہ کے پیروان طریقت اسلام یا مدعیان الہام کا حال ہے اب پہلے زمانے کا حال سنئے سُنّی لوگ اہل شیعہ کو کافر اور بدعتی پکارتے ہیں اور اہل شیعہ اُن کی تقلید پرستی کا خاکہ اُڑاتے ہیں وہابی جدا ہی عبد الوہاب کا گیت گاتے ہیں اور دونو کو بدعتی ٹھیراتے ہیں۔ نیچری تینوں سے جدا۔ ملائک۔ جن۔ آسمان۔ معجزات سے انکار فرمارہے ہیں چار اماموں کے پیرو حنفی یا مالکی۔ شافعی۔ احمدی اور قدریہ وغیرہ مع فرقہ اپنے آپ کو اہل مسلمان اور باقیوں کو مرتد گردان رہے ہیں اسی طرح ان فرقہ ہائے کے اندر اور صدہا طرح کی تفریق ایک دوسرے کی تضحیک کر رہے ہیں۔ سب ایک دوسرے کو ناری اور اپنے آپ کو ناجی کہتے ہیں تا بدیگراں چہ رسد۔ پس محمدی دیوار کو جس قدر ناکارہ اور مسمار کیا ہے وہ انہیں اور اس قسم کے عالموں کی مہربانی ہے اور اب تو سوراخوں کی کثرت سے آفتاب لب بام ہو رہا ہے چاروں طرف سے اُسکی تباہی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ آریہ لوگ اس میں رخنہ اندازی نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ تمام مسلمان بھائیوں کو ست دھرم کی طرف دعوت کر رہے ہیں وہ تو اُس دیوار کی خرابیوں کو دور کرکے آریہ مندر بنانا چاہتے ہیں۔ گرانا۔ توڑنا۔ مٹانا بیوقوفوں کا کام ہے۔ عقلا کا نہیں۔ ترجمہ۔ نوشیروان یا شاہجہان یا قارون یا محمد چونکہ یہ سب پیدا ہوئے تھے بنا بران فوت ہو گئے مگر پیدا ہوا تھا اُن کا جسم اس واسطے وہ فوت ہو گیا۔ روح نہ پیدا ہوا تھا اور نہ فوت ہوا اور یہی سبب ہے کہ اب تک ہمیشہ تک رہیگا باقی رہے یہ دونوں شعر یہ صرف نیکی کی تعریف اور بدی کی مذمت میں ہیں اور نہ اُن میں صاف لکھا ہے ؎ زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل۔ گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند ٭ یعنی نام بسبب عدل کے زندہ یعنی یادگار زمانہ ہے بطور فسانہ کے ورنہ بہت زمانہ گذر چکا ہے کہ نوشیرواں مرگیا۔ اور یہی حال شاہجہان کا ہے یہ مظلوم بادشاہ اپنے ظالم مگر دیندار اور بے ایمان محی الدین فرزند کے ہاتھ سے قید میں مرگیا۔ اور آپ اُسے اب زندہ بتلاتے ہیں یہ بھی عمارت بنانے کی ترغیب ہے ؏ ورنہ بسے گذشت کہ شاہ جہان نماند۔ اور اسی طرح محمد صاحب فوت ہو گئے مدینہ کے شہر میں مدفون ہیں۔ پس صحیح ہوا ہمارا دعوے یعنی علم نمبر ۱ کے جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا اور جو نہیں پیدا ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ جسم ان سب کے پیدا ہوئے بنا بران مر بھی گئے روح پیدا نہیں ہوئی تھی بنا بران باقی ہیں اور کبھی نہیں مریں گے۔ جب آپ کہتے ہیں "کہ علم الٰہی میں سب موجود ہیں اور یہ موجود اور معدوم تو ہمارے علم قاصرہ کے اعتبار سے کہلاتے ہیں" پس آپ اپنے علم قاصرہ اور فہم ناقصہ کو ترک کیجئے۔ جب علم الٰہی میں سب موجود ہیں علم ناقصہ سے نہیں اور نہ قاصرہ سے بلکہ کاملہ سے تو اصل میں خود آپ کے قول سے بالبداہت ثابت ہے کہ ارواح و مادہ اجسام انادی یعنی قدیم ہے اور ہم اُسی علم الٰہی یعنی وید مقدس کے رو سے یہ تلقین کرتے ہیں اور تمام دنیا کو تلقین۔ کہ مادہ اور ارواح یا ربرہم پرماتما کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ تک رہینگے خدا کبھی بے بضاعت نہیں اور نہ فرومایہ ہے وہ ہمیشہ اٹل قانون اور اٹوٹ بھنڈار اور لازوال نیموں سے سناتن جیوروپ پرجا کا مالک اور بے شمار مادہ پر قابض ہے کیونکہ وہ محور یعنے حقیقی منتظم ہے وید میں ہے " अद द्य क्षा त्व तीश्य सा माभ्य یعنے تمام جیوروپ انادی پرجا اور انادی پرکرتی کا حقیقی منتظم اور ادھشٹاتا اور وید دواراست کا اپدیشک ہے اسی مبارک خیال کو ایک فاضل ان الفاظ میں ادا کرتا ہے ۔

بران خدا کہ ذراتِ آسمان و زمین ۔ ہمیں کنند بپاکی ذات او اقرار
چناں نگاشت ز الواحِ عقل صوتِ علم ۔ کہ خیرہ گشت در دیدۂ اولوا الابصار

پس یہی مقدس عقیدہ وید مقدس کا ارشاد ہے اور یہی ہر ایک علم دوست فلسفہ جاننے والے محقق کا اعتقاد ہے۔ ہم فضول طریقہ کے معارض مولوی صاحب سے برخلاف اُن کی بد تہذیبوں کے مودبانہ ملتمس ہیں کہ وہ کاغذ سیاہ کرنے پر دلیر نہ ہوں بلکہ ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں۔ بعد ازاں جہانتک فلسفہ قرآنی سے اعتراض ہو سکیں کریں ہم ہر وقت مہذبانہ طریقہ سے جواب دینے پر طیار ہیں خدا کرے کہ انہیں حق و باطل کے انفصال کا خیال پیدا ہو اور جلدی بطالت سے نکلکر صداقت کے حامی بنیں ٭ لطیفہ۔ عرصہ ایک سال کا ہوا کہ ہم ایک دفعہ دیوان حافظ تفریحاً دیکھ رہے تھے اتفاقاً خیال آیا لوگ اس میں فال ڈالتے ہیں آؤ ہم ایک فال ڈالیں دل میں ارادہ کیا کہ خدا تمام آریہ کریگا یا نہ بقاعدہ مقررہ جب ورق اٹھائے گئے تو یہ شعر نکلا ؎ دوش گفتم بکند لعلِ لبش چارۂ دل ٭ ہاتف از غیب ندا داد کہ آرے بکند

آرے کے لفظ کو آریہ سے جو نسبت ہے وہ نہایت ہی موزوں ہے بعد مطالعہ کے طبیعت حافظ علیہ الرحمۃ کی حق بیانی پر بہت محظوظ ہو گئی۔ آمین یا رب العالمین ٭

ردِّ خلعت اسلام

دیباچہ از ایڈیٹر

تحفہ شہید کا دوسرا نمبر بھی طالبان حق کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ مجھے اکثر بھائی خبردار کرتے رہے کہ میں آریہ مسافر کے تحریری مضامین کو حفاظت سے رکھوں۔ لیکن باوجود میرے احتیاط کے اس رسالہ کے ۱۰ صفحوں کا تحریری مضمون ایک نابکار نے غایب کر لیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر گم شدہ صفحے دستیاب نہ ہوئے۔ مجرم کو تو اپنے جرم کی سزا مل گئی۔ لیکن مضمون ادھورا رہ گیا میرا ارادہ یہ بھی ہوا کہ اس کمی کو میں خود پورا کردوں۔ اول تو وہ رسالے نہ ملے جن کا کہ یہ جواب تھا۔ اور دوم میں پنڈت لیکھ رام کی تحریر بجنسہ نظر ناظرین کرنا چاہتا تھا۔ چونکہ گم شدہ حصے میں دئے ہوئے جواب اکثر پنڈت جی کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔ اس لئے واقعی کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا ٭

منشی رام جگیاسو
جالندھر شہر۔ یکم ستمبر ۱۸۹۷ء

دیباچہ از مصنف

پرماتما نراکار گیان مے کی پرارتھنا کے بعد عرض خدمت ناظرین یہ ہے کہ منشی عبد الحمید صاحب نے فروری ۱۸۹۳ء میں اجمیر پہنچکر سر بازار آریہ سماج

کے ممبروں کو بُرا کہنا شروع کیا۔ سماج نے اپنے مبارک نیتوں کے مطابق گالی دینا اور فحش بکنا اپنا شیوہ نہ سمجھ کر معقول طور پر مباحثہ کرنا ضروری سمجھا ماسٹر درپرچند جی نے بصلاح ممبران سماج بارہ سوال لکھ کر اُن کی خدمت میں ارسال کئے۔ جن کا جواب مولوی صاحب نے جو کچھ دیا ہے اُس کی تردید ہم نے ۔ ناظرین کرام آپ خود حق و باطل کی تمیز کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ راستی کدھر ہے مولوی صاحب کی طرح اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہمارا شیوہ نہیں ہے اور نہ عقلاء کا یہ طریقہ ہے۔ مولوی صاحب نے چونکہ ہمیں مخاطب بنایا ہے۔ بنا براں ہم نے آریہ سماج کی اجازت سے اس خدمت کو اپنے ذمہ لیا اور اخیر میں دو جوابی اشتہار بھی درج کر دئیے گئے جو مولوی صاحب کے اشتہاروں کے رد میں ایک دو ممبران سماج اجمیر نے شائع کئے تھے۔ اور وہی ہماری طرف سے اُن کی شکست آریہ کا جواب ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب نے انصاف اور راستی سے کام نہیں لیا۔ ورنہ اگر وہ حق پسند ہوتے تو شکست آریہ میں ہمارے جوابی اشتہار بھی چھپا دیتے۔ مگر انہوں نے کانے آدمی کی طرح صرف ایک آنکھ سے دیکھنا مناسب سمجھا۔ ہمیں خدا نے دو آنکھیں دی ہیں۔ بنا براں ہم یک طرفہ فیصلہ نہیں کرنا چاہتے یہی سبب ہے کہ سب دونوں طرف کا حال گزارش کرتے ہیں ◆

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۹۳ء

خاکسار لیکھ رام آریہ مسافر
از کھوٹہ ضلع راولپنڈی

آغاز کتاب

سوال ۱۔ روح مادی ہے یا غیر مادی۔ اگر غیر مادی ہے تو اس کا سایا عکس اور اگر مادی ہے تو کس چیز سے بنائی گئی؟

جواب مولوی صاحب۔ روح غیر مادی ہے لیکن خدا کی زیر قدرت میں سب چیزیں داخل ہیں۔ خواہ مادہ ہو یا روح ورنہ لازم آئیگا کہ خدا روح اور مادہ کے بنانے سے عاجز ہو۔ پس قادر مطلق نہ رہا حالانکہ خدا کے قادر مطلق ہونے کو تم خود بھی تسلیم کرتے ہو۔ (دیکھو آریہ سماج کا دوسرا اصول) ◆

تردید۔ جناب قادر مطلق کے معنے آپ نے مطلق نہیں سمجھے سنئے قادر کے معنے ہیں قدرت والا۔ طاقت رکھنے والا اور قدر کے معنے ہیں بالفتح اول و سکون دال عزت۔ بزرگی و بزرگ داشتن و اندازہ چیزے و اندازہ کردن و قسمت و روزی و تونگری و بے نیازی و طاقت بفتحتین قضا و حکم و نہایت و اندازہ چیزے و حکم کل مجمل الٰہی در روز اول و اندازہ کردہ برائے بندہ و مرادف تقدیر و بمعنے مطلق اندازہ نیز آمدہ (از منتخب و مدار و بہار عجم و صراح و لطائف) اور مطلق کے معنے ہیں آزاد و بے قید رواں کیا گیا۔ یعنی آزاد شدہ از قید و حصر و بے خصومت و رواں کردہ شدہ و آنکہ آنرا قید نباشد (از کشف و منتخب) پس قادر مطلق کے یہ معنے ہوئے کہ جو اپنی تمام خداوندی کی طاقتوں میں آزاد ہے کسی دوسرے خدا کا محتاج نہیں اور نہ کسی چیز کا بلکہ سب چیزیں اُس کی محتاج ہیں۔ اور یہی مطلب سرو شکتی مان کا ہے۔ مگر نیستی کوئی چیز نہیں اور نہ اُس کا کوئی قادر مطلق ہے۔ جیسے جب کوئی زمین نہیں تو اُس کا کوئی زمیندار بھی نہیں اور اگر ہم کہیں کہ وہ اُس زمین کا زمیندار ہے جس زمین کا وجود ہی نہیں۔ تو اصل میں ہم زمیندار کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ آپ کا جواب اصل میں خدا کی ہستی سے انکار ہے جب مادہ یعنی ایٹم یا پرمانو خود ہی نیستی سے ہستی میں نہیں آ سکتے اور نہ معدوم ہو سکتے ہیں اور یہ صرف کہنا ہی نہیں یا محض ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ اس میں تمام سائنس دان ہمارے ساتھ اس کے ماننے میں متفق ہیں تو اُس کا سراسر محال اور اُس کا ماننا اور بھی باطل خیال ہے۔ مولوی صاحب جب مادہ ہی فنا پذیر نہیں اور نہ حادث ہے۔ تو روح جو غیر مادی ہے اور غیر فانی وہ کس طرح احداث کے قابل ہو سکتی ہے۔ اور لفظ عدم کا اُس پر یا مادہ پر کس طرح اطلاق پا سکتا ہے۔ جب یہ علم کے خلاف ہے اور ساتھ ہی عقل و تجربہ اس کے ماننے سے انکاری۔ اور تمام نیچر یا قانون قدرت میں اس کی مثال یا نظیر ایک بھی نہیں مل سکتی اور مل سکے کہاں سے جبکہ اس کا وجود ہی باطل ہے۔ تو پھر فرمائیے کہ ہم یہ عقیدہ یا مذہب بلا دلیل اور ثبوت کے کس طرح مان سکتے ہیں مولوی صاحب یہ شکتی یا طاقت نہیں بلکہ کمزوری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو مادہ کے استعمال میں قادر مطلق نہ سمجھیں اور نہ روحوں کو کرموں انوسار پھل دینے میں بلکہ اُس کو نیستی یا عدم پر قادر مطلق سمجھیں اور ناداری یا نحوست کا مالک خیال کریں۔ کیا کوئی ایسا وجود خدا کہلانے کے لائق ہو سکتا ہے کیا ہمیشہ کے زمانہ سے کوئی بے سرمایہ چیز قادر مطلق ہو سکتی ہے؟ کیا علم و عقل و تجربہ و مشاہدہ کے خلاف صفات سے موصوف کو ہم اللہ تعالیٰ یا مالک کل کہہ سکتے ہیں؟ کیا عدم کے ملک کا راجہ معدوم سے کچھ زیادہ ہے؟ اگر ان سب باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں۔ تو اسلام اس سوال کے جواب سے محض لاجواب ہے ◆

سوال ۲۔ جبکہ شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے تو فضیلت کس کو ہے؟

صفحہ ۷ و ۸ **جواب مولوی۔** خدا کے ارادہ قدرت کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ سب پر غالب ہے۔ پس اُس پر کسی کو فضیلت نہ ہوئی دیکھو آیتہ **واللہ غالب علی امرہ ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون۔** خدا کے ارادہ کو کوئی نہیں توڑ سکتا وہ اُس پر غالب ہے۔ لیکن بہت سے لوگ سمجھتے نہیں۔ ہاں وید کے رو سے شیطان خدا کے ارادہ کو توڑ سکتا ہے ◆

تردید۔ یہ جواب مولوی صاحب کا سراسر قرآن و حدیث کی لاعلمی سے ناشی یعنی پیدا شدہ ہے اور اُن کی سادہ لوحی و ناواقفی پر مبنی ہے۔ ورنہ اس سوال کا جواب مسلمانوں کے پاس ہرگز نہیں۔ البتہ وہ اس کا جواب ایک طرح پر آسانی سے دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ شیطان کی تسلیم اور قرآن کی تعلیم سے انکار کریں۔ جب تک وہ اس سے منکر نہیں ہوتے شیطان کا تسلط اُن کے دل و دماغ سے نہیں ہٹ سکتا۔ دیکھئے **سورۃ یونس ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین۔** ترجمہ اگر خواستے خدا ایمان آوردند آنانکہ در زمین اند ہمہ ایشان یکجا۔ آیا تو جبر توانی کرد مرداں را تا مسلمان شوند۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے۔ آوردہ اند کہ حضرت رسالت پناہ بر ایمان قوم لغایت حریص بود۔ چوں ایمان نمے آوردند غبار ملال بر آئینہ دل بغل مبارک آنحضرت مے نشست حق سبحانہ این آیت فرستاد و ایمان خلق را بمشیت خود باز بست" یہ سورۃ مکی ہے اور اُس وقت کی جبکہ قتال کا حکم نہیں ہوا تھا یعنی حضرت کمزور تھے۔ کئی مدت تک حضرت اسی طرح کا خیال پکاتے رہے مگر نہ ہو سکا آخر لڑائی پر کمر باندھی اور جبراً مذہب

تلوار کے لوگوں کو طوعاً و کرہاً مسلمان کرنا شروع کیا۔ اسی واسطے تفسیر حسینی میں لکھا ہے (کہ این آیتہ منسوخ ست بآیتہ قتال" (دیکھو جلد اول صفحہ ۲۹۴) مگر کیا ہوا باوجود سورۃ قتال کے نزول ہونے کے بھی تمام دنیا مسلمان نہ ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ لاکھوں آدمی جو تلوار کے زور سے محمدی ہوئے تھے۔ تلوار کے ٹکڑے ہوتے ہی ایسے پرانے مذہب میں چلے گئے۔ حالانکہ خدا بہت ہٹ بڑھا ہوا اور زور لگا رہا وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ترجمہ کارزار کنید اے مسلماناں با ایشاں تا آنکہ نباشد ہیچ فتنہ یعنی غلبہ کفر و باشد دین ہمہ اش برائے خدا پھر سورۃ انفال میں لکھا ہے ویرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ ویقطع دابر الکفرین الخ ترجمہ میخواست خدا کہ ثابت کند دین حق را بفرمانہائے خویش و ببرد بنیاد کافراں رامیخواست تا ثابت کند دین حق را و برطرف کند دین باطل را۔ اگرچہ ناخوشنود باشند گنہگاراں۔ پھر سورۃ یونس میں ہے وما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ ترجمہ و نبود ہیچ نفسے را کہ ایمان آرد مگر بخواست خدا۔ اسپر تفسیر حسینی میں ہے و نشاید و نیست ہیچ تن را آنکہ ایمان آرد مگر بارادت و توفیق و قضائے الٰہی۔ اس آیت پر مولوی رومی صاحب نے لکھا ہے:۔

مرمغی را گفت مردے کاے فلاں ہیں مسلمان شو بباش از مومناں
گفت اگر خواہد خدا مومن شوم ور فزاید فضل ہم موقن شوم
گفت مے خواہد خدا ایمان تو تا رہد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس زشت و شیطان لعین میکشندت جانب کفران و کیں
گفت اے معیف چو ایشان غالب اند یار او باشم کہ باشد زورمند

(مفصل دیکھو تکذیب براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۲۴۷)۔

لاکھوں آدمی مسلمان ہو کر برسوں حافظ قرآن رہکر بلکہ عالم و فاضل۔ قاضی و مفتی کی ڈگری (سند) پا کر غیر مذاہب میں چلے گئے اور جا رہے ہیں ہم نے رسالہ جہاد میں ہی بہت سی شہادتیں دی ہیں پس یہ آپ کا جواب سراپا ناصواب ہے اور شیطان برابر رحمان و یزدان کے ارادوں کو توڑ رہا ہے اور اُسے مایوس کر رہا ہے یاد رہے اہل الوید وہ نہ تو شیطان کو مانتے ہیں اور نہ اُس کی ہستی کے قایل۔ بنا براں سارے الزام قرآن اور اسلام کے ذمہ ہیں وہ ان الزاموں سے کسی حالت میں بھی بری نہیں ہوسکتا +

سوال ۳۔ خدا ہر جگہ موجود ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو محمد صاحب کیوں آسمان پر خدا کی ملاقات کو گئے؟

۸۔۱۵۔ جواب مولوی۔ خدا کی ہستی محض بسیط۔ نورانی۔ ازلی اور ابدی ہے۔ ہر ایک شرکت اور شائبہ نقصانات سے بالکل مبرا۔ ذاتیات و رنابیات سے وراء الورا۔ اُسکا وجود عین ذات ہے۔ جسکی قدرت عیاں ذرات ہے۔ غیر محدود ہر ایک پلید اور ناپاک جگہ کے رہنے سے پاک صاف اور ہر بلندی و پستی میں اُس کی حکمت کا جگمگاتا آفتاب نہایت آب و تاب کے ساتھ اپنی شعاعیں چھوڑ رہا ہے۔ ذرہ ذرہ میں اُسکے نیّر علم کی کرنیں پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہیں پس معلوم کرنا چاہیئے خدا آسمان اور زمین سے وراء الورا لامکاں میں ہے اور اُس کے علم نے تمام چیزوں کو ایسا گھیر رکھا ہے کہ ذرہ ذرہ اُس کے علم سے باہر نہیں یعنی تمام زمین اور آسمان اور تمام کائنات اور سب کے سب موجودات اُسکی ذات بابرکات کے سامنے ایسے ہیں جیسے ایک بڑے طشت میں چھوٹا سا دانہ رائی کا۔ اور اُس کے پاس کا بیٹھا ہے۔ اُسمیں اُس دانہ رائی کو باریک نظر سے دیکھ رہا ہو تو جسقدر اس دانہ کے اندر جوہر یا اوصاف ہونگے اُن سب کو وہ ایک ہی نظر سے دیکھیگا۔ یہ بھی مثال ذات باری کی ہے ورنہ رائی کے اندر کی سب چیزوں کو وہ آدمی قریب بیٹھا ہوا اُس کو ایک ہی نظر سے دیکھ رہا ہے۔ ہر ایک یہ خیال کریگا۔ یہ آدمی میرے پاس موجود ہے حالانکہ وہ آدمی اُس سے علیحدہ بیٹھا ہے اسی طرح کرۂ زمین کے رہنے والے یہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارے پاس موجود ہے۔ دوسری مثال آفتاب جب معمورہ عالم پر افق سے طلوع کرتا ہے۔ تو اُس معمورہ پر اپنی شعاعیں ایک ہی آن میں علی الطبقات للسماوات چھوڑتا ہے اور ہر شہر کا رہنے والا یہ باور کریگا کہ اسوقت ہمارے شہر میں آفتاب نکلا ہوا ہے۔ باوجودیکہ وہ فلک چہارم کے بارھویں برج کے کسی حصہ میں جاتا ہے لیکن سکو اُس کے اپنے اپنے مکاں میں ایک ہی آن میں دکھلائی دیتا ہے۔ گو اُنکے مکانوں میں مہماں کے طریق پر اُترا ہوا نہیں ہے مگر پھر بھی سب یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ہمارے مکان میں موجود ہے پس ہم آریوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کسی شہر کا رہنے والا کہ جہاں آفتاب طلوع کر رکھا ہو کرۂ آفتاب سے اگر ملنا چاہے تو کیا اُس شہر میں اور اُسی گھر میں بلا حس و حرکت کے اندر بیٹھا ہوا کرۂ آفتاب سے ملسکتا ہے۔ تو تو ہرگز نہیں۔ پس یہی عالم ہے رسول خدا کے معراج کا گو کہ خدا کے پرتوے اور جلال نے کعبہ اور غیر کعبہ پر اپنا جلوہ من حیث الوجود برابر ڈال رکھا ہے۔ اور اُس کے علم اور نور کا جلوہ ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے آفتاب کی روشنی۔ لیکن اگر کوئی خدا سے ملنا چاہے تو ضرور اُسے لامکان تک جانا ہوگا۔ لہذا رسول کریم جو خاص اس کرۂ زمیں کے رہنے والے ہیں جو خدا کی ذات کے سامنے حبہ خردلہ سے بھی کہیں فروتر ہے۔ یہ مسافت طے کر کے خدائے لایزال سے لامکان میں ملنے گئے" مسلمانوں کا خدا ہر نامناسب جگہ کے رہنے سے بالکل مبرا و منزہ۔ لامکاں اسکے مقام کا عنوان ہے زمین و آسمان سے وراء الورا ہے" کل کرۂ تیرہ ہیں چار اربعہ عناصر کے اور نو ۹ افلاک کے اور وہ باہمی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح لپٹے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے پردے۔ فرق اس قدر ہے کہ پیاز میں درجہ یعنے فاصلہ نہیں اور افلاک میں فروج یعنے فاصلے ہیں۔ سب سے اول مرکز یا مرکز کے قریب کرۂ زمین کا ہے اُسکے بعد کرۂ پانی کا۔ اُس کے بعد کرۂ ہوا۔ اُسکے اوپر کرہ نار۔ اُس کے بعد فلک اول۔ پس ثانی بعدہٗ ثالث بعدہٗ رابع پھر خامس پھر سادس پھر فلک الافلاک بعدہٗ عرش و کرسی۔ اُسکے بعد لامکان"۔ ازاں بعد غور کرنا چاہیئے۔ کہ کل کرۂ افلاک ایسے مجلّا اور مشقل ہیں کہ نظر کو تاب نہیں جو اُنکے جگمگاتے جرم پر ٹھیر جائے۔ لیکن شان کبریائی نے ساتویں فلک کو واسطے بند کرنے اور روکنے نظر کے مائل بہ نیلگوں بنایا ہے اس میں فلسفہ یہ تھا کہ تا نظر کو سب کروں کی سیر کے لئے کوئی سہارا مل جائے"۔ اور ہر ایک کرہ باستثنا فلک الافلاک مکاں ہے اور جو مستقر فیہ ہے وہ مکین اور محدود ہے اور ہر مکین حادث بالذات ہے" خدا کے ہر جگہ موجود ہونے کے کیا معنے آیا اُس کے یہی معنے ہیں جو بعض نافہم آریوں نے سمجھے کہ خدا ایک ایک چیز کے اندر ہے خواہ افلاک ہو یا خاک۔ جوہر ہو یا عرض۔ شجر ہو یا حجر۔ در ہو یا دیوار۔ بالاخانہ ہو یا تہ خانہ۔ لے شاب ہو یا بتخانہ۔ سگ ہو یا خوک۔ شیر ہو یا بلی۔ سانپ ہو یا بچھو۔ اُلّو ہو یا بجو وغیرہ پس ایسے اعتقاد کا ماننے والا نزدیک شریعت اور طریقت اور حقیقت اور معرفت کے علم سلیم اور فہم مستقیم سے بہت گرا ہوا ہے اور نہ یہ خیال کسی معرفت کامل تک پہنچا سکتا ہے" +

تردید آپکی علمی لیاقت تو پلید[1] کو پلیت اور مصقل کو مشقل لکھنے سے ظاہر ہے

---

[1] پلید بدال صحیح است و بجائے دال تائے و قافی نوشتن و گفتن خطا ست۔ از غیاث

اور اس لیاقت پر طمطراق یہ کہ جامع علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی اور رسم خط سے آگاہی یہاں تک کہ بیتاب کو بے شتاب لکھا۔ پھر بھی اگر کوئی لیاقت پر قناعت نہ ہو اور فضیلت کی ڈگری عطا نہ کرے تو اسکا قصور۔ فارغ التحصیل ہونے کی شہادت تو کتابوں کے نام لکھنے سے ظاہر۔ بایں ہمہ اکثر الناس لا یعلمون یعنے اکثر لوگ آپکی اندرونی علمیت سے بے علم ہیں۔ خداتعالے کی بابت جو کچھ خیال آپنے ظاہر کئے ہیں اُنسے بخوبی واضح ہے کہ آپ اُسے سب آسمانوں سے اوپر عرش پر یا لامکان میں مانتے ہیں اور پھر منطقی لیاقت یہ کہ ہر ایک کرہ ما سنتہائے فلک الافلاک مکاں ہے غرضیکہ آپکی اس ساری بیہودہ کوشش سے اچھی طرح ہویدا ہوگیا۔ کہ ایک محدود خیر جو محدود عرش پر مقیم یا کوہ طور پر موسیٰ سے کلیم ہے اُسے آپ رحیم و کریم تسلیم کئے ہوئے ہیں دیکھو ثم استوی علے العرش اسی عرش اثباتی اور رنگین آسمانی کو معراج یعنی زینہ لگا کر حضرت محمد صاحب آسمان پر ملنے گئے تھے پس کوئی شک نہیں کہ وہ محدود ہوگیا سرب بیاپک نہ رہا۔ وہ خدا صرف فردوس مکانی ہو کر چشم عبرت یا حیرت سے حسرت کے طور پر دنیا کو دیکھ رہا ہے بقول سعدی ؎ حشمش مگر انست کہ تالکش باد گرانست جو خدا کبھی کبھی نادر شاہ یا احمد شاہ کی طرح لوٹ مار کر جاتا او کبھی کبھی اُتر کر برج بابل یا مسجد کعبہ کی سیر کر جاتا ہے اور جو خصوصاً جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں اترا کرتا ہے یا نزول فرماتا ہے۔ جسکے تخت کو فرشتوں نے کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے ایسے خدا کے محدود ہونے میں کون شک کر سکتا ہے۔ اور پھر آپ کی دو مثالوں نے اور بھی میدان صاف کر دیا جیسے ہندوؤں کا خدا بیکنٹھ یا کھیتر سمندر میں براجمان ہے اور عیسائیوں کا خدا چوتھے آسمان پر یا قالب ثالثہ میں جلوہ کناں اُسی طرح محمدیوں کا خدا بھی عرش معلی کے محیلہ حجرہ میں محملہ نشین معشوقہ سے بڑھکر نہیں ہے اور وہ بھی حجاب میں محجوب بھی ہے۔ اسکا باعث معلوم نہیں شاید سورۃ حجاب کے نزول سے پہلے بیحجاب ہو مگر کیا وہ باعث حجاب کا تو نہیں جو سعدی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ؎

خوبرویاں کشادہ رو باشند — تو کہ در پردۂ مگر زشتی

مگر کیا ایسا محدود اور ایک دیسی خدا ہو سکتا ہے؟ جسطرح ایک آدمی علم جانتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں کتاب ہے مگر اُسکا کوئی تصرف اُسپر نہیں اور نہ قبضہ ہے مسلمانوں کے دلمیں تو بموجب حدیث شریف کے ایک ایک نہیں نہیں بلکہ بموجب قول مولوی صاحب کے ستر ستر شیطان موجود ہیں۔ خدا کا وہاں نام و نشان بھی مفقود ہے اور کیوں مفقود نہ ہوا اُسکو علمائے اسلام نے عرش کے اوپر کسی غار میں اصحاب کہف کی طرح سلا دیا یہی سبب ہے کہ اب دُنیا میں اُسکا راج بھی نہیں بلکہ بقول بائیبل کے اس جہان کا بادشاہ ابلیس ہے پس ایسا غیر متصرف خدا۔ محدود اور ایک دیشی سرب بیاپک یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے بے بہرہ ہے۔ وہ وحی و تنزیل میں جبرئیل کا اور گمراہی و خرابی میں عزرائیل کا اسیطرح بیٹھنے یا آرام فرمانے میں عرش و کرسی کا محتاج ہے۔ خدائی اور صفات خداوندی کے وہ ہرگز لایق نہیں۔ ممبران آریہ سماج یا پیروان وید مقدس ہمہ اوست کے قایل نہیں کیونکہ یہ دونو ایک ہی ہیں جیسے بت پرست و مورتی پوجک۔ ہم لوگوں کا ایشور کی بابت یہ اعتقاد ہے کہ وہ سچدانند سروپ۔ نراکار۔ سروشکتی مان۔ نیاکاری۔ دیالو۔ اجنما۔ اننت۔ نروکار۔ انادی۔ انوپم۔ سرو ادہار۔ سرویشور۔ سروبیاپک۔ سرو انتریامی۔ اجر۔ امر۔ ابھے۔ نت۔ پوتر اور سرشٹی کرتا ہے۔ اُسی کی اپاسنا کرنی یوگ ہے مفصل تشریح ہر ایک کی دیکھو آریہ سماج کے اصول مسرح) بیاپ اور بیاپک سمبندھ کے جاننے والوں نے جس قدر ایشوری گیان کے بھنڈار کھولے ہیں وہ دوسروں کی کیا طاقت اور کیا یارا۔ تشریح تو در کنار اُنکے لئے سمجھنا بھی مشکل ہے۔ ہمارا تو اعتقاد ہے ؎

نافہمی تیری پردہ ہے دیدار کیلئے — ورنہ کوئی نقاب نہیں یار کیلئے

اور قرآن کے مطالعہ سے جو لوگ اُسکی تہ کو پہنچے ہیں اُنکی بابت تفسیر حسینی میں ہے یکے از اعزہ[لہ] در شرح گلشن راز نوشتہ کہ ہر عین از اعیان موجود فی الخارج را دو اعتبار ہست یکے من حیث الحقیقۃ و آن عبارت ست از ظہور نور حق در صور مظاہر ممکنات و این را حق مشہود گویند و اعتبار دوم من حیث التشخص و التعین و ازیں حیثیت ست کہ ایشانرا ممکن میگویند و خلق نیز نامند و جمیع نقایص موجودات ممکنہ ازیں وجہ منسوب میدارند۔ **مثنوی**

ازرہ صورت نماید غیر دوست — چون نظر کردی بمعنے جملہ اوست
زاں یکے ماعندکم ینفد ستو — جز پئے ما عندہٗ باقی مشو

ماعندکم ینفد اشارت باعتبار ثانی ست و ما عند اللہ باقی اشارت باعتبار اول (تفسیر حسینی جلد اول سورۃ النحل صفحہ ۴۷۴) شاہ نیاز نے کہا ہے ؎

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میرے — جدہر دیکھتا ہوں اُدہر تو ہی تو ہے

مشہور عالم سرمد جسنے علمیت سے ولایت کو حاصل کیا اسکا قول ہے بہنگام قتل جلاد کی صورت کو دیکھکر ؎

زہے تیغ جور تو من کے ہراسم — بہر رنگے کہ آئی مے شناسم

باقی رہا محمد صاحب کا زینہ لگا کر آسمانوں پر اُسکے ملنے کے واسطے جانا یہ علمی و عقلی طریقہ سے باطل ہے۔ جاہلوں کے سوائے تمام دُنیا کے عقلمند کشش ثقل کے مسئلہ کو مانتے ہیں۔ اور اس بات کے بھی قایل ہیں کہ زمین اور سورج کے درمیان قوت کشش یعنی آکرشن شکتی نہایت زبردست طاقت سے کام کر رہی ہے مگر اسکے ماننے سے معراج محمدیہ کا رد خود بخود ہو جاتا ہے بلکہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس مسئلہ کے ماننے والا معراج محمدی کا قایل نہیں ہو سکتا اور نہ یقین کر سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی مادی چیز اسکی تاثیر سے باہر نہیں ہو سکتی علے ہذا حضرت کا مادی جسم بھی اس کی تاثیر سے الگ نہ تھا۔ بنا بریں آنحضرت کا جانا اور آنا سراسر باطل ٹھیرا اور سب سے آسان وجہ اس کے بطلان کی یہ ہے کہ کسی نے انکو آتے جاتے نہ دیکھا اور نہ وہ گئے بلکہ جسکے پاس چارپائی پر سوتے تھے وہ بھی انکاری ہے۔ جارج سیل صاحب انگریزی قرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں "جو عزت محمد کی اس وقت ہے اُسکی اُسکو بالکل امید نہ تھی۔ اسی واسطے اُسنے یہ جھوٹے دعوے کئے تاکہ موسیٰ کی طرح عزت پاؤں تاہم اُسکے معراج کا ذکر ایسا ردی اور لغو معلوم ہوا کہ اُسکے پیروؤں نے اُسکو چھوڑ دیا۔ اور میں اس بات کو سوچنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ جھوٹی بات باوجود لغویت کے ایک بڑا بھاری مکر کا کام تھا جو محمد نے عمداً کیا اُس شہرت کے حاصل کرنے کے لئے جسکو کہ اُس نے بعد مرگ حاصل کیا" (صفحہ ۴۳ سطر ۳۹ سے ۴۴ تک)

اور سوائے چند ضعیف الاعتقاد آدمیوں کے بڑے بڑے فاضل محمدی بھی اس سے انکاری ہیں۔ مشکوۃ سے ظاہر ہے کہ کوئی پانچویں سال کوئی چھٹے سال اور کوئی بارہویں سال بتلاتا ہے اور سال کے بارہ میں ہی اختلاف نہیں بلکہ مہینوں کا بھی سخت اختلاف ہے کوئی ربیع الاول کوئی ربیع الآخر کوئی رمضان کوئی شوال۔ کوئی رجب بتلاتا ہے اور صرف یہی نہیں کہ جب حضرت نے یہ معراج آسمانی کی کہانی سُنائی کُل مسلمانوں نے بھی اعتبار کر لیا ہو نہیں نہیں بلکہ بہت سے مسلمان بھی اُسوقت اُس سے مرتد ہو گئے اور حضرت کے مخالف بنگئے۔ اس کے بعد خود مصنف مشکوۃ رائے دیتا ہے "فہم اینمعنی از حوصلہ ادراک گرفتاران مضیق حس و عادت بیرون ست اینجا ایمان باید آورد و کیفیت آن بعلم الٰہی تفویض باید نمود و بتحقیق تمام اطوار نبوت و وحی و معجزات از حیطہ عقل و قیاس بیرون اند ہر کہ آنرا تابع قیاس و موقوف فہم و درک عقل خود دارد و گوید تا معقول من نشود نمیگردم و اعتقاد نمیکنم از نصیبہ ایمان محروم باشد" (مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ۵۵۱)

[لہ] اعزہ جمع عزیز یعنے بزرگان۔ از غیاث ۱۲

لطیفہ- ایکدن محمد صاحب معراج کی کہانی سُنا رہے تھے۔ کہ اس طرح میں رات کو خدا سے ملاقات کرنے کے واسطے ہفت آسمان سے اوپر عرش و کرسی کے پاس خدا سے ملنے گیا۔ ایماں لاؤ اور یقین کرو۔ ایک یہودی یا پادری نے عرض کی کہ حضور اپنا ایک پاؤں اٹھائیے حضرت چونکہ اُسکی دلی آرزو سے ناواقف تھے فوراً ایک پاؤں اٹھا لیا۔ اُسنے پھر عرض کی کہ دوسرا بھی اٹھا لیجئے۔ فرمایا کہ کس طرح اٹھا سکتا ہوں تب پادری نے عرض کی کہ آپ پھر ایسا فضول معراج آسمانی کا دعوے کیوں کرتے ہیں اسے بہتر ہے کہ خاموش رہیں۔ حضرت کچھ معقول جواب نہ دے سکے۔ اسی مطلب کو محمد محسن صاحب فانی نے دبستان مذاہب میں اس طرح بیان کیا ہے لذ چون نتوانست بحضور مشرکان تا جسد بآسمان رساند چہ سان معراج او جسمانی بود و چون سیاو دوستہ بچہ طریق مصحف نازل شد (صفحہ ۱۸-۳۲۲) اب اے ناظرین آپ معراج کی حقیقت سمجھ گئے ہونگے کہ کیسی فضول تاویلیں کرکے لوگ دنیا کو گمراہ کرتے ہیں اور کسطرح زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں علم ہیئت و جغرافیہ جاننے والے اس کرائی عرش و کرسی کی حقیقت بخوبی جانتے ہیں کہ یہ محض خیالی روایت ہے اور دین کی ترقی کے لئے طبعزاد حکایت اسکا نہ سر ہے نہ پیر محض اللہ اور خیر صلاح ہے۔ ہم نے فاضل اجل حکیم بو علی سینا کی رائے بھی نسخہ خبط احمدیہ میں ثبت کر دی ہے۔ مولوی صاحب ضرور ملاحظہ فرماویں اور فضول توہمات سے باز آویں۔ مولوی صاحب نے ساتویں آسمان کا تو نیلا رنگ بتلا ہی دیا۔ بس اب ثبوت دعوے میں کیا کمی رہی ہر کہ شک آرد کافر گردد۔ اس روشنی کے زمانہ میں ایسی کتابوں کے شائع ہونے کی اشد ضرورت ہے۔ جسقدر ایسی کتابیں مشتہر ہونگی۔ اسلام کی رونق کافور ہوتی نظر آئیگی۔ کیونکہ اب علم و عقل کا زمانہ ہے بہانہ بنانے اور بیہودہ ہتھکنڈوں سے کام چلانا نا ممکن ہے۔ پس ہم بڑے زور سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسے خیال باطلہ حقیقت اور معرفت کی علم سلیم اور صراط المستقیم سے بہت گرے ہوئے ہیں اور عرش کرسی و رب ات کے وہ اپنے ثبوت کے خود محتاج ہیں سید ناصر علی صاحب نے سچ کہا ہے ؎

سیر افلاک بپا مردی خود ممکن نیست   کعبہ و دیر رہا کن کہ دریں راہ سنگ اند

سوال ۴۔ بہشت دوزخ کہاں ہیں اور اُن کے ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ بہشت میں ایماندار مومنہ یعنی ایماندار عورت کو کیا ملیگا۔

۱۶ و ۱۸- جواب مولوی۔ بعد مرنے کے نیکوکار کو اُس کی محنت و نفس کشی کے صلہ میں اُسکے خالق کی طرف سے انعام ہے اور ہمیشہ رہنے کیلئے ایک نہایت اعلےٰ اچھا مقام جسکا نام جنت ہے اور نافرمان بدکاروں کیلئے ایک جیلخانہ سزا کیلئے آگ کا دہکتا ہوا تیار ہے اور بنی ذات کے مسکینوں کے لئے منہ کھولے ہوئے ہے کہ کب کوئی بیر مسکر مرے اور میں اُسے پینے اور لیکر مشاہدہ کراؤں۔ جواب کنکا دو شکریں سے ہمارے نبی صلعم اور ہماری ہمیں کتاب کا منکر ہوا وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جلتا رہیگا۔ نہ کہ ویدک ہابت کہ مرنے کے بعد نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ باقی رہا ایک جواب کہ عورت مومنہ کو بہشت میں کیا ملیگا۔ اگر اُسکے شوہر کا نیک خاتمہ ہوا تو یقین اس امر کی طرف مبنی ہے کہ وہ عورت اسی طرح جنت میں اپنے اُسی ایک شوہر کے تحت زوجیت میں رہی چاہئے کہ اُس کے شوہر کو اور بھی نکاح کی ضرورت ہو اور اجازت بھی دیجائے۔ باقی رہا یہ امر کہ کیا وجہ ہے کہ مرد کو کئی کئی عورتوں کے رکھنے اور نکاح کے کرنے کی اجازت ہے اور عورت کو نہیں۔ اِس کا فلسفہ یہ ہے کہ عورت بمنزلہ زمین کے ہے اگر اُسمیں مختلف قسم کا بیج و نطفہ پڑے اور ایک عورت چند آدمیوں کے ماتحت رہکر باری باری صحبت کے لئے اجازت دے اور ہر ایک کا نطفہ رحم میں قرار پکڑ لے تو نتیجہ اور پھل یہ برآمد ہوا کہ وہ بچہ مشترکہ پیدا ہوگا اور ہر ایک اِس امر کا مدعی رہیگا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور فرض کیجئے کہ وہ سب نسل میں ملف ہیں تو تعبیر فرمائیے کہ وہ برہمن ہو یا کھتری۔ او سوال یا اگروال اور اُسکا نکاح کس کفو میں ہونا چاہیئے اسی بنا پر کسی کا حسب و نسب قائم نہیں رہ سکتا۔ جسکا باقی رہنا ایک امر ضروری ہے۔ علاوہ بریں اور بہت سی خرابیاں ایسی واقعہ ہوتی ہیں کہ جنکی تفصیل اس مختصر میں رقم پذیر نہیں ہو سکتی نیوگ کا مسئلہ نہیں کہ پانچوں پانڈے ایک ہی ارجن جی کی ناری کو باری باری بھوگیں

(اس کے بعد اصل مینو سکرپٹ کے لکھے ہوئے ۱۰ صفحہ گم ہو گئے۔ ایڈیٹر)

کہ افعال رذیلہ کے لئے محرک ہو۔ اس وجہ سے کہ محرک یعنی صلاح دینے والا اور خالق یعنی اُس کام کے بنانیوالا ان ہر دو معنے میں یوں بعد آسمان زمین جیسا ہے۔ کیونکہ ایک کسی کام کا خود کرنا اور ایک اُس کے کرنے کے لئے رائے و صلاح و مشورہ کا دینا ان ہر دو معنوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس اہل اسلام کا یہ پہلا مسئلہ ہے کہ جسقدر افعال رذیلہ ہیں۔ ان سب کا مشیر شیطان اور پیدا کرنیوالا رحمان ہے۔ اسوجہ سے کہ رحمٰن کی شان سے بعید ہے جو ایسے افعال کی طرف آدمیوں کے دلوں کو متوجہ کرے کہ جنکے پاداش میں وہ خود سزا دینے کے لئے ہر وقت طیار ہو۔ خدا سب چیزوں کا خالق ہے مگر بُرے کام کی ہدایت نہیں کرتا اور نہ اُنکا مشیر ہے جو بُرے کام کا مشیر ہے وہ شیطان ہے۔

تردید- یہ تو ہمکو پہلے سے معلوم ہے کہ توریت و انجیل و قرآن میں شیطان کا بہت حال لکھا ہوا ہے مگر ان کتب سے بہت پہلے اس کا وجود ژند اوستھا میں ہے اور وہی اصل میں اس شیطانی ہستی کا موجد ہوا۔ موسیٰ وغیرہ نے سلسلہ وار اُسکی تقلید کی اُسنے اپنے خیال میں سوچا کہ پاک خدا سے بدی کا نکلنا محال ہے پس وہ بدی کا خالق نہیں وہ تو یزداں یعنی نیکی کا خالق ہے۔ بدی کا خالق اہرمن یعنی شیطان ہے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وغیرہ کئی آیات قرآنی سفرنگ و سایتر کی لفظ بلفظ نقل ہیں۔ جو زبانی سلمان پارسی کے جو حضرت کا صحابہ تھا سُنکر قرآن میں درج کر دیں جس لزام سے بچانے کے واسطے زردشت نے شیطان یعنی اہرمن کو ایجاد کیا تھا۔ وہی الزام محمد صاحب نے پھر خدا کے ذمہ لگایا۔ اور دونو کو ملاکر ایک خالق ٹھیرایا۔ غالباً فتبارک اللہ احسن الخالقین کے بھی یہی معنے ہیں اور حدیث میں ہے کہ لا تحرک ذرۃ الا باذن اللہ یعنی ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا بغیر حکم اور حرکت خدا کے یعنی سب کام خدا کی تحریک سے ہوتے ہیں آپ ایسی معاملہ بھی ہے جس تحریک کا ملزم شیطان کو سمجھتے ہیں مصنف حدیث وہ الزام بھی خدا کے گلے مڑھتے ہیں۔ مصنف قرآن شیطان کو عصیان کا ٹھیکہ دار سمجھتا ہے۔ کہ وہ رحمان سے بدکاری و گنہگاری کا ٹھیکہ لیکر گمراہی خلائق پر مقرر ہے اور ٹھیکہ کی میعاد قیامت تک ہے یا جبتک خدا چاہے بیسوں آیتیں قرآن میں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا گمراہ کرتا ہے مہر کرتا ہے خدا کافروں کے دلوں پر۔ جسکو غلطی میں ڈالے اللہ تو ایسا کوئی نہیں کہ اُسے سوجھا دے۔ اللہ اسی طرح گمراہ کرتا ہے کافروں کو (مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۵۱ سے ۲۸۰ تک) اسکے علاوہ اور بہت سی آیات سے ثابت ہے کہ خدا و شیطان کا ایک ہی کام ہے یعنی شیطان بھی وہی کام کرتا ہے جو خدا۔ خالق تو آپنے بھی شیطانی اور ملکی صفات کا رحمان مان لیا۔ باقی رہا محرک یا مشیر یا صلاحکار وہ اگرچہ آپنے شیطان کو رہا۔ اور سنا انساں کو مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا ہے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اُسکے ساتھ واثق ارادہ رکھنے والے جن (شیطان) انسان کے ہلاک کرنے اور عمیق و رعیق گرفتے میں ڈالنے کی غرض سے رات دن اس انسان کے ساتھ وابستہ ہیں اور اُن کی بڑے ابلیس کی ایک پوری سلطنت ہے جسپر وہ حکمران ہے اور اُسکو مبدا رقیامت سے تا زمانیکہ خلق اللہ ایسی صورت اور قدرت عطا کی ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہوا کی مانند تمام دنیا کا سفر کر سکتا ہے اور لہو کی طرح رگ رگ میں انسان کے گھس جاتا ہے اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا کی ذات میں جانے گفتار میں ہے کہ جتنے ایسی شیطان

ہستی کو قایم کیا!! آپ خیال کرسکتے ہیں کہ جب اتنے زبردست دشمن انسان پر مقرر ہیں تو انسان کا کیا یارا کہ بدی سے بچ سکے یا نیکی کرسکے۔ خدائے قرآنی کے حسب حال کسی نے دیا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہٗ   باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

پس قرآنی اعتقاد کے مطابق بدیوں کا محرک و کاسب اور خالق شیطان ہے اور نیکی کا محرک و کاسب و خالق رحمان یا بسبب بد و نیک کا خالق و فاعل خود خدا ہے۔ اِسی خدا کی جان کو رونے والے شاعر کہتے ہیں ؎

گرچہ نہ مختار و فاعل ہر چہ ہست از حکم تست   پس سزاوار گناہم این ہمہ تعزیر چیست

دوسرا کہتا ہے ؎

چوں ایں بنیاد بد را خود فگندی   گناہ خویش را بر ما چہ بندی

تیسرا کہتا ہے ؎

در کوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند   گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

سوال ۶۔ محمد صاحب کے سب سے بڑے معجزہ شق القمر کا تاریخی اور علمی ثبوت کیا ہے؟

۲۱-۲۶- جواب مولوی- سوانح الحرمین میں لکھا ہے کہ شہر دھار جو دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے۔ وہاں کا راجہ اپنے بالاخانہ پر رات کے وقت بیٹھا ہوا تھا کہ یکبارگی اُسنے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور پھر مل گیا۔ صبح کو حاضر اجلاس ہو کر اپنے پنڈتوں کو جمع کر کے یہ ماجرا بیان کرنے کے بعد حقیقت حال سے استفسار کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوگا اُس کے ہاتھ پر معجزہ شق القمر ظاہر ہوگا چنانچہ اس راجہ نے ایک ایلچی محمد صاحب کے پاس بھیجا اور ایمان لایا۔ آپنے اُسکا نام عبداللہ رکھا اور قبر اُس راجہ کی اُس شہر کے ماہر اب تک زیارتگاہ ہے اور تاریخ فضلی میں نام اصلی اس راجا کا بجوج لکھا ہے۔ ایسا ہی توریت میں حضرت یوشع کے لئے آفتاب کا ٹھہر جانا لکھا ہے۔ یہ ایسا عجیب و غریب معاملہ تھا مگر کسی اہل تاریخ نے اس کو درج نہیں کیا۔

تردید یہی بے بنیاد ثبوت مرزا صاحب قادیانی نے سرمہ چشم صفحہ ۵۷ پر بھی لکھا تھا جس کا جواب ہم نے نہایت واضح طور پر نسخہ خبط احمدیہ میں دیدیا ہے آپ کا بیان کردہ ثبوت کئی وجوہ سے باطل ہے۔

وجہ اول۔ محمد صاحب کی کسی حدیث یعنی صحاح ستہ میں اس کا مطلق ذکر نہیں اور نہ نام و نشان ہے۔ وجہ دوم۔ زمانہ محمد صاحب کی بنی ہوئی کسی کتاب میں خواہ وہ فسانہ ہو یا تاریخ اسکا پتہ نہیں۔ بلکہ غیر ملک کی کسی کتاب میں اس کا اشارہ نہیں۔ وجہ سوم ہندوستان تو درکنار عرب میں بھی کوئی ایک آدمی اس کو دیکھ کر مسلمان نہ ہوا اور نہ کسی کافر کے سامنے محمد صاحب نے اپنی جین حیات میں اسکا ذکر کیا۔ وجہ چہارم سوانح الحرمین کوئی ایسی کتاب نہیں جسکو ہم نے آج تک دیکھا یا سُنا ہو۔ آپ بتلایئے کہ وہ کب تصنیف ہوئی۔ کسنے تصنیف کی اور کہاں اور کتنی قیمت پر ملسکتی ہے اور اُس کے کل کتنے صفحے ہیں اور کس مطبع میں کس زبان میں طبع ہوئی ہے اور اُسکے کس صفحہ پر یہ لکھا ہے اور اسی طرح تاریخ فضلی کا بھی نشان دو تاکہ ہم تحقیق کر کے آپکے بیان کی صداقت پرکھیں۔ وجہ پنجم۔ ہم نے ایک خط جو بنام سکرٹری آریہ سماج اوجین کے ارسال کیا ہے بدیں مضمون ہے۔ مہاشہ منتری صاحب نمستے۔ دھار یا دہار ایک قصبہ ہے یا شہر دریائے چنبل کے مالوہ میں اجین کے پاس۔ وہاں سُنا گیا ہے کہ کسی ایسے ہندو راجہ کی قبر ہے جو محمد صاحب کا معجزہ شق القمر دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا کیا یہ سچ ہے؟ آپ ضرور وہاں تشریف لا کر دریافت کر کے مجھے اطلاع دیویں کہ اصل واقعہ کتنا صحیح ہے اور کیا ایسا واقعہ وہاں مشہور ہے اور کسی ایسے ہندو راجا کی خانقاہ وہاں ہے جس کا اصلی نام بھوج اور مسلمانی نام عبداللہ ہے۔ آپ مجھے مفصل حالات سے مطلع فرماویں کہ وہ کب ہوا ہے اور اُسکی بابت آپ نے کیا سُنا ہے۔ مورخہ ۲۴۔ جون سنہ ۹۳ء

لیکھرام آریہ مسافر از کھیوڑہ ضلع راولپنڈی

(ہم نے پنڈت جی کے کاغذات میں بہت پڑتال کی لیکن کوئی خط اس کے جواب میں آیا ہوا نہ ملا۔ اڈیٹر)

جس طرح معجزہ شق القمر جھوٹھا ہے اُسی طرح ردشمس کا معجزہ یشوع باطل ہے یہ فضول حوالہ تو آپ تب دیتے جب ہم اُسے معقول کتاب یقین کرتے یا اُسکو سچا مانتے۔ کوئی فاضل علم سائنس کا جاننے والا ایسی ردّی باتوں کو صحیح نہیں مانتا اور نہ قابل اعتبار یقین کرتا ہے ہم نے مفصل شق القمر کی تردید نسخہ خبط احمدیہ میں درج کردی ہے جسکا جواب یقین واثق ہے کہ قیامت تک اگر مسلمانوں نے دیدیا تو ہم کہیں گے آج دیا۔

آپ لکھتے ہیں کہ شق القمر کو بڑا معجزہ کیوں لکھا اسکا باعث یہ ہے کہ جب سے ہماری کتابیں شائع ہوئی ہیں تب سے آریہ دنیا پر باوجود نہ ماننے معجزات کے بھی یقین واثق ہو گیا ہے کہ کوئی معجزہ محمد صاحب کا قرآن میں نہیں لکھا بلکہ ۱۷ جگہ انکار ہے۔ اور شق القمر تو محض باطل ہی ہے لیکن چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اُسے بالکل رد نہیں کیا۔ بلکہ مردہ آدمی کے سوانس لینے کی طرح آہستہ آہستہ اقرار کیا ہے اسی واسطے اُس رد کو اور مضبوط کرنیکی نیت سے غالباً اُنہوں نے سوال کیا تھا کہ ہم اتفاقاً کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ قرآن میں ہو تو فی نفسہ تمام معجزوں سے بڑا معجزہ ہے لیکن نہ تو اُس آیت کے یہ معنے ہیں اور نہ معجزہ کے متعلق ہے بلکہ اُس میں صرف قیامت کا ذکر ہے باقی رہا آپکا کہنا کہ سب سے بڑا معجزہ قرآن شریف ہے شق القمر نہیں۔ یہ آپکی خوش وہمی ہے فصاحت قرآنی صرف مسلمانوں کا خوش اعتقاد ہے ورنہ جہان تک بڑے داناؤں نے علمی و عقلی طور پر تحقیقات کی ہے اُس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مضامین تو جیسے ہیں ویسے ہی ہیں۔ مگر فصاحت اُس میں ایسی نہیں ہے جیسی مسلمان خیال کرتے ہیں۔ ہاں معمولی فصاحت ہے اور قباحت بھی یعنے مضامین اور قصے بار بار دہرائے گئے ہیں اور بے سر و پا بیان کئے گئے ہیں نہ کہ بائیبل کی طرح ترتیب وار پھر آپ لکھتے ہیں۔ اے دشمنان محمد اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو جاؤ بنالاؤ کوئی ایک چھوٹی سی سورۃ مانند محمد صلعم کے اور توڑ دو اُسکے دعوے کو اور شریک کر لو اُسکی مانند سورۃ کے بنانے میں اپنے اُن سچے اوتاروں اور معبودوں کو کہ جنکی رات دن تم پوجا کرتے ہو اور حلوہ مانڈے پوری کچوری اور طرح طرح کے عجائب و غرائب دُنیا کے اُنکے روبرو لاتے اور چڑھاتے ہو!! یہ آپکا دعوے سراپا لایعنی ہے کیسی غیر مذہب کے آدمی نے جو عربی زبان میں مسلمانوں سے زیادہ فاضل ہیں یا اُن کے مساوی۔ قرآن کی بے نظیر فصاحت کی شہادت نہیں دی ہم اسپر بہت کچھ نسخہ میں عرض کر چکے ہیں اور مقابلہ کی آیات بھی مقابل دھر چکے ہیں۔ اور ہماری مصنفہ نہیں بلکہ فصحائے عرب کی مصنفہ لیکن یہ دعوے اگر آریہ لوگ کریں تو زیبا ہے آپ تو سارے قرآن کے مقابل یا سورۃ محمد کے مطابق جس میں ۳۲ آیات ہیں بنوانا چاہتے حالانکہ نہ ہم اعرابی ہیں اور نہ قریش مگر ہم شہادت علمائے غیر مذہب کے دعوے کرتے ہیں کہ وید کے کسی منتر کے مقابلہ میں کوئی انسان نہیں بنا سکتا خواہ کتنا ہی زور لگاؤ۔ اے محبان فرقان و معاندان وید مقدس! اگر تمکو اس بارے میں شک ہو کہ ہم وید مقدس کے معاملہ میں عاجز نہیں ہیں تو وید کی پرش سکت یا ایشا درش یا اگھمرش کے مقابلہ یا کوئی شرتی بنالاؤ اور اگر خود کمزور ہو تو اپنے ساتھ شریک کر لو تمام اپنے پیغمبروں اور ولیوں شہیدوں۔ جنوں۔ فرشتوں کو اور اگر کتنا بھی نہ بنا سکو تو حضرت عرش آشیانی سے امداد لیلو۔ ہم حق الیقین سے کہتے ہیں کہ تم یا کوئی اور تمہارا مددگار ایسا ہرگز نہ کر سکیگا؟

سوال ۷ ۔ قرآن کے منجانب اللہ ہونے کا کیا ثبوت ہے اور خدا کے ہر جگہ ہونے پر جبرئیل کے لانے کا کیا سبب اور اسباب کا بھی ثبوت چاہیئے کہ وہ پارسیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابوں سے نقل نہیں ہے۔ جبکہ بی بی خدیجہ ایک فاضلہ یہودن آں حضرت کے گھر میں موجود تھیں۔

۳۰۔ مولوی کا جواب ۔ قرآن کا دعوے ہے کہ اگر یہ کسی عورت یا مرد یا محمد کا خود بنایا ہوا ہے۔ تو ویسے ویسے عورتیں اور مرد اس زمانہ سے ہزاروں گزر چکی ہیں تو دلیئے ایک سورۃ مانند انا اعطینا کے جسکے اندر دس کلمہ ہیں کیوں نہ بنا لائے۔

آریہ۔ ایک سورۃ کیا اور دس سورتیں کیا وہ تمام قرآن کی مانند بنا لانے اور لانے کو تیار تھے اور ہیں۔ مگر متعصب مسلمان کب مانتے تھے اور خاصکر جبکہ بنانیوالے کے واسطے کفر کا فتوے اور قتل کی دھمکی بھی ساتھ موجود ہو۔ لوگوں نے ایسے بیہودہ جوا طیا کئے کہ بزرگان قریش نے بہ سبب انکی فصاحت و بلاغت و عمدگی کے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا۔ خدا سے استانی سے بھی گالی گلوچ کے سوا کچھ نہ بن سکا دیکھئے تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ "لقلنا مثل ھذا و ھو قول النضر بن الحارث و اسنادہ الی الجمیع اسناد ما فعل رئیس القوم الیھم فانہ قد کان ناضھم و قوال الذین آیمتہ وانی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھذا غایتہ مکابرتھم و فرط عنادھم اذلواذلک فی متعھم ان یشاءوا فافعل بحدھم و تحدھم بالتحدی عشر سنین ثم قارعھم بالسیف فلم یعارضوا اسواہ مع انفتھم و فرط استنکافھم ان یغلبوا خصوصا فی باب البیان ان ھذا الا اساطیر الاولین و ربی انہ لما قال النضر" اور میر اسی کے حاشیہ پر لکھا ہے " و ھو قول النضر الخ حیث سمع اقتصاص اللہ تعالے احادیث القرون فقال لو شئت لقلت مثل ھذا و ھو الذی جاء من بلاد فارس بنسخۃ حدیث رستم و اسفندیار فزعم ان ھذا مثل ذلک" (جلد اول صفحہ ۳۱۶ بیضاوی) اور پھر سورۃ لقمان کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی کیتو استماع القرآن (صفحہ ۱۶۴) اور پھر مدارک التنزیل میں ایسا ہی لکھا ہے جسکا یہ ترجمہ ہے کہ جب نضر بن حارث ایران کے بادشاہوں کے قصص مقابلہ قرآن کے ثمود و عاد کے قصوں کے معرب کر لایا تو اہل قریش نے انکی فصاحت کے سبب سے ترکوں استماع القرآن یعنے قرآن کا سننا بھی ترک کر دیا" (جلد دوم سورۃ لقمان صفحہ ۱۵۴) اور تفسیر حسینی میں بھی لکھا ہے۔ "آوردہ اند کہ نضر بن حارث بجانب فارس رفتہ بود و قصہ رستم و اسفندیار خریدہ در مجامع قریش بخواندے بسماع ایشان می رسانید ہمہ شیفتہ و فریفتہ مے شدند و لاف می زد کہ محمد قصہ عاد و ثمود و عظمت مملکت سلیمان و داؤد خبر مے دہد من از وسعت مملکت و وفور ابہت ملوک عجم سخن میگویم" حق سبحانہ آیت فرستاد و از مردمان کسے ہست کہ میخرد سخن بیہودہ بازی و گفتہ زند سخن فریب دہندہ مشغول کنندہ یعنی اختیار کند افسانہ بے اعتبار تا گمراہ سازد مردمانرا از راہ خدائے تعالے یعنی از دین او باز دارد و آن استماع قرأت قرآن است" (تفسیر حسینی جلد ثانی سورۃ لقمان صفحہ ۱۸۰ نولکشور)

۲۹۔ مولوی ۔ اے علم سے دور آریو کسی نے کبھی لکھا ہے کہ یہ قرآن درحقیقت ایک عورت کی تصنیف شدہ کتاب ہے کسی تاریخ میں بھی اس بی بی کی سوانح عمری کی بابت کسی موافق اور مخالف نے ایسا تحریر کیا۔ کوئی بھی عرب و عجم کا رہنے والا مورخ اور مخالف اس امر کی تشریح بیان کرتا ہے کہ بی بی خدیجہ عرب کی زمین پر ایک اعلے درجہ کی فاضلہ یہودن مانی جاتی تھی۔ اور یہ بھی خبر ہے کہ وہ وحی اترنے سے کتنی مدت بعد ایمان لائی ہیں۔ انکے ایمان لانے سے پیشتر جو قرآن نازل ہوا وہ کونسی بی بی سے لکھوایا گیا تھا۔ اور جب یہ ایمان لائیں تو انکی عمر اسوقت قریب پچاس برس کی تھی اس سے پیشتر بھی انکا کوئی ایسا معاملہ درپیش آیا کہ جس سے عرب والوں نے انکا فاضلہ ہونا تسلیم کیا تھا یا کسی نے یہ سوال پیش کیا کہ اے محمد یہ کتاب تیرے خدا کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ اس بوڑھی عورت خدیجہ کی بنائی ہوئی ہے جو باوجود فاضلہ ہونے کے تجھ امی پر ایمان لائی۔

آریہ۔ افسوس کہ آپ کو تعصب کے سبب تمام عمدہ باتوں اور صحیح روایتوں سے انکار کرنا پڑتا ہے اور توہمات باطلہ سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔ اول ہم آپ کو قبل از نبوت کا حال بتاتے ہیں۔ سوچئے اور قوائے فطرتی سے کام لیجئے۔ اپنی کانشنس کو مردہ نہ کرو۔ ایسے پیغمبر حضرت سوداگری کے واسطے کس کے پاس ملازم ہوکر شام کی طرف گئے؟ اور جب واپس آئے تو کیوں اس چالیس سالہ دولتمند یہودن سے ایک پچیس سالہ نوجوان نے شادی منظور کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ دولت کا لالچ تھا اب ذرا خدا کیواسطے کتب حدیث و تاریخ مشکوۃ باب البعث و بدء الوحی پڑھئے تاکہ آپکو معلوم ہوجائے کہ حضرت سلامت نبوت یا رسالت یا فرشتہ یا خدا یا الہام کے حال سے کسقدر ناواقف تھے جسقدر واقف کر دیا اور آگاہی بخشی وہ سب اسی خدیجہ کا کام تھا۔ اور جتنی جو وہ دانا اور فاضلہ تھی۔ اس سے زیادہ اسکا چچا تھا۔ وہ خود توریت اور زبور کے ماہر اور عالم تھے اور اسکا چچا یہانتک کہ انجیل و توریت وغیرہ کا عربی ترجمہ کرتا تھا پس آپ خیال کریں کہ ۲۵ سال کی عمر میں جب حضرت نے اس فاضلہ یہودن سے شادی کی اور ۱۵ سال تک اس کی صحبت میں رہچکے اور دن رات توریت و انجیل سنتے رہے (ہمارے ناخواندہ ہندو بھائی مرد اور عورتیں سنتے سنتے تمام رامائن۔ مہابھارت کی کہانیاں حفظ کر لیتے ہیں اور بعضے اندھے قرآن کے حافظ بھی ہوجاتے ہیں) اور حضرت ذہین بھی تھے ۱۵ سال تک سنتے سنتے اور یاد کرتے کہتے اور پھر شب و روز ان کو توریت و انجیل کے تمام واقعہ یاد ہوگئے جس طرح ان باتوں سے پہلی محرم راز وہ تھی اسی طرح سب سے پہلے وہی مومنہ شمار ہوئی اور سچ پوچھو تو دعوے نبوت کی بانی مبانی اور محرک ہی تھی۔ یہی سبب تھا کہ باوجود بوڑھی ہونے کے جبتک وہ زندہ رہی حضرت نے دوسری شادی نہیں کی اسکے مرنے کی دیر تھی کہ حضرت نے ۵۰ سال کی عمر میں یکے بعد دیگرے ۹۔۱۱۔۱۲۔۱۸۔۲۰ تک شادیاں کیں۔ (مفصل دیکھو جامع الاصول و مشکوۃ) سعدی نے سچ کہا ہے۔ مردیکہ پیر شود حرص جوان میگردد۔ مشکوۃ میں لکھا ہے بدکر بی بی خدیجہ رض اول کسے کہ بحقیقت ایمان آورد اوست و ہیچکس را باوے مشارکت دریں صفت نیست۔" (فصل ۱ جلد ۴ صفحہ ۵۲۳ نولکشور) مدارج النبوۃ میں ہے خدیجہ زنے فاضلہ۔ عاقلہ۔ حازقہ۔ و در جاہلیت اورا طاہرہ میگفتند و نسبے عالی وافر داشت۔" (صفحہ ۵۹۴) ایک اور جگہ لکھا ہے خدیجہ کتب پیشینیاں خواندہ بود۔" اب مشکوۃ شریف باب مناقب ازدواج مطالعہ فرمائیے۔ حضرت اس بی بی کے کس قدر زیر احسان ہیں اور کہانتک اسکی تعریف کرتے ہیں۔ "گویا نبود در دنیا ہیچ زنے موصوف بصفات حمیدہ مگر خدیجہ" (صفحہ ۷۱۲)

اور صرف یہ ایک ہی نہیں تھی اور بھی بہت سے آدمی ہیں جو اس کام میں رازدار تھے۔ قرآن میں بھی اسکا بیان ہے ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھذا لسان عربی مبین۔" اسی تفسیر حسینی میں ہے در حراست کہ غلامے رومی بود مر عامر بن حضرمی را گویند کہ جبر گفتندے و گویند کہ دو غلام بودند جبر و یسار کہ شمشیر ہا صیقل زدندے و اہل کتاب بودند پیوستہ توریت و انجیل خواندندے و چون حضرت رسالت پناہ بر ایشان بگذشتے استماع قرات ایشان فرمودے۔ وگفتہ اند حویطب را غلامے عائش نام بود و او اہل کتاب یا العیش یا بلعام

یا نجیس یا عداس - واضح آنست کہ اورا بو فکیہ گفتندے شبہا پیش حضرت پیغمبر آمدے و قرآن تعلیم گرفتے - قریش گفتندے محمد ازیں غلام کلامے می آموزد با ما می گوید" (دیکھو سورۃ النحل جلد اول صفحہ ۴۷۷) -

ناظرین خیال کریں کہ جب سلمان پارسی کی زبانی سُنکر حضرت نے بسم اللہ وغیرہ کئی عمدہ آیات قرآن میں درج کرلیں اور وہ اب تک موجود ہیں یعنی اُس نے پارسی سے آسان عربی میں سنا دیں - حضرت نے فصیح عربی میں ترجمہ کرلیں تو توریت وغیرہ کے عربی ترجمے سے اور گھر میں راز دار یہودن کی زبانی سُنتے اور صدہا مرتبہ اہل کتاب آدمیوں سے صحبت رکھنے کے وہ نہیں سُن سکتے تھے یا فصیح عربی میں ترجمہ نہیں کرسکتے تھے مصنف قرآن کا یہ عذر کہ وہ اعرابی نہیں ہیں بلکہ عجمی ہیں اسی واسطے اُن سے نہیں سُنا بالکل فضول ہے کیونکہ وہ فارسی میں نہیں سُناتے تھے بلکہ عربی میں بامحاورہ اور فصیح ترجمہ کرنا آں حضرت کا کام تھا یا خدیجہ یا اُس کے چچا کا اور بڑے زور سے دعوے کرتے ہیں کہ قرآن کا کوئی مضمون بھی ایسا نہیں ہے جو توریت و انجیل و زبور و ژند اوستھا سے نہ لیا گیا ہو - بلکہ ہم بتلا سکتے ہیں کہ اب تک بھی تمام دنیا کے مسلمان اُن باتوں کو مانتے ہیں اور ان باتوں کے محتاج ہیں - مگر قرآن میں اُنکا مطلق ذکر نہیں - مثلاً عید و ختنہ و صفائی و پاکیزہ رہنا چاہ اور پانی کی بابت حرام و حلال کی بابت وغیرہ وغیرہ -

سوال ۸ - شفاعت کے بارے میں اور خصوصاً محمد صاحب کی شفاعت کے بارہ میں نقلی اور عقلی ثبوت دیجئے -

۳۰-۳۳ - **جواب مولوی** - خدا اپنی درگاہ میں جسکو چاہے بولنے کی اجازت دے وہ ضرور اپنے پاک بندوں کی سُننے کا اور اُنکی مرضی کے خلاف نہ کریگا - تاکہ وہ چین جبیں نہ ہوں اور یہ عین اُسکا کرم ہے - وید کی طرح نہیں کہ خدا کے یہاں کسی نبی او اوتار کی پرستش نہیں اور نہ وہاں کسی کی قدر و منزلت اور نہ وہ کسی نبی و اوتار کی سُنے -

تردید - کوئی آیت قرآن کی ایسی نہ نکلی جس سے محمد صاحب کی شفاعت ثابت ہوسکے پس نقلی طور پر مسئلہ غلط ہوگیا کیونکہ قرآن میں ۷-۸ جگہ ایسا ذکر ہے کہ اُس روز کسی کی شفاعت نہ سُنی جاویگی **ولا تنفعها شفاعة** یعنی قیامت کے روز کسی کی سفارش و شفاعت کام نہ دیگی - ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق سزا و جزا ملیگی - باقی رہی عقلی شہادت وہ رشوت کی حد سے بڑھ جاتی ہے حالانکہ خدا رشوت لینے والا نہیں ہے - اور شفاعت و وکالت کی ضرورت الیگیہ یعنی نادان کے آگے ہوتی ہے کاشف القلوب و محرم اسرار نہانی کے حضور میں نہیں ہے پس نہ تو آپ کا جواب صحیح ہے اور نہ یہ مسئلہ - بلکہ سراپا ذات خداوندی کو الزام لگانا ہے - کیونکہ عادل کو شفاعت و رشوت سے صدمہ ہے - اور قانون انسانی کے رو سے بھی جرم ہے دیکھو دفعہ ۱۶۱ تعزیرات ہند اور آپنے اسکو جواب میں شفاعت و سفارش کے نہ ماننے والوں و رشوت سے منکروں کو حرام کار - بیحیا - دنیا کے کتے - سیاہ اعمال وغیرہ الفاظ سے گالیاں بھی دی ہیں جو آپکی لیاقت کی صداقت ہے -

سوال ۹ - خدا کو شیطان کے بناتے وقت اُسکی شرارت کا علم تھا یا نہیں اگر نہیں تھا تو لاعلمی کا الزام خدا پر عائد ہوتا ہے چہ جائیکہ وہ عالم الغیب ہے

۳۴-۳۶ - **جواب مولوی** - علم دو قسم ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی اجمالی اُسے کہتے ہیں کہ جو شے کے موجود ہونے سے پہلے ہوا اور تفصیلی اُسے کہتے ہیں جو پیدا ہونے کے بعد ہوتا ہے - پس تحقیق مذہب یہ ہے کہ خدا کی صفت ذاتی علم اجمالی ہے جو زید کی مثلاً وجود سے پہلے تھا گو تفصیلی بھی اس کی صفت ہے مگر ذاتی نہیں جو قدیم ہو - پس خدا کو شیطان کی شرارت کا علم تھا کہ ضرور اس سے افعال نازیبا سرزد ہونگے - لیکن اگر خدا اُسے پیدا نہ کرتا اور چیز عدم میں رہنے دیتا اور باقی تمام دنیا کو چیز عدم سے منصہ ظہور میں لاتا - تو مادہ شیطان کا خدائی رحم پر یہ الزام عاید ہوسکتا تھا کہ اے خدا اے لایزال تو نے مجھپر بہت بڑا ظلم کیا جو اس قید خانہ عدم میں مجھے رکھ چھوڑا ہے کیوں خدا تیرے رحم سے میں محروم ہوں جو مجھے سیر دنیا کے لئے اجازت نہیں ہوئی - کیوں خدا تو نے اچھی اچھی چیزوں کو بنایا - کیا تجھے قدرت اس امر کی نہیں ہے کہ ایک بُری چیز بھی دنیا کی تمام خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کرے الٰہی تو اس پر قادر نہیں - کہ مجھے تمام بھلائی اور مکارم کے مقابل پیدا کرے اور ہمیشہ کیلئے دنیا کی زندگی بخشے تا میں اچھی اور بُری چیزوں کی قدر و قیمت دریافت کرنے میں واسطہ مانا جاؤں - پس یہ دعا شیطان کے روح و مادہ نے قبل اپنی ترکیب کے خدا سے مانگی اور تیر دعا نشانہ اجابت پر جالگا - فوراً ترکیب خاص سے شیطان خدا کا نافرمان پیدا ہوا - پس شیطان کا یہ قصور ہوا کہ اُسنے اپنے وجود اور پیدا ہونے کی تمنا کیوں کی - اور نیز یہ تمنا کیوں کی کہ اے خدا میرے مادہ اور روح کو اکٹھا کرتا کہ میں تیری خدائی کی سیر کروں اور تیرے بندوں کو راہ راست سے گم گشتہ کروں اور نیز خدا مالک و مختار ہے جو چاہے سو کرے عقل کو اس کی ذات اور افعال کے مبدء اور منتہی پر کچھ علم نہیں عقل مجبور ہے اور مالک اپنے مملوک پر جس طرح چاہے تصرف کرسکتا ہے

آریہ - آپ ایک بلا سے نکلنے کے لئے تین دوسری بلاؤں میں پھنس گئے - مگر اُس پہلی سے بھی نہ نکل سکے اور نہ دوسری سے وہی کہاوت ہوئی نماز چھوڑانے گئے تھے روزے گلے پڑے - آریہ کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تمام عقاید اسلامیہ پر پانی پھیر دیا - آپ نے اس بیان میں شیطان اور اُسکے مادہ اور روح کو ازل سے موجود مان لیا - کیونکہ اگر موجود نہ ہوتے تو اُس سے درخواست محال اور بغیر درخواست کے عطا ہونا جائز اور وہ اعتراض بدستور قایم اور اس صورت میں روح اور مادہ ازلی ثابت ہوگیا - بلکہ عدم خانہ میں بھی اُنکا وجود متحقق ہوگیا اور یہی حال اور تمام ارواح اور سب اجسام کے مادہ کا ہے - اور صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے قول کے مطابق انسانی تعداد سے شیاطین کا سلسلہ کہیں زیادہ ہے حتے کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر اس کے ساتھ واثق ارادہ رکھنے والے جن یعنے شیطان انسان کے ہلاک کرنے اور عمیق در عمیق گڑھے میں ڈالنے والے واتقل وابستہ ہیں" (صفحہ ۲۰) اور یہانتک خبر نہیں ہے بلکہ ہزاروں آدمی اس وسوسہ شیطانی میں آکر مرتد یعنے اسلام سے برگشتہ ہوگئے اور تیزی عقل نے اُن کو راہ مستقیم سے باز رکھکر جہنم اور دوزخ میں جا ڈالا - اور خود حضرت محمد صاحب اور صحابی بھی اُس سے نہ بچ سکے - چنانچہ آپنے بھی صفحہ ۴۳ پر اسکا اقبال کیا ہے اب آپ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے - جیسے اگر گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل کہتے ہیں - یعنی دو میں سے ایک آپکو ضرور قبول کرنا پڑا یا قرآنی خدا ملزم - ظالم - قصوروار علم سے محروم ہے - جسنے تمام خلقت کی گمراہی کے واسطے شیطان جیسے خوفناک مہلک اور زبردست دشمن پیدا کئے - ہمیشہ تک اُن کو زندگی بخشی تاکہ اس فن میں خوب طاق ہو کر وہ تمام خلقت کو واصل جہنم کرے یا روح و مادہ کو انادی تسلیم کریں اور خدا کو ملزم ٹھہرانے سے نجات حاصل کریں ؎

کریگا ایک کو دو سے گوارا   کہیں جاتا نہیں مشفق ہمارا

اب آپ یا کوئی اور مہدی ہزار تعویذ پاس رکھنے و درود پڑھنے سے بھی ان

مشکلات سے نہیں نکل سکتا ہے۔ مولوی صاحب تعصب سے نادر ہکر ست سناتن ویدوکت دہرم کو قبول کیجئے ہمارے پر یہ الزام کسی طرح نہیں آسکتا۔ کیونکہ ہم روحوں اور مادہ کو انادی مانتے ہیں اور خدا کی ذات کو ملزم نہیں گردانتے۔ قرآنی خدا اور محمدی علماء پر یہ سارے اعتراض عاید ہوتے ہیں جنکے جوابات سے وہ قیامت تک فارغ نہیں ہو سکتے۔

سوال ۱۰ ۔ از مرگ تا قیامت روحیں کونسی حراست میں رہتی ہیں؟

۳۷ ۔ مولوی کا جواب ۔ بدروحوں کے واسطے سجین اور نیک روحوں کے واسطے علیین دو مقام ہیں اول ساتوں زمین سے فروتر ہے اور دوسرا فلک الافلاک پر بالاتر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ روح گناہ کرے ایک جسم میں اور سزا پاوے دوسرے میں کیونکہ روح کا جسم سے ایسا اشد علاقہ ہے کہ تنہا بغیر جسم کے باریتعالیٰ نے اس میں صلاحیت سزا و جزا یا نیکی نہیں رکھی۔ گو وہ دوسرے طریق پر کسی امر کا اکتساب کر سکتی ہے اور عقل اسبات پر حاکم ہے کہ روح نے جس بدن میں رہکر کسی افعال ناجائز کا اکتساب کیا ہے اور جس حراست میں وہ اس امر کی مستحق ہوئی ہے اُسی خاص حراست میں وہ سزایاب ہو ورنہ سراسر ظلم و تعدی ہے جو شان کبریائی سے نہایت بعید اور دور ہے۔

تردید ۔ یہ علم و عقل کے خلاف فلاسفی کئی طرح غلط ہے آپ سوچ لیں اور ایمان میں مغالطہ نہ کھائیں۔ اسی جسم میں سزا و جزا محض ایک باطل امر ہے انسان کا جسم نطفہ سے بڑھاپے تک کئی دفعہ بدل جاتا ہے اور حل ہوتا رہتا ہے اور اس صورت میں محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے کہ وہ سارے جسم ایک جسم میں جمع ہو جاویں ورنہ اُن کئی اور اجسام سراپا ضائع ہونگے اور سرکار جبرئیل حضرت کے پاس کئی شکلوں میں آیا۔ اور کئی افعال کئے اسی طرح شیطان آدمیوں کو کئی روپ میں ٹھگتا ہے اور اسی طرح جناب بعقاید قرآنی کے پس قیامت کو وہ کس شکل میں حاضر ہونگے ہر برس میں تمام مادّہ جسمانی بدل جاتا ہے وہاں کون جسم حاضر ہوگا؟ ایک حبشی کے گھر ۱۸ آدمی ہیں روز ایک مسلمان کو حلال کرکے کھاتے ہیں اُنکی اولاد کے تمام اجسام مسلمانوں کے گوشت سے مرکب ہیں اب بتلائیے وہ کس جسم میں حاضر ہونگے اور مسلمان کس جسم میں؟ جو گوشت خور ہیں اور دن رات اسی کام میں مصروف ہیں۔ قیامت کے دن جانور کس جسم میں حاضر ہونگے اور وہ کس جسم میں مسلمان مُردوں کے جسم کو گدھ۔ اور سانپ۔ بچھو وغیرہ حشرات الارض کھا جاتے ہیں بتلائیے قیامت کو حشرات الارض کس جسم میں حاضر ہونگے اور مسلمان کس جسم میں۔ شا بران یہ دعوے باطل ہے اور یہ مسئلہ سراپا بھدا اور ردّی ہے اور عرب والوں کی عقلمندی کی شہادت اول تو ساتوں زمین کا خیال ہی سراپا باطل ہے۔ کیونکہ یہ بات علم جغرافیہ کے خلاف ہے جاہل مانے تو مانے عاقل ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا اور پھر سات زمینوں کے نیچے دوزخ کا ہونا اور بھی غلط ہے زمین گول ہے تحت اور فوق اصل میں کوئی چیز نہیں اور یوں اگر خواہ استعمال بھی کریں تو سب سے نیچے امریکہ ہے اور سب دانا جانتے ہیں کہ وہ دوزخ نہیں ہے وہ تو عرب اور روم سے کروڑ درجہ عمدہ ملک ہے پس عاقل اس بات کے جواب کو خود ہی وزن کر لیں کہ کسقدر حق پر ہے

سوال ۱۱ ۔ جبکہ نیکی اور بدی منجانب اللہ ہے تو پھر انسان کو سزا و جزا کیوں ہوتی ہے

۳۸-۴۰ ۔ جواب مولوی ۔ بے شک خالق خدا تعالےٰ ہے۔ نہ فاعل بعینہ کاسب کاسب انسان ہے۔ خدا نے اس کو صورت ارادہ دی ہے وہ خاص اس کے اختیار میں ہے۔ جب بندہ کسی امر کے ارتکاب کا ارادہ کرتا ہے خدا اُس کے پیدا کرنے پر قادر ہے جب انسانوں نے کیتی فعل کے کسب کا ارادہ کیا اور اُسکے اسباب جا علیت تیار کئے تو خدا نے فوراً پیدا کر دکھایا اور یہی وجہ ہے افعال نا ملائم کے کتساب میں ۔

تردید ۔ سُنئے حضرت آپنے سخت دھوکا کھایا۔ ایسا ہرگز نہیں قرآن کا عقیدہ اس کے سراپا مخالف ہے خدا نے انسان کو نیستی سے خلق کیا بغیر موجودگی اور مادہ انسان کے پس اسکے اندر جو کچھ ہے بد یا نیک خدا نے پیدا کیا نہ انسان نے اور پھر خدا نے شیطان بنائے۔ اور اُنکو قیامت تک لوگوں کی گمراہی کا ٹھیکہ دیا جانا تک اُس کو معلوم تھا کہ یہ گمراہ کریں گے اور لوگ گمراہ ہونگے اور پھر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ شیطان نے ٹھیکہ لینے میں دھوکا دیا ہو۔ یعنی لیا ہو ٹھیکہ بھنگ کا اور بیچ رہا ہو شراب جسا ٹھیکہ لیا ویسا ہی کام کیا اور کرتا ہے اور پھر غفلت یہ ہے کہ شیطان ایک تھا اور نہ ایک آدمی پر ایک ایک ملکہ بلکہ ستر ستر شیطان ایک ایک آدمی پر تسلط رکھتے ہیں جو انسان سے بلکہ اُس کے جد امجد آدم سے بھی زبردست ہیں۔ کثر شیطان نے نوح کا طوفان اُٹھایا اور سب آدمیوں کا بیڑا غرق کیا آدم کو بہشت سے نکلوایا اور ملعون بنایا۔ ایوب کا بیڑا ڈبویا مسیح کو صلیب پر لٹکوایا۔ ذکریا کا بدن چروایا پھر بتلائیے انسان کا کیا قصور ہے؟ وہ شیطان یا شیاطین مد ارادہ کے محرک ہیں اور محرک بھی اسقدر اور اس طرح جیسا کہ تن میں خون پھر خدا کے واسطے منصف ہوکر بتلائیے کہ انسان مجبور ہے یا نہیں حافظ کہتا ہے ؎

درکوئے نیکنامی مارا گذر ندادند　گر تو نمی پسندی تغیر کن قضا را

ایک اور مُلّا تمانے ایسے خدا اور ایسے زبردست دشمن شیطان کے حسب حال کہا ہے ؎

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردہ　بازمے گوئی کہ ترکن ہشیار باش

پس قرآن کے رو سے صاف ثابت ہے کہ انسان مجبور محض ہے جو کچھ کرتا کراتا ہے بھلا یا بُرا وہ خدا ہی کرتا ہے اسی واسطے علمائے اسلام اس قرآنی خدا کی جان کو روتے ہیں ؎

تو نیکی کمی من نہ بد کردہ ام　کہ بدرا حوالت بخود کردہ ام

سوال ۱۲ ۔ خدا نے سب دنیا کو کہاں سے پیدا کیا اگر قدرت اور نور کہو تو قدرت اور نور خدا سے جدا ہیں یا نہیں اگر جدا ہیں تو دنیا کا مادہ ازلی ہوا اور اگر جدا نہیں کیونکہ وہ عین خدا ہے ورنہ خدا کسی روز بے نور بھی ہو جاویگا پس دنیا کیا مادی کیا غیر مادی خدا ہوئے اور یہ ہمہ اوست کا مسئلہ آپ اس کو مانتے ہیں یا ہمہ از اوست اور ان دونوں میں کیا فرق ہے۔

۴۱-۴۳ ۔ مولوی کا جواب ۔ مخلوقات و ممکنات کی پیدائش کا کوئی طریقہ نہیں ہے بعض نور سے پیدا ہوئیں جیسے ملایکہ بعض مادے سے مثل جن کے۔ اور بعض مادّہ سے مثل اشیاء کثیفہ کے اور ہم کو کسی جگہ مجبور نہیں کرتے گو کسی چیز کی پیدائش کی ہمکو پوری اطلاع نہ ہو اور نہ ہم اُسکی ہیئت پر مطلع لیکن پھر بھی ہم یہ کہینگے کہ مادہ کو خدا نے محض ایک شئے کثیف سے پیدا کیا اور نور کو ایک چیز لطیف سے اور باقی کو ان ہر دو سے رہا یہ امر کہ یہ سے لطیف اور کثیف کہاں سے اُسکا جواب یہیں تک ہو سکتا ہے کہ محض ارادہ سے اور ارادہ علم سے اور علم عالم سے پس عالم سب کا مبدا ہوا

تردید ۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کبھی چیز کی اصلیت پر بحث کرتے ہوئے پچھلی تمام باتیں بھول جایا کرتے ہیں یا جان بوجھ کر تجاہل عارفانہ کرتے ہیں۔ آپ نے سوال نمبر ۲ کے جواب میں لکھا ہے "خدا کی ہستی محض بسیط نور الٰہی" اور یہاں آپ نور سے ایک اور پیدائش بھی مانتے ہیں جیسے ملائکہ اور نور کو ایک لطیف چیز سے اور اُسکو محض ارادہ سے اور ارادہ علم سے اور علم کو عالم سے بتلاتے ہیں گویا آپکے زعم میں وہ نورانی خدا بھی ایک اور عالم سے پیدا شدہ ہے اور اُسکا نور بھی ایک لطیف چیز سے مخلوق ہے۔ الغرض آپ ایسے توہمات میں پھنسکر خدا کی بیخ سے اُکھاڑ کرتے ہیں۔ نور و نار کو آپنے عرفی دانی کے گھمنڈ میں آکر سادہ مادّہ نہیں سمجھا۔ مگر حضرت

من ایہ سب مادی چیزیں ہیں اور خدا بھی نورانی ہونے سے مادی ہے۔ اور ایک ہی مادہ سے خدا اور فرشتہ مرکب ہے کیونکہ وہ بھی نورانی اور فرشتہ بھی۔ اب ہم آپ کو اسکی اصلیت سمجھاتے ہیں۔ اول عالم سے علم ہوا حضرت کیا بغیر علم کے عالم ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے غور کرو علم عالم کی صفت ہے۔ جب سے علم ہے تب سے عالم ہے علم کے وجود نے ہی عالم کی ہستی بتلائی۔ پس علم عالم سے نہیں ہوا بلکہ عالم علم سے ہوا ورنہ دونوں انادی ہیں۔ یعنی عالم معہ اپنی صفت علم کے انادی ہے۔ کبھی عالم بے علم نہیں تھا۔ اب آگے دیکھئے۔ عالم میں ارادہ بھی صفت ہے اور علم بھی کیونکہ کوئی عالم بیجان نہیں ہے اور جہاں جان ہے وہاں ارادہ ضروری پس یہ بھی اُس سے جدا نہیں بلکہ عین ذات ہے اور یہ دونوں صفات لطیف ہیں اور انہیں سے لطیف نور ہوا یا ہمکو وہم ہوا کیونکہ خدا خود نورانی ہے اُس سے نور بلکہ وہی نورانی خدا فرشتہ بنگیا یا فرشتہ کہلایا یعنی روح القدس اور یہ خدا کا نام بھی ہے بس نور اور خدا جدا جدا نہیں اب آگے چلئے وہ لطیف جسم کثیف ہوئی نور جیا عمدال سے جب ذرا تغیر ہوگیا یا جم گیا تو نار ہوگیا۔ نور میں بھی جلانیکی صفت ہے اور نار میں بھی نور میں روشنی کی صفت ہوا اور نار میں بھی قرآن میں ہے وجعل القمر فیہن نوراً (سورۃ نوح) اسی نور سے کوہ طور جلگیا اُسی نور سے زمین آسمان روشن ہوگئے۔ نور آفتاب و نور قمر و نیر اعظم۔ اجسام نورانی یہ سارے الفاظ اسی نور سے ہیں سعدی کہتا ہے ؎ اگر یک سر موئے برتر پرم ✤ فروغ تجلے بسوزد پرم اُسی نور یا نار سے (جو اصلمیں خدا تھا) دیکھو جلوہ کوہ طور اور وادی ایمن کا قصہ اور پہاڑ کا دہواں دہار ہو جانا آسمان سے آگ کا آنا اور سب کھا جانا اور مسیح کا آگ سے بپتسمہ دینا اور آتشی شریعت) یعنی مادہ کثیف سے تمام اشیا رکثیفہ ہوئیں یا یوں کہو کہ وہی نور یا نار یا مادہ سب کچھ ہوگیا ؎ چہ بود اندر ازل اے مرد نااہل ✤ کہ ایں نامند محمد آں ابوجہل (صاحب گلشن) موجود حق در حد اول باشد ✤ جز او ہمہ موہوم و مخیل باشد۔ ہر چیز کہ جز او آید در نظرت ✤ نقش دو میں چشم احول باشد۔ (محقق طوسی) ایں دوئی اوصاف دیدہ احول ست ✤ ورنہ اول آخر۔ آخر اول ست (مولوی رومی) بنا براں عقاید قرآنی کے رو سے ہمہ اوست۔ چہ استخواں چہ پوست چہ دشمن چہ دوست والعبد ہمہ اوست الضد ہمہ اوست۔

مثال (۱)

اوّل (۱) شکل۔ بخار تھا ✤ دوسری (۲) شکل۔ بادل۔ برق۔ گرج۔ دہواں ✤ تیسری (۳) شکل چھوٹی بوندیں۔ ژالہ۔ برف۔ شبنم ✤ چوتھی (۴) شکل۔ حباب۔ بارش۔ چاہ۔ ندی۔ نالہ نہریں۔ دریا۔ سمندر ✤ پانچویں (۵) شکل۔ پھر سب لطیف ہو کر آخر کو بخار ہو جاوینگے۔ نتیجہ۔ ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ✤

مثال (۲)

اوّل (۱) شکل۔ نورانی خدا ✤ دوسری (۲) شکل۔ علم۔ ارادہ لطیف۔ کثیف تیسری (۳) شکل۔ نور نار۔ مادہ۔ روح۔ امر۔ کلمہ ✤ چوتھی (۴) شکل۔ اجسام۔ فرشتے۔ جن۔ انسان و حیوان۔ زمین۔ پہاڑ وغیرہ۔ پانچویں (۵) شکل۔ آخر کو سب خدا بنجاوینگے ✤

نتیجہ۔ ہمہ اوست یا ہمہ از اوست ✤

اسلام کا ایک ولی کا قول ہے ؎ خود کوزہ شد کوزہ گر و ہم گل کوزہ ✤ خود بر سر آں کوزہ خرید ار برآید ✤ دیکھئے مولوی صاحب! اس قرآنی عقیدہ اور اسپر بھروسہ کرنے سے آپ کس گڑھے میں گرے اور کس بلا کے منہ میں جا پڑے یہ ایسا خیال ہے جس سے بڑھکر ملحدانہ اور ناستکانہ خیال اور کوئی نہیں اب اس عقیدہ سے آپکو بیزار ہو کر وید مقدس پر ایمان لا کر ست دھرم اختیار کرنا چاہئے اور روح و مادہ کا انادی ہونا بصدق دل ماننا چاہئے جو علم و عقل۔ سائنس اور فلاسفی کے مطابق ہے ورنہ تعصب کو بالائے طاق رکھکر عقاید قرآنی کو علم و عقل سے ثابت کرنا چاہئے مگر یہ آپ سے یا کسی اور محمدی بھائی سے نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ فرما چکے ہیں "یہ عقل ہی ہے جو نئے نئے دل میں سوال پیدا کر کے خدا سے بندوں کو دور رکھنا چاہتی ہے" (صفحہ ۳۵) اور آپ جیسے علماؤں نے ہی علم منطق حرام ہونے پر رسالے تصنیف کئے۔ اور اُس کی کتابوں کے اوراق سے استنجا جائز سمجھا۔ برائے خدا سوچئے اور غور فرمائیے جو مذہب علم و عقل کے مطابق سناتن (قدیم) صداقت کا حامی۔ تعصب کا دشمن۔ ظلم کا ترک ہے اُس پر ایمان لا اور مفت میں جان عزیز تباہ اور برباد ہونے سے بچائیے۔

گر نیاید بگوش رغبت کس ✤ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

آئینہ شفاعت

اے پیروانِ دین محمدی!

بخدمت شما بکمال ساز معروض مینمائیم۔ باید کہ بگوش ہوش شنیدہ غور فرمائید و آگاہ دانیدہ عمل نماید عموماً برادران اہل اسلام بشفاعت محمد صاحب اعتقاد دارند و یقین کہ ہر چند گناہ کنیم بشفاعت آنحضرت مغفرت یاب باشیم۔ چنانچہ مفسر حسینی نوشتہ

چوں تو دادی مژدۂ لا تقنطو ✤ من چرا ترسم ز عصیان و عتو
چوں تو ہر بشکستہ را ساری درست ✤ بس خطا ہا بر امید عفو تست
گفتی کنم شفاعت عاصی عذر خواہ ✤ دل بر امید آں کرم افتاد در گناہ

الا ہر چند اندیشیدیم و غور نمودیم۔ یندا شتیم کہ ایں عقیدہ شما از عدالت و نصفت سراپا دور است چرا کہ عدل بلغت بمعنے "چیزے را بچیزے برابر کردن و داد و انصاف و دادگری را بہمین جہت عدل گویند کہ ظالم را با مظلوم برابر کنند" می آید۔ ازیں خیال ہر نفسیکہ مجادل بودن حقتعالے قایل ست بخوبی مے داند کہ مابین عدالت و شفاعت بُعد المشرقین ست چرا کہ ہر جا عدالت است شفاعت نیست و ہر جا کہ شفاعت است عدالت نہ و بودن دو محال در یک محل بہمہ وجوہ ناممکن ازینجا ست کہ در قرآن آمدہ سورۃ بقرہ واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا یقبل منہا شفاعۃ ولا یؤخذ منہا عدل ولا ہم ینصرون ترجمہ بترسید از عذاب روزے کہ دراں روز حق گذاری نکند و نتواند ہیچ نفس از نفس چیزے را و پذیرفتہ نشود برائے شان شفاعت و گرفتہ نشود فدیہ و ہیچکس ایشانرا یاری نکند در دفع عذاب" ہمیں آیت در قرآن و ہمدریں سورۃ بقرہ دو مرتبہ وارد شد مدعائے ایں تکرار عرار تاکید ہیچ نیست و در سورۃ الزمر آمدہ ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئاً ولا یعقلون قل اللہ الشفاعۃ جمیعاً لہ ملک السموات والارض ثم الیہ ترجعون ترجمہ فرو گرفتند بجز خدا تعالے شفیعاں بگو آیا شفاعت کنند و اگرچہ باشند کہ ہیچ گونہ مالک نشوند چیزیرا و ندانند یعنی از قدرت و علم بے بہرہ اند۔ بگو مر خدایراست شفاعت ہمہ آں و مراد راست۔ پادشاہے آسمانہا و زمینہا پس بسوے او باز گردانیدہ خواہید ماند ✤

باز در سورۃ انعام وارد شدہ لیس لہا من دون اللہ ولی ولا شفیع وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منہا ترجمہ نیست مر آں نفس گرفتار شدہ را جز خدائے دوستے کہ مدد تواند کرد و نہ خواہندہ یا شفاعت کنندہ کہ او را از عذاب نجات

نواہد داد واگر خواہد آں نفس ہر فدائے کہ باشد تا خود را از عذاب باز خرد آں فدا نگیرند از وے

در سورۃ **سجدہ** نزول یافتہ اللہ الذی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون **ترجمہ** اللہ آنست کہ بیافرید آسمانہا و زمین را و آنچہ میان آسمان و زمین ست در مقدار شش روز از ایام دنیا پس مستولی شد بر عرش عظیم ذات است۔ پس بدو گرویدہ از راہ او مگذرید کہ در دنیا و عقبی نیست مر شما را بجز از وے دوستے کہ یاری بکند و نہ ہیچ درخواست کنندۂ کہ مددگاری نماید آیا پند نمی گیرید

بریں طور در **سورۃ یونس** مندرج است ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبئون اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحنہ وتعالی عما یشرکون **ترجمہ** ومی پرستند بدون خدا چیزے را کہ ضرر رساند بدیشان (اگر ترک عبادت او کنند) و سود کند بدیشان اگر ہمہ اوقات بپرستش ایشان صرف نمایند زیرا کہ معبود ایشان جماد است و او بر ایصال نفع و ضرر قادر نباشد۔ وحال آنکہ معبود باید کہ قدرت او بایقاع ثواب و عذاب متعلق بود تا بندگان بامید جلب نفع و دفع ضرر او را پرستند) ومیگویند کہ این بتان شفیعان ما اند نزدیک خدا یعنی در امور دنیا ما را شفاعت میکنند و از خدائے تعالے چیزے میخواہند تا مہمات ما کفایت کند یا بروز قیامت از خدائے تعالے درخواست کنند تا ما از عذاب رہا شوند) بگو آیا خبر میکنید خدا را (استفہام توبیخ است) بچیزے کہ نمیداند در آسمانہا و زمین (انتفائے علم بسبب انتفائے معلوم است یعنی شما میگوئید کہ خدا را شریک است و اثبات شفاعت ایشان میکنید و خداوند کہ عالم ست بجمیع معلومات این را نمیداند پس معلوم شد کہ شریک نیست و شفاعت نخواہد بود و گویند کہ کلمہ تعلیم صلہ است و معنی اینکہ خدائے چیزے کہ در آسمان و زمین نیست یعنی شریک نمی داند) پاکست خدا و برتر ست از آنچہ شریک میدارند۔ پیروان دین محمدی اکثر بیشتر اعتقاد شفاعت بر احمد صاحب دارند و بہ یقین پندارند کہ آنحضرت در آخرت شفاعت شان نماید۔ اما در قرآن شریف کہ باعتقاد اہل اسلام کلام رب لطیف ست خود خدائے تعالے بمحمد صاحب ہدایت میفرماید **سورۃ یونس** قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ **ترجمہ** بگو اے نبی! مالک نمیشوم برائے نفس خود زیانے را و نہ سودے یعنی قادر نیستم بر دفع ضررے و نفع برائے خود مگر آنچہ خواہد خدائے۔

در **مشکوۃ** شریف از عائشہ صدیقہ حدیثے مذکور ست وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا ذکرت النار فبکت فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما یبکیک قالت ذکرت النار فبکیت فہل تذکرون اہلیکم یوم القیمۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما فی ثلثۃ مواطن فلا یذکر احد احدا عند المیزان حتی یعلم ایخف میزانہ ام یثقل وعند الکتاب حین یقال ہاؤم اقرؤا کتابیہ حتی یعلم این یقع کتابہ افی یمینہ ام فی شمالہ من وراء ظہرہ وعند الصراط اذا وضع بین ظہری جہنم (رواہ ابوداؤد) **ترجمہ** روایت ست از عائشہ کہ وے یاد کرد آتش دوزخ را پس بگریست پس گفت پیغمبر خدا چہ چیز در گریہ آورد ترا اے عائشہ گفت عائشہ یاد کردم این دوزخ را پس بگریستم از ترس عذاب آن پس آیا یاد می آرید شما اہل و عیال خود را روز قیامت و خبردار باشید از احوال ایشان پس گفت پیغمبر خدا اما الخیر در سہ جائگاہ کہ در آن یاد نے آرد ہیچ یکے ہیچ یکے را نزد میزان کہ برسنجند اعمال را تا آنکہ میداند آنکس کہ سبک آید ترازوے وے یا گران و دیگر نزد دادن کتاب بدست روزیکہ گفتہ مے شود بگیرید بخوانید کتاب مرا این آنکس میگوید کہ کتاب بدست راست وے می دہند و وے خوشحال میشود و میگوید بگیرید بخوانید کتاب مرا تا آنکہ میداند کجا واقع شود کتاب وے آیا در دست راست وے یا در دست چپ وے یا از پس پشت او دیگر نزد پل صراط وقتیکہ نہادہ شود میان دوزخ تیزتر از شمشیر و باریک تر از موئے گذرندہ شوند مردم از آن درین سہ موطن ہمہ حیران و درماندہ بنفس خود باشند و کسے را مجال یاد آوردن و خبر گرفتن نباشد۔ (مشکوۃ کتاب الفتن باب الحساب والمیزان فصل دوم صفحہ ۴۰۲ مطبوعہ نولکشور)۔ چون از آیات قرآن شریف بشہادت حدیث لطیف واضح گردیدہ کہ بحضور خداوند عالم عالمیان شفاعت و سفارش را دخلے نیست و نہ فدیہ گنجائشی۔ پس بضمیر صداقت تنویر تفکر نمائید کہ بار شفاعت را چہ حال و شفیع را چہ مجال خود مسیح بانجیل شریف قطعی نفی کردہ کہ اگر بعد از من کسی دعوے شفاعت کند ہرگز اعتبار ندارید چرا کہ کاذب باشد نہ کہ صادق ہو بہو۔ —

بسیار انبیائے کذاب پیدا خواہند شد و بیشتر عوام الناس را گمراہ خواہند کرد و بسبب افزودن بیدینی محبت اکثران سرد خواہد شد (متی ۲۴/۱۱) زیرا کہ مسیح کاذب و انبیائے دروغ گو ظہور خواہند کرد و آیات و کرامات خواہند نمود اگر ممکن بودے برگزیدگان را گمراہ کردندے (مرقس ۱۳/۲۲)۔

تمام علماء و عوام پیروان مذہب عیسوی بشفاعت و کفارۂ مسیح ایمان دارند و پیروان دین موسوی بشفاعت موسے معتقد اند۔ مگر بالاتفاق مے گویند کہ غیر ایشان کسے را منصب شفاعت نمے رسد نہ از محمد صاحب در توریت و انجیل خبرے و نہ بدین شان از شفاعت احمدی اثرے ست و ایشان ہرگز بشفاعت و سفارش محمد صاحب اعتقاد ندارند۔

اکنون باید نگریست کہ در حدیث چہ نوشتہ وان انس ان النبی قال یحبس المومنون یوم القیامۃ حتی یہموا بذلک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا فیاتون آدم فیقولون انت آدم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ واسکنک جنتہ واسجد لک ملائکتہ وعلمک اسماء کل شیء لتشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا ہذا فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب اکلہ من الشجرۃ وقد نہی عنہا ولکن ائتوا نوحا اول نبی بعثہ اللہ الی الارض فیاتون نوحا فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب سوالہ ربہ بغیر علم ولکن ائتوا ابراہیم خلیل الرحمن قال فیاتون ابراہیم فیقول انی لست ہناکم ویذکر ثلث کذبات کذبہن ولکن ائتوا موسی عبدا اتاہ اللہ التوریۃ وکلمہ وقربہ نجیا قال فیاتون موسی فیقول انی لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب قتلہ النفس ولکن ائتوا عیسی عبد اللہ ورسولہ وروح اللہ وکلمتہ فیاتون عیسی فیقول لست ہناکم **ترجمہ** حبس کردہ میشوند اہل ایمان روز قیامت تا آنکہ در غصہ در آوردہ میشوند و محزون گردانیدہ میشوند بسبب حبس پس میگویند کاش کہ طلب شفاعت میکردیم بسوئے پروردگار خود و پیدا میکردیم برائے خود کسے را تا در حضرت وے ما را شفاعت میکرد پس می رہانید و میبرد ما را ازین جائیکہ ایستادہ ایم تا در راحت مے انداخت و خلاص میکرد ما را ازین اندوہ و محنت پس می آیند آدم را پس میگویند تو آدمی پدر تمام مردم پیدا کرد ترا خدائے تعالے بدست خود و ساکن گردانید ترا در بہشت و ساجد گردانید برائے تو فرشتگان خود را و یاد داد ترا نامہائے ہمہ چیز را شفاعت کن ما را بر پروردگار تو کہ مخصوص گردانید ترا بآن فضائل و کرامت تا راحت دہد و برہاند ما را ازینجائے پس میگوید آدم نیستم من درین مقام و مرتبہ کہ گمان مے برید شما تا جرأت کنیم و در آئیم در مقام شفاعت و ابتدا کنیم و فتح این باب نمائیم و یاد می کند گناہ و تقصیر خود را کہ رسیدہ بود او را کہ خوردن او ست از درخت

ہ بوسیدن و مس کردن حجر الاسود و آنرا امید داشتن کہ گناہان را زائل خواہد شد این سنگ بقیامت اعمال ما سیاہ میگردد و روز قیامت نزد خدا شہادت خواہد داد و شفاعت مومنان خواہد کرد از این قبیل ست و ہم از اہل قبور مراد جستن و مردگان را شفیع و حاجت روا دانستن بر آن عرس و چراغان کردن و از آن امید نجات و بہبودی داشتن صریح شرک و بت پرستی ست کہ خوش گفت ہر کہ گفت ؎ اگر پیر مردہ بکار آمدے ٭ ز شاہین مردہ شکار آمدے

فہرست کتب ستیہ دھرم پرچارک پریس ہری دوار

تواریخی فسانہ و دلکش داستان

آج کل کے نوجوان ہمیشہ دلکش داستانوں کو پڑھنے ابابنہ [illegible] کرتے ہیں مگر جس پیرایہ میں ان داستانوں کو ملبوس کیا جاتا ہے کون ستان، نہ کہ وہ اخلاق پر اعلےٰ درجہ کا بد اثر ڈالنے اور بہت حد تک اوچیہ ثانم کے بگاڑنے میں کامیاب ہوتی ہیں ضرورت ہے کہ یوتر بھاوؤں اور وائ دو [illegible]ات کو نئے واقعات کو حیرت انگیز و دلچسپ داستان بنا کر پڑھنے والے بربھین کے ہاتھ میں کچھ پستکیں رکھی جاویں جس کے لئے مہاشے تیلو رت لال کیمس شرم آنھا ستیہ دہرم پرچارک پریس ہردوار کے لئے یہ چار ٹریکٹ تیار صما لا جن کی بہت سی جلدیں نکلتے ہی بک چکیں۔

ہے یہ [illegible] راجہ چندر گپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی۔ جس میں چندر گپت کیاسامہ حاصل کرنے وش کنیا کے آنے۔ نیتی وان چانک کے کامیاب ہونے وہ بادبرا [illegible]س سکندر اعظم کے داماد کی بھارت ورش پر چڑھائی۔ میگتھنز یونانی ثبت آنا۔ دو شرائط پر صلح کرنا (۱) راجہ چندر گپت کا روکشانا۔ سکندر اعظم نیں عالیے وواہ (۲) اور یونانی سفیر میگتھنز کا مہاراجہ چندر گپت کے دربار میں رہنا جیبو اسب واقعات ہیں حجم ٹریکٹ سائز (۴۸) صفحہ قیمت ——— ۱ر

میر اعدام جی ورروشن آرا اورنگ زیب کا وواہ۔ روشن آرا کا گرفتار ہونا۔ کئی ہمائیں سیواجی کا دربار میں قید ہونا اور روشن آرا کے ہمراہ دہلی سے بھاگ بھاگنا وغیرہ حالات ہیں حجم (۸۸) صفحہ ٹریکٹ سائز قیمت ——— ۲ر

(۳) حیرت انگیز واقعات مہارانا صاحبان اودیپور کی نوشیرواں عادل کی اولاد ہونے اوران کے مورث اعلےٰ کا مہربانو پارسی شاہزادی سے وواہ کرنا اور مہاراجہ بایا والی چتوڑ کے مختلف اقوام کی راج کنیاؤں سے وواہ کرنے کے حالات ٹریکٹ سائز ۳۶ صفحہ قیمت ——— ۱ر

(۴) مہربانو نوشیرواں عادل کی پوتی کا مہارانا گوہ سے وواہ کے حالات قیمت ۲ر یہ جملہ چار ٹریکٹ فرداً فرداً خریدنے سے ۷ر میں بک رہے ہیں۔ مگر چونکہ ان کی مانگ اکٹھی آتی ہے۔ اس لئے چاروں کے خریدار سے ۶ر لیا جاویگا۔ مجلد سٹ ۸ر

فہرست کلیات الکھدھاری

موجودہ مطبع ہذا برائے فروختگی۔

کلیات الکھدھاری نمبر ۱ - حکمت نظری و عملی کے بیان میں -	۳؎
〃 〃 نمبر ۲ - علم الٰہی .	۳؎
〃 〃 نمبر ۳ - 〃 الہامیو کے خیال و افعال	۳؎
〃 〃 نمبر ۱۵ - تہذیب الاخلاق .	۱۲ر
〃 〃 نمبر ۱۱ - صفائی طہارت جسم و جان -	۳ر
〃 〃 نمبر ۲۰ - پرورش و تربیت اطفال زن و مرد	۲؎
〃 〃 نمبر ۲۱ - فتاوے الکھدھاری	۳؎
〃 〃 نمبر ۲۸ - صحت جسمانی و افعالی	۷ر
〃 〃 نمبر ۲۹ - طعام و شراب . -	۲ر
کلیات الکھدھاری نمبر ۳۶ - موت اور اس کے بعد کے حالات	۸ر
〃 〃 نمبر ۳۰ - شاستر و سمرتی وغیرہ ..	۳؎
〃 〃 نمبر ۳۸ - حکایات و روایات .	۶ر
〃 〃 نمبر ۳۹ - دھرم نیتی .	۵ر
〃 〃 نمبر ۴۰ - متعلقہ راج نیتی .	۶؎
دھار نایتا گی .	۸ر

نوٹ دس روپیہ یا دس روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو صد فیصدی کمیشن دیا جاویگا۔ اور پبلک کی قدردانی پر اس سلسلہ کے باقی نمبرات بھی ازسرنو چھاپ کر بہم پہنچانے کی کوشش کیجاویگی۔

مفید معلومات کا سلسلہ

(۱) سانکھیہ فلاسفی - قدیم اور مستند سنسکرت کی سانکھیہ کارکا کا اردو ترجمہ اور سانکھیہ فلسفہ کے موٹے موٹے حالات حجم (۹۰) صفحہ قیمت ——— فی جلد ۲ر

(۲) یوگ فلاسفی - یوگ ودیا کے متعلق معلومات کا مجموعہ جس میں یوگ کی نسبت رائیں یوگ کے اغراض اور کریاؤں کا ورن ہے۔ راج یوگ اور ہٹھ یوگ دونوں کے متعلق مصنف نے لوگوں کے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ سنسکرت نہ جاننے والوں کو کافی واقفیت مل سکتی ہے حجم (۶۰) صفحہ قیمت فی جلد ۱۰ر

(۳) مسیح مذہب کا مخرج بدھ مذہب ہے متوازی کالم میں ہر دو مذاہب کی مشابہت۔ مطابقت و باہمی مناسبت کی مختصر مگر بالتوضیح تشریح۔ محققین و یورپین علماء کی انصافانہ رائے درج ہیں حجم (۶) صفحہ قیمت ——— ۱۰ر

(۴) پارسی مذہب کا مخرج ویدک دہرم ہے۔ ہر دو مذاہب کی باہمی مطابقت و مشابہت پر مختصر سے حالات حجم ۲۸ صفحہ قیمت ——— ۵ر

(۵) اپنشد جس میں مندرجہ ذیل مضامین ہیں (۱) وجہ تسمیہ۔ لفظ اپنشد کی تشریح و توضیح و تصریح (۲) اپنشد کی تعداد قدیم و جدید اپنشد (۳) عام کیفیت - زمانہ تصنیف مصنفین (۴) کل اپنشدوں کے مضامین کا خلاصہ (۵) اپنشدوں کا عطر حجم ۶ صفحہ قیمت ۱۰ر

(۶) سنسکرت زبان کی عظمت جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ محققین علما نے مان لیا ہے کہ سنسکرت دنیا کی کل زبانوں کی ماں ہے اور دنیا کی سب سے پرانی کتاب وید مقدس اسی زبان میں لکھی ہوئی ہے۔ قیمت فی جلد ۳ر

(۷) ایشور درشن مصنفہ لالہ کاشی رام جی بی اے پردھان آریہ سماج ملتان جس میں جگہ بہ جگہ وید وکت پرمان دئے ہیں قیمت ۴ر فی جلد

(۸) معدن التہذیب یعنی انگریزوں سے ملنے ملانے کے قاعدے۔ سرکار دربار سیر شادی وغیرہ کے متعلق آئین رسم و رواج جو خاص بھارت واسیوں کی واقفیت و معلومات کی خاطر تقلید کیگئی ہے حجم ۹۸ صفحہ قیمت ——— فی جلد ۲ر

(۹) مختلف متعدد سدھ پنتھوں کا تذکرہ سودھو سو نیتہ مالک شاہی۔ اودواسی گنج بجتی۔ رام لائی۔ ستھرا شاہی گو بند سنگھی نرملے۔ ناگا۔ بابا لالی۔ پران ناتھی۔ سادہ ست نامی۔ شو رائنی۔ رام سنہی۔ شویہ وادی۔ شرو ھالامی۔ ناستک چارواک وغیرہ پنتھوں کے جاری ہونیکی وجہ اور تاریخ مندرج ہے حجم ۶۸ صفحہ قیمت ۱۰ر

جو ہوشمند تھے۔ اسی نام کو جسکے معنے بیدین کے ہیں اپنی قوم پر عاید کر لیا ہو۔

جواب۔ آپکا فرضی تحکم سنسکرت کے رو سے بالکل ناممکن ہے کیونکہ سنسکرت کی کسی لغات یا اتہاس میں اس کا پتہ نہیں ملتا۔ پس ہندؤں کے بزرگوں کا جاری کیا ہوا یہ نام نہیں ہے۔ بلکہ غیر قوموں کا آریوں کے حق میں الزام و اتہام ہے اور یہ لفظ استھان بھی بالکل اسنبھو اور بے محاورہ ہے۔ کیونکہ ایک فارسی۔ دوسرا سنسکرت ہے۔

البتہ اس کے تسلیم کرنے سے کسی کو انکار نہیں کہ جس طرح اور زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے استھان سے فارسی کا ستان بنا ہے۔ مگر عربستان۔ افغانستان۔ فرنگستان۔ انگلستان۔ زابلستان۔ بلوچستان۔ ترکستان گلستان۔ بوستان۔ دبستان۔ تاکستان۔ نخلستان۔ چمنستان کی امثال ہندوستان بھی ہے۔ کوئی لفظ اس میں سے چھوٹا ہوا نہیں ہے۔ پس یہ فرمانا بھی آپ کا محض بے بنیاد ہے کہ یہ ہندوؤں کی ایجاد ہے۔ نہیں نہیں غیر ملک کے باشندوں کا الزام ہے اور سب سے زیادہ کثرت استعمال اس کا بدولت اسلام ہے۔ چنانچہ اس کے اثبات میں شہادتیں یہ ہیں:۔

(۱)۔ حضرت معاویہؓ کے والدہ کا نام ہندیہ تھا۔ کیونکہ وہ سیاہ فام تھی۔ مثالب

(۲)۔ ہند بالکسر نام زنے کہ قاتل امیر حمزہؓ بودہ است۔ منتخب

(۳)۔ ہندو در محاورہ فارسیان بمعنے دزد و رہزن۔ غلام مے آید۔ خیابان۔ غیاث

(۴)۔ ہندو زن۔ زن ساحرہ را گویند یعنی جادوگرنی عورت۔ غیاث۔ کریم۔

(۵)۔ ہندویا۔ یعنی ہندوستان یا دوات (سیاہی) کشف۔

(۶)۔ ہندوے پیر۔ زحل کہ در آسمان ہفتم است و پاسبان ملک است و رنگ سیاہ دارد۔ اگر پاسبان ہند کہ ایشاں را سادہی گویند رنگ سیاہ مے باشند۔ کشف۔

(۷)۔ ہندوئے چرخ ہفتم۔ بالکسر یعنی زحل کہ نحس و سیاہ است۔ کشف ترجمان

(۸)۔ ہندوئے بابک میں و ہندوے سپہر ہفتمی۔ و ہندوئے گنبد گردانہ۔ زحل۔ کشف

(۹)۔ ہندو تو۔ بالکسر غلام و بندۂ تو۔ کشف۔

(۱۰)۔ ہندو بکسر غلام و بندہ۔ کافر و تیغ۔ کشف۔

(۱۱)۔ چار ہندو در یکے مسجد شدند + بہر طاعت راکع و ساجد شدند

(۱۲)۔ زلف دلبندش صبا را بند در گردن نہد + با ہواداراں رہرو حیلۂ ہندو بین۔

(۱۳)۔ اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا + بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

(۱۴)۔ خواجہ را بود ہندو بندۂ + پروریدہ کردہ او را بندۂ مثنوی رومیؒ

(۱۵)۔ دو ہندو بر آیند رہ ہندوستاں + یکے دزد باشد یکے پاسباں (نظامیؒ)

(۱۶)۔ دو ہندوئے از پس سگے سر بر آوردند۔ (گلستاں)۔

(۱۷)۔ ہندوئے نفط اندازی مے آموخت + حکیمی گفت ترا کہ خانہ نئین است بازی نہ این است گلستان۔

(۱۸)۔ چہ ہندو ہندوئے کافر چہ کافر رہزنے + چہ رہزن رہزن ایماں [illegible]

(۱۹)۔ خالے سیہ بر عارض آں شاہ ہست ہست + ہندو بچہ ایست کہ خورشید پرست است۔

(۲۰)۔ جہاں ہندوست تا رختت نہ گیرد۔ بگیرش سست تا تختت نگیرد شیریں خسرو

(۲۱)۔ دو گیسویش دو ہندوئے رسن باز + رخ شمشاد سرا و ارش رسن ساز (زلیخا)۔

(۲۲)۔ یکے خال سیاہ جا کرد بر کنج بر لب لعلش + تو گوئی بر لب آب بقا بنشست ہندوئے + ظہیر فاریابی

(۲۳)۔ کند در پیش پائے آں نگاریں سجدہ ہا زلفش + بلے کارے بہ از آتش پرستی نیست ہندو را۔ دیوان غنی

(۲۴) من آں ترک سیاہ چشم بریں نام + کہ ہندوئے سعیت سدرا نام شیریں خسرو

اور یہی لفظ فارسی۔ عربی۔ عبرانی وغیرہ زبانوں میں قریب قریب انہیں معنوں میں مستعمل ہوا ہے بلکہ ایسی کوئی کتاب شاذ و نادر ہوگی جس میں یہ لفظ ان معنوں میں نہ آیا ہو۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام ہمارا نہیں۔ قطعی ترک کرنے کے لائق اور عداوت اور عناد سے موضوع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ان کے لئے یون ملیچھ وغیرہ۔

پادری شیفر زبان سنسکرت میں نام آریہ اور زبان فارسی میں ایرانی دونو ہی ایک مصدر یا دہاتو آر سے نکلی ہیں۔ اور آریہ اور ایرانی کے اصل معنے ہل چلا کر کھیتی کرنے والے کے ہیں اور حقیقتاً یہ نام آریہ قوم کے لوگوں کا اس وقت تھا۔ جب یہ صرف کھیتی کرکے ہل واہی کرنے سے روزی کماتے تھے۔

جواب۔ افسوس کہ جن کو مصدر یا دہاتو کی بھی تمیز نہیں۔ وہ بھی اعتراض کرنے پر مستعد ہو جاتے ہیں حضرت آر دہاتو نہیں۔ بلکہ رچی دہاتو ہے جس سے سنسکرت میں آریہ اور آریہ نام بنے ہیں۔ اور اسی سے فارسی پہلوی میں ایرانی بنا ہے۔ مگر آریہ اور آریہ بھی ایک نہیں وہ رچی سے بنا ہے۔ یہ اور سے بنا ہے۔ پہلا تمام قوم برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر کا نام ہے اور دوسرا صرف ویش کا۔ چنانچہ ویشوں کے منو سمرتی ادہیا شلوک ۹۰ میں (پشوؤں کی رکشا۔ دان دینا۔ یگ کرنا۔ پڑھنا۔ بیوپار کرنا۔ بیاج لینا۔ کھیتی کرنا۔ سات کام لکھے ہیں۔ اور پنجابی مثال ہے۔ اتم کھیتی مدہ بیوپار۔ نکہد چاکر۔ بھیکھ مسکار۔ آریہ کے معنے سنسکرت کے رو سے فاضل سریشٹ۔ ودوان۔ پارکھ۔ ایشور بھگت کے ہیں۔ اور یہی ترجمہ میکس میولر صاحب نے بھی کیا ہے۔ (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۷۵) آریہ کے معنے فاضل ودوان اور دیوتا اور خوش اخلاق دیوتوں کی تعظیم کرنے والا ہے۔ کیونکہ یہ ملیچھ و سیون کی ضد ہے۔

اور کل آریہ کبھی کھیتی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ ابتدا سے اس کی چار حصوں پر تقسیم ہے۔ جس کا وید مقدس میں بھی ارشاد ہے گویا اسی ہدایت پر اس تمدنی تقسیم کی بنیاد ہے۔ یعنی ودیا کا پڑھنا۔ پڑھانا۔ یگ کرنا۔ کرانا۔ دان دینا۔ لینا۔ جو مکھ کام ہیں ان کا کرنیوالا برہمن۔ ودیا کا پڑھنا۔ یگ کرنا۔ دان دینا۔ ملک و قوم کی حفاظت کرنا جو قوت بازو سے متعلق ہے اس کا کرنیوالا کھشتری۔ اور بموجب تشریح بالا کے دیساٹن کرکے تجارت کرنیوالا۔ ویش اور جاہل محض اور خدمتگار کا نام شودر ہے لیکن ہمیشہ آریہ قوم میں سے ویش کھیتی کرنیوالے رہے یا کھیتی کرنیوالے کا ویش لقب رہا۔ مگر تمام بنی نوع انساں کا کام بموجب قانون قدرت کے صرف کھیتی کرنا نہیں۔ ورنہ علم شجاعت۔ حفاظت ملک کی خدمت پر اوپکار کون کرنے اور یہی تقسیم ایرانی قوم میں بھی اسی طرح بلحاظ تمدن کے موجود ہے اور کتاب دبستان مذاہب اور اوستا و ژند اور آسحیات سے واضح طور پر مشہود اور اسی کی تائید۔ میکس میولر صاحب کے بیان سے ظاہر ہے یعنی پارسی لوگ بھی آریہ ورت سے اٹھکر ایران میں آباد ہوئے (دیکھو سائنس آف لنگویج صفحہ ۲۸) اور تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے کہ قدیم یونانی۔ اور اہل روما اور اہل انگلش اور اہل فرانس اور اہل جرمنی اور اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ (دیکھو تواریخ ہند) پس مناسب ہے کہ آپ اس غلطی کا بھی علاج فرما دیں۔ اور اس قسم کے فرضی و خیالی دعوؤں سے باز آویں۔

پادری- جیسے کہ اس پنجاب میں بھی کھیتی کرنیوالے آرائیں کہلاتے ہیں-

جواب- جناب آرائیں لفظ سنسکرت کا نہیں بلکہ پنجابی ہے- جہاں تک بنظر تعمق و غور کیجاتی ہے- آرائیں نام والی قوم مسلمان ہی ہے- ہندو کوئی نہیں- جس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ نام انکا عربی کے راعی سے لگڑا ہوا ہے- اور بہت تھوڑے تغیر میں ہے جو ذراعی کی طاقت ع کو لینے کی توقف کے سبب سے اسکا رائیں یا آرائیں بولنا ذرا بھی دشوار نہیں (راعی- چوپان- گلہبان یعنی چرانندہ چارپایان رعیاں) اور یہی آپ کا منشا ہے- پس یہ لفظ بھی عربی کے راعی سے بنا ہے سنسکرت کا نہیں

پادری- اگر اس ملک کے لوگ جانوروں خصوصاً بیلوں پر ظلم کیا کرتے ہیں اور شریر جانوروں کو اپنی چھڑی سے جس کے سر پر ایک لوہے کی نوکدار کیل لگی ہوئی ہوتی ہے- چبھو چبھو کر ہانکا کرتے ہیں اور اس سبب سے وہ نوکدار کیل آر کہلاتی ہے-

جواب- حضرت یہ اُن بیرحم جاہلوں کا کمال ظلم (اور) دھرم شاستر کے رو سے ایسے لوگ سزا پانے کے مستحق ہیں- چنانچہ علاقہ مہاراجہ جموں و کپورتھلہ- نابھہ یا جیند یا جودھپور وغیرہ میں کوئی اسکا استعمال نہیں کرتا- اور کرے تو سزا پاتا ہے (دیکھو رہبر ہند وغیرہ) اور بٹالہ میں بھی چند ہندو مسلمان عیسائی صاحبان کی کوشش سے انجمن ہمدردی حیوانات بنی ہوئی ہے اور قانون سرکاری بھی ایسے لوگوں کی تنبیہ کے واسطے جاری ہے (دیکھو ایکٹ ۵ سنہ ۶۹ء دفعہ ۳۴) آر لفظ بھی سنسکرت کا نہیں بلکہ فارسی کا ہے- چنانچہ اڑہ کابل و افغانستان و پشاور میں لکڑی چیرنے- جوتی سینے والے آہنی آلہ کو کہتے ہیں- غالباً فارسی کے ان الفاظ سے ہی یہ ان بیرحم جاہلوں نے لفظ مسن سا کر رائج کیا ہو تو تعجب نہیں بلکہ یقینی ہے-

پادری- پس جب آپ کی قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر و سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو جو صرف کھیتی کرنیوالے کو مخصوص تھا چھوڑ دیا اور بہ نسبت اس آریہ نام کے (اعلیٰ) ہیں- دوش کو جو رفتہ رفتہ ہندو ہو گیا ہے اپنی قوم پر عاید کر لیا ہے اور یہ ہندو بہ نسبت آریہ نام کے اس قوم میں زیادہ رونق پا گیا-

جواب- آپ کا یہ الزام بھی بالکل خام ہے- کبھی کسی فاضل سنسکرت یا پراکرت نے یہ نام (ہندو) اپنی قوم کی نسبت عاید نہیں کیا- مگر المجبوری و معذوری حکم حاکم مرگ مفاجات جانکر مسلمانوں کے وقت سے فارسی کا رواج ہو جانے سے دفتروں میں یہ نام تحریر ہونے لگا- اور آخر کار تمام ملک مسلمانوں کا ہندو (غلام) ہو گیا- آپکا یہ فرمانا کہ جب اس قوم نے رفتہ رفتہ علم و ہنر سوداگری میں ترقی کی تو آریہ نام کو چھوڑ دیا بالکل فضول اور لغو ہے بلکہ دھوکھا دہی ہے جبتک علم و ہنر و سوداگری وغیرہ میں ترقی رہی تب تک آریہ نام رہا- اور جب سے سستی اور کاہلی اور آرام طلبی نے گھر کر لیا علم و ہنر و سوداگری و سفر و سیاحت سے دستکش ہو گئے- ہندو- کافر- غلام- نیم وحشی بن گئے- چنانچہ تواریخ بھی بتلاتی ہے- کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے فلاسفی کے شوقین رہے اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول یہی ہیں- اسی سبب سے وہ آریہ یعنی سرلیٹ کہلاتے تھے- ایران کا دارا بادشاہ بھی آریہ ہونیکا اقراری تھا کہ میں آریہ ہوں اور آریوں کی اولاد سے ہوں کیونکہ اُس کے پردادا کا نام اریارمنیا تھا (دیکھو سائنس آف لنگویج مصنفہ میکس میولر صفحہ ۲۸)

پادری- جو کہتے ہیں کہ یہ نام ہماری قوم کا ہمارے دشمنوں یعنی مسلمانوں نے رکھا ہے- وہ محض غلط نہیں بلکہ دھوکھا ہے-

جواب- چونکہ یہ نام ہماری کسی مذہبی پستک یا تواریخی یا علمی کتب میں کسی جگہ مذکور نہیں ہے اور مخالفوں اور غیر ملک والوں کی کتابوں میں صدہا مقام پر موجود ہے- جس سے موس کے واسطے چند مقام ہم نے پیش کر دیئے- پس اسی حالت میں انکار محض کو سوائے تجاہل عارفانہ کے ہم اور کیا کہیں- مگر حقیقت یہ تا کہ ہندو بھائیوں کو ست وید کے دھرم سے محروم رکھ کر خوشامدانہ چاپلوسی کر کے عیسائی بنا لیا کریں اور اُن کو آریہ نام سے نفرت ہو جائے- پادری صاحب نے ایک دام تذویر بچھا کر اُن کو گمراہ کرنا چاہا- ورنہ اور کچھ نہیں-

پس ہر ایک دانا جان سکتا ہے- کہ یہ نام جب ہمارے مخالفوں کی کتابوں میں (خواہ وہ ایرانی ہوں یا افغانی یا یونانی یا اعرابی یا رومی) موجود ہے- تو اُن کا دعوے کس قدر دروغ بے فروغ ہے جس پر ہمیں کہنا پڑا کہ پادری نے دھوکھا بازی کو کام فرمایا اور حق سے منہ چھپایا ہے- ہم ان کو چیلنج کرتے ہیں- کہ وہ یا انکا کوئی اور الہامی یار غار یا فضیلہ خوار (مرزا غلام احمد وغیرہ) ہندو نام کسی سنسکرت کی کتاب میں بتلا دے اور ثبوت کرا دے- ورنہ یہ دھوکھا بازی کا طوق مثل یہودا اسکریوطی یاریدکے قیامت تک دغاباز کے گلے میں رہیگا-

پادری- کیونکہ یہ نام ان کتابوں میں پایا جاتا ہے- جو محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے لکھی گئی تھیں (مثلاً استر کی کتاب جو حضرت محمد صاحب کی پیدائش سے ایکہزار برس بیشتر لکھی گئی تھی (اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت میں ہندوستان ہے) اور اسی طرح فلادس جوسفر یہودی مورخ بھی اپنی کتاب میں ہندوستان کا نام لکھتا ہے جو محمد صاحب کی پیدائش سے ۶۰۰ برس بیشتر ہوا ہے- (دیکھو اُس کتاب کی سطر ۸ باب ۵) پس ظاہر ہے کہ محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پہلے یہ ملک ہندوستان کے نام سے نامزد اور مشہور معروف تھا اور اعلیٰ اُسکے باشندے ہندو کہلاتے تھے-

جواب- یہ ثبوت بھی آپ کے دعوے کی مضبوطی نہیں کر سکتا- کیونکہ ہمارا دعوےٰ یہ ہے- کہ ہماری کتابوں میں ہندو نام نہیں ہے اور نہ سنسکرت کا لفظ ہے- باقی رہا استر میں یا تواریخ یہودیہ میں ہونا- اول کتاب سکندر کے قریبی زمانہ کی بنی ہوئی ہے (دیکھو استر کی کتاب عبرانی بائبل صفحہ ۱۱۸۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۸ء لنڈن مسیح سے ۵۲۱ برس پہلے) اور دوسری مسیح کے بعد کی ہے- اور جہاں تک تحقیق ہو چکی ہے- غالباً یہی زمانہ ہے جب سے یہ بُرا نام ہمارے اور ملک کے واسطے غیر ملک والوں نے استعمال کرنا شروع کیا- چونکہ آپ کے بیان سے بھی ہمارے دعوے کا ثبوت ہے- اور آپکے حق میں مضر- کیونکہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ یہ نام یوں لوگوں نے موضوع کیا-

عام اعتراض- ہندو نام اندو سے بنا ہے اور اندو کہتے ہیں چندرماں کو یعنی چندربنسی-

جواب- ہم مانتے ہیں کہ اندو چندرماں کو کہتے ہیں- مگر سنسکرت میں یہ کس طرح بن گیا- اور علاوہ بریں کیا تمام ہندو چندربنسی یا سورج بنسی ہیں- برہمن- ویش شودر نہیں ہیں- اور اندو صرف چندرماں کو کہتے ہیں- بنسی کہاں سے آ گیا- اور کس کے معنے ہوئے اور کیوں یہ نام اس دہاتو سے بھی کسی سنسکرت پستک میں آج تک مندرج نہیں ہے- اور کیا سوائے چندربنسی کے اور لوگ اپنے آپ کو ہندو نہیں کہلاتے یا سورج بنسی سے کوئی اور نام نکلا ہے اور کیا آپکے سوائے دنیا بھر میں کسی کو یہ امر معلوم نہیں- جبکہ ان مندرجہ بالا باتوں سے کوئی بھی بات نہیں ہو سکتی ہے- لہذا یہ دعوے بھی محض بے بنیاد ہے- کیونکہ اب تک چندربنسی سورج بنسی وغیرہ صدہا گوتروں کی قومیں آریہ ورت میں موجود ہیں- مگر ہندو کا نام و نشان ندارد-

اب کچھ تھوڑا سا اس امر کا بھی ثبوت دیا جاتا ہے کہ ہمارا آریہ نام کن کن پستکوں میں مندرج ہے- زیادہ اثبات کے خیال سے اصل عبارت معہ حوالجات کے تحریر ہوگی-

ء یہ نام غیر ممالک کی کتابوں میں مندرج پایا جاتا ہے ہمارے ملک کی پستکوں میں نہیں پس یہ بھی

نمبر اول۔ رگ وید منڈل ا سکت ۱۰۳ منتر ۳

सजातुभर्मा श्रद्दधा न ओजः पुरो विभिन्दन्नचरद्वि दासीः विद्वान वज्रिन्दस्यवे हेतिमस्यार्यं सहो वर्धया द्युमन मिन्द्र ॥

نمبر ۲۔ رگ وید منڈل ا سکت ۵۱ منتر ۸

विजानीह्यार्यान्ये च दस्यवो बर्हिष्मते रन्धया शासदव्रतान शाकी भव यजमानस्य चोदिता विश्वेत्ता ते सधमादेषु चाकन ॥

نمبر ۳۔ یجروید ادھیائے ۱۶ منتر ۴۲

नमः पार्याय चावार्याय च नमः प्रतरणाय चोत्तरणाय च नमस्तीर्थ्याय च कूल्याय च नमः इति यजुर्वेद ॥ १६।४२

نمبر ۴۔ منوسمرتی ادھیائے ۲ شلوک ۲۲ تک

आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्तं विदुर्बुधाः ॥

نمبر ۵۔ منوسمرتی ادھیا ۱۰ شلوک ۴۵

मुखबाहूरूपज्जानां या लोके जातयो बहिः म्लेच्छवाचश्चार्यवाचः सर्वे ते दस्यवः स्मृताः ॥

نمبر ۶۔ نیاو درشن ادھیا پہلا سوتر ۱ بھاش واتسائن

نمبر ۷۔ کاشکا ادھیا ۴ چار پادا سوتر ۳۰

ऋष्यार्यौ

केवलमामकभागधेयपापापरसमानार्यकृतसुमङ्गलभेषजाच्च ॥ ३० ॥

نمبر ۸۔ اشٹادھیائی ادھیا ۴ پادا سوتر ۴۹

इन्द्रवरुणभवशर्वरुद्रमृडहिमारण्ययवयवनमातुलाचार्याणामानुक्

نمبر ۹۔ اس کا کاشکا کا بھاش

आर्यक्षत्रियाभ्यां वा आर्याणी आर्या

نمبر ۱۰۔ گیتا ادھیا ۲ شلوک ۱۰

अनार्यजुष्टमस्वर्ग्यमकीर्तिकरमर्जुन

نمبر ۱۱۔ بھارت ادیوگ پرب

श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा असम्भिन्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः ॥

نمبر ۱۲۔ یتھرد ہست اپدیش	باب اول		आर्य
نمبر ۱۳	"	باب دوم	आर्य
نمبر ۱۴	"	باب سوم	आर्य
نمبر ۱۵	"	باب چہارم	आर्य
نمبر ۱۶	"	باب پنجم	आर्य

نمبر ۱۷۔ بالمیک رامائن بال کانڈ سرگ ۱ شلوک ۱۶ و ۳۵

सर्वदाभिगतः सद्भिः समुद्र इव सिन्धुभिः आर्यः सर्वसमश्चैव सदैव प्रियदर्शनः गत्वा तु समानं रामे सत्वपराक्रमम् अयाच्च ह्यान्तरेत न्न आर्य भाव पुरस्कृतः

نمبر ۱۸۔ वाल्मीकी रामायणे

نمبر ۱۹۔ بالمیک رامائن کشکندہا کانڈ سرگ ۱۹ شلوک ۲۸

सत्त्वेपु नु रुरुत्राय आर्य पुवेति बेदिनी हरो दसी मति ह स्त्रा प्रवीते सूत्युदा सभि

ڈکشنری کلاں سنسکرت و انگریزی مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۲۴ ۱۸۶۴ء

نمبر ۲۰۔ آریہ۔ نمبر ۲۱۔ آریک۔ نمبر ۲۲ آریہ گریہ۔ نمبر ۲۳۔ آریہ پوتر۔ نمبر ۲۴۔ آریہ پرایہ۔ نمبر ۲۵۔ آریہ روپ۔ نمبر ۲۶۔ آریہ لنگی۔ نمبر ۲۷ آریہ ورت نمبر ۲۸۔ آریہ ویش نمبر ۲۹ آریہ گیت نمبر ۳۰۔ ۳۱ آرش۔ نمبر ۳۲ अर्हआर्य میں کوش پہلا کانڈ۔ نمبر ۳۳ देवार्यं ज्ञातनन्दन مرچھکا ناٹک۔ (کوش شبدارتھ پرکاش سے صفحہ ۵۰ مطبوعہ سال ۱۸۷۵ء لاہور) نمبر ۳۴۔ آریہ۔ نمبر ۳۵۔ آریک۔ نمبر ۳۶۔ آریہ پتر نمبر ۳۷۔ آریہ مشر۔ نمبر ۳۸ آریہ ورت نمبر ۳۹۔ آریہ سے ہی ایران اور آرمینیہ یہ لفظ بھی نکلتے ہیں اور ایری کہ آریہ سے بنا ہے۔ آرمینوں کے ہاں اس کے معنے بہادر کے ہیں۔ (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱)۔

نمبر ۴۰۔ جو ملک آریوں کی بود و باش کا مقام ہے اُسکا نام ایریہ ہے۔ یہ ہم اُستاوژندہ میں لکھا ہے (دیکھو سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۸۱ میکس میولر صاحب۔

نمبر ۴۱۔ گوربلاس جو تم سکھ بھائیے آریہ (یوسیس دہرم کے کاریہ۔

نمبر ۴۲۔ ودیک ولاس گرنتھ میں بودھوں کا مت ایسا لکھا ہے۔

बौद्धो नाम सौगतो देवो विश्वं च क्षणभङ्गुरम आर्यसत्त्वाख्यया तत्त्वचतुष्टयमिदं क्रमात ॥

نمبر ۴۳۔ روزمرہ کا سنکلپ

ब्रह्मणो द्वितीये प्रहरार्धे श्वेतवाराहकल्पे जम्बूद्वीपे आर्यावर्तान्तरगते इत्यादि ॥

اس سے ہر ایک بُدھی مان جان سکتا ہے۔ کہ ہمارا نام آریہ ہے یا ہندو اور ملک کا نام آریہ ورت ہے یا ہندوستان۔ ہم نے تحقیق حق اور باطل کے خیال سے بہت سی شہادتیں دونوں ناموں کی نسبت پیش کر دی ہیں۔ ناظرین سچ اور جھوٹھ میں تمیز کر کے ملک و قوم کو ان کلنکت ناموں سے بچانے کی کوشش کریں۔

نقل اور خط۔ جناب ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ۔ نمستے مضمون ذیل کو جو کہ جملہ اعتراضات نورافشاں کے لفظ آریہ کی تشریح کی بابت ایلاع خدمت ہے اپنے بیش بہا اخبار کے کسی گوشہ میں شایع فرما کر نیاز مند کو ممنون فرمائیے۔

پادری صاحب کو آریہ شبد کی تحقیقات سے پیشتر اس امر کی تحقیق ضرور تھی کہ سب زبانوں میں مدر ٹنگ کون ہے اور کس کو دعوے قدامت ہے یقین کامل ہے کہ اس امر کو تحقیق کرنے ہی خلاصہ اور واضح طور پر سوائے دیوبانی سنسکرت کے اور کسی زبان کا دعوے قدامت اور مدر ٹنگ ہونیکا پایہ ثبوت کو نہ پہنچیگا۔ پس جب سنسکرت ہی مدر ٹنگ ہے تو خصوصاً اور جب تحقیق طلب آریہ شبد اسی زبان کا ہے تو عموماً سنسکرت ہی میں تلاش کرنا راست اور درست ہے اور سنسکرت کی لغات (اعدھاتو (مادہ) کو چھوڑ کر دوسری آفٹریوں ڈایالیکٹس زبان ہائے مفروعہ میں آریہ شبد کا مادہ اور مخرج تلاش کرنا سمجھ ویسا ہی ہے جیسا کہ جمیکا کی بردکان طلائی پر بیٹھ کر موریشس سے سونا نکالنے کی فکر میں سر مارنا خیر۔ پادری صاحب

کی تو کیا روئے زمین پر کوئی بھی ایسا ملک نہیں کہ جہاں کے علماء سنسکرت کی فضیلت اور قدامت کا دم نہ بھریں اور معقول دلائل اور ثبوت کی طرف توجہ دلانے پر اس کی مدر ٹنگ ہونے کے دعوے میں کلام کریں۔ پس پادری صاحب کو اگر یہ معلوم ہو تو اب معلوم کریں۔ کہ آریہ شبد کا دہاتو پرتیا اور معنے حسب ذیل ہیں۔

आर्य पुल्लिङ्ग ऋ तुंयोग्य आर्य ते वाक्यग तो कह ह तो
रा यंत इ ति स्वा मि नि गुरौ सु हृ दि श्रेष्ठ कुलो त्पन्ने
पूज्ये ज्ये ष्ठे स ङ्ग ते न्या य्यो क मा न्ये उदार च
रिते शान्त चि ते कर्त व्य मा चर ण का म ध्य क र्तव्य
मना चर णोति ष्ठति पर कृता चारे स तु आर्य इ ति स्मृत

اگر پادری صاحب سنسکرت جیسی دیوبانی کے سمجھنے کی عدم استطاعت کی وجہ سے با آنکہ بیجون و چرا کا تعصبی چشمہ آنکھوں پر لگانے سے صرف آفتاب ان (پیچھے سے پیدا ہوئے) زبانوں ہی میں اچھی طرح مہارت رکھتے ہیں تو بھی لفظ آریہ کے معنے قریب قریب ان زبانوں میں بھی باین تقاضا کہ وہ سب بالیں سنسکرت ہی کی فروعات ہیں۔ اعلےٰ اور افضل کے پائے جاتی ہیں جیسا کہ:۔

(۱)۔ آر۔ آرائے۔ ف۔ آراستہ کرنے والا۔ (۲) آرج۔ ف۔ قدر۔ مرتبہ۔ (۳) عرب۔ ع۔ بلند۔ اونچا۔ (۴) آرین نام ایک شاعر کا + اگر آریہ شبد کی لفظی تحقیقات سنسکرت جیسے اعلےٰ ترین زبان کو چھوڑ کر دوسری زبان میں کرنا محض حمق اور جاہلانہ حرکت ہے۔ تاہم دو فائدوں سے خالی نہیں اول کہ یہ کہ ہر زبان میں آریہ سبد قریب قریب ہم معنی ہونے سے سنسکرت کا مدر ٹنگ ہونا ثابت ہو سکتا ہے دوسرے ہمارے ایک امریکن بھائی کے دل میں لفظ آریہ کے معنے اور وقعت کی طرح یا کسی زبان کے ذریعہ سے متمکن ہو جاوے اور جو بیٹے اپنے اس دعوے کی (کہ لفظ آریہ کی تحقیقات ہر طرح سنسکرت ہی زبان میں ہونا درست ہے) تائید نہ کرکے جو چند الفاظ مترادف اور ہم معنے دوسری زبانوں کے لکھے ہیں۔ وہ محض بغرض تسکین پادری صاحب اور نیز آریہ شبد کے معنے اُن کے دل نشین کرنے کے بجنسہ اُسی طور پر لکھے ہیں۔ کہ جس طرح صاحب لوگ اپنے بچوں کو حرف شناس کرنے کی غرض سے تصویر دار حروف دکھلاتے ہیں۔ تاکہ ہماری قوم اصلی اور پتھاتھ نام اور دھرم پر توجہ کرکے خواب غفلت سے جاگے۔ اور راہ راست پر قائم ہو کے بدیوں سے اجتناب کرے۔ اوم۔ شانتی شانتی شانتی۔

مورخہ یکم ستمبر ۱۸۸۶ء آپ کا بہی خواہ

ہنومان پرشاد ماسٹر اینگلو ویدک سکول از مقام چھبرامؤ ضلع فرخ آباد

اب لفظ نمستے کی بابت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے ہندو بھائیوں میں جس طرح انہیں اپنا اصلی نام آریہ بھول گیا ہے۔ اسی طرح باہمی میل جول کے وقت کئی بہت سے اور رشی منی کرت گرنتھوں کے برخلاف اور بیموقعہ الفاظ بے سمجھے بوجھے رائج ہیں مثلاً جے رام جی کسن جے سیتا رام۔ رام رام ہری رام جے ہری۔ پیری پونا بندگی۔ پا کو لاگے۔ متھے ٹیکنا۔ نمو نارائن۔ آدیس جے شنبھو جے دیوی ماتا کی جے۔ اشیرباد وغیرہ جہاں تک تحقیق کی گئی ہے۔ ان باتوں کا پورانی پستکوں میں سراغ ملتا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ پورانے آریہ مہاتما اس وقت میں (جن دنوں کہ ست دھرم کی ترقی تھی) ان کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ اور جب سے ان باتوں کا استعمال ہوا ہے تب سے گھر گھر نفاق و بغض و حسد فساد کے گوہر سے جو کہ پھرا ہوا نظر آتا ہے۔ مت مناستروں کے جھگڑے علیحدہ علیحدہ اشٹ دیو وغیرہ بھی اسی نفاق اور پھوٹ کی برکت سے دکھائی پڑتے ہیں۔ ورنہ ایک ایشور کے بھگت ہونے سے ان کا سراغ بھی ملنا ناممکن ہوگا۔ آریہ ورت کی پوتر بھومی میں روز بروز بطالت و مخلوق پرستی کا پھیل جانا اور تنزل سے آئے دن رونق پانا صرف ایسے واقعات کا نتیجہ ہے۔ اور تاوقتیکہ معقولیت سے ان فضولیات کی تردید نہ ہوگی نفاق کا دور ہونا اسنبھو ہے۔ جہاں تک سناتن رشی منی پرنیت آریہ گرنتھوں کو دیکھا جاتا ہے نمستے کا لفظ باہمی استعمال کرنا پایا جاتا ہے۔ جو محبت اور اتفاق و ملاپ و اخلاق کے بڑھانے کے لئے نہایت موزوں ہے شاید کسی بھائی کو اعتراض ہو کہ نمستے کا لفظ سناتن گرنتھوں میں کہاں پر آیا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ چند حوالجات گذارش کی جاویں۔

چونکہ بعضے برہمن صاحبان (جنہیں حق پسندی سے خود پسندی زیادہ عزیز ہے) مساوات میں تو نمستے استعمال منظور کرتے ہیں۔ مگر چھوٹے سے بڑے یا بڑے سے چھوٹے کے واسطے پسند نہیں کرتے۔ بلکہ ناجائز جانتے ہیں۔ اس واسطے مناسب جانا گیا۔ کہ ہم تینوں کا نمبروار ثبوت دیویں:۔

نمبر (۱) تیترئی اوپنشد واک ا

ओ३म् शन्नो मित्र शं वरुणः शन्नो भवत्वर्य्यमा शन्न इ
न्द्रो बृहस्पतिः शन्नो विष्णु रुरु क्रमः नमो ब्रह्मणे
नमस्ते वायो त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि। त्वामेव प्रत्यक्षं
ब्रह्म वदिष्यामि ऋतं वदिष्यामि सत्यं च वदिष्यामि तन्मा-
मवतु तद्वक्तारमवतु अवतु माम् अवतु वक्तारम् तै
त्तरीयोपनिषद् ॥ १॥

نمبر (۲) اتھروید

नमस्ते अस्तु विद्युते नमस्ते स्तनयित्नवे नमस्ते अस्त्व
श्मने येना दूडाशे अस्यसि ॥ अथर्ववेदः ० १६
का १ मंत्र ॥१॥

نمبر (۳) یجروید ادھیا ۱۶

नमस्ते। नमस्ते रुद्र मन्यव उतोत इषवे नमः
बाहुभ्यामुत ते नमः ॥

نمبر (۴) یجروید $\frac{5}{16}$

नमस्तु रु। यो ये दिवि येषां वर्षमिषवः। ते भ्यो
दश प्राची र्दश दक्षिणा दश प्रतीची र्दशो दीची
र्दशोर्ध्वाः तेभ्यो नमो अस्तु ते नो वन्तु ते नो मृड
यन्तु ते यं द्विष्मो यश्च नो द्वेष्टि तमेषां जम्भे दध्मः
॥

نمبر (۵) گیتا ادھیا ۱۱ اسلوک ۳۹

नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः पुनश्च भूयोपि नमो न
मस्ते ॥

نمبر (۶) وشن سہرنام شلوک نمبر ۳۳

नमः कमलनाभाय नमस्ते जलशायिने नमस्ते केशवा
नन्त वासुदेव नमस्स्तु ते

نمبر ۷ وشن سہسر نام شلوک نمبر ۱۳۴

वासनावासुदेवस्य वासितं भवतं त्रयं सर्वभूतन
वासीनोवासुदेव नमस्तुते ॥

نمبر ۸ وشن سہسر نام شلوک نمبر ۱۳۵

नमो ब्रह्मण्य देवाय गोब्राह्मणहिताय च जग
द्धिताय कृष्णाय गोविंदाय नमो नमः ॥

نمبر ۹ - چنڈی پاٹھ ادھیاۓ ۵ شلوک ۷ سے ۳۴ تک

نمبر ۱۰ - شیو پُران اُتر کھنڈ ۱۴ - ادھیا شلوک ۲۷

तवाववोधो भरावनभूतानामुदयायच मलयायभवे
द्राचिनमस्ते कालरूपिणे

نمبر (۱۱) شیو پُران اُتر کھنڈ ۱۴ - ادھیا شلوک نمبر ۲۸

जगदीशस्त्वमेवासि त्वत्तो नास्तीव ईश्वरः जगदादि
रनादिस्त्वं नमस्ते स्वात्मवेदिने

نمبر (۱۲) شیو پُران اُتر کھنڈ ۱۴ - ادھیا سلوک نمبر ۳۹

नमस्समुद्ररूपाय सद्यावकटिनाय च स्थूलाय जु
रुवे नुभ्यं रूपात्मायलघवे नमः

نمبر (۱۳) - سارسوت سوترہ ۲۸۵ -

नमस्तेभगवगवन भूयो देहि मे मोक्षम व्ययमूक
सीवासज्ञहासी त्रैहह्वानौवनयाचनम ॥

نمبر (۱۴) - گورو گوبند سنگھ کا جاپ جی پوڑی ۲ سے لیکر ۸ تک و ۲۷
سے ۵۷ تک اور ۶۵ سے ۱۲۱ تک اور ۱۴۴ سے ۱۸۷ تک و ۱۹۹ جاپ جی -

نمبر (۱۵) ست نارائن کی کتھا ادھیا پہلا سلوک ۵۲ -

नमः सत्यनारायणस्य व देन सः शुद्ध शाश्वताय वि
स्वस्यभक्तिकरालायकालात्मकायास्यकर्त्रे नमस्ते
जगन्मयलायात्ममूर्तये

نمبر (۱۶) یجروید ۱۶/۳۲

नमो ज्येष्ठाय च कनिष्ठाय च नमः पूर्वजाय च
परजाय पर च तमो मध्यमायच्च पालभाषच ।
नमो

اور اسی طرح بھوشٹ پُران اور آدیتہ ہردے میں بھی بہت جگہ اور مقام میں نمستے کا لفظ موجود ہے -

نمبر (۱۸) منوسمرتی ادھیاۓ ۲ شلوک نمبر ۱۲۷
نمبر (۱۹) ادھیاۓ ۲ سلوک ۲ ″ نمبر ۱۳۶
نمبر (۲۰) ″ نمبر ۱۳۷
نمبر (۲۱) ″ نمبر ۱۳۸
نمبر (۲۲) منوسمرتی ادھیاۓ ۳ شلوک نمبر ۳
نمبر (۲۳) ″ نمبر ۵۵
نمبر (۲۴) ″ نمبر ۵۶

مزید شہادتیں [illegible] انسانی کے استعمال کے واسطے کافی ووافی ہیں جن کے رہتے چھوٹے بڑے مساوی کے واسطے تو لفظ نمستے کا درست ہے -

نمبر (۲۵) منوسمرتی ادھیاۓ ۴ شلوک نمبر ۱۵۷
نمبر (۲۶) ″ ″ نمبر ۵۸
نمبر (۲۷) ″ ″ نمبر ۵۹

اور دیگر سمرتیوں میں بھی صدہا جگہ اس نمستے شبد کا ذکر و بیان ہے

نمبر ۲۸ - بالمیک راماین میں جن کا [illegible] وشوامتر اور وسشٹ کی باہمی رخصت

नमस्तेस्तु गमिश्यामी'

کا ذکر ہے -

نمبر (۲۹) شبدارتھ سہانو صفحہ ۱۸۵

नमस्यं नमस्काररणीय (त्वी) (स्यी) पूजाता जीमके
लायक ममस्ते वा ता

نمبر ۳۰ سروانوکرم سوتر نمبر ۹ واک ۲۴ میں نمستے کو یاگولک جی نہایت آزادی اور عموماً قول حال میں استعمال کرتے ہیں تعصب اور ضد کا تو کوئی شعبہ و ہنر اور لقمان کے پاس نہیں تھا - اگر غور سے جو صاحبان خیال فرمائینگے - اُن پر بخوبی واضح ہو جائیگا کہ نمستے شبد موزون وسیع فصیح اور عمدہ اور معنی خیز کیا کوئی مذکورہ بالا ناموں سے ہے - جہاں تک سوچا گیا ہے کوئی نہیں - پس ضروری ہے کہ ہم اس محبت اور اتفاق اور اخلاق سکھانے والے کا نام استعمال کریں - تاکہ ملک و قوم کے تنزل کا خیال ہو کر اُس کے ابھار و ترقی کی طرف کمر ہمت باندھیں - اور ہندوستان کو پرمیشور کی برکت و کرپا سے آریہ ورت بناویں -

پادری صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے - کہ اگر ہندو نام فارسی میں بُرے ہونیکے سبب متروک ہے - تو رام فارسی میں غلام و فرمانبردار کو اور اسی طرح آریہ عربی میں کمینہ ور قوم کو اور سید سنسکرت میں حکیم اور فارسی میں درخت کو اور آباد جسکے معنے سنسکرت میں جسکا شروع نہ ہوا اور عربی میں دشمنی کو کہتے ہیں وہ بھی ترک کر دینے چاہئیں

اسکا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ رام اور آریہ اور سید اور آباد لفظ سنسکرت کی کتابوں میں صدہا مقاموں میں موجود ہیں - مگر ہندو لفظ کا نام و نشان [illegible] اسواسطے پہلے نام قابل تسلیم اور دوسرے لائق ترمیم یا تنسیخ ہیں اگر ہندو بھی کسی آرین گرنتھ میں ہوتا تو ہمیں تسلیم کرنے سے کب انکار تھا - مگر بعدم ثبوت (جیسا کہ تاہنوز ہو چکا ہے) ہمیں کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہے پس ہر ایک آدمی کو واجب ہے کہ بعد مطالعہ کے حق کو اختیار کرکے آریہ کہلانے اور نمستے بولانے سے کسی طرح کا بھی انکار نہ کریں

پادری - جب دیانند نے سُنا کہ زبان فارسی میں آشیرباد کے معنی قید ہونیکے ہیں - تو اس لحاظ سے اُنہوں نے سنسکرت اشیرباد کو تیاگ دیا اور بجائے اُسکے نمستے قرار دیا حالانکہ جو اشیرباد ہے وہ سنسکرت میں اچھے معنی رکھتا اور بہت پُرانا لفظ ہے اور منوسمرتی اور دیگر معتبر کتب میں بہت جگہ پایا جاتا ہی نہیں بلکہ اُس کے استعمال کے لئے نہایت درجہ کی تاکید کی گئی ہے (دیکھو منوسمرتی ادھیاۓ ۲ شلوک ۱۲۷)

جواب - پادری صاحب آپنے غلطی کی اور مہاراج ممدوح کو خواہ مخواہ الزام دیا اور سوامی جی نے کہیں بھی اشیرباد کے تیاگنے کی ممانعت نہیں کی - اور نہ کبھی اسکا رواج دیا - جو لفظ سناتن رشیوں کے گرنتھ میں مروج دیکھا - چونکہ وہ بہت عمدہ تھا سابراں اُسی کا رواج دیا - اور نفاق کے پھیلانے اور صداقت اور محبت کے دور کرنیوالے کو دور کیا - آپنے جو منو کا حوالہ دیا ہے - اُس اصلی شلوک میں لفظ اشیرباد نہیں ہے البتہ ابھیواد اور پرتیواد ہے جو ایک ست کار اور دوسرا اُسکا اُتر ہے - جسکو سوامی جی نے بھی جائز بتلایا ہے تیاگ نہیں گیا - دیکھو وید انگ پرکاش بھاگ ۴

نمبر ۲۴-۲۵-۲۶ - یہ اعتراض بھی صرف دھوکھا ہی ہے کسی طرح جائز نہیں ہے

پادری۔ ہندو راجوں اور عالموں نے سوائے دیانند جی اور اُن کے پیرو والوں کے کبھی کوئی اعتراض (ہندو) نام پر نہیں کیا۔ اور ہندؤں کی پستکوں میں اس نام کا رواج پایا جاتا ہے مثلاً گورو نانک صاحب کے آدگرنتھ میں بار بار اس قوم کا نام ہندو لکھا ہوا ہے۔ اور نیز گورو گوبند صاحب جو فارسی زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اُن کو کبھی یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جس قوم میں سے ہم لوگ ہیں۔ اسکا نام محمدیوں کی جانب سے بہُت بُرا رکھا گیا ہے۔ اس لئے وہ نام تبدیل کیا جاوے۔

جواب۔ ہندو راجوں کی عملداری میں عموماً دن گوت کے مطابق کاروائی ہوتی ہے۔ اور ہندو نام مسلمانوں کے آنے سے پہلے بالکل نہ تھا اور اب بھی النادر کالمعدوم کے طور پر ہے۔ اور وہ اردو فارسی کی مہربانی ہے۔ مگر راجوں کے خطاب میں اب بھی آریہ کل دیواکر اندر مہندر وغیرہ سنسکرت کے بیتھارتھ القاب مزین ہوتے ہیں۔ ہندو بالکل نہیں۔ باقی رہا ست اپدیشک بابا نانک جی مہاراج کے آدگرنتھ صاحب میں ہندو لفظ کا ہونا وہ ہمیں تسلیم مگر اثر فارسی کی تعلیم کا ہے اور مسلمانی عملداری و ملکی بولی کی تفہیم ورنہ کبھی نہ ہوگا۔ اور نہ فخریہ طور پر اُنہوں نے اس کا ذکر کیا۔ بلکہ بساوقات طور سے ست دہرم کا اپدیش پنجابی زبان میں دیا جس سے لاکھوں ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے بچایا اور ست دہرم پر قایم فرمایا (مفصل حال سرمہ چشم آریہ کے جواب میں دیکھو) باقی رہا یہ کہ شجاعت مجسم صداقت مرتسم عالی میدان جنگ۔ شیر مرد۔ قوی آہنگ گوبند سنگھ صاحب کو اس نام کا بُرا نہ معلوم ہوا یہ آپ کی کمال غلطی و ناواقفی ہے۔ اگر آپ کو ذرا بھی اُنکی تواریخ و ارشادوں سے واقفیت ہوتی تو ایسا کبھی نہ کہتے۔ اُنہوں نے بہ سبب اچھی مہارت حاصل کرنے فارسی کے اسکو بُرے معنے بخوبی سمجھ کر اُسکو بالکل متروک کر دیا۔ اور سکھ یا سنگھ نام فرداً فرداً کرکے تمام دیئے پیروؤں کا نام مجموعی قوم خالصہ (جو آریہ کا نام فارسی میں مترادف یا لفظی ترجمہ ہے۔ قرار دیئے کر اُسی کے استعمال کا ارشاد فرمایا (دیکھو غیاث اللغات منتخب وکشف۔ خالص و خالصہ۔ و نیا میختہ۔ بجز دیا کئے آمیغ یعنے بے آمیزش) چنانچہ اُن کے تمام پیرو اور تمام پڑھے لکھے سنگھ بھائی ہندو نام کو بُرا سمجھتے ہیں۔ سنگھ اور سکھ واسطے سمجھانے آریہ بھائیوں کے اور خالصہ واسطے سمجھانے محمدیوں وغیرہ کے ہے۔ اسواسطے یہ آپکا دعوےٰ سراپا بے اثبات ہے۔

پادری۔ غور کا مقام ہے۔ کہ اکبر بادشاہ جو بے تعصب مشہور ہے اور جسکے عہد میں بہت ہندو دانا امیر اور وزیر اور زبان فارسی میں پوری پوری لیاقت اور آزادانہ طور پر گذارہ کر چکے ہیں۔ اسوقت اُنہوں نے بھی اس نام پر کچھ اعتراض نہیں کیا۔ پس جس حالت میں ہندوؤں کے بزرگ اسی کو رواج دیتے اور اپنے پر قبول کرتے رہے ہیں اور کوئی اعتراض اسپر نہیں کیا۔ تو اس سے معلوم ہوتا کہ وہ اس نام کو اچھا جانتے تھے نہ کہ بُرا۔

جواب یہ قاعدہ ہے کہ جب تک دو زبانوں کا مقابلہ و موازنہ نہیں ہوتا۔ اور جبتک مقابلہ و موازنہ کے واسطے آزادی نہیں ملتی۔ جبتک انسان دونوں زبانوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتا تب تک کسی طرح کا مقابلہ نہیں کرسکتا اور تمام دنیا جانتی ہے کہ امرا و وزرا۔ لوگ آرام طلب یا مصروف بکار سرکار ہوتے ہیں۔ اسواسطے مذہبی پڑتال یا رسومات قبیحہ کے دور کرنیکا موقعہ کم ملتا ہے۔ یہ بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اُنہوں نے اعتراض نہیں کیا۔ جس طرح نہیں کیا صرف کہا جاسکتا ہے اسی طرح ہم کہ سکتے ہیں کہ کیا ہو تو کیا شک ہے۔ ہاں صرف تحریر کے نہ ہونیکا ہے سو اُسکا اثر فریقین پر مساوی ہے وہ ہندوؤں کے بزرگ بھی نہیں تھے۔ بلکہ صرف دولتمند تھے۔ سوائے دنیاوی عزت کے ہندو کسی عزت کی نگاہ یا فخر کی نگاہ سے انکو معزز نہیں مانتے۔

پادری۔ ہندو اور آریوں کو اپنے ناموں کے معنے اپنی زبان سنسکرت میں دیکھنے چاہئیں نہ کہ زبان فارسی وغیرہ میں۔

جواب۔ ہر ایک شخص جسکو کچھ عقل بھی ہو اور اُس کی عقل کو کسی غرض نے اندھا نہ کر رکھا ہو۔ وہ ضرور انصاف کیگا۔ کہ ہم نے جسقدر آریہ و آریہ ورت کے متعلق اقرار اور ہندو و ہندوستان سے انکار کیا ہے وہ اُسی تحقیقات سے ہے جو ہم نے سنسکرت کے مطابق (بقول پادری صاحب کے) کی ہے چونکہ سنسکرت میں ان دو لفظوں کے کچھ معنی نہیں ہیں۔ اور نہ کسی کوش (لغات) اتہاس (تواریخ) یا دھرم پستک میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اسواسطے بقول آپ کے بھی ہم کو اور سب اہل مُلک کو اِن بُرے ناموں کا تیاگ یعنی ترک کرنا ضروری ہے ہم ایسا بالکل نہیں کرتے۔ کہ سنسکرت الفاظ کو فارسی کے مغلوب سمجھ کر ترک کر دیں بلکہ ہم تو جو سچی اور راست اور مطابق دھرم بات ہے اس کو قبول کرکے جھوٹھ اور بُرائی کو جو الزامی طور پر متعصبین غیر ملک نے لگائے ہیں۔ ترک کرتے ہیں۔ اور یہی آریہ سماج کا مبارک اصول نمبر ۴ ہے۔ کہ ست کے اختیار کرنے اور است کے چھوڑنے میں سروتھا تیار رہنا چاہیئے۔ اس واسطے ہم نے اس اصول کے لحاظ سے آپ کے تمام اعتراضوں کے جواب عرض کر دیئے۔ ہر ایک حق پسند کو ضروری ہے کہ بُری باتوں بُرے ناموں اور بُرائی سے بچنے کے واسطے بہات مستعدی سے جہاں تک جلد ہو سکے تیار ہو۔ پرماتما آپ کے دھارمک ارادوں میں برکت دے۔ زیادہ نیاز۔ راقم لیکھرام آریہ مسافر۔

مردہ ضرور جلانا چاہیئے

مُردے کے ساتھ مختلف ممالک اور اقوام میں مختلف سلوک ہوتے ہیں جلانا دفن کرنا۔ جانوروں کے آگے ڈالدینا۔ ہوا میں یا مصالح ڈال کر خشک کر دینا۔ یا پانی میں بہا دینا۔ آریہ لوگ قدیم سے مردہ جلاتے ہیں۔ یہودی عیسائی۔ محمدی دفن کرتے ہیں پارسی جانوروں کے آگے ڈالدیتے ہیں اور قدیم مصری ہوا میں یا مصالح ڈالکر خشک کر دیتے تھے بعض خاص قومیں پانی میں بہا دیتی ہیں۔ ہمارا مطلب اس تحریر سے یہ ہے کہ جو حق ہو جو علم و عقل کے مطابق ہو جس سے نقصان بالکل نہ ہو یا بہت ہی کم ہو اُس کو رواج دینا چاہیئے۔ اور جو طریقہ علم حکمت کے خلاف ہو بیماری پھیلانے والا بت پرستی کے پھیلانے والا۔ گناہ میں لوگوں کو ڈالنے والا۔ لوگوں کو تباہ کرنیوالا۔ اُس سے نفرت کرکے ترک کرنا چاہیئے کیونکہ مذہب یا شرع وہی سچا ہے۔ جو سچے علم کے مطابق ہو باقی سب باطل ہے۔

مردہ دفن کرنے کی بابت تحقیقات۔

توریت پیدایش باب ۴۔ آیت ۱ سے ۱۶ تک قائین اور ہابیل کا قصہ ہے کہ ایک کی قربانی خدا نے منظور کی اور دوسرے کی نامنظور جسپر قاین (جسے مسلمان قابیل کہتے ہیں) نے ہابیل کو مار ڈالا۔ اور اس واسطے کہ ظاہر نہ ہو جاوے۔ اُسے دفن کر دیا۔ خدا نے پوچھا کہ اے قاین تیرا ہابیل بھائی کہاں ہے اُسنے کہا میں نہیں جانتا کیا میں اُسکا نگہبان ہوں؟ خدا نے کہا کہ تیرے بھائی کا لہو زمین سے پکار کر کہہ رہا ہے کہ تو نے اسے قتل کر دیا۔ آخر قاین نے اقبال کیا جس پر خدا نے اُس کو وہاں سے نود کی زمین میں چلے جانے کی اجازت دی۔

اس کے متعلق قرآن میں لکھا ہے "فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض لیریہ کیف یواری سواۃ اخیہ۔ قال یویلتی اعجزت ان اکون

فبعث اللہ غرابا ... مثل ہذا الغراب فاواری سوءۃ اخی فاصبح من النادمین (سورۃ المائدہ)

اس پر تفسیر حسینی میں صاف طور پر قابیل و ہابیل کا سارا قصہ لکھا ہے کہ جب قابیل ہابیل کے مارنے کے فکر میں تھا تو اُس وقت شیطان آدمی کی شکل بن کر اسے نظر آیا ایک مرغ ہاتھ میں پکڑا ہوا۔ پس شیطان نے اُس مرغ کے سر کو پتھر پر رکھا اور دوسرا پتھر اُس پر مارا تا وہ کوفتہ ہو گیا اور مر گیا۔ قابیل نے شیطان سے یہ قاعدہ سیکھ کر جب ہابیل کو پتھر پر سر رکھے سویا پایا۔ اُسی طرح پتھر اُس کے سر پر اٹھا کر مار ڈالا اور مردہ ہوا۔ قیامت کے روز دوزخ کا آدھا عذاب اُس کو ہوگا۔ اب قابیل نہیں جانتا تھا کہ اُسے کیا کرے۔ چنانچہ اُس کو کپڑے میں لپیٹ کر چالیس روز ہر طرف پھرتا رہا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک سال تک پھرتا رہا تاکہ وہ گندہ اور بدبودار ہو گیا جانور اس پر گرتے تھے کہ یہ پھینک دے اور ہم کھاویں جس سے وہ بہت تنگ آ گیا اتنے میں ایک کوے کو قابیل نے دیکھا کہ اپنے دونوں پاؤں سے ایک گڑھا کھودا اور دوسرے سے مردہ کوے کو لایا اور اُس میں دفن کیا اور اوپر خاک ڈال دی۔ قابیل نے کہا کہ میں اس کوے سے بھی کم عقل ہوں اس کے بعد قابیل نے ہابیل کو کوے کی طرح دفن کیا" (تفسیر حسینی صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ جلد اول نولکشوری) سر آنریبل مسٹر سید احمد خاں صاحب بہادر فرماتے ہیں "قصہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں ہابیل و قابیل کا کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے جب ایک نے دوسرے کو قتل کیا تو اُس کی لاش چھپانے کے لئے حیران تھا دیکھا اس نے ایک غراب یعنے کوے کو کہ وہ ہڈی مٹی میں چھپاتا ہے انسان نے مردہ کا دفن کرنا حقیقت میں اسی وقت سے سیکھا ہے" (تہذیب اخلاق جلد ۱ نمبر ۴ صفحہ ۳۵)۔

پس صاف ظاہر ہے کہ مردہ کا دفن کرنا انسان نے غراب یعنے کوے سے سیکھا یا اُسکی نقل کی ہے کوئی مذہبی بات نہیں اور نہ دین کا اس کے ساتھ تعلق ہے۔

ان قبروں کے سبب یعنے مردہ دفن کرنے کے سبب قبرستان کے متصل کے کھیتوں کا غلہ نہایت ہی مضر صحت ہے اُنکے قریب کے کوؤں کا پانی صحت کا مخرب ہے۔

علاوہ براں لاکھوں بیگہ نہیں بلکہ صدہا میل زمین قبرستان کے سبب سے کھیتی کرنے کے بغیر ویران پڑی ہوئی ہے قبرستان عموماً میدان میں ہوتے ہیں اور میدان ہی کی زمین عمدہ قابل کاشت ہوتی ہے جب وہ صدہا میل عمدہ زمین پر قبرستان آ گئی تو بتلائیے کہ کاشت کا کتنا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے یا آیندہ ہوگا۔ آبادی بڑھ رہی ہے اور قبرستان زمین تنگ کر رہے ہیں اور بیماری اس کے علاوہ۔ پس مردوں کا دفن کرنا اصل میں زندوں کا گلا کاٹنا ہے۔ کروڑوں انسان خدا کا آسرا چھوڑ دواؤں سے منہ موڑ حکمت اور علم طب کے خلاف قبرستان پر جا کر اوقات ضائع کرتے اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں جس کا وبال آئے دن کثرت سے اٹھا رہے ہیں۔

علاوہ براں شیطان کی ترغیب سے قتل ہوا اور کوے کی ترغیب سے دفن کیا گیا۔ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے ہم وہ طریقہ اختیار کریں جس سے بنی نوع انسان کا فائدہ۔ بیماریوں کی کمی۔ غلہ کی افراط ہو۔ امن اور صحت سے دنیا آباد ہو۔

مردے کا جانوروں کے آگے ڈال دینا

یہ طریقہ پارسی لوگوں میں زردشت پیغمبر کے بعد چلا ہے ورنہ ژند اوستا میں اس کا ذکر مطلق نہیں۔ وہاں صرف دو طریقے لکھے ہیں "مردہ را در خم تند آب یا در آتش یا خاک سپرند این طریق دفن مردہ است" اسپر تفسیر کی ہے کہ آنچہ فرشتہ اجیان یعنے پیروان کیش و آبادی درباره مردہ کردہ اند آن ست کہ پس از جدائی روان تن را باب پاک شوئند و جامہ ہائے نیکو در و پوشانند پس بدین گونہ تن او را در خم تند آب (تیز آب) اندازند چون گداختہ شود آن آب را بجائے دور از شہر بردہ بریزند تا اجزا آن مردہ مردم را پامال نکنند مگر دوور یعنے اگر در تیز آب مگذارند بدین آرایش یعنے جامہ ہائے نیکو پوشانیدن با آتش سوزانند" (فراز آباد و خشوران و خشور آیۃ نمبر ۱۵ صفحہ ۴۷) اس کے آگے اسی آیت کے تفسیر کرنے والے نے موجودہ طریقہ سے چاہ کھود کر دخمہ بنانے کا بھی ذکر کیا ہے مگر یہ طریقہ بیماری کے پھیلانے والا اور تہذیب سے گرا ہوا ہے اور اب مہذب پارسیوں نے مردہ کا جلانا منظور بھی کر لیا ہے پس سب سے عمدہ یہی جلانے کا قاعدہ ہے۔

ہوا میں یا مصالح لگا کر خشک کرنا۔

یہ طریقہ مصر کے بادشاہوں کا تھا چونکہ وہ خدا سے منکر فرعون کے ہم خیال تھے پس اپنی پرستش کے خیال سے انہوں نے خود یا اُن کے چیلوں نے اس کا رواج دیا اور اب چونکہ وہ مذہب یا طریقہ نہیں رہا اور نہ وہ عمدہ ہے۔ کیونکہ اُس سے بھی احتمال بیماری پھیلنے کا ہے اور جو غرض ہے وہ قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانوں کے واسطے یہ قاعدہ نہیں چل سکتا اور اتنی زمین بھی نہیں کہ اُس پر ابتدائی دنیا سے آج تک جتنے آدمی پیدا ہوئے اگر مصالح لگا کر رکھے جاویں تو گنجایش ہو سکے پھر زندوں کو آبادی چھوڑ کر شاید سمندر میں مکان بنانے پڑیں اس واسطے یہ طریقہ محض خود پرستی ہے۔

پانی میں بہا دینا۔

یہ طریقہ گنگا کے کنارے پر رائج ہے اور وہ صرف مکتی کے واسطے تاکہ گنگا میں پڑ جانے سے مکتی ہو ورنہ یہ مذہبی یا علمی بات نہیں ہے ڈاکٹروں اور وید نے ثابت کر دیا ہے کہ پانی میں غلاظت ڈالنا اُسے پینے والوں کے واسطے سخت نقصان رساں کر دینا ہے آپ لوگ دیکھتے ہوں گے کہ اگر کسی کوئیں یا تالاب میں کوئی مردہ جانور پڑ جاوے یا مر جاوے تو پانی کیسے بدبودار ہو جاتا ہے اور کتنا مضر صحت ہے درحقیقت لوگ گنگا کا امرت روپی پانی ایسی طرح کی عفونتوں کے ڈالنے سے خراب کر دیتے ہیں ہاں یہ طریقہ چور چکاروں ٹھگوں رہزنوں کے واسطے ہے وہ لوگ البتہ واردات کے تلاش کرنے یا سراغ چھپانے کے واسطے ایسا کرتے ہیں مہذب دنیا کے واسطے نہایت ہی غیر معقول ہے۔

مردوں کا جلانا۔

مردوں کا جلانا ایک وقت (جبکہ تمام دنیا میں ویدک دھرم یا آریہ دھرم کا پرچار تھا) ساری آباد دنیا میں جاری تھا آریہ قوم (جس کے اندر یونانی۔ رومی۔ پارسی۔ انگریز۔ جرمن۔ فرنچ بلکہ تمام یورپ شامل اور ایشیا کی تمام مہذب قومیں آریہ خاندان سے ہیں) ہمیشہ اور ہر جگہ مردہ جلاتے تھے۔ چنانچہ آنریبل ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب مشہور مورخ فرماتے ہیں[1] "آریہ کیا ہند کیا یونان اور اٹلی میں اپنے مردوں کو چتا پر جلاتے تھے"۔ اب ہم آریہ ورت کی مقدس کتابوں سے تحقیقات کرتے ہیں۔ یجروید میں ہے

भस्मान्तं शरीरम् अ० ४० - मं० १५ ترجمہ۔ اس جسم انسانی کا گروہ انسان سے آخری (سمبندھ) تعلق جلانے یعنے (بھسم) کر دینے تک ہے اس پر مہرشی منوجی تفسیر کرتے ہیں:-

निषेकादि श्मशानान्तो मन्त्रैर्यस्योदितो विधिः मनु अध्याय: २ श्लो० १६॥

ترجمہ قیام حمل سے لیکر شمشان میں جلانے تک جسم انسانی کیواسطے منتروں (یعنی ویدک) کا وہی یعنے طریقہ ہے یعنے حمل سے لیکر جلانے تک جو جو کام انسانی

---

[1] تاریخ ہند سنہ ۱۸۸۴ صفحہ ۱۷۔

بہبودی کے واسطے خود یا لوگوں کو کرنے چاہئیں اُنکا انشا ویدوں میں ہے جسم کے جل جانے کے بعد منتروں میں پیچھے کرنے کی اُس کے واسطے کوئی اجازت نہیں ہے اور نہ اس کو کچھ پہنچ سکتا ہے۔ رگ وید منڈل ۱ اسکت ۱۶۴ منتر ۳۰ و ۴۶ و ۵۰ و ۷ و ۱۳ - اور رگ وید منڈل ۱۰ اسکت ۱۴ منتر ۷ سے ۱۶ تک اور رگ وید منڈل ۱۰ اسکت ۱۶ منتر ۱۰ یجروید ادھیائے ۳۹ منتر ۱ سے ۱۳ تک اور اتھرو کانڈ ۱۸ اسکت ۲ منترا سے ۶۰ تک اور تیتری رشی کی تفسیر میں بھی ان منتروں کے متعلق مفصل ذکر ہے پرپاٹھک ۱۶ انوواک ۱ سے ۱۰ تک واک ۱ سے ۱۶ تک میں صاف طور پر مردہ جلانے کے فائدے اور اُس کی ہڈیوں کو جلانے کے بعد پانی یا کھیت میں ڈالنے کا ذکر ہے جن کا فائدہ اظہر من الشمس ہے۔ جوف۔ ہڈی۔ کوئلہ۔ ریت وغیرہ سے پانی صاف ہوتا ہے +

مردہ جلانے کے فوائد

فائدہ اول۔ مردوں کے جلانے میں زمین کم خرچ ہوتی ہے ایک بیگھہ یا کنال یا مرلہ زمین میں خواہ تمام جہان کے مردوں کو جلا دیں اور پھر وہ زمین ویسی کی ویسی باقی رہتی بلکہ اس سے بھی بہت کم میں آسانی اور آرام سے گذارہ ہو سکتا ہے +

فائدہ دوم۔ بت پرستی یا شرک کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے کیونکہ قبریں ہونگی اور نہ کوئی اُن سے مراد مانگیگا اور نہ گناہ کے مرتکب ہونگے اصل میں اسی پیر پرستی یا گور پرستی سے مردہ پرستی کا رواج جاری ہے +

فائدہ سوم۔ بیماریاں جو گورستان کے تعلقات سے وقوع میں آتی ہیں قطعی بند ہو جاویگی آب و ہوا اور غلہ خراب نہ ہوگا اور نہ خلق خدا تباہ ہوگی غلہ عمدہ و پانی یعنے ہوا لطیف اور پاک استعمال کرنے کے واسطے ملیگی +

حال کے اور پورانے زمانہ کے ڈاکٹروں نے نہایت واضح دلائل سے ثابت کیا ہے اور تمام زندہ دل لوگوں کا تجربہ ہے اور عمدہ اور صاف کھلی ہوا۔ شفاف اور پاکیزہ پانی انسان کی صحت کے واسطے کتنے ضروری ہیں ایک منٹ بھر بھی اگر ہوا نہ ہے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اسی طرح پانی بھی کیونکہ سب سے زیادہ عمدہ اور اعلے اشیاء جن سے اور جن پر انسانی زیست کا اعلے مدار ہے وہ یہی ہیں۔ درحقیقت طبیعت اور برتاؤ (کیریکٹر) کا عمر کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے جس کی اعلے اور عمدہ بنیاد آب و ہوا ہے۔ جس وقت مردوں کے جلانے کا تمام دنیا میں رواج تھا۔ یعنی تین ہزار سال سے پہلے اُس وقت آدمیوں کی جیون (زندگیاں) مضبوط۔ صحیح۔ کامل۔ درست ہوتی تھیں وہ پورے جوان اور قوی ہیکل اور شہ زور ہوتے تھے۔ اگر مردہ جلانے کا رواج بدستور سابق ہو جاوے تو صحت نہایت ہی عمدہ ہو جاویگی +

فائدہ چہارم۔ وحشی جانور جو اب اکثر مردہ نکال کر لے جاتا یا بعضے کفن کش جو قبریں اکھاڑ کر کفن اوتار لیتے ہیں اور ان افعال سے مُردہ کی بیعزتی ہوتی ہے اور جرایم وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کا انسداد ہو جاویگا +

فائدہ پنجم۔ قبرکن اور مجاوران گورستان جو ایک بدخواہی خلایق و حرامخوری کے ذریعہ روٹی کماتے اور بسا اوقات اور مرتکب واردات ہوتے ہیں ایسے لوگ کسی اچھے پیشہ میں لگ جاویں گے +

فائدہ ششم۔ صدہا مردوں کی خانقاہوں پر جو ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے بڑے بڑے مقبرے اور عمارتیں بنائی گئی ہیں اور بنائی جاتی ہیں وہ روپیہ آیندہ ضایع نہ ہونے پاویگا۔ بلکہ وہ روپیہ کسی عمدہ مفید خلایق کام مثلاً تعلیم یا یتیم خانہ یا ہسپتال وغیرہ میں خرچ ہوگا +

فائدہ ہفتم۔ گرو سے یا شیطان کی تقلید چھوڑ کر ہم عقل۔ علم۔ سائنس اور صداقت کے مقلد یا پیرو کہلاویں گے۔

فائدہ ہشتم۔ تیل یا عرس وغیرہ کا خرچ جو لاکھوں روپے سالانہ کے قریب ہے وہ بھی بالکل نہ رہیگا۔ ایسا خرچ کسی نیک کام میں خرچ ہوگا۔ اب تو صرف مُردہ کے سرہانے تیل جلتا ہے جس سے اسے مطلق خبر نہیں بجز مسجدوں کے یہ تمام سالوں مندروں میں جلیگا یا شارع عام پر جہاں خلق خدا کا بہت فائدہ اور ثواب ہوگا +

فائدہ نہم۔ چرس۔ گانجا۔ افیون اور تمباکو نوشی بدکاری قمار بازی جو اکثر ایسے مقاموں (تکیوں) میں زیادہ ہوتی ہے اسکا بھی انسداد ہو جاویگا +

اب چند سالوں سے مُردہ جلانے کی طرف ڈاکٹروں اور فاضلان علم سائنس کی توجہ ہوئی جنہوں نے بالاتفاق یہ پاس کر دیا کہ درحقیقت دفنانے کی بجائے جلانا نہایت مفید ہے اور تمام قسم کی بیماریاں جو دفنانے سے پیدا ہوتی ہیں اُن کے معدوم ہونے کا احتمال بلکہ یقین ہے +

جاپان۔ امریکہ اور یورپ کے مہذب ملکوں میں اس کا زیادہ رواج ہوتا جاتا ہے۔ چونکہ علم اس کا ساتھی ہے اس واسطے امید ہے کہ ایک وقت تمام مہذب اور علم دوست دنیا میں یہ کام مروج ہو جاوے گا +

اہل مذاہب میں سے چونکہ عیسائی زیادہ علم دوست ہیں اور بقول ایک فاضل محقق کے "یورپ میں آجکل تمام قوت علم کی ہے اور علم ہی کی وہاں عملداری ہے"۔ اس واسطے یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں نے بھی انصاف اور علم کی آنکھوں سے عیب و ثواب پر نظر رکھ یہی معقول طریقہ اختیار کیا ہے جس کی تصدیق تمام معزز انگریزی و اردو اخباروں سے ہوتی ہے

مُردوں کے جلانے کی بابت ڈاکٹروں اور عیسائی و مسلمان ہندو (آریہ) اڈیٹران اخبار کی رائے -

لودہیانہ کا عیسائی اخبار نور افشان لکھتا ہے -

"ہندوستان کے انگریزی اخبار پائونیر و انگلشمین نے لنڈن کی کانگرس صحت کی اس تجویز کو پسند کیا ہے کہ مُردوں کا جلانا بہ نسبت دفنانے کے مفید ہے" (مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۱۰) -

اخبار اختر روم جو قسطنطنیہ دار السلطنت ٹرکی سے نکلتا ہے لکھتا ہے کہ

"انگلستان میں جنازوں کا جلا دینا چند سال سے یورپ و رفتہ انگلستان میں آتش پرستوں کی ایک آئین جاری ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ مرجاتے ہیں انکی لاشوں کو آگ میں جلا دیتے ہیں چنانچہ ۱۸۸۵ء میں جنازوں کے جلانے کے لئے ایک تنور بنام دو مشیخ جاری ہوا اور سال مذکور سے ۱۸۹۰ء تک تین انگریزوں کو انکی وصیت کے موافق اور ۵۴ آدمی بلا وصیت جلا دئے اور سال پیوستہ میں بھی ۹۹ آدمی کے جنازوں کو انکی وصیت کے مطابق جلا کر اُن کی خاکستر کو ہوا میں اڑا دیا۔ عنقریب مانچسٹر اور دیگر بلاد میں ایسے تنور تعمیر پانے والے ہیں"

(از اخبار اختر روم فارسی قسطنطنیہ ۱۸۹۲ء)

اور شمس الاخبار مدراس نے بھی (جس کے مہتمم محمد سیف الدین آفندی ہیں) اپنے پرچہ ۲۸ مارچ ۱۸۹۲ء جلد ۱۴ نمبر ۱۲ میں اس کی نقل کی ہے

رفیق ہند لاہور (جس کے اڈیٹر ایک مسلمان محرم علی صاحب چشتی) اس میں لکھتا ہے کہ علمائے یورپ نے اس کو تصدیق کیا ہے کہ یورپ میں مردہ جلانے کا

دستور پھیلتا جاتا ہے۔ اٹلی کے سدم شہر میں ۱۸۸۵ء میں ۱۱ مردے جلائے گئے ۱۸۸۶ء میں ۱۵۵ مگر اس سال میں ۲۰ سے زیادہ آدمی مرنے کے بعد جلائے گئے۔

انگلستان میں دوکنگ نامی جگہ میں مردہ جلانے کی اجازت دی گئی ہے تب سے ۲۹ مردے جلے ہیں۔ علمائے انگریزی کی یہی رائے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ جو ہیضہ و چیچک وغیرہ وبائی بیماریوں سے مرتے ہیں دفن کئے جاویں گے تب تک ان بیماریوں کی جڑ کٹ جانا بالکل غیر ممکن ہے کیونکہ قبروں میں انکی پیدائش کے بیج اکٹھے ہوئے موجود رہتے ہیں۔" (از رفیق ہند ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء صفحہ ۹)۔

کالیستھ کانفرنس گزٹ لکھتا ہے کہ "جاپان اور یورپ میں مردہ جلانے کی رسم بڑھتی جاتی ہے۔ گذشتہ چار مہینہ کے عرصہ میں انگلستان کے مانچسٹر اور دوسرے قصبوں میں مردہ جلانے کی تائید میں سوسائٹیاں قائم ہوگئیں۔" (۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء جلد ۲ نمبر ۴۶)۔

بحوالہ ویدیہ قیصری بریلی کے آریہ سماچار میرٹھ جلد ۴ سمت ۱۹۴۳ نمبر ۱ صفحہ ۲۹۸ ماہواری رسالہ میں لکھا ہے "یورپ کے ممالک اٹلی۔ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ اور امریکہ کے علاقہ یونائیٹڈ سٹیٹ میں مردوں کو دفنانے کے بجائے جلانیکی اجازت ملی ہے اور ممالک مذکور میں جابجا مرگھٹ تیار ہوگئے ہیں۔ اور ہورہے ہیں۔"

اس پر اڈیٹر سماچار نے رائے دی ہے کہ ایسے امور سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ دین عیسوی کا اعتقاد تعلیم یافتہ دنیا کے دل سے روز بروز رفع ہورہا ہے۔"

کھتری ہت اپدیش لکھتا ہے کہ سال گذشتہ میں انگلستان میں ۱۷۴ مردے جلائے گئے اب مردہ جلانے کے لئے ایک بھٹی شہر لنڈن میں بنائی جاوے گی چندہ جمع ہورہا ہے ڈیوک آف بیڈفورڈ نے اس کے واسطے پچاس ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔" (جلد ۱ نمبر ۲ صفحہ ۲۲ سنہ ۱۸۹۱ء)۔

اخبار عام لاہور "۱۸۹۰ء میں پیرس دارالسلطنت فرانس میں ۳۸۸ مردے جلائے گئے اور ٹوکیو میں ۲۹۰۱۳" (اخبار عام ۲ جولائی ۱۸۹۱ء)۔

آریہ ورت اخبار کلکتہ میں لکھا ہے کہ "امریکہ میں ۲۲ شمشان مردہ جلانے کیلئے تیار کئے گئے ہیں اور بہت ہی مردے جلائے جا چکے ہیں۔ لنڈن میں بڑا مکان اس بات کے واسطے بنانے کا پربندھ ہورہا ہے۔" (آریہ ورت ۱۰۔ اگست ۱۸۹۱ء)۔

ضمیمہ دھرم جیون میں لکھا ہے بعنوان مردہ جلانا۔ کانگرس حفظان صحت لنڈن نے ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پاس کیا ہے کہ جب کوئی متعدی مرض سے فوت ہوجاوے تو مردہ کو جلانا ضروری ہے (۳۔ اگست ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)

آریہ پترکا لاہور میں لکھا ہے کہ اخبار پانیر میں یہ لکھا ہوا کہ سنیو کو حیرت کے ساتھ پسند ہوگا کہ [illegible] ہائیجینک کانگرس (یعنی کمیٹی حفظان صحت) نے جو رزولیوشن جلانے کے متعلق پاس کیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ سرجری اس اور حفظان صحت کمیٹی کی کوششیں آخرکار اپنا اثر کرنے لگی ہیں اور وہاں عام لوگوں میں یہ خیال پھیلتا جاتا ہے جہاں مدتوں سے تعصب نے سلطنت جما رکھی تھی یہ بات سچ ہے کہ اس کانگرس نے صرف ایسے آدمیوں کے جلانے کو جائز رکھا جو کہ وبائی بیماری سے مریں مگر یہ دلیل انکے مذہبی خیالات کو صدمہ پہنچاتی ہے کیونکہ جو شخص جوکہ وبائی بیماری سے مرا ہے اس کی آئندہ حالت ویسی ہے جیسے کہ اسکی جوکہ وبائی بیماری سے نہ مرا ہو۔ یہ بات سچ ہے کہ یہ خیال کہ تمام کرسچن دفن کرنے چاہئیں۔ بہت ہی واہیات ہے۔ علم عقل و سائنس جن کا زمانہ مدح ہے ایسے تعصب اور بغیر مطلب کے رسم کے اوپر آخرکار فتح پاوے گا خواہ یہ ایک ایسی مقدس کتاب کی مدد لیتے اور پر رکھتے ہوں۔ یہ بات بڑی حیثیت سے درستی کی طرف متوجہ ہونا ایک دلیرانہ کام مگر سچائی کے برخلاف جانا کوئی بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے۔" (آریہ پترکا لاہور ۱۵ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۲)۔

وکٹوریا پیپر روزانہ اخبار سیالکوٹ لکھتا ہے کہ "برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن مردوں کے جلانے کے مسئلہ کی تائید کررہی ہے۔" (۱۷ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۴)۔

ست دھرم پرچارک ہفتہ وار اخبار شہر جالندھر لکھتا ہے کہ "انٹرنیشنل کانگرس نے جو اس سال ولایت (انگلینڈ) میں زیر پرستی پرنس آف ویلز ولیعہد انگلستان جمع ہوئی تھی اور جس میں دو ہزار تین سو بڑے بڑے لائق ماسٹران ہر ملک یورپ امریکہ۔ جاپان۔ ایران۔ مصر اور ہندوستان وغیرہ سے شریک ہوئے تھے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ مردوں کو جلانا بہ نسبت دبانے کے بہت اچھا ہے۔ اور کہ وبائی بیماریوں سے مرنے والوں کو ضرور جلانا چاہئے۔" ست دھرم پرچارک ۲۹ ستمبر ۱۸۹۱ء صفحہ ۷)

وکٹوریہ پیپر لکھتا ہے "پیرس میں مردہ جلانے کی رسم ترقی پکڑتی جاتی ہے۔"

دوست ہند بھیرہ ضلع شاہ پور لکھتا ہے کہ "فرانس اور امریکہ میں مردوں کا جلانا بسرعت رواج پکڑتا جاتا ہے۔ انگلستان میں سب بڑے مقامات میں مردے جلانیکو مرگھٹ بن رہے ہیں۔" (۱۸ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

قیصر الاخبار کرنال لکھتا ہے کہ "فرانس و امریکہ میں مردوں کا جلانا دبانے کی نسبت بہتر سمجھا گیا ہے روز بروز اس کی ترقی پائی جاتی ہے۔ انگلستان میں مردوں کے جلانے کے لئے مرگھٹ طیار کررہے ہیں۔" (۱۹ ستمبر ۱۸۹۱ء)۔

اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر لکھتا ہے کہ "مردہ جلانے کی رسم فرانس میں ترقی پر ہے۔ سال گذشتہ میں تین ہزار چار سو اکتالیس مردے فرانس میں جلائے گئے۔ (جلد ۴ نمبر ۶ صفحہ ۷ کالم ۱ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۲ء)۔

مقام نیویارک امریکہ سے ہنری ایس کرنل اکاٹ صاحب پریذیڈنٹ تھیوسافیکل سوسائٹی اپنی چٹھی نمبر ۱ مورخہ ۸ فروری ۱۸۷۸ء میں لکھتے ہیں کہ "اٹھارہ مہینے گذرے اس بڑے شہر میں جس میں دس لاکھ سے زیادہ عیسائی آبادی ہے ہم نے ایک کو اپنی جماعت میں سے ساتھ انکی رسومات گنواری کے دفن کیا اور علامات آگ و روشنی اور پرانی کھینچی جوکہ سائنس کی ساتھ لے گئے تھے مع اور علامات کے استعمال کیا چھ مہینے کے بعد ہم نے لاش کو اس چند روزہ آرام کی جگہ سے نکال کر اس کو حسب رسومات بزرگان اپنی نسل آریوں کے جلا کر خاک کردیا۔" (دیکھو صفحہ ۴ مطبوعہ جوالا پرکاش میرٹھ)۔

یورپ میں مردہ جلانے کی رسم

پہلے یہ خبر درج ہو چکی ہے کہ یورپ میں مردہ جلانے کی رسم دن بدن ترقی پر ہے۔ حال میں خبر آئی ہے کہ نیپلز میں مردوں کے جلانے کے واسطے عام چندہ سے ایک مرگھٹ بنوایا گیا۔ پوپ آف روم نے بہت مخالفت کی اور کہا جلانے سے مردہ دوزخ جائیگا لیکن عام لوگوں کے نزدیک یہ رائے صحیح نہ ٹھہری اور جنہوں نے اس رائے کو نامنظور کیا ان بہت سے حامیان دین کی لاشیں جلائی گئیں۔ یورپ میں یہ خیال اب عام ہوتا جاتا ہے کہ وبائی امراض کے انسداد کا بڑا ذریعہ مردوں کا جلانا ہی ہے۔" (تاج الاخبار راولپنڈی ۹ جولائی ۱۸۹۲ء)

مردوں کے جلانے کی رسم

شہر برلن (دارالسلطنت پرشیا) میں ایک انٹرنیشنل کانفرنس پچھلے مہینے میں ہوئی کہ دریافت کرے کہ کونسا ذریعہ لاش کے دور کرنے کا سب سے عمدہ ہے کانفرنس نے اتفاق رائے سے قرار دیا کہ جلانے

کی رسم بہت اچھی ہے چنانچہ ایک ریزولیوشن بعد مباحثہ کے پاس ہوا کہ تمام یورپین سلطنتوں سے درخواست کی جاوے کہ وہ اس طریقہ کی عمدگی کو قبول کریں اور اپنے یہاں یہی رسم جاری کریں"۔ (رسالہ آریہ درپن۔ ماہواری۔ شاہجہان پور جلد ۱۰ نمبر ۴ صفحہ ۱۵۔ ماہ اپریل سنہ ۱۸۹۱ء)

مردہ جلانے کی رسم "برٹش میڈیکل ایسوسی ایشن انگلستان نے تجویز کی ہے کہ آیندہ دفن کرنے کا رواج اٹھا دیا جاوے اور مردہ جلانے کا رواج ہونا چاہئے۔ ایک بہت بڑی مجلس میں کہا گیا اور تجویز میں ہوئی بیان کیا جاتا ہے کہ دفن کرنے سے آب و ہوا خراب ہو جاتی ہے اور صدہا بیماریاں خاص اس وجہ سے پھیلتی ہیں وبا وغیرہ کا باعث بھی یہی بتلایا جاتا ہے غرض اس خیال کو ترقی ہے کہ مردے جلایا جایا کریں"۔ اس پر اسلامی اخبار آزاد لکھتا ہے "ہمیں اس بات سے سخت اختلاف ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس رواج پر انگلستان میں زیادہ زور دیا۔ تو ممکن ہے کہ اس کا اثر رفتہ رفتہ ہندوستان پر بھی پہنچے۔ مسلمانوں کا قانون شریعت انہیں صرف دفن کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے یہ ایک مذہبی فرض اور مذہبی حکم ہے ہم اس رائے کے بالکل مخالف ہیں اور ایسے امورات میں اسلام کو ایسی مذہبی پابندی کا زیادہ خیال ہوگا وہ ہرگز اس کو روا نہیں رکھ سکتا۔ جو طریقہ اس کے مذہب نے بتلایا ہے وہی مناسب ہے اگر خدانخواستہ اس رائے کا کوئی اثر ہندوستان پر بھی پڑا اس وقت گویا گورنمنٹ ہندوستان کے ایک بڑے مذہبی مسئلہ میں دست اندازی کریگی جو شاید مسلمانوں کو بہت ہی برانگیختہ کرنے والی ہے +

اس پر اڈیٹر آریہ سماچار نے نوٹ دیا ہے "یہ قبل از وقت واویلا ہے گورنمنٹ کیوں اس معاملہ میں دست اندازی کریگی۔ جیسے تعلیم نے اہل یورپ کی آنکھیں کھولیں اور اس مسئلہ کو مفید سمجھکر اپنے یہاں رواج دیا جب مسلمانوں میں علم کی ترقی ہوگی اور وہ دفن کی رسم کو مضر سمجھینگے تو اس میں مذہب کی زبردستی نہ چلے گی۔ سو سیانے ایک مت"۔ (آریہ سماچار ماہواری میرٹھ ماہ اگست سنہ ۱۸۹۲ء جلد ۱۳ نمبر ۷ صفحہ ۲۳۲)۔

ایک اور مسلمانی اخبار لکھتا ہے "گذشتہ سال میں فرانس میں تین ہزار مردے جلائے گئے۔ اور اٹلی میں مردے جلانے کی بھٹیاں بیس کے قریب ہیں"۔ (پیسہ اخبار لاہور ۹ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء صفحہ ۵ کالم ۲)۔

بھارت سدھار میں لکھا ہے "امریکہ میں مردوں کے جلانے کی رسم روز افزوں ترقی پر ہے"۔ (۱۰ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء جلد ۴ نمبر ۳۲)۔

اخبار علم۔ "برٹش ڈاکٹروں نے رائے دی جو ہیضے سے مریں اُنکی لاش جلائی جاویں"۔ (اخبار عام ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء)۔

اخبار عام۔ "ڈاکٹر بیلو صاحب سابق کمشنر حفظان صحت پنجاب مر گئے اُنکا جسم مردہ جلایا گیا"۔ (۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۲ء)۔

کریمیشن یعنے مردہ جلانا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہوا ہماری زندگی کے لئے کتنی بڑی ضروری ہے بغیر ہوا کے کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ پیدائش سے موت تک ہم ہر ایک لحظہ ہوا ہی سے دم لیتے ہیں۔ ہماری تندرستی زیادہ تر اس ہوا کی پاکیزگی اور صفائی پر جس سے کہ ہم سانس لیا کرتے ہیں منحصر ہے۔ وہ لوگ جو خراب ہوا سے دم لیتے ہیں جیسا کہ گنجان آبادیوں کے لوگ ایسے تندرست نہیں ہوتے جیسا کہ وہ لوگ جو کھلے میدان میں رہتے ہیں جہاں بہت سے درخت لگے ہوتے ہیں اور اُنکے اردگرد سبزی کے کھیت ہوتے ہیں اس بُری ہوا کی تاثیر جس سے ہم بڑے بدبو یا بیماری والی جگہ میں دم لیا کرتے ہیں۔ سردی۔ زکام پیدا کرتی ہے یا کئی دن تک صحت میں فرق آتا ہے۔ یہ سب ظاہر ہے جہاں کہیں سڑا ہوا مادہ پھینکا جاتا ہے وہاں کی ہوا اس کے فاسد گیس کے اخراجات سے کثیف ہو جاتی ہے اگر تم کسی بوچڑ یا مچھلی بیچنے والے کی دوکان سے یا کسی ذبح خانہ کے پاس سے گذرو یا کسی مالی پھول بیچنے والے اور گلستان کے قریب سے نکلو تو تم فوراً ان دونوں جگہوں کی ہواؤں کا فرق معلوم کر لوگے بعض جگہوں میں زہر ہوا میں ایسا پھیلا ہوا ہے کہ کہ شامہ کو اس کی تمیز نہیں ہو سکتی۔ قوت شامہ کا عصب بھی ایسی ہوا کے متصل ہونے سے ہمیشہ کند ہو جایا کرتا ہے لیکن جسمانی بناوٹ پر آخر میں اس کا بھاری اثر پڑتا ہے۔ تندرستی کے محفوظ اور قائم رکھنے کے لئے سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہوا کے خراب اور بھرشٹ کرنے والے اسباب کو کم کیا جاوے ان اسباب میں سے جو ہوا کو بگاڑتے ہیں ایک سبب لاشوں کا دفن کرنا ہے۔ جو کہ چند دنوں میں بوسیدہ اور سڑ کر زہردار گیس نکالتی ہیں یہ گیس پہلے زمین میں سرایت کرتا اور پھر قبروں سے باہر نکلتا۔ اور ادھر اُدھر اڑ کر آس پاس کی ہوا کو کثیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے حالات سنے گئے ہیں کہ جن میں یکایک قبروں کے کھلنے سے کوئی بیماری تائیفس یا ہیضہ پھیل گیا بہت سے لوگوں نے قبر کے نزدیک ایک روشنی دیکھی ہے جو کہ سوائے فاسفورس کے اور کچھ نہیں ہوتی اور یہ فاسفورس لاشوں کے سڑنے سے قبروں میں سے نکلتا ہے۔ لہذا یہ ہوا کی کثافت کا سبب آسانی سے کریمیشن جلانے سے دور کیا جا سکتا ہے۔ جس سے فوراً لاش کی بے ضرر راکھ ہو جاتی ہے۔ اور لاش نہیں سڑتی ہوا کو پاک اور صاف رکھنے کی غرض سے جانوروں کے طبابت کے محکمہ نے مردہ گھوڑوں کی لاشوں کا جلانا اختیار کیا ہے یہ طریقہ لاشوں کے ٹھکانے لگانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ذیل کے انتخاب سے جو کہ ایک مشہور تصنیف سے لیا گیا ہے صاف ظاہر ہوگا یہ تجویز ہے کہ مردہ جلانے کی طرف رغبت دلائی جاوے اور اس کا باقاعدہ عمل اور انتظام کر لیا جاوے (ایک قانونی فیصلہ سنہ ۱۸۸۴ء میں ہوا تھا کہ مردہ کو جلانا جائز ہے جلایا کسی طرح نہیں روکا جا سکتا ہے سوا اس کے کہ اس طریق پر کیا جاوے۔ کہ اس کا عمل عام کے لئے مضر ہو) ہوم سکرٹری کے کنٹرول میں از روئے اُن قواعد کے جو وہ مقرر کرے جلانیکے لئے مقرر کئے جاویں۔ ایک قسم کا سرٹیفکٹ جو موت کا سبب ظاہر کرے جلانے سے پیشتر پیش کیا جاوے اور کسی افسر سے لاش کو بلا روک ٹوک دیکھا یا جاوے اس تجویز کے جاری ہونے کے لئے دلائل ذیل سے تائید کی گئی ہے۔

(۱) الف زندوں کا خیال مردوں سے زیادہ مناسب ہے اور دفن کرنیکا موجودہ قاعدہ انسانی زندگی کے لئے مضر ہے کیونکہ قبرستان بہت بڑھتے جاتے ہیں اور ان میں اور اُن کے حوالی میں مضر مادے اور گیس سرایت کرتے جاتے ہیں۔

(۲) قبرستانوں کے بننے سے خطرہ بنتا ہے اور زیادہ آباد مقاموں میں دقتیں بڑھتی جاتی ہیں +

(ب) بہت سے قبرستان جو آبادی کے حدود سے پرے تھے اب وہ گھروں سے گھرے ہوئے ہیں +

(۳)۔ دفنانے کا کوئی طریقہ اس سے زیادہ نہیں کر سکتا کہ وہ جسم کے اجزا کی

مردہ ضرور جلانا چاہئے

علیحدگی کرو کے کیسی طرح دفنائیں علاوہ بات ایک ہی ہے لیکن جلا دینا ہوا کا تنقیہ ہے اور معمولی دفن کرنا اجسام کا سڑانا ہے یا یوں کہو کہ ایک جلد جلانے والی آگ کے مقابلہ میں آہستہ آہستہ بوسیدگی ہے ◆

(۴)۔ اگرچہ دولتمند آدمی اچھی طرح دفنائے جا سکتے ہیں مگر غریب آدمیوں کی قبریں (آباد مقامات میں) عموماً گہرائی کے گڑھے ہیں۔ غریب جلد سڑنے والے کفن میں دبائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ مشکل سے ہوتے بلکہ قریب قریب ہوا کرتے ہیں اور بہت ہی کم مٹی میں ڈھانکے جاتے ہیں اور جذب ہونے سے پہلے ہی کھودے جاتے ہیں ◆

(۵) الف۔ اگر ٹھیک قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے تو جلانا کسی طرح غیر واجب نہیں بدن کے جل کر سفید بلور جیسے ٹکڑے ہو جاویں گے جو نقصان دہ نہیں اور مدت تک رکھے جا سکتے ہیں ◆

(ب)۔ کریمیشن کمال شائستگی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اس سے مذہبی عقاید میں کوئی فرق نہیں آ سکتا معمولی رسمیات بھی اس موقعہ پر ادا ہو سکتے ہیں ◆

(ج)۔ اس سے عام لوگوں کے خیالات پر کوئی صدمہ نہ پہنچے گا۔ اگر پہلے ہی سے جہل عوام کے چھوٹے اور تنگ خیالات پر اگر کچھ برا اثر ہوگا تو یہ دور ہو جائیگا اور جلانے کے فواید جلد تسلیم کر لئے جاویں گے ◆

(د)۔ موجودہ جلانے[1] والے آتشکدوں سے فائدہ اٹھانے کے راہ میں بہت سی دقتیں ڈالی گئیں ہیں اور جو رغبت باقاعدہ طریقہ اور معقول حوصلہ افزائی سے ہوتی ہے اسکا اندازہ اس تھوڑے سے استعمال سے جو آج کل ہو رہا ہے نہیں ہو سکتا

(۶)۔ ایک کنبہ کے قبرستان اور گاؤں کے گرجا گھر کا لوگوں کو بہت انس ہے مگر یہ انس وہاں نہیں رہتا جبکہ مردہ کو کسی بعید قبرستان یا اجنبیوں میں لے جا کر دفن کرتے ہیں جہاں نہ کوئی اسکا نگران ہے اور نہ کوئی قبر کی تعظیم کرنیوالا ہے۔

(۷)۔ الف۔ اس تجویز کی پسندیدگی کا سب کو احتیاط ہے یہ ضرورت نہیں کہ کوئی آدمی اپنے یا اپنے رشتہ داروں کی مرضی کے خلاف جلا دیں۔ اور اس میں نہایت خود غرضی پائی جاتی ہے کہ جو لوگ خود یا اپنے رشتہ داروں کو جلانا چاہتے ہیں انہیں اس کارخیر سے انکار کیا جاوے جو معقول اور مناسب ہے۔

(ب) مراد یہ ہے کہ کریمیشن کو قواعد میں لایا جاوے اسکو ترقی ہو اور اجازت دی جاوے۔ جلانیکی نسبت کوئی قاعدہ جاری ہونا چاہیئے۔ ورنہ یہ روکا جاوے فی الحال اس کی اجازت تو ہے مگر اس کے قوانین نہیں ◆

(۸) الف۔ زہر خورانی یا دھوکہ سے قتل کرنے کے جرم کو کریمیشن کے جائز کرنے سے ترقی نہیں ہوگی۔ برخلاف اسکے جو سخت قواعد تجویز کئے گئے ہیں ایسے بدمعاشوں کو روک ہوگی کہ وہ اپنے مارے ہوئے آدمیوں کے جسموں کو نہ جلانے پاویں گے۔ کیونکہ بوجہ سرٹیفکیٹ لازمی ہونے اور بلا ملاحظہ لاش کی وجہ سے زہر خورانی یا مار پیٹ کے راز کھل جاوینگے۔

(ب)۔ فی الحال دفنانے کے متعلق قوانین ایسے ناقص ہیں کہ تیس ہزار آدمی جن میں بچے ہر سال بغیر موت کے سرٹیفکیٹ یا کسی قسم کے سارٹیفکیٹ کے دفنائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح زہر خورانی اور دغا سے قتل کو جرات ہوتی ہے۔

(ح)۔ مشتبہ حالتوں میں یا ہمیشہ اگر مناسب معلوم ہو تو تشخیص و امتحان کے لئے انتڑیوں کے رکھے جانے میں آسانی ہوگی ◆

(د)۔ نباتاتی اور حیوانی زہروں کا دریافت کرنا تمام حالتوں میں بہت مشکل ہے اور معدنی زہروں کا امتیاز آسانی سے ہوگا۔

(ہ)۔ سنکھیا کو کسی قدر آگ میں کم ہو جاتا ہے تو بھی تحقیق اجزا اور تشخیص کیمیائی کے لئے اُس کا کافی مادہ باقی رہ جاتا ہے۔

(و)۔ بوسیدہ یا سڑا جسم خود بعض زہروں کو پیدا کرتا ہے اور بہت سے زہروں پر بھی اپنا کیمیائی اثر ڈالتا ہے کیونکہ موت کے تھوڑی دیر بعد ہی اُس اصلی زہر کا جو باعث ہوا علم فزیالوجی سے کما حقہ دریافت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

(۹)۔ آج کل جسم بہت کم قبروں سے کھود کر نکالے جاتے ہیں ◆

(۱۰)۔ ممکن ہے کہ بعض اوقات مردہ جلانے سے تشخیص میں دقت وارد ہوگا ہو مگر یہ نتیجہ اکثر موجودہ انتظام کی وجہ سے عاید ہوتا ہے (ہاربنجر آف ہیلتھ فروری ۱۸۹۲ء صفحہ ۱۰)

پیارے ناظرین! ایک ضروری اور مفید مسئلہ غور کرنیکے واسطے ہم آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں علم اور عقل دونوں اس کے ساتھی ہیں تمام فاضل اور محقق ڈاکٹر اور حکیم اس کے مددگار ہیں مہذب دنیا اس کے ماننے کے واسطے طیاری کر رہی ہے مگر ہمارے ملکی بھائی ابھی تک غافل ہیں خدا کرے کہ یہ بھی اس مفید اصول کی قبولیت میں جلد کوشش کر کے صحت اور تندرستی پھیلانے کے حامی ہوں۔

راقم آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر۔

پتت اُدھارن

(آریہ) ہندو لوگ کیوں مسلمان ہوئے؟

ویدوں کا سریشٹ دہرم اور شاستروں کی تو ریلا جسکے واسطے اب تک بھی مخالف و موافق انکی پاکیزگی کے گیت گا رہے ہیں اگر آجتک دنیا میں بنی رہتی یا انسکو اوسار لوگ آچار۔ بیوہار کرتے رہتے تو یقین غالب تھا کہ کوئی اور مت اپنا منہ نہ دکھلاتا اور نہ کوئی نیا دین پیدا ہوتا۔ ویدک یا رہ کے لاکھوں واقعات میں سے ایک رامچندر جی کا واقعہ ہے جسکو فقرہ فقرہ سے ست دہرم کی روشنی چمکتی ہے اور قدم قدم پر صداقت کی بو آتی ہے۔ رام۔ لکشمن بھرت۔ شتروگھن کی برادرانہ محبت سے کون آگاہ نہیں محبت برادرانہ کے مقابلہ میں وہ راج کو ناچیز و حقیر جانتے۔ رامچندر کی کھڑاؤں کو بھرت کا تخت شاہی پر رکھکر رامچندر جی کا داس کہلا کر ۱۴ برس تک راج کیا دنیا میں عدیم المثال نہیں اور اسی طرح رامچندر جی کا بن باس سے واپس آ کر پہلے کیکئی کے محل میں نمسکار کے واسطے جانا۔ کیا کوئی دنیا میں نظیر رکھتا ہے وہی آریہ دہرم یا ویدک دہرم کا زمانہ تھا اور اس کے بعد بھی مدت تک رہا اور آخر کار کوروپانڈو کا سمے آیا۔ پانڈو کے چار بیٹا عطا کردہ راج پر دریودہن کا قبضہ ہوا جنگ عظیم کی نوبت پہنچی تب کرشن جی خود دولت سمجھانے کے واسطے گئے اور صرف یہ کہا کہ تمام آریہ ورت کے راج سے ۵ بھائیوں کو دہلی کے متصل پانچ گاؤں یانی پت۔ سونی پت۔ باغ پت۔ دل پت۔ کرنال۔ دیدو تاکہ نوبت فساد تک نہ پہنچے۔ دریودہن نے کہا सूचि अग्रं नदास्यामि विनायुद्धेन केशव यعنی اے کرشن تم تو پانچ گاؤں مانگتے ہو میں انکو سوئی کے نوک برابر زمین بھی بغیر یدھ کے نہ دونگا زمانہ کے اس تغیر و تبدل کو دیکھکر کون ہے جسے شک ہوگا کہ دہرم کی بیوستھا دیس کی بنی قائم رہیگی اتنا بڑا بھاری تبدل اور اندھیر بہت اصلاح کر خرمن پر بجلی گرا گئی ہے۔ بھارت کے یدھ کے بعد آریہ ورت کی حالت روز بروز ردی ہونے لگی عیاشی پھیلنے

---

[1] پہلے ہوم سکرٹری صاحب لارڈ کراس نے اپنی ایک تقریر مورخہ اپریل ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی اقرار کیا تھا کہ جب میں ہوم آفس میں تھا تو میں نے ورکنگ ہام کے آتشکدوں میں کریمیشن روکنے کی کوشش ناجائز طور پر کی تھی ◆

کے سبب راجاؤں اور راج دہرم کی بیوستھا نہایت خراب ہوگئی اور بیتھا لاحق تھا پرجا کا ہونا ضروری ہوا یہی وجہ ہوئی کہ انکے بڑے بڑے آچرنوں کا اثر راجاؤں کی ذات تک محدود نہ رہا۔ راج گورو یعنی پروہتوں نے سب سے پہلے اس میں حصہ لیا اور تنتر شاستر کی ایجاد ہوئی اور بام مارگ مذہب گھڑا القول مختصر۔ کھیر گیرو کالے شودر تمام برہمن راج پروہتوں کو آدر جا ہوتی ہیں یہی بڑی بھاری وجہ تھی کہ وہ البحبو معتقد اور خاموش ہوئے یا انکے ساتھ شریک ہوئے اور جو خاموش رہے انھوں نے بام مارگ کی پرورتی مارگ خلاف۔ نورتی مارگ نام انکے ساتھ دہرم کو پتت ہونے سے بچایا اور بھیچار کے گڑھے میں نہ گرنے دیا۔ بام مارگ کے انیاچار نے بودھ دہرم پیدا کیا جس نے ویدک دہرم کو سخت صدمہ پہنچایا اور سنسکرت ودیا کو کس مپرسی کی عالم میں مگر اکثر پراکرت بھاشا ایجاد کی۔ ناستک مت کا پرچار اور ویدک مت کا سنگھار ہونے لگا۔ کہ اسی عرصہ میں دو شیر مرد فاضل دہرم کے میدان میں نکلے اور شاستر ارتھ کا جھنڈا کھڑا کیا پہلے کا نام کماریل بھٹ یا بھٹاچارج تھا جس نے بام مارگ کا ناش کیا اور دوسرے کا نام سوامی شنکر آچاریہ تھا جس نے ناستکتا کی درخت پر پرستر امی کو ٹھار رکھا اور اسکو آریہ ورت کی مقدس کھوٹی یعنی مہرشیوں کی سرزمین سے جڑ پیڑ سے کاٹ کر سمندر میں گرا دیا پھر ویدک دہرم کا پرچار اور شاستر وکت سنسکار ہونے لگے۔ لاکھوں پتت شدہ ناستک پھر گنگا اور گوداوری کناری یگیوپویت پہنا شدھ کئے گئے اور نئے سرے سے آریہ ورن بیوستھا گن کرم انوسار قایم کی اسوقت شدی کا طریق صرف یہ تھا کہ پتت ملیک غیرہ چیلے بموجب حکم سوامی کی ایک دو دن میں پرائشچت کرا۔ گایتری سکھلا یگیوپویت پہنا کر سبھا میں لا کر شدھ کر دیے تھے اس سے زیادہ کوئی پرائشچت نہ تھا شنکر سوامی کے کئی صدی بعد امانج آچاریہ ہوئے یہی ماننا تھا کہ جب دین محمدی کا عرب میں ظہور ہوا۔ اور چند عرصہ کے بعد لوٹ مار کی نیت سے بدعوی جہاد ملک ہند پر حملے شروع ہوئے یعنی ۶۳۶ء میں ابو العاص عامل بمبئی نے تھانہ متصل بمبئی پر حملہ کیا پھر ۶۶۴ء میں مہلب امیر عرب براہ کابل ملتان تک آیا۔ پھر ۷۱۲ء محمد بن قاسم عامل حجاج نے سندھ پر یورش کی اور پھر ۱۰۰۱ء سے ۱۰۲۶ء تک محمود غزنوی کے سترہ حملے اور اسی طرح محمد غوری شمس الدین التمش علاء الدین خلجی قطب الدین سلطان محمد تغلق۔ فیروز شاہ اور ۱۳۹۸ء میں تیمور شاہ کے حملہ سے ۱۷۵۵ء تک جبکہ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ درانی کا آخری حملہ ہوا

جس ظلم و ستم سے ظالم لٹیروں نے ہند مظلوموں کے ساتھ سلوک کئے اور جسقدر بیرحمی و جفاکاری سے ہم عاجزوں کی گردنوں پر تلواریں چلائیں اور بیحرمتیاں کیں انکے حالات مطالعہ کرنیسے دل کانپتا اور کلیجہ تھرتھراتا ہے (مفصل دیکھو رسالہ جہاد) ایسی صورت میں ہزاروں میں سے ایک بھی مشکل نکل سکتا ہے جو بمقابلہ قتل و بیحرمتی کے دین اسلام کو قبول نہ کرے اور ست دہرم پر قایم رہے۔ آفت پر آفت یعنی آپتی پر آپتی پڑنے سے جو ثابت قدم نہ رہ سکے جب تلوار کے وحشی راجپوتوں نے بمقابلہ تاخت و تاراج ہو سکے بزدلی کی پناہ لے کر لنگ کا ٹیکا لگوا بیٹیاں دینا قبول کر لیں جب تاتا یا جیسی مسلمانیوں کے پیچھے مسلمان ہو گئے اور اسی طرح ہزاروں راجپوت کسی نہ کسی غرض سے بخوف تلوار یا بیحرمتی کے مسلمان بننے پر راضی ہوگئے اور کولادیوی اور دیول دیوی اور جودھا بائی جیسی جبراً حرم سرائے شاہی میں داخل کیگئیں۔ جب حیا اور حلیا جیسی ابتدا میں اونٹھوں کے پاؤں سے بندھوا کر مار ڈالی گئیں تو عام لوگوں کی کیا گتی ہر ایک اچھوت کے اندر کماں پرتاپ رانا سانگا و مہاراج سیواجی جیسا دل نہیں اور نہ ہر ایک کھتری میں حقیقت رائے جیسا استقلال ہے اور جبکہ ہر ایک برہمن میں اُن میں بیر سپوت عیسا مہرشی نہیں ہے جنہیں فیروز شاہ۔ سکندر لودھی۔ اورنگزیب نے تعصب اسلامی سے دربار شاہی کے سامنے زندہ آگ میں جلایا تھا اور نہ وشنو جی بنیتوں جیسی سب ولیسوں میں ہمت ہے تو پھر تلوار اور بیحرمتی اور اسلام کے مقابلہ میں ٹھہرنا کتنا مشکل ہے۔ ذرا ایک منٹ کے واسطے دل کیسو کر کے سوچئے کہ آپ میں کتنے ایسے بہادر ہیں جو اگر اُن کے سر پر تلوار اور ہاتھ میں قرآن رکھا جاوے تو تلوار کو قبول کریں اور قرآن سے انکار

بھائیو ایسی آپتیوں کے پڑنے سے جو برابر ۶۲۶ء سے ۱۷۵۵ء تک ۱۱۳۱ سال پے در پے پڑتی رہیں اور جنکا مقابلہ عام کیواسطے مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ لاکھوں برہمن کھتری راجپوت۔ ویش۔ شودر تمام ہندوستان کے ہر ایک حصہ میں جبراً و قہراً بزور شمشیر مسلمان بنائے گئے یہ پہلا سبب ہے جس سے ہند و مسلمان بنائے گئے۔

اسن واماں کے نہ ہونے سے ویدک تعلیم بالکل گم ہوگئی تھی سنسکرت کا پرچار چھوٹ گیا تھا خبر بتلانے کو کون مقدس بیدوں کو پڑھتا۔ پاک ویدوں کا مطالعہ کرتا اور کون انھیں پڑھکر عقاید اسلام سے مقابلہ کرتا۔ ایسی نے اسی کی حالت یعنی سکندر لودھی کے زمانہ میں ہندوؤں نے فارسی تعلیم شروع کی۔ ہندو دہرم سے ناواقفیت اور عدم تعلیم اور ساتھ ہی اگر کوئی سمجھا ہوا بھی ہے تو وہ مارا جاوے۔ ان وجوہات پر غور کرنے سے صاف ظاہر تھا کہ فارسی کی مذہبی تعلیم اپنا کیا رنگ لائیگی چنانچہ اس سبب سے بھی سخت آپتی میں مبتلا ہوکر یہ راہ مردوں دہ براہ ہر دن آپتی میں مبتلا ہوکر بہت سے ہندو مسلمان ہوگئے جنکا ذرا بھی قصور نہیں اور جو ظاہر طور پر مسلمان نہ ہوئے وہ دل ہی دل میں محمدی مذہب کے قایل رہے اور جوروں رزایل نے چند پشتوں کے بعد علانیہ مسلمان ہوگئے یہ دوسرا سبب ہے۔

اودھر معصوم اور بیگناہ لڑکیاں ہندوؤں کی جبراً پکڑی جاتی تھیں یا ادھر طوایفوں کے طایفے جدا ہندو نوجوانوں کے سکار کے واسطے دانہ و دام پھیلائے ہوئے تھے جنکے پھندہ دام میں پھنسان۔ ہلا آوا دوجگنناتھ جیسے پنڈت بھی پھنس گئے تو عام ان پڑھ شودروں یا جاہلوں کا کیا کہنا وہ تو پہلے سے ہی مور رکھے ہیں کہ انکے مسلمان ہونے میں کیا دیر تھی۔ مرغ دل کیوں نہ پھنسے دانہ بھی ہو دام بھی ہو اور جبکہ وہ اچھی اچھی قرآن پڑھی ہوئی نماز جاننے والی اور رمضان کے مہرت رکھنے والی ایماندار مومنہ تمام کاکی کا روسیہ مسجدوں پر صرف کرنیوالی اور محرم میں شربت کی سبیلیں لگانیوالی فاصلہ اور ساعرہ ہوں تو انھیں ہندوؤں کے مبتلا کرنے میں کیا دیر لگ سکتی ہے اسی سبب سے دو کروڑ سے زیادہ ہندو مسلمانی طوایفوں کی کالی ناگنیوں نے ڈس لیئے اور وہ اس طرح کا ماتر ہوکر پتت ہوگئے یہ تیسرا سبب ہے کہ جس سے ہندو مسلمان ہوئے

مسلمانی مکتبوں کے جاری ہونے سے ہزاروں ہندو طالب علم مولویوں کی شرارت اور ہتکھنڈوں میں آکر پھسل گئے اور پھر تو سب پر ظاہر ہے کہ استاد کا شاگرد پر کتنا رعب و داب ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں تمام طالب علم مقید ہیں یہ چوتھا سبب ہے۔

بیوہ ہو جانیکی حالت میں ہندو عورت کے واسطے پورانوں نے دو ہی علاج لکھے ہیں یا ستی ہو جانا یا تمام عمر ماتمی لباس پہنکر بیوہ بیٹھے رہنا۔ ایسی تعلیم کے مطابق لاکھوں ستی ہوگئیں (دیکھو ٹاڈ راجستھان) مگر جو کروڑوں ستی ہونے سے بچ گئیں انکی حالت پر غور کیجئے بے اولادی کی صورت میں بیوگی کا زمانہ کتنا کٹھن ہے اور کیسا دشوار گذار سہارا کرنا پڑتا ہے۔ جوانی مستانی اور جوانی دیوانی کی حالت مست ہاتھی کے برابر ہے۔ اسکا ویگ روکنا سراپا دشوار ہے ہزاروں نیک بخت اور ستونتیوں کے سوائے اور لاکھوں سے یہ مشکل نہ سہاری گئی کیونکہ اسکا سہارنا در حقیقت مشکل ہے۔ وہ محنوتا مسلمانی کٹنیوں کی بہکاوٹ سے یا خود بخود مسلمان ہوگئیں جسمیں انکا ذرا بھی قصور نہیں اگر قصور ہے تو خورد سالی میں شادی کرنیوالوں کا یا تٹو دیکھنے والوں کا۔ یا کاشی ناتھ کا نشٹ شیگر بودھ بنانیوالے اور اسکی پیروی کرنیوالوں کا پنیر تواہ بند کرنیوالوں کا کیونکہ پراشر جی مہاراج نے جنہیں سارے ہندو مانتے ہیں ایسی سمرتی میں اس طرح لکھا ہے

नष्टे मृते प्रव्रजिते क्लीवे च पतिते पतौ। पञ्चस्वापत्सु नारीणां पतिरन्यो विधीयते॥

یعنی خاوند گم ہو جاوے مر جاوے سنیاسی ہو جاوے مخنث ہو جاوے مسلمان یا کسی غیر دہرم میں جا کر یا کسی اور طرح سے پتت ہو جاوے۔ ایسی حالت میں عورت کو چاہئے کہ دوسرا خاوند

کرنے والے نہ ہندی کا بھی یہی قول ہے۔ اگر اس پر عمل ہوتا رہتا تو بھی ہرگز مسلمانوں کی ترقی ہی مشکل اور غالباً دو کروڑ سے زیادہ نہ بڑھتے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جوان ہندو جو کسی بیوہ سے بہ سبب خوف کے کنوارا رہنے یا ساری عمر رنڈوا رہنے کے، شادی کرنا چاہتا ہو اور ہندو اسے برادری سے خارج کرنا چاہتے ہیں تو وہ معہ بیوہ کے مسلمان ہو جاتا ہے تاکہ طعن و تشنیع سے بچ رہیں یہ پانچواں سبب ہے۔ جس طرح بدھ مذہب کے پھیلنے سے باوجود بدھ کے ناستک اور وید نندک ہونے کے بھی پرانوں کے مصنفوں نے بدھ کو اوتار مان لیا۔ اسی طرح باوجود ہندوؤں کو قتل کرنے اور ان کی بے حرمتی کرنے کے بھی کروڑوں جاہل ہندو مرد و عورات نے مسلمان پیروں فقیروں کی خانقاہوں سے اپنی دلی مرادیں مانگنی شروع کیں اور خورد سالی کی شادی اور برہمچریہ نگاڑنے کے سبب عموماً نامردی نے سر دکھلایا قبروں سے بیٹے مانگنے لگے اور یہ ظاہر ہے کہ قبروں کے عطا کردہ یا مسلمان بے دردوں کے عطا کردہ بیٹے ہندو نہیں رہ سکتے ایک دو پشت کے بعد ضرور مسلمان ہو جاتے ہیں۔ اور مت پرستی کا نتیجہ یہ ہونا بھی تھا۔ کیونکہ قبر پرستی اور مردہ پرستی بت پرستی کی دوسری بہن ہے بت پرستی سے مانوس ہندوؤں نے جب دیکھا کہ قبر پرست مسلمان ہم کو برباد ہی کیا چاہا، تقلید کر کے سب قبروں سے مرادیں مانگنے لگے ہندوستان کے ہر گوشہ میں قبر پرستی شروع ہوئی بابا نانک جیسے حق پرست کے مرنے کے بعد بھی اسکے پیروؤں میں بت پرستی و گور پرستی کے مقابلہ میں روڑے صاحب۔ باٹھی صاحب۔ بیری صاحب۔ سکھڑہ صاحب۔ دکھ بھنجن صاحب۔ کیرا صاحب۔ بال صاحب۔ ہاٹ صاحب۔ تول صاحب۔ بچہ صاحب۔ بابا گورسیر جوا صاحب قائم کئے جس پر سکھ بھی ویسے ہی بت پرستی میں گر پڑے جیسے کہ عام گور پرست و بت پرست ہیں کروڑوں راجپوت۔ براہمن۔ مرہٹہ۔ سکھ۔ کھتری۔ اروڑہ۔ بنئے اور شودر خواجہ معین الدین۔ پیر صاحب لکھداں کا داتا۔ نگاہے والا سرور۔ ڈھونکل۔ یوسف شاہ۔ پیران کلیر۔ پاک پٹن۔ امام بخش۔ شمس الدین۔ بہاؤ الحق۔ سادے شہید۔ دین پناہ۔ غازی مسلمان وغیرہ کی خانقاہوں میں دربدر پھرنے اور سر رگڑنے لگے جس سے آئے دن لاکھوں مسلمان ہوتے اور ست دھرم سے پتت ہو جاتے ہیں۔ یہ چھٹا سبب ہے مسلمان ہونے کا+

بہت سے غریب ہندو شادی نہ ہونے کے سبب تمام عمر کنوارا گذارنے کی سخت مشکل سے گھبرا کر شادی کی لالچ سے مسلمان ہو جاتے ہیں جنکی تعداد بھی کسی حالت میں ایک کروڑ سے کم نہ ہوگی اور ہر ایک شہر و قصبہ اور گاؤں میں اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ یہ ساتواں سبب ہے۔ جتنی لاگت تھانوں پر لگی ہوئی ہے۔ اُس سے کئی گنا بڑھ کر مسلمانوں نے قبروں پر لگائی ہے اور بڑے بڑے گورخانے مردہ پرستی کے واسطے بنا دئے ہیں اور غالباً ہندوستان کے ۵ کروڑ مسلمانوں میں سے ۴ کروڑ بت پرست یعنی گور پرست ہیں اور جس طرح یہاں ایسی ایسی مٹھ بنائی اسی طرح عرب میں بھی ہیں چنانچہ حضرت محمد صاحب کی قبر پر تین کروڑ روپیہ کی قیمت کے ہیرے اور لال جڑے ہوئے ہیں اسکا نام بت پرستی نہیں بلکہ گور پرستی ہے (از اخبار عام) یہ مندرجہ بالا تکالیف و آفات ہیں اور صدمات و مشکلات ہیں جنکے سبب سے ۱۸۲۶ء سے ۱۸۹۰ء کی مردم شماری تک ۳۲۴۵۲۳۷۹ کروڑ ہند و مسلمان شدہ اور مسلمانوں کی اولاد آریہ ورت میں موجود ہیں+

لطیفہ شہر ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ایک شیخ یوسف کی خانقاہ ہے جس پر صدہا ہندو مرد و عورت مرادیں مانگنے جاتے ہیں وہاں کے مجاور اول منہ پر تھوکتے پھر جوتے لگاتے ہیں۔ ایک دفعہ ڈیرہ میں چند ہندو مجھ سے پوچھنے لگے کہ وہ تھوکتے تو ہیں مگر جوتے کیوں لگاتے ہیں میں نے کہا تھوکتے اسواسطے ہیں کہ تم پرماتما پاربرہم کو چھوڑ کر قبر پر سر رگڑتے آتے اور چونکہ تھوک جلدی سوکھ جاتی ہے اسواسطے جوتے بھی لگاتے ہیں تاکہ تم جلدی نہ بھول جاؤ

صد الحذر اے قوم ناداں الحذر

باوجود تیرہ سو سال مسلمان ہو چکنے بھی ابھی تک ہندوؤں کے مختلف حصص میں تمام اقوام مسلمانوں کے اندر ہزاروں دستور ہندوؤں کے موجود ہیں۔

لاکھوں مسلمان برہمنوں سے پھیرے پھرواتے اور بیاہ پڑھواتے اور انکو پروہت مانتے ہیں۔ کنگنا باندھتے ہیں اور ہندو مسلمان دو نام جدا رکھتے ہیں اور یہی حال عورتوں کا ہے اور شاید ایک کروڑ ایسے ہونگے جو بالکل گائے کا گوشت نہیں کھاتے لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جنکو سوائے مٹی کے پیالے کے اسلام سے کچھ لابھ نہیں ہوا۔ تمام منگڑوں کا یہی حال ہے (از لکچر سید احمد خاں صاحب)۔

۴۔ لاکھوں مسلمان ایسے ہیں جو سوائے مردہ دبانے کے اسلام سے کچھ آگاہ نہیں اور نہ مسلمانی قواعد کو مانتے ہیں۔

۵۔ لاکھوں مسلمان ہندوؤں کے جوتش پر اعتقاد رکھتے اور پنڈتوں کے مرید ہیں۔ اور جب ملتے ہیں انہیں پالاگن یا نمسکار کرتے ہیں۔

۶۔ لاکھوں اب تک بیاہ شادی گوت بچاتے ہیں اور قریب میں شادی بالکل نہیں کرتے اور نہ اپنی مسلمان شدہ قوم سے باہر شادی کرتے ہیں۔

۷۔ لاکھوں ایسے ہیں جو چوٹی رکھتے اور پگڑی پہنتے جیسے بمبئی کی طرف کے بوہرے اور خوجے جنکے نام کاہن جی۔ رام جی۔ شام جی ہوا کرتے ہیں۔

لاکھوں صدق دل سے واپس آنے کو طیار ہیں بشرطیکہ آریہ قوم کا ذرا سا سہارا انکو ملے یا اُن کی کوئی مدد کرنیوالا ہو۔

پس بھائیو ایسے آپت کے ماروں اور آفت زدوں کی حالت زار پر رحم کرو۔ فراخدلی اور عالی حوصلگی اور اودارچت سے شاستروں پر غور کرو۔ اور براہ مہربانی اور پرُ اپکار کے اُن کے واسطے واپسی کا دروازہ کھولو۔

دھرم شاستروں میں آپت کال کا کیا دھرم لکھا ہے اور اگر لوگ ست دھرم سے گر جائیں تو کیا پرائشچت لکھا ہے۔

جس طرح ویدک شاستر اور وید میں سب جسمانی امراض کا علاج ہے۔ اسی طرح دھرم شاستر میں سب روحانی روگوں کی اوشدھی ہے سب دھرم شاستروں اور ویدک شاستروں میں مول وید ہیں اور یہی سبب ہے کہ ویدوں میں جسمانی روگ دور کرنے کا اپدیش بھی ہے۔ گرہستھ اور بان پرستھ اور سنیاس کا ارشاد ہے اور اُنہی مکت آہار وہار کا ذکر کیا ہے کہ جس پر عمل کرنے سے انسان جسمانی روگوں سے بچ سکتا ہے اسی طرح روحانی بیماریوں کے دور کرنے کے لئے وید نے ودیا۔ اپاسنا۔ دھیان۔ دھارنا۔ سمادھی۔ یوگ کا ارشاد فرمایا ہے تاکہ شاریرک اور آتمک دونوں طرح کے آنند بھوگ کر جیو موکش دھام کو پراپت ہو۔

ویدوں کے بعد راج نیتک دھرم شاستر کار منو ہوئے ہیں جنکی سمرتی موجود ہے۔ اگرچہ سمرتیاں تعداد میں ۱۸ ہیں۔ مگر سب میں منو کی تعریف ہے اور اسی کو معتبر مانا گیا ہے۔ برہسپتی سمرتی میں خود لکھا ہے:

वेदार्थोपनिबद्धत्वात् प्राधान्यं हि मनोः स्मृतम् । मन्वर्थविपरीता तु या स्मृतिः सा न शस्यते ॥

ویدارتھ کے انوکول ہونے سے سب سمرتیوں کی سردار منو سمرتی ہے جو سمرتی منو کے خلاف ہے وہ ورتنے کے لائق نہیں جن باتوں کو منو نے پرائشچت کے یوگ لکھا ہے۔ اگر اُن کے مطابق پرائشچت کرایا جاوے تو غالباً ایک ہندو بھی ہندوستان میں نہ نکلے جو پرائشچتی نہ ہو مفصل دیکھو ادھیائے ۱۱ شلوک ۵۵ جس میں لکھا ہے کہ برہم ہتیا کرنے والا۔ شراب پینے والا۔ گورو یا استاد کی استری سے زنا کرنیوالا۔ یہ تینوں مہاپاتکی ہیں۔ انکی صحبت کرنیوالا بھی ایسا ہے۔ اول اور آخر بات کو چھوڑ کر شراب پینے والے اس وقت ہر ایک ورن ہر ایک کمین گھرانے میں کم و بیش موجود ہیں۔ اور ہمارے

اس پنجاب دیس میں تو کئی مقام پر برہمن شراب کے ٹھیکہ دار ہیں بلکہ شراب کی دوکانوں پر جو دہ فروش ہیں یہ شودر تو کیش میں سی کی حالت میں ہیں اور بام مارگ میں داخل ہونے والے خواہ وہ کسی قوم کے ہوں انہیں ضرور شراب پینی پڑتی ہے۔ مانس کھانیوالے جیسے دہرم شاستر میں بہت نندنی کرم لکھا ہے وہ بھی ہندوستان کے ہر ایک حصہ اور خصوصاً پنجاب۔ کشمیر۔ بنگال۔ متھل۔ مدھ دیش میں لاکھوں ہیں۔ اگر کوئی [illegible] راجا منو ۱۱ کے مطابق سزائیں دینے لگے تو شاید آبادی نصف ہو جاوے۔ مگر ساتھ ہی شاستر یہ بھی کہتا ہے کہ جب راجا آریہ دہرم انوکول نہ ہو تو وہ آپت کال ہے اور آپت کال کے واسطے یہ بھی ارشاد ہے:۔

आपत काले मर्यादा नास्ति

یعنی آپت کال میں کوئی مریادا نہیں جو ہو سکے اور جس طرح ہو سکے اپنے دہرم کو قائم رکھے اور یہی حال کابل۔ قندہار۔ غزنی۔ ہرات۔ بلوچستان۔ قلات۔ ست۔ کشمیر۔ بخارا۔ خیوا۔ بوشہر۔ بصرہ۔ سکندریہ۔ سٹال۔ عدن۔ جاوا اور بالی۔ جاپان۔ مالٹا۔ ہانگ کانگ اور زنگبار کے ہندؤں کا ہے کہ وہ اپنے آپ کو صرف ہندو کہتے ہیں ورنہ کوئی صداقت دہرم کی اُن کے پاس نہیں۔ پس کیا ہم اُن کو دہرم سے خارج سمجھیں نہیں ہرگز نہیں کیونکہ استقلال اور ہمت میں ہم سے بڑھکر ہیں اور اُن کی شردھا بھی ہم سے زیادہ ہے اور ہندو دہرم سے جتنا اُن کا پریم ہے اُس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا مگر وہ آپت کال میں ہیں سار ان المجبور معذور ہیں۔

ہمارے رشی بھی اس بات سے ناواقف نہیں تھے وہ دور اندیش تھے اور اپنی دور درشی و گیان شکتی سے اس بات کو جانتے تھے۔ بنا بران اُنھوں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے (دیکھو منوسمرتی ادھیاء ۱۰ اشلوک ۱۰۱ سے ۱۳۶ تک)۔ چنانچہ شلوک ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ بام دیو دھرم اور ادہرم کے جاننے والے نے بھوکھ سے آرت (دق) ہو کر کتے کا ماس کھا لیا۔ مگر وہ پتت نہ ہوا۔

۱۰۷۔ بھوکھ سے لاچار بھردواج رشی مہا تپسوی نے لق و دق جنگل میں مع اپنے بیٹے کے ایک نیچ آدمی سے دان لیا۔

۱۰۸۔ بھوک سے نہایت بیقرار دہرم ادہرم کے واقف کار وشوامتر رشی نے ایک چنڈال سے کتے کی ٹانگ کی جوڑی کھانے کے واسطے لی۔

پریم سے گرست رامچندر نے بھیلنی شودرانی بلکہ اَتی شودرانی کے جوٹھے بیر کھائے اور پریم سے گرست کرشن مہاراج نے کبجا مالن کے گھر کا بھوجن پایا۔

رامانند کے اپدیش سے کبیر دکمال وغیرہ مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہو گئے اور لاکھوں ہندو ان مسلمان سادہوؤں کو اپنا ہادی اور مہاتما مانتے ہیں۔

چیتن سوامی بنگال والے کے اپدیش سے بھی کئی جنم کے مسلمان ویدک دہرم کے پیرو ہوئے اور برابر بنگالیوں میں اُنکا برتاؤ رہا۔

آدمی کا مردہ کھانیوالے اگھوری سادہوؤں کے بھی کئی ہندو چیلے ہیں جن کے ساتھ تمام ہندو برتتے ہیں۔

منوجی نے ایک جگہ لکھا ہے ۱۰/۱۰۴ جو آدمی پران کے رکھنے کے واسطے کسی نیچ جاتی کا اَن کھا لیتا ہے وہ انترکش کی طرح پاپ سے نہیں لپایمان ہوتا۔

منوسمرتی میں لکھا ہے۔ کہ اگر گوہتیا وغیرہ کرے تو تین ماہ میں شدھ ہوتا ہے۔ دیکھو ادھیاء ۱۱ شلوک ۱۰۹-۱۱۷۔

اور منو ۱۱/۱۰ میں لکھا ہے کہ بغیر اچھا یعنی جبراً کیا ہوا پاپ وید کے ابھیاس سے دور ہو جاتا ہے مگر جو اچھا سے پاپ کیا جاوے تو دہرم سے اُس کا پرائشچت ہے۔

سخت سے سخت کوئی گناہ نہیں جسکا دہرم شاستر نے پرائشچت نہ کہا ہو اور پرانے سماجوں میں نہ ہوتا رہا ہو۔ اور جبکہ ان کے واسطے پرائشچت ہے تو جو لوگ آپت کال میں مارے خون ریز شمشیر کے خوف سے مسلمان ہو گئے یا اپنی عزت بچانے کے واسطے مسلمان ہو لئے تاکہ اُنکی مستورات سے بدچلنی کے مرتکب نہ ہوں تو وہ صرف گائتری کے جاپ سے ہی شدھ ہو جاتے ہیں۔ جنم کے مسلمانوں یا عیسائی یا یہودیوں یا جینیوں یا بودھ کے واسطے شاستر نے صاف بتلایا ہے کہ وہ بغیر کامنا کو داخل ہیں اس واسطے وہ صرف گائتری منتر سے یا اُنکی ہوم کرنے سے شدھ ہو کر آریہ دہرم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ سوامی شنکر آچاریہ نے ہزاروں بودھوں کو صرف گائتری کا جاپ کرا شدھ کر لیا تھا۔ اسی طرح ہونا چاہیئے باقی رہے خود مسلمان یا عیسائی وغیرہ ہو کر شدھی کی ابھلاشا رکھنے والے اُنکے واسطے شاستر کہتا ہے کہ دیس کال پاتر دیکھ کر پرائشچت کرا کر شدھ کر کے آریہ قوم میں شامل کرو۔

شاستر میں لکھا ہے کہ ساوتری کے جاپ کرنے سے برہم ہتیا اور گوہتیا کا پاپ چھوٹ جاتا ہے گائتری منتر سے پور ہے اسی واسطے اسکی بابت سب کا اتفاق ہے۔ کہ اس سے ہر طرح کے پاپ چھوٹ جاتے ہیں تو کیا محمدی یا عیسائی یا بودھ شدھ نہیں ہو سکتے۔ بالعموم ہو سکتے ہیں

اب کس طرح اور کس ودھی سے پرائشچت کرا کر شدھ کرنا چاہیئے۔

آج تک آریہ سماجوں میں تقریباً ایک ہزار آدمی محمدی۔ عیسائی پتت شدھ کئے گئے۔ لیکن کسی خاص بیوستھا کے موجود نہ ہونے سے ہر جگہ دِقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ امرتسر۔ راولپنڈی۔ لاہور۔ پشاور۔ گوجرانوالہ۔ لودھیانہ کی سماجوں نے جس قدر دلی اُتساہ اور دہرم بہاؤ سے اس میں زیادہ حصہ لیا۔ اُسی قدر وہ زیادہ دہنواد کے یوگ ہیں۔ آریہ سماجوں نے جسقدر یہ دہارمک خدمت زیادہ کی۔ ویدک دہرم کی عظمت کے بیشتر قایل ہوتے گئے۔

کسی پتت کو شدھ کرنے کے واسطے سب سے اول ضروری ہے کہ اُسکو ناپاک اعتقاد سے ترک کرا دیں اور اُسے جسقدر کہ وہ سمجھ سکتا ہے ست دہرم کی بزرگی بتلائی جاوے ورنہ کسی سال یا چوراک یا عضو کٹوانے یا داغ غلامی لگانے یا طوق غلامی ڈالنے سے کوئی شدھ نہیں ہو سکتا یورپ تک لوگ گوبر کھلا کر اور گنگا جی بھجوا اور وہاں کے بھنگیوں سے جوتے لگوا کر اور برہم بھوج کروا کر ہندو دہرم سے پتت لوگوں کو شدھ کرتے ہیں۔

سورگباشی مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں و کشمیر نے بصرف زر کثیر اس سخت سزا کو بہت نرم کر دیا تھا اور بیوستھا شائع کی تھی کہ نمبر ۱ و ۳ ضروری نہیں نمبر ۲ و ۴ ہی شدھی کے واسطے کافی ہیں چنانچہ کئی ہندو اسی کے مطابق پاون کئے گئے۔ سکھ لوگ اگرچہ عام طور پر شدھی کے مخالف ہیں مگر اُن میں سے چند صاحبان مصری یا پتاشوں کا سربت گھولکر اُس میں لوہا گرم کر کے پلاتے ہیں اور اوپر سے سوؤر (خنزیر) کا گوشت کھلاتے اور کچھ سربت کو اُس کے سر میں ڈالتے اور کچھ منہ اور آنکھوں پر لگا کر شدھ کرتے ہیں۔ اور بہت سے جوتے بھی اُسے جھاڑنے پڑتے ہیں مگر یہ متعصبانہ کارروائی بعض کٹر ملاؤں کی کارروائی سے زیادہ وقعت نہیں رکھ سکتی۔ جو وہ ہندوؤں کے ساتھ یا سکھوں کے ساتھ جبکہ اُن کو مسلمان بناتے ہیں۔ کیا کرتے ہیں جس سے سوائے دل دکھانے کے اور کوئی پاکیزگی ظاہر نہیں ہوتی۔ مگر کیا گوبر یا سور کا گوشت یا بھنگیوں کے جوتے یا عام میلہ کے جوتے یا مظلوم اور عاجز گائے کا گوشت یا ختنہ یا عیسائیوں کا چلو بھر پانی دماغ یا انتشکرن کو رائی کے برابر بھی شدھ کر سکتے ہیں۔ بھگت کبیر جی نے سچ کہا ہے:۔

آوہ جاوے مکہ تے اوہ جاوے کاشی ۔ کہے کبیر دوہاں گل پھانسی
اوہ پوجن مڑھیاں آوہ پوجن گوراں ۔ کہے کبیر دوئے لٹ لئے چوراں

پھر دوسری جگہ بھگت کبیر جی فرماتے ہیں

ہیں جنکا ان لسی کبھی یا دودھ لسی بھاتی ۔ کہ کیسر سنو بھائی شاد ہو گئے دو آگ لاگی

{سکھ و راجپوت مسلمان عیسائی دھبتہ}

اور یہی سبب ہے کہ پنجاب میں بہ نسبت عام ہندوؤں کے سکھ لوگ حالانکہ وہ بلحاظ آبادی کے نہایت ہی قلیل ہیں زیادہ مسلمان ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور اسی طرح پہاڑی ڈوگرے۔ راجپوت اور سور کھانیوالے بھی یہی حضرات ہیں۔ ہمارے ہندو بھائیوں کو شاید معلوم نہیں کہ محمدی دین میں سور کھانے جوا کھیلنے شراب پینے زنا کرنے سے زیادہ گناہ کوئی نہیں مانا گیا۔ حالانکہ ہندوستان۔ روم۔ عرب افغانستان ایران وغیرہ میں کروڑوں مسلمان سر سے تہ تک گناہوں میں مبتلا ہیں۔ اور پھر یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ مرغا اور سور اور بھیڑ جیسے غلاظت پر دلدادہ جانوروں کے کھانے سے کیا روحانی پاکیزگی حاصل ہو سکتی ہے۔

بابا نانک جی جو کہ سکھ مذہب کے بانی ساتھی ہیں وہ تمام گوشتوں اور خاصکر سور کے گوشت کو بھی حرام جانتے تھے اور شراب کو بھی۔ چنانچہ ایک غیر متعصب مصنف جس کی تصنیف کو سب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کی سکھوں کے پانچویں گورو ارجن مل جی سے نہایت دوستی تھی لکھتا ہے نانک قایل توحید باری بود و بہ تناسخ نیز ایمان داشت و خمر و گوشت و خوک را حرام شمردہ ترک حیوانی کردہ ما اجتناب آزار حیوان امر میفرمود گوشت خوردن بعد از وے در مریدانش شہرت یافت ارجن مل کہ از خلفائے بواسطہ اوست چوں قبح آں را دریافت از اکل حیوانی منع آمد گفت این عمل مرضی نانک نیست۔ (دبستان مذاہب تعلیم دوم صفحہ ۲۲۳)۔

شدھی کا صحیح طریقہ وہی ہے جس طریقے سے بابا نانک نے مردانہ کو شدہ کیا یعنی پرمیشور کی بھگتی ویدک طریقہ پر سکھلا کر نہ کہ سور وغیرہ کا گوشت کھلا کر اور سب سے زیادہ غلطی ہمارے بھائیوں کی یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کو بھی اسی غلط طریقہ سے شدہ کرتے ہیں۔ یعنی خنزیر کا گوشت کھلا کر۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ وہ عیسائی دین خوک کھانے کو حرام نہیں جانتے ہیں۔ بلکہ عموماً کھاتے ہیں۔ اور صرف سور ہی کیا ان کے مذہب میں تمام جانور حلال ہیں۔

پس صحیح اور یتھارتھ پتت پاون یا پتت ادھارن کا طریقہ وہی ہے۔ جو ست شاستروں میں درج ہے۔ جسکے مطابق پیروان سناتن دہرم (وید مقدس) کا فرض ہے کہ وہ تمام غیر مذاہب میں پتت شدہ آدمیوں کو شدہ کر کے ست سناتن آریہ دہرم کا پیرو بنا دیں۔

شدھی بیوستھا

اول ان لوگوں کے واسطے جن کا غیر مذہب والوں کے گھر جنم ہو

ان کو اول اچھی طرح کئی روز تک ست دہرم کی اصلیت بتلا کر دیگر مذہب کا رنگ انکے آئینہ دل سے اوتار دینا چاہیے جب اچھی طرح دہرم میں یقین ہو جاوے تو اسے سندھیا گایتری ارتھ سہت سکھلا کر اور ویدک طریقہ سے اسکا نام کرن سنسکار اور اگر یگیوپویت سنسکار کے لایق ہو تو یگیوپویت کرا کر بعد سمجھانے کل طریقوں کے سبھا میں شدہ کر لینا چاہیے اور گن کرم انوسار کسی ورن میں شامل کر لینا چاہیے۔

دوم جبراً و قہراً بھرشٹ ہوئے لوگوں کا پرائشچت

جب اچھی طرح ثابت ہو جاوے۔ کہ وہ جبراً یا قہراً کسی سخت یا جائز دباؤ سے غیر مذہب میں داخل ہوا تھا۔ تو اسے بلا عذر و حسن بخوشی خاطر تواضع سے شامل کر لینا چاہیے۔ اس کے واسطے صرف اس کا آجانا ہی کافی ہے۔ کسی اور پرائشچت یا سزا کی ضرورت نہیں۔

سوم جو اپنی خوشی سے بطمع زر یا شادی یا عشق یا طالع کتب وغیرہ طریقوں سے پتت ہو جاوے اسکا پرائشچت

جتنے سال تک غیر مذہب میں رہا ہو۔ اتنے دن اور جتنے مہینے رہا ہو اتنے دن اور جتنے دن رہا ہو اتنے گھنٹے اسکی پریکشا کر کے جب اچھی طرح یقین ہو جاوے کہ وہ پھر پتت نہیں ہوگا اس کی شردھا بھی زیادہ معلوم ہو اور تعلق بھی ٹوٹ گیا ہو یا پتت کرنیوالی عورت بھی اس کے ساتھ ہی واپس آنا چاہتی ہو تو ایک معینہ میعاد برت رکھوا کر چوٹی رکھوانے اور نام بدلوانے کے بعد سب حاضرین کی منت و سماجت کرا کے پشچات اس برائی کی خرابی اور ست دہرم کی فضیلت اچھی طرح سمجھا کر ہون کرا کے کرا لینا چاہیئے اور اسکی ساتھ والی کو بھی اور اگر وہ کسی طوائف کے پیچھے ہوا ہے تو اس سے حسب توفیق (حسب الوسع) کچھ ڈنڈ لینا چاہیئے ورنہ کسی دھارمک سوسائٹی یعنی آریہ سماج وغیرہ میں اس سے کچھ خدمت لینا چاہیئے اگر سب کو وہ منظور کرے تو اسے بخوبی دہرم سے آگاہی کرانے کے بعد شدہ کر لینا چاہیئے۔ اور اگر کوئی خدانخواستہ ایک دفعہ پرائشچت کرانے کے بعد پھر کسی بری صحبت سے پتت ہو جاوے تو دوبارہ اس سے دگنی سزا اور دگنی احتیاط کی ضرورت ہے۔

نوٹ۔ شدھی سے پہلے اس سے مفصل حالات پتت ہونے کے ایک درخواست لی جاوے اور پھر شدہ کر کے اسکو شدھی پتر کا دیجاوے۔ مضمون ذیل۔ ایک اصل اسکی دفتر سماج میں رہتے بطور یادداشت کے۔

اوم

شدھی پترکا

آج واقعہ   ماہ   سمتی یا بکرمی سمت بکرمی مطابق   ماہ   سنہ ۱۹ء

ماہ   ۱۹ کو سب حالات اچھی طرح تحقیقات کرنے کے بعد مسمی   ولد   قوم   ساکن

      کو بموجب قاعدہ دہرم شاستر منو و متاکھشرا ادھیاء   شلوک   کے شدہ کر کے آریہ دہرم میں شامل کیا گیا جس میں اب اس سے کوئی پرہیز نہیں ہے۔ یہ ہر طرح ہمارے میں شامل ہے کوئی اس سے نفرت نہ کرے۔ اس نے سب کے سامنے دین   سے نفرت ظاہر کر کے اس سے پچھتاپ کیا۔ سنایا اور جملہ حاضرین مندرجہ ذیل کے سامنے شدہ کیا گیا ہے۔

العبد سکرٹری   العبد پردھان

دہرم پرچار

ہماری ہندو قوم غفلت کی نیند میں سو گئی ہے جب اسے جاگتے ہوئے شرم ہیجا معلوم ہوتی ہے کہاں وہ رشی منیوں کا مبارک زمانہ اور کہاں انکی موجودہ اولاد کی یہ گری گت ترا ہ مان۔ ترا ہ مان۔

پیارے بھائیو عرصہ ۵۰۰۰ سال کا گذرا جبکہ مہاراجہ جودھشٹر کا چکرورتی دہرم راج پرتھوی میں موجود تھا۔ اس وقت کوئی مسلمان کوئی عیسائی کوئی بدھ کوئی جین اس بھارت ورش میں موجود نہ تھا۔ بلکہ کہیں سارے سنسار میں بھی انکا پتہ نہ تھا۔ ساری کی ساری پرجا ویدک دہرم اور شاستروکت کرم میں مصروف تھی اس کے صدہا سال بعد جب اودیا کے سبب مانس شراب۔ سنچار آدک اس ملک میں بڑھنے لگا۔ تب عرصہ ۲۴۹ سال کا گذرتا ہے کہ علاقہ نیپال میں ایک شخص ساکھی سنگھ ناحق نے جو کہ ناستک تھا وہ مت چلایا راج کا زور بھی ساتھ تھا اور اچھی لالچ سے بہت سے ہٹ بالک دھرم اسکے ساتھ ہو گئے جس سے بدھ مت سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ کاشی کشمیر قنوج کے سوائے کوئی شہر ہندوستان میں ایسا نہ رہا جو بدھ نہ ہو گیا۔ جب بدھ مت بہت بڑھ گیا اور لوگ وید دہرم سے پتت ہو گئے یگیوپویت آدک سنسکار چھوڑ بیٹھے تب تقریباً دو سو برس گذرتے ہیں کہ ایک مہاتما شنکر سوامی جی جسے لوگ شنکر آچاریہ بھی کہتے ہیں انہوں نے کمر ہمت باندھی اور بدھشٹوں کو ساتھ لے پورے ہوں سے شاستر ارتھ کرنا شروع کیا چلا ناستک لوگوں کو

دلایل وکیتیاں وید اور شاستر کے جاننے والے کے سامنے کیا اثر کر سکتی ہیں۔ ایک دو خاص خاص مقامات میں فتحیاب ہونے کے سبب شنکر سوامی کا آوازہ بلند ہو گیا۔ بہت سے راجاؤں نے ویدک دہرم قبول کر لیا۔ ۱۰-۱۲ سال کے اندر ہی شنکر آچاریہ کے شاستر ارتھوں کے سبب تمام ملک میں بودھوں کے ہاں ہل چل پڑ گئی۔ شنکر آچاریہ کے مباحثوں میں یہ شرایط ہوتی تھیں۔

نمبر ۱۔ جو ہار جائے یعنے مباحثہ میں شکست کھائے وہ دوسرے کا دہرم قبول کرے۔
نمبر ۲۔ اگر سادہو ہو تو چیلا یعنے سنیاسی کا شاگرد ہو جاوے۔
نمبر ۳۔ اگر دونو نا منظور ہوں تو ملک آریہ ورت کو چھوڑ جائے۔

ان تین شرطوں کے سبب کروڑوں بودہ اور جین پھر ویدک دہرم میں آ گئے اور پرائشچت کروائے۔ انکو شنکر سوامی نے گائتری بتلائی اور یگیوپویت پہنائے جو نہت ہٹ دہرمی تھے اور تعصب کی آگ میں جل رہے تھے اس قسم کے لاکھوں آدمی آریہ ورت سے جلا وطن کئے گئے۔ راجگان کی طرف سے کشمیر۔ نیپال۔ کیپ کماری۔ سورت۔ بنگال وغیرہ ہند کے سرحدی مقامات پر سنیاسیوں کے مٹھ بنائے گئے اور وہاں فوج بھی رہی تاکہ جو بدہ لوگ خارج کئے جاویں وہ پھر واپس نہ آ سکیں ✚

اس کا صاف پریکٹیکل ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں سے تو وہ دہرم پیدا ہوا اور ایک وقت سارا ہندوستان بودہ تھا۔ مگر اب ہند میں اس مت کا ایک آدمی بھی نہیں نظر آتا۔ ہند کے چاروں طرف لنکا۔ برہما۔ چین۔ جاپان۔ روس۔ افغانستان کافرستان۔ بلوچستان وغیرہ میں کروڑوں بودہ موجود ہیں۔

جینی لوگ اب بھی ہند میں بہت ہی کم یعنی ۶-۷ لاکھ ہیں اور یہی لوگ ہیں جو چھپ چھپا کر کہیں گمنام طور پر رہ گئے تھے۔ اگر شنکر آچاریہ جی ۳۲ سال کی اوستھا میں مر گئے ورنہ دیکھتے کہ وہی رشی منیوں کا زمانہ پھر موجود ہو جاتا۔ شنکر آچاریہ کا حکم کہ جینیوں اور بودھوں کے واسطے صرف یہی پرائشچت تھا کہ ایک دو روز برت رکھوا کر یگیوپویت پہنایا جاوے اور گایتری منتر بتلایا جاوے جس سبب سے ۲۵ کروڑ آدمی پرائشچت کرا۔ گایتری پڑھ یگیوپوت پہن ورن آشرم دہرم میں آ گئے۔ حالانکہ ۴-۵ سو برس تک وہ بودہ اور جین رہے بودہ لوگ ورن آشرم کو نہیں مانتے کھانا پینا بھی ان کے ہاں وید ورود ہے وہ سب طرح کے مانس کھا لیتے ہیں۔ چین کی تاریخ اور برہما کے حالات سے یہ بات سب لوگ دریافت کر سکتے ہیں۔ عرصہ ۱۲ سو برس کا ہوا کہ یہاں پر مسلمانوں نے سورت اور افغانستان کی طرف سے چڑھائی کی آریہ ورت کے اندر ویدک دہرم چھوٹ جانے اور پرانوں کے پرچار کے سبب صدہا مت موجود تھے اور انہیں وید ورودہ متوں کے سبب گھر گھر میں پھوٹ ہو رہی تھی دہرم کے نہ رہنے سے اور دام مرگ کے پھیلنے سے بہبچار زنا بھی بہت پھیلا ہوا تھا اور کثرت بہبچار اور خورد سالی کی شادی کے سبب بل طاقت۔ برہم چریہ اور اتساہ کا نشٹ ہو رہا تھا۔ ایسی حالت میں ایک وحشی قوم کا ہمارے ملک پر غلبہ ہونا کونسا مشکل امر تھا۔ ہماری کمزوری یعنے برہم چریہ نہ ہونے کی ایک موٹی سی دلیل یہ ہے کہ سومنات کی لڑائی میں محمود کے ساتھ ۱۰-۱۵ ہزار فوج تھی اور ہندو راجاؤں کے پاس ۱۰-۱۵ لاکھ فوج تھی۔ مگر آخر کار ہندو ہی ہارے اور محمود جیتا آپ جانتے ہیں کہ سو ہزار کا ایک لاکھ ہوتا ہے گویا ایک افغان کے مقابلہ میں سو ہندو تھے۔ ایسے موقعہ پر ہارنے کی سوائے برہمچریہ اور دہرم کے نہ ہونے کے اور کوئی وجہ نہیں ہے آپ غور سے بچار لیں۔

اس ملک[1] میں سب سے پہلے مایا راجہ چتوڑ ایک مسلمانی پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گیا مگر غیرت مند تھا۔ مارے شرم کے خراساں چلا گیا اور وہاں ہی مر گیا۔ پیچھے اس کے ہندو بیٹا تخت پر بیٹھا۔

دوسرا مسلمان اس ملک میں سکھ پال راجہ لاہور روپیہ و ملک کے لالچ سے محمود کے وقت میں ہوا۔ جس پر محمود اس کو راجہ بنا کر چلا گیا۔ محمود کے چلے جانے کے بعد وہ پھر ہندو ہو گیا اور برہمنوں نے ملا لیا۔

ملک کشمیر ایک بادشاہ کے ظلم سے جبراً مسلمان کیا گیا ابھی تک ان کی ذاتیں بھٹ۔ کول وغیرہ وغیرہ موجود ہیں۔

برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ سودر ان سب میں سے جو جو مسلمان ہوئے اکثر تو جبراً مسلمان ہوئے کوئی خوشی یا آنند یا دین اسلام کو پسند کر کے مسلمان نہیں ہوا۔ بہت جاگیر وغیرہ کے لالچ سے بھی مسلمان ہوئے جن کے نسب نامے صاف گواہی دیتے ہیں کہ باپ دادا یا دو تین پشت سے اوپر ہندو تھے۔

بہت سے نوجوان ہندو مسلمانی رنڈیوں کے دام زلف میں اسیر ہو کر بے دین ہوئے جو یاروں کو اسی دین کی تعلیم دیا کرتی ہیں جن کی پہلے اور اب بھی ہزاروں لاکھوں مثالیں ہر ایک صوبہ یا احاطہ میں موجود ہیں۔

بڑے بڑے لایق پنڈت بھی رنڈیوں کے چاہ ذقن میں غوطہ کھا گئے۔ نمونہ کے واسطے پستک گنگا لہری کے مصنف پنڈت جگن ناتھ شاستری جی موجود ہیں۔

لاکھوں بہادر اور شورسر اور دل چلے مہاتما دہرم پر قربان ہو گئے سیس دیدئے۔ لیکن بے دین نہ ہوئے نمونہ کے واسطے دیکھو شہید گنج اور ٹاڈ راجستان۔

آپ جانتے ہیں جب مسلمان نہیں آئے تھے تو ان کی زیارتیں۔ قبریں مقبرے خانقاہیں۔ گورستان بھی اس ملک میں نہ تھیں جب ۸-۹ سو برس سے مسلمان آئے تب سے ہی ہندوستان میں قبر پرستی شروع ہوئی جو ظالم مسلماں ہندو بہادروں کے ہاتھ سے مارے گئے مسلمانوں نے انکو شہید بنا دیا اور ہندؤں کو جہنمی !! افسوس صد ہزار افسوس۔

ہمارے باپ دادوں کی صمصام خون آشام نے جن ظالموں کو قتل کیا ہماری بزرگوں کے ہاتھوں سے جو واصل جہنم ہوئے ہم نالایق اولاد اور ناخلف فرزند انہیں شہید سمجھ انپر چراغ جلاتے ہیں۔ وائے نادانی اور افسوس جہالت اور اے بے عزتی تیری حد نہیں رہی اے پرمیشور یہ بری گت کب تک رہے گی۔

اے ہندو بھائیو! سارے ہندوستان میں جہاں پختہ اور اونچے اونچے قبرستان دیکھتے ہو وہ تمہارے ہی بزرگوں کے ہاتھوں سے کشتہ ہیں ان کے پوجنے سے تمہاری بھلائی کبھی اور کسی طرح بھی ممکن نہیں اول اچھی طرح سوچ لو۔

اگر پیر مردہ بکار آمدے رستا ہیں مردہ شکار آمدے

مسلمانوں نے مندر توڑے۔ بت پھوڑے۔ لاکھوں کو قتل کیا اس سخت مجبوری پر لوگ مسلمان ہوئے دیکھو تیمور کا روزنامچہ۔

مگر ہندوستان ایسا بدبخت نہ تھا کہ ایران۔ روم۔ مصر اور عرب کی طرح کبھی نہ جاگتا بیچ بیچ میں اس کو جگانے والے بھی ہوتے رہے ✚

مسلمانوں کے ظلموں سے ہی ستی ہونیکا دستور ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم پکڑ کر خراب کریں رانی پدمنی کا ستی ہونا اور علاؤالدین کا ظلم۔ تاریخ غور سے پڑھو۔

پہلا پرائشچت۔ سب سے پہلے آریہ ورت کے اندر شنکر آچاریہ جی نے ۲۵ کروڑ آدمی کا پرائشچت کرایا اور ان کو ویدک دہرم پر چلایا۔

دوسرا پرائشچت مہاراجہ چندر گپت نے کیا۔ یعنے سلوکس شاہ بابل یونانی کی بیٹی سے شادی کی جس کو آج دو ہزار ایک سو سال ہوئے۔

---

[1] تاریخ ہند۔

تیسرا پرائشچت رانا اودے پور نے کیا جس نے نوشیروان والی ایران پارسی کی لڑکی سے جو کہ سارس شاہ قسطنطنیہ کی دہتی تھی شادی کی جسے تیرہ سو سال ہوئے ہیں

چوتھا پرائشچت لاہور کے پنڈتوں نے راجہ سکھ پال کا کرایا جس کو آٹھ سو برس ہوئے ہیں۔

پانچواں پرائشچت مردانہ مسلمان کا بابا نانک جی نے کرایا جس کو عرصہ ۴-۵ سو سال کا گذرتا ہے اور اُس کی لاش کو بمقام خورجہ آگ میں جلایا۔

چھٹا پرائشچت پنڈت بیربل و راجہ ٹوڈرمل نے اکبر بادشاہ کا کرایا اور مہابلی اُسکا نام رکھا۔ گایتری سکھلائی اور سندھیا پڑھائی۔ یگیوپویت پہنایا اور ہندو بنایا۔ گاؤکُشی کی ممانعت اور عموماً گوشت خوری سے نفرت ہو گئی۔ ڈاڑھی کے ساتھ اسلام کو سلام کر دیا۔ حکم دیدیا کہ جو ہندو غلطی سے ناواقفی سے عشق کے لالچ سے مسلمان ہو گیا ہو اگر وہ اپنے ہندو دہرم پر آنا چاہتا ہو مختار ہے اُسے منع مت کرو اور اگر کوئی عورت ہندوانی کسی مسلمان کے عشق سے مسلمان ہونا چاہے ہرگز نہ ہونے دے وارثوں کے حوالہ کی جاوے مفصل دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۳۵ و ۳۳۸ تعلیم دہم نولکشور

ساتواں پرائشچت گورو گوبند سنگھ جی نے کرایا بعہد اورنگ زیب ظالم کے جس میں اُنہوں نے تمام مذہبیوں کو سنگھ بنا یا ویدک دہرم میں شامل کر لیا۔ اس کے سوائے دو سکھ اُن کے ایک مرتبہ مسلمانوں نے پکڑ کر جبراً مسلمان کر دیئے تھے جب فرصت پا کر وہ اُن کے پاس آئے تو اُن کو پھر ہندو سا لیا۔ سنگھ بنایا اور دھرم میں ملایا

آٹھواں پرائشچت پرتاپ مل گیانی نے کرایا بعہد اورنگ زیب بادشاہ کے جبکہ ایک لڑکا ہندو مسلمان ہو گیا تھا اُس کو شُدھ کر کے ویدک دہرم میں ملایا۔ دیکھو دبستان مذاہب تعلیم دہم صفحہ ۲۳۹ ۱۲۹۶ ہجری نولکشور)۔

نواں پرائشچت رنجیت سنگھ مہاراج نے کیا۔ خود اپنے واسطے اور کئی سرداروں کے واسطے مسلمانوں کی بیٹیاں لیں اور اُنکو ہندو بنایا۔

دسواں پرائشچت مہاراجہ رنبیر سنگھ والی ریاست جموں و کشمیر نے کیا جبکہ تین راجپوت سپاہی لداخ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ نہایت خوشی سے تینوں کو واپس ہندو دہرم میں شامل کیا۔ جموں کے ودوان پنڈتوں نے رنبیر پرکاش ایک گرنتھ بنایا جس کے رو سے ۴۰ و ۵۰ سالہ مسلمان شدہ ہندو بدستور دہرم میں شامل ہو سکتا ہے۔ کاشی کے پنڈتوں نے بھی اُس سے اتفاق کیا۔ اور ویوستھا دی۔ چنانچہ ایک ضخیم پُستک ہر ایک سبھا کو جموں سے مفت مل سکتا ہے۔

گیارھواں پرائشچت شری مان سوامی دیانند جی مہاراج نے کرایا یعنی قاضی محمد عمر صاحب ساکن سہارنپور کو مسلمان سے آریہ بنایا اور ویدک دہرم پر چلایا وہ اب ڈیرہ دون میں ٹھیکہ دار ہیں جنکا نام الکھ دھاری ہے اور جو کہ ڈیرہ دون سماج کے ممبر ہیں۔

بارھواں پرائشچت سوامی جی کی وفات کے بعد شریمتی پراوپکارنی سبھا نے کرایا یعنی جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کو جو پنجاب یونیورسٹی کے قاضی فاضل کے ڈگری یافتہ ہیں اور جناب گورداسپور ضلع پنجاب میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہیں شدہ کیا اور آریہ بنایا جنکا نام نامی اب رائے بہادر مہروس رام جی ہے۔

تیرھواں پرائشچت سنت جولا سنگھ جی نے کرایا۔ جنہوں نے کم سے کم ۴۰ آدمی مسلمانوں کو ویدک دھرم پر لا کر شدہ کیا۔

چودھواں پرائشچت۔ عرصہ ۱۵ سال کا ہوا ہے مسٹر امجیداس عیسائی نے ۷ لڑکوں کو عیسائی کیا تھا۔ قصور کے پنڈتوں اور مہاتما لوگوں نے اُن کو شدہ کیا چنانچہ وہ لڑکے اچھے عہدوں پر موجود ہیں۔

پندرہواں پرائشچت آریہ سماج کے ممبروں نے کیا یعنی راجپوتانہ۔ پنجاب۔ ممالک مغربی شمالی میں کم سے کم دو ہزار مسلمانوں اور عیسائیوں اور جینیوں کو شدہ کر کے ویدک دہرم پر لا کر آریہ بنایا۔ سندھیا گایتری سکھلا کر پرائشچت کرایا۔ گو برہمن کا ہتیشی بنایا ضلالت سے نکلوایا۔

چونکہ یہ تعداد ہر روز ترقی پر ہے اس واسطے ٹھیک بتلانا ممکن نہیں +

عزیزو! بھائیو! اس عرضداشت کو پڑھ کر ۵ منٹ تک دل میں بچار کرو کہ اگر آپ اسی طرح غافل رہے تو آپ کا کیا حال ہو گا۔

۸ سو برس کے اندر آپ ۲۴ کروڑ سے کم ہوتے ہوتے ۲۰ کروڑ رہ گئے ۴ کروڑ تمہارے میں سے مسلمان ہو گئے۔ آپ حساب جانتے ہیں ذرا اربعہ متناسبہ کو تو کام میں لائیے:-

سوال

چار کروڑ ہندو ۸ سو برس میں مسلمان ہو گئے تو ۲۰ کروڑ کتنے سال میں ہو گئے۔

حل

سال		کروڑ		کروڑ
۸۰۰	×	۲۰	=	۴

۲۰×۸۰۰ ۔ جواب ۴۰۰۰ سال میں۔

بھائیو ضرور سمجھلو۔ آنکھیں کھولکر دیکھ لو کنبھکرن کی نیند میں مت سوؤ۔ دہرم تباہ ہو رہا ہے۔

لوگ وید دہرم کو نشٹ کر رہے ہیں لوبھ۔ لالچ۔ فریب میں پھنسا تمہارے بچوں کو ملیچھ کر رہے ہیں۔ اگر آپ اسی طرح سوتے رہے کروٹ نہ بدلی تو ۴۰۰۰ سال کے بعد ایک بھی ویدک دہرم کا پیرو نہ رہیگا۔ سب ملیچھ ہو جاوینگے۔ صرف یہی ایک نالہ آپ کی دیوار بلکہ عمارت کو گرانے والا نہیں ہے بلکہ ایک اور بھی تازہ نالہ جاری ہوا ہے اور وہ کون ہے عیسائی مذہب۔

عرصہ دو سو سال کا گذرا کہ عیسائی پادریوں نے یہاں آکر انجیل سنانی شروع کی۔ اُس وقت اُس ملک میں ایک بھی عیسائی نہ تھا۔ تمہارے بہت سے قحط زدہ بھائیوں کو مدراس اور دیگر مختلف حصوں میں ان پادریوں نے لالچ دیکر عیسائی بنا لیا۔

مردم شماری حال سے معلوم ہوا کہ اس وقت عیسائی ۲۰ لاکھ ہیں۔

کیا کبھی آپنے سوچا کہ اس وقت تک کتنے عیسائی ہو چکے ہیں بھائیو پرمیشور کے واسطے آنکھیں کھولو نیند سے جاگو منہ دہوکر سنان کرو اور اسی حالت کو سنبھالو تمہارے دہرم کے پیڑ کو دونوں طرف سے دیمک لگ رہی ہے اپنے آپکو بچا لو ورنہ تمہارا ٹھکانہ نہ ملیگا پتہ نہ رہیگا۔

مدراس آجکل خوش قسمت ہے جہاں صدہا گھروں نے جو قحط کے سبب عیسائی ہو گئے تھے۔ عیسائی دین چھوڑ دیا براہمنوں نے اُن ہزاروں آدمیوں کو ویدک دہرم میں ملا لیا۔ عیسائی رو رہے ہیں کچھ بس نہیں چلتا۔ تمہیں بھی چاہئے دیا کرو۔ رحم کرو۔ اپنے نادان بھولے بھالے بچوں کی جان ضائع نہ کرو اُن کو بچا لو جو شرن آوے اُسے درست کر لو۔ پرائشچت کرا کر شاستروکت ریتی سے شنکر سوامی کی طرح۔ بابا نانک کی طرح۔ چانک رشی کی طرح مہاراجہ رنبیر سنگھ کی طرح ملا لو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مسلمان اور عیسائی رہ کر جتنی ہتیا کرے گا۔ اُن سب کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔ پراوپکاری بنو جگت کا بھلا کرو۔ بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پرائشچت سے شدہ کر ملا لو +

الراقم

آپ کا خیر اندیش۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر

حصہ دوم

پوران کس نے بنائے

ہمارے سیدھے سادھے ہندو بھائی یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اٹھارہ پوران[1] اور اٹھارہ اپ پران[2] ویاس جی نے بنائے ہیں۔ جو کہ پراشر جی کے بیٹے تھے اور مہاراج یدھشٹر کے وقت میں موجود تھے جس وقت سے کہ حال کے زمانہ کلجگ کا آغاز شروع ہوتا ہے جس کو آجتک ۴۹۹۱ سال ہوتے ہیں لیکن پورانوں کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خیال انکا درست نہیں ہے یہ بات مندرجہ ذیل ثبوتوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچ جائیگی امید ہے کہ دھرم کے متلاشی یکتیات کو چھوڑ کر اس کو پڑھینگے +

ثبوت نمبر اول۔ اٹھارہ پورانوں میں بدھ کو اوتار قبول کیا ہے اور جس عبارت میں ذکر ہے اُس میں سے گذشتہ زمانہ ظاہر ہوتا ہے نہ مستقبل اور جو انکے اوضاع و اطوار بیاں کئے ہوئے ہیں وہ آجکل کے جینوں کے ریو جین الگروں سے ٹھیک ملتے ہیں اُس سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت اٹھارہ پوران بنائے گئے اس سے پہلے بدھ کا اوتار ہو چکا تھا۔ تیسو پوران پوسب آردہ کھنڈ ادھیائے ۲ سے ۹ تک مگر مؤرخوں نے نشانات یادگار دون میناروں اور بودہ مندروں اور آریہ ورت لنکا برہما چین۔ اور ملک تبت کی کتابوں اور عجائب گھر کے بتوں سے دریافت کیا ہے کہ بدھ بکرماجیت کے سمت سے ۶۱۴ برس پہلے ہوا تھا اور ۸۰ برس زندہ رہکر مر گیا جس کو آجتک دو ہزار پانسو باسٹھ سال ہوتے ہیں۔ اور ویاس جی کو چار ہزار نو سو اکانوے برس ہوئے ہیں یعنی بدھ دو ہزار چار سو انتیس برس ویاس جی سے پیچھے ہوئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ویاس جی پورانوں کے مصنف نہیں تھے +

ثبوت نمبر ۲۔ تمام مؤرخ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ رامانج بکرماجیت کی بارہویں صدی میں ہوا۔ لاکن وشنومت کی تردید لنگ پوران میں موجود ہے +

शंखचक्रे तापयित्वा यस्यदेहः प्रदह्यते। सजीवन कुणपस्त्याज्यः सर्वधर्म बहिष्कृतः १ ॥

ارتھ۔ جسکے جسم پر تپا کر سنکھ و چکر کے نشانات لگا دیئے گئے ہیں وہ زندہ مثل مردہ اور تمام دھرم کاموں سے خارج کر کے الگ کر دینے کے لائق ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رامانج کے مت کے بعد اس کی تردید لنگ پوران میں ہوئی۔ کیونکہ یہ مانا ہوا اصول ہے کہ جو بات نہ ہو چکی ہو۔ اُس کی تردید نہیں ہو سکتی اور لنگ پوران اٹھارہ پورانوں میں شمار ہو چکا ہے۔ اور چونکہ رامانج بکرماجیت کی بارہویں صدی میں ہوئے ہیں یعنی آجتک ان کو گذرے ۷۴۸ برس ہوتے ہیں اور جیسا کہ اوپر ظاہر کیا ہوا ہے۔ کہ ویاس کو ۴۹۹۱ برس ہو چکے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا ہے۔ کہ ویاس سے رامانج ۴۲۴۳ برس پیچھے ہوئے ہیں۔ اس لئے لنگ پوران کا مصنف ویاس نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر سوم۔ کتاب بنام تورک جہانگیری میں جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ میرے باپ کے زمانہ میں امریکہ سے ایک پادری۔ آلو۔ تمباکو۔ گوبھی یہ تین چیزیں لایا تھا۔ تمام مؤرخ اس بات پر متفق الرائے ہیں لیکن برہمانڈ پوران میں لکھا ہے کہ

प्राप्तेकलियुगे घोरे सर्व वर्णाश्रमे नरः॥ तमाखु भक्षितं येन स गच्छे नरकार्णवे ॥ २ ॥

ارتھ۔ اس گھور کلجگ میں جو تمباکو پیتا ہے وہ نرک کو جاتا ہے۔ اور پدم پوران میں لکھا ہے +

धूम्रपानरत विप्रदान कुर्वेति यो नरः॥ दातारो नरकं यान्ति ब्राह्मणो ग्रामशूकरः ॥ ३ ॥

ارتھ۔ جو شخص تمباکو پینے والے برہمن کو دان دیتا ہے وہ جیوت کنڈ نرک کو جاتا ہے اور وہ برہمن (گرامیہ سوکر) گاؤں کے سور کا جنم لیتا ہے۔ ہندوؤں کی کسی دھرم پستک میں تمباکو کا نشیدہ نہیں ہے۔ اور تمباکو امریکی زبان کا لفظ ہے اور ماسوا اسکے بابا نانک جیسے لیکر اُن کی ساتویں بادشاہی تک کسی نے تمباکو پینے کا کھنڈن نہیں کیا کیونکہ یہ اُس زمانہ میں موجود نہ تھا جب جہانگیر بادشاہ کے زمانہ میں آیا اور اسکا رواج ہوا تو اورنگزیب بادشاہ کے زمانہ میں نوسویں بادشاہی کیوقت اسکا نشیدہ کیا گیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران دونوں جہانگیر کے والد اکبر کے زمانہ سے پیچھے بنائے گئے اور اکبر بادشاہ کا زمانہ بکرماجیت کے سمت ۱۶۱۳ سے سمت ۱۶۶۲ تک ہوا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برہمانڈ اور پدم پوران ویاس جی کے بنائے ہوئے نہیں ہیں کیونکہ ویاس جی کو ہوئے ۴۹۹۱ برس گذر چکے ہیں ان پورانوں کو تصنیف ہوئے (۱۹۴۸-۱۶۶۲) ۲۸۶ برس ہوتے ہیں +

ثبوت نمبر چہارم۔ سوامی شنکر آچاریہ رامانج سے پہلے ہو چکے تھے کیونکہ رامانج نے شنکر بھاس کا کھنڈن کیا ہے تمام میں یہ بات ظاہر ہے کہ شنکر آچاریہ ساری دنیا کو مایا اور اپنے آپ کو برہم کہتے تھے۔ اور سارے ہندو لوگ شنکر آچاریہ کو مہادیو کا اوتار مانتے ہیں اور اسکا ہونا بلا شک بودھ سے پہلے نہیں ہو سکتا کیونکہ انہوں نے بودھ کا کھنڈن کیا ہے اب پدم پوران میں پاربتی جی کے جواب میں مہادیو کہتے ہیں +

मयावादमसच्छास्त्र प्रच्छन्नं बौधमेव च। मयैव कथितं देविक लौ ब्राह्मणरूपिणा (४ ॥

ارتھ۔ اے دیوی کلجگ میں میں نے برہمن کا روپ دھارن کر کے ویدانت کا شاستر گپت (در چھپا ہوا بودھ مت ہے) رچا ہے سو پدم پوران بودھ اور شنکر اور رامانج سے پیچھے بنا ہے۔ ویاس جی کا بنایا ہوا کبھی بھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت نمبر پنجم۔ جگن ناتھ کا مندر سمت ۱۲۳۱ بکرمی میں راجہ اڑیسہ انگ بھیم دیو نے بنایا تھا اس سے پہلے نہیں تھا اس میں سب مؤرخوں کی رائے متفق ہے اور مندر میں بھی سمت لکھا ہوا ہے لیکن مندر کا مہاتم اسکند پوران میں لکھا ہے اس لئے اسکند پوران سمت ۱۲۳۱ سے پیچھے بنا۔ اور ویاس دیو کا بنایا ہوا کبھی نہیں ہو سکتا +

ثبوت ششم۔ ہمارے عالموں کی اس بارہ میں بھی ایک رائے ہے کہ اٹھارہ پوران مہابھارت سے پیچھے بنائے گئے اور پورانوں میں مہابھارت کا ذکر ہے مگر مہابھارت میں پرانوں کا ذکر نہیں ہے اور سب جانتے ہیں کہ شکدیو جی نے راجہ پریکشت کو بھاگوت سنایا تھا تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کورو اور پانڈو کے یدھ سے پیچھے مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوئے تھے انہوں نے ۳۶ سال ۸ مہینے اور ۲۵ دن راج کیا انکے مرنے کے بعد راجہ پریکشت نے ۶۰ برس راج کیا۔ بھاگوت میں لکھا ہے راجہ پریکشت کے راج کے خاتمہ پر یعنی مہابھارت کے ۹۶ برس کے بعد شکدیو جی نے ان کو بھاگوت سنایا۔ مگر مہابھارت کے شانتی پرب کے ادھیائے ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب لڑائی ختم ہوئی اور بھیشم جی کے انت سمے یدھشٹر ان سے اپدیش سنتے تھے تب انہوں نے شکدیو جی کا ذکر کیا اور کہا کہ بہت زمانہ ہوا ہے کہ وہ مر گئے ہیں انکے

---

[1] برکشٹ بھوشت - بھاگوت - برہم ویورت - برہمانڈ - شیو - وشنو - وراہ - لنگ - پدم - نارد - کورم - اگنی - مسی - برہم دواس - سکندہ گروڑ +

[2] آدی - نرسنگ - وایو - شیو دھرم - درواسا کپل - نارد - سدی - نیتو - سلو - اوشنس - ورن - ساتو کلکی - میشر - سوم - ویدیہ - پاشو - مریچ - بھاسکر +

مرنے پر دیاس جی کا غمناک ہونا بھی لکھا ہے یدہشٹر اس طرح پوچھتے ہیں کہ گویا انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا اور ویاس جی تو اس وقت پریکشت حمل میں تھے جب پریکشت کے جنم سے پہلے ہی سکدیوجی مر گئے تھے تو اُنکا ۹۹ برس پیچھے بھاگوت سنانا ناممکن ہے اور یہ سچ ہے جیسا کہ دیوی بھاگوت کے مترجم نے لکھا کہ اصل بھاگوت یہی پوتہ نامی ہے اور جب بھاگوت سکدیوجی نے سنائی نہیں اور پریکشت نے سنی نہیں جن سے ویاس دیو بہت پہلے گذر چکے ہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ ویاس جی نے ان کو نہیں بنایا +

ثبوت نمبر ہفتم۔ پدم پوران کے اُتر کھنڈ کے بھاگوت مہاتم کے اول ادھیا میں ۲۸ شلوک سے ۳۲ تک لکھا ہے۔ کہ نارد جی ویاکل ہو کر تھا میں سنکادک کو ملے اور بیان کیا کہ کاشی سومنات رامیشور وغیرہ مقامات پر مسلمانوں نے مندروں کو گرا دیا اور ان پر قبضہ کر لیا یعنی مسجدیں بنا لیں اور یہی حال آشرموں کا کیا۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ حال محمود کے زمانہ سے اورنگ زیب کے زمانہ تک ہوتا رہا۔ پس صاف صاف ظاہر ہے۔ کہ پدم پوران کو بنے ہوئے سمت ۱۱۴۱ سمت ۱۲۲۲ کا سا زمانہ ہوتا ہے +

ثبوت نمبر ہشتم۔ اٹھارہ پورانوں میں رشیوں منیوں اور دیوتاؤں کی مذمت لکھی ہے اور اُن پر قبیح کلنک ہیں جیسا کہ (نمبر ۱) برہما جی کو بیٹی سے ہم بستری کا کلنک اور (نمبر ۲) کرشن جی کو گوپیاں اور رادھکا (نمبر ۳) مہادیو کو رشیوں کی استریوں سے (نمبر ۴) وشنو کو جلندھر کی استری پر جلنے سے (نمبر ۵) اندر کو گوتم کی استری سے (نمبر ۶) سورج کو کنتی سے (نمبر ۷) چندرما کو اپنے گرو برہسپتی کی استری تارا سے (نمبر ۸) وایو دیوتا کو کیسری بندر کی استری انجنی سے (نمبر ۹) ورن دیوتا کو اگست دیوتا کی ماتا اروشی سے (نمبر ۱۰) برہسپتی کو اپنے بھائی کی استری اُتھتھ سے (نمبر ۱۱) وشوامتر کو اروشی سے (نمبر ۱۲) پراشر کو مچھودری سے (۱۳) دیو کو داسی سے (نمبر ۱۴) دروپدی کو پانچ خاوندوں سے (نمبر ۱۵) دیویوں کو ماس بھکشن کا (نمبر ۱۶) بامن کو چھل کا (نمبر ۱۷) بلدیو کو شراب نوشی کا (نمبر ۱۸) رامچندر کو دھوکہ سے بالی سورمے کے مارنے کا وغیرہ وغیرہ کلنک سنت رشی منی دیوتاؤں پر لگائے مگر بودھ پر کوئی کلنک نہیں لگایا اس نے ناستک مت کو ہر جگہ ظاہر کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ پورانوں کے مصنف بودھ والے ہیں۔ ویاس دیوجی +

ثبوت نمبر نہم ویاس جی کے بنائے ہوئے ویدانت، سوتر اور یوگ بھاشیہ دنیا میں ظاہر ہے انکا دھرم بھی سب ودوانوں پر ظاہر ہے مگر یہ اٹھارہ پوران ان کی عین ضد ہیں ان کا مطلب انکے اصولوں، ویدانت سوتروں سے نہیں ملتا جس سے اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پوران اُن کے بنائے ہوئے نہیں ہیں +

ثبوت نمبر دہم۔ دیوی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک راجہ کا لڑکا کسی ایک ملیچھ ویشیا پر عاشق ہو کر دھرم سے پتت ہوگیا۔ یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ جب مسلمان نہیں آئے تھے تب مسلمان رنڈیاں بھی موجود نہ تھیں اور جب مسلمان رنڈیاں نہ تھیں تو اُن پر کوئی عاشق بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دیوی بھاگوت مسلمانوں کے زمانہ میں بنا ہے اور ویاس دیو نے نہیں بنایا...... دھرم شاستر کے موافق برہمن کا کام پڑھنا اور پڑھانا ہے جیسا کہ منو سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ (۵) योऽनधीत्य द्विः
जो वेदमन्च त्रकुरुते श्रमम् स जा वैशूद्रत्वमाशयद्गतिसान्वयः

ارتھ جو برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ ویدوں کو نہیں پڑھتا۔ اور دیگر کام کرتا ہے تو وہ زندگی ہی میں قبیلہ سمیت جلدی شودر ہو جاتا ہے۔ اور دیکھو اتری کی سمرتی میں کیا لکھا ہے۔ کہ

वेदविहीनाः प्रठन्ति शास्त्रेण हीना अ पुराण
पाठाः पुराणहीनाः कृषिणाभवन्ति भ्रष्टास्ततो भागवताभ
वन्ति ।।६।।

ارتھ ویدوں سے ہین لوگ شاستر پڑھتے ہیں شاستر سے تیت پوران پڑھتے ہیں پوران سے ناواقف ہل جوتتے ہیں اور سب سے تیت بھاگوت پڑھتے ہیں۔ جہانگیر کے زمانہ میں بھگت تلسی داس ہوئے تھے۔ جیسے

संवत मोला सोत्र सी ग्र सी नगके
तीर ॥ सा व न शुक्ला पंच मी तुलसी त ज्योशरी २— ॥६॥

جہانگیر سمت ۱۶۸۴ میں فوت ہوا تھا اس سے ثابت ہوا کہ رامائن کو تصنیف ہوئے (۱۹۴۸ = ۱۶۸۴ = ۲۶۴ تخمیناً) سال ہوئے۔ ان ثبوتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کل پوران نوین ہیں۔ صرف چاروں وید ہی سناتن ہیں +

اوشم شانتی! شانتی !! شانتی !!!

دیوی بھاگوت پریکشا

ہمارے ہندو بھائی پورانوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی کتھاؤں کو ہم سے شائق سنا کرتے ہیں علاوہ براں وہ بہت کچھ دن رات دھن بھی اُن کے اپدیش کرنے سننے میں خرچ کیا کرتے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ وہ اصلیت کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے اس واسطے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ انھوں کی خدمت میں کچھ عرض کریں۔[۱]

مرد من آنکس بکو خواہ تست ۔ کہ گوید فلاں خار در راہ تست

ورنہ خود غرض دھوکہ دینے والے آدمی طمع کے دام میں پھنس کر کیا کچھ اندر جال نہیں رچتے واضح ہو کہ برہما۔ وشن۔ اندر۔ برہسپتی۔ چندرماں۔ مہادیو۔ شنکر۔ شرنگا رشی وغیرہ زمانہ سالفہ میں بڑے نامی گرامی ودوان۔ راجہ مہاراجہ گذرے ہیں۔ ست شاستروں میں اُن کی نہایت عزت کی گئی ہے۔ دو رشی منی اونکے خطابوں سے مخاطب درج ہیں۔ مگر الزام نہیں لگاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ برہسپت چندر دیوتا کے گرو تھے۔ برہسپت جی کی استری تارا چندرماں کے گھر گئی اور فریقین ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہو کر بہت دن تک کام چیشٹا کرتے رہے برہسپتی دوبارہ مانگنے کے واسطے آئے مگر چندرماں نے انکار کیا۔ برہسپتی نے کہا کہ تو پاپی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تو کون۔ تیرا تاپ ہے تو نے اپنے چھوٹے بھائی کی استری گھر میں ڈال رکھی ہے جیسا میں خوبصورت ہوں ویسی ہی تیری استری پر نہ میرے لایق ہے تیرے جیسے بدشکل سے اسکا کوئی شبہ نہیں اس پر اُس نے اندر سے شکایت کی۔ اندر نے وکیل بھیجا۔ چندرماں نے جواب دیا کہ اندر دیوتا لوگوں کو تو سمجھاتے ہیں۔ مگر اپنے اعمالوں پر توجہ نہیں فرماتے۔ اہلیا ان گوتم کے ساتھ انہوں نے کیوں زنا کیا تھا اور کیوں ہزاروں برس تک سہنسر بھگ ہو کر مان سروور کی جھیل میں کنول پھول نال کے اندر شرمندگی سے پوشیدہ چھپے رہے جب یہ جواب پہنچا تب غصہ ہو کر خودکشی کر کے لشکر کو آیا اُسکی مدد کو برہما جی آئے اور ادھر چندرماں کی مدد کو پرسکر دیوجی آئے اور مہادیو بھی آ گئے اور چندرماں کو سمجھایا کہ خبردار برہسپتی کی استری دیدینا برہما نے چندرماں کو سمجھایا کہ اُس کی استری دیدے یہ بڑا پاپ ہے چندرماں نے دیدیا کہ اُس حمل خود

---

[۱] دیوی بھاگوت اسکند ۱۔ ادھیا ۱۱ سے شروع ہوتا ہے آخر تک سکرت مطبوعہ بمبئی +

[۲] دیوی بھاگوت اسکند ۱۔ ادھیا ۱۱ شلوک ۷ —

[۳] " " ۱ " ۱۱ " ۵۵ و ۶۸ و ۷۰۔ اوسلی ٹیکا تیل کنڈ مع ترجمہ سنسکرت مطبوعہ بمبئی +

[۴] " " ۱ " ۱۱ " ۱۴

[۵] " " ۱ " ۱۱ " ۲۲ و ۲۷ و ۵ دیکھو دیوی بھاگوت سمرتی ادھیائے +

ہی اپنی برہسپتی سمرتی میں کہا ہے کہ استری کو رتناکر اُن سے جو پاپ ہوتا ہے وہ اُجیلا ہوئے بر دور ہو جاتا ہے۔ جیسے برہمن کا پاپ وید پڑھنے سے۔ غرضیکہ کئی سال تک جنگ ہوا[1] آخر الامر شکر کے کہنے سے چندرماں نے وہ ستری برہسپتی کو دیدی جس کو وہ مہاراج خوشی خوشی گھر میں لے گئے۔ مگر وہ[2] حاملہ ہو چکی تھی۔ برہسپتی کے گھر جا کر بیٹا[3] پیدا ہوا جس کا نام بدھ دیو رکھا گیا۔ چندرماں[4] نے تکرار کیا کہ بیٹا میرا ہے اس پر برہسپتی نے دینے سے انکار کیا جس پر جنگ کی نوبت ہوئی۔ آخر الامر برہما جی نے دیوی تارا سے پوچھا کہ یہہ کس کا حمل ہے اُس نے جواب دیا کہ چندرماں کا۔ برہما نے بدھ کو چندرماں کے حوالہ کیا۔ پھر اُسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ دیوتوں[5] اور دینوں سے لڑائی کرتے ہوئے دس ہزار سال کے منقضی ہونے پر تھک کر ایک جگہ جا کر کمان کے سرے کو سر کے نیچے[6] رکھکر سو رہے دونوں نے بیکنٹھ میں تلاش کی۔ جب وہاں نہ ملے تو تلاش کرتے ہوئے اُس جنگل میں آئے اب سوتے کو جگانا گناہ سمجھ کر لال پیلے جھگڑوں کی طرح عقل دوڑانے لگے آخر یہ قرار پایا کہ مرمی[7] یعنی بھونرے جانور پیدا کر کے اُس سے یہ خدمت لی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر اُس نے انکار کیا۔ کہ مجھے اس پاپ (جگانے) سے کیا لابھ ہوگا۔ دیوتوں نے کہا کہ ہم تجھے یگیہ میں بھاگ دیا کرینگے جس پر راضی ہو کر اُس نے اُس کمان کی رسی[8] کو کاٹا۔ مگر کاٹتے ہی بڑا شور ہوا۔ اُس کمان کی ضرب سے وشنو[9] کا سر کٹ کر سمندر میں جا گرا۔ سب دیوتا حیران ہوئے۔ پھر برہما جی بولے کہ بھائیو کرنی کا پھل اوشیہ بھوگنا پڑتا ہے چنانچہ[10] سب سے پہلے خود مجھے پھل بھوگنا پڑا۔ یعنی میرا سر شیو نے کاٹ ڈالا۔ اور خود[11] شیوجی بھی محروم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اُس کا لنگ بیل سے کاٹا گیا اور اندر دیوتا اہلیا کے ساتھ زنا کرنے سے سہسر بھگ ہو کر مان سرور کے تالاب میں شرمسار رہے آخر سب نے دیوی[12] کی تعریف کی جس پر وہ راضی ہوئی۔ اور حکم دیا کہ گھوڑے کا سر کاٹ کر لگا دو۔ چنانچہ لگایا گیا۔ جس پر اُس روز سے وشنو[13] ہیگریو اوتار ہوا ہے۔ بدن آدمی کا سر گھوڑے کا ہے۔ اس ادھیا سننے کا بہت پن ہے جو سنے گا اُس کی مکت ہو جاویگی پھر اس بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجا اوپرچر[14] उपरिचर جنگل میں شکار کے لئے گیا وہاں پر اپنی استری گرِیکا کی یاد میں اُسے احتلام[15] ہوا اُس نے نطفہ کو کسی درخت کے پتہ میں بند کر کے (بطور پارسل کے) شاہین ماجرہ شکاری پرند کے ذریعہ گھر کو روانہ کیا۔ رستہ میں یہ عالم ہوا ایک اور جرہ مل گیا۔ جنگ شروع ہوا۔ وہ جگہ دریائے جمن کے اوپر تھی۔ وہ پارسل گر پڑا۔ نیچے ایک اچھپرا نام جو کسی رشی کی بددعا سے مچھلی بنی ہوئی تھی۔ دریا میں تیر رہی تھی۔ گرتے ہی اُس نے منہ میں لے لیا وہ حاملہ ہو گئی جب میعاد حمل منقضی ہوئی تو وہ ایک شکاری یعنی ماہی گیر نے گرفتار کر لی شکم چیرنے سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکل آئی۔ وہ ہر دو کو راجہ ونسو کے پاس لے گیا۔ راجہ نے لڑکا لے لیا۔ اور لڑکی اُسے واپس دیدی اُس نے اُسے پالا اور اُس کا نام مچھودری یا ستیوتی۔ کالی کا لکا تمس گندھا ہوا اور بڑی ہونے دریا جمن پر ملاحی کے ساتھ کشتیبانی کرتی تھی۔ ایک دن[1] قضا را پراشر دید کے جاننے والے وہاں آئے۔ اُنہوں نے عبور دریا کا ارادہ کیا۔ ملاح روٹی کھا رہا تھا۔ لڑکی کالی کو اجازت دی کہ تو کشتی میں لیجا کر انہیں پار کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب دریا کے بیچ پہنچے۔ منی جو بھی بدگمان ہو گئے۔ غلبہ شہوت نے مجبور کیا۔ اور اس کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ کالی نے انکار کیا۔ اور منی کو بہت نصیحت کی۔ مگر اُس نے نہ مانا۔ آخر اُس نے اقرار کیا۔ کہ دریا کے پار جا کر کام کرینگے۔ جب کنارہ پر پہنچے تب منی نے ہاتھ پکڑا اُس نے پھر نصیحت کی مگر وہ نہ مانا تب کالی نے کہا کہ میرے بدن[2] سے مچھلی کی بڑی بدبو آتی ہے رشی نے دعا کی جس سے وہ جوجن گندھا ہو گئی۔ یعنی اُس کے بدن سے چہ کوس تک مشک کی بو آنے لگی۔ اُس نے کہا کہ میرا باپ[3] کنارہ پر دیکھتا ہے روز روشن ہے۔ منی نے دعا کر کے کہیر پیدا کر لی پردہ ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا کہ آپ[4] کام جیتیا کر کے چلے جاوینگے میرا پھر کیا حال ہوگا۔ مجھے بکارت سے زایل ہو جانے کے سبب سے کون قبول کریگا۔ میرا گذارہ کس طرح چلیگا۔ میرا باپ کیا کہیگا۔ لوگ کیا کہینگے۔ رشی نے دعا کی۔ کہ بکارت سے پھر بدستور ہو جاوے گا۔ کہ آخر الامر ان سب شرائط کے پھر اُس نے[5] بر مانگا کہ میرا لڑکا تیرے جیسا ہو اور خوبصورتی روز افزوں اور خوشبو ہمیشہ رہے کہ ان سب کے بعد وہ بدفعلی ہوئی وصحبت کے بعد لڑکا ہوا۔ اُسی جگہ بر جس کا نام بیاس یا کرشن دویپائن رکھا گیا۔ پراشر جی بھی چلے گئے۔ ویاس جی ست ماتا سے اجازت لیکر جنگل کو چلے گئے اُسی[6] ستیوتی یا مچھودری پر راجہ شنتن پدر بھیکم عاشق ہوا اور اس سے شادی کی اُسی کے شکم سے چترانگد[7] اور بچترویرج دو راجا پیدا ہوئے۔ اور جب یہ دو لو مر گئے تو اُن کی دونوں عورتیں بیوہ رہ گئیں۔ امبکا امبالکا۔ ان تینوں[8] عورتوں کے ساتھ بیاس جی نے نیوگ کئے جن سے دھرتراشٹر اندھا۔ پانڈو اور بدر پیدا ہوئے جو ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے۔ جو کورو پانڈو مشہور ہیں + فقط

---

[1] دیوی بھاگوت اسکند ا ادھیا ۱۱ شلوک ۳۷

[2] 〃 〃 〃 ۱ 〃 ۱۱ 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ و ۶ و ۷

[4] 〃 〃 〃 〃 〃 ۸۹ و ۹

[5] 〃 〃 〃 〃 〃 ۴ و ۵

[6] 〃 〃 〃 〃 〃 ۵ و ۶ و ۷ و ۸

[7] 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ سے ۲۴ تک

[8] 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۲۵

[9] 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۱۶ سے ۲۹ تک و ۳۰ سے ۳۸ تک

[10] 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۴

[11] 〃 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۵۵

[12] 〃 〃 〃 〃 ۱ 〃 ۴۶ سے ۶۰ تک

[13] 〃 〃 〃 〃 ۱ 〃 ۱۴ سے ۹ تک

[14] 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۱

[15] 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۱ 〃 ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۶ و ۲۷

---

[1] دیوی بھاگوت اسکند ۲ ادھیا ۱ شلوک ۲۸ سے ۳۲ تک

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۳۵ سے ۴ تک

[3] 〃 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۱ سے ۵ تک

[4] 〃 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۲ [illegible] سے ۳ تک

[5] 〃 〃 〃 〃 〃 ۲ سے ۴ تک

[6] 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۵ سے ۲۷ تک

[7] 〃 〃 〃 ۳ 〃 ۲۸ سے ۳۰ تک اور ۳۶ و ۴۰ سے ۴۲ تک

[8] 〃 〃 〃 ۳ 〃 ۱ سے ۱۴ تک

[9] 〃 〃 〃 〃 [illegible]

[10] 〃 〃 〃 〃 ۳ و ۴ تک

مورتی پرکاش

سب سے پہلے پرماتما نراکار کی ستتی سزاوار ہے جسکے سمرن سے من کو شانتی اور جیو کو گیان ہوتا ہے بست گیان سے رہت جیو اپنے کرم کے اندھکار میں پھنسا ہوا نجات یا موکش سے دور ہو جاتا ہے۔ پس اس سنسار ساگر سے پار ہونے کے واسطے سچا مضبوط معقول جہاز وید کا گیان ہے۔ اور اس کے بغیر نجات کا دم بھرنا یا وشواس ٹھہرانا بھول و اگیان ہے۔ ناداں ہیں وہ انسان جنکو راستی کی ضرورت نہیں اور اندھا ہے وہ فکر جس میں گیان کا نور نہیں۔ مورتی پوجا جو اس وقت گھر گھر دکھائی دیتی ہے اسکی حقیقت و صداقت کی اس رسالہ میں تلاش ہے اور بڑی بڑی مستند پرمانک کتابوں سے اسکی ثابت شہادتوں اور پرمانوں کا پرکاش ہے۔ مجھے اس سے کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں اور نہ کسی بات کا بڑھانا مطلب ہے پس جو دھرماتما سچائی کا طالب۔ ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مطالعہ کریگا۔ وہ دامن زندگی کو ہر مراد سے بھریگا۔ اے پرماتما ودیا کا پرکاش کر اور اودیا کا ناش +

دلائل عقلی

(۱) جس طرح دریا لوٹے میں بند نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بند ہو تو دریا نہیں اس طرح کوئی سرب بیاپک ایک جگہ رک نہیں سکتا۔ اور مورتی پوجا ہونے سے سرب بیاپک نہیں رہتا +

(۲) ہر ایک جسم یا شریر کے واسطے ضروری ہے۔ کہ طول و عرض و عمق رکھتا ہو۔ اور اُس کے واسطے مکان اور زمان کی بھی ضرورت۔ پس کوئی جسم انادی اور ناش رہت نہیں ہے۔ اور پرماتما چونکہ انادی اور ناش رہت مکان و دیش کال دستو سے مُبرا ہے۔ وہ اس واسطے شریر دھاری نہیں ہو سکتا +

(۳) مورت یا تصویر بغیر عکس یا سایہ یا شریر کے نہیں ہو سکتی ہے اور جسکا جسم نہیں اسکا عکس نہیں اور سایہ عند العقل محال ہے پس نراکار پرماتما کی مورتی کبھی نہیں ہو سکتی +

(۴) سری کرشن - رامچندر - ہنومان - بھیرو - دیوی - شیوجی - گنیش - برہما - وشنو - درگا - جگن ناتھ - بدری نرائن - کال وغیرہ - بزرگوں کی تمام مندروں میں مورتیں دکھلائی دیتی ہیں۔ مگر پرماتما یا برہم کی مورتی کسی مندر میں نہیں ہے جس سے خود ہی ظاہر ہے۔ کہ ایشور کی کوئی مورتی نہیں +

(۵) بزرگان مندرجہ بالا نمبر ۴ کو ہر ایک بدہی مان جانتا ہے کہ کسی ایک وقت میں موجود تھے۔ اور ایک وقت پیدا ہوئے اور اب نہیں ہیں۔ شریر چھوڑ گئے۔ اُن کی عمدہ نصیحتیں البتہ کارآمد ہیں۔ اور فائدہ مند ہو سکتی ہیں۔ مگر اُن کی مرضی تصویروں کی پرستش سے گیان کا پراپت ہونا عقل سلیم تسلیم نہیں کرتی ہے +

(۶) آجتک کسی جیو نے پرماتما یا برہم کو جسم ظاہری سے یا اور حواس متعلقہ سے نہیں دیکھا ہے پس اس کی تصویر بنانی اگیان کی نشانی ہے +

(۷) جو چیز جسمانی یعنی شریر والی ہے۔ وہ ہمیشہ متغیر و تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ایک حالت میں نہیں رہ سکتی۔ پرمیشور چونکہ ہمیشہ ایک رس اور اچل ہے۔ اس واسطے اُس کی مورتی نہیں +

(۸) جسم یا شریر کی خاصیت ہے۔ کہ روگ بیماری۔ خوف۔ گھٹنا۔ بڑھنا۔ جلنا۔ خشک ہونا۔ گلنا۔ ان سے ایک نہ ایک میں مبتلا رہتا ہے اور سنسکرت کی اصطلاح میں شریر کو چھن بھنگر کہا گیا ہے اور شری پرماتما چونکہ ان عوارض سے شدھ ہے پس وہ جسمانی نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے +

(۹) اکثر ہمارے مورتی پوجک بھائی یہ سند یہ کرتے ہیں۔ کہ مورتی پوجا پرماتما کے دھیان وگیان کی پرتھم سیڑھی ہے۔ ہم وقت حاصل کرنے گیان کے چھوڑ دینگے مگر یہ عذر ان کا بھی معقول نہیں ہے کیونکہ اول تو آجتک کبھی نہیں سنا گیا۔ کہ کسی مورتی پوجک نے انت کال تک مورتی کو چھوڑا ہو۔ بلکہ سینکڑوں مرتے وقت بھی گلے میں لٹکا کر مرتے ہیں +

دوم۔ سیڑھی سے مراد منزل مقصود تک پہنچنا یعنی گیان کا حاصل کرنا ہے اب دیکھنا چاہئے۔ کہ گیان کے پراپت ہونے کے واسطے کونسی سیڑھی بہتر ہے آیا وید کی تعلیم سے گیان ہو سکتا ہے یا مورتی پوجا سے چونکہ اس میں سب پڑھی باتوں کا اتفاق ہے۔ کہ گیان کے حصول کی ودیا ہی سیڑھی ہو سکتی ہے۔ نہ کہ مورتی پوجا۔ پس مورتی پوجا کسی طرح جائز نہیں ہے +

(۱۰) بعضے بھائیوں کا یہ عذر ہے۔ کہ چنچل من بغیر مورتی کے قائم نہیں رہ سکتا۔ اور ہم مورتی کو آگے رکھ کر پرماتما سے لو لگاتے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ یہ ان کا فرمانا کہاں تک معقول ہے۔ میں نے خود مورتی پوجا کے زمانہ میں سینکڑوں مرتبہ دل کو آزمایا۔ مگر کبھی اُس کو برقرار قائم نہ پایا۔ جوں ہی کرشن جی کی تصویر پر دھیان جاتا تھا۔ فی الفور بھاگوت کا دسم سکندھ یاد آتا تھا۔ اور آنکھ کان۔ ناک جسم وغیرہ پر خیال جانے سے من کی حالت بیقرار تھی۔ اور گرگڑ اور ششناگ اور کھیر سمندر کے واقعات سوچ سوچ کر طبیعت کی ایک اور یادگار تھی۔ رامچندر کی تصویر سے چین تھا اور نہ مہادیو کی مورت سے شانتی پراپت ہوتی تھی۔ چونکہ تجربہ میں آ جانا زبانی باتوں سے عمدہ ہے پس یہ ہر طرح سے مجرب ہے۔ کہ مورتی پوجا سے من کو شانتی دشوار بلکہ محال ہے اور بغیر ودیا کے اودیا کا جانا جھوٹھ بلکہ خام خیال ہے۔ اور علاوہ برایں من کا ویگ بہت بڑا ہے وہ کسی مورتی مان پدارتھ سے رُک نہیں سکتا۔ پس اس کا ویگ روکنے کے واسطے ایک مہان سرب بیاپک جوتی پرماتما ہی ایسا ہے جو اُن کے ویگ کو متفرقات کی طرف جانے سے روک دے۔ اس لئے پرماتما نراکار گیان سروپ کا دھیان بہتر ہے۔ اور مورتی پوجا سے من کا رکنا اسمبھو ہے +

وید وکت پرمان

نمبر (۱) یجروید مقدس کا ادھیا ۳۲ - منتر ۳ - न तस्य प्रति-
मा अस्ति यस्य नाम महद्यशः हिरण्यगर्भ इत्येष मामा
हिंसीदित्येषा यस्मान्न जात इत्येषः॥

ترجمہ۔ جو پرمیشور ماتا کے سنیوگ سے نہ کبھی اُتپن ہوا۔ ہوتا ہے۔ اور نہ ہوگا۔ نہ شریر دھارن کرکے بالک۔ جوان اور بڑھا ہوتا ہے اس کی پرماتما یعنی ناپ کا سادھن پرتی بمب عکس یا سدرش یا تصویر کسی پرکار کی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مورتی رہت۔ انت پار رہت اور سب میں بیاپک ہے۔ جو تیج والے سوریہ آدکوں کی اُتپتی کا کارن ہے۔ اُسی کی اپاسنا کرنی یوگیہ ہے۔ اور کی نہیں +

نمبر (۲) - یجروید ادھیا ۴۰ - منتر ۸ - सपर्य्यगाच्छुक्रमका-
यमव्रणमस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम॥ कविर्म
नीषी परिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधा
च्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥ यु० अ० ४० मं० ८

ترجمہ۔ جو سب کے جاننے والا۔ سب کے من کا ساکشی سب کے اوپر براجمان اور انادی سروپ ہے اور جو اپنی انادی پرجا کو انتریامی روپ سے اور وید کے دوارا سب بیوہاروں کا اُپدیش کیا کرتا ہے۔ سو سب میں بیاپک اننت پراکرم والا۔ سب پرکار کے شریر سے رہت اور سب روگوں سے رہت ناڑی کے بندھن

ستہ رہت سب دکھوں سے الگ۔ اور سب پاپوں سے نیارا ہے۔ وہی سب کی اوپاسنا یوگیہ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں +

نمبر ۳۔ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۹ + अन्धन्तमः प्रविशन्ति ये-

सम्भूतिमुपासते॥ ततो भूयऽइव ते तमो यऽउ सम्भूत्यां रताः॥ य० अ- ४० मं- ९॥

ترجمہ۔ جو اسنبھوتی ارتھات انوتپن انادی پرکرتی کارن کی برہم کے ستھان میں اُپاسنا کرتے ہیں۔ وہی اندھکار یعنی اگیان اور دکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں اور سنبھوتی جو کارن سے اوتپن ہوئی کاریہ روپ پرتھوی آدی بھوت پاکھان اور برکھ آدی اویوا ور منش آدی کے شریر کی اوپاسنا برہم کے ستھان میں کرتے ہیں۔ وہ اس اندھکار سے اودھک اندھکار۔ یعنی مہامورکھ چرکال۔ گھور۔ دکھ روپ۔ نرک میں گر کے مہاکلیش کو بھوگتے ہیں +

نمبر ۴۔ یجروید ادھیائے ۳۱۔ منتر ۱۸۔ वेदाहमेतं पुरुषं म-

हान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात्। तमेव विदित्वाति मृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय॥ य० अ० ३१ मं० १८।

ترجمہ۔ اس منتر میں یہ عقدہ حل کیا گیا ہے۔ کہ کس پدارتھ کو جان کے منشیہ گیانی ہوتا ہے (وید فرماتا ہے) کہ پرمیشور کو ہی یتھاوت جانکے ٹھیک ٹھیک گیانی ہوتا ہے جو سب سے بڑا سب کا پرکاش کرنیوالا ہے۔ اور اودیا اندھکار یعنی جہالت آلائشوں سے اور اگیان آدی دوشوں سے الگ ہے۔ وہی پرمیشور سب کا اشٹ دیو ہے۔ اس کو جانے بنا کوئی منشیہ کامل گیان وان نہیں ہوتا۔ اُس پرماتما کو جان اور پراپت ہو کے منشیہ جنم مرن آدی کلیشوں کے سمندر سے پار ہو کر پرمانند یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے پرماتما کے سوا مکتی کا کوئی راستہ نہیں +

نمبر ۵۔ شویتاشوتر اُپنشد ادھیائے ۶۔ انوواک ۱۱ + एको देवः सर्व-

भूतेषु गूढः सर्वव्यापी सर्वभूतान्तरात्मा सर्वाध्यक्षः सर्वाधिवासः साक्षी चेता केवलो निर्गुणश्च॥

ترجمہ۔ ایشور ایک ہے۔ اور سب کا پرکاش کرنیوالا چیتن سروپ ہے۔ اور سب جگت کے بھوت پرانیوں میں بیاپک ہو رہا ہے۔ اور انترجامی ہے۔ اور کرموں کا ادھی پتی یعنی سوامی ہے۔ اور سب کا ادھار بھوت ہے۔ سب کا ساکھی سہایتا دینے والا لیکن خود کسی کی سہایتا لینے سے ہر طرح مُبرّا ہے۔ سب کا سہایک اور جگت کے گنوں سے رہت ہے۔ (یعنی کبھی ساکار نہیں ہو سکتا) +

نمبر ۶۔ یوگ شاستر کا سوتر ہے + क्लेशकर्मविपाकाशयै-

२ मृष्टः पुरुषविशेष ईश्वरः॥ योग सू०

ترجمہ۔ اس کا منشا یہ ہے کہ اودیا آدی کلیشوں یعنی جہالت وغیرہ آلائشوں سے پاک اور کشل اور اکشل یعنی سکھ دکھ اور تعصب اور ہٹ دھرمی۔ طرفداری وغیرہ تمام اُن سے بُری پھل و ایک کرموں کی واسنا سے رہت وہ سب جیووں سے اعلیٰ اور بیاپک ایشور ہے +

اُپنشدوں کے بیان

نمبر ۱۔ تیتری اُپنشد ولی ۲۔ انوواک ۱ सत्यं ज्ञानम-

अनन्तं ब्रह्म यो वेद निहितं गुहायाम्।

ترجمہ۔ برہم ست سروپ گیان سروپ اور اننت سروپ ہے۔ جو وید سے پراپتی یوگ ہے +

نمبر ۲۔ کٹھ اُپنشد۔ ادھیائے۔ ولی ۳۔ واک ۱۵ +

अशब्दमस्पर्शमरूपमव्ययम्। तथाऽरसं नित्यमगन्धवच्च यत्॥ अनाद्यनन्तं महतः परं ध्रुवं निचाय्य तन्मृत्युमुखात् प्रमुच्यते

ترجمہ۔ پرماتما۔ شبد۔ سپرش۔ روپ۔ رس گندھ (جو کان چمڑا آنکھ زبان و ناک کے وشے ہیں) اُن سے پرے ہے۔ یعنی وہ نہ شبد اور نہ روپ۔ اور نہ سپرش۔ اور نہ گندھ اور نہ رس میں آسکتا ہے۔ وہ نت اور انادی ہے انادی اور اننت ہے۔ جیو آتما سے سریشٹ اور اٹل ہے۔ اس کی آرادھنا کر کے منشیہ موت کے منہ سے چھوٹتا ہے۔ یعنی موکش کو پراپت ہوتا ہے +

نمبر ۳۔ شویتاشوتر اُپنشد ۶۔۸ + न तस्य कार्यं करणं च

विद्यते न तत्समश्चाभ्यधिकश्च दृश्यते। परास्य शक्तिर्विविधैव श्रूयते स्वाभाविकी ज्ञानबलक्रिया च॥

ترجمہ۔ اس پرماتما کا نہ شریر ہے اور نہ اندریہ ہیں۔ اس کے برابر اور اس سے بڑا کوئی دکھائی دیتا ہے اس کی شکتی سب سے بڑی ہے اور نانا پرکار یعنی سب قسم کی سُنی جاتی ہے۔ اس کے گیان اور بل اور کریا سبھاوک ہے +

نمبر ۴۔ شویتاشوتر اُپنشد۔ ادھیائے ۶۔ انوواک ۹ + न तस्य कश्चित्

पतिरस्ति लोके न चेशिता नैव च तस्य लिङ्गम्। स कारणं करणाधिपाधिपो न चास्य कश्चिज्जनिता न चाधिपः॥

ترجمہ۔ پرماتما کا جگت میں کوئی پتی نہیں ہے اور نہ کوئی اُس کا بنانا ہے۔ وہ سب کا کارن ہے اور جیو کا وہی پتی بھی ہے اُسکا کوئی اُتپتی کرتا ہے اور نہ ادھی پتی ہے +

نمبر ۵۔ کین اُپنشد ۱ + यद्वाचानभ्युदितं येन वाग-

भ्युद्यते। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते॥ केन उ०॥

ترجمہ۔ جو بانی کا سادھن نہیں ہے یعنی اودیا یکت بانیوں سے پرسن نہیں ہو سکتا جو سب کی بانیوں کو جانتا ہے۔ اسے منشیو تم اُسی کو پرمیشور جانو اور کو نہیں +

نمبر ۶۔ کین اُپنشد + यन्मनसा न मनुते येनाहुर्मनो-

मतम्। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते॥ केन उ०॥

ترجمہ۔ جو من سے اچھا کر کے من میں نہیں آتا۔ اور جو من کو جانتا ہے اسی برہم کو تو جان اور اُس کی اُپاسنا کر +

نمبر ۷۔ کین اُپنشد ۳ +

यच्चक्षुषा न पश्यति येन चक्षूंषि पश्यति। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते॥ के० उ

ترجمہ۔ جو آنکھ سے نہیں دیکھ پڑتا۔ اور جس سے آنکھیں دیکھتی ہیں۔ اسی کو تو برہم جان۔ اور اسی کی اوپاسنا کر یعنی اس سے بھن جو سوریہ بجلی آگ آدی پدارتھ ہیں۔ اُن کی اُپاسنا مت کر +

نمبر ۸۔ کین اُپنشد ۴ + यच्छ्रोत्रेण न शृणोति येन-

श्रोत्रमिदं श्रुतम्। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते॥ केन उ०॥

ترجمہ۔ جو شروتر یعنی کان سے نہیں سنا جاتا۔ اور جس سے شروتر سنتا ہے اُسی کو تو برہم جان اور اُسی کی اُپاسنا کر +

نمبر ۹ - کین اپنشد ۵ +
यत्प्राणेन न प्राणिति येन प्राणः प्रणीयते। तदेव ब्रह्म त्वं विद्धि नेदं यदिदमुपासते ५॥ केन ३॥

ترجمہ - جو پرانوں سے چلایمان نہیں ہوتا - اور جس سے پران گمن کو پراپت ہوتے ہیں - اُس کو تو برہم جان - اور اُسی کی اُپاسنا کر جو اُس سے بھن پدارتھ ہے - اُس کی اُپاسنا مت کر +

نمبر ۱۰ - کٹھ اُپنشد - ۵ - ۱۳ +
नित्योऽनित्यानां चेतनश्चेतनानामेको बहूनां यो विदधाति कामान्। तमात्मस्थं येऽनुपश्यन्ति धीरास्तेषां शान्तिः शाश्वती नेतरेषाम्॥

ترجمہ - پرماتما نت نتا اور چیتنا اور یکتا میں سب کے لاثانی ہے - اور سب کو پھل بھوگ دیتا ایک اور سب کے جیو کا ساکشی اور انتریامی ہے - جو ایسے پرماتما کو گیان کے نیتروں سے اچھی طرح جانتے ہیں - وہی شانتی پاتے ہیں اور کسی طرح سے شانتی نہیں مل سکتی - پس گیان اور پریم آنند کے طالب کو لیے سچدانند سروپ پرماتما کی عبادت کرنی چاہیے - نہ کہ کسی جڑ پدارتھ کی جکا سوائے اگیان کے اور کوئی نتیجہ نہیں ملتا ہے +

نمبر ۱۱ - شویتاشوتر اُپنشد - ۳ - ۱۹ +
अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः। स वेत्ति वेद्यं न च तस्यास्ति वेत्ता तमाहुरग्र्यं पुरुषं महान्तम्॥ १९॥

ترجمہ - پرمیشور نراکار ہے - لیکن اس میں شکتیاں سب ہیں - ہاتھ اُس کے نہیں لیکن ہاتھ کی شکتی ایسی ہے - کہ سب چراچر کو پکڑ کے تھام رکھا ہے - پاؤں نہیں لیکن سب سے زیادہ بیگ والا ہے - آنکھ نہیں لیکن چراچر کو دیکھتا وہ سب کال میں دیکھتا ہے - کان نہیں چراچر کی آواز سنتا ہے - من بدھی چت اہنکار تو نہیں لیکن من نشچے اور سمرن شکتی ہے - اور اپنے سروپ کا آپ ہی جاننے والا ہے - وہ سب کچھ جانتا ہے - لیکن کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ وہ کیسا بڑا ہے کس طرح کا ہے یا کتنی سامرتھ رکھتا ہے - اس پرمیشور کو گیانی اور ودوان سروپ اُتکرشٹ پورن اور مہان کہتے ہیں +

سنسکرت کی اور پنڈتوں کے بیان

نمبر ۱ - کرشن گیتا ادھیا ۷ شلوک ۲۴ +
अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यन्ते मामबुद्धयः। परं भावमजानन्तो ममाव्ययमनुत्तमम्॥

ترجمہ - مورتی سے رہت جو پرمیشور ہے - اُس کو خرد بدھی یعنی مورکھ لوگ مورتی والا مانتے ہیں اور پرم سبھاو یعنی مطلب اصلی کو نہیں جانتے کہ وہ سب نام اور شکل وغیرہ سے رہت ہے +

نمبر ۲ - کرشن گیتا ادھیا ۹ شلوک ۱۱ +
अवजानन्ति मां मूढा मानुषीं तनुमाश्रितम्॥

ترجمہ - مورکھ لوگ منش کی دیہ دھارن کرنے والا اور پیدا ہوا مجھ کو جانتے ہیں - کہ وہ سب کا ایشور یعنی مالک ہے - اور سب ویاپک ہونے سے ایک جگہ دیہ دھاری نہیں ہو سکتا +

نمبر ۳ - بھاگوت میں درج ہے +
यस्यात्मबुद्धिः कुणपे त्रिधातुके स्वधीः कलत्रादिषु भौम इज्यधीः। यत्तीर्थबुद्धिः सलिले न कर्हिचिज्जनेष्वभिज्ञेषु स एव गोखरः॥

ترجمہ - جو دھاتو وغیرہ اشیا اور اسی میں تم متی کرتے ہیں - اور ...

پہاڑ مکان وغیرہ میں تیرتھ بدھی اور دوسری تیرتھیں سمجھا بھی رکھتے ہیں وہ انسان حیوان مطلق کے گروہ سے گدھے یا بیل ہیں +

نمبر ۴ - مہابھارت میں درج ہے +
मृच्छिलाधातुदार्वादिमूर्तावीश्वरबुद्धयः। क्लिश्यन्ति तपसा मूढाः परां शान्तिं न यान्ति ते॥

ترجمہ - جو جیو پرماتما کا سروپ ویاپک نراکار کی دھات - پتھر - لوہا - پیتل - چاندی - سونا وغیرہ کسی قسم کی مورتی بناتے ہیں - وے اگیانی اور پاپی ہیں +

نمبر ۵ - ایک مہاتما کا واک ہے
तीर्थेषु पशुयज्ञेषु काष्ठपाषाणमृण्मये। प्रतिमादौ मनो येषां ते नराः मूढचेतसः॥

ترجمہ - تیرتھوں اور پشو بدھ یگیوں میں کاشٹ پاشان اور مٹی کی پرتماؤں یعنی تصویروں میں جنکا من ہے وہ آدمی مورکھ چت والے ہیں +

مورتی پوجا کے بارہ میں بابا نانک اور دیگر گورو صاحبان کی رائے - نقل از گرنتھ صاحب -

۱ - محلہ ایک - بابا نانک صاحب - گھر میں ٹھاکر نظر نہ آوے - گلے میں پاہن لٹکاوے - بھرمے بھولا ساکت پھرتا - نیر درودے کھپ کھپ مرتا - نہ پاتھر بولے نہ کچھ دیو - پھوکٹ کرم نہپھل ہے سیو - (۲) بابا نانک صاحب پاہن نیر کھائے دو - بھائی کیا مانگیں کیا دیں - نام وہونے آدمی دہریگ جیون کرم کریں (۳) بابا نانک صاحب پاتھر لے پوجے مگدھ گوار - جو آپ ڈوبے تم کہاں تارن ہار (۴) نانک صاحب - ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے - دوجا کاہے سمریئے جو جنمے مر جائے (۵) ایضاً - جسے نہ مرے آوے نہ جائے نانک کا پربھو رہیا سمائے - (۶) محلہ پنجم روپ - ریکھ رنگ تیرے گن تے پربرہم بن - تے بھو جاوے نانکا جس ہووے سوپرسن (۷) ایضاً سگلی تھے ڈار کر رکھی اشٹم تنہ گوبند جنا سی بھرم بھولے تر کرت کیرائن جنم مرن رہت نارائن (۸) محلہ پنجم سگلی پرادھ دیو استھان سو مکھ جلے جو کہے ٹھاکر جنے (۹) محلہ دہم سویا - کا ہو نے پاہن پوج دھرو سر کا ہو نے لنگ گلے لٹکائیو - کا ہو لکھیو ہر اچی دشا میں - کا ہو پچھم کو سیس نوائیو - کیوں اُن کو پوجت ہے - اور کیوں ایشان کو پوجت دھائیو کر ور کریا الجھیو جگ سارا سری بھگوان بھید نہ پائیو (۱۰) تا ہیں بھانت نہ ماں پیش باکو پرتاپ ہیتیوں ہیں پوائیں - پوجتیں - پرمیشور کو جی کے یہ سے پریوگ پرا ہیں - پاپ کرو پرباندھ کر چھہ پائیں ستے اتی پاپ نشائیں - پائی پڑے ہر پرمیشور کی جڑ پاہن میں پرمیشور ہیں (۱۱) سو یا پاہن پرمیشور کیا پوجے سب سنسار نش بھر رہے سو ڈوبے کالی دھار (۱۲) کبیر صاحب جو پاتھر کو کہتے ہیں دیو تنکی نہپھل جاوے سیو - جو پاتھر کی پائن پائیں تنکی کھال اکارتھ جائیں (۱۳) بھات بہت ارلا بچی کر کرا کا سار بھوگن ہار بھو گیا اس مورت کے منہ چھار (۱۴) پاہن گھڑ کے مورت کینی دے کے چھاتی پاؤں - جو وہ مورت ساچی ہے تو گھڑن ہارے کو کھائے - اور پنڈتوں سے ۱۵ - کبیر صاحب پتھر پوجے ہر ملے تو ہم پوجیں پہاڑ - اس پتھر سے چکی بھلی جس کا پیسا کھائے سنسار (۱۶) پاتھر پوجے مول نے تن ہنہ تیرتھ نہائے - دیکھے دیکھئے سوانگ دھر بھولے بھٹکا کھائے - دادو صاحب - دادو دنیا باوری مڑھیاں پوجیں اوت - آپ موئے جگ بھاڈ گئے ان سے مانگے پوت (۱۸) پتھر پیسے دھو کے پتھر پوجے بیان -

انت کال پتھر یعنی بھوڈو بے ناس گیان (۱۹) پاہن کی پوجا کرے کرائے آتما گھات میت کھوں ستی نہیں سو پرانی دوزخ جات۔ ایک مہاتما کا واک (۲۰) پتھر کو بھوگ لگائیے وہ کیا بھوجن کھاوے رے۔ اندھے آگے دیپک بالے برتھا تیل جلاوے رے ۔

اے پرماتما پرکاش سروپ۔ اپنی پرم دیالتا سے اسکے پڑھنے پڑھانیوالوں کو ست مارگ وید کی طرف چلنے کا گیان عطا کر۔ جس سے یہ اودیا کا جال آریہ ورت سے جلد دور ہووے۔ اوم شانتی شانتی شانتی۔ مورتی پرکاش سماپت ہوا ۔

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

جتنے پھول تھا کے ان پرس مت بھول   سر پر کھڑی خزاں ہے ہوگا سب ملول
آدمی اور انت سے جو نیارا ہے ایک   یسدن درڑھ کر پریم سے اسکی پکڑو ٹیک
نرگن سگن پاربرہم کبھو نہ دھرتے اوتار   سرب شکتی اور گیان سے پردھاراں ادھار
سرشٹی کے آرمبھ میں وید کئے پرکاش   رشی چار کے ہردے میں جیسے آوے سواس

کبت

دیانند اور آنند ملکے بنے سوامی دیانند سوتیج اور دیانند کی مثل مشہور ہیں
دھیان اور گیان اکیلے جہاں میں شانت کئے پوپ جو ہٹ کے مردود ہیں
ودیا سے میں جو توبیخ بداعت والے پوجا کرا دیں اپنے گیان سے نعوذ مس
پول ان کا پھول بہال حال کو جلا دیا دھول کی آتار کھال کئے ٹیک ٹیک ہیں

خلاصہ از پوتھی گلاب چمن مصنفہ گلاب داس موسنتھہ

پوتھی ایک ہوت تس بھاشا اپار ہماں   گلاب داس کی کرت ہے خاص پنجاب زباں
جس سے بہت ویدانتی پڑھتے اندر بھوگ   آپ میں نہیں مانتے کرے یوگ ابوگ
گمبھیر پوتھی یہی ہے اس پوتھی میں جان   سنکا دل سے دور کر بھوگ کرے انسان
آدھے لیکر انت تک دیکھی ٹیک تمام   آئی گندی پاسنا اس ہو یا ہے تمام
راہ میں ملے مہاتما ان سے پوچھا حال   بولے پوتھی گلاب میں دوش جان کمال
اس کارن سے سوچکر کہوں جواب بنائے   تا اس بھونڈے باغ پرست کوئی من برمائے
پہلے تو مانو کہ دو سکتے داس گلاب   یہ بیکار بلین سے ہے تمام خراب
دوجا ہیں ماں باپ جو بھائی بند اور میت   ان سے وہ نباہ دے گر زنجیری ریت
پنجا جو ہے استری آئے وہ کس کام   مت سیمت جا کرتی بھوگ سدا آرام
کر بیٹھ کی یاری تاکتے ہیں مہاراج   کل لوگ اور وید کی سبھی نیا کو لاج
ہکوسلے دور اندلیس منہ سے جھوٹے کتاب   سنکے۔ وہ ہو سیتے بن دیکھے در باب
کر تحقیق دیکھو حقیقت تن میں کوئی   بدھی ودیا سے جو ہے ویسے ہی ہوئی
وید پوران کو کھیت کئے کتنے گیا و چار   ایکسیر مانم ہے اور سر کو دستار
ات پرت کل گرنتھ کا یہ ہے پوتھی جان   جیو کے پھول ابھنگ برہم ادتر دو جانان

سلے پوتھی پانی ۔

بھوگ اندر یوگ کا کرم ہے جیو سدا نرلیپ   پاپ پن نہیں جیو کچھ جھوٹ سمجھے دکھیا

چوپائی

سرگیا نہ سنگ برہم۔ اہنگ ہماسمی   اسنگ آتما برہم۔ تتوم اسی
چار ویدوں کے چار مہا واک   مول یہی ہے کہوں بیباک
کرم کانڈ ہے سارا وید   کرم گیان میں بہتا بھید
اس کارن سب دھندے چھوڑ   مہا واک سے من کو جوڑ
سوہنگ جاپ پکارے وید   جیو برہم میں مولا نہ بھید
جو جی چاہے وہ کھاؤ نسنگ   پہنو جو کچھ بھاگے انگ
بھول سے ایشور ہو گیا جیو   گیان ہوئے پھر ایشور تھیو
اور دوجا کوئی ایشور نا ہیں   جو کچھ ہے سو ہے من ماہیں
اور گیان پر تھا سب جان   گیان یہی سکھ بھوگ مہان

دوہا

پرمشارتھ کو چھوڑ دے اودم پرمت ڈول
کرشن گمینا کی طرح تم ہر دم کرو کلول

عطر روحانی بجواب گلاب چمن

دوہا

برہما سے لیکر نک جتنے گیانی ہوئی   چار وید منتب تجھے سمجھے جانو سوئی
مانو کہو سمجھ کر لیو ہے ملنے نہ بارم بار   اس کارن اس دیہ سے کر اپنا نستار
کرم اپاسنا اور گیان تینوں ملکر جان   ایک بھگتی تب ہوئی ہے پورن لگے دھیان
کرم سے پیت اپاسنا برتی ہوتی صاف   اور اپاسنا کرم بن جان گیان خلاف
بن گیان کے پریم بھی بھرما دیں دن رات   بنا گیان اپاسنا کی بھی آدھی رات
اصل پریوجن جان کے کرکے سوچ وچار   اس مثال پر غور کر تینوں بات تیار
جو تن بنتا کرم ہے اپاسنا کہا نا جان   ترپی ہونا گیان ہے اور سبھی اگیان
بستر بنانا کرم ہے اپاسنا پوشش جان   گرمی سردی شرم کو ڈھکنا ان جان گیان
ردّ مار بڑھنا کرم ہے عمل اپاسنا جان   بھرم نوارن گیان ہے نیوں تو پہچان
پیدا ہونا کرم ہے ودیا اپاسنا جان   پر اپکار گیان ہے جس سے ترے جہان
جن کو بدھی گیان کی وہ سمجھے ہیں خوب   بن ملنے ان تین کے کب پاوے محبوب
ریہ کو چھوڑیں جھگڑیں ملیشک کرم پیاگ   جیسے مت کھو گیان حسانر روویں آگ
جو جانے ہے بھوگ کو پیدا ہوا بشر   وہ اگیانی سور ہے یا سوان یا خر
نہیں کچھ جلوہ گیان کا اسکے من پرکاش   وہ چمگادڑ اندھ ہے یا الو ہے باس
کرم اپاسنا گیان سے جو سے مانو کہ دہان   اسکو وید پکارتے دشٹ جہاں ملیں
سندھیا کرنا کرم ہے اپاسنا یا نام   ارتھ سہت جو دھیان ہے یہ ہے گیان مدام
سیوا ماتی اور باپ کی نت کرم پہچان   پھر وید میں حکم ہے دیوتا ان کو مان
شردھا ساتی سمل کر پریت کرو جنت اسے   یہی تریں تراوہ ہے مواشہ بھوجن تھال
جنم نیپل باس تو ٹہل کریں دن رات   دکھ دکھ دور ادن انت گھٹن بھوگیں نرک اپات

ہر مانوکھ پر فرض ہے سیوا کریں ہمت   اِن کی سیوا کا لیکھے جان نہیں کلمش
رام چند مہاراج جو بدھی مان تھے ودوان   آگیا پالن باپ کی بن کو گئے سجان
اور ہزاروں بدھی مان من کر یہ فرمان   ماتا باپ کے سرن پر ہو گئے ہیں قربان
چاہئے سونا سُکھ ست آپ کمائے جگ دیئے   تمکر سے بنے فقیر سے کیا پرشارتھ بھیئے
پر سنیاسی ہووے نا اُتم ہدّ تہ بان   پرشارتھ کا مول ہے اور بڑھائے گیان
ودیا وان سنیاس لئے اُپدیشی سنسار   مورکھ جو سنیاس لئے آپ ڈوبے منجدھار
ودیا وان سنیاس لئے سوچ جگت اُپکار   مورکھ جو سنیاس لئے دیکھی سندر نار
ودیا وان سنیاس لئے ویدک پرکاش   مورکھ جو سنیاس لئے چرس بھنگ کا تان
مورکھ جب سنیاس لئے تبھی اگورہی جان   مانوکھ گندگی کھائے ہے کہتے سوں اسمال
رن کی پاہ کے کارنے جو کوئی بنے فقیر   دین دنی کے بیچ میں سمجھو ہوئے حقیر
جگت چھوڑ کر جائے گا تو بتلا کس کون   ساری پرتھوی جگت ہے جس پر کہنے گون
جتی رہنا کب دھرم ہے بن پالے برہم چرج   سب جگ جگر جتی ہوئے مٹے متر اور ہرج
بند ہووے روزگار سب لٹ جاوے پرواہ   تاں تم سمجھو سوچ کر کچھ نہ ہووے نباہ
استری کرنا دھرم ہے وید حکم سچ جان   گرہست آشرم کیو تب میں من ہوگے حیران
استری ڈھال گناہ کی رہے پاپ سے دور   جو کچھ پاپ اکھوگ کا اس سے بچے ضرور
اول کرو برہم چرج اور پیچھے کرو گرہست   تیجا بان پرست ہے چوتھا ہے سنیست
اردھنگی ہے استری حکم منو کا جان   بن استری جگ جیئے کہاں تیاگو جھوٹا گمان
جھوٹھی لاج جہان کی تیاگو کرو وچار   ست حکم جو وید کا وہ نہیں سیاگن ہار
وید کہے جب ایک برہم تیاگو اور پکھنڈ   یاہی کارن جگت میں بنے سام اور ڈنڈ
برہم گس تا جگت کا جیو بھرا اگیان   برہم بیاپک سرب میں جیوا دھو گیان
اب بتلاؤں جیو کو سمجھو کر کے خیال   تری ہی دوار سے پرکھنا ہے بات محال
بدھی اور من چیت سب اسرے جیو کے جان   بناں سہارے جیو کے بیداپرمان
ویدکو نیا گے جیو جب تری رہے تب یہ   کُھبے ہے نہ شدھ ہے بدھ چینوتا کرے کوئی سمہ
دیہہ کا مالک جیو ہے اور شاکھی پر پہچان   دیہہ بیل جیو ڈرائیور اور انجن ہے جان
لکھا صاف ہے وید میں شو کہم ویستے من   من سے بچے نکھ ہے بدھ سے جو پٹش
پر سے جیو سے برہم ہے جیکا سب پرکاش   سرب بیاپی برہم ہے ست چت آنند ما
بدھی من اور چیت سے ذرا سوچ کر دیکھ   آشرت سب ہیں جیو کے یہ بھو نیارا ایکھ
ادھیائے چالیسواں تو نت یجر وید کا جان   اُس میں جیوا ور ایس کا برنن کیا بکھان
رگ وید میں دیکھئے برہم گیان وچار   حالت پوری جیو کی مجبہ ہوئی اظہار
سام وید میں برہم کو ستیل کھوج بیش   اتھرو وید برہم جیو کا کامل ہے اپدیش
نستیت ویدوں میں نہ فرضی مہا واک   پوچھ کسی ودوان سے کھول دھرم کی تاک
لیکن ان کا ارتھ بھی آپ نے سمجھا اور   ایکتا جیوا ور برہم کی نہیں ان میں کر غور
ساری شرتی تیاگ کر دو اکھشر لئے دھار   ان سے واس گلا سبھی کچھ نہ ہوں نستار
ایکتا جیوا ور برہم کی نشٹ اسنبھو جان   یہ سراپا بھرم ہے نہیں گیان اگیان

چوپائی۔

کرم اپاسنا تیرا گیان   ان سے ملکر ہے وگیان
ان چاروں کا کامل حال   ویدوں میں ہے پڑھ کر بھال
کرم اپاسنا پوری جان   پورا گیان ہے کل وگیان
سنیں گرنتھ سیر نکھ ہے وید   گیان دیدیں یا دیں کھید

ستو ہنگ جاپ ہمس وچ وید   اس کا سن ہے غم اور کھید
مہا واکھ کا ارتھ ہے اور   ویدانت ہوا تی کو بیٹھ کر غور
ودیا بن کب ہووے گیان   بن ودیا نر پشو سمان
ویدانت شاستر جو کرت وماس   اس سے مٹتے سب وسواس
صاف لکھا ہے پڑھو وچار   سب سکھ مٹھی برہم اک سار
بھوگوں پر مت ڈول اگیانی   شنتی سنو کی ستار نہ پانی
وہ گرو سے پان کبھو کرے   آوت جاوت جنمے مرے
بل سے دہووے مود مہانیت   شدھ کھان آوے کا جی بھیت
وتے کاماتش دن کرے   من میں ہیاں پر کبھو نہیں ٹھہرے
جیسا اس کے ہو آو بھیں   ہٹکے جال میں جیتے ہیں
من کا ما بھوگ میں چھپٹے   گر بہہ گیان نہ من سے مٹے
ٹھگ بھاوترے سنسار   بن بھگتی نر ہوئے خوار

دوہا

یار برہم کرتار میں بھول نہ کبھوں جان   سرب گیاتا پار برہم کیسے ہوئے نادان
برہم مثال سمندر کے جیو مچھلی جان   نہ ہو میں سمندر اور نہ ساگر میں ہیان
جگت بھوگ لکھے جو کرشن کے گوپیں سنگ با   وہ سب بھاگوت کار کے کھول کلپنا جان
کرکے انت سماپتی کہدیا صاف پکار   سچا چمن ہے وید کا جس میں سدا بہار
نہیں دکھ پد نیہہ یات سچ سچ کیا بیان
بن ودیا اور ودبھ کے کبھو نہ ہوئے گیان

سانچ کو آنچ نہیں۔

بنام آنکہ نامش حی جاوید   رساند ناامیداں را بامید

بھومکا

دھرم سبھاؤں کے عموماً اوپدیشک اپنے ویاکھیانوں میں جب آن سے اور کچھ بن نہیں آتا۔ تو سری سوامی جی مہاراج کو ہی کوس کر دل کو ٹھنڈا کر لیا کرتے ہیں۔ مگر ان کے چار یا پانچ مشہور اور دلشک علمی دکھلانے کو ستیارتھ پرکاش کی غلطیاں بھی نکالا کرتے ہیں جو ان پڑھوں کے مقابلہ میں ذرا وقعت کے قابل سمجھے جاتے ہیں۔ ہم نے فیروزپور۔ لاہور۔ امرتسر۔ لودھیانہ۔ پشاور۔ وزیرآباد۔ گجرات راولپنڈی۔ ملتان۔ تھانیسر۔ سہارنپور۔ بنارس۔ ہردوار کے مقامات میں اُن کے ویاکھیانوں کو سنا اور اُن کے ماہوار رسالے اور تین چار چھوٹے ٹریکٹ بھی مطالعہ کئے۔ سب میں مجموعی طور پر وہی اعتراض اور دلائل دیکھے۔ ان دنوں ہمارے پاس ایک مہربان نے رسالہ مذہبی سوامی دیانند سرسوتی کی دہان نامی ارسال کیا جنہیں ایک صاحب شیونرائن پرشاد کالیتھ سکینہ نے تصنیف کیا ہے +

انہوں نے اُن سب اعتراضوں کو یکجا کر کے ۵۳ صفحے کی چھوٹی تقطیع میں یہ رسالہ لکھا ہے۔ ہم اعتراضوں کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اور ایشر جانتا ہے۔ کہ اگر ست کی تحقیقات سے اعتراضات کئے جاویں تو چشم ماروشن دل ماشاد۔ ہم ہر وقت حق کے مخالفوں کو جواب دینے پر تیار اور کسی صحیح اعتراض کے قبول کرنے

نے کبھی انکار نہیں کرتے۔ اور انکار کر ہی کس طرح سکتے، جبکہ ہم ایک ایسے نیم کے پابند ہیں جس کے سبب سے ہمیں تمام مذاہب باطلہ سے نرالا فخر ہے یعنی ستیہ کے گرہن کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے یا یہی وجہ ہے کہ ہم اس رسالہ کو بھی اپنی عادت کے موافق غور سے کئی بار پڑھکر اُس کے جواب لکھنے کو قلم اُٹھاتے ہیں۔ ہمیں امید غالب ہے کہ اِسے پڑھکر حق کی متلاشی طبیعتیں اور رستے سے کسی طرح بھٹکے ہوتے دل ضرور راستی کی طرف متوجہ ہونگے +

اعتراضوں کے جواب

اعتراض۔ جو لوگ سوامی جی مہاراج کے زیادہ معتقد ہیں۔ وہ تو یہاں تک دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مذہب کے متعلق جتنے امور ہیں۔ سب ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پستک ہے وید اور دھرم شاستر اور سب ست شاستروں کا کام دیسکتی ہے۔ اگر اس بھارت ورش کا بھلا ہونا ہے۔ تو اسی کے وسیلہ سے ہوگا۔ اور اگر اس دیش کی اُنتی ہوگی۔ تو اسی کے ذریعہ ہوگی۔ سوامی جی نے ہمارے اوپر بڑی دیا کرکے دریا کو کوزہ میں بھر دیا ہے۔" (صفحہ ۲) +

تردید۔ یہ اپنے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنے والے الفاظ لکھے ہیں ہم ایسا ہرگز نہیں مانتے ہیں کہ وید اور ست شاستروں کا کام بھی ایک پستک دیسکتی ہے۔ آریہ سماج کے ہر ایک ممبر کا اعتقاد ہے۔ کہ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے "وید کا پڑھنا پڑھانا۔ سننا سنانا آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ ویدوں سے بڑھکر ہم کسی کتاب کو قابل قدر نہیں سمجھتے اور وید مقدس کے سوا کسی اور گرنتھ پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔ بھارت ورش اور سنسار کا بھلا جو کچھ ہوگا۔ وہ وید مقدس پر عملدرآمد کرنے سے ہوگا۔ اور ویدک دھرم کے ماننے سے لیکن اب یہ سوال باقی رہا کہ پھر ستیارتھ پرکاش کیا ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ آریہ سماج کے بانی اور وید مقدس کے فاضل شارح شری سوامی دیانند جی مہاراج کی تصنیف ایک ویدک پستک ہے۔ اور ایسی اُن کی تصنیف کردہ ۳۹ کتابیں اور ہیں جن میں ۱۵ ویاکرن کے متعلق اور باقی تمام دھرم سمبندھی ہیں۔ انہیں میں سے ایک ستیارتھ پرکاش ہے اس میں سوامی جی نے ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے ادیان کا نہایت عالمانہ تحقیقات سے خلاصہ مع تنقیح حال لکھا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں ویدک دھرم کی خوبیاں بھی بتلائی ہیں۔ اور یہاں تک ہی صبر نہیں کیا۔ بلکہ ویدک دھرم کے متعلق کئی ضروری باتوں کا با اختصار بیان بھی کیا ہے۔ اور زیادہ تر نیاپورک معقول دلائل سے خود اعتراضات کی تردید کی ہے۔ پس ستیارتھ پرکاش ویدوں کے متعلق سوامی جی کی تحقیقات کا ذخیرہ اور ویدک دھرم کی طرف لوگوں کا رہنما ہے لیکن ان کا وید بھاشیہ نہایت اعلیٰ درجہ کی بے بہا تصنیف ہیں۔ جن میں وید مقدس کے متعلق پرانک اور تانترک مت والوں کے سراپا باطل اعتراضوں کا ابطال اور یورپین فلاسفروں کے دہریت کے خیالات کا بطلان نہایت واضح علمی و عقلی شہادتوں سے کیا ہے بام مارگیوں اور بت پرستوں کے تمام شکوک کو مٹا کر دیوتا پرستی اور عناصر پرستی کی بنیاد کو منہدم کر دیا ہے جنکے سبب آفتاب وید مقدس اپنی اصلی روشنی میں جہانتاب ہو رہا ہے۔ یہ سب اُن مبارک تصنیفات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ سنسکرت زبان اور ویدک تعلیم سے بام مارگی بھاشیہ کاروں کی بدولت لوگوں کو سخت نفرت ہو گئی تھی۔ ہمارے بیان کرنے کے سوائے آپ دھرم سبھا اور اُس کے حامیوں سے بھی مخفی نہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے + ؎

ہے سینہ بھاشیہ ترا مظہر مطالب وید   زباں ہوتی ہے جس طرح ترجمان دل

اعتراض۔ پہلے ستیارتھ پرکاش میں منتروں کے معنے مردوں کے شرادھ کئے جانا بیان کئے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے ستیارتھ پرکاش میں مردوں کے شرادھ کا اُلٹا کھنڈن کیا۔ یہ پریس والوں کی غلطی نہیں ہے۔ سوامی جی کی ہے۔ المختصر نمبر ۵۵ +

تردید۔ یہ آپ کا اور دھرم سبھا کے اکثر پنڈتوں کا بے بنیاد الزام ہے۔ اور ممبران آریہ سماج کی نظر میں اُس کی ذرا بھی وقعت نہیں ہے تعصب کے سبب آپ مانیں یا نہ مانیں۔ مگر ہم آپ کو اصل واقعہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ آپ و ناظرین اُس پر غور کریں +

ستیارتھ پرکاش بار اول بسال ۱۸۷۵ء بنارس میں طبع ہوا ہے لیکن اُس ہی سال کی طبع شدہ وید اور کتابیں بھی ہیں۔ بلکہ اُس سے ایک دو سال پہلے کی + سب سے اول کتاب جو آریہ سماج کے واسطے طبع ہوئی۔ وہ بھاشیہ سہت سندھیا اُپاسنا ہے۔ یہ بزبان سنسکرت بمبئی میں طبع ہوئی۔ (اشون سمت ۱۹۳۱ کو مطابق ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء۔ آریہ پرکاش پریس میں) اُس کے صفحہ ۲ و ۱۲ پر مرتک شرادھ کا کھنڈن ہے۔ پھر یہ گرنتھ اُسی سال میں مطبع نولکشور میں طبع ہوا ہے اُس میں بھی صفحہ ۱ سطر ۳ میں مرتک شرادھ کا کھنڈن ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ۲۔ اگست ۱۸۷۵ء کو جو سوامی جی نے پونا میں دیاکھیان دیا ہے۔ اُس میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا ہے اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ پہلی سنسکار ودھی میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا ہے۔ جو سمت ۱۹۳۲ بکرمی کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے سوا جو لیکچر سوامی جی نے ۱۸۷۶ء میں بمقام متھرا دیا اُس میں بھی مرتک شرادھ کا کھنڈن کیا تھا۔ منشی کنہیا لال صاحب الکھ دھاری نے اپنے رسالہ میں اُس پر نوٹ کیا ہے۔ ان کے علاوہ وید بھاشیہ بھومکا جو بھادوں شدی ۱ سمت ۱۹۳۳ مطابق ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کو تصنیف ہوئی۔ اُس کے صفحہ ۲۵۱ سے ۲۶۶ تک مرتک شرادھ کی تردید موجود ہے۔ وید بھاشیہ کے ساتھ پہلے ہی وگیاپن دیا گیا کہ مرتک شرادھ وید ورودھ ہے اس کے علاوہ سوامی جی نے بروقت معلوم ہونے اُس مطبوعہ غلطی کے ایک نوٹس بھی چھپا کر شائع کر دیا تھا۔ غرضیکہ کبھی بھی آریہ سماج میں بحیثیت مجموعی ویدک حکم تسلیم ہو کر مرتک شرادھ جائز نہیں جانا گیا۔ اور نہ کسی ممبر کا اعتقاد ہے۔ یا کبھی آریہ سماج کے قیام کے بعد ایسا عقیدہ رہا۔ پس یہ اعتراض سراپا بے بنیاد ہے۔ ضرور پریس والوں کی بھول ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کے قائم کرنے سے ایک مدت پہلے سوامی جی اِس خیال کو چھوڑ چکے تھے۔ ممبران آریہ سماج ایسے واہی اعتراضوں سے کچھ اندیشہ نہیں کرتے۔ کیونکہ آنرا کہ حساب پاک است از محاسبت چہ باک +

اعتراض۔ سوامی جی پیشتر کے سارے رشی منیوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے۔ وہ خود اِس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ کہ جو برہما آدک رشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں۔ اُن کو پرتہ پرمان ارتھات ویدوں کے انکول ہونے سے پرمان اور جو ان میں وید ورودھ بچن ہیں۔ اُن کا اپرمان کرتا ہوں"۔ اِس آخری فقرے میں سوامی جی نے صاف لکھ دیا ہے۔ کہ براہمن وغیرہ گرنتھوں میں وید ورودھ بچن ہیں۔ (ص ۱۲—۱۴) +

تردید۔ بھائی صاحب آپ اِس کا مطلب بالکل نہیں سمجھے۔ سوامی جی نے چونکہ وید کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ اور تمام رشی منی بھی انہیں سوتہ پرمان مانتے تھے پس ضروری ہوا کہ سوتہ پرمان اور پرتہ پرمان کے معنے کئے جاتے۔ اگر سب رشیوں نے ویدوں کو سوتہ پرمان مانا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے کسی رشی یا کسی گرنتھ کی کسی بات کو جو وید ورودھ ہے۔ اُسے پرمان نہیں

کیا۔ ایک مہاتما کا واک ہے + स्मृतेर्वेद विरोधेतु परित्यागो यथाभवेत्तथैव लोकिकं वाक्यं स्मृति वाधे परित्यजेत् ॥

یعنی جس طرح سمرتی کا قول وید کے وِرودھ ہونے سے تیاگنے کے لائق ہے اسی طرح لوک باتیں سمرتی کے خلاف تیاگ دینی چاہیئے۔ ایک اور مہاتما نے بھی کہا ہے +

श्रुति स्मृति पुराणानां विरोधो यत्र दृश्यते ॥

یعنی شرتی۔ سمرتی پورانوں (اتہاس) کا جہاں ورودھ ہو۔ وہاں شرتی سمرتی کے ورودھ میں شرتی کو ماننا چاہیئے۔ اور سمرتی اور پورانوں کے ورودھ میں سمرتی بلوان ہے۔ ایسا ہی منو نے لکھا ہے۔ کہ جو سمرتی کہ وید کے خلاف ہو۔ وہ تیاگنے کے لائق ہے +

مہابھاشیہ میں لکھا ہے + नैवेश्वर आज्ञापयति नापि धर्मसूत्रकाराः पठन्ति ॥ अ० १ पा० १ आह्नि० ६ सू० ४१ =

یعنی نہ تو ایشور نے وید میں اگیا دی ہے اور نہ دھرم سوتر کار رشی فرماتے ہیں۔ پھر ہم شرتی اور سوتروں کے خلاف کسکا قول کیسے تسلیم کریں۔ حضرت من یہی مطلب سوامی جی کا ہے۔ اور اس سے تو شاید کسی خود غرض کے سوائے کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا کہ سمرتیوں اور براہمنوں۔ اتہاسوں اور سوتروں تک میں ملاوٹ کردی گئی ہے خواہ وہ بالارادہ ہو یا بغیر ارادہ کے۔ نروکت میں بھی صد ہا گرنتھوں کے مقابلہ کرنے سے پچاسوں جگہ پاٹھ بھید دکھلائی دیا ہے۔ جو پنڈت ستیہ برت ساماشرمی جی نے ظاہر کردیا ہے (دیکھو نروکت مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور یہی حال منوسمرتی کا ہے۔ اور نہ اس سے براہمن گرنتھ مستثنےٰ ہیں۔ اور وام مارگیوں کے دست برد سے وہ ہرگز نہیں بچے۔ اور نہ بچ سکنا اُن کا ممکن تھا۔ کیونکہ اول تو اُن کی کوئی تعداد مقرر نہیں۔ دوم اُن کی حفاظت کا کوئی معقول قاعدہ نہیں تاہر بام مارگیوں کے زمانہ میں خاصکر اُنہیں کو وید مانا جاتا تھا۔ اور اندھیر نگری چوپٹ راجا کی طرح اُنہیں کو ویدوں کا قایم مقام سمجھا گیا۔ تنتروں کے مول بھی یہی گرنتھ ٹھہرائے گئے۔ اور اُنہیں کے حوالے ہر جگہ بام مت کے گرنتھوں میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان میں وید ورودھ بچنوں کے ماننے سے کون مرد میدان ہے جو ممبران آریہ سماج کے سامنے انکار کرسکے۔ ہم ایک دو نہیں۔ بیسوں مقام دکھانے کو حاضر ہیں +

اعتراض۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۰۶ پر لکھا ہے۔ کہ رام نام سمرن نِشپھل ہے۔ ہری۔ رام۔ کرشن۔ نارائن۔ شیو اور بھگوتی نام سمرن سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا۔ چلو بھگوت بھجن اور نام رام سمرن سے تو چھٹکارا ملا +

تردید۔ بےشک رام۔ ہری وغیرہ کے ناموں کے سمرن سے پاپ نہیں چھوٹتے اور پاپ ایسی چیز ہے کہ بغیر سزا ملے کے چھوٹ سکے اور ویدک طریقہ کے مطابق رام۔ ہری۔ کرشن یہ تینوں پرمیشور کے نام نہیں ہیں۔ بلکہ پہلا نام پرسرام۔ بلرام۔ رامچندر۔ ان تینوں کا یا تینوں میں سے ہر ایک کا ہے ہری بندر اور گھوڑے کا نام ہے۔ کرشن۔ کرشن چندر۔ اور بیاس کا نام ہے۔ اور کرشن پکش یعنی اندھیری ۱۵ راتریوں کا بھی نام ہے۔ پرمیشور کا ہرگز نہیں۔ اور وید مقدس کے کسی منتر میں یا نروکت وغیرہ کسی ویدک کوش میں بھی یہ پرمیشور کے نام نہیں لکھے۔ اور رام اجودھیا باشی۔ شِو کیلاش باشی اور کرشن دوارکا باشی کے پرمیشور اور ایشوری اُوتار مانے جانے کے بعد یہ نام پرمیشور کے گھڑے گئے ورنہ اس سے پہلے کسی گرنتھ میں یہ نام پرمیشور کے نہیں۔ بنا براں انکا وِرد کرنا پاپ چھڑوانے کے عوض پاپ کا بھاگی بناتا ہے۔ کیونکہ شاستر میں لکھا ہے کہ ایشور کو چھوڑ کر جو کسی دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے۔ وہ پشو ہے۔ باقی رہے نارائن اور شِو۔ بھگوتی یہ سارے تو نہیں۔ مگر ایک دو ضرور وید میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور رشی منیوں نے تینوں نام ایشور کے واسطے استعمال کئے۔ ان کے ورد کرنے میں پاپ نہیں ہے۔ بذات خود یہ اُتم ہیں۔ مگر پاپ انکے جاپ سے نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ پھل بھوگنے سے چھوٹیگا۔ توبہ والوں کی طرح نام سمرن سے اور خصوصاً مالا ٹیک دل ہے وہ بیدر + یا تسبیح بدست زاہد خشک بال مردم = بقول کبیر جی کے مالا پھیری من میں پھیرا گھس گھس گیو شریر۔ سا بالکل فضول اور لایعنی حرکت ہے اور پھل میں اپنے اور پر خوش اعتقادی جانے کے واسطے یہ ایک قسم کا دام ریا کاری ہے۔ اسی لئے سوامی جی نے اس کو منع کیا ہے۔ ہاں ایکانت میں ایشور کی دھیان اور اُسکے سمرن کو کسی جگہ بُرا نہیں کہا۔ بلکہ اُس کی ہدایت کی ہے۔ (دیکھو وید بھاشیہ بھومکا پرارتھنا وشے) جس طرح سوامی نے لکھا ہے۔ اُسی طرح پاتنجلی جی نے یوگ میں لکھا ہے +

तस्य वाचकः प्रणवः ॥२१॥

तज्जपस्तदर्थभावनम् ॥२८॥ पा० १

یعنی ایشور پرماتما کا واچک یعنی جتلانے والا۔ یا سنبھودھن کرنے والا سب سے اُتم نام اوم ہے۔ یوگی جن یا اُپاسک کو چاہیئے۔ کہ اس اوم اکشر کا جپ کرے لیکن اُس کے ارتھوں کو سمجھکر۔ کیونکہ سنسکرت میں ستو نترجی فرماتے ہیں +

यथा खरश्चन्दनभारवाही भारस्यवेत्ता न तु चन्दनस्य एवंहि शास्त्राणि बहून्यधीत्य अर्थेषु मूढाः खरवद्वहन्ति ॥

یعنی جیسے گدھے کے اوپر چندن لادنے سے وہ بوجھ کو جانتا ہے۔ نہ کہ چندن کو ایسے ہی شاستروں کے پاٹھ ماتر کرنے سے اگر ارتھ (معنے) سے محروم ہے۔ تو صرف گدھا ہے +

اعتراض۔ ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے۔ ہوم کیا ہے۔ وایو شدھی کی ترکیب (۱۶) +

تردید۔ یہ آپ نے آریہ سماج سے یا سوامی جی سے ہی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ تمام رشیوں اور منیوں بلکہ خود وید مقدس سے۔ حضرت رشیوں وغیرہ کا یہی ارشاد ہے۔ اور آپکے مانے ہوئے خدا یعنی کرشن جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو گیتا ادھیائے ۳ شلوک ۱۴ تا ۱۵) منو جی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے (ادھیائے ۳ شلوک ۷۰ و ۷۶) اور آپکے مانے ہوئے شو سروپ شنکراچارج نے بھی ایسا ہی تسلیم کیا ہے۔ دیکھو گیتا بھاشیہ ادھیائے تین) بےشک ہون کا پھل وہی ہے۔ جو وید میں ارشاد ہے۔ اور ویسا ہی سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش و سندھیا اور بھومکا میں اندراج فرمایا ہے۔ آپکا اعتراض قلت تدبر سے ناشی ہے۔ پس سب کو اُس ایشور آگیا کی حتی الوسع تعمیل کرنی چاہیئے +

اعتراض۔ بھلے چنگے میں آچمن اور مارجن کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ آچمن بموجب تحریر سوامی جی کے کف اور پت کی نورتی کے لئے ہے اور مارجن آلس دور کرنے کے ہیتو ہے اور جل پراپت نہ ہو تو نہ کرے۔ (۱۶) +

جواب۔ آچمن کا پھل وہی ہے جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ مگر فہم سخن گر نکند مستمع بہ قوت طبع ز متکلم مجو۔ دیکھو منو سمرتی میں بھی لکھا ہے۔ (ادھیا +

شلوک ۵۳ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۷۰) ان میں آچمن کا ذکر ہے۔ ۵۳ میں تو آچمن بھوجن کے بعد لکھا ہے وہاں مطلب صرف بقاعدہ طب مدد ہاضمہ کے واسطے جل کا استعمال ہے۔ کیونکہ ویدک شاستر کے مطابق بھوجن کے بیچ میں جل پینا نہیں چاہیئے۔ ۶۰-۶۲ تک سندھیا میں آچمن کی ودھی ہے۔ وہاں بھی مطلب پاکیزگی اور صفائی سے ہے۔ مگر شاید آپ کے نازک خیال میں کف نورتی اور پت نورتی صفائی نہیں۔ گلے کی خشکی کا دور ہونا ہی وہاں مطلب ہے۔ کیونکہ پرانایام میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ علی الصباح اٹھکر بھی عموماً یہ حالت ہوتی ہے۔ جو لوگ سندھیا کرتے ہیں وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ کی بلا جانے اپنے حقیقی رشتہ دار آریہ بھائیوں سے آچمن کے فوائد پوچھیے۔ جو نت پرتی سندھیا کرتے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح آچمن سے کف اور پت کی نورتی مراد ہے۔ خواہ وہ گلے کی ہو۔ یا زبان کی شلوک ۷۰ میں بھی وید پڑھنے سے پہلے آچمن کرنیکا حکم ہے مطلب وہی گلے کی کف وپت کی نورتی ہے۔ کیونکہ سوانس کی آمدورفت سے گلا خشک ہو جاتا ہے اور لکچر میں پانی پینے سے بھی یہی مطلب ہے اگر یہ باتیں نہ ہوں یا پانی نہ ہو۔ تو سندھیا میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر ہم آچمن یا مارجن نہ کریں۔ پانی سے آلس کا دور ہونا تو ایک بدیہی بات ہے خون کی نورتی کا بھی یہ ایک اعلیٰ ذریعہ ہے اور ایک قسم کا سلف میسمیرزم بھی ہے یہ تو ہے سوامی جی کی فلاسفی۔ اب آپکو چاہیئے کہ ہوم اور مارجن اور آچمن کے متعلق شیو اور نارائن کے واسطے کوئی پورانک فلاسفی ہم کو بتایئے +

اگر صدق داری بیار دیا

اعتراض۔ سنسکار ودھی میں یگوپویت کرنیوالے بالک کو تین دن کا اپواس کرنا لکھا ہے اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ کسی کا اپواس ست نہیں ہے۔ برت سے کشٹ ہوتا ہے ان دونوں میں پرسپر وردھ ہے۔ سوامی جی کا آخری حکم بھی ہے کہ اپواس کرنا ست نہیں۔ جس میں آرام ملے وہی ست ہے (۱۶) +

تردید۔ افسوس کہ لوگ دیدہ و دانستہ حق سے منہ چھپایا کرتے ہیں دیکھئے کہ کیسی بری بات ہے حضرت من وہاں ایسا ہرگز نہیں +

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۴ و ۴۴۱ میں سوامی جی نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جینی لوگ جو عام ہندوؤں کے برتنوں کو برا کہتے ہیں اور اپنے برتنوں کو اچھا یہ اُن کی غلطی ہے وہاں کی اصلی عبارت یہ ہے۔ اپنے پاکشن آدمی برتنوں کو اتی سرشیٹ اور نوچ آدمی کو دشٹ کہنا موڑھتا کی بات ہے کیونکہ دوسرے کے اپ دھاموں کی نندا اور اپنے اپ دھاموں کی ستتی کرنا سجنوں کا کام نہیں۔ ہاں جو ستیہ بھاشن آدمی برت دھارن کرتے ہیں۔ وے تو سب کے لئے اُتم ہیں۔ جینیوں اور انیہ کسی کا اپواس ستیہ نہیں ہے۔ باقی رہی سنسکار ودھی۔ اُس میں بھی ایسا نہیں ہے وہاں تو تین دن دودھ۔ چوٗ۔ اما لکیا۔ (جو دودھ دہی کھنڈ۔ کیسر کے مرکب سے بنتا ہے)۔ کے کھانے پینے کا ارشاد ہے۔ یعنی تین دن صرف ان تینوں میں سے کوئی خوراک کھاوے۔ مطلب یہ ہے کہ ستوگنی خوراک کھاوے جس سے وہ نیم میں رہنا سیکھے۔ اور اس سے آگے تمام برت یعنی نیموں کو پالن کرنے میں تت پر ہو۔ وہ تو یگوپویت کا ایک سادھن یا طریقہ رشی پربیت ہے پس آپ کا الزام سراپا بے بنیاد ہے۔ بتلایئے آپ نے یہ کتنا خلاف واقعہ لکھا۔ کہ کسی کا اپواس ست نہیں برت سے کشٹ ہوتا ہے مگر یہ بالکل ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۴۴ میں نہیں ہے۔ اور وہ نہ سنسکار ودھی میں ایسا ارشاد ہے۔ افسوس کہ لوگ الزام دینے کی خاطر حق کی کچھ پرواہ نہیں کرتے +

۱۷۔ **اعتراض۔** جنیؤ کی بجز اس سے زیادہ کچھ توقیر نہیں۔ کیونکہ سوامی جی نے اُسے ودیا کا چنہہ مانا ہے۔ ستیارتھ پرکاش ۳۸۵ +

تردید۔ بھائی کایستھ صاحب۔ آپ یگیوپویت کو کیا جانیں۔ معاف رکھیے۔ خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے باز آیئے۔ یگیوپویت فی الحقیقت ودیا کا چنہہ ہے بڑا صاف پرمان اس کا یہ ہے کہ اُس کے بعد ہی ودیا چنہہ ارمبھ کرایا جاتا ہے خود یہ لفظ بھی یگ اُپویت سے مرکب ہے جس کے معنی کبھی بھی اُسکے علاوہ نہیں ہیں۔ جو سوامی جی نے بیان کیئے۔ پنچ یگیہ کا ادہکار۔ (یعنی برہم یگیہ۔ دیو یگیہ۔ پتری یگیہ۔ اتتھی یگیہ۔ وشو دیو یگیہ) بھی یگیوپویت کے بعد ہوتا ہے۔ اور برہم یگیہ کے دوسرے معنے وید ادہین بھی ہیں۔ اُسی وقت سے اُسے گایتری سکھلائی جاتی ہے۔ شاستر میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ جو ودیا نہ پڑھے اُسے یگیوپویت پہنایا جاوے۔ تینوں آشرم جنہیں پنچ مہایگ کرنیکا بموجب وید کے فرض ہے تینوں ورن جنہیں وید ادہین ضروری ہے۔ وہی یگوپویت پہننے کے مستحق ہیں انہیں کو یگیوپویت کا ادہکار ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ یگیوپویت کے تین تار ہوتے ہیں خود اوم پرماتما کا مقدس نام بھی تین ہی اکھشروں سے مرکب ہے۔ ویاہرتیاں تین ہیں۔ اور گایتری کا اچارن بھی تین حصہ کرکے کیا جاتا ہے یہ بھی تین تار ہونیکا باعث ہے تین گانٹھ بھی تین مشہور عقیدوں کا حل ظاہری اور باطنی سربستہ راز ہے برہم چریہ۔ ودیا ادہین۔ ایشور کی فرمانبرداری یعنی بھگتی۔ غرضیکہ ایسے ایسے بیسوں پوتر اصولوں پر اس کی بنیاد ہے اور سب کی جان ودیا ہے۔ ہمارے فاضل دوست پنڈت بھیم سین جی نے بھی اس پر اچھی بحث کی ہے۔ اور اسی واسطے منوجی نے لکھا ہے کہ جو ودیا۔ پڑھے۔ یا سندھیا اور پنچ یگیہ نہ کرے اُسی جنیو اُتار کر شودروں میں داخل کرنا چاہیئے۔ اور اسی واسطے مہابھارت میں لکھا ہے +

ब्राह्मणो पिक्रियाहीनाः शूद्रा दप्यवरोभवेत । शूद्रो
पिव्रत संयुक्ता ब्राह्मणाः स युधिष्ठरः

کہ برہمن یعنی دوج اپنے مقررہ وید ادہین کریا سے رہت ہونے پر شودر ہو جاتا ہے۔ اور شودر برہم چریہ آدی برت کرنے سے برہمن ہو سکتا ہے۔ شاستر کی ودھی یہ ہے۔ کہ جنیو نابھی سے اوپر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ زانو تک تاکہ کان پر چڑھانیکی ضرورت نہ ہو خرابی یہ واقعہ ہوئی۔ کہ برہمن یا پروہت اپنے جسم کے پیمانہ سے بناتے ہیں۔ دکشنا یجمان کے حساب سے۔ رشی چونکہ آزاد۔ مہاتما ایکانت سیوی ہوتے تھے یا برہمن یہ اُن کا کام بطرح بالانشین تمغہ ہے۔ اگر راجہ لوگ اس کے موجد ہوتے تو غالباً سنہری ہوتا۔ مگر۔ برگ سبز است تحفۂ درویش۔ کے بموجب ایک سادھارن چیز یعنی سوت سے اسے بنایا جاتا ہے۔ تاکہ کچھ خرچ نہ ہو۔ اور سب لوگ ست دھرم کے پوتر اصول کو گرہن کر سکیں۔ ایک وقت عورتیں بھی اسے پہنتی تھیں۔ وید میں کوئی ممانعت نہیں۔ اور نہ کسی رشی کا کوئی سوتر ہے کہ نہ پہنے۔ مگر مردوں کے شودر ہونے کے سبب وہ مہا شودر ہو گئیں۔ ایک وقت یہ مقدس دھرم اور ودیا کا رشتہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ جیسے کہ آجکل تار برقی۔ مگر اب صرف پارسیوں اور آریوں کے سوا کسی قوم میں نہیں ہے۔ ایشور کرے کہ لوگ ست دھرم کو گرہن کر اس پوتر رشتہ کو سویکار کریں +

اعتراض (۱۷ و ۱۸) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۹ میں لکھا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ ڈاڑھی مونچھ کبھی نہ رکھنا چاہیئے اور گرم ملک میں چوٹی تک منڈوا ڈالنی چاہیئے چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے۔ یہاں کے باشندوں کو

سوامی جی کے اِس اُپدیش کے بموجب چوٹی تک منڈوا دینی چاہیئے اور ڈاڑھی مونچھ چٹ کرا دینی چاہیئے۔ ورنہ گرمی کے سبب عقل میں نقص ہو جائیگا +

تردید۔ آپنے سخت مغالطہ کھایا۔ اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالنا چاہا۔ یہ سوامی جی نے منوسمرتی کا ترجمہ لکھا ہے۔ منو ۲/۶۵ براہمن کے سولھویں کھتری کے بائیسویں اور ویش کے چوبیسویں برس میں کیشانت کرم کتھو رمنڈن ہو جانا چاہیئے +

منو ۲/۲۱۹ میں ہے۔ بالکل مونڈ مونڈائی۔ یا جٹا جوٹ رہے۔ الغرض صرف شکھا رکھے۔ جیسے اُس کی مرضی ہو۔ برہمچاری کے واسطے کوئی ممانعت نہیں۔ ایسا ہی سنیاسی کے واسطے ۶/۵۲ میں لکھا ہے۔ اور ۶/۴۴ میں بھی ظاہری نشانات کو دھرم نہیں مانا ہے اور بنیاد اِن سب کی وہی ۲/۴۴ ہے۔ اِن سب کے ملانے سے صاف ظاہر ہے کہ اختیاری باتیں ہیں پیارے آجی دھرم سے ان کا کوئی سمبندھ نہیں ہے۔ اِسی کے متعلق دیکھو۔ چھاپ کلی رگھیشر کا مہا جنہا اُپنشد ہیں۔ اِن باتوں کا دھرم سے تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف قوم کے رواج ہیں۔ اور جہاں تک ان میں فائدہ ہے۔ اِنہیں رکھنا چاہیئے۔ ورنہ کوئی ضرورت نہیں +

آپ غور کریں۔ انڈیا میں۔ مہتر۔ بھنگی۔ چمار۔ بھیل۔ گونڈ۔ سانسی۔ باوریئے۔ میگھ۔ سب چوٹی رکھتے ہیں۔ اِن پنج قوموں کے سوا چاروں ورن کے صدہا فرقے ہیں۔ مگر سب چوٹی رکھتے ہیں۔ گو سب کہنے کو ہندو ہیں۔ مگر اور کسی بات میں شریک نہیں۔ آریہ ورت کے سوا۔ چین۔ برہما۔ انام۔ سیام۔ جاپان۔ تبت۔ لنکا۔ میں بودھ جینی سب چوٹی رکھتے ہیں۔ ملک چین کے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ اور شیعہ صاحبان بھی اکثر چوٹی رکھتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں میں صدہا لوگ اپنے بچوں کے تبرکاً چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر اِس کے ساتھ ہی بنگال کے لاکھوں ہندو چوٹی نہیں رکھتے اور نہ گجرات بمبئی کی طرف کے ہزاروں آدمی چوٹی رکھتے ہیں علاقہ گجرات۔ کاٹھیاواڑ میں ہزاروں ہندو گرمی وغیرہ کے سبب بیچ کے تمام سر کے بال مع چوٹی کے کتروا دیتے ہیں۔ اور پھر بھی ہندو ہیں۔ اور یہ بھی نہیں۔ کہ یہ لوگ بلکہ برہمن اور راجپوت لوگ اور ویش لوگ۔ وہاں کے بوہرے مسلمان بھی چوٹی رکھتے ہیں۔ مگر ہندوؤں کی طرح ہندوستان کے کروڑوں فقیر سنیاسیوں کے سوا بھی چوٹی نہیں رکھتے۔ اور ہزاروں مسلمان فقیر رکھتے بھی ہیں اب بتلایئے کہ چوٹی سے آپ کیا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مرغ کے سر پر بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہدہد کے سر پر بھی چوٹی اور شکھا کے معنے اصل میں اُس چیز سے جس کی بابت ہم ذکر کریں۔ سب سے اونچے کے ہیں۔ ترازو کی بھی چوٹی ہوتی ہے۔ اور ہمالہ پربت اور درختوں کی بھی چوٹیاں ہوتی ہیں۔ مگر اِس سے کوئی دھرم کا اثر نہیں ہوتا۔ ہزاروں پکے ہندوؤں کی چوٹی طرح چیچک میں گر پڑتی ہے۔ یا بیماری میں اور بعضوں کی جوانی میں بھی چاند نکل آتی ہے کہاں تک اِس کا ذکر کر سکتے ہیں ہم حیران ہیں کہ اِسے کس طرح دھرم کا نشان مقرر کریں +

باقی رہی داڑھی اور مونچھ۔ کاشی کے تمام برہمن ہر دو کو چٹ کر دیتے ہیں۔ صرف کاشی پر ہی کیا منحصر ہے۔ کشمیر اور پنجاب کے سوا اور سب ہندو اکثر منڈواتے ہیں۔ صدہا راجپوت بھی منڈاتے ہیں۔

اور پوربیئے تو سب ہندو اکثر منڈاتے ہیں۔ مگر بتلایئے دھرم کہاں رہا۔ جن قوموں کا مسلمانوں سے زیادہ میل ملاپ رہا ہے وہی زیادہ ڈاڑھی کے دلدادہ ہیں۔ مثلاً کشمیری پنڈت۔ راجپوت۔ کایستھ۔ ورنہ اور کسی گروہ ہندو میں ڈاڑھی کا رواج نہیں۔ پس اس کا رکھنا یا نہ رکھنا دھرم کی بات نہیں۔ اگر کوئی رکھے تو اُس کی مرضی اور منڈا دے۔ تو اُس کی مرضی۔ اکبر بادشاہ جیسے زبردست بادشاہوں نے بھی ہندوستان کے رواج کے مطابق ریش کو خیرباد کہنا ضروری سمجھا تھا۔ تا بدیگراں چہ رسد۔ مگر اِسکا مذہب یا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں میں ہزاروں منڈاتے ہیں اور ہزاروں رکھتے ہیں۔ فوجی مسلمان تو اکثر ترکی میں بھی منڈاتے ہیں ولایت میں مصنوعی ڈاڑھیاں بھی بکتی ہیں۔ بعضے جانوروں کے بھی ڈاڑھی مونچھ ہوتی ہیں ایک مہاتما نے کیا اچھا کہا ہے +

سائیں سیتی پریت رکھ نشان سبل بھاؤ + بھانویں لمبے کیس رکھ بھانویں گھوٹ منڈا

ہمیں آجتک کوئی ایسی دلیل نہیں ملی۔ اور نہ کوئی شرتی کہ ہم اُنہیں دھرم میں شامل کریں۔ بنا براں لاچار ہیں۔ مگر ہمارا اور ہمارے کئی مہربان کا یہ خیال ہے کہ غیر مذاہب والوں کے حملہ کے بعد ہمارے بھائیوں نے تفریق قومی کا یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کہ جو چوٹی رکھے وہ اپنا حامی یا اپنی قوم کا شمار کیا جاتا ہے اس واسطے وہ نشان جس میں برہمن سے لیکر بھنگی تک سب ہمارے حامی ہیں۔ وہ چوٹی کا رکھنا ہے۔ جب تک سب دنیا کے لوگ ہمارے مت کو سویکار نہ کریں۔ تب تک ہمیں چوٹی رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اِن متوں میں سے بعضوں کے ہاں چوٹی رکھنا گناہ ہے پس ضروری چوٹی رکھنا چاہیئے +

اعتراض نمبر ۷۔ چھوت چھات کا بچار فضول ہے۔ اس میں بحوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۳ کے سِدھ کیا ہے۔ کہ سوامی جی نے لکھا ہے کہ شودر کے ہاتھ کی رسوئی استعمال کرنی چاہیئے۔ یعنی سکھڑی نکھڑی کچھ نہیں۔ (صفحہ ۱۸) +

تردید۔ یہ اعتراض اُس نافہمی اور بے علمی کا ہے جس کی حد تصور سے باہر ہے۔ حضرت آپ کو معلوم نہیں۔ کہ ہندوستان کا کیا رواج ہے اور کیا بیوہار ہے ہم آپ کو اس کی تمام کیفیت سناتے ہیں اور پھر دریافت کرینگے کہ آپکی سکھڑی اور نکھڑی کہاں ہے +

پنجاب میں سب قومیں کہاروں کے ہاتھ کی بنی رسوئی کھاتی ہیں کانکبجوں میں اور گوڑوں میں کہار کا آٹا گوندھا ہوا جائز ہے کہ استعمال کیا جاوے۔ بلکہ کہار چوکے کے باہر بیٹھکر روٹی بیل بیل کر چوکے میں دیتا جاتا ہے اور اندر [illegible] پکاتا جاتا ہے۔ اور حجام اُن کی پکی ہوئی پوری کو اٹھا کر برادری میں پہنچا سکتا ہے۔ کشمیری پانی بھرنیوالی عورتیں یا مرد مسلمان ہیں۔ وہاں کے لوگ جب بھات پکاتے ہیں۔ تو مسلمانوں کی چھوت چھات کا کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ بلکہ اگر خاوند دفتر میں یا ملازم ہو تو بھات برتن میں رکھکر مسلمانوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اُسے کچہری میں پہنچا آوے۔ کابل میں پانی بھرنے والی۔ چوکہ دینے والی۔ آٹا گوندھنے والی۔ دال چڑھانیوالی۔ برتن مانجھنے والی۔ مسلمان عورتیں ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کے بھونے ہوئے دانے کھاتے ہیں۔ علی گڑھ بلکہ انڈیا کے ممالک متوسط میں یعنی اکثر جگہ میں مسلمان کے ہاتھ کی بنی ہوئی ریوڑی کھاتے ہیں۔ اور پاپڑ بھی۔ کہاروں کے بنے ہوئے چڑوے۔ سب برہمن کھاتے ہیں۔ چھوتا کا بیج گوڑ اور سارسوت چرسہ کا پانی اچھوتا نہ۔ نواح فیروزپور۔ حصار۔ اور ہندوستان میں سب پیتے ہیں کشمیری

ساتھ تو آئے نہیں

میتھل کا منع۔ سگال کے برہمن اور سارسوت گوشت کھاتے ہیں۔ بیراگیوں کے چیلے سیت پرساد کھاتے ہیں۔ اور گوکلی گوسائیوں کے چیلے اُنکے جوٹھے بھوجن کو کھاتے ہیں۔ ہزاروں۔ لاکھوں ہندو ہر ایک ورن کے رنڈی بازی کرتے ہیں۔ اور بنارس و متھرا۔ میرٹھ و بریلی و دہلی جیسے شہروں میں تو اکثر معزز قوم کے ہندوؤں نے رنڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ سندھ میں پرہیز کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ رامچندر جی نے بھیلنی کے جوٹھے بیر کھائے۔ کرشن جی نے کُبجا کے گھر میں بھوجن کھایا۔ جراسندھ کے گھر کال یمن مہمان رہا۔ منشور دو تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور میں ایک کھتریوں کے برات گئی تھی۔ آگ جلانے کا کام چوہڑوں کے سپرد تھا۔ اور مائن روٹی لگاتی تھی۔ پہاڑ میں نیچ سے نیچ جاتیوں میں برتن صفا کراتے ہیں۔ گجرات کاٹھیاواڑ میں راجپوتوں اور مسلمانوں کا حقہ ایک ہے۔ سارے ممالک مغربی و شمالی میں مسلمان اگر درتی پر متھار ہے۔ تو معزز ہندو لوٹی کھالیا کرتے ہیں۔ مکھیال کی منڈیوں کے ہاں برہمن اکادشی آوک کی کھایا کرتے اور سرادھوں کی رسوئی ہوتے ہیں۔ تمام ہندوستان کے لوگ چوہڑوں اور جھیوروں کے ہاتھ کا بنا ہوا گُڑ کھاتے ہیں۔ اور روغن زرد۔ دودھ تو سب کے ہاتھ کا لوگ استعمال کرتے ہیں۔ راجپوتانہ میں۔ سکھری۔ نکھری کا کوئی بھید نہیں۔ جھیوروں کے ہاتھ کا پانی استعمال اور حقہ بھی۔ نواح بمبئی، و مدراس میں بھی سکھری نکھری کا سوائے چند اکھنڈوں کے کوئی بھید نہیں ہے۔ تمام ہندوستان کی قومیں شودروں کے ہاتھ کا کھاتی ہیں کیا سکھری۔ نکھری دونوں یعنی عورتیں بموجب قول پورانوں کے شودر ہیں سب ان کے ہاتھ کا کھاتے ہیں۔ سب تمباکو پینے والے چوہڑوں کا بنایا ہوا تمباکو پیتے ہیں۔ مٹی کے برتن مسلمان کمہاروں کے بنائے ہوئے استعمال کرتے ہیں کایستھ۔ بنگالی۔ اور پنجاب کے عموماً شراب خور مسلمانوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی شراب لیکر۔ مسلمان تو کب ؟ تھ لگانے ہوگئے۔ اُن سے نیچ قوموں کی بنائی ہوئی شراب اور سوڈا واٹر استعمال کرتے ہیں۔ بام مارگی بھنگیوں تک صحبت کرتے۔ اور سب ورنوں کو بھیروی چکر میں ایک سمجھتے ہیں۔ اور یہ سب ورنوں اور چاروں ای طوں میں موجود ہے۔ ارٹ کے کنوئیں کا پانی سب پیتے ہیں۔ ہزاروں ہندو کبیر جولاہے مسلمان کے پیرو ہیں۔ ہزاروں کایستھ حسن۔ حسین کو مانتے ہیں۔ اور تعزیہ بناتے ہیں۔ کئی لوگوں کے نام ہی حسین بخش ہیں۔ حیدرآباد دکن حیدرآباد سندھ۔ گوالیار۔ کشمیر۔ لکھنؤ۔ انبالہ میں اس کا رواج ہے۔ ہمارے ایک کایستھ دوست نے فیروزپور میں تعزیہ کے نیچے سے اپنا بچہ نکلوایا تھا۔ کئی تعزیہ کے ساتھ عرضی باندھتے ہیں۔ سخی سرور کے پیرو ہندو وہاں سب ناجائز کارروائی کرتے ہیں۔ اور یہی حال نگاہے اور شیخ سدو کا ہے۔ کئی کایستھ نماز پڑھتے اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ کشمیری ماس کھاتے۔ مگر پیاز نہیں کھاتے۔ جینی۔ برہمن گوڑ پیاز کا بیج کلونجی کھاتے۔ پیاز نہیں کھانے کا کنچ لہسن کھاتے۔ پیاز نہیں کھاتے۔ مگر گوشت کھاتے ہیں۔ بمبئی والے خشک پیاز کھاتے۔ سبز نہیں کھاتے۔ گجراتی سبز کھاتے۔ خشک نہیں کھاتے۔ اسی طرح کسی کو لہسن سے انکار اور کسی کو پیاز سے۔ باوجود اس رواج کے بھی سکھری نکھری کی بحث چھیڑی جاتی ہے۔ اور ابھی تک جاہل ہندو کوئی بیٹے کے ہاتھ کی نہیں کھاتا۔ اور کوئی باپ کے ہاتھ کی۔ اور باپ کو جواب دیتا ہے۔ کہ ہم تو تمہارے نطفہ سے ہیں۔ تم معلوم نہیں کہ کس کے نطفہ سے ہو۔ اس واسطے ہم تمہارے ہاتھ کی نہیں کھاتے۔ شاید کایستھوں کی شراب ناب کے بنانے والے گوڑ ہوگئے یا گومتی جیدے کے بنانے والے دکھشی برہمن ہوگئے۔ افسوس جہالت اور ولے ناوانی کہ باوجود موجودگی اور رواج اتنے امور کے پھر بھی ایک خیرخواہ قوم ہادی ہندوستان رہبر عالم و عالمیان کو جس نے ایک دیا گوست ویدک مارگ بتایا۔ الزام دیا جاتا ہے۔ اور دینے والے کون؟ وہی کایستھ صاحبان جن کی مثل مشہور ہے "نو سو چوہا کھاکے بلی حج کو چلی" "صد موش خوردہ گربہ سر لیسے حج رواں شد"۔ واہ رے حج اور واہ حاجی۔ بھائی صاحب سوامی جی نے تو برن تاشتر کے بموجب بھکش ابھکش کی وہ ہی بتلائی ہے۔ سکھری نکھری کا ایسا بیہودہ ذکر شاستروں میں نہیں ہے۔ وہاں تو صاف لکھا ہے +

आर्याधिष्ठिता वा शूद्राः संस्कर्तारः स्युः आपस्ताम्बम सू
२ पटल २

کہ ویدمت کے ماننے والے دوجوں کے گھر میں شودر ستری پرش رسوئی سایا وغیرہ سیوا کو کریں۔ منوسمرتی میں جو تین ورنوں کے کرم لکھے ہیں۔ ان میں کہیں رسوئی بنانے کا ذکر نہیں۔ ہاں شودر کے واسطے لکھا ہے۔ کہ وہ تینوں ورنوں کی ہر طرح کی سیوا کرے۔ بلکہ رسوئی بنانے کا ایک جگہ ارشاد کیا ہے۔ یہی حال بطور خلاصہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے بھکش ابھکش وشے میں لکھا ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ ہمیں سکھری نکھری کا بھید بتلائیے اور غور سے بتلائیے۔ بھائی صاحب آپ نے جس کو ہندو دھرم مانا ہوا ہے اُس کا تو کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور نہ کوئی اُس کے اصول ہیں۔ اُس کی حالت زار نہایت قابل رحم ہے۔ اُس مریض ہندو دھرم کی نزع رواں کی نوبت ہے۔ ع

تن شدہ جملہ داغ داغ پنبہ کجا کجا نہی

پس بہتر ہے۔ کہ آپ سکھری اور نکھری کی نخرہ بازی کو چھوڑ کر ویدک ست دھرم کو سویکار کریں۔ اور اپنے دیگر بھائیوں کی صحت کے خواستگار رہیں؛

اعتراض ۔ سدا برت نہ لگاؤ۔ کتنے گرہست لوگ سدا برت اور کھشتر کرتے ہیں۔ وے انچت کرتے ہیں۔ ۱۱۸۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۵)

تردید ۔ بھائی صاحب وہاں کی عبارت پوری یہ ہے "کتنے گرہست لوگ سدا برت اور کھشتر کرتے ہیں۔ وے انوچت کرتے ہیں۔ کیونکہ بڑے دھورت گانجا اور بھنگ پینے والے ٹھگ چور اور ڈاکو ویسے ہی بیٹھے سدا برت سے ان لیتے اور کھشتروں میں بھوجن کر لیتے ہیں۔ یہ کوکرم ہی کرتے رہتے اور حرامی ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اپنا کام کاج چھوڑ کر سدا برتوں اور کھشتروں کے آدی گھر کے سب کام اور نوکری چاکری چھوڑ کر سادھو و بھکاری بنجاتے ہیں۔ پرشنت کا ان کھانے اور سوئے پڑے رہتے ہیں۔ اس سے سنسار کی بڑی ہانی ہوتی ہے سو جو کوئی سدا برت کھشتر کرتا ہے۔ اُس میں سجن و ستپرش کوئی نہیں جاتا اس سے ان گرہستیوں کا پن کچھ نہیں ہوتا۔ کنتو پاپ ہی ہوتا ہے۔ اس سے گرہست لوگ ان آدک دان کرنا چاہیں۔ تو پاتر شالا رکھ لیویں۔ اُسی میں سب دان کریں۔ انھوا جو سرشٹ دھرماتما گرہستی اور ورکت ہوویں۔ اُن کو ان آدک دلویں۔ اور نگیہ کریں۔ تب اُن کو بڑا پن ہووے۔ پاپ کبھی ہووے بس آپ ذرا اسے دو تین بار غور سے پڑھیں۔ اور ملک کی درشا پر بچاریں۔ کسی نے سچ کہا ہے + ع

ایک چو بھائی بھارت باشی بھیکھ مانگ کر کھاتے ہیں

اعتراض (۹) ترتھوں کی برائی کی ہے۔ (۱۹) +

تردید۔ سوامی جی نے برائی نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اصلیت بتلائی۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ جو جل ستھل سے ہیں۔ وے تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے۔ جل استھل تارنے والے نہیں۔ کشتی ڈبا کر مارنے والے ہیں۔ تو کیا آدمی کا نام تیرتھ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اُن سے سمندر آدمی کو تیرتے ہیں۔ (صفحہ ۳۲۵) +

آپ سنسکرت نہیں جانتے۔ بنابراں آپ کو معلوم نہیں۔ کہ شاستروں میں کن کو تیرتھ کہا ہے۔ برہمچریہ تپسیون۔ ودیا دہن تیرتھ ہیں۔ جن کو آپ لوگوں نے تیرتھ نا موا ہے۔ اُن کا ذکر ہرگز کسی ست شاستر میں نہیں ہے۔ شنکرمت انوسار دس نام سنیاسیوں میں سے ایک تیرتھ بھی ہیں۔ اور ست شاستروں کے خلاف بام مارگی لوگ وہ شراب کو تیرتھ کہتے ہیں۔ گنگا اودک کو تیرتھ بتانا اور اُن کے سنان سے مکتی جاننا نہ صرف وید و شاستر کے خلاف بلکہ یوگ ابھیاس کے خلاف ہے۔ اور سب سے بڑھ کر علم و عقل کے خلاف کیونکہ معمولی امراض تو اِن سے دور نہیں ہو سکتے۔ پھر مکتی کے کیا معنی اور کب ہو گی۔ مہابھارت میں لکھا ہے کہ ہے یدھشٹر سنجم جس پر جہاز ہے۔ ست جس میں جل ہے شیل سنتو کہ جس کے کنارہ اور دیا روپی جس میں لہریں ہیں۔ اُس آتم روپی تیرتھ میں تو سنان کر۔ کیونکہ جل سے انتر آتما شدھ نہیں ہو سکتا۔ اگر اب بھی اعتبار نہ ہو۔ تو ہردوار اور پشکل اور جوالا پور کے پنڈوں۔ متھرا کے چوبوں اور کاشی کے گنڈوں کی حالت خود جا کر دیکھ لو۔ اور کاشی مہاتم ہریشچندر کا بنایا مطالعہ کرو۔ کسی نے سچ کہا ہے + ــہ

رانڈ سانڈ سیڑھی سنیاسی   ان سے بچے تو سیوے کاشی

اور کبیر جی کا قول ہے +

بہو تیرتھ ہم پھیر پھیر آئے   دیکھا دیکھی جا جا نہائے
چلتے چلتے کمر پیڑانی   بات نہ پوچھی پتھر پانی

اعتراض (۱۰)۔ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش بار اول صفحہ ۱۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ پنچ مہا یگیہ کرنا اودوانوں کا یعنی مورکھوں کا کام ہے +

تردید۔ وہاں کی اصل عبارت یہ ہے "پانچ یگیہ اپنے سامرتھ کے انوکول یتھا شکتی کرے۔ انہیں کبھی نہ چھوڑے" مگر یہ کام یوگ سے نیچے ہیں۔ پورن گیان کے ہو جانے پر یوگ ابھیاس کرے۔ ان کو ڈکرے۔ کیونکہ یہ سب پورن گیان سے نیچے مبتدیوں کے واسطے ہیں۔ اور جو گیانی ہیں۔ یہ یتھارتھ پدارتھ ودیا اور پرمیشور کو جانتے ہیں۔ یوگ ابھیاس کرے۔ ست شاستروں کو وچارے۔ برہم ودیا کو پراپت اور اوپدیش بھی کرے۔ اِس میں منو بھگوان کا پرمان ہے "اِتیادی ہی نیک مہا یگیہ ہیں یعنی جتنے گیانی ہیں۔ وے پانچ مہا یگوں کو گیان کریا سے ہی کرتے ہیں۔ واہیہ چیشٹا سے نہیں کیونکہ وے یگیہ شاستر کے تتوں کو جانتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا نہ دیکھ پڑے۔ گیان اور یوگ ابھیاس سے وتیوں کو اندریوں کو ہوم کر دے۔ اندریوں کو من میں من کو آتما میں اور آتما کو پرمیشور سے یوگ کرتے ہیں۔ اُن کو باہر کی چیشٹا کرنا اوشیک نہیں" اب بتلائیے آپ نے کس قدر حق سے روپوشی کر کے یہ بیہودہ اعتراض گھڑ مارا بتلایئے آپکے اُس اعتراض اور نیت کا اِس سے کیا تعلق ہے +

اعتراض متعلق نیوگ۔ صفحہ ۱۲ سے ۴۲ تک اور اپنے زعم میں بتلایا ہے۔ کہ یہ بیبھچار ہے۔ جیسے کہ عموماً دھرم سبھا کے پیرو نکتہ چینی کیا کرتے ہیں +

تردید۔ مہاشے آپ عورتوں کی دوسری شادی کو اپنی وشال بدھی سے بیبھچار وغیرہ الفاظوں سے یاد کرتے ہیں۔ مگر جو مرد ہو کر ۴۔۴۔ اور ایک سو تک بلکہ ۱۶۱۰۸ ڈال لیتے ہیں۔ اُن کو آپ بیبھچار یا بیبھچاری نہیں کہتے۔ اور کہہ کس طرح سکتے ہیں۔ جنکہ یہ کام بڑے نامی گرامی دیوتا کے ذمہ پرانوں نے لگائے ہیں۔ بام مارگی زنا ذکر کے کو کشک سمجھتے ہیں۔ اور ماتا بہن تک زنا کرنے کو گناہ نہیں جانتے۔ اور ایسا ہی چولی مارگ اور بیج مارگ ہے۔ مگر آپکے ہندو بھائی خوشی خوشی اِن متوں کو سویکار کرتے اور مہا ودیاؤں کا جاپ کرتے رہتے ہیں۔ موہنی اوتار اور آپکے شیو نارائن کی کہانی تو آپ کی من مانی ہے۔ بھلا آپ اُس سے کب انکار کر سکتے ہیں۔ شیو جیسے لوگ نارائن بھی مانتے ہیں۔ اُس کا رشیوں کی عورتوں سے بیبھچار آپنے شیو پوران منظوم۔ ستکر دیال کے ادھیائے اکتالیس میں نہیں مطالعہ فرمایا۔ سنکھ۔ چوندٹ۔ اور برندا۔ جالندھر اور تلسی مہارانی کی کہانی اور وشنو کو بسبب زنا کے سراپ ملنا اور سالگرام بنجانا آپ نے دیوی بھاگوت اور کارتک مہاتم میں کا ہے کو مطالعہ فرمایا ہوگا۔ کرشن کا گوپیوں کے ساتھ بیبھچار کیا بھاگوت میں موجود نہیں۔ اور نہ برہنہ دیکھنے کی کتھا موجود ہے وہ شیو اور نارائن جنکا آپ اپنے کو پرستار سمجھتے ہیں یہ حال تو انکا ہے برہما کے ذرا لچھن مطالعہ کرو۔ اور اُس کے ۳۲ شلوک میں برہما کا اپنی بیٹی سے بیبھچار مطالعہ فرمائیے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ آپ برہمن جانتے ہیں یا نہ اور شاید اس بات کو زنا بھی جانتے ہیں یا نہ۔ اور شیو پران منظوم کا ۱۸ واں ادھیا بھی نظر انداز نہ کرنا۔ اور اُس کے ساتھ جوگ بسشٹ ویراگ پرکرن سرگ شلوک ۵۷۔۶۶ تک بھی ہماری خاطر کے واسطے مطالعہ فرمانا۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ رامچندر کن کن پاپیوں کے باعث شاپت ہو کر پیدا ہوئے تھے (یوگ بسشٹ سنسکرت مطبوعہ سمت ۱۹۳۶ بمبئی) +

افسوس لوگ اپنی آنکھ کے شہتیر کو نکالنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور نیوگ جیسے پاک مسئلہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ نیوگ پر ہم مفصل رسالہ لکھ چکے ہیں۔ اور ایسا ہی دو تین رسالہ اور بھی نکل چکے ہیں۔ اور ایسا ہی ودواہ۔ (رساہ) پر بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ پس ایسے اعتراض سراسر فضول ہیں۔ توجہ کے قابل نہیں +

اعتراضوں کا جواب صفحہ ۲۰ سے ۲۳ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی انکار کی تشریح کر کے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ ایسا ہی ویادلی ست شاستروں میں سپشٹ دیا کھیان ہے۔ چاہے کسی وید میں دیکھ لو۔ اِس قسم کی تشریح کہیں بھی نہیں لکھی +

جواب۔ افسوس کہ آپ تعصب کے وش ہو کر حق و باطل کو ایک ہی طرح خیال کر رہے ہیں۔ خود ستیارتھ پرکاش میں سارے پرمان وید آدک ست شاستروں کے موجود ہیں (دیکھو ۹ سے ۱۹ تک) اور خاص کر یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱۷۔ اور یوگ شاستر پاد ۱ اور مانڈوکیہ اوپنشد تمام +

اعتراض (۲) گاتیری منتر چار ویدوں میں ہے ایسا سوامی جی نے پنچ مہا یگیہ کے صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے۔ مگر ہم نے کتنے پنڈتوں سے دکھلوایا۔ انکی کے اتھرو ویدوں میں کہیں بھی نہیں ملا +

جواب۔ بیشک یہ منتر چاروں ویدوں میں یا ان کے ماننے والے رگویدی یجرویدی و سام ویدی و اتھرو ویدی برہمنوں کی سندھیا میں یکساں ہے۔ یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۳۔ رگوید منڈل کے ۳ سکت ۶۲ منتر ۱۰۔ سام وید پرپاٹک ۶۔ انواک ۳۔ ادھیائے ۱۲ کھنڈ ۴ منتر ۱۰۔ اور اِسی کے بھاشیہ میں سائن نے ایسا ہی لکھا ہے۔ کہ یہ منتر اتھروید میں بھی ایسا ہی ہے۔ چنانچہ وہاں یہ عبارت ہے +

भवशाब्दस्यान्तपर स्यैव माथार्वशािक वे हृन्दसि ॥

دیکھو جلد ۴ صفحہ ۲۳۵ مطبوعہ ۱۸۴۶ء کلکتہ۔ ایشیاٹک سوسائٹی ✣

اعتراض (۳۳) ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۰ پر لکھا ہے۔ یدوی کیہ مسور دوت تد بیکبھم بہکچھاتا۔ ایک لشدیں۔ جہان تار و مال ہے کسی مس ملجائے ✣

جواب۔ اصل حال یہ ہے۔ کہ یہ چھاندوگ کا وچن ہے اور چھاندوگ کے دو حصے ہیں۔ یا دو بھاگ۔ اول براہمن۔ دوم اُپنشد اور کل کو چھاندوگیہ براہمن ہی کہتے ہیں۔ یعنی رشیوں کی تصنیف کردہ کتاب۔ جس میں صرف وید کے مضامین کا دھارہو۔ سب سے پہلے کلوک بھٹ نے اس کا پرمان دیا۔ بعد ازاں منوسمرتی کی اور ٹیکا کارن نے منسی امدرمن نے صولت ہند میں بھی یہی پرمان دیا ہے۔ اور راجہ شیوپرشاد نے مانو دھرم سار میں بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱ منو وید میں لکھا ہے۔ کہ منو نے جو کچھ لکھا۔ اُسے جو کے لئے اوشدھی سمجھنا۔ آگے وہی ٹکڑا ہے۔ مطبوعہ ۱۸۸۱ء اس کی شدھی پر پانچ مشہور پنڈتوں کے دستخط ہیں ؛

اعتراض (۳۴) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۵ میں یہ آدھا شلوک دودھا نیچ رتنانی دوکتے سوپیاد بیت۔ منو کے پتہ سے لکھا ہے اور اس کا بھاکھا ارتھ یہ کیا ہے کہ مانا پرکار کے رتن سورن آدمی دھن دولت ارتھات سنیاسیوں کو دیویں۔ یہ شلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا۔ اور کسی میں نہ ملیگا۔ اس پر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ سوامی جی نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے اپنے من سے یہ شلوک گھڑ دیا تھا۔ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ انہیں لالچ ایک دمڑی کا بھی نہیں تھا۔ فقط دیش اُنتی کا خیال تھا۔ اگر لالچ ہی ہوتا۔ تو اپنے گھر کی مہاجنی کیوں چھوڑتے۔ سچ علانیہ کہتے تھے۔ کہ ہم کو دھن دولت کچھ نہیں چاہیئے نہ کچھ چھاتی پر دھر لے گئے ✣

جواب۔ علم زبان اور پرانی چیزوں کی تحقیقات سے ناواقف لوگ اکثر ایسے ہی بیہودہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پرانی کتابوں میں باستثنائے اُن کے جو بر زبان یاد ہوا کرتی تھیں۔ یا جن کے واسطے سخت قواعد یاد رکھنے کے بنائے گئے تھے۔ یا جن کے ایک ایک حرف پر مذہبی نگرانی ہوا کرتی تھی۔ جیسے کہ وید مقدس) کاتبوں کی بے پرواہی کے سبب اور خصوصاً خیانت پسند شاعروں کی طبع کی اندھی جولانی کے باعث یا یاد نہ رہنے کے سبب کہ یہ شلوک کس کا ہے۔ ایسی کتابوں میں بہت سی تعریف ہو رہی ہے۔ مہابھارت اور شاہنامہ جیسی ضخیم کتابوں پر سب سے زیادہ ایسے کام ہوئے ہیں۔ اور سیکڑوں ہزاروں شلوک حضرات حضرات کی مہربانی سے ایزاد کئے گئے۔ (مفصل دیکھو مہابھارت اور شاہنامہ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ) اور ایسا ہی نروکت میں بھی پاٹ بھید ہے منوسمرتی چونکہ بہت بڑی کتاب نہیں ہے۔ اس لئے اُس پر کارستانی بھی بہت زیادہ نہیں ہوئی۔ آریہ سماج کے فاضلوں کے سوائے اور بھی ودوان پنڈتوں کی ایسی ہی رائے ہے۔ دیکھو منوسمرتی ہنٹیکا والی مطبوعہ بمبئی۔ راؤ صاحب وشوناتھ نارائن منڈلیک سی ایس آئی۔ ایڈووکیٹ بمبئی نے جو ان سٹی ٹیوٹ آف منو یعنی منوسمرتی کی تشریح کی ہے۔ اُس میں بھی اقبال کیا ہے۔ کہ بہت جگہ پاٹ بھید اور ملاوٹ ہو گئی یہانتک کہ شلوکوں کے شلوک ملائے گئے ہیں۔ یورپ کے فاضلوں نے بھی ایسا ہی نتیجہ کیا ہے۔ دیکھو پروفیسر جالی صاحب کی سمرتی جس میں صدہا شلوک کا پاٹ بھید اور مول بھید بتلایا ہے۔ اور اکثر ایسے بھی لکھے ہیں جو بالکل اب منو میں نہیں ہیں۔ اس شلوک کی بھی یہی حالت ہے۔ ہمارے پاس ایک مستند پرانی منوسمرتی قلمی ہے۔ اُس میں نہ تو وہ شلوک ہے جو عام منوسمرتی میں ہے۔ اور وہ نہ جو سوامی جی نے لکھا یعنی دونوں نہیں پروفیسر جالی صاحب والی منوسمرتی میں اس ۱۱/۴ کا بھی پاٹ بھید ہے۔ جیسا کہ اور ہزاروں کا ہے۔ لوملر صاحب نے بھی اس شلوک پر شک کیا ہے اصل شلوک یوں ہے ؛

دو ہانیچ رتنانی ودکتے شویہ یا وابیت ویدوت سوبچ پرتو
پریتت سورگم سمشنتے

اس کا پاٹ بھید بعضے گرنتھوں میں یوں ہے ✣

دہنانی تو نیچا شکتتی ویرے شو بیا وابیت ویدوس سو ودکنے سنو
پریتت سورگم سمشنتے

چوتھا ٹکڑا دونوں میں ایک ہے۔ دوسرے ٹکڑے میں دیپرا اور دوکت کا پاٹھ بھید ہے۔ تیسرے ٹکڑے میں بھی دیپرے سو۔ اور ودکنے شو کا پاٹ بھید ہے۔ اور اول ٹکڑے میں رتنانی اور دہنانی کا فرق ہے۔ اور کچھ نہیں اول کا ارتھ ہے سامرکم پرکار کے رتن سنیاسی کو دلوے۔ کیا بنیا جو وید کا ودوان ہو۔ ایسا دان دینے والا مرنے کے بعد سکھ (سورگ) کو پراپت ہوتا ہے دوسرے پاٹ بھید کا یہ ارتھ ہے۔ حسب توفیق دھن ودوان کو دیوے۔ کیسا ودوان ہو جو سنیاسی اور وید کو جاننے والا ہے۔ ایسے کرنے سے مرکر ساکھ یا سوگ کو پراپت ہوتا ہے۔ بتلایئے مطلب کا کیا فرق ہوا۔ اس مقام پر یہ جتلا دینا بھی ضرور ہے کہ دوکت کا ترجمہ بعضے سنسکرت کے ناواقفوں نے گرہستی کیا ہے جو تمام کوشوں کے صاف ہیں۔ دوکت کا ارتھ ہے۔ علیحدہ کیا ہوا۔ گو شتہ نشیں اکیلا محسوسات دنیاوی سے آزاد۔ یعنی تارک الدنیا یعنی جیون مکت۔ دیکھو سنسکرت انگلش ڈکشنری وامن شیورام آپٹے ایم اے پرنسپل ویروفیسر سنسکرت پونا کالج ۱۸۹۱ء اور سبدارتھ چنتامنی کوش میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۴۲) ✣

شنکراچارج۔ وردناچارج۔ کرپاچارج وغیرہ مہاتما پراوپکار کے واسطے دھن لیکر پراوپکار میں خرچ کرتے تھے۔ اور ایسا دھن لینا نہ تو بُرا ہے۔ اور نہ گناہ۔ بلکہ لوگوں کو دان کرنیکا عمدہ طریقہ سکھلانا ہے۔ اسی طرح سوامی جی نے بتلایا ہے۔ کہ ودوان فاضل مہاتما سنیاسیوں کو دان دو۔

جس سے تمہارے اوپکار نگل میں لگا دیں۔ کوئی کوئی مہاتما سنیاسی دان لیکر تالاب بنوا دیتے ہیں۔ یگیہ کر دیتے ہیں۔ گوشالہ بنوا دیتے ہیں۔ یہ سارے بن ہیں۔ اور ایسا دان کسی حالت میں بُرا نہیں۔ ملک میں وید بھاش کی ضرورت تھی۔ وید کا ترجمہ بالکل سناتن رشی منیوں کے منشاء کے مطابق نہیں ملتا تھا۔ اور سنسکرت کے سمجھنے والے لوگ بھی کم تھے۔ ایسی حالت میں ضروری تھا۔ کہ وید کا ترجمہ عام سہل بھاشہ میں کیا جاتا۔ اور ساتھ ہی جبکہ لوگ ویدک دھرم کو چھوڑ کر مسلمان اور عیسائی بھی کثرت سے ہو رہے تھے۔ اور صرف یہی نہیں۔ بلکہ جو ویدوں کے نام ماتر حامی کہلاتے تھے۔ وہ بام مارگ۔ چولی مارگ۔ بُت پرستی۔ پیپل پرستی۔ دیا پرستی۔ بیج مارگ۔ گور پرستی۔ تعزیہ پرستی ہمہ اوست وغیرہ مکروہات میں مبتلا تھے۔ پس ایسے وقت میں اس بات کی نہایت ہی ضرورت تھی۔ بنا بران اس ضرورت کو مدنظر رکھکر سوامی جی نے ویدک منترالہ کے واسطے چندہ کیا۔ اور وہ چندہ کر کے ایک پراوپکارنی سبھا کے سپرد

ہوا - جواب کب دیا گیا کہ ترتیب اِس ہی کے بس موجود ہے - تین دیگیں سوچیں - وہ دیتا - ان سب کو ایسی ہی دیتے - جنہوں نے نہیں لیا یا اُن کی [illegible] یا - ستیہ یہ اس میں کوئی الٹی اور غلط سوامی جی کا تھا - یہ تو یہ اعتراض وزبان اور جہل یا ہٹی تعصب ہی سے [illegible] +

اعتراض (۵) - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲۴ میں لکھا ہے - کہ اگر دہلی کنس کے بھیجے سے - اکرور کے رتھ سے سان ودھنے والے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھ کر صبح چلے اور سورج است سے پہلے - اور یہ بھی گوکل میں سورج است سے پہنچے - یہ ثبوت نہیں ہیں - کہ بھاگوت میں ایسا لکھا نہیں لکھا - اس سے ثابت ہے - کہ ان کی معلومات ناکامل ہیں +

جواب - بھاگوت میں کس ہے - جو انکار کرتا ہے - جو اور لوب ہوں - یا آپ وہ [illegible] نہیں ہے - مفصل دیکھو بھاگوت سکندھ ۱۰ - ادھیائے ۳۸ شلوک ۴۲ سے ادھیائے ۳۹ - شلوک ۳۸ تک - ترجمہ اردو - مطبوعہ بمبئی - اتنے لفظ وہاں موجود ہیں +

نمبر ۱ - ادھ ستو ارتھم استھاشے پریشتہ - نند گوکلم - یعنی صبح اکرور رتھ پر سوار ہو کر گوکل کی طرف جاتا بھیا +

نمبر ۲ - رتھیں والو ولگین - کیسے رتھ پر ہو اور نہ رہا +

نمبر ۳ - سوریہ ارستھ گرہم - جب پہنچا تو سورج است ہو گیا تھا +

آپ چونکہ سنسکرت نہیں جانتے - بنابراں ہم آپ کو اردو بھاگوت سے بھی بتلاتے ہیں +

سحر گاہ کاروان اختر و ماہ ہوا لشکر رواں جب جیں وخرگاہ
ہوا پیدا مرد پاک اکرور حضور کنس آیا شاد و مسرور
ہوا رخصت چڑھا بتقریر شتابی ہوا شاداں بہ راہ کامیابی
غرض ان بیابان اکرور تنہا لو وقت شام برندابن میں پہونچا

اردو بھاگوت منظوم پنڈت [illegible] خوشتر ادھیائے سی و نہم صفحہ ۵۳ - نولکشور [illegible] +

اور اس کے ساتھ دیکھو بھاشا کی ٹیکا بھاگوت مطبوعہ نولکشور - وہاں اور بھی مفصل ہے - پس سوامی جی کا اعتراض بالکل صحیح ہے - اور جب تک بھاگوت دنیا میں موجود ہے بھاگوت ماننے والوں کا اس اعتراض سے چھٹکارا نہیں - اور ایسے ایسے کیبارت ہونے کے سبب وہ سوامی جی کی سائی ہو لی ہیں - بلکہ بوپ دیو نام اودی کی ہے جس نے نکمّہ بودہ بنایا +

اعتراض (۶) - سوامی جی نے بحوالہ بھاگوت پہلاد کی کتھا میں لکھا ہے - کہ لوہے کے تتے ہوئے کھمبے پر چیونٹیاں چلتی ہوئی نظر آئیں تب پہلاد کی ہمت بندھی - اور کسی کے پاس شاید ہی ایسی بھاگوت ملے جس میں یہ کتھا نکلے +

جواب - سوامی جی نے تو یہاں بھاگوت کا نام لکھا ہے - اور نہ اُن کا کوئی حوالہ دیا ہے - صرف پہلاد کی کہانی جن جن کتابوں میں - اور نرسنگ اوتار کی - ان کتابوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے - اور جہاں تک ہم نے غور کیا - یہ اعتراض سوامی جی کا جو ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۲۵ پر ہے - نہایت ہی معقول ہے کیونکہ یہاں پر چیونٹیوں کی کہانی بھی اسی وضع سے سند رکھتی ہے - کوئی راس لیلا دیکھنے والا آدمی جس نے کبھی نرسنگ اوتار کی لیلا دیکھی ہے - اس سے انکار نہیں کر سکتا - بھاگوت کے ٹیکا کار مشہور کرشن بھگت شری دھر نے بھی اس کا خیال کیا ہے - بھاگوت کے ترجمہ فارسی میں فیضی نے اور اُس کے تذکرہ میں صاف [illegible] نے لکھا ہے " بترکیب چنین ساختہ شد شمشیر برکشید و در میان ستون زد و پارہ پارہ خورد - موجے سیاہ آمد کہ از میان ستون بر آمد " دیکھو بھاگوت فارسی نمبر ۱۰ مطبوعہ [illegible] +

اس مقام پر ہم مناسب سمجھتے ہیں - کہ پورانوں کے متعلق تمام حوالہ جات کا ایک ہی دفعہ فیصلہ کر لیں +

صفحہ ۳۳۴ - نمبر ۱ - دیکھئے - گیانم پرم گوہیم مے یدوگیان سمنویتا - بھاگوت میں سکندھ ۲ - ادھیائے ۹ - شلوک ۳۰ +

صفحہ ۳۳۴ نمبر ۲ - بھوان کلپ وکلپے شو - و موہتی کرہ چپ - بھاگوت سکندھ ۲ ادھیائے ۹ - شلوک ۳۶ +

صفحہ ۳۳۴ - نمبر ۳ - [illegible] کا قصہ - بھاگوت سنسکرت ا - سکندھ ۳ - ادھیائے ۱۵ - شلوک ۲۲ سے ۳۰ تک - اور اردو بھاگوت گنپت رائے کرت صفحہ ۷۶ مطبوعہ آریہ پنجاب [illegible] +

صفحہ ۳۳۵ - نمبر ۴ - پوتنا کا ستر جوجن کوس لمبا چوڑا - دیکھو بھاگوت سکندھ ۱۰ ادھیائے ۶ - شلوک ۱۰ و ۱۴ - اور اُس کے ٹیکا سنسکرت مطبوعہ بمبئی +

اعتراض (۷) - سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش ۲۸۷/۹۰ میں لکھا ہے - کہ دو جینی اودھ سے کچھ ماترو ید مت اور بہیر سے کٹے تھیں ارتھات کپٹ منی سے شنکر اچاریہ اُن پر اتی برس ہی - اُن دونوں نے اوسر پا کر شنکر اچاریہ کو ایسی مکٹ دستو کھلائی - کہ اُن کی جٹھر اگنی مند ہو گئی - نتیجاً سر میں پھوڑے پھنسی ہو کر چھ مہینے کے اندر شریر چھوٹ گیا +

اکثر سوامی جی نے جو کچھ لکھا ہے - وہ بالکل ست اور سراپا واقعات کے مطابق ہے - اور ایسا ہی شنکر دگ وجے میں لکھا ہے - اُن کی تیس سالہ یا بتیس سالہ عمر - خود اس بات کی شاہد ہے - کہ اُن کی موت غیر معمولی ہوئی - اور جتنے ریفارمر اس چھوٹی سی عمر میں مرے ہیں - اُن کی موت ایسے ہی بواعث سے ہوئی ہے (دیکھو لائف مسیح) +

اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں - کہ شنکر دگ وجے میں لکھا ہے - ابھنو گپت نامی ایک سرتیا ستری نے جہل سے متغیر ان ہو کر شنکر اچاریہ کے مارنے کے واسطے ایک ابھی چار کرم کیا - جس سے اُن کو بھگندر روگ ہو گیا - اس سبب وہ کئی مدت تک سخت بیمار رہے - آخر انہوں نے بہت دکھی ہو کر مہادیو کی پرارتھنا کی اور مہادیو نے اشونی کمار دیوتوں حکیم کو بھیجا - جنہوں نے آ کر اسے راضی کیا - اور پھر وہ شیو لوک کو کنوؤں پر بیٹھ کر چلے گئے - المختصر دیکھو مادھوی شنکر دگ وجے سرگ ۱۶ شلوک اسے لیکر آخر تک - یہ گرنتھ بمبئی میں طبع ہوا ہے - اور اس پر ٹیکا آ فتی ٹیکا بھی ہے - اور اسی کے ترجمہ ہندی بھاشا کی نظم میں ہو کر مطبع نولکشور لکھنؤ میں بھی طبع ہوا ہے - سمت ۱۹۳۵ میں اُس کے صفحہ ۳۴۲ سے ۳۴۴ تک یہی حال مفصل لکھا ہے - اس بیان سے ظاہر ہے - کہ مہادیو کی پرارتھنا اور اشونی کمار کا آنا تو سارے حالی پلاؤ - تعریفی الفاظ ہیں - اور گیوں پر بیٹھ کر شیو لوک جانا بھی علیٰ ہذا القیاس مگر ابھی نو گپت وغیرہ کے ابھی چار کرم - یعنی کسی چیز میں زہریلی چیز یا دُکھدایک اوشدھی کے کھلا دینے سے وہ تقریباً چھ ماہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے یا بموجب محاورہ پورانوں کے شیو لوک کو گئے - یہی مطلب سوامی جی کا اُس تحریر سے ہے +

اعتراض (۸)۔ ستیارتھ پرکاش ۲۳۸/۲۴۴ میں سدھانت شرومنی کا جو حوالہ دیا ہے محال ہے۔ کسی اور کو اِس کا پتہ لگ جاوے ✤

اُتر۔ یہ مضمون سورج گرہن اور چندر گرہن کے متعلق ہے۔ سوامی جی نے بتلایا ہے۔ کہ اُس پرکار یعنی جب سوریہ اور بھومی کے مدھ میں چندرماں آتا ہے تب سوریہ گرہن اور جب سوریہ۔ گرہن اور چندر کے بیچ میں بھومی آتی ہے۔ تب چندر گرہن ہوتا ہے۔ اور نوین پورانوں والوں کے راہو کیتو کی کہانی کا کھنڈن کیا ہے۔ بس جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے۔ ویسا ہی سوریہ سدھانت شرومنی میں ہے۔ اور جو ٹکڑہ سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ گرہ لاگھو کا ہے۔ دیکھو ادھیا ۴ شلوک ۴ مگر اُس نے بھی انہیں کے حوالہ سے لکھا ہے ✤

اعتراض (۹)۔ ستیارتھ پرکاش ۱۹۷/۱۹۶ میں سنشیپ سار سرگ اور شاریرک بھاشیہ کا پرمان دیا ہے۔ یہ بھی کہیں نہیں ملتا ✤

اُتر۔ یہ سوامی جی نے پرمان نہیں دیا۔ نوین ویدانتیوں نے دیا ہے۔ اور شاریرک بھاشیہ میں یہ کارکا بھی ہے۔ اس سے بھی تو کوئی مذہبی مان انکار نہیں کرسکتا۔ اور ویدانتیوں کی تو یہ مشہور ڈھال ہے۔ خود ہم سے مباحثہ میں کئی مرتبہ انہوں نے یہ شلوک پیش کئے۔ آپ جان بوجھ کر مغالطہ نہ دیں ✤

اعتراض (۱۰ و ۱۱)۔ ۱۸۷/۱۸۶ و ۵۸۶ مضمون کے محولہ اُپنشد وچنوں پر ہے۔ یہ دونوں حوالہ اگر کسی گرنتھ کے نہ بھی ہوں۔ تو بھی نہایت عمدہ ہیں ایک تو لوگ بھاوہی اور پرمانند کی بابت اور دوسرا مت کی فضیلت پر ہے۔ چونکہ سوامی جی نے انہیں اُپنشدوں کے حوالہ سے لکھا ہے۔ مگر نام نہیں دیا۔ اور ہمیں ابھی تک ملا بھی نہیں۔ غالباً اِن دس اُپنشدوں میں نہیں ہے۔ تو کیا ہرج ہے۔ ہم آریہ سماج کے اصول نمبر ۲ کے مطابق انہیں قبول کرتے ہیں۔ اور یجروید اگنی برت پتی پرتم چرکھشامے کے مطابق ہم اُن کو صحیح سمجھتے ہیں۔ آپ بتلائیے۔ اِن میں غلطی کونسی ہے تاکہ ہم اُسے سویکار کریں۔ یا اِن میں کونسی بات وید کے خلاف ہے۔ جس پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ سواریتی دو شوشٹے ✤

اب اُن اعتراضوں کا جواب عرض کرتے ہیں۔ جو آپ نے اس خیال سے کئے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو سوامی جی سے متنفر کریں یعنی یہ کہ سوامی جی نے شرتی اور سمرتی میں اصلاح کی ہے؟ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے (صفحہ ۲۲ سے ۴۱ تک۔

اعتراض (۱۲)۔ دوسرے اور تیسرے چھاپہ کے ستیارتھ پرکاش کے ۱۸۸ صفحہ میں شرتی پرمان میں वेच्छ کی جگہ وشوم व स्व اور مہاتم महान्तं کے بجائے (पुराणं) بنایا ہے۔ اور ایسا ہی منوسمرتی ۲/۱۰۳ میں شودردت کی جگہ سادھو بھی بنا دیا ہے ✤

اُتر۔ شویتاشتر اُپنشد کا واک ہے۔ وید منتر نہیں۔ اور یہ اِس کا پاٹھ بھید ہے۔ نہ کہ سوامی جی کی اصلاح۔ آپ مختلف گرنتھ قلمی و مطبوعہ مطالعہ فرمائیے۔ آپ کا شک رفع ہو جائے گا۔ یہ اعتراض سرتاپا صداقت سے دور ہے ✤

اعتراض (۱۳) اسی طرح منوسمرتی کے ادھیا کے ۱۰۶ ویں شلوک چہارم حصہ صفحہ ۱۰۱ پر بالکل بدل دیا ہے اور منڈک اُپنشد کی شرتی صفحہ ۵۶ آیہ صحیح لکھی ہے اور ۲۴۰ پر بدل دی۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش بار سوم ✤

تردید۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ اُس پستک کا غلط نامہ دیکھئے۔ مطبوعہ بار دوم پستک کے اخیر میں ایسے ہی کئی دفعہ آپ نے دھوکا دینا چاہا۔ یا دھوکا کھایا۔ اور صفحہ ۱۵۶ بھی غلط لکھا ہے۔ اصل میں صفحہ ۱۲۵ ہے۔ اِن دونوں کیواسطے بار سوم میں غلط نامہ موجود ہے۔ ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرمائیے۔ اور اول کے صفحہ ۱۴۵ پر بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ پس آپ کا یہ اعتراض سراسر بے بنیاد ہے ✤

اعتراض (۱۴)۔ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار دوم کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے۔ جو کلین شبھ لکھشن یکت شودر ہووے۔ تو اُس کو منتر سنگھتا چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے۔ اور صفحہ ۴۷ پر اُس کے برخلاف وید کے انوسار سب کو وید کا ادھیکار لکھا ہے۔ شاید اس واسطے کہ اُن کے پنتھ میں شودروں کی کثرت ہے ✤

اُتر۔ یہاں بھی آپ کی سمجھ کی غلطی ہے وہ سوامی جی کی رائے نہیں۔ بلکہ سشرت کے مصنف نے اپنی عبارت میں لوگوں کی رائے لکھی ہے۔ کہ ایسا بھی مت ایک آچاریہ کا ہے۔ اور جو سوامی جی نے صفحہ ۴۷ پر وید منتر لکھا ہے وہ تو خود ہی صدہا رشیوں سے بڑھکر ارشاد ہے۔ اور ایسا ہی ہزاروں رشیوں کا مت ہے۔ کہ سب کو وید پڑھانا چاہئے۔ اور ہزاروں رشی۔ بالمیک۔ وششٹ۔ گوتم بیاس۔ وشوامتر آدک شودر کل میں اُتپن ہو کر برہمن ہو گئے ✤

آریہ سماج میں شودروں کی کثرت نہیں ہے۔ بلکہ برہمن اور کھتری اور ویشیوں کی کثرت ہے۔ مگر ہم جب ورن بیوستھا کرم سے مانتے ہیں۔ تو ہم اس کو اگر ایسا ہو بھی تو بھی اعتراض کے قابل نہیں سمجھتے۔ مگر شودروں کی کثرت۔ بام مارگ۔ بیراگیوں۔ کبیر پنتھیوں۔ دادو پنتھیوں۔ رام سنیہوں۔ چکر انکروں۔ اور نرملوں اور اوداسیوں میں ہے۔ اور ایک سوال ہمارا آپ پر بھی ہے۔ کہ دھرم سبھا والے کایستھوں کو کس ورن میں شامل کرتے ہیں۔ ذرا بیوستھا لیکر بتلائیے۔ کیونکہ اِن میں سے ہزاروں مانس شراب کے عادی اور صدہا ایسے ہیں۔ جنہوں نے مسلمانی رنڈیاں گھر میں ڈالی ہوئی ہیں؟ ✤

اعتراض (۱۵)۔ آریودیش رتن مالا کے گیارہویں صفحہ پر آریہ کی تشریح کی ہے کہ جو آریہ ورت میں سب دن سے رہنے والے ہیں۔ پھر ستیارتھ پرکاش نمبر ۳۲۳ صفحہ پر لکھا ہے۔ کہ منشوں کی آدی سرشٹی تبت میں ہوئی۔ پھر آریہ لوگ آریہ ورت کی بھومی کو اُتم جان یہاں آکر آباد ہو گئے ✤

تردید۔ آپ کی ساری تحقیقات نامکمل۔ غلط اور دھوکا دینے والی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سوامی جی نے اِس بارہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب ستشاستروں کے مطابق ہے۔ جسے سوامی جی نے آریوں کی آدی کی اوتپتی استھان مانا ہے۔ وہ ہمالہ کے شمالی حصہ میں ہے۔ اور وہ پورانے یعنی منو کے زمانہ میں جس کا نام ٹنڈوہ منو تھا۔ آریہ ورت کے ساتھ شامل تھا۔ چنانچہ بھوگول استھالک میں بھی لکھا ہے "تبتا۔ (حدود اربعہ) اِس دیش کی جدا جدا سمہ میں جدا جدا طرح پر رہی کبھی لوگوں نے برہما۔ سیام۔ ملاکا۔ اور کوچین کو بھی اِس میں گنا اور کبھی کابل قندھار اور تبت کو اِس میں ملایا" (صفحہ ۲۰ سنہ ۱۸۷۶ء) ✤

امریکہ کے مشہور ڈاکٹر جیکسن ڈیوس صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ آدی سرشٹی آدمیوں کی تبت یعنی ہمالہ کے شمالی دامن میں ہوئی۔ (دیکھو اُن کی کتاب ہارمونیہ جلد ۵) ✤

اور یہ منو کے بھی مطابق ہے۔ دیکھو منو ادھیا ۲ شلوک ۱۷۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ برہم تبر ندی یعنی سرسوتی ندی سے لیکر درشدوتی یعنی سیاہ پتھروں والی سندھ تک جو ملک ہے۔ وہ برہم آورت کہاتا ہے اب خیال کرو۔ کہ وہ ملک کونسا ہے۔ آپ انگریزی جانتے ہیں۔ اٹلس کھولکر آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اور دیکھو کہ برہم پترا اور سندھ کے درمیان میں تبت

سماج کو آنچ نہیں

تبت خورد آجاتا ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی دیکھو کہ تبت کلاں کا بھی بہت سا حصہ اُس میں مل گیا ہے۔ اگر انگریزی اٹلس موجود نہ ہو۔ تو اردو دیکھئے۔ جو ۱۸۹۰ء میں منشی گلاب سنگھ کے پریس میں طبع ہوا ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ اِن دونوں ندیوں کے درمیان تبت خورد اور کچھ حصہ تبت کلاں آجاتا ہے۔ تو ہرگز سوامی جی کی بات میں خلاف نہیں ہے۔ ایسا ہی ہے۔ اور بالضرور ہے۔ اور یہی غیر ملک کے محققین کی بھی رائے ہے بے شک سوامی جی انہیں رشیوں کی اولاد سے تھے۔ جو آدی سرشٹی میں تروشٹپ یعنی تبت میں (جس کا نام دوسرا سورگ یعنی سکھ بھومی بھی ہے) پیدا ہوئے۔ اور انہیں بزرگوں کی طرف منوجی نے ادھیائے ۲ شلوک ۲۰ میں اشارہ کیا ہے۔ اور مہابھاش وغیرہ کے رو سے اُس کا نام کوروکشیتر بھی ہے۔ اور اُس کا پتہ بتلایا ہے۔ उत्तर कुरवा یعنی کوروکشیتر اوتر میں ہے۔ اگر ہم سوامی جی کی تحقیقات کو صحیح مانیں۔ اور وام مارگی پنڈتوں کے قول پر اعتبار کریں۔ تو یہ کوروکشیتر نام کورو پانڈو کی لڑائی کے بعد پڑا۔ اور منوسمرتی اُس سے بعد تصنیف ہوئی۔ حالانکہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اِس جنگ سے صدہا برس پہلے کے گرنتھوں میں کورو وغیرہ نام موجود ہیں۔ پس سوامی جی کا ارشاد بالکل صحیح ہے کیونکہ اُسکے خلاف ماننے سے تمام ست گرنتھوں سے انکار کرنا پڑتا ہے ✣

اعتراض (۵) ۔ سوامی جی نے کہیں لکھا ہے۔ کہ پرم پد کو پراپت ہو کر نتہ آنند میں رہتے ہیں۔ اور پھر کئی جگہ مکتی سے لوٹ آنا بھی لکھا ہے ✣

جواب ۔ یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے۔ وجہ اول یہ کہ لفظوں کی پھیر پھار کے سوا علمی زندگی میں اِس کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ تمام تر ثبوت اِس کے خلاف ہیں۔ کرشن مہاراج جو یوگیشر اور منیشر مسلم فریقین ہیں۔ وہ خود گیتا میں فرماتے ہیں ✣

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन

یعنی اے ارجن میرے اور تیرے بہت سے جنم ہو چکے ہیں ✣

شنکر آچارج بقول آپ صاحبوں کے شیو سروپ وہ بھی مکت سے واپس آکر منشیہ شریر دھاری ہوئے ✣

جے وجے بیکنٹھ سے یعنی موکش پدوی سے خارج کئے گئے۔ اور وہی راون کنس وغیرہ ہوتے رہے ✣

برہما بیاس جی کا اوتار ہوئے۔ اور اسی طرح دتاتریہ۔ رامچندر بقول تلسی داس یا پورانوں کے ساکشات وشنو سروپ۔ مگر منش جنم میں ضرور آئے۔ سیتا۔ ہنومان لچھمن وغیرہ سب کا یہی حال ہے۔ انسانی روحیں تو درکنار۔ خود خدا کو بھی پورانک لوگوں نے بیکنٹھ میں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ سور۔ مچھ۔ کچھ۔ شیر۔ گھوڑا۔ کتا۔ عورت وغیرہ کے قالبوں میں آنا تسلیم کیا۔ اور نوین ویدانت نے تو دنیا کو مانسک بہانے کا گویا ٹھیکہ ہی لے لیا۔ یہ جتنی جونیں ہیں۔ یا جتنے جیو ہیں۔ سب ہی خدا ہیں۔ صرف اودیا کے کارن یا مایا کے موہ میں برہم بھول کر جیو کہلاتا ہے ذرا بقول شنکر آچاریہ۔ نہ مے دھارتم۔ دھیان۔ نہ دیہے ام تدریکو دنشٹا شواکیولوہم ✣

بھائی شیو نراین جی آپ غور سے خیال فرما دیں۔ مکتی سے لوٹ آنے کا عقیدہ نیا نہیں ہے۔ تمام مہاتماؤں نے کارک کوٹی یعنی مکتی یافتہ جیوؤں کے آنے جانے کی اجازت بتلائی ہے۔ وجہ دوم جس کی آد ہے اُس کا انت بھی ضرور ہے۔ ایک طرف جیسا نجات کا آغاز ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اُس کا انجام نہ ہو۔ وجہ سوم۔ مکتی کرموں کا پھل ہے اور کرم محدود ہیں۔ پس ضروری ہے۔ کہ مکتی محدود ہو۔ وجہ چہارم۔ کوئی وید منتر مکتی کے غیر محدود ہونے پر نہیں ہے۔ البتہ ایسے منتر ضرور ہیں۔ کہ جن سے پایا جاتا ہے کہ مکتی محدود ہے اور پرانت کال کے بعد واپس آنا پڑتا ہے ✣

چونکہ وہ اتنا بڑا زمانہ ہے کہ انسانی علم حساب درحقیقت اُس کا حساب نہیں کر سکتا۔ اُس واسطے مہاتماؤں نے بعض مقام پر اُس کی تشریح میں ہمیشہ کا لفظ استعمال کر دیا ہے مگر مطلب سب جگہ اور ہمیشہ اُسی پرانت کال سے ہے ہم نے رسالہ نجات میں اور بھی توضیح کیساتھ لکھدیا ہے ✣

پس آپ کا یہ فرمانا۔ کہ جالندھر میں ایک مولوی سے مباحثہ کرنے پر سوامی جی نے معقول جواب نہ دیکر دوامی مکتی سے انکار کر دیا۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ نہ تو یہاں تناسخ اور کرامات کے سوا کسی اور مسئلہ پر گفتگو ہوئی۔ اور نہ ایسا معاملہ پیش آیا۔ یہاں کا سارا مباحثہ غیر مذہب والوں کی طرف سے مطبوعہ موجود ہے اُس میں ہرگز اِس کا ذکر نہیں۔ پس بھائی صاحب مناسب ہے۔ کہ اول اعتراض دل میں تولو۔ پھر منہ سے بولو۔ ؎

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

سوامی جی نے شاستر کے بھیدوں کے اُلٹے ارتھ کئے۔ صفحہ ۴۱ سے ۵۴ تک۔

اعتراض (۱) ستیارتھ پرکاش صفحہ ۸۹ پر گیتا کے $\frac{18}{43}$ کا یہ ارتھ کیا ہے۔ کہ جو بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکھہ دینے سے جیت ہوتی ہو۔ تو ایسا ہی کرنا چاہئے۔ مگر بظاہر گیتا کے اِس شلوک کا اُلٹا یہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے سے بھاگنا چھتریوں کا دھرم نہیں ہے ✣

آریہ ۔ بھائی صاحب دھوکھہ نہ دیجئے۔ سوامی جی نے جس خوبی سے اِس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ جنگی اصول کے بالکل خلاف نہیں۔ بلکہ عین مطابق ہے وہ لکھتے ہیں وہ سیکڑوں سہنسروں سے بھی یدھ کرنے میں اکیلے کو بھی نہ ہونا۔ سدا تیجسوی ارتھات ونیتا رہنا درڑھ رہنا۔ دھیریا دان ہونا۔ یعنی مستقل مزاج۔ راجا اور پرجا سمبندھی بیوہار اور سب شاستروں میں اتی چتر ہونا۔ یدھ میں بھی درڑھ نشنک رہ کے اُس سے کبھی نہ ہٹنا۔ بھاگنا۔ ارتھات اِس پرکار سے لڑنا۔ کہ جس سے نشچت وجے (فتحیابی) ہووے۔ آپ بچے جو بھاگنے سے یا شتروں کو دھوکھا دینے سے جیت ہوتی ہو۔ ایسا ہی کرنا۔ دان شیلتا رکھنا۔ پکشپات رہت ہو کر سب کے ساتھ یتھا یوگیہ ورتنا وچار کے دینا۔ پرتگیا پوری کرنا۔ اُس کو کبھی بھنگ نہ ہونے دینا۔ یہ گیارہ کھشتری ورن کے کرم اور گن ہیں" ✣

یہ بھاگنا جو سوامی جی نے لکھا ہے۔ وہ بزدلی کا بھاگنا نہیں ہے۔ بلکہ ایک ملٹری ٹرمز ہے۔ یعنی جنگی اصطلاح اور دنیا کی تمام فتحیابوں کو کسی نہ کسی موقعہ پر اِس پر عملدرآمد کرنا پڑا۔ بونا پارٹ اور سکندر کی لایف پڑھو۔ اور روزنامچہ تیمور کا مطالعہ کرو۔ اور سوامی جی اِسے مفصل نہ لکھتے۔ تو بھی کرشن چند جی کی لایف پر کون پڑتال لگا سکتا ہے۔ کال مین سے بھاگے۔ اور دوبارہ متھرا سے بھاگ کر دوارکا میں جا بسے خود شیو جی کرشن جی کے مقابلہ میں بھاگ گئے اسی واسطے کرشن جی کا نام رن چھوڑ مشہور ہے۔ پس یہ اعتراض آپ کا اگر ہے تو کرشن جی پر ہے۔ نہ کہ سوامی جی پر۔ مگر یہ اعتراض نہیں۔ بلکہ علم جنگ کا ایک داؤ ہے۔ یا دشمن کی ضرب کا اغماض ✣

اعتراض (۲) منوسمرتی ادھیائے $\frac{1}{45}$ کا ترجمہ غلط ہے ✣

سانچ کو آنچ نہیں

آریہ۔ یہ ترجمہ غلط نہیں ہے آپ کو تعصب نے شکر دیوتا کی طرح نکتہ چینی کے سوائے انصاف سے کام کرنا آپ کی طبیعت سے محو کر دیا ہے۔ سوامی جی سے بہت پہلے بھی ودوان پنڈتوں نے اُس کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ چنانچہ آریہ سماج کے وجود سے پہلے سمت ۱۹۳۰ بکرم مطابق ۱۸۷۳ء میں بمقام کلکتہ ایک برہمن فاضل شاستری نے بھوجن وچار گرنتھ لکھا تھا۔ اُس کے صفحہ ۲۳ پر اِس شلوک کا ارتھ اِسی طرح کیا ہے "شودر براہمنتا کو پراپت ہوتا ہے۔ اور برہمن شودرتا کو۔ اسی پرکار کھتری اور ویش کو بھی جانو" (دیکھو پستک مذکور مطبوعہ راماین پریس کلکتہ) اور انصاف کی بات یہ ہے۔ کہ لفظی ترجمہ شلوک کا یہی ہے۔ اور ایسا ہی منوجی نے لکھا۔ نرا کھشروں سے ہمیں مطلب نہیں۔ اور نہ معتمبوں سے غرض ہے۔ منوسمرتی کے مضمون سے ناواقف لوگ بہت سی لمبی عبارت اس کے اندر گھسیڑ کر ترجمہ کرتے ہیں۔ جو سراسر ناجائز ہے اِسی کے ساتھ دیکھو منو ۹/۲۴-۲۲ اور مہابھارت میں اس کے سوائے اور بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ ہم نے اسی کتاب میں اِس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ لالہ منشی رام پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے اپنی مصنفہ ورن ویوستھا میں اور آریہ سماج میرٹھ نے بھی اِسی نام کی ایک پستک میں کافی ثبوت دے دیئے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارہ ✤

اعتراض نمبر ۳۔ منوسمرتی ادہیا شلوک ۶۹ کے اُترارده کا ارتھ بھی غلط کیا ہے۔ سوامی جی اِسے پنرلواہ پر لگاتے ہیں۔ اور دیگر ٹیکا کاروں نے کچھ اور ہی سمجھ رکھا ہے ✤

آریہ۔ موجودہ دھرم سبھا کے پنڈتوں کی حالت اور اُن کے چیلوں کی کیفیت ناگفتہ بہ ہے۔ جتنی قومی اصلاح کی باتیں اور جس قدر سنسارک بھلائی کے کارن ہیں یہ لوگ اُن تمام سے ہی کشیدہ خاطر رہتے ہیں۔ پنڈت ایشور چندر ودیا ساگر جیسے عالموں اور بڑے بڑے لائق پنڈتوں نے پنرلواہ کو جائز بتلایا ہے اور سوامی جی نے بھی اِسکے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔ قوم کی اصلاح کرنیوالی کمیٹیاں ساری کی ساری اسکی حامی ہیں لیکن اگر مخالف ہیں تو صرف یہی من مانے القابوں سے ملقب مہا اپدیشک صاحبان پراشر نے پراشر سمرتی میں (جسے دھرم سبھا والے مانتے ہیں) صاف پنرلواہ کی اجازت دی ہے اور پنڈت گورو پرشاد جی نے اِس شلوک کا ارتھ بھی سوامی جی کے انوکول ہی کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے اُن لوگوں پر جو خواہ مخواہ خیر خواہان قوم کی نیک باتوں اور ستّ اُپدیشوں سے مستفیض نہیں ہوتے۔ لیکن کسی رشی کی اُس رائے پر جو وید شاستر کے خلاف ہو عمل نہ کرنا چاہیئے۔ اور سگائی سے اِس شلوک کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ سگائی یا منگنی لفظ خود وید و شاستر کے خلاف ہے۔ دیکھو سارا تیسرا ادھیا سگائی۔ مکلاوہ۔ گونا۔ دراگمن ساری کی ساری پوپ لیلا کے رواج ہیں۔ اور اگر آپ کا ارتھ صحیح مانیں تو بالکل اسنگت ہیں کیونکہ لاکھوں لڑکیوں کی سگائی ہونے پر منگنی شدہ لڑکے مر جاتے ہیں۔ تو کیا وہ رانڈ ہو جاتی ہیں یا اُن کا شلوک ۶۹ و ۷۰ کے مطابق عملدرآمد ہوتا ہے۔ یا کبھی ہوا۔ پس یہ آپکا کہنا یا کسی اور کا اِس پر ہٹ کرنا محض افترا ہے اور اگر اسی ادھیا کے شلوک ۱، و ۲۹، پر کھبت۔ مانیں جیسا آپ لوگ نہیں مانتے۔ تو شاید سارا ہندوستان رانڈ ہو جاوے پس کیا ایسا ارتھ کبھی ممکن ہے۔ اب اسکے اصلی و لفظی ارتھ سنئے۔ جس لڑکی کا صرف وید منتروں یعنی ستیہ بانی سے بیاہ ہوا ہو۔ مگر ابھی صحبت نہ ہوئی ہو یعنی اکھشت یونی ہو۔ ایسی حالت میں اگر خاوند مر جاوے۔ تو شاستر کے مشہور قاعدہ کے مطابق اُس خاوند کے دوسرے بھائی یا قریبی رشتہ دار سے اُسکی شادی کی جاوے۔ پس آپکا اعتراض سراپا باطل ہے ✤

اعتراض ۴۔ منوسمرتی کے ادھیا ۹۔ شلوک ۷۰ کا بھی غلط ارتھ کیا ہے

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱۹ ✤

آریہ۔ بیشک ان شلوکوں کا اصل ارتھ تو یہی ہے۔ کہ "وداہت ستری کا اگر وداہت پتی دھرم کے ارتھ پردیش گیا ہو۔ تو آٹھ برس اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن کے لئے گیا ہو تو تین برس تک باٹ دیکھے"۔ اور آپ کا یہ قول بھی ٹھیک ہے کہ چونکہ فقط اتنی عبارت سے پورا پورا مطلب ادا نہیں ہوتا۔ سب ٹیکا کار اِسکے آگے اپنی سمجھ کے مطابق جو کیفیت مناسب سمجھتے ہیں اضافہ کر دیتے ہیں۔ لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں۔ کہ لوگ کیا کیا کیفیات اضافہ کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کو درج نہیں کیا۔ تو ہم بتلاتے ہیں۔ سنیئے۔ کسی رشی کی رائے ہے کہ میعاد مقررہ کے منقضی ہو چکنے کے بعد عورت دوسرا بیاہ کر لے۔ کسی کی یہ ہے۔ کہ اپنے خاص شوہر کی تلاش کرنے کو جاوے کسی کی یہ رائے ہے کہ خوراک کم کر کے یوگ میں اپنی زندگی گذار دے۔ کسی کی یہ رائے ہے کہ محنت مزدوری کر کے عمر گذار دے۔ ایسی ایسی بہت سی رائیں ہیں ✤

اب ناظرین انصاف فرمائیں اور نشیب و فراز سوچ کر جواب دیں کہ عمدہ کیا ہے۔ اور اردو منوسمرتی مطبوعہ نولکشور کے ٹیکا کاروں نے لکھا ہے کہ اِسکے بعد کیا کرنا چاہیئے۔ اِسکا بیان ناردسمرتی میں بحوالہ قول منو کے درج ہے اور اِس موقعہ پر بھی ۷۶ شلوک ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ (دیکھو صفحہ ۲۴) ✤

اور جو ٹیکا والی منوسمرتیں ہیں ایک دو ٹیکا کاروں کی یہی رائے ہے میکس میولر صاحب نے اپنے ترجمہ انگریزی مطبوعہ ولایت ۱۸۸۴ء میں بھی ایسا ہی نوٹ دیا ہے پس ہم اپنے ناظرین کو زیادہ متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں کہ مرد جب برہمچریہ آشرم کے بعد شادی کر کے عورت سے اقرار کر لیوے۔ کہ ہم اور تم اکٹھے اور ایک دوسرے سے تمام دنیاوی کاموں میں شامل اور دھارمک فرائض ادا کرتے رہینگے۔ پس جب مرد نے اُس معاہدہ کو توڑ دیا۔ یعنی وہ بغیر اطلاع دیئے کے گھر سے چلا گیا۔ ودیا۔ یا دولت۔ عزت کے واسطے مگر عورت کے واسطے نہ تو گذارہ کا بندوبست کر گیا۔ اور نہ خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور نہ تین سے ۸ برس تک واپس آیا۔ اور نہ ستری کو ساتھ لے گیا۔ اور مردوں کی حالت پردیس میں جا کر جس قدر ننگ چال چلنی پر قایم رہتی ہے۔ تو وہ آپ لوگوں سے مخفی نہیں۔ پس عورت کیا کرے۔ اِن چار امور میں سے کس کو وہ سویکار کر سکتی ہے اور کسی سے عام طبیعتیں اور خصوصاً فرقہ نسواں کی طبیعتیں قبضہ میں رہ سکتی ہیں۔ عمدہ تو یہ بات ہے۔ کہ مرد جب پردیس جاوے تو ستری کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے۔ جیسے رامچندر جی سیتا کو یا رشی ارندھتی کو یا سری کرشن رکمنی کو اور صاحبان یورپ میم صاحبوں کو۔ اگر کسی کارن سے ساتھ نہ رکھ سکے۔ تو خرچ ارسال کرتا رہے۔ یا خط و کتابت جاری رکھے یا اُس کے واسطے اہل برادری کی نگرانی میں خرچ کا انتظام کر جائے۔ اگر اِن میں سے وہ کسی شرط کو پورا نہیں کرتا۔ تو اُس کی ستری کو شاستر کا حکم ہے۔ کہ وہ باضابطہ بشرط نہ ہونے اولاد کے دوسری شادی کرے۔ اب بتلایئے۔ اس میں کچھ قباحت ہے یا کہ تمام قباحتوں کی جڑ کاٹنے والا یہ حکم ہے۔ اس کے ساتھ نارد سمرتی کو غور سے دیکھو ✤

اعتراض ۵۔ ستیارتھ پرکاش بار دوم صفحہ ۱۰۵ و بار سوم صفحہ ۱۰۳ میں سری سوامی جی مہاراج نے منوسمرتی کے چوتھے ادھیائے کے ۱۹۰ شلوک کا جو ارتھ کیا ہے وہ اور ٹیکا کاروں کے خلاف ہے اوروں نے یہ ارتھ لکھا ہے کہ جو برہمن تپ اور وید ابھیاس نہیں کرتا ہے اور دان لیا کرتا ہے وہ ۔۔ اُس دان دینے والے کو ڈوبتا ہے جیسے پانی میں پتھر کی ناؤ۔ اب ذرا غور کیجئے۔ کہ سوامی جی کے کیئے ہوئے ارتھ میں کس قدر عمدگی ہے یعنی اُنکی تاویل کے بموجب نیت دھرم ارتھ دان لینے والا بھی ڈوب جاتا ہے اس سے بڑھکر اور زیادہ صفائی کیا ہوگی

تردید۔ مہاشے صاحب۔ سوامی جی کا بھی یہی مطلب ہے مگر ذرا آپکی سمجھ کا پھیر ہے اُنہوں نے تفصیل زیادہ کی ہے یعنی جو برہمچریہ آشرم سب سے اور دان لیتا ہے اور جوان پڑھاتا ہے اور دان لیتا ہے اور جو صرف دان پر ہی اجتنب لگا رہتا ہے کچھ برہم دھرم نہیں کرسکتا یہ تینوں گن والے ہوں یا ایک سب ہی دکھ ساگر میں ڈوبینگے۔ اسی کیا تھ سوامی جی کی رائے کی تشفی کرنے والے منوسمرتی کے سلوک ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ ۲/۱۸۶ و ۱۸۷ تیں یا اعتراض سراپا اندرونی مخالفت کا باعث و تفتیش حق سے کوسوں دور ہے اعتراض صفحہ ۴۵ (سوامی جی کی انوکھی تحقیقات) کہ اُنہوں نے ویدوں کا پرکاش اگنی آدی چار رشیوں کے آتما میں لکھا ہے اور برخلاف تمام رشیوں کے برہما پر نہیں لکھا۔ تردید۔ برہما کو وید کے الہام ہونیکا ذکر کسی معتبر گرنتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ پورانوں کی جھوٹھی تقلید ہے۔ ہم اگر پورانوں اور اُس کی اس روایت کو صحیح مانیں تو عوض برہما پر وید کے الہام ہونیکے خود برہما کی زندگی پر ایک بڑا بھاری کلنک کا ٹیکا لگتا ہے۔ برہما اور اُسکے چار مکھ کی کہانی (دیکھو بھاگوت شیو پوران۔ دیوی بھاگوت۔ ادھیائے سلوک ۲۳۔) اور اُسکی پوجا کا منسوخ ہونا نہایت ہی عبرتناک ہے پس۔ تو ایسے عجیب الخلقت کوئی برہما ہوئے۔ اور نہ اُنکا کسی ست شاستروں میں ذکر ہے۔ وید دوارا یہ کاس کے مصنف یا کوئی اور اگر برہما کی کہانی کو ذرا آنکھیں کھولکر مطالعہ فرما لیتے۔ تو ہرگز ایسے کانی پرش اور اُسکی رسالت اور اُسکی پیدائش پر یقین نہ کرتے۔ مگر وہ غریب کیا کریں۔ ع۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبیست۔ اب ہم بتلاتے ہیں۔ کہ گوپتھ برہمن اور شتپتھ برہمن اور منوسمرتی وغیرہ سناتن رشیوں کے گرنتھوں میں اگنی۔ وایو۔ آدت۔ انگرہ۔ ابتدائی مہرشیوں کے آتماؤں میں ویدوں کے پرکاش کا ذکر ہے (مفصل دیکھو وید بھاشیہ اردو سسکرت معہ پنڈت دیوودت جی شاستری) برہماجی پر ویدوں کا ظہور تو مورتی کے عقیدے کی طرح وید مقدس اور ست شاستروں کے خلاف ہے ہم رسالہ الہام وید میں اس پر مفصل بحث کرینگے۔ اعتراض صفحہ ۴۶ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷ میں برہمن آدی کے پورانوکت اُتپتی پیدائش پر سوامی جی نے جو اعتراض کیا ہے۔ اُس پر تمسخرانہ گفتگو کی ہے تردید۔ ہمارے کایستھ مہربان کو اپنے نام کی طرح شیونسلتی کی شکل کے سوائے اور کوئی اعتراض کرنا آتا ہی نہیں۔ اچھا اُن کی مرضی مگر ہم اس موقعہ پر پھر اُن سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ ستیارتھ پرکاش کی اس تحریر کو پھر مطالعہ فرماویں۔ اور بیہودہ طور پرست پرشوں کے منہ نہ آویں۔ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر + گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر + تو بصورت رفتہ در ماندۂ + وید اقدس انہ مطلق خواندۂ۔ سوامی جی نے اول تو وید مقدس کے اُس منتر کا ترجمہ برہمن تفسیروں کے انوکول کیا۔ پھر فرماتے ہیں جیساکہ سب انگوں میں مکھ سریشٹ ہے ویسے ہی پورن ودیا اور اُتم گن کرم سبھاؤ سے یکت ہونے سے منش جاتی میں اُتم برہمن کہلاتا ہے۔ جب پرمیشور کے نرنکار ہونے سے مکھ آدی انگ ہی نہیں ہیں تو مکھ سے اُتپتن ہونا اسنبھو ہے جیساکہ بندھیا استری کے پتر کا وواہ ہونا"۔ اتنا لکھکر اب پورانوکت ہٹھی لوگوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ جو مکھ آدی انگوں سے برہمن آدی اُتپن ہوتے تو اپادان کارن کے سدرش برہمن آدی کی آکرتی اوشیہ ہوتی جیساکہ مکھ کا آکار گول مال ہے۔ ویسی ہی اُن کے شریر کا بھی گول مال مکھ آکرتی کے سمان ہونا چاہئے۔ کھشتریوں کے شریر بھجا کے سدرش۔ ویشوں کے اُرو کے تل۔ شودروں کے شریر پگ کے سمان اکار والے ہونے چاہئیں (کیونکہ اُن کی اُتپتی مختلف اپادان کارنوں سے ہے) مگر ایسا نہیں ہوتا۔ اور اگر کوئی تم سے پرشن کریگا۔ کہ جو جو مکھ آدی سے اُتپن ہوئے تھے۔ اُنکی برہمن آدی سنگیا ہو پرنتو تمہاری نہیں جیسے کہ سب لوگ گربھ آشے سے اُتپن ہوتے ہیں۔ ویسے ہی تم بھی ہوتے ہو۔ تم مکھ آدی سے اُتپن نہ ہوکر برہمن وغیرہ سنگیا کا ابھیمان کرتے ہو اس لئے تمہارا کہنا ارتھ ویرتھ یعنی اپلاپ ہے اور جو تم نے ارتھ کیا ہے وہ سچا نہیں ہے۔ یعنی وہ افسوس کرتے ہیں اُن لوگوں پر جنہوں نے جھوٹی کہانیاں بناکر برہماجی کے مکھ کو کلنک لگایا یعنی اُنکے مکھ کو یونی بنایا۔ اور اسی طرح اُنکے سارے شریر کو۔ اور پھر اُس سے وضع حمل بتلایا۔ پورانوں کے حسب حال کسی اُستاد نے فرمایا ہے ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی۔ نتیجہ۔ ارباب دانش وبینش سے مخفی نہ ہوگا کہ سوامی دیانند کے ظہور میں آنے سے پیشتر ہندو قوم کی حالت کیسی ردی اور بعید ہی ہو رہی تھی نہ دین کا ٹھکانہ رہا تھا نہ دنیا کا۔ در بدر خاک بسر ٹکرانے بھرتے تھے۔ برہمن جنکا دھرم وید و شاستر کا پرچار تھا وہ عوض اسکے کہ لوگوں کا سدھار کرتے خود جینی اور بام مارگی بلکہ بیچ مارگی ہوکر سیاہی کا ٹیکا لگا چکے تھے۔ کھشتری کچھ راستہ بھار بیٹھے تھے۔ اور کچھ رنڈی بازی و شراب نوشی وغیرہ خرابیوں میں مبتلا ہو کر گئی گذری حالت میں ہو گئے تھے۔ اور مذہب کیطرف سے سوائے نکاح کے اور سندھیا و چھپا مالا اور دھوتی کل پر جانے مادہ تو اور تیرتھوں سے مراد بن مانگے کے یا کثرت ازدواج وغیرہ کے بالکل ناواقف ہی کیا تھی ویش سوائے اصلی ہوتی اور ردی کی چھوت چھات کے دھرم کا نام تک نہ جانتے تھے ہمارے معزز دست منشی اور صاحب کچھ فارسی عربی کی تعلیم پاکر اپنے دھرم کی حفاظت پر کمر باندھی مگر سنسکرت کی ناواقفی کے سبب وہ کسی مرحلہ پر چلنے کیواسطے کامیاب ہو سکے۔ اور واپسی کے پرائشچت کیواسطے اُنکے پاس سکوت کے سوا اور کیا جواب تھا۔ وہ خود ویش ہونیکے کارن اور برادری کی زنجیر میں جکڑے ہونیکے سبب باوجود دل سے ماننے کے کبھی ایک قدم نہ باہر دھر سکے ریفارمرس کا معاملہ تو امر دیگر ہے اسی طرح برہمو سماج کا ابھار اور اُنکی ناکامیابی دنیا سے کچھ مخفی نہیں بنا بر انکی یہ سماج ایک قومی و مذہبی ریفارمر کے مندرجہ ذیل اصلاحوں کیواسطے ضرورت تھی۔ روز بروز ہندوؤں کا عیسائی اور مسلمان مذہب ہونا۔ ویدک دھرم سے ہٹکر مختلف دیوتا پرستی سے باہم دھرم کرم کی مخالفت ایک دوسرے کے ہاتھ کے کھانے پینے کو ہی دھرم جاننا ویدانت کا طوفان بے تمیزی اور قوم کا دھرم کرم سے بیرواہ ہوجانا سنسکرت ودیا سے لاپرواہ ہوجانا۔ بام مارگ اور چولی مارگ وغیرہ سے جو بیرحمی اور بداخلاقی آگئی تھی اُسکا دور کرنا۔ اسی طرح کے اور بھی کئی امورات تھے جنکو واسطے ایک ریفارمر کے آنے اور ریفارمیشن فرمانیکی ابھلاشا لگ رہی تھی۔ جسکے پورا کرنیکے واسطے سوامی دیانند جی کا ظہور ہوا۔ اور یہ بھی ایک خاص قاعدہ ہے جسکے مطابق مخالفت بھی گھر سے ہی شروع ہوئی زیادہ مخالف اپنی قوم ہی ہوئی۔ اس نامراد قوم کی اصلاح کا جس نے بیڑا اُٹھایا اُسی سے اس نے مخالفت کی۔ اور اُسے دشمن سمجھا۔ پتھر اور اینٹیں ماریں۔ بلکہ سنگسار کیا۔ زہر کا پیالا پلایا اور بدنام کیا۔ ملزم بنایا۔ اے گری ہوئی حالت میں غافل اور لاپرواہ ہندو قوم نہایت دھرم سے پتت اور گمراہ نام نہاد آریہ قوم سے تمہیں کو جگاتا تھا شنکر بیچارا + تمہیں کو اُٹھاتا تا کمارل سدھارا۔ ہوا وشنو بھی تھا قربان تمہارا + دیانند نے تم پہ سر دے دیا ما تمہاری مگر قوم حالت وہی ہے + ہوئی صبح پر خواب غفلت وہی ہے + پیارے رشی پتر آریہ بند ہو۔ اب اِس عدل و انصاف کے زمانہ میں اور خصوصاً ایسی مادر مہربان کے راج میں جسکی سلطنت میں آفتاب بھی غروب نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ روشنی بخشتا ہے آپ کا سوتے رہنا اور اُسکے سایۂ عاطفت آرام پاکر بھی ست ویدک دھرم کیطرف متوجہ نہ ہونا کتنی بدبختی کی علامت ہے اگر اس وقت بھی آپنے کروٹ نہ لی اور ویدک دھونی سنکر بھی آپکے کان نہ کھلے۔ اور بدستور بت پرستی بلکہ بام مارگ کی گھنونی تعلیم کی خونریزی سے پیالہ اور شراب کے نشہ سے چور اور مخمور ہے تو ہمارے لئے تک ہی جاگنا کٹھن ہے

تمہیں اپنی مشکل کو آساں کروگے تمہیں اپنی منزل کا ساماں کروگے
تمہیں درد کا اپنے درماں کروگے کروگے تمہیں کچھ اگر ہاں کروگے
چھپا دست ہمت میں دست قضا ہے مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سماپت

آریہ سماج میں شانتی پھیلانے کا اصلی اوپاؤ اور رامچندرجی کا سچا درشن

حصہ اول

ماس کھانا پاپ ہے یعنی وید مقدس اور ست شاستروں کے رو سے تو تنتر ہی کی تردید اور مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب۔

جس وقت سنسار میں ویدک دھرم کا پرچار تھا۔ اور ست شاستر انوسار لوگ اپنے جیون کا نرباہ کرتے تھے۔ اُس وقت نہ تو عناصر پرستی کا نام تھا اور نہ بت پرستی کا وہم و گمان ایشور کے دیراہ، ورت سنگھ وغیرہ اوتار نہیں مانے جاتے تھے اور نہ اُسے گوپیوں کے ساتھ ہاس بلاس اور راس لیلا کرنے کے کلنک لگائے جاتے تھے۔ ایک جگدیشور کے سوا کسی دیوتا کی پرستش نہیں جانتے تھے اور پنچ مہاگنوں کے علاوہ کسی پیر پرستی یا گرو پوجا کو نت کرم نہیں مانتے تھے۔ اُس سمیہ ماتا پتا اتھی۔ آچاریہ اور پرماتما۔ ان پانچ کے سوا کسی اور سے سروکار نہ تھا۔ اور نہ کوئی اور پرستش کے قابل شمار ہوتا تھا۔ ورن اور چاروں آشرم گن کرم انوسار جاری اور ساری خدائی کا اسی پر عملدرآمد تھا۔ اُس زمانہ کے دیوتے دیپ گن یکت۔ ستوگنی۔ شانت۔ آتما۔ کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار۔ یعنی پانچ وکاروں سے آزاد۔ زاہد اور نیک نہاد ہوا کرتے تھے۔ نہ تو اُن دنوں کالی۔ چوالا۔ بھوت پتی ماتہ۔ پانچوں جی صفحہ دنیا پر براجمان تھے۔ اور نہ چامنڈا ڈاکنی شاکنی وغیرہ نام دھاری دیوتے قابل پرمان تھے۔ اور اگر کہیں خدا نخواستہ یہ موجود تھے۔ تو بھی اس قالب اور اس خوراک سے سراپا مفقود تھے۔ نہ اُن کی یہ صورتیں تھیں اور نہ ایسی بھیانک مورتیں ایک عظیم الشان زمانہ تک اسی طرح سب کا دور دورہ رہا۔ اور حق پرستی کا نام عالم میں شہرہ۔ آخر الامر ویوسوت منو کی ۲۸ چترجگی کے بن تک گزر جانے کے بعد چوتھے جگ (کلجگ) کی سندھی کے سمیہ پر کمالے [illegible] اُنتی کی شکھر رحولی، سر چڑھی ہوئی آریہ قوم کو کاہلی نے آگھیرا۔ اور عیاشی اور بدمعاشی نے اُن کے کشوروں میں ڈیرا جما دیا۔ شراب خوری۔ گوشت خوری۔ مچھلی کے کباب۔ زنا۔ مدرا یکے بعد دیگرے پھیلنے لگے۔ اول اول راجاؤں میں ماس کا آغاز ہوا۔ کیونکہ بہ نسبت اوروں کے یہ سامان انہیں جلدی اور آسانی سے میسر ہو سکتے ہیں۔ اور کوئی ڈنڈ دینے والا بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ کسی کا خوف ہوتا ہے۔ راجاؤں کے یہ دوست یا اُحاد عموماً ایسے مانے ہوئے ہیں۔ جدھر راجا کی رُچی دیکھی۔ جھٹ اُسی کے مطابق سلوک بنے شروع ہو گئے بقول سعدی ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این
بباید گفت اینک ماہ و پروین ۱

اور ایک دوسرے موقعہ پر لکھا ہے۔

خلاف رائے سلطان رائے جستن
بخون خویش باید دست شستن ۔ ۱

ست پرشوں اور مہاتماؤں یا عوام الناس سے پوشیدہ رکھنے کے واسطے عام بول چال میں ان استعار کے دوسرے نام رکھے گئے۔ مدھ کا نام تیرتھ۔ ماس کا نام شدھی اور پشپ یعنی پھول۔ اور مہا پرشاد مچھلی کا نام جل ترسکا۔ مدرا کا نام چترتھی پنچمن کا پنچمی۔ طوائف کا نام دیوانگناں۔ اپچھراں اور رنگ بدھو۔ اور ان چیزوں کے استعمال کرنے والوں کے نام کول۔ آردھ ویر۔ شامبھوگن۔ اور جو لوگ انہیں برا سمجھتے اُن کا نام کنٹک۔ جیوکہ پشنک پشو کہا۔ مطلب اس تمام مکاری اور فریب کا یہ تھا کہ کوئی پہچان نہ کر سکے۔ اور کسی پر یہ راز ظاہر نہ ہو۔ ۱۰ آ، پوری چوری۔ شراب اور زنا۔ ت اس کا آغاز ہوا۔ گوشت اُس کے بعد تک نہ گیا۔ بدانتقادی۔ شاید کیونکہ انہیں معلوم تھا یا تجربہ کر کے دیکھ لیا تھا کہ زنا و شراب کے ساتھ گوشت جیسی سے انسان بچ نہیں سکتا۔ اور پھر اس گوشت خوری کے دو نتیجے کئے گئے جنگلی جانوروں کا ماس۔ اور بحری جانوروں کا ماس۔ غرضیکہ آہستہ آہستہ مرغی مرغا سے لے بکری بکرے تک پہنچے۔ مگر یہاں ہی بس کس طرح ہو سکتا تھا۔ گائے بھینس اور آدمی تک نوبت پہنچی۔ اور اُس وقت بام مارگ نہ رہا۔ بلکہ اگھور اور کول ہوگیا یعنی سراپا ظلمت و اندھا کار۔ چنانچہ اُن کے گرنتھوں میں لکھا ہے

अघोरात् परतर नास्ति । कौलान परतर नास्ति

زنا بھی صرف خاوند والی عورتوں تک محدود نہ رہا۔ طوائفوں۔ بیواؤں سے گذر کر چوڑھی چماری۔ دھوبن۔ قصائن۔ کلال۔ چنڈال تک پھیل گیا۔ اور ماتا اور بہن کی نسبت بھی ترا پنوتی کے حوص پھر سے گئے۔ بدچلن اور زانی راجاؤں کے خوش کرنے کے کارن جنہوں نے سب سے اچھے شلوک بنائے۔ وہی زیادہ منظور نظر ہو کر جاگیردار اور منصبدار بنائے گئے۔ اس نامبارک منشاء کے پورے کرنے کے واسطے وید منتروں کے ارتھوں میں تاویلیں ہونے لگیں۔ اور بقول شخصے۔ کاماتر انام نہ بھیم نہ لجا۔ اور جب ویدوں سے اُن کی خاطر خواہ کامنا پورن نہ ہوئی اور نہ پنچ مکاروں کے سیدھ کرنے کے واسطے واضح منتر مل سکے۔ تو لاچار ہو کر ویدوں کو سکنڈ کلاس میں ٹھیرا کر اُن سے اوپر فسٹ کلاس میں شامبھوی ودیا کے گرنتھ مقرر کئے گئے۔ جیسا کہ ہٹ دیپکا میں لکھا ہے۔

वेदशास्त्र पुराणानि समस्तगणिकाय था ।
एकैव शांभवी विद्या गुप्ता कुलवधूरिव ॥

کہ وید اور شاستر اور پران یہ سب گرنتھ بیسوا طوائفوں کی طرح ظاہر باتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ صرف ایک شامبھوی ودیا یعنی بام مارگ کے گرنتھ ہی ہیں جو پردہ نشین عورت کی طرح نقاب میں باتیں کرتے ہیں۔ (مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ء ۶) +

ناظرین آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ اس شلوک کا خاص مطلب اور مخفی منشا خود بام مارگیوں نے بھی جب وید سے اپنی اچھا پوری کی خاطر خواہ صدہا تاویلیں کرنے پر بھی نہ دیکھی تو لاچار کنارہ کیا اور صاف کہہ دیا کہ وید ان گشت باتوں یعنی پانچ مکاروں کی ہدایت نہیں دیتے۔ وہ تو ظاہر کرم کانڈ اور سندھیا گایتری کے حامی ہیں۔ پھر بام مارگی راجاؤں نے اور اُن کے تو کول گھرستیوں نے سرادھ وغیرہ ست کرموں اور اتیتی سنسکاروں میں بھی ماس ہی دینا شروع کیا۔ اُس زمانہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ صدہا مرتبہ ان لوگوں نے اور پشو تو در کنار غریب لوگوں کے بال بچے قتل کر کے خود کھائے یا آئے ہوئے مہمانوں کو کھلا دئے۔ اور لاکھوں مرتبہ دیوتاؤں پر انسانوں کا خون بہا دیا۔ بھاگوت جاننے والے جڑہ بھرت کی کہانی سے اچھی طرح واقف ہیں۔ بام مارگ کے واسطے نہ تو زندہ ودوانوں کو دیوتا مانا گیا اور نہ کسی مرے ہوئے رشی منی کی پوجا کی گئی۔ بلکہ نئے دیوتا اور نئی دیویاں ایجاد ہوئیں۔ جن کا ست شاستروں میں اشارہ و کنایہ بھی نہیں۔ مثلاً پشوپتی ناتھ۔ کالی۔ چنڈی۔ چانڈالی۔ مہا کالی۔ کامکھشیا۔ توتلا۔ چامنڈا۔ بھوت ناتھ۔ بھیرو۔ ڈاکنی۔ شاکنی۔ بگلامکھی وغیرہ اور ایسی طرح اُن کی خوراک بھی تمام رشی منیوں کے خلاف مقرر کی گئی ہے۔ ماس۔ شراب۔ مدرا۔ ہڈی۔ [illegible] اور ایسے ہی مکروہ اُن کے لباس اور سواریاں قائم کی گئیں۔ چونکہ [illegible]

تاثیرک۔ کول۔ مستعمل کتاں۔ واکرتا۔ اسماعیلی وغیرہ سب ایسی دام مارگ کی شاخیں ہیں۔ اب تک بھی جو ہندو لوگ دیوی اور بھیرو کو نہیں ملتے اور وشنو کہلاتے ہیں وہ ماس و شراب کے استعمال کو سخت گناہ سمجھتے ہیں۔ منتروں اور جنتروں کے لکھنے کے واسطے بھی خون کی سیاہی اور ہڈی کے قلم اور چمڑے کے کاغذ سے کام لیا گیا پوتر یگیہ اور شدھ ہون کنڈ ماس مدرا سے اپوتر کئے گئے۔ اور نئے نئے ایک اکشر اور دو اکشری منتر بنا کر گومیدھ اور اشومیدھ اور اجامیدھ پیدا کئے گئے۔ اور جاہلوں اور معترضوں کو تسلی دی گئی کہ ہم جانوروں کو پھر منتروں سے زندہ کر لیا کرتے ہیں مہابھارت کے زمانہ سے لیکر بودھ کے زمانہ تک یہ طوفان بے تمیزی ہر کہ آمد برآں مزید کرد۔ کبھی آہستہ اور کبھی کبھی خوب زور سے جاری رہا۔ ویدوان مہاتما برہمن کبھی مختلف اوقات میں سامنے کے ساتھ مخالفت کرتے رہے اور ان مذموم رسوم کے مٹانے میں ہمہ تن کوشاں رہے مگر بیچارا جب تھا برجا قطعی اس خرابی کی جڑ نہ کاٹ سکے سب سے پہلے اس کا کھنڈن مہاراج کرشن دویپاین رشی وید بیاس جی نے کیا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

सुरासेतस्य पशोमोस द्वजादीनो वलिम्तथा।
धूर्तैं प्रवतिं हयेतन्नैतद्वेटे पुकथ्यते॥
भा० शा० अ० २६४ श० ६

ترجمہ۔ شراب۔ مچھلی۔ اور دیگر پشوؤں کا ماس اور انسانوں کی بلی دھورت لوگوں نے چلائی ہے۔ وید میں ہرگز اس کی اجازت نہیں ہے۔

بیاس کے فرزند رشید شکدیو منی جی فرماتے ہیں۔

युपकृत्वापशुं हत्वा कृत्वारुधिरकर्दतम।
यद्येवगम्यते स्वर्गों नरकेकेन गम्यते॥ १॥

ترجمہ۔ لکڑی سے باندھ اور پشوؤں کو مار کر زمین کو خون آلودہ کرنا اگر اس طرح انسان سورگ میں جاتا ہے۔ تو بتلائیے نرک میں کس طرح جاویگا۔

सत्ययुपस्तपोऽग्निश्च प्राणाश्च समिधोमम।
अहिंसापरमोधर्म एषधर्मः नातनः॥ २॥

ترجمہ۔ ست برت ہمارا یوپ ہے۔ تپ ہماری اگنی ہے اور پران ہماری سمدھا ہے کیونکہ اہنسا پرم دھرم ہے اور یہی سناتن سے مانا گیا ہے۔

प्राणा यथात्मनोहभी ष्टाभूवानामपिते तथा।
आत्मौपस्येन भूनानां दयाकुवेन्ति परिडता:॥ ३॥

ترجمہ۔ پران جیسے انسان کو پیارے ہیں۔ ایسی طرح اور جیووں کو بھی ہیں۔ اس طرح سے اپنی طرح ودوان لوگ سب پر دیا کرتے ہیں۔

ایسی طرح اور کئی مہاتما مہادی بودھائن وغیرہ سب دھرم کا اپدیش اور ان بیہودہ باتوں کا کھنڈن کرتے رہے مگر دشٹ پرتھا دن بدن بڑھتا رہا۔ اور یہاں تک بڑھ چکا تھا۔ کہ استریوں کو پشوؤں کے سنگ صحبت کرائے جانے کی بھی نوبت آ گئی تھی۔ اور صرف آریہ ورت میں ہی نہیں بلکہ سب دیشوں میں یہ خرابی پھیل چکی تھی۔ مثنوی رومی میں روم ہی کی ایک کہانی درج ہے۔ اسماعیلی فرقہ جہاں موجود ہے اس کا یہ عام دستور ہے۔ ملک اٹلی میں بھی ایسے ہی کام ہوتے تھے۔ پراسٹیٹیوٹ روم یعنے بدکار مستورات کے مکان جن کے سب نمونے شہر نیپلز کے عجائب خانہ میں موجود ہیں۔ یہ کارروائی سب شہر پومپائی میں ہوتی تھی جو سنہ [illegible] میں آتش فشاں پہاڑ کے لاوہ کے سبب تباہ ہو گیا۔ مفصل دیکھو آریہ سماچار میرٹھ ماہ بیساکھ سمت ۱۹۳۶ نظامی نے سکندر نامہ میں بھی لکھا ہے ؎

زمن باد مشعل کتاں دود دار ✤ چراغ مرا رود بر خوردار

غرضکہ جب یہ بام مارگ بہت زور پکڑ گیا۔ اور اس نے نہایت درجہ تک خرابی پھیلا دی تو آج سے ۵۰۰ برس پہلے کپل وستو میں بودھ نے پیدا ہو کر اور اس گھور دام مارگ سے تنگ ہو کر دیا دھرم کا پرچار شروع کیا۔ بودھ مت کی بنائے گرنتھوں میں ویدوں پر بہت خوفناک بھاری الزام لگائے ہیں اور بڑے زبردست اعتراض کئے ہیں مگر حقیقت میں کوئی اعتراض صحیح نہیں کیونکہ جو اعتراض ہیں وہ دام مارگ مذہب پر ہیں۔ اور انہیں کی بیان کردہ کلنکت باتوں پر ہیں نہ وید مقدس پر۔ دام مارگ سے لیکر بودھ وغیرہ مت متانتروں نے جو جو اعتراض وید مقدس پر کئے ہیں وہ سارے کے سارے مردود ہیں ✤

خیر کچھ ہی ہو۔ بودھ نے دام مارگ یا بقول خود ویدک مت والوں پر اعتراض کئے۔ اور اس خوبی سے کئے کہ لوگوں نے ناستک بننا سویکار کیا۔ مگر گوشت خور ویدک بننے سے متنفر ہو گئے اور ایسے مردوں کو بھی انہوں نے جواب دیا۔ کیونکہ اگر مہیدھر اور ساین کے ارتھ صحیح ہیں۔ تو ایسے دھرم لٹیا کے ملنے سے ناستک ہونا ہزار درجہ بہتر ہے؟ اور اگر دام مارگ صحیح ہے جیسا کہ عموماً ہندوؤں کا اعتقاد ہے۔ تو لامذہب ہونا اس سے عمدہ ہے۔ بودھ کی تعلیم سے اگرچہ لوگ ایشور اور وید سے تتر بتر ہو گئے۔ اور اس وید وکت دھرم یعنے بام مارگ کی سدا ہونے لگی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ عملی طور پر ایک بات (ایشور کی ہستی کے انکار) کے سوا اور تمام مردوں پر عملدرآمد ہونے لگا یعنے پشوؤں کو مار کر یگیہ کرنا بند ہو گیا۔ اور بلی دیشو دیو یگیہ ہر روز ہونے لگا۔ اندھے۔ لولے۔ لنگڑے عاجز محتاج آدمی اور جانوروں کے واسطے شفاخانے اور غریب خانے تیار ہو گئے۔ یتیم خانے جاری کئے گئے۔ (دیکھو ستیارتھ پرکاش ۱۲) تناسخ اور شبھ کرموں پر زندگی کا مدار رکھا گیا۔ اگرچہ بودھ خود آتما کامیاب نہ ہوا مگر اس کے بعض اصول بالکل وید وکت تھے جس طرح آجکل بعض آدمی پرانوں یا مہیدھر کے ترجمے پڑھکر عیسائی ہو جاتے ہیں بعینہ یہی حال بودھ کا تھا۔ نہ اس کا قصور اور نہ ویدوں کا۔ یہ سارا کا سارا قصور بام مارگیوں کا تھا۔ جنہوں نے بودھ کے آتما کو مجبور کیا۔ کہ وہ اس دھرم کو ترک کرے ✤

اس بودھ کے ناستک مت کی تردید کرنے والے سب سے پہلے بھٹ پادکمارل آچاریہ ہوئے ان کی بابت ذکر ہے۔ کہ وہ جس وقت وید شاستر کو پڑھ چکے۔ تو ایک دن ایک مکان کے نیچے سے گذر کر رہے تھے۔ محل کے اوپر ایک راجکماری دھرم کی بری حالت کو سوچ سوچ کر یہ آدھا شلوک پڑھ رہی تھی۔

किकरोमि क्व गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति।

کہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ اس اندھکار بودھ مت کے زمانے میں کون ویدک دھرم کی حفاظت کریگا۔ تب اس کے جواب میں کمارل آچاریہ بولے۔

माविगैषीवरारोहे भट्टाचायोस्तिभुतले॥

کہ اے پیاری مت سوچ کر بھٹ آچاریہ پرتھوی پر موجود ہے۔ اس کے بعد یہ عام پرسدھ ہے۔ کہ انہوں نے بودھ مت کا کھنڈن شروع کیا۔ مگر ساتھ ہی بام مارگ کا بھی۔ ان کے بنائے گرنتھوں میں بھی ماس شراب کا برابر کھنڈن موجود ہے۔ ان کے بعد ۱۲ سو برس کا عرصہ ہوا کہ شنکر آچاریہ ہوئے۔ انہوں نے بھی ماس شراب کے پرچارک متوں کا اسی طرح کھنڈن کیا جس طرح کہ بودھ اور جینیوں کا اور ابھی تک ان کے سب انویائی ماس اور شراب کو برا جانتے ہیں۔ [illegible] بام مارگی گوسائیوں سے۔ بعد ازاں سنہ [illegible] میں رامانج ہوئے۔ انہوں نے تو کھلم کھلا برخلاف بام مارگی اور ماس آہاریوں کے وشنو مت کا پرچار کیا۔ ان کی زندگی کا سار تمام تر رامچندر جی کی زندگی تھی اور ان کا نتیجہ تھا کہ وہ ہرگز ماس آہاری نہیں تھے۔ انہیں کے مت پیرو سنہ [illegible] میں کبیر ہوئے۔ اس نے بھی دین اسلام ترک کر کے وشنو مت سویکار کیا۔ اور گوشت خوری وغیرہ کے مسائل کی تردید شروع کی۔ کبیر جی کا قول ہے ؎

ان جھٹکا اُن بسمل کینیا دیا دوہاں سے بھاگی — کہے کبیر سُنو بھائی سادھو آگ دوہاں گھر لاگی
جیو بدھ دھرم کرتھا بیوا دھرم کہاں کہو بھائی — آپس کو منی ور کرتھا بیو کا کو کہت قصائی
کبیرا تیری جھونپڑی گل کٹین کے پاس — کرن گے سو بھرن گے تو کیوں بھیؤ اداس

اُنہیں ایام میں یا اِس سے کچھ پہلے ایک سادھو ہوگئے۔ اُنہوں نے بھی کئی عمدہ باتوں کا پرچار کیا جن کا نام دادو تھا۔ اُن قول ہے۔ ؎

یا ہن برہیستو رکیا کرلئے آتما گھات — ست کہوں سنشے نہیں سبھ پرانی دوزخ جات

اِس سے کچھ پہلے ایک مہاتما جامبھہ جی دہلی کے گرد و نواح میں ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے علمائے اسلام سے مباحثہ کرکے بہت کچھ اُنہیں قائل معقول کیا۔ اور صدہا آدمیوں کو دین اسلام سے نفرت دلا کر ویدک دھرم کا پیرو بنایا۔ اور ایسا ہی اوپدیش جیتیں نے کیا۔ لیکن بام مارگی دُنیا سے بالکل کم نہ ہوئے۔ وہ بدستور پوشیدہ پوشیدہ اپنا کام جتنا ہو سکا کرتے رہے اور بدکاری میں قدم دھرتے رہے۔

مسلمانی جور و ستم کے زمانہ میں ایک اور مہاتما اودھوجی ہوگئے ہیں۔ اُنہوں نے بھی ہزاروں آدمیوں کو بت پرستی اور گوشتخوری اور جیو ہنسا سے ہٹا کر ایشور کی بھگتی کا اُپدیش دیا۔ مگر دین اسلام کا کھنڈن بھی ساتھ ہی کرتے تھے۔ بنا بریں متعصب بادشاہ کے حکم سے قتل کرائے گئے۔ بابر کے عہد میں بابا نانک جی نے بھی جہاں تک ہمیں علم ہے۔ گوشت خوری کی تردید کی۔ اور گوشتخوروں کو اِس کے ترک کرنے کا اوپدیش دیا چنانچہ ہے۔ ؎

پھلک مچھلی سراپاں جو جو پرانی کھائے + دھرم نیم جتنے کئے سبھی رسا تل جائے
جے رت لگے کپڑے جامہ ہوئے پلیت + جے رت کھاوے مانسا تن نرمل کہاں چیت
اسنکھ مورکھ اندھ گھور اسنکھ چور حرامخور + اسنکھ امر کو جائیں جور
اسنکھ گل دو ہتیا کمائیں + اسنکھ پاپی پاپ کر جائیں
اسنکھ ملیچھ مل بھچھ کھائیں + خوب کھانا کھچڑی جامیں امرت لون
ہیارو ٹی کارنے گلا کٹاوے کون

مانس کھانڑے کرے نواج — چھری وگائیں تن گل تاگ
تن گھر برہمن پورے ناد — اُتان ہی آمے آمے سواد
کوڑی راس کوڑا ہو یار — کوڑ بولیں کریں آدھار
ترم دھرم کا ڈیرا دور — نانک کوڑ رہیا بھرپور
متھے ٹیکا تیڑ دھوتی لگائی — ہتھ چھری جگت قصائی

عرصہ ۵۰۰ برس کا ہوا کہ سائیں آچاریہ اور اُس کے قریب زمانہ میں ہی مہیدھر ہوئے یہ دونوں بام مارگی تھے۔ اُنہوں نے راجاؤں کو بس میں کرکے ویدوں کے ذریعہ سے بام مارگ کے پرچار پر مضبوط کمر باندھی۔ اور انہیں ایام میں ایک گوسائیں شاودر ہوئے۔ اُنہوں نے بھی بام مارگی ہونے کے کارن مانس شراب کا خوب پرچار کیا۔ اول نے رگوید پر بھاشیہ بنایا۔ اور دوسرے نے یجروید اور تیسرے نے میمانسا پر۔ ہم زیادہ طول دینا نہیں چاہتے۔ کہ اُن کی کتابوں سے اصل عبارت نقل کریں۔ کتابوں کے نام سے ہی آپ سمجھ جاوینگے مہیدھر نے منتر مہودہی بنایا۔ اور مسٹر شاودر نے شاودتنتر۔ پس آپ جان سکتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے ان بھاشوں میں ست دھرم کا کس قدر ستیاناش کرنے کی کوشش کی بہت کچھ بام مارگ کا چرچا ان کے بھاشوں سے بھی ہوا۔ اور لوگ ست دھرم سے گمراہ ہوتے اور یہ طوفان بے تمیزی روز بروز بڑھتا گیا۔ انہیں بھاشوں کی برکت ہے کہ پنڈت جگن ناتھ شاستری جیسے پنڈتوں کے جاو قرن میں غوطہ کھا کر مسلمان ہوگئے +

مانس کی بابت شری سوامی دیانند جی مہاراج کا اُپدیش عنقریب تھا کہ صدہا پنڈت لامذہب ناستک۔ محمدی یا عیسائی ہو جاتے۔ اور ویدک دھرم کو لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھکر کنارہ کرتے۔ کہ یک لخت ایک مہاتما روح نے اِس سنسار میں تاریخ مبارک سمت ۱۸۸۱ بکرمی گجرات میں جنم لیا۔ اور پورن جوان ہو کر ست شاستروں کے پٹھن پاٹھن اور ویدوں کے ابھیاس سے نشچہ کر لیا۔ کہ اِس وقت کی تمام حالت بالکل ویدوں کے خلاف ہے۔ چنانچہ کاشی وغیرہ میں صدہا پنڈتوں کے ساتھ شاسترارتھ کرکے پول کھول دیئے بقول شخصے ؎

کیا کاشی آدی میں شاستر ارتھ بھاری — ہوئے شانت سب پوپ پُش کرم جاری
دیا اور آنند ہے مول جن کی + گھو دھرم جگیا سوابیادتن کی +

کرتے ہوئے شروع ۱۸۷۵ء میں بمقام بمبئی سب سے اول آریہ سماج قائم کیا۔ اور کئی ویاکھیان مانس اور شراب وغیرہ کے کھنڈن پر دیئے۔ اور اسی طرح مورتی پوجا وغیرہ وید ورودھ وشیوں پر۔ بعد ازاں جولائی ۱۸۷۵ء میں بمقام پونا ویاکھیان دئے۔ جو اُسی وقت بزبان مرہٹی طبع ہوگئے۔

۸۔ جولائی ۱۸۷۵ء "اہنسا پرمو دھرمہ دھرتی گھما اتیادی۔ دہرم اور ادھرم انیک ہیں پرنتو اُن میں ستیش ریتی سے یہ دھرم اور یہ ادھرم ہے اُس کو ہم پہلے کہتے ہیں اول اہنسا کا لکشن

अहिंसासत्यास्तेय ब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः

دیکھو یوگ شاستر پاد ۲ سوتر ۳۰ +

اہنسا اِس کا ارتھ عام طور پر تو یہ ہے کہ پشوؤں کو نہ مارنا۔ مگر ویاس جی نے اِس کا خاص ارتھ اِس سے بڑھ کر کیا ہے۔

सर्वथा सर्वदा सर्वभूताचाम ननिद्रोह: अहिंसाहै या

یعنے سب طرح اور ہمیشہ سب پرانیوں سے ورودھ یا ویر کا تیاگ اِس کا نام اہنسا ہے (صفحہ ۱) پھر ایک درویاکھیان ۲۰ جولائی ۱۸۷۵ء کو سنسکار پر دیا۔ اُس میں یگیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے "یگیہ میں مانس نویں پیڈتوں کی بناوٹ ہے۔ ہوم دیوتاؤں کا ہوا اور مانس پشوؤں کا ڈالا جاوے۔ یہ یوستھا پیستور کی ہو۔ ہمارا اعتبار نہیں کیونکہ پرمیشور کی یوستھا میں ایسا انیائے نہیں ہو سکتا۔ تو ہم نے پشوؤں کے نہ مارنے کی بابت کہا۔ لیکن کیا کسی ہوم میں پشو مارے بھی جاتے ہیں۔ اِس شنکا کا اُتر دیتے ہیں۔ ہوم دو پرکار کا ہے۔ ایک راج دھرم سمبندھی۔ دوسرا سارواجنک۔ اب تک تو ہم نے سارواجنک ہوم کا ورنن کیا۔ اور باقی رہا راج دھرم سمبندھی ہوم اُس کی یوستھا ساری کی ساری جُدا ہے اُس میں پشوؤں کے مارنے کی کیا غرض ہے۔ اُس میں منش بھی مارے جاتے ہیں یعنے یُدھ سمبندھی ہزاروں منش کے پران لینے راج دھرم میں درست ہیں۔ جو جنگلی جانور دُشٹ کھیتوں کو خراب کرتے ہیں۔ اُن کا مارنا ٹھیک ہے۔ اور جنگلی شیر وغیرہ کا بھی مارنا صحیح۔ مگر ہوم سمبندھی مانس اہار یعنے گوشت خوری جو کہتے ہیں وہ بالکل ایوگ ہے کسی پران دھاری کو تکلیف دینا کیسے ہو سکتا ہے۔ کسی جیو کے پران لینے سے یہ دھرم ایشوری نہیں ہو سکتا" (صفحہ ۶) +

سوامی جی نے جو اُپدیش بمبئی میں بسال ۱۸۷۵ء دیئے۔ اور جس اصول پر بمبئی آریہ سماج قائم ہوا اُسی کے مطابق لیلا دھر ہری داس نے ایک کتاب ستیہ استیہ وچار ۱۸۷۶ء میں طبع کرائی۔ اُس کے صفحہ ۲۸ سے ۴۳ تک مانس و شراب وغیرہ کا کھنڈن موجود ہے۔ پھر سوامی جی نے بھادوں سمت ۱۹۳۳ مطابق ستمبر ۱۸۷۶ء میں بھومکا تصنیف کرنا آرمبھ کیا۔ اُس کے صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲ پر لکھا ہے "یہ سب بھوتوں سے ہمیشہ اور ہر طرح ویر نہ کرنا اہنسا ہے۔ جو یا سک کے واسطے ضروری ہے۔ المختصر"۔ پھر صفحہ ۲۷۶ سے ۲۷۸ تک مانس و شراب وغیرہ کا کھنڈن کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ " اتیادی انیک ارتھ کتھا تنتر گرنتھ میں لکھی ہیں۔ وہ سب وید آدی شاستر یُکتی پرمانوں سے ورودھ ہونے کے کار شریشٹ پُرشوں کے گرہن کرنے یوگ نہیں۔ کیونکہ وہ آدی سبھوں سے نکلتی کبھی نہیں

ہو سکتی۔ پرنتو کیاں کا ناش اور دُکھ ارتھات رُک کی پراپتی دیرگھ کال تک ہوتی ہے۔"

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء میں سوامی جی نے آریہ اودیش رتن مالا تصنیف کی اور بمقام بمبئی طبع کروائی۔ اُس کے نمبر ۱۴ میں لکھا ہے۔ "(آریہ) جو سریشٹ سوبھاؤ۔ دھرماتما۔ پروپکاری۔ ستیہ وادی۔ اُگن یکت اور آریہ ورت دیش میں سب دن سے رہتا ہو وہ آریہ"

نمبر ۵۔ پروپکاری کی تشریح کی ہے۔ "اپنی سامرتھ سے دوسرے پرانیوں کے سُکھی ہونے کے لئے جو تن من دھن سے پریتن کرتا ہے۔ وہ پروپکار کہلاتا ہے" +

نمبر ۲۴۔ دسیو۔ "انارید جو اناری آریوں کے سوبھاؤ اور نواس سے پرتھک ڈاکو چور۔ ہنسک کہ جو دُشٹ منش ہیں۔ وہ دسیو کہاتے ہیں" +

پھر سوامی جی نے لاہور میں جو ۱۸۷۷ء میں لیکچر دیئے ہیں۔ اُن میں سے ایک اکھیان میں فرمایا۔ "کہ میں جو ایسا مضبوط اور ہرشٹ پُشٹ ہوں۔ مانس کھانے اور مار جھانے سے نہیں ہوا۔ بلکہ ان آدہک کے کھانے اور برہمچریہ سے" اور بھی کئی دفعہ اُنہوں نے مانس کا کھنڈن کیا +

پھر سوامی جی نے گوکرونا ندھی سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء میں تصنیف کی اور یہی گرنتھ اُن کی زندگی میں دوبارہ ۲۰ اپریل ۱۸۸۳ء مطابق بیساکھ سمت ۱۹۳۹ کو شایع ہوا۔ اُس کے صفحہ ۶ سے ۱۴ تک ہر طرح کے مانس و شراب کا کھنڈن کیا ہے۔ اور بڑے زبردست دلائل سے۔ پھر سوامی جی نے بہادر بدی سکل سمت ۱۹۳۹ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۸۸۲ء کے ستیارتھ پرکاش سماپت کیا۔ اُس میں بمقامات ذیل مانس کا کھنڈن لکھا ہے۔

صفحہ ۴۔ پر لکھے ہیں "کیونکہ جیسے پشو بلوان ہو کر نربلوں کو دُکھ دیتے اور مار بھی ڈالتے ہیں۔ جب منش شریر پاکے ویسا ہی کرم کرتے ہیں تو وے منش سوبھاؤ یکت نہیں۔ کنتو پشووت ہیں۔ اور جو بلوان ہو کر نربلوں کی رکشا کرتا ہے وہی منش کہاتا ہے۔ اور جو سوارتھ وش ہو کر پرانی ماتر کی ہنسا کرتا رہتا ہے۔ وہ جانو پشوؤں کا بھی بڑا بھائی ہے" (ستیارتھ پرکاش کا دیباچہ) +

صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ "ماتا و پتا کو اتی اوچت ہے کہ گربھادھان کے پہلے و پیچھے اور بعد مادک دربیہ۔ مدھ۔ دُرگندھ۔ رُوکھے۔ بدھی ناسک پدارتھوں کو چھوڑ کر جو شانت آروگیہ۔ بل۔ بُدھی۔ پراکرم۔ اور سوشیلتا سے سبھیتا کو پراپت کریں ویسے گھرت (روغن) دوگدھ (دودھ) مشٹ (شیرینی) ان پان آدی سریشٹ پدارتھوں کا سیون کریں۔ کہ جس سے رج ویرج سب دوشوں سے رہت ہو کر اتی اُتم گُن یکت ہو" (سمولاس ۲)

صفحہ ۳۴ - ۳۵ "جس پرکار آروگیہ ودیا اور بل پراپت ہو۔ اُسی پرکار بھوجن چھادن اور بیوہار کریں کراویں۔ ارتھات جتنی کھشدھا ہو اُس سے کچھ نیون بھوجن کریں۔ مدھ۔ مانس آدی کے سیون سے الگ رہیں" (سمولاس ۲) +

صفحہ ۵۰ و ۵۱ - پر برہمچاری اور برہمچارنی کا ذکر کرتے ہوئے تماس دُور پر مدھ مانس۔ پرانیوں کی ہنسا۔ جوا۔ جھوٹ۔ چوری وغیرہ کی ممانعت کی ہے (سمولاس ۲) +

صفحہ ۱۴۴ - ۱۴۶ - تک راج دھرم کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں "جو سے اُپین وسون میں سے سب سے بڑے یہ ہیں۔ نشہ بازی۔ جوا بازی۔ زنا کاری۔ شکار کھیلنا۔ یہ سارے کے سارے الگ دوسرے سے بڑھکر بُرے ہیں۔ دُشٹ عادتوں میں پھنس جانے سے مر جانا اچھا ہے۔ المختصر (سمولاس ۶) +

صفحہ ۲۶۴ - "جو لوگ مانس بھکشن اور مدھ پان کرتے ہیں۔ اُن کے شریر اور ویریہ آدی دھاتو بھی دُرگندھ آدی سے دوشت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اُن کے سنگ کرنے سے آریوں کو بھی یہ کولکھن۔ لگ جائے۔ یہ تو ٹھیک ہے" (سمولاس ۱۰) +

صفحہ ۲۶۵ - "اتنا سمجھنا چاہئے۔ کہ مدھ مانس کا گرہن کدابی بھول کر بھی نہ کرے" (سمولاس ۱۰)

صفحہ ۲۶۶ - "ہاں مسلمان۔ عیسائی آدی۔ مدھ مانس آہاریوں کے ہاتھ کے کھانے میں آریوں کو بھی مانس آدی کھانا پینا اپرادھ پیچھے لگ پڑتا ہے۔ پرنتو آپس میں آریوں کا ایک بھوجن ہونے میں کوئی بھی دوش نہیں دیکھتا۔" (سمولاس ۱۰) +

صفحہ ۲۶۷ - "اور مدھ مانس آہاری ملیچھ کہ جن کا شریر مدھ مانس کے پرماڑوں ہی سے پورن ہے۔ اِن کے ہاتھ کا نہ کھاویں۔" (سمولاس ۱۰) +

صفحہ ۲۶۸ - "گائے۔ بکری۔ ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ۔ بھیڑ۔ گدھی وغیرہ سے بھی بڑے اُپکار ہوتے ہیں۔ اِن پشوؤں کے مارنے والوں کو سب منشیوں کی ہتیا کرنے والے جانئے گا۔" (سمولاس ۱۰) +

پرشن - "جو سبھی آستک ہو جائیں تو بیاگھر آدی پشو اتنے بڑھ جائیں کہ سب گائے آدی پشوؤں کو مار کر کھا جائیں۔ تمہارا پرشارتھ ہی ویرتھ ہو جائے" +

اُتر۔ "یہ راج پُرشوں کا کام ہے۔ کہ ہانی کارک پشو یا منش ہوں اُن کو ڈنڈ دیویں اور پران سے بھی ویوکت کر دیویں" +

پرشن - "پھر کیا اُن کا مانس پھینک دیں۔"

اُتر - "چاہے پھینک دیں۔ چاہے کُتے آدی مانس آہاریوں کو کھلا دیں۔ وا جلا دیں۔ اَتھوا کوئی مانس آہاری کھاوے تو بھی سنسار کی کچھ ہانی نہیں ہوتی۔ کنتو اُس منش کا سوبھاؤ مانس آہاری ہو کر ہنسک ہو سکتا ہے۔ جتنا ہنسا اور چوری وشواس گھات چھل کپٹ آدی سے پدارتھوں کو پراپت ہو کر بھوگ کرنا ہے۔ وہ ابھکش اور اہنسا دھرم آدی کرموں سے پراپت ہو کر بھوجن آدی کرنا بھکش ہے۔ جن پدارتھوں سے سواستھ روگ ناشک۔ بدھی بل۔ پراکرم۔ ورِدھی۔ اور آیو ورِدھی ہو جائے۔ اُن تندل آدی گندم۔ پھل۔ مول۔ کند۔ دودھ گھی۔ میٹھا۔ آدی پدارتھوں کا سیون یتھا یوگیہ پاک میل کر کے یتھوچت سمے پر متاہار بھوجن کرنا سب بھکش کہاتا ہے۔ جتنے پدارتھ اپنی پرکرتی سے ورُودھ وکار کرنے والے ہیں۔ اُن اُن کا سروتھا تیاگ کرنے اور جو جو جس جس کے لئے وِہت ہے۔ اُن اُن پدارتھوں کا گرہن کرنا یہ بھی بھکش ہے" (سمولاس ۱۰)

صفحہ ۲۷۶ - "جیسے کہ مدھ سیون۔ بال اوستھا میں وِواہ اور وشیا چار آدی دوش بڑھ جاتے ہیں۔" (سمولاس ۱۱) +

صفحہ ۲۸۲ - "پشچات جب وشیاسکت ہوئے تو مانس مدھ کا سیون گُپت گُپت کرنے لگے" (سمولاس ۱۱) ۲۸۶ و ۲۸۷ - "ارتھات یگیہ میں مانس کھانے میں دوش نہیں ایسے پامرین کی باتیں وام مارگیوں نے چلائی ہیں۔ مانس بھکشن کرنے۔ مدھ پینے پرستری گمن کرنے آدی میں دوش نہیں۔ یہ کہنا چھوکرا پن ہے۔ کیونکہ بنا پرانیوں کے پیڑا دیئے مانس پراپت نہیں ہو سکتا۔ اور بنا اپرادھ کے پیڑا دینا دھرم کا کام نہیں۔" (سمولاس ۱۱)

صفحہ ۲۹۹ "پشو مار کر ہوم کرنا وید آدی ست شاستروں میں کہیں نہیں لکھا۔" (سمولاس ۱۲)

صفحہ ۳۴۴ "اور جو مانس کھانا ہے۔ یہ بھی انہیں وام مارگی ٹیکا کاروں کی لیلا ہے اس لئے اُن کو راکھشس* کہنا اُچت ہے۔ پرنتو ویدوں میں کہیں مانس کا کھانا نہیں لکھا۔

---

* راکھشس لفظ سے ... رت ہے۔ وید کے میں اس ارتھ یہ ہیں۔

अमर्यं ह्यन्न नुवं क्रौ नं अद्धा रं म कुरमा हरण मेरुविनास
मथलम स्वप ना या सं बहुलमीर्व्यम रा ज सविद्वा त् ॥

ترجمہ۔ من مکتہ سے رہنے۔ ہٹ کرنیوالا غصہ سے مار ڈالنے والا کشود خوراک میں زہر رکھنے والا ملوک بُت چاہنے والا۔ سومے کے واسطے بہت ترم کرنیوالا اور بہت ایرشا کرنیوالے کو راکھشس کہتے ہیں +

سو برستے تیا وہی متھیا باتوں کا پاپ اُن ٹیکاکاروں کو ہے جنہوں نے ویدوں کے ٹیکے
لکھے بنا ... بانی نندا کی ہے۔ نشندیہ اُن کو لگیگا۔ سچ تو یہ ہے کہ جنہوں نے ویدوں
و ... لیا اور کرتے ہیں اور کرینگے۔ وے اوشیہ ادو یاروپی اندھکار میں پڑ کے سکھ کے
سپنے دا دُر دُکھ جتنا پاویں۔ اتنا ہی تھوڑا ہے۔ اس لئے منش متر کو وید اوکول چلنا
سوچیت ہے۔ جو بام مارگیوں نے متھیا کپول کلپت کرکے ویدوں کے نام سے اپنا
پریوجن سدھ کرنا ارتھات حسب دلخواہ مدھ پان۔ مانس کھانا اور پرستری گمن کرنے
آدی دُشٹ کاموں کی پرورتی ہونے کے ارتھ ویدوں کو کلنک لگایا۔ انہیں باتوں کو دیکھ
کر چارواک۔ بودھ تتھا جینی لوگ ویدوں کی نندا کرنے لگے۔ اور پرتھک ایک رودھ
ایشور وادی (منکر از خدا) ارتھات ناستک مت چلالیا۔ جو چارواک آدی ویدوں کا
مول ارتھ وچارتے۔ تو جھوٹے ٹیکاؤں کو دیکھ کر ست ویدوکت مت سے کیوں ہاتھ
دھو بیٹھتے؟ کیا کریں بیچارے "विनाशकाले विपरीत बुद्धिः"۔ جب نشٹ
بھرشٹ ہونے کا سمیہ آتا ہے تب منش کی اُلٹی بدھی ہو جاتی ہے۔" (سمولاس ۱۲) +

صفحہ ۲۷۹ و ۱۸۱ میں عیسائیوں اور یہودیوں کے خدا کی بابت گوشت خوری کا الزام
لگایا ہے اور گوشتخوری پر اعتراض بھی کیا ہے یا اعتراض نمبر ۱۵ (سمولاس ۱۳) + -

صفحہ ۵۳۱ وغیرہ میں مسلمانوں پر گوشتخوری کی بابت اعتراض کئے ہیں (س ۱۴)

صفحہ ۵۷۹ کے نمبر ۲۶ میں سومنتبیہ (اپنے اعتقاد) کے بیان میں فرمایا ہے تیرتھ
یم آدی کا ذکر ہے تا در یم کی تشریح (دیکھو صفحہ ۳۲ سمولاس ۳) +

نمبر ۲۸ - یگیہ کی تشریح جس میں سب جیوؤں کو سکھ پہنچتا ہے۔ اُس کو اُتم سمجھتا ہوں
اور ایسا ہی نمبر ۳۱ و ۳۴ میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ان میں پرکرن دوسرے
کا حوالہ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۸۱ اور دوسرے پرکرن میں دیکھو مانس کا کھنڈن۔
(صفحہ ۳۰۵ ... مشہور محقق پنڈت تارا ناتھ ترک واچسپتی اپنے کوش میں لکھتے ہیں +

वामाचार पु वामः वेद विरुद्ध आचारः तन्त्रोक्ते मद्यमांसादि सेवन रूपे आचारे॥ शब्द स्तोम महानिधि पृ० १०१६

(شبد ستوم مہاندھی مطبوعہ بار دوم ۱۸۶۹ء کلکتہ صفحہ ۱۰۱۶)۔

ترجمہ - یہہ مت بام مارگ وید آدک ست شاستروں کے خلاف طریقہ کو کہتے ہیں۔ سو
بالکل تنتروں کے مطابق ہے۔ اس طریقہ میں مدھ مانس وغیرہ چیزوں کا سیون کرنا پڑتا ہے +

ویدسے مانس کھنڈن کے پرمان (۱) منتر اتھروید

य आमं मांसमदन्ति पौरुषेयं च ये क्रविः। गर्भान् खादन्ति केशवास्तानितो नाशयामसि॥ अथर्व का० ८-६-१३॥

ترجمہ - جو کچے مانس کو کھاتے ہیں اور جو آدمی کے بنائے ہوئے مانس کو یعنی پکاکر
کھاتے ہیں۔ اور جو انڈوں کو کھاتے ہیں۔ ایسے دُشٹوں کا میں ناش کرتا ہوں۔

(۲) منتر اتھروید۔

यथा मांसं यथा सुरा यथाक्षा अधिदेवने। यथा पुंसो वृषण्यतः स्त्रियां निहन्यते मनः। एवा ते अघ्न्ये मनोऽधि वत्से निहन्यताम्॥ अथर्व का० ६ सू० ७० मं० १

ترجمہ - جیسے مانس جیسے شراب۔ جیسے جوا۔ (دران اور ایرانی سے داؤں لگانا) اور
جیسے زنا (ویبھچار) سے من پتن ہوتا ہے۔ ایسے ہی اے استری تیرا من بھی پرپُرش میں پتن
ہوتا ہے۔ اسی وید منتر کی تفسیر منوسمرتی میں کی گئی ہے۔

ददनृत निरत्सिव दृगवा दृथा क्रमम्। यत्न हृत्वा छिद्रा गातृर्कानवाणि॥ म० अ० १६२ मं० २०

ترجمہ - ستریا۔ جوا کھیلنا۔ زنا۔ شکار کھیلنا۔ یہ چار بڑی مست اور بڑی
خرابیاں بمقابلہ ایک دوسرے کے بہت دکھدائی ہیں۔

اور پھر شلوک میں صاف بتلایا ہے۔ کہ دُشٹ ویسنوں میں پھنسنے سے مرجانا اچھا ہے
کیونکہ جو دُشٹ آچاری پرش ہے۔ جتنا وہ زیادہ جئیگا۔ اتنا زیادہ پاپ کریگا۔

(۳) منتر رگوید۔ ये वाजिनं परि पश्यन्ति पक्वं य ईमाहुः सुरभिर्निर्हरेति। ये चार्वतो मांसभिक्षामुपासत उतो तेषामभिगूर्तिर्न इन्वतु॥ ऋ० मं० १ अ० १२ सू० १६२ मं० १२

بھاوارتھ - جو لوگ اَن اور جل کو شدھ کرنا۔ پکانا اور اس کا بھوجن کرنا جانتے۔ اور
مانس کو چھوڑ کر بھوجن کرتے ہیں۔ وے آدمی ہوتے ہیں۔

(۴) منتر رگوید۔ यन्नीक्षणं मांस्पचन्या उखाया या पात्राणि यूष्ण आसेचनानि। ऊष्मण्यापिधाना चरूणामङ्काः सूनाः परि भूषन्त्यश्वम्॥ ऋ० मं० १ अ० २२ सू० १६२ मं० १३

بھاوارتھ - جو منش مانس آدی کے پکانے کے دوش سے رہت برتنوں کے دھرے
جل آدی اُس میں چھوڑنے اگنی کو جلانے اور اس کو ڈھکنوں سے ڈھانپنے کو جانتے
ہیں۔ وے پاک وِدیا میں کوشل ہوتے ہیں۔ یجروید کے ادھیائے ۲۵ منتر ۴۶ پر دیانند جی
لکھتے ہیں۔ جو کوئی گھوڑے آدی اُپکاری پشوؤں اور منشیوں کا مانس کھاوے
تو اُن کو راجا ایسا دھن سے دنڈ دینا چاہئے + اور اسی طرح یجروید ادھیائے ۱۵ منتر
کے بھاوارتھ میں لکھتے ہیں۔ ہے منشیو جیسے وِدوان جن مانس آہاریوں کو ترورت گھوڑے
آدی پشوؤں کی بردھی اور رکھشا کرتے ہیں۔ ویسے تم بھی کرو۔ اور انہیں آدی کی ...

(۵) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۳۷ میں नजांमे वन्दिहँ स्यपशुन्मे पाहि

ترجمہ اے جگدیشور آپ میری پرجا اور پشوؤں کی پالن کیجئے۔

(۷) یجروید ادھیائے ۳۶ منتر میں — मित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे॥

ترجمہ - میں متر کی درشٹی سے سب پرانیوں کو بھلے پرکار دیکھوں۔

(۸) یجروید ادھیائے ۳۶ منتر میں शं नो अस्तु द्विपदे शं चतुष्पदे

ترجمہ - اے پربھو آپ کی کرپا سے دو پائے اور چوپائے سب کا کلیان ہو۔

(۹) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۵۱ کا بھاوارتھ - منشوں کو اچت ہے۔ کہ بکری اور سور آدی
سریشٹ پشو کھیتیوں کو نہ ماریں اور اُن کی رکھشا کرکے اپکار کے لئے سنکیت کریں۔

(۱۰) یجروید ۱۳ ادھیائے منتر ۵ کا بھاوارتھ - ہے راجن! جن بھیڑ آدی کے روم اور
توچا منشوں کے سکھوں کے لئے ہوتے ہیں اور جو اونٹ بھار اٹھاتے ہیں۔ منشوں کو سکھ دیتے
ہیں۔ اُن کو جو دُشٹ جن مارا چاہیں۔ اُن کو سنسار کے دکھدائی سمجھو۔ اور اُن کو بہت پرکار
دنڈ دیا چاہئے۔

(۱۱) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۹ کا بھاوارتھ۔ ہے راجن پرشو تم لوگوں کو چاہئے کہ جن بیل
آدی پشوؤں کے پربھاؤ سے کھیتی آدی کام ہوتے ہیں۔ اور جن گؤ آدی سے دودھ۔ گھی
آدی اُتم پدارتھ ہوتے ہیں۔ اور جن کے دودھ آدی سے سب پرجا کی رکھشا ہوتی ہے اُن
کو کبھی مت مارو۔ اور جو جن ان اُپکارک پشوؤں کو ماریں۔ اُن کو راجا آدی نیائے
ادھیش ادھک دنڈ دیویں۔

(۱۲) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۸ کا بھاوارتھ۔ منشوں کو اُچت ہے۔ کہ ایک کھُر والے گھوڑے سے آدی پشوؤں اور اوپکارک بن کے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ جن کے مارنے سے جگت کی ہانی اور نہ مارنے سے سب کا اوپکار ہوتا ہے۔ اُن کا سدیو پالن پوشن کرے اور جو ہانی کارک پشو ہوں اُن کو مارے۔

(۱۳) یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۴۷ کا بھاوارتھ۔ کوئی بھی منش سب کے اوپکار کرنے ہارے پشوؤں کو کبھی نہ ماریں۔ کنتو ان کی اچھے پرکار رکھشا کر۔ اور ان سے اوپکار لیکر سب منشوں کو آنند دیویں۔ جن جنگلی پشوؤں سے گاؤں کے پشو کھیتی اور منشوں کی ہانی ہو۔ اُن کو راج پرش ماریں اور بندھن کریں۔

(۱۴) ایسا ہی اتھروید کانڈ ۵ ورگ ۲۱ منتر ۲-۱ اور کانڈ ۲ ورگ ۳۵ منتر ۵ و کانڈ ۱۲ ورگ ۲ منتر ۱۵ میں صاف طور پر طاؤس۔ بکرا۔ کونج۔ بھیڑ۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکری وغیرہ بے آزار جانوروں کے مارنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے۔ اور کانڈ ۴ ورگ ۳۶ منتر ۷ و ۸ اور کانڈ ۵ ورگ ۲۹ منتر ۱۰ و ۱۲ میں ماس کھانے والوں کو راکھشس۔ پشاچ۔ یاتو دھان یعنے دُشٹ بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح کناد منی ویشیشک شاستر میں لکھتے ہیں۔

तद्दुष्टभोजने न विद्यते ॥ वै० अ० ६ आह्नि० १ सू० ६

ترجمہ۔ وہ آتمک گیان دُشٹ بھوجن میں نہیں ہے۔

दुष्टं हिंसायाम्। वै० अ० ६ आह्नि० १ सू० ७

ترجمہ۔ دُشٹ بھوجن وہ ہے جس میں ہنسا ہو۔

तस्य समभिव्याहारतो दोष। वै० अ० ६ आह्नि० १ सू० ८

ترجمہ کیونکہ اُس کے کھانے اور کھانے والے کے سنگ سے دوش لگتا ہے۔

तददुष्टे न विद्यते। वै० अ० ६ आ० १ सू० ९

ترجمہ۔ لیکن ہنسا سے رہت بھوجن میں وہ دوش نہیں ہے۔

पुनर्विशिष्टे प्रवृत्ति वै० अ० ६ आह्नि० १ सू० १०

ترجمہ۔ اور ہنسا رہت بھوجن سے ہی عمدہ کاموں میں پرورتی ہوتی ہے۔ اس کے بھاشیہ میں گوتم مہامنی جی نے لکھا ہے۔ صفحہ ۳۵۔

तत्र सामान्यानि धर्मसाधनानि अहिंसाभूतहितत्वं सत्यवचनमस्तेयं ॥

ایسی کے مطابق منو جی بھی لکھتا ہے ۱۰/۶۳۔ اہنسا۔ ست۔ استئے۔ شوچ۔ اندری نگرہ۔ یہ سادھارن دھرم چاروں ورنوں کے واسطے ہے۔

مہا منی پتنجلی جی کی رائے۔ از یوگ شاستر۔

अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमा यो० पा० २ सू०

ترجمہ۔ اہنسا۔ ست۔ استئے۔ برہمچریہ۔ اپری گرہ۔ یہ پانچ یم ہیں۔

तत्राहिंसा सर्वथा सर्वदा सर्वभूतानामनभिद्रोहः। उत्तरे च यमनियमास्तन्मूलास्तत्सिद्धिपरतया तत्प्रतिपादनाय प्रतिपाद्यन्ते०।

اس پر ویاس جی نے تفسیر کی ہے۔ سنگ کار سے سب کال سے سرب پرانوں سے دروہ کے تیاگ کو اہنسا کہتے ہیں۔ یہ اہنسا ستیہ آدی باقی یم نیموں کا مول ہے۔ اس کے سدھ ہونے سے سب سدھ ہوتے ہیں۔ اور وے سب اسی کو پشٹی کرنے کے لئے اپدیش کئے گئے ہیں۔

اس بیاس بھاشیہ کے اوپر بھوج دیو راج رشی اپنی برتی میں کہتے ہیں۔

तत्र प्राणवियोगप्रयोजनव्यापारो हिंसा च सर्वानर्थहेतुस्तदभावो ऽहिंसा०

ترجمہ۔ کسی پرانی کے پران کا بیوگ کرنا۔ اس کا نام ہنسا ہے۔ وہ سب انرتھوں کا کارن ہے۔ اس کے نہ کرنے کو اہنسا کہتے ہیں۔ ہنسا سب پرکار تیاگنے یوگ ہے۔ سمادھی پراپت کرنے میں پہلا سادھن یم ہے۔ اور یم میں پہلا اپدیش اہنسا ہے۔ (دیکھئے اس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ گوشت خوری ایشور پراپتی کی جڑھ کاٹتی ہے)۔

जातिदेशकालसमयानवच्छिन्नाः सार्वभौमा महाव्रतम् यो० पा० २ सू० ३१

ترجمہ۔ جاتی۔ دیش۔ کال۔ اور سمیہ کے لحاظ سے ہنسا چار پرکار کی ہوتی ہے۔ پس سب منشوں کو سب دیشوں میں ہر وقت اور ہر حالت میں اہنسا دھرم کو پالن کرنا چاہئے۔

वितर्का हिंसादयः कृतकारितानुमोदिता लोभक्रोधमोहपूर्वका मृदुमध्याधिमात्रा दुःखाज्ञानानन्तफला इति प्रतिपक्षभावनम् ॥ योग अ० २ सू० ३४

ترجمہ۔ ماس کھانے کے لئے ہنسا کرنا کرانا وا انومتی دینا ہوتا ہے۔ لوبھ۔ موہ آدی کرودھ پیچھے سے ہنسا کے بہت بھید ہیں۔ وے سب ہی دکھ اگیان آدی انت پاپ سے۔ ایشور کی سوستھا سے دینے والے ہیں۔ یعنی ان سب پرکار کی ہنسا دان کے کرنے سے کرنے والے کو اننت دکھ اور اگیان روپی پھل پراپت ہوتے ہیں۔

अहिंसाप्रतिष्ठायां तत्सन्निधौ वैरत्यागः यो० पा० २ सू० ३५

ترجمہ۔ جب اہنسا (کسی پرانی ماتر کو کسی پرکار کا دکھ نہ دینا) یہ دھرم نشچے ہو جاتا ہے۔ تب اُس پُرش کے من سے ویر بھاؤ چھوٹ جاتا ہے۔

مخالفوں کے پیش کردہ منتروں کا ترجمہ جن سے وہ بخیال خود ماس بھکشن سدھ کرنا چاہتے ہیں

अपूपवान्मांसवांश्चरुरेह सीदतु। लोककृतः पथिकृतो यजामहे ये देवानां हुतभागा इह स्थ॥ अथर्व का० १८ वर्ग ४ मं० २०

صفحہ ۳۴۸

यं ते मन्थं यमोदनं यन्मांसं निपृणामि ते। ते ते सन्तु स्वधावन्तो मधुमन्तो घृतश्चुते ॥
अथर्व का० १८ वर्ग ४ मं० ४२

منتر ۲۰ کے مشکل شبدوں کے ارتھ (اوپ وان) تل آدی (مانس) مردار شریر (دیکھو نادی کوش پاد ۳ سوتر ۶۴) (چرو) ہون کی سامگری (سید وتوں) یہ بنا ہے سد دھاتو سے جس کے معنے نشٹ کرنے کے ہیں (دیکھو دھاتو پاٹھ صفحہ ۱۲ سطر ۲۴) یہ دونوں منتر ۲۰ و ۴۲۔ ایک ہی کنڈ کا کے اور یہ تمام سولھویں سنسکار یعنے مرتک شریر کے جلانے کی بابت ہیں۔ اس کنڈ کا میں ۸۹ منتر ہیں۔

ہم ناظرین کو اس تمام کنڈ کا کے دیکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔ اور چند منتروں کے ٹکڑے اپنے ارتھ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اس ورگ کا پہلا منتر جیو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھا جاتا ہے۔ جس جیو نے شریر چھوڑ دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ پرمیشور جگت سرشٹی کے پیدا کرنے والے بھنڈار میں پرواز کر پتروں کے مارگ سے۔ دوسرے منتر میں دیویان اور سورگ لوک لفظ موجود ہیں۔ جس کا ارتھ یہ ہے۔ کہ تو اُن دو راستوں سے جا جن سے یجن کرنے والے سورگ لوک کو جاتے ہیں۔ دو مارگ یعنے پتری یان اور

ویان ر سدھ ہیں (مفصل دیکھو ویدبھاشیہ بھومکا صفحہ ۲۰۵) تیسرے منتر میں بھی سورگ یا ترا۔ آدتیا وغیرہ شبد موجود ہیں۔ دسویں منتر میں بھی ذکر ہے۔ کرے اگنی آپ (۱) جیو کو سورگ لوک میں سینکڑوں سوکھشم شکتیوں سے رشمی والی کلی دوارا لیجاؤ۔ جہاں مکت جیو آنند ہوگئے ہیں۔ (۱) قدیم رشی اور آجکل کے علمے فلاسفر سورج کی کرنوں دوارا جیو کی گتی مانتے ہیں (منتر جنم کے وقتے ڈی آف ٹرانڈ ڈیٹھ ملاحظہ کرو)

منتر نمبر ۲۰ کا ترجمہ۔ تل اور دھان کی سامگری کے ساتھ مرتک شریر کو جلا دو۔ اِس میں مانس کھانے یا جیو کو مارنے کا ہرگز ذکر نہیں۔

منتر نمبر ۴۲ کا ترجمہ۔ جو گھی۔ چاول۔ مردہ شریر کا مانس تجھ میں ڈالتا ہوں۔ وے سب پرشست ان مادھو ریا اور جل کے جھرنے والے ہوں۔

چونکہ یہ ساری کنڈ کا مرتک سنسکار کے بارے میں ہے۔ اِس واسطے اِس سے مانس بھکشن سدھ کرنا بڑی بھاری بھول ہے۔ یہہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کہ بھوکھے سے کسی نے پوچھا کہ چاند اور سورج کیا ہیں۔ جواب دیا کہ دو روٹیاں ویسے ہی جہاں لفظ مانس دیکھا نہ مضمون سے مطلب اور نہ منشا سے غرض گوشت خوری کا خیال آگیا۔

صفحہ ۳۶۰۔ एतद्वा ड स्वादीयो मद्धिगव क्षार
वामांसं वातदेवना श्नीयात। अथर्व कां० ९ व० ६
के ड का ३ मं० ३९॥

(مشکل الفاظ کے معنے) (سوادییہ) لذیذ۔ سواد لذت کو کہتے ہیں۔ (ادھی گوم) ادھی کے معنے اوپر کے ہیں۔ (دیکھو ویدانگ پرکاش ادیہ آرتھ صفحہ ۳) مثلاً ادھی راج راجاؤں کے اوپر وغیرہ۔ گوم بنا ہے گو+اج پرتیہ سے گو کے معنے وشا یا گویر کرنے کے ہیں۔ (دیکھو دہاتو پاٹھ صفحہ ۲ سطر ۱) (کھیشر) دودھ۔ مانس کے معنے گوشت (نہ اشنی یات) نہیں کھانا چاہئے۔ اِش دھاتو کھانے کے ارتھ میں ہے جیسے پھل اشنی سبھا اور ان پراشن سنسکار وغیرہ (لفظی ترجمہ) وہ دودھ جس نمس گو پر یا موت اوپر سے مل گیا ہو۔ وہ اگر لذیذ بھی ہو۔ اور مانس اُن کو بھی نہیں کھانا چاہئے۔ بعضے ویدک محاورہ سے ناواقف یا کسی کے بہکائے ہوئے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اِس منتر میں اتتھی پوردم پینے اتتھی سے پہلے محذوف ہے کیونکہ یہہ الفاظ اوپر کے منتر میں آتے ہیں۔ مگر یہ اعتراض کئی وجوہ سے باطل ہے

وجہ اول۔ وید اشٹا دھیائی کے سوتر نہیں ہیں۔ کہ وہ خود اپنا ارتھ نہیں دے سکتے جب تک کہ پہلے سوتروں کے الفاظ نہ جوڑ دئے جاویں اور نہ وید کے کسی منتر میں محذوف الفاظ ہیں۔

وجہ دوم وید میں انوورتی آپکا سلسلہ نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں خبر اور مبتدا موجود رہتے ہیں۔

وجہ سوم۔ اِس کنڈکا کا ہر ایک منتر بذاتہ خود مکمل ہے مبتدا اور خبر اُس میں موجود ہے۔

وجہ چہارم۔ وید میں پرسپر وردودھ نہیں ہے۔ حالانکہ اِس سے پرسپر وردودھ آتا ہے۔ (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۲ منتر ۱۲ کا سوامی جی کا بھاشیہ) +۔

اب ہم بتلاتے ہیں کہ اِس کنڈکا میں کیسا اُتم ریت سے اوپدیش کا سلسلہ ہے۔ اِس کنڈکا میں ۱۳ سے ۲۹ تک ۹ منتر ہیں۔ ۳۱ سے ۳۶ تک کے منتروں کے رکھنوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اتتھی یعنے مہمان سے پیشتر یجمان نہیں کھانا چاہئے۔ ۲۷ میں مہمان کے صفات بتلائے ہیں۔ کہ وہ شروتری وید کے جاننے والا ہونا چاہئے۔ منتر ۱۳ سے ۲۶ تک لفظ پوروی اتتھی آتا ہے۔ اور اِن سب میں موجود ہے۔ وید کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ وید منتروں میں جب اخیر میں دوسرے منتروں میں ٹکڑے آنے لگتے ہیں تو ایک صفر لگا کے اِس منتر کو لکھ دیتے ہیں۔ پہلا منتر پورا لکھتے ہیں۔ اور جب مضمون ختم ہوتا ہے۔ تو آخری منتر بھی پورا لکھتے ہیں۔ وہی بات یہاں پر موجود ہے۔ ناظرین اتھروید نکالکر ملاحظہ فرمالیں۔ منتر ۲۶ میں اتتھی کی تعریف ہے۔ وہاں وہ لفظ نہیں۔ اور ۲۸ میں یجمان کے لئے اتنا وبڑھانے والی آگیا ہے۔ اور ۲۹ میں دونوں کے لئے ہدایت ہے۔ اِس لئے اِس میں نہ اتتھی کا لفظ ہے۔ اور نہ یجمان کا۔ اور نہ وقت کی قید ہے۔ اِس واسطے یہ سادھارن اور دوامی ہدایت ہے۔ جو اصحاب اِس ۲۹ منتر کا اور طرح ارتھ کریں۔ وہ اپنا ثبوت پیش کریں۔ یا کسی پُرانے رشی کا بیان دیں۔ جس سے ہم فوراً سمجھ لیں۔ کہ یہاں اُنکے من گھڑت الفاظ محذوف ہیں۔

منتر (۴۳) सवम्व विद्वान मास मुपसिच्योपहरति।
यावद्दाद्दशाहेने ष्टा सुसम् द्धेनावरुन्धेतावदेवे नावरु
न्धे॥ अथर्व कां० ९ व० ६ कंडका ४ मं० ४३ صفحہ ۳۰۶

ترجمہ۔ وہ ودوان جو اور کسی عُمدہ چیز کو دھو کر بھوجن دیتا ہے۔ وہ دوشاہ آتتی یگیہ سے جتنا پھل ہوتا ہے۔ اُتنا اُس کو پھل ہوتا ہے۔ جو ایسا کرتا ہے۔ واضح ہو کہ اِس سے اوپر تین منتر اور ہیں۔ ایک میں گھی یا مکھن دینے کا ذکر ہے اور دوسرے میں دودھ دینے کا ذکر ہے۔ اور تیسرے میں شہد دینے کا۔ اور پانچویں میں پانی دینے کا ارشاد ہے۔ بعد ازاں یہہ ورگ سماپت ہوگیا۔ بے ترتیبی ویدک مضامین میں نہیں ہے۔ بنا برآن بوجوہات ذیل ثابت ہے کہ یہاں عموماً مانس لفظ کے معنے کسی مرغوب الطبع چیز کے ہیں۔ نہ کہ مانس یعنے گوشت کے۔

وجہ اول۔ نروکت میں جو ویدوں کا نہایت مستند کوش ہے۔ مانس شبد کے یہ معنے لکھے ہیں۔
मासंमान वं वा मानसं वा — मनो ऽस्मिन्त्सीदती वा॥
निरुक्त पू० प० अ० ४ प० १२० ख०

ترجمہ۔ مانس (مان) دھاتو سے بنتا ہے۔ اُس کا ارتھ مان ہے یا من کی سمبندھی یا جس میں من لگتا ہے۔ یہہ سب معنے مانس شبد کے ہوتے ہیں۔

وجہ دوم۔ اِس ورگ میں گھی۔ دودھ۔ شہد۔ پانی سب بہنے والی چیزیں ہیں۔ بنابران یہہ بھی کوئی مرطوب چیز ہے۔ یعنے بہنے والی شریر کا مردار ٹکڑہ نہیں۔

وجہ سوم۔ اِس میں پکانے۔ کاٹنے۔ یا خون سے جُدا کرنے کا ذکر نہیں۔ بنا برآن یہ گوشت نہیں کوئی اور چیز ہے۔

وجہ چہارم۔ اِس میں یہ نہیں بتلایا کہ کس جانور کا گوشت۔ اگر یہہ گوشت ہوتا تو ضرور آپ آپکا مطلب سدھ تھا۔ مگر وہ تو بالکل نہیں۔ آپ نہیں سدھ کرسکتے ہیں۔ کہ کتے کا مانس آدمی کا مانس۔ یا اُلّو کا مانس۔ صرف مہمل لفظ کے وہی یوگِک معنے ہیں جو نروکت کار یاسک مُنی نے کئے ہیں۔ نہ کچھ اور حالانکہ اِس کے اوپر پہلے ورگ میں ہی لکھا ہے کہ مانس ہرگز نہ کھاوے۔

وجہ پنجم۔ یہہ کوئی چیز دھو کر یا صاف کرکے پروسنے کی ہے۔ کہ پکانے کے لائق چیز یا ایسی گھنونی چیز۔ جیسے کہ گوشت۔ مطلب اِس کنڈکا کا یہ ہے۔ کہ گھی۔ دودھ۔ شہد۔ اور دیگر کوئی عُمدہ چیز جیسے عرق۔ سوم شربت۔ اکھ رس۔ جو حاضر الوقت ہوں دیویں۔ بعد ازاں پانی دیوے۔ پس کسی طرح اِس ورگ میں مانس کھانے کا ذکر نہیں۔

ناظرین کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سارے پانچوں منتر اگر سادھارن اتتھی یا مہمان کی بابت ہیں۔ تب تو ہم نے بتلا دیا۔ کہ نروکت کے مطابق وہاں مانس شبد کے معنے کسی مرغوب الطبع اشیاء کے ہیں۔ اور اگر ہون کا وشے ہے۔ جیسا کہ بعض ودوان پنڈتوں کا خیال ہے۔ تو مانس لفظ کے معنے جٹا ماسی یعنی بال چھڑ کے ہیں۔ جو ہون کی سامگری میں سے ایک چیز ہے۔ (دیکھو رچرڈسن صاحب کی سنسکرت وانگلش ڈکشنری) اور ایسا ہی شبد ستوم مہاندھی میں بھی لکھا ہے۔ (دیکھو دفتر م) اِس کے سواہوں میں مانس نہ پڑنے کا ایک

اور بھی مضبوط ثبوت ہے۔ سوتر میں لکھا ہے۔ होमेय च मासव ज्ञै ॥
आश्वलायनगृह्य सूत्र अ० १ खण्ड ८ सू० ८

ترجمہ۔ یعنی ہون کی سامگری کے پدارتھوں میں ماس ہرگز نہیں ہے۔ اور منو ۱۱/۹۵ میں بھی لکھا ہے۔ کہ شراب اور ماس نشاچروں اور راکھشسوں کی خوراک ہے۔ وہ برہمنوں کو نہ کھانا چاہئے۔ کیونکہ وہ دیوتوں اور منشیوں سے ان پھل۔ پھول۔ کند۔ مول۔ کے کھانے والا ہے۔ جو ہون کے لائق چیزیں ہیں۔

اور اتھروید کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵ منتر ۱۰ میں پرمیشور نے کھان پان کی بابت صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

पयस्वरसः स्वन्नं चान्नाद्यं च क्षर्तेच सत्येचेष्टंच पूर्तंच प्रजाच पशवश्च ॥ अ० १२—५—१०

ترجمہ۔ جو دودھ اور پھل آدی۔ اور جو رس ارتھات شکر اور مٹھائی اور گھی آدی ہیں اُن کو ملک شاستروں کی ریتی سے یتھاوت شودھ کر کے بھوجن آدی کرتے۔ وید شاستر کی ریتی سے چاول آدی غلہ (ان) کا یتھاوت سنسکار کر کے بھوجن کرنا چاہئے (دیکھو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ وید بھاشیہ بھومکا)۔

پس سب وید کے ماننے والوں کو یوگ ہے کہ یتھارتھ ست شاستر کی ریتی انوسار وہ ماس آدی دُشٹ چیزوں کا تیاگ کر کے ہمیشہ اُس خوراک کا استعمال کریں۔ جو خون آلودہ نہ ہو جس کے واسطے ہمیں بے آزار جانوروں کے گلے پر چھری نہ چلانی پڑی یہی ایشور کی آگیا ہے ✦

ماس کھانا پاپ ہے

دوسرا حصہ

رامچندر کا سچا درشن یعنے بالمیکی رامائن کا سار

رامائن کے مطالعہ سے کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔ کہ رامچندر جی مہاراج کس قوم سے تھے۔ اور وہ کس خاندان سے نکالے جاتے تھے۔ تمام وید شاستر کے ماننے والے متفق اللسان ہیں کہ وہ سورج بنسی خاندان کے مشہور راج رشی تھے۔ اُن کا جیون تمام ہی ہمیں اوپدیش دے رہا ہے۔ کہ وہ آریہ قوم کے سرتاج اور ویدک دھرم کے ماننے والے ست کے پیرو صداقت کے دلدادہ تھے اُن کا دھرم ہمیں رامائن کے اس ایک ہی شلوک سے مفصل معلوم ہو جاتا ہے۔

रक्षिता स्वस्य धर्मस्य स्वजनस्य च रक्षिता। वेद वेदांगतत्त्वज्ञो धनुर्वेदे च निष्ठितः॥ बा० बा० सर्ग १ श्लो० १४

ترجمہ۔ اپنے دھرم کی رکھشا کرنے اور رعیت کے پالنے والے وید اور ویدانگ کے تتو کو جاننے والے خصوصاً وید کے پورے ماہر تھے۔

وہ ایشور کے بھگت وید کے پابند اپنی استری کے پیارے رعیت کے دکھ دور کرنے والے بھائیوں کو جان سے عزیز ماں باپ کے فرمانبردار۔ آریہ پت تھے۔ اقرار کے پکے۔ قول کے سچے۔ وعدہ کے وفا کرنے والے۔ ستریوں۔ راکھشسوں۔ پاپیوں کے دشمن اور رشیوں کے سچے دل سے خدمت گزار تھے۔ چنانچہ رامائن ایودھیا کانڈ سرگ ۱ اشلوک ۳۰ میں اور کئی دیگر استھانوں میں اس بات کو مصنف رامائن نے اچھی طرح ظاہر کیا ہے۔ علاوہ براں بال کانڈ سرگ ۱ اشلوک ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ میں لکھا ہے۔

धर्मज्ञः सत्यसन्धश्च प्रजानां च हितेरतः। यशस्वी ज्ञानसम्पन्नः शुचिर्वश्यः समाधिमान ॥
प्रजापतिसमो श्रीमान धाता रिपुनिषूदनः। रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता ॥
सर्वशास्त्रार्थतत्त्वज्ञः स्मृतिमान प्रतिभावान। सर्वलोकप्रिय साधुरदीनात्मा विचक्षणः ॥
सर्वदाभिगतः साध्यः समुद्र इव सिंधुभिः। आर्य सर्वसमश्चैव सदैव प्रियदर्शनः ॥

ترجمہ۔ دھرم گیہ۔ ست پرتگیہ۔ پرجا کے ہت میں لگے ہوئے۔ اقبال والے۔ گیان ست نکیت۔ اتی پوتر اور بھگتی میں تت پر ہیں۔ شرناگت رکھشک ہیں۔ پرجاپتی کی طرح پرجا پالنے والے اور جلال والے۔ سب اچھی باتوں کے دھارن کرنے والے دشمنوں کے وناش کرنے والے۔ سب جیوں کی رکھشا کرنے ہارے۔ دھرم کے نہایت محافظ۔ سب شاستر ارتھوں کے سمجھے جاننے والے۔ حافظے کے نہایت مضبوط۔ مہا تیجسوی سب لوگوں کے پیارے۔ پرم سادھو۔ پرسن چت۔ مہان پنڈت۔ ملاذ العلماء۔ والفضلاء۔ والغرباء۔ یعنے سجنوں کے جائے پناہ۔ ودوانوں کے قدردان۔ جیسے سمندر میں سب ندیوں کی پہونچ ہوتی ہے۔ ویسے ہی سجنوں کی وہاں۔ پرم سریشٹ ہمیشہ خندہ پیشانی۔ دُکھ سُکھ کو سہن کرنے والے۔ پریہ درشن سب گن نکیت اور آریہ پرتن تھے۔ ایسی رامائن میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کوشلیا کے آنند بڑھانے والے۔ سمندر کے سمان گمبھیر سوبھاؤ۔ ہمہ دان۔ (ہمالہ) کے سمان دھیریہ دان۔ (مستقل مزاج) پراکرم (ہمت) میں بگ کے سمان۔ چندرمان کی طرح پریہ درشن۔ کرودھ میں کال اگنی کے سمان۔ رکھشا کرنے میں پرتھوی کے سمان۔ دان دینے میں کوبیر کے سمان۔ ست بولنے میں گویا دوسرے دھرم رامچندر جی ایسے گنی اور پراکرمی تھے۔ پھر ایودھیا کانڈ سرگ ۳۲۔ شلوک ۱۲ میں لکھا ہے۔

आनृशंस्यमनुक्रोशः श्रुतिशीलं दमः शमः राघवं
शोभयन्त्येते षड्गुणाः पुरुषर्षभ ॥

ترجمہ۔ اہنسا۔ دیا۔ وید آدک سکل شاستروں میں ابھیاس۔ سب سوبھاؤ۔ اندریوں کو اپنے قابو میں رکھنا۔ شانت چت رہنا۔ یہ چھ گن راگھو (رامچندر) کو زیب دیتے ہیں۔

رامچندر جی کی لائف ہم کو رامائن سے معلوم ہوتی ہے۔ اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کی زندگی گربھادہان سنسکار سے آخر تک ساری کی ساری ایک سریشٹ آریہ دھرم جیون ہے۔ چاروں ویدوں کے فاضل اُس گربھادہان سنسکار کے کیے میں بھی موجود ہے ✦

المختصر رامچندر جی چندرماں کی طرح روز بروز ودیا کی اُتم کلاؤں سے سمپورن ہوتے گئے جب وہ عالم شباب کو پہنچے۔ ابھی برہمچریہ آشرم پورا نہیں کیا تھا۔ برہمن شاستر اور شستر ودیا میں مصروف تھے۔ کہ اتفاقاً ایک دن وشوامتر رشی مہاراجہ دشرتھ کے حضور تشریف لائے۔ اور آن کر اپنی سرگذشت سنائی اور کہا کہ جب ہم یگیہ کیا کرتے ہیں۔ تبھی وہ کام چاری راکھشس وگھن (خلل) ڈالا کرتے ہیں۔ جب ہم بہت دنوں تک یگیہ کرتے رہتے ہیں۔ اور یگیہ سماپت ہونے پر پہنچتا ہے۔ تو وہ دُشٹ پراکرمی بڑے چتر ماریچ اور سوباہو نامی دو راکھشس

آگ ویدی پر ماس اور رودھر (گوشت اور خون) کی ورشا کرنے لگتے ہیں جس سے ہمارے یگیہ کی رکھیا ان کے ایسا کرنے سے بھرشٹ ہو جاتی ہے چنانچہ وہاں یہ شلوک موجود ہے بال کانڈ سرگ ۱۹ شلوک ۵

मारीच श्च सुवाहु श्च वीर्यवन्तौ सुशिक्षितौ। तौ मांस रुधिरौघेण वेदिं तामभ्यवर्षताम ॥

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک وام مارگ کا نام و نشان بھی دنیا میں موجود نہ تھا۔ ان دنوں یہ دُشٹ مدھ اور ماس ہون کی سامگری میں شمار نہوتے تھے سوائے جنگلی وحشی دسیوں کے کوئی آریہ پرش ان کا استعمال کرتا تھا۔ بلکہ پوتر رشیوں کے ہون یگیہ اور ان کے مقدس کنڈ مدھ ماس کے ڈالنے سے بھرشٹ ہو جاتے تھے۔ نہ کر پوتر اور پاک +

مہاراج دسرتھ نے جب یہ حال سنا تب فرمایا کہ منی جی مہاراج میں بوڑھا ہوں۔ راکششوں کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ جرا روگ گرست ہے۔ رامچندر ناتجربہ کار اور ودیارتھی ہے بلکہ نو عمر ہیں۔ کبھی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ تب وشوامتر نے کہا کہ مہاراج ایسا نہیں ہے۔ رگھوبنس بیروں کا بنس ہے۔ اس کے چھوٹے بچے بھی بہادر ہوتے ہیں۔ اور رامچندر تو اب پورن جوان ہیں۔ آپ کو بد مانہ محبت کے سبب ناتجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ایسا نہیں۔ آخر کار وسشٹ جی نے کہہ سنکر مہاراج دسرتھ نے دو عزیز تخت جگر رام چندر و لچھمن رشی کے ساتھ کر دیئے۔ وہاں سے کئی منزلوں دور وشوامتر جی کا آشرم تھا۔ اس تمام سفر میں رام و لچھمن رشی کے برابر دونوں کال سندھیا اور اگنی ہوتر کرتے رہے۔ اور پرمیشور کے بھجن میں تتپر رہے۔ اور کئی پیکار کی ودیا بھی رشی سے حاصل کی۔ منزل مقصود پر پہنچکر کچھ مدت قیام فرمایا اور رشی کا یگیہ سمپورن کیا۔ دُشٹ ماس اہاری راکششوں کو مار کر ان کا کام تمام کیا۔ اور بھی کچھ ودیا مہاتما وشوامتر سے حاصل کی۔ انہیں ایام میں سیتا کے سوئمبر کا اشتہار بھی وہاں پہنچ گیا اور رشی کے ہمراہ دونوں شہزادے وہاں جا براجے۔ چنانچہ وہاں بھی خوبی قسمت سے تمام مہاراجگان کے جلسہ عظیم میں رامچندر جی نے ہی دھنش توڑا یعنی شرط سوئمبر کو پورا کیا۔ اور سیتا نے بھی انہیں کے گلے جے مال ڈالی۔ مہاراجہ دسرتھ اودھیا سے برات شاہانہ لیکر رونق افروز ہوئے۔ اور ایک ہی دن چاروں بھائیوں کا چار کنیاؤں سے وواہ ہو گیا +

اجودھیا میں برات کے واپس آنے کے بعد کئی برس تک راحت رہی۔ جب اجودھیا میں رہتے جب پورن ۲۵ برس کی اوستھا میں انہیں ولی عہد کا ٹیکا ملنے لگا۔ تو ان کی سوتیلی ماں کیکئی دختر شاہ ایران ناراض ہوئی۔ اور اس نے مہاراج سے اپنے گذشتہ اقرار کے پورا کرنے کی خواہش کی۔ مہاراج دسرتھ چونکہ وعدہ کے سچے تھے۔ پورا کرنے پر تیار ہوئے۔ اس نے سری رامچندر جی کے لئے چودہ برس کے تپ بن باس کی آگیا مانگی۔ اور بھرت جی کے لئے یوراج بنانے کی صلاح دی۔ آخر کار مہاراج نے طوعاً و کرہاً اجازت دیدی۔ رامچندر جی بسر و چشم قبول فرما کر بن جانے کو راضی ہوئے سیتا جی نے ساتھ جانے پر اصرار کیا۔ لچھمن جی ہمقدم چلنے پر کمربستہ ہوئے۔ آخر کار تینوں خوشی خوشی شاہی لباس اتار کر رشیوں کی طرح سادہ لباس پہنکر مہاراج کو نمسکار کرنے کے واسطے حاضر ہوئے۔ اس وقت کیکئی ناسکہ ماتا نے یہ ارشاد کیا۔ کہ تم ابھی اس ابھشیک (अभिषेक) کو چھوڑ چودہ برس تک ڈنڈکارنیہ میں [illegible] کرو۔ وہاں جانا پیادہ جو تپسیوں کو پہننے چاہئے۔ دھارن کئے رہنا۔ (اجودھیا کانڈ سرگ شلوک ۳۰)۔ پھر راجہ دسرتھ نے سب دولت وغیرہ ساتھ لے جانے کو کہا۔ اس نے اتر دیا۔ کہ اے راجن جب ہم سب لوگ [illegible] ستسنگ ہوئے۔ بن کے کند مول آدی بھوجن کر جیویں گے۔ تو ہمارے سنگ دھن دولت سما آدی کا کون کام ہے۔ اب ہم کو فوج سنگ چلنے سے کیا ہے۔ ہمارے لئے آپ اب بلکلوں کے پہننے کے یوگیہ چیر بلکل آدی چاہئے۔ سو منگائیے ہیں جس میں چودہ برس تک ہمیں بن میں بسنا ہے۔ بیچ میں ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ کند مول کھودنے کے لئے ایک کھنتا (کدال) و ایک پٹاری چاہئے۔ سو کہئے کہ کیکئی کی داسیاں شیگھر لاویں۔ ہم بن کو چلے جاویں۔ (اجودھیا کانڈ سرگ ۳۷۔ شلوک ۲ و ۴ و ۵) چنانچہ کیکئی نے یہ سب چیزیں خود جلدی جا کر تیار کر دیں۔ یہی کند مول پھل پھول کھانے کا اقرار کر منیوں کی طرح رہنے پر درڑھ ہو رامچندر جی گھر سے نکلے +

اسی طرح رامچندر جی جب ماتا کوشلیا سے ملنے گئے۔ تو وہاں بھی یہ اقرار کیا۔ اجودھیا کانڈ سرگ ۲ شلوک ۲۹۔

चतुर्दशहि वर्षाणि वत्स्यमि निर्जनेवने। कंदमूल फलैर्जीवन् हित्वा मुनिवदामिषम ॥

کہ اے ماتا میں چودہ سال تک بیابان جنگل میں منیوں کی طرح کند مول اور پھلوں سے اپنا جیون گذارتا رہونگا۔ نہ کہ گوشت سے۔ (کیونکہ وہ راکششوں کی خوراک ہے) اور ایسا ہی آخر کار اکتیسویں شلوک میں بھی لکھا ہے۔ "اس لئے بن کے کند مول پھل آدی بھوجن کرتے ہوئے چودہ برس نرجن (لق و دق) جنگل میں بسونگا۔" اس کے بعد جب کوشلیا نے رامچندر جی کے رخصت کے وقت الوداع کہی ہے۔ وہ بھی سننے کے لائق ہے۔ "ہا منی بھیس دھارن کئے مہابن میں وچرتے ہوئے تم کو اے پتر سب دیوتا سکھدائی ہوں۔ راکشش۔ پیشاچ۔ دیت آدی۔ جتنے کرور کرم کرنے والے ماس بھکشی ہیں۔ بن میں ان میں سے کسی کا خوف اے پتر تم کو نہ ہو۔ ان کو چھوڑ اور جو دُشٹ جاتی ماس بھوجن کرنے والے بن میں رہتے ہیں۔ ان سب کے واسطے بھی میں ایشور سے بار بار پرارتھنا کرتی ہوں۔ کہ تم کو بن میں نہ ماریں" (اجودھیا کانڈ سرگ ۲۵ شلوک ۱۲ و ۱۴)

پھر وہ مقام بھی دیکھنے کے لائق ہے۔ جہاں رامچندر جی بن کا حال سیتا کو سناتے اور وہاں کی تکالیف کا ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "پھر برکش سے اپنے آپ گرے ہوئے پھل بھوجن کرنے کو تھوڑے بہت ملتے ہیں۔ رات دن انہیں کے بھروسہ سنتوش کر بیٹھنا پڑتا ہے" "پھر پھل پرتی دن نہیں ملتے۔ کبھی کبھی اپواس بھی کرنا پڑتا ہے" "پھر جتنا ملجائیگا۔ اتنی ہی سے گذارہ کرنا ہوگا۔ بن واسیوں کو من مانا بھوجن کبھی نہیں ملتا۔ اس سے بن دکھدائی ہے" (اجودھیا کانڈ سرگ ۲۸ شلوک ۱۲ و ۱۳)

پھر بھردواج اور رامچندر جی کی ملاقات میں لکھا ہے "پھر دھیرے دھیرے آگے کو بڑھے دیکھا۔ تو مہاتما بھردواج جی اپنے ششوں کے سنگ بیٹھے ہوئے تپسیا کرتے اور اگنی میں آہوتی دے رہے تھے۔ اسی سمے میں رام لکشمن سہت جا کر پرنام کرنے لگے۔ پرنام کے پیچھے اپنے کو بتلایا کہ ہے منی راج ہم دونوں مہاراجہ دسرتھ جی کے پتر ہیں۔ اور رام لکشمن ہمارے نام ہیں۔ یہ جنک کی کنیا ویدیہی ہماری استری ہیں۔ جب ہم بن کو چلے تو یہ بھی ہمارے پیچھے بن کو چلی آئیں۔ ہمارے پتا جی نے بن واس تو ہمیں کو دیا تھا۔ پر یہ ہمارے بھائی لکشمن بھی برہم چریہ ورت دھارن کر ہمارے سنیہ (محبت) کے ساتھ آگئے۔ اب سب آدمیوں کو تیاگی کی [illegible] سمجھئے۔ جو تپوبن کو آئے ہیں۔ یہاں منیوں کے جہاں کند مول پھل ہی بھوجن کرتے ہیں۔ مہاراج تمہارا شری رگھوراج کے ایسے بچن سن۔ منی راج نے کشل پرشن پوچھ آسن دھرنے اور بیٹھنے کے لئے جل دیا۔ بعد ازاں نانا پرکار کے رس اور پھل

رامچندر جی کا سچا درشن

سول آدی۔ تینوں آدمیوں کے بھوجن کے لئے منگائے۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۴ شلوک ۱۱ سے ۱۸) +

پھر بھرت جی نے جو سوگندیں مہا رانی کوشلیا کے سامنے اس بات کے ثبوت کے واسطے کھائی ہیں۔ کہ میری مرضی سے رام جی کو بن باس نہیں ہوا۔ میں بالکل نردوش ہوں۔ وہاں بھی ان بُرے کاموں کو نندنی لکھا ہے "جس کی صلاح سے رام جی کو گئے ہوں اُس کو وہ دوش لگے جو مدیہ۔ مدھ۔ مانس۔ زہر۔ آدی نشدہ وستوؤں کو بیچ بیچ درب اکٹر کر اُسی سے گرہ والے وکٹنبوں کے پالن پوشن کرنے والوں کو ہوتا ہے۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۷۵ شلوک ۳۸) +

پھر جب بھرت جی رامچندر جی سے ملنے چترکوٹ پر آئے۔ اُس وقت رامچندر جی نے اُن کو جو نصیحتیں کی ہیں اُن میں اتھرو وید کانڈ ۶ منترا۔ اور منو ادھیاء ۷ شلوک ۵۰ وغیرہ کے مطابق شکار کھیلنا۔ جوا کھیلنا۔ شراب پینا۔ زناکاری وغیرہ باتوں کی سخت ممانعت کی ہے۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۰ شلوک ۷۱) +

جب جاوال ناستک بن کر رامچندر جی کو بہکانے لگا تب رامچندر جی نے کہا تھا "جاوال جی تم سے پہلے جتنے برہمن ہوئے۔ سبھوں نے وید کے انوسار شبھ کرم کئے اسی سے پاستنائے تمہارے اب بھی جو برہمن موجود ہیں۔ یہ لوک پرلوک سب چھوڑ کر کلیان کارک یگیہ کرتے۔ اور ستیہ بولتے ہیں۔ تمہاری طرح جھوٹھائی نہیں کرتے" اور دھرم سے یُکت سجنوں کے ساتھ تپسوی دان دینے والے سب شبھ گنوں میں دھان جیو ہنسا رہت نرمل چیت ایسے وششٹ آدمی منی لوک میں پوجیہ ہیں۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳۶) +

جب ڈنڈکا رنیہ میں رام جی نے پرویش کیا۔ تو وہاں راماین میں لکھا ہے۔ "دو نانا پرکار کے پھل مول کند آدی منیوں کے بھوجن کے لئے اکثر ہیں۔ بن کے بڑے بڑے پھل دایک برکش موجود ہیں۔ جن میں اتی سوادشٹ پھل لگے ہیں۔" اور جب رامچندر جی وہاں کے رشیوں سے ملے تو انہوں نے انہیں کیا دیا۔ لکھا ہے "مہا رشیوں نے پرم آنندت ہو سوستی واچن آدی منگل وایک عمدہ سوادسے ٹپکتے ملید ازان مول پھل لیتپت آدی دیا۔ پھر سندر ستھان رہنے کیلئے بنایا۔" (آرنیہ کانڈ سرگ ۱ شلوک ۲۰)

نکھاد کا راجہ گوہ جب عمدہ چیزیں لایا تھا۔ رامچندر جی نے لینے سے انکار کر دیا۔ ان سب کو ہم نے جانا گرہن نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم کشا چیر مرگ چرم دھارن کئے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہو اور پھل مول آدی ہی بھوجن کرتے ہیں۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۰ شلوک ۴۴)

جب سوتیکشن رشی سے ملے۔ تو وہاں لکھا ہے "پھل مول آدی بھوجن کر شری رام لکشمن و جانکی جی سوتیکشن سے پوجا پائے۔ رات ہی بھر وہیں سوئے۔ بڑے پراتہ کال جاگے۔ اور شیگھ سنان کر سندھیا اور اگنی ہوتر کیا۔" (آرنیہ کانڈ سرگ ۷ شلوک ۱ و ۲ و ۳ و ۴)

جس سمیہ رامچندر جی بن باس کو گئے۔ اور دہنش بان کاندھے پر دھارن کر رشیوں کی محافظت کا ارادہ کیا۔ اس کا باعث راماین میں یہ لکھا ہے "رامچندر جی نے جاوال سے کہا۔ کہ جو پرش وید مریادا رہت ہیں۔ وے پاپ آچار یُکت ہوتے ہیں۔ اسی سے وید سے باہر چلنے کے کارن سجنوں کی سماج میں ان کا مان نہیں ہوتا۔ پھر آپ کے بھی وچن وید ورودھ ہی ٹھہرے۔ اس لئے سجن لوگ نرادر کرتے ہیں۔"

کلین۔ اکلین۔ بیر وا ڈرپوک۔ پوتر اور اپوتر پرش اپنے آچرن سے ہی جان پڑتا ہے جو وید کے انوسار کام کرتا وہ کلین جانا جاتا۔ جو وید ورودھ آپ کے (یعنے ناستکتا) مت کے انوسار۔ چال چلن رکھتا وہ اکلین۔ اسی طرح بیر۔ ڈرپوک۔ پوتر اور اپوتر بھی جانو۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۱۰۹ شلوک ۳ و ۴) +

ایودھیا کے ورنن میں بالمیک نے سب چیزوں کا ورنن کیا ہے۔ جو اُس وقت موجود تھیں۔ مگر قصاب کی دوکان کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ اور نہ بکرے لٹکنے یا اُن کی گردن مارنے کا کہیں بیان ہے۔ فی الحقیقت اُسوقت ایودھیا سورگ ہو رہی تھی۔ شعر

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے نباشد

فساد۔ خون۔ قتل۔ بدمعاشی وغیرہ کا نام و نشان نہیں ملتا +

مخالفوں کے اعتراضوں کا جواب

ست دھرم کے مخالف اور مانس آہاری لوگ رامچندر جی کی زندگی پر کلنک لگانے کے واسطے مشہور کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے مرگ مارے ہیں اور شکار کیا ہے علاوہ براں انہوں نے گوشت کھایا ہے۔ بنا براں ہم مخالفین کے تمام اعتراضوں کا کھنڈن کرتے ہیں۔

اعتراض اوّل۔ رامچندر جی نے بن باس کے وقت سوت سے کہا۔ کہ ہم نہیں جانتے کہ اب پھر کب سرجو کے کنارے پر پُشپت بن میں شکار کھیلیں گے۔ و اپنی ماتا و پتا سے ملینگے۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۴۹ شلوک ۱۵) +

اُتّر۔ شکار کھیلنا بالکل بُرا نہیں ہے۔ اور خصوصاً اُس وقت جبکہ دُشٹ پشوؤں شیر بھیڑیا۔ وغیرہ کا مارنا مقصود ہو۔ اور یہ شاستر انوکول ہے۔ مگر بے آزار جانوروں کا مارنا سخت گناہ ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی بھرت جی کو اس کی ممانعت کی ہے۔ اور ہمہ تن موذی جانوروں کے مارنے کے واسطے بھی مصروف رہنا۔ اور اُس کو ایک ضروری کام فرض کرنا بھی منع ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر جی نے بھی اس سے اگلے شلوک میں فرمایا ہے۔ کہ کچھ شکار کھیلنا ہمکو بہت پریہ نہیں۔ پس اس سے کسی طرح مانس کھانا مقصود نہیں۔ کیونکہ وہ صرف دُشٹ جیووں کے ڈنڈ دینے کے واسطے شکار کھیلتے تھے۔ نہ کہ شکم پرستی کے واسطے۔ یا پیٹ کو حیوانوں کا گورستان بنانے کے واسطے (دیکھو اُسی سرگ کا شلوک ۱۶ و ۱۷) +

اور خود راماین میں بھی لکھا ہے۔ "وہ وہاں جو دُشٹ مرگ مانس بھکشی تھے۔ اُن کو ڈراتے ہوئے شری رام ایک مہورت بھر میں بمقام پریاگ منی بھردواج کے پاس جا پہنچے۔" (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۴ شلوک ۹) +

جنگل میں باس کرنے والے منی لوگ جانوروں کو پالا کرتے تھے۔ نہ کہ بھکشن۔ راماین کے اسی سرگ میں لکھا ہے۔ "منی راج کے چاروں اور پالتو مرگ و پکھشی اور منی لوگ بیٹھے تھے۔ سب کے ساتھ رامچندر جی کی پوجا کر بھردواج جی دھرم یُکت وچن رامچندر سے بولے۔" (شلوک ۱۹ و ۲۰) +

اعتراض دوم۔ رامچندر جی مرگ مارنے کے واسطے گئے۔ اور پیچھے راون سیتا کو لے گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ہرن مار کر ضرور کھایا کرتے تھے +

اُتّر۔ اس مقام پر یا کسی اور مقام پر مرگ کو کھانے کے واسطے مارنے کا مطلق ذکر نہیں۔ بلکہ سونے یعنی (طلاء) کے رنگ کا سنہری ہرن دیکھ کر سیتا کا من للچایا۔ وہ اُس کی شکل پر موہت ہو گئی۔ اور رامچندر کو اُس کے پکڑنے کے واسطے سفارش کی۔ اُس کے ضد کرنے پر اول رام پھر لچھمن دونوں گئے۔ اور جب پکڑا تو معلوم ہوا کہ وہ چھل تھا۔ اصل ہرن نہیں تھا۔ ماریچ نام ایک دیئت یا وحشی آدمی ہرن کا سوانگ دہار کر یا کھال اوڑھ کر پھر ملنے آیا تھا۔ تاکہ راون پیچھے بھگا لے جائے۔ چنانچہ راماین میں اس مقام پر لکھا ہے۔

इदंहिर त्नो मृग संनिकाशं प्रलोभ्य मां दूर मनु मया
तम् । हतंक थंचि न्महता हमेरा सरा द्गसोभूनृ ये

मारागृव ॥ मनश्च मेदी नमिहा प्रहृष्टचेदुश्च
साव्यकरुते विकारम् । असंशये लक्ष्मण नास्ति
सीता हृता मृता वा पथि वर्तते वा॥ रामा॰ अरण्
यका सर्ग ५७ श० 22 — 23 ॥

ترجمہ - یہ مرگ روپ راکشس ہم کو للچا کے بہت دور چلا گیا تھا۔ وہاں بڑے سرم (کوشش) سے جو ہم نے اُس کو مارا تو وہ مرنے کے سمے پھر راکش ہو گیا میرا من دُکھی ہے۔ بائیں آنکھ پھڑکتی اور دکاروالی ہو رہی ہے۔ کچھ شنشے نہیں ہے اے لچھمن کہ اب سیتا وہاں نہیں ہے۔ کوئی ہر لے گیا۔ یا مر گئی یا کہیں بھاگ گئی اور اسی موقعہ پر رامچندر کو فاضل لوگوں نے مطعون کیا ہے۔ کہ وہ ایسے دانا ہو کر کس طرح طلائی ہرن کی بات پر اعتبار کر بیٹھے۔ چنانچہ ہت اودیش کے مصنف وشنو شرما جی کہتے ہیں۔

असंभवं हेममृगस्य जन्म तथापि रामो लुभे मृ
गाय। प्रायसमापन्न विपन्तिकालेऽपि योपि
सामलि नोभवंति ॥

ترجمہ - طلائی یعنے سونے کے ہرن کا ہونا محال ہے۔ مگر پھر بھی رامچندر جی لالچ میں آ گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وپتی کال میں عقلمندوں کی آنکھوں پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔

اعتراض سوم - سیتا نے جمنا سے پار اُترتے وقت مانس اور گھڑی شراب کی ندی میں ڈالنے کے اقرار پر ندی سے پرارتھنا کی ہے۔ کہ اگر میرا پتی سکھ پوربک گھر آوے تو میں ایسا کرونگی +

تردید - یہہ بات کئی وجوہات سے باطل ہے۔

وجہ اوّل - یہہ ہے کہ جمنا یا گنگا دونوں ندیاں جڑھ ہیں۔ اُن کی پوجا جان پراتہوں سے ہرگز نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کو وہ مانے جوتہس چیتن یا اس بُت پرستی اور دریا پرستی کو جائز جانتا ہو۔

وجہ دوم - جب سیتا واپس آئی۔ تو یہہ اقرار ہرگز پورا نہیں کیا گیا۔ اس واسطے بھی باطل ہے۔ کہ کسی مانس اور شراب کے عاشق بام مارگی نے یہہ شلوک ڈال دیئے ہیں۔ ورنہ اِن کا مضمون سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہہ واقعہ ہوا۔

وجہ سوم - اس شلوک میں مانس شبد نہیں ہے۔ اور نہ کسی جانور کے مارنے کا ذکر ہے۔ بلکہ شلوک میں تو گوہزرن سراگت شیتن لکھا ہے۔ (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۵ شلوک ۱۹ و ۲۰) +

پس اُس کا اس سے کوئی تعلق نہیں باقی رہی سُرا اس کی تردید رام لچھمن کی زبانی خود موجود ہے۔ چنانچہ جب ایک دفعہ سگریو نے شراب پی۔ تو رام لچھمن نے وہاں اُسے عیب ہی بُرا کہا۔ بھرت جی نے سوگندوں میں بھی اس کا کھنڈن کیا ہے۔ پس یہ واقعہ ہرگز نہیں ہوا +

اعتراض چہارم - جب رامچندر جی چترکوٹ میں پہنچے۔ تو جھونپڑی بنا کر لچھمن کو حکم دیا۔ کہ ہرن مار کر لاوے۔ تاکہ یگیہ کیا جاوے۔ لچھمن جی اس ارشاد بموجب ہرن مار لائے۔ جو پکایا گیا۔ (از مانس پرچار صفحہ ۵۶) +

اُتر - وہاں تو ایسا نہیں بلکہ اس کے خلاف لکھا ہے۔ دیکھو نمبر ۲۲ - ہے لکشمن ایک مرگ پکڑ لاؤ۔ اُس کو ہرن شالا (کٹیا) کے دوار پر باندھیں گے۔ تب واستو کی پوجا کرینگے۔ کیونکہ جو لوگ بہت دن جینا چاہتے ہوں۔ اُن کو چاہیئے کہ بنا واستو کی پوجا کیئے اُس میں نہ رہیں "

نمبر ۲۳ - ہے لکشمن اس سے اتی شگر مرگ لاؤ۔ سندھیا نہ ہونے پاوے۔ جیسا کچھ شاستر میں واستو پوجا لکھی وا جیسے کل کی ریت ہے ویسا پوجن کریں۔ "

نمبر ۲۴ - بھائی کے وچن سُن۔ لکشمن جی جلدی ایک مرگ لائے تب رامچندر جی پھر بولے۔

نمبر ۲۵ - ہے لکشمن اس مرگ کے کھانے کے یوگیہ کچھ پھل لاؤ۔ انہیں اگنی میں سینک۔ اس کے بھوجن کے لئے دیو۔ اور انہیں پھلوں سے ہم واستو کی شانتی کے لئے ہون بھی کریں۔ پر شیگھرتا کیجئے۔ کیونکہ دھرو مہورت ہے اسی میں دن رہتے ہی پوجا ہو جائے +

نمبر ۲۶ - رامچندر جی کے ایسے وچن سُن۔ وے جو کرشن مرگوں کے کھانے کے یوگیہ پھل لائے تھے۔ اگنی جلا لکشمن جی نے پکائے +

نمبر ۲۷ - جب بنائے پری پک (تیار) ہوئے۔ پھلوں کی سُرخی جاتی رہی تب لکشمن جی پُرشوں میں سنگھ روپ رامچندر جی سے بولے

نمبر ۲۸ - ہے دیوتاؤں کے سمان روپ والے شری رام۔ کرشن مرگوں کے کھانے والے پھل ہم نے پکائے ہیں۔ آپ دیوتاؤں کی پوجا کیجئے۔ کہ آپ اس کرم میں کشل ہیں +

نمبر ۲۹ - یہہ سُن سنان کر جپ کرنے میں چتر ایک اور سب منتر پڑھ پڑھ کر آہوتی دینے لگے۔ یہاں تک کہ واستو پوجن سماپت ہوا +

نمبر ۳۰ - سب واستو دیوتاؤں نے آکر پرتیکش میں اپنا اپنا بھاگ لیا۔ اُن کو دیکھ پرسن چت ہو۔ رامچندر جی نے اس کٹیا میں پرویش کیا +

نمبر ۳۱ - اُس سمیہ انہیں ہوم کے بچے پڑے پھلوں سے بلی وسو دیو وارود بلی سب کیا +

نمبر ۳۲ - تس کے پیچھے جب کر ندی میں بیٹھا وہی پھر سنان کر پاپ ناشن ارتھ پھر پھلوں سے بلی پردان کیا +

نمبر ۳۳ - پھر اُس پتوں کی کٹیا میں ویدیاں بنائیں۔ دیوتاؤں کی سہائیا کی ان کے لئے الگ الگ چبوترے بنا دیئے۔ جس پرکار کا وہ ستھان تھا۔ اُس کے انوروپ چھوٹے چھوٹے ستھان دیوتوں کے بنائے۔ اور اُن دیوتوں کو ستھاپن کیا " (ایودھیا کانڈ سرگ ۵۶) +

پس دیکھئے اس میں مرگ مارنے اور پھر اُس کے کھانے کا کہاں ذکر ہے۔ بالکل نہیں۔ اگرچہ اس میں فرضی دیوتاؤں کی پوجا کے آثار پائے جاتے ہیں۔ جو کسی طرح بھی جائز نہیں مگر گوشت خوری تو اس میں ہرگز نہیں۔ مفصل دیکھو رامائن مطبوعہ نولکشور ۱۸۸۵ء صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ جس میں بالمیکی کا لفظی ترجمہ موجود ہے +

فارسی مہابھارت میں جو فیضی نے رامچندر کی لائف لکھی ہے وہاں لکھا ہے "تا آنکہ رامچندر را در چترکوٹ دیدند کہ بصورت سنیاسیان برآمدہ لباس از حریم آمد ساختہ مویہائے ژولیدہ بر سر دارد و تیر و کمان بدست گرفتہ با لچھمن و سیتا در بیابان بسر میکردند۔ و اوقات ببرگ درختان و گیاہ صحرا و میوہ جنگل میگذرانیدند" بعض رامائنوں میں اس جگہ پاٹھ بھید ہے۔ اور خصوصاً مطبوعہ بمبئی میں اور شاید اُس سے چھٹکا پرچارک یا مانس پریمی تک صاحبان کچھ تاویل کر کے گوشت خوری سدھ کرنا چاہیں بنا بر آں ہم بوجوہات ذیل اُن کی تردید کرتے ہیں

وجہ اوّل۔ بفرض محال اگر اُنہوں نے ہرن ہون کے واسطے مارا اور پھر خدا نخواستہ کھایا۔ حالانکہ یہہ ثابت نہیں تو اُن کا فعل خود اُن کے زبردست اقراروں کے خلاف ہے جو وہ ماتا کوشلیا اور کیکئی اور دشرتھ اور بھردواج وغیرہ کے سامنے درستی ہوش وحواس میں کر چکے ہیں۔ اور رامائن میں یہہ بھی بیسیوں مقاموں پر لکھا ہے۔ کہ وہ سب برتگیہ تھے۔ (دیکھو ارنیہ کانڈ سرگ ۱۰ اشلوک ۱۸ و ۱۹)

وجہ دوم۔ اُن کا ایسا کرنا سمرتیوں اور سوتر کاروں کے خلاف ہے۔ کاتیائن جی لکھتے ہیں۔

आहवनीय मांऽ से प्रति षधः ॥

کہ ہون کی اگنی میں مانس ہرگز نہ ڈالنا چاہئے۔ اور اشولائن رشی فرماتے ہیں۔ کہ ہون کی سامگری مانس نہیں ہے۔

وجہ سوم۔ اِس سرگ میں صاف ذکر ہے۔ کہ اُس جگہ پھل مول کند بہت زیادہ تھے۔ دیکھو (شلوک ۶-۱۴ تک) پس اقرار توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی +

وجہ چہارم۔ دیوتاؤں کی ستھاپنا یعنے بُت پرستی جو گوستھوری سے بھی سخت گناہ ہے۔ وہ بھی اِس سرگ میں اُن کے ذمہ عاید کیا گیا ہے۔ حالانکہ اُس وقت اِن بتوں کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اور سب پڑھکر واستو یعنے گرہ اوہست دیوتا کی پوجن خود وید کے خلاف ہے۔ بس کسی طرح یہہ بات جائز نہیں ہو سکتی۔ اور رامچندر جی کے سچے اور ستوادی ہونے کے کارن یہہ الزام سراسر باطل ہیں +

وجہ پنجم۔ اور بیسیوں جگہ رامچندر جی جھونپڑی بنا کر رہے۔ مگر اِس خرابی کا کہیں ذکر نہیں۔ یا تو اور سب جگہ پاپی رہتے اور یہاں دھرماتما۔ اور یا اور سب جگہ دھرماتما اور یہاں پاپی۔ مگر بات یہہ ہے کہ وہ درحقیقت دھرماتما تھے۔ کسی پاپی نے پاٹھ بھید کر دیا ہے۔ اور صحیح وہی ہے۔ جیسا کہ خود رامچندر نے سرگ ۱۰ اشلوک ۱۲ میں لکھا ہے کہ مانس کھانا راکشسوں اور دشٹوں کا کام ہے۔ آریہ لوگوں کا نہیں۔ علاوہ بریں مہابھارت میں جو ودھرم کے ماننے والوں اور ست کے پیرو راجاؤں کی فہرست درج ہے۔ جنہوں نے تمام عمر نہ تو گوشت کھایا۔ اور نہ مدہ پان وغیرہ دُراچار میں پھنسے۔ اُن میں بھی ہمارے راج رشی رامچندر جی کا نام مبارک موجود ہے۔

اعتراض پنجم۔ بھردواج نے جو بھوجن بھرت جی کی فوج کو دیا۔ اُس میں مانس وشراب موجود تھا +

اُتر۔ بے شک وہاں فوج کی مہمانی میں اِن دو باتوں کا ذکر ہے مگر وہاں یہہ بھی ذکر ہے کہ اندر کی تمام ستریاں اور برہما کی تمام ستریاں اور وشوکرما۔ درپلتا۔ کوبیر یم راج۔ اندر وغیرہ سب کا آواہن کر کے بلایا۔ تمام دُنیا کی ندیوں کو وہاں بلایا اور سب سے عجائب بات وہاں یہہ لکھی ہے۔ کہ وہ جنگل جو اُتر کورو دیش میں ہیں جن کے درختوں میں خوبصورت ستریاں ہی پھل لگتی ہیں۔ اُن کے بنوں کو بلاتے ہیں۔ غرضیکہ تمام بن۔ پربت۔ سمندر۔ ندیاں وہاں بلائی گئیں۔ ایک ایک آدمی کی خدمت کو ۱۵-۱۵ عورتیں مقرر کیگئیں۔ غرضیکہ ایسی ایسی اندھیر کی باتیں اِس سرگ میں لکھی ہیں جو ساری کی ساری کرامات ہوئیں۔ مفصل دیکھو (سرگ ۹۱۔ ایودھیا کانڈ شلوک ۱ سے ۸۰ تک) پس جو اِن تمام کرامات اور بیہودگیوں پر یقین کرے۔ جو اِن سب اسنبھو باتوں کو ماننے اور عقل کو فارغخطی دے۔ اُس کا اختیار ہے کہ کسی کو مانس ہاری کہے۔ بنا برآں یہہ سارا فسانہ بیہودہ ہونے سے قابل اعتبار نہیں۔ مگر باوجود اِس قدر کراماتی بیانات کے بھرت ورامچندر کے مانس کھانے کا یہاں بھی ذکر نہیں۔ پس ہم تو اِن مہاتماؤں کی رندگی بتلاتے ہیں۔ نہ کہ اور خدمتگاروں کی +

اعتراض ششم۔ رامچندر جی نے بنا اپرادھ ہرنوں اور راکشسوں کو کیوں مارا۔

اُتر۔ ایسا ہرگز نہیں کسی کو بنا اپرادھ نہیں مارا۔ خود رامائن میں بھی اِس کی وجہ لکھی ہے کہ رشیوں نے رامچندر جی کو کہا کہ کچھہ بات بناوٹ کی نہیں کہتے۔ آپ یہاں آ کے دیکھئے کہ مہاتماؤں کے ہاڈ پڑے ہیں۔ جن کو راکشسوں اور جنگلی لوگوں نے مار مار کر بھکشن کر لیا ہے۔ سو اکثر جو منی لوگ پمپا ندی سے لیکر مندا کنی کے کنارے تک کے بنوں میں رہتے ہیں اور جو چترکوٹ پر بیرہتے ہیں۔ انہیں لوگوں کا ناش یہہ راکشس لوگ کرتے ہیں۔ (دیکھو سرگ ۶۔ ارنیہ کانڈ شلوک ۱۶ و ۱۷) اِسی لئے رامچندر جی نے اِن دشٹوں کے مارنے کا ارادہ کیا۔

مرگ کے معنے تمام جنگل کے پشو ہیں۔ صرف ہرن نہیں۔ بلکہ شیر بھیڑیا چیتا وغیرہ سب اِس میں شامل ہیں۔ چنانچہ یہہ بات کسی سنسکرت داں سے پوشیدہ نہیں۔ رامائن میں جہاں راکشسوں کا ورنن لکھا ہے۔ وہاں صاف صاف بیان کیا ہے کہ مانس اہاری لوگ تھے۔ تقریباً دو تین سو جگہ رامائن میں مانس آہاری کو راکشس لکھا گیا ہے خود راون کی تعریف میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اُس کے مرنے پر کئی پشوؤں کا بدلہ لیا گیا۔ (دیکھو لنکا کانڈ سرگ ۱۳ اشلوک ۲ و ۱) پس درحقیقت مانس کھانا پشوؤں کو کھانے کے واسطے مارنا راکشسوں کی ودھی ہے۔ راون کے کاموں اور راکشسوں کے فعلوں سے ہمیں کچھہ غرض نہیں وے تو ہمیشہ شاستر ودھی کرم نہیں کرتے۔ بلکہ شاستر کے خلاف ہمارا مطلب تو رامچندر جی کی لائف بیان کرنے سے ہے۔ کہ اُس پوتر راج رشی نے کہیں بھی مانس نہیں کھایا۔ بلکہ وہ اِسے راکشسوں کا بھوجن بتاتا ہے۔ چنانچہ ہم آخری ایک واقعہ سُنا کر ختم کرتے ہیں +

؎ حاشیہ۔ مانس میں [illegible] ست ہے۔ اُترکانڈ تو بالاتفاق پیچھے سے کسی نے تصنیف کر کے ملا دیا ہے باقی رہے یہہ کانڈ اُنمیں بھی بالاتفاق دو سرگ پرکشپت ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایک تو ایودھیا کانڈ میں دیکھو صفحہ ۸۹ اور دوسرا ارنیہ کانڈ میں دیکھو صفحہ ۵۵ مطبوعہ بمبئی [illegible] کا سرگ بھی جو کہ اُس وقت موجود نہیں تھا۔ کیونکہ خود رامائن چتر کوٹ سے [illegible] برآمد ہوتی ہے [illegible] کانڈ سرگ ۲۹-۳۴ تک) اور [illegible] دو سرگ پرکشپت ہیں خود رامائن [illegible] ۱۲۸ سرگ ہیں۔ اور جو بمبئی میں [illegible] شلوک ۹۸ و ۱۷) [illegible] ایودھیا کانڈ سرگ ۵۲ شلوک ۹ و ۱۰ [illegible] رامچندر جی کی زبانی [illegible] بیان کیا ہے۔ [illegible] کو ملاحظہ کریں۔ [illegible] ایودھیا کانڈ کے سرگ [illegible] [illegible]

جب رامچندر جی سوتیکشن مُنی راج (جو سب پرانیوں کے ہت میں تت پر تھا) کی کُٹیا میں پہنچے اور اُس سے ملے اور کوئی اُتم جگہ رہنے کی پوچھی۔ تب رشی نے اُتر دیا " ہے رام جی! ایسا چاہتے ہو؟ تب تو یہی آشرم سب گُن یُکت ہے۔ آنند سے رہئے رشی لوگ بھی یہاں وچرا کرتے ہیں۔ اِس سے کسی طرح کا خوف بھی نہیں۔ اور بہول مول پھل یہاں سب کالوں میں ملا کرتے ہیں۔ ہاں ایک بات ہے یہاں [illegible] سمجھ۔ آدی مرگ آیا کرتے ہیں۔ یہ وے بھی کسی کو مارتے نہیں۔ کیول اپنا روپ ہی دکھلاتے۔ سب کو لوبھائے ترپتے یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ اُن سے نہ ڈریئے گا۔ نہ انہیں ماریئے گا۔ یہی ایک دوش مرگوں کے آنے جانے کا یہاں کچھ ہے۔ اور کچھ بھی نہیں۔ مہارشی کے ایسے وچن سُن اتی دھیر رامچندر جی دھنش پر بان چڑھاتے ہوئے کہ ہے مہاراج اُن آئے ہوئے مرگ سموہوں کو، اتی تیز بان سے ہم مار ڈالینگے۔ کیونکہ جو آپ کو اُن سے کشٹ ہوا۔ تو اِس سے ادہک کون کشٹ ہوگا۔ یہ سُن مُنی راج کچھ نہ بولے۔ رامچندر جی نے جانا کہ مُنی کو مرگوں کا یدھ (مارنا) پسند نہیں۔ اُس نے کہا کہ اس مرگ یادھیت ستھان پر ہم بہت دنوں تک بسنا نہیں چاہتے۔ یہ کہہ رامچندر جی سندھیا کرنے لگے۔ سائینگ سندھیا اوپاسنا کر وہیں سوتیکشن جی کے آشرم پر لکشمن جی کے سمیت نواس کیا۔ " (ارنیہ کانڈ سرگ ۷ شلوک ۱۰ - ۲۳ تک) +

اِس کے آگے سرگ ۹ میں سیتا جی نے سنو ہر بانی سے رامچندر جی کو کہا کہ تین بڑے بھاری اپرادھ ہیں ایک پر استری گمن۔ دوسرا متھیا بولنا تیسرا بنا دشمنی کے کسی کو مار ڈالنا۔ اِن میں اوّل دوم تو آپ میں بالکل نہیں۔ البتہ تیسرا ہے۔ کہ آپ بنا اپرادھ و دشمنی کے راکشسوں کو مارتے ہیں۔ اِس پر سیتا جی نے رام جی کو ایک پُرانا اتہاس سُنایا کہ ایک رشی کسی بن میں تپسیا کرتے تھے۔ اُن کی بڑی تپسیا دیکھ حسد کر کے اِندر مہاراج ہاتھ میں تلوار لئے یودھا کا روپ بنائے مُنی کے آشرم پر آیا۔ اُن اُگر روپ تپسیا کرتے ہوئے مُنی کے نزدیک اپنی تلوار امانت رکھ کر چلا گیا۔ مُنی اُس تلوار کی حفاظت میں مصروف ہوا۔ کہ کوئی اُٹھا نہ لیجائے۔ اکثر اُسے پاس رکھتا تھا۔ روز روز شستر دھارن کئے پھرنے کے کارن مُنی کی بھی اتی رودر روپ (قہر مجسم) ہو گئی۔ تپسیا کرنیکا وشواس جاتا رہا۔ ہر روز اُس سے جیوؤں کو مارنے لگے ایسا رودر سوبھاؤ ہو گیا کہ مہان پرست ہو گئے۔ ست دھرم جاتا رہا۔ اِسی شستر کے باعث سے مرنے پیچھے مُنی راج نرک کو گئے "۔ یہ کہہ سیتا جی بولی کہ آپ بھی بنا اپرادھ اور ویسے کسی مرگ یا [illegible] کے مارنے کی بُدھی نہ کیجئے۔ کیونکہ بے بیاد بنا اپرادہ کسی کو مارنا ہرگز [illegible] ہی نہیں اور نہ اِس کی پرسنشا ودوان لوگ کرتے ہیں۔ کشتریوں کو دھنش دھارن کرنا اپرادھ جیوؤں کے مارنے کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ دکھیوں عاجزوں کی حفاظت بچانے کے واسطے ہے۔ المختصر ارنیہ کانڈ سرگ [illegible] تمام ہے۔ اِس کا اُتر رامچندر جی نے اگلے سرگ ۱۰ میں یہ دیا کہ رشی مُنی لوگ اتی کرُور کرم کرنیوالے راکشسوں سے سکھ نہیں پاتے۔ کیونکہ وے لوگ انسان بھکشی ہیں۔ [illegible] روپ [illegible] ہوتے ہی ہیں۔ وہ آنند [illegible] کرتے اور [illegible] کو کھاتے ہیں۔ اب ہم رشیوں کی حفاظت کے واسطے دشٹوں کی سزا کے واسطے شستر دھارن کرتے ہیں [illegible] کے واسطے نہیں۔ اِس کے سوا [illegible] کی بنیاد ہی ایک ایسے واقعے ہوئی جو سزا [illegible] ہے۔ تو ہرگز اُس کا [illegible] نہیں ہو سکتا۔ وہ [illegible] جب سیتا نے ایک [illegible] کو دیکھا [illegible] ایک گروہ کو مارا تو [illegible] دیا [illegible] تاپ پایا۔ [illegible] ہو سکتے ہیں۔ (دیکھو رامائن سرگ [illegible] شلوک ۹ سے ۱۰ تک) [illegible]

मोसभ दै सुगपा नै मूर्वै श्रा ह रवीज्ञि वै ःा पशुभि पुङ्
शा फ़ै ॐ कुता रित मे दि नी ॥ अ० ८ श्लो० २२

ترجمہ۔ ماس کھانے والا شراب پینے والا۔ وہ [illegible] ہیں۔ تر اکشس پشاچ جن میں ایسی مذموم صفات ہیں۔ وہ فی الحقیقت پشو بہ شکل آدمی اور زمین کا بوجھ ہے پھر اُس ہی پتی میں لکھا ہے

त्यजेद्धर्म दया हीनं विद्याहीनं गुरुं त्यजेत। त्यजेत
क्रोधमुखीं भार्यां निःस्नेहान्बान्धवांस्त्यजेत॥ अ० ४ श्लो० १६

ترجمہ۔ جس دھرم میں دیا نہیں ہے اُسے چھوڑ دینا چاہئے اور جس گورو میں ودیا نہیں اُسے بھی اور غصے والی اور کڑوے مُکھی استری تیاگ دے اور جو تم سے محبت نہ کرے ایسے متر کو تیاگ دو پھر اُسی پتی میں کہا ہے۔

यवहिंसा परो धर्मः पापिष्टस्तत्र को दृशः। मांसहारी
द्विजो यत्र राक्षसस्तत्र को दृशः

ترجمہ۔ [illegible]

भिक्षो मांस निसेवने प्रकुरुष ? تعجب کی نگاہ سے راجہ [illegible] نے سوال کیا۔
कि तेन मद्यं विना। मद्यं चापि तव प्रिय ? प्रियं मद्दे
वारांगनाभिस्सह। तासामर्थ रुचि। कुतस्तव धनं ? द्यूत-
न चौर्येण वा। चौर्यद्यूत परिग्रहोऽपि भवतो ? नष्टस्य क्वान्या गतिः ॥

ترجمہ۔ [illegible]

[illegible]

ہم دین خود کہ خوش تھمدیں است
جملہ عیبہائے وے ترا زاں است +

[illegible]

کرسچن مت درپن

دیباچہ

انسان دنیا میں صرف اسی واسطے نہیں آیا کہ اور حیوانات کی طرح کھائے پئے سو رہے اور چل بسے بلکہ اسکا سب سے اعلیٰ مقصد اپنی بہبودی کی تلاش کرنا ہے جو جسمانی و روحانی دو قسم پر منقسم ہے اور اسکا بنیاد دھرم پر سمجھا گیا ہے کیونکہ عموماً کیا جاتا ہے ست دھرم بھلائی کا باعث اور بہشت اور ادھرم خرابی کا سبب ہے دیکھو کون چاہتا ہے کہ اسے تکلیف ہو دکھ میں مبتلا رہے غم و الم میں زندگی گذارے سب آدمی سکھ ہی چاہتے ہیں تمام تر راحت کے طالب ہیں نجات کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں باوجود سب کو خواہش ہونے کے حاصل کرنے والے بہت ہی تھوڑے ہیں منزل مقصود پر بخیر و عافیت پہنچنے کی سب تمنا رکھتے ہیں مگر ہزاروں لاکھوں راستہ میں غارت ہو جاتے ہیں ٹھگ بھی اس قسم کی تسلی دیتے ہیں یار غار بن جاتے ہیں۔ جاں نثاری کا بھی دم بھرتے ہیں لیکن وہ تسلی نہیں بلکہ چھپا ہوا دھوکا ہے اصلی غرض انکی مال مارنے سے ہے اور مسافر کو جہنم میں اتار دینے سے دنیا میں ٹھگا جانا ممکن ہے انسان دھوکا کھا سکتا ہے۔ کروڑوں سے بڑھ کر اسکی مثالیں موجود ہیں پھر دل و دماغ رکھتے ہوئے عقل اور آنکھوں کی موجودگی میں ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں؟ کیا ہم اپنے اعمال کے ذمہ وار نہیں؟

جب ہر ایک مذہب اور عقل بلکہ قانون قدرت کے رو سے بھی ہم اپنے اعمال کے ذمہ وار ہیں تو پھر کیوں سوچ بچار کر کام نہ کریں کیوں آنکھیں موند کر پاؤں رکھیں جس سے چاہ جہالت و ضلالت میں گرنا پڑے۔ اول اندیش وانگہے گفتار، پائے پیش آمدہ است پس دیوار۔ دنیا میں بہت سے مذہب ہیں اور سبھی اپنی طرف دعوت کرتے ہیں امّا منجملہ ایک عیسائی مذہب ہے جس کی بابت ہم اس کتاب میں تحقیقات کرینگے۔

ہم اپنے مہربان عیسائی بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے دست بستہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ ہماری عرضداشت کو تعصب کی نگاہ سے نہیں بلکہ انصاف و صداقت کی آنکھ سے دیکھیں معقولیت کو مدنظر رکھکر حظ نفس دور کر دیں اس کتاب کے پڑھتے وقت فلاسفی کو دل سے بھلا نہ دیں۔ سائنس اور طبیعیات کو اپنے کانشنس (جو بالکل حق پسند کا حامی ہے) سے کنارہ نہ کر دیں کیونکہ ہم اور آپ بھائی ہیں۔ آریہ سنتان ہیں مت کے بچھڑے ہوئے ہیں دھرم کا اختلاف جو درحقیقت بڑا سخت اختلاف ہے کیا اچھا ہو۔ اگر صداقت کے پابند ہو خود غرضی کو چھوڑ علم و عقل سے کام لے قوت فیصلہ کا استعمال کریں؟ ممبران آریہ سماج بصدق دل حاضر ہیں کہ است کو چھوڑ دیں مگر کیا آپ لوگ بھی کسی طرح مستعد ہو سکتے ہیں کیا گلیلیو وغیرہ فلاسفروں کے دکھ دینے والے ناپاک خیال آپ کے دل سے ابھی تک نہیں بھولے۔ جو مذہب جیسی معقول چیز کو نامعقول پیمانوں سے ناپتے ہو اور فلاسفی کو بالائے طاق رکھ دیتے ہو۔ یہ بات انصاف سے بہت بعید ہے۔

ناظرین! اپنی برسوں کی تحقیقات آپ کی خدمت میں پیش کرنے سے مطلب راستی کا اظہار کرنا کرانا ہے کسی کا دل دکھانا نہیں بائبل کے متعلق مدتوں کی محنت سے جو ہمیں نتیجہ (فائدہ) ہوا وہ سب آپ کی نذر ہے۔ جگت پتا پرماتما ہمکو ہر دلعزیز کرے تاکہ ستیہ کا پرکاش اور است کا ناس ہو۔

باب اوّل

مسیح خدا کا بیٹا نہیں بلکہ یوسف نجار کا بیٹا تھا

جس طرح ہم ماں باپ سے پیدا ہوتے۔ حمل میں رہتے ہیں۔ ہمارے ماں باپ شادی کر کے خلوت کرتے ہیں۔ مدت معہودہ کے بعد حمل سے باہر آتے ہیں۔ دودھ پیتے کھیلتے کودتے ہیں۔ جس طرح ہم بالک سے جوان۔ جوان سے بوڑھے ہوتے اور آخر کو مر جاتے ہیں۔ یا بعد جوانی جرم کرتے سزایاب ہوتے مصلوب یا پھانسی یا تلوار سے گلا کٹاتے ہیں۔ وہی حال مسیح کا ہے۔ مسیح آسمان سے نہیں گرا اور نہ زمین سے پھوٹ نکلا۔ بلکہ مسیح نطفۂ یوسف سے اُس کی عورت مریم کے حمل میں بعد گذرنے مدت مقررہ کے بعد مقام مخصوص سے برآمد ہو کر دودھ پیتا رہا۔ اور صرف وہ ایک ہی اُس راستہ سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اور بھی بھائی اسکے اسی مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ تمام زندگی میں انکا بیٹا کہلاتا رہا۔ مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے اُسے خدا کا بیٹا مانتے اور مریم کو یوسف سے نہیں بلکہ باکرہ ہونے کی حالت میں روح القدس سے حاملہ مانتے ہیں۔

واضح ہو کہ عیسائی اگرچہ اُس کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مگر مریم کو خدا کی بیوی اور یوسف کو خدا کا رقیب نہیں جانتے۔ بلکہ عموماً اصطلاح میں اُسے معقولیت کے برخلاف صرف ایمان کے طور پر خدا کا بیٹا جانتے ہیں اور درحقیقت اُن کا ایمان یہی ہے کہ باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق اور ان سب کی بنیاد مسیح کا کنواری سے پیدا ہونا ہے کیونکہ اگر وہ کنواری سے پیدا نہیں ہوا تو خدا کا بیٹا بھی نہیں اور گناہ سے پاک بھی نہیں اور دنیا کا شفیع بھی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ عیسائی عموماً پادری لوگ خصوصاً اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح کنواری سے پیدا ہوا اور یہی ماننا اُن کی نجات کا باعث ہے اور اسی کی ہر روز ہزاروں عیسائی بازاروں میں وعظ کرتے ہیں مگر افسوس کہ جہاں تک ہم بائبل کو دیکھتے ہیں اس بات کا پتہ نہیں ملتا۔ اب عیسائیوں کے پاس سب سے بڑا ثبوت اور حقیقت عیسائی دین کی بنیاد یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا پورا ہو کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوایل رکھیں گے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ۔ (متی کی انجیل باب ۱۔ آیت ۲۲ و ۲۳)

اب پڑتال کرنی چاہئے کہ وہ پیشینگوئی جس کا متی نے حوالہ دیا ہے کہاں درج ہے اور کس نبی کی ہے۔ پادریوں نے جو اس کا فیصلہ کیا ہے اور فرنس میں لکھا ہے وہ یہ ہے (یشعیاہ ۷-۱۴) اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا لکھا ہے۔ اصل عبرانی بائبل میں یہ عبارت ہے:

(۱۴)۔ لاکین یتین (ادونائی) ہوا لاخم اوث ہنی ہا علماہ ہاراہ ویلدت بین وقارات شمو عمانوئل۔

(۱۵)۔ حماہ ودبش یاکل لدعتو ماوس بارع وباحور بطوب

(۱۶)۔ بطرم یدع ہنعر ماوس بارع وباحور بطوب تعازیب ہا ادماہ اشر اتاہ قاص مفنی شنی ملاخیہا۔ دیکھو یسعیاہ باب ۷۔ آیت ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

ترجمہ (۱۴)۔ باوجود اسکے کہ خداوند تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو نوجوان حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی۔ اور اُس کا نام عمانوئیل رکھے گی۔

---

* اور پادری ایک جویل صاحب نے بھی اپنی کتاب آثار پرکشا میں یسعیاہ ۷ و ۱۴ کو مسیح کے حق میں لگایا ہے۔ دیکھو ان کی کتاب صفحہ ۷۴ مطبوعہ ۱۸۸۳ء اور یہی شہادت پادری سمتھ ولسن صاحب نے مت پرکشا میں دی ہے دیکھو صفحہ ۲۶۵ سنہ ۱۸۹۳ء۔

(۱۵) وہ دہی اور شہد کھائیگا جس وقت تک وہ بُرا ترک کرنے کا اور بھلا پسند کرنے کا امتیاز پاوے ۔

(۱۶) ۔ پر اُس سے آگے کہ یہ لڑکا بد ترک کرنے اور بھلا پسند کرنیکا امتیاز پاوے یہ زمین، جسے تو بر باد کرتا ہے اپنے دونو بادشاہوں سے چھوڑی جاویگی ۔

یہ پیشگوئی کئی وجوہ سے مسیح کے حق میں ثابت نہیں ہوسکتی ۔

وجہ اول ۔ عبارت کے اول و آخر میں خیال کرنے سے صاف واضح ہے ۔ کہ یہ کس کے حق میں ہے ۔ اس باب ہفتم کے شروع سے آخر تک کا خلاصہ یہ ہے کہ احاز بادشاہ یہودیہ پر فقح بادشاہ اسرائیل و رصین شاہ ارام نے فوج کشی کی پر فتحیاب نہ ہوئے ۔ پھر شاہ یہودیہ کو خبر ہوئی کہ شاہ ارام افرائیم اور رملیا کے بیٹے کو ساتھ لیکے فوج بڑھاتا ہے یعنی دوبارہ فوج بڑھا کر پھر حملہ کریگا ۔ اُس وقت شاہ یہودیہ اور اُس کے لوگوں کے دل کانپ گئے تب خدا نے اُس وقت کے نبی حضرت یسعیاہ سے فرمایا کہ تو یہودیہ کی تسلی کر! اور اُسے کہہ کہ بر قرار رہ اور تیرا دل ۔ گھبراوے اور ان دھوئیں والی لکڑیوں سے مت ڈر کیونکہ جو تیرے برخلاف مشورت کرتے ہیں اُن کے منصوبے کو پائیداری نہیں ۔ بلکہ ایسا نہ ہوگا ۔ پھر خداوند نے یسعیاہ نبی سے کہا کہ شاہ یہودیہ سے کہو کہ اپنے خدا سے کوئی نشان مانگ ۔ اُسنے مانگنے سے انکار کیا ۔ اور کہا کہ میں خداوند کو نہیں آزماتا ۔ اُس پر یسعیاہ نبی نے کہا باوجود اسکے (یعنی نہ مانگنے کے) خداوند تم کو ایک نشان دیگا ۔ دیکھو کہ ایک نوجوان عورت حاملہ ہوگی ! اور بیٹا جنے گی اور اُس کا نام عمانوائل رکھے گی ! اور وہ لڑکا دہی اور شہد کھایا کریگا ۔ یعنی یہ اُسکی خوراک ہوگی اور اُسکے ہوشیار ہونے سے پہلے یہ دو نو بادشاہ جنسے تو مخالف غارت ہو جاوینگے (باب ۷ ۔ آیت ۱ سے ۱۶ تک) ۔

وجہ دوم ۔ یہ لڑکا جسکے پیدا ہونیکی یسعیاہ نبی نے خبر دی تھی انہیں دنوں میں پیدا بھی ہوگیا تھا اور اُس کا پیدا ہونا اُسی کتاب کے اگلے باب سے اُنہیں ایام میں ظاہر ہے (دیکھو یسعیاہ کی کتاب باب ۸ ۔ آیت ۳ و ۴ ۔ اور باب ۹ آیت ۶ و ۷ ، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یسعیاہ نے اپنی عورت سے وہ لڑکا پیدا کیا ۔ جیسا کہ لکھا ہے " باہلیہ نزدیکی کرد او حاملہ شدہ پسرے را زائید ۸/۳)

ترجمہ میں نبیہ کے پاس گیا سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی ۔

اس پر خود پادریوں نے رفرنس میں یسعیاہ کی کتاب باب ۷ ۔ آیت ۱۶ لکھا ہوا ہے ۔ جو بالکل اُسی گذشتہ لڑکے کے متعلق ہے (دیکھو بائیبل صفحہ ۶۳۶ ۔ ۱۸۸۳ء ۱۔) اور اُسی لڑکے کی بابت آگے چل کر بائیبل میں لکھا ہے " ہمہ سلاح پہلوانان در ہنگامہ رزم و لباسہاے غلطیدہ بخون ۔ سوختہ لقمہ آتش گردید ۔ زیرا کہ برائے ما طفلے زائیدہ شد و فرزندے بما بخشیدہ شد ۔ کہ حکمرانی بر دوش او خواہد بود ۔ و افزائش حکمرانی و سلامتی بے انتہاست بر تخت داؤد ۔ و بر سلطنتش تا آنرا بانصاف و نکوکاری از حال تا ابد الآباد مقرر و پائیدار نماید " (یسعیاہ باب ۹ ۔ آیت ۵ و ۶)

ترجمہ ۔ جنگ میں کھڑپے (اسلاح) پہنے ہوئے لوگوں کے سب ہتھیار اور کپڑے جو لہو سے تر ابور ہوں ۔ جلانیکے لئے آگ کا ایندھن ہونگے ۔ کیونکہ ہمارے واسطے لڑکا پیدا ہوگیا * ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا کہ حکمرانی اُسکے کاندھے پر ہوگی اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی وہ داؤد کے تخت پر اور اُسکی مملکت پر آج سے لیکے ابد تک بند و بست کریگا اور عدالت اور صداقت سے اُسے قیام بخشے گا " اسی پر پادریوں نے رفرنس دیا ہے یسعیاہ ۷/۱۴ دیکھو صفحہ ۶۴۷ لودہیانہ ۱۸۸۳ء

وجہ سوم مسیح کے پیدا ہونے سے احاز بادشاہ کو کیا فائدہ تھا ۔
اور اُس جنگ اور گھبراہٹ کے موقعہ کو مسیح کی بشارت سے کیا تعلق تھا ۔
اور احاز بادشاہ اور مسیح کا باہمی کیا تعلق تھا ۔
کیونکہ وہ بادشاہ مسیح سے ۷۴۰ برس پہلے ہو چکا ہے ۔ جب کہ مسیح کے والدین بھی صفحہ ہستی پر وجود پذیر نہیں ہوئے تھے ۔

اور یہ تو بہر طور ظاہر ہی ہے کہ اُسی وقت کا حزقیاہ بادشاہ اس لڑکے کا مصداق ہے کیونکہ وہی حضرت داؤد کی چودھویں پشت میں تھا ۔ اور اُسی کو غم تھا اور اُسی پر اُسکے واسطے بقول بائیبل کے اُنہیں دنوں میں الہام ہوا تھا ؟

پادری ہنری جی اسکاٹ صاحب اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں (متی ۱/۲۲) یہ بات یسعیاہ نبی سے احاز بادشاہ کے وقت میں ۷۴۰ برس پیشتر مسیح سے لکھی گئی ۔ (دیکھو یسعیاہ ۷/۱-۱۴) اور دونوں صور اور اسرائیل کے بادشاہ ملک یہودیہ پر لڑائی کے لئے چڑھنے والے تھے ۔ اور احاز اسوریہ کے بادشاہ سے مدد چاہنے ہی کو تھے کہ یسعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا تعالیٰ سے ایک نشان مانگ جس سے معلوم ہو کہ وہ تجھے بچاوے گا لیکن احاز نے نہ مانگا تب یسعیاہ نبی نے اُس سے کہا کہ خدا آپ ہی نشان دیگا یعنی ایک کنواری حمل سے ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوائل رکھے گی اب اس مقدمہ کی صداقت پر غور کیا جاوے کہ پہلے معنے اس نشان کے یہ ہیں کہ اُس وقت کے یہودی صور اور اسرائیل کے بادشاہوں سے بچینگے اور ہر چند پہلے معنے صرف ہیں ۔ مگر دوسرے معنے یہ بھی نکلتے ہیں کہ یہ نشان یسوع مسیح سے مراد رکھتا ہے ۔ جو کنواری سے پیدا ہوا اور عمانوائیل یعنے خدا ہمارے ساتھ ہے اور جو ہمیں اپنے دشمنوں سے بچاتا ہے لیکن جو کوئی سمجھے کہ یہ دوسری مراد اُس ثبوت سے نہیں نکلتی تو بھی اُس کی تشریح ہوسکتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے اُس لڑکے کے حق میں نبی کی معرفت کہا تھا ۔ وہ یسوع کے تولد ہونے سے سب مطابق ہے یعنی مطابقت کی رو سے پورا ہوا کہ ایک بات کا بیان ہوا اور دوسری بات اس کی ما بعد وقوع میں آئی (متی ۱/۲۳) یسعیاہ نبی کے بیان سے اُسکا ظاہر مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں کا حافظ و ناصر ہوگا ۔ لیکن اغلب ہے کہ اس مقام پر ایک اصل معنے نکلتے ہوں کہ خدا مجسم ہو کر ہمارے درمیان موجود ہے ۔ ہر چند یسوع کی الوہیت صرف اس نام سے ثابت نہ ہو تو بھی اگر ہم غور کریں کہ متی کس قرینہ اور کس موقعہ پر اُسکا ذکر کرتا ہے تو ایک دلیل بیشک اُسکی ثبوت الوہیت کی نکلتی ہے " (دیکھو تفسیر صاحب موصوف بر انجیل متی نوٹس صفحہ ۵ مطبوعہ الہ آباد) اب ایک بات غور کے لائق ہے اور وہ یہ ہے کہ یسعیاہ باب ۹ آیت ۶ میں ایک ٹکڑہ باقی ہے جس کا ترجمہ اردو بائیبل میں یہ کیا گیا ہے " عجیب مشیر خدائے قادر ۔ ابدیت کا باپ ۔ سلامتی کا شہزادہ "

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے کیونکہ جس لفظ کا ترجمہ خدائے قادر کیا گیا ہے وہ اصل عبرانی کی بائیبل میں ایل گبور ہے جسکے معنے ہیں سردار زور آور نہ کہ خدائے قادر (دیکھو ولیم ہوپر صاحب کی لغات عبرانی صفحہ ۵۹ اور اردو بائیبل مطبوعہ ۱۸۷۰ء مرزا پور کالم ۱۱ ۔ اور حزقیل ۳۱ آیت ۱۱ میں اسی عبرانی گبور کا لفظ کا ترجمہ پہلوان کیا گیا ہے اور علاوہ براں خود بائیبل میں بھی یہ لفظ بہت مرتبہ انسان کے واسطے آیا ہے ۔ جو رستے دیکھو بائیبل عبرانی کے مقامات ذیل کو "

---

* جہانتک ہمکو پادریوں نے ترجمے دئے ہیں اُن سب میں ایسا ہی ہے چنانچہ دیکھو بائیبل ناگری مطبوعہ ۱۸۹۶ء خاص شہر لندن میں اس طرح لکھا ہے باب ۷ ، آیت ۱۶ کیونکہ اُس لڑکے کے بدی کو تیاگنے سے اور بھلے کو لینے سے آگے وہ بھومی جسکے دو راجاؤں کا تو دشمن ہے اجاڑ ہو جائیگی اور باب ۹ آیت ۵ سے ۶ کیونکہ ہمارے لئے ایک بالک اتپن ہوا اور ہمیں ایک پتر دیا گیا جسکے کاندھے پر راج ہوگا اور وہ اُس نام سے کہلایا جاویگا ۔ اچرج منتری شکتی مان ایشور سناتن کا پتا کشل کا راج پتر (صفحہ ۷) اور اُسکی تصدیق تاریخ کی تمثیلوں سے ظاہر ہے کہ یہ خبر اُسی وقت اور انہیں ایام میں پوری ہو چکی تھی کسی اور وقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں

پیدائش ۱۸/۱۲ میں سارہ نے ابراہیم کو کہا۔
خروج ۷/۱ میں خدا نے موسیٰ کو کہا۔
زبور ۸۲/۶ میں حاکموں کے لئے بولا گیا۔

جبرائیل اور گبرائیل لفظ بھی اسکے ہم معنی معلوم ہوتا ہے ابرانیوں اور عبرانیوں میں گبر اور عبری میں جبر ایک ہیں گبرائیل کے الٹانے سے ایل گبور بچتا ہے۔ پس اسکا ترجمہ سردار زور آور ہے جسکے معنے خدائے قادر۔

دوسرا لفظ جس کا ترجمہ ابدیت کا باپ کیا گیا ہے وہ عبرانی میں ابی عد ہے اسکے معنے ابدیت کا باپ نہیں کیونکہ عد کے معنے وقت کے ہیں اور اسی کے قریب عربی کا عہد ہے اور ابی کے معنے باپ کے ہیں جسکے قریب عربی اب ہے اور ابی ابو بھی اسی معنے میں آتے ہیں۔ مگر یہودی محاورہ میں باپ مربی کے واسطے آتا ہے۔ پس معنی ہوئے وقت کا مربی ۔

اب جو ذرا غور سے دیکھا جاوے تو بائیبل کا جاننے والا آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ ساری صفات حزقیاہ بادشاہ میں موجود تھیں یعنے عجیب مشیر۔ سردار زور آور۔ وقت کا مربی۔ سلامتی کا شاہزادہ۔ کیونکہ اسکو عجیب فتحمندی ہوئی اُس کے مقابلے میں شاہ اسور کی ایک لاکھ پچاسی ہزار فوج بغیر لڑائی کے مر گئی اور شاہ اسور بھاگ گیا مفصل دیکھو (سلاطین کی کتاب ۲ باب ۱۹ آیت ایک سے ۳۶ تک اور دیکھو سلاطین ۲ ۱۸/۱۶ سے ۵)

وجہ چہارم وہ لڑکا جسکے پیدا ہونیکی خبر تھی اور جسکی بابت آحاز کو خوشخبری دیگئی تھی وہ اُنہیں دنوں میں پیدا ہو کر جوان ہو کر لڑ کر فتحیاب اور کامیاب ہو کر یہودیوں کو سلامتی دیکر عظیم الشان فتح پانے کے بعد عرصہ تک راج کر کے مر بھی گیا (دیکھو سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۲۱)؟

اب کنواری حاملہ ہوگی۔ اس لفظ کی تحقیقات ضروری ہے اور اسی پر عیسائیوں کا مدار ہے اسکو ذرا زیادہ غور سے دیکھو۔ اصل لفظ یسعیاہ کی کتاب میں علما ہے جس کا ترجمہ پادریوں نے بپاس خاطر مسیح کنواری کیا ہے اور ہمارے ناواقف ہندو بھائی جسکی بدولت جادہ راستی سے بھٹک کر مسیح داس اور عیسےٰ چرن بن گئے۔ افسوس

واضح ہو کہ یہ ترجمہ غلط ہے علما کے معنی درحقیقت نوجوان بالغہ۔ نوکتخدا لڑکی کے ہیں (دیکھو لغات عبرانی ولیم ہوپر صاحب کی صفحہ ۲۹۰) کنواری کے واسطے عبرانی میں لفظ بہتولا ہے (دیکھو وہی لغات صفحہ ۵۹)

پروفیسر رابنسن صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ علما اُس لڑکی یا اُس عورت کو کہتے ہیں جسکی نئی شادی ہوئی ہو اور اس پروفیسر نے اپنے اس قول کے ثبوت میں یونانی زبان کے مشہور و نامی شاعر ہومر کا ایک شعر بھی نقل کیا ہے اور پروفیسر مذکور کا خیال ہے کہ آیات مذکورہ میں نبی کا لفظ علما سے نوجوان زوجہ کی طرف اشارہ ہے (دیکھو کیٹو سائکلو پیڈیا) رومن کیتھلک

اور ولیم گزینیس صاحب جنہوں نے زبان انگریزی میں لغت عبرانی کے بیان میں کامل تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے فرماتے ہیں کہ علیم صیغہ مذکر ہے۔ اسکے معنے جوان بالغ قابل شادی کے ہیں دیکھو (اُن کی کتاب مطبوعہ ۱۸۵۸ء) سموئیل ۱ باب ۱۷/۵۶ میں یہی لفظ ہے وہاں یہی معنی لئے گئے ہیں علما اسکی تانیث ہے اُسکے معنی ہوئے لڑکی جوان۔ خاتون۔ عورت۔ قابل نکاح اور یہی معنی علما کے فریسنید کنفری یونانی اور ترجمہ اکویلا اور تھوڈوشن سیمکس میں کئے گئے ہیں جو کہ ہم نے کئے۔

اس زمانہ کے پادریوں نے مسیح کو کنواری سے ثابت کرنے کے لئے (تاکہ کہیں معجزہ ہو جاوے اور یوسف کا بیٹا نہ ٹھہر جاوے) بائیبل کے سب مقامات کو بپاس خاطر عیسائی

کرسچن امت دین

دین کے بدلکر سب جگہ ترجمہ کنواری کر دیا۔ جزاک اللہ

مگر ہم اُن کو ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اس لغت کا علما میں بکارت کی شرط داخل نہیں ہے۔ باکرہ کے واسطے عبرانی میں لفظ بتولہ ہے (دیکھو غزل الغزلات باب ۸/۴) اور یہ بات جسکی تحقیقات کرنے کو ہم نے قلم اٹھائی ہے عام عیسائیوں سے قطع نظر خاص محقق مزاجوں کو معلوم بھی ہے مگر وہ بھی (خدا جانے کس بات کا انتظار کر رہے ہیں) باوجود سمجھنے کے پہلو تہی کرتے ہیں اور صداقت پر کمربستہ ہونیکے واسطے مستعد نہیں ہوتے چنانچہ ایک محقق مزاج پادری یعنے مسٹر عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ تو ہم کو بھی معلوم ہے کہ لفظ علما اور بتول میں یہ فرق ہے کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط کچھ نہیں جبکہ بتول بن بیاہی کو کہتے ہیں" (دیکھو اُن کی کتاب نمونہ آزادی صفحہ ۱۲ مطبوعہ امرتسر)

جناب بیشک ہمارا بھی تو یہی منشا ہے۔ کہ علما میں بیاہی اور بن بیاہی کی شرط خاص نہیں ہے یعنے بیاہی اور بن بیاہی شادی شدہ نوکتخدا۔ یا بالغ۔ جوان قابل شادی کو کہتے ہیں۔ بیاہی کو بھی علما کہتے ہیں اور جوان بالغ عورت کو بھی علما کہتے ہیں مگر ذرا فرمائیے تو سہی کہ پھر عیسائیوں نے کیوں خواہ مخواہ بپاس دینداری خداوند مسیح کنواری حاملہ ہوگی ترجمہ کیا۔ حالانکہ کنواری کے واسطے لفظ بتول ہے۔ پس ترجمہ یہ چاہئے تھا اور ایسا ہی ہے کہ شادی شدہ عورت حاملہ ہوگی یا عورت بالغہ حاملہ ہوگی۔ کیونکہ مریم کسی حالت میں اور کسی طرح کنواری نہیں تھی۔ بلکہ بالغ۔ خاتون نوکتخدا شادی شدہ تھی اور رومن کیتھلک فرقہ کی طرف سے جو انجیل اُردو آگرہ کیتھلک چرچ میں بکتی ہے اُس میں بھی کنواری ترجمہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بیاہی ہوئی ترجمہ کیا گیا ہے ۔

ہمارے مہربان پادری آتھم صاحب نے ایک دلیل دی ہے علما کا ترجمہ کنواری کرلے۔ پر جس دلیل سے بڑھ کر کسی پادری کے پاس اور کوئی دلیل نہیں پس ہم اُس پر نہایت غور سے توجہ کرتے ہیں ۔

ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب اُسی کتاب میں فرماتے ہیں "سپٹواجنٹ میں جو ترجمہ عہد عتیق کا عبرانی سے یونانی ہیں۔ ستر یہودی عالموں نے قریب تین سو برس پہلے مسیح سے کیا تھا (اُسمیں) ترجمہ لفظ علما کا کنواری ہی کیا گیا ہے !!"

تردید۔ جبکہ اُسی سپٹواجنٹ والے ترجمہ میں علیم کا ترجمہ بالغ جوان ہوا ہے اور علما اُسکی تانیث ہے پس مذکر کے معنے جوان مرد اور تانیث کے معنے جوان عورت کے ہونے چاہئیں جسمیں کنوارپن یا بن بیاہی حالت کسی طرح داخل نہیں پس سپٹواجنٹ میں کتاب یسعیاہ کے علما لفظ کا ترجمہ غلط ہوا ہے۔ کیونکہ وہ یسعیاہ نبی کی عورت بیاہتا تھی جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ بانبیہ نزدیکی کردم و او حاملہ شدہ پسرے زائید (یعنے میں نبیہ کے پاس گیا۔ سو وہ پیٹ سے ہوئی اور ایک بیٹا جنی (یسعیاہ باب ۸/۳ و ۴)

علمائے مسیح بھی اس بات (ظاہری اندھیرا) سے ناواقف نہیں ہیں کہ علما کے معنے زن جوان یا نوکتخدا یا بالغ عورت کے ہیں مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ وہ عیسائی ہونیکی حالت میں متی پر بھی شک نہیں کر سکتے جیسا کہ ہمارے فاضل مہربان جناب عبداللہ آتھم صاحب فرماتے ہیں "کہ تحقیق نگاری کا دعویٰ متی اور لوقا میں سے صرف لوقا کو ہی ہے نہ کہ متی کو نہیں" (دیکھو نمونہ آزادی صفحہ ۰)

*متی کی غلطیوں کا اور پادریوں نے بھی اقبال کیا ہے اور یہی سبب ہے کہ پادریوں کا دل

---

* تاریخ یسوع مصنفہ جناب ڈاکٹر ڈیوڈ فریڈرک اسٹراس صاحب بہادر میں متی کی بہت سی غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں جس کا جواب آج تک کسی عیسائی سے نہ بن پڑا وہ لکھتے ہیں کہ متی سے تاریخ لکھنے میں بہت سی غلطیاں ہوئیں اسواسطے اسکا کلام قابل اعتبار نہیں ۔

بشارت اور متی کی انجیل میں مطابقت کرتے ہوئے سخت مشکل پیش آرہی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ مسیح چونکہ مریم باکرہ سے پیدا ہوئے تھے اسواسطے زن نوجوان سے بطریق اولیٰ پیدا ہوئے اور وہ بشارت جس میں اُن کا بظاہر زن بالغہ نوجوان سے پیدا ہونا بیان ہوا ہے۔ اور بتاویلات بعیدہ باکرہ سے بھی مفہوم ہوتا ہے۔ نہایت کامل طور سے پوری ہوئی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب رائیں اُسی غلط خیال پر مبنی ہیں کہ مسیح درحقیقت مریم باکرہ سے (خدا کی خواہش سے) پیدا ہوئے تھے۔ مگر اسطرح استدلال کرنا اور مسیح کی ولادت کو خلاف فطرت پہلے فرض کر لینا۔ اُسکے بعد حضرت یشعیاہ نبی کی بشارت سے مطابقت کرنیکے واسطے کھینچ تان کرنا کوشش بے فائدہ ہے جو دیانتداری اور تحقیقات حقہ کے بالکل خلاف ہے۔

کیونکہ یسعیاہ کی بشارت احاز بادشاہ کے واسطے ہے جو مسیح سے سات سو سال پہلے ہوا اور اُسی کے بچاؤ کے واسطے ایک لڑکے کے ہونے کی اُسے خوشخبری دی گئی اور وہ لڑکا ہو بھی گیا۔ مجددی بھی کر گیا۔ یہودیوں کو سلامتی بھی دے گیا۔ پس مسیح سے یشعیاہ کی کتاب کا کسی طرح اور ہرگز رائی برابر بھی تعلق نہیں۔

معزز اور لائق پادری رچارڈ واٹسن صاحب فرماتے ہیں "کہ یہ عام یقین تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ یوسف کے بیٹے ہیں اور اُن کا معجزہ کے طور پر پیدا ہونا (جیسا کہ آج کل عیسائی مانتے ہیں) بالکل مشہور نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ یوسف اور مریم کے دلوں میں مخفی تھا اگر یہ بات مشہور ہو جاتی تو لوگ اکثر حضرت مریم کو تنگ کیا کرتے۔ لوقا کے اس فقرہ سے کہ "وہ یوسف کا بیٹا خیال کیا جاتا تھا" یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعد عروج مسیح یہ امر معلوم ہوا اور بغیر کسی شبہ کے (صرف مذہبی اعتقاد کی وجہ سے) بلا عذر و حیلہ بیان کیا گیا۔ اسی وقت سے یہ بات متی اور لوقا نے انجیل میں داخل کی ہے"۔

یہاں پر ہم یہ بھی بتلایا چاہتے ہیں کہ یشعیاہ کی پیشین گوئی کا مسیح سے کسی طرح تعلق ہو بھی نہیں سکتا۔ بدلائل ذیل؟

(۱) مسیح کا نام عمانوئیل نہیں رکھا گیا۔ بلکہ یسوع رکھا گیا۔ جو دونوں نام بلحاظ معنے کے بھی باہمی مخالف ہیں۔ کیونکہ یسوع کے معنے ہیں لوگوں کو گناہ سے بچانیوالا (دیکھو متی ۱/۲۱)

اور عمانوئیل کے معنی ہیں خدا ہمارے ساتھ (متی ۱/۲۳)

مگر حزقیاہ بادشاہ کا دوسرا نام بھی یا اصل نام بھی عمانوئیل رکھا گیا (دیکھو یشعیاہ کی کتاب باب ۸ آیت ۸)

(۲) دہی اور شہد کھایا کریگا۔ مسیح نے یہ چیزیں تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی نہیں کھائی مگر حزقیاہ بادشاہ کھایا کرتے تھے۔ بلکہ اُن کے وقت میں اُسکی بہت ہی ارزانی تھی۔ (دیکھو یسعیاہ باب ۷ آیت ۲۲)

(۳) دونوں بادشاہوں کے ڈرنے کا مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مگر آحز اور حزقیاہ سے ہے دیکھو یشعیاہ کی کتاب ۱۷ اور سلاطین کی کتاب ۲

(۴) تخت داؤد کے تخت پر بیٹھنا بھی حضرت مسیح کے نصیب نہیں ہوا اور نہ ہونا چاہئے تھا۔ پادری صاحبان متی کا حوالہ دیتے ہیں جس میں میکاہ نبی کی معرفت یوں کہا ہے "اے بیت اللحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں ہرگز کمترین نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا"۔ (متی ۲/۶)

اور یوحنا کی انجیل کا بھی حوالہ دیتے ہیں "کیا کتابوں میں یہ بات نہیں کہ مسیح داؤد کی نسل سے اور بیت اللحم کی بستی سے جہاں داؤد تھا آتا ہے"۔ (یوحنا ۷/۴۲)

اور لوقا کا حوالہ بھی دیتے ہیں "خداوند خدا اُسکے باپ داؤد کا تخت اُسے دیگا" (لوقا ۱/۳۲)

اور وہاں ہیرود کے دفتر میں پادری صاحب نے میکاہ نبی ۵/۲ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ مگر وہاں مسیح کا کوئی نام بھی نہیں ہے؟

اب ہم ان سب حوالوں کا ربانی جمع خرچ سے نہیں بلکہ خود بائیبل سے ہی رد کرتے ہیں جہاں پر لکھا ہے "اس لئے یہوداہ کے بادشاہ یہویقیم کی بابت خداوند یوں کہتا ہے۔ کہ اُس کی نسل میں سے کوئی نہ رہے گا جو داؤد کے تخت پر بیٹھے" (یرمیاہ نبی کی کتاب ۳۶/۳۰)

اب ذرا مہربانی کرکے متی ۱/۱۱ کو دیکھئے جہاں لکھا ہے۔ کہ مسیح اُسکی نسل سے ہے پس وہ کسی طرح تخت داؤد پر نہیں بیٹھ سکتا۔

سوائے متی اور لوقا کے مرقس اور یوحنا مسیح کی پیدائش کا ذکر تک بھی نہیں کرتے (اُن یوسف کا بیٹا ہونیکے اقبالی ہیں)

"وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے" (یوحنا ۱/۴۵)

"اور انہوں نے کہا کہ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں جسکے باپ کو ہم جانتے ہیں" (یوحنا ۶/۴۲)

"کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ وشمعون کا بھائی نہیں اور کیا اُسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں"۔ (مرقس ۶/۳)

ان کے سوا خود متی اور لوقا میں اُس کو یوسف کا بیٹا لکھا ہے،

"کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں اور اُسکی ماں مریم نہیں کہلاتی" (متی ۱۳/۵۵)

"اور جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں" (لوقا ۲/۲۷)

"وہ یوسف کا بیٹا تھا" (لوقا ۳/۲۳)

"وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے" (یوحنا ۱/۴۵)

"اس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم جاتے تھے" (لوقا ۲/۴۱)

"وہ لڑکا یسوع یروشلم میں رہ گیا۔ پر یوسف اور اُسکی ماں نے نہ جانا" (لوقا ۲/۴۳)

"اُس کی ماں نے اُس سے کہا اے بیٹے کس لئے تو نے ہم سے ایسا کیا دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے" (لوقا ۲/۴۸)

ان مندرجہ بالا آٹھ حوالوں سے باحسن الوجوہ ثابت ہے کہ یسوع مریم کا اور یوسف کا بیٹا تھا کنواری سے بامیعاد الله تعالیٰ کے نطفہ سے پیدا نہیں ہوا بلکہ اُس جیسے اُسکے اور بھی بھائی اور بہنیں تھیں البتہ ماں باپ کا جس طرح میں پہلوٹھا بیٹا ہوں وہ بھی پہلوٹھا بیٹا تھا۔

---

* پادری ٹھاکر داس صاحب فرماتے ہیں کہ "بیشک انجیل سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اول سوائے مریم اور یوسف کے اوروں پر یہ امر پوشیدہ تھا اور ہم یہ بات بھی قبول کر لیتے ہیں کہ اگر مریم یا یوسف اس بات کو مشہور کرتے تو لوگ اکثر مریم کو تنگ کرتے کیونکہ عام خیال ایسی پیدائش کے خلاف تھا اور نہ خلاف عادت پیدائش کی امید کیجاتی تھی۔ اور جب مریم اور یوسف کو یہ خوف تھا اور دوسری طرف لوگوں کے خیال اور طرح کے تھے تو ایسے خیالوں کے سبب وہ بیت اللحم کے دفتر میں یوسف کا بیٹا لکھا گیا جس خیال کا لوقا ذکر کرتا ہے جب اُسنے دیکھا تاکہ مسیح کا نسب نامہ لکھے اور اسی طرف پر بڑھایا کہ جیسا خیال کیا تھا اور پھر اُسی نسب نامہ کو پیش کرتا ہے" (انفصال ولادت مسیح ۱۸۸۲ء صفحہ ۲۹) یہ فرماتے ہیں "کہ آپ لوگوں کے خیال سے سمجھتے ہیں کہ مسیح یوسف کے تخم سے تھا تو ہم لوگوں کے ایسے خیال یا گواہی کو اس لحاظ سے ردی سمجھتے ہیں کہ اس امر میں محض انسانی گواہی کچھ حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ وہ اُس عمل کے آنکھ دیکھے گواہ نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں"۔ (صفحہ ۲۹)

حاشیہ ٹ پادری ٹھاکر داس صاحب اسیر لکھتے ہیں کہ اسمقام پر حواریوں نے مریم کا کلام بیان کیا ہے جس نے تیرا باپ کا لفظ استعمال کیا لیکن مریم جانتی تھی کہ حقیقت میں یوں نہیں ہے۔ چنانچہ اس کا بھی حواریوں نے بیان کیا تھا تو اس سے صاف نتیجہ یہی حاصل ہوتا ہے کہ مریم نے ظاہر طور پر بانسبت اُسکے ایسا کہا اور اغلب ہے کہ کہا کرتی ہوگی" (انفصال ولادت صفحہ ۳۰) حسب طریق امر مریم تو یوسف کو مسیح کا باپ بتلاتی ہے اور پادری صاحب انکار فرماتے ہیں مگر کیا ایسے موقعہ کی شہادت ماں سے بڑھکر کوئی ہو سکتی ہے"۔

نکتہ۔ ایماندار عیسائی بھی مسیح کو جسم کے لحاظ سے انسان مانتے ہیں پس ضرور ہے کہ وہ بلحاظ جسم کے نطفۂ انسانی سے پیدا ہوا۔ ورنہ انسان نہ ہوگا

لطیفہ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ وہ کنواری سے پیدا ہوا ہم کہتے ہیں کہ سب تمام کنواریوں سے پیدا ہوتے ہیں اسکی کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ سب عورتیں شروع میں کنواری ہوتی ہیں۔

بعضے لوگ اس بات پر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر مسیح خدا نہیں تھا یا خدا کا بیٹا نہیں تھا۔ تو شاگرد اسے ربی کیوں کہتے تھے یعنی خدا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پادریوں کی دھوکا اور تمہاری نادانی ہے۔ ربی کے معنے خدا کے نہیں ہیں بلکہ استاد کے ہیں (دیکھو یوحنا ۱/۳۸)

انتساب مریم نے بھی بہت شخصوں کو دھوکے میں ڈالا ہے لیکن اس کا باعث بہت کم لوگ جانتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں اور قبل اسکے کہ مسیح کو شہرت ملی ہو یوسف کا انتقال ہو گیا تھا۔ کل خاندان پر بجز مریم کے کوئی سرپرست نہ رہا تھا (دیکھو سوانحعمری مسیح مصنفہ ارنسٹ رینن صاحب صفحہ ۷۹)

لیکن ابن مریم ذکر کرنے سے مسیح بے باپ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ موسیٰ کی پیدائش جو قرآن میں ہے۔ اس میں صرف اس کی والدہ کا ذکر ہے اس کے باپ کا کچھ ذکر نہیں اور نہ بائبل ہی میں اسکے ماں باپ کا نام موجود ہے۔ بلکہ مجمل لکھا ہوا ہے۔ کہ لاوی کے گھرانے کے ایک شخص نے جا کر لاوی کی نسل میں ایک عورت سے بیاہ کیا وہ عورت حاملہ ہوئی اور بیٹا جنی اور اس نے اسے خوبصورت دیکھ کر تین مہینے تک چھپا رکھا جب آگے کو چھپا نہ سکی تو ٹوکری میں رکھ کے دریا میں ڈالدیا۔ ہاں جب فرعون کی بیٹی نے دریا سے اسے نکلوا کر پالا پرورش کیا اور جب لڑکا بڑھا تب وہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا ٹھیرا اور اس نے اسکے نام موسیٰ رکھا۔ (دیکھو خروج باب ۲ آیت ۱ سے ۱۰ تک)

موسیٰ[1] کے سوا اور بہت لوگوں کی کنیت والدہ سے مشہور ہے۔ ابن ہندہ و ابن الاعیہ یہ دونوں بڑے مشہور شاعر گذرے ہیں مگر دونوں اپنی والدہ کے نام سے مشہور ہیں (دیکھو دائرۃ المعارف جلد اول)

سوائے ان کے ابن مریم ایک شاعر بھی گذرا ہے (دیکھو ولادت مسیح صفحہ ۷۵)

ہندوؤں میں بھی باوجود باپ ہونے کے چند آدمی صرف ماؤں کے نام سے مشہور ہیں۔

کنتی[1] پتر یدھشٹرا کنتی کا بیٹا یدھشٹر (دیکھو مہابھارت)
ستونتی سُتا ستونتی کا بیٹا ویاس (" ")
انجنی کا پوت۔ ہنومان (دیکھو رامائن)
گانگے تیم یا بھیشم جی کا نام یعنی گنگا کا بیٹا (مہابھارت)
جتتے جیسے جتیا کا بیٹا اگرزوتی "
درویدی سیر تدریدی "

کیا معاذاللہ یہ سب خدا کے بیٹے تھے۔ جس طرح یہ سب والدہ کی نسبت پر مشہور ہو جانے کے سبب بھی خدا کے بیٹے یا فرزند نہیں تھے اسیطرح مسیح بھی باوجود ابن مریم کہلانے کے یوسف کا بیٹا تھا نہ کہ خدا کا۔

بعض عیسائی جہالت سے بپاس محبت مسیح مریم کو تمام عمر باوجود لڑکے بالے پیدا ہونے کے بھی۔ کنواری رہنے کے قائل ہیں اور ایسے ہی مسلمان بھی۔ کیونکہ ان کا تو مدار بجز سماعی تقلید مذہب ہے کیونکہ حضرت خود اُمّی تھے۔

مگر افسوس کہ وہ انجیل سے ناواقف ہیں۔ اگر یوسف مریم کا شوہر ہے اگر مریم یوسف کی جورو ہے اگر عیسیٰ مریم و یوسف کا بیٹا۔ تو یعقوب یہوداہ اور شمعون ضرور اس کے بھائی ہیں یعنی اس مریم باکرہ کنواری کے شکم سے متولد۔ اور اسی طرح اسکی بہنیں بھی ہیں کیونکہ انجیل میں آتا ہے کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں اور یعقوب اور یوسیس اور یہودا اور شمعون کا بھائی نہیں اور کیا اسکی بہنیں ہمارے پاس یہاں نہیں ہیں (دیکھو مرقس ۶/۳)

یسوع نے بھی اس کا انکار نہیں کیا بلکہ صرف یہ کہا کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں اور اپنے کنبہ اور گھر میں اور وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھلا سکا (مرقس ۶/۴)

اسی طرح دیکھو یوحنا ۲/۱۲ متی ۱۳/۵۵ مرقس ۳/۳۱-۳۲ لوقا ۸/۱۹-۲۱ یوحنا ۷/۳-۱۰ لوقا ۲/۱۹)

ملک فرانس کے ایک لایق مؤرخ ارنسٹ رینن صاحب نے اس مشکل کی یہ شرح حل کی ہے کہ یہ آدمی جو کہ انجیل متی ۱۳/۵۵ مرقس ۶/۳ میں بیان کئے گئے ہیں اور دیگر دوسرے مقام میں برادران مسیح کے بیٹے شمار ہوتے ہیں یہ مشکل اس بات کے سمجھنے سے رفع ہوتی ہے کہ ان دو ہمنام مریم کے تین یا چار لڑکے ایک ہی نام کے تھے مسیح کے حقیقی بھائی جیسے آپس سے عداوت کرتے تھے جب انجیل کے لکھنے والوں نے کلیوفس کے لڑکوں کو ہر وقت مسیح کے ساتھ دیکھا اور انکا بھائی کہلاتے سنا۔ تو غلطی سے بعض مقامات میں حقیقی بھائیوں کی جگہ انکا نام لکھدیا۔ مسیح کے حقیقی بھائی۔ اپنی والدہ کی طرح ان کی وفات کے بعد مشہور ہوئے لیکن پہلے کبھی ان کو اس قدر شہرت حاصل نہ ہوئی تھی۔ جیسا کہ ان کے خالہ زاد بھائیوں کو ہوئی مسیح کی بہنیں ناصرہ میں بیاہی گئی تھیں۔ اور مسیح نے اپنی ابتداے جوانی کے دن وہاں ہی بسر کئے۔ دیکھو سوانح عمری مسیح مطبوعہ لنڈن صفحہ ۴۹)

ایک اور محقق اور فاضل مؤرخ بھی اس کی تائید کر کے لکھتا ہے بذیل عنوان کہ انجیل سے بطور ثابت ہے کہ مسیح کے حقیقی بھائی بہن بطن مریم باکرہ سے تھے۔ پھر وہی مصنف لکھتا ہے کہ اس بات کے ماننے میں بجز ان لوگوں کے جو مریم کی دائمی بکارت کے قائل ہیں کسی کو کچھ مشکل معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر سب اعتراضوں کو تسلیم بھی کر لیا جاوے تو بھی انجیل متی ۱/۲۴-۲۵ کا کیا جواب ہوگا جہاں لکھا ہے کہ یوسف اپنی جورو کو اپنے پاس لے آیا۔ اور اس کو نہ جانا جب تک وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا نہ جنی اسی طرح انجیل لوقا ۲/۷ میں لکھا ہے کہ اس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی۔ پس اگر حواریوں کو یقین نہ ہوتا۔ کہ مسیح کے اور چھوٹے بھائی بہنیں بھی ہیں۔ تو وہ ہرگز اس کو پہلوٹھا بیٹا نہ کہتے۔ (دیکھو سائکلوپیڈیا برٹانی جلد چہاردہم)

لائق اور ایماندار پادریوں نے جنہیں مسیح سے بہت زیادہ محبت تھی بہت کوشش کی ہے کہ مریم کو ہمیشہ کے لئے کنواری ثابت کریں۔ اس کثرت محبت نے ان کے دل پر یہاں تک تاثیر کی کہ انہوں نے مسیح و مریم پر بہت زیادہ شک کرنیوالے فقرے انجیل کے قصداً نکال دئے۔ چنانچہ فاضل یورپین ٹامن صاحب نے خاف صاحب کی کتاب انجیل پر دینداروں کی تعریف کرنیکی بابت مفصل ذکر کیا ہے مثلاً متی ۱/۲۴ میں یہ الفاظ قبل اسکے کہ وے ہم بستر ہوں اور متی ۱/۲۵ میں لفظ اسکا پلوٹھا بعض پرانے نسخوں میں قصداً چھوڑے گئے ہیں تاکہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر شبہ نہ پڑے (دیکھو فاضل صاحب کی کتاب جلد ۲ باب۔ مطبوعہ ۱۸۲۲ء اور تفسیر روزن مین ہنری ٹی جی اسکاٹ صاحب نے بھی متعصب پادریوں سے ڈرتے ڈرتے دبی زبان سے اس کا اقبال کیا ہے (دیکھو تفسیر مذکور مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۵ مشن پریس)

متی کے اس فقرہ (جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی (متی ۱/۱۸)

---

[1] سو اس بائبل کے خدا کو بھی موسیٰ کے اصلی ماں باپ کا پتہ نہیں لگا۔ ورنہ ضرور تحریر کرتے حالانکہ دوسرے لوگوں کے نسب نامہ موجود ہیں ایسی نادانی دعوائے خدائی؟

لے بھی بہت سے لوگوں کو وہم میں ڈالا ہے اور یہ انجیل میں دو مشکل فقرہ ہیں اول منگنی دوم اکٹھے آنے سے پہلے۔

واضح ہووے کہ منگنی کا اُس وقت ایک طریقہ یہ بھی تھا۔ کہ شوہر اور زوجہ مباشرت کریں بیاہ کا نام ہے منگنی کے شرعاً جائز ہونے کے لئے ضرور تھا۔ کہ طریق ثلاثہ میں ایک رسم کیا جاوے یعنی

نمبر ۱۔ مال یا مالی چیز حق منگنی لڑکی یا اگر وہ نابالغ ہو تو اُسکے باپ کو دیا جاتا۔
نمبر ۲۔ خط یا معاہدہ تحریری لڑکی یا اُس کے باپ کو مرد دیتا۔
نمبر ۳۔ مباشرت جسکہ مرد و عورت دو گواہوں کے سامنے نسبت کا کلمہ کہکر خلوت میں چلا جاتا تھا۔ مگر یہ معیوب گنا جاتا تھا۔ اور مرد کو زجر و تنبیہ کی جاتی تھی۔

(دیکھو کیٹو صاحب کا سائکلو پیڈیا تشریح لفظ میریج یعنے شادی)

اور ایسا ہی ڈاکٹر سمتھ صاحب کی بائیبل ڈکشنری میں بھی طالمود یہود سے یہ تینوں مانیں مشتہر ہوئی ہیں یعنے زر معاہدہ اور مباشرت اور اس کا پادری ٹھاکر داس صاحب نے بھی انفصال صفحہ ۳۶ پر اقبال کیا ہے۔

اِس سے صاف ثابت ہے کہ بموجب شریعت یہود کے وقت منگنی یوسف و مریم دونوں اکٹھے ہوتے رہتے اور مباشرت کی تھی۔ اور اُسی پہلی مباشرت میں حتیٰ بار دو مرتبہ ہوتا ہے مریم حاملہ ہو گئی تھی پس ثابت ہی کہ منگنی والی عورت فقط ایکدفعہ مباشرت ہو کر جیسا کہ توریت کی شریعت مندرجہ حاشیہ سے ظاہر ہے کہ اُسے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا۔ یہ کہ بکارت کو زائل کیا پس صاف ثابت ہی کہ مریم بوقت منگنی یوسف سے حاملہ ہو گئی اور اُن دونوں کے بخانہ یوسف اکٹھا ایک جگہ بسنے سے پہلے ہی وہ حاملہ پائی گئی۔

اکٹھے آنے کے لئے یونانی میں دو لفظ ہیں ایک سو دوسرا التھاین سو کے معنے ہیں اکٹھا باہم اور التھاین کے معنے ہیں آنا جانا پس معنی ہوئے اکٹھا آنا یا جانا یعنے باپ کے گھر کے سوا اپنے علیحدہ گھر میں باپ کے گھر سے آنا یا شوہر کے گھر سے باپ کے گھر میں جانا یعنے مریم اُس وقت حاملہ ہو گئی کہ جب وہ باپ کے گھر میں پہلے موقعہ خلوت میں یوسف کے پاس گئی تھی اور اُسی وقت وہ یوسف کے گھر میں اکٹھے آنے سے پہلے حاملہ پائی گئی اور اس اکٹھا آنے کے معنے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ویسے ہی انجیل میں بھی موجود ہیں (دیکھو متی $\frac{۱}{۲۵}$)

پس صاف ثابت ہے کہ یہ حمل یوسف کا تھا۔ نہ کہ معاذاللہ خدا کا۔

باقی رہا یہ امر کہ اگر یوسف کا ایسا حمل تھا تو وہ ڈرا کیوں۔

اس کا جواب بالصواب یہ ہے کہ قواعد یہودی کے مطابق اگر اُسکی عورت پہلے مباشرت میں حاملہ ہو جاتی تھی۔ تو اُسے غالباً عورتیں زجر و تنبیہ کرتی یا صرف بزرگوں کی نگاہ میں خفیف سا جلد باز معلوم ہوتا۔ جو بسبب پہلا موقعہ ہونے کے موجب شرمندگی کا ہوتا ہے اس سے بقول متی کے یوسف تھوڑا سا ڈرا اور خیال کیا (جیسا کہ جلد باز جب تکلیف عیال سامنے آتی ہیں تو گھبراتا ہے) کہ چھوڑ دوں مگر بسبب عزیزی یا حسن مریم یا تحمل آجانے کے چپ ہو گیا یا سمجھ گیا کہ سب کے سر پر یہی معاملہ گزرا کرتا ہے۔ پس نہ تہمت سے۔ چھوڑ سکا اور یہ بھی واضح ہو کہ یہ بات صرف متی کی خوش فہمی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اُس کو تحقیق نگاری کا دعوے بھی نہیں۔ بلکہ ایسا ٹھیک دعوے صرف لوقا کو ہے جیسا کہ عبداللہ آتھم کے بیان سے پیچھے ہم ثابت کر چکے ہیں اب دیکھیے کہ لوقا جیسا محقق مزاج کیا کہتا ہے وہ اُس وقت سے پہلے یوسف کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ نام نویسی کے واسطے یوسف مع مریم زوجہ خود کے بیت اللحم کو گیا۔ چنانچہ لکھتا ہے "اور یوسف بھی جلیل کے شہر ناصرت سے یہودیہ میں داؤد کے شہر کو جو بیت اللحم کہلاتا ہے گیا۔ اسلئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا کہ اپنی منگیتر مریم کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھا جائے اور ایسا ہوا کہ جب وے وہاں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی" (دیکھو لوقا $\frac{۲}{۴ و ۵ و ۶}$)

پادری صاحبان منصف مزاج ذرا غور سے دیکھیں کہ متی $\frac{۱}{۲۵}$ میں لکھا ہے کہ وہ اپنی جورو کو یہاں لے آیا۔ پر اُسکو نہ جانا جب تک کہ وہ اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی اور اُس کا نام یسوع رکھا۔

لوقا محقق لکھتا ہے کہ یوسف مریم حاملہ کے ساتھ نام لکھانے گیا اُسے معلوم تھا۔ کہ اُسے حمل ہے اور وہ میرا ہے کیونکہ اُسنے وہاں ذرا بھی کسی طرح کا تعجب یا افسوس یا غم تک نہیں کیا اور پھر باقاعدہ طور خوشی خوشی اُس کا نام رکھا۔ ختنہ کرایا۔ اور خداوند کے آگے حاضر کرنے کو دونوں جورو خاوند پہلوٹھے بیٹے کو یروشلم میں لائے اور پھر لکھا ہے کہ جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوع کو اندر لاتے تھے تاکہ اُسکے لئے شرع کے دستور پر عمل کریں تب یوسف اُسکے باپ اور مریم اُسکی ماں نے ان باتوں سے تعجب کیا اور جب وے خداوند کی شریعت کے موافق سب کر چکے تو جلیل میں اپنے شہر ناصرت کو چلے گئے اُس کے ماں باپ ہر برس عید فسح میں یروشلم کو جاتے تھے" (لوقا دیکھو باب ۲ آیت ۲۷ سے ۴۱ تک)

افسوس کہ اتنے کام ہوتے رہے لڑکا ہوا۔ ختنہ ہوا۔ موسیٰ کی شریعت کی تعمیل وغیرہ وغیرہ مگر مریم بیچاری ابھی تک منگیتر رہی منکوحہ نہیں لکھا اور نہ نکاح کا ذکر کسی انجیل میں ہے بغیر نکاح کے جماع رہا ہے۔ پس وہ منگیتر نہیں تھی۔ بلکہ بیاہتا تھی اور یوسف کے نطفہ سے ہی حاملہ تھی اور صرف یہی ایکدفعہ نہیں بلکہ ۵-۶ مرتبہ حاملہ ہوئی بال بچے ہوئے۔ مگر افسوس کہ اتنک کنواری اور منگیتر رہی نہ کنوارپن ٹوٹا اور نہ نکاح ہوا لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ لوقا کی انجیل ہی میں لکھا ہے" اور آشیر کے گھرانے سے انا نام فانوایل کی بیٹی ایک نبیہ تھی۔ جو بہت بوڑھی تھی اور اُس نے اپنے کنوارے پن سے سات برس ایک خصم کے ساتھ بیاہ کیا تھا۔ اور وہ بیوہ قریب چوراسی برس کے تھی" (لوقا $\frac{۲}{۳۶}$)

اصل بات یہ ہے کہ لڑکی ماں باپ کے گھر میں ہمیشہ لڑکی ہی کہلاتی ہے خواہ چند لڑکے بالوں کی ماں بھی ہو اور سسرال کے گھر میں بیٹی بیاہی ہوئی بھی بہو (جورو) کہلاتی ہے اور بوڑھی ہونے تک بھی وہ بہو ہی کہلائیگی۔ خواہ اُس کے بیٹے کی بہو بھی آ جاوے لڑکے کے نام پر لڑکے کیوں مشہور ہوتے ہیں؟ وجوہات ذیل ہیں۔

نمبر ۱۔ ماں کسی امیر کی لڑکی اور باپ غریب ہو تو بھی عموماً ایسا ہی ہوتا ہے یا ماں مشہور خاندان سے اور باپ غیر مشہور سے

٭ یہودی شریعت مندرجہ توریت اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے زنا کرلے پایا جائے تو وے دونوں مار ڈالے جائیں" اور جو لڑکی کسی کی منگیتر ہو اور کوئی اور شخص اُسے شہر میں پا کر ہم صحبت ہو تو اُن دونوں کو پتھراؤ کر کے وے مر جائیں اس لئے کہ اُس نے اپنے ہمسائے کی جورو کو رسوا کیا"۔

لیکن اگر کوئی مرد ایک لڑکی کو جو کسی کی منگیتر ہے میدان میں پاوے اور مرد جبر کر کے اُس سے مل بیٹھے تو صرف مرد مار ڈالا جائے"۔ اور اگر کوئی آدمی کنواری لڑکی کو پاوے جو کسی کی منگیتر نہ ہو اور اُسے پکڑ کے اُس سے ہم بستر ہو اور وے پکڑے جائیں تو مرد جو اُس کے ساتھ ہم بستر ہوا لڑکی کے باپ کو ۵۰ مثقال روپا دے اور وہ اُسکی جورو ہووے دیکھو استثنا۔ (باب ۲۲ آیت ۲۲ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۹)

ہم نے توریت کو بخوبی دیکھا کہیں بھی شادی کا طریقہ اس سے زیادہ مفصل بلکہ مجمل بھی نہ پایا گیا اگر ہے۔ تو کوئی عیسائی بتلاوے۔ پادری ٹھاکر داس صاحب نے بھی انفصال صفحہ ۲۶ و ۲۷ پر اس کا اقبال کیا ہے اور آگے چلکر لکھا ہے کہ یہودیوں کی رسم منگنی میں مرد اور عورت کے شوہر اور زوجہ ہونے کے عہد و پیمان پختہ اور پورے ہو جاتے تھے۔ اور پھر وہ ہرائے نہ جاتے تھے۔ اور اس لئے مرد عورت کو بلا طلاق نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اور لڑکی شریعت کی نگاہ میں اُس آیندہ خصم کی جورو سمجھی جاتی تھی (صفحہ ۲۸ انفصال بادت)

جب تک کہ ماں باپ کے گھر رہتی تھی تب تک وہ منگیتر کہلاتی تھی اور جب شوہر کے گھر آ بستی تھی یا شوہر اپنے گھر اُس کو لے آتا تھا تب منگیتر کی جگہ جورو کہلاتی تھی

تلہ نمبر۲- ننسال میں لڑکا پیدا ہو یا اُس کا باپ بھی [illegible] کے ماں کے گھر رہا رہے ۔

تلہ نمبر۳ باپ چھوٹی عمر میں مرجائے اور گھر کا انتظام عورت کے سپرد رہے ۔

تلہ نمبر۴- یا کسی شخص کی بہت عورتیں ہوں تو بھی لڑکے ماؤں کے نام سے مشہور ہوتے ہیں ۔

ثہ نمبر۵ یا خاوند کے جیتے جی عورت بدمعاش ہو یا مرنے پر بدمعاش ہو یا حرام کا لڑکا ہو زنا سے لیا گیا ہو تو بھی ماں کے نام سے مشہور ہوتا ہے ۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ عیسائی جیسے کو خدا کا کیسا بیٹا کہتے ہیں ۔

نمبر۱- خدا کو کسی نے کبھی نہ دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے بتلا دیا (یوحنا $\frac{۱۸}{۱}$)

نمبر۲- کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا (یوحنا $\frac{۳}{۱۶}$)

نمبر۳- کیونکہ خدا نے اپنے بیٹے کو جہان میں اسلئے نہیں بھیجا کہ جہان پر سزا کا حکم کرے (یوحنا $\frac{۳}{۱۷}$)

نمبر۴- باپ بیٹے کو پیار کرتا ہے (یوحنا $\frac{۳}{۳۵}$)

نمبر۵- یہی خدا کا بیٹا ہے (یوحنا $\frac{۱}{۳۴}$)

نمبر۶- ابتدا میں کلام تھا- کلام خدا کے ساتھ تھا- اور کلام خدا تھا اور یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا- (یوحنا $\frac{۱}{۱و۲}$)

نمبر۷- کیونکہ باپ بھی اپنے پرستاروں کو چاہتا ہے (یوحنا $\frac{۴}{۲۳}$)

نمبر۸- یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں (متی $\frac{۳}{۱۷}$)

نمبر۹- اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے (متی $\frac{۱۲}{۱۸}$)

نمبر۱۰- اُس بادل سے ایک آواز آئی اسمضمون کی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (متی $\frac{۱۷}{۵}$)

نمبر۱۱- اور اُنہوں نے جو کشتی پر تھے آکے اُسے سجدہ کیا کہ تو سچ مچ خدا کا بیٹا ہے (متی $\frac{۱۴}{۳۳}$)

نمبر۱۲- اور بادل سے ایک آواز نکلی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے اُسکی سنو (لوقا $\frac{۹}{۳۵}$)

نمبر۱۳ بادل سے ایک آواز آئی اور یہ کہتی تھی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے (مرقس $\frac{۹}{۷}$)

نمبر۱۴- روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اُتری اور آسمان سے ایک آواز یہ کہتی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے (لوقا $\frac{۳}{۲۲}$)

نمبر۱۵- ایسی آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں راضی ہوں (۲ پطرس $\frac{۱}{۱۷}$)

نمبر۱۶- جس فضل سے اُس نے ہمیں اُس پیارے میں قبولیت بخشی (افسیوں $\frac{۱}{۶}$)

نمبر۱۷- باپ مجھے اسلئے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں (یوحنا $\frac{۱۰}{۱۷}$)

نمبر۱۸- اپنے پیارے بیٹے کی بادشاہت میں شامل کرایا- (قلسیوں $\frac{۱}{۱۳}$)

نمبر۱۹- خدا کے بیٹے یسوع مسیح کی انجیل کا شروع (مرقس $\frac{۱}{۱}$)

نمبر۲۰- آپ کو بچا اگر خدا کا بیٹا ہے (متی $\frac{۲۷}{۴۰}$)

نمبر۲۱- کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (متی $\frac{۲۷}{۴۳}$)

نمبر۲۲- آسمان سے ایک آواز آئی کہ تو میرا عزیز بیٹا ہے (مرقس $\frac{۱}{۱۱}$)

نمبر۲۳- وہ بزرگ ہوگا اور خداوند تعالےٰ کا بیٹا کہلائیگا (لوقا $\frac{۱}{۳۲}$)

نمبر۲۴- سردار کاہن نے کہا کہ اگر تو مسیح خدا کا بیٹا تو ہم سے کہہ- یسوع نے کہا اُس سے ہاں وہی جو تو کہتا ہے (متی $\frac{۲۶}{۶۳}$)

نمبر۲۵- اسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھوگے (متی $\frac{۲۶}{۶۴}$)

نمبر۲۶- تاکہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے (یوحنا $\frac{۲۰}{۳۱}$)

نمبر۲۷- قدرت کے ساتھ اُس کے جی اُٹھنے کے بعد خدا کا بیٹا ثابت ہوا (رومیوں کا خط $\frac{۱}{۴}$)

نمبر۲۸- اُس کے بیٹے یسوع مسیح کا لہو ہے کہ سارے گناہ سے پاک کرتا ہے (یوحنا کا خط $\frac{۱}{۷}$)

نمبر۲۹- باپ خدا- اور باپ کے بیٹے خداوند یسوع مسیح کی طرف سے یوحنا کا خط ۲ $\frac{۱}{۳}$)

نمبر۳۰- اسلئے تم جاکر انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو (متی $\frac{۲۸}{۱۹}$)

یہ مندرجہ بالا ۳۰- حوالے ہیں جن کو پادری صاحبان کتابوں یا وعظوں میں میلہ بازار دل میں سنایا کرتے ہیں اُن میں سے نمبر۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۲۲- وہ حوالے ہیں- جو بادلوں گنبدوں کی آوازیں یا آسمانی آوازیں یا فاختوں یا کبوتروں کی آوازیں عث غوں وغیرہ ہیں جن کا سوائے مسیح یا محرران انجیل کے اور کوئی گواہ نہیں ۔

باقی نمبر۱ و ۲ اُسے اکلوتا بیٹا کہتے ہیں ۔

نمبر۳ و ۵ و ۹ و ۲۳ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ میں صرف بیٹا کہا ہے-

نمبر۴ میں پیارا بیٹا کہا ہے-

نمبر۶- میں اُسے خدا کہا ہے ۔

نمبر۷ و ۱۰ و ۱۷ و ۱۸ میں صرف پیار کرنیکے سبب بیٹا کہا ہے کہ چونکہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں اسواسطے اُس کا بیٹا ہوں-

ان تمام مندرجہ عنوان شہادتوں سے ثابت ہے کہ وہ صرف پیار کرنیکے سبب سے خدا کا بیٹا اپنے آپکو کہتا تھا- اور چونکہ خدا کو پیار کرتا تھا- اسواسطے اُسے اپنا باپ کہتا تھا جیسے کوئی خاص خصوصیت ثابت نہیں ہوتی-

کیونکہ اُس ہی انجیل میں اُسے ابن آدم- ابن داؤد- ابن ابراہیم- ابن یوسف- ابن مریم- اور نبی بھی کہا ہے ۔

اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ اور لوگ بھی دنیا میں خدا کا بیٹا- پہلوٹھا- پیارا- خدا- ہی مسیح کہے رہے- کہ صرف مسیح ہی معصوم دیکھو بائیبل کے مقامات ذیل کو

اسرائیل خدا کا بیٹا- بلکہ پہلوٹھا تھا- (خروج $\frac{۴}{۲۲}$)

فرشتے خدا کے بیٹے (ایوب $\frac{۱}{۶}$)

انبیا خدا کے بیٹے (ایوب $\frac{۳۸}{۷}$)

میں نے تو کہا کہ تم سب الہٰ ہو اور سب حق تعالےٰ کے فرزند ہو (زبور $\frac{۸۲}{۶}$)

داؤد بادشاہ مسیح ہے خدا کا بیٹا ہے خدا اُس کا باپ ہے وہ خدا کا پہلوٹھا ہے (زبور $\frac{۸۹}{۲۰ تا ۲۷}$ و $\frac{۱۳۲}{۱۷}$)

سلیمان پیغمبر خدا کا بیٹا اور خدا اُس کا باپ اور سلیمان مسیح اور برگزیدہ ہے (سموئیل ۲ $\frac{۷}{۱۴}$ و سلاطین ۱ $\frac{۱}{۳۹}$ و تواریخ ۱ $\frac{۲۹}{۱ و ۲۲}$)

یسعیاہ نبی اپنے آپ کو مسیح کہتا ہے ($\frac{۶۱}{۱}$)

لہ مثلاً شمس آباد ضلع فرخ آباد کے نواب اپنی والدہ کے نام سے لکھے جاتے ہیں مثلاً نواب حسنہ بیگم جان نیب نواب حسنہ بیگم صاحبہ اور جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ قیصر ہند کے شہزادگان بلحاظ اپنی والدہ کے نام سے ۔

ٹلہ یسوع ابن الحنی کا بیٹا؟

ثلہ مسیح ابن مریم؟

(دیکھو) کوشلیا نندن کیکئی بھرت کنتی پتر دیودت سترا- کونتی (ارگس)

عنزدوست طوائفوں کے لڑکے عموماً ماؤں کے نام سے پکارے جاتے ہیں یا اور حرام لڑکے بھی مثل ماؤں کے نام سے پکارے جاتے ہیں ۔

× - لفظ یونانی ہے اور عبرانی میں پیارے بیٹے کی ۔

× لہ متی $\frac{۱۹}{۲۶}$ و $\frac{۲۲}{۳}$ و $\frac{۲۶}{۳۱}$ و $\frac{۲۶}{۴۴}$ یوحنا $\frac{۱}{۱۸}$ و متی $\frac{۱۶}{۱۳}$ و $\frac{۱۹}{۲۷}$ و $\frac{۱۹}{۱۱}$ و $\frac{۳}{۱۱}$ ۔

ٹلہ متی $\frac{۱}{۱}$ و $\frac{۳۱}{۲۲}$ تلہ متی $\frac{۱}{۲}$ ثلہ و شہ یوحنا $\frac{۱}{۴۵}$ و $\frac{۶}{۴۲}$ مرقس $\frac{۶}{۳}$ متی $\frac{۱۳}{۵۵}$ لوقا $\frac{۲}{۴۸}$ و $\frac{۳}{۲۱}$ و $\frac{۴}{۲۲}$ ۔

ثلہ متی $\frac{۱۱}{۲۷}$ یوحنا $\frac{۱۴}{۳}$ و $\frac{۲}{۸}$ و متی $\frac{۱}{۱۲}$ = لوقا $\frac{۴}{۲۲}$

خورس بادشاہ مسیح ہے (یسعیاہ کی کتاب ۴۵/۱)

صلح کرانے والے خدا کے فرزند (متی ۵/۹)

آدم خدا کا بیٹا ہے (لوقا ۳/۳۸)

سب خدا کے ہیں (یوحنا ۱۰/۳۵)

ہزاروں لاکھوں خدا کے بیٹے بلکہ سب جہان کے لوگ خدا کے بیٹے ہیں (پیدائش ۶/۲) ان کے سوا فرعون نمرود۔ شداد۔ ہرن کشیپ۔ بہلول۔ منصور۔ بایزید۔ ہلا شاہ وغیرہ تمام دنیا کے صوفی لوگ ویدانتی یا بابا یا وادی لوگ اپنے آپ کو خدا کہتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو مسیح کی کوئی خصوصیت نہ رہی۔ بلکہ عام انسانوں کی طرح وہ بھی ایک انسان ٹھہرا۔ کہ معاذ اللہ خدا کا بیٹا۔ اب ہم یہ دکھلاتے ہیں کہ خدا کا بیٹا کہنے کا خیال عیسائیوں کو کہاں سے سوجھا اور مسیح کو کیوں خدا کا بیٹا کہنا اور ماننا پڑا*

واضح ہو کہ یونانیوں کے یہ معمولی محاورہ کی بات تھی کہ نہایت مقدس اور بزرگ ہستی کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔ جیسا کہ مشہور فاضل افلاطون خدا کا بیٹا کہلاتے تھے۔ جیسا عوف پرامیوس ہرکولیس ان سب کو یونانی خدا کا بیٹا پکارتے تھے۔ سکندر بادشاہ بھی اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہلاتا اور سب تماشے آسمانی اللہ پکارے گئے خیال کہ ان سب کے باپ موجود ہیں۔

جب یونان کے فلسفہ کا بلحاظ اسکی بیانات فضیلت کے خیال تھا تو اسکو مد نظر رکھکر جب حواریوں کو انجیل کا یونانی زبان میں ترجمہ کر دینے میں دین کی اشاعت منظور ہوئی تو انہوں نے بموجب پولوس کے اس قول کے کہ "اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اسکے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی۔ تو میں کیوں گنہگار کی طرح حکم ٹھہرتا ہوں اور ہم کیوں برائی کریں تاکہ بھلائی نکلے" (رومیوں کا خط ۳/۷) یہ مہلک اصل پیش کرنا شروع کیا کیونکہ جب تک وہ مسیح کو ایسے اعلٰے القاب سے ملقب نہ کرتے تب تک یونانی لوگ کبھی اُن کی باتوں پر کان نہ دھرتے۔ اسی واسطے انکو ایسے بزرگ خطاب سے مسیح کو ملقب کرنا پڑا کیونکہ ایسے ہی خیال یونانیوں کے عین حسب حال تھے اور ضرور ایسا ہی کیا گیا*

مسٹر پادری ٹھاکر داس صاحب فرماتے ہیں "کہ یونانی اپنے بزرگوں کو اُن خداؤں کا بیٹا کہتے تھے جو خود انسان تھے اور حقیقت میں ہرکولیس اور جوپیٹر وغیرہ کے باپ تھے۔ مگر موت کے بعد خدا مانے گئے تھے۔ کیا یہودی جو ایک خدائے خالق کے ماننے والے اور اسکے ایمان میں غیرت مند تھے۔ اُس صدی کے یونانیوں کو اپنے خیالات کا سانچہ سمجھتے اور اُسکی تقلید میں اپنے خیالات کو صورت دیتے ہرگز نہیں" (التفصیل ولادت صفحہ ۳۳)

افسوس کہ پادری صاحب نے جواب لکھنے سے پہلے یہ نہ سوچا کہ یہودیوں کا خدا وہی ہے جس نے روز میں ہر کرنی اسرائیل کی رہنمائی کی آگ میں موسٰی سے باتیں کیں اور منہ دکھایا بیٹے کے عوض حیلہ سے ملائی کیا اور مخلوق خدا نہیں۔ دیکھئے تا دگیر ہوتا ہے جس نے شیطان کے بہکانے سے مفت میں ایوب کا گھر برباد کیا یونانی حکمت عملیاں تو یونان کے ساتھ رہنے دیجیئے ہم تو آپ کو ہندوستان میں بھی وہ ساری کارروائی بتلاتے ہیں۔ دیکھئے عیسائیوں کا ایک بھجن ہے ع عیسٰی میرا رام رمیا عیسٰی میرا کرشن کنہیا۔ مُکھ سے عیسٰی عیسٰی بول۔ تیرا کیا لگے گا مول* حال میں ہی مکتی فوج (سالویشن آرمی) والوں نے ٹھاکر داس، ایشر داس، رام داس، بیندا داس، بھگوان داس وغیرہ نام اپنے رکھکر اور گیروے بستر پہنکر ہندوؤں کو سخت مغالطہ میں ڈالا ہے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ یسوع مسیح پر جو دیات والی گایتری بنائی ہے برہنہ پاؤں پھرتے اور چندن کا تلک وغیرہ لگاتے ہیں پس ان ساری باتوں پر غور کیجئے کہ ٹھاکر۔ ایشر۔ رام۔ بھگوان۔ کشن وغیرہ نام ہندوؤں کے بزرگوں کے ہیں جنہیں وہ خدا مانتے ہیں اور وہی یہاں عیسائیوں نے اس روشنی کے زمانہ میں بھی اختیار کر لئے تو کیا اُس تاریکی و جہالت کے زمانہ میں ان کے بزرگواروں نے ایسی کارروائی نہ کی ہوگی یا کرنے میں کچھ کسر رکھی ہوگی۔ ہرگز نہیں*

جب یہ حال ہے تو کسی طرح بھی مسیح کا خدا ہونا یا خدا کا بیٹا یا اکلوتا۔ یا پہلوٹھا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ صرف ایک غلط اور دھوکا دینے والا بیان پیچھے سے پولوس وغیرہ نے شامل کر کے انجیل کو بڑھا دیا۔ جو محققین بلا تعصب کی تحقیقات سے پایہ ثبوت تک پہنچ سکا ہے اسی واسطے خارج اور رد ہونے کے لائق ہے پرماتما جنم مرن سے۔ دکھ روگ شوک سے الگ ہے وہ سرب بیاپک سرب انتریامی ہے و غیر مجسم نرا کار ہے۔ اُسکی ذات میں کوئی کسی طرح کا عیب نہیں یہ سارے عیب انسان میں ہیں خدا میں نہیں*

اب ہم اخیر میں یہ بتلاتے ہیں کہ بائیبل کی رو سے بھی اکثر جگہ صرف خدا کے ایک ہونے کی تعلیم ملتی ہے تین کی نہیں اور تین اقنوم کا ذکر پایا جاتا ہے*

دیکھو یسعیاہ ۴۵/۵ و ۴۶/۹ و استثنا ۳۲/۳۵ و ۳۹ و ۶/۴ و خروج ۳/۹ و ۱۴ و خروج ۱۵/۱۹ تا ۲۴ و خروج ۲۰/۱-۳ و متی ۲۲/۳۵ و ۲۰/۲۲ و ۳۲ و ۹/۱۶ و ۱۷ و ۲۷/۴۶ و عبرانیوں ۱/۲۴ و ۲۳/۲۲ و مرقس ۱۲/۲۹ و ۱۳/۳۲ و ۱۰/۲۹ و ۳۰ و یوحنا ۱۷/۱ و ۱۴/۱۲ و تیمتاؤس ۲/۵ =

ایک دفعہ پشاور چھاؤنی میں راقم نگارندہ بابو سرجن مل سکرٹری آریہ سماج پشاور کے پادری جوکس صاحب مشنری مشن افغانستان سے ملنے گیا۔ باہمی بات چیت میں پادری صاحب نے دعوے کیا۔ کہ بائیبل میں خدا کو باپ کہا ہے۔ ایسی عمدہ تعلیم اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں ہے*

میں نے جواب دیا کہ نہیں اور مذہبی کتابوں خصوصاً آریہ گرنتھوں میں اس سے بڑھکر موجود ہے ورنہ کسی میں بھی نہیں۔ بلکہ انکو سوجھی ہی نہیں اتنی اس لاف زنی پر میں نے کہا کہ آریہ رشی تو درکنار وہ تو فاضل ہی تھے۔ بابا نانک جی نے بھی بائیبل سے بڑھکر تعلیم دی ہے۔ فرمایا کہ کہاں ہے کہا دیکھئے تم مات پتا ہم بالک تیرے۔ تمری کرپا سکھ گھنیرے۔ دیکھئے بائیبل سے ہزار گنا بڑھکر ماتا بھی کہا ہے کہ ایشور کو تم مات پتا سے زیادہ یا مات پتا کی طرح محبت کرو*

بتلائیے ایسی تعلیم بائیبل میں کہاں ہے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ ماتا کی محبت پتا سے زیادہ ہوتی ہے اور غالباً اسی کثرت محبت کے سبب مسیح بھی ابن مریم کہلایا۔ کہ ابن یوسف۔ پادری صاحب لاجواب ہو گئے*

اجمیر میں پادری گری صاحب سے ملاقات کرنے کا موقعہ ملا۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ تم لوگ ہماری بائیبل سے چرا کر کہتے ہو کہ یہ تعلیم وید کی ہے۔ حالانکہ وید میں کوئی ایسی تعلیم خدا کی بابت نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی آریہ ایسا کرتا ہے۔ تو میں اُسے مکار سمجھتا ہوں آپ مہربانی کر کے کوئی ایسی تعلیم بائیبل کی بتاویں۔ جو وید میں نہ ہو۔ اور آریہ لوگ وید کی ٹھہراتے ہوں حالانکہ اصل بائیبل کی ہو۔ فرمایا کہ ابشالوم کو بتیا۔ کہا یہ تعلیم صرف بائیبل کی ہے تم بھی پادریوں کی دیکھی خدا کو باپ کہتے ہو۔ بھلا بتاؤ تو سہی یہ ویدوں میں کہاں ہے*

---

[1] انجیل سے معلوم ہو کہ مسیح خدا کا بیٹا نہیں کیونکہ وہ خود کہتا ہے کہ یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ سے اور بیٹی کو اسکی ماں سے اور بہو کو اُس کی ساس سے جدا کروں اور آدمی کے دشمن اُسکے گھر ہی کے لوگ ہونگے (متی ۱۰/۳۴-۳۶) نیز یہی مسیح ایسی بات آتش فشانی سے فرماتے ہیں "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ ابھی سلگ جاتی کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی" (لوقا ۱۲/۴۹) مسلمانوں کی ایک حدیث ہے الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ یعنی تمام خلقت خدا کے کنبہ ہیں سب مخلوق خدا کے کنبے ہیں اور سب سے پیارا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو نیکی کرے خدا کے عیالوں کے ساتھ اسی حدیث پر مولوی رومی مثنوی میں لکھتے ہیں ع جملہ ہمہ تن و تشبیہ چراہ * گفت الخلق عیال اللہ *

ہے۔ غرض کہ یہ تعلیم ویدک ہے بائبل کی نہیں۔ دیکھئے وید مقدس کی شرتی۔ स नोबन्धु जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा। यत्रदेवा अमृतमानशानस्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त॥ यजु-अ ३२ म-१०॥ ترجمہ وہ پرماتما ہمارا۔ سہودیتا۔ آنا۔ وہ سب کاموں کا پورن کرنے والا تمام لوک اور تمام استھان جنموں کو جانتا ہے اور جس تیسرا آنند کو اہل لوک پراپت ہو کے سواچھا کے وچرتے ہیں وہی ہمارا ہادی۔ راجا عدالت کرنے والا ہے اُسی کی بھگتی کرنا ضروری ہے۔ اور اسی طرح دیکھو رگ وید منڈل ۱۔ انواک ۲۔ سوکت ۱۸۲۔ منتر ۳۔ اس پر پادری صاحب لال پیلے ہو گئے۔ اور کچھ جواب نہ دے سکے۔

باب دوم

مسیح بیگناہ نہیں بلکہ گنہگار تھا

عیسائی پادری کہتے ہیں کہ مسیح بے گناہ تھا اس واسطے ہمیں نجات دے سکتا یا دلا سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ایسا نہیں بلکہ وہ گنہگار تھا۔ اور اسی واسطے عیسائیوں کی نجات سراپا محال ہے۔

افسوس کہ عیسائیوں نے اپنے اس بے بنیاد دعوے کے پورا کرنے کیواسطے مسیح کی سوانح عمری کہیں نہیں رہنے دی اور نہ انجیل ہی کچھ بتلاتی ہے۔ کیونکہ ۳۳ سال کی اُس کی عمر تھی جنمیں سے ۳۰ سال کا کوئی صحیح حال کسی کو معلوم نہیں ۳ سال کی زندگی میں اُس نے وعظ شروع کی۔ اور دو سال ہی لیکچر دے کر صلیب پر لٹکائے گئے۔

ہم اس کا ثبوت کسی بیرونی شہادت سے نہیں بلکہ انجیل سے ہی کرتے ہیں دیکھو لکھا ہے۔ "یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا"۔ (لوقا $\frac{۳}{۲۳}$)

تیس برس کی ابتدائی زندگی کا صحیح اور مفصل حال کسی عیسائی کو معلوم نہیں۔ اور اگر کسی کو معلوم ہے تو وہ بپاسخاطر مسیح ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ کہیں سامنے کے سارے کلنک ظاہر نہ ہو جائیں۔ مقام غور ہے کہ مہذب قوم عیسائی دنیا بھر کے محقق عیسائی۔ کل جہان کے مورخ عیسائی اور مذہب کے ہادی کی تاریخ پر یہ تاریک گھٹا چھائی ہو۔ افسوس۔ صد ہزار افسوس۔

چونکہ مسیح کی سوانح عمری ساری نہیں ملتی۔ صرف ۳ سال زندگی کے حالات تھوڑے تھوڑے اناجیل سے دستیاب ہوتے ہیں۔ اس واسطے ہم مجبوری اُسی پر اکتفا کرکے مسیح کے چال چلن کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ناواقفی سے دھوکا کھالے اور حال و ایمان کو کسی کی چاپلوسی میں آکر نقصان پہنچالے۔

نمبر ۱۔ مسیح کی بے رحمی۔ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اسکے باپ اور بیٹی کو اُس کی ماں اور بہو کو اُسکی ساس سے جدا کروں"۔ (متی $\frac{۱۰}{۳۴ و ۳۵}$)

پھر وہ خود فرماتا ہے "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ اگ جلتی ہوتی پر مجھے ایک بپتسمہ پانا ہے اور میں کیسا تنگ ہوں جب تک کہ نہ ہو لے۔ اور کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر میل کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی"۔ (لوقا $\frac{۱۲}{۴۹-۵۱}$)

پھر مسیح ہدایت دیتا ہے "اگر کوئی میرے پاس آوے اور اپنی ماں باپ اور جورو۔ لڑکے بھائی بہن بلکہ اپنی جان کی دشمنی نہ کرے میرا شاگرد ہو نہیں سکتا"۔ (لوقا $\frac{۱۴}{۲۶}$)

پھر وہ مثل مسیح جو آیا ہے "اور اُس وقت زمین کے سب گھرانے چھاتی پیٹینگے"۔ (متی $\frac{۲۴}{۳۰}$)

پھر مہربان مسیح کی بات لکھا ہے "اور اُن سے کچھ دور بہت سوروں کا غول چرتا تھا سو دیووں نے اُسکی منت کرکے کہا کہ اگر تو ہمکو نکالتا ہے۔ تو ہمیں اُن سوروں کے غول میں جانے دے۔ تب اُسنے اُنہیں کہا کہ جاؤ۔ اور وے نکل کے سوروں کے غول میں گئے اور دیکھو سوروں کا سارا غول کنارہ پر سے دریا میں کود کے پانی میں ڈوب مرا"۔ (متی $\frac{۸}{۳۰-۳۲}$)

پادری کلارک صاحب نے اسپر تفسیر کی ہے کہ وہ سور تعداد میں دو ہزار تھے" اس پر مولوی نور الدین صاحب نے کیا اچھا کہا ہے "کہ یہود اور آریوں اور جینیوں کے اصول عیسائی کے رحم سے زیادہ رحم رکھتے ہیں کہ کسی ایک ذیروح کو ستانا مذہباً جائز نہیں سمجھتے"۔

پھر مسیح نے تلواریں خریدنے کا سب شاگردوں کو حکم دیا۔ جیسا کہ لکھا ہے "اور جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے"۔ (لوقا $\frac{۲۲}{۳۶}$)

انجیل میں مسیح کے تلوار چلانے کا ذکر بھی موجود ہے "جب یہ وہ کہتا ہی تھا یہوداہ جو اُن بارہوں میں ایک تھا۔ آیا۔ اور اُسکے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آپہنچی۔ اُسکے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ کہکے پتہ دیا تھا کہ جسے میں چوموں وہی ہے اُسے پکڑ لینا۔ اُسنے وہیں یسوع پاس آکر کہا۔ اے ربی سلام اور چوم لیا۔ یسوع نے اُس سے کہا اے میاں تو کس لئے آیا۔ تب اُنہوں نے یسوع پاس آکر یسوع پر ہاتھ ڈالے اور اُسے پکڑ لیا۔ اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی۔ اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اُس کا کان اُڑا دیا"۔ (متی $\frac{۲۶}{۴۷-۵۱}$)

پھر لکھا ہے "جب اُنہوں نے جو اُسکے ارد گرد تھے وہ حال جو ہونے والا تھا دیکھ کے اُس سے کہا کہ اے خداوند کیا ہم تلوار چلاویں اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر کو مارا اور اُس کا دہنا کان اُڑا دیا"۔ (لوقا $\frac{۲۲}{۴۹ و ۵۰}$) (یوحنا $\frac{۱۸}{۱۰}$) (مرقس $\frac{۱۴}{۴۶ و ۴۷}$)

۲۔ مسیح کا جھوٹ۔ لکھا ہے "تب اُسکے بھائیوں نے اُس سے کہا یہاں سے روانہ ہو اور یہودیہ میں جا۔ تاکہ اُن کاموں کو جو تو کرتا ہے تیرے شاگرد بھی دیکھیں کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو کچھ کام چھپ کے کرتا اور چاہے کہ آپ مشہور ہو اگر تو یہ کام کرتا ہے۔ تو اپنے تئیں جہان کو دکھلا۔ کیونکہ اُس کے بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے۔ تب یسوع نے کہا کہ میرا وقت ہنوز نہیں آیا۔ پر تمہارا وقت ہر دم تیار ہے۔ دنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی پر مجھ سے عداوت رکھتی ہے۔ کیونکہ اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُسکے کام بُرے ہیں۔ تم عید میں جاؤ میں ابھی عید میں نہیں جاتا۔ کہ میرا ہنوز وقت پورا نہیں ہوا۔ سو وہ باتیں اُنہیں کہکے جلیل میں رہا۔ لیکن جب اُسکے بھائی روانہ ہوئے تھے تب وہ بھی عید میں گیا۔ ظاہر نہیں بلکہ چھپ کے) تب یہودی عید میں اُسے ڈھونڈنے لگے۔ (دیکھو یوحنا باب ۷ آیت ۵ سے ۱۱ تک)

۳۔ مسیح شرابی تھا۔ انجیل میں لکھا ہے "ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ شرابی اور محصول لینے والوں اور بدمعاشوں کا یار ہے"۔ (متی $\frac{۱۱}{۱۹}$)

پھر مسیح فرماتا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں انگور کا رس (انگوری شراب) جس دن تک خدا کی بادشاہت میں اُسے نیا نہ پیوں۔ پھر نہ پیوں گا"۔ (مرقس $\frac{۱۴}{۲۵}$)

پھر جلیل میں ایک بیاہ ہوا۔ یسوع کی معہ شاگردوں کے دعوت تھی پیتے پیتے شراب گھٹ گئی۔ مسیح نے زبان چھو کے سرا کے (بقول عیسائیوں کے معجزہ سے) پیدا کر دئیے ہر ایک مٹکے میں دو یا تین من شراب کی سمائی تھی۔ پس ۳ × ۶ = ۱۸ من شراب بنا کر مسیح نے لوگوں پر فی سبیل اللہ بانٹی اور پلائی (مفصل دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۲ آیت ۱ سے ۱۱ تک)

۴۔ ماں کی بیعزتی:۔ لکھا ہے "اُس کی ماں اور اُس کے بھائی باہر کھڑے ہوئے اُس سے بات کیا چاہتے ہیں۔ پر اُس نے جواب میں خبر دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی" (متی ۱۲/۴۶-۵۰ و لوقا ۸/۱۹ و مرقس ۳/۳۱) +
پھر لکھا ہے کہ جب شراب گھٹ گئی تو یسوع کی ماں نے اُس سے کہا کہ اُنکے پاس مے نہیں رہی یسوع نے اُس سے کہا کہ اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یوحنا ۲/۴)

۵۔ چوری سرقہ مویشی۔ مسیح نے ایک گدھی مع بچّے کے چُروائی اور فریب سکھلایا کہ اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ مالک نے مانگا ہے +

۶۔ فریب۔ چنانچہ انجیل میں لکھا ہے اور جب وے یروشلم کے نزدیک پہنچ کے بیت فگا میں زیتون کے پہاڑ پاس آئے تب یسوع نے دو شاگردوں سے یہ کہکر بھیجا کہ سامنے کی بستی میں جاؤ۔ اور وہاں ایک گدھی بندھی ہے اُسکے ساتھ ایک بچّہ پاؤ گے کھولکر میرے پاس لاؤ۔ اگر کوئی تم کو کچھ کہے تو کہیو کہ خداوند کو درکار ہے۔ وہ اُسی دم اُنہیں بھیج دیگا۔ شاگردوں نے جیسا یسوع نے فرمایا تھا بجا لائے اور اُس گدھی کو بچّہ سمیت لے آئے اور کپڑے اُن پر ڈالے اور اُسے اُن پر بیٹھلایا" (متی ۲۱/۱-۷)۔ +

انجیلوں کا اس میں باہم اختلاف ہے۔ چونکہ متی کی انجیل نمبر اول ہے بنابراں ہم بھی اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اتنا اختلاف کیوں ہؤا۔ متی جو سیدھا سادا آدمی تھا۔ اُس نے صحیح طور پر گدھی اور بچّہ دو لکھے اور سب جگہ صیغہ جمع کا استعمال کیا۔ مگر دوسرے حواریوں کو یہ بات سوجھ گئی۔ کہ یہ تو چوری ہے۔ اور مسیح گنہگار ٹھیر جاتا ہے۔ بنابراں گدھی کو دور کر صرف گدھی کا بچّہ رہنے دیا (دیکھو مرقس ۱۱/۱-۷ و لوقا ۱۹/۳۰ و یوحنا ۱۲/۱۴) جس سے جرم بہت خفیف ہو جانے اور مسیح مجرم نہ کہلائے + مگر اظہر من الشمس بات کب چھپ سکتی ہے +

دیکھئے ایک تو مسیح نے گدھی چُروائی یا چرائی اور دوسرا گدھی کا بچّہ = چوری کیا ہے اِس کا جواب تعزیرات ہند میں دیکھو۔ کہ بغیر اجازت مالک کے چیز لیا سو مسیح نے کیا۔ گدھی کی قیمت کم سے کم [illegible] روپیہ اور بچہ کی قیمت [illegible] میزان کل [illegible] مال مسروقہ ہوتے ہیں (دیکھو تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۹) +

فریب اِس واسطے ہے کہ شاگردوں کو کہا کہ اگر پوچھے تو کہنا کہ خداوند مانگتا ہے۔ خداوند کے لغوی معنے مالک ہیں۔ اور ایسا ہی عام طور پر مالک کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور مسیح کو شاگرد بھی خداوند کہتے تھے۔ مطلب یہ کہ جب کوئی راستہ گذرنے والا دیکھ کر پوچھے۔ تو خداوند کے معنے مالک سمجھ کر چلا جاویگا اور ان کا مطلب دو دھاری تلوار کی طرح مالک اور عیسٰے سے تھا جس سے صاف چوری بفریب ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی مکان کا مالک ہے۔ اور اس کا نام ابراہیم ہے اور ایک چور ہے اُس کا نام بھی ابراہیم ہے۔ مالک کی غیر حاضری میں ایک شخص اُس کے اندر جاکر اُس کا چوغہ اُتارتا ہے و لیجاتا ہے۔ جب کوئی نوکر معمولی واقف کار آدمی اُس سے پوچھے کہ کہاں لے جاتا ہے۔ تو وہ کہے کہ ابراہیم نے مانگا ہے۔ اور وہ وہاں بازار میں کھڑا ہے۔ تو وہ نوکر اُس پر اعتبار کرکے جانے دیگا اور ایسی فریب آمیز چوری اکثر شہروں میں ہوتی ہے۔ بعینہ یہی حال اِس جگہ ہؤا۔ بنابراں یہ دو جرم ہیں ایک سرقہ مویشی۔ دوم دغا یا فریب (۳۷۹ تعزیرات ہند و ۴۲۰ تعزیرات ہند) اور مسیح ان دونو دفعات کے جرم کا مجرم ہے۔ واضح ہو کہ یہ گدھی و گدھا دونو مسیح کی زندگی تک مالک کو واپس نہیں دئے گئے اور نہ اُن کی قیمت دی گئی۔ پس صاف چوری ہے۔ کوئی محقق

مزاج جو اِس سے ایسا رحم نہیں کرسکتا اور اُس کے مرتکب کو بری کرسکتا ہے +

۷۔ مسیح کی بے علمی:۔ انجیل میں لکھا ہے کہ صبح کو وہ بیت عنیاہ سے باہر آتے۔ اُس کو بھوک لگی اور دور سے انجیر کا ایک درخت ہرا بھرا دیکھکے وہ (مسیح) گیا کہ شاید اُس میں کچھ پاوے۔ جب وہ اُس پاس آیا۔ تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا۔ کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ یسوع نے اُس سے خطاب کرکے کہا کہ کوئی تجھ سے پھل کبھی نہ کھاوے اور اُس کے شاگردوں نے سنا (مرقس ۱۱/۱۲-۱۴ و متی ۲۱/۱۸) +

ایک یورپین فاضل نے اِس پر کیا اچھا فرمایا ہے کہ "اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسایل اور بیوجہ ظلم و جہالت دیکھنا چاہو۔ تو متی و مرقس کی انجیل کھولکر انجیر کی کہانی پڑھو۔ اُس درخت کے بے موسم پھل پیدا کرنے کے واسطے بھوک کے وقت بد دُعا دیکر سوکھا دیا تھا۔ اگر عیسٰے قادر مطلق خدا تھا۔ تو انجیر کے درخت کو اُس نے خود بنایا تھا۔ اُس کے بڑھنے کی حد خود مقرر کی تھی اور خود ہی اُس کے پھل کے واسطے عرصہ ٹھیرا دیا تھا۔ اور اس طرح پھر خود ہی اُس کو بے موسم پھل دینے سے روکا تھا۔ اور خود ہی اُس درخت سے پھل کی امید کی جس پر کہ پھل کا ہونا ناممکن بنا دیا تھا۔ اور اپنی بے انتہا حماقت سے اِس قصور پر غصہ ہؤا کہ درخت نے وہ چیز کیوں نہیں دی۔ جو چیز کہ پیدا کرنے سے خود خدا نے اُس درخت کو منع کیا تھا اگر عیسٰے کی یہی محبت ہے۔ تو اُس کے پیرو بہشت (اگر کوئی ہے) میں جا چکے"۔

۸۔ غیر عورتوں سے بیوجہ محبّت:۔ پہلا واقعہ انجیل میں ہے "کہ وہ ایک بستی میں پہنچا اور مرتھا نامی ایک عورت نے اُسے اپنے گھر میں اُتارا اور مریم نامی اس کی بہن تھی جو یسوع کے پاؤں پاس بیٹھکے اُس کا کلام سنتی تھی۔ پر مرتھا نے بہت خدمت سے گھبراتی ہوئی اُس کے پاس آکر کہا کہ اے خداوند کیا تجھے پروا نہیں۔ کہ میری بہن نے مجھے اکیلا خدمت میں چھوڑا ہے۔ اب اُسے کہہ کہ میری مدد کرے تب یسوع نے جواب میں اُسے کہا مرتھا تو بہت چیزوں کے واسطے فکر و گھبراہٹ میں ہے۔ سو مریم نے وہ اچھا حصہ چنا ہے۔ جو اُس سے چھین نہ لیا جاویگا (لوقا باب ۱۰۔ آیت ۳۸ سے ۴۲ تک) +

پھر لکھا ہے سو مرتھا نے جب سنا کہ یسوع آتا ہے اُس کا استقبال کیا پر مریم گھر میں بیٹھی رہی"۔ (یوحنا ۱۱/۲۰) +

پھر لکھا ہے۔ کہ مرتھا یہ کہ کے چلی گئی اور چپکے اپنی بہن مریم کو بلا کے کہا کہ استاد آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے۔ وہ بات سنتے ہی جلد اُٹھی۔ اور اُس کے پاس آئی (یوحنا ۱۱/۲۸) +

دوسری دفعہ شاگرد کھانے کو مول لینے شہر میں گئے سامریہ کی ایک عورت کنوئیں پر پانی بھرنے آئی۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ مجھے پینے کو دے۔ سامریہ کی اُس عورت نے اُس سے کہا کیونکر تو جو یہودی ہے مجھ سے جو سامریہ کی عورت ہوں پانی پینے کو مانگتا ہے۔ کیونکہ یہودی سامریوں سے محبت نہیں رکھتے ہیں۔ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ کہ اگر تو خدا کی بخشش کو اور اُس کو جو تجھ سے کہتا ہے کہ مجھے پینے کو دے۔ پہچانتی کہ وہ کون ہے تو تو اُس سے مانگتی اور وہ تجھے جیتا پانی دیتا ہے"۔ پھر لکھا ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ جا کے اپنے شوہر کو بلا اور یہاں آ۔ عورت نے جواب دیا۔ کہ میں بے شوہر ہوں۔ یسوع نے کہا کہ تو نے درست کہا۔ کہ میں بے شوہر ہوں کیونکہ تو پانچ خصم کر چکی ہے۔ اور وہ جو اب تو رکھتی ہے تیرا خصم نہیں تو نے یہ سچ کہا کہ اُتنے میں اُس کے شاگرد آئے اور تعجب کیا کہ وہ عورت سے باتیں کرتا تھا۔ پر کسی نے نہ کہا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ یا اُس سے کس

کرسچین مت دیں

لئے باتیں کرتا ہے" (یوحنا ۸ و متی ۲۶/۷-۱۲) +

میرا دانست یسوع نے ایک زانیہ عورت کو بوجہ حیلہ سازی سے بچا دیا حالانکہ اُس نے زنا کرایا اور پکڑی گئی تھی نہ معلوم اِس پردہ ڈالنے سے کیا مطلب تھا (دیکھو یوحنا باب ۸)

یہ تھا واقعہ مقام بیت عنیا میں ایک عورت مریم نامی (زانیہ) جو پہلے واقعہ والی سنگ مرمر کے عطر دان میں قیمتی عطر اُس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا تو اُس کے سر پر ڈالا۔ شاگردوں نے چند مرتبہ اعتراض کیا۔ مگر مسیح نے اُس کو منع نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ جہاں انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی اُس کی یادگاری کے لئے کہا جائیگا (دیکھو متی ۲۶/۶-۱۳ و یوحنا ۱۲/۴)

۹۔ سبت کے روز کام کیا۔ لکھا ہے اُس وقت یسوع سبت کے دن کھیتوں میں سے جاتا تھا اور اُس کے شاگرد بھوکے تھے اور وے بالیں توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ تب فریسیوں نے دیکھ کے اُس سے کہا دیکھ تیرے شاگرد وہ کام کرتے ہیں جو سبت کے دن کرنا روا نہیں (متی ۱۲/۱-۲) اور خدا کا حکم تھا کہ سبت کو کام کرنے والا مار ڈالا جائے (استثنا ۲۱/۲۲)

مسیح گالی نکالتا تھا۔ انجیل میں لکھا ہے مسیح کی زبانی اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس اے اندھے راہ دکھانے والو تم پر افسوس اے نادانو اور اندھو تم ظاہر میں راستباز دکھائی دیتے ہو پر باطن میں ریا اور شرارت سے بھرے ہو وغیرہ وغیرہ (دیکھو متی ۲۳ باب) (لوقا ۱۲ و مرقس ۱۲) +

اس قدر جرائم ہم نے اُس چھپے ہوئے اور مسیح کے خیرخواہ شاگردوں کے بنے ہوئے نسخہ انجیل سے نقل کئے ہیں جو درحقیقت قسم کھا کر بیٹھے تھے کہ مسیح کی بُرائی کو کتاب میں درج نہ کرینگے۔ مگر خیر باوجود اس سخت احتیاط کے بھی مسیح مجرم ہیں

عورت کا بچہ نیک نہیں ہے

"انسان کون ہے کہ پاک ہوسکے۔ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے" (ایوب ۱۵/۱۴) +

"کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں" (ایوب ۱۴/۴) +

"کیا فانی انسان خدا کے حضور صادق ٹھہریگا" (ایوب ۴/۱۷) +

"انسان خدا کے آگے کیونکر صادق ٹھہرے گا" (ایوب ۹/۲) +

"بس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجھا جاوے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک ٹھہرے۔" (ایوب ۲۵/۴) +

"کوئی انسان جیتی جان تیرے حضور راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔" (زبور ۱۴۳/۲)

"اگر ہم کہیں کہ بےگناہ ہیں تو ہم جھوٹے ہیں اور آپ کو فریب دینے میں" (یوحنا کا خط ۱/۸)

"کوئی راستباز نہیں ایک بھی نہیں۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں" (رومیوں کا خط ۳/۱۰-۱۲)

"کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو صاف کیا ہے میں گناہ سے پاک ہوں" (امثال ۲۰/۹) +

"کوئی انسان زمین پر ایسا صادق نہیں کہ نیکی کرے اور خطا نہ کرے" (واعظ ۷/۲۰)

نتیجہ ۔ ۱

مسیح چونکہ عورت کا بچہ ہے۔ اِس واسطے نیک نہیں۔ مریم۔ حوا کے سلسلے سے ناپاک تھی اسواسطے اُس سے پاک نہیں نکل سکتا اور نہ کوئی نکال سکتا ہے پس مسیح نہ تو نیک ہے اور نہ پاک ہے۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ خود مسیح کو بھی اقبال ہے "تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا۔" (مرقس ۱۰/۱۸) (متی ۱۹/۱۷) +

شریعت کا پابند لعنتی ہے

مسیح کہتا ہے "یہ مت خیال کرو۔ کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہوں میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پورے کرنے کو آیا ہوں"۔ (متی ۵/۱۷) +

مسیح نے اپنا ختنہ کرایا۔ بپتسمہ پایا۔ یوحنا کا شاگرد ہوا۔ وغیرہ سب رسومات شریعت کو پورا کیا + اب حضرت پولوس کہتے ہیں "پس کوئی آدمی شریعت پر عمل کرنے سے راستباز نہ ٹھہریگا" (رومیوں کا خط ۳/۲۰) +

پھر لکھا ہے "جو شریعت پر تکیہ رکھتا ہے وہ لعنت کے تحت میں ہے" (گلتیوں ۳/۱۰) پھر صاف لکھا ہے "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنتی ہوا" (گلتیوں ۳/۱۳) +

نتیجہ ۔ ۲

مسیح لعنتی ہے۔ کسی طرح پاک نہیں ہے۔ اس واسطے نہ خود اُسکی نجات ہوئی اور نہ کسی کو معاذ اللہ نجات دلا سکتا ہے اس واسطے اُس پر بھروسا رکھنا معرض خطرے سے زنہار از قرین بد زنہار +

مسیح لکڑی پر مصلوب ہوا اس واسطے ملعون ہے

چنانچہ موسے پیغمبر فرماتے ہیں "کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے" (استثنا ۲۱/۲۳) +

پھر پولوس فرماتے ہیں "کیونکہ لکھا گیا جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" (گلتیوں ۳/۱۳)

ججمنٹ (فیصلہ)

حضرت پولوس فرماتے ہیں "حرامکار۔ لالچی۔ شرابی۔ گالی بکنیوالے لٹیرے۔ خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" (قرنتیوں ۶/۱۰) +

ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا گناہ نہیں کرتا اور جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے۔ (یوحنا ۳/۸-۹) +

یعنی ہمیشہ کی آگ میں رہینگے چنانچہ لکھا ہے اے ملعونو میرے سامنے سے چلے جاؤ اُس ہمیشہ کی آگ میں جو ابلیس اور فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے (متی ۲۵/۴۱)

عیسائی لوگ نہ تو ایمان دار ہیں اور نہ نجات پائیں گے

انجیل میں ایمانداروں کی یہ علامتیں لکھی ہیں "اور وے جو ایمان لاوینگے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہونگی۔ کہ وے میرے نام سے دیوؤں کو نکالینگے اور نئی زبانیں بولینگے سانپوں کو اُٹھا لینگے اور اگر کوئی ہلاک کرنیوالی چیز پیئینگے۔ اُنہیں کچھ نقصان نہ ہوگا وے بیماروں پر ہاتھ رکھینگے تو چنگے ہو جائینگے" (مرقس ۱۶/۱۷-۱۸)

کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو چلا جاتا۔ اور کوئی بات

تمہاری ناممکن ہوتی مگر اس طرح سے کہ بولغیر دعا اور روزہ کے نہیں نکالے جاتے (متی ۱۷/۲۰ و ۲۱) +

چونکہ ایسا دنیا میں کوئی نہیں پس گذشتہ اصلاح کہ ہم بطور دعوے کے کہتے ہیں کہ اِس وقت کوئی ایماندار نہیں کیونکہ ایسی علامتیں بقول عیسے کے کسی کے ساتھ نہیں + بلکہ بقول یوحنا کے سب گنہگار ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح بھی گنہگار تھا اور یہ تو انجیل میں ہی لکھا ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا فرزند ہے +

چنانچہ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں "اسی واسطے انجیل مقدس میں ارشاد ہوا ہے کہ جو لوگ کلام و احکام ربانی سے واقف نہیں ہیں اور گناہ کرتے ہیں کم سزا پاوینگے۔ مگر جو کلام اللہ پا کر اور جان بوجھ کر سرتابی کرتے اور مرتکب گناہ کے ہوتے ہیں وہ زیادہ سزا پاوینگے۔ پس یہ حکم بلاشبہ خدائے عادل کا ہے جس کے روبرو کسی کی طرفداری نہیں ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۳ ۱۸۸۳ء لکھنؤ)

اِن سب حوالجات سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نجات نہیں پائی اور نہ عیسائی نجات پاوینگے۔ اگر بائبل سچی ہے تو بھی عیسائیوں کی نجات بائبل کے رو سے ناممکن ہے

توریت کی رو سے نیوگ جائز ہے

حکم نیوگ :- اگر کئی بھائی ایک جا رہتے ہوں اور ایک اُن سے بے اولاد مر جائے تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جاوے بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے اور اُسے اپنی جورو کر لے اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے اور یوں ہوگا کہ اُس کا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو۔ تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا۔ تا کہ اُس کا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے" (توریت استثناء ۲۵/۵ و ۶)

نیوگ نہ کرنے پر سزا :- اور اگر وہ مرد اپنے بھائی کی جورو لینا نہ چاہے تو اُس مرحوم بھائی کی جورو دروازہ پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا۔ اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں اور اُس سے گفتگو کریں۔ سو اگر وہ اس بات پر قایم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا۔ کہ اسے لوں۔ تب اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے۔ اور اُس کے پاؤں سے جوتی نکالے۔ اور اُس کے منہ پر تھوک دے اور جواب دے کہ اُس شخص کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بنا دے۔ یہی کیا جاویگا۔ اور اسرائیل میں اُس کا نام یہ رکھا جاویگا۔ کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے۔ جس کا جوتا نکالا گیا" (توریت استثناء ۲۵/۷-۱۰) + اور پھر روت کی کتاب میں روت کا قصہ پڑھو اور راخل اور لیاہ دو عورتوں کے حالات مطالعہ کرو۔ اسی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا جس کا پوتا داؤد نبی تھا۔ اور اسی کے خاندان سے بقول عیسائیوں کے مسیح پیدا ہوا" (دیکھو روت کی کتاب ۴/۱۳-۲۲)

پادری ڈی جی صاحب اسکاٹ فرماتے ہیں "ایک نسب نامہ لوقا کی انجیل میں بھی ہے۔ اس میں ہر کچھ اس کے حالات پایا جاتا ہے (لوقا ۳/۲۳-۳۸)۔ لیکن ان دونوں کی مطابقت مشکل نہیں۔ اکثر مفسروں کو یہ گمان ہے۔ کہ یوسف جو یسوع کا باپ کہلاتا ہے۔ یعقوب کا حقیقی بیٹا اور شرع کی رو سے ہیلی کا وارث اور بیٹا تھا۔ یعنی جب ہیلی بے اولاد مر گیا تو اُس کے بھائی یعقوب نے شرع کے حکم بموجب اپنے بھائی کی جورو لیکر اُس کے واسطے نسل جاری کی (لوقا ۳/۲۸ و استثنا ۲۵/۵)۔ چنانچہ یہ بات شجرہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اِس کی تشریح یہ ہے کہ سلیمان اور ناتھان داؤد کے دونوں بیٹے تھے اور متھان سلیمان کی نسل سے ہوا۔ اور متھات ناتھان سے جب متھان نے استھا کو جورو کیا۔ اور اُس سے ہیلی پیدا ہوا۔ پس یہ دونوں یعنی یعقوب اور ہیلی ایک ہی ماں کے بیٹے تھے اور جب ہیلی جورو کر کے بے اولاد مر گیا۔ تب اُس کے بھائی یعقوب نے اُس کی بیوہ کو اپنی جورو کر لیا۔ جس سے یوسف پیدا ہوا۔ پس یوسف یعقوب کا حقیقی بیٹا اور ہیلی کا شرعی بیٹا تھا۔ اور اس سے دونوں نسب ناموں کی صحت ظاہر ہے۔ (تفسیر متی مطبوعہ الہ آباد صفحہ ۲۱ و ۲۲) شجرہ یہ ہے +

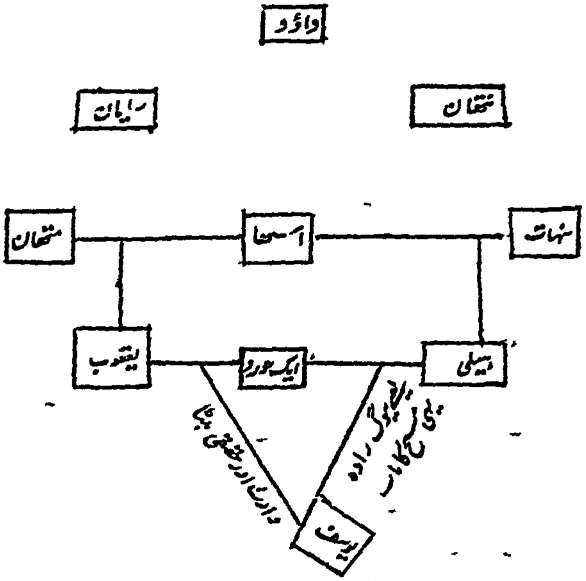

تیسرا باب

مسیح کے معجزے

جاہل ہندوؤں کو پھنسانے اور دام میں پھنسانے کے واسطے عیسائی لوگ کرامات کا ذکر کیا کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی سچائی کا یہ ثبوت ہے کہ مسیح نے معجزے دکھلائے۔ اس واسطے وہ خدا تھا۔ وغیرہ

واضح ہو کہ اگر کرامات دکھلانا۔ معجزہ بتلانا ہی مذہب کے سچا ہونے کا ثبوت ہے۔ تو دنیا میں کوئی مذہب بھی جھوٹا نہیں ہے اور سبھی معجزہ دکھلانے والے خدا ہیں مثلاً یہودیوں میں نوح۔ ابراہیم۔ داؤد۔ موسیٰ۔ اسحٰق۔ یعقوب۔ یشوع وغیرہ نے بائبل کی رو سے معجزہ دکھلائے اور محمدیوں میں محمد۔ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ شمس تبریز۔ معین الدین وغیرہ نے احادیث و کتب اسلامیہ کے رو سے کرامتیں اور معجزے بتلائے +

بودھوں اور جینیوں میں بودھ۔ آدناتھ۔ پارس ناتھ۔ مہابیر وغیرہ نے اشرح بائیں لینے معجزے بودھ شاستر وغیرہ کی رو سے کئے +

پارسیوں میں زردشت نے بیشمار معجزے دکھلائے + (دیکھو زند اوستا)

ہندوؤں میں گورکھ ناتھ۔ شنکر آچارج۔ نانک۔ کبیر۔ پورن۔ مہادیو۔ وشن۔ کرشن۔ رام۔ باون۔ کالی۔ بھیرو وغیرہ نے صدہا معجزہ کئے۔ لیکن عیسائی ان سب مذاہب کو باطل اور معجزوں کو جھوٹا جانتے ہیں۔ تو پھر ہم انہیں باتوں سے مسیح کو اور بائبل کو کس طرح سچا مان سکتے ہیں +

حالانکہ خود بائبل میں بھی لکھا ہے۔ "بہتیرے لوگ میرے نام پر آوینگے اور کہینگے۔ کہ میں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے۔" (متی $\frac{24}{5}$)۔

"بہت سے جھوٹے نبی اٹھیں گے جو بہتوں کو گمراہ کرینگے اور بدی کے بڑھ جانے سے بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہو جاویگی" (متی $\frac{24}{11}$)

"اگر کوئی تم سے کہے کہ مسیح یہاں یا وہاں ہے تو اسے نہ مانیو کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھینگے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھائینگے۔ کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے" (متی $\frac{24}{11}$)۔

"انبیاء میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ وے جھوٹی رویا اور جھوٹے علم غیب اور بے حقیقت باتیں اور اپنے دلوں کی مکاریاں نبوت کی طرح پر ظاہر کرتے ہیں۔" (یرمیاہ $\frac{14}{14}$) "میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لیکے جھوٹی نبوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا خواب دیکھا۔ کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہیگا۔ کہ جھوٹی نبوت کریں ہاں وے اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں"۔ (یرمیاہ باب ۲۳۔ آیت ۲۵ و ۲۶) +

"بہت سے جھوٹے پیغمبر دنیا میں نکل آئے ہیں"۔ (یوحنا۔ ۱۔ $\frac{4}{1}$) +

"پر جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں پر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں"۔ (متی $\frac{7}{15}$)۔

"جھوٹے نبی بھی اس قوم میں تھے جیسے کہ جھوٹے معلم تم میں ہونگے" (پطرس ۲۔ $\frac{2}{1}$) "کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھینگے۔ اور نشانیاں اور کرامات دکھلائینگے اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو گمراہ کرتے" (مرقس $\frac{13}{22}$)۔

"وے تم سے جھوٹی نبوت کرتے ہیں۔ کہ تم کو تمہارے ملک سے آوارہ کریں" (یرمیاہ $\frac{27}{10}$) "جھوٹے نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جاوینگے" (یرمیاہ $\frac{14}{15}$)

(اب ہم مسیح کی بابت ان مذکورہ بالا یادداشتوں سے پڑتال کرتے ہیں)

نمبر ۱۔ مسیح نے معجزے دکھلائے۔

نمبر ۲۔ مسیح صلیب سے مارا گیا۔ یعنی اپنی موت سے نہیں مرا +

نمبر ۳۔ ملک میں نفاق ڈلواتا اور لوگوں کو گھر بار سے آوارہ کرنا چاہتا تھا +

نمبر ۴۔ مسیح کے معجزات کے سب گواہ بے ایمان ہیں بحوالہ ذیل

الف۔ یہوداہ بے ایمان ہے متی $\frac{26}{14}$ و $\frac{26}{21 \text{ و } 25}$

ب۔ پطرس بے ایمان اور شیطان کا بندہ ہے متی $\frac{26}{69-75}$ و $\frac{14}{29}$ و $\frac{14}{31}$

ج۔ یعقوب و یوحنا بے ایمان ہے متی $\frac{17}{17}$

د۔ سب بارہ شاگرد بے ایمان ہیں۔ مرقس $\frac{16}{9-15}$ و متی $\frac{16}{6-9}$ و $\frac{1}{2}$

و پطرس $\frac{1}{2}$ و یوحنا $\frac{6}{66}$ و متی $\frac{17}{14-21}$

پس مسیح جھوٹا نبی ہے۔ جب اور کرامات دکھلانے والے جھوٹے ہیں۔ تو مسیح کس طرح سچا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ جہاں کسی عالم فاضل یہودی نے معجزہ کی بابت سوال کیا۔ وہاں حضرت مسیح صاف ٹال گئے۔ معجزہ بالکل نہ دکھلا سکے۔ پس ہم یا کوئی اور حق پسند ان کے سچا ہونے پر کس طرح اور کب یقین کر سکتا ہے +

مسیح کے معجزوں کے اقسام

(۱) مُردوں کا زندہ کرنا۔

(۲) اندھوں کو آنکھیں دینا۔ کوڑھیوں کو راضی کرنا۔

(۳) جنوں۔ بھوتوں۔ دیووں۔ بدروحوں کا عورتوں و بچوں سے نکالنا۔

(۴) مچھلی کا شکار جال سے مارنا۔

(۵) تھوڑی چیز بہت آدمیوں کو کھلا دینا۔

ان پانچ اقسام سے بہت زیادہ معجزے مسیح کے جنوں بھوتوں اور دیووں اور بد روحوں کا عورتوں اور بچوں سے نکالنا۔ جن کی ہم تردید نہیں کرتے۔ بلکہ خود پڑھے لکھے عیسائی عموماً اور خصوصاً یورپین ڈاکٹر صاحبان اس قسم کے معجزات کی تردید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بیوقوفی کے زمانہ کی باتیں کرتے ہیں +

اندھوں کو آنکھیں دینا۔ خبر آج کل کے علمی زمانہ میں سینکڑوں ڈاکٹر آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ آنکھیں نکال کر بنا دیتے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آدمی بنواتے ہیں۔ یہ حکمت کی بات ہے۔ معجزہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور ہندوستان میں بھی سینکڑوں سیانے اندھوں کا علاج کرتے اور ان کی آنکھوں میں خاک ڈال بینائی دیتے ہیں۔ اور ان دنوں وہاں ایک جوتش میں بھی ایسی ہی تاثیر موجود تھی (یوحنا $\frac{9}{1-5}$)۔ مُردوں کا زندہ کرنا یہ تو محض فسانہ ہے۔ کیونکہ مسیح صاحب کا وہاں یہ ارشاد موجود ہے۔ "مرا نہیں بلکہ صرف بیہوش ہے۔ لڑکی مری نہیں۔ بلکہ سوتی ہے" (متی $\frac{9}{24}$ و مرقس $\frac{5}{39}$) چونکہ مسیح بقول عیسائیوں کے سچا آدمی تھا۔ فریبی نہیں تھا۔ پس اس نے ضرور سچ کہا کہ وہ سوتی ہے مری نہیں۔ اس واسطے یہ کسی طرح کا معجزہ نہیں ہے +

مچھلی کا شکار بھی صدہا دانا ماہی گیر کیا کرتے ہیں اور لاکھوں ابتک موجود ہیں۔ جو مسیح سے بہت زیادہ مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ دریائے گنگ پر بمقام نرورہ راج گھاٹ ضلع بلند شہر جہاں سے بڑی نہر نکلی ہے صاحبان انگریز نے ایسی حکمت بنائی ہے۔ کہ منٹوں میں منوں مچھلی پکڑ سکتے ہیں۔ پس یہ اس سے ہزار گنا بڑھ کر معجزہ ہے۔ باقی رہا تھوڑی چیز سے بہتوں کو سیر کرنا اگرچہ یہ معجزہ روغن زرد میں بھی موجود ہے۔ مگر ایسے ہی علانیہ معجزے ہزاروں آدمی مانتے ہیں۔ کہ محمد صاحب۔ پیران پیر صاحب و خواجہ معین الدین صاحب نے کئے تھے۔ دروغ برگردن راوی اور اصل بات سب کے واسطے یہی ہے کہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند +

اب صرف ایک معجزہ باقی ہے یعنی مسیح کا مُردوں سے جی اٹھنا۔ ناظرین اسکو بھی دیکھ لیں کہ یہ کیسی وجوہات سے باطل ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان پر خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا خدا کے دائیں بائیں ہاتھ بھی ہیں؟ اگر نہیں تو بیٹھنا خود محال ہے۔ دوم کیا آسمان کوئی چیز ہے؟ اگر نہیں جیسا کہ تمام علم ہیئت والے مانتے ہیں۔ تو مسیح کا جانا اور بیٹھنا اور زندہ ہونا تینوں دروغ محض ہیں۔ علاوہ بر آں مُردوں سے زندہ ہونے کے جتنے گواہ ہیں۔ وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہیں +

نمبر ۱۔ حاکم وہ مسیح کا حامی تھا (دیکھو متی $\frac{27}{19}$) نمبر ۲۔ حاکم کی عورت وہ بھی مسیح کی بہت خیر خواہ تھی۔ (متی $\frac{27}{19}$) + نمبر ۳۔ نگہبان وہ سارے یہی بات چاہتے تھے (متی $\frac{27}{54}$) +

پلاطس حاکم کو مسیح کے مرنے پر تعجب ہے (مرقس $\frac{15}{44}$)

بہت لوگ دبدھے میں رہے (متی $\frac{28}{17}$)

پس ضرور لاش غائب کی گئی اور اس کا آسمان پر اٹھ جانا مشہور کیا گیا۔ اور جس طرح اب تک بھی ہزاروں سالوں کے مُردہ پیر مُریدوں کو بطور سبز طوطے کے تنہائی میں نظر آتے ہیں ایسے ہی مسیح بھی شاگردوں کو دکھلائی دیا اور آنکھوں تک نیچے اتر جانے سے اس کا آسمان پر چلا جانا لکھا گیا۔ مگر افسوس میں دبدھا میں رہے اور

اب جو آسمان سے ثابت نہیں ہوتا تو تمام عیسائی اور بھی سخت شبہے میں ہیں ۔ دو بدھا میں دو رس گئے ۔ مایا ملی نہ رام ؎

مشہور و معروف فاضل مسٹر ہیوم صاحب معجزات کی بابت فرماتے ہیں ۔ " معجزہ قوانین قدرت کی شکستگی ہے ۔ اور چونکہ ان قوانین کو ایک مستقیم اور غیر متبدل تجربہ نے قایم کیا ہے ۔ پس اس حقیقت کی واقعی خاصیت ہی سے معجزہ کے خلاف ثبوت ایسا کامل ہے ۔ جیسا کہ بالامکان تجربہ سے کوئی دلیل متصور ہو سکتی ہے "

اب اخیر میں ہم انگلستان کے بے نظیر فاضل اور سائنس کے علامہ اجل پروفیسر ہکسلی صاحب کی راے درج کرتے ہیں جو انہوں نے عموماً انجیلوں اور خاصکر معجزات انجیلی کی نسبت ظاہر کی ہے ٭

پروفیسر ہکسلی صاحب فرماتے ہیں ۔ " دوسری (انجیل مرقس) میں ایک بیان پاتا ہوں جسکی شہادت ظاہری طور پر اُسی قدر ہے ۔ جسقدر کہ کسی اور واقع کی جو اُس تاریخ میں ہیں ۔ یہ مشہور دیوؤں یا بھوتوں کا قصہ ہے جو کہ ایک آدمی سے نکالے گئے تھے ۔ اور جن کو حکم یا اجازت دی گئی تھی ۔ کہ وے ایک سوروں کے گلے میں داخل ہو جاویں ۔ جس سے گڈریوں یعنے سوروں کے غریب اور مفصو مالکوں کو بہت نقصان پہنچا ۔ اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا ۔ کہ راوی پڑھنے والوں پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے ۔ کہ اس کا بشواش ہے ۔ کہ یہ نکالنا اور داخل کرنا یسوع ناصری کی طرف سے ہوا ۔ کہ بات اور کام سے یسوع نے اس بشواش پر زور دیا ۔ اور کوئی قانونی یا اخلاقی اعتراض اُس کے دل میں پیدا نہ ہوئے ٭

برخلاف اس کے جو کچھ میں فزیالوجی اور پیتھالوجی کی بابت جانتا ہوں اُس سے مجھے یقین کرنا پڑتا ہے ۔ کہ وہ واقعات جو دیوؤں کی پکڑ سے منسوب کئے جاتے ہیں وہ ایسے قدرتی ہیں جیسے کہ چیچک کے مرض اور جو کچھ کہ میں ان تھراپالوجی یعنے نفس ودّیا کی بابت جانتا ہوں وہ علم یہ یقین مجھ میں پیدا کرتا ہے ۔ کہ دیوؤں اور اُن کی پکڑ کا بشواس پورانے جہالت کے زمانہ کے توہمات باطلہ میں سے بقیہ جہالت ہے ۔ اور اس وقت میں اس کا رواج معمولی تعلیم عقل اور صائب راے کے آدمیوں کے خیالات سے معکوس نسبت رکھتا ہے (یعنی جوں جوں علم و عقل و راے لوگوں کی بڑھتی جاتی ہے یہ خیالات کمزور ہوتے جاتے ہیں) ٭

اور جو کچھ مجھے قانون اور انصاف کی بابت معلوم ہے ۔ مجھے یقین دلاتا ہے کہ اور شخصوں کی ملکیت کو بیوجہ ضائع کرنا ایک بڑے نمونہ کی بدمعاشی ہے تواریخ اور خاصکر پندرھویں سولھویں اور سترھویں صدی کی تاریخ کا مطالعہ میرے دل میں کچھ بھی شک باقی نہیں رہنے دیتا ۔ کہ پکڑ اور بھوت ودّیا کی سچائی میں بشواس جو رومن کیتھلک اور پروٹسٹنٹ لوگوں نے اس باب اور دیگر بیشمار فقروں پر جو نئے اور پرانے عہدناموں میں پائے جاتے ہیں ۔ ٹھیک طور پر مبنی کیا ۔ اس بشواس نے بہت سی خوفناک تکلیفیں اٹھائیں بے گناہ آدمیوں عورتوں ۔ بچوں کو عدالتی حکم سے قتل کرایا ۔ جو عیسائیوں اور پادریوں کے خاص رُعب و داب سے وقوع میں آئے اور جنکہ میں خیال کرتا ہوں ۔ کہ ایسے موقع پر ایک سیدھے سادے بیان کی تحریر کہ بھوت ودّیا اور پکڑ میں بشواس ایک دخول شرارت کی بات ہے ۔ مثل انجیر کے طول طویل درد کو ناممکن کر دیتی ہیں اس خیال کو الٹا بیان صرف عام غلطی کی پیروی کے لئے نہیں لکھا گیا ۔ ایک معذرت کرنے والا سمجھ کر رد کرنے کو تیار ہوں ٭

" اے ناپاک روح تو آدمی میں سے نکل آ " یہ الفاظ ہیں جو یسوع سے منسوب کئے گئے ہیں (مرقس کی انجیل باب ۵ ۔ آیت ۸)

۔ اگر میں یہ کہوں جیسے کہ مجھ کو کہنے میں کوئی دریغ نہیں ہے کہ میں ناپاک روحوں کی ہستی اور بلحاظ اس کے انسانوں سے اُن کے باہر نکلنے کی امکان پر بالکل اعتبار نہیں رکھتا یہ میں خیال کرتا ہوں ۔ کہ ڈاکٹر واک مجھ کو یہ کہیگا ۔ کہ میں اپنے خداوند کی شہادت کو وزنی نہیں سمجھتا ۔ لیکن اگر یہ الفاظ فی الحقیقت استعمال کئے گئے تھے تو تطبیق کرنے والوں میں سے بہت ہوشیار آدمی بھی اس بات کے کہنے کے لئے مشکل سے دلیری کریگا کہ یہ الفاظ ان چیزوں میں بے اعتباری سے مطابقت رکھتے ہیں ۔ جیسا کہ عالم اور منصف مزاج اور ایماندار ڈاکٹر الگزنڈر بیلیکل سائیکلوپیڈیا میں ۔ ڈی ۔ موتی ڈکس آرٹیکل پر اڈیٹوریل نوٹ میں کہتے ہیں ۔ " کم سے کم ہمارا خداوند اور اُس کے حواریوں کو ایک راست باز آدمی ماننا چاہیئے ۔ اگرچہ سچی تقریر کی ضروریات میں سے یہ نہیں ہے کہ لفظوں کو ہمیشہ اور صرف اُن کے اپنے لغوی معنوں میں استعمال کرنا چاہیئے ۔ مگر یہ ضروری ہے کہ وہ اس طور پر سے استعمال کئے جاویں ۔ کہ جن سے وہ معنے نکلیں جن کو متکلم جھوٹا سمجھتا ہے ۔ اس لئے اگرچہ ہمارا خداوند اور اُس کے حواری پکڑ وغیرہ کے الفاظ کو چند ایک بیماریوں کی نسبت معمولی الفاظ کے طور پر استعمال کر سکتے تھے ۔ بغیر اُس بات پر یقین کرنے کے کہ اس قسم کے طریقہ اظہار کی جڑھ میں تھے ۔ مگر وے بھوتوں کا آدمیوں میں داخل ہونا یا اُن سے باہر نکالا جانا نہیں کہ سکتے ۔ جب تک کہ وے اس امر کو تسلیم نہ کریں ۔ کہ آدمی درحقیقت دیوؤں سے پکڑے جاتے ہیں ۔ اس لئے اگر ان کا یہ یقین نہیں تھا ۔ تو وہ راست باز آدمیوں کی طرح نہیں بولے ۔ " (دیکھو بیلیکل سائیکلوپیڈیا جلد ا صفحہ ۶۶۴ کا نوٹ) ٭

یہ قصہ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں صرف دوسری انجیل کی شہادت پر ہی مبنی نہیں ہے تیسری انجیل دوسری کو تصدیق کرتی ہے خصوصاً ناپاک روحوں کو آدمی سے باہر نکلنے کے حکم کے معاملہ میں اور اگرچہ پہلی انجیل یا تو اُسی قصہ کو مختلف پیرایہ میں بیان کرتی ہے ۔ یا اُسی قسم کا اور قصہ بیان کرتی ہے مگر ضروری فقرہ اُس میں بھی درج ہے ۔ " اگر تو ہم کو باہر نکالتا ہے تو سوروں کے گلے میں ہم کو بھیج دے ۔ اور اُس نے اُن کو کہا ۔ کہ جاؤ (متی $\frac{۸}{۳۱و۳۲}$) ٭

اگر تینوں انجیلوں کی شہادت ایک ایسے معاملہ میں تمام عقلی شک کے رفع کرنے کو فی الحقیقت کافی ہے کہ جو کہ عملی اور علمی طور پر بہت وزن رکھتا ہے ۔ اور جس میں یقین یا بے یقینی آدمیوں کی زندگی اور اُن کا دوسرے آدمیوں سے برتاؤ پر بڑی سنجیدگی سے اثر رکھتی ہے ۔ تب میں اس بات کے یقین کرنے پر مجبور ہوں کہ یسوع نے ایم پلیسٹ طور پر بیان کیا ۔ کہ مجھ کو اُن دیکھے دُنیا کا علم ہے ۔ جس نے بھوتوں اور پکڑوں میں یقین کی ۔ جو کہ اس وقت اُس کے ہمعصروں میں موجود تھا ۔ پورے طور پر تصدیق کی ۔ اگر یہ قصہ سچ ہے تو مڈل ایجز یعنی وسطی زمانہ کا قیاس ان دیکھی دُنیا کی بابت ممکن بلکہ اغلب ہے ۔ کہ بالکل سچ ہو اور سپرینجر سے لیکر ہاپکنس اور میتھیز تک چڑیلوں کی تلاش کرنے والے بہت بدنام کئے ہوئے شخص ہیں ٭

۔ برخلاف اس کے انسانیت اس یقین کے بہت خطرناک نتیجہ دیکھ کر اور معمولی عقل اُن سب معاملات میں جن کی واجب اور پورے طور پر تحقیقات کی گئی ہے ۔ شہادت کی ناقابلیت مشاہدہ کر اور سائنس ودّیا پکڑ کے معاملات کو پیتھالوجی یعنے

کرشن مت درپن

سکتا کے دائرہ میں رفتہ رفتہ لا کر جہاں تک کہ وہ پولیس کے احاطہ میں نہیں آتے یہ تمام زوردار طاقتیں ہم کو اس یقین کو اس شہادت پر جس پر کہ وہ مبنی ہے ۔ بہت روایت سے تحقیقات کرنے کے بغیر قبول کرنے کے برخلاف مطلع کرنے میں متفق ہوتے ہیں +

میں اس متحمل الصدر سے کوئی بچاؤ کی صورت نہیں دیکھتا یا یسوع نے وہ کہا جو تحریر میں ہے جو کہ اُس نے کہا یا اُس نے نہیں کہا ۔ پہلی حالت میں یہ ضروری ہے کہ اس کی بابت ایسے معاملات میں جو ان دیکھی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں خوب زور سے بالائی جانے دوسری حالت میں انجیلوں کی شہادتوں پر چوٹ لگتی ہے اگر انجیلوں کی رپورٹ ایسی بڑی بھاری اور دور تک اثر رکھنے میں عملی معاملہ میں ناقابل اعتبار ہے ۔ تو ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں ۔ کہ وہ اور معاملات میں قابل اعتبار ہو وہ منہ چڑھا جواب جس میں بہت دن کا یہ جو الطبیعیین کرنے والا اپناہ لیتا ہے کہ بائیبل سائنس سکھلانے کے لئے نہیں ہے " ۔ اس معاملہ میں ٹھیک نہیں ہو سکتا کہ بھوتوں اور اُن سے پکڑے جانے کی ہستی کا سوال اگرچہ سائنس کے احاطہ میں ہے ۔ مگر ساتھ ہی اخلاق اور مذہب سے بھی مضبوط تعلق رکھتا ہے اگر جسمانی اور روحانی بیماریاں بھوتوں کے سبب سے ہوتی ہیں تو گریگری آف ٹورس اور اُس کے ہمعصروں کا یہ خیال ٹھیک تھا ۔ کہ " برکات بجز بھوتوں کے نکالنے والے ڈاکٹروں سے زیادہ مفید ہیں " ۔ اور بڑے بھاری سوال اُن شخصوں کی اخلاقی اور قانونی حوالہ ہی کے لئے پیدا ہوتے ہیں جو کہ آسیب زدہ ہوں اور ڈھونڈنا اور اُس سے ہمارے تعلقات کے سارے خیالات بالکل مختلف ہو جاتے ہیں ۔ اگر ہم دوسرا خیال نہ رکھیں ۔ ایک معمولی وسطی زمانہ کے عیسائی کی زندگی کا خیال ایک معمولی انیسویں صدی کے انگریز سے اُس قدر مختلف تھا جس قدر کہ ایک مغربی افریقہ کے حبشی کا اِن معاملات میں اس وقت ہے آج کل کی دنیا آہستہ مگر یقیناً اِن اور اسی قسم کے باقی وحشیانہ توہمات کو دور کرتی جاتی ہے ۔ اور خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ۔ پھر کیچڑ میں آلودہ ہونے کے لئے نہیں آئیگی ۔ جب تک کہ اس کے برخلاف ثابت نہ کیا جائے +

میں اس شک کرنے کی جرأت کرتا ہوں ۔ کہ اس وقت میں آیا کوئی پروٹسٹنٹ عالم روحانی کا ماہر جس کے پاس کوئی عزت کھونے کو ہے کہیگا کہ وہ گیڈرین کے قصہ پر اعتبار رکھتا ہے ۔ اس لئے دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرنا چاہئے یا تو یہ کہ جنہوں نے انجیلیں لکھی اُن پر اعتبار نہ کرنا یا خداوند پر اعتبار نہ کرنا جس خداوند کی وے سادہ لوگ شیطان کی تماشا دنیا پر حکایت کی ایسی زندہ مثالیں منسوب کرنے سے عزت کرنا چاہتے تھے یہی متحمل الصدر بننے ذاتی لیاقت کسی بڑی بھاری عالم کے [illegible] سوا اسکے روایز ڈورس " [illegible] بنتے تنقیح [illegible] ترجمہ کے

جس کے واسطے یہ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ جو کچھ ملیت کر سکتی ہے کر چکی ہے ۔ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور نہ معمولی عقل کے علم کے بغیر معمولی اصولوں کے برتاؤ کے کسی اور بات کی حاجت ہے ۔ ہم اس بات کے قابل بنائے گئے ہیں کہ ان دو باتوں میں سے ایک بات چن لیں ۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں ہو سکتا ہے ۔ جو کہ پہلی انجیل میں لکھا گیا ہے وہ دوسری اور تیسری انجیل کی نقل ہے تاہم جو اختلافات ہیں وہ بھاری اور اس قسم کے ہیں کہ ان میں تطبیق نہیں ہو سکتی اور اسی وجہ پر کم سے کم ہم کو چاہئے کہ رائے دینے سے خاموش رہیں ۔ مگر اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے ۔ اُس وقت سے جبکہ علمی طور پر بائیبل کی تحقیقات شروع ہوئی ۔ اس وقت تک اس دریا خیال کے برخلاف کہ تین انجیلیں تین اِنڈی پینڈنٹ شخصوں کی بنی ہوئی ہیں ۔ جن کو کہ خدا کی طرف سے الہام ہوا شہادت مضبوطی سے جمع ہو گئی ہیں ۔ یہاں تک کہ اس وقت اس نتیجہ سے بچاؤ نہیں ہو سکتا ۔ کہ ان تینوں میں سے ہر ایک ایک تالیف ہے ۔ جس کے دو اجزاء ہیں ایک تو بنیاد جس کے تینوں کے لئے مشترک ہے ۔ یعنی تین طرح کی روایت اور دوسری عبارت جیسے ایک حصہ تو وہ ہے جو تینوں میں مشترک ہے ۔ اور دوسرا وہ جو ہر ایک کے لئے خاص ہے الفاظ بنیاد اور عبارت سے یہ ہرگز معنے نہیں نکالنے چاہئیں کہ عبارت بنیاد سے پیچھے طیار کی گئی برخلاف اس کے پیچھے سے ممکن ہے کہ ہوں اور اغلب ہے کہ بہت زیادہ پرانے بنیاد کے کچھ حصوں سے +

گیڈرین کے سوروں کا قصہ بنیاد سے تعلق رکھتا ہے ۔ کم سے کم اس کا دوسرا ورقی حصہ جس میں بھوتوں کی پکڑ کا یقین ظاہر کیا گیا ہے اور اس لئے پہلی دوسری اور تیسری انجیلوں کے مؤلف جو شخص کہ وے تھے اس یقین کو انہوں نے قبول کیا جو کہ درحقیقت اس زمانہ کے یہودیوں اور غیر قوموں میں عام تھا اور یسوع سے منسوب کیا ۔ اس بنیاد یعنے اس تین قسم کے روایت کے جس پر کہ یہ بدل گواہ متفق ہیں پیدا کرنے والے یا پیدا کرنے والوں کی بابت ہم کو کیا معلوم ہے کہ جس سے ہم صرف اُن کے بیان کو استادی سمجھیں کہ جس سے انسانیت عقل اور علم کے برخلاف دلیلوں کو یکم قدر کر دیا جاوے ۔ اور اُن کے استاد کی اس عزت کو خطرہ میں ڈالا جاوے ۔ جیسے کہ بہت لوگ کرنے میں قائل ہوئے کہ لئے خوش ہوئے ۔ بالکل کچھ بھی نہیں ہے ۔ اس بات کے لئے کوئی ثبوت بھی نہیں ہے ۔ اور معمولی بری رسم سے بڑھ کر بھی کچھ نہیں کہ کوئی انجیل جس حالت میں کہ ہم اُس کو صحیح شدہ ترجمہ میں پاتے ہیں ۔ دوسری صدی سے پہلے یا اور لفظوں میں واقعات جو بیان کئے گئے ہیں ۔ اُن کے بعد ساٹھ یا ستر برس کے اندر موجود تھی ۔ اور اُس وقت سے اور سب سے پورانی انجیل سے موجودہ قلمی نقلوں کے درمیان یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کتنی تبدیلیں اور تحریریں ہو گئی ہوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تمام صرف خیال ہی خیال ہے مگر یہ بہت کچھ زیادہ یعنی خیال سے بڑھ کر ہے ۔ ہمارے مترجم چونکہ دونوں لائق تمام [illegible] ایماندار آدمی ہیں ۔ وے اس بات کے ظاہر کرنے میں مجبور ہوئے ہیں ۔ کہ ایسی چیزیں یعنی تبدیلیاں اور تحریفیں سب سے موجود پورانی تاریخوں کے پیچھے بھی واقع ہوئی ہیں ۔ دوسری انجیل کی سب سے وہ پورانی کا بیان ۱۶/۸ پر ختم ہو جاتی ہیں ۔ باقی کی بارہ آئتیں بری کھیت لئے پیچھے داخل کی گئی ہیں اور یہ بات قابل توجہ کے ہے کہ بڑی تعصب کرنے والے نے اس کلام کے داخل کرنے میں دیر نہیں کی ۔ جہاں کہ یسوع اپنے شاگردوں کو ۔ [illegible]

ہم کہ لوگ یقیناً یہ بات کہہ سکتا ہے کہ کوئی اعتدالی یا بیرونی قاعدہ ہے ۔ یہ ترجمہ میں نے ایک انجیل کے بیان کے ثبوت والا حصہ میں کوئی علمی بات ہو ۔ اس بات کے لئے فیصلہ کر سکے ۔ کہ اُس کو سچائی سے لیا جانا چاہئے یا نہیں ۔ کیا لوقا کا حال جو کہ [illegible] ٹھیک طور سے مانا گیا ہے [illegible] ابراہیم کی غائب کے جو کہ اُس میں حیثیت پائی گئی ہے ۔ کیا ابتدا اُن سے [illegible] پیدائش باب کا تسمیہ جس میں کہ بہت کچھ عجیب علمی سوال پیدا ہو سکتے ہیں [illegible] ہو سکتا ہے کہ صرف [illegible] کے لئے [illegible] ساتوں کلام حوا کے ہاتھ سے پتھر پر لکھے جانے [illegible] سے اگر آدم کے [illegible] جانے کا قصہ ایک تاریخی واقعہ کا ٹھیک بیان نہیں ہے [illegible] کی مذمت کہاں [illegible] کا قصہ [illegible] برخلاف [illegible] +

مرتے دیووں کو نکالیکے دوسرا ٹکڑہ جو کہ کنارہ پر یعنیکار یعنے سی ر [illegible] د تعلیم رہ ہے یہ وہ موثر حاشہ اُس عورت کا جو زناکاری۔ کہ جس کے اخلاقی طور پر بڑے بیماری مٹتے ہیں۔ جسکی بابت نہ سارا ہنما ہوتی۔ یہ کہا جاسکتا تھا۔ کہ مسیح کی تعلیم کا بڑا کھاری والے برجی سے کہتے ہیں کہ بہت ساری پرانی تحریریں یوحنا یہ نہیں کرتی ہیں۔ اب کوئی عقل والا آدمی اپنے آپ سے یہ سوال جب تقریباً یہ فیصلہ ہوگیا کہ ماعہد نامہ کیا ہے اور جو کتنی اور جیسے بھی محرف لوگوں میں اسقدر دلیری اور ہنر تھا کہ وہ اس قسم پیں رکھے۔ پس اُنھوں نے کیا کچھ کیا ہوگا جبکہ کسی شخص کو یہ سوال نہ کرنا یعنے اصلی انجیل کس کو سمجھا جاوے جبکہ زبانی کہیں بہت ہو چکی تھی اُن لکھی ہوئی باتوں سے زیادہ بیش قیمت پہلی صدی کے آخری حصہ میں موجود تھیں یا دوسرا خیال یہ ہے میں جنھوں نے کینن (اس میں وہ انجیل داخل ہیں جو قبول کی [illegible] فیصلہ کیا۔ وے ان پرانی تحریروں کی ہستی سے واقف سے پاس موجود ہیں یا اگر واقف ہیں۔ تو ان کی شہادت کو وہ کیا لی حیثیت میں اُن کی لیاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے وہ لوگ پاک کتاب کی آزادانہ تحقیقات پر اعتراض کرتے ہیں۔ بجہول حال مس۔ یہ خوجہ کردہ ہیں اُسی آزادانہ تحقیقات کے سبب سے ہیں جنک الہام کے معتقد اس بات کے کہنے کے لئے تیار رہوں کہ بہت سارے معزز پادری رت ساری صدیوں میں غلطیوں سے بچتے ہیں۔ کیونکہ اگر ہم اس بات کو بھی قبول کریں۔ کہ اُس زمانہ کی چند ایک کتابیں الہامی تھیں تو وے بہتوں میں سے تھوڑی ہی تھیں اور اُن لوگوں کو جنھوں نے کینن کی کتابیں انتخاب کیں صرف محقق ہی سمجھنا چاہیئے جب تک کہ وے الہامی نہ ہوں اور اُس شہادت سے جو کہ وے اپنے عقلی اثر کی بابت چھوڑ گئے ہیں بالکل نہ تحقیقات کرنے والے محقق تھے۔ جب کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ ایسے نازک سوال ایسے شخصوں کے ہاتھ میں پڑے۔ جیسے کہ پاپیاس جس کا یہ مشہور بخور کے قصہ میں اعتقاد تھا۔ اور ایرینی اس بھوائی دلیل کے کہ اُس نے صرف چار انجیلوں کے واسطے دیں۔ اور ایسے شامت (زیادہ) صبت جیسے ٹرٹولین جس نے کہا کہ میں اعتبار کرتا ہوں۔ وہ جو کہ ناممکن ہے تعجب ہے کہ وہ انتخاب جس سے ہمارا نیا عہد نامہ بنا ہوا ہے ظاہرا اعتراض والی باتوں سے اس قدر بری ہے جس قدر کہ وہ ایا کرتا (یعنے وہ انجیلیں جو نئے عہد نامہ میں داخل نہیں کی گئی ہیں) وانی انجیلیں فی الحقیقت ایسی لایق ہیں۔ کہ تو وہ ایا کرتی ہوں۔ مگر آدمی شک کرسکتا ہے کہ ذرا زیادہ محققانہ امتیاز کیا کرتا کو

شے ونٹل پیٹس کی کتاب سا یبو ڈیکل کی ہسٹیریاں کے انتخاب کی بابت ایک عجیب ذ ذریعہ سے گرسیند میدم بنیونسکی صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔ کہ جب بہت سی انجیلیں دو چند سے زیادہ تھیں، جمع ہو گئیں تو کونسل پاس سے اُن کے الہامی وغیرہ ہونے کی تمیز کے لئے۔ تعقیب کیا کہ گرجا میں میز کے نیچے کل کتابیں گڈ مڈ کر کے رکھ دی جائیں اور تمام شب اس طور سے دعا کریں کہ اسے خداوند جو کتابیں الہامی ہیں وہ میز پر چڑھ جائیں اور جو غیر الہامی ہیں وہ نیچے پڑی رہ جائیں چنانچہ ایسا ہی اُس کے موافق ہوا

[illegible] انویشن جلد تیسرا [illegible] دوم [illegible] یہ بارک

بہت بڑھا دینی ہے۔ اس جگہ ایک صریح اعتراض پیدا ہوتا ہے جس پر توجہ دینی چاہئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ محققانہ سنک اس درجہ پر جہاں تک کہ لیجا چکے ہیں تو ایک طور پر بیہودہ رسم ہے کہ اگر ہمیں کسی پرانے یا نئے مورخ پر بالکل اعتبار نہیں کرنا ہے کیونکہ اس نے ایک جھوٹے معاملہ کو سچا قبول کر لیا ہے تو بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہم تواریخ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں۔ یہ کہا جاسکتا ہے اور بہت ہی انصاف سے کہ اکن ہارڈ کی لایف اف شال مین تمام اعتبار کے لایق نہیں ہے۔ کیونکہ مسٹری آف دی ٹرنسلیشن آف دی بلیسڈ مارٹرس مارسی لی نس اینڈ پال میں حد سے زیادہ اعتبار کی عجیب حالت عقل سلیم کی کمی اور ساتھ اس کے آٹھویں حکم کی تعظیم کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ یا اس رسالہ کے آخری امر سے اگر ہم نیچے نہ جاویں تو لیڈی فیٹا اُس لایق عورت مس سٹرک لین کو اُس جیمس دوم کے نقلہ استخوان کی بابت کھلنے کے سبب سے جس کو کہ اُس نے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ بغیر جان بوجھ کے بیان کی ہے۔ بالکل ناقابل اعتبار نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہ تو بالکل ٹھیک ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی آدمی زندہ نہیں جس کی شہادت قبول کی جاوے۔ اگر پہلے شرط یہ ہو۔ کہ اُس نے کوئی کہانی نہیں بنائی۔ اور یہ مشہور کی۔ ہم سب کے دلوں میں جھوٹی تھیں ایسی موجود ہیں۔ جیسا کہ ایک چٹان پر چھوٹے واقع ہوتے ہیں۔ جیسا کہ چھوٹی سبز گھاس پیدا ہو سکتی ہے جہاں پر کہ کوئی کھانے کا بیج پڑ جاوے۔ وہاں ضرور کچھ نہ کچھ یقیناً ایک پھول لاویگا بغیر اس بات کے کہ ہماری سچائی یا صفائی کو اور خیالات میں کچھ بھی تاثیر کرے۔ سر والٹر سکاٹ کو معلوم تھا۔ کہ وہ ایک قصہ کو بیان نہیں کرسکتا تھا۔ بغیر اس کے کہ جیسا کہ اُس نے خود کہا کہ جب تک میں اُس کو نئی ٹوپی اور سوتی بند نہ دوں۔ ہم میں سے بہتوں کا سر والٹر سے بھی فرق ہے۔ ہم واقف نہیں ہیں کہ یہ کہانی بنانے والی طاقت بغیر ہمارے علم کے اپنا اثر ظاہر کر دیتی ہے مگر یہ بھی بالکل سچ ہے کہ یہ قوت کہانی بنانے والی طاقت ہر ایک شخص میں برابر تیز نہیں ہوتی نہ ایک ہی دل کی ہر حالتوں اور ہر ایک حصوں میں ڈیوڈ ہیوم درحقیقت اس قصہ بنانے والی طاقت کا اسقدر مغلوب نہیں تھا جس قدر کہ دسٹ رے مل سیڈ یا کہ جیسا ایک نئے مورخ جن کا نام لیا جاسکتا ہے اور یقیناً کوئی بڑا دیمی آدمی بھی اگر اُس نے پانچ پونڈ دینے ہوں کبھی یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ مجھے ستلو دیے ہیں۔ معمولی عقل کا اصول تو یہ ہے کہ ایسے گواہ پر ان سب حالات میں اعتبار کرنا چاہئے۔ جس میں اُس کی خود غرضی یا اُس کی آلودگی یا اُسکے تعصب یا اُس عجب کی محبت جو کہ سب انسانوں میں تھوڑی بہت موجود رہتی ہے۔ بہت زور سے موجود نہ ہوں۔ اور اگر وہ ہوں تو اُس وقت اتنی تصدیقی شہادت کا ہونا جتنی کہ وہ چیز جس کی شہادت دی گئی ہے احتمال کے برخلاف ہو۔ گیڈرین کے قصہ پر بغیر دلیل کے میں شکی نہیں ہوں اگر میں یہ کہوں کہ اُن دیووں کی ہستی جو کہ انسان سے سوروں میں اس طرح لائے جاسکتے ہیں۔ احتمال یعنے پرابیبلٹی کے برخلاف ہے؛

میں قبول کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی اسے پرائسابی یعنے انتی اعتراض نہیں ہے مادی چیزیں ایسی ہیں جیسی کہ ٹی ای اور رنگی ای جو سوروں سے آدمیوں میں یا آدمیوں سے سوروں میں لائی جاسکتی ہیں اور جو دونوں پر سخت شیطانی اور مہلک تاثیر پیدا کرتی ہیں۔ ممکن ہے کہ روحانی چیزیں بھی ایسی موجود ہوں جو اس طرح سے تبدیل ہوسکیں اور جن کی تاثیر متعدی یکساں ہوں ساتھ ہی میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ بہت ہی سے آدمی جن کے [illegible] اسطے میری بڑی بھی

تسلیم ہے۔ آج کل کی روحوں کی ایسی کہانیوں میں اعتبار رکھتے ہیں جو کہ زیر بحث قصہ کی طرح احتمال سے بعید ہے۔ اس لئے جہاں تک کہ صفائی سے ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ میرے پاس کوئی وجہ نہیں کہ جس سے یہ ثابت ہو سکے۔ کہ ان تبدیل ہونے والے دیووں کی ہستی نہیں (میں انکار کر سکتا ہوں۔ کہ صرف تمام رومن کیتھلک جھوٹ ہی نہیں۔ بلکہ بہت متہور سے نہیں کافر دیسے جن کو ڈیس صاحب کافر کہتے ہیں) اس بات میں ایمانداری اور مضبوطی سے اعتبار کرتے ہیں۔ کہ ایسے دیوؤں کی کام کرنے والی طاقت اس ۱۸۹۵ء میں بھی بڑے زور سے ہے مگر تاہم جیسا کہ بیک بشپ بٹلر کہتا ہے کہ "پرانی طبعی زندگی کی ہادی ہے اور مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان حالتوں میں سے ایک ہے کہ جہاں اعتبار اور رد ہمارے کا وہ اصول جس کو میں نے بیان کیا پورا زور رکھتا ہے پس پورانی اور نئی جھوٹ روایا کی سچائی کے لئے بہت سارے (کسی سبب سے سارے نہیں) گواہوں کے گئے تعظیم کے ساتھ بھی میں خیال رکھتا ہوں کہ اُن کی اس خاص معاملہ میں شہادت اُن کے نتیجہ نکالنے کے اس قدر تھوڑی ہے کہ ہنسی آتی ہے۔ جو کچھ کہ کہا جا چکا ہے۔ اس کے پیچھے میں کوئی خیال نہیں کرتا۔ کہ کوئی لائق آدمی اگر وہ خفا ہو تو مجھ پر خداوند اور اُس کے حواریوں کے برخلاف کہنے کے سبب تہمت لگائیگا۔ اگر میں دوبارہ اس بات کو کہوں کہ میں تمام گیڈریول کے قصہ میں اعتبار نہیں رکھتا۔ لیکن اگر وہ سارا قصہ اعتبار کے لائق نہیں ہے تو اور تمام بھوتوں کی پکڑوا کے قصوں کی نسبت شک پڑ جاتا ہے۔ اور اگر بھوتوں کی پکڑا میں وشواس جو کہ ابتدائی عیسائی مذہب کی بنیاد ہے۔ مل جادے۔ تو اس حالت میں انجیلوں کے غیب (پیشگوئی) آیندہ دنیا کی بابت با تصدق شہادت کے واسطے کیا کہتا ہوگا" (رسالہ نائنٹنتھ سینچری انگریزی مطبوعہ لنڈن فروری ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۷۱ سے ۱۷۸ تک) +

چوتھا باب

بائبل کا خدا نہ رحیم نہ عادل بلکہ ظالم ہے

ایک شخص پادری کھڑک سنگھ جی نے اپنے رسالہ نمبر ۲ و ۳ میں پرمیشور کے پریم و عدل کی بابت بموجب مذہب وید کے نکتہ چینی کی تھی جس کا جواب ہم نے صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر[1] میں دیدیا اور بائبل کے خدا کی بیرحمی و ظلم اور نامنصفی بھی بقدر ظاہر کر دی تھی مگر اب ہم اس رسالہ کرسچن مت درپن میں بائبل کی بابت اسی مسئلہ پر کسی قدر لکھنا چاہتے ہیں +

پادری صاحبان! کیا آپ لوگوں نے کبھی سوچا بھی۔ کہ اس مسئلہ پر عیسائی مذہب کی کیا تعلیم ہے +

ذرا انصاف کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے جسکے پورا کرنے کو بقول عیسائیوں کے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو (جو اصل میں باپ تھا) یہ تھا کہ ابوالبشر آدم کو (باوجودیکہ علم نسل الانسان کی نظیروں میں (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسانی پیدائش ایک سے نہیں بلکہ بہت سے مختلف اشخاص سے ہوئی۔ اور انسان حضرت آدم کے وجود سے کروڑوں سال پہلے موجود تھے ایسا کاروبار کرتے اور مرتے تھے) یہ خطاب ابوالبشر حضرت آدم کے لئے زیبا ہو) ایک ایسے درخت کے پھل کھانے سے (جو دیکھنے میں خوشنما کھانے کے لائق دانش بخش تھا) منع کرکے خود اور نیز بواسطہ شیطان نافرمانبرداری پر آمادہ کیا۔ کیونکہ لکھا ہے "خداوند خدا نے سانپ شیطان اور عورت حوا کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالی" (پیدائش $\frac{۳}{۱۴ و ۱۵}$)۔ "اے خداوند تو نے ہی ساری چیزیں پیدا کیں اور وہ تیری ہی مرضی سے ہیں" (مکاشفات $\frac{۴}{۱۱}$)۔ "جب شیطان نے اپنی دغابازی سے حوا کو ٹھگا" (قرنتیان $\frac{۱۱}{۳}$) کیونکہ لکھا ہے فریب کھانے والا فریب دینے والا دونوں اسی (خدا) کے ہیں (ایوب $\frac{۱۲}{۱۶}$) کیونکہ تو نے (خدا نے) اُن کے دلوں سے دانش کو چھپایا" (ایوب $\frac{۱۷}{۴}$) + اور پھر اُس خدا قادر مطلق نے جس نے سب کچھ اپنے ہاتھ رکھا ہے حضرت آدم سے اس نافرمانبرداری کا مواخذہ کیا اور نہ صرف حضرت آدم سے بلکہ ہم سب سے اب حضرت فرمائیے ہمارا کیا قصور؟ صرف یہ کہ بموجب تعلیم انجیل حضرت آدم کی اولاد گنے جاتے ہیں۔ واہ واہ کیا روشن انصاف ہے اور شان ایزدی کو بھی شایان ہے کہ خود ہی لوگوں کو بہکا دے جیسا کہ لکھا ہے "خدا نے ایک کجرو روح اُن کے درمیان ڈالی ہے" (یسعیاہ $\frac{۱۹}{۱۴}$) پھر لکھا ہے "خدا نے ابی ملک اور سکم کے لوگوں کے درمیان روح فساد کو بھیجا" (قاضی $\frac{۹}{۲۳}$) "خدا نے اُس کو دانش سے محروم کیا" (ایوب $\frac{۳۹}{۱۷}$) "خدا نے تم پر سلانیوالی روح کو غالب کیا اور تمہاری آنکھیں موندیں (یسعیاہ $\frac{۲۹}{۱۰}$)۔ "خدا کی سانس قوموں کے منہ میں لگام ہو کر انہیں گمراہ کرتے" (یسعیاہ $\frac{۳۰}{۲۷ و ۲۸}$)۔ "اُس نے اُن کی آنکھیں بند کی ہیں وے دیکھتی نہیں۔ اور اُن کے دل بھی سو وے سمجھتے نہیں۔" (یسعیاہ $\frac{۴۴}{۱۸}$ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۸ء)۔

چنانچہ لکھا ہے "کہ خداوند نے آج تک اُنہیں اونگھنے والی روح اور ایسی آنکھیں کہ نہ دیکھیں اور ایسے کان کہ نہ سنیں دی ہیں۔" (رومیوں کا $\frac{۱۱}{۷ و ۸}$)۔ اور پھر خود ہی بر سر حساب آوے اور تبھی عین محبت و عدل کہلاوے۔ خدا کیلئے ذرا تو سوچئے کہ انسان ضعیف البنیان طاقت خداوندی کا کیونکر مقابلہ کر سکتا ہے اور جب وہ بُرا کام کرنے پر آمادہ کرے یا اجازت دے جیسا کہ (حزقیل $\frac{۲۰}{۲۵}$ نسخہ رف سنہ ۱۸۹۶ء) سے ظاہر ہے کہ خدا نے اہل اسرائیل کو بت پرستی کی ترغیب اور اجازت دی تو کون اُس سے انحراف کرے اور جو حکم الٰہی یا مرضی الٰہی کی فرمانبرداری کرے اگر وہ الٹا مستوجب عقوبت ہو تو اُس سے کون بہتری کی امید رکھے اور در حقیقت اُس سے کسی کو امید بہبودی کی نہ رکھنی چاہئے۔ کیونکہ وہ بالکل خود مختارانہ طور پر اپنی مرضی اور اختیار کو نافذ کرتا ہے اور کسی کی خواہش یا اعمال یا اقوال پر مطلق توجہ نہیں کرتا۔ "پس وہ جسپر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔" (رومیوں کا $\frac{۹}{۱۸}$) (خروج $\frac{۷}{۳ و ۴}$)۔

ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے خود مختار اور مغرور خدا کو کون محبت اور عدل کے ساتھ موصوف کر سکتا ہے۔ جیسا بائبل میں داؤد نبی نے کہا ہے "داؤد نے جب اُس فرشتہ کو جو لوگوں کو مارتا تھا تو خداوند سے کہا۔ گناہ تو میں نے کیا اور بدی مجھ سے ہوئی پھر ان بھیڑوں کا کیا قصور ہے؟" (سموائیل ۲ - $\frac{۲۴}{۱۷}$)*

کیا مندرجہ صدر حوالوں سے ذرا بھی محبت اور عدل کی بو آتی ہے ہرگز نہیں کسی نے کیا اور کسی کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ واہ ہم نے تمہارے لئے اپنا گلا کٹایا اور گلا کٹا کر بھی ہر شخص کو نجات نہیں بخشی بلکہ صرف انہیں کو جو حسن عقیدت و اقرار

---

[1] یادری صاحب کے ۴ لیکچروں کے جواب میں نامہ نگار نے ۴ لیکچر جوابی شائع کئے ہیں جس کا نام صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج و شکست پادریوں کی ناسمجھی کا علاج ہے +

الوہیت ببلپسمالیس۔ گویا اس کا خون پانی کے چھینٹے کی مدد کے بغیر کسی کے گناہ کا داغ نہیں دھو سکتا اور بجز حسن عقیدت بھی بموجب حوالجات صدر انسان کے ہاتھ نہیں وہ یا تو اُس کے ہاتھ میں یا کسی ایسے زبردست کے قبضہ میں جس کے مارے روح حماد مدی بھی بھاگتی ہے۔ اور وہ کون حضرت شیطان مخرب دین و ایمان جس کی طاقت کا اقرار خود خدا نے یوں کیا ہے۔ باوجودیکہ تو نے مجھے ابھارا ہے کہ بے سبب (شاید بمقتضائے انصاف یا محبت) اُسے یعنی ایوب کو ہلاک کروں" (ایوب $\frac{2}{3}$) اور جسکی قوت کا اظہار حضرت مسیح اقنوم ثانیہ ذات باری پر اس طرح کمالیت سے ہوا۔ کہ جزاک اللہ چنانچہ خود محرران انجیل کو اقبال ہے کہ "تب شیطان یہودا میں سمایا اور اُس نے جاکے سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے صلاح کی کہ اُس لئے مسیح کو کس طرح اُن کے حوالہ کرے۔" (لوقا $\frac{22}{3 و 4}$) و یوحنا $\frac{13}{27}$)۔

اور انجام کار بر سردار پہنچایا جس کے صدمہ سے مسیح (خدائے ثانی) یوں چلایا۔ ایلی ایلی لما شبقتنی اے خدا اے خدا تو نے مجھے کیوں بھلا دیا۔ مگر افسوس کہ کام کے وقت کتنا ہگانی ئے۔ خدائے اول یا مسیح کا باپ اُس وقت بالکل مدد کو نہ پہنچا غالباً ڈر گیا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اس وقت شیطان علیہ الرحمۃ مجھے بھی صلیب پر چڑھا دے درحقیقت اچھی سوجھی ورنہ خدا نخواستہ مشکل پڑ جاتی ◆

شیطان کی طاقت کا متی $\frac{13}{19}$ و مرقس $\frac{4}{15}$ میں اسطرح اقبال کیا گیا ہے۔ "تب شیطان آکے اُس کلام کو اُن کے دِل سے نکال لیجاتا ہے تاکہ ایسا نہو کہ ایمان لاکے نجات پاویں" اِس جہان کے خدا (شیطان) نے اُنکی عقلوں کو تاریک کر دیا تا نہ ہووے مسیح جو خدا کی صورت ہے اُسکی جلال والی انجیل کی روشنی اُنپر چمکے۔ (قرنتیان ۲ $\frac{4}{4}$)۔ "اُس نے اُنکی آنکھیں اندھی کیں اور اُن کے دِل سخت کئے ہیں تا نہووے کہ وے آنکھوں سے دیکھیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں اور میں اُنہیں چنگا کروں۔" (یوحنا $\frac{12}{40}$) ◆

اے خداوند تو نے کیوں ہمیں اپنی راہوں سے گمراہ کیا۔ کیوں تو نے ہمارے دل کو سخت کیا کہ تجھ سے نہ ڈریں۔" (یسعیاہ $\frac{63}{17}$) ◆

اسی واسطے بائبل کا رحیم خدا فرماتا ہے "میں مہربانی نہ کرونگا اور نہ چھوڑونگا اور رحم نہ دکھاؤنگا بلکہ اُنہیں ہلاک کرونگا۔" (یرمیاہ $\frac{13}{14}$)۔

"سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ کہ اُن کا ہے بالکل حرام کر اور انپر رحم مت کر بلکہ عورت و مرد ننھے بچے اور شیر خوار سب کو قتل کر" (سموایل ۱۔ $\frac{15}{3}$)

"اُنکا خالق اُنپر رحم نہ کرتا اور اُن کا بنانے والا اُن پر ترس نہ کھاتا ہے۔" (یسعیاہ $\frac{27}{11}$) ذرا تو فرمائیے کہ اس حالت میں ہمارا حضرت مسیح پر ایمان نہ لانا قصور میں داخل ہے یا مجبوری میں۔ ہمیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا جو غلبہ غضب یا جوش انتقام میں اکثر بغیر سوچے سمجھے کے جو چاہتا سو کر بیٹھتا تھا۔ مثلاً جب اُس نے نوح کے زمانہ میں جلدی کر کے لوگوں کو ہلاک کیا اور نہ صرف لوگوں کو بلکہ اُن کے ساتھ ہی (بمقتضائے انصاف یا محبت) بیگناہ حیوانات اور نباتات کو بھی اور انجام کار پچھتایا اور دلگیر ہوا۔ کہ میں پھر ایسا کام نہ کرونگا ◆

یا جیسا بنی اسرائیل کو معہ داؤد (اس وجہ سے کہ داؤد نے باغوائے شیطان ملکہ بقول سلیمان باب $\frac{21}{1}$ مطبوعہ ۱۸۵۵ء الہ آباد راجہ کا من پرمیسور کے ہاتھ میں ندیوں کے جل کی مانند ہے وہ اُسے جدھر چاہتا ہے اُدھر پھیرتا ہے۔" یا باغوائے خود خدائے رحمن بنی اسرائیل کی مردم شماری کرائی جائے) جوش میں آکر بتقاضائے رحم یا محبت اوّل مار ڈالا اور پھر اُداس ہوا۔" (تواریخ $\frac{12}{2}$ سنہ ۵۵ء) ◆

یا جیسے خدا اپنے فتوے سزا سے جو اُس نے بندگان شہر نینوا پر بوسیلہ یونس ظاہر کیا تھا پچھتایا اور "الیہور نے اُن کے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنی اپنی بُری راہ سے پھرے اور الیہور اس بُرائی سے پچھتایا جو اُن پر لانے کو اُس نے کہا تھا اور اُس نے اُن سے وہ بدی نہ کی" (یونہ $\frac{3}{10}$) خداوند فرماتا ہے تو اے یروشلم پیچھے پھر گئی۔ اِس لئے میں تجھ پر اپنا ہاتھ بڑھاؤنگا۔ اور تجھے برباد کرونگا۔ پچھتاتے پچھتاتے میں تھک گیا" (یرمیاہ $\frac{15}{6}$)۔

ایسا خدا انجام کار اپنے کرتوتوں سے یہاں تک شرمسار ہوا کہ اپنا گلا کٹا سکے بغیر اُس کا جیت شانت نہوا۔ ورنہ کہاں کا کفارہ اور کیسی قربانی۔"

عادل گنہگار کو کبھی نہیں چھوڑتا اور نہ بیگناہ کو کسی کے گناہوں کی عوض سزا دیتا ہے۔ چہ جائیکہ خود اپنی ذات پاک کو جسے انجیل کے بموجب اختیار تھا کہ چاہے بغیر خونریزی حضرت مسیح کے سب کے گناہ یک قلم موقوف کر دیتا اور جو نہ اس حکم سے سب کو فائدہ پہنچتا۔ مندرجہ انجیل (متی $\frac{20}{5}$) کے اچھوں کو کڑکڑانے کا حق نہوتا۔ اور اب تو بیچارے کی جان گئی اور اُن کے بھاوے ہی نہیں۔ بہت سے لوگ شکایت کا حق رکھتے ہیں مثلاً وہ لوگ جن کے کان تک ہنوز مسیح کی انجیل ہی نہیں پہنچی۔ دوئم وہ بچے جو پیدا ہوتے ہی مر گئے یا تھوڑے دن بعد فوت ہو گئے۔ سوئم وہ مادر زاد پاگل جو مدت العمر اسی مرض میں گرفتار رہے اور بمجبوری نہ مسیح پر ایمان لا سکے اور نہ بپتسما پا سکے۔ اگر بخشے نہ جاوینگے۔ تو عدالت کی زنجیر ضرور کھڑکاوینگے اور اگر بخش دئے گئے تو عقل سے بہرہ ور ہیں اور بتقاضائے عقل و علم جادوگر۔ ساحر۔ شعبدہ باز۔ بھوت پشاچ اور جھوٹے معجزوں کے ماہروں پر ایمان نہ لائے یا جو بسبب مرضی رحمٰن یا حضرت شیطان ایمان نہ لا سکے۔ اپنی بے قصوری پر حجتیں کرینگے اور بارگاہ یا تو رحمٰن یا شیطان یا پادری صاحبان (جنہوں نے خواہ مخواہ انجیل سُنا گنہگار بنایا) کے سر دھرینگے تب معلوم محبت غلبہ کرے یا انصاف۔ ہم کو تو انجیل سے مسیحی خدا کے مغلوب الغضب قہار اور خونخوار ہونیکے بیشمار ثبوت دستیاب ہوتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ان ثبوتوں کے مقابل کون اُنکو محبت کر سکتا ہے اور اگر کہے تو سوائے اس کے کہ قاتل یوں سمجھیں کہ یکتا ہے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے ◆

(۱) دیکھو خدا نے آدم سے اُس کے اُس فعل کی جو بسبب مشیت ایزدی و ترغیب شیطان و جبر حالات خاص وقوع میں آیا تھا کیسا مواخذہ کیا۔ اُسے تو اُسے اُسکی اولاد کو بھی نہ چھوڑا بلکہ اپنے گلے پر بھی چھرا چلائے بغیر نہ رہا ◆

(۲) شیطان جیسا زبردست بلا وجہ ہمارے اغوا پر جس کا نتیجہ سزائے ابدی ہوگا مامور کیا گیا۔ کیا وہ قادر مطلق رحمٰن و شیطان کے دو تو کام انجام دینے سے منزہ تھا۔ ہمیں سلطنت سے ہنوز دستبردار نہیں ہوا۔ جیسا کہ مندرجہ صدر حوالوں سے ظاہر ہے تو بھی اُس نے اپنے لئے ایک نائب مقرر کیا جو زور و قوت میں اُس سے بھی بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ اُسے دھوکا دینے لگا اور دقتوں میں اور تکلیفوں میں گرفتار کرنے لگا۔ جیسا کہ مسیح پر قطعی آیا کہ وہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ ترجمہ اے خداوند خداوند۔ تو نے

---

[1] مسیح ہی کیا آدم بھی خدا کی صورت تھا (پیدائش $\frac{1}{1}$) اور (پیدائش $\frac{3}{22}$) جو پیدا ہوتے ہی شیطان کی اُمت میں داخل ہوا خدا کے بھی جوش غضب میں آیا ($\frac{3}{17}$ و $\frac{3}{22}$) اور جسکی اولاد بلا قصور (بمقتضائے انصاف خدائے عیسائیاں کے باوجود سزا یاب ہو جانے باپ آدم کے اور مصلوب ہو جانے مسیح کے ناکردہ گناہ انسان کے) تاحال لعنت میں گرفتار ہے ◆

مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی $\frac{۲۷}{۴۶}$) "اے باپ اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے" (مرقس $\frac{۱۴}{۳۶}$) "اور دعا مانگی اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے" (مرقس $\frac{۱۴}{۳۵}$) پکارتا پکارتا فوت ہوا۔ نہ معلوم اس نے کس سے دعا مانگی اور پھر کیوں خالی گئی۔ وہ تو آپ ہی خدا تھا۔ سب کچھ کر سکتا تھا۔ خدا ہی نے بیٹا بن کر اوتار لیا تھا۔ یا یوں کہو کہ باپ خدا ہی بیٹا خدا بن گیا تھا۔ اگر وہ جانتا تھا کہ ایسا ضرور ہوتا ہے اور شیطان کے پیچ سے چھٹکارا غیر ممکن ہے۔ تو اپنی کمزوری ظاہر کرنے سے کیوں نہ شرمایا +

نمبر ۳۔ طوفان نوح اسی کے قہر کا نمونہ تھا + نمبر ۴۔ سدوم و عمورا پر (کمال رحم سے) آگ اور گندھک برسائی + نمبر ۵۔ بنی اسرائیلوں کی خاطر مصریوں کے پلوٹھے مار ڈالے اور انہیں رود نیل میں غرق کیا + نمبر ۶۔ وقتاً فوقتاً اسی اسرائیلیوں کو ابھارتا اور ان سے دیگر اقوام کو ہلاک کرواتا رہا اور ہر موقع پر مصر کی غلامی سے نکال لایا تنگ ظرفوں کی طرح احسان دھرتا رہا۔ موجودہ زمانہ میں تھیوڈر پارکر کی سوانح عمری پڑھو۔ کس طرح اس نے غلامی کا ستیاناس کیا۔ مگر غلاموں کو کبھی نہیں جتلایا کہ میں نے تم کو یوں خلاص کیا ہے۔ بائبلی خدا سے تو تھیوڈر پارکر ہزار درجہ عالی حوصلہ رہا۔ احسان کر کے فراموش کر دینا تو اعلیٰ خیالی ہے۔ مگر افسوس کہ بائبلی خدا نے اس کے برخلاف کیا۔ مفصلہ ذیل حوالہ خدا کے قہر و غضب کو ثابت کرتے ہیں نہ کہ محبت و الفت کو۔

نمبر ۱۔ میں افرائیم کے لئے شیر ببر کی مانند اور یہوداہ کے گھرانے کیلئے جوان سنگھ کی مانند ہو کر انہیں پھاڑ ڈالونگا۔ (ہوسیع $\frac{۵}{۱۴}$، ا و یرمیاہ $\frac{۳}{۹ تا ۱۱}$)۔

نمبر ۲۔ اس لئے میری مصیبت کو دیکھ کہ وہ زیادہ ہوتی ہے۔ تو شیر کی مانند مجھے شکار کرتا اور پھر عجیب جور لوں میں ہو کے اپنے تئیں مجھ پر ظاہر کرتا (ایوب $\frac{۱۰}{۱۶}$)۔

نمبر ۳۔ اور میں مصریوں کو آپس میں مخالف کر دونگا اور ہر ایک اپنے بھائی سے لڑیگا۔ (یسعیاہ $\frac{۱۹}{۲}$) +

نمبر ۴۔ "اور میں نے انہیں وہ سنتیں دیں جو بھلی نہ تھیں۔ اور وہ قانون کہ جن سے وہ جیتے نہ رہیں" (حزقیل $\frac{۲۰}{۲۵}$) +

نمبر ۵۔ "یہووا تمہارے بزرگوں پر حد سے زیادہ خفا ہوا" (زکریا $\frac{۱}{۲}$)

نمبر ۶۔ "اور میرے ساتھی دوت نے مجھے کہا کہ یہ کہکے پکار کہ رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ مجھے یروشلم کے لئے صیہوں کے لئے غیرت آتی ہے بلکہ بڑی غیرت اور میں ان غیر قوموں سے جو اب بڑے چین سے ہیں نہایت ناخوش ہوں کہ میں تھوڑا سا بیزار تھا اور انہوں نے اس آفت کو زیادہ کر دیا" (زکریا $\frac{۱}{۱۴ تا ۱۵}$)

نمبر ۷۔ اے مکتیس کے رہنے والو تم ماتم کرو۔ کیونکہ سارے بیوپاری مارے گئے وے جو چاندی کو اٹھائے لئے جاتے تھے سو منقطع ہوئے اور اس وقت یوں ہوگا کہ میں چراغ لیکے یروشلم میں تلاش کرونگا اور جتنے اپنے تلچھٹ پر جم گئے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ خداوند نہ بھلا کریگا نہ برا کریگا ان کو سزا دونگا تب ان کے مال و اسباب لوٹے جائینگے اور انکے گھر اجڑ جائینگے" (صفنیاہ باب $\frac{۱}{۱۱ تا ۱۳}$)

نمبر ۸۔ میں ملک کی سطح پر سے سب کو بالکل نیست کر دونگا" (صفنیاہ $\frac{۱}{۲}$)

نمبر ۹۔ یہووا غضبناک اور انتقام لینے والا ایشور ہے اور بیریوں کے لئے غصہ رکھتا ہے یہ ایشور غصہ میں دھیما ہے پر نہایت قوی ہے وہ پاپیوں کو نشپاپی کبھی نہ ٹھہرا دیگا۔ پھر کفارہ اور محبت کیسی +

نمبر ۱۰۔ "اور میں اپنا منہ ان کے خلاف پھیرونگا۔ وے ایک آگ سے نکلینگے پر دوسری آگ انہیں کھا جائیگی اور جس میں اپنا منہ تمہارے خلاف پھیروں تب تم جانوگے کہ میں پرمیشور ہوں (غضبناک سے سختی ڈرا کرتے ہیں) اور پرمیشور یہووا کہتا ہے کہ ان کے گناہ کی وجہ سے ملک کو اجاڑ ڈالونگا" (حزقیل باب $\frac{۱۵}{۷ و ۸}$) ضرور انصاف بھی سہی جانتا ہے +

نمبر ۱۱۔ "اور پرمیشور نے مجھے کہا کہ اگر موسیٰ یا سموئیل میرے سامنے کھڑا ہوتا تو بھی ان لوگوں پر رحم کرنے کو میرا من نہیں جھکتا۔ میرے آگے سے انہیں دور کر کہ وے چلے جائیں" (یرمیاہ $\frac{۱۵}{۱}$)۔

نمبر ۱۲۔ "اس لئے تو ان لوگوں کے لئے دعا مانگ کیونکہ مصیبت کے وقت میں ان کی نہ سنونگا" (یرمیاہ $\frac{۱۱}{۱۴}$)۔

نمبر ۱۳۔ "اور رب الافواج یوں فرماتا ہے۔ دیکھ میں انہیں سزا دینے کو ہوں جوان تلوار سے مارے جاوینگے اور ان کے بیٹے بیٹیاں کال سے مرینگے" (یرمیاہ $\frac{۱۱}{۲۲}$)

نمبر ۱۴۔ "اس لئے خداوند یہووا کہتا ہے کہ دیکھ میرا غضب اور میرا قہر اس مکان پر اور انسان پر اور حیوان پر اور میدان کے درختوں پر اور زمین کی پیداوار پر نازل کیا جائیگا اور وہ بھڑکیگا اور بجھیگا نہیں" (یرمیاہ $\frac{۷}{۲۰ و ۲۱}$)

نمبر ۱۵۔ "اس لئے پرمیشور یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں ان پر مصیبت لا ڈالونگا جس سے وے اپنے کو نہ چھڑا سکینگے اور گو وہ مجھ سے دعا مانگیں تو بھی میں نہ سنونگا" (یرمیاہ $\frac{۱۱}{۱۱}$)

نمبر ۱۶۔ "مگر تمہاری برائیوں نے تمہاری اور تمہارے رب کی باہم علیحدگی کی اور تمہارے گناہوں نے اس کے منہ کو تم سے چھپایا ایسا کہ وہ نہیں سنتا" (یسعیاہ $\frac{۵۹}{۲}$) معلوم ہوتا ہے کہ خدا گنہگاروں پر رحم نہیں کرتا بلکہ منہ چھپاتا ہے۔

نمبر ۱۷۔ "اور جب خداوند ایوب سے یہ باتیں کہہ چکا تو خداوند نے الیفز تیمنی سے کہا کہ میرا غضب تجھ پر اور تیرے دونوں دوستوں پر بھڑکا کیونکہ تم نے میری بابت میرے بندہ ایوب کی طرح ٹھیک نہیں کہا" (ایوب $\frac{۴۲}{۷}$) پہلے خدا بات بات پر خفا ہو جاتا تھا۔ مگر جب سے مرگیا ٹھنڈا ہو گیا۔ دیکھو ان بیچاروں سے رشوت لیکر ان کا پیچھا چھوڑا اور رشوت بھی لی۔ مگر ایوب کی سفارش سے چنانچہ لکھا ہے "سو اب اپنے لئے سات بیل اور سات مینڈھے لیکے میرے بندے ایوب پاس جاؤ اور اپنے لئے سوختنی قربانی گذرانو۔ اور میرا بندہ ایوب تمہارے لئے دعا مانگیگا۔ کہ میں اسکی طرف قبول کرونگا نہ ہو کہ میں تمہاری جہالت کے لائق تمہارے ساتھ سلوک کروں" (ایوب $\frac{۴۲}{۸}$)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پرانا عہدنامہ خدا کی محبت کل بنی نوع آدم کے لئے ہرگز ثابت نہیں کرتا۔ ہاں اسکی صفت قہر و غضب کے ہزاروں بھڑکتے ہوئے ثبوت اس سے جمع کر لیجئے۔ اب پرانا عہدنامہ ہم چھوڑ کر کہتے ہیں کہ خود مسیح دنیا میں محبت و الفت کا بیج بونے نہیں آیا۔ اس نے خود یوں کہا ہے دیکھو نیا عہدنامہ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر اتفاق کرانے آیا ہوں میں ملاپ کرانے نہیں۔ تلوار چلانے آیا ہوں کیونکہ میں بیٹے کو باپ سے بیٹی کو ماں سے اور بہو کو اسکی ساس سے پھوٹ کروانے آیا ہوں اور انسان کے دشمن اس کے گھر ہی کے لوگ ہونگے جو کوئی ماں باپ کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں۔ اور جو کوئی بیٹا یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے میرے لائق نہیں ہے" (متی $\frac{۱۰}{۳۴ تا ۳۸}$)

اب ذرا مسیحی خدا کے انصاف کی بابت بھی غور کر لیجئے۔ گو کہ بموجب اسناد نمبر ۹ و ۱۰ کے پاپیوں کو سزا بغیر ہرگز نہ چھوڑیگا۔ تاہم وہ ان افعال کے لئے جن کے کرنے میں وہ حسب تحریر رسالہ مجبور مطلق ہیں۔ وہ چند سزا دینے میں بھی نہیں ہچکچایا۔ وہ شم

کوشش و دغا درا سے پکار کے کہو کہ اس کی عیسیٰ کے دن جو جنگ و جدل کے تھے گذر گئے اس کے گناہ کا کفارہ ہوا۔ اور اس نے خداوند کے ہاتھ سے اپنے سب گناہوں کا بدلہ دو چند پایا۔" (یسعیاہ ۴۰/۱-۲) پادری صاحب! [illegible] کو اس دو چند [illegible] پر کر کرموں ہی کا پھل پاتا ہے بڑا تعجب ہے کہ آپ ہوں نے انجیل کی ان آیات کو دیکھتے ہوئے بھی آنکھیں موند لیں۔

نمبر۱۔ "دھوکے میں نہ پڑو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ کیونکہ آدمی جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹیگا" (گلتیون ۶/۷)

نمبر۲۔ "کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا" (متی ۱۶/۲۷)

نمبر۳۔ "کیونکہ تو اپنی باتوں سے ہی بیگناہ اور اپنی باتوں ہی سے گنہگار ٹھہرایا جاویگا" (متی ۱۲/۳۷) ٭

نمبر۴۔ "پھر اس نے ان سے کہا ہوشیار رہو کہ تم کیا سنتے ہو جس ماپ سے تم ماپتے ہو اسی سے تمہارے لئے ماپا جاویگا" (متی ۴/۲۴) ٭

نمبر۵۔ "کیونکہ حاکم نیکوکاروں کو نہیں بلکہ بدکاروں کو خوف کا باعث ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے کہ حکومت سے نڈر رہے تو نیکی کر" (رومیوں ۱۳/۳) ٭

نمبر۶۔ "اسواسطے اگر اس کے خادم بھی اپنی صورتوں کو راستبازی کے خادموں سے بدل ڈالیں تو کچھ بڑی بات نہیں پر انکا انجام ان کے کاموں کے موافق ہوگا" (۲ کرنتھیوں ۱۱/۱۵)

نمبر۷۔ "کیونکہ پربھو کی آنکھیں دھرمی لوگوں پر ہیں اور اسکا کان انکی دعاؤں پر لیکن پربھو کا منہ برے کرنیوالوں کے خلاف ہے" (۱ پطرس ۳/۱۲)

نمبر۸۔ "کیونکہ جس حال کہ خدا نے فرشتوں کو جب انہوں نے گناہ کیا نہ چھوڑا بلکہ تاریکی کی زنجیروں سے باندھا اور جہنم میں ڈالکے حوالہ کیا تا عدالت کے دن تک انکی نگہبانی ہو اور اگلی دنیا کو بھی نہ چھوڑا بلکہ طوفان کے پانی کو بیدینوں کے عالم میں بھیجکر روح سمیت جو راستبازی کا منادی کرنیوالا آٹھواں تھا نوح کو بچا لیا اور سدوم و عمورہ کے شہروں کو خاک سیاہ کر کے اور نیست و نابود ہونے کا حکم فرما کے انہیں آیندہ کے بیدینوں کی عبرت کے لئے نمونہ بنا رکھا اور اس نے راستباز لوط کو جو شریروں کی ناپاک چالوں سے دق ہوا۔ رہائی بخشی" (۲ پطرس ۲/۴ سے ۷) ٭

ان تمام حوالوں سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گو انسان فاعل بالاختیار بھی ہو۔ اور چاہے خدا بھی اس سے گناہ کرائے تو بھی اپنے افعال و اعمال کی جزا و سزا سے بچ نہیں سکتا۔ کسی کے ساتھ کچھ رعایت ہوگی نہ زیادتی ہو جانے کا تو معاملہ نہیں جیسا کہ یسعیاہ کے باب ۴۰/۲ محولہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے یا کال کی پستک باب ۲۱ کے ان لفظوں سے واضح ہوتا ہے۔ "تب داؤد نے خدا سے کہا کہ کیا میں نے لوگوں کو نہیں گنوایا یعنی میں نے ہی پاپ کیا۔ اور بالتحقیق برائی کی پران بھیڑوں (یعنی بنی اسرائیل) نے کیا کیا ہے کہ میری بلا ان پر پڑے۔ اے میرے خداوند۔ اے میرے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ تیرا ہاتھ مجھ پر اور میرے باپ کے گھرانے پر پڑے نہ ان پر"۔ داؤد کی یہ دعا ستر ہزار انسانوں کے فوت ہو جانے کے بعد قربانی چڑھانے سے قبول ہوئی ٭

پادری صاحبان! وید مقدس میں جانی پاپی کی کوئی تمیز نہیں اسکی تعلیم و تعمیل کل انسانوں کے لئے عام ہے (جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۳ کے جواب میں ثابت کر چکے ہیں) مگر تو بھی نرچنا واقفیت آپ زیادہ متعصب نہ ہوجئے۔ خدائے مسیح کی ابتدائی حالت آپ بھول گئے۔ یہ بیچارہ خدا۔ بنی اسرائیل کے گھر جا کر بچھڑے کھاتا رہا۔ کہیں آگ [illegible] ہن یا آگ کے ستون میں یا بادل کے ستون میں ویہاں رہا ہوا۔ کہیں رڑا۔ یعقوب سے کشتی میں مغلوب ہوا۔ کبھی من اور کبھی بٹیر لا کر کھلاتا۔ اور میٹھا پانی چٹان سے نکال کر پلاتا رہا۔ غرض ادنی خدمت کا۔ بہت مدت اوقات گزاری حتے کہ خیموں کی چوکیداری کرتا رہا۔ انجام کار وہی قوم اسکی نہ ہوئی بلکہ اس نے اور اس کے رسولوں اور انبیا کو خوب ذلیل سمجھا اور خوار کیا اور مجبور بیچارے کو مثل اس راجہ کے (جس کی تمثیل متی کی انجیل باب ۲۲ - آیت ۱ لغایت ۱۰ میں درج ہے) اور جس کی دعوت میں مدعو لوگ شامل نہیں ہوئے اور مجبوراً اسے غیر لوگوں کو بلا کر کھانا دینا پڑا اور غیر قوموں سے اپنے لئے لوگ چننے پڑے ٭

اگر ہم آپ کے بیان کو (جو درحقیقت لغو اور بے بنیاد ہے) تسلیم بھی کر لیں کہ حایات کی تمیز وغیرہ کتب مسلمہ میں پائی جاتی ہے۔ تو بھی [illegible] مادہ نمبر بنی اسرائیل اور اقوام غیر سے زیادہ سخت ہے ہم تو عہد عتیق (اولڈ ٹسٹمنٹ) میں پڑھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے لئے خداوند عالم نے وہ وہ کام کئے جو اسکی شان ایزدی کے ہرگز شایاں نہیں تھے ٭

پانچواں باب

عیسائی دین دنیا میں کس طرح پھیلا

تمام احکمت سے پادری صاحبان ناواقف بیچوں یا گاؤں کے رہنے والے گنواروں کو اس طرح بہلایا کرتے ہیں اور بعض اوقات شہر کے معزز رؤسا کو جو تاریخ کا نام تک بھی نہیں جانتے۔ یہی دم دلاسا دیا کرتے ہیں کہ کس سرعت کی سچائی اور اسکی کارروائی کا بہ تدریج ثبوت ہے کہ وہ ساری دنیا میں پھیلتا جاتا ہے اسکی سلطنت میں امن ہے وہ صلح سے بائبل سے ترویج کرتے ہیں۔ جبر سے نہیں وہ تلوار نہیں چلاتے بلکہ مخلوقات سے سمجھاتے ہیں۔ چھاپا۔ ریل۔ انجن۔ گھڑی۔ تار برقی۔ ڈاکٹری۔ کالج۔ سکول سب عیسائی دین کی برکات ہیں۔ اور بعضے اپنے سفید ممبر ملنے کو بھی شہادت میں پیش کیا کرتے ہیں ٭

بیشک ناواقف آدمی ایسی باتیں سنکر پھسل جاتا ہے اگر عیسائی دین کا درحقیقت یہی نظارہ ہے تو بیچارہ گنوار کیا۔ عقلا کو بھی اس کا ساتھ دینا چاہئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عیسائی دین ایسا نہیں ہے۔ جواب ہرگز نہیں اور اس کو ہم مفصل طور پر بذریعہ ایک کامل تحقیقات کے ثابت کرنا چاہتے ہیں ٭

واضح ہو کہ اول تو عیسائی مذہب تمام دنیا میں نہیں پھیلتا جاتا اور نہ پھیل چکا ہے۔ اس وقت بھی عیسائی مذہب سے بدھ بہت زیادہ ہیں فرانس۔ جرمن انگلینڈ۔ ناروے اور امریکہ اور افریقہ کے مختلف حصوں میں لوگ عیسائیت کو ترک کر رہے ہیں بیسیوں اخبار بائیبل کے خلاف جاری ہیں۔ آریہ سماج کی مبارک کوشش عیسائی درخت کو بار آور نہیں ہونے دیتی۔ ویدانزم۔ بودھ ازم۔ یورپ کے اکثر مقامات میں پھیل رہا ہے اور ہزاروں دہریے ہیں

٭ [illegible] صاف [illegible] کر دیا کہ کوئی بھی بری ہستی ایک بھی بری نہیں تا کہ خبردار ہو جاؤ۔ [illegible] نہیں۔ (ایڈیٹر)

زحمت دیں

اکثر مقامات انڈیا میں بھی لوگ عیسائی دین کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ مدراس اور پنجاب کے حالات شاہد ہیں۔ ابھی ایک دو سال ہوئے کہ یورپ کے ایک مشہور پادری سر ایزک ٹیلر صاحب نے عیسائی دین کا روز بروز تنزل پانا نہایت عمدگی سے بیان کیا تھا۔ جس پر بہت سی کھلبلی مچی۔ مگر جتنا عیسائیوں کے پاس ترقی کرنے کا سامان ہے اتنا اگر آریوں کے پاس ہو تو وہ عیسائیوں سے صدہا درجہ زیادہ ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ اس بے سروسامانی میں بھی تنخواہ دار پادریوں اور بشپوں کے مقابلہ میں بہت کچھ کر رہے ہیں۔ عیسائی مذہب کے سبب سے سلطنت میں امن نہیں بلکہ ہماری کوئین وکٹوریا کی خوش انتظامی اور پارلیمنٹ کی عمدہ کونسل کے سبب سے امن ہے۔ اگر عیسائی دین کے سبب سے امن ہے تو روس میں بدانتظامی کیوں ہے۔ کیا وہ عیسائی نہیں یا وہاں گرجے اور انجیل نہیں۔ پہلے یورپ کے بادشاہوں کے وقتوں میں بدانتظامی کیوں تھی۔ اگرچہ اُس وقت انجیلیں۔ صلیبیں۔ گرجے سب کچھ تھے۔ مگر جتنا ایکہزار۔ برس تک یورپ میں پوپ کا راج (یعنے ۶ صدی سے ۱۶ صدی تک) رہا۔ اس میں اسقدر خرابیاں۔ ظلم۔ شرارتیں۔ نحوستیں۔ بے ایمانیاں۔ تباہیاں بداخلاقیاں۔ خودغرضیاں تھیں کہ جن کا شمار حد سے زیادہ ہے جو کہ تمام تر عیسائی۔ راہبوں۔ بشپوں۔ پوپوں کے ہاتھوں سے تمام یورپ کے حق میں صرف عیسائی دین کی برکت سے صادر ہوئیں سوائے ان ترقیوں کے اور کسی قسم کی بھی ترقی نہ ہوئی۔ مفصل دیکھو ڈریپر صاحب کی رکانفلکٹ بٹاک دین ایجن ان سائنس باب ۱۰ صفحہ ۲۵۵ سے ۲۸۵ تک مطبوعہ بارہتم لنڈن ۱۸۸۷ء۔ع)

بائبل کی برکت سے کبھی امن و امان نہیں ہوئی اور نہ موقع ملنے پر عیسائیوں نے تلوار چلانے اور جبر کمانے سے پہلوتہی کیا بلکہ حسب موقع صدیوں تک تلوار چلائی۔ خود عیسائیوں میں بھی مذہبی جنگ نے عرصہ تک خون کی ندی بہائی ٭

رومن کیتھلکوں کا برتاؤ پروٹسٹنٹوں سے اور اُنکا دوسروں سے نہایت ہی عبرت انگیز تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہے۔ پس خوش اخلاقی بھی کوئی عیسائی دین کی خوبی نہیں۔ چھاپا یا ریل کی ایجاد بھی عیسائی دین سے نہیں۔ بلکہ مختلف ملکوں کے فضلا و علما کی کوشش کا نتیجہ ہے نہ کہ پادریوں کی ہمت یا عیسائیوں کی برکت۔ ان چیزوں کے موجد اکثر موحد اور کچھ دہریہ تھے پس بائبل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کا علم۔ اخلاق۔ علمی محبت۔ اور علمی کتابوں اور عالموں سے سلوک اور خود عیسائیوں کا باہمی برتاؤ ان امورات کو یورپین فضلا اور فلاسفروں کی واضح شہادتوں سے عرض کریں تاکہ ہمارے ناواقف بھائیوں کو معلوم ہو کہ ظاہری سفید رنگت کے عیسائی عارضی ٹیپ ٹاپ میں پوڈر اور صابون سے دھلے ہوئے عیسائی اندرونی صفائی سے کتنی منزلیں دور ہیں ٭

سنگین دل ست ہر کہ بظاہر ملایم است   پنہان درون پنبہ نگر پنبہ دانہ را

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" متی ۱۵-۲۔ تین سو برس مسیح کے مرنے کے بعد قسطنطین بادشاہ اس نئے دین کا بڑا رکن تھا۔ نسیا کی کونسل میں حاضر تھا جہاں سے عیسائی تثلیث کے تین خداؤں کے درجہ مقرر ہوئے۔ اس نے کفر کے بند کرنے کے لئے قانون پاس کئے اور ایمان والوں کے فایدوں کے لئے کافروں کی جایداد کو ضبط کیا۔ اُس نے دولت کے ذریعہ ہزاروں کو عیسائی دین کی طرف گرویدہ کیا۔ گرجے کی گود میں بہت دولت ڈالی۔ اور سرکاری خزانہ کو اسپر خرچ کیا اور اپنے حکم سے بشپوں کو روپیہ دیا۔ غرضیکہ جو کچھ ایک بادشاہ دین کیواسطے کر سکتا تھا وہ قسطنطین نے عیسائی دین کے واسطے کیا۔ اور جو عیسائی دین کا نتیجہ ہونا تھا وہ بھی اُس بادشاہ میں ظاہر ہو گیا یعنے یہ کہ وہ آخر دم تک بپتسما سے ٹال مٹول کرتا رہا۔ تاکہ وہ آزادی سے دلیر ہو کر گناہ کر سکے اُس نے اپنے لڑکے کو مارا اپنی جورو کو قتل کیا۔ وہ ایک ظالم بادشاہ اور فضول خرچ تھا ٭

پہلی صدی کے عیسائیوں کا چال چلن

اگر پال پیٹر جیوڈ کی نوشتیں پہلی صدی میں لکھی گئی ہوں۔ تو اُس وقت بھی عیسائیوں کا اخلاق سخت متناوک تھا۔" (دیکھو پہلا فلپیون ۵/۱)

دوسری صدی

مشہور مورخ کہتا ہے۔ "کہ جو شخص نیکی و بدی کا خیال نہیں رکھتا تو وہ اخلاق کا خراب رہبر ہے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو یہ خطاب پہلے عیسائی واعظوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جعلسازی سے فرضی نوشتے بنائے اور دین پھیلانے کے لئے بہت سے دینی فریب کئے"

تیسری و چوتھی صدی

"تیسری صدی میں وہی مورخ موشیم عیسائیوں کے بشپونکی عیاشی و نفس پرستی اور پادریوں کی اسی طرح بدیاں بیان کرتا ہے اور چوتھی صدی کے حال میں وہی مورخ افسوس سے بیان کرتا ہے۔ کہ بدچلنوں عیاشوں اور آوارہ گردوں کے گروہوں سے عیسائی دین کلنکت ہو رہا ہے۔ گنہگاروں اور عیاشوں کی کثرت کے سبب نیک آدمی بہت ہی قلیل رہ گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائی دین اول درجہ کی نیکی عام لوگوں میں پھیلانے میں ناکامیاب رہا ٭

پانچویں صدی

"مارسیلز کا پادری سیلوی ان پانچویں صدی کے اپنے ہم مذہب والوں کی بداعمالی کا خاکہ ان الفاظوں میں کھینچتا ہے۔ وہ پوچھتا ہے کون ایسا شخص ہے جو زناکاری کی دلدل میں پھنسا ہوا نہ ہو ٭

اگر اس سے زیادہ پوچھنا چاہتے ہو تو میں آگے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت سنجیدہ مگر رنج سے پُر ہے۔ خود خدا کا گرجا اور اس میں یہ خرابیاں۔ افسوس کہ اور کس طرح خدا کو غصہ دلا سکتے ہیں چند آدمیوں کے سوا جو بُرائی سے بھاگتے ہیں تقریباً ہر ایک عیسائیوں کا مجموعہ بُرائیوں کا بدبودار چہبچہ ہے کیونکہ تم مشکل سے ایسے شخص کو پاؤ گے جو شرابی۔ شکم پرست زناکار۔ فارنی کیٹر۔ عیاش۔ چور۔ آدم کش نہ ہو اور سب سے خراب یہ ہے کہ یہ سارے قسم کے آدمی بے شمار ہیں۔ میں اب تمام عیسائی لوگوں کو ایمان سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ایک بھی آدمی پا سکتے ہو جو ان تمام بُرائیوں اور گناہوں میں جو میں نے بیان کئے ہیں مبتلا نہ ہو۔ بلکہ کون ایسا ہے جو سب کا مجرم نہ ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسا عیسائی پانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اسکے ایسا عیسائی جو کسی کام کا مجرم نہ ہو۔ عنقریباً تمام ہی پادریوں کا مجموعہ اس قدر بدکاری میں ایسا دبا ہوا ہے کہ تمام عیسائیوں میں اس کو ایک طرح پاک شمار کرتے ہیں جو اوروں سے کم بدکار ہو۔" (دیکھو میالز میمایرز آف ارلی کرسچیانٹی صفحہ ۳۶۶ و ۳۶۷)

جان ڈیونپورٹ کہتے ہیں۔ درحقیقت پیشوایان دین مسیحی کی بدکرداری سے

عیسائیوں کے دل بھر گئے تھے جیسا کہ بروس صاحب اپنی کتاب مسمی بہ ٹراولس جلد ۱ صفحہ ۱۰۵ میں لکھتے ہیں۔ "پیشوایان دین عیسوی ایسے کاذب اور ہرزہ گو اور مکار تھے اور جھوٹی کرامتیں دکھلاتے تھے۔ اور ان سب امور سے بڑھکر یہ تھا۔ کہ ان لوگوں نے امور مذہبی میں ایسی تساہل اور غفلت اختیار کی تھی کہ نصاریٰ عرب کا نام بدنام ہو گیا تھا" (صفحہ ۷)۔ "اسی پانچویں صدی میں ایک فلاسفرہ عورت ہلپیٹیا نام ~~[illegible]~~ تھی۔ اس کی اس جرم میں کہ فلاسفی پھیلاتی ہے بدوری سرل کے مریدوں کی فوج نے اُس کے خدا کے بائبلی حکم کے مطابق (خروج ۲۲ باب) کہ وہ اپنے لکچر کیلئے رتھ پر جاتی تھی۔ رتھ پر سے گھسیٹکر اسکندریہ کے عظیم الشان گرجا میں لے گئے۔ اول ننگا کیا پھر گرا دیا۔ اور اُس کے بدن کو صدف کے ٹکڑوں سے کاٹا پھر جلا دیا"۔ (دیکھو فروٹ آف کرشچیانٹی صفحہ ۵ پیراگراف ۳) "شارل مین نے سکسن کے درمیان فوج بھیجکر بذریعہ آگ اور تلوار کے اس قوم کو عیسائی کیا۔ جن کو پادری اور راہب لوگ صرف اُپدیشوں سے کرسٹان نہ کرسکے کیونکہ انہوں نے اپنی کوشش جبر اور دھمکی کے بغیر کی"۔ دیکھو (موشیم کی اکلی زی کل ہسٹری یعنے دینی تواریخ صفحہ ۱۷)۔

پھر لکھا ہے۔ "سکسن لوگوں نے جب ترقی کی تو ان میں سے چند عیسائی دین سے کافر ہو گئے۔ جن میں سے آخر ایک گاڈس کیلس راہب سنہ ۱۴۲۷ء میں بشپ کی کونسل میں یہاں تک کوڑوں سے مارا گیا کہ اُس نے اپنے نوشتے جلا دیئے" (اسی واسطے مارا گیا تھا) (دیکھو صفحہ ۵ فروٹ آف کرشچانٹی)

"جو پھل عیسائی دین کا درخت مغرب میں لایا اُس سے مشرق میں بھی بار در ہوا چنانچہ آرمینیا میں تھیوڈورا بادشاہ کے حکم سے پالی شین ان کافر کے مذہب کے ایک لاکھ آدمی پکڑے گئے۔ اُن کا مال ضبط کیا گیا اور وہ خود شکنجوں کے عذاب میں پڑے گئے"۔ ہم صاحب اپنی تواریخ مڈل ایجز میں لکھتے ہیں۔ "کہ خود عیسائی دس لاکھ کروسیڈ کے جہاد میں مارے گئے"۔

دسویں صدی اس صدی میں نارمن۔ پولینڈ۔ روس۔ ڈنمارک۔ ناروے ان سب نے عیسائی دین اختیار کیا ❊

نارمن لوگوں نے ایک بہت سا بڑا قطعہ زمین کا مانگا تھا۔ جسکے عوض میں دین عیسوی اختیار کیا اور پولینڈ والوں نے اس سبب سے کہ کافروں کے خلاف بڑے سخت قانون بادشاہ نے بنائے۔ اس ڈر کے مارے پورانا دین چھوڑ کر جدید مذہب عیسوی اختیار کیا۔ ناروے اور ڈنمارک والوں نے ایک سخت شکست کے بعد عیسائی دین قبول کرکے جان بچائی۔ ورنہ تہ تیغ کئے جاتے"۔

سنہ ۱۰۹۹ء میں یروشلم فتح ہوا۔ ایک شہر میں ڈی ڈیام کا بھجن گایا گیا اور پھر عیسے کے سپاہی گھٹنوں پر سے اُٹھکر شہر کے کوچوں۔ گلیوں میں گئے اور بیرحمی سے آدمی۔ عورتیں لڑکوں کو قتل کیا ❊

اُس کے بعد دوسری صدی میں بی ڈائی رئیس شہر دوبہ البی جنس کا فتح ہوا "نیدرلینڈ میں آلوا نے ۱۸ ہزار آدمی ۵ یا ۶ سال کی حکومت میں قتل کئے"۔ "دلکل کی ہسٹری میں لکھا ہے۔ کہ ایک سال میں آٹھ ہزار آدمی جلائے گئے اور جب ہیوگناٹ لوگوں پر حملہ ہوا اوائل میں چودہ سو آدمی قتل ہوئے۔ بادشاہ اپنے محل کی کھڑکی سے بھاگتے ہوئے لوگوں پر گولیاں مارتا تھا۔ گرجا گھر میں جشن قتل عام کا کیا۔ اور قاتلوں کا نشان صلیب کا تمغہ تھا۔ تمغے توپ گرگری سیزدہم نے اسی جہاد کی یادگاری میں بنوایا تھا ❊

۲۴- اگست سنہ ۱۵۷۲ء میں سینٹ بہار تھالمی کا قتل بھی اسی جرم میں ہوا۔

سنہ ۱۶۰۵ء میں پروٹسٹنٹ لوگوں پر رومن کیتھلکوں نے حملہ کیا جسمیں کوئی بے رحمی باقی نہ رہی جو دین کے قبول کرانے میں انہوں نے نہ کی ہو۔ انہوں نے اپنے مخالفوں کو باندھا اور شکنجہ میں رکھا۔ اور اُسی حالت میں ٹونٹی (نلی) سے اُنکے حلق میں یہاں تک شراب ڈالی گئی کہ اُس کے بخارات سے اُنکی عقل ماری گئی اور انہوں نے اُسی حالت میں رومن کا تھلک ہونے کا اقبال کیا۔ بعضوں کو بالکل ننگا کر دیا۔ اور ہزارہا طرح کی بیحرمتی کرکے اُنکے سر سے پاؤں تک پن (سوئیاں) چاروں طرف ٹھونک دیں اور چاقو سے اُنکو آہستہ آہستہ کاٹا اور گرم چمٹوں سے اُن کی ناکیں کھینچیں۔ اور اُن کو کمروں کے اندر گھسیٹتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے رومن کا تھلک دین منظور کیا۔ یا کہ بعضوں کو خوفناک چیخیں مارنے اور خدا کے واسطے ڈالنے سے مجبور آچھوڑ دیا اور بعضوں کے ہاتھوں اور پاؤں کے ناخن جبراً لکلوائے۔ جس سے بیشک بڑا درد ہوا ہوگا۔ بعضوں کے پاؤں جلا دیئے۔ بعضوں کے جسموں کو دھونکیوں سے اس قدر دھونکا کہ وہ پھٹ جانے پر تیار ہو گئے۔ اگر اس طرح پر بھی وہ مذہب چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے تو اُن کو تنگ و بدبودار جیلخانوں میں بند کیا گیا۔ جہاں اُنپر خوب بیرحمیاں کی جاتی تھیں اور بعضی جگہ انہوں نے باپ اور خاوندوں کو چارپائی پر باندھا۔ اور انکی آنکھوں کے سامنے اُنکی جورو اور لڑکیوں کے ساتھ حرام کیا"۔ (دیکھو نکل کی ہسٹری)

عورتوں پر خاصکر سخت ظلم کئے گئے وہ ایسے گندے ظلم ہیں جنکا گندہ ترین کوئی گندہ مغز بھی خیال نہیں کرسکتا۔ مگر یہ سب صرف اسی واسطے کیا کہ وہ رومن کیتھلک ہو جاویں"۔ ایکسیم اس کیو لی لنس چند مشاہدوں کے سبب سے سنہ ۱۳۲۷ء میں جلایا گیا"۔

جان ہنس سنہ ۱۴۴۵ء میں جلایا گیا
جیروم مشہور و معروف مورخ سنہ ۱۴۱۶ء " "
سوان اور ارولا راہب چند برائیاں دور کرنے کے سبب سنہ ۱۴۹۸ء " "
جی آر برونو نجومی روم میں سنہ ۱۶۰۰ء " "
وسے نی نی کی زبان لکلوائی گئی اور ٹولوس میں سنہ ۱۶۱۹ء میں "

پادری کاوین کے فتوے سے سروی ٹس تثلیت کے خلاف ہونے کے سبب اور گروآٹ تمام کرسچانٹی کے خلاف ہونے کے سبب سوئٹزرلینڈ میں جلائے گئے۔

جب پروٹسٹنٹ لوگ ایڈورڈ ہشتم کے عہد میں زور آور ہوئے تب آرچ بشپ کرین کو حکم ہوا کہ پراٹسٹنٹ کے خلاف لوگوں کی تحقیقات کرو۔ جس تحقیقات کے سبب جال بوجرا اور وین پیرس انگلینڈ میں زندہ جلائے گئے ❊

ملکہ مریم کے وقت میں پھر رومن کیتھلک نے زور پاکر پروٹسٹنٹ کے ۲۸۸ آدمی زندہ جلائے ❊

ملکہ الزبتھ کے وقت میں پروٹسٹنٹ لوگ غالب آئے تو انہوں نے سنہ ۱۵۹۲ء میں

حاشیہ - جان ڈوورتھ لکھتے ہیں سنہ ۱۵۱۸ء میں جان گلیڈن او جارڈ مس سمتھ سلڈ میں رستمت کفر جلا دیئے گئے اور سنہ ۱۵۴۶ء میں ملینس تو سم۔ گلاسٹر اھریانگ ربک اور کیلیس سو قتول عارجری جہ روں اور جان ہم بکرم ستر تستم ہو حرس بالنگ روگ سے سال ستہ پائی اعدا سکی الاسہ تتیبہ کی تی۔ اور باقی ملاکت سے نکال دیئے گئے۔ صفحہ ۱۴۰

پروٹسٹنٹ بنانے کے لئے شکنجہ۔ پھانسی۔ جلد اُتارنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اس طرح کے ظلم کام میں لاکر انگلینڈ والوں کو پروٹسٹنٹ بنایا ✦

شکنجہ میں لانے کا یہ رحمدلی کا نرم طریقہ تھا جس کے ذریعے ان رحم دل پروٹسٹنٹ عیسائیوں نے رومن کیتھلکوں کو پروٹسٹنٹ کیا۔ یعنے بلوط کی لکڑی کا ایک بڑا چوکھٹا بناتے اور اُسے تین فٹ زمین سے اونچا لگاتے تھے اور قیدی اُس کے نیچے رکھا جاتا تھا۔ یعنے پیٹ کے بل زمین پر لٹایا جاتا تھا۔ اسکی شائی اور ٹخنے رسی سے باندھ کر وہ رسیاں بیلنوں سے باندھی جاتی تھیں یعنے چوکھٹے کے آخر کے دو بیلنوں میں۔ ان بیلنوں کو دو ڈھیکلی یعنے ملیوں یا چرخیوں سے چلاتے تھے۔ جس سے وہ قیدی پیچھے سے اُٹھنا شروع ہوتا تھا۔ تب اس سے سوال ہوتے تھے۔ اگر جواب ناموافق ہوتے تو ملزم کو اور زیادہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ مظلوم کی ہڈیاں جوڑوں سے جُدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی نرم اور ملائم طریقہ سے پروٹسٹنٹ لوگوں نے رومن کیتھلکوں کو اپنے دین میں ملایا۔ اور یہی انگلنڈ والا حال سکاٹلینڈ اور آئرلینڈ میں کیا۔" (مفصل دیکھو بکل ہسٹری جلد ۳ صفحہ ۱۴۴ سے ۱۴۶ تک) ✦

اور ایسے ہی ظلم امریکہ میں پروٹسٹنٹ لوگوں نے کویکر لوگوں پر کئے۔ "کرسچینٹی صرف بیرحمی ہی نہیں بلکہ روشنی کے مقابل تاریکی پسند کرتی ہے کیونکہ اسکی حکومت کی شرط جہالت ہے اُس نے علم کے خلاف جہاد کئے اور بہت صدیوں تک آدمیوں کو ترقی کرنے سے بند رکھا۔" پادری لوگ شروع سے ایسے جاہل رہے کہ ساتویں صدی تک بھی بہت کم پادری تھے جو لوگوں کے پڑھنے لایق کتابیں لکھ سکیں۔ دسویں صدی کے شروع میں علم آنے لگا اور نجوم کو تو اس قدر اُس نے غارت کیا کہ پندرہ سو سال تک عیسائی دین میں کوئی نجومی نہیں ہوا۔ اور جب کاپرنیکس کتاب چھوڑ مرا تو عیسائی پادریوں نے اُس کے شاگردوں کا پیچھا کیا اور پکڑ پکڑ کر مارے اور کتاب کو جلوا دیا۔" (دیکھو دوش آف کرسچیانٹی مصنفہ میڈم ای بی سنٹ صاحبہ) (مطبوعہ لنڈن) ✦

ہندوستان میں عیسائیوں کی حکمت عملیاں

ریورنڈ۔ ایچ باور صاحب فرماتے ہیں کہ "سنہ ۱۵۹۹ء میں جو مجلس ملایلم میں منعقد ہوئی تھی اور جس کا پریسیڈنٹ آرک بشپ مینزس تھا۔ اسمیں مفصلہ ذیل فتویٰ دیا گیا "دستن ۹ فتویٰ ۲ "نیچ ذات کے آدمیوں کے ساتھ عیسائیوں کو اُس وقت تک نہ چھونا چاہیئے جبکہ وہ بڑی ذات والے ہندوؤں کے ساتھ ہوں۔ لیکن جب وہاں عیسائیوں کے سوا کوئی نہ ہو تو کچھ ہرج نہیں۔" (دیکھو پادری صاحب کا مضمون ہندوؤں کی ذات صفحہ ۵۳ مطبوعہ کرسچین ٹریکٹ اینڈ بک سوسائیٹی بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سنہ ۱۸۵۱ء)

رابرٹ دی نوبی لی لس صاحب سنہ ۱۶۰۶ء میں ہندوستان میں آیا یہ حال اُسکے وقت میں تھا جو اُس نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ پادریوں نے شروع میں یہ بات مشہور کی تھی۔ کہ ہم یورپ کے برہمن ہیں اور جمودیپ کے مغربی حصہ میں ۵ ہزار فرسنگ کے فاصلے سے آئے ہیں کہ اپنے بھائی ہندوستانی برہمنوں سے علم سیکھیں اور اپنا علم اُن کو سکھلادیں۔ جب اُن پادریوں نے اپنے آپ کو برہمن مشہور کر دیا تب انہوں نے اس قوم کی تقلید بھی شروع کی۔ وے جنیو اور دھوتی پہننے لگے۔ جیسا کہ ہندوستان کے مذہبی پیشوا اور فقیر پہنتے ہیں اور جل دینے لگے۔ جبکہ وہ عام آدمیوں کے سامنے جاتے تھے ماتھے پر چندن بھی لگاتے تھے۔ جیسا کہ برہمن لگاتے ہیں۔" (دیکھو خطوط اے بی ڈیٹو بائس صفحہ ۵ و ۶) اور (پادری باور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴)

(صرف یہاں تک ہی صبر نہ کیا) "بلکہ اس کام کے لئے (یعنے برہمنوں کو اپنے میں شامل کرنے کی غرض سے) انہوں کی انجیل کی سچائیوں اور غریب معتقدوں کی آبادی کو گڑبڑ کرنے وقت بھی ذرا نہ سوچا اپنے آپ کو بڑے درجہ کے برہمن مشہور کرکے جو کہ مغربی دنیا سے آئے ہیں اُن پادریوں نے ہندوؤں کے اصلی نام بھی اختیار کر لئے۔ اور اس ذات کی رسوم کی ہر ایک طرح سے تائید کی۔ برہمنوں کے بہت سے درجہ ہیں اور اس فریب کو زیادہ موثر کرنے کی غرض سے نوبی لس نے اپنے آپ کو سب سے بڑے درجہ والا بنا کر جتلایا۔ اور اپنے مخالفین کی زبان بند کرنے کے واسطے اور خاصکر اُن شخصوں کو جو اس کو برہمن ہونے کو فریب جانتے تھے اُس نے ایک پُرانا میلا پارچ منٹ یعنے چمڑے کا کاغذ پیش کیا۔ جس میں کہ اُس نے پُرانے ہندوستانی لفظوں (یعنے سنسکرت) میں ایک کاغذ جعلی سند کا بنایا۔ اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے کہ روما کے برہمن ہندوستان کے برہمنوں سے بہت پُرانے زمانہ کے ہیں اور یہ کہ روما کے جیسوئٹ فرقہ کے پادری خاص برہما دیوتا کی نسل سے ہیں۔ پادری جووینسی ایک عالم جیسوئٹ اس فرقہ کی تاریخ میں اس سے زیادہ بتلاتا ہے جبکہ اس جعلی دستاویز کی صداقت کی نسبت چند ہندوستانی نامعتقد ہندوؤں نے شبہ کیا۔ تو نوبی لی لس نے مدورا کے برہمنوں کی پنچایت کے روبرو حلفاً بیان کیا۔ کہ میں برہما دیوتا کی نسل سے ہوں کیا یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے۔ کہ ایک معزز پادری نے ایسا جھوٹ بولا اور کیا ایک کفر یا دھوکہ نہیں ہے۔ کہ اس نے اس حلف دروغی اور دھوکہ کو ایک پاک عقلمندی بیان کیا۔" (دیکھو تاریخ جیسوئٹ مصنفہ جاون سی ایسیاٹک ریسرچس کی جلد ۱۴ صفحہ ۵۷) اور (ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۴ و ۵۵) ✦

پادری رابرٹ دی نوبی لی لس صاحب نے اپنا نام تتوبودھ سوامی رکھا اور پادری آرسی جی لس جی صاحب نے اپنا نام ویرامنی رکھا۔ ہندو لوگ اُن کو اور اُنکے بھائیوں کو ہمیشہ اُن کے ہندو ناموں سے جانتے تھے (دیکھو ریورنڈ باور صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴ کا نوٹ)۔ "غریب پیاروں کے واسطے صرف کیٹیکسٹ ہی علیحدہ نہ تھے۔ بلکہ ان کے واسطے گرجے بھی علیحدہ تھے۔ اگر وہ کبھی بڑی ذات والوں کے گرجے میں جانا چاہتے تھے تو وہاں سے باہر نکال دیئے جاتے اور انکو کوڑوں سے پیٹتے تھے۔ بلکہ جب وہ مر جاتے تھے۔ تو عیسائی سنیاسی اُنکے گھرانے میں داخل ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور مرنے والا بدبخت آدمی جانکندنی کے وقت بستر سے گھسیٹ کر میدان میں لایا جاتا تھا۔ یا کسی دور کے گرجا میں لے جایا جاتا تھا تاکہ وہ سنیاسی جو اُس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ آخری مذہبی رسوم ادا کرے۔ لیکن تب بھی وہ اُس کو چھو نہیں سکتا تھا۔" (دیکھو کلکتہ ریویو نمبر ۲ صفحہ ۹۴) اور (ریورنڈ باور کی کتاب صفحہ ۵۷)

ایک دن ایک فوجی افسر نے (جو ٹرنکوبار سے ملی کو سفر کر رہا تھا) ایک فرانسیسی پادری کو جو اس بنگلہ میں آیا۔ اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے اخلاقاً بلایا اُس پادری نے جبکہ اُس کو یہ معلوم ہوا۔ کہ کھانا ایک پریار نے پکایا ہے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور اُس کو صرف میوے کھائے اور یہ عذر کیا کہ اس کھانا کھانے کی وجہ سے ستودر لوگ عیسائی دین سے نفرت کریں گے۔" (دیکھو ریورنڈ باور صاحب

کی کتاب صفحہ ۵۸) اور (ہندوستان میں تعلیم مصنفہ ٹریولین صفحہ ۲)۔

عیسائیوں کا علمی کتابوں سے سلوک:۔ ڈریپر صاحب فرماتے ہیں۔ عیسائی جہادیوں نے ٹریپولی کی لائبریری کو جس میں فرض کرتے ہیں کہ ۳۰ لاکھ کتابیں تھیں جلایا۔ جس وقت وہ پہلے کمرہ میں گئے۔ اُس میں صرف قرآن اور وہ کتابیں تھیں جو عربی امپاسٹر کی تصنیف خیال کی جاتی تھیں اسلئے وہ جلادی گئیں +

اسپین والے سپاہیوں نے میکسکو میں امریکہ کی تصویر کے نوشتوں کے بڑے بڑے انبار جلادئے۔ جو ایسا نقصان ہے کہ پورا نہیں ہو سکتا اور کارڈنل زیمنز نے گرینڈا کے چوکوں میں عربی نوشتوں کی ۸۰ ہزار کتابیں جن میں عمدہ مصنفوں کی بہت سے ترجمے تھے جلادئے۔" (دیکھو ہسٹری آف دی کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ الندن سنہ ۱۸۸۶ء ۲۰ ویں بار)۔

ایڈورڈ گبن صاحب فرماتے ہیں:۔ میں اُن زیادہ تر قیمتی لائبریریوں پر افسوس کرتا ہوں جو کہ (عیسائیوں کی) رومن امپائر میں تباہ ہو گئیں۔" (دیکھو جلد ۲ باب ۱۵ صفحہ ۵۶۹ تاریخ زوال دوم) +

اخبار پاینیر کا فاضل ایڈیٹر لکھتا ہے۔ "کروسیڈرز عیسائی مذہب کے جہادیوں نے طرابلس کا کتب خانہ جس میں تیس ملین یعنے تیس لاکھ کتابیں تھیں جلادیا۔ اسپین کے لوگوں نے میکسیکو میں امریکہ والوں کی تصویر کے تحریرات انبار کے انبار جلادئے۔ کارڈنیل زمیر نے گرینڈا یا غرناطہ میں ۸۰ ہزار عربی زبان کی قلمی کتابیں جلادیں (دیکھو پاینیر اخبار الہ آباد مورخہ آٹھویں اکتوبر سنہ ۹۵ء)

پھر ایک مورخ فرماتا ہے۔ "جب وکلف کے ترجمہ جلانے کا حکم ہوا تو سنہ ۱۴۱۰ء میں ایک کتاب ٹیلر نے تصنیف کی اور سنہ ۱۴۲۸ء میں کونسل منعقد ہوئی جس کے حکم سے وکلف کی ہڈیاں قبر سے نکال کر جلائی گئیں +

سنہ ۱۵۲۵ء میں کارڈنل ولسی اور بشپ لوگوں نے حکم دیا کہ ٹنڈیل کا ترجمہ نہ پڑھا جائے اور اس مضمون کے اشتہار اپنے علاقوں میں جاری کئے کہ لوتھر کے بعض پیروؤں نے ترجمہ غلط کیا ہے۔ اور خدا کی کلام کو جھوٹے ترجموں اور ایجادی حاشیوں سے خراب کیا ہے اس لئے وہ ترجمے جس جس کے پاس ہوں تیس دن کے عرصہ میں جنرل واٹیکر کے پاس حاضر کرے۔ ورنہ کلیسیا سے نکالا جائیگا اور بدعتی کہلائیگا اور اسی سال کونسل بشپ لنڈن اور ٹامس مور نے تمام نسخے خرید کر کے پال کراس میں جلادئے۔ پھر سنہ ۱۵۲۹ء یہ نسخے چیپ سار میں علانیہ جلادئے گئے +

جب سنہ ۳۰ء میں ٹنڈیل نے اس پر نظر ثانی کر کے دوبارہ چھپوایا۔ اور جان وغیرہ کی معرفت اس کی اشاعت کی تو لنڈن کے بسپ نے شائع کرنے والوں کی تشہیر کی اور ایک لاکھ اٹھاسی ہزار چار سو روپیہ ۸ پائی جرمانہ کیا +

پھر سنہ ۱۵۴۶ء میں ہنری ہشتم بادشاہ انگلستان کا حکم صادر ہوا کہ ٹنڈیل اور کورڈیل کے ترجمے اور نیز وہ کتابیں جن کی پارلیمنٹ نے اجازت نہیں دی اور نیز فرخت وکلف کی کتابیں نہ پڑھی جاویں۔ بلکہ ملکی اور کلیسائی افسروں کو دیجاویں کہ وہ جلادی جاویں +

پھر سنہ ۵۰ء میں نماز کی کتاب معہ انجیل جلادی گئی +

پھر سنہ ۱۵۵۵ء میں اشتہار جاری ہوا۔ کہ بدعتی کتابیں کہیں نہ بھیجی جاویں اور نہ کوئی اپنے پاس رکھے" (دیکھو کتاب والٹن مطبوعہ سنہ ۱۸۷۱ء جلد سوم)۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں کہ نائسیا کی کونسل میں۔ امر واقع ہوا تھا کہ شہنشاہ قسطنطین اوّل نے پادریوں کی جماعت کو وہ اختیار دیا تھا کہ جس سے نہایت ہیبت ناک نتیجے پیدا اور ضرر رسان ہوئے تھے۔ چنانچہ اُن سے چیدہ چیدہ ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔ خونریزی اور بربادی اُن احمقانہ صلیبی جہادوں کی جو عیسائیوں نے قریب دوسو برس کے عرصہ تک ترکوں پر کئے تھے۔ اور جنمیں کئی لاکھ آدمی ہلاک ہوئے۔ قتل کرنا اُن شخصوں کا یعنی (فرقہ انا سٹپٹ) کا جو اُس عقیدہ کو نہیں مانتے تھے کہ انسان کا دوبارہ اصطباغ ہونا چاہئے لوتھر کے پیروں اور رومن کیتھلک مذہب والوں کا دریائے راین سے لیکر انتہائے شمال تک قتل ہونا۔ وہ قتل جسکا حکم ہنری ہشتم اور اُس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا تھا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل ہونا چالیس برس تک اور بہت سی خونریزیوں کا ہونا۔ فرانسس اوّل کے عہد سے ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک اس قتل عام میں پانچسو رؤسا سے زیادہ اور دس ہزار آدمی عوام میں سے فقط پیرس دار السلطنت میں قتل کئے گئے عدالت مذہبی کے حکم سے قتل ہونا جو قابل نفرین ہے کیونکہ وہ عدالت پادریوں کی رائے سے ہوا تھا علاوہ اِس کے اور بے انتہا بدعتوں کا اور اُن بیس برس کی خرابیوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے جبکہ پوپ پوپ کے مقابلہ اور بشپ بشپ کے مقابلہ میں تھا۔ زہر خورانی اور قتل کی وارداتوں کا ہونا اور تیرہ چودہ پوپوں کی بیرحم لوٹ اور گستاخانہ دعوائے جو ہر قسم کے گناہ اور عیب اور بدکاری میں جو ایک نیرو یا ایک گیلیگولا سے نہایت فوق لے گئے تھے۔ آخر کار اس خوفناک فہرست کا خاتمہ ہونے کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ نئی دنیا (امریکہ) کے باشندوں کا صلیب ہاتھ میں لئے ہوئے قتل ہونا! یقیناً یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ایک الہام کردہ اور قریباً ایک غیر منقطع سلسلہ مذہبی لڑائیوں کا چودہ برس تک سوائے عیسائیوں کی اور کہیں ہرگز جاری نہیں رہا۔ اور جن قوموں کی نسبت بت پرست ہونے کا طعن کیا جاتا ہے اُن میں سے کسی قوم نے ایک قطرہ خون کا بھی مذہبی دلایل کی بنا پر نہیں بہایا" (از اعجاز التنزیل صفحہ ۴۶۰ و ۴۶۱ اور اُن کی کتاب اپالوجی لکھنؤ ۱۹۸-۱۹۹) +

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں عیسائیوں کی ایک مشہور مذہب عدالت کا حال یوں لکھا ہے "اس مذہبی عدالت کا نام انکویزیشن تھا۔ اور اِس کا یہ کام تھا کہ جو لوگ مذہب عیسوی کی نسبت ملحدانہ اعتقاد رکھتے ہوں یا اُس سے بالکل منحرف ہو گئے ہوں اُن کو تلاش کر کے پکڑے اور سزا دے یہ ہولناک محکمہ جو اس غرض سے قایم کیا گیا تھا کہ معاملات مذہبی میں آزادانہ تحقیقات نہ ہونے پاوے اور مذہب بالکل یکساں طور پر کار رہے۔ پہلے پہل تیرھویں صدی میں قایم ہوا تھا جبکہ پوپ انوسینٹ سوئم نے ایک کمیشن اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ ناربون کے ملحدوں کو مجرم قرار دیکر اُنکو سزائیں دے۔ سنہ ۱۲۰۴ء میں پوپ نے دو راہبوں کو جو ایک خانقاہ سے متعلق تھے اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ البجنس لوگوں کی کفر الحاد کے برخلاف وعظ کریں اور چونکہ اُن کو اپنے کام میں خصوصاً صوبہ ٹولوس میں بہت کامیابی ہوئی۔ اِسلئے پوپ کو یہ جرأت ہوئی۔ کہ وہ کاتھلک چرچ میں انکویزیٹر (حکام محکمہ انکویزیشن) مقرر کرے۔ جن کو بشپ لوگوں سے کچھ تعلق نہ ہو اور جو بطور وکلائے محکمہ مقدسہ پوپ کے کام کریں اور اُن کو ملحدوں کی سزا دینے کا حق حاصل ہو۔ پوپ نے اپنا یہ مقصد پورا کرنے کی غرض سے فلیپ دوم بادشاہ فرانس اور امرا اور رؤسا کو بھی اس کام میں مدد دینے

کے لئے لکھا اور بطور انعام اُنکی کوشش و سرگرمی کے اُنکو ہر قسم کے منزلت نفسانی کے پورا کرنے کی اجازت دی۔ ملک فرانس میں انکویزیشن سنہ ۱۲۰۶ء میں برخلاف البجنس اور اس کے حمایتی فرڈرمنڈ ڈستنم کونٹ آف ٹولوس کے شروع ہؤا۔ اور ہر طرح کی مخالفت جلد مغلوب کی جا کر چرچ کو بہت جلد ایسی مقدرت حاصل ہو گئی کہ وہ ایسے ملحدوں سے جو اُس کے قابو میں آجائیں جس طرح چاہے سلوک کرے چنانچہ ایسا بدنصیب البجنسیوں کی تعداد کا قرار دینا جو سنہ ۱۲۰۶ء کے بعد آگ میں جلا جلا کر مارے گئے کچھ آسان کام نہیں اور ممکن نہیں ہے کہ جو شخص اُس زمانہ کی تاریخ کو پڑھے۔ اُس کے دل میں نہایت سخت طور کا ہول اور رحمدلی کا خیال پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اُن حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس طور پر ہزارہا آدمی قسم قسم کی نہایت بیرحمانہ تکلیفوں کے ساتھ ایک ایسے مذہب کی تجدید کے لئے قتل کئے گئے۔ کہ جس میں اُس کے بانی نے فیاضی اور رحمدلی کی تلقین کی تھی۔ سنہ ۱۲۱۵ء میں پوپ انوسینٹ سوم نے دسویں دفعہ ایک جنرل کونسل قایم کر کے انواع و اقسام کی نئی نئی سزائیں ملحدوں کے لئے ایجاد کیں جنکی تفصیل نہایت طولانی ہے۔ پوپ انوسینٹ کے بعد پوپ ہونوریس سوم نے بھی جو اس کا جانشین تھا اِس طریقہ کو جاری رکھا۔ اور رفتہ رفتہ ایک ایسی جماعت واعظوں اور سزا دینے والوں کی قایم ہو گئی۔ جنہوں نے اپنا نام معاونین و مددگاران عدالت مقدسہ تحقیقات مذہبی رکھا ✦

سنہ ۱۲۲۴ء میں انکویزیشن اٹلی میں بھی قایم ہو گیا۔ اور جب باوجود اِن تمام تشددات کے البجنس لوگوں نے اپنے عقاید کو نہ چھوڑا۔ بلکہ اُن کو خاص شہر روم میں بھی پھیلا دیا تو پوپ نے برہم ہو کر پہلے سے بھی زیادہ سخت سخت سزائیں دئے جانے کا حکم دیا۔ مثلاً زندہ جلا دیا جانا۔ اگر بشپ لوگ ملحدین پر رحم کا اظہار کرنا چاہیں۔ تو بجائے اُس کے اُن کی زبان کاٹ ڈالنا تاکہ وہ آیندہ خدا کی نسبت کوئی کلمہ کفر کا نہ کہہ سکیں ✦

فرانس اور اٹلی کے بعد انکویزیشن اسپین میں قایم ہؤا۔ اور اس سرزمین میں یہ پودا خوب ہی پھولا پھلا اور بادشاہ فرڈیننڈ اور ملکہ اسابیلا کے زمانہ میں تو انکویزیشن نہایت ہی عام ہو گیا اور بڑے تردد کے ساتھ مدت کے مدت تک جاری رہ کر آخرکار سنہ ۱۸۳۴ء میں موقوف ہؤا۔ اس ملک میں ایک عہدہ گرانڈ انکویزیٹر جنرل کا اور اسکے بعد ایک کونسل آف سپریم قایم کی گئی۔ جسکی شاخیں تمام اضلاع اسپین میں پھیلی ہوئی تھیں جن کا کام قوانین بنانا اور اس محکمہ کی استحکام اور اسکی کارروائی کی یکساں جاری رہنے کی نگرانی کرنا تھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ محکمہ ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی ایک ایسی کل بن گیا کہ جسکا نمونہ تاریخ عالم میں اُس سے پہلے کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک مجموعہ ہدایات بمقام سیویل چھاپا جا کر مشتہر ہؤا۔ جس کی اٹھائیس دفعات تھیں۔ جن کی تفصیل نہایت طولانی ہے۔ مثلاً چھٹی دفعہ میں درج تھا۔ کہ جو شخص اپنے گناہ سے توبہ کرے اور بخشا جائے پھر بھی اُس کو بطور بقیہ اُس سزا کے جو اُس کے لئے تجویز کی تھی۔ یہ سزا دی جائے۔ کہ وہ کسی قسم کے باعزت پیشے کے اختیار کرنے۔ اور سونا چاندی موتی ریشم کے اور عمدہ ململ کے استعمال سے محروم کیا جائے ✦

پھر بیسویں دفعہ میں لکھا تھا کہ اگر کسی شخص کے مرنیکے بعد اُس کی کتابوں یا زندگی کے اطوار سے یہ ثابت ہؤا کہ وہ ملحد تھا۔ تو اُس پر کفر و الحاد کا فتویٰ لگایا جا کر اُس کی لاش قبر میں سے پھینک دی جائے اور اُس کا کل مال اسباب ضبط کیا جا کر اُسکے وارثوں کو کچھ نہ دیا جائے۔ پھر بائیسویں دفعہ میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کفر کا فتویٰ پا کر سزایاب ہؤا ہو اور اُس کی اولاد کم عمر ہو تو اُس کے ضبط شدہ مال کا ایک تھوڑا سا حصہ خیرات کے نام سے اِن کو دیا جائے۔ اور وہ تعلیم مذہب عیسوی کے لئے کسی مناسب شخص کے سپرد کئے جائیں ✦

جرائم اہم محکمہ مقدسہ انکویزیشن کے نزدیک قابل مواخذہ تھے وہ یہ ہیں ✦

(۱) ہر قسم کا کفر و الحاد مذہب عیسوی میں (۲) یہودیت (۳) اسلام (۴) جرائم خلاف فطرت اور تعدد ازدواج ✦

الغرض عدالت مقدسہ ایسی غالب اور ایسی ہولناک بن گئی کہ ماں باپ اپنے بچوں اور خاوند اپنی جوروؤں اور مالک اپنے نوکروں کو بجز زبان ہلانے کے چپ چاپ اُسکے حوالہ کر دیتے تھے ملکہ اُسکی قوت زیادہ تر خوف ہی تھا۔ جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا تھا۔ اور خلائق کے دلوں میں اُسکی ہیبت ایسی عام ہو گئی تھی کہ رعیتوں اور بادشاہوں تک اُسکے نام سے کانپتے تھے۔ جسقدر انسانوں کی جانیں اِس بیرحم عدالت مذہبی نے تلف کرائیں اُنکی تعداد ٹھیک ٹھیک بیان کرنی آسان نہیں ہے چنانچہ صرف اسپین ہی میں بقول سیر لارینٹی تین لاکھ چالیس ہزار آدمی اِس محکمہ سے مستوجب سزا قرار دئے جا کر کسی نہ کسی طرح کی تکلیف سے برباد کئے گئے جن میں سے تقریباً ۳۲ ہزار آدمی تو زندہ آگ میں جلا کر مارے گئے۔ اور اگر اِس تعداد میں وہ تمام بدنصیب لوگ شامل کر دئے جائیں جو علاقہ ہائے مقامات میکسیکو۔ لیما۔ کارتھیجینا۔ سسلی۔ سارڈینیا۔ اوران۔ مالٹا۔ نیپلیس۔ میلان اور فلینڈرس سے جبکہ اِن ملکوں میں اسپین کی حکومت تھی سزایاب ہوئے تھے۔ تو غالباً یہ ثابت ہوگا کہ نصف ملین سے زیادہ بدنصیب آدمی اس سنگدل مقدس محکمہ سے طرح طرح کی سزائیں پا کر دُنیا سے گئے" (دیکھو انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۲) (اعجاز التنزیل صفحہ ۴۷۰ سے ۴۷۵ تک) یہ کیفیت تو رومن کیتھلک فرقہ کے عیسائیوں کی جور و ظلم کی تھی اب پروٹسٹنٹ فرقہ کا حال جبکہ انہوں نے فروغ پایا سنئے مؤرخ ہالم صاحب فرماتے ہیں اِس دین مہذب (فرقہ پروٹسٹنٹ) کے مختلف شعبوں اور فرقوں سے سب سے بڑا گناہ جو سرزد ہؤا ہے وہ یہ ہے کہ بندگان خدا پر دین میں زور و زبردستی کرتے ہیں اور یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر ایک ایماندار انسان جتنی زیادہ کتابوں کی سیر کرتا جاتا ہے۔ اُتنی ہی اُس کو اُن سے نفرت اور کدورت ہوتی جاتی ہے" دیکھو تاریخ آئین سلطنت انگلستان جلد اوّل باب دوم اور (اعجاز التنزیل صفحہ ۴۷۵) ✦

مؤرخ لیکی صاحب فرماتے ہیں: کہ جب کالون نے سرویٹس کو صرف اس وجہ سے زندہ جلا دیا کہ اُس کے اعتقادات تثلیث کے باب میں جمہور علماء کے برخلاف تھے۔ تو سب پروٹسٹنٹ فرقوں نے کالون کے اِس فعل کی بڑی تعریف کی اور ملانکتھن اور بلنجر اور فارل نے اِس گناہ کی تعریف میں نامے لکھے اور بیزا نے جو بڑا عالم تھا۔ اِس فعل کی تعریف میں ایک بڑا رسالہ تصنیف کیا" (تاریخ مذہب معقول پسند جلد دوم صفحہ ۴۹) ✦

پھر میاں ڈیون پورٹ صاحب فرماتے ہیں "اِس زمانہ میں مذہب عیسائی سے زیادہ کوئی چیز بالتصریح خراب نہ تھی۔ وہ دو نوشاخیں مذہب عیسائی کی جو ملک ایشیا و افریقہ میں پھیل گئی تھیں۔ انہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اور بداعتقادیاں اختیار کر لی تھیں۔ اور ہمیشہ باہمی مباحثوں اور مناقشوں میں مصروف رہتی تھیں اور ایرین۔ نسٹورین۔ سیبلین اور یوٹیخین مذہب والوں کے تکراروں سے نہایت دق تھیں اُنکی پادریوں کی عادات مثل شہرت پرستی اور عہدوں کے فروخت اور جہالت نے مذہب عیسائی کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور سب عیسائی لوگوں کو نہایت بدرویہ کر دیا تھا ✦

عرب کے جنگلوں میں جاہل اور شوریدہ مغز راہب کثرت سے تھے جو بیہودہ تخیلات

میں دماغ سوزی کرکے اپنی اوقات خراب کیا کرتے تھے۔ اور اکثر اِن کے غول کے غول شہر میں آکر اہلِ شہر کو اپنی توہمات تلوار کے زور سے سکھایا اور منوایا کرتے تھے" (دیکھو اُن کی کتاب)

(فار محمد ایالوجی اینڈ دی قرآن) مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۲ء صفحہ ۲) اور اس کا ترجمہ اردو صفحہ ۷ +

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں "انہوں نے اپنے خیال میں ایک نیا اولیمپس قائم کرلیا تھا۔ اور اُس میں اپنے مذہب کے ولیوں اور شہیدوں کو فرشتوں کو آباد خیال کرتے تھے جیسا کہ بت پرست اپنے دیوتاؤں سے اولیمپس کو آباد سمجھتے تھے اِس زمانہ میں ایسے عیسائی بھی تھے جو یوسف کی زوجہ مریم میں الوہیت کی شفاعت قائم کرتے تھے" (دیکھو جان ڈیون پورٹ صاحب کی ایالوجی صفحہ ۴ ۱۸۸۲ء

پھر وہی فاضل فرماتا ہے۔ "ان ماناک و ناریاد ناقابل تنفر گرجاؤں۔ اور اُنکی لعد مردوں اور تہواروں اور تقریبوں کی رسوم سے جنکی بنا بقول مسٹر گاڈ فری ہگنس صاحب اُن خراب باتوں پر تھے جن کو بت پرستی کا فضلہ کہنا چاہیئے اور جس میں نہ صرف ایشیا و افریقہ بلکہ یونان و روم بلکہ تمام فرنگستان کے عیسائی مستغرق تھے اور جو بقول مسٹر ہگنس پیشوایانِ مذہب بلکہ خود پوپ روم کی اغوا و تحریک سے عمل میں آتی تھیں" (دیکھو ایالوجی اور اعجاز صفحہ ۱۳۳) +

کلارک صاحب اپنی کتاب ایج ڈنٹیا انگلز میں عیسائی مجاہدین کا حال لکھتے ہیں کہ سلف سے آبتک کسی قوم اور کسی ملک میں عیاشی اور بدفعلی کا اِس قدر غلبہ نہیں ہؤا۔ جسقدر کہ مجاہدین سفاری میں ہؤا تھا (دیکھو صفحہ ۳۲۹ و ایالوجی صفحہ ۱۳۱) +

چھٹا باب

تثلیث اور اس کا آغاز

عیسائی دین کے بموجب خدا کے تین اقنوم ہیں اور ہر ایک اُن تینوں میں سے خدا ہیں کیونکہ باپ اور بیٹا اور روح القدس یا پتا پتر و پوتر آتما خدا ہونے پر بھی ایک دوسرے سے ہر طرح جُدا ہیں عیسائی لوگ یوں تو ان تینوں کو خدا کہتے ہیں۔ مگر دُنیا وی شرم کے مارے لوگوں کے سامنے تین خداؤں کے قایل نہیں۔ جب اس مسئلہ پر کبھی اُن سے گفتگو آتی ہے۔ تو جواب دیتے ہوئے اُنکی روح سخت طرح کے پیچ و تاب کھاتی ہے تثلیث فی التوحید۔ توحید فی التثلیث۔ ایک تین ہیں اور تین ایک ہیں عجب عقدہ ناقابل حل اُن کے سامنے آجاتا ہے جس کو وہ کسی طرح ظاہر نہیں کرسکتے۔ جب خود عیسائی پادری اور بشپ صاحبان اِس کے سمجھنے سے عاری ہیں تو ہم کیا کہیں

ہمارے ہزاروں مہرباں پادری صاحبان یہ جانتے ہیں کہ تثلیث کا ماننا بائبل کا مسئلہ ہے انجیل سے نکلا ہے۔ مسیح اِس کا موجد ہے۔ اِسواسطے وہ اِس کو زینت ایمان جان طوعاً و کرہاً اسے مان رہے ہیں۔ اور ہر چند کہ عقلا کے سامنے اور معقولیت کے روبرو انہیں بارہا شرمسار ہونا پڑتا ہے۔ تو بھی اِس سے انکار نہیں کرتے +

اِس واسطے ہم نہایت عاجزی سے معزز پادری صاحبان کی خدمت میں دست بستہ عرض کرکے جتلانا چاہتے ہیں کہ یہ تثلیث کا مسئلہ آپکی مقدس بائبل میں کہاں سے آیا؟ اور کب اور کس کے وسیلے سے رائج ہؤا۔ اُمید کہ ہماری عرضداشت آپ توجہ سے مطالعہ فرماویں +

جان ڈیوینپورٹ صاحب لکھتے ہیں "بیوٹ صاحب اور گبن صاحب نے بڑی تحقیقات و کوشش سے ثابت کیا ہے کہ جن آیات انجیل سے مسئلہ تثلیث مستنبط کیا ہے (یوحنا ½) وہ آیات افترائی ہیں اور کلامٹ صاحب بھی یہی کہتے ہیں۔ یہ آیت درباب تثلیث کسی قدیم نسخہ انجیل میں نہیں۔ مسیح نے تو ایک ہی خدا کے اعتقاد کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن لوقس اور یوحنا نے جو پیرو ان افلاطون میں سے تھا۔ مسیح کا مذہب خراب کردیا۔ اور اس میں سے عقیدہ توحید باری تعالے نکالکر عقیدہ مہملہ تثلیث مخترعہ افلاطون داخل کیا (صفحہ ۹۲) +

ایک اَلی اور مشہور مؤرخ فرماتا ہے۔ تین سو ساٹھ برس مسیح سے پہلے افلاطون نے اِس مشکل سے (کہ ایک رشد مقدس خدا سے کس طرح یہ سب طرح کی دُنیا پیدا ہوئی) نکلنے کے لئے اُس نے فرض کیا۔ کہ پرمیشور کی ذات میں تین حصے ہیں ایک نسٹ کو ز یعنی آدی کارن پرمیشور دوم عقل یا لوگاس سوم دُنیا کی روح یا تکوینی افلاطون کے فلسفہ میں تین دیوتا بیان کئے تھے اور یہ تینوں ایک عجیب طور پر اُستی (جز تین) اسے ملے ہوئے تھے۔ لوگاس کو حاصل اصل باپ کا (جو دُنیا کا بنانیوالا اور گورنر یعنی حاکم ہے) بیٹا بیان کیا تھا۔ اِس کو فلاطون نے بہت ہوشیاری سے ادا کیا تھا اور یہی اُس کے مدرسہ کا راز تھا۔ جس کو تیس برس کی محنت میں طالبعلم سمجھتے تھے۔ (دیکھو انڈرورتھ کی انٹلکچوال سسٹم صفحہ ۵۶۸) +

ایڈورڈ گبن فرماتے ہیں "یہ فلاطون کی فلاسفی سکندریہ کی سوجہت کے سبب تین سو برس مسیح سے پہلے ایشیا اور مصر میں پھیل چکی تھی سکندریہ کے مدرسوں میں یہودی اسکی تعلیم پاتے تھے۔ لوگاس کا لفظ یہودیوں نے موسےٰ کی جہوا سے منسوب کردیا۔ اور خدا کے بیٹے کو ظاہری صورت پر دنیا میں اُن کاموں کے لئے داخل کیا۔ جو خدا کی صفت اور عادت کے خلاف معلوم ہوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ دینی تعلیم فلاطون کی یونانی فلاسفی کی طرح (بے پرواہی) سے خیال کی جاتی۔ اگر اسکی آخری حواری یوحنا کے قلم سے تصدیق ہونی جو سنہ ۹۷ء میں تصدیق ہوکر نروا بادشاہ کی حکومت میں پوری ہوئی۔ جس سے یہ عجیب بھید بنا پر ظاہر ہؤا۔ کہ لوگاس نے جو خدا کے ساتھ شروع سے تھا۔ اور جو خدا تھا۔ جس نے تمام چیزیں بنائی تھیں اور جس کے لئے تمام چیزیں بنی تھیں۔ اُسی نے ناصرت کے عیسےٰ یعنی مسیح ناصری کے جسم میں اوتار لیا۔ جو کنواری کے پیٹ سے پیدا ہؤا۔ اور جو صلیب پر مارا گیا +

ابونیہ والے مسیح کو رسول تو مانتے تھے۔ لیکن یوحنا کی انجیل کے بموجب مسیح کی تعریفیں نہیں مانتے تھے کہ وہ خدا تھا یا خدا کے ساتھ تھا +

دوسرے ناسٹکس لوگ مسیح کو آدمی اور خدا دونو مانتے تھے کیونکہ وہ خدا کے جسمانی ہونے کے قایل تھے۔ ابھی مسیح کا خون کالوری کے پہاڑ پر سلگ رہا تھا یعنی اُس میں سے دھواں اُٹھ رہا تھا کہ ناسٹکس لوگوں نے ایک اور کفر اور بیہودگی کا خیال پیدا کیا۔ کہ بجائے کنواری کے پیٹ سے نکلنے کے مسیح پوری جوانی میں جارڈن ندی کے کنارہ پر اُترا تھا۔ اور اُس کے چیلوں اور مخالفوں کا دھوکا ہؤا اور ایسا ہی پائلٹ کے وزیروں کو دھوکا ہؤا۔ کیونکہ صلیب کے اوپر ایک ہوائی صورت مصلوب ہوئی تھی +

پس اسی رسول یوحنا کے لکھنے سے فلاطون کی فلاسفی عیسائیوں میں مسیح کی دوسری اور تیسری صدی میں رائج ہوئی۔ کیونکہ اِسی یوحنا نے پہلے ہی سے

الہٰ مکانی خبیث ریاضتوں کا مکاشفات سے معلوم کر لیا تھا (یعنی یہ مکاشفات بھی اسی ریتا کی ایک حکمت تھی)۔ افلاطون کے معزز نام کو عیسائی لوگ تو عزت سے یاد کرتے تھے اور لوگ اس کی شکایت کرتے اور اسے بدنام کرتے کہ اس نے سچائی اور غلطی والوں کی تائید کی +

تثلیث کے مسئلہ اسکندریہ کے فیلسوفوں اور عیسائیوں میں بحث ہوتی تھی۔ استادوں اور شاگردوں کی بیری غلطیوں کی بھرمار سے ہو جاتی تھی۔ لیکن سب سے بڑا عقلمند عیسائی اور علم دین کے جاننے والا اتھنی سی ایس خود صاف صاف صدق دل سے کہتا ہے کہ جب کبھی اس نے اپنی عقل لوگاس کی الوہیت سوچنے پر دوڑائی تو اسکی سب کوششیں ضائع ہوئیں کیونکہ اس نے جتنا زیادہ سوچا اتنا ہی کم سمجھا۔ اور جتنا اس نے زیادہ لکھا اتنا ہی وہ کم اپنے خیالوں کو ظاہر کر سکا +

اول تو یہ لوگاس کا راز فیلسوفوں میں رہا لیکن جب مسیحائی ایمان کی امید اور عبادت کا مدعا بن گیا۔ تو روم کی سلطنت کے ہر ایک صوبہ میں عوام الناس اس کو کثرت سے اختیار کرنے لگے۔ مرد اور عورتیں جو کہ اس کی بابت بالکل ناقابل ہیں۔ وہ بھی اس کی بابت بحث کرنے لگے +

ایسے وقت کی بابت ٹریٹولین فخر سے کہتا ہے کہ "عیسائی کاریگر آسانی سے ایسے سوالوں کا جواب دے سکتا تھا۔ جس سے نہایت دانا یونانی گھبرا جاتے تھے +

جب ایسا ہو گیا۔ یعنی تثلیث عام میں پھیل گئی۔ اور دینی جوش بھی ساتھ ہوا۔ تو عیسائی لوگ اس کو یونانیوں کے دیومالا یعنی متھیالوجی کی اصلاح میں بیان کرنے لگے اس کے ۸۰ برس بعد بیتھنیا کے پادری لوگوں نے پلنی کی کچہری میں اقرار کیا کہ وے اس کو یعنی مسیح کو مثل خدا کے یاد کرتے ہیں +

آخرکار جب اس مشکل پر جھگڑے۔ مناظرے اور مباحثے ہونے لگے تو ایک مشہور و معروف فاضل عیسائی ایریس نے اس سے انکار کیا اس کے نہایت سخت دشمن بھی اسکے علم اور صداقت کا اقرار کرتے تھے۔ اور وہ ایسا بےپرواہ تھا کہ اس نے پادری کا تخت لینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ ایریس کے مریدوں میں سے اس وقت مفصلہ ذیل اشخاص مذہبی عہدوں پر ممتاز تھے۔ بشپ۔ پریس بیٹر۔ ڈیکن۔ کنواریاں۔ ایسا کے بہت سے پادری ہیں۔ یہ سب اس کے ہم خیال تھے۔ ان کے سوا سب سے بڑے عالم پادری یوسی بی ایس نے اس کی امداد پر قلم اٹھائی۔ جب اس طرح زور و شور سے مباحثے ہونے لگے۔ تب بادشاہ اور لوگوں کی توجہ اس دینی بحث پر ہوئی۔ اور چھ سال تک خوب جھگڑے ہوتے رہے آخرکار اس کے بعد ۳۱۸ سے ۳۲۵ کی نیس شہر کی عام کونسل کے آخری قطعی فیصلہ پر یہ معاملہ چھوڑ دیا گیا۔ اور یہ کونسل خصوصاً اسی فیصلہ کیواسطے منعقد ہوئی۔ اس وقت تثلیث کے متعلق امورات ذیل تنقیح طلب تھے۔ جن میں سب باہمی ایک دوسرے کو کفر کے فتوے دیتے تھے۔ کیونکہ غلطی اور کفر سے کوئی خالی نہ تھا

اول رائے یہ تھی جس کو ایریس اور اس کے مرید مانتے تھے کہ لوگاس مطیع تو ہے مگر خود پیدا شدہ ہے۔ باپ کی مرضی عدم سے پیدا ہوئی ہے۔ اگرچہ بیٹے کے لئے تمام چیزیں بنائی گئیں اور تمام دنیا کے وہ پہلے بھی پیدا ہوا۔ اور جس کی عمر کے مقابلہ میں نہایت بڑے سے بڑا انجم کا دور ایک فانی لمحہ کے برابر بھی نہیں ہے۔ تو بھی اسکا وقت بیحد نہیں ہے اور اسکی خوبصورتی پیدائش کے پہلے کچھ وقت گزر چکا ہے۔ یعنی اس جنے ہوئے اکلوتے لڑکے پر قادر مطلق باپ نے اپنی بہت روح ڈالدی اور اپنی جلال کی چمک سے اس کو منور کر دیا۔ وہ پوشیدہ کمالیت کی ظاہری صورت تھا اور اس نے اپنے پاؤں کے نیچے بیحد فاصلے پر نہایت بڑے چمکیلے فرشتوں کے تخت دیکھے تو بھی وچکیلی روشنی سے چمکتا تھا۔ اور مثل رومی بادشاہوں کے بیٹوں کی جو کہ آگسٹس یا سیزر کے خطاب سے پکارے جاتے تھے وہ باپ اور بادشاہ کی مرضی کے مطابق دنیا کی حکومت کرتا ہے +

دوسری رائے یہ تھی کہ لوگاس ذاتی اور دوسروں میں پہنچائی ہوئی ویسی کمالیتیں رکھتا ہے جیسے کہ فلاسفی اور دین کی رو سے خدا میں ہیں۔ تین مختلف اور جدا روحیں خدا کی ذات میں مساوی طور پر برابر اور بیحد ہیں اور انہیں سے کوئی مقدم و مؤخر نہیں ہے۔ اس رائے کے ماننے والے اور محض جس رائے میں تین مختلف خدا معلوم ہوتے تھے منٹ کارز کی وحدانیت قایم رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ جو دنیا کے انتظام میں خوب واضح ہے +

تیسری رائے یہ تھی کہ تین خدا اپنی ہستی کی ضرورت سے کمالیت کے طور پر تمام خدائی صفات سے موصوف ہیں اور جنکا وقت بیحد ہے۔ اور آپس میں ایکدوسرے کے وسیلہ میں اور تمام دنیا میں موجود ہیں۔ یہ تین آدمیوں کو ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ جو دنیا کے انتظام میں مختلف صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے +

اس رائے کے موافق اصلی تثلیث تین ناموں اور تین صفات کی ہے جو سوچنے والے کے دل میں رہتی تھی۔ لوگاس کوئی خاص شخص نہیں بلکہ ایک صفت ہے اور لفظ بیٹے کا اس پر بطور استعارہ کے لگاتے ہیں اور وہ عقل ہے جو خدا کے ساتھ ہے اور جس سے چیزیں بنائی گئی ہیں لوگاس کا اوتار صرف خدا کی عقل

کا الہام ہے +

جس سے مسیح آدمی کی روح بھری تھی۔ اور اس کے کاموں کی ہدایت ہوتی تھی

یہ تین رائیں مقدمہ کے طور پر پیش کرنے کے لائق تھیں +

ایریس کو کامل امید تھی کہ اگر نائس کی کونسل کے پادری اپنی ایمانداری اور بے طرفی سے غور کرتے تو ان کی رائے قبول ہوتی مگر آخرکار کونسل کی رائے سے باپ اور بیٹا دونو کی ایک ہی اصلیت قایم کی گئی۔ جس کو اب پراٹسٹنٹ گریک۔ لیٹن اور شیل عیسائی اپنے دین کا اصلی عقیدہ مانتے ہیں +

کونسل ہونے کے بعد جو باپ اور بیٹے کے متعلق کونسل نے لفظ ہوموشن لکھا اس لفظ کی مخالف رائے کے مطابق واسطے قایم کرنے اپنے اپنے عقاید کے مختلف معنی کئے اسی لفظ کو اوروں نے ہوموآئی اوشن کر لیا تھا۔ غرضیکہ مختلف طرح کے پیچ رنگ بنا کر اس کے جدا جدا معنے تراشے۔ مگر دو مشہور پادریوں نے جو اس وقت چرچ کے پیل پایہ شمار ہوتے تھے کونسل کے معنی قبول کئے یعنی وہ ایک ہی ذات ہیں +

انہیں متنازع کے دنوں میں اور ۸ فرقے کھڑے ہو گئے جو سب ایریس کے دشمن تھے۔ چنانچہ اس وقت کی حالت کو سینٹ ایلسری صاحب جو اسی چوتھی صدی میں فرق پوئیکرس کے بشپ تھے ان الفاظوں میں بیان فرماتے ہیں کہ جہاں کہیں میں گیا میں نے بہت کم پادری پائے جن کے درمیان سچے خدا کا علم تھا۔ یہ بات بہت افسوسناک اور خوفناک ہے۔ کہ آجکل آدمیوں کے درمیان اتنے مذہب میں جتنی کہ انکی رائیں ہیں۔ اور اتنے ان کے عقیدے ہیں جتنی کہ انکی خواہشیں ہیں۔ اور اتنے ان میں کفر ہیں جتنے کہ ان میں عیب ہیں۔ کیونکہ مذہبوں کو بغیرو اور بغیر صلاح کے لوگ طبعزاد بناتے ہیں۔ اور اسی طرح انکو بیان کر دیتے ہیں۔ ہوموشن کا لفظ کبھی رد کیا جاتا ہے اور کبھی اختیار کیا جاتا ہے۔ اور متواتر جلسوں میں اس پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ آج کل کے کمبخت لوگ زمانہ میں بحث کا یہ ایک مضمون ہے کہ باپ اور بیٹے میں جزوی مشابہت ہے یا کلی۔ ہر سال بلکہ ہر ایک ماہ ہم نئے دین ان بھیدوں کے بیان کرنے کے لئے بناتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے کیا

ہم اس سے پچھتاتے ہیں۔ جو لوگ پچھتاتے ہیں۔ ہم کبھی انکی حمایت کرتے ہیں پھر ہم اُنہیں لوگوں پر کفر کا فتوے دیتے ہیں جن کو پہلے ہم نے بچایا تھا۔ کبھی ہم دوسروں کے عقیدوں کو اپنے درمیان آنے وقت خراب کہتے ہیں۔ کبھی اپنے عقیدوں کو دوسروں کے درمیان پاکر بُرا کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔ اور ایکدوسرے کی بربادی کا سبب ہو رہے ہیں" (دیکھو فلاسفر لاک صاحب کی کامن پلیس بک فصل ۳۰ صفحہ ۴۷۰) اور تاریخ ڈکلاس اینڈ فال صفحہ ۵۱۱ اور اپالوجی صفحہ ۱۹۷ +

اِس جھگڑے کے بعد سلومیہ کی کونسل ہوئی۔ مگر اُس میں بھی کوئی خاطرخواہ فیصلہ نہیں ہوا +

اُس وقت عقاید عیسوی پر ایسا اندھیرا پڑا ہوا تھا کہ پادری ہلاری خود ۳۰ برس کونسل کے بعد یہ نہیں جانتا تھا۔ کہ میرا عقیدہ کیا ہے +

جب یہ چرچا مغرب میں پھیلی تو ۳۶۰ء میں ایک اور کونسل رمنی کی ہوئی۔ اِسمیں نیس کی کونسل سے زیادہ پادری حاضر تھے۔ یعنی چارسو سے زیادہ اٹلی۔ افریقہ۔ اسپین۔ گال (فرانس) برٹن۔ الیریکم کے جمع ہوئے تھے۔ اِس کونسل میں ۸۰ آدمی ایرین کی رائے کے تھے۔ مگر ایریس کے نام سے نفرت کرتے تھے۔ اور اِس کونسل کے اُٹھنے سے پہلے ہی ایسے عقیدہ پر جو مشکوک تھا دستخط ہو گئے۔ مگر پیچھے سے اِس کونسل کی بھی غلطی معلوم ہو کر وہی نیس کی کونسل کے فیصلہ کو منظور کیا گیا۔ کیونکہ اِس میں ایریس کے کئی لفظ داخل ہو گئے تھے +

آخر جب یہ فساد بہت زیادہ بڑھ گیا تو کانسٹنٹین بادشاہ نے الگزنڈر اور ایریس کو چٹھی لکھی جس میں اُس نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ باوجود ایک خدا۔ ایک دین ماننے کے عیسائی لوگ ایسی چھوٹی سی بات پر ایکدوسرے کے خلاف جھگڑے کر رہے ہیں اور یونانی فیلسوف کی مثال دی۔ کہ تم بھی انہیں کی طرح رہا کرو۔ دلیل کے وقت دوستانہ طور پر بحث کرو۔ اگر اسوقت بادشاہ کوشش کرتا تو صلح ہو جاتی۔ مگر اُسکی (بُت) مورت کی ہتک سے اُس کو خیالی خوف ہو گیا۔ جس نے باہمی صلح کی امید کو مٹا دیا کیونکہ اُس نے تین سو بشپ اپنے مکان میں جمع کئے +

جہاں بادشاہ ہونے کے سبب خوب زور شور سے بحث ہوئی اور خود بادشاہ بھی مباحثہ میں شامل ہوا۔ لیکن اوسی ایس جو کہ نیس کی کونسل کا پریزیڈنٹ تھا۔ اس کی ترغیب (یعنی اِس بات کے کہنے) سے (کہ یوسی بی ایس نے جس کے پاس ایریس کافر تھا۔ اُس نے بادشاہ کے دشمن کو مدد دی تھی) بادشاہ نے نیس کی کونسل کے عقیدہ کو تسلیم کیا۔ اور حکم دیا کہ جو لوگ کونسل کے الٰہی فیصلہ کو رد کرینگے یا نہ مانینگے وہ جلاوطن کئے جاوینگے۔ اِس بادشاہ کی دھمکی پر اول جو ۷ مخالف تھے پھر دورہ کے آخر کار تین ماہ انتظاری کے بعد یوسی بی ایس جلاوطن کیا گیا اور کافر ایریس بھی الیریکم کے صوبہ کی طرف جلاوطن کیا۔ اور تمام ایرینیس فرقوں کی قانوناً ہتک کی گئی۔ اور ان کو پورفیرین کہا گیا اور انکی کتابیں جلائی گئیں اور اسکے قتل کا حکم تھا۔ جس کے پاس اُسکی کتابیں نکلیں" (مختصر دیکھو گبن ہسٹری جلد ۱ باب ۲۱ صفحہ ۵۷۱ سے ۵۸۷ مطبوعہ چیڈاس لنڈن)

جان ڈیونورٹ صاحب لکھتے ہیں کہ ان فرقہ عیسائی کو ماریانیڈس کہتے ہیں۔ اور اِس فرقہ کے لوگوں نے چاہا تھا کہ تثلیث بالکل عقاید سفائرے میں داخل کریں۔ یعنی بجائے روح القدس حضرت مریم کو اقانیم ثلاثہ میں داخل کریں" صفحہ ۸ سنہ ۱۸۲۸ء

اب ہم اس مسئلہ تثلیث پر چند مکرم و معظم پادری صاحبان کی رائے بفیاضیائے کی نقل عقلا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں +

نمبر ۱۔ پادری ڈی ڈبلیو ٹامس صاحب تثلیت کے حل سے عاجز آ کر لکھتے ہیں کہ مخلوقات (زنجیر قانون الٰہی) کے استدلال اور عقلی دلایل اِس میں چل نہیں سکتے۔ اِس کا ثبوت بہرجہت کلام الٰہی پر موقوف ہے" (تشریح التثلیث صفحہ ۲۲)

نمبر ۲۔ مشہور و معروف پادری فانڈر صاحب فرماتے ہیں (تشریح مسئلہ تثلیث) "وہ عقل انسانی محدود ہے۔ پس ذات الٰہی اور اُس کے اسرار کو مانند تثلیث مسیح و درک نہیں کر سکتی" (مفتاح الاسرار صفحہ ۲۹ باب ۱ سطر ۱۶)

پھر فرماتے ہیں "تثلیث اُن بھیدوں اور اُن مسئلوں میں سے ہے۔ جن میں عقل کو راہ نہیں۔ اور دلیل سمعی یعنی کلام الٰہی پر اُس کی تسلیم واجب ہے" (مفتاح الاسرار صفحہ ۲۹ سطر ۲) +

پھر فرماتے ہیں کہ ہم ان بھیدوں (تثلیث) کے ثابت کرنے کے لئے انسانی عقل اور اس جہان کے علوم سے نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح کے کلام اور انجیل و توریت کی واضح آیتوں سے دلیل لائینگے۔ کس واسطے کہ انسان کی ناقص عقل میں ہرگز اتنی طاقت نہیں ہے" (صفحہ ۲۴ سطر ۱۰ و ۱۱ باب اول) +

پھر فرماتے ہیں کہ اِن تعلیمات کا ساحتہ نہ دلایل عقلیہ سے بلکہ صرف کلام الٰہی کی آیتوں سے ہو سکتا ہے" (مفتاح الاسرار صفحہ ۵)

نمبر ۳۔ فاضل پادری صفدر علی صاحب فرماتے ہیں کہ "مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت ذات محیب و مستتر خدائے ذوالجلال سے ہے دلایل عقلی سے اُس کا ثبوت و ابطال دونو ناممکن ہے" (نیاز نامہ صفحہ ۱۰ سنہ ۱۸۸۶ء)

پھر لکھتے ہیں اور اگر کتاب مقدس خداتعالیٰ کا برحق کلام ہوتا تو صرف مسئلہ تثلیث کیا بلکہ اسکی جملہ تعلیمات قابل اعتماد و اعتقاد نہ ہوتیں" (صفحہ ۹)

پھر فرماتے ہیں اسی تثلیث کے بارہ میں اگر کوئی کہے کہ یہ بات مطلق میرے فہم میں نہیں آتی ہے۔ تو اِس بات پر اسقدر عرض کافی ہے کہ سچ ہے۔ مقام تعجب نہیں" (نیاز نامہ صفحہ ۸ سنہ ۱۸۸۶ء لکھنؤ)

نمبر ۴۔ مشہور و معروف پادری عماد الدین لاہز فرماتے ہیں "تثلیث مبارک پر دلیل عقلی کو طلب کرنا خلاف عقل ہے۔ جیسے توحید مجرد پر۔ ہنود کے سوا جو اور لوگ ہیں۔ اُن کو تثلیث پر اس طرح قایل کر سکتے ہیں۔ کہ اولاً ضرورت الہام۔ اور ثانیاً کتب مقدسہ میں اُس کا انحصار دلایل عقلیہ سے اُن پر ثابت کرینگے۔ اور جب وہ اُس کے قایل ہونگے۔ تو الہام کی اطاعت سے اُن کو بھی تثلیث کا قایل ہونا پڑیگا (دیکھو اُن کی کتاب نغمہ طنبوری لاہور بار اول ۱۸۷۴ء صفحہ ۴۷

نمبر ۵۔ ایک اور پادری صاحب فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی اس تثلیث پر اعتراض کرے تو چاہیئے کہ اِس سے باز رہے کیونکہ خدا کی کامل شناخت کے لئے ہماری عقل میں نقصان ہے۔ یہاں ہمارے ہوش بھی پریشان ہیں غرض شناخت اِس کی محال ہے۔ اور دریافت اِس کی وہم و خیال ہے ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ جو کچھ خدا نے فرمایا ہے۔ یعنی اپنی روح کی بابت سنایا ہے اُس پر اعتراض نہ کریں۔ کچھ عیب نہ دھریں۔ اُس کو سچ جانیں۔ اور یقین سے مانیں (فارقلیط صفحہ ۷۶)

لطیفہ

تین اشخاص بے اساس ایک عیسائی کے پاس جاکر نصرانی ہوئے اور عقاید (اصول) اُن کے طوطے کی طرح یاد کئے۔ حسن اتفاق سے ایک دن اُس عیسائی

کے ہاں ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ بعد سلام و کلام پادری صاحب سے پوچھا کہ یہ تینوں صاحب کون ہیں۔ اور کہاں سے آئے ہیں۔ پادری صاحب نے کہا کہ یہ تینوں نئے نصرانی ہوئے ہیں۔ اور اب تعلیم عقاید میں بدل مشغول ہیں۔ اس دوست نے اُن سے پوچھا کہ مسئلہ تثلیث کی کیا شکل ہے۔ اور تمہارا اعتقاد اس مسئلہ پر کیا ہے۔ ایک نے اُن میں سے جواب دیا کہ میرے اُستاد نے ایسا سکھایا ہے کہ تین خدا ہیں۔ ایک آسمان پر ہے جس کو ہم مسیح کا باپ مانتے ہیں اور دوسرا وہ جو بطن مریم سے پیدا ہوا۔ جس کا نام یسوع ہے۔ اور تیسرا وہ جو شکل کبوتر دوسرے خدا یعنے مسیح کے سر پر اُترا۔ اس پر اُس کے اُستاد صاحب نے غضبناک ہو کر اُس کو دھکیل دیا۔ کہ دیوانہ اور کم فہم ہے۔ اسکی سمجھ پر پتھر پڑیں۔ مدت سے کمبخت کو بتلاتا ہوں اور مغز کھپاتا ہوں۔ آجتک ایک مسئلہ تثلیث کا نہ سمجھا +

دوسرے کو پوچھا گیا تو فرمانے لگا کہ میرے اُستاد نے مجھے یوں سکھایا ہے کہ پہلے تین خدا تھے۔ مگر اب اُن سے دو زندہ ہیں۔ کیونکہ ایک بیچارہ سولی پر چڑھ کر مارا گیا۔ قسیس یہ تسدیس اُس پر بھی دوچند غضبناک ہوئے۔ آنکھیں لال پیلی کر کے کہا کہ تیرا ستیاناس جائے۔ کتنی دیر سے تجھے سمجھاتا ہوں کھول کھول کر بتلاتا ہوں مگر یہ مثلث شکل تجھ سے حل ہونے سے رہی +

اب تیسرے صاحب باقیماندہ قلعی کھولنے لگے۔ فرمایا کہ مجھے نو ہی تعلیم ہوئی ہے۔ اور اس کو نقش کالحجر کر رکھا ہے اور اس عقیدے سے میرا دل بہت خوش ہے حقیقت یہ ہے کہ اگلے زمانہ میں تین خدا تھے اور تینوں ایک ہی تھے۔ اور آپس میں اتحاد کامل رکھتے تھے۔ سو ایک اِن سے مارا گیا۔ اب تینوں بسبب اتحاد کے فنا ہو گئے + (نعوذ باللہ من ہذا اللغوات)

اصل بات یہ ہے کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ایسا برخلاف عقل و علم و فہم کے ہے کہ خدا کی پناہ۔ آجتک اور تو درکنار خود عیسائیوں کی ہی سمجھ میں نہیں آیا +

ایک فاضل عیسائی جب اِس کے سمجھنے سے نہایت لاچار ہوتا تو یہ شعر پڑھکر اپنے دل کو تسلی دیا کرتا تھا + ؎

ہے تثلیث الٰہی عقل انسانی کے گو باہر
خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے جسکا جی چاہے

ساتواں باب

عیسائی فرقوں اور بائبل کی تحقیقات

چونکہ ناواقف لوگ نہیں جانتے۔ کہ عیسائی مذہب کی اندرونی حالت کیا ہے اور خود عیسائی قبل از عیسائی بن بیٹھے وہ کتابیں جو اُنکی اصلیت ظاہر کرنیکے واسطے عالی دماغ مصنفوں نے بنائی ہیں۔ نہیں دکھلائے۔ بلکہ ہمیشہ چھپاتے ہیں تاکہ کسی طرح نو گرفتار مُرغ دام سے نہ نکل جائے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا۔ کہ جب کسی عیسائی نے انصاف سے عیسوی دین کی کتابوں کو دیکھا جھٹ عیسائی تعلیم سے کنارہ کر لیا۔ امریقہ کے مشہور بشپ کولنزو صاحب بہادر کا حال پادریوں سے مخفی نہیں۔ فرانس کے لوگ اور امریکہ کے فاضل بھی بہت کچھ عیسویت سے بیزار ہو رہے ہیں بائبلی خدا کی کرتوتوں سے یہاں تک تعلیم یافتہ لوگ تنگ آگئے ہیں۔ کہ وہ اُس کا نام کتابوں سے نکالا چاہتے ہیں +

واضح ہو کہ عیسائی مذہب کے بڑے بڑے فرقوں کا حال جو ہمیں تحقیقات مزید سے معلوم ہوا ہے۔ وہ اِس طرح پر ہے +

ایبونیہ ۔ مارسیونی ۔ مانی کیز ۔ رومن کاتھلک ۔ یونیٹیرین ۔ یوٹکٹین ۔ ملیکانیہ ۔ پروٹسٹنٹ +

نمبر اول فرقہ ایبونیہ

تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ فرقہ جو اول صدی میں ہوا تھا یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عیسےٰ صرف ایک آدمی تھے۔ اور حضرت مریم اور یوسف نجار سے مثل اور آدمیوں کے پیدا ہوئے اور اطاعت شریعت موسوی کی صرف یہودیوں پر ہی نہیں بلکہ اور لوگوں پر بھی واجب ہے۔ اور اس کے احکاموں پر عمل کرنا نجات کے لئے ضروری ہے۔ اور جو پولوس اُس پر عمل کرنیکو ضروری نہیں کہتا۔ بلکہ بڑے زور سے اُس کا مقابلہ کرتا ہے۔ سو اِس کو بہت بُرا کہتے تھے۔ اور اُس کی تحریروں کی نسبت بڑی بے ادبی سے پیش آتے تھے" (دیکھو موشیم کی تاریخ جلد اول صفحہ ۶۰)

لارڈنر بہ تصدیق قول اوریجن کے اِس فرقہ کی بابت فرماتے ہیں "کہ اِس فرقے کے دونو گروہ پولوس کے نامجات کو رد کرتے اور پولوس کو دانا اور نیک آدمی نہیں جانتے تھے"۔ (دیکھو اُسکی تفسیر جلد ۷ صفحہ ۲۹۳) +

یوسیبیس کہتا ہے "کہ یہ فرقہ پولوس کے نامجات کو رد کرتا اور اُس کو مرتد بتلاتا تھا" (دیکھو تفسیر لارڈنر صفحہ مذکور) +

بیل صاحب فرماتے ہیں "کہ یہ گروہ عہد عتیق کی ساری مقدس کتابوں میں صرف توریت کو ہی مانتا اور داؤد ۔ سلیمان ۔ حرمیا ۔ حزقیل کے نام سے نفرت رکھتا تھا اور عہد جدید سے اُن کے پاس صرف انجیل متی تھی۔ اور اُس میں بھی بہت جا انہوں نے خرابی کی تھی۔ اور خاص کر دو باب اول کے خارج کر دئے تھے۔" (دیکھو کتاب الاسناد جلد ۴ صفحہ ۳۸۳) +

نمبر دوم۔ فرقہ مارسیونی اِس فرقہ کی بابت بیل صاحب فرماتے ہیں "کہ انکا عقیدہ ہے کہ دو خدا ہیں۔ ایک خالق خیر کا دوسرا خالق شر کا۔ اور انکا اعتقاد ہے کہ توریت اور سب کتابیں عہد عتیق کی دوسرے خدا کی عطا ہوئی ہیں اور یہ سب مخالف عہد جدید کے ہیں اور عیسےٰ بعد مرنے کے جہنم میں اُترا اور وہاں سے قابیل اور سدوم کے لوگوں کی روحوں کو نجات دی۔ کیونکہ وے عیسےٰ کے سامنے حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زندگی میں خدا خالق شر کی اطاعت نہ کی تھی اور ہابیل اور نوح اور ابراہیم اور پہلے سارے پیغمبروں کی روحوں کو دوزخ میں رہنے دیا۔ کیونکہ گروہ اول کے خلاف کیا تھا۔ اور ان کا اعتقاد ہے کہ خالق جہان کا وہی خدا نہیں ہے جس نے حضرت عیسےٰ کو بھیجا ہے۔ اور اِسی لئے وہ عہد عتیق کو الہامی نہیں مانتا اور عہد جدید میں سے انجیل لوقا کو مانتا تھا۔ اور پولوس کے نامجات سے دس نامہ مانتا تھا۔ لیکن اُن میں بھی جو اُن کے خیال کے مخالف تھا اُن کو رد کر دیتا تھا +

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں "کہ مارسیونی فرقے نے عہد عتیق کی کتابوں کو بالکل الگ کر دیا۔ یہ فرقہ کہتا تھا کہ یہ کتابیں اُسکی بھیجی ہوئی ہیں جو سارے گناہوں اور برائیوں کا خالق ہے اور یہ بھی کہتے تھے۔ کہ توریت اور انجیل ایک شخص کی بھیجی ہوئی نہیں اسلئے کہ بہت سی چیزوں میں اول میں دوسرے کے مخالف ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اول میں بیان ہے کہ جہان کا خالق جاہل ہے۔ کیونکہ آدم کو پکارا کہ تو کہاں ہے اور اسی طرح متلون ہے کہ مختلف حکم دیتا ہے۔ اور جہان کے پیدا کرنے اور ساؤل کے بادشاہ کرنے سے پچھتاتا ہے" (دیکھو لارڈنر صاحب کی کتاب جلد ۸ صفحہ ۴۸۴) +

پھر لکھا ہے کہ یہ فرقہ عہد عتیق سے اِس قدر نفرت کرتا تھا۔ کہ جدید عہد کی اُن

کتابوں جسکو وہ مانتا تھا اُن سب میں سے اُنکو جنمیں ذکر توریت یا اَور پیغمبروں کا تھا یا اُن میں اُن کتابوں سے حوالہ لیا گیا تھا اُسمیں حضرت عیسیٰ کے آنیکی پیشگوئی تھی - یا اُن میں باپ کو دنیا کا خالق کہا تھا) نکالکر بہت سے فقرے اپنی طرف سے لگا دیئے - اور کہتے تھے کہ یہودیوں کا خدا اور ہے اور عیسےٰ کا باپ اور اور عیسے توریت کے احکام کے مٹانے کو آیا تھا - کیونکہ دعائیں انجیل کی مخالف تھی" دیکھو لارڈ صاحب کی کتاب جلد ۵ صفحہ ۸۷ سے)

پس اسی جلد میں لکھا ہے کہ مارسیونی عہد جدید سے کل گیارہ کتابیں مانتا تھا اور ان گیارہ کو بھی ناقص اور تبدیل کئے ہوئے اور اں کو دو قسم کرتا تھا - ایک انجیل دوم نامجات - انجیل سے فقط انجیل لوقا مانتا تھا - اور ناموں سے پولوس کے نامجات کو اور اُن میں سے بھی بہت کچھ نکال ڈالا تھا - اور بہت جا الحاق کیا تھا +

فرقہ مانی کنیر اس فرقہ کی بابت لارڈنر صاحب اپنی جلد نمبر ۳ میں بہ تصدیق قول آکسٹائن صاحب کے لکھتے ہیں - کہ یہ اعتقاد اس فرقہ کا تھا کہ خدا جسنے موسیٰ کو توریت دی اور عبرانی پیغمبروں کے ساتھ بولا - سچا خدا نہیں بلکہ ایک شیطان ہے شیطانوں میں کا - اور عہد جدید کی مقدس کتابوں کو مانتا ہے لیکن الحاق کا ان میں قائل ہے اور جو اسکے پسند آتا ہے لے لیتا ہے - اور باقی کو ترک کرتا ہے اور بعض چھوٹی کتابوں کو اُنپر ترجیح دیکر کہتا ہے - کہ یہی کتابیں بالکل سچ ہیں اور سب مورخوں کا اتفاق ہے کہ تمام فرقہ مانی کنیر کا ہر وقت میں مقدس کتابوں عہد عتیق کو نہیں مانتا تھا اور اعمال از کلاس میں اُن کا عقیدہ لکھا ہوا ہے کہ شیطان نے یہود کے پیغمبروں کو فریب دیا ہے اور شیطان ہی موسیٰ اور پیغمبروں کے یہودیوں سے بولا ہے جسکے واسطے یہ فرقہ یوحنا کی انجیل باب ۱۰ آیت ۸ کو سند پکڑتا ہے کہ مسیح نے ان سب کو چور اور ڈکیت کہا ہے" اور اعمال حواریین کو خارج کر دیا تھا - اور مانتس کہا کرتا تھا کہ اگر تم انجیل کو مانتے ہو تم کو چاہیئے کہ سب اِن چیزوں کو مانو جو اُسمیں لکھی ہیں یقین کرتے ہو - بلکہ اُن پیشگوئیوں کے جو اُس بادشاہ یہود کے حق میں تھیں جس کو تم مسیح کہتے ہو اور سوا بعض اخلاقی نصیحتوں کے تم اُسکی کچھ قدر زیادہ نہیں کرتے یہ نسبت پولوس کے جو اُسکو گندگی خیال کرتا ہے - پس تب میں کیوں عہد جدید کے ساتھ ایسا ہی نہ کروں کہ جو میری نجات کے لئے ممد اور درست ہے تم سے ہی مانوں اور اُن چیزوں سے انکار کروں جو فریب سے ہمارے باپ دادوں نے اُس میں الحاق کر دی ہیں اور اُسکی خوبصورتی اور بہتری کو بدشکل اور خراب کر دیا ہے - کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ اس عہد جدید کو نہ حضرت عیسےٰ نے لکھا ہے اور نہ اُس کے حواریوں نے بلکہ ایک مدت کے بعد کسی گمنام شخص نے لکھا ہے اور جو اُس نے اس لحاظ سے کہ مبادا اُسکو اُن حالات سے جو لکھتا ہے غیر واقف سمجھ کر اعتبار نہ کریں حواریوں اور حواریوں کے رفیق کے نام لگا دیئے ہیں اور اُسنے عیسےٰ کے مریدوں کو بڑی تکلیف دی کہ اُن کے نام سے اُن کتابوں کو جنمیں بہت سے غلطیاں اور متضاد ہیں بنایا کیا یہ حضرت عیسے کے مریدوں کے ساتھ جو باہم متفق اور یکدل تھے بُرائی کرنی نہیں ہے -

اور ہم نے سیکھ کر یہ طور درست جان لیا ہے کہ ہر چیز کو قاعدہ عقل اور ادراک کے دریافت کرکے اُن چیزوں کو جو ایمان میں مفید اور مسیح اور اسکے باپ خدائے بزرگ کی عزت کے قابل ہیں قبول کریں اور اُن چیزوں کو جو مفید اور قابل نہیں رد کریں اور جب حضرت عیسےٰ نے عہد عتیق میں بعض چیزوں کو سکھایا اور اوروں کو رد کیا - اُسی طرح سے روح القدس جسکی بابت عیسےٰ نے انجیل میں وعدہ کیا تھا ہمیں سکھاتا ہے کہ کیا ہم مانیں اور کیا رد کریں اور کس لئے ہم روح القدس کے وسیلہ سے عہد جدید میں وہی نہ کریں جو تم نے مسیح کے وسیلے سے عہد عتیق میں کیا خصوصاً اُس حال میں جیسا کہ پیشتر کہا گیا - کہ اُسے عیسےٰ نے لکھا - حواریوں نے - بالجملہ جیسا تم عہد عتیق سے صرف پیشگوئیاں اور باتیں اخلاق کی لیتے ہو - اور حکم ختنہ اور قربانی اور یوم السبت وغیرہ کو رد کرتے ہو - تو پھر اسمیں کیا قباحت ہے - کہ ہم بھی عہد جدید سے صرف وہی چیزیں مانیں جو اِن کی عزت کے قابل ہیں اور اُن کے اُسنے یا اُسکے حواریوں نے کہا ہے اور خارج کریں - اُسکو جو حواریوں نے جہالت سے کہیں یا جھوٹ اور بیحیائی سے اُن کی طرف منسوب ہوئیں"-

فرقہ رومن کاتھلک یہ فرقہ اب بھی عیسائی مذہب کے سارے فرقوں سے حصے زیادہ ہے اور کئی سلطنتیں بھی اسکے قبضہ میں ہیں - اسی مجموعہ بائیبل میں یہ فرقہ نو دس کتابیں اور الہامی ٹھہرا کے داخل کرتا ہے اور عشائے ربانی میں عیسےٰ کی ظہوری کا قائل - اور اُس کو سجدہ کرنا فرض سمجھتا ہے - اور بُت پرستی بھی کرتا ہے ۔

یونیٹیرین اس فرقہ کا قول ہے کہ خدا لاشریک ہے کسی کو اختیار اور منصب بچانے اور سزا دینے کا نہیں ہے نیک اعمالی کا بدلہ بہشت اور بد اعمالی کا بدلہ دوزخ ہے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک وغیرہ سب فرقوں کو بُرا سمجھتے ہیں ۔

یوٹلکیس اس فرقہ کا بانی ایک شخص یونانی یوٹیچس نام تھا - جو پانچویں صدی میں گذرا ہے اس نے یہ عقیدہ اپنے تابعین کو تعلیم کیا تھا کہ ہر سوخت طبیعت اُس سنت کی دونو صفات مسیح میں باہم ایسی متحد ہو گئی تھیں کہ اُن میں کوئی فرقہ و امتیاز وغیرہ اور صفت انسانیت مسیح صفت الوصیت میں اس طرح ایک قطرہ آب دریا میں آمیختہ ہو جاتا ہے" آپالوجی ترجمہ اردو صفحہ ۷ کا حاشیہ +

فرقہ ملکانیہ یہ لوگ مریم ؑ کو خدا کی وحدت میں شریک کرتے ہیں" دیکھو جان رچرڈسن صاحب کی عربی و فارسی و انگریزی ڈکشنری صفحہ ۹۸۸)

فرقہ پروٹسٹنٹ اس فرقہ کا بانی مبانی مارٹن لوتھر صاحب ہے اس نے انجیل میں بہت سی اصطلاح کی ہے اس کا قول ہے کہ ہم نہ سنینگے اور نہ دیکھینگے موسیٰ کو کیونکہ وہ صرف یہودیوں کے لئے تھا اور ہم کو اس سے کچھ علاقہ نہیں - ہم نہ قبول کرینگے موسیٰ کو اور نہ اُسکی توریت کو کیونکہ وہ دشمن عیسےٰ ہے - موسیٰ تو جلادوں کو سردار ہے دس حکموں کو عیسائیوں سے کچھ علاقہ نہیں ان دس حکموں کو خارج کرنا چاہیئے کہ تمام بدعت ابھی موقوف ہو جاویگی - کیونکہ یہ سب کام سب بدعت کے چشمہ ہیں (وارڈ صاحب کا اغلاط نامہ نمبر ۴ ۱۸ صفحہ ۳۷ و لوتھر کی کتاب جلد ۳ صفحہ ۴۰۱۰) ۹

وارڈ صاحب اپنی کتاب اغلاط نامہ میں لکھتے ہیں کہ پولوس شاگرد رشید لوتھر لکھتا ہے کہ یعقوب اپنے نامہ کو واہیات باتوں میں تمام کرتا ہے اور کتابوں کا حوالہ ایسا مخالف دیتا ہے کہ جسمیں روح القدس نہیں رہ سکتا - اسلئے وہ نامہ الہامی کتابوں میں نہ شمار کیا جاوے" (صفحہ ۳۷)

جان کالوین صاحب فرماتے ہیں کہ پطرس حواری نے کلیسیہ میں بدعت بڑھائی اور آزادگی عیسوی کو خوف میں ڈالا ہے اور توفیق عیسوی کو دور پھینکا (مباحثہ مطبوعہ ۱۲۷۰ ہجری صفحہ ۲۶)

لارڈنر صاحب فرماتے ہیں جب قسطنطنیہ میں مسالہ حاکم تھا کہ انجیلیں مصنفوں کی

جہالت کے سبب بحکم بادشاہ اناستیشوش بری ٹھیرائی گئیں۔ اور اُسکی بجبر تصحیح ہوئی" دیکھو (کتاب الاسناد جلد ۵ صفحہ ۱۲۴) ✦

رینن صاحب تذکرہ مسیح میں کہتے ہیں کہ اناجیل اربعہ میں سے ہر انجیل پر ایک شخص مشہور کا نام درج ہے جس کا حال تذکرہ حواریین اور تاریخ انجیل میں مرقوم ہے لیکن یہ صحیح نہیں کہ یہ چار شخص مصنف اناجیل اربعہ ہیں اس قول سے کہ یہ متی نے کہا ہے اور یہ مرقس کہتے ہیں اور یہ لوقا کہتے ہیں اور یوحنا فرماتے ہیں یہ مراد نہیں کہ قدمائے علمائے عیسوی کا یہ اعتقاد تھا کہ یہ آیات کل انہوں نے تصنیف کی ہیں بلکہ اس قول سے یہ مراد ہے کہ یہ آیات اُن سے مروی ہیں۔ اور انکی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ صفحہ ۸۔ ایالوجی صفحہ ۱۱

ڈاکٹر کینی کاٹ لکھتے ہیں کہ "قریب تمام نسخ موجودہ عہد عتیق مابین سنہ ایکہزار اور چودہ سو ستاون کے لکھے گئے ہیں۔ اور اسی سے استدلال کرکے یہ بات کہتا ہے کہ تمام نسخے جو ساتویں یا آٹھویں صدی کے لکھے ہوئے تھے یہودیوں کی کونسل کے حکم سے بسبب اس کے کہ وہ نسخے اُن نسخوں سے جن کو وہ بہتر سمجھتے تھے۔ بہت مخالفت رکھتے تھے نیست و نابود کئے گئے" ✦

(دیکھو ریس کے سائیکلوپیڈیا کی جلد ۴ بیان بائبل)

انجیل متی۔ ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتا ہے کہ یہ بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی اسلئے کہ یوسی بیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے نہ یونانی میں اور جیروم کہتا ہے کہ پین ٹی نس نے ایک جلد عبری اس انجیل کی حبش میں پائی تھی۔ اور اُس نے اُسکو اسکندریہ میں لاکر سی سریا کے کتب خانہ میں رکھا تھا۔ کہ وہاں سے وہ جاتی رہی۔ مگر ترجمہ اسکا یونانی باقی رہا اور نام مترجم کا معلوم نہیں ہے" ✦

اور تفسیر ہنری اسکاٹ میں لکھا ہے کہ "سبب مفقود ہو جانے نسخہ عبری کا یہ ہوا کہ فرقہ ابیونیہ نے جو منکر الوہیت مسیح کا تھا۔ اُس نسخہ میں تحریف کی تھی اور بعد تباہی یروشلم کے نسخہ اصل عبری کا جاتا رہا اور بعضے کہتے ہیں کہ ناصریوں یا یہودیوں نے جو نئے عیسائی ہوئے تھے انجیل عبری کو منحرف کیا تھا اور فرقہ ابیونیہ نے بہت سے فقرے اُس کے نکال ڈالے تھے ✦

بالاتفاق لیکلرک۔ کوب۔ میکس۔ لینگ۔ ہیمر۔ الکدرن۔ پارس صاحبان جو عیسائی دین کے نامی گرامی محققین ہیں فرماتے ہیں کہ اصل میں ایک عبری نسخہ تھا۔ اور اُس کے کئی ترجمے بھی تھے۔ مگر وہ مع ترجموں کے یقینی ثابت ہے کہ مفقود ہے" ✦

اور یوسی بیس بھی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ "ارنیس لکھتا ہے کہ متی نے اپنی انجیل عبری میں لکھی ہے" ✦

ایک اور محقق کہتا ہے کہ سب سے پہلی کمیٹی جو الہامی کتابوں کے فیصلہ کے واسطے ہوئی وہ قسطنطین کے حکم سے سنہ ۳۲۵ء میں شہر نائیس میں منعقد ہوئی۔ اُسمیں ایک کتاب جوڈتھ بھی کتب الہامیہ میں شامل کی گئی ✦

پھر سنہ ۳۶۴ء میں ایک اور کمیٹی لوڈیسیا نامی سے قایم ہوئی جس نے علاوہ جوڈتھ کے توریت و انجیل میں اور سات کتابیں حسب ذیل واجب التسلیم قرار دیں۔ کتاب آستر۔ نامہ یعقوب۔ نامہ پطرس۔ نامہ ۲ و ۳ یوحنا۔ نامہ یہودا اور نامہ پولوس عبرانیوں کو اور اِس حکم کو جابجا مشتہر کرا دیا۔

پھر سنہ ۳۹۷ء میں ایک اور کمیٹی قایم ہوئی جسکو کارتھیج کہتے ہیں جس میں علاوہ اگسٹائن کے جو بڑا عالم تھا۔ ایک سو چھبیس اور بڑے بڑے عالم تھے۔ اُس کمیٹی نے پہلی کمیٹیوں کے حکم کو بحال رکھکر معہ مندرجہ ذیل سات کتابیں اور الہامی قرار دیں کتاب وزڈم۔ کتاب ٹوبیاس۔ کتاب باروق۔ کتاب ایکلزیاسٹیکس یہ کتاب مقابیس اول و دوم مکاشفات یوحنا ✦

اِس کے بعد اور تین کمیٹیاں مقرر ہوئیں جن کو کمیٹی ٹرلو اور کمیٹی فلورنس اور کمیٹی ٹرنٹ کہتے ہیں اِن کمیٹیوں نے کمیٹی کارتھیج کے حکم کو بحال رکھا۔ پس یہ کتابیں بارہ برس تک عیسائیوں میں واجب التسلیم رہیں ✦

بعد ازاں سنہ ۱۵۲۰ء میں فرقہ پروٹسٹنٹ قایم ہوا اِس نے کتاب باروق۔ کتاب ٹوبیاس۔ کتاب جوڈتھ۔ کتاب وزڈم۔ کتاب ایکلزیاسٹیکس اور مقابیس کی دونو کتابوں کو رد کر دیا اور لغو سمجھا اور کتاب استھر کے چند بابوں کو بھی الہامی بتایا اور اُس کے سولہ باب ہیں سے اول ۹ باب اور دسویں کے بعض آیات کو مانتے ہیں اور باقی سب کو جعلی بتاتے ہیں۔" از توبدن اندق ذیل صفحہ ۱۷" ✦

مگر ان میں سے بعض اب تک فرقہ رومن کیتھولک کے نزدیک الہامی اور واجب التسلیم ہیں ✦

لارڈنر فرماتے ہیں کہ "پی پیس لکھتا ہے کہ متی نے انجیل عبری میں لکھی اور ہر کسی نے اپنی لیاقت کے موافق اس کا ترجمہ کیا" (کلیات لارڈنر جلد ۲ صفحہ ۱۱۹) ✦

پھر وہی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ "یوسی بیس لکھتا ہے کہ پین ٹی نس جب حبش میں آیا۔ اُس نے وہاں ایک نسخہ وہی انجیل متی کا پایا۔ جو وہاں کے لوگوں کو برتھولما حواری سے پہنچا تھا اور اسوقت سے اُنکے پاس محفوظ تھا اور جیروم لکھتا ہے کہ پین ٹی نس اُس نسخہ کو وہاں سے اسکندریہ میں لایا۔ جو مفقود ہو گیا" دیکھو (جلد ۲ صفحہ ۱۲ و جلد ۴ صفحہ ۹۵) ✦

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں کہ "متی نے اپنی انجیل عبری میں یروشلم میں لکھی تھی۔" دیکھو (جلد ۴ صفحہ ۵ و ۱۹ و ۱۷۴ و ۱۸۷ و ۴۳۹ و ۴۴۱ و ۵۰۱ و ۵۳۸) ✦

پھر وہی صاحب فرماتے ہیں بحوالہ انسی وُڈ کے کہ "ان چاروں سے متی نے صرف عبرانی میں لکھی اور باقیوں نے یونانی میں" (دیکھو جلد ۵ صفحہ ۱۳۷) ✦

انجیل یوحنا۔ اِسکی بابت محقق برٹشنیڈر اور اسٹاڈلن اور فرقہ الوجین (جو دوسری صدی میں تھا) متفق ہو کر کہتے ہیں کہ یوحنا حواری کی تصنیف نہیں ہے بلا ریب اور یقیناً کسی طالب العلم مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہے" (کاتھلک ہیرلڈ جلد ۷ سنہ ۱۸۴۴ء صفحہ ۲۰۵) ✦

دوسری صدی میں جب لوگوں نے انکار کیا تو انکے جواب میں ارینیوس نے یہ نہیں کہا کہ پولی کارپ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف سے ہے۔ حالانکہ ارینیوس پولی کارپ کا شاگرد ہے اور پولی کارپ یوحنا حواری کا مرید تھا۔ اگر ہوتی۔ تو اُسے ضرور معلوم ہوتا۔ اور وہ اُس کو بتلا دیتا ✦

رسالہ اعمال۔ یہ بھی الہامی نہیں اور نہ اسکی بابت کوئی ثبوت عیسائیوں کے پاس ہے۔ کہتے ہیں کہ لوقا کی تصنیف ہے مگر لوقا مرد غیر الہامی تھا۔ علاوہ برآں اُس رسالہ کو پولوس و یوحنا کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ناظرین ذرا غور فرماویں کہ یہ کتابیں و رسالہ و خطوط کب الہامی ٹھیرائے گئے۔ بہت سے خطوط تو کونسل کے حکم سے (جبرًا) الہامی اور حواریوں کی تصنیف ٹھیرائے گئے جیسا کہ نامہ عبرانیہ۔ نامہ یعقوب۔ نامہ یہودا۔ دوم نامہ پطرس و دوم و سوم نامہ یوحنا۔ و مشاہدات یوحنا۔ یہ کونسل کارتھیج سنہ ۳۹۷ء میں ہوئی تھی۔ مگر جب اِس کونسل نے مشاہدات یوحنا کو الہامی ٹھیرا کے داخل قانون کیا تھا۔ تب اِس نے کتب ذیل کو بھی تو الہامی ٹھیرایا تھا۔ کتاب جوڈتھ

کتاب توبیاس۔ کتاب وزڈوم۔ کتاب ایکلیسیاسٹکس اور دو کتابیں مقابیس۔ مگر ان سب کتابوں کو آجکل کے موجودہ علماء فرقہ پروٹسٹنٹ جھوٹے اور غیر الہامی مانتے ہیں اور اسی واسطے اب اُن الہامی ناموں سے خارج ہیں اور نہ حواریوں کی تصنیف شمار ہوتی ہیں +

باقی رہے ۳ نامہ پولوس اور ایک نامہ پطرس اور ایک نامہ یوحنا سو اُنکے لکھنے کے واسطے الہام کی حاجت نہیں ہے اور نہ وہ کبھی اسکا دعوے کرتے ہیں۔ پس یہ سارا انکا سارا مجموعہ غیر الہامی و غیر معتبر ہے "تاریخ پولوس مصنفہ بولینے صاحب جو زبان فرانسی ہے اُسکے باب دوم میں لکھا ہے۔ کہ کوئی سائسٹن نے اپنی تفسیر اعمال حواریین جو چوتھی صدی میں لکھی ہے یہ بیان لکھا ہے کہ بہت لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو نہ پولوس اور نہ اسکے بانی مت کو مانتے ہیں اور فرقہ نصاری یعنی جو کہ شروع ہی مذہب عیسوی میں عیسائی ہوا تھا یہ پولوس کو نہ مانکر بسبب اُسکی مکاری کے یہ کہتے تھے۔ کہ وہ اصل میں بت پرست تھا یروشلم میں آیا اور وہاں پر اس امید سے ٹھیرا رہا کہ اپنا بڑے کاہن یہودی کی لڑکی سے جس پر وہ عاشق تھا۔ شادی کرتا چنانچہ اسی سبب سے اُس نے اپنا ختنہ کرایا لیکن جب اپنی دلی مراد کو نہ پہنچا تو اُس نے یہودیوں سے جھگڑا کیا۔ اور ختنہ یوم سبت سے تعظیم شدہ اور مذہبی معاملات میں برخلاف یہود کے کہنا شروع کیا (زبدۃ الاقاویل صفحہ ۱۴)

ناواقف عیسائی بھائیوں کو ہم ایک خاص اطلاع دیتے ہیں کہ انہیں انجیلوں کی طرح مسیح کے اور حواریوں کی بھی انجیلیں تھی جنکو جیوں جیوں عقل آتی گئی۔ غلط سمجھنے لگے۔ معقولیت کے سامنے شرمسار ہوتے رہے چھوڑتے گئے۔ اُن کی کل فہرست یہ ہے +

برتولما کی انجیل۔ توما کی انجیل۔ پطرس کی انجیل۔ یوحنا کی اول انجیل۔ یوحنا کی دوسری انجیل۔ اندریا کی انجیل۔ متی کی انجیل۔ فلپ کی انجیل۔ لوقا کی انجیل۔ مسیح کی طفولیت کی انجیل۔ یعقوب کی انجیل۔ مرقس کی انجیل۔ متیاس کی انجیل۔ برناباس کی انجیل کسی وقت یہ چودہ انجیل مانی جاتی تھیں۔ اور انہیں کے الہامی ہونیکا دعویٰ تھا مگر جیوں جیوں انجیلوں کی اصلیت تعلیم یافتہ پارٹی پر ظاہر ہوتی گئی لوگ انجیلوں کو ترک کرتے گئے۔ یہاں تک کہ صرف ۱۸۰۰ برس کے اندر ۱۰ انجیلیں ترک کی گئی ہیں اب صرف ۴ باقی ہیں مگر انکو بھی بعضے عیسائی اسواسطے کہ جب باپ۔ بیٹا۔ روح القدس تین خدا ہیں۔ تو انجیلیں چار کیوں۔ تین ہونی چاہیئیں۔ چنانچہ اب لوقا کی انجیل عیسائیوں کے دل میں کھٹک رہی ہے۔ بلا بحث کرتے کرتے کبھی ضرور نکال دینگے۔ کیونکہ راستی موجب رضائے خدا است + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست +

ٹامس پین صاحب فرماتے ہیں۔ بیبل کی پہلی پانچ کتابوں کا مصنف موسے کو کہتے ہیں۔ دلیلوں سے ثابت کرتا ہوں کہ اُن کا مصنف موسیٰ نہیں ہے بلکہ موسیٰ کے عہد میں بھی رقم نہیں ہوئیں۔ اُسکے کئی سو برس گزرنے کے بعد کسی علم نما گو نے موسے کے زمانہ کا حال لکھا ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ کے مورخ ہزاروں سال گذشتہ کے تواریخ کو قیاس سے کہتے ہیں اگرچہ اسکی شہادت قدیم زمانہ کی مورخوں کی کتابوں سے لکھوں۔ شاید بعض پادری قبول نہ کریں جیسا کہ میں اپنی تحریر کو باور نہیں کرتا۔ پس بائبل سے میں اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں +

موسیٰ کی کتاب فاضل مورخ ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ علماء ذیل یعنی ایلہار حسن شلز۔ ڈاتہ۔ روزن ملر اور ڈاکٹر جدس اس بات کے قائل ہیں کہ موسے الہامی نہیں تھا۔ بلکہ اُس نے اپنی پانچوں کتابیں اُس وقت کی مشہور روایتوں سے جمع کیں" (دیکھو ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۷۹۸ و ۸۱۸) +

آگے پھر ٹامس پین صاحب اپنی ایج آف ریزن میں لکھتے ہیں اول اچھی طرح اس بات کا ذکر کے یہ موسے کی تصنیف نہیں کہتے ہیں فضیلت اس کتاب کو اس وجہ سے ملی کہ موسیٰ کی تصنیف مظنون ہے جب صاف معلوم ہوا کہ اسکی تصنیف نہیں پس بیہودہ قصہ و کہانی ہے جیسے آدم کی زوجہ اور سانپ سے باتوں کا اور نوح کی کشتی کا ذکر میری رائے میں الف لیلا کی حکایات توریت کی کہانیوں سے دلچسپ ہیں آدمیوں کی عمر کہیں ۸ سو اور کہیں ۹ سو سال کی لکھی ہے جیسے بت پرستوں نے اپنی دیوی اور دیوتاؤں کی لکھی ہے جب مضامین توریت و موسے کے افعال نفرت انگیز ہیں۔ تو ایسی کتاب کو بغیر سمجھنے سے بجز خونریزی و جبر و زیادتی موسے کے نیک افعال کا کچھ نشان نہیں ملتا ہے +

گنتی ۲۱/۱۲-۱۸ میں رقم ہے جب یہودیوں کی فوج خونریزی و غارتگری کرکے واپس آئی۔ تو موسیٰ نے حکم دیا کہ جتنی لڑکیاں ہیں سب کو قتل کرو اور جو عورتیں مردوں سے ہمبستر ہوئی ہیں انکو بھی قتل کرو لیکن وہ لڑکیاں جو باکرہ ہیں اُنکو اپنے واسطے زندہ رکھو اگر یہ حکم موسیٰ کا ہے تو موسیٰ زیادہ مغلوب شہوت و غضب و ظلم و جہل ہے اور کوئی بھی خدا کے قانون سے کبھی ایسا روا نہیں ہو سکتا اور ایسے قتل کا حکم دینے والا کبھی خدا کا مقرب ہو نہیں سکتا +

اشعیا کی کتاب۔ مورخ و محقق اسٹاہلن جرمنی فرماتا ہے کہ اشعیا کے ۴۰ باب سے ۶۶ باب تک اشعیا کی تصنیف نہیں ہے" (دیکھو کارن صاحب کا رسالہ نمبر ۳)

سلیمان کی کتاب:۔ تفسیر ہنری و اسکاٹ کی اخیر جلد میں لکھا ہے کہ "ضرور نہیں کہ ہر لکھا پیغمبر کا الہامی یا قانونی ہووے۔ اگرچہ سلیمان نے بعض الہامی کتابیں لکھیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو انہوں نے بطور تاریخ کے لکھا وہ بھی الہامی ہو اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ پیغمبر اور حواری خاص مطلب اور موقع کے لئے الہام کئے جاتے تھے +

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ قصداً تحریف اُن لوگوں نے بھی کی ہے جو دیندار کہلاتے تھے۔ اور بعد اُس کے دینی تحریف ترجیح دی جاتی اور مقبول ٹھیرتی تھی" (جلد ۲ صفحہ ۱۴۲) +

ڈاکٹر کنی کاٹ فرماتے ہیں کہ محققین ہاشل نے جو سامریوں کو تحریف کا الزام لگایا ہے وہ الزام یہودیوں کو دیا جاتے کیونکہ سامریوں کی عبارت اصل ہے اور ہارن صاحب نے بھی اسکی تائید کی ہے" (دیکھو جلد ۲ صفحہ ۱۴)

محقق کنی کاٹ کتاب سموئیل کی ۷ باب آیت ۱۲ سے ۳۱ تک۔ ۲۰ آیتوں کو الحاق اور قابل اخراج جانتا ہے اور یہی ڈاکٹر بشپ ہارسلی صاحب نے بھی کیا ہے" دیکھو (جلد اوّل صفحہ ۳۰۲) +

بشپ ہارسلی مقامات ذیل کو بھی محرف مانتا ہے یعنی گنتی (باب ۲۴ آیت ۳ و ۴) کتاب یوشع (باب ۱۳ آیت ۷ و ۸ و ۲۵) + کتاب قضات (باب ۱۲ آیت ۴) اور سموئیل ۱ (باب ۳۰ آیت ۲۰) + اور سموئیل ۲ (باب ۴ آیت ۶) + اور مقامات ذیل کو الحاق مانتا ہے کتاب یوشع (باب ۲ آیت ۱۲) اور (باب ۱۰ آیت ۱۵) اور (باب ۱۳ آیت ۱۴) قضات (باب اوّل آیت ۱ سے ۹ تک) + ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ باب ۷ یوحنا آیت ۵۳ سے باب ۸ آیت ۱۱ تک اکثر علماء کو اعتراض ہے اور وہ اس کی سچائی پر گفتگو کرتے ہیں اور کرزاسٹم اور تھیوفلاکٹ اور نونس کی شرح میں نہ یہ درس نقل ہوئی اور نہ اسکی شرح لکھی گئی

اور یہی ورسن کیپرئیوس اور برتو نیانوس کے حوالوں میں بھی نہیں ہیں" (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۴ صفحہ ۳۱ مطبوعہ لنڈن بارسیوم ۱۸۲۲ء)

متی کی باب ۲۷ - آیت ۳۵ کی بابت ہارن صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت "یونانی نسخوں میں اور ترجمہ سریانی اور کاپٹک اور سہاڈک ایتھوپیک اور روسی کے تمام خطی نسخوں میں نہیں پائی جاتی اور کرزاسٹم اور تیتوس بسٹرا اور یوتھمس اور تھیو فلکٹ اور اتھجی ارتھوس کے پرانے نسخوں کے پرلے مرحم اور اگسٹائن اور جون کوس کے حوالوں میں بھی یہ عبارت نہیں ہے۔ گریس باخ نے جو اس کو بلاشبہ سازی سمجھ کر چھوڑا۔ خوب کیا" (دیکھو ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱)۔

نامہ اول قرنتیوں کے باب ۱۰ آیت ۲۸ کی عبارت بھی کوڈکس الگسنڈریانوس اور واٹی کانوس اور دیگر بارہ نسخوں میں اور کئی ترجموں اور اکثر حوالوں میں نہیں پائی جاتی اس کو بھی گریس باخ نے متن میں سے خارج کیا ہے۔ (ہارن صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷)۔

مورخ ہارن متی صاحب باب ۶ آیت ۱۳ کو بھی زائد سمجھا ہے مفصل دیکھو (ہارن صاحب کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۲۷ و ۳۲۹ و ۳۳۲)۔

پھر ایک مورخ لکھتا ہے "کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام گزارشات الہامی ہیں وے اپنے دعوے کو ثابت نہیں کرسکینگے اور اگر ازراہِ تحقیق ہم سے استفسار کیا جاوے۔ کہ تم عہد جدید کے کونسے امر کو الہامی جانتے ہو۔ تو ہم جواب دینگے کہ مسائل اور احکام اور پیشینگوئیاں یہی چیزیں جو دین عیسوی کے اصل الاصول ہیں۔ ان سے الہام کا خیال علیحدہ نہیں ہو سکتا گذارشات کے لئے حواریوں کی یادداشت کافی تھی" مفصل اور مشرح دیکھو (سائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۱ صفحہ ۴)۔

اور پھر لکھا ہے کہ جیروم۔ گروٹیس۔ اراسمس اور پروکوپیس اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ کتب مقدسہ کی سب کتابیں الہامی نہیں ہیں دیکھو (سائیکلوپیڈیا جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۴) اور التھامس ہارن صاحب کی تفسیر جلد ۱ صفحہ ۲۴۸ میں لکھتا ہے "مشاہدات یوحنا ۴ سو برس تک کلام الٰہی نہ مانا گیا و یوسیبس مورخ بھی اس کو یوحنا کا مصنفہ نہیں جانتا۔ اور پروفیسر اسٹے والڈلٹے بھی خوب تحقیق سے ثابت کیا کہ وہ یوحنا کی تصنیف نہیں ہے بلکہ بعضے قدماء عیسائی تو اسے سرنتھس ملحد کی تصنیف بتلاتے ہیں (دیکھو مباحثہ صفحہ ۳۳ سنہ ۱۸۴۲ء) اور یوسی بیوس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ بعضوں نے ہم سے پہلے تمام کتاب مشاہدات یوحنا کو الہام سے علیحدہ کر دیا اور اس کے رد میں کوشش کی اور لکھا ہے کہ یہ سب بے معنی اور بے عقلی سے پر اور بڑا بھاری جہالت کا حجاب ہے" (جلد ۷ باب ۲۵)۔

لوقا کی انجیل۔ جب لوقا نے انجیل کا لکھنا اختیار کیا وہ کہتا ہے کہ "اس نے ان چیزوں کا حال ان لوگوں سے جو آنکھ سے دیکھنے والے تھے سنکر لکھا اور اس لئے کہ وہ سب چیزوں سے واقف تھا اس نے مناسب جانا کہ وہ باتیں پچھلی نسلوں والی پشتوں کو پہنچا دے" دیکھو (لوقا کی انجیل باب ۱ آیت ۱ سے ۴ تک) اور دیکھو (انجیل لوقا مطبوعہ سنہ ۱۸۱۸ء مرزاپور صفحہ ۱۷) اور دیکھو (ڈاکٹر ڈائٹن کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

مورخ ارجیوس صاحب کہتا ہے کہ "وہ سب چیزیں جو لوقا نے حواریوں سے سیکھی تھیں ہمیں پہنچائی"۔

مورخ جیروم لکھتا ہے کہ "لوقا نے نہ صرف پولوس سے بلکہ اور بھی حواریوں سے انجیل کی تعلیم پائی ہے"۔

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ پولوس نے بہت باتیں بغیر الہام کے کہیں جو موجودہ الہامی کتابوں میں درج ہیں چنانچہ مقامات ذیل کو غور سے دیکھو خط ۱ تمطاؤس باب ۵ آیت ۲۳ - خط ۲ تمطاؤس باب ۴ آیت ۱۳ اور خط فلیمون آیت ۲۲ اور خط ۲ تمطاؤس باب ۴ آیت ۲ - اور خط ۱ قرنتیوں باب ۷ آیت ۱۰ اور باب ۷ آیت ۱۲ و باب ۷ آیت ۲۵ و ۲۶ - اور اعمال باب ۱۶ آیت ۶ و ۷ - اور اعمال باب ۱۹ آیت ۲ و ۵ - اور رومیوں کا خط باب ۱۵ آیت ۲۴ و ۲۸ - اور خط ۱ قرنتیوں باب ۱۶ - آیت ۵ و ۶ و ۸ و خط ۲ قرنتیوں باب ۱ آیت ۱۵ سے ۱۸ تک (دیکھو وانس صاحب کی جلد ۴ رسالہ الہام)۔

زیونگلیس کہتا ہے کہ "پولوس کے نامجات میں سب پاک کلام نہیں ہے اس نے چند چیزوں میں غلطی کی ہے"۔

مسٹر فلک صاحب کہتے ہیں کہ "پطرس حواری نے اکثر انجیل کے بارہ میں غلطی اور جہالت کی ہے"۔

ڈاکٹر کوڈ صاحب اپنی کتاب مباحثہ میں جو فادر گینین سے ہوا تھا کہتا ہے کہ "پطرس نے بعد نزول روح القدس کے ایمان میں غلطی کی ہے"۔

فاضل بریٹسنس صاحب فرماتے ہیں کہ "حواریوں کے سردار پطرس نے اور برنباس نے بھی بعد نزول روح القدس کے معہ کلیسیا یروشلم کی غلطی کھائی"۔

وائی ٹیکر صاحب کہتے ہیں کہ "بعد عروج مسیح کے آسمان پر اور نزول روح القدس کے سب کلیسیا نے غلطی کی۔ نہ صرف عوام نے بلکہ خاص نے بھی اور حواریوں نے بھی غیر اسرائیلیوں کو ملت مسیح کی طرف کی دعوت کی اور پطرس نے رسوم میں اور بھی غلطی کی ہے۔ اور یہ غلطی حواریوں سے بعد نزول روح القدس کے ہوئی ہے"۔ محقق پاسوئیرا اور لیاقان کہتے ہیں کہ "بعضے ایسے معاملہ ہیں جن میں الہام کی حاجت بھی نہیں۔ مثلاً جب ان کو لوگوں نے بچشم خود دیکھ کر یا معتبر گواہوں سے سن کر لکھا"۔

آٹھواں باب

وقایع عیسوی

جس طرح ہم اور تاریخوں میں پیدائش وغیرہ کا صحیح حال نہ ملنے اور اس وقت کے کسی مورخ کی تحریر دستیاب نہ ہونے سے واقعات پر پورا اعتبار نہیں کرسکتے وہی حال مسیح اور انجیل کا ہے چاروں اناجیل میں باہمی اختلاف ہے۔ جن کا تھوڑا سا حال ہم اخیر میں ظاہر کرینگے۔

مسٹر طامس پین صاحب اپنے رسالہ ایج آف ریزن میں لکھتے ہیں کہ مریم نے کہا کہ وہ بغیر ہمبستر ہونے مرد کے حاملہ ہوئی اور یوسف اس کے شوہر نے فرشتہ نے بطور گواہ کے کہا۔ ہم ایسے بعید القیاس قول یوسف و مریم کو کس دلیل سے باور کریں مریم سے یوسف نے کوئی کتاب نہیں لکھی اور نہ اس زمانہ کے کسی مورخ نے ایسے عجیب واقع کو لکھا جن آدمیوں نے کہا ایک دوسرے سے سن کے میں ایسا بیوقوف نہیں جو ان کے اصل قول پر ایمان لاؤں" (از رسالہ اجر راہ یزدان صفحہ ۶۴۵)۔

واضح ہو کہ ہمارا جو یہ حضرت ہے ٣٠ سال اور ہمارا بکرم سے ۵٧ سال بعد یوسف نام ایک ترکھان (نجار) یا بڑھئی (شہر ناصرت صوبہ جلیل ملک روم میں رہتا تھا۔ اُس کی مریم نامی ایک بالغ جوان عورت سے شادی ہوئی۔ مگر وہاں پہلے موقع پر ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ اپنے خاوند سے حاملہ ہو گئی (عیسائیوں نے اگرچہ اس شادی کو سگائی لکھا ہے۔ مگر ہم اس واسطے اُس کو شادی کہتے ہیں۔ کہ بعد ازاں کوئی شادی نہ ہوئی ورنہ ضرور منگنی لکھتے)۔ جب بتقریب مردم شماری یوسف معہ زوجہ خود کے بیت لحم میں گئے۔ تو رات کو ایک طویلہ میں رہے۔ وہیں یسوع لڑکا پیدا ہوا بعد آٹھ روز کے مسیح کا یہودی شریعت کے مطابق ختنہ ہوا۔

یوسف کو بادشاہ کی طرف سے کچھ خوف ہوا۔ اس واسطے دو لڑکے اور اپنی جورو کو لیکر گدھے پر سوار ہو کر مصر کو بھاگ گیا۔ جب تک ہیرودیس زندہ رہا وہیں مصر میں رہے۔ (مگر معلوم نہیں کہ کتنے سال تک) + اُس کے مرنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ مسیح اپنے ملک قدیم کو پھر آیا۔ اور ناصرت میں جا کر اپنے باپ یوسف کے ساتھ بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ ١٢ سال کی عمر میں وہ ایک دفعہ یروشلم کی ہیکل میں ا[illegible] کرنے گیا تھا۔ جیسے اکثر نابالغ بچے میلوں میں بطور تماشا جایا کرتے ہیں۔ ٣٠ سال تک مسیح ناصرت میں باپ کے ہاتھ بڑھئی کا کام کرتا رہا۔ اس کے بغیر اور کسی طرح کا حال انجیل سے نہیں مل سکتا ہے۔

مگر ایک مورخ لکھتا ہے کہ "حضرت مسیح کچھ پڑھنا جانتے تھے۔ اُنہوں نے قصبہ [illegible] کے مدرسہ میں ابتدائی تعلیم پائی تھی" (دیکھو ڈین ملمن صاحب کی تاریخ کلیسیا منقول از [illegible])

پھر ٣٠ سال کی عمر میں ٣٠ روز تک ایک شخص سے (جس کو انجیل کے مصنف [illegible] کہتے ہیں) تعلیم پائی (دیکھو متی باب ٣) +

اُس کی ٣٠ سالہ زندگی کا حال مصریوں کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہاں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی درحقیقت تحقیق سے ہے کہ جس قدر مدت کے [illegible] مسیح مصر میں تھا یہ کچھ [illegible] میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے کئی سال تک بودھ دھرم کی پیروی کی۔ مسیح کئی سال تک اُن کے وعظ سنتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مصر سے لوٹ کر اپنے وطن میں اگرچہ ابتدا تو اپنے ملک کے موجودہ مذہب قائم کرنے کے خیال سے کہنے شروع کئے۔ اور یہ صرف ہمارا خیال ہی نہیں بلکہ ایک مشہور و معروف فاضل [illegible] صاحب نے اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف کی ہے "عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے"۔

ایک ایسا شخص یوحنا نام کہ جس نے مسیح سے شاگردی کی وہ اس سے بپتسمہ پایا۔ بارہ شاگرد مقرر کئے۔ شمعون جو پطرس کہلاتا تھا۔ [illegible] شمعون کا بھائی۔ یعقوب زبدی کا بیٹا۔ یوحنا یعقوب کا بھائی۔ فیلبوس۔ برتلمائی۔ تھوما۔ متی محصول لینے والا۔ یعقوب حلفئی کا بیٹا۔ [illegible] شمعون کنعانی۔ یہودا اسکریوطی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کبھی خدا کو باپ اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ اور تعجب ہے کہ [illegible] مسلمانوں کی طرح بعضے آپ کو خدا کہا کرتا تھا۔ جس طرح محمد صاحب کے [illegible] ان کے اپنے مریدوں کے [illegible] مشہور کر گئے ہیں ویسی ہی عیسائیوں کا ہے +

اُس وقت بادشاہ کی تاریخ میں مسیح کا کوئی معجزہ درج نہیں تمام یہودی بھی انکاری ہیں آیا ١٠ برس اس کے مرنے کے بعد خود مسیح نے نہیں بلکہ اس کے چیدہ شاگردوں نے بقول پیراں نمے پرند مریداں پرانند کے خیال سے مسیح کے حالات کو معجزوں کے رنگ میں چڑھا کر قلمبند کیا +

مسیح نے کل ٢ یا ٣ سال وعظ کی لیکن یہ مدت بھی صحیح طور پر انجیلوں میں نہیں لکھی اُس کے دو سالہ وعظ سے ہی لوگ بہت دُکھی ہو گئے۔ چنانچہ لکھا ہے "وہ لوگوں کو بہت دُکھ دیتا تھا"۔ (یوحنا $\frac{?}{11-12}$) +

جب یہ شکایت عام ہو گئی تب یہودیوں کے کاہنوں اور فریسیوں نے کمیٹی کی۔ کہ ہم سنا کرتے ہیں کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے دین کے خلاف ترغیب دیا کرتا ہے۔ ہمارے مذہب کی اہانت کرتا ہے۔ ایک آدمی کا قوم کے بدلے مرنا اچھا ہے۔ کہ ساری قوم برباد ہووے سے پیشتر وہ اس کے قتل کرنے کی صلاح کی +

قیافا نام سردار کاہن نے یہ اپنی طرف سے نہ کہا لیکن اس سبب سے کہ اُس سال وہ سردار کاہن تھا۔ یہ اُس نے پیشین خبری کی یعنی یہ مقولہ اُس نے الہام سے دیا خود اُس کے شاگرد رشید یہودا اسکریوطی نے پکڑوا دیا۔ اور مفت نہیں بلکہ ٣٠ روپیہ کے انعام کے لالچ سے گرفتار کروایا کیونکہ مسیح کی گرفتاری کے واسطے اُس ملک کے بادشاہ نے ٣٠ روپے کا انعام جاری کیا تھا +

جب یسوع گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے لایا گیا۔ اول تو اُنکا کیسے کے وہ بہت کوشش کی۔ لکھا ہے۔ کہ جواب طلب کرتے وقت مسیح چپ رہا۔ مگر آخر کار ایسے بیان دیا۔ جس پر سردار کاہن نے جو ایک الہامی نبی سا تھا اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا کہ یہ کفر کہتا ہے۔ اب ہمیں اور گواہ کیا ضرور۔ تم نے آپ اس کا کفر سنا۔ اب تمہاری کیا صلاح۔ اُنہوں نے جواب میں کہا۔ کہ وہ قتل کے لائق ہے۔ تب اُنہوں نے اُس کے یعنی مسیح کے منہ پر تھوکا اُسے گھونسے مارا۔ اور دوسروں نے اُسے طمانچہ مار کر کہا۔ بتا تجھے کس نے مارا۔ پکڑے جانے سے پہلے بھاگنے کی بڑی استدعا کرتا رہا مگر ایک بھی منظور نہ ہوئی۔ ہر چند روتا رہا۔ مگر پھنس گیا۔ پکڑے جانے کے بعد شاگردوں نے شاگردی سے انکار کر دیا بلکہ ایک نے تو مسیح پر لعنت بھی بھیجی +

چنانچہ فاضل محقق کا؟ فری جیمس صاحب فرماتے ہیں "عیسائیوں کے اول مریدوں کی کم بختی میں ہو تحسیم صاحب دین عیسوی کی خوبی سمجھتے ہیں مگر سچ پوچھو تو میں مجبوری بقرار ہوں کہ مگر دیکھو نیو ٹن جیسے اشخاص مذہب عیسوی کے اول محققین میں ہوتے تو محمد کو بھی عیسائی کامل دلیل ہی سمجھتا" (دیکھو اُن کی ایا لوجی فقرہ ١٠) +

پھر وہی مورخ لکھتے ہیں "جب عیسا کو سولی پہ لے گئے تو اُس کے پیرو بھاگ گئے۔ اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چل دئے۔ اگر یہ مرض اُنکی ساعت کرنے کی اُنکو عادت تھی۔ تو اُنکی تشفی کے لئے تو موجود رہتے۔ اور جی سے اُسکے ایذا اٹھانا کو دیکھتے" (دیکھو فقرہ ٢٢) +

سر ولیم میور صاحب فرماتے ہیں "مسیح کے تمام پیرو خوف کی آہٹ معلوم ہوتے ہی بھاگ گئے۔ اور ہماری عادت [illegible] کی تعلیم نے اِن پانسو آدمیوں کے دل پر جنہوں نے اُس کو دیکھا تھا اور کیسا ہی کچھ اثر کیا ہو۔ مگر ظاہر میں اس کا نتیجہ کچھ

لے متی $\frac{1}{?}$ + لے یوحنا $\frac{11}{?}$ + لے متی $\frac{?}{?}$ و متی $\frac{26}{?}$ لے متی $\frac{26}{12}$ لے متی $\frac{26}{?}$

لے متی $\frac{12}{?}$ لے لوقا $\frac{?}{?}$ مرقس $\frac{?}{?}$ لے متی $\frac{26}{?}$ لوقا $\frac{?}{56}$ مرقس $\frac{14}{11}$ +

وکھائی نہیں دیا (لایف آف محمد جلد دوم) +

مؤرخ ڈین ملمین صاحب فرماتے ہیں۔ "کہ حواریوں سے جو ضعیف اعتقاد اور غیر ثابت قدمی ظہور پذیر ہوئی وہ خود حضرت مسیح کے اختلاف اقوال کا ثمرہ ہے"۔

(دیکھو تاریخ کلیسیا جلد اول) +

آخرکار پلاطوس نے پکڑ کر اُسے کوڑے مارے۔ سپاہیوں نے کانٹوں کا ٹوپ اُس کے سر پر رکھا اور اُسے طمانچے مارے۔ اور اُسی لباس میں اُسے باہر لائے۔ پت ملا ہوا سرکہ اُس کے پینے کو دیا۔ اُس نے چکھ کر نہ چاہا کہ اُسے پیئے۔ آخرالامر اُسے صلیب پر کھینچ کر اُسکے کپڑوں کو بانٹ لیا۔ دو چور بھی اُس کے ساتھ پھانسی دئے گئے ایک دائیں۔ دوسرا بائیں۔ آنے جاتے لوگ اُسے ملامت کرتے تھے۔ سب لوگ اُس سے ٹھٹھے کرتے تھے۔ کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ یہ لوگوں کو بچانے آیا تھا۔ مگر اپنے آپ کو بھی بچا نہ سکا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اُتر آوے۔ تاکہ ہم اس پر ایمان لاویں۔ اسی طرح وہ چور بھی اُسے طعنہ مارتے تھے +

نویں گھنٹہ کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی۔ ترجمہ اے خدا اے خدا تو نے مجھ کو کیوں بھلا دیا۔ یہ کہتے ہوئے جان دی۔ لاش حسب قاعدہ قبر میں رکھی گئی اور تثلیث کا خاتمہ ہوا +

مگر عیسائی باوجود ان سب باتوں کے کہتے ہیں کہ وہ تیسرے دن مُردوں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور شاگردوں کو نظر آیا اور آسمان پر جا کر خدا کے دائیں ہاتھ جا بیٹھا۔ مگر یہ بیان عیسائیوں کا کئی وجوہ سے باطل ہے +

وجہ اوّل یہ ہے کہ جتنے اِس امر کے گواہ ہیں اُن میں سے ایک بھی ایماندار نہیں یہودی قایل نہیں۔ بادشاہ قایل نہیں۔ شاگرد خود دُبدھے میں رہے +

وجہ دوم۔ یہ کہ اِس قسم کی باتیں معقولیت سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی ہیں کیونکہ اِس وقت علوم سے اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں۔ اور نہ کوئی حق پسند مانتا ہے کہ خدا آسمان پر بیٹھا ہے۔ پھر مسیح کا اول مُردوں سے زندہ ہونا۔ دوم آسمان پر چڑھ جانا۔ سوم خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھنا ہر طرح باطل ہے

جس طرح عوام نانک پنتھی اور کبیر پنتھی نانک جی اور کبیر جی کا مرنا نہیں مانتے بلکہ لاش کا غائب ہو جانا مانتے ہیں۔ لیکن تمام عیسائی اُنکو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ وجہ یہ کہ مُردہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ پس یہی جواب ہمارا مسیح کے حق میں کافی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو دنیا میں آئے جنہوں نے جنم دھارا وہ سب اپنی مدت مقررہ کے بعد مر گئے اور مر جاوینگے۔ خاک میں مل گئے اور مل جاوینگے۔ خود بابا نانک جی نے کہا ہے۔ اِس سنسار میں استھر نہیں (رہیسی کوئی) رام گیا۔ راون گیا جا نکے بہتو پروار۔ کہو نانک استھر کچھ باہیں سپنی جوں سنسار۔

پس کوئی جسمانی چیز باقی نہیں رہ سکتی اِس واسطے مسیح کا جسم بھی ضرور فانی تھا اور یہاں ہی فانی ہوا۔ روح جاودانی تھا۔ وہ کرموں انوسار دوسری جگہ چلا گیا پس یہ ساری کراماتوں کے سبز باغ جاہلوں کے پھسلانے کو ہیں اصل بات یہی ہے کہ وہ مصلوب ہو کر مارا گیا۔ پھر اُتار کر زمین میں گاڑا گیا۔ جس طرح موسیٰ مر گیا۔ گاڑا گیا۔ مگر اُس کی قبر کسی کو معلوم نہیں کیونکہ لکھا ہے" اور اُس نے اُسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک کوئی اُس کی قبر کو نہیں جانتا (استثناء $\frac{۳۴}{۶}$) اسی طرح مسیح ۵۳ سال کی عمر میں بھوگ کر صلیب پر چڑھا کر مارا گیا۔ اور پھر گاڑا گیا مگر شاگردوں کی چالاکی کے سبب اُسکی قبر کوئی نہیں جانتا۔ اصل میں اونچی قبر نہیں بنائی گئی تھی۔ صرف یہودیوں میں کرامات جتلانے کے واسطے کہیں گمنام دفن کر گئے ثابت کر دیا ہو کہ "پیراں نے پرند مگر مریداں مے پرانند"۔

مذہبی جنگ تو ایک بہانہ ہو گئی تھی۔ ورنہ بادشاہ کے خلاف وہ سازش کرنا چاہتا تھا۔ اُس کا خود قول ہے۔ کہ "میں دنیا میں تلوار چلانے آیا ہوں"۔ بادشاہی کا طالب تھا بلوہ کرنا چاہتا تھا۔ دنیا میں جنگ کی آگ لگانا چاہتا تھا شاگردوں کو کہتا تھا۔ کہ کپڑے فروخت کر کے بھی ہتھیار خرید لو۔ اِسی خیال پر پولیس نے پکڑوا کر مصلوب کرا دیا۔ اور دو مجرم بھی اُس کے ساتھ لٹکائے۔ لکھا ہے کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے جو لعنتی ہے وہ ابدی جہنم میں رہیگا" پیارے ناظرین پڑھو اور خدا کے واسطے سچار کرو کہ کیا ایسے آدمی کی زندگی تمہیں کوئی بھی عمدہ سبق دے سکتی ہے!!!

انجیلوں کے چند تاریخی اختلاف

نمبر۱۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح کو پہچانا کہ یہ مسیح ہے یوحنا $\frac{۱}{۲۹}$ یوحنا نے نہ پہچانا متی $\frac{۱۱}{۲و۳}$ +

نمبر۲۔ یوحنا بپتسمہ دینے والا الیاس تھا متی $\frac{۱۱}{۱۴}$ + یوحنا الیاس نہ تھا یوحنا $\frac{۱}{۲۱}$

نمبر۳۔ سلح کا باپ ارفکسد تھا پیدایش $\frac{۱۱}{۱۲}$ + سلح کا قینان اور وہ ارفکسد کا بیٹا تھا لوقا $\frac{۳}{۳۵و۳۶}$ نمبر۴۔ مسیح کو جب وہ بچہ تھا مصر لے گئے متی + یسوع کو مصر میں نہیں لے گئے۔ لوقا $\frac{۲}{۲۲-۳۹}$ + $\frac{۲}{۱۳-۱۵و۱۹و۲۳}$ +

نمبر۵۔ بپتسمہ پانے کے بعد مسیح چالیس دن + بپتسمہ پانے سے تیسرے دن مسیح جلیل میں ایک بیاہ + جنگل میں شیطان سے آزمایا گیا مرقس $\frac{۱}{۹و۱۲و۱۳}$ + میں گیا مع شاگردوں کے یوحنا $\frac{۱}{۴۳}$ و $\frac{۲}{۱}$

نمبر۶۔ دو اندھوں نے دعا مانگی متی $\frac{۲۰}{۳۰}$ + ایک اندھے نے دعا مانگی لوقا $\frac{۱۸}{۳۵}$

نمبر۷۔ مسیح تیسرے گھنٹہ صلیب دیا گیا مرقس $\frac{۱۵}{۲۵}$ + چھٹے گھنٹے کے قریب تک صلیب پر نہیں دیا یوحنا $\frac{۱۹}{۱۴}$

نمبر۸۔ دو چوروں نے مسیح پر ملامت کی + ایک نے مسیح پر ملامت کی لوقا $\frac{۲۳}{۳۹}$ + متی $\frac{۲۷}{۴۴}$ مرقس $\frac{۱۵}{۳۲}$ +

نمبر۹۔ یہودا نے ۳۰ روپیہ واپس لوٹا دئے + نہیں لوٹائے بلکہ اپنے پاس رکھے اعمال $\frac{۱}{۱۸}$۔ متی $\frac{۲۷}{۳}$ +

نمبر۱۰۔ یہودا نے اپنے آپ کو پھانسی دی + نہیں بلکہ وہ اوندھے منہ گرا اُس کا پیٹ پھٹ گیا متی $\frac{۲۷}{۵}$ + پھانسی سے نہیں مرا اعمال $\frac{۱}{۱۸}$

نمبر۱۱۔ یہودا نے کمہار کا کھیت خریدا اعمال $\frac{۱}{۱۸}$ + سردار کاہنوں نے اُس کے مرنے کے بعد خریدا متی $\frac{۲۷}{۶و۷}$ +

نمبر۱۲۔ صرف ایک عورت مسیح کی قبر پر آئی یوحنا $\frac{۲۰}{۱}$ + دو عورتیں قبر پر آئیں متی $\frac{۲۸}{۱}$ تین عورتیں قبر پر آئیں مرقس $\frac{۱۶}{۱}$ + بہت عورتیں تھیں۔ لوقا $\frac{۲۴}{۱۰}$ +

نمبر۱۳۔ دو فرشتے کھڑے ہوئے۔ قبر کے دیکھے لوقا $\frac{۲۴}{۴}$ یوحنا $\frac{۲۰}{۱۱-۱۲}$ صرف ایک فرشتہ دیکھا اور وہ بھی بیٹھا ہوا متی $\frac{۲۸}{۲و۳}$ مرقس $\frac{۱۶}{۵}$

نمبر۱۴۔ عورتوں نے اُسکے شاگردوں کو خبر کی متی $\frac{۲۸}{۸}$ لوقا $\frac{۲۴}{۹}$ عورتوں نے ان کو خبر نہیں کی مرقس $\frac{۱۶}{۸}$ +

---

[1] متی $\frac{۲۷}{۳۴-۴۹}$ [2] لوقا $\frac{۲۳}{۳۴}$ +

نمبر ۱۵۔ فرشتوں کے آنے سے پہلے ہی پطرس اور یوحنا دیکھے گئے۔ یوحنا ۲۰/۳ و ۶ و ۱۰ و ۱۲ ✦	دو نہیں بلکہ صرف اکیلا گیا پطرس۔ مگر فرشتوں کے آنے سے پیچھے۔ لوقا ۲۴/۴ و ۸ و ۱۲ ✦
نمبر ۱۶۔ صرف مریم میگدلینا کو ہی مسیح نظر پڑا مرقس ۱۶/۹ یوحنا ۲۰/۱۴ ✦	دو نو مریموں کو نظر پڑا متی ۲۸/۹ دو نو میں سے کسی کو نظر نہیں پڑا لوقا ۲۴/۱۰ و ۱۱
نمبر ۱۷۔ مسیح تین دن اور تین رات قبر میں رہا متی ۱۲/۴۰	صرف دو دن اور دو رات قبر میں رہا مرقس ۱۵/۴۲ و ۴۶ ۱۶/۹
نمبر ۱۸۔ مسیح زیتون کے پہاڑ سے اُٹھایا گیا اعمال ۱/۹ و ۱۲	مسیح بیت عنیا سے اٹھایا گیا لوقا ۲۴/۵۰ و ۵۱ ان دو نو جگہوں سے نہیں اٹھایا گیا مرقس ۱۶/۱۴ تا ۱۹ ✦

یہ اٹھارہ اختلاف اناجیل سے ہم نے اُس کے تاریخی واقعات کی بابت ہدیۂ پادری صاحبان کے پیش کئے ہیں ✦ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دوسرا۔ مسیح کا عرب میں اوتار

اخبار کرسچن لکھتا ہے کہ ”عرب میں ایک جھوٹا مسیح اور پیدا ہؤا ہے بہت سے یہودی اُس کے ساتھ ہیں۔ یہ شخص بہت بڑا تعلیم یافتہ اور خوب مستقل مزاج ہے یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا یہی حامی ہے۔ اور اسی کی ہم کو امید ہے۔ اُس کی محافظت کے لئے جوان عبرانیوں کا گارڈ قایم ہؤا جو ہر وقت چوکی پہرہ رکھتے ہیں“ (اخبار تحفہ ہند جلد ۲ نمبر ۴۳ صفحہ ۴) ✦

تیسرا۔ مسیح کا امریکہ میں اوتار

یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں شہر لبرٹی کے جنوب میں مقام سوانہ سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر کچھ عجیب و غریب معاملات درپیش ہیں وہاں کے حبشی باشندوں نے اپنے گروہ چھوڑ دیئے فصلیں اپنے مویشیوں کو چرا دیں۔ اپنے اپنے کھیتوں اور کاموں کو چھوڑ کر ایک مصنوعی مسیح کے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ جو اُن کو روزمرہ اپدیش کرتا ہے ان نو مریدوں کے دلوں میں جوش مذہبی اسقدر زور پر ہے کہ وہاں کے اخلاقی اور سوشیل طبائع پر ایک عجیب اثر مرتب ہو رہا ہے۔ اِن حضرت کا حکم پا کر عورتیں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کے لڑکے اپنے ماں باپ سے بھاگ اور اکثر جگہ خاندان کے خاندان اپنا گھر بار چھوڑ کر ان کے ساتھ ہوئے ہیں۔ اِس کا حکم ہے کہ ۲۔ اگست کے جمعہ کے روز جانب شمال کنعان کو طیاری ہے۔ اِس عرصہ میں روزہ اور سمانہ سے فارغ ہو کر تیار رہنا چاہئے۔ یہ گورہ رنگ کے ہیں۔ عمر ۳۵ و ۴۰ کے درمیان ہوگی۔ قد میانہ اور بناوٹ مضبوط اُن کے جسم کثیف کا نام کرنل ڈومرار ہے۔ اور لطیف جسم کا نام مسیح ہے۔ سر سے لمبے لمبے بال لٹک رہے ہیں جو بہت بڑے اور خوبصورت ہیں ۴۵۰ سے زاید مرد و عورت اور بچے اُس کے منظور شدہ ہیں اور اُس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُس کے گروہ میں عورتیں زیادہ ہیں وہاں کے اصلی باشندے تو اُس پر پورا پورا ایمان لائے ہوئے ہیں۔ اور صرف یہ ۴۰ ہی آدمی نہیں جو اس کو مان رہے ہیں۔ اس کے ظہور سے دو ہفتہ تک حبشی عیسائی منادوں نے لوگوں کو بہت روکنے کی کوشش کی کہ اُس کی نہ سنیں۔ آخرش مجبور ہو کر کہ اُنکی کوئی نہیں مانتا تھا۔ انہوں نے اور گورے صاحب لوگوں کی مدد لینا چاہی۔ اور ان لوگوں نے بھی اِس معاملہ میں خاص توجہ ظاہر کی۔ کیونکہ مزدوری گراں ہو چلی تھی جس سے انکا ہی نقصان تھا۔ آخرش یہ آپس میں فیصلہ ہؤا۔ کہ اِن کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اسٹاپلس نامی ایک دیسی مناد کے خفیہ اظہار پر کہ وہ خانہ بدوش ہے کہ اس کی گرفتاری کے سمن جاری کر دیئے گئے۔ اور کرنیل نارڈ پیروی مقدمہ کے لئے مقرر کئے گئے ✦

مذہبی جوش پھیلنے کا ڈر تھا۔ مگر ارتھ یعنی مسیح نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کچھ فکر مت کرو۔ میری پیشین گوئی ہے۔ کہ میں گرفتار کیا جاؤنگا۔ مگر مجھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ✦

اِن مسیح صاحب کے ذرا اشارے پر ممکن تھا کہ افسران گرفتاری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ مگر وہ رضامندی سے گرفتار ہو کر چلے گئے۔ اور اُس مقام تک جہاں کہ اُن کا مقدمہ ہوگا۔ بیچارہ کو ۱۲ میل پا پیادہ جون کی سورج کی دھوپ میں جانا پڑا ۴۰ کے قریب عورت اور مرد اُن کے ہمراہ تھے۔ اِن میں سے نصف بالکل مسلح تھے۔ بہت سی عورتوں کے پاس بھی بندوقیں وغیرہ تھیں جبکہ مسیح کو مجسٹریٹ کے روبرو کھڑا کیا انہوں نے چند سکہ ڈالر کے پیش کئے۔ اور خانہ بدوشی کا جرم یعنی اپنی پرورش آپ نہیں کر سکتا ہے ڈسمس ہو گیا۔ اُسی وقت دوسرا سمن جاری کیا گیا۔ کہ وہ مجنون ہے۔ قانوناً دس روز کی تحقیقات ضروری تھی ایک روز وہ دو چند جماعت کے ساتھ تشریف لائے کرنیل نارڈ نے بڑے طول اور سخت اظہار اُن سے لئے۔ باہر اُن کے ساتھ کا گروہ یہ چلاتا رہا۔ کہ ہمارے کرائسٹ کو لے لیا ہے۔ مگر آدمی ہمارے عیسے کو مارنا چاہتا ہے۔ مگر یہ غیر ممکن ہے۔ ارتھ نے بیان کیا کہ وہ اول لیبرٹی ولی ادھیو میں رہتے تھے۔ اُس کی انجیل کی واقفیت نے عدالت جوری اور تماشائیوں کو ششدر کر دیا۔ نارڈ نے کہا کہ اگر تم مسیح ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ اس کا جواب یہ ملا۔ کہ شیطان کو میرے پیچھے لگاتے ہو۔ میں تمہارے پھسلانے میں نہیں آؤنگا۔ تم کو جنون کا جرم لگایا گیا ہے۔ پس اگر جوری کی رائے میں اور کچھ ثابت ہؤا تو تم پاگل خانہ بھیجے جاؤگے؟ وکیل نے کہا کہ اپنے ناخن دکھاؤ اور ثابت کرو کہ تم وہی عیسے ہو جن کو سولی دی گئی تھی۔ مسیح نے جواب دیا۔ کہ یہ قدرتی جسم ہے جو کہ دیکھتے ہو تبدیل جاتا ہے اور گل جاتا ہے۔ یہ وہ جسم نہیں ہے جو کراس سے باندھا گیا تھا۔ اگرچہ روح مجھ میں وہی ہے جو مار پاس پر لٹکائی گئی تھی۔ میری روح ہر ایک جسم میں رہتی ہے۔ سوال کیا وہ جارج واشنگٹن میں تھی۔ جواب بیشک اور ابراہیم لنکن میں بھی۔ سوال کیا وہ جفرسن ڈیوس میں بھی تھی۔ جواب وہ تھی۔ اِن مسیح صاحب کو بہت دم دیا جاتا ہے مگر معجزہ دکھانے کے دم میں نہیں آتے انہوں نے پانی کو شراب بنایا اس بنا پر منظور نہیں کیا ہے کہ نشہ دار چیز کے استعمال کی اجازت ہوتی ہے۔ ایک دفعہ میں نے یہ کہا تھا۔ مگر لوگوں نے میری منشا کو بالکل ضبط کر دیا ایک شخص نے کہا کہ میں تمباکو چباتا ہوں۔ اگر آپ میرے ہاتھ کو روک دیں تو میں اور جوری آپ کو عیسے مان لیں۔ اُس نے کہا کہ مجھ کو کچھ مطلب نہیں۔ کہ تم تمباکو چباؤ یا نہ چباؤ۔ میں کچھ تم کو زندگی کے لئے نہیں روکنا چاہتا ہوں ✦

کمیشن نے حکم پاس کر دیا۔ کہ بیشک یہ مجنون ہے ایک سرکاری پاگل خانہ میں بھیج دیا جاوے۔ اس پاگل خانہ میں آجکل اسقدر کثرت تھی۔ کہ وہاں کے سپرنٹنڈنٹ نے لینے سے انکار کر دیا۔ لبرٹی کاؤنٹی میں جیل خانہ نہیں ہے اور اگر وہاں رکھا جاتا ہے تو ملک پر صرفہ زائد پڑیگا۔ پس وہ مجنون رہا کر دیا گیا۔ جبتک اُس شہر کے جج لوگ کوئی تجویز منظور کر لیں۔ اب پھر وہ اُپدیش کرتا ہے اور اُس کے ساتھ ہو جانے

سے وہاں کے باشندوں کو اب پورا یقین پاک قدرت کا ہو گیا۔ اور جوش مذہبی یاد

شانتی کیش [illegible] آریہ پتر کا ریلی [illegible] قوم سے ڈنکا [illegible]

امریکہ کے مشہور و معروف فاضل پولیسی سیرائے جے ڈیوس صاحب فرماتے ہیں۔

اے پتی پربت اور دھرتی کے — اے مالک مینہ اور آندھی کے
پھول چمن میں کھلانے والے — تیروں کے بجھانے والے
اوجھیالے اور اجالے کے — مالک گورے اور کالے کے
دیا سے اپنی شانتی دیجئے — من کی چنچلتا ہر لیجے
تیرے ستی برت دھرم سے ہر دم — سب کے سب سنتشٹ رہے ہم
بھگتی میں تیری چت لگائیں — آپس میں بھی پریم بڑھائیں
بھائی کو بھائی دل سے چاہے — مرتے دم تک پریت نبھائے
پورا تک سے پھندے ٹوٹیں — راگ و دویش کے دھندے چھوٹیں
تیری مدد سے ہو کر سنتستر — سب ہوں نج آدیش پہ تت پر
[illegible] ہوں سب کے ہردے — ست دھرم پرسارتھ سوجھے

مجھے ایک آگ نظر آتی ہے جو عالمگیر ہے یعنی بے حد محبت کی آگ جو نفرت سوز ہے اور جو ہر چیز کو جلا کر صاف کر رہی ہے۔ امریکہ کے چٹیل میدانوں۔ افریقہ کے فراخ ملکوں ایشیا کے قدیم پہاڑوں اور یورپ کی وسیع سلطنتوں پر مجھے اس سوز اور ہم سازی آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دکھائی دیتے ہیں۔ اسکا چرچا جملہ سیت مقامات سے شروع ہوا ہے۔ اپنی آسائش اور ترقی کے لئے انسان نے خود روشن کیا ہے۔ روئے زمین پر انسان ہی ایسا مخلوق ہے جو آگ کو جلا کر اسے بجھا دے سکتا ہے۔ چونکہ ارضی مخلوقات میں ناطق بھی یہی ہے لہذا اپنے مساکن میں دوری آگ بھڑکانے والوں سے اول ہے پرومیتھیس کی طرح جسمی مکانات کو محبت سے پاک اور عقل سے سوز کرنے والی آسمانی آگ لانے کے لئے بھی یہی پیش قدم ہے۔

اس غیر محدود آگ کو دیکھ کر جو بالیقین بادشاہتوں شاہنشاہوں اور دنیا بھر کی سیاستی برائیوں کو پگھلا ڈالیگی میں غایت درجے مسرور ہو کر ایک مشتعل جوش کی زندگی بسر کر رہا ہوں سب اونچے اونچے پہاڑ جل اٹھینگے گھاٹیوں کے خوشنما شہر بھنبھنائینگے پیارے گھر اور پُر محبت طبیعتیں ساتھ ساتھ پگھلینگی نیک و بد مخلوط ہو کر یوں غایب ہو نگے جیسے آفتاب کی سنہری شعاعوں میں شبنم۔ لامحدود ترقی کی تجلی سے انسانی طبیعت جل رہی ہے۔ آج اُسی کی فقط چنگاریاں جانب آسمان اُڑتی ہیں۔ نقاروں شاعروں اور مصنفوں کی [illegible] میں ادھر اُدھر شعلے نظر آتے ہیں یہ آگ ساتن آریہ دھرم کو اصلی پاکیزہ حالت پر لانے کے لئے ایک انگیٹھی میں تھی جسے آریہ سماج کہتے ہیں۔ یہ ہدایت کی آگ انڈیا میں ایک بندۂ خدا یعنی دیانند سرسوتی کے سینہ میں روشن ہو کر ملک کی اور نورانی طبیعتوں میں منتقل ہوئی۔ ہندو اور مسلمان اس عالم سوز آگ کو بجھانے کے لئے جو چاروں طرف ایسی تیزی سے مشتعل تھی کہ اُس کے بانی دیانند کو گمان بھی نہ تھا دوڑ پڑے۔ مسیحیوں نے کبھی جن کے معابد کی آگ اور جن کی متبرک شمعیں پہلے مشرق میں روشن ہوئیں تھیں ایشیا کی ہی روشنی گل کرنے کے لئے ہندو اور مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر یہ مبارک آگ اور بھی بھڑک اٹھی اور پھیل گئی۔

قوم کی خدمت میں اپیل

ہم خیال کرتے ہیں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے۔ کہ ایک مرتبہ ہندوستان میں اس سرے سے اُس سرے تک مذہبی جوش جگا دیا جاوے اور خالص اور پاک آریہ دھرم کے اصولوں کو جیسا کہ ہمارے ویدوں میں ہے۔ عام طور اس کا نقارہ بجا دیا جاوے۔ اور آریہ ایک ایک شہر بشہر موضع بموضع ویدک دھرم کے اُپدیش کریں۔ یہ اصول آریوں کے لئے مہر شدہ کتاب میں ہے ہوں اور اب وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ کس و ناکس کے دلوں میں پیوست کر دئے جاویں۔ ہم کو اول ایسے واعظوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنے بھائیوں کو اپنے دھرم پر برقرار رکھیں۔ کہ ایسے کہ غیروں کو اپنے دھرم میں ملا دیں۔ ہمارا مقصود تو یہی ہے۔ کہ ہم دراصل عمدہ ہندو یعنی آریہ بنجاویں یہ سچ درست ہے کہ ہندوستان بہت ترقی کر رہا ہے۔ مگر جو کچھ کر رہا ہے۔ وہ اصلی ترقی نہیں ہے۔ جیسا ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ملک میں نئی نئی تجویزیں روزمرہ نکالی جاتی ہیں۔ مگر نہیں ترقی پکڑتیں کیونکہ سچے مذہبی اصول پر نہیں چلتے۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کو زور کے ساتھ کہا ہے۔ کہ ہر قسم کے سدھار کی جان مذہب ہے۔ بغیر اس کے کسی قسم کا سدھار سخت اور مستقل خیال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم اپنی قدیمی عظمت کو از سر نو زندہ کرنے کی خوشی میں بارہا یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اپنی منزل مقصود تک نہیں پہنچینگے۔ کیونکہ ہم نے مذہب کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا ہم دیکھتے ہیں کہ پولیٹیکل ترقی کے لئے بھی کافی انتظام ہو رہا ہے اور سوشیل معاملات میں بھی لوگ کوشش کر رہے ہیں۔ اور اُس کے متعلق ترقیاں بھی جاری طرف اثر پذیر ہیں۔ مگر مذہبی سدھار ایک ایسا [illegible] ہو رہا ہے۔ کہ عام رائے کے سرغنا جو ہر قسم کے معاملات میں کوشش کر رہے ہیں۔ اُن سب نے ایک دل ہو کر یہ ٹھیرائی ہے۔ کہ اُس کو امانتاً بکس میں رکھ چھوڑو۔ مگر ہماری رائے ہے کہ اب ایسے بھاری معاملہ میں تامل نہیں چاہیئے مذہبی سدھار کے لئے ٹھیک ٹھیک تیز [illegible] کوشش ہونی چاہیئے۔

کیونکہ یہ بات قریب قریب طے ہو چکی ہے۔ کہ بلا مدد سچے مذہب کے یہ ناممکن ہے۔ کہ عظیم الشان قوم کہلانے کے خیال کو بھی پورا کر سکیں۔ یہ بات بھی اچھی طرح ظاہر ہے کہ ہم میں سے بہت لوگ مذہبی خیالات سے بہت ہی پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ پولیٹیکل خیالات میں غرق ہو رہے ہیں اور ایک اسی خیال کی بدولت ہم اپنے دیگر نفعوں کو کھوتے ہوئے ہیں۔ اور یہ کبھی نہیں سوچتے۔ کہ قومی ترقی کا جو سب سے اول ذریعہ ہے۔ اس کو ہم نے علیحدہ ڈال رکھا ہے۔ اس سے اتنی ضروری ہے۔ کہ ایک بڑا بھاری جوش مذہبی سدھار کے لئے پھیلایا جائے۔ اور وہ ایسا ہو۔ کہ اب تک کبھی نہ ہوا ہو۔ عیسائی مسلمان۔ برہمو اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرتے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کو اپنے جال میں پھانستے جاتے ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہم لوگ یعنی آریہ لوگ کی تعداد سب سے زیادہ ہے کوئی بھی باقاعدہ گروہ اپنے ہادیوں اپدیشکوں کا نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ محنت اور [illegible] لوگ جو خود

اُپدیشک بنا رہے ہیں۔ اُن کے حالات ایسے محدود ہو رہے ہیں کہ وہ اُس روحانی تاریکی کو جو تمام ہندو سوسائٹی میں پھیل رہی ہے۔ ہرگز ہرگز رفع نہیں کر سکتے۔ ہندوؤں کے لئے اس سے زیادہ اور کیا افسوس اور نا امیدی کی بات ہو سکتی ہے۔ جب کل ملک میں انہیں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اور ان کو ایسے واعظ بھی میسر نہیں۔ جو اپنے دھرم کا اُپدیش کر سکیں۔ اور اتنی جانت اپنا تن من دھن ارپن کر کے ایک گروہ اُپدیشکوں کا قائم کر دیں۔ ذرا لنکا ہی کو اور وہاں کی محدود رعایا سنگلیوں کو خیال کیجئے +

مثل اور جگہوں کے عیسائیوں نے وہاں بھی بڑا زور لگایا۔ مگر بدھ گوتم کے مت کا اب بھی وہاں زور شور ہے۔ وہاں کے گیروے بھگوے کپڑوں کے سنیاسی اپنے بھولے ہوئے بھائیوں کو پھر سنوار رہے ہیں اور واپس لیتے جاتے ہیں۔ اور ہزاروں لوگ آپ اس قسم کے صبح و شام دیکھیں گے۔ جو اپنا مت اپنے بھائیوں کو سنا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ یہاں کوئی بھی ہندوؤں کو ان کا دھرم نہیں بتاتا۔ ہندو گھر سے باہر جاتے بھی ہیں۔ تو وہیں مکتی فوج کا ڈھول یا اور ایسی قسم کی آواز کانوں میں جاتی ہے +

ہندوستان بڑا بھاری ملک ہے۔ یہاں دولتمندوں۔ عقلمندوں۔ عالموں کی کمی نہیں ہے۔ مگر افسوس تو یہی آتا ہے۔ کہ باوجود ان اسباب موجودگیوں کے بھی کسی کو بھی اُس قدیمی دھرم کے ازسر نو [illegible] کرنے کا خیال نہیں ہے۔ جن میں وہ پیدا ہوتے ہیں +

غور کا مقام ہے۔ کہ اپنے آپ کو ایک قوم نہیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر اپنے پرانے وید مقدس کے مذہب کو جو سراپا معقول ہے۔ اختیار کریں۔ اور اُسی کی تعلیم کو زور دیں۔ اور اشاعت کریں۔ اور اسکی تائید میں چھوٹے چھوٹے رسالے اور پستکیں انہیں خیالات کے شائع کریں۔ اور اپنے بچوں کو شروع سے وہی پڑھاویں۔ تاکہ وہ ایک سرشتۂ ہندو یعنی آریہ ہونے کا دم بھریں۔ جب تک ہم کو یہ سدھار نصیب نہ ہوگا۔ ہم اپنے پولیٹیکل حقوق کے لئے جس قدر چاہیں چلا دیں۔ اور پکاریں۔ کبھی ممکن نہیں۔ کہ سیلف گورنمنٹ کی قابلیت ہم میں پیدا ہو +

(راقم اڈیٹر انڈین مرر کلکتہ)

آتھم صاحب کے ریویو پر جواب

ہمارے کرسچین مت درپن پر آتھم صاحب نے ریویو بھی لکھا ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے اسے بہت کچھ دیکھا۔ مگر کچھ بھی نہ پایا +

دفعہ اول میں وہ ہمیں دہریہ بتلاتے ہیں اور یہی الزام ہمارے ہادی سوامی جی مہاراج پر لگاتے ہیں۔ پرمیشور انہیں راہ راست دکھائے اور اپنے باطل توہمات سے بچائے +

دفعہ ۲ میں انہوں نے پھر وہی پرانا گیت گایا ہے۔ جسے ہم باب اول میں اچھی طرح لکھ چکے ہیں +

دفعہ ۳ میں وہ تہذیب کے جامہ سے باہر ہو کر سقط کلامی پر اتر آئے ہیں آتھم صاحب ہم نے تو درخت کو پھل سے پہچان لیا آپ موجودہ انجیل مسیح جو ادھوری و ناقص ہے۔ اسے چھوڑ کر مسیح کے اصل لائف جو تبت سے نکلی ہے۔ اور جواب فرنچ سے انگریزی میں ترجمہ ہو گئی ہے۔ اسے مطالعہ کریں۔ تاکہ حق و باطل کا انکشاف ہو +

دفعہ ۴ میں بدروحوں کے ثبوت میں الف لیلہ کے الہ دین کے چراغ جیسی کہانی گھڑتے ہیں۔ اور مثل ہے منہ دیکھکر سنگ کی عورت بن جانا بتلاتے ہیں۔ پادری صاحب کیا اپنے ہی عورتوں کے جادو ٹونے کی طرح ایسے معجزات عیسوی پر ایمان لایا ہے۔ اس واسطے ایک فاضل لکھتا ہے۔ کہ قریب ہے وہ زمانہ کہ سوائے گرجا کے پادریوں اور بے علم کاشتکاروں اور نادان بوڑھیوں کے زنانوں کے اِس کا اثر کسی کے دل پر رہیگا +

دفعہ ۵ میں توریت اور وید کے مسئلہ یوگ میں جو فرق آپ نے سمجھا ہے وہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہ وید میں یوگ نہ کرنے پر سزا کا حکم نہیں۔ مگر توریت میں سزا ابھی موجود ہے۔ یعنی جو انکار کرے اُس کے منہ پر سب برادری کے سامنے تھوکا جاوے +

دفعہ ۶ کی تین سطریں اگر آپ نہ لکھتے تو اچھا ہوتا۔ آپ پوچھتے ہیں کہ اس سے بہتر اور واقعی ہم کیا مانیں۔ جواب میں ہے۔ کہ ان تمام ظلم و اندھیر سے اگر بچنا چاہتے ہو۔ تو دھرم کر کے پرماتما پر ایمان لائے +

دفعہ ۷ میں آپ تمام معتبر تاریخوں سے انکار کرتے ہیں۔ اور جن یہودی عالموں کو دفعہ ۲ میں پہلے معتبر مان چکے ہیں۔ یہاں انکو اور تمام یہود کو یہ لکھ کر رد کرتے ہیں۔ بس یہود اور سر سید صاحب کے متفقہ درست نہیں ہو سکتے۔ جواب میں یہ تحکم و نادانی سے بعید ہے

ناظرین! ہم نے اس دفعہ کرسچین مت درپن کو کوٹیشنوں اور دیگر حوالوں سے اور زیادہ مصفا و جلا کر دیا ہے۔ یقین ہے۔ کہ آپ اس میں عیسائی دین کا نقشہ بمقابلہ طبع گذشتہ کے نہایت اچھی طرح سے مطالعہ فرما کر خلق خدا کو ان کے دام ریا سے بچانے کی کوشش کرینگے +

خاتمہ ویدک دھرم

آریہ مسافر پنڈت لیکھرام

۲- نومبر ۱۸۹۶ء از لاہور

صداقت الہام

قولہ کتابوں میں دھرا ہے کیا بہت لکھ لکھ کے دھو ڈالیں ہمارے دل پہ نقش کالحجر ہے تیرا فرمانا
جواب **اقول** کتاب پاک بن تعلیم کب ہوتی ہے عالم میں۔ بغیر از علم ناممکن ہے ایمان جہل کا جانا
کتابیں گر نہ ہوتیں کسطرح تعلیم پاتے تم۔ کسی کا شکم مادر میں۔ عالم میں ہوا آنا۔
کتابوں میں دھری ہو تو دیا انہیں دھونا چاہئے یہی باعث غلط ہے سر بسر یہ تیرا فرمانا
اگر مانو ہے یہ خوبی نہ مانو تو شکایت کیا۔ و لیکن کوئی بن تعلیم عالم ہوگا بتلانا

آج کتاب نوروٹیشن انعالی بل کا اردو ترجمہ دلایل اغلاط الہام مطالعہ سے گزرا جس کے مصنف ایل ہیوم صاحب اور شایع کرنے والی برہم سماج ہے معترض نے افسوس کہ تہذیب سے چیدہ مقام پر کنارہ کرکے + نہایت سخت الفاظ مستعمل کیئے ہیں +

شروع میں باعث اس تمام کشیدگی کا یہ ہے کہ "سوامی دیانند صاحب نے آریہ سماج کے بنیادی اصول کو کسی کتاب کی تقدیس کامل پر کیوں قرار دے رکھا ہے"۔ ایلن ہیوم صاحب اگر غصہ کو کام میں نہ لاویں تو عرض کرتا ہوں کہ جس قدر روح انسانی کو گیان کی ضرورت ہے جسقدر کامل ہدایت پانے کا محتاج ہے جتنی حقیقی شانتی روح کو چاہیئے عقل انسانی کو جس صراط المستقیم پر چلنا ہے۔ گوہر مقصود کے پانے میں جسقدر تکالیف عائد حال ہیں۔ جو جو چیزیں یا تکالیف اس کی مانع ہیں۔ ان جملہ امورات کو وید مقدس نہایت معقولیت سے ظاہر کرتا ہے۔ اخلاق محبت اتفاق کی عمارت کو ایسی پختہ بنیاد سے اُٹھا سکتا ہے جسکا نتیجہ روز بروز ترقی و درستی ہے بیشک کوئی دوسری الہام نہیں سوا اسکی جز سدی الہامی ہے مگر وہ کامل گیان اور کامل تسلی جس پر ہر طرح غور کرنے سے کاملیت و عمدگیت کا ظہور ہو الہامی ہوتا ہے۔ اور فیض عام کے لیئے وہی وید مقدس میں مرقوم ہے۔ جو جو صداقتیں آپ چاہیں یا کوئی اور آپ کا یار غار مانگے وہ وید مقدس نے بتلانیکو حاضر ہوں دینی ہوں یا دنیاوی روحی ہوں یا جسمانی۔ پرماتما کی معرفت جس قدر وید مقدس میں موجود ہے اور دنیا میں اُس کا عشر عشیر بھی مفقود ہے ظلم و ستم کا ویدوں میں نشان نہیں اور نہ قتل و آتش زنی کا بیان ہے۔ جن عقاید باطلہ نے مظلوم نوع انسان کو لعنت کے تیروں کا نشانہ بنایا ہے اور جن منحوس خواہشوں نے انسان کو منزل راستی سے گرایا ہے وید مقدس نے نہایت حکیمانہ طریقوں سے انکی تردید کرکے ان کے خطروں سے آگاہ فرمایا ہے۔ زمانہ فلسفہ میں جب وید مقدس کی تعلیم عام تھی۔ انسانی بیعت کا مکروہ "بودا نام و نشان کو۔ تھا چنانچہ تواریخ بھی اسکی شاہد ہے" آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے شوقین رہے "اور فلسفہ و ہندسہ و طبیعات وغیرہ کے استاد اول یہی ہیں" مختلف وقتوں میں ۶ فلاسفی ان کے ہاں تصنیف ہوئی ہیں اور وہ یہ ہیں"۔ اول سانکھیہ جس کا مصنف کپل۔ دوم یوگ جس کا مصنف پاتنجل سوم نیائے جس کا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جس کا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جس کا مصنف جیمنی۔ اور چھٹا ویدانت جس کا مصنف ویاس ہے" (از تواریخ ہند)۔ ہاں اگر انسانی بیعت سے مراد کسی صداقت کا قبول کرنا ہے جیسا کہ آریہ سماج کے اصول نمبر ۴ میں ارشاد ہے۔ تو ہم کو کیا بلکہ کل بنی نوع انسان کو ضروری اور لابدی ہے کہ وہ انسانی بیعت جو کسی نفسانی یا حیوانی غرض سے پاک ہو ضرور کرے اور ہم کیا بلکہ سب عقلمند کرتے چلے آئے ہیں افلاطون نے سقراط کی بیعت کی اور آریہ سماج والے بھی اس سے زیادہ بیعت نہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور نہ کسی کو ہدایت دیتے ہیں +

جب سے وید مقدس کی تعلیم کم ہوئی جس کا باعث ایک نہایت مشہور اور عظیم تواریخی واقعہ ہے مخلوقات توہمات پرستی میں مشغول ہوگئی اور اسی زمانہ کے بعد میں کئی فرضی کتابیں خدا کے نام سے تصنیف ہوگئیں جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے وہی نسبت وید مقدس کو اور الہاموں سے ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ آج تک معدنی و نباتی یا حیوانی قسم کے زہر سے ایسا نقصان نوع انسان کو نہیں پہنچا تھا کہ اس زہر دہنی سے پہنچا ہے جس کے سبب سے تمام مذہبی خونریزیاں تمام قتل ہائے عام تمام آتش زدگان تمام عذاب بربادی کبیر ہلاک کرنا تاراج خانماں وغیرہ ہوتے رہے اور جس سے یہ زمین دوزخ کا نمونہ بلکہ اُس سے صد گونہ بنایا گیا ہے مگر اے میرے مہربان و زود رنج بھائی کیا یہ شرط انصاف ہے اور اسی کا نام برہان قاطع ہے اور کوشش کہ ہم نیک کو بھی بدوں کے ساتھ ترک کریں عادل کو بھی ظالموں کے گروہ میں شامل کریں۔ عاقل کو بھی جہالت کا خطاب دیں۔ اگر آپ سنسکرت جانتے ہوتے یا اسکے پڑھنے کی کوشش کرتے تو غالب گمان تھا کہ ایسے غلط نتایج نہ نکالتے۔ انسان خواہ کسی بر اعظم کے رہنے والے ہوں بغیر تعلیم و تدریس کے وحشی و جاہل مطلق اور حیوانوں سے بدتر ہیں اور دیکھے تجربات روزمرہ نے یہ بات ہر ایک فرد بشر پر بشرطیکہ حق پسند ہو ثابت کر دی ہے۔ کہ کوئی بغیر تعلیم کے ترقی نہیں کر سکتا۔ یہ ثبوت تواریخی شہادتوں سے اور بھی مضبوط ہوگیا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں آفرینندہ مطلق کی طرف سے بعد از عالم اور انتظام دنیا کے واسطے الہام ہدایت کامل کا ہونا ضروری تھا ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کر اُسکے انتظام کا سد و بست نہ کرنا۔ بنانے والے کے گیان کا نقص بتلاتا ہے اور یہ بات تو فریقین کے مسلم ہے کہ وہ عالم کل اور مالک کل ہے نقص و بھول سے مبرا اور اس کا گیان کامل ہے اور ہم وید کو اس واسطے الہامی مانتے ہیں کہ اس میں جس قدر روح انسانی کو چاہیئے کامل گیان درج ہے اور یہ بات تو تواریخ سے بھی پایہ ثبات پہنچ چکی ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں وید ہائے مقدس سے پرانی کتاب نہیں ہے +

آپ کہتے ہیں کہ وید کو بھی یا اور کتب مقدسہ کی تقدیس کامل کے معنے کیا ہیں صرف اُس ہادی کی تقدیس کامل سے مراد ہے اور اُس کو آپ برہان آنی تواریخ سے اور ایسے حالات اسمیں آپ نے غلطی کی ہادی کی تقدیس یا صداقت جگت کا انکار کرنا اور ملا عرض نفسانی راستہ کا اظہار کرنا ہے طمع سے پاک و صدر استی ہوتا ہے۔ انہیں شرائط سے ہی جو اُپدیشک کیواسطے ضروری ہیں۔ کوئی نیک اُپدیشک اپنی طرف لوگوں کو نہیں جھکاتا بلکہ حقیقی زندگی سے پرماتما کے گیان کی طرف رجوع کراتا ہے۔ توہمات سے ہٹاتا اور بطلان سے بچاتا ہے اور ایسی حالت میں جو تکالیف عاید حال ہوں نہایت آنند و سعادت سے اُٹھاتا ہے اور جتلاتا ہے کہ ان دشمن تمام روشنی نے سمجھو تمام اُپاسنے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اُپاسنا یا پرستش کرتا ہے وہ مہان اندھکار میں پرویش کرتا ہے اور منزل راستی سے دور جا پڑتا ہے۔ پس انہیں قدیم لوگوں بسنت بیاس وغیرہ مہاتماؤں کی طرح پر ہمارے سوامی جی نے بھی جگت کا انکار کیا اور ہم گمراہوں کو جو نے ضلالت تھا یا ور تان جہاز سراد کو ساحل مراد بتایا جیسے آفتاب کے نکلتے ہی اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور سیاہی کافور ہی نوبت آریہ ورت کی ہوئی جوں ہی اُس نیک مرد نے اپنے فیض علم سے ہمارے پرانے بگاڑ کیا اور ہم کو نشیب و فراز بتلایا سب حکمت کی غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ نفسانی الہام اور زبانی احکام جو خود غرضی کی سیاہی سے تحریر ہوئے تھے ترک ہونے شروع ہوئے اگرچہ لوگوں نے لاکھ سانگ بنائے جھوٹے الزام لگائے کالموں کے کالم اپنی ذاتی غرض کیواسطے سیاہ کیئے مگر آخیر کو وہی راستی کا بول بالا ہوا بڑے بڑے عالم فاضل پنڈت آریہ سماجوں کے ممبر ہوگئے اور باقی ہو رہے ہیں کسی نے کیا سچ کہا ہے ع

این سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ بخوبی جانتے ہونگے کہ آریہ سماج والے کسی انسان کے مرید یا اُمت نہیں ہیں مگر نہیں معلوم کہ آپ کی قلم نے اس مقام پر لغزش کیوں نہ کھائی جبکہ آپ نے حقیقی دیکھی

بات کے بدلے ایک معمولی و ناکامل بات کو لکھ دیا گیا یہ لکھتے ہوئے شرم آتی تھی کہ ویدوں کی تقدیس کامل سے اُن کے ہدایتوں کا ٹھیک و کامل و معقول شرط ہے و مقدس ہونا اور یہی آریہ سماج کا اصول سوم ہے کہ وید ست ودیاؤں کی پستکیں ہیں۔ ویدوں کا پڑھنا پڑھانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے۔ اب اسی کو تواریخ سے بھی بطور برہان انی ثابت کرتا ہوں اور دلایل معقول بطرز برہان ہی کے ظاہر کرتا ہوں آریاؤں کے نزدیک ویدک کتابیں نہایت مشترک ہیں ویدوں کا مقدم مسئلہ یہ ہے کہ خدا واحد ہے✝ جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالموں کا مالک ہے۔ اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہیں از تاریخ ہندوستان۔ چنانچہ مورخ ایک منتر کا ترجمہ بھی کرتا ہے "پرماتما کمال صدق اور عین مسرت ہے اُس کی ذات بے مثل اور غیر فانی ہے وہ واحد حقیقی ہے۔ نہ زبان کو اُس کے بیاں کی طاقت ہے نہ عقل کو اُسکے ادراک کی قدرت وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے اپنے علم بے حد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زماں اور مکاں کی منزل ہے اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اُٹھائے ہوئے ہے۔ بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے کان نہیں لیکن ہر آواز کو سُنتا سب کو سمجھتا ہے۔ اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں ہے وہ سب پر حاکم ہے اور سب پر غالب ہے پیدا کرنے والا بچانیوالا اور کُل اشیاء کی صورت پلٹنے والا وہی ہے" جب یہ تواریخ سے بھی بخوبی ثابت ہے کہ ویدوں کی ایسی ہدایتیں ہیں اور قدیم آریاؤں کی کتابیں وہی ہیں اور اُسی قسم کی ہدایت انہیں ویدوں سے سوامی جی نے ارشاد فرمائیں تو سوائے جہالت یا ہٹ دھرمی کے اور کیا باعث ہے۔ اگر ہم قبول نہ کریں۔ آریہ ورت کے بڑے بڑے پنڈت جن سے میری ملاقات ہوئی وہ اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ سوامی دیانند جی ہم سے سنسکرت میں بہت بڑھ کر ہیں۔ اور وید وان ہونے میں لاثانی۔ ویاکرن میں کامل چھ شاستروں کے ماہر ہیں۔ ویدوں کا ترجمہ تو درست کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ پورانوں کو نہیں مانتے جس سے ناخواندہ برہمنوں کے جو سدھ ہوتے تھے اُن کا رزق مارا سوامی جی کو زیبا نہ تھا بڑے بڑے متعصب ہندو آریہ ہو گئے سیکڑوں پنڈت صدق دل سے آریہ ہیں ✝ مباحثہ چاندا پور۔ مباحثہ ہگلی مباحثہ بمبئی مباحثہ کاشی مباحثہ سودا مباحثہ اجمیر۔ غرض کیا کہوں اور کہاں تک لکھوں کہ کہیں بھی پورا ٹک مہاتما مقابلہ کو ٹھہرے اور جہاں آئے وہاں عام منڈلی میں آریہ ہو گئے۔ آگرہ کا مباحثہ اور سوامی جی کا لیکچر اظہر من الشمس ہے جہاں کہ کئی پرتیک جماعین ڈالے گئے جتنی سنسکرت کی مستند کتابیں ہیں سبھی ویدوں کو شرتی اور غلطیوں سے پاک اور توہمات سے بری ایک پرماتما کی عبادت کرانے والی بتلاتی ہیں۔ ہمارے لایق پنڈت علانیہ پکارتے ہیں کہ ویدوں میں تو یہ نہیں۔ مگر پورانوں میں ضرور ہے اور پوران صدہا دلایل سے تواریخ اور کہانیاں اور غیر مستند ہیں اور اُنکے مصنف خود ہی ویدوں کو الہامی اور قدیم مانتے ہیں۔ پس اگر ایک آریہ کا جواب رسالہ ہندیا کلکتہ جو ہمارے بزرگ بھائی لالہ سائیں داس جی پریذیڈنٹ آریہ سماج لاہور کی قلم معجز رقم سے نکلا ہے۔ آپ مطالعہ کریں تو اس میری تحریر کا مشرح ثبوت کافی پائیں گے۔ جس کا جواب آج تک پنڈت صاحبان نہ دے سکے۔ اور دنیا خالہ جی کا گھر تو تھا ہی نہیں ہمارے ساجھر بیٹے کون پیدا تو کرے۔ چہ کہ جہاں تک بلاتعصب غور کر تشخیص کی گئی ہے وید مقدس صداقت کا مخزن پایا گیا پس اسی صداقت کی علت سے راستی کا مخزن معلول وید مقدس ہے آپ نے کوئی اثبات تواریخی یا ثبوت دلیلی باوجود دعوے کے تحریر نہ کیا۔ نہیں معلوم کہ کسواسطے چھپا رکھا✝

آپ فرماتے ہیں کہ کوئی کتاب مقدس خواہ کتنی ہی صحت اور صفائی سے کیوں نہ لکھی گئی ہو بعض مقاموں پر اسمیں ایسے جملے ضرور ہونگے جو کم سے کم دو معنوں میں لئے جا سکتے ہیں اور ہادی ہی سے اس بات کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کونسے معنے قبول کئے جائیں پھر آپ کا قول ہے کہ سب کتب مقدسہ میں بہت سے حصص صفائی اور صحت لکھے ہونے کے برعکس ہے جناب بس اگر آپ یکطرفہ رائے نہ دیتے تو شاید مجھے لکھنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ اور عموماً قابل تسلیم ہوتی۔ قدرتاً بھی اگر آپ غور فرماویں گے تو ہر ایک کے کم سے کم دو معنے پاوینگے اور بہت سے ایسے فعل ہونگے جن کے حقیقی معنے صفائی اور صحت سے آپ نہ سمجھ سکینگے پس اُس کے دریافت کی کسی ماسٹر یا ریفارمر یا فلاسفر یا ڈاکٹر سے ضرورت پڑیگی اور اُس کا بلاعرض ارشاد لایق تسلیم ہوگا۔ بہت سے امورات علمی ہم کو پڑھنے تجربہ کرنے بحالت دیکھنے سیکھنے وغیرہ سے حاصل ہوتے ہیں اور اُسی سے ہماری تھوڑی تمیز یا ناکمل عقل بڑھتی ہے جس سے ہم نئے ایجاد پر توانا ہوتے ہیں ٹھیک مادہ علمی کا حاصل کرنا اور چیز ہے عامل بننا اور چیز ہے اور اُس سے ایجادات پر قادر رہنا اور چیز ہے جس طرح علمی باریک و دقایق ریفارمر یا ماسٹر وغیرہ یا ڈکشنری سے حل ہوتی ہے۔ ویسے سنسکرت کی مقدسہ کتب کے ذومعنی الفاظ کوش اور ویاکرن سے مبرہن ہو کر فاضل پنڈت کے ارشاد سے ذہن نشین ہوتے ہیں مگر اُس فاضل کا موحد میرے پہلے جواب کے خیر خواہ قوم اور بلاعرض ہونا شرط اولیٰ ہے ✝ پھر آپ کا ارشاد ہے کہ اُن کی زبانیں اب عموماً بولی یا سمجھی نہیں جاتیں اور اُن سے بہت سی تحریفات حاصل ہو گئی ہیں۔ ہر ایک حصہ میں افساد و اغلاط پیدا ہو گئی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے حصے صحیح اور مستند ہیں اور کونسے غیر مستند افسوس یہ تحریر فرمانا آپ کی ناواقفی کا ایک بڑا بھاری ثبوت دے رہا ہے۔ کیا کوئی زبان یا کوئی علم بغیر پڑھائے کسی طرح آ سکتا ہے جن لوگوں نے سنسکرت کی تحقیقاتیں کی ہیں اونہی کی شہادتوں سے ظاہر ہے کہ سنسکرت اُم اللسان ہے اور اُس کے محاورے اور گردانیں اور ضمیریں بھی نہایت سلیس اور کامل مکتفی ہیں واسطے ہر قسم کے اظہار کے الفاظ کے ہر حصہ کے معنے مثلاً علی الخصوص سنسکرت پر ختم ہے پس اس کے سب سے شائستہ و عمدہ و قدیم اور پاک ہونے میں کیا کلام رہا۔ وید پاسے مقدس میں تحریفات بالکل نہیں ہوئی ہیں۔ قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید نسخہ جات بالکل مطابق ہیں۔ ہاں سہو کاتب اور بات ہے جس کے واسطے ویاکرن موجود ہے پس اُنکی صحت میں سوائے کسی ضدی یا ناواقف کے اور کون شک لا سکتا ہے جیسے ہر مرض کا علاج ہے ویسے ہی ناواقفیت و جہل کا علم وارد ہے ملکہ اندر ابن جالب ہے پس جس طرح آپ اور چیزیں پڑھ کر حاصل کر سکتے ہیں اُسی طرح علم سنسکرت یا وید مقدس کو بھی تعلیم سے حاصل کر سکتے ہیں چونکہ وید مقدس کی کسی سنگتا میں اختلاف و انحراف نہیں ہے۔ اسیواسطے وہی کامل معتبر و مستند ہے۔ مگر تحقیق و تدقیق شرط ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "اگر یہ باور کر بھی لیا جاوے کہ فلاں کتاب مقدس کسی زمانہ میں مقدس کامل ہی تھی تو زمانہ آخری میں جسے مقدس کامل پایا جاویگا۔ اُس کا اظہار کسی حامی علم یا ہادی یا سکول یا جماعت وغیرہ کی رایوں پر ہوگا" اے صاحب بہادر کیا اس سے سوائے تعصب اندرونی کے اور کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے جو کتاب کسی زمانہ میں مقدس تھی اور اب تک صحیح و سالم پہنچی تو اُس کی تقدیس کا اب کیا نقصان ہو گیا کیا پرانی تحقیقاتیں اور قدیم شہادتیں صرف نفی سے مٹ سکتی ہیں۔ قدیمی رشیوں اور فلاسفروں نے جنہوں نے طب منطق ہیئت۔ سائنس ہورسکرتی یوگ الٰہی اخلاق وغیرہ علوم میں کامل دسترس حاصل کی تھی اُن کو الہامی مانا اور اُن کے مقدس ہونے پر ہزاروں شہادتیں دی ہیں ہمارے پاس اُن کے صحیح ترجمہ موجود اُنکی مذہبی تحقیقاتوں سے بڑھ کر کوئی ایسا دقیقہ نہیں روشنی والے حاصل نہ کر سکے۔ تاریخ شاہد ہے کہ "خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے علم کے رو سے اُسی زمانہ میں ایسے اُنکو حاصل ہو گئے تھے جس میں یونان کے اعلیٰ ترقی کے زمانہ میں وہاں کے نہایت بڑے

✝ چنانچہ اکثر مصنف یورپ میں قائل ہیں کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد ہے ۱۰

ان سب الزامات سے اُس کی ذات پاک ہے اس واسطے زادن۔ مُردن۔ خوردن۔ خفتن۔ جوانی پیری وغیرہ سے بھی وہ پاک ہے چونکہ سرب گیا پک اور عالم الغیب ہے پس انسان کی شناخت سے بھی بے عیب ہے جسطرح وہ خود قدیم اور پاک ہے ویسے ہی اُس کی کلام بھی ہونی چاہئے اور وہ وید مقدس ہے دوسرے کوئی نہیں واضح ہووے کہ ایک پادری یورپین جسکا نام غالباً اسمتھ صاحب ہے ۱۸۸۱ء میں ایک کتاب دین حق کی تحقیق مطبوعہ امریکن مشن پریس لودہیانہ مشتمل براعتراضات اہل اسلام و اہل ہنود کے چھپوائی ہے جو میرے پاس موجود ہے اُس کے صفحہ ۱۱۲ سے ۲۸۲ تک دین ہنود پر اعتراض کئے ہیں چونکہ وہ کتاب ہمہ وجوہ مغالطہ پر مبنی ہے اس واسطے ہم اسے دھرم کے ناخواندہ لوگوں کو مغالطے سے بچانے اور عشق یوتش چاہ کے ختانے کی خاطر اس کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں تاکہ ناواقفی سے کہیں اندھا دھند گمراہ ہو کر اس چاہ میں نہ گر پڑیں اور پشیمانی اٹھاویں۔ اے پرماتما تیری کرپا سے امید ہے کہ اس سے اہل ہنود کے اطفال جو مشن سکولوں میں پڑھتے ہیں فیضیاب ہونگے +

اعتراض صفحہ ۱۱۲۔ ہندوؤں کے دین کی کتابیں حقیقت میں چار وید اور چار اُپ وید اور چھ وید انگ اور چار اُپ انگ ہیں +

جواب آریہ۔ یہاں پر پادری صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ ہندوؤں سے ہم مراد کس قوم کی لیتے ہیں کیا وے لوگ بنام آریہ جن کے مذہب کی حقیقی کتب مذکورہ بالا ہیں یا کہ وے بت پرست بے علم جو نافہمی سے صرف پورانوں کے پیرو ہو گئے اور کتب مذکورہ بالا کو برائے نام کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب کی کتابیں ہیں۔ بصورت اول اُن کا نام آریہ تھا جو قدیم باشندے اس ملک آریہ ورت کے ہیں۔ اور ہندو نام تو مسلمان بادشاہوں کے عہد سے بطور حقارت کے رکھا گیا ہے۔ حقیقی کتابوں کا نام لے کر اُن کی حقیقی معتقد قوم کا نام نہ لینا محض غلطی ہے۔ بصورت دوم بت پرستوں اور اپنے مذہب سے گمراہوں کو جتانے کے واسطے پہلے یہ کہدیا چاہئے تھا کہ اس ملک کے اصلی باشندے آریہ ہیں۔ غلطی اور نافہمی نے تمہیں ہندو اور بت پرست بنا دیا اور تمہاری رہنمائی کی یہ کتابیں ہیں اور تم اصل میں آریہ ہو۔ خیر اس سے درگذر کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے قول اول میں کئی غلطیاں ہیں آپ نے صرف نام اُن کا سنا ہوگا ہم آپ کو اُن کے اصول سمجھاتے ہیں۔ ایک آیور وید ہے اسمیں اول سے آخر تک سرجری۔ کمسٹری۔ میڈیسن الوپاتھی یعنی طبابت وغیرہ کے اذکار ہیں۔ دین کی بات ایک بھی نہیں ہے دوم دھنر وید ہے جس میں تمام قواعد فوجی و جنگی کے جو ہاتھوں کو سکھائے جاتے ہیں اور تلوار۔ بندوق۔ توپ۔ تیر۔ چکر وغیرہ کے فن جو جنگ میں کام آتے ہیں مفصل طور پر درج ہیں۔ دھرم کا کچھ ذکر نہیں تیسرا گاندھرب وید ہے اس میں علم موسیقی کا مفصل و مشرح حال لکھا ہے دین سے کچھ تعلق نہیں ہے چہارم ارتھ وید ہے اسمیں قواعد سیاست مدنی اور ہر قسم کی کاریگری مثلاً انجنیری وغیرہ کا ذکر مندرج ہے اسکو بھی دھرم سے واسطہ نہیں افسوس کہ ان چار اُپ ویدوں کو جو دنیاوی کتابیں ہیں دین حقیقی کی کتابوں میں نے شمار کیا۔ یہ تب ہو اگر ہم کل علوم کی کتابوں اور مصنوعی انجیلوں کو الہامی کتابیں مان کر آپ سے جواب مانگیں۔ دوسری بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ چار اُپ انگ میں حالانکہ وہ چھ ہیں اور اُن میں بھی اشتغالات علمی پر بحث ہے۔ اور وہ یہ ہیں میمانسا۔ سانکھیہ۔ یوگ۔ نیائے۔ ویشیشک۔ ویدانت اور چھ انگ یہ ہیں شکشا۔ کلپ۔ جوتش۔ نرکت یا نگھنٹو۔ ویاکرن۔ چھند۔ اسمیں بھی متعلق ویدہائے مقدس کی گرامر و ڈکشنری کے قواعد مرتب کئے گئے ہیں۔ پس ان کا بھی معاملات دھرم سے کچھ تعلق نہیں وید مقدس چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید پستک ہمارے دھرم کے ہیں جن کو آریہ لوگ ابتدائی آفرینش سے آج تک الہامی مانتے آئے ہیں انہیں کتابوں سے پادری صاحب کو اعتراض کرنا واجب تھا نہ کہ بلا سوچے سمجھے اندھا دھند کارروائی شروع کردی +

صفحہ ۱۱۲ پادری۔ لیکن ان میں چار وید اور چھ شاستر اور اٹھارہ پُران مشہور ہیں۔ جز خاص کر دین اور نجات کی بات سے علاقہ رکھتے سو اب اُن کتابوں کی باتیں اوپر کے نشانوں سے پرکھی جاتی ہیں پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کتابوں کے رو سے خدا دو طور پر جانا جاتا ہے ایک نرگن کہلاتا۔ دوسرا سرگن۔ نرگن کے یہ معنے کہ جس کو گُن یعنے صفت نہیں اور خدا نرگن جب رہتا ہے کہ خلقت نہیں رہتی اور اسکی اُس حالت کا کچھ بیان ہی نہیں +

جواب آریہ پادری صاحب کا اول وہ فرمانا اور پھر اٹھارہ پرانوں کا شامل کرنا کس قدر ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے جب سوچا کہ ویدوں اور شاستروں میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اٹھارہ سوں۔ مالوں یعنی پرانوں کو بھی شامل کر لیا۔ افسوس امتحان کرنے والے کی لیاقت جو الفاظ کی مراد سمجھنا تو درکنار معنے بھی نہیں سمجھتا پھر اُسکے گہرے خیالات کی ماہیت کس طرح جانے گا۔ ہمارا خدا کبھی بے صفت کبھی باصفت اس طرح سمجھ لیا ہوگا کہ جیسے اپنے گھر میں خدا کو غیر محدود اور کبھی ایک لاشریک کبھی تین اور کبھی لطیف اور غیر محسوس کبھی کثیف اور کبھی دیمک اور کھٹمل اور فاختہ اور جرس کی شکل۔ کبھی ہمہ دان اور کبھی آنکھ سے بھی اندھا کہ باغ عدن میں آدم کی تلاش کرتا رہا۔ اور بُلایا کہ تو کہاں ہے اور موسے کو پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔ جناب من ہمارا معبود آپ کی طرح نہیں ہے اب نرگن اور سگن کے معنے جو ہماری کتابوں میں لکھے ہیں سُنئے پادری صاحب سرگن لفظ غلط ہے۔ اصل میں سگن ہے خدا ہر حالت میں ہمیشہ ایک صورت میں رہتا ہے متغیر نہیں ہوتا۔ اس میں بدی۔ ظلم۔ فریب۔ تعصب۔ رعایت۔ کینہ۔ بغض۔ حسد۔ غضب۔ جہل وغیرہ مطلق نہیں اس لئے وہ نرگن ہے۔ یعنی ان صفتوں سے مبرا اور منزہ ہے کیونکہ یہ صفات اُس کی خدائی کے لائق نہیں اور سگن اسواسطے ہے کہ اس میں قدوسیت۔ قدرت۔ عدل۔ علم۔ ہمہ دانی وغیرہ صفات ہیں یعنے اُن صفات سے موصوف ہے جو اُسکی خدائی کے لائق ہیں نرگن کے یہ معنے نہیں کہ کوئی صفت مطلق اس میں نہ رہے اور سگن سے یہ مراد نہیں کہ دنیا کی تمام صفات نیک و بد اُس میں آجاویں اپنی ذاتی صفات کے رو سے سگن اور غیر صفات نہ ہونے سے نرگن ہے۔ چنانچہ اس کا عمدہ فیصلہ مباحثہ ستیہ استیہ بریلی میں جو مابین سوامی دیانند سرستی جی مہاراج اور پادری اسکاٹ صاحب ہوچکا ہے اور یہی مراد و مطلب تمام شاستروں میں لکھا ہے +

صفحہ ۱۱۳ پادری۔ وہ گویا نیند کی سی حالت ہے کہ اس میں اُسے کچھ کہا نہیں جاتا کہ پاک ہے یا ناپاک۔ سچا ہے یا جھوٹا۔ قادر ہے یا عاجز۔ دانا ہے یا نادان۔ کیونکہ وہ بالکل نرگن ہی ہے اور اسی واسطے وہ برہم کہلاتا ہے یعنے نہ پُرش لنگ اور نہ استری لنگ بلکہ نپُنسک ہے۔ ان کتابوں کے رو سے خدا سرگن کب ہوتا ہے جب اسکا پیدا کرنے کا ارادہ ہوتا اور مایا کی اس میں جنبش ہوتی اور برہم میں اہنکار سما جاتا تین گن یعنے ست۔ رج۔ تم۔ اُگتے ہیں اور اُن سے دُنیا پیدا ہوتی اور وہ سب چیزوں میں دیاپک ہو جاتا ہے اور شیر و شکر کی طرح سب میں مل جاتا +

جواب آریہ۔ یہ تو کسی کتاب میں نہیں ہے کہ وہ نیند کی حالت میں ہوتا ہے نہ کہا جاتا ہے کہ پاک یا ناپاک نعوذ باللہ۔ یہ تو ایسی باتیں جیسے ہم فرقہ مارونی کی شہادتیں دین عیسوی کے افسونوں میں پیش کریں اور کہیں کہ سچ مچ موسیٰ اور عہد عتیق کے پیغمبروں کا معبود شیطان تھا علاوہ ازیں اُس کا نام برہم اس غرض سے نہیں رکھا کہ نہ وہ مرد نہ عورت اس واسطے نپنسک ہے بلکہ اس لئے کہ وہ بڑے سے بڑا ہے اور برہم لفظ کے معنے بھی

یہی ہیں اگر اس غرض سے ہو تو اُس کے پُرش لنگ نام کیوں ہیں اور استری لنگ نام کیوں ہیں۔ پرمیشور کے نام فقط اُس کی صفات بیان کرنے والے ہیں۔ ان سے یہ غرض نہیں کہ کیا صیغہ ہے اور یہ کہنا کہ وہ دُنیا کے رہنے پر نرگن ہوگا۔ وغیرہ یہ صرف آپ کا دلی بناوٹی مسئلہ ہے کسی آریہ کامل و ماہر علم سے پوچھ کر لکھنا واجب تھا اور نہ اس میں وید مُقدس کا پرمان لکھا ہے پس دعوئی بلا دلیل ہیچ و پوچ ہے +

صفحہ ۱۱۳ (پادری) چنانچہ وید میں لکھا ہے کہ سرشٹ ہونے کے وقت خدا کہتا ہے۔ एकोहं बहुस्याम یعنے میں ایک ہوں بہت ہو جاؤنگا پھر وید میں لکھا ہے کہ وہی کسان ہو کر زمین کو جوتتا بوتا اور پانی بن کر اسے سینچتا ہے اور اناج ہو کر سب کا پیٹ بھرتا ہے اور است اُسی سے ہے +

بیت ہست است ہیں دو نو جس سے ۔ پھر اُن کے نرتے ہیں کس سے

جواب آریہ۔ واہ پادری صاحب خوب اعتراض کیا ہے۔ اگر ہم کہیں مسیح مصلوب نہیں ہوا یہ انجیلوں میں لکھا ہے تو عیسائی کب مانیں گے بلکہ کہیں گے دکھلاؤ کہاں لکھا ہے ہم بھی پوچھتے ہیں کہ آپ وید میں لکھا کہیں۔ وید تو چار ہیں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو۔ ان میں سے کس میں لکھا ہے۔ تب جواب دیا جائیگا۔ اے صاحب کسی نافہم لکا کے لالچی نے آپ کو دھوکا دیا ہے یہ مسئلہ وید مقدس کے خلاف ہے اور کسی وید میں نہیں ہے پس اس کو وید کہنا سراسر انصاف سے برخلاف ہے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۴ تا ۱۱۶** بہت کچھ اُپنشدوں اور بششٹ اور ویدوداس وغیرہ کے شلوک لکھ کر خلاصہ لکھا ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں میں خدا جو نرگن ہے اُس کا بیان ہی نہیں اور خلاصہ کا یہ شلوک ہے +

एकमेवाद्वितीयं ब्रह्म नेहना नास्तिकिंचन

ترجمہ یعنے ایک ہی برہم ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ وید شاستروں و پُراں کا خلاصہ یہی ہے

جواب آریہ۔ آپ نے یہاں بالکل گڑبڑ مچا دی۔ اول جو شلوک لکھے اُن کا مطلب اور ہے اور اس شلوک کا اور ہی مطلب ہے۔ آپ نے نہ معلوم کیونکر اُن شلوکوں کا یہ خلاصہ سمجھ لیا اور علاوہ براں اُس کا ترجمہ بھی غلط سمجھا۔ لیکن اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا صرف ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے آپ کی طرح تین خدا اس میں نہیں مانتے ہیں (اس واسطے تین کی ہدایت۔ پاکر اعتراض کرنے کا موقعہ آپ کو ملا ہوگا) اس میں شرکت کو ہٹا کر وحدت کا اشارہ کیا ہے دوسری شے کی مطلق ہستی سے انکار نہیں کیا۔

افسوس آپ کی دانشمندی پر بلا سوچے سمجھے شاستر و پُران کا خلاصہ نکال لیا +

(پادری) **صفحہ ۱۱۶**۔ خدا جب سرگن ہوا اور سرب ویاپک ہو کے سب باتوں کا کرتا یعنے فاعل ٹھہرا اُس کی پاکیزگی ثابت کرنی دشوار معلوم ہوتی ہے پھر اس بات کے دریافت کرنے میں کیا چاہیئے کہ ان کتابوں کے رُو سے وہ سرگن ہونے کے پہلے وہ دیو بنا یس آیا وہ کو دیو میں ہو کر قدوس ٹھہرتا ہے یا نہیں کیونکہ اگر اُن میں جو سب دیوتوں کے سردار (برہما۔ وشن۔ مہیش) میں پاک نہ ٹھہرے گا۔ تو کہیں نہ ٹھہرے گا +

جواب آریہ۔ پادری صاحب کہتے ہیں کہ بھینس کا اگر کوئی مذہب ہوتا تو ضرور وہ اپنے معبود کو بھینس تصور کرتی۔ جس کا ہر عضو دلربا اور شکل مرغوب قد و قامت میں درست مضبوط اور بہت عمدہ سر چراگاہوں میں چرنے والی مانتے یہ سچ ہے +

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست +

ہر ایک اپنے اعتقاد اور قیاس کے موجب کہتا ہے۔ دیکھئے بائیبل میں خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا عدن میں آدم سے ہمکلام ہوا۔ پھر یعقوب سے کشتی لڑ کر مغلوب ہوا اور پناہ مانگی موسے نے کورنا کے واسطے رخصت دلائی جیسا کہ موسے کی کتابوں سے بین ہیں

ظاہر ہے اس قسم کے بیہودہ خیالات نے مصنف تحقیق دین حق کو دھوکا میں ڈال دیا ہوگا۔ اور سمجھا ہوگا کہ جیسے مسیح ہمارے اعتقاد میں خدا مجسم ہے اُن کے مذہب میں بھی برہما بشن مہیش تین خدا مجسم ٹھہراؤں اور ان کا نام سگن روپ رکھوں۔ اگر ہم آریہ اس کے قایل ہوتے تو ہم مسیح کو کیوں رد کرتے یا برہما بشن مہیش کے طور پر تثلیث کے گرداب میں کیوں نہ پھنستے مگر یہ خیال بیشک سیدھا دوزخ میں پہنچانے والا ہے اور چاہِ جہالت و ضلالت میں گرانے والا الغرض ہم ہرگز ان کو مجسم خدا مسیح کی طرح نہیں مانتے البتہ نیک اشخاص جانتے ہیں جاہل لوگوں نے اُن پر الزام اور اتہام واسطے شکم پروری خود لگائے ہیں جیسے کہ متی نے برہیانی کا نام بجب اپنی کتاب میں لکھا ہے اسی طرح خود غرض ابلہ فریب لوگوں نے برہما بشن مہیش مہاتماؤں پر الزام لگائے ہیں مگر دانا لوگ جو اُن کی تعلیم پڑھتے ہیں اور اُس سے روز روشن کی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ ہر قسم کے گناہ سے پاک تھے +

(پادری) **صفحہ ۱۱۷ یا ۱۱۸** بحوالہ چنڈی پاٹھ میتہ۔ وشنو۔ لنگ۔ وایو وغیرہ پرانوں کے لکھا ہے کہ برہما ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک روز متوالا ہو کے اپنی کنیا پر بُرا ارادہ کیا۔ وغیرہ

جواب آریہ۔ مثل مشہور ہے (چھاج تو بولے مگر چھاننی کیا بولے) جس کو ہزاروں سوراخ ہیں ہم پر کسی طرح الزام نہیں لگ سکتا کیونکہ اول تو چنڈی پاٹھ وغیرہ معتبر کتابیں نہیں۔ اور علاوہ براں آپ پُرانوں کی شہادت لاتے ہیں مگر اپنی الہامی کتاب پیدایش (بائیبل) کی طرف ذرہ غور سے نہیں دیکھتے۔ جہاں لکھا ہے کہ خدا کے عزیز نبی حضرت لوط سے اپنے دو بیٹیوں نے شراب پی کر زنا کیا ۳۱ تا ۳۶ خدا کے حکم اور موسے کے ارشاد کے موجب بتیس ہزار باکرہ چھوکریوں سے زنا ہوا اس کو پڑھ کر شرم نہیں آتی۔ برہما پر بلا ثبوت کے اتہام لگاتے ہو اور انجیل کو زیر مطالعہ نہیں لاتے + **بیت**

تو بر اوج فلک چہ دانی چیست ۔ چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست

(پادری) **صفحہ ۱۱۸** بحوالہ پدم پُراں کے وشنو جالندھر دیت یا دیو کی صورت بن کر اُس کی جورو سے ہم بستر ہوا وغیرہ +

جواب آریہ۔ اپنی آنکھ میں شہتیر نہیں سوجھتا مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے پدم پُراں جو کسی شہوت پرست کی تصنیف ہے اُس کی شہادت پیش کی حالانکہ اُن کتابوں کی شہادت ہمارے مہاتما لوگوں کے بارہ میں صادق نہیں آتی ورنہ تاہم ہم بھی صاحب بہادر کی ایج اوف ریزن بائیبل کے بارہ میں شاید یا سی پڑیگی جاہلوں کی بات کو سند پکڑنا واجب نہیں ہے وید شاستر سے شہادت چاہیئے چونکہ یہ ناممکن ہے۔ پس ہم انجیل سے شہادت لاتے ہیں کہ داؤد نے اوریا کی جورو سے زنا کیا اور اوریا کو عمداً قتل کیا جس کی اولاد سے حضرت مسیح خدا مجسم پیدا ہوا۔ ناک اپنا کٹا ہوا ہے ننگا لوگوں کو بتاویں افسوس۔ دیکھو سموایل ۲ باب ۲ آیت ۲ سے ۱۵ ۱۱

(پادری) **صفحہ ۱۱۸** مہادیو اپنے بیاہ میں ننگا ہو کر بیل پر چڑھا۔

جواب آریہ۔ حضرت نوح نے بھی انگوری شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی تھی آپ کی الہامی کتاب کہتی ہے۔ دیکھو توریت پیدایش باب ۹ آیت ۲۲ اور اس طرف یک بدعملی اور شہوت پرستی کی کتاب میں ہے یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ معترض نے بے سرو پا باتیں بلا ثبوت وید شاستر کے لکھدی ہیں۔ کل اعتراض ان کتابوں پر ہیں جن میں [illegible] سو برس کے اندر لوگوں نے عجیب و غریب قصہ جات اپنی مطلب براری کے لئے درج کر دئے ہیں۔ پس اس صورت میں جو کل اعتراض سچے دھرم پر غلطی سے کئے ہیں سب بے معنے ہیں۔ ہم کس کا جواب دیں۔ اگر کوئی اعتراض

ویدمقدس پر کرتا تو ہم بخوشی جواب دینے کو حاضر تھے مگر پادری صاحب بیچارے شاید اُنکے نام سے بھی بے خبر ہیں۔ پس اعتراض کہاں سے لاتے اور اپنی استعداد و تحریرات کہاں البتہ پرانوں پر اعتراض کئے ہیں۔ اور اُنہیں کے ماننے والے برہمنوں سے کچھ ٹکے دے کر اعتراض لکھائے ہونگے کیونکہ امید نہیں کہ پرانوں کے پڑھنے کی بھی کچھ استعداد رکھتے ہوں مگر ہم نے تو انجیل۔ فارسی۔ اُردو۔ رومن و ناگری وغیرہ بھی پڑھی ہے اسلئے ہم نے جو اعتراض کئے ہیں خود بائبل سے دکھلانے کو حاضر ہیں۔ بشرطیکہ کوئی منکر ہو چونکہ پادری صاحب نے پرانوں پر اعتراض کر کے جاہل ہندؤں کو شکوک میں ڈالنے کیواسطے کتاب بنائی ہے۔ پس ہم اُس کی کیا تردید لکھیں جبکہ کل اعتراض ہی بے بنیاد ہیں۔

(پادری) **صفحہ ۱۲۰** ۔ تیس دیوتاؤں کے بارہ میں کفایت ذکر کے رام چندر پر الزام لگاتے ہیں، کہ اُس نے راون برہمن کو مارا اور اپنی عورت کو جو راون کے گھر میں داخل ہوئی تھی۔ پھر قبول کیا اور لوگوں نے اسکو اشد ناپاک ٹھہرایا +

جواب آریہ اول تو رام چندر انسان تھا اُس کی بہادری کی طرف دیکھ کر عیسائیوں کو چاہئے کہ اس کو نمبر ۱ ایک پیچھے نبی کے سمجھیں۔ آج دُنیا کے مہذب اور عالم قوم ایک میل کے دریا پر پُل بنانا بڑی مشکل سمجھتی ہے اور وہ بھی برس دو برس کے بعد گر پڑتا ہے اس مرد میدان نے ۲۵ کوس سمندر پر پُل باندھ کر لنکا میں بڑی بھاری لڑائی لڑ کر فتح پائی یہ فقط اپنے باپ کی قول پروری تھی اور یہ اُس کی عصمت تھی کہ اُس نے غیروں کے پاس رہنا قبول نہ کر کے خاوند کے ہمراہ ہوئی اگر اس عالم تنہائی میں کسی نے فریباً اس کی عورت کو چرا لیا۔ اور اُس نے تن تنہا باوجود مدد نہ لینے اپنے باپ بادشاہ کے فتح حاصل کر کے اُسکو جو ایک پاک دامن مشہور ہے بقول فیضی **بیت**

تنش را پیرہن عریاں ندیدہ ۔ چو جاں اندر تن و تن جاں ندیدہ

گھر میں لایا تو اس میں اس کو کیا الزام آیا۔ اے متعصب تیرا خانہ خراب ہو تجھے انصاف سے عداوت ہے سیتا جی تو جو راون کے گھر میں چلی گئی۔ مگر مریم تو خوشی سے ذکریا کے گھر میں چلی گئی تھی اور وہاں سے حاملہ بھی ہو آئی تھی اور اُسکی پاکیزگی کی شہادت بھی یہودی خوب دیتے ہیں پھر یوسف نے گھر میں رکھ لی تھی جسکا ذکر لوقا کی انجیل ۱/۱ میں ہے۔ اور یعقوب نبی کی پیاری دختر دینہ نام سکم کے گھر میں رہی اور اُس سے ہم بستر بھی ہوئی مگر یعقوب نے اسے گھر میں رکھ لیا جس کا ذکر ۳۴/۲ پیدائش میں ہے افسوس کہ خدام دین آنکھ کے اندھے نام دین کے منکر دیتے گریبان میں منہ ڈال کر بائبل کو نہیں دیکھتے +

(پادری) **صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۲** پھر معترض کرشن جیو کی بات لکھتا ہے، کہ بھاگوت پران کی رو گوپیوں کے ساتھ بد اخلاقی کرنا اُس کا ظاہر ہوتا ہے اور یہ لکھا ہے کہ گوشدے گوپیوں کے منہ کا امرت پیا ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے دین کے رُو سے خدا پاک نہیں +

جواب آریہ اول آپ اپنے گھر میں بائبل کو غور سے وچاریں کیا وہ بھاگوت سے زیادہ خدا کی ذات پر الزام نہیں لگاتی ہے پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کے مقربین نے کیا کیا نہیں کیا۔ یہودہ نبی نے اپنی بیٹے عیر نام کی تمر نام جورو سے زنا کیا جس کا ذکر پیدائش باب ۳۸ ۱۵ آیت میں ہے اور سلیمان نے ایک ہزار سے بڑھ کر عورتوں سے بدافعالی بلکہ بت پرستی بھی کی سلاطین باب ۱۱ آیت میں ذکر ہے لوط نے ۲ اور ابراہیم نے شاید تین داؤد نے ۹۹ بلکہ ۱۰۰ الغرض کیا کہوں یشعیاہ کے تیں باب آیت ۱۷ میں خدا بھی عورتوں کی اندام نہانی اُگھاڑے گا۔ اے پادری صاحب ذرا سوچ کر اعتراض کیا کرو کرشن جیو مہاراج تو نہایت عالم باعمل نیک سیرت نیک بخت جوانمرد انسان تھے اُن کو ملزم ٹھہراتے ہو اور سند بھاگوت کی لاتے ہو جو بائبل سے سند کتاب ہے صفحہ ۱۲۱ میں جو معترض نے گیتا کا شلوک لکھا ہے۔ اُس سے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ معترض سنسکرت سے ناواقف گیتا سے ناآشنا ہے افسوس کہ گیتا میں یہ شلوک بالکل نہیں ہے پس اُس کے کل اعتراض بے ثبوت ٹھہرے۔ جس شخص نے بلا تعصب دل سے گیتا کا مطالعہ کیا ہے وہ کرشن جیو کی روحانی تاثیر کا قایل ہو سکتا ہے۔ اب آگے چلکر معترض خدا کے پاک۔ عادل رحیم۔ عالم الغیب۔ ہمہ دان۔ صادق وغیرہ صفات برہما۔ بشن۔ مہیش و رام کرشن میں تلاش کرتا ہے۔ افسوس کہ برہما۔ بشن۔ مہیش وغیرہ جو کسی زمانہ میں انسان تھے اُن کو ہمارا خدا مانکر اُن پر جھوٹے الزام پرانوں سے لگا کر طعن زنی کرتے ہیں جو اُن کی تہذیب کا حقیقی نور ہے پس ہم انجیل میں بھی تلاش کرتے ہیں کہ بائبل کے خدا میں یہ چند صفات مذکورہ بالا ہیں یا نہیں۔ البتہ لفظ **قدوس** انجیل میں ہے۔ مگر اس کی قدوسیت ظاہر نہیں ہوتی۔ کیا عورتوں کی اندام نہانی اُگھاڑنا قدوسیت ہے کیا **لوط۔ داؤد۔ سلیمان۔ یہودہ۔ موسیٰ** وغیرہ کو دوست رکھنا اور سزا نہ دینا قدوسیت ہے کیا ایک آدم کے گناہ کے بدلے کل دنیا کو گنہگار ٹھہرانا عدل ہے۔ کیا ایک کے پھانسی دئے جانے سے اوروں کے گناہ بخشے جانے عدل ہے کیا ایک بے گناہ کو پھانسی دینا انصاف میں داخل ہے برخلاف صفت رحمت کے عیسائیوں کا خدا جلاد ہے۔ موسیٰ نے کروڑوں آدمی مارے۔ ہزاروں کا خون بہایا اس کے مرید یشوع نے ہزاروں کا ستیاناس کیا۔ صموئیل ۲ باب ۱۹۔ آیت میں خدا نے بچاس ہزار ستر مار ڈالے خدا حکم دیتا ہے۔ اب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب کچھ جو اُس کا ہے یک لخت برباد کر اور اُن پر رحم مت کر بلکہ مرد عورت ننھے بچے شیر خوار اور بیل بھیڑ بکری اونٹ گدھے تک سب قتل کر صموئیل ۱۵/۳ گنتی ۲۵/۹ جو بیس ہزار کو مار ڈالا گنتی ۱۱/۳۳ گوشت دانتوں ہی تلے تھا کہ سخت مار مارا ہوسیع ۱۳/۱۶ اُنکے لڑکے پٹکے جاوینگے و پیٹ والی عورتیں چیری جاوینگی صموئیل ۶/۱۹ سدیوں کو بواسیر سے مارا پیدائش باب ۷ طوفان سے مارا حزقیل ۲۱/۳ سے تلوار چلاؤنگا پس رحیم کہاں رہا بلکہ رجیم ہوگیا عالم الغیب ہونے کی بھی انجیل تردید کرتی ہے عاموس باب ۹ میں خدا فرماتا ہے میں اُن کی اولاد کو تلوار سے مارونگا۔ اُن میں سے کوئی بھاگ نہ سکیگا۔ اور اگر نکل بھاگے رہائی نہ پاویگا۔ اگر وے پاتال میں سیندھ کی جاوے میرا ہاتھ وہاں سے کھینچ لاویگا۔ اگر آسمان پر چڑھ جاوے تو وہاں سے اُتاروں۔ اگر سمندر کی تہہ میں میری نظر سے چھپ جاوے تو وہاں سانپ کو حکم کرونگا کہ وہ اُن کو وہاں سے جا کر کاٹے کیا خوب عالم الغیب ہے جو زمین اور آسمان کے کُلابے ملا رہا ہے اور یہ خیال نہیں کہ سانپ نافرمانبردار پہلے ہی لعنتی ہو چکا ہے خدا طوفان کو بھیجکر پچھتایا اور زمین کے باشندوں کو غرق کر کے دلگیر ہوا اور توبہ کی کہ آئندہ میں ایسا نہ کرونگا۔ پیدائش باب ۹ باغ عدن میں پکارا اے آدم تو کہاں ہے تجھے کس نے جتایا کہ ننگا ہے۔ کیا اُس درخت کا ثمر کھایا جس کی بات میں نے منع کیا تھا۔ پیدائش ۳/۱۱ خدا نے قائن سے کہا تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے پیدائش ۱۸/۲۱ میں اب اُتر کے دیکھونگا کہ اُنہوں نے سراسر اُس چلانے کے مطابق جو مجھ تک پہنچایا گیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو میں دریافت کرونگا پیدائش ۲/۱۷ خدا نے آدم سے کہا کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے کچھ نہ کھانا کیونکہ جس دن تو کھائیگا ضرور مریگا۔ پیدائش ۵/۵ برخلاف اس کے بائبل کے رُو سے آدم کی عمر نو سو تیس برس کی ہوئی حضرت ہمہ دانی کی قلعی کھل رہی ہے اب خدا کی صداقت بھی معترض کو دکھاتا ہوں۔ خدا نے موسیٰ کو کہا تو فرعون کو جا کر ہدایت دے اور میں فرعون کے دل کو سخت کرونگا۔ اور فرعون تمہاری نہ سنیگا خروج ۳/۴ وغیرہ پس صداقت اسی کا نام ہے اور قدوس کا یہی کلام و کام ہے۔ تو ہمارا بھی سلام ہے +

پادری پھر مہا بھارت میں کرشن کی بابت یوں لکھا ہے کہ جب ان کی آنکھ رادھا سے لگی۔ تو ایک دن نند نے بن میں گھوش کی بہن نے ان دونوں کو ایک جگہ پایا۔ اس نے رادھا بہت ڈر گئی

اور کرشن سے کہنے لگی کہ وہ میرے حصم سے یہ باتیں کہہ دیگی اور وہ آکر مجھے مار ڈالیگا۔ کرشن نے اس سے کہا کہ تم مت ڈرو اگر شاید وہ آویگا تو میں کالی بن جاؤں گا۔ اور تو میری پوجا کرنے لگیو۔ بس میدان جیت لیجیو۔ افسوس ہزار افسوس بھلا ایسے شخص میں بھی کہیں سچائی پا سکتے ہیں *

جواب آریہ۔ نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے جھوٹھ بولنے کا شیوہ کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ اور کیوں خواہ مخواہ لوگوں کو دھوکہ دیکر بہکا کر گمراہ کیا کرتے ہیں ہم نے مہابھارت میں پڑتال کی کہیں اسکا نشان موجود نہ پایا۔ بلکہ یہ ذکر تو بھاگوت میں بھی نہیں ہے اسواسطے ہمیں کہنا پڑا کہ مصنف دین حق کی تحقیق کی عقل پر اور اس کے جھوٹے اعتراضوں پر افسوس صد ہزار افسوس بھلا ایسے پادریوں میں بھی کہیں سچائی کا نشان پا سکتے ہیں۔

(پادری) صفحہ ۱۳۲ تا ۱۴ ہندوؤں میں پیدائش کی باعث بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ کوئی شیو۔ کوئی وشن۔ کوئی کالی کوئی دیوی کو پیدا کرنے والا مانتا ہے۔ پہلے مایا سے ست۔ رج۔ تم۔ پھر اہنکار پھر آکاش۔ پھر وایو آگ۔ پانی پرتھوی۔ اس سے انسان پیدا ہوئے۔ اور حوالہ صرف کرم پران ولنگ پران اور برہم ویورت پران و مارکنڈے پران و بھاگوت پران وغیرہ کا دیا ہے۔

جواب آریہ۔ معترض سے ہم پوچھتے ہیں کہ بائیبل میں جو لکھا ہے کہ کہیں دنیا کا بنانیوالا گاڈ۔ خداوند کہیں۔ جہووا۔ کہیں لارڈ۔ کہیں فادر۔ کیا تمہارے بہت خدا ہیں یا یہ سب ایک ہی خدا کے نام ہیں اگر قول اول درست ہے تو اعتراض تمہارے پر عاید حال ہے۔ اگر حصہ دویم ہے تو شیو۔ وشن دیوی بھی ایک ہی پرمیشور کے نام ہیں علاوہ بریں اگر وید مقدس سے پیدائش کا حال پڑھتے جو پرمیشور نے خود ہم کو بتلایا ہے تو کوئی شک نہ رہتا اور علم و عمل کے مطابق تھا۔ جاہلوں کی تصنیفات میں دیکھ کر خود غرضوں کی زبانی سنکر اور ایسی ویسی کتابوں میں برخلاف عقل پیدائش کا حال پڑھ کر دل میں فیصلہ کر لیا (مثل (اسپ من اسپ است و اسپ دیگران چون خر است) بائیبل کی پیدائش کیسی اوٹ پٹانگ ہے۔ دیکھئے سات دن میں دنیا کو پیدا کیا عدن میں باغ انگور لگایا۔ شام کو خدا اسمیں ٹہل رہا تھا۔ (کیسی بھول ہے) ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ اور بیڈول اور سنسان تھی اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔ اور خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ اور خدا نے کہا اجالا ہو اجالا ہو گیا۔ اور پھر خدا نے اجالے کو دیکھا کہ اچھا ہے اور خدا نے اجالے کو اندھیرے سے جدا کیا اور خدا نے اجالے کو دن کہا اور اندھیرے کو رات کہا سو شام اور صبح پہلا دن ہوا۔ پیدائش باب ۱ ہم پوچھتے ہیں کہ خدا ازلی ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ ازلی ہے۔ تو ازل میں ابتدا نہیں ہوتی کیونکہ ازلی کے معنے ہیں جس کی ابتدا نہ ہو اور ابتدا کہتے ہیں شروع کو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ازل سے بیکار تھا اور دنیا پیدا کرنیکے علم سے بے خبر تھا۔ جو کہو کہ خدا ازلی نہیں۔ تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ آسمان سے کیا مراد ہے خدا کے رہنے کی جگہ یا خلا۔ اگر حصہ اول درست ہے تو جب تک آسمان نہیں بنا تھا تب تک خدا کس جگہ رہتا تھا۔ صاف طور یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ خانہ بدوش رہتا ہوگا یا مکان بنانے کے فکر میں ہو مگر کوئی نقشہ سمجھ میں نہ آیا ہوگا۔ جو حصہ دوئم ترا اعتقاد ہے تو بائیبل بے بنیاد ہے کیونکہ اسمیں اس کا ذکر نہیں البتہ شرح کرنے والوں نے مراد آسمان از خلا رکھی ہے خیر باشد تو اس کی پیدائش نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اوپر نیچے ایک جا ہے جب پول نہیں تھا تو کیا تھا اور خدا کہاں رہتا تھا۔ خدا کا علم کامل تھا یا ناقص۔ اگر سوال اول درست ہے تو اس سے زمین بیڈول کیوں پیدا ہوئی اور پھر بیڈول یعنے اونچے نیچے کو کس نے ہموار کیا۔ جو حصہ دوئم ٹھیک ہے تو وہ خدا ہی نہیں ہو سکتا۔ خدا محیط کل ہے یا محدود۔ حصہ اول میں خدا کی روح پانیوں پر جنبش کرتی تھی (جس کو بائیبل نے مرغابی کیتی سمجھ کر رکھا ہے) نہیں ہو سکتا۔ جب روح پانیوں پر جنبش کرتی مانوگے تو خدا کے جسم کو پانیوں میں ڈوبا ہوا یا کسی اور جگہ قبول کرنا پڑے گا۔ جو خدائی اوصاف کے عین برخلاف ہے۔ سوال دوئم جو محدود ہے وہ خدا نہیں بلکہ انسان۔ یا حیوان یا کوئی اور نباتات وغیرہ ہیں۔ خدا نے اجالے کو دیکھ کر کہا کہ اچھا ہے۔ کیا پہلے نہیں جانتا تھا اور اجالا اس کے علم میں نہ تھا۔ اگر ہوتا تو دیکھ کر اچھا نہ کہتا۔ اور خدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ آسمان ہو اور پانیوں کو پانیوں سے جدا کرے تب خدا نے آسمان کو بنایا وغیرہ وغیرہ سو شام اور صبح دوسرا دن ہوا آیت ۸ غور کیجئے اگر پانیوں کے بیچ آسمان نہ ہوتا تو پانی رہتے ہی کہاں آسمان کو بھی آیت میں پہلے دن میں بنایا تھا اب دوسرے دن اسکا کیا کہاں تک تحریر کیا جاوے مختصر یہ ہے کہ تیسرے دن خدا نے سمندر اور نباتات اور چوتھے دن چاند سورج غرض چھ دن میں سب کچھ پیدا کر آدم کو اپنی صورت پر بنا کر ساتویں دن آرام کیا۔ پیدائش باب پہلا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ بلا سورج چاند۔ پہلے دوسرے تیسرے چوتھے دن کی تمیز ہوئی۔ افسوس بائیبل نے لامحدود کو ہمہ جا کو ایک جا کر کے خدا کی ٹھہرا دی۔ جس پر آدم بنا۔ سچ ہے تب ہی تو انسان کیطرح تھک کر ساتویں دن آرام کیا۔ خدا نے آدم پر بھاری نیند بھیجی وہ سو گیا۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکالی اور اس کے بدلے گوشت بھر دیا۔ اور خداوند پسلی سے ایک عورت بنا کر آدم کے پاس لایا پیدائش ۲ آیت ۲۱ تا ۲۲ سبحان اللہ اور یہ کام پرمیشور سرب دیاپک یعنے خدا محیط کل ہے۔ وہ کیونکر تمام عالم کی خبرداری چھوڑ کر ایک بیچارے آدم کے پیچھے پڑ گیا نیند بھی شاید دوران خیر ہو گئی تب ہی تو [illegible] ہماری تحریر بجا ہے شاید نیند سے بائیبل کی مراد بیہوشی قاتل ہوگی کیونکہ پسلی کاٹتے ہوئے آدم کو خبر نہ ہوئی۔ اسمیں چاقو کارد خنجر کا تو ذکر نہیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے تیز ناخنوں سے جو شیر کے برابر پھاڑنیوالے ہونگے پسلی کاٹی ہوگی۔ وہ گوشت کہاں سے آیا۔ جو پسلی کے عوض بھرا گیا کیونکہ اسوقت سوائے آدم کے اور کوئی پیدا نہ ہوا تھا خدا نے شاید اپنی ران کاٹ کر بھرا ہوگا۔ آدمی کی بناوٹ سے صاف ظاہر ہے کہ اسکی کوئی پسلی کم نہیں اور عورت مرد دونوں کے اعضاء بدن کی ساخت یکساں ہے۔ بھلا ایک پسلی سے تمام اعضاء بدن کسطرح بنے مثلاً آنکھ۔ کان۔ سر۔ ناک۔ ہاتھ۔ پیر وغیرہ وغیرہ یورپین شرح صاحبان غور فرماویں شاید جواب میں پادری صاحبان در افشانی کریں۔ کہ خدا قادر مطلق ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں بقول آپ کے وہ قادر مطلق بغیر پسلی کے عورت نہیں بنا سکتا تھا۔ جناب من قادر مطلق کے یہ معنے نہیں کہ جو بات [illegible] دل میں آیا کر دیا یاد رہے۔ وہ اپنے قوانین سے برخلاف کچھ نہیں کرتا (چنانچہ اسکا فیصلہ ستیارتھ پرکاش میں موجود ہے دیکھ لینا) ذرا گریبان

میں مُنہ ڈال کر دیکھئے یہ کیسی جہالت و ضلالت سے پیدائش کا ذکر ہے پُرانوں میں اگرچہ مختلف ناموں سے پیدائش کا ذکر ہے تاہم اس میں پیدا کنندہ کی یہ بزرگی دکھائی ہے کہ اُس نے جہان کو ایک آن میں پیدا کیا۔ برخلاف عیسائیوں کے خدا کے چھ روز میں پیدا کر کے ساتویں روز تھکان کے دور کرنے کے لئے آرام کیا (مفصل مباحثہ پیدائش کا ست دھرم وچار میں درج ہے)

پادری صفحہ ۱۴۵۔ ہندوؤں کی کتابوں میں شہد اور دودھ وغیرہ کے سمندر لکھے ہیں اور حوالہ بھاگوت و مارکنڈے پُران کا دیتے ہیں۔ اِن کا بھی کہیں ٹھکانا نہیں لگتا صرف وہم کے سمندر میں ڈوب رہا ہے۔

جواب آریہ۔ پادری صاحب کو خروج کے تین باب کی آٹھویں آیت کو دیکھ کر بچار کرنا چاہیئے۔ خدا فرماتا ہے کہ "میں بنی اسرائیل کو مصریوں کے ہاتھ سے نجات بخشونگا۔ اور اس زمین سے نکال کر اچھی وسیع زمین میں جہاں شہد اور دودھ موج مارتا ہے پہنچا دونگا۔" اور اسی طرح یشوع کے باب ۵/۶ میں درج ہے۔ "خداوند نے اُن کے باپ دادوں سے قسم کر کے کہا کہ میں تم کو دونگا وہ زمین جسمیں شیر و شہد بہتا ہے۔" اب ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں خدا نے شہد اور دودھ کے سمندر بتلائے جس جگہ یہ سمندر ہوں گے بیچارے برہمنوں نے بھی اُنہیں کی طرف اشارہ کیا ہے کیا بھاگوت سے بائبل زیادہ توقیر پا سکتی ہے۔

پادری صفحہ ۱۴۵۔ ہندوؤں کے دین میں زمین ایک چٹیل میدان کنول کے پتے کی صورت ہے اور کچھوے کی پیٹھ پر ہے اور بعضے پُرانوں میں لکھا ہے کہ شیش ناگ کے سر پر ہے سو ہندوؤں کے شاستروں کی یہ باتیں علم ہیئت وغیرہ کے رُو سے صاف غلط ٹھیرتی ہیں اُن کے مصنف بے خبر تھے اور زمین کو کھڑی سمجھتے تھے اور حساب فاصلہ سیاروں کا نہ سمجھتے تھے۔

جواب آریہ۔ ضرور نہ سمجھتے تھے کیونکہ گرہن وغیرہ کا حال جو بتلاتے تھے اسیواسطے سیارات کو نہ سمجھتے تھے اور پتری یعنے جنتری جو بناتے تھے شاید معترض اُنکو اوروں کی ایجاد سمجھتا ہوگا۔ یقیناً آپکے ہی خدا کے مقرب یشوع کی جو علم ہیئت کا کامل تھا جس نے باب آیت ۱۰/۱۲ میں سورج کو کہا کہ "اے آفتاب جبعون پر ٹھیرا رہ۔ اور اے مہتاب تو بھی وادی ایلون کے درمیان۔ تب آفتاب کھڑا رہا اور مہتاب ٹھیر گیا۔ یہاں تک کہ اُن لوگوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام لیا اور آفتاب آسمان کے بیچوں بیچ ٹھیرا رہا اور قریب دن بھر کے پچھم کیطرف کو مائل نہ ہوا۔" جہان میں اسوقت شاید سورج اور چاند اکٹھا چلتے ہوں گے اسلئے چاند اور سورج دونوں کو یشوع نے کھڑا کر لیا اب خدا نے اُن کو الگ الگ کر دیا۔ افسوس اس کا کیا جواب ہے یشوع نے زمین کا کھڑا رہنا دل میں ضرور رکھا ہوگا ورنہ زمین کو بھی کھڑا رہنے کو کہتا۔ مکاشفات یوحنا کے ۱۲/۱ "ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے تھی اور چاند اُس کے پاؤں تلے اور اُس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج وہ عورت حاملہ تھی اور درد سے چلاتی تھی جننے کو اینٹھی تھی اور ایک لال رنگ کا بڑا اژدہا آسمان پر دیکھ پڑا جس کے سات سر اور دس سینگ ہیں اور سروں پر سات شاہی تاج رکھے ہوئے ہیں اور اُس کی دُم نے ۱/۳ حصہ ستاروں کو کھینچ کر زمین پر دے مارا۔" چونکہ یہ مسئلہ بائبل کا ہے برخلاف علم کے بھی معترض کو مُسلّم ہے۔ عورت کا وجود آسمان پر اور سورج جس کی چادر اُس نے اوڑھی ہوئی تھی اور آسمان پر حاملہ بھی ہوئی تھی یہاں پر بھی خدا یا روح القدس کی نظرِ عنایت ہوئی ہے۔ اور اُس اژدہا کی دُم کتنی بڑی ہوگی جس نے ۱/۳ حصہ ستاروں کو زمین پر دے مارا علم ہیئت کے دعوے کرنے والو ذرا غور تو کرو کہ جتنے ستارے ہیں یہ سب بڑے بڑے کُرّہ زمین سے ہیں اور ایک بھی اس زمین پر نہیں آسکتا کیونکہ اُس سے ہر ایک کئی حصے بڑے ہیں وہ ۱/۳ حصہ ستارے کس زمین پر گرے شاید پادری صاحب کے گھر پر گرے ہوں گے۔ افسوس کہ یہ مسائل ہیچ بلکہ اُن کا اعتقادیات اور وہ شخص جو تمام سیارات و کواکب سے واقف اور علم نجوم کے موجد اُن کے قول ہیئت کے خلاف واہ رے یشوعا تیری ہیئت دانی و ستارہ شناسی۔

(پادری) صفحہ نمبر ۱۴۶۔ پھر وید میں لکھا ہے کہ سورج آگ سے اور چاند سورج سے پیدا ہوا اور مینہ چاند سے ہوتا ہے۔ کہ بجلی دو بادل کے مل جانے سے پیدا ہوتی ہے اور بادل تین کوس سے اونچا نہیں ہوتا وغیرہ۔

جواب آریہ۔ آپ نے وید کا نام تو لیا مگر وید کا حوالہ کیوں نہ دیا پتہ لکھنا تو درکنار یہ بھی نہ لکھا کہ کس وید میں ہے ہاں بائبل پر وید کا دھوکہ ہوا ہوگا۔ جہاں لکھا ہے اُسی دن بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلے اور آسمان کی کھڑکیاں کھُل گئیں۔ ۷/۱۱ خدا کہتا ہے جب میں زمین کے اوپر بادل لاؤں۔ تو میری کمان بادل میں دکھائی دیگی۔ پیدائش ۹/۱۴ تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی ایضاً ۱۹/۲۴ واہ صاحب کیا آسمان میں کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں کیا قوس قزح خدا کی کمان ہے۔ لیکن علم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سے سورج اور بارش ہے تب سے یہ پانی پر سورج کی روشنی پڑنے سے دکھتی ہے خدا نے آسمان پر گندھک اور آگ کے انبار کر رکھے ہیں چونکہ یہ مسائل بائبل کے ہیں۔ اس لئے معترض کو علم سے پڑتال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اور یہ ایک عام قاعدہ بھی ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر اکثر متعصبان مذاہب کو نہیں دکھلائی دیتا۔ جس طرح ہم نے ہر ایک اعتراض کو حوالہ سے تحریر کیا ہے ویسا ہی معترض کو بھی اگر اعتراض اُسکی صداقت کی لَو رکھتے ہیں مع حوالہ کے تحریر کرنا چاہیئے ورنہ دعوے بلا دلیل سے سوائے ذلیل ہونے کے اور کسی طرح کی سرخروئی نہیں۔

پادری صفحہ ۱۴۶ تا ۱۵۳۔ ہندوؤں کی کتابوں میں معبود کون ہے۔ آیا برہما۔ بِشن۔ مہیش یا تینوں مل کر اور حوالہ لنگ پُران مارکنڈے پُران بھاگوت پُران و پدم پُران۔ بارہ پُران و برہم ویورت پُران کا دیتا ہے۔ اور باہم اُن کا اختلاف ہے۔

جواب آریہ۔ یہاں پر معترض نے اپنی مرضی کے موافق مسئلہ بنا دیا تینوں مل کر ہندوؤں کے معبود ہوں اس جگہ تثلیث ثابت کرنے کا ارادہ ٹھیرا ہوگا۔ پُرانوں کے شلوک لکھ کر معترض کہتا ہے کہ وید شاستر میں اختلاف ہے۔ ہم اگر انجیل برناباس اور مصنوعی اناجیل سے اختلاف پیش کریں تو قابلِ تسلیم ہوگا یا نہیں معترض نے سخت غلطی کھائی اور بے فائدہ محنت اُٹھائی۔

پادری صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۶۔ شاستروں میں ہی اختلاف دکھاتا ہے کہ خیر شاستروں میں ایسے ایسے بکھیڑے ہیں اور یوں تو اختلاف اور جھگڑوں سے بھرے پڑے ہیں۔

جواب آریہ - اے صاحب اوّل تو اختلاف نہیں ہے - بالفرض اگر ہوں - تو ہمیں کچھ خوف نہیں - کیونکہ وے انسانوں کی تصنیف میں الہامی نہیں - لیکن آپ نے کسی شاستر کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور پُران کسی طرح پرمان کے قابل نہیں مگر آپ کی الہامی کتابوں میں جیسا اختلاف ہے اُس کا ہم پورہ اندازہ نہیں کر سکتے مولوی رحمت اللہ صاحب و ڈاکٹر وزیرخاں صاحب نے آپ کی کتابوں ہی سے ثابت کر دیا اور تم مقر ہوئے کہ چالیس ہزار اختلاف ہماری کتابوں میں ہیں اور ڈاکٹر گرتہلخ نے ڈیڑھ لاکھ اور ولیس تن صاحب نے دس لاکھ اختلاف انجیل مقدس سے نکالے ذرہ مُنہ گریبان میں ڈالکر غور کیجئے - کیونکہ آفتاب لب بام ہے - اے معترض چھ شاستر فلاسفی ہیں جن کے اصولوں پر حکما نے بحث کی ہے ان میں اختلاف صرف دلائل یا پیرایوں کا ہے - معنوی یا حقیقی اختلاف نہیں ہے مگر اُن کے سمجھنے کے واسطے سنسکرت کے اعلےٰ درجہ کی لیاقت درکار ہے اور وہ معترض میں دشوار ہے - پس اسکے نہ سمجھنے سے اعتراض سراپا بیکار ہے ہم قطع نظر اور اختلافوں کے صرف روح کے بارہ میں اختلاف دکھلاتے ہیں - اور مصنف بھی آپ کو بتاتے روح کے بارے میں انجیل محض دھوکھا دیتی ہے - نہ خود اس کو سمجھتی ہے اور نہ بتلا سکتی ہے پیدائش ۹/۴ استثنا ۱۲/۲۳ احبار ۱۷/۱۱ زبور ۱۰۴/۲۹ پیدائش ۲/۷ استثنا ۶/۵ زبور ۶/۵ و ۱۹/۱۶ امثال ۲۲/۱۵ پیدائش ۲۵/۸ و ۳۵/۲۷ و گنتی ۱۶/۲۲ و ۲۳ اور راعوب ۳/۱۸ و ۲۱/۱۰ و ۱۴/۱۲ واعظ سلیمان واعظ ۱/۱ و ۳/۱۹ تا ۲۱ میں باہمی سخت مخالفت ہے - یہ نقص روح کے بارہ میں بطور نمونہ درج ہیں +

العاقل تکفیہ الاشارۃ اگر زیادہ اختلاف دیکھنے ہوں تو بائبل پر سیر درروزہ شروع سے اخیر تک ملاحظہ فرمائیے -

(پادری) صفحہ ۱۵۷ - وید میں چاند - سورج - اندر - رودر - ہوا - آگ پانی - ورن اور بہت سے کی پوجا ہے اور پرانوں میں اکثر چیزوں کی پوجا ہے اور ہندوؤں کے پرستش اور پوجا کے وشے میں بڑا اختلاف ہے -

جواب آریہ - اے صاحب وید مقدس میں چاند سورج ورن آگ وغیرہ مخلوقات کی پوجا نام کو نہیں ہے مگر صرف ایک پرماتما یا برہم کی عبادت کا ارشاد ہے مفصل دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱ سے ۲۷ تک کسی سنسکرت دان سے پوچھکر تسلی کر لیجئے آپ کو صحیح ہے کہ حاشیہ کی عبارت بھول گئی ہے - جہاں آپ نے لکھا ہے کہ رگوید کے بھاش میں وشسٹ منی لکھتا ہے کہ رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے کہ وہ قادر مطلق اور واحد اور سب سے اوّلے اور ہمہ دان اور نکام - کرودھ - لوبھ - موہ - مدہ اور تین کال اور تین اوستھا سے پرے ہے اور صفحہ ۱۷۶ میں آپ لکھتے ہیں کہ آیا ہندوؤں میں خدا واحد ہے یا نہیں اور اس بات کے قائل بھی کہ بہود مانتے ہیں - ایک خدا کو اور اپنی طرف سے ایک شرتی ایکو برہم دوتیو ناستی درج کری ہے اور یہ کہ بولتا وہی ہے یعنے سب میں خدا ہی بولتا اور مایا کے بس ہو گیا وغیرہ وغیرہ معترض کی اس سخت غلطی پر جی چاہتا ہے کہ اُس کے ایک ایک حرف کا دنداں شکن جواب دیا جاوے مگر خوف طوالت دامنگیر ہے - دیکھئے اوّل شرتی ہی غلط لکھی - ایکو برہم دوتیو ناستی لکھا ہے دوئم اگر مایا کے بس میں کبھی ہوا ہو بھی اُس خدا سے جو نو مہینے ماں کے شکم میں رہ کر خون حیض سے پرورش پاتا رہا - اور مرنے وقت نہایت سوگواری سے چلا دی بدرجہا اشرف و افضل ہے - ہاں اگر یہاں برخلاف واحدانیت کی تثلیث کے دلائل پیش کریں تو ایک میں تین یا تین میں ایک ہے کشتی درون دریا یا درون کشتی کچھ گرداب ما کا سامنا ہوتا ہے +

پادری - صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲ - کتنے پرانوں میں شراب کباب صحیح ہے - اور بھاگوت میں لکھا ہے کہ کرشن جی نے شراب پی اور گوشت کھایا - رام اور لچھمن نے بھی گوشت کھایا - رگوید میں لکھا ہے کہ گو کا بلیدان چاہیئے - وغیرہ وغیرہ -

جواب آریہ - خودغرضوں کی تصنیف پرانوں سے ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم کرنا دانشمندی سے بعید ہے - مگر ہاں دانشمندی کا کیا کام - جہاں تعصب اور خودغرضی نے آنکھیں بند کر دی ہوں اعتراض کرتے ہوئے اتنا نہ سوچا کہ گیتا میں کرشن جی نے ہزارہا جگہ گوشت کی ممانعت کی ہے بلکہ گوشت خور وغیرہ کو حیوان قرار دیا ہے اور کسی وجہ دی روح کو دکھ نہ دینا یہی پرم دھرم کہا ہے بھلا جس شخص کے ایسے خیالات ہوں وہ شراب نوش اور گوشت خور ہو سکتا ہے مگر پادری صاحب کا بھی کچھ اختیار نہیں کیونکہ سنسکرت کے تو نام سے بھی واقف نہ ہوئے پڑھنا تو درکنار ہے جو کچھ واہی تباہی کسی سے سنا ناپ تاپ لکھ مارا گومیدھ کے یہ معنے نہیں کہ گو کو مار کر بلیدان دینا گو نام زمین کا اور غلہ کا ہے اور میدھ نام ہے صاف کرنیکا یعنے زمین کو اور غلہ کو صاف کرکے ایک کریا ہے تسلی کے لئے اشٹا دھیائی و یاکرن دیکھو جو ویدوں کی گرامر ہے - اب بائبل سے دیکھنا چاہئے کہ شراب کباب کی کیسی زیادتی ہے - نوح کی شراب نوشی پیدائش ۹/۲۱ خدا کا ابرہام کے گھر میں گوشت کھانا پیدائش ۸/۱۸ لوط کی شراب نوشی ایضاً ۳۲/۱۹ وغیرہ وغیرہ جہانتک دیکھو بائبل شراب و گوشت سے پر ہے اور اب بھی تجربہ سے ثابت ہے کہ تمام دنیا سے زیادہ شراب نوش اور گوشت خور عیسائی ہیں +

(پادری) صفحہ ۱۷۴ - پھر شاستر کے دوسرے مقام میں لکھا ہے دوہرا ۲ یل بھر میں پربت کیو پل میں ڈار یو مار + یہ تو کام کرتار کے بوجھے بوجھنہار - اور بھرتری شتک کا بھی حوالہ دیا ہے -

جواب آریہ - قابل غور ہے کہ معترض نے کس قدر بھول کی ہے کہاں شاستر کہاں دوہرے کہاں دھرم بھرتری شتک -

(پادری) صفحہ ۱۷۶ - چنانچہ وید میں یہ بچن ہے -

मोक्षस्तुविशा प्रसादान्तरेण न लभ्यते ॥

ترجمہ یعنے وشنو کی کرپا بنا موکش نہیں ہوتی +

جواب آریہ - رگ - یجر - سام - اتھروان ویدوں میں تو یہ بچن کہیں نہیں البتہ پرانوں میں ہوگا شاید اسیواسطے حوالہ نہیں دیا کہ کس وید میں کہاں ہے اور نہ اس بچن سے ہمارا نقصان ہے جس کے سہارے سے تمام عالم کے اشیاء ٹھہرے ہوئے اور جو سب اشیاء کو جانتا ہے وہ محیط ہے اس پرمیشور کا نام وشنو ہے اسکی کرپا بنا نجات نہیں ہوتی - اور اُس کی کرپا تب ہوتی ہے کہ جب پورے طور پر اُس کے حکم کی پابندی کیجاوے - کو نجات کا مالک بنا دھرم میں - سمجھ کر اعتراض کا موقع ملا ہوگا -

(پادری) صفحہ ۱۸۱ - کسی گورگنیش سے ادھرتا گایتری لکھوا کر ترجمہ لکھتا ہے) یعنے اوم بھو آکاش سورگ ہم سورج کی بڑی روشنی پر

کرتے ہیں وہ ہمارے دل کی رہنمائی کرے۔

جواب آریہ۔ معترض نے ترجمہ بہت غلط اور اشتدہ اور نافہمی سے لکھا ہے اصلی ترجمہ یہ ہے کہ پرماتما جو پرانوں سے پیارا سب طرح کے بندھن سے رہت سکھوں کے دینے والا حقیقی آنند کا چشمہ سب جگت کا روشن کرنیوالا اتینت گرہن کرنے اور دھیان کرنے یوگ شدھ وگیان سروپ ہے اور سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنے والا ہے۔

اُس کو ہم اپنے آتماؤں میں دھارن کریں۔ وہی ہماری بل بدھی۔ گیان ورڈھاوے یہ سب خلاصتاً گایتری کا ارتھ لکھا ہے۔ مفصل پنچ مہایگ ودھی میں درج ہے۔ اہل دانش خود انصاف فرماویں۔ کہ معترض نے کسقدر غلطی کی اور آگے چلکر سکتا نند ترنگنی وکلارلو وتیام رشیں وغیرہ سے اعتراض لکھتا ہے جو بالکل ہیچ و لوچ ہیں اور قابل توجہ نہیں ہیں۔ معترض کی غلطیاں کہاں تک ظاہر کروں۔

یادری کی پیش گوئی وید شاستر میں لکھی ہے کہ ہندوؤں دین اُٹھ جاوے گا

وید شاستر میں یہ بات کہیں نہیں لکھی آپ کا بیان سراپا دروغ ہے ضرور ثبوت دو۔

یادری۔ معجزے اور پیش گوئی ہندو مذہب میں نہیں ہے۔ بڑے بڑے اچنبے کی باتیں رام و کرشن کے حق میں لکھی ہیں مگر بہتیرے راکھشوں نے تپسیا کرکے بڑی بڑی کراماتیں دکھائی ہیں تردید وید دھرم کے رو سے کرامات اور معجزہ کوئی چیز نہیں اور نہ کسی مستند گرنتھ میں ایسے فضولیات کا بیان ہے ملکہ ایسے دور از عقل باتوں کا ان میں نام و نشان نہیں مگر بائبل ایسی فضول باتوں سے بھرپور ہے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہے کہ راکھش یعنے جھوٹے اور بدمعاش لوگ بھی ایسے معجزے دکھلا سکتے ہیں۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۲۴۔ آیت ۲۳ سے ۲۸ تک۔

(یادری) صفحہ ۲۰۲ میں لکھتا ہے کہ سانکھ شاستر دنیاوی شاستر میں گیتا کا ذکر ہے جس میں کل جگت کی باتیں لکھی ہیں۔

جواب آریہ۔ دعوے بلادلیل ہیچ ہے اپنے نیائے شاستر و سانکھ شاستر کا سوتر کیوں نہ لکھا پس آپ کا فرضی دعوے آپ کی ناواقفی کا اعلےٰ ثبوت ہے۔

(یادری) صفحہ ۲۰۳۔ اندر نے کاماتر ہو کے اپنے گورو گوتم کی استری اہلیا سے بھوگ کیا۔

جواب آریہ۔ اندر اہلیا کا قصہ بطور ناٹک کے ہمارے ست شاستر شتپتھ وغیرہ میں درج ہے۔ اور اس طرح ہے کہ اندر سورج کا اہلیا رات کا اور گوتم چاند کا نام ہے۔ رات گویا چاند کی عورت ہے اور سورج اُسکا یار ہے سورج کے نکلنے سے رات کا سب رنگ اُڑ جاتا ہے۔ جیسے دوست کے بھوگ کرنے سے عورت کی سج دھج میں فرق آجاتا ہے اور وہ دوست کے پاس نہیں رہ سکتی ویسے ہی سورج کے نکلنے سے رات کی حالت ہوتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ ہم پر ہیچ پوچ بیجا اعتراض کرتا ہے اور اپنے بائبل کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ خدا کے عزیز نبی اسرائیل کا پیارا بیٹا روبن اپنے باپ کے حرم [illegible] یعنے ماں کے ساتھ ہمبستر ہوا۔ پیدائش ۳۵/۲۲ عمرام نبی نے باپ کی ہمشیرہ سے [illegible] خروج ۶/۲۰ امنون نبی تمر نام ہمشیرہ خود کے عشق میں [illegible] جب داؤد اسکے [illegible] دیکھنے کو گیا تب امنون نے اپنے باپ یعنے داؤد سے کہا کہ میری بہن تمر کو میرے پاس آنے دیجئے وہ میرے واسطے پھلکے پکاوے گی۔ اور میں کھاؤنگا۔ حاصل کلام جب اکیلی تمر اس مکان میں آئی تو امنون صاحب نے اُس سے زنا بالجبر کیا۔ صموئیل ۲ باب ۱۳ / ۱ تا ۱۴ واہ صاحب شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید۔

یادری صفحہ ۲۰۳۔ پھر جو کہتے ہیں کہ وید انادہے سو اسکا بھی ثبوت کہیں نہیں پہلے تو یہی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاں سے اور کس سے ہے۔

جواب آریہ۔ درحقیقت سچ ہے کہ ایک شخص سنسکرت کی محض سُنی سنائی باتوں پر کارروائی کرنے والا۔ وید مقدس کی ماہیئت کیا جان سکتا ہے غور سے سُنئے خدا کی طرف سے وہی کتاب ہو سکتی ہے جسمیں یہ چند ثبوت پائے جاویں۔

اول۔ یہ کہ وہ کسی خاص ملک کی زبان نہ ہو تاکہ سب کو اس کے پڑھنے میں یکساں محنت ہو۔

دوم۔ اس میں کسی خاص قوم کی طرفداری نہ ہو۔

سوم۔ دنیا پیدا ہونے کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی ہو۔

چہارم۔ ایک حکم اسکا دوسرے حکم کو رد نہ کرے۔

پنجم۔ قانون قدرت جو اسی کا بنایا ہوا اسکے برخلاف نہ ہو۔

ششم۔ علم منطق و ہیئت بھی اس کو جھوٹا نہ ثابت کریں۔

ہفتم۔ کسی خاص انسان پر ایمان لانیکی ترغیب دے بلکہ ایک خدا کی ہی اسمیں پرستش ہو۔

ہشتم۔ عقل انسانی کی ترقی دینے والی ہو۔

نہم۔ اسمیں قصہ جات نہ ہوں۔

دہم۔ تمام علوم کا منبع ہو۔ وغیرہ وغیرہ پڑتال کرنے سے معلوم ہو جاوے گا کہ ان صفات سے موصوف کوئی کتاب سوائے ویدوں کے کتب جار عالم میں نہیں ہے۔ جب قبول کیا کہ وید ایشور کا علم ہے۔ چونکہ خدا ازلی ہے اور اُسکا علم بھی انادی یعنے ازلی ہونا چاہئے۔ پس ویدوں کا انادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ رہا یہ کہ وید کس طرح نازل ہوئے۔ دنیا کی ابتدا میں ایشور نے۔ اگنی۔ وایو۔ آدت۔ انگرا ان چار رشیوں کے دل میں اُپدیش کیا کیونکہ ان چاروں کے عمل سابقہ عالم کے ایسی ہی تھے کہ ان پر ہی وید نازل کئے جاتے ہیں۔ ان چاروں سے برہما نے پڑھے جس کا اعتراض کنندہ آگے قائل ہے۔ مفصل حال ویدوں کے ظاہر ہونے کا سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کی مصنفہ کتاب رگ ویدادی بھاشیہ بھومکا میں مندرج ہے وہاں سے دیکھنا چاہئے۔ بائبل میں ان سے ایک بات کا بھی نشان نہیں۔ پس وہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتی۔

یادری صفحہ ۲۰۳۔ رگوید کے آٹھویں اشٹک میں ایک رچا ہے۔ جسے ایک راجہ نے اپنے دان پن کی تعریف میں لکھا۔

جواب آریہ۔ اے صاحب وہ رچا آپ نے کہاں پوشیدہ کرلی ہے اور کس لئے تحریر نہیں کی۔ تاکہ ماہیئت آپکے اعتراض کی ظاہر ہو جاتی کہ جادہ راستی سے کسقدر گرا ہوا ہے۔

یادری صفحہ ۲۰۲ تا ۲۰۵۔ وید میں اندر کی لڑائی اگنی اور سوم وغیرہ کا بیان ہے اور ایک منتر ہے جسے لسشٹ رشی نے اناج چراتے وقت ایک

کتے کو بھونکنے سے باز رکھنے کے لئے پڑھا - اور پھر بل دان کھیر - بکری - گھوڑے - بیل - گدھے کا لکھا ہے اور بارہ اوتار کا بھی ذکر ہے جیسے کہتے ہیں - کہ ست جگ میں ہوا -

جواب آریہ - افسوس کہ کوئی آیت وید مقدس کی درج نہیں کی اور جس کو آیات وید سمجھ کر نقل کیا ہے وہ رگ - یجر - سام - اتھرو ان چاروں ویدوں میں تو بالکل نہیں ہیں - معترض کو کسی خود غرض عیسائی مترجم نے دھوکا دیا ہے جو پنڈتوں سے محض امی تھا - اور رام تاپنی اور گوپال تاپنی وغیرہ کتابوں کی عبارت لکھ کر اس کو سام وید کی رچا کہا ہے اور کرشن جیو کی پیدائش ظاہر کی ہے وہ بھی دروغ بے فروغ ہے کیونکہ وید مقدس میں اس کا بالکل سراغ نہیں ہے اور کوئی قصہ کہانی یا انسانی واقعات پاک ویدوں میں نہیں ہے - کسی خاص گروہ یا قوم یا انسان سے بھی اسی واسطے وید مخاطب نہیں ہے اور انسانی شفاعتوں کی اسی واسطے ضرورت بیان نہیں کرتا ہے +

پادری صاحب نے صفحہ ۲۱۰ سے لیکر ۲۲۳ تک جو آجکل کے برہمنوں کی خود غرضیاں ظاہر کی ہیں - وہ درحقیقت اسی قابل ہیں - کیونکہ یہ سب باتیں اپنی بڑائی کی پوتھیوں میں انہوں نے ڈال دی ہیں - تاکہ ہماری عزت رہے - مگر اصل میں وید مقدس و شاستر متبرک کے برخلاف ہیں - چنانچہ اس سے بڑا کام زیادہ ممبران آریہ سماج اُن کی تردید کرتے رہتے ہیں - اور صفحہ ۲۳۰ سے ۲۴۲ تک جو تیرتھ تپشا - بت پرستی کی بابت لکھا ہے وہ بھی بے شک تھوڑے عرصہ سے یعنی ۵۰۰ برس سے ان مہاراجوں نے خود کاشتی طبعزاد شلوک بنا کر بطور جعلی انجیلوں کے جاری کر دیئے تھے جن کو بعد پڑتال کامل کے سوامی دیانند جیو مہاراج نے منسوخ کر دیا صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۶ تک بار بار جسم پر قدرے لکھا ہے - مگر کوئی دلیل کامل نہیں ہوتی - کیونکہ جب یہ اصول معقولیت اور فلسفی دعوے سے بھرا ہوا ہے - مگر یہ ظاہر ہے کہ معترض عدل الٰہی سے بھی منکر ہے اس امر کا مفصل مباحثہ جو مابین سوامی دیانند سرستی جیو مہاراج و پادری سکاٹ صاحب بمقام بریلی ہوا تھا - دیکھنے کے لائق ہے (اور وہ ست است ببیک کے نام سے چھپا ہوا علیحدہ فروخت ہوتا ہے) +

پادری - صفحہ ۲۴۹ - رامانج جس کا ذکر پوران میں لکھا ہے ۱۲۰۰ء میں رچا تھا -

جواب آریہ - آپ نے یہ ایک غلطی پورانوں کی نکالی ممبران آریہ سماج ہزاروں لگاتار غلطیاں پورانوں کی خود نکالتے ہیں بس تمام پوران کسطرح قابل برہان نہیں ہیں -

پادری - اگر وید میں یہ رچا درج ہے -

समने योग आभुवत स राये स परध्याम गमन वाजेभि रासन: ॥

ترجمہ - یعنے اے اندر ہمیں بڑے لوگوں میں ملا اور ہمیں دستری اور گیان و بھوجن دینے کے واسطے مستعد ہو پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر بائبل کی یہ آیت لکھی ہے - اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے ویسی زمین پر بھی ہو - ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں -

جواب آریہ - دیکھیئے اس جگہ کیسی چالاکی ہے کہ یجر وید کے منتر کو رگوید کا بتایا اور پہلا حصہ چھوڑ دیا - دوسرا لکھا پھر جو لکھا اُس کا بھی ترجمہ بالکل ہی غلط کیا - ذرا اعتراض کی حقیقت دیکھیئے ہمارا منتر دعا کا نہیں فقط خدا کی صفت ظاہر کرتا ہے وہاں ہی لکھا اور بائبل میں سے جس کو اول درجہ کی دعا اپنے دلمیں سمجھے بیٹھے ہیں آیت ایک سطر لکھیں اور مقابلہ کیا اصلی ترجمہ منتر کا یہ ہے + "یہ ایشور یوگیوں کا اوپاسک ہوا ہوا اور اُن کے دل کو روشن کرتا ہوا - دین اور ایشور سے پری پورن کرتا ہے - اور وہ یوگی کل شلپ ودیاؤں کر کے یکت ہوتے ہیں مطلب یہ کہ اے خدا جو تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے میں دل کو لگاتے ہیں تو اُن کے دل و دماغ کو روشن کرتا ہے - دولت اور عزت دیتا ہے - اور وہ لوگ مختلف علوم سے ماہر ہوتے ہیں" - اب بائبل کی دعا کیطرف دیکھیئے جس پر پادری صاحب کو بڑا فخر ہے یعنے "اے باپ جو آسمان پر ہے" مقام غور ہے کیا اس فقرہ سے خدا کو محدود نہیں کیا - کیا خدا آسمان پر ہی رہتا ہے - کیا حاضر اور ناظر نہیں - کیا محیط کل نہیں (تیرے نام کی تقدیس ہو) توبہ توبہ کیا اس کا نام غیر مقدس ہو سکتا ہے (تیری بادشاہت آوے) کیا زمین پر آگے شیطان کی بادشاہت ہے جو اب خدا کی آوے - افسوس بائبل کے بنانے والے کو یہ عام بات بھی معلوم نہ تھی - کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - "تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے ویسی زمین پر ہو" اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آسمان ایک ملک ہے اور وہاں خدا بھی رہتا ہے اور وہاں رہنے والوں کی خواہش پورے طور سے پوری ہوتی ہیں - آفرین ہے اعلم ہیئت کے جاننے والو زمین پر خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوتا اور ہو کیونکر خدا کی صورت پر جو انسان بنایا گیا - زمین شاید کسی اور کم زور خدا کی بنائی ہوئی ہے - یا شیطان خدا کی مرضی کو زمین پر آنے نہیں دیتا ہوگا کہ آنے دیتا تو اس کا اکلوتا بیٹا ایسی بیکسی سے پھانسی نہ دیا جاتا (ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے) کیا خدا نے ہاتھ - پیر - دل - دماغ وغیرہ اعضائے بدنی ہم کو روٹی کمانے کے واسطے نہیں دیئے نکما کرنے کو دیئے ہیں اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ اے خدا ہمارے اعضائے بدنی چھین لے اور روز کی روٹی ہم کو بغیر محنت کے دے دیا کر - کیا روشنی دل و دماغ سے روٹیوں کا مانگنا مقابلہ کر سکتا ہے ہرگز نہیں - ہمارے گناہوں کو معاف کر جیسے ہم اپنے تقصیرواروں کو معاف کرتے ہیں - کیا خدا عادل نہیں - جو گناہ معاف کر دیگا کیا جو تقصیروار کو معاف کرے وہ اسبات کا مستحق ٹھہر سکتا ہے کہ خدا اُس کے گناہ معاف کرے کیا اس فقرہ سے گناہ کرنے کی ترغیب نہیں ملتی - افسوس بائبل کی دعا ہے جس کو بڑے ناز سے پادری صاحب نے تحریر کیا ہے - ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

ناظرین خود انصاف فرماویں کہ کس کی تعلیم دل و دماغ کو روشن کرنے والی ہے اور کس کی بیکار - کون دولت عزت دینے والی اور کون چاہ جہالت و ذلت میں گرانیوالی ہے - کون خدا کے جملہ اوصاف کو صاف اور پورے طور سے بیان کرتی ہے اور کس کی ادھوری بلکہ خدا کو خدائی اوصاف سے معزول و معطل کرتی ہے افسوس صد ہزار افسوس +

پادری صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۸ - ہندوؤں کے دیوتا اور رشیوں کے چال چلن اچھے نہیں ٹھیرتے - اندر - رام - کرشن - سورج - چندرمان - برہسپتی - پون - مدن - یم - بیاس - وغیرہ وغیرہ نے چوری کی اور زنا بھی کیا -

جواب آریہ - اے صاحب ہمارے مہاتماؤں پر الزام قائم نہیں ہو سکتا- کیونکہ آپ نے کسی معتبر کتاب کی شہادت نہیں دی- اور بھاگوت وغیرہ پُرانوں کو آپ ہی صفحہ ۲۲۹ میں تواریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ ۱۸ء کے بنے ہوئے ہیں پھر ان کو معتبر سمجھکر اعتراض کرنا لا حاصل ہے- لو ہم بائیبل سے جس کو آپ خدا کی کلام مانتے ہو خدا کے عزیز نبیوں کا چال چلن دکھلاتے ہیں-

اوّل - آدم اس نے خدا کی نافرمانی کی لعنتی ہو کر باغ عدن سے نکالا گیا اور اسی کے سبب سے زمین لعنتی ہوئی- پیدائش باب ۳-

دوم - آدم کے بیٹے قائن نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا اور خدا کے ساتھ جھوٹ بولا پیدائش باب ۴-

سوم - نوح نے اپنے رشتہ داروں کو کشتی پر چڑھنے نہ دیا اور سب کو مروا دیا- اور انگوری شراب پی کر اپنی برہنگی ظاہر کی پیدائش باب ۹-

چہارم - ابرام نے اپنی بہن سے شادی کی اور برابر جورو کو بہن کہتا رہا- اور دروغ گو تھا وغیرہ ایضاً باب ۲۰- اسکی خدا سے خوب تمسخر آمیز باتیں ہوئیں ایضاً ۱۸/۲۳ سے ۳۲-

پنجم - لوط نبی نے شراب پی کر اپنی دونوں دختروں سے زناہ کیا اور اپنی دختریں زنا کے واسطے دیتا تھا- ایضاً باب ۱۹-

ششم - اضحاق اس نے بھی اپنی جورو کو بہن کہا پیدائش باب ۳۱- اس پر حرص بہت غالب تھی اپنے بڑے بیٹے کا حق چھوٹے کو دے دیا-

ہفتم - یعقوب نے اپنے باپ کو دھوکھا وفریب دیکر پیغمبری حاصل کی اور اپنی لونڈیوں سے زنا کیا- خدا سے کشتی لڑتا رہا عورت کے عشق میں چار برس تک تباہی کرتا رہا- اسکی دختر دینہ نام نے سکم سے زنا کیا ایضاً باب ۳۴-

ہشتم - روبن نے اپنے باپ کے حرم یعنے والدہ سے زنا کیا ایضاً باب ۳۵-

نہم - یہودا نے اپنی بہو یعنے پسر کی جورو سے زنا کیا- جس کا نام تمر تھا- پیدائش باب ۳۸/۲۴ -

دہم - یوسف نے اپنے بھائیوں کو فریب دیا- ایضاً باب ۳۴ -

یازدہم و دوازدہم - موسےٰ وہارون موسےٰ نے اول ایک مصری بے گناہ کو مار ڈالا- اسکو بائیبل میں تمام دنیا سے حلیم کہتے ہیں اور یہ بڑی بڑی خونریزیاں کرتا رہا اس کے حکم سے ننھے ننھے بچے اور شیر خوار عورتیں بھیڑ- بکری اونٹ گدھے قتل ہوئے اور اپنی فوج کو زنا کے واسطے رغبت دی- خروج وگنتی- ہارون نے ایک سونے کا بچھڑا معبود بنایا اور پھر انکاری ہوگیا- خروج گنتی-

سیزدہم - داؤد نبی نے اوریا کی جورو پر عاشق ہوکر اوریا کو قتل کروایا اور اس سے زنا کیا- اس کو خدا نے کہا کہ اوریا کے جرم میں تیری جورو تیرے ہمسایہ کو دونگا اور وہ تیرے سامنے اس سے ہمبستر ہوگا- سموئیل باب ۱۱-

چہاردہم - افتوں نے اپنی ہمشیرہ سے زنا کیا بالجبر-

پانزدہم - سلیمان اس نے خدا کی نافرمانی کی بت پرستی بھی کرتا رہا اور یہ بہت شہوتی تھا-

شانزدہم - حضرت عیسےٰ اسکی ماں کی یوسف کے ساتھ منگنی ہوئی- اور اکٹھے ہونے سے پیشتر حاملہ پائی گئی یوسف نے نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے- اور اس نے قتل عام کے فتوے دیئے اور کہا میں تلوار چلانے آیا ہوں ایک آدمی کا گدھا بلا دینے قیمت کے چرا لایا آخیر میں نہایت سوگواری سے پھانسی پائی اور اسکے شاگرد بھی دروغ گو اور بدچلن اور شرارتی تھے چنانچہ یک صاحب نے تیس روپیہ کے لالچ سے حضرت کو پکڑوا دیا- مشتے ہوئے ادھر وارے - پطرس کیا گیا پادری صاحب چلو پھر پانی میں غوطہ لگا کر متی کی انجیل ۲۶/۱۴ سے ۲۳ تک جو ایک عورت کی بابت درج ہے صداقت کی نگاہ سے دوبارہ مطالعہ میں لاویں تب آپ کو بہت کچھ دال میں کالا نظر آوے گا- کیونکہ اسکی یادگاری ہمیشہ مسیح کے ساتھ رہے گی-

پادری صفحہ ۲۷۸ میں کہتا ہے کہ "وید میں مورتی پوجا نہیں ہے" اور پھر **معترض صفحہ ۲۸۲** - میں لکھتا ہے کہ وید میں پرمیشور کی تعریف اس طرح پر کی گئی ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے چلتا پکڑتا - اور بن آنکھ کے دیکھتا- اور بغیر کان کے سنتا- وہ سب کچھ جانتا پر اسے کوئی نہیں جانتا- مہا پرش اسی کو کہتے ہیں- باوجود اس عمدہ بیان کے پھر بھی معترض کہتا ہے کہ خدا شناسی جو مذہب کی بیخ و بنیاد ہے- اسکی بابت ہندؤں میں تذبذب اور گڑبڑ ہے ٭

نتیجہ اعتراضات تحقیق دین حق

پادری صاحب کے اعتراض عموماً پُرانوں پر ہیں- وید مقدس پر بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ بھی خود غرضوں کا دھوکا دیا ہوا ہے کیونکہ جو شلوک وغیرہ لکھے ہیں وہ وید مقدس میں بالکل نہیں پائے جاتے- برہما- وشن- مہیش- رام کرشن وغیرہ جو بزرگ انسان تھے ان کو ہمارا پرمیشور جان کر ان پر نکتہ چینی کی ہے جو بالکل بیفائدہ اور عبث ہے کیونکہ کوئی آریہ ان کو پرمیشور نہیں جانتا اور نہ وید مقدس اور شاستر متبرک انکی شہادت دیتے ہیں اور پُران قابل پرمان نہیں ہیں- پس نتیجہ یہی ہے کہ پادری صاحب کے کل اعتراض بے سود ہیں- اور ان سے حاصل ہونا مقصود کا مفقود ٭

خاتمہ

اے ناظرین کتاب دیکھئے کہ کلام الٰہی کون ہے- آیا انجیل یا وید اور کس کی تعلیم میں عمدگی زیادہ ہے کون خدا عادل کا انصاف وبزرگی وسرب شکتی ماننا کو قائم کرتا ہے اور کون اسے دھبا لگاتا ہے- عقل انسانی کو کس کی تعلیم لطف دینے والی ہے اور کون چاہ جہالت میں گرانے والی- ودیا اور ست کی کان کون ہے جہل کذب کے طوفان کس میں ہیں-

بیت

خوش بود گر محک تجربہ آید میاں ٭ تاسیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

اس بات کے ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسان کو بغیر ودیا کے نافہمی کی دلدل سے نکلنا محال ہے اور انسان کی ابتدائی حالت پر غور کرنے سے پایا جاتا ہے کہ بغیر الہام یا کلام الٰہی کے وہ کسی طرح ترقی کی سیڑھی تک نہیں پہنچ سکتا اور تو درکنار روزمرّہ کی بول چال میں بھی بغیر تعلیم کے عاجز ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آدمی خصوصاً مدد کا محتاج ہے- ہمارے اعضائے ابتدائے سے کام کرنے کے لئے بنائے ہوئے ہیں- لیکن اگر ساماں موجود

توان کا پیدا کرنا بیکار محض تھا۔ آدمی چونکہ ابتدا میں نادانی کی حالت میں تھا اور ہوتا ہے۔ پس اسکی نادانی رفع کرنے کو اور اپنا گیان جتانے کو ایک عالم سے آگاہ کرنے کو الہام کا ابتدائے سرشٹی سے ہونا واجب ہے۔ پرماتما میں نیاکاری انتریامی سرب سکتیمان الویم نراکار سرب ادہار جیسے حافظ عالم و عالمیان وغیرہ اوصاف کا بھی ہمیشہ سے ہونا ضروری ہے ورنہ بعد کو درجہ معطلی پر پہنچ جاتی ہیں۔ پس ثابت ہے کہ کلام الٰہی یا الہام کا غلطیوں سے پاک اور ابتدائے عالم سے ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ دنیا کی کل موجودہ کتابوں سے پرانی کون ہیں آیا انجیل شریف یا توریت شریف یا زبور شریف یا وید مقدس اس بات سے کہ انجیل متی اور لوقا سے اور زبور داؤد سے توریت موسے سے پہلے نہیں تھی۔ کسی شخص کو انکار نہیں ہے پس ذرا غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کتابیں قدیم سے نہیں ہیں صدہا دلائل سے ثابت ہے کہ دنیا کے کتب خانہ میں رگ وید۔ یجروید۔ سام وید۔ اتھروید سے پہلے کی کوئی کتاب نہیں ہے اور اکثر یورپین محققوں و غیر متعصبوں نے گواہی بھی دی ہے اب مختصراً وید مقدس کی تعلیم کا اظہار کرتا ہوں :-

اوّل ۔ رگوید اس میں پرماتما اور جیو اور سرشٹی ودیا اور گن کرم اور کل اشیائے عالم کا حال درج ہے ۔

دوئم ۔ یجروید اس میں انسانی فرائض کا ذکر کرکے مختلف ودیاؤں کی ترقی کا طریقہ بتلایا ہے اور جیواتما کے گیان دھیان کی بھی ہدایت ہے جس سے انتشکرن شدھ ہوتا ہے ۔

سوئم ۔ سام ویدک میں علوم روحانی اور یوگ وغیرہ ۔

چہارم ۔ اتھروید اسمیں سب ست ودیا اور گیان و عبادت پرماتما کی جو تینوں ویدوں میں ہے تشریح اور تفصیل ہے ۔ یہ ہر چہار وید مقدس سرشٹی کے آدمیں بذریعہ الہام سری اگنی ۔ وایو ۔ آدت ۔ اور انگرا جیسے مہاتماؤں کو پرماتما نے دی تھے تاکہ وہ اُن کے مطالعہ اور اُپدیش سے واقف ہوکر کامل ہو دیں۔ ہر چہار وید مقدس میں کوئی داستان کوئی کہانی کوئی قصہ کوئی واقعات کسی قوم کسی گروہ کی نہیں ہے۔ اب بائیبل شریف کو دیکھئے۔

اوّل :- آدم کے گناہ کرنے سے اسکی اولاد کے گنہگار ہونے کا قصہ ابراہیم اور سرہ و ہاجرہ کا قصہ نوح کے طوفان اور اُسکی شراب نوشی کا قصہ یعقوب اور خدا کا کشتی یوسف اور اُس کے بھائیوں کا قصہ۔ موسے اور اُسکے جلادین و قتل عام کے فتوے لوط اور اس کے بیٹیوں کا قصہ داؤد اور اوریا کی جورو کا مارا جانا۔ سلیمان کا قصہ۔ متی کا قصہ۔ لوقا کا قصہ۔ مرقس کا قصہ۔ یوحنا کا قصہ۔ ذکریا اور اسکے گھر بی بی مریم کے جانے کا قصہ۔ کنواری مریم سے عیسے مسیح کے پیدا ہونے کا قصہ۔ عیسے مسیح کے بھاگ جانے کا قصہ اور اُس کے بھوت نرب نکالنے کا قصہ۔ اور اُس کے صلیب پر چڑھانے کا قصہ وغیرہ وغیرہ مختصراً عرض کیا گیا ہے۔ اس مقابلہ کے بعد ہر ایک منصف مزاج شخص رائے دے سکتا ہے کہ کون کتاب الہامی ہے اور کون منصفہ جامی و نظامی کہاں کہئے تعلیم و ایشور کرت نستک اور کہاں لوط اور داؤد کی داستانیں۔

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

انجیل خدا کے عدل اور انصاف کو بٹہ لگاتی ہے ہمارے مہربان بھائی مصنف مذہب و اصلاح فرماتے ہیں۔ کہ عدل کے معنے ترازو کے ہیں عادل پرماتما گنہگاروں کو اُسی قدر سزا دیگا جسقدر واجب ہے اور نیکوکاروں کو اُس قدر سزا دیگا جس کے وہ مستحق ہیں۔ کم و زیادہ ہرگز نہ ہوگا مگر انجیل اس انصاف کے برخلاف ہے وہ کہتی ہے کہ جو کوئی عیسے کو خدا کا بیٹا یا خدا مانے گا صرف اُس کی ہی نجات ہوگی باقی سب جہنم میں ڈالے جاوینگے +

سراسر غلط ہے کہاں عدل خدائی کہاں یہ لایعنی کارروائی۔ جو کچھ میرے بھائی نے فرمایا ہے میں اُس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں جانتا مگر صرف ایک بات۔ چونکہ باپ نے کل اختیار بیٹے کو سونپ دیا ہے۔ شاید درست ہووے۔ وید مقدس میں حکم ہے +

परीत्यभूतानि परात्यलोका न परी ससर्वां प्रदिशोदिश
त्व: ॥

محبت جو اخلاق کا جزو اعظم ہے۔ اُس کی تاکید فرما کر پرماتما حکم دیتے ہیں۔ کہ بلا تمیز ذات ظاہری کے اے بنی نوع انسان اپنے رشتہ داروں و لواحقوں شہر والوں سے مختلف ملکوں میں جا کر محبت و پریتی کرو پھر وید میں حکم ہے +

मातृदेवोभव पितृदेवो भव आचार्य्य देवो भव ऽति
थि देवोभव ॥

اے انسان تو مائی باپ بزرگوں آبھیاگتوں عالموں کو دیوتا جان اور حتی الوسع ان کا ادب کر۔ پھر وید مقدس میں لکھا ہے

اے سرب جگت کے پرکاشک انتریامی سرب دیاپک تیرے گیان سے کچھ باہر نہیں ہے تیرے پیدا کردہ انترکھش تمام آفتاب وغیرہ گرہ گردش کرتے ہیں۔ تو سرب ایشور۔ ست چت انند سرودیاپک پرکاش ہے تیرے ہی سے ست کو پرکاش ملتا ہے تو اوتم ہے۔ تیرا گیان اور ودیا کبھی نہیں بدلے۔ تیرا ایشوریہ اور جلال سب سے بڑا اور توانا ہے اور سب کا آدھار ہے۔ سرب گیاتا ہے۔ تو آتما کا بھی آتما اور سب پیاروں سے پیارا ہے۔ ہم سری بھی بھگتی کریں اور رگوید سکت ۹۲ منتر (۱۰) پرماتما کی ایکتا اور سرب شکتی مانتا ویدوں میں اس خوبی سے موجود ہے کہ جس سے بڑھ کر بیان ہی محال ہے۔ اور سب کتابیں اس معاملہ میں ویدوں کی خوشہ چیں ہیں گایتری کا مقدس منتر ویدوں میں پرماتما کی توحید کا ایک اعلے ثبوت ہے اس ایک ہی منتر میں نو نام رحم کے نہایت واضح طور پر توحید کی طرف بلانے دینے والے موجود ہیں۔ انسانی کتابوں میں اس خوبی کا ہونا ایک ناپیدا امر ہے صفحہ دہر میں جس قدر کتابیں ہیں وید سب سے پرانی کتاب ہے اور انجیل وغیرہ سب اس کے بعد کے ہیں پس ان کا ویدک خوشہ چین ہونا کچھ تعجب انگیز نہیں ہے۔ بلکہ ہر طرح واجب التسلیم ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ویدوں نے ان باتوں میں کوئی ان سے لی ہو پس وید ہی الہامی کتاب ہے اور وید ہی صداقت کا چشمہ ہے۔ وید ہی سچا گیان ہے اور وید ہی دھیان کا ذریعہ ہے اس سے زیادہ کیا لکھوں کیونکہ وید کے معنے ہی گیان کے ہیں اور بائیبل کے معنے کتاب کے ہیں۔ سب صاحبوں کو جو راستی اور صداقت کے بلا تعصب طالب ہیں انکو واجب ہے کہ غلام مسیح۔ عبد المسیح عیسے بخش مسیح داس ہونے سے چھوٹ کر ارجن۔ دریودھن۔ بیاس جنک۔ سکھدیو بننے کو تیار ہوں۔

کیونکہ -

بیت

عیش دو دنیا دُدوں دمے چند است + آخرش کار با خداوند است

پادریوں کی سفید رنگت پر مت بھولئے

بیت

سنگیں دل است ہر کہ بظاہر ملایم است + پنہاں دروں پنبہ نگینہ دانہ را

آریہ سماج کے مقدس اصول بھی آنند کے دلانے والے راستے کیطرف لیجانے والے عقل و علم کے بڑھانیوالے ہیں۔ تعصب کو بالائے طاق رکھکر غور سے بچارنا چاہیئے۔ پرماتما سب کو اندھکار سے بچا کر سناتن دھرم کی روشنی میں لائے۔

غزل اوّل

ذرا دیکھو بچار و دلمیں میری بات کو پیارے
کہ اک جگدیش ہے سبکا اُسی کے بندے ہیں سارے
خدا مالک ہے سبکا عادل و عالم بھی وہ خود ہے
وہ انتریامی جانتا ہے سبھ کے پاپ پن پیارے
سفارش واں نہیں چلتی نیائے کا کارخانہ ہے
سفارش اور رشوت کے سبھی حیلے ناکارے
جو مردے زندہ کرتا تھا میرا خود دکھ اٹھا کر کیوں
خدا پھانسی ملا غیرت کی جا ہے شرم کے مارے
حیات دائمی جا ہے کہ مردہ سے وہ مردہ ہے
شفا مشکل سے پاتے ہیں جہاں میں ایسے دھتکارے
طبیب حاذق و کامل نہیں کوئی وید ویدوں سا
جو مرض جہل کو کاٹے ہٹا دے روح کے دکھ سارے
نہ ہو تقصیر خالد کے ملے گر زید کو پھانسی
صریحاً ظلم ہے دھوکا بھی ہے حیلہ اور چارے
جو غیر از نیک کرمونکے ہے نجات کا طالب
بھٹکتا رہیگا ناداں نہیں پاویگا سکھ بارے
صداقت معقولیت اور قدامت اور وحدت بھی
مقدس وید رکھتے ہیں گواہ الہام کے چارے
نہیں ہے بائبل میں ایک بھی ان چار سے کامل
نکالیں پھر کہاں سے خادمانِ دین بیچارے
بس لے بھائیو مقدم ایزدی الہام ربانی
مقدس وید ہے اسکو پڑھو تب ہونگے نستارے

غزل دیگر

نقارہ دھرم کا بجتا ہے آئے جسکا جی چاہے
صداقت وید اقدس آزمائے جسکا جی چاہے
منادی جگت میں کردو کہ اک جگدیش ہے سبکا
بغیر اسکے بتوں کو سر جھکائے جسکا جی چاہے
نہیں ہے سالا سسر اپنا پوتا جگت کرتا کا
کلنک اس قسم کے جھوٹے لگائے جسکا جی چاہے
سفارش اولیا و انبیا کی وہ نہیں سنتا
عبث الزام رشوت کے لگائے جسکا جی چاہے
نہیں بیت المقدس میں نہ کعبہ ہے مکان اُسکا
محیط کل کو محدود ہی ٹھہرائے جسکا جی چاہے
نہیں وہ کاٹھ پتھر آہن و سیم و زر و گوہر
ہزاروں بتکدہ میں بت بنائے جسکا جی چاہے
جو ایلی ایلی کرتا تھا۔ حق سے کی مددگاری
تو پھر خاطر یہ اُسکے جان گنوائے جسکا جی چاہے
کوئی بن وید کے پستک نہیں ہے ماننے لائق
پرانے سب ہے اور سچے دکھائے جسکا جی چاہے
دل و جان سے کرو سدھیا پڑھو وید مقدس کو
نکس سے لوہے کے دہن کو بچائے جسکا جی چاہے
نہیں ہے ستر ادھ مردوں کا لکھا وید مقدس میں
یہ ہنڈی جہل کی جھوٹی چلائے جسکا جی چاہے

صدق دل سے کرو بھگتی پربھو کی وید کے دوارے
وگرنہ شرمساری کو اوٹھائے جسکا جی چاہے

نجات کی اصلی تعریف

شرائط مباحثہ

(۱) فریقین تہذیب اور اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کریگے۔
(۲) مباحثہ تحریری ہوگا۔ سوال وجواب کے لئے فریقین سات سات منٹ بولینگے۔
(۳) منتظم جلسہ ہذا سردار ٹھاکر سنگھ صاحب ہونگے۔
(۴) مباحثہ ۱۲ بجے دوپہر سے دو بجے تا شام تک ہوگا۔

مباحثہ

سید غلام قادر شاہ - لفظ نجات کے معنے اور تعریف بیان ہو - اور اُس کی ضرورت بھی -

پنڈت لیکھرام - نجات چونکہ عربی زبان کا لفظ ہے اسواسطے اس کے وہ معنے ہمارے خیال میں آریہ دھرم کے انکول ٹھیک نہیں - آریہ دھرم میں اس کے لئے موکھش لفظ ہے جسکے معنے دُکھ سے چھوٹنا اور سکھ کی پراپتی ہے چونکہ ہر انسان دنیا میں آکر کچھ کرم کرتا ہے - اور وہ کرم یا بد یا نیک ہوتے ہیں اور نیک کرم بھی بعضے دنیاوی اور بعضے پرماتھک جو دینوی ہوتے ہیں - اُنکا پھل سانسارک اور جو پرمارتھک ہیں - اُنکا پھل روحانی ہونا چاہیئے - اسواسطے ہر انسان کے دلمیں یہ قدرتی خواہش ہے کہ میں دُکھ سے چھوٹ کر سُکھ کو پراپت ہوں اسواسطے سچے گیان ویدوں کے ذریعہ سے نجات کا راستہ بتلایا گیا ہے - جسطرح ہماری بھوک کے رفع کرنے کے لئے اَن اور آنکھوں کے نور کے لئے آفتاب ضروری ہے - اس طرح آتمک سکھ کی ترقی کے لئے موکھش آنند پیدا کیا ہے - اور وہ سانسارک اندریوں کا آنند نہیں - وہ ستری پُتر وغیرہ کے آنند سے اور ہے - کیونکہ وہ صرف روحانی آنند ہے - اور یہی اِسکی ضرورت ہے - -

سید غلام قادر شاہ - پنڈت صاحب کے جواب میں یہ معلوم ہوا ہے کہ فعل نیک وبد ہر انسان کے اختیار میں ہے - تو کیا نجات بھی ہر ایک انسان کے اختیار میں ہے یا نہیں -

پنڈت لیکھرام - بے شک فعل بد یا نیک انسان کرتا ہے اور وہ اس کے اختیار میں ہے اور یہی سبب ہے - کہ وہ انکا جوابدہ ہے - زید کرے زید اور مارا جائے عمر - یہ تمام قانون عدالت کے خلاف ہے - یا روٹی کھائے بکر اور بھوکھ خالد کی دور ہو - یہ بھی ناممکن ہے - اور اسی لئے ہر ایک انسان کو اپنے ہی کرمونکا جوابدہ ہونا پڑتا ہے - چونکہ نجات یا دُکھ ہمارے ہی کرمونکا نتیجہ ہے اور ہمیں ہی ملنا ہے - اور چونکہ خدا عادل ہے - اور عادل کے معنے

یہی ہیں کہ کرموں کے مطابق پھل دلواتے ہیں۔ اس لئے نجات کا حصول کرنا ایشور کی آگیا کو مانتے ہوئے یعنے ایشور کے بنائے ہوئے حکموں کے جو تمام دنیا میں عالمگیر ہیں۔ اور جن پر شروع دنیا سے آج تک اور آج سے جہاں تک ہر ایک غیر متعصب کی روح (ضمیر) ساکھشی ہے۔ اس لئے نجات وہ پھل ہے جو انسان کے شبھ کرموں کے بعد گیان کی پراپتی ہو کر ایشور اُسے عنایت کرتا ہے۔ وہ بغیر کرموں کے نہیں ہے اور اسکا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کوئی ایسی نظیر نہیں کہ کسی انسان کو کوئی ثمر بلا القدر کرموں کے ملا ہو۔ ہر انسان وہی کاٹتا ہے۔ جو بوتا ہے۔ جو نہیں بوتا وہ ہرگز نہیں کاٹیگا۔ ع ہر آنکہ تخم بدی کاشت .. الخ شاستر کا واک ہے۔ ع کُروَنّیویہ کرمانی . . . الخ یعنے جب تک تم زندہ رہو۔ شبھ کرموں کو کرو۔ کیونکہ آوشیہ میو . . . الخ ضرور ہے۔ ایسے کرموں کا پھل خواہ اچھے ہوں۔ خواہ برے بھوگنا پڑیگا۔ اور ممکن نہیں کہ ہمارے کرموں کا پھل نہ ملے۔

ہم روزمرہ دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے ہر ایک فعل ہمیں سکھ یا دکھ دینے والے ہوتے ہیں۔ عرب کا ایک مشہور ہدایت کنندہ کہتا ہے۔ ع الدنیا مزرعۃ . . الخ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ انجیل میں خداوند یسوع بھی فرماتا ہے تم دھوکوں میں نہ رہو۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ جو ہر ایک بوئیگا وہ کاٹیگا۔ میں الفا و اومیگا ہوں میں آؤنگا۔ تاکہ ہر ایک کو موافق اعمال پھل دوں۔ پھر اُن لوگوں کو جو کہ لفظی ایمان رکھتے ہیں۔ عمل نہیں کرتے۔ جن کے چال چلن احکام خدا کے مطابق اچھے نہیں۔ جنھوں نے اچھے کرم نہیں کئے اُن کے لئے خداوند یسوع فرماتا ہے۔ نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے۔ خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ بلکہ وہ جو خداوند کے حکموں کی تعمیل کرے۔

سید غلام قادر شاہ۔ پنڈت صاحب نے فرمایا کہ نجات انسان کے اختیار میں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب نے اس بات کا خیال نہیں رکھا کہ فعل بد ایک ایسا فعل ہے کہ جسکا نتیجہ کوئی انسان اپنی قدرت سے زائل یا جدا نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر پنڈت صاحب کے خیال کے مطابق انسان میں یہ قدرت ہے۔ کہ اپنے برے فعل کا نتیجہ اپنے سے دور کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ اُس ایسے ایک قادر مطلق کو مانا جاوے اور دوسری بات۔ پنڈت صاحب نے یہ فرمایا کہ نجات یا دکھ کرموں کے پھل ہیں۔ تو جب نجات اور دکھ کرموں کے پھل ہیں۔ تو کرم یا قدرت کرم یہ کاہے کا پھل ہے۔ کیونکہ آریہ دھرم کے مطابق یہ شریر یا یہ کرم روح کے ساتھ ہی نہ پیدا ہوئے ہیں۔ اور نہ مثل روح کے انادی ہیں تو جب کہ انادی نہیں ہیں۔ یعنی یہ شریر یا کرم۔ تو پھر اُن کے کرنے کی قدرت روح کو کس کرم کے سبب سے پراپت ہوئی ہے۔

پنڈت لیکھرام۔ جس طرح فعل بد کرنے کے بعد کوئی انسان اُس کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ اور علیٰ ہذا القیاس۔ نیک تو پھر فعل بد کا کرنے والا سوائے انسان کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ روح چیتن ہے۔ اور چونکہ روح مدرک بالذات ہے اور مشرف بالآلات ہے تو کرم کا کرنا چیتن کا گن ہے جب تک چیتن چیتن ہے۔ وہ جسوقت چاہے کرم کر سکتا ہے۔ اور جب شریر روح نکلنے کے بعد کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تو بالکل صحیح بات ہے کہ بد یا نیک انسان کے اپنے فعل ہیں۔ کسی اور طاقت کی ترغیب سے نہیں۔ اور اگر بد انسان کا فعل نہیں شیطان کا ہے تو نیک بھی انسان کا فعل نہیں ہوگا۔ خدا کا ہوگا اس صورت انسان۔ نیک کرتا ہے نہ بد۔ دونوں سے چھٹکارا ہوا۔ اور سزا و جزا نہ کوئی چیز رہی۔ اور کوئی اسکا بھوگنے والا اور اگر بالفرض محال کوئی بھوگنے والا ہے۔ تو بد کا بھوگنے والا شیطان اور نیک کا بھوگنے والا رحمان ہوا۔ اور چونکہ یہ دونوں مسئلے جہاں تک میری ذاتی واقفیت ہے۔ فریقین نے کوئی نہیں مانا۔ اسلئے باطل ہیں۔ مجھ سے پوچھا گیا ہے۔ کہ نجات اور دکھ اگر کرموں کے پھل ہیں۔ تو کرم یا قدرت کرم کس کا پھل ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ کرم پھل نہیں ہے۔ بلکہ کرم فعل ہے۔ اور فعل پھل نہیں ہوا کرتا۔ فعل کرنے کے بعد پھل ملا کرتا ہے جس طرح بیج بونے کے بعد پھل یا جھوٹ بولنے کے بعد آتما میں خرابی یا زنا کرنے کے بعد آتشک۔ آتشک کے بعد زنا نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ پہلے۔ تو اس صورت میں کرم جیو کا ایک فعل ہے اور قدرت کرم جیو کا ایک گن ہے۔ جیو چونکہ کرم کرنے میں مختار یعنی آزاد ہے۔ اسواسطے جسوقت وہ چاہے۔ نیک یا بد کرم کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ روح خدا نہیں چونکہ روح اپنا آپ مالک نہیں۔ بلکہ تمام دنیا کا مالک پار برہم پرماتما ہے تو اس صورت میں اس حکمت پتی نے روح کو نجات کا راستہ بتلانے کے واسطے اپنے سچے گیان کا پرکاش کیا ہے۔ اور اُس سے ہم کو موکھش کا راستہ بتایا گیا ہے۔ روح انادی ہے اور کرم کرنا روح کی صفت ہے۔ شریر فانی ہے۔ اور سنسکرت کی اصطلاح میں اسکا نام چھن بھنگر ہے۔ تو اس صورت میں شریر انادی نہیں ہے۔ نہ شریر سے پیدا شدہ کرم بذاتہ انادی ہے۔ بلکہ روح میں کرم کرنیکا گن سروت ہے اور شریر سے کرم کرنا یا شریر کو دھارن کرنا کرم انوسار ہے۔

سید غلام قادر شاہ۔ یہ جو پنڈت صاحب نے جواب میں لکھوایا۔ کہ جو برائی کرتا ہے۔ وہ برائی کا نتیجہ اٹھاتا ہے۔ تو فی الحقیقت یہ درست ہے۔ کیونکہ کوئی شریر اپنی برائی کے نتیجہ کو از خود دور نہیں کر سکتا۔ تو اسی واسطے اُس کے نتیجہ سے آرام یا موکھش پانے کے واسطے ایک غیر کی ضرورت ہے اور وہ غیر ایک ایسا ہونا چاہئے کہ جو نشپاپ ہو۔ اور جسکو نشپاپ کہتے ہیں۔ وہ ہمارے اصول کے مواقف یسوع ہے۔ جسکے معنے ہیں گناہوں یا اُس کے نتیجہ سے بچانے والا۔ اسیواسطے ہر ایک انسان کو موکھش کی جیسا کہ ضرورت ہے۔ ویسا ہی ایک موکھش داتا کی۔ اور پنڈت صاحب کے بیان میں یہ بھی دیکھا گیا کہ پرمیشور صرف جزا یا سزا دینے والا ہے۔ تو جبکہ جزا و سزا دینے والا ہے۔ تو ہر ایک گنہگار اپنے گناہ کے نتیجہ سے اگر کسی مکتی داتا کو نہ مانے تو کس طرح رہائی پاویگا۔ اور اگر پرمیشور میں صرف یہی گن ہے کہ وہ نیائی ہو تو اُسکی کرپالو یا رحیم ہونے کی صفت زائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ کبھی ایک صفت کو چھوڑ کر دوسری صفت پوری نہیں کرتا۔ تو ایک ایسا دھرم ہونا چاہئے۔ کہ اُسکی کل صفات پوری ہوں تو دین مسیحی میں اسکے کل صفات پورے ہوتے ہیں۔ اور انسان کی نجات یا موکھش پوری ہوتی ہیں۔ خصوصاً اسوقت اسکے نیاءکاری اور کرپالو یا کرپا پوری کرنے کی بابت ہم خداوند یسوع مسیح کے کفارے کو دیکھتے ہیں۔ جو اُس نے خود اپنی مرضی سے گنہگاروں کے واسطے کیا۔ پھر پنڈت صاحب نے لکھوایا کہ روح چیتن ہے اور چونکہ آتما چیتن ہے اور انادی ہے۔ تو پرمیشر کے ساتھ اُسکی ذات کی نسبت کوئی تعلق ملنی ہے۔ اگر تعلق نہیں ہے تو اُس کے کرموں کے

تینوں میں بھی اُسکا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور پھر پنڈت صاحب نے لکھوایا کہ کرم جیو کا ایک گُن ہے۔ اگر یہ گُن روح کا ذاتی ہے۔ تو روح کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کہ پرمیشور کی مدد شامل ہو اور جبکہ روح ہی صرف انادی ہے۔ اور سب کچھ کرموں کا ہی پھل پنڈت صاحب کے بیان کے مطابق معلوم ہوتا ہے تو یہ جسکو شریر کہتے ہیں۔ اور جو آتما کے لئے بھاری بخشش ہے تو یہ اسکے کس کرم کے سبب سے ملی ہے۔ اگر یہ حادث ہے۔ کہ کسی کرم کے سبب ملی ہے۔ تو پنڈت صاحب یہ دکھائیں کہ آتما انسانی بغیر شریر کے کوئی فعل کر سکتا ہے یا کر سکتی ہے۔

پنڈت لیکھرام - یہ ٹھیک ہے کہ روح بُرے فعل کرتا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ وہ اُس کے نتیجہ کو دور نہیں کر سکتا۔ کرم کرنا فعل ہے۔ اسکا پھل ایشور دیتا ہے۔ اور سزا بھگتنے کے بعد نتیجہ دور ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی آدمی کے ہمارے اور ایشور کے درمیان درمیانی ہونیکی ضرورت نہیں۔ بوجوہات ذیل۔ دنیا کے شروع سے آج تک کوئی آدمی زندہ نہیں۔ جسکے چال چلن کو ہم پورے طور پر جان سکیں۔ اور بغیر پورے چال چلن جاننے کے کسی پر ایمان لانا دانائی سے بعید ہے۔ اور یہ کہنا کہ فلاں شخص نشپاپ ہے۔ یہ صرف خیال ہے جسکا آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ لیکن میں بائیبل سے ثبوت دیتا ہوں۔ کہ وہ نشپاپ نہیں تھا بلکہ گنہگار تھا۔ مسیح بے رحم تھا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰ آیات ۳۴ و ۳۵ و لوقا ۱۲ - ۴۹ - ۵۱ - مسیح نے دو ہزار کے قریب سؤروں کی جان برباد کی۔ متی ۸ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - پادری کلارک صاحب اپنی تفسیر میں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مسیح نے شاگردوں کو تلواروں کے خریدنے کا حکم دیا۔ ایسے کپڑے بیچ کر تلواریں خریدو۔ لوقا ۲۲ ۳۶ اور جب مسیح پکڑا گیا۔ تب اُسی کو دشمن کے ساتھ مقابلہ کیا گیا۔ لیکن جب مقابلہ میں دیکھا کہ حواریوں کی تلوار بغیر ملازموں کا کان اڑانے کے کچھ نہ کر سکی - متی ۲۶ - ۵۱ - تو لاچار ہو کر مسیح خاموش رہے۔ یوحنا ۱۸ ۱۰ یوحنا کی انجیل باب ۷ میں مسیح کے جھوٹ بولنے کا بھی ذکر ہے۔ مسیح کے شرابی ہونے کا ذکر انجیل متی ۱۱ ۱۹ مرقس میں ہے۔ مسیح کا بیفائدہ بددعائیں دینا اور اُسکے پھل مرقس ۱۱ و ۱۲ اور متی ۲۱ و ۱۸ سے ثابت ہے۔ دیکھو انجیل کی کہانی اس پر ایک فاضل انگریز کی رائے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر عیسائی مذہب کے واہیات مسائل اور بیوجہ ظلم و جہالت دیکھنا چاہو۔ تو متی اور مرقس کی انجیل کی کہانی پڑھو۔ کرنچُس مت درپن صفحہ ۵۴۔

پس مسیح گنہگار تھا اور وہ نشپاپ نہیں۔ اور اُس پر ایمان لانے سے کوئی نجات نہیں پا سکتا۔

سید غلام قادر شاہ - اگر پنڈت صاحب کے خیال کے موافق انسان اپنے ہر فعل کے نتیجہ از خود رہائی پا سکتا ہے۔ تو اُسوقت پنڈت صاحب یہ بھی دکھا سکتے ہیں کہ ایک شخص اگر اپنی مرضی سے زہر کھا لیوے۔ اور اُسکی تاثیر خون میں سرایت کر جاوے تو وہ از خود اسکو نکال سکتا ہے۔ لیکن ایسا ہونا نا ممکن ہے بلکہ وہ ضرور دوسرے کا محتاج ہوگا۔ اسی طرح ہر ایک گنہگار دوسرے کا محتاج ہے۔ جیسا بیان اوپر کیا گیا ہے۔ متی ۱۰ ۳۴ و ۳۵ کا مطلب ۳۷ آیت میں لکھا ہوا ہے۔ جو پنڈت صاحب نے نہیں سمجھا۔ لوقا ۱۲ ۴۹ و ۵۱ کا مطلب فی الحقیقت یہ ہے کہ سچائی کی مخالفت ہوتی ہے۔ اور اسی مخالفت کو ہمارے خداوند نے بیان کیا ہے۔ نہ کہ مخالفت سکھائی ہے۔ متی ۸ ۳۱ و ۳۲ کا حوالہ سراسر غلط ہے۔ لوقا ۲۲ و ۳۶ پنڈت صاحب نے فرمایا۔ کہ لوقا ۲۲ و ۳۶ پر حکم دیا۔ کہ تلوار خریدو اور جب دیکھا کہ اب کام نہیں چلتا تو خاموش رہا۔

پنڈت لیکھرام - مسیح نشپاپ نہیں ہے اور جو حوالے میں نے دیئے۔ وہ سارے کے سارے بجنسہ اناجیل میں موجود ہیں بے شک انسان کو موکش دینا کی ضرورت ہے۔ اور وہ موکش داتا پرمیشر ہے۔ وہ کونسی کمی ضرورت خواہش یا حاجت ہے جسکو خدا پورا نہیں کر سکتا۔ تاکہ انسان کو خدا کا درمیانی ماننا پڑے اور اگر کوئی انسان درمیانی ماننا پڑے۔ تو بائیبل صاف کہتی ہے۔ کہ کوئی انسان درمیانی نہیں ہو سکتا۔ ایوب ۱۵ ۱۴ - ۴ ۱۸ - ۹ ۲۹ - ۲۵ ۴ - زبور ۱۴۳ ۲ یوحنا ۱ ۱ - ۸ رومیا ۳ ۱۱ و ۱۲ امثال ۲۰ ۹ واعظ ۷ ۲۰ ان سے صاف ثابت ہے کہ عورت سے پیدا ہو وہ صادق یا نیک یا بیگناہ نہیں ٹھیر سکتا۔ مسیح سے پوچھا گیا۔ اور مسیح نے کہا تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ نیک تو کوئی نہیں۔ مگر ایک یعنی خدا مرقس ۱۰ ۱۸ پس مسیح نیک نہیں اور منجی نہیں ہو سکتا۔ صرف پرمیشور ہی تمام دنیا کو نجات دینے والا ہے۔ اور اُسی پر ایمان لانے سے ہر ایک کی نجات ہو سکتی ہے۔ پادری فانڈر صاحب کے مباحثہ سے جو مولوی ابو رحمت کے ساتھ ہوا۔ صاف ثابت ہے کہ مسیح مرنے کے بعد تین سے زیادہ دن دوزخ میں رہا۔ تو جب منجی خود دوزخ میں تو کسکو نجات دے سکتا ہے۔ پرمیشور کے ساتھ روح کی نسبت ہے مالک اور مملوک کے کرموں کا نتیجہ ہی روح کو بھوگنا پڑتا ہے۔ ورنہ اگر یہ نہ ہو تو خدا کا ہمارے ساتھ تعلق کیا خدا ہمارا جج ہے۔ اور ہم اُس کے بندے شریر بے شک ہمیں پرماتما نے عطا کیا۔ لیکن کیوں ؟ ہمارے شبھ کرموں کے بدلے میں۔ اسکا رحم اور ہے۔ اور عدل اور۔ رحم اسکا وید بھیجنے۔ بارش بھیجنے آفتاب پیدا کرنے سے ہے۔ اور عدل اُسکا مجرموں کو سزا دینے سے آپ مجھے پوچھتے ہیں۔ کہ آتما بغیر شریر کے کوئی کرم کر سکتی ہے۔ یا نہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کرم نہیں کر سکتی۔ لیکن پھل بھوگ سکتی ہے۔ عالم لوگ جسکا آج کل بگڑا نام مسمیریزم ہے۔ اس کے رو سے روح بہت سے کرم بغیر شریر کر سکتا ہے۔ اور وہ ساری باتیں شاستر میں لکھی ہیں جسطرح زہر کے رفع کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ اُسی طرح مکتی کے لئے خدا کی ضرورت ہے۔ روح میں داخل شدہ زہر کوئی نہیں دور کر سکتا۔

سید غلام قادر شاہ - بقیہ یوحنا ۱۸ ۱۱ - پطرس کو فرمایا کہ اپنی تلوار میان کر اور دوسری جگہ لکھا ہے۔ کہ جو تلوار چلاتے ہیں۔ تلوار سے ہی مارے جاوینگے۔ یہ بطور آزمائش کہا گیا۔ کہ تلوار خریدو۔ اس کے سوائے جتنے حوالے پنڈت صاحب نے بیان کئے ہیں۔ اُن کا بیان مطلق نہیں سمجھا۔ اگر سمجھا چاہیں تو ہم سمجھا سکتے ہیں۔ اور میزان الحق کا حوالہ جو لکھوایا۔ کہ تین دن سے زیادہ دوزخ میں رہا یہ غلط ہے۔ اور قانون قدرت جس کے کہ قائل ہیں دیکھا جاتا ہے کہ کل کام وسیلوں سے سرانجام پاتے ہیں۔ اور خدا کی خواہش یہ ہے کہ انسان ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔ تو خداوند فرماتے ہیں۔ متی ۱۱ ۲۸ کہ جتنے گنہگار ہیں۔ میرے پاس آکر آرام پاویں۔ اور جو کچھ ہمارے خداوند کی بات اُنہوں نے نادرست فرمایا۔ وہ فی الحقیقت بائیبل میں نہیں ہے۔ جیسا کہ اپنے ایذا دشمنوں یہودیوں کے سامنے ہمارے خداوند نے فرمایا۔ کہ اگر تم میں سے کوئی کچھ گناہ ثابت کر سکتا ہے۔ تو کرے۔ پھر وے خاموش رہے اور اب پنڈت صاحب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ نجات کسطرح شروع ہوتی ہے اور حاصل

شتو پتھ کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۱۲ منتر ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - وغیرہ کے مطالعہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ جہاں یہ مفصل ارشاد ہے کہ سوائے ایک پرماتما کے کوئی اوپاسنا یوگ نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تک حکم ہے کہ جو کسی مخلوق چیز کی اوپاسنا کرتے ہیں۔ وہ حیوان مطلق سے زیادہ جاہل ہیں ٭

اے ناظرین میکس مولر صاحب و دیانند سرستی صاحب تو متفرق دیوتاؤں کے متفرق نام ہی واحد وجود کے ٹھیراتے ہیں مگر معترض (چونکہ سنسکرت یاد جانتا ہے) کی تسلی نہیں ہوتی کیا پرماتما کے متفرق نام ہونے سے خدا بہتیرے ہو سکتے ہیں۔ شاید یہاں بھی "ایک تین میں اور تین ایک میں" گرداننے کی صلاح کی ہوگی۔ مصنفان ویدانت و نیاء کو معترض خواہ مخواہ بدنام کرتا ہے۔ پس اول تو معترض کو میں علانیہ اطلاع دیتا ہوں۔ کہ اگر اس کے پاس کوئی ویدانت کا یا نیاء کا سوتر ہو۔ یعنی اسکے برخلاف تو پیش کرے۔ ورنہ بصد افسوس سوائے اس کے اور کیا کہونگا۔ کہ پادری صاحب اپنی مادر زاد خفت کا علاج کریں نہ فسانہ عجائب جیسے الہاموں کا وید کو دعوے ہے۔ اور نہ منقولی باتوں اور قصہ جاتوں کا وید خزانہ ہے۔ آپ کا لمبراد منطق (نیاء شاستر) میں کیا بلکہ کسی فلاسفر یا حکیم کی کتاب میں بھی پتہ ندارد ہے۔ پس وید مقدس ایسی فلاسفی سے جو پرانے عہد نامہ و نئے عہد نامہ کے مکاشفات باب ۱۴ آیت ۳ میں بھری ہے۔ اس کا معقولیت و علمیت کے ساتھ اثبات ہونا یہاں تک ہے۔ کہ آج کل کے فلاسفر خصوصاً آپ کے محقق میکس مولر صاحب اور بھی تائید کر رہے ہیں۔ دیکھو لکچر ڈاکٹر صاحب موصوف مطبوعہ آریہ ینتر لاہور۔ ہاں اسکا بیان کرنا بھی خالی از لطف نہیں ہے کہ بائیبل کا اصل الاصول ہمہ اوست ہے یا نہ اگرچہ بہت مقام سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائیبل کے ملک میں کوئی ہندوستانی نوین ویدانتی جا پہنچا ہوگا جس سے تعلیم ہمہ اوست کی بہت کچھ پائی جاتی ہے۔ (۱) ابتدا میں کلام اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ کلام خدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس سے موجود ہوئیں اور کوئی چیز نہ موجود تھی۔ جو بغیر اُس کے ہوتی۔ یوحنا باب آیت ۱ سے ۳ تک (۲) اُس روز تم جانوگے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں اور میں تم میں ہوں یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۲۰ (۳) یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۱۱ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے (۴) یوحنا باب ۱۷۔ آیت ۲۱ سے ۲۳ تک تا کہ وے سب ایک ہوویں جیسا کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وے بھی ہم میں ایک ہوں جس طرح ہم ایک ہیں۔ میں اُن میں اور تو مجھ میں تا کہ وے ایک ہو کے کامل ہوویں۔ (۵) قرنتھیوں کا خط پہلا باب ۱۵۔ آیت ۲۸ تا کہ خدا سب میں سب کچھ ہووے۔ (۶) پیدائش کی کتاب باب ۱ و ۲۔ اسی روز آدمی کو بھی یہ کہکے بنایا کہ ہم انسان کو اپنی صورت و اپنی مانند بناویں اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اُس کو پیدا کیا۔ (۷) نیک و بد کی پہچان میں اب آدم ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ کتاب پیدائش باب ۳ (۸) یسوع نے کہا کہ تم خدا ہو۔ یوحنا باب ۱۰۔ آیت ۳۴ - زبور ۸۲ کی آیت ۶ -

تردید - (۱) اے پادری صاحب جب ابتدا میں سوائے خدا کے اور کوئی چیز نہیں تھی جس سے جگت کو بنایا تو کیا اُسی ایک واحد کی کثرت نہیں ہے اور ہمہ اوست میں کیا شک ہے۔ (۲) جب عیسے خدا ہے اور ہم عیسے میں اور عیسے ہم میں تو کیا ہمہ اوست نہ ہوا۔ (۳) عیسے خدا میں اور خدا عیسے میں کیا بلکہ سب جہان باپ اور بیٹے میں جو مانتے ہیں ہم اُن سے ہمہ اوست کے معنے ضرور دریافت کرتے ہیں (۴) کیا مسیح صاحب نے اِن آیتوں میں صاف بیان نہیں فرمایا۔ ؎

دریا سے حباب نے کہی یہ صدا تو اور نہیں میں اور نہیں
سب کچھ تیرا ہی جلوہ نماء تو اور نہیں میں اور نہیں

(۵) خدا کا سب میں سب کچھ کیا ہمہ اوست کے سوا کچھ اور مطلب رکھتا ہے۔ (۶) پادری صاحب کیا خدا کی صورت خدا نہیں ہے اور اگر کسی شیطان کی صورت کہیں تو شیطان نہیں ہوا (۷) کیا وہ جتنے خدا اُس وقت موجود تھے درجہ میں مساوی اور قادر مطلق تھے؟ اگر ہیں تو آدم جب اُن میں سے ایک کے مانند ہوا تو جب ۹ = ۳ × ۳ × ۳ کئے تو کیا اور ایک جو مساوی ہے ان تین میں ایک کے اُن میں سے ہر ایک کے مساوی نہیں ہوا۔ پادری صاحب مربع کے چار کونے برابر ہوتے ہیں پس صریحاً ثابت ہے کہ بائیبل کا اصل الاصول تعلیم ہمہ اوست ہے۔ آگے ماننا نہ ماننا آپکے اختیار سے ہاں وید مقدس میں پرماتما کی سروگیہ (ہمہ جا) اور اننت اکاء (بے حد اور غیر مجسم) وغیرہ اوصاف کا بیان تو ہے۔ مگر ہمہ اوست کی ممد یا حامی کوئی شرتی نہیں ہے۔ اگر ہے تو مخالف۔ یعنے پادری صاحب کو ہم چیلنج یعنے میدان میں بلاتے ہیں کہ وہ شرتی پیش کریں ورنہ اپنے غلط دعوے کو واپس لیں۔

پادری دفعہ ۴ - (۱) ادھیاء ۸ انواک ۱ سکتا ۹ میں رودر کی لنگائی اور انساں کُش تیرے پناہ مانگی ہے۔

(۲) پھر ادھیاء ۱۔ انواک ۱۸۔ سکتا ۶ میں راجہ بھودا دیا اُسکی رانی لوماتا کی تعریف یہ ہے کہ اُنہوں نے ہزارہا قربانیوں کے واسطے سو گھوڑے اور سو بیل اور بہت سی گائیں۔

(۳) پھر ادھیاء ۳۔ انواک ۲۲۔ سکتا ۵ میں میش دیوتا کی تعریف قربانی کے یار حیات کرنے میں ہے۔ اور اسی انواک کے سکتا ۶ میں گھوڑے کی قربانی کی بڑی دھوم دھام ہے۔ جو دیوتاؤں کی سواری کے لئے آگے بھیجا جاتا ہے۔ اور جس کے آگے آگے جنگلی بکری بھی ہنکائی جاتی ہے۔

(۴) پھر رگ کی جلد ۱ ادب ۱۲۱۔ شلوک ۲ میں بیان ہے کہ خدا نے اپنے آپ کو قربانی دے دیا۔ جس کے سایہ اور موت سے حیات ابدی ملتی ہے۔ (ست پت برہم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا ہے کہ خدا انسانوں کے لئے قربانی ہوا۔ ایسا ہی تیزیا ارنیکا کے صفحہ ۱۳۲ میں ہے۔ پھر اور گوشت کو بھی دیوتا کہا ہے۔ اور اسکے کھانے والے کو نہیں۔

جواب آریہ دفعہ ۴ - معترض کی لیاقت علمی تو ان حوالجات سے ظاہر ہو رہی ہے جن سے مفصل ٹھیک پتہ نہیں ملتا۔ مگر پھر بھی ہزار جد و جہد سے جہاں تک معترض کے وسوسات کا نشان مل سکا معہ صحیح ترجمہ کے نذر ناظرین کرتا ہوں۔ واضح ہووے کہ رگ کے آٹھ اشٹک ہیں اور ہر ایک اشٹک میں آٹھ آٹھ ادھیاء اور ہر ایک ادھیاء میں مختلف برگ و منتر ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ جناب کا وسواس نمبر ا کس اشٹک کے آٹھویں ادھیاء پر ہے۔

عند الپڑتال پایا گیا کہ رگوید کے اشٹک اول ادھیاء ۸ سوکت ۴ ۱۱ منترہ میں لفظ رودر تو موجود ہے جس سے انوواک وسکت کے نشان قابل اطمینان نہیں اور نہ ادھیاء ۸ میں انوواک اور سکت ۹ کہیں موجود پایا گیا۔ اصل منتر یہ ہے۔

मा नस्तोके तनये मान आयौ मा नोषु
मा नो अश्वेषु रीरिषः । वीरान्मा नो रुद्र भामितो
वधीर्हविष्मन्तः सदमित्त्वा हवामहे ॥

تردید۔ ۴ ۱۱ سکت کے ۱۱ منتر ہیں اور یہ کل امورات سلطنت کی بابت ہیں اور نمبر ۶ سے لیکر ۹ تک خصوصاً اُن امورات کا ذکر ہے جنکا نہ کرنا سلاطین یا راجوں کا نہایت ضروری ہے۔ لفظ رودر کے معنے راجا یا سناپتی کے ہیں۔ جن کا اسلئے فرض یہ ہونا چاہئے۔ کہ اپنے یا رعایا کے مالکوں۔ کماروں اور گؤ گھوڑے وغیرہ پر اُپکاری یعنے مفید خلائق جانوروں کو کبھی قتل نہ کریں اور وہ سبب جن سے انکا نقصان ہو ہمیشہ اُن کو دور کرے۔ ایسے عادل ظلم سے رہت راجا کی رعایا کو اطاعت ضروری ہے۔

جناب من اس منتر میں کہاں انسان کُش تیر اور رودر کی لگاؤ کا ذکر ہے بلکہ گستاخی معاف سمجھ کا قصور ہے۔

وشواس نمبر ۲۔ ادھیاء ۱۔ انوواک ۸ اسکت ۹ میں تمام رگوید میں میں نے پڑتال کیا۔ مگر آپ کے بتلائے ہوئے راجہ رانی کا وید مقدس میں نشان مدارد ہے اور نہ کہیں ان بیرحمی کی قربانیوں کا نام و نشان دکھائی دیا اور نہ کوئی اس قسم کا بیان پایا گیا پس اس کا جواب صرف یہی ہے کہ براہ مہربانی لطائف شاعرانہ دعوے فیلسوفانہ سے باز آئیے۔

وشواس نمبر ۳۔ حضرت رگوید کے تیسرے ادھیاء میں کہیں ۲۲۔ انوواک نہیں ہے اور نہ منڈل تیسرے میں کوئی ۲۲۔ انوواک درج ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کو ایسے خوارق عادات و جھوٹے الزامات کہاں سے اور کیونکر سوجھتے ہیں اور بیس دیوتا اور قربانی کا گھوڑا۔ یا دیوتاؤں کا واہن۔ اور چتلی بکری کہاں اور کس منتر میں ہیں۔ کہیں مسیح کے گدھے کا تو خیال نہیں آگیا جو اُنہوں نے کسی شخص کا چرا کر سواری کی تھی۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۱۔ آیت ۲ سے ۷ تک ٭

وشواس نمبر ۴۔ اے ناظرین رگوید میں پرب و شلوک نہیں ہیں بلکہ وہ مہابھارت میں ہیں۔ خیر بپاس صداقت اسکا جواب باصواب عرض کرتا ہوں۔ اشٹک ۸ ادھیاء ۷۔ ۳۰۔ سوکت ۱۲۱۔ اور منڈل ۱۰ میں یہ منتر ہے۔

यआत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं
य स्य देवाः यस्य छाया मृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवा
य हविषा विधेम ॥

یہ اُپاسنا کے متعلق منتر ہے۔ جو جگدیشور (یہ آتم دا) پران اور آتم گیان کا داتا ہے (بل دا) جو قوت اور اُتم پراکرم کا دینے والا ہے (یسیہ وشوا اُپاستے) جس وشو دیو یعنے جگت کے مالک کی ودوان اُپاسنا کرتے ہیں (پرشاسم یسیہ دیوا) گیانی لوگ جس کو سویکار کرتے ہیں۔ (یسیہ چھایا امرتم) جس کے آشرے اور کرپا سے موکش سکھ حاصل ہوتا ہے۔ (یسیہ مرتیو) اور جس کے نہ آشرے اور اوٹ سے جنم ردپ دُکھ و دُکھوں کا بھوگنا ہے۔ (کسمی دیوائے ہویشا ودھیم) اس سکھ سروپ پرماتما کی عبادت خلوص نیت سے ہمیشہ کرنی یوگ ہے ٭

معترض اگر لیاقت علمی رکھتا ہوتا تو کبھی کسی خود غرض کے پیچھے چلکر ایسا کٹ لفظ ملدان سے معترض نے اپنی دوراندیشی سے شاید مسیح کا مصلوب و کفارہ ہونا گمان و وشواس کیا ہوگا۔ جیسا کہ انڈروے بائیبل میں لفظ کرشن سے کرسٹ کا نام استخراج کیا اور ناواقف ہندوؤں کو شکی کرنا چاہا۔ مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ سه

زمانہ بساط نو آئیں نہاد
شد آں مرغ کو بیضہ زریں نہاد

برہمنوں کی غفلت اور بھولاپن کا زمانہ دور ہوگیا۔ اور آفتاب صداقت طلوع ہو کر آریہ ورت مطلع انوار ہوگیا۔ اور آئے دن آریہ ورت باسی خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔

وید مقدس کی تقلید گھر گھر میں ہو رہی ہے۔ عنقریب انجیل کی سنہری جلدیں اور کتابوں کو نگلنے والی ہیں۔ اے ناظرین سه

دیکھو عقدہ ثریا اُسے انگور کی سوجھی ٭ قرباں ہوں اس سمجھ کے کیا دور کی سوجھی

جیسے کوئی شخص دستگیر کے لفظ سے قیدی کے معنے نکالے اور خطا بخش کے لفظ سے خطائیں عنایت کرنے والا مان لے اور جو فروشی و گندم نمائی سے معجزات و خوارق عادات کی ہی تان گائے۔ تو کسطرح قابل لحاظ نہ ہوگا ویسے ہی معترض کی دوڑ دھوپ ہے۔ یہ لوگ عموماً ایسے ہتھکنڈے چلایا کرتے ہیں تاکہ کسی طرح لوگوں سے بات کرنے کا موقع ملے۔ جیسا کہ تمام گرنتھ صاحب سے یہ شلوک نکالا ہے۔ پن رکھس کا کانا سیسا۔ مری اسکیت جگت کے ایسا۔ تمام ناظرین جانتے ہیں کہ گورمکھی میں حرف ش نہیں ہے جس سے عموماً حرف ش کی جگہ س مستعمل ہوتا ہے۔ اصل لفظ ایش کا مخفف ہے۔ نہ معاذاللہ عیسٰے کا ذکر ہے۔ یستھریتھ داتیری کے پستک جو سنسکرت کے ہیں۔ اُن میں آپ کی دعاوی کا پتہ مدارد ہے۔ بتر اور گوشت خوری دیالتا اور وید کے مخالف ہے۔ ہاں مطبع بائیبل میں اُن کی گرم بازاری ہے۔ وہاں سے خرید فرمائیے۔ ہمارے ہاں یہ جنس مدارد ہے۔ براہ مہربانی خواہ مخواہ دخل در معقولات عقلا سے بعید ہے۔

پادری دفعہ ۵۔ (۱) ادھیاء ۴۔ انوواک ۲۳ میں اندر دیوتا کلاں اگست منی سے کہتا ہے کہ آج کل ٹھیک نہیں کہ ہم پر کیا بیتنے والا ہے۔

(۲) اور انوواک ۶ سکت ۲ میں مصنف رگ کا کہتا ہے کہ عوام کی نسبت ہم بھی خطاؤں سے کچھ زیادہ محفوظ نہیں۔

یہ ہے تعریف لم یزلی۔ و الہام وید کی جو اُس سے خود بھی اسی کی ہے پیروان وید و پُران کے جو چاہیں مانیں اور کہیں۔ مگر ویدوں کو نہ تو دعوے معجزات کا ہے نہ مقدس تعلیمات کا نہ فلاسفی کا اور ہیچ وید ہیں۔ تو شاخ پُران و شاستر کیا کچھ ہونگے۔ سو ٹھیک معلوم۔ مگر جہل بھی ایک برکت ہے جو غیر زبان میں رہنے وید سے پیدا ہو رہا ہے۔ سه

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد ۔ چوں باز کنی مادر باشد

جواب آریہ دفعہ ۵۔ اے ناظرین میں افسوس کرتا ہوں کہ رگ وید کے ادھیاء ۴ میں انوواک ۲۳ کوئی نہیں اور نہ منڈل ۴ میں کوئی انوواک ۲۳ ہے ہاں منڈل ۴ میں سوکت ۲۳ ہے۔ مگر وہاں کیا تمام رگوید میں کسی رشی کی گفتگو درج نہیں۔ بالکل اگست وغیرہ کسی رشی کا نام و نشان نہیں ہے۔ اور نہ کوئی

سه چونکہ آپ کا منطق تمام دنیا سے نرالا ہے۔ اسواسطے آپ کو ایسے اختراعات میں خوب مہارت ہے مگر سوائے ویدک محاورات سے آگاہ ہوئیکے وید مقدس کے مدعا کو سمجھنا آسان نہیں۔

الو دا کیا میں سکت ہو کیا کہیں جواز ملتا ہے + پس ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ویدوں کو جعلی انجیلوں کی طرح پر معجزات کا اور توریت میں موسیٰ کے طور پر خوارق عادات (جیسا کہ موسے کو خدا نے کہا کہ میں فرعون کا دل سخت کرونگا ۔ اور تو اُسے سب باغ تلا ما موسے کی کتاب) و کرامات کا اور اناجیل ار لقح کے طور پر جسوں کے نکالنے اور لایعنی امورات پر گرداب جہالت میں ڈالنے کا دعوے کہیں نہیں اور نہ ایسے تمسخرات کو صداقت سے کچھ تعلق ہے ۔ جس طرح ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتی ہے ۔ پادری صاحب کو بھی ویدوں میں ۔ مثلیث لیسا نا کا پتہ ملتا ہے اور نہ فلاسفی ۔ کیونکہ وید کی فلاسفی اور ہے ۔ بائیبل کی اور یہ کیمیاگری حقیقی اور ہے اور جعلی اور علمی و عقلی صداقت کا وید کو دعوے ہے اور فلاسفی مدر روحانی امورات کا ثبوت مگر بائیبل کو برخلاف اس کے بے صداقت و لغو و غیر عقلی باتوں پر دعوے ہے اور نہ بالتت و دھوکہ دہی کا ثبوت

؎ کجا وہم و کجا تعلیم ادراک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اے ناظرین انصاف پسند حق و باطل کو عقل خداداد و تعلیم صداقت بنیاد سے تمیز کرو اور دیکھو کہ آیا طمع کیا عمدہ چیز ہے ۔ جو خواہ مخواہ انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے + ؎

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ ۔ بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ
روئے طمع از خلق بپیچ ار مردی + انصاف گزین بہ بطلان مپیچ

پادری دفعہ ۶ ۔ دیانند سرسوتی صاحب انتسنٹ کے لئے ہوئے ہیں ۔ اور آفتاب انتسنٹ کا صریح غروب پر ہے ۔ دیانند صاحب براگ سیو برہمو کے منہ پر دم تو بھرتے ہیں مگر غالب نہیں کہ اُنکی حکمت عملی ان پر کارگر ہو ۔ اس لئے کہ ان کا دم صرف جہل ہی پر موثر ہے ۔ جبکہ اُنہیں علم بڑھتا جاتا ہے اور تمدن بھی یہی ہے کہ سریع الاعتقادی اولی بے اعتقادی کو جگہ دے ۔ اور بعد اسکے بے اعتقادی اعتقاد کو جگہ دیگا ۔ کیونکہ سریع الاعتقادی کوئی دلیل اور بنیاد اپنی نہیں چاہتی ۔ بلکہ محض جہل ہے اور بے اعتقادی عین مخالف سریع الاعتقادی بیاکھ کر دلائل کو ہی رد کر ڈالتی ہے مگر واقعات کا اسرار کسی صورت سے مٹ نہیں سکتا ۔ لہذا آخر کار دلائل پر اعتقاد لابد ہے +

آریہ جواب دفعہ ۶ ۔ سوامی دیانند جی مہاراج نے انتسنٹ (پرانے) برہمو کا ساتھ نہیں دیا ۔ اور نہ براگ سیو (موجودہ) برہمو کی تعلیم کی تائید کی بلکہ آریہ سماج و برہم سماج کا باہمی بعد المشرقین ہے جس کو حق بین آنکھیں دیکھ سکتی ہیں ۔ سوامی جی مہاراج کی تعلیم و اُپدیش کا سہارا ایک دھادی وید ہے اور برہم سماج کی پرارتھنا و اُپدیش صرف وہم و خیال کی بے آئینی یا انجیل یا قرآن و وید کی خوشہ چینی برہم سماج کا زور ہاتھ کاٹنے پر اور آریہ سماج کا علاج کرنے پر مگر کانٹا یہاں قطعی نامنظور ہے ۔ کیونکہ ؎

کہ سہل است لعل بدخشاں شکست + شکستہ نیاید دگر بار بست

پس پادری صاحب خود انصاف کریں + ؎

چراغ مردہ کجا آفتاب کجا + ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

میں کیا بالکل معقول لیبہ ملتے ہیں کہ دلائل پر اعتقاد لابدی ہے مگر بے دلیل و نامعقول امورات پر معتقد ہو جانا کونسی دانشمندی ہے اگر آپ کو دلائل پر اعتقاد ہے اور در حقیقت فلاسفی میں قدم بھرتے ہیں تو میں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آدم کا گناہ اور وحدہ مریم اور مسیح کے کفارہ کو دلائل سے اثبات فرمائیے ۔ ورنہ بے فائدہ اونچی دوکان پھیکے پکوان کا مصداق نہ بنیئے + ؎

مابداریم بو نمایہ شود ۔ حالت نمرد آنکہ ہمو دو بود

پادری دفعہ ۷ ۔ عقل جو خواہش و خیال بیجا کی مخالف ہے اور آخر کار عالم ہیولی ہے ۔ دلیل قطعی کی اول درجہ میں طالب ہے ۔ اور جب وہ میسر ہو تو اُسی سمت کو جاتی ہے ۔ جو محفوظ تری میں رکھتی ہو ۔ شک پرستی ۔ دہریت ہمہ اوست ۔ جبریت ۔ عصریت ۔ علیت ۔ دی ازم یہ سب وہ امور ہیں کہ جن کی ممد یہ تو کہ ہم دلیل قاطع ہے ۔ اور نہ جنمیں کچھ حفاظت بلکہ حق و حقانیت کے ۔ سراسر ہی جا ہیں ۔ نیچر انسانی میں خالق نیچر نے یہی دین دیا ہے کہ صداقت کے کام کو اور اُس رحم سے خالق کی لو لگا کہ جس نے تقاضاء عدل اُس کے کا پورا ہی کیا ہو ۔ پامال اور اُسی کے حضور جو تیرا خالق و مالک ہے فروتنی سے چل ۔ انہیں اصولوں کی شرح بائیبل کا دین کرتا ہے اور بطور کامل کے کرتا +

جواب آریہ دفعہ ۷ ۔ بیشک عقل جو خواہش نفسانی و خیال بیجا کی مخالفت و نیز دلیل قطعی کی اول درجہ کی طالب ہے ۔ جب وہ میسر ہو تو اُس چشمۂ صداقت یعنے پاربرہم کی نسبت انسان کسی طرح کے الزام لگاتا ہے اور مختلف طور کے خیالی پلاؤ پکاتا ہے ۔ کوئی بیٹے کو اس کے دائیں ہاتھ بٹھاتا ہے ۔ اور کاروبار خدائی سے خدا کو معزول کر تخت آسمانی سے گراتا ہے اور بیٹے کا محتاج محض بتلاتا ہے ۔ کوئی مغزل العزلات میں (قابل شرم) اور کسی قسم کی دھاری کاتا ہے اور اُسے خدا کا الہام بتلاتا ہے ۔ کوئی خدا کو فرضی عرشوں پر بٹھلاتا ہے اور کوئی اُسکے تخت کے اٹھانے کے واسطے آٹھ فرشتے لگاتا ہے ۔ کوئی اُسکے ملنے کے واسطے معراج یعنے ہفتاد ہزار ڈنڈوں والا زینہ لگاتا ہے ۔ یہ سبھی عقل کے ۔ ہونیکا قصور ہے اور اندھا دھند تقلید پرستی و سریع الاعتقادی کا ظہور ہے ورنہ ایک کے گناہ کرنے سے کل دنیا گنہگار ہو گئی اور ایک کے مصلوب ہو جانے سے رُستگاری مجھے اس مقام پر ایک لائق عیسائی کا قول یاد آیا ہے ۔ ؎

ہے تثلیث الٰہی عقل انسانی کے گو باہر ۔ خرد کو چھوڑ کر ایمان لائے مجھکو چاہئے خاطر ۔

جسکی بدولت بچہ بچہ انجیلی تعلیم پر نکتہ چینیاں کر کے حاشیہ چڑھا رہا ہے اگر دنیاوی طمع و استیر ہو تو پھر دیکھا جاوے کہ کتنے صحیح آنکھ والوں کو تین تین نظر آتے ہیں جوں جوں تعلیم کی ترقی ہوتی جاتی ہے ہزاروں انجیل کی تعلیم لاحاصل سمجھ کر دہریہ ہوتے جاتے ہیں خود یورپ ہی اسکا ثبوت ہے کہ وہاں پر انجیل نے کیا کیا حقانیت پھیلائی ہے اب موجودہ علوم (سائنس و جیالوجی و ہیئت وغیرہ) نے انجیلات کی اور کس قدر غلطی فاحش کر دی ہے ۔ اسکا یہی سبب ہے کہ بائبل کی عمارت کی بنیاد ریگ پر ہے جس پر ہزار سنہری تصاویر بنانے اور سفیدی لگانے سے بھی اُسکے قیام کی صورت نظر نہیں آتی ہے ۔ اے ناظرین کیا کوئی راستی کا پیرو دیکھ سکتا ہے کہ عیسے کی مصلوبیت نے خدا کے عدل کا

---

[1] ۔ روح القدس نے جو پاکیزہ ترین کرکے عیسے پر اُتری (متی کی انجیل ۲۸) کا رنگ تنگ نسیم اور عقیق سا ہے (یوحنا کی مکاشفات)

[2] خدا نے موسے کو کہا میں فرعون کا دل سخت کرونگا اور تو اُسے نصیحت کرنا (موسےٰ کی کتاب)

[illegible]

تقاضا ر لا محال) ایسا کیا ہو خدا آگاہ ہے کہ وہ خود و ناقص گناہ کرے کیونکہ اسکے جو رکاوٹ و خوف تھا وہ بھی دور کردیا اور کھلم کھلا آزادی دیدی ۔ کہ ھ ہٰذا اسا خوف خدا بیجا اور بے عدل کبریائی ہے ۔ کیا اندھیر ہے آؤ مسیحا کی خدائی ہے ۔ کیا گناہ جسمانی چیز ہے کیا کسی کا قتل کردیا گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے ۔ کیا خون کا داغ پاکیزگی کا نشان ہے کیا مسیح کا گنہگار کا کیا اپنا بھی کفارہ ہونیکے لائق ہو سکتا ہے ۔ یہ سب وہی امور ہیں جنکے ممد و معاون کوئی برہان قاطع نہیں ہے اور نہ کوئی حق پسند معقول طبیعت انہیں قبول کرکے تسلی پا سکتی ہے ۔

پادری دفعہ ۸ ۔ یہ ایک بڑی ہی عجیب بات ہے کہ اس دنیا میں جو تڑک بھڑک کھوٹ کو ہے کھرے کو نہیں لازم تو تھا کہ یگانگت اور غیرت محبت اور رفاقت کھرے کیطرف ہوتی ۔ وبس ۔ مگر بالعکس اس کے کھوٹ کیطرف ہے ہم حکم پر اکثر بیان کلام کرتے ہیں ۔ حکم کل کا ثمرہ اور سبب اسکا یہی ہے کہ انسان کو خود پرستی مرغوب ہے نہ خدا پرستی ۔

آریہ جواب دفعہ ۸ ۔ پادری صاحب کی بات درحقیقت عجیب کیا بلکہ غریب ہے خدا اُسکو کھرے کھوٹے کی پرکھ نصیب کرے ۔ پس جہاں امتحان پر پرکھنا ضروری ہے ۔ جو خود غرضی سے مبرا عقل سلیم ہی سچا جوہری بننے کے لائق ہے مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں اور کھرے کو ڈر نہیں ۔ کھوٹ کی تڑک بھڑک جاہل کی آنکھ کو اندھا کرتی ہے مگر جوہری کے سامنے اگر مانند شبے دیگر نے ماند ۔ ہٹ دھرمی و تجاہل عارفانہ ہیچو ما دیگرے نیست کا کوئی علاج نہیں اور نفس پرستی کا حق پرستی کیطرف رجحان ہونا ایسا دشوار ہے ۔ جیسا کہ ایک و ایک کا تین ہونا یا تین مختلف نا قابل عرضوں کا ایک جوہر ہونا بہرحال بائبل کے دعاوی کا ثبوت عقلی ہر طرح محال بلکہ نا ممکن ہے ۔

پادری دفعہ ۹ ۔ سچا دین خدا کا وہی ہے جو عدل الٰہی سے اطمینان سباقی کی کردے خواہ ایسا کرنا اسکا دلائل معقولیہ سے یا گواہی معجزات از ممکنہ سے اور مبارک وہ شخص ہے جو خطرہ سے منہ کو چھپاتا نہیں بلکہ اُس کے مٹانے کی کوشش کرتا اور حال کو مآل کے مقابلہ میں نثار کرکے ندامت آخری سے بچتا ۔ محبت و خوف الٰہی کا بدرقہ ہی صرف اُس کو منزل مقصود روحی تک پہنچا سکتا ہے اور صداقت ہی اُسکی سچی تیغ و سپر ہے کہ جسکا مقابلہ مخالف سے محال ہے ۔

آریہ جواب دفعہ ۹ ۔ سچا دین خدا کا وہی ہے جو عدل الٰہی پر کسیطرح دھبہ نہ آنے دے اور پرماتما کی ذات کو ہر طرح کے کلنک (الزامی) امورات سے مبرا ثابت کرے اور ایسا کرنا اُس دھرم کا دلائل معقول سے ہو ۔ نہ کہ داستان ہائے فضول سے دیکھ وہی معجزات دنیاوی طمع ۔ سفلہ پٹی باتوں اور خوارق عادتوں و کرامتوں وغیرہ سے جنکا ثبوت اُس سے بھی ہزار گنا زیادہ دشوار ہے ۔ صداقت کی پیروی میں خطرات سے ڈرنا نامردوں کا کام ہے اور اسکے مٹانے میں دل و جان سے توجہ کرنا اور دنیاوی عزت اور سفید رنگت و سرد مہری پر بھولنا داناؤں و عقلمندوں پر اختتام ہے ہمارے بھولے بھالے سینکڑوں ہندو بھائی پادریوں کی چاپلوسی پر خوش ہو جامہ سے باہر ہو کر عقل و علم کو گرو ہی کر رہن نامہ لکھا چکے ہیں اور آخرت یعنے مآل کے مقابل میں مال یعنے حال کو رعایت دریادلی سے شرط لگا دیا جس سمت سے جو تھا وہ سب کھو بیٹھے اور جب کچھ نہ رہا تو آگئے اللہ اللہ خیر صلا ۔ میم صاحبہ کی بگی ہانکنے کے لائق ہو گئے مبارک وہ لوگ ہیں جو طمع کے واسطے زندگی کو برباد نہیں کرتے اور دھوکہ کی تسلی سے بچکر حقیقی شانتی کی تلاش کرتے ہیں اور کسی اندھے حسن پوش چاہ میں نہیں گرتے اور جنکا شاستر کے اس فرمان پر عمل ہے یعنی صداقت کی آخر فتح ہوتی ہے ۔ ضد و تکذیب کی نہیں ۔

مسئلہ نیوگ

واضح ہو کہ ریواڑی کے مشنری ٹی ولیمس صاحب نے (جیسا کہ ان لوگوں کا مدت سے قاعدہ ہے ۔) پبلک کو آریہ سماج اور ویدوں سے متنفر کرنیکی نیت سے ۱۷ ستمبر ۱۸۸۹ء کو ایک چٹھی آریہ پترکا لاہور میں شائع کرائی جسمیں انہوں نے ستیارتھ پرکاش اور سوامی دیانند جی بلکہ رگوید پر ۔ اعتراض کیا کہ اُسمیں یم اور یمی کی کہانی ہے ۔ اور سوامی جی نے نیوگ دشتہ پر نہایت غیر مہذبانہ الفاظوں میں مخالطت کر برعم خود یہ ثابت کرنا چاہا ۔ کہ پنڈت دیانند اپنے زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خطرناک دشمن تھے ۔

اُسی مرتبہ فاضل پنڈت گورودت ایم ۔ اے کی طرف سے پادری صاحب کا جواب بھی شائع ہوا ۔ پنڈت جی نے بسبب عدیم الفرصتی اور علالت طبع کے صرف اُن کے اصلی اعتراض کے جواب میں اُسی قسم کی باتیں اُن کی بائبل سے ثابت کیں ۔ اور ٹیا پورنگ (یعنی دلائل منطقی) سے اُن کے اعتراضوں کا رد کیا ۔ جس پر بعض مخالفین کی یہ رائے ہے "مسٹر گورودت نے پادری ولیمس کے اعتراضوں کو لیکر یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ بائبل کے رو سے آپکے خداوند یسوع مسیح کی نسبت بھی اس قسم کے الزام عائد ہوتے ہیں ۔ مگر اس سے کیا"

پنڈت جی کا ارادہ کل ستیارتھ کے ترجمہ کرنے اور مفصل جواب دینے کا تھا مگر افسوس کہ وہ مہاشے ۱۹ ۔ مارچ ۱۸۹۰ء کو سرگباش ہو گئے ۔

پادری صاحب نے وہی اپنا مضمون جدا رسالہ کی صورت ناگری میں شائع کیا ہے جسکا نام نیوگ کھنڈن پترکا رکھا ۔

آریہ سماج کے خود غرض دشمن بلکہ ضدی اور ناحق مخالف مسٹر شیو نرائن اگنی ہوتری لاہوری پیسر نے خواہ مخواہ پادری صاحب کے اعتراضوں کو انگریزی و ناگری سے اردو میں ترجمہ کرا ایک ٹریکٹ کی صورت میں لکھ اور اُس کا نام پنڈت دیانند کا جھوٹھ اور اُن کی گناہ آلودہ تعلیم رکھ اپنے پریس میں شائع کیا ۔

پس ہم اپنے مرحوم بھائی کے ارادہ کو اپنے آشرت ہو کر پورا کرتے اور پادری صاحب اور مسٹر اگنی ہوتری کے اعتراضوں کی اصلیت بتلاتے ہیں ۔ شمو کہ ھ

کفرست در طریقت ما کینہ داشتن آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

بام مارگ کے طمع[1] اور پورانوں کے فتور کے سبب عرصہ سے لوگوں نے تمام قسم کے توہمات ویدوں کے ذمے مڑھنے شروع کئے ۔ دیوتاؤں کی قربانیاں اور بتوں کی خونفشانیاں بھی لوگ ویدوں سے منسوب کرنے لگے ۔ مہی دھر اور ساین آچاریہ جیسے بام مارگیوں نے صدہا قسم کے کلنک ویدوں کو لگائے اور

---

[1] مذہبی منت پورا کرنے کے لئے سندربن یا ساگر کے جزیروں میں بچوں کو مرنے کے لئے چھوڑ جانے کی بیرحمانہ رسم تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۱۷ کے ذریعہ ۱۸۵۹ء میں بند کیگئی ۔

کوشش کی کہ اُنکی مکروہ تعلیم ویدوکت تسلیم کیجاوے۔ طبع زاد کہانیاں بنا اُنہیں ویدوں سے ثبوت پہنچانا اور ودنت کتھا میں رچکر وید پرنیت ٹھیرانا کتنا سخت اور پہلے درجہ کا کفر تھا۔ مگر ناستک لوگ بالکل نہ جھجکے اور ذرا بھی خوف دل میں نہ لائے۔ گوتم[1] اور اہلیا اندر اور چاند کی کہانی۔ برہما[2] اور سرستی کے بیبچار کی کتھا اندر[3] اور برترا سر کا جنگ۔ باؤن[4] اوتار۔ اور پرتھوی کا تین قدموں میں نایا جانا۔ صدہا قسم کے تیرتھ مختلف[5] دیوتا اور عناصر پرستی۔ گیا شرادھ کرانا۔ عورتوں[6] کا ستی ہونا۔ دختر کشی[7]۔ انسان کی قربانی۔ کروٹ[8] لینا۔ یہ سب باتیں پجاری لوگ ویدوں کے ہی منتروں سے کرتے اور کراتے تھے۔ اور پرمان پیش کیا کرتے تھے۔ بنگالہ کا ہری لول۔ اور ہمالہ کا برفانی سورگ۔ ویدوں کے ہی پرمان دیکر ثابت ہوتا تھا۔ ہم کہاں تک مثال پیش کریں۔ اور اس رام کہانی کو کتنا دستار دیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ویدوں کی تعلیم۔ ویدوں کی بزرگی۔ ویدوں کا مہتو۔ ویدوں کی توحید۔ ویدوں کی سچائی۔ اور ویدوں کا درس بالکل معدوم ہو چلا تھا۔ ویدک جہاز کے کپتان درحقیقت باخدا۔ (ناستک۔) ہو گئے تھے۔ اگر اس سمے شری سوامی دیانند جی مہاراج اُدیوگ نہ کرتے۔ اور محنت شاقہ اُٹھا کر ویدوکت تعلیم نہ پاتے۔ اور نہ ویدک دھرم پھیلاتے۔ تو یہ پادری صاحبان ہم سا کسی کو باقی چھوڑتے؟ کیا سب کے جینؤ توڑ عیسائی نہ بناتے؟ کیا کٹی فوج میں ہزار کرسید سے حریرہ انڈیس نہ پیچاتے۔ اور ست دھرم کا خاتمہ نہ کراتے؟ کیا پوپ آف روم کی طرح تس مس دھن اریں کر ہمیں کورانہ بنانے؟ اسمیں کسی طرح کا شک نہ تھا۔ پس ویدک سورج کے طلوع سے اب چمگادڑیں پینچیں کے سوائے اور کیا کر سکتی ہیں۔ عربی کی یہ مثال اسی موقعہ کے حسب حال ہے۔

جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

بقول شاعر
صداقت آمد و باطل رواں شد
طلوع شمس شد تیرہ نہاں شد

اب ہم پادری صاحب کے اعتراضوں کا جواب شروع کرتے ہیں

(۱) اب معلوم ہو کہ ویدوں میں کوئی قصہ کہانی نہیں۔ اور نہ کسی خاص آدمی یا راجا یا واردات کا ذکر ہے۔ کیونکہ ویدوں میں تمام یوگک لفظ ہیں۔ رُوڑھی نہیں یعنی مصدر و مشتق ہیں جامد نہیں اور یہی سناتن سے رشی منیوں کا اعتقاد ہے۔ اور اسی پر آریہ دھرم کی بنیاد۔ اور یہی ویدک الہام کا سب سے بڑا فخر ہے کہ اسمیں کوئی قصہ کہانی نہیں۔ جیسا کہ مہابھاش کے مصنف پتنجلی رشی فرماتے ہیں۔

उणादयो बहुलम् ॥१॥ बहुलवचनं किमर्थम्। बाहुलकं प्रकृतेस्तनुदृष्टेः। तन्वीभ्यः प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यो दृश्यन्ते। प्रायसमुच्चयनादपि तेषाम्। प्रायेण खल्वपि ते समुच्चिता न सर्वे समुच्चिताः। कार्यसशेषविधेश्च तदुक्तम्। कार्याणि खल्वपि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। किं पुनः कारणं तन्वीभ्यः प्रकृतिभ्य उणादयो दृश्यन्ते न सर्वाभ्यः। किं च कारणं कार्याणि सशेषाणि कृतानि न सर्वाणि लक्षणेन परिसमाप्तानि। नैगमरूढिभवं हि सुसाधु॥ नैगमाश्च रूढिभवाश्चौणादिकाः सुसाधवः कथं स्युः। नाम च धातुजमाह निरुक्ते। नाम खल्वपि धातुजमेवाहुः नैरुक्ताः। व्याकरणे शकटस्य च तोकम्। वैयाकरणानां च शाकटायन आह धातुजं नामेति। अथ यस्य विशेषपदार्थो न समुत्थितः कथं तत्र भवितव्यम्। यन्न विशेषपदार्थसमुत्थं प्रत्ययतः प्रकृतेश्च तदूह्यम् +। प्रकृतिं दृष्ट्वा प्रत्यय ऊहितव्यः। प्रत्ययं च दृष्ट्वा प्रकृतिरूहितव्या। संज्ञासु धातुरूपाणि प्रत्ययाश्च ततः परे। कार्याद्विद्यादनूबन्धमेतच्छास्त्रमुणादिषु॥

अ ३ पा ३ सू १

ایسا ہی ذکر نرکت میں یاسک منی جی نے بھی کیا ہے۔ (دیکھو بیان صفحہ ۲۳ کھنڈ ۱۱ ادھیائے ۱۱ مطبوعہ کلکتہ) اور یہی مطلب مہابھاشیہ کے مصنف مہرشی پتنجلی جی کا ہے۔

परन्तु श्रुतिसामान्यमात्रम्। अ० १ पा १ सू० ३१

علی ہذا القیاس جس سے صاف ظاہر ہے کہ بموجب اعتقاد رشی منیوں کے ویدوں میں کوئی قصہ کہانی تلاش کرنا گویا اودیا میں سرگرداں ہونا ہے۔ مفصل دیکھو سوامی جی مہاراج کی وید بھاشیہ بھومکا ویاکرن نیم صفحہ ۳۰۲ سے ۳۹۴ تک اور وید بھاشیہ کا وگیاپن پتر (مطبوعہ بنارس ۱۹۳۳ بکرمی صفحہ ۱ سے ۸ تک)

پس صاف ظاہر ہے کہ وید مقدس میں یم یمی کی کہانی ہرگز نہیں ہو سکتی اور نہ ہے کیونکہ یہ بات تمام رشیوں کی رائے کے خلاف ہے۔

اب کاتیاین اپنی سروانکرمنکا میں لکھتے ہیں۔

वैवस्वतयो यमयम्यो संवादः

یعنی اس سکت میں ویوسوت کے یم اور یمی کا سمواد ہے۔ اب دریافت

---

[1] مدراس کی بامد مقاموں میں جو گوریچ کی رسم تھی وہ ۱۸۶۵ء میں قانوناً ممانعت کیگئی۔

[2] ستی ہونا تمام ہندوستان سے ۴ دسمبر ۱۸۲۹ء کو بموجب ایکٹ ۱۷ کے حکام بڑے انتظام سے بند کیا گیا۔

[3] نرمیدھ ۱۸۴۲ء میں موقوف ہو کر اسکے ترک کے واسطے مستقل ایجنسی بنا دیگئی۔

[4] دھرنا دیکر بیٹھنے کی رسم جو اکثر برہمن لوگ عمل میں لاتے تھے ۱۸۲۶ء میں ایک جرم ٹھہرائی گئی۔

[5] دختر کشی کی روک کے واسطے اول بہت کوشش ہوئی مگر جب مقصد معدود قوموں میں اس طرح باز نہ آئیں تو ایک جدید محکمہ قائم ہوا جو اب تک موجود ہے۔

[6] ٹھگ جو بھیرو کالی چنڈی درگا دھرم کے نام پر لوگوں کو مارا کرتے تھے۔ اور مذہبی جبر و دستوں کو ... مسافروں کے گلے کاٹا کرتے تھے اُن کے واسطے جدا محکمہ قائم ہو گیا (دیکھو ٹھگ ستات) اور مسودہ قانون ۱۸۳۶ء)

[7] بیواؤں پر سختی حد سے زیادہ ظلم دیکھو ۱۸۵۶ء و ۱۸۶۶ء میں ایکٹ پاس ہو گیا شادی کر لینی مت کہ مالابار کی لڑکوں کی شادی کرنا اور پھر اُنہیں مندروں میں رام جی کی سیوا پر رکھنا گورنمنٹ نے حکماً بند کر دیا دیکھو پیسہ اخبار مطبوعہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء۔

طلب یہ بات رہی کہ وِوسوتیہ کون ہے۔ جب کوش یعنی لغات میں دیکھتے ہیں تو وِوسوتیہ کا ارتھ سورج لکھا ہے۔ دیکھو (امر کوش کانڈ ۱ ورگ ۳ شلوک ۲۸)

اب وِوسوتیہ کے لڑکے یم اور یمی کون ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دن اور رات النکار شاستر کے جاننے والے لوگ اس طریقہ کو بخوبی جانتے ہیں۔ خود نروکت کے رشی کا یہی اعتقاد ہے۔

विवस्वत. सूर्यस्य पुत्री। रूपकमेतद्व्याख्यानम्॥

کہ یم اور یمی کا سورج کی اولاد کہنے سے مراد النکار ہے۔ یمیا نام راتری کا ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیا ۱ کھنڈ ۷) اصل میں لفظ یمیا نہیں ہے۔ بلکہ یمی سے پرے وبھگتی کو اِیٹ کا اگم ہوتا ہے۔ اس سے یمیا پڑھا گیا۔ واستو میں یمی شبد ہے۔ اسکا پُلنگ یعنی صیغہ مذکر یم ہے۔ بس یم اور یمی رات دن کے نام ہوئے۔

صبح کیوقت کی سرخی (اوشا) کو بھی یمی کہتے ہیں۔ اور شاستروکت النکاروں میں سورج اور دن اور صبح کی سرخی یعنی اوشا کا بہت ذکر آتا ہے۔ جسکا مطلب صرف یہ ہے کہ قدرتی نظاروں سے اپدیش فرمانا۔ اتھرووید میں جو اس کے متعلق بہت منتر ہیں۔ وہاں یمی سے مراد اوشا معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو اتھرووید کانڈ ۱۸ انوواک ۱ منتر ۲۷ و ۲۸ بلکہ سورج کی کرن اور راتری کا بھی انکا نام ہے۔ دیکھو نگھنٹو (۵ ادھیا کھنڈ ۵) اور ایسا ہی اُنادی کوش میں اور نگھنٹو میں یہ پد کا نام بھی ہے۔ اسی طرح ویاکرن کے رو سے یم کرنیوالے استری پرش کے واسطے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ یم وایو کا نام بھی ہے۔ (نگھنٹو ۵/۴) اور یم یوگ شاستر کے رو سے ایک خاص عبادت اور من روکنے کا ذریعہ بھی ہے (دیکھو یوگ شاستر سوتر ۳۰) اور اُس کے دھارن کرنیوالے کو یمی کہتے ہیں۔ نیاء کاری ہونے سے یم پرمیشور کا بھی نام ہے (دیکھو رگوید منڈل ۱ سکت ۱۶۴ منتر ۴۶۔ اور منوسمرتی ادھیاء ۸ شلوک ۹۲) یاد رہے۔ نیوگ بھی ایک پرکار کا یم یعنی اقرار ہے۔ پس یہ معنی یم اور یمی کے ویدک طریقہ سے ہوتے ہیں۔

باقی رہا پورانک محاورہ اُس کے رو سے موت کے دیوتا کا نام بھی یم ہے۔ یمنا ندی کا بھی نام یمی ہے۔ جو پوپ لوگوں نے یم راجا کی بہن بنائی اور کرشن سے بیاہی ہے مگر ہم کو ایسے معنے سویکار نہیں کیونکہ ویدک دھرم کے ماننے والے ہیں۔ نہ کہ پورانوں کے۔

ان مندرجہ بالا ارتھوں کے سوائے لغات میں روکنا بند ہو جانا نتیجہ اُنسو۔ کوا۔ سنیچر کا ستارہ بھی یم یمی کے معنے میں آئے ہیں۔

رگوید کے اس دسویں منڈل کے دسویں سکت کے کل ۱۴ رچا ہیں۔ جنمیں سے صرف ۴ میں یمی اور یم شبد ہے باقی دس میں بالکل نہیں۔ اس دسویں سکت کے اندر ۶ و ۷ و ۸ ورگ ہیں۔ منتر نمبر ۱ سے ۵ تک ورگ ۶ ہے جسمیں یم یا یمی کا لفظ بھی نہیں ہے۔ منتر ۶ سے ۱۰ تک ورگ ۷ ہے۔ جسمیں صرف منتر ۷۔ ۹ میں یہ لفظ ہے۔ ورگ ۸ منتر ۱۱ سے ۱۴ تک ہے۔ جسکے ۱۲ و ۱۴ میں یم اور یمی لفظ آیا ہے۔ باقیوں میں نہیں۔ یہاں تک یہ سکت سماپت ہوا۔

ان تینوں ورگوں میں مندرجہ ذیل مضمون ہیں۔

ورگ ۶ منتر ۱ — ۵ تک سوئمبر بیاہ کی بابت ہدایت یا طریقہ
ورگ ۷ منتر ۶ — ۱۰ تک نیوگ یا پُنر لواہ کی ہدایت
ورگ ۸ منتر ۱۱ — ۱۴ تک بہن بھائی کے بیاہ یا سگوت میں بیاہ کی نشیدھ و ممانعت۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ پادری صاحب کے شکوک دور کرنے کے واسطے اس سکت کے تینوں ورگوں کا ترجمہ نذر ناظرین کریں۔

ورگ ۶ کا ترجمہ سوئمبر بیاہ کی بابت ہدائیت یا طریقہ

منتر ۱۔ ہے ستری میں تیرا متر تیرے سامنے ورتمان اور سمدر کی مانند گمبھیرتا کو پراپت (گرہست آشرمی) ہو کر تیرے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں تاکہ اُس سے پرتھوی پر سنترپہ کا شمان ستے پرکاشک پرماتما پرجاپتی کی کرپا سے سنتان اُتپتی ہو۔

منتر ۲۔ (اگر ستری برہمچارنی رہنا چاہے تو یوں کہہ سکتی ہے) اگرچہ میں تُل گُن والی بھی ہوں۔ تو بھی آپ کے ساتھ سنجوگ سے ہونیوالی سنتا کو نہیں چاہتی۔ پس آپ کسی اور سے جو آپ کے یوگ ہو۔ ایسی خواہش کریں (اُپنشدوں سے ظاہر ہے کہ گارگی آدک صدہا فاضلہ تمام عمر تک برہمچارنی رہیں۔)

منتر ۳۔ ہے ستری جو عالم اور فاضل لوگ ہیں۔ وے ہی ایسے ایم طریقہ کو چاہتے ہیں (پشو آدک نہیں کیونکہ اُنمیں کلیان کا مارگ نہیں) اس لئے اے اُتم شریر والی تیرا من میرے من میں مستقل ہو میں تیرا استان کرنے والا پتی ہوؤں۔ تیرے ساتھ میری شادی نسپھل نہ ہو۔ تو میرے شریر کو پراپت ہو۔

منتر ۴۔ دھرماتما لوگ جو متھیا بیوہار (جھوٹھ وغیرہ) کبھی نہیں کرتے۔ وہ ہم بھی کبھی نہ کریں۔ تیج سروپ شکتی اور پران کو دھارن کرتا ہوا پرش اور چنچل آدمی کے کومل گنوں کو دھارن کرنیوالی ستری کو (یعنی دونوں کو) پرمیشور نے پیدا کیا ہے اُسی سمبندھ کیلئے ہم دھرم سے گرہست کرم کریں۔

منتر ۵۔ سب تلپ کرتا سے بنے ہوئے جگت کے منتظم و صانع حقیقی پریرک۔ واتین کرنیوالے پرماتما نے گربھادھان سنتان اُتپتی کا مارگ پیدا کیا ہے اسلئے پرماتما کے ان نیموں کو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ پرتھوی انترکھش سوریہ آدی لوک باوجود جڑ ہونے کے بھی اُسکے انتظام میں چل رہے ہیں۔

ورگ ۷ نیوگ یا پُنر لواہ کی بابت ہدائیت اور وقت

منتر ۶۔ انسان کے سابقہ کرم کو وہ پرمیشور جانتا ہے۔ اور سب گپت کرتب یعنی پوشیدہ خیالات کا بھی وہ محرم ہے۔ وہی سب کا ساکھشی بھوگیہ بھوگتری شکتیوں (متر ورن) کا بڑا استھان ہے۔ یعنی دونوں کو اُسی نے اُتپن کیا ہے۔ وہی اُن کے ستھان اور جنم کو جانتا ہے۔

یہ دونوں پرسپر نسبت رکھتے ہیں - کیونکہ ایک کی ہانی میں دوسرے کی ہانی ہے - (اس کے ساتھ دیکھو رگوید منڈل ۱ اشٹک ۱۰ منتر ۶ - اور نروکت نیگم کانڈ ۳ منتر ۱۵ مطبوعہ ولایت صفحہ ۵۹ -

منتر ۷ - جس طرح وید وکت دوابت ستری اپنے پتی کے لئے سرو سوارپن کرتی ہے - ویسے ہم بھی ایک دوسرے کے ارپن ہوں - تم پوربک کاریہ (نیوگ) کرنے میں ادیت پرش پنچ سنسکار نے نیموں کو پالن کرنیوالی ستری کا طالب ہو - وہ دونو سنیکت ہوکر گرہ آشرم کی رکھشا کو چلانیوالے ہوں -

منتر ۸ - (جو بدھوا ستری برہم چارنی رہنا چاہئے وہ ایسا کہے) ہے ستری رہت پرش مادی سنسار کے گن وکاری یعنی تغیر و تبدل والے ہیں - ایک دم بھر بھی قائم نہیں - اسی طرح اس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں - پس میں پنر بواہ یا نیوگ نہیں کرنا چاہتی - تم بواہ کی خواہشمند کے ساتھ گرہست روپ چکر کے چلانیوالے ہو (اُپنشد آدکوں سے ظاہر ہے - کہ کئی فاضلہ عورتیں پتی مرجانے کے بعد برمھچارنی رہ کر ست اپدیش کرتی رہیں - اور ایسے ہی مرد بھی)

منتر ۹ - ہے جو سورج اُدے ہونے سے ہوتا ہے - وہ نیم کرنیوالے پرش کے لئے ہو اور رات دن اُس نیم میں رہیں (جیسے دیو لوک اور بھو لوک آپس میں آکرشن رکھتے ہیں - ویسے ہی سنیکت ستری پرش آپسمیں نیوگ سمبندھ کو دھارن کریں -

منتر ۱۰ - ایسے یگ یا زمانہ جب پیش آویں - کہ کل بدھو کا ماتر وغیرہ خاص آپتیوں میں مبتلا ہو کر سچار کیطرف جھکنے لگیں - اور الوگ کرم میں مصروف ہوں اُن وقتوں میں یُگ ہے - کہ اُن کو کہا جاوے کہ ہے سو بھگے تو مجھ سے الیہ یعنی دوسرے پتی کی اچھیا کر اور اُسکا پانی گرہن کر -

(اس منتر کا نروکت کارنے بھی یہی ارتھ کیا ہے -

अगमिष्यन्ति तान्युत्तराणि युगानि यत्र जामयः करिष्यन्त्यजामि कर्माणि जाम्यतिरेक नाम बालिशस्य वा समान जातीयस्य वोपजन उपधेहि वृषभाय वाहु मन्य मिच्छस्व सुभगे पति मदिति व्याख्यातम् ॥ निरु० नैगमका० अ० ४ पा ३ खं० ४

یامی اور جامی کل بدھو کیواسطے استعمال ہوتا ہے - اور عموماً انہیں معنوں میں آیا ہے دیکھو منوسمرتی ۸/۱۷۳ و ۳/۵۷ و ۴/۱۸۳ و ۴/۱۸۵ و ۹/۸۵ -

ورگ ۸ بہن بھائی کے بیاہ کی تردید کہ سگوت میں بیاہ نہیں ہو سکتا

منتر ۱ - جسکی موجودگی میں بہن اناتھ ہووے کیا وہ بھائی ہے - ۲ - اور جو دُکھ کو بھوگے کیا وہ کسی کی بہن ہے - ۳ - اور قیاسات اُسکا کوئی بھائی نہیں

تو یدی بھائی کو بہن کہے کہ میرا دُکھ دور کرنے کے واسطے میرے شریر سے اپنا شریر سنیکت کر تو بھائی کیا کرے - (اسکا جواب اگلے منتر میں ہے) یہ صرف سوال ہے -

منتر ۱۲ - ہے اکامنا یکت میں تیرے شریر سے شریر نہ ملاؤں گا - کیونکہ جو پرش ہمیشرہ سے صحبت کرتا ہے - اُسے پاپی کہتے ہیں اس کارن میرے بغیر کسی اور گن کرم انوسار پرش سے شانتی سے شادی کر - تیرا بھائی اس پاپ کو نہیں کرنا چاہتا

منتر ۱۳ - ہے! نیموں کو پالن کرنے میں سمرتھ پرش تم بہت دربل ہو رہے ہو کیا میں تمہارے ہردے کے برتانت کو نہیں جانتی؟ تم کو اس ستری کے بجائے اور ستری پراپت ہو - جیسے لتا برکھش کو پراپت ہوتی ہے -

ایسا ترجمہ اسکا نروکت کارنے بھی کیا ہے - دیکھو نروکت ۶ - ۵ - ۵ - اور مطبوعہ ولایت صفحہ ۱۰۲ -

बतो बलाती तोभाति दुर्बलोब तासि यमनैव ते मनो हृद स्च विजानीमो ऽन्याकिल त्वां परिष्वह्व्य ते कक्ष्येयु क्तलि बुजेव वृक्षं लिबुजा व्रतति र्गवति लीयते विभजन्तीति व्रतति र्वरणाश्चशयनाच्च ततनाच्च वातायमुदक भवति वात एतदाप्याय यति पुनानो वा नाप्य विश्वश्चन्द्र मित्यपि निगमो भवति ॥ नि० अ० ६ पा० ५ खं० २

منتر ۱۴ - ہے نیموں کے پالن کرنیوالی ستری تو اَنیہ کسی پرش کو اسطرح پراپت ہو - جیسے لتا برکھش کو - تم پرش کے ساتھ سندر کلیان کرنیوالی سمتی کرو - جس سے پرسپر سکھ کی بردھی اور دُکھ کا ناش ہو - (اس منتر کا ایسا ہی اور اُس کے قریب قریب ترجمہ نروکت کارنے کیا ہے - (دیکھو نروکت ادھیائے ۱۱ پاد ۳ کھنڈ

अन्यमेव हि त्वं यम्यन्य स्त्वां परिष्वक्ष्यते लिबुजेव वृक्षं तस्य वा त्वं मन इच्छ स वा तवाथानेन मे कुरुष्व संविदं सुभद्रां कल्याण भद्रां यमी यमं चकमे तां प्रत्याचचक्षेत्याख्यानम् ॥ नि० अ० ११ पा० ३ खं० १३

جسکا ترجمہ یہ ہے - ہے ایمی تو دوسرے کو پراپت ہو اور مجھ سے دوسرا ہی سمبندھ کرے جیسے لتا برکھش کی بیلے تو اُس کے من کی اچھیا کر وہی تیری دھارنا سے تیرے گیان کو رکھے وہی تیرے کو سو بھدرا (کلیان والی) کرے -

یمی یعنی اوِدیا - یم یعنی دن کو پرکاشت کرتے ہوئے اُس اودیا کو وقت کے گزر جانے پر دن منع کرتا ہے -

اب ہم پادری صاحب کے بقیہ اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں

۱ - پادری - ہم جانتے ہیں کہ پنڈت دیانند جی کا نیوگ سے کیا مطلب ہے

یعنی جب کسی شوہر اور بیوی کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ تو اُن دونوں میں سے جو زبل (ناقابل) نہیں ہے۔ سنتان پیدا کرنے کی نیت سے کسی پرش کے سنگ پرسنگ کرے۔

آریہ - سوامی جی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ لکھتے ہیں "بواہ وا نیوگ سنتانوں کے ہی ارتھ کئے جاتے ہیں۔ پشو وت کام کریڑا کے لئے نہیں (صفحہ ۱۱۹ سطر ۹)

اور جیتے جی نیوگ یا پنر بواہ جو کہا ہے۔ اُسکا یہ مطلب ہے "کہ ستری بھی جب روگ آدی دوشوں سے گرہست ہو کر سنتان اُتپتی میں اسمرتھ ہو وے۔ تب اپنے پتی کو آگیا دیوے کہ ہے سوامی آپ سنتان اوتپتی کی اچھیا سے مجھ کو چھوڑ کر کسی دوسری دوہوا استری سے نیوگ کر کے سنتان اوتپتی کیجئے" (صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۰) پس یہ جیتے جی نیوگ صرف سخت مریض ہو جانے یا مریض کے ساتھ غلطی سے بیاہ ہو جانے کے سبب سے ہے۔ ساری دنیا مسیح یا سوامی دیانند جی کیطرح جتی نہیں رہ سکتی۔ لاکھوں عورتیں اپنے مریض خاوندوں کی خدمت کرنے کو پرم دھرم سمجھتی ہیں اور ایسے ہی لاکھوں مرد بھی۔ پس یہ حکم وید مقدس کا اُنکے واسطے نہیں ہے۔ یہ تو صرف آپت کال کا دھرم ہے جب وہ خاوند کی شرم میں نہ رہ سکے یا خاوند ستری کی شرم میں نہ رہ سکے۔ یعنی جب پتی ستری برت دھرم اور جب ستری پتی برت دھرم کو نہ پالن کر سکے۔ تب ضرور ہے کہ سب اہل برادری کے سامنے بمثل شادی کے دوسرا بیاہ یا نیوگ کر لے۔

۳ - پادری - میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ویدوں میں کوئی بے شرمی کی تعلیم موجود نہیں۔ بلکہ میں دکھلا سکتا ہوں کہ اُن میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔

آریہ - جناب من - یہ صرف آپ کی بائبلی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ورنہ وید مقدس میں معاذاللہ ہرگز ہرگز کوئی بے شرمی کی تعلیم نہیں ہے۔ البتہ صدہا بے شرمی اور بد اخلاقی اور بد تہذیبی کی باتیں آپ کی ہولی بائبل میں موجود ہیں دیکھو مندرجہ ذیل نبیوں کے حالات مقامات ذیل میں

ابراہیم نبی کا اپنی ہمشیرہ سے شادی کرنا (پیدائش ۱۲/۱۳و۱۹ و ۲۰/۱۲)

داؤد نبی کی زناکاری (۲ سموئیل ۱۱/۱-۵)

داؤد نبی کے بیٹے کا اپنی بہن سے زنا مفصل دیکھو (۲ سموئیل [illegible])

داؤد نبی کے بیٹے ابی سلوم کا اپنے باپ کی عورت سے زنا (۲ سموئیل ۱۶/۲۲)

لوط نبی کا اپنی دونوں جوان بیٹیوں سے زنا اور شراب نوشی (پیدائش ۱۹/۳۰-۳۸)

یعقوب نبی کا فریب سے پیغمبری حاصل کرنا (پیدائش باب ۲۷ کل)

مسماۃ تمر کا اپنے سسر یہوداہ سے زنا کروانا (پیدائش ۳۸/۱۲-۲۴)

خدا کا موسےٰ کو فریب سکھلانا (خروج ۱۱/۲)

سلیمان نبی غزل الغزلات میں کہتا ہے "اے میرے بوا میری زوجہ تو نے میرا دل غارت کیا۔ اے میری بہن زوجہ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ باب ۴/۹-۱۰ اس کے ساتھ ہی دیکھو (یشعیاہ [illegible] و [illegible] وافرینیوں [illegible] و [illegible])

اب اخیر میں بائبل کے خدا کا ایک اخلاقی حکم بھی درج کرتا ہوں اور اسکا آپ ہی کو منصف بناتا ہوں۔

کتاب استثنا میں موسےٰ کو خدا حکم دیتا ہے "اور جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے۔ اور خداوند تیرا خدا اُنکو تیرے ہاتھوں میں گرفتار کرے۔ اور تو اُنہیں اسیر کر لائے۔ اور اُن اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بناوے۔ تو تو اُسے اپنے گھر میں لا۔ اُسکا سر منڈوا۔ اور ناخن کتروا۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے اور تیرے گھر میں رہے اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے۔ بعد اس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر اور اُسکا خصم بن۔ اور وہ تیری جورو بنے۔ بعد اُسکے اگر تو اُس سے خوش وقت نہ ہو تو جہاں وہ چاہے۔ اُسے جانے دے۔ (استثنا ۲۱/۱۰-۱۴) افسوس صد ہزار افسوس ایسے برہم زن اخلاق اور زناکاری کے حکم خدا کے ذمہ لگائے گئے۔!!!

۴ - پادری - یہ تعلیم ویدوں کے سر منڈھنے کا یکتا اور لاثانی فخر پنڈت دیانند جی بانی مبانی آریہ سماج نے ہی حاصل کیا ہے۔

آریہ - ایسا ہرگز نہیں - بلکہ سوامی جی کا تو اعتقاد یہی ہے - جیسا کہ انہوں نے خود وید بھاش کے ایک ایس لکھا ہے "یہ سب کو دت ہو کر جو باتیں ویدوں کی اور اُنکے انکول ہیں - اُن کو میں مانتا ہوں - ور ودھ باتوں کو نہیں۔ اس سے جو جو میرے بنائے ستیارتھ پرکاش وا سنسکار ودھی آدی گرنتھوں میں گریہ سوتر و منو سمرتی آدی پستکوں کے وچن بہت سے لکھے ہیں۔ وے اُن اُن گرنتھوں کے متوں کو جتانے کے لئے لکھے ہیں۔ اُن میں سے وید ارتھ کے انوکول کا ساکھشی وت پرمان اور ورودھ کا اپرمان مانتا ہوں۔ جو جو بات وید ارتھ سے نکلتی ہے۔ اُن سب کو پرمان کرتا ہوں کیونکہ وید ایشور واکیہ (کلام الٰہی) ہونے سے سرو تھا مجھکو مانیہ ہے" ایسا ہی (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۷۸ - نمبر ۲)

جناب پادری صاحب ہم نے آپ کو صرف مسئلہ بواہ پنر بواہ یا نیوگ کا جیسا کہ ویدوں اور خاوندکر اس سکت میں ہے۔ وہ بتلا دیا۔ اور جیسا سوامی جی مہاراج نے لکھا ہے اُسی طرح آریہ سماج کا بھی اصول ہے "وید ودیاؤں کا پستک ہے۔ وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا سب آریوں کا پرم دھرم ہے"۔ آریہ سماج سوامی جی کو رسول یا نبی یا اوتار یا ابن اللہ نہیں مانتا۔ بلکہ ست دھرم پرچارک اور ریجس ریفارمر مانتا ہے۔ ویدوں کے انکول انکی باتوں کو جو تمام معقول ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔

۵ - پادری - گویا اس جگہ وہ جان بوجھ کر جھوٹھ بولتے ہیں میں پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پنڈت دیانند کو معلوم تھا۔ کہ بات کرنے والا الہم ہے۔ پس یہ جھوٹھ کسقدر خوفناک ہے۔ کہ جسکے وہ مجرم ٹھہرتے ہیں نہایت خوفناک ہے۔ اسلئے کہ وہ صاف طور پر ایک ایسی کتاب کے برخلاف جھوٹھ بولتے ہیں۔ کہ جسے وہ الہامی مانتے ہیں۔ اور جس کے الہامی ہونے کی وہ منادی کرتے ہیں۔

آریہ - سوامی جی نے جو کچھ لکھا۔ اُنہوں نے اپنے آتما میں رشید کی رائے اور علمیت کے مطابق راست سمجھکر لکھا جیسا کہ اُنہوں نے ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ میں بھی بیان کر دیا۔ اُن کی آزادی - دلیری - مستقل مزاجی اور صداقت پسندی کی شہادتیں ہزاروں موجود ہیں۔ مگر ہم اُنکو

بتلاتے ہیں۔ کہ آپکے خداوند مسیح صاحب پر یہ سارے الفاظ عائد ہوتے ہیں۔ نہ کہ سوامی جی پر۔

پہلا جھوٹھ۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے واسطے بسیرے ہیں۔ پر ابن آدم کے لئے جگہ نہیں" (متی ۸/۲۰) اسکا بطلان یوحنا ۱/۴۹ سے ہوتا ہے۔

دوسرا جھوٹھ۔ متی ۱۲/۴۰ تین رات تین دن رہنے کا اقبال ہے مرقس ۱۵/۴۲ بروز جمعہ شام کے وقت دفن ہوئے۔ متی ۲۸/۱ اتوار۔ علی الصبح قبر سے لاش غائب ہوئی۔ اس حساب سے دو رات اور ایک دن قبر میں رہے۔

تیسرا جھوٹھ۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن میں سے جو یہاں کھڑے ہیں۔ بعضے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتا دیکھ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے متی ۱۶/۲۸۔

چوتھا جھوٹھ۔ لوقا ۲۳/۴۳ میں اُسی روز بہشت میں جانیکا وعدہ ہے۔ مگر خط اول پطرس ۳/۱۹ کے حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ بہشت میں نہیں گیا۔ بلکہ دوزخ میں گیا۔ جیسا کہ کتاب حل الاشکال ۱۸۷۳ء صفحہ ۱۰۹ سطر ۱۲ میں پادری فانڈر صاحب نے بھی اسکا اقبال کیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح اُسوقت سے تین رات اور تین روز دوزخ میں رہا۔ اور اعمال ۱/۳ سے ظاہر ہے کہ وہ چالیس روز تک زمین پر رہا۔ پس ۴۳ روز تک مسیح کو بہشت نصیب نہیں اور نہ اس چور کو۔ یہ بائیبل کے خدا کا ایک بڑا جھوٹھ ہے۔ مسیح کا پانچواں جھوٹھ بھی ہم لکھ دیتے۔ مگر چونکہ انجیلیں چار ہیں اسواسطے ہم بھی چار ہی پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر آپ اور دیکھنا چاہیں تو ہمارے بنائے ہوئے کرسچین مت درپن صفحہ ۴۲ بابل دیکھ لیں۔ سوامی جی نے اپنی الہامی کتاب کی نسبت کوئی جھوٹھ نہیں بولا۔ مگر مسیح رسول اور الہامی نے ضرور بولا۔ غور سے دیکھو متی ۱/۲۲ و ۱۵/۲۴ و ۹/۲۷۔

۱۲۔ پادری۔ پنڈت دیانند اپنے زمانہ میں ویدوں کے نہایت ہی خوفناک دشمن تھے۔

آریہ۔ جب آپ کے اعتراض باطل ہو گئے اور ہم اُن کی تردید کر چکے تو پنڈت دیانند جی اپنے زمانہ کے نہایت ہی خوفناک دشمن نہ رہے بلکہ سب سے زیادہ وید دھرم پرچارک اور وید ارتھ پرکاشک ست مت کے حامی ثابت ہو گئے۔ یہ صرف ہماری ہی رائے نہیں۔ بلکہ آپکے پادری الف ایل نیلڈ صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

"سوامی دیانند سرسوتی کے پھرنے اور گفتگو کرنے سے یہ ہوا کہ انہوں نے ویدی عابدوں کو جو کہ مکار ہیں اور گیان کو سچے دل سے تحقیق نہیں کرتے ہیں۔ شرمندہ کیا۔ اور ہزارہا سال سے جو پراچین دھرم بطور معدوم کے ہو گیا تھا۔ اسکو روشنی میں لا کر ہندوستان کے حوالہ کیا (دیکھو اُن کی سالانہ رپورٹ) اسی طرح ایک اور لارڈ بپن صاحب فرماتے ہیں پانچ برس سے ایک شخص جسکی علمیت و فضیلت میں ذرا جائے کلام نہیں۔ اس دیش میں ظاہر ہوا ہے وہ شہر بہ شہر پھرتا اور ویدوں کے احکامات کا اپدیش کرتا ہے جنمیں ایک پرمیشور کی اوپاسنا کی ہدایت ہے۔ اور اوروں کی ممانعت اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس نے ثابت کر دیا کہ رسم ستی اور بت پرستی و دیگر رسوم قبیحہ جو پرانوں میں درج اور خود غرض پجاریوں کی ایجاد۔

وید کے منشا کے بالکل خلاف ہیں" (اخبار پائنیر الہ آباد ۲۰ دسمبر ۱۸۷۹ء) مفصل دیکھو نسخہ خبط احمدیہ صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰)

۸ - ۹ و ۱۱ - پادری۔ تیرھویں منتر میں یم منادی ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ اویم اور چودھویں میں یمی بھی منادی ہے یعنی ادیتی۔ یہ ہر دو آخری منتر میں تشریح سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سوائے منادی کے یہاں اور کچھ نہیں بن سکتا۔ پس یہ بات چیت کرنے والوں کے صاف نام ہیں اب اگر اسکے بعد کوئی کبھی یم اور یمی کے رشتہ دار ہونے کی نسبت شک کرے۔ اور جھگڑنے لگے تو اُس کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے۔

آریہ۔ ہم نے نہایت واضح دلائل سے اور صحیح پرمانوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یم نیم کرنے والے پرش کے اور یمی نیم کرنے والی استری کے معنے ہیں۔ اور دن اور رات یا دن اور آدیتا کا ان تمام منتروں میں النکار یعنی استعارہ ہے کوئی قصہ کہانی نہیں یہاں پرماتما نے بظاہر قدرت سے اپدیش دیا ہے۔ فارسی زبان میں ایک محاورہ ہے۔ در ترا میگویم دیوار تو گوش کن۔ اور ایسے ہی ایک اور محاورہ ہے۔ خاک گفت احسن مالک گفت زہ قضا گفت گیر و قدر گفت بہ۔ اور ایسا ہی بائیبل میں بھی محاورہ ہے۔ آسمان خوشی کرے اور زمین شادیانہ بجاوے۔ قوموں کے درمیان کہو کہ خداوند سلطنت کرتا ہے سمندر اس سمیت جو اسمیں بھرا ہے شور مچاوے۔ میدان بھی اُن سب سمیت جو اسمیں ہیں باغ باغ ہو جاوے۔ تب بن کے سارے درخت خداوند کے حضور گائینگے ۱۔ تواریخ ۱۶/۳۱-۳۳ اور (زبور ۱۹/۵) اے پھاٹکو اپنے سر اونچے کرو۔ اور اے ابدی دروازو اونچے ہو۔ اسی طرح زبور ۲۴/۷-۱۰ و ۹۸/۸ و ۱۱۴/۳-۸ و ۱۴۸/۳-۱۰ اور یشعیاہ ۴۴/۲۳ و یرمیاہ ۲/۱۲ میں دیکھو بہت سی بے جان چیزیں منادی بنائی گئی ہیں جو سمجھانیکا ایک طریقہ ہے۔ جس سے مطلب صرف نصیحت یا اچھے کام کی ترغیب یا بدی سے نفرت کروانا ہے۔ یہی حال یم اور یمی کے مضمون یا دن اور رات کے مضمون سے ہے اور یہی مطلب دیو۔ اسر سنگرام۔ یا سورج اور بادل کے جنگ سے ہے۔ پس ہم کو بقول آپکے کہنا پڑا۔ کہ اگر اسکے بعد بھی کوئی اس استعارہ اور محاورہ کو نہ سمجھ کر یم اور یمی کو بھائی بہن یا حقیقی رشتہ دار سمجھے یا وید میں درحقیقت کہانی سمجھے اور آریوں سے جھگڑنے لگے تو اُس کے پرلے درجہ کے بیوقوف ہونے میں کیا شک ہے؟ ہرگز نہیں۔

لاہوری پیغمبر مسٹر شیو نرائن کی نقلی غلطیاں

اور اُن کی علمیت کا نمونہ

۱۰ - ۱۱ — بارھویں منتر میں یم اُس سے ہمبستری کا تعلق پیدا کرنے سے انکار کرتا ہے کیونکہ جو شخص ہمبستری کی نیت سے اپنی بہن (سواسرم) کے پاس جاتا ہے۔ اُسے نجحت ने कि त پاپی کہتے ہیں۔ اور اس منتر کے اخیر میں وہ کہتا ہے۔ اے خوبصورت تیرا بھائی اس کام کے لائق نہیں۔ (نا تے بھراتا سبھگا وشٹے تت

नातेभ्रा तासभ्रा याकयेतत्

آریہ - یا بالکل غلط ہے اور آپکی علمیت کی شہادت کیونکہ اس منتر میں نہ تو نیچہت شد ہے - اور نہ نیچہت کا ارتھ پاپی ہے - اور نہ ایسی سنسکرت وید میں موجود ہے - اس منتر میں لفظ (پاپم) جدا موجود ہے جسکا ترجمہ پاپی ہے - ہم آپ کی سنسکرت فہمی کی مہارت سمجھ گئے - اپنے (چونکہ خود نہیں پڑھ سکتے یا نہیں سمجھ سکتے) لفظ نکھات नि गं का त کو نیچہت سمجھا - جسکا ترجمہ سنجوگ کرنا ہے - اور اپنے خیال سے اُسکا ارتھ پاپی بنالیا - باقی کا سنسکرت کا ٹکڑا بھی آپنے بالکل اشدھ لکھا - وہ اصل میں یوں ہے -

न ते भ्राता सभगे व ष्टो न त

نہ تے بھراتا سو بھگے وشٹ نے تت) اسکا ترجمہ بھی آپنے بالکل اشدھ کیا - کیا اسی لیاقت پر فاضل اجل سوامی دیانند جی سے ہم پلہ ہونیکا ارادہ کرتے ہیں - اور اسی لیاقت پر وید منتروں کا ارتھ کرنے لگے تھے -

صفحہ ، سطر ۱۲ میں آپ نے شت پتھ کو شت پت لکھا - کیوں نہ ہو آپ نام خدا سنسکرت کی لیاقت کیطرح اگنی ہوتری بھی ہیں - اصل بات یہ ہے کہ آپ حق و ناحق آریہ سماج کی مخالفت کے دوست اور آریہ سماج کے دوست کے ذاتی دشمن ہیں - پادری صاحب نے اپنے ٹریکٹ کا نام رکھا نیوگ کھنڈن اور آپنے وہ بالا یا زیادہ اپنی نقل کا نام پنڈت دیانند کا جھوٹھ اور اُنکی گندا آلودہ تعلیم رکھا - اور ترجمہ میں بھی جہاں مصالحہ کم تھا - وہاں اور نون مرچ اپنے مطبخ سے چھڑکدیا - سعدی نے سچ کہا ہے - ؂

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

— ۱۰ — آئندہ ایک جون کے رشتہ دار ابھی آپسمیں وہ برتاؤ کیا کرینگے کہ جو انمیں اس قسم کی رشتہ داری کے شایاں نہیں ہے (بحوالہ منتر ۱)

آریہ - اس منتر میں ایسا ہرگز نہیں ہے - آپ کو سنسکرت نہ جاننے کے سبب اور پادری صاحب کو سائن آچاریہ کے ترجمہ سے دھوکہ ہوا - وہاں صاف یہ الفاظ پڑے ہوئے ہیں -

उपबर्हिहि वृषभाय बाहु मन्य मिच्छ स्व सुभ
गे पतिं मत्

جہاں ایسا ہی اسکا ترجمہ نروکت کار نے بھی کیا ہے - جو ہم نے منتروں کے ترجمہ میں درج کردیا - پس اس منتر میں نیوگ یا تیسرا بیاہ کا اپدیش ہے جو نیت کمائی کا دھرم ہے آپ کے بیہودہ خیال کا اس سے کچھ تعلق نہیں -

اب ہم سائن آچاریہ کی اظہر من الشمس غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں

اگرچہ خود پوربین فضلا کا بھی خیال ہے - کہ سائن نے کہیں کہیں غلطی کی ہے - جیسا کہ تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۶۸ سے ۱۷۵ تک مشرح درج ہیں اگر اس سکت میں خاص خاص موٹی غلطیاں اُن سے واقعہ ہوئی ہیں -

منتر ۱ - اس کے آغاز میں - آسا چاریہ نے ایک طبعزاد کہانی یم اور یمی کی داخل کی جو اسکی جان بوجھ کر مغالطہ دہی ہے - اور پورانوں کے ردی قصوں کا نتیجہ ورنہ منتر یا سکت سے اُسکا کوئی سمبندھ نہیں -

منتر ۲ - میں اُس نے اپنی طبعزاد کہانی کے سدھ کرنے کے واسطے سکشا کا ارتھ بالکل غلط کیا ہے - یعنی (समा नयो निल्व लह रा) مگر اسکا یہ ارتھ نہیں ہے اُسکا ارتھ سمان لکھشن یا اچھے لکھشن والی کا ہے اور विषुरूपा کا ارتھ بھگنی کیا ہے - حالانکہ اسکا ارتھ خوبصورت ہے -

منتر ۳ - میں جب سائن سے کچھ ارتھ نہیں بن سکا - تو کیول کلپت ایک جھوٹھی کہانی برہما کا بیٹی اور بہن سے بیبچار کی کتھا بلا ثبوت گھڑکر دھردی جسکا وید منتر سے کوئی اور کسی طرح کا تعلق نہیں -

منتر ۴ - میں بھی سائن نے بلا سبب بلاوجہ اور بلا ثبوت پرجاپتی کی کہانی جوڑ دی - تاکہ وہ کسی طرح اپنا نا معقول ارتھ کرسکے - اور یم اور یمی کی کہانی کی بنیاد رکھی اور ایسی ہی فضول کوشش منتر ۵ میں بھی کی -

منتر ۶ - میں دیجیا दीव्या ارتھ ترک کیا ہے جو بالکل غلط ہے اور کہیں بھی اُسکا پرمان نہیں ملتا - مگر اُسکو تو اپنا قصہ بنانے سے مطلب تھا نہ کہ وید ارتھ سے دیجیا کا ارتھ ترنگ ہے - دیکھو (امادی کوش ۴-۲-۷۲) اور اسی طرح امر کوش (کانڈ ا ورگ ۱۰ اشلوک ۵)

ہم کو بڑا افسوس ہے کہ یاسک منی نے تو اپنے نروکت میں اس سکت کے تین منتر نمبر ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ کی تفسیر کردی - جیسا کہ ہم ترجمہ میں درج بھی کرچکے - چونکہ وہ سائنا چاریہ کی بام مارگ والی طبیعت کے سخت مخالف تھے - اسواسطے اُن کو بالکل درج نہیں کیا - اور نہ اُن کا حوالہ دیا جس سے صاف ظاہر ہے - کہ وہ وید مقدس کا طبعزاد کیول کلپت ۱۸ پرانوں کی کہانیوں کے ماتحت ارتھ کرنا چاہتے تھے - ورنہ بمثل سوامی جی مہاراج کے ایسے ضروری موقعوں پر نروکت کا ضرور پرمان پیش کرتے - مگر اُنہوں نے نہیں کیا - پس اُنکی نیت اور انکا انصاف اور سچائی سب لوگ اچھی طرح جان سکتے ہیں -

پادری صاحب کی علمی غلطیاں

— ۱ — ۲ — پادری - وہ یہ الوگ سکشا دیتا ہے کہ نس سنتان پرُش کی ستری اپنے پتی کے جیتے جی دوسرے واہمت پرش کے سنگ بھوگ کرے -

آریہ - یہ آپ کی بڑی بھاری غلطی ہے - سوامی جی نے ایسا نہیں لکھا - بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ جبکی ستری یا پرش مرجاتا ہے - انہیں کا نیوگ ہوتا ہے - کمار کماری کا نہیں" (صفحہ ۱۱۴) مطلب یہ کہ نیوگ رانڈ ستری اور رنڈوے مرد کا ہو سکتا ہے - ستری والے پرُش اور پرُش والی ستری کا نہیں - اور وہ بیاہ کیطرح نیم پوربک ہوتا ہے نہ کہ بائیبل کے حکموں کی طرح صرف خلوت -

— ۳ — پادری — اپنی بیج यमज بھگنی یمی سے نس بھاشن کرتا ہے - مگر دیانند سمجھ بوجھ کر متھیا بولتا اور باپ کا بھاگی بتاتا ہے -

آریہ - یہ لفظ اپنے صفحہ ۲ میں تین مرتبہ اور کل میں ۴ مرتبہ لکھا ہے - پر بیج لفظ کے معنی بھگنی نہیں ہے - بلکہ بیٹی کے ہیں - آپ کی علمی لیاقت اسی سے ظاہر ہے - بیج کا ارتھ اس پرکار ہوتا ہے

यमा ज्ज्ञायत्तरु तिय म ज्ञ

اسی طرح ज ज ल ज یمی حل سے اوپن ہو گیا لا کل ہے۔ اور وید کے منتروں میں لفظ نہیں ہے۔ افسوس باین لیاقت سوامی جی پر اعتراض۔ اب بتلایئے متھیا ئلے کا پاپ کس کو ہے۔ اور اسکا بھاگی کون بنا۔ سوامی جی یا آپ۔

— ۴ — **پادری**۔ نروکت ۱۰-۱۲-۱۳ میں پد ۱۴ کا یہ درش کرتا ہے۔

यमा यमेचकमे ताम प्रत्याचचक्ष

ارتھات یمی نے یم کے سنگ بھوگ کرنا چاہا۔ اُسنے سویکار کیا۔ یہ تباکتات ہیئے اسمیں نربل پتی کا کہاں ورن ہے۔

آریہ۔ اس سے بھی آپ کی لیاقت ظاہر ہے۔ کسی لالچی پوپ جی سے ایسا ارتھ کرا لیا ہوگا۔ مگر یہ ارتھ اسکا ہرگز نہیں ہے۔ سُنئے اِسکا اصل ارتھ یہ ہے۔ راتری یا اوشا نے دن کی اچھیا کی۔ دن نے سیح کیا۔ مگر یہاں نربل تو نہیں دربل لفظ موجود ہے۔ دیکھو منتر ۱۳ لیکن ہاں۔ وہ مضمون منتر ۱۰ تک ختم ہو گیا۔ ان منتروں میں دوسرا مضمون ہے۔ جس سے کوئی کسی کا اعتراض عائد نہیں ہو سکتا۔ البتہ آپ کی لیاقت خوب ظاہر ہو رہی ہے۔

— ۵ — **پادری** — دوسرے پد میں یم یمی کو اپنی سلکھشنا کہتا ہے ارتھات کنبھنی۔

آریہ۔ ۱ سے ۵ تک یم یمی کا لفظ نہیں ہے۔ اور نہ سلکھشنا کا ارتھ رشتہ دار یا بہن ہے۔ اپنے سائین کے بھاش کو بھی نہیں سمجھا۔ یہ آپ کی علمی غلطی ہے۔

— ۵ — **پادری**۔ چوتھے پد میں یوں لکھا ہے۔ گندھرب اور اپتیہ اتیتی اُن سے ہم دونوں کی اُتپتی ہوئی ہے۔ اس کارن ہم یم یمی ارتھات سگوتر ہیں۔

آریہ۔ اسکا ایسا ارتھ نہیں ہے۔ اصل ارتھ ہم نے لکھدیا ہے اور اُس کے غلط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ اگر یہ ارتھ ہو تو وہ دیوتوں کی اولاد نہ رہے۔ بلکہ گندھرب کی ہو گئی۔ جو بالکل باطل ہے۔ حالانکہ یہ ارتھ آپکے اور سائین دونوں کے مخالف ہی نہیں۔ بلکہ ناواقفی کا ثبوت ہے۔ وید کے اس منتر میں ایسا شبد نہیں ہے۔

— ۶ — **پادری**۔ دسویں پد میں یم اُتر دیتا ہے۔ यन्न जामय: یمی ابھی سے سگوتر لوگ وہ کرم کرینگے جو گوتر دھرم کا الٹ ہے۔

آریہ۔ ناظرین ہم نے آج تک यन्न کا ارتھ ابھی سے کہیں سنا اور نہ کسی پستک میں پڑھا۔ بلکہ اسکا ارتھ صاف ہے۔ جہاں جس جگہ اور جب۔ پس ارتھ ہوا۔ کہ جب اور جہاں کل بدھو۔ بُرے کاموں کیطرف جھکنے لگیں۔ تب نیوگ کرنا چاہئے۔ پس اس سے پادری صاحب کی لیاقت صاف ظاہر ہو گئی۔ وہ خواہ مخواہ شہیدوں میں داخل ہو کر مجنوں سواروں میں شریک ہونے کے خواہشمند ہیں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ اُن کے اعتراض پایہ صداقت سے بالکل گرے ہوئے ہیں۔ وہ تعصب کے سبب حق سے مخالفت کرتے ہیں۔ نہ کہ صداقت سے۔

— ۷ — **پادری**۔ دیانند کا یوگ ششِ گورودت اپنے سوامی جی کے ستُتی میں کہتا ہے۔ کہ وہ اپنے سمے کا ایک ہی پنڈت ہے۔ ورنہ میں اسکو کبھی ماننے پر تیار ہوں۔ ارتھات اس کارن سے کہ دیانند نے وید کا متھیا انوواد کر کے اسپر ایسے اتیشٹ انوچیت شکشا کا دوش لگایا ہے۔ وہی دیانند اپنے سمے میں وید کا سب سے مہان شترو ٹھہرا ہے۔

آریہ۔ ناظرین! مرحوم فاضل پنڈت گورودت ایم اے جنکی سنسکرت کی لیاقت اور ویددانی کے مخالف و موافق قائل ہیں۔ جنکی ویدک میگزین اور اُپنشد بھاشیہ اُن کی تحقیقات حقہ و فضیلت کے شاہد ہیں۔ وہ تو سوامی جی کو اپنے سمے کا ایک ہی ویدک پنڈت مانتے ہیں۔ اور اسی طرح مشہور و معروف سنسکرت دان پنڈت بھاکر دت آچاریہ و پنڈت جوالا پرشاد جی شاستری و پنڈت آریہ منی جی وغیرہ صدہا پنڈت اور نامی گرامی فاضل تو سوامی جی کو اودتی فاضل اور وید دھرم کا حامی مانتے ہیں۔ مگر پادری لی ٹھ ولیمس صاحب جن کو معمولی لکھنا پڑھنے کے سوائے سنسکرت کی ذرا بھی لیاقت نہیں وہ سوامی جی کو ویدوں کا مہا شترو ٹھہراتے ہیں۔ کیوں نہ ہو پادری صاحبان کو اصل میں سوامی جی کے وجود سراپا جود سے بہت نقصان پہنچا۔ اُن کے حیلے سومنڈسے کم ہو گئے۔ ہزاروں آدمی دین عیسوی سے ہاتھ دھو پرائشچت کرا آریہ دھرم میں شامل ہو گئے۔ آریہ سماج کے چھوٹے چھوٹے ہونہار ودیارتھی پادریوں کو ہنگام مباحثہ میلوں گزرگاہوں بازاروں میں سخت لاجواب کر دیتے ہیں۔ اُن کو ہر طرح اور سب طرف مایوسی کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔ اب لاچاری سے سراسیمہ ہو کر عوض اسکے کہ عیسوی دین کا ثبوت دیں۔ یا معقدہ لاینحل تثلیث کی گرہ کھولیں۔ یا بائبل کو الہامی ثابت کریں۔ یا اُسکی تعلیم کی خوبی جتلا دیں۔ یا اُس کے بیسیوں کی بدچلنی کا جواب دیں۔ اُلٹے لوگوں کو مشتعل کر کے بھرمانا چاہتے ہیں کہ سوامی جی وید کے دشمن تھے نہیں بلکہ مہا شترو قربان ایسی سمجھ کے۔ سوامی جی وید کے دشمن بلکہ مہا دشمن اور پادری صاحبان وید کے دوست اور حامی۔ جزاک اللہ اگر سوامی جی دشمن ہیں۔ اگر دیانند ویدوں کے شترو ہیں۔ تو ایسا شترو مہا شترو مبارک ہزار بار مبارک ہو جس نے ہم کو پادری صاحبان کے جال سے چھوڑایا۔ جس نے پوپوں کے پھندے سے بچایا۔ جس نے دام مارگ دھرم کے اندھکار کو مٹایا۔ جس نے بُت پرستی مخلوق پرستی تثلیث پرستی اور قبر پرستی کی خرابی کو سمجھایا۔ اور گمراہان تلاطم جہالت کو راہ راست دکھایا۔ اور صداقت اور حقانیت کے چشمہ پر پہنچایا۔ نہیں نہیں معرفت الٰہی کا جام پلایا۔ اور آئندہ کے واسطے صراط المستقیم بتلایا۔ وہ ہمارا شترو اور پادری صاحبان دوست۔ بھائیو باڑ کھیتی کو کھاتی ہے۔ مگر گری اور گدھے بچاتے ہیں۔ نازم باین دانش۔

پادری صاحبان! ہم آپ کے حیلے حوالوں بلکہ سب چالوں سے من وعن واقف ہو گئے۔ اب ہم آپ کے جال میں نہیں پھنس سکتے ہیں۔ کیونکہ

شدال مرغ کو سفنہ زیں نہاد
رماند لساطِ نو آئیں نہاد

اب آپ اُس لومڑی کی طرح جو نارسائی سے انگوروں کو ترش کہہ کر ہاتھ ملتی ہے۔ افسوس کرتے رہئے۔ بقول شخصے۔

کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت

اب اخیر میں ہم بائبل کے رو سے بتلاتے ہیں۔ کہ نیوگ موسائیوں اور عیسائیوں کے ہاں بھی جائز ہے۔

بھائی کے لئے نسل جاری کرنے کی شرع

حکم نیوگ - اگر کئی بھائی ایک جا بستے ہوں - اور ایک اُن سے بے اولاد مرجائے - تو اُس مرحوم کی جورو کا بیاہ کسی اجنبی سے نہ کیا جائے - بلکہ اُس کے شوہر کا بھائی اُس سے خلوت کرے - اور اُسے اپنی جورو کرلے - اور بھاوج کا حق اُسے ادا کرے - اور یوں ہوگا کہ اُسکا پلوٹھا جو اُس سے پیدا ہو - تو اُس کے مرحوم بھائی کے نام پر قایم ہوگا - تاکہ اُسکا نام اسرائیل میں سے مٹ نہ جائے (توریت ۲۵/۵-۶ استثناء)

نیوگ نہ کرنے پر سزا - اور اگر وہ اپنے بھائی کی جورو نہ لینا چاہے - تو اُس مرحوم بھائی کی جورو دروازہ (پولیس اسٹیشن) پر بزرگوں کے پاس جائے اور کہے کہ میرے شوہر کے بھائی نے اسرائیل میں اپنے بھائی کا نام بحال رکھنے سے انکار کیا - اور بھاوج کا حق ادا کرنا قبول نہیں کیا تب اُس کے شوہر کے بزرگ اُس مرد کو طلب کریں - اور اُس سے گفتگو کریں - سو اگر وہ اس بات پر قائم رہے اور کہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اُسے لوں - تو اُس کے بھائی کی جورو بزرگوں کے سامنے اُس کے نزدیک آوے اور اُسکے پاؤں سے جوتی نکالے اور اُس کے مُنہ پر تھوک دے - اور جواب دے اور کہے کہ اُس شخص سے کے ساتھ جو اپنے بھائی کا گھر نہ بنا دے - یہی کیا جاویگا - اور اسرائیل میں اُسکا نام یہ رکھا جاوے - کہ یہ اُس شخص کا گھر ہے - جس کا جوتا نکالا گیا - (استثناء ۲۵/۷-۱۰)

اور پھر روت کی کتاب میں مسمات روت کا قصہ پڑھو - اور راخل اور لیاہ وغیرہ عورتوں کے حالات مطالعہ کرو - جنہوں نے بموجب حکم توریت کے نیوگ کیا - اپنی روت کے شکم سے بوعز کے تخم سے عوبید نام لڑکا پیدا ہوا - جسکا پوتا داؤد نبی تھا - اور اسی کے خاندان سے بقول بائیبل کے مسیح پیدا ہوا (دیکھو روت کی کتاب ۴/۱-۲۲)

پادری ٹی جی اسکاٹ صاحب نے اپنی تفسیر متی میں اناجیل کا سلسلہ ملاتے ہوئے صاف اقبال کیا ہے کہ مسیح کے بہت سے بزرگ صرف شرعی بیٹے یعنی نیوگ زادہ تھے - ہم نے کرسچین مت درپن صفحہ ۵۳ حصہ اول پر متفصل درج کیا ہے - پادری صاحب غور سے پڑھیں -

صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج

یعنے

متعصب پادریوں کی نافہمی کا قرار واقعی علاج

لکچر نمبر ۱ کا جواب

بُت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

ہم پنڈت صاحب اور رسالہ کا نام ٹائٹل پیج پر دیکھ کر سمجھے تھے کہ شاید پانڈتیہ کے ساتھ آریہ سماج کے اصول اور تعلیم پر بحث کیگئی ہوگی اور ہر موقعہ پر معقولیت مدنظر رہی ہوگی - مگر افسوس ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم - پنڈت صاحب تو شمشیر و تیر ہی نکلے یا مدتیہ آپ کے مقابل کس طرح ٹھہرتا ہاں اشاعت آتی تو آپ کی طرف مُنہ پھیرتا - اگر آپ عیسائی اور سچے عیسائی ہیں - تو کیا پیارے پنڈت جی (نام کے) آپ کو اِن مضامین اہم کی بابت قلم اُٹھانے سے پہلے انجیل کو ہاتھ میں لیکر یہ تو سوچنا چاہیے تھا کہ آپکے خداوند یسوع مسیح نے یوں فرمایا ہے - "عیب نہ لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جاوے - کیونکہ جسطرح تم عیب لگاتے ہو - اُسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جاویگا - اور جس ناپ سے تم ناپتے ہو - اُسی ناپ سے تمہارے لئے ناپا جاویگا - اور اُس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے تو کیوں دیکھتا ہے - جب کہ اُس شہتیر کو جو تیری آنکھ میں ہے تو نہیں دیکھتا - اور پھر تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے - کہ رہ جا - اس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکالوں - اور دیکھ تیری ہی آنکھ میں ایک شہتیر ہے - اے مکار پہلے اپنی ہی آنکھ سے اس شہتیر کو باہر کر تب اپنے بھائی کی آنکھ سے تنکا نکال سکیگا -" (دیکھو متی کی انجیل باب ۷، آیت ۱ سے ۵ تک) کیونکہ وہی اعتراض جو آپ ضبط تحریر میں لائے ہیں - آپ ہی کے عہد عتیق و جدید پر عائد ہوتے ہیں - اور جو نقص آپ ویدک مت میں دکھلانا چاہتے ہیں - وہی بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر تعلیم عیسوی میں نظر آتے ہیں - اور جب آپ بلا لحاظ احکام حضرت عیسے محض تعصب کے جوش میں اُس کتاب پر جو درحقیقت اعتراضات سے پاک ہے - اور جسکے مضامین ادق آپ کی تحریرات کو دیکھ کر گستاخی معاف ہم آپ کی حسن لیاقت کا اندازہ کرکے کہہ سکتے ہیں کہ) آپ کی عقل و فہم کی رسائی سے باہر ہیں - خواہ مخواہ اعتراض جڑنے پر آمادہ ہو گئے - تو ہم آپ کو ع بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا خیال والے لوگوں کی زمرہ میں نہ سمجھیں - تو فرمایئے سچا مسیحی کیونکر سمجھ لیں ع قدر جوہر شناسد یا بداند جوہری - آپ اس لیاقت کے ساتھ وید علاس

لہ چونکہ اصول و تعلیم آریہ سماج نمبر ایک کے مولف اعتراضات میں معترض عیسائی کا نام پنڈت کھڑک سنگھ تحریر ہے لہذا یہ انکی طرف اشارہ ہے ۱۲

پر مُنہ کھولیئے۔ ابھی تو آپ کو اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں لگی معلوم ہوتی۔ وید کی تعلیم اور سماجوں کی تلقین پر مُنہ آنا تو بڑی بات ہے۔ ابھی آپ یہ بھی نہیں جانتے ہیں۔ کہ مضمون نگاری کسے کہتے ہیں اور لکچر کس کا نام اور لکچرار کو اپنا مافی الضمیر کس طرح ظاہر کرنا چاہیئے۔ جن دلائل سے آپ نتائج نکالتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اُن پر لفظ دلیل ہرگز صادق نہیں آتا۔ ہاں۔ ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ آپ انہیں دلائل نہیں دلائل واثق سمجھئے جہاں تک ہم نے اس پمفلٹ کے ورقوں کو لوٹا پلٹا۔ وہاں تک یہی بات ظاہر ہوئی کہ ہمارے (نام کے) پنڈت جی نے محض خیالی باتوں سے اُن دلائل مستقیم کی تردید کی ہے۔ جنہیں وہ کیا بڑے بڑے لائق پنڈت بھی بے اعتباری کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے اور جنکا وثوق ہمارے بیان کا ہرگز محتاج نہیں۔

مسٹر پنڈت جی؟ لو اول ہی ہم آپ کی تحریر کی غلطی آپ ہی کے بیان یا اُن کتب کے حوالوں سے ظاہر کرتے ہیں۔ جنہیں آپ یا آپ کے بھائی مستند خیال کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی دکھلا دیتے ہیں کہ آپ کے یہ الفاظ کہ "اُنہیں میں سے بہت سے جو اپنے آپ کو آریہ نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے اس مذہب سے جو انہوں نے اختیار کیا ہے بہت ہی ناواقف ہیں۔ جو کچھ دوسرے کہتے ہیں اُسی پر وہ یقین جما بیٹھے ہیں اور وہ دونوں اپنے لئے اس معاملہ میں تحقیقات نہیں کرتے یا کر ہی نہیں سکتے۔ ان کا ویدوں کی قدامت اور پاکیزگی کے بارہ میں اور دانائی اور فلسفہ کے اس ذخیرہ کی نسبت جو اسمیں شامل ہے ایک باطل خیال ہے"۔ بہ تبدیل الفاظ تبدیل طلب (مثلاً ویدوں کی بجائے لفظ بائیبل پڑھنے اور آریہ کے بجائے عیسائی قائم کیجئے۔ بالکل آپ پر صادق آتے ہیں۔

پہلے نمبر کے صفحہ ۸ کے آخری پیراگراف میں جو آخری سطر سے شروع ہو کر صفحہ ۹ کی پہلی تین سطروں میں ختم ہوا ہے۔ آپ یوں فرماتے ہیں "مگر پیشتر اس کے کہ ہم ویدوں کی قدامت کی بابت غور کریں ہم اُن کتابوں کی فہرست پیش کرینگے۔ جنکو پنڈت دیانند نے سچا مانا ہے اور جس پر انہوں نے (سوامی جی نے) آریہ مذہب کی بنیاد ڈالی ہے۔ اسلئے ہماری بحث کی بنیاد بھی انہیں کتابوں پر ہوگی۔ اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے"۔

اس تحریر سے ہمیں یہ گیان ہوتا تھا کہ آپ ویدوں کے خلاف اپنے اس دعوے کے بموجب انہیں کتب سے جنکی فہرست آپکے ذیل پیراگراف مذکور میں درج کی ہے کچھ حوالہ لکھ کر نتیجہ نکالینگے۔ مگر افسوس جب ورق لوٹے تو صفحہ ۸ کی آخری سطر کے آخری جزو سے صفحہ ۹ کی پہلی دو سطروں میں یہ لفظ نظر پڑے "اُنکی (ثبوت قدامت وید بموجب قول آریہ) تردید میں ہم نامور اور مشہور پنڈتوں کا حوالہ دینگے۔ جو کہ دو ہزار برس سے زیادہ گذرے ہیں کہ زندہ تھے تاکہ آریہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان دلائل کو خود بخود گھڑ لیا ہے"۔

واہ جناب پنڈت صاحب واہ؟ یا بہ این شوراشوری ویا باین بے نمکی یا تو یہ لن ترانی تھی۔ کہ ہماری بحث کی بنیاد ہی انہیں (یعنی کتب مستندہ سری سوامی دیانند سرستی مہاراج) کتب پر ہوگی۔ اور جہاں کہیں ضرورت ہوگی۔ انہیں کتابوں سے حوالہ اقتباس کرینگے۔ یا ایسے گرے کہ انجام کار انہیں کے مشہور اور نامی پنڈتوں کے دامن میں منہ چھپانا پڑا۔ کیوں پنڈت صاحب ذرا خدا کے لئے سچ کہنا کہ جب آپ اپنے پہلے دعوے کے بموجب کتب مستندہ و مندرجہ فہرست صفحہ ۸ سے تردید کا مواد جمع نہ کر سکے تو آپ کا اور بیان ناظرین کی نگاہ میں کچھ وقعت پیدا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مگر آپ کیا کریں۔ مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد جب آپ صفحہ ۸ پر پہنچے ہوں گے تو صفحہ ۶ کا مضمون کبھی یاد نہ رہا ہوگا۔ اچھا اب دیکھئے آپ کون سے پنڈتوں کی سند پیش کرتے ہیں۔ جو بقول آپ کے دو ہزار برس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ صرف ایک یعنی ٹڈ کی۔

گو آپنے صفحہ ۱۱ کی سطر ۷ میں ایک برہمن مسمّی بہ کرتک تیرتھ کا راجہ شیو پرشاد صاحب کے اتہاس تمر ناشک کے بھروسہ نام لکھ دیا۔ لیکن یہ بیان کتاب محولہ بالا کے خلاف ہے۔ کیونکہ راجہ صاحب اسمیں یہ لفظ صاف صاف درج فرماتے ہیں۔ پھر ۵۶ پشت رامچندر سے ستمتر تک اجودھیا کے تخت پر بیٹھے۔ ستمتر اجودھیا کا پچھلا راجہ تھا۔ اور ٹاڈ صاحب کے ونہ کرتک تیرتھ کے لکھنے کے بموجب بکرمادیتہ کے عہد میں موجود تھا (دیکھو اتہاس تمر ناشک حصہ سوم ناگری مطبوعہ میڈیکل ہال بنارس مورخہ یکم جنوری ۱۸۸۷ء کے صفحہ ۲۲ سطر ۲۲ و ۲۳ جسمیں کرتک تیرتھ بیچارہ کا مطلق ذکر نہیں اور نہ بیان ہے کہ ٹاڈ صاحب کی یہ رائے کن دلائل پر مبنی ہے۔ اور اگر ٹاڈ صاحب کی یہ رائے ہوئی تو تعجب ہی کیا ہے۔ کیونکہ یہ بیچارہ بھی تو اُسی عیسائی گروہ کا ممبر تھا جو مسیح سے صرف ۴ ۴ برس پہلے آدم کا وجود دنیا میں مانتے ہیں اور جن کے پنڈتوں میں سے ایک نے خواہ مخواہ راجہ جی کی کتاب کا نام لیکر (مگر احتیاطاً) اور صفحہ وغیرہ کا پتہ چھپا کر) نظاہر کرتک تیرتھ کا نام اس لئے لکھ دینے کی جرأت کی۔ کہ ذرا بیان موثر ہو جائے۔ اگر اور کوئی نہیں تو بعض ناواقف ہی (کیونکہ واقف تو اصلیت جانتے ہی ہیں۔ دھوکھا کھا کر اس بیان کو صحیح سمجھ لیں واللہ چال تو اچھی چلی شائد عیسائی پنڈتوں کا ایسا ہی شعار ہوتا ہے؟

---

[1] یہ عبارت اُن کے صفحہ ۸ سطر اخیر اور صفحہ ۹ سطر ۳ تک کی ہے۔

[2] اس جگہ بھی پنڈت جی نے غلطی کی اور وہ یہ ہے کہ انہیں دس اپنشدوں کے نام بھی نہیں آتے۔ کٹھ اور کھٹولی دو اُپنشدیں نہیں ہیں ایک ہی ہے اور متوتیاشر اُس دس اُپنشدوں میں نہیں ہے۔ وہ دس اُپنشدیں یہ ہیں۔ ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن۔ منڈک۔ مانڈوک۔ تیتری۔ ایتریٰ۔ برہدارن۔ چھاندوگ۔ پس اس سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ پنڈت جی صرف نام کے پنڈت ہیں۔ ورنہ اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ کٹھ اُپنشد کون ہے اور کھٹولی اُپنشد کون۔ تمام ناظرین جانتے ہیں کہ اُپنشد کا نام کٹھ ہے اور کانڈ کی طرح اُسمیں ولی نام مشتمل ہے جس کے معنے باب وغیرہ کے ہیں پس کثرت استعمال سے کھٹولی ہو گیا۔ اصلمیں وہ دو تو نہیں بلکہ ایک ہی ہے لہذا یہ غلطی پادری صاحب کی واقعیت و علمیت دونوں کے متعلق ہے جیسے کوئی کہے کہ توریت کے کتاب میں بھی لکھا ہے۔ اور خروج بھی حالانکہ دونوں ایک ہی کا نام ہے

دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۶ سطر ۱۔ اور بھومکا صفحہ ۱۲۷۵۔

مانیں۔ اور اگر ہم یہ بھی فرض کرلیں کہ سو برس پہلے اپنی تحریر میں (صرف آپ کے قول کے موجب کیونکہ مندرجہ محولہ بالا تو کچھ اور ہی بتلاتی ہے) راجہ چندرجی کی نیتیوں کا حال ثمرکات (جو راجہ وکرمادتیہ کے زمانہ میں موجود تھا) لکھتا ہے۔ کوئی بڑا ہندوستانی محقق گزرا ہے۔ اور انہوں نے اپنے بیان کے ثبوت میں بعض کتب بدیں الفاظ کہ تواریخ قدیمہ پر جو ایک مدت سے عمل کا جواس رکھتے ہیں ہاں آپ ناظرین کی نگاہوں میں وقعت پیدا کرنے کے لئے ان کا نام بھی (نکتہ تاریخ) استدلال بھی کیا ہے تاہم آپ تاویلیں بعض کتب مستندہ کے حسب تاریخ کرتا ہے سرکھتے کو زائد از دو ہزار برس کا ثابت کرلیں اسکی تحریر کو بطور دلیل کے یا تو استدلال نہیں کرسکتے۔ کیونکہ آپ صفحہ ۹ کی سطر ۱۵ و ۱۶ میں ہرتگیا کرچکے ہیں کہ ہم نامور اور مشہور سیٹھ توں کا حوالہ دینگے۔ جو دو ہزار سال سے زیادہ گزرے ہیں کہ زندہ تھے۔

لیکن یہ امر آپ کے احاطہ امکان سے خارج ہے۔ کیا معنے۔ کہ کوئی تحریر زیادہ سے زیادہ بھی حضور کرمادت (حالانکہ یہ بھی بہت پیچھے گزرا معلوم ہوتا ہے) ثابت ہیں کرسکتے جسکے خود اسوقت (سمت ۱۹۴۲ تک) بھی دو ہزار برس سے کم ہی گزرے ہیں۔ ہاں آپ ویاس اور پاتنجلی کی تحریرات سے بھی (جنکی اصلی کیفیت آیندہ عرض کیگئی ہے۔) ایک حجت تاویلی پیش کرتے ہیں لیکن دراصل آپ کی واہمہ کی تخلیق ہے۔ اور پیش ہوتے۔ کہ آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ "ویاس جی تو بدھ جی کے اور راجہ چندرگپت کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں" اسی مہاشے تمرناشک کے خلاف ہیں جن پر آپ پہلے ہی صاد کرچکے ہیں۔ البتہ مسٹر راستی کی تحقیق کا خیال رکھکر راجہ شیو پرشاد کی اسی تصنیف کا حصہ سوم ناگری مطبوعہ یکم جنوری ۱۸۷۲ء کے صفحہ ۲۷ کا سب سے آخری نوٹ جو لفظ مہابھارت پر دیا گیا ہے۔ مطالعہ و ملاحظہ فرمائیے اسکی عبارت لفظ بلفظ یہ ہے۔ کہ "مہابھارت کی لڑائی کے وقت مگدھ کا راجہ سہدیو تھا۔ اور اس سے چھتیسواں راجا راجا شسرو ہوا۔ جس کے وقت میں ساکھ منی گوتم بدھ نے سن عیسوی سے ۵۴۳ برس پہلے نروان پایا۔ اب اگر ان چھتیسوں راجوں کے راج کا پڑتا راجہ پیچھے ۲۶ برس لیں (شاید انکل اور حدود درائی سے) تو مہابھارت کا وقت سن عیسوی سے تقریباً ۱۴۵۳ برس پہلے ٹھہرتا ہے" جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ شری ویاس جی مہاراج جو ایک طور سے مہاراج یدھشٹر کے دادا تھے۔ دیکھو مہابھارت آدی پرب ادھیا ۱۰۲ عین ہنگامہ مہابھارت کے وقت تک اس کے بعد تک رہے۔ اور اس لئے بدھ جی سے ۹۱۰ برس پہلے موجود تھے۔

بدھ کا بکرمادتیہ کے سمت سے ۵۷۵ اور مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہونا آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۵ میں تسلیم کرتے اور لکھتے ہیں کہ "اسوقت راجہ چندرگپت راج کرتا تھا" لہٰذا اسوقت سے ہم نہیں سمجھتے۔ کہ آپ کونسا زمانہ مراد لیتے ہیں۔ آیا بدھ کا زمانہ یا ویاس جی اور پاتنجلی کا (ویاس کے ساتھ پاتنجلی کا نام ہم نے اسواسطے لکھدیا ہے کہ حسب صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۲ میں پاتنجل یوگ سوتر پر ویاس بھرتی کا بھاشیہ کرنا تسلیم کرتے ہیں تو اگر پاتنجلی کو ویاس سے پہلا نہیں تو ہمعصر ضرور مانیں گے۔) اگر بدھ کا زمانہ مراد ہے تو یہ تحریر۔ صرف آپ کی مستند کتاب اتہاس تمرناشک محولہ بالا کے خلاف ہے بلکہ آپ کی واجب التعظیم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی بھی ایسی مختصر تاریخ ہند حصہ اول ترجمہ تاریخ آر ہلیم صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول بنارس مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد بسال ۱۸۸۱ء دفعہ اول کے صفحہ ۲۲ سطر ۱۲ میں آپکے خلاف اس طرح شہادت دیتی ہے کہ "چندرگپت نے گنگا کی وادی میں قبل مسیح ۳۱۶ سے ۲۹۲ تک سلطنت کی" پس چندرگپت جو بدھ کے ۳۱۶ برس بعد تخت نشین ہوا۔ بدھ کا ہمعصر نہیں ہوسکتا اور اسی طرح بموجب نوٹ مندرجہ صفحہ ۱۳۹ اتہاس تمرناشک حصہ دوم ناگری کے تخمیناً ۲۴۰ برس بعد کیونکہ اسمیں سن عیسوی سے ۳۲۷ برس قبل چندرگپت کا تخت نشین ہونا بیان کیا گیا ہے۔ پس کسی طرح چندرگپت بدھ کا ہمعصر نہیں ہوسکتا۔

اور اگر ویاس یا پاتنجلی کا زمانہ مراد سمجھا جاوے تو آپ کے الفاظ مندرجہ صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ کے جنمیں آپ ویاس جی کو بدھ اور چندرگپت کے بعد قرار دیتے ہیں۔ کیا معنے ہونگے لفظ بعد بمعنے ہمعصر تو ہم نے آج تک نہیں پڑھا۔ مگر سچ ہے بڑوں کی باتیں بڑے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ آپ کی تاویلوں کو مانیں یا تواریخ کو صحیح جانیں چونکہ آپ عیسائی ہیں غالباً ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی عزت کرتے ہونگے۔ وہ بھی مہابھارت کی تصنیف کا زمانہ جسکے مصنف مسلمہ ویاس جی ہیں۔ جنہوں نے مہابھارت ۲۴ ہزار شلوکوں میں ختم کیا ہے۔ مسیح سے ۱۲ سو برس پہلے قرار دیتے ہیں دیکھو ہنٹر صاحب کی تواریخ محولہ بالا کا صفحہ ۹ سطر ۸۔ اور اس صورت میں ویاس جی بدھ سے ۵۶۸ سال پہلے ٹھہرتے ہیں۔

مگر ذرا ٹھہریئے ہمیں ابھی آپ کے بیان کی ایک غلطی اور دکھلانی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ اپنی تاویلات الحدیہ کے صفحہ ۱۵ کے آخری پیراگراف میں یوں نتیجہ نکالتے ہیں کہ "پس معلوم ہوتا ہے ۲۶۳۲ برس گزرے ہیں کہ رگوید شروع ہوا۔ اور ۲۴۱۷ برس گزرے ہیں کہ وہ ختم ہوگیا" کاش نتیجہ نکالنے سے پہلے آپ یہ سوچ لیتے کہ بدھ کو اب تک کتنا زمانہ گزر چکا ہے آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بدھ مسیح سے ۶۳۲ برس پہلے ہوا۔ اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ برس کچھ اوپر منقضی ہوچکے ہیں۔ پس اب تک بدھ کو کل ۲۵۱۹ برس چند ماہ گزرے۔ اور چونکہ آپ کے قول کے موجب وید کے اختتام کو صرف ۲۴۱۷ برس گزرے۔ اسلئے بدھ جی جو ۱۰۲ برس قبل از اختتام وید بقول آپ کے موجود تھے۔ دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۹ سطر ۶ بحوالہ بدھ شاستر ادھیا ۲ سوترا "جو کہ ان کے وقت کی معیاد غلط ہے اور انمیں بدھ کے نشان نہیں ہیں اور خلاف عقل ہیں۔ اسلئے وید ایشور کا کلام نہیں"

۱؎ مستند لوگ بسبب تواریخ کی عدم موجودگی سے یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ لوگوں نے صرف ایک نام کے ملنے سے زمانہ قدیم کرلیا۔ حالانکہ علم تواریخ کے ماہر خوب جانتے ہیں کہ ایک ہی خاندان میں کئی ہی نام کے کئی ہی راجہ گزرے ہیں اور علی العموم آجکل دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ ایک ہی نام کے کئی آدمی زمانہ مختلف آگے پیچھے گزرے ہیں اور ہم نے یہاں تک دیکھا ہے۔ نتیجہ جاننا مشکل ہے۔ کہ بیٹے پوتے اور باپ دادا کے نام بھی کبھی کبھی صاف طور پر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پس یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کہا جائے کہ بدھ جس سے حساب شروع کیا گیا ہے۔ وہی تھا جو مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا یہ محض خیالی نتیجہ ہے۔"

یہ بات ہرگز نہیں کہتے بلکہ صاف لکھ دیتے کہ ویدوں کی تصنیف میرے زمانہ میں جاری ہے وہ ہرگز قدیم نہیں۔ چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ نہایت مذبذب اور گول بیان کیا۔ اسلئے بالضرور انہوں نے بھی آپ کی طرح دھوکا کھایا۔ یا جان بوجھ کر حق کو چھپایا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو تعجب ہی کیا ہے جب وہ خود خدا ہی بن سکتے تھے۔ تو کلام الٰہی کیونکر مانتے۔ اور اس صورت میں اگر آریہ بدھ کے اُس کلام پر کلام رکھتے ہیں۔ تو غلطی نہیں کرتے۔ آپنے جو اسی صفحہ ۹ کی سطر ۸ و ۹ میں یہ لکھ کر کہ بدھ جی جو کہ قدیم پنڈتوں میں سے ایک نہایت ہی مشہور اور معروف گذرے ہیں۔ بدھ شاستر میں فرماتے ہیں کہ ویدوں کے وقت کی میعاد غلط ہے اور انہیں پرمیشور کے بنائے نہیں اور خلاف عقل ہیں اسلئے وید پرمیشور کا کلام نہیں ہو سکتے" اسپر رائے دی ہے کہ آریہ اسکا جواب دیتے ہیں کہ بدھ جی ویدمت کے دشمن تھے۔ لیکن یہ کسی طرح سے نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ جو کچھ انہوں نے کہا جھوٹھ ہی کہا۔ اس لئے یہ کوئی جواب نہیں ہے پادری صاحب اگر آپنے خواہ مخواہ تعصب سے راستی پر نکتہ چینی کرنیکا بیڑا اٹھایا ہے۔ تو ہمارا اسمیں ذرا انکار نہیں۔ ؟ ہاں ہم بدھ کے مقابلہ میں مسٹر چارلس بریڈلا ممبر پارلیمنٹ انگلستان کی تصانیف پڑھنے کی تمام مسیحی بھائیوں کو سفارش کرتے ہیں جنمیں اُس نے بائیبل کی تمام تعلیم کی وہ دھول اڑائی ہے۔ کہ گرد باد کو گرد کر دیا۔ اور علاوہ بریں برخلاف بدھ کے بائیبل کی سرحد اصل آیات اور حوالے بھی درج کر کے معقولیت سے الہام کی کیا عمدہ قلعی کھولی ہے اور پادری صاحب کے اعتراض پر ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اول تو بدھ جی نے کوئی دلیل نہیں دی۔ دوم وہ ایشور کو مانتے نہیں تھے۔ تیسرے پرمیشور کے بھگتوں کی موجودگی میں وہ خواہ مخواہ حق سے رو گردانی کرتے ہیں۔ دیکھو وید بھاشیہ بھومکا صفحہ (۶۵ سے ۹۲ تک اور ۱۴۸ سے ۱۴۹ تک) اور تکذیب براہین احمدیہ[51] صفحہ ۴۴ سے ۴۸ تک اور اسی طرح ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۱۵ سے ۴۳۱ تک۔ پس بدھ جی نے ضرور جھوٹھ کہا اور آپ کا مذہب جو بدھ مت کی خوشہ چینی سے نکلا ہے۔ آپ نے اُس کی پیروی کر کے خواہ مخواہ جھوٹھ کی تائید کی۔

گو ہم آپ ہی کی مانی ہوئی اور ماننے لائق تاریخ سے ویاس جی کا قبل بدھ ہونا ثابت کر چکے۔ تاہم ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اب اسکا زمانہ ہم اپنی تحقیقات کے بموجب ظاہر کریں مسلم ہے کہ مہابھارت کا مصنف شری مہاراج یدھشٹر کا ایک ہمعصر تھا (دیکھو مہابھارت آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) اور یدھشٹر کا ہمعصر نوح ہونا آئینہ تاریخ نما مطبوعہ حصہ اول گورنمنٹ پریس الہ آباد اور آئین اکبری مطبوعہ مطبع اسماعیلی سنہ ۱۸۷۲ء صفحہ ۲۱۸ اور غیاث اللغات مطبوعہ نولکشور سنہ ۱۸۷۶ء صفحہ ۲۲۵ سطر ۱۲ سے بخوبی ثابت ہے۔ اور اندرا عہد نامہ توریت مطبوعہ امریکہ انڈیا بائیبل سوسائٹی مرزا پور سنہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۶ کالم ۲ کے رو سے نوح کی پیدائش ۲۹۴۸ برس قبل از مسیح کے لکھی ہے۔ اور اب تک مسیح کو ۱۸۸۷ سال ہوئے پس ۲۹۴۸ + ۱۸۸۷ = ۴۸۳۵ برس ہوئے۔ قریب قریب وہی ہے جو ہم لوگ مہاراجہ یدھشٹر کے سمبت سے وکرم کے موجودہ سمبت تک حساب کر کے نکالتے ہیں۔ یا بحساب یُگوں کے دریافت کرتے ہیں۔ اور وید بھاشیہ بھومکا میں بھی شری ان سوامی دیانند جی مہاراج نے کل جگ کے سالگذشتہ ۴۹۷۶ بکرماجیت کے سمبت ۱۹۳۳ تک لکھے ہیں۔ پس ۱۹۴۴ تک ۱۱ + ۴۹۷۶ = ۴۹۸۷ کے ہوتے ہیں۔ (دیکھو بھومکا صفحہ ۲۲ سطر ۲۰) اور اسکی تصدیق بلکہ تائید حال میں ایک اور عمدہ اور قابل اعتبار شہادت سے بھی ہو گئی ہے اور وہ یہ ہے۔

سورت میں دو شنکر آچاریوں کے درمیان دینی مباحثہ ہوا جسکی اثنا میں دوارکا کے مندر سے ایک تانبے کا پتر پیش کیا گیا جسکی تاریخ سمبت ۲۶۶۳ یدھشٹری تھی۔ یعنی یہ پتر مسیح سے ۳۴۴ برس پہلے تحریر ہوا۔ جس کا زمانہ سکندر کی یورش ہند کے زمانہ سے کچھ پیشتر ہوتا ہے" دیکھو امریکن مشن کی نور افشاں اخبار صفحہ ۶ کالم ۴ مورخہ ۵ مئی سنہ ۱۸۸۰ء (یعنے مسیح سے ۳۴۴ برس پیشتر یدھشٹر کا سمبت ۲۶۶۳ تھا۔ تو اب ۳۴۴ + ۱۸۸۷ + ۲۶۶۳ = سمبت ۴۸۹۴ ہوا)

جیوتش[50] سے معلوم ہوتا ہے کہ کل یُگ کے اب تک ۴۹۸۷ برس گذرے ہیں اور مہاراجہ صاحب عین ما قبل کلجگ کے یعنی دواپر کے ختم ہونے کے زمانہ اختتام میں زندہ تھے۔ اور ہم آریوں کے مستند اتہاس ترنا تک سے بھی ان کے حساب کی مطابقت ہو سکتی ہے۔ اس کتاب میں راجہ یدھشٹر سے راجہ کتیمک تک ۱۰۴ پشت لکھی ہیں گو افسوس ہے کہ زمانہ پیشوایاں کا درج نہیں۔ لیکن اسوقت توریت کے باب ۵ پیدائش کے بموجب انسانوں کی عمر بہت بڑی ہوتی تھیں۔ مثلاً اسی کتاب مقدس میں جہاں حنوک کے باب چہارم کے ابتدا لفظ یہ ہیں " اگلے آدمی بہ نسبت اسوقت کے بہت جیتے تھے ان کی عمر نہایت دراز ہوئی۔ آدم ۹۳۰ برس کا ہوا" اسوقت کے لوگوں کی عمر اکثر اتنی ہوتی تھی۔ چنانچہ سیت ۹۱۲ متوشالح ۹۶۹ اور نوح کی ۹۵۰ برس کی ہوئی۔ اور باب پنجم میں یوں لکھا ہے کہ اسکا بیٹا (نوح کا) سام بھی طوفان کے بعد ۵۰۰ برس جیتا رہا۔ یہ خبر نہیں کب پیدا ہوا تھا۔ اسکا پوتا ارفکشاد ۴۳۸ برس اور اس کا بیٹا ۴۳۳ اور پوتا ۴۶۴ برس کا ہوا لیکن اس کے بعد آدمیوں کی عمر گھٹتی گئی یہاں تک کہ کسی کی عمر ۲۰۵ برس سے زیادہ نہیں ہوئی۔

پس اگر فی پشت[52] ۶۸ سال اوسط (کہ اُس زمانہ کی عمر مذکورہ توریت کے مقابل کچھ بھی زیادہ نہیں بلکہ بہت ہی کم ہے۔) قائم کیا جاوے تو ۱۰۴ پشت

---

[50] دیکھو جیوتر ودا بھرن کلجگ مت ادھیائے مصنفہ کالیداس جسمیں راجہ یدھشٹر سے وکرم کا بعد انقضائے ۳۰۶۸ سال کلجگ کے بیان ہوا ہے۔

वर्षैसिंधुरदर्शनाम्बरगुणैर्यातकलौ समिते मासे माधव
स्ततेऽन्तविहितो ग्रन्थक्रियोपक्रम।

[51] ایک مشہور اور فاضل انگریزی مسٹر آرتھر للی صاحب بہادر نے ایک کتاب تیار کی ہے۔ اور اسمیں بتلایا ہے کہ عیسائیت مذہب بودھ سے نکلی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ بودھ اسوکا کے پیچھے اسکندریہ میں آ گئے تھے (دیکھو مہر نیمروز مورخہ ۷۔ نومبر سنہ ۱۸۸۳ء صفحہ ۶ و ۷ کالم تین و چہار۔ اور اسی طرح امپیریل پیپر لاہور سال ۱۸۸۴ء)

[52] پشتوں سے مراد (اصل محض پشتوں سے) یا پیڑھیاں وغیرہ سلسلہ جاری ملحوظ پیدائش نہیں بلکہ [illegible]

حاصل ہوتے ہیں۔ اسمیں بعد کی پشتوں کا زمانہ مندرجہ آئینہ تاریخ نما سنہ ۱۸۸۶ء یعنے سمبت ۱۹۴۲ تک جوڑ لیجیے۔

(اول) راجہ بیسرداسے لغائیت راجہ ہرتمال ۱۴ پشت ۵۰ برس
اوسط فی پشت ۳۵٫۷۱
(دوم) راجہ سیر باہو سے لغائیت راجہ ارہت ۱۶ پشت ۴۳۰ برس
اوسط فی پشت ۲۶٫۸۷
(سوم) راجہ رندھیر سے لغایت راجہ راجپال ۹ پشت ۳۶۰ برس
اوسط فی پشت ۴۰٫۱
(چہارم) راجہ وکرمادتیہ سے اب تک ۱۹۴۴ (میزان کل ۳۲۳۴)
ازید ہشٹر تا کشیمک ۱۷۶۸ + ۳۲۳۴ = ۵۰۰۲ سال

پس تعداد ۵۰۰۲ برس قریب قریب ایام طوفان نوح کے مطابق حاصل ہوجاویگی۔ اور اسکی مدھ (مطابقت) کسیقدر آئین اکبری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے۔ کہ اب تک بنگال میں ہندو راجہ جس ذیل راج کرچکے ہیں۔؟

کھتری راجہ ۲۴ ایام سلطنت ۲۴۱۸ اوسط ایام سلطنت ۱۰۰٫۷
کائیت راجہ ۹ ایام سلطنت ۲۵۰ اوسط ایام سلطنت ۲۷٫۷
کائیت راجہ ۱۱ ازخاندان ادیشر ایام سلطنت ۷۱۳ اوسط سلطنت ۶۴٫۹
۱۰ ازخاندان راجہ بھوپال ایام سلطنت ۶۹۹ 〃 ۶۹٫۹
۱ ازخاندان راجہ پال زمانہ درج نہیں

اور کیپر وید راجاؤں نے سنہ ۱۰۶۳ء سے لغایت ۱۲۰۰ یعنی ۱۳۷ برس راج کیا۔ پس اکبر بادشاہ کے زمانہ تک بنگال میں ہندوؤں کے راج کو علاوہ زمانہ سلطنت خاندان پال کے ۴۲۰ برس گزر چکے تھے۔ اب اگر ہم یہ فرض کرلیں۔ کہ آئین اکبری اکبر کی تخت نشینی سے ۳۰ برس بعد لکھی گئی تو اسوقت سے اب تک ۳۰۷ سال منقضی ہوئے۔ کیونکہ سنہ ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ پھر ۴۲۰۸ + ۳۰۷ سال میں خاندان پال کے راجاؤں کی سلطنت کا زمانہ درمیان ایام راجگان کائیت اور بھوپال کے حساب اوسط ۴۳٫۷ فرض کرکے ۴۷۳۔ اور اضافہ کردیں۔ تو ۴۹۸۸ برس حاصل ہوتے ہیں۔

چونکہ آپ کی کتابوں کے موجب طوفان نوح کے بعد دنیا میں حیوانی زندگی از سر نو شروع ہوئی۔ اور اسوقت میں (بلکہ قبل از طوفان نوح۔ کیونکہ یہاں کوئی ایسا طوفان نہیں آیا۔ ہاں برج سے لوٹتے ہوئے میگھ بالا مغرب پر لوٹ پڑے ہوں تو کیا عجب ہے) شری کرشن دویپاین جی مہاراج مخاطب بخطاب وید ویاس نے شاریرک سوتر ادھیاء اول نمبر ۳ میں وید کو ایشور وکت اور انادی مانا ہے۔ تو کیا آپ کو اگر حق پسند ہیں۔ تو۔ ملنا چاہیے خدا کے لئے ذرا تعصب کو چھوڑ کر سوچئے کہ جب بدھ اور کرتک تیرتھ سے بہت پیچھے بڑے بڑے فاضل (جنکے مقابلہ میں یہ بیچارہ کسی شمار میں نہیں اور تمام دنیا کے سنسکرت دان جنکی فضیلت پر معترف ہیں) ویدوں کے ایشور کرتک اور قدامت کا بلا دلائل واضح اقرار کرگئے ہیں۔ تو آپ کی اسناد کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ ناظرین اب ذرا اس ناتیر بھی غور کرلیجئے۔ کہ پنڈت جی نے کس چالاکی سے ویاس اور یاتیحلی کو بدھ اور چندرگپت کے بعد ثابت کرنا چاہا ہے۔ مگر جھوٹھ کے پاؤں نہیں ہوتے آپنے تو ناواقفوں کے دھوکہ دینے کے لئے لکھدیا تھا کہ ویدانت درشن کے دوسرے ادھیاء کے ۲ پاد کے ۳۲ سوتر سے ۳۸ تک میں ویاس جی نے بدھ مذہب کے اصولوں کا تذکرہ کیا ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۵ سطر ۲۳ و ۲۴) لیکن ہم اب اصل سوتر لکھکر قلعی کھول دیتے ہیں؟؟

नैकस्मिन्नसम्भवात ॥ ३३ ॥
एवं चात्माकात्स्न्यम् ॥ ३४ ॥
नच पर्यायादप्यविरोधो विकारादिभ्यः ॥ ३५ ॥
अन्त्यावस्थितेश्चोभयनित्यत्वादविशेषः ॥ ३६ ॥
पत्युरसामञ्जस्यात ॥ ३७ ॥
सम्बन्धानुपपत्तेश्च ॥ ३८ ॥

جن کے معنے یہ ہیں نمبر ۳۳۔ ایک ہی پدارتھ میں دو درود ہی دھرم ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔؟ نمبر ۳۴۔ اگر آتما (روح) کو جسم کے برابر مانا جاوے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۹۰ ۱۲۔ ایک کے بعد دوسرا حکمران بے خیال طول پشت وہ پہلے کا بیٹا ہوا پوتا یا کوئی اور رشتہ قریب وبعید بلکہ بعض مورخین نے تو پشتوں کے حساب سے دو چھوٹے چھوٹے راجہ شمار کردیئے ہیں جنہوں نے تھوڑے دن یا برائے نام راج کیا۔

؎ ان اوسطوں پر دھیان دینے سے معلوم ہوگا کہ یدھشٹر سے کشیمک تک جو ۲۷ پشت کا اوسط ۶۵ سال قائم کیا وہ بعید القیاس نہیں اور نہ اپنے ثبوت کے لئے بائیبل کی شہادت کا محتاج ہے۔

نمبر ۱۔ دوسرا آغاز ایں کلجگ راجہ یدھشٹر جگی جہاں برکشادہ بسرالیئے تاریخ فرا پیدا وجہاں روائی خویش ازاں آغاز گردانید دریں سال جیم اتی چہار ہزار و دو صد و دو و شش سال از گذشتہ سہ ہزار و چہل و چہار سال سائی داشت وپس بکماجیت از آدر ہنگ نشینی خویش برگرفت۔ وکار سختی برمردم آسان ساخت۔ صد و سی و پنج سال فرمانروائی کرد و دریں سال ہزار و ششصد و پنجاہ و دو سال سپری شد (۱۶۵۲ + ۲۹۲ = ۱۹۴۴ + ۳۰۴۴ = ۴۹۸۸) دیکھو آئین اکبری مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۶۷ء صفحہ ۲۶۹) +

نمبر ۲ سدھانت شرومنی میں جو ایک مشہور نجوم کی پستک ہے۔ لکھا ہے کہ شاکا کے قائم ہوتے وقت یدھشٹر کا سمت ۳۱۷۹ تھا دیکھو شلوک مندرجہ ذیل اور اب شالباہن کا شاکا سمت ۱۸۰۹ ہے (۳۱۷۹ + ۱۸۰۹ = ۴۹۸۸ سال ہے

نمبر ۳ اور وراہی سنگتا میں بھی لکھا ہے کہ وکرم سے ۵۱۸ برس پہلے یدھشٹر کا سمت ۲۵۲۶ تھا۔ پس اس طرح بھی ۵۱۸ + ۱۹۴۴ + ۲۵۲۶ = ۴۹۸۸ برس کے ہوتے ہیں!؟

؎ اس سوتر کے بھاشیہ میں سوامی شنکر آچاریہ جی نے سپت بھنگی نیاء کے لحاظ سے روح میں سات قسم کی صفات متضادہ ماننے والوں کی تردید کی ہے ان بودھوں کو اگر شنکر آچاریہ جی اور دیگر بھاشیہ کاروں نے (الحیہ اسکے کہ وہ بودھ مت کے بعد ہوتے رہے) بودھ مت کھنڈن پر لگایا تو یہ ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ ویاس جی نے بھی انہیں اسی غرض سے رچا تھا۔ ممکن ہے کہ اس فاضل نے بے نظر پیش بندی ممکن الوقوع اعتراض کا دفعیہ کیا ہو۔ جیسے کہ وحید الدہر فضلا کی کلام میں ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے شنکر آچاریہ جی نے ایسے زمانہ میں بودھوں کو ایسا مانتے ہوئے دیکھکر ان سوتروں سے اُن کے مت کی تردید کی ہو۔ پس ان سوتروں سے ویاس کا بدھ کے بعد ہونا ہرگز ظاہر نہیں ہوتا۔

تو سرب گت ہو جائیگا۔ نمبر ۳۵۔ جو آگمایائی (آنے جانے یا گھٹنے بڑھنے والا) کبھی نائیں تو کبھی زیادہ رہتا ہے۔ بوجہ وکار کے۔

نمبر ۳۶۔ موکش اوستھا میں جیو کی پرمان کی بیتا میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں حالتوں کے ست ہو جانے سے۔

نمبر ۳۷۔ ایشور کا بردان اور پرس کا ادھشٹاتا جگت کا کارن ہونا اسمبھو

نمبر ۳۸۔ سمبندھ کا نہ ہونے سے ؟

ناظرین ۹ دوام بھی عجیب فرمایا اور سوچا۔ ہمیں ان سوتروں میں بدھ مذہب کا کہیں ذکر بھی نہیں ملتا۔ جہاں کہ نام ونشان البتہ ہاں اصل سوتر کی تفصیل لفظ بلفظ ہے شرح ہے کیا معنے کہ روح کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے آپنے کس عمدگی کے ساتھ ان تمام اعتراضات کا جو اس تیاق پر مخالفین کی جانب سے پیش ہو سکتے تھے جواب شافی دیدیا۔ اور ان کی سالیتی دلائل کی تردید کیسی برہان قاطع سے کی!!! ہائے ہائے ع

ہنر بچشم عداوت بزرگ عیب است

تعصب بھی کیا بری بلا ہے!! بجائے اس کے کہ مصنف ویدانت درشن کی منطق کا سچے دل سے اقرار کیا جاتا آپ اس پر بیجا اعتراض جڑنے کو موجود ہو گئے۔ متعلق یہ سب شنکا جو اس بحث میں پیش کئے جا سکتے تھے نہ صرف دکھلا کر جواب کر دیئے گئے ہیں کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ اور اگر کوئی اچھی طرح سمجھ جاوے یا کسی کو اچھی طرح سمجھا دیا جاوے تو شاید بلکہ طبیعت انسانی کے لئے کوئی نیا شق نکالکر اس مسئلہ پر بحث کرنا غیر ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہو جاوے۔

حفظ ما تقدم کی داد تو نہ دی گئی۔ الٹے کہنے لگے کہ بودھ مذہب کی تردید جو کہ ویدانت شاستر سے نکلتی ہے۔ اسلئے یہ بعد میں تصنیف ہوا۔

دیکھو مصنف کتاب کا کمال کہ اپنی عقل خردبین کے ذریعہ سے وہ رموز و دقائق حل کر دیئے کہ ہم اس کتاب کو پڑھکر و سمجھ کر دیگر مذاہب موجودہ و غیر موجودہ دنیا کی تردید کر سکتے ہیں۔ گویا اس نے اپنی کمال علمیت سے انسانی طبیعت کا اپنے آئینہ ذہن میں فوٹو کھینچکر پہلے ہی اسکے تمام تر خط و خال ایسی صفائی کیساتھ صفحہ قرطاس پر ظاہر کر دیئے ہیں کہ ہر شخص اس سے آگے اور پیچھے کے لوگوں کی طبیعت کو بخوبی پہچان سکتا ہے اور یہ بات بھی کون کہے کہ ویاس سے پہلے ایسے خیال کسی کے جی میں گذرے ہی نہ تھے۔ جنہیں بدھ نے ظاہر کیا اور ہمیں تو دنیا میں کوئی نئی بات نظر نہیں آتی تبدیل لباس کے ساتھ ہم تو وہی پہلی صورتیں (بلحاظ حقیقت) دیکھتے ہیں رنگتیں چاہے بدل جاویں حالتیں چاہے پلٹ جاویں۔ کیفیتیں کچھ سے کچھ ہوتی رہیں۔ کیفیت بھی کم و بیش ہوتی رہیں۔ مگر کہیں حقیقتیں بدلتی ہیں۔ پس بدھ نے جن اصول پر زیادہ زور دیا تھی کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی طرح کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوں گے اور طبیعت انسانی میں انکا عندیہ گذرتا ہی رہا ہوگا۔ پس ویاس بھی اسی قدرتی قانون کے مسئلہ سے پوری واقفیت حاصل کرکے ایسے مضامین ملمع کر گئے جنکی بدولت ہم ان کے بعد ایجاد شدہ مذاہب کی تردید پر بھی قادر ہو گئے۔ ورنہ یہ بھی کوئی بات تھی کہ کسی کے مذہب کے اصول کی تردید کریں۔ اور اُسکا نام تک نہ لیں۔ مثلاً یہ ہمیں یہ ہمارے آریہ رشیوں کا دستور نہیں وہ برابر دوسروں کی رائے بتلا کر اپنا سدھانت جتلاتے رہے ہیں۔ اسی ویدانت درشن میں بھی اس کی بہت مثال ملتی ہیں۔ مثلاً ادھیا چہارم کے چوتھے پاد اور پانچویں سوتر میں جیمنی اور چھٹے میں اڈولومی کی رائے دکھلا کر ساتویں میں اپنا سدھانت لکھ دیا۔ علی ہذا دسویں میں بادری اور گیارھویں میں جیمنی کی رائے لکھ کر بارھویں میں اپنا سدھانت ظاہر کیا۔ لیکن یہ سب باتیں تو اسوقت سوجھتیں جب پنڈت صاحب عقل سے ذرا بھی کام لیتے اور تعصب کو دم بھر کے لئے چھوڑ دیتے۔ مگر یہ کیوں ہوتا تھا ایسا کرتے تو جیتے جی حوالہ لکھ کر عیسائیوں میں ناموری کہاں سے پاتے۔ آریہ سماج کے مخالفین کو کیا منہ دکھلاتے۔ کیونکہ انکا تو سینٹ پولوس رسول کے اس قول پر عمل ہے۔ کہ "اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں۔ تاکہ بھلائی نکلے جو اگر ہماری ناراستی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں" (دیکھو رومیوں کا خط باب ۳ آیت ۵ و ۷) حضرت آپنے صرف ویاس کا نام لکھ کر ہی دھوکہ نہیں دیا۔ بلکہ پاتنجلی جی کے نام کی آڑ میں بھی دام فریب بچھایا ہے۔ مثلاً آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "رشی پاتنجلی نے ایک کتاب جسکا نام یوگ درشن ہے لکھی ہے۔ جس میں اُس نے پانینی کے ویاکرن (گرامر) کے دوسرے ادھیائے ۴ یا ۳۶ سوتر پر شرح کرتے ہوئے کہا کہ "راجہ کو ایسی مجلس قائم کرنی چاہئیں جیسے کہ راجہ چندر گپت نے کیں"۔ دیکھو لکچر نمبر ا صفحہ ۱۵ سطر ۱۳ دیکھئے واہ واہ! پنڈت جی مہاراج! واہ! لو ہم تو آپ کی پنڈتائی کو ہاتھ جوڑتے ہیں آپ کورے پنڈت ہی نہیں بلکہ مورخ بھی پورے ہی ہیں۔ سچ ہے یہ تو وہی بات ہوئی کہ ع چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا۔ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا۔ حضرت یوگ درشن تو پاتنجلی جی کی تصنیف ہے۔ اسکی شرح ویاس نے لکھی ہے۔ نہ کہ خود مصنف نے اور اسمیں پانینی کے سوتر کی شرح لکھا گیا؟ یوگ کی کتاب کو ویاکرن کے کسی مسئلہ کی شرح سے کیا مطلب؟ مگر اب کیا کہیں جو سمجھ میں ۔ آئی کا قصور ہے ہاں البتہ پانینی کے اسما سوتر پر رشی پاتنجلی جی نے مہابھاش ویاکرن میں پہلے ادھیائے کے پہلے پاد کے ۶۸ سوتر کے ضمن میں اس طرح

---

[1] مثلاً انسان کے جسم میں جو روح ہے۔ وہ اگر اسی جسم کے برابر ہے تو اگر آواگون کے قاعدہ سے چیونٹی کے جسم میں جاوے تو باہر رہیگی اور ہاتھی کے جسم میں جاوے۔ تو کم رہیگی۔ اور چونٹی گھٹتا بڑھا کرتی ہے اور متغیر ہوتی ہے۔ وہ باقی نہیں کہلاتی۔ مطلب یہ کہ اگر کہا جاوے جیسے چھوٹے بڑے جسم میں جیو جاتا ہے اسی جسم کے برابر ہو جاتا ہے یہ کہتے ہیں کہ آخری یعنی مکتی کی حالت میں تو جو اسکا مقدار بنے اسے نت مانو تو اسکی مثال ویسے ہی ہوگی جیسے پہلی دو حالتوں میں۔ کیونکہ پرمان (مقدار) ناس ہونیکا آتما کا ناشی ہوگا۔ اور اسلئے آخری پرمان نت بھی نہ رہیگا۔ ۱۲

[1] حالانکہ اتہاس تمر ناشک حصہ سوم صفحہ ۴۳ پر راجہ شیو پرشاد صاحب یہ نوٹ دیتے ہیں کہ جب ساکیہ منی نے بدھ ہونیکا دعوے کیا تب یہ کہا کہ مجھ سے پہلے تیئیس بدھ اور گذر چکے ہیں۔ ۱۲

[2] یہ شہر ہندوستان کے دکن میں تھا اور مہابھارت کے پانڈوؤں میں سے راجہ کرن [illegible]

سرخ کی ہے - ज्ञित्पर्यायवचनस्यैव सज्ञाद्यर्थम् *
जिन्निर्देशः कर्तव्य ततो वक्तव्यम् । पर्यायवचनस्यैव
ग्रहणं भवति । किं प्रयोजनम् । राज्ञाद्यर्थम् । सभा राजा
मनुष्यपूर्वा । इन सभम् । ईश्वर सभम् । तस्यैव न भव
ति । राजसभा । तद्विशेषाणां च न भवति । पुष्पमित्र
सभा ॥

ترجمہ - جب سبھا لفظ کا معنی اور راجہ بد کو چھوڑ کر کے اور سبا کھ سماس ہو تو ایسی صورت ہو گی جیسی ان سبھم اور ایسور سبھم - لیکن راجہ سبا کھ سمبدھ ہونے سے یہ صورت نہیں ہو گی - مثلاً راج سبھا اور جو لفظ ان کی صفت واقع ہوتے ہیں وہاں بھی سبھا کو سبھم نہیں ہوتا - مثلاً پشپ متر سبھا (دیکھو مہابھاش مطبوعہ ۱۸۹۲ء بمبئی صفحہ ۷۷ اسطر ۱۰) اب بتلائیے کہ چندر گپت کا نام کہاں ہے اور فرمائیے کہ اس جیسی سبھا سا کہ کہاں حکم ہے - اس موقعہ پر ہم آپ کے غلط اعتراض کی وجہ بھی بتلائے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ آپ کو یہ وہم باطل کہاں سے ہوا - غور سے سنئے جو اسی مہابھاش کے طبع کرانے والے اور فشل لنگوئج دکھن کالج کے پرنسپل مسٹر کے ایل ہارن صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ "ایک میں چندر گپت سبھا یہ پاٹھ بھی ہے - لیکن اس پستک میں مہابھاش کا مول جیسے ادھیائے کی آدی تک ہے - اس پستک کے دو بھاگ ہیں - پہلا تقریباً ۱۲ برس کا پرانا ہے - اور دوسرا ۸۰ سے ۱۰۰ برس تک کا ہو گا - پہلا بھاگ ۲ ورق سے ۱۲۰ ورق تک کا ہے اور مول پہلی جلد کے ایاد کے ۱۰۳ سے لیکر ۱۹۶ صفحہ تک کا ہے - دوسرا ۱۲۱ سے لیکر ۲۹۴ ورق تک کا اور مول پہلی جلد کا ۱۹۶ اسطر ۲ تک کا یہ پستک سارا کا سارا ہی بے پرواہی سے لکھا ہوا ہے - اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اکثر اسمیں حذف بھی ہیں - دوسرے حصہ میں صفحات ذیل خالی ہیں - ۲۲۶ - الف ۱-۱۰ سے لیکر ۲۲۱ - الف تک اڈیشن پہلا صفحہ ۲۶۴ سے لیکر صفحہ ۲۶۴ سطر ۲۶ تک ۲۴۶ - الف ۱-۲۲ سے لیکر ۲۴۷ - الف تک اڈیشن دوسرا صفحہ ۱۲-۱۶ سے لیکر صفحہ ۱۹-۱۰ تک علیٰ ہذا القیاس میں یقین کرتا ہوں کہ دونوں کاپیاں کسی اور کاپی سے نقل کی گئی ہیں - اور وہ اصل کاپی بے محفوظ حالت میں ہے - جبکہ کاپی نمبر ک کی نقل ہو رہی تھی - بہت کچھ خراب اور معیوب ہو گئی - یہ کشمیر کی کاپی ہے - اس کاپی ک میں بعض اوقات صفحوں کے صفحے چھوڑ دیئے ہیں - دل میں یاد رکھکر کہ کاپی ک اکثر غلط ہے - پاٹھ کا اختلاف یا بالکل - ہونا کسی حالت میں صرف حادثاً سمجھا جا سکتا ہے اور ہماری خواہش ہے - کہ انڈیا میں کوئی اور اصل زیادہ مستند مل سکے"

(دیکھو دیباچہ صفحہ ۹ سے ۱۱ تک) میر صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ میں ایک کتاب کے ۷۷ صفحہ کی ۱۰ اسطر میں صرف پشپ متر سبھا کو چھاپتا ہوں اور چندر گپت سبھا کو جو پشپ متر سبھا کے بعد دو کاپیوں میں درج ہے نہیں چھاپتا - میری دلیل صرف پشپ متر سبھا کے چھاپنے کی یہ ہے - کہ اصل معتبر کاپیاں - جی - ڈی اور اے میں خاص یہ پاٹھ اور سب کاپیوں پر افضل ہے صرف یہی لفظ لکھا ہوا ہے" (دیکھو دوسری جلد کے دیباچہ کا صفحہ ۸ مہابھاشیہ کے صفحہ ۱۴ سے آگے مہابھاش مطبوعہ بمبئی ۱۸۹۲ء) اصل میں آپنے کہیں سے سنا سنایا لکھ دیا ہے - کہ پورا درس میں ہے مگر آپکو مہابھاش لکھنا چاہیئے تھا - جو بھول گیا - یا معلوم نہ تھا - لیکن یہ بات مہابھاش میں بھی نہیں جیسے کہ کے ایل ہارن صاحب کی تحقیقات سے ظاہر ہے - اور نہ کسی معتبر نسخہ میں موجود ہے - باقی رہا یہ کہ اس مشتبہ کاپی میں کیوں موجود ہے - اسکا یہ جواب ہے کہ اول تو وہ نامکمل دوم مشتبہ سوم غلط ہے اگر لفظ چندر گپت سبھا سدھانت کومدی میں ہے - اور ایسے ہی کتابوں میں بھی - جو گرامر وغیرہ چندر گپت کے بعد کی ہیں - پس اس غلط کاپی میں بھی کسی کومدی پاٹھی نے (اداہرن) مثال کثرت استعمال کے وقت نقل کرنے کے سوا لکھ دی ہو تو عجب نہیں - لیکن اصلیت ندارد ہے - کیونکہ وہ پستک صدہا برس چندر گپت سے پہلے ہی کا ہے - علاوہ ازاں لفرض محال - ہو تو اس میں - لکھا ہے کہ راجہ چندر گپت جیسی سبھا سادے اور - اس قسم کا کچھ تذکرہ کیا ہے - بھلا قواعد میں ایسے تذکرات کا موقعہ ہی کیا تھا کیونکہ گرامر میں تمام فرضی نام ہوا کرتے ہیں - فارسی - عربی میں - زید - بکر - عمر - خالد حامد - محمود و بہرام احمد وغیرہ سنسکرت میں دیودت - یگ دت - رام چندر گپت وغیرہ اور اسی طرح انگریزی میں بھی کیا آپ اگر کسی کتاب میں ان ناموں سے کوئی نام تمثیلاً بلا کسی تعلق کے مذکور دیکھتے ہونگے - اور اس نام والے کسی شخص کو بھی جانتے ہوں تو ضرور اس کتاب کا زمانہ تصنیف اس شخص کے بعد مان لیتے ہونگے - جیسے کہ ایک احد نام افغان جب قرآن کی یہ آیت قل ہو اللہ احد یعنی کہو اللہ احد ہے سنا کرتا تھا تو کہتا تھا کہ قرآن میں میرا نام آتا ہے - بلکہ اسکا مصنف میری خدائی کا اقرار کرتا ہے اور میری پرستش کی طرف لوگوں کو جھکاتا ہے - حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ مطلب نہیں ہے (دیکھو دبستان مذاہب صفحہ ۳۰۰ مطبوعہ نولکشور سال ۱۸۸۱) سچ ہے آپ ہمارے بیان کو تو سمجھ سکتے ہیں - مگر گھر کے معبر جوتشی کے بیان کی تردید کس طرح ہو - مرد خدا کہیں تو غلط نویسی سے شرمائے ہوتے بھلا آپنے جو منو سمرتی کو نامعتبر قرار دینے کے لئے لکھ مارا کہ "اسمیں ایک آدمی موسوم بہ راہو بوصف ارستارتاً ذکر ہے - اور منو جی اس آدمی کی بابت یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسقدر اونچا تھا کہ اسکی گردن سورج کے برابر پہنچی تھی اور اسکا باقی جسم اسکے آگے سے نکل جاتا تھا - منو جی کی شہادت اسی قدر بس ہے (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۲۰ وصفحہ ۱۰ اسطر ۱ و ۲ لکچر نمبر ۱)

ہم نے تو تمام کتاب منو سمرتی کو دیکھ ڈالا - اس عجیب روایت کا اس میں کہیں پتہ - لگا ہاں آپنے کہیں خواب میں دیکھ لیا ہو گا - یا روح القدس نے کوئی امر بتلا دیا ہو گا یا کسی پورانک کی زبان سے سن لیا ہو گا - کہ سمرتی میں بھی یہ روایت موجود ہے - طرفہ یہ کہ حوالہ اور سند خود رد کر دیئے جو

بقیہ حاشیہ - (بہار) کے پاس مسیح سے ۳۰۰۰ برس پہلے موجود تھا - پس ۴۳
۱۸۶۷ = ۴۸۸۷ برس کے ہوئے ہیں) دیکھو تواریخ کوہ نور موجودہ عجائب خانہ لاہور ۔ ایک اور محقق لکھتا ہے - وثا اکنوں کہ ہنگام نوشتن این نامہ ست وسال ہجری ہزار و پنجاہ و پنج رسیدہ از کلجگ چہار ہزار و ہفت صد و چہل و شش رفتہ ۴۷۴۶ + ۹۴۴ = ۹۲۳ - از دبستان مذاہب صفحہ ایک سو اکاون؟

(یہ حاشیہ ۴۵ متعلق صفحہ ۱ ہے)

جانتے لکھ مارے - اسکی سنہ نہیں - اگر ادھیاء اور شلوک کا پتہ صاف صاف یاد نہیں تھا (اور ہوتا کہاں سے جبکہ کتاب بھر میں یہ روایت ہی درج نہیں) تو ضبط تحریر میں لانا کیا ضرور تھا - مگر آپ تو گویا قسم کھا کر بیٹھے تھے - کہ جو کچھ کہیں گے سب بے پتہ اور غلط یا جھوٹ - اچھا اگر وہ نہیں تو یہ جو آپنے کہا ہے کہ سمرتی میں لکھا ہے کہ "جب پہلے ست جگ کے ۱ ہزار برس ختم ہوگئے اور بھادوں کے پندرہ دن گزر گئے - تب سمرتی دھرم شاستر ختم کیا - اور یہ برہما کے حکم سے ہوا" (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۱ سے ۱۳ تک) اسکا سراغ تو کہیں بتلا دیجئے کہ یہ کس پستک کے کون سے ادھیا کے کون سے شلوک میں لکھا ہے - اور وہ پستک کہاں ہے - آیا یہی منوسمرتی ہے (جسمیں اسکا نام و نشان نہیں - یا اور کوئی ہے - جو لنڈن کے سوائے اسجگہ نہیں ملسکتی برائے خدا ضرور بتلائیے تاکہ ہمیں آپ کی صداقت کا کسی طرح اعتبار ہو جائے - پنڈت صاحب کو یہ ایک بڑی حیرت ہے - کہ "جب منوسمرتی کو لکھے ہوئے بہت دراز عرصہ گذر چکا ہے تو اسمیں ان بادشاہ اور رشیوں کے نام کیونکر ملتے ہیں جنہیں بہت تھوڑا زمانہ گذر چکا ہے - کہ زندہ تھے" (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۱۴ سے ۱۷ تک -)

مگر ہم اسکا علاج سردست کیا کریں - پنڈت جی کی طبیعت پر بھوت پریت اور جادوگر شعبدہ بازوں کی روایات مندرجہ بائیبل نے وہ اثر جما رکھا ہے کہ عقل سلیم مطلقاً معطل ہو گئی - بس کوئی کیسے بتلائے - بھلا صرف ناموں کے ملجانے سے کیونکر ثابت ہوگیا - کہ یہ لوگ وہی ہیں - جو تھوڑے دن ہوئے کہ موجود تھے کیا یہ نتیجہ صحیح ہے کہ یعقوب جسکا بیٹا یوسف مصر میں غلامی سے سرداری پر پہنچا - وہی تھا جو مسیح کا شاگرد اور بھائی تھا یا یعقوب کا بیٹا یوسف ہی مسیح کا باپ تھا - لاحول ولا قوت کوئی بھی ایسا نتیجہ نکالتا ہے - یہ کیونکر ممکن ہے - کہ اُسوقت جو لوگ رام کرشن وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں - وہی شری مہاراج رامچندر جی اور کرشن چندر جی ہیں - جنکے کارنامہ مندرجہ رامائن اور مہابھارت مدت العمر سے صفحہ روزگار پر یادگار ہیں اور رہینگے - پس ہم نہیں سمجھ سکتے - کہ جب ولدیت قومیت سکونت اور زمانہ (کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ چند باتیں بلکہ بعض اوقات سب ملجاویں - اور پھر بھی وہ لوگ ایک نہ ہوں) معلوم نہیں صرف ناموں کی ایکتا سے ذات بھی ایک کیونکر مانی گئی - اور سکندر وغیرہ بادشاہوں کے حالات و تذکرات کی عدم موجودگی تو ان کتابوں کی قدامت کے قیاس پر زوال ہے - آپ اُن کو بھی عجائبات سے سمجھتے ہیں گویا یہ فرض کرتے ہیں - کہ ایک مدت دراز سے ہمارے مورخین و شارحین ایسے انتظام میں مصروف تھے کہ شری مہاراج پنڈت کھڑک سنگھ جی فلاں زمانہ میں پیدا ہو کر فلاں رسالہ تالیف کی کوشش کرینگے ایسا نہ ہو کہ انہیں مواد کافی ملجائے -

مگر ہم جب سنسکرت کی قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید پستکوں کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں ہر ایک دھرم سمبندھی پستک سے ویدوں کا قدیم اور ایشوری گیان ہونا ثابت ہوتا ہے -

رگوید اور شت پتھ اور منوسمرتی اور ویدانت درشن - اور مہابھارت کے حوالجات تو خود پادری صاحب نے بھی قلمبند کر دیئے ہیں - جن سے ویدوں کا ایشور کرت اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے - دیکھو صفحہ ۶ سے ۸ تک -

اب اُن کے علاوہ ہم حوالجات ذیل بھی نظر ناظرین کرتے ہیں کہ وید رامچندر جی سے پہلے موجود تھے - اور تمام فضلاء انہیں ایشر کا گیان مانتے تھے - اور اُنکی قدامت کے قائل تھے - رامائن بالمیک بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴

रक्षिता जीवलोकस्य धर्मस्य परिरक्षिता। वेदवेदा
ङ्गविद्वैव धनुर्वेदे च निष्ठितः ॥१४ ॥

یعنے رامچندر جی اپنے دھرم اور اپنے دوستوں کی رکھشا کرنیوالے ہیں - رگوید یجروید - سام وید - اتھروید کے تتوگیہ اور ویاکرن وغیرہ کے جاننے والے - اور دھنروید جو اُپ وید ہے - اُس کے خصوصاً کامل تجربہ کار اور ماہر ہیں - پھر رامائن میں ہے -

इष्टिं तेऽहं करिष्यामि पुत्रीया पुत्रीकारणात्।
अथर्वशिरसि प्रोक्तैर्मन्त्रैः सिद्धा विधानतः॥

یہ ایک یگ کے وقت کا ذکر ہے - کہ جسمیں اتھروید کے انوسار منتروں سے ہون کیا گیا - آپنے صفحہ ۸ پر وید کی قدامت کے بارے میں منوسمرتا ادھیا ۱ شلوک ۶۳ سے ۷۵ تک اور برہمنوں کا تھتے پتر درج تو کیا ہے مگر صفحہ ۹ و ۱۰ پر اُن کی تردید میں جو دلائل دیئے ہیں - اُنہیں سے منو کی نسبت تو تمام اعتراضات کی تردید ہو چکی ہے - اور جہاں تک ہم جانتے ہیں کافی و وافی ہے -

روزنامچہ کی نسبت آپ دلیل فرماتے ہیں کہ "برہمنوں کے روزنامچہ کا ثبوت بالکل ہی ہیچ ہے صرف اسلئے کہ یہ ایک مشہور اور مانی ہوئی بات ہے کہ اصلی روزنامچہ تحقیقی پتر راجہ بھوج کے زمانہ سے چار سو برس پہلے گم ہوگیا تھا - یعنی ہندوستان میں بدھ مذہب کے عروج کے زمانہ میں وہ روزنامچہ جو اب برہمنوں کے پاس ہے - ذرا سے اعتبار کے لائق بھی نہیں ہے اسکی بڑی جز منوسگتا سے تالیف کیگئی ہے - اسمیں شک نہیں کہ اسمیں آسمانی اور دیوی چیزوں قدیم زمانہ کے بادشاہوں اور بڑے بڑے آدمیوں کا اور اُن چیزوں کا جو صد ہا سال گزرے کہ واقع ہوئیں بیان ہے - مگر بڑی حیرت کی بات ہے کہ سکندر اعظم کا تو کہیں ذکر تک بھی نہیں - (دیکھو صفحہ ۱ سطر ۷ سے ۱۲ تک)

افسوس کہ آپنے کہیں دلیل سے کام نہیں لیا - اور نہ کبھی ثبوت دیا - صاحب

یہ بعید ایسی بات ہے جیسے کہ رامائن میں شلوک ذیل سے کوئی بکرم آدت کا ہونا استخراج کرے - بالمیک رامائن کسکندھا کانڈ سرگ ۱۰ شلوک ۸

नयश्च विनयश्चोभौ यस्मिन्स्सत्यं च सुस्थितम्। वि
क्रमश्च यथा दृष्टः स राजा देशकालवित्॥

یہ تعریف راجہ بالی کے پاس رامچندر جی نے راجہ بھرت کی کی ہے - جو اُسوقت راج سنگھاسن پر براجمان تھے"

اسمیں بکرم لفظ موجود ہے لیکن معنے اُسکے اتساہ کے ہیں نہ کہ راجہ بکرماجیت کے - پس ہمارے پادری صاحب بھی اسی طرح تاویلات سے کام چلاتے ہیں -

صداقت اصول تعلیم آریہ سماج

وہ مانی ہوئی اور مشہور بات ہم نے تو آج تک سنی نہیں اور نہ کسی سنسکرت کی مستند پستک میں مندرج ہے - اور نہ کسی آریہ پنڈت کی مسلّم ہے - جس طرح کوئی عادل حاکم جب تک کسی کی بھی غلطی ثابت نہ کرے جھوٹھی نہیں کہہ سکتا - اُسی طرح آپ بھی صرف بالکل پوچ کہہ دینے سے مدلل نہیں کہلاتے اگر کوئی دلیل ہے تو لاؤ - ورنہ مانی بات کو من میں ہی رکھو ظاہر نہ کرنا - ورنہ آسمانی من والے کا لقب ہوگا - کس آرش گرنتھ میں لکھا ہے کہ وہ راجہ بھوج کے وقت سے چار سو برس پہلے گم ہو گیا تھا - (حالانکہ اب تک موجود ہے) ہاں اگر صرف بدھ کے کہنے سے اعتبار کے لائق نہیں ہے تو یہودیوں کے کہنے سے مسیح کا ہونا بھی ثابت نہیں ہے - اور نہ ہیروڈیس بادشاہ کے روزنامچہ میں درج ہے - پس اِسکا ماننا محض بے ثبوت اور بالکل پوچ ہے مگر برہمنوں کا روزنامچہ تمام آریہ ورت میں نہایت حفاظت وصحت سے آج تک موجود ہے - اور تمام فضلا اس بارہ میں متفق ہیں - یہ کیا آپ کا کہ اسکی بڑی جز مسوسگتا سے تالیف کی گئی ہے - اسکا بھی اگرچہ آپ نے کوئی ثبوت نہیں دیا - (حالانکہ ہم بلا ثبوت نہیں مانتے) مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر مسوسگتا سے تالیف ہے تو بھی ہرج کیا ہے - حالانکہ جوتش شاستر علیحدہ موجود ہے - اور اسی گنت ودیا پر اسکا تمام انحصار ہے آپ کو اس کے نہ ماننے سے بائیبل میں ۴۰۰۰ سال مسیح سے پہلے کے روک ہو رہے ہیں ورنہ آجکل کے علم جیالوجی (جو درحقیقت ایک بہت دانا علم ہے - جسے سنسکرت میں بھوگربھ ودیا کہتے ہیں * اور جس کی بابت آریہ لوگ سب سے پہلے اعلیٰ تحقیقاتیں کر چکے ہیں) سے بھی طبقہ زمین کا بہت پورانا ثابت ہو رہا ہے اور انکی تحقیقات درست ہے - سر ولیم میور صاحب بہادر ایجنٹ ہاردوتی نے پنڈت ہریشچندر شاستری دہلوی کو مقام پوہتے سے دو کوس پر ہنت پورانے قصبہ سوزکھا یا ستور میں اُنکی تحریرات تاز لانے کے واسطے حکم دیا وہاں بہت سے پتھر ہزار ہا برس کے پرانے لکھے ہوئے اور زمین میں گڑے ہوئے موجود ہیں ہریشچندر جی کہتے ہیں کہ میں وہاں گیا اور بہت سے پتھروں کی تحریرات دیں اور مارکنڈے رشی کا بھی اُس مقام سے قریب تین کوس کے فاصلہ پر مکان ہے - وہاں آدمی نہیں جا سکتا - شیر وغیرہ درندہ جانور کثرت سے ہیں - اور ایک پتھر پر لکھا ہوا راجہ یدھشٹر کے ساکھ کا ندی کے سیدھ جوں میں بڑے بڑے گہرے حروف کا ملا جس میں فقط دو سطر سالم تحریر ہیں باقی حروف معدوم مگر ایسے ہوئے ہیں - اُن سطروں کی تحریر سے (موجودہ) سن وساکہا معلوم ہوا ہے (دیکھو رسالہ دہلی سوسائٹی جلد ایک نمبر ۲ بابت سال ۱۸۶۲ء صفحہ ۲۸ و ۲۹) -

عرضیکہ جہاں تک تحقیقات زیادہ ہوتی ہے سچائی کیطرف لوگ متوجہ ہوتے جاتے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے کہ تمام دنیا میں تسلیم حق وید دھرم کا زیادہ پرچار ہوگا -

آپ نے صفحہ ۱۶ کی سطر ۳ میں لکھا ہے کہ "مثلاً یجروید کے تیترا صفحہ ۶۵ سطر ۲۲ میں یہ لکھا ہے کہ میں اُن رشیوں کو دھنواد دیتا ہوں جنہوں نے ویدوں کو سنایا" -

ہم نے غور کی کہ یجروید کی تیتریا کوں ہے کیونکہ برہمن تو اسکا تت تیتریہ ہی ہے ہم تلاش کرتے کرتے تیتریہ اُپنشد کی سکھشا کے پرتھم ادھیائے ۱۲ انوواک ۱۱ کیطرف آپ کا اشارہ معلوم ہوا جسکو تحقیق حق کیواسطے بحسنہ نقل کرتا ہوں -

تیتری اُپنشد شکشا کے ادھیائے انوواک ۱۱ -

ये तत्र ब्राह्मणाः
सम्मर्शिनः । युक्ता आयुक्ताः । अलूक्षा धर्मकामाः स्युः
यथा ते तत्र वर्तेरन् । तथा तत्र वर्तेथाः । अथाभ्याख्या
तेषु । ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः । युक्ता आयुक्ताः
अलूक्षा धर्मकामाः स्युः । स्युः । यथा तेषु वर्तेरन् ।
तथा तेषु वर्तेथा एष आदेशः । एष उपदेशः ।
एषा वेदोपविषत् । एतदनुशासनम् । एवमुप
सितव्यम् । एवमु चैतदुपास्यम् ।४॥ स्वाध्याय
प्रवचनाभ्यां न प्रमदितव्यम् । तानि त्वयोपास्यानि ।
विचिकित्सा वा स्यात् । तेषु वर्तेरन् । समञ्च ॥
महइति ब्रह्म । ब्रह्मणा वाव सर्वे वेदा
महीयन्ते ।

ایضاً انوواک ۵

اِستھین گورو (آچاریہ) ششش (شاگرد) کو اُپدیش کرتا ہے

ترجمہ - جو اُن میں سمدرشی - یکت یات (ہٹ دھرم) سے رہت - یوگی - اور نیست (حلیم الطبع) اور دھرم کی کامنا (خواہش) کرنیوالے موجود ہوں جیسے وے دھرم مارگ میں ورتیں یعنی کارروائی کریں - ایسے تو بھی برتا کر - یہی ادیس - آگیا - یہی اُپدیش یہی وید کے اُپنشد یعنی عملدرآمد کا نسخہ (ہدایت) ہے - اسی پرکار برتنا اور ایسا چال چلن شدہ بار بار کرنا چاہئے - وید کے پڑھنے اور برہم چریہ کے کرنے میں آلس نہ کرنا چاہئے اور اُن میں زیادہ جانے کی اچھیا کرنی چاہئے وہی جتنے برتاؤ میں لانی چاہئے - یہ بات (اُپدیش) ہیں -

اب ناظرین اس ترجمہ در اصل واک (اُپدیش) کو غور سے دیکھیں اور بچاریں ساتھ ہی پادری صاحب کے اعتراض کو بخوبی مطالعہ کرکے بعد مقابلہ کے راست اور ناراست کو تمیز کیا ہمیں کہیں بھی آپ کے دعوے کا نشان وگمان ہے - پھر اس آپ کے دعوے کی تردید بھی اسی اُپنشد میں موجود ہے چنانچہ ترجمہ تنہا نام برہم کا ہے اور سب (چاروں) وید برہم سے ہی پرکاشت ہوتے ہیں دیکھو تیتری صفحہ ۴۸ واک ۱۲ -

آپ نے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے کہ ویدوں میں سب سے قدیمی رگوید ہے اور تین اُس سے پیچھے ہوئے ہیں) - اسلئے اسم رگوید کی قدامت پر خیال کرتے

---

* جیالوجی وہ علم ہے جس سے طبقات زمین کے اسرار اور انکے اجرا کی حقیقت اور جو تغیرات ابتدا سے اب تک اس پر واقعہ ہوئے ہیں یا آئندہ واقعہ ہوں اُنکی کیفیت معلوم ہو اور اُس کے طبقات میں جو ذخیرے ودیعت کئے گئے ہیں اُن کے ٹھکانے دریافت کرنیکے طریق بغیر امداد کسی اور علم کے منکشف ہو جائیں - الغرض یہ وہ علم ہے جس سے پہاڑوں اور کانوں اور سنگلاخ زمینوں کا حال بغیر واسطہ کسی اور علم کے معلوم ہوتا ہے - آفرینش زمین کے باب میں ایک مدت دراز سے چھان بین ہوتی چلی آتی ہے اور سب سے پہلے اس بات میں ہندیوں اور کلدانیوں اور مصریوں اور عبرانیوں نے گفتگو کی ہے - اسکے بعد یونانیوں نے اسکی بابت شروع کی (رسالہ ناعیان پنجاب بابت ماہ دسمبر ۱۸۸۶ء) -

اصول تعلیم آریہ سماج

ہیں۔ اس وید کا پہلا منتر وشوامتر کی بیٹی مدھوشندا کی تصنیف ہے۔ اور آخری منتر ایک رشی سام اگ مرگھن کا بنایا ہوا ہے۔ پھر آپ صفحہ ۱۵ کی سطر ۱۳ میں لکھتے ہیں۔ اب رگوید کے آخری حصہ میں پراشر کے منتر ہیں کیونکہ پہلے سے شروع کا منتر اور پچھلے سے اخیر کا منتر لکھا ہے درمیانی حصہ بہت سے مختلف رشیوں کی تصنیف ہے۔ ہم ضمیمہ میں اسکا نام اور ویدوں کے اُن منتروں کی فہرست دینگے۔ جو انہوں نے بنائی ہیں۔ تاکہ کسی کو اسمیں شک و شبہ نہ رہے" (صفحہ ۱۵ سطر ۸ سے ۱۴ تک۔)

تردید۔ اگرچہ اور بھی ثبوت بہت ہیں۔ مگر ہم اختصار پر نظر رکھکر صرف وشوامتر اور پراشر کی شہادتیں اس بارہ میں نقل کرتے ہیں جو وید اُن سے پہلے ہیں اور انسوں کرت کسی انسان کے بنائے نہیں اُنہوں نے پڑھے ہیں۔ دیکھو پراسر سمرتی ادھیائے اول شلوک ۳ و ۲۰ و ۹ و ۲۶ و ادھیائے سوم شلوک ۵ و ۶ و ۲۳ میں۔ ادھیائے ۵ شلوک ۳ و ادھیائے ۶ شلوک ۹ و ۶ ادھیائے ۷ شلوک ۸ و ۹ و ادھیائے ۸ شلوک ۲ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۹ و ۳۳ و ۳۸ میں کیا عمدہ طور سے ویدوں کو ایشر کرت اور رشیوں کو اُن کا حامل بتلایا ہے۔

اسی طرح بالمیکی رامائن اُتر کانڈ سرگ ۱ شلوک ۲۰ و ۸ و ۱۵۔ رامائن اُتر کانڈ سرگ ۲ شلوک ۱۷ و ۱۳۔

رامائن اُتر کانڈ سرگ ۱۰۵ شلوک ۲ و ۳۔ رامائن اُتر کانڈ سرگ ۴ شلوک ۷ میں بالمیک جی وشوامتر وششٹ وغیرہ کی نسبت صاف درج کرتے ہیں کہ اُنہوں نے وید پڑھے۔ وہ ویدوں کے اصل ہیں۔ چاروں وید یا تینوں وید اُنکی بر زبان ہیں۔ وید انگوں کے (گرامر نگھنٹو جوتش نروکت وغیرہ) کے بھی عالم ہیں۔

वसिष्ठः कश्यपोऽत्रिर्वि-
श्वामित्र सगौतमः जमदग्नि भरद्वाज स्सप्तैते ता पसोत्त-
मा वेद वेदाङ्ग विदुषो नाना शास्त्र विशारदाः ॥ स्यैव
वा च महात्मा गस्त्यो मुनिसत्तम ॥८॥ महर्षयो वेदविद
॥१५॥ सोऽतु वेद श्रुति श्रुत्वा १७॥ यस्मात् विश्रुतो वेद॥
९१॥ श्रीमान् ऋग्विवेदस्य ७॥ इति वलस्य महर्षयोऽज-
मन्त्रोयारूपत्वाच्चुतवेद मुख्या च ॥२॥

ترجمہ۔ نمبر ۱ وششٹ۔ کشیپ۔ اتری۔ وشوامتر۔ گوتم۔ جمدگنی۔ بھردواج یہ ساتوں رشی نمبر ۸ ویدوں اور وید انگوں کے فاضل دیگر شاستروں کے عالم اگست۔ سرلیشٹ منی نے دروازہ میں ضعیف آدمی کو کہا۔ نمبر ۱۵۔ مہرشی لوگ ویدوں کے ماہر نمبر ۱۷ وہ وید کی شرتیاں سنکر۔ نمبر ۱۳ جس سے اچھی طرح وید سنا گیا۔ نمبر ۷ میں وید کے تین منتر۔ نمبر ۳ مل مہرشی کا بیان کہ وہ چار ویدوں کا حافظ تھا۔ وغیرہ۔

صفحہ ۱۷ سے ۲۲ تک آپنے فہرست لکھی ہے۔ مگر مول ویدوں میں انمیں سے کسی کا نام نہیں لکھا ہے۔ بلکہ کسی انسان کا بھی نام نہیں۔ یہ رشی نہ مصنف تھے اور نہ مولف۔ بلکہ صرف محشی گذرے ہیں اور حاشیہ پر اُن کا نام بھاش کرنے کے وقت آریہ فاضل لکھدیا کرتے ہیں مگر مول ویدوں میں کسی کا نام و نشان نہیں ہے اور وہ خود مثل ہمارے ویدوں کے پیرو گذرے ہیں۔ نہ کہ معاذ اللہ مصنف۔ بس یہ تو ہم مانتے ہیں کہ یہ ویدوں کے محشی ہیں اور ستی کے معنے بھی یہی ہیں اور کسی سنسکرت کے مستند گرنتھ میں بھی اس آپکے دعوے کا نام و نشان نہیں اور۔ آج تک سوائے آپ کے اعتراض کے کسی کو گمان بھی ہوا۔ بلکہ جسکو آپ بدنام کرتے ہیں۔ وہ تو خود ویدوں کو ایشر کا گیان مانتے ہیں۔ بس یہ اعتراض کسی طرح لائق توجہ نہیں اور سراسر بے بنیاد ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔ "پس ہم دیکھتے ہیں کہ پاتنجلی آپنے یوگ درشن میں راجہ چندر گپت کا ذکر کرتا ہے۔ اور پھر ویاس جی اس کتاب پر تفسیر لکھتے ہیں۔ اسلئے اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ کہ ویاس جی بدھ جی اور راجہ چندر گپت کے زمانے کے بعد ہوئے" (دیکھو صفحہ ۱۱ سطر ۱۰ سے ۱۲ تک۔)

ہم نے بپاس خاطر جناب تمام یوگ درشن معہ ویاس کرت بھاشیہ کے مطالعہ کیا۔ کہیں بھی چندر گپت کا نام درج نہ پایا گیا۔ بس سوائے اسکے خیانت کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آپنے راستی پر الزام لگانے کے واسطے (خیال ناظرین) صریح دروغ و تلون کی۔ پرمیشور کرے کہ آپ راستی کیطرف متوجہ ہوں (نتیجہ) کو حاصل کریں تا کہ انسانی ہستی کو ایسی باتوں سے کلنکت نہ کریں۔ مجھے غالب یقین ہے کہ جس طرح اسرائیل والا خدا دنیا پر طوفان بھیجکر پچھتایا اور دلگیر ہوا اور اقرار کیا۔ کہ میں آئندہ ایسا کام نہ کرونگا۔ (پیدائش باب ۸ آیت ۲۱ و ۲۲ و باب ۹ آیت ۱۱ سے ۱۷ تک)

زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا اور کہا کہ میں اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہوں۔ (پیدائش باب ۶ آیت ۶ سے ۸ تک) اور اسی طرح آپ کو ان غلط اعتراضوں سے نہایت دلگیر ہونا پچھتانا پشیمان ہونا پڑیگا۔ اور اگر تعصب نہ غیرت نے تقاضا کیا تو اس دعاوی کے اخراج کے واسطے خود درخواست کرنی پڑیگی) کیونکہ راستی کا آپ کے پاس کچھ بھی ثبوت نہ نکلا۔

تحقیقات اب ہم اپنی تحقیقات کے مطابق فاضل مورخین کی شہادت سے دنیا کا (۱۸۸۷+۴۰۰۴) ۵۸۹۱ سال سے پہلے انسانوں کی آبادی سے آباد ہونا ثابت کرتے ہیں۔ جو ویدک حکماء کی تحقیقات کے عین مطابق ہے۔

۳۰۰۰ ڈاکٹر ڈبلیو ہنٹر صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ تین ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ برہمنوں نے سال شمسی کا حساب کسی قدر صحیح پڑتالا اور اُسکو تین سو ساٹھ دن میں تقسیم کیا۔ اور ہر پانچ سال کے عرصہ کے بعد ایک لوند کا مہینہ زیادہ کیا۔ تاکہ فی سال ۵ ¼ پانچ دن کا حساب صحیح بیٹھ جاتے۔ برہمن چاند کی ہیئتوں اور ستاروں کی گردشوں اور منطقہ البروج سے واقف تھے اور قبل یونانیوں کے ہند میں آنے کے یعنی عیسیٰ سے ۳۲۷ سال پیشتر علم ہیئت میں بہت ترقی کی تھی (دیکھو تاریخ ہند صفحہ ۷۵ سال ۹۴)

۴۰۰۰م۔ لک سی ایس کے سال کے مطابق مصری بارھویں خاندان کا خاتمہ ۴۰۰۰ برس گزرے کہ ہو گیا۔

۲۹۷۶م۔ دو ہزار ۹۷۶ اسی مسیح سے پہلے ست یدکم ادتاہت سین کی تھی۔ جسکو یوسیبیس مورخ نے سنہ ۲۱۳ قبل اولمپیڈ سے پہلے قرار دیا ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ سلطنت ہزار برس تک رہی (۱۹ ـ ۲ + ۱۸۸۷ + ۱۰ = ۲۹۷۶م)
دیکھو تاریخ یونان صفحہ ۱۸ و ۱۹ سنہ ۱۸۶۵ء)

۴۰۰۰م۔ در تواریخ ایشان نوشتہ کہ پیش از چہار ہزار سال اسا علمائے یک سلسلہ

تر نے ایشاں بجامی آوردند۔ (تاریخ چین فارسی صفحہ ۸۶)

۴۵۲۳۔ در تواریخ چین مسطور ست کہ صنعت و عمل ابریشم دو ہزار ششصد و سی و شش سال قبل از تولد عیسی در چین متعارف بود (۲۶۳۶+۱۸۸۷ = ۴۵۲۳) (تاریخ چین فارسی مولفہ پادری ایکوس صاحب کلکتہ سال ۱۸۶۴ صفحہ ۳۰۴)

۴۹۳۰۔ ذکر محمود و فتح سومنات۔ دراں اثناء چشم او بر بتخانہ چند افتاد کہ باعتقاد ہنود از تواریخ عمارت آنہا چہار ہزار سال گزشتہ بود (تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴) (۴۰ + ۹۳۰ = ۴۹۳)-

۴۵۰۰۔ لنڈن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں جو ۴۳ سے زیادہ قدیم ہیں جس طوفان نوح کا سن ملتا ہے۔ جبکا سال مرحوم بیرن منس صاحب بہادر وغیرہ فضلا ۴۵۰۰ سال بتلاتے ہیں"۔

۵۳۱۳۔ مصری چوتھے خاندان میں بھی منار قبریں اور بت تیار تھے اور لیپسی الیس کے بیان کے بموجب یہ خاندان مسیح سے ۳۴۲۶ سال پیشتر یا آج کی تاریخ سے ۳۴۲۶+۱۸۸۷ = ۵۳۱۳ سال گزرے کہ شروع ہوا تھا۔

۵۰۰۰۔ ایک فاضل اور مشہور مورخ فرماتا ہے کہ ہم کو قدیمی مصر کے بت میں بے انتہا ثبوت ملسکتا ہے۔ جو کہ پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں۔ مدت ۵۰۰۰ برس کے پرانے ہیں اور زمانہ حال کے **فیلاہ** (کساوں) کے بالکل مشابہ ہے۔ ریتی سے اُس بت کی رنگت کو قائم رکھا ہے۔ جو ایسی تصویر جیسے خوبصورتی سے اپنے بننے سے پہلے اس فن کی ترقی کا زمانہ قائم کرتا ہے۔ یہ طوفان نوح کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور ہمکو اُس زمانہ کا حال بتلاتا ہے۔ (دیکھو مسٹر ملیش صاحب کی آئی کنیوگر یعنی انگریزی ۱۱")

۶۰۰۰۔ کالنس صاحب بہادر (نوح کے طوفان کی نسبت) اسطرح بیان کرتے ہیں کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس سے اب تک طوفان کا ہونا ناممکن ہے"۔

۱۱۵۹۱۔ کرنل الکاٹ صاحب فرماتے ہیں "بائبل کے لکھے جانے بلکہ یہودیوں کی جاتی اُتپن ہونے سے بھی کی بنیاد بڑے مصر کے سمادھی ستھان اور مہا ستھم یعنی عالیشان مینار کے بننے بلکہ اُس سمت سے ۷۵ سال پہلے (جسکو عیسائی لوگ سرشٹی کا آغاز بتلاتے ہیں) آریہ قوم اعلٰے ترقی و تہذیب پر تھی۔ اور ایسی بھاشا اور ویاکرن کو ایسا سدھارے ہوئے تھی۔ کہ اُنکی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہے۔ اگر میری بات کا پرماں مانا جائے۔ تو میں یہ پرشن کر سکتا ہوں کہ دنیا کی تواریخ میں کون وقت مصر کا دیش بسے اور مینا کے راج کی بنیاد کا (جو کہ باتفاق تمام مورخین کے مصر کا بنیاد ڈالنے والا کہا جاتا ہے) مقرر ہو سکتا ہے۔ جو کہ گرنتھ کرتا ایک تھی جنہوں نے اول اس ودیا کا کھوج کیا ہے مینا سے لیکر پچھلے فرعون تک میتھوں کے راج ونش کا ٹھیک وقت بتلانے میں دو بدھا کرتے ہیں۔ جو لوگ اس تواریخی معاملہ میں بہت زیادہ واقفکار ہیں وہ لکھتے ہیں کہ وہ راج ونش مصر میں مسیح سے ۵ و ۶ ہزار برس پہلے راج کرتا ہے اس سے آگے پچھم والوں کی بدھی کام نہیں کرتی۔ مصر دیش تہذیب و ترقی میں اتنا بڑھا ہوا تھا کہ رنن مورخ لکھتا ہے کہ اُس کے (مصر کے) زمانہ ترقی کی تلاش کرنے میں سر پھرا جاتا ہے"۔ اور برگس مورخ لکھتا ہے۔ کہ "وہ سرشٹی کے مت ایک نرتیا آدمی لوگوں کے وقتوں کا سا ہوا ہے"۔

جب یہ بات ہے تو ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا چاہیئے کہ جو وقت مصر کے بسنے کا زمانہ حال کے مورخوں نے لکھا ہے۔ اصل میں وہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ کسی کو اُس کے ٹھیک وقت کا اندازہ کرنے کی سامرتھ نہیں ہوتی۔ اسمیں کسی امر کا اعتراض نہیں۔ کہ مصر دیش کی تہذیب و تعلیم سب سے پراچین (پورانی) ہے اور ثبوت ملتے ہیں۔ کہ ۸ ہزار سال گذرے تب مصر دیش انتظام۔ دھرم۔ قانون۔ راج نیتی۔ ریتی۔ رسوم سوہار وغیرہ میں اچھی طرح ترقی کئے ہوئے تھا۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیوں آریہ ورت مصر سے پراچین نہیں کہا جا سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ دراصل آریہ ورت مصر سے بہت قدیم ہے۔ میرا یہ کہنا اول جھوٹھ معلوم ہوگا۔ لیکن اسکا صرف سبب یہ ہے۔ کہ ۸۰۰۰ برس سے اس بن بھومی (معدن زمین) کا کچھ اتہاس نہیں جانا گیا ہے۔ اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ پچھم دیش والوں کو نہیں جانا گیا۔ کیونکہ برہمنوں میں ہمیشہ سے علاوہ کال نروپن ودیا چلی آئی ہے۔ کوئی آج تک لائق اعتبار پرمانوں سے یہ ثبوت نہیں کر سکتا کہ اُنکی کال نروپن ودیا غلط ہے موجودہ وقت سے پہلے یوروپ والوں کو بھارت ورش کی بات کچھ گیان۔ تھا۔ الزمان سے یہ نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۰ ہزار برس سے زیادہ گزرے کہ آریہ ورت سے کچھ لوگوں کے جھنڈ (گروہ) اپنا ملک چھوڑ کر اُس ملک (مصر) میں جا کر بسے جسکو اب مصر کہتے ہیں۔

مؤرخ برگس صاحب جو مصر کے تاریخ نویسوں میں سے سب سے زیادہ معتبر ہے اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے وہ لکھتا ہے کہ "پراچین مصری لوگ یعنی قدیم مصریوں کی پہلی پیدائش (آدی اُتپتی) آریہ ورت دیش ہی ہے"۔ کائیکن ونش کی یہ سنتان جسکو انڈو جرمنک ونش والوں سے مت تعلق ہے ایشیا کے مہادیپ سے آکر سویز کی ڈمرو مدھ کے پار اُتر کر نیل دریائے کے کنارے بسے یہ سفر اُسوقت ہوا جسکا کچھ پتہ مالستان سمار کی تواریخوں میں نہیں ہے۔ تب تک کوئی تواریخ لکھی ہی نہیں گئی تھی۔

مصریوں کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ وے سینت نامی ایک (پوتر بھومی) مقدس زمیں سے آئے جو کہ اب معلوم ہوا ہے کہ ہند کے مہا ساگر کے کنارے کہاں ہے اُس دیش کو وہ اپنے دیوتاؤں کی پرانی جگہ بتلاتے ہیں آدی ستھان کہ پراچین مصر والے یاں نڑا (پوتر) کہتے تھے اب سدھ ہو گیا ہے کہ وہ میما پرست کی پوتر بھومی نہیں ہے۔ دار لبجری ستھان میں رانی ہتاپ کی سمادھی کے پیروں اور چند لکھت لیکھوں کے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ وہ مقدس زمین بھارت ورش ہے۔

بہت عرصہ تک مصری لوگ اپنی پراچین بھومی سے بیوپار کرتے رہے اُن تحریروں میں بہت راجاؤں اور کچھولوں پھلوں اور سدرس اور بیش قیمت لکڑیوں کا نام لکھا ہے جو صرف آریہ ورت کے سوا اور کہیں نہیں ہوتی ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ مصر سے بہت (پراچین) قدیم آریہ ورت ہے اور آریہ ورت سے ہی سب گن ودیا مصر میں گئے۔ بہت جگہ سنگلدیپ کا نام آیا ہے جو پرانے زمانہ میں ہمارے کا ہی ایک ٹکڑا تھا" (یتھارتھ ترکال درشا ہری

صفحہ ۷ سے ۸۱ تک مطبوعہ سال ۱۸۷۳ء مدراس)

۱۲۰۰۰ - سرچارلس لائل صاحب بہادر کی رائے کے مواقف ۱۲ ہزار سال کے اندر وسٹا کے جنگلی منطقہ پر کوئی عارت گر طوفان واقعہ نہیں ہوا۔ (جیسا کہ بقول بائبل کے نوح کا) اور آور آدرلی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جنکی راکھ میں معدوم جانوروں کی استخواں ہیں جو کہ کوہ اسا جیسے کامل حد ظاہر کرتے ہیں اور کبھی اس سے پہلے کی ہیں۔

۱۲۳۲۴ - مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کہ زمانہ حال کا مشابہ ہیں بلکہ نامور مشہور یونان کا حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ سال پہلے گذرا ہے اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اسطرح بیان کرتا ہے کہ مصر میں مصوری و سنگ تراشی عرصہ دس ہزار سال گزرے کہ عمدہ رونق پر تھی"۔ (۱۰۰۰۰ + ۴۲۷ + ۱۸۹۷ = ۱۲۳۲۴)

۱۸۰۰۰ فوہی کے بعد بعض مورخوں کا بیان ہے کہ ۱۵ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور ہر ایک کی ریاستوں کا قریب ۱۸ ہزار سال کے تھا۔ (تاریخ چین جلد دوم کلکتہ صفحہ ۱۱ سنہ ۱۸۵۲ء)

۲۲۰۰۰ - اس مسئلہ کی تشریح (کہ حضرت آدم سے بہت مدت پہلے انسان کا کھوج لگایا جاسکتا ہے) کے واسطے ہم اسے ناظرین کو مرحوم سرن نس صاحب بہادر کی **کرونالاجی** کا حوالہ دیتے ہیں صاحب موصوف انسان کی ہستی دنیا میں قبل از بائیس ہزار برس فرض کرنے کے بعد اور ریاضیات کا امتحان کرنے کے بعد مفصلہ ذیل تاریخیں مقرر کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں سلطنت جمہوری تھی مسیح سے پہلے دس ہزار برس ۱۰۰۰۰ سال **بانی لٹس** جو کہ پہلا **پریسٹ کنگ** تھا۔ اسکی تخت نشینی مسیح سے نو ہزار پچاسی برس ۹۰۸۵ سال منتخب کئے ہوئے بادشاہ مصر میں مسیح سے پہلے سات ہزار دو سو تیس سال ۷۲۳۰ سال مصر بالا اور پایاں میں نسلی بادشاہ مسیح سے پہلے ایک سو تینتالیس برس ۵۱۴۳ سال (دیکھو ناٹ اینڈ گلڈن صاحب بہادر کی اینڈ جنس الیسٹر کا صفحہ ۵۸۷)

۲۷۵۱۷ - مین تھان نامی مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی علم کے بہت ماہر نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں جو تواریخ لکھی ہے اسمیں درج ہے کہ اول تو دیوتاؤں (یعنی فاضلوں) بعد اسکے ولادوروں نے بیس ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی ولادوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے۔ جنکی **مین تھان** مورخ نے تیس پشتیں بیان کی ہیں **مرکیورٹس** کی تحریریں اور تمام قدیم تاریخیں جو مصر کے مندر کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں۔ انہی تاریخ کے ماخذ ہیں اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جاوے تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک پانچ ہزار تین سو برس کا عرصہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اریٹوس تھیبس کی تاریخ میں جسکو ٹولیمی الورجیٹس نے سکندریہ میں بلایا تھا۔ تھیبس کی ۳۸ بادشاہوں کی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے۔ اور مینس بادشاہ کو تمام مورخ مصر کا پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں اور اسی نے دیوتوں کی پرستش کو رواج دیا۔ اور یگ کی رسمیں جاری کیں۔ (از تواریخ مصر مطبوعہ سال سنہ ۱۸۷۰ء صفحہ ۲ سے ۵ تک)

۳۱۰۰۰ سفر میں حضرت علی نے ایک مکان کو دیکھکر کہا کہ یہ مکان قبل از وجود آدم ۲۵ ہزار سال سے پہلے کا ہے (۶ + ۲۵۰۰۰ = ۳۱) دیکھو تاریخ کشمیر صفحہ ۷ حصہ دوم)

۳۲۰۰۰ اکاسیاصل ہیئت داں بہادت فاضلانہ دلائل سے سے دنیا کی پیدائش ثابت کرتا ہو

یعنے محمدی وعیسائی اور یہودیوں کی تردید میں اس علم کی بہت معتبر مستند کتابوں سے تحقیقات نہ کرتے کرتے ۶ ہزار سال تک سمجھا کر رہا ہے کہ دنیا اس سے بہت ہی قدیم ہے جو لوگ ۶ سال سے مانتے ہیں وہ اگر میری دلائل کی تردید کر دیں ثبوت میں اور زیادہ دلائل اس سے بڑھکر ثبوت کیواسطے پیش کرونگا اس نے ایسے زور تا طرح سے ان جدید مذاہب کے ادعاء باطلہ کی تردید کی ہے کہ بس خاتمہ ہی کر دیا۔ (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ ۱۵ اگست سنہ ۸۱ صفحہ ۲۳۸ سے ۲۴۰ تک دسمبر سنہ ۸۱ صفحہ ۶۲ سے ۶۴ تک واکتوبر سنہ ۱۸۸۱ صفحہ ۲۲ سے ۲۴ تک نومبر سنہ ۸۱ صفحہ ۳۴ و ۳۵ و دسمبر سنہ ۸۱ صفحہ ۷۲ سے ۷۴ تک اور فروری سنہ ۸۱ صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۷ تک)

۳۰۰۰۰ - ماہران علم جیالوجی نے لکھا ہے کہ ہر صدی میں ایک تہ بالو یعنی کیچڑ جو کہ جمعی ہے زمین کے کھودنے سے اس تہ کے تلے سے انسان کی ہڈی برآمد ہوئی ہے جسکا حساب ۳۰ ہزار سال سے بیشتر کا مادر ہتا ہے (دیکھو مبدالمعاش صفحہ ۲۲۶)

۴۰۰۰۰ - درہمیں ایام خبر رسید کہ مردم قراست و ناردین کہ از ممالک سرحد ہندوستان است قلادہ مسلمانی در گردن میندا ختہ اند و سر از جماعت و متابعت شرع محمدی پیچیدہ بت پرست اند۔ سلطان لشکر جمع آوردہ واز قسم رودگر و آہنگر و سنگ تراش جمعے کثیر ہمراہ گرفتہ روئے آں دیار نہاد بحث قصبہ قیرات کردہ مسخرات ساختہ۔ وظاہرا قیرات جائے ایست سرد بابین ہندو ترکستان میوہ بسیار دارد۔ دچوں حاکم آنجا اطاعت کردہ مع متوطناں آں دیار اسلام آوردہ وسلطان حاجب علی بن ارسلان جاذب را بتسخیر ناردین فرستاد۔ آورفتہ آنجارا مفتوح گردانید۔ چنانچہ دروئے اموال بسیار بدست افتادہ و در بت خانہ بزرگ راکہ در آنجا بود شکستہ سنگے منقور و منقش ازآنجا بیرون آمد کہ باعتقاد ایشاں ازبنائے آں چہل ہزار سال بودہ۔ سلطان درآنجا رفتہ قلعہ ساخت (دیکھو تاریخ فرشتہ صفحہ ۳۱ نولکشور مطبوعہ سنہ ۱۸۶۵ء سطر ۱۲ سے ۱۷ تک ذکر سلطان محمود۔)

۳۶۰۰۰ - بنام بطلیموسی کی بابت کتاب مخزن العلوم میں لکھا ہے کہ "دوم فلک ثوابت کہ جمیع کواکب ثابتہ در تحت آں مرکوز اند وآں حرکت میکند از مغرب بمشرق دورہ او بقول بطلیموس در سی وشش ہزار سال تمام کند" (دیکھو صفحہ ۱۱۹ و ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۲۴ء آفتاب ہند)

۱۵۰۰۰ - قدامت کی بابت صرف ہندو ہی نہیں دم بھرتے۔ بلکہ قدیم قوموں میں سے تھیبس شہر کے باشندے بھی یہی کہتے تھے اور بابل والے تیدی ڈیڑھ لاکھ برس بیشتر تک اپنی تواریخی وارداتوں کا نشان دیتے تھے چین والے بھی اسی قدامت کا داعیہ کرتے ہیں۔ (دیکھو تاریخ ہند سنہ ۱۸۵۲ء کلکتہ صفحہ ۳)

۱۵۸۰۰۰ - نیو آرلینڈز میں جو کھودیاں جیسے سو فٹ گہری ہوئی ہیں۔ اور میلک درکس کے جو کھودیاں ہوئی ہیں۔ اور لوزیانہ کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں جہاں پر کہ دریائے لیڈر کی سیف پانی کا گھراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے آبی پودوں سے منقسم ہیں۔ دریافت ہوئے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر سمت الراس پر واقعہ ہیں۔ ان سے اور دیگر شہادتوں سے حساب ڈاکٹر بینٹ ڈولر صاحب بہادر نے اندازہ کیا ہے کہ اس ڈیلٹا کی عمر کم از کم ۱۵۸۰۰۰ - ایک لاکھ اٹھاون ہزار کی ہے۔ اور مذکورہ بالا کھودیوں میں انسانی ہڈیاں جنگل کی سطح سے نیچے پائی گئی ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسی سپی دریا کے ڈیلٹا میں ۵۷۰۰۰ برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ یہاں

نسل انسانی زندہ تھی (دیکھو کتاب ٹائیس صفحہ ۳۰۶ سے ۳۶۹ تک)

۱۸۵۰۰۰ - یونان کے ایک نامی حکیم لوزاسیب کا بیان ہے کہ ایک لاکھ اسی ہزار قبل از میعاد طوفان نوح ایجاد عالم ہوا" (یعنی ایک لاکھ پچاسی ہزار سال سے دنیا میں انسان آباد ہیں - (تاریخ کشمیر صفحہ ۷ ۸۳ء -)

۱۸۴۹۰۳ - اہل فارس گویند کہ دراں ہنگام ہمگی ستارہ دراول حمل بودند تا اکنوں یک لکھ و ہشتاد و چار ہزار و نہ صد و سہ سال گزشتہ (غیاث اللغات ردلف ف)

۷۰۰۰۰۰ - تاریخ خواجگی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ حضرت آدم سے پہلے اکسو آدم پیدا ہو چکے ہیں - اُنکی اولاد و خادم مدتوں دنیا میں رہے (تواریخ کشمیر سال ۸۳ء حصہ دوم صفحہ ۸) (۱۰+ =۷ ، لاکھ سال)

۲۴۰۰۰۰ - علم حیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب کہتے ہیں کہ اسکاٹ لینڈ کے پرانے زمانی ڈھیروں میں انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے مفاصل کے (اوزار) ملتی ہیں جنکی انسبت عمدہ سے عمدہ حساب سے اُنکی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قائم ہوتا ہے - جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قائم کر سکتے ہیں (رسالہ تھیوسافسٹ بابت سال ۹۷ - ماہ اکتوبر صفحہ ۹ کالم ۲)

۳۰۰۰۰۰۰ - جب ہم اُس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں - جسمیں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں - اور اُسمیں جس جس حیوانات اور نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں - وہ آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں - اور پھر اُس زمانہ میں اُسے دورہ کا زمانہ بھی شامل کرتے ہیں تو ہم کو لامحالہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ دنیا کو کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ گزرا ہوگا (رسالہ اعیان پنجاب صفحہ ۳۲ جنوری ۸۷ء)

۴۰۰۰۰۰۰ - بہت کم شخص ہیں جو کہ اس بات کا دعوے کرتے ہیں کہ کل پیدائش ۶ برس گزرے کہ ہوئی تھی اگر یہ سچ ہو کہ خدا نے سب کو چھ دن میں بنایا اور آدمی کو چھٹے دن تو دنیا آدم سے ۵ دن بڑی ہوئی - یہ مان کر کہ دنیا کو ۶ برس ہوئے بنایا تھا - بالکل لغو ہے جبکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ صرف ہی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ ۴ برس کا عرصہ چاہئے"۔

۱۵۰۰۰۰۰۰ - اور ایک کروڑ پچاس لاکھ برس ۱۵۰۰ دنیا کی قدامت کے لئے بطور اوسط بیان کئے گئے ہیں - ہندوستان کے بڑے بڑے دریاؤں کے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں - مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو کہ مادے کے اکٹھے ہونے سے ایک بڑی مقدار میں بن گیا ہے جو کہ اسطرح سے اب تک یہ بھی جاتا ہے اور جمع بھی ہوتا جاتا ہے - پچھلے تین ہزار برس میں ذرا بھی بڑھا ہوا نہیں معلوم ہوتا - فرعون کے زمانہ میں اُس ڈیلٹے پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر بڑی آبادی کے ساتھ آباد تھے جنکی تہذیب کے لئے اُس تاریخ سے اسقدر زمانہ چاہئے - جو کہ حضرت نوح کے طوفان کو یا دنیا کی پیدائش کو منسوب کیا گیا ہے"۔ (دیکھو ٹائیس آف مین کا اینڈ مولفہ مسٹر گلیڈن صاحب تماور کا ۳۳۵ صفحہ)

۸۸۸۴۰۰۶ - تاریخ خطائی سر آغاز از گھاں آفرینش برساندہ بزعم اینان تا امسال ہشت ہزار و ہشت صد و ہشتاد و چہار دوں و سعت سال سپری شد و ہر دوی دہ ہزار سال پیدارند پائندگی عالم صد ہزار دو سال بود (۸۸۸۴ + ۰۰ =۱ ۸۸۸۴ + ۶= ۰۰ ۸۸۸۴) آئین اکبری صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ کلکتہ ۱۸۶۷ء)

ڈاکٹر لے نٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ جو انسانی ہڈیاں سٹار کے پاس برازیل کے کنارہ پر اور جھیل لیگوا سٹا کے کنارہ پر کپتان ایلیٹ صاحب بہادر اور ڈاکٹر لنڈ صاحب بہادر نے پائی ہیں وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں - اور ہر ایک اُن میں سے پتھر بن گئی ہے - اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکہ میں مسسپی کے الویا سے پہلے تھا اور اُن انسانوں کو بھی تاریخ تھی کیونکہ بیشمار نسلیں حیوانی انسان کی امریکہ میں پیدا ہونے سے پہلے معدوم ہو چکی ہیں (دیکھو ٹائیس صفحہ ۳۵۰ سے ۳۵۱ تک -)

مشہور ڈاکٹر ناٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ اتفاقیہ اختلاف یا خصوصیت جو کہ پیدا ہو کر والدین سے بچوں کو لگ جاتی ہیں - اور جس سے کہ نئی نسلیں بن جاتی ہیں - اس وہمی خیال کے بیان کرنے کے لئے بھی ہم کو تھوڑی دیر تامل کرنا چاہئے - مثلاً افریقہ کے حبشی کسی اور نسل کی شاخ نہیں ہیں - جو کہ رفتہ رفتہ سیاہ ہو گئے اور آب ہوا کی تاثیر سے اخلاقی اور بدلی صورت میں فرق آ گیا - بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ انقلاب زمانہ سے اصلی چھوٹے حبشی یا ایسے بہت سے کالمک - مگولین یا اور پتلے جبڑے والے والدین سے پیدا ہوئے تھے - اور پھر انقلاب مکرر کل جزیروں کی رنگت بدل دی - اسی طرح امریکہ میں بیشمار اصلی باشندے جو جزیرے میں پائے جاتے ہیں اور جنکی بابت ہم کو یقین ہے کہ ابراہیم کے وقت سے پیشتر ٹیلے بناتے تھے - ایک ایسی نسل کی اولاد ہیں جو اتفاقی اختلاف سے تبدیل ہو گئی - اسی طرح قدیمی چین اور ہندوستان اور آسٹریلیا اور اولیتسیا وغیرہ والے تمام طبعی اور عقلی اتفاقی اختلاف کے سبب ہیں اور آدم و حوا سے اترے ہیں "کیا انسان کی زود الاعتقادی اس بیان کا لاسے زیادہ اور بھی پرے جا سکتی ہے یا انسان کی عقل اس سے زیادہ اور بھی بیہودہ دلیل پیدا کر سکتی ہے"۔ (دیکھو کتاب انڈجینس ریسس آف دی ارتھ کا صفحہ ۴۹۶ سے ۵۰۲ تک)

ایک اور لائق انگریز محقق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک تو اس بات کا جواب بائیبل سے حاصل ہو سکتا ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ آدم و حوا پہلے مرد و عورت تھے جنکو خدا نے بنایا اور مسلمہ نسخہ بائیبل میں اُن کے بنانے کی تاریخ زمانہ حال سے ۶ ہزار برس سے کچھ کم یا زیادہ ہے - دوسری طرف سائنس نہایت واضح دلائل اور پرزور تحقیقاتوں سے ظاہر کرتا ہے کہ انسان دنیا میں بہت بڑے زمانہ سے موجود ہے - اور تصدیق کرتا ہے کہ جہاں تک آدمی کا ہم تاریخی طور پر کھوج لگا سکتے ہیں - اُن کو جدا جدا گروہوں میں پاتے ہیں اور مختلف شکلوں میں - یہاں تک کہ تاریخ سے پہلے زمانہ میں اُنکا پتہ نہیں لگتا - اور ساتھ ہی سائنس یہ بھی بتلاتا ہے کہ مختلف موجودہ قومیں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔

اہل ہند کے پنڈت جو چار جگ ٹھہراتے ہیں اُنمیں میں موجودہ جگ کا نام کلجگ ہے - اس جگ کو ہوا دیکھتے ہیں کہ کئی ہزار سال سے چلا آتا ہے۔

اور چار لاکھ بتیس ہزار تک اور رہیگا۔ دواپر جگ کے بعد کلجگ آیا۔ اُن کے حساب کے موافق آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار برس کا تھا اور ترتیا جوکہ دواپر سے پہلے تھا کلجگ اور دواپر دونوں کے برابر تھا۔ یعنی بارہ لاکھ چھیانویں ہزار برس کا اور ست جگ جوکہ سب سے اول تھا۔ اسکو کلجگ سے چوگنا بتاتے ہیں۔ یہ چاروں جگ مل کے . ۲۳۴ برس کے برابر ہیں اور شاستروں سے یہ بات بھی دریافت ہوتی ہے کہ ایک کلپ میں ان چاروں جگوں کے کل برسوں کے برابر ایک ہزار زمانے (دور) ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سب رقوم ستاروں کی گردش حرکتوں سے علاقہ رکھتی ہیں۔ زمین پر واردات سے کچھ نسبت نہیں۔ ہندو منجموں نے حساب کیا کہ جب یہ جگ پورے ہوئے ہیں۔ تب ستارے کسی خاص طور پر ہمقران ہوتے ہیں۔ اسواسطے اُنھوں نے ان جگوں کو دنیا کی تاریخ ٹھیرایا (دیکھو تواریخ ہند صفحہ ۳۱ و ۴۳ سنہ ۱۸۶۲ کلکتہ)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ کل جگ کی جو ہندوؤں نے تعداد لکھی ہے وہ طوفان کے بعد جو اور قومیں لیسی ہیں۔ انکی صحیح تاریخوں کے قریب مطابق ہے۔ اس سبب سے ہم ہندوؤں کے کل جگ کے حساب کو صحیح مان سکتے ہیں۔ (تاریخ ہند سنہ ۱۸۶۲ء کلکتہ باب ا صفحہ ۸)

پھر وہی مورخ لکھتا ہے کہ ہندوؤں کی تواریخ کی ابتداء اُس وقت سے ہے جسکا قدامت کے سبب کچھ صحیح حال دریافت نہیں ہو سکتا ہے۔ اور انتہا جبکہ مسلمانوں نے سندھ دریا کے پار ہو کر ہندوستان میں غلبہ پایا۔ اس سے آٹھ سو برس گذرے ہیں۔ (تواریخ ہند کلکتہ صفحہ ا باب)

ایک اور محقق فرماتے ہیں کہ مصر کا وہ بت جو طوفان سے پہلے د سے بھی زیادہ کا ہے ہم کو اُس زمانہ کا صاف حال بتایا ہے۔ حالانکہ اگر بائیبل سچی ہے تو آدم زندہ تھے۔ مگر تاہم اُس سے بہت پہلے ہم بادشاہوں کو مصر میں طاقتور اور حکومت کرتے ہوئے پاتے ہیں (۵۰۰۰ + ۵۰۰۰ = ۱۰۰۰۰)

قاہرہ کی ایک غار میں مصر کے ہزاروں بادشاہوں کی لاشوں کے صندوق معہ اُنکے کرسی ناموں کے دستیاب ہوئے ہیں جو قبل از وجود آدم ہو چکے تھے (دیکھو تواریخ کشمیر حصہ دوم صفحہ ۸ سنہ ۸۳ء)

اب اسقدر شہادتوں کے بعد ہم اہل علم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگرچہ ہماری علمی تواریخی کتابیں دست تطاول اسلام وغیرہ سے لاکھوں نذر النار ہو چکی ہیں۔ اور صدہا کتب خانے ہمارے خونریزیوں کے ظلم کی آگ اور ستم کی آندھی نے آریہ ورت کے مختلف شہروں میں جلائے اور برباد کیئے۔ (دیکھو تواریخ ہند مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۱۸ صفحہ ۲۰۲ سال ۱۸۵۷ و تواریخ فرشتہ میں جفاکاروں کے حملے۔) مگر اب تک بھی بہت کچھ تلاش سے دستیاب ہو سکتا ہے پرماتما کی کرپا سے اور عرصہ ۱۲ و ۱۴ سال کے سریمان سوامی **دیانند جی** کے ست اپدیشوں سے آریہ لوگ ست پر دوبارہ قائم ہوئے اور سماجیں روز بروز ترقی پر ہیں۔ اور دل و جان سے پرانی کتابوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ یقین غالب ہے کہ مزید تلاش کر کے عمدہ اور صحیح اور کامل کتابوں سے ایک واضح شرح تواریخ بنا دیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ست وید دھرم کا روز بروز زیادہ پرکاش ہوتا جاتا ہے۔ اور جہاں تک تصنیفات زیادہ ہونگی راستی کا بڑھکر ظہور ہوگا۔

جواب۔ پادری صاحب ہم نے چند روزہ تحقیقات سے باوجود عدیم الفرصت ہونے کے تقریباً ۹ کروڑ سال تک غیر مذہبوں اور محققوں اور مورخوں اور فاضلوں کی شہادت درج کر دی ہے کہ دنیا اس سے بھی قدیم ہے اور یدھشٹر اور جنگ مہابھارت کی بابت اگر بقید نام و ولدیت و سال و ماہ کے راجاؤں کی فہرست دیکھنا چاہو تو ستیارتھ پرکاش مطبوعہ سال ۸۴ء کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک موجود ہے۔ ملاحظہ کر لو۔

ہم اور بھی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ بلکہ آپ کا بھی دھنیواد ادا کرتے ہیں جنہوں نے ایک اعتراضی رسالہ نکالکر ہمکو تحقیقات کے واسطے ہمت دلائی۔

اگرچہ ہم نے بہر طرح ثابت کر دیا ہے کہ یدھشٹر و ویاس کو ہوئے ۵۰۰۰ سال سے کسی حالت میں کم عرصہ نہیں گذرا اور ساتھ ہی بائبل کی بھی تردید میں کوئی کسر نہیں رکھی کہ دنیا ۵۸۹۱ سال سے نہیں ہے۔ بلکہ ۹ کروڑ سال سے بھی پہلے کی ہے۔ ایک آدم و حوا سے ہم کسیطرح نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے انسان زن و مرد ابتدا سے میں پرماتما نے پیدا کیئے۔ اور یہی بات تمام فضلاء کی شہادت سے عیاں ہے۔ ہماری طرف سے زیادہ حاجت بیان نہیں۔ مسیحی گرجا کی بنیادی اینٹ ایک آدم و حوا اور ۵۸۹۱ سال سے اُن کی پیدائش اور گنہگاری ہے اور اسی پر تمام ملمع کاری اور صلیبی عمارت جاری ہے اگر بنیاد ہی قائم نہیں تو عمارت کا رہنا محال ہے۔ پس ہر ایک دانا آدمی کو خیال کرنا چاہیئے کہ عیسائی دین کا کیا حال ہے اگر ہمیں چندے فرصت رہی تو اس سے زیادہ بلکہ ہزار درجہ بڑھکر لگاتار غلطیوں کا ہم اظہار کرینگے اور سلسلہ وار اُن کی اصلیت اور نااہلیت کو حتی الوسع ہم ملکی بھائیوں کی میز پر دھر دینگے۔ اے پرماتما راستی کا پرکاش کر۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم ۔ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

(فقط)

اب ہم دوسرے لکچر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(لیکھرام آریہ مسافر)

لکچر نمبر ۲ کا جواب

ناظرین یہ پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲ کا جواب ہے جسمیں انھوں نے پرمیشور کے پریم (محبت) کی نسبت بخیال خود ویدوں سے تحقیقات کی ہے جسکو وہ بُرے اور دل دکھانیوالے الفاظ سے شروع کرتے ہیں مثلاً "آریہ سماجی بیہودہ دعوے کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ان پر انکا ایمان ہے" (صفحہ ۲ سطر ۱۴) "صرف دعوے ہی اُن کے اعتقاد کا تکیہ ہے" (۲-۱۶) آریہ اپنی کتب مقدسہ کی تعلیم کی کچھ پرواہ نہیں کرتے" (۲-۹) "کیا ایسے بنیاد مذہب ایک ماندہ دل کو تسلی دے سکتا ہے" (۲-۱۶) وغیرہ وغیرہ۔

یہ پادری صاحب کے پریم بھرے الفاظ مسیحی تعلیم کے نمونہ ہیں جو بلا ثبوت آریوں کی نسبت بیان کیئے گئے ہیں۔ بے شک اُس کے حقیقی منجی (مسیح)

کی ایسی ہی ہدایتیں ہونگی۔ کیونکہ وہ خود ہی اناجیل میں ایسا ہی فرماتا ہے۔ "اس نے انہیں جواب دیکے کہا کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" "اے ریاکارو تم آسمان کی صورت کو امتیاز کر سکتے ہو پر وقتوں کی نشانیاں نہیں دریافت کر سکتے اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈھتے ہیں" (متی کی انجیل باب ۱۲ و ۱۶) اگرچہ ان کے ایسے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کس قسم کی محبت سے تلاش کرتے ہیں۔ اور راستی سے انہیں کس قدر روشنی ہے۔ مگر پھر بھی ہمیں بموجب اصول نمبر ۴ کے ان اعتراضوں پر غور کرنا ضروری ہے۔

پادری - ۴ - "۴ خدا محبت ہے ہم اپنے ارد گرد ہر ایک طرف اس بڑی حقیقت کی شہادت پاتے ہیں۔ ہمارا اپنا دل ہم کو اس بات سے قائل کر رہا ہے کہ یہ محبت ہم کو اسلئے عنایت نہیں ہوئی۔ کہ ہم انسان اس کے لئے مستحق ہیں۔ بلکہ وہ ایک کریمانہ عطیہ ہے۔ اور نہ اسلئے کہ ہم اس کے حقدار ہیں بلکہ اسلئے خدا مہربان اور رحیم ہے"۔

آریہ - ایشور اور اسکا پریم ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جسکے ہر ایک پہلو کو ہمیں نہایت غور سے بچارنا چاہئے۔ پرماتما کی نسبت اکثر باتوں کے سمجھنے میں انسان غلطی کرتا ہے اور یہ غلطی اسکی روحانی تاریکی کا باعث ہے پریم ایک علت سے ہے، اور وہ بغیر کسی لگاؤ کے نہیں ہوتی اس جگہ بالطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ پرمیشور نے ہم سے کیوں پریم کیا اور اسکی کیا وجہ ہے کہ وہ امریکہ کے وحشیوں نیوزیلینڈ کے جنگلیوں افریقہ کے حبشیوں ہندوستان کے بھیل گونڈ سے ایسا پریم نہیں کرتا اور یہ بات تو ہر ایک دانا کی مسلم ہے کہ ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔

پس عقل کل پرماتما کے پریم کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے اگر کہیں کہ پریم اسکا خاصہ ہے اور بلا کسی سبب کے ہے۔ تو یہ علم و تجربہ کے برخلاف ہونے سے غلط ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بہ نسبت سکھیوں کے دکھی زیادہ ہیں۔ بہ نسبت ڈاکٹروں کے بیمار زیادہ ہیں بہ نسبت عابدوں کے ریاکار زیادہ ہیں کیا کوئی سمجھ والا آدمی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے ان سے پریم کیا۔ محبت کی دیا کی ہرگز نہیں۔ کیونکہ پریم ظلم نہیں۔ اور نہ پریم زحمت ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اسکا کارن کیا ہے جس طرح اسکا پریم مسلم ہے اسی طرح اسکا انصاف بھی تمام حق پرستوں کو مسلم ہے۔ پھر ایسے بیہودہ خیالوں کو دور کر کے ہمیں ایسا سوچنا چاہئے۔ کہ ایشور کی صفات میں کبھی متضاد نہ آوے اور ست دھرم کا پرکاش اور سچا پریم ظاہر ہو جاوے جسکے پریم کو بھی عام کرو اور انصاف کو بھی عام۔ ہمارے واسطے چاند۔ سورج۔ زمین۔ ہوا پانی۔ آگ۔ غلہ وغیرہ گونا گوں نعمتیں پیدا کیں۔ یہ اسکا پریم ہے ہمارے کرموں کے مطابق سزا و جزا دیتا ہے۔ ہماری جسمانی بناوٹ ہمارے اعمالوں کے مطابق بنائی۔ یہ اسکا انصاف ہے۔ وہ ضرور ہمارے اعمالوں کے مطابق پھل دیتا ہے۔ کیونکہ منصف ہے۔ مجرم کو سزا نہ ملنے سے اسکی شرارت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور شرارت کا زیادہ بڑھنا راستی کا ستیاناس ہوتا ہے۔ کہ شرارت پسند راستی کا دشمن ہے۔ اسواسطے پریم اعمالوں کے متعلق نہیں مگر جسمانی بناوٹ دکھ سکھ وغیرہ اعمالوں سے وابستہ ہے۔

چنانچہ بائیبل بھی اکثر جگہ اسکا اقرار کرتی ہے "اے خداوند تیرے کام کیا عظیم ہیں۔ تیرے منصوبے نہایت عمیق ہیں۔ نادان آدمی نہیں جانتا اور نادان اسے نہیں سمجھتا جبکہ شریر گھاس کی مانند اگتے ہیں۔ اور سارے بدکردار لہلہاتے ہیں تو یہ اسلئے ہیں کہ وے ابد تک فنا ہو جاویں" (زبور ۹۲ آیت ۴ سے ۷ تک) پھر لکھا ہے "ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے۔ اور نیک بد کے برابر ہو جاوے۔ یہ تجھ سے بعید ہے۔ کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کریگا" (پیدائش باب ۱۸ آیت ۲۵ و ۲۶) پھر لکھا ہے "کیا خدا بے انصافی کرتا ہے۔ یا قادر مطلق راہ عدالت سے بھٹکتا ہے" (ایوب باب ۸ آیت ۴) پھر لکھا ہے "اے صاحبان دانش تم سن رکھو خدا سے ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ شرارت کرے۔ اور یہ کبھی نہیں کہ قادر مطلق بدکار بنے کیونکہ وہ ہر ایک آدمی کو اسکے عمل کے مطابق بدلا دیتا۔ اور ہر ایک انسان سے اسکی چال کے موافق سلوک فرماتا یقیناً خدا ناحق نہیں کرتا۔ اور قادر مطلق عدالت میں خلل نہیں ڈالتا۔ (ایوب باب ۳۴ آیت ۱۰) پھر لکھا ہے "تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا" (متی $\frac{۱۶}{۲۷}$) پھر لکھا ہے "دیکھو میں جلد آتا ہوں اور میرا اجر میرے ساتھ ہے۔ تاکہ ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلا دوں۔ میں الفا اور امیگا۔ ابتدا اور انتہا اول و آخر ہوں۔ مبارک وے ہیں جو اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں" (مکاشفات $\frac{۲۲}{۱۲-۱۴}$)

پادری - ۵ - "آریہ مت کی تعلیم سے واضح ہوتا ہے کہ خدا آدمی کو کوئی چیز مفت نہیں دیتا۔ جو کچھ اسکو ملتا ہے۔ اسکے کرموں کا پھل ملتا ہے۔"

آریہ - بے شک یہی ہمارا اعتقاد ہے اور اسی اعتقاد پر ستیا دھرم کی بنیاد ہے۔ مستحق کو خلعت واجبی سے سرفراز فرمانا۔ اور غیر مستحق کو محروم رکھنا۔ عین عدالت خداوندی ہے جسمیں کسی کی زبردستی نہیں۔ افسوس کہ عیاش لوگ چوری کرتے ہیں۔ ریاکاری کے عادی ہیں بدمعاشی ان کے دل میں جاگزیں ہے۔ اور اسپر مسیح وغیرہ کے کفارہ پر تکیہ رکھکر خلاصی کی امید رکھتے اور شرارت میں دھنسے ہوتے ہیں بقول شخصے۔

گناہ مرا اگر بود بے شمار   مرا نام کے بود بے آمرزگار

مگر یہ عقیدہ پسندیدہ نہیں معقول دلائل کے آگے اسکا پرزہ پرزہ دریدہ ہوتا ہے۔ جب عدالت کی میزان میں پاسنگ نہیں۔ اور انصاف کے آگے دوست دشمن میں جنگ نہیں۔ اسواسطے ایسے خود غرضوں اور امید و بیم برگشتہ لوگوں کا قافیہ سراپا تنگ ہے اور اس بات میں بائیبل بھی وید کی ہمنوا نہیں بلکہ منجملہ تابعین ہے۔ دیکھو "ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی کے مطابق جو آسمان پر ہے عمل کرتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھے کہیں گے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے کرامات ظاہر نہیں کیں۔ اور اس وقت میں ان سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا۔ اور اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو" (متی $\frac{۲۱}{۷}$ سے ۲۳ تک) اور اسی طرح متی باب ۸ آیت ۲۴ سے ۲۷ تک اور لوقا باب ۱۰ آیت ۲۰ سے ۴۵ تک اور متی باب ۲۳ آیت ۱۲ جس سے صاف ثابت ہے کہ بڑی بڑی منتیں کرنے والے معجزے دکھلانے والے اور جن بھوتوں کے نکالنے والے اور دانے دینے والے بھی جن کے اعمال خراب ہونگے۔ بدکار تصور ہو کر دوزخ میں ڈالے جاوینگے۔ خواہ وہ عیسائی ہی ہوں

ہوں چہ جائیکہ آجکل کے پادری یا عیسائی یا کیتھولک لوگ جن کی نجات یا خدا تک رسائی بقول بائبل کے کسی طرح بھی ممکن نہیں نکلتی یا جائیں نیاکاری پرمیشور عدالت سے کبھی نہیں چوکیگا +

پادری ۷۔ علاوہ ازیں اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ کہ انسان صرف اپنے اعمال کی جزا ہی نہیں پاتا۔ بلکہ وہی کرم کرتا ہے جو پرمیشور نے اس کے لئے مقرر کئے ہیں یہاں تک کہ اس کو مرضی اور اپنے کاموں پر کسی قسم کی آزادی نہیں +

آریہ ۔ یہ خیال بالکل باطل ہے اور ست شاستروں کے خلاف ہونے سے دانا اس کے ماننے قابل نہیں۔ چنانچہ وید میں ارشاد ہے +

कुर्व्वन्नेवेह कर्म्माणि जिजीविषेच्छतँ समाः एवं त्वयि नान्यथेतोऽस्ति न कर्म लिप्यते नरे ॥ य० ॥ अ० ४ मं० २ ॥

ترجمہ ۔ پرمیشور آگیا دیتا ہے کہ منش سو برس پرینت جب تک زندہ رہے تب تک کرم کرتا ہوا جینے کی اچھیا کرے۔ پس صرف ہم ہی آپ کی رائے کے مخالف نہیں۔ بلکہ تمام رشی منی جن کا وچن پرمان ہے اس اعتقاد کے برخلاف ہدایت دیتا ہے کہ انسان کام کرنے میں مختار ہے۔ اسی واسطے ہمارا دوسرا [illegible] آپ کا قول کسی طرح قابل اعتبار نہیں +

پادری ۷و۸۔ اس امر کے ثبوت میں فقرات ذیل کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ شاریک ارتھیائے ۲ پاد ۳ سوتر ۱۷ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۴ وغیرہ جن سے صاف صاف یہ تعلیم حاصل ہوتی ہے کہ انسان کو بوجھ وید کچھ نہیں ملتا۔ جو کچھ اسے دیا جاتا ہے۔ اس کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں۔ بلکہ خدا سے مقرر ہو چکے ہیں۔ اس تعلیم کی رو سے یہ جاننا کہ وہ محنت ہو سکتا ہے نہایت ہی دشوار ہے +

آریہ ۔ حضرت اس میں آپنے کمال غلطی کی اور بلا سوچے سمجھے انصاف اور راستی کی طرف سے آنکھیں موند کر یہ رائے قائم کی۔ ہم اصل سوتر مع ترجمہ کے تحریر کرتے ہیں۔ بغور سے مطالعہ قدس میں لائیں

नात्मा श्रुतेर्नित्यत्वाच्च ताभ्यः अ० २ पा० ३ सू० १७

परात्तु तच्छ्रुतेः अ० २ पा० ३ सू० ४१ ॥

कृतप्रयत्नापेक्षस्तु विहितप्रतिषिद्धावैयर्थ्यादिभ्यः । मन्तुवर्णात् अ० २ पा० ३ सू० ४४ ॥

अ० २ पा० ३ सू० ४२ ॥

نمبر ۱۷ ۔ ترجمہ جیو آتما کی اتپتی نہیں ہے۔ کیونکہ نہیں سنی گئی۔ اسواسطے کہ وہ نت ہے۔ شرتیاں (وید) مقدس اسے اناتی کہتے ہیں +

نمبر ۴۱ ۔ یہ سوال ہے کہ جیو کے کرم پرمیشور سے ہوتے گئے اگر ایسا ہے تو ایشور پر تعصب وظلم کا الزام لگتا ہے۔ حالانکہ ایشور ایسا نہیں ہے۔

نمبر ۴۲ ۔ ویس سوتر نمبر ۴۱ کے اعتراض یا سوال کا جواب ہے جو کرم پہلے جنم میں یا پہلے کئے گئے ہیں ان کی اپیکشا سے ہے یعنی کرم نہیں بلکہ گذشتہ جنموں کا پن پاپ جن کی سزا و جزا دینے والا ایشور ہے۔ اس واسطے تعصب یا ظلم اس پر عاید نہیں ہو سکتا ورنہ وید میں وہ امر و نہی کا حکم نہ دیتا +

جناب پادری صاحب نے اس اعتراض کا جو ہم کی اصل ہے۔ سوتر نمبر ۴۲ [illegible] کہ ایشور کا انش نہیں ہے۔ مخالف سمجھا [illegible]

نمبر ۴۴ [illegible]

پرمیشور کا انش نہیں۔ پادری نے ان ہر چہار سوتروں کا بے طرح اور بے ترکیب بے قاعدہ طور سے اصلی نہیں صرف شادی ترجمہ لکھا ہے۔ حضرت کو یہی معلوم نہیں کہ کون سوتر سوالات اور کون اس کا جواب۔ ناظرین خود ہی حق و باطل میں تمیز حاصل کر سکتے ہیں۔ کہ پادری صاحب تحقیق شاستر میں کہاں تک پہنچے ہیں۔ یہاں پر مناسب ہے کہ نمونہ کے طور پر کچھ بائبل کے خدا کے ظلم وغیرہ و بے انصافی کا اظہار کیا جاوے۔ تب نوح بولا کہ کنعان ملعون ہوا۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا۔ (پیدائش ۹/۲۵) کیونکہ میں خداوند تیرا غیور خدا ہوں۔ اور باپ دادوں کی بدکاریاں ان کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں تیسری چوتھی پشت تک پہنچاتا ہوں۔ (خروج ۲۰/۵) اور جب ہنوز لڑکے پیدا ہوئے اور نہ نیک و بد کے فاعل تھے۔ کہ جن پر خدا کا ارادہ جو کاموں پر نہیں بلکہ بلانے والے پر موقوف ہے قائم ہے تب ہی اس سے کہا گیا کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا۔ جیسا کہا ہے کہ میں نے یعقوب سے محبت رکھی اور عیسو سے عداوت۔ یہاں تک لکھ کر حضرت پولوس خجل طور پر اقرار کرتے ہیں۔ کہ) پس ہم کیا کہیں کیا خدا کے یہاں بے انصافی ہے (یہاں پر اس ظلم سے صاف اقرار کرنا پڑا۔ مگر عیسوی حکمت سے ٹالتے ہیں) کہ ایسا نہ ہووے۔ کہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ جس پر رحم کیا چاہتا ہے اس پر رحم کرونگا۔ اور جس پر قہر کرنی چاہتا ہوں اس پر قہر کرونگا۔ پس یہ نہ چاہنے والے نہ دوڑنے والے بلکہ خدا رحیم پر موقوف ہے۔ کیونکہ کتاب میں فرعون سے کہتا ہے۔ کہ میں نے اس لئے تجھے برپا کیا ہے۔ کہ تجھ میں اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہووے پس جس پر وہ چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔ (رومیوں کا خط [illegible]) لیکن خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔ اس نے ان کو جانے نہ دیا۔ (خروج [illegible]) جب فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ کہ یروشلم کو تباہ کرے تو خداوند اس بدی سے پچھتایا اور داؤد نے جب اس فرشتے کو جو لوگوں کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند سے کہا دیکھ میں نے گناہ کیا اور میں نے ہی برائی کی پر ان بھیڑوں نے کیا کیا (تصور کرو دیکھئے خود کیا ظلم۔ بادشاہ کا اقرار ہے) سموئیل ۲ باب ۲۴ آیت ۱۶ و ۱۷) پھر لکھا ہے کہ کون ہے جو کہتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے جس وقت خداوند نے اس کا حکم نہیں دیا کیا اللہ تعالیٰ کے منہ سے بھلا اور برا نہیں نکلتا (یرمیاہ کا نوحہ باب ۳ آیت ۳۷ و ۳۸) پھر لکھا ہے کہ میں ہی روشنی کو بناتا ہوں اور تاریکی پیدا کرتا ہوں۔ میں سلامتی کو بناتا ہوں اور بلا کو پیدا کرتا ہوں۔ میں ہی خداوند ان سبھوں کا بنانے والا ہوں۔ (یسعیاہ ۵ باب ۴۵ آیت ۷) ان تمام آیات پر غور کرنے سے ہر ایک دانا اور سمجھدار آدمی جان سکتا ہے کہ بائبل خدا پر کیا الزام لگاتی ہے۔ اور کن کن خرابیوں اور گناہوں کا اسے مصدر بتاتی ہے۔ بائبل انسان کو مجبور ٹھیراتی ہے اور گناہ کرنے پر اسے بے قصور بتلاتی۔ بھلا اس سے بڑھ کر بدی پھیلانے والی تعلیم اور کہاں ہوگی۔ اس کے ساتھ یوحنا کی انجیل باب ۶/۴۴

پادری ۔ مگر فی الحقیقت اس کا ہمارے ساتھ یہ سلوک ہوتا اور وہ ہمیں [illegible] ہم کو [illegible] تاکہ ہمیں ان کا اجر دیتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ بعضوں سے بدی کرواتا ہے اور بعضوں سے نیکی [illegible] پس ہم کہہ سکتے ہیں۔ یہ خدا کی مشیت ہے۔

آریہ ۔ یہ آپ کے تمام [illegible] بائبل کی تعلیم سے [illegible]

پہلے اس کا جواب باصواب خود بائیبل سے دے چکے ہیں۔ کہ یہ مبارک تعلیم انجیل کی ہے نہ کہ وید کی جیسے مسیح کو بیگناہ بقول عیسائیوں کے پھانسی دلایا۔ اور اس کی گریہ و زاری پر اس قہار کو ذرہ بھی رحم نہ آیا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۲۶ آیت ۳۶ سے ۴۵ تک جس میں مسیح کا رونے اور غمگین ہونے کا مفصل بیان ہے کہ میرا دل نہایت غمگین ہے میری موت کی سی حالت ہے۔ اس فقرہ سے گھبرانے اور حواس باختہ ہونے کا اندازہ ہو سکتا ہے ؛

اسی طرح یوحنا کی انجیل باب ۱۲ آیت ۲۷ "اب میری جان گھبراتی ہے۔ اور میں کیا کہوں اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا ؛

پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرانے اور بہت اداس ہونے لگا اور ان سے کہا میری جان کا غم موت کا سا ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو اور وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گرا۔ اور دعا مانگی کہ اگر ہو سکے۔ تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا ہے باپ سب کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے۔ اس پیالہ کو مجھ سے ٹال دے" مرقس باب ۱۴ آیت ۳۳ سے ۳۶ تک۔ کرے بیٹے زید اور سزا پائے عمر کو زنا کرے خالد آتشک ہو ولید کو۔ چوری کرے ابراہیم اور گرائی یعقوب تئیس سال کی قید ہو محمود و عیسے۔ پس یہ سراسر اندھیر اور ظلم بائیبل کے ذمہ عاید ہو سکتا ہے نہ کہ معاذ اللہ وید مقدس پر۔ دیکھئے نیکی و بدی کی تمیز حاصل کی آدم نے اور حاصل کرائی شیطان نے (اگرچہ خدا انجان کرتا رہا) مگر عام سی نوع انسان ناکردہ گناہ مجرم ٹھہرائے گئے۔ کرے ایک پکڑا جائے سارا جہان۔ اس سے بڑھ کر بدی کبھی صفحہ دنیا پر نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ پس یہ تعلیم کہاں سے ملی ہے یا اور اس بے انصافی کا مخرج کون ہے۔ کس کتاب سے ایسے بے بنیاد الزام ذات باری پر لگتے ہیں۔ ان سب کا جواب یہی ہے۔ کہ بائیبل بائیبل۔ بائیبل اسواسطے ضروری ہے کہ ہم اسکی تعلیم سے اجتناب کریں۔ اور لوگوں کو اس مہلک مرض سے بچا دیں ؛

پادری ۸-۹- مگر ایک اور ان سے بڑھکر اعتراض ہے جو ابھی ہم پیش کر چکے آریوں کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ پرمیشور ہی خود ہر ایک چیز ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں جو کچھ نظر آتا ہے وہ مایا ہے۔ ہر ایک جگہ اور ہر ایک شے میں برہم سرج رہا ہے اور صرف برہم ہی ہے۔ اگر وہ خود سب کچھ ہے۔ تو اس کی محبت اپنی مخلوقات پر ناممکن ہے ذیل کے فقرات سے روشن ہے۔ کہ اس مضمون پر ان مقدس کتابوں کی کیا تعلیم ہے ؛

نمبر ۱۔ شاریرک ۲ ادھیا ۲ پاد ۳ سوتر ۴۳ و

نمبر ۲ " " " " ۴۴

نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا ادھیا ۱۳ و ۱۵

نمبر ۴۔ گوپت برہمن۔

یہ وہ مسئلہ ہے جو بیاس جی نے صاف صاف طور پر لکھدیا ہے۔ وہ ویدوں اور گیتا کو اپنی سند گردانتے ہیں اور رگ یجر شام۔ اتھرو ویدوں کا پرکاش سکت ہم رگ وید کے پرش سکت سے اقتباس کرینگے ؛

آریہ۔ افسوس کہ پادری صاحب خود ہی صفحہ ۹ کی سطر ۵ و ۶ میں اس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ آریہ اس بات سے واقف ہیں۔ اسی سے بڑے زور و شور سے اس بات کا (کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز ہے) انکار کرتے ہیں۔ انکا (آریوں کا) قول ہے کہ یہ روح اور موجودات خدا سے الگ الگ چیزیں ہیں" اگرچہ دانا و کا قاعدہ ہے کہ مسلمات پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ بھی بعضوں کے اعتراضوں کا جواب دینا ضروری ہے ؛

آریہ دھرم اپدیشک شری سوامی جی مہاراج نے نہایت زبردست ثبوتوں سے ویدانت دھکوانت نوارن پستک (برہم کی یکتا کی تردید کی ہے۔ اور اس کی مکروہ تعلیم سے ناواقف لوگوں کو بچایا۔ علاوہ بریں ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹۴ سے ۲۰۰ تک و صفحہ ۲۸۸ سے ۲۹۹ تک بھی مفصل اسکی تردید کی ہے باقی حوالوں کی ہم مفصل تشریح کرتے ہیں ؛

نمبر ۱۔ شاریرک سوتر کا اصل ارتھ پہلے لکھا گیا ہے۔

نمبر ۲ کا ارتھ بھی پیچھے لکھ چکا ہوں

نمبر ۳۔ بھاگوت گیتا سوامی جی کے مستند گرنتھوں میں نہیں ہے۔ آپنے پرتگیا کی خالی کی ہے (دیکھو لیکچر نمبر ۱ صفحہ ۲۶)

نمبر ۴۔ گوپتھ برہمن کا کوئی نمبر۔ حوالہ۔ واک۔ آپنے درج نہیں کیا جہاں تک ہم نے پڑتال کی گوپتھ میں ایسا ذکر نہیں ہے ؛

بیاس جی نے گیتا کو اپنی سند نہیں مانا۔ ہاں ویدوں کو مانا ہے۔ مگر ویدوں میں جیو برہم کی ایکتا نہیں بلکہ تردید ہی تمام سکت یجر رگ وغیرہ ویدوں میں بیان ہے۔ پادری صاحب نے ارتھ و مطلب مطلق نہیں سمجھا ورنہ اسامر کو نہ لکھتے کہ ان منتروں سے جیو برہم کی ایکتا ظاہر ہوتی ہے۔ خود پرش لفظ ہی جگت اور برہم کو جدا ثابت کر رہا ہے۔ یعنے جو تمام جگت میں بیاپک ہے وہی پوران پرش پرماتما ہے۔ اسی ستیہ پرش نے سورج چندر وغیرہ کروں اور انسان حیوان وغیرہ کو پیدا کیا۔ مگر یہ روحیں اور پرکرتی اس کی اپار شکتی میں سدا سے موجود تھیں وہ پورن کرتا پرش ہے۔ جیو سبھا اور یہ جگت۔ بلکہ برہم جیو نہیں۔ اور جیو برہم نہیں یہ تینوں جدا ہیں۔ اور یہ دیاپ و بیاپک سیوسیوک سمبندھ رکھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ جو اعتراض پادری صاحب نے ہم پر کیا۔ اس سے ہزار درجہ بڑھکر بائیبل میں موجود ہے (مفصل دیکھو صداقت رگوید) اور پرش سکت کا مفصل ترجمہ دیکھو لیکھرام کا صفحہ ۱۱۸ سے ۱۲۴ تک

پادری ۱۳ و ۱۴۔ ہم ویدوں سے یہاں تو پیش کر چکے اب ہم دکھلائینگے کہ قدیم زمانے کے بڑے بڑے پنڈت انھیں کن معنوں میں لیتے تھے ؛

نمبر ۱۔ شاریرک ادھیائے ۲ پاد ۱ سوتر ۱۳ و ۱۴

نمبر ۲۔ شاریرک ادھیا ۱ پاد ۴ سوتر ۱۸ و ۲۴

نمبر ۳۔ ستوتیاسنر ادھیا ۶ شلوک ۲ و ۳

نمبر ۴۔ شتپتھ برہمن صفحہ ۸۳

نمبر ۵۔ چھاندوگ ادھیا ۶

نمبر ۶۔ کیولا ادھیا ۲ سر ۳

نمبر ۷۔ گیتا ادھیا ۳ شلوک ۱۹

نمبر ۸۔ گیتا ادھیائے ۱۸ شلوک ۱۷

نمبر ۹۔ گیتا ادھیائے ۴ شلوک ۳۶

قدیم زمانہ کے بڑے بڑے رشی سب مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ خود برہم ہی سب کچھ ہے ؛

آریہ۔ ہم بھی ویدوں سے تو آپکے دعوے کی تردید کر چکے اب ان حوالوں پر بھی غور کرتے ہیں ؛

भोक्त्रापत्तेरविभागश्चेत्स्याल्लोकवत् १३
तदनन्यत्वमारम्भणशब्दादिभ्यः
अध्या २ पा० १ सू० १३—१४

نمبر ۱۔ ترجمہ۔ (یہ سوتر اس سوال کا کہ کرتا ہے بھوگتا ہے۔ جواب دیتا ہے۔ کہ بھوگتا جدا ہے۔ اور ہم کو اس کا پرمان جگت میں ملتا ہے۔

ترجمہ پرکرتی کے کاریہ اور کارن ایک نہیں۔ ا ہیں شبد کے سننے سے۔

अन्यार्थन्तु जैमिनिः प्रश्न व्याख्यानाभ्यामपि चैवमेके ॥ प्रकृतिश्च प्रतिज्ञा दृष्टान्तानुपरोधात् वेदा॰ अ॰ १ पा ४ सू॰ १८ — २४

ترجمہ نمبر ۲۔ جیمنی یہ کہتا ہے۔ کہ جیو آدی کا درشن اپنشد پرماتما کے جاننے کے لئے ہے۔ اس میں اوروں کی سمتی بھی ہے۔ کہ اپنشد کے سوال و جواب سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ اور پرکرتی کا درشن برہم کی تحقیقات کے واسطے ہے۔ کیونکہ ایسا ماننے سے اپنشد کے دعوے اور مثال میں کچھ غلطی واقعہ نہیں ہوتی۔

نمبر ۳۔ یہ پنگ گرنتھ مستند میں سے نہیں ہے۔ اس واسطے ہم اس پر غور نہیں کرتے (دیکھو لکچر نمبر ۱ جواب صفحہ ۲ کا آخری نوٹ)

نمبر ۴۔ تیتری برہمن مستند گرنتھوں سے نہیں ہے (دیکھو اپنا لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۴)

نمبر ۵۔ چھاندوگیہ اپنشد میں ادھیائے ۶ کوئی نہیں بلکہ اس کی تقسیم تو پرپاٹھک اور کھنڈوں پر ہے۔ اس میں کل آٹھ پرپاٹھک ہیں۔ جس کے چھٹے پرپاٹھک کو ہم نے پڑتالا۔ کوئی منتر جیو برہم کی ایکتا کا نہیں ملا۔

نمبر ۶۔ کٹھو اپنشد کے ادھیائے ۲ میں کوئی منتر نمبر ۱۹ نہیں ہے۔ ہاں ادھیائے (۱) میں نمبر ۱۹ پر ایک واکیہ ہے۔ جسکا ترجمہ یہ ہے۔

جس وقت انسان کسی کو مارتا ہے۔ اس وقت جو نہی جیو کو مارنیوالا سمجھتا ہے۔ اور جسکو مارتا ہے جو اسے مر گیا سمجھتا ہے۔ وہ دونوں طرح سے لوگ نہیں جانتے ہیں کیونکہ اصل میں جو ایک غیر مادی اور غیر فانی انادی طاقت ہے وہ نہ مرتی اور نہ مارتی ہے بلکہ صرف شریر کا ویوگ ہوتا ہے اور اسی کا مفصل ذکر واک نمبر ۱۸ میں اس سے پہلے بھی موجود ہے۔

نمبر ۷ سے ۹ تک حوالجات غیر مستند ہیں (دیکھو لکچر نمبر ۱ کا صفحہ ۲) اسواسطے ہم بالکل ایسے حوالوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں۔

پس ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قدیم زمانہ کے رشی نے ایسا نہیں مانا۔ اور اگر خدانخواستہ کسی نے مانا ہو تو خود رشیوں کے ہی قول کے مطابق وید کے خلاف رائے دھرم سے سنبندھ نہیں رکھ سکتی۔ کیونکہ وید ہی راستی اور معقولیت کی بنیاد ہے۔ مفصل دیکھو رگوید منڈل ۱۰۔ انوواک ۱۰ سکت ۱۱۹ منترا سے آٹھ تک۔ اتھار رگوید منڈل ۱۔ انوواک ۲۲ سکت ۱۶۴ منتر ۲۰ ایضاً یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۱ سے ۷ تک۔

ویدوں میں پرمیشور کے پریم کا ہونا اصل میں تو خود پادری صاحب کو بھی اقبال ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۵ و ۶ پر سات حوالے ویدوں اور شاستروں کے لکھے ہیں اور ہم نے بھی جابجا اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ ویدوں میں ایشور پریم بھگتی اور جیو اور برہم کا سمبندھ کس خوبی سے ارشاد کیا گیا ہے۔

اخیر میں پادری صاحب کہتے ہیں۔ الغرض ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ وید خدا کی محبت سے معمور ہیں۔ ہم کو بعض فقرات ایسے ملتے ہیں جن میں یہہ بیان ہے" (دیکھو صفحہ ۱۴ و ۱۵) جس طرح پادری صاحب کو کچھ اقبال ہے پرمیشور کریگا۔ کہ ہماری اس دوسری گذارش کو پڑھکر کچھ کا کل ہو جاویگا۔ کیونکہ تمام دنیا میں صرف ویدہی ہیں جو خدا کے اوصاف کو تمام و کمال نہایت خوبی و عمدگی سے بتلانے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ بوجوہات ذیل

اولاً۔ وید انسان کو فعل مختار بتلاتے ہیں۔ اور نیکی یا بدی کرنے پر مجبور بائیبل کی طرح نہیں ٹھیراتے۔

ثانیاً۔ پرمیشور سب انسانوں کا مالک اور حاکم ہے۔ جتنے نیک و بد کام انسان کرتے ہیں اس کی سزا و جزا دیتا ہے۔ ہمارے فعلوں کا خود فاعل نہیں

ثالثاً۔ ویدوں کے مطابق پرماتما کی قدرت انادی ہیں۔ مادی زمانہ سے انادی روحیں اور مادہ موجود ہے اور سرب شکتیمان ہونے سے وہ ہمیشہ ان کا بنانیوالا مالک ہے۔ بائیبل کی طرح ۵ - ۶ ہزار سال سے ہی خدا دنیا نہیں بن گیا۔ اور نہ دنیا خدا کا حصہ ہے۔

رابعاً۔ وید معقولیت سے راستی کے قبول کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ بائیبل کی طرح عقل کو سچ بائیل میں مقفل کرنے کی ترغیب نہیں دیتے۔

ان مندرجہ بالا وجوہات سے وید مقدس میں پرمیشور کا پریم پرمیشور کا انصاف پرمیشور کا گیان بلکہ وہ سرب شکتیمان ثابت ہوتا ہے۔ تو بے شک ہر ایک بے تعصب آدمی کا دل ان کی سچائی کا قایل ہو سکتا ہے۔ مگر ہٹ دھرمی آدمی باوجود اس قدر صداقتوں کے بھی دنیاوی چند روزہ عیاشی کی خاطر ست کو قبول کرنے سے ملول ہوتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھیں گناہوں کی تاریکی کے سبب راستی کو نہیں دیکھ سکتیں۔ حالانکہ وہ آفتاب سب سے زیادہ روشن ہے۔ اے پرماتما ودیا کا پرکاش کر اور اودیا کا ناش۔

لکچر نمبر ۳ کا جواب

پادری صاحب نے اس لکچر نمبر ۳ میں بزعم خود یہ بات ثابت کی ہے۔ کہ وید پرمیشور نیاکاری نہیں۔ ہم نے ان کا لکچر آغاز سے انجام تک پڑھا۔ مگر ان کی کسی دلیل سے بھی تسلی نہ ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ ہم ان کی تردید کرتے ہیں۔ ورنہ راستی کے قبول کرنے سے ہمیں کوئی انکار نہیں۔ البتہ اتنا ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پادری صاحب نے حق نمک خوب ادا کیا۔ ہم اس جواب میں ان کے دلایل پر غور کر کے جتلائیں گے کہ ان میں کس قدر کمزوریاں موجود ہیں۔

پادری۔ ۳۔ چاروں ویدوں کا کلی اتفاق ہے۔ کہ پرمیشور نے آدمیوں کو چار ذاتوں میں پیدا کیا ہے۔ یعنی منہ۔ بازو۔ ران۔ پاؤں سے۔ ہم اپنے پڑھنے والوں کو خاصکر مطلع کرتے ہیں۔ کہ ذات کا مسئلہ برہمنوں کی ساخت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے آریہ بھائی ہم کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ یہہ تو ویدوں کا مسئلہ ہے اور صریح اور صاف عبارت میں لکھا ہوا ہے۔ انسان کی پیدائش کا یہ بیان پرش سکتا میں جو رگ۔ سام۔ یجر۔ اتھرو چاروں ویدوں میں یکساں ہے مندرج ہے۔

آریہ۔ اس بارے میں ہم صرف بہت کچھ پادری صاحب سے اتفاق کرتے ہیں۔ مگر جہاں تعصب کو کار فرما کر حق سے روگردانی ہے اس کے مخالف ہیں۔ بے شک یہہ مسئلہ کہ انسانی مدارج کی تقسیم بلحاظ لیاقت چار شرح سے جو کی گئی آریہ سماج کو تسلیم ہے۔ لیکن اگر صرف ذات کے لحاظ سے کوئی اس تقسیم

کا دعویدار ہے۔ ہمیں اس کے رلنے سے انکار ہے ہم خود اس تقسیم کو نیار دعدل کے مخالف جانتے ہیں۔ مگر دوسری طرح عین انصاف مانتے ہیں۔ اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے دوسری طرح کی تقسیم تمام دنیا میں موجود ہے ✦

مسلمانوں میں۔ مولوی۔ شجاع سپاہی۔ تاجر۔ خدمتگار۔ عیسائیوں میں پادری۔ ملٹری مین۔ ٹریڈرز۔ سرونٹ۔ بودھوں میں۔ ستر بھی۔ یودھا۔ ویش۔ سودر۔ ایرانیوں میں۔ برمان۔ نالو برمن۔ چترمن۔ وچیزی۔ باس سودی وسواء۔ آریوں میں برہمن۔ راجنیا۔ ویش۔ شودر۔ ظاہر ہے کہ ودیا کا اوپدیش منہ سے ہوتا ہے اور علم و ودیا یا ودیا ہر ایک کام سے حکماؤں کے نزدیک مکھ یعنے اول ہے۔ علاوہ بر ایں علم کا حاصل کرنا انسان کے واسطے سب کاموں سے ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے انسان میں کوئی شرافت نہیں اور خدمتگار۔ دولتمند۔ بہادر تینوں سے عالم کا درجہ مکھ یعنے فسٹ نمبر ہے۔ اس واسطے عالم یعنی برہمن کو اس سے نسبت دی گئی۔ اور ہے کیونکہ انسان کے جسم میں جس طرح مکھ کا کام اوچارن ہے۔ ایسا ہی برہمنوں کا اوپدیش کرنا ہے۔ شجاعت جسے قوت بھی کہتے ہیں اس کا بازو سے تعلق ہے۔ اور با اصطلاح حکما خصوصاً بازو سے منسوب ہے۔ اور ویدک لغات میں لفظ باہو بازو کے معنے بل کے ہیں۔ پس جس میں قوت بازو زیادہ ہوگا۔ اسے بلوان یا راجنیہ کہیں گے۔ اور اسی واسطے کشتری کے بھی یہی ارتھ ہیں۔ بایں خیال ان کا ظہور بل یا باہو۔ یا بازو سے ظاہر کیا گیا ہے۔ بیوپار کے واسطے سفر۔ دور دراز یا قلمرانی وغیرہ کاموں کی ضرورت ہے۔ حرکت کا تمام انحصار رانوں پہ ہے اگر یہ نیں زور نہ مانیں تو بیوپار کا کام خام ہے۔ اسی واسطے ان کا ظہور رانوں سے بتلایا گیا ہے ✦

بیوقوفی یا خدمت گاری نہایت ہی قریب ہے۔ اور جاہل محض سے سوائے خدمتگذاری کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اس واسطے شودر کے پاؤں سے نسبت دی گئی۔ یعنی انسانیت کے واسطے علم مکھ کام ہے شجاعت دوسرے درجہ پر اور تجارت تیسرے درجہ اور خدمت سے سب سے نچلے درجہ پر ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں بلحاظ قواعد اور خواص اور نیز بلحاظ منفعت کے مکھ۔ بازو۔ ران۔ پاؤں ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں برہمن کشتری ویش شودر ہیں اگر کوئی حق بیناری کی نگاہ سے اس قدرتی تقسیم کو دیکھے۔ تب وہ اس کی اعلیٰ ہدایت اور فاضلانہ استعاروں سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ (مفصل دیکھو وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۲۳۲)۔

پادری ۴۔ سوامی دیانند جی نے ان کے حق میں یہ بات اچھی نہ کی کہ انہوں نے ویدوں کے علاوہ اور بہت سی کتابوں کی تعلیم کو بھی سچا مان لیا۔ اور انہیں کامل سند تسلیم کر لیا۔ اور انہوں نے آریہ سماج کی عمارت کا ایک حصہ ان کتابوں کے ستونوں پر استادہ کیا۔ لیکن یہ کتابیں ان کے دعووں کو مضبوط کرنا تو کجا بلکہ بیہودہ ٹھیراتی ہیں ✦

آریہ۔ پادری صاحب اخلاق اور معقولیت سے آپ کوسوں دور ہو سکے جاتے ہیں۔ بعوض کسی پر اعتراض کرنے کے بیہودہ گوئی دانائی سے بعید ہے داناؤں کا قول ہے۔

اول اندیش وانگہے گفتار ✦ پائے پیش آمدہ است پس دیوار

آریہ سماج کی عمارت کی بنیاد وید مقدس کی تعلیموں پر ہے۔ اور کسی کتاب پر نہیں مگر پرانے آریہ مہاتماؤں کی تصانیف۔ اور فلاسفروں کی تالیف کردہ کتب بھی ہم نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ بھی اسی فیض الٰہی کی برکات ہیں فانوس اور ہیں مگر نور وہی ہے۔ البتہ کسی کتب کی جو تعلیم وید کے مخالف ہو وہ ہمیں کسی طرح تسلیم نہیں۔ اور سب مخالفوں سے پہلے ممبران سماج اس کی تردید کرنے پر موجود ہیں (دیکھو اصول نمبر ۴)

پادری ۵۔ برہمن اور راجپوتوں کی ذاتوں کا بیان ذیل عبارت میں پایا جاتا ہے ✦

رگوید منڈل اسکت ۱۰۸ منتر ۷
رگوید منڈل اسکت ۱۲۴ منتر ۵۴

یہ تعلیم ذات کی ہمیشہ نہیں معنوں میں سمجھی جاتی تھی۔ جیسا کہ آج کل ان معنوں میں جو آریہ بیان کرتے ہیں۔ (دیکھو شنکر آچاریہ اور ساین آچاریہ کی تصانیف) ✦

آریہ۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے پادری صاحب کیوں غیر متعلق حوالہ درج کر دیتے ہیں۔ جن سے سوائے ان کی ناواقفی کے اور کوئی بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ رگوید کے منتر نمبر ۷ میں جس لفظ کا ارتھ آپ راجپوت دسینڈوں کی موجودہ ذات کرتے ہیں۔ وہ اصل سنسکرت ہے۔ جس کے معنے راجا کا گھر ہے۔ نہ کہ راجپوتوں کی قوم کیونکہ وہ چار ذاتوں میں کشتری ہیں کوئی پانچواں ورن نہیں۔ جب یہ حال ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ذات کی تعلیم ہمیشہ سے انہیں معنوں میں لیجاتی ہے۔ جیسا کہ آریہ لوگ مانتے ہیں نہ کہ آپ کے باطل خیال کے مطابق شنکر یا ساین کا حوالہ آپ کو دینا مناسب نہ تھا کیونکہ لیکچر نمبر ۱ کے صفحہ ۶ پر اسکا اشارہ تک نہیں۔ مگر واضح ہو کہ شنکر آچاریہ جنم سے نہیں مانتا بلکہ مثل ممبران سماج کے کرم سے مانتا ہے (دیکھو سچر سوچی) اور اگر مفصل دیکھنا چاہو تو ورن بیوستھا مطبوعہ ودیا درپن میرٹھ ۱۸۸۷ء مطالعہ کرو ✦

پادری ۶۔ منوجی جس کو پنڈت دیانندجی ایسی بڑی سند مانتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ دیکھو منو ادھیائے ۱ شلوک ۳۱ و ادھیائے ۱۲ شلوک ۴۳ و ادھیائے ۱۰ شلوک ۵ ۳۲۵۔ اور تیترہ برہمن ادھیائے ۱ واک ۲۶۔ اور منو ادھیا ۹ سلوک ۲۶۔ اور شت پتھ برہمن ۱۴۔ ادھیائے ۴۔ ۲۔ ۲۳ وغیرہ۔ ہم اور بہت سی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم خیال کرتے ہیں۔ کہ یہی کافی و وافی ہونگی۔ کیونکہ ان سے یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ کہ ویدمت کے مطابق پیشور نیاکاری نہیں ✦

آریہ۔ تیتری برہمن مستند گرنتھوں میں نہیں دیکھو اپنا لیکچر نمبر ۱ صفحہ ۶ شت پتھ میں کہیں ایسا ذکر نہیں باقی رہے منو کے سلوک ان کی بابت یہ عرض ہے۔

نمبر ۱۔ بردھی کے لئے برہمن کشتری۔ ویش۔ شودر مکھ باہو اور و پاؤں سے ظہور ہوئے۔ یعنے گنوں سے

نمبر ۲۔ ہاتھی خیرنگ شودر آدمی یعنے بیوقوف اور بدچلن اور شودر یعنے جوکہ یہ تمو گن والے ہیں ✦

یہ اور باقی دونوں شلوک تمہارے کسی طرح مخالف نہیں بلکہ گن کرم سبھاؤ انوسار ورن ادکرنیکا ذکر ہے

پادری ۸۔ یتی انسان کی پیدائش مختلف درجوں میں ہے۔ اگر کوئی ایسی

ذات کا آدمی کتنے ہی بڑے گناہ کا مرتکب کیوں نہ ہو۔ اس کو چنداں خیال میں نہ لانا چاہئے۔ مگر ایک نیچی ذات کا آدمی سخت سزا کے قوانین کا پابند ہے ۔

آریہ حضرت گناہ سب کے واسطے گناہ ہے۔ مگر عیسائیوں کے واسطے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک بیہودہ خیال خود قربانی بدلا اسی لئے انہیں گناہ کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے ان کے خیال میں اب گناہ رہا ہی نہیں شیطان کا سر کچلا گیا مسیح سب کے گناہوں کی عوض مصلوب ہو گیا د ہ

لے لیا تخت حق مسیحا نے + جو گناہ کیجئے صواب ہے آج

شراب پینا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ گوشت کھانا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ جوا کھیلنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ کورٹ شپ کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں پھسلانا ورغلانا واقعوں کو گمراہ کرنا ان کے ہاں گناہ نہیں۔ تین خدا ماننا ان کے ہاں گناہ نہیں جو گناہ ہیں وہ غریب بنیوں کے واسطے ہیں تو وہ بمشکل ظاہری رنگت کے گناہوں سے بھی سرخرو ہیں۔ مگر آریہ دھرم کے رو سے اگر کوئی اعلےٰ آدمی گناہ کرے تو وہ بہ نسبت نادان یا ادنےٰ کے زیادہ مجرم ہے۔ دیکھئے۔

गुरुं वा बाल वृद्धौवा ब्राह्मणं वाव हु श्रुत म्।
आत तायि नमायान्तं हन्या देवावि चारयन्

یہ منوسمرتی ادھیائے ۸ کا شلوک ۳۵۰ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے

گورو ہو یا بالک ہو یا بوڑھا ہو یا برہمن ہو اگر آتتائے یعنے وچار رہت سجن لوگوں کو پیڑا (تکلیف) دیوے یا قتل کرے تو راجا کو واجب ہے کہ ضرور مروا ڈالے پھر منو نے اسی ادھیائے ۸ کے شلوک ۳۸۰ میں ہے کہ برہمن وید کے جاننے والے کو قتل نہ کرے۔ بلکہ اپنی قلمرو سے خارج کر دے۔ جیسے حبس دوام بعبور دریائے شور ساتھ ہی آپ اسی ادھیائے کے شلوک ۳۳۵، ۳۳۴ بھی مطالعہ فرما دیں اگر اس کو آپ رعایت جانتے ہیں تو قانون انگلشیہ مروجہ ہند میں جو رعایت یورپین کی ہے اسکو کیا کہوگے۔ دیکھو تعزیرات ہند جیسے یہ انسانی قانون ہے۔ ویسے ہی منو بھی انسانی قانون ہے۔ مگر یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ وہ رعایت صرف براہمنوں یعنی فضلائے وید کے واسطے ہے اور یہ تمام یورپین کے واسطے جس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور روزمرہ کے تجربہ میں بھی آپ جانتے ہونگے کہ ہمیشہ ڈاکٹر لوگ گورا اور ہندوستانی کے مقدمہ میں تلی کا پھٹ جانا یا صاحب کا مستی میں ہونا وغیرہ باتیں ڈاکٹ میں لکھتے ہیں جس پر گورہ بری ہو جاتا ہے۔ اس کی مثالیں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں ہیں۔ کہ صدہا ہندوستانی گوروں کے ہاتھ سے مارے گئے مگر ایک بھی گورہ پھانسی نہ ملا۔ ساتھ ہی ہولی کی توریت الہامی کو بھی نظر غور سے دیکھو پھر اعتراض کرو +

پادری ۸۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ سنیاس کے بغیر سچا گیان ہو ہی نہیں سکتا اور بغیر گیان کے مکتی کا حصول امکان سے باہر ہے۔ لیکن صرف برہمن ہی سنیاس لے سکتا ہے۔ اس لئے دوسروں کو چاہئے کہ نجات سے ہاتھ دھو بیٹھیں (دیکھو شوتیا شتر اپنشد)

آریہ۔ ویدوں کے رو سے نجات کا راستہ ہر ایک طالب حق کے لئے کھلا ہوا ہے۔ کسی کے لئے بھی بند نہیں مگر تلاش شرط ہے کیونکہ جو صدق دل سے حق کی طرف رجوع کرے وہی کامیاب ہو سکتا ہے۔ سنیاس لینا اسی کے واسطے ضرور ہے۔ جو ست ودیا جانتا ہو اور جو ودیا جانتا ہو وہی برہمن ہے۔ پس ہر ایک باتمیز آدمی جو ہر علم سے آراستہ ہو کر نجات کی تلاش کر سکتا ہے۔ آپنے اسیواسطے شوتیا شتر کا بھی کوئی حوالا اور پتہ نہیں لکھا +

پادری ۹۔ وہ کتابیں جن سے مکتی کو پراپت ہونیکا طریقہ ملتا ہے صرف ویدہی ہیں مگر ساتھ اس کے یہ بھی لکھا ہے کہ تمام شودر ان کتابوں کے پڑھنے کا اختیار نہیں

دیکھو شاریرک ادھیا ۱ پاد ۳ سوتر ۸
اور 〃 ۱ 〃 ۳ 〃 ۳

آریہ۔ جناب آپکا خیال اور حوالہ دونوں آپکے مخالف ہیں وہ اصل سوتر یہ ہیں

भूम्वा सं प्रसादादध्य पदेशात ॥वेदांत० अ० १ पा० ३ सू० ८ नानु मान मत च्छब्दात। वेदान्त॥ अ० १ पा० ३ सू० ३॥

ترجمہ۔ نمبر۱۔ بھوما پرمیشور کا نام ہے کیونکہ جو آتما اسی میں پرشاد [illegible] کرتا ہے اور اسی کے اپدیش سے آنند ہوتا ہے +

نمبر۲۔ انومان سے سدھ پرکرتی سے یہاں مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ لفظوں سے ضمیر اور طرف جاتی ہے۔ دیکھئے آپ کے اعتراض کا یہاں نشان بھی نہیں ہے

پادری ۱۰-۱۱۔ پھر منو ادھیا ۱ شلوک ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ شودر کبھی وید پڑھنے کا ادھکاری نہیں ہو سکتا۔ اسی کے پہلے ادھیا کے شلوک ۹۹ میں مندرج ہے کہ کوئی آدمی شودر کو وید نہ سنائے اور نہ سکھلائے +

آریہ۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ یہاں بھی پادری صاحب کا منشا نظر نہیں آتا۔ بلکہ برایا اس کے برخلاف پایا جاتا ہے۔ وہ اصل شلوک یہ ہیں۔

ब्राह्मणो जाय मानाहि पृथि व्या मीध जाये ते ईश्वर: सर्व भू तानां धर्म कोशस्य गुप्त ये॥ ९९॥
विदुषा ब्राह्मणे नेदमध्येतव्य प्रयत्नत:
शिष्येभ्यश्च प्रवक्तव्यं सम्यक नान्येनकेनचित॥ १०३॥

ترجمہ۔ جب برہمن کا ظہور سنسکار دوار سے دنیا میں ہوتا ہے تب ہی وہ دھرم کا ندھی اور سب پرانیوں میں افضل (اتم) مانا جاتا ہے +

وددان برہمن کا ہی فرض ہے کہ کوشش سے وید پڑھے اور ششوں کو پڑھائے اور کوئی نہ پڑھا وے +

پادری ۹۔ سوامی دیانند جی اس حقیقت کی تہ کو یہاں تک پہنچ کر انہوں نے اس صاف صاف تعلیم کے اور نقشہ بنانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا +

آریہ۔ ست گرنتھوں میں صدہا مثالیں اس قسم کی موجود ہیں۔ کہ برہمن کشتری برہمن علیٰ ہذالقیاس ویش شودر کرموں سے ترقی اور تنزلی پاتے رہتے ہیں۔ اور خود ویدک ہدایت کے مطابق آریہ لوگوں کا ہمیشہ اسی پر عملدرآمد رہا۔ پس سری مہاراج سوامی جی نے نہ تو کوئی اپنا نقشہ بنایا۔ اور نہ کسی نئی تعلیم کا خاکہ جمایا۔ ہاں ویدک ہدایت پھیلانے میں اور وید وروہ بطالت کے مٹانے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جن کی سچی کوشش سے نتیجہ نیک حاصل ہوا جن سے خواب غفلت کی آنکھیں کھل گئیں۔ کروڑوں آدمیوں کے کانوں تک ست دھرم کی منادی پہنچ گئی۔ روز افزوں آریہ دھرم کی ترقی ہو رہی ہے۔ حال میں ایک مشہور ریاست کے ایک لائق پنڈت نے جو سوامی جی کے جیتے جی سخت مخالف

رہے۔ اور اب بھی کسی آریہ سماج کے ممبر نہیں۔ صاف صاف اپنے اخبار میں چھپوا دیا کہ اس موقعہ پر ہم کو سوامی دیانند جی مرحوم کی وفات کا کمال افسوس آتا ہے۔ اگر وہ چندے اور زندہ رہتے تو وید دھرم کی بہت ترقی ہو جاتی ۔

پادری ۔ ۱۱ ۔ ان کی کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ وید تمام دنیا کے آدمیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ خاص حقدار جماعتوں کے لئے۔ مگر ہمارے آریہ بھائی کہتے ہیں۔ کہ وہ تمام کے لئے ہیں شودروں کے لئے بھی ۔

آریہ ۔ جن کتابوں کو آریہ سماج۔ بلکہ آریہ ورت کے تمام فاضل پنڈت مستند دھرم پستک مانتے ہیں۔ ان میں کہیں بھی آپ کے دعوے کا ثبوت نہیں۔ جیسا کہ پرماتما کے اوپدیش وید ہائے مقدس میں جو کہ تمام جگت کی ہدایت کیواسطے ارشاد فرماتے ہیں۔ سوامی جی پڑھاتے رہے۔ ممبران آریہ سماج پڑھانے کو حاضر ہیں۔ اور نمونہ کے طور پر قطع نظر گزشتہ زمانوں کے اس وقت بھی شودر ویش کشتری ورنوں میں (بقول عوام) اوتپن ہوئے آریہ بھائی برہمن پدوی سے ملقب کئے گئے ہیں۔ اور بڑے بڑے نامی پنڈت ان کی یہ پدوی سویکار کر چکے ہیں پس ہم آپ کی بیجا ضد اور ہٹ دھرمی پر سوائے اس کے اور کیا کہیں کہ آپکی بات میں راستی نام تک ندارد ہے ۔

پادری ۔ ۱۱ ۔ آج کل زمانہ کی روشنی اور ترقی کے باعث آریہ بیان کرتے ہیں۔ کہ تمام آدمی بھائی ہیں۔ اور ایک ہی والدین کی اولاد ہیں۔ وہ ہم کو تبلادیں تو سہی کہ یہ تعلیم ان کے پاک ویدوں میں کہاں ہے ۔

آریہ ۔ آجکل زمانہ کی روشنی سے نہیں۔ بلکہ وید وکت صداقت کے پھیلنے کے سبب ایک ہی پرماتما کی پیدائش جانکر ہم سب کو بھائی جانتے ہیں۔ مگر سب کو ایک ہی والدین آدم و حوا کی معاذ اللہ اولاد نہیں مانتے (دیکھو پادریوں کی نافہمی کا علاج نمبر ۱۔ اور ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۷ سے ۲۳۱ تک) پس جس بات کو ہم مانتے ہیں اس کو بپاس خاطر جناب پاک ویدوں سے ہی ثبوت کرواتے ہیں سنئے وہ پاک تعلیم ویدوں میں یہ ہے ۔

समानो मन्त्रः समितिः समानी समानं मनः सह
चित्त मेषां। समानं मन्त्र मभि मन्त्रयेवः समा-
नेन वो हविषा जुहोमि॥ समानीव आकूतिः स
माना हृदयानिवः। समान मस्तु वो मनो यथा व
सुस हासति॥ ऋ०मं०१० अ१२ सू०१४मं०३-४

نمبر ۳ ۔ **ترجمہ** ۔ اے منش لوگو تمہارا راست اور راست کے وچار ہیں ورودھ نہ ہو اور ہر ایک کی بات سنکر ہٹ کو چھوڑ کر دیش ہتیشی ہو۔ کہ جس سے سجل کو سکھ ہو اور جس سے سبھوں کے بل پراکرم بدھی وغیرہ گن بڑھیں۔ تمہارا من سب پرانیوں سے دروہ رہت پورشارتھی ہو ۔

نمبر ۴ ۔ **ترجمہ** ۔ اے منشو تمہارا پورشارتھ سب جیووں کے سکھ کے لئے سدا ہو۔ جس سے میری آگیا یعنی وید دھرم کا نت پالن کرو۔ تمہارے سب بیوہار پریم سہت ہوں۔ کسی کو دکھی دیکھ کر سکھی مت ہو ہر طرح سے سوادھین ہو کر سب لوگ سدا سکھی رہیں ۔

پادری ۔ ۱۱ ۔ اگر ایسا ہے (یعنی ذات برادری کوئی چیز نہیں) تو وہ ایمان کو عمل میں لانے کا حوصلہ کیوں نہیں رکھتے۔ جواں مردوں کی طرح وہ میدان میں کیوں نہیں آتے اور سچائی کے حامی کیوں نہیں بنتے۔ اور کیوں نہیں مستعد ہوتے۔ کہ جو کچھ سر پر گزرے سہیں۔ وہ خدا اور ویدوں اور اس سچائی کی خاطر جس کے وہ ایسے مشتاق پرستار طلبگار ہیں۔ اپنی ذات کے لوگوں سے خارج کیا جانا کیوں نہیں منظور کرتے ۔

آریہ ۔ ہم قوم کے ساتھ ساتھ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ مگر خود گرنا بھی نہیں چاہتے۔ اپنے ایمان کو عمل میں لانے کے حوصلہ آریہ لوگ کامل طور پر بجا لاتے ہیں۔ جواں مردوں کی طرح تمام برادری کے مذہبی معاملہ میں پرواہ تک نہیں کرتے۔ اور صدق دل سے وید مقدس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں ہماری تمام قوم بذاتہ ویدک الہام کو مانتی ہے اور ہم بھی مانتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ انہیں تعلیم نہیں اور شاستر وکت قاعدہ کی دھرم کسوٹی ان کے پاس ہے۔ ۷۵ء میں کوئی سماج نہیں تھی۔ مگر اب عرصہ ۱۴ ۔ ۱۵ سال میں پرماتما کی کرپا سے ۵۰۰ سے زیادہ سماجیں اور ہزاروں آریہ موجود ہیں۔ اور اکثروں میں سے بصدق دل دھرم کے کارن پر برادری کی لاج کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور صراط المستقیم وید مقدس پر قایم ہیں۔ امرت سر۔ لاہور۔ میرٹھ۔ ملتان۔ سہارنپور۔ فیروزپور۔ پشاور وغیرہ شہروں میں ایسے جواں مردوں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ جگدیشور کی کرپا سے گانو گانو اب ست دھرم کے عامل ہوتے جاتے ہیں۔ اور تکلفات برادری کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ ایک آریہ مہاتما۔ سبھاسد آریہ سماج لاہور نے اپنے والد کی وفات پر جب برادری نے رسومات رائج کرنیکو کہا یہ الفاظ فرمائے تھے۔ ایک طرف برادری ہے اور دوسری طرف پرمیشور ہیں میں اس کی ویدوکت آگیا کو برادری کی خاطر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتا خواہ میری گردن جدا ہو جائے ۔

پادری ۱۳ ۔ عقل انہیں کہتی ہے کہ اگر ایک بھائی چوہڑا ان کے کوئیں سے پانی بھر کر اپنی پیاس بجھائے تو کیا ڈر ہے۔ لیکن شاستر تو کہتے ہیں۔ کہ اسے کسی طرح اجازت نہیں گو وہ جان سے جائے۔ کہاں ہیں وہ بہادر آریہ جو عقل کی رہنمائی پر ذات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے ۔

آریہ ۔ آپ نے کسی شاستر کا حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ شاستر کا یہ ارشاد ہے تمامتر اسکی بنا و صرف آپ کی ذاتی عناد ہے جسکی بدولت آپ خواہ مخواہ کے الزام آریوں کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ حضرت آریہ لوگ نہایت رحمدل ہوتے ہیں اور اسی رحمدلی کی بدولت ہمیشہ مفت پانی کے واسطے سبیلیں لگواتے ہیں اور عام رہگذروں مسافروں کو پانی پلاتے ہیں۔ چوہڑے۔ چمار۔ گورے۔ انگریز۔ کرانی۔ پادری۔ محمدی۔ یہودی۔ تمام آتے ہیں اور سیراب جاتے ہیں۔ بلا رکاوٹ یا اجرت پانی پیتے ہیں۔ اور ان کی رحمت کے گو ظاہر نہیں مگر دل میں قایل ہوتے ہیں۔ اور اس کی نظیریں دور کیوں خاص آپ کے امرتسر میں موجود ہیں۔ ایک گرجا کے پاس دوسرے پادری صاحب کے بنگلہ کے راستہ میں۔ شاید ان سبیلوں کے سرد پانی سے آپکا جوش تعصب سرد ہو۔ چونکہ چوہڑے وچمار غلیظ ہوتے ہیں اور غلاظت اپنی نہیں دھوتے۔ اسواسطے وہ اپنا برتن اہل ہنود کے کنوئیں میں ڈال نہیں سکتے مگر مسلمان وغیرہ تو اکثر شہروں میں ہندوؤں سے یکجا پانی بھرتے ہیں۔ اور اہل ہنود ان سے کسی طرح کا پرہیز نہیں کرتے۔ آریہ

دھرم و بلد دھرم کے رو سے یہ پرہیز کرنا اتنا ہی ضرور ہے جتنا ویدک شاستر کو منظور ہے زیادہ فضول اور بے بنیاد ہے۔ اور اتنا ماننے سے تو آپ کو بھی شاید انکار نہ ہو۔ مجھے یاد ہے کہ جس وقت تشریف لائے لالہ روشن لال بیرسٹر ایٹ لا کے پادری نارمن صاحب بھی امرتسر میں لیکچر سے آئے تھے۔ جہاں پیراں کو پیاس لگی تو سماج مندر میں ہی انہیں پیتل کے گلاس میں پانی دیا گیا تھا۔ پس ایسے اعتراض سراسر بے فائدہ اور فضول ہیں۔

پادری ۱۴۔ جب کبھی ان کو (آریوں کو) احتمال ہوتا ہے۔ کہ یہ خیالات ہم کو گرداب رنج میں لا رہے ہیں تو بڑی خوشی سے انہیں فوراً سلام کرتے ہیں بھلا ایسا بے ٹھکانہ ایمان جو اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے

آریہ۔ یہ بات آپ کی بالکل درست ہے۔ اور یہی آریہ دھرم کا فخر ہے۔ بلکہ یہی آریہ سماج کا مبارک اصول ہے۔ "راستی کے گرہن کرنے اور ناراستی کے چھوڑنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہئے"

جب کوئی خیال فاسد آریہ سماجوں یا آریوں کو بحیثیت مجموعی یا فرداً فرداً خدانخواستہ گمراہ کرنے لگتا ہے۔ تو ہم ان کو بلا تعصب جھٹ پٹ دور کر دیتے ہیں آپ کی عیسائیوں کی طرح نہیں کہ خواہ کوئی مذہبی کتاب کتنی ہی غلط۔ بے بنیاد علم و عقل کے مخالف راستی اور ایمانداری کے دشمن ہو خواہ وہ کس قدر گرداب رنج میں لا دیں خواہ عاقلوں کے سامنے بات ہی نہ کر سکیں خواہ معقول علم اس کے پرزے پرزے کر ڈالے بے بنیاد ثابت کر دے تو بھی دنیاوی لالچ کے سبب اسے نہ چھوڑیں خیرباد کہیں۔ پس ایسا ایمان آپ کو مبارک ہو۔ ہمارا لطور اور نامعقول باتوں کو اسے بھی سلام ہے۔ پادریوں اور دیگر کیش کرشٹ لوگوں کی حالت از حد ناگفتہ بہ ہے۔ ہم مفصل کسی اور ٹریکٹ میں ظاہر کریں گے۔ تا بدیگراں چہ رسد کیا ایسے مذہبوں سے دنیا و دین کی بہبودی ہو سکتی ہے ہم اور کہاں تلاش کریں گے خود یورپ ہی اس کا شاہد ہے۔ جہاں جیسا انجیل مقدس کی برکت سے لاکھوں کروڑوں لوگ دہریہ اتھیسٹ ناستک ہو رہے ہیں۔ خود لنڈن سے ہی ۶۰۔ اخبارس عیسائی مذہب کی تردید میں نکلتی ہیں۔ باوجود ہونے صدہا گرجوں کے لوگ خدا کا نام بھی کتابوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ برخلاف اس کے سترکند وید مقدس صدہا ناستک جینی ہمہ اوستی بت پرست گمراہی سے نکلکر وید دھرم پر ایمان لائے اور روز بروز لاتے جاتے ہیں۔ آریہ دھرم کی اس روشنی کے زمانہ میں یہ ترقی ہے۔ اور عیسائی مذہب کا یہ تنزل۔ امریکن عیسائیوں کی حالت بھی ناگفتہ ہے۔ جہاں تک علم کی ترقی ہوگی عیسائی دین کا تنزل ہوگا۔ خدا کرے کہ موجب اصول آریہ سماج کے ودیا کا پرکاش اور اودیا کا بالکل ناش ہو جائے۔ پھر دیکھیں کہ عیسائی دین کہاں رہتا ہے۔ میں صدق دل سے کہتا ہوں کہ اگر اس وقت آپ کے خدا و یسوع مسیح پیدا ہوتے تو ایک شخص بھی پڑھا لکھا ان پر ایمان نہ لاتا بلکہ مسٹر بریڈلا کے ایک سوال کا بھی جواب نہ دے سکتے کاش کہ وہ موجود ہوتے۔ ایس عیسائی دین اور آریہ دھرم کے حسب حال یہ شعر ہے ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا ۔۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

بائبل کا مذہب نیکی اور بدی کی تمیز۔ اخلاق اور خدا کے فرمان اور اعمالوں کے سزا و جزا کے درخت کو جس پر تمام انسانیت کی بنیاد قائم ہے جڑھ سے اکھیڑ ڈالتا ہے جس سے عوض کسی اور کو نقصان پہنچانے کے ان کی نجات بھی لگا بخود ہو جاتی ہے دنیا کا مالک اور عدالت ؟ اس نہایت مشکل سوال کا بعوض حل کرنے کے بائبل انبیا بھدا جواب دیتی ہے۔ جس سے آدمی کی معقولیت سے ضرور ذلیل ہونا پڑتا ہے ہمارے

مہربان پادری صاحبان نیٹو لوگوں کو ایسی تعلیم دیتے ہیں جس سے ایک تو خدا اور اس کے فرمان کی بے قدری۔ اور دوسرے اعمال نیک کا ستیاناش۔ تیسرے گناہوں کی ترغیب جو کہ اخلاقی اور روحانی باتوں کا ملیامیٹ ہو جاتا ہے۔ ان کی تعلیم فلاسفی علم اخلاق تجربہ عقل کی قطعی مخالف ہے۔ سو وہ خدا کی باتوں کو معقولیت سے نہیں بلکہ بلا سوچے سمجھے پڑتال کرنا چاہئے۔ جو سراسر محال ہے۔ جیسے ہمیں خواہ مخواہ حسب قول آپ کے معزز مہربان پادری صاحب کے کہنا پڑا کہ ایسا بے ٹھکانہ ایمان جو اس شخص کا یا اہل ہند کا کب بیڑا پار کر سکتا ہے۔ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ اے ہندو بھائیو۔ اے مشن سکولوں کے طالب علموں۔ اے یتیمو یا فقو غافل مت رہو غفلت سے بیدار ہو کر سوچو۔ سچا رو۔ راستی پر عمل کرو۔

لیکچر نمبر ۴ کا جواب

اس لیکچر نمبر ۴ میں پادری صاحب نے ویدوں میں ایشور گیان کو تلاش کیا ہے یا یوں سمجھئے کہ ویدوں کے ایشور کرت ہونے پر اعتراض کئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کے یہ دو اصول ہیں

۱۔ آیا وید الہامی اور انادی ہیں یا نہیں
۲۔ آیا وید پرمیشور کا گیان ہیں یا نہیں

ہم بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ اسی قاعدہ کے مطابق ان کے اعتراضات کو سوچیں اور جو صحیح ہو اسے قبول کریں اور نامعقول کو فضول ثابت کر کے ردی میں پھینک دیں جس طرح ہم ویدوں کو الہامی مانتے ہیں اس کو ہم پادری صاحب کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ آریہ لوگ ویدوں کا الہامی ہونا اس طرح پر نہیں مانتے جیسا کہ اور کتب مقدسہ الہامی مانے جاتے ہیں۔ وید بقول آریہ پرمیشور کا گیان ہیں یہ صاف روشن ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں۔ بلکہ انادی بھی ہیں کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے۔ اور چونکہ کوئی ایسا وقت نہیں تھا کہ جس میں وہ گیان سے خالی تھا اس لئے اس سے تو یہی نتیجہ نکلیگا۔ کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا جس میں وہ موجود نہ ہوں۔ یہ قول اور فرمانا آپ کا بالکل ٹھیک ہے اور ہم اسی طرح مانتے ہیں مگر ایک خاص بات یہاں جتلانی ضروری ہے یعنی وید کس کا نام ہے؟ واضح ہو کہ وید نام گیان کا ہے۔ کاغذ۔ سیاہی۔ حروف کا نہیں اور نہ جلد کا چونکہ گیان ان علامات سے غیر ہے۔ بنابراں وید بھی ان سے جدا ہے۔ اور وہ کیا ہے صرف گیان یعنی جو وید میں گیان ہے وہ انادی ہے اور کاغذ تحریر قلم دوات سیاہی وغیرہ سب متادی ہیں۔ پس اس گیان روپ وید کا جو انادی کال سے اس اکال کے ناش ہے) اس سرشٹی کی آغاز میں بموجب انصاف و دھرم کے نرنکاری پرماتما نے سری اگنی سری وایو سری آدت سری انگرہ جی چار رشیوں کے انتہ کرن میں بلحاظ سرب بیاپک ہونے کے خود بغیر کسی جبرئیل یا گبرئیل کی معرفت پرکاشت کیا۔ اور انہیں کے ذریعہ ودیا کا پرکاش جگت میں ہوا اور ست دھرم پھیلا

اس لیکچر کا دو حصوں میں جواب دیتے ہیں اول میں آپ کے اعتراض جواب با صواب دوسرے میں ویدوں کے الہامی ہونے کے ثبوت

حصہ اوّل

پادری۔ ۵۔ منوجی کی شہادت پر پہلے لیکچر میں کافی طور پر بحث ہو چکی ہے اور یہ بات بایہ ثبوت تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان کی شہادت قابل اعتبار نہیں۔

آریہ۔ منو کی بابت آپ کے تمام اعتراض اچھی طرح جواب میں رد ہو چکے ہیں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ آپ کی تحقیقات ناکام ہی نہیں بلکہ سراسر خام ہے اسواسطے منو کا دعوےٰ اور شہادت ہر طرح قابل اعتبار ہے۔

پادری ۷۔ سے ۱۲۔ ویدوں میں بہت سے فقرات ایسے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ رشیوں نے اپنے آپ کو ان منتروں کا مصنف قرار دیا ہے اور کہیں بھی انہوں نے کسی قسم کی تائید آسمانی یا الہامی کا اقرار نہیں کیا ہے۔ علاوہ ازیں رشیوں نے تین مختلف اور مترادف الفاظ منتر بنانا، منتر گھڑنا، منتر پیدا کرنا جن کا مادی سنسکرت زبان میں کر ۔ بمعنے بنانا ۔ تکس گھڑنا ۔ اور جن پیدا کرنا ہے ہے ان منتروں کے مصنف ہونے کا دعوےٰ ثابت کیا ہے وہ فقرات ذیل میں ہیں۔ چنانچہ یہاں پر بہت سے تقریباً ۴۷ منتروں کے منتر اس کے ثبوت میں پیش کئے ہیں +

آریہ۔ پادری صاحب نے ان تمام طول طویل حوالوں سے یہ جتلایا چاہا ہے۔ کہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ رشی وید کے مصنف ہیں۔ اور اسی واسطے انہوں نے ۴ صفحہ بلا ثبوت اصلی منتروں کے صرف نمبروں سے بھر دیئے مگر یہہ بات سراپا آپ کے منشا کے خلاف ہے ہم نے اس خیال سے کہ شاید کسی منتر میں خدانخواستہ پادری صاحب کے دعوے کا ثبوت نکل آوے اور پادری صاحب سچے ہو جاویں۔ تو ان کی محنت رائیگاں نہ جائے مگر ۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ۔ وہ ہمارا خیال سراسر باطل نکلا اور ساتھ ہی پادری صاحب کا دعوےٰ بھی ناکارہ ہو گیا۔ اس جانچ پڑتال میں ہمارے ۱-۱۲ روز خرچ ہوئے مگر بیفایدہ۔ کہیں سے بھی رشیوں کا وید منتروں کا کرتا ہونا ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ کسی رشی کا نام بھی وید سے نہ نکلا۔ بلکہ کوئی اور دوسرا شبد وید میں نہیں۔ پس ہمیں کہنا پڑا کہ پادری صاحب نے صریحاً ان حوالجات میں غلطی کی۔ یا کسی خودغرض نے انہیں دھوکا دیا۔

پادری ۱۳۔ ساںکھیہ درشن سوترہ ۴۵ میں لکھا ہے۔ ویدوں کے انادی ہونے کا اقرار نہیں ہو سکتا۔

آریہ۔ حضرت آپ اکثر غلط حوالے دیا کرتے ہیں۔ شاید مطلب یہ ہوتا ہوگا کہ کسی طرح تلاش کرنے میں آریوں کو تکلیف ہو۔ مگر آریہ بھی پاربرہم کی کرپا سے آپ کے داؤ میں آنے کے نہیں وہ اس تکلیف کو عین راحت سمجھتے ہیں جناب من نہ وہ سوترہ ۴ ساںکھیہ درشن کے ادھیاے ۵ کا ہے۔ مگر وہ سوال ہے اس کا جواب اسی ادھیاے کے سوترہ ۵۱ میں موجود ہے + در نیز چونکہ پرماتما کی سوبھاوک شکتی سے پرکاش ہوئے ہیں۔ اور وہ سبھاوک شکتی پرماتما کی انادی ہے پس واسطے وید انادی اور سوتہ پرمان ہیں کسی اور پرمان کے محتاج نہیں۔ آیندہ ذرا دیکھ بھال کر اعتراض کیا کرو۔ ؎

شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

آپ ایسی بیہودہ امید آریہ رشیوں سے ہرگز ہرگز نہ رکھا

پادری ۱۳۔ خود اپنی کتابوں سے بہت سی ایسی آیتیں ملتی ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بناوٹی ہیں۔ ان آیتوں کا جن کا ابھی حوالہ دیا گیا ہے۔ ذیل کی آیت ایک نمونہ ہے +

اس پرجاپتی نے تپسیا کی اس سے جب وہ اس طرح تپسیا کر چکا تین وید اتپن ہوئے (ستا پتا برہمنا ۲۰-۶-۸)

آریہ۔ جو حوالہ آپ نے دیا ہے ہم نہیں سمجھتا کہ کس طرح آپ کے مفید مطلب ہو سکتا ہے۔ پرجاپتی پرمیشور کا نام ہے جس لفظ کا آپ غلطی سے تپسیا ارتھ کرتے ہیں اس کا ارتھ گیان شکتی کا پرکاش ہے یعنی ارتھ یہہ ہوا پرمیشور نے جب آغاز دنیا میں اپنی گیان شکتی کا پرکاش کیا اس سے چاروں وید ظاہر ہوئے اگنی۔ وایو۔ آدیتیہ۔ انگرہ کے آتماؤں میں آپ نے حوالہ صحیح نہیں دیا۔ یہ ۱۱ کانڈ کا برہمن ہے ۲۰ کانڈ کا نہیں۔ بلکہ شت پتھ میں کوئی ۲۰ کانڈ ہی نہیں۔ کیونکہ اس میں کل ۱۴ کانڈ ہیں۔ کسی نے سچ کہا ہے لیاقت شما از کاف قابل معلوم شد +

اس کے ساتھ ہی شت پتھ برہمن کا کانڈ ۱۴۔ ادھیاہ ۵ بھی مطالعہ میں لائیے جو ثبوت آپ نے آریوں کو دھوکا دینے کے واسطے یا عیسائیوں میں نام پیدا کرنے کے واسطے یا ترقی تنخواہ کے واسطے ست پتھ برہمن کا دیا ہے۔ اور جس کا ارتھ اپنے صفحہ ۱۲ پر نہایت بگاڑ کر لکھا ہے۔ یہہ تو شرتی سوامی جی مہاراج نے وید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۴ پر ویدک الہام کے ثبوت میں دیا ہے گستاخی معاف آیندہ اس قسم کی کارستانی سے باز آئیے +

پادری۔ ویدوں کے انادی ہونے پر دوسرا اعتراض یہہ ہے۔ کہ ان میں بہت سی مختلف تواریخی زمانہ کے آدمیوں کا ذکر ہے۔ اور چونکہ ویدوں میں ان آدمیوں کے نام مندرج ہیں۔ تو صاف روشن ہے کہ وید انادی کیونکر ہو سکتے ہیں بہت سے واقعات جو فی الحقیقت عین وقت پر تواریخی زمانہ کے آدمیوں کے ساتھ گذرے۔ روزمرہ کے عام معاملات کی طرح قلمبند ہیں۔ اگر وید انادی ہیں تو یہہ تمام باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں +

آریہ۔ وید میں نہ تو کسی تواریخی واقعہ کا بیان ہے۔ اور نہ کسی خاص راجہ کا نام و نشان۔ نہ وید تواریخ ہے۔ اور نہ تاریخی زمانہ سے اس کا بلحاظ واقعات کے کچھ تعلق ہے۔ پادری صاحب کا دعوےٰ خود ان کے بیان سے مردود ہے کہ انہوں نے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا۔ ہر ایک آریہ ممبر کا دعوےٰ ہے۔ کہ وید میں کسی آدمی کا خصوصاً نام نہیں ہے۔ اور نہ وید کا تاریخ سے کچھ تعلق ہے۔ اسی واسطے وید انادی ہیں اور بلحاظ تاریخ کے سب سے قدیم۔ اگر دنیا میں کوئی مرد میدان ہے تو اس کی تردید کرے۔ اور بات کر دکھلائے ورنہ دست نمیرسد انگور ترش ست کی کہاوت مخالفوں کے حق میں موزون رہیگی +

پادری۔ ۱۵۔ نیاے درشن میں گوتم جی اس مسئلہ پر یوں بحث کرتے ہیں۔ نیاے سوتروں رتی ۲-۱۸ شبد انادی نہیں ہو سکتا کیونکہ اول تو اس کا آغاز یعنے مصدر ہے دوم وہ حس سے محسوس ہو سکتا ہے۔ سوم وہ بناوٹی کہا گیا ہے۔ اگلے سوتروں میں وہ ان دلائل کی توضیح بیان کرتے ہیں۔ جس کو ان کے جاننے کا شوق ہے۔ انہیں خود مطالعہ کر سکتا ہے۔ سوترہ ۳۴ وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ اچارن سے پہلے محسوس نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے ہے کہ ہمکو کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی جو اس کو روکتی ہے اگر شبد انادی ہے تو وہ اپنے اچارن سے پہلے بھی معلوم ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بذریعہ ہوا کانوں میں آتا ہے ۱۹ سے ۲۲ تک سوترہ ذیل میں بدلائل عمدہ اس کی تردید ہے۔

وہ نتیجہ جو گوتم جی سوتر ۶۸ سے نکالتے ہیں۔ یہہ ہے کہ وید انادی ہیں۔ لیکن ان کا ماننا ضروری و فرض ہے۔ کیونکہ ایک دانا نے انہیں بنایا ہے۔

آریہ۔ پادری صاحب آپ کی عبارت ایسی خبط ہے کہ اس سے کوئی صحیح نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ جب سوتر ۶۸ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں تو وہ پہلی عبارت کسنے سوتر کا ترجمہ کرتا ہے۔ سوتروں میں منتر کہاں سے آگئے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو سوتر اور منتروں کی بھی تمیز نہیں بنا سوتر کا دوسرا ادھیا اور پہلا انگ سوتر ۶۷ پر ختم ہو گیا پھر آپنے یہہ کہاں سے لکھا ہے کہ سوتر ۶۸ میں وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ شبد انادی نہیں کیونکہ اس میں ۶۸ کا کوئی سوتر ۶۸ بھی نہیں اب ہم اسی ادھیا کے سوتر ۶۷ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ - سانکھیہ درشن

سوتر ۶۷ - ادھیا - انگ ۱

मंत्रायुर्वेद प्रामाण्यवच्च तत्प्रामाण्यमाप्त प्रामाण्यात २०२- अ०२ सू ६७ ॥

ترجمہ۔ وید سرب جگت اپتا وک ست سوروپ گیان ہے کہ گیان سے ہیں جیسے ان سے اخذ کیا ہوا ایور وید مرض کو دور کرتا ہے اور ٹھیک ہے کسی کو اس کی صحت سے انکار نہیں۔ ویسے وید مقدس جو ایشوری سناتن اور ست گیان ہے سبکو ماننی لوگ ہے۔ کیونکہ دانا سکل نے انہیں پرکاش کیا ہے۔

اب دیکھئے اسی طرح حضرت آپکے تمام حوالے بے بنیاد ہیں۔

پادری - ۶ - سی طرح سانکھیہ درشن (۵۷ - اور اگلے سوتر) میں کپلا جی شبد انادی ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ شبد انادی نہیں۔ کیونکہ وہ صریح غاوی معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر نتیجہ نکالتے ہیں کہ ویدوں کے انادی ہونیکا دعوے بالکل ناممکن ہے (سوتر ۵۸)

آریہ۔ یہاں بھی آپ کی منطق دانی کا نمونہ ہے۔ بھلا سوتر ۵۷ کا نتیجہ سوتر ۵۸ میں کس طرح نکل سکتا ہے۔ سبب نہ تحریر کرنے کسی حوالہ کے ہم کو سانکھیہ درشن سارا پڑتال کرنا پڑا بعد تحقیقات بسیار معلوم ہوا کہ یہہ آپکی غلطی پانچویں ادھیا کے نہ سمجھنے سے ہے۔ پس ہم تمام متعلقہ سوتر یہاں درج کرتے ہیں +

न नित्यत्व वेदानां कार्य्यत्वस्रुते । अ०५ सू० ४५

निजशक्त्यभिव्यक्तेः स्वतः प्रामाण्यम् अ०५ सू०

ترجمہ۔ سانکھیہ درشن ادھیاہ ۵ سوتر ۴۵ سے ۵۱

نمبر ۴۵ - ویدوں کو نتیا نہیں ہے۔ کاریہ ہونے سے (یہہ سوتر سوال ہے)

اس سے شروع ہو کر سوتر ۵۰ تک ردو قدح کرتے ہوئے کپل جی مہاراج سوتر نمبر ۵۱ میں صاف واضح طور پر فرماتے ہیں۔

نمبر ۵۱ - پرمیشور کی سوبھاوک گیان شکتی سے پرکاشک ہونے کے سبب وید سوتر پرماں اور نت یعنی انادی ہیں۔ کیونکہ پرمیشور کا گیان انادی ہے اور وہ سرب کال سے سرب شکتی مان ہے۔

آگے چلکر ایک اور بحث شروع کرتے ہیں۔ سوتر ۵۷ سے ۵۹ تک

प्रतीत्य प्रतीतिभ्याम् न स्फोटकात्मक : शब्द : सू० ५६ ॥ पुर्वसिद्धसत्वस्यभिव्यक्ति दीपेनेव घटस्य अ०५ सू०५९ ॥

ترجمہ۔ نمبر ۵۷ - یہہ سوتر پرشن ہے انکا جو سپھوٹک کو شبد مانتے ہیں شبد کا گیان ہونے اور نہ ہونے سے کہ وہ سپھوٹاتمک نہیں ہے +

اسی طرح ردو قدح کرکے سوتر ۵۹ میں اس کا جواب دیتے ہیں۔ نمبر ۵۹ شبد کا پرکاش نہیں ہے۔ بلکہ اس کا پرکاش ہوتا ہے۔ جیسے چراغ سے گھڑا یعنے چراغ گھڑے کی اوتپتی نہیں کرتا بلکہ پرکاش۔ پس شبد نت ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپکے تمام اعتراض بے بنیاد ہیں +

پادری - ۱۶ - یہہ شبد بقول آریہ پرمیشور سے آیا ہے۔ لیکن اس کی بڑی سند منو جی اس کو ناپاک ٹھیراتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کوئی آدمی رگوید یا یجروید نہ پڑھے جبکہ شام وید کا آواز اس کے کان میں پڑتی ہو۔ بعد ازاں کہ اس نے اس وید کا خاتمہ یا ایک آرنیا کا پڑھ لیا ہے۔ اس کا سبد ناپاک ہے منو ۴ - ۱۲۳

آریہ۔ اس بات کی ہم نہیں بلکہ خود منو سمرتی تردید کرتی ہے +

वेदोपकरणे चैव स्वाध्याये चैव नैत्यके। नानरोधो स्त्यध्याये होममंत्रेषु चैव हि म० अ० २ श्लो० १०५

ترجمہ۔ وید کے پڑھنے پڑھانے۔ سندھیا۔ آسن ادی منتر نہانکو کے کرنے اور ہوم منتروں میں انڈھیائے وقت یعنی تعطیل انوردوہ اگرہ کبھی نہیں چاہئے۔

پس یہ شلوک پرکھیت ہے۔ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ وید کے دھرم کے بالکل خلاف ہے شاستر کیا دیتے ہیں۔ वेदानपित्य मधायतताम्। یعنے ویدوں کو نت پڑھے کبھی تیاگن نہیں ہے۔ یہ ہم کسی کی بات نہیں ان سکتے علاوہ براں یہہ شلوک ۱۲۳ نہیں بلکہ ۱۲۴ ہیں +

پادری ۱۹ - چاروں ویدوں میں پیشگوئی کا نام ونشان نہیں ملتا۔ بلکہ کوئی ایسا ذکر بھی نہیں ملتا جس کو استقبال سے کچھ مس ہو۔

آریہ۔ یہ قول آپ کا درست ہے کسی آریہ کو اس سے انکار نہیں بیشک وید کو پیشگوئی کا گمان ہے۔ اس میں راستی نام کو نہیں۔ بلکہ سراپا بہتان ہے اور نہ ان سے کوئی پوری ہوئی نہ ہوگی۔ اور نہ وقت پر لکھی گئی۔ ورنہ مسیح جیسے پیشگوئی کرنے والے آج کل ہزاروں رمال وغیرہ ہیں۔ اور بٹالہ شریف میں اتنے لوگوں کا ایک محلہ آباد ہے۔ جتنی چاہے پیشگوئیاں کرا لو۔ داناؤں نے سچ کہا ہے ۔ ع

چون غرض آید ہنر پوشیدہ شد

افسوس آپ لوگ ان باتوں کو جو صریح دھوکھ دینے والی۔ بناوٹی۔ دانوں کے بہلانے والی محض بے سروپا بے اعتبار ہیں۔ ان کو بھی ایمان کی بنیاد راستی کی وجہ جانتے ہو جو سراپا محال ہے

پادری - ۲۰ و ۲۱ - پرمیشور اس انادی گیان کی چند ایسی سکتیں ہیں جن کا خطاب گھی۔ گائے۔ اور رقابتین کی طرف ہے۔ اور جن میں ایک ہارے ہوئے قمار باز کی نا امیدی کا ذکر ہے۔ اور بے معنے ہزلیات ہیں جن کا نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے یہجارد گو اکمل کی سرس (ڈھیلی جوتی) یعنے ہوئے دروازے پر کھڑا ہے اور ساسیں وے رہا ہے جناب مہربانی کرکے تبلائیے کرئیے چاند کے دن ملاقات سے کیا فائدہ ہے" اس قربانی پر گائیں موجود ہیں گائیں کیکاش کے درمیان کیا کر رہی ہیں" ہم حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ جملات مندرجہ الصدر میں وہ کونسی بات ہے جس کو پرمیشور کے گیان کا ظہور سمجھنا چاہئے

آریہ۔ حضرت آپنے کوئی ثبوت یا حوالہ یا نمبر یا نشان کسی وید منتر کا نہیں دیا کہاں تلاش کریں۔ اور کس پادری صاحب سے پوچھیں۔ یا کس کے جا کر

کمرے میں ان چیزوں کی جستجو کریں۔ ہمارا قیاس تو یہہ کہتا ہے کہ اس جگہہ آپنے اپنی بے علمی کا خوب اقبال کیا۔ اور اعتراض کا موقعہ نہ دیکھ کر صرف بیہودہ گوئی اور تراش خاری کا استعمال کیا۔ کہاں وید مقدس اور کہاں یہہ معنے ہزلیات۔ وید ان فضولیات سے مبرا ہے اور اگر تلاش کرنا چاہو تو بائبل کا مطبخ ان فعلوں سے بھرا پڑا ہے۔ اگر یہہ بات مانگو تو غزل الغزلیات یا انزل الہزلیات کو مطالعہ میں لاؤ اور خدا کے مقرب اور معظم اور مقدس داؤد نبی کی فحش حرکت (جس کا ابن ہونے پر مسیح کو فخر ہے) جو اوریا کی جورو سماۃ بطبا کے ساتھ عمل میں آئی دھیان لگاؤ (دیکھو سموائیل ۲۔ باب آیت) اگر در خانہ کس است ہمیں اشارت بس است +

پہلا حصہ جس میں آپ کے اعتراضوں کا جواب ہے اختتام کو پہنچا۔ اب ہم ویدوں کے الہامی ہونے کا ثبوت یعنے دوسرا حصہ شروع کرتے ہیں +

الہام یالکہر۔ آنچہ در دل کسے انداز د خدا تعالے۔ از غیاث اللغات و منتخب +

پادری کلارک صاحب فرماتے ہیں " کوئی زباندان صدیئیں گذر گئیں کہ اس خیال کے پیدا کرنے کو نہیں نکلا۔ کہ عالمانہ اور عام روزمرہ کی بہت سی زبانوں کو مقابلہ کرے۔ علم سنسکرت کی تعلیم اور اظہار کے بیشتر کچھ نہیں معلوم تھا۔ اور اس نے ان کتابوں کے لئے جو کہ تیس سال ہوئے جرمنی میں ظاہر ہوئے ہیں بہت کچھ مصالحہ پیدا کیا۔ سات قسموں کے خیال کرنے میں ہم نہایت ہی مشرفا سے ظاہر کرتے ہیں یعنے اس سنسکرت سے جس میں سب سے پورانے علم ہیں یہ ایک ایسی زبان ہے۔ جس میں بڑی بڑی ضخیم اور عمدہ کتابیں نظم و نثر میں ہیں۔ اور تھوڑے عرصہ سے یوروپ والوں کو معلوم ہوئی ہیں۔ سائنس آف لنگویج کا مطالعہ جیسا کہ اب کیا جاتا ہے بیشک ہندوستان میں انگریزی عملداری کے تسلط کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سرکاری رزیڈنٹ سر ولیم جونس نے بہت ساخزانہ اس پورانے علم کا جس کو کہ جس کی زبان والوں نے نہایت ہی عمیق تحقیقات و استقلال سے اپنی اور تمام زبانوں کے حل کر کے مفید بنایا تھا جمع کیا تھا" (دیکھو گرامی پادری صاحب موصوف صفحہ ۹۶ سنہ ۱۸۴۲ء)

ایک اور فاضل محقق کہتا ہے۔ کہ جس طرح ایک علم نباتات کا جاننے والا درخت کی عمر اس کی شاخوں کی تعداد اور اس کے تنے کے گھیرے سے بتلا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک زباندان کی زبان کی عمر اس زبان کی شاخوں سے اور اس ملک کے رقبہ سے جس کے بیچ ہی بتلا سکتا ہے۔ چونکہ اور کوئی زبان ایسی بذاتہ کامل ادب اور شاخ در شاخ شاخوں میں مثل سنسکرت کے نہیں ہے۔ اس لئے تمام زباندانوں کی رائے میں یہہ زبان سب زبانوں سے نہایت ہی پورانی عموماً مانی گئی ہے" (دیکھو رسالہ تھیوسافسٹ صفحہ ۲۲۴ بابت ماہ اگست ۱۸۸۱ء)

الفرڈ پادری صاحب بہادر نے اپنی زبانوں کی ترتیب کے مضمون میں بعض قدیم یونانی انسانوں کا مخرج سنسکرت سے نکالا۔ اور حسب ذیل ریمارک قابل توجہ دیا ہے " آسمانی خدا کو یونانی لوگ زی اس پیٹر کہتے ہیں۔ اور اس بات کا خیال کرنا چاہئے کہ زیڈ کی آواز کے مشابہ ہے۔ اس لئے لفظ زی اس دراصل ڈی اس پہنچتا ہے اہلینی اسی خدا کو اس پیٹر یا جو پیٹر کہتے ہیں۔ اب ویدوں میں آسمانی خدا کو دیوش پتی کہتے ہیں +

اب ہمارے خدا باپ کی اصلیت جھوٹی جو ہمہ تحقیق کا باپ ہے ظاہر ہوئی۔ یہہ ریمارک ہیں اس لئے دیتا ہوں کہ عام قائم کردہ یہہ رائے جنبش کھا جاوے۔ کہ عبرانی فقرات خواہ ملہم ہوں یا نہ ہوں ہر نوع نہایت ہی قدیم ہیں اور سب سے پہلی زبان میں لکھے گئے ہیں'' نہ یہہ امر صحیح کہ عبرانی قصہ جات نہایت ہی قدیمی ہیں۔ اور نہ یہہ کہ عبرانی سب سے پہلی زبان ہے۔ بلکہ برعکس اس کے جیسا کہ گولڈ ذہی صاحب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ قصہ جات اخذ کئے گئے ہیں۔ اور زبان خواہ دوسرے خواہ تیسرے درجہ کی حالت میں ہے۔ اب اس پیدایش کی کتاب کی کیا قدر ہے جس کی آدم و حوا کے شرائط قائم کرنے کے لئے یہہ سند ہے۔ کہ چند ہزار ہوئے کہ وے روئے پر تمام زندہ مخلوقات کے ہمہ تن بانی مبانی ہیں۔

پادری وارڈ صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی ویاکرن بے تعداد ہے اور لکھنے والوں کی بدھی کی قابلیت اور تیزی کی مصداق ہے۔ اور اصلی بات یہہ ہے کہ شبدوتیا (گرامر) میں آریہ لوگ۔ رومن۔ یونانی۔ اور موجودہ زمانہ کی انسانی قوموں سے سب پر کار بڑھ کر ہوئے ہیں۔ ان کی ڈکشنری نہایت عمدہ ہیں جو ان کی لیاقت اور ستھرائی کے اعلے ثبوت ہیں" (دیکھو بھارت نرکال دشا انگریزی مطبوعہ مدراس صفحہ ۵)

سو برس گذرے اہل یورپ کا ایسا اعتقاد تھا۔ کہ سب زبانوں کی اصل [illegible] سریانی ہے۔ لیکن جس وقت سنسکرت میں مہارت حاصل کی۔ تب یہی [illegible] ہوا۔ کہ فارسی یونانی لاطین۔ جرمن وغیرہ زبانیں سنسکرت سے نکلی ہیں" (سائنس آف دی سٹڈی آف انگلش صفحہ ۱۷) ایک محقق انگریز نے نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے۔ کہ سنسکرت اور یونانی میں بڑی مشابہت ہے۔ یونانیوں نے اپنے نفروں اور دیوتوں کا حال بالکل سنسکرت سے لیا ہے اور کچھ الفاظ اور طریقہ تذکیر اور تانیث بھی آریہ ورت سے اخذ کیا ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۷۵)

سر ولیم جونس صاحب فرماتے ہیں " کہ سنسکرت کی وضع نہایت عجیب و غریب ہے یونانی سے وہ زیادہ کامل ہے۔ اور لاطین سے بڑھکر وسیع ہے اور دونوں کی نسبت شستہ تر ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۴)

رومن کیتھولک فرقہ کے معزز پادری ڈبلی صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہہ امر علوم کی تحقیقات سے مثل روز روشن ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ قدیم زمانہ کی کل اصطلاحات مشرق سے ہی پھیلی ہیں۔ اور زمانہ حال کے سنسکرت دانوں کی کوشش سے یہہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ کی موجودہ زبانوں کا مادہ و مخرج مشرق کی زبان (سنسکرت) ہے" (دی بائبل ان انڈیا مطبوعہ نیو یارک ۱۸۸۲ء) +

لارڈ مانبرو صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے برہمنوں میں ایک ایسی زبان جاری ہے جو ہومر یونانی شاعر کی عبارت سے ہر طور فصیح ہے" (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۸۵) +

مسٹر ایل بڈ صاحب بہادر فرماتے ہیں کہ سنسکرت کے الفاظ کی [illegible] لاطین فارسی یونانی سے بہت مشابہت ہے اور مشابہت مصطلحات کے [illegible] نہیں ہے کہ جس سے یہہ خیال کیا جاوے کہ جب ایک قوم نے دوسری قوم سے علوم و فنون لئے تو اس کے ساتھ ہی وہ بھی اخذ کر لی۔ بلکہ مشابہت زبان کی اصل لفظوں میں ہے۔ جیسا کہ اسمائے اعداد اور ان چیزوں کے نام کی

ضرورت ہر ایک قوم کو شائستگی ہونے پر ہوتی ہے"۔ (سنسکرت گرامر کا دیباچہ اور سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۲۳۳)

فریڈرک وان سگیل صاحب فرماتے ہیں کہ "اس میں شک نہیں۔ کہ سنسکرت یونانی۔ لاطینی جرمنی سے تعلق نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ آباؤ اجداد سے ہے۔ کیونکہ یہ ہی ان کا مصدر ہے جس کی نسبت میکس مولر یوں کہتا ہے کہ یہی ابتدائی زبان آریوں کی قدیمی ہے اور دیاکرن پانی رشی اور متقدمین کی نہایت کامل ہے۔ اس میں فلاسفی۔ سائنس ودیا۔ علم الوہیت لکھے ہوئے ہیں کہ جس کا یورپ مشکور ہے"۔ (ہسٹری آف دی ہیڈیس صفحہ ۱۲ و ۲۲۳)

لیب نیز صاحب بہادر نے ثابت کر دیا ہے کہ میں از روئے تحقیقات قرائن کے بیان کرتا ہوں کہ سب زبانوں کی اصل زبان سنسکرت ہے اور بنی آدم مشرق سے مشرق ہی سے مغرب کو آئے"۔ (سائنس آف دی لنگویج صفحہ ۱۵۲)

اہل جرمن میں سے پہلے بوپ صاحب نے سنسکرت کی طرف توجہ کی اور اپنی زبان میں اس کی صرف و نحو لکھی۔ اس زبان ہی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب کسی ملک اور کسی قوم میں علوم کا ظہور نہ تھا۔ تب ہندوستان میں علم کی بڑی ترقی تھی۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں سے چار وید ایک نہایت قدیم مجموعہ ہے۔ یہ وید ہندوؤں کے مذہب اور قانون اور علم کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کی باقی کتابوں کی اصل یہی وید ہیں قانون کی کتابوں میں وید کے احکام لکھے ہیں۔ وید ہی کو فلسفی ایسے مسائل کی بنیاد ٹھیراتے ہیں۔ وید ہی کو صرف ایسے قواعد کا ماخذ بتاتے ہیں غرض کل علوم کے عالم اسی مجموعہ کو اپنے علم کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ (اتالیق پنجاب ۱۸۷۱ء)

واضح ہو کہ ہندوستان ملک قدیم اور خطہ مردم خیز ہے۔ اصل باشندے اس کے آریہ لوگ بالفعل شاید وہی ملقب بہ ہندو ہیں۔ اور جب کہ یہ ملک قدیم ہے۔ ویسا ہی اسکا دھرم بھی قدیم ہے۔ مگر افسوس یہ کہ اس ملک کی کوئی تاریخ ایسی نہیں کہ جس کے دیکھنے سے حال قدیم معلوم ہو سکے۔ ہاں کتب مذہبی میں وید البتہ قدیم اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل مذہب اور قدیم دھرم صرف اس سے دریافت ہو سکتا ہے۔ پس سب دھرم والوں کو لازم ہے کہ وید کی طرف توجہ زیادہ کریں۔ اور اس سے اصل مذہب کی راہ جانیں اور سمجھ لیں۔ کہ جس طرح کسی دریا کے نکاس کی جگہ معلوم کرنے کے واسطے مہا پربت کا کھوج دیکھنا ضروری ہے اسی طرح دھرم قدیم کی اصل دریافت کرنے کے واسطے وید کا مطالعہ لازم۔ لیکن بہ سبب نہ رہنے چرچا علم سنسکرت کے لوگ پڑھنے پڑھانے اور جاننے وید سے معذور اور اصل دھرم کا معلوم ہونا اور اختلاف مذہب کا مٹنا صرف وید کے جاننے پر لگ رہا ہیں۔ اور اگرچہ تمام۔ اور اگرچہ تمام وید مجموعہ ہدایت ہے مگر اب نشان اس کے خاص کر ہدایت سے بکھرے ہیں"۔ (دیکھو برہم سماج سرپال رسالہ ہٹھند کا ماہوار رسالہ بابت جولائی ۱۸۶۸ء جلد ۱ سلسلہ نمبر ۲ صفحہ ۴۱-۴۲)

ایک اور لائق مورخ فرماتے ہیں "اہل یونان۔ اہل فرانس۔ انگریز یونانی جرمن ایرانی وغیرہ لوگوں کے بزرگ آریہ تھے" پھر یہی مورخ فرماتا ہے "ہندسہ۔ طبعیات۔ منطق کے استاد اول یہی آریہ ہیں"۔

ان مندرجہ بالا شہادتوں سے ہر ایک سمجھدار آدمی جان سکتا ہے۔ کہ سنسکرت زبان سب زبانوں سے کامل و وسیع۔ فصیح اور سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اسی بات کا گو ظاہر نہیں۔ مگر در پردہ آپ کو بھی اقبال ہے۔ چنانچہ آپ کہتے ہیں کہ "سنسکرت ایک اور زبان سے نکلی ہے جو اس کی نسبت قدیم تھی اور جس کا نام و نشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا"۔ (صفحہ ۳۰ سطر ۷ و ۸)

پادری صاحب جس کا نام و نشان اب صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا کیا اس کی بابت آپ کا کوئی دعویٰ ہے کہ تا اپنی مانی کا اقبال کرنا نہیں ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ سب مہذب قوموں کی اصل ایک ہی قوم سے ہے اور وہی ایک ہی آریہ قوم سب سے قدیم اور مہذب اور علم دوست اور عالم تھے۔ اور ان دنوں جنگلی اور سب ملک والے جاہل تھے کسی ملک اور قوم میں الوہیت۔ علم۔ اخلاق۔ صنعت۔ حرفت۔ تہذیب۔ وغیرہ کا رواج دستور نہ تھا۔ کیونکہ آریوں کی ترقی کے زمانہ میں سب قومیں جاہل تھیں۔

اب مقام غور ہے۔ کہ جب آریہ ورت کی ترقی سب ملکوں سے قدیم ہے۔ اور آریہ قوم سب قوموں سے قدیم ہے اور سنسکرت سب زبانوں سے قدیم اور وسیع اور فصیح ہے اور سنسکرت میں وید سب سے زیادہ قدیم ہیں۔ اور ان کی کتابیں جنہوں نے سب قوموں سے پہلے ترقی کی۔ اور وہ ان کو الہامی مانتے ہیں۔ بنا بران وید ضرور الہامی ہیں۔ کیونکہ بقول تمام مورخوں کے پورانے آریہ لوگ نہایت سچے اور منصف مزاج اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔

اسی کو آپ ایک اور طرح پر بھی سوچ سکتے ہیں کہ علم بغیر تعلیم کے نہیں آتا۔ اور بغیر تعلیم اور علم کی کتاب بن نہیں سکتی۔ اور جو جتنا فاضل ہوگا۔ اسکی کتاب اتنی ہی فضیلت سے مملو ہوگی۔ توریت جس کو آپ لوگ الہامی مانتے ہیں۔ وہ اصل میں دس حکم ہی تو استثنا کے باب ۵۔ آیت ۶ سے ۲۲ تک اور خروج باب ۲۰۔ آیت ایک سے ۱۷ تک مندرج ہیں جس کے آگے موسیٰ لکھتا ہے "یہ ہی باتیں خداوند نے پہاڑ پر آگ کے اور بدلی کے اور بڑے نہایت تاریکی کے درمیان سے تمہاری ساری جماعت کو بلند آواز سے کہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ اور اس نے انکو پتھر کی دو لوحوں پر لکھا۔ اور انہیں میرے سپرد کیا"۔ مگر واضح ہو یہی دس حکم وید میں نہایت عمدگی سے بانستا لکھے نامی حکم بہت سے موجود ہیں۔ حالانکہ وہ موسیٰ کو مسیح سے ۱۴۹۱ برس پہلے معلوم ہوئے۔ اور اسی طرح وہ حکم منوسمرتی میں توریت سے نہایت عمدہ طور پر ہیں۔

نمبر ۱۔ میرے حضور تیرا دوسرا خدا نہ ہووے۔

نمبر ۲۔ تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت نہ بنا۔ اور نہ اسے سجدہ کر

حاشیہ نمبر ۱۔ ؎۱ یجروید ادھیاء ۴۰ منتر ۱ و ۸۔ اور اتھروید کانڈ ۲۰ پرپاٹھک ۲۳ انوواک ۴ منتر ۲۷ و ۳۰۔ یجروید ادھیاء ۳۲ منتر ۳۱۔ رگوید اشٹک ۲ ادھیاء ۲ ورگ ۵ منتر ۳۔ منوسمرتی ادھیاء ۱۲ شلوک ۱۲۳۔ شت پتھ پرپاٹھک ۹ برہمن ۷ کانڈ ۱۰

؎۲ یجروید ادھیاء ۳۲ منتر ۳۔ اور ادھیاء ۴۰ منتر ۸۔ اور شت پتھ برہمن کانڈ ۱۴ منوسمرتی ادھیاء ۱ شلوک ۷۔ کین اپنشد واک نمبر ۱ و نمبر ۲ و نمبر ۳ و نمبر ۴ و نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ و نمبر ۸ کھنڈ پہلا۔

حاشیہ نمبر ۲۔ مگر ان دس حکموں کی خود بائیبل میں تردید بھی موجود ہے

نمبر ۱ کی تردید۔ پیدائش باب پہلا آیت ۲۶۔ اور پیدائش باب ۲ آیت ۲۲ و پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۱ سے ۳ تک اور متی ۲۸۔ آیت ۱۹

نمبر ۲۔ کی تردید۔ خروج باب ۲۵۔ آیت ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

نمبر ۳۔ کی تردید۔ متی باب ۲۷۔ آیت ۴۶

نمبر ۴۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۲۔ آیت ۱ سے ۴ تک اور گنتی باب ۲۸ آیت ۱۰ اشعیاہ کی کتاب باب ۱۔ آیت ۱۳۔

نمبر ۵۔ کی تردید۔ متی کی انجیل باب ۱۴۔ آیت ۲۶ سے ۵۰ تک

نمبر ۶۔ کی تردید۔ خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۷ و ۲۸ و ۲۹۔ اور سلاطین ۲

باب ۱۰۔ آیت ۱۱ و ۲

نمبر ۷۔ کی تردید۔ استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱ سے ۴ تک۔ گنتی باب ۳۱۔ آیت ۱۸۔ یوسیع نبی کی کتاب باب ۱۔ آیت ۲ سے ۴ تک

نمبر ۸۔ کی تردید خروج باب ۳۔ آیت ۲۱ و ۲۲ – اور خروج باب ۱۲ آیت ۳۵ و ۳۶۔

نمبر ۹۔ کی تردید۔ یرمیاہ کی کتاب باب ۴۔ آیت ۱۰۔ پولوس رسول کا دوسرا خط تسلنیقیوں کو باب ۲۔ آیت ۱۱۔ سلاطین کی پہلی کتاب ۲۲ آیت ۲۱ سے ۲۳ تک

نمبر ۱۰۔ کی تردید۔ استثنا باب ۲۱ آیت ۱ سے ۲۱ تک

حاشیہ نمبر ۱-۳۔ [۱] تو خداوند کا نام بیفائدہ مت لے۔ ۴ سبت کے دن کام کاج نہ کر۔ ۵۔ [۲] اپنے باپ اور ماں کی عزت کر۔ ۶۔ [۳] تو خون مت کرے۔ ۷۔ [۴] تو زنا مت کر۔ ۸۔ تو چوری مت کر۔ نمبر ۹ [۵] تو اپنے ہمسائے پر جھوٹی گواہی مت دے۔ نمبر ۱۰ [۶] تو اپنے ہمسایہ کی جورو یا مال کا لالچ نہ کر۔

جب ویدوں شاستروں منوسمرتی وغیرہ میں اس سے بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاقی ہدایتیں اور مذہبی ارشاد موجود ہیں۔ اور یہ بھی موجود ہیں۔ تو پھر کوئی دانا کس طرح اس سے پہلی ہدایت چھوڑ کر مابعد کو الہامی مان سکتا ہے۔ حالانکہ یہ ہر طرح ثابت ہے کہ منو تو بہت پورانا ہی ہے۔ مگر بھارت بھی توریت سے بہت قدیم ہے جیسا کہ ہم لیکچر نمبر ۱ میں ثابت کر چکے ہیں۔

ایک لائق محقق پادری صاحب فرماتے ہیں: "یہیں ویدوں سے سبق حاصل کیا جس کے بتیار اور ذات سے اُن کے ہزاروں سال کی نصف کارنامہ شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور جس کے درس سے ہزاروں برس قبل اس کے کہ تہیر پائیلوں کا نام دنیا میں ہی رہا ہو ہر ایک نوجوان طالب علم (برہمچاری) زندگی کے اصول مستخرج کرتا تھا۔ یہیں لے قدیم زمانہ کے شلوکوں کو جو از پیدائش حضرت موسیٰ وغیرہ کے برہما سے مخاطب ہو کر پڑھے جاتے تھے۔ سنا۔ یہیں منوجی کی ان قوانین کے سمجھنے کی کوشش کی جس کا انتظام ہزاروں برس قبل اس زمانہ کے کہ عبرانیوں کے احکام خدا کے تختے بادل کے گرجنے اور بجلی کے چمکنے کے وقت۔ برہمنوں کے ذریعہ سے انجام پایا تھا۔ غرضیکہ ہندوستان مجھے دوبارہ اپنی اصلی قدیمی حالت میں نظر آیا۔ یہیں اس ذریعہ سے تمام دنیا میں تہذیب و پھیلی ہوئی دیکھی۔ میں نے ہند کے قوانین، اخلاق و مذہب کا اثر۔ مصر۔ فارس یونان و روم میں پایا۔ یہیں روح منی وید بحاش کو سقراط۔ افلاطون کے زمانہ کے قبل پایا" (دیکھو دی بائیبل اِن انڈیا انگریزی مطبوعہ نیو یارک امریکہ ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۵)

"وہ اپنے زمانہ میں سر ولیم جونس کہتے تھے۔ کہ سنسکرت کا اخاص نہایت قدیم ہے اور ہو سکے زمانہ سے پہلے ہندوستان۔ مصر۔ یونان میں مذہب یہی تھے۔ جہاں تک کہ ہندوستان مصر وغیرہ کی بابت کہا جاتا ہے جو تحقیقات مسٹر اس۔ بی تمس۔ و۔ ھمیولیس۔ لی آرسٹ۔ گلیڈن وغیرہ نامی گرامی محققین نے کی ہے۔ اُن سے ایشیاٹک سوسائٹی کے لائق پریزیڈنٹ کا دعوےٰ ثابت ہوتا ہے" (دیکھو جیس ۲۳ کا صفحہ ۸۸ سے ۹۱ تک)

"سوسمرتی کی بابت سر ولیم جونس صاحب بہادر سابق جج سپریم کورٹ فرماتے ہیں کہ یہ سوسمرتی کسی وقت میں یونان اور روم دیش تک بھی چلت یعنی رائج تھی۔ اور اس ہی پر عملدرآمد ہوتا تھا" (دیکھو مانو دھرم سار مولفہ راجہ شیو پرشاد مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۸۱ء صفحہ ۱)

جہاں تک غور کی جاتی ہے۔ ویدوں کے حوالہ تمام کتب قدیم اور جنگ بھارت میں موجود ہیں۔ مثلاً

نمبر ۱۔ بدھ جی اپنے بدھ شاستر میں ویدوں کو اپنے سے پہلے بتاتے ہیں (بدھ شاستر ادھیاے ۲ سوتر ۱)

نمبر ۲۔ پارسیوں کی کتاب میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو دساتیر ابرار آباد و حشوران محشور آیت ۳۷

نمبر ۴۔ ویدانت درشن میں ویدوں کے الہامی و انادی ہونیکا اثبات ہے (ادھیاے ۱ پاد ۱ سوتر ۳)

۵ یوگ درشن میں وید کا ذکر موجود ہے (دیکھو پاد ۱ سوتر ۲۶
۳ میمانسا میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو ادھیاے ۱ پاد ۱ سوتر ۸،
۶ نیاے درشن میں وید کا ذکر موجود ہے دیکھو (ادھیاے ۲۔ اہنک ۱ سوتر ۶۷
۷ سانکھیہ درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (ادھیاے ۵ سوتر ۱)
۸ ویشیشک درشن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے (دیکھو ادھیاے ۶۔ اہنک ۱ سوتر ۱)
۹ راماین میں وید کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو بال کانڈ پہلا سرگ شلوک ۱۴
۱۰ سوشرت سدہانت میں وید کا ذکر موجود ہے
۱۱ سشرت میں وید کا ذکر موجود ہے
۱۲ چرک وید کا ذکر موجود ہے
۱۳ منو میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔ منو ادھیاے ۲۔
۱۴ چاروں برہمنوں میں وید کا ذکر موجود ہے۔ دیکھو شت پتھ کانڈ ۱۱
۱۵۔ اپنشدوں میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔ تیتری اپنشد ۷۔ ۸ انوواک ۱۲
۱۶ دیاکرن میں ویدوں کا ذکر موجود ہے۔

جب تمام آریہ گرنتھ ویدوں کو الہامی اور انادی مانتے چلے آئے ہیں اور حرف یقینی نہیں بلکہ دلایل سے بھی اور سب میں ویدوں کا ذکر موجود ہے اور وید میں کسی کا ذکر نہیں۔ اس لحاظ سے بھی وید قدیم اور الہامی ہیں۔ ہر ایک انسان کو اسکا اپنا دل شہادت دیتا ہے کہ جس طرح اس وقت انسان بغیر تعلیم کے ناکارہ و نادان ہے۔ اسی طرح ابتدائی آفرینش میں بھی تھا۔ اس کے بعد یہ سوال۔۔

---

[۱] یجروید ادھیاے ۴۰ منتر ۹۔ منوسمرتی ادھیاے ۵ شلوک ۱۰۹

[۲] یجروید کی تیتری اپنشد انوواک ۱۱۔ اور منوسمرتی ادھیاے ۴ شلوک ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۷ یجروید ادھیاے ۱۶۔ شت پتھ کانڈ ۳ پرپاٹھک ۵ ادھیاے ۷ برہمن ۴ کھنڈ کا ۴

[۳] یجروید ادھیاے ۴۰ منتر ۴۔ منوسمرتی ادھیاے ۱ شلوک ۳۴ اور یجروید ادھیاے ۱ منتر ۱

[۴] یجروید ادھیاے ۴۰ منتر ۱۔ منوسمرتی ادھیاے ۳ شلوک ۵۵ و ۵۶ و ۶۱

[۵] یجروید ادھیاے ۳۰ منتر ۴۔ منوسمرتی ادھیاے ۶ شلوک ۹۲۔ اور ادھیاے ۱۰ شلوک ۶۳

[۶] یجروید ادھیاے ۱ منتر ۵۔ منوسمرتی ادھیاے ۶ شلوک ۹۲۔

[۷] منوسمرتی ادھیاے ۸ شلوک ۹۲ یجروید ادھیاے ۴۰ منتر ۱

کہ کیا موسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی! -
یا داؤد کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟
یا عیسیٰ کے وقت الہام کی ضرورت ہوئی پہلے نہیں تھی؟

پرمیشور نے جب آنکھوں کے واسطے روشنی - کھانے کے واسطے انواع و اقسام کے غلے اور میوے - رہنے کے واسطے زمین زندگی بسر کرنے کے واسطے آب و ہوا گل گلزار امراض دور کرنے کے واسطے نباتات - معدنیات - وغیرہ پیدا کئے جو تمام جسمانی ہیں تو کیا روح کے واسطے ابتدا میں کچھ پیدا نہیں کیا

کیا جسمانی ساتھی سے روحانی ساتھی افضل نہیں؟
کیا جسمانی تہذیب سے روحانی تہذیب افضل نہیں؟
کیا ڈاکٹری سے یوگ افضل نہیں -؟
کیا پہلوانی سے عبادت افضل نہیں؟
کیا جسم سے روح افضل نہیں؟
کیا جب جسم کے واسطے خدا نے سب کچھ بنایا تو روح کے واسطے کچھ نہیں بنایا -؟
اور اگر بنایا تو کیا اور کہاں؟

ان سب سوالات پر غور کرنے کے بعد خود غرضوں لالچیوں کے واسطے یقین غالب ہے کہ کسی حق پسند کو انکار نہیں ہوگا - کہ روح کے واسطے بھی ابتدائے آفرینش سے ہی علم یا گیان یا ہدایت کی ضرورت تھی - ورنہ بعد کو محض بے فائدہ تھی - کیونکہ ابراہیم موسیٰ کے وقت لوگ پڑھے لکھے موجود تھے - داؤد بھی پڑھا لکھا آدمی اور شاعر تھا تعلیم عام تھی اور وہ خود بادشاہ تھا سلیمان خود شاعر اور داؤد کا فرزند تھا عیسیٰ کے وقت بھی تعلیم عام تھی دنیا میں تہذیب پھیلی ہوئی تھی - نامی گرامی حکما و فضلا ہند - مصر - یونان میں موجود تھے - ارسطو - افلاطون - سقراط - زردشت - بالمیک - وششٹ - گوتم - بیاس - جیمنی کی تعلیم - ہدایت - ترقی ذرہ بھی غور سے تعصب سے کنارہ کر کے مقابلہ کرے - تو اسے کرمک شب تاب اور آفتاب جہاں تاب کا فرق معلوم ہو - علاوہ بریں تمام دنیا کے موجودہ مذاہب میں مختلف طور پر جتنی عمدہ عمدہ ہدایتیں یا اپدیش ہیں - وہ سب وید ہائے مقدس و شاستر ہائے متبرک میں موجود ہیں پھر ہم نہیں سمجھ سکتے - کہ باوجود موجودگی آفتاب کے ان کی کیا ضرورت ہے - حالانکہ ان میں امرت زہر سے ملا ہوا ہے - نیم حکیم خطرہ جان و نیم ملا خطرہ ایمان ہے - اور ان میں صرف امرت ہی ہے زہر کا نام و نشاں نہیں +

خود توریت وغیرہ کو عیسائی صاحبان مسیح کی بشارتوں کے واسطے مانتے ہیں - ورنہ وہ نہیں مانتے - چنانچہ انجیل میں لکھا ہے "وہ جو شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں" پھر کہتا ہے - "مسیح نے ہمیں مول لیکے شریعت کی لعنت سے چھڑایا ہے" گلتیوں باب ۳ - آیت ۱۱ و ۱۳ پھر کہتا ہے - شریعت مسیح کے سپاہی کو ہمارا استاد ٹھہرا - پھر جب ایمان آچکا تو ہم پھر استاد کے تحت میں نہیں رہتے - گلتیوں باب ۳ - آیت ۲۵ -

یہ تو آپ کے بھی مسلم ہے - کہ خدا کی ذات تغیر و تبدل سے بری ہے - تو پھر اس کی صفات یعنے علم یا گیان تبدیل ہو سکتا ہے؟ کیا قانون قدرت بدل سکتا ہے - اگر ان باتوں کا جواب نفی کے سوا کچھ نہیں - تو کیا اسکو الہام بدلنے کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

ہمارے آریہ سماج - اور قدیم زمانہ کے رشی منی لوگ بھی یہی مانتے ہیں کہ وید گیان میں قانون قدرت کا ہی بیان ہے - کسی ملک یا قوم یا شخص کی کوئی تواریخی داستان نہیں کہ جن میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے - پس ایسا گیان کیوں انادی نہیں؟ اور کس واسطے وہ تغیر و تبدل سے پاک نہیں؟ اور اس سے تو کوئی مذہب والا بھی منکر نہیں ہو سکتا - کہ وید کا کوئی حکم آج تک نہیں بدلا - اور نہ آئندہ بدلیگا - کیونکہ ایشور قدرت کا مالک ہے - اور قدرت اس کی ملکیت ہے - اور کامل گیان سے قوانین قدرت کی موضوعیت ہے - اور وہی گیان ویدوں میں ہے - یا یوں کہو کہ وہ گیان وید ہے جیسے مصنف کے علم اور اسکی تصنیف یا تعلیم وید میں فرق نہیں ہوتا - ویسے ہی ایشور اور اس کے قانون قدرت اور اس کی تعلیم وید میں ذرا فرق نہیں ہوتا - اسواسطے آریوں کی طرف سے دعوے اظہر من الشمس ہے کہ وید فقط الہامی ہی نہیں - بلکہ انادی بھی ہیں - کیا وجہ کہ پرمیشور انادی ہے - اور جبکہ کوئی ایسا وقت نہ تھا - اور نہ ہوگا - جس میں وہ گیان سے خالی تھا - جس سے صاف واضح طور پر نتیجہ ظاہر ہے کہ کوئی ایسا زمانہ نہ تھا - کہ جس میں وید (گیان) موجود نہ ہو - بنا بریں ثابت ہوا کہ وید الہامی ہیں اور انادی بھی اور یہی ہمارا دعوے تھا +

لکچر نمبر ۵ کا جواب

یہ پانچواں لکچر آپ کا خدا کی ذات کے متعلق ہے جسمیں انہوں نے تحقیقات کی ہے کہ ویدوں میں ہمہ اوست کی تعلیم ہے یا اس کے برخلاف نہیں - بیشک ہر ایک طالب حق کو حتے المقدور یہہ مبارک تحقیقات کرنی چاہئے - اور جو کتاب ایشور کا گیان بتلا دے - راہ راست دکھلا دے دھوکھا سے بچا دے وہی الہامی اور سچی ہے اور وہی ایشور کا فرمان ہے - اور ایسی ہی کتاب پر ایمان لانا شایاں ہے -

اس خیال کو مدنظر رکھکر ہم انصاف اور محبت سے پادری صاحب کے اعتراضوں کی پڑتال کرینگے اور بمثل سابقہ تحقیقات کے باطل پر حق کو ایماناً فوقیت دینگے

پادری ۳ و ۴ - آریہ لوگ مانتے ہیں - کہ ایک اعلے ہستی ہے - وہ ایک ایسا خدا ہے جو اپنی مخلوقات کی خبر گیری کرتا ہے - ان کی حاجت بر لاتا ہے - اور ہمیشہ ان پر بارش رحمت برساتا ہے - صرف وہی معبود حقیقی ہے - دعائیں بھی اسی کی شان کے شایاں ہیں - ہدایت اور دستگیری کے لئے آدمزاد کی آنکھ اسی پر لگنی چاہئے - اور اسی کو اپنے ایمان کی جائے قرار سمجھنی چاہئے - کیونکہ وہی سب (حکمت) کا خالق اور سب (روحوں) کا مالک ہے آجکل کے آریوں کا یہی اعتقاد ہے - اور جہاں تک دیکھا جاتا ہے یہ عین درست و بجا ہے - اس میں کوئی حرف نہیں آسکتا - مگر ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ان کے ویدوں اور دوسری کتب مقدسہ میں تو اسکا سراغ نہیں ملتا -

آریہ - ہم آپ کے بیان سے بہت کچھ اتفاق کرکے صرف آخری فقرہ کا جواب دیتے ہیں کہ یہی ہمارا ایمان ہے اور یہی ستیہ ودیا کی پستکوں کا فرمان - اگر پوچھو وہ منتر کون سے ہیں تو دیکھو **آریابھیونے** نامی پستک جس میں ایک سیکڑہ سے زیادہ منتر مع ارتھ کے مذکور ہیں - یہ کتاب ہر ایک آریہ سماج سے قیمتاً ملسکتی ہے - ورنہ ویدک یبنترالیہ پریاگ سے منگالیں +

پادری ۵ - خدا کی ہستی پر یقین کرنیکی تعلیم کے بجائے وہ ہمہ اوست کا بیہودہ مسئلہ بڑے زور و شور سے سکھلاتے ہیں - یعنی ان کی تعلیم یہہ ہے کہ خود خدا ہی ہر ایک شے ہے - کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کا ظہور نہیں - اس کے سوا اور کوئی چیز موجود نہیں - جو کچھ اور موجود نظر آتا ہے وہ صرف مایا ہی ہے +

آریہ - پادری صاحب یہ بیان آپ کا بالکل خلاف واقعہ ہے - نہ ہم ایسا سکھلاتے ہیں - اور نہ ہمارا ایسا اعتقاد ہے - ہم ایسے ایمان کو ملعون سمجھتے ہیں - نہیں معلوم کہ یہہ سراپا بے بنیاد باتیں آپ کس سے سنکر کس کے ذمہ لگا رہے ہیں +

پادری ۵ - ویدوں میں ایسی آیات بھی ہیں جن میں خدا کی بابت ایک اعلےٰ خیال پایا جاتا ہے لیکن ہمہ اوست کا ناپاک مسئلہ جسکا ابھی ذکر ہو چکا ہے - اس کو آلودگی سے مبرا نہیں ہونے دیتا - ویدوں اور دیگر کتب مقدسہ کی تعلیم اسی قسم کی ہے +

آریہ - ہم صداقت رگوید بجواب ماہت رگوید میں اور نیز اسی سلسلہ میں جتلا چکے ہیں کہ ہمہ اوست کا مسئلہ ویدوں کا نہیں - وید سراپا اس کے مخالف ہیں اور صرف وید ہی نہیں بلکہ تمام آرش گرنتھ اس کے مخالف اور رد کرنیوالے ہیں جب یہہ حال تو خود آپ کے بیان سے ثابت ہے - کہ ویدوں میں خدا کی بابت نہایت اعلےٰ خیال پائے جاتے ہیں +

پادری ۵ سے ۷ - ہم ان کتابوں سے چند حوالجات اقتباس کریں گے تاکہ ہر ایک پر روشن ہو جائے - کہ فی الحقیقت ان میں کس قسم کی تعلیم ہے +

نمبر ۱ - شاریرک ادھیا ۲ پاد ۲ سوتر ۱۱
نمبر ۲ - شاریرک ادھیا ۲ پاد ۳ سوتر ۴۱
نمبر ۳ - شاریرک ادھیا ۲ پاد ۳ سوتر ۴۳ (و ادھیا ۲ پاد ۱ سوتر ۱۳
نمبر ۴ - شاریرک ادھیا ۱ پاد ۱ سوتر ۳
نمبر ۵ - تیترتی برہمن منتر اول پتر ۲۶
نمبر ۶ - تیترتی برہمنا پتہ ۸۷
نمبر ۷ - شوتیاشتر منتر ۳ -

دیگر اشارات کے لئے ہم اپنے پڑھنے والوں کو لکچر نمبر ۲ کا حوالہ دیتے ہیں - جہاں انکا مفصل طور پر بیان ہے +

آریہ - ہم مناسب سمجھتے ہیں - کہ اصل سوتر تحریر کرکے اس کا صحیح ترجمہ تحریر کریں

महद्दीर्घवद्वा ह्रस्व परिमंडलाभ्याम अ॰ २ पा॰ सू॰ ११ ॥

نمبر ۱
ترجمہ - مہد اور دیرگھ جگت کو رسو اور پرمنڈل پرمانووں سے ایسور بناتا ہے

परात्तु तच्छ्रुते अ॰ २ पा॰ ३ सू॰ ४१ ॥

نمبر ۲
ترجمہ - پرکرتی سے اس جگت کی بنیاد ڈالی جاتی ہے - یعنی جگت پرکرتی سے بنا ہے

अंशो नानाव्यपदेशादन्यथा चापि दाशदास कितवादित्वमधीयत एके अ॰ २ पा॰ ३ सू॰ ४३ ॥

نمبر ۳
نمبر ۳ و ۴ - ترجمہ - یہہ بھی ایک رشی کا مت ہے کہ جیو انش کے تل ہے چیتن شکتی کے سبب سے - کیونکہ داش - کیتو وغیرہ لوگ برہم کو پراپت ہونگے یہہ سوتر نمبر ۴۳ کا ترجمہ ہے جس کا اچھی طرح رد اسی ادھیا کے اسی پاد کے سوتر ۴۸ میں موجود ہے - اور سوتر ۱۳ نمبر تو سراپا آپ کے مخالف ہے - کیونکہ اس میں یہہ لکھا ہے کہ اگر جیو برہم ہو جاویگا - تو برہم کو بھوگتا کا الزام لگیگا - حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہہ بات عام طور پر ظاہر ہے کہ برہم کرموں کے پھل بھوگنے سے جدا ہے اور جیو پھل بھوگتا ہے +

نمبر ۴ - یعنے سوتر ۱ - ادھیا ۱ میں ظاہر کیا ہے کہ جسکو برہم پرماتما کی جگیاسا (تلاش) ہو یعنے جو حق کا طالب ہو - وہ اس گرنتھ کا مطالعہ کرے - اور پھر اسی پاد کے سوتر ۲ و ۳ میں ظاہر کیا گیا ہے - کہ برہم کون ہے - جس کے جواب میں بیاس جی نے فرمایا ہے کہ تمام جگت کے مراتب جنم و غیرہ جس کی آگیا سے ہوتے ہیں - جو سب جگت کو پرکرتی سے پیدا کرنیوالا ہے علاوہ بریں رگ - یجر - سام - اور اتھرو ویدوں کا گیان پرکاش کرتا سرب ودیا یکت جو ستچد انند سروپ ہے وہی برہم ہے - کیونکہ نہ تو جگت کی اُتپتی خود بخود ہو سکتی ہے - اور نہ بجز ویدوں کے کسی جیو کو گیان ہو سکتا ہے ابتداء میں چونکہ تمام انسان جاہل تھے - بنا بریں ہمیشہ ہی نوع انسان کے گیان کے واسطے وید مقدس کا گیان اسی پرمیشور سے ہے - اور کسی سے نہیں - کیونکہ ایسے کامل سب ست ودیاؤں کی پستک سوائے کسی کامل گیان (عقل کل) کے نہیں ہو سکتی پس وہ سرب گیان پرم دھرم ہے +

نمبر ۵ - اتیری برہمن کا کوئی حوالہ آپنے نہیں دیا - اور نہ تلاش کرنے سے کوئی پتہ ملا -

نمبر ۶ - تیتری برہمن اول تو غیر مستند ہے - دوم آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا - پھر ہم کہاں تلاش کریں +

نمبر ۷ - سوتیاشتر غیر مستند ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱ کا جواب صفحہ ۳ کا حاشیہ) اور اس کا بھی کوئی ٹھیک حوالہ نہیں دیا - ہم بھی آپکے لکچر نمبر ۲ کے جواب با صواب لیے لکچر نمبر ۲ میں تحریر کر چکے ہیں +

آپنے صفحہ ۸ سے آٹک بھی عبارت درج کی ہے - جو لکچر نمبر ۲ میں صفحہ ۱۰۱ سے ۱۱۱ - اور لکچر نمبر ۳ میں صفحہ ۳۰ و ۴۰ پر لکھی ہے - بنا بریں اس کا جواب دینا ہی یہاں فضول سمجھ کر ناظرین کو جواب لکچر نمبر ۲ کی طرف توجہ دلاتا ہوں - اور اگر زیادہ دیکھنا چاہو تو دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۸ سے ۲۹۹ تک مطبوعہ بار سوم +

پادری ۱۱ - ہم حسب معمول ویدوں اور ان کتابوں کے جن کو سوامی دیانند جی نے سچی تسلیم کر لیا ہے (دیکھو لکچر نمبر ۱) کے حوالجات کے احاطہ سے باہر نہیں نکلتے ہیں +

ہم اپنے پڑھنے والوں کو پھر یاد دلاتے ہیں - کہ جیسا ہمنے لکچر نمبر اول میں کہا ہے کہ سوامی دیانند جی گیارہ اپنشد اور چھ درشنوں کو ویدوں کے ہم پایہ مانتے ہیں +

آریہ - آپ بالکل اپنے اقرار سے باہر ہو گئے - آپنے پہلا لکچر لکھنے کے بعد بھی نہیں دیکھا وہاں دس اوپنشد ہیں (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۶ سطر ۱۰ و ۹) علاوہ بریں ہم آپ کے ہٹ سے بیجا حوالہ رد کر چکے ہیں (دیکھو جواب نمبر ۱ سے ۷ تک)

پادری - ۱۱ - آریوں کا یہہ بھی دعوے ہے کہ یہہ کتابیں (مراد چھ درشنوں سے ہے) ایک دوسرے سے بالکل متفق ہیں - فقط متفق ہی نہیں - بلکہ وہ ایک دوسرے کو منور و مشرح کرتی ہیں - مثلاً ویشیشک درشن میں اسباب کی بنیادوں میں ان کی تفاوت - سانکھ میں ان کے اصل و تجلی میں ان کی کثرت کو

کی تعلیم سمجھ کی بابت لکھا ہے جیمنی میں ایمان اور ایمانداروں کا ذکر ہے۔ اور ویدانت درشن میں نجات اور نجات حاصل کرنے کے لئے طریقہ کا بیان ہے۔ یہہ سوامی دیانند جی کا عقیدہ ہے۔ اگر یہہ سچ ہے اختلاف تو درکنار ایک کتاب کے نہ ہونے سے باقیوں کا سمجھنا دشوار ہوتا ہے۔ جیسا کہ تعقل بغیر جاہلی کے کسی کام کا نہیں +

آریہ۔ یہاں بھی آپنے غلطی کی۔ سوامی جی کا عقیدہ ایسا نہیں۔ بلکہ ایسا ہے (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷ بار سوم سطر ۲ سے ۳۰ تک

سوال: "جیسا سیاست اور دوسرے گرنتھوں کا پرسپر درودھ ہے۔ ویسے ہی ان شاستروں میں ہے۔

جواب۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ درودھ کس دستقل جگہ ہوتا ہے۔ کیا ایک وشے میں اتھوا بھن بھن (جدا جدا) وشیوں میں۔

سوال۔ ایک وشے میں انیکوں کا پرسپر درودھ کہتے ہوا اسکو درودھ کہتے ہیں۔ یہاں بھی سرشٹی ایک ہی وشے ہے۔

جواب۔ کیا ودیا ایک ہے یا دو۔ اگر ایک ہے تو ویاکرن۔ ویدک۔ جوتش وغیرہ کا جدا جدا وشے کیوں ہے۔ جیسے ایک ودیا میں انیک ودیا کے ادیوں کے ایک دوسرے سے بھن (جدا) پرتپادن ہوتا ہے۔ ویسے ہی سرشٹی ودیا کے بھن بھن چھ ادیوں کا شاستروں میں پرتپادن کرنے سے ان میں کچھ بھی درودھ نہیں۔ جیسے گھوڑے کے بنانے میں۔ کرم۔ سمے۔ مٹی۔ وچار۔ سیوگ دیوگ آدمی کا پورشارتھ۔ پرکرتی کے گن۔ اور کمہار کارن ہے۔ ویسے ہی سرشٹی کا جو کرم کارن ہے۔ اس کی ویاکھیا۔ میمانسا سے کی ویاکھیا۔ وشیشک میں اپادان کارن کی ویاکھیا۔ نیائے میں پورشارتھ کی ویاکھیا یوگ میں۔ تتوں کے انوکرم پرگن کی ویاکھیا سانکھیہ میں اور نمت کارن جو پرمیشور ہے اس کی ویاکھیا ویدانت شاستر میں ہے۔ اس سے کچھ بھی درودھ نہیں" سا یہ ان ہی سب ہے۔ کہ کوئی شخص کسی شاستر کو پڑھے بغیر نہیں سمجھتا۔ جو نیائک ہے وہ یوگ نہیں جانتا۔ اور جو صرف یوگی ہے وہ سانکھیہ نہیں جانتا جو سانکھیہ کا ودیا ہے وہ ویدانت نہیں جانتا اور صرف ویدانت کے جاننے والا یا صرف میمانسک اور شاستروں سے محروم ہے۔ اگر سوال تمہارے ایسے نہیں ہیں۔ تو ایک جاننے سے بقیہ پانچوں کا عالم ہو جانا ممکن ہے۔ حالانکہ سراسر ناممکن ہے۔ صفحہ دنیا پہ کوئی نظیر نہیں۔ اس واسطے آپ کے الزام خام و ناکام ہیں +

پادری ۱۳۔ یہہ شاستر آپس میں سخت اختلاف رکھتے ہیں۔ شاریرک ادھیائے ۱ پاد ۱ سوتر ۵۔ ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۱ و ۲ و ۱۳ و ۱۷ میں سانکھیہ درشن کے اور ادھیائے ۲ پاد ۲ سوتر ۱۳-۱۷ میں۔ وشیشک درشن کی اور ۱۷ و ۳۳ میں یوگ درشن کے اور ادھیائے ۳ پاد کے اور سوتروں میں جیمنی کا خوب خاکہ اڑایا ہے۔

آریہ۔ ہم اسکے جواب میں یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ اصل سوتر تحریر کر کے آپ کے اعتراض کی اصلیت ظاہر کر دیں

نمبر ۱

इक्षते र्नाशब्दं अ०१ पा०१ सू०५ ॥
रचनानुपपत्ते श्च नानुमानम अ०२ पा०२ सू०१ ॥
उभयथा पिन कर्मात स्तभाव अ०२ पा०२ सू०१२ ।
अपरिग्रहि। श्चात्यन्तमनपेक्षा अ०२ पा०२ सू०
१७ ॥ नैकस्मिन संभवात अ०२ पा०२ सू०३३ ॥

یہہ مندرجہ بالا تمام سوتر ہیں۔ بتلاؤ ان میں سانکھیہ وشیشک اور نیائے کا کہاں ذکر ہے +

پادری ۱۲۔ علاوہ ازیں دیکھا جاتا ہے کہ ان کتابوں کے مصنف ایک دوسری کو خوب گالی گلوچ دیتے ہیں مثلاً نیائے ویدانت درشن کو کفر کی کتاب کہتا ہے ویدانت اس کے جواب میں نیائے کو کتے کے نام سے پکارتا ہے۔ سانکھ ان دونوں کو ملعون بتلاتا ہے۔ اور تیجلی ان تینوں کو نفسانی اور بیہودہ کتابیں قرار دیتا ہے

آریہ۔ جناب یہہ سراسر بے معنی اور فضول آپکی طبعزاد گالیاں ہیں ع

خوں حسرت ماند حا جوئے را + سہ پہر حاشی درہم کشد روئے را

تمام نیائے درشن میں ویدانت درشن کا ذکر یا نام ونشان نہیں کیونکہ وہ اس سے ہزاروں برس پہلے کا تصنیف ہے۔ اور سانکھیہ میں ان کا بیان نہیں جب ویاس تیجلی کے بعد ہوئے (دیکھو لکچر نمبر ۱ صفحہ ۱۱) جس کا آپ کو خود ہی اقبال ہے۔ تو تیجلی ان کو کس طرح خدانخواستہ گالیاں دے سکتے ہیں۔ اور کیا آریہ رشیوں سے ایسا ہونا ممکن ہے چونکہ آپنے بھی کوئی ثبوت نہیں دیا۔ صرف بائبل کے مکاشفات کی طرح لایعنی گپ ہانک دی۔ پس ہم کسی طرح نہیں مان سکتے۔ بلکہ سراپا ایریل فول سمجھتے ہیں۔ اگر سچے ہو تو ہماری طرح ثبوت دو۔ ورنہ ایسی فضولیات سے آپ کے حق میں خاموشی بہتر ہے +

پادری ۱۳۔ سانکھیہ درشن کے ٹیکا کے وگیان بھکشو نے ذیل کی حکایت شیو جی یا رشی کی مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ (میں مختلف روپ پکڑ کے انکو مختلف قوتیں مختلف طرح سے بخشتا رہا) اس سے ہم نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ رشیوں کا ایک دوسرے کی تصنیف کی بابت کس طرح کا خیال ہوتا تھا +

آریہ۔ آپ پھر کہیں گے اور گپ ماریں گے۔ کہ ہم سوامی دیانند جی کی مستند کتب کے حوالہ سے باہر نہیں نکلے۔ دیکھو سوامی جی نے سانکھ درشن پر بھاگوری کا بھاشیہ مانا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۷۲) اور وگیان بھکشو تو آجکل کا ایک نوین ویدانتی گذرا ہے۔ دو ہزار کیا وہ تو ۵ سو برس سے بہت پیچھے ہے۔ اور وہ کوئی رشی منی نہیں۔ بلکہ ایک نام مارگی تھا۔ یہہ حکایت بیشک اسنے لکھی ہے۔ مگر سانکھ درشن کے سوتر کا ارتھ نہیں۔ بلکہ اسی ٹیکا بنانے نے پدم پوران کا (دیکھو صفحہ مطبوعہ کلکتہ ۱) ایک قصہ سحری کے طور پر دنیا کے سب شاستروں پر اپنے دیباچہ میں لکھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہی ہے۔ کہ بدمعاشوں نے نہیں بلکہ خود شیو جی بھولے مہادیو بھنگ یا چرس یا دھتورے کی ترنگ میں یہہ تمام شرارتیں کرتے رہے۔ جیسے آجکل کے بھنگی چرسی نشہ استعمال کرتے وقت شیو جی کو پکارا کرتے ہیں۔ وہی حال وگیان بھکشو کی اس حکایت سے ہے۔ کسی وید کسی شاستر کسی آپت پرش کا وہ واک نہیں۔ اور نہ کسی میں وہ حکایت ہے۔ بلکہ پدم پوران میں وہ حکایت وہمی دایتہ ہے ہم اسکو بائبل کی ہر لیاب کی طرح غیر مستند مانتے ہیں +

پادری ۱۵۔ دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال کے آریہ لوگ تین چیزونکو انادی اور غیر مخلوق مانتے ہیں۔ یعنی خدا۔ مادہ۔ آدمیوں کی روح
پرمیشر پرکرتی

آریہ۔ یہہ بات آپکی بالکل راست ہے۔ اور ہم اسکے ہر فقرہ سے اتفاق کرتے ہیں ہم لوگ ایسا ہی مانتے ہیں۔ اور یہی ہمارا دھرم ہے۔

پادری ۱۵ سے ۳۲ صفحہ تک ایک طول فضول عبارت اس مسئلہ پر لکھتے

کرمایا کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ حالانکہ یہہ بدھ مذہب کی تعلیم ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ہمارے آریہ دوست ہمکو بتلائیں کہ مقدس ویدوں میں مایا کے مسئلہ کی تعلیم کہاں ملتی ہے؟

آریہ۔ یہہ آپکا سراپا ناراست بیان اور فضول بہتان ہے۔ کوئی ممبر آریہ سماج مایا کو نہیں مانتا اور نہ ہی مقدس وید مایا کو مانتے ہیں۔ اور نہ سوامی جی نے اسکا کہیں اشارہ کیا ہے۔ آپنے عبث اتنا وقت ضایع کیا +

پادری۔ ۲۳۔ آریہ مت خدا کی نہایت ہی تحقیر کرتا ہے۔ آریہ خدا کی بےحرمتی کرتے ہیں۔ اور ان کے بموجب روئے زمیں کا تمام میلا بھی وہی ہے۔

آریہ۔ یہہ بیان آپکا آریہ دھرم سے کسی طرح مطابق نہیں۔ ہم مادہ دنیا کو قدیم مانتے ہیں۔ اور اسکو ہمیشہ انادی زمانہ سے جگت کے پیدا کرنیکا مصالحہ پرمیشور کے قبضۂ قدرت میں جانتے ہیں۔ پس ہم یا کوئی اور آریہ بھی ایسا کبھی نہیں مانتا۔ کہ خدا خود ہی ہر ایک چیز بنگیا اور دنیا کا میلہ بھی وہی ہے۔ ہم لعنت بھیجتے ہیں ایسے عقیدے پر اور ناستک سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کو۔ ہم روحوں کو خدا نہیں مانتے ہیں۔ اور خدا کا حصہ۔ اور نہ اسی طرح پرمانوؤں کو۔ بلکہ تینوں کو جدا جدا انادی زمانہ سے مانتے ہیں۔ پرمانو جڑھ ہیں۔ مگر خدا جڑھ نہیں۔ روح الپگیہ اور دکھ سکھہ کے بیدھن میں ہیں۔ مگر خدا ایسا نہیں۔ وہ سروگیہ اور سچدانند ہے۔ مگر آپکی بائیبل ایسا ہی مانتی ہے +

نمبر ۱ "سب چیزیں اس سے (خدا سے) موجود ہوئیں۔ اور کوئی چیز موجود نہ تھی جو بغیر اس کے ہوئی۔ زندگی اس میں تھی وہ زندگی انسان کا نور تھی" یوحنا انجیل باب ۱۔ آیت ۳ و ۴

نمبر ۲۔ "خداوند کی کلام سے آسمان بنے۔ اور ان کے سارے لشکر اس کے منہ کے دم سے۔ اس نے کہا اور وہ ہوگیا۔ اس نے فرمایا اور وہ برپا ہوا" زبور ۳۳۔ آیت ۶ و ۱۰ +

نمبر ۳۔ "اس نے حکم دیا اور وے موجود ہوگئے۔ اسے اسکو ابدی پائداری بخشی" زبور ۱۴۸۔ آیت ۵"

نمبر ۴ "ایمان ہی کے سبب ہم جان گئے کہ عالم خدا کی کلام سے بن گئے ایسا کہ وے چیزیں جو دیکھنے میں آئیں ان چیزوں سے نہیں بنیں جو دیکھی جاتی تھیں" عبرانیوں کا خط باب ۱۱۔ آیت ۳۔

اس کے ساتھ ہی یوحنا کی انجیل کے پہلے باب کی پہلی آیت بھی زیر نظر رکھنی چاہئے "ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا"

اب ہم وہی الفاظ جو آپ نے صفحہ ۲۳ کی سطر ۱۴ سے ۱۹ تک ہماری نسبت غلطی سے تحریر کئے ہیں۔ بائیبل کی نظر نذر آپکے ارپن کرتے ہیں۔ یعنے "ایسے جھوٹھے اور بےحرمت کرنیوالے مسئلوں کے معلمین راستی سے صدہا کوس دور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ وہ تخریب دل اور ضمیر کے گنہگار ہیں۔ ریفارمر اور دہ سرنگا نادی ہوتا تو کہا۔ ابھی انہیں علم اخلاق اور مذہب کے اصولوں کی الف بے سیکھنی ہے۔ وہ غیر فانی (اناشی) پرماتما کے جلال کو مخلوق سے بدل ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکی ذات پاک میں تمام گناہ سنسار کی بدکاریاں۔ (جسے دنیا آلودہ ہے) مخلوط کرتے ہیں۔ تہذیب کرتے ہیں" اور ہمارے عقیدہ کی نسبت پادری صاحب نے صفحہ ۴ کی سطر ۱۲ میں فرمایا ہے۔ "ان کے عقیدہ پر ہمارا اعتراض نہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے"

پس جو ہمارا عقیدہ ہے۔ وہ ہم عرض کر چکے اور پادری صاحب تسلیم کر چکے۔ اب ہم بتلاتے ہیں کہ بائیبل خدا کی تحقیر کرتی ہے۔

نمبر ۱۔ بائیبل کا خدا جلاد ہے (دیکھو پہلی سموئیل باب ۱۵۔ آیت ۲ و ۳۔ اور باب ۶ آیت ۱۹۔ استثنا باب ۴۔ آیت ۲۴ و یشوع باب ۱۔ آیت ۱۱۔ گنتی باب ۲۵۔ آیت ۴۔ دوسری سموئیل باب ۲۴۔ آیت ۱۔

نمبر ۲۔ بائیبل کا خدا بے علم ہے (پیدایش باب ۲۲۔ آیت ۱۔ ایوب کی کتاب باب ۲ آیت ۳۔ اور پیدایش باب ۳۔ آیت ۹ سے ۱۱ تک۔ پیدایش باب ۹ آیت ۳۔ پیدایش باب ۱۱۔ آیت ۶ و ۷)

نمبر ۳۔ بائیبل کا خدا عادل نہیں (پیدایش باب ۹۔ آیت ۲۵۔ خروج باب ۲۰ آیت ۵ رومیوں کا خط باب ۹۔ آیت ۱۱ سے ۱۳۔ گنتی باب ۱۴۔ آیت ۱۲۔ استثنا ۱۴/۲۱ سموئیل ۲ باب ۲۴/۱۴)

نمبر ۴۔ بائیبل کا خدا محدود۔ اور الپگیہ ہے۔ (پیدایش باب ۱۱۔ آیت ۵۔ اور پیدایش باب ۱۸۔ آیت ۲۰ سے ۲۳ تک۔ خروج باب ۳۲۔ آیت ۲۰ سے ۲۳ تک۔ اور پیدایش باب ۳۔ آیت ۸) +

نمبر ۵۔ بائیبل کا خدا بدمعاشی سکھلاتا ہے۔ (یرمیاہ باب ۱۸۔ آیت ۱۱۔ یسعیاہ باب ۴۵ آیت ۷۔ حزقی ایل باب ۲۔ آیت ۲۵۔ پیدایش باب ۱۹۔ آیت ۳ سے ۳۸ تک)

نمبر ۶۔ بائیبل کا خدا جھوٹھ بولتا اور جھوٹھ بلواتا ہے (یرمیاہ باب ۴۔ آیت ۱۰۔ قاضیوں کی کتاب باب ۹۔ آیت ۲۳۔ حزقی ایل کی کتاب ۱۴۔ آیت ۹۔)

نمبر ۷۔ بائیبل کا خدا شرارت کا بتلاتا ہے (پہلی سموئیل باب ۱۸۔ آیت ۱۰۔ خروج باب ۷۔ آیت ۱۴۔ اور خروج باب ۱۔ آیت ۱۔

نمبر ۸۔ بائیبل کا خدا اپنے فعلوں سے پچھتاتا ہے (پیدایش باب ۶۔ آیت ۶ و ۷۔ پیدایش ۸۔ آیت ۲۱ و ۲۲)

اب ہم یہاں انجیل کے الہام کا ایک اعلیٰ نمونہ عرض کرتے ہیں۔ ناظرین غور سے پڑھیں "لیکن اگر کوئی یہ سمجھے۔ کہ میں اپنی کنیا سے ناشبہ کام کرتا ہوں جو وہ سیانی ہو۔ اور ایسا ہونا اوشیہ ہے۔ تو جو وہ چاہتا ہے سو کرے اسے پاپ نہیں ہے" (۱ قرنتیوں باب ۷۔ آیت ۳۶ انجیل ناگری مطبوعہ الہ آباد ۱۸۶۴ء صفحہ ۵۰۶) اور اس کا نتیجہ اور عملدرآمد دیکھو حضرت لوط پیغمبر کا قصہ توریت پیدایش ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک) +

جب بائیبل خدا کو اس قدر الزام لگاتی ہے۔ اور انسان کے دلمیں اسکی بےقدری کیکے بدنام کراتی ہے۔ انسان کی شرارت کو بڑھاتی اور بدکاری اور بدمعاشی میں دلیر بناتی ہے۔ وہ ایک سچے اور پرمیشور سے ہٹا کر تیس کے بخبہ میں پھنساتی ہے۔ اسواسطے وہ کسی طرح خدا کا کلام نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہدایت کی کتاب کہلا سکتی ہے۔ مگر وید اس کے برخلاف پرماتما کی ذات کو جملہ عیوب سے پاک (شدھ) اور پاپ اور اگیان سے رہت سرب شکتی مان سرب آدھار نیایکاری بتلاتے اور معقولیت سے سمجھاتے ہیں۔ ویدونکی تعلیم عقل کو بڑھانیوالی۔ روحانی شانتی کی لذت چکھانیوالی۔ توحید کی صداقت اور تثلیث کی بطالت کو دلمیں بٹھانے کرنیوالی ہے۔ سارا ویدی ایشور کا گیان ہے۔ ویدی صداقت کی کان ہے۔ ہر ایک انسان جسے راستی کی تلاش اور روح کی شانتی مطلوب ہو وہ اس چشمہ فیض اور گنگا امرت سے سیراب ہونے کے واسطے توجہ مبذول فرماوے +

اے پرماتما ہماری گذارش ہے کہ دیشی بھائیوں کے دلمیں جاگزیں کر اور انہیں اپنے کامل گیان کی نظر رہنموں کر تاکہ وہ مسیح داس۔ عیسی بخش۔ عیسی چرن ہونے کے بجائے تیرے احکاموں پر عمل کر کے وید دھرمی ہو کر حقیقی شانتی اور آتمک آنند سے مسرت ہو کر سچے رشیوں کی سچی سنتان کہلاویں۔ فقط لکچر کا جواب ختم ہوا

لکچر نمبر ۶ کا جواب

ہمارے مہربان دوست پادری صاحب کا یہ چھٹا لکچر یگ کے بیان میں ہے جسے وہ قربانی سے تعبیر کر کے مسیح کے کفارہ کے نشان دیتے ہیں۔ لفظ قربانی سے ہی انکے لکچر کی ابتداء ہے اور یہی پر طول طویل تاویلات کے بعد انتہا۔ جیسا کہ ہمارا شروع سے طریقہ رہا۔ وہی اس وقت بھی برتنا پڑا۔ دیکھئے تمام کتب محولہ پادری صاحب آنکھوں کے سامنے رکھ کر جواب تحریر کرنا۔)

اس لکچر میں انہوں نے اپنی تحریر کو موثر بنانے کے لئے ایک معزز ہندو کو بھی شریک کیا یعنے مت کچھ۔ اسکی کتاب سے سہارا لیا۔ سامراں اس کے جواب میں ہمیں دو صاحبوں سے مقابلہ ہے۔ اور مقابلہ بھی کیا۔ بلکہ ہمارا اور انہا کا مجادلہ یا حق و باطل کا موازنہ ہے۔

اگر ہمارا اعتقاد خدانخواستہ تھوڑا سا باطل ہوا۔ تو ہمیں اسکے چھوڑنے میں ذرا بھی انکار نہیں کیونکہ ہمارے مقدس اصول بطلان کے ماننے کے لئے ہمیں مجبور یا ملول نہیں کرتے بلکہ کھلم کھلا اختیار دیتے ہیں۔ لیکن ڈر ہے تو اس بات کا کہ ہمارا دوسرا فریق راستی کی تحقیق میں ہمارا کس طرح رفیق ہوگا۔ بہرحال اس قول پر۔

निन्दन्तु नीति निपुणा यदि वा॥ स्तुवन्तु लक्ष्मी: स
माविशतु यच्छतु वाय यथेष्टम् अद्यैव वामरणा
मस्तु युगान्तरे वा न्याय्यात्पथ: प्रविचलन्ति पदं न
धीरा:॥ भ० श०

ترجمہ: دنیاوی لوگ نندا کریں یا استتی روپیہ ملے یا سب نشٹ ہو جائے۔ فی العمر مرنا ہو یا ایک طول طویل زندگانی حاصل ہو۔ باوجود اس کے بھی مدھی مان دھرماتما لوگ صداقت اور راستی کو جو عین عدالت ہے ذرا بھی تیاگ نہیں کرتے۔ با عمل کر کے مصداق اس کے۔ ~ دشمن اگر قوی ست نگہباں قوی تر است ٭ راستی کے پرکاش پر کمر باندھتے ہیں۔ ~

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

اس بات کے ماننے سے کسی آریہ پرش کو کبھی انکار نہیں بلکہ ہمیشہ اقرار ہے۔ اور یہ تمام زندگی کے سنسکاروں کا اسی پر دار و مدار۔ ہر ایک آدمی جسے کچھ بھی تمیز ہے وہ جانتا ہے کہ یگ دنیا پر نہایت ضروری چیز ہے۔ یگیہ سے ہی ودوان سکھ کو پراپت ہوتے ہیں یگیہ سے ہی دشٹ گنوں سے دوری ملتی ہے۔ یگیہ سے ہی دشمن دوست بن جاتے ہیں تمام سنسارک سکھ یگیہ میں شامل ہیں اس واسطے آریہ ورتی یگیہ کو افضل چیز جانتے ہیں۔ اور اسی ایشور آگیا پالن کرنے سے دنیا کی بہبودی مانتے ہیں ٭

پادری ۵۔ موجودہ ہندو مذہب بدھ مذہب کی طرح۔ اور یہ سب اسکی تاثیر کے بخلاف سناتن دھرم بالکل یگیہ کی تردید کرتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر ہمیں بہت افسوس آتا ہے ٭

آریہ۔ یہ بیان آپ کا بالکل غلط ہے۔ ہندو مذہب یگیہ کی تردید نہیں کرتا۔ بلکہ سردھا تائید کرتا ہے۔ ہاں اگر یگیہ سے آپکی مراد قربانی ہے تو یہی غلط ہے کیونکہ ہندو مذہب بطور اپنی اور بہت سی جہالتوں کے قربانی کو جائز بتاتا ہے۔ دیکھو کلکتہ میں کالی کا مندر اور بکا نگروٹی یا جوالامکھی کا مندر۔ اور اسی طرح نیپال میں جہاں بکری۔ بھینسے بھیڑ مارے جاتے ہیں۔ اور ان لوگ بقول خود ثواب پاتے ہیں۔ اور یہ تو درکنار ابھی چند ماہ کی بات ہے۔ کہ ہمارے ایک آریہ بھائی کو ضلع کوئٹہ میں چند فقیر بھیرو کی بھنت قربانی کے واسطے لیگئے۔ ذبح کرنے جاتے تھے کہ فوراً امداد غیبی چند سوار سرکاری بھیجے گئے اور لڑکے کو اٹھا لائے۔ فقیر بھاگ گئے (دیکھو آریہ گزٹ جلد ۳ نمبر)

پادری ۵۔ اور زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج جسکی بنیاد آجکل صرف اس غرض پر مبنی ہوئی ہے کہ وہ مذہب وید کے اصلی عقیدے اور طریق کو بحال کرے۔ وید کے اس بڑے مسئلے کی تردید کرتی ہے ٭

آریہ۔ آپنے صرف یہی ایک بات دیکھی۔ آریہ سماج تو صدہا باتوں کی (جنکے جہلا لوگ قائل ہیں)، تردید کرتی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے بخیال آپکے ایسی ہی مضبوط ہیں جنکو تمام ہندو لوگ بصدق دل باطن میں مانتے ہیں۔ کہ وہ ویدک ہدایتیں ہیں۔ مثلاً گرو گھنٹال۔ بت پرستی ہے جسے صرف آریہ ورت ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لوگ مانتے ہیں۔ آریہ سماج کہتی ہے۔ کہ یہ بالکل وید کے خلاف ہے۔ اسی طرح تیرتھ یا دریا یا پہاڑ پرستی یا مردہ پرستی۔ دیوی دیوتا پرستی۔ پریما۔ پتن۔ مہیش پرستی۔ اوتار پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ آفتاب و مہتاب پرستی۔ بیل شجر پرستی۔ آتش و آب پرستی۔ غرضیکہ ۳۳ کروڑ دیوتا پرستی کو آریہ سماج نے ملیا میٹ کر دیا۔ آریہ فاضل یعنی رشی آچاریہ سوامی جی مہاراج نے ہندو پنڈتوں کو بنارس۔ بمبئی۔ بنگلی۔ امرتسر۔ میرٹھ۔ اجمیر۔ فرخ آباد۔ ہردوار۔ وغیرہ مشہور مقامات میں ایسی شکست فاش دی کہ شکست کھاتے ہی صدہا پنڈتوں یا ان کے شاگردوں نے مورتی پوجا سے بصدق دل توبہ کی بعد ازاں نے پراسچت کئے۔ کہ ایشور کی مہان کرپا سے ہم اس تاریخ سے۔ او دیا روپی ملاپ سے رستگاری ہوئی۔ صدہا لوگوں نے ٹھاکروں کی ہزینک۔ جمن و گنگ کے ارپن کی ٭

مگر آپ کو اور خود غرض عجباں کش پروہتوں کو ابھی تک افسوس ہی رہا ہم کو بھی افسوس بلکہ ہزار افسوس ہے۔ کہ دھنتر وید کی موجودگی میں آپ لوگوں کو شفا نہ ملی ٭

پادری ۷۔ ڈاکٹر مستر صاحب کا قول ہے۔ کہ جب برہمنوں کا بدھ مت والوں سے معاملہ آن پڑا۔ تو انہوں نے بھی آہستہ آہستہ اور بے معلوم جیو رکھشا کو اختیار کر لیا

آریہ۔ یہ صرف ان کا قول ہے۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ دھرم کا معاملہ مخول نہیں۔ ہم ہر ایک کا قول جو دھرم شاستر کے ورودھ ہو ماننے سے انکاری ہیں۔ وید ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہر ایک قول کو سنیں۔ مگر ماننے کے واسطے ہمیں ایشور نے صرف ایک روح اور ایک ہی زبان دی ہے۔ ہم ہر ایک بات کو بموجب ہدایت یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۲ کے قبول نہیں کر سکتے کیونکہ ہمیں صرف معقول ماننے کی آگیا ہے۔ منقول کی نہیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بدھ مذہب سے ہزاروں برس پہلے کی کتابوں میں جیو رکھشا کی ہدایت ہے۔ اور صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ باعث سعادت۔ پھر ہم کس طرح ایک منقول قول کو قبول کر سکتے ہیں ٭

پادری ۱۰۔ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ جیسا کہ آگے منکشف ہوگا کہ پرش میدھ قربانی انسانی بھی قدیم آریہ میں جائز و رواج تھا۔

آریہ۔ حضرت ایسا ہرگز نہیں۔ اور نہ ممکن ہے۔ کیونکہ قدیم آریہ مہذب علم دوست اور رحمدل ہوا کرتے تھے۔ کبھی انسانی قربانی آریہ دھرم نے نہیں مانی اور نہ ویدنے جائز گردانی ہے ٭

پادری ۲۳۔ کچھ شک نہیں۔ کہ قدیم آریہ میں قربانی انسان بھی رواج تھی اور اس کا رواج ویدوں کے قانون کے مطابق تھا۔ یجروید میں انسان کی قربانی

کا صاف صاف حکم ہے۔ ادھیاۓ ۲۴ منتر ۲۹ پرجاپتی کے لئے آدمی قربان کئے جائیں

آریہ۔ ہم آپ کی غلطی مٹانے اور لوگوں کو اس مغالطہ سے بچانے کے واسطے ضروری جانتے ہیں کہ اصل منتر لکھ کر اسکا ارتھ کریں۔

प्रजा प त्ये पुरुषान हस्तिन ऽ आलभ ते।
य० अ० २४ मं० २९

دیکھو تاریخ ہند مولفہ لیتھبرج صاحب

ترجمہ۔ "جو راجا پرجا پالنے کے لئے آدمیوں اور فیلوں کو پراپت ہوتا ہے وہی شجاع اور توانا ہوتا ہے۔

پادری ۳۶۔ زمانہ وید کی قدیم رسومات میں ایک کا نام مہاپرستھان تھا۔ اس میں ضرور تھا۔ کہ صاحب رسم بے کھٹکے سمندر میں چلا جائے۔ اور یوں اپنی ہستی عمر کو دریائے فنا میں غرق کرے۔ ایک اور رسم کرنے والی جو باہم تپاسا موسوم تھی یہ حکم تھا کہ انسان اپنے آپ کو جلا کر ہلاک کرے

آریہ۔ یہ بات بالکل وید کے خلاف ہے وید ایسے آدمی کو مہاپاپی اور نرک گامی بتلاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے یجروید ادھیاۓ ۴۰ منتر ۳

असुर्यां नाम ॥ ते लोका अन्धेन तमसा वृता ताँ
स्ते प्रेत्या पिगच्छन्ति येके चात्म हनो जना. ॥ यजु०
अ० ४० मं० ३

ترجمہ۔ مہا اندھکار جہاں گیان اور روشنی کا پرکاش نہیں ایسے نرک کو وہ لوگ پراپت ہوتے ہیں جو خودکشی کرتے ہیں۔

حضرت جب وید کا یہ ارشاد ہے تو ہم آپ کی بے سند باتوں پر کس طرح اعتماد کریں۔

پادری ۳۷۔ رگ وید منڈل ۱۔ ادھیار ہو سکتا اول و مابعد میں ایسی قربانی کا بیان ہے ان سکتوں میں ساشیف نامی ایک آدمی کا ذکر ہے۔ جو کہ خوب بندھا ہوا اور مقتول ہونے کے قریب تھا۔ وہ دردمندی سے اجازت چاہتا ہے۔ کہ پھر اپنی ماں اور باپ کو دیکھے۔ یہی رگوید کی ایتریہ برہمن میں اور بہادر یہ برہمن میں رامایں کے بال کانڈ میں مفصل بیان ہے۔ منوجی کی سمرتی میں بھی اسکا حال لکھا ہے سناشیف اپنے باپ اجی گرما کو اپنے قتل کے لئے چھری تیز کرتے ہوئے دیکھ کر کلمات نفرت آمیز زبان پر لایا۔

آریہ۔ آپکا حوالہ بھی دعووں کی طرح راستی سے دور ہیں۔ سوائے دوسروں کو تکلیف دینے کے اور آپکا کوئی مقصود نظر نہیں آتا۔ یہ حوالے اور اشارے آپکے اصل میں اشٹک اول ادھیاۓ ۲ ورگ ۱۴ یا منڈل ۱۔ انوواک ۶ سکت ۲۴ منتر ۱۲ و ۱۳ کی طرف ہیں۔ کل اس شوراشیپ (جسکو آپ سناشیف لکھتے ہیں) والے سکت کے ۱۵ منتر ہیں جن میں صرف ۱۲ و ۱۳ میں شوناشیپ لفظ ہے۔ جسکا نرکت کار یاسک منی جی ویدک لغات میں یہ ارتھ فرماتے ہیں۔

शवाश पायी शवते र्वा स्या क्तेति कर्मणः शवसित
वाँ ॥ निरुक्त ३ अ० १८ कां० ३—४—१
(वा) शेपो वैत स इति पुंस प्रजननस्य शेपः प्रापतेस्य
प्रातिक र्म्मणो ॥ २—११ (वा) ३—४—४

ترجمہ۔ شوا شبد شنا کی ارتھ میں آتا ہے۔ شو گتی دھاتو سے جسکا ارتھ گتی ہے۔ وا شو سنی دھاتو سے گتی کا ارتھ گیان گمن پراپتی ہے۔ وہ ارتھ سوفی کا ہے

جسکا شوا شبد ہوتا ہے۔ جسکا شنی کا روپ شونا ہے۔ شیپ اور دشیتس پرجن کے نام ہیں۔ شپتی دھاتو سے جسکا ارتھ سپرش ہے۔ جسے صاف ثابت ہے۔ کہ شوناشیپ دانک ہے۔ اس کا جسکا ادپایے سپرش ہو یعنی وددان۔ یہ ویدک اصطلاح میں کسی خاص آدمی کا نام نہیں۔ بلکہ گروہ کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔

ان منتروں میں باپ کا نام نہیں اور نہ کچھ ذکر ہے۔ اور نہ ہی اجی گرتا کا نام اس تمام سکت میں کہیں ہے۔ اور نہ کوئی ایسا لفظ بھی ہے۔ ایتریہ برہمن کا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔

بہادر یہ خود بے سمجھ ہے اور نہ ہی آپنے اسکا کوئی حوالہ دیا۔

رامایں اگرچہ بموجب لکچر نمبرا۔ آپکی بے سند ہے۔ دیکھو صفحہ ۶۔ مگر اسکا آپنے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی ادھیاۓ یا سرگ یا شلوک کا پتہ بتلایا۔ منوجی کی سمرتی کا بھی آپنے کوئی نشاں نہ دیا۔ پھر ہم کہاں تلاش کریں جبکہ اسکی بنیاد جبکہ وید ہے وہاں ہی نشان نہیں۔ پس اعتراض کا کسی طرح امکان نہیں۔

پادری ۴۱۔ ۴۲۔ ۵۸ سے ۶۰ تک۔ پرش میدھ کے بارے میں ایک سو اناسی مختلف دیوتا کے نام مسطور ہیں۔ اور ہر ایک دیوتا کے لئے خاص قسم کا انسان مع نام دیوتا مذکور۔ یہ تمام نام تیتریہ برہمن میں منقول ہیں۔ عبارت اس قدر طویل ہے۔ کہ اسکی اس اختصار میں گنجائش نہیں۔ ڈاکٹر متر صاحب نے اپنی کتاب انڈو آرینس جلد ۲ صفحہ ۸۱ سے ۸۲ میں بزبان انگریزی اسے مفصل قلمبند کیا ہے۔ یہاں اتنا ہی کہنا بس ہوگا کہ ہر ایک حال معرفہ قوم کے آدمی جو قربانی کے لایق اشیاء ہیں۔ ایک بھی مرا نہیں۔ تیتریہ برہمن ادھیا راول

آریہ۔ ہم نے آپکے مضمون کو پڑھ کر تیتری برہمن کو دیکھا۔ اگرچہ یہ برہمن سوامی جی کا مستند نہیں۔ اور سوامی جی اسکو ریشی کرت گرنتھ نہیں مانتے۔ جسکا آپکو خود بھی اقبال ہے (دیکھو لکچر نمبرا صفحہ ۶) مگر یہ آپکا اعتراض تو اس غیر مستند گرنتھ میں بھی نہیں۔ معلوم نہیں کہ آپکو جھوٹ بولنے سے کیا لابھ ہوا۔ ہم نے بہت سی تلاش کی اسکا پتہ ندارد ہے۔ پس اول تو یہ غیر مستند دوم بے حوالہ ہے۔ بنابران ہم جواب دینے سے معذور ہیں۔

پادری ۵۱۔ تیترا رنیا کا صفحہ ۳۳۱ سے ۳۳۳

अवधनन पुरुषं पशु। पुरुषं त्वमग्रतः

انہوں نے پرش پشو کو قربانی کیا۔ پرش جو ابتدا سے پیدا تھا۔

اسی طرح شتاپتھا برہمن صفحہ ۸۳۶

तेभ्य प्रजापति रात्मानम् प्रददौ य ज्ञोहो [illegible] मा मा ॥

ترجمہ۔ مخلوقات کے خداوند پرجاپتی نے اپنے آپ کو ان کے لئے دے دیا۔ کیونکہ وہ انکی قربانی دینا تھا۔

آریہ۔ اصل مطلب فوت ہو جانے کے خیال سے ایسے ایک نامکمل ٹکڑا خدا کے اسم خداوند مسیح کی قربانی کے باب میں درج فرمایا۔ تاکہ کسی طرح مسیح کی صداقت ہو جائے مگر افسوس کہ آپکا ارادہ پورا نہ ہوا۔ ہم آپکی طرح نامکمل نہیں بلکہ پوری عبارت درج کر کے اس کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

अथ देवा । अन्योऽन्यस्मि नैवजुह्वतश्चेरुस्तेभ्यः
प्रजा पति रात्मानं प्रददौ यज्ञो हैषामास यज्ञो हि
देवानान्नम् ।

श० कं० ११ प्र० १ अ० ८ ब्रा० १ कं० ५ ॥

देवाश्च वा अग्र सराश्च ترجمہ۔ دانش آٹھوں برہمن کے شروع میں یعنے دیوتا اور نیک چلن یا ودوان اور دھرما یا شریر لوگوں کی اپاسنا اور یگ کے قاعدے بتلائے ہیں اور ودوانوں کا ذکر کرتے ہیں، کہ مختلف دیوتا لوگ ہوں یگیہ کرتے ہوئے پرمیشور کے دھیان میں روحوں کو مگن کرتے ہیں۔ مگر اس حالت میں بھی یگیہ کو نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ یگیہ سے ہی علماء کی زندگی ہے۔

प्रो पु कास य सुतो विभुत य

سپردیکار سے زیادہ اور کوئی چیز نہیں یہی جو پدوں کی آرائش ہے۔ دیکھئے آپنے کتنا بگاڑ کر لکھا ہے۔

نمبر ۱۔ یہ ٹکڑا अवध्य न पुरुषं पशु یجروید کے ادھیا ۳۱ کا منتر ۱۱ سے ہے

نمبر ۲۔ اور یہ ٹکڑا पुरुषं जातमग्रतः اسی ادھیا کا منتر ۹ سے ہے۔

نمبر (۱) کا ارتھ یہ ہے۔ دیوا یعنی ودوان مہاتما لوگ اسی سرب بیاپک سرو شکتیمان پرمیشور پرم پرش کو دھیان کرتے ہیں۔ اسکا نروکت یہ ہے۔

पशुः पश्यते ॥ नि० ३ — १ — ८ ॥

نمبر (۲) کا ارتھ یہ ہے پرش یعنی سرب بیاپک پرمیشور سب جگت سے پہلے تھا دوسرے کا ترجمہ یہ ہے۔ ان کے لئے پرمیشور نے ان رشیوں کو آتم گیان دیا تحقیق یہی یگیہ تھا۔ (منوسمرتی دیکھو منتر ادھیا ۱-۲۳)

آپنے حکمت عملی کر کے ہمیں پھسلانا چاہا مگر سراسر محال ہے۔

پادری ۵۲

آتمدا۔ اپنے آپکا دینے والا۔ بلدا۔ طاقت دینے والا۔

جسکی چھایا جسکی مرتیو امرتا حیات ابدی ہے۔

آریہ۔ ہم اس کا مفصل ارتھ صداقت رگوید میں بجواب عبد اللہ آتھم صاحب دیکھ چکے ہیں۔ مگر بپاس خاطر جناب یہاں دوبارہ سارا منتر اور ترجمہ لکھتے ہیں

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः यस्य छाया मृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम। ऋ० मं० १० सू० १२१

ترجمہ۔ جو جگدیشور۔ اپنی کرپا سے ہی اپنے آتما کا گیان دینے والا ہے۔ جو بل بدھی اور پراکرم کا داتا ہے۔ جس وشو دیو کی سب ودوان اپاسنا کرتے ہیں۔ جس کی آگیا پالن سے مکتی اور جس کی آگیا نہ ماننے سے موت ملتی ہے۔ اسکی پراپتی کے لئے ہم لوگ ستا بھجن کریں +

آپ نے صفحہ ۴۹ پر شاندتا برہمن کا حوالہ دیا ہے۔ مگر وہ ہمیں کسی طرح منظور نہیں کیونکہ غیر مستند ہے۔ اور شت پتھ برہمن کی بات آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔ ''شت پتھ برہمن میں بھی ایک جگہ پرش میدھ کا اشارہ ہے۔ اور ۱۳ ادھیائے اول میں اس قربانی کی ریتی کا شرح بیان ہے۔ یہ قربانی کو تمثیلی یا نقلی بتاتا ہے'' لکھا ہے ''انسان ذبح نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ یہ ہوتا تھا کہ وہ ایک جنگل میں گوشہ گزین ہو کر اپنی بقیہ عمر بنی نوع انسان سے الگ بسر کرے'' (صفحہ ۴۲ سطر ۱۸) پھر آپ صفحہ ۴۹ کی سطر ۱۸ میں فرماتے ہیں ''یہ ایک بڑی عجیب اور قابل غور بات ہے۔ کہ ویدکی تمام عبارت میں قربانی کے لئے ہمیشہ لفظ یگیہ آیا ہے۔ نہ کہ بلی'' جب یہ حال ہے تو صاف واضح ہے۔ کہ ویدوں میں کہیں بھی قربانی کا نام و نشان نہیں۔ مستند گرنتھوں کے جتنے حوالے آپنے انسانی قربانی کے وشے میں درج کئے تھے ہم نے سلسلہ وار سب کی تردید کر کے اصلیت بیان کر دی +

(اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ حیوانی قربانی بھی ویدوں میں نہیں ہے

پادری ۱۱۔ فی الحقیقت قربانی کے وقت حیوان ذبح کئے جاتے تھے۔ جیمنی جی جو یگیہ کے بارے میں سب سے بھاری سند ہیں فرماتے ہیں۔ میمانسا درشن صفحہ ۳۷۳

آریہ۔ ایسا ہرگز نہیں۔ آپنے کمال غلطی کی اور یہی سبب ہے۔ کہ سوتر یا ادھیائے یا پاد کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ شاید آپ کو شوبام مارگی کی بنیاد ٹیکہ سے بھرم ہوا ہوگا جو مول میمانسا کے سراپا برخلاف ہے۔ کیونکہ وہاں اس کا ذرا بھی نشان نہیں۔ تو ٹیکہ میمانسا میں بھی قربانی کی نشانی نہیں +

پادری ۱۱۔ منوجی ادھیائے ۵ شلوک ۲۳ میں فرماتے ہیں۔ قربانیوں میں حیوان ضرور ذبح ہونے چاہئیے +

آریہ۔ وہ اصل شلوک یہ ہے۔

वभुवुर्हि पुरोडाशा भक्ष्याणां मृग पक्षिणाम।
पुराणेष्वपि यज्ञेषु ब्रह्म क्षत्र सवेषु च॥
म० अ० ५ श्लो० २३॥

ترجمہ۔ پہلے رشیوں نے گوشت گریٹی کے سبب سے ہونوں میں منے کی حالت میں بھی درو عن (د) وغیرہ نہ ملنے کے کارن مرگ پنکھیوں کے کھانے یوگ پھل پھول کو پروشیہ یعنے ہون کی سامگری سا گرہن کیا ہے۔

پادری ۲۷۔ منو ایک جگہ ایک برہمچاری کو اپنے گھر واپس آنے پر گائے کے گوشت کے استعمال کی صاف صاف اجازت دیتے ہیں (منو ادھیائے ۳ شلوک ۳)

آریہ۔ یہ آپکی غلطی ہے۔ وہ شلوک یہ ہے۔

तं प्रतीतं स्वधर्मेण ब्रह्मदायहरं पितुः।
स्रग्विणं तल्प आसीनमर्हयेत्प्रथमं गवा॥
म० अ० ३ श्लो० ३॥

ترجمہ۔ جو سودھرم سے یکت۔ پتا سے ودیا کا گرہن کرنے والا۔ مالا پہنے ہوئے اور پلنگ پر بیٹھا ہوا۔ ودیارتھی ہے۔ اسکا گو دان سے پوجا یعنی ستکار کرے

پادری ۱۲۔ رگوید کے اس سوکت سے جو ماہ سم اشو موشوم ہے۔ چند منتر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ (اشٹک ۲۔ ادھیا ۳ شلوک ۱۶۲ (چنانچہ ۱۵ منتروں کا ارتھ کیا ہے۔)

آریہ۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان ہی ۱۵ منتروں کا صحیح ترجمہ ہدیہ ناظرین کریں تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو جائے +

نمبر (۱) رتو رتو موسم موسم میں یگیہ کرنے والے۔ سنگرام میں جیتنے والے اور ودوان یا دب گنوں سے پرگٹ ہوئے گھوڑوں کے پراکرم کو کہیں گے اس ہمارے پراکرم کو متر سرسنٹ بنیا ودہبش۔ گیاتا۔ اپشو بیج وان۔ بدھی مان۔ اور رتوح لوگ چھوڑ کر مت کہیں اور اسلئے انکو لوگ اسکی پرسنشا کریں +

نمبر (۲) جو نیائے سے سنچت کئے ہوئے دھن سے سکھ دھرم سمبندھی کام کرتے ہیں۔ وے پراوپکاری ہوتے ہیں۔ اور سکھ کو پراپت ہوتے ہیں۔

نمبر (۳) جس ویش نے دیگ وان گھوڑے کے ساتھ مہاتم تیجی کا مپاک کی آگ

پہلے پہنچایا۔ کیونکہ گھوڑوں کی پشٹی کے لئے چھیری کا دودھ بہت اتم ہے۔ واجو اتم ید سدھ کرنیوالا جن سندر الوں میں پیدا ہوا آنکے لئے وسیشٹ گیان کیا تو سب طرف سے پرپرسند بنائے ہوئے ان کو پراپت ہوتا ہے۔ وہی سکھی ہوتا ہے +

نمبر (۱۴) جو منش بہت رتوؤں میں اتم دودانوں کی ماترا سدھ کرنیوالے رتھ کو تین بار سب طرف سے پراپت ہوتے ہیں۔ واجو اس جگت میں دب گنوں کے لئے پشٹی کرانے والے کا پہلا سیون لوگ بھاگ ہے کس کو پرتکشا سے جانا ہوا۔ پانی کے توگیہ جاگ سنگ کرنے کے توگیہ ہو تار کو پراپت ہوتا ہے ان کو ستکار یکت کریں +

نمبر ۱۵۔ جو کھیسے کے لئے کاشٹ کاٹنے والے۔ اور جو کھیسے و پراپت کرانیوالے لوگ گھوڑوں کو باندھنے کے لئے وشیش پرکھش کاٹتے ہیں۔ اور جو گھوڑے کے لئے پشٹی وایک مصالحہ کو طیار کرتے ہیں۔ اور جو ایسے کام میں ہر طرح سے آدمی ہیں وے سکھوں کو پراپت ہوتے ہیں +

نمبر ۷۔ جس نے دودانوں اور میری وگیان اور پراپتی کی خواہش کو دھارن کیا ہے جو سندر ماننا۔ اور اوکت گیان اور آشاؤں کو اچھی طرح پراپت ہوتا ہے جو ودیا رتھ گیان والے بدھی مان نے پسند کرتے ہیں۔ ایسے منش کو اوکت دودانوں کی پشٹی یکت ہو ہم میں لوگ نیت کریں +

نمبر ۹ ہے دودان جیسے پانو رکھنے والے گھوڑے کے جسم کے ہوئے [illegible] بیس بھنسانی مکھی کھاتی ہے۔ یا اس مکھی کے کھانے سے جو گھوڑا کشٹ سے پاتا ہے کرم انوشٹھان کرنے والے ہاتھوں اور فوتوں میں سب چیزیں تمہاری درست ہوں ییسے نوکروں کو آموے ورگندھ رہت۔ لیپ رہت۔ شدھ مکھی۔ اور والنی سے رہت۔ رکھنی چاہئے اپنے ہاتھ تلوار سی وغیرہ سے اتم قاعدہ کے مطابق اپنی ایسی انکول چال چلانا چاہئے ایسا کرنے والے سے گھوڑے اتم کام کرتے ہیں +

نمبر ۱۰ ہے دودانوں انکو شدھ کرنے اور بنانیوالو جو پیٹ میں [illegible] سے نکلے اور کرم سے نکلنے ہوگا اس کو گندھ پان والو کے ذریعہ جاتا ہے [illegible] کرے ہوگ ہے۔ آپ انکو کو نکرا اور پراپت ہوئے [illegible] پدارتھ کو اپنا وجس سے [illegible] کے شدھ پدارتھوں کا استعمال ہو

نمبر ۱۱ ہے دودان تیری پاکیان کی وجہ اگنی سے تپائے ہوئے ہاتھ سے [illegible] کے سمان پیدا [illegible] جایا جاتا ہے۔ [illegible] میں [illegible] میں [illegible] شتر کے لئے ہو

نمبر ۱۲۔ جو لوگ [illegible] کیا [illegible] دیکھتے ہیں۔ [illegible] کو دیا [illegible] ہیں۔ اور جو پالی [illegible] نس [illegible] ہونیکو ترک [illegible] سیوا [illegible] کرتے ہیں۔ ان کا [illegible] شدھ کر لوگوں کو پراپت ہو ہے دودان تو اس پرکار [illegible] کے تیاگ (ترک) کرنے سے [illegible] دور کر +

نمبر ۱۳۔ انس [illegible] جس [illegible] جو اس کا اچھی طرح [illegible] کرتے ہیں [illegible] اچھی [illegible] پشٹی [illegible] کے آدھا [illegible] ادمی [illegible] کرتی ہے اسکو [illegible] سو [illegible] کرتے ہیں وے [illegible] درست ہوتے ہیں +

نمبر ۱۶۔ گھوڑے سکھلانے والے گھوڑے کو چلانا۔ ٹھلانا۔ پھرانا۔ اور پچھاڑی باندھنا اور اسکو اوڑھانا اور گھوڑے کا کھانا پلانا۔ یہ سب کام تمہارے ہوں +

نمبر (۱۸) ہے ودوانوں تم پرتھویوں کے سمبندھی دیگ والی اگنی کی جو دویت بجلی ہے اسکو اور جو تین پرکار کے شیرہی و شیرہی گیتیوں کو شکا لینے کلوں کو تار نادکرا کے گیتوں کو نکالو۔ اور ہر ایک پیشی پر کلا منتروں کا شبد کرا کے و ٹھیک ہونے سے رانگ اور گیان کرینوں کو و یعنی بجلی اور آگ کے ذریعہ تم سب کام سدھ کرو جس میں انسان کے اعضا کو شکل ہے +

نمبر (۱۹) تیری ودیا سے سدھ کئے ہوئے بجلی روپ اگنی کا ایک رتو جس بھس کرنیوالا ودوا اسکو نیم میں رکھنے والے ہوتے ہیں تمہارا جو شریروں کے رتو ہیں کام ان کو اور ایک پدارتھوں میں جو گھوڑوں کے جو رنگ ہیں۔ ان کے کام میں یا پریوگ میں کراتا ہوں اور اگنی میں ڈالتا ہوں یعنی جو سب پدارتھوں کے چھین بھن کرنے والے رتو کے انوکول پالے ہوئے پدارتھوں میں پرات بجلی روپ اگنی کے کال اور سرشٹی کے نیم کرنے والونکو سدھ کرتے ہوئے موتی لکڑی وغیرہ چیز انکو آگ میں جمع کرکے بہت کاموں کو سدھ کریں وہ سلب ودما کے جاننے والے کیسے نہ ہوں

نمبر ۲۰ ہے ودوان۔ تیرا من مرتے ہوئے تجھے کشٹ نہ دے اور بجلی کے سمان تیرے شریر کو مت ڈھیر کرے۔ کیونکہ جو منش لوگ ابھیاس کرتے ہیں وے مرتیو روگ سے نہیں۔ پیڑت ہوتے۔ اور نہ ان کو روگ دکھی کرتے ہیں۔

نمبر ۲۱۔ یہ اتم یگیہ۔ بکرے گائے۔ گھوڑے وغیرہ اور پورشارتھی۔ پیتر ون اور سکھی ابھی دینے والے دھن کی ورودھی و راکھشت۔ ہمارے پرتاپ کو پراپت کرے۔ اور سب لوگ اس یگیہ میں پرورت ہوں

پس ثابت ہے کہ اس تمام سوکت میں گھوڑے کی قربانی کا ذکر نہیں اور نہ اور کہیں ہے +

پادری ۱۶۔ ایک جگہ۔ رگوید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۱۵ میں لکھا ہے۔ کہ تین سو کا ذبیحہ قربانی کی گئی تھی۔ اور پھر دوسرے مقام میں رگوید بھاگ ۲ صفحہ ۱۰۴۱ میں یوں لکھا ہے کہ ایک سو بھینے طرح نذر کئے گئے ماویں

آریہ۔ ہم نے ان دونوں تمام موقعوں کو نہایت غور سے دیکھا کہیں بھی ان مضموں کا ایک ذرہ نشان نہیں ملا معلوم کریہ کہاں سے لکھ دی

پادری ۱۶۔ چنانچہ [illegible] ایک جگہ لکھا ہے کہ گوشت سے افضل خوراک لکھا ہے رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۱۶

آریہ۔ ہم نے تمام سوکت نمبر ۱۲ پڑتال کیا۔ مگر کسی وقت بھی آپ کا [illegible] ہوا۔ اور کوئی ایسا منتر ملا۔ جس میں اسکا سراغ نظر آئے۔ ہاں ایک منتر سے سمان تارپے سے کچھ سمجھا جس کا ہم صحیح ترجمہ درج کرتے ہیں

ग्राने अग्ने चरचा हवि ५ ना नपू भवनानि । नेनेनव
तु चाता क्र प भामो व शा उत ॥ ऋ० म ६ सा० १ ९
' ६ ० ॥

ترجمہ۔ تم شیھا سے کریں [illegible] وید ان کے منتروں سے تمہارا رکھوا کرتی کرنے والے سے اور تم پدارتھوں کی [illegible] کرو اور اسکی آگیا سے سرشٹی بدار تھوں کو پراپت ہو

ہم نہیں سمجھے کہ ایسی مقدس آیت سے شریر سائیں کس طرح وہ بڑا گوشت

حضرت [illegible]

تحریر کرتے ہیں۔ تمام منتر میں کوئی بھی ایسا فقرہ جس کا گائے یا اس کا گوشت ترجمہ ہوسکے نہیں کسی دانا نے سچ کہا ہے ؎

دیکھے عقد ثریا لے انگور کی سجھی
اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

پادری ۱۶ یجروید ادھیا ۲۴ منتر ۲- گائیں برہسپتی کے لئے قربان کی جائیں +

آریہ - جس منتر میں برہسپتی لفظ ہے وہ ۲۷ نہیں بلکہ ۲۸ ہے - اور اصل اس منتر کا وہ فقرہ جس پر آپ کو وہم ہوا ہے یہ ہے

वृहस्पतये गवयास्त्वष्ट्र उष्ट्रान

اس کا ترجمہ صرف یہ ہے کہ مہاتماؤں کی رکھشا کے لئے گایوں کو پراپت ہو۔

اصل میں اس منتر میں جانوروں کے سبھاؤں کا ورنن ہے - اور اس سارے ادھیائے میں یہی مضمون یعنے جانوروں کے سبھاؤں کا اپر غور کرنے کی بابت ارشاد ہے۔ مارنیکا کہیں نام ونشان نہیں پس دعوے باطل ہے۔

پادری ۱۹ - تیترا برہمن ۳ - صفحہ ۶۵۸ کیسا اسمیں زائدی قربانیاں کے عنوان میں ہمکو قربانی کی یہ ہدایت ہوئی ہے۔

آریہ - صفحہ ۶۵۸ پر تو ایک لفظ بھی نہیں اور تیتری برہمن کے مول میں کچھ ذکر ہے مول میں صرف یہی لکھا ہے -

आग्निष्ठेऽन्यान पशूनुपाकरोति अ०१ वा २ ॥

البتہ مسٹر سائن اپنی ٹیکا میں صرف صفحہ ۶۵۵ و ۶۵۶ پر ایسا ذکر کرتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کسکا ارتھ کرتا ہے۔ پس ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں +

پادری ۲۰ - اسی براہمنا میں ایک اور رسم کا ذکر ہے جس میں ایک بڑی تعداد گایوں اور دوسرے مویشیوں کی قربانیاں ہوتی تھیں۔ یعنی سترہ پانچ سالے کوہان کو بونے سانڈ - ایسی ہی بونی بچھیاں کم از سہ سالہ انتخاب کی جاتی تھیں۔

सप्तदश प्रजापते ।

آریہ - تیتری برہمن میں صرف یہ عبارت ہے جس کا ارتھ یہ ہے کہ پرجاپتی کا ہی نام سپت دش ہے - کیونکہ وید میں اس کے ۱۷ استوم ہیں۔ زیادہ کوئی ذکر نہیں۔ آپ اس سے چاہے مویشی نکالیں یا انسان آپکا اختیار ہے

پادری ۲۰ - اس گھوڑے کے ساتھ جو اشومیدھ میں قربان ہوتا تھا ایکسو اسی پالتو حیوان ذبح ہوتے تھے جن میں گھوڑے - سانڈ - گائے - بکری وغیرہ ہوتے تھے - (تیترا برہمن صفحہ ۶۵۱)

آریہ - آپ نے نمبر غلط لکھا - تیتری برہمن ۳ - انوواک اپر پاٹھک ۹ صفحہ ۶۵۱ ہے - اصل عبارت وہاں کی یہ ہے -

प्रजापतिरश्वमेधमसृजत । सोऽस्मात्सृष्टो
अपाक्रामत । तम् । तमष्टादशिभिरनुप्रायु-
ङ्क्त तमाप्नोत् । तमाप्त्वाष्टादशिभिरवारुन्ध । यद्-
ष्टाष्टादशिन आलभ्यन्ते यमेव ते राप्त्वाय
जमानोऽवरुन्धे । संवत्सरस्य वा एषा प्रतिमा ।
यदष्टादशिनः द्वादश मासा पञ्चर्तवः ते ।
ब्रा० ३ अ० १ प्र० ९ ॥ पुरुषो वाव संवत्सरः मे
प्रपा० ८ वा० ३ ॥

ترجمہ - پرجاپتی نے اشومیدھ کو اتپن کیا - وہ اس سے اتپن ہوا ہوا ہٹ گیا اس کو اشٹا دشیوں سے پھر لوٹایا - ان کو پراپت ہوا - ان کو پراپت ہوکر اشٹا دشیوں کے ہی دوارا روکا - جو یہ اشٹا دشیاں ملتے ہیں - ان کے دوارا یگ پراپت ہوکر جھانی اور مدنہ ہوتا ہے - یہی سموت سر کے پرمانا ہے - جو یہ اشٹا دشیان ہیں ۱۲ مہینہ اور ۵ رتو - ایشور نے پرجاپالن کا یگیہ بنایا ہے - وہ یگیہ ایشور سے رچت ہوکر جگت میں پرورش ہو رہا ہے اس لئے اس یگیہ کو کرنا ۱۸ جزو والے سال (یعنے ۱۲ ماہ اور ۶ رتو) میں منشیہ کا دھرم ہے کہ پریوگ کرتے جو ایسا کرتا ہے - وہ اس یگیہ کو پراپت ہوتا اور سال بھر میں رکھشا کرتا ہے جو یہ وقت گزر رہا ہے - اسی وقت کے ذریعہ یگیہ کو پراپت ہوکر جہان یگیہ کی رکھشا کرتا ہے جو یہ اٹھارہ ہیں - وہی سال کا حساب یعنے بارہ مہینے اور ۶ رتو ہے " چونکہ اس تیسرے کانڈ کے ۹ پرپاٹھک کے ۱۰ - ۱۱ انوواک اسی وشے پر ہیں - بنابراں مسٹر سائن نے اپنے من گھڑت خیال سے فی انوواک ۱۸ املا کے ۱۰ × ۱۸ = ۱۸۰ کی تعداد پوری کرکے بخیال خود ۱۸۰ حیوان اپنے راجا کے قصائی خانہ کے واسطے مقرر کر لئے - مگر دیکھئے مول تیتری برہمن وغیرہ میں حالانکہ غیر مستند بھی ہے - ۱۸۰ کا نام ونشان نہیں

پادری ۲۵ - حیوان قربانی بطور خوراک مستعمل ہوتے تھے - گو تیترا برہمن سے اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوتا - کہ انہیں (یعنی بکروں کو) کیا کیا جاتا تھا لیکن اتھروید کے گوپتھ برہمن میں ہر ایک مفصل بیان ہے +

آریہ - گو آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا - مگر ہم نے تلاش کر کے لیپنے نادانوں کو شک ڈالنے والے الفاظ صفحہ ۵۵ پر دیکھے - بنابراں ہم گوپتھ برہمن کا ارتھ پر کاش کرتے ہیں +

از صفحہ ۵۵ - اب ہم بتلائیں گے - کہ جیسے پشو کے جس سے کہ دودھ سینچا جاتا ہے ۳۶ انگ ہوتے ہیں - ویسے ہی جس یگیہ سے سورگ روپ آنند کا سکھ ملتا ہے - اسکے کو بنے ۳۶ انگ ہیں - یہاں پر بمقابلہ گائے کے زبان وغیرہ تمام اعضاؤں کی پرستوتا - پرتی ہرتا - ادگاتا وغیرہ یگ کرتا لوگ اس سورگی یگیہ کے انگ قرار دیئے گئے ہیں - اور دلیل یہ ہے - کہ جیسے گائے کی زبان بولنے کے کام آتی ہے - ویسے ہی اس سورگی یگیہ میں پرستوتا زبان کا کام کرتا یا قائم مقام ہے جسکا صرف ہم ہی نہیں بلکہ خود فاضل رشی کے صفحہ ۵۶ پر صاف ذکر کیا ہے - کہ جیسے ۳۶ انگوں کی گئو ہوتی ہے ویسے ہی ۳۶ انگ یگیہ کے یہ ہیں - اور ۳۶ ہی اکھشروں کا برہتی چھند ہے جس میں اکثر وید کے منتر آتے ہیں جن مقدس منتروں پر عمل کرنے سے ودوان لوگ سورگ کا یگیہ سدھ کرتے ہیں +

یہاں تک تو ہم پادری صاحب کے لکچر نمبر ۲ کے حوالوں کی تردید کر چکے ہیں - اب ہم مسٹر مترکی اصل کتاب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں - وہ اپنی کتاب کا یہ باب ولسن صاحب کے ترجمہ سے شروع کرتے ہیں - وہ اپنی کتاب میں ان گرنتھوں کا حوالہ دیتے ہیں (میگھ دوت) - اتر رام چرتر - مہابیر چرتر - گرہیہ سنگھتا - سشرت - باقی وہ حوالے جنکی ہم تردید کر چکے ہیں - کیونکہ وہ پادری صاحب نے اپنی طرف سے پیش کئے تھے -

نمبر ۱ سے ۳ تک تو آرش گرنتھ نہیں ہیں - اور نہ مستند ہیں - بلکہ وہ ہیں جو بام مارگی راجاؤں کے خوش کرنے کے واسطے بطور ناٹک تصنیف ہوئے ہیں - اور

وہ اسی زمانہ کے ہیں جب سب دھرم لوپ ہوچکا تھا۔ اندھکار پھیل گیا تھا۔ یہ السے والے کبھی دانا آدمی کیلئے سند پذیر نہیں ہوسکتے

باقی چرک اور شسترت کے حوالے ڈاکٹر متر صاحب انڈو آرین جلد اول صفحہ ۳۶۰ میں دیتے ہیں۔ ان کے سلوکوں کی ہم نے پڑتال کی۔ معلوم پڑتا ہے کہ انہوں نے غلطی سے ان کتابوں کا نام لکھ دیا۔ کیونکہ وہ ہر دو شلوک دونوں گرنتھوں کے ان دھیائوں میں نہیں (دیکھو چرک و شسرت مطبوعہ کلکتہ سنسکرت ینترالیہ جو پنڈت جیوانند نے طبع کرائے ہیں) مہابھارتھ اور رامائن کی بابت متر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ان میں اشارہ تو ہے لیکن مفصل ذکر یا واضح بیان اس بات کا نہیں۔ کہ گائے کا گوشت بطور خوراک استعمال ہوتا تھا۔ (صفحہ ۳۵۹ جلد اول انڈو آرین)

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز کے واسطے کچھ تھوڑا سا اور عرض کریں +

سوال ہوتا ہے کہ اگر در حقیقت یہہ قربانیاں نہیں ہوتی تھیں تو ساین۔ مہیدھر متر وغیرہ لوگوں کو یہہ باتیں کہاں سے سوجھیں۔ اور کیوں انہوں نے ہندو ہوکر اپنے مذہب کے برخلاف بات تجویز کی +

اس کا جواب صاف اور واضح یہ ہے۔ کہ ہندو مذہب کی اندرونی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ وہ کونسی خرابی ہے جو اس مذہب میں نہیں۔ بام مارگ اس میں موجود ہے۔ شیوجی اور جلہری کی پوجا اس میں موجود ہے۔ خود خدا بنے ہوئے ہزاروں ویدانتی اس میں موجود ہیں۔ اگھوری لوگ اس میں موجود ہیں۔ رادھا سوامی اس میں موجود ہیں۔ چولی مارگ اس میں موجود ہیں۔ مسلمانوں کی قبروں تھہدوں حتے کہ مہتروں کے آگے سیتلا کے واسطے گدھا یہہ پوجتے ہیں سیتلا کی یہہ مہاراج تعریف کیا کرتے ہیں کہ گدھے پر سوار۔ برہنہ بدن۔ ہاتھ میں جاروب۔ سر پر چھاج۔ ایسی سیتلا کو ہندوں کا نمسکار پہنچے۔ پس ایسے مذہب والوں سے راستی کی امید موہوم ہے۔ جھوٹھی تاویلیں کرنے میں یہ لوگ لاثانی ہیں۔ اور علاوہ بریں خود غرضی میں اپریل فول کو مات کر دیا کرتے ہیں۔ انہیں ہندو پنڈتوں میں سے ایک نامی گرامی برہمن رام کشن کے اوتاروں پر شردھا کرنے والا مشن میں ملازم ہوکر ہندو مذہب کی تردید اور عیسائی مذہب کی تائید کیا کرتا تھا جس کا حال پنجاب کے اکثر پڑھے لکھے آدمی جانتے ہیں۔ اسی کے بھائی سینکڑوں اور موجود ہیں۔ اور خصوصاً نامی گرامی پنڈتوں نے تو وید کو اپنی بدچلنی کے واسطے آڑ بنا رکھا ہے۔ تاکہ لوگ بہ بہانہ وید ان پر معترض نہ ہوں۔ انہیں دنوں میں مورتی پوجا کا سلسلہ وید سے نکالا گیا۔ حالانکہ اس کا ویدوں میں سراغ تک نہیں۔ بلکہ صریح اور واضح طور پر تردید موجود ہے۔ لیکن ابھی تک اور شاید چند سال آئندہ تک خود غرض لوگ یہی کہتے رہینگے۔ کہ ہم وید کے رو سے مورتی پوجا کرتے ہیں۔ اور یہی ان کی اور پوجاؤں کا حال ہے۔ ہم پہلے ہی ایک کتاب میں ثابت کرچکے ہیں کہ ساینا چاریہ اور مہیدھر وغیرہ لوگوں نے خود بام مارگ میں گمراہ ہو عالم کے گمراہ کرنے میں ذرہ کسر نہیں رکھی۔ اور جہاں تک بن سکا۔ تاویلات لایعنی گھڑکے اور قصہ جات بے معنے بھر کے بام مارگ دنیا میں چلا دیا۔ اور سنسکرت میں ہونے کے سبب کے عام پنڈت تو اعتراض کرنے سے رہے۔ جہلا ان کے پیچھے لگ پڑے۔ اور بڑے پنڈت باستثنائے چند فضلاء کی روحانی لذتوں اور جسمانی عیاشیوں کے پنجہ میں پھنس گئے۔ جہاں وید میں گو لفظ دیکھا گو تیاگ کے لیے لئے۔ جہاں اشو لفظ دیکھا گھوڑے کی قربانی مراد لیلی۔ جہاں پرش شبد ملا انسانی قربانی کے واسطے اگھوری لوگوں کی عزت رکھ لی۔ جہاں شنو لفظ دیکھا سنیچر کی پوجا۔ سورج لفظ سے آفتاب پرستی۔ چندر لفظ سے مہتاب پرستی۔ شیو لفظ سے شیو جی کی پوجا۔ وشنو لفظ سے کہہ سمندر کے بسنے والے کی پوجا۔ غرضیکہ کسی لفظ کے آنے سے بیشمار خود پوجا لگا لگ گیتی لفظ سے گنیش پیرھا دیو کا سر کاٹ کر اور ہاتھی کا لگا کر ایک دانت توڑ کر موش پر سوار کرا کر مندر کے دروازہ پر آ بیٹھایا اور تھوڑا سا سندور لیکر اس کی پیشانی کو سرخ بھی کر دیا۔ جسے نورٌ علٰی نور ہوگیا۔ پس ایسے شخصوں کے قول قدر کے لائق نہیں۔ سوائے قدیم رشی کرت آرش گرنتھوں اور وید مقدس کے کوئی گرنتھ راستی کے مملو نہیں۔ بلکہ جھوٹھ اور فریب سے جعلسازی کرکے ست گرنتھوں مثلاً منو بھارت میں بھی کہیں کہیں است ملا دیا۔ جس کے سبب سے طالبان حق کو قدرے تکلیف دامنگیر ہوتی ہے۔ مگر منوجی نے اس حق و باطل کی تمیز و تحقیق کا اچھا طریقہ لکھا ہے۔ یعنی جو بیتک وید کے خلاف ہو خواہ کوئی ہو وہ دھرم لینک ماننے کے لوگیہ نہیں۔ دلیل۔ ترک اعتراض۔ معقولیت سے ہر ایک بات کو سوچ بچار کر قبول کرو۔ اندھا دھند پیروی کرنے سے سوائے نقصان ایمان اور کسی بہبودی کا گمان نہیں +

ہمیں سایئں یا مہیدھر۔ یا متر سے کوئی غرض نہیں اور نہ ولسن سے کوئی خاص مطلب ہے۔ پرمیشور نے ہمیں آنکھیں دی ہیں۔ اور سنسکرت ودیا جانتے ہیں ویتک موجود ہیں۔ ہم اندھا دھند کسی کی پیروی کیوں کریں۔ جس طرح مورتی پوجا یا بام مارگ یا دیو پرستی کے بارے میں ہم بہتوں مرتبہ دیکھ چکے ہیں کہ ان یورپین صاحبوں کی رائے غلط ہے۔ اور صرف غلط ہی نہیں۔ بلکہ باطل ہے۔ وہ وید کو اپنے پیچھے چلایا چاہتے ہیں۔ اور اپنا طبعزاد مطلب ان مقدس کتابوں سے جن میں ان بے بنیاد کہانیوں۔ یا ورتیبالوں کا ایک لفظ تک نہیں ثابت کیا چاہتے ہیں۔ مگر رشی کرت گرنتھوں سے انہیں کوئی غرض نہیں۔ اور شاں میں کبھی بھولے بھٹکے نگاہ ڈالتے ہیں۔ وہ ویدوں سے اپنی غرض نفسانی پوری کرنی چاہتے ہیں۔ وہ ویدوں سے صحیح تحقیق نہیں کرتے۔ بلکہ دریافت کرتے ہیں کہ مسیح سے کتنے برس وید پہلے آدم حوا یا نوح کے طوفان سے کتنے برس پیچھے ہوئے انہیں برج بابل کی لاگت کا تو اسٹیمیٹ بنانیکا خیال ہے۔ مگر ست ہندو راشٹر کی طرف جیالوجی کی تحقیقات کرنا ناگوار گزرتا ہے +

وہ نوح کی کشتی کا طول و عرض بسر و چشم قبول کرتے ہیں مگر قدیم فاضل آریوں کا علوم علویہ سے ماہر ہونا۔ سچ وہ معلوم ہوتا ہے۔ وہاں فاضل لوگوں کی قدر نہیں کرتے اور منشدہ کھیوڈں سے کیا مطلب ہے نہیں۔ بلکہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں گھوڑ دوڑ یا اشو میدھ کہاں ہے۔ تاکہ ہمیں نوٹ لکھنے میں کام آوے۔ یوگ کا ایک فقرہ نہیں جانتے ہیں۔ اور نہ سمادھی کے کسی آسن سے انس ہے۔ بلکہ ساری عمر میں کبھی سندھیا یا پرانایام بھی نہیں کیا۔ اس ناواقفی میں بڑے زور و شور سے یوگ کا بھاشیہ چھپوا رہے ہیں۔ مگر یہ پاکھنڈ کا نقارہ ہزار دھمکیاں دیتا ہے۔ کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب لوگ صرف سنتے ہی نہیں بلکہ پڑھتے اور دیکھتے بھی ہیں۔ تو پھر کس طرح غلطی سے کسی کی نامعقول اور راستی اور دھرم کے برخلاف رائے مان سکتے ہیں۔ متر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶۰ پر شرتی سمرتی والے شلوک کا ارتھ بالکل غلط کیا۔ وہ شرتی کا ارتھ سوتر کرتے ہیں۔ حالانکہ سرتی سے مراد ہے۔ کیونکہ اس سلوک میں یہہ جتلایا گیا ہے۔ کہ سمرتی۔ شرتی۔ اور رعورالوں میں جہاں ورودہ سمرتی پوران

کے دودھ میں ترقی کو قبولیت ہے۔ اور ترقی سرتی کے دودھ میں فضیلت شرتی کو ہے کسی اور لینک سے یہاں نہ غرض ہے اور نہ تعلق۔ پھر خواہ بیجا تاویلیں کر کے اپنا مطلب نکالنا دانائی سے بعید ہے۔ دو ویدوں اور ست شاستروں میں اہنسا کی بہت ہدایت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ یوگ شاستر

نمبر (۱) अहिंसासत्यास्तेयब्रह्मचर्यापरिग्रहा यमाः। योग० पा २ सू० ३० ॥

ترجمہ: اہنسا۔ ست بھاشن۔ ویر۔ راگ۔ اور چوری کا تیاگ ویریہ کی رکھشا۔ نراکھمان۔ پانچ یموں کو ست سادھن کرے۔

نمبر (۲) अहिंसन्सर्वभूतान्यन्यत्र तीर्थेभ्यः छा-
न्दोग० प्र० ८ खं० १५ ८ वा० १ ॥

چھاندوگ۔ سب بھوتوں سے اہنسی ہو کر ست دھرم انوسار چلے

نمبر (۳) अहिंसा परमो धर्म हिंसा पापो दमः
अहिंसा परमं दानम हिंसा परमं तपः॥ भार०
अनु० अ० ११८ श० १७॥

ترجمہ: جیووں کا نہ مارنا یہ سناتن دھرم ہے۔ اور یہی اہنسا اندریوں کا دمن کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر دان اور تپ نہیں۔ بلکہ یہ سب کی بنیاد ہے

نمبر (۴) अहिंसा परमो यज्ञस्त्वहिंसा परमं बलम्
अहिंसा परमं मित्रमहिंसा परमं सुखम्।
महा० अनु० अ० ११८ श० १८॥

ترجمہ: جیووں کا نہ مارنا ہی پرم یگیہ ہے۔ اور اصل طاقت یہی ہے کہ ہم جانداروں کو آزار نہ دیں۔ کیونکہ اس کے کرنے سے ہم سب کے مِتر ہو جاوینگے۔ اور سب کے مِتر ہو جانے سے پرم سکھ ملتا ہے۔

نمبر (۵) न च धम्मो दयापर। चा० अ० ६ श० ४६

ترجمہ: یعنی دیا سے پرے کوئی دھرم نہیں ہے

نمبر (۶) अघ्न्या· गोपतौ यजमानस्य पशून्
पाहि य० अ० १ मं० १॥

ترجمہ: اے منشیو نہیں مارنے یوگ جو گئو آدی اپکاری جیو ہیں۔ اُن کی اوشیہ رکھشا کیجئے

نمبر (۷) ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा सद्यः प्राणान्परित्य
जेत। म० अ० ११ श० ७९॥

ترجمہ: برہمن کے بچانے اور گئو کے بچانے کے واسطے پرانوں کی بھی پرواہ نہ کرے

نمبر (۸) अहिंसा सत्यमस्तेयं शौचमिन्द्रियनि
ग्रह। एतं सामासिकं धर्मं चातुर्वर्ण्येऽब्र
वीन्मनुः अध्या० १० श० ६३ ॥

ترجمہ: جیووں کا نہ مارنا۔ ست بولنا۔ چوری نہ کرنا۔ پاکیزگی۔ اندریوں کا روکنا یہ پانچ دھرم سنکھشپت سے چاروں ورنوں کے واسطے منوجی نے کہے ہیں۔

نمبر ۹ ब्राह्मणार्थे गवार्थे वा देहत्यागोऽनुपस्कृ
त। बालाभ्युपपत्तौ च बाह्यानां सिद्धिकारणम् म०
अ० १० श० ६२

ترجمہ: برہمن۔ گئو۔ بالک۔ استری۔ انکی بپتا کے وقت تکلیف سے چھڑانے میں آدمی کو چاہئے کہ دیہہ تیاگنے تک دریغ نہ کرے۔ کیونکہ یہ نہایت اتم کام ہے۔

نمبر (۱۰) यक्षरक्षःपिशाचान्नं मद्यं मांसं सुरासवं।
तद्ब्राह्मणेन नात्तव्यं देवानामश्नता हविः
म० अ० ११ श० ९५ ॥

ترجمہ: یکھہ (بدمعاش)، راکھش (شریر)، پشاچ (چنڈال) لوگوں کی جو خوراک ہے۔ مختلف قسم کے نشے شراب وغیرہ اور گوشت۔ ان کو دیوتا برہمن ہون یگ کرنیوالا کبھی استعمال نہ کرے (اسی طرح دیکھو منو کا ادھیاء ۵ شلوک ۴۸ سے ۵۵ تک) اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ یگ لفظ کے معنے کیا ہیں دیکھو

यजदेवपूजासंगति
करणदानेषु यो यजति विद्वद्रिज्यैवा स यज्ञ

ترجمہ ودوانوں کا ستکار۔ ملاپ۔ دان میں تو جان کا نام یگیہ ہے۔

अध्यापनं ब्रह्मयज्ञः पितृयज्ञस्तु तर्पणं। होमो
दैवो बलिर्भौतो नृयज्ञोऽतिथिपूजनं।
म० अ० ३ श० ७०॥

ترجمہ۔ وید پڑھنے پڑھانے کا نام برہم یگیہ۔ مہاتماؤں کو خوراک بھوجن آدی دینا پتری یگیہ۔ اگنی میں روغن وغیرہ مقوی اور معطر اشیاء ڈالنے کا نام دیو یگیہ۔ چھوٹے چھوٹے جانوروں کی پرورش بھوت یگیہ۔ اتیتھی کا ستکار کرنا اسکا نام نر یگیہ ہے۔

نمبر (۱) राष्ट्रं वा अश्वः श० कां० १३ प्र० १ अ० २
ब्रा० ११ कं० १६

ترجمہ شجاعت اور انتظام سلطنت کا نام اشو ہے اور یہی ذکر میریا گھک ۳ ادھیا ۴ برہمن ۲ میں ہے۔

نمبر (۲) प्रजा वै पशवः श० कां० १३ प्र० १ प० २
ब्रा० १४ सं० २

ترجمہ۔ پشو اور پرجا کے ایک ہی معنی ہیں

نمبر (۳) अग्निः पशुरासीत श० कं० १३ प्र० १
अ० २ ब्रा० १ कं० १३॥

ترجمہ۔ اگنی اور پشو دونوں لفظ مترادف سے ہیں

نمبر (۴) कतमो यज्ञ इति पशव श० कां० १४ प्र० ६ अ० ६
ब्रा० ७ कं० ७ ॥

ترجمہ۔ یگیہ کا ارتھ پشو ہے اور پشو کا ارتھ یگیہ ہے

نمبر (۵) राष्ट्रं वा अश्वमेधः श० कां० १३ प्र० अ० १
ब्रा० ६ कं० ३ ॥

ترجمہ دیش یا پرجا پالن کا نام اشومیدھ ہے

نمبر (۶) प्रजापतिर्वै जमदग्निः सोऽश्वमेधः
श० कां० १३ अ० २ प्र० १ ब्रा० ११ क० १४ ॥

ترجمہ پرماتما۔ نراکار کی اپاسنا کا نام اشومیدھ ہے

نمبر ۷ श्रीर्वै राष्ट्रमश्वमेधः श० १३ प्र० २ अ० २ ब्रा० ३

ترجمہ۔ دولت و دنیاوی ترقی کا نام بھی اشومیدھ ہے

نمبر (۸) तेजो वा आज्यं श० कं० १३ अ० ६ प्र० ४ ब्रा० २
क० ११—१४॥

ترجمہ تیج یا جلال یا بزرگی یا شوکت کو آجیہ کہتے ہیں

نمبر (۹) त्वष्टा वै पशूनामीष्टे पश्वो वसु। श०
कां० ३ प्र० ४ अ० ६ ब्रा० ६ कं० १० ॥

ترجمہ۔ تو ستاہی کا نام شو ہے۔ اور وہی تو شاو سو ہے

نمبر (۱۰) एकदिशिनः सत्यास्तु पशवो भवन्ति रथकार
शाङ्गग्निष्टुब्व श० कां० १३ प्र० ३ अ० ६ ब्रा० १ क० ५

ترجمہ - ایکا وشیان بھی پشو ہی ہیں۔ کیونکہ ترشٹپ کی ایکادش اکشر ہیں۔

نمبر (۱۱) गोर्वाङ् नाम नि घंटु अ० १ खं० ११ ॥
ترجمہ - گو نام کلام باری کا ہے۔

نمبر (۱۲) गो दृथिवी नाम नि घंटु अ० १ खं० १ ॥
ترجمہ - گو نام زمین کا ہے

نمبر ۱۳ गो स्तो तृ नाम नि घंटु अ० ३ खं० १६
ترجمہ - گو نام استوتا کا ہے

نمبر ۱۴ - मध्या यं ज्ञोना म नि घंटु अ० ३ खं० ७ ॥
ترجمہ - سیدہ یگیہ کا نام ہے

نمبر ۱۵ - अन्नं हि गौ श० का० १३ प्र० २ अ० ६ कं० ३
ترجمہ - ان کا ہی نام گو ہے۔ اور اسی کے متعلق لفظ گندم کا سنسکرت گودہوم بھی یگیہ کے لائق ہے۔

ان تمام حوالوں سے ہر ایک بدھی مان جان سکتا ہے۔ کہ راجا نسار (عدل) دھرم سے پرجا پالن کرتا ہے۔ اور ودّیا کا پڑھنا پڑھانا اور اگنی میں گھی آدی کا ہوم کرنا ہی اشومیدہ ہے اور غلہ - ان کو شدھ اور پرتھوی کا انتظام اور درستی اور پوتر رکھنا ہی گومیدہ ہے۔ طاقت شوکت وغیرہ بڑھانے کے واسطے یگیہ کرنا اجا میدہ ہے۔ یہہ صرف بام مارگیوں کی مہربانی ہے۔ جس سے یہہ بد چلنی اور ظلم کی رسوم قوم ہنود میں پرچلت ہو گئیں +

ممبران آریہ سماج اندھا دھند پیروی کرنے کو نہایت برا سمجھتے ہیں۔ جب ہمارے وید و شاستر اس کے مخالف ہیں۔ جب ایشور کا نیائے اسکے مخالف ہے۔ جب قدرتی حکم اس کے مخالف ہے۔ جسکا ہمنے بہت کچھ ثبوت دیدیا ہے۔ پس ہم لوگ کسی طرح ان کو قبول نہیں کر سکتے۔

پادری صاحب اسی لکچر کے صفحہ ۵۰ پر اس اعتراض کو بھی ٹالنا چاہتے ہیں کہ مسیح کا کفارہ انسانی عقل سے بعید اور معقولیت سے دور بات ہے۔ آئندہ کیواسطے آریہ لوگ اسپر اعتراض نہ کریں۔ اور خود حکمت عملی کرتے ہیں کہ تیتری ارنیا کا صفحہ ۹۱۸ کا ایک واک لکھ کر اس کا یہہ ترجمہ کرتے ہیں "ہمارے ہوتا نے لاٹھوں جال جو فانی آدمی کے لئے بنیا ہم ان سبکا یگیہ کی بعید الفہم طاقت سے ناش کرتے ہیں"

"آج کل جب آریوں سے کفارہ مسیح کی بابت گفتگو ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کفارہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ مقام غور ہے کہ کیونکر آئے۔ جبکہ خود وید ہی جیران کا کلی دارومدار ہے قربانی کے راز کو بعید الفہم بتلاتے ہیں۔

ہم پادری صاحب کی کوشش پہ حیران ہیں۔ کہ انہوں نے ایک جھوٹھی بات کے صحیح ثابت کرنے کے واسطے کیوں اور دو جھوٹ بولے۔ دیکھئے اول تو اس واک میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنے بعید الفہم ہوں۔ بلکہ اس کے معنے زبردست طاقت کے ہیں دوم آریہ لوگ تیتری ارنیا کو رگوید نہیں مانتے ہیں۔ پس یہہ پھیلانا یا دھوکھا دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

واضح ہو کہ وہ اعتراض آریوں کا اب بدستور رہا۔ کہ مسیح کا کفارہ اور تثلیث کا تھرمامیٹری پارہ عقل کے ترازو پر سراپا ناکارہ ہے

پادری صاحب نے اپنے اس لکچر نمبر ۵ کے خاتمہ پر دعوت کی ہے۔ کہ ہم مسیح پر ایمان لائیں۔ بنابران ہم بھی اپنے ناظرین کو بتلانا چاہتے ہیں۔ اور پادری صاحب کو بھی کہ اول تو مسیح گنہگار تھا دیکھو رومیوں کا خط باب ۸ آیت ۳۔ اور انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۹) دوم موت سے ڈرتا تھا۔ دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۲ آیت ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ اور متی باب ۲۶۔ آیت ۳۸ سے ۴۴ تک۔ سوم یہودا اسکریوطی گنہگار ہے جسنے مسیح کو پکڑوا کر کفارہ کرایا دیکھو یوحنا کی انجیل باب ۱۹۔ آیت ۱۱) چہارم مسیح لعنتی اور نافرمان پروردہ ہے۔ اور نیک نہیں ہے۔ دیکھو گلتیوں کا خط باب ۳۔ آیت ۱۲ و ۱۳۔ ایوب کی کتاب باب ۱۵۔ آیت ۱۴ و ۱۶۔ اور باب ۱۴۔ آیت ۱۔ اور باب ۴۔ آیت ۱۸۔ اور ایوب ۹۔ آیت ۲۔ اور رومیوں کا خط باب ۳۔ آیت ۲۱۔ اور ایوب کی کتاب باب ۲۵۔ آیت ۴ سے ۶ تک۔ اور زبور ۱۴۳۔ آیت ۲ و ۳۔ اور خروج باب ۳۱۔ آیت ۱۵ اور استثنا باب ۱۴ آیت ۲۳)

حضرت عیسے دنیا پر امن۔ یا ایکی پھیلانے نہیں آئے۔ بلکہ خرابی و گمراہی۔ چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہیں:۔ "یہہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ میں صلح کرانے نہیں۔ بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں" (دیکھو متی کی انجیل باب ۱۰۔ آیت ۳۴) پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ "میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں۔ اور میں کیا ہی چاہتا ہوں کہ آگ لگ چکی ہوتی"۔ (لوقا کی انجیل باب ۱۲ - ۴۹)

پس ہم یا اور کوئی پڑھا لکھا آدمی کسطرح ایسے شخص پر ایمان لا سکتا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ پرمیشور کی مہاں کرپا سے صدہا لوگ عیسائی دین سے تائب اور برگشتہ ہو کر ست آریہ دھرم پر ایمان لا رہے ہیں اور وہ دن عنقریب آنیوالا ہے۔ کہ سب گمراہ بھائی صراط المستقیم پر آ جائیں۔ اور ستیا ستی پائیں +

ہم اپنی عادل گورنمنٹ کی عملداری کے بہت کچھ شکرگذار ہیں کہ جسکی برکت سے ستی - دختر کشی - بلی - جگنناتھ کی رتھ کی خون ریزیاں - کالی کے کرہ - اور بنگال کی گنگا ساگری وغیرہ بری اور مکروہ رسومات اور قوم کو بدنام کرنیوالے امورات حکماً بند کئے گئے۔ جس سے آریہ سماج کے مبارک مشن کو بہت کچھ تقویت ملی اور ساتھ ہی ست دھرم کی اشاعت میں اعانت ہوئی۔ ورنہ عوض موجودہ نیک کاموں اور ویدک سنسکاروں کے ہمیں ان برائیوں کے دور کرنے پر مستعد ہونا پڑتا۔ اور شاید ایک صدی کے قریب اس گورکھ دھندے میں الجھ کر آریہ سماج کی ترقی دو صدی تک پیچھے ہٹ جاتی بھولے مہادیوجی کے چیلے جس طرح اس روشن عملداری میں اپنی آمدنی کم ہو جانے کے خوف سے کانشی کروٹ بند کئے بیٹھے ہیں۔ اور اس کو زنگ کھا رہا ہے۔ کیا یہہ سنت اوپدیشوں سے اتنے جلد ماننے والے تھے۔ ہرگز نہیں + کلیں پھر اپنے کے ہندو جھوٹھے گھمنڈ اور بناوٹی آن بان کے بہانے کیا اپنی جلد دختر کشی سے باز آنیوالے تھے۔ ہرگز نہیں +

پس جتنے یہہ مبارک کام ہوئے ہیں۔ یہہ سب اس عادل گورنمنٹ کی نیک سلطنت کی برکت ہے۔ پرمیشور اسکو اسی طرح روز بروز ست کاموں کے پرچار کی ہدایت دیتا رہے۔ تاکہ دین اور دنیا دونوں کا سدھار ہو +

چھبیسوں لکچروں کے جوابی لکچر ختم ہوئے +

حصہ سوم

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परासव ॥ यद्भद्रं तन्न आसुव ॥१॥ यजुर्वेद । अध्याये ३० मंत्र : ३ ॥

ہے ست و گیان سروپ سدا آنند سروپ۔ اننت ساگر تھ نکت اننت ہو بالے ہیں لیان ودیا یترو۔ پرمیشور۔ آپ تمام جگت اور سب ودیاؤں کے پرکاش کرنیوالے ہو اور سارے شدھ تا سرب تکت اودیا کے ہو۔ ہمیں برے کاموں۔ بری خواہشوں سے دور کر کے سکھوں سے یکت بھدر۔ کلیان کو پراپت کیجئے۔ آپکی کرپا ہی سے سب دکھوں کا ناش ہوتا ہے۔ ایسی سہاتا دیجئے۔ کہ ہم کامل اُدیوگ سے ست کے پرکاش میں مستعد ہوں"۔

پرماتمانے انسان کو اس سنسار ناپائدار میں فعل مختار بنا کر آزادی کا جوہر بخشا۔ مگر ساتھ ہی عقل دوربین بھی عطا کی۔ کہ آزادگی تمہارے احاطۂ بندگی میں محدود ہے۔ یعنی بندگی و عبادت تمہاری کلید در مقصود ہے۔ انسانیت سے باہر آزادی مبدا و فساد ہے۔ اور اصل میں وہ آزادی نہیں۔ بلکہ آواگون کی بنیاد ہے۔

پریم دیالتا اور مہان کرپالتا سے ہدایت عام اور شانتی تمام کیواسطے اپنے گیان ہدایت نشان کو بذریعہ الہام شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت۔ شری انگرہ جی مہاتماؤں کے سرشٹی کی آدمیں پرکاشت کیا۔ وہی گیان موسوم بہ چار وید آجتک رہنمائے عالم علیم کل کی طرف سے یہ نہایت ضروری تھا کہ انسانی حوائج کیواسطے کامل گیان ادی عرفان کا نمایاں فرماتا۔ پس اُس سرب انتریامی نے اپنی لامحدود دیا کے کوش سے ہمیں مستفیض بنایا۔ **وید مقدس** کا جلوہ دکھایا۔

جان لے حق کی اگر پہچان ہے ۔ وید ہر اک درد کا درمان ہے
وید اقدس رازدانِ غیب ہے ۔ بے نشاں کا محرم لاریب ہے
راستی جز وید کے ناپید ہے ۔ وید کیا ہے سورج کا پس دید ہے
جو شتی محروم ہووے وید سے ۔ دور ہے وہ دولت جاوید سے

اندنوں جبکہ آفتاب وید مقدس کا ہماری غفلت کے ابر میں آگیا تھا۔ اور جہاز ہند ساحل مراد سے دور ہو چلا تھا۔ ایک بادِ مراد بھگوان پرم دیالتا کا اظہار فرمایا۔ یعنی **شری سوامی دیانند سرسوتی** جیو کو مستعد بنایا۔ جنکے جگت پرشارتھ کی بدولت ہمیں خورشید وید کی شعاعوں سے نورانی ملی۔ اور تھوڑے ہی دنوں میں جہاز گم گشتہ کو ساحل مراد دکھائی دیا اور اہل جہاز کو اپنے گئے دن پھر آنے کی امید ہوئی۔

باعث اس تمام انقلاب کا خلاصتاً یہی ہے۔ کہ عرصہ سے آریہ ورت روپی جہاز کے کپتان عیش و عشرت میں پڑ کر خدمت مفوضہ کو بھول گئے تھے۔ اور وہ تمام ہدایتیں اور آرڈر جو مالک حقیقی سے انکو ملے تھے۔ خود غرضی اور لاپرواہی سے انہوں نے طمع کے رومالوں میں باندھ کر چھپا رکھا تھا۔ جونہی سوامی جی نے صداقت کا جھنڈا اٹھایا۔ اور وید مقدس کا دیا گیان سنایا۔ جہالت کا پھریرا تھرتھرایا۔ گرداب نادانی کو چکر آیا۔ ؎

چو تیشش در افواہِ دنیا فتاد ۔ تزلزل در اقوامِ جہلا فتاد
خرافی گرائی۔ لوسانی تمام ۔ فتادند یکسر ز بنیاد خام
بنا در دِ کھتاں ازاں صدق تام ۔ بلے سایہ بگریزد از آفتاب
بسا پنڈت و مولوی پادری ۔ بنا حق شماتت شدہ مفتری

ولیکن بہ عمد ہر کہ تف افگند ۔ ہمانا بجان تف برِ ریش خند
شہ تعز و صداقت را فسوں گری ۔ چو پاک ست حق را دیانی کافری
کسانیکہ خود شیرہ طینت اند ۔ ز خورشید محروم در ظلمت اند
بیا اے طلبگار صدق و صفا ۔ عطا را بگلزارِ معنی درآ
بجستم خرد وید مقدس آئین ۔ محفوظ شو از نورِ دنیا و دین

سبب تصنیف کتاب

چونکہ آجکل ہمارا ہنگامۂ مباحثہ گرم ہے۔ اور برخلاف زمانہ جہالت کے اسوقت واقعیت رزم و آرزم ہے۔ اسواسطے اکثر کتب غیر مذاہب مطالعہ میں آتی رہتی ہیں اندنوں ایک کتاب **براہین الاحمدیہ** جسکے مصنف مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیاں ضلع گورداسپور ہیں) مطالعہ سے گذری۔ علاوہ ازیں شیخی سے اس کا مصنف دس ہزار روپیہ انعام بھی مجیب کے حق میں دینے کا اقراری ہے۔ اور باوجود ناداری کے دل و دماغ میں دعوے دھوکے (چیف آف قادیاں یعنی رئیسی و سرداری ہے سا طرح جیسے دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہیں اور تمام ستھرے شاہ جی کہلاتے ہیں۔ وہی حال ہمارے رئیس اعظم صاحب کا ہے۔ تمام جائداد صرف خیالی پلاؤ اور تمام ملکیت نیست من کا الاؤ ہے۔ جب نقد جائداد منقولہ اور غیر منقولہ بھی موجود نہیں ہے۔ تو واللہ اعلم خیر الماکرین۔ اس اشتہار سے حضرت کا کیا مقصود ہے۔ سچ ہے۔ **ان کید قادیان عظیم**

براہین الاحمدیہ کے مصنف نے روپیہ کمانیکا ایک نرالا ڈھنگ نکالا ہے۔ اور عرصہ آٹھ سال کو کسی طرح کے مکر و فریب اور حیلہ حوالہ میں ٹالا ہے۔ کتاب میں کہیں بر خود دھرم والوں کے گالی گلوچ ہو رہی ہے۔ کسی جگہ عیسائیوں کو کوس رہے ہیں۔ کسی جگہ مسیح کو نا ملعون ابن اللہ بنا رہے ہیں۔ اور کسی جگہ آریوں کو برا بھلا بتا رہے ہیں۔ مجھے اس جگہ کسی اور سے سروکار نہیں تھا اور نہ میں کسی غیر کا مختار۔ ہاں **آریہ دھرم** کا پیروکار ہوں۔ اور وید ولکت مدا کا بندہ جان نثار۔ پس اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ براہین احمدیہ کو میزان انصاف میں تولوں اور اُن کا امتحان کروں۔ ؎

خوش بود گر محکِ تجربہ آید بمیاں ۔ تا سیہ روئی شود ہر کہ دروغش باشد

اشتہار کی حقیقت کا اظہار

جلد اول میں مرزا صاحب نے ظاہری نمود بے بود بلکہ روپیہ کمانے کے سودے پڑے حرفوں میں ایک اشتہار کامل ۱۲ صفحہ پر لکھا ہے۔ جس سے سوائے ظاہری شیخی کے کوئی کسی طرح کا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ اشتہار کا ایسا بلند کور تصدیق کرتا ہے کہ طبل تہی راز دو بانگ دور۔ اہل انصاف جانتے ہیں کہ ظاہری نمودوں پر مرنا صداقت کا خون کرنا ہے۔ ایک دانا کا قول ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ مطلب انکا اس تمام لاف و گزاف سے صرف یہی ہے کہ کسی طرح روپیہ ہاتھ آئے اور دنیا بخیر ہو جائے۔ مگر مرزا صاحب کو یہ خیال نہیں ہے۔ ؎

کلید در دوزخ است آں نماز ۔ کہ در روئے عالم گذاری دراز

ان چال بازیوں پر خواہ کوئی جاہل مائل ہو جائے۔ اور حق سے ہاتھ اٹھائے مگر عقلا ان ہتھکنڈوں سے سراسر بیزار ہیں۔ اور دانا ان دھوکوں سے آگاہ و واقف کار۔ جہالت کا دور دورہ اب نہیں رہا۔ علم نے آنکھیں کھول دیں۔ محمدی اور عیسوی معجزات قدر کے لائق نہیں رہے۔ شعبدہ بازی ہوتی ہے۔ کیونکہ اُسکے شائق نہیں رہے۔ ؎

زمانہ بساطِ نو آئیں نہاد ۔ شد آں مرغ کو خایۂ زریں نہاد

اس طرح کی حیلہ بازیوں سے قومی حمایت بیکار ہے۔ اور بیجا بحر طویل سے قرآنی حمایت دشوار ہے۔ کیونکہ خود حدیث ساری ہے۔ ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ یعنی جسقدر فرقہ مومنوں کے ہیں سب دوزخ کی آگ میں جلینگے اور دست تاسف بسبب نامرادی کے ملینگے۔ لیکن ایک بہشتی کہلائیگا۔ اور نجات پائیگا۔ اس پر طرفہ

تریہ ہے کہ اہل تسنن تشیعہ کے اور اہل تشیعہ تسنن کے باہمی خاک اڑاتے ہیں اور جوشِ مذہبی میں آکر خون بہا رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی ذات کو ناجی اور دوسرے کو ناری جانتا ہے۔ اور اسی قرآن سے سحر بطلان میں سرگرداں ہو کر مذہب خود کو حق جانتا ہے۔ معاذ اللہ واللہ اعلم بالصواب سبھی ناری ہیں۔ اور پابند جہالت و خواری۔ آتش نفاق نے جل بھن کر کباب ہو رہے ہیں۔ اور دور طرۂ ناواقفی میں حیران و پریشان ہیں تیغ ابروئے عیاں سے مرغ سر بریدہ ہیں۔ اور مجروح چشم خوباں پر دل و جان سے گرویدہ کسی نے سچ کہا ہے ؎

زاہد کو کون کہتا ہے یہ حق پرست ہے   حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے

مجھے انعام صرف التماس دعا مرکوز ہے نہ کہ زر مندرجہ اشتہار۔ کیونکہ ایسے انعام بطور مکر انعام صرف دیدہ اور دکھلانے کے ہوتے ہیں۔ نہ کہ دینے اور دلانے کے۔ اگر جواب معقول ہو تو اہل انصاف مقبول فرما دیں۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔

عیش دنیائے دوں دمے چند است   زہاں عیش جہاں نہ خورسند است
اگر فریبی بمکر خود عالم   گو بدیت خلق کایں ہنرمند است
پیر گشتی و یا بر اتحسیر چی   دل ز عصیان و لب بسوگند است
ہر زماں وصل تو ہمی خواہی   تا تو ہیں خاص روز و لبند است
موسیہ گردی الملزہ بلیس   آخرت کاں نہ خداوند است
لعنت اللہ بما کریں گوئید   کیں خدا زر گر دولت باہیں چند است
بر رسولاں بلاغ باشد و بس   تشنہ وا مگر زا راست پیوند است

مجھے طول فضول سے کام نہیں۔ ورنہ تو عرصہ اسمیں بھی کلام حق گو سے مطلب ہے اور ناحق سے نفرت۔ یہیں مرزا صاحب نے جو دلائل کا ضعف ظہور ابتلا کرینگا۔ اور ابطال انکا بھی استدلال قاطع ہم یہ سچا دینگا۔ تو اپنے کے دیں۔ اور ہمارے دھرم کا مقابلہ کر کے میزان انصاف میں رکھ کے قوم کے لئے عینک دوربین بنا دینگا ہو جس اور مکرا کو محنت کو جادہ کے روبرو لا کر عقل سلیم والوں کی عمدگی کی داد چاہتا ہوں۔

सत्यमेव जयते नानृतं خوش خواہ کتنے ہی نفرت سے زور دکھلا دے فریاد اور واویلا مچا دے مگر راستی کی آخر کار فتمندی ہو گی۔ اور ناراستی کو نہ فتمندی پر ہار ہے تما حق کا پرکاش اور ناحق کا ناش

آغاز کتاب

قول اول مصنف براہین احمدیہ [illegible]

یہ (آریہ) ایک نیا فرقہ ہے۔ جو ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے جو اپنی مذہبی مجلس کو آریہ سماج سے موسوم کرتے ہیں۔ ہاں قوں میں سرپرست بلکہ بانی مبانی اس فرقہ کے ایک پنڈت صاحب ہیں جنکا نام دیانند ہے۔ اور اس وجہ سے ہم اس فرقہ کو نیا فرقہ کہتے ہیں۔ کہ وہ عام العمل جنکا یہ فرقہ پابند ہے۔ اور وہ تمام خیالات اور تاویلات کہ وید کی نسبت اس فرقہ نے پیدا کئے ہیں سو وہ بہیئت مجموعی کسی قدیمی ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ اور نہ کسی وید بھاشی اور نہ کسی شاستر میں یکجائی طور پر ان کا پتہ ملتا ہے۔ بلکہ بجملہ ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے اپنے دل کے مخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کارسازیوں سے اس فرقہ کا قالب طیار کیا گیا ہے۔

جواب

پوشیدہ نہ رہے کہ اعتراض کرنے سے پہلے فریق ثانی کے کتب کا مطالعہ کرنا شرط اولی ہے مگر معترض نے نہیں کیا۔ اور ساتھ ہی تواریخ سے بھی محض ناواقف معلوم ہوتا ہے۔ حضرت آپکو کہاں سے دریافت ہوا کہ آریہ ایک نیا فرقہ ہے۔ کیا عام جہلا کی طرح آپکو بھی حق سے کنارہ کرنا ضروری تھا۔ کوئی پنڈت وید خواں آریہ مذہب کو نیا فرقہ نہیں کہتا۔ بلکہ اہل جہان متفق اللسان ہیں۔ کہ آریہ دھرم سب سے قدیم اور سرشٹی یعنی عالم سے اسکے تمام اصول قدیم رشیوں اور منیوں کے دلائل منقول و معقول سے حصول ہیں۔ وید مقدس خاتم الکتاب ہے۔ آریہ دھرم اسی کا مطلب ہے۔ آریوں کے تمام اصولات وید سے مشہور ہیں اور بذریعہ عالمگیر براہینوں کے مشرح موجود۔

اب یہاں پر ثابت کرنا واجب ہے کہ آریہ دھرم درحقیقت نیا فرقہ ہے یا نہیں۔ اور ہنود قدیم ہے یا جدید۔ اول خود وید مقدس کی بابت غور فرمائیے۔ کہ قرآن انجیل و زبور۔ توریت اور وید میں سے کون نئی پستک ہے۔ اور کون قدیم۔ کس میں گیان کی تعلیم اور تفہیم ہے۔ اور کس میں قصہ جات و فسانہ جات کی تقسیم و ترمیم۔ نوشیرواں بادشاہ کے وقت عرب میں آپکے پیغمبر صاحب پیدا ہوئے جنکا نام محمد ہے۔ اور جب دنیا کے تجربات کرتے اور تجارت کے سود و زیاں میں نفع و نقصان بھرتے انکی عمر ۴۰ سال کی ہوئی تب قدیم بت پرستی سے دل گھبرایا۔ اور اسی گھبراہٹ میں قرآن کا دھیان آیا۔ جسکو آجکل عرصہ ۱۳۰۰ سال کا منقضی ہوتا ہے گویا ۱۳۰۰ سال سے دین محمدی اور قرآن جسکی صداقت پر آپکو اعتماد و ہم و گمان ہے ۱۸۸۲ سال سے انجیل ہے جو مسیح کی ہدایت پر دلیل ہے گویا ۱۸۸۲ سال سے مذہب عیسوی کی بنیاد ہے۔ جو آپکے دین سے ۵۸۲ سال ازدیاد ہے۔ داؤد سے پہلے زبور مفقود تھی۔ اور موسے سے آگے توریت بھی وغیرہ۔ زردشت موسے سے پہلے خدا کا رسول تھا۔ اور بقول پارسیوں کے مقرب بارگاہ و مقبول جسکی نبوت کا اکثر علمائے محمدیہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ اور اسکی صداقت و حقانیت و معجزات کا بشرح اظہار۔ فاضل شہرزوری۔ علامہ شیرازی و علامہ دوانی و میر جلال الدین وغیرہ اُن سے مشہور ہیں اور انکی تصنیفات میں شہادتیں مذکور ہزار سال سے پہلے موسے کا نشان نہ تھا اور عرصہ [illegible] سال سے زردشت کے تعداد ستھا کا ذکر دیا ہے۔ راجہ یدھشٹر کا سال جلوس ۴۹۸۰ سال سے پرکاش مان ہے۔ اور غیاث اللغات کی ردیف (ف) سے بیان کی ہدایت کا نشان بدا لکہ پیشتر ہندیا سمت راجہ یدھشٹر رواج داشت۔ راجہ مذکور نزد ایشاں در آغاز کلجگ حال کردہ تمام جہان را برکشادہ تا ایں زماں از سنہ ایالت (یعنی جلوس و تخت نشینی) او چہار ہزار و نہ صد و ہشت سال گذشتہ۔ آجتک جنتریوں میں بھی وہ مسطور ہوتا ہے جس سے ہماری صداقت و قدامت کا ظہور ہوتا ہے۔ بلکہ طوفان نوح و جلوس یدھشٹر کا ایک ہی سال ہے جس سے اہل تعصب کا دل سراپا پر ملال ہے۔ اور سامی مؤلف سے بھی ہمارے اس دعوے کا اثبات ہے۔ جو جہان مخالف کیواسطے چاروں طرف سے آفات ہے "تاریخ طوفان سر آغاز از حادثہ طوفان گیرند سال شمسی حقیقی و ماہ قمری اصطلاحی سال از حمل گیرند۔ تا ایں سال چہار ہزار و نہ صد و بست و ہشت سال گذشتہ"

صحیفہ آسمانی پارسیاں یعنی زند اوستا میں زردشت پیغمبر بتلاتا ہے کہ یہی حکم جو میں تمکو بتلاتے ہیں۔ یزداں یعنی خدا نے میرے سے بہت پہلے وید میں نازل فرمائے ہیں اور اب آپکے واسطے مجھ کو بھیجا ہے ہیں تاکہ میں تم کو سناؤں۔ اور۔ یاد رہے پر لاؤں اسی استاد زند کے آخری دساتیری میں تحریر ہے کہ "بیاس نام برہمن ہندوستان سے آیا اور زردشت سے مباحثہ کر کے چند باتوں کو دریافت فرمایا۔ بلکہ پیروان پارسیاں نے زردشت کو بیاس جی کے جواب کا قائل نہ تھا مگر بیاس کی بابت ارشاد فرمایا۔ کہ برہمنے بیاس نام از ہند آید بس دانا کہ بر زمین ہند کم کس چنانست در دل دارد کہ گشت از تو پرسد کہ یزداں چرا کسے را وکرد نیا گر نہ دیک ہست و ہمہ ہستی گردیگاں یعنی آرید تعالی کہ بر ہمہ چیز قادر است عقول را پیدا و نا نطا وجودات گردانید و جرم واسطہ دیگر از ہر چیز۔ آفرید سیکو اور اگر یزداں کنندہ و سازندہ ہمہ چیزہاست باایں درد و بارہ ہستی فرشتہ سالار و سروشید و دیگر یا ترا ز است قدسیان ہست و دیگراں را اقرار است یعنی واسطہ ہست" غرضیکہ یہ بات ہر طرح ۔ کیا بلحاظ تواریخ کیا

بخیال مسلم بات ہے کہ دنیا کی تمام کتابوں سے وید قدیم ہیں۔ اور وید وکت قدامت موافق دعویٰ دونوں کے تسلیم ہے سے تیرہ سو سالوں سے یہ قرآن ہے۔ وید کے آگے وہ ابجد خواں ہیں۔ اب رگ وید مقدس کے منتر ہائے ذیل سے واضح ہے کہ وید کے رو سے ہمارا نام آریہ ہے نہ کہ اور۔ وہ منتر یہ ہیں۔

विजानीह्यार्यान् येच दस्यवो हि ष्मते रन्धया शासदव्रतान। ऋ॰ मं॰ १ सू॰ ५१ मं॰ ८।

یہ رگ وید کے منڈل ۱ سوکت ۵۱ کا منتر ۸ ہے۔

اے پرمیشور آپ نے دنیا میں جیو تو آریہ یعنی شریشٹ۔ اور دسیو یعنی دشٹ شٹھ وکرت آدمی ناموں سے پرسدھ منشوں کے دو بھید جان لئے۔ اور آستک کا آچرن کر اور ناستی سے بچ کر دنیا کے آغاز میں جگت اوپکار پرماتما کی طرف سے عدالت خداوندی کے رو سے نہایت واضح طور پر اظہار کیا گیا کہ سریشٹ اور دشٹ صرف نیک و بد اعمالوں پر ہیں۔ نہ کہ کسی جسمانی تفریق کے لحاظ سے چونکہ ویدوں میں سوائے ایک آریہ دھرم کے بیان کے اور کسی مذہب کی تردید و تکذیب نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی بخوبی واضح ہے کہ اس وقت دنیا کے منہ پر کوئی مذہب موجود نہ تھا۔ اے پرماتما سرشٹی ان نے اپنی سروگیا سے حق کی نیکی و کمال تمیز کر کے حجت ساطع و برہان قاطع سے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے برخلاف تمام ناحق سے اجتناب کرو اور اس چشمۂ فیض سے زراعت دل کو صداقت باطنی سے سیراب کرو۔

सजातूभर्मा श्रद्दधान ओजः पुरोविभिन्दन्नचरद्वि दासीः विद्वान वज्रिन्दस्यवे हेतिमस्यार्यं सहोवर्धया द्युम्नमिन्द्र। ऋ॰ मं॰ १ सू॰ १०३ मं॰ ३।

یہ رگ وید منڈل ۱ سوکت ۱۰۳ کا منتر ۳ ہے۔ پرمیشور فرماتا ہے کہ سبھا کے سوامی سنسار کے پدارتھوں کے دھارن کرنے والے ودوان کو چاہئے۔ کہ ان کی حفاظت و بچاؤ کے واسطے دسیو یعنی دشٹ لوگوں کو جو آبادیوں میں وناش کرتے ہوئے وچرتے ہیں۔ سزا کے کافی دینے کے کارن سکھ کو بڑھانے دیا۔ ان کے کام کر خوب اپنے بحر تپسیا کو پراکرم سے عمل میں لانے اور آریہ یعنی شریشٹوں کے بل وتن کی سہائتا کرے"

یہ منتر راج نیت ودیا کے متعلق ہے۔ خلاصہ مطلب اس کا یہی ہے کہ راجہ کو ملکی انتظام میں دھرماتما اور اچھے کام میں پریتی کرنے والے کی سہایتا کرنی۔ دشٹوں کو سزا اور شریشٹوں کو جزا دینی چاہئے" ہر چہار وید مقدس میں چند مقام پر آریہ نام موجود ہے مگر دونوں کے واسطے یہ دو ثبوت کافی ہیں۔ کہ وید کے ماننے والے بلکہ وید وکت دھرم والے کا نام آریہ ہے بعض وطن داری سے وید سراپا مبرا ہیں۔ اور جھوٹے افسانوں و طوفانی بیانوں سے معرا۔ اسی کو منو سمرتی سے بھی ثابت کرتا ہوں۔ اور پھر موجودہ تواریخ سے شہادت دوں گا۔ منو سمرتی کے ادھیائے ۲ کے شلوک ۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲ میں مفصل حال اسکا یوں ہے

सरस्वतीदृषद्वत्योर्देवनद्योर्यदन्तरम्। तंदेवनिर्मितं देशं ब्रह्मावर्तं प्रचक्षते॥१७॥ तस्मिन्देशे य आचारः पारम्पर्यक्रमागतः। वर्णानां सान्तरालानां स सदाचार उच्यते॥१८॥ कुरुक्षेत्रं च मत्स्याश्च पञ्चालाः शूरसेनकाः। एष ब्रह्मर्षिदेशो वै ब्रह्मावर्तादनन्तरः॥१९॥ एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः। स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन्पृथिव्यां सर्वमानवाः॥२०॥ हिमवद्विन्ध्ययोर्मध्यं यत्प्राग्विनशनादपि। प्रत्यगेव प्रयागाच्च मध्यदेशः प्रकीर्तितः॥२१॥ आसमुद्रात्तु वै पूर्वादासमुद्रात्तु पश्चिमात्। तयोरेवान्तरं गिर्योरार्यावर्तं विदुर्बुधाः॥२२॥

۱۷ جہاں منو جی فرماتے ہیں۔ کہ سرسوتی اور درشدوتی جو دو دیوتوں کی ندیاں ہیں ان کے درمیانی دیش کو برہم ورت کہتے ہیں

۱۸ تمام باشندگان خطہ ممالک مقدس آریہ ورت اپنے دھرم کرم کی ریت رسومات ویدی اور دیوی کو برہمنوں یعنی وید کے جاننے والوں سے اخذ کریں یا پڑھ کر حاصل کریں۔

۱۹ آریہ ورت کے قریب و جوار میں متسیہ اور پنچال اور سورسین وغیرہ جو ملک ہیں۔ وہ برہم رشیوں کے ہیں۔ اسی وجہ سے ان ملکوں کو لوگ متبرک جانتے ہیں۔

۲۰ جملہ دنیوی اندرونی انتظاموں کا جو دار ہیں ملک میں قدیم سے جاری ہے۔ منو جی فرماتے ہیں۔ کہ تمام دنیا کے لوگ اس ملک کے فاضلوں سے تعلیم حاصل کریں اور یہاں کے لوگ تمام ملکوں میں جا کر ست دھرم اور ودیا کا پرچار کریں۔

۲۱ ہماچل اور بندھیاچل کے درمیانی اور ونشن کے مشرق کے جانب اور پریاگ کے مغرب سمت جو ملک آباد ہیں۔ ان کو مدھ دیش یعنی ممالک متوسط کہتے ہیں۔

۲۲ بحر شرقی سے بحر غربی تک اور ہمالیہ اور بندھیاچل کے وسط میں جو ملک آباد ہیں انکو عموماً آریہ ورت کہتے ہیں۔ آریہ ورت دو شبدوں سے بنا ہے۔ ایک آریہ دوسرا آورت یعنی آریہ لوگوں کا استھان یا آریوں کے رہنے کی جگہ۔ آریہ قوم کی تعریف سو جیسے یہ کی ہے۔

कर्तव्यमाचरन्न कामाऽकर्तव्यमनाचरन् तिष्ठति प्रकृताचारे स वा आर्य इति स्मृतः॥

"کرنے کے لائق اعمال حسنہ کا کرنا۔ اور نہ کرنے کے قابل افعال قبیحہ کا نہ کرنا جسکا طبعی خاصہ ہو وہ آریہ ہے" حال کے جغرافیہ دان اگر دیدۂ غور سے دیکھیں تو بخوبی جان لیویں گے کہ ملکی زمانہ کی تقسیم سے اس وقت کی حد بست کا اتنا بڑا تفاوت نہیں ہے۔ منو جی تمام سمرتی میں اکثر مقامات پر آریہ ورت اور آریہ قوم ہی کا ذکر فرماتے ہیں۔ بلکہ وہ خود مہاتما آریہ ہونے کا فخر ظاہر کرتے ہیں۔ اگرچہ اور تمام سمرتیاں یعنی دنیاوی قانون منو کے بعد کی تصانیف ہیں۔ مگر تمام متفق اللفظ آریہ دھرم آریہ آریہ ستان ہونے کے اقراری ہیں۔

نکتہ

ایک فاضل سے کسی نے سوال کیا کہ سوامی دیانند سرسوتی جی کہتے ہیں کہ یہ ملک آریہ ورت تو سرشٹی کے آرمبھ سے مہابھارت کے وقت تک اسی آریہ ورت کے لوگ ودیا میں تمام ملکوں کے سر تاج ہو چکے ہیں اور بڑے بڑے حکیم اسی جگہ کی شاگردی سے نامور کہلائے۔ نوشیروان کا وزیر بزرجمہر یہاں راج نیت ہی حاصل کر کے گیا اور اسی پر عمل درآمد کر کے نوشیروان سے عادل نام پایا۔ جس کتاب سے وہ مستفیض ہوا وہ اب تک سنسکرت میں موجود ہے۔ جس کا نام پنچ تنتر مشہور ہے۔ فیثاغورث یا پیتھاگورس جسے یونانی چارج بھی کہتے ہیں۔ یہاں کی فلاسفی سے کامیاب ہوا اور کئی سال یہاں کے پنڈتوں کی شاگردی کر کے مسائل فلسفہ میں استاد کہلایا۔ یہی یونان کی آگیاں کی کتابوں کا مترجم اول ہے۔ اور اسی بزرگ کی بدولت یونان اور مصر وغیرہ کی طرف اس مبارک مسئلہ کی تعلیم ہوئی۔ یہ وہی حکیم ہے جس کے مرنے کے مدت بعد اس کے شاگردوں کے شاگردوں سے حکیم افلاطون نے جا کر سقراط سے اور منطق اور تناسخ کی تعلیم کے مسائل سیکھے اور خود بھی آریہ ورت میں آنے کا ارادہ کیا مگر کسی سبب سے راستہ سے واپس چلا گیا اور یہ ارمان اس کے دل ہی میں رہا۔ غرضیکہ ویدک اپدیش کا برابر جیمنی جی کے وقت تک رہا۔ چنانچہ خود بیاس جی کا پاتال دیش یعنی امریکہ و یورپ چین۔ جاپان۔ ایران وغیرہ ملکوں میں جانے کا حال مہابھارت سے ہر ایک تواریخ داں پر واضح ہو سکتا ہے۔ جیمنی جی مہاراج بھی ایک دو مرتبہ ویدوں کے اپدیش کے واسطے ایران مصر و یونان وغیرہ کی طرف گئے اور لوگوں کے مختلف شکوک رفع فرماتے رہے۔ علم جہازرانی میں بھی پورانے آریہ لوگ نہایت ہوشیار ہوا کرتے تھے۔ اور تجارت کے واسطے دنیا کے گرد و نواح اور ملکوں میں جاتے تھے۔ علم اقلیدس یعنی جیومیٹری بھی اسی ملک سے ...

ہے اور یہاں کے باشندے آریہ ہیں۔ مسلمان وغیرہ لوگ کہتے ہیں کہ ملک ہندوستان اور ساکنان اسکے ہندو ہیں جسکے معنے چور رہزن و غلام کے ہیں۔ اصل مطلب اس کا کیا ہے اور درست کون ہے۔ اور کس طرح کہا جاتا ہے؟ اُس نے فرمایا کہ بھائی [illegible] کا زور شور یا بچاروں کا ترقی۔ ست دھرم کی طرف توجہ۔ وید مقدس پر عملدرآمد۔ سادگی توہمات سے پرہیزگاری۔ ایک پرمیشور کی پرستش جاری رہی۔ لوگ عالم عامل۔ اور علاوہ [illegible] کے پڑھنے پڑھانے والے رہے۔ تب تک یہ ملک آریہ ورت اور یہاں کے باشندے آریہ یا اوتم رہے۔ مگر جب سے انہوں نے طوق غلامی پہنا۔ بت پرستی اختیار کی ایک کو چھوڑ۔ ایک مردوں تسیدوں کے بندے بن گئے ہزاروں "الکھوں" [illegible] کے آگے سر جھکانے لگے [illegible] کتابوں پر عقلوں اور مسلمانوں یعنی ویدوں پر پراونکو ترجیح دی۔ تب سے ہندو بن گئے۔ اور ملک ہندوستان۔ مدعی بھی سچا۔ مدعا علیہ بھی مجبور۔ صرف ناسمجھی ہے۔

اب تواریخ پر غور کرنی چاہئے۔ ایلفنسٹن صاحب کی انگریزی تواریخ [illegible] مطبوعہ [illegible] کے صفحہ [illegible] سے۔ تو آپ آریوں کی تاریخ ایک مختصر پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ "آریوں کے نزدیک وید کی کتابیں نہایت متبرک ہیں۔ ہندوؤں اور اہل فرنگ و اہل روم وغیرہ کے بزرگ آریہ تھے۔ غرض آریہ قوم دریائے سرسوتی اور سندھ کے درمیان کے [illegible] پر کئی سو برس تک آباد رہی۔ اُس زمانہ میں انکی حکومت کسی راجہ یا حاکم خاص سے متعلق نہ تھی۔ بلکہ ہر ایک گھرانے کا بزرگ ہی اپنے خاندان کا سردار ہوا کرتا تھا۔ اور وہی اُس گھرانے کا پروہت یعنی پیشوائے دین بھی ہوتا تھا۔ یہ لوگوں کو سب کبھی [illegible] ترقی تھی تو وہ یہاں کے باشندوں سے لڑا بھی کرتے تھے اور چونکہ آریہ لوگ انکی نسبت بہت بہادر تھے اور ہتھیار بھی عمدہ رکھتے اور زرہ بکتر لگاتے تھے۔ اس لئے اپنے مخالفوں پر فتح پاتے تھے۔ آریہ لوگ [illegible] اور آگے بڑھتے گئے۔ آخر یہ ہوا کہ جو میدان پنجاب سے بھی زیادہ زرخیز ہے اور گنگا اور اُسکے [illegible] سے سیراب ہے۔ اُسکے فتح کرنے پر [illegible]۔ آخر دشمنوں بھی وحشی لوگوں کو [illegible] ہو گئے۔ آریہ لوگ دریائے سرسوتی کے درمیانی ملک کو برہمرشی دیش اور جو ملک اُسکے مشرق میں [illegible] تک ہے۔ اُس کو [illegible] اور [illegible] آریہ ورت کہا کرتے تھے۔ آریہ لوگ [illegible] کی نسبت [illegible] سے [illegible] کر دیتا [illegible] آریہ لوگ [illegible] تھے [illegible] اُنکی نسبت یہ بھی [illegible] اب تک [illegible] بیٹھے تھے۔ [illegible] ویدوں میں [illegible] سے [illegible]"۔

تاریخ ہندوستان

کے صفحہ [illegible] [illegible] ہندو [illegible] ہیں [illegible] سب [illegible] ذکر پایا جاتا ہے اور انکو [illegible] کے قابل سمجھے گئے۔ مسٹر کالبروک صاحب [illegible] ویدوں میں کوئی ایسا مقام نہیں مل سکا جس سے [illegible] [illegible] ثابت [illegible] کی [illegible]

فانی ہے۔ وہ خدا حقیقی ہے نہ زبان کو اُس کے بیان کی طاقت ہے۔ اور نہ عقل کو اُسکی ادراک کی قدرت۔ وہ سب میں عیاں اور سب پر غالب ہے۔ ایسے علم بیحد اور حکمت غیر متناہی سے مسرور ہے۔ زمان اور مکان سے منزہ ہے۔ اُسکے پاؤں نہیں مگر بہت تیزی سے چلتا ہے۔ اُسکے ہاتھ نہیں لیکن کل عالم کو اٹھائے ہوئے ہے۔ اور بے آنکھوں کے سب چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور بغیر کانوں کے ہر آواز کو سنتا ہے۔ سب کو سمجھتا ہے اور کسی سمجھانے والے کا محتاج نہیں۔ پیدا کرنے والا بچانے والا۔ اور کل اشیاء کی صورت پلٹنے والا وہی ہے۔

اسی تاریخ کے صفحہ ۹۱ پر آریوں کے علم حالت یونانیوں سے مقابلہ کرتا ہے "اگرچہ اُن دونوں قوموں کے قواعد اور انتظام کے طریقے [illegible]۔ ہر دو فن کی کیفیت اور عام تہذیب و شائستگی [illegible] کا مقابلہ کیا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے کہ آریہ لوگ یونانیوں سے اور تربیت میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ آریوں کے ملکی جھگڑے بہ نسبت یونانیوں کے بہت کم ناشائستہ تھے۔ اور وہ دشمنوں سے بہت ترحم کے ساتھ سلوک کرتے تھے اور [illegible] علوم میں انکو بہت زیادہ دسترس تھی اور خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کے [illegible] اسی زمانہ میں ایسی انکو حاصل ہو گئی تھی جس میں ایتھنز کے اعلیٰ ترقی [illegible] میں وہاں کے نہایت تیز عقل اور دانا آدمیوں کے اور بہت تھوڑی تھی"۔ ایلفنسٹن صاحب کی تواریخ ہند سے یہ بھی واضح ہے کہ "آریہ لوگ قدیم سے فلاسفی کے مشہور ہیں" اور فلسفہ اور ہندسہ اور طبعیات کے استاد اول بھی ہیں [illegible] میں یہ فلاسفی اُنکے [illegible] تصنیف ہوئی ہیں سو وہ یہ ہیں۔ اول سانکھ درشن جسکا مصنف کپل۔ دوم یوگ درشن جسکا مصنف پتنجلی۔ سوم نیائے درشن جسکا مصنف گوتم۔ چہارم ویشیشک جسکا مصنف کناد۔ پنجم میمانسا جسکا مصنف جیمنی۔ ششم ویدانت جسکا مصنف ویاس ہے۔

[illegible] ہر ایک شخص ان اپنی ماحصل علم و عقل بیان سکتا ہے۔ کہ آریہ دھرم آریہ قوم اور انکی تصنیف وید مقدس سب سے قدیم ہیں کیونکہ تمہاری ہمارے حق میں غیر [illegible] ہیں [illegible] انصاف کریں کہ آریہ دھرم "آریہ قوم کس عظمت و شان کے لائق ہے" [illegible] لفظ [illegible] اور کون لوگ اسکا استعمال کرتے ہیں [illegible] سنسکرت لغات میں [illegible] کا نام و نشان نہیں ہے۔ [illegible] کی تصنیف شدہ ویدوں [illegible] کی کتھا [illegible] کے زمانہ تک بھی یہ لفظ کسی سنسکرت [illegible] فارسی لغت کے دیکھنے سے اسکے معنے چور۔ سیاہ وغیرہ کے پائے [illegible] ہندو [illegible] لفظ ہندو در محاورہ فارسیان [illegible] سکندر نامہ [illegible] فارسی کی کتب ایسی کوئی [illegible] جس میں اس لفظ کو بُرے طور پر استعمال نہ کیا ہو گلستان سے لیکر [illegible] وغیرہ تک [illegible] معنوں میں [illegible] اس سے بھی [illegible] معنوں میں مستعمل ہے۔ پس زیادہ تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ [illegible] اور [illegible] کا اقبال [illegible] ہے۔ جس سے ہر طرح ثابت ہے کہ یہ نام [illegible] دشمنوں نے موضوع کیا تھا۔

آریہ کہتے ہیں [illegible] نیک و خداشناس اور سماج یعنی مجلس یا انجمن [illegible] آریہ سماج کے معنے ہوئے ویدوں کے پیروں یا خداشناسوں یا نیکوں کا جلسہ جس سے کوئی [illegible] نہیں رہی اب نہیں معلوم کہ وہ کونسا ادب [illegible] لوگ

برخلاف وید مقدس کے کرتے ہیں۔ بعینہٖ خیال تھا تو ایسا کوئی امر نہیں ہے کہ جسکی ہدایت وید نہ بتلاتے ہوں۔ مگر آریہ لوگ مذہبی طور پر اُسے بجا لاتے ہوں۔ معترض نے بھی کوئی بات نہیں بتلائی جسکا جواب دینا ہمارے ذمہ ہوتا۔ اسواسطے دعوےٰ بلا دلیل خود مدعی کی تذلیل ہے۔ جسے کسی طرح سے حاجت تفصیل نہیں۔

رگ وید، یجروید، سام وید، اتھروید میں ہر ایک امور روحانی و جسمانی کی بخوبی سے ہدایت ہے۔ تو کسی طرح محتاج دیگر دریا شکایت نہیں۔ ہاں انکی ایک ایک شرتی حق پسند طبیعتوں و صداقت کے طالبوں کو رہنمائے سعادت ہے۔ انہیں پر تمام امور کا بود الہام کا دار و مدار ہے۔ اور ادھورا و ناکامل نہ چھوڑنا انکی کاملیت کا اظہار بلکہ افتخار ہے۔ شتپتھ ایتریہ۔ سام و دھان اور گوپتھ ان چار برہمنوں میں (جو کہ وید کی تفسیریں ہیں) بھی مفصل تشریح و توضیح آریہ دھرم کی موجود ہے۔ کپل و پتنجلی (یعنی چھ شاستروں) اور دس اُپنشدوں میں بھی انہیں اصول پر حکما و آریہ ورت کے دیا کھیان مذکور ہیں جن سے ست دھرم کی صداقتوں کے ظہور ہیں۔

قولہ۔ وہ بحیثیت مجموعی کسی قدیم ہندو مذہب میں نہیں پائے جاتے

اقول۔ ہندو مذہب کی قدامت کی نسبت سوائے اس کے میں کیا کہوں

یکے بر سر شاخ و بُن مے برید خداوند بوستان نگہ کرد و دید
بگفتا کہ این شخص بد میکند نہ با من ولیکن بخود میکند

حضرت آپکا سوال سراپا غلط بلکہ وہم و خیال ہے **قولہ** اور نہ کسی وید بھاشی اور نہ کسی شاستر میں یکجائی طور پر انکا پتہ ملتا ہے۔ **اقول** معلوم نہیں کہ کس کو پتہ نہیں ملتا۔ آیا مرزا غلام احمد صاحب الہامی کو یا سنسکرت کے فاضل پنڈتوں کو۔ اگر شق اول ہے۔ تو قابل تسلیم کے قابل ہے اور اسکا علاج لیاقت کا محتاج ہے۔ مرزا صاحب سنسکرت سے محض لاعلم اور ناآشنا ہیں۔ پس انکو وید بھاشی اور شاستروں سے پتہ نہ ملنا سراسر اصول و قیاس ہے اور اس حالت میں انکا معترض ہونا جسقدر کہوں اُسی قدر ناروا ہے۔ اگر شق ثانی ہے تو محض نادانی ہے۔ یکجائی طور پر اگر پتہ نہ ملتا۔ تو لاکھوں علماء و فضلاء کیوں ایکا ایک و فقیر سنیاسی اسکے پیرو ہوتے۔ اور مولوی محمد قاسم اور المنشور جیسے کیوں پشیمانی میں سر دھنتے اور روتے۔ جس شخص نے صدق دل و نگاہ غور سے ست دھرم و چار میلہ چاندا پور۔ اور ستیارتھ جیسے مباحثہ بریلی۔ اور سوال جواب مباحثہ جالندھر۔ و شاستر ارتھ کاشی وغیرہ مباحثہ جات سوامی جی مہاراج کے دیکھے ہوں۔ وہ سوامی جی کی تردیدائی اور درفشانی کا قائل و مُعترف ہو سکتا ہے۔ ہم اس مقام پر ناظرین حق لینے کے واسطے چند سطریں خصوصاً پیش کر کے اُنکے مطالعہ کی انصافانہ طور سے سفارش کرتے ہیں

واضح ہو کہ یہ میلہ صرف دو روز رہا۔ قبل شروع ہونے میلہ کے بعض مولوی صاحبان نے سوامی دیانند سرسوتی جی کے ڈیرہ پر تشریف لیجا کر فرمایا۔ کہ بہتر ہوا اگر اہل ہنود و اہل اسلام ملکر پادریوں کے مذہب کی تردید کریں۔ سوامی جی نے فرمایا کہ اس میلہ میں مباحثہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کسی کی طرفداری نہ کرے۔ بلکہ میری سمجھ میں تو یہ اچھی بات ہے کہ ہم اور مولوی صاحبان اور پادری صاحبان تینوں محبت سے ملکر ست کی تحقیقات کریں کسی سے برخلافی کرنی واجب نہیں۔ داناؤں نے سچ کہا ہے۔

بنائے کار بنہ در ثبات دین باش کہ ہر بنا کہ نہ اصل ست پائدار بود
در تردد رو نجات مدان ہیچ خصلت بہ از ثبات مدان
میل داری بہ رفعت درجات در معانی ثبات ورز ثبات

ناظرین! کیا ایسے موقعہ پر سوامی جی کا راستی اور ست دھرم کی طرف دائم رکھنا اور فریب میں شامل نہ ہونا۔ اس بات کو ثابت نہیں کرتا کہ جوہر صداقت کی پوری چاشنی اُنہیں حاصل ہو چکی تھی۔ اور غیر حق سے اُنکی طبیعت قطعی بیزار تھی۔

مرزا نے جس قدر توہمات کا طوفان اٹھایا۔ اُسکو طوفان نوح سے بھی بڑھا دیا۔ اور اگر سچ پوچھو تو راستی کا خون بہا دیا۔

قولہ۔ بلکہ منجملہ ان ذخیرہ متفرق خیالات کے کچھ تو پنڈت دیانند صاحب کے دل کے بخارات ہیں۔ اور کچھ ایسے بیجا تصرفات ہیں کہ کسی جگہ سے سر اور کسی جگہ سے ٹانگ لی گئی ہے۔ غرض اس قسم کی کار سازیوں سے اس فرقہ کا قالب تیار کیا گیا ہے

اقول۔ مرزا صاحب اسلامی تعصب کے بخارات نکالے بغیر نہیں رہتے اور انکی قوت میں جو سمایا ہے کہتے ہیں۔ حضرت گھبرائیے نہیں۔ یہ پنڈت جی کے دل کے بخارات نہیں ہیں بلکہ صداقت کے احکامات اور وید مقدس کی ہدایات ہیں۔ ست شاستروں کے فرمان ہیں اور علمی و ثانوی کے بیان سدھانت سے ہیں جن کی نفرت اور توہمات سے قطعی بیزاری ہے۔ بیجا تصرفات کا الزام لگانا اور کارسازیوں کا اتہام دھرنا آفتاب کو دامن سے چھپانا اور چاند پر گرد اڑانا ہے۔ مگر درحقیقت آپکا ذرہ قصور نہیں صرف مذہبی تعصب کا قصور یا اسلام کا الہامی نور ہے۔ جو آپکو حق کی جانب سے روکتا ہے اور ناحق کے گرداب میں جھونکتا ہے۔ پس واجب سمجھتا ہوں کہ آپکو اسکا ثواب ماحصول بخشا کروں۔ اور تمام دفتر معقولات کو آپکے روبرو دہراؤں۔ مضامین چرانا اور کسی کا سر اور ٹانگ اوڑانا کسی اور کا شیوہ ہے۔ نہ کہ سوامی جی کا۔ غور سے مطالعہ فرمائیے

موسیٰ و اسمٰعیل و اسحاق و ابراہیم و لوط و یوسف و یعقوب وغیرہ کے قصہ جات کو توریت موسوی سے اڑایا۔ داؤد و سلیمان۔ ایوب وغیرہ کے واقعات کو صحف انبیاء اور [illegible] کی کتابوں سے حفظ فرمایا آدم و حوا۔ اور شیطان کے ورغلانیکی حکایت کو طالموت اور موسیٰ کی پیدائش کی کتاب سے چرایا۔ ابراہیم کا بتوں کو توڑنا اور جنات کے قصے فرشتوں اور کا سوال و جواب قبر اور جہنم کا سات حصوں پر تقسیم فرمانا قیامت کے روز ہاتھ و پاؤں وغیرہ اعضاؤں کا کلام میں آنا اور شہادت دلوانا غسل اور طہارت و تیمم اور روزہ کھولنے کا بیان یہ سب یہودیوں کی حدیثوں اور تواریخ سے نکلوایا۔ چنانچہ طالموت و میدراش و [illegible] مضامین مذکور ہیں۔ جو اس ظلمت کے دور کرنے کے واسطے بمنزلہ نور ہیں۔ عیسیٰ کا ہنڈولے میں باتیں کرنا اور لڑکپن کے معجزے جو آل عمران اور مریم اور تحریم کی سورتوں میں ترقیم ہیں۔ اور اسی طرح اصحاب کہف اور قصہ رقیم جنکا سورۂ کہف میں بیان ہے وہ محمد نے عیسائیوں کی احادیث سے لیکر قرآن میں لکھوایا۔ چنانچہ افرائیم نامی کتاب اور انجیل طفولیت میں مفصل درج ہیں۔ میزان اور معراج کی باتیں قدیم آتش پرستوں کی حکایتوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ اور حدیقہ نامی کتاب سے چھانا گیا ہے۔ کعبہ اور آب زمزم قدیم قریشی بت پرستان عرب سے اور بیت المقدس کی تعظیم کا عیسائیوں اور یہودیوں سے رواج پایا۔ خضر کا قصہ جو کہف میں ہے وہ بھی یہودیوں کی حدیثوں کا جز و توڑ ہے۔ لقمان اور سکندر کے قصص نے (دور انقیاس) یونانیوں کی تواریخوں سے جلوہ دکھایا۔ کچھ سنی سنائی باتوں پر عمل فرمایا اور باقی امورات خانگی و جنگ و جدال روز مرہ کو کمال عمر دس خیال سے درست کر کے الہام دربار بنایا۔ غرضیکہ مختلف قصہ جات و فسانہ جات و بیانات کو مع اپنے

* یہ ایک غلط سفر فرمایا ہے ہم کو یقین سے کہ ہونے عیسائی و محمدی مذہب کی بنیاد آتش پرستوں کے مذہب پر قائم ہوئی ہے۔ کیونکہ شیطان و عزازیل کا وجود پارسیوں سے مستعار ہوئی (شیطان و عزرائیل) انکی کتابوں میں موجود ہیں۔ تصدیق اسکی کتاب سفر جنگ دساتیر سے بخوبی ہو سکتی ہے پہلے ہم کو خیال تھا کہ ملیشہ کی میلہ کو بھول گئے بھی ہم کیا۔ مگر اب ان کتابوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس تودہ طوفان کے بپا کرنے والے آتش پرست ہیں یا کوئی ان آتش پرستوں سے بھی پہلے ہوگا جس کی نقل انہوں نے کی ہے

یہ کسی طرح جائز نہیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ روحیں اَنادی ہیں۔ نیستی سے ہستی میں نہیں آئیں۔ اور یہی ثابت کرنا ہمارا مطلب تھا۔

۴۔ دعوےٰ۔ روحیں ابدی ہیں اس واسطے ازلی یا انادی بھی ہیں۔

دلیل یہ ہے۔ ابدی ہونا مسلم فریقین ہے اسواسطے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ابدی کے معنے وہ زمانہ جسکی انتہا نہ ہو۔ اب مقام غور ہے۔ کہ ابدی روحیں کیوں ابدی ہیں۔ جو ظاہر ہیں کہ (۱) وہ مرکب نہیں تاکہ ترکیب پذیر ہوویں۔ (۲) وہ چیتن اور لطیف جوہر ہیں اسیواسطے وہ مردہ نہیں ہو سکتے۔ علیٰ ہذا۔ اب ہم وجوہات کو اگر منقلب کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ انتہا کا ماصرف پیدائش کی غرض سے ہے ورنہ جسکی پیدائش نہیں اسکی انتہا نہیں۔ تو روحیں ترکیب پذیر اور نہ منقسم ہونیوالی چیز ہیں۔ پھر انکی پیدائش کسطرح ہوئی کیونکہ ہر چیز ترکیب پذیر کا انحلال لازمی۔ اور وجود بعد العدم کا نام حادث ہے۔ مگر جبکہ روحوں پر عدم نہیں ہے تو حدوث بھی لازم نہیں ہوتا کیونکہ بحکم علوم متعارفہ (۱) کے ناممکن ہے۔ جیسا کہ ایک کنارہ کا دریا ناممکن ہے۔ اور جسطرح آفتاب ناممکن میں اندھیرا ناممکن ہے ویسے ہی ابدی کا حادث ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ بحکم معدوم شدہ اور یہ اجتماع ضدین باطل ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ روحیں انادی ہیں اور یہی مطلوب تھا۔

۵۔ دعویٰ۔ روحوں میں فنا یا موت نہیں اس واسطے روحیں خدا کے قبضہ قدرت میں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہینگی۔

دلیل یہ ہے۔ کہ موت نام روح اور جسم کی جدائی کا ہے۔ ورنہ موت اور کوئی چیز نہیں اور روحوں کے واسطے بالذات موت نہیں۔ کیونکہ وہ باقی ہیں اور نہ روحوں میں کوئی ایسا مادہ ہے۔ جو کبھی تحلیل ہوا ہو یا کبھی اُس سے اخراج پذیر ہوا اسواسطے کہ وہ جاندار نہیں۔ پس بحکم (۲) علوم متعارفہ کے اُس سے روحانیت برآمد بھی نہیں ہو سکتی۔ علاوہ بریں جڑھ و چیتن کی ایکتا یعنے وحدت الوجودی ناممکن ہے اور یہ بموجب حکم ۲ علوم متعارفہ باطل ہے۔ لہٰذا روح کے بالذات چیتن اور مرگ سے مبرا ہونے اور فنا کے آزاد ہونیکے سبب سے اُسکی انتہا نہیں۔ اسی واسطے بہرطور ثابت ہے کہ روح انادی ہے اور یہی ثابت کرنا ہمارا فرض تھا۔

اب مادہ یعنے مٹی کے انادی ہونے پر چند دلائل بھی ارقام کرتا ہوں۔ گذارش ہے کہ مرزا صاحب انکو بھی غور سے مطالعہ میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں۔

(۱) چونکہ خدا غیر مادی ہے اسواسطے مادی دنیا کا اُس سے نکلنا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی چیز سے وہی چیز نکلتی ہے جو پہلے اُسکے اندر موجود ہو۔ اور جو موجود نہ ہو وہ کسی طرح نہیں نکل سکتی۔ بحکم علوم متعارفہ (۲) اسواسطے مادہ انادی ہے۔

(۲) دنیا صرف قدرت سے نہ بن سکتی ہے۔ اور نہ حکم سے کیونکہ قدرت قادر کی ایک صفت ہے اور کوئی صفت اپنے موصوف سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ اور بحکم ۵ علوم متعارفہ حکم بغیر محکوم عمل پذیر ہو اور جو کہ لازمی ہے۔ اور حکم صرف تنبیہ ہے۔ بناوٹ کا شبہ ہے لہٰذا ناممکن ہے بلکہ مادہ سے۔ پس مادہ انادی ہے۔

(۳) پدارتھ ودیا یعنے علم سائنس کا پہلا اصول ہے کہ کوئی چیز نیستی سے ہستی میں نہیں آتی مگر ہستی سے یعنے

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः

جو نہیں ہے اس کا کسی طرح بھاؤ یعنی پرکاش نہیں ہوتا۔ اور جو ہے اسی کا بھاؤ یا پرکاش ہوتا ہے۔ ہستی سے ہستی ہوتی ہے۔ اسکے برخلاف ہستی سے نیستی یا نیستی سے ہستی کبھی نہیں ہو سکتی اسواسطے مادہ انادی ہے۔

(۴) جسوقت بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا کے پیدا کرنیوالا خدا ہے۔ تو لابد سوال ہوتا ہے کہ کہاں سے اور کس چیز سے۔ محمدی لوگ اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ عدم میں سے بمدد قدرت خود کے بنایا۔ اس پر جب یہ سوال ہے۔ کہ عدم محض سے عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔ اور عدم یہ جو قدرت ہے۔ وہ خود عدم محض کا حکم رکھتی ہے۔ تو جواب یہ ملتا ہے کہ اپنے سے بنایا۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ اپنے سے بغیر اپنے کوئی چیز نہیں نکلتی۔ پس جواب دیتے ہیں کہ جو وہ اپنا حصہ ہے جس سے دنیا خدا کا ٹکڑا یا کوئی جزو معلوم ہوتی ہے۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ دنیا خدا کا ٹکڑا ہے اور بیجان ہے۔ پس جو چیز جزو میں ہے وہی کل میں ہوگی۔ بحکم ۳ و ۴ علوم متعارفہ) چونکہ یہ مادی اور بیجان ثابت ہے لہٰذا خدا بھی جڑ تسلیم ہوتا ہے بجائے روحانی۔ جلالی اور زندہ اور عالم کل۔ مگر یہ مسلم ہے کہ خدا زندہ اور جلال والا اور عالم کل ہے۔ پس دنیا اُس سے نہیں بنی اور نہ اُسکا ٹکڑا ہے۔ بلکہ مادہ سے بنی ہے۔ اور مادہ خدا کے قبضہ قدرت میں انادی زمانہ سے موجود ہے۔ قدرت اور علم اور ارادہ قدیم سے بموجب قاعدہ قدیم کے خدا اُسکا بنانیوالا ہے۔ کیونکہ کوئی ذرہ (چیز) خود بخود بن سکتی ہے اور نہ فنا ہو سکتی ہے۔ پس روح چیتن اور زندہ اور غیر مرکب ہے۔

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः ॥

ترجمہ شستر یعنے اسلحہ اُسکو کاٹ نہیں سکتے۔ آگ اُسکو جلا نہیں سکتی۔ پانی اُسکو بھگو نہیں سکتا اور ہوا اُسکو خشک نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ مفرد لطیف اور زندہ ہے جسے باصطلاح حکماء بسیط کہتے ہیں وہی انادی ہے۔ روحیں انادی زمانہ سے پرماتما کی مالکیت اور قبضہ قدرت اور محکومیت اور معبودیت میں موجود ہیں۔ اُنکے کرموں کے انوسار پرماتما نے انت شکتی مان اور نیائے کاری ہونے سے مختلف اجسام کو مادہ سے خلقت کرکے جزا و سزا دیتا ہے۔ ہاں روحیں اور مادہ یعنے سب چیزوں کے بنانے کا علم اُس عالم الکل کے گیان میں قدیم اور انادی زمانہ سے موجود ہے اور ایشور کے قبضہ و قدرت و محکومیت و معبودیت میں انادی زمانہ سے یہ روحیں اور مادہ ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا۔ جو یہ اُسکے قبضہ اور قدرت اور معبودیت اور ملکیت سے باہر ہوں یا نہ ہوں۔ پس عدم سے وجود میں آنا۔ [illegible]

خود غلط املا غلط انشا غلط ہست ایں مضمون زسر تا پا غلط

اب ناظرین پر یہ امر ہویدا کرتا ہوں کہ قرآن نے روح کی بابت کونسی نئی تعلیم فرمائی ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی یعنی "اے محمد اگر تجھ سے روح کی بابت سوال کریں تو مجمل جواب کہ خدا کا حکم یا حکمت" اس سے بھی ثابت ہے کہ روح انادی ہے مگر سمجھنا آسان نہیں تھا۔ اسواسطے خلقت کو حیرانی میں ڈالا صریحاً ثابت ہے کہ جب سے حاکم ہے تب سے حکم ہے۔ کیونکہ خدا کے قدیم کا حکم و علم و ارادہ قدیم ہے اور جب سے حکیم ہے تب سے حکمت ہے بلکہ باہم لازم و ملزوم ہیں۔ مگر اے مرزا صاحب آپ اس معاملے میں کیونکر جرأت کرتے ہیں۔ اور کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ جبکہ خود قرآن ہی اس معاملہ میں کم زبان ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنے نہیں علم دیا گیا تمکو مگر تھوڑا زیادہ اعتراض مت کرو اور مت پوچھو۔ یہاں کی مثال ہے ایک نہیں اور سو سکھ یعنی ایک نفی و انکار اور صد آرام۔ مفسر تفسیر حسینی کہتا ہے کہ "علم روح مخصوص است بعلم خدا تعالیٰ و غیر حق سبحانہٗ تعالیٰ کسے بداں دانا نیست" در حقیقت یہ وہی امر ہے جسکا سوال اہل مکہ نے یہود کے سکھلانے سے حضرت محمد سے پوچھا تھا واسطے اُنکے آزمانے کے اور حضرت نے وعدہ کیا کہ کل بتاؤنگا۔ بعد اسکے اٹھارہ روز تک مگر بیس یا چالیس دن چھپکر سوچتے رہے۔ مگر کوئی جواب نہ بن سکا۔ آخرالامر لاچار ہو کر یہ فقرہ تراشا کہ تم کو علم نہیں دیا گیا زیادہ اعتراض مت کرو۔ اور مت پوچھو" دیکھو حاشیہ قرآن صفحہ ۴۹۸ ترجمہ عبد القادر صاحب دہلوی مولفہ سنہ ۱۲۰۵ ہجری۔

اے ناظرین کیا یہی جواب ہے کیا اسی دعوے کا خدا کی طرف سے خطاب ہے۔ مرزا صاحب جب قرآن واضح البیان ہے تو براہین احمدیہ کی کونسی حقیقت و شان ہے۔ جو اسکے

بانگی۔ قوت کے ہمد کرایا اور کچھ مطابق محاورہ عرب کے قافیہ ملاکر اپنے سفری خیالات کو بھی ساتھ ملایا۔ گویا اسی بات کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ ذرا غور سے دیکھو اور انصاف سے بیان کرو کہ اعتراض کس پیمانہ حال ہے۔ کس کا قالب کارسازیوں سے تیار کیا گیا۔ اور کون کتاب اسلام ذوالجلال ہے کون مذہب ذخیرہ متفرق خیالات کا ہے۔ اور کون پر انتا کی بکسایات سیوایا ہے۔

اب ہر ایک دانا انصاف پسند بیان سکتا ہے کہ ان قصہ جات کے مجتمع کرنے کیواسطے کدرن بنتے اسلام کی ورکا ہے۔ اور کس نئی بات کا اُن کتابوں سے بڑھکر قرآن میں اظہار ہے۔ اگر کوئی بات ایسی ہے جو اُن کتابوں میں بے نشان ہے۔ اور قرآن اس بارہ میں فصیح البیان ملکہ رکھتا۔ و بیان ہے۔ تو جسطرح ہو سکے ضرور دکھلاویں۔ اور اپنے قرآن کی شان کو بڑھا دیویں۔ ورنہ تواریخی طور پر بھی قرآن قابل اعتبار نہیں چہ جائیکہ الہامی قرار دیا جاوے۔

قولہٗ اور پہلا اصول اس فرقہ کا یہی ہے۔ جو پرمیشور روحوں اور اجسام کا خالق نہیں بلکہ یہ سب چیزیں پرمیشور کیطرح قدیم اور انادی اور اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشور ہیں۔"

اقول۔ آریہ سماج کا پہلا اصول یہ نہیں ہے۔ بلکہ کوئی شخص جو آریہ سماج سے ذرہ بھی واقفیت رکھتا ہے۔ آپکی ضرور تکذیب کریگا۔ اور آریہ سماج کے اصول دیکھنے سے آپکو خود ہی شرمندہ ہونا پڑیگا کہ آپکے اعتراضوں کی خدا کے فضل سے بسم اللہ ہی غلط ہوئی سچ ہے دھوکہ دینا اسی کا نام ہے۔ اور فریب بازی آپ پر اختتام ہے۔ آریہ سماج کا اصول نمبر ا یہ ہے۔ وہ سب ست ودیا اور ودیا سے جو پدارتھ جانے جاتے ہیں۔ اُن سب کا آدی مول پرمیشور ہے اگر سے

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن
آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

آریہ سماج کا ویدوکت ریت سے یہ نشچا ہے۔ کہ ایشر سدا سے سرشٹی رچتا۔ پالن کرتا۔ اور پرلے کرتا ہے۔ اور اسی طرح کرتا رہیگا۔ کیونکہ اُسکے گن۔ کرم۔ سبھاو انادی ہیں۔ رگوید میں حکم ہے

सूर्यांचन्द्रमसौधातायथापूर्वमकल्पयत्
दिवञ्च पृथिवींचान्त।रिक्षमथो स्वः॥

"پرمیشور جیسے پہلے کلپ میں سوریہ۔ چندر۔ دیو۔ پرتھوی۔ انترکش آدی کو بناتا ہوا ہی اب بنائے ہیں۔ اور آگے بھی ویسے ہی بناویگا۔ پرمیشور کے انادی ہونے سے انادی کال سے تمام جگت کو بنانا بھی ضروری ہے۔ گن۔ کرم۔ سبھاو کے انادی ہونے سے پربھو پرمیشور کا حکم ہے کہ پرماتما انادی زمانہ سے جگت کا کرتا ہے۔ اور صدہا منتر ویدوں میں سرشٹی کی پیدائش کے بارے میں ہیں۔ کہ پرمیشور ہمیشہ سے اُسے پیدا کرتا۔ دھارن کرتا اور ناش یعنی پرلے کرتا چلا آیا ہے اور اسیطرح کرتا رہیگا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ سے موصوف بصفات مذکورہ ہے اور اسی کو آریہ لوگ مانتے ہیں۔ مگر محمدی لوگوں کی طرح اُسکو ۶ یا ۷ ہزار سال سے خالق۔ رازق۔ و مالک و رحیم و عادل و قادر مطلق نہیں مانتے۔ اور نہ اُن سالوں سے پہلے اُسکو معزول و بیکار جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ عقیدہ سراسر نکوہیدہ ہے اور اُسکا ماننے والا امید حاجت کی گامی ہوتا ہے۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوا کہ روح انادی ہونے پر چند دلایل اتمام کی جاویں دھوھلا

علوم متعارفہ

۱۔ جو چیز جہاں ہوتی ہے۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔
۲۔ جو چیز جہاں نہیں ہوتی۔ وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی۔
۳۔ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُس کی جزو میں بھی ہوتا ہے۔
۴۔ جو کل میں نہیں ہوتا ہے وہ جزو میں بھی ناممکن ہے۔
۵۔ اگر کسی مقدار معین کے برابر حصے کئے جاویں تو وہ سب آپس میں برابر ہونگے۔
۶۔ اگر کسی وزن یا پیمانہ مقررہ سے کئی چیزیں یکساں تولی جاویں تو وہ سب وزن میں برابر ہونگی۔
۷۔ اجتماع ضدین باطل ہے۔
۸۔ قدیم چیز کی سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں۔
۹۔ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔
۱۰۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔
۱۱۔ جو پیدا نہیں ہوا ہے وہ نہیں مریگا۔ اور جو پیدا ہوا ہے وہی مریگا۔

۱۔ دعوےٰ۔ پرمیشور قدیم ہے اور اس کی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اگر روحیں انادی نہ مانی جاویں۔ تو خدا کی صفات زائل ہوتی ہیں۔

اس پر **دلیل** یہ ہے چونکہ یہ امر مسلّم فریقین ہے کہ پرمیشور اور اُسکی سب صفات اور علم اور ارادہ قدیم ہیں۔ اسواسطے اس پر بحث کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ نہ مانا جاوے تو حادث ماننا پڑیگا پرمیشور جو مالکیت و رازقیت۔ عالمیت۔ و عادلیت و رحم و کرم وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ کیا یہ سب صفات اُسکی جدید و حادث ہیں۔ کیونکہ اگر روحیں قدیم نہیں تو سب صفات خدا تعالےٰ کے بھی قدیم نہ رہینگی جو بموجب (۸ و ۹) علوم متعارفہ کے ناممکن ہے اسی واسطے **روحیں** قدیم اور انادی ہیں۔ اور انادی پرماتما کی انادی قدرت (قبضہ) میں موجود ہیں۔ حادث نہیں۔ یہی ہمارا دعویٰ تھا۔

۲۔ **دعویٰ**۔ روحیں مجرد اور غیر مرکب چیتن ہیں۔ اسواسطے انکی پیدائش نہیں ہو سکتی۔

دلیل۔ یہ ہے پیدائش دو طرح ہوتی ہے۔ ایک اپنے آپ سے دوسری کسی غیر سے ملنے۔ آپ سے پیدائش بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک یقینی دوسری وہمی۔ یقینی جیسے کوئی اپنا جسم کا ٹکڑا یا جدا کرکے نافی جاوے۔ وہمی جیسے اندھیری رات تنہائی میں بھوت پریت یا چڑیلوں کے غلط خیال ہوتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ مانا جاوے کہ خدا نے روح کو پیدا کیا تو یہ سوال ہوتا ہے کیوں؟ اور کس چیز سے؟ اور کب؟ اگر یہ جواب دیا جاوے کہ اپنی قدرت کے اظہار کرنے کے واسطے اپنے جسم سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر جب چاہا بنا لیا یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ تو یہ اعتراض آتا ہے۔ کہ کیا خدا پر اس سے پہلے اسکی قدرت پوشیدہ تھی یا ظاہر۔ صورت اول غلط۔ صورت ثانی فعل عبث ہے۔ اپنے جسم کا ٹکڑا کاٹ کر روحیں بنانا اور انمیں دریا برد یا برآمد کا نقشہ ہوجاتا ہے اور بموجب (علوم متعارفہ) کے ہر ایک روح خدا ٹھہر آتا ہے۔ جو خلاف عقل نقل و فریقین ہونے سے باطل ہے علاوہ ازیں اُس طرف کمی آجاتی ہے۔ اور آمد نہ ہونے سے خدا منقسم ہوجاتا ہے۔ اور یہ کہ جب چاہا بنا لیا۔ یا جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ دو نو شق باطل ہیں کیونکہ چاہنا بغیر خواہش کے نہیں ہوتا۔ اور خواہش ایرادت (غیر میسر) کی ہوتی ہے جس سے خدا محتاج و کمزور ثابت ہوتا ہے جو بموجب مذہب فریقین کے باطل ہے۔ جب سے خدا ہے تب سے بنایا۔ یہ انادیت کو ثابت کرتا ہے مگر بنانے کی تردید۔ کیونکہ تقدم و تاخر صانع و مصنوع میں ضروری ہے۔ اسواسطے بنانا ثابت نہیں ہوتا بموجب (علوم متعارفہ) کے کیونکہ علم و معلوم و عالم لازم ملزوم ہیں۔ اور بموجب (علوم متعارفہ ۹) کے صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی اور نہ بموجب (علوم متعارفہ ۱۰) کے معلومات کے بغیر علم ہو سکتا ہے۔ اسواسطے ثابت ہوا کہ روحیں **انادی** ہیں اور انکی پیدائش نہیں ہو سکتی ہے۔ اور یہی مطلوب تھا۔

۳۔ دعوےٰ۔ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہستی سے نیستی ہو سکتی ہے۔ اسواسطے روحیں "انادی" ہیں

دلیل۔ نیستی کے معنی یہ ہیں کہ "جو کچھ نہیں" اور ہستی کے معنے یہ ہیں۔ کہ جو کچھ ہے۔ اگر ارواح نیست تھیں۔ تو وہ ہر گز کہیں بھی نہ ہونگے۔ اور بموجب (علوم متعارفہ ۲) کے جو چیز جہاں نہیں ہوتی۔ وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ بموجب حکم (علوم متعارفہ ۱) کے جو چیز جہاں ہوتی ہے۔ وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے۔ چونکہ روحیں اب موجود ہیں اس سے پھر بھی ثابت ہوتا ہے کہ روحیں کبھی کہیں نیست نہیں۔ اور وہ یہ بھی نہ ہونگے۔ اور عدم اُن

کے یوں کرنے پر تم تمہوسکے یہ مثل مشہور ہے کہ ملاں کی دوڑ مسجد تک۔ مگر ہاں آپ بھی تو تیشم میرزا خدا معاف رکھے تیمور نے علم غیب میں خیال ہوگا کہ "اگر بہ ستم ہمہ پیر تمام کنند ما کرم تو روح کا غیر ایک اور بغیر عبادت جو اقرب قیاس نہیں۔ اور تو سہی اس ایک آیت یا کسی روایت کے اپنے ساتھ قرآن شریف سے کوئی سورۃ آیت تو نکالئے اور قرآن کی اس کمزوری کو دور فرمائیے۔ اگر نہیں ہے تو سارا کیا دھرا خاک تو انسان ہوا اس دسہرا انعام میں سے چند مبلغان نکلوائیے صادق متعلق کو ہوا لگوائیے۔ یوں شاستر سکوانے اور ناظرین کی تسکین فرمائیے۔ اور اگر جو د لیاقت میں ہے۔ "تو یہ ہو بیٹھنے سے ملیا تم سوزن"

اس پیارے دشوار ہے اور ٹوٹے پھوٹے کا پڑھنا غیر قابل اعتبار ہے۔ مگر آپ کوشش کو ہاتھ سے نہ دیجئے۔ اور ہمیشہ شوریا سوزیر عمل کیجئے۔ افسوس کہ آپ موقع پر غافل رہے۔ تساہل کو کام فرمایا۔ چھ سات میل دور بیان گورداسپور وقادیاں) کے صاحب سعر گزرا۔ کیا حق ادا ہے ہر امر محمود و مسعود سراپا اسید مقبول بارگاہ خداوند سر سوامی دیانند جی کی خدمت میں جا نذر کر دل تعصب منزل کی تسلی کرتے۔ تو سرگردانی نہ اٹھانی پڑتی۔ اور بعد آپ کی وفات کے تیس میں کرنیکا موقع نہ ملتا۔ کسی دانا نے کیا سچ کہا ہے۔

در گیتی مرو نجم حشمۂ ہور
خوش نباشد بچشم موش کور
شور بختاں بآرزو خواہند
مقبلاں راز وال نعمت و جاہ
راست خواہی ہزار چشم چناں
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

اگرچہ وہ مہاراج رحلت گرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ مگر انکے لگائے ہوئے مبارک پودے اس گلشن شاداب کا حکم رکھتے ہیں۔ اور بفضل جگدیشور روز افزوں ترقی کر رہے ہیں اس کسی طرح انہیں باد مخالف سے صدمہ پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ ہدایات وید مقدس پرس چمنستاں کی خیابانی ہے اور بفضل برکت ہادی حقیقی یہ انکی عمر کرامی۔ بڑے بڑے فاضل و فلاسفر ان میں مہاجران ہیں اور دل و جان سے ست دھرم وید پر قربان ہیں۔

(۱) عالیجناب پنڈت شام جی کرشن ورما دیوان ریاست رتلام (حال سکرٹری کونسل راج اودیپور۔
۲۔ عالیجناب پنڈت گوپال راو ہری دیش مکھ پردھان آریہ سماج بمبئی۔
۳۔ عالیجناب رائے مولراج صاحب بہادر ایم۔ اے۔ سب جج وایپ پردھان پراوپکارنی سبھا اجمیر۔ (حال جج عدالت خفیفہ امرتسر)
۴۔ عالیجناب پنڈت دوارکا داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ پرنسپل مہندر کالج پٹیالہ (حال وکیل چیف کورٹ مقیم انبالہ)
۵۔ عالیجناب پنڈت گورودت صاحب ورما ایم۔ اے۔ اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔
۶۔ عالیجناب پنڈت امراؤ سنگھ صاحب شرما ماسٹر کالج رڑکی و سکرٹری آریہ سماج رڑکی
۷۔ عالیجناب لالہ سائیں داس صاحب ورما پردھان آریہ سماج لاہور
۸۔ عالیجناب پنڈت نرائن کول صاحب شرما جج عدالت صدر جموں۔
۹۔ عالیجناب رائے نرائن داس صاحب ورما ایم۔ اے۔ رئیس راولپنڈی۔
۱۰۔ عالیجناب پنڈت بھیم سین صاحب شرما مقیم پریاگ راج۔
۱۱۔ عالیجناب پنڈت رگھودت۔ بی شرما اپدیشک آریہ سماج کلکتہ۔
۱۲۔ عالیجناب پنڈت گنگا دین صاحب رئیس بہادر
۱۳۔ عالیجناب منشی جوتش سروپ صاحب ورما سکرٹری آریہ سماج میرٹھ۔
۱۴۔ عالیجناب منشی لچھمن سروپ صاحب ورما پردھان آریہ سماج میرٹھ۔
۱۵۔ عالیجناب منشی آنند لال صاحب ورما بھائیدار آریہ سماج میرٹھ وغیرہ وغیرہ۔

مگر انکی طرف عدم توجہ کا تو اصلی سبب یہی ہے کہ ہمیں پہلے اپنی قوم کی اصلاح کرنی منظور ہے۔ اور اول خویش بعد درویش کی مثل مشہور ہے۔ یہ میرا ہی دعویٰ ہے کہ ہر ایک آریہ سماج میں آبادی ہے۔ اور ایک شہر میں ست دھرم کی منادی ہو رہی ہے وہ وقت ہے کہ جو دوا سو بار اگیا۔ قتل الکاذب کو کر سراُسکا کمہ تن سے اڑایا۔ مگر مرزا صاحب گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے ہر ایک اپنی مذہبی منادی کے واسطے آزاد ہے عقلاء اس تحقیق پر متفق ہیں کہ دل میں وہی مدعا ہو تو وہ صاف روشن سری سوامی دیانند جی نے اول تو وید مقدس کا درس حاصل کیا۔ اور اس وقت جب کہ آریہ ورت میں جہالت اور تاریکی روز افزوں۔ محمدی اور عیسائی آریہ نسل کا خون کر رہے ہیں۔ راستی عدم ہمدردی کے سبب تن مسار ہے۔ اور ناراستی متعصب دلوں کی بدولت بر سر بازار ہو لوگ ویدوں کو چھوڑ کر گویا گرو سادو ہی قصہ جات کو ایمان جا رہے ہیں۔ اور رنگا رنگ فرضی پیر پرستیوں کو زندگی کا معراج مان رہے ہیں۔ مگر پوری سے مطلب اور دھوکہ دینے سے غرض ہے۔ ورنہ کوئی نہیں سوچتا کہ دھرم کس بلا کی مرض ہے۔ تب انہوں نے سوامی برجانند جی سرسوتی اپنے گرو کی آگیا اور سارے جگت کے سدھار پر کمر ہمت باندھی۔ اور وید مقدس کی تلقین تدریس کا دفتر کھولا۔

گوش اہل جہاں تو خوش صدائے راستی دادہ
وید وید چوں آں رہنمائے راستی دادہ
کشادہ ایزدی دار التعلیم وید و عالم
مہ وید جملہ گنج نہاں دوائے راستی دادہ
زود وارویں و دنیا رنگ کدورت از دلہا
چو آں روشنگر صادق جلائے راستی دادہ
ہمہ اسلام کاذب سرنگوں گشتند در عالم
نشاں خورشید ساں چوں زلوائے راستی دادہ
عبادت ماہتاں کردن مردار مردگاں جستن
مرصع ایں ضلالت نیک راہ راستی دادہ
شرک ماسوا اللہ و کہ و طاعتش کردن
ز دیر و کعبہ برگشتن ندائے راستی دادہ
دل مقبول ارباب علوم و حق پسنداں شد
چو داد علم و دانش درا جائے راستی دادہ
زہے آں کاشف اسرار علم پاک ربانی
پئے بہبود عالم خوش عطائے راستی دادہ

صد شکر آں حق پرستی تسلیم آریہ ورت
کز وید باز بخشید اہیم آریہ ورت
زاں گنج علم و دولت افلاں خریداد
شد باز فخر عالم اقلیم آریہ ورت
سر مست خواب غفلت خفتہ چو بخت خود بود
بیدار کرد و بخشید تعظیم آریہ ورت
ہیچ و ویران و ستر بر عکس وید یکسر
تکذیب آں نمودہ تفہیم آریہ ورت
از وید جملہ بیشک کر فیض وید ہستند
فرمود آں محقق تعلیم آریہ ورت
نام مبارک او نازم کہ شد دیانند
کردہ دیا و آنند تقسیم آریہ ورت

سوامی جیو خود آریہ تھے اور انکے گرو بھی آریہ۔ بیشک بانی مبانی آریہ سماجوں کے وہی ہیں۔ مگر بذریعہ ہدایات وید مقدس کے۔ جیسا کہ سناتن سے آریہ مہاتما کرتے چلے آئے ہیں۔ سوامی جیو نے ہم کو ایک گنجینہ لایزالی کا دفینہ بتلایا۔ اور تصدیق ربانی کے واسطے برہان قاطع کا حلوہ بھی دکھایا۔ جسنے کہ قرآنی۔ کرانی۔ پورانی۔ اور جینی سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ نتیجہ جس کا یہ ہوا کہ وہ پردہ بے تمیزی جو کچھ مدت سے لوگوں کے دلوں اور عقلوں پر پڑا ہوا تھا دور ہونے لگا۔ یعنی صدہا مسلمان اور عیسائی اور جینی ست دھرم وید مقدس پر ایمان لائے اور بطلان سے کنارہ ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب کے ضلع گورداسپور میں بھی ہادی برحق کے تنفس سے تین چار مثالیں اظہر من الشمس موجود ہیں۔ خدا سب کو ہدایت دیوے۔

قولہ: پیشوا انکے نزدیک ایک ایسا شخص ہے جو اپنی بہادری سے اتفاق سے

سلطنت کو پہنچگیا ہے۔ اور اپنی جیسی چیزوں پر حکومت کرتا ہے۔ اور انہیں کے ۔۔ اوپر اسکی پرستوری بنی ہوئی ہے۔ ورنہ اگر وہ حیرپیاسے ہوتیں تو یہ خبر نہ تھی۔

اوّل مرزا صاحب کو جھوٹ بولنے سے ذرہ بھی عار نہیں بلکہ وہی شعار جانکر اسی پر حملہ رائد باعث افتخار جانتے ہیں۔ ایسے طبعزاد خیال مختلف پیرایہ میں لاکر لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور داناؤں کو اپنی بالاکتی پر ہنساتے ہیں جو کہ ہمارا اعتقاد ہے اور نہ کسی وید کی تعلیم کا یہ اشارہ ہے۔ پس انکا دعوے یا اعتراض محض بے بنیاد ہے ہاں یہ قران شریف کے حق میں موزوں ہے۔ جس میں تعلیم اس قسم کا مضمون ہے۔

سورۃ بقرہ۔ وقال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون ۔ وعلم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملئکۃ فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین ۔ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ۔ قال یا آدم انبئہم باسمائہم فلما انبأہم باسمائہم قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون ۔ واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین ۔ وقلنا یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منہا رغدا حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین فازلہما الشیطن عنہا فاخرجہما۔

ترجمہ اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں پیدا کرنیوالا ہوں زمین میں نائب اپنا فرشتوں نے کہا کہ تو رکھیگا اس میں اس آدمی کو جو فساد اور خون کرے اور ہم تیری بالائی کے ستر کیں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو خدا نے کہا کہ مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ خدا نے آدم کو نام سکھلائے مخلوقات کے۔ پھر فرشتوں کو خدا نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو نام انکے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے کہا کہ تو سب سے نرالا ہے ہم کو کچھ عقل نہیں ہے مگر جو کچھ کہ تو نے سکھلایا ہے تحقیقا تو دانا حکمت والا ہے۔ خدا نے کہا ہے اے آدم بتا دے انکو نام انکے پھر جب اُس نے بتائے نام ان کے کہا خدا نے کیا نہ کہا تھا تمکو کہ مجھ کو معلوم ہیں پردے زمین اور آسمان کے۔ اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے تھے۔ اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو۔ وے سجدہ پر گر پڑے مگر ابلیس نے قبول نہ کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور وہ تھا کافروں میں اور کہا ہم نے آدم کو رہ تو اور زوجہ تیری بہشت میں اور کھاؤ بہشت سے بہت کھانے جہاں سے چاہو۔ اور نزدیک مت جاؤ اُس درخت کے ہو ظالموں اور گنہگاروں سے۔ جا لگے بیچ پھسلایا ان ہر دو کو شیطان نے اس جگہ سے اور نعمتوں سے۔

اور اسی طرح سورۃ اعراف میں ہے۔

ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس لم یکن من الساجدین قال ما منعک الا تسجد اذ امرتک قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال فاہبط منہا فما یکون لک ان تتکبر فیہا فاخرج انک من الصاغرین قال انظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین قال فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم ثم لآتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولا تجد اکثرہم شاکرین قال اخرج منہا مذءوما مدحورا لمن تبعک منہم لاملئن جہنم منکم اجمعین ویا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین فوسوس لہما الشیطن لیبدی لہما ما وری عنہما من سوآتہما وقال ما نہکما ربکما عن ہذہ الشجرۃ الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین فدلہما بغرور فلما ذاقا الشجرۃ بدت لہما سوآتہما وطفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ وناداہما ربہما الم انہکما عن تلکما الشجرۃ واقل لکما ان الشیطن لکما عدو مبین

ترجمہ تحقیق پیدا کیا ہم نے پھر صورت دی تمکو پھر کہا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو سجدہ کیا مگر شیطان نہ تھا سجدہ کرنیوالوں سے۔ کہا (خدا نے) تاکس چیز نے منع کیا سجدہ کرنے سے جب میں نے حکم دیا۔ شیطان نے کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں مجھکو بنایا تو نے آگ سے اور اسکو بنایا کیچڑ سے۔ کہا پیچھے اتر جا آسمان سے کہ تجھے لائق نہیں کہ اس میں سرکشی کرے پس نکل جا تحقیقا تو خوار ہے۔ کہا اے خدا مجھے فرصت دے جسدن تک جی اٹھیں (یعنی قیامت تک) کہا خدا نے تحقیقا تجھے فرصت دی گئی شیطان نے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی آدمیوں کے سیدھے راستے میں بیٹھونگا۔ پھر ان پر آؤنگا آگے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اور نہ پائیگا تو انکی بہت اکثر کو شکرگذار کہا نکل جا یہاں سے مردود ذلیل ہو کر جو کوئی ان میں تیری راہ چلا میں بھر دونگا دوزخ میں تم سب کو کہا اے آدم بس تو اور زوجہ تیری جنت میں رہو۔ پھر کھاؤ جہاں سے چاہو۔ اور نہ پاس جاؤ اُس درخت کے ہوگے تم گنہگاروں سے۔ پھر بہکایا انکو شیطان نے تا کھولے ان پر جو پوشیدہ ہے۔ اُن سے عیب اور کہا تم کو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے کہ کہیں ہو جاؤ فرشتہ یا ہو جاؤ ہمیشہ جینے والے اور قسم کھائی کہ میں تمہارا نصیحت کرنیوالا ہوں۔ پھر گرایا ان کو فریب دیکر جب چکھا دونوں نے درخت کھل گئے ان پر عیب انکے اور لگے جوڑنے اوپر پات درختوں کے اور پکارا انکو انکے رب نے کہ میں نے منع کیا تھا تم کو اس درخت سے اور نہ کہا تھا کہ شیطان دشمن تمہارا صاف ہے"

اور یہی داستان سورۃ بنی اسرائیل میں لکھی ہے۔ وہی الفاظ وہی معنے اور وہی مشابہت اور اسی جیسے موٹے کر چہارم بار سورۃ کہف میں سنایا ہے۔ اور لقولہ کہ دروغ گو را حافظہ نباشد سورۃ ص میں بھی جہاں آتش در کاسہ یا تم مگر اس کو اس لئے جو بہو درج کرتا ہوں کہ اہل ۔۔ کو موقع الف نزلی کا نہ ہے۔

سورۃ ص۔ اذ قال ربک للملئکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین فسجد الملئکۃ کلہم اجمعون الا ابلیس استکبر وکان من الکافرین قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی استکبرت ام کنت من العالین قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال فاخرج منہا فانک رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم قال فبعزتک لاغوینہم اجمعین۔

بدلے فرشتوں کو کہا تحقیق میں نے پیدا کیا آدمی کو کیچڑ سے پس جب میں سیدھا کروں اور پھونکوں اُس میں اپنی روح کو پس گر پڑنا اسکو سجدہ کرتے ہوئے پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن شیطان نے سرکشی کی اور کافروں سے تھا۔ کہا خدا نے اے شیطان کس چیز نے منع کیا تجھے اس چیز کے سجدہ کرنے سے جسکو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ آیا تو نے تکبر کیا۔ یا تو تحقیقا بلند قدر والا تو بنکا گیا ہے۔ اور تیرے پر میری طرف سے لعنت ہو دے قیامت تک۔ کہا مجھ کو قیامت تک مہلت دے۔ کہا تجھ کو مہلت دی گئی مقررہ وقت تک (یعنی قیامت تک) کہا کہ مجھے کو تیری عزت کی قسم ہے۔ البتہ سب آدمیوں کو گمراہ کرونگا "یہ ہے مباحثہ شیطانی اور رحمانی جو قرآنی خدا کے جلال کی بزرگی کی لاثانی داستانی ہے اور اس گناہ اور مہلت اغوا پر بنیاد مسلمانی قائم ہے۔ اور یہ بھی بائبل کے نیکی بدی کے پہچان کے درخت کی مانند باغ عدن میں موجود ہو گیا۔ الغرض واللہ اعلم اس تمسخر آمیز داستان سے تو خدا کے فرشتے یا حضرت شیطان کے درمیان ہوتی ہے مطالب ذیل برآمد ہوتے ہیں۔

(۱) خدائے محمدیاں بے تعلیم اور نافہم اور مکار اور دھوکہ باز اور فریبی بلکہ حیلہ پرداز بھی ہے اور وہ ہر ایک کی نظر ہے۔ (اول) خدا کا فرشتوں سے آدم کے پیدا کرنے کے واسطے صلاح پوچھنا مشورت لینا جس سے صاف ظاہر ہے کہ عالم الغیب وانتریامی ہر ایک کام اپنے گیان سے کرتا ہے نہ لوگوں کی صلاح سے۔ جیسا کہ خدائے محمدیاں نے اپنا نائب بنانے کے وقت صلاح پوچھی۔ پس اگر یہ بیان راست ہے تو وہ ضرور بے علم ہے جو اپنی عقل نہیں رکھتا اور لوگوں کی صلاح لیتا ہے وہ ہرگز خدائی کے لائق نہیں (دوم) فرشتوں سے صلاح پوچھا اور فرشتوں کو خدا کو نہایت معقول وفاضلانہ جواب دینا بلکہ آدم کی تمام آئندہ بدچلنیوں اور برائیوں سے خدا کو آگاہ کرنا اُنکے عالم الغیب ہونیکا ثبوت ہے۔ مگر خدا کی عقل دیکھئے وہ اُنکے سمجھانے سے بھی نہ سمجھا۔ اور بدستور اُسکے نائب بنانے پر بحث کرتا رہا۔ آخر الامر وہی ہوا۔ جو فرشتوں نے پیشین گوئی کی تھی اسواسطے خدائے محمدیاں نافہم ہے (سوم) خدانے فرشتوں سے مکر کیا۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے۔ جب فرشتوں نے خدا کو شرمندہ کیا اور کہا نسبح بحمدک ونقدس لک کہ ہم جو تیری حمد اور تقدیس کرتے ہیں۔ کیا خون اور فساد کرنیوالے آدم کو تو باستثنائے ہمارے نائب بنا کریگا۔ جو تیری ذات اور شان کے بالکل برخلاف ہے۔ تب خدا نے پوشیدہ آدم کو تمام مخلوقات کے نام سکھلائے۔ اور پھر پارلیمنٹ میں آکر ممبران پارلیمنٹ یعنے فرشتوں کو کہا کہ اگر تم بزرگ ہو میری حمد کرتے ہو اور اپنی عقل پر فخر کرتے ہو تو تمام مخلوقات کے نام بتا دو لیکن اس سوال کا جواب فرشتوں سے نہ بن آیا۔ تب خدا نے اپنی پالتو طوطی کو کہا کہ اے آدم بتا دے ان کو نام اُنکے۔ جب آدم نے تمام نام بتا دیئے فرشتے حیران ہوئے۔ کہ یہ ہمارے سے کیسے فاضل ہوگیا۔ تب خدا نے خیر الماکرین فرماتا ہے۔ کہ میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ مجھ کو بھید زمین اور آسمان کے معلوم ہیں۔ ہر ایک حق پسند بھی پہچان سکتا ہے۔ کہ اس دینی اور آدم کی سنگی کرنے اور فرشتوں کو ملزم گردانے میں خدانے صریحاً اور توضیحاً مکر کیا۔ فریب کیا دھوکہ دیا۔ پس خدا انہیں صفات سے موصوف ہے۔

(۲) شیطان کی پیدائش خدا کے ارادہ سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اُسکے احاطۂ اقتدار سے باہر یا اُسکی مرضی کے خلاف نتیج میں آئی اور نہ خدا کو معلوم ہے۔ وجہ اسکی ظاہر ہے کہ اگر ہوتا خدا کو اسکی پیدائش کا حال معلوم یا اُسکے ارادہ سے وہ مخلوق ہوتا۔ معہ اسی طرح اگر احاطۂ قدرت اُسکے سے باہر نہ ہوتا تو سب سے اول ہاں سوچ سمجھ اُسکو اپنے مقربین ملائکہ کا معلم نہ بناتا۔ اور جب معلم شیطانیت کی تعلیم دے چکا تو اس وقت تکبر کرن کی نیت سے خدائے محمدیاں بیدار نہ ہوتے۔

ازیں معنی کہ حیرت تلامید
معلم کار شیطانی نماید

خدا صاحب کو آئندہ سوچ اور سمجھ کر کارروائی کرنی چاہئے۔ گزشتہ را صلوٰۃ۔ آئندہ را احتیاط پر عمل درآمد کریں۔ اور جادۂ اقتدار سے قدم باہر نہ دھریں۔ اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

(۳) قرآنی خدا عالم الغیب بھی نہیں ہے۔ اگر ہوتا غیب کے جاننے والا اور اپنی عقل بھی رکھتا ہوتا۔ اور اگر حور و غلمان کی محبت سے لہو و لعب ہوتا تو وقت پیدا یا وقت [illegible] سوچ اور غور فرماتا۔ مگر وہ تو محمد شاہ رنگیلے کی طرح یا واجد علی شاہ کی طرح زنجیر عمارت میں بیٹھا ہوا تھا اگر اُسکو پہلے معلوم ہوتا یہ حال کہ شیطان آدم کو سجدہ نہ کریگا اور مجھے شرمندہ ہونا پڑیگا تو ہرگز یہ غلطی نہ کرتا۔ قال یا ابلیس ما منعک ان تسجد۔ تجھ کو اے شیطان کس چیز نے منع کیا سجدہ سے۔ شان الہام بیان سے نہ فرماتا۔ القول سمجھے چہ دانی و پرسی سوالت خطا است

(۴) خدائے محمدیاں علم ساخت سے ناواقف اور نکمّا ہے اور ساخت بجا زد و پیچ اور تعصب [illegible] جو اُسکو بے معقول باتوں سے جتلا دے۔ یا اُسکی بطالت جتا دے اُس یعنی جیسے [illegible] جیسا کہ ظاہر ہے خدا نے کہا کہ آدم کے بت یا جسم کو سب فرشتے سجدہ کریں۔ چونکہ

اور فرشتے صرف کاٹھ کے پتلے تھے۔ جونہی آدم کا بت کھڑا ہوا سب اسکو جھوٹا خدا یا خدا سمجھ کر سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان نے سوچا کہ اس بت کو سجدہ کرنا کفر ہے اور بجز اس کے اس میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اسی دھیان میں سست کھڑا رہا۔ خدا نے کہا کہ اے ابلیس تجھے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا شیطان نے جواب دیا کہ اپنی عقل نے۔ خدا نے کہا عقل تجھے کس نے دی کہا کہ تو نے۔ خدا نے کہا کہ آدم کو مخلوق کے نام آنے سے بزرگی ہے شیطان نے کہا کہ مجھ کو تیرے عشق میں محو رہنے سے بزرگی ہے۔ خدا نے کہا کہ آدم خاکی ہے اور خاک پاک ہے اسواسطے وہ بزرگ ہے اُسکو سجدہ کر شیطان نے کہا کہ وہ عنصر کثیف سے پیدا ہوا ہے اور میں جوہر لطیف سے پس کثافت سے لطافت کو ہمیشہ بزرگی ہے۔ خدا نے کہا کہ اس کو میں نے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ تو اُسے سجدہ کر شیطان نے کہا مجھ کو تو نے قدرت سے بنایا ہے۔ ہاتھوں سے قدرتی چیز ہمیشہ عمدہ ہوتی ہے میں اسے سجدہ نہیں کرتا۔ خدا نے کہا کہ آیا تو درحقیقت عزت والا ہے یا تو نے تکبر کیا۔ شیطان نے کہا کہ میں بسبب اُس علم و کمال کے جو آدم کے کبھی نصیب نہ ہوگا عزت والا ہوں اور آدم سے افضل۔ خدا نے کہا کہ یہاں سرکشی مت کر چلا جا تو کافروں سے ہے میرے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔ شیطان کا کافر ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان سے پہلے لوگ بھی کافر ہو چکے تھے

(۵) خدائے محمدیاں زود رنج اور بدخُلق بھی ہے۔ کیونکہ شیطان کو گالیاں دیتا اور لعنتیں کرتا ہے اور شیطان کا حال ایسا نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کا قول ہے کہ عاجز و کمزور گالیاں نکالتے ہیں اور بزدل اور بے مقدار حیلے بہانے نکالتے ہیں جب تک میرا ہاتھ چلتا رہیگا تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہونگا۔ دیکھئے اب تو مباحثہ میں بھی بند ہوا اور برخلاف صداقت کے جواب دینے میں درماندہ اور علاوہ براں آزردہ ہوتا ہے اور گالیاں بکنے پر جرأت کرتا ہے چونکہ یہ مکان تہذیب ہے اسواسطے میں بموجب دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے مداخلت بیجا اور تکرار نہیں کرتا اور قدم باہر دھرتا ہوں۔ نیز تیری طرح تھوکتے ہتھیاروں پر نہیں آتا۔ اور نہ گالیاں سناتا ہوں تو نے ہی مجھ کو گمراہ بنا لیا اور خود ہی گالیاں سناتا ہے اور ایسے مکر و فریب سے میں تیرا یہاں کچھ دست اندازی نہیں کرتا مگر یاد رکھ کہ جسطرح تو نے مجھ کو گمراہی کا خطاب دیا اُسکے مطابق میں آدم اور اُسکی اولاد کو جسکی خاطر کیواسطے تو نے مجھ کو جنت سے نکالا۔ یہاں سے نکالونگا اور گمراہی اور جہالت میں ڈالونگا۔"

اب یہاں پر جواب ترکی بہ ترکی دینا واجب ہے یعنی ہم کو بھی بقول مرزا غلام احمد کے کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک خدا ایک ایسا شخص ہے جو مکر و فریب سے بالاتفاق وقت سے سلطنت کو پہنچ گیا ہے مگر علم و عقل سے بالکل عاری ہے اور ناواقفوں اور سادہ لوحوں پر یا اُسکے اپنے جیسے لوگوں پر اُسکی حکومت جاری ہے۔ بہادری کا اُس میں نام و نشان نہیں اور خدائی کریگا اُس کو ذرہ بھی گیان نہیں فرشتوں کے سہارے اور آسرے سے اُسکی خدائی بنی ہوئی ہے۔ ورنہ اگر وہ کل فرشتے مع معلم الملکوت حضرت ابلیس کے فرنٹ ہو جاتے اور ہاتھ اٹھا کر مقابلہ کو آتے تو عرش کے تخت سے گر پڑتا اور سرنگوں ہوتا۔ اور اگر فرشتے اُسکے حیلہ حکام اور راز دار نہ ہوتے تو پھر خیر نہ تھی گویا خدائے محمدیاں سراسر فرشتوں کا محتاج ہے اور انہیں کے سر پر اُس کا تاج ہے ورنہ اُسکی خدائی آج نہ کل ضرور تاراج ہے۔ پس ایسا شخص کسی طرح خدائی کے سزاوار نہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ دانا نہیں دوسرے معاملات ملکی کا تجربہ کار نہیں۔ اس واسطے غور ہے کہ ہم آریہ لوگ خدا کو کمزور یا بزدل یا بے علم یا مکار مانتے ہیں یا محمدی لوگ [illegible]

جو قرآن کی سورۃ حاقہ میں مذکور ہے والملک علیٰ ارجائہا ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ (ترجمہ) اور فرشتے اُس (آسمان) کے کنارہ ہونگے اور اٹھاویں گے تیرے رب (خدا) کے تخت کو اُس دن آٹھ آدمی تفسیر [illegible] مسلم کے لکھا ہے کہ تخت حامل عرش کے پاس ہیں مگر [illegible] اور [illegible] کہ آٹھ ہونگے۔ شاہ ولی اللہ صاحب [illegible] کرتا ہے اکثر تفسیروں میں ہے ایک فرشتہ کی شکل مانند شیر کے دوسرے کی مانند گاؤ تیسرے کی مانند عقاب چوتھے کی مانند جاموس کے ہے جنہوں نے عرش کو اپنے کاندھے پر اٹھایا ہوا ہے تفسیر حسینی والا اُن کی شکل مانند بکری کے تحریر کرتا ہے۔ اے ناظرین خیال کریں کہ اس تخت کو چار فرشتوں نے اٹھایا ہے۔ اور اُس پر خدا تعالیٰ بیٹھا ہوا ہے مگر محدود و غیر محدود [illegible] محدود تخت پر خدا کیونکر بیٹھا ہوا [illegible] پس [illegible] افسوس [illegible] لوگوں کو [illegible] کیوں حیرت میں آتی اور کیوں [illegible]

قولہ "روح و مادہ سب چیزیں یعنی ارواح اور اجزائے اجسام اپنے وجود اور بقا میں بالکل پرمیشور سے بے تعلق ہیں۔ یہاں تک کہ اگر پرمیشور کا مرنا بھی فرض کر لیا جاوے۔ تو انکا کچھ ہرج نہیں ہے"

اقول معترض جس طرح آریہ دھرم کے اصولات سے محض ناآشنا ہے اسی طرح جھوٹے الزامات بنانے میں بھی یکتا ہے۔ اعتراض کرتے وقت تمام دار و مدار اُسکا فرضی باتوں پر ہوتا ہے اور یہی رنج کر دھرم حقیقی سے لڑتا ہے۔ آریہ سماج کے کسی ممبر کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ تمام ارواح اور اجزائے اجسام وجود اور بقا میں بالکل پرمیشور سے بے تعلق ہیں بلکہ ہم آریہ لوگ بموجب ہدایات و رشد کے اثبات کرایا ہم دھرم سمجھتے ہیں۔ کہ وہ پرمیشور تمام ارواح اور اجزا اور اجسام عالم وغیرہ کا مالک ہے اور قدرت اناوی سے اناوی زمانہ سے ہی یہ اناوی چیزیں اسکی ملکیت میں موجود ہیں۔ اسکے علم بید و حکمت غیر متناہی کے سبب اُسکے گیان سے کوئی ذرہ مفقود نہیں مگر ہم اُس کو کسی چیز کا محتاج نہیں مانتے بلکہ عقلاً و یقیناً جانتے ہیں کہ اُسکے قدرتی ہدایت میں اناوی زمانہ سے یہ کارخانہ موجود ہے۔ نہ کبھی خدا کا ناش ہوا اور نہ ہوگا" علیٰ ہذا القیاس۔ موصوف کے ساتھ ہی اناوی کمال سے صفت اکمال ہے۔ خدا کے اناوی علم اور اناوی ارادہ سے اناوی معلومات اور اناوی روحیں موجود رہتی ہیں اور روحوں کی اناویت سے سلسلہ اعمال بھی پیدا اور ویسے اناوی زمانہ سے حکمت کا کارن یعنی پرکرتی دریا تو بھی اُس پرماتما کے قبضہ قدرت میں اناوی زمانہ سے موجود ہیں۔ یہ تمام جز حکمت اُسی ہیجان پرکرتی سے ایشور نے پیدا کیا اور کرتا ہے۔ منکران خدا و ناستکاں کر یا کو یہی تو مقام ہے جہاں جگر کھانا پڑتا ہے اور یہی منزل ہے جہاں سے ندرس ہو کر پرماتما کی طرف رجوع لانا پڑتا ہے بیشک انتظام محال المحال ہے اور یہی ایک ثبوت اعلیٰ ہستی ذوالجلال پر دال ہے۔ یہ تمام چیزیں پرماتما کی برکت و قدرت انتظام و کاملیت کی محتاج ہیں اور اپنے مرض کی دوا میں لاعلاج۔ حتیٰ ان کا تعلق پرمیشور سے ہے آتا کسی دوسری چیز کا بھی نہیں ہے۔ چنانچہ وید میں ایشور فرماتا ہے۔

योभूतंचभव्यं चसर्वंय श्चाधितिष्ठति ॥ स्वर्यस्यचकेवलंतस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणेनमः ॥ अ॰ का॰ १ म॰ २३ मं॰ १

برہم پرماتما۔ بھوت۔ بھوشت و رتمان ان تینوں زمانوں کے اوپر براجمان اور تمام جگت کو اپنے گیان ہی سے جاننے والا اور رچنے والا اور پالنے والا اور پرکرتی میں لے کرنے والا سنسار کے سب پدارتھوں کا ادھشٹھاتا یعنی مالک ہے جسکا سکھ کیول سروپ ہے جو سب سکھوں کا دینے والا ہے۔ اور جو سب سے جیشٹھ یعنی بڑا ہے۔ اُسکو نمسکار کرنی یوگ ہے کسی اور کو نہیں اور نہ کوئی اُسکے سوا مالک ہے۔

اس منتر سے پرماتما نے من کل الوجود صراحت کر دیا ہے کہ تمام ارواح اور اجزاء اجسام وغیرہ جگت کا مالک ہی اپنی اناوی قدرت سے تمام جگت کے پدارتھوں یعنی جڑ جگت کو جاننے والا اور رچنے والا اور روحوں کو اُنکے کرموں کے انوسار پھل دینے والا اور پرورش کرنے والا ہے۔ اُس میں کبھی وکار نہیں کبھی بھول نہیں ہے۔ وہ راستی کا منبع اور گیان کا مجمع ہے۔ دنیا کا ایک ذرہ بھی اُسکے احاطۂ قدرت سے باہر نہیں ہے۔ تمام انسانوں کو اُسکی عبادت اُسکی پرارتھنا کرنی چاہیئے نہ کہ کسی اور کی۔ کیونکہ جگت کا سوا اسکے ادھشٹھاتا اور کوئی نہیں ہے۔

جب یہ معترض خود ہی مخالفوں کے متوجہ ہی ہے۔ سارے اعتراضوں کا تسلی بخش و کامل جواب ہے تو ہمیں زیادہ ضرورت نہیں ہے کہ کچھ اور ایزاد کریں۔ جو سچی بات کو غلط پیرایہ میں بیان کرکے لوگوں کو راستی سے روگرداں کرنا چاہتے۔ وہ دانا و تجربہ کار کے نزدیک جھوٹا ہے اور قرآن کہتا ہے لعنت اللہ علی الکاذبین اور میں مکر و غصہ پر کو بھی تساہل کرتا ہوں یہ بات کہ اگر پرمیشور کا مرنا بھی فرض کر لیا جائے تو اُن کا کچھ ہرج نہیں" اس کا جواب یہ ہے

اے ناظرین مخالف بدبین و کوتاہ اندیش حقائق نے کس قدر ہماری "الزام و تہمت" کلام من گھڑت بنایا ہے۔ نہ صداقت برا اور نہ جھوٹ بولنے سے ترسایا ہے۔ خاموش رہنا ہی آپ کیسے وہ ہے اور جواب ترکی بترکی دینا ضرور ہے کہ اگر آپ اپنے کو ہی جھوٹا فرض کر دیں تو تمام دعوے ہی غلط ہو جاوے اور خلقت خدا کی فریب دہی کا اتہام آپ پر نہ آوے۔ اور ہم آپ کو مردہ در گور فرض کر لیویں تو بھی ہمارا کچھ ہرج نہیں صرف براہین الاحمدیہ کے خریداروں کا نقصان ہے۔ اور آپکے قرضخواہوں کا زیاں و تاوان۔

حضرت فرض کا میدان فرضی ہے۔ بالفرض والتقدیر اگر آپکا یہی میدان ہوتا تو ہمارا کیا حرج تھا۔ کروڑوں خون نہ ہوتے لاکھوں لونڈی غلام نہ بنتے۔ کروڑوں گھر تباہ نہ ہوتے اور نہ ملک کا ستیاناس ہوتا۔ اور اسی کے حسب حال ایک ایرانی شاعر صداقت کا ماہر فرماتا ہے۔ ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار
کہ ملک عجم را کنند آرزو
تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

خفا نہ ہوجئے نہ اُس میں کچھ خود غرضی ہے۔ بلکہ یہ سب ہماری گفتگو فرضی ہے تسلیم ایم یا نہ تسلیم آپکی فرضی ہے۔ مرزا صاحب اگر بالفرض والتقدیر ایسا اتفاق ہو وے کہ حق پرستو کے خدا کا زولہ اٹھا ہوا ہے وہ سب مثل شیطان کے دشتا یا مٹی ہو جاویں اور ربتا الملک آئیں اور تخت کے چولوں سے کا مدے سرکا دیں۔ تو پھر آپ ذرہ یہ بتلائیں کہ خدائے محمدیاں کو کس غار میں گرا دیں اور اُس گر پڑنے میں بالفرض اگر خدا مر جاوے تو آپ کا مولا کون کہلائے۔ مرزا صاحب یہ آپ ہی کی فرضی ہے ورنہ ہمارا دعویٰ حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہے۔

شیطان کے اصل کا تعلیمی

بقول محمدیاں شیطان نے خدا کا دیدار بھی دیکھا۔ اور خدا سے باتیں بھی کرتا رہا ہے فرشتوں کا معلم اول بھی تھا اور موجود ایسا سوائے خدا کے کسی کو نہ مانتا تھا گویا موحد تھا یا صوفی مذہب تھا۔ عالم بے بدل ہوتا۔ اسکا محتاج بیان نہیں۔ فضیلت میں اُسکے ہم پلہ کوئی ملائک یا انسان نہیں پس اس میں شک نہیں ہے کہ اُسکی نجات ہو چکی ہوگی اور روضہ رضوان میں سیر کرتا ہوگا۔ سب سے بھاری وجہ نجات کی یہ ہے کہ محبت الٰہی ہے۔ (دیکھو اُس کی کتاب) اور مزا زندہ مناجات۔ پس عقل کسی طرح نہیں مان سکتی کہ ایسے خوش نصیب شخص کو خدا ملعون بنا دے اور گالی گلوج سے مطعون۔ اور خصوصاً پیران آدم کو اُس کا ممنون ہونا چاہیئے کیونکہ وہی باعث ایجاد اولاد آدم ہوا۔ اگرچہ آدم کو دانہ گندم نہ کھلاتا اور نیکی بدی کی پہچان نہ کراتا۔ قولہ اللہ و شیر ... تو اُنکو اس عالم میں کون لاتا۔ در حقیقت اگر یہ کار روائی اُسکی توصیف کے لائق ہے تو حضرت شیطان مقدس بندۂ رحمان ہوگا۔ اب برہان قاطع سے اسکی تصدیق واجب ہے کہ آیا قرآن کی رو سے یہ بات درست ہے یا برخلاف واقعہ۔

چونکہ شیطان بذاتہ کوئی شخص نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ثبوت دے سکتا ہے لیکن بالفرض محال اگر شیطان ہے تو جب آدم اور اولاد آدم کو شیطان نے بہکایا اور خدا سے مقابلہ کرایا حالانکہ خدا نخواستہ بقول محمدیاں مجرم اول وہی ہے جس طلب اور تامل غور و امر میں آیا پرمیشور اناد کل ہے۔ کسی کا کوئی بھی اس سے پوشیدہ نہیں اور سب کا سوامی یعنی مالک بھی ہے اور قطع النظر اسکے سجدہ کرنا کسی اور کو سوائے اُسکی مقدس ذات کے کفر و

اعتقاد آشنا نہیں کرتے اور کیا اس الہام سے بھی کہ خدا مالک کل و محیط کل ہے [illegible] الزام لگتے ہیں۔ [illegible] ہرگز نہیں [illegible] مستقل [illegible] انسان [illegible] ایسے الزامی [illegible] ایمان بالمحرم [illegible] کوشش کرتا کیونکہ [illegible] وغیرہ [illegible] کیا ہوا [illegible] کر لیا اور [illegible] تمام [illegible] کا مالک [illegible] حاصل [illegible] کر پہنچایا ہوتا [illegible] تعلیم [illegible] انسانی [illegible] واقعی [illegible] کر دے [illegible] قصہ [illegible]

ہے جب کفر کا کرنیوالا کافر ٹھہرا پھر کفر کا حکم دینے والا یا کفر کرانیوالا کافر و مشرک کیوں نہیں ہے ؎

بیں و دانائی بانئ اسلام   عبث الزام شیطان بر خدا نست
بیٔے غالب بقول اوست شیطاں   خداوندگا آتش را کند نیست

اے مومنو! یہ سخت حیرت کا مقام ہے اور قابل الزام کلام۔ کہ خداوند پاک کفر کا حکم دیوے اور جو اسکے کفر کا حکم نہ مانے اُسے ملعون ٹھہراوے اور لعنتی گرداوے۔ چونکہ وہ پرمیشور ان الزامات و توہمات و شرکات سے منزہ ہے اسواسطے خرد خردہ میں فتوے دیتی ہے کہ یہ حکم اُس کا نہیں ہے۔ اور نہ شیطان کوئی فرشتہ مامور کیطرف سے کہیں ہے چوری کرنیوالیکا نام چور ہے اور کشتی کھیلنے والیکا نام شہزور ہے۔ جو چوری سے تارک وہ نیکوکار ہے اور زانی کا نام بدکار ہے چنانچہ اسکی تائید ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں ؎

ہنسی آتی ہے مجھے بس حضرت انسان پر
فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

کتاب وقائع نعمت خان عالی جسکا مصنف ایک عالی طبع مسلمان ہے وہ بھی ہماری تائید میں گوہر فشاں ہے۔

حکایت

شیخ در خواب دید شیطان را   رہزن دین و دزد ایماں را
از صفا بسکہ دل چو آئینہ ساخت   آں لعین را ہمیں کہ دید شناخت
بملامت عتاب پیش گرفت   بر سرش زد بہی در ریش گرفت
کہ چرا میکنی تو اے مردود   شدہ ای در گہ خدا مطرود
ایکہ گمراہ کردہ مردم را   طوق اضلال حلقۂ آدم را
ایں ہمہ طاعت رکوع و سجود   بہر اغوائے خلق و مردم بود
ہم دیگر چو شیخ برد بکار   شد ازاں ضرب و سبّ خود بیدار
چوں ترش در خواب شیریں جست   دید ریش خودش بدست خود است
جنگ با دیو نفس آمد یاد   خندۂ بر دو ریش خود سر داد
گر نہ کشف است چیست ایں تعبیر   ہر کہ شک آورد شود کافر

درحقیقت یہ بات درست ہے کہ "نفس و شیطان ہر دو یک تن بودہ اند" اگر اہل انصاف ہے اس مقام پر میری ایک گذارش ہے۔ کہ دو آدمی یار غمگسار ہوں جن میں سے ایک مجرد اور ایک عیالدار ہو بترغیب اپنے مجرد دوست کے اگر عیالدار خود جورو کو بمع یار کے ہمبستری کا حکم دیوے۔ تو عورت (بشرطیکہ پاک دامن اور حیادار ہو) کو ان دو امروں سے کیا کرنا بہتر اور واجب ہے۔ اول کیا بموجب فرمانے اپنے بیجا خاوند کے اُسکے یار کے پاس چلی جاوے اور ہمبستر ہووے یا اُس سے کہے کہ اے کم عقل بیجا پاگل پن مت کر اور ایسا حکم ناجائز مت دیوے بلکہ ایسے حکم تعمیل کی اُمید مجھ سے مت رکھ۔ تیری بات سراسر بُری ہے ورنہ میرا گناہ اور بے غیرتی ہے کسی اہل حیا اور دانشمند سے امید نہیں ہے۔ کہ امر اول کی تاکید کرے بلکہ عوام الناس سے بھی دریافت کیا جاوے تو یہی جواب جواب لیگا کہ اگر اُسکو اس حکم کے نہ ماننے سے قتل کر دیوے علیحدہ کر دیوے چھوڑ دیوے تو بھی یہ امر قابل پذیرائی ہے۔ کسی طرح منظور نہ کرے یہ جا کہ لعنت ملامت۔ بقول حضرت شیخ سعدی صاحب کے۔

سر کار بعشق حرم و دیر مکن   در کوچۂ فسق چو گمراہاں سیر مکن
گر صدق ثبوت رہبری شیطان کن   یک قطرہ گریں رسیدہ یا غیر مکن

اب ایک صریح کفر کا اثبات کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمام **محمدیوں** کا عقیدہ ہے کہ **خدا** اسے خیر اور **شیطان** سے سر آزردہ ہے یعنی خیر کا خالق **رحمان** اور شر کا خالق **شیطان** ہے۔ دیکھئے **سورۃ مائدہ** میں لکھا ہے۔

انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۔ سوائے اسکے نہیں ہے کہ چاہتا ہے شیطان جو درمیان تمہارے ڈالے دشمنی اور ناخوشی بسبب شراب اور قمار بازی کے اور ہٹا رکھے تمکو خدا کی یاد اور نماز سے۔ پس تحقیقاً اُسوقت تم ہٹ جاؤ **سورہ یٰسین** میں ہے الم اعھد الیکم یبنی آدم ان لا تعبدوا الشیطن انہ لکم عدو مبین ولقد اضل منکم جبلا کثیرا۔ افلم تکونوا تعقلون ۔ آیا میں نے نہ بھیجا تمہاری طرف اے اولاد آدم کی کہ مت پوجو شیطان کو۔ تحقیقاً وہ تمہارا دشمن ظاہری ہے اور تحقیقاً گمراہ کیا شیطان نے تمہاری طرف سے بہت مخلوق کو کیا تم نہیں جانتے تھے علی ہذا القیاس۔"

اسی طرح صدہا آیتیں قرآن میں موجود ہیں اور ہمارے مدعا کے ہوالمقصود۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کارخانہ الٰہی میں اسقدر اندھیر ہو۔ اور دیدہ و دانستہ معاملہ چشم پوشی برتا جاوے نادان بیوقوف کے پوبارہ ہو۔ اور دانا حق پرست پشیمانی اٹھاوے۔ درحقیقت شیطان کو اکسیر کی گولی سمجھکر گناہوں سے پرہیز چھوڑ دیا اور دلیرانہ گناہ کرکے شیطان کے سر چڑھنے لگے اور اسی دھوکہ بازی سے شیطان ماننے والی قوموں میں گناہ بڑھنے لگے شیطان کا نام لیتے ہی (بمثل سارٹیفکیٹ) متقی دین متین سے جھٹ خلاصی اور رستگاری ہے اور الائش گناہ و حرام سے صرف توبہ پکارنے سے آزادی ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک سوائے پیروان عیسیٰ باقی کل فوج شیطان کی ہے

محمدیوں کے نزدیک سوائے پیروان محمد کے باقی کل فوج شیطان کی ہے۔

آتش پرستوں کے نزدیک سوائے پیروان زرتشت کے باقی کل فوج اہرمن یعنی شیطان کی ہے اور ہم **آریہ** لوگ تو اسکی ذات سے منکر ہیں۔ اسواسطے کسی کو لشکر شیطان نہیں ملتے۔ مگر جب دل میں خیال دوڑاتے ہیں تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی فوج سے شیطان کی فوج فراوان ہے۔ اور شاید یہی سبب ہے کہ قرآن میں خدائے محمدیان اُس سے مقابلہ کرنے میں ترساں ہیں۔ پس یہاں دوبارہ نہیں بقول **مرزا غلام احمد** کے کہنا پڑا کہ مسلمانوں کے نزدیک دو خدا ہیں۔ ایک خدائے خیر دوسرا خدائے شر۔ اور دونو ہر ایک جگہ حاضر و ناظر ہیں اور دونو مسلمانوں سے غائب وجود آور و عالم کل بھی دونو ہیں و لیس کمثلہ شیئی یعنی لاثانی بھی دونو ہیں۔ رب العالمین بھی دونو ہیں اور خیر الماکرین بھی دونو خالق بھی دونو ہیں اور رازق بھی دونو۔ ازانجملہ شیطان کی فوج کے ارواح و اجزا و اجسام وغیرہ اپنے وجود اور بقا میں بالکل خدائے محمدیاں سے بے تعلق ہیں یہانتک کہ اگر خدا کا مرنا بھی فرض کیا جاوے تو بھی مسلمانوں کا کچھ حرج نہیں اور نہ نقصان ہے بلکہ لفضلہ قائم مقام اسکا موجود ہے جسکا نام شیطان ہے۔

لطیفہ

مر مسیحی را بگفت مردکے کاے ملاں   ہیں مسلماں شو بیا باش از مومناں
گفت گر خواہد خدا مومن شوم   ور فزاید فضل او ہم موقن شوم
گفت میخواہد خدا ایمان تو   تا رہد از دست دوزخ جان تو
لیک نفس زشت و شیطان لعیں   میکشدت جانب کفراں و کیں
گفت اے مصحف چو ایشاں غالب اند   یار او باشم کہ باشد زورمند
نفس و شیطان خواہش خود میبرد   واں عنایت در گذشت و خرد مرد

براہین الاحمدیہ جلد اول صفحہ ۵۶ سے ۶۱ تک اشتہار میں ہے

ہم بطور تمثیل کے اسجگہ اسی قسم کی ایک دلیل دلائل مرکبہ مثبتہ حقیقت فرقان مجید سے

تحریر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے جو تعلیم اصولی فرقان مجید کی دلائل حکمیہ پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی فرقان مجید ہر ایک اصول اعتقادی کو مدار نجات کا ہے محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے بپایہ صداقت پہنچاتا ہے جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا۔ توحید کو بپایہ ثبوت پہنچانا۔ ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا اور کسی احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر نہ رہنا۔ پس یہ امر فرقان مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی بزرگ دلیل ہے جس سے حقیقت و فضیلت اُس کی بوجہ کمال ثابت ہوتی ہے"

اور پھر **براہین احمدیہ** کی جلد ۴ کے صفحہ ۳۴۹ پر تحریر کرتے ہیں کہ

"بہ نسبت مقابلہ و موازنہ وید و قرآن کے جو نظر ڈالیگا اُسے فی الفور دکھائی دیگا کہ وید عبارت میں ایسا کچا اور ناتمام ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی نسبت انواع و اقسام کی بدگمانیوں میں ڈالتا ہے اور کسی جگہ اس دعویٰ کو طاقت بیانی سے واضح کرکے نہیں دکھلاتا اور نہ پایہ ثبوت تک پہنچاتا ہے بلکہ خود معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا دعویٰ کیا ہے اور اگر کچھ معلوم بھی ہوتا ہے تو بس یہی کہ وہ اگنی اور سورج اور اندر کی پرستش کرانا چاہتا ہے۔ اور پھر اُس پر کوئی حجت اور دلیل پیش نہیں کرتا کہ کب سے اور کیونکر ان چیزوں کو خدائی کا رتبہ حاصل ہوگیا۔"

اے پیارے ناظرین! آریہ سماج کا جو قاعدہ نیم ہے کہ "سچ کے اختیار کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے میں سروتھا اودت یعنی ہمیشہ تیار رہنا چاہئے" ہر ایک حق پسند جانتا ہے کہ یہ کسقدر اعلےٰ مدارج کا اصول ہے۔ اور اگر ذرہ عمیق نظر سے دیکھا جاوے تو بہت سے صداقتوں اور کمالوں پر محمول ہے۔ انسان کیوں اسلئے صدہا روحانی برکتوں و نعمتوں کا رہتا ہے۔ اور بہت سے کشایش باطن و عقدۂ جہالت کا مشکلکشا و کلید دھرم میں اندھا دھند کسی کی تقلید کرنا اور بے سمجھے مسلمات پر اعتراض کرنا سراسر واجب و بیجا۔ جس بات کے سمجھنے سے عقل عاری ہے اُس پر غور کرنا ہر طرح دانائی و ہوشیاری ہے۔ اپنی بات کی اس اصول میں تاکید ہے۔ اور یہی سبب ہے جس سے آریہ سماج میں ہر ایک مخالفت کی علانیہ تردید ہے جس مذہب میں اعتراض کرنا یا شک لانا کفر کا نشان ہے۔ اُس ایمان بالجبر یا ایمان بالغیب کا خود اسی کی زبان سے ہی بدیہی البطلان ہے۔ اسی مبارک اور مقدس ارشاد کے مطابق ہمیں بضرورت واجب ہے کہ راستی کو پاکر بھی سچ کی پریکشا کرتے رہیں یعنی صداقت کو سمجھ کر بھی خاموش نہ بیٹھیں بلکہ ناراستی کے دفعیہ پر مستعد رہیں۔ پس باوجود صحیح ماننے وید مقدس کے ہمیں ہر ایک مذہب کی بنیادی کتاب کو (جنہیں وہ الہامی و پاک سمجھتے ہیں) دیکھنا پڑھنا ضروری ہوا تاوقتیکہ جب تک سچائی کا مقابلہ نہ کیا جاوے اور جھوٹ کو اُسکے سامنے لاکر دلائل قاطع سے شکست فاش نہ کھا دیوے تب تک راستی کے جوہر خاص و عام پر من وعن انکشاف نہیں پاتے اور نہ تسلی کامل پہنچاتے ہیں

[illegible]

ابیات

کسوٹی پر کھرے سونے سے کھوٹے کو پرکھتے ہیں
مقابل وید اقدس اس لئے قرآن کو رکھتے ہیں

بھرا ویدوں میں ہے ایشر کا گیان اے عزیزاں دیکھو!
صداقت اور توحید الٰہی کے نشان دیکھو!

پرانے قصوں کا مجموعہ ہے قرآن سراپا
اساطیر الاولین ہے یہ خود اُسکا ہی بیاں دیکھو

بالعرض محال اگر سوامی جی مہاراج بحالت زندگی غیر مذاہب والوں سے مباحثہ کرکے جاودانی لٹریچر اور صداقت وید مقدس نہ دکھلاتے تو اسوقت آریہ سماجوں کے چمنستان میں یہ مبارک پودے کبھی دیکھنے میں نہ آتے اور اگر نو اعظم غیر مذاہب کا سوامی جی وید دکت یکتیوں (دلائل) سے ہمارے سامنے کھنڈن نہ فرماتے تو ممبران آریہ سماج کی روز افزوں ترقی نہ دیکھہ پاتے۔ آجکل ان سماجوں اور آریہ دھرم کی برکات مخالف مذاہب کے بیخ غیر بیان ہیں۔ اور کفر و شرک کی ظلمت دن بدن روز بروز رو بہ تنزل و نقصان ہے ویدوں کی تعلیم و تدریس کا خورد و کلاں کو خیال ہے اور ویدک صداقتوں و خوبیوں سے ہر ایک منصف مزاج مسرور و خوشحال۔ ہمارے مرزا صاحب کو اس بات پر بڑا فخر ہے کہ قرآن چہار دلائل متذکرہ بالا سے منجانب پروردگار ہے چونکہ اُن چہار دلائل کو انہوں نے ایک ہی دلیل گردانا ہے اور مرکب و مستقہ کی تشریحات سے قرآن کے منجانب اللہ ہونے پر بڑا بھاری ثبوت مانا ہے۔ نظر براں ہمیں نہایت ضروری ہے کہ انصاف اور راستی سے حسب درخواست مرزا صاحب قرآن اور وید مقدس کا مقابلہ و موازنہ کریں اور اُس سے حق و باطل کا مشاہدہ و معائنہ۔ پس ہم انہیں چہار دلیلوں سے وید و قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں اور انصاف اُس کا ناظرین کے دست و مرضی ہیں۔

مقابلہ و موازنہ قرآن و وید

قرآن سے ثبوت ہستی صانع عالم

(۱) سورۃ طٰہٰ

وھل اتٰک حدیث موسیٰ ۔ اذ رأ نارا فقال لاھلہ امکثوا انی اٰنست نارا لعلی اٰتیکم منھا بقبس او اجد علی النار ھدی ۔ فلما اتٰھا نودی یٰموسیٰ ۔ انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی ۔ وانا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ ۔ اننی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری ۔ ان الساعۃ اٰتیۃ اکاد اخفیھا لتجزیٰ کل نفس بما تسعیٰ ۔ فلا یصدنک عنھا من لا یؤمن بھا واتبع ھوٰہ فتردیٰ ۔ وما تلک بیمینک یٰموسیٰ ۔ قال ھی عصای اتوکؤا علیھا واھش بھا علٰی غنمی ولی فیھا مٰارب اخریٰ ۔

ترجمہ

آیا پہنچی تیرے پاس بات موسیٰ کی جب دیکھی اُس نے آگ پس کہا واسطے گھر والوں کے کہ ٹھہرو تحقیق میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ لاؤں

وید سے ثبوت ہستی صانع عالم

तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूरयः दिवीव चक्षुराततं ऋ. १।२।७।५।

نجات یا مکتی کے واسطے اصلی مقصود یا پرم انکرشٹ پد یا سب سے جاننے لوگ پرم پد یا ایک پرماتما ہے جسکو پورے پربین اسکے حصول یا پراپتی کے لئے کوشش اور یتن کرنا چاہئے اُسکے گیان دم آنند میں رہ سکتے ہیں ست روپ سے ہی اُسکا گیان ہوتا ہے اور گیان سے ہی پرماتما کا تماشا ہے جس طرح آکاش میں نیتر اور سورج کی بیاپتی اور پرکاش امن تانت بیاپت ہے ایسے ہی پرم ست مگر یہی پورن ایک رس بیاپک ہے اُسکی پراپتی سے جیو کو سب سکھ ہوتا ہے اور کسی طرح نہیں

اس منتر میں پرماتما نے چار اُپدیش فرمائے ہیں

(۱) ایشور کے ہی گیان سے مکتی ہے اور اُس مکتی سے اعلےٰ سکھ یا حقیقی آنند معراج ترقی۔ انسان کے واسطے کوئی نہیں ہے

حاشیہ اِس کتاب کے ضمیمہ میں ایک امریکن فاضل کی رائے تحریر کی ہے ۱۲ [illegible]

قرآن

اُس آگ سے تمہارے پاس آگ سلگا کر لاؤں یا پاؤں اُس آگ پر کوئی واقف کار راستہ بتلانے والا۔ جب آیا اُسکے (آگ کے) پاس آواز آئی (آگ سے) اے موسےٰ تحقیقاً میں تیرا رب ہوں پس اُتار اپنی جوتیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طویٰ ہے اور میں نے پسند کیا تجھ کو پس سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے۔ تحقیق میں ہی ہوں اللہ نہیں کوئی معبود سوا میرے پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز کو واسطے یاد میری کے۔ تحقیق قیامت آنیوالی ہے قریب ہے کہ چھپا ڈالوں میں اسکو تاکہ بدلہ دیا جاوے ہر جی ساتھ اس چیز کے کہ کرتا ہے پس نہ بند کرے تجھ کو اُس سے وہ شخص کہ نہیں ایمان لاتا ساتھ اُسکے اور پیروی کی اُسنے خواہش اپنی کی پس ہلاک ہو جاوے تو۔ اور کیا ہے یہ بیچ داہنے ہاتھ تیرے کے اے موسےٰ کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکتا ہوں میں اور جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے واسطے اس میں کئی کام ہیں۔

اور یہ قصہ بہت سے اختلاف سے یہی قصہ سورۃ قصص میں بھی ہے مگر سورۃ نمل میں اسکا بیان بہت عمدہ ہے جہاں صاف یہ کہا ہے۔ فلما جاءها نودی ان بورک من فی النار ومن حولها وسبحن اللہ رب العالمین ۔

وید

(۲) جانی سکھ اور شوبھی آ گیا ہی لفظ ایشور کا اس میں نام و نشان بھی ندارد ہے۔

(۳) ایشور محسوس نہیں ہے اور نہ محدود ہے اُس کا کوئی خاص مکان یا تخت نہیں ہے اور اُسکی حاضری کیواسطے کسی ایلچی کی ضرورت ہے بلکہ وہ سرب بیاپک ہے۔

(۴) وید گیان کا ذریعہ اور گیان کسی کا نتیجہ یا نقل کی یا تی ہے مگر ابھی ہم تمام بات کے جاننے کیواسطے ایک اس سے بھی سرگرم دلیل کی ضرورت تھی جو ایشور کی طرف سے بذریعہ وید کبھی رشیوں کو دیا گیا ہے کہ جس طرح آکاش میں شبد کی بیاپتی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بصارت اپنا کام چلا رہی ہے اور دکھائی نہیں دیتی جس طرح سورج کا پرکاش آکاش میں اکھنڈ تات بیاپت ہے۔ اور زبان وغیرہ ختم ہونے سے آکاش استھیت ہے اسکی استاکر ہمیں جانتے ہیں ایک سمان شکتی اسی پرماتما انتظام عالم کا کرتا ہے مگر سورج کی تپش اور ایک ہستی (محدود یا لامکان) ہیں تو بھی ان میں جو واسطے محسوس کی تمیز ہوتا اور سرب شکتی مان ہے۔

قرآن

پس جب آیا اُس کے پاس پکارا گیا یہ کہ برکت دیا گیا جو کچھ کہ بیچ آگ کے ہے اور جو کوئی گرد اُسکے ہے اور پاکی پروردگار عالموں کے کو۔

(۲) سورۃ فاتحہ

یہ اول سورۃ قرآن ہے

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ (ترجمہ)

تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان۔ صاحب قیامت کے دن کا۔ تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں ہم۔ دکھا ہم کو راہ سیدھی راہ اُن لوگوں کی کہ نعمت کی ہے تو نے اوپر اُنکے۔ سوائے اُنکے جو غصہ کیا گیا اوپر اُنکے اور نہ راہ گمراہوں کی۔

چونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کے بڑھانے کو اور اس سورۃ کی فضیلت جتلانے کو براہین احمدیہ جلد سوم سے کچھ زیادہ ورق سیاہ کر کے سست بیانیاں بیہودوں وغیرہ کے ضمن میں بعض حدیث میں اور اسکا زبردست اس سورۃ کی نسبت مدح سرائی ہے بلکہ اُنکے خیال میں یہ کل قرآن کی ماں یا ام القرآن ہے تفصیلاً ہم اس کا راستی بیان کرتے ہیں۔

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم تعریف واسطے اللہ کے پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان" مگر خدائے قرآنی موصوف ان دو صفتوں کے موصوف ہوتا تو غیر مذہب والوں اور حیوانوں کو مسلمانوں کے ہاتھ سے ذبح نہ کراتا کیونکہ ذبح و قتل رحمت و ربوبیت کے برخلاف ہے اور کسی شخص کو بیگناہ قتل کرانا سراسر بے رحمی و سفاکی و جلادی ہے۔ نہ کہ رحمانیت و رحمت جسکے دل میں ذرہ بھی محبت و رحمت کا نشان ہوگا وہ ضرور کہیگا کہ جو خدا عالموں کا رب اور رحمان و رحیم ہے قرآن اُسکا الہام و کلام نہیں کیونکہ (درج نہ)

وید

ओं भूर्भुवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात् य॰ अ॰ ३६ मं॰ ३

یہ منتر یجروید کا ہے

(اوم) سرب جگت کرتا سرب آدھار سرب سوامی سنگاں سے سرب بیاپک۔ انترجامی ایشور۔ بھر بھوہ سوہ آباشی (سو) پیاروں سے پیارا (بھو) مکت اور سب سکھوں کا داتا (سوا) سکادہاں کرنیوالا (سوتیو) سب ایشریہ کو داتا (ورینیم) جو سوبکار کرنے کے لائق (اُنی) سرشٹ (بھرگو) شدھ اور پوتر کرنے والا (دیوسیہ) سب کے آتماؤں کا پرکاش کرنیوالا (تت) اُس پرماتما کو (دھی مہی) ہم دھارن کریں (دھیو یونہ پرچودیات) جو سوامی دیو پرمیشر ہماری بدھیوں کو ست کی طرف پریرنا کرے اور بُرے کاموں سے بچاوے۔

اس منتر میں عالم کل حکمت ایشور سے اسقدر خوبیوں سے بھری ہوئی پرارتھنا ہمیں سکھلائی ہے جس کے کامل بیان کرنیکو ایک دفتر چاہیے۔ ویاسے رشیوں نے جسقدر ہدایات متعلق آتمک گیان کے دی ہیں سب کو اسو سمایا ہے اور سوامی بیاس جی و سوامی شنکراچارج جی نے بال گنگا دھر تلک جی نے معہ شرح معانی کے واضح کر کے لکھا ہے۔ مگر اُنکی تمام کی کیفیت اس مختصر بیان میں سمانا محال ہے مگر خلاصتاً چند فضائل ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

فضیلت اوّل اس شرتی میں (اوم) سرب اوتم نام ہے جو مجمع ہے اوصاف کو یا گویا دریا کوزے میں فضائل تو کلیوں کا اسمیں سرب جگت کرتا اور سرب آدھار اور سرب سوامی اوصاف موجود ہیں۔ جس سے بنایت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ جگت کا کرتا اور سب کا آدھار اور سب کا مالک ایک ہی ہے دوسرا کوئی نہیں۔ اس تمام جگت جہاں جگت کا ہو بنانے والا اور بنا کر قائم رکھنے والا یعنی اُس کے انتظام میں چلانیوالا اور ہمیشہ جہاں جگت ہے اسکا سوامی کہلانے والا جو تمام برکات کا چشمہ

ف۔ سید کہیں یہ تماشا پرموده باشد۔ [illegible] ۲۳ [illegible] کی اس آیت [illegible]

قرآن

سے یا ستند مخالف قول و فعل انسان ہیں۔ اور اس امر کی زیادہ تائید یہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان جب کسی حیوان کو ذبح کرتے ہیں تو اسوقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے۔ بلکہ بسم اللہ۔ اللہ اکبر کر کر قتل کرتے ہیں۔ گویا اپنے خیال خام میں اسوقت خدا سے مہربان کو رب العالمین اور رحمان اور رحیم نہیں مانتے۔ بلکہ بصدق دل سے جانتے ہیں کہ وہ صفات اُس کے عارضی اور دکھلاوے کے ہیں اصل نام اُسکے جبار و قہار و جلاد و ستمگار و ذوالانتقام وغیرہ ہیں جو اس موقع کے سراسر سزاوار ہیں۔ اگر وہ رب العالمین ہوتا تو قتل الکافرین والمنافقین کیوں فرماتا۔ انہوں نے اُسکا (خدا کا) کیا بگاڑا تھا۔ جو خواہ مخواہ ایمان بالجبر نہ لانے کے جرم میں شہید کیے گئے۔ خدا کی ربوبیت کے بھی یہ بات بالکل برخلاف ہے۔ عالموں کا رب ہو دین کو نہ لانے پر غضب سے جلا دے۔ کاشف القلوب ہو کر قتل کا حکم فرما دے۔ غرض بخوبی واضح ہے کہ یہ حکم باہم متناقض ہیں۔ اور ایک غلط بات کو مولوی کی دلیل اثبات گردانا انکو جھوٹا ٹھہرانا ہے۔ پس اس تناقض باہمی سے ہمیں قرآن کی صداقت میں شک عظیم واقع ہو کر اُس کو درجہ صداقت الہام سے گرانا پڑا۔

(مالک یوم الدین) صاحب قیامت کے دن کا۔ یہ فقرہ قرآن کا نہایت حیرت افزا ہے جس سے خدا کی ذات پر ایک دوش (عیب) وارد ہوتا ہے۔ کیا پرمیشور ہر روز انصاف نہیں کرتا؟ کیا آدم کے وقت سے مرے ہوئے لوگ اب تک حشش سپرد ہیں؟ مگر ہمیں معلوم کہ ضمانت پر ہیں یا حوالات میں۔ علاوہ بریں اسی قرآن کی سورۂ بقر میں خدا کا نام سریع الحساب رکھا گیا ہے اگر وہ جلد حساب کرنے والا ہے تو مالک یوم الدین نہیں۔ اور اگر مالک یوم الدین ہے تو سریع الحساب نہیں۔ خاصہ حاکم عادل کا یہی ہے کہ جسوقت مقدمہ کے وقوعہ کی اطلاع ملے تو کارروائی شروع کرے اور مجرموں کو سزا دیوے۔ بقول محمدیاں کے اسوقت صفت عدل خدا کی معطل محض معلوم ہوتی ہے۔ اور دنیا کا انتظام و انصاف شاید کوئی ختم المرسلین کرتا ہوگا۔ اور شاید رب العالمین خواب استراحت میں ہوگا ورنہ مالک یوم الدین کے کیا معنے ہیں۔ کیا وہ امروز و حال مالک یوم الحال مالک یوم الماضی و استقبال کا نہیں ہے؟ کیا یہ قول من اللہ درست نہیں ہے؟ اگر کوئی حق پسند بندہ غور سے خیال کرے تو اس پر اس نقص کی اصلیت طشت از بام ہو جاویگی۔

(ایاک نعبد و ایاک نستعین) "تجھی کو عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں" یہ دو فقرے بظاہر تو اچھے ہیں۔ اور موافق ارشاد وید مقدس کے نمستا اور مدد چاہتے ہیں کچھ تشریح نہیں کی گئی کہ آیا کس قسم کی مدد چاہتے ہیں۔ برائیوں یا بھلائیوں میں جیسے کہ آجکل کے لاکھوں افغان وغیرہ مسلمان چوری۔ قتل۔ ڈکیتی میں ایاک نستعین کا وظیفہ کرتے ہیں۔ یا ہزاروں ملا لوگ قمار بازوں کو یہ کلام سکھلاتے ہیں کہ یہ پڑھ کر اگر قمار کھیلنے بیٹھیگا تو بہت سے جیتیگا۔ جو کبھی اتفاقاً کچھ جیت لیا تو کلام کی برکت سے ملاجی کی ہانڈی گرم ہو گئی۔ ورنہ اس طرح ٹال دیا کہ بے طہارت پڑھا ہوگا یا کم پڑھا ہوگا۔ غرضیکہ ہزاروں بدمعاش اس بھروسہ پر چوری وغیرہ کرکے کچھ حصہ خدا کے نام یا پیر صاحب کی نیاز کر دیتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ برائیوں کے واسطے خدا سے مدد مانگنی چاہیے

(اھدنا الصراط المستقیم) "دکھا ہمکو راہ سیدھی" یہ فقرہ بھی اچھا ہے بشرطیکہ سیدھی راہ سے قتل و خونریزی سے پرہیز اور محبت و سلوک و اخلاق و خدمت و آسایش خلق اللہ (پروپکار) مراد ہو۔ ورنہ آجکل سیدھی راہ ایک وہبی مشہور

وید

اور جمیع جیووں کا مبدا ہے۔ وہی جاننے کے لایق ہے۔

فضیلت دوم۔ گیان سے سرب بیاپک انتریامی۔ یہ تینوں ناؤں کار سے پرکاش ہو کر اس منتر کی دوسری فضیلت کہلاتے ہیں تا جگت کے ذرہ ذرہ کا جسے علم ہے کسی کا کوئی جسکے گیان سے پوشیدہ نہیں۔ جو تمام جیووں کے اوپکار ہت اپنے گیان سے ویدوں کا ظہور فرماتا ہے۔ جو مجسم اور ایک دیشی یعنی عرش پر یا پانی پر بیٹھا ہوا نہیں ہے اور اسی سے طول عرض و عمق یعنی پرماتما سے ساعت سرب بیاپک ہونیکے منترا و منزہ ترحس یعنی اودیا سے پاک اور غفلت و کمزوری و فریب سے شدھ ہے۔ جہانتک یوگی جن اور مدھی ماں بچار سکتے ہیں۔ اس سے بھی اسکا گیان نہایت سوکشم۔ وہ سرب انتریامی ہے اسکا انتریامی کوئی نہیں ہے ایسے احکام کا بدلنا گیان نہ ہونے سے اس پر الزام ہے عرش و فرش یا مکان میں ہونا سرب بیاپک پر اتہام ہے۔ پرماتما سرب گیہ علیم کل ہے۔ تمام الزامات سے برکنار اور ہر قسم کی کمزوریوں سے منزہ کامل ہے۔

فضیلت سوم۔ ہرنیہ گربھہ الشر ابھاسی۔ یہ تمام منتر کی فضیلت ہیں۔ تمام کرہ سورج و چاند و ستارہ و سیارہ وغیرہ جنکے انوار جلال سے منور ہیں۔ اور جس کے قبضۂ قدرت میں رہ کر بالکل باہر نہیں ہو سکتی جو سب کو ہمیشہ انصاف سے دیتا ہے۔ پھل اور گیان کا دینے والا۔ اور متغیر و متبدل کارخانہ دنیا کے برخلاف خود غیر متغیر ہے جو کسی طرح شاریرک اور کارمک بندھن میں نہیں آتا جو سنسار کا بیج یا آدلیش ہوتا ہے گربھ میں کبھی نہیں آتا۔ بلکہ تمام دنیا کے گربھ جسکے اندر ہیں۔ جسکے حضور سفارش و شفاعت و رشوت و ذاتی لیاقت جرائم کبیرہ سے ہیں جسکو جبرئیل و میکائیل وغیرہ کا وحی پہونچانے و مدد رسانی کا محتاج بنانا جہالت کے ذخیرہ سے ہے جو اللہ کام بھی نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی چھپتا اور نہ گھٹتا بڑھتا ہے سدا ایک رس اناشی ہے۔

فضیلت چہارم۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ جو جس کو پیار کرتا ہے۔ دوسرے کے دل میں اسکی محبت اتنی ہی اثر کرتی ہے اور توجہ الفت بڑھتی جاتی ہے۔ انسان کو سب سے زیادہ پیارے پران ہیں جنکے اثر سے جسم کے سارے تاب و تواں ہیں۔ ایشور کو پران کی سے پیارا جاننا گویا جسم و جان کا اس پر قربان کر ڈالنا ہے۔ اور حصول قربت کا یہی پہلا درجہ ہے۔ ایشور پرماتما کے پوتر ناموں سے پرکاشت ہوتا ہے۔ یہی محبت اسی سے مراد ہے۔ اور اصلی بھگتی کی یہی بنیاد ہے۔ جو اس رموز معرفت سے ذرہ بھی آشنا ہیں انکے واسطے حقیقی سرور سے فیضیاب ہونا آسان امر ہے۔

فضیلت پنجم۔ سنسار میں تمام آدمی راحت کے حصول کا دم بھرتے ہیں مگر اسکے وسائل جداگانہ استعمال کرتے ہیں گویا اُس ایک راحت اور آنند کو لوگ حسب مرضی چاہتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ محروم رہ جاتے ہیں۔

ساقی بیخبر تاب رنگے دارد
مطرب بچنگ و دف خبطے دارد
ہمہ دانہ کسے رموز اصلی
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

ویدک اصطلاح میں تمام دکھوں سے چھوٹنے کا نام مکتی ہے۔ جسکا دوسرا نام راحت کامل ہے۔ فانی یا شہوی سکھوں کا (جو عارضی و چند روزہ ہیں) وہاں ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سبھی ماسواے اللہ ہیں اور حقیقی آنند سے ہٹانیوالے ہیں۔ ست گیان سے پراپت ہونے والا سچدانند کا ہی سہارا آنند ہی وہ سکھ ہے جسکا اس مقدس بھوام سے تعلق ہے جسے پریم کا بڑھانیوالا اور حقیقی لوگ کے کرانیوالا یہی ارشاد ہے۔ جس سے بڑھکر طالب حق کے لئے اور کوئی مراد نہیں۔

فضیلت ششم۔ جب ہم تمام عالم پر نگاہ دوڑاتے ہیں۔ اور اس سرشٹی

قرآن	وید
ہے اگر خدا سے سیدھی راہ کے طلبگار ہو تو علم وعقل کو کیوں دخل نہیں دیتے اور معقولات کے پڑھنے سے کیوں گریز کرتے ہو۔ قرآن میں عقل سے سوچنا کفر مت جانو اور غلطی کو جہاں ہو صحیح مانو۔ کیا صرف مسلمانی کا ہی راستہ سیدھا ہے یا کوئی اور بھی۔ اگر کوئی اور بھی ہے تو مسلمان انکو قبول کرنے سے کیوں جھگڑتے ہیں۔ ایمان نہیں لاتے۔ بھائیو! مقابلہ کر کے دیکھو اور سچ یعنی صراط المستقیم کو گرہن اختیار کرو (صراط الذین انعمت علیہم) انکا راستہ جن پر تو نے نعمت کی (غیر المغضوب علیہم) سوائے انکے جو غضب کیا گیا۔ اوپر انکے (ولا الضالین) اور نہ گمراہوں کی چونکہ مسلمان تناسخ کے قائل نہیں ہیں خدا کا کسی کو نعمت دینا اور کسی پر غضب کرنا اور کسی کو گمراہی میں ڈالنا بے معنی و بعید اس سے نہ اسکا انصاف قائم رہتا ہے نہ اسکا رحم نہ اسکا علم۔ انعمت علیہم مغضوب علیہم و ضالین علیہم۔ سب کی جمیعت خدا کیطرف پھرتی ہیں پس ان اعمال کا فاعل خدا ہوا نہ کہ وہ لوگ۔ اسواسطے یہ پرارتھنا (دعا) بہت نقصان رسان ہے۔ اور خدا پر بہتان لگانیوالی ہے۔ بیان نازنگان کی تائید تفسیر حسینی والا بھی کرتا ہے کہ نہ راہ آں کسانیکہ خشم گرفتہ برایشاں قبل الوجود بمعرض غضب در آمدہ و ہماں سبب کفر اقدام نمودہ قبل الوجود جبکہ کسی سے کوئی عمل سرزد نہ ہوا بلا ظہور جرم کا خدا مغضوب الیہ سمجھنا خدا کو ظالم اظلم و جاہل اجہل ٹھیراتا ہے۔ (نعوذ باللہ منہا)	شکتی کا دھیان لاتے ہیں تو نہایت عمیق خیال سے اس تمام کا رجحان ایک خاص مرکز کیطرف معلوم ہوتا ہے۔ جو اس اپار سنسار کا دھارن کرنیوالا ہے۔ اور یہ عقدہ جبتک فضل الٰہی شامل حال نہو تب تک حل نہیں ہو سکتا اس لئے پرماتما نے مہان پالتا ارشاد فرمایا ہے کہ جسقدر جگت تم دیکھتے ہو یا وہ جو کہ تمہاری درشٹی گوچر نہیں ہے یعنی لوک لوکانتر وغیرہ۔ ان سبکو سرب شکتی مان سرب آدھار۔ جگدیشور نے ہی دھارن کر رکھا ہے۔ اور وہ اسکام میں کسی سے سہائتا نہیں لیتا۔ **فضیلت ہفتم** وہ لسوتیں یعنے سب ایشورج کا داتا ہے۔ ہر ایک انسان سے کرم انسار پھل پاتا ہے۔ اسے چھوڑ کر کسی اور سے مانگنا قطعی نادانی ہے کیونکہ اس صفت سے موصوف ہونیکے لائق اور کوئی نہیں۔ تمام روحانی برکتوں کا اعلیٰ ہی منبع ک ایدیش سے جاننا کیونکہ اعتبار قطعی لاتعلق ہونیکا اس ارشاد سے ہے وید مقدس ایک پرماتما کے سوا اسکے اور کسی کو ایشورج یعنی نعمتوں کا داتا نہیں بتلاتے اور نہ قبروں شہیدوں اور فرشتوں کیطرف جھکاتے ہیں بلکہ تمام عالم کو اس سچے داتا کیطرف جھکاتے ہیں لعباسی اسے نہایت آزادانہ طور پر سکھاتے ہیں۔ **فضیلت ہشتم**۔ ہر ایک کو نیک بننے کی تمنا ہے۔ اور جاہل سے جاہل بھی اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے۔ سچ کی تحقیقات بہت تھوڑے دلوں میں اثر پذیر ہونے کے سبب اپنے چمکتے جوہر سے الگ ہونے کبھی جہلا کی آنکھوں میں نہیں

دیکھ پاتی اور اسی سبب سے لوگ ست مارگ دست و ترم دست گرنتھوں کے سمجھنے و مطالعہ میں لانے سے معذور رہتے ہیں۔ کسی محمدی کو اگر آپ بزدل کہیں کہ خدا اسنے دنیا کے گمراہ کرنے کو شیطان مقرر نہیں کیا یہ تعلیم غلط ہے۔ وہ قہر و جبر اور غضب وغیرہ سے پاک ہے (اسواسطے قہار و جبار نہیں اور نہ مکار ہے۔ مگر وہ کسی طرح نہیں مان سکتے کیونکہ قرآن کی تعلیم (جس میں خدا مکار ہی ہو) انکو ہر طرح تعلیم ہے۔ ویدک دھرم یا سچا وہادوی یہ ہدایت نہیں دیتا بلکہ برخلاف اسکے عدوں کے نہایت خداوندانہ طور سے کمال عنایت سے بتلاتا

ہے کہ اگر نیک بننا چاہو۔ تو نیکی کا مخزن۔ سویکار کرنے کے لائق جو اتی ورشٹھ وریشٹھ سرب ادتم ہے۔ دوسرا کوئی نہیں۔ اسی کی اوپاسنا غیر حسم کے واسطے آنندہ دایک ہے۔

فضیلت نہم۔ یہ ارشاد وید مقدس کی ایک اعلیٰ فضیلت ویترتا اور پاکیزگی کا رہنما ہے۔ شدھتا یعنی برائیوں سے بچنا پوترتا جیو کو اس کے دھیان میں لگا کر یوکت۔ یعنے اپاسنا سے جوڑ کر پرارتھنا کرنا کہ اے میرے سوامی آپ جلال والے ہیں۔ اس سرب اتم یعنے مقدس جلال کا میری آتما میں پرکاش کیجئے۔ آپ اندھکار سے اچھادت نہیں ہیں

پس مجھے بھی اگیان سے نکلنے کی سامرتھا دیجئے۔ عید کی بکری و بھیڑیں تیری خوراک نہیں اور نہ تو اس قدر بے رحم و ظالم ہے کہ تیرے پیٹ کے واسطے عاجز جانور ذبح کئے جائیں۔ تو نہ جوع کا مارا ہے اور نہ قتل کا طلبگار۔ تو بھیڑیوں کی طرح خون نہیں پیتا اور نہ بھوکا ہوتا ہے۔ خون تیرے حضور نہیں پہونچتا۔ بلکہ تیرے سے دور ہٹاتا ہے۔ پاکیزگی و پوترتائی کی تکمیل صرف تجھ میں ہے نہ کہ کسی اور میں۔

فضیلت دہم۔ اس مقدس ارشاد سے کامل نتیجہ اور یقین ہوتا ہے کہ حقیقی دعا اور شانتی دینے والی اوپاسنا وہی ہے۔ جس کے کرنے سے اپاسک کے دل میں کسی طرح کا تنک نہ رہے۔ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں۔ اول ان کا گیان نہایت لازمی ہے۔ اور یہ بتلانا اس مذہب کا ذمہ ہے جو کاملیت کا دعویدار ہو۔ **محمدی** بیچارے کیا کریں۔ اور کہاں سے لاویں جبکہ قرآن میں شیر۔ شہد۔ شراب۔ پانی کی نہروں اور حور و غلمان کے انار پستانوں اور مہ رخساروں کے سوائے روحانی سرور کا نشان ندارد ہے اور صدہا مقام پر انہیں وعدہ وعید کا تملق و تعشق آمیز بیانوں سے بار بار اظہار کیا گیا ہے۔ جن سے کسی حق پسند کی تسلی ہونی دور از قیاس ہے۔ حقیقی نجات یا کامل شانتی دینے والی اوپاسنا کے نتیجہ پوچھنے والے کے واسطے ان کے ہاں ذوالفقار کی دلیل ہے۔ اور برہان عقلی کے بدلے ان نہروں کے پیاسوں کی تسلی کو شراب کی سبیل ایک عمدہ تمثیل ہے۔ مگر اے ناظرین جس طرح دریائے گنگ پر پہونچ کر پیاسی طبیعتیں سیراب ہوتی ہیں اسی طرح اس سب کے آتماؤں کے پرکاش کرنے والے پراپتی یوگیا گیان کے ساگر۔ پرماتما سے جو حقانیت۔ وحدانیت و معرفت و طریقت کی چار نہریں۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھروید پرکاشت ہیں انہیں پریم چرچ سے پراپت ہو کر ہر قسم کی شانتی ہر طور کی تسلی ان سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ان سے ثابت ہے کہ صاحب صفات کاملہ اور حساب برکات افضل و مبدا و فیوض اعلیٰ و منبع سعادت عظمیٰ جاپکی لوگ سب کا گیان داتا ایک پرماتما ہے دوسرا کوئی نہیں۔

فضیلت یازدہم۔ سنسار میں جتنے مذاہب ہیں عقل کو صندوق

ہیں مثلاً قتل لگانا اپنا معمولی جانتے ہیں - اور ان مذاہب میں سے قسمت نمبر دین محمدی کا ہے - مصنف اعجاز محمدی صفحہ ۱۹۱ میں لایا ہے کہ اہل شرع نے درس علم معقول فلسفی سے منع فرمایا ہے

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

مگر وید مقدس میں ارشاد ہے کہ ہمعقد گیان سے بدھی بمطابق پرمیشور سے بدھی کی ترقی اور معقولیت سے روحانی شانتی بڑھانے کی پرارتھنا کرنی چاہیئے کیونکہ وہی عقل کل کے تمام کام معقولیت سے مملو ہیں جب بدھی انصاف اور صداقت و علمیت سے پیارتی ہے تو صدہا ارتک عقدے جو جاہلانہ طور سے سمجھ میں نہیں آسکتے نہایت صاف اور مجدد دکھائی پڑتے ہیں - ہر ایک دانا جانتا ہے کہ سچ اور جھوٹ کی کسوٹی سوائے عقل کے اور کوئی نہیں اور عقل کا علم ہادی ہے یا دو تو باہمی لازم و ملزوم ہیں - اس واسطے عقل کل و علیم کامل پرمیشور نے وہیو تو ماسے اوپاسنا کی ہدایت بخشی ہے -

فضیلت وید - وید عقل کل کی طرف سے نہایت معقولیت سے اس سچی پرارتھنا کی قبولیت کا ارشاد ہے - اور یہی ارشاد پرمی بھگت کے لئے شانتی کا باعث ہے - ہر ایک سچائی کا عاشق - جیو پرجو دیات کے مبارک الفاظ سے روحانی اتحاد کا سبق سیکھ سکتا ہے - دوسرا یا قوت عبودیت و خلوص عبادت کے لئے ضروری ہے - سچے دل و نیک نیت و ٹھیک وسائل کو معقولیت سے استعمال میں لا کر اپنے دیامے سوامی کی حضوری حاصل کرکے اسی مبارک دائم سلسلہ سے پرارتھنا کرنا نتیجہ دکھلاتا ہے - جس سے روز بروز روحانی کمزوری و جسمانی شقاوت و ناپاکی دور ہو کر اُس گیان سے پدھا کو اپنی مشتھردھی سے انسان جانتا ہے - اور یہی اس منتر کا خلاصہ مطلب ہے -

قرآن	وید
۴- سورۃ نجم والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی - وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی - وھو بالافق الاعلی - ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی - فاوحی الی عبدہ ما اوحی - ما کذب الفواد ما رای - افتمرونہ علی ما یری - ولقد راہ نزلۃ اخری - عند سدرۃ المنتھی عندھا جنۃ الماوی اذ یغشی السدرۃ ما یغشی - ما زاغ البصر وما طغی - لقد رای من ایت ربہ الکبری - خدا کہتا ہے کہ قسم ہے مجھے ستارہ کی جب گر پڑتا ہے - گمراہ نہیں ہوا سید یار تمہارا - اور رستہ نہیں بھلایا اور اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا - قرآن نہیں ہے مگر وحی جو بھیجا گیا طرف اسکی - اسکو قوت والے نے سکھلایا ہے پھر سیدھا بیٹھا - اور تھا وہ اونچے کنارہ آسماں کے - پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک - پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا - جھوٹ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا - اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اس پر جو اس نے دیکھا - اور اسکو اس نے دیکھا ایک دوسرے اوتار - پرلی حد کی بیری کے پاس - اس پاس ہے بہشت رہنے کی - جب چھپا رہا تھا اس بیری کو جو کچھ چھپا رہا - بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی بیشک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونہ - ای ناظرین! یہ ذکر اس رات کا ہے جسکو محمدیان ہر سال کی تبلانے ہیں اس رات کو محمد صاحب کا معراج ہوا یعنی زمین سے آسمان تک معراج (زینہ) لگا تھا جسکی تشریح شیخ سعدی کرتا ہے بنہاد وراں بلند منہاج ہفتاد و ہزار پایہ معراج اور اس زینہ پر سے بسواری براق چڑھ جانا اور ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش و کرسی وغیرہ تک پہنچنا	परीत्यभूतानि परीत्यलो कान् परीत्यसर्वाः प्र दिशो दिशश्च उपस्था- य प्रथमजामृतस्यात्म नात्मानमभिसंविवेश॥ य० ३२।११॥ پرماتما آکاش آدی پرتھوی اور سورج آدی سب لوکوں (یعنی کروں) میں - اور پورب آدی سب دشاؤں میں اور اتنے آدی اپ دشاؤں میں بھی اپنے لا انتہا گیان سے بیاپک ہو رہا ہے جسکے گیان اور بیاپکتا سے ایک ذرہ ذرہ بھی خالی یا نا معلوم نہیں - جو انیہی بھی سامرتھ کا آتما ہے وہی کلپ آدی میں سرشٹی یعنی جگت کی اُتپتی کر دیا ہے اس آسد سروبیاپک کو جو جیو آتما ہے سامرتھ اور تحات من بدھی گیان سے پرتیکش جانتا ہے وہی دکھوں سے چھوٹ کر مکتی پاتا ہے اس منتر میں پرمیشور نے چار (۴) اُپدیش فرمائے ہیں (۱) پرماتما موجود ہر جا اور روا پک کل ہے آکاش اگرچہ ہر چیز میں بیاپک ہے مگر پرماتما اسکا بھی آنتر اور گیان ہے - سورج سبکو پرکاش دیتا ہے مگر اُسکا پرکاشک اور گیان اور جیو ہے جگت کا کوئی پرمانو بھی اُس سے پوشیدہ یا اسکی مستا اور ومایکتا سے باہر نہیں کسی طرح کا اسکا اگیان نہیں ہے - قطع النظر ان کل کے وہ اپنے نت گیان من بدھی کبھی غلطی نہیں کرتا (۲) من - بدھی - تو دیا سے اسکے گیان کے واسطے اُدیوگ کرنا چاہیئے - گویا اسکو من بدھی اور ودیا سے بھی پیارا جاننا چاہیئے یعنی اُن سب کے اعلیٰ فرض پرمیشور کی پراپتی جاننا جب اس حد تک عمل کرنے سے کوئی جیو پرماتما کی شرنا گت ہوتا ہے تب بد اعمالیوں سے بچ کر نجات کا مستحق ہوتا ہے (۳) گناہوں سے بچنے کے واسطے اس سے بڑھکر کوئی علاج نہیں کہ اپنے سوامی پرمیشور کو سرب بیاپک جانکر بدیوں سے متنفر ہو - تجربہ کی بات ہے کہ بڑے بڑے ظالموں نے بھی گناہ کی پلیدیوں سے اجتناب نہ کیا - جبتک کہ انکو ایشور کے انتریامی ہونے کا گیان نہ ہوا

لطیف نوٹ - ایک مولوی غلام علی صاحب بڑے فاضل عربی زبان کے امرتسر میں رہتے ہیں ایک دفعہ اُن کی ملاقات کو گیا اس وقت مولوی صاحب مسجد میں اپنے ایک شاگرد کو سبق پڑھا رہے تھے کہ "یشعیاہ نبی نے بسبب شام ہو جانے کے آفتاب کو کہا کہ ٹھہرا رہ میرے کام میں حرج ہوتا ہے - چنانچہ وہ ٹھہرا رہا غروب نہ ہوا" میں نے عرض کی - کہ آپ فاضل آدمی ہیں اور معقول و منقول سے واقف - پھر ان باتوں کی آپ کس طرح تعلیم دیتے ہیں - اوّل تو مولوی صاحب حیلہ و حوالہ ہی میں ٹالتے رہے - بعد تھوڑی دیر کے صاف اقرار کیا کہ اگر ہم ایسا نہ کہیں تو لوگ ہمیں کافر بنا دیں - ہر ایک دانا جانتا ہے کہ جو بات معقول طور سے ثابت نہیں ہے اسکو کسی غرض سے ماننا سراسر [illegible]

اور (سدرۃ المنتہی) ایک بیری کے درخت کے ساتھ آسمانوں پر گھوڑا باندھنا۔ اور رہا دو پیالا تھا پر خدا کہتا ہے کہ نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا۔ خدا، محمد یاں اور محمد صاحب کے درمیان فرق دو کمان کا یا اس سے نزدیک نیچے تھے چنانچہ ایک مفسر فرماتا ہے۔ ؎

کلام سرمدی بے نقل بشنید
خداوند جہاں را بے جہت دید

پھر خدا نے جو حکم دینے تھے۔ صلاح لینی تھی یا مشورت لینی تھی خلوت میں اسکو دیا کرتے۔ صاحب فرماتے ہیں کہ اس بیری پر کچھ چھا رہا تھا یعنی وہ کیا

تھا پھر جو ہی عالم کل ہونے کے سبب بطور دلائل قاطع کے احقاق حق ابطال باطل کو مد نظر رکھ کر سبحان اللہ کیا عمدہ طور سے ظاہر فرماتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ تم کچھ چھا رہا تھا غالباً ابر سیل ہوگی۔ اب دوسرا معقول جواب سنئے۔ وہاں جو کچھ محمد صاحب نے وہاں پر دیکھا وہ کیا جواب باصواب۔ جو کچھ اس نے دیکھا سو دیکھا بھلی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ افسوس کہ سونے کی چڑیا جال میں پھنسی تھی اور نکل گئی۔ درحقیقت خدا تعالیٰ بہت مشتاق تھا ایک جگہ معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ دو سو مرتبہ اس رات کو خدا نے آواز دیا کہ نزدیک آ نزدیک آ۔ مفسران اس جگہ نہایت سخت گرداب تفکر میں سرگردان ہیں اور صدہا طرح کی تاویلیں تراشا کرتے ہیں مگر افسوس کہ کوئی تسلی بخش حل نہ کر سکے۔ فکان (پس ہوا) (قاب) بمقدار (قوسین) دو کمان کمان کے (او ادنیٰ) یا زیادہ نزدیک خدا اور محمد صاحب کے درمیان دو کمان یا اس سے بھی کم فرق رہنا خدا کے محدود ہونے کی شہادت ہے۔ سرب بیاپک یا محیط کل کی قرابت کو دو کمان کے فرق سے ناپنا عقل کا قصور ہے اور فضیلت سے دور۔ زمانہ اسلام سے آج تک اس پر اعتراض ہوتے رہے۔ مگر جب کبھی جواب ملا تلوار سے کبھی معقول گفتار سے کسی نے تشریح نہ کی۔ جب نوبت اس حد تک پہنچی اور تاویلیں کرتے کرتے یہ مسئلہ بہت ہی گرید ہو گیا۔ تو اب بعضے محمدی لوگ دو کمانوں کو ایک دائرہ گردانکر محمد صاحب کو اس پر ایک وتر یا قطر کے طور پر ڈالتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ زیادہ تاویلوں سے منقولی مسائل کی تذلیل ہوتی ہے جو سراپا تحصیل لاحاصل ہے۔ لیکن اسلام کے چاکر لوگ ہیں جو کسی غرض دنیاوی سے دین اسلام کو نہیں چھوڑنا چاہتے اور صرف فرضی تسلیوں سے خاطر جمع رکھتے ہیں ورنہ علم معقول کے آگے اب اس قسم کے مسائل بیہودے اور بیہودہ سے ہیں سات آسمانوں کی تفصیل مفسر یہ کرتے ہیں۔ ایک دھوئیں کا دوسرا پانی کا تیسرا لوہے کا چوتھا پیتل کا۔ پانچواں چاندی۔ چھٹا سونے کا۔ ساتواں زمرد کا بیری کے بوٹے کی تشریح حدیثوں اور تفسیروں میں بہت سی ہے۔ کوئی اسکا بیر مٹکے کے برابر

(۴) جو کسی خاص جہت میں ہوگا وہ محدود ہوگا اور کوئی محدود انتریامی سروبیاپک نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سراپا غیر ممکن ہے۔ اسی واسطے پرماتما نے ارشاد کیا ہے پرتی سروا پردیشو دشا یعنی سب اطراف و جوانب میں بیاپک اور گیان سے ہے یعنی خاص اطراف میں وہ محدود نہیں بلکہ اسکو کسی خاص جہت میں جانکر مسجود ٹھہرانا ترک ہے کیونکہ وہ یک جہتی نہیں اور مکانی ہے لیس ثابت ہو کر اس تمام چراچر کا مالک و منتظم اور سب سے بڑا اور ہر ایک باریک چیز و مکان بھی اور ہے سمجھانا یعنی سو قسم سے سو قسم مگر ساتھ ہی ایسا کامل جو غلطیوں سے منزہ ہے باوجود ان جو محدود وغیرہ جسم اور ست گیان سے یکت ہے وہی برہم ہے وہ دوسرا کوئی نہیں۔

کوئی گھوڑے کے برابر بیان کرتا ہے۔ دسی آیت کے آغاز میں خدا مانند جاہل عورتوں کے ستارہ و نجوم کی قسم کھاتا ہے۔ اے معقول پسند مسلمانو! یہ علم نجوم از طرف رب القیوم جو دہ اپنی الہامی کتاب میں ہمہ دانی سے نازل کر رہا ہے۔ اے ناظرین! تمکیں اس سورۃ نجم کی حقیقت و حق بیانی کو آپ صدق دل سے غور فرما کر حق کو قبول اور ناحق کو نامقبول سمجھیں

وید	قرآن
स पर्यगाच्छुक्रमकायम व्रणमस्नाविरं शुद्धम पापविद्धं कविर्मनीषी प रिभूः स्वयम्भूर्याथातथ्य तोऽर्थान् व्यदधाच्छाश्वती भ्यः समाभ्यः। य ४०। ८। سب کے من کا ساکشی ہے اور براجمان سرب ویاپک ست ہر ایک قسم کے شریر یعنی کایا یعنی جسم سے سترا۔ گھٹنا بڑھنا اور روگ سے رہت ناڑی آدی کے بندھن رہت سب قسم کے دکھوں سے الگ اور سب عیبوں سے پوتر اور شدھ ہے وہی سب جگت کا پرماتما انتی انادی پرماتما کر انتریامی روپ سے وید کے دوارہ ست ودیاؤں کا اپدیش کیا کرتا ہے۔	(۶) سورۃ قلم میں یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطیعون جس روز کہ جانگھ اٹھایا جاویگا پنڈلی سے اور بلائے جاوینگے لوگ واسطے سجدہ کرنے کے پس نہ کر سکینگے اس آیت کی تشریح شاہ ولی اللہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔ کہ حشر کے دن مسلمانوں کے پاس پروردگار آویگا جس صورت میں پہچان نہ سکینگے۔ اور خدا فرماویگا۔ میں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ۔ کہینگے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا۔ تو ہم پہچان لینگے۔ فرماویگا کچھ اسکا نشان جانتے ہو کہینگے جانتے ہیں ہم۔ پھر ظاہر ہوگا انکی پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولیگا تو سجدہ میں گرینگے جو سچی نیت سے سجدہ کرتا تھا اسکی پیٹھ نہ مڑیگی۔ الخ کریگا

تفسیر فتح الرحمن میں لکھا ہے۔ کہ روز یکہ جامہ بر داشتہ از ساق وخوانده شوند ایشاں را بسجدہ پس نتوانند۔ مشکوٰۃ شریف کے باب الحشر میں ہے بحوالہ اس آیت کے یکشف عن ساق فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ یعنی ہمارا ساق اپنی کھولیگا پس ہر مومن مرد اور مومنہ عورت اسکو سجدہ کرینگے تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ مطبع حیدری واقع بمبئی ۱۲۹۵ھ کے صفحہ ۹۲۹ میں لکھا ہے

قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن ومومنۃ ویبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاءً وسمعۃ فیذہب لیسجد فیعود ظہرہ طبقاً واحداً قولہ عز وجل ویدعون الی السجود ولا یستطیعون یعنی الکفار والمنافقین تصیر اصلابہم کصیاصی البقر فلا یستطیعون السجود۔ ترجمہ۔ محمد صاحب سے سنا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا اپنی پنڈلی کھولیگا۔ اور سجدہ کرینگے۔ اسکو ہر مومن مرد اور عورت۔ اور باقی مرد اور عورت جن لوگوں نے دنیا میں سجدہ کیا اور ظاہر داری سے کیا ہوگا پس وہ مکار سجدہ نہ کر سکینگے۔ اور پشت انکی یک پارہ ہو جاویگی اور حدیث میں ہے کہ پشت کافر اور منافق کی مانند گائے کی ایک مہرہ ہو جاویگی پس سجدہ نہ کر سکینگے

اے ناظرین! اس آیت کو ذرہ غور کی آنکھ سے دیکھئے۔ خدا آپ ہی کہتا ہے کہ قیامت کے روز میں تم کو دیدار دونگا۔ اور تم نہیں پہچانو گے۔ اور پھر میں تمہارے اقرار کرنے پر پنڈلی ننگی کرونگا۔ تب تم سجدہ میں گرو گے۔ جائے تعجب و حیرت ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفت دوربینی کو جانا اور ظاہر ہو جانا آنکھوں سے۔ انصاف کرو کیا ایسی تعلیم الرحمٰن الرحیم کی طرف سے ہے؟ اور کیا پرماتما کے ساق بھی موجود ہیں۔۔

وید	قرآن
हिरण्यगर्भः। समवर्तताग्रे भू तस्य जातः पतिरेक आसीत। स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां क स्मै देवाय हविषा विधेम ॥ ऋ० म० १० व०	(۵) سورۃ اعراف میں ہے ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش۔ ترجمہ تحقیق اکہ تمہارا

قرآن	وید
وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین کو چھ روز میں۔ اور بعد ازاں قرار پکڑا اوپر عرش کے +	اے جیوو جو سرشٹی کے پورب یعنے پہلے سب سورج آدی تیج والے لوگوں کی اوتپتی کا ستھان آدھار اور جو کچھ اوتپن ہے۔ ہوا تھا اور ہوگا۔ اس کا سوامی تھا اور ہے اور ہوگا۔ وہ پرتھوی سے سورج پرینت سرشٹی کو بنا کر اپنی اننت شکتی سے دھارن کر رہا ہے اسی ایک پرمیشور کی بھگتی کرنی ضروری ہے اور کسی کی نہیں +

یہ بات بعینہ توریت کی منقول ہے قادر مطلق کا دنیا کو چھ روز میں بنانا۔ اور بعد تیار کرنے کے فراغت حاصل کر عرش پر چڑھ کر آرام کرنا کیا سرب شکتی مان کی تعلیم ہو سکتی ہے؟ حالانکہ خود قرآن ہی میں اسکے برعکس موجود ہے۔ دیکھو سورۂ انعام کی یہ آیت وهو الذی خلق السموات والارض بالحق ویقول یقول کن فیکون۔ اور وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو ساتھ حق کے۔ اور جب کہتا ہے۔ کہ ہو پس ہو جاتا ہے

اب اے محمدی فاضلو۔ ہم کس بات کو سچ مانیں اور کس کو دروغ۔ خدا کی کلام اور انسان دونوں کا یہ ہمیشہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک آدمی موافق اپنی طاقت کے کام کرتا ہے۔ خدا جو سب چیزوں کا مالک ہے افسوس کہ اسکے بنانے میں اتنا حیران اور سرگردان ہووے۔ اور چھ دن رات میں ایک دم بھی نہ سووے۔ اور لگاتار کام کرتا رہے اور حدیث میں ذکر ہے کہ اس نے آدم کی مٹی کو بھی چالیس روز تک اپنے دونوں ہاتھوں سے خمیر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا محنتی آدمی ہے۔ جس کے چالیس روز ایک آدم کے قالب بنانے میں خرچ ہوئے۔ بھلا اس کی صنعت کا کیا ٹھکانا۔ وہ حدیث یہ ہے خمرت طینة آدم بیدی اربعین صباحا۔ جس کا خدا دنیا کے بنانے میں اس قدر کمزور اور بیکس ہے۔ کیا ان کی کسی اور علمی معاملہ میں درستی ہو سکتی ہے یہاں پر بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ آدم کے قالب کیلئے مٹی کہاں سے ملی اور کیوں صرف کن فیکون کہنے سے قالب تیار نہ کر لیا اس فانی جسم کیواسطے چالیس روز دونوں ہاتھوں سے محنت کری تب کامیاب ہوا۔ اور اب اس باقی وسماودائی روح کیواسطے پیدائش کا ذکر نہ کیا کہ کن کن مصالحوں سے اسکو کتنے سالوں میں خمیر کیا۔ روح کی پیدائش بھی قرآن سے واضح نہیں ہوتی کہ کہاں سے آئی۔ اگر مادہ انادی نہیں ہے۔ تو قرآن کو نہایت ضروری تھا کہ اسباب کو شرح ودلایل سے واضح کرتا مگر اسنے نہیں کیا۔ مگر وہ دنیا کے پیدا کرنے میں ہی لاچار ہے چہ جائیکہ پیدائش کی گفتگو سے مطلع فرماوے۔ اور خدائی کا انتظام وہ سنبھال بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جیسے بہت سے رب النوع اسکے ساتھ ہیں۔ اب مقام غور ہے کہ نہ مادہ اور نہ روح کی پیدائش کی تشریح یا تفصیل ملتی ہے۔ بلکہ صرف مجملاً دنیا کی پیدائش کا حوالہ ہے۔ پس ضرور مٹی سے آدم کا جسم بنایا اور انادی مادہ سے زمین بنائی اور انادی روح کو اس میں پھونکا۔ ورنہ کسی طرح کا کامل جواب قرآن نہیں دیسکتا۔ اگر در خانہ کس ست ہمیں عبارت بس است

قرآن	وید
(۴) سورہ کہف قرآن قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اللہ واحد۔ ترجمہ میں بھی ایک تمہارے جیسا آدمی ہوں وحی کیا گیا سوائے اس کے کہ اللہ تمہارا	नद्वितीयो न तृतीयश्चतुर्थो नाप्युच्यते न पञ्चमो नषष्ठः सप्तमो नाप्युच्यते नाष्टमो नवमो दशमो नाप्युच्यते तमिदं निगतं सहः स एष

قرآن	وید
اللہ ایک ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس میں کونسی عمدہ دلیل یا فلاسفی محمد صاحب نے ظاہر کی جہاں تک الٹ پلٹ کر دیکھا گیا فلسفہ کا پتہ ندارد ہے اور ہو کہاں سے از کوزہ ہماں تراود کہ در وست۔ عرب والے اللہ کو پہلے ہی مانتے تھے۔ اور صدق دل سے جانتے تھے کہ خدا ایک ہے چنانچہ محمد صاحب کے باپ کا نام عبد اللہ تھا اور حالانکہ وہ مکہ کے مندر کا پوجاری تھا پس اس میں سے کوئی نئی تعلیم ظاہر نہیں ہوتی سورہ فتح۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ترجمہ جو لوگ ہاتھ ملاتے ہیں تجھ سے وہ ہاتھ ملاتے ہیں اللہ سے۔ اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے + یہاں پر محمد صاحب کے ہاتھ کو قرآن خدا کا ہاتھ بتلاتا ہے اور اس سے ہاتھ ملانا خدا سے ہاتھ ملانا بتلاتا ہے۔ کیا یہی توحید کی تعلیم ہے اس الوہیم یعنے ہمیشہ کے ہاتھ بلا کہ صریح مشرکانہ تعلیم ہے۔ کہ محمد ہی کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں اور اس سے ہاتھ ملانا خدا سے ملانا ہے۔ تو ان کے دوسرے خدا ہونے میں کسے کلام ہے۔ جو صریح بت پرستی ہے۔ غالب یقین ہوتا ہے کہ خدا کی طرف جھکانے کے آخری وقت میں حضرت کو خدا بننے کا بھی خیال آگیا تھا۔ اور بہت شخصوں کو اپنی عبادت کی طرف بھی رجوع کرانے لگے تھے اسکی تصدیق اس خطبہ سے ہوتی ہے جو بوقت وفات ان کے حضرت عمر نے پڑھا تھا۔ (دیکھو محمد صاحب کی زندگی کے حالات) بہر حال خدا کے ہاتھ ٹھہرانے اور پھر اپنے ہاتھوں کو خدا ہی کے ہاتھ قرار دینے میں یا تو ہمہ اوست کی تعلیم ہے یا خود پرستی و مشرکانہ ہدایت ہے جو صداقت و توحید الہی سے کوسوں دور ہے	एक एक वृदेक एव सर्वे अस्मिन देवा एकवृतो भवन्ति ॥ अ-क-१३ अ-४ मं १९ १६।१८।२०।२१ ان منتروں سے بخوبی طور پر نتیجہ ہوتا ہے کہ پرمیشور ایک ہے۔ اس سے بھن نہ کوئی دوسرا نہ تیسرا اور نہ کوئی چوتھا پرمیشور ہے۔ نہ پانچواں نہ چھٹا۔ اور نہ کوئی ساتواں ایشر ہے نہ آٹھواں نہ نواں اور نہ کوئی دسواں ایشور ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایک ہی ہے۔ اس سے بھن دوسرا ایشور کوئی کبھی نہیں۔ اسی پرماتما کے سامرتھ میں سب پرتھوی آدی لوک ٹھہر رہے ہیں۔ ان منتروں میں جو دو سے لیکر دس تک (اور اس سے زیادہ ایشور ہونے کا نشیدھ کیا ہے۔ وہ اس مطلب سے ہے کہ تمام علم حساب کی بنیاد ان اعداد پر ہے۔ اور سب سنکھیا کا مول ایک انک ہی ہے۔ اسی کو دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ اور نو بار گننے سے ۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹ انک بنتے ہیں۔ اور ایک پر شون یعنے صفر دینے سے دس کا انک ہوتا ہے۔ ان سے ایک ایشور کا نشچے کرا کے وید [illegible] میں دوسرے ایشور کے ہونے کا سروتھا نشیدھ ہی لکھا ہے یعنے اس کے ایک ہونے میں کسی طرح کا بھید نہیں اور وہ شون یعنے صفر بھی نہیں بلکہ جو چدانند آدی لکھشن یکت [illegible] پرماتما ہے وہی وید کت ریت سے جاننے یوگ ہے سب جگت میں پریپورن ہو سب کو وش کر کے اپنے سامرتھ سے دھارن کر رہا ہے یعنے وہ سرب شکتی مان ہے۔ علاوہ بریں عالم کل ہونے سے اس نے علم حساب کی بہت سی ضرورتوں کو اسمیں حل کر کے ایک

نہایت معقول پرتال کا قاعدہ بھی پرکاش فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم ہندسوں میں لکھ کر جمع کرتے ہیں تو حاصل جمع

۲	۳	۴	۹
۵	۶	۷	۱۸
۸	۹	۱۰	۲۷
۱۵	۱۸	۲۱	

اب ۱۵ [illegible] سے اگر ۹ کم کرتے ہیں یا ۹ کم کرتے جائیں۔ تو باقی ندارد ہوگا۔ اور یہ صحت کی پرتال کا قاعدہ نہایت معقول ہے۔ جمع۔ تفریق۔ ضرب

تقسیم کے کسی سوال کی غلطی و صحت کی پڑتال اس سے نہایت عمدہ طور سے ہو سکتی ہے۔ حاصل کلام یہہ کہ وہ حواس کثرت سے مبرا اور ستون یعنی لغی بھی نہیں وہ ایک ایشور ہے اگر کوئی معترض یہ عذر کرے کہ ۳ اور ۹ جو کہ طاق ہیں اس کے سوا ۵ و ۷ جو طاق ہیں اُنکے گنوں منفی نہیں ہوتی۔ تو اس وسواس کا یہ جواب ہے۔ کہ اول تو خود انتریامی جگدیشور نے نفی والے ہندسوں کی گنتا و مرتبہ کی ہے۔ اسواسطے ونہی سے کٹی ہونی چاہئے۔ اور وہی قاعدہ معقول ہے دوسرا نہیں۔ دوسرا اس وہم کا یہ جواب ہے کہ شرتی میں تین ہیں منہ گسائی ہے اس واسطے تین پر ہی کاٹ کرنا چاہئے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ اور نہ کسی اور غلط قاعدہ کے طور یعنی ۵ - ۷ سے صحت حساب ہوتی ہے۔ پس یہی دو قاعدے پڑتال کے عمدہ ہیں اسی ترکیب کے قاعدہ سے اور یہہ سب علم حساب کے قاعدے اور عقدے حل ہوتے ہیں مگر اختصار منظور ہے اس لئے زیادہ تشریح نہیں کیگئی۔ جنکی آنکھیں صداقت کو دیکھ سکتی ہیں۔ یا جن کے دلوں میں انصاف کی قابلیت موجود ہے وہ بخوبی غور کریں کہ اس ویدک شرتی میں ہادی کامل نے کس زور دار طور سے توحید کو علمی طور پر ظاہر فرمایا ہے اور کیا معقول قاعدہ سے شرک کی تردید کر کے ایکو برہم دُتیو ناستی جتلایا ہے۔

قرآن	وید
(۷) سورۃ نجم افرءیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی ترجمہ	सनो वन्धुर्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा । यत्र देवा अमृतमानशाना स्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त । य०अ०३२ । मं०१०
تم دیکھتے ہو لات اور عزی اور منات بتوں کو یہ تینوں بت بڑے بزرگ ہیں اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہئے وقت نزول سورۃ نجم کے محمد صاحب کعبہ میں (جن دنوں کعبہ میں بت تھے اور پرستش بھی ہوتی تھی) بیٹھ کر سورۃ نجم سنا رہے تھے ۔ اس وقت وہاں پر کافر اور مسلمان ملے ہوئے طواف کرتے تھے۔ جب تمام سورۃ پڑھ چکے تو مسلمانوں اور کافروں نے اکٹھا سجدہ کیا اور لوگ نہایت خوش ہو گئے کہ اب محمد انصاف پر آ گیا اور جس طرح ہم بتوں کو تسلیم جانتے ہیں اسی طرح قرآن میں بھی یاد کیا۔ تفسیر معالم التنزیل میں ہے	॥ ॥ ॥ پرماتما ہی ہمارا سہایک اور وہی پالن کرنے والا اور وہی تمام جگت کا دھارن کرنے والا سب دھام انیک لوکانتر کو یتھارتھ جانتا ہے۔ اسی کے آسرے سے دکھ رہت موکش پد کو ہم پراپت ہوتے ہیں۔ کبھی اس کے سوا کوئی سہایتا اور عبادت کے یوگ نہیں ہے۔ اس شرتی میں پار برہم جگدیشور نے آگیا فرمائی ہے کہ تمام دھارمک لوگوں کو اس پرکاشمے آتمک ہونا چاہئے۔ کہ ہمارا سہایک ہی ایک پرمیشور ہے۔ اس کے سوا کوئی سہایتا دینے والا یا پالن کرنے والا نہیں ہے تمام لوک لوکانتر (سورج پرتھوی چاند ستارہ سیارہ وغیرہ) یعنی جملہ سنسار کا رچنے والا اور دھارن کرنے والا اور جاننے والا وہی سرب شکتی مان اور سرو گیہ ایشور ہے اور کوئی جاندار یا غیر جاندار شفاعت یا عبادت یا سجدہ کے لایق نہیں ہے۔ کرم اپاسنا اور گیان کا مدعا اصلی اس کی پراپتی ہے اور وہی نراکاری اپنے بھگتوں کو موکش کے
قال ابن عباس و محمد بن کعب القرظی وغیرھما من المفسرین لما رای رسول اللہ تولی قومہ عنہ وشق علیہ ما رای من مباعدتھم عما جاءھم بہ من اللہ تمنی فی نفسہ ان یاتیہ من اللہ ما یقارب بینہ و بین قومہ لحرصہ علی ایمانھم فکان یوما فی مجلس لقریش فانزل اللہ تعالی سورۃ والنجم فقراھا رسول اللہ حتی بلغ قولہ افرءیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری القی الشیطان علی لسانہ بما کان یحدث بہ نفسہ و یتمناہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی فلما سمعت	دینے والا ہے جو انسان سچی پریم بھگتی سے ویدک معقول طور پر اُسکی شرناگت ہوتا ہے وہی سکھ کو پراپت ہوتا ہے جو نہ دوڑے تیری راہ میں ٹوٹ جاویں وہ پانو سر وہ کٹ جائے نہ ہو جسمیں کہ سودا تیرا

قریش ذالک فرحوا بہ۔ ترجمہ ابن عباس و محمد بن کعب القرظی اور سوائے ان کے جماعہ مفسرین نے کہا ہے کہ جب محمد صاحب نے دیکھا کہ ان کی قوم قرآن کو تسلیم نہیں کرتی تو انہوں نے اپنے دل میں تمنا کی کہ خدا کی طرف سے کوئی ایسی آیت قرآن میں نازل ہووے کہ جو مابین اُن کے اور قوم کے دوستی پیدا کرے پس ایسا ہی ہوا کہ ایکدن محمد صاحب مجلس قریش میں حاضر تھے کہ خدا نے سورۃ والنجم نازل کی پس رسول اللہ نے اس کو پڑھا جبکہ محمد صاحب اس سورۃ کے اس قول افرءیتم سے الاخری تک پہنچے۔ شیطان نے اُن کی زبان پر وہ بات ڈال دی جسکی وے تمنا کرتے تھے یعنی یہ فقرہ تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی یعنی بت بڑے بزرگ ہیں اور تحقیق اُن سے شفاعت کی امید رکھنی چاہئے۔ پس قریش یہ سنتے ہی خوش ہوئے تفسیر زاد الآخرۃ جو منظوم ہے اس میں اس طرح مرقوم ہے۔

اسکا منشا کسی طرح آیا اہل تحقیق نے یہ فرمایا
کہ لگے پڑھنے ایک بار رسول سورہ نجم کو جو بعد نزول

٭ یہہ خبر چاروں طرف سے مشہور ہو گئی کہ اب بت پرستوں کے ساتھ محمد صاحب نے صلح کر لی تھوڑے عرصہ کے بعد جب کسی سبب جو پیری مریدی کی تمنا سے مراد ہے پھر طبیعت آزردہ ہوئی تو جھٹ وہ آیت منسوخ کر دی کہ وہ خدا کا کلام نہیں ہے شیطان کا ہے شیطان نے میرے منہ میں ڈالدیا تھا اور ایک آیت بھی سورۃ حج کی اوتار لی۔ کہ شیطان آگے بھی اور پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ اس آیت کو منسوخ جانو بعض تفسیروں میں صاف ناسخ کر کے بھی لکھا ہے۔ مگر تفسیر حسینی والا اسکو ظاہر کرنا واجب نہیں جانتا۔ جبر مفصل حال اس کا معالم و جلالین و بیضاوی و معتمد المتقدمین ذکر ہے اسپر اعتراض یہہ ہیں کہ اول تو بت پرستی اور بتوں کی تعریف خدا کی جانب سے قرآن میں موجود ہے۔ جس سے یقین غالب ہے کہ قرآن حق کیطرف سے نہیں ہے۔ صرف محمد صاحب کا طبعزاد ہے۔ دوم جب لاحول پڑھنے سے بقول محمدیاں کے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ تو کیا قرآن پڑھنے اور حج کرنے اور مکہ میں پھیرنے سے دور نہیں ہوتا۔ اور علاوہ بریں کیا مکہ میں جا سکتا ہے یا نہ۔ سوم معمولی عقل والا آدمی بھی قبول نہ کریگا کہ شیطان۔ محمد صاحب کی عبارت میں اپنی آیت ملادے۔ اور وہ بالکل بیخبر رہیں چہارم وہ دعوے بھی باطل ہو گیا کہ فاتو بسورۃ یعنی لاؤ قرآن جیسی کوئی سورۃ پس خود ہی بقول محمدیاں کے شیطان نے رحمان جیسی آیت بنالی۔ اور اس کی فصاحت و بلاغت پر آج تک کسی نے اعتراض نہ کیا۔ اور نہ خود مدعی صاحب نے فصاحت شیطان کی غلطیاں نکالیں پھر کوئی معقول پسند مسلمان (جیسے سید احمد خاں صاحب بہادر وغیرہ) کبھی نہیں مان سکتا کہ شیطان کوئی چیز ہے۔ پس یہ حرف الزام ہے اور سراسر اتہام۔ مگر یقین فائق اور امر محقق ہے کہ قرآن بت پرستی کی تعلیم ضرورت کے وقت ضرور دیتا ہے۔ شعر

گر ضرورت بود روا باشد بے ضرورت چنیں خطا باشد

جب یہ آیت زبان پر لائے   اک توقف کے ساتھ پیش کئے
دل میں ڈالا جو دیو نے وسواس   بولے از راہ سہو خیر الناس

افرایتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری تلک الغرانیق العلی
وان شفاعتھن لترتجی

سن کے مشرک ہوئے نہایت شاد   سمجھے حضرت نے وہ صفت کی یاد
الغرض جب اخیر سورہ پر   کرنے سجدہ لگے جو وہ سرور
آئے سجدہ میں جملہ اہل یقین   اور ساتھ ان کے مشرکان لعین
پس کیا عرض حال سر تا سر   جبرئیل امین نے آ کر
سن کے حضرت ہوئے بسا محزون   تب تسلی کو بھیجی آیت یوں

ما ارسلنا من قبلک ... الخ

اور نہ بھیجا تھا ہم نے اے مقبول   تیرے آنے سے پہلے کوئی رسول
اور نہ کوئی نبی کیا ارسال   پھر لگا جبکہ باندھنے وہ خیال
ڈالتے بیچ بیچ لگا ابلیس   اس کے باندھی خیال میں تلبیس
پھر مٹا دیوے خالق اس شے کو   وہ جو شیطاں نے دل میں ڈالی ہو
پھر کرے حکم استوار خدا   اپنی آیات اور نشانی کا
اور خداوند علم والا ہے   حکمت اس کی بیاں سے بالا ہے

منقول از تفسیر زادہ الآخرہ

اب اس مقابلہ سے حضرات انصاف پسند تعلیم حق و ثبوت توحید کا (جو بطور مشتے نمونہ از خروارے ضروری عرض کیا گیا ہے) اندازہ کر لیویں وید مقدس میں توحید وجود صانع عالم اس کثرت سے موجود ہے کہ جس کا عشر عشیر بھی اور کتابوں میں مفقود ہے۔ مہاتما وید خواں سوامی گوتما چاریہ جی نے وید مقدس میں اثبات وجود صانع عالم اس عمدگی سے ظاہر کیا کہ جس کے پیرو و خوشہ چین حکمائے یونان و فارس و مصر و چین ہیں۔ ایسے استادی ریمارکوں میں وہ تمام اس مہاتما کی باریک بینی کے مداح ہیں۔ اسی مقاصد پر اس وحید العصر نے نیائے درشن تصنیف فرما کر ایک عالم کو منطقی لاثانی شئی ان بنایا۔ ویدک توحید کے بارہ میں شہزادہ دارا شکوہ صاحب سر اکبر میں فرماتے ہیں۔ وھو ہذا۔

کہ اکثر کتب تصوف بنظر درآوردہ بگر تشنگی طلب توحید کہ بحریست بے نہایت دم بدم زیادہ مے شد۔ و مسئلہ ہائے دقیق بخاطرے رسید کہ حل آن جز کلام الٰہی امکان نداشت۔ و چوں قرآن مجید و فرقان کریم اکثرے مرموز است و دانندگان آن کمیاب۔ خواست کہ جمیع کتب سماوی منظر در آرد۔ چنانچہ نظر بر توریت و انجیل و زبور و دیگر صحف انداخت۔ اما بیان توحید در آن ہم مجمل و مرموز بود و در پے آں شد کہ از چہ جہت در ہندوستان وحدت عیان گفتگوئے توحید بسیار ہست و علمائے ظاہری و باطنی۔ طائفہ قدیم ہند را بر وحدت انکارے و بر موحدان گفتارے نیست بلکہ پایۂ اعتبار رسیدست برخلاف جہلائے این وقت کہ خود را علمائے قرار دادہ اند۔ و در پے قتل و آزار و تکفیر و انکار خدا شناسان و موحدان افتادہ راہزن راہ خدا اند۔ چنانچہ بعد از تحقیق بسیار معلوم شد کہ در میان قوم ہنود چہار کتاب آسمانی کہ رگ بید و ججر بید و شام بید و اتھرب بید باشند بر انبیائے آں وقت بہ جمیع احکام نازل شدہ و این معنی از ہمیں کتاب ظاہر است۔ و خلاصہ جمیع اسرار سلوک و توحید در آں درج است آنرا اپنکھت مے نامند۔ چوں نظر بر اصل وحدت ذات بود خواست کہ این اپنکھت را کہ گنج توحید بود بزبان فارسی در آوردہ و لفظ اپنکھت در سنسکرت بمعنی اسرار پوشیدنی ہست۔ لہٰذا ایں جماعۂ آنرا از اہل اسلام و کسان دیگر ادیان بلکہ از بعض اقوام ہنود پوشیدہ دارند و منتہائے مطلب جمیع اولیائے اہل است در سنہ بےغرضانہ ترجمہ نمودہ و در ہر مشکل و ہر سخنے کہ میخواست و نمے یافت۔ ازیں کتاب قدیم کہ بے شک و شبہ اولین کتب سماوی و سرچشمہ تحقیق و بحر توحید ہست و مطابق قرآن مجید بلکہ تفسیر آنست صریحا۔

---

* ۔ اہل اسلام سے تصفیے کا یہ مطلب تھا کہ وہ تعصب جہالت سے غیر مذاہب کی کتب کو جلا دیا کرتے تھے ایسا نہ ہو کہ اس ست دھرم کی کتابوں کو بھی جلا دیں سو یہ وید مقدس میں کوئی ایسی ہدایت درج نہیں ہے۔ بلکہ وید اقدس تمام دنیا کے واسطے ہیں نہ کہ کسی خاص ملک کیواسطے۔ اس کا ثبوت اسی کتاب میں علیحدہ مقاموں پر موجود ہے۔ اگر کوئی اسلامی انکار کرے کہ اہل اسلام علمی کتابوں کو نہیں جلاتے تھے تو ہم شہادت بتلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

سکندریہ کے کتبخانہ کی تباہی

جب سکندریہ پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا اور عمرو سپہ سالار اس جگہ کا ناظم ہوا تو اس سے فیلعوس اسکندریہ کے نامی حکیم اور فاضل اجل نے ملاقات کی۔ چونکہ عمرو علم دوست اور عالمانہ گفتگو کا از بس مشتاق تھا۔ اس حکیم کی صحبت اور قیل و قال سے ایسا محظوظ ہوا کہ دل سے اس کی عزت کرنے لگا ایک دن فیلموس نے سپہ سالار کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے سکندریہ کے کل بیت المال ذخائر اور سرکاری گوداموں کا ملاحظہ فرما لیا ہے۔ اور ہر قسم کے اسباب پر مہر چھاپ لگا دی ہے۔ سو جو چیزیں آپ کے کارآمد ہیں ان کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو آپکے کام کی نہیں۔ اور ان میں سے بعض شاید میرے فائدے کی ہیں۔ اگر میری درخواست بیجا نہ ہو تو مجھ کو عنایت کی جاویں۔ عمرو نے پوچھا کہ آپ کونسی چیزیں مانگتے ہیں حکیم نے جواب دیا کہ زر نہیں جواہرات نہیں اور کوئی قیمتی اسباب نہیں صرف منطق کی کتابیں ہیں جو سرکاری کتبخانہ میں بیکار پڑی ہیں۔ عمرو نے جواب دیا کہ اس درخواست کی منظوری میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور میں اس بارہ میں سوائے اجازت امیر المومنین حضرت عمر فاروق کے کوئی حکم نہیں دے سکتا اس منظوری منگوانے کے واسطے ایک مراسلہ خلیفہ وقت کے حضور میں بھیج دیا گیا وہاں سے جواب آیا کہ اگر ان کتابوں کے مضامین قرآن کے مطابق ہیں تو گویا ان کے مطالب قرآن میں آچکے اور وہ اب ردی ہیں۔ اور اگر ان میں کوئی بات مخالف قرآن ہے تو ہم کو ان کے وجود سے نفرت ہے فی الفور جلا دی جاویں۔ عمرو نے اس حکم کی تعمیل میں کل جلدیں سکندریہ کے حماموں میں بانٹ دیں اور حکم دیدیا کہ ان کو جلا کر حمام گرم کئے جاویں۔ کہتے ہیں کہ چھ مہینہ تک برابر تمام حمام انہیں کتابوں کی آگ سے گرم ہوتے رہے یا ایہا الناظرین ذرا اس واقعہ کو پڑھو اور غور سے دیکھو کہ اس کے پڑھنے سے دلوں پر کیا اثر ہوتا ہے غرض دنیا کے اس مشہور کتب خانہ کا خاتمہ بھی یہ تھا۔ اور جہالت اور وحشت کے تشریف لانیکے زمانہ کا آغاز بھی وہی ہوا

بعض اقوام ہنود سے مراد بدھ و جین ہیں جو بیجا عیب جوئی انانیت دھرم کی اپنا دھرم جانتے ہیں اور عموماً پرماتما کی ذات سے انکاری ہیں بلکہ اس جگدیشور سے تمسخر کرتے ہیں اسواسطے ان لوگوں کو کتابیں نہیں دیجاتی تھیں۔ علاوہ بریں ان کی بڑی بھاری عداوت بھی تھی کیونکہ سوامی شنکر اچاریہ جی نے ان سے صدہا مباحثہ کر کے سخت زک دی تھی جس کا مفصل حال شنکر دگ وجے میں موجود ہے۔ ورنہ کسی اور قوم کو انکار نہیں ہے *

یافتہ نمی شود ظاہر مے شود کہ ایں آیہ بیہ در حق ایں کتاب قدیم ہست۔ سورۃ الواقعہ انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین۔ یعنے قرآن کریم در کتابیست کہ آن کتاب نہانست۔ وادراک ادراک نمیکند مگر دلیکہ مطہر باشد و این نازل شدہ ست از پروردگار عالمیان و از لفظ مکنون صریح معلوم مے شود کہ ایں آیہ در حق توریت و انجیل و زبور نیست چرا کہ آں پوشیدہ نیستند۔ و از لفظ تنزیل چناں ظاہر مے شود کہ در حق لوح محفوظ ہم نیست چوں اینکہ مت کہ معنے تنزیل پوشیدگی ست اصل ایں کتاب ست و معنے آنہا ئے قرآن مجید بعینہ ازاں یافتہ مے شوند۔ پس بہ تحقیق پیوست کہ کتاب مکنون ایں کتاب قدیم باشند ٭

اے ناظرین! وید مقدس کے ادھیان کے ادھیا توحید سے بھرپور ہیں اور بہتان اور قصہ جات سے دور۔ یہاں پر مقابلہ کرنے کی ضرورت نہ رہی کیونکہ خود مسلمان موحد کے قول سے ثابت ہو چکا ہے مگر اہل اسلام سے ایک ضروری گزارش ہے کہ آدم و حوا و شیطان و موسٰے و نوح و ابراہیم و یوسف و لوط۔ و لقمان و سکندر و اصحاب کہف و یاجوج و ماجوج و عمران و زکریا و عیسٰے و مریم و محمد صاحب کے خانگی امورات و جنگ و جہاد و سامری و یونس و تکیے دوزخ و بہشت کی نہروں کا حال حور و قصور غلماں و خیرات و زکوٰۃ و حج و احرام و سنگ اسود و نکاح و متاع و حلال و حرام و قربانی وغیرہ کے قصہ کہانی نکال کر باقی کو اے بھائیو اگر آپ انصاف سے مطالعہ فرماویں گے تو بخوبی جان جاویں گے کہ کسقدر الٰہی تعلیم باقی ہے ٭

ضرورت الہام پر دلائل قاطع کا لکھنا

بعد ملاحظہ کل قرآن شریف کے ہر چند غور و فکر سے دیکھا گیا۔ کوئی ضرورت الہام قرآن کی بپایۂ گمان نہ پہنچی۔ چہ جائیکہ ثبوت و اطمینان۔ سوائے قصہ جات مذکورہ بالا کے اگر کوئی عمدہ بات قرآن شریف سے ثابت کرے جو وید مقدس میں نہ ہو تب ہمیں بھی موقعہ کلام کا ہو۔ اور علاوہ براں وہی باتیں یا اس سے عمدہ باتیں قرآن سے پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ پس اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں کہ ان پہلی کتابوں نے وہ باتیں قرآن سے نہیں چرائیں مگر فریق ثانی کے ذمہ یہ الزام ضرور ہے جس سے اس کی راستی و الہامیت ملیا کافور ہے۔ اگر قرآن میں کوئی بات ایسی ہے جو نامعلوم یا معدوم ہو تب الہام ہونے کی ضرورت کا مفہوم ہو ورنہ کسی طرح الہامی نہیں ہو سکتا الا اسلام تحفۃ السیف دلیل کا آپکے ہاں کلام نہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ السیف ام الاسلام نہیں۔ قرآن کو دلیل قاطع سے قطعی اجتناب ہے اسی واسطے کمزوری کے وقت لکم دینکم ولی دین کا خطاب ہے۔ جو نسبت حقیقی چاند کو ماہ نخشب سے ہے۔ وہی نسبت وید مقدس کے ساتھ مصنوعی الہامیوں کو جس طرح بار بار نئے آفتاب کے بنانے کی ضرورت نہیں جس طرح روز بروز نئی زمین گھڑنے کی حاجت نہیں اسی طرح ایک ہی دفعہ کا ملی گیان لا تبدیل لکلمات اللہ جو کبھی تغیر و تبدل ہو نہیں آتا۔ یعنے وید مقدس پرماتما نے ہدایت عام کے واسطے نازل فرما دیا۔ اب باوجود ہونے آفتاب کے اگر کوئی آنکھیں بند کرے تو آفتاب کا قصور نہیں۔ بلکہ اس متعصب کو بصارت کی ضرورت نہیں ٭

احقاق حق و ابطال باطل سے قاصر رہنا

احقاق حق میں جس قدر قرآن کریم زبان ہے۔ اسی قدر ابطال باطل میں بھی وہ قاصر البیان ہے۔ سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا۔ زمین کے اوپر پہاڑوں کو بمنزلہ میخوں کے ٹھوکنا تاکہ زمین جنبش نہ کرے سورج کا چشمہ گلی میں ڈوبنا۔ چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا۔ چشمہ ہائے دودھ و شہد و شراب کا بہنا۔ سلیمان کے وقت جانوروں کا بولنا وغیرہ حق کے ظاہر کرنے سے قطعی پرہیز ہو رہا ہے۔ ورنہ اہل عالم و ماہران تواریخ و ہیئت و جغرافیہ ان کی ہموار تردید کر رہے ہیں۔

اسی طرح ابطال باطل میں بھی چشم حق دور ہے۔ اور کہیں بھی روشنی نہیں بلکہ ہر طرف شب دیجور ہے ٭

بیت اللہ مکہ کی طرف سجدہ کرو۔ وہی خانہ خدا ہے۔ اس کی طرف سے پھر کر سجدہ کرنا مارو اہلکہ گناہ و خطا ہے۔ حج و طواف سے صواب بلکہ گناہ دور ہوتے ہیں چاہ زمزم کے منبع نہر ہائے جنت کے سوتے ہیں۔ آب زمزم دل سے گناہوں کے سیاہ داغ دھوتا ہے۔ اور حجر الاسود کی تعظیم و بوسہ سے گناہ معاف اور سینہ پاک ہوتا ہے۔ احرام کعبہ و زیارت مدینہ سے دل کی نورانی ہے عمرہ کے دوڑنے و جانور کشتی یعنے قربانی سے رضا جوئی ربانی ہے اسی طرح وصال حوران انار پستان و غلمان لالہ رخان کا علیحدہ طور ہے۔ جن کے ہاتھوں سے اہل جنت کو جام ہائے ”شراباً طہوراً“ کا دور ہے کیونکہ ان کے بت حجر الاسود کی تعظیم کو نہ مٹایا۔ سجدہ آدم کا صاف حکم فرمایا۔ برخلاف ابطال باطل کے بیچارہ تردید کرنے والے کو لعنتی ٹھہرایا۔ شق القمر کی سحر آمیز تعلیم۔ عرش کے برابر جا ایکا وجود بیان کرنا وغیرہ ابطال باطل کی بالکل کوشش نہیں کیگئی۔ اور صاف بت پرستی کی بنیادی دیوار یہ تعلیمیں موجود و مشہور ہیں۔ نہیں معلوم کہ باوجود اس قدر اندھیر کے مرزا صاحب کس طرح ”العادۃ کالمعدوم“ کا اشتہار دیکر کہتے ہیں کہ

”براہین الاحمدیہ و نبوت المحمدیہ“ کا ثبوت ہے۔ اور پیچ در پیچ عربی الفاظ میں طوالت عبارت سے کاغذ سیاہ کر قرآن کے الہامی ہونے کا لوگوں کو قرار کرنا چاہتے ہیں۔ جو سراپا محال بلکہ دور از خیال ہے۔ افسوس کہ مرزا صاحب اس کی توحید کو فلسفی مباحثوں سے بتلاتے ہیں۔ اور بت توڑنے والے گالی گلوچ کے کچھ بھی نہیں دکھلاتے۔ یہ دونوں کتابوں کی توحید اور بیان کر دی اور ہر ایک کی تعلیم و تردید عیاں ٭

مرزا صاحب دشنام دہی سے قرآن کی فلاسفی ثابت کرتے ہیں اور مقابلہ و مجادلہ میں قدم دھرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ حق کو ان باتوں سے نفرت ہے۔ اور راستی کو بد زبانی سے عداوت ٭

اب ناظرین خود ہی انصاف کریں کہ قرآن اور وید میں سے کون عبارت و معنی میں کچا اور ناتمام ہے۔ کون توحید کے پھیلانے اور شرک مٹانے میں کمزور اور خام ہے موسٰی کو آگ کے سامنے کس نے سجود کرایا ہے اور ابراہیم کا سورج کو کس نے خالق و رب ٹھہرایا ہے۔ آگ۔ چاند۔ سورج اور ستاروں کو بذاری کون بتلاتا ہے اور فرشتوں کو رب النوع کون ٹھہراتا ہے مگر مرزا صاحب جنت سنگر سے محض باداں ہیں تو ان کا تو ویدوں سے بدگمان ہونا جہالت کا گلستان ہے۔ افسوس کہ جب وہ خود تسلیم

٭ راجہ رام موہن رائے صاحب بانی برہمو سماج کی کتاب منقول از رسالہ تت بودھنی سبھا کلکتہ مطبوعہ ۱۸۴۴ تک ۱۸۴۲ء صفحہ سطر ۱۰ و ۱۱

”میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے مطالعہ سے آپ کو یقین ہو جاویگا کہ وید میں نہ صرف علم ریاضی ہیئت۔ اسلحہ (توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ تیر وغیرہ) ہی ہے بلکہ ان میں اخلاق نیچرل فلاسفی اور تمام علوم و فنون کا بھی بیان ہے۔ چنانچہ تمام علوم جو کہ مختلف ست شاستروں میں بیان ہوئے ہیں صرف ویدوں سے اخذ کئے گئے ہیں“

کرتے ہیں کہ ہم معلوم نہیں کہ وید کا دعوے کیا ہے" جب انکو وید کا دعوے ہی معلوم نہیں تو پھر باوجود اس نادانی کے کیوں بیہودہ جہالت کی دھوم مچاتے اور ایک عالم میں اپنی نالائقی کی رسوائی کراتے ہیں ÷

سخن باید بدانش درج کردن
چو زر سنجیدن آنگہ خرچ کردن

اعتراض مصنف براہین احمدیہ از صفحہ ۱۰۳ ا جلد (۲)

قولہ: عیسائیوں میں ماسوا ان لوگوں کے جن کو تہذیب اور تحقیق سے کچھ غرض نہیں۔ اس وقت ہزارہا ایسے شریف النفس اور منصف مزاج پیدا ہوتے جاتے ہیں کہ جنہوں نے دلی انصاف سے عظمت شان اسلام کو قبول کر لیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب میں مخلوط ہو جانا اپنی تصنیفات میں بڑی شدومد سے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ انصاف ہماری ہموطن آریہ قوم سے مٹا جاتا ہے۔ اس قوم کو تعصب نے اس قدر گھیرا ہے کہ انبیا کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں۔ اور تمام انبیاء کی کسر شان کر کے اور سب کو مفتری اور جعلساز ٹھہرا کر یہ دعوے بلا دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کا کلام ہے۔ جو ہمارے بزرگوں پر نازل ہوئے تھے۔ اور باقی سب الہامی کتابیں جن سے دنیا کو ہزارہا طور کا فایدہ توحید اور معرفت الہی کا پہنچا ہے وہ لوگوں نے آپ ہی بنالی ہیں ÷

اقول: جو کچھ مرزا صاحب نے عیسائیوں کی بابت لکھا ہے۔ اس کا جواب کوئی پادری صاحب دینگے۔ ہمارا کام صرف انکے دعووں کی تکذیب کرنا ہے ÷

واللہ اعلم دنیا میں کیا طوفان آیا ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر بعض متعصبین کو نہیں سوجھتا۔ مگر دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اسلامی تعصب دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اور اس سے ہر ایک دانا کی طبیعت منفعل۔ بیجا تعصب نا واجب طرفداری سے انسان کو بچنا ضرور ہے۔ مگر حق کا اظہار اور صداقت کا طرفدار ہونا بھی ہر ایک صدق پسند کو مد نظر رہے۔ جب آریہ سماج کا اصول ہفتم ہے کہ سب سے پریتی پوربک دھرم انوسار یتھا یوگ برتنا چاہیئے۔ پس اگر کوئی آریہ بالفرض محال خدانخواستہ بیجا طرفداری کرتا ہے تو یہ برخلاف دھرم کے اس کا ذاتی قصور ہے۔ مگر ہاں کسی بُرے کو نیک اور نیک کو بد کہنا۔ راستی سے دور ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ ممبران آریہ سماج ہمیشہ اخلاق و محبت کے ساتھ غیر مذہب والوں سے گفتگو کرتے ہیں مگر بیجا خوشامد و جھوٹھے لیت و لعل اور حق کو چھپا لینے سے البتہ ڈرتے ہیں۔ اور یہ بھی اپنا دھرم سمجھتے ہیں کہ کسی پر جھوٹھا الزام نہ لگا دیں۔ اور جو بات کہیں کتب غیر مذہب سے بپایۂ اثبات پہنچا دیں۔ چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے ایک واقعی مثال عرض کرتا ہوں۔ مرزا صاحب خود ہی انصاف کو کام میں لاویں اور حق و باطل میں تمیز فرماویں ÷

ایک دن خاص قصبہ قادیان میں مرزا صاحب کے مکان پر بیٹھے ہوئے ایک سال بھر وہاں ٹھہرنے کی شرایط طے ہو رہی تھیں۔ اثنائے گفتگو میں لفظ خوارق عادات کی تشریح ہونے لگی۔ نامہ نگار کی طرف سے یہ دعوے تھا کہ خوارق عادات کہتے ہیں۔ عادت یا سبھاؤ کے توڑنے کو۔ چاقو میں چاک کرنے کی عادت ہے۔ اور آگ میں جلانیکی۔ درخت میں غیر متحرک رہنے کی۔ اور انسان میں چلنے کی وغیرہ۔ آپ اگر ان عادتوں کو خدا کی برکت سے توڑ دیویں۔ تب مسلمان ہو جاؤنگا۔ ورنہ آپ آریہ ہو جاویں۔ اور غلط دعووں سے باز آویں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ قرآنی اصطلاح میں اس لفظ کے یہ معنی نہیں ہیں۔ نامہ نگار نے کہا کہ یہ لفظ ہی قرآن میں نہیں ہے ذرہ بتلاؤ اگر کہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اقرار کیا کہ قرآن میں ضرور ہے۔ نامہ نگار کے پاس قرآن تھا۔ اسی وقت پیش کیا کہ برائے خدا نکالئے اور الہام کی فال ڈالئے۔ چند منٹ تک مرزا صاحب ورق گردانی کرتے رہے مگر بالکل وہ لفظ قرآن سے نہ نکالا اور طوعاً و کرہاً فرمایا کہ "میں دعوے سے دستبردار ہوں۔ قرآن میں یہ لفظ نہیں ہے" اس وقت حکیم کشن سنگھ صاحب و لالہ نہال چند صاحب و حکیم پیارا صاحب و پنڈت جے کشن صاحب و لالہ لچھمی سہائی صاحب و مرزا کمال الدین صاحب و منشی مراد علی صاحب اور ایک بوڈھا مسافر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس سے غالباً مرزا کو بھی انکار نہ ہوگا۔ **دوسرا ثبوت** سوال و جواب مباحثہ جالندھر ہے۔ جو **مابین مولوی احمد حسن صاحب اور شری مان سوامی دیانند سرستی** جی کے ہوا تھا۔ اس کے پڑھنے سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ مباحثہ کے بعد مولوی صاحب کیطرف سے بد تہذیبی ہوئی۔ کہ آریوں کی طرف سے تعصب و ہٹ دھرمی مولوی صاحب کے میں آئی کہ سوامی جی سے جا بجہ رسالہ بھی **محمد** مرزا موحد صاحب جالندھری کے قلم سے سرزد ہوا۔ اسکے صفحہ ۴ کی سطر ۵ سے ۱۲ تک عبارت ذیل موجود ہے

"بعد ختم گفتگو و مباحثہ کے جو مولوی صاحب کی طرف سے خلاف عمل عالمانہ ایک فعل سرزد ہوا۔ بنظر انصاف اسکا بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے اور وہ یہ ہے کہ بعد تمام ہونے گفتگو کے مولوی صاحب خانقاہ امام ناصر الدین کے دروازہ پر گئے اور کچھ تحریر و وعظ سنا کر مسلمانان حاضرین سے اپنے وجود کی شہرت کے طلبگار ہوئے۔ اگرچہ اہل علم اور وضعدار مسلمان تو اس شہرت کی خواہش کو جاہلوں کا کھیل سمجھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ مگر جہلائے عوام جو مرغ اور لال اور بٹیر اور راگن وغیرہ کی لڑائی کے عادی اور ہار جیت کی شہرت کے شایق ہیں انہوں نے مولوی صاحب کو بازی یافتہ قرار دیا اور گھوڑے پر چڑھا کر شہر کے گلی کوچوں میں خوب پھرایا۔ اور جیت ہار کا غل مچایا۔ مگر خاص وضعدار اور مہذب آدمیوں نے اسے ناپسند کیا"

حالانکہ یہ پہلے ہی طے ہو چکا تھا کہ "جو اس گفتگو کے ختم ہونے پر ہار جیت تصور کریگا وہ متعصب اور جاہل متصور ہوگا" ناظرین خود ہی اب نتیجہ نکال لیں ÷

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶

سو اگرچہ یہ دعوے تو اس کتاب میں ایسا رد کیا گیا ہے کہ وید موجودہ کا قصہ ہی پاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہمکو یہ ظاہر کرنا منظور ہے کہ کس قدر ان لوگوں کے خیالات اصول حسن ظن اور تہذیب اور پاک دلی سے دور ہیں اور کیسے یہ لوگ تعصب قدیم کی شامت سے جو ان کے رگ و ریشہ و تار پود میں اثر کر گیا ہے۔ ان نیک ظنوں کی طاقتوں کو جو انسان کی شرافت اور نجابت اور سعادت کا معیار تھیں اور اس کی انسانیت کا زیب و زینت تھیں یکبارگی کھو بیٹھے ہیں ÷

جواب باصواب

پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔ سنسکرت کی حرف شناسی سے جاہل محض۔ در وید کے رد کا ٹھیکہ۔ آنکھیں چمگادڑ کی اور آفتاب سے جنگ وجدل

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ÷ الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

بترس از دروغ و فریب و ریا ؛ کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدا

ہاں اگر ہم دعویٰ کریں تو شایاں ہے۔ کیونکہ فارسی و عربی جانتے ہیں۔ اور ہمارے پاس قرآن ہے۔ آپ جو ان صفات سے محروم مطلق ہیں آپ کو یہ دعوے بے دلیل سراپا ذلیل کریگا۔ ہاں بفضل جگدیشور اس کتاب کے طبع اور شایع ہونے سے قرآن موجودہ کا قصہ پاک ہوگا۔ اور عالم اس کی زہریلی تعلیم سے بیباک۔ اسلامی تعصب اور محمدی بغض جو مغلی قوم کی شامت سے آپ کے سینہ پر کینہ میں نسلاً بعد نسل جاگزیں ہے اسی سبب سے آپ کو اسلام کے برخلاف بات خواہ وہ کیسی ہی حسنات و کمالات و برکات و تجلیات سے بھری ہو خراب و غلط و پرکاوش و رنجش کا باعث نظر آتی ہے آپ کو نہ تو انسانیت سے غرض ہے اور نہ اخلاق سے۔ مسیح علیہ السلام سے غرض ہے اور نہ رسول اللہ کا۔ غرض عیش و عشرت کا خیال ہے اور عطر و پھلیل لگانے میں کمال۔ خدائے ذوالجلال اگر آپ کو صد سال سلامت رکھے تو بھی رونق اسلام ہے اور یادگار خیر الانام۔ مگر افسوس کہ آپ جیسے زیادہ الہامی ہوتے جاتے ہیں۔ ویسے ہی اخلاقی خوبیوں کو کھوتے جاتے ہیں تحقیق سے آپ کو ذرہ بھی سروکار نہیں اور بیجا شیخیوں اور ناجایز دعووں سے کچھ بھی ننگ و عار نہیں ✦

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۶ سے ۱۰۷ تک

جو ان کے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا ہے جو کہ آریہ دیش کے اور جتنے ملکوں میں نبی اور رسول آئے جنہوں نے بہت سے لوگوں کو تاریکی شرک اور مخلوق پرستی سے باہر نکالا۔ اور اکثر ملکوں کو نور ایمان اور توحید سے منور کیا۔ وہ سب نعوذ باللہ جھوٹے اور مفتری تھے ✦

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ آپکا بالکل غلط گمان ہے اور بیجا طوفان اور سراسر بہتان۔ خدا سے خوف کیجئے۔ اور کسی کو جھوٹے الزام نہ دیجئے۔ ممبران آریہ سماج ایسے خیالی دعوے نہیں جماتے۔ اور گھر میں بیٹھے ہوئے آپ کی طرح الہامی حلوے نہیں پکاتے۔ نہ داؤ پیچ کھیلتے ہیں۔ اور نہ پھندا لگاتے ہیں۔ آپ جیسے نفسوں کو جو انا انزلنا قریباً من القادیان کے دعویدار ہیں۔ صرف آریہ سماج والے ہی مکار نہیں جانتے بلکہ خود ایماندار مومن بھی جھوٹا مفتری مانتے ہیں اور کفر و الحاد کے فتوے لگاتے ہیں۔ اور لوگوں میں مشتہر فرماتے ہیں جنہوں نے تمام خانگی اوراق پر الہام کا جال بچھایا ہے ان کو آریہ سماج والوں نے نیکوں کے درجہ سے گرایا ہے جن کا راستی پر قرار و مدار اور فریب سے تنفر و انکار ہے۔ انہیں ممبران آریہ سماج نیکوکار و صادق جانتے ہیں۔ اور ان کے اپکار کو جگت کی بہتری کا باعث مانتے ہیں۔ جو اپنے گناہوں اور شامت اعمال کو خدا کا قصور ٹھہراتے ہیں انکو اگر آریہ سماج والے مفتری اور حیلہ ساز بتاتے ہیں۔ تو آپ اسپر کیا فتوے لگاتے ہیں غالباً آپ کا اور ہمارا اتفاق ہوگا نہ کہ بغض و نفاق ✦

براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۷

سچی رسالت اور پیغمبری صرف برہمنوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہے۔ اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائے ہدایت اور رہنمائی کو انہیں کے چھوٹے سے ملک میں گھسیڑ دیا ہے۔ اور ہمیشہ اسکو انہیں کا دیش اور انہیں کی زبان اور انہیں میں سے پیغمبر پسند آتے گئے ہیں ✦

جواب باصواب

مرزا صاحب یہ فرمانا آپکا متعصبانہ نہیں ہے تو کیا ہے۔ خفا نہ ہوجیے۔ ہمارے اور آپ کے بزرگ ایک ہی تھے۔ تواریخ بتلاتی ہے کہ رومی۔ اہل فرانس۔ اہل انگلش۔ اہل فارس وغیرہ سب کے بزرگ آریہ تھے۔ سنسکرت زبان میں جو ویدکی ہدایت لوگوں کو سنا دے۔ ویدکی وعظ و اپدیش کی تدریس بتلا دے وہ برہمن ہے چنانچہ سنسکرت زبان میں اس کی توضیح اس طرح پر ہے ✦

ब्रह्म जानाति ब्रह्मणः یعنے جو وید مقدس کو جانے اور وید مقدس کے ذریعہ توحید و گیان کا پرکاش کرے وہ برہمن ہے۔ برہمن کسی خاص قوم یا ذات کا نام نہیں ہے بلکہ اس ورن کا نام ہے جس کی تشریح اوپر کر چکا ہوں۔ پس برہمن ہونا وید وکت طور سے کسی کی وراثت نہیں ہے۔ یہ تو قدرتی طور پر ہی نوع انسان کی تقسیم ہے جو غیر قابل ترمیم ہے۔ اور داناؤں کو ہر طرح تسلیم۔ پس سچی رسالت اور پیغمبری کا منصب جس کو ملے اس کو سنسکرت زبان میں برہمن کہیں گے۔ اور مختلف زمانوں میں جدا جدا نام دھریں گے فاضلوں کو فضیلت کا ٹھیکہ دینا عیب نہیں بلکہ انصاف ہے۔ مردمک دیدہ کو دیکھنے کا ٹھیکہ دیا سو کیجہ بتلائیے۔ کہ کس طرح حق کے خلاف ہے۔ لاف و گزاف کو چھوڑئیے اور ناراستی و بطالت سے منہ موڑئیے اور جواب دیجئے کہ نیکوں کو نیکی کا ٹھیکہ دینا کس طرح قابل اعتراض ہے جس کے ماننے سے آپ کو اس قدر عذر و اعتراض ہے۔ سچا ہادی اور نیک رہنما دریائے ہدایت کے جہاز کا ملاح ہے۔ اور اس کے فرمان پر عمل کرنا عین مقصود و فلاح۔ اس کی تائید خود وید مقدس سے سنانا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ سچائی کا عمدہ طور سے پرکاش ہو ✦

यधेमां वाचंकल्याणीमावदानिजनेभ्यः। ब्रह्मराजन्याभ्यां शूद्राय चार्याय च स्वाय चारणाय। प्रियो देवानां दक्षिणायै दातुरिह भूयासमयंमेकामः समृध्यतामुपमादोनमतु।

यु॰ अ॰ २६ म॰ २ ॥

یجروید میں ایشور آگیا دیتے ہیں کہ جس طرح میں یہ وید کلیان کا سادھن بلا تعصب تم کو اپدیش کرتا ہوں۔ ویسے ہی تم انسانوں کو اس کا اپدیش کرو یعنی نوع انسان کے۔ اقسام ہیں برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ شودر۔ سو سب وید کے ادھکاری ہیں۔ کوئی انادھکاری یعنے غیر مستحق نہیں ہے۔ وید کے اپدیش میں کسی قسم کی طرفداری نہیں چاہئے۔ جو سچے دل سے وید کی آگیا کا پالن کرتا ہے وہ ہر طرح کے سکھوں سے مستفیض ہوتا ہے۔ یہ وید ودیا ہمیشہ سب کے کلیان کاری ہے۔ اسپر عملدرآمد کریں ✦

سنسکرت زبان کو تمام متعصب انگریز و مسلمان ام اللسنہ (یا) مدر آف لنگویج پکارتے ہیں۔ اور ہزاروں الفاظوں کو باہمی مقابلہ کرکے سنسکرت سے نکالتے ہیں۔ چنانچہ آب حیات میں مولوی محمد حسین صاحب آزاد فرماتے ہیں کہ ایران نام بھی آریہ۔ این سے بنا ہے یعنے آریوں کے متعلق اصل عبارت یہ ہے "اس قوم کا نام ایرین تھا۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں آکر راجہ مہاراجہ کا خطاب لیا۔ ایران میں تاج کیانی پہ درفش

کا ڈیالی لہرایا۔ آپنے مذہب کا نادر طریقہ لیکر چین کو نگارخانہ بنایا۔ یونان کا طبقہ حکمت سے الگ جمایا۔ روما کی جہانگیر سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اندلس (ہسپانیہ) پہنچکر چاندنی نکالی۔

مرزا صاحب آپکے دل میں باوجود الہامی ہونے کے تعصب کو کس بے گھسیڑ دیا ہے اس قدر حق سے روپوشی کو افتخار جانتے ہو اور سچ کے قبول کرنے سے تحقیر مسلمانی مانتے ہو خدا سے ترسایئے انصاف سے ہاتھ نہ اٹھائیے۔ اور براہ مہربانی ہسٹری آف لینگویجز یعنے زبانوں کی تاریخ مصنفہ میکس مولر صاحب مطالعہ فرمائیے تاکہ جہالت (اودیا) دفع ہو اور یہ صداقت کا ظہور ہو۔

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

قولہ۔ اور وہ بھی صرف تین یا چار کہ جن سے مسئلہ الہام۔ اور رسالت کا قوانین عامہ قدرتیہ۔ اور عادت قدیم الہیہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور امر نبوت اور وحی کا بباعث قلت تعداد الہام یافتہ لوگوں کے ضعیف اور غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہر جاتا ہے اور نیز کروڑہا بندگان خدا جو اس ملک سے بیخبر رہے۔ یا یہ ملک ان ملکوں سے بیخبر رہا۔ فضل اور رحمت اور ہدایت آلہی سے محروم اور نجات سے بے نصیب رہ جاتے ہیں اور پھر طرفہ یہ کہ بموجب جوش عقیدہ آریہ صاحبان کے وہ تین چار رکھی بھی خدا تعالےٰ کے ارادہ اور مصلحت خاص سے منصب نبوت پر مامور نہیں ہوئے۔ بلکہ خود کسی نامعلوم جنم کے نیک عملوں کے باعث سے اس عہدہ پانے کے مستحق ہوگئے اور خدا کو بہرحال انہیں پیغمبر بنانا ہی پڑا۔ اور باقی سب لوگوں کو ہمیشہ کے لئے اس مرتبہ عالیہ سے جواب مل گیا۔ اور کوئی کسی الزام سے اور کوئی کسی تقصیر سے اور کوئی آریہ قوم اور آریہ دیش سے باہر سکونت رکھنے کے جرم سے الہام پانے سے محروم رہا۔

جواب باصواب

اقول حق سے مخالفت کرنا عموماً مرزا صاحب کا اصول ہے۔ اور خواہ مخواہ طول و فضول عبارت بناکر نصیحت کا دم بھرنا معقول جانتے ہیں۔ ورنہ اگر سچ مچ راستی سے کام ہے اور تحقیق مسئلہ الہام۔ تو ذرہ بیان کیجئے کہ چار آدمیوں پر ایشور کی طرف سے الہام ہونے میں قوانین عامہ قدرتیہ اور عادات قدیم الہیہ میں کونسا قضیہ واقع ہوا جس کا دفعیہ آپ کے وہمیہ و ظنیہ منطق میں ہمارے ذمہ ضروری جانا گیا۔ برائے خدا بتا کیجئے اور جواب لیجئے۔ ایک کے مقابلہ میں شہادت اربعہ ہر طرح قابل اعتبار ہے اور کسی طرح محل عذر و انکار نہیں۔ ہاں قطع نظر اور باتوں کے آپ کی شہادت کمزور ہے۔ اور ہم صحیح بمقابلہ میں آپکے زور ہے۔ کہاں خود غرضی کی صلاحیں اور شکایتیں اور کہاں صداقت کے احکام اور راستی کی ہدایتیں۔ مرزا صاحب ایک نکتہ ہے ایک رونا ہے انصاف اور خود غرضی میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ رب العالمین منصف و عادل ہے نہ کہ خود غرض و غافل ؎

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجا ست تا بکجا

مذہبی تواریخوں سے ثابت ہے کہ اول اول انسانوں کی پیدائش آریہ ورت میں ہوئی اور دور میں انتظام عالم کے واسطے الہام کی ضرورت ہوئی۔ ورنہ ایک اہم کارخانہ پیدا کرکے اس کے انتظام کے احکام نہ دینا بنانے والے کے گیان کو الزام لگانا ہے پس وہاں ہی ویدوں کا الہام ہوا۔ کوئی سکول۔ کوئی مثلاً کوئی ماسٹر اس وقت موجود نہ تھا۔ جس سے وہ الہام غیر معتبر اور مشکوک اور مشتبہ ٹھہرتا۔ اور نہ کوئی کتاب موجود تھی۔ جس سے منقول تصور ہوتا۔ تمام مشکلات کا غور کرکے ہر ایک سلیم العقل کے دل سے فی الفور یہی جواب ملتا ہے۔ کہ ایسے وقت میں ایسے کامل گیان اور مکتفی ہدایت اور مشرح فرامین اور سچے اپدیش اور اعلیٰ علمی و دقائق و حکمی و فلسفی حقائق کا پرکاش ہونا انسانی طاقت و قوت بشری سے بسا بعید بلکہ ناممکن ہے پس ہادی حقیقی اور مالک تحقیقی سچدانند سرو ودیا پرکاشک گیان سے ترمیتور سے ہی ان کا ظہور ہوا۔ غیر معتبر تب ہو۔ جبکہ کوئی پڑھا لکھا آدمی رازدار موجود ہو۔ ضعیف تب ہو جب کوئی خارجی ذریعہ موجود ہو۔ محیط و موجود کل کی رسالت کے واسطے وحی کا آنا اس کو ایک ولیتی یعنے محدود دکھاتا ہے پس اس گیان سروپ نے انتریامی سے ویدک انادی گیان ان کے منتسکرن میں پرکاش کیا چونکہ غیر متغیر کا گیان لاتبدیل ہوتا ہے۔ اسی واسطے وہ گیان آجتک تردید و تنسیخ سے مبرا ویدوں میں موجود ہے۔ توریت منسوخ ہو گئی اور اسی طرح انجیل میں اب تک انجیل کی تعلیم تم خود بھی غیر واجب جانتے ہو اور اسے ناکامل گردانتے ہو۔ قرآن کی بھی بہت سی آیات منسوخ ہو گئیں اور بہت سی تمہاری تلاوت سے نکالی گئی ہیں۔ پس وہ گیان ہے اور غیر متغیر کے گیان نہیں ہیں۔ بلکہ انسانی اور نفسانی اور فانی داستانیں ہیں جن کے وجود اور نابود مساوی ہیں۔ سچی کتاب از آغاز عالم تا اختتام عالم رد و تبدیل سے پاک رہیگی۔ کسی طرح کا نقص و سہو اس میں برآمد ہونا سہل نہیں بلکہ ناممکن ہے اور وہ ست ودیا کا پستک وید مقدس ہے ہم لوگ جو تناسخ کو مانتے ہیں کسی کا الہام پانے سے محروم رہنا اس کی شامت اعمال جانتے ہیں مگر خدا تعالےٰ کو متعصب و ظالم نہیں گردانتے۔ بلکہ یقیناً پہچانتے ہیں کہ وہ انصاف کے برخلاف کوئی کام روا نہیں کرتا۔ آپ منکر تناسخ ہیں آپ ہی اس کا پاسخ دیجئے کہ خدا کا اپنے ارادہ و مصلحت خاص سے کسی کو منصب نبوت پر مامور کرنا حتم انصاف کو معدوم کرنا نہیں ہے تو کیا ہے؟ حقدار کا حق غیر مستحق کو دینا خود غرضی و طرفداری ہے اور لائق و حقدار کو اس کے منصب پر نہ پہنچانا معدلت و نصفت سے عاری ہے۔

پس قطع نظر اسکے کیا ابتدائے آفرینش سے محمد صاحب تک حسب اعتقاد یہود و عیسائی و اہل اسلام کے سوائے بنی اسرائیل کے کسی اور قوم میں کوئی پیغمبر کتاب لیکر آیا ہے۔ جہانتک بائبل اور انجیل اور قرآن سے پتہ ملتا ہے کوئی نہیں آیا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ آدم سے محمد صاحب تک تمام رشی ہی سب کے سب ایک خاص قوم اور گھرانے سے ہوتے رہے۔ بلکہ سارے جہاں کو چھوڑ کر خدا نے تمام خدائی سے منہ موڑ نعمت نبوت کا رشتہ خاص اس قوم سے جوڑ دیا (دیکھو سورہ مائدہ آیت ۲۳ اور سورہ بقر کی آیت ۱۲۰) اور اسی طرح (سورہ آل عمران کی آیت ۱۷۸) اب ہم بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ سچی رسالت اور پیغمبری صرف اسرائیلیوں کی وراثت اور انہیں کے بزرگوں کی جاگیر خاص ہو گئی اور اس بارہ میں خدا نے ہمیشہ کے لئے انہیں کو ٹھیکہ دے رکھا ہے اور اپنے وسیع دریائے ہدایت و رہنمائی کو انہیں کے دجلہ و فرات کے درمیانی دوآبہ میں گھیر دیا ہے۔ اور ہمیشہ [illegible] روم کا ویش پیدا کیا اور انہیں کی زبان خدا کا کلام ہو گئی چین۔ جاپان۔ امریکہ۔ سنٹرل ایشیا وغیرہ میں کبھی کوئی پیغمبر نہ اترا۔ اور نہ ہندوستان میں کبھی کسی پیغمبر کی دال گلی۔ پس یہ ہیر پھیر الزام آپکے ذمہ میں کسی طرح بھی برقرار نہیں ہو سکتے اور خدا کے مہربانیوں کی نسبت یہ تمام شکوک وارد ہوتے ہیں۔ [illegible]

فٹ نوٹ دیکھو مضمون کتاب ہذا متعلق فضیلت سنسکرت
بجواب اعتراض صفحہ ۲۷ تا ۳۱ [illegible]

خدا کو صادق مانکر پھر دوبارہ کسی کے واسطے درخواست کرنا بہر حال ایک ایسا امر ہے کہ جس کے قبول کرنے سے ممبران آریہ سماج کو خصوصاً اور تمام اہل دانش کو عموماً انکار ہے۔ افسوس کہ خود ہی محمد صاحب کو ختم المرسلین ماننا۔ اور لوگوں کو ہمیشہ کے واسطے مرتبہ نبوت سے محروم الارث بنانا ایمان جانتے ہو۔ مگر اس اعتراض کے کرتے وقت اپنے گریبان میں سر ڈالکر نہیں دیکھتے ورنہ یہ زہر نہ اگلتے۔ خدا کو خود غرض اور طرفدار ماننا آپ کے ہاں آسان ہے مگر حق کو قبول فرمانا نہایت گراں بلکہ نقصان ایمان ہے۔ تناسخ سے انکار یعنے خدا کی ستمگری کا اقرار ہے۔ جس کو ہم اسی کتاب میں علیحدہ بیان کریں گے۔ اگر خدا کو ان مذموم نقایص سے نقصان پذیر نہیں مانتے۔ (جو بالکل ٹھیک ہے) تو کسی اور نبی اور کتاب کا نزول قبول کرنا پڑیگا۔ اور محمد صاحب اور قرآن کو درجہ نبوت و الہام سے معزول +

مرزا صاحب ایک کامل الہام کی موجودگی میں کسی اور کامل یا ناکامل الہام کا ارسال کرنا حالانکہ کوئی نئی تعلیم بھی نہ دیتا ہو فعل عبث کے سوا اور کیا حکم رکھتا ہے۔ کوئی کسی تعقیہ ساوی یا تاجی کے سبب تعلیم وید سے محروم نہ رہا مگر اپنے گناہوں کے باعث

ہر چہ ہست از قامت ناساز بے اندام ماست
ورنہ تشریف بالائے کسی کوتاہ نیست

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹

اب دیکھنا چاہئے کہ اس ناپاک اعتقاد میں خدا کے مقبول بندوں پر جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے اس اندھیرے کو دور کیا جو ان کے وقت میں دنیا پر چھایا ہوا تھا کس قدر ناحق و بے موجب بدظنی کی گئی ہے۔ اور پھر اپنے پرمیشور پر بھی یہ بدظنی جو اس کو غافل یا مدہوش یا مختلط الحواس تصور کیا ہے۔ کہ جو اس قدر بے خبر ہے کہ گو بعد وید کے ہزارہا طور کی نئی نئی بدعتیں نکلیں اور لاکھوں طرح کے طوفان اور اندھیریاں چلیں اور رنگا رنگ کے فساد برپا ہوئے اور اس کے راج میں ایک بری طرح کی گڑبڑ پڑ گئی اور دنیا کو اصلاح جدید کی سخت سخت حاجتیں پیش آئیں پر وہ کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا اور کچھ ایسا تھکا کہ پھر نہ اٹھا۔ گویا اس کے پاس اتنا ہی الہام تھا جو وید میں خرچ کر بیٹھا اور وہی سرمایہ تھا جو پہلے بانٹ چکا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے خالی ہاتھ رہ گیا اور منہ پر مہر لگ گئی۔ اور ساری صفتیں اب تک بنی رہیں مگر تکلم کی صفت صرف وید کے زمانہ تک رہی پھر باطل ہو گئی۔ اور ہمیشہ کے لئے کلام کرنے اور الہام بھیجنے سے عاجز ہو گیا +

جواب باصواب

مرزا صاحب کیا یہی الہامی تہذیب ہے۔ اور اسی کا نام محمدی تادیب۔ زبان سنبھالئے ایسے الفاظ منہ سے نہ نکالئے۔ سقراط۔ بابا نانک جیسے مہاتما لوگ جنہوں نے آفتاب کی طرح ظہور کر کے لوگوں کی اودیا کو دور کیا ہم ان کی صدق دل سے تعظیم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک دانا کو کرنی چاہئے +

"ایک ایرانی سیاح امرتسر میں ایک روز ناشتار گفتگو فرمانے لگے۔ کہ میں دنیا کے اور مذاہب سے مقابلہ کرتا ہوں۔ نبیوں کی نسبت یہ چار امر نشانی دیتے ہیں۔ اول کتاب۔ دوم امت۔ سوم معجزہ۔ چہارم اصحاب۔ مگر کسی نبی کی نسبت غیر قوم نے شہادت نہیں دی۔ لیکن جب غور کرتا ہوں تو بابا نانک جی کی نسبت یہ باتیں بدرجہ تصدیق بلکہ موجود ہیں۔ بابا نانک کتاب دارد۔ امت دارد۔ معجزہ دارد۔ اصحاب دارد و دیگر قوم ہمہ قائل اند۔ مسلمان ہم بکرامت او قائل اند۔ بس بابا نانک نبی است شک و شبہ نیست۔ میں نے سوال کیا کہ محمد صاحب کی نسبت جو ختم المرسلین کا لوگ گمان کرتے ہیں؟ ہنسکر جواب دیا کہ در ایں بالکل غلط ہست بابا فرید شکر اچاراج وغیرہ بھی اسی تعظیم کے لائق ہیں +

مگر جنہوں نے دنیا میں طوفان بے تمیزی پھیلائے۔ قتل عام کرائے۔ جہاد کے بیڑے اٹھائے آباد شہر بے چراغ بنائے کیا وہ بھی اسی تعظیم کے مستحق ہیں۔ اگر ہیں تو کیا وجہ؟ اور محمود غزنوی چنگیز خان۔ تیمور۔ ہلاکو۔ نادر شاہ۔ بابر۔ احمد شاہ وغیرہ کیوں مستثنیٰ رکھے جاویں۔ اور برادری سے خارج کہلا دیں جیسے پرماتما آپ شدھ اور غیر متغیر ہے اسی طرح اس کا الہام بھی شدھ اور تغیر و تبدل سے مبرا ہونا چاہئے نہ کہ ناقص اور متغیر یعنی کامل اور شدھ کے بدلنے کی ضرورت نہیں اور نہ کامل اور ناقص کا کامل اور سروگیہ سے ظہور ہونا ہی اسمبھو یا غیر ممکن ہے۔ ترقی تنزل کا سلسلہ آواگون ہے۔ نئی نئی بدعتوں کے نکلنے اور نئے طوفان اور اندھیریوں کے چلنے سے وہ عالم کل غافل نہیں ہے اور نہ بدعتیں اور طوفان اور اندھیریاں کارخانہ قدرت کو درہم برہم کر سکتی ہیں۔ اور نہ اس کے راج میں گڑبڑ ہو سکتی ہے جنگ روم و روس کے وقت اسے نئے الہام کی ضرورت نہیں۔ اور نہ نادر شاہ کے قتل عام کرنے پر حاجت تھی۔ جب لارڈ میو صاحب مارے گئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب فرعون نے خدائی کا دعوے کیا تب بھی وہی الہام۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے تب بھی وہی الہام تھا اور جب لاکھوں کے قتل عام کا حکم دیا تھا۔ تب بھی وہی الہام۔ ابراہیم کے وقت میں بھی وہی الہام تھا۔ اور کیومرث کے وقت میں بھی وہی۔ بکرماجیت کے وقت میں بھی وہی تھا۔ اور مسیح کے وقت میں بھی وہی۔ وہی الہام کرشن جی کے وقت تھا۔ اور وہی رامچندر جی کے وقت۔ وہی منوجی کے وقت تھا اور وہی اگنی اور انگرہ کے وقت +

آفتاب صداقت ہمیشہ موجود رہتا ہے مگر آنکھیں کھولنا اور بلا تعصب ہو کر دیکھنا اور غور کرنا اور فائدہ اٹھانا قابلیت کی شرط ہے۔ جو آواگون سے لازم و ملزوم ہے ایشور منہ کا محتاج نہیں۔ اور نہ کلام کا۔ وہ سب کا انتریامی ہے۔ ویدوں کو گیان دوارہ پرکاش کرتا ہے۔ مگر دیدہ بینا و گوش شنوا چاہئے +

تم قرآن کو کلام اللہ مانتے ہو پس کلام بغیر منہ کے ظہور پذیر نہیں ہوتی

محمد خاتم المرسلین ہیں۔ یہ اعتراض تمہارے پر عاید حال ہیں نہ کہ ہمارے پر۔ پس ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ جو خدا کے پاس ہدایت کا سرمایہ تھا۔ وہ قرآن میں بانٹ چکا۔ اور پھر قیامت تک خالی ہاتھ رہ گیا۔ اور اس کے منہ پر مہر لگ گئی۔ محمد کے بعد کسی پر رسل بھیجنے کی اس کو طاقت نہ رہی۔ تکلم کی صفت ہونے کے زمانہ تک ہی۔ آگے سے کلیم ہوا اور نبوت اور رسالت کی ڈگری محمد تک اس کے پاس ہی رکھے تھے پیچھے بے طاقت ہو گیا اور ہدایت کے لئے رسول اور نبی بھیجنے سے اور کتاب دینے سے عاجز ہو گیا +

مرزا صاحب خدا کامل ہے۔ اس کی کتاب اس کا گیان اس کا اپدیش سب کچھ کامل ہونا چاہئے۔ نہ کہ مجمل و ادھورا و ناقص۔ بدلنے کی ضرورت غلطی میں ہوتی ہے اور بڑھانے کی ضرورت ناکامل میں۔ جہاں سہو ہو وہاں کاٹنا پڑتا ہے۔ اور جہاں بھول ہو وہاں سے ہوشیار رہنا۔ مگر ایشور میں مسلم فریقین ہے۔ کہ یہ عیب نہیں ہیں پھر الہام کا بار بار باہمی نقیض اور مختلف اور ناکامل بھیجنا کیا ضروری تھا کیا قانون پروردگار ہے یا ایکٹ سرکار۔ لیکن مرزا صاحب الہام کے بار بار ہونے ہونے میں آپکے پو بارہ ہیں اگر آپ ویدوں پر ایمان لاویں۔ یا الہام کا ایک بار کامل نازل ہونا تسلیم فرماویں تو آپکا الہامی و مجدد و مسیح ثانی و مرشد۔ چھوٹا ہی کون کہے۔ اور چڑھاوے

کس کو چڑھیں ۔ ؎

الا اے حذر کن ز آز و ریا
کہ انجام ایں ہست رنج و بلا
طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی
کزو نیست مر طمعاں را بہی

اب نمونہ کے طور پر کچھ اختلاف دکھلاتا ہوں۔

۱۔ نکاح کے بعد اگر کسی سبب سے جورو ناپسند آوے تو اسے طلاق دیدے . . . (استثنا $\frac{24}{1}$)
۲۔ بجز زنا کے اور کسی سبب سے طلاق دینا درست نہیں بلکہ جو دیتا ہے زنا کراتا ہے . . . (متی $\frac{5}{31}$)
۳۔ جب خاوند چاہے طلاق دے سکتا ہے . . . (قرآن)
۴۔ جانور۔ چرند و پرند کا خون و چربی حلال تھا . . . (پیدائش $\frac{1}{2}$)
۵۔ خون جانوروں کا حرام ہوا . . . (پیدائش $\frac{9}{4}$)
۶۔ سوتیلی بہن سے نکاح درست ہے . . . (پیدائش $\frac{2}{12}$)
- سوتیلی بہن سے نکاح منع ہے . . . (احبار $\frac{18}{9}$ ۲۰ استثنا $\frac{27}{22}$)
دو بہنوں کا نکاح کرنا ایک کے جیتے جی درست ہے (پیدائش ۲۹ و احبار $\frac{15}{18}$)
ناواجب شریعت موسیٰ میں . . . (توریت)
- پھوپھی سے جماع کرتے تھے اور خدا کا حکم تھا . . . (خروج $\frac{6}{20}$)
- بہن بھائی کی شادی ہوتی تھی . . . (توریت)
- شراب جائز تھی اور نبی پیتے تھے . . . (توریت۔ پیدائش)
- حرام ہوئی . . . (قرآن)
- ایک عورت سے زیادہ شادی کرنا گناہ ہے . . . (توریت پیدائش و انجیل متی $\frac{5}{32}$)
- عام لوگوں کو چار چار اور محمد صاحب کو ۹۔۱۱۔۱۸ ملکہ بیانتہا (قرآن سورۃ الاحزاب)
- بیت المقدس کی طرف سجدہ کرو . . . (قرآن سورۃ بقر)
- مکہ کی طرف سجدہ کرو پہلا حکم منسوخ ہوا (قرآن سورۃ بقر)

ماخوذ از اخبار الاسلام جلد ۲ مطبوعہ [illegible] صفحہ [illegible] وغیرہ

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰

یہ اعتقاد آریہ قوم کا ہے کہ جس پر ایک ہندو کو رغبت دلائی جاتی ہے کہ اُس کو اپنا دھرم بتا دے مگر تعجب کہ اس اعتقاد کا وید میں کہیں ذکر تک نہیں۔ اور کوئی شرتی اسمیں ایسی نہیں کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔

جواب باصواب

مرزا صاحب ہمیں بھی آپ کے اس قول سے اتفاق ہے کہ وید مقدس میں کوئی شرتی ایسی نہیں ہے جو اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔ جب وید مقدس بالکل طرفداری و متعصبانہ باتوں سے بقول آپ کے مبرا ہیں۔ تو ہر ایک ہندو بلکہ مسلمانوں کو بھی ایمان لانے سے کیا نقصان ہے۔ اور یہی آپ کی نصیحت کو مانکر کئی لوگ وید مقدس پر ایمان لے بھی آئے ہیں۔ یہ (وید) اعتقاد آریہ قوم کا ہے۔ اور وید کے ماننے والے آریہ ہیں۔ پس جو آریہ برخلاف وید کارروائی کرے وہ گناہ گار ہے مگر ہر ایک شخص کام کرنے میں عمل مختار ہے مجبور ولاچار نہیں ؎

براہین الاحمدیہ از صفحہ ۱۰۰ تا ۱۱۱

معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشلوک انہیں دنوں میں گھڑا گیا ہے کہ جب آریہ قوم کے عقلمندوں نے پستکوں اور شاستروں میں یہ بھی لکھ مارا تھا۔ کہ ہمالہ پہاڑ اور کچھ ایشیا کے حصہ سے پرے کوئی ملک نہیں اور اسی طرح اور بھی تمام خیالیاں اور وہمی پرستیاں کہ جن کا اس وقت ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ اور جو اب روز بروز دنیا سے مٹتی جاتی ہیں۔ اور علم اور عقل کے حاصل کرنے والے خود بخود ان کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ انہیں دنوں میں نکلی تھیں ؎

جواب باصواب

چونکہ مرزا صاحب نے کوئی شلوک اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش نہیں کیا۔ پس ہمیں بے اختیار کہنا پڑا کہ ان کا یہ دعوے بھی مثل اور دعاوی کے محض بیدلیل ہے مرزا صاحب نے جھوٹھ اور دھوکھے سے شاستروں کا نام لیا۔ چھیوں شاستروں میں ہرگز ایسی تعلیم نہیں ہے نہیں معلوم الہامی لوگ جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے۔ حضرت آپ کو کہاں سے

---

* قرآن کی اس آیت سے حرمت علیکم عمتکم حرام کیں اوپر تمہارے پھوپھیاں تمہاری
حکم منسوخ ہوا اور حرام قرار دیا (دیکھو سورۃ نساء)

* حاشیہ ہمارا آریہ لوگوں کی عقلمندی و علمیت کی بات تو ایک جہاں آگاہ ہے اور صدق دل سے گواہ۔ دیکھو تہذیب الاخلاق جلد چہارم نمبر چہار دہم میں سید احمد خان صاحب فرماتے ہیں۔ "حساب میں بھی مسلمانوں نے کم توجہ نہیں کی اہل ہندوں سے مراتب اعداد کا رکھنا سیکھا۔ تو اسی لئے اس کا نام اعداد ہندسہ رکھا۔ جبر و مقابلہ کی نسبت اختلاف ہے۔ بعض مسلمانوں کو اس کا موجد بیان کرتے ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ علم ہندوستان کے پنڈتوں اور یونان کے عالموں سے اخذ کیا پھر اس میں بہت سی ترقی کی۔ علم طب میں بھی مسلمانوں نے بہت ترقی کی انہوں نے ہندوستان میں سفر کیا زبان سنسکرت سیکھی اور نہایت مشہور دو کتابیں سنسکرت زبان کی جن کا نام چرک اور ششرت تھا عربی زبان میں ترجمہ کیں۔ سب سے پہلے سنہ ۱۵۶ ہجری موسیٰ ابن موسیٰ الفزاری نے سنسکرت کا ترجمہ شروع کیا۔ پھر محمد بن اسمعیل خود ہندوستان میں آیا اور اس کے بعد دس عالم ہندوستان میں آئے اور ہندوں کے علوم کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا"۔

پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر پنجم میں فرماتے ہیں "مسلمانوں کا غیر قوموں سے علوم سیکھنا اور مسلمانوں میں پھیلانا تواریخ سے بخوبی ثابت ہے یونان۔ سریانی۔ سنسکرت سے علوم کا اخذ کرنا مثل آفتاب کے روشن ہے"۔ پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر ہفتم میں لکھتے ہیں "یونان اور ہندوستان سے ہر قسم کے علوم و فنون کو مسلمانوں نے حاصل کیا۔ اور یہ ترقی قریباً تین سو برس تک جاری رہی۔ پھر یہ قوم ایک اچھالے ہوئے پتھر کی مانند نیچے کو چلی آئی"۔ پھر سید صاحب جلد چہارم کے نمبر سیزدہم میں لکھتے ہیں "ہم سب اہل اسلام جانتے ہیں کہ ہماری قوم کے آغاز کو تیرہ سو برس کے قریب گزرے ہیں یہ قوم ایک ایسے ملک میں تھی جہاں درحقیقت علوم عقلی کا نشان بھی نہ تھا۔ لیکن جبھی اس قوم کا آغاز ہوا۔ چھ سو برس تک اس قوم نے اپنی کوشش سے اپنی ترقیات ایسے اعلیٰ درجہ پر پہنچائیں جس سے وہ بھی دنیا کی قوموں میں اعلیٰ درجہ کی قوم شمار ہونے لگی"۔ رسالہ مخزن العلوم کی جلد ہفتم کے نمبر گیارہ میں مولوی الطاف حسین

الہام ہوا۔ اور سراب القادیان من النواحی جو بھداسعو بر نے کسی ڈمی کے ذریعہ تار بھیجکر آپ کو آگاہ کیا۔ کیا وہ الہام انا اللہ حافظون کی گارد کے بغیر آیا تھا جو راستہ میں لوٹا گیا ✤ گذشتہ را صلواۃ آئندہ را احتیاط شرط ہے۔ اس جگہ واجب جانتا ہوں کہ اسلامی الہاموں کی غلطیاں عقلا اور اہل حق کو ان سے مطلع کراؤں۔ کیونکہ وہ اگرچہ کلام الٰہی مشہور ہیں۔ مگر صداقت سے دور ہیں ✤

۱- نوح کے طوفان کا تمام دنیا پر آنا . . . . (توریت۔ پیدائش)
۲- خدا کا طوفان بھیجکر پچھتانا اور بدلی میں اپنی کمان (قوس قزح) لٹکانا۔ (توریت پیدائش ۸-۹)
۳- نوح کشتی میں جانداروں و انسانوں کا معہ ایکسالہ خرچ کے آنا . . (ایضاً)
۴- بابل کے برج گرنے سے ایک آواز کا ہونا اور دنیا کی زبانوں کا بدلنا . . (ایضاً)
۵- دودھ اور شہد کی نہروں کا بہنا اور خدا کا روٹیوں کا مینہ برسانا (توریت)
۶- مسیح کا باکرہ عورت سے پیدا ہونا بغیر مجامعت شوہر کے (قرآن سورۃ آلعمران و مریم)

فرماتے ہیں "ہندوستان کے قدیم باشندے ہندو ہیں۔ جن کے بزرگوں کا حال جو تاریخ میں دیکھا جاتا ہے اس سے اس گروہ کی کمال قابلیت و استعداد ظاہر ہوتی ہے۔ ہندوؤں کے قدیم طبقوں نے علوم حکمیہ میں بڑی بڑی ترقیاں کی ہیں۔ یہ بات بالاتفاق تسلیم کی گئی ہے کہ علم ہیئت میں جو ہندوؤں نے کتابیں تصنیف کی ہیں ان میں نقصان اگرچہ نہایت درجہ کا ہے مگر اس کے ساتھ کمال بھی اعلےٰ درجہ کا پایا جاتا ہے اور ہیئت کے سوا ریاضی کے فروغ میں جو انہوں نے ترقی کی ہے وہ علم ہیئت سے بھی زیادہ جتلانے کے قابل ہے چنانچہ کتاب سوریہ سدھانت جو عام مورخوں کے نزدیک پانچویں یا چھٹی صدی عیسوی کی تصنیف مانی جاتی ہے اس میں علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہے جس سے ان کو یونانیوں پر ترجیح نہیں دے سکتے بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں بعض سوالات ایسے ہیں جن کا علم عموماً اہل یورپ کو سولہویں صدی تک حاصل نہ ہوا تھا۔ علم ہندسہ کے بعض اصول کا علم ہندوستان ہی کے ساتھ خصوصیت رکھتا تھا۔ خصوصاً وہ نسبت جو نصف قطر کو محیط دایرہ کے ساتھ ہے اس کا علم زمانہ حال تک ہندوستان کے سوا کسی اور ملک کے لوگوں کو نہ تھا۔ علم حساب میں سب کے نزدیک کسور اعشاریہ کے موجد ہند ہیں۔ اور بظاہر اسی امتیاز کے سبب علم حساب میں ان کو یونانیوں پر فوقیت دی جاتی ہے۔ جبر و مقابلہ میں بھی برہمن اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ اس علم کی بابت ان کی تحقیقات کا حال برہم گپت کی کتابوں سے جو کہ چھٹی صدی عیسوی میں ہوا ہے۔ اور بھاسکر اچاریہ کی کتاب سے جو کہ بارھویں صدی میں ہوا ہے دریافت ہوتا ہے اور ان دونوں نے آریہ بھٹ کی تصنیفات سے مضامین اخذ کئے ہیں۔ بظاہر اس شخص کے زمانہ میں علم کمال درجہ کو پہنچا ہوا تھا اور ہیا اور ڈائی فنٹس جس نے یونان میں جبر و مقابلہ سب سے پہلے لکھا ہے بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں ہوئے ہیں۔ اور یہ بات مانی ہوئی ہے کہ یہ شخص ڈائی فنٹس سے اس علم کی بعض تحقیقات میں سبقت لے گیا ہے جن کے حاصل کرنے اور سمجھنے پر متاخرین کو فخر ہے۔ اور جو کہ ہندوؤں کی ابتدائی ترقی کے زمانہ میں اور تمام قومیں جاہل تھیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ انہوں نے یہ علوم کسی غیر ماخذ سے نہیں لئے۔ اور جس زمانہ میں ان علموں کا غیر قوموں سے اخذ کرنا ممکن ہو سکتا ہے اس وقت ان کی علمی تحقیقات کے طریقے ایسے اصول پر مبنی تھے جن سے کوئی اگلی قوم اصلاً واقف نہ تھی۔ اور ان سے ایسی تحقیقات کا علم ظاہر ہوتا ہے جو اب سے دو سو برس پہلے تک اہل یورپ بھی نہ جانتے تھے۔ اسی طرح الٰہی و طبعی اور منطقی مسائل میں حکمائے ہند کی رائیں اور اختلافات و مباحثات مستند ہیں جن سے ان میں اور حکمائے یونان میں ایک نسبت معتد بہ نکل سکتی ہے" سراسائنہ تیرھویں صدی مطبوعہ مطبع آگرہ اخبار کی جلد سوم کے نمبر ۸ سے ظاہر ہوتا ہے ✤

یہ ہے ہندوستان جس کے فیض علوم سے تمام جہان مستفیض ہوا۔ اور جسکے قدیم باشندوں نے تمام علوم و فنون و صنعت و حرفت میں سے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ اور اب بھی اس زمانہ کی اکثر تحقیق و صنعت کا پتہ پچھلی کتابوں سے لگ سکتا ہے۔ اس میں بھی غبارہ کا عروج ہو سکتا۔ گو اب ہمکو ہندوؤں کی پرانی پوتھیاں اور کتابیں ایک افسانہ معلوم ہوتی ہیں مگر کوئی عقلمند اس بات کو نادر رد کریگا۔ کہ اگلے زمانہ کی ایسی دانشمند قوم اپنی ملکی اور مذہبی کتابوں کو افسانہ بنا جاوے۔ ہاں یہ امر سچ ہے کہ اس میں استراد مدت اور چالاکی برہمن سے کچھ تعرف ہو گیا ہو تو عجب نہیں ہے۔ اب اس تعرف سے اصل اور باطل کی تمیز ہزاروں برس کے بعد دشوار بلکہ محال ہو گئی۔ لیکن وہ قصہ اس شے کی اصلیت کا پتا بتا رہا ہے کہ اس وقت میں بھی اس چیز کا وجود تھا۔ اور طبایع انسانی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو بات اپنے ذہن سے باہر ہو وہ عجیب و معجزہ معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً یہی ریل جس پر لاکھوں آدمی دھوئیں کے زور سے سفر کرتے ہیں اور یہی تار برقی جس آن واحد میں ہزاروں کوس خبر چلی جاتی ہے نہ ہوتا۔ اور سو پچاس برس پیشتر کی کتابوں میں لکھا ہوتا تو یہی ایک افسانہ معلوم ہوتا۔ اور غالباً آئندہ کبھی ایسا ہی کہا جاویگا۔ لیکن اسکا وجود باقی رہیگا۔ پس اگلے صنایع و حالات کو بھی اسی طور پر قیاس کر لینا چاہئے کہ گو وہ اب افسانہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر کبھی نہ کبھی انکا وجود ضرور ہوگا۔ اور کسی نہ کسی طرح پر ان کا استعمال ضرور کیا جاتا ہوگا۔ اور گو ان حالات کو برہمنوں نے اگلے راجاؤں کی کرامات میں داخل کر کے ایک مذہبی خیال بتا دیا ہے۔ مگر در حقیقت وہ اس دانشمند ملک کی حکمت و فلسفیت کا نتیجہ ہیں چنانچہ ہندی پوتھیوں میں ہے کہ فلاں راجہ پاتال کے راجہ سے لڑنے گیا گو اب سمجھ میں نہیں آتا کہ زمین توڑ کر کس طرح پاتال میں چلا گیا۔ حالانکہ ملک امریکہ جس کو نئی دنیا کہتے ہیں۔ بوجہ کرویت ارض اس جگہ سے پاتال میں واقع ہے۔ پس اگر اس وقت میں بھی یہاں کا راجہ وہاں گیا ہو تو عقلائے بالغ نظر کے خیال میں تعجب نہیں معلوم ہو سکتا۔ اور ہر طرح ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ اس قدر کثیر فوج لیکر ایسے سو کوس چند ساعت میں چلا گیا۔ گو اس میں مبالغہ ہو مگر ریل پر نظر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں بھی اگر کوئی ایسا مرکب ہو تو کچھ عجب نہیں۔ اسی طرح اس غبارہ کی نسبت بھی ہندی کتابوں سے استنباط ہو سکتا ہے مثلاً ہندی کتابوں میں لکھا ہے کہ فلاں راجہ کے پاس بمان (بیلون) تھا اور اس کے ذریعہ سے جایا کرتا تھا۔ گو اس کی صورت اس غبارہ، بیلوں سے دوسری طرح کی ہو۔ مگر اس سے اس کی اصلیت باطل نہیں ہو سکتی۔ اور اس صورت میں کوئی محقق اور صحیح الخیال شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ غبارہ نئی ایجاد ہے ✤

گیان پرداینی پتر کا مورخہ ماہ جون ۱۸۸۸ء کے صفحہ ۲۲ میں بابو نوین چندر رائے ممبر برہمو سماج لاہور بحوالہ مسٹر ای۔ بی وائننگ صاحب بہادر کے لکھتے ہیں کہ "امریکہ کے پرانے مذہب اور ریتی کے حال سے معلوم ہوتا ہے کہ

۷۔ زمین کا مسطح اور ہموار ہونا اور بے ہلنا۔ اور پہاڑوں کا بمنزلہ میخوں کے ٹھوکا جانا۔ (قرآن سورۃ بقر و سورۃ نوح)

۸۔ خدا کی باتوں کو سننے کے واسطے شیطانوں کا آسمان پر جانا اور فرشتوں کا آگ کے گولے مارنا جو شہاب ثاقب ہے۔ (قرآن سورۃ حجر و طارق و ملک)

(۹)۔ یاجوج و ماجوج کا وجود اور ان کے کان پاؤں تک لٹکے ہونا اور ہزار ہا سال تک زندہ رہنا۔ (قرآن سورۃ کہف و تفسیر حسینی)

(۱۰)۔ اصحاب کہف کا صدہا سال تک کمبھ کرن کی طرح خواب میں رہنا (سورۃ کہف)

(۱۱) سکندر ذوالقرنین کا کل دنیا تسخیر کرنا اور وہاں پہنچنا جہاں سورج کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہے اور پیتل اور تانبے کی دیوار بنانا۔ (قرآن سورۃ کہف)

(۱۲) سات آسمان اور سات زمینوں کا ہونا اور خدا کا اوپر اس کے برج بنانا (قرآن)

(۱۳) جنوں کا ہونا۔ اور محمد صاحب پر ان کا ایمان لانا۔ (قرآن)

(۱۴) کوہ قاف کا تمام زمین کے گرداگرد ہونا اور سکندر سے اُس کا باتیں کرنا۔ (مثنوی رومی دفتر چہارم)

(۱۵) مکہ کا زمین کی ناف میں ہونا۔ (مدارج النبوۃ باب دوم)

۱۶۔ حجر الاسود کے چومنے سے لوگوں کے گناہوں کا دور ہو جانا۔ اور پتھر کا رنگ بسبب گناہوں کے سیاہی پانا۔ (مدارج النبوۃ باب ہشتم)

۱۷۔ عوج بن عنق کا قد بست ہزار و سی و سہ گز طول میں ہونا بلکہ تمام دنیا کے پہاڑوں سے چہل گز بلند ہونا۔ اور تین ہزار چھ سو سال تک زندہ رہنا (مدارج النبوۃ باب ...)

۱۸۔ چاہ بابل میں ہاروت و ماروت کا قید ہونا اور لوگوں کو جادو سکھلانا (قرآن سورۃ بقر)

* رفت ذوالقرنین سوئے کوہ قاف دید کوہ را کز زمرد بود صاف گرد عالم حلقہ گشتہ او محیط
ماند حیران اندران خلق بسیط گفت تو کوہے دگرہا چیستند کہ بہ پیش عظم تو بازیستند
گفت رگہائے من اند آں کوہہا مثل من نبود در حسن و بہا من بہر شہرے رگے دارم نہاں
بر عروقم بستہ اطراف جہاں حق چو خواہد زلزلہ شہرے مرا امر فرماید کہ جنباں عرق را
پس بجنبانم من آں رگ را بقہر کہ بداں رگ متصل گشتست شہر چوں بگوید بس شود ساکن رگم
ساکنم وز روئے فعل اندر تگم ہمچو مرہم ساکن و بس کارکن چوں خرد ساکن وزو جنباں سخن
نزد آنکس کہ نداند عقلش ایں زلزلہ ہست از بخارات زمیں (مثنوی رومی دفتر چہارم)

رسمیں وغیرہ ہندوؤں سے ایسے ملتی ہیں جس سے نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ پورانے زمانے میں ہندو لوگ امریکہ گئے تھے یا امریکہ والوں سے ہندوؤں کا کسی پرکار کا سمبندھ ہوا تھا۔ بیاہ میں آگ کے گرد سات پھیرے لینا ان کا بالکل ہندوؤں کے مطابق ہے علیٰ ہذا القیاس پانچویں صدی میں امریکہ میں ایک گروہ بودھ سنیاسیوں کا گیا تھا۔ ان میں ایک شخص ہاسیماسی جس کا نام ہوئی شان تھا اکتالیس برس تک جین ویش میں رہ کر آیا اور اسنے امریکہ کے حالات کا حال لکھا تھا۔ لکھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ میکسیکو ملک میں گیا تھا وہ بڑا شخص ... ویننگ صاحب نے اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہے۔ ان واقعات سے آریوں کا دور دراز ملکوں میں سفر کرنا اور ایڈیشن سانا بھی واضح ہے۔ ہسٹری آف ... مصنفہ کرنل الکٹ صاحب میں لکھا ہے کہ قریب چھ ہزار برس کے عرصہ گذرا کہ ایک جماعت سیاحان آریہ ورت کی جانب مصر (جو اسی وقت آباد ہوا تھا) روانہ ہوئی۔ اس عہد میں اول بادشاہ وہاں کا مینا نام تھا اور جس نے جا کر سب کو تعلیم کیا اور وید مقدس پڑھایا۔ اور کام حرفت و صنعت سکھایا۔ مصر سے وہ علم یونان گیا۔ یونان سے روم عرب وغیرہ میں پھیل گیا۔ اور اب تک ہم وہ علم و فن نہیں جانتے جو آریہ ورت کے قدیم لوگ اور رشی منی جانتے تھے۔ فقط

۱۹۔ خدا کا شیطان کو دنیا کے گمراہ کرنے کے واسطے مقرر کرنا اور قیامت تک اس کو مہلت و اجازت دینا۔ (قرآن)

۲۰۔ شق القمر (قرآن)

غرضیکہ اسی طرح اور کئی خام خیالیاں اور وہم پرستیاں جن کا زیادہ ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ اور جواب مہذب و تعلیم یافتہ مسلمان لوگ چھوڑتے جاتے ہیں اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور علم و عقل کی روشنی ہونے سے دن بدن ...

× مولوی انریبل سید احمد خان صاحب (تہذیب الاخلاق جلد سوم نمبر چہارم) میں فرماتے ہیں یہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلاثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرچا اور حکمت اور بحثیں فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا۔ مگر بعد اس کے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا۔ آخر اس کی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں اس پر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ ان سے تفسیریں بھر دی گئیں اور جس طرح تفسیر میں اقوال پیغمبر و صحابہ کی نقل کی جاتی تھی اسی طرح افلاطون اور ارسطو وغیرہ حکمائے یونان کے قول نقل ہونے لگے۔ اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اس کا نقل کرنا یا انتخاب کرنا شروع کیا اور ان قولوں کے قائلین کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔ کہ یہ قول ارسطو کا ہے یا صاحب شریعت کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اسی واسطے ان اقوال پر دین کا مدار رکھا گیا۔

تہذیب الاخلاق کی جلد دوم صفحہ ۱۰۶ میں لکھا ہے۔ کہ وجود سموات سبع کے ابطال پر جو دلائل ہیں ان کی ترکیب کس کتاب میں لکھی ہے اور اثبات حرکت دوری آفتاب پر جو دلیلیں ہیں ان کی تردید کس سے جا کر پوچھیں۔ عناصر اربعہ کا غلط ہونا بجواب ثابت ہو گیا اس کا کیا علاج کریں آیہ کریمہ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما کی جو تفسیر عالموں نے لکھی ہے فن تشریح کے رو سے وہ غلط معلوم ہوتی ہے ہم اپنی آنکھوں سے تو جھلیوں میں بھرے ہوئے نطفہ سے لیکر بچہ کے پیدا ہونے تک تغیرات کو دیکھتے ہیں جو مفسروں کی تفسیروں کی غلطی کو ثابت کرتے ہیں۔ پھر ہم کیونکر اس پر اعتماد رکھیں۔ خدا کی بات اور اس کا کام ایک ہونا چاہئے۔ یہ مسئلہ تمام دنیا نے تسلیم کر لیا ہے پھر اس کی تطبیق مذہب اسلام کی کس کتاب میں ڈھونڈیں اور کس ملا اور واعظ سے پوچھیں۔ جب کوئی بات بھی ان میں سے موجودہ کتب مذہبی میں نہیں۔ تو ان سے لامذہبی جو فلسفہ مغربیہ اور علوم محققہ جدیدہ سے ہوتی ہے کیونکر رفع ہو گی۔ یہ باتیں نہایت صاف اور روشن ہیں ان کو ظاہر میں نہ ماننا دوسری بات ہے۔ مگر کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جو اپنے دل میں ان باتوں کو سچ نہ جانتا ہو گا۔ پس ایسی حالت میں ان کتابوں کا نہ پڑھنا ان کے پڑھنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

تہذیب الاخلاق جلد اول نمبر سوم سے ظاہر ہے۔ ہیئت اور طبعیات وغیرہ صدہا علم اس قسم کے ہیں کہ جن کی تعلیم کے واسطے آج تک کوئی نبی مبعوث ہوا۔ نہ کوئی کتاب اس فن خاص میں خدا تعالیٰ نے اس وقت تک کسی نبی پر نازل کی قرآن

وسوسات باطلہ مٹتے جاتے ہیں جو شروع اسلام میں نکلی تھیں اور اب تک بھی متعصب محمدی مثل مرزا صاحب کے ان کے انکار کو کفر جانتے ہیں۔ خدا ہدایت دیوے۔ اور ان کو علم کے گرداب ضلالت سے نکال ساحل سعادت پر لاوے۔ چونکہ ان قرآنی فلسفیوں کا ساتھ نہ تو عقل دیتی ہے اور نہ علم۔ اور نہ تلوار و ذوالفقار رہ گئے بغیر کوئی اور سہارا [illegible] ملتی ہے پس نہیں معلوم کہ لوگ باوجود سمجھنے کے کیوں علانیہ طور پر حقائق حق کے مستعد نہیں ہوتے اور باوجود بار بار زک اٹھانے کے پھر بھی اسی جاہلی کو رو رہے ہیں یہ سب خیالی [illegible] تعلیم قرآن کی جس نے ایک عالم کے گلے پر چھری پھیر کر لاکھوں کو شہید کیا کروڑوں کو تباہ کر کے ایمان بالجبر میں گرویدہ کیا اور جس کو اب ہمارے الہامی دوست مرزا غلام احمد بھی طول طویلی کی آڑ میں باتوں باتوں کچھ کر معجزات کے پیرایہ میں بلکہ انعام کے جھوٹے وعدوں اور [illegible] مسودوں سے فریب میں الہامی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جس قدر اس کی زہریلی تعلیم لوگوں کے خون کی پیاسی ہے جس قدر اس کی بابت باتیں خدا پر الزام لگائے گئے ہیں۔ جس قدر اسے حق سے مخالفت اور ناحق سے الفت ہے۔ اس قدر قبول کرو حیثیت کم ہے۔ دگر نہ

زکرتے ہی لاف آن جاودیانے
بہر حرفش تو تسلیم داستانے
صداقت گم شد از تعلیم اسلام
نیارد از خدا ترسی نشانے
جہاد و جہد خونریزی ہمی علم
بقرآنے و لیکن ہیچ ترانے
اگر تا حشر گوید آریہ ہستی
کہ بر لامکان تیاری مکانے
عروس جبر کفر و شرق باشی
از این باطل خیال بد گمانے
نہ بیرستی بگو کہ بعد سال
چو انند بر حق حیائی ناموانے
خدا ماکن خدا از روی قرآن
کہ ہے نالد ز جور او جہانے

وحدیث میں ہیئت یا طبیعیات کے متعلق کہیں کسی چیز کا نام آگیا کہیں تذکرہ اور کہیں عام لوگوں کے فہم کے لائق کسی چیز کا کوئی مختصر بیان ہو گیا کہیں کوئی مجمل اشارہ کسی چیز کی طرف ہوا مگر ما تا کسی مقام پر بھی ان حالات سے بیان مقصود بالذات مطلوب نہیں ہوئی کہ ان کے ذریعہ سے عالم خیالی کو ہیئت و طبیعیات کے علم کی تعلیم دی جاوے کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ یعنی اے محمد لوگ تجھ سے ہلالوں کی حقیقت دریافت کرتے ہیں ان سے کہہ دے قل ھی مواقیت للناس یعنی کہہ دے کہ مہینوں کے ذریعہ سے لوگ اپنے وقتوں کا حساب ٹھیک کر لیتے ہیں کہ کسی اور بات سے وہاں نے اس کی کیفیت دریافت کیجئے پھر دیکھئے کہ وہ کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں حساب کے معاملہ میں پیغمبر صاحب نے فرمایا اور اس وقت میں شیر مرغ کیا کہ ہم گنتی کو انگلیوں پر ٹھیک کر لیتے ہیں جاحمل یہ ہے کہ اس وقت میں حساب و ریاضی و طبیعیات وغیرہ کی طرف کسی کو مطلق التفات نہ تھا +

پھر جلد دوم تہذیب الاخلاق کے نمبر [illegible] میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ انگریزی علوم تحصیل کرنے کو متعصب جاہل مسلمان ایک گناہ سمجھتے ہیں حالانکہ خلفائے بغداد کے زمانہ میں جس قدر علوم عربی میں آیا وہ سب زبان گریک یعنی یونانی سے ترجمہ کیا گیا۔ اور اس زمانہ کے اکثر علما نے گریک کو جو کفار کی زبان تھی بخوبی تکمیل تحصیل کیا تھا۔ مگر ایسا نہ ہوتا تو جس قدر منطق کہ ہمارے ہاں موجود ہے کچھ ہوتی اور نہ فلسفہ و منطق کا نام بھی ہوتا۔

پس جناب مرزا صاحب [illegible] ہیں جن کو ہم نے ناظرین انصاف پسند کے ملاحظہ کو پیش [illegible] کہ مرزا کے دعوے کس قدر بے بنیاد ہیں +

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۷۰ حاشیہ نمبر ۸

جو حال میں ہندو [illegible] کے نا [illegible] میں وید ہیں جن کو رگ، یجر، شام اور اتھرون سے موسوم کرتے ہیں۔ ان کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کن حضرات پر نازل ہوئے تھے۔ کوئی کہتا ہے کہ اگنی، وایو، سورج کو ان کا الہام ہوا جو بالکل نامعقول بات ہے۔

جواب باصواب

مرزا صاحب خدا آپ کو حق و ناحق کی تحقیق کا مادہ عطا فرماوے اور تباہ جہالت سے نکال کر منزل مقصود پر پہنچا دے۔ ویدہائے مقدس کا ٹھیک ٹھیک حال کس کو معلوم نہیں ہوتا۔ آیا آریوں کو یا ہندوؤں کو یا مسلمانوں کو۔ اگر شق اول ہے تو سراسر باطل ہے اور اس کے جواب دینے اور سمجھانے کو ہر ایک ممبر آریہ سماج حاضر ہے۔ اگر شق ثانی ہے تو بھی آپکی نادانی ہے کیونکہ اعتراض کا جواب دینا کام واقف کار کا ہے نہ کہ ناواقف کا۔ ہوئے ہیں کیا اگر ہندو اپنے دھرم سے آگاہ ہوتے تو مسلمان و عیسائی بنکر کیوں گمراہ ہوتے۔ [illegible] تو کیونکر [illegible] کیسے [illegible] آپ سے سوال نہ کیجئے اور کسی سنیاسی کو ڈھونڈھ کر [illegible] کیجئے اور اگر شق ثالث ہے تو ان کی جہالت ہر طرح ثابت ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب تک وہ تعصب دل سے نکال راستی کی جانب خیال نہ کریں گے کبھی دامن آرزو گوہر مراد سے نہ بھر سکیں گے +

ہر چہار وید مقدس کا شری اگنی، شری وایو، شری آدت اور شری انگرہ جی مہاتماؤں کو الہام ہوا تھا اور وہ چاروں سرشٹی کی آدی میں رکھشی تھے تو انسان تھے یہ بات نامعقول نہیں بلکہ بالکل معقول و لائق قبول ہے۔ معقول کیا ان کے اول ماہر دھی میں [illegible] بجز ہدایت کے [illegible] شاید دیتی نامعقول بات منہ سے نکالتے اور کسی نام ذو معنی پر اس طرح حجت نہ کرتے ورنہ [illegible] ابوبکر، عمر، عثمان، مسیح، آدم، ابراہیم، موسیٰ، ابوہریرہ وغیرہ ناموں کی نسبت بھی وہی لفظ استعمال کیا جائیگا [illegible] قصور معاف ہے۔ براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۷۰ حاشیہ مذکور [illegible] اور کسی کا یہ دعوے ہے کہ برہما کے چار مکھ سے یہ چاروں وید نکلے ہیں۔

جواب باصواب برہما کے چار منہ کی کہانی ایک بناوٹی افسانہ ہے جس کا کسی مستند کتب میں پتا نہیں ملتا کیونکہ محض بیہودہ اعتقاد ہے لوگوں میں جس طرح ناقابل بیان ہیں عند العقل بے ثبات روایت صرف اس فہم کی ہوتی ہے جیسا کہ فی زمانہ ایک [illegible] ہے۔ حالانکہ یہ فقرات ان کی نسبت تعریفی بیان ہیں بادشاہوں کے ہزاروں کان ہوتے ہیں مگر اصل میں ہی دو کان ہیں برہما جی کا بھی ایک ہی منہ تھا چاروں ویدوں کو بر زبان یاد کرنے سے چترانن مشہور ہو گئے اس کے حسب حال ایک شاعر فرماتا ہے

ہے زبان ایک اور چار مرتبے [illegible] کی [illegible]

---

[1] نام اگنی نام موضع از [illegible] نام [illegible] بکر با [illegible]
[illegible] نام [illegible] کشف [illegible] نام
[illegible] در [illegible] کشف [illegible] نام [illegible]
[illegible] کشف [illegible] سفید و آہوئے سفید (از غیاث) [illegible] نام [illegible]

مگر مرزا صاحب اس میں آپ کا ذرہ قصور نہیں صرف یہ کہ خود غرض اور بے علم پوپ صاحبان کا فتور ہے۔ عقل کے پیچھے لاٹھی لیکر پھرنا ان کا کام ہے اور بیہودہ و دور از حق باتوں کے جھگڑے بنانے پر اہتمام۔ راون کے دس سر انہوں نے بنائے۔ اور سوام کارتک کے سر پر چھ منہ لگائے۔ گنیش کے چہرہ پر ہاتھی کا سونڈ لگایا اور موش پر سوار کر دیا۔ دیوی پران و لنگ پران بنا کر سفرتی کا سکہ جمایا۔ شیو پران لکھا سمہ نرشیکا ان کی نادانی اور اودیا کا گیا اور کہاں تک بیان کریں جو فروش اور گندم جینیوں کے بنائے ہوئے پرانوں پر ان کا ایمان ہے اور وہی دور از قیاس فسانے ان کے حرز جان (دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۲ سے ۲۴۴ تک) اب ہم اصل مطلب کی طرف رجوع لاتے ہیں اور دعوے معترض کی تکذیب جتلاتے۔ تاکہ ست کا پرکاش ہو اور اسنت کا ناش۔ شت پتھ برہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۵/۴ صفحہ ۸۶۸ مطبوعہ لنڈن ۔

तेभ्यस्तप्तेभ्य स्त्रयोवेदा अजायन्ताग्ने र्ऋग्वेदो वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः अथर्वाङ्गिरस। श॰ कां॰ ११ अ॰ ५ ब्रा॰ ४ सं॰ ३।७।८

ترجمہ: پرمیشور مالک کل نے ویدوں کا پرکاش اس طرح پر کیا کہ اگنی رکھی سے رگ وید اور وایو رکھی سے یجروید اور آدت رکھی سے سام وید اور انگرہ رکھی سے اتھر وید پرکاشت ہوئے۔

اور مہابھاش سے بھی صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ "اندر نے برہسپتی سے ست ودیا پڑھی اور برہسپتی نے انگرز جاتی سے اور انگرہ برہما جی نے منو سے اور منو نے وراٹ سے اور وراٹ نے برہما سے اور برہما نے اگنی آدک رشیوں سے اور انہوں نے بذریعہ الہام پرماتما سے حاصل کی"

اسی طرح گوپتھ برہمن کے پرتھم پرپاٹھک کے ۲۹ برہمن سے بھی عیاں ہے کہ "اگنی۔ وایو۔ آدت انگرہ رشیوں پر چاروں ویدوں کا ظہور ہوا۔ جن کے شعاع گیان سے کل جہان پر نور ہوا"

منو سمرتی کے شلوکوں سے بھی انہیں مہاتماؤں کی تائید ہے بلکہ حق پسندوں کے واسطے صداقت کا ثبوت مزید۔ برہما جی کا اگنی وغیرہ رشیوں سے وید حاصل کرنا مذکور ہے اور وہی شلوک اس کتاب کے صفحہ ۱۲۱ پر مسطور۔ غرضیکہ اور بہت سے شلوکوں میں بھی انہیں چار مہاتماؤں کا اقرار ہے۔ اور کسی فاضل و لائق آدمی کو اس سے انکار نہیں پس ہر ایک بیان سکتا ہے کہ برہما جیسے وید پڑھے نہ کہ ان پر نازل ہوئے۔ جس طرح مسیح کی تعلیم وعظ سے گم ہو گئی تھی اسی طرح ویدوں کی معلومات کی نسبت بھی خیال کمزور ہو گئے۔ جیسا کہ یورپ کی طرف قرآن کو یونہی تبلاتے ہیں اور نماز پڑھنے سے شرماتے ہیں۔ آپکو حق کی قبولیت کی طرف بلاتا ہوں اور ھل من معارض کہہ کر سمجھاتا ہوں کہ یہ آپکا دعوے بے فروغ ہونے کے سوا معقولیت کے سامنے دروغ بھی ہے اور نہ کسی رشی منی کی کرت گرنتھ سے اس کا سراغ ملتا ہے چونکہ آپ بیشتر سنی سنائی باتوں پر ایمان لا بیٹھتے ہیں اور تحقیق حق سے کسی طرح کا سروکار نہیں رکھتے اسی واسطے تحقیق سے رہ جاتے ہیں آپکے اعتراض لا بادو اور ہم تسلیم کرنے سے معذور ہیں۔

براہین احمدیہ صفحہ ۷ ۔ اور کسی کی یہ رائے ہے کہ الگ الگ رشیوں کے اپنے اپنے بحث میں ان بیانات میں جہاں تک شک ہے کچھ پتا نہیں ملتا کہ آیا ان اشخاص کا کچھ خارج میں وجود تھا یا محض فرضی نام ہیں اور وید پر نظر کرنے سے تیسری رائے صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

جواب باصواب

مرزا صاحب آپنے پبلک کو سخت دھوکہ دیا اور الہامی فریب کھیلا۔ جھوٹ بولتے خدا کا خوف دل میں نہ لائے اور کس طرح ایک تکی ہانک دی کہ "وید پر نظر ڈالتے سے" ذرہ خدا کو حاضر ناظر جان کر بتلاؤ کہ ویدوں کا ایک حرف بھی جانتے ہو یا کہ جھوٹی شیخی بگھارتے ہو گیا کبھی ویدوں کو تمام عمر میں دیکھا بھی ہے؟ افسوس باین نادانی اس قدر فضول گوئی! ؎

باندازہ بود باید نمود ۔ خجالت برد آنکہ بنمود و بود

حضرت یہ رائے کسی پادری کی ہوگی یا کسی کرسچن ہندو کی یا کسی شیخ جی کی ورنہ اور کسی ہندو یا آریہ کی یہ رائے نہیں ہے اس واسطے آپ متشکی نہ ہوجئے اور مستقل ہو کر جواب سنئے۔ وید مقدس کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ پرماتما یا پربرہم گیان سے پرکاشت ہوئے ہیں بذریعہ ان چار رکھیوں کے جگت میں ان کا اپدیش ہوا مگر وہ بھی وید کے رو سے کسی کے سفارشی یا شفیع نہیں۔ آپکا ذاتی شک صرف متعصبانہ بک بک ہے اور سنسکرت سے ناواقفیت اس کی محرک ورنہ کسی آریہ فاضل کی یہ رائے نہیں ہے تمام مہاتما لوگ مانتے ہیں کہ جن جوان مہا پرکھ آدی رشیوں کا اور بیاس اور بششٹ آدی منیوں کا جنم بھی نہ ہوا تھا اس سے پہلے وید جگت میں موجود تھے اور سرشٹی کی آدی میں چاروں وید چلے کہ اب ہیں صحیح و سالم موجود تھے۔ رشی منیوں کے الگ الگ دھرم گرنتھ ہیں جو اب تک ہیں وہ انکے خود ساختہ۔ مگر وید مقدس۔ پس آپکا بیان سراپا وہم و گمان ہے جو بسوا اس باطل ہونے سے کسی طرح قابل برہان نہیں۔ وید مقدس پرماتما کے گیان ہیں نہ کہ مصنفہ کسی انسان۔ لطیفہ جب عرب میں محمد صاحب نے قضا کی تو خلافت کی بابت فساد برپا ہوا۔ اور گدی نشینی کا جھگڑا مچا چند آدمی مجنوں سے ذکر کرنے لگے کہ تیری کیا صلاح ہے۔ محمد صاحب کی خلافت کس کو ملے۔ ہنسکر جواب دیا کہ "لیلیٰ کو" یہی حال ہمارے مرزا صاحب کا ہے خود ہی رائے دیکر اور آپ ہی اپنی رائے دیکر اور آپ ہی اپنی رائے کو ترجیح بلا مرجح ٹھہراتے ہیں اور حجت اٹھاتے ہیں کہ "اب بھی وید کے جدا جدا منتروں پر جدا جدا رشیوں کے نام لکھے پائے جاتے ہیں" مرزا صاحب یہ آپکا صرف وہم اور سودا ہے جس کو آپ ادعائے پڑھانا چاہتے ہیں۔ یہ رشی وید کے مصنف نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف اوقات میں شارح گذرے ہیں چنانچہ اس امر کو مہاتما یاسک منی کی بنائی نروکت میں کمال توضیح سے پہلے حل کیا گیا ہے اور اصل عبارت وہاں کی یہ ہے۔

ऋषयो मन्त्रदृष्टयः मन्त्रान्सम्प्रादुः یعنے شرح وید منتروں کی جس رشی کی زبانی کی گئی۔ اور سب سے پہلے جس نے عمدہ ویاکھیا کسی منتر کی یا چند منتروں کی کری۔ اور اس کے ارتھ کو پرکاشت کیا یا پڑھایا اسی یادداشت کے کارن اس منتر کی شرح کے وقت اور شارحوں نے اس رشی کا نام بھی کنارہ پر لکھدیا۔ جو کوئی رشیوں کو منتروں کا کرتا یا مصنف بتلا دے وہ سراپا جہالت کا یعنے جھوٹا ہے۔ وہ تو منتروں کے ارتھ پرکاشک ہیں یعنی شارحان وید۔ اصل پر چاروں ویدوں میں ان کے نام یا ذکر نہیں ہیں اس واسطے یہ دعوے آپکا بھی صرف

وہمی بلا تاریخ الوجود ہے۔ کسی طرح قابل قدر نہیں +

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۱

اور اتھروَن وید کی نسبت تو اکثر محقق پنڈتوں کا اسی پر اتفاق ہے کہ وہ ایک جعلی وید یا برہمن پستک ہے جو پیچھے سے ویدوں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور یہ رائے سچی بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رگ وید میں جو سب ویدوں کا اصل اصول اور سب سے زیادہ معتبر خیال کیا جاتا ہے۔ صرف رگ اور یجر اور شام وید کا ذکر ہے اور اتھروَن وید کا نام تک درج نہیں۔ اگر وہ وید ہوتا تو اس کا بھی ضرور ذکر ہوتا۔ اور پھر یجر وید کے ۳۶ ادھیائے میں صاف لکھا ہے کہ وید صرف تین ہیں۔ اور ایسا ہی شام وید میں بھی ویدوں کا تین ہونا بیان کیا ہے +

جواب باصواب

آجکل آریہ ورت میں چار قسم کے پنڈت ہیں (۱) وہ اُتی نام کے پنڈت جو سنیچر کے روز تیل جمع کر لوگوں کے دیوانے لگاتے ہیں اور خود مزہ اڑاتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے آگے بے شک پنڈت ہیں مگر فاضلوں کے آگے شودروں سے بھی ادنیٰ شودر ہیں پس کسی طرح ان کی گفتار قابل اعتبار نہیں +

(۲) وہ برہمنوں کے بیٹے جن کے باپ دادا کسی وقت فاضل و عالم گذرے ہیں مگر خود قلبہ رانی اور دکانداری یا ملازمت سرکاری کرتے ہیں اور سنسکرت بالکل نہیں جانتے پدرانہ مشہوری کے سبب جاہل لوگ انہیں بھی پنڈت کہتے ہیں جو اسر بھول و اگیان سے انہیں لوگوں میں سے جب کبھی کوئی طمع نفسانی سے کسی کے دام تزویر میں پھنس گیا تو جھٹ اسے پنڈت کہکر اپنے دعوے کا گواہ بنا اثبات کرایا جاتا اور ایسے لوگ اگرچہ گذشتہ زمانہ میں بھی بہت گذرے ہیں مگر فی الحال بھی دنیا میں موجود ہیں اور ہم قطع نظر اور جگہوں کے خاص مرزا صاحب کے گواہوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو سنسکرت کے ایک حرف سے بھی جاہل محض اور مرزا صاحب انہیں پنڈت کے خطاب سے ملقب کرتے ہیں جنہیں مرزا صاحب ایمان محمدی اور الہام رب امدادیاں جبرئیلی مقدمہ میں اپنی شہادت کا گواہ امر واقعہ بلکہ کاتب الہام غلام احمدی قرار دیکر اپنی براہین الاحمدیہ میں مشتہر کر چکے ہیں۔ قادیان کا بچہ بچہ بلکہ تمام مسلمان بھی اس امر کے گواہ ہیں کہ حضرت نے لوگوں کو ایک دھوکہ عظیم میں پھنسانے کی واسطے ایک فریبانہ جال تنی +

(۳) وہ لوگ ہیں جو ودیا کی لیاقت تو رکھتے ہیں مگر شکم کے کتے کی محبت سے خواجہ سگ پرست بنے ہوئے ہیں باوجود پنڈت ہونے کے مہا مورکھوں کے کام کرتے ہیں جیسے اکبر بادشاہ کے وقت میں چند لالچی پنڈتوں نے اشرفیاں اور روپے کے لالچ اکبر سہسر نام اور اللوپنشد یا الّٰہ سکت تصنیف کرکے بادشاہ کو اس جھوٹی پیغمبری کی مبارکباد دی تھی اکبر کو خدا کا خلیفہ ہے بتیرا ذکر ہمارے بید میں آیا ہے۔ اندھا سے تھے وہاں ساقی بادشاہ اور بیتو شاہدی وزیر تھا غرور و تکبر ان پنڈتوں کو مالا مال کرتے دین الٰہی اکبر شاہی جاری کرنا شروع کیا چنانچہ مفصل ذکر اس کا تحفۃ الہند و دبستان مذاہب میں درج ہے۔ کلمہ بنایا لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ و سلام علیکم کی جگہ اللہ اکبر و جل جلالہ پسند است ہوئی۔ (دیکھو تحفۃ الہند حصہ دوم)

(۴) وہ لوگ ہیں جو علم و حکمت سے با کمال۔ راستی اور حق بیانی میں بے مثال ہیں طمع و لالچ سے بیزار۔ بغض و دمہ کرنے بلکہ اس عیب سے متنفر اور حقیت کے مقر ہیں۔ ست شاستروں میں انہیں پنڈت بتلایا ہے اور انہیں کی رائے کو قابل پرماں اور معتبر ٹھہرایا ہے اور آریہ سماج بھی انہیں کو پنڈت تسلیم کرتا ہے نہ کسی اور کو چنانچہ +

आत्मज्ञानं समारंभस्तितिक्षा धर्मनित्यता ।
यमर्था नापकर्षन्ति स वै पण्डित उच्यते

جسکو آتم گیان۔ آلس سے رہت ہو۔ سوکھ۔ دوکھ۔ مان۔ اپمان۔ ہانی۔ لابھ۔ نندا۔ استتی میں ہرش اور شوک کبھی نہ کرے۔ دھرم میں ہی نت نشچت۔ ہے جس کے من کو اوتم اوتم پدارتھ۔ ارتھات وشے سمبندھی وستو آکرشن یعنے نہ کھینچ سکیں وہی پنڈت کہاتا ہے

श्रुतं प्रज्ञानुगं यस्य प्रज्ञा चैव श्रुतानुगा असंभि
न्नार्यमर्यादः पण्डिताख्यां लभेत सः

جس کی پرگیا سنی ہوئی ست ارتھ کے انکول۔ اور جس کا شروَن بدھی کے انوسار ہو جو کبھی آریہ ارتھات شریشٹ۔ دھارمک پرشوں کی مریادا کا چھید نہ کرے وہی پنڈت سنگیا کو یعنے درجہ کو پراپت ہووے +

پس اے مرزا صاحب شاستروکت قاعدہ کے انوسار۔ ایمان یعنی دھرم کو پہچان کر خدا کو حاضر ناظر جان کر ذرہ بتلائیے تو سہی کہ وہ محقق پنڈت کون ہیں جن کا آپ لایعنی بیان ہے۔ مرزا صاحب! ع شیر قالیں دگر و شیر نیستاں دگر ست۔ وہ آپ کے خانگی پنڈت اور ہیں۔ اور محقق موصوف بصفات شاستر اور ہیں۔ اب اصل جواب سنئے +

وید بلاتہ واحد ہیں کیونکہ ایک پستک کے چار حصے ہیں۔ جیسے کہ توریت و زبور و صحیفہ انبیا کو تمام عیسائی اولڈ ٹسٹمنٹ یعنے پرانا عہدنامہ اور مسیح کی تمام انجیلوں کو نیا عہدنامہ یا صرف انجیل پکارتے ہیں حالانکہ وہ اناجیل اربعہ یعنے چار ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ بعضے عیسائی نئے عہدنامہ اور پرانے عہدنامہ کو ایک ہی بائبل کہکر نام لیتے ہیں۔ اور مضر نہیں جانتے ہیں۔ اسی طرح بعضے پنڈت چاروں کو ایک وید کرکے پکارتے ہیں مگر دریافت کے وقت چار حصے شمار کرتے ہیں۔ اسی باعث برہما کا نام مشہور اور اس کے چار منہ کا مذکور ہے۔ مگر چاروں پر اطلاق لفظ وید کا ہے اس واسطے کسی عقلمند کو جائے اعتراض نہیں۔ اگر مجمل لفظ گیان کو لیا جاوے تو ایک کہنا روا ہے اور ہر ایک منصف مزاج کے نزدیک بے خطا ہے۔

بعضے پنڈت چاروں کو دو کرکے جتلاتے ہیں۔ اور اسی سے پرا۔ اور اپرا۔ ودیا یعنے کرم اور گیان مراد فرماتے ہیں +

بعضے ان چاروں کو تین کرکے اچارتے ہیں اور اسی سے کرم۔ اپاسنا۔ گیان کی تشریح پکارتے ہیں۔ مگر اس میں کسی طرح کا ہرج مطلق نہیں ہے۔ اور نہ وید کے چار حصے ہونے میں جائے شک +

باقی تمام مہاتما ودوان لوگ ان چاروں کو چار ہی بتلاتے ہیں۔ اور کرم اپاسنا گیان و گیان کی حقیقی تقسیم کے قائل و عامل کہلاتے ہیں اور یہی بات بالکل سچی اور سب سے زیادہ ٹھیک اور ویدک اصول کے مطابق ہے۔ مگر یہ تشریح بالا کسی ودوان کے نزدیک چاروں امور سے کوئی بھی متشکی نہیں ہے اور یہیں تسلیم ہے +

اتھروَن وید جعلی نہیں ہے مگر آپ جھوٹھ بولکر جعلسازی کرنا چاہتے ہیں تاکہ کوئی جاہل ہندو کسی طرح متشکی ہو جاوے اور صداقت سے ہاتھ اٹھائے لیکن وہ زمانہ اب نہیں رہا گھر لیجئے نہیں اور اس کے جواب میں فرقہ علویہ کے عقاید ملاحظہ

فرماتے تاکہ آپ کی تسلی ہو جاوے۔ یجر وید کے ۲۴ ادھیا کا نام بھی آپنے جھوٹھ موٹھ لکھ دیا اور لکھتے ہوئے خدا کا خوف دل میں نہ آیا کہ جھوٹھ کی کیا سزا ہے۔ یجر وید کے ۲۴ ادھیا میں ۴۰ منتر ہیں اور کسی میں ان سے ویدوں کی تعداد کا ذکر نہیں ہے سو خدا جھوٹھ سے اجتناب کرو خدا کو حشر کے روز کیا جواب دو گے ہاں رگوید کے منڈل ۱۰ انواک ۷ سکت ۹ منتر میں ہر چہار وید کا بیان ہے جس سے آپ کے تمام دعاوی کا صریحا و توضیحا بطلان ہے۔ مگر مترجم نے کیسی سستی کہ تردد در و ہمگویا مدامیہ کو کسی لالچ نے دھوکا دیا۔ یا کم علمی سے غلطی ہوئی۔ ورنہ آپ ایسا اندھے تو نہیں تھے کہ خواہ مخواہ آب ندیدہ و موزہ کشیدہ کے مصداق بنتے۔

तस्मा-द्यज्ञा-त्सर्वहुत-ऋचः-सामा-निजज्ञिरे-छं
दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत ॥
मं० १० अ० ८ सू० ९० मं० ९

سرب بیاپک۔ ست چت آنند گیان سروپ پرمیشور سے جو سب پوجن کے ایسا لوگ ہے رگوید۔ شام وید۔ اتھرو وید اور یجر وید پرکاشت ہوئے ہیں اور یہ وید ایک ودیاؤں سے یکت ہیں۔ سب منشوں کو اچت ہے کہ ویدوں کو گرہن کرکے اس کے مطابق عملدرآمد کریں ٭ اور یہی بیان یجر وید کے ۳۱ ادھیائے کے ساتویں منتر میں بھی ہے ٭

ان ہر دو وید منتروں سے بخوبی واضح ہے کہ وید چار ہیں اور ابتدا سے آج تک برابر چاروں پر گیت میں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ ست پتھ برہمن میں بھی اس کی بابت صاف اندراج ہے جو کسی طرح کی تاویل کا محتاج نہیں۔

एववाअरे स्पमहतोभूतस्पनिःश्वसितमेतमत
चहग्वेदोयजुर्वेदः सामवेदोऽथर्वाङ्गिरसः १४-५

یا گولک رشی بیان کرتے ہیں کہ جو سرب بیاپک آکاش سے بھی بڑا پرمیشور ہے اس سے ہی رگ وید یجر وید سام اور اتھرو وید چاروں وید ادھیت ہوئے ہیں اور کسی سے نہیں ٭

کسی آریہ گرنتھ میں یہ تحریر نہیں ہے اور نہ معاذ اللہ کوئی دکھلا سکتا ہے کہ اتھرون وید جعلی وید یا برہمن پستک ہے جس کو بعد کے آریوں نے بنایا ہے۔ اور جیسے سینہا یا عیسائی کچھ راستی کا مادہ ہو تو بخوبی ثابت کر سکتے کہ وید مقدس چار ہی ہیں کم و بیش نہیں اسی طرح منڈک اپنشد میں ویدوں کو بخوبی تشریح سے بیان کیا ہے رشی مہاتما پنڈت کی ودیاؤں کی تقسیم کرکے بیان فرماتے ہیں

तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्ववेदः । मु० ख० १ मं० ५

یعنی اپرا ودیا یہ ہیں۔ رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید۔ اور اتھرو وید۔ اسی طرح دیکھو شتپتھ برہمن ایستدا انواک ۳ اور برہدارنیک برہمن یا منتر ۵ اور مہابھاشیہ ادھیا ۱ پاد ۱ انواک ۱۔

[illegible] شاستروں کے ۔ ۔ ۔ غیر مذاہب والے بھی آپ ہی مانتے ہیں ٭ اور باکرہ غیاث اللغات ردیف ب

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸

اور منو جی اسی پستک کے ساتویں ادھیائے [illegible] شلوک میں یجر وید کو تسلیم کرتے ہیں ٭

جواب باصواب

منوسمرتی ایک راج نیت اصول سلطنت کی پستک ہے جس میں جہاں تک سیاست مدنی کا تعلق تھا اس کی رائے میں مناسب پایا گیا اسے درج کیا۔ اور در حقیقت منو کی شرح تمام آریہ لوگ قابل تسلیم جانتے ہیں اور اب بھی اسی طرح عملدرآمد کرتے ہیں مگر آریوں کا عقیدہ ہمیشہ سے رہا اور اب بھی اسی طرح ہے کہ جو پستک وید مقدس کے مخالف ہووے وہ دھرم پستک نہ مانا جاوے چنانچہ منو مہاراج خود بھی اس کی نسبت ادھیا ۱۲ کے ۹۵-۹۶ شلوک میں یہی فرماتے ہیں کہ جو گرنتھ وید کے برخلاف کُت رشی پرشوں کے بنائے ہوئے ہیں سننا ترک کرو کیونکہ آگرمیں دو بلنے والے ہیں اسی واسطے انش پھل یعنی بے فائدہ ہیں اور ست کے لئے جھوٹھ ہیں اندھکار یعنے تمسک کی طرف لیجانے والے ہیں اور اس لوک اور پرلوک میں دکھ پہنچانے والے ہیں ٭ جو ویدوں سے ذرہ وہ یعنی غلط طرف لیجانے والی سمرتی اور منتر ہیں وہ غیر معقول اور نامکمل ہونے سے جلدی نشٹ ہو جاتی ہیں ان کا ماننا نشپھل اور جھوٹھا ہے۔ ویدوں کو ہی پرم دھرم جانیں ٭

منوسمرتی میں چونکہ بہت حصہ متعلق راج نیت ہے اسواسطے اگر منو جی کو ہر چہار وید سے کام پڑا جو کہ چوتھے وید سے اس کا تعلق بہت کم رہا کیونکہ راج نیت کا علم یا اصول منتوں میں ہے مگر جو تھے وید سے کسی جگہ انکار نہ کیا جہاں ضرورت پڑی نام لے کر کسی طرح گریز نہیں فرمایا اور گریز کرنے کی وجہ کون سی تھی۔ علاوہ ازیں جب تک کہ کھلا کھلا انکار نہ ہو عدم تسلیم کا اظہار ہو تو کسی مقتدی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ منو نے ہر مقام پر بالضرورت اتھرون وید کا حوالہ نہیں دیا۔ اصل شلوک تحریر کرتا ہوں ٭

अग्निवायुरविभ्य स्तु त्रयंब्रह्मसनातनंमदुदो
हयज्ञसिद्ध्यर्थमृग्यजुःसामलक्षणम् । म

اگنی۔ وایو۔ ادت رکھیوں سے سرشٹی کی آدمیں برہما نے سلسلہ وار رگ یجر سام ویدوں کو یگ کرم اور گیان کی سدھی کے لئے تحصیل کیا ٭

प्रुतीरथर्वागिरसीः कुर्याद्विविचारयन काकश
स्त्रंवेब्राह्मणस्यतेनहन्यादरीन्द्विज म० अ० ११-श्लो-३३

اتھرو وید جو انگرہ رشی پر پرکاش ہوا ہے اس کے منتروں کا اپدیش کوئی ظالم یا دشمن کسی فاسق کو ستاوے یا تکلیف دیکر تو تنگ کرے تو اس کی پرارتھنا سے رنج و تکلیف دور ہو کر اس کو صحت و سرور حاصل ہو گا کیونکہ برہمن کا ششتر زبان ہے اور اس کا کام عبادت دعا ہی ہے ٭

دھرم شاستر قانون یعنی شاستروں کے جاننے والوں نے ظاہر کیا ہے کہ وہ منتر جن کا حوالہ منو جی دیتے ہیں وہ اتھرو وید کے کانڈ ۴ سوکت ۹۹ کے ۳ منتر میں

بقیہ حاشیہ۔ محاورات اہلعرب [illegible] موجود [illegible] لوگ [illegible]
اول از امر [illegible] احکام شریعت [illegible]
[illegible] درمیان است ٭ پس معترض کے واسطے اس قدر ہو کہ [illegible]

۱؎ غیاث اللغات ردیف ب بیدار مرکب [illegible] ستار و بیدار [illegible]
[illegible] چہار دفتر [illegible]
[illegible] رگ وید [illegible] دوم یجر وید [illegible]
[illegible] سوم سام وید [illegible] چہارم [illegible]

اب اے ناظرین خود ہی غور فرمائیے کہ منوجو برخلاف انکار کے صریحًا اقرار کرتے ہیں کہ رگ وید اگنی رکھی کے اور یجر وایو رکھی کے اور سام وید آدت رکھی کے اور اتھروید انگرہ رکھی کے آتماؤں میں پرکاش ہوئے اور وہی ملہم گیان ربانی ہے نہ کہ کوئی اور انہیں سے برہما وغیرہ تک پہنچے۔ اب کیا ثبوت کرنا تمہارے ومنائی رتنا اور منوسمرتی کے ۲۳ شلوک کا معترض نے حوالہ دیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ دیکھو اصل شلوک یہ ہے

पृथुस्तु विनयाद्राज्यं प्राप्तवान्मनुरेव च कुबेरश्च
धनैश्वर्यं ब्राह्मण्यं चैव गाधिजः मं० अ० ७ श्लो० ४२

ترجمہ پرتھو اور منو نے ونے یعنے عاجزی سے راج کو پایا۔ اور کوبیر نے دھن ایشوریہ کو اور گادھی جا نے علمی فضیلت کو۔

اب اگر انسانیت اور غیرت کا مادہ کچھ بھی موجود ہے تو اس قدر صریح کذب بیانی سے عرق خجلت میں ڈوبنا چاہیئے لعنت اللہ علی الکاذبین کا کیسے حق میں نزول ہوئے ہے۔

اے ناظرین ایسے واضح طور پر اثبات کے بعد کسی کے انکار کی سوائے جہالت اور ضدیت اور تعصب کے کوئی اور وجہ منکشف نہیں ہوتی اصل میں ان لوگوں نے بلا سوچے سمجھے جاہلوں کی خوشہ چینی کو اپنا ایمان جانا ہوا ہے گویا کہ خدا نے تمیز کا مادہ ہی نہیں رکھا۔ اور یضل من یشاء ہر دم ان کے ورد زبان ہے۔ آنکھیں تو بے پردہ موجود ہیں۔ مگر اندھے بنکر کارروائی کرنا اپنا اصول جانتے ہیں۔ اس بات کو ہر ایک دانا مان سکتا ہے کہ جس علم میں مہارت نہ ہو اس کی بابت رائے دینا [illegible] ہے جب حضرت منوسمرتی جانتے ہی نہیں تو خواہ مخواہ اعتراض کرنے سے کیوں نہیں شرماتے پرمیشور ایسے آدمیوں کو تعصب شیطان کے پنجہ سے چھوڑا کر راہ راست کی ہدایت دیوے اور گرداب نادانی سے نکالے

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۰۸ جلد ۲ حاشیہ نمبر ۸

اور جوگ وششٹ میں جو ہندوؤں کی بڑی معتبر کتاب مانی جاتی ہے اور ان تعلیمات کا مجموعہ ہے جو جناب راجہ رامچندر جی کو ان کے بزرگ استاد نے دی تھیں۔ چاروں وید کی نسبت ایسا صاف لکھا ہے کہ بس فیصلہ ہی کر دیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صرف اتھروید کے وید ہونے میں بحث نہیں بلکہ سارے ویدوں کا یہی حال ہے اور کوئی ان میں ایسا نہیں جو تغیر اور تبدیل اور کمی بیشی سے خالی ہو۔

جواب باصواب

یہ سچ ہے کہ تعصب و خود غرضی آدمی کی آنکھوں کو اندھا کر دیتی ہے اور اسے باوجود روز روشن کے کچھ نہیں سوجھتا یہی حال مصنف براہین کا ہے جہاں حوالہ دیتے ہیں غلط اور دروغ ہوتا ہے۔ انہیں کتاب بنانے اور جھوٹی شہرت حاصل کر روپیہ کمانے سے غرض ہے نہ کہ اثبات حق سے۔ مسلمانوں خریداری بنانے کے واسطے جوگ وششٹ کا نام لکھ مارا اور خیال کر لیا کہ بس اب تو ویدوں کی (معاذ اللہ) تردید ہو گئی۔ مگر معترض کو یاد رہے کہ دعوے بے دلیل اسکو خود ہی ذلیل کریگا۔ پہلے تو پرکرن کا حوالہ نہ ادھیا کا پتہ نہ اصل عبارت کا سراغ لکھ الہامی ہی الہام ہے کہ جوگ وششٹ میں ہے حضرت جوگ وششٹ میں نہیں ہے۔ آؤ ہم پرکرن بیت کامل جوگ وششٹ ہمارے پاس موجود ہے آنکھیں کھول کر مطالعہ کرو۔ ورنہ کسی برہمن سے سن لو۔ پوچھ لو کہ آپ کے دعوے کا کہیں بھی نشان نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف موجود ہے دیکھو پرکرن دوسرا ممکشو کے باب میں"

اور جب تک تریا اوستھا میں نہ پہنچے یعنے کامل گیانی اور حق الیقین کا درجہ حاصل نہ ہووے تب تک صحبت نیکوں اور خدمت استادوں اور بزرگوں سے کنارہ نہ کرے بلکہ تو اچھی کرتا رہے اور بموجب شرتی وید اور سمرتی اور شاستروں کے برہم چریہ اور گرہست اور بان پرست اور سنیاس کے آداب سب بجا لاوے اور رسومات تہذیب اخلاق اور ترکیب منزلی اور سیاست مدنی ادا کرتا رہے اور جو اس مرتبہ کو پاوے پھر وہ اور فرشتوں سے اعلے مرتبہ رکھتا ہے"

چوتھے استھت پرکرن میں بھی لکھا ہے سن لے رامچندر جس کو مکتی کی اچھیا ہو وہ ویدوں کو پڑھے اور بموجب علم (وید) کے عمل کرے" آزادی کے پانے اور مکت کے حاصل کرنے کو وید اور شاستر علم معقول ہیں"

اور چھٹے نروان پرکرن میں ہے کہ اگر آدمی کے سر پر قیامت برپا ہووے تو بھی خلاف وید و شاستر و نصیحت استاد و عقل کے عمل نہ کرے"

اگرچہ جوگ وششٹ خود چاروں ویدوں کو الہامی اور قابل عملدرآمد جانتا ہے مگر مسئلہ وحدت وجودی یعنے ہمہ اوست میں جو ویدوں کے مخالف ہے ہم لوگ اسے ٹھیک اور دھرم پستک نہیں جانتے۔ علاوہ اس کے وجوہات ذیل ہیں جو اسکے غیر مستند ہونے پر دلیل ہیں

اول تو تمام فاضل پنڈتوں اور مہاتما سادھوؤں کی یہ رائے ہے کہ یہ پستک وششٹ جی کے نام سے کسی اور نے بنا لیا ہے نہ اسکا مصنف بالمیک ہے اور نہ وششٹ بلکہ کسی اور کی تصنیف ہے۔ کیونکہ بالمیک کی نسبت یہ بہت مخالف ہے اور وششٹ کی ان رایوں سے (جو اور شاستر گرنتھوں میں درج ہیں) بھی اس کا دروغ ہے پس اس کا مصنف کوئی اور ہے نہ کہ وششٹ اور نہ بالمیک۔ اس واسطے غیر معتبر ہے +

دوم۔ شنکر اچارج کے وقت تک صرف بالمیک کی مصنفہ رامائین ہی تسلیم ہوتی تھی۔ جوگ وششٹ کا پتہ بھی نہیں تھا اس واسطے غیر معتبر ہے۔

سوم۔ اس میں اٹھارہ پورانوں کا حوالہ بھی موجود ہے جس سے عمدہ ثبوت ملتا ہے کہ پورانوں کے بعد کی تصنیف ہے جو آٹھ نو سو برس کا زمانہ ہے۔ اس لئے غیر معتبر ہے

چہارم اکثر فاضل پنڈتوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ یہ شنکر آچارج کے بعد کی تصنیف ہے بلکہ اسکا مصنف اور پنچدشی کا مصنف ایک ہی ہیں کیونکہ طرز بیان دونوں کا بہت سا ملتا ہے اور وہ شنکر آچارج کے چیلوں میں سے ایک تو ویدانتی تھا اسواسطے غیر معتبر ہے۔

پنجم آریہ سماج عموماً و خصوصاً مسئلہ وحدت وجودی کی تردید کرتے ہیں ہمارے ہاں یہ کتاب کبھی بھی پرمان تسلیم نہیں ہوئی اور نہ ہے۔ مگر نہیں معلوم کہ خواہ مخواہ اعتراض کر کے معترض نے کیا فائدہ حاصل کیا۔ اگر اس سے ویدوں کی سند بھی ظاہر ہوتی تو بھی وہ مثل اور کتابوں کے غیر معتبر ہے۔ پس اس سے ہمیں کسی طرح کا ضرر نہیں اور نہ اسکی بطالت یا اثبات سے آریہ سماج پر کسی طرح کا اثر لہذا اعتراض بالکل فضول ہے اور کسی طالب حق کو قبول نہیں +

براہین الاحمدیہ صفحہ ۱۲۱

اب ان صاحبوں کو سوچنا چاہیئے کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے سب سے زیادہ شایع ہوئی۔ بھلا کوئی بتلاوے تو سہی کہ کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت الہی پھیلی ہوئی ہے یا وہ [illegible] بستی ہے کہ جہاں

ویدیجر اور سام اور اتھروِن نے توحید الٰہی کا نقارہ بجا رکھا ہے۔ جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا نظر آتا ہے۔ وہ تو یہی آتش پرستی۔ شمس پرستی۔ بشن پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں کہ جن کے لکھنے سے بھی کراہیت آتی ہے ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک نظر اٹھا کر دیکھو جتنے ہندو ہیں سب مخلوق پرستی میں ڈوبے ہوئے نظر آوینگے۔ کوئی مہادیو جی کا پوجاری ہے اور کوئی کرشن جی کا بھجن گانے والا اور کوئی مورتیوں کے آگے ہاتھ جوڑنے والا۔

جواب باصواب وید مقدس نے تمام دنیا میں توحید پھیلائی اور تمام جہان کے فلاسفروں اور بزرگوں اور پیغمبروں نے یہاں سے توحید پائی۔ وحدانیت کی بنیاد یہیں اور گنگا کے ساگر بھی صداقت پہلے یہاں سے نکلی۔ ایشور اُپدیش کے معلم اول و بدیعی ہیں نہ کہ اور کوئی جیسا کہ ہم مقابلہ وید و قرآن میں دکھلا چکے ہیں۔

جتنے اعتراض معترض نے کئے ہیں وہ عدم تعلیم وید کا باعث ہے اور وید کے درودہ چلنے کا سبب۔ مگر پھر بھی **مسلمانوں** سے ہندو شرک پرستی میں کسی طرح زیادہ نہیں ہیں جہاں ہمیں **قرآن** سے تعلیم ملتی ہے۔ نتیجہ قرآن کی توحید کا نظر آتا ہے وہ صرف یہی ہے۔ کہ محمد پرستی کہیں علی پرستی کہیں غوث الاعظم پرستی وغیرہ انواع و اقسام کی پوجا و مخلوق پرستی پھیل گئی۔ کوئی پیر پرستی کو ایمان جانتا ہے اور کوئی قبور پرستی کو ما دینی و جہان۔ سخی سرور پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کعبہ پرستی کربلا پرستی۔ نجف پرستی۔ سنگ اسود پرستی۔ زمزم پرستی۔ معین الدین پرستی۔ کتاب پرستی۔ تقلید پرستی۔ دستار پرستی۔ تعزیہ پرستی۔ بلکہ تابوت سکینہ پرستی۔ محراب پرستی۔ مہرہ پرستی۔ چاند پرستی۔ موسیٰ کی آتش پرستی۔ بیت المقدس پرستی۔ آدم پرستی۔ خود پرستی۔ ملائکہ پرستی۔ جن بھوت پرستی۔ غرضیکہ لاکھوں طرح کی جہالت اور بطالت دنیا میں کہاں سے پھیلی کوئی محمدی نشان دے سکتا ہے کہ اس کا مخرج سوائے قرآن کے ہے۔ پہلے ان جہالت و بطالت کا دنیا میں کہیں سراغ نہیں تھا۔ فی صدی بیاسی مسلمان اس بلا میں اسیر ہیں۔ مکہ سے لیکر ہندوستان کے اس سرے تک تمام مسلمان اسی پیر پرستی اور حسن پرستی اور حسین پرستی اور فاطمہ پرستی میں ڈوبے ہوئے ہیں اگرچہ عرصہ تک وید کی تعلیم کے نہ ہونے سے بہت خرابی پھیل گئی تھی مگر پھر بھی وہ قرآنی پیر پرستی اور مردہ پرستی سے کسی طرح بری نہیں ہے۔

مرزا صاحب! پہلے اپنی چارپائی کے نیچے لاٹھی پھیر لو بعد ازاں کسی پر آہو گیری کرو۔ چھاج اگر بولے تو بولے مگر چھاننی تو کسی طرح بات کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ع

یا سخن برجستہ گو اے مرد ناداں یا خموش

اعتراض براہین الاحمدیہ کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ سے ۱۱۶ تک

پس اس جگہ ہمیں پنڈت دیانند صاحب پر بڑا افسوس ہے جو وہ توریت و انجیل و قرآن شریف کی نسبت اپنے بعض رسالوں اور نیز وید بھاشی بھومکا میں سخت سخت الفاظ استعمال میں لائے ہیں اور معاذ اللہ وید کو کھرا سونا اور باقی خدا کی ساری کتابوں کو کھوٹا سا قرار دیا ہے۔

اقول۔ اگر مسلمان ہو اور ایمان محمدی کا کچھ نشان بھی سینہ میں رکھتے ہو تو کہیں بھی وید بھاشی بھومکا میں سے دعوے سخیان کا نشان دکھلاتے اور اثبات کراتے۔ میں نے صفحہ بصفحہ ابتدا سے لیکر انتہا تک دیکھا اعتراض کے خیال سے پڑتال کی مگر یہ ادعا یعنی آپ کا دعویٰ ندارد پایا چونکہ جھوٹھ کے پاؤں نہیں ہوتے اسی واسطے اپنے لفظ بعض رسالوں کا بھی مددگاری میں لکھ مارا۔ اور خواہ مخواہ الہام کو الزام لگایا۔ خوف خدا دل میں نہ آیا۔ اور بقول سعدی تقلید پر ایمان لایا۔ جیسا کہ وہ سرآمد مومنان ابرار اور برگزیدہ محمدیاں بوستاں میں فرماتا ہے۔ ع

ز تقلید کافر شدم روز چند ۔ برہمن شدم در مقالات ژند

توریت و انجیل کا آپ ٹھیکہ نہ لیجیے اور زبور پر ایمان نہ لیجیے۔ ان کے محافظ پادری و انگریز ہیں جو محمدیوں سے عقل و دانش میں تیز ہیں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے **سوامی جی** نے کبھی کسی عیسائی و محمدی پر وہ اعتراض نہیں کیا جو قرآن و انجیل میں نہ ہو۔ بلکہ عموماً ان کے اعتراض اس قسم کے ہوتے تھے جنکو سنکر عیسائی و محمدی یا تو ادیان باطل سے ہاتھ دھوتے تھے۔ ورنہ اگر تعصب کے سبب حق کے قبول کرنے سے ناچار رہتے تو منہ پر مہر خموشی کے ضرور داغدار رہتے۔ بڑے بڑے عیسوی محمدی مذہب کے دعویدار آئے مگر معقول تردید کے سبب تعصب کی بازی ہار آئے پنجاب کے ایک نامور رئیس نے مجھے امرت سر کے ریلوے سفر میں باثنائے گفتگو فرمایا کہ "سوامی صاحب درحقیقت اعلیٰ درجہ کے پارسا و نیکوکار تھے۔ مجھے سوامی جی کے اپدیش سے تین **فوائد** ہوئے۔

اول تو مجھے یقین کامل ہو گیا کہ عدالت خداوندی کے آگے شفاعت صرف دھوکہ بازی ہے نہ وہاں کوئی شفیع اور نہ وکیل مجازی ہے اب میں صدق دل سے مانتا ہوں کہ سوائے اعمال نیک کے اور کسی طرح نجات کا ملنا محال ہے اور شفاعت جیسی بیہودہ و شرمناک دلیری دینے والی کوئی اشغال نہیں۔

دوم۔ روح کا انادی ہونا بھی انہیں کی کرپا سے میرے ذہن نشین ہوا اور میرا کامل یقین ہوا کہ اگر روح کا انادی ہونا نہ مانا جاوے تو خدا پر ان کے پیدا کرنے کی احتیاج لازم آتی ہے جو اس کو ان کا محتاج بناتی ہے اور پیدا کرنے سے اس کی تمام صفات کی قدامت ہاتھ سے جاتی ہے اور نہ کوئی معقول وجہ پیدا کرنے کی ضرورت کو اثبات پہنچاتی ہے۔ میں صدہا مولویوں سے سوال کر چکا ہوں کہ خدا نے روح کو کس چیز سے کب اور کیوں پیدا کیا مگر آج تک کوئی جواب کسی نے عنایت نہیں فرمایا۔ اس واسطے میری تسلی ہو گئی کہ وہ بات بالکل حق ہے اور جھوٹھ کا اسمیں مطلق اثر نہیں۔

سوم۔ مسئلہ تناسخ بھی جس پر پہلے ناواقفی کے سبب میرا اعتبار نہ تھا۔ سوامی جی کے تسلی بخش ارشاد سے میرا کامل اعتقاد ہو گیا۔ بغیر تناسخ کے صدہا قسم کے الزاموں سے جو عند العقل اٹھتے ہیں کسی طرح پرمیشور کی ذات شدھ اور پوتر اور پاک نہیں ثابت ہوتی۔ اسی واسطے ان کے ست اپدیش سے اب میں بوجوہات کامل مانتا ہوں کہ تناسخ یعنی پنر جنم ٹھیک ہے اور اس کے نہ ماننے والا خدا کو ظالم قرار دیتا ہے۔ قطع النظر اس کے گوشت خوری وغیرہ سے بھی طبیعت ایک گونہ بیزار ہو گئی ہے۔"

مرزا صاحب! جبکہ وید مقدس کیا بلحاظ تعلیم کیا بلحاظ توحید غرضیکہ ہر طرح لاثانی ہے تو اس کے کھرا سونا ہونے میں انکار کرنا نادانی ہے۔ ہمیں کسی خاص کتاب سے خصوصاً مخالفت نہیں ہے مگر جو کتابیں حق سے برکنار ہیں ان سے ہم بھی بیزار ہیں۔

قولہ۔ پنڈت صاحب عربی جانتے ہیں نہ فارسی نہ بجز سنسکرت کے کوئی اور بولی بلکہ اردو خوانی سے بالکل بے بہرہ و بے نصیب ہیں۔

اقول۔ مرزا صاحب نہ سنسکرت جانتے ہیں اور نہ پراکرت نہ گورمکھی جانتے نہ گجراتی۔ غرضیکہ سوائے فارسی کے کوئی اور بولی بلکہ ناگری حرفوں سے بھی حضرت

محروم مطلق اور بے بہرہ اور بالکل بے نصیب ہیں مگر سوامی صاحب سنسکرت کے بہت بڑے عالم و فاضل و آچاریہ تھے اور وید مقدس کے ماہر کامل ہیں کسی طرح عربی فارسی نہ جاننے سے ان پر الزام نہیں آسکتا +

قولہ۔ اور اسی وجہ سے وید کی وہ تاویلیں جو کبھی کسی کے خواب میں بھی نہیں آئی تھیں وہ کرتے جاتے ہیں۔ اور پھر ان بے بنیاد خیالات کو چھپوا کر لوگوں سے اپنی رسوائی کراتے ہیں اور اگرچہ سارے ہندوستان کے پنڈت شور مچاتے ہیں جو ہمارے وید میں توحید کا نام و نشان نہیں اور ہمارے باپ دادا نے یہ سبق کبھی پڑھا بھی نہیں ہے اور وید نے ہمکو کسی جگہ بھی مخلوق پرستی سے منع نہیں کیا ہے +

قول۔ سوامی جی مہاراج کی جو وید مقدس کی تفسیریں ہیں انہوں نے تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور وید وکت توحید کا پھریرا نئے سر سے عالمگیر کردیا۔ وہ بالکل وید وکت لغات **نگھنٹو و نروکت** اور صرف و نحو۔ اور برہمنوں کے مطابق ہیں کسی طرح کا اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر ایک منصف مزاج بعد مطالعہ و غور کے حق و باطل کی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے مگر حسود را چہ کنم کو خود برنج درست۔ ہندوستان کے پنڈت جنہوں نے آپ کے یا آپکے ہمعصروں کے پاس شور مچایا ہے۔ میموریل ارسال فرمایا ہے وہ کون ہیں؟ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کیوں سر چھپاتے ہیں؟ اور میدان میں نہیں آتے۔ وہ پنڈت جو کہتے ہیں کہ وید میں توحید کا نام و نشان نہیں ہے وہ پنڈت نہیں ہیں۔ قرآن کے اندھے حافظ ہیں۔ یا کسی مشن یا محمڈن سرکار کے ملازم ہونگے۔ اور حق گوئی سے جبراً انکاری یا نام وید ہائے مقدس کو آنکھوں سے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ یا صرف دیا کرنی پنڈت ہونگے۔ یا محض ذات کے پنڈت اور ودیا سے محروم ہونگے۔ ورنہ کوئی ودوان پنڈت وید وکت توحید اور گیان پرماتما سے منکر نہیں ہو سکتا۔ جن کے باپ دادا نے ۱۰۰+۱۰۰=۲۰۰ سال سے توحید کا سبق نہیں پڑھا اسے پنڈت کون پکارتا ہے بلکہ برخلاف اس کے شودر کے لقب سے ملقب ہونے یوگ ہے۔ منوجی نے ایسے پنڈتوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔ منوسمرتی ادھیاء ۲ کے شلوک ۱۵۷ و ۱۶۸ کا ترجمہ ذیل میں کیا جاتا ہے

यथाकाष्ठमयो हस्ती यथाचर्ममयो मृगः यश्च वि
प्रो नधीयानस्त्रयस्ते नाम विभ्रति अ॰ २।१५७

"جیسے کاٹھ کا ہاتھی چمڑے کا ہرن ویسے ہی اَن پڑھ برہمن ہے۔ پس یہ تینوں نام ماتر ہی ہیں کام کچھ نہیں کر سکتے"

योनधीत्य द्विवेदमन्यत्र कुरुते श्रममास जी
वन्नेव शूद्रत्वमाशु गच्छति सान्वयः।
मनु अ॰२श्लो॰१६८

"جو دوج وید کا پڑھنا چھوڑ کر اور پستکوں کی طرف محنت یا کوشش رکھتا ہے وہ مع اولادوں کے جیتے جی شودر ہو جاتا ہے"

وہ بے بنیاد خیالات نہیں ہیں بلکہ بے بنیاد عمارات کے گرانیوالے ہیں اور توہمات اور فاسد خیالات کے مٹانیوالے جھوٹے نبیوں اور کاذب ولیوں کے وسوسات ضمیر کو جو لوگ الہام ایزدی قرار دیتے ہیں یہی دین و دنیا میں اپنی نالیاقتی کی رسوائی کراتے ہیں۔ صادقوں کی رسوائی کبھی نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کی تکلیف اٹھانے سے قوم کی بہتری اور صداقت کی توقیر سوا ہوتی ہے۔ آپ بیہودہ شور مچاتے ہیں۔ اور نافہمی سے دعاوی کرکے اپنی رسوائی کراتے ہیں۔ خدا لوگوں کو آپکے تمرد و فریب سے بچاوے۔ اور آپ کو سچے دھرم پر لاوے +

قولہ۔ اور ان صدہا دیوتوں کو جو وید کے متفرق معبود ہیں صرف ایک خدا بنانا چاہتے ہیں کہ تا وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آجائے +

اقول۔ مرزا صاحب آپ خواہ مخواہ دخل در معقولات دینا پسند کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ صدہا دیوتے وید کے متفرق معبود نہیں ہیں۔ اور نہ ویدک دھرم والوں کا ان سے کچھ عابدانہ تعلق و مقصود ہے۔ بلکہ وید کا معبود حقیقی صرف ایک نراکار پرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں۔ ہاں دیوتا لفظ کے معنے جاہل لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ اور تحقیق سے [illegible] ہوکر راہ راست سے دور جا پڑتے ہیں **دیوتا** دو दिव دھاتو یا مصدر سے بنتا ہے اس کے پانچ ارتھ ہیں۔ اول کریڑا۔ دوسرا قبضہ کرنے کی خواہش تیسرا بیوہار اندرونی و بیرونی۔ چوتھا تفضیلت۔ پانچواں عمدگی۔ روشنی وغیرہ کے ہیں جن سے یہ کام ہوں یا جس میں یہ کار روائی ہو اس کو سنسکرت کی اصطلاح میں **دیوتا** پکارتے ہیں مگر کوئی دیوتا مصنوعی ہماری اپاسنا کے لائق نہیں ہے۔ پس خلاصتاً **دیوتا** کے معنے ہوئے ودوان۔ بزرگ۔ فاضل پروش یا پرکاش مان شے + ان تمام معنوں پر اگر کوئی مدعی ایمان ذرا بھی غور فرماوے اور حق کی قبولیت کی خواہش کو دل میں لاوے۔ تب اسے یقین کامل ہو جاوے کہ معترض کا سوال کس قدر حق سے دور ہے ویدک طور سے اپاسنا یا عبادت کیواسطے تمام دیوتاؤں کا مالک اور سب پرکاشک چیزوں کا پرکاشک ایک **وشودیو** یعنے عالم کل پرمیشور ہے دوسرا کوئی نہیں اور یہی **وید مقدس** کا اعلے منشا ہے یا ماتا پتا یعنی ماں باپ اور آچاریہ یعنے استاد وغیرہ بزرگوں کو بھی دیوتا کہتے ہیں چنانچہ اس میں اپنشد کا بیان ہے۔

मातृदेवोभव पितृदेवोभव आचार्यदेवाभव
अतिथिदेवोभव। तै॰ उप॰ १

خدا آپ کو حق بین آنکھیں عطا کرے اور جہالت کی بیماری سے جو رگ و ریشہ میں موجود ہے، شفا بخشے مرزا صاحب یہی امر خود وید ہائے مقدس سے بخوبی عیاں ہے جسکے واسطے احتیاطاً یہاں ایک پرمان درج کرتا ہوں

यस्य त्रयस्त्रिंशद्देवा अङ्गे गात्रा विभेजिरे ता
न्वै त्रयस्त्रिंशद्देवानेके ब्रह्मविदो विदुः। अथ॰ १
४—२३—२७ ॥

ترجمہ۔ جو تینتیس دیوتا ہیں وہ سب بیوہارک ہیں۔ عبادت میں اُن سے کچھ تعلق نہیں وہ [illegible] یعنی بیوہاری یا عملی کے کسی کام کے نہیں ہیں۔ جس کو ان کی مفصل کیفیت دیکھنی ہو وہ وید بھاش بھومکا صفحہ ۶۵ سے لیکر ۷۰ تک مطالعہ کرے۔ اور ان میں سے کوئی اپاسنا کے یوگ ہے۔ ان سب کا مالک جو برہم ہے وہی سبکے اپاسنا یوگ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں وہی تمہارا ایک مالک ہے"

کٹھ اوپنشد کے ۵۔ ادھیائے ۱۵ شلوکوں میں اسی وید منتر کی تشریح ہے کہ "سورج۔ چندرماں۔ تارے۔ بجلی۔ اگنی یہ سب پرمیشور میں پرکاش نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس سب کا پرکاش کرنے والا ایک وہی ہے۔ کیونکہ تینتیس دیوتے جسے مجموعی طور پر برہم کل جگت کہتے ہیں سب اسی کے پرکاش سے پرکاشمان ہو رہے ہیں۔ پس جاننے لائق ہے کہ ایشور سے ہیں کوئی پیدا نہیں ہوئے سوتنتر یعنے خود بخود پرکاش کرنیوالا وہی ہے۔ اس واسطے ایک پرمیشور ہی سب کا معبود ہے۔ دوسرا کوئی نہیں" بلکہ **شت پتھ براہمن** جو ویدوں کی بیاکھیا ہے اس میں اس کی بابت اور بھی زیادہ مفصل تشریح موجود ہے تاکہ کسی جاہل کو بھی کسی قسم کا شک نہ رہے

اوجو الیشور کو چھوڑ کر کسی دیوتا کی اپاسنا کرتے ہیں وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہیں اور ان کی وہ عبادت بالکل وید ورودھ ہے۔ پس وہ انسان نہیں بلکہ دیوتوں کے گدھے ہیں۔ ان کی گلتیاں دشوار ہے۔

جب یہ بات ویدوں اور آپ نشدوں اور برہمن گرنتھوں سے جو اوصاف علانیہ طور پر ظاہر ہو گئی۔ تو اب غور فرمایئے کہ یہ اعتراض کس قدر بیجا اور نارواہے تاکہ وید کے الہامی ہونے میں کچھ فرق نہ آوے۔ جناب! وید کی الہامی ہونے میں فرق آنا تو قدرت کا گویا ٹوٹ جانا ہے۔ اور آفتاب پر خیال سے گرد اڑانا۔ یا دریا سے عظیم میں خار و خس ڈالنے سے بند لگانا۔ بعینہ وہی بات ہے جیسے وید کے مقابلہ میں قرآن و انجیل کا لانا اور ان کے قدامتوں کو دلایل منطقیہ سے ثبوت کرنیکا بیڑا اٹھانا۔

مثل ہے جبکہ پروانہ کے سر پر موت آتی ہے　　لیے شمع اسکو کھینچ کر الفت سے لاتی ہے
یہ ایسی تو کوئی بھی دل میں اکساتی ہے　　جنوں کے جوش کو بھی سر میں اسکے بڑھاتی ہے
نہ جانکی ہوش رہتی جسم کا بھی سدھ بھلاتی　　پر و بال اسکے شمشیر برہنہ کر دکھاتی ہے
سویں نصرت کی پڑھتی ہے تمنا جان کھاتی ہے　　غرض کچھ ہو مقابل شمع کے آکر اڑاتی ہے
ادھر وہ آتشیں رو اور ادھر پروانہ نازک حال　　شہادت اسکی ہوتی ور عالم کو ہنساتی ہے
پر پروانہ کی جنبش ہوا اس دم چلاتی ہے　　مگر کیا؟ وہ ہوا اس شمع روشن کو بجھاتی ہے
حرارت خون پروانہ کی جو گرمی کھاتی ہے　　مقابل شمع کے تیل اور وہ کیا پیش جاتی ہے
تن پروانہ سا ایک ذرہ خاکستر ہو گرتی ہے　　بجھا سکے عوض میں شمع کے تمل کو گرتی ہے
لیسیہ جسم پروانہ سے جو گرمائے خبرتی ہو　　وہ تیری من کے اتنا جسم کو اسکے جلاتی ہے
مقابل گیان کے گیانی یہ پیاتے صادق ہے　　یہ کام آتا جہاد اور نے نصاحت کام کی ہے
بچھڑ ہو گئے فرقے تمہارے تیرہ صدیوں سے　　ترقی سب تمہارے ظلم کی برکت کہاتی ہے
خدا کیواسطے باز آؤ گر کچھ حق کے طالب ہو　　وگرنہ آئے صداقت جھوٹھ کے سر آڑاتی
سراپا چشمہ وحدت ہے سیدہ سے وال خسن　　خداوانی کا مادی وہ جس سے بنا ستیا ہے
گیان الیشور کا اور ہر جگت کا کوش و دیا کا　　وہ سے اپدیش ویدوں کا جہاں جس سے بچاتی ہے
تعصب چھوڑ کر انصاف سے ویدوں کو تم دیکھو
ہر اک منتر سے بس توحید کی تائید آتی ہے۔

مرزا صاحب اب قرآن کے الہامی ہونے میں فرق آتا ہے۔ اور بہت سے تعلیم یافتوں کے دلوں میں سے تعصب کا پردہ اٹھتا جاتا ہے ۵۷ فرقے پہلے موجود ہیں اور لاکھوں علاوہ ان کے مرتد ہو رہے ہیں۔ آپ کو اسی واسطے اس چودھویں صدی میں رسول بننے کا دھیان آیا۔ اور رب المسلمین نے بھی عرش سے اس ابتری کو دیکھ پایا۔ بعوض محمد صلعم اور ایران بیکے اب قادیان کی باری آئی۔ اور الہام کی ڈاک جاری ہونے لگی تاکہ قرآن کے الہامی ہونے میں کچھ فرق آجائے اور محمد صاحب کے شمشیری خزانہ کو غارت ہونے کی نوبت نہ آئے مگر کوشش بے فائدہ ہست و تسمہ برابر وے کورہ۔

قولہ۔ صدق کے عدم ثبوت سے کذب کا ثبوت لازم نہیں آتا جس حالت میں کسی شخص کا کذب ثابت نہیں تو اس پر احکام کذب کے وارد کرنا۔ اور کاذب کاذب کر کے پکارنا حقیقت میں نہیں لوگوں کا کام ہے کہ جن کا دھرم و دین پر پیشتور اور بھگوان طرف دنیا کا لالچ یا جانا ننگ و ناموس یا قوم یا برادری ہے۔

اقول۔ معلوم نہیں کہ مرزا صاحب نے یہ نرالی منطق کہاں سے سیکھا ہے کیا کسی شخص کا نیک چال چلن ثابت نہ ہونے سے اسکی بد چلنی میں کسر رہ جاتی ہے اور عدالت برتی کر سکتی ہے؟ جس طرح آفتاب وغیرہ کی روشنی نہ ہونے سے تاریکی موجود ہوتی ہے اور اضداد الموجود اسی طرح کے عدم ثبوت میں کذب کا ثبوت ہے کیا خوب وقت ہم کہتے ہیں کہ فلاں آدمی سچا نہیں ہے تو ہر ایک آدمی شخص نہیں جانتا کہ وہ جھوٹھا ضرور ہے نہیں معلوم کہ صدق و کذب کے درمیان آپ نے کونسا درجہ مانا ہے جسے نئے الہام کے رو سے اعراف گردانا۔ سوامی جی مہاراج نے کبھی کوئی دعویٰ ایسا نہیں کیا جس کا ثبوت تاویل طلب ہو بلکہ وہ تو ہر ایک بات کو مخالف سے تسلیم کرا کر عرض کیا کرتے تھے۔ فرضی طور پر کسی کے ذمہ الزام نہ جڑتے تھے مگر یہاں نگار گذشتہ راصلوٰۃ کہہ کر آپ چند آدمیوں کے عمالنامہ سے شہادت ہونے کے آپ کو بتلاتا ہے اور منصف بھی آپ ہی کو بناتا ہے خدا کرے کہ حق و باطل کی پرکھ یا اور رجال عزیز کو تعصب میں ضایع کرنے سے بچاؤ۔

(۱) جس نے شراب پی اور اپنی دختروں سے جماع کیا جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے (لوط؟ دیکھو پیدائش توریت باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک)

۲۔ جس نے بت پرستی کی۔ صدہا عورتوں سے زنا کیا قتل کیا۔ کیا وہ مومن ہے (سلیمان؟ دیکھو سلاطین ۱ باب ۱۱)

۳۔ جس نے جھوٹھ بولا۔ بہن سے جماع کیا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ابراہیم؟ دیکھو توریت باب ۲۰۔ آیت ۲ و ۱۲ باب ۱۲۔ آیت ۱۱ و ۱۹)

(۴) جس نے قتل عام کرائی۔ زنا کرائے۔ سکنا بچے مروائے۔ باکرہ چھوکریں لوٹیں اور جھوٹھ بولا۔ خدا کے الہام کی بے قدری کی۔ کیا وہ ایماندار ہے؟ (موسیٰ؟ دیکھو خروج باب ۳۲ آیت ۲۷ سے ۳۱ تک۔ اور ۲۹ گنتی باب ۳۱ آیت ۱۰ سے ۱۸ تک اور ۵ استثنا باب ۲۱۔ آیت ۱۰ سے ۱۴ تک)

۵۔ جس نے ایک عورت خاوند والی سے زنا بالجبر کیا اور اس کے خاوند کو مروا ڈالا و دیگر صفات کی جھوٹھ بولا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (داؤد۔ دیکھو سموایل ۲ ضرورت کو اثبات تک اور قرآن سورۂ ص)

۶۔ جس نے خاص و عام کے واسطے چار عورتیں اور اپنے واسطے بے شمار پایا۔ اس واسطے ۹-۱۱-۲۸ جائز بتلائیں۔ قتل و جہاد کرائے۔ گوشت خوری کو مطلق جائز کی۔ صدہا علمی کتابوں کو جلوایا۔ بے نکاح عورتوں سے تمتع کیا سوامی جو کے اور اپنے بیٹے کی جورو سے دل لگایا اور بے نکاح صحبت کی صدہا قسم کے الہاموں بعوض اقراری ہونے کے خدا کے ذمہ لگائے کیا وہ مومن ہے یا اور پاک نہیں (دیکھو حاشیہ)

۷۔ جس نے بت پرستی کی اور کرائی اور خدا کے نام پر الزام لگایا۔ جھوٹھ بولا۔ لوگوں کو دھوکا دیا قتل کرایا۔ کیا وہ مومن ہے؟ (ہارون؟ دیکھو خروج باب ۳۲ آیت ۱ سے ۶ اور ۲۲)

(۸) جو خدا کے بغیر کسی کو سجدہ نہ کرے۔ عالم اجل ہو۔ ایک خدا کو مانتا ہو۔ کیا وہ مومن نہیں؟ (شیطان؟ دیکھو قرآن)

اب اگر آپ میں کچھ بھی سعادت اور رشد کا مادہ موجود ہے تو اسپر انصافا فانہ

---

۱ قرآن سورۂ اعراف (۲) قرآن سورۂ انفال ۳ قرآن سورۂ انعام ۴ قرآن نجم
۵ بوستان سعدی دیباچہ کہ کردہ قرآن درست ۶ قرآن سورۂ احزاب تاریخ الصفوۃ جلد دوم صفحہ ۲۸۳ ۷ قرآن سورۂ احزاب و تفسیر حسینی ۸ قرآن سورۂ نسا و احزاب وغیرہ

جواب سکتے۔ ورنہ اختیار باقی ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کو اس بارہ میں اب کیا الہام ہوتا ہے ؟

تو اچھا اگر وہ حق کو قبول کریں اور ہر ایک نوع کی ضدیت چھوڑ دیں۔ تو پھر ایک غریب درویش کی طرح سب کو چھوڑ چھاڑ کر دین الٰہی میں داخل ہونا پڑے۔ تو پھر پنڈت جی اور گورو جی اور سوامی جی ان کو کون کہے۔ پس اگر ایسے لوگ حق اور راستی کے مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو اور اگر ان کا غضب و غصہ نہ بھڑکے تو اور کس کا بھڑکے ؟

اقول۔ مرزا صاحب کا عموماً عندیہ اس قسم کا ہے کہ انہیں اپنی اندھی چشم نور العین نظر آتی ہے اور دوسروں کی روشن آنکھیں نابینا دکھائی پڑتی ہیں۔ اور ایمانا یقین رکھتے ہیں کہ خرما اسپ ست واسپ دیگراں خرست۔ دین الٰہی کو اکبر شاہی یا غلام شاہی کے ڈھکوسلے زینت دنیا انصاف کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ہے۔ واضل کو فاضل لکھنا انسانیت ہے اور فرض واجبی بلکہ تعلیم حقانی سمجھ لی ہے۔ انکو گویا نہیں مانتا۔ نان آریہ دھرم یا ویدک ہدایت کے پرچارک تھے اور سب دھرم کے سرکاشنک۔ سوامی جی صرف سنیاسیوں کا خطاب ہے اور ایک واجبی آداب والقاب حق کی مخالفت کرنا اسلام کا فرض ہے نہ کہ آریوں کا۔ سوامی جی ایک غریب درویش تھے اور راستی پسند و صداقت کیش۔ آپ ہی واسطے تو مقابلہ سے منہ چھپاتے رہے۔ اور جہاں تک ہو سکا موقعہ کو ہاتھ سے گنواتے رہے۔ وہ گورداسپور آئے اور عرصہ تک سراجمان رہے۔ وہاں سماج قایم کی اور کئی مباحثے کئے۔ دیا کھیان دیئے اور قادیان کے معزز ممبر انکی ملاقات کو گئے اور شکوک رفع کئے۔ مگر آپ خواب غفلت سے نہ جاگے۔ چار آنہ کرایہ یکہ کا گوارا نہ کیا۔ سوامی جی پھر امرتسر میں تشریف لائے تو آپ جواب بھیجو اسنے کہ خدا کے واسطے آیئے اور تسلی فرما جایئے۔ اگر حق سمجھے تو منکر نہیں ہونگے ورنہ تسلی و شانتی کو کام آئے گی۔ مگر تشریف ضرور لایئے۔ جواب کے پہنچتے ہی سبق نہیں پڑھی ہوا اور وسواس طاری تھی۔ الہام فراموش ہوا۔ اور اسلام حلقہ بگوش۔ حالانکہ لقب سے ملقب ہوئی اور نزع زوال کی نوبت حایل قادیان سے باہر نہ نکلے۔ اور بارہ منوسمہانی بہت مرتبہ نہ کیجئے اور نہ مقابلہ کی جرات۔ شرم رہا سے ہاتھ دھو حق سے لگے رہتے اور وہیں قادیان کے بیت المقدس میں تبلیغ رہا پھیر کر باتیں بنا [illegible] در اسلام کو چھوڑ آریہ دھرم قبول کرتے اور بیجا طمع دنیا سالی اور ضدیت اسلامی جیسے کانٹے کھینچ کر راستی کو دل میں دھرتے۔ یا اگر عازم قبول حق کے سبب خدا سے ڈرتے ہی ہیں کام اسم کے قبول کرتے ہیں ایک غریب درویش (سوامی جی) کی طرح سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایشر وکت دھرم میں داخل ہونا پڑتا اور زبانی الفاظوں کے سوا صندوق میں زر و پیسہ کہاں سے آتا۔ حضرت اندھوں میں کانا راجا ہوتا ہے مگر آنکھ والوں کے حضور سیقدر رہتا ہے۔ ویسے ہی آریوں کے نزدیک آپ کی فضیلت نہ چل سکی اور نہ الہام کے تناولی احکام چلتے اور خدا کے نادی الہام و ویدک سامیان لانا پڑتا۔ نئے نئے فقرے کہاں سے بنا سکتے۔ آپ کو مرزا جی۔ مجدد جی۔ الہامی جی۔ مرشد جی۔ گوگا پیر اور دھونکل پیروں کا جانشین۔ قادیان والا میاں **دسوندھی بیگ** وغیرہ کون مانتا ؟

پس اے **ناظرین** ان واقعات پر غور فرما کر بتلاویں۔ کہ اگر ایسے لوگ ویدک دھرم کی راستی و صداقت کے پھیلانے میں مزاحم نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر مرزا صاحب جیسوں کا غصہ و کرودھ نہ بھڑکے تو کس کا بھڑکے۔ اگر اس قدر مسلمانوں کو آریہ ہوتے دیکھ ایسے طامع لوگوں کی کچھ آمدنی نہ گھٹے تو کس کی گھٹے۔ اگر انکے دل میں آگ نہ لگے تو کہاں لگے۔ اگر ان کے اوسان خطا نہ ہوں تو کس کے ہوں اگر یہ لوگ ڈوبتی ناؤ اسلام کے بچانے میں ہاتھ پاؤں ماریں۔ تو کون مارے۔ اگر یہ ملاں لوگ ایسے وقتوں میں الہام کے مدعی نہ ہوں تو اور کون ہو۔ اگر یہ لوگ داؤ پیچ کھیل کر فاقہ مستی سے کاغذی روٹیوں کا اشتہار نہ جاری کریں۔ تو اور کون کرے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ان کے دہان طمع میں پانی نہ بھر آتے۔ تو کس کے بھر آتے۔ اگر ان لوگوں پر خواب حرام نہ ہو تو کس پر ہو۔ اگر ایسے نازک موقعہ پر ان کے شکم میں چوہے نہ دوڑیں اور کھلبلی نہ ڈالیں تو کس کے ڈالیں۔ غرضیکہ لوگوں کے زیادہ آریہ ہو جانے سے جو کچھ نقصان ہے وہ انہیں کا ہے اور جتنا گھاٹا ہے وہ انکا ہے ؎

جس قدر نقصان ہے سارا ہی مرزا آپ کا — آریوں نے رزق بس مارا ہے مرزا آپ کا
منجم و بلی کھل گئی قلعی ساری ان دنوں — داؤ جو سمجھا تھا مکر کا ہارا ہے مرزا آپ کا
سکہ نامے معجزہ ملبس ثابت ہو گئے — اندرون نامنا سروں یارا ہے مرزا آپ کا
آب زمزم بلکہ کہتے تھے جسے آب حیات — وہ کنواں ثابت ہوا کھارا ہے مرزا آپ کا

قولہ۔ ان کو تو اسلام کی عزت ماننے سے اپنی عزت میں فرق آتا ہے۔ طرح طرح کے وجوہ معاش بند ہوتے ہیں تو پھر کیونکر اسلام کو قبول کر کے ہزار آفت جدید بلیں یہی وجہ ہے کہ سچائی پر تفتیش کرنے کے لئے صدہا سامان موجود ہیں اسکو تو قبول نہیں کرتے۔ اور جن کتابوں کی تعلیم حرف حرف میں شرکت کا سبق دیتی ہے اس پر ایمان لائے بیٹھے ہیں ؟

اقول۔ تف اے کند ہی باین کج فہمی تو کون سی اسلامی عزت جو انہیں ماننے سے انکار تھا۔ کیا یہی اسلام یعنی جو نبوں کی خمدار کھٹی جسے وہ خبردار نہ تھے۔ اسلام میں جو بیاں اسلام میں عزت کے آثار !! زینہار زاز فریں بدر ہنہار !! ؎

قتل عالم نشان اسلام است — تیغ در کف بیان اسلام است
غزو شیطان و خیر از یزدان — در و قبضہ عنان اسلام است
باجد اشترک تحتمہ شد — کلمہ شرک جان اسلام است
دوزمے وصل حور و غلمان ہم — این سخاوت و جنان اسلام است
گشت ویران ز جور او عالم — دین بالنحر شان اسلام است
دخل در دین ز علم و عقل حرام — سنت عالمان اسلام است
پس کتب خانہ علوم لطیف — سوختہ دوز مان اسلام است
قتل و غارت گری مرتدران — یادگار نہان اسلام است
از حدیث انا نبی بالسیف — جو ہر ظالمان اسلام است
قادیانی ز بعد ختم رسل — شک پیغمبران اسلام است
مرکز شک آور و شود کافر — بے دلیل این بیان اسلام است

مرزا صاحب! وہ کون سے وجوہ معاش ہیں جن کے بند ہو جانے کا اندیشہ فکر تھا۔ خدا کو حاضر ناظر جان اگر آپ بیان کریں تو ہم اسی سے آپکی راستی کا امتحان کریں۔ اور قرآن کے بطلان کو بعد اس کے عیاں کریں۔ ورنہ آپ کی گالی گلوچ سے ہم تسلی یاب نہیں ہوتے خواہ عمر بھر دیتے رہو۔ شرکت کو دلیل سے بیان کرو اور حق پسندی کے ارادہ سے اول اپنے گھر میں اسپر دھیان دھرو۔ یعنی اول تو پھر منہ سے بولو۔ بقول **سعدی** کہ سرہاں قوی بابد و معنوی۔ نہ رگہائے گردن بحجت قوی۔ **وید مقدس** کی نسبت ایسے الفاظ جزاک اللہ۔ اگر کبھی کوئی فاضل آدمی وید مقدس سے شرک نکال کر حرف بھی لگا سکے تو فرماوے۔ اور علانیہ بتلا دے تو ہم اسی وقت جو شرط کریں دینے کو تیار رہیں اور

اس شرک کی تعلیم کو ترک کرنے پر مستعد۔ مگر کوئی غیر مذہب والا اس معاملہ میں مقابلہ نہیں کرتا مقابلہ تو درکنار حرف اقرار زبان پر نہیں دھرتا۔ ہاں میری مراد اس جگہ مقابلہ کرنے والوں اور مستعد ہونے والوں سے سنسکرت کے فاضلوں سے ہے۔ نہ کہ عربی کے ملانوں اور انگریزی کے بابوؤں سے، تو اس حالت میں ہم ایسے وسواس کو جیسا کہ آپ کرتے ہیں سوائے زبانی بکواس کے اور کیا مانیں۔ اور کس طرح معتبر جانیں ہم قرآن شریف سے شرک و بت پرستی و آتش پرستی بحوالہ آیت قرآنی و ترجمہ مسلمہ کے عوض اسی کتاب میں کر چکے۔ اول تو کوئی دنیا بھر کا مسلمان جواب ایسے ہمیں برہان ساطع چاہئے نہ کہ صمصام قاطع۔

بعد ازاں وید سے شرک بت پرستی نکال کر بتلا دیں۔ اور مقابلہ کرا دیں زبانی جمع خرچ دولتمندی نہیں ہے بلکہ فاقہ مستی۔ گھر بیٹھے گالی گلوچ نکالنا جواب دینا نہیں ہے بلکہ تنگ دستی۔ ؎

دہن خویش بدشنام میالا صاحب
کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

قولہ۔ اگر ان مقدموں کو کہ جنکی راستبازی پر ایک نہ دو بلکہ کروڑہا آدمی گواہی دیتے چلے آتے ہیں۔ بغیر ثبوت اس کے کہ کسی کے سامنے انہوں نے مسودہ افترا بنایا۔ اس منصوبے میں کسی دوسرے سے مشورہ لیا یا وہ راز کسی شخص کو اپنے نوکروں یا دوستوں یا عورتوں سے بتلایا۔ یا کسی اور شخص نے مشورہ کرتے یا راز جتلاتے پکڑا۔ آپ ہی موت کا سامنا دیکھ کر اپنے مفتری ہونے پر اقرار کر دیا۔ یوں ہی جھوٹی تہمت لگانے پر تیار ہو جاتے ہیں؟

اقول۔ مریدوں اور امت کی گواہی اگر اعتبار پذیر ہے تو مرزا صاحب سب کے پو بارہ ہیں۔ چنانچہ مثل مشہور ہے۔ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند اسی طرح ایک مرید یقین کرتا ہے۔ پیر من خس است و یقین من بس است۔ اسی طرح مسلمان بھی یقین کرتے ہیں اور خورد سالی سے ہی باتیں بچوں کو تلقین ہیں اگر زیادہ مریدوں والے کا راست بیان ہے تو دنیا میں بودھ سے بڑھ کر کسی کا خاندان نہیں اور عیسائی اور ہنودوں سے زیادہ کسی کا خاندان نہیں۔

ثبوت افترا پردازی و مسودہ بازی و مسودہ سازی آپکے بزرگوں کا اگرچہ بہت کچھ ہے مگر تھوڑا سا مشتے نمونہ از خروارے ذیل میں عیاں کرتا ہوں۔ غور فرمائیے

اول۔ ملازمت خدیجہ ایک مالدار عورت کی محمد صاحب کے واسطے حصول نبوت کا پہلا ذریعہ ہے جوں ہی دور دراز ملکوں میں سفر کے واسطے جانا ہوا۔ نئی نئی ہوا لگی۔ نئی نئی باتیں سنی طبیعت نے گرم سرد زمانہ دیکھ کر اور ہی رنگ جمایا اور قدیمی بت پرستی میں چین نہ آیا (دیکھو قرآن ترجمہ عبد القادر دہلوی صفحہ ۶۲۲)

دوم۔ جب خدیجہ پڑھی لکھی عورت نے محمد صاحب کو جوان اور کماؤ ملازم پایا بیوہ تھی شادی کا دھیان آیا۔ اپنا اُس سے نکاح بندھوایا۔ اور سب مال اس نے حوالہ کیا۔ (دیکھو قرآن صفحہ مذکور) لائف محمد مطبوعہ ۱۸۴۲ء صفحہ ۱۱۱
۱۳۔ انگریزی بمقام کلکتہ)

شب دونوں کی رازداری اور غمگساری سے طبیعت کو امنگ لگی۔ دن رات کی صحبت سے تمام حالات گذشتہ انبیاؤں کے بر زبان یاد کئے۔ اور دیکھ ریالم تحریروں نے مختلف مذہب والوں سے فائدہ پہنچائے اور پیغمبری کی ہوا سر میں سمائی۔ اور رنج اندیشت کے سوا عالم بالا کی سیر دکھائی۔ وہی استاد ترنددا جبرئیل آ حاضر ہوا اور آسمانوں کی سیر کرائی

سوم۔ علی نامی پہلوان کو (جو حضرت کا چچا زاد بھائی تھا) زیادہ رازدار بنانے کی غرض سے اپنی بیٹی فاطمہ سے نکاح کر دامادی کے سلسلہ میں لایا۔ اور دو اور لڑکیاں ام کلثوم و رقیہ عثمان نامی فصیح اور بلیغ آدمی کے حوالہ کر کے بھی تیسرا رازدار بنایا۔ اور ذوالنورین کا خطاب دیکر دو مل دامادی کے زنجیر میں پھنسایا۔ جس نے جاں نثار محبت مرگ تک اسلام کو عمدہ طور سے چلایا تا اور اسی طرح عمر اور ابوبکر سے یارانہ بنایا۔ اور کسی کو کسی طرح اور کسی کو کسی داؤ سے ملایا۔ غرضیکہ پانچ پنچ مل کیجے کاج۔ ہارے جیتے آئے نہ لاج۔

چہارم۔ مکہ سے باہر ایک غار حرا تھی اس کو مصلحت گاہ قرار دیکر راتوں کو اکیلے وہاں تشریف لے جاتے اور مصلحت فرماتے۔ چنانچہ یہ سب حال (معارج النبوۃ و مدارج النبوۃ مطبوعہ منشی نولکشور ماہ نومبر ۱۸۷۳ء صفحہ ۹۹ سے ۱۰۷ تک رکن دوم میں اور صفحہ ۹۸ سے ۱۰۰ تک اور اسی طرح رکن چہارم کے صفحہ ۳۵ سے ۴۲ تک اور صفحہ ۹۳ سے بخوبی واضح ہوتے ہیں۔ اور تواریخ حبیب اللہ صفحہ ۴۲۔ اور یہی ذکر قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اور مدارج النبوۃ جلد دوم منشی نولکشور صفحہ ۲۲۷ میں بھی مذکور ہے۔

ان دنوں میں جس شخص نے کوئی اعتراض اٹھایا۔ حضرت علی نے تیغ ذوالفقار سے اسکا سر اتار گرایا۔ وہ حاجی مرحوم شہید کہاں ہے اگر افترا پردازی کا ثبوت دلویں۔ اس وقت کسی شخص افترا پردازی کا ثبوت دینے کو تیار ہوتے مگر وہاں تو سنتا کون تھا۔ ایک سے ایک متعصب اور لشا و صد تیغ کے پیرو۔ اور من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ کے اقرار نامہ پر صدق دل سے دستخط کر چکے تھے۔ کئی مخبر و گواہان افترا پردازی کے واسطے احکام و انتظام گرفتاری جاری کر کے کتنوں سے ضرب کھیلا کتنوں سے پھر صلح ہوئی۔ مرزا صاحب ان دنوں پیغمبری کی نابالغی کا دور تھا۔ اور ہر طرف دم دلاسے کا مسودہ اور طور تھا۔ غرضیکہ اسی مسودہ کا یہ ضمیمہ ہے جس کے حرف حرف و لفظ لفظ سے ہمدردی و حق پسندی کا خون ہے۔

قولہ۔ انبیا وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ہی کامل راستبازی کو خوبی حجت پیش کر کے دشمنوں کو بھی الزام دیا؟

اقول۔ ایسے اگر ہم نرسد خر غنیمت است۔ انبیا اگر دو سہی۔ اولیا ہی سہی رسول نہ سہی الہامی ہی سہی۔ کچھ ہو ہمیں تحقیق حق منظور ہے۔ آپ اپنی ہی راستبازی کا ثبوت دیجئے اور کسی طرح صرف ذاتیکے سا انبیا تو آپ بنے بیٹھے ہیں مگر آپ قادیانی پیغمبر ضرور ہیں۔ سب سے اول آپ اپنی بابت ثبوت دلائیے اور نیک چال چلن اور خوش معاملگی کی تصدیق کرا لیجئے۔ اگر نہیں ہے تو آپ بھی مشتے نمونہ از خروارے سب انبیاؤں کے مصداق ہیں اور حرکات لایعنی بالائے طاق ہم آپ کو بھی خاتم الانبیا جانیں گے۔ اور مہر نبوت آپ ہی کی پشت پر مانیں گے۔ ؎

بیا مرزا اگر شرمساری ز معاصی درپیش آ آنچہ داری

براہین الاحمدیہ کی جلد نمبر ۴ کے دیباچہ کے اعتراضوں
کا جواب

مرزا صاحب اس جلد کے آغاز میں مسلمانوں کی نازک حالت اور
انگریزی گورنمنٹ پر کچھ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

قولہ۔ فی الحقیقت یہ سچ ہے کہ جس قدر انکے ہمسایہ ہندوؤں کی نظر میں ایک ادنے

حیوان گائے کی عزت اور توقیر ہے۔ اُن کے دلوں میں اپنی قوم اور اپنے بھائیوں اور اپنے دین کی مہمات کی بھی اس قدر عزت نہیں۔

اقول۔ اس جگہ ہمیں شیخ سعدی کا قول یاد آیا جو اس نے گویا اسی موقعہ کے لئے بنایا ہے۔ ؎

گاوان و خران باربردار بہ از آدمیان مردم آزار

دینی مہمات سے مراد مرزا صاحب کی طرف براہین الاحمدیہ کی امداد ہے۔ نہ کہ کچھ اور چنانچہ اس کی اصلی کیفیت ناظرین کو اس اشتہار کے مطالعے سے جو از جانب مرزا غلام احمد صاحب کے شایع ہوا تھا، معلوم ہو ویگی جو اسی کتاب کے آخر میں مندرج ہے۔

قولہ۔ محقق پنڈتوں کو خوب معلوم ہے کہ کسی وید میں گائے کا حرام ہونا نہیں پایا جاتا بلکہ رگ وید کے پہلے حصہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کے زمانہ میں گائے کا گوشت عام طور پر بازاروں میں بکتا تھا۔ اور آریہ لوگ بخوشی خاطر اس کو کھاتے تھے۔

اقول مرزا صاحب ہمیشہ راستی سے کنارہ کرتے اور جھوٹے الزام فریق ثانی پر دھرتے ہیں۔ تعصب اندرونی اُن کے تار پود سے نمود ہے۔ بیجا ضد ہٹ اور درشت زبانی ان کا اصلی مقصود۔ نہیں معلوم کہ خدا کو حاضر ناظر جان کر جھوٹھ بولنے سے کیوں نہیں شرماتے اور کس واسطے (یعنی کو) اس سے اپنی ہنسی کراتے ہیں۔ ایک شخص کا مقولہ ہے کہ "دروغگو را حافظہ نباشد" وہ مرزا کے حق میں زیبا ہے اور ہمارے علیم عا چنانچہ وہ خود آگے چل کر اسی جلد نمبر ۴ کے صفحہ ۲۳۸ میں تحریر کرتے ہیں۔ کیا "رحم اور عفو کی تاکید بت پرستوں کی پستکوں میں کچھ کم ہے۔ بلکہ سچ پوچھو تو آریہ قوم کے بت پرستوں نے رحم کی تاکید کو اس کمال تک پہنچایا ہے کہ بس حد ہی کر دی ان کے ایک شاستر کا اشلوک اس وقت ہمکو یاد آیا ہے جس پر تقریباً سارے ہندوؤں کا عمل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ اھنسا پرمو دھرما۔ یعنے اس سے بڑا دھرم اور کوئی نہیں کہ کسی جاندار کو تکلیف نہ دی جاوے۔ اسی اشلوک کے رو سے ہندو لوگ کسی جاندار کو آزار دینا پسند نہیں کرتے"۔

چونکہ سچ چھپانے سے نہیں چھپتا۔ اور کسی نہ کسی پہلو میں ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ خود متعصب جہاں کیش کی قلم سے بھی ٹھیک سچی بات تحریر ہو گئی جس سے اس کی پہلی یاوہ گوئی کی خود ہی تردید ہے۔ بلکہ اس کے متعصب اور کاذب ہونے کا ثبوت مزید۔ سچ ہے اس بنت الحرامی کو حرام حلال کی تمیز نہیں اور اسکی مزاج طبیعت میں سوائے مفتخواری کے حرام و حلال اور کوئی چیز نہیں۔

گر تجھے شرم کچھ ہے اے مرزا   شرمساری سے ڈوب کر مرجا
جھوٹھ کی دی خدا نے تجھکو سزا   خود تیرے قول سے کیا رسوا
خود لکھی اپنے جھوٹھ کی تردید   اس سے رسوائی اور کیا ہے مزید
اپنے فرضی خدا سے سیکھ لیا   آپ منسوخ اپنا قول کیا
یہ جو بیہودہ بک رہا ہے تو   سگ دیوانہ بن گیا ہے تو
جبکہ بدلا ہے جامۂ انساں   پھر حیا شرم و عقل و ہوش کہاں
جس تناسخ سے سخت منکر تھا   دیکھ اب مبتلا خود اس میں ہوا
مہر اشمل بالعشم یا عوذ   تجھکو دی ہے خدائے قہور

اب ہم خوک و خمر کی کیفیت سمجھاتے ہیں۔ اور ان کے حلال ہونے کی شہادت بتلاتے۔ خوک اگلے نبیوں کے دین میں حلال ہے۔ اور حواریان عیسے کا اسیر صدق دل سے اقبال انجیل کے رو سے نوشجان فرماتے ہیں۔ اور حلال و طیب ٹھہراتے (دیکھو انجیل اعمال باب ۱۱۔ آیت ۴ سے ۹ تک) انجیل طیطس باب ۱۔ آیت ۱۵ (انجیل رومیاں باب ۱۴۔ آیت ۲ کی شرح مطبوعہ سال ۱۸۷۰ء

شتر جو بمنزلہ سور ہے (دیکھو توریت احبار باب ۱۱ و ۴ ۵) اس کو تمام مومنین کھاتے ہیں۔ شراب کا پینا تمام گذشتہ نبیوں کے مذہب میں بے وسواس ہے۔ اور قرآن کے رو سے بھی منافع للناس۔ حضرت نوح و لوط و سلیمان و عیسے وغیرہ نبی شراب پیتے تھے۔ اور اسی کے سہارے جیتے تھے (دیکھو توریت پیدائش باب ۹۔ آیت ۲۱۔ اور باب ۱۹۔ آیت ۳۰ سے ۳۸ تک۔ اور یوحنا انجیل باب ۲۔ آیت ۱ سے ۱۱ تک۔ اور لوقا باب ۲۲ آیت ۲۔ اور قرآن سورۃ بقر و سورۃ نحل) آپ کے پیغمبر صاحب بھی جنت میں اس کے پیر مغان ہیں۔ اور ان کی بدولت تمام مومناں سرشار و سرگردان (دیکھو قرآن میں ذکر شراباً طہوراً)

اب اصل جواب تحریر کرتا ہوں کہ نہیں معلوم وہ محقق پنڈت کون ہیں جن کو وید مقدس میں گائے کے مارنے کی ممانعت نہیں دکھائی پڑتی۔ آویں اور اس منتر کو آنکھیں کھول کر اور اگر کم دکھائی دیتا ہو عینک لگا کر مطالعہ کریں۔

अस्मन् गोपती स्यात बह्वीर्यजमानस्य पशून्पाहि ॥ यजु॰ अ॰ १ मं॰ १।

یہ منتر یجروید کے پہلے ادھیائے کا پہلا منتر ہے۔ پرماتما اگیا دیتا ہے "اے منشیو! پورشارتھ کی سدھی کے لیے سرواد یکار او رودھن کے سیوں والے ہو کر گائے وغیرہ سفید جانوروں کی حفاظت کو مقدم جانو جس سے تمہاری بل اور بدھی بڑھتی رہے"۔

یجروید کے شروع میں یہ صریح ہدایت موجود ہے تو پھر معترض کا دعویٰ سراپا مردود ہے۔ علاوہ براں رگ وید کے پہلے ادھیا میں اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ اور نہ گائے کی نسبت کوئی منتر کہیں ہے۔ البتہ رگوید کے اشٹک ۴۔ ادھیائے ۴ ورگ ۹ کا بارھواں منتر ہے۔

नेह भद्रं रक्षस्विने नाव वै नोपया उत। गवे च भद्रं धेनवे वीराय च श्रवस्यतेऽ नेहसो व ऊतयः सुऊतयो व ऊतयः।

ترجمہ: اے سرب سوامی (رکھشک) ایشور آپ کلیان دایک ہیں۔ دُشٹ آتما اور ہنسک جن (حرامخور آدمی) آپ کے نیائے سے ہمیشہ سزا کو پاتے ہیں اور پوتر آتما اور دیاوان (رحمدل) لوگ ہی آنند اور شانتی یعنے راحت حقیقی کے مستحق ہیں ہمیں اپنی کرپا سے ہی شم دم (ریاضت و عبادت) بکت اندریوں (حواسوں) اور گووں اور شبھ سنتان یعنے نیک اولاد اور اتم دھن سے فیضیاب کر کے سدا دیا دھرم، اوپی سرشٹ کرموں میں پرورت کیجئے آپ کے سوا کوئی رکھشک نہیں ہے۔

اس کے مطالعہ سے مرزا صاحب وسوسات شیطانی کو دور فرمائیے اور اس قسم کی جلادانہ و ظالمانہ تحریر سے باز آکر جھوٹھ لکھنے سے شرمائیے۔ ورنہ ؎

سرانجام جاہل جہنم بود   کہ جاہل نکوعاقبت کم بود

قولہ۔ اور حال میں ایک بڑے محقق یعنے آنریبل مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب

سو ہمت آن اصحاب کہف وحشتم سگ بخوف دقیانوس بادشاہ گریختہ در غارے پنہاں شدند حق تعالی بہ [illegible] [illegible] اقبال [illegible] [illegible] کامل [illegible] [illegible] خدا [illegible] [illegible] سگ [illegible] کور [illegible] سعدی [illegible]